سلسلہ

احادیث صحیحہ (اردو)

تحقیق:

فضیلۃ الشیخ محمد ناصر الدین البانی رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ وتبویب وفوائد

استاذ الحدیث ابو الحسن عبدالمنان راسخ حفظہ اللہ

استاذ العلماء ابو میمون محفوظ احمد اعوان حفظہ اللہ

مکتبہ قدوسیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سِلسِلۃ
اَحادیثِ صحیحہ

سلسلہ احادیث صحیحہ (اردو)

جلد اوّل

تحقیق:

فضیلۃ الشیخ محمد ناصر الدین البانی رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ، تبویب وفوائد

استاذ الحدیث ابو الحسن عبد المنان راسخ حفظہ اللہ

استاذ العلماء ابو میمون محفوظ احمد اعوان حفظہ اللہ

مکتبہ قدوسیہ

خوبصورت اور معیاری مطبوعات

کتاب وسنت

کی

نشر واشاعت

کے لیے

کوشاں

اشاعت —— 2009

اہتمام طباعت

ابوبکر قدوسی

مکتبہ قدوسیہ
رحمان مارکیٹ ● غزنی سٹریٹ ● اردو بازار ● لاہور پاکستان

قدوسیہ اسلامک پریس
Ph: 42-37351124 , 37230585
E-mail: *maktaba_quddusia@yahoo.com*
Website: www.quddusia.com

اللّٰهُمَّ
صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ
كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰی إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰی آلِ إِبْرَاهِيْمَ
إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

اللّٰهُمَّ
بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ
كَمَا بَارَكْتَ عَلٰی إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰی آلِ إِبْرَاهِيْمَ
إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

فہرست ابواب جلد اول

اخلاق، نیکی اور صلہ رحمی کا بیان

آداب اور اجازت طلب کرنے کے مسائل

کتاب الأذان والصلاۃ

قربانی، ذبیحوں، کھانے پینے، عقیقے اور جانور سے نرمی کرنے کا بیان

ایمان، توحید، دین اور تقدیر کا بیان

قسموں، نذروں اور کفارات کا بیان

عرض ناشر

ہر مسلمان کی یہ دلی آرزو ہوتی ہے کہ قیامت کے دن کی منزلیں اس کے لیے آسان ہو جائیں۔ اس کے لیے وہ بساط بھر جدوجہد کرتا ہے۔ حساب کے دن نبی کریم ﷺ کی شفاعت کا حصول ایک مسلمان کی آرزو بھی ہے اور امید بھی۔

نبی کریم ﷺ کی حدیث مبارکہ کی خدمت ان شاء اللہ تعالیٰ روز قیامت آپ کی شفاعت کا سبب ہوگی۔ آئمہ کرام اور محدثین عظام نے اپنی زندگیاں اس مقصد کے لیے وقف کیے رکھیں' احادیث رسول (ﷺ) کی جمع و تدوین سے لے کر راویان حدیث کی چھان پھٹک تک یہ سارا کام ایک محیر العقول کارنامہ تو ہے ہی لیکن محبت کا ایک بے مثال مظہر بھی ہے۔ اس مقصد کے حصول کے لیے محدثین نے اس دور میں ہزاروں میل سفر کیے کہ جب سفر کرنا ایک پر صعوبت کام ہوتا تھا۔ ان گنت افراد کے حالات جمع کیے' ان سے ملاقات کی۔ ان افراد کے اخلاق' عادات' حافظے' دیانت و امانت غرضیکہ ان کی سیرت کے تابناک نقوش کو امت کے سامنے ایک مرتب شکل میں پیش کیا۔

دور حاضر میں شیخ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ نے احادیث کی تحقیق اور تخریج کا جو شاندار کام کیا ہے' ماضی میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ "**سلسلة الاحاديث الصحيحة**" اور "**سلسلة الاحاديث الضعيفة و الموضوعة**" ان کی دو عظیم الشان تصانیف ہیں۔

سلسلة الاحاديث الصحيحة کا اردو ترجمہ مکتبہ قدوسیہ کی شان دار روایت کے مطابق آپ کے ہاتھ میں ہے۔ الحمد للہ مکتبہ قدوسیہ اس سے پہلے احادیث کی کتنی ہی کتب کے تراجم اور شروحات اردو اور عربی زبان میں شائع کر چکا ہے' جن میں انجاز الحاجہ شرح ابن ماجہ از مولانا محمد علی جانباز رحمہ اللہ' صحیح بخاری ترجمہ و شرح مولانا محمد داود راز دہلوی رحمہ اللہ' مشکاۃ المصابیح ترجمہ و شرح مولانا محمد صادق خلیل' مولانا محمد اسماعیل سلفی' مولانا عبدالسلام کیلانی' علامہ البانی کے تلمیذ رشید فضیلۃ الاستاذ ابو اسامہ سلیم بن عید الھلالی کی بہجۃ الناظرین شرح ریاض الصالحین' محدث العصر علامہ ڈپٹی سید احمد حسن محدث دہلوی کا حاشیہ بلوغ المرام اور سنن ابوداؤد مترجم ابوانس محمد سرور گوہر نمایاں ہیں۔

اللہ رب العزت کا بے پناہ فضل و امتنان ہے کہ اس نے ہمیں علامہ محمد ناصر الدین البانی کی اس عظیم الشان کتاب کے

ترجمہ کی اشاعت کی سعادت عطا فرمائی۔ ہم اس پر جس قدر شکر ادا کریں، وہ کم ہے۔ برادر عزیز جناب مولانا عبدالمنان راسخ کا خصوصی شکریہ ادا کرنا چاہوں گا جنہوں نے محدثانہ اسلوب میں تبویب اور ترجمے کے ساتھ ساتھ کئی ایک مقامات پر مختصر فوائد کا بھی اہتمام کیا۔ اور نہایت محنت اور خوش اسلوبی سے یہ کام انجام دیا۔ محترم مولانا محفوظ احمد اعوان نے اس کام میں ان کی معاونت کی۔ خدمت حدیث کے اس منصوبے کی تکمیل پر ہم اپنے فاضل مترجمین کے شکر گزار ہیں۔

ان کے علاوہ جن احباب نے اس عظیم خدمت حدیث میں ہمارے ساتھ کسی بھی اعتبار سے تعاون فرمایا ہے، ہم ان کی عافیت وسلامتی کے لیے دعا گو ہیں۔ اللہ رب العزت سے ہم دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمیں آئندہ بھی حدیث شریف کی خدمت کی توفیق عطا فرمائیں۔ ہمارے اس نیک عمل کو ہمارے والد مولانا عبدالخالق قدوسی شہید رحمہ اللہ کے لیے بلندی درجات کا ذریعہ بنائیں کہ جن کی تربیت کے نتیجے میں آج ہم اس قابل ہوئے۔

ربنا اغفرلي ولوالدی و للمومنین یوم یقوم الحساب

ابوبکر قدوسی

❀❀❀

عرض مترجم

قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب اور دین اسلام کی بنیاد ہے۔ اس مختصر' جامع اور مقدس کتاب میں اکثر احکام و مسائل اجمالی طور پر بیان کیے گئے ہیں۔ جن کی تفصیل جانے بغیر اصل مقصود تک پہنچنا مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن ہے۔ ان گنت اور لاتعداد درود و سلام ہوں حضرت محمد ﷺ پر کہ آپ نے ان اجمالی احکام و مسائل کی تفصیل اور عملی تفسیر اپنے پاکیزہ عمل و کردار اور ارشادات سے واضح فرمائی۔

رضا و رحمت کی بارش ہو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر کہ ان نفوس قدسیہ نے ان تفصیلات و تشریحات کو دیکھا' سنا' سمجھا' لکھا اور ان پر عمل کرتے ہوئے اس قیمتی ورثہ کو تابعین کرام تک منتقل فرما دیا۔ اور پھر تابعین عظام' تبع تابعین کرام نے بڑی محنت و جانفشانی سے سفر و حضر کی تمام صعوبتوں کو برداشت کرتے ہوئے احادیث مبارکہ کے حفظ و ضبط' درس و تدریس اور اشاعت و تحریر کا مستقل بنیادوں پر اہتمام فرمایا۔ اور الحمدللہ آج یہ ذخیرۂ حدیث جوں کا توں امت مسلمہ کے پاس صحیح اسانید کے ساتھ محفوظ ہے۔ **والحمدللّٰہ علی ذلک حمدًا کثیرًا**

ذخیرۂ حدیث کی حجیت و قطعیت' حفاظت و صداقت اور وسعت و عالمگیریت ایک حقیقت معترفہ ہے اور جن جلیل القدر' رفیع الشان اور عظیم المرتبت تابعین و محدثین کی محنت و ریاضت' امانت و دیانت اور عقیدت و مسؤلیت کے نتیجے میں یہ عظیم سرمایہ امت مسلمہ کو نصیب ہوا اس کی تفصیلات کتب علوم الحدیث' کتب جرح و تعدیل اور کتب اسماء الرجال میں دیکھی جا سکتی ہیں۔ اس قافلہ حدیث کے ہر راہی کا ذکر خیر' کہ اس نے ضبط حدیث کو کس طرح اپنا محبوب ترین مشغلہ بنایا' تاریخ اسلام کے روشن باب میں آج بھی دیکھا جا سکتا ہے۔ بنظر غائر ان کتب کا مطالعہ کرنے کے بعد حدیث کی عظمت و حجیت سے انکار کرنا چڑھتے سورج کے انکار کے مترادف ہے۔

امام البانی رحمہ اللہ اور سلسلہ احادیث صحیحہ

جمال بے مثال ہو تو الفاظ کے سانچوں میں ڈھال کر تعریف کرنا مشکل ہو جاتی ہے اور اگر جمال حسن اعمال و مصفیٰ کردار کے اجزائے ترکیبی سے تخلیق کیا گیا ہو تو احاطہ مشکل تر بلکہ بعض اوقات ناممکن ہو جاتا ہے۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اولادِ آدم میں انبیاء و رسل کے علاوہ کچھ ایسے ارباب عقل و دانش اور صاحب علم و فضل بھی پیدا فرمائے جن کا ذکر جمیل سلف و خبر سے زیادہ حیثیت رکھتا ہے۔

خدمت حدیث بھی بلاشبہ عظیم شرف و سعادت ہے اور اس عظیم شرف اور سعادت کبریٰ کے لیے اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ اپنی مخلوق میں سے عظیم لوگوں کا انتخاب فرمایا' انہی سعادت مند چنیدہ شخصیات میں سرفہرست مجدد ملت' محدث عصر حضرت علامہ محمد ناصر الدین البانی رحمہ اللہ کا نام عالی شان ہے۔ جنہوں نے ساری زندگی شجر حدیث کی آبیاری کی۔

امام البانی رحمہ اللہ حدیث وفقہ کے ثقہ امام تھے۔ تمام علوم عقلیہ ونقلیہ' عالیہ' آلیہ اور اصول وفروع پر عبور واستحضار رکھتے تھے۔ آپ کی ثقاہت وفقاہت پر تمام اہل حق کا اتفاق ہے۔ آپ کی شخصیت مشتاقان علم وعمل کے لیے نعمت ربانی تھی اور آج بھی آپ کی علمی وتحقیقی اور حدیثی خدمات اہل علم اور متلاشیان حق کے لیے روشن چراغ ہیں۔ آپ کی خدمات کے اثرات و ثمرات کو دیکھ کر ہر سچا مسلمان یہی محسوس کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو تجدید دین کے لیے ہی پیدا فرمایا تھا گو کہ آپ معصوم عن الخطاء نہ تھے' آپ کے بعض تفردات پر اہل علم کا نقد بھی ہے مگر مجموعی طور پر آپ نے علم وتحقیق کی جو قندیلیں روشن کی ہیں اہل اسلام عرصۂ دراز تک ان سے مستفیض ہوتے رہیں گے۔

آپ نے زندگی میں بہت لکھا اور بہت ہی اچھا لکھا۔ ہمیشہ قلم کے تقدس کو ملحوظ خاطر رکھا۔ فرق ضالہ و مضلہ کا رد' شرک وبدعت کی تردید' منہج محدثین کی ترویج' منکرین حدیث کا ابطال' جدید شبہات واعتراضات کا علمی ازالہ' اصول محدثین کے مطابق ذخیرۂ حدیث کی تحقیق' مفید فقہی نکات اور اسلامی تعلیمات کی جامعیت کے ساتھ ساتھ منہج اہل حدیث کی صداقت وحقانیت وغیرہ آپ کی تحریری کاوشوں کے اہم موضوعات ہیں۔

آپ کی تالیفات وتخریجات اور تحقیقات وتنقیدات اس قدر جامع' مفید اور ثمر آور ہیں کہ کوئی معمولی مکتبہ اور علمی لائبریری ان سے خالی نہیں' اور کوئی ذوق مطالعہ رکھنے والا امتی اور علمی گہرائیوں میں غوطہ زن ہونے والا عالم ان سے بے نیاز نہیں ہوتا۔ و ذلك فضل الله يوتيه من يشاء والله ذو الفضل العظيم۔ اور قلم راسخ بڑے رسوخ سے یہ بات لکھنے پر مجبور ہے کہ

صَنَّفَ الشيخ الالبانی کُتُبًا قَيِّمَةً فِي فَنِّ الْحَدِيْثِ حَتّٰى اَصْبَحَ كُلُّ مَنْ جَاءَ بَعْدَ الالبانی عَيَالًا عَلٰى كُتُبِهٖ
شیخ البانی رحمہ اللہ نے فن حدیث میں تحقیقی رنگ کے ساتھ ایسی مضبوط علمی وتحقیقی کتب مرتب فرمائی ہیں کہ آپ کے بعد آنے والا ہر شخص آپ کی تصنیفات کا محتاج ہے۔ ''اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ قَبْرَهٗ رَوْضَةً مِّنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ۔ آمین!

❀❀❀

عمر فاروق قدوسی

علامہ ناصر الدین البانی رحمۃ اللہ علیہ

(حیات و خدمات)

علامہ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ کا شمار ان عظیم المرتبت شخصیات میں ہوتا ہے کہ جنہوں نے علمی تاریخ کے دھارے کا رخ بدل دیا۔ شیخ البانی نے اپنی خدماتِ حدیث سے امت میں احادیث کی جانچ پرکھ کا شعور زندہ کیا۔ یہ حقیقت ہے کہ وہ اس اسلوب کے مجدد تھے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے خواب میں دیکھا کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جسد اطہر پر موجود مکھیوں کو اڑا رہے ہیں۔ انہوں نے الجامع الصحیح مرتب کر کے اپنے اس خواب کو تعبیر کا روپ دیا۔ بارہ سو سال بعد علامہ ناصر الدین البانی نے حدیث رسول پر ایک وقیع کام سلسلة الاحاديث الصحيحة اور سلسلة الاحاديث الضعيفة کی شکل میں انجام دیا اور کھوٹے اور کھرے کو الگ الگ کر دیا۔ ان کی تالیفات' ان کے دروس ومواعظ اور ان کے جلیل القدر تلامذہ نے لوگوں کی سوچوں کے انداز بدل کر رکھ دیے۔ اب لوگ حدیث شریف کے صرف متن پر مطمئن نہیں ہوتے بلکہ جب ان کے سامنے کوئی حدیث پیش کی جائے تو وہ مطالبہ کرتے ہیں کہ ہمیں بتایا جائے کہ یہ حدیث صحیح ہے یا حسن یا ضعیف؟

احادیث کے متعلق فکر کا یہ شعور درحقیقت علامہ البانی کا سب سے بڑا کارنامہ ہے۔ ان کے دیگر علمی کارنامے بلاشبہ لائق تحسین ہیں اور بعض تو بے مثال ہیں۔

آئندہ سطور میں اس عالم ربانی کے مختصر حالات درج کیے جاتے ہیں۔

علامہ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ چھ بھائی تھے اور آپ کے والد نے سب کا نام محمد ہی رکھا تھا۔ البتہ ان میں امتیاز کرنے کے لیے ہر ایک کے نام کے ساتھ ایک نام اور لگا دیا تھا۔ شیخ کا پورا نام محمد ناصر الدین تھا۔ آپ ۱۹۱۴ء میں البانیہ کے دارالحکومت اشقودر میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد نوح نجاتی البانی ایک بڑے حنفی فقیہ تھے۔

شاہ احمد زوغ البانیہ کا بادشاہ تھا۔ اس نے عثمانی سلطنت سے آزاد ہو کر ملک میں مغربی تہذیب و ثقافت کو پروان چڑھانا شروع کر دیا اور اہل دین کے لیے مشکلات پیدا کرنا شروع کر دیں۔ علامہ البانی کے دوراندیش والد نے دمشق کی جانب ہجرت میں عافیت سمجھی اور وہ البانیہ سے شام چلے آئے۔ اس بادشاہ کے پھیلائے ہوئے اس شر سے امت مسلمہ کو بہت بڑی خیر نصیب ہوئی۔ علامہ البانی فرماتے تھے کہ "اللہ تعالیٰ میرے والد محترم کو جزائے خیر دے کہ وہ مجھے البانیا سے ملک شام ہجرت کر کے لائے۔ ورنہ میں اگر وہاں رہا ہوتا تو من اجهل الجاهلين ہوتا۔ شیخ البانی نے ابتدائی تعلیم جمعية اسعاف

الخیریہ کے سکول سے حاصل کی۔ پھر ان کے والد نے اپنے بیٹے کے لیے ایک خصوصی نصاب مرتب کیا۔ علامہ البانی نے اپنے والد سے دینی تعلیم حاصل کی۔ بعض اور اساتذہ سے بھی انہوں نے تعلیم حاصل کی۔ علامہ البانی کے والد انہیں ایک حنفی عالم بنانا چاہتے تھے لیکن قدرت الٰہی کو کچھ اور منظور تھا۔ شیخ البانی کو بچپن سے ہی مطالعے کا شوق تھا۔ بیس برس کی عمر میں انہوں نے علامہ رشید رضا مصری کا المنار پڑھا۔ اس کے مطالعے نے ان کے دل میں علم حدیث کے حصول کی تڑپ پیدا کی۔ اس دور میں انہوں نے امام غزالی کی احیاء العلوم کی تخریج جو کہ علامہ عراقی نے کی تھی، اس کو نقل کیا اور اس پر تحقیق کی۔ یہ دو ہزار سے زیادہ صفحات کا کام تھا جو کہ شیخ البانی نے مکمل کیا۔ یہ علامہ البانی کی علم حدیث کی پہلی خدمت تھی۔ شیخ البانی کو طعنے بھی سننے پڑے اور اس کا آغاز ان کے اپنے والد کی ہی جانب سے ہوا جنہوں نے علم حدیث کو مفلس لوگوں کا پیشہ قرار دیا۔ علامہ البانی کے والد نے انہیں صاف صاف کہہ دیا کہ یا تو حنفی مقلد بن کر رہو ورنہ گھر چھوڑ دو۔ چنانچہ علامہ البانی کو گھر بار سے دستبردار ہونا پڑا۔ لیکن انہوں نے اپنے پایہ استقامت میں کسی طرح کی کوئی لغزش نہ آنے دی۔

علامہ ناصر الدین البانی نے حصول علم کے لیے جس جگہ سے سب سے زیادہ استفادہ کیا وہ دمشق کا مکتبہ الظاہریہ تھا۔ علامہ البانی کا اکثر وقت الظاہریہ لائبریری میں گزرتا۔ ان کے والد گھڑی ساز تھے۔ انہوں نے اپنے بیٹے کو گھڑی سازی کا فن سکھایا اور اس میں طاق کر دیا۔ علامہ دن میں صرف ۳ گھنٹے کام کرتے اور بقیہ وقت مکتبہ الظاہریہ میں چلے آتے۔ وہاں وہ گھنٹوں مطالعے میں مصروف رہتے۔ لائبریری میں ان کے لیے ایک علیحدہ کمرہ مخصوص تھا۔ لائبریری انتظامیہ نے انہیں لائبریری کی ایک چابی بھی دے رکھی تھی؛ چنانچہ علامہ البانی لائبریری کے عملے سے پہلے آتے اور ان کے جانے کے بعد تھکاوٹ سے چور ہو جاتے تو گھر کا رخ فرماتے۔ علامہ البانی نے اس مکتبہ میں موجود دس ہزار کے لگ بھگ مخطوطات کی فہرست مرتب کی۔ اس فہرست کی تیاری ایک مشکل اور جان جوکھوں کا کام تھا جو کہ علامہ البانی نے تنہا انجام دیا۔ ذرا دس ہزار مخطوطات کو اپنے حاشیہ خیال میں لایئے اور پھر ان کی فہرست کی ترتیب کے کام کا تصور کیجیے۔ تب اندازہ ہوگا کہ علامہ البانی نے کس مشقت اور جاں فشانی سے یہ کام مکمل کیا۔

علامہ البانی نے صرف تصنیف و تالیف نہیں کی بلکہ وہ بہت بڑے داعی بھی تھے۔ باطل عقائد و افکار کے حامل افراد سے انہوں نے درجنوں مناظرے کیے۔ دمشق کے قرب و جوار میں بھی اور دور دراز کے علاقوں میں بھی انہوں نے تبلیغی دورے کیئے وہاں دروس دیے۔ آج شیخ البانی کے دروس و مواعظ ہزاروں کی تعداد میں دستیاب ہیں جو کہ ان کی دعوتی خدمات کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔

علامہ البانی کا درس و تدریس کا ایک مخصوص حلقہ تھا۔ جس میں طلبہ و اساتذہ شرکت کرتے تھے۔ اس حلقے میں پڑھائی جانے والی کتب میں فتح المجید شرح کتاب التوحید، الروضۃ الندیہ، الالمام فی احادیث الاحکام، اصول الفقہ وغیرہ کتب شامل تھیں۔ خواتین کے لیے شیخ البانی نے الادب المفرد کے درس کا اہتمام فرمایا تھا۔

علامہ ناصر الدین البانی جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ میں بھی تین سال تک استاد رہے۔ وہاں انہیں تلامذہ کا ایک وسیع

حلقہ میسر آیا۔ جن میں سے بعض بہت نامور ہوئے اور وہ بین الاقوامی شہرت کے حامل ٹھہرے مثلاً: علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید رحمہ اللہ، شیخ مقبل بن ہادی رحمہ اللہ، شیخ ربیع بن ہادی مدخلی اور شیخ عبدالرحمٰن عبدالخالق۔

علامہ البانی نے بھی کلمہ حق کہنے کی پاداش میں قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں۔ حکومت شام نے انہیں دو مرتبہ جیل بھیجا۔ جیل میں بھی اس داعی کتاب و سنت نے تبلیغ دین کا فریضہ انجام دیا اور قیدیوں کے عقائد کی اصلاح کی۔ شیخ البانی کو ایک مرتبہ دمشق کی ''القلعہ'' نامی جیل میں ڈالا گیا۔ یہ وہی جیل تھی کہ جس میں شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ بھی رہے تھے۔

شیخ ناصر الدین البانی کی ساری زندگی درس و تدریس اور تصنیف و تالیف میں گزری۔ ان کی مؤلفات اور تعلیقات کی تعداد دو سو سے زائد ہے۔ ان میں وہ کتب بھی شامل ہیں کہ جن پر شیخ نے تحقیق و تخریج کی ہے۔ ان میں **سلسلة الاحاديث الصحيحة** اور **سلسلة الاحاديث الضعيفة** کو سب سے زیادہ شہرت حاصل ہوئی۔ علامہ البانی کی کچھ معروف کتب درج ذیل ہیں۔

مختصر صحيح بخاری۔ صحيح و ضعيف سنن اربعه۔ التوسل انواعه و احكامه۔ تحذير الساجد من اتخاذ القبور مساجد۔ ارواء الغليل۔ صحيح الجامع الصغير۔ صحيح الترغيب و الترهيب۔ آداب الزفاف۔ غاية المرام في تخريج احاديث الحلال و الحرام۔ جلباب المرأة المسلمة۔ تمام المنة۔ تحريم آلات الطرب۔

شیخ البانی کی ایک خوبی جو انہیں بہت ممتاز کرتی ہے' وہ ان کا اپنی غلطی تسلیم کرنا اور اپنے مؤقف سے رجوع کرنا ہے۔ شیخ البانی سے بعض مقامات پر سرزد ہونے والی علمی خطاؤں کی ان کے ناقدین نے نشان دہی کی تو انہوں نے بلا تامل نہ صرف اپنے مؤقف سے رجوع کیا بلکہ اس کا اعلان بھی کیا۔ اس کی کئی ایک مثالیں ان کی کتب میں ملتی ہیں۔ طوالت کے خوف سے ان کے ذکر سے اجتناب کرتا ہوں۔

شیخ البانی نے اپنی تمام تر مطبوعہ و غیر مطبوعہ کتب و لائبریری جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ کے لیے وقف فرما دی۔ وہاں شیخ نے ۳ سال تک تعلیم دی تھی۔ دنیا بھر سے وہاں طالب علم آتے ہیں' اس لیے شیخ کو یقین تھا کہ وہ طلباء ضرور ان کتب و مخطوطات سے مستفید ہوں گے۔

اس عالم ربانی نے ۲۲ جمادی الاخریٰ ۱۴۲۰ھ کو اردن کے شہر عمان میں وفات پائی۔ انہیں ان کی وصیت کے مطابق وفات کے بعد بہت جلد دفن کر دیا گیا۔ نماز عصر اور مغرب کے درمیان شیخ نے وفات پائی اور نماز عشاء کے بعد ان کی نماز جنازہ ادا کر دی گئی۔ شیخ نے وصیت فرمائی تھی کہ ان کی وفات کی اطلاع ان کے اعزہ و اقارب کو نہ دی جائے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ ان کی آمد کے انتظار میں تدفین میں تاخیر ہو' چنانچہ شیخ کی وصیت پر عمل کیا گیا۔ انہیں ان کی وصیت کے مطابق قریبی قبرستان لے جایا گیا۔ جنازہ کسی گاڑی میں رکھنے کے بجائے کندھوں پر اٹھایا گیا اور لوگ جنازے کے ہمراہ پیدل تھے۔ یہ بھی شیخ کی وصیت تھی کہ میری تدفین انتہائی قریبی قبرستان میں ہو تا کہ لوگوں کو جنازے کے ساتھ سفر کرنے کی تکلیف نہ ہو۔

اللهم اغفرله و ارحمه واكرم نزله ووسع مدخله۔ آمين يا رب العالمين

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مترجم کا شخصی تعارف

نام: عبدالمنان بن مولانا حکیم عبدالرحمٰن راسخ بن حاجی نیک محمد

وطن: منڈی ڈھاباں سنگھ ضلع ننکانہ پنجاب پاکستان

ولادت: ۱۳۹۹ ہجری بمطابق ۱۹۷۹ء

شہادات: ا۔الشهادة العالية...... جامعہ محمدیہ گوجرانوالہ

۲۔الشهادة العالمية...... جامعہ اسلامیہ صادق آباد

۳۔شهادة الدورة العلمية والتربية...... من جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ

۵۔التخصص فی التحقیق و التخریج ......مرکز الامام البخاری للتحقیق ولتراث، صادق آباد

اجازة الرواية و مشائخ: ا۔ حضرة الشيخ الفقيه الاصولی الحافظ ثناء الله الزاهدی حفظه اللّٰه

۲۔ حضرة الشيخ المحدث العلامه الحافظ عبدالمنان النور فوری حفظه اللّٰه

۳۔ حضرة الشيخ التقی النقی محمد مظفر الشيرازی

۴۔ حضرة الشيخ الفاضل قمر الزمان المدينی

تدریسی خدمات: ا۔دارالحدیث محمدیہ حافظ آباد

۲۔جامعہ امام بخاری سرگودھا

۳۔جامعہ مدنیہ فیصل آباد

۴۔خادم مرکز معاذ بن جبل للتعليم والتربية، خطیب مرکز الحدیث مومن آباد فیصل آباد

حالیہ: سینئر ریسرچ سکالر۔ مرکز البحوث العلمیۃ۔ ریاض۔ سعودی عرب۔

تصنیفات وتالیفات:

ا۔معجم اصطلاحات اصول الفقہ (عربی، طبع بیروت) ۲۔معجم اصطلاحات الاحادیث النبویۃ (عربی، طبع بیروت)

۳۔گھر برباد کیوں ہوتے ہیں؟ ۴۔آپ پر سلامتی ہو

۵۔شان حسن وحسین رضی اللہ عنہما ۶۔تاریخ ومصطلح الحدیث

۷۔ گالی ایک سنگین جرم

۸۔ انسانیت کا زیور نرمی

۹۔ فلیس منا (وہ ہم میں سے نہیں)

۱۰۔ لعنتی کون

۱۱۔ مسنون رکعات تراویح اور احناف

۱۲۔ ترجمہ و فوائد سلسلہ احادیث صحیحہ

۱۳۔ تخریج و فوائد سنن الدارمی

۱۴۔ تخریج و تصحیح 'فاعتبروا یا اولی الابصار

۱۵۔ آیئے! زندگی کو مبارک بنائیں

۱۶۔ تکلف نہ کیجیے!

۱۷۔ الطالبات مع حدیث الرسول

۱۸۔ رحمت کے فرشتے آپ کے پاس

۱۹۔ خواتین گلشن نبوی میں

❀❀❀

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(۱) الأَخْلَاقُ وَالْبِرُّ وَالصِّلَةُ

اخلاق، نیکی اور صلہ رحمی کا بیان

باب: المواخاة بين المهاجرين انفسهم

باب: مہاجرین کا آپس میں بھائی چارہ

۱۔ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: ((آخَى ﷺ بَيْنَ الزُّبَيْرِ وَبَيْنَ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ))۔[الصحيحة:٣١٦٦]

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں، آپ ﷺ نے زبیر رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے درمیان بھائی چارہ قائم کیا۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۱۶۶۔ الادب المفرد (۵۶۸)، بیہقی (۶/ ۲۶۴)

فوائد: اس مواخات سے مراد وہ پہلا بھائی چارہ ہے، جو رسول اللہ ﷺ نے مکہ مکرمہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے درمیان قائم کیا تھا، علامہ البانی رحمہ اللہ سلسلہ احادیث صحیحہ نمبر 3166 کے تحت فرماتے ہیں: ((قَالَ ابْنُ عَبْدِالْبِرِّ "كَانَتِ الْمُوَاخَاةُ مَرَّتَيْنِ مَرَّةً بَيْنَ الْمُهَاجِرِيْنَ خَاصَّةً وَذٰلِكَ بِمَكَّةَ وَمَرَّةً بَيْنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْأَنْصَارِ)) امام ابن عبدالبر رحمہ اللہ فرماتے ہیں مسلمانوں کے درمیان مواخات (یعنی بھائی چارہ) دو مرتبہ ہوا۔ ایک مرتبہ صرف مہاجرین کے درمیان مکہ مکرمہ میں اور دوسری مرتبہ مہاجرین و انصار کے درمیان مدینہ منورہ میں۔ مکہ میں مہاجرین صحابہ کے مابین جو پہلی مرتبہ مواخات قائم ہوئی یہ صحیح حدیث اس پر دلالت کرتی ہے ((لِأَنَّ الزُّبَيْرَ وَابْنَ مَسْعُوْدٍ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ كَمَا هُوَ الْمَعْلُوْمُ)) کیونکہ یہ تو معروف ہے کہ حضرت زبیر اور ابن مسعود رضی اللہ عنہما مہاجر صحابہ کرام میں سے ہیں۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت زبیر بن عوام عشرہ مبشرہ میں سے ہیں، غزوہ بدر کے علاوہ دیگر غزوات میں بھی شریک ہوئے۔ ((وَهَاجَرَ الْهِجْرَتَيْنِ)) اور آپ نے دو مرتبہ ہجرت کی اور اسی طرح حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے متعلق فرماتے ہیں ((أَسْلَمَ بِمَكَّةَ قَدِيْمًا وَهَاجَرَ الْهِجْرَتَيْنِ وَشَهِدَ بَدْرًا وَالْمَشَاهِدَ كُلَّهَا)) مکہ مکرمہ میں پہلے پہل مسلمان ہوئے اور دو مرتبہ ہجرت کی اور بدر سمیت دیگر غزوات میں شریک ہوئے۔ (تہذیب التہذیب)

باب: اذا لم تستح فاصنع ما شئت

جب حیا نہ رہے تو جو مرضی کر

۲۔ عَنْ أَبِي مَسْعُوْدٍ الْبَدْرِيِّ مَرْفُوْعًا: ((آخِرُ مَا أَدْرَكَ النَّاسُ مِنْ كَلَامِ النُّبُوَّةِ الْأُوْلَى: إِذَا لَمْ

ابو مسعود بدری رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے، پہلی نبوت کے کلام سے لوگوں نے جو آخری بات پائی ہے وہ یہ ہے، کہ جب تجھے

تَسْتَحِ فَاصْنَعْ مَاشِئْتَ))۔ [الصحيحة:٦٨٤] حیاء نہ رہے تو جو مرضی کر۔

تخریج: الصحیحة ۶۸۴ ۔ تاریخ دمشق لابن عساکر (۵۲/ ۹۲)' واللفظ له' صحیح بخاری (۶۱۲۰) بنحوہ۔

فوائد: حیاء مسلمان کا زیور ہے۔ جس طرح پھول بغیر خوشبو کے کوئی قدر و قیمت نہیں رکھتا اسی طرح اللہ تعالیٰ بے حیاء انسان کی کوئی قدر نہیں فرماتے۔ کئی لوگ فطرتاً شرمیلے اور باحیاء ہوتے ہیں اور کئی افراد تعلیم وتربیت اور تزکیہ نفس کے ذریعے شرم و حیاء کے پیکر بن جاتے ہیں۔ بہرحال شرم و حیاء کے ذریعے خیر و بھلائی حاصل ہوتی ہے اور آدمی منکرات و ہفوات سے بچا رہتا ہے، وگرنہ بے حیاء شخص کسی وقت بھی کوئی برا قدم اٹھا سکتا ہے کیونکہ جب حیاء نہ رہے تو خیر رخصت ہو جاتی ہے اور شر اپنا ٹھکانا مضبوط کر لیتی ہے۔

باب: عيادة المريض من الاخلاق

مریض کی عیادت کرنا اخلاق کا حصہ ہے

٣۔ عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ فَقَدَ كَعْباً فَسَأَلَ عَنْهُ؟ فَقَالُوْا: مَرِيْضٌ، فَخَرَجَ يَمْشِيْ حَتّٰى أَتَاهُ فَلَمَّا دَخَلَ عَلَيْهِ، قَالَ: ((أَبْشِرْ يَا كَعْبُ! فَقَالَتْ أُمُّهُ: هَنِيْئاً لَكَ الْجَنَّةُ يَا كَعْبُ! فَقَالَ: مَنْ هٰذِهِ الْمُتَأَلِّيَةُ عَلَى اللّٰهِ؟ قَالَ: هِيَ أُمِّي يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! فَقَالَ: مَا يُدْرِيْكِ يَا أُمَّ كَعْبٍ؟ لَعَلَّ كَعْباً قَالَ مَالَا يَعْنِيْهِ، أَوْ مَنَعَ مَالَا يُغْنِيْهِ))۔

کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، نبی ﷺ نے کعب کو گم پایا تو اس کے بارے میں سوال کیا۔ صحابہ نے کہا، وہ بیمار ہے۔ آپ ﷺ پیدل چلے یہاں تک کہ اُس کے پاس پہنچ گئے۔ جب آپ اُس کے ہاں داخل ہوئے، تو آپ نے فرمایا: اے کعب خوش ہو جا، اُس کی ماں نے کہا، اے کعب تیرے لیے جنت مبارک ہو۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ اللہ پر قسم چڑھانے والی عورت کون ہے؟ کعب نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ یہ میری ماں ہے۔ آپ نے فرمایا: اے ام کعب تجھے کیا معلوم شاید کعب نے بے مقصد بات کہی ہو یا ایسی چیز سے روکا ہو جو اسے غنی نہ کرتی ہو۔ (معمولی چیز دینے سے انکار کیا ہو)

تخریج: الصحیحة ۳۱۰۳۔ کتاب الصمت لابن ابی الدنیا (۱۱۰)' تاریخ بغداد (۴/ ۲۷۳)

فوائد: حدیث سے معلوم ہوا کہ ہم حتمی طور پر کسی کو جنتی نہیں کہہ سکتے، حقیقی علم صرف اللہ تعالیٰ کے پاس ہی ہے، البتہ نیک اعمال کی بنیاد پر حسن ظن اور دعائے خیر ضرور کرنی چاہیے، نیز یہ بھی واضح ہو کہ ہفوات ولغویات کی وجہ سے بھی نیک آدمی کی پکڑ ہو سکتی ہے۔ اسی لیے قرآن مجید نے اہل ایمان کی شان بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ ﴿وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ﴾ اہل ایمان فضول حرکات و سکنات سے مکمل اجتناب کرتے ہیں۔ یاد رہے! لغویات ہر اس قول و عمل کو کہتے ہیں جو بغیر سوچے سمجھے بلا فائدہ کیا جائے۔ اگر آج کا مسلمان اسی تناظر میں اپنی عادات و حرکات پر غور کرے تو شاید ساری زندگی ہی لغویات کا پلندہ نکلے۔

باب: ابغض الرجال الى الله

اللہ کے ہاں لوگوں میں سب سے زیادہ ناپسندیدہ

٤۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا۔ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((أَبْغَضُ الرِّجَالِ إِلَى اللّٰهِ: الْأَلَدُّ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نبی ﷺ سے روایت کرتی ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کے نزدیک لوگوں میں سے سب سے زیادہ ناپسندیدہ

الْخَصِمُ)). [الصحيحة: ٣٩٧٠]

سخت جھگڑالو لوگ ہیں۔

تخریج: الصحیحة ۳۹۷۰۔ بخاری (۴۵۲۳)' مسلم (۲۶۶۸)' ترمذی (۲۹۷۶) نسائی (۵۴۲۵)

فوائد: جھگڑالو سے اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ نفرت فرماتے ہیں اور اگر غور کیا جائے تو لڑائی جھگڑے میں اتنی بری قباحتیں ہیں کہ جن کی وجہ سے آدمی اللہ کا محبوب نہیں ٹھہر سکتا۔ (۱) جھگڑالو شخص اپنی اصلیت واوقات کی طرف نظر نہیں رکھتا کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے اسے بدبودار پانی کی بوند سے خوبصورت وجود عطا کرتے ہوئے عقلِ سلیم جیسی عظیم نعمت سے ہمکنار فرمایا، اس قدر عظیم احسان کے باوجود اگر کوئی شخص ہٹ دھرمی، تعصب اور باہم دست وگریبان ہونے سے باز نہ آئے اور کبر ونخوت کا شکار رہے تو وہ کبھی اللہ کا محبوب نہیں بن سکتا۔ (۲) لڑائی جھگڑا ایک ایسا گناہ ہے جس میں کئی گناہ اکٹھے ہوجاتے ہیں، مثلاً ہاتھ اور زبان کا ناروا استعمال، بغض، حسد، تہمت اور گالم گلوچ وغیرہ۔ غرض کہ آدمی لڑائی جھگڑا کرتے ہوئے، ایمان واسلام کی تمام قدریں کو کھودیتا ہے اور فسق وفجور تک پہنچ جاتا ہے۔ جس دل میں ایمان کی ایک رتی بھی ہو، وہ ضدی، ہٹ دھرم اور جھگڑالو نہیں ہوتا۔ نیز جس سے اللہ تعالیٰ بغض رکھیں' اُس پر کسی وقت بھی اپنا عذاب نازل فرمادیتے ہیں۔

العضة نقل الحديث بين الناس لغرض الفساد

چغل خوری لوگوں کے درمیان باتیں منتقل کرنا ہے فساد کی غرض سے۔

٥۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: أَتَدْرُوْنَ مَا الْعَضْهُ؟ قَالُوْا: اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ قَالَ: ((نَقْلُ الْحَدِيْثِ مِنْ بَعْضِ النَّاسِ إِلٰى بَعْضٍ، لِيُفْسِدُوْا بَيْنَهُمْ)). [الصحيحة: ٨٤٥]

انس بن مالک رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو، چغل خوری کیا ہے؟ صحابہ نے کہا، اللہ اور اس کا رسول زیادہ جانتا ہے۔ آپ نے فرمایا: بعض کی باتیں بعض کی طرف بیان کرنا تاکہ اُن کے درمیان فساد ڈالا جائے۔

تخریج: الصحیحة ۸۴۵' الادب المفرد (۴۲۵) بیہقی (۱۰/ ۲۴۶' ۲۴۷)

فوائد: عربی زبان میں ''عَاضِہٗ'' زہریلے سانپ کو بھی کہتے ہیں، جس کا ڈسا ہوا فوراً مر جاتا ہے، اسی طرح چغل خور بھی فریقین کے درمیان فتنہ وفساد کی آگ بھڑکا دیتا ہے، اور بات فوراً دشمنی اور قتل وغارت تک پہنچ جاتی ہے۔ مسلمان کو کبھی شیطان کا ڈاکیا نہیں بننا چاہیے، اگر کسی موقع پر کسی کے خلاف کوئی بات سن لے تو اُس کو وہاں پر ہی دفن کردے تاکہ فریقین کے درمیان نفرت وکدورت کے جراثیم مزید پیدا نہ ہوں۔ ایک دفعہ کسی آدمی نے اللہ کے نیک بندے کو آکر بتلایا کہ فلاں شخص آپ کے خلاف فلاں فلاں باتیں کرتا ہے، وہ سن کر فرمانے لگے مَاوَجَدَ الشَّيْطَانُ غَيْرَكَ شیطان کو تیرے علاوہ کوئی ڈاکیا نہیں ملا......؟ اور اسی طرح ایک شخص نے آکر اللہ کے نیک ولی کو کہا کہ فلاں شخص نے آپ کو فلاں فلاں گالیاں دی ہیں، وہ فرمانے لگے، اے ظالم! گالیاں اُس نے نہیں دیں، گالیاں تو تونے دی ہیں۔ اُس نے تو پتھر پھینکا تھا مگر مجھے لگا نہیں تھا، مگر تو اس قدر ظالم نکلا کہ وہ اٹھا کر مجھے مار ہی دیا۔ اللہ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں چغل خوری کی لعنت سے محفوظ فرمائے۔

من الاعمال يباعد من النار

ان اعمال کا بیان کہ جو جہنم سے دور کرتے ہیں

٦۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَحَادَةَ، عَنْ رَجُلٍ، عَنْ زَمِيلٍ لَهُ مِنْ بَنِي الْعَنْبَرِ، عَنْ أَبِيهِ وَكَانَ يُكَنَّى: أَبَا الْمُنْتَفِقِ قَالَ: أَتَيْتُ مَكَّةَ فَسَأَلْتُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ؟ فَقَالُوا: هُوَ بِعَرَفَةَ فَأَتَيْتُهُ، فَذَهَبْتُ أَدْنُو مِنْهُ فَمَنَعُونِي، فَقَالَ: ((اتْرُكُوهُ)) فَدَنَوْتُ مِنْهُ، حَتَّى إِذَا اخْتَلَفَتْ عُنُقُ رَاحِلَتِهِ وَعُنُقُ رَاحِلَتِي فَقُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ! نَبِّئْنِي بِمَا يُبَاعِدُنِي مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ، وَيُدْخِلُنِي الْجَنَّةَ؟ قَالَ: ((١.تَعْبُدُ (وَفِي رِوَايَةٍ: أُعْبُدِ) اللّٰهَ وَلَاتُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا. ٢.وَتُقِيْمُ الصَّلَاةَ الْمَكْتُوبَةَ. ٣.وَتُؤَدِّي الزَّكَاةَ الْمَفْرُوضَةَ، ٤.وَتَصُوْمُ رَمَضَانَ.٥. وَتَحُجُّ وَتَعْتَمِرُ.٦. وَانْظُرْ مَاتُحِبُّ مِنَ النَّاسِ أَنْ يَأْتُوْهُ إِلَيْكَ، فَافْعَلْهُ بِهِمْ وَمَاكَرِهْتَ أَنْ يَأْتُوْهُ إِلَيْكَ، فَافْعَلْهُ بِهِمْ، وَمَاكَرِهْتَ أَنْ يَأْتُوْهُ إِلَيْكَ، فَذَرْهُمْ مِنْهُ))۔[الصحيحة:٣٥٠٨]

محمد بن جحادہ ایک آدمی سے‘ وہ بنوعنبر قبیلہ کے اپنے ساتھی سے، وہ اپنے باپ سے جس کی کنیت ابومنتفق تھی‘ روایت کرتے ہیں، اس نے کہا میں مکہ آیا اور رسول اللہ ﷺ کے متعلق دریافت کیا؟ لوگوں نے کہا وہ عرفہ میں ہیں، میں وہاں آپ کے پاس گیا۔ میں آپ کے قریب ہونے کا ارادہ کرتا تو صحابہ مجھے روکتے۔ آپ نے فرمایا اس کو چھوڑ دو۔ چنانچہ میں آپ کے اتنا قریب ہوگیا کہ آپ کی سواری کی گردن میری سواری کی گردن سے مل گئی۔ میں نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ! مجھے ایسا عمل بتائیں جو مجھے اللہ کے عذاب سے دور کردے اور جنت میں داخل کردے؟ آپ نے فرمایا: (۱) اللہ کی عبادت کر اور اس کے ساتھ کچھ شرک نہ کر۔ (۲) فرض نماز قائم کر۔ (۳) فرض زکوٰۃ ادا کر۔ (۴) رمضان کے روزے رکھ۔ (۵) حج وعمرہ کر (٦) دیکھ جو تو پسند کرتا ہے کہ لوگ تیرے ساتھ ایسا کریں تو وہی ان کے ساتھ کر اور جو تو نا پسند کرتا ہے کہ وہ تیرے ساتھ ایسا کریں تو بھی ان کے ساتھ ویسا نہ کر۔

تخريج: الصحيحة ٣٥٠٨۔ الكنى للدولابى (١/ ٥٦)‘ مجمع الزوائد (١/ ٤٤)‘ مسند احمد (٦/ ٣٨٣)

فوائد: عامۃ الناس میں ایسا شوق ہی نہیں کہ وہ اہل علم سے ایسے اعمال وحسنات دریافت کریں جو جنت کے قریب اور جہنم سے دور کردیں۔ آج کل تو صرف حرام کو حلال کروانے کے لیے فتویٰ پوچھا جاتا ہے یا اپنے مفادات کو حل کروانے کے لیے تعویذ لکھوائے جاتے ہیں یا بے مقصد مسائل میں علما کے ساتھ بحث وتکرار کی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی حضرات صحابہ کرامؓ جیسا جذبۂ ایمان اور شوقِ جنت نصیب فرمائے۔

اكرم الناس من هو فقه في الدين

سب سے زیادہ معزز وہ ہے جو دین کو زیادہ سمجھنے والا ہے

٧۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ أَكْرَمُ النَّاسِ؟ قَالَ: ((أَتْقَاهُمْ لِلّٰهِ)) قَالُوْا: لَيْسَ عَنْ هذا نَسْأَلُكَ قَالَ: ((فَأَكْرَمُ النَّاسِ يُوْسُفُ نَبِيُّ اللّٰهِ ابْنُ نَبِيِّ اللّٰهِ ابْنِ نَبِيِّ اللّٰهِ ابْنِ خَلِيْلِ اللّٰهِ)) قَالُوْا: لَيْسَ عَنْ هذا

ابوہریرہ ﷛ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا گیا لوگوں میں زیادہ عزت والے کون ہیں؟ آپ نے فرمایا: ان میں سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والے، صحابہ نے کہا: اس کے متعلق ہم سوال نہیں کرتے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: لوگوں میں سب سے زیادہ عزت والے اللہ کے نبی یوسفؑ، صحابہ نے کہا: ہم اس بارہ

نَسْأَلُكَ قَالَ: ((فَعَنْ مَعَادِنِ الْعَرَبِ تَسْأَلُوْنَنِيْ؟ النَّاسُ مَعَادِنٌ خِيَارُهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ: خِيَارُهُمْ فِي الْإِسْلَامِ، إِذَا فَقِهُوْا))[الصحيحة:٣٩٩٦]

میں بھی سوال نہیں کرتے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: عرب قبائل کے متعلق مجھ سے سوال کرتے ہو؟ لوگ کئی قبائل پر مشتمل ہیں، ان میں سے جو دورِ جاہلیت میں بہتر تھے وہ اسلام میں بھی بہت بہتر ہیں اگر وہ دین کو سمجھیں۔

تخریج: الصحيحة ۳۹۹۶۔ بخاری (۳۳۸۳، ۳۴۹۰)، مسلم (۲۳۷۸)، احمد (۲/ ۴۳۱)

فوائد: دنیا وآخرت کی عزت وکرامت کے لیے دین سمجھنا اور فقاہت ومہارت حاصل کرنا ازحد ضروری ہے۔ حقیقی معنوں میں علم و عمل سے وابستہ لوگ ہی عزت والے ہیں۔ اس حدیث میں بھی انسانیت کی برتری کا معیار دین کی سمجھ کو ہی قرار دیا گیا ہے، مگر افسوس آج ہر دوسرا شخص دین کے بنیادی عقائد تک سے بے خبر ہے۔ مگر وہ خود کو عزتِ کل کا مالک سمجھتا ہے۔

الامر بالأرحام

رشتہ داری جوڑنے کا حکم

۸۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَفَعَهُ: ((اتَّقُوا اللّٰهَ وَصِلُوْا أَرْحَامَكُمْ)) [الصحيحة:٨٦٩]

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اس کو رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں، آپ نے فرمایا: تم اللہ سے ڈرو اور صلہ رحمی کرو۔

تخریج: الصحيحة ۸۶۹۔ تاریخ دمشق لابن عساکر (۵۹/ ۲۳۲)

فوائد: اسلام میں صلہ رحمی کی بہت اہمیت ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے یہاں تک ارشاد فرمایا: ((صِلْ مَنْ قَطَعَكَ)) جو تیرے ساتھ قطع رحمی کرے تو اس کے ساتھ بھی صلہ رحمی کر۔ رحم کے رشتہ دار بے دین ہی کیوں نہ ہوں پھر بھی اُن کے حقوق میں پہلو تہی نہیں کرنی چاہیے، آنجناب ﷺ نے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کو مشرکہ ماں کے متعلق بھی حکم فرمایا تھا ((صَلِي أُمَّكِ)) تو اپنی ماں کے ساتھ لازمی صلہ رحمی کر اور حسنِ سلوک سے پیش آ۔ الغرض دنیا وآخرت کی خوشحالی کی بنیاد بھی صلہ رحمی پر ہی ہے اگر کوئی شخص مسلمان ہو کر صلہ رحمی کا مظاہرہ کرتا ہے اور عزیز رشتہ داروں کے ساتھ نرمی وشفقت اور عفو ودرگزر والا معاملہ کرتا ہے تو وہ ساری زندگی خوش باش اور خوشحال رہتا ہے، بصورتِ دیگر قطع رحمی سے خاندانی سکون تباہ و برباد ہو جاتا ہے، آدمی ہر وقت ڈپریشن کا شکار رہتا ہے اور زندگی کی مشکلات تو دن بدن بڑھتی ہی چلی جاتی ہیں مگر ساتھ ہی ساتھ آخرت بھی تاریک ہو جاتی ہے۔ جیسا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ((لَايَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَاطِعُ رَحِمٍ)) قطع رحمی کرنے والا جنت میں داخل نہیں ہو سکتا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں فراخدلی، وسعت قلبی اور صلہ رحمی کی توفیق عطا فرمائے۔

اثقل شئ في الميزان الخلق الحسن

ترازو میں سب سے وزنی نیکی اچھا اخلاق ہے

۹۔ عن أبي الدرداء عن النبي ﷺ: ((أَثْقَلُ شَيْءٍ فِي الْمِيْزَانِ: اَلْخُلُقُ الْحَسَنُ))۔

ابو درداء نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا: ترازو میں سب سے بھاری عمل، اچھا اخلاق ہے۔

تخریج: الصحيحة ۸۷۶، ابو داود (۴۷۹۹)، ترمذی (۲۰۰۲، ۲۰۱۳)، احمد (۶/ ۴۴۶)، الادب المفرد (۲۷۰، ۴۶۴)

النهي عن الغضب

غصہ کی ممانعت کا بیان

۱۰۔ عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ: ((أَنَّ

حضرات صحابہ میں سے ایک صحابیِ رسول سے مروی ہے، بلاشبہ

رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِيِّ : أَخْبِرْنِي بِكَلِمَاتٍ أَعِيشُ بِهِنَّ، وَلَا تُكْثِرْ عَلَيَّ فَأَنْسَى)) قَالَ: ((اِجْتَنِبِ الْغَضَبَ)) ثُمَّ أَعَادَ عَلَيْهِ، فَقَالَ: ((اِجْتَنِبِ الْغَضَبَ))۔ [الصحيحة:٨٨٤]

ایک آدمی نے نبی ﷺ سے کہا مجھے ایسی باتیں بتلائیں جن کو میں ساری زندگی یاد رکھوں۔ زیادہ نہ بتانا کہ میں بھول جاؤں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تو غصہ سے پرہیز کر۔ پھر اس شخص نے دوبارہ یہی سوال کیا تو آپ نے فرمایا: تو غصہ سے بچ!

تخریج: الصحیحۃ ۸۸۴۔ احمد (۵/ ۴۰۸)' ابن ابی شیبۃ (۸/ ۳۴۷)' تاریخ دمشق (۶۷/ ۱۶۷)

فوائد: خوشگوار زندگی کے لیے غصہ پر قابو رکھنا ازحد ضروری ہے، غصے کو پی جانے میں ہی صالحیت کی معراج ہے، رسول اللہ ﷺ نے غصے پر قابو رکھنے والے شخص کو ہی بہادر اور پہلوان قرار دیا ہے۔ کم اور جائز غصے کی اگرچہ کسی حد تک گنجائش ضرور ہے لیکن غصے کی بے اعتدالی بہت بڑی خامی اور برائی ہے۔ بالخصوص نیک آدمی اکثر حرام اور ناجائز کام حالتِ غصہ میں ہی کرتا ہے۔ آپ ﷺ امام الانبیا ہونے کے ساتھ ساتھ مزاج شناس اور ماہر نفسیات بھی تھے۔ غیظ وغضب والی طبیعت رکھنے والے شخص کو ہمیشہ ترکِ غصہ کی وصیت فرماتے۔ کیونکہ غصہ کا مرض اگر بڑھ جائے تو ساری زندگی بدمزہ ہو جاتی ہے۔ سنن ابوداؤد شریف میں حسن درجہ کی روایت ہے، آپ نے فرمایا: ((اَلْغَضَبُ مِنَ الشَّيْطَانِ)) غصہ شیطان کی طرف سے ہے۔ اور ظاہر ہے جو چیز شیطان کی طرف سے ہو اُس میں خیر و بھلائی کا کوئی پہلو بھی نہیں ہو سکتا۔ دیگر روایات میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر غصے والا شخص بیٹھ جائے یا پھر لیٹ جائے یا وضو کر لے تو اللہ تعالیٰ اُس کا غصہ دور فرما دیتے ہیں۔

اهمية دفع السيئة بالحسنة

برائی کا بدلہ اچھائی کے ساتھ دینے کی اہمیت

١١۔ عَنْ رَبِيعَةَ الْأَسْلَمِيِّ، قَالَ: كُنْتُ أَخْدُمُ رَسُولَ اللّٰهِ ، فَأَعْطَانِي أَرْضًا وَأَعْطَى أَبَا بَكْرٍ أَرْضًا، وَجَاءَتِ الدُّنْيَا فَاخْتَلَفْنَا فِي عَذْقِ نَخْلَةٍ، فَقَالَ أَبُوبَكْرٍ: هِيَ فِي حَدِّ أَرْضِي! وَقُلْتُ أَنَا هِيَ فِي حَدِّيْ! وَكَانَ بَيْنِي وَبَيْنَ أَبِي بَكْرٍ كَلَامٌ، فَقَالَ لِي أَبُو بَكْرٍ كَلِمَةً كَرِهْتُهَا وَنَدِمَ فَقَالَ لِي: يَارَبِيعَةُ! رُدَّ عَلَيَّ مِثْلَهَا حَتّٰى يَكُونَ قِصَاصًا، قُلْتُ: لَاأَفْعَلُ، فَقَالَ أَبُوبَكْرٍ: لَتَقُولَنَّ أَوْ لَأَسْتَعْدِيَنَّ عَلَيْكَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قُلْتُ: مَا أَنَا بِفَاعِلٍ۔ قَالَ: وَرَفَضَ الْأَرْضَ فَانْطَلَقَ أَبُوبَكْرٍ۔ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ۔ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَانْطَلَقْتُ أَتْلُوهُ، فَجَاءَ أُنَاسٌ مِنْ أَسْلَمَ فَقَالُوا: رَحِمَ اللّٰهُ أَبَا بَكْرٍ!

ربیعہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' انہوں نے کہا میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت کرتا تھا تو آپ نے مجھے زمین دی اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بھی زمین دی۔ ہم پر دنیا غالب آ گئی، تو ہم نے کھجور کے ایک درخت میں جھگڑا کیا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا یہ میری زمین کی حد میں ہے اور میں نے کہا یہ میری حد میں ہے! میرے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے درمیان سخت کلامی ہوئی تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ایسا کلمہ کہا جس کو میں نے ناپسند کیا۔ وہ بھی شرمندہ ہوئے اور انہوں نے مجھے کہا اے ربیعہ مجھے یہی کلمہ کہو تا کہ بدلہ ہو جائے۔ میں نے کہا میں ایسا نہیں کروں گا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا تجھے ضرور کہنا پڑے گا، ورنہ میں رسول اللہ ﷺ سے فریاد کروں گا۔ میں نے کہا میں ایسا (جملہ) نہیں کہوں گا۔ ربیعہ کہتے ہیں ابوبکر زمین چھوڑ کر نبی ﷺ کی طرف چلے گئے۔ میں بھی آپ کے پیچھے چل نکلا۔ بنو اسلم قبیلہ کے چند لوگ آئے اور

فِیْ أَیِّ شَیْءٍ یَسْتَعْدِیْ عَلَیْکَ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ، وَھُوَ الَّذِیْ قَالَ لَکَ مَا قَالَ فَقُلْتُ: أَتَدْرُوْنَ مَنْ ھٰذَا؟ ھٰذَا أَبُوْ بَکْرِ الصِّدِّیْقُ، وَھُوَ (ثَانِیَ اثْنَیْنِ) وَھُوَ ذُوْ شَیْبَۃِ الْمُسْلِمِیْنَ،فَإِیَّاکُمْ یَلْتَفِتُ فَیَرَاکُمْ تَنْصُرُوْنِّیْ عَلَیْہِ فَیَغْضَبَ، فَیَأْتِیَ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ فَیَغْضَبَ لِغَضَبِہٖ، فَیَغْضَبَ اللّٰہُ لِغَضَبِھِمَا، فَیَھْلَکَ رَبِیْعَۃُ: قَالُوْا: فَمَا تَأْمُرُنَا؟ قَالَ: ارْجِعُوْا۔ فَانْطَلَقَ أَبُوْبَکْرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ۔ إِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ وَتَبِعْتُہُ وَحْدِیْ وَجَعَلْتُ أَتْلُوْہُ حَتّٰی أَتَی النَّبِیَّ فَحَدَّثَہُ الْحَدِیْثَ کَمَا کَانَ فَرَفَعَ إِلَیَّ رَأْسَہُ فَقَالَ: ((یَا رَبِیْعَۃُ! مَالَکَ وَلِلصِّدِّیْقِ؟)) قُلْتُ: یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ کَانَ کَذَا وَکَانَ کَذَا، فَقَالَ لِیْ کَلِمَۃً کَرِھْتُھَا، فَقَالَ لِیْ: قُلْ کَمَا قُلْتُ لَکَ حَتّٰی یَکُوْنَ قِصَاصاً۔ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: **((أَجَلْ فَلَا تَرُدَّ عَلَیْہِ وَلٰکِنْ قُلْ: غَفَرَ اللّٰہُ لَکَ یَا أَبَا بَکْرٍ! غَفَرَ اللّٰہُ لَکَ یَا أَبَابَکْرٍ))** قَالَ: فَوَلّٰی أَبُوْبَکْرٍ۔ رَحِمَہُ اللّٰہُ۔ وَھُوَ یَبْکِیْ۔

[الصحیحۃ:۳۲۵۸]

انہوں نے کہا، اللہ ابوبکر رضی اللہ عنہ پر رحم کرے، کس چیز کے متعلق تیرے خلاف وہ رسول اللہ ﷺ سے فریاد کریں گے۔ حالانکہ اُس نے جو کہنا تھا کہہ چکے۔ میں نے کہا تم جانتے ہو یہ کون ہے؟ یہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔ اور وہ غار میں آپ کے ساتھ دوسرا تھا۔ اور وہ مسلمانوں کے بزرگ ہیں۔ پس تم بچو کہ وہ توجہ کرے اور دیکھ لے کہ تم اس کے خلاف میری مدد کر رہے ہو تو وہ ناراض ہوجائے۔ اور رسول اللہ ﷺ کے پاس جائے تو حضور اُس کی ناراضی کی وجہ سے ناراض ہوجائیں۔ اور اُن دونوں کی ناراضی پر اللہ ناراض ہوجائے اور ربیعہ ہلاک ہوجائے۔ انہوں نے کہا، تو ہمیں کیا حکم دیتا ہے؟ کہا تم چلے جاؤ۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی طرف چلے اور میں بھی اکیلا آپ کے پیچھے چل پڑا۔ یہاں تک کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے پاس آئے اور جیسی بات تھی ویسے ہی بیان کردی۔ آپ ﷺ نے اپنا سر میری طرف اٹھایا اور فرمایا: اے ربیعہ رضی اللہ عنہ تیرے اور صدیق رضی اللہ عنہ کے درمیان کیا معاملہ ہے؟ میں نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ اس اس طرح معاملہ تھا۔ تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مجھے ایسا کلمہ کہا جس کو میں نے ناپسند کیا اور انہوں نے مجھے کہا مجھے بھی اسی طرح کا کلمہ کہو تاکہ بدلہ ہوجائے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ٹھیک ہے، وہ جملہ تو اُس پر نہ لوٹا بلکہ کہہ، اے ابوبکر! اللہ تجھے معاف کرے۔ اے ابوبکر! اللہ تجھے معاف کرے۔ چنانچہ ابوبکر روتے ہوئے چلے گئے۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۲۵۸۔ احمد (۴/ ۵۸۔۵۹)' طبرانی (۴۵۷۷)' حاکم (۲/ ۱۷۲'۱۷۴)

فوائد: غلط فہمی یا ناراضی کا ہونا ناممکن نہیں، بلکہ یہ انسان کی فطرت ہے، آدمی جذبات میں آ کر نہ کہنے والی باتیں بھی کہہ جاتا ہے، لیکن نیک صفت لوگ جذبات میں ہونے والی تقصیروں کو فوراً ندامت کے آنسوؤں سے دھو لیتے ہیں، حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں بھی ناراضی ہوجاتی تھی، مگر وہ نفوس قدسیہ تقویٰ کی بلندیوں پر فائز ہونے کی وجہ سے فوراً اپنا معاملہ رفع دفع کرتے ہوئے دل صاف کرلیتے تھے۔ اس حدیثِ طیبہ سے جہاں سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی عزت و عظمت اور مقام و مرتبہ معلوم ہوتا ہے، وہاں یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ آپ حد درجہ رقیق القلب، خوفِ خدا، خشیت الٰہی اور احترام انسانیت رکھنے والے شخص تھے۔ رضی اللہ عنہ

باب :ای الناس خیر؟

۱۲۔ عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: سُئِلَ النَّبِیُّ ﷺ: ((أَیُّ النَّاسِ خَیْرٌ؟ قَالَ :أَحْسَنُھُمْ خُلُقاً)). [الصحیحۃ: ۱۸۳۷]

لوگوں میں سب سے بہتر کون؟

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، کہتے ہیں نبی ﷺ سے سوال کیا گیا، کون سے لوگ بہت بہتر ہیں؟ آپ نے فرمایا: جو اُن میں سے اخلاق کے لحاظ سے بہت اچھے ہیں۔

تخریج: الصحیحۃ ۱۸۳۷، طبرانی (۱۳۳۲۶)

۱۳۔ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ شَرِیْكٍ، قَالَ: ((کُنَّا جُلُوْسًا عِنْدَ النَّبِیِّ کَأَنَّمَا عَلٰی رُؤُوْسِنَا الطَّیْرُ، مَایَتَکَلَّمُ مِنَّا مُتَکَلِّمٌ، إِذْ جَاءَہٗ أُنَاسٌ فَقَالُوْا: مَنْ أَحَبُّ عِبَادِاللّٰہِ إِلَی اللّٰہِ؟ قَالَ: أَحْسَنُھُمْ خُلُقًا)). [الصحیحۃ:٤٣٢]

اسامہ بن شریک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، کہتے ہیں ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس ایسے بیٹھے ہوئے تھے گویا کہ ہمارے سروں پر پرندے ہوں، اور ہم میں سے کوئی بھی کلام کرنے والا کلام نہیں کر رہا تھا۔ اچانک چند لوگ آئے اور انہوں نے کہا: اللہ کے ہاں، اللہ کے بندوں میں سے، زیادہ محبوب کون ہے؟ آپ نے فرمایا: اُن میں سے جو اخلاق کے لحاظ سے بہت اچھے ہیں۔

تخریج: الصحیحۃ ۴۳۲۔ طبرانی (۴۷۱)، ابن حبان (۴۸۶)، حاکم (۴/ ۱۹۸، ۱۹۹، ۳۹۹، ۴۰۱)

فوائد: دین آداب کا نام ہے، بے ادب سب سے بڑا بے دین ہے، آداب کو ملحوظ رکھ کر ہی انسان حیوان سے ممتاز ہوتا ہے، حسنِ ادب سے اجتماعی و معاشرتی امور میں خوشگواری پیدا ہوتی ہے۔ باادب اور بااخلاق قومیں ہی ترقی و خوشحالی کی منازل طے کرتی ہیں، جس قوم میں آداب و اخلاق اور تہذیب و وقار کا بدرجہ اتم اہتمام ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ اُن پر رحمتوں اور برکتوں کے دروازے کھول دیتا ہے۔ اس حدیث میں صحابہ کرام کی متانت، سنجیدگی، خاموشی اور کمال ادب کا ذکر ہے کہ وہ مجلس نبویؐ میں بصد ادب، انہماک سے سراپا ہوش ہو کر بیٹھتے تھے۔ مجلس میں بے توجہی یا شور و غل کی فضا نہیں ہوتی تھی بلکہ اُن کا ہر ہر سانس اُن کے باادب ہونے کی گواہی دیتا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ آج دنیا صحابہ کرام جیسے حسنِ ادب کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی صحابہ کرام جیسا باادب، بانصیب اور بااخلاق بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

ذم اللسان

۱٤۔ عَنِ الْحَسَنِ مُرْسَلًا: ((اِحْفَظْ لِسَانَكَ، ثَکِلَتْكَ أُمُّكَ مُعَاذُ! فَھَلْ یَکُبُّ النَّاسُ عَلٰی وُجُوْھِھِمْ إِلَّا أَلْسِنَتُھُمْ)). [الصحیحۃ:١١٢٢]

زبان کی مذمت کا بیان

حسن رضی اللہ عنہ سے مرسلاً مروی ہے، تیری ماں تجھے گم پائے اے معاذ رضی اللہ عنہ، تو اپنی زبان کی حفاظت کر۔ جہنم میں لوگ الٹے منہ اپنی زبانوں کی وجہ سے ہی پھینکے جائیں گے۔

تخریج: الصحیحۃ ۱۱۲۲۔ مکارم الاخلاق للخرائطی کما فی جمع الجوامع (۶۲۷) بھذا اللفظ، ترمذی (۲۶۱۶)، ابن ماجہ (۳۹۷۳)

فوائد: دنیاوی و اخروی نجات کے لیے زبان کا استعمال بنیادی حیثیت رکھتا ہے، زبان کے اچھے استعمال سے دونوں جہانوں کی

زندگی کو چار چاند لگ جاتے ہیں، اور اگر یہی زبان بے لگام ہو جائے تو انسان ذلیل و رسوا ہو جاتا ہے اور قیامت کے روز اکثر لوگ زبان کے ناجائز استعمال کی وجہ سے جہنم رسید کر دیئے جائیں گے۔ اعاذنا اللہ منہ

باب الحسن بالخادم

خادم کے ساتھ احسان کرنے کا بیان

۱۵۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ مَرْفُوْعًا: ((إِذَا أَتَى أَحَدَكُمْ خَادِمُهُ بِطَعَامٍ قَدْ وَلِيَ حَرَّهُ وَمُشَقَّتَهُ وَ مُؤْنَتَهُ فَلْيُجْلِسْهُ مَعَهُ: فَإِنْ أَبَى فَلْيُنَاوِلْهُ أُكْلَةً فِيْ يَدِهِ)). [الصحيحة: ۱۲۸۵]

ابو ہریرہ ﷺ سے مرفوعاً روایت ہے، جب تم میں سے کسی کا خادم کھانا لائے، تو اس نے کھانے کی گرمی، مشقت اور محنت برداشت کی ہے، پس وہ ضرور اُس کو اپنے ساتھ بٹھا لے، اگر مالک ایسا نہیں کرتا تو اُس کے ہاتھ میں لقمہ ہی دے دے۔

تخریج: الصحیحۃ ۱۲۸۵۔ بخاری (۲۵۵۷)، احمد (۲/ ۲۸۳)، دارمی (۲۰۸۰)

فوائد: اچھے مالک اپنے ملازمین اور خدمت گزاروں کے حق میں بھی اچھے ہوتے ہیں۔ محنت و مشقت اٹھانے والے خدمت گزار کے لیے جہاں معقول سہولیات کا اہتمام کرتے ہیں وہاں سیر و تفریح اور اچھا کھانے پینے میں بھی اُن کو محروم نہیں رکھتے۔ اس حدیث میں محسنِ انسانیت، غریبوں کے آقا و مولا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے حکم فرمایا کہ جب تمہارا باورچی حرارت کی شدت برداشت کرتے ہوئے تمہارے لیے کھانا تیار کرے تو اُسے بھی کھانے میں شریک کر لو یا کم از کم چند نوالے اُس کو دے دو تا کہ وہ بھی خوش ہو جائے۔ مگر افسوس! کہ بھاری مقدار میں کھانا ضائع تو ہو جاتا ہے مگر کسی مستحق اور خدمت گزار کے منہ میں لقمہ تک نہیں جاتا۔

دخول الرفق خير من الله

نرمی کا داخل ہونا اللہ کی طرف سے بھلائی ہے

۱۶۔ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ مَرْفُوْعًا (مُرْسَلًا): ((إِذَا أَحَبَّ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ فِي اللّٰهِ فَلْيُبَيِّنْ لَهُ فَإِنَّهُ خَيْرٌ فِي الْأُلْفَةِ، وَأَبْقَى فِي الْمَوَدَّةِ)). [الصحیحۃ: ۱۱۹۹]

علی بن حسین ﷺ سے مرفوعاً روایت ہے (مرسل) جب تم میں سے کوئی اپنے بھائی کے ساتھ اللہ کے لیے محبت کرے تو اُس سے بیان کر دے، کیوں کہ یہ وضاحت پیار میں بہتری اور محبت کو تا دیر رکھنے والی ہے۔

تخریج: الصحیحۃ ۱۱۹۹۔ الزھد لوکیع (۳۳۷)، کتاب الاخوان لابن ابی الدنیا (۶۸) عن مجاھد۔

تبيين المحبة لأخيه خير

اپنے بھائی سے محبت کا اظہار کرنا بہتر ہے

۱۷۔ عَنْ عَائِشَةَ مَرْفُوْعًا: ((إِذَا أَرَادَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ بِأَهْلِ بَيْتٍ خَيْرًا أَدْخَلَ عَلَيْهِمُ الرِّفْقَ)). [الصحیحۃ: ۱۲۱۹]

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مرفوع روایت ہے، جب اللہ تعالیٰ کسی گھر والوں کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے تو اللہ اُن میں نرمی پیدا فرما دیتا ہے۔

تخریج: الصحیحۃ ۱۲۱۹۔ احمد (۶/ ۷۱)، تاریخ کبیر بخاری (۱/ ۴۱۶)، شعب الایمان بیھقی (۶۵۶۰)

فوائد: کسی کے ساتھ بہتر اور اچھا برتاؤ کرنا یہ نرمی ہے اور ملائمت، نازکی، دھیما پن، مہربانی، رحم دلی، آہستگی، لطافت، آسانی، بردباری اور برداشت یہ نرمی کے مفہوم میں شامل ہیں۔ یعنی جو شخص سختی، خشکی، درشتی اور تلخی کی بجائے آرام، سکون اور محبت سے کام یا

بات کرے وہ نرم مزاج ہے۔ یاد رہے! اپنے موقف، عقیدے اور نظریے میں جو کچھ کتاب وسنت سے ثابت ہے، اس میں کوئی لچک، سمجھوتہ یا ڈھیل نہیں ہونی چاہیے، البتہ اپنے افکار ونظریات اور مَافِی الضَّمِیْر کو بیان کرتے وقت شستگی، شائستگی اور شگفتگی کا خیال رکھنا از حد ضروری ہے۔ انداز اس قدر نرم اور اچھا ہو کہ بات بھی سمجھ میں آ جائے اور اپنے مسلمان بھائی کی عزت پر آنچ بھی نہ آئے۔ یہی شریعت کا منشاء اور پیغمبر ﷺ کی سیرت ہے۔

ومن آداب الرؤيا

۱۸۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((۱. إِذَا اقْتَرَبَ الزَّمَانُ لَمْ تَكَدْ رُؤْيَا الْمُسْلِمِ تَكْذِبُ. ۲. وأَصْدَقُهُمْ رُؤْيَا أَصْدَقُهُمْ حَدِيثًا. ۳. وَرُؤْيَا الْمُسْلِمِ جُزْءٌ مِنْ سِتَّةٍ وأَرْبَعِينَ جُزْءً ا مِنَ النُّبُوَّةِ قَالَ: وَقَالَ: ۴. الرُّؤْيَا ثَلَاثَةٌ فَالرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ بُشْرٰى مِنَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَالرُّؤْيَا تَحْزِينٌ مِنَ الشَّيْطَانِ والرُّؤْيَا مِنَ الشَّيْءِ يُحَدِّثُ بِهِ الإِنْسَانُ نَفْسَهُ. ۵. فَإِذَا رَأَى أَحَدُكُمْ مَايَكْرَهُ فَلَا يُحَدِّثْهُ أَحَدًا، وَلْيَقُمْ فَلْيُصَلِّ قَالَ ۶. وَأُحِبُّ الْقَيْدَ فِي النَّوْمِ، وَأَكْرَهُ الْغُلَّ، الْقَيْدُ: ثَبَاتٌ فِي الدِّيْنِ)). [الصحيحة: ۳۰۱٤]

خوابوں کے آداب کا بیان

ابو ہریرہ ؓ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں، آپ نے فرمایا: (۱) جب زمانہ قریب ہو جائے گا تو ایسا نہیں ہوگا کہ مسلمان کا خواب جھوٹا ثابت ہو۔ (۲) اور خوابوں میں زیادہ سچا وہ ہوگا جو اُن میں سے گفتگو میں زیادہ سچا ہوگا۔ (۳) مسلمان کی خواب نبوت کے چھیالیس حصوں میں سے ایک حصہ ہے۔ (۴) اور آپ نے فرمایا: خواب تین طرح کی ہے: نیک خواب اللہ عزوجل کی طرف سے خوشخبری ہے۔ اور برا خواب شیطان کی طرف سے غمگین کرنے والا ہے اور فضول چیزوں کا خواب حدیثِ نفس یعنی انسان کے پراگندہ خیالات ہیں۔ (۵) جب تم میں سے کوئی ناپسندیدہ خواب دیکھے تو وہ کسی سے بیان نہ کرے اور کھڑا ہو کر نماز پڑھے۔ (۶) میں خواب میں زنجیر دیکھنا پسند کرتا ہوں اور طوق کو ناپسند۔ زنجیر سے مراد دین میں ثابت قدمی ہے۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۰۱۴۔ احمد (۲/ ۵۰۷)' مسلم (۲۲۶۳)' ابو داود (۵۰۱۹)' ترمذی (۲۲۷۱)' دارمی (۲۱۴۳)

الترغيب اطعام الطعام للخادم

۱۹۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ مَرْفُوْعًا: ((إِذَا جَاءَ خَادِمُ أَحَدِكُمْ بِطَعَامِهِ قَدْ كَفَاهُ حَرَّهُ وَعَمَلَهُ، فَإِنْ لَمْ يُقْعِدْهُ مَعَهُ لِيَأْكُلَ، فَلْيُنَاوِلْهُ أُكْلَةً مِنْ طَعَامِهِ)). [الصحيحة: ۱۰٤۳]

خادم کو کھانا کھلانے کی ترغیب کا بیان

ابو ہریرہ ؓ سے مرفوعا روایت ہے، جب تم میں سے کسی ایک کے پاس اُس کا خادم کھانا لے کر آئے، تو بلاشبہ اُس نے اس کی گرمی اور مشقت برداشت کی ہے۔ اگر مالک نے اُسے کھانے کیلئے اپنے ساتھ نہیں بٹھایا تو کھانے میں سے لقمہ ہی اُسے پکڑا دے۔

تخریج: الصحیحۃ ۱۰۴۳۔ احمد (۲/ ۴۰۶' ۴۶۴)' ابن الجعد (۳۴۳۶)

شهر السلاح على اخيه لعنة

۲۰۔ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ

اپنے بھائی پر اسلحہ لہرانا موجب لعنت ہے

ابو بکرہ ؓ سے روایت ہے' بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اللهِ ﷺ قَالَ:((إِذَا شَهَرَ الْمُسْلِمُ عَلَى أَخِيهِ سِلَاحًا فَلَا تَزَالُ مَلَائِكَةُ اللّٰهِ تَلْعَنُهُ حَتّٰى يَشِيمَهُ عَنْهُ)). [الصحیحة: ۳۹۷۳]

جب مسلمان اپنے بھائی پر اسلحہ لہرائے تو فرشتے ہمیشہ اُس پر لعنت کرتے رہتے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ اُس کو اُس سے نیام میں داخل کر لے۔

تخریج: الصحیحة ۳۹۷۳۔ مسند البزار (البحر الزخار: ۳۶۴۱)' کشف الاستار ۳۳۳۸)' احمد (۵/ ۴۱۔۴۲)

فوائد: اسلام میں مسلمان کے وجود اور اس کی جان کی بہت زیادہ قدر و قیمت ہے بلا وجہ کسی پر ہتھیار تو درکنار ہاتھ اٹھانا بھی حرام ہے۔ اسی لئے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: سچا مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں اور اسی طرح کتب احادیث میں ابواب الدیات، دیت کے مسائل پڑھنے سے انسانی وجود، اعضاء اور جان کی اہمیت و قدر مزید واضح ہوجاتی ہے۔ غصہ انسانی فطرت کا حصہ ہے، باہم مل کر رہتے ہوئے بسا اوقات کسی بات پر لڑائی جھگڑا ہو ہی جاتا ہے مگر اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ اپنے مسلمان بھائی کی جان کے درپے ہو جاؤ، اس پر اسلحہ کے ساتھ لیس ہو کر حملہ کرو، بلکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایسے شخص کا میرے ساتھ کوئی تعلق ہی نہیں جو مسلمانوں پر ہتھیار اٹھائے۔ مگر آج ہر شخص بات بات پر پستول نکالنا اپنی غیرت اور بہادری و دلیری کا حصہ سمجھتا ہے، حتی کہ بعض لوگ حدود اللہ اور اللہ کے گھر کی حرمت کو پامال کرتے ہوئے مسجدوں میں ہتھیار لے کر حملہ آور ہو جاتے ہیں۔ جس کی وجہ سے کئی بے گناہ نمازی بھی شہید ہو جاتے ہیں۔ یاد رکھیں! آج یہ ہمارا فتنہ و فساد صرف اس لیے ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات پر عمل نہیں کرتے، آپ کے ارشادات و فرمودات کے مطابق اپنی عملی حالت بہتر بنانے میں ناکام رہتے ہیں۔ وگرنہ جو حکمتیں اور حفاظتی تدابیر آنحضرت ﷺ نے بیان فرمائیں' ان پر عمل شروع ہو جائے تو معاشرہ امن و سلامتی کا گہوارہ بن سکتا ہے۔ اس حدیثِ طیبہ میں علی الاعلان اور سرعام اسلحہ لہرانے کی ممانعت ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: جو شخص تلوار، ہتھیار یا اسلحہ لے کر گھر سے باہر نکلے' وہ اُسے چھپا کر رکھے کہیں ایسا نہ ہو کہ معمولی سی غفلت اور سستی کی وجہ سے ((يُصِيبُ أَحَدًا مِنَ الْمُسْلِمِينَ مِنْهَا بِشَيْءٍ)) مسلمانوں میں سے کسی کا نقصان ہو جائے۔ اور یقیناً خاتم المرسلین ﷺ کی ہر بات میں حکمت و دانائی کا ایک جہان ہوتا ہے، اسلحہ، تلوار یا مخصوص ہتھیار تو درکنار آپ ﷺ نے مطلقاً لوہے کے ساتھ اشارہ کرنے سے منع فرمادیا، حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا: ((مَنْ أَشَارَ إِلَى أَخِيهِ بِحَدِيدَةٍ فَإِنَّ الملائكةَ تَلْعَنُهُ حَتّٰى وإِنْ كَانَ أَخَاهُ أَوْ أَبَاهُ أو أُمَّهُ)) "جس نے اپنے بھائی کی طرف لوہے کی چیز سے اشارہ کیا تو فرشتے ہر حال میں اس پر لعنت کرتے ہیں خواہ وہ اس کا ماں باپ کی طرف سے سگا بھائی کیوں نہ ہو" اس حدیث سے چار باتیں معلوم ہوئیں: (1) مطلقاً لوہے کی چیز سے مارنا یا اشارہ نہیں کرنا چاہیے۔ (2) اگرچہ بے تکلف دوست یا حقیقی سگا بھائی کیوں نہ ہو اس کی طرف بھی اس طرح کی چیز سے اشارہ کرنا حرام ہے۔ (3) شغل، مذاق یا ویسے عادتاً ایسا کرنا بھی ممنوع ہے، چہ جائے کہ عمداً اور سنجیدگی سے ایسا کیا جائے۔ (4) ایسا کرنے والا شخص جہاں رسول اللہ ﷺ کی شفقت و محبت سے محروم رہے گا وہاں اللہ تعالیٰ کے فرشتے اس پر لعنت کریں گے جب تک وہ ایسا کرنے سے باز نہیں آتا۔ آج ہم آپ ﷺ کی تعلیمات پر عمل کرتے ہوئے بے شمار فتنوں سے بچ سکتے ہیں۔ نفرت اور قتل و غارت کا جوش ٹھنڈا ہوسکتا ہے، کیونکہ آپ کی باتیں امت کیلئے امن و سلامتی اور محبت کا پیغام ہیں۔

باب: ومن الامور النجيحة — کامیابی والے چند امور کا بیان

۲۱۔ عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا ظَنَنْتُمْ فَلَا تُحَقِّقُوْا. وَإِذَا حَسَدْتُّمْ فَلَا تَبْغُوْا. وَإِذَا تَطَيَّرْتُمْ فَامْضُوْا، وَعَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلُوْا. وَإِذَا وَزَنْتُمْ فَأَرْجِحُوْا)). [الصحيحة:٣٩٤٢]

جابر ﷛ سے مروی ہے، کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم گمان کرو تو یقین نہ کرلیا کرو اور جب تم حسد کرو تو ظلم نہ کرو اور جب تم بدشگونی پکڑو تو اپنے کام کو جاری رکھو اور اللہ پر بھروسہ کرو اور جب تم وزن کرو تو جھکتا دیا کرو۔

تخریج: الصحیحة ۳۹۴۲۔ التمهید لابن عبد البر (۶/ ۱۲۵)' بدون السند' الكامل لابن عدی (۴/ ۱۶۲۳)' ابن ماجه (۲۲۲۲)' مختصراً بلفظ "اذا وزنتم فارجحوا"

فوائد: آنجناب ﷺ کے ان ارشادات عالیہ کے مطابق تربیت کر لینے سے ہر مسلمان کی زندگی خوشگوار ہو سکتی ہے۔ آج کل معاشرے میں ہر طرف رسول اللہ ﷺ کے ان فرمودات عالیہ کے خلاف ہی عمل ہو رہا ہے، جس کی وجہ سے مسلمان طرح طرح کی آزمائشوں کا شکار ہیں۔

باب :سكون الغضب بالتعوذ

اعوذ باللہ کے ساتھ غصہ کے ٹھنڈا ہونے کا بیان

۲۲۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعًا: ((إِذَا غَضِبَ الرَّجُلُ، فَقَالَ: أَعُوْذُ بِاللّٰهِ، سَكَنَ غَضَبُهُ)).

[الصحيحة: ١٣٧٦]

ابو ہریرہ ﷛ سے مرفوعاً روایت ہے، جب آدمی کو غصہ آئے، تو وہ اعوذ باللہ کہے، اُس کا غصہ ختم ہو جائے گا۔

تخریج: الصحیحة ۱۳۷۶۔ تاریخ جرجان للسهمی (ص:۲۵۲)' الكامل لابن عدی (۵/ ۱۸۹۶)

فوائد: کیونکہ غصہ شیطان کی طرف سے ہوتا ہے اور جب انسان تعوذ پڑھتا ہے تو شیطانی اثر دفع ہو جاتا ہے اور غصہ رفع ہو جاتا ہے۔

باب: فضل مصافحة المسلم للمسلم

باب: مسلمان کے ساتھ مصافحہ کی فضیلت

۲۳۔ عَنْ عَبْدَةَ بْنِ أَبِيْ لُبَابَةَ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مَرْفُوْعًا: ((إِذَا لَقِيَ الْمُسْلِمُ أَخَاهُ الْمُسْلِمَ، فَأَخَذَ بِيَدِهِ فَصَافَحَهُ، تَنَاثَرَتْ خَطَايَا هُمَا مِنْ بَيْنِ أَصَابِعِهِمَا كَمَا يَتَنَاثَرُ وَرَقُ الشَّجَرِ بِالشِّتَاءِ)) قَالَ عَبْدَةُ: ((فَقُلْتُ مُجَاهِدٍ: إِنَّ هٰذَا لَيَسِيْرٌ، فَقَالَ مُجَاهِدٌ: لَا تَقُلْ هٰذَا، فَإِنَّ اللّٰهَ۔ تَعَالٰى۔ قَالَ فِيْ كِتَابِهِ: ﴿لَوْ أَنْفَقْتَ مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيْعًا مَا أَلَّفْتَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ أَلَّفَ بَيْنَهُمْ﴾ [الأنفال:۶۳]

عبدہ بن ابولبابہ مجاہد سے اور وہ ابن عباس ﷛ سے مرفوعاً روایت کرتے ہیں، جب مسلمان اپنے مسلمان بھائی کو ملے پھر اُس کا ہاتھ پکڑ کر مصافحہ کرے تو اُن کی انگلیوں کے درمیان سے گناہ اس طرح گرتے ہیں جس طرح موسم سرما میں درختوں کے پتے جھڑ جاتے ہیں۔ عبدہ کہتے ہیں میں نے مجاہد کو کہا: یہ عمل تو بہت تھوڑا سا ہے۔ مجاہد نے کہا ایسا نہ کہہ۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا ہے: اے نبی جو کچھ زمین میں ہے وہ سارے کا سارا بھی تو خرچ کر لیتا تو ان کے دلوں کو نہ جوڑ سکتا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کے درمیان محبت پیدا کر دی۔ عبدہ کہتے ہیں اس سے میں نے

لَعَرَفْتُ فَضْلَ عِلْمِهِ عَلَى غَيْرِهِ))۔
[الصحيحة:٢٠٠٤]

مجاہد کی فضیلت کو دوسروں پر پہچان لیا۔

تخریج: الصحیحة ۲۰۰۴۔ تاریخ واسط لبحشل (ص: ۱۷۸)

فوائد: اس حدیثِ طیبہ سے مصافحہ کی اہمیت وفضیلت ثابت ہوتی ہے اور اس قدر اجر وثواب اُسی صورت میں ہوسکتا ہے، جب مصافحہ سنت کے مطابق کیا جائے اور دلائل کی روشنی میں سنت کے مطابق مصافحہ صرف ایک ہاتھ سے کرنا ثابت ہے۔ سیدنا ابوہریرہ ﷛ بیان فرماتے ہیں، کہ رسول اللہ ﷺ مجھے ملے اور میں حالتِ جنابت میں تھا۔ ((فَمَدَّ يَدَهُ إِلَيَّ فَقَبَضْتُ يَدِيْ عَنْهُ)) آپ نے میری طرف ہاتھ بڑھایا اور میں نے آپ سے اپنے ہاتھ کو سمیٹ لیا۔ اور اس طرح لغت کے مشہور امام ابن اثیر رحمہ اللہ مصافحہ کا طریقہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں ((الْصَاقُ صَفْحِ الْكَفِّ بِالْكَفِّ)) ہتھیلی کے اندر والے حصے کو دوسری دوسری ہتھیلی کے اندر والے حصے سے ملانا مصافحہ ہے۔ نیز ابن مسعود ﷛ کی جس روایت سے دونوں ہاتھوں کے ساتھ مصافحہ کا ثبوت پیش کیا جاتا ہے، وہ آئمہ احناف کے مطابق بھی ملاقات کے عام مصافحہ کا واقعہ نہیں بلکہ آپ نے بوقت تعلیم اہتمام وتاکید کے لیے اُن کی ہتھیلی کو اپنی دونوں ہتھیلیوں کے درمیان رکھا تھا۔

جواز الحج عن الميت

میت کی طرف سے حج کرنے کا بیان

٢٤۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رُجُلًا أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: إِنَّ أَبِيْ مَاتَ وَلَمْ يَحُجَّ، أَفَأَحُجُّ عَنْهُ؟ قَالَ: ((أَرَأَيْتَ لَوْ كَانَ عَلَى أَبِيْكَ دَيْنٌ أَكُنْتَ قَاضِيَهُ؟ قَالَ: نَعَمْ قَالَ: حُجَّ عَنْ أَبِيْكَ)).
[الصحيحة:٣٠٤٧]

ابن عباس ﷠ سے مروی ہے کہ بے شک ایک آدمی نبی ﷺ کے پاس آیا اور اس نے کہا: میرا باپ فوت ہوگیا ہے اور اُس نے حج نہیں کیا، کیا میں اُس کی طرف سے حج کروں؟ آپ نے فرمایا: کیا خیال ہے تیرا؟ اگر تیرے باپ پر قرض ہوتا، تو اُس کو اُس کی طرف سے ادا کرتا؟ اُس نے کہا ہاں! پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اپنے باپ کی طرف سے حج کر۔

تخریج: الصحیحة ۳۰۴۷۔ ابن حبان (۳۹۸۱)، طبرانی (۱۲۳۳۲)، طحاوی فی المشکل (۳/ ۲۲۱)

باب: الامر بصلة الارحام

باب: صلہ رحمی کا حکم

٢٥۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ النَّبِيَّ قَالَ فِيْ مَرَضِهِ: ((أَرْحَامَكُمْ أَرْحَامَكُمْ)).
[الصحيحة:١٥٣٨،٧٣٦]

انس بن مالک ﷛ سے مروی ہے: بلاشبہ نبی ﷺ نے اپنی بیماری کے ایام میں کہا، رحم کے رشتوں کو توڑنے سے بچو۔ رحم کے رشتوں کو توڑنے سے بچو۔

تخریج: الصحیحة ۷۳۶، ۱۵۳۸۔ صحیح ابن حبان (۴۳۶)، المجلس '۸۲' من الامالی للعراقی

٢٦۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ مَرْفُوْعًا: ((اِرْحَمُوْا تُرْحَمُوْا، وَاغْفِرُوْا

عبداللہ بن عمرو بن عاص ﷛ سے مرفوعاً روایت ہے، تم رحم کرو، تم پر رحم کیا جائے گا اور معاف کرو، اللہ تمہیں معاف کرے گا۔ اُن

يَغْفِرِاللّٰهُ لَكُمْ، وَوَيْلٌ لأَقْمَاعِ الْقَوْلِ، وَوَيْلٌ لِّلْمُصِرِّيْنَ الَّذِيْنَ يُصِرُّوْنَ عَلٰى مَافَعَلُوْا وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ)) [الصحيحة:٤٨٢]

کے لیے ہلاکت ہے، جو بات سنتے ہیں سمجھتے نہیں (یعنی سنی ان سنی کر دیتے ہیں) اور اصرار کرنے والوں کے لیے بھی ہلاکت ہے، جو جاننے کے باوجود گناہ پر اصرار کرتے ہیں۔

تخریج: الصحیحۃ ۴۸۲۔ الادب المفرد (۳۸۰)' احمد (۲/ ۱۶۵۔۲۱۹)' عبد بن حمید (۳۲۰)

فوائد: رحم دلی اور معاف کرنا یہ دونوں عظیم عمل ہیں، اللہ تعالیٰ رحم دلی اور معاف کرنے سے سنگین معاملات کی پیچیدگیاں بھی معاف فرما دیتے ہیں اور اگر رحم دلی اور معافی کا جذبہ ختم ہو جائے تو معاملات بگڑ جاتے ہیں، اس حدیث میں رحمدل اور معاف کرنے والے لوگوں کے متعلق یہ بیان کیا گیا ہے کہ ایسے لوگ ہی اللہ کی رحمت اور بخشش کے مستحق ٹھہرتے ہیں جو اُس کے بندوں کے ساتھ رحم اور معافی والا معاملہ کریں اور جو لوگ ہٹ دھرم اور اپنے مذموم موقف پر اڑ جاتے ہیں اُن کو جہنم کی وادیٔ ویل کی وعید سنائی گئی ہے۔ قرآن میں بھی اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں ہٹ دھرم ضدی شخص سے محبت نہیں کرتا۔

باب الترغيب بإحسان الأرقاء

غلاموں کے ساتھ احسان کرنے کی ترغیب کا بیان

۲۷۔ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ جَارِيَةَ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ: ((أَرِقَّاءَ كُمْ! أَرِقَّاءَ كُمْ، أَرِقَّاءَ كُمْ، أَطْعِمُوْهُمْ مِمَّا تَاكُلُوْنَ، وَاكْسُوْهُمْ مِمَّاتَلْبَسُوْنَ، فَإِنْ جَاؤُوْا بِذَنْبٍ لَاتُرِيْدُوْنَ أَنْ تَغْفِرُوْهُ، فَبِيْعُوْا عِبَادَاللّٰهِ وَلَا تُعَذِّبُوْهُمْ)).

یزید بن جاریہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، کہتے ہیں نبی ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر تین مرتبہ ارشاد فرمایا: اپنے غلاموں کا خیال رکھو۔ جیسا کھانا تم کھاتے ہو، ویسا اُن کو کھلاؤ، جیسا تم پہنتے ہو، ویسا اُن کو پہناؤ اگر وہ ایسا گناہ کریں کہ تم اُس کو معاف نہیں کرنا چاہتے تو اللہ کے بندوں کو بیچ دو اور اُن کو عذاب نہ دو۔

تخریج: الصحیحۃ ۷۴۰۔ احمد (۴/ ۳۵۔۳۶)' طبرانی (۲۲/ ۲۴۴)' عبد الرزاق (۱۷۹۳۵)' ابن سعد (۳/ ۷۷)

تحريم المباشرة في أدبار النساء

عورتوں کی دبروں کی مباشرت کرنے کی حرمت کا بیان

۲۸۔ عَنْ عُمَرَ۔ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ۔ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِسْتَحْيُوْا فَإِنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَحْيِيْ مِنَ الْحَقِّ، لَا تَاتُوْا النِّسَاءَ فِيْ أَدْبَارِهِنَّ)). [الصحيحة:٣٣٧٧]

عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: شرم کرو، اللہ تعالیٰ حق بیان کرنے سے نہیں شرماتے۔ عورتوں کی پیٹھوں میں مباشرت نہ کرو۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۳۷۷۔ نسائی فی الکبری (۹۰۰۹)' مسند البزار (البحر الزخار:۳۳۹)' مسند ابی یعلی (الکبیر:۷۷۹)

فوائد: فطرت کے تقاضوں کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے جائز اور حلال جگہ صحبت و مباشرت کرنی چاہیے۔ دوران حیض غلبہ ہوس پرستی کے پیش نظر دبر میں دخول کرنا حد درجہ حیوانیت اور گناہ ہے بلکہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ((قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَلْعُوْنٌ مَنْ أَتَى اِمْرَأَةً فِيْ دُبُرِهَا)) ''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص عورت سے اس کی دبر میں دخول کرے وہ لعنتی ہے۔'' سیدنا حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ

رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: کہ ((اِتْيَانُ النِّسَاءِ فِي أَدْبَارِهِنَّ حَرَامٌ)) عورتوں کی پاخانہ والی جگہ میں جماع کرنا حرام ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اللہ ایسے آدمی کی طرف رحمت کی نظر سے نہیں دیکھے گا جس نے کسی مرد یا عورت سے دبر میں بدفعلی کی۔ مگر افسوس کہ فحاشی وعریانی نے انسانیت کو درندوں سے زیادہ بدحواس اور شہوانی جذبات کا مریض بنا دیا ہے کہ وہ اس قدر مذموم وملعون کام کرتے ہوئے بھی کوئی حرج محسوس نہیں کرتے۔ اعاذنا اللہ منہ

باب الحض علی سماحة

نرمی کی ترغیب کا بیان

۲۹۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَفَعَهُ: ((اِسْمَحْ يُسْمَحْ لَكَ)). [الصحيحة:١٤٥٦]

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً روایت ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: تو نرمی کر، تیرے لیے بھی نرمی کی جائے گی۔

تخریج: الصحیحۃ ۱۴۵۶۔ احمد (۱/ ۲۴۸)، محمد بن سلیمان الربعی فی "جزء من حدیثه" (۲۱۲/ ۲)، تاریخ دمشق (۶۶/ ۲۰۴)

ضمانة ستة ضمانة للجنة

چھ چیزوں کی حفاظت جنت کی ضمانت

۳۰۔ عَنْ عَبَادَةَ مَرْفُوْعًا: ((اِضْمَنُوْا لِيْ سِتًّا مِنْ اَنْفُسِكُمْ اَضْمَنْ لَكُمُ الْجَنَّةَ اُصْدُقُوْا إِذَا حَدَّثْتُمْ وَاَوْفُوْا إِذَا وَعَدْتُّمْ وَاَدُّوْا إِذَا اؤْتُمِنْتُمْ، وَاحْفَظُوْا فُرُوْجَكُمْ وَغُضُّوْا اَبْصَارَكُمْ، وَكُفُّوْا اَيْدِيَكُمْ)). [الصحيحة:١٤٧٠]

عبادہ سے مرفوعاً روایت ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: تم اپنی طرف سے مجھے چھ چیزوں کی ضمانت دو میں تمہیں جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔ (۱) جب بات کرو تو سچ بولو۔ (۲) جب وعدہ کرو تو پورا کرو۔ (۳) جب تمہارے پاس امانت رکھی جائے تو ادا کرو۔ (۴) اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرو۔ (۵) اپنی آنکھوں کو نیچا رکھو۔ (۶) اور اپنے ہاتھوں کو روکے رکھو۔

تخریج: الصحیحۃ ۱۴۷۰۔ ابن خزیمہ فی حدیث علی بن حجر (۹۱)، ابن حبان (۲۷۱)، احمد (۵/ ۳۲۳)، حاکم (۴/ ۳۵۸، ۳۵۹)

اطاعة الوالد واجبة فی الامور المباحة

جائز امور میں والد کی اطاعت ضروری ہے

۳۱۔ عَنْ حَمْزَةَ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ أَبِيْهِ۔ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ۔ قَالَ: ((كَانَتْ تَحْتِيْ امْرَأَةٌ اُحِبُّهَا وَكَانَ عُمَرُ يَكْرَهُهَا، فَقَالَ عُمَرُ طَلِّقْهَا فَاَبَيْتُ، فَذَكَرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ فَقَالَ: ((اَطِعْ اَبَاكَ وَطَلِّقْهَا)). [الصحيحة:٩١٩]

حمزہ اپنے باپ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے کہا: میری ایک بیوی تھی، میں اُس سے محبت کرتا تھا اور عمر رضی اللہ عنہ اُس سے نفرت کرتے تھے۔ میرے باپ عمر نے کہا اس کو طلاق دے دے۔ میں نے انکار کر دیا، تو انہوں نے یہ بات نبی ﷺ کو بتائی۔ تو آپ نے فرمایا: اپنے باپ کی فرمانبرداری کر اور اس کو طلاق دے دے۔

تخریج: الصحیحۃ ۹۱۹، ابوداود (۵۱۳۸)، ترمذی (۱۱۸۹)، ابن ماجہ (۲۰۸۸)، احمد (۲/ ۴۲، ۵۳)

فوائد: اگر بہو واقعتہً بے دین یا بدعمل ہے اور سسر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرح باعمل اور دیندار ہے، تو سسر اپنے بیٹے کو اُس کی طلاق کا

کہہ سکتا ہے اور بیٹے کو بھی تعمیل ارشاد میں تاخیر نہیں کرنی چاہیے کیونکہ بے دین خاتون سے خیر کی کوئی توقع نہیں کی جاسکتی۔ اور اگر بہو دین کی پابند اور حدود اللہ کی پاسداری کرنے والی ہو تو معمولی رنجش یا تنازعہ کی بنیاد پر اُس کی طلاق کا مطالبہ کرنا قطعاً جائز نہیں اور ہمارے ہاں عموماً ضد، ہٹ دھری اور مقابلہ بازی میں ہی ایسی باتیں کی اور کہی جاتی ہیں اور سسر صاحب معمولی سی بات پر بہو کی طلاق کو اپنی عزت کا مسئلہ بنا لیتے ہیں۔ مثلاً جھگڑا سسر کا بہو کے خاندان میں سے کسی دوسرے شخص سے ہوتا ہے مگر وہ اپنے بیٹے کو کہہ دیتا ہے کہ اس کو طلاق دے دو وگرنہ میری عزت نہیں بچتی۔ ایسی جسارتیں قطعاً نہیں ہونی چاہئیں..........!! آخر وہ بھی تو کسی کی بیٹی ہے۔

باب من وصية رسول الله ﷺ

رسول اللہ ﷺ کی وصیت کا بیان

۳۲۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو: ((أَنَّ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ أَرَادَ سَفَرًا فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ أَوْصِنِيْ، قَالَ: ((اُعْبُدِاللّٰهَ وَلَاتُشْرِكْ بِهِ شَيْئًا، قَالَ: يَانَبِيَّ اللّٰهِ زِدْنِيْ۔ قَالَ: إِذَا أَسَأْتَ فَأَحْسِنْ، قَالَ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ زِدْنِيْ، قَالَ: اِسْتَقِمْ، وَلْتُحْسِنْ خُلُقَكَ)). [الصحيحة:۱۲۲۸]

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، کہ معاذ بن جبل نے سفر کا ارادہ کیا، اور کہا اے اللہ کے رسول ﷺ مجھے وصیت فرمائیں، آپ نے فرمایا: تو اللہ کی عبادت کر، اور اُس کے ساتھ کچھ شرک نہ کر۔ انہوں نے کہا، اے اللہ کے نبی ﷺ! اور وصیت فرمائیں۔ آپ نے کہا: جب تو برائی کرے تو فوراً نیکی کر، کہا اے اللہ کے نبی ﷺ مزید وصیت فرمائیں۔ آپ نے فرمایا: ثابت قدم رہ اور تو اپنے اخلاق کو اچھا کر۔

تخریج: الصحيحة ۱۲۲۸۔ ابن حبان (۵۲۴)' حاکم (۴/ ۲۴۴)' طبرانی فی الاوسط (۸۷۴۲)' وفی الکبیر (۲۰/ ۴۰)

أهمية بصلة الارحام

رشتہ داری جوڑنے کی اہمیت کا بیان

۳۳۔ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ سَعِيْدٍ، قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ، قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ ابْنِ عَبَّاسٍ، فَأَتَاهُ رَجُلٌ فَسَأَلَهُ: مَنْ أَنْتَ؟ قَالَ: فَمَتَّ لَهُ بِرَحِمٍ بَعِيْدَةٍ، فَأَلَانَ لَهُ الْقَوْلَ، فَقَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِعْرِفُوْا أَنْسَابَكُمْ تَصِلُوْا أَرْحَامَكُمْ، فَإِنَّهُ لَا قُرْبَ بِالرَّحِمِ إِذَا قُطِعَتْ وَإِنْ كَانَتْ قَرِيْبَةً، وَلَا بُعْدَ بِهَا إِذَا وُصِلَتْ وَإِنْ كَانَتْ بَعِيْدَةً))

[الصحيحة: ۲۷۷]

اسحاق بن سعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، کہتے ہیں مجھ سے میرے باپ نے بیان کیا: کہ میں ابن عباس کے پاس تھا، تو اُن کے پاس ایک آدمی آیا، آپ نے اُس سے پوچھا تو کون ہے؟ اُس نے دور کی رشتے داری کا تعلق بیان کیا، تو ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اُس سے نرمی سے بات کی اور کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا: تم اپنی رشتے داری کو پہچانو پھر تم صلہ رحمی کرو گے۔ کیونکہ رشتے کا قرب بے فائدہ ہے۔ جب اُسے کاٹ دیا جائے۔ اگرچہ وہ بہت قریبی ہے۔ رشتہ داری میں کوئی دوری نہیں جب اُسے ملایا جائے۔ اگرچہ وہ بہت دور کی رشتہ داری ہو۔

تخریج: الصحيحة ۲۷۷' ابو داود الطیالسی (۲۷۵۷)' حاکم (۴/ ۱۶۱)' سمعانی فی الانساب (۱/ ۲۱)' الادب المفرد (۷۳)' موقوفاً علی ابن عباس۔

فوائد: حدیث سے معلوم ہوا کہ آدمی کو اپنے حسب ونسب، برادری اور رشتے داری کا علم ہونا چاہیے، اس سے صلہ رحمی کی فضا ہموار ہوتی ہے اور خاندانی لوگ ہمیشہ اپنے عزیز رشتہ داروں کے ساتھ خیر خواہی اور صلہ رحمی والا معاملہ ہی کرتے ہیں۔ اپنی برادری، رشتہ داری اور قرابت کا بھی خیال نہ رکھنا اعلیٰ ظرف لوگوں کا شیوہ نہیں۔ اچھے لوگ کسی معزز رشتے دار کے چل کر آجانے سے ہی دل صاف کر لیتے ہیں۔

عفو الخادم سبعين مرةً في اليوم

٣٤۔ عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ جُلَيْدٍ الْحَجَرِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو يَقُوْلُ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! كَمْ نَعْفُوْ عَنِ الْخَادِمِ؟ فَصَمَتَ، ثُمَّ أَعَادَ عَلَيْهِ الْكَلَامَ، فَصَمَتَ، فَلَمَّا كَانَ فِي الثَّالِثَةِ، قَالَ: ((أُعْفُوْا عَنْهُ فِيْ كُلِّ يَوْمٍ سَبْعِيْنَ مَرَّةً))۔

[الصحيحة: ٤٨٨]

خادم کو ایک دن میں ستر مرتبہ معاف کرنے کا بیان

عباس بن جلید حجری سے مروی ہے، انہوں نے کہا میں نے عبداللہ بن عمرو ؓ سے سنا' وہ کہہ رہے تھے، ایک آدمی نبی ﷺ کے پاس آیا، اور کہا اے اللہ کے رسول ﷺ ہم خادم سے کتنی بار درگزر کریں؟ پس آپ خاموش رہے، پھر اُس نے یہ جملہ دہرایا، آپ پھر خاموش رہے، جب اُس نے تیسری مرتبہ کہا تو آپ ﷺ نے فرمایا: تو ہر دن میں ستر مرتبہ درگزر کرو۔

تخريج: الصحيحة ۴۸۸۔ ابو داود (۵۱۶۴)' ترمذی (۱۹۴۹)' احمد (۲/ ۱۱۱)

فوائد: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ چھوٹی چھوٹی باتوں پر اپنے ملازمین پر سختی نہیں کرنی چاہیے بلکہ جو لوگ ہمہ وقت خدمت میں مصروف رہتے ہیں اگر اُن سے کمی بیشی ہو جائے تو اُن سے صرف نظر کیا جائے۔ نیز جب غلام اور ملازم سے بار بار درگزر کا حکم ہے تو رحم کے رشتے اور قریبی عزیز تو معافی اور درگزر کے اور زیادہ مستحق ہیں۔

باب من وصايا رسول اللّٰه ﷺ

٣٥۔ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بَعَثَهُ إِلَى قَوْمٍ، فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أَوْصِنِيْ؟ قَالَ: ((أَفْشِ السَّلَامَ وَابْذُلِ الطَّعَامَ، وَاسْتَحْيِ مِنَ اللّٰهِ اسْتِحْيَاءَ كَ رَجُلاً مِنْ أَهْلِكَ. وَإِذَا أَسَأْتَ فَأَحْسِنْ، وَلْتُحْسِنْ خُلُقَكَ مَااسْتَطَعْتَ))۔

[الصحيحة: ٣٥٥٩]

رسول اللہ ﷺ کی وصیتوں میں سے

معاذ بن جبل ؓ سے مروی ہے بے شک رسول اللہ ﷺ نے اُنھیں ایک قوم کی طرف بھیجا۔ اُنھوں نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ مجھے وصیت کیجیے، آپ نے فرمایا: سلام کو عام کر، اور کھانا کھلا اور اللہ سے حیاء کر جتنی تو اپنے گھر کے آدمی سے حیاء کرتا ہے۔ اور جب تو گناہ کرے تو فوراً نیکی کر اور جتنی تجھ میں طاقت ہے اپنے اخلاق کو سنوار کر رکھ۔

تخريج: الصحيحة ۳۵۵۹۔ ابن نصر المروزی فی الایمان (ق ۲۲۶/ ۱)' البزار (کشف الاستار: ۲۱۷۲)' (البحر الزخار: ۲۶۴۲)

ادخال السرور على أخيه افضل الاعمال

٣٦۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ ؓ مَرْفُوْعًا: ((أَفْضَلُ

اپنے بھائی کو خوش کرنا افضل اعمال میں سے ہے

ابو ہریرہ ؓ سے مرفوعاً روایت ہے، تو اپنے مومن بھائی کو خوش

الْأَعْمَالِ أَنْ تُدْخِلَ عَلَى أَخِيكَ الْمُؤْمِنِ سُرُورًا، أَوْ تَقْضِيَ عَنْهُ دَيْنًا أَوْ تُطْعِمَهُ خُبْزًا)). [الصحيحة:١٤٩٤]

کرے یا اُس کا قرض ادا کردے یا اُس کو روٹی کھلا دے تو یہ افضل اعمال میں سے ہے۔

تخریج: الصحیحة ۱۴۹۴۔ ابن ابی الدنیا فی قضاء الحوائج (۱۱۰)' دیلمی (۱/ ۱/ ۱۲۳)

فوائد: جہاں رسول اللہ ﷺ نے نماز، جہاد اور دیگر عبادات کو افضل اعمال قرار دیا ہے، وہاں مسلمان بھائی کو خوش کرنا بھی افضل عمل قرار دیا ہے اور اسی طرح کسی بے بس مقروض کا قرض ادا کرنا یا بھوکے کو کھانا کھلانا وغیرہ یہ بھی افضل اعمال ہیں۔ مگر ہمارے معاشرہ میں عجیب تفریق ہے جو لوگ عبادات میں افضل اعمال کرتے ہیں وہ اخلاقیات میں افضل اعمال کرنے کی سعادت سے محروم ہوتے ہیں۔ جبکہ دین کا خلاصہ دو لفظوں میں یہی ہے کہ اللہ کی عبادت کی جائے اور اُس کے بندوں کے ساتھ شفقت کی جائے۔

افضل الصدقة اصلاح ذات البين

افضل ترین صدقہ آپس میں صلح کروانا

٣٧۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو مَرْفُوعًا: ((أَفْضَلُ الصَّدَقَةِ إِصْلَاحُ ذَاتِ الْبَيْنِ)).

[الصحيحة:٢٦٣٩]

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً روایت ہے، آپس میں صلح کروانا افضل ترین صدقہ ہے۔

تخریج: الصحیحة ۲۶۳۹۔ عبد بن حمید (۳۳۵)' البزار (الکشف :۲۰۵۹)' طبرانی فی الکبیر (۱۳/ ۱۴)' تاریخ کبیر بخاری (۳/ ۲۵۹)

فوائد: جب صلح افضل صدقہ ہے تو یقیناً اس کا اجر و ثواب بھی عام مالی صدقات سے زیادہ ہوگا۔ ایک حدیث میں تو آنجناب ﷺ نے صلح کی فضیلت بیان کرتے ہوئے بیان فرمایا کہ اللہ تعالیٰ صلح پر راتوں کے قیام اور دنوں کے روزوں سے بھی زیادہ ثواب عطا فرماتے ہیں۔

باب تحريم الغيبة

غیبت کے حرام ہونے کا بیان

٣٨۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: كَانَتِ الْعَرَبُ تَخْدِمُ بَعْضُهَا بَعْضًا فِي الْأَسْفَارِ، وَكَانَ مَعَ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ رَجُلٌ يَخْدِمُهُمَا، فَنَامَا، فَاسْتَيْقَظَا، وَلَمْ يُهَيِّءْ لَهُمَا طَعَامًا، فَقَالَ أَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهِ: إِنَّ هٰذَا لَيُوَائِمُ نَوْمَ نَبِيِّكُمْ ﷺ (وَفِي رِوَايَةٍ: لَيُوَائِمُ نَوْمَ بَيْتِكُمْ) فَأَيْقَظَاهُ فَقَالَا: ائْتِ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْ لَهُ: إِنَّ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ يُقْرِئَانِكَ السَّلَامَ، وَهُمَا يَسْتَأْدِمَانِكَ، فَقَالَ: ((أَقْرِئْهُمَا السَّلَامَ،

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، عرب لوگ سفر میں آپس میں ایک دوسرے کی خدمت کیا کرتے تھے، اور ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ ایک آدمی تھا جو ان دونوں کی خدمت کیا کرتا تھا، وہ دونوں سو کر بیدار ہوئے تو خادم نے اُن کے لیے کھانا تیار نہ کیا۔ اُن میں سے ایک نے اپنے ساتھی کو کہا یہ خادم تمہارے نبی کی نیند کی موافقت کرتا ہے۔ اور ایک روایت میں ہے: تمہارے گھر کی نیند کی موافقت کرتا ہے۔ دونوں نے اُس کو بیدار کیا اور کہا: تو رسول اللہ ﷺ کے پاس جا اور آپ کو کہہ ابوبکر و عمر آپ کو سلام کہتے ہیں

وَأَخْبِرْهُمَا أَنَّهُمَا قَدِ ائْتَدَمَا!)) فَفَزِعَا، فَجَاءَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَا: يَارَسُولَ اللّٰهِ! بَعَثْنَا إِلَيْكَ نَسْتَأْدِمُكَ، فَقُلْتَ: قَدِ ائْتَدَمَا۔ فَبِأَيِّ شَيْءٍ ائْتَدَمْنَا؟ قَالَ: ((بِلَحْمِ أَخِيكُمَا، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنِّي لَأَرَى لَحْمَهُ بَيْنَ أَنْيَابِكُمَا)) قَالَا: فَاسْتَغْفِرْلَنَا، قَالَ: ((هُوَ فَلْيَسْتَغْفِرْلَكُمَا)).

[الصحيحة:٢٦٠٨]

اور وہ آپ سے سالن مانگتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: میری طرف سے اُن دونوں کو سلام کہنا، اور اُن کو بتلا دے تم دونوں نے سالن چکھ لیا ہے۔ پس ابوبکر وعمر یہ سن کر گھبرا گئے اور نبی کے پاس آئے۔ اور کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! ہم نے آپ کی طرف سالن لینے کے لئے بھیجا تھا اور آپ نے کہا: کہ تم دونوں نے سالن چکھ لیا ہے، کس چیز کا ہم نے سالن چکھا ہے؟ آپ نے فرمایا: اپنے بھائی کے گوشت کا اور قسم ہے مجھے ایسی ذات کی کہ جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! میں اُس کا گوشت تمہاری کچلیوں کے درمیان دیکھ رہا ہوں۔ ابوبکر وعمرؓ نے کہا: ہمارے لیے بخشش طلب فرمائیں۔ آپ نے فرمایا: وہ خادم ہی تمہارے لئے بخشش طلب کرے گا۔

تخریج: الصحیحة ۲۶۰۸، خرائطی فی مساوی الاخلاق (۱۸۸)، الضیاء المقدسی فی المختارة (۱۶۹۷)

فوائد: اس حدیث سے بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اپنے مسلمان بھائی کے متعلق کس قدر احتیاط سے بات کرنی چاہیے تاکہ کسی لفظ سے اُس کی دل آزاری ہو نہ حقارت کا پہلو نکلے۔ اور اُن احباب کو بھی عبرت حاصل کرنی چاہیے جن کی زبانیں ہمہ وقت مسلمان بھائیوں کے خون چوستی ہیں اور وہ ہر لحظہ ایک دوسرے پر کیچڑ اچھالنے میں مصروف رہتے ہیں۔ یاد رہے! غیبت کا مطلب ہے کہ اپنی مسلمان بھائی کے وہ معاملات بیان کرنا کہ جو اگر اُس کی موجودگی میں بیان کئے جائیں تو وہ انہیں پسند نہ کرے۔ اس سے غرض فساد ہو یا نہ ہو اور چغل خوری میں غرض لوگوں میں فساد ڈالنا ہوتا ہے۔ اس لحاظ سے چغل خوری غیبت سے زیادہ مذموم فعل ہے۔

فضل الحسن الخلق

اچھے اخلاق کی فضیلت کا بیان

٣٩۔ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ مَرْفُوعًا: ((أَكْمَلُ الْمُؤْمِنِينَ إِيمَانًا أَحَاسِنُهُمْ أَخْلَاقًا، الْمُوَطَّؤُونَ أَكْنَافًا، الَّذِينَ يَأْلَفُونَ وَيُؤْلَفُونَ، وَلَا خَيْرَ فِيمَنْ لَا يَأْلَفُ وَلَا يُؤْلَفُ)).

[الصحيحة:٧٥١]

ابوسعید خدری ﷺ سے مرفوعاً روایت ہے، مومنوں میں سے ایمان کے لحاظ سے مکمل وہ ہیں جو اُن میں سے اخلاق کے لحاظ سے بہت بہتر ہیں۔ جو اپنے کندھوں کو بچھا کر رکھتے ہیں جو محبت کرتے ہیں اور اُن سے محبت کی جاتی ہے اور ایسے شخص میں کوئی خیر نہیں جو نہ محبت کرے اور نہ اُس سے محبت کی جائے۔

تخریج: الصحیحة ۷۵۱۔ طبرانی فی الاوسط (۴۴۱۹) و الصغیر (۱/ ۲۱۸) و ابونعیم فی اخبار اصبهان (۲/ ۶۷)

فوائد: اپنے قول وعمل اور کردار سے شفقت ومحبت کی راہیں ہموار کرنی چاہئیں، وہی لوگ خیر وبرکت اور بھلائی کے حقدار ٹھہرتے ہیں جو نرم خو اور اُنس و پیار کرنے والے ہوتے ہیں۔ اعلیٰ ظرف اور نیک سیرت جہاں کہیں بھی رہیں، پیار محبت کی فضا کو قائم رکھتے

ہیں اور اللہ تعالیٰ بھی ایسے لوگوں پر مہربان ہوتے ہیں جو اُس کی مخلوق سے مہربانی والا سلوک کرتے ہیں۔ خلقِ خدا پر سختی کرنے والے اور نفرتیں پھیلانے والے اللہ تعالیٰ کی شفقت سے محروم کر دیئے جاتے ہیں۔

باب: في حسن الخلق والعشرة

باب: حسن اخلاق اور ملنساری کا بیان

٤٠۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَكْمَلُ الْمُؤْمِنِينَ إِيْمَانًا أَحْسَنُهُمْ خُلُقًا وَخِيَارُكُمْ لِنِسَائِهِمْ)). [الصحيحة:٢٨٤]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مومنوں میں سے ایمان کے اعتبار سے اکمل وہ ہیں جو ان میں سے اخلاق کے اعتبار سے بہت عمدہ ہیں اور جو اپنی عورتوں کیلئے بہتر ہیں۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۸۴۔ ترمذی (۱۱۶۲)' احمد (۲/ ۲۵۰' ۴۷۲)' وابوداود (۴۶۸۲)' مختصراً

فوائد: کلمہ پڑھ کر بااخلاق بننے سے ہی آدمی مومن بنتا ہے، اخلاقیات کے بغیر محض عبادات سے ایمان کی تکمیل نہیں ہوتی، پھر اسی طرح اس حدیث شریف میں اُس شخص کو بہترین قرار دیا گیا ہے جو اپنی اہلیہ سے حسن سلوک کرے۔ اُس کے نیک اور اچھے جذبات کی قدر کرتے ہوئے اُس کو عزت اور محبت کی نگاہ سے دیکھے۔ نیز یہ بھی معلوم ہوا جو شوہر اپنی اہلیہ پر ناجائز سختی کرتا ہے یا اُس کے حقوق کی ادائیگی میں غفلت برتتا ہے وہ بدترین شخص ہے۔ یاد رہے! ہر شخص یہی پسند کرتا ہے کہ میرا داماد اور بہنوئی میری بیٹی اور بہن کے ساتھ حسن سلوک کرے، اگر اُس سے کمی بیشی ہو جائے تو اُسے معاف کر دے۔ تو آپ بھی یاد رکھیں، آپ کی بیوی بھی کسی کی بیٹی یا بہن ہے!

تحريم النار على كل قريب هين سهل

قریب کرنے والے، آسانی کرنے والے اور نرمی کرنے والے پر آگ حرام ہے

٤١۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِمَنْ يَحْرُمُ عَلَى النَّارِ، أَوْ بِمَنْ تَحْرُمُ عَلَيْهِ النَّارُ؟ عَلَى كُلِّ قَرِيبٍ هَيِّنٍ سَهْلٍ)). [الصحيحة: ٩٣٨]

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا میں تمہیں ایسے شخص کے بارے میں نہ بتلاؤں، جو آگ پر حرام ہے یا آگ اُس پر حرام کر دی گئی ہے؟ ہر قریب کرنے والا، نرمی کرنے والا، آسانی کرنے والا شخص۔

تخریج: الصحیحۃ ۹۳۸۔ ترمذی (۲۴۸۸)' احمد (۱/ ۴۱۵)' ابن حبان (۴۷۰)' مکارم الاخلاق (ص: ۱۱' ۲۳)

فوائد: حضرت نبی کریم ﷺ نے بڑی تاکید سے بلیغانہ انداز میں ایسے لوگوں کو جہنم سے دوری کی بشارت سنائی ہے جو لوگوں کو قریب کرنے والے، اُن پر آسانیاں کرنے والے اور اُن کو سہولتیں دینے والے ہوتے ہیں۔ اگر آج خوش طبعی، ملنساری، لطافت و شفقت، رحم و کرم اور آسانی و نرمی کرنے سے جہنم کی ہولناک آگ حرام ہو جائے تو خسارے کا سودا نہیں بلکہ نفع ہی نفع ہے۔ ورنہ مخلوق خدا پر ناجائز سختیاں مسلط کرنے والے لوگوں کے لیے ہی جہنم تیار کی گئی ہے۔

فضل اصلاح بين الناس

لوگوں کے درمیان صلح کروانے کی فضیلت کا بیان

٤٢۔ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الأَنْصَارِيِّ مَرْفُوْعًا:

ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے، آپ ﷺ نے فرمایا:

((اَلَا اَدُلُّكَ عَلٰى صَدَقَةٍ يُحِبُّ اللّٰهُ مَوْضِعَهَا؟ تُصْلِحُ بَيْنَ النَّاسِ، فَإِنَّهَا صَدَقَةٌ يُحِبُّ اللّٰهُ مَوْضِعَهَا)). [الصحيحة: ٢٦٤٤]

کیا میں تجھے ایسا صدقہ نہ بتاؤں کہ اللہ اُس مصرف کو بہت پسند کرتے ہیں؟ تو لوگوں کے درمیان صلح کروائے۔ یہ ایسا صدقہ ہے کہ اللہ اس مصرف کو پسند کرتے ہیں۔

تخريج: الصحيحة ٢٦٤٤۔ الاصبهانی فی الترغيب (١٧٩)، طبرانی (٣٩٢٢)، طيالسی، (٥٩٨)، شعب الايمان (١١٠٩٤)

فوائد: صلح پسند شخص کو اللہ تعالیٰ پسند فرماتے ہیں۔ کسی کے ساتھ خود صلح کرنا یا کسی دوسرے مسلمان بھائی کی صلح کروانا بہت بڑا نیک عمل ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس حدیث میں صلح کروانے کو محبوب صدقہ قرار دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسے شخص پر ہمیشہ فضل وکرم فرماتا ہے جو فریقین کے مابین صلح کا خواہش مند ہوتا ہے۔ صلح کروانے کی ترغیب دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں: ﴿وَاِنْ طَآئِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا﴾ مومنوں کے دو گروہ اگر آپس میں لڑ پڑیں تو اُن دونوں کے درمیان لازماً اور فوراً صلح کروا دو۔ ﴿اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ﴾ مومن ہی آپس میں بھائی بھائی ہیں، اپنے بھائیوں کے درمیان فوراً صلح کروایا کرو۔ ﴿فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَصْلِحُوْا ذَاتَ بَيْنِكُمْ﴾ اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اپنے درمیان صلح صفائی رکھو۔ ﴿وَالصُّلْحُ خَيْرٌ﴾ معاملہ کس قدر حساس کیوں نہ ہو، صلح ہی بہتر ہے۔ ...... ان آیات مقدسہ میں اللہ تعالیٰ نے صلح کی اہمیت وفضیلت کو بیان فرمایا کہ اگر مسلمان آپس میں لڑ پڑیں تو اُن کی باہم صلح کروا دینی چاہیے۔ کسی کو لڑتے دیکھ کر گونگا شیطان بننا درست نہیں اور اس قدر واضح نصوص اور اوامر کے باوجود بھی اگر فریقین صلح پر آمادہ نہ ہوں تو پھر اُن کو اپنے ایمان کی فکر کرنی چاہیے کیونکہ کینہ پرور، بغض وحسد اور نفرت رکھنے والے لوگوں کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں فرماتے۔

باب الحض بامساك الغضب

غصہ کو روکنے کی ترغیب کا بیان

٤٣۔ عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ مَرَّ بِقَوْمٍ يَرْفَعُوْنَ حَجَراً، فَقَالَ: ((مَا يَصْنَعُ هٰؤُلَاءِ؟)) فَقَالُوْا يَرْفَعُوْنَ حَجَراً يُرِيْدُوْنَ الشِّدَّةَ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَفَلَا أَدُلُّكُمْ عَلٰى مَا هُوَ أَشَدُّ مِنْهُ؟. أَوْ كَلِمَةً نَحْوَهَا. اَلَّذِيْ يَمْلِكُ نَفْسَهُ عِنْدَ الْغَضَبِ))

وَفِيْ رِوَايَةٍ: أَنَّ النَّبِيَّ مَرَّ بِقَوْمٍ يَصْطَرِعُوْنَ، فَقَالَ: ((مَاهٰذَا؟)) قَالُوْا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! هٰذا فُلَانٌ الصَّرِيْعُ، مَا يُصَارِعُ أَحَداً إِلَّا صَرَعَهُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَلَا أَدُلُّكُمْ عَلٰى مَنْ هُوَ أَشَدُّ مِنْهُ؟ رَجُلٌ ظَلَمَهُ رَجُلٌ، فَكَظَمَ غَيْظَهُ، فَغَلَبَهُ، وَغَلَبَ شَيْطَانَهُ، وَغَلَبَ شَيْطَانَ صَاحِبِهِ)).

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، بے شک نبی ﷺ ایسے لوگوں کے پاس سے گزرے جو پتھر اٹھا رہے تھے، آپ نے فرمایا: یہ لوگ کیا کرتے ہیں، لوگوں نے کہا: وہ اپنے جسموں کو مضبوط کرنے کے لیے پتھر اٹھاتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے کہا: کیا میں تمہیں ایسا شخص نہ بتاؤں، جو اس سے بھی زیادہ مضبوط ہے۔ وہ شخص جو غصے کے وقت اپنے نفس پر کنٹرول رکھتا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ نبی ﷺ ایسے لوگوں کے پاس سے گزرے، جو کشتی کر رہے تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: یہ کیا ہے؟ لوگوں نے کہا: یہ فلاں پہلوان ہے، جو ہر ایک کو پچھاڑ دیتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا میں تمہیں ایسا شخص نہ بتاؤں، جو اس سے بھی زیادہ طاقتور ہے۔ وہ آدمی جس پر کسی شخص نے زیادتی کی اور اُس نے

اپنے غصے کو پی لیا۔ پس وہ اس پر غالب آ گیا اور اپنے شیطان پر غالب آ گیا اور اپنے ساتھی کے شیطان پر غالب آ گیا۔ یعنی اُس نے تینوں کو پچھاڑ دیا۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۲۹۵۔ البزار (۲۰۵۳، ۲۰۵۴)

فوائد: اسلام اُس کو بہادر، جرأت مند، دلیر اور طاقتور پہلوان کہتا ہے جس میں غصہ پر قابو پانے کی مکمل ہمت ہو۔ اچھی خوراک اور ورزش سے جسم موٹا تازہ تو ہو سکتا ہے، دنیا والے تو اُس کو پہلوان اور طاقتور تسلیم کر لیں گے مگر دین کی روح سے طاقتور پہلوان وہی ہوگا جو جذبات پر قابو رکھتے ہوئے اپنے غصے کو پی جائے۔ آپ نے فرمایا: غصہ پی جانے والا شخص اتنا بڑا طاقتور پہلوان ہے کہ اُس نے بیک وقت اپنے مدمقابل، اپنے شیطان، اپنے مدمقابل کے شیطان، تینوں کو شکست دے دی۔

باب من اهل الجنة و اهل النار

٤٤۔ عَنْ عِيَاضِ بْنِ حِمَارٍ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ذَاتَ يَوْمٍ فِيْ خُطْبَتِهِ: ((أَلَا إِنَّ رَبِّي أَمَرَنِيْ أَنْ أُعَلِّمَكُمْ مَا جَهِلْتُمْ مِمَّا عَلَّمَنِيْ يَوْمِيْ هٰذَا، كُلُّ مَالٍ نَحَلْتُهُ عَبْدًا حَلَالٌ، وَإِنِّيْ خَلَقْتُ عِبَادِيْ حُنَفَاءَ كُلَّهُمْ، وَإِنَّهُمْ أَتَتْهُمُ الشَّيَاطِيْنُ فَاجْتَالَتْهُمْ عَنْ دِيْنِهِمْ، وَحَرَّمَتْ عَلَيْهِمْ مَا أَحْلَلْتُ لَهُمْ، وَأَمَرَتْهُمْ أَنْ يُشْرِكُوْا بِيْ مَا لَمْ أُنَزِّلْ بِهِ سُلْطَانًا، وَإِنَّ اللّٰهَ نَظَرَ إِلٰى أَهْلِ الْأَرْضِ فَمَقَتَهُمْ، عَرَبَهُمْ وَعَجَمَهُمْ، إِلَّا بَقَايَا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ. وَقَالَ: إِنَّمَا بَعَثْتُكَ لِأَبْتَلِيَكَ وَأَبْتَلِيَ بِكَ، وَأَنْزَلْتُ عَلَيْكَ كِتَابًا لَا يَغْسِلُهُ الْمَاءُ، وَتَقْرَؤُهُ نَائِمًا وَيَقْظَانَ، وَإِنَّ اللّٰهَ أَمَرَنِيْ أَنْ أُحَرِّقَ قُرَيْشًا، فَقُلْتُ: رَبِّ! إِذًا يَثْلَغُوْا رَأْسِيْ، فَيَدَعُوْهُ خُبْزَةً! قَالَ: اسْتَخْرِجْهُمْ كَمَا اسْتَخْرَجُوْكَ وَاغْزُهُمْ نُغْزِكَ، وَأَنْفِقْ فَسَنُنْفِقَ عَلَيْكَ، وَابْعَثْ جَيْشًا نَبْعَثْ خَمْسَةً مِثْلَهُ، وَقَاتِلْ بِمَنْ أَطَاعَكَ مَنْ عَصَاكَ، قَالَ: وَأَهْلُ

جنتی اور جہنمیوں کا بیان

عیاض بن حمار ﷺ سے مروی ہے' بے شک رسول اللہ ﷺ نے ایک دن اپنے خطبہ میں ارشاد فرمایا: خبردار! میرے رب نے مجھ کو حکم دیا ہے کہ میں تم کو سکھلاؤں، جو تم نہیں جانتے اُن باتوں میں سے جو اللہ تعالیٰ نے آج کے دن مجھ کو سکھائیں، ہر وہ مال جو میں نے بندے کو دیا ہے، وہ حلال ہے، اور بلاشبہ میں نے اپنے سب بندوں کو یکسو خالص مسلمان بنایا ہے۔ لیکن اُن کے پاس شیطان آئے انہوں نے اُن کو اُن کے دین سے دور کر دیا۔ جو میں نے اُن کے لئے حلال کیا تھا، انہوں نے اُن پر حرام کر دیا۔ اور اُن کو حکم دیا یہ کہ وہ میرے ساتھ شرک کریں جس کی کوئی دلیل نازل نہیں کی گئی۔ اور بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے اہل زمین کی طرف جھانکا تو عرب و عجم سمیت تمام کو گناہگار پایا۔ سوائے اُن لوگوں کے جو اہل کتاب میں سے باقی تھے اور اللہ نے کہا میں نے تمہیں اس لیے بھیجا ہے کہ تجھ کو آزماؤں اور تیرے ذریعے لوگوں کو آزماؤں۔ میں نے تجھ پر ایسی کتاب اتاری ہے، جس کو پانی نہیں دھو سکتا' تو اُس کو سوتے اور جاگتے پڑھتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے مجھ کو حکم دیا یہ کہ میں قریش کو جلا دوں، میں نے کہا اے میرے پروردگار وہ تو میرا سر پھوڑ ڈالیں گے، اور اُس کو روٹی کی

الْجَنَّةِ ثَلَاثَةٌ: ذُوْسُلْطَانٍ مُقْسِطٌ مُتَصَدِّقٌ مُوَفَّقٌ، وَرَجُلٌ رَحِيمٌ رَقِيقُ الْقَلْبِ لِكُلِّ ذِي قُرْبٰى وَمُسْلِمٍ، وَعَفِيفٌ مُتَعَفِّفٌ [مُتَصَدِّقٌ] ذُوْ عِيَالٍ. قَالَ: وَأَهْلُ النَّارِ خَمْسَةٌ: الضَّعِيفُ الَّذِي لَازَبْرَلَهُ الَّذِي هُمْ فِيكُمْ تَبَعًا لَايَبْتَغُونَ أَهْلًا وَلَا مَالًا وَالْخَائِنُ الَّذِي لَا يَخْفٰى لَهُ طَمَعٌ. وَإِنْ دَقَّ إِلَّا خَانَهُ، وَرَجُلٌ لَا يُصْبِحُ وَلَا يُمْسِي إِلَّا وَهُوَ يُخَادِعُكَ عَنْ أَهْلِكَ وَمَالِكَ وَذَكَرَ الْبُخْلَ أَوِ الْكِذْبَ. وَالشِّنْظِيرَ الْفَحَّاشَ، وَإِنَّ اللّٰهَ أَوْحٰى إِلَيَّ أَنْ تَوَاضَعُوْا حَتّٰى لَايَفْخَرَ أَحَدٌ وَلَا يَبْغِي أَحَدٌ عَلٰى أَحَدٍ)). [الصحيحة:٣٥٩٩]

طرح ٹکڑے بنا کر چھوڑیں گے۔اللہ نے فرمایا: تو اُن کو نکال دے جس طرح انہوں نے تجھے نکالا اور اُن سے جہاد کر ہم تیری مدد کریں گے اور تو خرچ کر تجھ پر خرچ کیا جائے گا اور تو لشکر بھیج ہم بھی اُسی طرح کے لشکر بھیجیں گے اور اپنے فرمانبرداروں کے ساتھ مل کر اپنے نافرمانوں سے لڑ۔ اور جنت والے تین طرح کے لوگ ہیں، (۱) منصف صاحب اقتدار، جو صدقہ کرنے والا اور نیک کاموں کی توفیق دیا گیا ہے۔ (۲) ہر قریبی رشتہ دار اور مسلمان سے نرمی کرنے والا (رحم دل)۔ (۳)۔ پاک دامن، باوجود اہل و عیال کے مانگنے سے بچنے والا۔ اور دوزخ والے پانچ طرح کے لوگ ہیں۔ (۱) وہ کمزور شخص کہ جس کو بری بات سے بچنے کی توفیق نہیں۔ وہ تم میں فرمانبردار ہے، نہ وہ گھر بار چاہتے ہیں نہ ہی مال۔ (۲) وہ خائن جس کے لیے لالچ پوشیدہ نہیں، جب اُس کو کسی معمولی سی چیز کی خیانت کرنے کا موقع ملے تو وہ خیانت کرے۔ (۳) وہ آدمی جو صبح شام تیرے ساتھ تیرے گھر بار اور مال کے بارے میں دھوکہ کرے۔ (۴) پھر آپ نے بخل یا جھوٹ کا ذکر کیا (۵) اور فحش گالیاں نکالنے والے شخص کا ذکر کیا۔ اور آپ نے فرمایا: اللہ نے میری طرف وحی کی ہے یہ کہ تم عاجزی کرو۔ آپس میں ایک دوسرے پر فخر کرو اور نہ ہی زیادتی۔

تخریج: الصحیحة ۳۵۹۹۔ مسلم (۲۸۶۵)' نسائی فی الکبری (۸۰۷۰)' مسند احمد (۴/ ۱۶۲'۲۶۶) عبد الرزاق (۲۰۰۸۸)

فوائد: دنیا کی زندگی اس لحاظ سے بھی بہت قیمتی ہے کہ اُسی کی بنیاد پر قیامت کے روز لوگوں کو فیل اور پاس کیا جائے گا، روزِ قیامت کامیابی و ناکامی کا معیار یہی زندگی ٹھہرے گی اور پھر یہ زندگی ایک بار ہی ملتی ہے۔ جو ہمیں مل چکی ہے اور وہ تیزی سے گزر رہی ہے۔ اس حدیث طیبہ کی روشنی میں ہر مسلمان با آسانی اپنے کردار کا جائزہ لے سکتا ہے کہ وہ شیطان کا آلۂ کار ہے یا رحمان کا فرمانبردار! اُس میں اہل جنت والے اوصاف ہیں یا اہل جہنم والی خامیاں ہیں۔ وہ اپنے کردار کی روشنی میں کامیاب ہوگا یا ناکام! بارگاہِ صمدانی میں دست بدعا ہے کہ وہ ہمیں نیک اعمال کی توفیق بھی دے اور جنت میں صالحین کا ساتھی بنائے۔ آمین

العضة هي النميمة التي تفسد بين

عضہ وہ چغل خوری ہے، کہ جو لوگوں کے درمیان فساد

الناس

٤٥ ۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ، قَالَ: إِنَّ مُحَمَّدًا ﷺ قَالَ: ((أَلَا أُنَبِّئُكُمْ مَا الْعَضْهُ؟ هِيَ النَّمِيمَةُ الْقَالَةُ بَيْنَ النَّاسِ، وَفِيْ رِوَايَةٍ: اَلنَّمِيمَةُ الَّتِي تُفْسِدُ بَيْنَ النَّاسِ)). [الصحيحة:٨٤٦]

ڈال دے

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، محمد ﷺ نے فرمایا: کیا میں تم کو نہ بتلاؤں کہ عضہ کیا ہے؟ یہ لوگوں کے درمیان چغلی کرنا ہے۔ اور ایک روایت میں ہے وہ چغلی جو لوگوں کے درمیان فتنہ ڈال دے۔

تخریج: الصحیحة ۸۴۶' مسلم (۲۶۰۶)' دارمی (۲۷۱۸)' احمد (۱/ ۴۳۷)' بیہقی (۱۰/ ۲۴۶)' الروایات مطولة ومختصرة

ذم الافشاء ما بين المرء و زوجها اذا خلابها

میاں بیوی کے تنہائی کے معاملات کو افشاء کرنے کی مذمت

٤٦ ۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْمَسْجِدَ وَفِيْهِ نِسْوَةٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَوَعَظَهُنَّ وَذَكَّرَهُنَّ وَأَمَرَهُنَّ أَنْ يَتَصَدَّقْنَ وَلَوْ مِنْ حُلِيِّهِنَّ، ثُمَّ قَالَ: ((أَلَا هَلْ عَسَتِ امْرَأَةٌ أَنْ تُخْبِرَ الْقَوْمَ بِمَا يَكُوْنُ مِنْ زَوْجِهَا إِذَا خَلَابِهَا؟ أَلَاهَلْ عَسٰى رَجُلٌ أَنْ يُخْبِرَ الْقَوْمَ بِمَا يَكُوْنُ مِنْهُ إِذَا خَلَا بِأَهْلِهِ؟ فَقَامَتْ مِنْهُنَّ امْرَأَةٌ سَفْعَاءُ الْخَدَّيْنِ فَقَالَتْ: وَاللّٰهِ! إِنَّهُمْ لَيَفْعَلُوْنَ وَإِنَّهُنَّ لَيَفْعَلْنَ! قَالَ: فَلَا تَفْعَلُوْا ذٰلِكَ أَفَلَا أُنَبِّئُكُمْ مَا مَثَلُ ذٰلِكَ؟ مَثَلُ شَيْطَانٍ أَتٰى شَيْطَانَةً بِالطَّرِيْقِ، فَوَقَعَ بِهَا وَالنَّاسُ يَنْظُرُوْنَ)).

[الصحيحة:٣١٥٣]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ مسجد میں داخل ہوئے اور وہاں انصار کی کچھ عورتیں تھیں، آپ نے اُن کو وعظ و نصیحت فرمایا اور اُن کو حکم دیا یہ کہ وہ ضرور صدقہ کریں، اگرچہ اپنے زیور ہی سے۔ پھر آپ نے فرمایا: کیا کوئی ایسی عورت ہے جو لوگوں کو اپنے خاوند کے ساتھ تنہائی میں ہونے والے معاملات بتاتی ہو؟ کیا ایسا مرد ہے جو لوگوں کو اپنی بیوی کے ساتھ تنہائی والا معاملہ بتاتا ہے؟ چنانچہ اُن عورتوں میں سے ایک غبار آلودہ رُخساروں والی عورت کھڑی ہوئی، اُس نے کہا اللہ کی قسم بلاشبہ مرد بھی ایسا کرتے اور عورتیں بھی ایسا کرتی ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ایسا نہ کیا کرو۔ کیا میں تم کو اس کی مثال نہ بتلاؤں؟ ایسی باتیں بیان کرنا اُس شیطان کی مانند ہے جو سرِ عام شیطانہ کے ساتھ مباشرت کرے اور لوگ اُس کو دیکھ رہے ہوں۔

تخریج: الصحیحة ۳۱۵۳۔ خرائطی فی مساوىء الاخلاق (۴۳۶)' ابو داود (۲۱۷۴)' احمد (۲/ ۵۴۰' ۵۴۱)

فوائد: میاں بیوی کے خلوت کے احوال ایک دوسرے کے پاس امانت ہیں، کسی غیرت مند شوہر کے لائق نہیں کہ وہ اپنی خلوت کے معاملات غیروں میں بیان کرے اور نہ ہی کسی باحیاء خاتون کے لیے زیبا ہے کہ وہ اپنے خاوند کے ساتھ ہونے والی تنہائی کی باتیں اور اُس کی کیفیت سہیلیوں میں ذکر کرتی رہے۔ دونوں میں سے جو بھی تنہائی اور باہم ستر وحجاب کی کیفیات دوسروں کے سامنے بیان کرتے ہیں وہ حددرجہ بے حیاء اور ایک روایت کے مطابق بدترین لوگ ہیں۔ اس حدیث میں بھی ایسے لوگوں کو شیطان سے تشبیہ دی گئی ہے۔

جواز ضرب الدف للجوار

٤٧۔ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: مَرَّرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِحَيِّ بَنِي النَّجَّارِ، وَإِذَا جَوَارٍ يَضْرِبْنَ بِالدُّفِ يَقُلْنَ:

نَحْنُ جَوَارٍ مِّنْ بَنِي النَّجَّارِ
يَا حَبَّذَا مُحَمَّدٌ مِّنْ جَارِ

فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ : ((اَللّٰهُ يَعْلَمُ اَنَّ قَلْبِيْ يُحِبُّكُنَّ)). [الصحيحة:٣١٥٤]

بچیوں کے لیے دف بجانے کی اجازت کا بیان

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، نبی ﷺ بنونجار کے قبیلہ سے گزرے اور بچیاں دف بجاتے ہوئے گا رہی تھیں:

ہم بنونجار کی بچیاں ہیں
واہ واہ محمد ﷺ کیسے اچھے پڑوسی ہیں

نبی ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ میرا دل تم سے محبت کرتا ہے۔

تخریج: الصحیحۃ ٣١٥٤۔ طبرانی فی الصغیر (١/ ٣٣)' بیھقی فی دلائل النبوۃ (٢/ ٥٠٨)' ابن ماجہ (١٨٩٩)

فوائد: ہر دور کے باطل حکمرانوں کی پشت پناہی کے لیے درباری مولوی صفوں میں قطار بنائے کھڑے رہے ہیں، حکمرانوں کے ساتھ مل کر رنگ رلیاں منانے والے درباری ملا وقتاً فوقتاً حرام کو حلال ثابت کرنے کی ناپاک جسارت بھی کیا کرتے تھے، جس کو تحقیق جدید کا رنگ دے کر اسلام کی دھجیاں بکھیری جاتی تھیں، دورِ حاضر میں بھی ہمارے روشن خیال حکمران لہو ولعب اور موسیقی وغنا کو ہی مقصد حیات اور دین سمجھتے ہیں اور ان کے سرکاری مولوی اس حدیث سے استدلال کرتے ہوئے محافل موسیقی وغنا کو جائز قرار دیتے ہیں۔ جبکہ یہ بات بالکل واضح ہے کہ موسیقی اور آلاتِ موسیقی کو اختیار کرنے یا اُسے مقصدِ حیات بنانے کا حکم اللہ تعالیٰ نے دیا اور نہ ہی اُس کے رسول ﷺ نے۔ نبی اکرم ﷺ کی حیاتِ طیبہ ہمارے لیے بہترین نمونہ اور اسلام کی کھلی ہوئی کتاب ہے، مگر کہیں بھی یہ ثابت نہیں ہوتا کہ آپ ﷺ نے یا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے محفل موسیقی سجائی ہو یا اُس کے فنکاروں کی تحسین کی ہو، ڈھول، طبلہ، سارنگی یا دیگر آلاتِ موسیقی سے جشن منایا ہو۔ جس دین میں لغو اور بے مقصد کام کرنے کی اجازت نہیں' وہ موسیقی کے جواز کا تصور کس طرح پیش کرسکتا ہے، ہاں البتہ شادی کے موقع پر عورتوں کی مجلس میں لونڈیوں یا بچیوں کا گانا درست ہے، بشرطیکہ وہ اشعار اور گیت جائز ہوں، اُن میں حسن و جمال کی داستانیں، فسق وفجور اور عشق بازی کا تذکرہ نہ ہو، اس طرح کے گانے سے محفل موسیقی وغنا کا جواز ثابت کرنا گمراہ متجددین کا کام تو ہوسکتا ہے، دینِ حنیف کا سچا خادم ایسی جسارت کبھی نہیں کرسکتا۔ نیز یہ بھی یاد رہے کہ دَف بجانا صرف عورتوں کے لیے ہی حلال ہے، جس طرح کہ شارحین حدیث لکھتے ہیں وَضَرْبُ الدُّفِ لَايَحِلُّ اِلَّا للنساء لأنه فِي الْاَصْلِ مِنْ أَعْمَالِهِنَّ وَقَدْ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلْمُتَشَبِّهِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَاءِ دَف بجانا صرف عورتوں کے لیے ہی حلال ہے، کیونکہ درحقیقت یہ اُنہی کا عمل ہے اور رسول اللہ نے ایسے مردوں پر لعنت فرمائی جو عورتوں کے ساتھ مشابہت کرتے ہیں۔ مشہور فقیہ امام ابن قدامہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں وَأَمَّا الضَّرْبُ بِهِ لِلرِّجَالِ فَمَكْرُوْهٌ عَلٰى كُلِّ حَالٍ مردوں کا دف بجانا ہر حال میں مکروہ ہے۔ بلکہ صحیح موقف کے مطابق دَف یا گانے کا یہ شغل لونڈیوں اور چھوٹی بچیوں کے لیے ہی ہے، آزاد عورتوں کے لیے بھی یہ درست نہیں۔

باب من نوع کذب

٤٨۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَامِرٍ أَنَّهُ قَالَ: (أَتٰى

جھوٹ کی ایک قسم کا بیان

عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے کہا رسول اللہ

رَسُوْلُ اللّٰهِ فِيْ بَيْتِنَا وَأَنَاصَبِيٌّ، قَالَ: فَذَهَبْتُ أَخْرُجُ لِأَلْعَبَ، فَقَالَتْ أُمِّي: يَاعَبْدَاللّٰهِ! تَعَالَ أُعْطِيْكَ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ: **وَمَاأَرَدْتِ أَنْ تُعْطِيَهُ؟** قَالَتْ: أُعْطِيْهِ تَمْراً، قَالَ: فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((**أَمَا إِنَّكِ لَوْلَمْ تُعْطِيْهِ شَيْئًا كُتِبَتْ عَلَيْكِ كَذِبَةٌ**)). [الصحيحة:٧٤٨]

ﷺ ہمارے گھر میں تشریف لائے اور میں ابھی بچہ تھا۔ میں کھیلنے کے لیے نکلنے لگا تو میری ماں نے کہا اے عبداللہ ادھر آؤ۔ میں تجھے کچھ دوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تونے اُسے کیا دینے کا ارادہ کیا تھا؟ کہا میں نے اُس کو کھجور دینے کا رادہ کیا تھا۔ رسول اللہ نے فرمایا: خبردار! اگر تو اُس کو کچھ نہ دیتی تو تیرے نامہ اعمال میں جھوٹ لکھا جاتا۔

تخریج: الصحیحة ۷۴۸۔ ابوداود (۴۹۹۱)' احمد (۳/ ۴۴۷)' الضیاء المقدسی فی المختارة (۹/ ۴۸۳)

فوائد: جھوٹ جھوٹ ہی ہے، چاہے عادۃً ہو یا شغلاً یا کسی دوسرے مقصد کے لیے، عموماً اگر جھوٹ بولنے والے بھائی سے پوچھا جائے کہ آپ نے جھوٹ کیوں بولا ہے، تو جواب ملتا ہے ویسے ہی......!! شغل کے طور پر میں نے جھوٹ بول کر کسی کا نقصان تو نہیں کیا۔ یاد رہے! یہ حدیث حد درجہ واضح ہے کہ کسی طرح بھی خلافِ حقیقت تاثر نہیں دینا چاہیے۔ کسی کو خلافِ حقیقت تاثر دینا بھی نامۂ اعمال میں جھوٹ لکھ دیا جاتا ہے، یہی وجہ ہے کہ جھوٹ اب گناہ نہیں بلکہ فیشن، گفتگو کا سٹائل اور تکیہ کلام بن چکا ہے اور جب گناہ اس قدر مقبولیت اور مقام حاصل کر لے تو پھر روحانی زندگی کا اندھیرا بڑھتا چلا جاتا ہے اور آدمی کو کبھی خیر نصیب نہیں ہوتی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں جھوٹ سے مکمل نجات عطا فرمائے۔

باب: قول الخطباء: اقول هذا واستغفر الله لي ولكم

خطباء کا یہ کہنا کہ......

٤٩۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ:۔ طَافَ رَسُوْلُ اللّٰهِ عَلَى رَاحِلَتِهِ الْقَصْوَاءَ يَوْمَ الْفَتْحِ وَاسْتَلَمَ الرُّكْنَ بِمِحْجَنِهِ، وَمَا وَجَدَ لَهَا مُنَاخًا فِي الْمَسْجِدِ حَتّٰى أُخْرِجَتْ إِلَى بَطْنِ الْوَادِيْ فَأُنِيْخَتْ، ثُمَّ حَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: ((**أَمَّا بَعْدُ أَيُّهَا النَّاسُ، فَإِنَّ اللّٰهَ قَدْ أَذْهَبَ عَنْكُمْ عُبِّيَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ، النَّاسُ رَجُلَانِ: بَرٌّ تَقِيٌّ كَرِيْمٌ عَلٰى رَبِّهِ، وَفَاجِرٌ شَقِيٌّ هَيِّنٌ عَلٰى رَبِّهِ**)) ثُمَّ تَلَا: ﴿**يٰاَيُّهَاالنَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا**﴾ حَتّٰى قَرَأَ الْآيَةَ، ثُمَّ قَالَ: ((**أَقُوْلُ هٰذَا وَاسْتَغْفِرُاللّٰهَ لِيْ**

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے: رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ والے دن اپنی قصواء اونٹنی پر طواف کیا اور اپنی لاٹھی کے ساتھ حجر اسود کو چھوا اور اونٹنی کو مسجد میں بٹھانے کے لئے کوئی جگہ نہ ملی یہاں تک کہ اُس کو بطن وادی کی طرف لے جا کر بٹھایا گیا، پھر آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کی، پھر آپ نے فرمایا: اے لوگو! بلاشبہ اللہ تعالیٰ جاہلیت کی نخوت تم سے لے گیا ہے۔ لوگ دو طرح کے ہیں، نیک، متقی اور اپنے رب کے ہاں بزرگی والے اور گنا ہگار، بد بخت، اپنے اللہ کے ہاں حقیر۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی: اے لوگو! ہم نے تمھیں مرد و عورت سے پیدا کیا۔ اور تمھیں مختلف ذاتوں اور قبیلوں میں تقسیم کیا تا کہ تم پہچانے جاؤ۔ پھر آپ نے پوری آیت تلاوت فرمائی اور آخر میں کہا: یہ کچھ میں کہنا چاہتا تھا

اَوَلَکُمْ)). [الصحیحۃ:۲۸۰۳]

اللہ مجھے اور آپ کو معاف فرمائے۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۸۰۳۔ ابن حبان (۳۸۲۸)، عبد بن حمید (۷۹۳)، بغوی فی التفسیر (۴/ ۲۱۷، ۲۱۸)

باب احسان الیتیم

یتیم کے ساتھ احسان کرنے کا بیان

۵۰۔ عَنْ بِشْرِ بْنِ عَقْرَبَةَ، قَالَ: اسْتُشْهِدَ أَبِي مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي بَعْضِ غَزَوَاتِهِ، فَمَرَّبِيَ النَّبِيُّ وَأَنَا أَبْكِي فَقَالَ لِيَ: ((اُسْكُتْ أَمَا تَرْضَى أَنْ أَكُوْنَ أَنَا أَبُوْكَ، وَعَائِشَةُ أُمُّكَ؟)) [الصحیحۃ:۳۲۴۹]

بشر بن عقربہ سے مروی ہے، میرے والد نبی ﷺ کے ساتھ کسی غزوہ میں شہید کر دیئے گئے، نبی ﷺ میرے پاس سے گزرے اور میں رو رہا تھا، آپ نے مجھے کہا، خاموش ہو جا، کیا تو پسند نہیں کرتا کہ میرا تیرا باپ ہو جاؤں اور عائشہ تیری ماں۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۲۴۹۔ تاریخ کبیر بخاری (۲/ ۷۸)، تاریخ دمشق (۱۰/ ۲۳۶، ۲۳۷)، ابو نعیم فی المعرفۃ (۵۵۹۵)

فوائد: سبحان اللہ! میرے ماں باپ اس مشفق ومکرم نبی ﷺ پر قربان...... یتیم کے ساتھ شفقت عبادت ہے، اگر آپ کی وجہ سے کسی یتیم کو عزت مل جائے، وہ اچھا کھائے اور ستھرا پہنے تو پھر یقیناً آپ نے سرکار ﷺ کی غلامی کا حق ادا کر دیا کیونکہ آپ ﷺ یتیموں کے حق میں حد درجہ نرم تھے۔ بلکہ آپ کو تو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں یہ حکم ارشاد فرمایا تھا ﴿فَأَمَّا الْيَتِيمَ فَلَا تَقْهَرْ﴾ یتیم کو ہرگز نہ جھڑکیں۔ اور اسی طرح قرآنی آیات اور احادیث نبویہ میں یتیم کے مال کو ہڑپ کرنا کبیرہ گناہ قرار دیا گیا ہے۔ اس لیے یتیم کی بے بسی کا کبھی ناجائز فائدہ نہیں اٹھانا چاہیے۔ آج جو لوگ یتیموں پر ظلم کرتے ہیں کل کو اُن کی اولادیں بھی یتیم ہو سکتی ہیں......!! یاد رہے! وہ گھر دنیا میں رحمت کا مرکز ہے جہاں یتیم یا بیوہ کی صرف خوشنودی الٰہی کے لیے عزت اور قدر کی جائے۔

جواز الرفق علی عاشقین

دو محبت کرنے والوں سے نرمی کرنے کا جواز

۵۱۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ بَعَثَ سَرِيَّةً فَغَنِمُوْا وَفِيهِمْ رَجُلٌ، فَقَالَ لَهُمْ: إِنِّي لَسْتُ مِنْهُمْ، عَشِقْتُ امْرَأَةً فَلَحِقْتُهَا، فَدَعُوْنِي أَنْظُرُ إِلَيْهَا نَظْرَةً ثُمَّ اصْنَعُوْا بِي مَابَدَا لَكُمْ، فَنَظَرُوْا فَإِذَا امْرَأَةٌ طَوِيلَةٌ أَدْمَاءُ فَقَالَ لَهَا: أَسْلِمِي حُبَيْشُ قَبْلَ نَفَادِ الْعَيْشِ۔

أَرَأَيْتِ لَوْ تَبِعْتُكُمْ فَلَحِقْتُكُمْ
بِحَلْيَةَ أَوْ أَدْرَكْتُكُم بِالْخَوَانِقِ
أَمَا كَانَ حَقٌّ أَنْ يُنَوَّلَ عَاشِقٌ
تَكَلَّفَ إِدْلَاجَ السُّرَى وَالْوَدَائِقِ؟

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے ایک لشکر بھیجا تو اُنہوں نے مال غنیمت حاصل کیا، اُن میں ایک آدمی بھی قید ہوا۔ اُس نے لشکر والوں سے کہا میں ان لوگوں میں سے نہیں ہوں، میں نے تو ایک عورت سے عشق کیا، اس سے ملاقات کی خاطر میں آیا تھا۔ مجھے لمحہ بھر اُس کی طرف دیکھنے کی اجازت دے دو، پھر جو چاہو تم میرے ساتھ کرنا۔ پس انہوں نے دیکھا کہ ایک لمبے قد کی گندمی عورت ہے، اُس نے اُسے کہا اے حبیش زندگی ختم ہونے سے پہلے مان جا۔ اُس نے کہا: ''کیا خیال ہے تیرا اگر میں تمہارا پیچھا کروں اور تمہیں حلیہ چشمے پر ملوں یا پہاڑوں کی تنگ گھاٹیوں میں، کیا عاشق کا یہ حق نہیں ہے کہ اُس کو رات بھر اور گرمی کی

قَالَتْ: نَعَمْ فَدَيْتُكَ، فَقَدَّمُوْهُ فَضَرَبُوْا عُنُقَهُ، فَجَاءَ تِ الْمَرْأَةُ فَوَقَفَتْ عَلَيْهِ، فَشَهِقَتْ شَهْقَةً ثُمَّ مَاتَتْ، فَلَمَّا قَدِمُوْا عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَخْبَرَ بِذٰلِكَ فَقَالَ: ((أَمَا كَانَ فِيْكُمْ رَجُلٌ رَحِيْمٌ؟!)) [الصحيحة:٢٥٩٤]

شدت میں چلنے کا انعام دیا جائے'' عورت نے کہا میں نے اپنا آپ تجھ پہ فدا کیا، انہوں نے اس قیدی کو آگے کیا اور اُس کی گردن اتار دی۔ پس وہ عورت آئی اور اُس پر کھڑی ہوئی اور اتنے زور سے چیخ ماری کہ پھر مر گئی۔ جب وہ لشکر رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا، تو آپ کو اس کے متعلق خبر دی۔ آپ نے فرمایا: کیا تم میں کوئی بھی رحم دل آدمی نہ تھا؟

تخریج: الصحیحة ۲۵۹۴۔ طبرانی فی حدیثه عن النسائی (۳۱۶/۱) وفی الکبیر (۱۲۰۳۷)، والاوسط (۱۷۱۸) والنسائی فی الکبریٰ (۸۶۶۳)

کراھیة الاشارة بالعین

آنکھوں کے ساتھ اشارہ کرنے کی کراہت کا بیان

٥٢۔ عَنْ سَعْدٍ قَالَ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ فَتْحِ مَكَّةَ اخْتَبَأَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ سَعْدِ بْنِ أَبِيْ سَرْحٍ عِنْدَ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ، فَجَاءَ بِهِ حَتّٰى أَوْقَفَهُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ بَايِعْ عَبْدَاللّٰهِ، فَرَفَعَ رَأْسَهُ فَنَظَرَ إِلَيْهِ ثَلَاثًا، كُلَّ ذٰلِكَ يَأْبٰى، فَبَايَعَهُ بَعْدَ ثَلَاثٍ، ثُمَّ أَقْبَلَ عَلٰى أَصْحَابِهِ، فَقَالَ: ((أَمَا كَانَ فِيْكُمْ رَجُلٌ رَشِيْدٌ، يَقُوْمُ إِلٰى هٰذَا حَيْثُ رَآنِيْ كَفَفْتُ يَدِيْ عَنْ بَيْعَتِهِ فَيَقْتُلَهُ؟)) فَقَالُوْا: مَانَدْرِيْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ مَافِيْ نَفْسِكَ، أَلَّا أَوْمَأْتَ إِلَيْنَا بِعَيْنِكَ؟ قَالَ: ((إِنَّهُ لَايَنْبَغِيْ لِنَبِيٍّ أَنْ تَكُوْنَ لَهُ خَائِنَةُ الْأَعْيُنِ)). [الصحيحة:١٧٢٣]

سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، جب فتح مکہ کا دن تھا تو عبداللہ بن سعد بن ابی سرح سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے پاس چھپ گیا، پس وہ اُسے لائے، یہاں تک کہ رسول اللہ کے سامنے کھڑا کر دیا اور کہا، اے اللہ کے رسول ﷺ! عبداللہ سے بیعت لیں، آپ نے اپنا سر اٹھایا اور تین دفعہ اُس کی طرف دیکھا، ہر مرتبہ آپ انکار کر رہے تھے۔ تین مرتبہ کے بعد آپ نے بیعت لی۔ پھر اپنے صحابہ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: کیا تم میں کوئی بھی سمجھدار آدمی نہ تھا؟ کہ جب اُس نے مجھے دیکھا کہ میں نے اُس کی بیعت سے اپنے ہاتھ کو روکے رکھا ہے، تو وہ کھڑا ہوتا اور اُس کو قتل کر دیتا۔ صحابہ نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! ہم آپ کے دل کی بات نہیں جانتے۔ آپ نے ہماری طرف اپنی آنکھوں سے اشارہ کیوں نہ کیا؟ آپ نے فرمایا: کسی نبی ﷺ کے لیے لائق نہیں کہ آنکھوں سے اشارہ کرے۔

تخریج: الصحیحة ۱۷۲۳۔ ابوداود (۲۶۸۳، ۴۳۵۹)، نسائی (۴۰۷۲)، حاکم (۳/ ۴۵)، ابو یعلی (۷۵۷)

باب: من وصاياه ﷺ الخيرة لابي ذر

سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ کو نبی ﷺ کی چیدہ چیدہ نصیحتیں

٥٣۔ عَنْ أَبِيْ ذَرٍّ، قَالَ: ((أَمَرَنِيْ خَلِيْلِيْ بِسَبْعٍ: ١۔ أَمَرَنِيْ بِحُبِّ الْمَسَاكِيْنِ،

ابوذر کہتے ہیں: میرے خلیل ﷺ نے مجھے سات باتوں کا حکم فرمایا: (۱) مسکینوں کی محبت اور اُن سے قریب رہنے کا حکم دیا۔

وَالدُّنُوِّ مِنْهُمْ. ٢. وَأَمَرَنِي أَنْ أَنْظُرَ، إِلٰى مَنْ هُوَ دُوْنِي وَلَا أَنْظُرَ إِلٰى مَنْ هُوَ فَوْقِي. ٣. وَأَمَرَنِي أَنْ أَصِلَ الرَّحِمَ وَإِنْ أَدْبَرَتْ. ٤. وَأَمَرَنِي أَنْ لَا أَسْأَلَ أَحَداً شَيْئًا. ٥. وَأَمَرَنِي أَنْ أَقُوْلَ بِالْحَقِّ وَإِنْ كَانَ مُرًّا. ٦. وَأَمَرَنِي أَنْ لَا أَخَافَ فِي اللّٰهِ لَوْمَةَ لَائِمٍ. ٧. وَأَمَرَنِي أَنْ أُكْثِرَ مِنْ قَوْلِ: (لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ) فَإِنَّهُنَّ مِنْ كَنْزٍ تَحْتَ الْعَرْشِ. [وَفِي رِوَايَةٍ: فَإِنَّهَا كَنْزٌ مِنْ كُنُوْزِ الْجَنَّةِ])) [الصحيحة: ٢١٦٦]

(٢) مجھے حکم دیا کہ میں اپنے سے کم تر شخص کی طرف دیکھوں، برتر کی طرف نہ دیکھوں۔ (٣) مجھے صلہ رحمی کا حکم دیا اگر چہ وہ پیچھے ہٹے۔ (٤) مجھے حکم دیا کہ میں کسی سے کچھ سوال نہ کروں۔ (٥) مجھے حکم دیا کہ میں حق کہوں اگر چہ وہ کڑوا ہو۔ (٦) اور مجھے حکم دیا کہ میں اللہ کے معاملہ میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈروں (٧) مجھے حکم دیا میں کثرت سے لاحول ولاقوۃ الا باللہ پڑھوں۔ کیوں کہ یہ کلمات عرش کے نیچے کے خزانوں میں سے ہیں۔ اور ایک روایت ہے کہ یہ کلمات جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے۔

تخریج: الصحیحة ٢١٦٦۔ احمد (٥/ ١٥٩)، ابن حبان (٤٤٩)، وطبرانی فی الصغیر (١/ ٢٦٨)، بیہقی (١٠/ ٩١)

فوائد: وائے افسوس کہ آج کے اکثر مسلمانوں کا کردار سراسر آپ کی ان تعلیمات کے خلاف ہے۔ مندرجہ ذیل سطور میں ہم آپ ﷺ کی تعلیمات اور آج کے مسلم معاشرے کا کردار پیش کرنا چاہتے ہیں تاکہ یہ بات واضح ہو جائے کہ ہم تعلیمات نبویہ سے کس قدر منحرف ہیں۔ (١) ہم مسکین سے محبت کی بجائے نفرت کرتے ہیں، یا کم از کم ہمارے ذہنوں میں مسکین کے لیے حقارت ضرور ہوتی ہے۔ جبکہ ایسا عمل اسوۂ نبوی کے سراسر خلاف ہے۔ (٢) ہماری نظر اپنے سے کمتر لوگوں کی طرف نہیں بلکہ ہمیشہ بالاتر لوگوں کی طرف ہی ہوتی ہے۔ اور انہیں دیکھ کر ہم اکثر اللہ تعالیٰ کی ناشکری ہی کرتے رہتے ہیں۔ جبکہ ایسا کرنا بے برکتی ونحوست اور عذابِ الٰہی کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔ (٣) کسی رشتہ دار سے معمولی سے مسئلے پر اگر جھگڑا ہو جائے تو ہم ساری زندگی دل میں نفرت کی گرہ باندھ لیتے ہیں، کسی طرح بھی صلح اور معافی کو قبول نہیں کرتے، یہی وجہ ہے کہ آج ہر گھر قطع رحمی کی بھینٹ چڑھ چکا ہے اور ساری زندگی بدمزہ ہو چکی ہے۔ جبکہ دین ہمیں فوراً دل کو پاک صاف کرنے کا حکم دیتا ہے۔ (٤) بغیر ضرورت کے بھی مانگتے رہنا اکثر مسلمانوں کا معمول بن چکا ہے اور دنیا داری کا رنگ اس قدر غالب ہے کہ نمود ونمائش اور فضول خرچی کو ضرورت سمجھا جاتا ہے اور پھر ایسی ناجائز ضرورتوں کو پورا کرنے کے لیے دردر پر دستک دی جاتی ہے۔ جبکہ دین ہمیں قناعت اور خودداری کا درس دیتا ہے۔ (٥) رشتے دار، اعزہ واقربا اور دوستوں کی دوستی نبھانے کے لیے حق کی گردن مروڑ دی جاتی ہے۔ جبکہ اگر دل میں رتی برابر بھی ایمان ہو تو آدمی حق کے معاملہ میں قطعاً ناانصافی نہیں کر سکتا مگر افسوس! کہ اکثر مسلمان قرابت داری کی وجہ سے ناجائز ساتھ دینا اپنا حق سمجھتے ہیں۔ (٦) لوگوں کی نکتہ چینی کو بہت اہمیت دی جاتی ہے، بلکہ کئی لوگ تو دین کا میدان صرف اس لیے چھوڑ دیتے ہیں کہ لوگ بڑی باتیں کرتے ہیں، ہم سے باتیں برداشت نہیں ہوتیں۔ کئی ادارے، کئی دینی مراکز اور مساجد اسی لیے ویران ہو گئیں کہ حضرت صاحب لوگوں کی ملامت کا برا مان گئے۔ جبکہ اسلام اپنے بیٹوں کی یہ تربیت کرتا ہے کہ اگر تم اپنے مشن میں سچے ہو، اخلاص، دیانت داری اور حق پر قائم ہو تو پھر کسی زبان دراز کی باتوں کا برا نہیں ماننا چاہیے۔ بلکہ اُس کے لیے بھی دعا کرنی چاہیے۔ (٧) لاحول ولاقوۃ الا باللہ کو اس حدیث میں جنت کا خزانہ قرار دیا گیا ہے، لازمی ہے کہ اس کا مختصر مفہوم واضح کیا جائے، اس وظیفہ کا مطلب یہ ہے کہ آدمی

اپنی زبان سے یہ اقرار کرتا ہے کہ اگر مجھے نیکی کی توفیق ملتی ہے تو اللہ کی طرف سے اور اگر میں برائی سے بچتا ہوں تو وہ بھی صرف اللہ تعالیٰ کی توفیق سے۔ یعنی اس کلمے سے خودی، انانیت کی جڑ کاٹ دی گئی ہے کہ آدمی ہمیشہ یہی سمجھے کہ جن رذائل سے میں بچا ہوں اور جن عمدہ خصائل سے متصف ہوں اس میں میرا کوئی کمال نہیں، یہ محض اللہ کی توفیق اور اُس کی رحمت ہے۔ لیکن آج اس جملے کی کثرت کی بجائے ہر شخص میں، میں کرتا نظر آتا ہے۔ یاد رہے! جس معاشرے کی تربیت لاحول ولاقوۃ الا باللہ کے مطابق ہو جائے تو وہاں جرائم نہیں ہوتے۔ بلکہ اللہ کی رحمتوں کا نزول ہوتا ہے۔ اور جس شخص کی تربیت اس وظیفہ کے مطابق نہ ہو جنت تو در کنار وہ جنت کی خوشبو بھی نہیں پا سکے گا۔

الحض باحسان الخدام

خادموں کے ساتھ احسان کرنے کی ترغیب کا بیان

٥٤ـ عَنْ أَبِي ذَرٍّ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ:((إِنَّ إِخْوَانَكُمْ خَوَلُكُمْ، جَعَلَهُمُ اللّٰهُ تَحْتَ أَيْدِيكُمْ، فَمَنْ كَانَ أَخُوهُ تَحْتَ يَدِهِ فَلْيُطْعِمْهُ مِمَّا يَأْكُلُ وَلْيُلْبِسْهُ مِمَّا يَلْبَسُ، وَلَا تُكَلِّفُوهُمْ مَا يَغْلِبُهُمْ، فَإِنْ كَلَّفْتُمُوهُمْ مَا يَغْلِبُهُمْ فَأَعِينُوهُمْ)). [الصحيحة:٢٨٤٢]

ابوذر رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ تمہارے بھائی تمہارے غلام ہیں، اللہ تعالیٰ نے اُن کو تمہارے ماتحت رکھا ہے، جس کے تحت اُس کا بھائی ہو تو وہ اُس کو ویسا کھلائے جیسا وہ کھاتا ہے۔ ویسا پہنائے، جیسا وہ پہنتا ہے، اُن کو ایسے کام کرنے کا نہ کہو جو اُن کے لیے دشوار ہوں۔ اگر تم اُن کو ایسے کام کا کہو تو اُن کی مدد کرو۔

تخریج: الصحیحة ۲۸۴۲' بخاری فی صحیحه (۲۵۴۵) و الادب المفرد (۲۹)' مسلم (۱۶۶۱)' ابو داود (۵۱۵۷)' ترمذی (۱۹۴۵)' ابن ماجه (۳۶۹۰)

فضيلة حسن الخلق

اچھے اخلاق کی فضیلت کا بیان

٥٥ـ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ:((إِنَّ أَكْمَلَ الْمُؤْمِنِينَ إِيمَانًا أَحْسَنُهُمْ خُلُقًا وَإِنَّ حُسْنَ الْخُلُقِ لَيَبْلُغُ دَرَجَةَ الصَّوْمِ وَالصَّلَاةِ)) [الصحيحة:١٥٩٠]

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایمان کے لحاظ سے مکمل مومن وہ ہیں، جو لوگوں میں اخلاق کے اعتبار سے بہت اچھے ہیں اور بے شک اچھا اخلاق صوم وصلاۃ کے درجہ کو پہنچ جاتا ہے۔

تخریج: الصحیحة ۱۵۹۰۔ البزار (الکشف: ۳۵)' ابو یعلی (۴۱۶۶)' والطبرانی فی الاوسط کما فی المجمع (۸/ ۲۲)

فوائد: تکمیل ایمان اور قربِ الٰہی کے لیے بااخلاق ہونا بہت ضروری ہے۔ اچھی سوچ، اعلیٰ کردار اور حسنِ سلوک سے ہی مسلمان ایمان کی بلندیوں کو چھوتا ہے، کامل مومن ہونے کے لیے بیک وقت عبادت گزار اور بااخلاق ہونا ضروری ہے۔ دیکھا گیا ہے کہ صوم و صلوٰۃ کے پابند لوگ حد درجہ کرخت، سنگدل اور سخت مزاج ہوتے ہیں، ہر معاملہ میں خشکی، درشتی اور سختی سے فیصلہ کرتے ہیں، گویا کہ عبادت سے طبیعت سنورنے کی بجائے بگڑ جاتی ہے۔ ایسے افراد کو فی الفور اپنی عادات پر نظر ثانی کرنی چاہیے اور مخلوق خدا سے لطف و کرم اور شفقت سے پیش آنا چاہیے ورنہ رحمتِ الٰہی سے محرومی ہو سکتی ہے، دوسری طرف کسی بے نماز اور بے عمل شخص کو صوم وصلوٰۃ کا

کہا جائے تو وہ جواب دیتا ہے کہ اگر میں نماز نہیں پڑھتا تو کسی کا دل بھی تو نہیں دکھاتا بلکہ میں تمام لوگوں سے حسن سلوک اور اچھے اخلاق سے پیش آتا ہوں۔ اور اللہ کو بھی یہی مطلوب ہے، وہ اس کے ذریعے ہی ثواب عنایت کرتے ہوئے بخشش فرمادے گا۔ جبکہ ایسے افراد بھی راہ حق سے بھٹکے ہوئے ہیں اگر ثواب اور نجات کے لیے محض اچھا اخلاق ہی کافی ہوتا تو آنجناب ﷺ ساری ساری رات عبادت میں نہ گزارتے، فرائض کی ادائیگی کو عین دین قرار نہ دیتے اور سنن ونوافل کی حد درجہ زیادہ تاکید وفضیلت بیان نہ فرماتے۔ مخلوق خدا کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنا اور خالق کائنات کے ساتھ باغیانہ رویہ رکھنا...... یہ کہاں کا اخلاق ہے.....؟ مسلمان کو عبادت میں غفلت برتنی چاہیے اور نہ ہی حسن اخلاق میں کوتاہی کرنی چاہیے۔ تب ہی وہ اجر وثواب اور نجات کا مستحق ٹھہرتا ہے۔

تحريم المفاخرة بينهم

آپس میں فخر کرنے کی حرمت کا بیان

٥٦ـ عَنْ عِيَاضِ بْنِ حِمَارٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ خَطَبَهُمْ فَقَالَ: ((إِنَّ اللّٰهَ أَوْحٰى إِلَيَّ أَنْ تَوَاضَعُوْا حَتّٰى لَا يَفْخَرَ أَحَدٌ عَلٰى أَحَدٍ، وَلَا يَبْغِيَ أَحَدٌ عَلٰى أَحَدٍ)). [الصحيحة: ٥٧٠]

عیاض بن حمار رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں، بے شک آپ نے لوگوں کو خطبہ ارشاد فرمایا اور کہا: بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے میری طرف وحی کی ہے، یہ کہ تم عاجزی اختیار کرو، یہاں تک کہ نہ کوئی کسی ایک پر فخر کرے اور نہ کوئی کسی سے زیادتی کرے۔

تخریج: الصحیحۃ ۵۷۰۔ مسلم (۶۴-۲۸۶۵)، ابن ماجہ (۴۱۷۹)، ابو داود (۴۸۹۵)، الادب المفرد (۴۲۸)

ان الله يحب معالي الأخلاق و يبغض سفسافها

بلاشبہ اللہ تعالیٰ بلند اخلاق سے محبت اور برے اخلاق سے نفرت کرتا ہے

٥٧ـ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ. كَرِيْمٌ، يُحِبُّ الْكَرَمَ وَمَعَالِي الْأَخْلَاقِ، وَيُبْغِضُ سَفْسَافَهَا)). [الصحيحة: ١٣٧٨]

سھل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ اللہ عزوجل مہربان ہیں، مہربانی اور بلند اخلاق کو پسند کرتے ہیں اور اُس کے گھٹیاپن سے نفرت کرتے ہیں۔

تخریج: الصحیحۃ ۱۳۷۸۔ ابو الشیخ فی احادیثہ (۱۲/ ۱)، حاکم (۱/ ۴۸)، ابو نعیم فی الحلیۃ (۳/ ۲۵۵، ۸/ ۱۳۳)، السلفی فی معجم السفر (۲۱۵)

ذم قطيعة الأرحام

رشتہ داری توڑنے والے کی مذمت کا بیان

٥٨ـ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ. لَمَّا خَلَقَ الْخَلْقَ قَامَتِ الرَّحِمُ فَأَخَذَتْ بِحَقْوِ الرَّحْمٰنِ، [فَقَالَ: مَهْ] قَالَتْ: هٰذَا مَقَامُ الْعَائِذِ [بِكَ] مِنَ الْقَطِيْعَةِ،

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا فرمایا: تو رحم اللہ کی کمر کو پکڑ کر کھڑا ہوگیا، اللہ نے فرمایا رک جا، رحم نے کہا: قطع رحمی سے پناہ طلب کرنے والے کا یہ مقام ہے۔ اللہ نے فرمایا: ہاں!

قَالَ[نَعَمْ] أَمَا تَرْضَيْنَ أَنْ أَصِلَ مَنْ وَصَلَكِ، وَأَقْطَعَ مَنْ قَطَعَكِ؟ [قَالَتْ: بَلٰى يَارَبِّ!] قَالَ: فَذَاكَ [لَكِ] قَالَ أَبُوهُرَيْرَةَ: [ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ !] اقْرَؤُوا إِنْ شِئْتُمْ: ﴿فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِنْ تَوَلَّيْتُمْ أَنْ تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ وَتُقَطِّعُوا أَرْحَامَكُمْ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فَأَصَمَّهُمْ وَأَعْمٰى أَبْصَارَهُمْ أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ أَمْ عَلَى قُلُوبٍ أَقْفَالُهَا﴾ [الصحيحة:٢٧٤١]

کیا تو راضی نہیں، جس نے تجھے ملایا' میں بھی اُس کو ملاؤں اور جس نے تجھے کاٹا میں بھی اُسے کاٹ دوں؟ کہتی ہے: کیوں نہیں میرے رب۔ اللہ نے فرمایا: یہ تیرا مقام ہے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا، پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر تم چاہتے ہو تو قرآن کی یہ آیت پڑھو۔ کہ ایسا تو نہ ہوگا اگر تم کو حکومت مل جائے تو زمین میں فساد برپا کرو اور قرابت داروں سے بدسلوکی کرو جو لوگ ایسا کریں گے اللہ کی اُن پر لعنت ہوگی، جس سے حق سننے سے بہرے ہو جائیں گے اور اُن کی آنکھیں اندھی کر دے گا جس سے وہ ہدایت کو نہیں دیکھ سکیں گے۔ کیا وہ قرآن پر غور نہیں کرتے یا ان کے دلوں پر تالے پڑے ہوئے ہیں؟

تخریج: الصحیحۃ ۲۷۴۱۔ احمد (۲/ ۳۳۰)' بخاری (۴۸۳۰' ۵۹۸۷)' مسلم (۲۵۵۴)' نسائی فی الکبری (۱۱۴۹۷)' الادب المفرد (۵۰)

فضل تصديق التهليل

۵۹۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ اللّٰهَ قَدْ غَفَرَ لَكَ كِذْبَكَ بِتَصْدِيقِكَ ((لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ)) رُوِيَ مِنْ حَدِيثِ أَنَسٍ، وَابْنِ عُمَرَ، وَابْنِ عَبَّاسٍ، وَالْحَسَنِ الْبَصْرِيِّ مُرْسَلًا۔ وَهٰذَا لَفْظُ حَدِيثِ أَنَسٍ: عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ لِرَجُلٍ: ((يَافُلَانُ! فَعَلْتَ كَذَا؟)) قَالَ: لَا وَالَّذِي لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ! وَالنَّبِيُّ عَلَيْهِ السَّلَامُ۔ يَعْلَمُ أَنَّهُ قَدْ فَعَلَهُ فَقَالَ لَهُ...... فَذَكَرَهُ۔ [الصحيحة:٣٠٦٤]

لا الہ الا اللہ کی تصدیق کی فضیلت کا بیان

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے تیرے جھوٹ کو لا الہ الا اللہ کی تصدیق کی وجہ سے معاف کر دیا۔ یہ حدیث انس، ابن عمر، ابن عباس اور حسن بصری رحمہ اللہ سے مرسل روایت کی گئی ہے اور یہ انس رضی اللہ عنہ کی حدیث کے لفظ ہیں۔ اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی سے کہا، اے فلاں! کیا تو نے اس طرح کیا ہے؟ اُس نے کہا: نہیں! اور قسم ہے اُس ذات کی کہ جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں، اور نبی ﷺ جانتے تھے کہ اُس شخص نے وہ کام کیا ہے۔ پھر آپ نے اُس کیلئے یہ بات کہی۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۰۶۴۔ عبد بن حمید (۱۳۷۴)' ابو یعلی (۳۳۶۸)' البزار (الکشف: ۳۰۶۸)' من حدیث انس رضی اللہ عنہ احمد (۲/ ۶۸)' ابو یعلی (۵۶۹۰)' عن ابن عمر رضی اللہ عنہ ابو داود (۳۲۷۵)' عن ابن عباس رضی اللہ عنہ۔

الايمان علامة حب الله

۶۰۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ((إِنَّ اللّٰهَ قَسَمَ بَيْنَكُمْ أَخْلَاقَكُمْ كَمَا قَسَمَ بَيْنَكُمْ

ایمان کی توفیق اللہ کی محبت کی علامت ہے

عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے جس طرح تمہارے درمیان تمہارے رزق تقسیم کیا ہے، اسی طرح

أَرْزَاقَكُمْ، وَإِنَّ اللّٰهَ يُعْطِي الدُّنْيَا مَنْ يُّحِبُّ وَمَنْ لَا يُحِبُّ، وَلَا يُعْطِي الْإِيْمَانَ إِلَّا مَنْ أَحَبَّ فَمَنْ ضَنَّ بِالْمَالِ أَنْ يُنْفِقَهُ، وَخَافَ الْعَدُوَّ أَنْ يُجَاهِدَهُ، وَهَابَ اللَّيْلَ أَنْ يُكَابِدَهُ، فَلْيُكْثِرْ مِنْ قَوْلِ: سُبْحَانَ اللّٰهِ [وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ] وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَاللّٰهُ أَكْبَرُ)). [الصحيحة: ٢٧١٤]

تمہارے درمیان تمہارے اخلاق کو تقسیم کیا ہے اور بلاشبہ اللہ تعالیٰ جس کو پسند کرتا ہے، اُسے بھی دنیا دیتا ہے، اور جسے نہیں پسند کرتا اُسے بھی دیتا ہے اور ایمان صرف اُسی کو دیتا ہے، جس کو پسند فرمائے۔ پس جس شخص نے مال خرچ کرنے میں بخل کیا اور دشمن کے ساتھ لڑنے سے ڈر گیا اور رات میں مشقت برداشت کرنے سے گھبرائے ایسا شخص یہ کلمات کثرت سے کہے سبحان اللہ [والحمدللہ] ولا إله إلا الله، والله أكبر

تخریج: الصحیحۃ ۲۷۱۴- الاسماعیلی فی المعجم (۲/ ۷۲۷)، والحاکم (۱/ ۳۳)، شعب الایمان (۷۰۲)، الادب المفرد (۲۷۵)، موقوفا علی ابن مسعود رضی اللہ عنہ

املاء الظالم مهلة من الله

ظالم کو ڈھیل دینا اللہ کی طرف سے مہلت ہے

٦٠۔ عَنْ أَبِي مُوسٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ اللّٰهَ لَيُمْلِي لِلظَّالِمِ، حَتّٰى إِذَا أَخَذَهُ لَمْ يُفْلِتْهُ)) قَالَ: ثُمَّ قَرَأَ: ﴿وَكَذٰلِكَ أَخْذُ رَبِّكَ إِذَا أَخَذَ الْقُرٰى وَهِيَ ظَالِمَةٌ إِنَّ أَخْذَهُ أَلِيْمٌ شَدِيْدٌ﴾ [الصحيحة: ٣٥١٢]

ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ ظالم کو مہلت دیتا ہے، جب اُس کو پکڑنے کا ارادہ کرتا ہے تو وہ اُس سے بھاگ کر کہیں نہیں جاسکتا۔ پھر آپ نے قرآن کی یہ آیت پڑھی: ”اور اسی طرح تیرے پروردگار کی پکڑ ہے، جب وہ ظلم کرنے والی بستیوں کو پکڑتا ہے، بلاشبہ اُس کی پکڑ سخت دردناک ہے۔“

تخریج: الصحیحۃ ۳۵۱۲، بخاری (۴۶۸۶)، مسلم (۲۵۸۳)، ترمذی (۳۱۱۰)، ابن ماجہ (۴۰۱۸)، نسائی فی الکبری (۱۱۲۴۵)

فوائد: فراخی وخوش حالی اور مال کی فراوانی کامیابی کا معیار نہیں ہے، رب تعالیٰ بندوں میں سے جسے چاہتے ہیں زیادہ رزق عنایت فرماتے ہیں اور جسے چاہتے ہیں کم عطا کرتے ہیں، بڑے لوگ ہمیشہ اپنے مال و زر پر نازاں رہے ہیں، ساری زندگی مالی وسعت قبول حق میں رکاوٹ بنی رہی اور یہ لوگ ہمیشہ انبیاء و رسل اور اللہ والوں کو للکارتے رہے ہیں کہ قرب الٰہی کا دعویٰ کرنے والو! رحمت و بخشش اور جنت کے افسانے بیان کرنے والو! تمہارے پاس ایک وقت کا کھانا بھی نہیں اور کہتے ہو کہ ہم دنیا و آخرت میں کامیاب ہونے والے خوش نصیب ہیں۔ چشم فلک نے کئی بار ایسے ظالموں کی پکڑ کا نظارہ کیا کہ جب اچانک اللہ تعالیٰ کی اُن پر پکڑ آئی تو پھر لمحہ بھر مہلت نصیب نہ ہوئی اور یہ لوگ حرف غلط کی طرح صفحۂ ہستی سے مٹا دیئے گئے، آج بھی جو لوگ بداعمالیوں کے باوجود خوشحال اور مالدار ہیں، اُنہیں اپنی تجارت پر گھمنڈ کی بجائے اپنے انجام کی فکر کرنی چاہیے کسی وقت بھی وہ عذاب الٰہی کی لپیٹ میں آسکتے ہیں۔ اور جب اللہ کی پکڑ آگئی تو پھر توبہ کی توفیق بھی نصیب نہیں ہوگی۔

فضل الفقراء و ذم المتكبرين

فقراء کی فضیلت اور متکبرین کی مذمت کا بیان

٦١- عَنْ وَاثِلَةَ بْنِ الأَسْقَعِ، قَالَ: كُنْتُ فِيْ أَصْحَابِ الصُّفَّةِ، فَلَقَدْ رَأَيْتُنَا وَمَا مِنَّا إِنْسَانٌ عَلَيْهِ ثَوْبٌ تَامٌّ، وَأَخَذَ الْعَرَقُ فِيْ جُلُوْدِنَا طُرُقًا مِنَ الْغُبَارِ وَالْوَسَخِ، إِذْ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((لِيُبَشَّرْ فُقَرَاءَ الْمُهَاجِرِيْنَ)) إِذْ أَقْبَلَ رَجُلٌ عَلَيْهِ شَارَةٌ حَسَنَةٌ، فَجَعَلَ النَّبِيُّ لَايَتَكَلَّمُ بِكَلَامٍ إِلَّا كَلَّفَتْهُ نَفْسُهُ [أَنْ] يَأْتِيَ بِكَلَامٍ يَعْلُو كَلَامَ النَّبِيِّ ﷺ! فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ: ((إِنَّ اللّٰهَ لَايُحِبُّ هٰذَا وَضَرْبَهُ يَلْوُوْنَ أَلْسِنَتَهُمْ لِلنَّاسِ لَيَّ الْبَقَرَةِ لِسَانَهَا بِالْمَرْعٰى! كَذٰلِكَ يَلْوِي اللّٰهُ أَلْسِنَتَهُمْ وَوُجُوْهَهُمْ فِي النَّارِ)). [الصحيحة:٣٤٢٦]

واثلہ بن اسقع سے مروی ہے، کہتے ہیں میں اصحاب صفہ میں سے تھا، میں نے یہ دیکھا ہمارا یہ حال تھا کہ ہم میں سے کسی شخص کے پاس پورا کپڑا نہ تھا اور پسینہ ہماری جلدوں میں میل وغبار کی وجہ سے لکیریں بناتا۔ اچانک رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا: فقراء مہاجرین کے لیے خوشخبری ہو، ہمارے پاس اچانک ایک اچھے لباس والا آدمی آیا، نبی جو بھی کلام کرتے وہ بتکلف نبی کی کلام سے اونچی کلام کرتا، جب وہ چلا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ اللہ تعالیٰ اس کو اور اس جیسے شخص کو پسند نہیں فرماتے جو اپنی زبانوں کو لوگوں کے لیے مروڑتے ہیں۔ جس طرح گائے چراگاہ میں اپنی زبان مروڑتی ہے، اسی طرح اللہ تعالیٰ ان کے چہروں اور زبانوں کو آگ میں مروڑے گا۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۴۲۶۔ طبرانی فی الکبیر (۲۲/ ۷۰)' ابو نعیم فی الحلیۃ (۲/ ۲۱-۲۲)' بیہقی فی الشعب (۴۹۷۳)

باب من وصية الله بالأمهات والأقرب

اللہ کی وصیت ماؤں اور قریبی رشتہ داروں کے متعلق

٦٢- عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِي كَرِبَ الْكِنْدِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ اللّٰهَ يُوْصِيْكُمْ بِأُمَّهَاتِكُمْ، ثُمَّ يُوْصِيْكُمْ بِآبَائِكُمْ، ثُمَّ يُوْصِيْكُمْ بِالْأَقْرَبِ فَالْأَقْرَبِ)). [الصحيحة:١٦٦٦]

مقدام بن معدی کرب کندی نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں، آپ نے فرمایا: بلاشبہ اللہ تعالیٰ تمہیں تمہاری ماؤں کے متعلق نصیحت کرتا ہے، پھر تمہیں تمہارے باپوں کے متعلق نصیحت کرتا ہے، پھر جتنا جتنا کوئی رشتہ دار زیادہ قریب ہے اُس کے ساتھ نیک سلوک کی وصیت کرتا ہے۔

تخریج: الصحیحۃ ۱۶۶۶۔ الادب المفرد (۶۰)' ابن ماجہ (۳۶۶۱)' احمد (۴/ ۱۳۱' ۱۳۲)' حاکم (۴/ ۱۵۱)

باب من أهل الجنة والنار

جنتیوں اور جہنمیوں کا بیان

٦٣- عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ أَهْلَ النَّارِ كُلُّ جَعْظَرِيٍّ جَوَّاظٍ مُسْتَكْبِرٍ، جَمَّاعٍ مَنَّاعٍ، وَأَهْلُ الْجَنَّةِ الضُّعَفَاءُ الْمَغْلُوْبُوْنَ)). [الصحيحة:١٧٤١]

عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ہر بدمزاج، زیادہ کھانے والا، متکبر، بہت زیادہ مال جمع کرنے والا، بڑا بخیل اہل جہنم میں سے ہے۔ اور کمزور اور دبے ہوئے لوگ جنتی ہیں۔

تخریج: الصحیحۃ ۱۷۴۱۔ احمد (۲/ ۲۱۴)' حاکم (۲/ ۴۹۹)

ان اولی الناس بالله من بدأهم بالسلام

لوگوں میں اللہ کے سب سے زیادہ نزدیک وہ ہے جو سلام پہلے کرتا ہے

٦٤۔ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ أَوْلَى النَّاسِ بِاللّٰهِ مَنْ بَدَأَهُمْ بِالسَّلَامِ)).

[الصحيحة: ٣٣٨٢]

ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لوگوں میں سے سب سے زیادہ اللہ کے نزدیک وہ ہے، جو اُن میں سے سلام میں پہل کرے۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۳۸۲۔ ابوداود (۵۱۹۷)' بیہقی فی الشعب (۸۷۸۷)' ترمذی (۲۶۹۴)' ابن ماجہ (۳۶۹۳)

فوائد: دینِ اسلام میں سلام سے آغاز کرنے کی حددرجہ اہمیت بیان کی گئی ہے، اس حدیث میں سلام سے آغاز کرنے کو قربِ الٰہی کا ذریعہ قرار دیا گیا ہے، اس آسان عمل سے اگر قربِ الٰہی نصیب ہو تو کسی مسلمان کو قطعاً غفلت نہیں کرنی چاہیے۔

ان الله لا يرفع شيا من الدنيا الا وضعه

اللہ تعالیٰ دنیا میں جس چیز کو بلندی دیتا ہے اس کو پستی بھی ضرور دیتا ہے

٦٥۔ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: كَانَتْ نَاقَةٌ لِرَسُولِ اللّٰهِ تُسَمَّى الْعَضْبَاءَ، وَكَانَتْ لَا تُسْبَقُ، فَجَاءَ أَعْرَابِيٌّ عَلَى قَعُودٍ لَهُ، فَسَبَقَهَا، فَاشْتَدَّ ذٰلِكَ عَلَى الْمُسْلِمِينَ، وَقَالُوا: سُبِقَتِ الْعَضْبَاءُ! فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ: أَنْ لَا يَرْفَعَ شَيْئًا مِنَ الدُّنْيَا إِلَّا وَضَعَهُ)).

[الصحيحة: ٣٥٢٥]

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ کی ایک اونٹنی تھی، جس کو عضباء کہا جاتا تھا اور اُس سے سبقت نہیں لے جائی جاتی تھی۔ ایک بدو اپنے اونٹ پر آیا، وہ اُس سے سبقت لے گیا، یہ مسلمانوں پر بڑا گراں گزرا، اور انہوں نے کہا، عضباء تو پیچھے رہ گئی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ اللہ پر لازم ہے، کہ وہ دنیا میں کسی چیز کو اونچا نہیں کرتا، مگر اُس کو نیچا کر دیتا ہے۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۵۲۵۔ بخاری (۲۸۷۱)' ابوداود (۴۸۰۲)' نسائی (۳۶۱۸)' احمد (۳/ ۱۰۳)

باب من خصلة الخير و الشر

خیر اور شر والی صفات کا بیان

٦٦۔ عَنْ إِيَاسِ بْنِ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ الْمُزَنِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قُرَّةَ الْمُزَنِيِّ، قَالَ: كُنَّا عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَذُكِرَ عِنْدَهُ الْحَيَاءُ فَقَالُوا: يَارَسُولَ اللّٰهِ! اَلْحَيَاءُ مِنَ الدِّينِ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ الْحَيَاءَ، وَالْعَفَافَ، وَالْعِيَّ. عِيَّ اللِّسَانِ لَا عِيَّ الْقَلْبِ. وَالْفِقْهَ مِنَ الْإِيمَانِ، وَإِنَّهُنَّ يَزِدْنَ فِي

ایاس بن معاویہ بن قرۃ مزنی' اپنے باپ سے، وہ ان کے دادا قرہ بن مزنی سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے کہا ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس تھے، تو آپ کے پاس حیاء کا ذکر کیا گیا۔ صحابہ نے کہا اے اللہ ﷺ کے رسول حیاء دین کا حصہ ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ حیاء پاک دامنی اور عاجز ہونا (دل کا عجز نہیں) بلکہ زبان کا عاجز ہونا اور اچھی سمجھ ایمان میں سے ہے۔

الْآخِرَةِ وَيَنْقُصْنَ مِنَ الدُّنْيَا، وَمَا يَزِدْنَ فِي الْآخِرَةِ أَكْثَرُ مِمَّا يَنْقُصْنَ مِنَ الدُّنْيَا وَإِنَّ الشُّحَّ وَالْفُحْشَ وَالْبَذَاءَ مِنَ النِّفَاقِ، وَإِنَّهُنَّ يَنْقُصْنَ مِنَ الْآخِرَةِ، وَيَزِدْنَ فِي الدُّنْيَا، وَمَا يَنْقُصْنَ مِنَ الْآخِرَةِ أَكْثَرُ مِمَّا يَزِدْنَ مِنَ الدُّنْيَا)) قَالَ إِيَاسٌ: فَحَدَّثْتُ بِهِ عُمَرَ بْنَ عَبْدِالْعَزِيزِ، فَأَمَرَنِي فَأَمْلَيْتُهَا عَلَيْهِ، ثُمَّ كَتَبَهُ بِخَطِّهِ، ثُمَّ صَلَّى بِنَا الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ وَإِنَّهَا لَفِي كَفِّهِ مَايَضَعُهَا۔ [الصحيحة: ۳۳۸۱]

بلاشبہ یہ چیزیں آخرت کے نفع کو زیادہ کرتی ہیں، اور دنیا میں کمی کرتی ہیں۔ ان سے دنیا میں جو کمی ہوتی ہے اس سے آخرت میں زیادہ نفع ہوتا ہے، اور بلاشبہ بخل، بدکاری اور بدگوئی نفاق میں سے ہے اور بلاشبہ یہ چیزیں آخرت کا نقصان کرتی ہیں اور دنیا میں زیادتی کرتی ہیں۔ اور ان سے ہونے والا آخرت کا نقصان اُس سے زیادہ ہے جو دنیا میں زیادتی کرتی ہیں۔ ایاس نے کہا: میں نے یہ حدیث عمر بن عبدالعزیز سے بیان کی تو انہوں نے مجھے حکم دیا، تو میں نے انہیں اُس کی املاء کرائی۔ پھر انہوں نے اپنے خط سے لکھا، پھر انہوں نے ظہر و عصر کی نماز پڑھائی تو وہ خط آپ کی ہتھیلی میں تھا' اُس کو رکھا نہیں۔

تخریج: الصحيحة ۳۳۸۱' يعقوب بن سفيان الفسوی فی المعرفة (۱/ ۳۱۱)' بيهقی فی الآداب (۱۹۹)' والشعب (۷۷۱۱)

خير عباد الله الموفون المطيبون

پاکباز اور وفا کرنے والے اللہ کے بہترین بندے ہیں

۶۷۔ عَنْ أَبِي حُمَيْدِ السَّاعِدِيِّ مَرْفُوعًا: ((إِنَّ خَيْرَ عِبَادِاللّٰهِ مِنْ هٰذِهِ الْأُمَّةِ الْمُوْفُوْنَ الْمُطَيِّبُوْنَ)). [الصحيحة:۲۸٤۸]

ابوحمید ساعدی ﷺ سے مرفوعاً روایت ہے: بلاشبہ اس امت سے اللہ کے بہترین بندے وعدہ وفا کرنے والے، پاک باز صاف لوگ ہیں۔

تخریج: الصحيحة ۲۸۴۸۔ ابو محمد المخلدی فی الفوائد (۳/ ۲۴۱/ ۲)' والبزار (الكشف:۱۳۰۸)' (البحر الزخار:۳۷۰۹)' والطبرانی فی الصغير (۲/ ۹۸۔۹۹)

الغيبة ذكر المرء ما يكره ان يسمع

غیبت کسی شخص کی ایسی بات کرنا کہ جس کا سننا اس کو ناپسند ہو

۶۸۔ عَنِ الْمُطَّلِبِ بْنِ عَبْدِالْمَلِكِ بْنِ حَنْطَبٍ الْمَخْزُوْمِيِّ مُرْسَلًا: أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَاالْغِيْبَةُ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَنْ تَذْكُرَ مِنَ الْمَرْءِ مَايَكْرَهُ أَنْ يَسْمَعَ)) قَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! وَإِنْ كَانَ حَقًّا؟ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا قُلْتَ بَاطِلًا فَذٰلِكَ الْبُهْتَانُ)).

مطلب بن عبدالملک بن حنطب سے مرسل روایت ہے، ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا، غیبت کیا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ تو آدمی کی ایسی بات بیان کرے، جس کو سننا وہ ناپسند کرے۔ کہا یارسول اللہ ﷺ اگر چہ بات سچی ہو؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر تو نے جھوٹی بات کہی تو یہ بہتان ہے۔

تخریج: الصحيحة ۱۹۹۲۔ موطا امام مالك (۲/ ۹۸۷)' الزهد لابن المبارك (۷۰۴)' مساوى الخلاق للخرائطى (۲۰۹)' وله

شاهد من حديث ابى هريرة رضی اللہ عنہ عند مسلم (٢٥٨٩) وغيره

استغفار الولد للوالد رخصة فی الجنة

بیٹے کا والد کے لیے بخشش طلب کرنا جنت میں بلندی کا سبب ہے

٦٩۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوعًا: ((إِنَّ الرَّجُلَ لَتُرْفَعُ دَرَجَتُهُ فِي الْجَنَّةِ، فَيَقُوْلُ: أَنّٰى [لِي] هٰذَا؟ فَيُقَالُ: بِاسْتِغْفَارِ وَلَدِكَ لَكَ)).

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے، بلاشبہ جنت میں آدمی کا درجہ بلند کیا جاتا ہے، وہ کہتا ہے، یہ میرے لیے کیسے ہوا؟ کہا جاتا ہے! تیرے لیے تیرے بیٹے کے استغفار کی وجہ سے۔

تخریج: الصحيحة ١٥٩٨۔ ابن ماجه (٣٦٦٠)' احمد (٢/ ٥٠٩)' ابن ابى شيبة (٣/ ٣٨٧)

فوائد: اولاد اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے، انبیاء و رسل بھی اللہ تعالیٰ سے نیک اولاد کا مطالبہ کرتے رہے۔ آج ہمیں بھی اپنی دعاؤں میں نیک اولاد کا ہی سوال کرنا چاہیے۔ نیک اولاد جہاں دنیا میں عزت کا نشان ہوتی ہے وہاں روزِ قیامت نجات کا ذریعہ بنتی ہے۔ باعمل مسلمان اپنی اولاد کی تربیت میں کامیاب ہوگیا تو وہ سمجھ لے میں نے دنیا و آخرت کی بادشاہت اور حقیقی کامیابی کو حاصل کرلیا ہے۔ اس حدیث میں اُس خوش نصیب والد کا ذکر ہے کہ جس کے درجات اُس کے بچے کے استغفار کی وجہ سے بلند کردیئے جاتے ہیں، قابلِ رشک ہیں وہ والدین جو اپنی اولاد کی دینی تعلیم اور نیک تربیت کے لیے ہر وقت کوشاں رہتے ہیں۔ یہی نیک اولاد موت کے بعد صدقہ جاریہ اور ایصال ثواب کا ذریعہ بنتی ہے اور پھر یہ سلسلہ نسل درنسل جاری رہتا ہے۔ نیز ایسے والدین کو اپنی قبر اور آخرت کی فکر کرنی چاہیے جو اپنی اولادوں کو آوارگی اور گناہوں کے مواقع مہیا کرتے ہیں اور اپنی اولاد کو موسیقی اور کیبل کا رسیا بنا کر ذلت و رسوائی کا طوق اپنے گلے میں ڈالتے ہیں۔ ایسے ماں باپ جہاں اپنی بداعمالیوں کا بوجھ اپنے کندھوں پر اٹھائیں گے' وہاں اولاد کا ہاتھ بھی اِن کے گریبان پر ہوگا اور ان کی اولاد ان سے پوچھے گی کہ ''ہمیں نیک راہ کیوں نہ دکھلائی......؟''

فضل الحسن الخلق

اچھے اخلاق کی فضیلت کا بیان

٧٠۔ عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ الرَّجُلَ لَيُدْرِكُ بِحُسْنِ خُلُقِهِ دَرَجَاتِ قَائِمِ اللَّيْلِ صَائِمِ النَّهَارِ)). [الصحيحة:٧٩٥]

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، کہتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ آدمی اپنے اچھے اخلاق کے باعث رات کو قیام کرنے والے، دن کو روزہ رکھنے والے کے درجات کو پالیتا ہے۔

تخریج: الصحيحة ٧٩٥۔ ابو داود (٤٧٩٨)' ابن حبان (٤٨٠) الحاكم (١/ ٦٠)

٧١۔ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ الرَّجُلَ لَيُدْرِكُ بِحُسْنِ خُلُقِهِ دَرَجَةَ السَّاهِرِ بِاللَّيْلِ الظَّامِيْ بِالْهَوَاجِرِ)). [الصحيحة:٧٩٤]

ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ آدمی اپنے اچھے اخلاق کی وجہ سے، رات کو جاگنے والے، دن کی دھوپ میں پیاس برداشت کرنے والے (روزہ دار) کے درجہ کو حاصل کرلیتا ہے۔

تخریج: الصحيحة ٧٩٤۔ تمام الرازى فى الفوائد (١٥١٨)' طبرانى فى الكبير (٧٧٠٩)

باب الأهمية بصلة الأرحام

۷۲۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ الرَّحِمَ شُجْنَةٌ آخِذَةٌ بِحُجْزَةِ الرَّحْمٰنِ، يَصِلُ مَنْ وَصَلَهَا، وَيَقْطَعُ مَنْ قَطَعَهَا)).

[الصحيحة:١٦٠٢]

صلہ رحمی کی اہمیت کا بیان

ابن عباس رضی اللہ عنہما نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ رحم رحمٰن کی کمر کو پکڑنے والی شاخ ہے، وہ ملاتا ہے، جس نے اُسے ملایا اور کاٹتا ہے جس نے اُسے کاٹا۔

تخریج: الصحیحۃ ۱۶۰۲۔ احمد (۱/ ۳۲۱)' ابن ابی عاصم فی السنۃ (۵۳۸)' والبزار (الکشف: ۱۸۸۳)

باب: فضل صلة الرحم

۷۳۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: عَطَفَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِصْبَعَهُ فَقَالَ: ((إِنَّ الرَّحِمَ شُجْنَةٌ مِنَ الرَّحْمٰنِ. عَزَّوَجَلَّ. وَاصِلَةٌ .لَهَا لِسَانٌ ذَلِقٌ، تَتَكَلَّمُ بِمَاشَاءَتْ، فَمَنْ وَصَلَهَا وَصَلَهُ اللّٰهُ، وَمَنْ قَطَعَهَاقَطَعَهُ اللّٰهُ)).

[الصحيحة:٢٤٧٤]

باب: صلہ رحمی کی فضیلت

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، کہتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے ہمارے لیے اپنی انگلی کو مروڑا اور فرمایا: رحم رحمٰن کی شاخ ہے ملی ہوئی۔ اُس کے لیے تیز زبان ہے، جو چاہتی ہے وہ بولتی ہے، جس نے اُس کو ملایا اللہ اُس کو ملائے گا، اور جس نے اس کو توڑا اللہ اُس کو توڑے گا۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۴۷۴۔ ابوداود الطیالسی (۲۵۵۰)' احمد (۲/ ۱۸۹' ۲۰۹)' ابن ابی شیبۃ (۸/ ۳۵۰)

ان الروح لتلقى الروح

۷٤۔عَنْ عُمَارَةَ بْنِ خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ: أَنَّ أَبَاهُ قَالَ: رَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ كَأَنِّي أَسْجُدُ عَلٰى جَبْهَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَأَخْبَرْتُ بِذٰلِكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَ: ((إِنَّ الرُّوْحَ لَتَلْقَى الرُّوْحَ)) [وَفِي رِوَايَةٍ: اِجْلِسْ وَاسْجُدْ وَاصْنَعْ كَمَا رَأَيْتَ] وَأَقْنَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ هٰكَذَا [قَالَ عَفَّانُ بِرَأْسِهِ إِلٰى خَلْفٍ] فَوَضَعَ جَبْهَتَهُ عَلٰى جَبْهَةِ النَّبِيِّ ﷺ۔ [الصحيحة:٣٢٦٢]

روح' روح کے ساتھ ضرور ملتی ہے

عمارہ بن خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، بے شک اُس کے باپ نے کہا: میں نے خواب میں دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کی پیشانی پر سجدہ کر رہا ہوں، تو میں نے اُس کے متعلق رسول اللہ ﷺ کو خبر دی۔ تو آپ نے فرمایا: یقیناً روح ،روح سے ملاقات کرتی ہے۔ اور ایک روایت میں ہے' آپ نے فرمایا: بیٹھ اور سجدہ کر اور اُس طرح کر جس طرح تو نے دیکھا، رسول اللہ نے اپنا سر اس طرح جھکایا (عفان نے اپنے سر کو پیچھے ہٹا کر کہا) پس اُس نے اپنی پیشانی رسول اللہ ﷺ کی پیشانی پر رکھی۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۲۶۲' نسائی فی الکبری (۷۶۳۱)' ابن ابی شیبۃ (۱۱/ ۷۸)' احمد (۵/ ۲۱۴' ۲۱۵)

فوائد: حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ کو آپ ﷺ نے خواب پورا کرنے کا ارشاد فرمایا۔ جائز اور نیک خواب کو پورا کر دینا چاہیے، اس حدیث کو سمجھنے سے قبل تین باتیں سامنے رکھیں (۱) مسجود لہ......جس کو سجدہ کیا جاتا ہے اور وہ ذات باری تعالیٰ ہے۔ (۲) مسجود الیہ......جس

طرف سجدہ کیا جاتا ہے۔ اور وہ قبلہ ہے۔ (۳) مسجود علیہ...... جس پر سجدہ کیا جاتا ہے ...... اور وہ زمین، مصلّی اور چٹائی وغیرہ کوئی چیز ہوسکتی ہے۔ حضرت خزیمہ ﷺ نے خواب میں مسجود علیہ آپ ﷺ کی پیشانی کو دیکھا، اور آپ ﷺ سے آ کر بیان کیا تو آپ ﷺ نے اپنی پیشانی پر پیشانی رکھ کر سجدہ کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی۔ مسجود لہ اللہ تعالیٰ ہی تھے اور مسجود الیہ قبلہ ہی تھا، آپ کی پیشانی صرف مسجود علیہ تھی۔ (اچھی طرح سمجھ لیں)

كراهية الاخذ بالأمارة

۷۵۔ عَنْ حُمَيْدٍ، قَالَ: عَنْ رَجُلٍ، قَالَ: اسْتَعْمَلَ النَّبِيُّ رَجُلًا عَلٰى سَرِيَّةٍ، فَلَمَّا مَضٰى وَرَجَعَ إِلَيْهِ قَالَ لَهُ: ((كَيْفَ وَجَدْتَ الْإِمَارَةَ؟)) فَقَالَ: كُنْتُ كَبَعْضِ الْقَوْمِ، كُنْتُ إِذَا رَكِبْتُ رَكِبُوْا، وَإِذَا نَزَلْتُ نَزَلُوْا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ صَاحِبَ السُّلْطَانِ عَلٰى بَابِ عَنَتٍ، إِلَّا مَنْ عَصَمَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ)) فَقَالَ الرَّجُلُ: وَاللّٰهِ! لَا أَعْمَلُ لَكَ وَلَا لِغَيْرِكَ أَبَدًا۔ فَضَحِكَ النَّبِيُّ حَتّٰى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ!۔ [الصحيحة: ٣٢٣٩]

امارت لینے کی کراہت کا بیان

حمید سے مروی ہے، وہ ایک آدمی سے روایت کرتے ہیں، اُس نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو لشکر کا امیر مقرر کیا، جب وہ چلا گیا اور آپ کی طرف واپس لوٹا تو آپ نے اُس سے کہا: تم نے امارت کو کیسا پایا؟ اُس نے کہا: میں بعض لوگوں کی طرح تھا، جب میں سوار ہوتا وہ سوار ہوتے۔ اور جب میں اترتا وہ اترتے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک امیر مشقت کے دروازے پر ہوتا ہے مگر جس کو اللہ تعالیٰ بچالے۔ آدمی نے کہا اللہ کی قسم نہ آپ کے لیے اور نہ ہی آپ کے غیر کے لیے کبھی امیر بنوں گا۔ رسول اللہ ﷺ ہنس پڑے، یہاں تک کہ آپ ﷺ کی داڑھیں ظاہر ہوگئیں۔

تخریج: الصحيحة ۳۲۳۹، طبرانی فی الكبير (۳۶۰۳)

باب من البلاء على الأنبياء

۷۶۔ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ، قَالَ: لَمَّا قَسَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ غَنَائِمَ حُنَيْنٍ (بِالْجِعِرَّانَةِ) ازْدَحَمُوْا عَلَيْهِ فَقَالَ رَسُوْلَ اللّٰهِ: ((إِنَّ عَبْدًا مِنْ عِبَادِ اللّٰهِ بَعَثَهُ اللّٰهُ إِلٰى قَوْمِهِ، فَكَذَّبُوْهُ وَشَجُّوْهُ، فَكَانَ يَمْسَحُ الدَّمَ عَنْ جَبْهَتِهِ وَيَقُوْلُ: اَللّٰهُمَّ! اغْفِرْ لِقَوْمِيْ، فَإِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ)) قَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ: فَكَأَنِّيْ أَنْظُرُ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ يَحْكِي الرَّجُلَ يَمْسَحُ عَنْ جَبْهَتِهِ۔ [الصحيحة: ٣١٧٥]

انبیاء کرام پر تکلیفوں کا بیان

ابن مسعود ﷺ سے مروی ہے، کہتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے مقام جعرانہ پر حنین کے مال غنیمت کو تقسیم کیا، تو صحابہ نے آپ کے گرد بہت بھیڑ کردی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ کے بندوں میں سے ایک بندہ، اللہ نے اُس کو اس کی قوم کی طرف بھیجا۔ انہوں نے اُس کو جھٹلایا اور اُس کا سر پھوڑ دیا۔ وہ اپنی پیشانی سے خون صاف کررہا تھا اور کہہ رہا تھا: اے اللہ میری قوم کو معاف کردے کیونکہ وہ میرے مقام کو نہیں جانتی۔ ابن مسعود کہتے ہیں، اب بھی یہ منظر میری نگاہوں میں ہے، کہ میں نے دیکھا رسول اللہ ﷺ کی طرف، آپ اس نبی کی نقل کرتے ہوئے اپنی پیشانی سے پونچھ

رہے تھے۔

تخریج: الصحیحة ۳۱۷۵۔ الادب المفرد (۷۵۷)' احمد (۱/ ۴۲۷' ۴۵۶)' ابو یعلی (۴۹۹۴)

فوائد: اس حدیث کے علاوہ جو آپ ﷺ کی طرف واقعہ طائف کے موقع پر اَللّٰھُمَّ! اغْفِرْ لِقَوْمِیْ، فَإِنَّھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ کہنا منسوب کیا جاتا ہے وہ کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں۔البتہ آنجناب ﷺ تو اپنی امت کی ہدایت کے اس قدر خواہش مند تھے کہ ہمہ وقت اُن کے لیے دعا کرتے رہتے تھے۔ راتوں کو اٹھ اٹھ کر اللہ کے سامنے روتے اور اپنی امت کی بخشش کا سوال کرتے۔اور کبھی کبھار اس قدر پریشان ہو جاتے کہ اللہ تعالیٰ اپنے پیارے حبیب ﷺ کو تسلی دینے کے لیے جبریل علیہ السلام کو بھیج دیتے، کہ میرے پیارے حبیب ﷺ کو کہہ دو کہ آپ امت کے معاملہ میں زیادہ پریشان نہ ہوں ﴿إِنَّا سَنُرْضِيْكَ فِيْ أُمَّتِكَ﴾ ہم تجھے تیری امت کے بارے میں خوش کر دیں گے۔اور آپ اپنی امت کے معاملہ میں اس قدر خیر خواہ تھے کہ گالیاں دینے والے کو بھی دعا دیتے تھے۔آج وارثین مسند نبوت،علماء وصلحا کو بھی اسی طرح صبر وتحمل اور خیر خواہی کا پیکر ہونا چاہیے۔راہِ خدا میں آنے میں والی ہر مصیبت و پریشانی کو خندہ پیشانی سے قبول کرنا چاہیے۔مگر افسوس! آج کے اکثر علماء وخطباء کا کردار ہی لوگوں کی ہدایت میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے۔

باب: فضل صلة الرحم وان قطعت

۷۷۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَجُلًا قَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّ لِيْ قَرَابَةً، أَصِلُهُمْ وَيَقْطَعُوْنَ، وَأُحْسِنُ إِلَيْهِمْ وَيُسِيْئُوْنَ، وَأَحْلُمُ وَيَجْهَلُوْنَ، قَالَ: ((إِنْ كَانَ كَمَا تَقُوْلُ فَكَأَنَّمَا تُسِفُّهُمُ الْمَلَّ، وَلَا يَزَالُ مَعَكَ مِنَ اللّٰهِ ظَهِيْرٌ [مَا دُمْتَ عَلٰى ذٰلِكَ])). [الصحيحة:۲۵۹۷]

باب: قطع تعلقی کے باوجود صلہ رحمی کی فضیلت

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے بے شک ایک آدمی نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ! میرے رشتہ دار ہیں، میں اُن سے صلہ رحمی کرتا ہوں اور وہ توڑتے ہیں، میں اُن کے ساتھ اچھا سلوک کرتا ہوں، وہ برا سلوک کرتے ہیں، اور میں سمجھداری و دانائی سے کام لیتا ہوں، وہ جہالت کرتے ہیں۔آپ نے فرمایا: اگر ایسا ہی ہے جس طرح تو کہہ رہا ہے تو تُو اُن کے منہ میں گرم راکھ ڈال رہا ہے۔ جب تک تیری یہ کیفیت رہے گی ، اللہ کی طرف سے ہمیشہ تیرے ساتھ مددگار رہے گا۔

تخریج: الصحیحة ۲۵۹۷۔ ابو اسحاق الحربی فی غریب الحدیث (۵/ ۹۴/ ۲)' احمد (۲/ ۴۸۴)' مسلم (۲۵۵۸)

فوائد: اگر آج اس ایک حدیث پر عمل کر لیا جائے تو آدمی برادری، رشتہ داری اور تعلق داری کے تمام مسائل سے نجات حاصل کر سکتا ہے اور آج بھی ایسے لوگوں کا مددگار رحمٰن ہوتا ہے جو باوجود زیادتی وظلم کے بھی کلمۂ خیر ہی کہتے ہیں لیکن ہمارے ہاں اینٹ کا جواب پتھر سے دینا اپنی بہادری اور عزت کا معیار سمجھا جاتا ہے اور جب آدمی برابر زیادتی پر اتر آئے تو نصرتِ الٰہی اٹھ جاتی ہے اور آدمی ذلیل وخوار ہو جاتا ہے۔

باب الحقيقة من حب رسول الله

رسول اللہ سے حقیقی محبت کا بیان

۷۸۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: نَزَلَ بِالنَّبِيِّ

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں، نبی ﷺ کے ہاں

أَضْيَافٌ مِنَ الْبَحْرَيْنِ فَدَعَا النَّبِيُّ ﷺ بِوَضُوئِهِ، فَتَوَضَّأَ فَبَادَرُوا إِلَى وَضُوئِهِ فَشَرِبُوا مَا أَدْرَكُوهُ مِنْهُ وَمَا انْصَبَّ مِنْهُ فِي الأَرْضِ فَمَسَحُوا بِهِ وُجُوهَهُمْ وَرُؤُوسَهُمْ وَصُدُورَهُمْ، فَقَالَ لَهُمُ النَّبِيُّ **مَادَعَاكُمْ إِلَى ذٰلِكَ؟** قَالُوا: حُبًّا لَكَ، لَعَلَّ اللّٰهَ يُحِبُّنَا يَارَسُولَ اللّٰهِ۔ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: **((إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ أَنْ يُّحِبَّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ فَحَافِظُوْا عَلٰى ثَلَاثِ خِصَالٍ: صِدْقِ الْحَدِيْثِ وَأَدَاءِ الْأَمَانَةِ، وَحُسْنِ الْجِوَارِ، فَإِنَّ أَذَى الْجَارِ يَمْحُوالْحَسَنَاتِ كَمَا تَمْحُوالشَّمْسُ الْجَلِيْدَ))**. [الصحيحة:٢٩٩٨]

بحرین سے مہمان ٹھہرے، آپ نے اپنے وضو کا پانی منگوایا اور وضو کیا، وہ آپ کے وضو کے پانی کی طرف لپکے، اُس میں سے انہوں نے جو پایا، پی لیا، اور جو اُس میں سے زمین پر گرا انہوں نے اُسے اپنے چہروں، سروں اور سینوں پر مل لیا۔ نبی نے اُن سے کہا: کس چیز نے تم کو اس پر اکسایا؟ انہوں نے کہا آپ کی محبت نے۔ شاید کہ اللہ تعالیٰ ہم سے محبت کریں۔ اے اللہ کے رسول ﷺ! رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر تم پسند کرتے ہو کہ اللہ اور اس کا رسول تم سے محبت کرے تو تین خوبیوں پر ہمیشگی کرو، (۱) سچی بات (۲) امانت کی ادائیگی۔ (۳) اور اچھا پڑوس، کیونکہ پڑوسی کو تکلیف دینا نیکیوں کو اس طرح مٹا دیتا ہے جس طرح سورج برف کو مٹا دیتا ہے۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۹۹۸۔ الخلعی فی الفوائد (۱۸/ ۴۳/ ۱)' شاطبی فی الاعتصام (۲/ ۱۳۹)' طبرانی فی الاوسط (۶۵۱۳)' بیہقی فی الشعب (۱۵۳۴)

فوائد: محبت صرف ظاہری عقیدت کا نام نہیں بلکہ سچی محبت میں اپنے محبوب جیسا کردار بنانا لازمی ہے۔ اِنَّ الْمُحِبَّ لِمَنْ يُحِبُّ مُطِيْعٌ محبت کرنے والا اپنے محبوب کا فرمانبردار ہوتا ہے، ہمارے ہاں بھی عاشقانِ رسول اور محبانِ مصطفیٰ صرف جذبات، نعرہ بازی اور جشن منانے کو ہی کافی سمجھتے ہیں، جبکہ نجات اور آپ کی شفاعت پانے کے لیے آپ کی ہر سنت پر عمل کرنا ضروری ہے، اس حدیث میں بھی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ محبتِ رسول اور محبتِ الٰہی حاصل کرنے کے لیے وضو کے قطرات کو اپنے جسم پر مل لینا اور ان سے تبرک حاصل کر لینا ہی کافی نہیں، اگر تم واقعتاً اللہ اور اس کے رسول کا محبوب بننا چاہتے ہو تو ہمیشہ سچ بولو، امانت ادا کرو اور اپنے پڑوسی سے حسن سلوک سے پیش آ ؤ۔ اللہ تعالیٰ ہمیں خوشگوار زندگی کے تینوں اصولوں پر عمل پیرا ہو کر اپنی اور اپنے حبیب ﷺ کی محبت نصیب فرمائے۔

باب اهمية الحياء

حیاء کی اہمیت کا بیان

۷۹۔ قَالَ ﷺ: **((إِنَّ لِكُلِّ دِيْنٍ خُلُقًا، وَخُلُقُ الْإِسْلَامِ الْحَيَاءُ))** رُوِيَ مِنْ حَدِيْثِ أَنَسٍ وَعَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ۔ [الصحيحة:٩٤٠]

آپ ﷺ نے فرمایا: ہر دین کے لئے ایک خاص خلق ہے، اور اسلام کا وہ خلق حیاء ہے۔ یہ حدیث انس رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

تخریج: الصحیحۃ ۹۴۰۔ ابن ماجہ (۴۱۸۱)' خرائطی فی المکارم (۲۸۸)' طبرانی فی الصغیر (۱/ ۱۳۔۱۴)' من حدیث انس رضی اللہ عنہ خرائطی فی المکارم (۲۸۹)' ابونعیم فی الحلیۃ (۳/ ۲۲۰)' من حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہ

أحب عباد الله أرفقها و الينها

نرمی اور شفقت کرنے والے اللہ کے محبوب بندے ہیں

۸۰۔ عَنْ أَبِي عَنَبَةَ الْخَوْلَانِي يَرْفَعُهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ: ((إِنَّ لِلّٰهِ آنِيَةً مِنْ أَهْلِ الْأَرْضِ وَآنِيَةُ رَبِّكُمْ قُلُوبُ عِبَادِهِ الصَّالِحِينَ، وَأَحَبُّهَا إِلَيْهِ أَلْيَنُهَا وَأَرَقُّهَا)). [الصحيحة: ١٦٩١]

ابو عنبہ خولانی رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی طرف مرفوع کرکے بیان کرتے ہیں: بلاشبہ اہل زمین میں سے اللہ تعالیٰ کے لئے برتن ہیں، اور تمہارے پروردگار کے برتن نیک لوگوں کے دل ہیں۔ اور اُن میں سے سب سے زیادہ پسندیدہ اسے نرمی اور شفقت والے ہیں۔

تخریج: الصحیحة ۱۶۹۱۔ طبرانی فی الکبیر (ق۴۰/ ۱ المنتقی منه)' مرفوعًا' ابو طالب مکی المؤذن فی حدیثه (ق ۲۳۰/ ۲)' ضیاء المقدسی فی المنتقی من حدیث ابی علی الاوقی (۱/ ۲) موقوفاً علی ابن عنبة الخولانی رضی اللہ عنہ عبد الله بن احمد فی الزهد لابیه (۴۲۷) عن ابی امامة رضی اللہ عنہ

باب: من صفات المتحابين في الله ومنزلتهم عند الله

باب: اللہ کے لیے آپس میں محبت کرنے والوں کی صفات اور اللہ کے نزدیک ان کا مقام

۸۱۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا۔ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ لِلّٰهِ عِبَادًا لَيْسُوا بِأَنْبِيَاءٍ وَلَا شُهَدَاءَ، يَغْبِطُهُمُ الشُّهَدَاءُ وَالْأَنْبِيَاءُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، لِقُرْبِهِمْ مِنَ اللّٰهِ تَعَالَىٰ. وَمَجْلِسِهِمْ مِنْهُ فَجَثَا أَعْرَابِيٌّ عَلَىٰ رُكْبَتَيْهِ فَقَالَ: يَارَسُولَ اللّٰهِ! صِفْهُمْ لَنَا وَجَلِّهِمْ لَنَا قَالَ: قَوْمٌ مِنْ أَفْنَاءِ النَّاسِ، مِنْ نُزَّاعِ الْقَبَائِلِ، تَصَادَقُوا فِي اللّٰهِ، فَتَحَابُّوا فِيهِ، يَضَعُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ. لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَنَابِرَ مِنْ نُورٍ، يَخَافُ النَاسُ وَلَا يَخَافُونَ هُمْ أَوْلِيَاءُ اللّٰهِ. عَزَّوَجَلَّ. اَلَّذِينَ ﴿لَاخَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ﴾)) [الصحيحة: ٣٤٦٤]

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے' کہتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ کے کچھ بندے ایسے ہیں، نبی ہیں نہ ہی شہید، لیکن شہداء وانبیاء اُن کے اللہ کے قریب ہونے کی وجہ سے اُن سے رشک کریں گے۔ پس اعرابی اپنے گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا۔ اس نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ! ہمیں اُن کی صفت بیان کریں اور ہمارے لیے اُن کو واضح کریں۔ آپ نے فرمایا: لوگوں میں سے ایک قوم ہوگی مختلف قبیلوں سے۔ جنہوں نے اللہ کے لئے باہم تعلق رکھا اور اُسی کے لیے محبت کی، قیامت کے روز اللہ عزوجل اُن کے لیے نور کے منبر رکھیں گے۔ لوگ ڈریں گے اور وہ نہیں ڈریں گے۔ وہ اللہ کے ایسے ولی ہیں نہ اُن پر خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

تخریج: الصحیحة ۳۴۶۴۔ حاکم (۴/ ۱۷۰۔۱۷۱)' من حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما نسائی فی الکبری (۱۱۲۳۶)' ابو یعلی (۶۱۱۰)' من حدیث ابی هریرة رضی اللہ عنہ' احمد (۵/ ۳۴۳)' بیهقی فی الشعب (۹۰۰۱)' من حدیث ابی مالك الاشعری رضی اللہ عنہ۔

فوائد: رنگ و روپ، منصب اور دولت دیکھ کر ہر کوئی ٹوٹ پڑتا ہے۔ قابل رشک ہیں وہ لوگ جو صرف کردار، عمل اور پاکیزہ سیرت دیکھ کر محبت کرتے ہیں۔ اور جو دوستی اور پیار اللہ کے لیے ہو اُس کی لذت، مٹھاس اور خوشبو روحانی زندگی کو معطر کر دیتی ہے۔ نیک مقاصد کے حصول کے لیے لوجہ اللہ کسی سے محبت کرنا بہت بڑا نیک عمل ہے۔ جو لوگ قوم، نسل، رنگ روپ اور دنیا داری کے اندھیروں سے نکل کر اللہ کے لیے محبت کرتے ہیں، خداوند قدوس اُن کو قیامت کے روز روشنی کے منبروں پر جلوہ افروز کریں گے اور اُن کو کسی قسم کا خوف و خطر نہیں ہوگا۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی یہ شرف و سعادت نصیب فرمائے۔ آمین

فضل المسلم المسدد
سیدھے سادے با اخلاق مسلمان کی فضیلت کا بیان

۸۲۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((إِنَّ الْمُسْلِمَ الْمُسَدَّدَ لَيُدْرِكُ دَرَجَةَ الصَّوَّامِ الْقَوَّامِ بِآيَاتِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ لِكَرِمِ ضَرِيْبَتِهِ وَحُسْنِ خُلُقِهِ)).

[الصحيحة:٥٢٢]

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ فرما رہے تھے، سیدھا سادہ مسلمان اپنے عمدہ مزاج اور اچھے اخلاق کی وجہ سے بہت زیادہ روزے رکھنے والے اور آیاتِ الٰہی کے ساتھ لمبا قیام کرنے والے کے درجہ کو پالیتا ہے۔

تخریج: الصحیحة ۵۲۲۔ احمد (۲/ ۲۲۰)، طبرانی فی الکبیر والاوسط (۳۱۵۰) کما فی المجمع (۸/ ۲۲)، وفی الاوسط عبداللہ بن عمر وهو تصحیف۔ واللہ اعلم!

۸۳۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو مَرْفُوْعًا: ((إِنَّ مِنْ أَحَبِّكُمْ إِلَيَّ أَحْسَنَكُمْ أَخْلَاقًا)).

[الصحيحة:٧٩٢]

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً روایت ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: تم میں سب سے زیادہ مجھے محبوب وہ لوگ ہیں، جو تم میں سے اخلاق کے لحاظ سے بہت عمدہ ہیں۔

تخریج: الصحیحة ۷۹۲۔ احمد (۲/ ۱۸۹)، بخاری (۳۷۵۹) بلفظ "اخلاقا"

۸۴۔ عَنْ جَابِرٍ مَرْفُوْعًا: ((إِنَّ مِنْ أَحَبِّكُمْ إِلَيَّ، وأَقْرَبِكُمْ مِنِّي مَجْلِسًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَحَاسِنُكُمْ أَخْلَاقًا، وَإِنَّ أَبْغَضَكُمْ إِلَيَّ وَأَبْعَدَكُمْ مِنِّي مَجْلِسًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ الثَّرْثَارُوْنَ، وَالْمُتَشَدِّقُوْنَ، وَالْمُتَفَيْهِقُوْنَ، قَالُوْا: قَدْ عَلِمْنَا الثَّرْثَارُوْنَ وَالْمُتَشَدِّقُوْنَ، فَمَا الْمُتَفَيْهِقُوْنَ؟ قَالَ: الْمُتَكَبِّرُوْنَ)).

[الصحيحة:٧٩١]

جابر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے، آپ نے فرمایا: تم میں سے سب سے زیادہ مجھے محبوب اور قیامت کے روز میرے سب سے زیادہ قریب وہ لوگ ہوں گے جو تم میں سے اخلاق کے لحاظ سے بہت عمدہ ہیں اور تم میں سے مجھے سب سے زیادہ نفرت والے اور قیامت کے دن مجھ سے سب سے زیادہ دور وہ لوگ ہوں گے جو بات کرنے میں بناوٹ سے کام لیتے ہیں، منہ پھاڑ کر باتیں کرتے ہیں اور تکبر کرتے ہیں۔ صحابہ نے کہا: ہم ثرثارون اور متشدقون کو جانتے ہیں متفیھقون کون ہیں؟ آپ نے فرمایا تکبر کرنے والے۔

تخریج: الصحیحة ۷۹۱۔ ترمذی (۲۰۱۸)، الخطیب فی تاریخ بغداد (۴/ ۶۳)

ان من أشد الناس بلاءً الانبياء

لوگوں میں سب سے زیادہ آزمائشیں انبیاء پر آتی ہیں

۸۵۔ عَنْ حُصَيْنِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ: سَمِعْتُ أَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ حُذَيْفَةَ يُحَدِّثُ عَنْ عَمَّتِهِ فَاطِمَةَ، قَالَتْ أَتَيْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ نَعُوْدُهُ فِي نِسَاءٍ، فَإِذَا سِقَاءٌ مُعَلَّقٌ نَحْوَهُ، يَقْطُرُ مَاؤُهُ عَلَيْهِ (وَفِيْهِ رِوَايَةٌ: عَلٰى فُؤَادِهِ) مِنْ شِدَّةِ مَايَجِدُ مِنْ حَرِّ الْحُمّٰى، قُلْنَا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ! لَوْ دَعَوْتَ اللّٰهَ فَشَفَاكَ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:((إِنَّ مِنْ أَشَدِّ النَّاسِ بَلَاءً الْأَنْبِيَاءُ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ، ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ، ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ)). [الصحيحة:٣٢٦٧]

حصین بن عبدالرحمٰن نے ابوعبیدہ بن حذیفہ رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ اپنی پھوپھی فاطمہ سے بیان کرتے ہیں، وہ کہتی ہیں کئی عورتیں عیادت کے لیے رسول اللہ ﷺ کے پاس آئیں، جبکہ ایک لٹکی ہوئی مشک سے پانی کے قطرات آپ پر گر رہے تھے، اور ایک روایت میں ہے آپ کے دل پر، اس وجہ سے جو آپ بخار کی گرمی کی شدت پا رہے تھے۔ ہم نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ، اگر آپ اللہ سے دعا کریں تو آپ کو شفا دے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لوگوں میں سے آزمائش کے اعتبار سے سب سے زیادہ سخت انبیاء ہیں۔ پھر اُن کے بعد، پھر اُن کے بعد، پھر اُن کے بعد جو لوگ ہیں۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۲۶۷۔ نسائی فی الکبری (۷۴۹۲)، احمد (۲/ ۳۶۹)، حاکم (۴/ ۴۰۴)

فوائد: نیک آدمی پر بیماری، مصیبت یا کسی آزمائش کا آ جانا عیب نہیں ہے، بلکہ یہ سنت اللہ (اللہ کا طریقہ) ہے۔ کہ وہ اپنے نیک بندوں کو طرح طرح کے امتحان میں ڈال کر آزماتا رہتا ہے اور اُن کا ایمان بڑھتا رہتا ہے۔ ویسے تو ہر دم آزمائشوں سے پناہ مانگنی چاہیے اور ہمہ وقت دست بستہ التجاء کرنی چاہیے کہ مولیٰ آزمائشوں کے قابل نہیں، بغیر آزمائش اور امتحان کے ہم پر فضل و کرم فرما، لیکن اگر کوئی تنگی، بیماری یا پریشانی آ جائے تو اُس کو فیصلہ الٰہی سمجھ کر قبول کرنا چاہیے اور کبھی ناشکری اور اُس کی ذات کا گلہ شکوہ نہیں کرنا چاہیے۔ یاد رہے! ناشکری اور شکوہ سے پریشانی میں اضافہ تو ہو سکتا ہے کمی نہیں ہو سکتی۔ خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو آزمائش میں بھی قربِ الٰہی کے متلاشی رہتے ہیں۔

ان من افری الفری

سب سے بڑے جھوٹ کا بیان

۸۶۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ:((إِنَّ مِنْ أَفْرَى الْفِرٰى أَنْ يُّرِيَ عَيْنَيْهِ فِي الْمَنَامِ مَالَمْ تَرَيَا)).

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، بلاشبہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جھوٹوں میں سے یہ سب سے بڑا جھوٹ ہے کہ آدمی نیند میں اپنی آنکھوں کو وہ دکھلائے جو انہوں نے نہیں دیکھا۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۰۶۳۔ احمد (۲/ ۹۶)، بخاری (۷۰۴۳)

☆ عموماً لوگ خواب بیان کرتے ہوئے مبالغہ آرائی سے کام لیتے ہیں، اپنی شہرت یا نیک نامی کے لیے وہ کچھ بیان کرتے ہیں جو خواب میں نہیں دیکھا ہوتا جبکہ ایسا کرنا حد درجہ کبیرہ گناہ ہے۔ تعبیر کے لیے من و عن وہی کچھ بیان کرنا چاہیے جو خواب میں دیکھا ہو۔

تفسير الآية :يأيها الذين آمنوا لا تكونوا كا الذين آذوا موسى......

اے ایمان والو! تم ان لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ جنہوں نے موسیٰ کو تکلیف دی، کی تفسیر کا بیان

۸۷۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعًا: ((إِنَّ مُوْسَى كَانَ رَجُلاً حَيِيًّا سِتِّيْرًا لَايُرَى مِنْ جِلْدِهِ شَيْءٌ استحياءً منه، فآذاه من آذاه من بني إسرائيل، فقالوا: مايستتر هَذَا التَّسَتُّرَ إِلاَّ مِنْ عَيْبٍ بجلْدِهِ إِمَّا بَرَصٌ وَإِمَّا أُدْرَةٌ وَإِمَّا آفَةٌ، وَإِنَّ اللّٰهَ أَرَادَ أَنْ يُبَرِّئَهُ مِمَّاقَالُوْا لِمُوْسَى، فَخَلاَ يَوْمًا وَحْدَهُ، فَوَضَعَ ثِيَابَهُ عَلَى الْحَجَرِ، ثُمَّ اغْتَسَلَ فَلَمَّا فَرَغَ أَقْبَلَ إِلَى ثِيَابِهِ لِيَأْخُذَهَا، وَإِنَّ الْحَجَرَ عَدَا بِثَوْبِهِ، فَأَخَذَ مُوْسَى عَصَاهُ وَطَلَبَ الْحَجَرَ، فَجَعَلَ يَقُوْلُ: ثَوْبِي حَجَرُ! ثَوْبِي حَجَرُ! حَتَّى انْتَهَى إِلَى مَلَاءٍ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيْلَ فَرَأَوْا عُرْيَانًا أَحْسَنَ مَاخَلَقَ اللّٰهُ أَبْرَأَهُ مِمَّا يَقُوْلُوْنَ، [قَالُوْا: وَاللّٰهِ مَا بِمُوْسَى مِنْ بَأْسٍ] وَقَامَ الْحَجَرُ، فَأَخَذَ ثَوْبَهُ فَلَبِسَهُ وَطَفِقَ بِالْحَجَرِ ضَرْبًا بِعَصَاهُ، فَوَاللّٰهِ! إِنَّ بِالْحَجَرِ لَنَدَبًا مِنْ أَثَرِ ضَرْبِهِ، ثَلَاثًا أَوْ أَرْبَعًا أَوْ خَمْسًا فَذٰلِكَ قَوْلُهُ: ﴿يَآيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لَاتَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ آذَوْا مُوْسَى فَبَرَّءَهُ اللّٰهُ مِمَّا قَالُوْا وَكَانَ عِنْدَاللّٰهِ وَجِيْهًا﴾)) [الصحيحة:٣٠٧٥]

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے، بلاشبہ موسیٰ علیہ السلام بڑے ہی شرم والے اور بدن ڈھانپنے والے شخص تھے۔ ان کی حیاء کی وجہ سے اُن کے بدن کا کوئی حصہ بھی نہیں دیکھا جاسکتا تھا، بنی اسرائیل میں سے چند لوگوں نے آپ کو تکلیف پہنچائی اور انہوں نے کہا کہ موسیٰ بدن چھپانے کا اہتمام صرف اس لیے کرتے ہیں کہ ان کے جسم میں عیب ہے یا پھلبہری یا خصیتین بڑھے ہوئے ہیں یا کوئی اور آفت ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ارادہ فرمایا کہ حضرت موسیٰ کو اس تہمت سے بری فرمائیں، جوانہوں نے لگائی ہے۔ ایک دن موسیٰ علیہ السلام تنہائی میں علیحدہ ہوئے اور اپنے کپڑوں کو پتھر پر رکھا پھر غسل کیا جب فارغ ہوئے تو کپڑوں کی طرف گئے تا کہ اُن کو اٹھائیں تو پتھر آپ کے کپڑوں سمیت بھاگ گیا۔ موسیٰ علیہ السلام نے اپنا عصاء اٹھایا اور پتھر کے پیچھے دوڑے اور کہہ رہے تھے کہ اے پتھر! میرے کپڑے، اے پتھر میرے کپڑے۔ حتیٰ کہ بنی اسرائیل کی جماعت تک پہنچ گئے۔ انہوں نے آپ کو ننگا دیکھا، اللہ کی مخلوق میں سب سے اچھی حالت میں۔ اور اللہ تعالیٰ نے لوگوں کی باتوں سے براءت کردی، انہوں نے کہا، اللہ کی قسم موسیٰ میں کوئی نقص نہیں۔ چنانچہ پتھر ٹھہر گیا، آپ نے اپنے کپڑوں کو اٹھایا اور پہنا اور لاٹھی سے پتھر پر مارنا شروع کردیا۔ اللہ کی قسم اس پتھر پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مارنے کی وجہ سے تین یا چار یا پانچ نشانات پڑ گئے اور اس آیت میں اسی واقعہ کا تذکرہ ہے: ''اے ایمان والو! اُن لوگوں کی طرح نہ ہوجاؤ، جنہوں نے موسیٰ کو تکلیف دی تو اللہ نے اُسے اُس سے بری قرار دیا جو انہوں نے کہا اور اللہ کے ہاں بڑی وجاہت والے تھے۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۰۷۵۔ بخاری (۲۷۸، ۳۴۰۴)، مسلم (۳۳۹)، ابو عوانۃ (۱/ ۲۸۱)، ترمذی (۳۲۲۱)

فوائد: بدعمل، زبان دراز اور شاطر لوگ ہمیشہ نیک لوگوں کی ٹوہ میں رہتے ہیں، اہل اللہ کو پریشان کرنا اُن پر فقرے بازی کرنا اور اُن پر تہمتیں لگانا، ایسے لوگوں کا محبوب مشغلہ ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ بھی ہمیشہ اپنے نیک لوگوں کا دفاع کرتے آرہے ہیں، اور قیامت تک وہ

اپنے نیک بندوں کا نگہبان ونگران ہے۔اس حدیث میں بنی اسرائیل کی الزام تراشی اور تہمت کا ذکر ہے جو انہوں نے حضرتِ موسیٰ پر لگائی مگر اللہ تعالیٰ نے آپ کو بری فرمادیا۔معلوم ہوا کسی کی شرافت ،خاموشی اور سادگی کو اُس کی خامی یا بزدلی نہیں سمجھنا چاہیے اور نہ ہی وارثینِ مسندِ نبوت باعمل علمائے کرام کی پگڑی اچھالنی چاہیے۔

من قتل كافراً فله سلبه

جس نے کسی کافر کو قتل کیا' تو اس کے لیے ہی اس کا سلب ہے

٨٨۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: أَنَّ هَوَازِنَ جَاءَ تْ يَوْمَ حُنَيْنٍ بِالنِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ وَالإِبِلِ وَالْغَنَمِ، فَصَفُّوْهُمْ صُفُوْفًا لِيُكْثِرُوْا عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ، فَالْتَقَى الْمُسْلِمُوْنَ وَالْمُشْرِكُوْنَ، فَوَلَّى الْمُسْلِمُوْنَ مُدْبِرِيْنَ كَمَا قَالَ اللّٰهُ۔ تَعَالىٰ۔ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((**أَنَا عَبْدُاللّٰهِ وَرَسُوْلُهُ**)) وَقَالَ: ((**يَامَعْشَرَ الأَنْصَارِ! أَنَا عَبْدُاللّٰهِ وَرَسُوْلُهُ**)) فَهَزَمَ اللّٰهُ الْمُشْرِكِيْنَ، وَلَمْ يُطْعَنْ بِرُمْحٍ، وَلَمْ يُضْرَبْ بِسَيْفٍ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ يَوْمَئِذٍ: ((**مَنْ قَتَلَ كَافِراً فَلَهُ سَلَبُهُ**)) فَقَتَلَ أَبُوْ قَتَادَةَ يَوْمَئِذٍ عِشْرِيْنَ رَجُلاً، وَأَخَذَ أَسْلَابَهُمْ، فَقَالَ أَبُوْ قَتَادَةَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! ضَرَبْتُ رَجُلاً عَلَى حَبْلِ الْعَاتِقِ، وَعَلَيْهِ دِرْعٌ لَهُ فَأُعْجِلْتُ عَنْهُ أَنْ آخُذَ سَلَبُهُ، فَانْظُرْ مَنْ هُوَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ؟ فَقَالَ رَجُلٌ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أَنَا أَخَذْتُهَا، فَأَرْضِهِ مِنْهَا، فَأَعْطِنِيْهَا! فَسَكَتَ النَّبِيُّ ﷺ، ((**وَكَانَ لَايُسْأَلُ شَيْئًا إِلَّا أَعْطَاهُ أَوْ سَكَتَ**)) فَقَالَ عُمَرُ: لَا وَاللّٰهِ، لَا يُفِيءُ اللّٰهُ عَلَى أَسَدٍ مِنْ أُسُدِهِ وَيُعْطِيْكَهَا! فَضَحِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ۔

[الصحيحة:٢١٠٩]

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے بے شک ھوازن قبیلہ کے لوگ حنین والے دن عورتوں ،بچوں اونٹوں اور بکریوں کے ساتھ آئے۔ اُن کو قطاروں میں کھڑا کردیا تا کہ رسول اللہ ﷺ کے مقابلہ میں اپنی کثرت کا مظاہرہ کریں۔مسلمانوں اور مشرکوں کے درمیان مڈبھیڑ ہوئی تو مسلمان منہ پھیر کر بھاگ گئے،جس طرح اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا ہے۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں اللہ کا بندہ اور اُس کا رسول ہوں اور کہا اے انصار کی جماعت میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔اللہ تعالیٰ نے مشرکین کو شکست دے دی نہ نیزے کا کسی کو زخم لگا نہ تلوار کی چوٹ آئی، نبی ﷺ نے اُس دن فرمایا: جس نے کافر کو قتل کیا،اُس کا چھینا ہوا مال اُس کے لیے ہے۔ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے اُس دن بیس آدمی قتل کئے اور اُن کا مال بھی لے لیا۔اور ابوقتادۃ نے کہا اے اللہ کے رسول میں نے ایک آدمی کے کندھے کے پیچھے پر مارا اور اُس پر زرہ تھی۔اس کا چھینا ہوا مال میرے پکڑنے سے پہلے کسی اور نے لے لیا،اے اللہ کے رسول دیکھیے ! وہ کون شخص ہے؟ ایک آدمی نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ میں نے وہ لیا تھا، آپ اُس کے بدلے قتادہ کو راضی کردیں اور وہ مجھے ہی دے دیں۔ نبی خاموش ہوگئے اور آپ سے جو بھی سوال کیا جاتا تا آپ دے دیتے یا خاموش ہوجاتے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: نہیں اللہ کی قسم (ایسا نہیں ہوگا) اللہ تعالیٰ نے اپنے شیروں میں سے کسی شیر کو مال فئی دے دیا اور آپ تجھے دے دیں۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ مسکرا پڑے۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۱۰۹۔ حاکم (۲/ ۱۳۰)' ابو الشیخ فی اخلاق النبی ﷺ (ص : ۵) مختصراً' ابن حبان (۲۸۳۶)' احمد (۳/ ۱۹۰)' مسلم (۲۳۱۲)' من طریق آخر عن انس رضی اللہ عنہ

فضل المتحابين في الله و اهميته

اللہ کے لیے محبت کرنے والوں کی فضیلت و اہمیت کا بیان

۸۹۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: مَرَّ رَجُلٌ بِالنَّبِيِّ ﷺ وَعِنْدَهُ نَاسٌ، فَقَالَ رَجُلٌ مِمَّنْ عِنْدَهُ: إِنِّي لَأُحِبُّ هَذَا لِلَّهِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَعْلَمْتَهُ؟)) قَالَ: لَا۔ قَالَ: ((فَقُمْ إِلَيْهِ فَأَعْلِمْهُ)) فَقَامَ إِلَيْهِ فَأَعْلَمَهُ، فَقَالَ: أَحَبَّكَ الَّذِي أَحْبَبْتَنِي لَهُ، قَالَ: ثُمَّ رَجَعَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَأَخْبَرَهُ بِمَا قَالَ: فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَنْتَ مَعَ مَنْ أَحْبَبْتَ وَلَكَ مَا احْتَسَبْتَ)). [الصحيحة:٣٢٥٣]

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس چند لوگ بیٹھے تھے کہ ایک آدمی قریب سے گزرا اور آپ کے پاس بیٹھے ہوئے آدمیوں میں سے ایک نے اُس گزرنے والے آدمی کے بارے میں کہا: میں اس سے اللہ کے لیے محبت کرتا ہوں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: کیا تو نے اس کو بتلایا ہے؟ اُس نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: اُس کو جا کر بتلا۔ وہ اُس کی طرف گیا اور اُس کو بتلایا۔ تو اس نے کہا: وہ ذات تیرے ساتھ محبت کرے جس کے لیے تو مجھ سے محبت کرتا ہے۔ پھر وہ آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور جو اُس نے کہا تھا آ کر بتلایا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: تو اُسی کے ساتھ ہوگا جس سے تو محبت کرتا ہے۔'' جو تو نے ثواب کی نیت کی وہ تجھے ملے گی۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۲۵۳۔ عبد الرزاق (۲۰۳۱۹)' وعنہ البیہقی فی الشعب (۹۰۱۱)' ترمذی (۲۳۸۶)' مختصراً وللحدیث طرق۔

باب: من تواضعه ﷺ وجوده

باب: نبی ﷺ کی تواضع اور سخاوت کا بیان

۹۰۔ عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، عَنْ رَجُلٍ مِنَ الْعَرَبِ، قَالَ: زَحَمْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَوْمَ حُنَيْنٍ، وَفِي رِجْلَيَّ نَعْلٌ كَثِيفَةٌ، فَوَطِئْتُ عَلَى رِجْلِ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ، فَنَفَحَنِي نَفْحَةً بِسَوْطٍ فِي يَدِهِ وَقَالَ: ((بِسْمِ اللهِ، أَوْجَعْتَنِي)) قَالَ: فَبِتُّ لِنَفْسِي لَائِمًا أَقُوْلُ: أَوْجَعْتُ رَسُوْلَ اللهِ فَبِتُّ بِلَيْلَةٍ كَمَا يَعْلَمُ اللهُ، فَلَمَّا أَصْبَحْنَا إِذَا رَجُلٌ يَقُوْلُ: أَيْنَ فُلَانٌ؟ قَالَ: قُلْتُ: هَذَا وَاللهِ الَّذِي كَانَ مِنِّي بِالْأَمْسِ۔ قَالَ: فَانْطَلَقْتُ وَأَنَا

عبداللہ بن ابو بکر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ ایک عربی شخص سے بیان کرتے ہیں، اُس نے کہا: حنین والے دن میں رسول اللہ ﷺ سے ٹکرایا اور میرے پاؤں میں بھاری جوتی تھی۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کے پاؤں کو روندا اور آپ کے ہاتھ میں کوڑا تھا۔ آپ نے اُس کے ساتھ مجھے چوکا دیا اور کہا بسم اللہ تو نے مجھے تکلیف دی۔ اُس نے کہا: میں نے رات اپنے نفس کو ملامت کرتے ہوئے گزاری اور میں یہی کہہ رہا تھا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو تکلیف دی ہے اور میں نے ایسی رات گزاری جو اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ جب ہم نے صبح کی تو ایک آدمی کہہ رہا تھا فلاں شخص کہاں ہے؟

مُتَخَوِّفٌ، فَقَالَ لِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّكَ وَطِئْتَ بِنَعْلِكَ عَلَى رِجْلِيَّ بِالْأَمْسِ فَأَوْجَعْتَنِيْ، فَنَفَحْتُكَ بِالسَّوْطِ، فَهٰذِهِ ثَمَانُوْنَ نَعْجَةً فَخُذْهَا بِهَا)). [الصحيحة:٣٠٤٣]

میں نے کہا: اللہ کی قسم! یہ وہی ہے جو مجھ سے کل ہوا تھا۔ میں ڈرتا ہوا جا رہا تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے کہا: تو نے کل اپنے جوتے کے ساتھ میرے پاؤں کو روندا ہے اور مجھے تکلیف دی ہے۔اور میں نے کوڑے کے ساتھ تجھے چوکا دیا تھا یہ اسی (۸۰) گائیں ہیں، اُس کوڑا لگانے کے بدلے لے لو۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۰۴۳۔ دارمی (۷۳)

فوائد: جذبات میں آ کر ظلم پہ اتر آنا کوئی کمال نہیں معمولی سی بات پر کسی شخص کو ساری زندگی کے لیے اپنے سے دور کر لینا اللہ والوں کی شان نہیں۔ بلکہ نیک لوگ جوش میں آ بھی جائیں تو پھر ہوش میں آ کر فوراً سلامتی، عافیت اور درگزر کی راہ پر چلتے ہیں، اس حدیث سے بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ آپ ﷺ کس قدر شریف النفس، با اخلاق، نرم دل اور سخی تھے۔ تبھی تو اللہ تعالیٰ کئی قسمیں اٹھا کر فرماتے ہیں ﴿وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ﴾ بلاشبہ آپ خلق عظیم کی بلندیوں پر فائز ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کے غلاموں کو بھی آپ کی سیرت پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔

خبر رسول اللّٰه من أمور الغيبية

رسول اللہ کا امور غیب کے متعلق خبر دینے کا بیان

٩١۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ: قَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ بَعْدِيْ أَثَرَةً وَأُمُوْرًا تُنْكِرُوْنَهَا)) قَالُوْا: فَمَا تَأْمُرُنَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((أَدُّوْا إِلَيْهِمْ حَقَّهُمْ، وَسَلُوا اللّٰهَ حَقَّكُمْ)). [الصحيحة:٣٥٥٥]

عبداللہ ﷺ سے مروی ہے، ہم کو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک تم میرے بعد حق تلفی دیکھو گے اور ایسے کام بھی دیکھو گے جن کا تم انکار کرو گے، صحابہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! ایسے حالات میں آپ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اُن کی طرف اُن کے حق ادا کر دو اور اللہ تعالیٰ سے اپنے حق کا سوال کرو۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۵۵۵۔ بخاری (۷۰۵۲)' مسلم (۱۸۴۳)' ترمذی (۲۱۹۰)' احمد (۱/ ۴۳۳)

أهمية مكارم الاخلاق

عمدہ اخلاق کی اہمیت کا بیان

٩٢۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعًا: ((إِنَّمَا بُعِثْتُ لِأُتَمِّمَ مَكَارِمَ (وَفِي رِوَايَةٍ: صَالِحَ) الْأَخْلَاقِ)). [الصحيحة: ٤٥]

ابو ہریرہ ﷺ سے مرفوعاً روایت ہے، آپ نے فرمایا: میں صرف اس لیے بھیجا گیا ہوں تا کہ اعلیٰ اچھے اخلاق کی تکمیل کروں۔

تخریج: الصحیحۃ ۴۵۔ الادب المفرد (۲۷۳)' احمد (۲/ ۳۱۸)' حاکم (۲/ ۳۱۸)' ابن سعد (۱/ ۱۹۲)

مثل الجليس الصالح والجليس السوء

اچھے اور برے دوست کی مثال

٩٣۔ عَنْ أَبِيْ مُوْسٰى: عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((إِنَّمَا مَثَلُ الْجَلِيْسِ الصَّالِحِ وَالْجَلِيْسِ السَّوْءِ:

ابو موسیٰ ﷺ سے مروی ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں: اچھے ساتھی اور برے ساتھی کی مثال کستوری اٹھانے والے

كَحَامِلِ الْمِسْكِ وَنَافِخِ الْكِيْرِ، فَحَامِلُ الْمِسْكِ، إِمَّا أَنْ يُّحْذِيَكَ وَإِمَّا أَنْ تَبْتَاعَ مِنْهُ، وَإِمَّا أَنْ تَجِدَ مِنْهُ رِيْحًا طَيِّبَةً، وَنَافِخُ الْكِيْرِ، إِمَّا أَنْ يُحْرِقَ ثِيَابَكَ، وَإِمَّا أَنْ تَجِدَ [مِنْهُ] رِيْحًا خَبِيْثَةً)). [الصحيحة:٣٢١٤]

اور بھٹی میں پھونکنے والے کی طرح ہے۔ کستوری اٹھانے والا یا تو تجھے دے دے گا یا تو اُس سے خرید لے گا یا تو اُس سے اچھی خوشبو ہی پائے گا۔ اور بھٹی میں جھونکنے والا یا تو تیرے کپڑے جلا دے گا یا تو اُس سے گندی ہوا پائے گا۔

تخریج: الصحیحة ۳۲۱۴' بخاری ۲۱۰۱' ۵۵۳۴' مسلم (۲۶۲۸)' احمد (۴/ ۴۰۴' ۴۰۵)' ابو داود (۴۸۲۹' ۴۸۳۱)

فوائد: مٹی بھی اگر چار دن گلاب کے نیچے رہے تو اُس سے بھی خوشبو آنا شروع ہو جاتی ہے۔ اسی طرح اچھے اور برے ساتھی کا آدمی کی طبیعت اور تربیت پر گہرا اثر ہوتا ہے، نیک لوگوں سے دوستی اور تعلق رکھنے والا چاہے کتنا بے عمل کیوں نہ ہو اُس کے لیے بالآخر نیکی کی منزل آسان ہو جاتی ہے اور وہ آہستہ آہستہ بذاتِ خود باعمل اور نیک سیرت انسان بن جاتا ہے اور اگر وہ پہلے سے نیک ہو تو صالحین کی دوستی سے نیکی میں مزید پختگی اور رسوخ پیدا ہوتا ہے۔ اللہ نہ کرے اگر چاروں طرف بے عمل یا بدعمل دوستوں کا گھیرا ہو تو آدمی ساری زندگی برائی کی دلدل میں دھنسا رہتا ہے۔ اور باہر نکلنے کی کوئی صورت پیدا نہیں ہوتی۔ بالآخر ایسا شخص ساری زندگی ہدایت سے محروم رہتا ہے اور عذابِ الٰہی کی پکڑ میں آ جاتا ہے۔ آج ہی غور فرمائیں۔!! آپ کا دوست نمازی ہے یا بے نماز......؟ حلال کھاتا ہے یا حرام......؟ شیطان کا دوست ہے یا رحمٰن کا فرمانبردار......؟ دنیا کا حریص ہے یا آخرت کا فکر مند......؟ اگر آپ کا دوست نمازی، حلال خور، رحمٰن کا فرمانبردار اور اپنی آخرت کا فکر مند ہے تو یقیناً ایسا دوست ہی پکا اور سچا دوست ہے جو جنت میں بھی ساتھ ہی رہے گا۔ بصورتِ دیگر بدعمل دوست حقیقت میں بدترین دشمن سے بھی زیادہ نقصان دہ ہے۔ کیونکہ بدترین دشمن تو موقع ملنے پر کبھی کبھار نقصان کرتا ہے جبکہ پہلو میں رہنے والا بدعمل دوست ہمیشہ دینی اور اُخروی زندگی کا نقصان کرتا ہے۔

انما يهدى إلى أحسن الأخلاق الله

اچھے اخلاق کی توفیق اللہ ہی دیتا ہے

٩٤۔ عَنْ طَاوُسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ: ((إِنَّمَا يَهْدِيْ إِلٰى أَحْسَنِ الْأَخْلَاقِ: اللّٰهُ، وَإِنَّمَا يَصْرِفُ أَسْوَئَهَا هُوَ)). [الصحيحة:٣٢٥٥]

طاؤس سے روایت ہے، کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے منبر پر ارشاد فرمایا: اچھے اخلاق کی طرف رہنمائی اللہ ہی فرماتا ہے اور برے اخلاق سے بھی وہی دور کرتا ہے۔

تخریج: الصحیحة ۳۲۵۵۔ عبد الرزاق (۲۰۱۵۶)' عن طاوس مرسلاً۔ طبرانی فی الکبیر (۱۰۸۹۶)' من طریق طاوس عن ابن عباس موصولاً۔

فوائد: اچھے اخلاق و آداب اپنانے اور گھٹیا عادات و حرکات نہ کرنے کی توفیق اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے ہی ملتی ہے۔ ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے حسنِ اخلاق کی دعا کرتے رہنا چاہیے۔ ایک روایت میں وارد ہے کہ آپ ﷺ حسن اخلاق کے لیے مندرجہ ذیل دعا فرمایا کرتے تھے: اَللّٰهُمَّ اهْدِنِيْ لِأَحْسَنِ الْأَخْلَاقِ لَا يَهْدِيْ لِأَحْسَنِهَا إِلَّا أَنْتَ وَاصْرِفْ عَنِّيْ سَيِّءَ الْأَخْلَاقِ لَا يَصْرِفُ سَيِّئَهَا إِلَّا أَنْتَ ''اے اللہ! اچھے اخلاق کی طرف تو ہی رہنمائی کرتا ہے۔ میری رہنمائی اچھے اخلاق کی طرف فرما اور برے اخلاق کو تو ہی دور

کرتا ہے۔ مجھ کو برے حالات سے دور فرما۔" اس دعا کے علاوہ بھی سرکارِ دو عالم ﷺ حسن اخلاق کے لیے بے شمار دعائیں فرمایا کرتے تھے۔

باب الحض بحسن الكلام و بذل الطعام

خوش کلامی اور کھانا کھلانے کی ترغیب کا بیان

۹۵۔ عَنْ هَانِئٍ أَنَّهُ لَمَّا وَفَدَ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: يَارَسُولَ اللّٰهِ! أَيُّ شَيْءٍ يُوجِبُ الْجَنَّةَ؟ قَالَ: ((عَلَيْكَ بِحُسْنِ الْكَلَامِ، وَبَذْلِ الطَّعَامِ)). [الصحيحة: ۱۹۳۹]

ھانی سے روایت ہے، کہتے ہیں جب میں وفد کی صورت میں رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا، کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! کون سی چیز جنت کو واجب کر دیتی ہے؟ آپ نے فرمایا: اچھے کلام اور کھانا کھلانے کو لازم پکڑ۔

تخریج: الصحیحة ۱۹۳۹۔ بخاری فی خلق افعال العباد (۲۳۶)' کتاب الصمت لابن ابی الدنیا (۳۰۱)' حاکم (۱/ ۲۳)' ابن حبان (۴۹۰)

ليس على المرأة ستر من الأب و الغلام

غلام اور باپ سے عورت کو پردے کرنا لازم نہیں ہے

۹۶۔ عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ أَتَى فَاطِمَةَ بِعَبْدٍ كَانَ قَدْ وَهَبَهُ لَهَا، قَالَ: وَعَلَى فَاطِمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا۔ ثَوْبٌ إِذَا قَنَعَتْ بِهِ رَأْسَهَا لَمْ يَبْلُغْ رِجْلَيْهَا، وَإِذَا غَطَّتْ بِهِ رِجْلَيْهَا لَمْ يَبْلُغْ رَأْسَهَا، فَلَمَّا رَأَى النَّبِيُّ ﷺ: مَاتَلْقَى، قَالَ: ((إِنَّهُ لَيْسَ عَلَيْكِ بَأْسٌ، إِنَّمَا هُوَ أَبُوكِ وَغُلَامُكِ)). [الصحيحة:۲۸٦۸]

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، بے شک نبی ﷺ فاطمہ کے پاس ایک غلام لائے جو آپ نے اُن کو ہبہ کیا تھا، انس کہتے ہیں فاطمہ رضی اللہ عنہا پر ایک کپڑا تھا، جب اُس کے ساتھ سر ڈھانپتیں وہ اُن کے پاؤں تک نہیں پہنچتا تھا اور جب وہ اُس سے پاؤں ڈھانپتیں تو وہ اُن کے سر تک نہیں پہنچتا تھا۔ جب نبی ﷺ نے اُن کی پریشانی دیکھی تو فرمایا: تجھ پر کوئی حرج نہیں، یہاں تیرا باپ اور غلام ہی ہے۔

تخریج: الصحیحة ۲۸٦۸۔ ابو داود (۴۱۰٦)' الضیاء فی المختارة (۵/ ۹۱)' بیهقی (۷/ ۹۵)

فضيلة الرفق و صلة الرحم

صلہ رحمی اور نرمی کی فضیلت کا بیان

۹۷۔ عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَهَا: ((إِنَّهُ مَنْ أُعْطِيَ حَظَّهُ مِنَ الرِّفْقِ، فَقَدْ أُعْطِيَ حَظَّهُ مِنْ خَيْرِ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، وَصِلَةُ الرَّحِمِ، وَحُسْنُ الْخُلُقِ وَحُسْنُ الْجِوَارِ يَعْمُرَانِ

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، بے شک نبی ﷺ نے اُن سے کہا: جس کو نرمی سے حصہ دیا گیا، اُس کو دنیا و آخرت کی خیر سے حصہ دیا گیا۔ اور صلہ رحمی اچھا اخلاق، پڑوسی سے اچھا سلوک، یہ چیزیں علاقوں کو آباد کرتی ہیں اور عمروں میں اضافہ کرتی ہیں۔

الدِّيَارَ وَيَزِيْدَانِ فِي الأَعْمَارِ)).

[الصحيحة: ٥١٩]

تخريج: الصحيحة ٥١٩- احمد (٦/ ١٥٩)، بغوى فى شرح السنة (٣٤٩١)، ابو يعلى (٤٥٣٠)، ابو نعيم فى الحلية (٩/ ١٥٩)، الروايات مطولة و مختصرة

التخويف من التهمة

۹۸- قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: قَسَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قِسْمًا فَقُلْتُ: وَاللّٰهِ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ لَغَيْرُ هٰؤُلَآءِ كَانَ أَحَقَّ بِهِ مِنْهُمْ؟ قَالَ: ((إِنَّهُمْ خَيَّرُوْنِي [بَيْنَ] أَنْ يَسْأَلُوْنِي بِالْفُحْشِ، أَوْ يُبَخِّلُوْنِيْ، فَلَسْتُ بِبَاخِلٍ)).

[الصحيحة: ٣٥٨٩]

الزام سے ڈرنے کا بیان

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے کچھ تقسیم کیا تو میں نے کہا: اللہ کی قسم اے اللہ کے رسول ﷺ ان کے علاوہ دوسرے لوگ اس کے ان سے زیادہ حق دار تھے۔ آپ نے فرمایا: بے شک انہوں نے میرے لیے دو ہی راستے رہنے دیئے تھے۔ یا تو مجھ سے بدتمیزی سے مانگیں یا مجھے بخیل کہیں۔ سو میں بخیل نہیں۔

تخريج: الصحيحة ٣٥٨٩- مسلم (١٠٥٦)، احمد (١/ ٣٥٢٠)، حاكم (١/ ٤٦)، ابو يعلى (١٣٢٧)

فوائد: یعنی مانگنے والوں نے اس قدر مجبور کر دیا کہ یا تو وہ بدتمیزی پر اتر آتے یا آپ پر بخل کی تہمت لگاتے۔ اس لیے رسول اللہ ﷺ نے ان دونوں باتوں سے پہلے اُن کو دے دیا۔ ظاہر ہے ایسی صورت حال صاحب اخلاص صحابہ کرام کی تو نہیں ہو سکتی، البتہ جو بظاہر کلمہ گو لیکن منافق تھے یا جاہل بدو تھے یا نئے مسلمان ہوئے تھے اور آداب نبوت سے بے خبر تھے، وہی ایسا انداز اپنا سکتے ہیں۔

كم حسبك من الغيبة؟

۹۹- عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ جَدِّهِ [عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ] أَنَّهُمْ ذَكَرُوْا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ رَجُلًا فَقَالُوْا: لَا يَأْكُلُ حَتَّى يُطْعَمَ، وَلَا يَرْحَلُ حَتَّى يُرْحَلَ لَهُ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((اغْتَبْتُمُوْهُ)) فَقَالُوْا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ، إِنَّمَا حَدَّثْنَا بِمَا فِيْهِ، قَالَ ((حَسْبُكَ إِذَا ذَكَرْتَ أَخَاكَ بِمَا فِيْهِ)). [الصحيحة: ٢٦٦٧]

کتنی بات غیبت کے لیے تجھ کو کافی ہے؟

عمرو بن شعیب اپنے باپ سے، وہ اپنے دادا سے، وہ معاذ بن جبل سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک آدمی کا ذکر کیا اور کہا: جب تک اُسے کھلایا نہ جائے وہ کھاتا نہیں اور جب تک اُسے سوار نہ کیا جائے وہ سوار نہیں ہوتا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: تم نے اُس کی غیبت کی ہے۔ صحابہ نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ! جو اُس میں ہے وہی ہم نے بیان کیا ہے۔ آپ نے فرمایا: غیبت کے لیے تجھے یہی کافی ہے کہ تو اپنے بھائی کی اس بات کا ذکر کرے جو اُس میں ہے۔

تخريج: الصحيحة ٢٦٦٧، ابو الشيخ فى التوبيخ (١٨٨)، اصبهانى فى الترغيب (٥٨٠)، بيهقى فى الشعب (٦٧٣٤)، بغوى فى التفسير (٤/ ٢١٦)

فوائد: صحابہ کرام کی مراد یہ تھی کہ وہ شخص خود محنت اور کوشش نہیں کرتا بلکہ اس کی نگاہیں لوگوں کی طرف ہوتی ہیں۔کوئی اُسے کھلائے یا سوار کرے۔مگر چونکہ یہ اُس کی خامی صحابہ کرام نے اُس کی عدم موجودگی میں بیان کی جس کو رسول اللہ نے غیبت قرار دیا۔ آج ہمیں بھی اپنے مسلمان بھائی کی عزت وحرمت کو پامال کرنے سے حددرجہ احتیاط کرنی چاہیے۔

حب العائشة من الرسول الله

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی رسول اللہ ﷺ سے محبت کا دلکش انداز

١٠٠۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنِّي لَأَعْرِفُ غَضَبَكِ وَرِضَاكِ)) قَالَتْ: قُلْتُ: وَكَيْفَ تَعْرِفُ ذٰلِكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ؟! قَالَ: إِنَّكِ إِذَا كُنْتِ رَاضِيَةً، قُلْتِ: بَلٰى وَرَبِّ مُحَمَّدٍ، وَإِذَا كُنْتِ سَاخِطَةً، قُلْتِ: ((لَا وَرَبِّ إِبْرَاهِيْمَ)) قَالَتْ: قُلْتُ: أَجَلْ! لَا أَهْجُرُ، إِلَّا اسْمَكَ۔ [الصحيحة:٣٣٠٢]

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، کہتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں تیری ناراضی اور خوشی کو پہچانتا ہوں۔کہتی ہیں میں نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ، یہ آپ کیسے پہچان لیتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: جب تو راضی ہوتی ہے تو کہتی ہے کیوں نہیں، ربِ محمد کی قسم اور جب تو ناراض ہوتی ہے تو کہتی ہے، نہیں اور رب ابراہیم کی قسم۔ عائشہ کہتی ہیں میں نے کہا: ہاں! میں صرف آپ کا نام ہی چھوڑتی ہوں۔

تخریج: الصحیحة ٣٣٠٢' بخاری (٥٢٢٨' ٦٠٧٨)' والادب المفرد (٤٠٣)' مسلم (٢٤٣٩)' احمد (٦/ ٦١' ٢١٣)

فوائد: میاں بیوی کا رشتہ وفا، پیار اور محبت کا رشتہ ہے۔نیک بیوی اپنے خاوند کی مطیع وفرمانبردار اور اسی طرح اچھا شوہر بھی اپنی بیوی کے جائز مطالبات کو پورا کرتے ہوئے اُس کی نیک خواہشات کو پورا کرتا ہے۔ دونوں طرف سے خیرخواہی، رواداری اور ایک دوسرے کا احساس ہو تو میاں بیوی کے رشتہ سے جنت کی خوشبو آتی ہے ورنہ یہی رشتہ ایک عذاب بن جاتا ہے۔اس حدیث میں بھی اسی طرف اشارہ ہے کہ نبی کریم ﷺ اپنی زوجہ محترمہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے مزاج سے اچھی طرح متعارف تھے۔خوشی اور ناراضی کے جذبات اُن کے چہرے اور بولنے سے فوراً پڑھ لیتے۔

باب من أهل الجنة والنار۔

جنتیوں اور جہنمیوں کا بیان

١٠١۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ قَالَ: رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَهْلُ الْجَنَّةِ مَنْ مَلَأَ اللّٰهُ أُذُنَيْهِ مِنْ ثَنَاءِ النَّاسِ خَيْرًا، وَهُوَ يَسْمَعُ، وَأَهْلُ النَّارِ مَنْ مَلَأَ أُذُنَيْهِ مِنْ ثَنَاءِ النَّاسِ شَرًّا، وَهُوَ يَسْمَعُ)). [الصحيحة:١٧٤٠]

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنت والا وہ شخص ہے، جس کے کانوں میں اللہ تعالیٰ اچھی تعریف لوگوں کی طرف سے ڈالتا ہے۔ اور وہ سن رہا ہوتا ہے۔ اور جہنم والا وہ شخص ہے جس کے کانوں میں اللہ تعالیٰ لوگوں کی طرف سے شر ڈالتا ہے اور وہ سن رہا ہوتا ہے۔

تخریج: الصحیحة ١٧٤٠۔ ابن ماجه (٤٢٢٤)' طبرانی فی الکبیر (١٢٧٨٧)' ابو نعیم فی الحلیة (٣/ ٨٠)' بیهقی فی الشعب (٧٠١٨)

فوائد: اس کا مطلب یہ ہے کہ صحیح العقیدہ، نیک سیرت مسلمانوں کا کسی کی تعریف کرنا، اُس کے لیے رحمت اور باعثِ دخول جنت ہے۔اور اسی طرح کسی کے متعلق اُس کے غلط کردار کی وجہ سے اُس کے شر کا ذکر کرنا یہ موجبِ لعنت وجہنم ہے۔اس لیے کہتے ہیں آوازِ خلق کو نقارہ خدا سمجھو۔

الحیاء من اللّٰہ

اللہ سے حیاء کرنے کا بیان

۱۰۲۔ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ یَزِیْدَ الْأَنْصَارِيِّ، أَنَّ رَجُلاً قَالَ: یَارَسُوْلَ اللّٰہِ! أَوْصِنِي قَالَ: ((أُوْصِیْكَ أَنْ تَسْتَحِيَ مِنَ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ كَمَا تَسْتَحِيْ رَجُلاً مِنْ صَالِحِي قَوْمِكَ)). [الصحیحة:۷٤۱]

سعید بن زید انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! مجھے نصیحت فرمائیں۔ آپ نے فرمایا: میں تجھے نصیحت کرتا ہوں، کہ تو اللہ تعالیٰ سے اس طرح حیاء کر جس طرح تو اپنی قوم کے نیک شخص سے حیاء کرتا ہے۔

تخریج: الصحیحة ۷۴۱۔ احمد فی الزھد (۲۴۸)، بیھقی فی الشعب (۷۷۳۸)، خرائطی فی مکارم الاخلاق (۲۹۶)

فوائد: ہمہ وقت ہر مسلمان کو یہ تصور ذہن وقلب میں تروتازہ رکھنا چاہیے کہ مجھے میرا اللہ بڑے پیار سے دیکھ رہا ہے، میری طرف میرے خالق ومالک کی پوری توجہ ہے، اس تصور کی برکت سے آدمی ہر قسم کی برائی سے محفوظ رہ سکتا ہے۔جس طرح کسی بزرگ، مالک یا استاذ کی موجودگی میں آدمی نازیبا حرکات کرنے سے شرماتا ہے، اگر اسی طرح ذاتِ باری تعالیٰ پر یقین ہو کہ میں اُس کے احاطہ قدرت سے باہر نہیں ہوں تو یقیناً ہر شخص گناہ اور منکرات کرنے سے شرم محسوس کرے۔ آپ ﷺ کی یہ وصیت حد درجہ قیمتی اور برائیوں سے بچنے کا بہترین ذریعہ ہے۔

باب: من آداب الطریق

باب: راستے کے آداب

۱۰۳۔ عَنْ عُمَرَ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ: ((إِیَّاکُمْ وَالْجُلُوْسَ فِي الصُّعُدَاتِ (وَفِيْ رِوَایَةٍ: الطُّرُقِ) فَإِنْ کُنْتُمْ لَابُدَّ فَاعِلِیْنَ، فَأَعْطُوا الطَّرِیْقَ حَقَّهُ قِیْلَ: وَمَا حَقُّهُ؟ قَالَ: غَضُّ الْبَصَرِ، وَرَدُّ السَّلَامِ، وَإِرْشَادُ الضَّالِّ)).

عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: راستے میں بیٹھنے سے بچو، اگر ایسا ضرور کرنا پڑے تو راستے کو اُس کا حق دو، کہا گیا، اُس کا حق کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: نگاہ کو نیچا رکھنا اور سلام کا جواب دینا اور ناواقف کی رہنمائی کرنا۔

تخریج: الصحیحة ۲۵۰۱۔ ابوداود (۴۸۱۷)، طحاوی فی مشکل الآثار (۱/ ۵۸)، البزار (الکشف: ۲۰۱۸)، (البحر الزخار: ۳۳۸)۔

فوائد: چوکوں، چوراہوں اور گزرگاہوں پر کھڑے ہونا شریف لوگوں کے شایانِ شان نہیں، عام گزرنے والے کے علاوہ بالخصوص گزرنے والی معزز خواتین تکلیف محسوس کرتی ہیں، اور اجنبی شخص خوف بھی محسوس کر سکتا ہے۔اس لیے گزرگاہوں اور چوکوں سے ہٹ کر کسی کھلے میدان یا بیٹھک میں تسلی سے گفتگو کریں۔ بوجہ مجبوری چوکوں، چوراہوں پر مجلس جمانے والے احباب کو ارشادِ نبوی کے مطابق تربیت کرنا چاہیے۔

باب راعي الغنم من الأنبياء

بکریوں کو چرانے والے پیغمبروں کا بیان

١٠٤ـ عَنْ عَبْدَةَ بْنِ حَزْنٍ، قَالَ: تَفَاخَرَ أَهْلُ الإِبِلِ وَأَصْحَابُ الشَّاءِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((بُعِثَ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ. وَهُوَ رَاعِي غَنَمٍ وَبُعِثَ دَاوُدُ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَهُوَ رَاعِي غَنَمٍ، وَبُعِثْتُ أَنَا وَأَنَا رَاعِي غَنَمٍ بِأَجْيَادٍ)). [الصحيحة:٣١٦٧]

عبدہ بن حزن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، کہتے ہیں: اونٹ والوں اور بکری والوں نے بڑھ چڑھ کر (مفاخرانہ) باتیں کیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: موسیٰ علیہ السلام بھیجے گئے، وہ بکریاں چروانے والے تھے۔ داوٗد علیہ السلام بھیجے گئے وہ بھی بکریاں چرانے والے تھے۔ اور میں بھی مبعوث کیا گیا، اور میں مکہ کے اجیاد محلّہ میں بکریاں چراتا تھا۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۱۶۷۔ بخاری فی التاریخ (۶/ ۱۱۳۔ ۱۱۴)' والادب المفرد (۵۷۷) و الادولابی فی الکنی (۱/ ۹۲)' نسائی فی الکبری (۱۱۳۲۴)

باب: أقل ما يحصل به صلة الرحم

باب: صلہ رحمی کے حصول کے لیے قلیل ترین عمل

١٠٥ـ عَنْ سُوَيْدِ بْنِ عَامِرٍ الأَنْصَارِيِّ، مَرْفُوعًا: ((بُلُّوا أَرْحَامَكُمْ وَلَوْ بِالسَّلَامِ)). [الصحيحة:١٧٧٧]

سوید بن عامر انصاری رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: صلہ رحمی کو تر و تازہ رکھو، اگرچہ سلام کے ذریعہ ہی ہو۔

تخریج: الصحیحۃ ۱۷۷۷۔ وکیع فی الزھد (۴۰۹)' ابن حبان فی الثقات (۴/ ۳۲۴)' القضاعی فی مسند الشھاب (۶۵۴)' ابن المبارك فی البر والصلۃ (۱۱۷)

فوائد: یعنی اگر کسی سے مزاج نہیں ملتا' یا کسی کی طبیعت ناپسند ہے' تو قطع رحمی و بے تعلقی کی بجائے اپنے تعلقات محدود کر لینے چاہیں اور کم از کم سلام و دعا ضرور رکھنی چاہیے۔ دین ہماری یہی تربیت اور رہنمائی کرتا ہے۔

اكثر ما يدخل الناس الجنة والنار

اس چیز کا بیان جو لوگوں کو کثرت کے ساتھ جنت اور جہنم میں داخل کرے گی

١٠٦ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: سُئِلَ رَسُولُ اللّٰهِ عَنْ أَكْثَرِ مَا يُدْخِلُ النَّاسَ الْجَنَّةَ؟ فَقَالَ: ((تَقْوَى اللّٰهِ حُسْنُ الْخُلُقِ، وَأَكْثَرُ مَا يُدْخِلُ النَّاسَ النَّارَ الْفَمُ وَالْفَرْجُ)). [الصحيحة:٩٧٧]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ سے اُس چیز کے بارے میں سوال کیا گیا جو بہت زیادہ لوگوں کو جنت میں داخل کرے گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کا ڈر اور اچھا اخلاق' اور سب سے زیادہ جو چیز لوگوں کو جہنم میں داخل کرے گی وہ منہ اور شرم گاہ ہے۔

تخریج: الصحیحۃ ۹۷۷۔ ترمذی (۲۰۰۴)' ابن ماجہ (۴۲۴۶)' احمد (۲/ ۲۹۱' ۲۹۲)

فوائد: دنیا میں ایمان لانے کے بعد جو اللہ تعالیٰ کے بندوں کے ساتھ نرمی سے پیش آتے ہیں۔ اور ہر معاملہ میں حسن سلوک

کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ بھی اُن کے حساب میں نرمی فرماتے ہوئے ،اُن کو جنت عطا فرمائے گا۔ آپ ﷺ نے بڑی صراحت سے فرمایا کہ جو مجھے زبان اور شرم گاہ کی ضمانت دے کہ اِن دونوں کا ناجائز استعمال نہیں کرے گا ، میں اُسے جنت کی بشارت وضمانت دیتا ہوں۔ یاد رہے! جو لوگ اپنی زبان کا ناجائز استعمال کرتے ہوئے حرام کاری کو اپنا محبوب مشغلہ بنا لیتے ہیں، یہی لوگ آگ میں جلائے جائیں گے۔

ثلاث من اهل الخير و الشر

۱۰۷۔ عَنْ فُضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ مَرْفُوْعًا: ((ثَلَاثَةٌ لَاتَسْأَلُ عَنْهُمْ: رَجُلٌ فَارَقَ الْجَمَاعَةَ، وَعَصَى إِمَامَهُ وَمَاتَ عَاصِيًا، وَأَمَةٌ أَوْ عَبْدٌ أَبَقَ فَمَاتَ، وَامْرَأَةٌ غَابَ عَنْهَا زَوْجُهَا قَدْ كَفَاهَا مُؤْنَةَ الدُّنْيَا، فَتَبَرَّجَتْ بَعْدَهُ، فَلَا تَسْأَلْ عَنْهُمْ. وَثَلَاثَةٌ لَاتَسْأَلُ عَنْهُمْ: رَجُلٌ نَازَعَ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ رِدَاءَهُ الْكِبْرِيَاءَ، وَإِزَارَهُ الْعِزَّةَ، وَرَجُلٌ شَكَّ فِي أَمْرِ اللّٰهِ وَالْقُنُوْطُ مِنْ رَحْمَةِ اللّٰهِ)).

[الصحيحة:٥٤٢]

اہل خیر اور شر میں سے تین تین آدمیوں کا بیان

فضالہ بن عبید سے مرفوعاً روایت ہے، آپ نے فرمایا: تین آدمیوں کے بارے میں تو نہ پوچھ (یعنی ان پر کس قدر عذاب ہوگا) (۱) ایسا آدمی جس نے جماعت کو چھوڑ دیا اور امام کی نافرمانی کی اور اسی حالت میں مر گیا۔ (۲) لونڈی یا غلام میں سے کوئی بھاگ گیا اور اسی حالت میں مر گیا۔ (۳) ایسی عورت کہ اُس سے اُس کا شوہر غائب ہوا اور اس نے اُسے دنیا کے اخراجات کافی دیئے۔ پھر وہ بن سنور کر باہر نکلی۔ اور اسی طرح تین اور آدمی (۱) ایسا آدمی جس نے اللہ سے اُس کی چادر کو چھینا اور اُس کی چادر کبریائی ہے اور اُس کا ازار عزت ہے۔ (۲) اور ایسا آدمی جس نے اللہ کے حکم میں شک کیا۔ (۳) ایسا شخص جو اللہ کی رحمت سے ناامید ہو گیا۔

تخریج: الصحیحۃ ۵۴۲۔ الادب المفرد (۵۹۰)' احمد (۶/ ۱۹)' ابن حبان (۴۵۵۹)' الحاکم (۱/ ۱۱۹)

فوائد: امام سے مراد خلیفہ وقت یعنی حکمران ہے۔ ہمارے ہاں مذہبی جماعتوں کے رہنما مسلمان خلیفہ کی امارت اور اُس کی اطاعت کی فضیلت واہمیت کے بارے میں وارد ہونے والی احادیث کو اپنے اپنے لیڈروں پر چسپاں کرتے رہتے ہیں جو کہ سراسر جہالت ہے۔ ان مذہبی جماعتوں کے امیروں کی کوئی شرعی حیثیت نہیں اور نہ ان کی نافرمانی وبغاوت سے گناہ لازم آتا ہے۔ اسی طرح خاوند کی عدم موجودگی میں اپنی عفت و پاکدامنی اور شرم وحیاء کے تقاضوں کو ملحوظ خاطر نہ رکھنے والی عورت بھی مُحدد درجہ گناہ گار ہے۔

ثلاثة لا ينظر الله إليهم يوم القيامة

۱۰۸۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((ثَلَاثَةٌ لَايَنْظُرُ اللّٰهُ إِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ: اَلْعَاقُّ لِوَالِدَيْهِ، وَمُدْمِنُ الْخَمْرِ، وَالْمَنَّانُ عَطَاءَهُ، وَثَلَاثَةٌ لَايَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ: اَلْعَاقُّ لِوَالِدَيْهِ، وَالدَّيُّوْثُ، وَالرَّجِلَةُ)).

تین افراد کی طرف اللہ قیامت کے دن نہیں دیکھے گا

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: تین آدمی (ایسے ہیں کہ) اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اُن کی طرف نظر رحمت سے نہیں دیکھے گا۔ (۱) ماں باپ کا نافرمان۔ (۲) شراب کا عادی۔ (۳) اپنے دیئے پر احسان جتلانے والا۔ اور تین آدمی جنت میں داخل نہیں ہوں گے۔ (۱)

[الصحیحۃ:٣٠٩٩] ماں باپ کا نافرمان (٢) دیوث اور (٣) مردوں کی مشابہت کرنے والی عورت۔

تخریج: الصحیحۃ ٣٠٩٩۔ البزار (الکشف: ١٨٧٥) و (البحر الزخار: ٦٠٥٠)' ابن عدی فی الکامل (٦/ ٢١٤٤)

فوائد: مراد نظرِ رحمت ہے، کہ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کی طرف نظرِ رحمت سے نہیں دیکھیں گے بلکہ ان کی خباثتوں اور بداعمالیوں کی وجہ سے سخت عذاب میں مبتلا فرمادیں گے۔ دیوث' بے حیاء اور بے غیرت کو کہتے ہیں۔ اہل لغت دیوث کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں: هُوَالَّذِیْ یُقِرُّ الْخَبَثَ فِی اَهْلِهٖ جو اپنے گھر میں خباثت (یعنی گندگی و بے حیائی) کو برا نہ مانے۔ بعض اہل علم کہتے ہیں هُوَالَّذِیْ لَاغَیْرَةَ لَهٗ عَلٰی اَهْلِهٖ جس کو باوجود خباثت و بے حیائی کے اپنے گھر والوں پر غیرت نہ آئے۔ مختصر یہ کہ آئمہ لغت، آئمہ محدثین اور آئمہ فقہا نے دیوث کی جو تعریف کی ہے اُس کی روشنی میں مندرجہ ذیل افراد دیوث ہیں (١) جو اپنی خواتین یا غیر عورتوں سے بدکاری کروائے یا اُس کے علم میں ہو اور وہ منع کرتے ہوئے اُن سے براءت نہ کرے۔ (٢) بے حیاء عورتوں کا ناچ، مجرا اور ڈانس کروانے والا۔ (٣) کیبل پر گندے اور فحش پروگرام دیکھنے والا، بالخصوص وہ شخص تو حددرجہ دیوث اور بے غیرت ہے جو اپنی ماں، بہن، بیوی، بیٹی یا بہو کے ساتھ بیٹھ کر ایسے مناظر دیکھے۔ (٤) اپنی ماں، بیوی، بیٹی، بہن، بہو یا کسی عزیزہ کو بے پردہ اور نامناسب لباس میں بازاروں کی زینت بنائے۔ (٥) جو اپنے گھروں میں غیر محرم مردوں کا آنا جانا عام کردے۔ یعنی گھریلو خواتین اُن غیر محرم مردوں کے ساتھ مل جل کر معاملات کریں۔ ایسے لوگوں کو اپنے ایمان اور انجام کی فکر کرنی چاہیے۔ یادرہے! اصل زندگی غیرت مند باحیاء شخص کی ہے، بے غیرت اور دیوث کی کوئی زندگی نہیں، ایسا شخص جہاں دنیا میں لعنتی و مردود ٹھہرتا ہے وہاں روزِ حساب قہرالٰہی کا مستحق بنے گا۔ اعاذنا اللہ منہ

الحیاء من الایمان

حیاء ایمان کا حصہ ہے

١٠٩۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ((الْحَيَاءُ مِنَ الإِيْمَانِ وَالإِيْمَانُ فِي الْجَنَّةِ، وَالْبَذَاءُ مِنَ الْجَفَاءِ، وَالْجَفَاءُ فِي النَّارِ))۔

ابوہریرہ ؓ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حیاء ایمان کا حصہ ہے اور ایمان جنت میں ہے۔ فحش گوئی گنوار پن سے ہے اور گنوار پن آگ میں ہے۔

تخریج: الصحیحۃ ٤٩٥۔ ترمذی (٢٠٠٩)' احمد (٢/ ٥٠١)' ابن حبان (٦٠٨)' حاکم (١/ ٥٢۔٥٣)

عدم رحمة فی القلب خسران

رحمت کا دل میں نہ ہونا سراسر نقصان ہے

١١٠۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ حَبِيْبٍ' أَنَّهُ قَالَ لِسَعِيْدِ بْنِ خَالِدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عُثْمَانَ: أَمَا عَلِمْتَ؟ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((خَابَ عَبْدٌ وَخَسِرَ' لَمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ تَعَالٰى فِيْ قَلْبِهِ رَحْمَةً لِلْبَشَرِ))۔

عمرو بن حبیب سے روایت ہے' انہوں نے سعید بن خالد بن عمرو بن عثمان سے کہا: کیا تجھے معلوم نہیں کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایسا بندہ ناکام و نامراد ہوا' جس کے دل میں اللہ تعالیٰ نے انسانیت کے لیے نرمی نہیں رکھی۔

تخریج: الصحیحۃ ٤٥٦۔ الدولابی فی الکنی (١/ ١٧٣)' تاریخ دمشق (٢٣/ ٣٩)

عدم اجتماع الخصلتين في منافق

منافق میں دو خوبیوں کے جمع نہ ہونے کا بیان

١١١ ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((خَصْلَتَانِ لَا تَجْتَمِعَانِ فِيْ مُنَافِقٍ: حُسْنُ سَمْتٍ، وَلَا فِقْهٌ فِي الدِّيْنِ)).

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دو خوبیاں منافق میں اکٹھی نہیں ہو سکتیں، اچھا اخلاق اور نہ دین میں فقاہت۔

تخریج: الصحیحة ۲۷۸۔ ترمذی (۲۶۸۴)، عقیلی فی الضعفاء (۲/ ۴۲)، والھروی فی ذم الکلام (۹۳)

فضل الحسن الخلق الفقه في الدين

دین کی سمجھ اور اچھے اخلاق کی فضیلت کا بیان

١١٢ ـ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((خِيَارُكُمْ أَحَاسِنُكُمْ أَخْلَاقًا)).

[الصحيحة: ٢٨٦]

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے بہترین وہ لوگ ہیں جو اخلاق کے اعتبار سے بہت اچھے ہیں۔

تخریج: الصحیحة ۲۸۶۔ بخاری (۶۰۳۵)، والادب المفرد (۲۷۱)، ومسلم (۲۳۲۱)، ترمذی (۱۹۷۵)، طیالسی (۲۲۴۶)

١١٣ ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((خِيَارُكُمْ إِسْلَامًا أَحَاسِنُكُمْ أَخْلَاقًا إِذَا فَقِهُوْا)). [الصحيحة: ١٨٤٦]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ فرما رہے تھے، تم میں سے اسلام کے اعتبار سے وہ لوگ بہترین ہیں جو اخلاق کے اعتبار سے بہت اچھے ہیں۔ جب وہ دین میں سمجھ حاصل کریں۔

تخریج: الصحیحة ۱۸۴۶۔ الادب المفرد (۲۸۵)، احمد (۲/ ۴۶۷۔ ۴۶۹)، ابن حبان (۹۱)، واصلہ فی الصحیحین

خير الناس من اطعم الطعام

لوگوں میں سب سے اچھا وہ ہے جو کھانا کھلائے

١١٤ ـ عَنْ حَمْزَةَ بْنِ صُهَيْبٍ، عَنْ أَبِيْهِ، قَالَ: قَالَ عُمَرُ لِصُهَيْبٍ: أَيُّ رَجُلٍ أَنْتَ، لَوْلَا خِصَالٌ ثَلَاثٌ فِيْكَ! قَالَ: وَمَاهُنَّ؟ قَالَ: اكْتَنَيْتَ وَلَيْسَ لَكَ وَلَدٌ، وَانْتَمَيْتَ إِلَى الْعَرَبِ وَأَنْتَ مِنَ الرُّوْمِ وَفِيْكَ سَرَفٌ فِي الطَّعَامِ. قَالَ: أَمَّا قَوْلُكَ: اكْتَنَيْتَ وَلَمْ يُوْلَدْ لَكَ: فَإِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ كَنَّانِي أَبَايَحْيٰى وَأَمَّا قَوْلُكَ: انْتَمَيْتَ إِلَى الْعَرَبِ وَلَسْتَ مِنْهُمْ، وَأَنْتَ رَجُلٌ مِنَ الرُّوْمِ، فَإِنِّي رَجُلٌ مِّنَ النَّمِرِ بْنِ قَاسِطٍ فَسَبَتْنِي الرُّوْمُ مِنَ الْمَوْصِلِ بَعْدَ إِذْ أَنَا غُلَامٌ عَرَفْتُ نَسَبِي، وَأَمَّا

حمزہ بن صہیب سے مروی ہے، وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے کہا: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے کہا: تو کیسا اچھا آدمی ہے، اگر تجھ میں تین باتیں نہ ہوں۔ صہیب رضی اللہ عنہ نے کہا وہ کیا ہیں؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: تو نے کنیت رکھی ہے، حالانکہ تیرا کوئی لڑکا نہیں۔ اور تو نے اپنی نسبت عرب کی طرف کی ہے اور تو رومی ہے اور تو لوگوں کو بہت زیادہ کھلاتا ہے۔ صہیب رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ کا یہ کہنا کہ تو نے کنیت رکھی ہے تیرا کوئی لڑکا نہیں، بلاشبہ رسول اللہ ﷺ نے میری کنیت ابو یحییٰ رکھی ہے، اور آپ کا یہ کہنا کہ تو نے عرب کی طرف نسبت کی ہے، حالانکہ تو اُن میں سے نہیں، بلکہ رومی ہے، پس میں قبیلہ نمر بن قاسط سے

قَوْلُكَ: فِيكَ سَرَفٌ فِي الطَّعَامِ، فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((خِيَارُكُمْ مَنْ أَطْعَمَ الطَّعَامَ)). [الصحيحة:٤٤]

ہوں، موصل سے رومیوں نے مجھے قید کرلیا جب کہ میں جوان تھا، اوراپنے نسب کو جانتا تھا اور آپ کا یہ کہنا کہ تو کھانا بہت کھلاتا ہے تو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرمارہے تھے، تم میں سے بہترین شخص وہ ہے، جو کھانا کھلائے۔

تخریج: الصحیحة ۴۴۔ رواہ رزین فی احادیثه (۲۵/ ۲)' ابن عساکر (۲۶/ ۱۶۵) الضیاء المقدسی فی المختارة (۸/ ۷۶)' والحافظ ابن حجر فی الاحادیث العالیات (۲۵)' احمد (۶/ ۱۶)

باب الاهمية من حقوق العباد

حقوق العباد کی اہمیت کا بیان

۱۱۵۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، مَرْفُوعًا: ((رَحِمَ اللّٰهُ عَبْدًا كَانَتْ لِأَخِيهِ عِنْدَهُ مَظْلِمَةٌ فِي عِرْضٍ أَوْ مَالٍ، فَجَاءَهُ فَاسْتَحَلَّهُ قَبْلَ أَنْ يُؤْخَذَ وَلَيْسَ ثَمَّ دِينَارٌ وَلَا دِرْهَمٌ، فَإِنْ كَانَتْ لَهُ حَسَنَاتٌ، أُخِذَ مِنْ حَسَنَاتِهِ، وَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ حَسَنَاتٌ، حَمَلُوا عَلَيْهِ مِنْ سَيِّئَاتِهِمْ)). [الصحيحة: ٣٢٦٥]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعا روایت ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ ایسے آدمی پر رحم کرے جس کے ذمہ کسی دینی بھائی کا حق تھا، آبرو کا یا مال کا، تو وہ اُس کے پاس آیا اور معافی مانگ لی۔ اس سے پہلے کہ وہ دن آجائے کہ اُس کا مواخذہ ہو اور نہ اُس کے پاس دینار ہوں نہ درہم۔ اگر اُس کی نیکیاں ہوں گی تو اُس کی نیکیاں لے لی جائیں گی۔ اور اگر اُس کے نامۂ اعمال میں نیکیاں نہیں ہوں گی، تو لوگوں کی برائیاں اُس کے نامہ اعمال میں ڈال دی جائیں گی۔

تخریج: الصحیحة ۳۲۶۵۔ ترمذی (۲۴۱۹)' ابن جریر طبری (۱/ ۲۱۰)' ابو یعلی (۶۵۳۹)' بھذا اللفظ بخاری (۲۴۴۹)' بالفاظ متقاربة

فوائد: اپنے مسلمان بھائی کے خلاف زبان چلاتے ہوئے یا اُس پر ہاتھ اٹھاتے ہوئے، پہلے سو بار سوچنا چاہیے۔ اگر میں دنیا میں ظاہری وسائل کے بل بوتے پر غالب بھی آ گیا تو روزِ قیامت اللہ کی عدالت کے انصاف سے کبھی نہیں بچ پاؤں گا۔ روزِ حساب کی فکر سے آدمی کا فخر وغرور ہمیشہ کے لیے ختم ہو جاتا ہے اور وہ کسی مسلمان کو کسی قسم کی کوئی تکلیف نہیں پہنچاتا۔

باب الاهمية من رضى الوالد و سخطه

والد کی رضا مندی اور ناراضی کی اہمیت کا بیان

۱۱۶۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((رِضَى الرَّبِّ فِي رِضَى الْوَالِدِ، وَسَخَطُ الرَّبِّ فِي سَخَطِ الْوَالِدِ)). [الصحيحة:٥١٦]

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نبی پاک ﷺ سے روایت کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کی خوشی باپ کی خوشی میں ہے، اور اللہ کی ناراضگی باپ کی ناراضگی میں۔

تخریج: الصحیحة ۵۱۶۔ ترمذی (۱۸۹۹)' ابن حبان (۴۲۹)' حسن بن سفیان فی الاربعین (ق ۶۹/ ۲) مرفوعاً' ترمذی (۱۸۹۹ ب)' والادب المفرد (۲) موقوفا علی عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ۔

فوائد: بیٹے پر لازم ہے کہ اپنے باپ کا دل و جان سے احترام کرے اور اُس کی خدمت بھی کرے۔ دنیاوی معاملات میں اپنے باپ کے تجربات سے بھرپور فائدہ اٹھائے۔ لیکن! اگر والد بے دین ہے اور وہ بے دینی کی طرف بلاتا ہے یا دین کی راہ میں رکاوٹ

ڈالتا ہے تو ایسی صورت میں اگر باپ کی بات کو چھوڑ دیا جائے تو یہ نافرمانی کے ضمن میں نہیں آئے گا۔

فضل الرحمة و صلة الارحام

رحمت اور صلہ رحمی کی فضیلت کا بیان

۱۱۷۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو مَرْفُوعًا: ((الرَّاحِمُوْنَ يَرْحَمُهُمُ الرَّحْمٰنُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى. اِرْحَمُوْا مَنْ فِي الْأَرْضِ يَرْحَمْكُمْ مَنْ فِي السَّمَاءِ [وَالرَّحِمُ شَجْنَةٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ، فَمَنْ وَصَلَهَا وَصَلَهُ اللّٰهُ وَمَنْ قَطَعَهَا قَطَعَهُ اللّٰهُ])

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: رحم کرنے والوں پر رحمٰن رحم کرے گا۔ زمین والوں پر تم رحم کرو آسمان والا تم پر رحم کرے گا۔ اور رحم رحمٰن کی شاخ ہے۔ جس نے اُس کو ملایا اللہ اُس کو ملا دے گا اور جس نے اُس کو کاٹا اللہ اُس کو کاٹ دے گا۔

تخریج: الصحیحة ۹۲۵۔ ابوداود (۴۹۴۱)، ترمذی (۱۹۲۴)، احمد (۲/ ۱۶۰)، حمیدی (۵۹۱)، (۴/ ۱۵۹)

الغنى غنى النفس

حقیقی غنی تو دل کا غنی ہے

۱۱۸۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ قَالَ: ((سَأَلَ مُوْسٰى رَبَّهُ عَنْ سِتِّ خِصَالٍ كَانَ يَظُنُّ أَنَّهَا لَهُ خَالِصَةٌ، وَالسَّابِعَةَ لَمْ يَكُنْ مُوْسٰى يُحِبُّهَا: ۱. قَالَ: يَا رَبِّ! أَيُّ عِبَادِكَ أَتْقٰى؟ قَالَ: الَّذِي يَذْكُرُ وَلَا يَنْسٰى. ۲. قَالَ: فَأَيُّ عِبَادِكَ أَهْدٰى؟ قَالَ: الَّذِي يَتَّبِعُ الْهُدٰى. ۳. قَالَ: أَيُّ عِبَادِكَ أَحْكَمُ؟ قَالَ الَّذِي يَحْكُمُ لِلنَّاسِ كَمَا يَحْكُمُ لِنَفْسِهِ. ۴. قَالَ: فَأَيُّ عِبَادِكَ أَعْلَمُ؟ قَالَ: الَّذِي لَا يَشْبَعُ مِنَ الْعِلْمِ، يَجْمَعُ عِلْمَ النَّاسِ إِلٰى عِلْمِهِ. ۵. قَالَ: فَأَيُّ عِبَادِكَ أَعَزُّ؟ قَالَ: الَّذِي إِذَا قَدَرَ غَفَرَ. ۶. قَالَ: فَأَيُّ عِبَادِكَ أَغْنٰى؟ قَالَ: الَّذِي يَرْضٰى بِمَا يُؤْتٰى. ۷. قَالَ: فَأَيُّ عِبَادِكَ أَفْقَرُ؟ قَالَ: صَاحِبٌ مَنْقُوْصٌ. قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ لَيْسَ الْغِنٰى عَنْ ظَهْرٍ إِنَّمَا الْغِنٰى غِنَى النَّفْسِ وَإِذَا أَرَادَ اللّٰهُ بِعَبْدٍ خَيْرًا، جَعَلَ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں، آپ نے فرمایا: موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب سے چھ باتوں کے بارے میں پوچھا اور وہ گمان کرتے تھے کہ یہ اُن کے لیے خالص ہیں، اور ساتویں کو حضرت موسیٰ پسند نہیں کرتے تھے (۱) موسیٰ نے کہا: اے میرے رب! تیرا کون سا بندہ بہت زیادہ متقی ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جو مجھے یاد رکھتا ہے اور بھولتا نہیں۔ (۲) موسیٰ علیہ السلام نے کہا: تیرا کون سا بندہ بہت زیادہ ہدایت یافتہ ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جو (آسمانی) ہدایت کی پیروی کرتا ہے۔ (۳) موسیٰ علیہ السلام نے کہا: تیرا کون سا بندہ بہترین منصف ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جو لوگوں کے لیے اُسی طرح فیصلہ کرتا ہے جس طرح اپنی ذات کے لیے فیصلہ کرتا ہے۔ (۴) پھر کہا تیرا کون سا بندہ زیادہ علم والا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے کہا: جو علم سے سیر نہیں ہوتا، لوگوں کے علم کو اپنے علم کی طرف اکٹھا کرتا ہے۔ (۵) موسیٰ علیہ السلام نے کہا: تیرا کونسا بندہ زیادہ معزز ہے؟ اللہ تعالیٰ نے کہا: جو غلبہ پالینے کے بعد معاف کردے۔ (۶) کہا تیرا کون

غِنَاهُ فِي نَفْسِهِ، وَتُقَاهُ فِي قَلْبِهِ، وَإِذَا أَرَادَاللّٰهُ بِعَبْدٍ شَرًّا جَعَلَ فَقْرَهُ بَيْنَ عَيْنَيْهِ)). [الصحیحة: ۳۳۵۰]

سا بندہ بہت زیادہ مالدار ہے؟ اللہ تعالیٰ نے کہا: جو اپنے دیئے گئے حصے پر راضی ہو جائے۔ (۷) کہا تیرا کونسا بندہ سب سے زیادہ فقیر ہے؟ اللہ تعالیٰ نے کہا: ایسا مالدار جو غنی النفس سے محروم ہو۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: غنیٰ مال سے نہیں ہوتی، غنیٰ تو دل سے غنی ہے۔ جب اللہ کسی بندے کے حق میں بھلائی چاہتا ہے تو اُس کے دل کو غنی کر دیتا ہے اور اُس کے دل میں تقویٰ پیدا کر دیتا ہے۔ جب کسی بندے کے حق میں شر کا ارادہ رکھتا ہے تو اس کی آنکھوں کے سامنے اُس کا فقر رکھتا ہے (وہ ہر وقت غریبی کا رونا روتا رہتا ہے)۔

تخریج: الصحیحة ۳۳۵۰۔ ابن حبان (۶۲۱۷)' خرائطی فی المکارم (۳۴۴)' دیلمی (۳۴۱۹)' ابن عساکر (۶۴/ ۱۰۱)

ذم السباب و القتال بالمسلم

مسلمان کو گالی دینے اور لڑائی کرنے کی مذمت کا بیان

۱۱۹۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((سِبَابُ الْمُسْلِمِ أَخَاهُ فُسُوْقٌ، وَقِتَالُهُ كُفْرٌ، وَحُرْمَةُ مَالِهِ كَحُرْمَةِ دَمِهِ)).

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسلمان کا اپنے بھائی کو گالی دینا فسق ہے اور اُس کو قتل کرنا کفر ہے اور اس کے مال کی حرمت اُس کے خون کی حرمت کی طرح ہے۔

تخریج: الصحیحة ۳۹۴۷۔ احمد (۱/ ۴۴۶)' ابو نعیم فی الحلیة (۷/ ۳۳۴)' وابویعلی (۵۱۱۹)' طبرانی فی الکبیر (۱۰۳۱۶)

باب: من تواضعه ﷺ و حسن خلقه

باب: نبی ﷺ کی تواضع اور حسن خلق کا بیان

۱۲۰۔ عَنْ أَنَسٍ' قَالَ: مَرَّ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَنَحْنُ صِبْيَانٌ، فَقَالَ: ((اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَاصِبْيَانُ)). [الصحیحة: ۲۹۵۰]

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس سے گزرے اور ہم ابھی چھوٹے بچے تھے، آپ نے فرمایا: السلام علیکم اے بچو!

تخریج: الصحیحة ۲۹۵۰۔ ابن ابی شیبة (۸/ ۴۴۵۔ ۴۴۶)' احمد (۳/ ۱۸۳)' ابن السنی فی عمل الیوم واللیلة (۲۲۸)' وابونعیم فی الحلیة (۸/ ۳۷۸)

فوائد: چھوٹے بچوں سے پابندی کے ساتھ سلام کیا جائے تو وہ بڑے ہو کر سلام کرنے اور سلام کا جواب دینے کے پابند ہو جاتے ہیں۔ اسی لیے رسول اللہ بچوں سے سلام کرنے میں غفلت نہیں برتتے تھے۔ مگر آج اکثر کالجز اور سکولوں میں پروفیسرز حضرات اور اساتذہ کرام بذاتِ خود آپس میں سلام کا اہتمام نہیں کرتے اور نہ ہی کلاس روم میں جاتے ہوئے پابندی سے بچوں کو سلام کہتے ہیں۔ بلکہ ہاتھ اور آنکھ کے اشاروں پر اکتفا کرتے ہوئے اس عظیم عمل سے محروم رہتے ہیں۔ ہم بڑی معذرت اور ادب سے والدین اور بالخصوص اساتذہ کی خدمتِ عالیہ میں گزارش کریں گے کہ وہ ہر جگہ اور ہر دفعہ کلاس روم میں آتے جاتے وقت بچوں کو لازماً سلام

کریں اور بچوں کو نہایت ادب اور سنجیدگی کے ساتھ جواب دینے کا پابند کریں اور لحہ بہ لحہ سلام کی اہمیت سے انہیں آگاہ کرتے رہیں تاکہ اُن میں دینی شعور اور اسلامی رنگ نظر آئے اور ملاقات کے وقت یہ بات روزِ روشن کی طرح واضح ہو جائے کہ یہ بچے فرزندانِ اسلام ہیں۔ نیز اگر بچہ سلام کرنے میں پہل کرے تو بالغ آدمی کو بھی اس کا جواب ضرور دینا چاہیے جس طرح کہ محدثین فرماتے ہیں وَلَوِ ابْتَدَأَ الصَّبِيُّ بِالسَّلَامِ وَجَبَ عَلَى الْبَالِغِ الرَّدُّ عَلَى الصَّحِيحِ اگر بچہ سلام کرنے میں ابتداء کرے تو بالغ آدمی پر فرض ہے کہ وہ اس کے سلام کا جواب ضرور دے۔

باب الحض على جزاء السيئة بالحسنة

برائی کا بدلہ نیکی کے ساتھ دینے کی ترغیب کا بیان

۱۲۱۔ عَنْ عَلِيٍّ، قَالَ: لَمَّا ضَمَمْتُ إِلَيَّ سِلَاحَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، وَجَدْتُ فِي قَائِمِ سَيْفِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ رُقْعَةً فِيهَا ((صِلْ مَنْ قَطَعَكَ وَأَحْسِنْ إِلَى مَنْ أَسَاءَ إِلَيْكَ، وَقُلِ الْحَقَّ وَلَوْ عَلَى نَفْسِكَ)). [الصحيحة:۱۹۱۱]

علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، انہوں نے کہا: جب میں نے رسول اللہ ﷺ کے ہتھیار اپنے قبضہ میں لیے تو رسول اللہ ﷺ کی تلوار میں میں نے ایک رقعہ پایا اُس میں لکھا تھا، جو تیرے ساتھ قطع رحمی کرے تو اُس کے ساتھ صلہ رحمی کر، جو تیرے ساتھ برا معاملہ کرے تو اُس کے ساتھ اچھا سلوک کر اور حق بات کہہ اگر چہ وہ تیری ذات کے خلاف ہو۔

تخریج: الصحیحة ۱۹۱۱۔ ابو عمرو بن السماك فی حدیثه (۲/ ۲۸/ ۱) وابن النجار كما فی اتحاف السادة (۹/ ۲۵)

باب: تفسير (وكل انسان الزمناه طائره)

باب: آیت (وکلانسان) کی تفسیر

۱۲۲۔ عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((طَائِرُ كُلِّ إِنْسَانٍ فِي عُنُقِهِ)). [تَفْسِيرُ: ﴿وَكُلَّ إِنْسَانٍ أَلْزَمْنَاهُ طَائِرَهُ فِي عُنُقِهِ﴾)) [الصحيحة:۱۹۰۷]

جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ فرما رہے تھے: ہر انسان کا اعمال نامہ اُس کے گلے میں ہوگا۔ یہ اللہ کے فرمان ﴿وَكُلَّ إِنْسَانٍ أَلْزَمْنَاهُ طَائِرَهُ فِي عُنُقِهِ﴾ کی تفسیر ہے۔

تخریج: الصحیحة ۱۹۰۷۔ احمد (۳/ ۳۴۲، ۳۴۹، ۳۶۰)، ابن جریر فی التفسير (۱۵/ ۳۹)، عبد بن حمید (۱۰۵۳)

الإجتناب من السواد بصبغة الشعر

بالوں کو رنگتے ہوئے سیاہ رنگ سے اجتناب کرنا

۱۲۳۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: دَخَلَتْ يَهُودُ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، فَسَأَلَ عَنْهُمْ؟ فَقَالُوا: يَهُودُ يَارَسُولَ اللّٰهِ! وَهُمْ لَا يَصْبُغُونَ الشَّعْرَ، فَقَالَ: ((غَيِّرُوا بِهَا الْيَهُودَ وَلَا تُغَيِّرُوا بِسَوَادٍ)).

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، کہتے ہیں، یہودی رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے، آپ نے اُن کے متعلق پوچھا (یعنی یہ آنے والے کون ہیں؟) صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ یہ یہود ہیں اور وہ بالوں کو نہیں رنگتے۔ آپ نے فرمایا: یہودیوں کی نشانی کو بدلو اور (اپنے بالوں کو) سیاہی سے تبدیل نہ کرو۔

تخریج: الصحیحة ۳۳۲۴، ابن جریر الطبری فی تھذیب الآثار (۴۹۳/ ۹۲۶ الجزء المفقود) طبرانی فی الاوسط (۱۴۲)

باب: العدل بین الاولاد الذکور والاناث حتی فی التقبیل

باب: اولاد میں لڑکوں اور لڑکیوں کے درمیان یکساں سلوک کرنے کا بیان حتی کہ بوسہ لینے میں بھی

۱۲۴۔ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: كَانَ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ رَجُلٌ، فَجَاءَ ابْنٌ لَهُ فَقَبَّلَهُ وَأَجْلَسَهُ عَلَى فَخِذِهِ، ثُمَّ جَاءَ تْ بِنْتٌ لَهُ فَأَجْلَسَهَا إِلَى جَنْبِهِ، قَالَ: ((فَهَلَّا عَدَلْتَ بَيْنَهُمَا؟))

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں، رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک آدمی تھا، اُس کے پاس اُس کا بیٹا آیا، اُس نے اُس کو بوسہ دیا اور اپنی ران پر بٹھا لیا، پھر اُس کی بیٹی آ گئی، اُس نے اُس کو اپنے پہلو میں بیٹھا لیا، آپ نے فرمایا: تو نے ان دونوں کے درمیان انصاف کیوں نہیں کیا؟

تخریج: الصحیحة ۳۰۹۸۔ طحاوی فی شرح المعانی (۲/ ۲۴۶)، ابن عساکر (۱۵/ ۲۲۰)

فوائد: اس حدیث سے واضح ہوا کہ بیٹی اور بیٹے کے پیار میں معمولی سا فرق بھی اسلام میں انصاف کے خلاف ہے۔ ہمارے ہاں لڑکیوں کو زندہ درگور تو نہیں کیا جاتا مگر بنظر حقارت دیکھتے ہوئے اُن کے حقوق میں تقصیر ضرور کی جاتی ہے۔ بلکہ بعض والدین تو اپنی بیٹی کو علی الاعلان کہتے ہیں کہ وراثت میں سے حصہ لے لو یا اپنا جہیز لے لو۔ کئی بیٹیوں کو جہیز دینے کی بنا پر حق وراثت سے محروم کر دیا جاتا ہے جو کہ سراسر ظلم ہے۔ ایسا کرنا شریعت مطہرہ میں قطعاً جائز نہیں۔ اللہ کی رحمت کے حصول کے لیے گھر کی رونق کو دوبالا کرنے والی ننھی سی رحمت اپنی پیاری بیٹی کو عزت و پیار کی نظر سے دیکھنا بہت ضروری ہے۔ آپ اندازہ فرمائیں کہ صحابیٔ رسول نے اپنے بیٹے کو چوم کر اپنی ران پہ بٹھایا، لیکن جب بیٹی آئی، تو اُس کو بغیر بوسہ دیئے اپنے پہلو میں بٹھا لیا تو رسول اللہ ﷺ کو یہ فرق بھی پسند نہ آیا۔ اس لیے بیٹے سے محبت ضرور ہونی چاہیے۔ لیکن بیٹی کے پیار میں بھی کمی نہیں رکھنی چاہیے۔

باب: من علامات المنافق

باب: منافق کی نشانیاں

۱۲۵۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ مَرْفُوعًا: ((فِي الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ، إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ، وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ، وَإِذَا ائْتُمِنَ خَانَ)).

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً روایت ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: منافق میں تین خامیاں ہوتی ہیں، جب وہ بات کرے تو جھوٹ بولتا ہے اور جب وعدہ کرے تو خلاف ورزی کرتا ہے اور جب اُس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرتا ہے۔

تخریج: الصحیحة ۱۹۹۸۔ بخاری فی التاریخ الکبیر (۸/ ۳۸۶)، بزار (الکشف:۸۷)، طبرانی فی الاوسط (۷۹۱۲)

اهمية صلة الارحام

صلہ رحمی کی اہمیت کا بیان

۱۲۔ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، قَالَ: اشْتَكَى أَبُو الرَّدَّادِ اللَّيْثِيِّ فَعَادَهُ عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ، فَقَالَ: خيرهم وأوصلهم، وما علمت أبا محمد؟

ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، کہتے ہیں: ابورداد لیثی بیمار ہو گئے تو عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے اُن کی عیادت کی تو کہا: تو صحابہ میں سے سب سے بہتر ہے، اور سب سے زیادہ صلہ رحمی کرنے والا

فَقَالَ: عَبْدُالرَّحْمٰنِ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ يَقُوْلُ: ((قَالَ اللّٰهُ، وَاَنَا الرَّحْمٰنُ، خَلَقْتُ الرَّحِمَ، وَشَقَقْتُ لَهَا مِنِ اسْمِي، فَمَنْ وَصَلَهَا وَصَلْتُهُ، وَمَنْ قَطَعَهَا بَتَتُّهُ)). [الصحيحة:٥٢٠]

ہے اے ابو محمد تو نے کیا جانا؟ عبدالرحمٰن نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں اللہ بھی ہوں اور میں رحمٰن بھی ہوں۔ میں نے رحم کو پیدا کیا اور اپنے نام سے اُس کا اشتقاق کیا۔ جس نے اُس کو ملایا میں اُس کو ملا دوں گا اور جس نے اُس کو کاٹا میں اُس کو کاٹ دوں گا۔

تخریج: الصحیحۃ ۵۲۰۔ ابو داود (۱۶۹۴)، ترمذی (۱۹۰۷)، احمد (۱/ ۱۹۴)، ابن حبان (۴۴۳)

باب: الامر بالقيلولة

باب: قیلولہ کا حکم

١٢٧۔ عَنْ أَنَسٍ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((قِيْلُوْا فَإِنَّ الشَّيَاطِيْنَ لَا تَقِيْلُ)). [الصحيحة:١٦٤٧]

انس سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیلولہ کرو کیونکہ شیاطین قیلولہ نہیں کرتے۔

تخریج: الصحیحۃ ۱۶۴۷۔ ابونعیم فی الطب (۱۲/ ۱)، وفی اخبار اصبھان (۱/ ۱۹۵، ۳۵۳)، طبرانی فی الاوسط (۲۸)

فضل كفالة اليتيم

یتیم کی کفالت کرنے کی فضیلت

١٢٨۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعًا: ((كَافِلُ الْيَتِيْمِ لَهُ أَوْ لِغَيْرِهِ. أَنَا وَهُوَ كَهَاتَيْنِ فِي الْجَنَّةِ إِذَا اتَّقَى اللّٰهَ. وَأَشَارَ مَا لِكٌ بِالسَّبَّابَةِ وَالْوُسْطٰى)). [الصحيحة: ٩٦٢]

ابو ہریرہ ﷛ سے مرفوعا روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اپنے یتیم کی یا کسی غیر کے یتیم کی پرورش کرنے والا جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔ بشرطیکہ وہ اللہ سے ڈرنے والا ہو، امام مالک رحمہ اللہ نے سبابہ اور وسطیٰ انگلی سے اشارہ کیا۔

تخریج: الصحیحۃ ۹۶۲۔ مسلم (۲۹۸۳)، احمد (۲/ ۳۷۵)، بیھقی فی الشعب (۱۱۰۳۰)

كان ابغض الحديث اليه الشعر

شعر آپ ﷺ کو سب سے زیادہ ناپسندیدہ تھے

١٢٩۔ عَنْ نَوْفَلِ بْنِ أَبِي عَقْرَبٍ، قَالَ: قِيْلَ لِعَائِشَةَ: أَكَانَ يُتَسَامَعُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الشِّعْرُ؟ قَالَتْ: ((كَانَ أَبْغَضَ الْحَدِيْثِ إِلَيْهِ)).

نوفل بن ابو عقرب سے مروی ہے، کہتے ہیں: عائشہ ﷞ کو کہا گیا: کیا رسول اللہ ﷺ کے پاس شعر سنے جاتے تھے۔ انہوں نے کہا: وہ آپ کے نزدیک سب سے زیادہ نفرت والی بات تھی۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۰۹۵۔ طیالسی (۱۴۹۰)، بیھقی (۱۰/ ۲۴۵)، ابن ابی شیبۃ (۸/ ۵۳۴)، احمد (۶/ ۱۳۴، ۱۳۸)، ۳۰۰۳۔

فوائد: بے مقصد اور شرکیہ کلام پر مبنی اشعار شریعت میں مذموم ہیں۔ البتہ اصلاحی وفکری اشعار پڑھنے میں کوئی حرج نہیں۔ ویسے بھی عام طور پر اشعار میں تخیل ہی تخیل اور غلو کی حد تک پہنچا ہوا مبالغہ ہوتا ہے جس کی کوئی مضبوط دلیل نہیں ہوتی، شاعر آدمی کسی کی تعریف کرنے بیٹھے، تو اُسے آسمان پر چڑھا دیتا ہے اور اگر کسی کی ہجو اور توہین پر اتر آئے تو اُسے دنیا کی بدترین مخلوق ثابت کر دیتا ہے۔ غرض کہ کسی کی پگڑی اچھالنا، فتنہ فساد کی آگ بھڑکانا اور ناجائز مدح سرائی کرنا دنیا دار شاعروں کا محبوب مشغلہ ہوتا ہے۔ ایسے مذموم اور فضول اشعار سے گریز کرتے ہوئے توحیدی گیت یا عقیدہ توحید کے مطابق رسالت مآب کی عزت وعظمت میں کہی گئی نعتیں پڑھنا

درست ہے۔ اشعار کے ذریعے اللہ کی حمد وثنا بیان کرنا، نیکی کی ترغیب دینا، گناہوں کی مذمت کرنا یا غیر مسلم لوگوں کا جواب دینا دین کی روشنی میں درست ہے۔ جن اشعار سے نفرت کی گئی ہے وہ لایعنی اور بے مقصد اشعار ہیں کہ جن میں کہیں محبوبہ سے شکایتیں ہوتی ہیں اور کبھی شاعر اپنے رقیبوں پر برس پڑتا ہے اور بلا مقصد تخیل کے گھوڑے دوڑاتا رہتا ہے۔

باب: من آداب الاستئذان

۱۳۰۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ بُسْرٍ صَاحِبِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((كَانَ إِذَا جَاءَ الْبَابَ يَسْتَأْذِنُ لَمْ يَسْتَقْبِلْهُ يَقُوْلُ: يَمْشِيْ مَعَ الْحَائِطِ حَتّٰى يَسْتَأْذِنَ فَيُؤْذَنُ لَهُ أَوْ يَنْصَرِفُ)).

[الصحيحة:۳۰۰۳]

باب: اجازت لینے کا طریقہ

نبی کریم ﷺ کے ساتھی عبداللہ بن بسر سے مروی ہے، کہتے ہیں: جب آپ دروازے کے پاس آتے تو اجازت طلب کرتے اور سامنے کھڑے نہیں ہوتے تھے۔ عبداللہ بن بسر کہتے ہیں: آپ دیوار کے ساتھ چلتے، یہاں تک کہ اجازت طلب کرتے، پس آپ کو اجازت دی جاتی یا پھر آپ واپس چلے جاتے۔

تخريج: الصحيحة ۳۰۰۳۔ احمد (۴/ ۱۸۹۔۱۹۰)، الادب المفرد (۱۰۷۸)، ابو داود (۵۱۸۶)

كيف مشيه

۱۳۱۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ: ((كَانَ إِذَا مَشٰى مَشٰى أَصْحَابُهُ أَمَامَهُ، وَتَرَكُوْا ظَهْرَهُ لِلْمَلَائِكَةِ)).

آپ ﷺ کا چلنا کیسا تھا

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی ﷺ جب چلتے تو آپ کے صحابہ آپ کے آگے چلتے، آپ کی پچھاڑی کو فرشتوں کے لیے چھوڑ دیتے۔

تخريج: الصحيحة ۲۰۸۷۔ ابن ماجه (۲۴۶) والحاكم (۴/ ۲۸۱)

كان أرحم الناس بالعيال و الصبيان

۱۳۲۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: ((كَانَ أَرْحَمَ النَّاسِ بِالْعِيَالِ وَالصِّبْيَانِ)).

آپ ﷺ اہل وعیال اور بچوں پر سب سے زیادہ رحم کرنے والے تھے

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، آپ ﷺ لوگوں میں سے اہل و عیال اور بچوں پر سب سے زیادہ رحم کرنے والے تھے۔

تخريج: الصحيحة ۲۰۸۹۔ عثمان بن محمد ابو عمرو فی حديثه (۲۰۸/ ۱)، ابو الشيخ فی اخلاق النبی ﷺ (ص:۶۵) بغوی فی الانوار فی شمائل النبی المختار (۲۵۳) و مسلم (۲۳۱۶) بالفاظ متقاربة۔

فوائد: اگر غور کیا جائے تو آدمی کی شفقت اور محبت کے سب سے پہلے مستحق اس کے اہل وعیال ہیں، پھر اُس کے بعد یہ معصوم بچوں کا حق ہے، آنجناب ﷺ ہر ایک کو رحم وکرم کی نظر سے دیکھتے لیکن بالخصوص اپنے اہل وعیال اور بچوں کے ساتھ شفقت کے ساتھ پیش آتے۔ اپنے اہل وعیال کے ساتھ سختی سے پیش آنا اور بچوں کو ناجائز ڈانٹ ڈپٹ کرنا سیرت نبوی ﷺ کے خلاف ہے۔

ومن آداب الاستئذان أن يضرع

آہستہ دروازہ کھٹکھٹانا اجازت کے آداب میں سے ہے

الباب بالخفية

١٣٣ـ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، ((كَانَ بَابُهُ يُقْرَعُ بِالْأَظَافِيرِ)). [الصحيحة:٢٠٩٢]

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا دروازہ ناخنوں کے ساتھ کھٹکھٹایا جاتا تھا۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۰۹۲۔ بخاری فی الادب المفرد (۱۰۸۰ وفی التاریخ (۱/ ۲۲۸) وابونعیم فی اخبار اصبھان (۲/ ۱۱۰)

فوائد: اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ دروازہ درمیانی آواز سے ہی کھٹکھٹانا چاہیے تاکہ گھر والے کسی قسم کی کوئی ایمرجنسی یا خطرہ محسوس نہ کریں۔ دروازہ کھٹکھٹاتے ہوئے آواز نہ بہت مدھم ہونی چاہیے اور نہ ہی حد درجہ اونچی ہونی چاہیے کہ گھر والے تشویش محسوس کریں۔ جب ناخنوں اور پوروں کے ساتھ دروازہ کھٹکھٹایا جائے تو بڑی گہری مدہم آواز پیدا ہوتی ہے

تفسير الآية :يايها الذين آمنوا ان جاء كم ......

اے ایمان والو! اگر تمہارے پاس کوئی فاسق خبر لائے تو تحقیق کرلیا کرو......کی تفسیر کا بیان

١٣٤ـ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا۔ قَالَ: ((كَانَ بَعَثَ الْوَلِيْدَ بْنَ عُقْبَةَ ابْنِ أَبِي مُعَيْطٍ إِلَى بَنِي الْمُصْطَلِقِ لِيَأْخُذَ مِنْهُمُ الصَّدَقَاتِ وَأَنَّهُ لَمَّا أَتَاهُمُ الْخَبَرُ فَرِحُوا، وَخَرَجُوا يَتَلَقَّوْنَهُ رَجَعَ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّ بَنِي الْمُصْطَلِقِ قَدْ مَنَعُوا الصَّدَقَةَ۔ فَغَضِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ مِنْ ذٰلِكَ غَضَباً شَدِيْداً فَبَيْنَمَا هُوَ يُحَدِّثُ نَفْسَهُ أَنْ يَغْزُوَهُمْ إِذْ أَتَاهُ الْوَفْدُ، فَقَالُوا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّا حُدِّثْنَا أَنَّ رَسُوْلَكَ رَجَعَ مِنْ نِصْفِ الطَّرِيْقِ، وَإِنَّا خَشِيْنَا أَنْ يَكُوْنَ إِنَّمَا رَدَّهُ كِتَابٌ جَاءَهُ مِنْكَ لِغَضَبٍ غَضِبْتَهُ عَلَيْنَا، وَإِنَّا نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ غَضَبِ اللّٰهِ وَغَضَبِ رَسُوْلِهِ! وَأَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ اسْتَعْتَبَهُمْ وَهَمَّ بِهِمْ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ عُذْرَهُمْ فِي الْكِتَابِ ﴿يَاأَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا إِنْ جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوْا أَنْ تُصِيْبُوْا قَوْماً بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰى مَافَعَلْتُمْ نَادِمِيْنَ﴾))

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہتے ہیں: کہ رسول اللہ ﷺ نے ولید بن عقبہ بن ابی معیط کو بنو مصطلق کی طرف صدقات لینے کے لیے بھیجا جب انہیں ان کی آمد کی خبر ہوئی تو وہ بہت خوش ہوئے اور رسول اللہ ﷺ کے قاصد کے استقبال کے لیے باہر نکلے اور جب ولید کو ان کے استقبال کے طور پر باہر نکلنے کا بتلایا گیا تو وہ واپس رسول اللہ کے پاس لوٹ آئے اور کہا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! بنو مصطلق نے صدقہ روک لیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کو یہ سن کر بہت غصہ آیا۔ ابھی آپ ان کے خلاف جہاد کا دل میں سوچ ہی رہے تھے کہ (بنو مصطلق) کا وفد آپ کے پاس آ گیا۔ اور انہوں نے کہا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! ہمیں پتہ چلا کہ آپ کا قاصد آدھے راستہ سے لوٹ آیا ہے اور ڈر گئے کہ کہیں ہم پر غصے ہونے کی وجہ سے انہیں رقعہ لکھ کر واپس بلایا ہو۔ ہم اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے غصہ سے اللہ کی پناہ میں آتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ ان سے ناراض ہوگئے اور اُن کے خلاف جنگ کا ارادہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے اُن کا عذر قرآن مجید میں نازل فرمایا۔ ''اے ایمان والو! اگر تمہیں کوئی فاسق خبر دے تو تم اُس کی اچھی طرح تحقیق

[الحجرات:٦]...... [الصحیحة:٣٠٨٨]

کرلیا کرو کہیں ایسا نہ ہو کہ نادانی میں کسی قوم کو نقصان پہنچا دو پھر اپنے کیے پر پشیمانی اٹھاؤ۔"

تخریج: الصحیحة ۳۰۸۸' ابن جریر الطبری فی التفسیر (۲۵/ ۷۸)' بیهقی(۹/ ۵۴-۵۵)

فوائد: اس واقعہ اور آخر میں مذکورہ آیت مقدسہ میں اللہ تعالیٰ اس بات کا حکم دے رہے ہیں کہ فاسق کی خبر پر اعتماد نہ کرو جب تک پوری طرح تحقیق وتفتیش سے اصل حقیقت کی نقاب کشائی نہ ہوجائے اور تم تتبع اور جستجو سے معاملات کی خبر اور اُس کی صحت وسقم سے روشناس نہ ہوجاؤ۔ یہ واقعہ اور آیت اس بات کی قوی اور صریح دلیل ہے کہ قبول اخبار میں حددرجہ احتیاط سے کام لینا نہایت ضروری ہے اور پھر جب عام اخبار واقوال میں تحقیق کا حکم ہے تو رسول اللہ کی احادیث میں احتیاط سے کام لینا بدرجہ اولیٰ بہت ضروری ہے۔ اس لیے محدثین کرام نے وہ رجال کہ جن کی احادیث کو قبول کیا ہے' اُن کے کردار واحوال کے متعلق بہت کڑی قیود وشروط تحریر فرمائی ہیں۔ اصول حدیث کے اکثر قوانین وضوابط اسی آیت کریمہ کی روشنی میں وضع کیے گئے ہیں۔ اور یہ بات بھی واضح ہوئی کہ فن مصطلح الحدیث بدعت نہیں بلکہ اس کی اصل قرآن وحدیث میں موجود ہے۔

كان رسول الله رحيمًا

رسول اللہ ﷺ انتہائی رحم کرنے والے تھے

١٣٥۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ:((كَانَ رَسُوْلُ اللهِ رَحِيماً، كَانَ لَايَأْتِيهِ أَحَدٌ إِلَّا وَعَدَهُ، وَأَنْجَزَلَهُ إِنْ كَانَ عِنْدَهُ. وَجَاءَ أَعْرَابِيٌّ فَأَخَذَ بِثَوْبِهِ، فَقَالَ: إِنَّمَا بَقِيَ مِنْ حَاجَتِي يَسِيرَةٌ، وَأَخَافُ وَأَنْسَاهَا، فَقَامَ مَعَهُ حَتَّى فَرَغَ مِنْ حَاجَتِهِ، ثُمَّ أَقْبَلَ فَصَلَّى)).

[الصحیحة:٢٠٩٤]

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ ہمیشہ رحم کرنے والے تھے، جو بھی آپ کے پاس آتا اُس سے وعدہ فرمالیتے اور اگر آپ کے پاس کچھ ہوتا تو فوراً پورا کرتے۔ ایک دفعہ آپ کے پاس ایک دیہاتی آیا اور آپ کے کپڑوں کو پکڑا اور کہا میری تھوڑی سی ضرورت ہے اور مجھے خدشہ ہے کہیں میں بھول نہ جاؤں۔ چنانچہ آپ اُس کے ساتھ چلے یہاں تک کہ اُس کی ضرورت سے فارغ ہوئے، پھر تشریف لائے اور نماز پڑھی۔

تخریج: الصحیحة ۲۰۹۴۔ بخاری فی الادب المفرد (۲۷۸) والتاریخ (۴/ ۲۱۱)' طیالسی (۲۱۱۵)

فوائد: مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، بحیثیت مسلم ہم سب پر لازم ہے کہ ہم دوسرے مسلمان بھائی کی ہر ضرورت کا خیال رکھیں۔ اور اگر ہماری وجہ سے کسی کا فائدہ ہوجائے تو پھر ذرہ برابر تاخیر نہ کریں۔ آنجناب ﷺ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے غریب، فقیر اور حاجت مندوں کے ہمیشہ کام آیا کرتے تھے، باوجود مصروفیت کے غریب کے ساتھ چلنا اور اُس کا کام کرنا سعادت سمجھتے تھے۔ آج ہمیں بھی اپنے مفادات سے بالاتر رہتے ہوئے اپنے مسلمان بھائیوں کے کام آنا چاہیے مگر افسوس کہ ہم بغیر طمع و لالچ کے کسی ضرورت مند کے لیے ایک قدم اٹھانا بھی گوارا نہیں کرتے۔

باب الرفق زانة

نرمی ایک زینت ہے

۱۳۶۔ عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ شُرَيْحٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا عَنِ الْبَدَاوَةِ؟ فَقَالَتْ: ((كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ يَبْدُو إِلَى هٰذِهِ التِّلَاعِ، وَإِنَّهُ أَرَادَ الْبَدَاوَةَ مَرَّةً، فَأَرْسَلَ إِلَيَّ نَاقَةً مُحَرَّمَةً مِنْ إِبِلِ الصَّدَقَةِ، فَقَالَ لِي: **يَا عَائِشَةُ! أُرْفُقِي، فَإِنَّ الرِّفْقَ لَمْ يَكُنْ فِي شَيْءٍ قَطُّ إِلَّا زَانَهُ، وَلَا نُزِعَ مِنْ شَيْءٍ قَطُّ إِلَّا شَانَهُ**)). [الصحيحة:٥٢٤]

حضرت مقدام بن شریح ﷺ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے کہا میں نے حضرت عائشہ سے صحرا کے متعلق سوال کیا کہ وہاں جانا اور ٹھہرنا کیسا ہے؟ انہوں نے کہا: کہ رسول اللہ ﷺ ان نالوں کی طرف صحرا میں جایا کرتے تھے۔ ایک دفعہ آپ نے صحرا کی طرف جانے کا ارادہ کیا، تو میری طرف آپ نے صدقہ کے اونٹوں میں سے ایک اونٹنی بھیجی جس پر ابھی تک کسی نے سواری نہیں کی تھی۔ اور مجھے کہا: عائشہ! نرمی کر، جس چیز میں بھی نرمی ہوتی ہے، وہ اُس کو مزین کر دیتی ہے اور جس چیز سے بھی نرمی چھین لی جائے وہ اُس کو عیب دار بنا دیتی ہے۔

تخریج: الصحیحۃ ۵۲۴۔ ابو داود (۴۷۸ ۲۴)' احمد (۶/ ۵۸' ۲۲۲)' مسلم (۲۵۹۴)' الادب المفرد (۴۶۹' ۴۷۵)' مختصراً

فوائد: اس حدیثِ طیبہ کا مقصود یہ ہے کہ نرمی سے معاملات سدھرتے اور سنورتے ہیں، ماحول پرسکون اور خوشگوار رہتا ہے۔ بڑے بڑے بگڑے معاملات میں بھی نرمی کی وجہ سے کوئی نہ کوئی خیر کا پہلو ضرور نکل آتا ہے۔ تلخی، درشتی اور سختی کی وجہ سے معاملات بگڑتے چلے جاتے ہیں، ذہنی سکون برباد ہو جاتا ہے، نفرتیں پروان چڑھتی ہیں اور آدمی ناجائز سختی کی بنا پر ہٹ دھرم اور ظالم و سرکش بن جاتا ہے۔

سؤاله للخادم ألك حاجة؟

آپ کا خادم سے سوال کرنا کہ تیری کوئی ضرورت ہے؟

۱۳۷۔ عَنْ خَادِمٍ لِلنَّبِيِّ رَجُلٍ أَوِ امْرَأَةٍ قَالَ: ((**كَانَ مِمَّا يَقُولُ لِلْخَادِمِ: أَلَكَ حَاجَةٌ؟** قَالَ: حَتّٰى كَانَ ذَاتَ يَوْمٍ فَقَالَ: يَارَسُولَ اللّٰهِ! حَاجَتِي **قَالَ: وَمَا حَاجَتُكَ؟** قَالَ: حَاجَتِي أَنْ تَشْفَعَ لِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ، **قَالَ: وَمَنْ دَلَّكَ عَلٰى هٰذَا؟** قَالَ: رَبِّي **قَالَ: أَمَّا لَا، فَأَعِنِّي بِكَثْرَةِ السُّجُودِ**)). [الصحيحة:٢١٠٢]

نبی ﷺ کے خدمت گزار مرد یا عورت سے روایت ہے، اُس نے کہا آپ ﷺ کی اُن باتوں میں سے جو آپ ﷺ خادم کو کہا کرتے تھے، یہ بات تھی آپ ﷺ فرماتے: تیری کیا حاجت ہے......؟ حتیٰ کہ ایک دن کہا اے اللہ کے رسول ﷺ میری ایک حاجت ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: تیری کیا حاجت ہے؟ کہا: میری حاجت یہ ہے کہ آپ ﷺ قیامت کے دن میری شفاعت فرمایئے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ تجھے کس نے بتلایا ہے؟ اُس نے کہا: میرے پروردگار نے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیوں نہیں! تو سجدوں کی کثرت کے ساتھ میری مدد کر۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۱۰۲۔ احمد (۳/ ۵۰۰)

فوائد: اس حدیث سے تین باتیں معلوم ہوئیں۔ (۱) اپنے خادموں کی ضرورت کا خیال رکھنا چاہیے اور گاہے گاہے اُن سے سوال

کرتے رہنا چاہیے اور اگر خادم جائز ضرورت کا مطالبہ کرے اور وہ آپ کے اختیار میں بھی ہو، تو اُس کی ضرورت کو فوراً پورا کر دینا چاہیے۔اعلیٰ ظرف لوگ اپنے خادموں کا ہمیشہ خیال رکھتے ہیں۔ (۲) خادم رسول ﷺ آخرت کے اس قدر فکر مند تھے کہ اگر مطالبہ کیا ہی ہے تو روزِ قیامت کی شفاعت کا کیا ہے (سبحان اللہ) آج ہمیں بھی اپنی توجہ صرف دنیاوی فرمائشوں کی طرف نہیں رکھنی چاہیے بلکہ اپنی آخرت کو ترجیح دینی چاہیے۔ (۳) آپ کی شفاعت کے لیے فرض نمازوں کے ساتھ ساتھ نوافل کا اہتمام ضروری ہے۔ محض محفل نعت کروانے، آپ کی ولادت کا جشن منانے اور عاشقِ رسول ﷺ کا لیبل لگانے سے آپ کی شفاعت نصیب نہیں ہوگی۔ بلکہ آپ کی شفاعت کے لیے عقیدہ وعمل کی درستی کے ساتھ ساتھ سجدوں کا شائق ہونا ضروری ہے۔

كان لا يدفع الناس عنه
آپ ﷺ سے لوگوں کو روکا نہیں جاتا تھا

۱۳۸۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: ((كَانَ لَا يُدْفَعُ عَنْهُ النَّاسُ، وَلَا يُضْرَبُوْا عَنْهُ))[الصحيحة:۲۱۰۷]

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، آپ ﷺ سے لوگوں کو دھکیلا جاتا تھا اور نہ ہی مارا جاتا تھا۔

تخریج: الصحيحة ۲۱۰۷- طبرانی فی الكبير (۱۰۶۲۸)' ابوداود (۱۸۸۵)' احمد (۱/ ۲۹۷- ۲۹۸)' طيالسی (۲۶۹۷)' اخرجه مسلم (۱۲۶۴) بمعناه

فوائد: یعنی جس طرح عام دنیا دار قائدین کے حواری اپنے قائد کے نزدیک کسی کو نہیں آنے دیتے بلکہ عقیدت سے قریب ہونے والے کو دھکے کھانے پڑتے ہیں، ہر طرف سے ہٹو بچو کی صدائیں ہوتی ہیں، آپ ﷺ کے صحابہ اس طرح لوگوں کو نہیں دھکیلتے تھے۔ بلکہ ہر آنے والے شخص کو حسن ادب سے آپ ﷺ سے ہم کلام ہونے کا موقع میسر آتا تھا۔

تخلفه ليزجي الضعيف
کمزور (اونٹ) کو چلانے کے لیے آپ کا پیچھے رہنا

۱۳۹۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللهِ: ((كَانَ يَتَخَلَّفُ فِي الْمَسِيْرَةِ فَيُزْجِي الضَّعِيفَ، وَيُرْدِفُ وَيَدْعُوْلَهُمْ)). [الصحيحة: ۲۱۲۰]

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، کہ آپ ﷺ چلنے میں پیچھے رہتے، کمزور کو چلاتے اور اپنے پیچھے بٹھاتے اور صحابہ کے لیے دعا کرتے۔

تخریج: الصحيحة ۲۱۲۰- ابوداود (۲۶۳۹)' حاكم (۲/ ۱۱۵)' بيهقی (۵/ ۲۵۷)

فوائد: اختیارات، قوت، حکومت اور کثیر خدام ہونے کے باوجود لوگوں کی خدمت کو سعادت سمجھنا نبوی مشن ہے۔ اکثر لوگ سہولتیں پا کر نازک مزاج اور حد درجہ آرام پسند بن جاتے ہیں۔ یہ حدیث بھی اس بات پر دلیل ہے کہ آنجناب اپنے صحابہ کے لیے حد درجہ نرم، متواضع اور خیر خواہی کرنے والے تھے۔ اگر آج بھی آپ ﷺ کی تعلیمات اور کردار کو اپنانے والا نیک دل، خیر خواہ اور متواضع قائد امت کو نصیب ہو جائے تو انقلاب کی راہیں ہموار ہو سکتی ہیں۔

باب من تواضعه
آپ ﷺ کی عاجزی کا بیان

۱۴۰۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: ((كَانَ يَجْلِسُ عَلَى الْأَرْضِ، وَيَأْكُلُ عَلَى الْأَرْضِ، وَيَعْتَقِلُ

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ زمین پر بیٹھ جایا کرتے تھے اور زمین پر بیٹھ کر ہی کھاتے تھے، بکری کا دودھ دھو

الشَّاةَ، وَيُجِيبُ دَعْوَةَ الْمَمْلُوْكِ عَلٰى خُبْزِ الشَّعِيْرِ)). [الصحيحة: ٢١٢٥]

لیتے اور غلام جو کی روٹی پکا کر آپ ﷺ کی دعوت کرتا آپ وہ بھی قبول فرما لیتے۔

تخريج: الصحيحة ٢١٢٥- طبرانی فی الكبير (١٢٤٩٤)' ابو الشيخ فی اخلاق النبی ﷺ (ص: ٩٣) بغوی فی شرح السنة (٢٨٤١) وفی الانوار (٣٨٤)

فوائد: یہ ہے ہمارے پیارے پیغمبر ﷺ کی سادگی، درویشی اور آپ ﷺ کا عظیم کردار، جو قیامت تک کے مسلمانوں کے لیے بہترین نمونہ اور کامیابی و بلندی کا ضامن ہے۔ آپ ﷺ کی ہر ادا سادگی سے مزین اور تکلفات سے پاک ہوتی تھی اور اسی لیے آپ ﷺ صحابہ کے دلوں پر حکمرانی کرتے تھے اور صحابہ کرام آپ کے بلند کردار کی وجہ سے آپ کے اشارے پر اپنی جانیں قربان کرنا فخر سمجھتے تھے۔ مگر آج غلامان مصطفیٰ تکلفات کی ایسی دلدل میں دھنسے ہوئے ہیں کہ ہزاروں کے فیشن اور لاکھوں کی ڈیکوریشن سے بھی دل کو قرار نہیں ملتا اور اکثر حضرات گھریلو کام کاج کو اپنی عزت اور شخصیت کے خلاف سمجھتے ہیں۔

١٤١- عَنْ أَبِي أَيُّوبَ: ((كَانَ يَرْكَبُ الْحِمَارَ وَيَخْصِفُ النَّعْلَ وَيَرْقَعُ الْقَمِيصَ وَيَقُوْلُ: مَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي)).

[الصحيحة: ٢١٣٠]

ابو ایوب ؓ سے روایت ہے، آپ ﷺ گدھے پر سوار ہوتے اور جوتے کو سیتے اور قمیص کو خود ہی پیوند لگا لیا کرتے تھے اور فرماتے: جس نے میرے طریقے سے اعراض کیا وہ مجھ سے نہیں۔

تخريج: الصحيحة ٢١٣٠- ابو الشيخ فی اخلاق النبی ﷺ (ص: ١٢٨)' السهمی فی تاريخ جرجان (٣١٥)

فوائد: حتی الوسع ذاتی کام کاج خود کرنا سنت نبوی ﷺ ہے، باوجود کثیر ازواج اور خدام کے بھی آپ ﷺ اپنا کام خود کیا کرتے تھے، آج سارا بوجھ بیوی اور خادموں پر ڈالنے والے آپ ﷺ کی وعید پر غور کریں۔

١٤٢- عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، قَالَ: ((كَانَ يَوْمَ الْأَحْزَابِ (وَفِي رِوَايَةٍ: يَوْمَ الْخَنْدَقِ) يَنْقُلُ مَعَنَا التُّرَابَ، وَلَقَدْ وَارَى التُّرَابُ بَيَاضَ بَطْنِهِ (وَفِي رِوَايَةٍ: شَعْرَ صَدْرِهِ) [وَكَانَ رَجُلًا كَثِيْرَ الشَّعْرِ] وَهُوَ [يَرْتَجِزُ بِرَجَزِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ رَوَاحَةَ] وَهُوَ:

وَاللّٰهِ لَوْلَا أَنْتَ مَا اهْتَدَيْنَا
وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّيْنَا
فَأَنْزِلَنْ سَكِيْنَةً عَلَيْنَا
وَثَبِّتِ الْأَقْدَامَ إِنْ لَاقَيْنَا
إِنَّ الْأُلٰى قَدْ أَبَوْا (وَفِي رِوَايَةٍ: بَغَوْا) عَلَيْنَا

حضرت براء بن عازب نے کہا: آپ ﷺ غزوہ احزاب (اور ایک روایت میں ہے غزوہ خندق) کے دن ہمارے ساتھ مٹی اٹھا رہے تھے اور مٹی نے آپ ﷺ کے پیٹ مبارک کی سفیدی کو اور ایک روایت میں ہے سینہ مبارک کے بالوں کو چھپا دیا تھا (آپ ﷺ بہت زیادہ بالوں والے تھے) اور آپ حضرت عبداللہ بن رواحہ ؓ والے اشعار پڑھ رہے تھے۔

''اللہ کی قسم اگر آپ نہ ہوتے تو ہمیں ہدایت نہ ملتی، ہم صدقہ کرتے اور نہ ہی نماز پڑھتے، ہم پر سکینت نازل فرما، اور ہمارے پاؤں کو جمادے جب دشمن سے ہماری مڈبھیڑ ہو، بے شک ظالموں نے ہم پر زیادتی کی ہے

(اور وہ انہیں بلند آواز سے کہتے) جب وہ ہمیں دین سے پھیرنا

إِذَا أَرَادُوا فِتْنَةً أَبَيْنَا [أَبَيْنَا] وَيَرْفَعُ بِهَا صَوْتَهُ)).

چاہیں گے، تو ہم ایسا نہیں کریں گے۔"

تخریج: الصحیحۃ ۳۲۴۲۔ بخاری (۲۸۳۷، ۴۱۰۶، ۶۶۲۰، ۷۲۳۶) مسلم (۱۸۰۳) احمد (۴/ ۲۸۲، ۲۸۵) دارمی (۲۴۵۹)

باب: من ادبه ﷺ مع نسائه

١٤٣۔ عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ حُيَيٍّ: أَنَّ النَّبِيَّ حَجَّ بِنِسَائِهِ، فَلَمَّا كَانَ فِي بَعْضِ الطَّرِيقِ، نَزَلَ رَجُلٌ فَسَاقَ بِهِنَّ فَأَسْرَعَ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: **((كَذَاكَ سَوْقُكَ بِالْقَوَارِيرِ))** فَبَيْنَمَا هُمْ يَسِيرُونَ بَرَكَ بِصَفِيَّةَ بِنْتِ حُيَيٍّ جَمَلُهَا، وَكَانَتْ مِنْ أَحْسَنِهِنَّ ظَهْرًا فَبَكَتْ۔ وَجَاءَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ حِينَ أُخْبِرَ بِذٰلِكَ فَجَعَلَ يَمْسَحُ دُمُوعَهَا بِيَدِهِ، وَجَعَلَتْ تَزْدَادُ بُكَاءً وَهُوَ يَنْهَاهَا، فَلَمَّا أَكْثَرَتْ زَبَرَهَا وَانْتَهَرَهَا، وَأَمَرَ النَّاسَ بِالنُّزُولِ فَنَزَلُوا، وَلَمْ يَكُنْ يُرِيدُ أَنْ يَنْزِلَ، قَالَتْ: فَنَزَلُوا، وَكَانَ يَوْمِي، فَلَمَّا نَزَلُوا ضُرِبَ خِبَاءُ النَّبِيِّ ﷺ وَدَخَلَ فِيهِ، قَالَتْ: فَلَمْ أَدْرِ عَلَامَ أُهْجَمُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَخَشِيتُ أَنْ يَكُونَ فِي نَفْسِهِ شَيْءٌ مِنِّي! قَالَتْ: فَانْطَلَقْتُ إِلَى عَائِشَةَ فَقُلْتُ لَهَا: تَعْلَمِينَ أَنِّي لَمْ أَكُنْ أَبِيعُ يَوْمِي مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ بِشَيْءٍ أَبَدًا وَإِنِّي قَدْ وَهَبْتُ يَوْمِي لَكِ عَلَى أَنْ تُرْضِي رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ عَنِّي! قَالَتْ: نَعَمْ قَالَتْ: فَأَخَذَتْ عَائِشَةُ خِمَارًا لَهَا قَدْ ثَرَدَتْهُ بِزَعْفَرَانٍ، فَرَشَّتْهُ بِالْمَاءِ لِيُذَكِّي رِيحَهُ، ثُمَّ لَبِسَتْ ثِيَابَهَا، ثُمَّ انْطَلَقَتْ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، فَرَفَعَتْ طَرَفَ الْخِبَاءِ، فَقَالَ لَهَا: **((مَالَكِ يَاعَائِشَةُ؟! إِنَّ هٰذَا لَيْسَ بِيَوْمِكِ))** قَالَتْ: ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ

باب: نبی ﷺ کی اپنی بیویوں کو تادیب

حضرت صفیہ بنت حیی سے روایت ہے بلاشبہ نبی کریم ﷺ نے اپنی عورتوں کے ساتھ حج کیا، پس آپ ﷺ کہیں راستہ میں تھے کہ ایک آدمی اترا اس نے ان کو چلایا اور جلدی کی، نبی کریم ﷺ نے فرمایا اس طرح شیشوں کو لے کر چلتے ہیں، پس اسی دوران کہ وہ چل رہے تھے، حضرت صفیہ کا اونٹ بیٹھ گیا (صفیہ کی سواری سب سے اچھی تھی) وہ رو پڑیں، جب آپ ﷺ کو پتہ چلا تو آپ ﷺ تشریف لائے اور ان کے آنسوؤں کو اپنے ہاتھ سے پونچھ رہے تھے، آپ ﷺ ان کو رونے سے منع فرما رہے تھے اور وہ زیادہ رو رہی تھیں، جب صفیہ رضی اللہ عنہا نے بہت زیادہ رونا شروع کر دیا تو آپ نے ان کو ڈانٹ ڈپٹ کی اور لوگوں کو اترنے کا حکم دیا اور وہ اتر گئے، حالانکہ آپ ﷺ اترنے کا ارادہ نہیں رکھتے تھے، کہتی ہیں، صحابہ کرام اپنی سواریوں سے اتر آئے اور آپ کے ہاں میری باری تھی، جب صحابہ اترے تو نبی ﷺ کا خیمہ بنا دیا گیا، آپ اس میں داخل ہو گئے۔ کہتی ہیں مجھے سمجھ نہیں آتی تھی کہ میں کیسے اچانک آپ کے پاس پہنچ جاؤں اور مجھے ڈر تھا کہ آپ کے دل میں میری طرف سے کوئی ناراضی ہو، کہتی ہیں میں عائشہ کی طرف گئی اور اسے کہا کہ تو جانتی ہے کہ میں اپنے دن کا سودا نہیں کرتی، رسول اللہ سے کسی چیز کے بدلے کبھی بھی اور میں تجھے اپنی باری اس شرط پر ہبہ کرتی ہوں کہ تو میری طرف سے رسول اللہ کو راضی کرے، اس نے کہا ٹھیک ہے۔ کہتی ہیں، سیدہ عائشہ نے اپنی زعفران میں رنگی ہوئی چادر پکڑی اور اس پر پانی چھڑکا تا کہ اس کی خوشبو تروتازہ ہو جائے، پھر اپنے کپڑے

يَشَاءُ فَقَالَ: مَعَ أُهْلِهِ فَلَمَّا كَانَ عِنْدَ الرَّوَاحِ، قَالَ لِزَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ: ((يَازَيْنَبُ! أَفْقِرِي أُخْتَكِ صَفِيَّةَ جَمَلاً)) وَكَانَتْ مِنْ أَكْثَرِ هِنَّ ظَهْراً، فَقَالَتْ: أَنَا أُفْقِرُ يَهُوْدِيَّتَكَ! فَغَضِبَ النَّبِيُّ ﷺ حِيْنَ سَمِعَ ذٰلِكَ مِنْهَا، فَهَجَرَهَا فَلَمْ يُكَلِّمْهَا حَتّٰى قَدِمَ مَكَّةَ وَأَيَّامَ مِنًى فِي سَفَرِهِ، حَتّٰى رَجَعَ إِلَى الْمَدِيْنَةِ، وَالْمُحَرَّمُ وَصَفَرٌ، فَلَمْ يَأْتِهَا وَلَمْ يَقْسِمْ لَهَا، وَيَئِسَتْ مِنْهُ فَلَمَّا كَانَ شَهْرُ رَبِيْعِ الْأَوَّلِ، دَخَلَ عَلَيْهَا، فَرَأَتْ ظِلَّهُ، فَقَالَتْ: إِنَّ هٰذَا لَظِلُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مَايَدْخُلُ عَلَيَّ النَّبِيُّ ﷺ فَمَنْ هٰذَا؟ فَدَخَلَ النَّبِيُّ فَلَمَّا رَأَتْهُ قَالَتْ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! مَاأَدْرِي مَاأَصْنَعُ حِيْنَ دَخَلْتَ عَلَيَّ؟ قَالَتْ: وَكَانَتْ لَهَا جَارِيَةٌ وَكَانَتْ تُخَبِّئُهَا مِنَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَتْ: فُلَانَةُ لَكَ، فَمَشَى النَّبِيُّ ﷺ إِلَى سَرِيْرِ زَيْنَبَ وَكَانَ قَدْ رُفِعَ فَوَضَعَهُ بِيَدِهِ، ثُمَّ أَصَابَ أَهْلَهُ، وَرَضِيَ عَنْهُمْ۔

[الصحيحة:٣٢٠٥]

پہنے، پھر رسول اللہ کی طرف چلی اور خیمہ کا پردہ اٹھایا۔ آپ نے اسے کہا: اے عائشہ تجھے کیا ہے؟ یہ تیرا دن نہیں، انھوں نے کہا یہ اللہ کا فضل ہے، جسے چاہتا ہے وہ دیتا ہے، آپ نے اپنی اہلیہ کے ساتھ دوپہر کا آرام کیا، پھر جب شام کا وقت ہوا تو آپ نے زینب بنت جحش کو کہا کہ اے زینب اپنی بہن صفیہ کو اونٹ مستعار دے دو اور ان کے پاس زیادہ سواریاں تھیں، زینب نے کہا میں تیری یہودیہ کو مستعار دے دوں، پس آپ نے جب یہ سنا تو ناراض ہوگئے اور اس کو چھوڑ دیا، کلام تک نہ کی حتیٰ کہ مکہ آئے اور ایام منیٰ میں حتیٰ کہ مدینہ لوٹ آئے۔ محرم وصفر کا مہینہ بھی گزر گیا، آپ زینب کے پاس نہ گئے اور نہ ہی اس کے لیے باری تقسیم کی۔ وہ آپ سے نا اُمید ہوگئیں۔ جب ربیع الاوّل کا مہینہ تھا تو آپ اس کے ہاں داخل ہوئے۔ زینب نے آپ کو دیکھا اور کہا البتہ یہ رسول اللہ کا سایہ ہے، اور نبی تو میرے پاس نہیں آتے' یہ کون ہے؟ چنانچہ نبی کریم داخل ہوئے، جب زینب نے آپ کو دیکھا تو کہا کہ اے اللہ کے رسول آپ کے آنے کی مجھے اتنی خوشی ہوئی ہے کہ مجھے سمجھ نہیں آتی میں کیا کروں۔ کہتی ہیں اس کی ایک لونڈی تھی جس کو نبی سے چھپا کر رکھتی تھیں۔ اُس نے کہا فلاں لونڈی میں نے آپ کو دی۔ نبی کریم ﷺ حضرت زینب کی چارپائی کی طرف چلے، اُسے اٹھا دیا گیا تھا، اُس کو اپنے ہاتھ سے بچھایا پھر اپنی اہلیہ سے مباشرت کی اور اُن سے راضی ہوئے۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۲۰۵۔ احمد (۶/ ۳۳۷۔ ۳۳۸)' ابن الاثیر فی اسد الغابۃ (۵/ ۴۹۱)' من حدیث صفیۃ رضی اللہ عنہا' احمد (۶/ ۱۳۱۔ ۱۳۲)' ابوداود (۴۶۰۲)' ابن ماجہ (۱۹۷۳)' ببعضہ من حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا

فوائد: اس واقعہ سے پانچ باتیں معلوم ہوئیں۔(۱) نبی علیہ السلام اپنی بیویوں کے حق میں حد درجہ نرم تھے، جب اونٹ چلانے والے نے تیزی کی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ شیشیوں کو اس طرح لے کر چلتے ہیں؟ یعنی عورت کی نزاکت کو شیشوں سے تشبیہ دی، جس طرح شیشے کو حد درجہ احتیاط سے سنبھال سنبھال کر نرمی سے رکھا جاتا ہے، اسی طرح اپنی بیوی سے لطف وکرم اور شفقت والا معاملہ ہی کرنا چاہیے۔(۲) بعض عورتوں کی فطرت وعادت ہوتی ہے کہ انہیں رونے سے منع کیا جائے تو اُن کے جذبات اور بھڑک اٹھتے ہیں اور اُن کے آنسو تھمنے کا نام نہیں لیتے، جبکہ یہ اچھی عادت نہیں۔ خاتون خانہ کو اس قدر حساس اور نازک مزاج نہیں ہونا چاہیے بلکہ ہمت، حوصلے

اور جرأت کا مظاہرہ کرنا چاہیے اور خواتین کو دنیاوی معاملات پر رونے کی بجائے خوفِ خدا اور فکرِ آخرت کی یاد میں جی بھر کر آنسو بہانے چاہییں۔ (۳) کسی دوسرے کو حقیر نہیں سمجھنا چاہیے، کسی کو حقیر سمجھنا بہت بڑا گناہ ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کہ آدمی کے گناہ گار اور شریر ہونے کے لیے یہی کافی ہے کہ وہ کسی دوسرے مسلمان بھائی کو حقیر جانے اور اس حدیث سے بخوبی معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرتِ زینب کے حقارت آمیز جواب کو اس قدر ناپسند کیا کہ کئی ماہ تک اُن سے کلام تک نہ کیا، جس برے عمل پر آپ جیسا رحیم و شفیق شخص بھی اس قدر ناراض ہوجائے تو وہ یقیناً کوئی چھوٹا گناہ نہیں، حد درجہ کبیرہ گناہ ہے۔ اس لیے کسی کو حقیر جاننا چاہیے نہ کسی نو مسلم کو اُس کے سابقہ مذہب کا طعنہ دینا چاہیے۔ (۴) عام مسئلہ تو یہی ہے کہ آپس میں اختلاف ہوجانے پر تین کے دن کے اندر اندر صلح صفائی کرتے ہوئے اپنے دل کو پاک اور صاف کرلینا چاہیے جو شخص تین دن سے زیادہ ناراض رہتا ہے اُس کے لیے شریعت میں سخت وعید ہے لیکن کسی مصلحت و حکمت کے پیش نظر یا کسی کو اس کی غلطی کا احساس دلانے کے لیے کئی دنوں تک اُس سے کنارہ کشی اختیار کرنا اور اُس سے قربت نہ رکھنا بالکل جائز اور درست ہے۔ جس طرح کہ اس حدیث سمیت دیگر دلائل سے واضح ہے۔ (۵) بعض لوگ آپ ﷺ کے سایہ کے منکر ہیں حالانکہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ رسول اور انسان تھے، اللہ تعالیٰ نے آپ کو سلسلۂ انسانیت سے ہی پیدا فرمایا آپ کا باپ بھی تھا اور ماں بھی۔ آپ کے چچا، پھوپھی، دادا وغیرہ رشتے دار تھے۔ آپ کی آل اولاد تھی۔ اس لیے آپ کو دائرہ انسانیت سے معاذ اللہ خارج کرتے ہوئے آپ کے سائے کا انکار درست نہیں اور یہ حدیث اس بات پر واضح دلیل ہے کہ آپ کا سایہ مبارک موجود تھا۔ اسی طرح مستدرک حاکم میں روایت موجود ہے، سیدنا انس ؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک رات نبی ﷺ نے ہمیں نماز پڑھائی اور نماز کی حالت میں اچانک اپنا ہاتھ آگے بڑھایا۔ پھر جلدی سے پیچھے کرلیا۔ ہم نے کہا اے اللہ کے رسول، آج خلافِ معمول ایسا کیوں ہوا؟ آپ نے فرمایا: بات یہ تھی کہ میرے سامنے جنت پیش کی گئی جب میں نے اس میں عمدہ پھل دیکھے تو چاہا کہ اس میں سے اُچک لوں، لیکن فوراً حکم ملا کہ پیچھے ہٹ جاؤ، پھر میں پیچھے ہٹ گیا، پھر مجھ پر جہنم پیش کی گئی ﴿حَتّٰی رَاَیْتُ ظِلِّی وَظِلَّکُمْ﴾ یہاں تک کہ میں نے اپنا اور تمہارا سایہ دیکھا۔ اس روایت کے علاوہ دیگر روایات اور عقلی دلائل سے بھی آپ ﷺ کے سایہ مبارک کا ثبوت ملتا ہے۔ اس کے باوجود اگر کوئی نبی کریم ﷺ کے سائے سے انکار کرتے ہوئے آپ کو نور کہتا ہے اور آپ کے بشر ہونے سے انکاری ہے تو ہم اس کے لیے ہدایت کی دعا کے سوا اور کیا کہہ سکتے ہیں۔

باب من أمور الحكمة

حکمت والے امور کا بیان

۱٤٤ـ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ،قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((كُفُّوْا صِبْيَانَكُمْ عِنْدَ فَحْمَةِ الْعِشَاءِ وَإِيَّاكُمْ وَالسَّمَرَ بَعْدَ هَدْأَةِ الرِّجْلِ فَإِنَّكُمْ لَاتَدْرُوْنَ مَايَبُثُّ اللّٰهُ مِنْ خَلْقِهِ؟ فَاغْلِقُوْا الْأَبْوَابَ وَأَطْفِئُوا الْمِصْبَاحَ وأَكْفِئُوا الْإِنَاءَ وَأَوْكُوا السِّقَاءَ)). [الصحيحة: ٣٢٥٤]

جابر بن عبداللہ ؓ فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اپنے بچوں کو عشاء کی تاریکی کے وقت (گھروں میں) روکو۔ اور رات کو قصہ گوئی سے بچو، جب آمد و رفت کم ہوجائے، تم نہیں جانتے اللہ اپنی مخلوق میں سے کس کو زمین پر پھیلا دیتے ہیں۔ اپنے دروازوں کو بند کرو اور چراغ بجھا دو اور برتن الٹے کر دو اور مشکیزے کا منہ بند کردو۔

تخریج: الصحیحة ۳۲۵۴۔ حمیدی (۱۲۷۳)، مسلم (۲۰۱۳)، ابو داود (۳۶۰۴)، احمد (۳/ ۳۱۲)

فوائد: اس حدیث طیبہ میں گھریلو زندگی کے آداب بیان کئے گئے ہیں۔(۱)رات کو سوتے وقت دروازے کو اچھی طرح بند کر لینا چاہیے۔سوتے وقت دروازہ کھلا چھوڑنے سے کئی نقصانات کا سامنا ہوسکتا ہے۔دروازہ بند کرنے سے جہاں چوروں کے لیے مایوسی اور تنگی ہوتی ہے وہاں حشرات الارض اور درندے وغیرہ بھی داخل نہیں ہوتے اور سونے والا ان تمام چیزوں کے شر سے محفوظ رہتا ہے۔ (۲) مصباح سے مراد چراغ ہے،عصر نبوی میں آج کل کی طرح لائٹوں کا اہتمام نہیں تھا،دیئے میں تیل وغیرہ جلا کر روشنی حاصل کی جاتی تھی۔سوتے وقت چراغ کو بجھا دینے میں ایک تو فائدہ یہ ہے کہ آدمی فضول خرچی سے بچ جاتا ہے اور بسا اوقات سوتے وقت چراغ جل رہا ہو تو چوہیا وغیرہ بتی کھینچ کر پورے گھر کو آگ لگا سکتی ہے۔ بلکہ ایسا واقعہ کتب میں موجود ہے کہ صحابی رسول چراغ بجھائے بغیر سو گئے اور چوہیا نے بتی کھینچ کر سامان پر پھینک دی جس سے کافی نقصان ہوا۔ نیز اگر کسی مصلحت یا ضرورت کے پیش نظر ٹیوب یا بلب وغیرہ سوتے وقت جلانا پڑے تو اُس میں کوئی حرج نہیں۔ کیونکہ چراغ کو نہ بجھانے میں جو نقصانات ہیں وہ ٹیوب اور بلب وغیرہ میں نہیں۔(۳) پانی بہترین غذا ہے،صاف ستھرا،شفاف اور جراثیم سے پاک پانی صحت کے لیے حد درجہ مفید ہے اور مشکیزوں کا منہ بند کرنے اور برتنوں کو الٹا دینے سے جہاں کیڑے مکوڑے ان میں داخل نہیں ہوتے وہاں ڈھانپی ہوئی چیز ہر طرح کے جراثیم سے پاک رہتی ہے۔

باب الرفقة مع الصبيان

بچوں کے ساتھ نرمی کرنے کا بیان

١٤٥ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: ((كُنَّا نُصَلِّي مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ الْعِشَاءَ، فَإِذَا سَجَدَ وَثَبَ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ عَلٰى ظَهْرِهِ، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ أَخَذَهُمَا [بِيَدِهِ مِنْ خَلْفِهِ أَخْذًا رَفِيْقًا] فَوَضَعَهُمَا وَضْعًا رَفِيْقًا فَإِذَا عَادَ عَادَا فَلَمَّا صَلَّى [وَضَعَهُمَا عَلٰى فَخِذَيْهِ] وَاحِدًا هٰهُنَا وَوَاحِدًا هٰهُنَا، قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: فَجِئْتُهُ، فَقُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أَلَا أَذْهَبُ بِهِمَا إِلٰى أُمِّهِمَا؟ قَالَ: لَا فَبَرَقَتْ بَرْقَةٌ فَقَالَ: اَلْحَقَا بِأُمِّكُمَا، فَمَا زَالَا يَمْشِيَانِ فِي ضَوْئِهَا حَتّٰى دَخَلَا [إِلٰى أُمِّهِمَا])). [الصحيحة:٣٣٢٥]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نمازِ عشاء پڑھ رہے تھے، اچانک حسنین کریمین آ کر آپ کی پشت پر چڑھ گئے، جب آپ سر مبارک اٹھاتے، تو پیچھے سے اُن دونوں کو بڑے پیار سے پکڑ لیتے اور بڑے ہی پیار سے اُن کو زمین پر رکھ دیتے۔ پھر جب آپ سجدہ کرتے تو وہ سوار ہو جاتے۔ یہاں تک کہ آپ نے نماز مکمل کی اور اُن کو اپنی ران پر بٹھایا۔ ایک کو ادھر کو ایک اُدھر۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں آپ کے پاس آیا اور کہا اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا میں ان دونوں کو ان کی ماں کے پاس نہ لے جاؤں؟ آپ نے فرمایا: نہیں۔ اتنے میں اچانک تیز بجلی چمکی تو آپ نے فرمایا: تم دونوں اپنی ماں کے پاس چلے جاؤ۔ پس وہ دونوں روشنی میں چلتے رہے یہاں تک کہ اپنی ماں کے پاس چلے گئے۔

تخریج: الصحیحة ۳۳۲۵۔ احمد (۲/ ۵۱۳) و فضائل الصحابة (۱۴۰۱)' حاکم (۳/ ۱۶۷)' بیهقی فی الدلائل (۶/ ۷۶)' طبرانی فی الکبیر (۲۶۵۹)

فوائد: یہاں سے بالعموم پتہ چلا کہ مسجد میں آنے والے بچوں کو ڈانٹ کر مسجد سے نکالنے کی بجائے پیار محبت سے اُن کو سمجھانا چاہیے اور اگر وہ حالتِ نماز میں کندھے یا کمر وغیرہ پر چڑھ جائیں تو پھینکنے کی بجائے آرام سے بٹھا لینا چاہیے۔ اور اس حدیث سے بالخصوص سیدین حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی عزت وعظمت اور مقام واضح ہوتا ہے اور اس سے بڑھ کر محبت اور کیا ہوسکتی ہے کہ

رسول اللہ ﷺ نے حالتِ نماز میں بھی ان کا خیال رکھا، نرمی سے پکڑا، اٹھایا، بٹھایا اور نماز سے فارغ ہونے کے بعد سیدہ فاطمہ کو ڈانٹا نہیں کہ تو ان کو نماز کے وقت میرے پاس کیوں بھیجتی ہے، بلکہ وہ صحابہ کرام کہ جنھوں نے حسنین کو ہٹانے کی کوشش کی۔ اور ایک صحیح روایت میں کہ آپ نے صحابہ کو مخاطب کر کے کہا ان کو کچھ نہ کہو، چھوڑ دو اور فرمایا کہ میں تمہارے لیے اور بعد میں آنے والے سب مسلمانوں کے لیے یہ اعلان کر رہا ہوں کہ جس کو مجھ سے محبت ہے، چاہت ہے، عقیدت ہے، وہ گلستان رسالت کے ان پھولوں سے ضرور ضرور پیار کرے اور ان کا خیال رکھے۔ اللہ ہمیں حکم رسول پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

من افضل الناس مخموم القلب و صدوق اللسان

۱٤٦۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: قِيلَ: يَارَسُولَ اللّٰهِ! أَيُّ النَّاسِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: ((كُلُّ مَخْمُومِ الْقَلْبِ، صَدُوقِ اللِّسَانِ، قَالُوا: صَدُوقُ اللِّسَانِ نَعْرِفُهُ فَمَا مَخْمُومُ الْقَلْبِ؟ قَالَ: التَّقِيُّ النَّقِيُّ لَا إِثْمَ فِيهِ وَلَا بَغْيَ وَلَا غِلَّ، وَلَا حَسَدَ)). [الصحيحة:٩٤٨]

صاف دل، سچ بولنے والا لوگوں میں سب سے زیادہ افضل ہے۔

عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے، کہا: کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! کون سے لوگ افضل ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہر مخموم دل والا، سچی زبان والا، صحابہ نے کہا سچی زبان والے کو تو ہم پہچانتے ہیں، مخموم القلب کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ایسا دل جو صاف ہو اور اُس میں اللہ کا ڈر ہو، اُس میں گناہ، بغاوت، خیانت اور حسد کا کوئی دھبہ نہ ہو۔

تخریج: الصحيحة ۹۴۸۔ ابن ماجه (۴۲۱۶)' ابن عساکر (۶۲/ ۳۱۹)' خرائطی فی مکارم (۳۵)' بیهقی فی الشعب (۴۸۰۰)

فوائد: دل و زبان کی طہارت و صفائی سے آدمی افضل ترین انسان بن جاتا ہے۔ جب دل میں نیک جذبات ہوں اور آدمی کا دل ''قلبِ سلیم'' ہو تو زبان بھی جھوٹ اور خرافات سے محفوظ رہتی ہے اور اس طرح آدمی درجۂ افضلیت پر فائز ہوتے ہوئے اللہ تعالیٰ کا محبوب بن جاتا ہے۔ وگرنہ جو شخص دل میں کینہ رکھے اور زبان کو جھوٹ اور فحش گوئی سے آلودہ رکھے' تو ایسا شخص اللہ تعالیٰ کی نصرت و رحمت سے عموماً محروم رہتا ہے۔

اهمية من حق الجار

۱٤٧۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ مَرْفُوعًا: ((كَمْ مِنْ جَارٍ مُتَعَلِّقٌ بِجَارِهِ يَقُولُ: يَارَبِّ! سَلْ هٰذَا لِمَ أَغْلَقَ عَنِّي بَابَهُ وَمَنَعَنِي فَضْلَهُ؟؟)). [الصحيحة:٢٦٤٦]

پڑوسی کے حقوق کی اہمیت کا بیان

ابن عمر سے مرفوعاً روایت ہے، کتنے پڑوسی اپنے پڑوسی سے لٹکے ہوئے ہوں گے، پڑوسی کہے گا اے میرے رب! اس سے پوچھ اس نے میرے لیے اپنا دروازہ کیوں بند کیا اور اپنا بچا ہوا مال مجھ سے کیوں روکا۔

تخریج: الصحيحة ۲۶۴۶۔ ابن ابی الدنیا فی مکارم الاخلاق (۳۴۵)' اصبهانی فی الترغیب (۸۴۸) الادب المفرد (۱۱۱)

فوائد: اسلام میں پڑوسی کے ساتھ حسن سلوک کی سخت تاکید کی گئی ہے۔ پڑوسی کی ضرورت کا خیال رکھتے ہوئے اُس کے ساتھ فراخ دلی اور اعلیٰ ظرفی سے پیش آنا چاہیے۔ ضرورت سے زائد چیز ناواقف بھی طلب کرے تو وہ دینے میں گریز نہیں کرنا چاہیے، چہ

جائے کہ پڑوسی کو انکار کر دیا جائے۔ ایک روایت کے مطابق آپ ﷺ نے فرمایا: جب سالن تیار کرو تو اُس کا شوربا بڑھا لو تا کہ پڑوسی بھوکا نہ رہے۔ مزید آپ ﷺ نے فرمایا: اگر اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتے ہو تو پڑوسی سے اچھا سلوک تم پر لازم ہے۔ اس حدیث میں بھی اُس شخص کے لیے سخت وعید ہے جو اپنے پڑوسی کی جائز ضرورت بھی باوجود ہمت و طاقت اور بساط کے پوری نہ کرے۔

اللعنة من الكبائر

لعنت کرنا کبیرہ گناہوں میں سے ہے

۱۴۸۔ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ قَالَ: ((كُنَّا إِذَا رَأَيْنَا الرَّجُلَ يَلْعَنُ أَخَاهُ رَأَيْنَاهُ أَنْ قَدْ أَتَى بَابًا مِنَ الْكَبَائِرِ)). [الصحيحة:٢٦٤٩]

سلمہ بن اکوع ﷺ سے مروی ہے، کہتے ہیں، جب ہم کسی آدمی کو دیکھتے کہ وہ اپنے بھائی پر لعنت کر رہا ہے تو ہم یہ خیال کرتے کہ اس نے کبیرہ گناہ کیا ہے۔

تخریج: الصحیحة ۲۶۴۹۔ طبرانی فی الاوسط (۲۶۷۰)، والکبیر کما فی المجمع (۸/ ۷۳) وجامع المسانید لابن کثیر (۵/ ۴۶۲)

فوائد: کسی عام مسلمان کو بھی لعن طعن کرنا قطعاً جائز نہیں چہ جائے کہ بھائی یا والدین کو طعن و تشنیع کا نشانہ بنایا جائے۔ دین اسلام میں ماں باپ کو گالی گلوچ کرنا یا اُن کو لعن طعن کرنا کبیرہ گناہ ہے۔

اثم الكبر والعزة

تکبر و غرور کا گناہ

۱۴۹۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ . اَلْكِبْرِيَاءُ رِدَائِي وَالْعِزَّةُ إِزَارِي فَمَنْ نَازَعَنِي وَاحِدًا مِنْهُمَا أَلْقَيْتُهُ فِي النَّارِ)). [الصحيحة:١٥٤١]

ابو ہریرہ ﷺ سے مروی ہے، بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ عزوجل نے فرمایا: تکبر میری چادر ہے، عزت میرا ازار ہے، جس نے ان دونوں میں سے کوئی چیز مجھ سے چھینی میں اُس کو آگ میں پھینکوں گا۔

تخریج: الصحیحة ۱۵۴۱۔ احمد (۲/ ۲۴۸)، ابوداود (۴۰۹۰)، ابن ماجه (۴۱۷۴)، مسلم (۲۶۲۰)، والادب المفرد (۵۵۲)

فوائد: جب اللہ تعالیٰ اپنی نعمتوں اور خوبیوں سے نوازیں تو انسان کو اللہ تعالیٰ کا شکر گزار اور اس کے بندوں کا قدردان بننا چاہیے مگر جب آدمی خود کو بالاتر اور دوسروں کو کم تر، حقیر، ذلیل، بے وقعت اور بے حیثیت سمجھنا شروع کر دے اور اس کو تکبر کہا جاتا ہے، آپ ﷺ نے ایک حدیث میں فرمایا کہ جس دل میں رائی کے دانہ کے برابر تکبر ہوگا وہ جنت میں نہیں جائے گا۔ صحابہ کرام نے پوچھا تکبر کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: "**بطر الحق وغمط الناس**" حق کو ٹھکرانا اور لوگوں کو حقیر جاننا۔ اگر آدمی عزت و عظمت پا کر دوسروں کو حقیر سمجھنا چھوڑ دے اور اپنی چال ڈھال میں تواضع رکھے تو وہ بے شمار رحمتوں کو اپنے دامن میں سمیٹتے ہوئے، کئی گناہوں سے بچ جاتا ہے۔ اکثر گناہ تکبر ہی کی پیداوار ہیں اور تکبر ہی تمام تر فتنوں کی جڑ ہے۔ آدمی کو اپنی خوبصورتی و حسن، مال و دولت، تعلیم و ملازمت اور دیگر کمالات پر فخر کرنے کی بجائے شکر کا جذبہ پیدا کرنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں بھی تکبر کی حد درجہ مذمت کرتے ہوئے فرمایا: ﴿كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ قَلْبِ مُتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ﴾ "جتنے مغرور اور سرکش ہیں، اللہ ان کے دلوں پر اسی طرح مہر لگا دیتا ہے"۔ ﴿إِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُورًا﴾ "اللہ اس کو پیار نہیں کرتا جو مغرور اور بہت فخر کرنے والا ہو۔" ﴿أَلَيْسَ فِي جَهَنَّمَ مَثْوًى لِلْمُتَكَبِّرِينَ﴾ "کیا جہنم میں مغروروں کا ٹھکانا نہیں؟" ﴿فَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِينَ﴾ "متکبرین کا ٹھکانہ بہت برا ہے۔"

اللہ تعالیٰ ہم سب کو کبر کی بو سے محفوظ فرمائے۔

ای الناس ملعون؟

۱۵۰۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ ذَبَحَ لِغَيْرِ اللّٰهِ، لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ غَيَّرَ تُخُوْمَ الْأَرْضِ، لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ كَمَهَ الْأَعْمٰى عَنِ السَّبِيْلِ، لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ سَبَّ (وَفِيْ رِوَايَةٍ: عَقَّ) وَالِدَيْهِ، لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ تَوَلّٰى غَيْرَ مَوَالِيْهِ[لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ وَقَعَ عَلٰى بَهِيْمَةٍ] لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ عَمِلَ عَمَلَ قَوْمِ لُوْطٍ [لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ عَمِلَ عَمَلَ قَوْمِ لُوْطٍ، لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ عَمِلَ عَمَلَ قَوْمِ لُوْطٍ].)) [الصحيحة:٣٤٦٢]

کون سے لوگ معلون ہیں

ابن عباس ﷺ سے مروی ہے، بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ ایسے شخص پر لعنت کرے جس نے غیر اللہ کیلئے ذبح کیا، اللہ ایسے شخص پر لعنت کرے جس نے زمین کے نشانات بدلے۔ اللہ ایسے شخص پر لعنت کرے جس نے اندھے کو رستے سے بھٹکایا۔ اللہ ایسے شخص پر لعنت کرے جس نے اپنے والدین کی نافرمانی کی یا گالی دی۔ اللہ ایسے غلام پر لعنت کرے جس نے اپنے آقا کے علاوہ کسی دوسرے کو اپنا مالک بنایا۔ اللہ ایسے شخص پر لعنت کرے جس نے چوپائے سے بدفعلی کی۔ اللہ ایسے شخص پر لعنت کرے جس نے قوم لوط والا عمل کیا۔ اللہ ایسے شخص پر لعنت کرے جس نے قوم لوط والا عمل کیا۔ اللہ ایسے شخص پر لعنت کرے جس نے قوم لوط والا عمل کیا۔

تخریج: الصحیحة ۳۴۶۲۔ احمد (۱/ ۲۱۷، ۳۰۹، ۳۱۷)، نسائی فی الکبری (۷۳۳۷، ۷۳۳۸)، حاکم (۴/ ۳۵۶)، بیھقی (۸/ ۲۳۱)، ابو یعلی (۲۵۳۹)

فوائد: ''لعنت'' یہ دھتکار اور پھٹکار کا عربی نام ہے اور اس کا مطلب اللہ کی رحمت سے دوری، بھلائی اور بہتری سے محرومی اور لوگوں کی طرف سے بیزاری و ملامت ہے۔ جس شخص پر اللہ اور اس کے رسول کی لعنت ہو اس کی دنیوی و اخروی ذلت و رسوائی میں قطعاً کوئی شک و شبہ نہیں اور وہ خسارے میں ہے۔ امام ابن اثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ وَأَصْلُ اللَّعْنِ، الطَّرْدُ وَالْإِبْعَادُ مِنَ اللّٰهِ ''لعنت کا اصل مفہوم اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دوری اور پھٹکار ہے۔'' مذکورہ حدیث میں سات ایسے افراد کا ذکر کیا گیا ہے جو اپنی بداعمالیوں کی وجہ سے اللہ سے دور کر دیئے جاتے ہیں اور لعنت کے مستحق ٹھہرتے ہیں۔ (۱) اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر کسی غیر کے نام پر جانور ذبح کرنے والے۔ اور اس کی دو صورتیں ہیں: (i) کہ ذبح کرتے وقت اللہ کے علاوہ کسی غیر کا نام لیا جائے، جس طرح مشرکین اپنے بتوں کا نام لیتے تھے۔ (ii) ذبح کرتے وقت نام تو اللہ کا لیا جائے لیکن اُس سے مقصود اللہ کے علاوہ کسی غیر کا تقرب ہو جس طرح کہ آج کل ہمارے ہاں اولیا اللہ کے تقرب کے لیے یا گیارھویں والے پیر صاحب کو راضی کرنے کے لیے جانوروں کے نذرانے پیش کیے جاتے ہیں۔ ایسے شرکیہ اعمال سے آدمی اللہ کی رحمت سے دور کر دیا جاتا ہے۔ (۲) زمین کے نشانات بدلنے والے پر لعنت کی گئی ہے، سرزمین عرب کو جب دیکھا جائے تو دو مفہوم سمجھ آتے ہیں۔ (i) عرب کے صحراء میں سفر کرنے کے لیے مستقل سڑکیں تو نہیں تھیں، مسافروں کی سہولت کے لیے راستوں پر نشانات اور مینار لگائے جاتے تھے، جس سے مسافروں کو سفر کی درست سمت پانے میں آسانی ہوتی اور وہ بالآخر منزل مقصود تک پہنچ جاتے لیکن عرب کے لٹیرے اور رہزن نشانات اور میناروں کا رخ بدلتے ہوئے ویران و بے آباد

صحراء کی طرف کر دیتے اور جب مسافر وہاں پہنچتا تو اسے لوٹ لیتے۔ (ii) جتنی زمین کسی کی ملکیت ہوتی با قاعدہ طور پر وہاں تک حد بندی کی جاتی اور نشانات لگائے جاتے مگر غاصب لوگ زیادتی کرتے ہوئے حدیں بدل دیتے اور اپنے مطلب و مقصد کی خاطر نشانات آگے پیچھے کر دیتے تو آپ ﷺ نے زمین کے نشانات اور حدیں تبدیل کرنے والے پر لعنت فرمائی۔ اور اسی طرح اندھے کو غلط راستہ بتلانا، ماں باپ کو گالم گلوچ کرنا، جانور یا کسی انسان کے ساتھ بدفعلی کرنا حد درجہ کبیرہ گناہ ہیں۔ جن کے ارتکاب سے آدمی اللہ کی رحمت سے دور ہو جاتا ہے اور اُس کی لعنت اور پھٹکار کا مستحق ٹھہرتا ہے۔

باب: سبب نزول قوله تعالى ﴿ويؤثرون على انفسهم......﴾ الآية

۱۵۱۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ [فَقَالَ: أَصَابَنِيَ الْجُهْدُ (وَفِي رِوَايَةٍ: إِنِّي مَجْهُودٌ)] فَبَعَثَ إِلَى نِسَائِهِ، فَقُلْنَ: [وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ!] مَا مَعَنَا إِلَّا الْمَاءَ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ يَضُمُّ. أَوْ يُضِيفُ. هٰذَا [يَرْحَمُهُ اللّٰهُ]؟)) فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ [يُقَالُ لَهُ: أَبُو طَلْحَةَ] أَنَا فَانْطَلَقَ بِهِ إِلَى امْرَأَتِهِ فَقَالَ: أَكْرِمِي ضَيْفَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ [لَاتَدَّخِرِي شَيْئًا] فَقَالَتْ: [وَاللّٰهِ!] مَاعِنْدَنَا إِلَّا قُوتُ لِلصِّبْيَانِ! فَقَالَ: هَيِّئِي طَعَامَكِ، وَأَصْلِحِي سِرَاجَكِ، وَنَوِّمِي صِبْيَانَكِ إِذَا أَرَادُوا عَشَاءً، فَهَيَّأَتْ طَعَامَهَا، وَأَصْلَحَتْ سِرَاجَهَا، وَنَوَّمَتْ صِبْيَانَهَا ثُمَّ قَامَتْ كَأَنَّهَا تُصْلِحُ سِرَاجَهَا فَأَطْفَأَتْهُ وَجَعَلَا يُرِيَانِهِ أَنَّهُمَا يَأْكُلَانِ: [وَأَكَلَ الضَّيْفُ] وَبَاتَا طَاوِيَيْنِ، فَلَمَّا أَصْبَحَ غَدَا إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((لَقَدْ ضَحِكَ اللّٰهُ. أَوْ عَجِبَ. مِنْ فِعَالِكُمَا [بِضَيْفِكُمَا اللَّيْلَةَ] وَأَنْزَلَ اللّٰهُ: ﴿وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰى أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهِ فَأُولٰٓئِكَ هُمُ

باب: اللہ تعالیٰ کے فرمان ''ویؤثرون علی انفسهم'' کا شانِ نزول

ابو ہریرہ ﷛ سے مروی ہے بلاشبہ ایک آدمی نبی ﷺ کے پاس آیا اور اس نے کہا: مجھے تنگی اور فاقہ پیش آیا ہے۔ آپ نے اپنے گھر پیغام بھیجا تو آپ ﷺ کی ازواج نے کہا: اُس ذات کی قسم! جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا ہے ہمارے ہاں سوائے پانی کے کچھ نہیں۔ پھر آپ نے فرمایا: جو شخص اس کی مہمان نوازی کرے گا، اللہ تعالیٰ اُس پر رحم فرمائیں گے۔ ایک انصاری صحابی نے کہا: جس کو ابوطلحہ کہا جاتا ہے، میں مہمان نوازی کروں گا۔ چنانچہ وہاں سے لے کر اپنی بیوی کے پاس آئے اور اس سے کہا: رسول اللہ کے مہمان کی عزت کرنا اور کچھ ذخیرہ نہ کرنا۔ بیوی نے کہا: اللہ کی قسم ہمارے ہاں صرف بچوں کے لیے کھانا ہے۔ ابوطلحہ نے کہا: تو اپنا کھانا تیار رکھ اور دیا جلا کر رکھ اور جب بچے شام کے کھانے کا ارادہ کریں تو انہیں سلا دے۔ چنانچہ اُس نے اپنا کھانا تیار کیا، چراغ جلایا اور بچوں کو سلا دیا۔ پھر کھڑی ہوئی، گویا کہ وہ چراغ کو ٹھیک کر رہی تھی، اُس نے اُس کو بجھا دیا، اور دونوں میاں بیوی مہمان کو یہ باور کروا رہے تھے کہ وہ بھی اسکے ساتھ کھا رہے ہیں۔ چنانچہ مہمان نے کھانا کھایا اور وہ دونوں بھوکے سو گئے۔ جب صبح کی تو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، آپ نے فرمایا: جو تم دونوں نے رات کو اپنے مہمان کے ساتھ معاملہ کیا' اللہ تعالیٰ اس پر ہنسے اور خوش ہوئے، اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل

الْمُفْلِحُوْنَ﴾)) [الصحيحة:٣٢٧٢]

فرمائی، ''اور وہ ترجیح دیتے ہیں اپنے نفسوں پر، اگرچہ اُن کو سخت بھوک ہو اور جو اپنے نفس کی بخیلی سے بچ گیا، وہی لوگ کامیاب ہوگئے ہیں۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۲۷۲۔ بخاری (۳۷۹۸، ۴۸۸۹) والادب المفرد (۷۴۰)، مسلم (۲۰۵۴)، ترمذی (۳۳۰۴)، مختصراً، نسائی فی الکبری (۱۱۵۸۲)

فوائد: جب انسان حقیقی معنوں میں اللہ تعالیٰ کو پہچان لیتا ہے تو پھر وہ اللہ تعالیٰ کے لیے سب کچھ قربان کرتے ہوئے لذت، خوشی اور فخر محسوس کرتا ہے۔ مہمان اللہ تعالیٰ کی رحمت ہوتا ہے، گھر آئی اللہ کی رحمت کو اپنے لیے بوجھ سمجھنے کی بجائے اُس کو نعمت وغنیمت سمجھتے ہوئے اُس کی قدر کرنی چاہیے۔ اچھے مسلمان اچھے مہمان نواز بھی ہوتے ہیں۔ مہمان کی عزت مفادات کے پیش نظر نہ ہو بلکہ عزت وخدمت سے مقصود خوشنودی الٰہی ہونا ضروری ہے۔ صحابی رسول سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے مہمان نوازی کی جو عظیم مثال پیش کی ہے، قیامت تک آنے والے لوگ اس کی نظیر پیش نہیں کر سکتے۔ آج ہمیں بھی ان نفوسِ قدسیہ کی پیروی کرنی چاہیے۔ یاد رہے......!! لازمی نہیں کہ اُسی مہمان کی عزت کی جائے جو رشتہ دار، قریبی یا واقف ہو، بلکہ ناواقف مہمان کی خدمت میں بھی کمی وکوتاہی نہ کرنا مخلص مسلمان کی پہچان ہے۔

تحریم الاهتجار

۱۵۲۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَوْ أَنَّ رَجُلَيْنِ دَخَلَا فِي الْإِسْلَامِ فَاهْتَجَرَا لَكَانَ أَحَدُهُمَا خَارِجًا مِنَ الْإِسْلَامِ حَتّٰى يَرْجِعَ، يَعْنِيْ: الظَّالِمَ)).

قطع تعلقی حرام ہے۔

عبداللہ بن مسعود سے مروی ہے، کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر دو آدمی اسلام میں داخل ہوں، اور ایک دوسرے سے قطع تعلقی کر لیں تو اُن میں سے ایک اسلام سے نکل جاتا ہے۔ یہاں تک کہ قطع تعلقی سے باز آ جائے۔ (یعنی ظلم کرنے والا اسلام سے نکل جاتا ہے)

تخریج: الصحیحۃ ۳۲۹۴۔ بزار (الکشف: ۲۰۵۰) و (البحر الزخار: ۱۷۷۳)، حاکم (۱/ ۲۱۔۲۲)، ابو نعیم فی الحلیۃ (۴/ ۱۴۳)، والطبرانی فی الکبیر (۸۹۰۴)، موقوفا علی ابن مسعود رضی اللہ عنہ

استحباب السترة للمصلي

۱۵۳۔ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَامَ فَصَلّٰى صَلَاةَ الصُّبْحِ وَهُوَ خَلْفَهُ، فَقَرَأَ، فَالْتَبَسَتْ عَلَيْهِ الْقِرَاءَةُ، فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ صَلَاتِهِ قَالَ: ((لَوْ رَأَيْتُمُوْنِيْ وَإِبْلِيْسَ فَأَهْوَيْتُ بِيَدِيْ، فَمَا زِلْتُ أُخْنِقُهُ حَتّٰى وَجَدْتُ بَرْدَ

نماز پڑھنے والے کے لیے سترے کا استحباب

ابوسعید خدری کہتے ہیں، بے شک رسول اللہ ﷺ صبح کی نماز کے لیے کھڑے ہوئے اور میں آپ کے پیچھے تھا، آپ نے قرأت فرمائی تو آپ پر قرأت گراں ہوگئی۔ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو آپ نے فرمایا: کاش کہ تم مجھے اور ابلیس کو دیکھتے، میں نے اپنا ہاتھ بڑھایا تو میں اُس کا گلا گھونٹتا رہا یہاں تک کہ میں نے

لُعَابِهِ بَيْنَ إِصْبَعَيَّ هَاتَيْنِ: الإِبْهَامَ وَالَّتِي تَلِيهَا، وَلَوْلَا دَعْوَةُ أَخِي سُلَيْمَانَ، لَأَصْبَحَ مَرْبُوطًا بِسَارِيَةٍ مِنْ سَوَارِي الْمَسْجِدِ يَتَلَاعَبُ بِهِ صِبْيَانُ الْمَدِينَةِ، فَمَنِ اسْتَطَاعَ مِنكُمْ أَنْ لَا يَحُولَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ أَحَدٌ فَلْيَفْعَلْ)). [الصحيحة: ۳۲۵۱]

اُس کے لعاب کی ٹھنڈک اپنی دو انگلیوں کے درمیان پائی۔ انگوٹھا اور وہ انگلی جو اس کے ساتھ ہے۔ اگر میرے بھائی سلیمان علیہ السلام کی دعا نہ ہوتی تو وہ صبح کو مسجد کے ستونوں میں سے کسی ستون کے ساتھ بندھا ہوا ہوتا، مدینے کے بچے اُس کے ساتھ کھیلتے۔ تم میں سے (جو طاقت رکھے کہ اس کے) اور قبلے کے درمیان کوئی حائل نہ ہو تو وہ ضرور ایسا کرے۔ یعنی اپنے سامنے سے گزرنے نہ دے۔

تخریج: الصحیحة ۳۲۵۱۔ احمد (۳/ ۸۲۔۸۳)، ابو داود (۶۹۹) مختصراً عبد بن حمید (۹۳۶) مختصراً

ذم الذی لا یأمن جارہ غوائلہ

اس شخص کی مذمت کا بیان کہ جس کا پڑوسی اس کی شرارتوں سے محفوظ نہیں ہے

۱۵۴۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ مَرْفُوعًا: ((لَيْسَ بِمُؤْمِنٍ مَنْ لَا يَأْمَنُ جَارُهُ غَوَائِلَهُ)).

انس بن مالک سے مرفوعاً روایت ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: وہ مومن نہیں، جس کی شرارتوں سے اُس کا ہمسایہ امن میں نہ ہو۔

تخریج: الصحیحة ۲۱۸۱۔ محمد بن نصر المروزی فی الصلاۃ (۷۲۵)، حاکم (۴/ ۱۶۵)

من الامور أعجل ثوابا و عقاباً

ان امور کا بیان جو جزاء وسزا کی جلدی کا سبب ہیں

۱۵۵۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَيْسَ شَيْءٌ أُطِيعَ اللّٰهُ فِيهِ أَعْجَلَ ثَوَابًا مِنْ صِلَةِ الرَّحِمِ وَلَيْسَ شَيْءٌ أَعْجَلَ عِقَابًا مِنَ الْبَغْيِ وَقَطِيعَةِ الرَّحِمِ وَالْيَمِينُ الْفَاجِرُ تَدَعُ الدِّيَارَ بَلَاقِعَ)) [الصحیحة: ۹۷۸]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے جن احکام کی اطاعت کی جاتی ہے اُن میں صلہ رحمی سے جلد، کسی شے کو بدلہ نہیں ملتا اور ظلم اور قطع رحمی سے جلد، کسی چیز پر سزا نہیں ملتی اور جھوٹی قسم، علاقوں کو ویران کر دیتی ہے۔

تخریج: الصحیحة ۹۷۸۔ بیہقی (۱۰/ ۳۵)، طبرانی فی الاوسط (۱۰۹۲)، قضاعی من مسند الشہاب (۸۷۸)، خرائطی فی المکارم (۲۴۳)

باب: ادب الکبیر مع الصغیر والصغیر مع الکبیر

باب: بڑے کا چھوٹے سے اور چھوٹے کا بڑے سے ادب

۱۵۶۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: جَاءَ شَيْخٌ يُرِيدُ النَّبِيَّ ﷺ، فَأَبْطَأَ الْقَوْمُ عَنْهُ أَنْ يُوَسِّعُوا لَهُ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ يَرْحَمْ صَغِيرَنَا، وَيُوَقِّرْ كَبِيرَنَا)). [الصحیحة: ۲۱۹۶]

انس بن مالک کہتے ہیں، ایک بوڑھا نبی ﷺ کے پاس آیا تو لوگوں نے اُس کو جگہ دینے میں تاخیر کی۔ نبی ﷺ نے فرمایا: جس نے ہمارے چھوٹوں پر رحم نہ کیا اور ہمارے بڑوں کی عزت نہ کی وہ ہم میں سے نہیں۔

تخریج: الصحیحة ۲۱۹۶۔ ترمذی (۱۹۱۹)' ابو یعلی (۴۲۴۱' ۴۲۴۲' ۴۲۴۳)' بیهقی فی الشعب (۱۰۹۸۲)' من حدیث انس رضی اللہ عنہ' الادب المفرد (۳۵۸)' احمد (۲/ ۲۰۷)' من حدیث عبد الله بن عمرو رضی اللہ عنہ۔

فوائد: اسلام شفقت، محبت ، احترام اور لحاظ کرنے کا دین ہے، اس میں چھوٹوں پر شفقت اور بڑوں کا احترام فرض قرار دیا گیا ہے۔ جو شخص چھوٹے پر شفقت اور بڑے کی عزت نہیں کرتا' وہ مکمل مسلمان نہیں ہوسکتا۔ ہر اچھے عمل اور نیکی کے باوجود وہ ناقص اور نامکمل مسلمان ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دین اسلام نے عبادات کے ساتھ ساتھ احترام انسانیت کا بھی درس دیا ہے اور آپ ﷺ نے اس سلسلہ میں جہاں بے شمار ارشادات وفرمودات جاری فرمائے۔ وہاں عملاً چھوٹے سے شفقت اور بڑے کی قدر ومنزلت کو واضح فرمایا۔ اس حدیث میں مشہور حدیث کا شانِ ورود بیان کیا گیا ہے کہ جب صحابہ نے بزرگ شخص کے احترام اور اس کی تکریم میں غفلت کی تو آپ نے ارشاد فرمایا جو بڑوں کی عزت نہیں کرتا وہ ہم میں سے نہیں۔ نیز فلیس منا کی مکمل تفصیل کتاب الایمان والنذور میں ملاحظہ فرمائیں۔

باب: کراهية النخامة فی المسجد وتخليقه

باب: مسجد میں تھوکنے کی ممانعت اور اسے خوشبو سے مزین کرنے کا بیان

۱۵۷۔ عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَأَى نُخَامَةً فِي قِبْلَةِ الْمَسْجِدِ، فَغَضِبَ حَتَّى احْمَرَّ وَجْهُهُ، فَجَاءَ تْهُ امْرَأَةٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَحَكَّتْهَا، وَجَعَلَتْ مَكَانَهَا خَلُوقًا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَاأَحْسَنَ هٰذا!)). [الصحيحة: ۳۰۵۰]

انس سے مروی ہے، بے شک نبی ﷺ نے مسجد کے قبلہ میں کھنگار دیکھا، تو آپ ﷺ کو سخت غصہ آیا۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ کا چہرہ سرخ ہوگیا۔ ایک انصاری عورت آئی۔ اُس نے اُس کو کھرچ دیا اور اُس کی جگہ خوشبو لگادی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ کتنا اچھا ہے۔

تخریج: الصحیحة ۳۰۵۰۔ نسائی (۷۲۸)' ابن ماجه (۷۶۲) ابن خزيمة (۱۲۹۶)

فوائد: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بوقتِ ضرورت مسجد میں خوشبو لگائی جاسکتی ہے۔

الخوف من ثلاث علی امته

آپ ﷺ کا اپنی امت پر تین چیزوں سے ڈرنا

۱۵۸۔ عَنْ أَبِي الْأَعْوَرِ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَا أَخَافُ عَلٰى أُمَّتِي إِلَّا ثَلَاثًا شُحٌّ مُطَاعٌ، وَهَوًى مُتَّبَعٌ، وَإِمَامٌ ضَلَالٍ)). [الصحيحة:۳۲۳۷]

ابو الاعور رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: میں اپنی اُمت سے صرف تین چیزوں سے ڈرتا ہوں، (۱) تنگ دلی اور بخیلی جس کا تقاضا پورا کیا گیا (۲) خواہشِ نفس جس کی پیروی کی گئی (۳) اور گمراہی کا امام

تخریج: الصحیحة ۳۲۳۷۔ البزار (الکشف : ۱۶۰۲)' الدولابی فی الکنی (۱/ ۱۶)' ابن منده فی المعرفة (۲/ ۲۶۲)' ابن عساکر (۳۹/ ۳۸)' ابو نعیم فی المعرفة (۵۰۷۱)

منه الامور التي ينفي الكبر

وہ کام جو تکبر کی نفی کرتے ہیں

۱۵۹۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

ابوہریرہ سے مروی ہے، کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ

ﷺ: ((مَا اسْتَكْبَرَ مَنْ أَكَلَ مَعَهُ خَادِمُهُ وَرَكِبَ الْحِمَارَ بِالأَسْوَاقِ، وَاعْتَقَلَ الشَّاةَ فَحَلَبَهَا)). [الصحيحة: ٢٢١٨]

شخص متکبر نہیں جس کے ساتھ اُس کے خادم نے کھانا کھایا اور وہ گدھے پر سوار ہو کر بازار گیا۔ اور بکری کی ٹانگ کو اپنی پنڈلی اور ران کے درمیان باندھ کر اُس کا دودھ دھویا۔

تخریج: الصحیحة ۲۲۱۸۔ الادب المفرد (۵۵۰)، دیلمی (۴/ ۳۳)، بیهقی فی الشعب (۸۱۸۸)

جواز ذم المنافقين

منافقین کی مذمت کا بیان

١٦٠۔ عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: ((مَا أَظُنُّ فُلَانًا وَفُلَانًا يَعْرِفَانِ مِنْ دِينِنَا [الَّذِي نَحْنُ عَلَيْهِ] شَيْئًا)) زَادَ ابْنُ عُفَيْرٍ: ((قَالَ اللَّيْثُ: كَانَا رَجُلَيْنِ منافقين)) وَزَادَ يَحْيَى فِي أَوَّلِهِ: دَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ ﷺ يَوْمًا ،فَقَالَ: ((مَا أَظُنُّ فُلَانًا وَ فُلَانًا يَعْرِفَانِ مِنْ دِيْنِنَا [الَّذِي نَحْنُ عَلَيْهِ]شَيْئًا)). [الصحيحة:٣٠٧٧]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، کہتی ہیں نہیں میں گمان کرتی فلاں اور فلاں کو کہ وہ اُس دین کو ذرہ پہچانتے ہوں، جس پر ہم ہیں۔ ابن عفیر نے زیادہ کیا ہے، کہ لیث نے کہا: کہ وہ دونوں آدمی منافق تھے اور یحییٰ نے اُس کے شروع میں اضافہ کیا ہے کہ نبی ایک دن میرے پاس آئے اور آپ نے فرمایا کہ میرے گمان کے مطابق فلاں فلاں شخص ہمارے دین کے متعلق جس پر ہم ہیں کچھ نہیں جانتے۔

تخریج: الصحیحة ۳۰۷۷۔ بخاری (۶۰۶۷، ۶۰۶۸)

الرفق رحمة

نرمی تو رحمت ہے

١٦١۔ عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ بْنِ مَعْمَرٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَاأُعْطِيَ أَهْلُ بَيْتٍ الرِّفْقَ إِلَّا نَفَعَهُمْ، وَلَا مُنِعُوْهُ إِلَّا ضَرَّهُمْ)).

عبیداللہ بن معمر سے مروی ہے، بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو گھر بھی نرمی کی دولت سے ہمکنار ہوتا ہے نرمی اُن کو فائدہ دیتی ہے اور جو گھر بھی نرمی سے محروم کیا گیا، سختی اُن کو نقصان دیتی ہے۔

تخریج: الصحیحة ۹۴۲۔ طبرانی فی الکبیر (۱۳۲۶۱) ابن منده فی المعرفة (۲/ ۲۹/ ۱)

النصيحة للمبلغ

مبلغ کے لیے ایک نصیحت کا بیان

١٦٢۔ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ إِذَا بَلَغَهُ عَنِ الرَّجُلِ شَيْءٌ لَمْ يَقُلْ: ((مَا بَالُ فُلَانٍ يَقُوْلُ)) وَلَكِنْ يَقُوْلُ: ((مَابَالُ أَقْوَامٍ يَقُوْلُوْنَ كذا وكذا؟)). [الصحيحة: ٢٠٦٤]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، کہتی ہیں جب آپ کو کسی آدمی کے متعلق ناگوار بات پہنچتی تو آپ اس طرح نہ کہتے کہ فلاں کو کیا ہے کہ وہ اس طرح کہتا ہے۔ بلکہ آپ فرماتے لوگوں کو کیا ہے؟ وہ اس اس طرح کہتے ہیں۔

تخریج: الصحیحة ۲۰۶۴۔ ابوداود (۴۷۸۸)، بیهقی فی الدلائل (۱/ ۲۳۷) ابو الشیخ فی اخلاق النبی ﷺ (ص : ۷۱) و مسلم (۲۳۵۶) و احمد (۶/ ۴۵) بمعناه۔

فوائد: اصلاح وتربیت کرتے ہوئے آپ غلطی کرنے والے خاص شخص کو نشانہ نہیں بناتے تھے بلکہ اجتماعی طور پر بالعموم تمام لوگوں کو مخاطب کرتے تاکہ غلطی کرنے والے کی حوصلہ شکنی بھی نہ ہو اور دوسرے افراد بھی متنبہ رہیں۔ اور یہ کامیاب داعی و مبلغ کا بہترین اصول ہے۔

الصرعة الذی یملك نفسه عند الغضب

پہلوان وہ ہے جو اپنے غصے کو کنٹرول کرے

١٦٣۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا تَعُدُّوْنَ الرَّقُوْبَ فِيْكُمْ؟)) قَالَ: قُلْنَا: الَّذِیْ لَا يُوْلَدُ لَهُ۔ قَالَ: ((لَيْسَ ذَاكَ بِالرَّقُوْبِ وَلٰكِنَّهُ الرَّجُلُ الَّذِیْ لَمْ يُقَدِّمْ مِنْ وَلَدِهٖ شَيْئًا)) قَالَ:((فَمَا تَعُدُّوْنَ الصُّرْعَةَ فِيْكُمْ؟)) قَالَ: قُلْنَا: الَّذِیْ لَايُصْرِعُهُ الرِّجَالُ، قَالَ: ((لَيْسَ بِذٰلِكَ، وَلٰكِنَّهُ الَّذِیْ يَمْلِكُ نَفْسَهُ عِنْدَ الْغَضَبِ)).

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم اپنے میں بے اولاد کسے شمار کرتے ہو؟ صحابہ نے کہا: جس کا کوئی بچہ نہ ہو، آپ نے فرمایا: ایسا شخص بے اولاد نہیں، بلکہ بے اولاد وہ ہے، جس نے اپنی اولاد میں سے آگے کچھ نہ بھیجا۔ پھر فرمایا: تم اپنے میں پہلوان کسے شمار کرتے ہو؟ صحابہ نے کہا: جسے کوئی آدمی پچھاڑ نہ سکے۔ آپ نے فرمایا: ایسا شخص پہلوان نہیں بلکہ پہلوان وہ ہے جو غصے کے وقت اپنے نفس پر کنٹرول کرے۔

تخریج: الصحیحة ٣٤٠٦۔ مسلم (٢٦٠٨) الادب المفرد (١٥٣) احمد (١/ ٣٨٢)' بیهقی (٤/ ٦٨)

هو أبخل الذی لا یسلم

جو سلام نہیں کرتا وہ سب سے بڑا بخیل ہے

١٦٤۔ عَنْ جَابِرٍ: أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ:إِنَّ لِفُلَانٍ فِيْ حَائِطِيْ عَذْقًا، وَإِنَّهُ قَدْ آذَانِيْ وَشَقَّ عَلَيَّ مَكَانُ عِذْقِهٖ، فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ، فَقَالَ: ((بِعْنِيْ عِذْقَكَ الَّذِيْ فِيْ حَائِطِ فُلَانٍ)) قَالَ: لَا۔ قَالَ: ((فَهَبْهُ لِيْ)) قَالَ: لَا قَالَ: ((فَبِعْنِيْهِ بِعَذْقٍ فِي الْجَنَّةِ)) قَالَ: لَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا رَأَيْتُ الَّذِيْ هُوَ أَبْخَلُ مِنْكَ، إِلَّا الَّذِيْ يَبْخَلُ بِالسَّلَامِ)).

[الصحیحة:٣٣٨٣]

جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی ﷺ کے پاس آیا اور اس نے کہا کہ فلاں کا میرے باغ میں کھجور کا درخت ہے، اور اس نے مجھے تنگ کیا ہے اور اس کے کھجور کے درخت کی جگہ مجھ پر بڑی گراں ہے۔ آپ نے اس کی طرف پیغام بھیجا اور کہا فلاں کے باغ میں جو تیرا درخت ہے وہ مجھے فروخت کر دے۔ اس نے کہا نہیں۔ آپ نے فرمایا: مجھے ہبہ کر دے۔ اس نے کہا نہیں، آپ نے فرمایا: جنت میں کھجور کے درخت کے بدلے مجھے بیچ دے۔ اس نے کہا نہیں۔ آپ نے فرمایا: میں نے تجھ سے بڑھ کر بخیل شخص نہیں دیکھا، مگر جو سلام میں بخل کرتا ہے۔

تخریج: الصحیحة ٣٣٨٣۔ احمد (٣/ ٣٢٨)' بزار (الکشف: ٢٠٠٠) عبد بن حمید (١٠٣٥)' حاکم (٢/ ٢٠)

ومن افضل الاعمال الصلاة و صلاح

آپس میں صلح اور اچھا اخلاق اور نماز افضل اعمال میں

ذات البین و خلق حسن

۱٦٥۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَاعَمِلَ ابْنُ آدَمَ شَيْئًا أَفْضَلَ مِنَ الصَّلَاةِ، وَصَلَاحِ ذَاتِ الْبَيْنِ وَخُلُقٍ حَسَنٍ)). [الصحيحة:١٤٤٨]

آپس کے تعلقات کی درستی اور اچھے اخلاق، افضل ترین اعمال میں سے ہیں

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں، آپ نے فرمایا: آدم کے بیٹے کا کوئی عمل نماز، آپس کے تعلقات کی درستی اور اچھے اخلاق سے زیادہ افضل نہیں۔

تخریج: الصحیحة ۱۴۴۸۔ بخاری فی التاریخ الکبیر (۱/ ۶۳)، بیہقی فی الشعب (۱۱۰۹۱)

و من ابغض الاعمال الکذب

۱٦٦۔ عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: ((مَاكَانَ خُلُقٌ أَبْغَضَ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ مِنَ الْكَذِبِ وَمَا اطَّلَعَ مِنْهُ عَلَى شَيْءٍ عِنْدَ أَحَدٍ مِنْ أَصْحَابِهِ، فَيَنْجَلُ لَهُ مِنْ نَفْسِهِ حَتَّى يَعْلَمَ أَنْ [قَدْ]أَحْدَثَ تَوْبَةً)) [الصحيحة:٢٠٥٢]

جھوٹ بدترین کام ہے

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہتی ہیں جھوٹ سے بڑھ کر کوئی عادت رسول اللہ ﷺ کے نزدیک زیادہ نفرت و بغض والی نہ تھی۔ آپ صحابہ کے بارے میں کسی کے متعلق اس کی خبر پاتے تو آپ کا رویہ اس کے بارے میں بدل جاتا، حتی کہ معلوم ہو جاتا کہ اس نے توبہ کر لی ہے۔

تخریج: الصحیحة ۲۰۵۲۔ ابن سعد (۱/ ۳۸۷)، ابن ابی الدنیا فی المکارم (۱۴۵)، وفی الصمت (۴۷۶)، احمد (۶/ ۱۵۲)

ان من اعجل العقوبة قطیعة الرحم

جلدی سزا دلانے والے کاموں میں سے قطع رحمی بھی ہے

۱٦٧۔ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ مَرْفُوْعًا: ((مَا مِنْ ذَنْبٍ أَجْدَرُ أَنْ يُعَجِّلَ اللّٰهُ تَعَالَى لِصَاحِبِهِ الْعُقُوْبَةَ فِي الدُّنْيَا مَعَ مَايَدَّخِرُ لَهُ فِي الْآخِرَةِ. مِنَ الْبَغْيِ وَقَطِيْعَةِ الرَّحِمِ)). [الصحيحة:٩١٨]

ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے، کوئی بھی گناہ سرکشی اور قطع رحمی سے بڑھ کر اس لائق نہیں کہ اللہ تعالیٰ اس کے کرنے والے کو دنیا میں سزا دینے میں جلدی کرے اور آخرت میں بھی اس کے لیے عذاب جمع رکھے۔

تخریج: الصحیحة ۹۱۸۔ ابو داود (۴۹۰۲)، ترمذی (۲۵۱۱)، ابن ماجه (۴۲۱۱)، الادب المفرد (۸۹۴)، احمد (۵/ ۳۶، ۳۸)

ذم البخیل الذی لا ینفق علی ذی رحم

اس بخیل کی مذمت کہ جو رشتہ دار کو نہیں دیتا

۱٦٨۔ عَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ، عَنِ النَّبِيِّ قَالَ: ((مَامِنْ ذِيْ رَحِمٍ يَأْتِيْ رَحِمَهُ فَيَسْأَلُهُ فَضْلًا أَعْطَاهُ اللّٰهُ إِيَّاهُ فَيَبْخَلَ عَلَيْهِ إِلَّا أُخْرِجَ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ جَهَنَّمَ حَيَّةٌ يُقَالُ لَهَا: شُجَاعٌ

جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں، آپ نے فرمایا: کوئی رشتہ دار اپنے کسی رشتہ دار کے پاس آتا اور اس سے زائد چیز کا سوال کرتا ہے، جو اللہ تعالیٰ نے اُسے عطا فرمائی ہے اور وہ اس کو دینے میں بخل کرتا ہے تو اس کے لیے قیامت کے دن جہنم

يَتَلَمَّظُ فَيُطَوَّقُ بِهِ))۔ [الصحيحة:٢٠٤٨]

سے سانپ نکالا جائے گا جس کو شجاع کہا جائے گا: وہ بل کھاتا جائے گا اور اس کے گلے میں اس کا طوق ڈال دیا جائے گا۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۵۴۸- طبرانی فی الکبیر (۲۳۴۳)' والاوسط (۵۵۸۹)

فوائد: آج دنیا کی دولت پر سانپ بن کر بیٹھنے والے اور قریبی رحم کے رشتہ دار کی ضرورت کو باوجود فراخی وخوشحالی کے پورا نہ کرنے والے قیامت کے روز حد درجہ ذلیل وخوار کیے جائیں گے اور اللہ تعالیٰ ایسے خودغرض کمینے شخص کے گلے میں جہنمی سانپ کا طوق ڈالیں گے۔ اس سخت وعید سے بچنے کے لیے ضرورت سے زائد مال اپنے والدین، بہن بھائیوں اور دیگر اقربا پر خرچ کرتے ہوئے ہاتھ تنگ نہیں کرنا چاہیے۔

ذم التعاظم فی نفسه

اپنے آپ میں بڑا بننے کی مذمت

١٦٩۔ عَنْ يُونُسَ بْنِ الْقَاسِمِ الْيَمَامِيِّ، أَنَّ عِكْرِمَةَ بْنَ خَالِدِ بْنِ سَعِيدِ بْنِ الْعَاصِ الْمَخْزُومِيَّ حَدَّثَهُ: أَنَّهُ لَقِيَ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَقَالَ لَهُ: يَا أَبَا عَبْدِالرَّحْمٰنِ! إِنَّا بَنُو الْمُغِيرَةِ قَوْمٌ فِينَا نَخْوَةٌ فَهَلْ سَمِعْتَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ فِي ذٰلِكَ شَيْئًا؟فَقَالَ لَهُ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ:((مَامِنْ رَّجُلٍ يَتَعَاظَمُ فِي نَفْسِهِ، وَيَخْتَالُ فِي مِشْيَتِهِ، إِلَّا لَقِيَ اللّٰهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ))۔

یونس بن قاسم یمامی سے روایت ہے، بے شک عکرمہ بن خالد بن سعید بن عاص مخزومی نے ان سے بیان کیا کہ وہ عبداللہ بن عمر بن خطاب سے ملا اور اسے کہا اے ابوعبدالرحمٰن ہم بنو مغیرہ ایسی قوم ہیں کہ ہم میں غرور ہے۔ کیا تو نے رسول اللہ ﷺ سے اس کے متعلق کچھ سنا۔ عبداللہ بن عمر نے اسے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ ﷺ فرمارہے تھے جو شخص بھی اپنے آپ میں بڑا بنتا ہے اور اکڑ کر چلتا ہے وہ اللہ کو اس حال میں ملے گا کہ وہ اس پر سخت غضبناک ہوگا۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۲۷۲- الادب المفرد (۵۴۹)' احمد (۲/ ۱۱۸)' حاکم (۱/ ۶۰)

فضل الحب فی اللّٰه

اللہ کے لیے محبت کرنے کی فضیلت کا بیان

١٧٠۔ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ مَرْفُوعاً: ((مَامِنْ رَجُلَيْنِ تَحَابَّا فِي اللّٰهِ بِظَهْرِ الْغَيْبِ، إِلَّا كَانَ أَحَبُّهُمَا إِلَى اللّٰهِ أَشَدُّهُمَا حُبًّا لِصَاحِبِهِ))۔

ابودرداء سے مرفوعا روایت ہے، جب دو آدمی غائبانہ آپس میں اللہ کے لیے محبت کرتے ہیں تو ان دونوں میں سے زیادہ محبوب اللہ کے ہاں وہ ہوتا ہے جو اپنے ساتھی سے زیادہ محبت کرتا ہے۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۲۷۳- طبرانی فی الاوسط (۵۲۷۵)

فضل زيارة اخيه فی اللّٰه

اللہ کے لیے اپنے بھائی کی زیارت کی فضیلت

١٧١۔ عَنْ أَنَسٍ مَرْفُوعاً: ((مَامِنْ عَبْدٍ أَتَى أَخًالَّهُ يَزُورُهُ فِي اللّٰهِ نَادَى مُنَادٍ مِنَ السَّمَاءِ:

انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعا روایت ہے، جب کوئی آدمی اپنے بھائی سے اللہ کے لیے ملاقات کرتا ہے تو آسمان سے پکارنے والا فرشتہ

أَنْ طِبْتَ وَطَابَتْ لَكَ الْجَنَّةُ، وَإِلَّا قَالَ اللّٰهُ فِي مَلَكُوْتِ عَرْشِهِ: عَبْدِي زَارَ فِيَّ وَعَلَيَّ قِرَاهُ فَلَمْ أَرْضَ لَهُ بِقِرًى دُوْنَ الْجَنَّةِ)). [الصحيحة:٢٦٣٢]

پکارتا ہے تم سدا خوش رہو اور جنت تجھے مبارک ہو۔ اور اللہ بھی اپنے عرش کی بادشاہی میں کہتا ہے، میرے بندے نے میری وجہ سے ملاقات کی ہے، میرے اوپر اس کی مہمان نوازی لازم ہے اور اس کے لیے جنت سے کم مہمان نوازی میں پسند نہیں کرتا۔

تخریج: الصحیحة ۲۶۳۲' ابو یعلی (۴۱۴۰)' البزار (الکشف:۱۹۱۸)' ابو نعیم فی الحلیة (۳/ ۱۰۷)' الضیاء فی المختارة (۲۶۷۹)

ومن الأمور التي يدخل الجنة

وہ کام کہ جو جنت میں داخلے کا سبب ہوں گے

١٧٢ـ عَنْ مَالِكِ بْنِ مَرْثَدٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ أَبُوْ ذَرٍّ: قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! مَاذَا يُنْجِي الْعَبْدَ مَنَ النَّارِ؟ قَالَ: ((الْإِيْمَانُ بِاللّٰهِ)) قُلْتُ: يَانَبِيَّ اللّٰهِ! إِنَّ مَعَ الإِيْمَانِ عَمَلٌ؟ قَالَ: ((يَرْضَخُ مِمَّا رَزَقَهُ اللّٰهُ)) قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أَرَأَيْتَ إِنْ كَانَ فَقِيْرًا لَايَجِدُ مَا يَرْضَخُ بِهِ؟ قَالَ: ((يَأْمُرُ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهٰى عَنِ الْمُنْكَرِ)) قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أَرَأَيْتَ إِنْ كَانَ عَيِيًّا لَايَسْتَطِيْعُ أَنْ يَأْمُرَ بِمَعْرُوْفٍ وَلَا يَنْهٰى عَنْ مُنْكَرٍ؟ قَالَ: ((يَصْنَعُ لِأَخْرَقَ)) قُلْتُ: أَرَأَيْتَ إِنْ كَانَ أَخْرَقَ لَايَسْتَطِيْعُ أَنْ يَصْنَعَ شَيْئًا؟ قَالَ: ((يُعِيْنُ مَغْلُوْبًا)) قُلْتُ: أَرَأَيْتَ إِنْ كَانَ ضَعِيْفًا لَا يَسْتَطِيْعُ أَنْ يُعِيْنَ مَظْلُوْمًا ؟ فَقَالَ: ((مَاتُرِيْدُ أَنْ تَتْرُكَ فِيْ صَاحِبِكَ مِنْ خَيْرٍ؟ يُمْسِكُ الأَذٰى عَنِ النَّاسِ)) فَقُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِذَا فَعَلَ ذٰلِكَ دَخَلَ الْجَنَّةَ؟ قَالَ: ((مَامِنْ مُسْلِمٍ يَفْعَلُ خُلَّةً مِنْ هٰؤُلَاءِ إِلَّا أَخَذَتْ بِيَدِهِ حَتّٰى تُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ)). [الصحيحة:٢٦٦٩]

مالک بن مرثد اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں، ابوذر نے کہا: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کون سی چیز بندے کو آگ سے نجات دلاتی ہے؟ آپ نے فرمایا: اللہ پر ایمان لانا۔ میں نے کہا اے اللہ کے نبی! ایمان کے ساتھ عمل بھی ضروری ہے؟ آپ نے فرمایا: اللہ نے اُس کو جو رزق دیا ہے، وہ اُس میں سے دے۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اگر وہ فقیر ہو، دینے کی طاقت نہیں رکھتا؟ آپ نے فرمایا: وہ نیکی کا حکم دے اور برائی سے منع کرے۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اگر وہ عاجز ہو۔ نیکی کا حکم دینے کی اور برائی سے منع کرنے کی طاقت نہیں رکھتا؟ آپ نے فرمایا: وہ جاہل کو ہنر سکھا دے۔ میں نے کہا اگر وہ جاہل ہو، کچھ کرنے کی طاقت نہیں رکھتا ؟ آپ نے فرمایا: مظلوم کی مدد کرے۔ میں نے کہا: اگر وہ ضعیف ہو، مظلوم کی مدد کرنے کی طاقت نہیں رکھتا؟ آپ نے فرمایا: تو اپنے بھائی میں کوئی بھلائی نہیں چھوڑنا چاہتا؟ تو لوگوں سے تکلیف نہ دے۔ میں نے کہا اے اللہ کے رسول! جب کسی نے ایسا کیا تو وہ جنت میں داخل ہوگیا؟ آپ نے فرمایا: جب کوئی مسلمان ان خوبیوں میں سے کوئی ایک خوبی اپنائے گا تو وہ اُس کو ہاتھ سے پکڑ کر جنت میں داخل کردے گی۔

تخریج: الصحیحة ۲۶۶۹۔ طبرانی فی الکبیر (۱۶۵۰)' بیهقی فی الشعب (۳۳۲۸)' ابن حبان (۳۷۳)' حاکم (۱/ ۶۳)

ذم الذي من ادرك والديه ثم دخل

اس کی مذمت کہ جس نے اپنے والدین کو پایا پھر بھی

النار

جہنم میں داخل ہوگیا

۱۷۳۔ عَنْ أَبِيِّ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ أَنَّهُ قَالَ: ((مَنْ أَدْرَكَ وَالِدَيْهِ أَوْ أَحَدَهُمَا، ثُمَّ دَخَلَ النَّارَ مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ فَأَبْعَدَهُ اللّٰهُ وَأَسْحَقَهُ)).
[الصحيحة:٥١٥]

ابی بن مالک سے روایت ہے، وہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں، آپ نے فرمایا: جس نے اپنے والدین کو پایا یا اُن میں سے کسی ایک کو پایا اس کے باوجود وہ آگ میں داخل ہوگیا، تو اللہ تعالیٰ نے اُس کو اپنی رحمت سے بہت دور کردیا۔

تخريج: الصحيحة ۵۱۵۔ احمد (۳۴۴۔ ۵/ ۲۹)' طیالسی (۲۱/ ۱۳)' بخاری فی التاریخ (۲/ ۴۰)' بیہقی فی الشعب (۷۸۸۵)

ومن افضل الاعمال ادخال السرور على المؤمن

مومن کو خوش کرنا افضل اعمال میں سے ہے

۱۷٤۔ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ عُيَيْنَةَ، عَنِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ يَرْفَعُهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ: ((مِنْ أَفْضَلِ الْأَعْمَالِ إِدْخَالُ السُّرُورِ عَلَى الْمُؤْمِنِ تَقْضِي عَنْهُ دَيْنًا تَقْضِي لَهُ حَاجَةً تُنَفِّسُ لَهُ كُرْبَةً)) قَالَ سُفْيَانُ: وَقِيلَ لِابْنِ الْمُنْكَدِرِ: فَمَا بَقِيَ مِمَّا يُسْتَلَذُّ؟ قَالَ: اَلْإِفْضَالُ عَلَى الْإِخْوَانِ۔ [الصحيحة:٢٢٩١]

سفیان بن عیینہ، ابن منکدر سے روایت کرتے ہیں اور وہ اس کو نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں، مومن کو خوش کردینا، اُس کا قرض اتار دینا، اُس کی ضرورت کو پورا کردینا، اُس کی مصیبت کو دور کرنا، یہ تمام کام افضل اعمال میں سے ہیں۔ سفیان کہتے ہیں، ابن منکدر سے کہا گیا اور کوئی چیز باقی رہ گئی ہے، جو لذیذ ہو؟ انہوں نے کہا: بھائیوں پر ایثار کرنا۔

تخريج: الصحيحة ۲۲۹۱۔ شعب الایمان (۷۶۷۹)

ذم الذى من اقتطع مال امرى مسلم بيمين كاذبة

اس شخص کی مذمت کہ جس نے کسی مسلمان کا مال جھوٹی قسم اٹھا کر حاصل کیا

۱۷۵۔ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ ثَعْلَبَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((مَنِ اقْتَطَعَ مَالَ امْرِئٍ مُسْلِمٍ، بِيَمِينٍ كَاذِبَةٍ، كَانَتْ نُكْتَةً سَوْدَاءَ فِي قَلْبِهِ، لَا يُغَيِّرُهَا شَيْءٌ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ)).
[الصحيحة:٣٣٦٤]

ابو امامہ بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ فرما رہے تھے: جس شخص نے جھوٹی قسم کے ساتھ کسی مسلمان کا مال حاصل کیا، اُس کے دل پر ایک سیاہ نقطہ ہوگا، جس کو قیامت تک، کوئی چیز تبدیل نہیں کرسکتی۔

تخريج: الصحيحة ۳۳۶۴۔ حاکم (۴/ ۲۹۴)' طبرانی فی الکبیر (۸۰۱)

الامر باحسان الجار

پڑوسی کے ساتھ احسان کرنے کا حکم

۱۷۶۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مَرْفُوْعاً: ((مَنْ بَنٰى فَلْيَدْعَمْهُ حَائِطَ جَارِهِ وَفِي لَفْظٍ: مَنْ سَأَلَهُ جَارُهُ أَنْ يَدْعَمَ عَلٰى حَائِطِهِ فَلْيَدَعْهُ)).

ابن عباس سے مرفوعاً روایت ہے، جس نے عمارت بنائی، تو اپنے پڑوسی کی دیوار پر عمارت بنا لے، اور ایک روایت کے لفظ ہیں، جس سے اُس کے پڑوسی نے سوال کیا، کہ وہ اُس کی دیوار پر عمارت بنائے، وہ بنانے دے۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۹۴۷۔ ابن ماجہ (۲۳۳۷)' احمد (۱/ ۲۳۵' ۲۵۵)' طبرانی (۱۱۷۳۶)' بیہقی (۶/ ۶۹)

ذم التعظم فی نفسه

اپنے آپ میں بڑا بننے کی مذمت کا بیان

۱۷۷۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ تَعَظَّمَ فِي نَفْسِهِ أَوِ اخْتَالَ فِي مِشْيَتِهِ لَقِيَ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ)).

ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: جو اپنے آپ میں بڑا بنا یا اکڑ کر چلا' وہ اللہ کو اس حال میں ملے گا کہ وہ اُس پر سخت غضبناک ہوگا۔

تخریج: الصحیحۃ ۵۴۳۔ الادب المفرد (۵۴۹)' احمد (۲/ ۱۱۸)' حاکم (۱/ ۶۰)' بیہقی فی الشعب (۸۱۶۷)

من تواضع لله رفعه الله

جس نے اللہ کے لیے عاجزی کی اللہ اس کو اتنا ہی بلند کرے گا

۱۷۸۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعاً: ((مَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰهِ رَفَعَهُ اللّٰهُ)). [الصحیحة:۲۳۲۸]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے: جس نے اللہ کے لیے عاجزی کی، اللہ اُس کو بلند کرے گا۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۳۲۸۔ ابو نعیم فی الحلیۃ (۸/ ۴۶)' واللفظ لہ۔ مسلم (۲۵۸۸)' ترمذی (۲۰۲۹)

فضل شيبة في سبيل الله

اللہ کے راستے میں بوڑھا ہونے کی فضیلت

۱۷۹۔ عَنْ فَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ شَابَ شَيْبَةً فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ (وَفِي رِوَايَةٍ: فِي الْإِسْلَامِ) كَانَتْ لَهُ نُوْراً يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) قَالَ رَجُلٌ عِنْدَ ذٰلِكَ: فَإِنَّ رِجَالاً يَنْتِفُوْنَ الشَّيْبَ؟ فَقَالَ: ((مَنْ شَاءَ فَلْيَنْتِفْ نُوْرَهُ)).

[الصحیحة:۳۳۷۱]

فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، بے شک نبی ﷺ نے کہا: جو اللہ کی راہ یا اسلام میں بوڑھا ہوا، اُس کے لیے قیامت کے روز نور ہوگا۔ اس موقع پر ایک آدمی نے کہا، بلاشبہ کئی لوگ، سفید بالوں کو نوچ لیتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: جو چاہے وہ اپنے نور کو نوچ لے۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۳۷۱۔ احمد (۶/ ۲۰)' طبرانی فی الکبیر (۱۸/ ۳۰۴۔ ۳۰۵)' والاوسط (۵۴۸۹)' البزار (۲۹۷۳)

فضل من صبر على شدة المدينة

جس نے مدینہ کی تکلیف پر صبر کیا اس کی فضیلت

۱۸۰۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ مَوْلَاةً لَهُ أَتَتْهُ فَقَالَتْ:

ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، اُن کی لونڈی اُن کے پاس آئی اور

اشْتَدَّ عَلَيَّ الزَّمَانُ وَاِنِّي أُرِيْدُ أَنْ أَخْرُجَ إِلَى الْعِرَاقِ؟ قَالَ: فَهَلَّا الشَّامُ أَرْضَ الْمَنْشَرِ (وَفِي ((التَّارِيْخِ)) الْمَحْشَرِ)؟ اصْبِرِي لُكَاعُ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ يَقُوْلُ: ((**مَنْ صَبَرَ عَلَى شِدَّتِهَا وَلَأْوَائِهَا كُنْتُ لَهُ شَهِيْدًا أَوْ شَفِيْعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ**)) يَعْنِي: الْمَدِيْنَةَ وَفِي لَفْظٍ: ((**لَا يَصْبِرُ عَلَى لَأْوَائِهَا وَشِدَّتِهَا أَحَدٌ إِلَّا كُنْتُ......**)).

اُس نے کہا: مجھ پر وقت بہت تنگ ہوگیا ہے اور میں عراق کی طرف جانے کا ارادہ کرتی ہوں۔ ابن عمر ﷜ نے کہا، شام کی طرف کیوں نہیں جاتی، جو حشر کی جگہ ہے۔ اے ننھی صبر کر! میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ فرمارہے تھے، جس نے مدینہ کی سختی و تنگی پر صبر کیا، میں قیامت کے روز اُس کا گواہ یا سفارشی ہوں گا۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۰۷۳' ترمذی (۳۹۱۸)' ابن عساکر (۱/ ۱۳۶)' احمد (۲/ ۱۵۵)' مسلم (۱۳۷۷)' ترمذی (۳۹۱۷)' ابن ماجه (۳۱۱۲)

اثم الذی من کذب علی رسول اللہ

جس نے رسول اللہ ﷺ پر جھوٹ باندھا' اس کا گناہ

۱۸۱۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((**مَنْ قَالَ عَلَيَّ مَالَمْ أَقُلْ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ**)) وَرَدَ مِنْ حَدِيْثِ جَمْعٍ مِنَ الصَّحَابَةِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ بِهٰذَا اللَّفْظِ: عُثْمَانَ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ، الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَامِ، سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ، ابْنِ عُمَرَ، وَاثِلَةَ بْنِ الْأَسْقَعِ، أَبِي مُوْسَى الْغَافِقِيِّ۔ [الصحيحة: ۳۱۰۰]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے میری طرف ایسی بات منسوب کی جو میں نے نہیں کی، اُس نے اپنا ٹھکانا جہنم میں بنایا، یہ روایت انہی الفاظ سے صحابہ کی ایک جماعت سے منقول ہے جن میں عثمان، ابو ہریرہ، عبداللہ بن عمرو، عقبہ بن عامر، زبیر بن عوام، سلمہ بن اکوع، واثلہ بن اسقع، ابو موسیٰ غافقی ﷢ شامل ہیں۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۱۰۰۔ (۱) عثمان ﷜: احمد (۱/ ۶۵)' والبزار (۲۰۵)' والبخاری فی التاریخ (۶/ ۲۰۹) (۲) ابوھریرۃ ﷜: ابن ماجه (۳۴)' ابن حبان (۲۸)' الادب المفرد (۲۵۹) (۳) عبد اللہ بن عمرو ﷜: احمد (۲/ ۱۵۸' ۱۷۱) (۴) عقبۃ بن عامر ﷜: احمد (۴/ ۱۵۹' ۲۰۱)' طبرانی فی الکبیر (۱۷/ ۳۰۱)' (۵) الزبیر بن العوام ﷜: ابن حبان (۶۹۸۲)' حاکم (۳/ ۳۶۱) (۶) سلمۃ بن الاکوع ﷜: بخاری (۱۰۹) (۷) عبد اللہ بن عمر ﷜: البزار (۲۱۱)' (۸) واثلۃ بن الاسقع ﷜: بخاری (۳۵۰۹)' طبرانی فی الشامیین (۱۰۵۳) (۹) ابو موسی الغافقی ﷜: احمد (۴/ ۳۳۴)' طبرانی فی الکبیر (۱۹/ ۲۹۵)

ذم الذی ادخل بصرہ قبل الاذن

اس شخص کا گناہ کہ جس نے اجازت سے پہلے جھانکا

۱۸۲۔ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((**مَنْ كَشَفَ سِتْرًا فَأَدْخَلَ بَصَرَهُ فِي الْبَيْتِ قَبْلَ أَنْ يُؤْذَنَ لَهُ، فَرَأَى عَوْرَةَ أَهْلِهِ، فَقَدْ أَتَى حَدًّا لَا يَحِلُّ لَهُ أَنْ يَأْتِيَهُ لَوْ أَنَّهُ حِيْنَ أَدْخَلَ**

ابوذر ﷜ کہتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے (گھر کا) پردہ اٹھایا اور اجازت ملنے سے پہلے اپنی نظر کو گھر میں داخل کیا اور گھر والوں کے پردے کو دیکھا تو اس نے ایسا قابل سزا کام کیا جو اس کے لیے حلال نہیں تھا، اگر جس وقت اُس نے اپنی آنکھ کو

بَصَرَهُ اسْتَقْبَلَهُ رَجُلٌ فَفَقَأَ عَيْنَهُ مَاعَيَّرْتُ عَلَيْهِ، وَإِنْ مَرَّ الرَّجُلُ عَلَى بَابٍ لَاسِتْرَلَهُ غَيْرِ مُغْلَقٍ فَنَظَرَ فَلَا خَطِيئَةَ عَلَيْهِ، إِنَّمَا الْخَطِيئَةُ عَلَى أَهْلِ الْبَيْتِ)). [الصحيحة:٣٤٦٣]

گھر میں داخل کیا تھا، آگے سے کوئی شخص اُس کی آنکھ کو پھوڑ دیتا، میں اُس پر کوئی عیب نہ لگاتا اور اگر کوئی شخص ایسے دروازے سے گزرا جو کھلا اور بے پردہ ہے اور اُس نے اندر جھانک لیا، تو اُس کے ذمہ کوئی غلطی نہیں، غلطی گھر والے کی ہے۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۴۶۳۔ ترمذی (۲۷۰۷)' احمد (۵/ ۱۸۱)

اثم هجر اخيه بسنة

ایک سال تک اپنے بھائی کو چھوڑے رکھنے کا گناہ

۱۸۳۔ عَنْ أَبِي خِرَاشٍ السُّلَمِيِّ، أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((مَنْ هَجَرَ أَخَاهُ سَنَةً فَهُوَ كَسَفْكِ دَمِهِ)). [الصحيحة:٩٢٨]

ابوخراش سلمی سے روایت ہے، انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ ﷺ فرمارہے تھے، جس نے ایک سال اپنے بھائی کو چھوڑے رکھا، وہ اُس کا خون کرنے کے مترادف ہے۔

تخریج: الصحیحۃ ۹۲۸۔ ابوداود (۴۹۱۵)' الادب المفرد (۴۰۴' ۴۰۵)' احمد (۴/ ۲۲۰)' حاکم (۴/ ۱۶۳)

صفة المؤمن و الفاجر

مؤمن اور فاجر کی صفت کا بیان

١٨٤۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((الْمُؤْمِنُ غِرٌّ كَرِيمٌ وَالْفَاجِرُ خِبٌّ لَئِيمٌ))

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مومن بھولا بھالا بزرگی والا ہوتا ہے اور گناہ کا عادی مکار کمینہ ہوتا ہے۔

تخریج: الصحیحۃ ۹۳۵۔ ابوداود (۴۷۹۰)' ترمذی (۱۹۶۴)' الادب المفرد (۴۱۸)' حاکم (۱/ ۴۳)

١٨٥۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ مَرْفُوعًا: ((الْمُؤْمِنُونَ هَيِّنُونَ لَيِّنُونَ، مِثْلُ الْجَمَلِ الْأَلِفِ الَّذِي إِنْ قِيدَ انْقَادَ، وَإِنْ سِيقَ إِنْسَاقَ وَإِنْ أَنَخْتَهُ عَلَى صَخْرَةٍ إِسْتَنَاخَ)). [الصحيحة:٩٣٦]

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً روایت ہے، مومن مانوس اونٹ کی طرح عاجزی والے، نرم ہوتے ہیں۔ اگر اُس کو چلایا جائے تو وہ چلتا ہے، اگر اُس کو پیچھے سے ہانکا جائے تو بھی چلتا ہے اور اگر تو اُس کو چٹان پر بٹھا دے تو وہ بیٹھ جاتا ہے۔

تخریج: الصحیحۃ ۹۳۶۔ عقیلی فی الضعفاء (۱/ ۲۷۹)' قضاعی فی مسند الشھاب (۱۳۹)' بیھقی فی الشعب (۸۱۲۹)

المكر و الخدع في النار

مکر اور دھوکے آگ میں ہیں

١٨٦۔ قَالَ ﷺ: ((الْمَكْرُ وَالْخَدِيعَةُ فِي النَّارِ)) رُوِيَ مِنْ حَدِيثِ قَيْسِ بْنِ سَعْدٍ، وَأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ، وَعَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ، وَمُجَاهِدٍ وَالْحَسَنِ۔ [الصحيحة:١٠٥٧]

آپ ﷺ نے فرمایا: مکر اور دھوکا آگ میں ہیں، یہ حدیث قیس بن سعد، انس بن مالک، ابو ہریرہ، عبداللہ بن مسعود، مجاہد اور حسن رضی اللہ عنہم سے روایت کی گئی ہے۔

تخریج: الصحیحۃ ۱۰۵۷۔ ابن عدی فی الکامل (۲/ ۵۸۴)' حاکم (۴/ ۶۰۷)' بزار (۱۰۳)' ابن حبان (۵۶۷)' ابن وھب فی الجامع (۴۸۷)' ابن المبارک فی البر والصّلۃ ()

فوائد: دھوکا دینا شیطانی کام ہے، سب سے پہلا دھوکا شیطان نے ہمارے بابا آدم علیہ السلام اور اماں حوا سے کیا۔ اس لیے شیطان کی راہ پر چلنے کی بجائے دین کے مطابق خیر خواہی، ہمدردی اور حقیقت پسندی کا مظاہرہ کرنا چاہیے۔ دین اسلام نے ہر معاملہ میں مکر وفریب اور دھوکا کو حرام قرار دیا ہے۔ اپنے نفع اور فائدے کے لیے جھوٹ بولنا، جعل سازی کرنا، دونمبر چیز دینا اور اپنے مسلمان بھائی کے ساتھ دھوکا وفریب کرنا حد درجہ کبیرہ گناہ ہے۔ کئی دکاندار دھوکا وفراڈ کرنے کے بعد بہت خوش ہوتے ہیں۔ سمجھتے ہیں کہ ہم نے گاہک کو دھوکا دے کر بڑا میدان مار لیا ہے حالانکہ یہ حد درجہ بے برکتی، نحوست اور تباہی کا ذریعہ ہے۔ دوسروں سے ہیرا پھیری اور فراڈ کرنے والا بڑا فنکار یا ہوشیار نہیں بلکہ حرام خور، لعنتی اور سخت سزا جہنم کا مستحق ہے۔

الحض بإحسان المملوك

۱۸۷۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوعاً: ((اَلْمَمْلُوْكُ أَخُوْكَ، فَإِذَا صَنَعَ لَكَ طَعَامًا فَأَجْلِسْهُ مَعَكَ، فَإِنْ أَبٰى فَأَطْعِمْهُ، وَلَا تَضْرِبُوْا وُجُوْهَهُمْ)).

غلام کے ساتھ احسان کرنے کی ترغیب کا بیان

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے غلام تیرا بھائی ہے، جب تیرے لئے کھانا تیار کرے، اُسکو اپنے ساتھ بٹھا، اگر اُس نے بیٹھنے سے انکار کیا تو اُس کو کھانا کھلا دے اور اُنکے چہروں پر نہ مارو۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۵۲۷۔ طیالسی (۲۳۶۹)، احمد (۲/ ۵۰۵)، بیھقی فی الشعب (۸۵۶۷)

فضيلة الأنصار

۱۸۸۔ عَنْ عَاصِمِ بْنِ سُوَيْدِ بْنِ يَزِيْدَ بْنَ جَارِيَةَ الْأَنْصَارِيِّ، قَالَ: ثَنَا يَحْيٰى ابْنُ سَعِيْدٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: أَتٰى أُسَيْدُ بْنُ الْحُضَيْرِ النَّقِيْبُ الْأَشْهَلِيُّ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ فَكَلَّمَهُ فِي أَهْلِ بَيْتٍ مِّنْ بَنِي ظُفْرٍ عَامَّتُهُمْ نِسَاءٌ، فَقَسَمَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ قَسَمَهُ بَيْنَ النَّاسِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((تَرَكْتَنَا يَا أُسَيْدُ! حَتّٰى ذَهَبَ مَا فِي أَيْدِيْنَا، فَإِذَا سَمِعْتَ بِطَعَامٍ قَدْ أَتَانِي فَأْتِنِي فَاذْكُرْ لِي أَهْلَ ذَاكَ الْبَيْتِ، أَوِ اذْكُرْ لِي ذَاكَ)) فَمَكَثَ مَاشَاءَ اللّٰهُ، ثُمَّ أَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ طَعَامٌ مِنْ خَيْبَرَ: شَعِيْرٌ وَتَمْرٌ، فَقَسَمَ النَّبِيُّ ﷺ فِي النَّاسِ، قَالَ: ثُم قسم فِي الْأَنْصَارِ فَأَجْزَلَ، قَالَ: ثم قسم في أهل ذلك البيتِ

انصار کی فضیلت کا بیان

عاصم بن سوید بن یزید بن جاریہ انصاری سے روایت ہے، کہتے ہیں: مجھ کو یحییٰ بن سعید نے انس بن مالک سے روایت بیان کی، انہوں نے کہا: اسید بن حضیر جو بنوعبدالاشہل قبیلہ کے سردار تھے، وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور بنوظفر کے گھر والوں کے متعلق بات کی اور اُن کی عام عورتیں ہی تھیں (یعنی مرد کم تھے) پس رسول اللہ نے بنوظفر کے لیے کچھ مال دیا، جو آپ نے لوگوں کے درمیان تقسیم کیا اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پہلے تو تو نے ہم سے رابطہ نہیں کیا، حتیٰ کہ جو کچھ ہمارے پاس تھا وہ ختم ہو گیا، اب جب تو غلہ کے متعلق سنے وہ میرے پاس آیا ہے، تو میرے پاس آنا اور ان گھر والوں کے بارے میں ذکر کرنا، پس جتنا اللہ کو منظور ہوا، حضرت اسید ٹھہرے رہے، پھر رسول اللہ ﷺ کے پاس خیبر سے غلہ آیا، جس میں جو اور کھجوریں تھیں۔ نبی نے لوگوں میں تقسیم فرمایا: راوی نے کہا: پھر انصار میں تقسیم فرمایا اور بہت زیادہ دیا اور

فأجزلَ، فقالَ له أسيدُ شاكراً لَهُ: جزاكَ اللّٰهُ أي رَسُولَ اللّٰهِ! أطْيَبَ الجزَاءِ۔ أو. خيراً يَشُكُّ عاصمٌ۔ قالَ: فقالَ له النبيُّ ﷺ: ((وأنتم معشرَ الأنصارِ! فَجَزَاكُمُ اللّٰهُ خيراً. أو: أطْيبَ الجَزَاءِ. فإنكم. مَاعَلِمْتُ. أعِفَّةٌ صُبُرٌ، وَسَتَرَوْنَ بَعدِي أَثَرَةً فِي القَسْمِ وَالْأمْرِ، فَاصْبِرُوا حَتَّى تَلْقَوْنِي عَلَى الْحَوضِ)).

• [الصحيحة:٣٠٩٦]

پھر بنوظفر کے گھر والوں میں تقسیم فرمایا اور اُنہیں بھی بہت زیادہ دیا۔ حضرت اُسید رضی اللہ عنہ نے آپ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ اللہ آپ کو عمدہ اور بہترین بدلہ عطا فرمائے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے اُسید کو کہا: اے انصار کی جماعت، اللہ تمہیں بھی عمدہ اور بہتر بدلہ عطا فرمائے۔ کیونکہ تم جہاں تک میرے علم میں ہے، پاک دامن اور صبر کرنے والے ہو اور عنقریب میرے بعد مال کی تقسیم اور حکومت میں حق تلفی دیکھو گے، پس تم صبر کرو، یہاں تک کہ تم حوض پر مجھے ملو۔

تخریج: الصحیحة ۳۰۹۶۔ ابن حبان (۷۲۷۷)، حاکم (۴/ ۷۹)، بیهقی فی فضائل الصحابة (۲۴۰)، بیهقی فی الشعب (۹۱۳۶)

ومن علامات الساعة

علامات قیامت کا بیان

١٨٩۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ:((وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ! لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتَّى يَظْهَرَ الْفُحْشُ وَالْبُخْلُ، وَيُخَوَّنَ الأمِينُ، وَيُؤْتَمَنَ الْخَائِنُ، وَيَهْلِكَ الْوُعُوْلُ، وَتَظْهَرَ التُّحُوْتُ، قَالُوْا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! وَمَا الْوُعُوْلُ وَمَاالتُّحُوْتُ؟ قَالَ: الْوُعُوْلُ: وُجُوْهُ النَّاسِ وَأَشْرَافُهُمْ، وَالتُّحُوْتُ، الَّذِيْنَ كَانُوْا تَحْتَ أَقْدَامِ النَّاسِ لَايُعْلَمُ بِهِمْ)).

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: اُس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے، قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ بے حیائی اور بخل ظاہر ہوجائے گا، امانت دار کو خائن اور خائن کو امین بنایا جائے گا، وعول ہلاک ہوجائیں گے اور تحوت ظاہر ہوں گے، صحابہ نے کہا، اے اللہ کے رسول ﷺ، وعول اور تحوت کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: وعول سردار اور معزز لوگ ہیں اور تحوت وہ لوگ ہیں جو لوگوں کے پاؤں تلے تھے، اُن کو کوئی نہیں جانتا تھا۔

تخریج: الصحیحة ۳۲۱۱۔ بخاری فی التاریخ (۱/ ۹۸)، ابن حبان (۶۸۴۴)، حاکم (۴/ ۵۴۷)

فوائد: اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے ظہور قیامت سے قبل عام ہونے والی برائیوں کا تذکرہ فرمایا ہے۔ (۱) بے حیائی: یعنی قربِ قیامت بے حیائی عام ہوجائے گی، بلاشبہ اس وقت فحاشی وعریانی اور بے حیائی اپنے عروج پر ہے۔ جدید ذرائع ابلاغ کے ذریعے فحاشی اور عریانی کو گھر گھر پہنچایا جارہا ہے۔ افسران سے لے کر معمولی درجہ کے ملازم تک اکثر لوگ موسیقی سے اپنا جی بہلاتے ہیں۔ ۲۰۰۶ء میں حکومت پاکستان نے تحفظِ حقوقِ نسواں بل کی آڑ میں فحاشی کی راہوں کو مزید ہموار بنا دیا ہے۔ بل کا نام ''تحفظِ حقوقِ نسواں'' رکھا مگر پسِ پردہ زنا کاری کو عورت کا حق قرار دیا گیا یعنی زنا جرم نہیں بلکہ آزاد عورت کا حق ہے۔ اگر وہ بخوشی منہ کالا کرائے تو اُس کی راہ میں رخنہ نہیں ڈالا جائے گا۔ حقوق نسواں کی تمام شقوں میں زنا کے مواقع آسان کیے گئے ہیں اور اس بل کی اکثر شقیں

سراسر کتاب و سنت کے صریح احکام کے خلاف ہیں۔ (۲) اسی طرح معاشرے میں بخیل افراد کی بھی کوئی کمی نہیں، ہر طرف بخل کا جال بچھا ہوا ہے، بھوکوں کو کھلانا، ننگوں کو پہنانا محتاجوں کو دینا، یتیموں اور بیواؤں کی خبر گیری کرنا اور مفلس مسلمانوں کی حتی المقدور مدد کرنا یہ خوبیاں مسلم معاشرہ کی پہچان ہوتی تھیں، مگر آج ایسے مسلمان شاید چراغ لے کر ڈھونڈنے سے بھی نہ ملیں۔ تقریباً ہر شخص صرف اپنے مفادات کی حد تک مخلص ہے۔ (۳) جہاں تک خیانت و بددیانتی کا ذکر ہے، یہ ہر شعبہ میں عام نظر آ رہی ہے۔ نااہل لوگوں کی حوصلہ افزائی اور منصب کے لائق ممتاز لوگوں کی حوصلہ شکنی کی جاتی ہے۔ ایوان صدر سے لے کر منبر رسول تک تقریباً ہر جگہ جاہل، نالائق اور دنیا کے حریص لوگوں کا غلبہ اور قبضہ ہے۔ ظہورِ قیامت سے قبل رونما ہونے والی نشانیاں ہر زندہ ضمیر شخص کے سامنے ہیں۔ ایسے حالات میں خدا خوف مسلمان کو اپنے ایمان اور اپنی آخرت کی فکر کرنی چاہیے۔ تاکہ مرتے وقت یا روزِ قیامت ذلت و خواری کا سامنا نہ کرنا پڑے۔

فضل السعي على والديه و عياله

۱۹۰۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ جُلُوسٌ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ: إِذْ طَلَعَ عَلَيْنَا شَابٌّ مِنَ الثَّنِيَّةِ فَلَمَّا رَأَيْنَاهُ (وَفِي رِوَايَةٍ: رَمَيْنَاهُ) بِأَبْصَارِنَا، قُلْنَا: لَوْأَنَّ هٰذَا الشَّابَّ جَعَلَ شَبَابَهُ وَنَشَاطَهُ وَقُوَّتَهُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ قَالَ فَسَمِعَ مَقَالَتَنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((وَمَاسَبِيْلُ اللّٰهِ إِلَّا مَنْ قُتِلَ؟ مَنْ سَعَى عَلَى وَالِدَيْهِ، فَفِي سَبِيْلِ اللّٰهِ وَمَنْ سَعٰى عَلَى عِيَالِهِ، فَفِي سَبِيْلِ اللّٰهِ، وَمَنْ سَعَى عَلَى نَفْسِهِ لِيُعِفَّهَا، فَفِي سَبِيْلِ اللّٰهِ، وَمَنْ سَعَى عَلَى التَّكَاثُرِ فَفِي سَبِيْلِ الشَّيْطَانِ وَفِي رِوَايَةٍ الطَّاغُوْتِ)). [الصحيحة:٣٢٤٨]

والدین اور بیوی بچوں کے لیے محنت کرنے کی فضیلت

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا: جبکہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، اچانک ایک نوجوان گھاٹی کی طرف سے آیا، جب ہم نے اُس کو دیکھا تو ہم نے کہا کاش یہ نوجوان اپنی جوانی اور چستی و طاقت کو اللہ کی راہ میں وقف کرتا۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، ہماری یہ بات رسول اللہ ﷺ نے سن لی اور آپ نے فرمایا: کیا اللہ کی راہ میں وہی ہے جو قتل کیا گیا ہو؟ جس نے اپنے ماں باپ کے لیے محنت کی وہ بھی اللہ کی راہ میں، جس نے اپنے اہل و عیال کے لیے محنت کی وہ بھی اللہ کی راہ میں، جس نے اپنے لیے محنت کی تاکہ وہ سوال کرنے سے بچے، وہ بھی اللہ کی راہ میں اور جس نے مال زیادہ اکٹھا کرنے کے لیے محنت کی وہ شیطان کی راہ میں اور ایک روایت میں ہے کہ وہ طاغوت کی راہ میں ہے۔

تخریج: الصحیحة ۳۲۴۸۔ البزار (الکشف:۱۸۷۱)' طبرانی فی الاوسط (۴۲۲۶)' ابو نعیم فی الحلیة (۶/ ۱۹۶' ۱۹۷)' بیہقی (۹/ ۲۵)

فوائد: حدیثِ طیبہ سے معلوم ہوا کہ جو شخص اپنے اہل و عیال کے لیے رزقِ حلال تلاش کرتا ہے اور اُس کے لیے محنت کرتا ہے اللہ تعالیٰ اُس کو ہر قدم کے بدلے جہاد کا ثواب عطا فرماتے ہیں۔ جتنی دیر تک وہ رزق حلال کی تلاش میں رہتا ہے اُسے فی سبیل اللہ تصور کیا جاتا ہے۔ لیکن یہ اُس شخص کے لیے ہے جو عبادات کا پابند ہو اور بقدرِ کفاف یعنی ضرورت کے مطابق رزق اکٹھا کرے۔ جو لوگ مال کی حرص اور اُس کو جمع کرنے کے چکروں میں عبادات تک سے اعراض کرتے ہیں وہ فی سبیل اللہ نہیں بلکہ فی سبیل الشیطان یعنی شیطان کی راہ پر چلتے ہیں۔ آنجناب ﷺ نے کیا خوب ارشاد فرمایا: اُس زیادہ مال سے جو اللہ کی یاد سے غافل کر دے وہ تھوڑا مال بہتر ہے جس میں آدمی اپنے اللہ کو یاد رکھ سکے۔

فضل الوالدبأنه أوسط من ابواب الجنة

والد کی فضیلت کہ وہ جنت کا درمیانی دروازہ ہے

۱۹۱۔ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((اَلْوَالِدُ أَوْسَطُ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ)). [الصحيحة:٩١٤]

ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ ﷺ فرمارہے تھے، باپ جنت کے دروازوں میں سے بہترین (درمیانی) دروازہ ہے۔

تخریج: الصحیحة ۹۱۴۔ طیالسی (۹۸۱)' احمد (۵/ ۱۹۶)' ابن ماجه (۲۰۸۹)' ترمذی (۱۹۰۰)' حاکم (۴/ ۱۵۲)

اهمية النية

نیت کی اہمیت کا بیان

۱۹۲۔ عَنْ أَبِي ذَرٍّ مَرْفُوْعًا: ((لَا أَجْرَ إِلَّا عَنْ حِسْبَةٍ، وَلَا عَمَلَ إِلَّا بِنِيَّةٍ)). [الصحيحة:٢٤١٥]

ابوذر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے، کسی عمل پر کوئی اجر نہیں ملتا جب تک اُس میں اللہ سے ثواب حاصل کرنے کی نیت نہ ہو اور نہ ہی کوئی عمل بغیر نیت کے قبول ہوتا ہے۔

تخریج: الصحیحة ۲۴۱۵۔ دیلمی (۴/ ۲۰۲)' ابن المبارك فی الزهد (۱۵۲) عن القاسم مرسلا

لا خير فيمن لا يضيف

جو مہمان نوازی نہیں کرتا' اس میں کوئی بھلائی نہیں ہے

۱۹۳۔ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ مَرْفُوْعًا:((لَا خَيْرَ فِيْمَنْ لَا يُضِيْفُ)). [الصحيحة:٢٤٣٤]

عقبہ بن عامر سے مرفوعاً روایت ہے، مہمان نوازی نہ کرنے والے میں کوئی بھلائی نہیں۔

تخریج: الصحیحة ۲۴۳۴۔ احمد (۴/ ۱۵۵)' الرویا فی سنده (۱۷۶)' ابن عدی فی الکامل (۴/ ۱۴۶۶)

فوائد: مہمان نوازی سے جی چرانا بھلائی سے محروم ہونے کا باعث ہے۔مہمان ہمیشہ خیر و برکت کا باعث ہوتا ہے۔فراخ دلی سے خوشنودی الٰہی کے لیے مہمان کی خدمت کرنے والا شخص کبھی فقیر اور محتاج نہیں ہوتا بلکہ اللہ تبارک و تعالیٰ اُس کے لیے رزق کے تمام دروازے کھول دیتا ہے۔اس لیے کبھی مہمان کے لیے سینہ تنگ نہیں کرنا چاہیے۔

بر الوالدين ولو كان فاسقا

والدین کے ساتھ نیکی کرنا اگرچہ وہ فاسق ہی ہوں

۱۹۴۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: مَرَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ عَلَى عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أُبَيِّ ابْنِ سَلُوْلٍ، وَهُوَ فِي ظِلِّ أَجَمَةٍ فَقَالَ: قَدْ غَبَّرَ عَلَيْنَا ابْنُ أَبِي كَبْشَةَ! فَقَالَ ابْنُهُ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ: وَالَّذِي أَكْرَمَكَ وَأَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ! إِنْ شِئْتَ لَأَتَيْتُكَ بِرَأْسِهِ۔ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَا وَلٰكِنْ بَرَّ أَبَاكَ وَأَحْسِنْ صُحْبَتَهُ)). [الصحيحة:٣٢٢٣]

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ عبداللہ بن اُبی ابن سلول کے پاس سے گزرے۔وہ چھپر کے سائے تلے تھا، اُس نے کہا، ابن ابی کبشہ نے ہم پر گرد وغبار اڑایا ہے۔اُس کے بیٹے عبداللہ بن عبداللہ نے کہا: قسم ہے اُس ذات کی جس نے آپ ﷺ کو عزت دی اور آپ پر کتاب نازل کی! اگر آپ چاہتے ہیں تو میں اُس کا سر آپ کے پاس لے آتا ہوں۔آپ نے فرمایا: نہیں، لیکن تو اپنے باپ سے نیکی کر اور اچھا سلوک کر۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۲۲۳۔ ابن حبان ۲۴۸' البزار (۲۷۰۸)

لا يتم بعد احتلام

۱۹۵۔ عَنْ ذِيَالِ بْنِ عُبَيْدٍ، قَالَ: سَمِعْتُ جَدِّي حَنْظَلَةَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا يُتْمَ بَعْدَ احْتِلَامٍ، وَلَا يُتْمَ عَلَى جَارِيَةٍ إِذَا هِيَ حَاضَتْ)). [الصحيحة: ۳۱۸۰]

بلوغت کے بعد یتیمی نہیں ہے

ذیال بن عبید سے روایت ہے، کہتے ہیں میں نے اپنے دادا حنظلہ رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ کہہ رہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بلوغت کے بعد یتیمی نہیں۔ اور لڑکی بھی یتیم نہیں رہتی جب اُس کو حیض آ جائے۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۱۸۰۔ طبرانی فی الکبیر (۳۵۰۲)' ابو نعیم فی المعرفۃ (۲۲۳۶)' عبد الباقی بن قانع فی معجم الصحابۃ (۲۲۲)

ذم الكبر

۱۹۶۔ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، قَالَ: زَعَمَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ حَنْظَلَةَ: أَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ سَلَامٍ مَرَّ فِي السُّوقِ، وَعَلَيْهِ حُزْمَةٌ مِنْ حَطَبٍ، فَقِيلَ لَهُ: أَلَيْسَ اللّٰهُ قَدْ أَغْنَاكَ عَنْ هٰذَا؟ قَالَ: بَلَى، وَلٰكِنْ أَرَدْتُ أَنْ أَدْفَعَ بِهِ الْكِبْرَ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ مِنْ كِبْرٍ)).

تکبر کی مذمت کا بیان

قاسم بن محمد سے روایت ہے، انہوں نے کہا: کہ عبداللہ بن حنظلہ کا خیال ہے کہ عبداللہ بن سلام ایندھن کا گٹھا اٹھائے بازار سے گزرے، اور انہیں کہا گیا: کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس سے بے پروا نہیں کیا؟ انہوں نے کہا: کیوں نہیں؟ لیکن میں نے ارادہ کیا کہ میں اپنے سے تکبر کو دور کروں۔ میں نے آپ کو فرماتے ہوئے سنا، ایسا شخص جنت میں داخل نہیں ہوگا جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی تکبر ہوا۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۲۵۷۔ عبد اللہ بن احمد فی زوائد الزھد (۱۰۱۷)' الاصبھانی فی الترغیب (۶۰۰)' طبرانی فی الکبیر (۱۳/ ۱۴۷)' حاکم (۳/ ۴۱۶)

ذم الحسد

۱۹۷۔ عَنْ ضَمْرَةَ بْنِ ثَعْلَبَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا يَزَالُ النَّاسُ بِخَيْرٍ مَالَمْ يَتَحَاسَدُوا)). [الصحيحة: ۳۳۸٦]

حسد کی مذمت کا بیان

ضمرہ بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لوگ ہمیشہ بھلائی سے رہیں گے۔ جب تک انہوں نے حسد نہ کیا۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۳۸۶۔ طبرانی فی الکبیر (۸۱۵۷)' ابن ابی عاصم فی الاحاد والمثانی (۱۳۸۳)' ابو نعیم فی المعرفۃ (۳۹۱۲)

فوائد: اسلام میں رشک تو جائز ہے حسد جائز نہیں۔ رشک یہ ہے کہ آدمی اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کرے کہ اے میرے پروردگار جس طرح تو نے میرے بھائی پر اپنا کرم وفضل فرمایا ہے اسی طرح مجھ پر بھی اپنے کرم وفضل کے دروازے کھول دے تاکہ میں بھی اپنے بھائی کی طرح بڑھ چڑھ کر دین کی خدمت کر سکوں۔ اور حسد یہ ہے کہ آدمی کسی دوسرے کی قابلیت واہلیت، علم وہنر، مال ودولت اور مقام ومرتبہ کو دیکھ کر اُس کا زوال چاہے، دل میں جلتا اور کڑھتا رہے، ایسا انسان کبھی اللہ کی رحمت حاصل نہیں کر سکتا۔ حسد سے بے شمار

برائیاں اور گناہ پیدا ہوتے ہیں۔ بلکہ انسانیت کا پہلا قتل ہی حسد کی وجہ سے ہوا تھا۔

ذم الذی لا یأمن جارہ بوائقه

اس شخص کی مذمت کہ جس کا پڑوسی اس کے شر سے محفوظ نہیں

۱۹۸۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا يَسْتَقِيْمُ إِيْمَانُ عَبْدٍ حَتّٰى يَسْتَقِيْمَ قَلْبُهُ، وَلَا يَسْتَقِيْمُ قَلْبُهُ حَتّٰى يَسْتَقِيْمَ لِسَانُهُ وَلَا يَدْخُلُ رَجُلُ الْجَنَّةَ لَا يَأْمَنُ جَارُهُ بَوَائِقَهُ)). [الصحيحة: ٢٨٤١]

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کسی آدمی کا ایمان درست نہیں ہوتا، یہاں تک کہ اُس کا دل درست ہو اور اس کا دل درست نہیں ہوتا یہاں تک کہ اُس کی زبان درست ہوجائے۔ اور ایسا شخص جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ جس کی شرارتوں سے اُس کا ہمسایہ امن میں نہ ہو۔

تخریج: الصحیحة ۲۸۴۱۔ احمد (۳/ ۱۹۸)' ابن ابی الدنیا فی الصمت (۹)' خرائطی فی المکارم (۳۴۲) قضاعی فی مسند الشھاب (۸۸۷)

فضل الإحسان بازواج النبی

نبی ﷺ کی بیویوں کے ساتھ احسان کرنے کی فضیلت

۱۹۹۔ قَالَ عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((لَايَعْطِفُ عَلَيْكُنَّ بَعْدِي إِلَّا الصَّادِقُوْنَ الصَّابِرُوْنَ)) قَالَ عَبْدُالرَّحْمٰنِ: فَبِعْتُ مِنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ سَعْدِ ابْنِ أَبِي سَرْحٍ شَيْئًا۔ قَدْسَمَّاهُ۔ بِأَرْبَعِيْنَ أَلْفًا فَقَسَمْتُهُ بَيْنَهُنَّ۔ يَعْنِي: بَيْنَ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ وَرَحِمَهُنَّ اللّٰهُ۔ [الصحيحة:٣٣٨٨]

عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ فرمارہے تھے: میرے بعد تمہارے ساتھ (یعنی آپ ؐ کی بیویاں) اچھا سلوک، صحیح العقیدہ، ثابت قدم لوگ ہی کریں گے۔ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا، میں نے عبداللہ بن سعد بن أبي سرح کو کوئی چیز (باغ) چالیس ہزار کی بیچی اور میں نے وہ ساری رقم ان میں یعنی ازواج نبی ﷺ میں تقسیم کردی۔ اللہ تعالیٰ اُن پر رحم فرمائے۔

تخریج: الصحیحة ۳۳۸۸۔ البزار (الکشف:۲۵۹)' (البحر الزخار:۱۰۴۳)' ابن عساکر (۳۷/ ۱۹۶)' ابو نعیم فی اخبار اصبھان (۲/ ۱۲۱)

ذوالوجھین لا یکون امینًا

دورخا یعنی امین نہیں ہوتا

۲۰۰۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ۔ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ۔ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَايَنْبَغِيْ لِذِي الْوَجْهَيْنِ أَنْ يَكُوْنَ أَمِيْنًا)). [الصحيحة:٣١٩٧]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: دورخا امانت دار نہیں ہوسکتا۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۱۹۷۔ الادب المفرد (۳۱۳)، خرائطی فی مساوی ء الاخلاق (۲۹۲)، احمد (۲/ ۳۶۵)، بیہقی (۱۰/ ۲۴۳)

المؤمن لا یکون لعاناً

مومن لعن طعن کرنے والا نہیں ہوتا

۲۰۱۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ:((لَايَنْبَغِي لِلْمُؤْمِنِ اَنْ يَكُوْنَ لَعَّانًا)). [الصحيحة:۲٦۳٦]

ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ آپ ﷺ سے بیان کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: مومن کے یہ لائق نہیں، کہ وہ لعن طعن کرنے والا ہو۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۶۳۶۔ الادب المفرد (۳۰۹)، ترمذی (۲۰۲۰)، حاکم (۱/ ۴۷)، بیہقی فی الشعب (۵۱۵۵)

فضل حسن الخلق و طول الصمت

اچھے اخلاق اور زیادہ خاموشی کی فضیلت

۲۰۲م۔ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: لَقِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَبَا ذَرٍّ، فَقَالَ: ((يَا اَبَا ذَرٍّ! اَلَا اَدُلُّكَ عَلٰى خَصْلَتَيْنِ هُمَا أَخَفُّ عَلَى الظَّهْرِ، وَأَثْقَلُ [فِي الْمِيْزَانِ] مِنْ غَيْرِ هِمَا؟)) قَالَ: بَلٰى يَارَسُوْلَ اللّٰهِ۔ قَالَ ((عَلَيْكَ بِحُسْنِ الْخُلُقِ، وَطُوْلِ الصَّمْتِ فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَاعَمِلَ الْخَلَائِقُ بِمِثْلِهِمَا)). [الصحيحة:۱۹۳۸]

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ ابوذر رضی اللہ عنہ سے ملے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے ابوذر رضی اللہ عنہ کیا میں تجھے دو خوبیاں نہ بتاؤں، جو کرنے میں ہلکی اور ترازو میں بہت زیادہ بھاری ہیں؟ اُنہوں نے کہا، کیوں نہیں اے اللہ کے رسول۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تو اپنے اوپر اچھا اخلاق اور زیادہ خاموش رہنا لازم کر، قسم ہے اُس ذات کی، جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، مخلوق کا کوئی دوسرا عمل ان کے برابر نہیں۔

تخریج: الصحیحۃ ۱۹۳۸۔ ابو یعلی (۳۲۹۸)، طبرانی فی الاوسط (۷۰۹۹)، بیہقی فی الشعب (۴۹۳۱)

رفقة الزوج مع زوجته

شوہر کا اپنی بیوی کے ساتھ شفقت کرنا

۲۰۲۔ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ، دَخَلَ الْحَبَشَةُ الْمَسْجِدَ يَلْعَبُوْنَ، فَقَالَ لِي: ((يَاحُمَيْرَاءُ! اَتُحِبِّيْنَ اَنْ تَنْظُرِيْ إِلَيْهِمْ؟!)) فَقُلْتُ: نَعَمْ، فَقَامَ عَلَى الْبَابِ، وَجِئْتُهُ،فَوَضَعْتُ ذَقَنِي عَلَى عَاتِقِهِ فَأَسْنَدْتُ وَجْهِي إِلَى خَدِّهِ، قَالَتْ وَمِنْ قَوْلِهِمْ يَوْمَئِذٍ أَبَا الْقَاسِمِ طَيِّبًا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((حَسْبُكِ؟!)) فَقُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! لَا تَعْجَلْ فَقَامَ لِي، ثُمَّ قَالَ: ((حَسْبُكِ؟!)) فَقُلْتُ: لَاتَعْجَلْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَتْ: وَمَالِي

زوجۂ نبی ﷺ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، کہ: حبشی لڑکے مسجد میں داخل ہوئے اور وہ کھیل رہے تھے۔ آپ ﷺ نے مجھے کہا اے حمیراء کیا تو اُنہیں دیکھنا پسند کرتی ہے؟ میں نے کہا: ہاں! پھر آپ ﷺ دروازے پر کھڑے ہوئے گئے اور میں آئی اور میں نے اپنی ٹھوڑی آپ ﷺ کے کندھے پر رکھی اور اپنا چہرہ آپ ﷺ کے رخسار کے ساتھ لگایا، عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: اُن کے اُس دن کے اشعار میں یہ بھی تھا "اے ابو قاسم ﷺ! اللہ تجھے پاکیزہ زندگی عطا کرے۔" پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عائشہ رضی اللہ عنہا بس؟ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ جلدی نہ کریں۔ پھر آپ ﷺ میرے

حَبُّ النَّظْرِ إِلَيهِمْ، وَلَكِنِّي أَحْبَبْتُ أَنْ يَبْلُغَ النِّسَاءَ مَقَامُهُ لِي، وَمَكَانِيْ مِنْهُ۔
[الصحيحة:٣٢٧٧]

لیے کھڑے ہوئے اور آپ ﷺ نے پھر فرمایا: کیا اب کافی ہے؟ میں نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ جلدی نہ کریں۔ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں، مجھے اُن کی طرف دیکھنے کا شوق نہ تھا، لیکن میں پسند کرتی تھی کہ عورتوں کو میرے لیے حضور کے کھڑا رہنے اور آپ کی نگاہ میں میری قدر کا پتہ چلے۔

تخریج: الصحيحة ٣٢٧٧۔ نسائي في الكبرى (٨٩٥١)' طحاوي في مشكل الآثار (١/ ١١٧)

جواز الغنى

گانا گانے کا جواز

۲۰۳۔ عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ: أَنَّ امْرَأَةً جَاءَتْ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ: فَقَالَ: ((**يَا عَائِشَةُ! أَتَعْرِفِيْنَ هٰذِهِ؟**)) قَالَتْ: لَايَانَبِيَّ اللّٰهِ! قَالَ: ((**هٰذِهِ قَيْنَةُ بَنِي فُلَانٍ، تُحِبِّيْنَ أَنْ تُغَنِّيَكِ؟**)) قَالَتْ: نَعَمْ قَالَ: فَأَعْطَاهَا طَبَقًافَغَنَّتْهَا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((**قَدْ نَفَخَ الشَّيْطَانُ فِي مِنْخَرَيْهَا**)). [الصحيحة: ٣٢٨١]

سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، ایک عورت رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی، آپ ﷺ نے فرمایا: اے عائشہ رضی اللہ عنہا کیا تو اسے جانتی ہے؟ اُس نے کہا نہیں اے اللہ کے نبی ﷺ! آپ ﷺ نے فرمایا: یہ بنی فلاں کی مغنیہ ہے، کیا تو پسند کرتی ہے کہ وہ تیرے لیے گائے؟ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: ہاں! چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے اُس کو تھال پکڑایا، اُس نے اُس پر گایا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: تحقیق شیطان نے اس کے نتھنوں میں پھونکا ہے۔

تخریج: الصحيحة ٣٢٨١۔ (٣/ ٤٤٩)' نسائي في الكبرى (٨٩٦٠)' طبراني في الكبير (٦٦٨٦)

فوائد: (۱) شیخ الاسلام علامہ البانی رحمہ اللہ نے اپنے فہم کے مطابق اس حدیث کو صحیحہ میں نقل کیا ہے، جبکہ ایک قول کے مطابق یہ روایت ضعیف ہے اور درجہ صحت تک نہیں پہنچتی۔ (۲) بعض روشن خیال محققین اپنی ذہنی عیاشی کو جلا بخشنے کے لیے اس سے محفل موسیقی و غنا کا ثبوت پیش کرتے ہیں، حتیٰ کہ ایک آزاد فکر جریدہ ماہنامہ ''اشراق'' مارچ 2004ء صفحہ نمبر 33 نے یہاں تک لکھ دیا کہ ''بعض روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ ماہرِ فن مغنی اور مغنیات، رقاص اور رقاصائیں عرب میں موجود تھیں اور نبی ﷺ ان کے فن سے لطف اندوز ہونے کو معیوب نہیں سمجھتے تھے۔'' (انا للہ وانا الیہ راجعون) روشن خیال محقق صاحب نے الفاظ کی جادوگری اور مینا کاری میں رسول اللہ ﷺ کی پاکیزہ سیرت کا بھی خیال نہ کیا۔ کہ شب و روز تلاوتِ قرآن اور رکوع و سجود میں سکون محسوس کرنے والا عظیم پیغمبر کس طرح رقاصوں کے ناچ گانے کو معیوب نہ سمجھتا ہوگا......؟ روشن خیال محقق صاحب نے علمی بددیانتی کا مظاہرہ کرتے ہوئے پہلے لفظ ''قینہ'' کی غلط تشریح کی اور کہا کہ وہ ماہرِ فن پیشہ ور مغنیہ تھی حالانکہ قینہ سے مراد لونڈی ہے۔ کسی قبیلے کی عام گھریلو لونڈی کو ماہرِ فن رقاصہ یا مغنیہ کہنا حد درجہ جہالت یا تجاہل عارفانہ ہے۔ (۳) کیونکہ دیگر روایات میں بھی صراحت ہے کہ وہ پیشہ ور مغنیہ نہ تھی، بعد میں رسول اللہ ﷺ نے خود ارشاد فرمایا: (**قَدْ نَفَخَ الشَّيْطَانُ فِي مَنْخَرَيْهَا**) کہ شیطان نے اس کے نتھنوں میں پھونکا ہے۔ عظیم سیرت نگار علامہ سلیمان ندوی رحمہ اللہ بھی فرماتے، کہ اس قسم کے گانے کو آپ نے بذاتہٖ مکروہ سمجھا ہے۔'' (سیرت عائشہ صفحہ 49) یاد رہے! کئی قرآنی آیات اور صریح احادیث نبویہ سے محفل موسیقی و غنا اور آلاتِ موسیقی کی حرمت ثابت ہوتی ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿ وَمِنَ

النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِیْ لَهْوَ الْحَدِیْثِ لِیُضِلَّ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ بِغَیْرِ عِلْمٍ﴾ ”کچھ لوگ کھیل تماشے اور غافل کر دینے والی چیز خریدتے ہیں تاکہ بغیر علم کے لوگوں کو گمراہ کر دیں۔“ کتب تفسیر کا مطالعہ کیا جائے تو یہ بات واضح ہوتی ہے کہ صحابہ کرام اور تابعین عظام سے لے کر آج تک کے تمام اہل علم نے اس سے موسیقی وغنا اور آلات موسیقی مراد لیے ہیں۔ اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: لَیَکُوْنَنَّ مِنْ اُمَّتِیْ اَقْوَامٌ یَسْتَحِلُّوْنَ الْحِرَ وَالْحَرِیْرَ وَالْخَمْرَ وَالْمَعَازِفَ میری امت میں ایسے لوگ ہوں گے جو شرمگاہ (زنا) ریشم، شراب اور سازوں کو حلال کر لیں گے۔“ اور ایک حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا: صَوْتَانِ مَلْعُوْنَانِ فِی الدُّنْیَا وَالْآخِرَةِ مِزْمَارٌ عِنْدَ نِعْمَةٍ وَرَنَّةٌ عِنْدَ مُصِیْبَةٍ ”دو آوازیں ایسی ہیں جو دنیا وآخرت میں ملعون ہیں۔ ایک نعمت (خوشی) کے وقت مزمار، دوسری مصیبت کے وقت چیخنے چلانے کی آواز۔ بلکہ ایک روایت میں تو رسول اللہ نے فرمایا: کہ جب لوگوں میں موسیقی، آلات موسیقی اور گانے بجانے والیاں عام ہو جائیں گی تو پھر لوگوں کے چہروں کو مسخ کر دیا جائے گا اور اُن کو زمین میں دھنسا دیا جائے گا۔ ان روایات سمیت دیگر وہ روایات جن میں موسیقی وغنا کی سخت ممانعت ہے ایسی احادیث آوارہ مزاج روشن خیال لوگوں کی زندگی میں کانٹے کی حیثیت رکھتی ہیں۔ اس لیے وہ آئے دن ان احادیث کے راویوں کے متعلق موشگافیاں کرتے رہتے ہیں، تاکہ ان کی اسنادی حیثیت کو کمزور بنا دیا جائے۔ جبکہ تمام اعتراضات صرف مغالطات ہیں۔ اللہ تعالیٰ دین حنیف کی صحیح سمجھ اور اخلاص عطا فرمائے۔

الرفق خير من الله

نرمی اللہ کی طرف سے بھلائی ہے

۲۰۴۔ عَنْ عَائِشَةَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَهَا: ((یَاعَائِشَةُ! ارْفُقِیْ، فَاِنَّ اللّٰهَ اِذَا اَرَادَ بِاَهْلِ بَیْتٍ خَیْرًا دَلَّهُمْ عَلٰی بَابِ الرِّفْقِ)).

[الصحيحة:۵۲۳]

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، بلاشبہ رسول اللہ ﷺ نے اُسے فرمایا: اے عائشہ! تو نرمی کر۔ بے شک اللہ تعالیٰ جب کسی گھر کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرتے ہیں تو انہیں نرمی کا رستہ دکھا دیتے ہیں۔

تخریج: الصحيحة ۵۲۳۔ احمد (۶/ ۱۰۴)' من طريق عطاء بن يسار عن عائشة رضی اللہ عنہا' احمد (۶/ ۷۱)' بخاری فی التاريخ الكبير (۱/ ۴۱۶)' بيهقی فی الشعب (۶۵۶۰)' عن طريق هشام عن عائشة عن ابيه رضی اللہ عنہ' بزار (الكشف: ۱۹۶۵)' من حديث جابر رضی اللہ عنہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(۲) الأَدَبُ وَالِاسْتِئْذَانُ

آداب اور اجازت طلب کرنے کے مسائل

ومن أمور النصيحة

٢٠٥۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ: أَنَّهُ قَالَ: ((آمُرُكُمْ بِثَلَاثٍ وَأَنْهَاكُمْ عَنْ ثَلَاثٍ آمُرُكُمْ أَنْ تَعْبُدُوْا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهِ شَيْئًا، وَتَعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَلَا تَفَرَّقُوْا وَتُطِيْعُوْا لِمَنْ وَلَّاهُ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ أَمْرَكُمْ، وَأَنْهَاكُمْ عَنْ قِيْلَ وَقَالَ، وَكَثْرَةِ السُّوَالِ وَإِضَاعَةِ الْمَالِ)). [الصحيحة:٦٨٥]

ناصحانہ باتوں کا بیان

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں تمھیں تین چیزوں کا حکم دیتا ہوں اور تین چیزوں سے منع کرتا ہوں، میں تمھیں حکم دیتا ہوں کہ اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ اور سب کے سب اللہ کے دین پر مضبوطی سے جمے رہو اور فرقوں میں مت پڑو اور اس کی اطاعت کرو جس کو اللہ تعالیٰ تمہارا حکمران بنا دے۔ اور میں تمھیں فضول باتوں، کثرتِ سوال اور فضول خرچی سے منع کرتا ہوں۔“

تخریج: الصحیحة ٦٨٥۔ ابن حبان (٤٥٦٠)، مسلم (١٧١٥)، احمد (٢/ ٣٢٧، ٣٦٠)

فوائد : کامیابی یہ ہے کہ بندہ جہنم سے بچا لیا جائے جنت میں داخل کر دیا جائے قرآن میں ”ممن زحزح عن النار وادخل الجنة فقد فاز“ اس کامیابی کو حاصل کرنے کا پورا طریقہ اللہ تعالیٰ نے ایک دستاویز کی صورت میں ہمیں عطا کر دیا جسے قرآن وحدیث کا نام دیا جاتا ہے انکے اوامر ونواہی کا رسول اللہ ﷺ نے اس حدیث میں نچوڑ بیان کر دیا کہ ان تین چیزوں کو مان لو اور تین سے رک جاؤ اپنی زندگی کا مقصد حاصل کر لو گے اسی کی طرح اشارہ کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے چھ چیزوں کے ذریعے دوسرے انبیاء پہ فضیلت دی گئی ان میں سے ایک ”جوامع الکلم“ ہیں کہ بات تھوڑی کرتا ہوں لیکن مفہوم ایسے جیسے کوزے میں سمندر سمو دیا ہو۔ ان احکامات کو دو حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے ایک تعلق باللہ سے اور دوسرے حصے کا تعلق انسان کے آپس کے معاملات سے۔ جیسا کہ اللہ کے متعلق یہ ہے کہ بندہ شرک سے بچ جائے اور تخلیق انسان کے حقیقی مقصد عبادت کو بجالائے۔ اور آپس میں افتراق سے بچ کر اکٹھے ہو جائیں اور فضول بحث ومباحثہ، فضول سوال، اور مال کا ضیاع اس سے بچ تو کامیابی آپ کے قدموں میں ہوگی۔

٢٠٦۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَلِيْمٍ أَوْ سُلَيْمٍ، قَالَ: ((أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَإِذَا هُوَ جَالِسٌ مَعَ أَصْحَابِهِ،

سیدنا جابر بن سَلیم یا سُلیم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نبی ﷺ کے پاس آیا، آپ ﷺ صحابہ کرام میں تشریف فرما تھے۔ میں نے کہا: تم میں نبی

فَقُلْتُ: أَيُّكُمُ النَّبِيُّ ﷺ؟ قَالَ: فَإِمَّا أَنْ يَكُونَ أَوْمَأَ إِلَى نَفْسِهِ وَإِمَّا أَنْ يَكُونَ أَشَارَ إِلَيْهِ الْقَوْمُ، قَالَ: فَإِذَا هُوَ مُحْتَبٍ بِبُرْدَةٍ قَدْ وَقَعَ هُدْبُهَا عَلَى قَدَمَيْهِ، قَالَ: فَقُلْتُ: يَارَسُولَ اللّٰهِ! أَجْفُو عَنْ أَشْيَاءٍ فَعَلِّمْنِي قَالَ: ((اتَّقِ اللّٰهَ. عَزَّوَجَلَّ. وَلَا تُحَقِّرَنَّ مِنَ الْمَعْرُوْفِ شَيْئًا وَلَوْ أَنْ تُفْرِغَ مِنْ دَلْوِكَ فِي إِنَاءِ الْمُسْتَسْقِي، وَإِيَّاكَ وَالْمَخِيْلَةَ! فَإِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى لَايُحِبُّ الْمَخِيْلَةَ، وَإِنِ امْرُؤٌ شَتَمَكَ وَعَيَّرَكَ بِأَمْرٍ يَعْلَمُهُ فِيْكَ، فَلَا تُعَيِّرْهُ بِأَمْرٍ تَعْلَمُهُ فِيهِ، فَيَكُونُ لَكَ أَجْرُهُ وَعَلَيْهِ إِثْمُهُ وَلَاتَشْتِمَنَّ أَحَدًا)).

[الصحيحة: ٧٧٠]

کون ہے؟ جواباً آپ ﷺ نے خود اپنی طرف یا لوگوں نے آپ کی طرف اشارہ کیا۔ آپ ﷺ گھٹنوں اور کمر کے گرد چادر باندھ کر اور گھٹنے کھڑے کر کے سرین کے بل بیٹھے تھے' چادر کا کنارہ آپ ﷺ کے پاؤں پر لگ رہا تھا۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں کچھ چیزوں کے بارے میں تندمزاج ہوں' آپ مجھے سکھا دیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "اللہ سے ڈر جا' کسی نیکی کو حقیر مت جان - اگر چہ وہ پانی مانگنے والے کے برتن میں پانی ڈالنے کی صورت میں ہی کیوں نہ ہو۔ تکبر سے اجتناب کر' کیونکہ اللہ تعالی تکبر کو پسند نہیں کرتا' اگر کوئی آدمی تجھے گالی دے اور تیرے کسی عیب' جسے وہ جانتا ہے' پر تجھے عار دلائے' تو تو اسے اس برائی کی بنا پر عار مت دلا جسے تو جانتا ہے' اس طرح کرنے سے اس کا اجر تجھے ملے گا اور اس کے گناہ کا وبال اسی پر ہوگا اور (یہ بھی یاد رکھ کہ) کسی کو گالی نہیں دینا۔"

تخریج: الصحیحۃ ۷۷۰۔ احمد (۵/ ۶۳)' ابن المبارک فی الزھد (۱۰۱۷)' نسائی الکبری (۹۶۹۱)' الادب المفرد (۱۱۸۲)

فوائد : جس طرح قطرے مل کر دریا اور کنکر مل کر پہاڑ کی صورت اختیار کر لیتے ہیں اسی طرح چھوٹی چھوٹی نیکیاں مل کر پہاڑوں کی صورت اختیار کر لیتی ہیں اسی حقیقت کے پیش نظر رسول کائنات ﷺ نے بارہا ایسی باتوں کی طرف توجہ دلائی حتیٰ کہ ایک حدیث میں فرمایا کہ مسکرا کر بھائی سے ملنے کو بھی حقیر نہ سمجھو (مفہوم) نیز گالی یا عار دلانے کے جواب میں گالی یا عار دلا سکتا ہے مگر بہتر یہ ہے کہ بندہ خاموش رہے کیونکہ جب تک بندہ خاموش رہے گا تو ایک فرشتہ اس کی طرف سے جواب دیتا ہے گا اور ویسے بھی کہاوت ہے کہ برتن سے وہی چھلکتا ہے جو اس میں ہو۔

اهمية الصلاة وما ملكت ايمانكم

نماز اور غلاموں کے ساتھ احسان کی اہمیت کا بیان

٢٠٧۔ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَقُوْلُ فِي مَرَضِهِ: ((اتَّقُوْا اللّٰهَ فِي الصَّلَاةِ وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ)) وَجَعَلَ يُكَرِّرُهَا۔

[الصحيحة: ٨٦٨]

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے مرض الموت کے دوران فرمایا: "نماز اور اپنے غلاموں (اور مالوں) کے بارے میں اللہ تعالی سے ڈرتے رہنا۔" آپ ﷺ نے یہ کلمات بار بار دہرائے۔

تخریج: الصحیحۃ ۸۶۸۔ خطیب فی تاریخ بغداد (۱۰/ ۱۶۹)' طحاوی فی المشکل (۴/ ۲۳۵' ۲۳۶)' احمد (۶) نسائی فی الکبری (۷۱۰۰)' ابن ماجہ (۱۶۲۵)

فوائد : نماز اور غلاموں کے بارے میں تقویٰ سے مراد ہے کہ نمازوں کو پابندی سے انکے اوقات میں ادا کیا جائے کیونکہ جہاں نماز کا قیام

عظیم اجر کا باعث ہے وہاں اسکا ضیاع اور وقت سے مؤخر کر کے بڑھنا گناہ کا باعث ہے۔ اور غلاموں کو انسان سمجھتے ہوئے ان سے انسانیت کے دائرے میں رہتے ہوئے کام لینا ان کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہنا ہی تقویٰ ہے۔

احب الطعام إلى الله

اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب کھانے کا بیان

۲۰۸۔ عَنْ جَابِرٍ مَرْفُوعاً: ((أَحَبُّ الطَّعَامِ إِلَى اللّٰهِ مَاكَثُرَتْ عَلَيْهِ الْأَيْدِيْ)).

[الصحيحة:۸۹۵]

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کے ہاں محبوب کھانا وہ ہے جس کو کھانے والے زیادہ ہوں۔''

تخريج: الصحيحة ۸۹۵۔ ابو يعلى (۲۰۴۵)' ابو نعيم فى اخبار اصبهان (۲/ ۹۶)' طبرانى فى الاوسط (۳/ ۴۳)

فوائد : بڑے برتنوں میں مل بیٹھ کر کھانا یہ شریعت کا مطلوب ہے اس سے جہاں آپس میں الفت بڑھتی ہے وہاں اللہ کی محبت بھی حاصل ہوتی ویسے بھی شریعت کا کوئی حکم حکمت سے خالی نہیں اور آج سائنس بھی اس بات کا اعتراف کرتی ہے کہ مل کر کھانے سے کئی بیماریوں کا سد باب ہوتا ہے۔

ومن الناس احب إلى الله

اللہ کے نزدیک محبوب ترین لوگوں کا بیان

۲۰۹۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ: (أَنَّ رَجُلاً جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ أَيُّ النَّاسِ أَحَبُّ إِلَى اللّٰهِ؟وَأَيُّ الْأَعْمَالِ أَحَبُّ إِلَى اللّٰهِ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَحَبُّ النَّاسِ إِلَى اللّٰهِ تَعَالَى أَنْفَعُهُمْ لِلنَّاسِ، وَأَحَبُّ الْأَعْمَالِ إِلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ سُرُوْرٌ يَدْخُلُهُ عَلَى مُسْلِمٍ، أَوْيَكْشِفُ عَنْهُ كُرْبَةً، أَوْيَقْضِي عَنْهُ دَيْناً أَوْ يَطْرُدُ عَنْهُ جُوْعاً، وَلَأَنْ أَمْشِيَ مَعَ أَخٍ فِي حَاجَةٍ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَعْتَكِفَ فِي هٰذَا الْمَسْجِدِ(يَعْنِي: مَسْجِدَ الْمَدِيْنَةِ) شَهْراً وَمَنْ كَفَّ غَضَبَهُ سَتَرَ اللّٰهُ عَوْرَتَهُ، وَمَنْ كَظَمَ غَيْظَهُ وَلَوْ شَاءَ أَنْ يُمْضِيَهُ أَمْضَاهُ مَلَأَ اللّٰهُ قَلْبَهُ رِجَاءً يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَمَنْ مَشَى مَعَ أَخِيْهِ فِي حَاجَةٍ حَتّٰى تَتَهَيَّأَ لَهُ، أَثْبَتَ اللّٰهُ قَدَمَهُ يَوْمَ تَزُوْلُ الْأَقْدَامُ، [وَإِنَّ سُوْءَ الْخُلُقِ يُفْسِدُ الْعَمَلَ كَمَا

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نبی ﷺ کے پاس آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! کون سے لوگ اللہ تعالیٰ کو زیادہ محبوب ہیں اور کون سے اعمال اللہ تعالیٰ کو زیادہ پسند ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''وہ لوگ اللہ تعالیٰ کو زیادہ محبوب ہیں جو دوسرے لوگوں کے لئے سب سے زیادہ فائدہ مند ہوں اور اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ پسندیدہ اعمال یہ ہیں: مسلمان کا اپنے بھائی کو خوش کرنا' اس سے کسی تکلیف کو دور کرنا' اس کا قرضہ ادا کر دینا اور اسے کھانا کھلانا۔ (دیکھیں) مجھے کسی بھائی کی ضرورت پوری کرنے کے لئے اس کے ساتھ چلنا اس مسجد نبوی میں ایک ماہ کے اعتکاف سے زیادہ محبوب ہے۔ جس نے اپنے غضب کو روک لیا اللہ تعالیٰ اس کی خامیوں پر پردہ ڈالے گا' جو آدمی اپنے غصے کو نافذ کرنے کی طاقت کے باوجود پی گیا' اللہ تعالیٰ روزِ قیامت اس کے دل کو امیدوں سے بھر دے گا۔ جو اپنے بھائی کے ساتھ اس کی ضرورت پوری کرنے کے لئے چلا' اللہ تعالیٰ اس کو اُس دن ثابت قدم رکھے گا جس دن قدم ڈگمگا جائیں گے اور

يُفْسِدُ الْخِلُّ الْعَسَلَ)). [الصحيحة:٩٠٦]

بد خلقی اعمال کو ایسے تباہ کرتی ہے جس طرح سرکہ شہد میں بگاڑ پیدا کر دیتا ہے۔"

تخریج: الصحیحۃ ۹۰۶۔ طبرانی فی الکبیر (۱۳۶۴۶)' والصغیر (۲/ ۳۵)' ابن عساکر (۶۷/ ۱۴۲۔ ۱۴۳)' الشجری فی الامالی (۲/ ۱۷۷)

فوائد : رفاہ عامہ کے کام اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے ساتھ ساتھ بندے کی اپنی ضروریات پورا ہونے کے بھی باعث ہیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ "اللہ اپنے بندے کی مدد میں رہتا ہے جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد میں رہتا ہے" ظاہری بات ہے اللہ کی مدد شامل حال ہو تو کسی کام کے رہ جانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

اور آپؐ نے کئی احادیث میں غصہ کرنے سے منع فرمایا ہے کیونکہ غصہ کسی خرابی کا باعث تو بن سکتا ہے مگر اس کے سبب بھلائی کی امید کم ہی ہے۔

باب: من مكارم الاخلاق

باب: مکارم اخلاق کا بیان

٢١٠ـ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ أُسَيْدٍ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَهُ: ((أَحِبَّ لِلنَّاسِ مَاتُحِبُّ لِنَفْسِكَ)).

سیدنا یزید بن اسید ؓ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: "لوگوں کے لئے وہی کچھ پسند کر جو تو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔"

تخریج: الصحیحۃ ۷۲۔ بخاری فی التاریخ الکبیر (۲/ ۴۹' ۸/ ۳۱۷)' عبد اللہ بن احمد فی زوائد المسند (۴/ ۷۰)' عبد اللہ بن حمید (۴۳۴)' ابن سعد (۷/ ۴۲۸)

فوائد : یہ ایک ایسی جامع نصیحت ہے کہ اس کے بعد حقوق العباد پر مزید رہنمائی کی ضرورت نہیں کیونکہ اس پر عمل پیرا ہو کر بندہ کسی کے لئے فائدے کا باعث تو بن سکتا ہے نقصان نہیں پہنچا سکتا۔

جواز الفال

فال (نیک شگون) لینے کا جواز

٢١١ـعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ سَمِعَ كَلِمَةً فَأَعْجَبَتْهُ ، فَقَالَ: ((أَخَذْنَا فَأْلَكَ مِنْ فِيْكَ)). [الصحيحة:٧٢٦]

سیدنا ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے ایسی بات' جو آپ ﷺ کو پسند آئی' سن کر فرمایا: "ہم نے تیرے منہ سے نیک شگون حاصل کیا ہے۔"

تخریج: الصحیحۃ ۷۲۶۔ ابو داود (۳۹۱۷)' احمد (۲/ ۳۸۸)' ابن السنی (۲۶۸)' ابو الشیخ فی اخلاق النبی ﷺ (۲۷۶)

فوائد : بدشگونی لینا حرام ہے بہت سی احادیث میں اس سے روکا گیا ہے لیکن نیک شگون بندہ لے سکتا ہے اس میں کوئی حرج کی بات نہیں۔

دخول الاذن بالسلام

السلام علیکم کے ساتھ داخل ہونے کی اجازت لینا

٢١٢ـ عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَنِيْ عَامِرٍ: أَنَّهُ اسْتَأْذَنَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ فِيْ بَيْتٍ فَقَالَ: أَلِجُ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((اُخْرُجْ إِلَى هٰذَا فَعَلِّمْهُ الْإِسْتِئْذَانَ، فَقُلْ لَهُ: قُلِ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ أَأَدْخُلُ؟)) فَسَمِعَهُ

نبی کریم ﷺ گھر میں تشریف فرما تھے' بنو عامر قبیلے کے ایک آدمی نے اجازت طلب کرتے ہوئے کہا: میں اندر آ جاؤں؟ آپ ﷺ نے (اپنے خادم) سے فرمایا: "اس شخص کے پاس جاؤ اور اسے اجازت طلب کرنے کا طریقہ سکھاؤ اور اسے بتلاؤ کہ ان الفاظ کے

الرَّجُلُ فَقَالَ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ، أَأَدْخُلُ؟فَأَذِنَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ فَدَخَلَ۔ [الصحيحة:۸۱۹]

ساتھ اجازت طلب کرنی چاہیے: السلام علیکم' کیا میں اندر آجاؤں؟۔'' اس آدمی نے یہ ساری بات سن لی اور (عمل کرتے ہوئے) کہا: السلام علیکم' میں اندر آسکتا ہوں؟ آپ ﷺ نے اسے اجازت دی اور وہ اندر آ گیا۔

تخریج: الصحیحۃ ۸۱۹۔ ابو داود (۵۱۷۷)' بیہقی (۸/ ۳۴۰)' وانظر الحدیث الآتی

فوائد : اجازت لینے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ ''السلام علیکم'' کہہ کر اجازت لے کر داخل ہوا جائے اگر تین دفعہ ''السلام علیکم کہنے سے جواب نہیں ملا تو واپس پلٹ جانا چاہیے۔

۲۱۳۔ عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَنِي عَامِرٍ: أَنَّهُ اسْتَأْذَنَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ:أَأَلِجُ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِخَادِمِهِ: ((اُخْرُجِي إِلَيْهِ، فَإِنَّهُ لَا يُحْسِنُ الْإِسْتِئْذَانَ، فَقُولِي: فَلْيَقُلِ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ، أَدْخُلُ؟)). [الصحيحة:۱۱۷۰]

بنو عامر قبیلے کا ایک آدمی بیان کرتا ہے کہ میں نے نبی ﷺ سے اجازت طلب کرتے ہوئے کہا: میں اندر آجاؤں؟ آپ ﷺ نے اپنے خادم کو حکم دیتے ہوئے فرمایا: ''اس آدمی کا اجازت طلب کرنے کا انداز اچھا نہیں ہے۔اس کے پاس جا کر اسے بتلاؤ کہ یوں کہہ کر (اجازت طلب کیا کر): السلام علیکم' کیا میں داخل ہو سکتا ہوں؟'' (یعنی اندر آ سکتا ہوں؟)

تخریج: الصحیحۃ ۱۱۷۰۔ احمد (۵/ ۳۶۸۔ ۳۶۹)' ابو داود (۵۱۷۹)' بیہقی (۸/ ۳۴۰)' نسائی عمل الیوم واللیلۃ (۳۱۶)

اخنع اسم عنداللّٰه

اللہ کے نزدیک سب سے بدترین نام

۲۱۴۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((أَخْنَعُ اسْمٍ عِنْدَاللّٰهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ رَجُلٌ تُسَمّٰى مَلِكَ الْأَمْلَاكِ)). [الصحيحة:۹۱۵]

سیدنا ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''سب سے برا نام' جس پر روزِ قیامت اللہ تعالیٰ کے ہاں شرمندگی ہوگی' یہ ہے کہ آدمی اپنے آپ کو ''مَلِكُ الْاَمْلَاكِ'' (شہنشاہ) کہلوائے۔''

تخریج: الصحیحۃ (۹۱۵)۔ احمد (۲/ ۲۴۴)' حمیدی (۱۱۲۷)' بخاری (۶۲۰۶)' مسلم (۲۱۴۳)' ابو داود (۴۹۶۱)

فوائد : شہنشاہ یا اس جیسا دوسرا نام جس سے رب کی کبریائی کی مشابہت ہوتی ہو ایسے نام رکھنا حرام ہے اگر بڑوں کی جہالت سے ایسا نام رکھا بھی جائے تو تبدیل کرنا ضروری ہے۔

استحباب الفال

فال کے مستحب ہونے کا بیان

۲۱۵۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((إِذَا أَبْرَدْتُمْ إِلَيَّ بَرِيْدًا فَابْعَثُوْهُ حَسَنَ الْوَجْهِ حَسَنَ الْإِسْمِ)).

[الصحيحة:۱۱۸۶]

عبداللہ بن بریدہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میری طرف پیغام رساں بھیجو تو خوش رو اور خوش اسم آدمی کا انتخاب کرو۔''

تخریج: الصحیحة ۱۱۸۶۔ البزار (الکشف:۱۹۸۵) و (البحر الزخار: ۴۳۸۳)' من حدیث بریدة ﷺ' البزار (۱۹۸۶)' طبرانی فی الاوسط (۷۷۴۳)' ابو الشیخ فی اخلاق النبی ﷺ (ص: ۲۷۶)' من حدیث ابی هریرة ﷺ۔

فوائد : اچھے نام اور چہرے کو اللہ کے نبی کریم ﷺ نے اس لئے اہمیت دی تا کہ اس سے آپ اچھا شگون لے سکیں کیونکہ آپؐ اچھے نام سے بھی شگون لیا کرتے تھے۔

٢١٦ ـ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ مَرْفُوعاً: ((إِذَا أَبْرَدْتُمْ إِلَيَّ بَرِيدًا فَابْعَثُوهُ حَسَنَ الْوَجْهِ، حَسَنَ الْإِسْمِ)). [الصحيحة:٤٠٣٤]

عبداللہ بن بریدہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میری طرف پیغام رساں بھیجو تو خوبصورت چہرے اور خوبصورت نام والی شخصیت کو بھیجو۔''

تخریج: الصحیحة ۴۰۳۴۔ انظر الحدیث السابق (۲۱۵/ الصحیة ۱۱۸۶)

فضل القول مرحباً

خوش آمدید کہنے کی فضیلت کا بیان

٢١٧ ـ عَنْ أَبِي سَعِيدِ الضَّحَّاكِ بْنِ قَيْسٍ الْفِهْرِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((إِذَا أَتَى الرَّجُلُ الْقَوْمَ فَقَالُوا: مَرْحَباً فَمَرْحَباً بِهِ يَوْمَ يَلْقَى رَبَّهُ وَإِذَا أَتَى الرَّجُلُ الْقَوْمَ، فَقَالُوا: لَهُ قَحْطاً لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)).

سیدنا ابوسعید ضحاک بن قیس فہری ﷺ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''جب کوئی آدمی کسی قوم کے پاس جائے اور وہ (رضامندی کا اظہار کرتے ہوئے) اسے خوش آمدید کہیں' تو جس دن یہ آدمی اللہ تعالی سے ملاقات کرے گا' اس دن بھی اسے خوش آمدید کہا جائے گا۔ اور اگر کوئی آدمی کسی قوم کے پاس جائے اور وہ (ناخوشگواری کا اظہار کرتے ہوئے) اسے دھتکار دیں تو روزِ قیامت بھی اسے دھتکار دیا جائے گا۔''

تخریج: الصحیحة ۱۱۸۹۔ حاکم (۳/ ۵۲۵)' طبرانی فی الکبیر (۸۱۳۶)' والاوسط (۲۵۳۵)

فوائد : چونکہ آدمی کے رویے کے مطابق اس سے سلوک کیا جاتا ہے اب جس بندے کا رویہ لوگوں سے مشفقانہ ہوگا لوگ بھی اس سے ہمدردانہ سلوک کریں گے اور جو لوگوں کیلئے تنگی کا باعث ہوگا اسے کوئی بھی خوش آمدید کہنے کیلئے تیار نہ ہوگا۔ اصل میں لوگوں کا رویہ آدمی کے کردار پر شہادت ہوتی ہے۔ جسے اللہ قبول کرکے اس کے بارے میں فیصلہ کرتے ہیں۔

الأمر بتكريم الشرفاء

معزز لوگوں کی تکریم کرنے کا حکم

٢١٨ ـ قَالَ ﷺ: ((إِذَا أَتَاكُمْ كَرِيمُ قَوْمٍ فَأَكْرِمُوهُ)) رُوِيَ مِنْ حَدِيثِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، وَجَرِيرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ الْبَجَلِيِّ، وَجَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ، وَعَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ، وَمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ، وَعَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ، وَأَبِي رَاشِدٍ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تمھارے پاس کوئی معزز آدمی آئے تو اس کی عزت کیا کرو۔'' یہ حدیث سیدنا عبد اللہ بن عمر' سیدنا جریر بن عبد اللہ بجلی' سیدنا جابر بن عبداللہ' سیدنا ابوہریرہ' سیدنا عبد اللہ بن عباس' سیدنا معاذ بن جبل' سیدنا عدی بن حاتم' سیدنا ابو راشد عبد الرحمٰن بن عبد اور سیدنا انس بن مالک ﷺ سے

عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدٍ، وَاَنَسِ بْنِ مَالِكٍ۔ مروی ہے۔

[الصحيحة:١٢٠٥]

تخریج: الصحيحة ۱۲۰۵۔ ابن ماجه (۳۷۱۲)، عن ابن عمر، طبرانی (۲۳۵۸)، عن جرير۔ حاكم (۴/ ۲۹۱۔ ۲۹۲) عن جابر بزار (۱۹۵۹) عن ابی هريرة (۲۷۳۹)، عن عبد الله بن ضمرة (۱۱۸۱۱)، عن ابن عباس طبرانی (۲۰/ ۲۰۲)، ابن عدی (۴/ ۱۵۲۶)، عن معاذ قضاعی فی مسند الشهاب (۶۷۰)، عن عدی بن حاتم۔ دولابی فی الكنى (۲/ ۳۱)، عن ابی راشد قضاعی (۷۶۳)، ابن ابی حاتم فی العلل (۲/ ۲۴۲)، عن انس رضی اللہ عنہ۔

الأمر بتعليم المحبوب بأنه يحبه

محبوب کو اپنی محبت کے متعلق آگاہ کرنے کا حکم

٢١٩ ـ عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِيْ كَرِبَ مَرْفُوْعاً: ((إِذَا أَحَبَّ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ فَلْيُعْلِمْهُ أَنَّهُ يُحِبُّهُ)). [الصحيحة:٤١٧]

سیدنا مقدام بن معدی کرب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی اپنے بھائی سے محبت کرے تو اسے چاہئے کہ اسے بتلا دے کہ وہ اس سے محبت کرتا ہے۔''

تخریج: الصحيحة ۴۱۷۔ الادب المفرد (۷۹)، ابو داود (۵۱۲۴)، ترمذی (۲۳۹۳)، ابن حبان (۵۷۰)، احمد (۴/ ۱۴۰)

فوائد : محبت دل میں پیدا ہونیوالی چاہت کا نام ہے اور اللہ کیلئے دو مسلمانوں کا ایک دوسرے سے محبت کرنا اس کو اسلام میں بڑی اچھی نظر سے دیکھا گیا ہے حتی کہ ایسے بندے سے اللہ تبارک وتعالیٰ قیامت کو مقربین والا سلوک کریں گے۔ ایک دوسرے بندے سے اچھا سلوک مختلف وجوہات کی بناء پر ہوسکتا ہے کسی کے حقوق کا پاس کرتے ہوئے یا کسی مفاد کے حصول کیلئے۔ غرض مختلف وجوہات ہوسکتی ہیں تو اس لئے حکم دیا گیا کہ بندہ اپنے بھائی کو آگاہ کر دے کہ میں تم سے اللہ کیلئے محبت کرتا ہوں صحابہ کرامؓ اپنی محبت کے بارے میں اپنے بھائی کو آگاہ کر دیا کرتے تھے لیکن ایک مسلمان کا محبوب صالح اور پرہیزگار مؤمن ہونا چاہیے کیونکہ آپ ﷺ کا فرمان ہے کہ (المرء مع من احب) بندے کا حشر قیامت کو اسکے محبوب کیساتھ ہوگا۔

٢٢٠ ـ عَنْ أَبِيْ ذَرٍّ مَرْفُوْعاً: ((إِذَا أَحَبَّ أَحَدُكُمْ صَاحِبَهُ فَلْيَأْتِهِ فِيْ مَنْزِلِهِ، فَلْيُخْبِرْهُ بِأَنَّهُ يُحِبُّهُ لِلّٰهِ. عَزَّوَجَلَّ.)). [الصحيحة:٧٩٧]

سیدنا ابوذر سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں کوئی اپنے ساتھی سے محبت کرے تو وہ اس کے گھر جائے اور اسے بتلا دے کہ وہ اس سے اللہ عزوجل کے لیے محبت کرتا ہے۔''

تخریج: الصحيحة ۷۹۷۔ ابن المبارك فی الزهد (۷۱۲) ابن وهب فی الجامع (۲۳۲)، احمد (۵/ ۱۴۵)

٢٢١ ـ عَنْ مُجَاهِدٍ، قَالَ: ((لَقِيَنِيْ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ، فَأَخَذَ بِمَنْكِبَيَّ مِنْ وَّرَائِيْ، قَالَ: أَمَا إِنِّيْ أُحِبُّكَ، قُلْتُ: أَحَبَّكَ الَّذِيْ أَحْبَبْتَنِيْ لَهُ، فَقَالَ لَوْلَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِذَا أَحَبَّ الرَّجُلُ الرَّجُلَ فَلْيُخْبِرْ أَنَّهُ

مجاہد تابعی بیان کرتے ہیں کہ ایک صحابیٔ رسول کی مجھ سے ملاقات ہوئی، اس نے پیچھے سے میرے کندھے کو پکڑا اور کہا: آگاہ رہو! میں تجھ سے محبت کرتا ہوں۔ میں نے کہا: وہ ذات تجھ سے محبت کرے جس نے مجھے تیرا محبوب بنا دیا۔ صحابی نے کہا: اگر میں نے رسول اللہ ﷺ کی یہ حدیث نہ سنی ہوتی تو تجھے اپنی محبت پر مطلع نہ کرتا:

أُحِبُّهُ)) لَمَا أَخْبَرْتُكَ. قَالَ: ثُمَّ أَخَذَ يَعْرِضُ عَلَيَّ الْخِطْبَةَ، قَالَ: أَمَا إِنَّ عِنْدَنَا جَارِيَةً، أَمَا إِنَّهَا عَوْرَاءَ)).

''جب کسی آدمی کو کسی سے محبت ہو تو وہ اسے بتا دے کہ وہ اس سے محبت کرتا ہے۔'' پھر صحابیٔ رسول' مجاہد پر ایک رشتہ پیش کرتے ہوئے کہنے لگا کہ ہمارے پاس ایک بچی ہے اور ہے وہ کانی۔

تخریج: الصحیحة ۴۱۸۔ الادب المفرد (۷۹)' کتاب الاخوان لابن ابی الدنیا (۶۸'۶۹)' مرسلا عن مجاهد ۹(۶۷) من قوله

فوائد: کسی کم درجے آدمی جو آپ سے مرتبے میں کم ہو اس سے اگر اللہ کیلئے محبت ہو جائے تو اس کے اظہار میں تکبر یا کسی اور چیز کو حائل نہیں ہونے دینا چاہیے بلکہ اس سے محبت کا اظہار کردے جیسا کہ یہاں صحابیؓ ایک تابعی سے محبت کا اظہار کر رہے ہیں۔

ومن آداب الدعاء

دعا کے آداب کا بیان

۲۲۲۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ: ((إِذَا أَرَادَ أَحَدُكُمْ أَنْ يَسْأَلَ فَلْيَبْدَأْ بِالْمَدْحَةِ وَالثَّنَاءِ عَلَى اللّٰهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ، ثُمَّ يُصَلِّي عَلَى النَّبِيِّ ثُمَّ لِيَسْأَلْ بَعْدُ فَإِنَّهُ أَجْدَرُ أَنْ يَنْجَحَ)) مَوْقُوْفٌ فِي حُكْمِ الْمَرْفُوْعِ۔ [الصحيحة: ۳۲۰۴]

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جب کوئی آدمی (اللہ تعالی سے) سوال کرنے لگے تو وہ پہلے اللہ تعالی کی حمد و ثنا' جو اس کے لائق ہے' بیان کرے' پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے' اس کے بعد دعا کرے۔ اس طرح کرنے سے ممکن ہوگا کہ وہ کامیاب ہو جائے (اور اپنی مطلوبہ چیز پا لے)۔ یہ موقوف حدیث' مرفوع کے حکم میں ہے۔

تخریج: الصحیحة ۳۲۰۴۔ عبد الرزاق (۱۹۶۴۲)' طبرانی فی الکبیر (۸۷۸۰)' ترمذی (۵۹۳)' احمد ۱/ ۴۴۵)

ومن آداب الإستئذان

اجازت طلب کرنے کے آداب کا بیان

۲۲۳۔ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ وَغَيْرِهِ، قَالَ أَبُوْ سَعِيْدٍ كُنْتُ فِي مَجْلِسٍ مِنْ مَجَالِسِ الْأَنْصَارِ، إِذْ جَاءَ أَبُوْ مُوْسَى كَأَنَّهُ مَذْعُوْرٌ، فَقَالَ: اسْتَأْذَنْتُ عَلَى عُمَرَ ثَلَاثًا فَلَمْ يُؤْذَنْ لِي، فَرَجَعْتُ، فَقَالَ: مَامَنَعَكَ؟ قُلْتُ: اسْتَأْذَنْتُ ثَلَاثًا فَلَمْ يُؤْذَنْ لِي فَرَجَعْتُ، وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا اسْتَأْذَنَ أَحَدُكُمْ ثَلَاثًا فَلَمْ يُؤْذَنْ لَهُ، فَلْيَرْجِعْ)) فَقَالَ: وَاللّٰهِ! لَتُقِيْمَنَّ عَلَيْهِ بَيِّنَةً، أَمِنْكُمْ أَحَدٌ سَمِعَهُ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ؟ فَقَالَ أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ: وَاللّٰهِ! لَا يَقُوْمُ مَعَكَ إِلَّا أَصْغَرُ الْقَوْمِ، فَكُنْتُ أَصْغَرَ الْقَوْمِ، فَقُمْتُ مَعَهُ، فَأَخْبَرْتُ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ

ابو سعید وغیرہ سے روایت ہے کہ سیدنا ابو سعید رضی اللہ عنہ نے کہا: میں انصاریوں کی محفل میں بیٹھا تھا' اچانک سیدنا ابو موسی رضی اللہ عنہ' جو خوفزدہ اور سہمے ہوئے تھے' وہاں پہنچے اور کہا: میں نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس جانے کے لئے تین دفعہ اجازت طلب کی' لیکن مجھے اجازت نہ دی گئی' اس لئے میں واپس چل دیا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: تجھے کس چیز نے روک دیا ہے؟ میں نے کہا: میں نے تین دفعہ اجازت طلب کی' لیکن مجھے اجازت نہ دی گئی' اس لئے واپس چلا گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب کوئی آدمی (کسی سے) تین دفعہ اجازت طلب کرے اور اجازت نہ ملے تو وہ واپس چلا جائے۔'' سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: بخدا! تجھے اس حدیث پر شاہد پیش کرنا پڑے گا' (وگرنہ ......)۔ اب تم یہ بتاؤ کہ کیا کسی نے یہ

ذٰلِكَ۔ [الصحيحة:٣٤٧٤]

حدیث نبی کریم ﷺ سے سنی ہے؟ سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم! اس مجلس میں سے تیرے ساتھ وہی کھڑا ہوگا جو سب سے چھوٹا ہے۔ میں (ابوسعید) سب سے چھوٹا تھا۔ میں ان کے ساتھ گیا اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو بتلایا کہ میں نے بھی یہ حدیث نبیٔ کریم ﷺ سے سنی تھی۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۴۷۴۔ بخاری (۶۲۴۵)، مسلم (۲۱۵۳)، ابوداود (۵۱۸۰)، ترمذی (۲۶۹۰)، ابن ماجہ (۳۷۰۶)

فوائد: اجازت کا اصول یہی ہے کہ تین دفعہ اجازت مانگی جائے جواب نہ آنے کی صورت میں بندہ خاموشی سے پلٹ جائے اب اجازت کا مسئلہ یہ عام اور مشہور مسئلہ تھا اسی لئے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کو کہا کہ اس کی گواہی قوم کا سب سے چھوٹا آدمی دے گا مطلب ان کا یہ تھا کہ یہ مسئلہ تو قوم کا بچہ بچہ جانتا ہے لیکن عمر رضی اللہ عنہ جو کہ اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ اُٹھتے بیٹھتے اور مسائل کے بارے بہتر علم رکھنے کے باوجود اس عام مسئلے سے لاعلم تھے۔ تو ممکنات کی دنیا میں ایسا ہوجانا کوئی بعید بات نہیں اس لئے کوئی جیسا بھی ''تبحر فی العلوم'' ہو اس سے علم کا رہ جانا یا کسی مسئلے میں غلطی ہوجانا یہ قرین قیاس ہے۔ لیکن اس حقیقت کو تسلیم کرنے کے باوجود بعض لوگوں کا رویہ یہ ہے کہ وہ کسی خاص امام کو اپنی عقیدت کا مرکز بنا کر اس کی ہر صحیح و غلط کو اپنے مذہب کا حصہ بنا لیتے ہیں اگر چہ قرآن و حدیث سے اس کے برعکس مفہوم نکلتا ہو۔ (العیاذ باللہ)۔ بعض لوگ جو فرد واحد کی حدیث کو حجت نہیں سمجھتے وہ بھی اس سے دلیل لیتے ہیں کہ دیکھو حضرت عمرؓ نے ایک بندے کی بات کو قابل اعتبار نہیں سمجھا جب تک اسکی تصدیق نہیں کروالی۔ جبکہ ان کی یہ بات درست نہیں ہے اس حدیث کی حد تک تو مسئلہ واضح ہے کہ اجازت کی بات اتنی عام سی بات تھی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو یقین ہی نہیں آ رہا تھا کہ مجھے اس بات کا علم نہ ہو اس لئے انہوں تصدیق لازمی سمجھی ورنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ خود فرد واحد کی خبر کو حجت سمجھتے تھے اور دین میں بھی یہ حجت جیسا کہ بہت سی احادیث اس پر دال ہیں۔

ومن آداب الاستلقی

لیٹنے کے آداب کا بیان

٢٢٤۔ عَنْ جابِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((إِذَا اسْتَلْقٰی أَحَدُكُمْ عَلٰی ظَهْرِهِ فَلَايَضَعْ إِحْدٰی رِجْلَيْهِ عَلَی الْأُخْرٰی)).

[الصحيحة:١٢٥٥]

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب آدمی پیٹھ کے بل چت لیٹا ہوا ہو تو ایک ٹانگ کو دوسری پر نہ رکھے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۲۵۵۔ ترمذی (۲۷۶۶)، طحاوی فی شرح المعانی (۲/ ۳۶۰)، بزار (الکشف : ۲۰۷۲)، البحر الزخار (۳۶۸۵)، مسلم (۷۴/ ۲۰۹۹) بمعناہ

فوائد: جب بے پردگی کا خطرہ ہو تو اس طرح ایک ٹانگ کو دوسری پر رکھ لینا جائز نہیں ورنہ جائز ہے جیسا ''متفق علیہ'' حدیث میں ہے کہ آپ مسجد میں ایک ٹانگ کو دوسری پر رکھے لیے ہوئے تھے امام بیہقی، بغوی اور دوسرے محدثین اسی کے قائل ہیں۔

باب الحض علی كثرة السلام

کثرت کے ساتھ سلام کرنے کی ترغیب کا بیان

۲۲۵۔ عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ مَرْفُوْعًا: ((إِذَا اصْطَحَبَ رَجُلَانِ مُسْلِمَانِ، فَحَالَ بَيْنَهُمَا شَجَرٌ أَوْ حَجَرٌ أَوْ مَدَرٌ، فَلْيُسَلِّمْ أَحَدُهُمَا عَلَى الْآخَرِ، وَيَتَبَادَلَانِ السَّلَامَ))

سیدنا ابودرداء بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب دو مسلمان آدمی اکٹھے جا رہے ہوں اور (چلتے چلتے) کوئی درخت یا کوئی پتھر یا کوئی مکان (یا ٹیلہ) ان کے درمیان حائل ہو جائے' تو وہ (جونہی دوبارہ ملیں) ایک دوسرے سے سلام کا تبادلہ کریں۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۹۶۲۔ بیہقی فی شعب (۸۸۶۰) ابن شاہین فی فضائل الاعمال (۴۹۰)

ومن آداب السلام

سلام کرنے کے آداب کا بیان

۲۲۶۔ عَنْ مِصْعَبِ بْنِ شَيْبَةَ عَنْ أَبِيهِ مَرْفُوْعاً: ((إِذَا انْتَهَى أَحَدُكُمْ إِلَى الْمَجْلِسِ فَإِنْ وُسِعَ لَهُ فَلْيَجْلِسْ وَإِلَّا فَلْيَنْظُرْ أَوْسَعَ مَكَانٍ يَرَاهُ فَلْيَجْلِسْ فِيهِ)). [الصحيحة:۱۳۲۱]

مصعب بن شیبہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی آدمی کسی مجلس میں پہنچے اور اس کے لئے وسعت پیدا کر دی جائے تو وہ بیٹھ جائے' بصورتِ دیگر دیکھے کہ کون سی جگہ زیادہ وسیع ہے' وہاں جا کر بیٹھ جائے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۳۲۱۔ السلفی فی الطیوریات (۶۵/ ۱)' ابن عساکر (۲۵/ ۱۶۹)' طبرانی (۷/۱۹۷)' بیہقی فی الشعب (۸۲۴۳)

فوائد : مجلس میں کسی کو اٹھا کر بیٹھنا یا ایسے دو آدمیوں میں گھس جانا قبیح حرکت ہے چاہے تو یہ کہ مجلس میں بیٹھے ہوئے آنیوالے کیلئے جگہ بنائیں جیسا کہ آپ ؐ نے فرمایا ''تفسحوا وتوسعوا'' (بخاری) کھلے کھلے ہو جاؤ لیکن اگر اہل مجلس اس میں کوتاہی کریں تو آپ کو انہیں تنگ کرنیکا حق نہیں پہنچتا۔

۲۲۷۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ مَرْفُوْعاً: ((إِذَا انْتَهَى أَحَدُكُمْ إِلَى الْمَجْلِسِ، فَلْيُسَلِّمْ فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَقُومَ، فَلْيُسَلِّمْ، فَلَيْسَتِ الْأُولَى بِأَحَقَّ مِنَ الْآخِرَةِ)). [الصحيحة:۱۸۳]

سیدنا ابو ہریرہ ﷺ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی شخص مجلس میں پہنچے تو سلام کرے اور جب اٹھ کر جانے لگے تب بھی سلام کرے' اس لئے کہ پہلا سلام دوسرے سے زیادہ فائق نہیں ہے (بلکہ دونوں کی اہمیت برابر ہے)۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۸۳۔ ابوداود (۵۲۰۸)' ترمذی (۲۷۰۶)' الادب المفرد (۱۰۰۷)' احمد (۲/ ۲۳۰' ۲۸۷)

وجوب الإذان اذا تناجیٰ اثنان

جب دو افراد علیحدہ گفتگو کر رہے ہوں تو اجازت طلب کرنا ضروری ہے۔

۲۲۸۔ عَنْ سَعِيدِ الْمَقْبُرِيِّ، قَالَ: جَلَسْتُ إِلَى ابْنِ عُمَرَ وَمَعَهُ رَجُلٌ يُحَدِّثُهُ، فَدَخَلْتُ مَعَهُمَا: فَضَرَبَ بِيَدِهِ صَدْرِي وَقَالَ: أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((إِذَا تَنَاجَى اثْنَانِ فَلَا

سعید مقبری کہتے ہیں: ایک آدمی' سیدنا ابن عمر ﷺ سے گفتگو کر رہا تھا' میں بھی وہاں جا کر بیٹھ گیا۔ ابن عمر نے اپنا ہاتھ میرے سینے میں مارا اور کہا: کیا تجھے علم نہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب دو آدمی علیحدہ گفتگو کر رہے ہوں تو بلا اجازت ان کے پاس نہ

تَجْلِسْ إِلَيْهِمَا حَتَّى تَسْتَأْذِنَهُمَا)).

بیٹھیں۔‘‘

تخریج: الصحیحۃ ۱۳۹۵۔ احمد (۲/ ۱۱۴)' الدارقطنی فی العلل (۴/ ورقہ ۷۳)' ابو نعیم فی الحلیۃ (۸/ ۱۹۸)

فوائد : سرگوشی کرنا ایک مباح کام ہے لیکن یہ اس وقت قبیح صورت اختیار کر لیتی ہے جب مجلس میں صرف تین آدمی ہوں اور دو آپس میں تیسرے کو چھوڑ کر سرگوشی شروع کر دیتے ہیں یہ صورت منع ہے حدیث میں ہے (اذا کنتم ثلثۃ فلایتنا جی اثنان دون الآخر) (مسلم) سرگوشی کرنے والے چونکہ راز داری برت رہے ہوتے ہیں اس لئے ان راز کی ٹوہ لگانا یہ جرم ہے بخاری کی ایک حدیث میں ہے کہ جو اس طرح کسی کی بات سنے تو قیامت کو اللہ اسکے کانوں میں سیسہ پگھلا کر ڈالیں گے۔ اسی طرح دو بندے آپس میں راز و نیاز کر رہے ہوں تو تیسرے کو اجازت لے کر ان میں دخل اندازی کرنی چاہیے یہی حدیث کا مطلب اور اخلاقیات کا تقاضا ہے۔

باب: من ادب الكعبة في الصلاة وخارجها

باب: نماز اور غیر نماز میں کعبہ کی تعظیم کا بیان

۲۲۹۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ وَأَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ، أَنَّهُمَا أَخْبَرَاهُ: (أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ رَأَى نَخَامَةً فِي جِدَارِ الْمَسْجِدِ فَتَنَاوَلَ حَصَاةً فَحَكَّهَا ثُمَّ قَالَ: ((إِذَا تَنَخَّمَ أَحَدُكُمْ فَلَا يَتَنَخَّمَنَّ قِبَلَ وَجْهِهِ وَلَا عَنْ يَمِيْنِهِ وَلْيَبْصُقْ عَنْ يَسَارِهِ أَوْ تَحْتَ قَدَمِهِ الْيُسْرَى)).

سیدنا ابو ہریرہ اور سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہما نے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مسجد کی دیوار پر بلغم دیکھی اور اسے سنگ ریزے کے ساتھ کھرچ کر فرمایا: ’’اگر کوئی آدمی (نماز میں) تھوکے تو وہ اپنے چہرے کے سامنے والی سمت میں نہ تھوکے اور نہ دائیں طرف' اسے چاہئے کہ وہ بائیں طرف یا بائیں پاؤں کے نیچے تھوک لے۔‘‘

تخریج: الصحیحۃ ۱۲۷۴۔ احمد (۳/ ۵۸' ۸۸)' بخاری (۴۰۸' ۴۰۹)' مسلم (۵۴۸)' ابن ماجہ (۷۶۱)

فوائد : نماز کے اندر ایسی حرکت جو نماز میں درستگی کا باعث ہو کی جاسکتی ہے اس سے نماز میں کوئی حرج واقع نہیں ہوتا بلکہ اسے انجام نہ دینے کی وجہ سے نماز میں خرابی کا اندیشہ ہوتا ہے۔ اسی لئے آپؐ نے فرمایا کہ نماز میں زہریلی چیز نظر آ جائے تو نماز توڑے بغیر اسے مار دو یا کوئی آگے سے گزرنے کی کوشش کرے تو اسے روکو اگر نہ رکے تو اس سے لڑائی کرو (بخاری) اسی طرح اگر نماز میں تھوک پریشان کر رہا ہو تو اسے نکال دینے سے کوئی حرج واقع نہیں ہوتا لیکن تھوکتے وقت خیال رکھا جائے کہ سامنے اور دائیں جانب تھوکا جائے کیونکہ بندہ اللہ کی جانب رخ کئے کھڑا ہوتا ہے اور اسکے دائیں جانب رحمت کے فرشتے ہوتے ہیں لیکن بائیں جانب سے چونکہ شیطان وارد ہوتا ہے اس لیے ادھر تھوکنے کی اجازت دی گئی ہے پہلے مساجد کچی تھیں صحابہ کرامؓ زمین پر ہی نماز ادا کرتے تھے کوئی چٹائی وغیرہ مسجد میں استعمال نہیں کرتے اس لئے ایسی کوئی جگہ ہو تو بائیں طرف یا پاؤں کے نیچے تھوکا جاسکتا ہے۔

المجالس بالأمانة

مجلس کی گفتگو امانت ہے

۲۳۰۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ مَرْفُوْعاً: ((إِذَا حَدَّثَ الرَّجُلُ بِالْحَدِيْثِ ثُمَّ الْتَفَتَ فَهِيَ

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’جب کوئی آدمی بات کرے' پھر ادھر ادھر دیکھنے لگے (کہ

أمانةٌ)).

کوئی سن تو نہیں رہا) تو اس کی بات امانت ہوگی۔''

تخریج: الصحیحة ۱۰۹۰۔ ابو داود (۴۸۶۸)' ترمذی (۱۹۵۹)' احمد (۳/ ۳۲۴' ۳۵۲)' ابو یعلی (۲۲۱۲)

استحباب ذكر الرويا الصالح ولا السؤ

اچھے خواب کا ذکر کرنا مستحب ہے۔ جبکہ برے خواب کا ذکر کرنا ممنوع ہے

۲۳۱۔ عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: ((إِذَا رَأَى أَحَدُكُمُ الرُّؤْيَا تُعْجِبُهُ فَلْيَذْكُرْهَا، وَلْيُفَسِّرْهَا، وَإِذَا رَأَى أَحَدُكُمُ الرُّؤْيَا تَسُوْءُهُ، فَلَا يَذْكُرْهُ، وَلَا يُفَسِّرْهَا)).

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر کوئی پسندیدہ خواب دیکھے تو وہ اسے بیان کرے اور اس کی تعبیر کی بھی وضاحت کر دے اور اگر ناپسندیدہ خواب دیکھے تو نہ اسے بیان کرے اور نہ اس کی تعبیر کی وضاحت کرے۔''

تخریج: الصحیحة ۱۳۴۰۔ ابن عبد البر فی التمهيد (۱/ ۲۸۷' ۲۸۸)' ابن ماجه (۳۹۰۶' ۳۹۱۰)' ترمذی (۲۲۹۱)' بمعناه

فوائد : خوابوں کی حقیقت افراد کے اعتبار سے مختلف ہوتی ہے مثلاً انبیاء: انکے خواب سچے ہوتے ہیں (۲) صالحین انکے خوب عموماً سچے ہوتے ہیں (۳) عوام کے خواب ان میں برابر توقع ہوتی ہے۔ انسان جس قدر سچا ہوگا اس کا خوب بھی اسی قدر سچائی کے قریب ہوگا۔ (مسلم) بشرطیکہ خواب کا تعلق پراگندہ خیالات سے نہ ہو جنہیں شریعت میں ''اضغاف الاحلام'' کے نام سے موسوم کیا گیا ہے جیسا کہ ایک بندہ اللہ کے نبی کریم ﷺ کے پاس آتا اور کہتا ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میرا سر کاٹ دیا گیا ہے آپؐ نے فرمایا کہ جب شیطان تمہارے ساتھ خواب میں کھیلے تو وہ اسے بیان نہ کرے (مسلم) اور خواب کو بیان کرتے وقت اس بات کا خیال رکھا جائے کہ خواب صرف کسی چاہنے والے سمجھ دار بندے کو بیان کیا جائے کیونکہ خواب کی جیسی تعبیر کر دی جائے یہ ویسے ہی وقوع پذیر ہو جاتا ہے جیسا کہ ترمذی کی حدیث سے واضح ہوتا ہے آپؐ نے فرمایا (لاتحدث الا حبیباً اولبیباً)

ما يفعل اذا راىٰ رؤيا مكروهًا

جب کوئی ناپسندیدہ خواب دیکھے تو کیا کرے؟

۲۳۲۔عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا رَأَى أَحَدُكُمْ رُؤْيًا يَكْرَهُهَا فَلْيَتَحَوَّلْ، وَلْيَتْفُلْ عَنْ يَسَارِهِ ثَلَاثًا، وَلْيَسْأَلِ اللّٰهَ مِنْ خَيْرِهَا، وَلْيَتَعَوَّذْ مِنْ شَرِّهَا.))

[الصحيحة: ۱۳۱۱]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی آدمی ناپسندیدہ خواب دیکھے تو وہ پہلو کو بدل لے (جس پر وہ لیٹا ہو) اور تین دفعہ بائیں جانب تھوکے اور اللہ تعالی سے اس کی خیر کا سوال کرے اور اس (کواب) کے شرّ سے اس کی پناہ طلب کرے۔''

تخریج: الصحیحة ۱۳۱۱۔ ابن ماجه (۳۹۱۰)' عن ابی هريرة رضی اللہ عنہ' مسلم (۲۲۶۲)' ابو داود (۵۰۲۲)' عن جابر رضی اللہ عنہ

فوائد : اگر خواب میں کوئی ایسی چیز نظر آئے کہ جسے دیکھ کر بندہ پریشان ہو جائے تو اس کا بہترین حل جیسا کہ حدیث میں ہے کہ بندہ اپنی بائیں جانب تین مرتبہ تھوکے شیطان کے شر سے پناہ مانگتے ہوئے اور کروٹ بدل کر سو جائے۔ ایک حدیث کے الفاظ میں (ولا يحدث به احدا فانها لن تضره) (متفق علیہ) وہ اس خواب کو بیان نہ کرے تو یہ اسے کچھ نقصان نہیں پہنچائے گا۔

باب: من آداب زيارة الاخوان

باب: ملاقات کے آداب

۲۳۳۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا زَارَ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ، فَجَلَسَ عِنْدَهُ، فَلَا يَقُوْمَنَّ حَتّٰى يَسْتَأْذِنَهُ)). [الصحيحة:۱۸۲]

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی آدمی اپنے بھائی کی زیارت کے لئے جائے اور اس کے پاس بیٹھ جائے تو وہاں سے بلا اجازت نہ اٹھے۔''

تخريج: الصحيحة ۱۸۲۔ ابو الشيخ في تاريخ اصبهان (۲/ ۲۰۵۔ ۲۰۶)' ديلمي (۱۲۰۰)

استحباب عدم التفتيش للطعام والشراب

کھانے پینے میں تفتیش نہ کرنے کا استحباب

۲۳٤۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمْ عَلٰى أَخِيْهِ الْمُسْلِمِ، فَأَطْعَمَهُ مِنْ طَعَامِهِ، فَلْيَأْكُلْ وَلَا يَسْأَلْهُ عَنْهُ وَإِنْ سَقَاهُ مِنْ شَرَابِهِ فَلْيَشْرَبْ مِنْ شَرَابِهِ، وَلَا يَسْأَلْهُ عَنْهُ)). [الصحيحة: ٦٢٧]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو کوئی آدمی اپنے مسلمان بھائی کے پاس جائے اور وہ اسے کھانا کھلائے تو وہ کھانا کھا لے اور اس کے بارے میں مت پوچھے' اسی طرح اگر وہ کوئی مشروب پیش کرے تو وہ پی لے اور اس کے بارے میں پوچھے نہیں۔''

تخريج: الصحيحة ۶۲۷۔ احمد (۲/ ۳۹۹)' حاكم (۴/ ۱۲۶)' ابو يعلى خطيب في التاريخ (۳/ ۸۷' ۸۸)

فوائد : تو اگر کوئی آدمی جو کہ حلال کاروبار سے منسلک ہو تو اسکی دعوت قبول کرنے اسکے ہاں کھانا کھانے میں کوئی حرج نہیں اگر چہ اس کے بارے میں پتہ ہو کہ اس کے کاروبار میں حرام کا بھی دخل ہے جیسا کہ آپؐ نے ایک یہودیہ کی دعوت قبول کی جس نے آپ ﷺ کو زہر ملی بکری کھلا دی تھی۔ مگر آپؐ نے اسکے رزق کے بارے میں تحقیق نہیں فرمائی کہ یہ دعوت جو تیار کی گئی ہے حلال روزی سے ہے یا اس کے برعکس کیونکہ یہودی کاروبار بھی کرتے تھے اور سود کا لین دین بھی ان میں عروج پر تھا۔ لیکن اگر کسی کا ذریعہ آمدن ہی صریحاً حرام ہے مثلاً وہ بینک ملازم ہے یا اس کی گزر اوقات جوئے یا سود سے حاصل ہونے والی آمدن پر ہے تو اس سے احتراز برتنا ہی بہتر ہے۔

ذم المداحين

مبالغہ آرائی پر مبنی تعریف کرنے والوں کی مذمت کا بیان

۲۳۵۔ قَالَ ﷺ: ((إِذَا رَأَيْتُمُ الْمَدَّاحِيْنَ فَاحْثُوْا فِيْ وُجُوْهِهِمُ التُّرَابَ)) وَرَدَ مِنْ حَدِيْثِ الْمِقْدَادِ بْنِ الْأَسْوَدِ، وَعَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، وَأَبِيْ هُرَيْرَةَ، وَعُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ۔ [الصحيحة:۹۱۲]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم اپنی تعریف کرنے والوں کو دیکھو تو ان کے چہروں پر مٹی پھینکو۔'' یہ حدیث سیدنا مقداد بن اسودؓ سیدنا عبد اللہ بن عمرؓ سیدنا ابو ہریرہ اور سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہم سے مروی ہے۔

تخريج: الصحيحة ۹۱۲۔ (۱) مقداد: مسلم (۳۰۰۲)' ابو داود (۴۸۰۴)' (۲) ابن عمر: الادب المفرد (۳۴۰)' (۳) ابو هريرة: ترمذي (۲۳۹۴)' (۴) عبادة رضی اللہ عنہ: ابن عساكر (۲۸/ ۱۳۵)

فوائد : معلم انسانیتؐ جنہوں نے فرد سے لے کر معاشرے تک کی تعلیم و تربیت کے اصول وضع کئے اور سلطانوں کو آداب سلطانی سکھلائے

وہیں پر بگاڑ کے ایک بہت بڑے ذریعے کی اس صورت میں حوصلہ شکنی کی کہ کوئی ناجائز مقاصد کے حصول کیلئے خوشامد وچاپلوسی کو ذریعہ نہ بنا سکے تاریخ اس بات پر گواہ ہے کہ ایسے باطل پرست لوگوں نے خوشامد کے ذریعے حکمرانوں کی قربت حاصل کر کے ملت اسلامیہ کو کس قدر نقصان پہنچایا ہے۔ اس لئے اگر کوئی خوشامدی اس قسم کی حرکت کا مرتکب ہو تو اسکے منہ پر خاک ڈالنی چاہیے اگر چہ وہ سچی تعریف کر رہا ہو۔

الدعاء ببطون أكف

سیدھے ہاتھوں سے دعا کرنے کا بیان

۲۳۶۔عَنْ مَالِكِ بْنِ يَسَارِ السَّكُوْنِيِّ الْعَوْفِيِّ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِذَا سَأَلْتُمُ اللّٰهَ فَسَأَلُوْهُ بِبُطُوْنِ أَكُفِّكُمْ وَلَا تَسْأَلُوْهُ بِظُهُوْرِهَا)). [الصحيحة:٥٩٥]

سیدنا مالک بن یسار سکونی عوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم (ہاتھ اٹھا کر) اللہ تعالیٰ سے سوال کرو تو سیدھے ہاتھوں سے سوال کیا کرو نہ کہ الٹے ہاتھوں سے۔“

تخریج: الصحیحۃ ۵۹۵۔ ابوداود (۱۴۸۶)' ابن ابی عاصم فی الآحاد والمثانی (۲۴۵۹)' طبرانی فی مسند الشامیین (۱۶۳۹)

فوائد : ہاتھ اٹھا کر اور بغیر ہاتھ اٹھائے دونوں طرح دعا کرنا جائز ودرست ہے مختلف اوقات میں پڑھی جانے والی مختلف دعائیں وہ تو عام طور پر بغیر ہاتھ اٹھائے مانگی جاتی ہیں لیکن جب بندہ رب سے خصوصاً کسی چیز کے مانگنے کا ارادہ کرے تو ہاتھ اٹھا کر دعا کرے اس طرح کہ ہاتھوں کی اندرونی جانب کو چہرے کی جانب کیا ہوا ہو حدیث سے اس کا فائدہ معلوم ہوتا ہے جس میں ہے کہ اللہ بندے سے شرم محسوس کرتا ہے کہ جب وہ اسکی طرف ہاتھ اٹھائے کہ انہیں خالی لوٹا دے (ترمذی وغیرہ)

التعوذ بالله من نباح الكلب و نهيق الحمير بالليل

رات کو کتے اور گدھے کی آواز سن کر اللہ کی پناہ پکڑنے کا بیان

۲۳۷۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((إِذَا سَمِعْتُمْ نُبَاحَ الْكَلْبِ بِاللَّيْلِ أَوْ نُهَاقَ الْحَمِيْرِ، فَتَعَوَّذُوْا بِاللّٰهِ، فَإِنَّهُمْ يَرَوْنَ مَالَا تَرَوْنَ، وَأَقِلُّوْا الْخُرُوْجَ إِذَا هَدَأَتِ الرِّجْلُ، فَإِنَّ اللّٰهَ يَبُثُّ فِي لَيْلِهِ مِنْ خَلْقِهِ مَايَشَاءُ وَأَجِيْفُوْا الْأَبْوَابَ وَاذْكُرُوْا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَايَفْتَحُ بَابًا أُجِيْفَ وَذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ، وَغَطُّوْا الْجِرَارَ، وَأَكْفِئُوْا الآنِيَةَ، وَأَوْكُوْا الْقِرَبَ)). [الصحيحة:٣١٨٤]

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”جب تم رات کو کتے کی بھونک یا گدھے کی رینک سنو تو اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرو' کیونکہ وہ ایسی چیزیں دیکھتے ہیں جو تم نہیں دیکھتے' جب لوگ سو جائیں تو باہر نہ نکلا کرو' کیونکہ اللہ تعالیٰ رات کے اس وقت میں اپنی مرضی کے مطابق مختلف مخلوقات کو منتشر کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا نام لے کر دروازوں کو بند کر دیا کرو' کیونکہ شیطان اس دروازے کو نہیں کھولتا جسے اللہ کا نام لے کر بند کیا گیا ہو اور گھڑوں کو ڈھانک دیا کرو' برتنوں کو اوندھا کر دیا کرو اور مشکیزوں کو ڈوری سے باندھ دیا کرو۔“

تخریج: الصحیحۃ ۳۱۸۴۔ ابویعلی (۲۳۲۷)' ابن حبان (۵۵۱۷)' احمد (۳/ ۳۰۶)

فوائد : کتے کے بھونکنے اور گدھے کے آواز نکالنے کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے کنایۃً فرمادیا کہ یہ شیطان کو دیکھ کر آوازیں نکالتے ہیں اس لئے ایسے وقت میں شیطان مردود سے اللہ کی پناہ مانگنی چاہئے جبکہ دوسری حدیث میں واضح الفاظ ہیں کہ جب تم ان کی آوازیں سنو تو شیطان مردود سے اللہ کی پناہ مانگو کیونکہ اس نے شیطان کو دیکھا ہے (متفق علیہ)

دعا الخادم للطعام معه

خادم کو اپنے ساتھ کھلانے کا بیان

٢٣٨۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ مَرْفُوعاً: ((إِذَا صَنَعَ خَادِمُ أَحَدِكُمْ طَعَاماً فَوَلِّي حَرَّهُ وَمُشَقَّتَهُ فَلْيَدْعُهُ، فَلْيَأْكُلْ مَعَهُ فَإِنْ لَّمْ يَدْعُهُ فَلْيُنَاوِلْهُ مِنْهُ)). [الصحيحة: ٢٥٦٩]

سیدنا ابوہریرہ ﷺ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب تمھارا خادم تمھارے لئے کھانا تیار کرتا ہے تو وہ گرمی برداشت کرتا ہے اور مشقت اٹھاتا ہے اس لئے آدمی کو چاہئے کہ اسے بلائے تاکہ وہ اس کے ساتھ کھائے' اگر کوئی اس طرح نہیں کرتا تو اسے کھانے کے لئے کچھ پکڑا دے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۵۶۹۔ احمد (۲/ ۲۸۳)' مسلم (۱۶۶۳)' ابو داود (۳۸۴۶)

فوائد : خادم کو اپنے ساتھ کھانے میں شریک کرنا یا کم از کم اسے کھانے میں سے کوئی لقمہ دے دینا یہ انتہائی پسندیدہ عمل ہے جبکہ تکبر اور جھوٹی انا ہمیں یہ بات سمجھنے ہی نہیں دیتی بلکہ خادم کو ساتھ بٹھانا تو ایک طرف اگر ننگے ہاتھوں کھانا لائے تو اسے بھی قبول نہیں کیا جاتا اسکے ہاتھوں پر دستانے چڑھوا دیے جاتے ہیں بڑے ہوٹلوں اس کا مشاہدہ عام کیا جاسکتا ہے۔ جبکہ آپ ؐ نے فرمایا کہ غلام کو بھی ساتھ کھلائے یہ نہیں کہ سائیڈ پر بٹھا کر اسے روٹی تھما دے بلکہ ایک حدیث کے الفاظ میں (فلیقعدہ معہ فلیاکل) (مسلم) کہ اسے ساتھ بٹھا کر کھلائے۔ اور ایک روایت میں ہے (فمن کان اخوہ تحت یدہ فلیطعمہ مما یاکل ولیلبسہ مما یلبس ولا تکلفوھم مایغلبھم فان کلفتموم ما یغلبھم فاعینوھم) (بخاری) اگر اللہ بندے کے بھائی کو اس کے ماتحت کردے یعنی خادم بنادے تو اسے اپنے کھانے میں کھلائے اور اپنے کپڑوں میں سے پہنائے اور اگر کوئی کام اس کی طاقت سے زیادہ ہو تو اسکی مدد کردے' اسلام ایک ایسا مذہب ہے جو انسان کو انسانیت کے مرتبے پر پر فائز کرتا ہے اور ہر انسان سے انسانیت کے مطابق سلوک کا حکم دیتا ہے۔ حتی کہ غلام، خادم کے بارے میں کہا کہ اسے اپنے ساتھ کھلانا، پلانا اور پہنانا ہے حتی کہ کام اگر زیادہ ہو تو اسکے ساتھ ملکر کروانا ہے۔

الإجتناب من الوجه بالضرب

مارنے کے لیے چہرے سے اجتناب کرنے کا بیان

٢٣٩۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوعاً: ((إِذَا ضَرَبَ أَحَدُكُمْ فَلْيَجْتَنِبِ الْوَجْهَ فَإِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ آدَمَ عَلٰى صُوْرَتِهِ)). [الصحيحة: ٨٦٢]

ابوہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی آدمی کسی کی پٹائی کرے تو چہرے پر مارنے سے اجتناب کرے' کیونکہ اللہ تعالی نے آدم کو اپنی صورت پر پیدا کیا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۸۶۲۔ احمد (۲/ ۲۴۴) و مسلم (۲۶۱۲)' مختصراً۔ ابو داود (۴۴۹۳)' الآجری فی الشریعۃ (ص ۳۱۴)' بیہقی فی الاسماء (ص: ۲۹۰)

فوائد : چہرہ انسان کے اعضاء میں سے سب سے زیادہ شرف والا عضو ہے کیونکہ انسان کو عطا کی جانیوالی عظیم خوبیوں میں سے زیادہ کا تعلق انسان کے چہرے کے ساتھ ہے مثلاً منہ، ناک، کان، آنکھیں وغیرہ اسکے ساتھ ساتھ سب سے بڑی فضیلت جو اسے عطا ہوئی وہ اسکا اللہ تبارک

وتعالیٰ کی صورت پر ہوتا ہے اور یہ اتنی بڑی فضیلت ہے کہ اس کے ہوتے ہوئے نبی کریم ﷺ نے دوسرے فضائل کے تذکرہ کو عبث سمجھا چہرے کی اس تکریم کے باعث اس پر مارنے کو حرام قرار دیا گیا ہے لڑائی میں بھی احتیاط کو لازم پکڑنا جیسا کہ حدیث میں ہے آپؐ نے فرمایا (اذا قاتل احدکم اخاہ فلیجتنب الوجہ) (بخاری ومسلم) اور ایک روایت میں ہے (فلایطمن الوجہ) (مسلم) چہرے پر تھپڑ نہ مارے۔ "اخاہ" کے لفظ سے سمجھ آتی ہے کہ یہ تکریم فقط مسلم کے چہرے کو حاصل ہے کافر، بے دین لوگ اس تکریم کے مستحق نہیں انکے بارے میں اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا۔ (فاضربوا فوق الاعناق) (انفال) مفسرین اس کا معنی یوں کرتے ہیں کہ "فوق" اوپر والے حصے کو کہتے ہیں تو اس سے مراد ہے ان کے چہروں پر مارو انکی کھوپڑیاں اڑاؤ۔

لا يشمت العاطس اذا لم يحمد الله

٢٤٠۔ عَنْ أَبِيْ بُرْدَةَ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى أَبِيْ مُوْسٰى فِي بَيْتِ ابْنَةِ أُمِّ الْفَضْلِ، فَعَطَسْتُ وَلَمْ يُشَمِّتْنِي وَعَطَسَتْ فَشَمَّتَهَا، فَرَجَعْتُ إِلَى أُمِّي فَأَخْبَرْتُهَا، فَلَمَّا جَاءَهَا قَالَتْ: عَطَسَ ابْنِي عِنْدَكَ فَلَمْ تُشَمِّتْهُ، وَعَطَسَتْ فَشَمَّتَّهَا؟ فَقَالَ: إِنَّ ابْنَكِ عَطَسَ فَلَمْ يَحْمِدِاللّٰهَ تَعَالٰى فَلَمْ أُشَمِّتْهُ وَإِنَّهَا عَطَسَتْ وَحَمِدَتِ اللّٰهَ فَشَمَّتُّهَا، وَسَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((إِذَا عَطَسَ أَحَدُكُمْ فَحَمِدَاللّٰهَ فَشَمِّتُوْهُ)) فَقَالَتْ: أَحْسَنْتَ أَحْسَنْتَ۔ [الصحيحة:٣٠٩٤]

چھینکنے والا جب تک الحمدللہ نہ کہے تو اس کو جواب نہ دیا جائے

سیدنا ابو بردہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں سیدنا ابوموسیٰ ؓ کے پاس گیا' جو بنت ام الفضل کے گھر میں تھے' جب مجھے چھینک آئی تو ابوموسیٰ نے مجھے (یَرْحَمُكَ اللّٰه کہہ کر) دعا نہیں دی' لیکن جب بنت ام الفضل کو چھینک آئی تو انھوں نے اسے دعائیہ جواب دیا۔ جب وہ میری ماں کے پاس گئی تو اسے اس واقعہ کی خبر دے دی۔ جب ابوموسیٰ' میری ماں کے پاس گئے تو ماں نے پوچھا: جب میرے بیٹے نے چھینکا تو تو نے "یَرْحَمُكَ اللّٰه" نہیں کہا اور فلاں کو چھینک آئی تو تو نے اسے دعا دی' (اس فرق کی کیا وجہ ہے)؟ انھوں نے کہا: تیرے بیٹے نے چھینکا تو تھا لیکن اس نے "اَلْحَمْدُ لِلّٰه" نہیں کہا تھا' اس لئے میں نے دعائیہ کلمات نہیں کہے اور ام الفضل کی بیٹی نے چھینکا اور "اَلْحَمْدُ لِلّٰه" کہا' اس لئے میں نے "یَرْحَمُكَ اللّٰه" کہا اور میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: "جب کسی کو چھینک آئے اور وہ "اَلْحَمْدُ لِلّٰه" بھی کہے تو تم (یَرْحَمُكَ اللّٰه کہہ کر) اسے دعا دو اور اگر "اَلْحَمْدُ لِلّٰه" نہیں کہتا تو تم بھی اسے دعا نہ دو۔" (یہ حدیث سن کر) اس نے کہا: تو نے اچھا کیا' بہت اچھا کیا۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۰۹۴۔ ابن ابی شیبۃ (۸/ ۴۹۵۔ ۴۹۶)' مسلم (۲۹۹۲)' الادب المفرد (۹۴۱)' احمد (۴/ ۴۱۲)

فوائد : اسلام نے مسلمان کے مسلمان کے ذمے چھ حقوق بتائے ہیں۔ ان میں سے ایک جب چھینکنے والا "الحمدللہ" یا "الحمدللہ رب العالمین"

(ترمذی) کہے تو اسے جواب دینا ہے جیسا کہ حدیث میں ہے (اذا عطس احدکم فلیقل الحمدلله ولیقل اخوه اوصاحبه یرحمك الله فاذا قال یرحمك الله فلیقل یهدیکم الله ویصلح بالکم) (بخاری) جب کوئی تم میں سے چھینکے تو الحمدللہ کہے اور اس کا بھائی کی یا ساتھی جواب دے ''یرحمک اللہ'' اور جب وہ ''یرحمک اللہ'' کہے تو وہ (پہلا) "یهدیکم الله ویصلح بالکم" ہاں اگر کوئی ''الحمدللہ'' نہ کہے تو اسے جواب نہیں دیا جائیگا حدیث میں ہے'' (وان لم یحمدالله فلا تشمتوه) (مسلم) اور اسی طرح اگر کوئی بار بار آپ کے سامنے چھینکے تو اسے بھی جواب نہیں دیا جائیگا حدیث میں ہے (عطس رجل عنده فقال له یرحمك الله ثم عطس اخری فقال له رسول الله ﷺ الرجل مزکوم) (مسلم) کسی آدمی نے آپ کے پاس چھینک ماری تو آپ نے یرحمک اللہ کہا اس نے دوبارہ چھینکا تو آپؐ نے کہا کہ آدمی کو زکام ہے'' ایک آدھ چھینک چونکہ نعمت کا باعث ہے اس لئے اس پر ''الحمدللہ'' اور اس کے جواب کا ذکر کیا گیا لیکن زیادہ چھینکیں چونکہ زکام کی علامت ہیں اس لئے اسے جواب دینے کی بجائے اسکی بیماری کی طرف اشارہ کر دیا۔ اسی طرح اگر کسی کافر کو چھینک آئے تو وہ ''الحمدللہ'' کہے تو جواب میں ''یرحمك الله'' نہیں کہا جائیگا جیسا کہ یہودی آپ کے پاس چھینکیں مارتے انکی کوشش ہوتی آپ ان کے لئے دعا کریں ''یرحمك الله'' کہیں مگر آپ "یهدیکم الله ویصلح بالکم" کے ساتھ انہیں جواب دیتے (ترمذی وغیرہ) چھینکتے وقت بندہ خیال رکھے کہ آواز کو جس قدر دبا سکتا ہے دبائے اور منہ پر کپڑا یا ہاتھ وغیرہ رکھ لے حدیث میں ہے (کان رسول الله ﷺ اذا عطس غطی وجهه بیده او ثوبه وغض به صوته) (ابوداؤد) آپؐ جب چھینکتے تو چہرے پر ہاتھ یا کپڑا رکھ لیتے اور اس کے ساتھ آواز کو پست کرتے'' تو چھینکتے وقت ان آداب کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔

ومن آداب التشميت

۲۴۱۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعًا: ((إِذَا عَطَسَ أَحَدُكُمْ فَلْيُشَمِّتْهُ جَلِيْسُهُ، فَإِنْ زَادَ عَلَى ثَلَاثٍ فَهُوَ مَزْكُوْمٌ، وَلَا يُشَمَّتُ بَعْدَ ذٰلِكَ)).

[الصحيحة: ۱۳۳۰]

یرحمک اللہ کہنے کے آداب کا بیان

ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو کوئی چھینکے تو اس کا ہم نشیں (يَرْحَمُكَ الله کہہ کر) اسے دعا دے اگر اسے تین سے زیادہ چھینکیں آئیں تو (اس کا مطلب یہ ہوگا کہ) اسے زکام ہے' ایسی صورت میں وہ (يَرْحَمُكَ الله) نہ کہے۔''

تخریج: الصحیحة ۱۳۳۰۔ ابن السنی فی عمل الیوم واللیلة (۲۵۱)' ابن عساکر (۱۹۰۱۸)' دیلمی (۱/ ۱/ ۶۷)

فوائد: دوسری چھینک پر ہی جواب میں ''مزکوم'' کہا جا سکتا ہے لیکن جیسا کہ اس حدیث میں ہے کہ اگر تین دفعہ سے زیادہ چھینکے تو یہ الفاظ کہے جائیں تو یہ بھی درست ہے حالات کے مطابق بندہ خود فیصلہ کر سکتا ہے پچھلی حدیث کی تشریح میں جیسا کہ حدیث ہے اس کے مطابق دوسری بار یا اس کے بعد ''مزکوم'' کہا جا سکتا ہے۔

النهي عن التكريم بما كم يكن أهله

۲۴۲۔ عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيْهِ مَرْفُوْعًا: ((إِذَا قَالَ الرَّجُلُ لِلْمُنَافِقِ يَاسَيِّد فَقَدْ أَغْضَبَ رَبَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى)). [الصحيحة: ۱۳۳۰]

جو عزت کا اہل نہیں اس کی عزت کرنے کی ممانعت

عبداللہ بن بریدہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے منافق کو ''اے میرے سردار'' کہہ کر بلایا اس نے اپنے رب کو ناراض کر دیا۔''

تخریج: الصحیحة ١٣٨٩۔ حاکم (۴/ ۳۱۱)' ابونعیم فی اخبار اصبهان (٢/ ١٩٨)' خطیب فی تاریخ بغداد (۵/ ۴۵۴)

فوائد : کسی منافق کو سردار یا آقا کہہ کر مخاطب کرنا ممنوع ہے کیونکہ یہ لوگ اسلام کو دل سے تسلیم نہ کرنے کی وجہ سے جو انکو احترام آدمیت حاصل تھا اس سے محروم ہو چکے ہیں اور یہ لوگ دین کو نقصان پہنچانے کے اعتبار سے کافروں سے بھی برے ہیں اس لئے آخرت میں ان کے لئے عذاب بھی کفار و مشرکین سے زیادہ ہوگا جیسا کہ قرآن میں ہے (ان المنافقین فی الدرك الاسفل من النار) (النساء) کہ بے شک منافقین جہنم کے سب سے نچلے طبقے میں ہونگے۔ نبی کریم ﷺ ان کو قتل کرنے سے بھی اسی لئے باز رہے کہ لوگ یہ نہ کہیں کہ محمد ﷺ اپنے ساتھیوں کو قتل کرتا ہے اور کسی نئے فتنے کا باعث بن جائے۔ اس لئے انکو آقا یا میرے سردار کہہ کر احترام دینا شریعت کی منشاء کے خلاف ہے۔

اذا قام احدكم من مجلسه ثم رجع اليه فهو احق به

جب کوئی اپنی نشست سے اٹھ جائے' دوبارہ لوٹنے پر وہی اس کا زیادہ حق دار ہے۔

٢٤٣۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا قَامَ أَحَدُكُمْ مِنْ مَجْلِسِهِ ثُمَّ رَجَعَ إِلَيْهِ، فَهُوَ أَحَقُّ بِهِ)). [الصحيحة:٣٩٧٥]

سیدنا ابوہریرہ ﷺ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی شخص کسی مجلس سے اٹھے' پھر واپس آجائے تو وہ اس جگہ کا زیادہ حقدار ہوگا۔''

تخریج: الصحیحة ٣٩٧٥۔ مسلم (٢١٧٩)' الادب المفرد للبخاری (١١٣٢)' ابوداود (۴٨۵٣)' ابن ماجه (٣٧١٧)

فوائد : اگر کوئی بندہ کسی مجلس میں بیٹھا ہوا اور کسی حاجت کی بنا پر اسے جانا پڑ جائے تو واپسی پر وہ اسی جگہ کا زیادہ حقدار ہوگا بہتر یہ ہے کہ اٹھنے والا اٹھتے وقت وہاں پر اپنی کوئی نشانی چھوڑ جائے جو اس کے واپس آنے پر دلالت کرے جیسا کہ اللہ کے نبی کریم ﷺ کا طریقہ تھا لیکن ایک بندہ کسی مقام پر بیٹھا نہیں ہے لیکن وہ نشانی رکھ کر جگہ روک لیتا ہے کہ تھوڑی دیر بعد ادھر آ کر بیٹھوں گا یہ درست نہیں جیسا کہ مساجد میں بسا اوقات کیا جاتا ہے۔

باب: من آداب المجالسة والمباحثة

باب: مجلس اور بحث کے آداب

٢٤٤۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا قُلْتَ لِلنَّاسِ: أَنْصِتُوْا وَهُمْ يَتَكَلَّمُوْنَ، فَقَدْ أَلْغَيْتَ عَلَى نَفْسِكَ [يَعْنِي: يَوْمَ الْجُمُعَةِ])) [الصحيحة:١٧٠]

سیدنا ابوہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''(جب امام جمعہ کے دن خطبہ دے رہا ہو اور) تو باتیں کرنے والے لوگوں کو کہے کہ چپ ہو جاؤ' تو یہ تیرا لغو اور بیہودہ کام شمار ہوگا۔''

تخریج: الصحیحة ١٧٠۔ احمد (٢/ ٣١٨)' عبد الرزاق (۵٣١٨)' صحیفة همام بن منبه (١٢١)' والحدیث متفق علیه بالفاظ متقاربة

فوائد : نبی کریم ﷺ نے جمعہ کے اہتمام کا خصوصی حکم دیا اور ساتھ ساتھ اس کے فضائل کا تذکرہ بھی کیا جس سے اس کی شان کا بخوبی اندازہ ہو جاتا ہے جمعے کے اندر جس چیز کو سب سے زیادہ اہمیت دی گئی ہے وہ ہے اس کا خطبہ۔ جیسا کہ سمجھ آتی ہے فرائض جو کہ اللہ کے تقرب کا انتہائی اہم ذریعہ ہیں انکی تعداد بھی ظہر کے مقابلے میں آدھی کر دی گئی ہے تو یہ اس خطبے کی اہمیت کی بناء پر ہی ہے اس لئے دوران خطبہ ایسا کام جو غفلت کا باعث بنتا ہو اسکی انتہائی بلیغ طریقے سے روک تھام کی گئی ہے۔ مثلاً حدیث میں ہے لا لا یغتسل رجل یوم الجمعة ویتطهر بما

استطاع من ظهر ويدهن من دهنه او يمس من طيب بيته ثم يروح الى المجسد ولا يفرق بين اثنين ثم يصلي ماكتب له ثم ينصت للامام ياذا تكلم، الا غفرله من الجمعة الاخرى مالم يغش الكبائر) (بخاری) ''جو آدمی جمعہ کے غسل کرتا ہے اور استطاعت کے مطابق اچھی طرح وضو کرتا ہے اور تیل یا خوشبو لگاتا ہے اور پھر مسجد میں پہنچ جاتا ہے اور دو آدمیوں میں تفریق نہیں کرتا اور جو اس کیلئے مقدر ہے نماز پڑھتا ہے پھر امام کے خطبہ میں خاموش رہتا ہے تو اگلے جمعے تک اس کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں بشرطیکہ بڑے گناہوں کا ارتکاب نہ کرے'' اور ''موطا امام مالک رحمہ اللہ'' کی ایک حدیث میں پہلے وقت میں پہنچنے والے کو اونٹ پھر گائے اسی طرح بالترتیب انڈے کے صدقے کا ثواب ملتا ہے'' لیکن ان سب فضائل کو بندہ تب حاصل کرسکتا ہے جب خطبے میں ''لغو'' حرکت نہ کرے مثلاً کنکریوں سے کھیلنا بولنا حتیٰ کہ کسی کو خاموش بھی نہیں کرواسکتا غرض ہر وہ کام جو سماعت میں غفلت کا سبب بنے ناجائز ہے اور جمعے کے ثواب کو ضائع کر دینے والا ہے۔ حدیث ہے (من مس الحصى فقد لغا، ومن لغا فلاجمعة له) (ابوداؤد) جس نے کنکریوں کو چھوا اس نے لغو حرکت کی اور جس نے لغو حرکت کی اس کا کوئی جمعہ نہیں۔

كراهية الجلوس في بعض الظل والشمس

کچھ دھوپ اور کچھ سایہ میں بیٹھنے کی کراہت کا بیان

٢٤٥ ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ أَبُو الْقَاسِمِ ﷺ: ((إِذَا كَانَ أَحَدُكُمْ فِي الْفَيْءِ، فَقَلَصَ عَنْهُ الظِّلُّ وَصَارَ بَعْضُهُ فِي الشَّمْسِ وَبَعْضُهُ فِي الظِّلِّ فَلْيَقُمْ)) [الصحيحة: ٨٣٧]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی آدمی سائے میں بیٹھا ہو اور سایہ سمٹ جانے کی وجہ سے اس کے بعض وجود پر دھوپ آ جائے اور بعض پر سایہ ہو وہ وہاں سے اٹھ جائے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۸۳۷۔ ابوداود (۴۸۲۲)' حمیدی (۱۱۳۸)' بیہقی (۳/ ۲۳۶' ۲۳۷)' احمد (۲/ ۳۸۳

كراهية التناجي اثنين دون الثالث

دو کا آپس میں سرگوشی کرنا تیسرے کو چھوڑ کر مکروہ ہے

٢٤٦ ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِذَا كَانَ ثَلَاثَةً جَمِيعاً فَلَا يَتَنَاجَ اثْنَانِ دُوْنَ الثَّالِثِ)). [الصحيحة: ١٤٠٢]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تین آدمی اکٹھے ہوں' تو تیسرے کو چھوڑ کر دو آدمی آپس میں سرگوشی نہ کریں۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۴۰۲۔ احمد (۲/ ۳۵۱)' عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ بخاری (۶۲۸۸)' والادب المفرد (۱۱۶۸)' مسلم (۲۱۸۳)' عن ابن عمر رضی اللہ عنہما

فوائد: اس حدیث کی شرح حدیث نمبر (228) کے تحت گزر چکی ہے۔

باب: من تربية الاطفال

باب: بچوں کی تربیت

٢٤٧ ـ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ مَرْفُوعاً: ((إِذَا كَانَ جُنْحُ اللَّيْلِ، فَكُفُّوْا صِبْيَانَكُمْ، فَإِنَّ الشَّيَاطِيْنَ

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب رات کے آنے کا وقت قریب ہو جائے تو اپنے بچوں کو روک

تَنْتَشِرُ حِيْنَئِذٍ، فَإِذَا ذَهَبَتْ سَاعَةٌ مِنَ الْعِشَاءِ فَخَلُّوْهُمْ)). [الصحيحة: ٤٠]

لیا کرو' کیونکہ اس وقت شیطان منتشر ہو رہے ہوتے ہیں اور تاریکی کا ابتدائی حصہ بیت جانے کے بعد انھیں چھوڑ دیا کرو۔''

تخریج: الصحيحة ۴۰۔ بخاری (۳۲۸۰)' مسلم (۹۷/ ۲۰۱۲)' ابو داود (۳۷۳۳)' احمد (۳/ ۳۸۸)

فوائد : شام کا وقت چونکہ شیاطین کے پھیلنے کا وقت ہوتا اس لئے اس وقت بچوں کو باہر نکالنا درست نہیں بلکہ ایک حدیث میں ہے کہ آپ ؐ نے فرمایا (لاترسلوا مواشيكم وصبيانكم....الخ) (مسلم) کہ اپنے مویشی اور بچوں کو نہ چھوڑو' ہاں رات کا کچھ حصہ گزر جانے کے بعد ان کو باہر نکالنے میں کوئی حرج نہیں امام ابن جوزیؒ اس کی وجہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اس وقت شیاطین نجاست کے ساتھ اپنی پناہ گاہوں کی طرف پلٹ رہے ہوتے ہیں اور بچے چونکہ دفاع کیلئے انہیں مخصوص اذکار یاد نہیں ہوتے'' اس لئے نقصان کا اندیشہ ہوتا ہے۔

كراهية التحديث برويا المكروه

برا خواب لوگوں کو بیان کرنے کی کراہت کا بیان

٢٤٨ ـ أَبُو سُفيان [عَنْ جَابِرٍ] قَالَ: أَتَى النَّبِيَّ ﷺ رَجُلٌ وَهُوَ يَخْطُبُ، فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! رَأَيْتُ الْبَارِحَة- فِيْمَا رَأَى النَّائِمُ- كَأَنَّ عُنُقِي ضُرِبَتْ وسقط رأسِي [فَتَدَحْرَجَ] فَاتَّبَعْتُهُ، فَأَخذتُهُ فاعدْتُهُ؟ [فضحِكَ النَّبِيُّ ﷺ] فَقَالَ: ((إِذَا لَعِبَ الشَّيْطَانُ بِأَحَدِكُمْ فِي مَنَامِهِ، فَلَا يُحَدِّثْ بِهِ النَّاسَ)). [الصحيحة:٣٩٦٨]

سیدنا ابوسفیان ؓ' سیدنا جابر ؓ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی' نبی کریم ﷺ کے پاس آیا' اس حال میں کہ آپ ﷺ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔ اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! گزشتہ رات میں نے خواب میں دیکھا کہ میری گردن قلم کر دی گئی' سر گر پڑا اور لڑھک گیا' میں اس کے پیچھے چلا' اس کو پکڑا اور اسے اس کی جگہ پر لوٹا دیا' (اس خواب کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے) جواباً نبی کریم ﷺ مسکرائے اور فرمایا: جب شیطان کسی کے ساتھ نیند میں کھیلے تو وہ اسے لوگوں کے سامنے بیان نہ کرے۔''

تخریج: الصحيحة ۳۹۶۸۔ مسلم (۱۶/ ۲۲۶۸)' ابن ماجه (۳۹۱۲)' احمد (۳/ ۳۱۵)' ابو یعلی (۲۲۷۴)

فوائد : (231) نمبر حدیث کے تحت اس کی شرح گذر چکی ہے۔

الحض على كثرة السلام

السلام علیکم کثرت سے کہنے کی ترغیب کا بیان

٢٤٩ ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِذَا لَقِيَ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ فَلْيُسَلِّمْ عَلَيْهِ، فَإِنْ حَالَتْ بَيْنَهُمَا شَجَرَةٌ أَوْ جِدَارٌ أَوْ حَجَرٌ ثُمَّ لَقِيَهُ فَلْيُسَلِّمْ عَلَيْهِ أَيْضًا)). [الصحيحة:١٨٦]

سیدنا ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی شخص اپنے بھائی کو ملے تو اسے سلام کہے' پس اگر ان کے درمیان کوئی درخت یا دیوار یا پتھر حائل ہو جائے' پھر اسے ملے تو اسے چاہئے کہ پھر سلام کرے۔''

تخریج: الصحيحة ۱۸۶۔ ابو داود (۵۲۰۰)' الادب المفرد (۱۰۱۰)' ابو یعلی (۶۳۵۰)

فوائد : مسلمان کے مسلمان کے ذمے بنیادی چھ حقوق میں سے ایک ''سلام'' ہے یہ اس قدر سہل اور بابرکت عمل ہے کہ قرآن و حدیث کے اندر اس کی بہت زیادہ ترغیب دلائی گئی قرآن میں ہے (فاذا دخلتم بيوتا فسلموا على انفسكم تحية من عندالله مباركة طيبة) جب

تم گھروں میں داخل ہوتو اپنے نفسوں میں سلام کہو یہ اللہ کی طرف سے پاک برکت والا تحفہ ہے۔ سابقہ امتوں میں بھی یہ سلام چلتا آیا ہے حتی کہ آدم علیہ السلام کو پیدا کرنے کے بعد انہیں فرشتوں کی ایک جماعت کے پاس بھیجا اور کہا کہ انہیں سلام کہو اور جو وہ جواب دیں وہ تیرا اور تیری اولاد کا تحفہ ہوگا تو انہوں نے ''السلام علیکم'' کہا جواب میں فرشتوں السلام علیک ورحمتہ اللہ کہا اور رحمتہ اللہ کا اضافہ کیا (متفق علیہ) آدم علیہ السلام سے لیکر قیامت تک مسلمانوں کا یہ شعار ہے حتی کہ جنت میں بھی سلام' سلام کی آوازیں ہر جانب سے آئیں گی ایک حدیث میں تو ''السلام علیکم'' کو جنت کا سرٹیفکیٹ قرار دیا آپ نے فرمایا لاتدخلوا الجنة حتی تومنوا ولا تومنوا حتی تحابوا اولا ادلکم علی شی اذا فعلتموہ تحاببتم؟ افشوا السلام بینکم) (مسلم) تم جنت میں داخل نہیں ہوسکتے یہاں تک کہ ایمان لے آؤ اور تم مومن نہیں بن سکتے یہاں تک کہ آپس میں محبت کرنے لگو کیا میں تمہیں ایسی چیز نہ بتاؤں کہ جب تم اسے کرو تو تم آپس میں محبت کرنے لگو آپس سلام عام کردو۔ تو گویا جنت میں لے جانے والا ایمان۔ اور ایمان پیدا ہوگا آپس کی محبت سے اور محبت سلام کو عام کرنے سے۔ کیسا آسان اور مختصر راستہ ہے اسی وجہ سے صحابہ کرام آپس میں بکثرت سلام کیا کرتے تھے بلکہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ تو فقط بازار میں سلام کرنیکی غرض سے جایا کرتے تھے جیسا کہ موطا مالک میں صحیح سند سے ثابت ہے۔ اس لئے اپنے بھائی کو ملتے اور جدا ہوتے وقت سلام لازمی کہنا چاہیے اگر چلتے ہوئے کوئی اوٹ راستے میں آجائے تو اسے باہر کر کے دوبارہ ملے تو پھر سلام کہے صحابہ رضی اللہ عنہم کا یہی معمول تھا۔

فرق السلام للحیاۃ و المماۃ

۲۵۰۔ عَنْ أَبِي تَمِيمَةَ الْهُجَيْمِيِّ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ قَوْمِهِ، قَالَ: طَلَبْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَلَمْ أَقْدِرْ عَلَيْهِ، فَجَلَسْتُ، فَإِذَا نَفَرٌ هُوَ فِيهِمْ، وَلاَ أَعْرِفُهُ، وَهُوَ يُصْلِحُ بَيْنَهُمْ فَلَمَّا فَرَغَ قَامَ مَعَهُ بَعْضُهُمْ، فَقَالُوا: يَارَسُولَ اللّٰهِ! فَلَمَّا رَأَيْتُ ذٰلِكَ قُلْتُ: عَلَيْكَ السَّلاَمُ يَارَسُولَ اللّٰهِ ! عَلَيْكَ السلام يارسول اللّٰهِ! عَلَيْكَ السَّلاَمُ يَارَسُولَ اللّٰهِ! قَالَ: ((إِنَّ عَلَيْكَ السَّلاَمُ تَحِيَّةُ الْمَيِّتِ)) ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيَّ فَقَالَ: ((إِذَا لَقِيَ الرَّجُلُ أَخَاهُ الْمُسْلِمَ فَلْيَقُلِ: اَلسَّلاَمُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ)) ثُمَّ رَدَّ عَلَيَّ النَّبِيُّ ﷺ قَالَ: ((وَعَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَعَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ، وَعَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ)). [الصحيحة:١٤٠٣]

زندوں اور مردوں کے سلام میں فرق کا بیان

ابوتمیمہ ہجیمی اپنی قوم کے ایک آدمی' جو صحابی تھے' سے روایت کرتے ہیں' وہ کہتے ہیں: میں نے نبی ﷺ کو تلاش کیا' لیکن کامیاب نہ ہو سکا' میں بیٹھ گیا' اچانک ایک گروہ پر میری نظر پڑی' اس میں آپ ﷺ بھی تھے' لیکن میں تو آپ کو پہچانتا نہیں تھا اور آپ ہی ان کے درمیان صلح کروا رہے تھے' جب آپ ﷺ فارغ ہو کر چلے تو بعض لوگ بھی آپ ﷺ کے ساتھ چل دیئے' جب انھوں نے ''یارسول اللہ!'' کہا تو مجھے یقین ہو گیا کہ یہی رسول اللہ ہیں۔ میں نے کہا: عَلَيْكَ السَّلَام (آپ پر سلامتی ہو)' اے اللہ کے رسول! آپ پر سلامتی ہو' اے اللہ کے رسول! آپ پر سلامتی ہو' اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے فرمایا: ''عَلَيْكَ السَّلَام کے الفاظ کے ذریعے مُردوں کو سلام کہا جاتا ہے۔'' پھر میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ''جب کوئی آدمی اپنے بھائی سے ملے تو کہے: اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُه'' پھر آپ ﷺ نے میرے سلام کا جواب دیتے ہوئے کہا: ''اور تجھ پر سلام ہو اور اللہ

کی رحمت ہو اور تجھ پر سلام ہو اور اللہ کی رحمت ہو اور تجھ پر سلام ہو اور اللہ کی رحمت ہو۔"

تخریج: الصحیحۃ ۱۴۰۳- ترمذی (۲۷۲۱)، احمد (۵/ ۶۴)، ابن السنی فی عمل الیوم واللیلۃ (۲۳۳)، نسائی فی عمل الیوم واللیلۃ (۳۱۹)

فوائد : سلام کرنے کے مستحب الفاظ "السلام علیکم" ہیں اور صحیح احادیث کی روشنی میں اس میں "ورحمۃ اللہ وبرکاتہ" تک کے الفاظ کا اضافہ کیا جاسکتا ہے جیسا کہ حدیث میں ہے ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا (فقال السلام علیکم، فرد علیه ثم جلس، فقال النبی ﷺ "عشر" ثم جاء آخر فقال السلام علیکم ورحمة الله وبرکاته فرد علیه فجلس فقال ثلاثون) (ابوداؤد، ترمذی) اس نے آکر السلام علیکم کہا آپ نے جواب دیا پھر وہ بیٹھ گیا آپ نے کہا "دس" پھر دوسرا آیا اس نے "السلام علیکم ورحمۃ اللہ" کہا آپ نے جواب دیا وہ بھی بیٹھ گیا آپ نے کہا "بیس" پھر تیسرا آیا اس نے کہا "السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ" آپ نے جواب دیا پھر وہ بیٹھ گیا آپ نے کہا "تیس" یعنی پہلے کو دس نیکیاں ملیں دوسرے کو بیس اور تیسرا تیس نیکیوں کا مستحق قرار پایا۔ یہی مسنون طریقہ ہے اس سے زائد الفاظ مثلاً بعض اسکے آگے "ومغفرتہ" کا اضافہ بھی کرتے ہیں جو کہ پایہ ثبوت کو نہیں پہنچے اس لئے انہی الفاظ پر اکتفا کرنا چاہیے۔

باب: الادب عند لقاء المشرکین

۲۵۱ - عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا لَقِيتُمُ الْمُشْرِكِينَ (وَفِي رِوَايَةٍ: أَهْلَ الْكِتَابِ) فَلَا تَبْدَؤُوهُمْ بِالسَّلَامِ، وَإِذَا لَقِيتُمُوهُمْ فِي طَرِيقٍ فَاضْطَرُّوهُمْ إِلَى أَضْيَقِهَا)). [الصحيحة: ١٤١١]

باب: مشرکین سے ملاقات کا طریقہ

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب تم مشرکوں (اور ایک روایت کے مطابق اہل کتاب) کو ملو تو انھیں سلام کرنے میں پہل نہ کرو۔ اور اگر کسی راستے میں ان سے ملاقات ہو جائے تو انھیں تنگ راستے کی طرف مجبور کر دو۔"

تخریج: الصحیحۃ ۱۴۱۱- مسلم (۲۱۶۷)، ابوداود (۵۲۰۵)، احمد (۲/ ۲۶۳، ۴۵۹)، ابن السنی (۲۳۴)

فوائد : سلام چونکہ مسلمانوں کا شعار ہے اور ایک مسلمان کی دوسرے کیلئے سلامتی کی دعا ہوتی ہے اس لئے کفار کو سلام کہنے میں پہل نہیں کرنی چاہیے اگر وہ پہلے کہہ دیں تو جواب میں "وعلیکم" پر اکتفا کرنا چاہیے کیونکہ ان سے کسی بھی وقت شر کی امید ہوسکتی ہے حدیث میں ہے "اتی النبی ﷺ اناس من الیهود فقالوا السام علیك یا ابا القاسم قال وعلیکم۔۔۔الخ" (مسلم) آپ کے پاس کچھ یہودی آئے تو انہوں نے کہا "السام علیك" اے ابوالقاسم" آپ نے فرمایا اور تم پر۔ عائشہ رضی اللہ عنہا فرمانے لگیں تم پر "سام وذام" ہو آپ نے کہا اے عائشہ سخت کلامی نہ کرتو کہنے لگیں آپ نے انکی بات نہیں سنی تو آپ نے فرمایا میں نے "وعلیکم" کہہ کر ان کی بات کو لوٹا دیا ہے۔ یہودیوں نے آپ کے لیے "السلام" کی بجائے "السام" کا لفظ بولا تھا جسکا معنی "موت" ہے تو آپ نے انتہائی سادگی سے ان کو منہ توڑ جواب دے دیا۔ لیکن اگر کہیں پر مجلس برپا ہے اور اس میں مسلمان اور کافر مشترک ہیں تو انکو سلام کہا جاسکتا ہے جیسا کہ ایک "متفق علیہ" حدیث میں مذکور ہے کہ آپ ایک مجلس کے پاس سے گزرے اس میں مسلمان مشرک اور یہودی ملے جلے تھے آپ نے ان سب پر سلام کہا۔ کفار کو مسلمانوں کی عظمت اور غلبے کا احساس ہر وقت رہے اس کیلئے آپ نے حکم دیا اگر کافر کہیں راستے میں چلتے ہوں تو انہیں خود سائیڈ پر ہو کر راستہ فراہم نہیں کرنا بلکہ راستے کے درمیان چلنا

ہے اور انہیں مجبور کرتا ہے کہ وہ ایک جانب سے ہو کر گزریں اور مسلمانوں کے مقابلے میں اپنی کم مائیگی کا بھرپور احساس رکھیں۔

ومن آداب السلام

سلام کے آداب کا بیان

٢٥٢۔ عَنْ أَبِی سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا مَرَّ رِجَالٌ بِقَوْمٍ فَسَلَّمَ رَجُلٌ عَنِ الَّذِیْنَ مَرُّوْا عَلَی الْجَالِسِیْنَ، وَرَدَّ مِنْ هٰؤُلَاءِ وَاحِدٌ، أَجْزَأَ عَنْ هٰؤُلَاءِ وَعَنْ هٰؤُلَاءِ)). [الصحیحة:١٤١٢]

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب کچھ لوگ کسی قوم کے پاس سے گزریں اور گزرنے والوں میں سے ایک سلام کہہ دے اور بیٹھنے والوں میں سے ایک جواب دے دے تو ان سے بھی کفایت کر جائے گا اور اُن سے بھی۔“

تخریج: الصحیحة ۱۴۱۲۔ ابو نعیم فی الحلیة (۸/ ۲۵۱)' ابن السنی (۲۳۴)

فوائد : اگر کوئی جماعت گزر رہی ہو تو ان میں سے ایک سلام کہہ دے اور اسی طرح اگر کوئی جماعت بیٹھی ہو اور اس کو سلام کہہ دے اور ان میں سے ایک جواب دے دے تو یہ سب کی طرف سے کفایت کر جاتا ہے جیسا کہ اس سے بھی واضح حدیث جو کہ اس معنی کی تائید کرتی ہے آپ ﷺ نے فرمایا(یجزی عن الجماعة اذا مروا ان یسلم احدھم ویجزی عن الجلوس ان یرد احدھم) (بیہقی وابوداؤد) جماعت میں سے ایک سلام کر دے جب وہ گزرے تو کافی ہے ایسے ہی بیٹھوں میں سے ایک جواب دے دے تو سب کی طرف سے کفایت کر جاتا ہے۔

باب: بماذا یجیب الکافر اذا سلم؟

باب: غیر مسلم کے سلام کے جواب میں کیا کہا جائے؟

٢٥٣۔ عَنْ أَبِی بَصْرَةَ الْغِفَارِیِّ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا مَرَرْتُمْ بِالْیَهُوْدِ فَلَا تُسَلِّمُوْا عَلَیْهِمْ وَإِذَا سَلَّمُوْا عَلَیْکُمْ فَقُوْلُوْا: وَعَلَیْکُمْ)). [الصحیحة: ٢٢٤٢]

سیدنا ابوبصرہ غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم یہودیوں کے پاس سے گزرو تو انھیں سلام نہ کہو اور اگر وہ تمھیں سلام کہیں تو جواب میں صرف ”وَعَلَیْکُمْ“ (اور تم پر بھی ہو) کہو۔“

تخریج: الصحیحة ۲۲۴۲۔ یعقوب بن سفیان الفسوی (۲/ ۴۹۱)' مسند احمد (۶/ ۳۹۸)' طحاوی (۴/ ۳۴۲)' نسائی فی عمل الیوم واللیلة (۳۸۸)

فوائد : اس کی شرح حدیث نمبر (251) کے تحت گزر چکی ہے۔

اطفاء السرج عند النوم

سوتے وقت چراغ بجھا دینے کا بیان

٢٥٤۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: ((جَاءَ تْ فَأْرَةٌ فَأَخَذَ تْ تَجُرُّ الْفَتِیْلَةَ، فَذَهَبَتِ الْجَارِیَةُ تَزْجُرُهَا، فَقَالَ النَّبِیُّ اللّٰهِ ﷺ: دَعِیْهَا، فَجَاءَ تْ بِهَا فَأَلْقَتْهَا بَیْنَ یَدَیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَلَی الْخُمْرَةِ الَّتِی کَانَ عَلَیْهَا قَاعِدًا، فَأَحْرَقَتْ مِنْهَا مِثْلَ

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ ایک چوہیا آئی اور چراغ کی بتی کو کھینچنے لگی' ایک بچی اسے دھتکارنے اور بھگانے لگی' آپ ﷺ نے اس بچی سے فرمایا: ”اسے چھوڑ دے۔“ وہ چوہیا بتی لے کر آئی اور اسے اس چٹائی پر ڈال دیا' جس پر آپ ﷺ بیٹھے تھے ایک درہم کے بقدر چٹائی جل گئی۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ”جب

مَوْضِعِ دِرْهَمٍ، فَقَالَ ﷺ: ((إِذَا نُمْتُمْ فَأَطْفِئُوْا سُرُجَكُمْ، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَدُلُّ مِثْلَ هٰذِهِ عَلٰى هٰذَا فَيُحَرِّقُكُمْ)). [الصحيحة:١٤٢٦]

تم سوؤ تو چراغ بجھا دیا کرو' کیونکہ شیطان اس قسم کے جانوروں کو ایسی (شرارتیں) کرنے پر اکساتا ہے' اور اس طرح یہ تمھیں جلا دیں گے۔"

تخریج: الصحیحۃ ۱۴۲۶۔ مسند احمد (۵/ ۲۵۰' ۲۵۸)' الادب المفرد (۱۶۳)' طبرانی (۸۰۵۷)

فوائد : رات کو دیا یا چراغ وغیرہ جلتا چھوڑ کر سونا یہ خلاف سنت اور خلاف مصلحت ہے جیسا کہ حدیث سے ہی واضح ہے چوہیا دیے کی بتی کو کھینچ کر آپ نے سامنے چٹائی پر پھینک گئی اس طرح اگر رات کو سوتے ہوئے حادثہ ہو جائے تو انتہائی نقصان کا باعث بن سکتا ہے لیکن اب چونکہ چراغوں دیوں کی جگہ بلب اور دوسری لائٹوں نے لے لی ہے اب وہ پہلے والے خطرات تو اگر چہ نہیں ہیں مگر فضول بجلی کا ضیاع اور مختلف وجوہات کی بناء پر اشیاء کا جل جانا، ان نقصانات کے پیش نظر لائٹوں کو رات کو سوتے وقت بند کر دینا بہتر ہے خاص کر ہیٹر جو کہ بہت سے نقصانات باعث بن چکا ہے اور دم گھٹنے سے کئی ہلاکتیں بھی ہو چکی ہیں اس لئے انکو بند کر دینا ضروری جو کہ شریعت اور مصلحت دونوں کا تقاضا ہے۔

أربى الربا شتم الأعراض

سب سے بڑی زیادتی کسی مسلمان کی آبرو ریزی کرنا ہے

٢٥٥ ـ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ زَيْدٍ مَرْفُوْعاً: ((أَرْبَى الرِّبَا شَتْمُ الْأَعْرَاضِ)). [الصحيحة:١٤٣٣]

سیدنا سعید بن زید ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: "سب سے بڑی زیادتی یہ ہے کہ کسی (مسلمان) کی آبرو ریزی کی جائے۔"

تخریج: الصحیحۃ ۱۴۳۳۔ الھیثم بن کلیب فی المسند (۲۰۸)' ابوداود (۴۸۷۶)' احمد (۱/ ۱۹۰)' طبرانی (۳۵۷)' حاکم (۴/ ۱۵۷)' بیھقی فی الشعب (۶۷۱۰) نحوہ

فوائد : کسی مسلمان کی عزت سے کھیلنا سب زیادتیوں سے بڑی زیادتی ہے اصل میں کسی کی بے عزتی کرنیوالا خود کو اس سے برتر سمجھ رہا ہوتا ہے اگر ایسا نہ ہو تو کبھی بھی وہ اس سے مذاق نہ کرے اور یہ کبر انتہائی ناپسندیدہ فعل ہے حدیث میں ہے۔ (لایدخل الجنة من کان فی قلبه مثقال ذره من کبر) (مسلم) ایسا بندہ جنت میں داخل نہیں ہوگا اور "کبر" کی تعریف (بطر الحق و غمط الناس) ہے یعنی حق کا انکار اور لوگوں کو حقیر جاننا۔ حالانکہ قرآن میں ہے (لا یسخر قوم من قوم عسی ان یکونوا خیراً منهم) (حجرات) کوئی قوم کسی قوم سے مذاق نہ کرے ہوسکتا ہے وہ ان سے بہتر ہوں۔ اس قدر وعید کسی کے مذاق اڑانے پر ہے تو بہتر یہی ہے کہ ذرا سے زبان کے چٹخارے کی خاطر بندہ اپنی عاقبت کو خراب کر لے اور ایک مسلمان کی منزل کھوٹی ہو جائے اس سے بہتر ہے کہ اس زبان کو لگام ڈال لی جائے۔

اهمية السلام عند الدخول.

داخل ہوتے وقت سلام کرنے کی اہمیت کا بیان

٢٥٦ ـ عَنْ كَلَدَةَ بْنِ حَنْبَلٍ، قَالَ: إِنَّ صَفْوَانَ بْنَ أُمَيَّةَ بَعَثَهُ بِلَبَنٍ وَلَبَأٍ، وَضَغَابِيْسَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَالنَّبِيُّ ﷺ بِأَعْلَى الْوَادِي، قَالَ: فَدَخَلْتُ عَلَيْهِ

کلدہ بن حنبل کہتے ہیں کہ صفوان بن امیہ نے مجھے دودھ' کھیس اور چھوٹے کھیرے دے کر نبی کریم ﷺ کے پاس بھیجا' آپ ﷺ وادی کے اوپر والے حصے میں تھے' میں سلام کہے اور اجازت

وَلَمْ أُسَلِّمْ وَلَمْ أَسْتَأْذِنْ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((اِرْجِعْ فَقُلِ: اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ أَأَدْخُلُ؟)) [الصحيحة:۸۱۸]

طلب کئے بغیر آپ ﷺ کے پاس چلا گیا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''واپس لوٹ جا اور اس طرح کہہ: السلام علیکم' کیا میں اندر آ جاؤں؟''

تخریج: الصحیحة ۸۱۸۔ احمد (۳/ ۴۱۴)' ابوداود (۵۱۷۶)' ترمذی (۲۷۱۰)

فوائد : سلام کہہ کر اجازت مانگی جائے پھر کسی کے گھر داخل ہوا جائے یہی مسنون طریقہ ہے اس پر بحث حدیث نمبر 223 میں گزر چکی ہے۔

اهمية انجاج الحوائج بالكتمان

چپکے سے ضروریات پوری کرنے کی اہمیت کا بیان

۲۵۷۔ قَالَ ﷺ: ((اسْتَعِينُوا عَلَى إِنْجَاحِ الْحَوَائِجِ بِالْكِتْمَانِ، فَإِنَّ كُلَّ ذِي نِعْمَةٍ مَحْسُودٌ)) رُوِيَ مِنْ حَدِيثِ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ، وَعَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، وَعَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَأَبِي بُرْدَةَ مُرْسَلًا۔ [الصحيحة:۱٤٥٣]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مخفی انداز میں (اپنی) ضرورتیں پوری کرو' کیونکہ ہر خوشحال آدمی پر حسد کیا جاتا ہے۔'' یہ حدیث سیدنا معاذ بن جبل' سیدنا علی بن ابو طالب' سیدنا عبداللہ بن عباس' سیدنا ابو ہریرہ اور سیدنا ابو بردہ ﷺ سے مرسلاً روایت کی گئی ہے۔

تخریج: الصحیحة ۱۴۵۳۔ (۱) معاذ: طبرانی فی الکبیر (۲۰/ ۹۴)' والصغیر (۲/ ۱۴۹) (۲) خطیب فی التاریخ (۸/ ۵۲-۵۷)' (۳) ابوهریرة: ابن حبان فی روضة العقلاء (ص: ۱۸۷)' السهمی فی تاریخ جرجان (ص: ۱۸۲)

فوائد : بسا اوقات بندہ کسی کام کی ابتداء کرتا ہے جو کہ اس پر کامیابی کے دروازے کھولنے والا ہوتا ہے لیکن ابھی وہ اپنے کام کی ابتداء میں ہوتا ہے کہ اس کا ڈھنڈورا پیٹنا شروع کر دیتا ہے۔ اس میں کامیابی چونکہ یقینی ہوتی ہے اس لئے اس کے سینے میں خوشحالی کی آرزوؤں کا سمندر موجزن ہو جاتا ہے مگر شہرت کی بناء پر اس کا کام کسی حاسد کی نظر ہو جاتا ہے جو اسکے راستے میں روڑے اٹکا دیتا ہے یا ویسے ہی اس کی نظر بد اسکے خوشحالی کے سفر کو سبوتاژ کر دیتی ہے اور وقت سے پہلے شور مچانے کی وجہ سے اس کی امیدوں کا محل زمین بوس ہو جاتا ہے اس لئے کام کے پورا ہونے سے پہلے مکمل رازداری برتنی چاہیے۔

اهمية النعال

جوتوں کی اہمیت

۲۵۸۔ عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ فِي غَزْوَةٍ غَزَوْنَاهَا: ((اسْتَكْثِرُوا مِنَ النِّعَالِ، فَإِنَّ الرَّجُلَ لَايَزَالُ رَاكِبًا مَاانْتَعَلَ)). [الصحيحة:٣٤٥]

سیدنا جابر ﷺ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایک غزوہ میں یہ فرماتے سنا: ''زیادہ تر جوتوں میں ہی چلا کرو' کیونکہ جب تک آدمی جوتے پہن کر رکھتا ہے' وہ ایک قسم کا سوار ہوتا ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۳۴۵۔ مسلم (۲۰۹۶)' ابوداود (۴۱۳۳)' احمد (۳/ ۳۳۷' ۳۶۰)

فوائد : جس طرح سوار آدمی کو کانٹے پتھر اور زمین پر چلنے والے کسی موذی جانور کا خوف نہیں ہوتا اسی طرح جوتا پہنے ہونے سے بندہ ان مصائب سے بچا رہتا ہے اسی لیے جوتے والے کو سوار سے تشبیہ دی گئی ہے۔

الخالة بمنزلة الأم

٢٥٩ـ عَنْ عَلِيٍّ، قَالَ: لَمَّا خَرَجْنَا مِنْ مَكَّةَ اتَّبَعَتْنَا ابْنَةُ حَمْزَةَ فَنَادَتْ: يَاعَمِّ! يَا عَمِّ! فَأَخَذْتُ بِيَدِهَا فَنَاوَلْتُهَا فَاطِمَةَ قُلْتُ: دُوْنَكِ ابْنَةُ عَمِّكِ، فَلَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِينَةَ، اخْتَصَمْنَا فِيهَا أَنَا وَزَيْدُ وَجَعْفَرُ، فَقُلْتُ: أَنَا أَخَذْتُهَا وَهِيَ ابْنَةُ عَمِّي، وَقَالَ زَيْدُ: ابْنَةُ أَخِي، وَقَالَ جَعْفَرُ: ابْنَةُ عَمِّي، وَخَالَتُهَاعِنْدِي، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِجَعْفَرٍ: ((أَشْبَهْتَ خَلْقِي وَخُلُقِي)) وَقَالَ لِزَيْدٍ: ((أَنْتَ أَخُوْنَا وَمَوْلَانَا)) وَقَالَ لِي: ((أَنْتَ مِنِّي وَأَنَا مِنْكَ اِدْفَعُوْهَا إِلٰى خَالَتِهَا، فَإِنَّ الْخَالَةَ أُمٌّ)) فَقُلْتُ: أَلَا تَزَوَّجُهَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((إِنَّهَا ابْنَةُ أَخِي مِنَ الرَّضَاعَةِ)).

[الصحيحة:١١٨٢]

خالہ ماں کے قائم مقام ہے

سیدنا علی ؓ کہتے ہیں کہ جب ہم مکہ سے نکلے تو سیدنا حمزہ ؓ کی بیٹی کے تعاقب میں چل پڑے' اس نے آواز دی: اے میرے چچا جان! اے میرے چچا جان! میں نے اس کا ہاتھ پکڑا اور سیدہ فاطمہ ؓ کو تھماتے ہوئے کہا: اپنی چچازاد بیٹی کو اپنے پاس رکھو۔ جب ہم مدینہ پہنچے تو اس کے بارے میں میں' زید اور جعفر جھگڑنے لگے۔ میں نے کہا: میرے چچا کی بیٹی ہے اور میں اسے لے کر آیا ہوں۔ زید نے کہا: یہ تو میرے بھائی کی بیٹی ہے' اور جعفر نے کہا: میرے چچا کی بیٹی ہے اور اس کی خالہ میری بیوی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے جعفر سے کہا: ''تو پیدائشی اور اخلاقی اوصاف میں میرا مشابہ ہے۔'' زید سے کہا: ''تو ہمارا بھائی اور دوست ہے۔'' اور مجھے کہا: تو مجھ سے ہے' میں تجھ سے ہوں۔ اس طرح کرو کہ اسے اس کی خالہ کے حوالے کر دو' کیونکہ خالہ بھی ماں ہی ہوتی ہے۔'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ اس سے شادی کیوں نہیں کر لیتے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ میرے رضاعی بھائی (سیدنا حمزہ ؓ) کی بیٹی ہے۔''

سیدنا حمزہ ؓ نسب کے لحاظ سے آپ ﷺ کے چچا تھے' لیکن دودھ پیتے بھائی بھی تھے۔

تخریج: الصحیحۃ ۱۱۸۲۔ ابوداود (۲۲۸۰)' احمد (۱/ ۹۸' ۱۱۵)' حاکم (۳/ ۱۲۰)' ابویعلی (۵۲۶)

فوائد: نبی کریم ﷺ حضرت حمزہؓ کے بھتیجے تھے لیکن بچپن ان دونوں نے ایک عورت کا دودھ پیا تھا اس اعتبار سے اللہ کے نبی ﷺ حمزہؓ کے رضاعی بھائی تھے اسی لئے حضرت حمزہؓ کی بیٹی رسول اللہ ﷺ کو چچا چچا کہہ کر آوازیں دے رہی تھی۔ حضرت علی اور جعفر ؓ دونوں ابو طالب کے بیٹے ہیں جو کہ حمزہؓ کے بھائی تھے اس لئے دونوں کہتے کہ یہ میری چچازاد ہے جبکہ حضرت زیدؓ حضرت حمزہؓ کے مواخات کی بناء پر بھائی تھے اس لئے وہ کہتے کہ یہ میری بھتیجی ہے اور ہر کوئی لڑکی کو حاصل کرنا چاہتا تھا مگر حضرت جعفرؓ کے گھر چونکہ لڑکی کی خالہ تھیں اس لئے آپؐ نے اسے حضرت جعفرؓ کے حوالے کر دیا اور بتا دیا کہ خالہ ماں کے مرتبے میں ہوتی ہے اور آپ کی شادی نہ کرنے کی وجہ لڑکی کا آپکی رضاعی بھتیجی ہونا تھی۔

الأجر بالشفاعة

٢٦٠ ـ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ

سفارش کرنے سے اجر ملتا ہے

سیدنا معاویہ بن سفیان ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا:

قَالَ: ((اشْفَعُوْا تُؤْجَرُوْا، فَإِنِّي لَأُرِيْدُ الْأَمْرَ فَأُؤَخِّرُهُ كَيْمَا تَشْفَعُوْا فَتُؤْجَرُوْا)).

[الصحيحة:١٤٦٤]

''سفارش کیا کرو' تمھیں اجر دیا جائے گا۔ کوئی کام کرنے کا میرا ارادہ تو ہوتا ہے' لیکن میں اس میں تاخیر کرتا ہوں تاکہ تم سفارش کرو اور تمھیں اجر دیا جائے۔''

تخریج: الصحیحة ۱۴۶۴۔ ابو داود (۵۱۳۲)' نسائی (۲۵۵۸)' خرائطی فی المکارم (ص: ۷۵)' طبرانی (۲۱/ ۳۴۸)

فوائد : جائز کام میں سفارش کر دینی چاہیے کام تو اللہ کی رضامندی سے ہی وقوع پذیر ہونا ہے مگر بندے کو اسکی سفارش کا اجر مل جاتا ہے اور کام بھی بن جائے تو اس جائز کام کے ثواب میں بندہ حقدار ٹھہرے گا جب تک وہ ہوتا رہے۔ اسی لیے آپ صحابہ کو یہ تلقین کرتے کہ جس کو لائق سمجھو اس کی سفارش کر دیا کرو۔ لیکن سفارش کرتے ہوئے دو باتوں کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ (۱) سفارش کسی حلال کام سے روکنے یا برے کام کی نہ ہو جیسا کہ حدیث میں ہے (من حالت شفاعته دون حد من حدود الله فهو مضار الله في امره) (احمد، صحیح) جس کی سفارش میں اللہ کی حد درمیان میں حائل ہوگئی تو وہ اللہ کی مخالفت کرنیوالا ہے۔ (۲) اگر سفارش کرنے کے بدلے ہدیۃ ملے تو اسے قبول نہ کرے فرمان رسول ﷺ ہے (من شفع لاحد شفاعته فاهدى له هدية عليها فقبلها فقد اتى بابا عظما من ابواب الربوا) (ابوداؤد، صحیح) جس نے کسی کی سفارش کی اور بدلے میں اسے ہدیۃ دیا گیا اور اس نے قبول کرلیا تو وہ سود کے ایک عظیم دروازے کو آیا ہے۔ اس لئے کسی غلط کام کی سفارش نہ کی جائے اور سفارش کے بدلے تحفہ نہ لیا جائے۔

فضل السلام والطعام

سلام کرنے اور کھانا کھلانے کی فضیلت کا بیان

٢٦١ ـ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اُعْبُدُوْا الرَّحْمٰنِ، وَأَطْعِمُوْا الطَّعَامَ، وَأَفْشُوْا السَّلَامَ، تَدْخُلُوْا الْجَنَّةَ بِسَلَامٍ)).

سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''رحمٰن کی عبادت کرتے رہو' کھانا کھلاتے رہو اور سلام عام کرو' تم سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔''

تخریج: الصحیحة ۵۷۱۔ الادب المفرد (۹۸۱)' ترمذی (۱۸۵۵)' ابن ماجه (۳۶۹۴)' احمد (۲/ ۱۷۰'۱۹۶)

فوائد : جنت میں داخلے کیلئے جن بڑے بڑے اعمال کا ذکر کیا گیا ہے کیونکہ جب بدلہ جنت کی صورت میں اتنا بڑا ہے تو لازماً اس کا سبب بننے والے اعمال بھی عظیم ہوں گے تو ان میں عبادت کے ساتھ ساتھ ایک کھانا کھلانا اور سلام کو عام کرنا ہے۔ یہ تینوں کام ہی بڑی اہمیت کے حامل ہیں جیسا کہ قرآن میں ہے (وما خلقت الجن و الانس الا ليعبدون) (الذاریات) میں نے جنوں اور انسانوں کو فقط اپنی عبادت کیلئے پیدا کیا اسی کھانا کھلانے کے متعلق ارشاد ربانی ہے (ويطعمون الطعام على حبه مسكينا ويتيماً واسيرا) (الدھر) وہ اللہ کی محبت میں یتیموں مسکینوں اور قیدیوں کو کھانا کھلاتے ہیں۔ اور بھی کئی مقامات پر اللہ کھانا کھلانے کی فضیلت بیان کرتے ہیں لیکن یہ کھانا امیروں کو اپنی برادری اکٹھا کرکے ان کو نہ کھلایا جائے بلکہ قرآن میں ہے غریبوں کو کھلا کر ان کی ضرورتوں کو پورا کیا جائے۔ سلام کے بارے میں پچھلی احادیث میں تفصیل سے بحث گزر چکی ہے۔

كراهية العجز بالدعاء

دعا سے عاجز آ جانے کی کراہت کا بیان

٢٦٢ ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعاً: ((أَعْجَزُ النَّاسِ

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَنْ عَجَزَ عَنِ الدُّعَاءِ وَأَبْخَلُ النَّاسِ مَنْ بَخِلَ بِالسَّلَامِ)).

''سب سے زیادہ بے بس وہ ہے جو دعا کرنے سے عاجز آ جائے اور سب سے بڑا بخیل وہ ہے جو سلام کہنے میں بخل سے کام لے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۶۰۱۔ عبد الغنی المقدسی فی الدعاء (۲۰)، طبرانی فی الاوسط (۵۵۸۷) والدعاء (۶۰)، بیھقی فی الشعب (۸۷۶۷)

فوائد : جب ہر طرف سے امیدیں کٹ جائیں اور بندہ بھاگ دوڑ کر کے عاجز آ جائے تو بے اختیار اوپر کو نظر اٹھاتا ہے اور اوپر والی ہستی کو اپنی امیدوں کا مرکز بنا کر پکارنا شروع کرتا ہے یہاں سے اس کی عاجزی کو ایک نئی امید کی کرن نظر آتی ہے اور وہ دوبارہ عمل پر آمادہ ہو جاتا ہے مگر کسقدر عاجز ہے وہ انسان جو اس سے بھی عاجز آ جائے اور مایوسیوں کی اتھاہ گہرائیوں میں گر جائے اسی لئے ایسے بندے کو سب سے زیادہ عاجز قرار دیا گیا ہے۔ اور سلام جو کہ بغیر مشقت انسان کو کثیر ثواب کا مستحق بنا دیتا ہے جو اس میں بھی کوتاہی کرے اور بخل سے کام لے اس سے زیادہ بخیل کون ہو سکتا ہے۔

القصة سلمان الفارسی رضی اللہ عنہ

۲۶۳۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: ثَنَا سَلْمَانُ الْفَارِسِيُّ، حَدِيْثَهُ مِنْ فِيْهِ، قَالَ: ((كُنْتُ رَجُلًا فَارِسِيًّا مِنْ أَهْلِ (اِصْبَهَانَ) مِنْ أَهْلِ قَرْيَةٍ مِنْهَا يُقَالُ لَهَا: (جَيٌّ) وَكَانَ أَبِي دِهْقَانُ قَرْيَتِهِ، وَكُنْتُ أَحَبَّ خَلْقِ اللّٰهِ إِلَيْهِ، فَلَمْ يَزَلْ حُبُّهُ إِيَّايَ حَتّٰى حَبَسَنِي فِي بَيْتِهِ. أَيْ مُلَازِمُ النَّارِ. كَمَا تُحْبَسُ الْجَارِيَةُ، وَأَجْهَدْتُ فِي الْمَجُوْسِيَّةِ حَتّٰى كُنْتُ قَاطِنَ النَّارِ الَّذِي يُوْقِدُهَا لَايَتْرُكُهَا تَخْبُوْسَاعَةً، قَالَ: وَكَانَتْ لِأَبِي ضَيْعَةٌ عَظِيْمَةٌ، قَالَ: فَشَغَلَ فِي بُنْيَانٍ لَّهُ يَوْماً، فَقَالَ لِي: يَابُنَيَّ! إِنِّي شَغَلْتُ فِي بُنْيَانِ هٰذَا الْيَوْمَ عَنْ ضَيْعَتِي، فَاذْهَبْ فَاطَّلِعْهَا وَأَمَرَنِي فِيْهَا بِبَعْضِ مَا يُرِيْدُ، فَخَرَجْتُ، أُرِيْدُ ضَيْعَتَهُ، فَمَرَرْتُ بِكَنِيْسَةٍ مِنْ كَنَائِسِ النَّصَارٰى، فَسَمِعْتُ أَصْوَاتَهُمْ فِيْهَا وَهُمْ يُصَلُّوْنَ، وَكُنْتُ لَا أَدْرِي مَا أَمْرُ النَّاسِ لِحَبْسِ أَبِي إِيَّايَ فِي بَيْتِهِ، فَلَمَّا مَرَرْتُ بِهِمْ

سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کا قصہ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے مجھے اپنا واقعہ اپنی زبانی سنایا انہوں نے فرمایا: میں اصبہان والوں سے ایک فارسی آدمی تھا، ایک بستی کے رہنے والوں سے تھا، جس بستی کا نام جی تھا اور میرا باپ اپنی بستی کا بہت بڑا کسان تھا اور میں اپنے باپ کے ہاں اللہ کی مخلوق سے زیادہ محبوب تھا۔ تو اس کی میرے ساتھ محبت ہمیشہ رہی حتیٰ کہ اس نے مجھے گھر میں بند کر دیا یعنی آگ کے پاس ہمیشہ رہنے والا، جیسے لڑکی لونڈی کو بند کیا جاتا ہے اور میں نے مجوسیت میں خوب محنت کی حتیٰ کہ میں آگ کا قطن عقیم بن گیا جو آگ جلایا کرتا ہے، اس کو ایک لحہ بھی مدہم نہیں ہونے دیتا اور میرے باپ کی بہت بڑی جاگیر تھی، سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ایک دفعہ میرا باپ اپنی ایک عمارت تعمیر کرنے میں مشغول رہا تو مجھے کہنے لگا اے میرے بیٹے! میں آج ایک عمارت کی تعمیر میں مشغول ہو گیا اپنی جاگیر سے غافل رہا لیکن تو جا، اس کی دیکھ بھال کر اور اس میں جو وہ کرنا چاہتا تھا مجھے اس کا حکم دیا چنانچہ میں نکلا۔ اپنے باپ کی جاگیر میں جانے کا ارادہ رکھتا تھا تو میں عیسائیوں کے گرجوں سے ایک گرجے کے پاس سے گذرا۔ میں نے اس گرجے میں ان کی آوازوں کو سنا اور وہ نماز پڑھ رہے

وَسَمِعْتُ أَصْوَاتَهُمْ، دَخَلْتُ عَلَيْهِمْ أَنْظُرُ مَا يَصْنَعُوْنَ، قَالَ: فَلَمَّا رَأَيْتُهُمْ أَعْجَبَتْنِي صَلَاتُهُمْ، وَرَغِبْتُ فِي أَمْرِهِمْ، وَقُلْتُ: هٰذَا وَاللّٰهِ خَيْرٌ مِنَ الدِّيْنِ الَّذِي نَحْنُ عَلَيْهِ، فَوَاللّٰهِ مَاتَرَكْتُهُمْ حَتّٰى غَرَبَتِ الشَّمْسُ، وَتَرَكْتُ ضَيْعَةَ أَبِي، وَلَمْ آتِهَا، فَقُلْتُ لَهُمْ: أَيْنَ أَصْلُ هٰذَا الدِّيْنِ؟ قَالُوْا: بِالشَّامِ، قَالَ: ثُمَّ رَجَعْتُ إِلٰى أَبِي، وَقَدْ بَعَثَ فِي طَلَبِي، وَشَغَلْتُهُ عَنْ عَمَلِهِ كُلِّهِ، قَالَ: فَلَمَّا جِئْتُهُ قَالَ: أَيْ بُنَيَّ أَيْنَ كُنْتَ؟ أَلَمْ أَكُنْ عَهِدتُّ إِلَيْكَ مَاعَهِدتُّ؟ قَالَ: قُلْتُ: يَا أَبَتِ! مَرَرْتُ بِنَاسٍ يُصَلُّوْنَ فِي كَنِيْسَةٍ لَّهُمْ، فَأَعْجَبَنِي مَارَأَيْتُ مِنْ دِيْنِهِمْ، فَوَاللّٰهِ مَا زِلْتُ عِنْدَهُمْ حَتّٰى غَرَبَتِ الشَّمْسُ قَالَ: أَيْ بُنَيَّ! لَيْسَ فِي ذٰلِكَ الدِّيْنِ خَيْرٌ، دِيْنُكَ وَدِيْنُ آبَائِكَ خَيْرٌ مِنْهُ. قَالَ: قُلْتُ كَلَّا وَاللّٰهِ، إِنَّهُ خَيْرٌ مِنْ دِيْنِنَا، قَالَ: فَخَافَنِي فَجَعَلَ فِي رِجْلِي قَيْداً ثُمَّ حَبَسَنِي فِي بَيْتِهِ، قَالَ: وَبَعَثْتُ إِلٰى النَّصَارٰى فَقُلْتُ لَهُمْ: إِذَا قَدِمَ عَلَيْكُمْ رَكْبٌ مِّنَ الشَّامِ تُجَّارٌ مِنَ النَّصَارٰى، فَأَخْبِرُوْنِي بِهِمْ، قَالَ: فَقَدِمَ عَلَيْهِمْ رَكْبٌ مِنَ الشَّامِ تُجَّارٌ مِّنَ النَّصَارٰى، قَالَ: فَأَخْبَرُوْنِي بِهِمْ، قَالَ: قُلْتُ لَهُمْ: إِذَا قَضَوْا حَوَائِجَهُمْ، وَأَرَادُوْا الرُّجْعَةَ إِلٰى بِلَادِهِمْ فَآذِنُوْنِي بِهِمْ، فَلَمَّا أَرَادُوْا الرَّجْعَةَ إِلٰى بِلَادِهِمْ أَخْبَرُوْنِي بِهِمْ، فَأَلْقَيْتُ الْحَدِيْدَ مِنْ رِجْلَيَّ، ثُمَّ خَرَجْتُ مَعَهُمْ حَتّٰى قَدِمْتُ الشَّامَ، فَلَمَّا قَدِمْتُهَا قُلْتُ: مَنْ

تھے اور میں نہیں جانتا تھا لوگوں کا حل ومعاملہ کیا ہے، کیونکہ میرے باپ نے مجھے گھر میں بند کر رکھا تھا۔ تو جب میں ان عیسائیوں کے پاس سے گزرا اور میں نے ان کی آوازوں کو سنا تو میں ان کے پاس گرجے میں چلا گیا کہ اس کو دیکھوں جو وہ کر رہے ہیں۔ سلمان فارسی نے فرمایا تو جب میں نے ان کو دیکھا تو ان کی نماز مجھے عجیب وبھلی لگی اور میں نے ان کے کام میں رغبت کی اور میں نے کہا واللہ (اللہ کی قسم) یہ اس دین سے بہتر ہے جس پر ہم ہیں تو اللہ کی قسم میں نے ان کو نہ چھوڑا حتیٰ کہ سورج غروب ہوگیا اور میں نے اپنے باپ کی جاگیر میں جانا چھوڑ دیا اور وہاں نہ گیا تو میں نے ان عیسائیوں سے پوچھا اس دین کا اصل کہاں ہے؟ انہوں نے جواب دیا شام میں۔ پھر میں اپنے باپ کے پاس واپس آ گیا حالانکہ میرے باپ نے میری تلاش میں بھیج رکھا تھا اور میں نے اپنے باپ کو اس کے کام سے مشغول کئے رکھا۔ سلمان فارسی نے فرمایا: تو جب میں اس کے پاس آیا تو اس نے پوچھا اے میرے پیارے بیٹے! تو کہاں تھا؟ کیا میں نے تجھے حکم نہیں دیا تھا جو میں نے حکم دیا، سلمان فارسی نے فرمایا: اے میرے باپ میں کچھ لوگوں کے پاس سے گذرا وہ گرجے میں نماز پڑھ رہے تھے تو میں نے جو ان کا دین دیکھا وہ مجھے پسند آیا تو اللہ کی قسم میں ان کے پاس ہی رہا حتیٰ کہ سورج غروب ہوگیا تو اس نے کہا اے میرے پیارے بیٹے اس دین میں کوئی خیر نہیں، تیرا دین اور تیرے آباؤ اجداد کا دین اس سے بہتر ہے۔ سلمان فارسی کہتے ہیں میں نے کہا ہرگز نہیں، اللہ کی قسم وہ ہمارے دین سے بہتر ہے۔ سلمان فارسی نے کہا وہ مجھ سے ڈر گیا (کہ یہ کہیں ان کے دین میں نہ چلا جائے) تو اس نے میری ٹانگ میں بیڑی ڈال دی پھر مجھے گھر میں بند کر دیا۔ سلمان فارسی فرماتے ہیں میں نے عیسائیوں کو پیغام بھیجا جس میں میں نے ان سے کہا جب

أَفْضَلُ أَهْلِ هٰذَا الدِّيْنِ؟ قَالُوْا: الْأَسْقُفُ فِي الْكَنِيْسَةِ قَالَ: فَجِئْتُهُ، فَقُلْتُ: إِنِّي قَدْ رَغِبْتُ فِي هٰذَا الدِّيْنِ، وَأَحْبَبْتُ أَنْ أَكُوْنَ مَعَكَ وَأُصَلِّي مَعَكَ.

قَالَ: فَادْخُلْ فَدَخَلْتُ مَعَهُ، قَالَ: فَكَانَ رَجُلَ سُوْءٍ يَأْمُرُهُمْ بِالصَّدَقَةِ وَيُرَغِّبُهُمْ فِيْهَا، فَإِذَا جَمَعُوْا إِلَيْهِ مِنْهَا أَشْيَاءَ اكْتَنَزَهُ لِنَفْسِهِ وَلَمْ يُعْطِهِ الْمَسَاكِيْنَ، حَتّٰى جَمَعَ سَبْعَ قِلَالٍ مِنْ ذَهَبٍ وَوَرِقٍ، قَالَ: وَأَبْغَضْتُهُ بُغْضًا شَدِيْدًا لِمَا رَأَيْتُهُ يَصْنَعُ، ثُمَّ مَاتَ، فَاجْتَمَعَتْ إِلَيْهِ النَّصَارٰى لِيَدْفِنُوْهُ، فَقُلْتُ لَهُمْ: إِنَّ هٰذَا كَانَ رَجُلَ سُوْءٍ، يَأْمُرُكُمْ بِالصَّدَقَةِ وَيُرَغِّبُكُمْ فِيْهَا، أَخْدِمُكَ فِي كَنِيْسَتِكَ، وَأَتَعَلَّمُ مِنْكَ، فَإِذَا جِئْتُمُوْهُ بِهَا، اكْتَنَزَهَا لِنَفْسِهِ وَلَمْ يُعْطِ الْمَسَاكِيْنَ مِنْهَا شَيْئًا. قَالُوْا: وَمَا عِلْمُكَ بِذٰلِكَ؟ قَالَ: قُلْتُ: أَنَا أَدُلُّكُمْ عَلٰى كَنْزِهِ. قَالُوْا: فَدُلَّنَا عَلَيْهِ. قَالَ: فَأَرَيْتُهُمْ مَوْضِعَهُ، قَالَ: فَاسْتَخْرَجُوْا مِنْهُ سَبْعَ قِلَالٍ مَمْلُوْءَةٍ ذَهَبًا وَوَرِقًا، قَالَ: فَلَمَّا رَأَوْهَا قَالُوْا: وَاللّٰهِ لَا نَدْفِنُهُ أَبَدًا. فَصَلَبُوْهُ ثُمَّ رَجَمُوْهُ بِالْحِجَارَةِ، ثُمَّ جَاؤُوْا بِرَجُلٍ آخَرَ فَجَعَلُوْهُ بِمَكَانِهِ. قَالَ: يَقُوْلُ سَلْمَانُ: فَمَا رَأَيْتُ رَجُلًا لَا يُصَلِّي الْخَمْسَ أَرٰى أَنَّهُ أَفْضَلُ مِنْهُ، أَزْهَدَ فِي الدُّنْيَا وَلَا أَرْغَبَ فِي الْآخِرَةِ، وَلَا أَدْأَبَ لَيْلًا وَنَهَارًا مِنْهُ، قَالَ: فَأَحْبَبْتُهُ حُبًّا لَمْ أُحِبَّهُ مِنْ قَبْلِهِ، وَأَقَمْتُ مَعَهُ زَمَانًا ثُمَّ حَضَرَتْهُ الْوَفَاةُ، فَقُلْتُ

تمہارے پاس شام سے عیسائیوں کا کوئی تاجر قافلہ آئے تو مجھے اس کی اطلاع دینا۔انہوں نے فرمایا تو ان کے پاس شام سے عیسائیوں کا ایک تاجر قافلہ آ گیا تو انہوں نے مجھے اسکی خبر کردی۔ سلمان فارسی فرماتے ہیں میں نے ان سے کہا جب قافلہ والے اپنے کام کاج سے فارغ ہوجائیں اور اپنے شہروں کی طرف واپس جانے کا ارادہ کریں تو مجھے اطلاع دینا، جب انہوں نے اپنے شہروں کی طرف جانے کا ارادہ کیا' انہوں نے مجھے خبر کردی تو میں نے (بیڑی) لوہے کو اپنی ٹانگ سے اتارا پھر میں ان کے ساتھ نکل پڑا حتیٰ کہ میں شام میں آ گیا۔ جب میں شام میں آیا تو میں نے پوچھا اس دین والوں سے کون افضل ہے؟ انہوں نے کہا گرجے میں پادری! سلمان فارسی فرماتے ہیں: میں اس پادری کے پاس آیا۔ میں نے کہا بلاشبہ میں نے اس دین میں رغبت رکھی ہے اور میں نے پسند کیا ہے کہ آپ کے ساتھ رہوں آپ کے گرجے میں آپ کی خدمت کروں اور آپ سے علم حاصل کروں اور آپ کے ساتھ نماز پڑھوں۔اس پادری نے کہا داخل ہوجائیے تو میں اس کے ساتھ داخل ہوگیا۔سلمان فارسی فرماتے ہیں وہ برا آدمی تھا' ان کو صدقے کا حکم دیتا اور ان کو صدقے کی ترغیب دلاتا تو جب وہ اس کے پاس صدقے کی چیزیں جمع کر لیتے تو وہ ان کو اپنی ذات کے لئے کنز وخزانہ بنالیتا اور وہ صدقہ مساکین کو نہ دیتا حتیٰ کہ اس نے سونے چاندی کے سات مٹکے جمع کر لئے۔ سلمان فارسی فرماتے ہیں جب میں نے اسے یہ کام کرتے دیکھا تو میں اس سے شدید قسم کا بغض رکھنے لگا۔ پھر وہ مر گیا تو عیسائی اس کے پاس جمع ہوئے کہ اسے دفن کریں تو میں نے ان سے کہا یہ برا آدمی تھا تمہیں صدقہ کا حکم دیتا تھا اور تمہیں صدقے کی ترغیب دلایا کرتا تھا، تو جب تم صدقہ اس کے پاس لے آتے تو وہ اس کو اپنی ذات کے لیے خزانہ بنالیتا تھا اور مساکین کو اس سے

لَهُ: يَافُلَانُ! إِنِّي كُنْتُ مَعَكَ، وَأَحْبَبْتُكَ حُبًّا لَمْ أُحِبَّهُ مِنْهُ قَبْلَكَ، وَقَدْ حَضَرَكَ مَاتَرَى مِنْ أَمْرِ اللّٰهِ، فَإِلٰى مَنْ تُوْصِي بِي؟ وَمَاتَأْمُرُنِي؟ قَالَ: أَيْ بُنَيَّ! وَاللّٰهِ مَا أَعْلَمُ أَحَداً الْيَوْمَ عَلٰى مَاكُنْتُ عَلَيْهِ، لَقَدْ هَلَكَ النَّاسُ وَبَدَّلُوْا وَتَرَكُوْا أَكْثَرَمَا كَانُوْا عَلَيْهِ إِلَّا رَجُلاً ((الْمُوْصِلُ)) وَهُوَ فُلَانٌ، فَهُوَ عَلٰى مَا كُنْتُ عَلَيْهِ فَالْحَقْ بِهِ. قَالَ: فَلَمَّا مَاتَ وَغِيْبَ، لَحِقْتُ بِصَاحِبِ (الْمُوْصِلِ) ، فَقُلْتُ لَهُ: يَافُلَانُ إِنَّ فُلَاناً أَوْصَانِي عِنْدَ مَوْتِهِ أَنْ أَلْحَقَ بِكَ وَأَخْبَرَنِي أَنَّكَ عَلٰى أَمْرِهِ قَالَ: فَقَالَ لِي: أَقِمْ عِنْدِي. فَأَقَمْتُ عِنْدَهُ، فَوَجَدتُّهُ خَيْرَ رَجُلاً عَلٰى أَمْرِ صَاحِبِهِ، فَلَمْ يَلْبَثْ أَنْ مَاتَ، فَلَمَّا حَضَرَتْهُ الْوَفَاةُ قُلْتُ لَهُ: يَا فُلَانُ! إِنَّ فُلَاناً أَوْصَى بِيْ إِلَيْكَ، وَاَمَرَنِي وَاللُّحُوْقَ بِكَ، وَقَدْ حَضَرَكَ مِنَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ مَا تَرٰى، فَإِلٰى مَنْ تُوْصِي بِيْ؟ وَمَا تَأْمُرُنِيْ؟ قَالَ: اَيْ بُنَيَّ! وَاللّٰهِ مَا اَعْلَمُ رَجُلًا عَلٰى مِثْلِ مَا كُنَّا عَلَيْهِ اِلَّا رَجُلًا (نَصِيْبِيْنِ)، وَهُوَ فُلَانٌ، فَالْحِقْ بِهِ قَالَ: فَلَمَّا مَاتَ وَغِيْبَ، لَحِقْتُ بِصَاحِبِ (نَصِيْبِيْنِ) فَجِئْتُهُ، فَاَخْبَرْتُهُ بِخَبْرِي وَمَا اَمَرَنِيْ بِهِ صَاحِبِيْ، قَالَ: فَاَقِمْ عِنْدِي. فَاَقَمْتُ عِنْدَهُ، فَوَجَدْتُهُ عَلٰى اَمْرِ صَاحِبَيْهِ، فَاَقَمْتُ مَعَ خَيْرِ رَجُلٍ، فَوَاللّٰهِ مَا لَبِثَ اَنْ نَزَلَ بِهِ الْمَوْتُ، فَلَمَّا حَضَرَ؟ قُلْتُ لَهُ: يَا فُلَانَ! إِنَّ فُلَانًا كَانَا اَوْصَى بِيْ اِلٰى فُلَانٍ، ثُمَّ اَوْصَى بِيْ فُلَانَ اِلَيْكَ، فَاِلٰى

کچھ بھی نہ دیتا تھا، انہوں نے کہا تجھے اس کا علم کیسے ہے؟ میں نے کہا میں تمہیں اس کا کنز وخزانہ بتائے دیتا ہوں۔ تو انہوں نے کہا پھر ہمیں بتایئے تو میں نے ان کو اس کے خزانے کی جگہ بتادی۔ انہوں نے وہاں سے سونے چاندی کے بھرے ہوئے سات مٹکے نکال لیے۔ جب انہوں نے ان مٹکوں کو دیکھا تو وہ کہنے لگے اللہ کی قسم ہم اس کو کبھی دفن نہیں کریں گے، پھر انہوں نے اس کو سولی دی' پھر پتھر مار مار کر سنگسار کردیا۔ پھر انہوں ایک اور آدمی کو لا کر اس کی جگہ متعین کردیا۔ سلمان فارسی فرماتے ہیں میں نے پانچ نمازیں نہ پڑھنے والا اس سے افضل' دنیا سے زیادہ بے رغبتی کرنے والا اور آخرت میں زیادہ رغبت رکھنے والا نہیں دیکھا اور نہ ہی شب و روز اس سے زیادہ قیام کرنے والا دیکھا۔ میں نے اس کو بہت زیادہ محبوب بنالیا۔ اس سے پہلے میں نے ویسی محبت کسی سے نہیں کی اور کافی عرصہ میں نے اس کے پاس قیام کیا۔ پھر اس کا آخری وقت قریب آ گیا تو میں نے اس سے کہا: فلاں صاحب، یقیناً آپ کے ساتھ رہا اور میں نے آپ سے ایسی محبت کی جو میں نے آپ سے پہلے کسی سے نہیں کی اور آپ کے پاس اللہ کا امر حاضر ہوگیا جو آپ دیکھ رہے ہیں تو آپ مجھے کس کے پاس جانے کی وصیت کرتے ہیں اور مجھے کیا حکم دیتے ہیں؟ اس نے کہا اے میرے پیارے بیٹے! اللہ کی قسم میں آج کسی کو نہیں جانتا جو اس دین پر ہو جس دین پر میں تھا۔ لوگ ہلاک ہوگئے ہیں اور انہوں نے تبدیلیاں کرلی ہیں اور جس دین پر وہ تھے اس کی اکثر چیزیں انہوں نے چھوڑ دی ہیں۔ ہاں ایک آدمی شہر موصل میں ہے اور وہ فلاں ہے۔ وہ اسی دین پر ہے جس دین پر میں تھا۔ آپ اس کے پاس چلے جایئے۔ سلمان فارسی فرماتے ہیں جب وہ فوت ہوگیا اور اسے دفن کردیا گیا تو میں شہر موصل والے بزرگ کے پاس پہنچ گیا۔ میں نے کہا فلاں صاحب

مَنْ تُوْصِي بِيْ؟ وَمَا تَامُرُنِيْ؟ قَالَ: اَیْ بُنَیَّ وَاللّٰهِ مَا نَعْلَمُ اَحَدًا بَقِيَ عَلٰی اَمْرِنَا اٰمُرُكَ اَنْ تَاْتِيَهُ اِلَّا رَجُلًا بِـ(عُمُوْرِيَةَ)، فَإِنَّهُ بِمِثْلِ مَا نَحْنُ عَلَيْهِ، فَإِنْ اَحْبَبْتَ فَاْتِهِ، قَالَ: فَإِنَّهُ عَلٰی اَمْرِنَا. قَالَ فَلَمَّا مَاتَ وَغِيْبَ، لَحِقْتُ بِصَاحِبِ (عُمُوْرِيَةَ)، وَاَخْبَرْتُهُ خَبَرِی، فَقَالَ: اَقِمْ عِنْدِی فَاَقَمْتُ مَعَ رَجُلٍ عَلٰی هَدْیِ اَصْحَابِهِ وَاَمْرِهِمْ، قَالَ: وَاكْتَسَبْتُ حَتّٰی كَانَ لِيْ بَقَرَاتٌ وَغُنَيْمَةٌ، قَالَ: ثُمَّ نَزَلَ بِهِ اَمْرُ اللّٰهِ فَلَمَّا حَضَرَ قُلْتُ لَهُ: يَا فُلَانُ! اِنِّيْ كُنْتُ مَعَ فُلَانٍ، فَاَوْصٰی بِيْ فُلَانٌ اِلٰی فُلَانٍ، وَاَوْصٰی بِيْ فُلَانٌ اِلٰی فُلَانٍ، ثُمَّ اَوْصٰی بِيْ فُلَانٌ اِلَيْكَ، فَإِلٰی مَنْ تُوْصِي بِيْ؟ وَمَا تَامُرُنِيْ؟ قَالَ: اَیْ بُنَیَّ! مَا اَعْلَمُهُ اَصْبَحَ عَلٰی مَا كُنَّا عَلَيْهِ اَحَدٌ مِنَ النَّاسِ اٰمُرُكَ اَنْ تَاْتِيَهُ، وَلٰكِنَّهُ قَدْ اَظَلَّكَ زَمَانُ نَبِيٍّ هُوَ مَبْعُوْثٌ بِدِيْنِ اِبْرَاهِيْمَ، يَخْرُجُ بِاَرْضِ الْعَرَبِ، مُهَاجِرًا اِلٰی اَرْضٍ بَيْنَ حَرَّتَيْنِ بَيْنَهُمَا نَخْلٌ، بِهِ عَلَامَاتٌ لَا تَخْفٰی، يَاْكُلُ الْهَدِيَّةَ، وَلَا يَاْكُلُ الصَّدَقَةَ، بَيْنَ كَتِفَيْهِ خَاتَمُ النُّبُوَّةِ، فَإِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ تَلْحَقَ بِتِلْكَ الْبِلَادِ فَافْعَلْ قَالَ: ثُمَّ مَاتَ وَغِيْبَ، فَمَكَثْتُ فِيْ (عُمُوْرِيَةَ) مَا شَآءَ اللّٰهُ اَنْ اَمْكُثَ، ثُمَّ مَرَّبِيْ نَفَرٌ مِنْ كَلْبٍ تُجَّارًا فَقُلْتُ لَهُمْ: تَحْمِلُوْنِيْ اِلٰی اَرْضِ الْعَرَبِ وَاُعْطِيْكُمْ بَقَرَاتِيْ هٰذِهِ وَغُنَيْمَتِيْ هٰذِهِ؟ قَالُوْا: نَعَمْ فَاَعْطَيْتُهُمُوْهَا، وَحَمَلُوْنِيْ، حَتّٰی اِذَا قَدِمُوْا بِيْ وَادِيَ الْقُرٰی ظَلَمُوْنِيْ،

! یقیناً فلاں نے اپنی موت کے قریب مجھے وصیت کی تھی کہ آپ کے پاس آ جاؤں اور مجھے بتایا تھا کہ آپ اسکے امور دین پر ہیں تو اس نے مجھ سے کہا میرے پاس قیام فرمائیے۔ چنانچہ میں نے اس کے پاس قیام اختیار کرلیا تو میں نے اسے اس کے ساتھی کے امور دین پر بہتر آدمی پایا۔ کچھ عرصے کے بعد وہ فوت ہوگیا تو جب اس کی وفات کا وقت آیا تو میں نے کہا بلاشبہ فلاں نے مجھے آپ کے پاس آنے کی وصیت کی تھی اور مجھے آپ کے پاس رہنے کا حکم دیا تھا اور آپ کے پاس اللہ کی طرف سے وہ وقت آ گیا ہے جو آپ دیکھ رہے ہیں تو آپ مجھے کس کے پاس جانے کی وصیت فرماتے ہیں اور مجھے کیا حکم دیتے ہیں تو اس نے کہا: اے میرے پیارے بیٹے! اللہ کی قسم مجھے کوئی آدمی معلوم نہیں جو اس جیسے دین پر ہو جیسے دین پر ہم ہیں۔ ہاں نصیبین میں ایک آدمی ہے اور وہ فلاں ہے' اس کے پاس پہنچ جائیے۔ سلمان فارسی فرماتے ہیں: جب وہ فوت ہوگیا اور اسے دفن کر دیا گیا تو میں نصیبین والے بزرگ کے پاس پہنچ گیا۔ جب میں اس کے پاس آیا تو اس کو اپنے واقعہ کی خبر دی اور اس کی بھی جس کا مجھے میرے ساتھی نے حکم دیا تھا تو اس نے کہا میرے پاس قیام کیجئے۔ میں نے اس کے پاس اقامت اختیار کرلی۔ میں نے اس کو اس کے ساتھی کے امور دین پر پایا تو میں بہترین آدمی کے پاس رہنے لگا اللہ کی قسم! تھوڑی دیر کے بعد اس پر موت اتر پڑی۔ جب اس کا آخری وقت قریب تھا میں نے اس سے کہا فلاں صاحب! فلاں نے مجھے فلاں کے پاس جانے کی وصیت کی تھی' پھر فلاں نے مجھے آپ کے پاس آنے کی وصیت کی تھی تو آپ مجھے کس کے پاس جانے کی وصیت فرماتے ہیں اور مجھے کیا حکم دیتے ہیں؟ اس نے کہا: اے میرے پیارے بیٹے! اللہ کی قسم میں کسی کو نہیں جانتا جو ہمارے امور دین پر باقی ہو جس کے پاس جانے کا میں آپ کو حکم

فَبَاعُوْنِي مِنْ رَجُلٍ مِنَ الْيَهُوْدِ عَبْدًا، فَكُنْتُ عِنْدَهُ، وَرَأَيْتُ النَّخْلَ، وَرَجَوْتُ، أَنْ تَكُوْنَ الْبَلَدُ الَّذِي وَصَفَ لِي صَاحِبِي، وَلَمْ يُحِقَّ لِي فِي نَفْسِي، فَبَيْنَمَا أَنَا عِنْدَهُ قَدِمَ عَلَيْهِ ابْنُ عَمٍّ لَهُ مِنَ الْمَدِيْنَةِ مِنْ بَنِي قُرَيْظَةَ، فَابْتَاعَنِي مِنْهُ، فَاحْتَمَلَنِي إِلَى الْمَدِيْنَةِ، فَوَاللّٰهِ مَاهُوَ إِلَّا أَنْ رَأَيْتُهَا فَعَرَفْتُهَا بِصِفَةِ صَاحِبِي، فَأَقَمْتُ بِهَا. وَبَعَثَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ فَأَقَامَ بِمَكَّةَ مَا أَقَامَ، لَا أَسْمَعُ لَهُ بِذِكْرٍ مَعَ مَا أَنَا فِيْهِ مِنْ شُغْلِ الرِّقِّ، ثُمَّ هَاجَرَ إِلَى الْمَدِيْنَةِ، فَوَاللّٰهِ إِنِّي لَفِي رَأْسِ عِذْقٍ لَيْسَ يَدِي أَعْمَلُ فِيْهِ بَعْضَ الْعَمَلِ، وَسَيِّدِي جَالِسٌ إِذَا أَقْبَلَ ابْنُ عَمٍّ لَهُ حَتَّى وَقَفَ عَلَيْهِ فَقَالَ: فُلَانٌ! قَاتَلَ اللّٰهُ بَنِي قَيْلَةَ، وَاللّٰهِ إِنَّهُمُ الْآنَ لَمُجْتَمِعُوْنَ (قُبَاءَ) عَلَى رَجُلٍ قَدِمَ عَلَيْهِمْ مِنْ مَكَّةَ الْيَوْمَ يَزْعُمُوْنَ أَنَّهُ نَبِيٌّ. قَالَ: فَلَمَّا سَمِعْتُهَا أَخَذَتْنِي الْعُرَوَاءُ حَتَّى ظَنَنْتُ أَنِّي سَأَسْقُطُ عَلَى سَيِّدِي، قَالَ: وَنَزَلْتُ عَنِ النَّخْلَةِ فَجَعَلْتُ أَقُوْلُ لِابْنِ عَمِّهِ ذٰلِكَ: مَاذَا تَقُوْلُ؟ مَاذَا تَقُوْلُ؟ قَالَ: فَغَضِبَ سَيِّدِي فَلَكَمَنِي لَكْمَةً شَدِيْدَةً، ثُمَّ قَالَ: مَالَكَ وَلِهٰذَا؟ أَقْبِلْ عَلَى عَمَلِكَ، قَالَ: قُلْتُ: لَاشَيْءَ إِنَّمَا أَردتُّ أَنْ أَسْتَثْبِتَ عَمَّا قَالَ وَقَدْ كَانَ عِنْدِي شَيْءٌ قَدْ جَمَعْتُهُ، فَلَمَّا أَمْسَيْتُ أَخَذْتُهُ ثُمَّ ذَهَبْتُ بِهِ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ اوهُوَب (قُبَاءٍ) فَدَخَلْتُ عَلَيْهِ فَقُلْتُ لَهُ: إِنَّهُ قَدْ بَلَغَنِي أَنَّكَ رَجُلٌ صَالِحٌ، وَمَعَكَ أَصْحَابٌ لَكَ غُرَبَاءُ

دوں۔ ہاں عموریہ میں ایک آدمی ہے وہ اس جیسے امر و دین پر ہے، جس پر ہم ہیں' اگر آپ پسند کرتے ہیں تو اس کے پاس آجایئے اس نے کہا کہ وہ ہمارے امر و دین پر ہے۔ سلمان فارسی فرماتے ہیں کہ جب وہ فوت ہوگیا اور اسے دفن کر دیا گیا تو میں عموریہ والے بزرگ کے پاس پہنچ گیا اور اس کو اپنی خبر سنائی۔ اس نے کہا میرے پاس قیام فرمایئے۔ چنانچہ میں ایک ایسے آدمی کے پاس رہنے لگا جو اپنے ساتھیوں کی سیرت اور ان کے امر و دین پر تھا۔ سلمان فارسی فرماتے ہیں میں نے کچھ کسب و کام بھی شروع کر دیا حتیٰ کہ میرے پاس کچھ گائیں اور تھوڑی سی بکریاں جمع ہوگئیں۔ فرماتے ہیں پھر اس بزرگ پر اللہ کا امر اتر پڑا تو جب اس کا آخری وقت آیا تو میں نے اس سے کہا: اے فلاں! میں فلاں کے ساتھ تھا تو فلاں نے مجھے فلاں کے پاس جانے کی وصیت کی اور فلاں نے فلاں کے پاس جانے کی' پھر فلاں نے مجھے آپ کے پاس آنے کی وصیت کی تو آپ مجھے کس کے پاس جانے کی وصیت کرتے ہیں اور مجھے کیا حکم دیتے ہیں؟ اس نے کہا: اے میرے پیارے بیٹے! میں لوگوں سے کسی کو نہیں جانتا جو اس امر و دین پر ہو جس پر ہم ہیں کہ تجھے اس کے پاس جانے کا حکم دوں۔ لیکن نبی کا زمانہ سایہ فگن ہونے والا ہے' وہ دین ابراہیم کے ساتھ مبعوث کیا جائے گا' عرب کی سرزمین میں آئے گا' ایک ایسی سرزمین کی طرف ہجرت کرنے والا ہوگا جو سرزمین دو پتھریلے میدانوں کے درمیان ہے' ان دونوں کے درمیان کھجور کے درخت ہیں' اس کے ساتھ ایسی علامات و نشانیاں ہیں جو مخفی اور اوجھل نہیں۔ وہ ہدیہ کھائے گا اور صدقہ نہیں کھائے گا، اس کے دونوں کندھوں کے درمیان مہر نبوت ہے۔ اگر تم استطاعت رکھتے ہو تو ان شہروں' علاقوں میں چلے جاؤ۔ سلمان فارسی فرماتے ہیں: پھر وہ فوت ہوگیا اور اسے دفن کر دیا گیا، تو میں عموریہ میں جتنا اللہ کو منظور

ذَوُوْ حَاجَةٍ، وَهٰذَا شَيْءٌ كَانَ عِنْدِي لِلصَّدَقَةِ، فَرَأَيْتُكُمْ أَحَقَّ بِهِ مِنْ غَيْرِكُمْ، قَالَ: فَقَرَّبْتُهُ إِلَيْهِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ لِأَصْحَابِهِ: ((كُلُوْا)) وَأَمْسَكَ يَدَهُ فَلَمْ يَأْكُلْ، قَالَ: فَقُلْتُ فِي نَفْسِي: هٰذِهِ وَاحِدَةٌ ثُمَّ انْصَرَفْتُ عَنْهُ، فَجَمَعْتُ شَيْئاً، وَتَحَوَّلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ إِلَى الْمَدِيْنَةِ، ثُمَّ جِئْتُ بِهِ فَقُلْتُ: إِنِّي رَأَيْتُكَ لَا تَأْكُلُ الصَّدَقَةَ، وَهٰذِهِ هَدِيَّةٌ أَكْرَمْتُكَ بِهَا، قَالَ: فَأَكَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ مِنْهَا، وَأَمَرَ أَصْحَابَهُ فَأَكَلُوْا مَعَهُ، قَالَ: فَقُلْتُ: فِي نَفْسِي هَاتَانِ اثْنَتَانِ، ثُمَّ جِئْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَهُوَ بِبَقِيْعِ الْغَرْقَدِ، قَالَ: وَقَدْ تَبِعَ جَنَازَةً مِنْ أَصْحَابِهِ، عَلَيْهِ شَمْلَتَانِ لَهُ، وَهُوَ جَالِسٌ فِي أَصْحَابِهِ، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، ثُمَّ اسْتَدَرْتُ أَنْظُرُ إِلَى ظَهْرِهِ، هَلْ أَرَى الْخَاتَمَ الَّذِي وَصَفَ لِي صَاحِبِي، فَلَمَّا رَآنِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اسْتَدَرْتُهُ، عَرَفَ أَنِّي أَسْتَثْبِتُ فِي شَيْءٍ وُصِفَ لِي، قَالَ: فَأَلْقَى رِدَاءَهُ عَنْ ظَهْرِهِ، فَنَظَرْتُ إِلَى الْخَاتَمِ فَعَرَفْتُهُ، فَانْكَبَبْتُ عَلَيْهِ أُقَبِّلُهُ وَأَبْكِي، فَقَالَ لِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((تَحَوَّلْ)) فَتَحَوَّلْتُ، فَقَصَصْتُ عَلَيْهِ حَدِيْثِي. كَمَا حَدَّثْتُكَ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ! قَالَ: فَأَعْجَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ أَنْ يَسْمَعَ ذٰلِكَ أَصْحَابَهُ. ثُمَّ شَغَلَ سَلْمَانُ الرِّقَّ حَتّٰى فَاتَهُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ بَدْرَ وَأُحُدَ، قَالَ: ثُمَّ قَالَ لِي رَسُوْلُ اللّٰهِ: ((كَاتِبْ يَا سَلْمَانُ!)) فَكَاتَبْتُ صَاحِبِي عَلَى ثَلَاثِ مِئَةِ نَخْلَةٍ أُحْيِيْهَا لَهُ بِالْفَقِيْرِ، وَبِأَرْبَعِيْنَ

تھا ٹھہرا۔ پھر میرے پاس سے بنوکلب کے کچھ تاجر گزرے تو میں نے ان سے کہا: مجھے عرب کی سرزمین کی طرف لے چلو اور میں تمہیں اپنی یہ گائیں اور تھوڑی سی بکریاں دے دوں گا؟ انہوں نے کہا: ٹھیک ہے! تو میں نے ان کو گائیں اور بکریاں دے دیں، اور وہ مجھے ساتھ لے آئے حتیٰ کہ جب وہ مجھے لے کر وادی القری میں آئے تو انہوں نے مجھ پر ظلم کیا کہ انہوں نے مجھے غلام بنا کر ایک یہودی کے ہاتھ فروخت کر دیا تو میں اس یہودی کے پاس تھا اور کھجور کے درخت بھی میں نے دیکھے اور میں امید کرنے لگا کہ یہ علاقہ وہی ہو جو میرے ساتھی نے بیان کیا تھا اور یہ بات میرے نفس میں حق و ثابت نہ ہوئی تھی تو اسی دوران کہ میں اس یہودی کے پاس تھا تو اس کے پاس مدینہ سے اس کے چچا کا بیٹا آیا جو بنو قریظہ سے تھا تو اس نے مجھے اس یہودی سے خرید لیا اور مجھے مدینہ لے آیا تو اللہ کی قسم جونہی میں نے مدینہ کو دیکھا تو اس کو پہچان گیا کہ یہ تو میرے ساتھی کی بیان کردہ صفات والی جگہ ہے۔ چنانچہ میں نے وہاں اقامت اختیار کر لی۔ اور اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول و پیغمبر کو مبعوث فرما دیا اور آپ مکہ میں جتنا عرصہ رہنا تھا رہے۔ میں آپ کا ذکر تک نہیں سنتا تھا، ساتھ ہی غلامی کی مشغولیت میں بھی تھا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے مدینہ کی طرف ہجرت کی تو اللہ کی قسم! میں اپنے مالک کے درخت کھجور کی چوٹی پہ تھا، اس میں کچھ کام کر رہا تھا اور میرا مالک بیٹھا ہوا تھا کہ اچانک میرے مالک کے چچا کا بیٹا آیا اور اس کے پاس آ کر کھڑا ہو گیا تو اس نے کہا، فلاں! اللہ بنو قیلہ کو فنا کرے اللہ کی قسم! وہ اس وقت قباء میں جمع ہونے والے ہیں ایک آدمی پر جو ان کے پاس آج ہی مکہ سے آیا ہے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ وہ نبی ہے۔ سلمان فارسی کہتے ہیں تو جب میں نے یہ الفاظ سنے تو مجھے کپکپی نے آ لیا حتیٰ کہ میں نے خیال کیا میں اپنے مالک پر گر پڑوں گا۔ انہوں نے کہا: میں

أُوْقِيَةً، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ : ((أَعِيْنُوْا أَخَاكُمْ)) فَأَعَانُوْنِي بِالنَّخْلِ، الرَّجُلُ بِثَلَاثِيْنَ وَدِيَّةً وَالرَّجُلُ بِعِشْرِيْنَ، وَالرَّجُلُ بِخَمْسِ عَشَرَةَ، وَالرَّجُلُ بِعَشْرٍ يَعْنِي: الرَّجُلُ بِقَدَرِ مَاعِنْدَهُ. حَتّٰى اجْتَمَعَتْ لِي ثَلَاثُ مِئَةِ وَدِيَّةٍ، فَقَالَ لِي رَسُوْلُ اللّٰهِ: ((اذْهَبْ يَاسَلْمَانُ! فَفَقِّرْلَهَا، فَإِذَا فَرَغْتُ فَأْتِنِي أَكُوْنُ أَنَا أَضَعُهَا بِيَدِي)) فَفَقَرْتُ لَهَا، وَأَعَانَنِي أَصْحَابِي، حَتّٰى إِذَا فَرَغْتُ مِنْهَا جِئْتُهُ فَأَخْبَرْتُهُ، فَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ مَعِيَ إِلَيْهَا،فَجَعَلْنَا نُقَرِّبُ لَهُ الْوَدِيَّ، وَيَضَعُهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ بِيَدِهِ، فَوَالَّذِي نَفْسُ سَلْمَانَ بِيَدِهِ، مَا مَاتَتْ مِنْهَا وَدِيَّةٌ وَاحِدَةٌ، فَأَدَّيْتُ النَّخْلَ وَبَقِيَ عَلَيَّ الْمَالُ، فَأُتِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ بِمِثْلِ بَيْضَةِ الدَّجَاجَةِ مِنْ ذَهَبٍ مِنْ بَعْضِ الْمَغَازِي، فَقَالَ: ((مَافَعَلَ الْفَارِسِيُّ الْمُكَاتَبُ؟)) قَالَ: فَدُعِيْتُ لَهُ. فَقَالَ: ((خُذْ هٰذِهِ فَأَدِّبِهَا مَا عَلَيْكَ يَاسَلْمَانُ)) فَقُلْتُ: وَأَيْنَ تَقَعُ هٰذِهِ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ مِمَّا عَلَيَّ؟ قَالَ: ((خُذْهَا، فَإِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ سَيُؤَدِّي بِهَا عَنْكَ)) قَالَ: فَأَخَذْتُهَا، فَوَزَنْتُ لَهُمْ مِنْهَا. وَالَّذِي نَفْسُ سَلْمَانَ بِيَدِهِ. أَرْبَعِيْنَ أُوْقِيَةً، فَأَوْفَيْتُهُمْ حَقَّهُمْ، وَعَتَقْتُ، فَشَهِدْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ الْخَنْدَقَ، ثُمَّ لَمْ يَفُتْنِي مَعَهُ مَشْهَدٌ)).

[الصحيحة:٩٨٤]

کھجور کے درخت سے اترا تو اس کے چچا کے اس بیٹے سے کہنے لگا: تو کیا کہتا ہے تو کیا کہتا ہے؟ وہ فرماتے ہیں: میرا مالک غصے میں آ گیا تو اس نے مجھے زور سے ہاتھ مارا پھر اس نے کہا: تجھے اور اس کو کیا ہے؟ اپنے کام پر توجہ دھیان کر۔ وہ کہتے ہیں میں نے کہا: کوئی بات نہیں میں نے صرف اس کی کہی ہوئی بات کی تحقیق کا ارادہ کیا تھا۔ میرے پاس کچھ شے تھی جس کو میں نے جمع کر رکھا تھا تو جب میں نے شام کی میں اس شے کو لے کر رسول اللہﷺ کے پاس گیا اور آپ قباء میں تھے میں آپ کے پاس گیا تو میں نے آپ سے کہا: مجھے خبر پہنچی ہے کہ آپ نیک آدمی ہیں اور آپ کے ہمراہ مسافر حاجت مند ساتھی ہیں اور یہ چیز میرے پاس صدقہ کے لیے تھی تو میں آپ کو دوسروں سے زیادہ حقدار سمجھتا ہوں۔ میں نے وہ چیز آپ کے قریب کر دی، تو رسول اللہ نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا کھاؤ اور اپنے ہاتھ کو روک لیا اور خود نہ کھایا۔ سلمان فارسی کہتے ہیں: میں نے اپنے جی ہی میں کہا: یہ ایک نشانی ہے۔ پھر میں وہاں سے واپس چلا آیا تو کچھ چیز میں نے اور جمع کی اور رسول اللہﷺ بھی مدینہ آ گئے۔ پھر میں آپ کے پاس وہ چیز لے کر آیا تو میں نے کہا: میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ صدقہ نہیں کھاتے اور یہ ہدیہ ہے اس کے ساتھ میں آپ کی تکریم کر رہا ہوں۔ وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے اس سے کھایا اور اپنے ساتھیوں کو حکم دیا تو انہوں نے بھی آپ کے ساتھ کھایا۔ وہ کہتے ہیں! میں نے اپنے جی میں کہا: یہ دو نشانیاں ہیں۔ میں پھر رسول اللہﷺ کے پاس آیا اور آپ بقیع الغرقد قبرستان میں تھے، اپنے ساتھیوں میں سے کسی کے جنازہ میں آئے تھے۔ آپ پر دو چادریں تھیں اور آپ اپنے ساتھیوں میں بیٹھے ہوئے تھے۔ میں نے آپ سے سلام لیا پھر میں گھوما کہ آپ کی پشت دیکھوں۔ کیا وہ مہر دیکھتا ہوں جو میرے ساتھی نے بیان کی تھی۔

جب رسول اللہ ﷺ نے مجھے دیکھا کہ میں آپ کے گرد گھوم رہا ہوں ہوں تو آپ نے جان لیا کہ میں کسی چیز کی تحقیق کررہا ہوں، جو مجھے بتائی گئی ہے۔ آپ نے اپنی چادر کو اپنی پشت سے اتار دیا تو میں نے مہر نبوت دیکھ لی۔ میں نے اس کو پہچان لیا تو میں اس پر ٹوٹ پڑا' اس کو بوسہ دینے اور رونے لگا تو رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے کہا: پیچھے ہٹ جا۔ میں پیچھے ہٹ گیا، اور آپ سے اپنا سارا واقعہ بیان کیا: جیسے اے ابن عباس! میں نے تجھے اپنا قصہ سنایا ہے تو رسول اللہ ﷺ کو یہ بات بھلی لگی کہ آپ کے ساتھیوں نے یہ واقعہ سنا۔ پھر سلمان فارسی کو غلامی نے مشغول کیے رکھا، حتیٰ کہ رسول اللہ کے ساتھ بدر واحد میں شمولیت ان سے رہ گئی۔ سلمان کہتے ہیں: پھر مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے سلمان! مکاتبت کرلے (مال دے کر آزاد ہونے کی بات طے کرلے) تو میں نے اپنے مالک سے تین سو کھجور کے درختوں پر مکاتبت کرلی کہ میں انہیں دور سمیت چالیس اوقیوں (ایک اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے) کے ساتھ لاؤں گا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اپنے بھائی کی مدد کرو تو آپ کے ساتھیوں نے کھجور کے درختوں کے ساتھ میری مدد کی۔ کسی آدمی نے تین چھوٹے پودوں کے ساتھ تو کسی نے بیس چھوٹے پودوں کے ساتھ اور کسی نے پندرہ کے ساتھ اور کسی نے دس کے ساتھ یعنی جس شخص کے پاس جتنے پودے تھے' اس نے ان کے ساتھ میری مدد کی حتیٰ کہ میرے پاس تین سو کھجور کے چھوٹے پودے جمع ہوگئے تو مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے سلمان جا تو ان پودوں کی طرف تو رسول اللہ ﷺ میرے ساتھ ان دوروں کی طرف نکلے تو ہم کھجوروں کے پودے آپ کے قریب کرتے اور رسول اللہ اپنے ہاتھ سے اس پودے کو دور میں لگا دیتے تو اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں سلمان کی جان ہے! ان پودوں میں سے ایک پودا بھی نہیں مرا۔ تو میں نے کھجوروں کے درخت ادا کردیئے اور

مال مجھ پر باقی رہ گیا تو رسول اللہ ﷺ کے پاس بعض غزوات سے مرغی کے انڈے کے برابر سونا لایا گیا تو رسول اللہ ﷺ نے پوچھا فارسی مکاتب نے کیا کیا؟ سلمان فارسی کہتے ہیں: مجھے آپ کے پاس بلایا گیا، تو آپ نے فرمایا: یہ لے لو جو تمہارے ذمہ ہے۔ سلمان! اسے ادا کردو تو میں نے کہا یہ تھوڑا سا سونا میرے ذمہ مال کے مقابلہ میں کیا حیثیت رکھتا ہے، اے اللہ کے پیغمبر! آپ نے فرمایا: اس کو لے لے یقیناً اللہ عزوجل اس کے ساتھ ہے جو تجھ پر ہے ادا کردے گا تو میں نے وہ تھوڑا سا سونا لے لیا تو اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں سلمان کی جان ہے! میں نے انہیں اس سے چالیس اوقیے تول کر دیئے۔ ان کا حق پورا ادا کردیا اور میں آزاد ہوگیا تو رسول اللہ کے ساتھ غزوہ خندق میں حاضر ہوا پھر اس کے بعد رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حاضر ہونے کوئی جگہ مجھ سے فوت نہیں ہوئی (پھر میں آپ ﷺ کے ساتھ تمام مشاہد و غزوات میں حاضر ہوا)۔

تخریج: الصحیحة ۸۹۴۔ احمد (۵/ ۴۴۱۔ ۴۴۴)' ابن سعد (۴/ ۵۳۔ ۵۷)' حاکم (۲/ ۱۶)

فوائد : سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے قصے سے معلوم ہوتا ہے کہ بندہ اگر نیک نیتی اور جذبہ صادق کے ساتھ کسی کام پر کمر ہمت باندھ لے اور پھر حالات کی سنگینیوں پر گھبرائے نہ تو آخر منزل پر پہنچ ہی جاتا ہے قرآن میں ہے (وان لیس للانسان الا ماسعی) (النجم) انسان کو اس کی کوشش کے مطابق مل کر رہتا ہے۔

افشاء السلام رحمة

سلام کرنا رحمت ہے۔

٢٦٤۔ عَنِ الْبَرَاءِ مَرْفُوعاً: ((أَفْشُوا السَّلَامَ تَسْلَمُوا)) [الصحيحة:١٤٩٣]

سیدنا براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”سلام عام کرو، سلامتی سے رہو گے۔“

تخریج: الصحیحة ۱۴۹۳۔ الادب المفرد (۷۷۴، ۱۲۶۶)' احمد (۴/ ۲۸۶)' ابو یعلی (۱۶۸۷)' ابن حبان (۴۹۱)

فوائد : سلام اصل میں بھائی کو انتباہ ہے کہ تو میری طرف سے سلامتی والا اور محفوظ ہے اور اللہ سے دعا بھی کہ وہ تجھے سلامت رکھے اس سے حاصل ہونیوالی سلامتی اور برکات کا نزول جب معاشرے پر ہوتا ہے تو معاشرہ امن وسلامتی کا گہوارہ بن جاتا ہے۔

٢٦٥۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ مَرْفُوعاً: ((أَفْشُوا السَّلَامَ، وَأَطْعِمُوا الطَّعَامَ، وَكُونُوا إِخْوَاناً

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”سلام عام کرو، کھانا کھلایا کرو اور اللہ تعالی کے حکم کے

كَمَا أَمَرَكُمُ اللّٰهُ)). [الصحيحة:١٥٠١]

مطابق بھائی بھائی بن جاؤ۔"

تخریج: الصحیحة ۱۵۰۱۔ نسائی فی الکبری (۵۹۲۹)' ابن ماجه (۳۲۵۲)' احمد (۲/ ۱۵۶)' بیهقی فی الشعب (۸۷۵۰)

فوائد : سلام والی احادیث کے اندر اسکی تفصیل گذر چکی ہے۔

ومن قتل دواب المهلكة

نقصان پہنچانے والے جانوروں کو قتل کرنے کا بیان

٢٦٦۔قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((اقْتُلُوا الْحَيَّاتِ وَالْكِلَابَ، وَاقْتُلُوْا ذَا الطُّفْيَتَيْنِ وَالْأَبْتَرَ، فَإِنَّهُمَا يَلْتَمِسَانِ الْبَصَرَ وَيَسْتَسْقِطَانِ الْحُبَالَى)) وَرَدَ مِنْ حَدِيْثِ ابْنِ عُمَرَ وَعَائِشَةَ۔ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ۔ [الصحيحة: ٣٩٩١]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "سانپوں اور کتوں کو قتل کرو اور (بالخصوص) دو دھاریوں والے اور چھوٹی دموں کے موذی سانپوں کو قتل کرو' کیونکہ یہ نظر اچک لیتے ہیں اور حمل گرا دیتے ہیں۔" یہ حدیث سیدنا عبداللہ بن عمر اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے۔

تخریج: الصحیحة ۳۹۹۱۔ بخاری (۳۲۹۷)' مسلم (۱۲۹/ ۲۲۳۳)' ابوداود (۵۲۵۲)' ترمذی (۱۴۸۳)' ابن ماجه (۳۵۲۵)' من حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہ بخاری (۲۳۰۸)' ابن ماجه (۳۵۳۴)' من حدیث عائشة رضی اللہ عنہا

فوائد : نبی کریم ﷺ نے سانپ اور کتے کو قتل کرنے کا حکم دیا مگر اس میں چند چیزوں کا خیال رکھنا انتہائی ضروری ہے جو کہ درج ذیل ہیں۔

(۱) **کتا**: کتے کے قتل کا حکم اس حدیث میں عام ہے مگر دوسری حدیث قتل کا حکم صرف سیاہ رنگ کے کتے کے ساتھ خاص کرتی ہے حدیث میں ہے (**لامرنا رسول الله ﷺ بقتل الكلاب حتى ان المراة تقدم من البادية بكلبها فنقتله ثم نهى رسول الله ﷺ عن قتلها وقال عليكم بالاسود البهيم ذى النقطتين فانه شيطان**) (مسلم) حضرت جابر کہتے ہیں کہ آپ نے ہمیں کتوں کے قتل کا حکم دیا حتیٰ کہ اگر کوئی عورت گاؤں سے کتے کے ساتھ آئی تو ہم اسے بھی قتل کر دیتے پھر آپ نے اسکے قتل سے روک دیا اور کہا تم سیاہ دو نقطوں والے کتے کو لازم پکڑو"۔ تو اس سے پتہ چلا کہ ہر کتے کو قتل نہیں کرنا بلکہ سیاہ کتے کو مارنا ہے خاص کر جس کی آنکھوں کے اوپر دو نقطے بنے ہوں۔ اور ایک حدیث میں ہے (**امر بقتل الكلاب الا كلب صيد او كلب غنم او ماشية**) (متفق علیہ) آپ نے شکاری یا ریوڑ کے علاوہ باقی کتوں کے قتل کا حکم دیا۔ اور ایک حدیث میں کھیتی والے کتے کا بھی استثناء ہے۔

ان احادیث سے یہ واضح ہوتا ہے کہ شکار، ریوڑ یا کھیتی کیلئے کتا رکھنا جائز ہے اس کے علاوہ جتنے کتے ہیں سب کو قتل کیا جاسکتا ہے خاص کر سیاہ کتے کو۔ دوسرے کتوں کو چھوڑا بھی جاسکتا ہے مگر سیاہ کتے کے بارے میں آپ نے فرمایا اسے لازم پکڑو۔

(۲) **سانپ**: سانپ ایک موذی جانور اس کو قتل کرنا ضروری ہے جیسا کہ حدیث سے واضح ہے اور خاص کر وہ جس کے پھن پر دو نقطے بنے ہوں اور دم کٹا (چھوٹا ہونیکی وجہ سے ایسا معلوم ہوتا ہے گویا اس کی دم نہیں ورنہ وہ صحیح سالم سانپ ہوتا ہے) کیونکہ یہ انتہائی زہریلے سانپ ہیں لیکن ان تمام سانپوں میں سے آپ نے گھروں میں آباد سانپوں کو مستثنیٰ کر دیا۔ کہا کہ انہیں فوری قتل نہیں کرنا بلکہ تین دن تک مہلت دینی ہے اگر چلے جائیں تو ٹھیک ورنہ مار ڈالو کیونکہ یہ اکثر جن ہوتے ہیں جیسا کہ خندق میں ایک صحابیؓ کے ساتھ یہ واقعہ پیش آیا اس لئے حدیث میں ہے (**نهى عن قتل الجنان التى تكون فى البيوت الا الابتر وذاالطفيتين**) (مسلم) آپ نے ایسے سانپوں کو جو گھروں میں آباد ہوں انہیں فوری قتل کرنے سے روکا مگر دم کٹے اور دو نقطوں والے کو (فوری) قتل کیا جاسکتا ہے۔ مسلم ہی کی ایک حدیث میں ہے آپ نے فرمایا انہیں تین دن اجازت دو (**فاذنوه ثلاثة ايام**) اگر چلے جائیں تو ٹھیک ورنہ انہیں قتل کر ڈالو۔

كراهية الخروج بعد هداة الرجل

لوگوں کے سو جانے کے بعد (رات کو) نکلنے کی کراہت کا بیان

٢٦٧ـ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ مَرْفُوعاً: ((أَقِلُّوْا الْخُرُوْجَ بَعْدَ هَدْأَةِ الرِّجْلِ، فَإِنَّ لِلّٰهِ دَوَابٌّ يَبُثُّهُنَّ فِي الْأَرْضِ فِي تِلْكَ السَّاعَةِ)). [الصحيحة:١٥١٨]

سیدنا جابر بن عبد اللہ ؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لوگوں کے سو جانے کے بعد باہر نکلنا کم کر دیا کرو، کیونکہ اس وقت اللہ تعالی اپنی بعض مخلوقات کو زمین میں پھیلاتا ہے۔''

تخریج: الصحيحة ١٥١٨- الادب المفرد (١٢٣٣)، ابوداود (٥١٠٤)، احمد (٣/ ٣٥٥)

فوائد: رات کو جب لوگ آرام کر رہے ہوں اس وقت باہر نکلنا درست نہیں کیونکہ اس وقت جن وشیاطین کے نکلنے کا وقت ہوتا ہے اس لئے گھر سے بلا ضرورت نہ نکلا جائے۔ ہاں اس سے سفر کرنے کی ممانعت نہیں احادیث سے رات کو سفر کرنا ثابت ہے آپ نے فرمایا (عليكم بالدلجة فان الارض تطوىٰ بالليل) (ابوداؤد) رات کو سفر کرو رات کو زمین لپیٹ دی جاتی ہے۔ (سفر جلدی طے ہوتا ہے)

باب: التكني ممن ليس له ولد

باب: بے اولاد کا کنیت رکھنے کا بیان

٢٦٨ـ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ لِلنَّبِيِّ ﷺ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! كُلُّ نِسَائِكَ لَهَا كُنْيَةٌ غَيْرِي! فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اكْتَنِي [بِابْنِكِ عَبْدِاللّٰهِ. يَعْنِي: ابْنَ الزُّبَيْرِ] أَنْتِ أُمُّ عَبْدِاللّٰهِ)) قَالَ: فَكَانَ يُقَالُ لَهَا: أُمُّ عَبْدِاللّٰهِ حَتّٰى مَاتَتْ، وَلَمْ تَلِدْ قَطُّ۔ [الصحيحة:١٣٢]

ہشام اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ سیدہ عائشہ ؓ نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرے علاوہ آپ کی تمام بیویوں کی کنیتیں ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو اپنے بیٹے عبداللہ (جو زبیر کا بیٹا ہے) کے نام پر ام عبداللہ کنیت رکھ لے۔'' اس کے بعد ان کی وفات تک انھیں ام عبداللہ کہا جاتا رہا، ان کی اپنی اولاد نہیں تھی۔

تخریج: الصحيحة ١٣٢- احمد (٦/ ١٥١، ١٨٦)، الادب المفرد (٨٥٠)، ابوداود (٤٩٧٠)، ابویعلی (٤٥٠٠)

یاد رہے کہ سیدہ عائشہ ؓ، عبداللہ بن زبیر ؓ کی خالہ تھیں، اس لئے انہیں ام المومنین کا بیٹا کہا گیا۔

فوائد: عرب میں کنیت کا عام رواج تھا اور اسے عزت وشرف کا باعث سمجھا جاتا اگر کسی معزز بندے کو بلانا ہوتا تو نام کی بجائے کنیت سے پکارا جاتا تھا اس لئے آپ نے اپنی زندگی میں اپنا نام رکھنے کی اجازت تو دے دی مگر کنیت سے روک دیا۔ اور خالہ چونکہ ماں کے مرتبے میں ہوتی ہے اس لئے آپ نے حضرت عائشہ ؓ کو انکے بھانجے حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کے نام پر کنیت رکھنے کی اجازت دی۔

اهمية حفظ اللسان

زبان کی حفاظت کی اہمیت کا بیان

٢٦٩ـ عَنْ شَقِيقٍ، قَالَ: لَبّٰى عَبْدُاللّٰهِ۔ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ۔ عَلَى الصَّفَا، ثُمَّ قَالَ: يَا لِسَانُ! قُلْ خَيْراً تَغْنَمْ، اُسْكُتْ تَسْلَمْ مِنْ قَبْلِ أَنْ تَنْدَمَ،

شقیق بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ ؓ نے صفا پہاڑی پر تلبیہ پڑھا اور کہا: اے زبان! خیر و بھلائی پر مشتمل کلام کر کے غنیمت حاصل کر لے۔ تو خاموش رہا کر، تا کہ سلامت رہے اور ندامت

قَالُوْا: يَا أَبَا عَبْدِالرَّحْمٰنِ! هٰذَا شَيْءٌ أَنْتَ تَقُوْلُهُ أَمْ سَمِعْتَهُ؟ قَالَ: لَا: بَلْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((أَكْثَرُ خَطَايَا ابْنِ آدَمَ فِي لِسَانِهِ)).
[الصحيحة: ٥٣٤]

ہی نہ ہو۔ لوگوں نے پوچھا: اے ابوعبدالرحمٰن! یہ کلمات تو اپنی طرف سے کہہ رہا ہے یا کسی سے سنے ہیں؟ انھوں نے کہا: کسی سے نہیں سنے' ہاں رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ضرور سنا ہے: ''ابنِ آدم کی اکثر خطائیں اس کی زبان کی وجہ سے ہوتی ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۵۳۴- طبرانی فی الکبیر (۱۰۴۴۶)' ابو الشیخ فی احادیثه (۱۰/ ۲)' ابن عساکر (۵۷/ ۳۱۶-۳۱۷)' بیهقی فی الشعب (۴۹۳۳)

فوائد : زبان انسان کے جسم کا اہم جزو ہے اسکی اہمیت کا اندازہ اس بات سے آسانی سے لگایا جاسکتا ہے کہ اس زبان کی ایک لغزش آپ کو ذلت کی پستیوں میں گرادیتی ہے اور ایک عمدہ بات آپکو رفعتوں سے ہمکنار کرسکتی ہے بعینہ آخرت کا معاملہ ہے کہ کچھ لوگ تو اس کے سبب جہنم کی اتھاہ گہرائیوں اور کچھ جنت کے اعلیٰ درجات کے مالک بن جائیں گے فرمان رسول ﷺ ہے (**من یضمن لی ما بین لحییه وما بین رجلیه اضمن له الجنة**) (بخاری) جو مجھے دو جبڑوں کے درمیان اور دو ٹانگوں کے درمیان موجود چیز کی ضمانت دے میں اسے جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔ یعنی اس کا محتاط استعمال دخول جنت کا سبب بن سکتا ہے۔ زبان کا ایک ایک کلمہ کس قدر اہمیت کا حامل ہے؟ یہ حدیث اس کی وضاحت کیلئے کافی ہے جس میں آپؐ نے فرمایا (**ان العبد لیتکلم بالکلمة من رضوان الله لا یلقی لها بالا یرفع الله بها درجات وان العبد الخ**) (بخاری) بندہ اللہ کی رضامندی کا کلمہ بولتا ہے اسے کوئی اہمیت نہیں دیتا اللہ اس کے ذریعے اس کے درجات بلند کردیتا اور یقیناً بندہ اللہ کی ناراضگی والا کلمہ بولتا ہے اور اسے کوئی اہمیت نہیں دیتا مگر اس کے سبب وہ جہنم میں گر جاتا ہے۔ بلکہ ایک روایت میں ہے کہ جہنم میں مشرق سے مغرب جتنا دور گرتا ہے یہی زبان بندے جہنم میں جانے کا بڑا سبب ہے۔ نبی کریم ﷺ نے جو عورتوں کی کثیر تعداد جہنم میں دیکھی اسکا بھی یہی سبب بیان فرمایا کہ (**یکفرن العشیر ویکثرن اللعن**) کہ ایک لعنت بہت کرتی ہیں دوسرا خاوند کی ناشکری کرتی ہیں۔ ان دونوں باتوں کا تعلق بھی زبان کے ساتھ ہے۔ زبان کی انہی خرابیوں سے حفاظت کیلئے آپؐ نے فرمایا (**الصمت حکمة وقلیل فاعلها**) خاموشی حکمت ہے مگر کرنیوالے تھوڑے ہیں۔ یہی خاموشی زبان کی آفات سے محفوظ رکھ سکتی ہے۔

ومن المؤمن الصادق والمسلم والمجاهد والمهاجر

حقیقی مومن' مسلمان' مجاہد اور مہاجر کا بیان

٢٧٠- عَنْ فُضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ: ((أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِالْمُؤْمِنِ؟ مَنْ أَمِنَهُ النَّاسُ عَلٰى أَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ، وَالْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ النَّاسُ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ، وَالْمُجَاهِدُ مَنْ جَاهَدَ نَفْسَهُ فِي طَاعَةِ اللّٰهِ، وَالْمُهَاجِرُ مَنْ هَجَرَ الْخَطَايَا

سیدنا فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر فرمایا: ''کیا میں تمھیں مومن کے بارے نہ بتلاؤں کہ وہ کون ہوتا ہے؟ (یادرکھو!) مومن وہ ہے کہ جس سے لوگ اپنے مالوں اور جانوں پر امن میں رہیں' مسلمان وہ ہے کہ جس کی زبان اور ہاتھ سے لوگ محفوظ رہیں' مجاہد وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے سلسلے میں اپنے نفس سے لڑے اور مہاجر وہ

وَالذُّنُوبَ)). [الصحيحة: ٥٤٩]

ہے جو خطاؤں اور گناہوں کو ترک کر دے۔''

تخریج: الصحيحة ۵۴۹۔ احمد (۶/ ۲۱)' ابن ماجه (۳۹۳۴)' ابن حبان (۴۸۶۲)' حاكم (۱/ ۱۰'۱۱)

فوائد : حضرت عمر بن خطابؓ سے بخاری ومسلم میں ایک حدیث مروی ہے جسے حدیث جبرائیل علیہ السلام کے نام سے موسوم کیا گیا ہے جس میں جبرائیل علیہ السلام کا جواب دیتے ہوئے آپؐ پانچ چیزیں (۱) کلمہ (۲) نماز (۳) روزہ (۴) حج (۵) زکوٰۃ کو شمار کرتے ہیں اور اسے اسلام کا نام دیتے ہیں اور پھر اللہ، فرشتوں کتابوں، رسولوں، آخرت اور تقدیر پر ایمان لانے کو ایمان قرار دیتے ہیں اور جبرائیل علیہ السلام اسکی تصدیق کرتے ہیں جبکہ اس حدیث میں ہے کہ آپؐ نے کہا جس سے لوگوں کا جان و مال محفوظ ہو وہ مومن ہے اور زبان اور ہاتھ کے ساتھ نقصان نہ پہنچائے تو وہ مومن ہے۔ اسکا مطلب ہے کہ جب بندہ ان چیزوں کو قبول کر کے اپنی زندگی کا منشور بنالے گا تو وہ مسلمان یا مومن بن جائیگا اور نقصان پہنچانے سے بچنا اس کے حقیقی مسلم یا مومن ہونے کی نشانی ہوگی کیونکہ ان چیزوں پر دل سے ایمان لے آنے کے بعد کسی کیلئے ممکن نہیں کہ وہ کسی کو تنگ یا اسے نقصان پہنچانے کا سوچے یہ تبھی ممکن ہے جب یہ چیزیں اس کے دل میں راسخ ہو چکی ہوں۔ اور نفس کو اللہ کی اطاعت میں کھپا دینا یہ مجاھدہ کوشش ہے ایسے بندے کیلئے مجاھد کا لفظ استعمال ہوا مگر یہاں پر یہ لغوی معنی میں ہے۔

من خير الناس منزلةً

۲۷۱۔عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَرَجَ عَلَيْهِمْ وَهُمْ جُلُوسٌ، فَقَالَ: ((أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ النَّاسِ مَنْزِلَةً؟ قُلْنَا: بَلَى قَالَ: رَجُلٌ مُمْسِكٌ بِرَأْسِ فَرَسِهِ. أَوْ قَالَ: فَرَسٍ. فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ حَتّٰى يَمُوْتَ أَوْ يُقْتَلَ. قَالَ: فَأُخْبِرُكُمْ بِالَّذِي يَلِيْهِ؟ فَقُلْنَا: نَعَمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ امْرُؤٌ مُعْتَزِلٌ فِي شِعْبٍ، يُقِيْمُ الصَّلَاةَ، وَيُؤْتِي الزَّكَاةَ وَيَعْتَزِلُ النَّاسَ قَالَ: فَأُخْبِرُكُمْ بِشَرِّ النَّاسِ مَنْزِلَةً؟ قُلْنَا نَعَمْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: الَّذِي يُسْأَلُ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَلَا يُعْطِي بِهِ)).

[الصحيحة: ٢٥٥]

مقام کے اعتبار سے سب سے بہتر انسان کا بیان

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم ایک جگہ بیٹھے تھے رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا: ''کیا میں تمھیں اس شخص کے بارے میں بتاؤں جو منزلت کے اعتبار سے سب سے بہتر ہے؟'' ہم نے کہا: کیوں نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ آدمی ہے جس نے اللہ تعالی کے راستے میں اپنے گھوڑے کا سر تھاما ہوا ہے' (یعنی لڑنے کے لئے گھوڑے سمیت تیار ہے) حتی کہ وہ مر جاتا ہے یا اسے شہید کر دیا جاتا ہے۔'' پھر فرمایا: ''اب کیا میں تمھیں اس شخص کے بارے میں بتلاؤں جو اس کے بعد مرتبے والا ہے؟'' ہم نے کہا: جی ہاں' یا رسول اللہ! آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ آدمی ہے جو کسی گھاٹی میں فروکش ہے' نماز قائم کرتا ہے' زکاۃ ادا کرتا ہے اور لوگوں سے الگ تھلگ رہتا ہے۔'' پھر فرمایا: ''اب کیا میں تمھیں اس شخص کے بارے میں بھی بتلا دوں جو مرتبے کے لحاظ سے سب سے برا ہے؟'' ہم نے کہا: جی ہاں' اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ ہے جس سے اللہ' جو عظمتوں والا ہے' کے نام پر سوال کیا جائے' لیکن وہ پھر بھی

نہ دے۔"

تخریج: الصحیحة ۲۵۵۔ نسائی (۲۵۷۰)' دارمی (۲۳۹۵)' ابن حبان (۶۰۴)' احمد (۱/ ۲۳۷ '۳۱۹)

فوائد : نبی کریم ﷺ نے مختلف مواقع پر مختلف لوگوں کو بہتر قرار دیا مثلاً کہیں آپؐ نے فرمایا (**خیر کم من تعلم القران وعلمه**) اور کہیں پر فرمایا اور (**خیر کم، خیر کم لاهله**) (ترمذی) کہ جو قرآن سیکھے اور سکھلائے وہ تم میں سے بہتر ہے اور دوسری حدیث کے مطابق تم میں سے بہتر وہ ہے جو گھر والوں کے لئے بہتر ہو۔ غرض موقع کی مناسبت سے کبھی کسی اور کبھی کسی کو بہتر قرار دیا گیا ہے اصل میں یہ حالات پر منحصر ہے ایک بندہ نبی کریم ﷺ کے پاس جہاد پر جانیکی اجازت مانگتا آپؐ نے پوچھا والدین زندہ ہیں اس نے کہا ہاں کہا ان میں ہی جہاد کر، لیکن اس سب کے باوجود احادیث کے مطالعے سے یہی بات سمجھ آتی ہے کہ جہاد کی صحابہ کرامؓ کے ہاں بڑی اہمیت تھی اور وہ جہاد کو ہر عمل سے بہتر سمجھتے تھے اسی لئے کسی عظیم کام کی خوشخبری دی جاتی تو صحابہؓ کا پہلا سوال جہاد کے بارے میں ہی ہوتا کہ کیا یہ جہاد سے بھی افضل ہے۔ اس سے سمجھ آتی ہے کہ جہاد ایک عظیم عمل ہے۔ اس کے قریب بتایا جانے والا عمل یہ ہے کہ آدمی لوگوں سے الگ تھلگ رہے نماز قائم کرے اور زکوۃ ادا کرے۔ اس بات کا تعلق فتنے کے دور کے ساتھ ہے کیونکہ آپؐ کی حدیث ہے (**المؤمن الذی یخالط الناس ویصبر علی اذاهم خیر من المومن الذی لا یخالط الناس ولا یصبر علی اذاهم**) (ترمذی) کہ وہ مومن جو لوگوں سے ملکر رہے اور انکی تکلیفوں پر صبر کرے بہتر ہے ایسے مومن سے جو لوگوں سے نہ ملے اور نہ انکی تکلیفوں پر صبر کرے۔ یہ حدیث واضح کرتی ہے کہ اس بات کا تعلق فتنے والے دور کے ساتھ ہے کیونکہ اس میں آپؐ نے فرمایا۔ کہ بندہ پہاڑوں پر رہے اور بکریاں چرا کر گزارا کرے تو یہ اس کیلئے خیر کا باعث ہے۔

باب: من صفات الزوجة الصالحة

۲۷۲۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مَرْفُوعاً: ((أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِرِجَالِكُمْ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ؟ النَّبِيُّ فِي الْجَنَّةِ، وَالصِّدِّيقُ فِي الْجَنَّةِ، وَالشَّهِيدُ فِي الْجَنَّةِ، وَالْمَوْلُودُ فِي الْجَنَّةِ، وَالرَّجُلُ يَزُورُ أَخَاهُ فِي نَاحِيَةِ الْمِصْرِ لَا يَزُورُهُ إِلَّا لِلّٰهِ عَزَّوَجَلَّ. وَنِسَاؤُكُمْ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ: الْوَدُودُ الْوَلُودُ الْعَؤُودُ عَلَى زَوْجِهَا، الَّتِي إِذَا غَضِبَ جَاءَتْ حَتّٰى تَضَعَ يَدَهَا فِي يَدِ زَوْجِهَا وَتَقُولُ: لَا أَذُوقُ غَمْضًا حَتّٰى تَرْضٰى)).

[الصحيحة:۲۸۷]

باب: نیک بیوی کی خصوصیات

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "کیا میں تمھیں آگاہ نہ کر دوں کہ تم مردوں میں سے کون لوگ جنت میں جائیں گے؟" نبی جنت میں جائے گا' صدیق جنت میں جائے گا' شہید جنت میں جائے گا' نابالغ بچہ جنت میں جائے گا اور وہ آدمی جنت میں جائے گا جو اللہ تعالی کے لئے شہر کے ایک کنارے میں بسنے والے بھائی سے ملاقات کرنے کے لئے جاتا ہے۔ رہا مسئلہ جنتی عورتوں کا' تو وہ یہ ہیں: زیادہ محبت کرنے والی' زیادہ بچے جنم دینے والے اور خاوند کے پاس بار بار آنے والی (اور خاوند کی اس قدر مطیع کہ) اگر وہ اس سے ناراض ہو جائے تو وہ اس کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ رکھ کر کہتی ہے: جب تک آپ مجھ سے راضی نہیں ہوں گے' میں کوئی ادنی سی چیز بھی نہیں کھاؤں گی۔

تخریج: الصحیحة ۲۸۷۔ نسائی فی الکبری (۹۱۳۹)' تمام الرازی فی الفوائد (۱۳۱۱)' ابن عساکر (۵/ ۳۵۷)

لایبتن رجل عند امراۃ ثیب

کوئی شخص کسی بیوہ عورت کے پاس ایک رات بھی نہ گزارے

۲۷۳۔عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَلَا لَا يَبِيْتَنَّ رَجُلٌ عِنْدَ امْرَأَةٍ ثَيِّبٍ إِلَّا أَنْ يَكُوْنَ نَاكِحًا أَوْ مُحْرِمًا)) [الصحيحة:٣٠٨٦]

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آگاہ رہو! کوئی آدمی کسی بیوہ عورت کے پاس رات نہ گزارے الا یہ کہ وہ اس کا خاوند ہو یا محرم۔''

تخریج: الصحیحة ۳۰۸۶۔ مسلم (۲۱۷۱)' نسائی فی الکبری (۹۲۱۵)' ابن ابی شیبة (۴/ ۴۰۹)' ابن حبان (۵۵۸۷)

فوائد: کسی بیوہ عورت کے پاس رات گزارنا منع ہے کنواری لڑکی تو چونکہ رہتی ہی اپنے گھر والوں کے ساتھ ہے اس کے پاس رات کو ٹھہرنا ہی ممکن ہے ہاں بیوہ عورت ہوسکتا کہ اس نے شادی نہ کی ہو اور اپنے بچوں کے ساتھ کسی مقام پر رہتی ہو ایسی صورت اس کے پاس جا کے قیام کرنا یہ خرابی کا باعث ہے اس لیے شریعت نے اس سے روک دیا۔

ایذا النبی ﷺ للمؤمن رحمة و زکاة

نبی کا کسی مومن کو تکلیف دینا رحمت اور پاکی ہے

۲۷٤۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَتَّخِذُ عِنْدَكَ عَهْدًا لَنْ تُخْلِفَنِيْهِ، فَإِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ، فَأَيُّ الْمُؤْمِنِيْنَ آذَيْتُهُ، شَتَمْتُهُ، جَلَدْتُهُ، فَاجْعَلْهَا لَهُ، صَلَاةً، وَزَكَاةً وَقُرْبَةً تُقَرِّبُهُ بِهَا إِلَيْكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)). [الصحيحة:٣٩٩٩]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ! میں تجھ سے ایک وعدہ لیتا ہوں' تو اس کی مخالفت نہ کرنا' میں تو محض ایک بشر ہوں' میں نے جس مومن کو تکلیف دی یا برا بھلا کہا یا اس پر لعنت کی یا اسے کوڑے لگائے' تو اس چیز کو اس کے لئے باعث رحمت' باعثِ تزکیہ اور ذریعۂ تقرب قرار دے' جو اسے روزِ قیامت تیرے قریب کر دے۔''

تخریج: الصحیحة ۳۹۹۹۔ مسلم (۲۶۰۱)' بخاری (۶۳۶۱)' احمد (۲/ ۲۴۳'۴۴۹)' دارمی (۲۷۶۸)

فوائد: حقوق العباد چونکہ بندوں سے متعلق ہیں اس لئے جب تک اسے بندے معاف نہ کریں تو یہ معاف نہیں ہوسکتے اسی لئے نبی کریم ﷺ دعا کر رہے ہیں کہ یا اللہ اگر میں نے کسی کو مارا یا تکلیف دی ہو تو اللہ اسے اپنے پاس سے کچھ دے دلا کر میرا چھٹکارا کر دینا۔ کیونکہ یہ لازم ہے کہ بندہ معاف کرے اگر غلطی کرنے والا معافی نہیں مانگ سکا تو اللہ اسے اپنے پاس سے اجر عطا کر کے راضی کر دیں اور اس کی جان چھڑوا دیں تو بہتر ورنہ اسے اپنے کیئے کی سزا بھگتنی پڑے گی۔

باب: النظافة من الاسلام

باب: پاکیزگی اسلام کا حصہ ہے

۲۷۵۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ: ((أَتَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ [زَائِرًا فِيْ مَنْزِلِنَا] فَرَأَى رَجُلًا شَعِثًا قَدْ تَفَرَّقَ شَعْرُهُ، فَقَالَ: ((أَمَا كَانَ يَجِدُ

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' ''رسول اللہ ﷺ ملاقات کے لئے ہمارے گھر تشریف لائے' ایک پراگندہ حال آدمی' جس کے بال بکھرے ہوئے تھے' کو دیکھ کر فرمایا: ''کیا اس

هٰذَا مَا يُسَكِّنُ بِهِ شَعْرَهُ؟! وَرَأَى رَجُلاً آخَرَ وَعَلَيْهِ ثِيَابٌ وَسِخَةٌ فَقَالَ: أَمَا كَانَ هٰذَا يَجِدُ مَاءً يَغْسِلُ بِهِ ثَوْبَهُ؟!)) [الصحيحة:٤٩٣]

کے پاس اتنی وسعت نہیں ہے کہ یہ اپنے بال ہی سنوار سکے؟۔" اور دوسرے آدمی ... کے کپڑے میلے تھے' کو دیکھ کر فرمایا: "کیا اس کے پاس اتنی وسعت نہیں کہ یہ اپنے کپڑے دھو سکے؟"

تخریج: الصحیحۃ ۴۹۳۔ ابوداود (۴۰۶۲)' نسائی (۵۲۳۸)' احمد (۳/ ۳۵۷)' حاکم (۴/ ۱۸۶)

فوائد : ہر وقت بن سنور کر رہنا جس طرح اسلام میں اسے مستحسن نہیں سمجھا گیا اسی طرح ہر وقت پراگندہ رہنا بھی اچھی بات نہیں آپؐ نے فرمایا کہ ایک چھوڑ کر ایک دن کنگھی کی جائے حدیث میں ہے (انھی رسول اللہ ﷺ عن الترجل الاغبا) (ابوداؤد) آپؐ نے روزانہ کنگھی کرنے سے منع کیا۔ ہاں اگر بڑے گھنے بال ہیں تو روزانہ کنگھی کی جاسکتی ہے جیسا کہ آپؐ نے ابوقتادہؓ کو انکے لمبے بال ہونیکی وجہ سے روزانہ کنگھی کرنے کی اجازت دی (نسائی) اسی طرح لباس کی صفائی ستھرائی کا خاص خیال رکھنا چاہیے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے (وثیابك فطهر) (المدثر) اور اپنی کپڑے پاک صاف رکھ۔

باب: تقديم الاكابر في الكلام

باب: گفتگو میں بڑوں کو مقدم کرنا

٢٧٦۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ مَرْفُوعاً: ((أَمَرَنِي جِبْرِيلُ أَنْ أُقَدِّمَ الْأَكَابِرَ)). [الصحيحة:١٥٥٥]

سیدنا عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: "جبریل نے مجھے حکم دیا کہ میں عظیم لوگوں کو مقدم کیا کروں۔"

تخریج: الصحیحۃ ۱۵۵۵۔ ابوبکر الشافعی فی الفوائد الغیلانیات (۹۴۷)' ابونعیم فی الحلیۃ (۸/ ۱۷۴)' احمد (۲/ ۱۳۸)' بخاری (۲۴۶)' تعلیقا

فوائد : بڑوں کو ہر کام میں انکا اکرام کرتے ہوئے آگے رکھنا چاہیے انکی وجہ سے اللہ کی برکات حاصل ہوتی ہیں آپؐ نے فرمایا (البركة مع اكابركم) (صحیح ابن حبان) بڑوں کے ساتھ برکت ہے اور آپؐ نے فرمایا (ان من اجلال الله اكرام ذى الشيبة المسلم) (ابوداؤد) بوڑھے مسلمان کی عزت کرنا اللہ کی عظمت کے اعتراف میں سے ہے۔ کافی احادیث ہیں جو کہ بڑوں کو آگے رکھنے اور انکی عزت کرنے پر دلالت کرتی ہیں لیکن نوجوان نسل تو اسے غیر ضروری خیال کرتی ہے جو کہ گمراہی کا باعث ہے۔

اماطة الاذى عن الطريق صدقة

راستے سے تکلیف دہ چیز ہٹانا صدقہ ہے

٢٧٧۔ عَنْ أَبِي بَرْزَةَ الْأَسْلَمِيِّ، قَالَ: قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللهِ! مُرْنِي بِعَمَلٍ أَعْمَلُهُ قَالَ: ((أَمِطِ الْأَذٰى عَنِ الطَّرِيْقِ، فَإِنَّهُ لَكَ صَدَقَةٌ)) [الصحيحة:١٥٥٨]

سیدنا ابوبرزہ اسلمی ؓ کہتے ہیں: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے کوئی عمل بتائیں کہ میں اسے انجام دے سکوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "راستے سے تکلیف دہ چیز ہٹا دیا کر' یہ تیرے لئے صدقہ ہوگا۔"

تخریج: الصحیحۃ ۱۵۵۸۔ الادب المفرد (۲۲۸)' احمد (۴/ ۴۲۲' ۴۲۳' ۴۲۳)' ابن سعد (۴/ ۲۹۹)

فوائد : ایمان کی بہت سی شاخیں ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ تکلیف دہ چیز کو راستے سے ہٹا دیا جائے یہ چھوٹی چھوٹی نیکیاں مل کر پہاڑوں کی صورت اختیار کر جاتی ہیں اس لئے انہیں حقیر مت سمجھیں۔

ومن امور النجاة حفظ اللسان و سعة بيت

نجات والے امور میں سے زبان کی حفاظت اور آوارگی نہ کرنا بھی ہے

٢٧٨ ـ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرِ الْجُهَنِيِّ ' قَالَ: قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! مَا النَّجَاةُ؟ قَالَ:((اَمْلِكْ عَلَيْكَ لِسَانَكَ، وَلْيَسَعْكَ بَيْتُكَ، وَابْكِ عَلٰى خَطِيْئَتِكَ)). [الصحيحة: ٨٩٠]

سیدنا عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کس عمل میں نجات ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اپنی زبان کو قابو میں رکھو' تمہارا گھر تمھیں اپنے اندر سما لے (یعنی بغیر ضرورت کے گھر سے نہ نکلو) اور اپنی غلطیوں پر رویا کرو۔''

تخريج: الصحيحة ٨٩٠ـ ترمذى (٢٤٠٦)' احمد (٥/ ٢٥٩)' ابن المبارك فى الزهد (١٣٤)

فوائد : (269) نمبر حدیث کے تحت اسکی تفصیل گزر چکی ہے۔

تحريم بسط اليدر إلا إلى خير

بھلائی کے علاوہ ہاتھ پھیلانے کی حرمت کا بیان

٢٧٩ ـ عَنْ أَسْوَدِ بْنِ أَصْرَمِ الْمُحَارِبِيِّ، قَالَ: قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أَوْصِنِي: قَالَ: ((إِمْلِكْ يَدَكَ، وَفِي رِوَايَةٍ: لَا تَبْسُطْ يَدَكَ إِلَّا إِلٰى خَيْرٍ)). [الصحيحة: ١٥٦٠]

سیدنا اسود بن اصرم محاربی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے کوئی وصیت فرمایئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اپنے ہاتھ کو روک لے (اور ایک روایت میں ہے کہ) اپنا ہاتھ نہ پھیلا مگر خیر و فلاح کی طرف۔''

تخريج: الصحيحة ١٥٦٠ـ بخارى فى التاريخ (١/ ٤٤٣)' طبرانى فى الكبير (٨١٨)' ابن ابى الدنيا فى الصمت (٥)

فوائد : قیامت کو جب اللہ تبارک وتعالیٰ منہ پر مہر لگادیں گے تو پھر انسان کے اعضا بول بول کر اسکے خلاف گواہی دیں گے اس لئے انہیں استعمال سے پہلے سوچ لینا چاہیے کہ یہ کسی حرام کام کی طرف نہ بڑھ رہے ہوں۔

باب: ادب الجلوس فى الطريق

باب: رستے میں بیٹھنے کے آداب

٢٨٠ ـ عَنِ الْبَرَاءِ، قَالَ: مَرَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى مَجْلِسٍ مِنَ الْأَنْصَارِ، فَقَالَ: ((إِنْ أَبَيْتُمْ إِلَّا أَنْ تَجْلِسُوْا فَاهْدُوْا السَّبِيْلَ، وَرُدُّوْا السَّلَامَ، وَأَعِيْنُوْا الْمَظْلُوْمَ)). [الصحيحة: ١٥٦١]

سیدنا براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا گزر انصاریوں کی ایک مجلس کے پاس سے ہوا' آپ ﷺ نے انھیں فرمایا: ''اگر تم نے راستوں میں بیٹھنا ہی ہے تو مسافر کی رہنمائی کرو' سلام کا جواب دو اور مظلوم کی مدد کرو۔''

تخريج: الصحيحة ١٥٦١ـ احمد (٤/ ٢٨٢' ٢٩١)' طحاوى فى المشكل (١/ ٦٠)' ابن حبان (٥٩٧)' ترمذى (٢٧٢٦)

فوائد : اسلام نے ہر چیز کے حقوق مقرر کیے ہیں جن میں سے ایک راستہ ہے صحابہ کرام راستوں پر بیٹھ کر مجلس برپا کیا کرتے تھے تو آپ ﷺ نے انہیں منع فرمایا چونکہ کئی ایک مفاسد تھے جیسا کہ بخاریؒ کی حدیث میں پورا قصہ موجود ہے بخاری کے الفاظ ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا (لایاکم والجلوس فى الطرقات قالوا مالنا من مجالسنا بد قال فاذا ابيتهم فاعطوا الطريق حقه، قالوا فما حق الطريق....الخ)

(بخاری) راستوں میں بیٹھنے سے بچو کہنے لگے ہمارے لئے تو اس کے بغیر چارہ نہیں تو آپؐ نے کہا اچھا نہیں مانتے تو اس کے حق ادا کیا کرو انہوں نے پوچھا جی حق کیا ہے تو آپؐ نے یہ حقوق ذکر فرمائے'' (۱) نظر جھکا کر رکھنا (۲) تکلیف دور کرنا (۳) سلام کا جواب دینا (۴) نیکی کا حکم اور برائی سے روکنا۔ اس حدیث کے مطابق راستہ بتانا ہے اور مسلم کی حدیث میں ہے کہ اچھی بات کرنا۔ اگر ان حقوق کا خیال رکھا جائے پھر تو ٹھیک ہے ورنہ بیٹھنے سے احتراز ہی کرنا چاہئے۔

و من تليين القلوب

دلوں کو نرم کرنے والے امور کا بیان

۲۸۱۔عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ:أَنَّ رَجُلاً شَكَا إِلَى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَسْوَةَ قَلْبِهِ، فَقَالَ لَهُ: ((إِنْ أَرَدْتَّ تَلْيِيْنَ قَلْبِكَ، فَأَطْعِمِ الْمِسْكِيْنَ، وَامْسَحْ رَأْسَ الْيَتِيْمِ)). [الصحيحة:٨٥٤]

سیدنا ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے اپنی سنگ دلی کی شکایت کی۔ آپ ﷺ نے اسے فرمایا: ''اگر تو دل کو نرم کرنا چاہتا ہے تو مسکین کو کھانا کھلایا کر اور یتیم پر دستِ شفقت رکھا کر۔''

تخریج: الصحیحة ۸۵۴۔ احمد (۲/ ۲۶۳)' طبرانی فی مکارم الاخلاق (۱۰۷)' بیهقی فی الشعب (۱۱۰۳۴)

فوائد : دل کی سختی انسان کی شخصیت کو عیب دار کر دیتی ہے اس لئے اس سے بچنے کا یہ بہترین نسخہ ہے کہ مسکینوں کو کھانا کھلایا جائے اور یتیموں کے سر پر ہاتھ پھیرا جائے۔ مسند احمد اور ترمذی میں حدیث ہے کہ یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرنے سے اس کے ہر بال پر جس کے اوپر سے ہاتھ گزرتا ہے نیکیاں ملتی ہیں۔ لیکن یہ حدیث ضعیف ہے۔ اگر چہ نیکیاں نہ ہی ملیں لیکن دل کا نرم ہونا یہی ایک عظیم نعمت ہے جو کہ بہت سی خیر کا باعث ہے۔

۲۸۲۔ عَنْ عَائِشَةَ مَرْفُوْعاً: ((إِنَّ أَعْظَمَ النَّاسِ جُرْماً إِنْسَانٌ شَاعِرٌ يَهْجُوْ الْقَبِيْلَةَ مِنْ أَسْرِهَا، وَرَجُلٌ، تَنَفِّي مِنْ أَبِيْهِ)). [الصحيحة:٧٦٣]

سیدہ عائشہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لوگوں میں سب سے بڑا مجرم وہ شاعر ہے جو پورے قبیلے کی مذمت کرتا ہے اور وہ آدمی ہے جو اپنے (حقیقی) باپ کا انکار کر دیتا ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۷۶۳۔ الادب المفرد (۱۲۶)' ابن ماجه (۳۷۶۱)' ابن حبان (۵۷۸۵)

فوائد: اشعار کلام کی طرح ہیں ان میں سے اچھے' اچھے کلام کی طرح اور برے برے کلام کی طرح ہیں فرمان رسول ﷺ ہے **(الشعر بمنزلة الكلام فسحنه كحسن الكلام وقبيحه كقبيح الكلام)** (طبرانی اوسط حسن) بخاری حدیث میں ہے **(ان من الشعر حكمة)** یقیناً کچھ اشعار حکمت والے ہوتے لیکن برے اشعار کسی بھی قسم سے تعلق رکھتے ہوں انکی انتہائی مذمت کی گئی ہے حدیث میں **(لأن يمتلي جوف رجل فيحا يريه خير من ان يمتلي شعرا)** کہ آدمی کا پیٹ پیپ جو کہ اسے خراب کر دے اس سے بھر جائے یہ بہتر ہے کہ اس کا پیٹ شعروں سے بھرے۔ اچھے اشعار جس طرح حکمت سے تعلق رکھتے ہیں برے اشعار اسی طرح مختلف خرابیوں کی جڑ ہیں انہی سے گانے وجود میں آتے ہیں جو کہ دلوں میں نفاق کے بیج بو دیتے ہیں جو کہ دلوں کیلئے انتہائی خطرناک بیماری ہے۔ اسی طرح اپنے باپ کی نفی کرنا یعنی اپنے باپ کو چھوڑ کر کسی اور کی طرف اپنے نسب کی نسبت کرنا یہ بھی کبیرہ گناہوں میں سے ہے حدیث میں آتا ہے۔ **(من ادعى الى غير ابيه اوتولى الى غير مواليه فعليه لعنة الله والملائكة والناس اجمعين لا يقبل منه صرف ولاعدل)** جو اپنے باپ سے ہٹ کر کسی اور کی طرف نسبت کرے یا کسی اور کو اپنا مولیٰ قرار دے تو اس پر اللہ، فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہے اس کا نہ فرض قبول ہوگا نہ نفل۔ اپنے نسب کو تبدیل

کرنا نہایت خطرناک گناہ ہے۔

ذم هجو الرجل

۲۸۳۔ عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ أَعْظَمَ النَّاسِ فِرْيَةً، لَرَجُلٌ هَجَا رَجُلًا، فَهَجَا الْقَبِيْلَةَ بِأَسْرِهَا، وَرَجُلٌ انْتَفٰى مِنْ أَبِيْهِ، وَزَنّٰى أُمَّهُ)). [الصحيحة:١٤٨٧]

کسی شخص کے عیب بیان کرنے کی مذمت کا بیان

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جھوٹا الزام لگانے میں سب سے بڑا مجرم وہ ہے' جو ایک آدمی کے عیوب بیان کرنا چاہتا ہے' لیکن وہ اس کے پورے قبیلے کی مذمت کر دیتا ہے اور وہ آدمی بھی ہے جو اپنے (حقیقی) باپ کا انکار کر کے اپنی ماں کو زانیہ قرار دیتا ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۴۸۷۔ ابن ماجہ (۳۷۶۱)' بیہقی (۱۰/ ۲۴۱)

ذم البليغ من الرجال

۲۸۴۔عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو مَرْفُوْعاً: ((إِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ يُبْغِضُ الْبَلِيْغَ مِنَ الرِّجَالِ، الَّذِيْ يَتَخَلَّلُ بِلِسَانِهِ تَخَلُّلَ الْبَاقِرَةِ بِلِسَانِهَا)). [الصحيحة:٨٨٠]

آدمیوں میں سے فصاحت و بلاغت جھاڑنے والے کی مذمت

سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بلاشبہ اللہ آدمیوں میں سے اس بلاغت جھاڑنے والے شخص کو سخت ناپسند کرتا ہے جو (منہ پھاڑ پھاڑ کر تکلف و تصنع سے گفتگو کرتے ہوئے) اپنی زبان کو گائے کے جگالی کرنے کی طرح' بار بار پھیرتا ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۸۸۰۔ ابوداود (۵۰۰۵)' ترمذی (۲۵۸۳)' احمد (۲/ ۱۶۵' ۱۸۷)' ابن ابی شیبۃ (۹/ ۱۵)

فوائد : بات کرنے کا احسن انداز یہ ہے کہ بندہ بناوٹ اور تکلف کو چھوڑ کر سادہ بات کرے سادگی کا بھی ایک اپنا حسن ہوتا ہے اگر زیادہ زور کلام کو بنانے اور ہم قافیہ الفاظ کی ادائیگی پر لگا دیا جائے تو کلام کا اصل مقصود دوسرے کی اصلاح' یہ فوت ہو جاتا ہے بندہ اپنی علمیت کی دھاک تو بٹھا لیتا ہے مگر اصلاح کار سے محروم رہتا ہے اسی لئے نبی کریم ﷺ نے فرمایا (الا انبئکم بشرارکم؟ فقال هم الثرثارون المتشدقون) (احمد) تمہیں میں تم میں سے بدترین لوگوں کی خبر نہ دوں؟ کہا وہ فضول بولنے والے باچھیں کھول کر فصاحت کو اپنانے والے ہیں) یعنی سارا زور لفاظیت پر لگا دیں بات اگرچہ کسی کے پلے پڑے نہ پڑے۔

باب كراهية اسم العقوق للنسك

۲۸۵۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْعَقِيْقَةِ، فَقَالَ: ((إِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْعُقُوْقَ، وَكَأَنَّهُ كَرِهَ الْإِسْمَ)) قَالُوْا:

ذبح کے لیے عقیقہ کہنے کی کراہت کا بیان

سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے عقیقہ کے بارے میں دریافت کیا گیا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالی ''عقوق'' (یعنی بدسلوکی و نافرنی) کو ناپسند کرتا ہے۔'' ایسے معلوم

يَارَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّمَا نَسْأَلُكَ عَنْ أَحَدِنَا يُوْلَدُ لَهُ، قَالَ: ((مَنْ أَحَبَّ مِنكُمْ أَنْ يَّنْسِكَ عَنْ وَلَدِهِ فَلْيَفْعَلْ، عَنِ الْغُلَامِ شَاتَانِ مُكَافِئَتَانِ وَعَنِ الْجَارِيَةِ شَاةٌ)). [الصحيحة:١٦٥٥]

ہوتا ہے کہ لفظ (عقیقہ) آپ ﷺ کو ناپسند ہے۔صحابہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم آپ سے پوچھ رہے ہیں کہ ہم میں سے کسی کا بچہ پیدا ہوتا ہے (اس کے عقیقے کی وضاحت کریں)۔ آپ ﷺ نے فرمایا:''جواپنے بچے کی طرف سے جانور ذبح کرنا چاہتا ہے وہ کرے' بچے کی طرف سے دو ہم پلہ بکریاں (یا بھیڑیں' مذکر ہوں یا مؤنث) اور بچی کی طرف سے ایک۔''

تخریج: الصحیحة ۱۶۵۵- ابو داود (۲۸۴۲)' نسائی (۴۲۱۷)' احمد (۲/ ۱۸۲' ۱۹۴)' حاکم (۴/ ۲۳۸)

☆ دراصل لفظ''عقیقہ'' کا مادہ (ع' ق' ق) ہے' جس کا معنی بدسلوکی اور نافرمانی کے ہیں' اس لئے اس لفظ کو پسند نہیں کیا گیا' اس کا حکم اپنی جگہ پر برقرار ہے۔

فوائد: کسی کے ہاں بچہ پیدا ہوتو اسکی طرف سے جانور ذبح کیا جائیگا لڑکے کی طرف سے دو اور لڑکی کی طرف سے ایک۔اسے اسلام میں عقیقہ کا نام دیا گیا ہے اسکے فرض یا سنت ہونے کے بارے میں اختلاف ہے عام علماء جمہور اسکے سنت مؤکدہ ہونے کے قائل ہیں جبکہ اہل ظاہر اسے واجب گردانتے ہیں کیونکہ حدیث ہے (كل غلام رهينة عن عقيقته يذبح عنه يوم سابعه ويسمى فيه ويحلق راسه) (ترمذی وغیرہ) ہر لڑکا اپنے عقیقے کے بدلے گروی ہوتا ہے اس کی طرف سے ساتویں دن ذبح کیا جائیگا اور اس میں نام رکھا جائیگا اور اس کا سر مونڈا جائیگا۔فرضیت کے قائلین کی یہ دلیل کہ جس طرح گروی چھڑوانا لازم ہے اسی طرح چونکہ بچہ گروی ہوتا ہے تو اس کی طرف سے قربانی ہوگی تو وہ گروی سے آزاد ہوگا۔جبکہ مستحب کے قائل وہ اوپر متن والی حدیث ہی سے دلیل دیتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا''جو پسند کرے'' معاملے کو بندے کے سپرد کردیا گیا ہے چاہے تو کرے یا نہ کرے۔سمجھ یہی آتی ہے کہ عقیقہ سنت ہے امام احمد بن حنبل ؒ اس کا معنی بیان کرتے ہیں کہ جب بچہ فوت ہوجائے اور اس کا عقیقہ نہ کیا گیا ہوتو وہ اپنے والدین کی سفارش نہیں کرے گا۔واللہ اعلم بالصواب۔

ان الله يحب معالى الأمور و اشرافها
بلاشبہ اللہ تعالیٰ عزت ورفعت والے کام پسند کرتا ہے

٢٨٦ـ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ مَرْفُوْعاً: ((إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ مَعَالِي الْأُمُوْرِ وَأَشْرَافِهَا، وَيَكْرَهُ سِفْسَافَهَا)). [الصحيحة:١٦٢٧]

سیدنا حسین بن علی ﷛ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا:''بیشک اللہ تعالیٰ رفعت وعزت والے امور کو پسند کرتا ہے اور کمینگی و ذلالت والے امور کو ناپسند کرتا ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۱۶۲۷- طبرانی فی الکبیر (۲۸۹۴)' ابن عدی فی الکامل (۳/ ۸۷۹)' قضاعی فی مسند الشهاب (۱۰۷۲)

الاهمية تحديث الرويا للعالم أو الناصح
کسی خیر خواہ یا عالم کو خواب بیان کرنے کی اہمیت کا بیان

٢٨٧ـ عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ الرُّؤْيَا تَقَعُ عَلَى مَاتُعْبَرُ، وَمَثَلُ ذٰلِكَ مَثَلُ

سیدنا انس ﷛ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''خواب' تعبیر کے مطابق واقع ہوتی ہے۔اس کی مثال یوں

رَجُلٍ رَفَعَ رِجْلَهُ فَهُوَ يَنْتَظِرُ مَتَى يَضَعُهَا، فَإِذَا رَأَى أَحَدُكُمْ رُؤْيَا، فَلَا يُحَدِّثْ بِهَا إِلَّا نَاصِحاً أَوْ عَالِماً)). [الصحيحة: ۱۲۰]

سمجھیں کہ ایک آدمی نے اپنی ٹانگ اٹھائی اب وہ اس انتظار میں ہے کہ اسے کب زمین پر رکھے۔ جب کوئی آدمی خواب دیکھے تو اسے صرف کسی خیر خواہ یا اہل علم کے سامنے بیان کرے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۲۰۔ حاکم (۴/ ۳۹۱)

فوائد : (231) نمبر حدیث کے تحت اسکی تفصیل گزر چکی ہے۔

فضل زيارة اخيه

اپنے بھائی کی زیارت کرنے کی فضیلت

۲۸۸۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوعاً: ((إِنَّ رَجُلاً زَارَ أَخاً لَهُ فِي قَرْيَةٍ، فَأَرْصَدَاللّٰهُ. تَعَالَى. عَلَى مَدْرَجَتِهِ مَلَكاً، فَلَمَّا أَتَى عَلَيْهِ الْمَلَكُ قَالَ: أَيْنَ تُرِيْدُ؟ قَالَ: أَزُوْرُ أَخاً لِي فِي هٰذِهِ الْقَرْيَةِ، قَالَ: هَلْ لَهُ عَلَيْكَ مِنْ نِعْمَةٍ [تَرُبُّهَا]؟قَالَ: لَا، إِلَّا أَنِّي أَحْبَبْتُهُ فِي اللّٰهِ، قَالَ: فَإِنِّي رَسُوْلُ اللّٰهِ إِلَيْكَ أَنَّ اللّٰهَ. عَزَّوَجَلَّ. قَدْ أَحَبَّكَ كَمَا أَحْبَبْتَهُ لَهُ)). [الصحيحة:۱۰۴۴]

سیدنا ابو ہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایک آدمی کسی دوسری بستی میں اپنے بھائی کی زیارت کے لئے گیا تو اللہ تعالی نے اس کے راستے میں ایک فرشتہ بٹھادیا جو اس کا انتظار کرتا تھا' جب وہ شخص اس کے پاس سے گزرا' تو فرشتے نے پوچھا: تم کہاں جارہے ہو؟ اس نے کہا: اس بستی میں میرا بھائی رہتا ہے' اس کی زیارت کے لئے جارہا ہوں۔ فرشتے نے پوچھا: کیا اس کا تم پر کوئی احسان ہے؟ جس کی وجہ سے تم یہ تکلیف اٹھا رہے ہو اور اس کا بدلہ اتارنے جارہے ہو؟ اس نے کہا: نہیں۔ صرف اس لئے جارہا ہوں کہ میں اس سے اللہ کے لئے محبت کرتا ہوں۔ فرشتے نے کہا: میں تیری طرف اللہ تعالی کا فرستادہ ہوں (اور یہ بتانے کے لئے آیا ہوں کہ) اللہ تعالی بھی تجھ سے محبت کرتا ہے جیسے تو اس سے صرف اللہ کے لئے محبت کرتا ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۰۴۴۔ ابوبکر الشافعی فی الفوائد (الغیلانیات) (۱۰۸۴)' احمد (۲/ ۴۰۸)' مسلم (۲۵۶۷)

فوائد : اللہ پر ایمان لانے کا تقاضا ہے کہ بندے کی محبت ونفرت اللہ کیلئے ہے کیونکہ اس کے بغیر بندے کا ایمان ناقص رہتا ہے جیسا کہ حدیث ہے (من احب للہ وابغض للہ واعطی للہ ومنع للہ فقداستکمل الایمان) (ابوداؤد) جس نے اللہ کیلئے محبت کی اور اسی کیلئے نفرت اور اللہ کیلئے دیا اور اللہ کیلئے روک کر رکھا تحقیق اس نے اپنا ایمان مکمل کرلیا۔ اللہ کیلئے محبت ہم سے تقاضا کرتی ہے کہ ہماری دوستی اللہ کے نیک صالح بندوں سے ہو اور کفار ومنافقین جو کہ اللہ کے دشمن ہیں ان سے نفرت رکھیں کیونکہ دوست کا دوست دوست ہوتا ہے اور دوست کا دشمن، دشمن۔ یہ ایسا نام ہے کہ جس کی بناء پر اللہ کی محبت حاصل ہوتی ہے اور بندہ ایسے عظیم مراتب پر فائز ہوجاتا ہے جو کہ انبیاء اور شہدا کیلئے بھی رشک کا باعث ہونگے حدیث میں کہ عرش کے گرد نور کے منبر ہونگے ان پر ایسی قوم ہوگی جنکے لباس اور چہرے نور کے ہوں گے اور وہ انبیاء اور شہدا نہیں ہونگے مگر ان پر انبیاء اور شہداء بھی رشک کرینگے (صحابہ) نے کہا ہمیں انکے بارے میں بتایئے آپؐ نے فرمایا (المتحابون فی اللہ والمتجالسون فی اللہ والمتزاورون فی اللہ) (نسائی۔ صحیح) اللہ کیلئے ایک دوسرے سے محبت کرنیوالے اور اسی کی وجہ سے ایک دوسرے

سے مجلس اور ایک دوسرے کی زیارت کرنیوالے۔ لیکن شرط یہ ہے کہ یہ دوستی اور محبت خالص اللہ کی رضا کیلئے ہو کسی دنیاوی غرض یا مقصد کیلئے نہ ہو۔

ذم أن يقال لا يغفر لفلان

۲۸۹۔ عَنْ جُنْدُبٍ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ حَدَّثَ: ((إِنَّ رَجُلًا قَالَ: وَاللّٰهِ لَا يَغْفِرُ اللّٰهُ لِفُلَانٍ، وَإِنَّ اللّٰهَ قَالَ: مَنْ ذَا الَّذِي يَتَأَلَّى عَلَيَّ أَنْ لَا أَغْفِرَ لِفُلَانٍ؟ فَإِنِّي قَدْ غَفَرْتُ لِفُلَانٍ، وَأَحْبَطْتُ عَمَلَكَ)) أَوْ كَمَا قَالَ۔ [الصحيحة: ۱۶۸۵]

اس قول کی مذمت کہ فلاں کو معاف نہیں کیا جائے گا

سیدنا جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایک آدمی نے کہا: اللہ کی قسم! اللہ فلاں کو نہیں بخشے گا۔ اس پر اللہ تعالی نے فرمایا: کون ہے جو مجھ پر قسم اٹھاتا ہے کہ میں فلاں کو نہیں بخشوں گا؟ میں نے اس کو بخش دیا اور تجھ (قسم اٹھانے والے) کے اعمال ضائع کر دیئے۔'' یا جیسے اس نے کہا۔

تخریج: الصحیحۃ ۱۶۸۵۔ مسلم (۲۶۵۴)، احمد (۲/ ۱۶۸، ۳۷، ۱۷)، ابن جریر طبری (۶/ ۲۱۹)

فوائد: کسی کی ظاہری حالت کو دیکھ کر اس پر حکم لگانے کی جلدی نہیں کرنی چاہیے ہوسکتا جس کی بدکرداری کو دیکھ کر اسے راندہ درگاہ قرار دے دیں وہی کل کو اس کا مقبول بندہ بن جائے اور ہم اپنے قول کی بناء پر پکڑے جائیں نیک کی نیکی دیکھ کر رشک اور بد کی بدی دیکھ کر اسے سمجھایا تو جاسکتا ہے مگر اللہ کی رحمت یا اس کی غضب کا اسکے بارے میں فیصلہ نہیں کیا جاسکتا۔ کیونکہ جب اللہ نوازنے پر آتا ہے تو معمولی عمل پر بھی رحمت و مغفرت کی برسات کر دیتا ہے جیسا بنی اسرائیل کے ذوالکفل کا قصہ کہ ساری زندگی گناہ کرتا رہا، ایک دفعہ ایک عورت کو رقم کی ضرورت پڑی تو اس کے پاس آئی اس نے گناہ کا تقاضا کیا تو وہ مجبوراً مان گئی جب یہ تنہائی میں اس کے پاس گیا تو خوف سے رونے کانپنے لگی تو اس کے دل میں بات آ گئی اس نے کہا۔ (تفعلين انت هذا وما فعلته، اذهبي فهي لك وقال لا والله، لا اعصى الله بعدها ابدا) (ترمذی) تو نے ابھی کچھ کیا نہیں تو تیری یہ حالت ہے جا یہ لے جا اور کہنے لگا اللہ کی قسم اب میں کبھی گناہ نہیں کرونگا۔ وہ اسی رات فوت ہوجاتا ہے اگلے دن اس کے دروازے پر لکھا ہوتا ہے (انا الله قد غفر لكفل) اللہ نے یقیناً کفل کو معاف کر دیا۔ اللہ کا پا پلٹنے پر آئے تو جہنم کے کنارے سے اٹھا کر جنت کی رونقوں کا مالک بنادے اس لئے کسی کی موت سے پہلے کسی کے بارے میں اسکے جنتی یا جہنمی ہونے کا قطعی فیصلہ نہیں دیا جاسکتا، اللہ چاہے تو بلعم باعور جیسے بنی اسرائیل کے عابد زاہد کو موت کے قریب جہنم کا ایندھن بنادے اور فضیل بن عیاض جیسے ڈاکو کو اپنے مقربین میں کر لے۔

باب من اهمية الكلام بانه جنة و نار

۲۹۰۔ عَنْ بِلَالِ بْنِ الْحَارِثِ الْمُزَنِيِّ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ الرَّجُلَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ رِضْوَانِ اللّٰهِ، مَا كَانَ يَظُنُّ أَنْ تَبْلُغَ مَا بَلَغَتْ، يَكْتُبُ اللّٰهُ لَهُ بِهَا رِضْوَانَهُ إِلَى يَوْمِ يَلْقَاهُ، وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ سَخَطِ اللّٰهِ، مَا كَانَ يَظُنُّ أَنْ تَبْلُغَ مَا بَلَغَتْ يَكْتُبُ اللّٰهُ

کلام کی اہمیت کا بیان کہ وہ جنت بھی ہے اور جہنم بھی

سیدنا بلال بن حارث مزنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آدمی اللہ تعالی کی رضامندی کی بات کرتا ہے اور اسے گمان نہیں ہوتا کہ یہ (یعنی اس کا اچھا اثر) کہاں تک پہنچے گا، اللہ تعالی اس کی وجہ سے اس کے لئے قیامت کے دن تک اپنی رضامندی لکھ دیتا ہے اور آدمی (بعض دفعہ) اللہ کی ناراضی کا ایسا کلمہ بولتا ہے اسے گمان بھی نہیں ہوتا کہ یہ (یعنی اس کا برا اثر)

لَهُ بِهَا سَخَطَهُ إِلَى يَوْمِ يَلْقَاهُ)).

[الصحيحة: ٨٨٨]

کہاں تک پہنچے گا' اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اس کے لئے اپنی ملاقات کے دن تک اپنی ناراضی لکھ دیتا ہے۔''

تخریج: الصحيحة ٨٨٨- مالك في الموطا (٢/ ٩٨٥)' ترمذی (٢٣١٩)' ابن ماجه (٣٩٦٩)' احمد (٣/ ٤٦٩)

فوائد : چھوٹی سی زبان سے ادا ہونیوالے مختصر کلمات اس قدر اہمیت کے حامل ہیں کہ یا تو ساری زندگی حتی کہ قیامت تک بندے کو محبوبان خدا میں شامل کر دیتے ہیں یا ہمیشہ کیلئے مردود ٹھہرا دیتے ہیں۔ مزید تفصیل حدیث نمبر (269) کے تحت دیکھیں۔

الأمر بإفشاء السلام

سلام کو عام کرنے کا حکم

٢٩١- عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ السَّلَامَ اِسْمٌ مِنْ أَسْمَاءِ اللّٰهِ. تَعَالىٰ. وَضَعَهُ فِي الْأَرْضِ، فَأَفْشُوا السَّلَامَ بَيْنَكُمْ)).

[الصحيحة: ١٨٤]

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کے اسمائے (حسنیٰ) میں ایک نام ''سلام'' ہے' جسے اللہ نے زمین میں نازل کیا' لہٰذا تم آپس میں سلام کو عام کرو۔''

تخریج: الصحيحة ١٨٤- الادب المفرد (٩٨٩)' من حديث انس رضی اللہ عنہ' ابوالشيخ في الطبقات (٣٠٩' ٩٢١)' من حديث ابن مسعود' عبد الرزاق (٢٠١١٧)' طبراني في الاوسط (٣٠٣٢) في حديث ابي هريرة رضی اللہ عنہ

فوائد : (249) نمبر حدیث کے تحت اس کی تفصیل گزر چکی ہے۔

٢٩٢- عَنْ عَبْدِاللّٰهِ مَرْفُوعاً: ((إِنَّ السَّلَامَ اسْمٌ مِنْ أَسْمَاءِ اللّٰهِ وَضَعَهُ اللّٰهُ فِي الْأَرْضِ، فَأَفْشُوهُ فِيكُمْ، فَإِنَّ الرَّجُلَ إِذَا سَلَّمَ عَلَى الْقَوْمِ فَرَدُّوا عَلَيْهِ كَانَ لَهُ عَلَيْهِمْ فَضْلُ دَرَجَةٍ، لِأَنَّهُ ذَكَّرَهُمْ، فَإِنْ لَمْ يَرُدُّوا عَلَيْهِ رَدَّ عَلَيْهِ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِنْهُمْ وَأَطْيَبُ)).

[الصحيحة: ١٦٠٧]

سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سلام اللہ کے ناموں میں سے ایک نام ہے' جسے اس نے زمین میں نازل کیا' اس کو آپس میں پھیلاؤ۔ جب آدمی لوگوں پر سلام کرتا ہے اور وہ اسے جواب دیتے ہیں' تو سلام کرنے والے کو ان پر فضیلت حاصل ہوتی ہے' کیونکہ وہ ان کو یاد کراتا ہے۔ اور اگر وہ جواب نہ دیں تو وہ (بندگانِ خدا) جواب دیتے ہیں جو ان سے بہتر اور پاکیزہ ہیں۔''

تخریج: الصحيحة ١٦٠٧- طبراني (١٠٣٩١)' ابوالشيخ في الطبقات (٣٠٩' ٩٢١)' بزار (الكشف: ١٩٩٩)' (البحر الزخار: ١٧٧١)

فوائد : ''السلام'' اللہ تعالیٰ کا صفاتی نام ہے یہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے اہل دنیا کو تحفہ ہے اور اللہ نے مسلمانوں کو یہ شعار (نشانی) کے طور پر عطا کیا ہے اور اسے زمین پر پھیلانے کا حکم دیا ہے جنت میں بھی اس کا خصوصی اہتمام ہوگا دو مسلمان جب آپس میں ملیں تو انکا ایک دوسرے پر حق ہے کہ وہ ایک دوسرے کو سلام کہیں ان میں سے بہتر وہ ہے جو پہلے سلام کہے جیسا کہ حدیث میں ہے (ان اولى الناس بالله من بدءه بالسلام) (احمد، ترمذی) لوگوں میں سے اللہ کے زیادہ قریب وہ ہے جو پہلے سلام کرے۔ اور بیہقی میں ہے (البادي بالسلام بری من الكبر) (ضعیف) پہلے سلام کرنیوالا تکبر سے بری ہے۔

اهمية الكلام فى النجاح و غير النجاح

کامیابی اور ناکامی میں گفتگو کی اہمیت

٢٩٣ ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: ((إِنَّ الْعَبْدَ يَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ[مَايَتَبَيَّنُ فِيهَا] يَزِلُّ بِهَا فِي النَّارِ أَبْعَدُ مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ)). [الصحيحة: ٥٤٠]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''بندہ ایک بات کرتا ہے' اس میں غور و فکر نہیں کرتا اور وہ اس بات کی وجہ سے مشرق و مغرب کی درمیانی مسافت سے بھی زیادہ جہنم کی آگ کی طرف گر جاتا ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۵۴۰- احمد (۲/ ۳۷۹،۲۸۷)' بخاری (۶۴۷۷)' بزیادة مسلم (۲۹۸۸)' ترمذی (۲۳۱۴)

فوائد : تفصیل گزر چکی ہے۔(269) نمبر حدیث

باب: سيد المجالس قبالة القبلة

باب: قبلہ رخ مجلس کی فضیلت

٢٩٤ ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((إِنَّ لِكُلِّ شَيْءٍ سَيِّدًا، وَإِنَّ سَيِّدَ الْمَجَالِسِ قُبَالَةُ الْقِبْلَةِ)). [الصحيحة:٢٦٤٥]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر چیز کا ایک سردار ہوتا ہے اور مجلس کا سردار وہ ہے جس کی طرف تمام (شرکائے مجلس) رخ کر کے بیٹھے ہوں۔''

تخریج: الصحیحة ۲۶۴۵- طبرانی فی الاوسط (۲۳۷۵)' طبرانی فی الاوسط (۸۳۵۷) و ابن عدی فی الکامل (۲/ ۷۸۵)' من حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما

فوائد : نبی کریم ﷺ مجلس کے اندر سب کے ساتھ تشریف فرما ہوتے آپ کے لئے کوئی خاص مسند وغیرہ نہیں لگائی جاتی تھی۔ مجلس کے افراد آپ کی طرف رخ کر کے بیٹھ جاتے جس سے پتہ چلتا کہ امیر مجلس کون ہے۔

فضل المصافحة

مصافحہ کرنے کی فضیلت کا بیان

٢٩٥ ـ عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ الْمُؤْمِنَ إِذَا لَقِيَ الْمُؤْمِنَ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ، وَأَخَذَ بِيَدِهِ فَصَافَحَهُ تَنَاثَرَتْ خَطَايَاهُمَا كَمَا يَتَنَاثَرُ وَرَقُ الشَّجَرِ)). [الصحيحة:٢٦٩٢،٥٢٦]

سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب ایک مومن دوسرے مومن کو ملتا ہے' اسے سلام کہتا ہے اور اس سے مصافحہ کرتا ہے تو اس کے گناہ درخت کے پتوں کی طرح جھڑ جاتے ہیں۔''

تخریج: الصحیحة ۵۲۶' ۲۶۹۲- طبرانی فی الاوسط (۲۴۷)' ابن وھب فی الجامع (۱۸۲)' ابن شاھین فی فضائل الاعمال (۴۲۷)

فوائد : ''مصافحہ'' یہ باب ''صافح یصافح'' سے مصدر ہے صفحہ ہتھیلی کو کہتے ہیں تو مصافحہ کا معنی ہوا ہتھیلی سے ملانا۔ تو ظاہر ہے کہ ایک ہاتھ کی ہتھیلی دوسرے کے ہاتھ سے مل گئی تو مصافحہ ہوگیا اس میں دونوں ہاتھ استعمال کرنے کی ضرورت نہیں کچھ لوگ کہتے ہیں مصافحے کیلئے دونوں ہاتھ آگے کرنا ضروری ہیں دلیل اس کی یہ دیتے ہیں کہ آپ نے ایک بچے کے ہاتھ کو اپنے دونوں ہاتھوں میں لیا اور اسے تعلیم دی۔ جبکہ وہ ایک

خاص حالت تھی آپ اسکے ساتھ مصافحہ نہیں کر رہے تھے بلکہ اسکا ہاتھ پکڑ کر اسے تعلیم دے رہے تھے جیسا کہ کوئی استاد بچے کا ہاتھ پکڑ کر سکھائے اسے مصافحے کیلئے دلیل کے طور پر قبول نہیں کیا جا سکتا۔ بخاری ادب المفرد اور ابوداؤد صحیح سند سے حضرت انس سے نقل کرتے ہیں کہ سب سے پہلے اہل یمن نے آ کر مصافحہ کے ساتھ سلام کیا۔ اس طرح پھر نبی کریم ﷺ سے مصافحہ کی سنت جاری ہوگئی۔ مصافحہ چونکہ گناہوں کی بخشش کا ذریعہ ہے اس لئے اسے کثرت سے کرنا چاہئے۔

الدين والعمل الصالح من الامور الفضيلة

٢٩٦۔ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ الْجُهَنِيِّ مَرْفُوعاً: ((إِنَّ مَسَابَكُمْ هٰذِهِ وَلَيْسَتْ بِمَسَابٍ عَلَى أَحَدٍ، وَإِنَّمَا أَنْتُمْ وَلَدُ آدَمَ طُفِ الصَّاعِ لَمْ تَمْلَؤُوهُ، لَيْسَ لِأَحَدٍ عَلَى أَحَدٍ فَضْلٌ إِلَّا بِدِيْنٍ، أَوْ عَمَلٍ صَالِحٍ، حَسْبُ الرَّجُلِ أَنْ يَكُوْنَ فَاحِشاً بَذِيًّا بَخِيْلاً جُبَّاناً)). [الصحيحة: ١٠٣٨]

دین اور عمل صالح فضیلت والے امور میں سے ہیں

سیدنا عقبہ بن عامر جہنی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کسی کا نسب کے اندر عیب جوئی کرنا کسی کے حق میں کوئی عیب والی بات نہیں ہے، کیونکہ تم سب کسی کو کسی پر کوئی فضیلت نہیں ہے، مگر دین اور عملِ صالح کی بنا پر۔ آدمی کے (برا ہونے کے لئے) یہی کافی ہے کہ وہ فحش گو ہو، بدکلام اور بداخلاق ہو، بخیل اور بزدل ہو۔“

تخریج: الصحیحۃ ۱۰۳۸۔ ابن وھب فی الجامع (۴۱)، طحاوی فی المشکل (۴/ ۳۶۵)، احمد (۴/ ۱۴۵)، ابن جریر فی التفسیر (۲۶/ ۸۹)

فوائد : اسلام کے اندر اگر کوئی فضیلت کا معیار ہے تو وہ تقویٰ ہے جیسا کہ حجۃ الوداع کے مشہور خطبے کے اندر آپ نے اعلان کیا کہ کسی گورے کو کالے پر یا کسی عربی کو عجمی پر کوئی فوقیت حاصل نہیں اگر فوقیت کا کوئی معیار ہے تو وہ تقویٰ ہے۔

اهمية البيان والشعر

٢٩٧۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ أَعْرَابِياً جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَتَكَلَّمَ بِكَلَامٍ بَيِّنٍ (وَفِي رِوَايَةٍ لِأَحْمَدَ: فَجَعَلَ يُثْنِي عَلَيْهِ) فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنَّ مِنَ الْبَيَانِ سِحْراً، وَإِنَّ مِنَ الشِّعْرِ حِكَمًا)). [الصحيحة: ١٧٣١]

اشعار اور بیان کی اہمیت

سیدنا عبداللہ بن عباس ﷺ سے روایت ہے کہ ایک بدو نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور انتہائی واضح انداز میں کلام کیا (مسند احمد کی روایت میں ہے کہ وہ آپ ﷺ کی تعریف بیان کرنے لگا)۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”بعض فصیحانہ کلام تو جادو کا اثر رکھتے ہیں اور بعض اشعار حکمت و دانائی سے لبریز ہوتے ہیں۔“

تخریج: الصحیحۃ ۱۷۳۱۔ بخاری فی الادب المفرد (۸۷۲)، ابوداود (۵۰۱۱)، ابن ماجہ (۳۷۵۶)، احمد (۱/ ۲۶۹، ۲۷۳)

فوائد : جادو مدمقابل کے دماغ کو کنٹرول کر کے اس سے اپنی مرضی کا کام لے لینے کو کہتے ہیں یا آنکھوں پر جادو کر کے اس کو وہ چیز دکھلائی جائے جو کہ اصل واقع نہ ہو جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام کے مقابلے میں فرعون کے جادوگروں نے کیا تھا قرآن میں (قال القوا فلما القوا سحروا اعین الناس واسترھبوھم وجاء وبسحر عظیم) موسیٰ علیہ السلام نے کہا ڈالو۔ پس جب ان جادوگروں نے ڈالا تو لوگوں کی آنکھوں پر جادو کر دیا اور ان پر ہیبت طاری کر دی اور وہ عظیم جادو لے کر آئے۔ جادوگروں نے اصل میں رسیاں پھینکی تھیں جو کہ حقیقت میں رسیاں ہی رہیں مگر انہوں نے لوگوں کی آنکھوں پر ایسا جادو کیا کہ انہیں رسیاں حرکت کرتی نظر آئیں اور وہ انہیں سانپ سمجھ کر ڈرنے لگے تو جادو سے اشیاء کی

حقیقت تو نہیں بدلتی مگر انسان کے اعضاء اسکے دماغ پر ایسا کنٹرول کیا جاتا ہے کہ وہ چیز حقیقت کے برعکس نظر آنا شروع ہوجاتی ہے۔ یہی حال بیان، تقریر کا ہے کہ ایک فصیح و بلیغ خطیب زور بیان سے ایسا نقشہ کھینچتا ہے کہ گھر سے نکلنے والا پرامن بندہ اسکے اشارے پر جان سے گزرنے پر تیار ہوجاتا ہے۔ اسی طرح بعض اشعار اس قدر پرحکمت ہوتے ہیں کہ لمبی چوڑی بات چند الفاظ میں سمو دیتے ہیں اور آدھے گھنٹے کے خطاب سے بھی نہ سمجھ آنے والی بات ایک لمحے میں سمجھ آجاتی ہے اسی طرح برمحل کہا گیا ہے کہ شعر مدمقابل کو گنگ کردیتا ہے۔ ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ کا واقعہ ہمارے استاذ سناتے ہیں کہ ایک دفعہ انکا عیسائی پادری سے مناظرہ تھا مولوی صاحب وقت پر اسٹیج پر پہنچ گئے عوام بھی جمع تھی تھوڑی دیر بعد پادری بھی تشریف لے آتا ہے اس دور میں انگریزوں نے مبلغوں کو ''میمیں'' فراہم کی ہوئی تھیں پادری سیاہ چیچک زدہ منہ کے ساتھ گاڑی سے اترا اور ساتھ انکے گوری چٹی میم تو مولانا صاحب کھڑے ہوئے اور برجستہ شعر پڑھ دیا۔

زاغ (کوا) کی چونچ منہ میں انگور خدا کی قدرت ہے
لنگور کی آغوش میں حور خدا کی قدرت ہے

لوگوں نے شور مچادیا اور پادری انہی قدموں پر واپس بھاگ گیا۔

۲۹۸۔عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ مَرْفُوعاً: ((إِنَّ مِنَ الشِّعْرِ حِكْمَةً)) [الصحيحة: ۲۸۵۱]

سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بعض اشعار حکمت و دانائی پر مشتمل ہوتے ہیں۔''

تخریج: الصحیحة ۲۸۵۱۔ بخاری (۶۱۴۵)، والادب المفرد (۸۵۸)، ابوداود (۵۰۱۰)، ابن ماجه (۳۷۵۵)، احمد (۳/ ۴۵۶)

فوائد: شرح اوپر گزر چکی ہے۔

ان من موجبات المغفرة بذل السلام و حسن الكلام

سلام عام کرنا عمدہ گفتگو کرنا بخشش کو واجب کرنیوالے امور ہیں

۲۹۹۔ عَنْ هَانِئِ بْنِ يَزِيدَ: قَالَ: قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ دُلَّنِي عَلَى عَمَلٍ يُدْخِلُنِي الْجَنَّةَ، فَقَالَ: ((إِنَّ مِنْ مُوْجِبَاتِ الْمَغْفِرَةِ: بَذْلُ السَّلَامِ، وَحُسْنُ الْكَلَامِ)). [الصحيحة: ۱۰۳۵]

۲۹۹۔ سیدنا ہانی بن یزید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ایسا عمل بتائیں جو مجھے جنت میں داخل کردے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''سلام عام کرنا اور اچھا کلام کرنا ایسے اعمال ہیں جو بخشش کو واجب کردیتے ہیں۔''

تخریج: الصحیحة ۱۰۳۵۔ خرائطی فی مکارم الاخلاق (۱۴۱)، قضاعی فی مسند الشهاب (۱۱۴۰)، طبرانی فی الکبیر (۲۲/ ۱۸۰)

فوائد: سلام کی بحث گزر چکی ہے کہ کس طرح سلام بندے کو مومن بنا کر جنت کا مستحق بنادیتا ہے۔ اسی طرح اچھا کلام جو کہ اچھے اخلاق کا نتیجہ ہوتا ہے یہ دونوں ملکر بندے کو مغفرتوں سے ہمکنار کر کے جنت کا پکا وارث بنادیتے ہیں ''قولوا للناس حسنا'' کی طرح بہت سی آیات اچھی کلام کے وجوب پر دال ہیں۔

ان الله لا يبغض الفحش

اللہ تعالیٰ بدزبانی کو پسند نہیں کرتا

۳۰۰۔عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ دَخَلَ يَهُوْدِيٌّ عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: السَّامُ عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدُ!

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک یہودی، رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور (السلام علیکم کی بجائے) کہا: اے محمد! اَلسَّامُ

فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((وَعَلَيْكَ)) فَقَالَتْ عَائِشَةُ: فَهَمَمْتُ أَنْ أَتَكَلَّمَ، فَعَلِمْتُ كَرَاهِيَةَ النَّبِيِّ ﷺ لِذٰلِكَ،فَسَكَتُّ ثُمَّ دَخَلَ آخَرُ فَقَالَ: السَّامُ عَلَيْكَ، فَقَالَ: ((عَلَيْكَ)) فَهَمَمْتُ أَنْ أَتَكَلَّمَ، فَعَلِمْتُ كَرَاهِيَةَ النَّبِيِّ ﷺ لِذٰلِكَ، ثُمَّ دَخَلَ الثَّالِثُ فَقَالَ: السَّامُ عَلَيْكَ: فَلَمْ أَصْبِرْ حَتّٰى قُلْتُ: وَعَلَيْكَ السَّامُ وَغَضَبُ اللّٰهِ وَلَعْنَتُهُ إِخْوَانَ الْقِرَدَةِ وَالْخَنَازِيرِ! أَتُحَيُّوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ بِمَا لَمْ يُحَيِّهِ اللّٰهُ؟! فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ اللّٰهَ لَايُحِبُّ الْفُحْشَ وَلَا التَّفَحُّشَ، قَالُوْا قَوْلًا فَرَدَدْنَا عَلَيْهِمْ، إِنَّ الْيَهُوْدَ قَوْمٌ حَسَدٌ، وَإِنَّهُمْ لَا يَحْسُدُوْنَنَا عَلٰى شَيْءٍ كَمَا يَحْسُدُوْنَنَا عَلَى السَّلَامِ، وَعَلٰى ((آمين)).

[الصحيحة:٦٩١]

عَلَيْكُمْ (یعنی آپ پر موت اور ہلاکت ہو)۔آپ ﷺ نے یوں جواب دیا:''وَعَلَيْكَ (اور تجھ پر بھی ہو)۔'' سیدہ عائشہؓ کہتی ہیں: میں نے بات تو کرنا چاہی لیکن مجھے معلوم تھا کہ آپ ﷺ ناپسند کریں گے' اس لئے میں خاموش رہی۔ ایک دوسرا یہودی آیا اور کہا: اَلسَّامُ عَلَيْكُم (آپ پر موت اور ہلاکت پڑے)۔ آپ ﷺ نے فرمایا:''وَعَلَيْكَ (اور تجھ پر بھی ہو)۔'' اب کی بار بھی میں نے کچھ کہنا چاہا لیکن آپ ﷺ کے ناپسند کرنے کی وجہ سے (خاموش رہی)۔ پھر تیسرا یہودی آیا اور کہا: اَلسَّامُ عَلَيْكُم۔ مجھ سے صبر نہ ہو سکا اور میں بول اٹھی: بندرو اور خنزیرو کے بھائیو! تم پر ہلاکت ہو' اللہ کا غضب ہو اور اس کی لعنت ہو۔ جس انداز میں اللہ تعالی نے رسول اللہ ﷺ کو سلام نہیں دیا' کیا تم وہ انداز اختیار کرنا چاہتے ہو؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالی بدزبانی اور فحش گوئی کو پسند نہیں کرتا' انھوں نے ''اَلسَّامُ عَلَيْكَ'' کہا اور ہم نے بھی (بدگوئی سے بچتے ہوئے میں صرف ''وَعَلَيْكَ'' کہہ کر) جواب دے دیا۔ دراصل یہودی حاسد قوم ہے اور (ہماری کسی) خصلت پر اتنا حسد نہیں کرتے جتنا کہ سلام اور آمین پر کرتے ہیں۔''

تخریج: الصحیحۃ ۶۹۱۔ ابن خزیمۃ (۵۷۴)' ابن ماجہ (۸۵۶)' الادب المفرد (۹۸۸)' احمد (۶/ ۱۳۴' ۱۳۵)

فوائد: (251) نمبر حدیث کے تحت اسکی تفصیل گذر چکی ہے۔

باب: غيرة النساء

باب: عورتوں کی غیرت کا بیان

۳۰۱۔ عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: لَمَّا حَضَرَتْ أَبَا سَلَمَةَ الْوَفَاةُ، قَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ: إِلٰى مَنْ تَكِلُنِي؟ فَقَالَ: اَللّٰهُمَّ! إِنَّكَ لِأُمِّ سَلَمَةَ خَيْرٌ مِنْ أَبِي سَلَمَةَ۔ فَلَمَّا تُوُفِّيَ، خَطَبَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَتْ:إِنِّي كَبِيْرَةُ السِّنِّ، قَالَ: ((أَنَا أَكْبَرُ مِنْكِ سِنًّا وَالْعِيَالُ عَلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ، وَأَمَّا الْغَيْرَةُ، فَأَرْجُو اللّٰهَ

سیدنا انس ؓ بیان کرتے ہیں کہ جب سیدنا ابوسلمہ ؓ کی وفات کا وقت قریب آیا تو (ان کی بیوی) سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: آپ مجھے کس کے سپرد کر کے جا رہے ہیں؟ انھوں نے کہا: اے اللہ! بیشک تو ام سلمہ کے حق میں مجھ سے بہتر ہے۔ جب وہ فوت ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ نے ام سلمہ کو پیغام نکاح بھیجا۔ انھوں نے جوابا کہا: میری عمر زیادہ ہو گئی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

أَن يَّذْهَبَهَا)) فَتَزَوَّجَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، فَأَرْسَلَ إِلَيْهَا، بِرِحَايَيْنِ وَجَرَّةٍ لِلْمَاءِ!۔ [الصحيحة:۲۹۳]

''میں تجھ سے بڑا ہوں' تیرے بچے اللہ اور اس کے رسول کے سپرد اور رہا مسئلہ جوش و ناگواری (اور غصے میں آ جانے کا) تو مجھے امید ہے کہ اللہ تعالی اسے ختم کر دے گا۔'' بالآخر رسول اللہ ﷺ نے ان سے شادی کر لی اور ان کی طرف دو چکیاں اور پانی کا ایک گھڑا بھیجا۔

تخريج: الصحيحة ۲۹۳۔ ابو يعلى (۴۱۶۱)' ضياء المقدسی فی المختارة (۷/ ۲۰۸' ۲۰۹)' من حديث انس ؓ احمد (۶/ ۳۰۷)' عبد الرزاق (۱۰۶۴۴)' نسائی (۳۲۵۶)' من حديث ام سلمة ؓ

فوائد : ابوسلمہؓ انکا نام عبداللہ بن عبدالاسد تھا یہ آپؐ کے رضاعی بھائی تھے یہ ہجرت کر کے مدینہ پہنچے اور اسلام کی پہلی لڑائی بدر میں حاضر ہوئے اور احد میں بھی۔ احد میں زخمی ہو گئے تھے پھر پانچ یا سات ماہ بعد وفات پا گئے تو انکی وفات کے بعد شوال میں رسول اللہ ﷺ نے ان سے شادی کر لی سن 4 ہجری میں اور یہ اکسٹھ (61) ہجری کے آخر میں فوت ہوئیں۔ صحابہ کرام جنگوں میں شریک ہوئے انہوں نے کبھی بھی جہاد پر جاتے ہوئے پچھلوں کی فکر نہ کی انکا خیر ہی توکل تھا جب انکی وفات کا وقت قریب آیا تو ام سلمہؓ نے دریافت کیا کہ کس کے سہارے چھوڑے جا رہے ہیں تو کہا یا اللہ تو ام سلمہؓ کیلئے مجھ سے بہتر ہے چنانچہ انکے فوت ہونے کے بعد اللہ نے انکو نبی کریم ﷺ کے عقد میں پہنچا دیا۔ ام سلمہ کو شادی کے نام پر غیرت آ رہی تھی کہ لوگ کہیں گے خاوند فوت ہوا تو دوسرا نکاح کر لیا ایک حدیث میں ہے آپؐ نے کہا کہ میں اللہ سے دعا کرتا ہوں وہ تمہاری غیرت کو دور کر دے گا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

فضل ترك المراء

جھگڑا چھوڑ دینے کی فضیلت کا بیان

۳۰۲۔ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ مَرْفُوْعاً: ((أَنَا زَعِيْمٌ بَيْتٍ فِي رَبَضِ الْجَنَّةِ لِمَنْ تَرَكَ الْمِرَاءَ وَإِنْ كَانَ مُحِقًّا وَبَيْتٌ فِي وَسَطِ الْجَنَّةِ لِمَنْ تَرَكَ الْكَذِبَ وَإِنْ كَانَ مَازِحاً وَبَيْتٌ فِي أَعْلَى الْجَنَّةِ لِمَنْ حَسَّنَ خُلُقَهُ)). [الصحيحة:۲۷۳]

سیدنا ابوامامہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں اس شخص کے لئے جنت کے اطراف میں ایک گھر کا ضامن ہوں جس نے حق پر ہوتے ہوئے بھی جھگڑا چھوڑ دیا (اپنے حق سے دستبردار ہو گیا) اور اس شخص کے لئے جنت کے درمیان میں ایک گھر کا ضامن ہوں جس نے مزاح کے طور پر بھی جھوٹ نہیں بولا اور اس شخص کے لئے جنت کے بلند ترین حصے میں ایک گھر کا ضامن ہوں جس کا اخلاق اچھا ہوا۔''

تخريج: الصحيحة ۲۷۳۔ ابوداود (۴۸۰۰)' ابن عساكر (۱۰/ ۹۲)' دولابی فی الكنى (۲/ ۱۹۱' ۱۳۴)

فوائد : حق پر ہوتے ہوئے پیچھے ہٹ جانا اور جھگڑا چھوڑ دینا یہ آسان کام نہیں اسی لئے اس پر جنت کی بشارت دی گئی ہے لوگ جھوٹ پر ہونیکے باوجود اپنی بات کو چھوڑنے پر تیار نہیں ہوتے یہ تو پھر سچائی پر ہے اس کیلئے کس قدر دشوار ہوگا اسی ہنسی مزاح کے وقت جھوٹ سے بچ جانا اور اچھے اخلاق کو اپنانا انتہائی دشوار کام ہے اس لئے انکی فضیلت بھی زیادہ اور بدلے میں جنت کا وعدہ ہے خاص کر حسن اخلاق کے مالک کو زبان رسالت سے بہترین بندہ ہونیکا اعزاز ملا ہے حدیث میں ہے (ان من خیارکم احسنکم اخلاقا) (متفق علیہ) یقینا تم میں سے بہترین وہ

ہے جسکا اخلاق سب سے اچھا ہے۔ایک جگہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں (ان من احبکم الی احسنکم اخلاقاً) (بخاری) تم میں سے سب سے زیادہ محبوب مجھے وہ ہے جو تم میں سے اخلاقاً اچھا ہے۔اور قیامت کو ترازو میں بھی یہ انتہائی ثقیل ہوگا۔

تحريم رؤية العورة

قابل ستر چیزوں کو دیکھنے کی حرمت کا بیان

۳۰۳۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ صَخْرٍ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ: ((إِنَّا نُهِينَا أَنْ تُرَى عَوْرَاتُنَا)).
[الصحيحة: ۱۷۰٦]

سیدنا جابر بن صخر ؓ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''ہمیں منع کیا گیا ہے کہ ہمارے قابل ستر اعضائے جسم کو دیکھا جائے۔''

تخريج: الصحيحة ۱۷۰٦۔ حاکم (۳/ ۲۲، ۲۲۳)، بیهقی فی الشعب (۷۷۵۴)، ابن ابی حاتم فی العلل (۲/ ۲۷۲)، ابونعیم فی المعرفة (۱۴۷۲)

فوائد : ستر یعنی پردے والی جگہ کو دیکھنا حرام ہے مرد اور عورت کے ستر میں فرق ہے مرد کا ستر ناف سے لیکر گھٹنوں تک ہے جیسا کہ حدیث میں ہے (لاتبرز فخذك ولاتنظر الی فخذ حی ولا میت) (ابوداؤد) اپنی ران ظاہر نہ کر اور نہ کسی زندہ یا مردہ کی ران کی طرف دیکھ۔ یہ حدیث شواھد کی بناء پر صحیح ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آدمی کی ران بھی پردے والی جگہ میں شامل ہے جبکہ اسکے برعکس عورت کا سارا جسم عورت یعنی پردے کے لائق ہے آپؐ نے فرمایا (لایقبل الله صلاة حائض الابخمار) (احمد وغیرہ) اللہ بالغ عورت کی نماز اوڑھنی کے بغیر قبول نہیں کرتا۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ عورت کو سارا جسم ڈھانکنے کا حکم ہے آپؐ نے عورت کو ہاتھ اور چہرہ چھوڑ کر سارا جسم ڈھانپنے کا حکم دیا۔ ستر والے اعضاء کو ہر وقت ڈھانپ کر رکھنا یہ حیا اور ایمان کا حصہ ہے حتی کہ بندہ اکیلا بھی ہو اسے تب بھی جسم کو ڈھانپ کر رکھنے کا حکم ہے آپؐ نے فرمایا (الله تبارك وتعالىٰ احق ان يستحيا منه) (احمد وغیرہ) اللہ زیادہ حقدار ہے کہ اس سے حیا کی جائے۔

فضل كفالة اليتيم

یتیم کی کفالت کرنے کی فضیلت کا بیان

۳۰٤۔ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ مَرْفُوْعاً: ((أَنَا وَكَافِلُ الْيَتِيْمِ كَهَاتَيْنِ فِي الْجَنَّةِ، وَأَشَارَ بِالسَّبَّابَةِ وَالْوُسْطَى وَفَرَّقَ بَيْنَهُمَا قَلِيْلاً)).
[الصحيحة: ۸۰۰]

سیدنا سہل بن سعد ؓ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا جنت میں اس طرح ہوں گے۔'' پھر آپ ﷺ نے شہادت والی اور درمیانی انگلی کے ساتھ اشارہ کیا اور ان کے درمیان معمولی فرق کیا۔

تخريج: الصحيحة ۸۰۰۔ بخاری (۵۳۰۴)، والادب المفرد (۱۳۵)، ابوداود (۵۱۵۰)، ترمذی (۱۹۱۸)، احمد (۵/ ۳۳۳)

فوائد : اسلام نے یتیموں کی کفالت مسکینوں کو کھانا کھلانا دردمندوں کی غمخواری کرنا اس کو بڑی اہمیت دی ہے قرآن میں بار بار اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے پیغمبروں کو اس بات کا حکم دیتے ہیں۔اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے (فاما اليتيم فلا تقهر واما السائل فلا تنهر) (الضحیٰ) پس بہرحال یتیم پر سختی نہ کر اور سوالی کو نہ جھڑک۔یتیموں کے ساتھ نرمی اور ملاطفت کا خصوصی حکم دیا گیا اور اسے ایمان والوں کیلئے ضروری ٹھہرادیا جبکہ یتیموں پر سختی اور ان سے ترش روئی اختیار کرنا یہ ایسے بندوں کا کام قرار دیا جن میں ایمان نام کی کوئی چیز نہیں قرآن میں ہے۔(ارایت الذی یکذب بالدین فذلك الذی يدع اليتيم ولا يحض على طعام المسكين) (الماعون) کیا ایسے بندے کو دیکھا ہے جو جزا کو جھٹلاتا ہے یہ وہی شخص ہے جو یتیموں کو دھکے دیتا اور مسکینوں کو کھانا کھانے پر ابھارتا نہیں ہے۔ان آیات سے بخوبی اندازہ ہوسکتا ہے کہ یتیموں کی دیکھ بھال ان سے

مہربانہ سلوک اسلام میں کس قدر اہمیت کا حاصل ہے جسکا نبی کریم ﷺ کو انکی یتیمی کا دور یاد دلا کر خصوصی حکم دیا جا رہا ہے اور ان سے بے رحمانہ سلوک کرنیوالے سے کس طرح ایمان کی نفی کی گئی ہے مذکورہ حدیث سے اس کی اہمیت دو چند ہوجاتی ہے کہ انکا خیال کرنیوالا جنت میں نبی کریم ﷺ کا ساتھی ہوگا۔

تغییر اسم المکروہ — ناپسندیدہ نام تبدیل کرنے کا بیان

۳۰۵۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ غَيَّرَ اسْمَ عَاصِيَةَ، وَقَالَ: ((أَنْتِ جَمِيْلَةٌ)) [الصحيحة:۲۱۳]

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ''عاصیہ'' کا نام تبدیل کر دیا اور فرمایا: ''تو جمیلہ ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۱۳۔ مسلم (۲۱۳۹)' الادب المفرد (۸۲۰)' ابوداود (۴۹۵۲)' ترمذی (۲۸۳۸)' ابن ماجہ (۳۷۳۳)' احمد (۲/ ۱۸)

☆ عاصیہ کے معانی ''نافرمان عورت'' کے ہیں' اس لئے نام تبدیل کیا گیا۔

فوائد : اولاد کا اچھا نام رکھنا یہ والدین کے ذمے انکی اولاد کا حق ہے کیونکہ ناموں کا شخصیت پر اثر پڑتا ہے۔ اسی لئے نبی کریم ﷺ کی عادت تھی کہ اگر آپؐ کے سامنے کوئی برا نام آتا تو اسے تبدیل کردیتے اور اسے نیا نام دے دیتے اگر بڑے جہالت ونادانی کے باعث ایسا نام رکھ دیں تو اسے پتہ چل جانے کے بعد تبدیل کر دینا چاہیے یہی سنت رسولؐ ہے مسلم میں ہے کہ ایک لڑکی کا نام برہ (نیکوکار) تھا۔ آپؐ نے فرمایا (لاتزکوا انفسکم الله اعلم باهل البر منکم) اپنی پاکیزگیاں بیان نہ کرو اللہ تم سے زیادہ نیکوں کو جانتا ہے۔ اسکا نام زینب رکھ دو۔ چنانچہ اسکا نام زینب رکھ دیا گیا۔ اسی طرح سعید بن میںب رحمہ اللہ اپنا قصہ بیان کرتے ہیں کہ میرے دادا کا نام ''حزن'' (پریشانی) تھا وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے آپؐ نے پوچھا (ما اسمك قال اسمی حزن قال بل انت سهل' قال ماانا بمغیر اسماً سمانیه ابی) تیرا نام کیا ہے؟ کہا حزن آپؐ نے فرمایا نہیں بلکہ سھل (آسانی) ہے کہا میں تو اپنے باپ والا نام تبدیل نہیں کروں گا۔ ابن میںب رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس کے بعد ہمیشہ ہمارے ہاں پریشانی نے ڈیرے ڈالے رکھے (بخاری) بے جا ضد کی بناء پر جہالت پر ڈٹ جانا اور بڑوں کی غلطی کو تسلیم نہ کرنا یہ نقصان کا باعث ہے اگر کوئی ذی شعور سمجھدار آدمی بات سمجھائے اور اس کی بات بھی معقول ہو تو ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کرنیکی بجائے اسے کھلے دل سے مان لینے میں ہی عافیت ہوتی ہے۔ جیسا کہ آپؐ نے عاصیہ کو جمیلہ سے بدل دیا اور اسے خوش دلی سے قبول کرلیا گیا۔

۳۰۶۔ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ جَدِّهِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَهُ: ((مَا اسْمُكَ؟)) قَالَ: حَزْنٌ قَالَتَ: ((أَنْتَ سَهْلٌ)) قَالَ: لَا' السَّهْلُ يُوْطَأُ وَيُمْتَهَنُ، قَالَ سَعِيْدٌ: فَظَنَنْتُ أَنَّهُ سَيُصِيْبُنَا بَعْدَهُ حَزُوْنَةٌ))۔ [الصحيحة:۲۱٤]

سعید بن میںب اپنے باپ سے' اور وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ان سے فرمایا: ''تیرا کیا نام ہے؟'' اس نے کہا: حزن۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو سہل ہے۔'' اس نے کہا: نہیں' سہل تو بے وقعت ہوتا ہے اور اسے حقیر ومعمولی سمجھا جاتا ہے۔ سعید نے کہا: میں یہ خیال کرتا ہوں کہ ہمیں سختیوں و درشتیوں کا سامنا کرنا پڑے گا۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۱۴۔ بخاری (۶۱۹۰)' والادب المفرد (۸۴۱)' ابوداود (۴۹۵۶)' احمد (۵/ ۴۳۳)

☆ حزن کا معنی ''اکھڑ مزاج آدمی'' اور سہل کے معنی ''نرم مزاج آدمی'' کے ہیں۔

فوائد : پچھلی حدیث میں بات گذر چکی ہے۔

ذهب النبي ﷺ إلى العيادة

آپ ﷺ کا عیادت کے لیے جانا

۳۰۷۔ عَنْ جَابِرٍ مَرْفُوْعاً: ((اِنْطَلِقُوْا بِنَا إِلَى الْبَصِيْرِ الَّذِي فِي بَنِيْ وَاقِفٍ نَعُوْدُهُ)) قَالَ: وَكَانَ رَجُلاً أَعْمٰى))۔ [الصحيحة: ٥٢١]

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''ہمیں اس صاحبِ بصیرت آدمی کے پاس لے چلو جو بنو واقف قبیلے کا ہے' تاکہ ہم اس کی تیمارداری کر سکیں۔'' یہ نابینا آدمی تھا۔

تخریج: الصحیحة ۵۲۱۔ ابن الاعرابی فی المعجم الشیوخ (۱۳۹۱)' السلفی فی الطیوریات (ق ۱۷۴)' بیھقی (۱۰/ ۲۰۰)' بزار (۱۹۱۹)

فوائد : ''بصیر'' کا معنی دیکھنے والا ہے یہ بصارت آنکھوں کی بھی ہوسکتی ہے اور دل کی بھی، مومن چونکہ صاحب بصیرت ہوتا ہے ہوسکتا آپ کی یہی مراد ہو آپؐ نے اندھے کو اندھا کہنا مناسب نہیں سمجھا آپ ﷺ کہہ سکتے تھے آؤ اس اندھے کی زیارت کو چلیں مگر اسمیں چونکہ ایک حقارت تھی اس لئے آپؐ نے ایسا جملہ ادا کیا کہ جس سے حقارت کا پہلو نہ نکلتا ہو۔

من جاء الى الطعام بغير إذن

جو دعوت کے لیے بغیر اجازت آ جائے۔

۳۰۸۔ عَنْ أَبِيْ مَسْعُوْدٍ الْأَنْصَارِيِّ، قَالَ: كَانَ مِنَ الْأَنْصَارِ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ: أَبُوْ شُعَيْبٍ وَكَانَ لَهُ غُلَامٌ لَحَّامٌ، فَقَالَ: اِصْنَعْ لِي طَعَاماً أَدْعُوْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ خَامِسَ خَمْسَةٍ، فَدَعَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ خَامِسَ خَمْسَةٍ، فَتَبِعَهُمْ رَجُلٌ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنَّكَ دَعَوْتَنَا خَامِسَ خَمْسَةٍ، وَهٰذَا رَجُلٌ قَدْ تَبِعَنَا، فَإِنْ شِئْتَ أَذِنْتَ لَهُ، وَإِنْ شِئْتَ تَرَكْتَهُ. قَالَ: بَلْ أَذِنْتُ لَهُ))۔ [الصحيحة: ٣٦٦٢]

سیدنا ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: کہ ایک انصاری آدمی' جسے ابوشعیب کہا جاتا تھا' کا غلام قصاب تھا۔ اس نے اپنے غلام سے کہا: کھانا تیار کرو' میں رسول اللہ ﷺ کو پانچ آدمیوں سمیت دعوت دینے کے لئے جارہا ہوں۔ اس نے رسول اللہ ﷺ کو پانچ افراد سمیت بلایا۔ ایک آدمی ان کے پیچھے چل پڑا۔ نبیؐ کریم ﷺ نے فرمایا: ''تو نے ہم پانچ افراد کو دعوت دی ہے' یہ آدمی ہمارے پیچھے چلتا رہا' اگر تیری مرضی ہو تو اسے اجازت دے دے اور اگر چاہت نہیں تو رہنے دے۔'' اس نے کہا: کیوں نہیں' میں اسے (کھانا کھانے کی) اجازت دوں گا۔

فوائد : معلوم ہوا کہ صحابہ کرامؓ ایک دوسرے کی دعوتیں کیا کرتے تھے دعوت کرنا اور نیک لوگوں کو کھانا کھلانا اسلام میں یہ کام بڑی اہمیت کے حامل ہیں نبی کریم ﷺ سے پوچھا گیا کونسا اسلام بہتر ہے آپؐ نے فرمایا (**تطعم الطعام وتقرئ السلام على من عرفت وعلى من لم تعرف**) (متفق علیہ) تو کھانا کھلائے اور پہچان رکھنے والے اور اجنبی کو سلام کہے۔ اور ایک حدیث میں جنت میں داخل کرنیوالے امور کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا ''**واطعموا الطعام**'' اور کھانا کھلاؤ۔ یہ انتہائی مستحسن کام اور انتہائی فضیلت کا حامل ہے۔ دوسری بات یہ کہ اگر کسی کی دعوت ہے تو اس کے ساتھ نہیں چل پڑنا چاہیے کیونکہ دعوت اسکو ہے آپکو نہیں اس میں خفت کا سامنا بھی کرنا پڑ سکتا ہے۔ لیکن اگر کوئی ایسے مہمان مدعو

کے ساتھ آ جائے تو مدعو پر لازم ہے کہ اس کی اجازت لے لے ورنہ اسے لوٹا دے اور میزبان بھی اگر کشادہ دلی کا مظاہرہ کرے اور ساتھ والے کو اجازت دے دے تو کوئی حرج والی بات نہیں کیونکہ حدیث میں ہے (طعام الاثنین کافی لثلثه و طعام ثلاثه کافی لاربع) (متفق علیہ) دو کا کھانا تین اور تین کا چار کو کافی ہے۔اس لئے وسعت قلبی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اللہ سے برکت کی امید رکھنی چاہیے۔

۳۰۹۔((إِنَّهُ اتَّبَعَنَا رَجُلٌ لَمْ يَكُنْ مَعَنَا حِيْنَ دَعَوْتَنَا، فَإِنْ أَذِنْتَ لَهُ دَخَلَ)) جَاءَ مِنْ حَدِيْثِ أَبِي مَسْعُوْدٍ الْبَدْرِيِّ، وَجَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ هٰذَا لَفْظُ حَدِيْثِ أَبِي مَسْعُوْدٍ الْبَدْرِيِّ: عَنْ أَبِي مَسْعُوْدٍ الْبَدْرِيِّ الْأَنْصَارِيِّ: قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ۔ يُقَالُ لَهُ: أَبُو شُعَيْبٍ۔ إِلٰى غُلَامٍ لَهُ لَحَّامٌ، فَقَالَ: اِصْنَعْ لِي طَعَاماً يَكْفِي خَمْسَةً، فَإِنِّي رَأَيْتُ فِي وَجْهِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الْجُوْعَ قَالَ:فَصَنَعَ طَعَاماً ثُمَّ أَرْسَلَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَدَعَاهُ وَجلَسَاءَهُ الَّذِيْنَ مَعَهُ، فَلَمَّا قَامَ النَّبِيُّ ﷺ اتَّبَعَهُمْ رَجُلٌ لَمْ يَكُنْ مَعَهُمْ حِيْنَ دُعُوْا فَلَمَّا انْتَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ إِلَى الْبَابِ، قَالَ: لِصَاحِبِ الْمَنْزِلِ...... فَذَكَرَهُ۔ قَالَ: فَقَدْ أَذِنَّا لَهُ، فَلْيَدْخُلْ۔ [الصحيحة:٣٥٧٩]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایک ایسا آدمی ہمارے پیچھے چلتا رہا کہ تو نے جب ہمیں دعوت دی تھی، اس وقت وہ موجود نہیں تھا، اب اگر تو اسے اجازت دے دے تو وہ اندر آ جاتا ہے۔'' یہ حدیث سیدنا ابومسعود بدری اور سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔ یہ ابومسعود بدری کی حدیث کے الفاظ ہیں، (پوری روایت یوں ہے): سیدنا ابومسعود بدری ﷺ سے روایت ہے کہ ایک آدمی، جسے ابوشعیب کہا جاتا تھا، اپنے قصاب غلام کے پاس آیا اور اسے حکم دیا کہ پانچ آدمیوں کے لئے کھانا تیار کرو، کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے چہرے سے محسوس کیا ہے کہ آپ بھوکے ہیں۔ اس نے کھانا تیار کیا، پھر اس نے نبی ﷺ اور آپ کے ہم نشینوں کو بلا بھیجا، جب نبی کریم ﷺ کھڑے ہوئے تو ایک آدمی ان کے پیچھے چل پڑا، جو دعوت دیئے جانے کے وقت موجود نہیں تھا، جب رسول اللہ ﷺ (داعی کے گھر کے) دروازے پر پہنچے تو گھر والے کو فرمایا:............'' اس نے کہا: میں اسے اجازت دیتا ہوں، وہ اندر آ جائے۔

تخریج: الصحیحة ۳۵۷۹۔ بخاری (۵۴۳۴، ۵۴۶۱)، مسلم (۲۰۳۶)، ترمذی (۱۰۹۹)، من حدیث ابی مسعود ﷺ مسلم (۲۰۳۶/۵۳۱۱)، احمد (۳/ ۳۵۳)، ابو عوانة (۵/ ۳۷۵)، من حدیث جابر ﷺ

فوائد: پچھلی حدیث میں بحث گزر چکی ہے۔

ذم الذی یلحد فی حرم اللّٰه

اس شخص کی مذمت کہ جو بیت اللہ کی بے حرمتی کرتا ہے

۳۱۰۔ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ سَعِيْدٍ، عَنْ أَبِيْهِ، أَتٰى عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ عَبْدَاللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ فَقَالَ: يَا ابْنَ الزُّبَيْرِ! إِيَّاكَ وَالْإِلْحَادَ فِي حَرَمِ اللّٰهِ۔ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى۔ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ:

اسحاق بن سعید اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ بن عمر ﷺ، سیدنا عبداللہ بن زبیر ﷺ کے پاس آئے اور کہا: ابن زبیر! اللہ تعالیٰ کے حرم میں الحاد سے گریز کر، کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''عنقریب ایک قریشی آدمی بیت اللہ کی بے

((إِنَّهُ سَيُلْحِدُ فِيهِ رَجُلٌ مِنْ قُرَيْشٍ، لَوْ وُزِنَتْ ذُنُوبُهُ بِذُنُوبِ الثَّقَلَيْنِ لَرَجَحَتْ، قَالَ: فَانْظُرْ لَاتَكُونَهُ)). [الصحيحة:٣١٠٨]

حرمتی کرے گا' اگر (کسی ترازو پر) اس کے گناہوں کا' جن وانس کے گناہوں کے ساتھ وزن کیا جائے' تو اس کا پلڑا بھاری ہوگا۔" اب غوروفکر کر لے' کہیں تو ہی نہ ہو۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۱۰۸۔ احمد (۲/ ۱۳۶' ۱۹۶' ۲۱۹)' تاریخ دمشق (۳۰/ ۱۶۸)' بزار (۱۱۷۴)' حاکم (۲/ ۳۸۸)

فوائد : عبدالملک بن مروان کے دور میں حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے مکہ میں خلافت کا اعلان کر دیا عبدالملک کی حکومت چونکہ سارے عالم اسلام میں تسلیم کی جا چکی تھی حضرت عبداللہؓ کے پاس مکہ مدینہ اور حجاز کے کچھ علاقے تھے اب ظاہری بات ہے کوئی ملک اپنی قلم رو میں کسی باغی کو برداشت کرنے کا روادار نہیں ہوتا چاہے باغی کتنا ہی عالی مرتبت کیوں نہ ہو اسی لئے عبداللہ بن عمر عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو نصیحت کرتے ہیں اور حدیث ذکر کرتے ہیں کہ آپؐ کے فرمان کے مطابق قریش کا ایک آدمی اس میں الحاد و بے دینی اختیار کرے گا اور اس کے گناہ جن وانس دونوں کے گناہوں سے بوجھل ہوں گے، حجاج بن یوسف ثقفی جو کہ مکہ کے اطراف میں جنگ کی نیت سے ڈیرے ڈال چکا تھا اسکا لازمی نتیجہ ٹکراؤ کی صورت میں نکلنے والا تھا جس سے مکہ کی گلیوں میں فساد ہوتا جو کہ الحاد کی نشانی بن سکتا تھا اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ ہیں بھی قریشی اس لئے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ انہیں اس کام سے احتراز کی وصیت کر رہے ہیں۔

سم النبی صلی اللہ علیہ وسلم الحسن و الحسين

حسن اور حسین نام نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھے

٣١١۔ عَنْ عَلِيٍّ، قَالَ: لَمَّا وُلِدَ الْحَسَنُ سَمَّاهُ حَمْزَةَ، فَلَمَّا وُلِدَ الْحُسَيْنُ سَمَّاهُ بِعَمِّهِ (جَعْفَرٌ) قَالَ: فَدَعَانِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ:((إِنِّي أُمِرْتُ أَنْ أُغَيِّرَ اسْمَ هٰذَيْنِ. فَقُلْتُ: اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ. فَسَمَّاهُمَا حَسَناً وَحُسَيْناً)). [الصحيحة:٢٧٠٩]

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: کہ جب حسن پیدا ہوا تو میں نے اس کا نام حمزہ رکھا اور جب حسین پیدا ہوا تو اس کے چچا جعفر کے نام پر اس کا نام رکھا۔ (ایک دن) رسول اللہ ﷺ نے مجھے بلایا اور فرمایا: "مجھے حکم دیا گیا ہے میں یہ دونوں نام تبدیل کر دوں۔" میں نے کہا: اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ پھر آپ ﷺ نے ان کا نام حسن اور حسین رکھ دیا۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۷۰۹۔ احمد (۱/ ۱۵۹)' وفی فضائل الصحابۃ (۱۲۱۹)' ابویعلی (۴۹۸)' حاکم (۴/ ۲۷۷)

فوائد : جیسا کہ پیچھے گذر چکا ہے کہ قبیح نام جو کہ اچھا نہ ہو اسے لازماً تبدیل کر لینا چاہیے لیکن اگر اچھا نام بھی ہو تو اسے بھی بدلنا جائز و درست ہے جیسا کہ اس حدیث سے ثابت ہو رہا ہے۔

تحريم المصافحة بالنساء

عورتوں سے مصافحہ کرنے کی حرمت کا بیان

٣١٢۔ عَنْ أُمَيْمَةَ بِنْتِ رَقِيقَةَ، أَنَّهَا قَالَتْ: أَتَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فِي نِسْوَةٍ نُبَايِعُهُ عَلَى الْإِسْلَامِ، فَقُلْنَ: يَارَسُولَ اللّٰهِ! نُبَايِعُكَ عَلَى أَنْ لَانُشْرِكَ بِاللّٰهِ شَيْئاً، وَلَا نَسْرِقَ، وَلَانَزْنِي، وَلَا نَقْتُلَ أَوْ

سیدہ امیمہ بنت رقیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: میں چند عورتوں کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے پاس آپ کی بیعت کرنے کے لئے آئی۔ ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم آپ کی اس بات پر بیعت کرتی ہیں کہ ہم اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گی' چوری

لَادَنَا، وَلَا نَأْتِيَ بِبُهْتَانٍ نَفْتَرِيهِ بَيْنَ أَيْدِينَا وَأَرْجُلِنَا، وَلَا نَعْصِيكَ فِي مَعْرُوفٍ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((فِيمَا اسْتَطَعْتُنَّ وَأَطَقْتُنَّ)) قَالَتْ: فَقُلْنَ: اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَرْحَمُ بِنَا مِنْ أَنْفُسِنَا، هَلُمَّ نُبَايِعْكَ يَارَسُولَ اللّٰهِ! فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنِّي لَا أُصَافِحُ النِّسَاءَ، إِنَّمَا قَوْلِي لِمِئَةِ امْرَأَةٍ كَقَوْلِي لِامْرَأَةٍ وَاحِدَةٍ)). [الصحيحة:٥٢٩]

نہیں کریں گی، زنا نہیں کریں گی، اپنی اولاد کو قتل نہیں کریں گی، بہتان نہیں تراشیں گی اور نیکی کے معاملے میں آپ کی نافرمانی نہیں کریں گی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''(ٹھیک ہے) لیکن استطاعت اور طاقت کے مطابق۔'' ہم نے کہا: اللہ اور اس کا رسول، ہمارے نفسوں کی نسبت ہم پر زیادہ رحم کرنے والے ہیں۔ اے اللہ کے رسول! اب آیئے (اور ہاتھ بڑھایئے) تاکہ ہم بیعت کر سکیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں عورتوں سے مصافحہ نہیں کرتا، میرا تو سو عورتوں سے قول و اقرار بھی ایک عورت سے قول و اقرار کی طرح ہے۔''

تخریج: الصحیحة ٥٢٩۔ مالك (٢/ ٩٨٢)، نسائی فی الکبری (٨٧١٣)، احمد (٦/ ٣٥٧) من طریق مالك به ترمذی (١٥٧٩)، نسائی (٤١٩٥)، ابن ماجه ٢٨٧٤)

فوائد: بیعت کا طریقہ کار یہ تھا کہ صحابہؓ نبی کریم ﷺ کے ہاتھ میں ہاتھ دیتے اور آپ ان سے اقرار کرواتے مگر عورتوں سے بیعت لینے کا طریقہ کار مختلف ہے آپ عورتوں سے صرف زبانی اقرار کرواتے انکا ہاتھ اپنے ہاتھ میں نہ لیتے بخاری کی حدیث ہے عائشہ ؓ فرماتی ہیں (کان رسول اللہ ﷺ یقول لمراء قد بایعتك کلاما یکلمها به والله ما مست یده ید امراہ قط فی المبایعة) آپکی بیعت عورتوں سے فقط کلام ہوتا آپؐ نے کبھی کسی عورت کے ہاتھ کو نہیں چھوا۔ اور نسائی کے الفاظ ہیں (انی لا اصافح النساء) بے شک میں عورتوں سے ہاتھ نہیں ملاتا۔ یہ سب احادیث اس امر میں واضح ہیں کہ بیعت لیتے وقت عورتوں سے ہاتھ نہیں ملایا جائیگا اللہ اور اسکے رسول کی اطاعت کا زبانی اقرار کروالیا جائیگا۔

جواز هجو المشركين

مشرکین کی برائی کرنے کا جواز

٣١٣۔ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ قُرَيْظَةَ لِحَسَّانَ بْنِ ثَابِتٍ: ((اُهْجُ الْمُشْرِكِينَ، فَإِنَّ جِبْرِيلَ مَعَكَ)). [الصحيحة:٨٠١]

سیدنا براء بن عازب ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بنو قریظہ والے دن سیدنا حسان بن ثابت ؓ سے فرمایا: ''(اشعار کے ذریعے) مشرکوں کی مذمت کرو، بیشک جبریل (علیہ السلام) تیرے ساتھ ہے۔''

تخریج: الصحیحة ٨٠١۔ بخاری (٤١٢٤)، تعلیقًا احمد (٤/ ٢٨٦، ٣٠٣)، بخاری (٣٢١٣)، مسلم (٢٤٨٦)، طیالسی (٧٣٠)، احمد (٤/ ٢٩٩)

فوائد: اگلی حدیث ملاحظہ کیجئے۔

اهمية الشعر فى الحرب

جنگ میں اشعار کی اہمیت کا بیان

٣١٤۔ عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ مَرْفُوعًا: ((اُهْجُوا

سیدنا کعب بن مالک ؓ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

بِالشِّعْرِ إِنَّ الْمُؤْمِنَ يُجَاهِدُ بِنَفْسِهِ وَمَالِهِ وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ، كَأَنَّمَا تَنْضَحُوْهُمْ بِالنَّبْلِ)). [الصحيحة:٨٠٢]

''شعروں کے ذریعے (مشرکین کی) مذمت کرو بیشک مومن اپنی جان اور مال دونوں کے ساتھ جہاد کرتا ہے۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے! گویا کہ تم (ان اشعار کے ذریعے) ان پر تیر برسا رہے ہو۔''

تخریج: الصحیحة ۸۰۲۔ احمد (۳/ ۴۶۰)

فوائد : مسلمانوں کا کافروں سے مقابلہ صرف لڑائی کے میدان میں ہی ضروری نہیں بلکہ وہ جس جس محاذ پر اسلام کیلئے نقصان دہ ثابت ہو سکتے ہیں اس اس محاذ پر اہل اسلام پر تیاری کر کے انکا مقابلہ کرنا لازم ہے اگر وہ لڑائی کیلئے میدان میں نکل رہے ہیں تو ان سے لڑائی فرض ہے اگر وہ قلمی محاذ آرائی شروع کرتے ہیں تو اہل قلم پر ان کی سازشوں کا سدباب کرنا فرض ہے اگر وہ ثقافتی محاذ پر حملہ کریں تو ثقافتی محاذ پر انکا مقابلہ ضروری ہے جیسا کہ کفار جو شعر و شاعری میں بدطولی رکھتے تھے نبی کریم ﷺ حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کو باقاعدہ مسجد میں منبر لگا کر دیتے کہ انکی مذمت کرو اور جبرائیل حسانؓ کی مدد فرماتے جیسا کہ حدیث سے ثابت ہے اس لئے حمد و نعت کے ساتھ ساتھ کفار کی مذمت جہادی ترانے انکو بھی خصوصی اہمیت دینی چاہیے جو کہ جہاد کا حصہ ہیں اور نبی کریم ﷺ اسکا حکم دیا کرتے تھے۔

باب: من وصاياه ﷺ

باب: نبی کریم ﷺ کی ایک نصیحت

٣١٥۔ عَنْ جُرْمُوْزَ الْجُهَيْمِيِّ، قَالَ: قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ! أَوْصِنِي، قَالَ: ((أُوْصِيْكَ أَنْ لَاتَكُوْنَ لَعَّانًا)). [الصحيحة:١٧٢٩]

سیدنا جرموز الہجیمی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے کوئی وصیت فرما دیجیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں تجھے وصیت کرتا ہوں کہ لعن طعن کرنے والا نہ بن جانا۔''

تخریج: الصحیحة ۱۷۲۹۔ احمد (۵/ ۷۰)، طبرانی (۲۱۸۱)، ابن ابی الدنیا فی الصمت (۲۶۶)، بخاری فی التاریخ (۲/ ۲۴۷، ۲۴۸)

فوائد : ایک مصلح اور داعی کو عوام کا نبض شناس ہونا چاہیے تاکہ حالات کو دیکھ کر اور اشخاص کی نفسیات کو مدنظر رکھ کر لوگوں کی اصلاح کی جا سکے نبی کریم ﷺ کے پاس جب کوئی نصیحت کیلئے آتا تو بندے کے مزاج کے مطابق نصیحت کرتے جس کو جو بیماری ہوتی اسکو ویسا ہی نسخہ تجویز کر دیتے جیسا کہ صحابیؓ کہتے ہیں کہ مجھے وصیت کیجئے تو آپؐ نے اسے لعنت کرنے سے منع فرمایا۔ اسی طرح ایک صحابی آپؐ سے کہتا ہے کہ مجھے کوئی نصیحت کیجئے تو آپؐ نے فرمایا غصہ نہ کیا کر اس نے تین دفعہ کہا آپؐ نے تینوں دفعہ اسے غصہ کرنے سے منع فرمایا (بخاری) یہی اچھے داعی اور حکیم مصلح کی نشانی ہے۔

كراهية التسمير بعد هداة الليل

رات چھا جانے کے بعد گفتگو کرنے کی کراہت کا بیان

٣١٦۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((إِيَّاكَ وَالسَّمَرَ بَعْدَ هَدَاةِ اللَّيْلِ فَإِنَّكُمْ لَاتَدْرُوْنَ مَايَأْتِي اللّٰهُ مِنْ خَلْقِهِ)).

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''رات کے چھا جانے کے بعد شب کی گفتگو سے بچو کیونکہ تم نہیں جانتے کہ اللہ تعالی اپنی مخلوقات سے کیا کرنے والے ہیں۔''

تخریج: الصحیحة ۱۷۵۲۔ حاکم (۴/ ۲۸۴)

فوائد : عشاء کی نماز ادا کر لینے کے بعد باتیں کرنا ناپسندیدہ فعل ہے آپؐ نے ایسا کرنے سے منع کیا ہے "السمر" کا معنی رات کی جانیوالی گفتگو ہے ایک حدیث میں عشاء کے لفظ کا واضح تذکرہ ہے۔ ابوہریرہؓ نے فرمایا (کان النبی ﷺ **لایحب النوم قبلها ولا الحدیث بعدها**) (متفق علیہ) عشاء کا تذکرہ کرتے ہوئے ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آپؐ عشاء سے پہلے نیند اور اسکے بعد باتوں کو ناپسند کرتے۔ اس سے واضح ہوجاتا ہے کہ رات سے مراد عشاء کے بعد ہے جبکہ ہمیں فرصت عشاء کے بعد ملتی ہے اور ساری باتیں اسی وقت کرنے کی کوشش کیجاتی ہے چاہے فجر کی نماز رہ جائے۔ اس عادت کو اپنانے سے قیام اللیل کرنے میں بھی آسانی رہتی ہے کم از کم فجر کی نماز اسکو وقت پر ادا کیا جاسکتا ہے۔ اور آپؐ کے فرمان کے مطابق رات کا وقت چونکہ زہریلے جانوروں اور شیاطین وغیرہ کے پھیلنے کا وقت ہوتا ہے اس لئے حفاظت کے نقطہ نظر سے بھی اس وقت نکلنا مجالس برپا کرنا یہ حکمت کے منافی ہے۔ لیکن اس میں سے تعلیم و تعلم اور مطالعہ کرنا مستثنیٰ ہے جیسا کہ اسید بن حضیر ؓ کا واقعہ ہے (بخاری مسلم) میں ہے کہ وہ رات سورۃ بقرہ پڑھ رہے تھے آسمان پر چھتری سی ظاہر ہوتی اور زمین کی طرف آنے لگتی۔۔۔ الخ۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ قرآن یا حدیث کا مطالعہ اور قرآنی مجالس کے انعقاد کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

اياك و كل ما يعتذر منه

ہر اس بات سے بچو کہ جس پر معذرت کرنی پڑے

۳۱۷۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ مَرْفُوعاً: ((إِيَّاكَ وَكُلَّ مَا يُعْتَذَرُ مِنْهُ)). [الصحيحة:٣٥٤]

سیدنا انس بن مالک ؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اس بات سے گریز کر، جس پر معذرت کرنا پڑتی ہے۔"

تخريج: الصحيحة ٣٥٤- الضياء المقدسى فى المختارة (٢١٩٩)، ديلمى (١٧٥٥)، مطولاً

فوائد : کہاوت ہے کہ "پہلے تولو پھر بولو" یہ حدیث اس کہاوت کے سچا ہونے پر دلالت کرتی ہے حقیقت یہی ہے کہ دانائی کی جتنی باتیں ہیں انکی اصل قرآن و حدیث میں موجود ہے وہ الگ بات ہے کہ ہماری کوتاہ فہم عقلیں انکا ادراک نہ کرسکیں۔ بعض لوگوں کے دل زبان سے آگے ہوتے ہیں اور بعض کی زبانیں دلوں سے آگے ہوتی ہیں۔ ہمیں اپنی زبان کو دل کے پیچھے رکھنا چاہیے کہ پہلے دل سوچے پھر زبان بولے تاکہ بعد میں معذرت نہ کرنی پڑے۔

اياك و التمادح

تعریف سے بچو

۳۱۸۔ عَنْ مُعَاوِيَةَ مَرْفُوعاً: ((إِيَّاكُمْ وَالتَّمَادُحَ، فَإِنَّهُ الذَّبْحُ)). [الصحيحة:١٢٨٤]

سیدنا معاویہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ایک دوسرے کی تعریف کرنے سے بچو، یہ تو ذبح کرنے کے مترادف ہے۔"

تخريج: الصحيحة ١٢٨٤- ابن ماجه (٣٧٤٣)، احمد (٤/ ٩٣)، مطولاً- ابن ابى شيبة (٩/ ٢٥) ابن جرير طبرى فى تهذيب الآثار (١٣٥- مسند عمر)

فوائد: حدیث کا مفہوم واضح ہے کہ کسی کی تعریف اسکے سامنے نہیں کرنی چاہیے کیونکہ جسکے سامنے اسکی تعریف کردی جائے تو وہ ممدوح اب اس کے بات کرنے سے پہلے سوچے گا اور اگر اسکی اصلاح بھی کرنی چاہے گا تو وہ سوچے گا کہ کہیں یہ بات اسے ناگوار نہ گزرے اور میری شخصیت کے بارے جو اس کا تاثر ہے وہ تبدیل نہ ہوجائے تو اس اعتبار سے یہ انتہائی نقصان دہ ہے جیسا کہ پیچھے گزر چکا ہے آپؐ نے کہا اسکے منہ پر مٹی

ڈال دو جو تمہارے منہ پر تعریف کر رہا ہو۔

اهمية اللسان

زبان کی اہمیت کا بیان

۳۱۹۔ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَيْمَنُ امْرِئٍ وَأَشْأَمُهُ مَا بَيْنَ لَحْيَيْهِ))۔ [الصحيحة: ١٢٨٦]

سیدنا عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر آدمی کی انتہائی بابرکت اور انتہائی منحوس چیز اس کی زبان ہے۔''

تخريج: الصحيحة ١٢٨٦۔ ابن حبان (٥٧١٧)، طبرانی (١٧/ ٨٥)

فوائد : 269 نمبر حدیث کے تحت تفصیل گذر چکی ہے۔

۳۲۰۔ عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((بَابَانِ مُعَجَّلَانِ عُقُوْبَتُهُمَا فِي الدُّنْيَا الْبَغْيُ وَالْعُقُوْقُ))۔ [الصحيحة: ١١٢٠]

سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''(گناہ کی) دو اقسام ایسی ہیں کہ دنیا میں جلد ہی ان کی سزا دے دی جاتی ہے: تکبر و بغاوت اور نافرمانی و بدسلوکی۔''

تخريج: الصحيحة ١١٢٠۔ حاكم (٤/ ١٧٧)، بخاری فی التاریخ (١/ ١٦٢)، خطيب فی موضح الاوهام (١/ ٣٧)

فوائد : بغاوت اختیار کرتے ہوئے انتہائی سرکش ہوجانا اور اللہ کے احکامات کی ذرہ برابر پرواہ نہ کرنا اور والدین کی نافرمانی یہ دونوں ہی کبیرہ گناہ ہیں۔ حدیث میں ہے (المسلم من سلم المسلون من لسانه ويده) حقیقی مسلمان وہ ہے کہ جسکی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔ اگر کوئی بندہ اسلام کی ان بنیادی شرائط سے دستکش ہوجائے' دنیا والوں کیلئے پریشانی کا باعث بن جائے تو ایسے بندے کی عاقبت تو خراب ہونی ہی ہے لیکن دنیا پر کی گئی سرکشیوں کا بدلہ رسوائیوں کی صورت میں ضرور وصول کرتا ہے۔ نیز حقوق والدین اسکی اہمیت کا اندازہ اس بات سے کیا جاسکتا ہے کہ والدین کے ساتھ احسان کا تذکرہ اللہ تعالیٰ کے ذکر کے ساتھ فرمایا قرآن میں ہے (ان لاتعبدوا الا اياه وبالوالدين احسانا) (الاسراء) کہ صرف اللہ کی تم عبادت کرو گے اور والدین کے ساتھ احسان کرو گے اور حدیث میں ہے (ان الله حرم عقوق الامهات) (متفق علیہ) یقیناً اللہ تعالیٰ نے تم پر ماؤں کی نافرمانی حرام کردی ہے۔ یہ ایسے عظیم گناہ ہیں کہ اللہ بھی ان گناہوں کی سزا دنیا میں بھی چکھاتا ہے آخرت میں تو عذاب ہونا ہی ہے۔

كراهية الأكل متكئًا

ٹیک لگا کر کھانے کی کراہت کا بیان

۳۲۱۔ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! كُلْ جَعَلَنِيَ اللّٰهُ فِدَاكَ مُتَّكِئًا، فَإِنَّهُ أَهْوَنُ عَلَيْكَ فَأَحْنٰى رَأْسَهُ حَتّٰى كَادَ أَنْ تُصِيْبَ جَبْهَتُهُ الْأَرْضَ وَقَالَ: ((بَلْ آكُلُ كَمَا يَأْكُلُ الْعَبْدُ وَأَجْلِسُ كَمَا يَجْلِسُ الْعَبْدُ))۔

[الصحيحة: ٥٤٤]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اللہ تعالیٰ مجھے آپ پر قربان کرے، ٹیک لگا کر کھا لیا کریں، کیونکہ اس میں آپ کے لئے زیادہ آسانی ہے۔ (یہ سن کر) آپ ﷺ نے اپنا سر اس قدر جھکایا کہ قریب تھا کہ آپ کی پیشانی زمین کو چھونے لگے اور فرمایا: ''میں تو بندے کی طرح کھاؤں گا اور بندے کی طرح ہی بیٹھوں گا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۵۴۴۔ بغوی فی شرح السنۃ (۲۸۳۹) وفی الانوار (۴۱۴)' ابن سعد (۱/ ۳۸۱)' ابو الشیخ فی اخلاق النبی ﷺ (۶۶)

فوائد : ٹیک لگا کر کھانا یہ معیوب عمل ہے کیونکہ یہ متکبرانہ انداز کسی مومن کے شایان شان نہیں ٹیک لگا کر کھانے سے ذہن میں تکبر پیدا ہوتا ہے عموماً اسی قماش کے لوگ ایسی حالت کو پسند کرتے ہیں۔ اسی لئے آپؐ نے فرمایا (لا آکل متکئاً) (بخاری) میں ٹیک لگا کر نہیں کھاتا۔ اور عائشہؓ نے جب آپ ﷺ کو کہا کہ ٹیک لگا کر کھا لیا کریں تو آپؐ نے فرمایا میں عام بندوں کی طرح کھانا چاہتا ہوں۔ کھانے کے دوران مستحب یہ ہے کہ بندہ دوزانو ہو کر بیٹھے جیسا کہ حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ کیلئے بکری ھدیہ کی گئی (فجثیٰ علی رکبتیہ فقال لہ اعرابی ما ھذہ الجلسۃ فقال ان اللہ جعلنی عبداً کریما ولم یجعلنی جبارا عنیدا) (ابن ماجہ) تو آپؐ دوزانو ہو کر بیٹھ گئے اعرابی کہنے لگا یہ کیسا بیٹھنا ہے آپؐ نے فرمایا کہ اللہ نے مجھے معزز بندہ بنایا ہے کوئی سرکش نہیں بنایا۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ کھاتے وقت عاجزی سے بیٹھنا چاہیے اکڑ کر یا تکیہ لگا کر بیٹھنا یہ سرکشوں کی علامت ہے۔

البركة مع أكابر كم

۳۲۲۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مَرْفُوعاً: ((اَلْبَرَكَةُ مَعَ أَكَابِرِكُمْ)) [الصحيحة:۱۷۷۸]

بزرگوں کی وجہ سے برکت ہوتی ہے

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بزرگوں کی وجہ سے برکت ہوتی ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۷۷۸۔ ابن حبان (۵۵۹)' حاکم (۱/ ۶۲)' قضاعی فی مسند الشھاب (۳۶)' ابونعیم فی الحلیۃ (۸/ ۱۷۲)

فوائد : (271) نمبر حدیث کے تحت تفصیل گزر چکی ہے۔

ومن أمور الصدقة

۳۲۳۔ عَنْ أَبِي ذَرٍّ مَرْفُوعاً: ((تَبَسُّمُكَ فِي وَجْهِ أَخِيكَ لَكَ صَدَقَةٌ، وَأَمْرُكَ بِالْمَعْرُوفِ وَنَهْيُكَ عَنِ الْمُنْكَرِ صَدَقَةٌ، وَإِرْشَادُكَ الرَّجُلَ فِي أَرْضِ الضَّلَالِ لَكَ صَدَقَةٌ، وَبَصَرُكَ الرَّجُلَ الرَّدِيءَ الْبَصَرِ لَكَ صَدَقَةٌ، وَإِمَاطَتُكَ الْحَجَرَ وَالشَّوْكَةَ وَالْعَظْمَ عَنِ الطَّرِيقِ لَكَ صَدَقَةٌ وَإِفْرَاغُكَ مِنْ دَلْوِكَ فِي دَلْوِ أَخِيكَ لَكَ صَدَقَةٌ)). [الصحيحة:۵۷۲]

صدقہ کا بیان

سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''تیرا اپنے بھائی کے سامنے مسکرانا صدقہ ہے' نیکی کا حکم دینا صدقہ ہے' برائی سے منع کرنا تیرے لیے صدقہ ہے' بے آباد زمین' جہاں کوئی قائد نہیں ملتا' وہاں کسی آدمی کی رہنمائی کرنا صدقہ ہے' کمزور نظر والے آدمی کو (راستہ) دکھانا صدقہ ہے' راستے سے پتھر' کانٹا اور ہڈی (وغیرہ) دور کرنا صدقہ ہے اور اپنے ڈول سے کسی بھائی کو پانی دے دینا صدقہ ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۵۷۲۔ ترمذی (۱۹۵۶)' الادب المفرد (۱۳۸)' ابن حبان (۴۷۴)

فوائد : صدقہ صرف پیسوں کے ساتھ خاص نہیں کہ انہیں سے صدقہ ہوتا ہو بلکہ جتنی چھوٹی چھوٹی نیکیاں ہیں سب صدقہ کے زمرہ میں آتی ہیں ایسی چھوٹی نیکیاں بندہ دن میں سینکڑوں کر سکتا ہے اور یہ ریزے قیامت کے دن پہاڑ بن کر ہمارے لئے خوشی کا باعث بنیں گے۔

٣٢٤- عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: رَآنِي النَّبِيُّ ﷺ وَأَنَا قَاعِدٌ فِي الشَّمْسِ، فَقَالَ: ((تَحَوَّلْ إِلَى الظِّلِّ)). [الصحيحة:٨٣٣]

سیدنا قیس بن ابو حازم اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں' وہ کہتے ہیں: میں دھوپ میں بیٹھا تھا' آپ ﷺ نے مجھے دیکھا اور فرمایا: ''سائے میں بیٹھ جا۔''

تخریج: الصحیحة ۸۳۳- حاکم (۴/ ۲۷۱)' ابوداود طیالسی (۱۲۹۸)' مرسلاً- احمد (۳/ ۴۲۶)' ابوداود (۴۸۲۲)' الادب المفرد (۱۱۷۴)

فوائد: کسی کو کوئی اچھی بات کہہ دینا یہ بھی صدقے کی قسم سے ہے اب اگر چہ وہ صحابیؓ کسی ضرورت کی وجہ سے دھوپ میں بیٹھے ہوں لیکن آپؐ نے اچھائی کا حکم دینے میں کوتاہی نہیں کی۔

باب: الحض على مخالفة اليهود في التسليم

باب: سلام میں یہود کی مخالفت کی ترغیب

٣٢٥-عَنْ جَابِرٍ مَرْفُوعاً: ((تَسْلِيمُ الرَّجُلِ بِإِصْبَعٍ وَاحِدَةٍ يُشِيرُ بِهَا فِعْلَ الْيَهُودِ)). [الصحيحة:١٧٨٣]

سیدنا جابر ﷛ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آدمی کا ایک انگلی کے ساتھ اشارہ کر کے سلام دینا یہودیوں کا انداز ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۱۷۸۳- ابویعلی (۱۸۷۵)' طبرانی فی الاوسط (۴۴۳۴)' عقیلی فی الضعفاء (۳/ ۲۲۳)' نسائی فی العمل (۳۴۰)

فوائد: معلوم ہوا کہ انگلیوں سے سلام کرنا یہودیوں کا طریقہ کار ہے ایک حدیث میں ہے آپؐ نے فرمایا **(لا تسلموا تسليما اليهود فان تسليمهم بالرؤس والاكف والاشارة)** (نسائی) یہودیوں کی طرح سلام نہ کرو انکا سلام کرنا سر' ہتھیلی اور اشاروں کے ساتھ ہے۔ یعنی یہودی ان تین چیزوں سے سلام کیا کرتے تھے جیسا کہ مسلمانوں میں بھی یہ بات اب عام ہو چکی ہے کہ صرف سر یا ہاتھ ہلا دیں گے اور گزر جائیں گے جبکہ اسلام میں منہ سے سلام کرنا لازم ہے۔ ہاں اگر جس کو آپ سلام کرنا چاہتے ہیں اس کو سنا نہیں سکتے وہ دور کھڑا یا بیٹھا ہے تو اس کی یہ صورت ہے کہ سلام کا لفظ بول کر ساتھ ہاتھ یا گردن سے اشارہ کر دے تا کہ اسے سمجھ آ جائے کہ سلام کہا جا رہا ہے صرف ان اعضاء کو حرکت دینا یہ درست نہیں جیسا کہ حدیث میں ہے۔ اسماء ﷞ کہتی ہیں کہ آپؐ **(مر في المسجد يوما وعصبة من النساء قعود فالوى بيده بالتسليم)** (ترمذی) ایک دن مسجد سے گزرے جہاں عورتوں کی ایک جماعت بیٹھی تھی آپؐ نے سلام کے ساتھ اپنے ہاتھ کو حرکت دی۔ سلام منہ سے ہی کیا جائے اگلے کو خبردار کرنے کیلئے اشارہ کر دیا جائے یہ جائز و درست ہے۔

فضيلة التأني

کام میں غور و فکر کرنے کی فضیلت

٣٢٦-عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((التَّأَنِّي مِنَ اللهِ وَالْعُجْلَةُ مِنَ الشَّيْطَانِ)) [الصحيحة:١٧٩٥]

سیدنا انس بن مالک ﷛ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''ٹھہراؤ اور آہستگی اللہ تعالی کی طرف سے ہے اور جلد بازی اور سرعت شیطان کی طرف سے ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۱۷۹۵۔ ابویعلی ۱۷۹۵۔ ابویعلی (۴۲۵۶)' بیهقی (۱۰/ ۱۰۴)' بغیة الباحث عن زوائد سنه الحارث (۸۶۸)

فوائد : ہر کام کو سوچ سمجھ کر تدبیر کے ساتھ کرنا اسکی کامیابی کی ضمانت ہوتا ہے جبکہ جلد باز انسان اکثر اپنے فیصلوں میں ٹھوکر کھاتا ہے۔ جس طرح اللہ کا ہر کام حکمت وتدبیر سے لبریز ہوتا ہے اسی طرح شیطان کا ہر کام جو کہ جلد بازی میں کیا گیا ہو وہ بے تدبیری کا مظہر ہوتا ہے جیسا کہ شیطان نے بغیر سوچے اللہ کے حکم کا انکار کر دیا آدم علیہ السلام کو سجدہ سے انکار کیا اور راندۂ درگاہ بن گیا اگر توقف سے کام لیتا تو ہوسکتا تھا کہ وہ کوئی بہتر فیصلہ کرتا اسی لئے جلد بازی کو شیطان کی طرف سے قرار دیا گیا ہے حدیث میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شیخ عبدالقیس کو مخاطب کر کے کہا کہ تجھ میں دو خصلتیں ہیں جنہیں اللہ پسند کرتا ہے (الحلم والاناة) ایک بردباری دوسرا توقف۔ یہ اللہ کی پسندیدہ خصلت ہے۔ اور یقیناً یہ خیر سے خالی نہیں ہوسکتی ہاں نیکی کے کام میں توقف اختیار کرنا اور سوچ میں پڑ جانا یہ درست نہیں نیکی کا کام جلد کر لینا چاہیے۔ آپ نے فرمایا (التوءدة فی کل شی خیر الا فی عمل الآخرة) (ابوداؤد) توقف ہر چیز میں بہتر ہے مگر آخرت کے کام میں۔ تو آخرت کے معاملے سوچنا انتظار کرنا یہ بہتر نہیں نیکی کا کام جلد سے جلد کرنے کی کوشش کرنی چاہیے مگر دنیاوی کاموں میں ٹھہراؤ اور توقف یہ کامیابی کی ضمانت ہے۔

۳۲۷۔ عَنِ الْاَعْمَشِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((اَلتُّؤَدَةُ فِي كُلِّ شَيْءٍ إِلَّا فِي عَمَلِ الْآخِرَةِ)).

اعمش بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''ہر چیز میں متانت و سنجیدگی (اور ٹھہراؤ) ہونا چاہیے' سوائے آخرت کے۔''

[الصحيحة: ١٧٩٤]

تخریج: الصحیحة ۱۷۹۴۔ ابوداود (۴۸۱۰)' حاکم (۱/ ۶۴)' بیهقی الشعب (۸۴۱۱)

فوائد : پیچھے گزر چکا ہے۔

ثلاث لا ترد

تین چیزیں واپس نہ کی جائیں

۳۲۸۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((ثَلَاثٌ لَا تُرَدُّ: الْوَسَائِدُ، وَالدُّهْنُ وَاللَّبَنُ)).

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تین چیزوں کو واپس نہ کیا جائے: تکیہ' تیل اور دودھ۔''

تخریج: الصحیحة ۶۱۹۔ ترمذی (۲۷۹۱)' وفی الشمائل (۲۰۹)' بغوی فی شرح السنة (۳۱۷۳)' طبرانی (۱۳۲۷۹)

فوائد : تکیہ، تیل اور دودھ اگر یہ پیش کی جائیں تو انہیں قبول کر لینا چاہیے تکلف سے کام لیتے ہوئے انکار نہیں کرنا چاہیے کیونکہ یہ اشیاء ایسی ہیں کہ بندہ کہہ نہیں سکتا کہ مجھے ضرورت نہیں ایسے ہی بلاوجہ تکلف میں کوئی خیر بھی نہیں۔ ایک حدیث میں آتا ہے (کان لا یرد الطیب) (مسلم) آپ خوشبو نہیں لوٹاتے تھے۔ اور ''مسلم'' ہی کی روایت میں ہے کہ پھول کا تحفہ بھی آپ رد نہیں فرماتے تھے۔ اگر کوئی وجہ نہ ہو تو ان اشیاء کو بلاجھجک قبول کر لینا چاہیے۔

ذم العاق لوالديه و مومن الخمر و المنان

والدین کے نافرمان' عادی شراب نوش اور احسان جتانے والے کی مذمت

۳۲۹۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ مَرْفُوعاً: ((ثَلَاثَةٌ لَا يَنْظُرُ اللّٰهُ إِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ: اَلْعَاقُّ لِوَالِدَيْهِ، وَمُدْمِنُ

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالی روز قیامت تین قسم کے افراد کی طرف نہیں دیکھے گا:

الْخَمْرِ، وَالْمَنَّانُ عَطَاءَ هُ، وَثَلَاثَةٌ لَا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ: الْعَاقُ لِوَالِدَيْهِ، وَالدَّيُّوْثُ، وَالرَّجُلَةُ)).

[الصحيحة:١٣٩٧]

والدین کا نافرمان، دوام سے شراب پینے والا اور اپنے دیئے پر احسان جتلانے والا۔ اور تین آدمی جنت میں داخل نہیں ہوں گے: والدین کا نافرمان، دیوث (جسے اپنے اہل و عیال کے سلسلے میں غیرت وحمیت نہ ہو) اور مردوں سے مشابہت رکھنے والی عورتیں۔"

تخریج: الصحیحۃ ۱۳۹۷۔ البزار (۱۸۷۵)، نسائی (۲۵۶۳)، احمد (۲/ ۱۳۴)، ابویعلی (۵۵۵۶)

باب: سبب النهي عن سفر الرجل وحده

باب: مرد کے اکیلے سفر کی ممانعت کا سبب

٣٣٠۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا۔ قَالَ: ((خَرَجَ رَجُلٌ مِنْ (خَيْبَرَ) فَاتَّبَعَهُ رَجُلَانِ، وَآخَرُ يَتْلُوْهُمَا يَقُوْلُ: اِرْجِعَا اِرْجِعَا، حَتّٰى رَدَّهُمَا، ثُمَّ لَحِقَ الْأَوَّلَ، فَقَالَ: إِنَّ هٰذَيْنِ شَيْطَانَانِ، وَإِنِّي لَمْ أَزَلْ بِهِمَا حَتّٰى رَدَدْتُهُمَا، فَإِذَا أَتَيْتَ، رَسُوْلَ اللّٰهِ فَأَقْرِئْهُ السَّلَامَ، وَأَخْبِرْهُ أَنَّا هٰهُنَا فِي جَمْعِ صَدَقَاتِنَا وَلَوْ كَانَتْ تَصْلُحُ لَهُ لَبَعَثْنَا بِهَا إِلَيْهِ، قَالَ: فَلَمَّا قَدِمَ الرَّجُلُ الْمَدِيْنَةَ أَخْبَرَ النَّبِيَّ فَعِنْدَ ذٰلِكَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ عَنِ الْخَلْوَةِ))

[الصحيحة:٣١٢٤]

سیدنا عبداللہ بن عباس ﷺ کہتے ہیں: ایک آدمی خیبر سے نکلا، دو آدمی اس کے پیچھے چل پڑے اور ایک ان کے پیچھے، جو انھیں کہتا تھا: لوٹ آؤ، لوٹ آؤ۔ (یہاں تک کہ) انھیں لوٹا دیا، پھر وہ پہلے آدمی کو جا ملا اور اسے بتایا کہ یہ دو شیطان تھے، میں ان کے ساتھ لگا رہا، حتی کہ انھیں لوٹا دیا۔ جب تو رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچے تو آپ کو میرا سلام عرض کرنا اور بتلا دینا کہ میں یہاں صدقات جمع کر رہا ہوں، اگر آپ ﷺ کے لائق ہوں تو ہم بھیج دیں گے۔ وہ آدمی مدینہ میں پہنچا اور نبی ﷺ کو اس کا پیغام پہنچا دیا۔ اس وقت آپ ﷺ نے خلوت (تنہائی) سے منع کر دیا۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۱۲۴۔ حاکم (۲/ ۱۰۲)، احمد (۱/ ۲۷۸، ۲۹۹)، ابویعلی (۲۵۸۹)، بزار (۲۰۲۲)

فوائد : تنہا سفر سے احتراز کرنا چاہیے کیونکہ یہ بہت سی خرابیوں کی وجہ بن سکتا ہے نبی کریم ﷺ نے اس کی انتہائی سختی سے سے حوصلہ شکنی کی ہے کہ آدمی اکیلا سفر کرے ترمذی وغیرہ میں حدیث ہے آپؐ نے فرمایا (الراکب شیطان والراکبان شیطانان والثلثة رکب) ایک سوار شیطان ہے اور دوسرا دو شیطان ہیں جبکہ تین قافلہ ہیں۔ اتنے سخت الفاظ ادا کرنے کی وجہ بھی ایک دوسری حدیث سے معلوم ہوجاتی ہے آپ نے فرمایا (لویعلم الناس ما فی الوحدة ماعلم ما سار راکب بلیل وحده) (بخاری) اگر لوگوں کو پتہ چل جائے کہ اکیلے (سفر) میں کیا (نقصان) ہے تو کوئی بھی سوار رات کو اکیلا نہ چلے۔ یعنی اکیلے پن کے نقصانات سے بچانے کیلئے آپؐ نے اکیلے یا دو بندوں کے سفر کے بارے میں انتہائی درست باتیں کیں تا کہ اس کی حوصلہ شکنی نہ ہو جیسا کہ اس حدیث میں بھی نقصان واضح ہے۔

ومن ذكر الخندق

جنگ خندق کا بیان

٣٣١۔ عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: خَرَجْتُ يَوْمَ

عائشہؓ سے روایت ہے کہتی ہیں خندق والے دن میں لوگوں کا پیچھا

الْخَنْدَقِ أَقْفُو آثَارَ النَّاسِ۔ قَالَتْ: فَسَمِعْتُ وَئِيْدَ الْأَرْضِ وَرَائِي۔ يَعْنِي: حَسَّ الْأَرْضِ۔ قَالَتْ: فَالْتَفَتُّ، فَإِذَا أَنَا بِسَعْدِ ابْنِ مُعَاذٍ وَمَعَهُ ابْنُ أَخِيهِ الْحَارِثُ بْنُ أَوْسٍ يَحْمِلُ مِجَنَّهُ قَالَتْ: فَجَلَسْتُ إِلَى الْأَرْضِ فَمَرَّ سَعْدٌ وَعَلَيْهِ دِرْعٌ مِنْ حَدِيدٍ قَدْ خَرَجَتْ مِنْهَا أَطْرَافُهُ، فَأَنَا أَتَخَوَّفُ عَلَى أَطْرَافِ سَعْدٍ قَالَتْ: فَمَرَّ وَهُوَ يَرْتَجِزُ وَيَقُولُ:

لَبِثْ قَلِيْلًا يُدْرِكُ الْهَيْجَا حَمَلَ
مَا أَحْسَنَ الْمَوْتُ إِذَا حَانَ الْأَجَلُ

قَالَتْ: فَقُمْتُ، فَاقْتَحَمْتُ حَدِيقَةً فَإِذَا فِيهَا نَفَرٌ مِّنَ الْمُسْلِمِينَ، فَإِذَا فِيهِمْ عُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ، وَفِيهِمْ رَجُلٌ عَلَيْهِ سِبْغَةٌ لَهُ۔ يَعْنِي: مِغْفَرًا۔ فَقَالَ عُمَرُ: مَاجَاءَ بِكِ؟ لَعَمْرِي وَاللّٰهِ إِنَّكِ لَجَرِيئَةٌ! وَمَايُؤْمِنُكِ أَنْ يَّكُوْنَ بَلَاءٌ أَوْ يَكُوْنَ تَحَوُّزٌ؟ قَالَتْ: فَمَا زَالَ يَلُوْمُنِي حَتّٰى تَمَنَّيْتُ أَنَّ الْأَرْضَ انْشَقَّتْ لِي سَاعَتَئِذٍ فَدَخَلْتُ فِيهَا! قُلْتُ: فَرَفَعَ الرَّجُلُ السِّبْغَةَ عَنْ وَجْهِهِ، فَإِذَا طَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدِاللّٰهِ، فَقَالَ: يَاعُمَرُ! إِنَّكَ قَدْ أَكْثَرْتَ مُنْذُ الْيَوْمِ، وَأَيْنَ التَّحَوُّزُ أَوِ الْفِرَارُ إِلَّا إِلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ؟ قَالَتْ: وَيَرْمِي سَعْداً رَجُلٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ مِنْ قُرَيْشٍ۔ يُقَالُ لَهُ: ابْنُ الْعَرِقَةِ۔ بِسَهْمٍ لَهُ، فَقَالَ لَهُ: خُذْهَا وَأَنَا ابْنُ الْعَرِقَةِ، فَأَصَابَ أَكْحُلَهُ فَقَطَعَهُ، فَدَعَا اللّٰهَ۔ عَزَّوَجَلَّ۔ سَعْدٌ فَقَالَ: اَللّٰهُمَّ! لَاتُمِتْنِي حَتّٰى تُقِرَّ عَيْنِي مِنْ قُرَيْظَةَ۔ قَالَتْ: وَكَانُوا حُلَفَاءَ مَوَالِيهِ فِي الْجَاهِلِيَّةِ، قَالَتْ: فَرَقَى كَلْمُهُ۔ أَيْ: جُرْحُهُ۔ وَبَعَثَ اللّٰهُ۔ عَزَّوَجَلَّ۔ الرِّيحَ عَلَى

کرتے ہوئے نکلی۔ کہتی ہیں میں نے اپنے پیچھے زمین میں پاؤں کی چاپ یعنی زمین کی آہٹ سنی۔ میں نے جھانکا تو اچانک میرے سامنے سعد بن معاذ اور ان کے بھتیجے حارث بن اوس ڈھال اٹھائے ہوئے تھے۔ کہتی ہیں میں زمین سے لگ کر بیٹھ گئی تو سعدؓ لوہے کی زرع پہنے ہوئے گزرے جس سے ان کی اطراف نکلی ہوئی تھیں تو مجھے سعد کے اطراف کا خوف محسوس ہوا۔ کہتی ہیں: وہ گزرے اور وہ شعر پڑھ رہے تھے اور کہہ رہے تھے۔ تھوڑی دیر ٹھہرو کہ جنگ بھڑک اٹھے موت کس قدر اچھی ہے جب وقت ہو چکا ہو۔

کہتی ہیں: تب میں کھڑی ہوئی اور باغ میں داخل ہوگئی۔ اچانک وہاں مسلمانوں کا ایک گروہ تھا' جس میں عمر بن خطابؓ تھے ایک اور آدمی جس پر سبغۃ یعنی خود تھا۔ تو عمرؓ کہنے لگے: تو کس لیے آئی ہے؟ اللہ کی قسم! تو بڑی جرأت والی ہے اور اگر کوئی آزمائش آپڑتی ہے یا شکست ہوجاتی ہے تو تو کیسے محفوظ رہے گی۔ کہتی ہیں: وہ مجھے مسلسل ملامت کرتے رہے حتیٰ کہ میں نے تمنا کی میرے لیے ابھی زمین پھٹے اور میں اس میں سما جاؤں کہتی ہیں: اس آدمی نے اپنے چہرے سے خود اٹھایا تو وہ طلحہ بن عبید اللہؓ تھے' کہنے لگے: اے عمر! یقیناً آج تو آپ نے حد کردی اور سوائے اللہ عزوجل کے کدھر شکست یا فرار ہوکر جانا ہے؟ کہتی ہیں: مشرکین قریش میں سے کسی آدمی نے سعدؓ کو تیر مارا۔ اسے ابن العرقہ کہا جاتا تھا۔ پھر اسے کہنے لگا: لے اسے پکڑ اور میں ابن العرقہ ہوں تو وہ آپ کے کندھے کی رگ میں لگا اور اسے کاٹ ڈالا' تو سعدؓ نے اللہ سے دعا کی' کہنے لگے: اے اللہ! مجھے تو موت نہ دینا حتیٰ کہ تو میری آنکھیں قریظہ (کے انجام) سے ٹھنڈی کردے۔ کہتی ہیں: وہ جاہلیت میں حلیف و دوست تھے' کہتی ہیں: ان کا زخم بہنا بند ہوگیا اور اللہ عزوجل نے مشرکین پر ہوا بھیجی' سو اللہ مومنوں کی

الْمُشْرِكِينَ، فَكَفَى اللّٰهُ الْمُؤْمِنِينَ الْقِتَالَ، وَكَانَ اللّٰهُ قَوِيًّا عَزِيزًا، فَلَحِقَ أَبُو سُفْيَانَ، وَمَنْ مَعَهُ بِتِهَامَةَ، وَلَحِقَ عُيَيْنَةُ ابْنُ بَدْرٍ وَمَنْ مَعَهُ بِنَجْدٍ، وَرَجَعَ بَنُو قُرَيْظَةَ فَتَحَصَّنُوا فِي صَيَاصِيهِمْ، وَرَجَعَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِلَى الْمَدِينَةِ، فَوَضَعَ السِّلَاحَ، وَأَمَرَ بِقُبَّةٍ مِنْ آدَمٍ فَضُرِبَتْ عَلَى سَعْدٍ فِي الْمَسْجِدِ قَالَتْ: فَجَاءَ جِبْرِيلُ۔ عَلَيْهِ السَّلَامُ۔ وَإِنَّ عَلَى ثَنَايَاهُ لَنَقْعُ الْغُبَارِ، فَقَالَ: أَوَ قَدْ وَضَعْتَ السِّلَاحَ؟ وَاللّٰهِ مَا وَضَعَتِ الْمَلَائِكَةُ بَعْدُ السِّلَاحَ، اُخْرُجْ إِلَى بَنِي قُرَيْظَةَ فَقَاتِلْهُمْ۔ قَالَتْ: فَلَبِسَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لَأْمَتَهُ، وَأَذَّنَ فِي النَّاسِ بِالرَّحِيلِ أَنْ يَخْرُجُوا، فَخَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَمَرَّ عَلَى بَنِي غَنْمٍ، وَهُمْ جِيرَانُ الْمَسْجِدِ حَوْلَهُ، فَقَالَ: ((مَنْ مَرَّ بِكُمْ؟)) قَالُوا: مَرَّبِنَا دِحْيَةُ الْكَلْبِيُّ، وَكَانَ دِحْيَةُ الْكَلْبِيُّ تُشْبِهُ لِحْيَتُهُ وَسِنُّهُ وَوَجْهُهُ جِبْرِيلَ۔ عَلَيْهِ السَّلَامَ۔ فَقَالَتْ: فَأَتَاهُمْ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ، فَحَاصَرَهُمْ خَمْسًا وَعِشْرِينَ لَيْلَةً، فَلَمَّا اشْتَدَّ حَصْرُهُمْ وَاشْتَدَّ الْبَلَاءُ، قِيلَ لَهُمْ: اِنْزِلُوا عَلَى حُكْمِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، فَاسْتَشَارُوا أَبُو لُبَابَةَ بْنِ عَبْدِالْمُنْذِرِ، فَأَشَارَ إِلَيْهِمْ أَنَّهُ الذَّبْحُ۔ قَالُوا: نَنْزِلُ عَلَى حُكْمِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ۔ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنْزِلُوا عَلَى حُكْمِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ)) فَنَزَلُوا، وَبَعَثَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِلَى سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ، فَأُتِيَ بِهِ عَلَى حِمَارٍ عَلَيْهِ إِكَافٌ مِنْ لِيفٍ، وَقَدْ حُمِلَ عَلَيْهِ، وَحَفَّ بِهِ قَوْمُهُ، فَقَالُوا: يَا أَبَا عَمْرٍو!

طرف سے لڑائی کو کافی ہوگیا اور اللہ قوت و غلبے والا ہے' تو ابوسفیان اور اس کے ساتھی تہامہ جا ملے اور عیینہ بن بدر اور اس کے ساتھی نجد جا ملے اور بنوقریظہ والے پلٹے اور قلعوں میں قلعہ بند ہوگئے اور رسول اللہ مدینہ کی طرف پلٹے اور اسلحہ اتار دیا اور چمڑے کے خیمے کا حکم دیا۔ وہ مسجد میں سعدؓ پر لگا دیا گیا۔ کہتی ہیں: جبریل علیہ السلام آئے اور ان کے اگلے دانتوں پر غبار پڑا ہوا تھا۔ انھوں نے کہا: کیا آپ نے اسلحہ اتار دیا ہے؟ اللہ کی قسم! فرشتوں نے ابھی تک نہیں اتارا۔ بنوقریظہ کی جانب نکلئے اور ان سے لڑائی کیجیے۔ کہتی ہیں: رسول اللہؐ نے اپنی زرہ پہنی اور لوگوں میں کوچ کا اعلان کردیا یہ کہ وہ نکلیں' پس رسول اللہ ﷺ نکلے اور بنوغنم جوکہ مسجد کے گرداس کے پڑوسی تھے' کے پاس سے گزرے' آپؐ نے پوچھا: تمہارے پاس سے کون گزرا ہے؟ انہوں نے کہا: دحیہ کلبیؓ اور دحیہ کلبی کی داڑھی دانت اور چہرہ جبریل علیہ السلام کے مشابہ تھا۔ کہتی ہیں: رسول اللہ ﷺ ان کے ہاں آئے اور پچیس راتوں تک ان کا محاصرہ کیے رکھا' جب محاصرے نے شدت اختیار کی اور پریشانی بڑھ گئی تو انہیں کہا گیا: رسول اللہؐ کے فیصلے پر اتر آؤ تو انہوں نے ابولبابہ بن عبدالمنذر سے مشورہ کیا تو انہوں نے ان کو اشارہ کیا کہ یہ ذبح ہے۔ کہنے لگے: ہم سعد بن معاذ کے حکم پر اتریں گے' تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سعد بن معاذ کے حکم پر اتر آؤ۔ وہ اتر آئے۔ رسول اللہ ﷺ نے سعد بن معاذ کو پیغام بھیجا تو وہ آپ کے پاس پتے کی کاٹھی والے گدھے پر آپ کے پاس آئے وہ اس پر سوار تھے اور آپ کی قوم نے آپ کو گھیرا ہوا تھا۔ وہ کہنے لگے: اے ابوعمرو! آپ کے حلیف آپ کے دوست اور مصیبت زدہ ہیں اور جو آپ کو معلوم ہے آپ نے انہیں کوئی جواب نہ دیا اور نہ ان کی طرف دیکھا حتیٰ کہ جب آپ ان کے محلے کے قریب ہوئے تو اپنی قوم کی جانب

حُلَفَاؤُكَ وَمَوَالِيكَ وَأَهْلُ النُّكَايَةِ وَمَنْ قَدْ عَلِمْتَ فَلَمْ يَرْجِعْ إِلَيْهِمْ شَيْئاً وَلَا يَلْتَفِتُ إِلَيْهِمْ، حَتّٰى إِذَا دَنَا مِنْ دُوْرِهِمْ، اِلْتَفَتَ إِلٰى قَوْمِهٖ، فَقَالَ: قَدْ آنَ لِي أَنْ لَا أُبَالِيَ فِي اللّٰهِ لَوْمَةَ لَائِمٍ، قَالَ: قَالَ: أَبُوْ سَعِيْدٍ: فَلَمَّا طَلَعَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: ((**قُوْمُوْا إِلٰى سَيِّدِكُمْ فَأَنْزِلُوْهُ**)) فَقَالَ عُمَرُ: سَيِّدُنَا اللّٰهُ۔ عَزَّوَجَلَّ۔ قَالَ: ((**أَنْزِلُوْهُ**)) فَأَنْزَلُوْهُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((**أُحْكُمْ فِيْهِمْ**)) قَالَ سَعْدٌ: فَإِنِّي أَحْكُمُ أَنْ تُقْتَلَ مَقَاتِلَتُهُمْ، وَتُسْبٰى ذَرَارِيُّهُمْ، وَتُقْسَمُ أَمْوَالُهُمْ۔ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((**لَقَدْ حَكَمْتَ بِحُكْمِ اللّٰهِ۔ عَزَّوَجَلَّ۔ وَحُكْمِ رَسُوْلِهٖ**)) قَالَتْ: ثُمَّ دَعَا سَعْدٌ، قَالَ: اَللّٰهُمَّ إِنْ كُنْتَ أَبْقَيْتَ عَلٰى نَبِيِّكَ ﷺ مِنْ حَرْبِ قُرَيْشٍ شَيْئاً، فَأَبْقِنِي لَهَا، وَإِنْ كُنْتَ قَطَعْتَ الْحَرْبَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُمْ، فَاقْبِضْنِي إِلَيْكَ۔ قَالَتْ: فَانْفَجَرَ كَلْمُهُ، وَكَانَ قَدْ بَرِئَ حَتّٰى مَا يُرٰى مِنْهُ إِلَّا مِثْلَ الْخُرْصِ، وَرَجَعَ إِلٰى قُبَّتِهِ الَّتِي ضَرَبَ عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: قَالَتْ عَائِشَةُ: فَحَضَرَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَأَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ۔ قَالَتْ: فَوَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ، إِنِّي لَأَعْرِفُ بُكَاءَ عُمَرَ مِنْ بُكَاءِ أَبِي بَكْرٍ وَأَنَا فِي حُجْرَتِي، وَكَانُوْا كَمَا قَالَ اللّٰهُ۔ عَزَّوَجَلَّ۔ ﴿**رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ**﴾ قَالَ عَلْقَمَةُ: قُلْتُ: أَيْ أُمَّهْ! فَكَيْفَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

جھانکا اور کہا: تحقیق مجھ پر ایسا وقت آیا ہے کہ میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پروانہ کروں۔ کہتے ہیں: ابوسعیدؓ نے کہا: جب وہ رسول اللہ ﷺ پر ظاہر ہوئے۔ آپؐ نے فرمایا: اپنے سردار کی جانب اٹھو اور انہیں اتارو تو عمرؓ نے کہا: ہمارا سردار اللہ ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اسے (سعد کو) اتارو تو انہوں نے آپ کو اتارلیا۔ رسول اللہ ﷺ نے کہا: ان کے بارے میں فیصلہ کیجئے سعدؓ نے کہا: میں فیصلہ کرتا ہوں ان کے لڑائی کے قابل (مرد) قتل کردیے جائیں اور بچے قیدی بنالیے جائیں اور ان کے مال تقسیم کردیے جائیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تو نے اللہ اور اس کے رسول والا فیصلہ کیا ہے' (سیدہ عائشہ) کہتی ہیں پھر سعدؓ نے دعا کی کہا: اے اللہ! اگر تو نے اپنے نبیؐ کی قریش کے ساتھ کوئی جنگ باقی رکھی ہے تو مجھے بھی باقی رکھ اس کے لیے اور اگر تو نے ان کے اور ان کے درمیان جنگ ختم کردی ہے تو مجھے اپنی طرف پکڑ لے۔ کہتی ہیں: اس کا زخم پھوٹ پڑا جو کہ صحیح ہوچکا تھا حتیٰ کہ انگوٹھی کی مثل نظر آتا تھا اور جو رسول اللہ ﷺ نے اس پر خیمہ لگایا تھا۔ ادھر پلٹ آئے۔ عائشہؓ کہتی ہیں: اس کے پاس رسول اللہؐ، ابوبکر اور عمر آئے۔ کہتی ہیں: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے یقیناً میں عمرؓ کے رونے کو ابوبکرؓ کے رونے سے (الگ) پہچان رہی تھی حالانکہ میں اپنے حجرے میں تھی اور اللہ وہ (یعنی اصحاب رسول) کے اس قول (رحماء بینھم) کی مانند تھے۔ علقمہ کہتے ہیں۔ میں نے کہا: اے ماں! رسول اللہ ﷺ کیا کررہے تھے؟ کہتی ہیں: آپ کی آنکھ کسی پر آنسو نہیں بہاتی تھی بلکہ جب آپ کو غم ہوتا تو آپ اپنی داڑھی پکڑ لیتے تھے۔

ﷺ يَصْنَعُ؟ قَالَتْ: كَانَتْ عَيْنُهُ لَاتَدْمَعُ عَلَى أَحَدٍ، وَلٰكِنَّهُ كَانَ إِذَا وَجَدَ، فَإِنَّمَا هُوَ آخِذٌ بِلِحْيَتِهِ۔

تخریج: الصحیحۃ ۶۷۔ احمد (۶/ ۱۴۱، ۱۴۲)، ابن سعد (۳/ ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳)، ابن حبان (۷۰۲۸)، من حدیث عائشۃ رضی اللہ عنہا، بخاری (۴۱۲۱)، مسلم (۱۷۶۸)، ابوداود (۵۲۱۵)، من حدیث ابی سعید رضی اللہ عنہ

فوائد : اس سے بعض مسئلے ثابت ہوئے ایک تو یہ کہ لڑائی کے وقت کسی تیسرے کو فیصل کرنا جائز ہے جیسا کہ آپؐ نے اپنے اور بنو قریظہ کے درمیان حضرت کو سعد رضی اللہ عنہ کو فیصل ٹھہرایا جیسا کہ خوارج نے حضرت علیؓ اور معاویہؓ کے درمیان طے پانیوالے معاملے کو یہ کہہ کر بگاڑ دیا کہ (ان الحکم الا للہ) فیصل صرف اللہ ہے ان کا اس آیت سے یہ استدلال درست نہیں تھا۔ دوسرا کسی معزز بندے کی آمد پر آگے بڑھ کر اس کا استقبال کرنا درست ہے۔ نبی کریم ﷺ کی جو حدیث ہے کہ (من سرہ ان یتمثل لہ الرجال قیاما فلیتبوأ مقعدہ من النار) (ترمذی، ابوداود) جسے یہ بات اچھی لگے کہ لوگ اس کیلئے مورت کی طرح کھڑے ہوں تو وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے۔ تو اس کا مطلب یہ ہے کہ آگے بڑھ کر آپ استقبال نہیں کرنا چاہیے ایسے ہی کسی بڑے کے آنے پر کھڑے ہوگئے وہ بیٹھ گیا تو آپ بیٹھ گئے یہ صورت حرام ہے۔

باب: من حق المسلم على المسلم

باب: مسلمان کے مسلمان پر حقوق کا بیان

۳۳۲۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((خَمْسٌ مِنْ حَقِّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ: رَدُّ التَّحِيَّةِ، وَإِجَابَةُ الدَّعْوَةِ وَشُهُودُ الْجَنَازَةِ، وَعِيَادَةُ الْمَرِيضِ وَتَشْمِيتُ الْعَاطِسِ إِذَا حَمِدَ اللّٰهَ)).

[الصحيحة:۱۸۳۲]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مسلمان کے مسلمان پر پانچ حقوق ہیں: سلام کا جواب دینا، دعوت قبول کرنا، جنازوں میں پیچھے چلنا، مریض کی بیمار پرسی کرنا اور چھینکنے والے کی چھینک کا جواب دینا، بشرطیکہ وہ ''اَلْحَمْدُلِلّٰہ'' کہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۸۳۲۔ ابن ماجہ (۱۴۳۵)، احمد (۲/ ۳۳۲)، مسلم (۲۱۶۲)، بخاری (۱۲۴۰)، بمعناہ

فوائد : مذکورہ حدیث میں مسلمان کے مسلمان کے ذمے پانچ حق بیان کیے گئے جن ادا کرنا مسلمان پر لازم ہے ورنہ وہ حقوق کا غاصب شمار ہوگا بخاری میں ایک حق مزید ہے (اذا استنصح احدکم اخاہ فلینصح لہ) جب تم میں سے کوئی ایک اپنے بھائی سے نصیحت طلب کرے پس وہ اسے نصیحت کرے۔ ان حقوق کی ادائیگی میں غفلت کرنا انتہائی معیوب ہے اس لئے ان کا پورا پورا خیال رکھنا چاہیے۔

باب: خير الاصحاب والجيران

باب: بہترین دوست اور پڑوسی

۳۳۳۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو مَرْفُوعًا: ((خَيْرُ الْأَصْحَابِ عِنْدَاللّٰهِ خَيْرُهُمْ لِصَاحِبِهِ، وَخَيْرُ الْجِيرَانِ عِنْدَاللّٰهِ خَيْرُهُمْ لِجَارِهِ)).

[الصحيحة:۱۰۳]

سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کے ہاں، ساتھیوں میں سب سے بہتر ساتھی وہ ہے جو اپنے ساتھی کے لئے بہتر ہو اور پڑوسیوں میں سب سے بہتر پڑوسی وہ ہے جو اپنے پڑوسی کے حق میں بہتر ہو۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۰۳۔ ترمذی (۱۹۴۴)' دارمی (۲۴۴۲)' احمد (۲/ ۱۶۸)' حاکم (۴/ ۱۶۴)

فوائد : اپنے ساتھی اور پڑوسی کے ساتھ حسن سلوک خصوصاً پڑوسی کے ساتھ اس کی اسلام میں بہت تاکید کی گئی ہے مومنین میں سے اکثر واسطہ چونکہ پڑوسی سے پیش آتا ہے حتی کہ رشتے داروں سے بھی میل ملاپ کے مواقع کم ملتے ہیں مگر پڑوسی وہ ہر وقت آتے جاتے ہیں ان سے ملاقات میل ملاپ ہوتا رہتا ہے اب جو فرد ایسے بندے کو خوش نہ رکھ سکے بلکہ اس کے لئے تنگی کا باعث بنے وہ معاشرے میں بھی اپنا مثبت کردار پیش کرنے سے قاصر رہے گا کیونکہ سب سے پہلے اس نے اپنے کردار کا عملی مظاہرہ ہمسائے کے ساتھ کرنا ہے اگر وہاں وہ ناکام ہو جاتا ہے تو باقی جگہ پر وہ کیا اچھائی کا باعث بنے گا۔ اسی لئے سب سے زیادہ ہمسائے سے اچھے سلوک پر زور دیا گیا ہے۔ قرآن میں ہے (وبالوالدین احسان وبذی القربی والیتمی والمساکین والجار ذی القربی والجار الجنب والصاحب بالجنب) (النساء) اور والدین کے ساتھ نیکی کا حکم دیا گیا ہے اور قریبی رشتہ دار اور یتیم اور مسکین اور قریبی رشتہ دار ہمسایہ اور ساتھ والا ہمسایہ اور ساتھ والا ساتھی۔ اس میں والدین عزیزوں کے خصوصاً پڑوسی اور ساتھی ہم مجلس کا ذکر کیا گیا ہے۔ اسی طرح ایک حدیث میں ایمان والوں پر لازم ٹھہرایا گیا ہے کہ وہ ہمسائے کی عزت کریں حدیث میں ہے (من کان یومن باللہ والیوم الآخر فلیکرم جارہ) (بخاری) جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے پس وہ لازماً پڑوسی کی عزت کرے۔ اور بخاری کی حدیث کے ہی الفاظ ہیں۔ (فلا یوذ جارہ) پڑوسی کو تکلیف نہ دے۔

خير المجالس أوسعها

۳۳۴۔عَنْ عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي عَمْرَةَ الْأَنْصَارِيِّ، قَالَ: ((أُوْذَنَ أَبُوْ سَعِيْدٍ بِجَنَازَةٍ فِي قَوْمِهِ، فَكَأَنَّهُ تَخَلَّفَ حَتّٰى أَخَذَ النَّاسُ مَجَالِسَهُمْ، ثُمَّ جَاءَ فَلَمَّا رَآهُ الْقَوْمُ تَسَرَّبُوْا عَنْهُ، فَقَامَ بَعْضُهُمْ لِيَجْلِسَ فِي مَجْلِسِهِ، فَقَالَ: أَلَا إِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ يَقُوْلُ: ((خَيْرُ الْمَجَالِسِ أَوْسَعُهَا)).[الصحيحة:۸۳۲]

سب سے بہترین مجلس وسیع ہوتی ہے

عبدالرحمٰن بن ابو عمرہ انصاری کہتے ہیں: سیدنا ابوسعید ﷺ کو اس کی قوم کے ایک جنازے کی اطلاع دی گئی' انھوں نے ذرا دیر کی تاکہ لوگ اپنی اپنی جگہ پر آجائیں۔ جب وہ آئے اور لوگوں نے دیکھا تو وہ آگے پیچھے ہونے لگے اور بعض افراد اس لئے کھڑے ہو گئے تاکہ ان کی نشست میں آپؓ تشریف رکھیں۔ آپ نے فرمایا: آگاہ ہو جاؤ! میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''وسیع مجلس سب سے بہتر ہوتی ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۸۳۲۔ الادب المفرد (۱۱۳۶)' ابوداود (۴۸۲۰)' احمد (۳/ ۱۸)' حاکم (۴/ ۲۶۹)

فوائد : مجلس کے آداب میں سے یہ بھی ایک ادب ہے کہ اس میں بیٹھے افراد میں سے کسی کو اٹھا کر اسکی جگہ نہ بیٹھا جائے جیسا کہ حدیث ہے (لایقیم الرجل الرجل من مجلسہ ثم یجلس فیہ ولکن تفسحوا ولو مسعودا) (متفق علیہ) کوئی آدمی کسی کو اسکی جگہ سے کھڑا کر کے خود اس میں نہ بیٹھے لیکن کھل جاؤ وسیع ہو جاؤ۔ یہ اسلامی سبق ہے کہ کوئی مسکین ہے تو اسے کھڑا کر دیا جائے یا وہ خود کھڑا ہو جائے اور بڑے چوھدری حرکت ہی نہ کریں یہ درست نہیں سب کو چاہیے کہ تھوڑی حرکت کرے جگہ کشادہ کر دیں۔ ہاں اگر آپ کھڑ نہیں بھی کرتے تو کوئی خود اٹھ کے کھڑا ہو جاتا ہے تو پھر بھی اس کی جگہ نہیں بیٹھنا چاہیے جیسا کہ اس حدیث کے الفاظ ہیں کہ ابوسعید ؓ کھڑے ہونے والوں کی جگہ پر نہیں بیٹھے بلکہ مجلس میں وسعت اختیار کرنے کا اشارہ دیا۔ بلکہ اگر کوئی مجلس سے اٹھ کر گیا بھی ہے تو واپس آنے پر وہ اپنی جگہ کا زیادہ حقدار ہے حدیث میں ہے۔ (من قام من مجلسہ ثم رجع الیہ فھو احق بہ) (مسلم) جو اپنی جگہ سے اٹھے اور پھر اسکی طرف پلٹ کر آئے تو وہ اسکا زیادہ حقدار

ہے۔ مجلس جہاں بھی برپا ہو وہاں اتنی گنجائش ہوتی ہے کہ ذرا حرکت سے ایک بندے کی جگہ بن جائے اس لئے کسی کو کھڑا کرنے یا اس کے کھڑے ہونے کی بجائے وسعت اختیار کرنی چاہیے۔

باب الدعاء للميت

میت کے لیے دعا کرنے کا بیان

٣٣٥۔ عَنْ عَائِشَةَ مَرْفُوعاً: ((خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِأَهْلِهِ، وَإِذَا مَاتَ صَاحِبُكُمْ فَدَعُوهُ)).

[الصحيحة:١١٧٤]

سیدہ عائشہ ؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں بہترین آدمی وہ ہے جو اپنے اہل کے لئے بہتر ہو، اور جب کوئی آدمی مر جائے تو اس (کا برا تذکرہ) ترک دیا کر دو۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۱۷۴۔ دارمی (۲۲۶۵)، ترمذی (۳۸۹۵)، ابن حبان (۴۱۷۷)

فوائد : اس حدیث میں نبی کریم ﷺ نے دو باتیں بیان فرمائی ہیں (۱) تم میں بہترین وہ ہے جو اپنے گھر والوں کیلئے بہتر ہے یعنی اپنی بیوی کے ساتھ اچھا سلوک کرے اسے اسکے کاموں میں مدد کرے اس سے دل لگی کرے آپ غلاموں کے بارے فرماتے ہیں کہ اگر ان پر کام زیادہ ہو تو انکی مدد کر دیا کرو بیویاں تو پھر ان سے کئی درجے افضل ہیں حضرت عائشہ فرماتی ہیں (کان مهنة اهله) آپ اپنے گھر والوں سے تعاون کر دیا کرتے تھے۔ قرآن میں بھی اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ (وعاشروهن بالمعروف) انکے ساتھ اچھے طریقے سے زندگی گزارو انہیں اپنے ساتھ کھانا کھلائے کپڑے پہنائے اور اس کی ضروریات کا خیال رکھے۔ اور جب فوت ہونے والا فوت ہو جائے تو اس کے مرنے کے بعد اسکا برا تذکرہ نہ کیا جائے ہاں اگر اس کی محاسن ہیں تو انہیں ذکر کیا جا سکتا ہے۔ حدیث میں ہے (لاتسبوا الاموات فانهم قد افضوا انى ما قدموا) (بخاری) مردوں کو گالیاں نہ دو وہ اپنے کئے کو پہنچ چکے ہیں۔ اس لئے جس قدر ہو سکے اسکی برائیاں یاد نہ جائیں۔ کیونکہ اگر وہ برا ہوا تو اسکی سزا پالے گا اگر معافی مانگ چکا ہوا تو اُس کا معاملہ اللہ کے ساتھ ہے ہمارے ذکر کرنے سے اسے نقصان تو کوئی نہیں وہ گا ہاں ہمارا نامہ اعمال سیاہ ہو جائیگا۔

جواز اللعب في المسجد

مسجد میں کھیلنے کا جواز

٣٣٦۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: دَخَلَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَالْحَبَشَةُ يَلْعَبُونَ فِي الْمَسْجِدِ، فَزَجَرَهُمْ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((دَعْهُمْ يَاعُمَرُ! فَإِنَّهُمْ بَنُو أَرْفِدَةَ)).

[الصحيحة:٣١٢٨]

سیدنا ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عمر بن خطاب ؓ آئے اور حبشی لوگ مسجد میں کھیل رہے تھے، انھوں نے ان کو منع کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عمر! ان کو اپنے حال پر چھوڑ دو، یہ بنو ارفدہ (حبشی لوگ) ہیں۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۱۲۸۔ نسائی (۱۵۹۷)، ابن حبان (۵۸۶۷)، احمد (۲/ ۵۴۰)، طحاوی فی مشکل الآثار (۱/ ۱۱۷)، واصلہ عند البخاری (۲۹۰۱)، ومسلم (۸۹۳)

فوائد : مسجدیں اللہ کے گھر ہیں انہیں اللہ کی عبادت کیلئے تعمیر کیا جاتا ہے اس لئے ان میں سکون کا ہونا لازمی ہے تاکہ عبادت اچھے طریقے سے کی جا سکے لیکن اگر عبادت کا وقت نہ ہو تو کھیل کود جنکا تعلق جہادی مشقوں سے ہو کیا جا سکتا ہے اس بناء پر اگر مساجد میں شور بھی ہو جائے تو کوئی حرج نہیں جیسا کہ حبشی مسجد نبوی ﷺ میں جنگی مشقیں کیا کرتے تھے اور آپ حضرت عائشہ ؓ کو دکھایا کرتے تھے۔

وان من الناس لو أقسم على الله لأبره

کچھ لوگ ایسے ہیں کہ اگر وہ اللہ کو قسم دیں تو اللہ قسم کو پورا کر دے

۳۳۷۔عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: عَادَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ، فَلَمَّا دَنَا مِنْ مَنْزِلِهٖ سَمِعَهُ يَتَكَلَّمُ فِي الدَّاخِلِ، فَلَمَّا اسْتَاذَنَ عَلَيْهِ دَخَلَ عَلَيْهِ فَلَمْ يَرَ أَحَدًا، فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ! سَمِعْتُكَ تُكَلِّمُ غَيْرَكَ؟ قَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ!لَقَدْ دَخَلْتُ الدَّاخِلَ اغْتِمَامًا بِكَلَامِ النَّاسِ مِمَّا بِي مِنَ الْحُمّٰى، فَدَخَلَ عَلَيَّ دَاخِلٌ مَارَأَيْتُ رَجُلًا قَطُّ بَعْدَكَ أَكْرَمَ مَجْلِسًا وَلَا أَحْسَنَ حَدِيْثًا مِنْهُ، قَالَ: ((ذَاكَ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ، وَإِنَّ مِنْكُمْ لَرِجَالًا لَوْ أَنَّ أَحَدَهُمْ يُقْسِمُ عَلَى اللّٰهِ لَأَبَرَّهُ)). [الصحيحة: ۳۱۳۵]

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ ایک انصاری آدمی کی بیمار پرسی کے لئے تشریف لے گئے، جب اس کے گھر کے قریب پہنچے تو ایسے محسوس کیا کہ کوئی آدمی اندر باتیں کر رہا ہے، لیکن جب اس سے اجازت طلب کی اور اندر داخل ہوئے تو دیکھا کہ (اس انصاری کے) علاوہ کوئی اور آدمی موجود نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا: ''مجھے ایسے سنائی دیا کہ تو کسی آدمی سے گفتگو کر رہا تھا؟'' اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! بخار کی وجہ سے لوگوں کی باتیں مجھے اچھی نہیں لگ رہی تھیں، اس لئے میں اندر آ گیا، کیا دیکھتا ہوں کہ ایک آدمی میرے پاس آیا، وہ آپ ﷺ کے بعد بہترین مجلس والا اور عمدہ گفتگو والا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ تو جبریل تھا، تم میں ایسے لوگ بھی موجود ہیں کہ اگر وہ اللہ تعالی کو قسم دے دیں تو وہ ان کی قسم پوری کر دیتا ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۳۱۳۵۔ البزار (الکشف : ۲۸۱۱)، والبحر الزخار: ۵۰۳۹)، طبرانی فی الکبیر (۱۲۳۲۱)، والاوسط (۲۷۱۷)، ضیاء فی المختارة (۱۰/ ۱۰۷)

فوائد : نبی کائنات ﷺ نے اس انصاری کے تقویٰ و پرہیزگاری کی طرف اشارہ فرمایا کہ فرشتوں کا آنا یہ کسی عام بندے کے پاس نہیں ہوتا بلکہ یہ ایسے نیک لوگ ہوتے ہیں کہ ان میں سے اگر کوئی اللہ پر قسم ڈال دیں تو وہ پوری ہو جاتی ہے جیسا کہ ایک واقعہ انس ابن مالک رضی اللہ عنہ کا (بخاری مسلم) میں منقول ہے کہ انکی پھوپھی سے انصار کی ایک لڑکی کا دانت ٹوٹ گیا تو آپ نے قصاص کا حکم دے دیا تو انس بن نضر حضرت انس بن مالک کے چچا نے قسم اٹھالی کہ اللہ کی قسم ایسا نہیں ہوگا آپ نے فرمایا یہ تو اللہ کا حکم ہے ''قصاص'' تو مدعیوں نے دیت قبول کر لی تو اس وقت آپ نے فرمایا (من عباد الله من لو اقسم على الله لابره) (متفق علیہ) اللہ کے بندوں میں سے کچھ ایسے ہیں کہ اگر اللہ پر قسم اٹھالیں تو اللہ انکی قسم پوری کر دے۔ یعنی اللہ اپنے ایسے نیک بندوں کی لاج رکھ لیتا اور انکا کہا پورا کر دیتا ہے۔

ذب المال والأعراض بالمال

مال کے ذریعہ سے اپنی عزتوں اور مالوں کا دفاع کرنا

۳۳۸۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعًا: ((ذُبُّوْا بِأَمْوَالِكُمْ عَنْ أَعْرَاضِكُمْ، قَالُوْا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! كَيْفَ نَذُبُّ بِأَمْوَالِنَا عَنْ أَعْرَاضِنَا؟ قَالَ: يُعْطِي

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اپنے مالوں سے اپنی عزتوں کا دفاع کرو۔'' انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم اپنی عزتوں کو مالوں کے ذریعے کیسے بچائیں؟

الشَّاعِرَ وَمَنْ تَخَافُوْنَ مِنْ لِّسَانِهِ)). [الصحيحة:١٤٦١]

آپ ﷺ نے فرمایا: ''شاعر کو اور ان آدمیوں کو مال دیا جائے کہ جن کی زبانوں سے تمھیں (اپنی عزت کا) ڈر ہو۔''

تخریج: الصحیحة ۱۴۶۱۔ السهمی فی تاریخ جرجان (۱۸۲)، دیلمی (۳۱۴۳)، خطیب فی تاریخ بغداد (۹/ ۱۰۷)

فوائد: اگر کسی زبان آور سے اپنی عزت کو خطرہ ہو تو اسے کچھ دے دلا کر اسکا منہ بند کر دیا جائے تو یہ جائز ہی نہیں بلکہ ایک مستحب کام ہے کیونکہ مومن کی عزت بڑی قیمتی چیز ہے ایسے بندے کو کوئی تحفے تحائف یا ویسے مال دے کر بندہ اس پر احسان کر دے تاکہ احسان کے بوجھ سے اسکا منہ بند ہو جائے کہاوت ہے کہ ''الاحسان يقطع اللسان'' احسان زبان کاٹ دیتا ہے تو ایسوں کی زبان کٹی ہی رہے تو بہتر ہے۔

فضل القول الحسن والسكوت

اچھی بات کہنے یا پھر خاموش رہنے کی فضیلت

٣٣٩۔ عَنِ الْحَسَنِ مَرْفُوْعاً مُرْسَلاً: ((رَحِمَ اللّٰهُ عَبْداً قَالَ فَغَنِمَ، أَوْسَكَتَ فَسَلِمَ)). [الصحيحة:٨٥٥]

حسن بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالی اس بندے پر رحم کرے، جس نے کوئی بات کی تو فائدہ مند بات کی اور اگر وہ خاموش رہا تو (کئی آفات سے) سلامت رہا۔''

تخریج: الصحیحة ۸۵۵۔ بغوی فی مرث کامل بن طلحة (۳/ ۲)، قضاعی فی مسند الشهاب (۵۸۱)، ابن المبارك فی الزهد (۳۸۰)، مرسلاً، طبرانی فی الکبیر (۷۷۰۲)، عن ابی امامة رضی اللہ عنہ

فوائد: ایسے بندے کیلئے آپ دعا فرما رہے ہیں کہ اللہ اس پر رحم کرے جو بات کرے تو اچھی کرے یا خاموش رہے۔ جس طرح بے جا بولنا حماقت ہے اسی طرح بولنے کے مقام پر خاموش رہنا اس سے بڑی حماقت ہے اگر بندے کے سامنے برائی ہو تو اسے گونگا شیطان بننے کی بجائے اس سے روکنا ہوگا ورنہ اسے بات کرنے سے جو غنیمت حاصل ہونا تھی اس سے محروم ہوا ہی، ساتھ عذاب سے بھی دوچار ہونا پڑ سکتا ہے جیسا کہ بنی اسرائیل کا وہ گروہ جو کہتا تھا جو جہاں لگا ہے صحیح لگا ہے تمہیں کیا اسکی طرح عذاب سے دوچار ہونا پڑ سکتا ہے۔

رخصة الكذب في ثلاث

تین چیزوں میں جھوٹ بولنے کی رخصت کا بیان

٣٤٠۔ عَنْ أُمِّ كُلْثُوْمٍ بِنْتِ عُقْبَةَ، قَالَتْ: ((رَخَّصَ النَّبِيُّ ﷺ مِنَ الْكَذِبِ فِي ثَلَاثٍ فِي الْحَرْبِ، وَفِي الْإِصْلَاحِ بَيْنَ النَّاسِ، وَقَوْلِ الرَّجُلِ لِامْرَأَتِهِ. وَفِي رِوَايَةٍ: وَحَدِيْثُ الرَّجُلِ امْرَأَتَهُ وَحَدِيْثُ الْمَرْأَةِ زَوْجَهَا)).

سیدہ ام کلثوم بنت عقبہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے تین مواقع پر جھوٹ بولنے کی اجازت دی: جنگ میں، لوگوں کے مابین صلح کرانے کے لئے اور خاوند کا اپنی بیوی کا ساتھ بات کرنے میں اور ایک روایت میں ہے: آدمی کا اپنے بیوی سے اور بیوی کا اپنے خاوند کے ساتھ گفتگو کرنے میں۔

تخریج: الصحیحة ۵۴۵۔ احمد (۶/ ۴۰۴)، ابو داود (۴۹۲۰)، طبرانی فی الصغیر (۱/ ۷۰) و بخاری (۲۶۹۲) و مسلم (۲۶۰۵) نحوہ

فوائد: ان تین صفات پر جھوٹ بولنے کی اجازت ہے جھوٹ بولنا ایک بری عادت اور رذیل فعل ہے اس لئے اسکے مفاسد کے پیش نظر اسے سب برائیوں کی جڑ ام الخبائث قرار دیا گیا ہے ایک صحابی آیا کہ میں مسلمان تو ہو جاؤں لیکن میں اپنی عادات نہیں چھوڑ سکتا آپ نے اسے فرمایا فقط جھوٹ چھوڑ دے جھوٹ چھوڑنے سے وہ تمام حرکتوں سے باز آ گیا اسقدر عظیم گناہ ہونیکے باوجود جن تین کاموں کیلئے اس کی اجازت دی گئی

اس سے سمجھ آتی ہے کہ یہ بہت اہمیت کے حامل افعال ہیں کہ جن کیلئے جھوٹ بولنا بھی حلال ہو گیا۔

(۱) جنگ: جسے جہاد کہا جاتا ہے اس میں دشمن کو دھوکہ دینے کیلئے اگر جھوٹ بول لیا جائے تو کوئی حرج کی بات نہیں۔

(۲) صلح: لوگوں کی آپس میں صلح کروانا ناراضگی کی زیادہ سے زیادہ مدت جیسا کہ حدیث میں ہے تین دن ہے اسکے بعد ناراض رہنا حرام ہے مگر کوئی حرام کا مرتکب ہو رہا ہو تو اسے اس سے بچانے کیلئے جھوٹ بولا جاسکتا ہے۔

(۳) میاں بیوی: نیک بیوی دنیا کا بہتری سامان ہے اگر کسی وجہ سے روٹھ جائے تو اسے منانے کیلئے بیوی کی جھوٹی تعریف کر دی جائے یا اس سے کوئی اور غلط بیانی کر دی جائے تو جائز ہے۔ کیونکہ اسلام خاندانی نظام کے استحکام کو بڑی اہمیت دیتا اور ہر صورت اسے مضبوط سے مضبوط تر دیکھنا چاہتا ہے۔

اس لئے ان چیزوں کی حساسیت کے پیش نظر انہیں ہر حال میں درست رکھنا مقصود شریعت ہے اس میں کوتاہی بہت زیادہ نقصان کا باعث بن سکتی ہے۔

الرویا ثلاث

۳۴۱۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ مَرْفُوعاً: ((الرُّؤْيَا ثَلَاثٌ، فَالْبُشْرٰى مِنَ اللّٰهِ، وَحَدِيْثُ النَّفْسِ، وَتَخْوِيْفُ مِنَ الشَّيْطَانِ، فَإِذَا رَأٰى أَحَدُكُمْ رُؤْيَا تُعْجِبُهُ فَلْيَقُصَّهَا إِنْ شَاءَ، وَإِذَا رَأٰى شَيْئاً يَكْرَهُهُ فَلَا يَقُصَّهُ عَلٰى أَحَدٍ وَلْيَقُمْ يُصَلِّيْ)).

خواب تین قسم کے ہوتے ہیں

سیدنا ابو ہریرہ ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''خواب تین قسم کے ہوتے ہیں: اللہ کی طرف سے خوشخبری، خیال اور شیطانی ڈراوا۔ جب کوئی آدمی پسندیدہ خواب دیکھے تو وہ اسے بیان کر سکتا ہے اور اگر ناپسندیدہ خواب دیکھے تو کسی کو بیان نہ کرے اور کھڑے ہو کر نماز پڑھے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۳۴۱۔ احمد (۲/ ۳۹۵)، ابن ماجہ (۳۹۰۶)، ابن ابی شیبۃ (۱۱/ ۷۵)، مسلم (۲۲۶۳)، بخاری (۷۰۱۷)

فوائد : تفصیل گزر چکی ہے۔

من الرجل الذی أحق بالأمور

۳۴۲۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ يَزِيْدَ الْخَطْمِيِّ۔ وَكَانَ أَمِيْرًا عَلَى الْكُوْفَةِ۔ قَالَ: أَتَيْنَا قَيْسَ بْنَ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ فِيْ بَيْتِهِ، فَأَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ لِلصَّلَاةِ، وَقُلْنَا لِقَيْسٍ: قُمْ فَصَلِّ لَنَا، فَقَالَ: لَمْ أَكُنْ لِأُصَلِّيَ بِقَوْمٍ لَسْتُ عَلَيْهِمْ بِأَمِيْرٍ، فَقَالَ رَجُلٌ لَيْسَ بِدُوْنِهِ يُقَالُ لَهُ عَبْدُاللّٰهِ ابْنُ حَنْظَلَةَ الْغَسِيْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَلرَّجُلُ أَحَقُّ بِصَدْرِ دَابَّتِهِ، وَصَدْرِ فِرَاشِهِ وَأَنْ يَؤُمَّ فِيْ رَحْلِهِ)) فَقَالَ قَيْسُ بْنُ سَعْدٍ عِنْدَ ذٰلِكَ: يَا فُلَانُ۔ لِمَوْلًى لَهُ: قُمْ فَصَلِّ

کون آدمی زیادہ حق دار ہے ان امور کا

عبداللہ بن یزید خطمی، جو کوفہ پر گورنر تھے، کہتے ہیں کہ ہم سیدنا قیس بن سعد بن عبادہ ﷺ کے پاس ان کے گھر آئے، مؤذن نے نماز کے لئے اذان دی۔ ہم نے قیس کو کہا کہ کھڑے ہوں اور ہمیں نماز پڑھائیں۔ انھوں نے کہا: میں ایسے لوگوں کو نماز نہیں پڑھاؤں گا کہ جن کا میں امیر نہیں ہوں۔ ایک آدمی، جو کم درجہ نہیں تھا اور جسے عبد اللہ بن حنظلہ غسیل ﷺ کہا جاتا تھا، نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایک آدمی دوسروں کی نسبت اس بات کا زیادہ حقدار ہے کہ وہ اپنے جانور پر آگے بیٹھے، اپنی مخصوص نشست گاہ کی دائیں جانب (یا اس کے سامنے والے حصے پر) بیٹھے اور

لَهُمْ۔ [الصحيحة:١٥٩٥]

اپنی رہائش گاہ پر امامت کروائے۔'' قیس بن سعد ﷛ نے یہ حدیث سن کر اپنے غلام سے کہا: او فلاں! کھڑے ہو اور نماز پڑھاؤ۔

تخريج: الصحيحة ١٥٩٥۔ دارمی (٢٦٦٩)، البزار (٤٧٠)، (البحر الزخائر (٣٣٨)، طبرانی فی الکبیر والاوسط (٩١٧)

فوائد : نماز میں امامت کا صحیح حقدار حکمران اور پھر گھر کا مالک ہے حکمران اگر ایسے کاموں کا اہتمام نہ کرتے ہوں تو پھر جس کو وہاں پر مقرر کیا گیا ہے کسی شخص کو امام کی اجازت کے بغیر اس مصلے پر کھڑے ہونیکی اجازت نہیں جیسا کہ احادیث میں مذکور ہے (لا یومن الرجل الرجل فی اهله ولا فی سلطانه) (مسلم) کوئی آدمی کسی آدمی کو اس کے گھر یا دائرہ اقتدار میں امامت نہ کروائے۔ اس حدیث میں گھر اور سلطانی کا لفظ واضح طور پر آ گیا کہ یہ کام جائز نہیں۔ لیکن اگر امام خود کسی کو آگے کر دے یا اجازت دے تو پھر اسے اجازت ہے کہ امامت کروا لے جیسا کہ امام ابن تیمیہ ﷬ فرماتے ہیں کہ اگر مالک مکان کی اجازت سے کروائے تو کوئی حرج نہیں اور اکثر اهل علم کا یہی موقف ہے (المنتقی) ابو مسعودؓ کی ایک حدیث میں (الا باذنه) کے الفاظ ملتے ہیں جس سے یہ بات پایہ ثبوت تک پہنچ جاتی ہے۔ (تحفۃ الاحوذی وغیرہ) ان احادیث کے پیش نظر مہمان کا بلا اجازت امامت کروانا جائز نہیں اسی طرح کسی سواری پر سوار ہونا یا کسی کی خاص نشست پر بیٹھنا یہ ممنوع ہے اگر مالک اجازت دے دے تو کوئی حرج نہیں۔

اثم سباب المومن

مومن کو گالی دینے کا گناہ

٣٤٣۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو مَرْفُوْعاً: ((سُبَابُ الْمُؤْمِنِ كَالْمُشْرِفِ عَلٰى هَلَكَةٍ)).

سیدنا عبداللہ بن عمرو ﷠ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مومن کو گالی دینا ہلاکت میں پڑنے والی بات ہے۔''

تخريج: الصحيحة ١٨٧٨۔ البزار (الكشف :٢٠٣٦)

فوائد : گالی جیسا قول شنیع کسی مومن کے شایان شان نہیں کیونکہ یہ ایک بدحرکت ہے اور بدوں کو ہی زیبا ہے کوئی معقول آدمی شرافت کا پیکر ایسی غلیظ بات کو زبان پر لانے سے دور بھاگتا ہے کہاوت ہے کہ ہر برتن اپنے اندر موجود سے کے ساتھ ہی چھلکتا ہے۔ یعنی برتن سے وہی نکلتا ہے جو اس میں ڈالا گیا ہے جس کے ذہن میں غلاظتیں بھری ہوں وہ کوئی اچھی بات منہ سے نہیں نکال سکتا گالی انسان کے بدتہذیب جاہل اور گنوار ہونے پر دلالت کرتی ہے جہاں یہ دنیا میں انسان کو ذلیلوں میں کرتی ہے وہاں آخرت میں بھی اس کو فاسقوں کی جماعت کا ممبر بنائے گی جیسا کہ حدیث میں ہے (سباب المسلم فسوق وقتاله کفر) مسلمان سے لڑائی کفر اور اسے گالی دینا فسق ہے۔ تو ایسا کام جو پشیمانی کا باعث بننے والا ہو اس سے حتی الوسع احتراز کرنا چاہیے۔

تحريم العرية

ننگے پن کی حرمت کا بیان

٣٤٤۔ عَنْ سُلَيْمَانُ بْنُ زِيَادٍ الْحَضْرَمِيُّ، أَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ الْحَارِثِ بْنِ جُزْءٍ الزُّبَيْدِيَّ حَدَّثَهُ: أَنَّهُ مَرَّ وَصَاحِبٌ لَهُ بِ(أَيْمَنَ) وَفِئَةٌ مِنْ قُرَيْشٍ قَدْ حَلُّوْا أُزُرَهُمْ فَجَعَلُوْهَا مَخَارِيْقَ يَجْتَلِدُوْنَ بِهَا وَهُمْ عُرَاةٌ قَالَ: عَبْدُاللّٰهِ: فَلَمَّا مَرَرْنَا بِهِمْ قَالُوْا:

سلیمان بن زیاد حضرمی نے کہا: مجھے سیدنا عبداللہ بن حارث بن جزء زبیدی ﷛ نے بیان کیا کہ وہ اور اس کا ایک ساتھی ایمن سے گزرے کیا دیکھتے ہیں کہ قریشیوں کے ایک گروہ نے اپنی چادریں اتار دیں اور انھیں بٹ کر برہنہ حالت میں پٹا کھیلنے لگے۔ عبداللہ ﷛ کہتے ہیں کہ جب ہم ان کے پاس سے گزرے

إِنَّ هٰؤُلَاءِ قِسِّيسُوْنَ فَدَعُوهُمْ۔ ثُمَّ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ خَرَجَ عَلَيْهِمْ، فَلَمَّا أَبْصَرُوْهُ تَبَدَّدُوْا، فَرَجَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مُغْضَباً حَتّٰى دَخَلَ، وَكُنْتُ وَرَاءَ الْحُجْرَةِ فَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ: ((سُبْحَانَ اللّٰهِ! لَا مِنَ اللّٰهِ الْحُجْرَةِ اسْتَحْيَوْا، وَلَا مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ اسْتَتَرُوْا)) وَأُمُّ أَيْمَنَ عِنْدَهُ تَقُوْلُ: اسْتَغْفِرْلَهُمْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ عَبْدُاللّٰهِ: فَبِلَأْيٍ مَا اسْتَغْفَرَلَهُمْ۔)) [الصحيحة: ۲۹۹۱]

تو وہ کہنے لگے کہ یہ ایک مذہب کے پیشوا لوگ ہیں' ان کو نظر انداز کر دو۔ اتنے میں وہاں رسول اللہ ﷺ آ گئے' جب انھوں نے آپ ﷺ کو دیکھا تو وہ منتشر ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ غصے کی حالت میں لوٹے اور حجرے میں داخل ہو گئے' میں حجرے کے پیچھے کھڑا تھا' میں نے آپ ﷺ کو حجرے میں فرماتے سنا: ''سبحان اللہ! نہ اللہ تعالی سے شرمائے اور نہ رسول اللہ ﷺ سے پردہ کیا۔ سیدہ ام ایمن رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کے پاس تھیں' وہ کہنے لگیں: اے اللہ کے رسول! ان کے لئے بخشش طلب کرو۔ سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: کسی دشواری کی وجہ سے ان کے لیے بخشش طلب نہ کی۔''

تخریج: الصحیحة ۲۹۹۱۔ احمد (۴/ ۱۹۱)' ابویعلی (۱۵۴۰)' بزار (الکشف: ۲۰۲۹)

احب الاسم إلى النبي حمزة

نبی ﷺ کو سب سے زیادہ پسندیدہ نام حمزہ تھا

۳۴۵۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ: وُلِدَ لِرَجُلٍ هُنَا غُلَامٌ، فَقَالُوْا: مَانُسَمِّيْهِ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((سَمُّوْهُ بِأَحَبِّ الْأَسْمَاءِ إِلَيَّ، حَمْزَةَ بْنَ عَبْدِالْمُطَّلِبِ)). [الصحيحة: ۲۸۷۸]

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ایک آدمی کا بچہ پیدا ہوا۔ لوگ کہنے لگے کہ اس کا کیا نام رکھیں؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اس کا وہ نام رکھو جو مجھے سب سے زیادہ محبوب ہے' یعنی حمزہ بن عبدالمطلب۔''

تخریج: الصحیحة ۲۸۷۸۔ حاکم (۳/ ۱۹۶)' ابن عساکر (۵۵/ ۴)

فوائد: آپ ﷺ کو حمزہؓ نام بہت پسند تھا۔ جیسا کہ حدیث اس پر دلالت کر رہی ہے اسی لئے آپؐ نے حسن رضی اللہ عنہ کا نام بھی حمزہ رکھا تھا جو کہ آپ ﷺ کو بہت محبوب تھے لیکن بعد میں اللہ کے حکم سے حسن رکھ دیا۔ یہ بھی پتا چلا کہ اگر اچھا نام بھی ہو تو کسی وجہ سے اسے بھی بدلا جا سکتا ہے۔

باب: فضل السلام عليكم

باب: السلام علیکم کہنے کی فضیلت

۳۴۶۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((السَّلَامُ اسْمٌ مِّنْ أَسْمَاءِ اللّٰهِ وَضَعَهُ فِي الْأَرْضِ، فَأَفْشُوْهُ بَيْنَكُمْ، فَإِنَّ الرَّجُلَ الْمُسْلِمَ إِذَا مَرَّ بِقَوْمٍ فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ فَرَدُّوْا عَلَيْهِ، كَانَ لَهُ عَلَيْهِمْ [فَضْلُ دَرَجَةٍ] فَإِنْ لَّمْ يَرُدُّوْا عَلَيْهِ رَدَّ عَلَيْهِ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِّنْهُمْ وَأَطْيَبُ)).

سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''سلام'' اللہ کا نام ہے' جسے اس نے زمین میں اتارا' سو تم آپس میں اسے عام کرو' جب کوئی مسلمان آدمی کسی گروہ کے پاس سے گزرتا ہے اور ان پر سلام کرتا ہے اور وہ اس کے سلام کا جواب دیتے ہیں' تو سلام دینے والے کو ان پر فضیلت حاصل ہوتی ہے۔ اور اگر وہ جواب نہ دیں تو اسے ایسی (ہستیاں) جواب دیتی ہیں جو ان سے

[الصحیحة: ١٨٩٤] زیادہ بہتر اور پاکیزہ ہوتی ہیں۔"

تخریج: الصحیحة ۱۸۹۴۔ البزار (الکشف : ۱۹۹۹)، (البحر الزخار : ۱۷۷۱)، طبرانی فی الکبیر (۱۰۳۹۲)، ابن حبان فی روضة العقلاء (ص : ۷۴)

فوائد : "قدتقدم"

السلام قبل السؤال

سوال کرنے سے پہلے سلام کرنا

٣٤٠ ـ عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَلسَّلَامُ قَبْلَ السُّؤَالِ، فَمَنْ بَدَأَكُمْ بِالسُّؤَالِ قَبْلَ السَّلَامِ فَلَا تُجِيبُوْهُ)). [الصحیحة:٨١٦]

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "سوال کرنے سے پہلے سلام ہوتا ہے، جس نے سلام سے پہلے سوال کرنا شروع کر دیا، اس کی فرمائش پوری نہ کرو۔"

تخریج: الصحیحة ۸۱۶۔ ابن عدی فی الکامل (۵/ ۱۹۲۹)، ابن السنی (۲۱۳)، ابونعیم فی الحلیة (۸/ ۱۹۹)

فوائد : سوال کرنے سے پہلے سلام کرنا چاہیے آپ کا حکم ہے کہ اگر کوئی سلام کیے بغیر سوال شروع کر دیتا ہے تو اس کو جواب ہی نہ دیا جائے ایک حدیث میں "کلام" کا لفظ ہے کہ کلام کرنے سے پہلے سلام کہا جائے۔

الشعر بمنزلة الكلام

اشعار عام کلام کی طرح ہیں

٣٤١ ـ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو مَرْفُوْعاً: ((اَلشِّعْرُ بِمَنْزِلَةِ الْكَلَامِ، حَسَنُهُ كَحَسَنِ الْكَلَامِ، وَقَبِيْحُهُ كَقَبِيْحِ الْكَلَامِ)) [الصحیحة:٤٤٧]

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "اشعار، عام (نثر) کلام کی طرح ہیں، یعنی اچھے اشعار، اچھے کلام اور برے اشعار برے کلام کی طرح ہیں۔"

تخریج: الصحیحة ۴۴۷۔ الادب المفرد (۱۲۵)، دارقطنی (۴/ ۱۵۶)، طبرانی فی الاوسط (۷۶۹۲)

فوائد : "قدتقدم"

اهمية تطهير الأفنية

صحنوں کو صاف رکھنے کی اہمیت کا بیان

٣٤٩ ـ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيْهِ مَرْفُوْعاً: ((طَهِّرُوْا أَفْنِيَتَكُمْ فَإِنَّ الْيَهُوْدَ لَا تُطَهِّرُ أَفْنِيَتَهَا)). [الصحیحة: ٢٣٦]

عامر بن سعد اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اپنے گھر کا صحن صاف رکھا کرو، کیونکہ یہودی اپنے گھر کا صحن صاف نہیں رکھتے۔"

تخریج: الصحیحة ۲۳۶۔ طبرانی فی الاوسط (۴۰۶۹) بهذا اللفظ۔ ترمذی (۲۷۹۹)، بزار (البحر الزخار:۱۱۱۴)، ابویعلی (۷۹۱)، مطولا بمعناه

فوائد : شروع اسلام میں جب احکام پوری طرح نازل نہیں ہوئے تھے بلکہ وحی کا سلسلہ جاری تھا اور بتدریج احکام نازل ہو رہے تھے ایسی حالت اگر کسی کام کی سمجھ نہ آتی تو آپ اہل کتاب کو دیکھتے اور ان کے طریقے کو لے لیتے مگر کیونکہ تمام آسمانی ادیان کی بنیاد ایک تھی اور کیے احکام بھی ملتے جلتے تھے لیکن جب اسلام مضبوط بنیادوں پر قائم ہوگیا اکثر اوامر ونواہی نازل ہو چکے اور مسلمان پہلے بیت المقدس کی جانب منہ کر کے

نماز ادا کرتے تھے وہ قبلہ بھی تبدیل ہوگیا اور اہل کتاب تک دعوت بھی پہنچا دی گئی اور وہ ضد اور ہٹ دھرمی پر اتر آئے تو آپؐ نے بھی صحابہ ؓ کو یہودیوں کے بارے میں فرمایا جو کہ آپ کے قریب ہی بستے تھے کہ ان کی مخالفت کرو اور ہر وہ کام جن میں مخالفت ممکن تھی اس کا حکم دے دیا گیا ان میں سے ایک صحنوں کی صفائی کا حکم بھی تھا آپؐ نے فرمایا وہ اپنے صحنوں کی صفائی نہیں رکھتے تم انکی مخالفت کیا کرو اور انہیں صاف رکھا کرو۔ یہاں سے کچھ بے دین حضرات دلیل لیتے ہیں کہ جی کفار کی مخالفت کا حکم ہے اس لئے اب یہودیوں کی اور سکھوں کی داڑھی ہوتی ہے چنانچہ داڑھی منڈوانا چاہیے **علی هذا القیاس** لیکن ان کی یہ بات بودی ہے، فضول ہے کیونکہ داڑھی کا تو آپؐ نے حکم دیا اور اسلام میں یہ لازم ہے اصل میں یہ مخالفت کا مطلب غلط سمجھے ہیں مخالفت کا مطلب ہے ایسے کاموں میں مخالفت جہاں پر شریعت کا کوئی واضح حکم نہیں ہے اب اگر کہیں شریعت کا کوئی واضح حکم آ گیا ہے تو وہ عمل چاہے کفار کے موافق ہو یا مخالف ہو اس کو انجام دینا لازمی ہے۔ مگر جس جگہ اختیار ہے مخالفت ممکن ہے وہاں پر انکی مخالفت کی جائیگی اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ اگر کافروں کے کچھ اعمال مسلمانوں کے اعمال سے میل کھاتے ہیں تو ان کو ترک کردیا جائیگا نہیں یہ بات غلط ہے۔

فضل الطاعم الشاكر

شکر گزار کھانے والے کی فضیلت کا بیان

۳۵۰۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((الطَّاعِمُ الشَّاكِرُ بِمَنْزِلَةِ الصَّائِمِ الصَّابِرِ)).

[الصحيحة:٦٥٥]

سیدنا ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”کھانا کھا کر شکر کرنے والا صبر کرنے والے روزے دار کی طرح ہے۔“

تخریج: الصحیحة ۶۵۵۔ ترمذی (۲۴۸۶)، حاکم (۴/ ۱۳۶)، احمد (۲/ ۲۸۳)، ابویعلی (۶۵۸۲)

فوائد: کھانا کھا کر اللہ کا شکر ادا کرنا یہ انتہائی ثواب کا باعث ہے جو کہ ایک روزے دار کے ثواب کے برابر ہے جیسا کہ حدیث سے واضح ہے روزہ ایک ایسا عمل ہے جو کہ فقط اللہ کیلئے ہوتا ہے اس میں کسی قسم کا دکھلاوا نہیں ہوتا اسی لئے اس کا ثواب بھی اللہ خود عطا کریں گے جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہی اللہ نے ”الریان“ کے نام سے رکھ دیا جس میں سے روزے دار داخل ہوں گے شکر ادا کرنا اس قدر اہمیت کا حامل ہے لیکن اگر کسی نے آپ کی دعوت کی ہے آپکی خدمت کی ہے تو سب سے پہلے اس کا شکریہ ادا کرنا لازم ہے حدیث میں ہے (من لم یشکر الناس لم یشکر الله) جس نے بندے کا شکریہ ادا نہ کیا اس نے اللہ کا شکریہ بھی ادا نہیں کیا۔ اس لئے شکر گزاری سب سے پہلے بندوں کی ہوتا کہ بندہ اللہ کا شکر ادا کرنے قابل ہوجائے۔

ومن أنواع الصدقة

صدقہ کی اقسام کا بیان

۳۵۱۔ عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ مَرْفُوعاً: ((عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ صَدَقَةٌ: قِيلَ: أَرَأَيْتَ إِنْ لَمْ يَجِدْ؟ قَالَ: يَعْتَمِلُ بِيَدَيْهِ فَيَنْفَعُ نَفْسَهُ وَيَتَصَدَّقُ قِيلَ: أَرَأَيْتَ إِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ؟ قَالَ: يُعِينُ ذَا الْحَاجَةِ الْمَلْهُوفَ، قِيلَ: أَرَأَيْتَ إِنْ لَمْ

سیدنا ابوموسی اشعری ؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہر مسلمان پر صدقہ کرنا ضروری ہے۔“ کسی نے پوچھا: اگر وہ صدقہ کرنے کے لئے کچھ نہ پائے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اپنے ہاتھوں سے کام (محنت، مزدوری) کرے اور (اجرت حاصل کر کے) اپنے نفس کو بھی نفع پہنچائے اور صدقہ بھی کرے۔“ پھر پوچھا

يَسْتَطِيعُ؟ قَالَ: يَأْمُرُ بِالْمَعْرُوْفِ أَوِ الْخَيْرِ قَالَ: أَرَأَيْتَ إِن لَّمْ يَفْعَلْ؟ قَالَ: يُمْسِكُ عَنِ الشَّرِّ فَإِنَّهَا صَدَقَةٌ)). [الصحيحة:٥٧٣]

گیا: اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کسی مصیبت زدہ حاجت مند کی مدد کر دے۔'' پھر پوچھا گیا: اگر اس کی بھی طاقت نہ رکھے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نیکی یا بھلائی کا حکم کرے۔'' پوچھا گیا: اگر وہ یہ بھی نہ کر سکے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''دوسروں کو نقصان پہنچانے سے باز رہے' یقیناً یہ بھی صدقہ ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۵۷۳۔ بخاری ۱۴۴۵/ ۶۰۲۲' والادب المفرد (۲۲۵)' مسلم (۱۰۰۸)' نسائی (۲۵۳)' احمد (۴/ ۳۹۵)

فوائد : اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے بندے کو بخشنے کے بہانے ڈھونڈتے ہیں جیسا کہ آپؐ نے فرمایا کہ ہر مسلمان کے ذمے صدقہ لازم ہے اب یہ نہیں کہ اس کیلئے جان کو مشقت میں ڈالا جائے پیسے خرچ کئے جائیں اگرچہ یہ بھی صدقے کی ایک اعلیٰ قسم ہے لیکن اگر کوئی اتنی مشقت نہ کر سکے ز کہا کہ برائی سے بچارہ یہی صدقہ بن جائے گا یعنی کرنا کچھ نہیں آرام سے بیٹھا ہے یا اپنے ذاتی کام میں مصروف ہے بس برائی نہیں کر رہا یہ بھی للہ کے ہاں صدقہ شمار ہوگا جیسا کہ ایک حدیث میں ہے۔ کہ آپؐ نے فرمایا کہ ایک آدمی اپنے گھر والوں سے اپنی حاجت پوری کرے یہ بھی نیکی ہے تو صحابہؓ نے پوچھا یہ تو اپنی حاجت پوری کر رہا نیکی کا یہاں کیا کام آپؐ نے فرمایا اگر یہ بندہ ناجائز جگہ پر اپنی حاجت پوری کرتا تو کیا اسے لناہ ہوتا تھا انہوں نے کہا ہاں! تو آپؐ نے فرمایا تو اب اسے ثواب بھی ہوگا۔ یعنی اللہ اپنے بندوں کے ساتھ اس قدر رحیم ہیں کہ وہ کام جو بندہ پی ضرورت کیلئے کر رہا ہے اسے بھی ثواب بنا دیا اس کو پیش نظر رکھ کے بندہ غور کرے تو ساری زندگی اجر کا باعث بن سکتی ہے اللہ کی اس قدر بے یاں رحمت کے باوجود بندہ برائیوں کے انبار لے کر جہنم میں چلا جائے تو اس سے بڑا بد بخت کون ہوگا۔

۳۵۔ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ مَرْفُوْعاً: ((عَلَى كُلِّ نَفْسٍ
، كُلَّ يَوْمٍ طَلَعَتْ فِيْهِ الشَّمْسُ صَدَقَةٌ مِنْهُ عَلَى
سِهِ. قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! مِنْ أَيْنَ أَتَصَدَّقُ
بْسَ لَنَا أَمْوَالٌ؟ قَالَ: لِأَنَّ مِنْ أَبْوَابِ الصَّدَقَةِ
كْبِيْرَ، وَسُبْحَانَ اللّٰهِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ، وَلَا إِلٰهَ إِلَّا
ۃُ، وَأَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ، وَتَأْمُرُ بِالْمَعْرُوْفِ، وَتَنْهٰى
، الْمُنْكَرِ وَتَعْزِلُ الشَّوْكَةَ عَنْ طَرِيْقِ النَّاسِ
عَظْمَةَ وَالْحَجَرَ، وَتَهْدِي الْأَعْمٰى، وَتُسْمِعُ
ـمَّ وَالْأَبْكَمَ حَتّٰى يَفْقَهَ، وَتَدُلُّ الْمُسْتَدِلَّ
، حَاجَةٍ لَّهُ قَدْ عَلِمْتَ مَكَانَهَا، وَتَسْعٰى بِشِدَّةِ
يْكَ إِلَى اللَّهْفَانِ، الْمُسْتَغِيْثِ، وَتَرْفَعُ بِشِدَّةِ
عَيْكَ مَعَ الضَّعِيْفِ، كُلُّ ذٰلِكَ مِنْ أَبْوَابِ
دَقَةِ مِنْكَ عَلٰى نَفْسِكَ وَلَكَ فِي جِمَاعِكَ

سیدنا ابوذر ؓ سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''ہر روز' جس میں سورج طلوع ہوتا ہے' ہر نفس پر صدقہ کرنا ضروری ہے۔'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں کیسے صدقہ کروں' میرے پاس تو مال نہیں ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''(صدقہ صرف مال کا خرچ کرنا ہی نہیں ہے بلکہ) یہ بھی صدقہ کی اقسام ہیں: "اَللّٰہُ اَکْبَر" کہنا "سُبْحَانَ اللّٰہ" کہنا "اَلْحَمْدُ لِلّٰہ" کہنا "لَااِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ" کہنا "اَسْتَغْفِرُ اللّٰہ" کہنا' نیکی کا حکم دینا' برائی سے منع کرنا' لوگوں کی گزر گاہوں سے کانٹا' پتھر اور ہڈی ہٹانا' نابینے کی رہنمائی کرنا' بہروں اور گونگوں کو اس اہل بنانا کہ وہ بات سمجھ سکیں' رہنمائی طلب کرنے والے کسی ضرورت مند کی رہنمائی کرنا' مدد کے لئے پکارنے والے مصیبت زدہ کی (مدد کرنے کے لئے) اس کی طرف دوڑ کر جانا' کمزور آدمی کا بھر پور انداز میں تعاون کرنا۔ یہ صدقہ کی اقسام ہیں' ان کے ذریعے تو اپنے آپ پر صدقہ کر سکتا

زَوْجَتِكَ أَجْرٌ. قَالَ أَبُو ذَرٍّ: كَيْفَ يَكُوْنُ لِي أَجْرٌ فِي شَهْوَتِي؟ فَقَالَ: أَرَأَيْتَ لَوْكَانَ لَكَ وَلَدٌ فَأَدْرَكَ وَرَجَوْتَ خَيْرَهُ فَمَاتَ، أَكُنْتَ تَحْتَسِبُهُ؟ قُلْتُ: نَعَمْ. قَالَ: فَأَنْتَ خَلَقْتَهُ؟ قَالَ: بَلِ اللّٰهُ خَلَقَهُ. قَالَ: فَأَنْتَ هَدَيْتَهُ؟ قَالَ: بَلِ اللّٰهُ هَدَاهُ. قَالَ فَأَنْتَ تَرْزُقُهُ؟ قَالَ: بَلِ اللّٰهُ كَانَ يَرْزُقُهُ. قَالَ: كَذٰلِكَ فَضَعْهُ فِي حَلَالِهِ وَجَنِّبْهُ حَرَامَهُ، فَإِنْ شَاءَ اللّٰهُ أَحْيَاهُ وَإِنْ شَاءَ أَمَاتَهُ، وَلَكَ أَجْرٌ)).

ہے۔اور بیوی سے جماع کرنے میں بھی اجر ہے۔'' سیدنا ابوذر ﷛ نے کہا: جنسی شہوت پوری کرنے میں کون سا اجر ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ذرا بتلاؤ کہ اگر تیرا بیٹا ہو وہ نوجوان ہو جائے اور تجھے اس کی خیر و بھلائی کی امید ہو لیکن وہ فوت ہو جائے تو کیا تو اس کی وفات پر ثواب کی توقع کے ساتھ صبر کرے گا؟'' میں نے کہا: جی ہاں۔ آپ ﷺ نے پوچھا: ''کیا تو نے اسے پیدا کیا؟'' میں نے کہا: نہیں' اسے تو اللہ تعالی نے پیدا کیا۔ آپ ﷺ نے پوچھا: ''کیا تو نے اسے ہدایت دی؟'' میں نے کہا: نہیں' اسے تو اللہ تعالی نے ہدایت دی۔ آپ ﷺ نے پوچھا: ''کیا تو نے اسے رزق دیا؟'' میں نے کہا: نہیں' اللہ تعالی نے اسے رزق دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''بس اسی طرح اپنے (عضوِ مخصوص) کو حلال جگہ کے لئے استعمال کر اور حرام سے بچا۔ اگر اللہ نے چاہا اسے زندہ رکھے گا اور چاہا تو اسے مار دے گا اور تجھے اجر ملے گا۔''

تخریج: الصحیحة ۵۷۵۔ احمد (۵/ ۱۶۸۔ ۱۶۹)' نسائی فی الکبریٰ (۹۰۲۷)' بیهقی فی الشعب (۱۱۱۷)' ابن حبان (۳۳۷۷)

فوائد : پچھلی حدیث میں تفصیل گزر چکی ہے۔

ومن تربية اهل البيت

اہل بیت کی تربیت کا بیان

۳۵۳۔ عَنِ ابْنِ عَمْرٍو مَرْفُوْعاً: ((عَلِّقُوْا السَّوْطَ حَيْثُ يَرَاهُ أَهْلُ الْبَيْتِ)).

سیدنا عبد اللہ بن عمرو ﷠ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوڑا وہاں لٹکاؤ' جہاں سے گھر والوں کو نظر آئے۔''

تخریج: الصحیحة ۱۴۴۶۔ ابونعیم فی الحلیة (۷/ ۳۳۲)

فوائد : اللہ تعالی نے انسان کو پیدا کیا اسے زندگی کا مقصد بتلا کر کہا کہ اگر یہ مقصد (وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون) (میں نے جنوں اور انسانوں کو فقط اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا)۔ یعنی عبادت حاصل ہو گیا تو پھر جنت کی صورت میں یہ انعامات ہیں لیکن اگر مقصد فوت ہو گیا تو میرے عذاب کو بھی مدنظر رکھنا اور اپنے عذاب کا تفصیلی نقشہ کھینچ کر سامنے رکھ دیا اس فلسفے سے یہ بات بخوبی سمجھی جا سکتی ہے کہ ترغیب کے ساتھ ساتھ جب تک ترہیب نہ ہو بات ادھوری رہتی ہے اسی لیے گھر والوں کے ساتھ بہترین سلوک کی ہدایت کے ساتھ آپ ﷺ نے یہ بھی فرما کہ کوڑا بھی سامنے پڑا نظر آئے کہ جسے پیار کی سمجھ نہ آئے تو مار اس کے ذہن میں ہوتا کہ معاملات خوش اسلوبی سے حل ہوتے چلے جائیں۔

۳۵۴۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مَرْفُوْعاً: ((عَلِّقُوْا السَّوْطَ حَيْثُ يَرَاهُ أَهْلُ الْبَيْتِ فَإِنَّهُ لَهُمْ

سیدنا عبداللہ بن عباس ﷠ سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''ایسی جگہ پر کوڑا لٹکاؤ' جہاں سے گھر والے افراد کو نظر آئے

أَدَبٌ)). [الصحيحة: ١٤٤٧]

کیونکہ یہ ان کے لئے باادب ہونے کا سبب ہے۔"

تخریج: الصحیحۃ ۱۴۴۷۔ طبرانی فی الکبیر (۱۰۶۷۰) والاوسط (۴۳۷۹)، خطیب (۱۲/ ۲۰۳)، ابن عساکر (۴۹/ ۲۴۷)، عبد الرزاق (۲۱۰۲۳)

فوائد: پچھلی حدیث ملاحظہ کیجئے۔

حكمة تغطية الانا و بالليل

رات کو برتن ڈھانپنے کی حکمت کا بیان

۳۵۵۔عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ الْأَنْصَارِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ:((غَطُّوْا الإِنَاءَ وَأَوْكُوْا السِّقَاءَ، فَإِنَّ فِي السَّنَةِ لَيْلَةً يَنْزِلُ فِيْهَا وَبَاءٌ فِيْهَا وَبَاءٌ لَايَمُرُّ بِإِنَاءٍ لَّمْ يُغَطَّ وَلَا سِقَاءٌ لَّمْ يُوْكَ، إِلَّا وَقَعَ فِيْهِ مِنْ ذٰلِكَ الْوَبَاءِ)). [الصحيحة:٣٠٧٦]

سیدنا جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: "(رات کو) برتنوں کو ڈھانپ دیا کرو اور مشکیزوں کو ڈوری سے باندھ دیا کرو، کیونکہ سال میں ایک ایسی رات ہوتی ہے جس میں ایک وبا نازل ہوتی ہے، وہ جس برتن کو ڈھانپا نہ گیا ہو اور جس مشکیزے پر ڈوری نہ باندھی گئی ہو، اس کے پاس سے گزرتی ہے، اس میں داخل ہو جاتی ہے۔"

تخریج: الصحیحۃ ۳۰۷۶۔ احمد (۳/ ۳۵۵)، بیہقی (۱۰۵۹)، مسلم (۲۰۱۴)، بغوی شرح السنۃ (۳۰۶۱)، ابوعوانۃ (۵/ ۳۳۴)

فوائد: معلوم ہوا کہ سال میں ایک دفعہ وباء اترتی ہے اسے جو برتن کھلا پڑا مل جائے اسی میں اتر آتی پھر اس برتن کے استعمال کی صورت میں بندہ اس وباء کا شکار ہوجاتا ہے اس لئے برتن ڈھانک کر رکھے جائیں یا اوندھے کر دیئے جائیں اگر سیدھا رکھنا بھی ہو اور ڈھانکنے کیلئے کچھ نہ ملے تو کوئی چھوٹی موٹی چیز اس کے اوپر رکھ دی جائے تو وہ چیز وباء سے محفوظ رہے گی۔

بركة الطعام فى الإجتماعية

کھانے کی برکت اجتماعیت میں ہے

۳۵۶۔ عَنْ وَحْشِيٍّ: أَنَّ رَجُلًا قَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ! إِنَّا نَأْكُلُ وَلَا نَشْبَعُ؟ قَالَ: ((فَلَعَلَّكُمْ تَأْكُلُوْنَ مُتَفَرِّقِيْنَ، اِجْتَمِعُوْا عَلٰى طَعَامِكُمْ، وَاذْكُرُوْا اِسْمَ اللّٰهِ. تَعَالٰى. عَلَيْهِ يُبَارَكُ لَكُمْ فِيْهِ)). [الصحيحة:٦٦٤]

سیدنا وحشی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم کھانا کھاتے ہیں، لیکن سیر نہیں ہوتے (کیا وجہ ہے)؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "شاید تم الگ الگ کھاتے ہو۔ کھانا اجتماعی طریقے سے اور بسم اللہ پڑھ کر کھایا کرو، تمھارے لئے کھانے میں برکت ڈال دی جائے گی۔"

تخریج: الصحیحۃ ۶۶۴۔ ابوداود (۳۷۶۴)، ابن ماجہ (۳۲۸۶)، احمد (۳/ ۵۰۱)، حاکم (۲/ ۱۰۳)

فوائد: کھانا اکٹھے کھانے میں انتہائی برکات ایک تو اسی حدیث سے واضح ہیں آپ ﷺ نے فرمایا مل کر کھاؤ تو سب سیر ہوں گے یعنی سب کا پیٹ بھرے گا مل کر کھانے کی ایک برکت یہ بھی ہے کہ تھوڑا کھانا بھی کافی ہوجاتا ہے جیسا کہ حدیث میں وضاحت آتی ہے (اکلو جمعیا و لا تتفرقوا فان طعام الواحد یکفی الاثنین و طعام الاثنین یکفی الاربعۃ) (طبرانی اوسط) سب مل کر کھاؤ الگ نہ ہو، بس یقیناً ایک کھانا دو کو اور دو کا چار کو کافی ہو جائے گا۔ یعنی اکٹھے کھانے سے برکات کا نزول ہوتا ہے اور دو بندوں کا کھانا چار مل کر آسانی سے کھا سکتے ہیں اور اللہ کو

ایسا کھانا بہت زیادہ محبوب ہے حدیث میں ہے (ان احب الطعام الی الله ما کثرت علیه الایدی) (طبرانی اوسط) اللہ کا محبوب کھانا وہ ہے جس میں ہاتھ زیادہ ہوں۔ جبکہ اس کے برعکس چھوٹے برتنوں میں ڈال کر کھانے کو اللہ کے نبی ﷺ معیوب سمجھتے اور اسے عجمیوں کا طریقہ بتاتے تھے۔ اور آج سائنس بھی اس بات کی معترف ہے کہ ملکر کھانے سے بندہ کئی بیماریوں سے محفوظ رہتا ہے۔ اسلام کے احکامات کے اندر جہاں دنیا کی برکات اور آخرت کی کامیابیاں ہیں وہاں انسان کو طبی طور پر بھی اسکے بہت سے فوائد حاصل ہوتے ہیں جیسا کہ وقت ایسے حقائق سے رفتہ رفتہ پردہ ہٹا رہا ہے۔

علي سلامى ابن آدم صدقة

٣٥٧ـ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مَرْفُوعاً: ((فِي ابْنِ آدَمَ سِتُّونَ وَثَلَاثُ مِئَةِ سَلَامٰى أَوْ عَظْمٌ أَوْ مَفْصَلٌ، عَلٰى كُلِّ وَاحِدٍ فِي كُلِّ يَوْمٍ صَدَقَةٌ، كُلُّ كَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ صَدَقَةٌ، وَعَوْنُ الرَّجُلِ أَخَاهُ صَدَقَةٌ، وَالشَّرْبَةُ مِنَ الْمَاءِ تَسْقِيهَا صَدَقَةٌ وَإِمَاطَةُ الْأَذٰى عَنِ الطَّرِيقِ صَدَقَةٌ)).
[الصحيحة:٥٧٦]

ابن آدم کے ہر جوڑ پر صدقہ ہے

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”آدم کے بیٹے میں کل تین سو ساٹھ (۳۶۰) جوڑ یا ہڈیاں ہوتی ہیں، ہر روز ہر جوڑ کی طرف سے صدقہ ادا کرنا ہوتا ہے۔ (صدقے کی چند اقسام یہ ہیں:) ہر اچھی بات صدقہ ہے، آدمی کا اپنے بھائی کی مدد کرنا صدقہ ہے، پانی کا ایک گھونٹ پلانا صدقہ ہے اور راستے سے تکلیف دہ چیز ہٹانا صدقہ ہے۔“

تخریج: الصحیحة ۵۷۶ـ الادب المفرد (۶۲)، مسدد کما فی اتحاف الخیرة (۲۸۴۰)، ابویعلی (۲۴۳۴)، بزار (۹۲۶)، نحوہ

تفسير قوله تعالٰى ذلك ادنى ان لا تعولوا

٣٥٨ـ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((فِي قَوْلِهِ تَعَالٰى: ﴿ذٰلِكَ أَدْنٰى أَلَّا تَعُولُوا﴾ قَالَ: أَنْ لَّا تَجُورُوا)) [الصحيحة:٣٢٢٢]

اللہ تعالٰی کے فرمان مذکورہ کی تفسیر کا بیان

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد باری تعالیٰ: ﴿ذٰلِكَ اَدْنٰى اَنْ لَّا تَعُوْلُوْا﴾ (سورۂ نساء: ۳) کا معنی بیان کرتے ہوئے فرمایا: ”(زیادہ قریب ہے کہ ایسا کرنے سے) تم ظلم نہ کرو۔“

تخریج: الصحیحة ۳۲۲۲ـ ابن حبان (۴۰۲۹)، ابن ابی حاتم فی التفسیر (۳/ ۸۶۰)

فعل النبيّ اذا اوى إلى فراشه ليلة

٣٥٩ـ عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ: ((إِنْ إِذَا أَوٰى إِلٰى فِرَاشِهِ لَيْلَةً جَمَعَ فِيهِ، ثُمَّ نَفَثَ فِيهِمَا، فَقَرَأَ فِيهِمَا ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ﴾ وَ ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ وَ ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ ثُمَّ يَمْسَحُ بِهِمَا مَا اسْتَطَاعَ مِنْ جَسَدِهِ، يَبْدَأُ

آپ جب رات کو بستر پر آتے تو اس طرح کرتے

سیدہ عائشہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ جب رات کو اپنے بستر پر آرام فرما ہوتے تو اپنی دونوں ہتھیلیوں کو اکٹھا کرتے، ان میں پھونکتے اور ان میں یہ سورتیں پڑھتے: ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ اور ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ پھر حسب استطاعت ان ہتھیلیوں کو جسم پر پھیر لیتے۔ اپنے سر، چہرے

بِهِمَا عَلٰی رَأْسِهٖ وَوَجْهِهٖ، وَمَا أَقْبَلَ مِنْ جَسَدِهٖ، يَفْعَلُ ذٰلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ)).

[الصحيحة: ۳۱۰۴]

اور جسم کے اگلے حصے سے ان کو پھیرنا شروع کرتے' ایسا تین مرتبہ کرتے۔

تخریج: الصحیحة ۳۱۰۴۔ بخاری (۵۰۱۷)' ابوداود (۵۰۵٦)' ترمذی (۳۳۹۹)' والشمائل (۲۱۸)' احمد (٦/ ۱۱٦)

فوائد : رات کے سونے کے اذکار میں سے یہ تین قل بھی ہیں یعنی معوذ تین اور سورۃ اخلاص۔ جب اللہ کے نبی ﷺ پر جادو ہو گیا تھا تو اللہ تعالیٰ نے دم کیلئے یہ تین سورتیں نازل کیں یہ ایسی مجرب سورتیں ہیں خصوصاً جب اللہ نے انہیں اتارا ہی ایسے موقع پر ہو جب نبی کریم ﷺ جو کہ اللہ کی سب سے محبوب ہستی تھیں ان پر جادو کا اثر ہوا تو انہیں دی گئیں یہ سورتیں جادو کے خلاف کس قدر مجرب ہوں گی ہر بندہ اس کا اندازہ بخوبی لگا سکتا ہے۔ اور یہ ایسی کارگر ثابت ہوئیں کہ آپ سے سارے شیطانی اثرات ختم ہو گئے۔ آج جب جہالت کی بناء پر جادو جو کہ کفر ہے عام ہو چکا ہے اور ایسے کفر کے اڈے جگہ جگہ کھل چکے ہیں تو ایسے حالات میں حاسدوں کے شر اور انکے جادوئی ہتھکنڈوں سے بچنے کیلئے لازم ہے کہ بندہ ان کو اپنا معمول بنالے رات کو سوتے وقت بستر پر بیٹھ کر تین دفعہ انکو پڑھ کر ہاتھوں پر پھونک مار کر سارے جسم پر ہاتھ پھیر لیے جائیں انشاء اللہ اللہ ہر قسم کے شیاطین سے کافی ہو جائے گا۔

الأمر بالتبشير

خوش خبری دینے کا حکم

۳٦۰۔عَنْ أَبِي مُوسٰی، قَالَ: ((كَانَ إِذَا بَعَثَ أَحَداً مِنْ أَصْحَابِهٖ فِي بَعْضِ أَمْرِهٖ قَالَ: بَشِّرُوْا وَلَا تُنَفِّرُوْا، وَيَسِّرُوْا وَلَا تُعَسِّرُوْا)).

[الصحيحة: ۹۹۲]

سیدنا ابو موسیٰ ؓ بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ جب کسی صحابی کو اپنے بعض معاملات میں امیر بنا کر بھیجتے تو فرماتے: ''خوشخبریاں سنانا' متنفر نہ کرنا اور آسانیاں پیدا کرنا' نہ کہ دشواریاں۔''

تخریج: الصحیحة ۹۹۲۔ مسلم (۱۷۳۲)' ابوداود (۴۸۳۵)' احمد (۴/ ۳۹۹)' فی اثناء الحدیث۔ بغوی فی شرح السنة (۲۴۷۵)

فوائد : لوگوں کو جب اسلام کے بارے دعوت دی جائے اسکی تعلیمات سکھلائی جائیں تو چھوٹتے ہی ایسے احکام بتانے شروع کر دیئے جائیں جس میں تھوڑی مشقت کرنی پڑتی ہو تھوڑا نفس پر جبر کرنا پڑتا ہو تو اس میں اندیشہ ہے کہ ایک کافر جو اسلام کی تعلیمات سے متاثر ہوا ہے وہ ڈر کر بھاگ جائے اور اسلام سے متنفر ہو جائے تو ایسی صورتحال سے بچنے کیلئے ضروری ہے کہ حکمت عملی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اسے رفتہ رفتہ بتدریج اسلام کے احکام سے روشناس کروایا جائے جیسا کہ ایک بندہ اسلام قبول کرنے کے لئے نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوتا ہے کہا میں اسلام قبول کرنا چاہتا ہوں لیکن کچھ ایسی جاہلی عادات ہیں جن سے میں دستکش نہیں ہو سکتا مثلاً چوری، زنا وغیرہ تو آپ نے کہا ٹھیک ہے بس جھوٹ چھوڑ دو وہ مان گیا لیکن صرف جھوٹ چھوڑنے کی وجہ سے اس کی تمام بدعادات ختم ہو گئیں اگر آتے ہی سختی کی جاتی کہ نہیں یہ اسلام میں ضروری ہیں یہ برائیاں چھوڑنا پڑیں گی تو اندیشہ تھا کہ وہ قبول اسلام سے ہی منکر ہو جاتا۔ اسی طرح کا ایک واقعہ یورپ کے ایک مشہور گلوکار کے ساتھ پیش آیا وہ بہت اعلیٰ موسیقار تھا اسلام سے متاثر ہو کر مسلمان بن گیا اور آہستہ آہستہ جب اسے گانے کی حرمت کا پتہ لگتا ہے تو وہ اس سے توبہ کر لیتا ہے اسکے اپنے الفاظ ہیں کہ میں گانے کا اس قدر شیدائی تھا کہ اگر ابتداءً مجھے کوئی کہتا کہ تمہیں گانا چھوڑنا پڑے گا تو میں مسلمان بھی نہ ہوتا لیکن بعد میں جب اسلامی تعلیمات مجھ میں راسخ ہو گئیں اور مجھے پتہ چلا تو میں نے اس سے بخوشی توبہ کر لی۔ یہ اس حدیث کا مطلوب ہے۔

استحباب الاعادة بكلمة ثلاثا

٣٦١ـعَنْ أَنَسٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ: ((كَانَ إِذَا تَكَلَّمَ بِكَلِمَةٍ أَعَادَهَا ثَلَاثاً، حَتّٰى تُفْهَمَ عَنْهُ، وَإِذَا أَتٰى عَلٰى قَوْمٍ فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ، سَلَّمَ عَلَيْهِمْ ثَلَاثاً)). [الصحيحة: ٣٤٧٣]

کسی بھی بات کو تین بار دھرانے کا استحباب

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ جب کوئی بات ارشاد فرماتے تو تین مرتبہ اسے دہراتے حتی کہ وہ خوب سمجھ لی جاتی اور جب کسی قوم کے پاس آتے اور انھیں سلام کرتے تو سلام بھی تین دفعہ کرتے۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۴۷۳۔ بخاری (۹۴، ۹۵)، ترمذی (۲۷۲۳، ۳۶۴۰) والشمائل (۱۹۲)، احمد (۳/ ۲۲۱)

فوائد: نبی کریم ﷺ کی بہترین عادات میں سے ایک عادت یہ تھی کہ آپ ہر کلمہ الگ الگ اور تین دفعہ بولتے آپ ایسے ٹھہر ٹھہر کر الفاظ بولتے کہ اگر کوئی آپ کے الفاظ کو شمار کرنا چاہتا تو کرسکتا تھا تو بات ایسے کرنی چاہیے کہ سننے والے کو آسانی سے سمجھ آجائے۔ یہی اسوۂ رسول ہے۔

ومن كفارة المجلس

٣٦٢ـ عَنْ عَائِشَةَ مَرْفُوعاً: ((كَانَ إِذَا جَلَسَ مَجْلِساً أَوْ صَلّٰى صَلَاةً تَكَلَّمَ بِكَلِمَاتٍ فَسَأَلَتْهُ عَائِشَةُ عَنِ الْكَلِمَاتِ؟ فَقَالَ: إِنْ تَكَلَّمَ بِخَيْرٍ كَانَ طَابِعاً عَلَيْهِنَّ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَإِنْ تَكَلَّمَ بِغَيْرِ ذٰلِكَ كَانَ كَفَّارَةً لَهُ: سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ، وَأَتُوْبُ إِلَيْكَ)). [الصحيحة: ٣١٦٤]

مجلس کے کفارہ کا بیان

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی مجلس میں تشریف رکھتے یا نماز پڑھتے تو کچھ کلمات کہتے تھے۔ میں نے ایک دن ان کلمات کے بارے میں دریافت کیا؟ جوابًا آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر کوئی آدمی اُس مجلس میں خیر و بھلائی پر مشتمل کلام کرے گا تو یہ کلمات اس کے لئے روزِ قیامت تک مہر ثابت ہوں گے اور اگر کوئی اور (برا) کلام کرے گا تو یہ کفارہ بن جائیں گے۔ (وہ کلمات یہ ہیں:) سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ، أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوْبُ إِلَيْكَ (تو پاک ہے، اے اللہ! اپنی تعریفوں کے ساتھ، نہیں ہے کوئی معبودِ برحق مگر تو ہی، میں تجھ سے بخشش طلب کرتا ہوں اور تیری طرف توبہ کرتا ہوں)۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۱۶۴۔ نسائی فی عمل الیوم واللیلۃ (۳۰۹، ۴۰۰)، ابن حجر فی الفتح (۱۳/ ۵۴۶)، احمد (۶/ ۷۷)، بیہقی فی الشعب (۶۲۹)

فوائد: مجالس کے اندر بے دھیانی میں گناہ کا سرزد ہو جانا بعید نہیں اس لیے یہ دعا چونکہ مجلس کے تمام گناہ جو دانستہ ہوئے ہوں یا نادانستہ سب کا کفارہ بن جاتی ہے لہٰذا اسے معمول بنالینا چاہیے۔

دعاء الخروج من البيت

٣٦٣ـعَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا۔

گھر سے نکلنے کی دعا

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب گھر

قَالَتْ: ((كَانَ إِذَا خَرَجَ مِنْ بَيْتِهِ قَالَ: بِسْمِ اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَعُوْذُبِكَ أَنْ نَزِلَّ (وَفِي رِوَايَةٍ: أَزِلَّ أَوْ أُزَلَّ ...... بِالْإِفْرَادِ فِي الْأَفْعَالِ كُلِّهَا) أَوْ نَضِلَّ، أَوْ نَظْلِمَ أَوْ نُظْلَمَ، أَوْنَجْهَلَ أَوْيُجْهَلَ عَلَيْنَا)). [الصحيحة: ٣١٦٣]

سے نکلتے تو یہ دعا پڑھتے: ''بِسْمِ اللّٰهِ، تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ، اَللّٰهُمَّ! اِنَّا نَعُوْذُبِكَ اَنْ نَزِلَّ، اَوْ نَضِلَّ اَوْ نَظْلِمَ اَوْ نُظْلَمَ اَوْ نَجْهَلَ اَوْ يُجْهَلَ عَلَيْنَا۔ (اللہ کے نام کے ساتھ) میں نے اللہ پر توکل کیا، اے اللہ! ہم تیری پناہ چاہتے ہیں اس بات سے کہ ہم پھسل جائیں یا گمراہ ہو جائیں یا ظلم کریں یا ہم پر ظلم کیا جائیں یا ہم کسی سے جہالت سے پیش آئیں یا کوئی ہم سے جہالت سے پیش آئے۔ ایک روایت میں یہ الفاظ صیغہ واحد متکلم کے ساتھ ہیں۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۱۶۳۔ ترمذی (۳۴۲۳)، نسائی (۵۴۸۸)، وعمل الیوم واللیلۃ (۸۷)، ابن ماجہ (۳۸۸۴)، احمد (۶/ ۳۰۶)

باب: من هديه ﷺ في المصافحة

باب: مصافحہ میں نبی کریم ﷺ کا اسوۂ حسنہ

٣٦٤۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: ((كَانَ إِذَا صَافَحَ رَجُلًا لَمْ يَتْرُكْ يَدَهُ، حَتّٰى يَكُوْنَ هُوَالتَّارِكُ لِيَدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ)) [الصحيحة: ٢٤٨٥]

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی سے مصافحہ کرتے تو اس وقت تک اس کا ہاتھ نہ چھوڑتے جب تک وہ خود آپ ﷺ کا ہاتھ ترک نہ کرتا۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۴۸۵۔ خطیب فی الموضح (۲/ ۲۲۵)، ترمذی (۲۴۹۰)، ابن ماجہ (۳۷۱۶)، ابن سعد (۱/ ۳۷۸)

فوائد : یہ حدیث آپ کی تواضع و عاجزی پر دلالت کرتی ہے ایک حدیث میں ہے کہ آپ اپنا چہرہ اسکی طرف کئے رکھتے یہاں تک کہ وہ خود ہی اپنا چہرہ پھیر لیتا۔ آپ ملتے ہوئے انتہائی عاجزی اور محبت کا مظاہرہ کرتے کسی سے جان چھڑانے کی نہ کرتے۔

كيف يشمت العاطس؟

چھینکنے والے کو جواب کیسے دیا جائے گا

٣٦٥۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ ذِي الْجَنَاحَيْنِ: ((كَانَ إِذَا عَطَسَ حَمِدَاللّٰهَ فَيُقَالُ لَهُ: يَرْحَمُكَ اللّٰهُ. فَيَقُوْلُ: يَهْدِيْكُمُ اللّٰهُ وَيُصْلِحُ بَالَكُمْ)). [الصحيحة: ٢٣٨٧]

سیدنا عبداللہ بن جعفر ذوالجناحین سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب چھینکتے تو ''اَلْحَمْدُ لِلّٰه'' کہتے۔ جب جواباً ''يَرْحَمُكَ اللّٰه'' کہا جاتا تو آپ فرماتے: ''يَهْدِيْكُمُ اللّٰهُ، وَيُصْلِحُ بَالَكُمْ (اللہ تمھیں ہدایت دے اور تمھارے حالات کی اصلاح فرمائے)۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۳۸۷۔ احمد (۱/ ۲۰۴)، طبرانی فی الکبیر (۱۳/ ۵۹: الجزء المفقود) والدعاء (۱۹۸۰)، والبیہقی فی الشعب (۹۳۴۰)

فوائد : قد تقدم

ومن المعانقة والمصافحة

معانقہ اور مصافحہ کرنے کا بیان

٣٦٦۔ عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: ((كَانَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ ﷺ إِذَا تَلَاقَوْا تَصَافَحُوْا وَإِذَا قَدِمُوْا مِنْ سَفَرٍ

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے صحابۂ کرام باہمی ملاقات کے وقت مصافحہ کرتے اور جب سفر سے آتے تو

تَعَانَقُوْا)). [الصحيحة:٢٦٤٧]

معانقہ کرتے۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۶۴۷- طبرانی فی الاوسط (۹۷)' من حدیث انس ﷺ بیھقی (۷/ ۱۰۰)' ابن ابی الدنیا فی الاخوان (۱۱۶)' من حدیث الشعبی بہ

فوائد : جیسا کہ پیچھے گذر چکا ہے ''مصافحہ'' صفح (ہتھیلی) سے ہے یعنی ہتھیلی سے ہتھیلی ملانا اسے مصافحہ کہتے ہیں اس میں دونوں طرف سے ایک ہاتھ ہونا ہی کافی ہے۔ ''معانقہ'' یہ عنق (گردن) سے ہے گردن سے گردن مل جائے اسے معانقہ کہا جاتا ہے ایک دفعہ ہی مل جائے کافی ہے یہ جو رواج ہے کہ تین دفعہ' یہ ضروری نہیں۔ بس ایک دفعہ ہی گردن سے گردن مل جائے معانقہ مکمل ہوگیا یہ محبت میں اضافے اور گناہوں کے جھڑنے کا باعث ہے۔

مشيء الصحابة أمامه

صحابہ کرامؓ کا آپ ﷺ کے آگے چلنے کا بیان

٣٦٧- عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: ((كَانَ أَصْحَابُهُ يَمْشُوْنَ أَمَامَهُ إِذَا خَرَجَ وَيَدَعُوْنَ ظَهْرَهُ لِلْمَلَائِكَةِ)). [الصحيحة: ٤٣٦]

سیدنا جابر ﷺ کہتے ہیں کہ صحابہ کرام آپ ﷺ کے سامنے چلتے تھے اور آپ ﷺ کی پشت فرشتوں کے لئے چھوڑ دیتے تھے۔

تخریج: الصحیحۃ ۴۳۶- احمد (۳/ ۳۰۲)' ابن ماجہ (۲۴۶)' ابن حبان (۶۳۱۲)' ابوالشیخ فی الاخلاق النبی ﷺ (ص: ۹۴)

فوائد : رحمت کائنات ﷺ بادشاہوں اور متکبروں کی طرح لوگوں کے آگے نہیں چلتے تھے بلکہ صحابہ کرامؓ آگے چلتے اور آپ ﷺ متواضعانہ انداز میں ان کے پیچھے چلتے اور اس میں حفاظت کا پہلو بھی ہوتا کہ صحابہ ﷺ آگے اور فرشتے آپ ﷺ کے پیچھے ہوتے۔

اهمية سورة العصر

سورت العصر کی اہمیت کا بیان

٣٦٨- عَنْ أَبِيْ مَدِيْنَةَ الدَّارِمِيِّ، قَالَ: ((كَانَ الرَّجُلَانِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ إِذَا الْتَقَيَالَمْ يَفْتَرِقَا حَتّٰى يَقْرَأَ أَحَدُهُمَا عَلَى الْآخَرِ : ﴿وَالْعَصْرِ إِنَّ الْإِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍ﴾ ثُمَّ يُسَلِّمُ أَحَدُهُمَا عَلَى الْآخَرِ)). [الصحيحة:٢٦٤٨]

ابو مدینہ دارمی سے روایت ہے کہ جب نبی کریم ﷺ کی دو صحابہ کی ملاقات ہوتی تو اس وقت تک وہ جدا نہ ہوتے تھے جب تک ایک دوسرے پر ﴿وَالْعَصْرِ إِنَّ الْإِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍ﴾ نہ پڑھ لیتے۔ اس کے بعد ایک دوسرے کو سلام کہتے تھے۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۶۴۸- طبرانی فی الاوسط (۵۱۲۰)' بیھقی فی الشعب (۹۰۵۷)

فوائد : سورۃ العصر انتہائی جامع سورت ہے اس میں انسان کو انتہائی اختصار کے ساتھ اسکی کامیابی و ناکامی سے اسے آگاہ کر دیا گیا امام شافعی ﷫ فرماتے ہیں کہ ''اگر قرآن کی یہی صورت نازل ہوجاتی باقی قرآن نہ اترتا تو انسان کی رہنمائی کیلئے کافی تھی۔'' جیسا کہ اس میں مومنین کی چار صفات کا تذکرہ ہے۔ (۱) ایمان (۲) عمل (۳) دعوت (۴) صبر۔ اخروی کامیابی انہیں چار اجزاء سے مرکب ہے جبکہ اس سے ہٹ کر گمراہی ہے اور زمانہ اس پر شاہد ہے۔ یہ انتہائی جامع نصیحت ہوتی جو صحابہ ﷺ ایک دوسرے کو کرتے اور سلام کہہ کر جدا ہو جاتے۔ ایسے نصیحتیں کرتے رہنے سے آخرت یاد رہتی ہے اور بندہ نیکیوں پر کمربستہ رہتا ہے۔

ذم الاطلاع فی البیت بغیر اذن

۳۶۹۔ عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ: ((كَانَ قَائِماً يُصَلِّي فِي بَيْتِهِ فَجَاءَ رَجُلٌ فَاطَّلَعَ فِي بَيْتِهِ فَأَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ سَهْمًا مِنْ كِنَانَتِهِ فَسَدَّدَهُ نَحْوَ عَيْنَيْهِ حَتَّى انْصَرَفَ)).

[الصحيحة:٢٦١٢]

بغیر اجازت گھر میں جھانکنے کی مذمت کا بیان

سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنے گھر میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے' ایک آدمی نے (بلا اجازت) گھر میں جھانکا۔ رسول اللہ ﷺ نے ترکش سے تیر نکالا اور اس کی آنکھوں کو نشانہ بنایا' لیکن وہ پیچھے ہٹ گیا۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۶۱۲۔ الادب المفرد (۱۰۶۹)' احمد (۳/ ۱۹۱)' ابوالقاسم البغوی فی حدیث ھدیۃ (۸۰)' بخاری (۶۳۴۲)' مسلم (۲۱۵۷)' مختصراً۔

فوائد : جب کسی کے گھر آیا جائے تو سلام کہہ کر اجازت مانگی جائے۔ اگر اجازت مل جائے تو ٹھیک ورنہ تیسری دفعہ کے بعد پلٹ جانا چاہیے لیکن اگر اجازت مل جائے تو اندر جھانکنا اور داخل ہونا یہ آپ کے لئے جائز ہوگیا۔لیکن اجازت لئے بغیر کسی کے دروازے سے اندر جھانکنا یہ حرام ہے اس کے بدلے میں گھر والا اس کی آنکھ بھی نکال دے تو کوئی حرج نہیں ہے اس کا قصاص نہیں لیا جائیگا نہ ہی دیت دی جائیگی ایک حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ گھر بیٹھے کنگھی سے سر کھرچ رہے تھے کہ ایک آدمی نے سوراخ سے اندر جھانکا آپ ﷺ نے کہا کہ اگر مجھے پتہ چل جاتا کہ تو مجھے دیکھ رہا ہے تو ''لطعنت فی عینك انما جعل الا ستیذان من اجل البصر'' (متفق علیہ) میں تیری آنکھ میں دے مارتا اسی لئے آنکھ کی وجہ سے اجازت کو مقرر کیا گیا ہے۔یعنی اجازت کا مقصد یہ ہے کہ کہیں غلط جگہ پر نظر نہ پڑے اگر یہ مقصد حاصل نہ ہو تو اجازت لینے کا فائدہ ہی کوئی نہیں۔اس لئے اس حرام کام سے اجتناب کرنا چاہیے۔

باب: عید المسلمین السنوی الفطر والاضحی

۳۷۰۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كَانَ لِأَهْلِ الْجَاهِلِيَّةِ يَوْمَانِ فِي كُلِّ سَنَةٍ يَلْعَبُوْنَ فِيْهِمَا، فَلَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ الْمَدِيْنَةَ قَالَ: ((كَانَ لَكُمْ يَوْمَانِ تَلْعَبُوْنَ فِيْهِمَا، وَقَدْ أَبْدَلَكُمُ اللّٰهُ بِهِمَا خَيْراً مِنْهُمَا :يَوْمَ الْفِطْرِ ، وَيَوْمَ الْأَضْحٰى)).

[الصحيحة:٢٠٢١]

باب: عید الفطر اور عید قربان مسلمانوں کی سالانہ عیدیں ہیں

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اہل جاہلیت نے سال میں کھیلنے کے لئے دو دن مقرر کر رکھے تھے۔ جب نبی کریم ﷺ مدینہ تشریف لائے تو فرمایا: ''تمھارے دو دن تھے جن میں تم کھیلتے تھے' اللہ تعالی نے تمھارے لئے دو بہترین دنوں کو ان کا بدل بنایا ہے اور وہ عید الفطر اور عید الاضحیٰ ہیں۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۰۲۱۔ نسائی (۱۵۵۷)' احمد (۳/ ۱۰۳' ۱۷۸)' طحاوی فی المشکل (۲/ ۲۱۱)' حاکم (۱/ ۲۹۴)

فوائد : اسلام میں صرف دو عیدوں کا تصور ہے کہ انھیں کھیل کود کر خوش ہوا جائے اور شریعت کے دائرے میں رہتے ہوئے اپنے دلی ارمان پورے کئے جائیں۔اب جو اسلام کے اندر کسی تیسری عید کو رواج دیں یا خوشی کے مزید تہوار کفار سے مستعار لے کر منانے شروع کر دیں تو گویا وہ

اللہ کی اس دین پر خوش نہیں اور اس کو تھوڑا خیال کرتے ہیں اور عید جو کہ ایک مذہبی تہوار ہے اس میں اضافہ کرتے ہوئے ان کی تعداد تین کردیتے ہیں وہ ''نعوذ باللہ'' اس عقیدے کو تقویت دیتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے خیانت سے کام لیا اور ہماری خوشیاں پر ڈاکہ ڈالا کہ عید یں دو نہیں آپ ﷺ نے انہیں دو کردیا ہے یا وہ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ اسلام آپ ﷺ کے دور میں مکمل نہیں ہوا بلکہ اسے ہم نے عیدوں کی تعداد پورا کر کے مکمل کیا ہے (العیاذباللہ من ذلك الهفوات) ایسے گندے عقیدہ سے توبہ کر کے خالص اسلام کی طرف پلٹ آنا چاہیے حدیث کے الفاظ صاف ہیں کہ اسلام کے اندر کھیلنے خوشی منانے کے دو ہی دن ہیں جنہیں عید کا نام دیا گیا ہے۔ جیسا کہ حدیث ہے (اشهرا عيد لاينقصان رمضان وذو الحجة) متفق علیہ) عید کے دونوں مہینے کمی والے نہیں ہوتے رمضان اور ذوالحجہ۔ معلوم ہوا کہ عید کے صرف دو مہینے ہیں رمضان ور ذوالحجہ تیسرا کوئی مہینہ عید کا نہیں کہ جس میں عید منائی جاسکے ''فافهموا''

باب: ادب رد السلام علی اهل الکتاب

باب: اہل کتاب کے سلام کا جواب کیسے دیا جائے؟

۳۷۱۔ عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: ((كَانَ نَاسٌ يَأْتُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مِنَ الْيَهُوْدِ، فَيَقُوْلُوْنَ: السَّامُ عَلَيْكَ! فَيَقُوْلُ وَعَلَيْكُمْ فَفَطِنَتْ بِهِمْ عَائِشَةُ فَسَبَّتْهُمْ، (وَفِي رِوَايَةٍ: قَالَتْ عَائِشَةُ: بَلْ عَلَيْكُمُ السَّامُ وَالذَّامُ) فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَهْ يَا عَائِشَةُ! لَاتَكُوْنِي فَاحِشَةً] فَإِنَّ اللّٰهَ لَايُحِبُّ الْفُحْشَ وَلَاالتَّفَحُّشَ، قَالَتْ: فَقُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ كَذَا وَكَذَا فَقَالَ: أَلَيْسَ قَدْ رَدَدْتُ عَلَيْهِمْ؟ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ. عَزَّوَجَلَّ. ﴿وَإِذَا جَاءُ وْكَ حَيَّوْكَ بِمَا لَمْ يُحَيِّكَ بِهِ اللّٰهُ﴾ إِلَى آخِرِ الْآيَةِ)).

(المجادلة : ۸)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: یہودی لوگ آپ ﷺ کے پاس آ کر (السلام علیکم کی بجائے) کہتے: اَلسَّامُ عَلَيْكُمْ (تم پر ہلاکت اور موت واقع ہو)۔ آپ ﷺ جواباً فرماتے: ''وَعَلَيْكُمْ (اور تم پر بھی ہو)۔'' سیدہ عائشہؓ ان کی یہ بات سمجھ گئیں اور انھیں برا بھلا کہا (اور ایک روایت میں ہے کہ انھوں نے کہا: بلکہ تم پر ہلاکت اور مذمت ہو)۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''عائشہ! رہنے دو، ناپسندیدہ باتیں مت کیا کرو، بلاشبہ اللہ تعالیٰ بدگوئی اور بدزبانی کو پسند نہیں کرتا۔'' انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! وہ تو آپ کو یوں یوں کہہ رہے تھے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا میں نے ان کو (اچھے انداز میں) جواب دے نہیں دیا؟'' پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری: ﴿اور جب وہ تیرے پاس آتے ہیں تو تجھے ان لفظوں میں سلام کرتے ہیں جن لفظوں میں اللہ تعالیٰ نے نہیں کہا﴾ ...... آیت کے آخر تک (سورۂ مجادلہ: ۸)

تخریج: الصحيحة ۲۷۱۔ اسحاق بن راهويه في مسنده (۱۴۵۶)، مسلم (۲۱۶۵)، احمد (۶/ ۲۲۹)، ابن ماجه (۳۶۹۸)

فوائد : قدتقدم

ومن تسمية الانثى من الخيل فرسا

گھوڑی کا نام فرس رکھنے کا بیان

۳۷۲۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ :((كَانَ يُسَمِّي الْأُنْثَى

سیدنا ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ گھوڑی کو

مِنَ الْخَيْلِ فَرَساً)). [الصحيحة:٢١٣١] "فَرَسٌ" کہتے تھے۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۱۳۱۔ حاکم (۲/ ۱۴۴)' ابو داود (۲۵۴۶)' ابن حبان (۴۶۸۰)' بیہقی (۶/ ۳۳۰)

فوائد : کھانے کے آداب میں سے ہے کہ کھانا اطراف سے کھایا جائے کیونکہ درمیان میں برکت اترتی ہے جیسا کہ حدیث میں ہے ۔(البرکۃ تنزل وسط الطعام، فکلوا من حافیتہ ولا تاکلوا من وسطہ)(بخاری) کھانے کے درمیان برکت نازل ہوتی ہے سو اس کے اطراف سے کھاؤ اور اس کے درمیان سے مت کھاؤ۔ اس لئے ضروری ہے کہ بندہ اطراف سے کھاتا رہے اور درمیان سے آخر میں کھائے تاکہ زیادہ سے زیادہ برکت اترآئے۔ نبی کریم ﷺ ہر وہ حالت جس میں تکبر کی بو تک بھی ہوتی اس سے انتہائی دور بھاگتے اس لئے یا تو آپ ﷺ صحابہ کے پیچھے چلتے جیسا کہ پیچھے حدیث میں گزر چکا یا پھر لوگوں کو دائیں بائیں لے کر چلتے اور پیچھے کسی کو نہ چلنے دیتے یہ آپ کی عاجزی پر دلالت کرتا ہے۔

كراهية الأخذ من رأس الطعام

اوپر سے کھانا لینے کی کراہت کا بیان

٣٧٣ـ عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي رَافِعٍ، عَنْ جَدَّتِهِ سَلْمٰى، قَالَتْ: ((كَانَ يَكْرَهُ أَنْ يُؤْخَذَ مِنْ رَأْسِ الطَّعَامِ)). [الصحيحة:٣١٢٥]

سیدنا عبید اللہ بن علی بن ابو رافع اپنی دادی سلمی سے روایت کرتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ ناپسند کرتے تھے کہ کھانے کی چوٹی سے کھانا کھایا جائے۔"

تخریج: الصحیحۃ ۳۱۲۵۔ طبرانی فی الکبیر (۲۴/ ۲۹۷)

فوائد : آپ ﷺ بچوں کا خصوصی خیال رکھتے ان کے ساتھ شفقت سے پیش آتے ان کی تربیت کا خاص خیال رکھتے انہیں محبت سے اپنے قریب کرتے تاکہ تربیت کرنے میں آسانی رہے کیونکہ کرخت اور درشت لہجے والے انسان سے لوگ کوسوں دور بھاگتے ہیں۔ ایسے میں تربیت کرنے میں دشواری پیش آتی ہے آپ ﷺ کو سلام کہنا اسی سلسلے کی کڑی ہے کہ انکی تربیت ایسی ہو کہ بچپن سے ہی سلام کا پتہ چلے اور وہ مانوس ہو جائیں۔

كراهية المشيى من عقبه ﷺ

آپ ﷺ کے پیچھے چلنے کی کراہت کا بیان

٣٧٤ـ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: ((كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَكْرَهُ أَنْ يَطَأَ أَحَدٌ عَقِبَهُ، وَلٰكِنْ يَمِيْنٌ وَشِمَالٌ)) [الصحيحة:١٢٣٩]

سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اس بات کو ناپسند کرتے تھے کہ کوئی ان کے پیچھے چلے' لوگ آپ ﷺ کے دائیں بائیں چلتے تھے۔

تخریج: الصحیحۃ ۱۲۳۹۔ حاکم (۴/ ۲۷۹)' ابو داود (۳۷۷۰)' ابن ماجہ (۲۴۴)' احمد (۲/ ۱۶۵' ۱۶۷)' نحوہ مختصراً۔

من تسليم الغلمان

بچوں کو سلام کرنے کا بیان

٣٧٥ـ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: ((كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ا يَمُرُّ بِالْغِلْمَانِ فَيُسَلِّمُ عَلَيْهِمْ وَيَدْعُوْ لَهُمْ بِالْبَرَكَةِ.)) [الصحيحة:١٢٧٨]

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بچوں کے پاس سے گزرتے' انھیں سلام کہتے اور ان کے لئے برکت کی دعا کرتے۔

تخریج: الصحیحة ۱۲۷۸- ابن عساکر (۶۶/ ۱۸۹)' ابن عدی فی الکامل (۴/ ۲۵۳۴' ۲۵۳۵)' املاء السمعانی (۳۴)' بخاری (۲۶۴۷)' مسلم (۲۱۶۸)' من طریق آخر بذکر التعلیم فقط نسائی فی الکبری (۱۰۱۶۱)

باب: الخطبة الجذماء

۳۷۶- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوعاً: ((كُلُّ خُطْبَةٍ لَيْسَ فِيهَا تَشَهُّدٌ، فَهِيَ كَالْيَدِ الْجَذْمَاءِ)).

[الصحيحة: ١٦٩]

باب: ناقص خطبہ

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر وہ خطبہ' جس میں تشہد نہ ہو' کوڑھ زدہ ہاتھ کی طرح ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۱۶۹- ابو داود (۴۸۴۱)' احمد (۲/ ۳۰۲' ۳۴۳)' ابن حبان (۲۷۹۶)' بیهقی (۳/ ۲۰۹)

كل نفس من بني آدم سيد

۳۷۷- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ' قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((كُلُّ نَفْسٍ مِنْ بَنِي آدَمَ سَيِّدٌ' فَالرَّجُلُ سَيِّدُ أَهْلِهِ' وَالْمَرْأَةُ سَيِّدَةُ بَيْتِهَا))

[الصحيحة: ٢٠٤١]

بنو آدم کا ہر فرد سردار ہے

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بنو آدم کا ہر فرد (کسی نہ کسی طرح) سردار ہے' (مثلاً) آدمی اپنے اہل وعیال کا سردار ہے اور عورت اپنے گھر کی سردار ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۲۰۴۱- ابن السنی (۳۸۲)' ابوبکر المقریء الاصبهانی فی الفوائد (۱۳/ ۱۹۰/ ۱)

فوائد : آخر پر (متروک فوائد) کے تحت دیکھیں)

باب: من آدب الطعام

۳۷۸- عَنِ ابْنِ عُمَرَ' قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((كُلُوا جَمِيعاً وَلَا تَتَفَرَّقُوا فَإِنَّ طَعَامَ الْوَاحِدِ يَكْفِي الْإِثْنَيْنِ، وَطَعَامُ الْاثْنَيْنِ يَكْفِي الْأَرْبَعَةَ)).

باب: کھانے کے آداب

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مل کر کھاؤ' تین تیرہ بارہ باٹ نہ ہو جاؤ' کیونکہ ایک آدمی کا کھانا دو افراد کو اور دو کا چار افراد کو کفایت کر جاتا ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۲۶۹۱- طبرانی فی الاوسط (۷۴۴۰) والکبیر (۱۳۲۳۶)' عقیلی فی الضعفاء (۳/ ۱۸۵)

فوائد : قد تقدم

باب: من ادب السلام وان رد الواحد يجزيء

۳۷۹- عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ' قَالَ: ((كُنَّا إِذَا انْتَهَيْنَا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ جَلَسَ أَحَدُنَا حَيْثُ

باب: سلام کے آداب نیز اگر جماعت میں سے ایک جواب دے تو کافی ہوگا

سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب ہم نبی کریم ﷺ کے پاس پہنچتے تو جہاں مجلس ختم ہوتی وہیں بیٹھ جاتے۔

يَنْتَهِي)) [الصحيحة: ۳۳۰]

تخریج: الصحیحة ۳۳۰- ابوداود (۴۸۶۳)' نسائی (۲۹۳)' ابن ماجه (۶۲۸)' احمد (۶/ ۳۵۵' ۳۵۶)

فوائد : مجلس کے اندر جہاں جگہ ملے بیٹھ جانا چاہیے اگر بندہ بعد میں آیا ہے تو اسے چاہیے مجلس کے آخر میں جہاں جگہ ہے بیٹھ جائے کیونکہ لوگوں کی گردنیں پھلانگنا چاہیے یہ ایک معیوب فعل ہے کیونکہ اس میں بیٹھے ہوؤں کو تکلیف ہوتی ہے جو کہ ناپسندیدہ فعل ہے۔ مجلس میں ہوسکتا ہے کہ اسے جتنا ثواب ملے وہ لوگوں کو تکلیف میں مبتلا کرنے کی وجہ سے اس سے زیادہ گناہ کا سزاوار بن جائے اس لئے اس سے احتراز ہی بہتر ہے۔

باب: زيادة "ومغفرته" في رد السلام

باب: سلام کے جواب میں ومغفرته کے اضافے کا بیان

۳۸۰- عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ، قَالَ: ((كُنَّا إِذَا سَلَّمَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَيْنَا قُلْنَا: وَعَلَيْكَ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ، وَمَغْفِرَتُهُ)). [الصحيحة:۱۴۴۹]

سیدنا زید بن ارقم ؓ کہتے ہیں: جب نبی ﷺ ہمیں سلام دیتے تو ہم جواباً کہتے: وَعَلَيْكَ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ وَمَغْفِرَتُهُ (اور آپ پر سلامتی ہو اور اللہ کی رحمت ہو اس کی برکتیں ہوں اور اس کی مغفرت ہو)۔

تخریج: الصحیحة ۱۴۴۹- بخاری فی التاریخ الکبیر (۱/ ۳۳۰)' بیهقی فی الشعب (۸۸۸۱)' ابن عدی فی الکامل (۷/ ۲۵۸۶)' والطبرانی فی الکبیر (۵۰۱۵)' وعند لیس عنده "ومغفرته" والله اعلم!

فوائد : قد تقدم

جواز الاكل و الشرب قائما و ماشيا

کھڑے کھانے پینے کی اجازت

۳۸۱- عَنِ ابْنِ عُمَرَ: ((كُنَّا نَشْرَبُ وَنَحْنُ قِيَامٌ، وَنَأْكُلُ وَنَحْنُ نَمْشِي عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ)). [الصحيحة:۳۱۷۸]

سیدنا عبداللہ بن عمر ؓ کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں کھڑے ہو کر (بھی) کھا پی لیتے تھے۔

تخریج: الصحیحة ۳۱۷۸- ابن ابی شیبة (۸/ ۲۰۵)' احمد (۲/ ۱۰۸)' ترمذی (۱۸۸۰)' دارمی (۲۱۳۱)

فوائد : ثابت ہوا کہ کھڑے ہو کر کھانا پینا جائز ہے ہاں جن احادیث کے اندر منع آیا ہے وہ تحریم کیلئے نہیں بلکہ استحباب بتانے کیلئے ہے کہ بیٹھ کر کھانا یا پینا مستحب ہے حرام نہیں ہے اگر کوئی مجبوری ہو تو کھڑے ہو کر کھانے پینے میں کوئی حرج نہیں۔

ذم الشعر

شعر کہنے کی مذمت کا بیان

۳۸۲- قَالَ ﷺ: ((لَأَنْ يَّمْتَلِئَ جَوْفُ أَحَدِكُمْ قَيْحاً حَتّٰى يُرِيَهُ خَيْرٌ لَّهُ مِنْ أَنْ يَّمْتَلِئَ شِعْراً)) وَرَدَ عَنْ جَمَاعَةٍ مِنَ الصَّحَابَةِ، مِنْهُمْ: أَبُوْ هُرَيْرَةَ،

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر کسی کا پیٹ پیپ سے لبالب بھر جائے حتی کہ اسے دکھائی دینے لگے تو یہ اس کے لئے اس سے بہتر ہے کہ اس کا پیٹ شعروں سے بھرا ہوا ہو۔'' یہ حدیث کئی

وَعَبْدُاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، وَسَعْدُ بْنُ أَبِی وَقَّاصٍ، وَأَبُوْ سَعِيْدِ الْخُدْرِیِّ، وَعُمَرُ وَغَيْرُهُمْ))۔ [الصحيحة:٣٣٦]

صحابۂ کرام' مثلاً سیدنا ابو ہریرہ' سیدنا عبداللہ بن عمر' سید سعد بن ابو وقاص اور سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ وغیرہ سے مروی ہے۔ (شعروں سے مراد بیہودہ اور لایعنی اشعار ہیں)۔

تخریج: الصحیحة ۳۳۶۔ (۱) ابوہریرۃ: بخاری (۶۱۵۵)' والادب المفرد (۸۶۰)' مسلم (۲۲۵۷)' ابوداود (۵۰۰۹)' ترمذی (۲۸۵۲)' ابن ماجه (۳۷۵۹)' ابن عمر: بخاری (۶۱۵۴) والادب المفرد (۸۷۰)' (۳) سعد بن ابی وقاص: مسلم (۲۲۵۸)' ترمذی (۲۸۵۱)' ابن ماجه (۳۷۶۰)' (۴) ابوسعید: مسلم (۲۲۵۹)' (۵) عمر رضی اللہ عنہ طحاوی فی شرح المعانی (۴/ ۲۹۵)' (۶) ابوالدرداء رضی اللہ عنہ ابن عدی (۱/ ۳۰۶)

فوائد : تقدم

حق المسلم على المسلم أربع

مسلمان کے مسلمان پر چار حق ہیں

٣٨٣۔عَنْ أَبِی مَسْعُوْدٍ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: ((لِلْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ أَرْبَعُ خِلَالٍ: يُشَمِّتُهُ إِذَا عَطَسَ وَيُجِيْبُهُ إِذَا دَعَاهُ، وَيَشْهَدُهُ إِذَا مَاتَ وَيَعُوْدُهُ إِذَا مَرِضَ)). [الصحيحة:٢١٥٤]

سیدنا ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر چار حقوق ہیں: جب وہ چھینکے اور (اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہے) تو اسے یَرْحَمُكَ اللّٰہ (اللہ تجھ پر رحم کرے) کہا جائے' جب وہ دعوت دے تو اس کی دعوت قبول کی جائے' جب وہ مر جائے تو اس کے جنازہ میں حاضری دے اور جب وہ بیمار پڑ جائے تو اس کی تیمارداری کرے۔''

تخریج: الصحیحة ۲۱۵۴۔ الادب المفرد (۹۲۳)' ابن ماجه (۱۴۳۴)' احمد (۵/ ۲۷۳)' ابن حبان (۲۴۰)

فوائد : تقدم

ومن ذم الغيبة

غیبت کی مذمت کا بیان

٣٨٤۔عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَمَّا عَرَجَ بِی رَبِّی. عَزَّوَجَلَّ. مَرَرْتُ بِقَوْمٍ لَهُمْ أَظْفَارٌ مِنْ نُحَاسٍ يَخْمِشُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَصُدُوْرَهُمْ، فَقُلْتُ: مَنْ هٰؤُلَاءِ يَا جِبْرِيْلُ؟ قَالَ: هٰؤُلَاءِ الَّذِی يَأْكُلُوْنَ لُحُوْمَ النَّاسِ، وَيَقَعُوْنَ فِی أَعْرَاضِهِمْ)). [الصحيحة:٥٣٣]

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب میرے ربّ نے مجھے معراج کرائی تو میرا گزر کچھ ایسے لوگوں کے پاس سے ہوا جن کے ناخن تانبے کے تھے' وہ (ان سے) اپنے چہروں اور سینوں کو نوچ رہے تھے' میں نے پوچھا: جبریل! یہ کون لوگ ہیں؟ انھوں نے جواب دیا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کا گوشت کھاتے ہیں (غیبت کرتے ہیں) اور ان کی عزتوں کو پامال کرتے ہیں۔''

تخریج: الصحیحة ۵۳۳۔ احمد (۳/ ۲۲۴)' ابوداود (۴۸۷۸)' ابن ابی الدنیا فی الصمت (۵۷۷)' بیهقی فی الشعب (۶۷۱۶)

فوائد : کسی بھائی کی غیر موجودگی میں اس کے بارے میں ایسی بات کرنا جو کہ اس کے اندر موجود ہو یا کوئی خامی یا ایسا گناہ جس کا وہ ارتکاب

کر بیٹھا ہے اسے غیبت کہتے ہیں غیبت فقط زبان کا چسکا ہے پل بھر کے لئے ہم کسی کی خامی بیان کر کے ہنس لیتے ہیں مگر بعد میں اپنے رونے کا سامان کر رہے ہوتے ہیں کیونکہ یہ وقتی ہنسنا بعد میں مستقل رونے کا سبب بھی بن سکتا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کے سامنے آپ کی ایک زوجہ کو ''قصیرۃ'' ٹھگنی کہہ دیا آپ ﷺ نے فرمایا عائشہ اگر تیری یہ بات سمندر میں ڈال دی جائے تو تمام سمندر کڑوے ہو جائیں بظاہر بے ضرری بات ہے جو کہ ہمارے لئے لمحے کی ہنسی مذاق ہوتی ہے جب کہ وہ ہماری عاقبت کے لئے کس قدر نقصان دہ ہوتی ہے اس حدیث سے آپ ﷺ بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں کسی کی غیبت کرنا یہ حقیقت میں اس کے گوشت کھانے کے مترادف ہے کہ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی سالن مانگنے والی حدیث میں ابھی آپ ﷺ پڑھ آئے ہیں۔ آپ ﷺ نے معراج پر ان کا جو انجام دیکھا اسے پڑھ کے اندازہ لگانا مشکل نہیں کہ یہ کتنا بڑا اور خطرناک گناہ ہے (اعاذنا اللہ منہ)

ومن ذم حدة اللسان

زبان کی تیزی کی مذمت کا بیان

٣٨٥۔ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ اطَّلَعَ عَلَى أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا۔ وَهُوَ يَمُدُّ لِسَانَهُ، فَقَالَ: مَاتَصْنَعُ يَاخَلِيفَةَ رَسُولِ اللّٰهِ؟ فَقَالَ: هٰذَا أَوْرَدَنِي الْمَوَارِدَ، إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَيْسَ شَيْءٌ مِنَ الْجَسَدِ إِلَّا يَشْكُو إِلَى اللّٰهِ اللِّسَانَ عَلَى حِدَّتِهِ)). [الصحيحة:٥٣٥]

زید بن اسلم اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ اپنی زبان کو کھینچ رہے تھے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: خلیفۂ رسول! یہ کیا کر رہے ہو؟ انھوں نے کہا: یہ مجھے ہلاکت گاہوں کی طرف لے جاتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جسم کا ہر حصہ اللہ تعالیٰ سے زبان کی تیزی کی شکایت کرتا ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ٥٣٥۔ ابویعلی (٥) ابن السنی (٧)' ابن ابی فی الورع (٩٢)' بیھقی فی الشعب (٤٩٤٧)

فوائد : زبان کی عمدگی یا اس کی تباہ کاریوں کا ذکر پیچھے حدیث میں گزر چکا ہے کہ ایک تو ہر عضو اللہ سے زبان کی تیزی کی شکایت کرتا ہے دوسری طرف زبان سے عرض پرداز ہوتا ہے کہ تو سیدھی رہی تو ہم سیدھے رہیں گے اگر تو ٹیڑھی ہوگئی تو ہم بھی ٹیڑھے ہو جائیں گے۔

ليس للنساء وسط الطريق

عورتوں کے لیے راستے کے درمیان چلنا درست نہیں

٣٨٦۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوعاً: ((لَيْسَ لِلنِّسَاءِ وَسَطُ الطَّرِيقِ)). [الصحيحة:٨٥٦]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ''عورتوں کے لئے راستے کے درمیان میں چلنا درست نہیں۔''

تخریج: الصحیحۃ ٨٥٦۔ ابن حبان (٥٦٠١)' ابن عدی (٤/ ١٣٢١)' بیھقی فی الشعب (٧٨٢٣)

فوائد : دور نبویؐ میں عورتیں مسجد میں نماز ادا کرنے آیا کرتی تھیں۔ نماز کے اختتام کے بعد صحابہؓ نے نکلنا ہوتا تو ساتھ صحابیات تو عورتوں اور مردوں کے اختلاط سے پریشانی ہوئی تو آپ ﷺ نے عورتوں کو راستے کے درمیان چلنے سے روک دیا تو حدیث میں ہے کہ عورتیں اس طرح دیوار کے چمٹ کر چلتیں کہ ان کے کپڑے دیوار سے لپٹ جاتے یعنی اس قدر وہ اوامر و نواہی پر عمل کرنے میں حریص تھیں۔

ليس المؤمن الذي يشبع وجاره جائع

وہ مؤمن نہیں کہ جس کا پڑوسی بھوکا ہو......

۳۸۷۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَيْسَ الْمُؤْمِنُ الَّذِي يَشْبَعُ وَجَارُهُ جَائِعٌ إِلٰى جَنْبِهِ)). [الصحيحة:۱٤۹]

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مومن وہ نہیں ہوتا جوخود تو سیر ہو جائے اور اس کا ہمسایہ اس کے پہلو میں بھوکا رہے۔“

تخریج: الصحیحة ۱۴۹۔ احمد (۶/ ۱۶)، دارمی (۲۷۸۰)، مسلم (۲۹۹۹)

فوائد : اسلام پڑوسی کو انتہائی زیادہ حقوق دیتا ہے اسلام کا مقصود افراد کی تربیت کر کے ایک صحت مند معاشرہ تشکیل دینا ہے جو کہ افراد کا معاشرے میں پائے جانے والے دوسرے لوگوں کی ضرویات پوری کرنا اور انکا بھلائیوں پر تعاون اور برائیوں سے روکنا اور ان کے ساتھ معاملات کو خوش اسلوبی سے طے کرنا تا کہ معاشرہ ایک صالح معاشرہ بن جائے اس کی ابتداء پڑوسی سے ہوتی ہے یہ وہ پہلا بندہ ہے جس سے آدمی کا رابطہ ہوتا ہے اگر وہ اس سے معاملات خوش اسلوبی سے طے کر لیتا ہے تو ایسا شخص باقی لوگوں کے لئے فائدے کا باعث بن سکتا ہے اگر وہ یہاں ناکام ہو جائے تو اگلے میدان اس کا کامیابی حاصل کرنا انتہائی دشوار ہے اس لئے اسلام کے اندر پڑوسی کے حقوق کو انتہائی اہمیت دی گئی حدیث میں ہے (ما زال جبرائیل یوصینی باالجار حتی ظننت انه سیورثه) (بخاری) جبریل مجھے ہمیشہ وصیت کرتے رہے حتی کہ مجھے خطرہ پیدا ہوا کہ وہ اسے وارث بناڈالیں گے۔اور قرآن کے اندر بھی دوسرے لوگوں کے ساتھ پڑوسی کا خصوصاً حکم آیا ہے کہ اس کے ساتھ احسان کیا جائے (نساء) اگر اس کے حقوق کا پاس نہ کیا جائے تو ایمان خطرے میں پڑ جاتا ہے جیسا کہ حدیث کے واضح الفاظ ہیں ۔اس لئے خود کھاتے وقت پڑوسی کا خیال رکھا جائے کہ اس کے گھر بھی کچھ پکا ہے کہ نہیں بلکہ پتہ کئے بغیر ہی اسے کچھ بھیج دیا جائے آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم شوربے والا سالن پکاؤ تو اس شوربا بڑھا لو اور پڑوسی کا خیال رکھو۔

ليس المؤمن بالطعان ولا باللعان

مومن لعن طعن کرنے والا نہیں ہے

۳۸۸۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَيْسَ الْمُؤْمِنُ بِالطَّعَّانِ، وَلَا بِاللَّعَّانِ، وَلَا بِالْفَاحِشِ، وَلَا بِالْبَذِيْءِ)).

[الصحيحة:۳۲۰]

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مومن طعنہ زنی کرنے والا ہوتا ہے نہ لعنت کرنے والا اور فحش بکنے والا ہوتا ہے نہ فضول گوئی وزبان درازی کرنے والا۔“

تخریج: الصحیحة ۳۲۰۔ احمد (۱/ ۴۰۴۔ ۴۰۵)، الادب المفرد (۳۳۲)، ترمذی (۱۹۷۷)، حاکم (۱۲۸)

فوائد : لعن طعن فضول باتیں گندی باتیں یہ مومن کی علامت نہیں یہ دونوں چیزیں ایک دوسری کی ضد ہیں ایمان ہوگا تو بیہودہ گوئی نہیں ہوگی۔ بیہودہ گوئی ہوگی تو ایمان نہیں ہوگا۔کیونکہ یہ سوتنیں کہیں اکٹھی ایک گھر میں بسیرا نہیں کرسکتیں۔

ومن آداب السلام

سلام کرنے کے آداب کے بارے میں

۳۸۹۔عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ شِبْلٍ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ:((لِيُسَلِّمِ الرَّاكِبُ عَلَى الرَّاجِلِ وَلْيُسَلِّمِ الرَّاجِلُ عَلَى الْقَاعِدِ وَلْيُسَلِّمْ

سیدنا عبدالرحمٰن بن شبل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”سوار پیدل چلنے والے کو، پیدل چلنے والا بیٹھنے والے کو اور قلیل تعداد والے کثیر تعداد والوں کو سلام دیں۔ جس نے سلام کا

الْأَقَلِّ عَلَى الْأَكْثَرِ فَمَنْ أَجَابَ السَّلَامَ فَهُوَ لَهُ، وَمَنْ لَّمْ يُجِبْ فَلَاشَيْءَ لَهُ)).

[الصحيحة:٢١٩٩]

جواب دیا تو اسے ثواب ملے گا اور جس نے جواب نہ دیا تو وہ اجر سے محروم رہے گا۔"

تخریج: الصحيحة ۲۱۹۹- الادب المفرد (۹۹۲)' عبد الرزاق (۱۹۴۴۴)' احمد (۳/ ۴۴۴)

فوائد : تقدم

باب: حق الضيف وجواز مطالبته به

باب: مہمان کا حق اور اس کے مطالبے کا جواز

٣٩٠- عَنْ أَبِي كَرِيمَةَ الشَّامِيِّ مَرْفُوعاً: ((لَيْلَةَ الضَّيْفِ حَقٌّ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ فَمَنْ أَصْبَحَ بِفَنَائِهِ فَهُوَ عَلَيْهِ دَيْنٌ إِنْ شَاءَ اقْتَضَى وَإِنْ شَاءَ تَرَكَ)). [الصحيحة:٢٢٠٤]

سیدنا ابو کریمہ شامی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مہمان کی پہلے دن کی ضیافت ہر (میزبان) مسلمان پر حق ہے' کسی کے گھر آنے والا مہمان (کا حق) اس پر قرض ہوتا ہے' یہ مہمان کی مرضی ہے کہ وہ اپنے حق کا مطالبہ کرے یا نہ کرے۔"

تخریج: الصحيحة ۲۲۰۴- الادب المفرد (۷۴۴)' ابو داود (۳۷۵۰)' ابن ماجه (۳۶۷۷)' احمد (۴/ ۱۳۰- ۱۳۲)

فوائد : مہمان کی مہمان نوازی کرنی لازم ہے یہ ایمان کی علامت ہے اور جو بندہ مہمان نوازی میں پس و پیش سے کام لیتا ہے اس کا ایمان مشکوک ہے حدیث رسول ﷺ ہے۔(من كان يومن بالله واليوم الآخر فليكرم ضيفه جائزته يوم وليلة والضيافة ثلاثة ايام فما بعد ذلك فهو صدقة) (متفق علیہ) جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے مہمان کی عزت کرے دستوراً لازی ایک دن اور ایک رات تین دن تک مہمانی ہے جو اس کے بعد ہو وہ صدقہ ہے۔ایک دن مہمان نوازی کرنا اسے اچھا کھانا کھلانا اور اس کے لئے خصوصی اہتمام کرنا ضروری ہے اور بعد تین دن تک عام اپنے ساتھ کھلانا اپنے پاس ٹھہرانا ہے اس کے بعد صدقہ کریں تب بھی درست ہے ورنہ گناہ کوئی نہیں لیکن اگر کوئی ایک دن بھی مہمان نوازی نہ کرے تو مہمان کو جائز ہے کہ وہ اپنا حق بزور بازو لے لے جیسا کہ حدیث میں (الا ان نزلتم بقوم فامروا لكم بماينبغي للضيف فاقبلوا فان لم يفعلوا فخذوا منهم حق ضيف الذي ينبغي مهم (متفق علیہ) اگر تم کسی قوم کے پاس آؤ اور وہ تمہاری مناسب مہمان نوازی کریں تو قبول کرلو۔اگر ایسا نہ کریں جتنا مہمان کا مناسب حق ہے اس سے چھین لو۔یہ مہمان کا حق ہے پیار سے دے دیں تو فبہا ورنہ چھین کر لینا اس میں کوئی حرج نہیں ہاں اگر تم تقاضا نہیں کرنا چاہتے تو چھوڑ دو تو یہ مہمان کو اختیار ہے چاہے تو حق لے لے یا معاف کر دے۔

كراهية الإحكاء

نقل اتارنے کی کراہت کا بیان

٣٩١- عَنْ عَائِشَةَ- رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا- قَالَتْ: ذَهَبْتُ أَحْكِي امْرَأَةً وَرَجُلًا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:((مَاأُحِبُّ أَنِّي حَكَيْتُ أَحَداً وَأَنَّ لِي كَذَا وَكَذَا)). [الصحيحة:٩٠١]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے سامنے ایک مرد کی موجودگی میں ایک عورت کی نقل اتارنے لگی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "میں پسند نہیں کرتا کہ کسی کی نقالی کروں' اگر چہ اس کے عوض میں مجھے بہت کچھ دیا جائے۔"

تخریج: الصحیحة ۹۰۱۔ ابن المبارك فی الزهد (۷۴۲)' ترمذی (۲۵۰۳)' ابونعیم فی اخبار اصبهان (۲/ ۲۷۸)

فوائد : کسی کی تحقیر وتوہین کرنے کے لئے اس کی نقل اتارنا درست نہیں ہاں کسی کی اچھی عادت کی نقل کرنا اور اس نقل کو اپنا لینا اگر اس میں خرابی نہ ہو تو پھر صحیح ہے۔

فضل الحب فی الله

اللہ کے لیے محبت کرنے کی فضیلت کا بیان

۳۹۲۔ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ مَرْفُوعاً: ((مَا أَحَبَّ عَبْدٌ عَبْداً لِلّٰهِ إِلَّا أَكْرَمَهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ)). [الصحیحة:۱۲۵٦]

سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب بھی کوئی بندہ کسی سے اللہ تعالیٰ کے لئے محبت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے عزت عطا کرتا ہے۔“

تخریج: الصحیحة ۱۲۵۶۔ احمد (۵/ ۲۵۹)' ابن قدامة فی المتحابین فی الله (۱۰۷/ ۱)' ابن ابی الدنیا فی الاخوان (۲۰)

فوائد : جیسا کہ پیچھے حدیث میں گزر چکا ہے کہ دو آپس میں اللہ کے لئے محبت کرنے والے اللہ کے محبوب ہیں اللہ اپنے ان محبوبوں کو عرش کے سائے تلے جگہ دے گا جو کہ اس دن انتہائی عزت کا باعث ہوگی۔ تو قیامت کو عزت تو ہے ہی مگر اللہ اسے دنیا میں عزت عطا کرتا ہے۔

۳۹۳۔ عَنْ أَنَسٍ مَرْفُوعاً: ((مَاتَحَابَّ رَجُلَانِ فِي اللّٰهِ، إِلَّا كَانَ أَحَبُّهُمَا إِلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ أَشَدَّهُمَا حُبًّا لِصَاحِبِهِ)). [الصحیحة:٤٥٠]

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب بھی دو آدمی آپس میں اللہ تعالیٰ کے لئے محبت کرتے ہیں تو ان میں سے اللہ تعالیٰ کو زیادہ محبوب وہ ہوتا ہے جو اپنے دوست سے اس کی نسبت زیادہ محبت کرنے والا ہوتا ہے۔“

تخریج: الصحیحة ۴۵۰۔ الادب المفرد (۷۹)' ابن حبان (۵۶۶)' حاکم (۴/ ۱۷۱)' خطیب فی التاریخ (۱۱/ ۳۴۱)

فوائد : معلوم ہوا کہ جو جتنا محبت میں آگے ہوگا زیادہ محبت کریگا اللہ کا وہ اس قدر زیادہ محبوب بن جائیگا بشرطیکہ یہ محبت خالص لوجہ اللہ ہو۔

كراهية الأكل متكئا

ٹیک لگا کر کھانے کی کراہت کا بیان

۳۹٤۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: ((مَارُئِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَأْكُلُ مُتَّكِئاً قَطُّ وَلَا يَطَأُعَقِبَهُ رَجُلَانِ)). [الصحیحة:۲۱۰٤]

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نہ تو رسول اللہ ﷺ کو ٹیک لگا کر کھانا کھاتے ہوئے دیکھا گیا اور (نہ یہ دیکھا گیا کہ) دو آدمی آپ ﷺ کے پیچھے چل رہے ہوں (آپ ﷺ ان کے آگے)۔

تخریج: الصحیحة ۲۱۰۴۔ ابوداود (۳۷۷۰)' احمد (۲/ ۱۶۵' ۱۶۷)' ابن سعد (۱/ ۳۸۰)' ابوالشیخ فی اخلاق النبی ﷺ (ص: ۲۱۳)

فوائد : تقدم

فضيلة الصبر

صبر کی فضیلت کا بیان

۳۹۵۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوعاً: ((مَا رُزِقَ عَبْدٌ خَيْراً لَهُ وَلَا أَوْسَعَ مِنَ الصَّبْرِ)). [الصحیحة:٤٤٨]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بندے کو کوئی ایسی چیز عطا نہیں کی گئی جو اس کے لئے صبر کی نسبت زیادہ بہتر اور وسعت والی ہو۔“

تخریج: الصحیحۃ ۴۴۸۔ حاکم (۲/ ۴۱۴) من حدیث ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قضاعی فی مسند الشھاب (۷۷۹)' احمد (۳/ ۲۷) عن حدیث ابی سعید رضی اللہ عنہ

فوائد : سورۃ العصر جس میں اللہ تعالیٰ نے بندے کی زندگی کا خلاصہ نکال دیا اس میں کامیاب بندے کی چار صفات کا تذکرہ ہے جس میں سے ایک صبر ہے یہ اللہ کی ایسی عظیم نعمت ہے جس کو یہ مل جائے اس کے لئے دونوں جہانوں کی کامیابیاں آسان ہوگئیں قرآن مجید میں ہے (وبشر الصابرین) (البقرۃ) خوشخبری کس بات کی آیت میں آگئے ہے کہ ان کے لئے اللہ کی رحمتیں، نوازشیں اور رہنمائیاں ہیں۔ تو صبر پر اس قدر عظیم بشارتیں بلا سبب نہیں اگر یہ نوازشیں عظیم ہیں تو یقیناً صبر بھی ایک عظیم چیز ہوگی صبر دو طرح کا ہوتا ہے ایک پہنچنے والی مصیبتوں پر صبر اور دوسرا اپنے آپکو گناہوں سے روک لینا یہ بھی صبر کے زمرے میں ہی آتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبر کو ایک روشنی قرار دیا ہے فرمایا (الصبر ضیاء) (مسلم) اس روشنی کے نتیجے میں سفر کی صعوبتیں آسان ہوجاتی ہے رستے پر چلنا آسان ہوجاتا ہے بسا اوقات یہ صبر اللہ بندے کو انعام میں دے دیتا ہے ورنہ یہ خود حاصل کرنا پڑتا ہے اسی حدیث کے پچھلے الفاظ جو کہ (بخاری) میں ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (من یتصبر یصبرہ اللہ) جو صبر کی کوشش کرے اللہ اسے صبر عطا کردیتا ہے۔ صبر جس طرح انتہائی مشکل کام ہے اسی طرح اس پر انعام بھی بے شمار ہیں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے (انما یوفی الصابرون اجرھم بغیر حساب) (الزمر) صابرون کو ان کا اجر بغیر حساب کے دیا جائیگا۔ مصیبتوں کے نازل ہونے پر کامیاب وہ ہے جو صبر کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑے مصیبتیں جب پڑتی ہیں تو بندے کے دو راستے ہیں یا وہ صبر کرے گا اور اسے اجر ملے گا یا اسے صبر آجائے گا لیکن ہاتھ کچھ نہیں آئے گا کیونکہ بندہ روسکتا ہے یا چلاسکتا ہے لیکن آخر کب تک!

باب: کراھتہ صلی اللہ علیہ وسلم قیام الناس لہ

باب: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی ذات کے لیے لوگوں کے قیام کرنے کو ناپسند فرمانا

۳۹۶۔ عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: ((مَاكَانَ فِي الدُّنْيَا شَخْصٌ أَحَبَّ إِلَيْهِمْ رُؤْيَةً مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَكَانُوْا إِذَا رَأَوْهُ، لَمْ يَقُوْمُوْا لَهُ، لِمَا كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ مِنْ كَرَاهِيَتِهِ لِذٰلِكَ)).

[الصحیحۃ:۳۵۸]

سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کی نسبت دنیا میں کوئی ایسی شخصیت نہیں تھی کہ جس کا دیدار کرنا صحابۂ کرام کو سب سے زیادہ محبوب ہو۔ صحابہ جب آپ ﷺ کو دیکھتے تو کھڑے نہیں ہوتے تھے' کیونکہ وہ جانتے تھے کہ آپ ﷺ ایسا کرنے کو ناپسند کرتے ہیں۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۵۸۔ الادب المفرد (۹۴۶)' ترمذی (۲۷۵۴)' احمد (۳/ ۱۳۲)' ابویعلی (۳۷۸۴)

فوائد : اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ صحابہ رضی اللہ عنہم کو اور کون محبوب ہوسکتا ہے یا ان کے نزدیک آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کون معزز ہوسکتا ہے مگر صحابہؓ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے پر بھی مجلس میں کھڑے نہیں ہوتے تو بلکہ اسی طرح بیٹھے رہتے کیونکہ آپ کو یہ بات ناپسند تھی۔ بقیہ تفصیل گزر چکی ہے۔

اتقاء اللہ فی کل حال

ہر حال میں اللہ سے ڈرنے کا بیان

۳۹۷۔ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ شَرِيْكٍ مَرْفُوْعاً: ((مَا كَرِهْتَ أَنْ يَّرَاهُ النَّاسُ فَلَا تَفْعَلْهُ إِذَا

سیدنا اسامہ بن شریک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''خلوت میں ایسا کام نہ کر' جس کے بارے میں تیرا خیال

خَلْوَتَ)). [الصحيحة: ١٠٥٥]

ہے کہ لوگ تجھے ایسا کرتا نہ دیکھیں۔"

تخریج: الصحیحة ۱۰۵۵۔ ابن حبان فی (۴۰۳) و فی روضة العقلاء (ص : ۱۲۔۱۳)' الضیاء فی المختارة (۱۳۹۳)' الفلاکی فی الفوائد (۹۰/ ۱)

فوائد : مومن کی جلوت ،خلوت ظاہر و باطن ایک سا ہوتا ہے وہ جو نظر آتا ہے حقیقت میں بھی وہی ہوتا ہے، بھیڑ کے روپ میں بھیڑیا نہیں ہوتا اس لئے ضروری ہے کہ ہم ایمان کو اپنے اندر سمونے کے لئے اپنے باطن کو ظاہر کی طرح پاک صاف رکھیں۔

باب: فضل تربية الخيل

باب: گھوڑے پالنے کی فضیلت

٣٩٨ـ عَنْ شُرَحْبِيلِ بْنِ مُسْلِمِ الْخَوْلَانِيِّ: أَنَّ رَوْحَ بْنَ زِنْبَاعٍ زَارَ تَمِيماً الدَّارِيَ فَوَجَدَهُ يُنَقِّي شَعِيراً لِفَرَسِهِ قَالَ: وَحَوْلَهُ أَهْلُهُ، فَقَالَ لَهُ رَوْحٌ: أَمَا كَانَ فِي هٰؤُلَاءِ مَنْ يَكْفِيكَ؟ قَالَ تَمِيمٌ: بَلَى، وَلٰكِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((**مَامِنِ امْرِئٍ مُسْلِمٍ يُنَقِّي لِفَرَسِهِ شَعِيراً ثُمَّ يُعَلِّقُهُ عَلَيْهِ، إِلَّا كُتِبَ لَهُ بِكُلِّ حَبَّةٍ حَسَنَةٌ**)). [الصحيحة:٢٢٦٩]

شرحبیل بن مسلم خولانی کہتے ہیں کہ روح بن زنباع، تمیم داری کی زیارت کے لئے ان کے پاس گئے، دیکھا کہ وہ گھوڑے کے لئے جو صاف کر رہے تھے اور ان کے اہل و عیال ان کے ارد گرد بیٹھے تھے۔ روح نے کہا: کیا (آپ کے اہل خانہ میں) کوئی ایسا فرد نہیں جو یہ کام کر سکے؟ سیدنا تمیم رضی اللہ عنہ نے کہا: کیوں نہیں۔ دراصل بات یہ ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: "جو مسلمان اپنے گھوڑے کے لئے جو صاف کر کے اسے کھلائے گا، اس کے لئے ہر دانے کے بدلے نیکی لکھی جائے گی۔"

تخریج: الصحیحة ۲۲۶۹۔ احمد (۴/ ۱۰۳)' طبرانی فی مسند الشامیین (۵۵۳)' بیہقی فی الشعب (۴۲۷۳)

فوائد : پچھلے وقتوں میں جنگ و جدال جہاد و قتال میں گھوڑوں کو استعمال کیا جاتا تھا اور عام سواری کے لئے بھی یہی گھوڑا ہی استعمال کیا جاتا ہے اس لئے اس دور میں اس جانور کو بڑی فضیلت حاصل تھی لوگ ان کو چاہت سے پالتے ان کے چارے اور صحت کا خیال رکھتے اسلام میں اس سواری کو بڑی اہمیت دی گئی ہے۔حدیث میں (**الخیل معقود بنو اصیها الخیر الی یوم القیامة الاجر والغنیمة**)(مسلم) گھوڑوں کی پیشانیوں میں قیامت تک خیر باندھ دی گئی ہے اجر اور غنیمت ،یعنی مسلمانوں کے لئے قیامت تک گھوڑوں میں خیر ہی خیر ہے وہ خیر کیا ہے ایک اجر و ثواب اور دوسرا غنیمت۔اجر اور غنیمت کے اکٹھے ذکر سے یہ بات سمجھ آتی ہے کہ ان کا آپس میں گہرا تعلق ہے یعنی ایسا گھوڑا جو کہ جہاد و قتال کے لئے فی سبیل اللہ رکھا گیا یہ گھوڑا اجر کا باعث ہے تو ایسے گھوڑے کو کھلانا پلانا اس کا پیشاب اور لید یہ تمام اجر کا باعث ہونگے حدیث میں ہے (**من احتبس فرسا فی سبیل الله ایماناً بالله وتصدیقابوعده فان شبعه وریه وروثه وبوله فی میزانه یوم القیامة**)(بخاری) جس نے اللہ کی راہ میں اللہ پر ایمان اور اس کے وعدے کی تصدیق میں گھوڑا پالا تو اس کا کھانا پینا،لید و پیشاب قیامت والے دن ترازو میں رکھا جائیگا ایک ایک دانے یا ایک ایک بوٹے کے بدلے جو اللہ اجر عطا فرمائیں گے تو وہ ایسے گھوڑے ہیں جو فی سبیل اللہ رکھے گئے ہیں اور یہ آج بھی ممکن ہے کیونکہ آج بھی گھوڑوں کا استعمال جنگوں میں ترک نہیں ہوا ویسے بھی اللہ نیت کا بھی ثواب عطا کر دیتے ہیں۔

فضل المصافحة

مصافحہ کرنے کی فضیلت کا بیان

۳۹۹۔ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَامِنْ مُسْلِمِيْنَ يَلْتَقِيَانِ فَيَتَصَافَحَانِ إِلَّا غُفِرَلَهُمَا قَبْلَ أَنْ يَتَفَرَّقَا)). [الصحيحة:٥٢٥]

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو دو مسلمان باہم ملاقات کریں اور مصافحہ کریں تو قبل اس کے کہ وہ جدا ہوں، ان کو بخش دیا جاتا ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۵۲۵۔ ابوداود (۵۲۱۲)، ترمذی (۲۷۲۷)، ابن ماجہ (۳۷۰۳)، احمد (۴/ ۲۸۹، ۳۰۳)

فوائد : تقدم

المسلمون جسد واحد

مسلمان ایک جسم کی طرح ہیں

٤٠٠۔ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ مَرْفُوْعاً: ((مَثَلُ الْمُؤْمِنِيْنَ فِي تَوَادِّهِمْ وَتَرَاحُمِهِمْ وَتَعَاطُفِهِمْ، مَثَلُ الْجَسَدِ، إِذَا اشْتَكَى مِنْهُ عُضْوٌ تَدَاعَى لَهُ سَائِرُ الْجَسَدِ بِالسَّهْرِ وَالْحُمّٰى)). [الصحيحة:١٠٨٣]

سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مومنوں کی مثال، آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ محبت کرنے میں ایک دوسرے کے ساتھ رحم کرنے میں اور ایک دوسرے کے ساتھ شفقت و نرمی کرنے میں ایک جسم کی طرح ہے۔ جب اس کا کوئی ایک عضو درد کرتا ہے اس کا سارا جسم اس کی وجہ سے بیداری اور بخار میں مبتلا رہتا ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۰۸۳۔ مسلم (۲۵۸۶)، بخاری (۶۰۱۱)، احمد (۴/ ۷۰)، طیالسی (۷۹۰)

فوائد : مومن آپس میں ایک جسم کی مانند ہیں اگر کسی ایک کو تکلیف پہنچے تو سبھی تکلیف محسوس کرتے ہیں ایک حدیث میں ہے (کالبنیان یشد بعضها بعضا) کہ عمارت کی طرح کہ اس کا ایک حصہ دوسرے کو مضبوط کرتا ہے یہ ایک دوسرے کا خیال کرنا ان کی مدد کو پہنچنا اور ایک دوسرے کو تقویت پہنچانا یہ ایمان کا حصہ ہے لیکن ہم اگر ایک دوسرے کی مدد کی بجائے ایک دوسرے کی ٹانگیں کھینچنے لگیں باہم رحم ومحبت رکھنے کی بجائے آپس میں نفرت وکینہ وکدورت رکھنے لگیں تو سمجھو ایمان رخصت ہوا اور نفاق نے اپنے دروازے وا کر لئے ہیں۔ جو کہ دنیا وعاقبت دونوں کے لئے نقصان دہ ہے۔

ذم اذاء المسلمين في طرقهم

مسلمانوں کو ان کے راستوں کے معاملہ میں تکلیف دینے کی مذمت

٤٠١۔ قَالَ ﷺ: ((مَنْ آذَى الْمُسْلِمِيْنَ فِي طُرُقِهِمْ وَجَبَتْ عَلَيْهِ لَعْنَتُهُمْ)) يُرْوٰى مِنْ حَدِيْثِ مُحَمَّدِ ابْنِ الْحَنَفِيَّةِ وَعَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ أُسَيْدٍ، وَعَنْ أَبِي ذَرٍّ۔ [الصحيحة:٢٢٩٤]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے مسلمانوں کو ان کے راستوں کے معاملے میں تکلیف دی، تو اس پر ان کی لعنت ثابت ہو جائے گی۔'' یہ حدیث سیدنا محمد بن حنفیہ، سیدنا حذیفہ بن اسید اور سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۲۹۴۔ ابوبکر الشافعی فی مسند موسی بن جعفر الہاشمی (۷۱/ ۲)، طبرانی فی الکبیر (۳۰۵۰)،

وابونعیم فی اخبار اصبهان (۲/ ۱۲۹)' من حدیث ابی ذر رضی اللہ عنہ

فوائد : اسلام میں ہر وہ کام جو کسی کے لئے تکلیف کا باعث ہو حرام ہے خصوصاً مسلمانوں کے راستے میں کوئی تکلیف دہ چیز پھینک دینی جس سے گزرنے والوں کو پریشانی لاحق ہو ایسا کام لعنت کا سبب ہے جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر لعنت فرمائی ایک حدیث میں تکلیف دہ چیزوں کے نام لے کر بتایا اور انہیں لعنت کا مستحق قرار دیا فرمایا (اتقوا الملاعن الثلاثة البراز فی الموارد وقارعة الطریق والظل) (مستدرک حاکم) تین لعنت والی چیزوں سے بچو (۱) گھاٹ (۲) درمیانہ راستہ (۳) سایہ میں پاخانہ کرنے سے بچو۔ اب یہ ایسی جگہیں ہیں جہاں لوگوں کا آنا جانا لگا رہتا ہے یا مجالس برپا کی جاتی ہیں اگر کوئی پاخانہ کر جائے تو انتہائی کوفت کا باعث بنتا ہے اور ہر کوئی تکلیف محسوس کرتا ہے ایک بندہ کئی لوگوں کی تکلیف کا باعث بن جاتا ہے۔ اور یہ کبیرہ گناہ کے زمرہ میں آتا ہے تو تھوڑی سی غلطی جو اتنے بڑے نقصان کا سبب بنتی ہو اس سے حددرجہ احتیاط ضروری ہے۔

فضل تحدیث النعمة

٤٠٢ ـ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ أُبْلِيَ بَلَاءً فَذَكَرَهُ فَقَدْ شَكَرَهُ، وَإِنْ كَتَمَهُ فَقَدْ كَفَرَهُ)). [الصحيحة:٦١٨]

تحدیث نعمت کی فضیلت

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جسے کسی انعام سے نوازا گیا اور اس نے اس کا ذکر کیا تو اس نے اس کا شکریہ ادا کر دیا اور جس نے اسے چھپایا اس نے ناشکری کی۔''

تخریج: الصحیحة ۶۱۸۔ ابو داود (۴۸۱۴)' ابونعیم فی اخبار اصبهان (۱/ ۲۵۹)' ابن ابی حاتم فی العلل (۲۳۲۸' ۲۴۴۸)

فوائد : بعض بندوں کی عادت ہوتی ہے خصوصاً عورتوں کی کہ وہ مصیبت کا ذکر تو ہر کسی سے کرتی ہیں مگر اللہ کوئی فراخی کر دے اپنی جناب سے نواز دے تو انکے منہ گنگ ہو جاتے ہیں اور اس کا ذکر تک کرنا مناسب نہیں سمجھتیں جب کہ حدیث کے مطابق اس کا ذکر کرنا شکر اور اس نعمت کو چھپانا کفران نعمت یعنی ناشکری کے اندر آتا ہے اور اللہ نے فرمایا (ولئن شکرتم لازیدنکم) اگر تم میرا شکر کرو گے تو میں مزید نوازوں گا۔ بلکہ ایک حدیث میں ہے کہ اگر اللہ نوازیں تو اس کے اثرات کو بندے پر دیکھنا اللہ پسند کرتے ہیں (ان اللہ یحب ان یری اثر نعمته علی عبده) (ترمذی) یقیناً اللہ بندے پر اپنی نعمت کے اثرات کو دیکھنا پسند کرتے ہیں۔ اس لئے ضروری ہے کہ نعمتوں کو ظاہر کیا جائے تاکہ ہم شکر گزاروں میں سے بن جائیں اور اللہ کی مزید نوازشوں کے مستحق ٹھہریں ورنہ ناشکری نقصان کا باعث بھی بن سکتی ہے۔

تحريم القيام للناس تمثلا

٤٠٣ ـ عَنْ أَبِي مِجْلَزٍ، قَالَ: دَخَلَ مُعَاوِيَةُ بَيْتاً فِيهِ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ الزُّبَيْرِ وَعَبْدُاللّٰهِ بْنُ عَامِرٍ، فَقَامَ ابْنُ عَامِرٍ وَثَبَتَ ابْنُ الزُّبَيْرِ، وَكَانَ أَدْرَبَهُمَا، فَقَالَ مُعَاوِيَةُ: اجْلِسْ يَا ابْنَ عَامِرٍ! فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((مَنْ أَحَبَّ أَنْ يَتَمَثَّلَ لَهُ النَّاسُ قِيَاماً فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ)).

لوگوں کیلئے بت بن کر کھڑے ہونے کی حرمت کا بیان

ابومجلز کہتے ہیں کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ ایک گھر' جس میں سیدنا عبد اللہ بن زبیر اور سیدنا عبد اللہ بن عامر رضی اللہ عنہما تھے' میں داخل ہوئے۔ ابن عامر کھڑے ہو گئے اور ابن زبیر' جو زیادہ سنجیدہ اور باوقار تھے' بیٹھے رہے۔ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ابن عامر! بیٹھ جاؤ' کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''جو یہ چاہتا ہے کہ لوگ اس کے سامنے کھڑے ہوں' وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں تیار کر

لے۔" [الصحیحۃ:۳۵۷]

تخریج: الصحیحۃ ۳۵۷۔ الادب المفرد (۹۷)، ابوداود (۵۲۲۹)، ترمذی (۲۷۵۵)، احمد (۴/ ۹۳)، طحاوی فی المشکل (۲/ ۴۰)

فوائد : تقدم

الاهمية بصلة اخوان ابيه بعده

والد کے دوستوں سے اس کی وفات کے بعد صلہ رحمی کی اہمیت کا بیان

٤٠٤۔ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، قَالَ: قَدِمْتُ الْمَدِينَةَ فَأَتَانِي عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ فَقَالَ: أَتَدْرِي لِمَ أَتَيْتُكَ؟ قَالَ: قُلْتُ: لَا قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ:((مَنْ أَحَبَّ أَنْ يَصِلَ أَبَاهُ فِي قَبْرِهِ، فَلْيَصِلْ إِخْوَانَ أَبِيهِ بَعْدَهُ)) وَإِنَّهُ كَانَ بَيْنَ أَبِي: عُمَرَ، وَبَيْنَ أَبِيكَ إِخَاءٌ وَ وُدٌّ، فَأَحْبَبْتُ أَنْ أَصِلَ ذٰلِكَ۔ [الصحيحة:١٤٣٢]

سیدنا ابو بردہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں مدینہ میں آیا۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ میرے پاس آئے اور پوچھا: کیا آپ جانتے ہیں کہ میں آپ کے پاس کیوں آیا ہوں؟ میں نے کہا: نہیں۔ انھوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: ''جو اپنے فوت شدہ باپ سے حسنِ سلوک کرنا چاہتا ہے، وہ اس کے بعد اس کے (اسلامی) بھائیوں سے صلہ رحمی کے (تقاضے) پورے کرے۔'' میرے باپ عمر اور تیرے باپ کے مابین بھائی چارہ اور محبت تھی، میں نے چاہا کہ اس کے تقاضے پورے کروں۔

تخریج: الصحیحۃ ۱۴۳۲۔ ابویعلی (۵۶۶۹)، ابن حبان (۴۳۲)، مسلم (۲۵۵۲)، الادب المفرد (۴۱) بلفظ مختلف

فوائد : ایک انسان پر سب سے زیادہ احسانات اس کے والدین کے ہوتے ہیں اس لئے سب سے زیادہ نیکی کا حکم بھی والدین سے ہے جیسا کہ صحابی رضی اللہ عنہ پوچھتے ہیں کہ اے اللہ کے نبی! میرے نیک سلوک کا سب سے زیادہ حقدار کون ہے آپ ﷺ فرماتے ہیں تیری ماں تین دفعہ فرمایا چوتھی دفعہ فرماتے ہیں تیرا باپ۔ جو بچپنے میں اولاد کی ایک ایک ضرورت وسہولت کا خیال رکھتے ہیں اپنا آرام تج کر سب کچھ بچے کیلئے قربان کر دیتے ہیں مشقتیں جھیلتے ہیں تو اب بچے پر بھی فرض ہے کہ بڑھاپے میں جب وہ کچھ کرنے کے قابل نہ رہیں تو اب یہ انکی خوشیوں کا خیال رکھے اور ہر طرح سے آرام وسکون پہنچائے اب جو فرماں بردار بچہ والدین کے ساتھ انکے مرنے کے بعد بھی نیک سلوک، صلہ رحمی برقرار رکھنا چاہتا ہے کہ انکے مرنے کے بعد بھی انکو اس کی طرف سے ٹھنڈی ہواؤں کے جھونکے پہنچتے رہیں تو لازم ہے کہ یہ والدین کے عزیزوں سے صلہ رحمی کرے۔ جیسا کہ ایک اور حدیث میں ہے بنوسلمہ کا ایک آدمی آ کر آپ ﷺ سے پوچھتا ہے کہ کیا میرے والدین کے فوت ہوجانے کے بعد بھی کوئی نیکی ہے جو میں ان سے کر سکوں آپ ﷺ نے فرمایا (**نعم الصلوۃ علیھما والا ستغفار لھما وانفاذ عھد ھما من بعدھما وصلۃ الرحم التی لا توصل الا بھما واکرام صدیقھا**) (ابوداؤد و ترمذی) ہاں انکے لئے دعائے بخشش مانگنا انکے وعدے پورے کرنا اور انکے خاص رشتہ داروں سے صلہ رحمی کرنا انکے دوست سہیلیوں کی عزت کرنا، یہ کام کرے بندہ انکی وفات کے بعد بھی انکے لئے ٹھنڈک کا سامان کر سکتا ہے۔

ومن استكمال الايمان

ایمان کو مکمل کرنے والے امور کا بیان

٤٠٥ ـ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ، عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((مَنْ أَحَبَّ لِلّٰهِ وَأَبْغَضَ لِلّٰهِ، وَأَعْطَى لِلّٰهِ وَمَنَعَ لِلّٰهِ، فَقَدِ اسْتَكْمَلَ الْإِيْمَانَ)).

[الصحيحة: ٣٨٠]

سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے اللہ کے لئے محبت کی اور اللہ کے لئے بغض رکھا اور اللہ کے لئے دیا اور اللہ کے لئے روکا، اس نے اپنا ایمان مکمل کر لیا۔''

تخریج: الصحیحة ۳۸۰۔ ابو داود (۴۶۸۱)، ابن عساکر (۱۹/ ۱۲۰)، طبرانی فی الکبیر (۷۷۳۷)

فوائد : جس شخص کی محبت اور نفرت، عطا اور روکنے کا معیار اللہ کی ذات ہو ایسا شخص مکمل ایمان والا ہے اگر ہم دعویٰ اسلام کا کریں جبکہ ہماری محبت ونفرت وغیرہ کا معیار دولت پیسہ یا ذاتی مفاد ہو تو سمجھ لینا چاہیے کہ ہم نفاق کی وادیوں میں بھٹک رہے ہیں اور ہم صحیح راستے تک تب تک نہیں آ سکتے جب تک ہم اپنے ہر کام میں معیار اللہ کی خوشنودی کو نہیں ٹھہرا لیتے اس لئے انتہائی سوچ سمجھ کر فیصلہ کرنا چاہیے۔

٤٠٦ ـ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ أُعْطِيَ عَطَاءً فَوَجَدَ فَلْيَجْزِ بِهِ، وَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَلْيُثْنِ فَإِنَّ مَنْ أَثْنَى فَقَدْ شَكَرَ، وَمَنْ كَتَمَ فَقَدْ كَفَرَ، وَمَنْ تَحَلَّى بِمَا لَمْ يُعْطَهُ كَانَ كَلَابِسِ ثَوْبَيْ زُوْرٍ)). [الصحيحة: ٦١٧]

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس آدمی کو کوئی عطیہ دیا گیا اور وہ مالدار ہو تو اس کو چاہئے کہ وہ بدلہ دے اور اگر اس کے پاس کچھ نہ ہو تو وہ تعریف کر دے، کیونکہ جس نے تعریف کی اس نے شکریہ ادا کر دیا اور جس نے چھپایا اس نے ناشکری کی اور وہ آدمی دو جعلی کپڑے پہننے والے کی طرح ہے جو (تکلف کرتے ہوئے) ایسی چیز کا اظہار کرتا ہے، جو اسے عطا نہیں کی گئی۔''

تخریج: الصحیحة ۶۱۷۔ ابو داود (۴۸۱۳)، الادب المفرد (۲۱۵)، ترمذی (۲۰۳۴)

فوائد : تحفے تحائف دینا، لینا انتہائی محمود فعل ہے اسلامی معاشرے کے اندر شروع اسلام میں اس کا بہت زیادہ رواج تھا۔ محبت میں اضافے کا سبب بنتے رشتوں میں مضبوطی پیدا ہوتی ہے رشتوں میں بگاڑ کم ہو جاتا ہے لیکن یہ ان تحائف کی بات ہے جو خالص لوجہ اللہ اپنے نسبی یا دینی رشتوں کی مضبوطی کیلئے ایک دوسرے کو دیئے جائیں نہ کہ اس میں کوئی ذاتی مفاد ہو کہ کسی سے اقتصادی فائدہ پہنچنے کی امید ہو یا کوئی مشکل حل ہو سکتی ہو۔ نہیں بلکہ اس سے دینی اغراض ہی وابستہ ہوں تو یہ انتہائی مستحسن اقدام ہے آپ کا یہ طریقہ کار تھا کہ آپ ہدیہ قبول کرتے امیر، فقیر کی تمیز کے بغیر اسکو اس کا بدلہ بھی دیتے حدیث میں ہے (يقبل الهدية ويثيب عليها) (بخاری) آپ ہدیہ قبول کرتے اور اس کا بدلہ بھی دیتے اور اس حدیث میں آپ نے تحفے کا بدلہ دینے کا بھی حکم دیا تا کہ اس بدلے سے اس نیک کام کی حوصلہ افزائی ہو کیونکہ ایک لیتا جائے اور سانپ کی طرح دباتا جائے تو اگلا آدمی بھی مسلسل دے دے کر اکتا جائے گا ہاں اگر دینے کو کچھ نہیں تو اس صورت میں آپ نے فرمایا کہ اس کی تعریف کرے تا کہ تحفہ دینے والا بدلے میں اس نیک سلوک سے مطمئن رہے اور اکتائے نہیں۔ ایک حدیث میں ہے (من صنع اليه معروفاً فقال الفاعله جزاك الله خيرا فقد بلغ في الثناء) (ترمذی) جس کے ساتھ نیکی ہو اور وہ کرنیوالے کو جزاك الله خيرا (اللہ تجھے بہتر بدلہ دے) کہہ دے تو اس نے انتہائی تعریف کر دی۔ تو اگر بدلہ دینے کو کچھ نہ ملے تو یہ الفاظ لازماً کہنے چاہئیں۔ ایک بات اور یاد رکھنے والی ہے کہ اگر آپ کے ساتھ کوئی نیکی کرتا ہے اور آپ اسے چھپا جاتے ہیں مثلاً آپ کو کوئی کپڑے دیتا ہے کہ اس کے کپڑے بوسیدہ پھٹے ہیں تو وہ آپ کو

کپڑوں کا جوڑا ہدیہ کر دیتا ہے اب اس کے بعد بھی وہ آپ کو انہی پھٹے کپڑوں میں ہی دیکھتا ہے تو وہ پریشان ہوگا کہ اسے تو پرواہ ہی نہیں اپنی پہلی ڈگری چھوڑنے کو تیار نہیں یا اسے میرے تحفے کی ضرورت، قدر نہیں تو وہ آئندہ ایسا کرنے سے باز آجاتا ہے جیسا کہ پیچھے حدیث میں گزرا کہ اللہ بندے پر اپنی نعمت کے اثرات دیکھنا چاہتا ہے اسی طرح بندوں کی بھی یہی فطرت ہے اس لئے تحفے میں کوئی چیز ملے تو اسے سنبھال کر رکھنے کی بجائے اسے استعمال بھی کرنا چاہیے جو کہ تحفہ دینے والے کو بھی نظر آئے۔ تیسری بات بندے کو اپنی اوقات میں رہنا چاہیے ایسے ہی اپنی پہنچ سے باہر کام کسی وقت شرمندگی کے باعث بھی بن سکتے ہیں جیسے بندہ ہزاروں کا مالک ہو اور وہ لاکھوں کی باتیں سنانا شروع کر دے یہ بندے جھوٹے کپڑے پہننے والے کی طرح ہے جو کہ حقیقت میں ننگا ہوتا ہے۔ ایک صحابیہ رضی اللہ عنہا آپؐ سے پوچھتی ہے کہ اپنی سوتن کو دکھانے کیلئے یہ ظاہر کر سکتی ہوں کہ میرا شوہر میرا بڑا خیال رکھتا ہے اور طرح طرح کی اشیاء لا کر دیتا ہے تو آپؐ نے اسے جھوٹے کپڑے پہننے والے کی طرح قرار دیا۔

تحريم الأكل من مال اخيه بظلم

ظلم کے ساتھ اپنے بھائی کا مال کھانے کی حرمت

۴۰۷۔ عَنِ الْمُسْتَوْرِدِ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ أَكَلَ بِرَجُلٍ مُسْلِمٍ أُكْلَةً، فَإِنَّ اللَّهَ يُطْعِمُهُ مِثْلَهَا مِنْ جَهَنَّمَ، وَمَنِ اكْتَسَى بِرَجُلٍ مُسْلِمٍ ثَوْباً فَإِنَّ اللَّهَ يَكْسُوهُ مِثْلَهُ فِي جَهَنَّمَ وَمَنْ قَامَ بِرَجُلٍ مُسْلِمٍ مَقَامَ سُمْعَةٍ، فَإِنَّ اللَّهَ يَقُومُ بِهِ مَقَامَ سُمْعَتِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)). [الصحيحة: ۹۳٤]

سیدنا مستورد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جس نے کسی مسلمان کا ناحق ایک لقمہ بھی کھایا تو اللہ تعالیٰ اسے اتنا ہی جہنم کا کھانا کھلائیں گے، جس نے کسی مسلمان کا ناحق کپڑا پہنا تو اللہ تعالیٰ اسے اسی کے بقدر جہنم کا کپڑا پہنائیں گے اور جو کوئی کسی مسلمان کے ساتھ دکھلاوے والی جگہ پر کھڑا ہوگا تو اللہ اسے قیامت والے دن اس کے دکھلاوے والے مقام پر کھڑا کرے گا۔

تخریج: الصحيحة ۹۳۴۔ حاکم (۴/ ۱۲۷۔ ۱۲۸)، ابن عساکر (۲۱/ ۴۱، ۴۲)، ابویعلی (۶۸۵۸)، الادب المفرد (۲۴۰)، ابوداود (۴۸۸۱)

كراهية الأكل بالثوم والبصل

لہسن اور پیاز کھانے کی کراہت کا بیان

۴۰۸۔ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ أَكَلَ مِنْ هَاتَيْنِ الشَّجَرَتَيْنِ الْخَبِيثَتَيْنِ فَلَا يَقْرَبَنَّ مَسْجِدَنَا، فَإِنْ كُنْتُمْ لَا بُدَّ آكِلِيهِمَا فَأَمِيتُوهُمَا طَبْخًا)).

[الصحيحة: ۳۱۰٦]

معاویہ بن قرہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو ان دو ناپسندیدہ (اور اذیت رساں) درختوں (پیاز اور لہسن) کا پھل کھائے وہ ہرگز ہماری مسجد کے قریب نہ آئے۔ اگر تم نے کھانا ہی ہے تو پکا کر ان کی بدبو کو زائل کر دیا کرو۔“

تخریج: الصحيحة ۳۱۰۶۔ ابوداود (۳۸۲۷)، نسائی فی الکبری (۶۶۸۱)، احمد (۴/ ۱۹)، بیهقی (۳/ ۷۸)

فوائد: منہ سے بدبو آنا جہاں یہ انسان کے اُجڈ، گنوار ہونے کی علامت ہے وہیں پر یہ ایک انتہائی کریہہ عمل ہے ایسے شخص کی بات لوگ سننا گوارا نہیں کرتے اگر مجبوراً سننا پڑ بھی جائے تو ایک فاصلے تک رہتے ہوئے اور جان چھڑانے کی کرتے ہیں ایسے شخص کے پاس پھٹکنا بھی کوئی گوارا نہیں کرتا نتیجتاً اسے کئی مسائل سے دوچار ہونا پڑتا ہے جس طرح یہ گندی اور کریہہ عادت بندوں کیلئے ناپسندیدہ ہے اسی طرح یہ فرشتوں

کیلئے بھی تکلیف کا باعث ہے اسی لئے آپؐ نے فرمایا (لولا ان أشق علی امتی لا مرتھم بالسواك عند كل صلاة) اگر مجھے امت پر مشقت کا ڈر نہ ہوتا تو میں ہر نماز کے وقت مسواک کو لازم قرار دے دیتا۔ اس سے پتہ چلا کہ مسواک کس قدر اہم ہے صرف مشقت کے خدشے سے اس میں تخفیف کی گئی ورنہ یہ لازم کردی جاتی مسواک میں یہ فائدہ ہے کہ اس سے منہ صاف ستھرا رہتا ہے بدبو پیدا نہیں ہوتی آپؐ خود اس قدر مسواک کا اہتمام کرتے کہ موت کے وقت عائشہؓ کے بھائی کے ہاتھ مسواک دیکھی تو اسے لیکر وہی کرنا شروع کردی۔ اس قدر آپؐ منہ کی صفائی کا خیال رکھتے تا کہ کسی وقت بدبو نہ آئے۔ تولہسن اور پیاز چونکہ انکی بھی ایک عجیب سی بو ہوتی ہے تو آپؐ نے اسے کھا کر مسجد میں آنے سے منع کر دیا کہ اس سے فرشتوں کو تکلیف ہوتی ہے پکاتے وقت چونکہ ان کی بو مر جاتی ہے اس لئے پکا کر کھالیا جائے تو ٹھیک ہے ورنہ نماز کے اوقات میں انکو کچا کھانے سے احتراز کرنا چاہیے۔

التعزی بعزی الجاهلية

جاہلیت والی نسبت کے ساتھ فخر کرنے کی کراہت کا بیان

٤٠٩۔ عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ، أَنَّهُ سَمِعَ رَجُلاً يَقُولُ: يَالَ فُلَانٍ! فَقَالَ لَهُ: أُعْضُضْ بِهَنِ أَبِيكَ وَلَمْ يَكْنِ فَقَالَ لَهُ: يَا أَبَا الْمُنْذِرِ! مَاكُنْتَ فَحَّاشًا! فَقَالَ: إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ:((مَنْ تَعَزَّى بِعَزَى الْجَاهِلِيَّةِ، فَأَعِضُّوْهُ بِهَنِ أَبِيهِ وَلَا تَكْنُوْا)). [الصحيحة:٢٦٩]

سیدنا ابی بن کعب ؓ کہتے ہیں کہ میں نے ایک آدمی کو یوں کہتے ہوئے سنا: او فلاں کی آل! ...... میں نے اشارۃً بات کئے بغیر اسے کہا: تو اپنے باپ کی شرمگاہ کو چبائے۔ (تو اسے ابومنذر نے کہا:) تو تو فحش گو نہیں تھا (تجھے کیا ہوا)؟ میں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''جو جاہلیت والی نسبتوں کی طرف منسوب ہوا' کوئی اشارہ کنایہ کئے بغیر اسے کہو کہ تو اپنے باپ کی شرمگاہ چبائے۔''

تخریج: الصحیحة ۲۶۹۔ الادب المفرد (۹۶۳' ۹۶۴) نسائی فی الکبری (۸۸۶۴)' احمد (۵/ ۱۳۶)' ابن حبان ۳۱۵۳

فوائد : تعصب ذاتی ہو یا وطنیت کا یا خاندان قبیلے کا یہ اتحاد واتفاق اجتماعیت کے لئے زہر قاتل کی حیثیت رکھتا ہے اسی وجہ سے اسلام میں اسکی انتہائی حوصلہ شکنی کی گئی تا کہ ملت بیضاء اس زہریت کا شکار ہو کر کہیں ٹکڑوں میں نہ بٹ جائے۔ کیونکہ اجتماعیت کی انتہا ذلت کی ابتداء ہوتی ہے اور کفار کی بڑی کوشش ہی یہ ہے کہ انہیں منتشر رکھ کر انہیں اپنے زیر دست رکھا جائے جیسا کہ تاریخ کا سبق بھی ہے کہ جب تک اہل اسلام متحد ومتفق رہے غلبہ اور فتح ان کے گھر کی لونڈی رہی اور جب ان میں افتراق وانتشار آیا تو ذلت ورسوائی انکا مقدر ٹھہری لیکن ہمارے ذاتی مفادات و تعصبات ہمیں اس بارے میں غور کرنے کی اجازت ہی نہیں دیتے جیسا کہ آج کل کے حالات اس بات پر شاہد ہیں۔ اسی لئے پیغمبر زمان نے قوموں کے عروج وزوال کے اسباب کے بارے میں آگاہی رکھنے کے سبب اس بات کا حجۃ الوداع کے موقع پر انتہائی سختی سے رد کیا' کہا کہ آج کے بعد کسی کالے کو گورے پر' گورے کو کالے پر' عربی کو عجمی یا عجمی کو عربی پر کوئی فضیلت نہیں ہاں اگر فضیلت ہے تو وہ تقویٰ کی بناء پر ہے اور اس حدیث میں بھی آپ ﷺ انتہائی پاکیزہ اخلاق کے مالک ہونے کے باوجود اس بات کا رد اس انداز سے کرتے ہیں کہ سننے والا تعجب کا اظہار کرتا ہے کہ اس قدر شدید الفاظ اور وہ بھی رحمت کائنات کی زبان سے۔ یہ فقط اس معاملے کی سنگینی کے سبب کہ اس بات کا تعلق افراد سے نہیں بلکہ قوموں کی ذلت وعظمت سے ہے۔ اسی لئے آپ ﷺ نے فرمایا کہ ایسے بندے کو اشارہ کنایہ نہ کرو بلکہ سیدھے کہو کہ تمہیں باپ دادا کی شرافت

پر بڑا ناز ہے تو ان کی شرمگاہ منہ میں لے کر چوس۔ کس قدر سخت الفاظ ہیں کیونکہ معاملہ اس سے کہیں سخت ہے۔

كراهية التفل من تجاه القبلة

قبلہ کی طرف تھوکنے کی کراہت کا بیان

۴۱۰۔ عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ مَرْفُوعاً: ((مَنْ تَفَلَ تُجَاهَ الْقِبْلَةِ جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَتَفْلَتُهُ بَيْنَ عَيْنَيْهِ)). [الصحيحة: ۲۲۲]

سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے قبلہ کی سمت میں تھوکا، وہ روزِ قیامت اس حال میں آئے گا کہ اس کی تھوک اس کی آنکھوں کے درمیان ہوگی۔''

تخریج: الصحيحة ۲۲۲- ابو داود (۳۸۲۴)، ابن حبان (۱۶۳۹)، ابن خزيمة (۱۳۱۴)، بيهقی (۳/ ۷۶)

فوائد : اس بات کا تعلق نماز سے ہے جیسا پیچھے حدیث میں گزر چکا ہے کہ آپ ﷺ نے بائیں جانب یا پاؤں کے نیچے تھوکنے کی اجازت دی اور کہا کہ قبلے کی جانب نہ تھوکا جائے اور قیامت کو ایسے بندے کا تھوک جو پتہ ہونے کے باوجود ادھر تھوک رہا ہے اس کی نظروں کے سامنے کر دیا جائیگا جو کہ اس کے لئے پشیمانی کا باعث بنتا رہے گا۔

صفة الغيبة

غیبت کا بیان

۴۱۱۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ ذَكَرَ رَجُلاً بِمَا فِيْهِ فَقَدْ اغْتَابَهُ، وَمَنْ ذَكَرَهُ بِغَيْرِ مَا فِيْهِ فَقَدْ بَهَتَهُ)). [الصحيحة: ۱۴۱۹]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس نے (پیٹھ پیچھے) کسی آدمی کی برائیوں کا ذکر کیا جو اس میں ہیں، تو اس نے اس کی غیبت کی اور جس نے کسی آدمی کی ایسی برائیوں کا ذکر کیا جو اس میں نہیں ہیں تو اس نے اس پر جھوٹا الزام لگایا۔''

تخریج: الصحيحة ۱۴۱۹- ابو الشيخ فی الطبقات (۱۷۹)، ابو نعيم فی اخبار اصبهان (۲/ ۴۵)، ابن عدی (۷/ ۲۷۵۱)، مسلم (۲۵۸۹)، ترمذی (۱۹۳۴)، مطولاً بمعناه

فوائد : تقدم

فضل رحمة

رحمت کی فضیلت کا بیان

۴۱۲۔ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ مَرْفُوعاً: ((مَنْ رَحِمَ. وَلَوْ ذَبِيْحَةَ عُصْفُوْرٍ. رَحِمَهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)).

سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس نے رحم کیا...... اگرچہ چڑیا کو ذبح کرنے کا معاملہ ہو...... اللہ تعالیٰ روزِ قیامت اس پر رحم فرمائے گا۔''

تخریج: الصحيحة ۲۷- الادب المفرد (۳۸۱)، تمام الرازی فی الفوائد (۱۲۴۵)، طبرانی (۷۹۱۵، ۷۹۱۳)

فوائد : رحم کا تعلق چونکہ رحمان سے ہے یہ اللہ تعالیٰ کی ایک عظیم صفت ہے اسی لئے رحمان اس عظیم جذبے کی بڑی قدر کرتا ہے اسی رحمت کے سبب ہی قیامت کو لوگوں کو جنت میں داخل کیا جائیگا انکو نعمتوں سے نوازا جائیگا اسی رحمت کے سبب جو لوگ دوسروں سے رحیمانہ سلوک کرتے ہوں گے رحمت کے مستحق قرار پائیں گے ورنہ پکڑے جائیں گے حدیث میں آتا (من لا يرحم لا يرحم) (متفق علیہ) جو رحم نہیں کرتا اس پر رحمت نہیں کی جائیگی۔ اس لئے رحمت کے جذبے کے تحت کئے جانے والے کام کو حقیر نہ سمجھا جائے کہ ہوسکتا ہے یہی بخشش اور جنت کا سبب بن

جائے جیسا کہ آپؐ نے فرمایا کہ چڑیا بھی ذبح کرنی ہو تو رحمت کے دامن کو تھام کر رکھو یعنی کند چھری سے ذبح نہ کرو تیز چھری سے ذبح کرو تا کہ اسے زیادہ تکلیف نہ ہو اور وہ تڑپ کر جان نہ دے بلکہ آسانی سے نکل جائے۔ اسی طرح بنی اسرائیل کی ایک بدکارہ کا قصہ ہے کہ اس نے کتے کو دیکھا جو پیاس سے ہلکان ہے اور کنویں کے پاس گیلی مٹی چاٹ رہا ہے تو اس نے اپنا جوتا اتار کر اس میں پانی بھر کر اسے پلا دیا تو اللہ نے اسی سبب اسکی غلطیاں معاف کر کے اسے جنت کی وارث بنا دیا۔ اس لئے رحمت والے کسی کام کو حقیر نہ سمجھنا چاہیے اگر چہ وہ دنیا کی حقیر مخلوق ہی کیوں نہ ہو۔

النجاة بالسكوت

خاموشی میں نجات ہے

۴۱۳۔ عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ ((مَنْ صَمَتَ نَجَا)).

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو خاموش رہا وہ (اذیتوں سے) چھٹکارا پا لے گا۔“

تخريج: الصحيحة ۵۳۶۔ ترمذی (۲۵۰۱)، احمد (۲/ ۱۵۹، ۱۷۷)، دارمی (۲۷۱۶)، قضاعی فی مسند الشهاب (۳۳۴)

فوائد : زبان کی حرکت کے پیچھے کس قدر ہلاکتیں یا لوگوں کی خامیاں چھپی ہوتی ہیں اس سے اکثر لوگ آگاہ ہوتے ہیں اس لئے وہ خاموشی اختیار کر کے ان زبان کے سبب امنڈ آنے والی خامیوں اور خرابیوں کو چھپائے رکھتے ہیں کیونکہ بسا اوقات اسکا ایک ایک جملہ حماقتوں کا خزانہ سمیٹے ہوتا ہے اور ایک ایک بات تلوار سے تیز اور بارود سے زیادہ تباہ کن ہوتی ہے جیسا کہ پیچھے حدیث میں تفصیل گزر چکی ہے لہٰذا خاموشی صدہا درجے بہتر ہے۔

ومن فطرة الاسلام

فطرت اسلام والی چیزوں کا بیان

۴۱۴۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ: ((مِنْ فِطْرَةِ الْإِسْلَامِ: الْغُسْلُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، وَالْإِسْتِنَانُ، وَأَخْذُ الشَّارِبِ، وَإِعْفَاءُ اللُّحٰى فَإِنَّ الْمَجُوْسَ تُعْفِي شَوَارِبَهَا، وَتُحْفِي لُحَاهَا، فَخَالِفُوْهُمْ: خُذُوْا شَوَارِبَكُمْ، وَأَعْفُوْا لُحَاكُمْ)). [الصحيحة:۳۱۲۳]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”یہ چیزیں فطرتِ اسلام سے ہیں: جمعہ کے دن غسل کرنا، مسواک کرنا اور مونچھیں کاٹنا اور داڑھیاں چھوڑنا، کیونکہ مجوسی قوم مونچھیں چھوڑتی ہے اور داڑھیاں مونڈتی ہے، سو تم ان کی مخالفت کرو اور مونچھیں کٹواؤ اور داڑھیاں بڑھاؤ۔“

تخريج: الصحيحة ۳۱۲۳۔ ابن حبان (۱۲۱۹)، بخاری فی التاريخ (۱/ ۱۳۹)

فوائد : ان تمام افعال کا تعلق فطرت سے ہے یعنی یہ باتیں انسان کی طبیعت میں شامل ہیں انسان کا ان کو دل کی آواز سمجھ کر ان کو اپنانے پر مجبور ہوتا ہے لیکن کوئی اسکے غلط ہونے کا دعویٰ کرے جی کہ ہماری فطرت میں تو یہ اشیاء داخل نہیں ہمارا دل تو ان افعال کو نہیں چاہتا تو اس کا سیدھا جواب ہے کہ آپ کی فطرت ہی بیمار ہو چکی ہے کیونکہ بخار چڑھا ہو تو میٹھا پانی بھی کڑوا معلوم ہوتا ہے۔ اب اس میں پانی کا تو کوئی قصور نہیں قصور اصل میں طبیعت کا ہے۔ اب رسول معظم ﷺ فرما رہے ہیں کہ یہ باتیں فطرت میں شامل ہیں تمہاری سمجھ میں نہ آتا ہو تو تمہاری سمجھ کا قصور ہے انکی بات غلط نہیں ہے۔ کیونکہ انکی خبر کا ذریعہ ہی ”لاریب“ ہے۔ اب داڑھی کا بڑھانا یہ فطرت میں شامل ہے پہلے لوگ داڑھی منڈانے

یہ کام نہیں کرتے تھے ذہنوں میں یہ بات رچی تھی فطرت کے مطابق تھی سبھی کو یہ اچھی لگتی تھی حضرت یوسف علیہ السلام جنکے پاس کائنات کا آدھا حسن تھا انکے چہرے پر داڑھی تھی داڑھی کو حسن کی علامت سمجھا جاتا تھا ایک شخص پر عورت فریفتہ ہوگئی اسے کسی طرح بہلا پھسلا کر گھر بلا لیا اور اسے دعوت گناہ دے ڈالی اس شخص نے تھوڑی دیر کیلئے بیت الخلاء جانے کی اجازت لی ادھر جا کر داڑھی مونڈ ڈالی باہر آیا جب عورت کی نظر اس کے چہرے پر پڑی تو نفرت سے اسے گھر سے بھگا دیا۔ یعنی بغیر داڑھی اسکی شکل دیکھنا گوارا نہ کی۔ اصل میں داڑھی مونڈوانا چونکہ مجوس کا طریقہ تھا آپؐ نے مجوسی کے چہرے کی طرف دیکھنا گوارا نہ کیا اور وہ مونچھیں بڑھاتے تھے آپؐ نے کہا کہ انکی مخالفت میں مونچھیں نہ کاٹو اور داڑھیاں بڑھاؤ۔ یہ چیزیں فطرت کے عین مطابق ہیں اور اسلام دین فطرت ہے اس لئے اسلام میں ان چیزوں کا حکم دیا گیا ہے۔ انہیں اپنانا لازم ہے اور انکا ترک خلاف اسلام ہے۔

من قال حين ياوى إلى فراشه......

٤١٥ ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ قَالَ حِيْنَ يَأْوِي إِلَى فِرَاشِهِ: ((لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَاشَرِيْكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ، وَلَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ، سُبْحَانَ اللّٰهِ،وَالْحَمْدُلِلّٰهِ، وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ)) غُفِرَتْ لَهُ ذُنُوْبُهُ. أَوْ قَالَ: خَطَايَاهُ، شَكَّ مِسْعَرٌ. وَإِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ)). [الصحيحة:٣٤١٤]

جس نے بستر پر لیٹتے ہوئے یہ دعا پڑھی

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جب آدمی بستر پر لیٹے اور یہ دعا پڑھے: نہیں کوئی معبودِ برحق مگر اللہ وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں بادشاہت اسی کی ہے ساری تعریف اسی کے لئے ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اور برائی سے بچنے کی طاقت اور نیکی کرنے کی قوت نہیں ہے مگر اللہ کی توفیق سے اللہ پاک ہے اور ساری تعریف اسی کے لئے ہے اور نہیں کوئی معبودِ برحق مگر اللہ اور اللہ سب سے بڑا ہے۔ تو اس کے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے اگر چہ وہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہی کیوں نہ ہوں۔“

تخريج: الصحيحة ۳۴۱۴۔ ابن حبان (۸۴۹)، نسائی فی عمل الیوم واللیلة (۸۱۱)، ابن السنی (۷۱۶)

وبال قطع رحم و يمين فاجر

٤١٦ ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعاً: ((مَنْ قَطَعَ رَحْماً، أَوْ حَلَفَ عَلٰى يَمِيْنٍ فَاجِرَةٍ رَأٰى وَبَالَهُ قَبْلَ أَنْ يَمُوْتَ)). [الصحيحة:١١٢١]

جھوٹی قسم اور قطع رحمی کے وبال کا بیان

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے قطع رحمی کی یا جھوٹی قسم اٹھائی وہ مرنے سے پہلے اس کا وبال دیکھ لے گا۔“

تخريج: الصحيحة ۱۱۲۱۔ بخاری فی التاریخ (۶/ ۲۰۷)، تعلیقاً بیہقی (۱۰/ ۳۵)

باب: تحريم لبس الذهب والحرير

٤١٧ ـ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ،

باب: (مردوں کے لیے) سونا اور ریشم پہننے کی حرمت

سیدنا ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جو آدمی اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو وہ ریشم پہنے نہ

فَلَايَلْبَسْ حَرِيْراً وَلَا ذَهَباً)).

سونا۔“

[الصحيحة:۳۳۷]

تخریج: الصحیحۃ ۳۳۷۔ حاکم (۴/ ۱۹۱)' احمد (۵/ ۲۶۱)' طبرانی فی الاوسط (۳۱۹۲)' والکبیر (۷۷۶۹)

فوائد : سونا اور ریشم یہ دونوں چیزیں دنیا میں مردوں پر حرام ہیں انہیں یہ پہننا کسی صورت جائز نہیں ہاں اگر جسم میں بیماری کے سبب دوسرا لباس تکلیف دیتا ہو تو ریشم پہنا جاسکتا ہے جیسا کہ ایک صحابہ کو آپؐ نے جوؤں کی وجہ سے ریشم پہننے کی اجازت دی (بخاری) ہاں عورتوں کے پہننے میں کوئی مضائقہ نہیں آپؐ نے فرمایا (احرم لباس الحرير والذهب علي ذكور امتي واحل لانا ثهم) (ترمذی) ریشمی لباس اور سونا میری امتوں کے مذکروں (مرد) پر حرام اور انکی مؤنھوں (عورتوں) پر حلال ہیں۔ مردوں پر یہ چیزیں قطعاً حرام ہیں اور اس سے بچنا مشکل بھی نہیں تو جان بوجھ کر ہلاکت کا سودا نہیں کرنا چاہیے۔

باب: فضل كف الغضب واللسان

باب: غصے اور زبان پر قابو پانے کی فضیلت

۴۱۸۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ مَرْفُوعاً: ((مَنْ كَفَّ غَضَبَهُ كَفَّ اللّٰهُ عَنْهُ عَذَابَهُ، وَمَنْ خَزَنَ لِسَانَهُ سَتَرَاللّٰهُ عَوْرَتَهُ، وَمَنِ اعْتَذَرَ إِلَى اللّٰهِ قَبِلَ اللّٰهُ عُذْرَهُ)). [الصحيحة: ۲۳۶۰]

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے اپنے غصے پر قابو پایا' اللہ تعالی اس سے اپنا عذاب روک لے گا۔ جس نے اپنی زبان کی حفاظت کی' اللہ تعالی اس کے عیوب پر پردہ ڈالے گا اور جس نے اللہ تعالی سے معذرت کی' وہ اس کا عذر قبول کرے گا۔“

تخریج: الصحیحۃ ۲۳۶۰۔ ابویعلی (۴۳۳۸)' الضیاء فی المختارۃ (۲۷۵۱)' الدولابی فی الکنی (۱/ ۱۹۴' ۱۹۵)

فوائد : غصے کا انجام ندامت کی صورت میں ہوتا ہے غصہ خرابیوں غلطیوں کا پیش خیمہ ہوتا ہے اس لئے آپؐ نے فرمایا جو غصے کو روک لے تو اللہ اس سے اپنا عذاب روک لے گا غصے میں کئے گئے کام عموماً غلط ہوتے ہیں لہٰذا انجام کار کے لحاظ سے نہایت تباہ کن ہوتے ہیں یعنی دنیا میں بھی نتیجتاً نقصان اور آخرت میں عذاب اس میں چونکہ شر ہی شر ہے اس لئے اس قدر بچنے کا حکم دیا گیا ایک آپؐ کے پاس نصیحت طلب کرنے آیا تو آپؐ نے اسے تین بار پوچھنے پر تینوں دفعہ ”لا تغضب“ غصہ نہ کر' یہی نصیحت کی۔ دوسری بات آپؐ نے زبان کے بارے میں فرمائی کہ زبان کا محفوظ استعمال پردہ پوشی کا باعث ہے۔ اور تیسری بات جو اللہ کی طرف عذر کرے اللہ اسکا عذر قبول کرتا یعنی غلطی کر کے اللہ سے معذرت کرے تو اللہ اسکے گناہوں کو بخشتے ہوئی اسکی معذرت قبول کر لیتے ہیں اس سے بندوں کو بھی یہی حکم ہے کہ اگر کوئی پشیمان ہو کر معذرت کرتا ہے تو ناراضگی پر ڈانٹنے کی بجائے اسے معاف کر دینا چاہیے۔

اهمية الرحم

رحم کرنے کی اہمیت کا بیان

۴۱۹۔ عَنْ جَرِيرٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ لَّا يَرْحَمْ لَا يُرْحَمْ، وَمَنْ لَّا يَغْفِرْ لَا يُغْفَرْ لَهُ، وَمَنْ لَّا يَتُبْ لَا يُتَبْ عَلَيْهِ)).

سیدنا جریر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو (مخلوق پر) رحم نہیں کرتا' (اللہ کی طرف سے) اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔ جو (مخلوق کو) معاف نہیں کرتا' (اللہ تعالی کی طرف سے)

[الصحیحة:٤٨٣]

اسے نہیں بخشا جاتا اور جو (اللہ کی طرف) توبہ نہیں کرتا' اسے (اس کی طرف سے) معاف نہیں کیا جاتا۔"

تخریج: الصحیحة ۴۸۳۔ طبرانی فی الکبیر (۲۴۷۶)' ابو الحسن الحربی فی الفوائد (۳/ ۱۵۵/ ۱)' احمد (۴/ ۳۶۵)

فوائد : جو کسی سے نیک سلوک نہ کرے نتیجہ میں وہ بھی نیک سلوک کی امید نہیں کر سکتا مکافات عمل اسی چیز کا نام ہے اب جو اللہ کے بندوں پر رحم نہیں کرتا اور ان کی غلطیوں کو معاف نہیں کرتا تو نتیجتاً اسے بھی اللہ کی طرف سے ان باتوں کا مستحق قرار نہیں دیا جا سکتا۔

التاکید بإحسان الحذم

غلاموں کے ساتھ احسان کرنے کی تاکید کا بیان

٤٢٠ ـ عَنْ أَبِي ذَرٍّ مَرْفُوعاً: ((مَنْ لَآءَمَكُمْ مِنْ خَدَمِكُمْ فَأَطْعِمُوْهُمْ مِمَّا تَأْكُلُوْنَ وَأَلْبِسُوْهُمْ مِمَّا تَلْبَسُوْنَ، وَمَنْ لَّايُلَائِمُكُمْ مِنْ خَدَمِكُمْ فَبِيْعُوْا، وَلَاتُعَذِّبُوْا خَلْقَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ.)).

[الصحیحة:٧٣٩]

سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اگر تمھارے غلام تمھاری (مرضی کے) موافق ہوں تو جو کچھ کھاتے ہو' انھیں بھی کھلایا کرو اور جو کچھ پہنتے ہو' انھیں بھی پہنایا کرو اور اگر تمہارے غلام تمھارے موافق نہ ہوں تو انھیں بیچ دیا کرو اور اللہ کی مخلوق کو عذاب نہ دیا کرو۔"

تخریج: الصحیحة ۷۳۹۔ احمد (۵/ ۱۶۸' ۱۷۳)' ابو داود (۵۱۶۱)' بیہقی (۸/ ۷)' بزار (۳۹۲۳)

فوائد : غلاموں کو اسلام میں بہت سے حقوق حاصل ہیں یہاں تک کہ حدیث میں انکے بارے میں بھائی تک کے الفاظ آئے ہیں فرمایا کہ انہیں اپنے ساتھ کھلانا پلانا ہے اور انہیں طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دینی یہاں تک کہ انہیں بلاوجہ مارا بھی نہیں جا سکتا آپؐ نے فرمایا (من ضرب غلاما له حدا لم یاته اولطمه فان کفارته ان یعتقه) (مسلم) جس نے اپنے غلام کو سزا دی جو کام اس نے کیا نہیں یا اسے تھپڑ مارا تو اس کا کفارہ اسے آزاد کرنا ہے۔ ایک دفعہ ایسا ہوا بھی کہ ابو مسعود رضی اللہ عنہ نے اپنے غلام کو مارا تو اللہ کے نبی ﷺ کے تنبیہ کرنے پر انہوں نے غلام کو آزاد کر دیا۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ غلام کو بلاوجہ مارنے کا کفارہ اسے آزاد کرنا ہے ہاں اگر قصور ہو بھی تو تھوڑی بہت سزا دی جا سکتی ہے اگر زیادہ تنگ کرے تو ایسے غلام کو فروخت کر دیا جائے جیسا کہ نبی کریم ﷺ فرما رہے ہیں۔

فضل كف اللسان و شر مابين رجليه

زبان اور شرمگاہ کی حفاظت کی فضیلت کا بیان

٤٢١ ـ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ وَقَاهُ اللّٰهُ شَرَّمَا بَيْنَ لُحْيَيْهِ وَشَرَّمَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ دَخَلَ الْجَنَّةَ)). [الصحیحة:٥١٠]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس کو اللہ تعالیٰ نے اس کی زبان کے شر سے بچا لیا جو اس کے دو جبڑوں کے درمیان ہے اور اس شرم گاہ کے شر سے بچا لے جو اس کے دو ٹانگوں کے درمیان ہے' تو وہ جنت میں جائے گا۔"

تخریج: الصحیحة ۵۱۰۔ ترمذی (۲۴۰۹)' ابو یعلی (۶۲۰۰)' ابن حبان (۵۷۰۳)

فضل من يكن في حاجة أخيه

اسکی فضیلت جو اپنے بھائی کی ضرورت پوری کرتا ہے

٤٢٢ ـ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ مَرْفُوْعاً: ((مَنْ

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

يَكُنْ فِي حَاجَةِ أَخِيهِ، يَكُنِ اللّٰهُ فِي حَاجَتِهِ)). [الصحيحة: ٢٣٦٢]

”جو اپنے بھائی کی ضرورت پوری کرتا ہے' اللہ تعالی اس کی ضرورت پوری کرتا ہے۔“

تخریج: الصحیحة ۲۳۶۲۔ ابن ابی الدنیا فی قضاء الحوائج (۴۷)' ابن عدی فی الکامل (۶/ ۲۴۴۴)

فوائد : انسانیت کی فلاح و بہبود کے کام کرنا اللہ کے پسندیدہ اعمال میں سے ہیں جیسے کوئی کسی کے عزیز کا کام کر دے تو وہ بندہ بھی خیال کرتا ہے کہ یہ ہمارا اتنا خیال کرتا ہے حتیٰ کہ میری وجہ سے میرے عزیزوں کے کام آتا ہے تو میں بھی اس کی ضروریات کا خیال رکھوں بعینہٖ اللہ تبارک وتعالیٰ بھی ایسے انسان کی ضروریات کو پورا فرماتے ہیں جو اللہ کی مخلوق اسکے بندوں کا خیال رکھے انکی ضروریات پورا کرے اور یہ ضروریات کب تک پوری کی جاتی ہیں ایک حدیث میں ہے (کان الله فی عون العبد کان العبد فی عون اخیه) اللہ بندے کی مدد میں تب تک رہتے ہیں جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد میں رہتا ہے۔ آج ہم رونا روتے ہیں کہ پوری نہیں پڑتیں ضرورتیں پوری نہیں ہوتیں تو اسکا آسان حل یہی ہے کہ لوگوں کی ضروریات پوری کرنا شروع کردو تمہاری ضروریات خود بخود پوری ہونا شروع ہو جائیں گی کیونکہ جس کام کا بیڑا اللہ اٹھالے وہ پھر ادھورا نہیں رہ سکتا۔

ومن خير المؤمن الذي يخالط بالناس

بہترین مومن وہ ہے جو لوگوں سے میل جول رکھتا ہے

٤٢٣ ـ عَنِ ابْنِ عُمَرَ مَرْفُوعاً: ((الْمُؤْمِنُ الَّذِي يُخَالِطُ النَّاسَ وَيَصْبِرُ عَلٰى أَذَاهُمْ، خَيْرٌ مِنَ الَّذِي لَا يُخَالِطُ النَّاسَ وَلَا يَصْبِرُ عَلٰى أَذَاهُمْ)). [الصحيحة: ٩٣٩]

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو مومن لوگوں کے ساتھ مل جل کر رہتا ہے اور ان کی تکالیف پر صبر کرتا ہے' وہ اس سے بہتر ہے جو نہ تو لوگوں کے ساتھ مل جل کر رہتا ہے اور نہ ان کی اذیتوں پر صبر کرتا ہے۔“

تخریج: الصحیحة ۹۳۹۔ الادب المفرد (۳۸۸)' ترمذی (۲۵۰۷)' ابن ماجه (۴۰۳۲)' احمد (۲/ ۴۳)

فوائد : تقدم

٤٢٤ ـ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ مَرْفُوعاً: ((اَلْمُؤْمِنُ مَأْلَفَةٌ، وَلَا خَيْرَ فِيمَنْ لَا يَأْلَفُ وَلَا يُؤْلَفُ)). [الصحيحة: ٤٢٥]

سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”مومن تو وہ ہے جو مانوس ہوتا ہے اور جس سے مانوس ہوا جاتا ہے' وہ آدمی خیر و بھلائی سے محروم ہے جو نہ کسی سے مانوس ہوتا ہے اور نہ کوئی اس سے ہوتا ہے۔“

تخریج: الصحیحة ۴۲۵۔ احمد (۵/ ۳۳۵)' خطیب فی التاریخ (۱۱/ ۳۷۶)' طبرانی فی الکبیر (۵۷۴۴)' بیهقی فی الشعب (۸۲۱۰)

فوائد : اس کا مطلب بھی پچھلی حدیث کی مانند ہی ہے کہ مل جل کر رہنے ایک دوسرے کے دکھ درد میں شریک ہونے سے ہی ایمان کی تکمیل ہوتی ہے کیونکہ مومن کو اللہ تعالیٰ نے ایک حساس دل دیا ہوتا ہے ایسا نہیں ہوسکتا کہ وہ اپنی دنیا میں مگن رہے اور اردگرد کو بھول جائے اور انسانیت سے اپنا ناتا ہی توڑ لے جیسا کہ بعض جاہل اور گمراہ صوفی یہ روش اپناتے ہیں وہ دنیا سے کٹ کے اپنے من کی بستی کو آباد کر لیتے ہیں اور انسانوں سے کوئی سروکار نہیں رکھتے ایسے شخص کو آپ نے بے فیضا قرار دیا جبکہ بہترین بندہ وہ ہے جو لوگوں سے میل جول رکھے اور فلاح و بہبود کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے۔ بلکہ جو انسانیت کو جتنا نفع پہنچائے گا وہ اسی قدر اعلیٰ مراتب پر فائز ہوتا جائے گا۔

٤٢٥ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوعاً: ((اَلْمُؤْمِنُ يَأْلَفُ وَيُؤْلَفُ، وَلَاخَيْرَ فِيمَنْ لَّا يَأْلَفُ وَلَايُؤْلَفُ، وَخَيْرُ النَّاسِ أَنْفَعُهُمْ لِلنَّاسِ)).

[الصحيحة:٤٢٦]

سیدنا ابو ہریرہ ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مومن (لوگوں سے) مانوس ہوتا ہے اور (لوگ اس سے) مانوس ہوتے ہیں۔ اس آدمی میں کوئی خیر نہیں جو نہ تو کسی سے مانوس ہوتا ہے اور نہ کوئی اس سے ہوتا ہے۔ لوگوں میں سب سے بہتر وہ ہے جو دوسرے لوگوں کے لئے زیادہ مفید ہو۔''

تخریج: الصحیحۃ ۴۲۶۔ طبرانی فی الاوسط (۵۷۸۳)' بیھقی فی الشعب (۷۶۵۸) والقضاعی فی مسند الشھاب (۱۲۹)

فضل المحافظة على نظافة الطرق

راستوں کو صاف رکھنے کی فضیلت

٤٢٦ـ عَنْ أَبِي بَرْزَةَ قَالَ: قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ! دُلَّنِي عَلَى عَمَلٍ أَنْتَفِعُ بِهِ قَالَ: ((نَحِّ الْأَذٰى عَنْ طَرِيْقِ الْمُسْلِمِيْنَ)).

[الصحيحة:٢٣٧٣]

سیدنا ابو برزہ ﷺ کہتے ہیں: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ایسے عمل پر میری رہنمائی فرمائیں جس سے میں استفادہ کرسکوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''مسلمانوں کے راستے سے تکلیف دہ چیز ہٹا دیا کر۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۲۷۳۔ ابن ابی شیبۃ (۹/ ۲۸) و فی الادب ابویعلی (۷۴۲۷)' ابن حبان (۵۴۱)' مسلم (۲۶۱۸)' احمد (۴/ ۴۲۰)' بمعناہ

فوائد : جس طرح مسلمان کے راستے میں تکلیف دہ چیز پھینکنا لعنت کا باعث ہے اسی طرح اگر کوئی ایسی چیز پڑی ہے تو اسے دور کرنا بلندی درجات کا باعث ہے جیسا کہ صحابیؓ نے نفع مند چیز کے بارے میں دریافت کیا تو آپ نے راستے کو صاف کرنے کا حکم دیا۔

انتصار الملك لمن صبر بالأذى

جس نے تکلیف پر صبر کیا فرشتے کا اس کی مدد کرنا

٤٢٧ـ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، أَنَّهُ قَالَ: بَيْنَمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ جَالِسٌ، وَمَعَهُ أَصْحَابُهُ، وَقَعَ رَجُلٌ بِأَبِي بَكْرٍ فَآذَاهُ، فَصَمَتَ عَنْهُ أَبُوْ بَكْرٍ، ثُمَّ آذَاهُ الثَّانِيَةَ، فَصَمَتَ عَنْهُ أَبُوْبَكْرٍ' فَآذَاهُ الثَّالِثَةَ' فَانْتَصَرَ مِنْهُ أَبُوْ بَكْرٍ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حِيْنَ انْتَصَرَ أَبُوْ بَكْرٍ،فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ: أَوَجَدْتَّ عَلَيَّ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ؟ فَقَالَ: ((نَزَلَ مَلَكٌ مِّنَ السَّمَاءِ يُكَذِّبُهُ بِمَا قَالَ لَكَ، فَلَمَّا انْتَصَرْتَ وَقَعَ الشَّيْطَانُ، فَلَمْ أَكُنْ لِأَجْلِسَ إِذْ وَقَعَ الشَّيْطَانُ)). [الصحيحة:٢٣٧٦]

سعید بن مسیّب کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ تشریف فرما تھے' آپ ﷺ کے صحابہ بھی آپ کے ساتھ بیٹھے تھے۔ ایک آدمی نے سیدنا ابوبکر صدیق ﷺ پر طعن کیا اور انھیں تکلیف دی۔ ابوبکر صدیق خاموش رہے' اس نے دوسری دفعہ تکلیف دی' ابوبکر خاموش رہے' جب (وہ باز نہ آیا اور) اور تیسری دفعہ تکلیف دی' تو ابوبکر صدیق نے بھی انتقام لیا۔ لیکن آپ ﷺ کھڑے ہوگئے۔ سیدنا ابوبکر نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! کیا آپ نے میری بات محسوس کی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''آسمان سے ایک فرشتہ نازل ہوا' جو اس کو جھٹلاتا رہا' جب تو نے انتقام لیا تو شیطان گھس آیا' اب میں ایسی مجلس میں تو نہیں بیٹھ سکتا جس میں شیطان دخل اندازی کر رہا ہو۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۳۷۶۔ ابو داود (۴۸۹۶، ۴۸۹۷) بغوی فی شرح السنة (۳۵۸۶) بیھقی فی الآداب (۱۷۰)

فوائد : گالی دینا انتہائی جاہلانہ اور قبیح حرکت ہے جو کہ معزز لوگوں کے شایان شان نہیں اور یہ فسق، نافرمانی کا سبب ہے جیسا کہ حدیث میں ہے (سباب المسلم فسوق) مسلم کو گالی دینا فسق ہے۔ ہاں اگر آپ کو کوئی گالی دے تو یہ اسکی کمینگی کی علامت ہے آپ اس پر صبر کر لیں تو یہ آپ کیلئے بہتر ہے اور ایک فرشتہ آپکی طرف سے جواب دے گا لیکن اگر بدلے میں گالی دیں تو یہ صورت بھی جائز ہے آپ ایسا کر سکتے ہیں جب تک آپ زیادتی کے مرتکب نہ ہوں جیسا کہ قرآن میں (**فاعبدوا علیه بمثل ما اعتدی علیکم**) تم ان پر اتنی زیادتی کر لو جتنی انہوں نے تم پر کی ہے۔ یعنی زیادتی کے بقدر جواب درست ہے اگر آپ مقررہ مقدار سے تجاوز کریں گے تو پھر آپ بھی گناہ گار ہونگے ورنہ پہلا بندہ ہی دونوں اطراف کے گناہ کا مستحق تھا۔ اسی لئے آپؐ جب تک حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ خاموش ہے تو فرشتہ موجود تھا جو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی طرف سے جواب دے رہا تھا مگر حضرت ابوبکرؓ کے جواب کی وجہ سے فرشتے کی جگہ شیطان نے لے لی کیونکہ اب جھگڑے اور بات کے بڑھنے کا امکان پیدا ہو گیا تو شیطان ایسے موقع پر کوتاہی کیسے کر سکتا ہے۔

٤٢٨۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ مَرْفُوعاً: ((نَهٰى أَن يَّجْلِسَ الرَّجُلُ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ إِلَّا بِإِذْنِهِمَا)).

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے بلا اجازت دو آدمیوں کے درمیان بیٹھنے سے منع فرمایا۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۳۸۵۔ ابو الحسن الحربی فی الثانی من الفوائد (۱۵۹/ ۲) بیھقی (۳/ ۲۳۲) ابو عبد الله بن منده فی الامالی (۴۰/ ۱)

فوائد : تقدم

النهي عن الجلوس بين الضح و الظل

دھوپ اور چھاؤں کے درمیان بیٹھنے کی ممانعت کا بیان

٤٢٩۔ عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ: ((نَهٰى أَنْ يَجْلِسَ بَيْنَ الضَّحِّ وَالظِّلِّ وَقَالَ: مَجْلِسُ الشَّيْطَانِ)).

صحابی رسول بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے آدمی کو اس طرح بیٹھنے سے منع فرمایا کہ اس کے جسم کا کچھ حصہ دھوپ میں ہو اور کچھ سائے میں اور فرمایا: ''اس طرح تو شیطان بیٹھتا ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۸۳۸، ۳۱۱۰۔ احمد (۳/ ۴۱۳، ۴۱۴) حاکم (۴/ ۲۷۱)

فوائد : تقدم

النهي عن وضع الرجل على الرجل

ایک پاؤں کو دوسرے پاؤں پر رکھ کر لیٹنے کی ممانعت کا بیان

٤٣٠۔ عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: ((نَهٰى أَنْ يَّضَعَ (وَفِي رِوَايَةٍ: يَرْفَعَ) الرَّجُلُ إِحْدٰى رِجْلَيْهِ عَلَى الْأُخْرٰى. زَادَ فِي الرِّوَايَةِ الْأُخْرٰى. وَهُوَ مُسْتَلْقٍ عَلٰى ظَهْرِهٖ)). [الصحيحة:٣٥٦٧]

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے چت (یعنی پیٹھ کے بل) لیٹنے والے آدمی کو ایک ٹانگ پر دوسری ٹانگ رکھنے سے منع فرمایا۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۵۶۷۔ ابو داود (۴۸۶۵) مسلم (۲۰۹۹) احمد (۳/ ۳۴۹) ابن عبد البر فی التمهید (۹/ ۲۰۴)

فوائد : جب لیٹ کر ایک پاؤں کو دوسرے پر رکھنا اس سے آپؐ نے منع فرمایا لیکن یہ منع حرمت کیلئے نہیں بلکہ اولویت بتانے کیلئے ہے کیونکہ دوسری حدیث ایسے لیٹنا بھی ثابت ہے جیسا کہ پیچھے مفصلاً گزر چکا ہے۔

تحريم الصور في البيت والصناعته

گھروں میں تصویریں رکھنے اور بنانے کی حرمت کا بیان

٤٣١ ـ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ، يَزْعَمُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ ((نَهٰى عَنِ الصُّوَرِ فِي الْبَيْتِ وَنَهٰى الرَّجُلَ أَنْ يَّصْنَعَ ذٰلِكَ)). [الصحيحة: ٤٢٤]

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کا خیال ہے کہ نبی کریم ﷺ نے گھروں میں تصاویر رکھنے سے منع فرمایا اور اس بات سے بھی منع فرمایا کہ آدمی تصویریں بنائے۔

تخریج: الصحيحة ۴۲۴- ترمذی (۱۷۴۹)' احمد (۳/ ۳۲۵' ۳۸۴' ۳۸۴)' ابن حبان (۵۸۴۴)

فوائد : جاندار کی تصویر بنانا حرام ہے یہ کبیرہ گناہ ہے اور ایسا کرنے والے قیامت کو سخت ترین عذاب سے دوچار ہونگے جیسا کہ حدیث میں آتا ہے (اشد الناس يوم القيامة الذين يضاهون بخلق الله)(متفق علیہ) قیامت کو لوگوں میں سے سب سے سخت عذاب ان لوگوں کو ہوگا جو اللہ کی مخلوق کی مشابہت کرتے ہوئے تصویریں بناتے ہیں۔ کس قدر سخت وعید ہے بلکہ ایک حدیث میں ہے مصوروں کو کہا جائیگا (احيوا ماخلقتكم وقال ان البيت الذي فيه الصوره لا تدخله الملائكة) (متفق علیہ) جو تم نے بنایا ہے انہیں زندہ کرو اور فرمایا ایسا گھر جس میں تصویر ہو فرشتے داخل نہیں ہوتے۔ نہ بندہ ان تصویروں میں زندگی پھونک سکے اور نہ ہی عذاب سے چھٹکارہ حاصل کر سکے اور کس قدر یہ بے برکت کام ہے کہ بندہ اللہ کی رحمت سے محروم ہو جاتا ہے ظاہر بات ہے جس گھر میں فرشتہ نہیں آئیگا تو رب کی رحمت کیسے آسکتی ہے۔ اس لئے اس سے لازماً بچ جانا چاہیے ہاں اگر لازماً یہ کام کرنا ہو تو غیر جاندار اشیاء کی تصویریں بنالی جائیں جیسا کہ آپؐ نے فرمایا اگر ضروری کرنا چاہتے ہو تو (فاصنع الشجر ومالا روح فيه)(متفق علیہ) تو درخت اور غیر جاندار اشیاء کی تصویر بنالو۔ یعنی درخت، پہاڑ، باغ غرض کوئی صورت منظر تخلیق کرلیا جائے رب کی کائنات حسین مناظر سے بھری پڑی ہے مگر صورت نہ تراشی جائے۔

باب: من أدب النوم والسفر

باب: سفر کرنے اور سونے کے آداب

٤٣٢ ـ عَنِ ابْنِ عُمَرَ: ((نَهٰى عَنِ الْوَحْدَةِ: أَنْ يَّبِيْتَ الرَّجُلُ وَحْدَهُ، أَوْ يُسَافِرَ وَحْدَهُ)) [الصحيحة: ٦٠]

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے تنہائی، یعنی آدمی کو اکیلا رات گزارنے اور اکیلا سفر کرنے سے منع فرمایا۔

تخریج: الصحيحة ۶۰- احمد (۲/ ۹۱)

استحباب القناعة

قناعت کے مستحب ہونے کا بیان

٤٣٣ ـ عَنْ شَقِيْقٍ، قَالَ: ((دَخَلْتُ أَنَا وَصَاحِبٌ لِّي عَلٰى سَلْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ.

شقیق کہتے ہیں کہ میں اور میرا ایک دوست سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ کے پاس گئے' انھوں نے (بطور میزبان) روٹی اور کوئی نمکین چیز پیش

فَقَرَّبَ إِلَيْنَا خُبْزاً وَمِلْحاً، فَقَالَ: لَوْلَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ((نَهَانَا عَنِ التَّكَلُّفِ)) لَتَكَلَّفْتُ لَكُمْ. فَقَالَ صَاحِبِي: لَوْكَانَ فِي مِلْحِنَا سَعْتَرٌ، فَبَعَثَ بِمِطْهَرَتِهِ إِلَى الْبَقَّالِ، فَرَهَنَهَا، فَجَاءَ بِسَعْتَرٍ، فَأَلْقَاهُ فِيْهِ، فَلَمَّا أَكَلْنَا قَالَ صَاحِبِي: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي قَنَّعَنَا بِمَا رَزَقَنَا. فَقَالَ سَلْمَانُ: لَوْقَنَعْتَ بِمَا رُزِقْتَ لَمْ تَكُنْ مِطْهَرَتِي مَرْهُوْنَةً عِنْدَالْبَقَّالِ)). [الصحيحة: ٢٣٩٢]

کی اور کہا: اگر رسول اللہ ﷺ نے تکلف سے منع نہ کیا ہوتا تو میں تمھاری خاطر تکلف کرتا۔ میرے دوست نے کہا: اگر نمکین ڈش میں پہاڑی پودینہ ڈال دیا جاتا (تو بہت اچھا ہوتا)۔ انھوں نے کوئی لوٹا نما برتن بطور گروی سبزی فروش کی طرف بھیجا اور پودینہ منگوایا۔ جب ہم کھانا کھا چکے تو میرے دوست نے کہا: ساری تعریف اس اللہ کے لئے ہے جس نے ہمیں اس رزق پر قناعت کرنے کی توفیق بخشی۔ سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر تو نے اپنے رزق پر قناعت کی ہوتی تو میرا برتن سبزی فروش کے پاس گروی نہ پڑا ہوتا۔

تخریج: الصحیحة ٢٣٩٢۔ حاکم (٤/ ١٢٣)' ابن عدی (٣/ ١١٠٦)' احمد (٥/ ٤٤١)' بیهقی فی الشعب (٩٥٩٨)

فضل رحمة الدابة

جانور پر شفقت کی فضیلت کا بیان

٤٣٤۔ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ، عَنْ أَبِيْهِ قَالَ: قَالَ رَجُلٌ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنِّي لَأَذْبَحُ الشَّاةَ فَأَرْحَمُهَا، قَالَ: ((وَالشَّاةُ إِنْ رَحِمْتَهَا رَحِمَكَ اللّٰهُ)). [الصحيحة: ٢٦]

سیدنا معاویہ بن قرہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں بکری ذبح کرتا ہوں اور اس کے ساتھ شفقت کرتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تو نے بکری کے ساتھ شفقت کی ہے تو اللہ تعالی تجھ پر رحم کرے۔''

تخریج: الصحیحة ٢٦۔ الادب المفرد (٣٧٣)' احمد (٣/ ٤٣٦)' حاکم (٣/ ٥٨٦)' طبرانی فی الکبیر (١٩/ ٢٣)

باب: من هو الرحيم؟

باب: مہربان کہلانے کا مستحق کون؟

٤٣٥۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ مَرْفُوْعاً: ((وَالَّذِي نَفْسِيْ بِيَدِهِ، لَايَضَعُ اللّٰهُ رَحْمَتَهُ إِلَّا عَلَى رَحِيْمٍ. قَالُوْا: كُلُّنَا يَرْحَمُ قَالَ: لَيْسَ بِرَحْمَةِ أَحَدِكُمْ صَاحِبَهُ، يَرْحَمُ النَّاسَ كَافَّةً)). [الصحيحة: ١٦٧]

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اللہ تعالی اپنی رحمت کا مستحق صرف رحمدل بندے کو بناتا ہے۔'' اس نے کہا: ہم میں سے ہر کوئی رحم کرتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میرا یہ مطلب نہیں کہ اپنے دوست کے حق میں رحمدل بن جاؤ' بلکہ تمام لوگوں پر رحم کرنا ہوگا۔

تخریج: الصحیحة ١٦٧۔ حافظ عراقی فی المجلس (٨٦) فی المالی (٧٧/ ٢)' بیهقی فی الآداب (٤٤' ٤٥)' ابویعلی (٤٢٥٨)

تحريم دخول البيت بغير اذن

بغیر اجازت گھر میں داخل ہونے کی حرمت کا بیان

٤٣٦ ـ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: كُنْتُ أَخْدِمُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَكُنْتُ أَدْخُلُ عَلَيْهِ بِغَيْرِ إِذْنٍ فَجِئْتُ ذَاتَ يَوْمٍ فَدَخَلْتُ عَلَيْهِ، فَقَالَ: ((وَرَاءَكَ يَا بُنَيَّ! إِنَّهُ قَدْ حَدَثَ أَمْرٌ، فَلَا تَدْخُلْ عَلَيَّ إِلَّا بِإِذْنٍ)). [الصحيحة: ٢٩٥٧]

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت کرتا تھا اور بلا اجازت آپ کے پاس چلا جاتا تھا۔ ایک دن میں آیا اور سیدھا اندر چلا گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”بیٹا! پیچھے چلو۔ نیا حکم نافذ ہو چکا ہے، (آئندہ) اجازت کے بغیر اندر داخل نہیں ہونا۔“

تخریج: الصحیحۃ ۲۹۵۷۔ الادب المفرد (۸۰۷)، طحاوی (۲/ ۳۹۳)، احمد (۳/ ۱۱۹، ۲۰۹)

ومن أمور المكروهة

ناپسندیدہ امور کا بیان

٤٣٧ ـ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((لَا تَأْكُلْ مُتَّكِئاً وَلَا عَلَى غِرْبَالٍ، وَلَا تَتَّخِذَنَّ مِنَ الْمَسْجِدِ مُصَلًّى لَا تُصَلِّي إِلَّا فِيهِ، وَلَا تَخَطَّ رِقَابَ النَّاسِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَيَجْعَلُكَ اللّٰهُ لَهُمْ جِسْراً يَوْمَ الْقِيَامَةِ)).

[الصحيحة: ٣١٢٢]

سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ٹیک لگا کر نہیں کھانا، چھنے ہوئے آٹے کی روٹی نہیں کھانا، مسجد میں کوئی جگہ مقرر نہیں کرنا کہ اسی جگہ ہی نماز پڑھی جائے اور جمعہ کے دن لوگوں کی گردنیں نہیں پھلانگنا، وگرنہ اللہ تعالی روز قیامت تجھے ان کے لئے پل بنا دے گا۔“

تخریج: الصحیحۃ ۳۱۲۲۔ ابن عساکر فی تاریخ دمشق (۱۳/ ۳۹۱)، ابن حبان فی الضعفاء (۱/ ۳۰۱)، طبرانی کما فی المجمع (۲/ ۱۷۹)

النهي عن الاذن لمن لم يبدا بالسلام

جو سلام سے ابتدا نہ کرے اس کو اجازت دینے کی ممانعت

٤٣٨ ـ عَنْ جَابِرٍ مَرْفُوعاً: ((لَا تَأْذَنُوا لِمَنْ لَمْ يَبْدَأْ بِالسَّلَامِ)). [الصحيحة: ٨١٧]

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اسے اجازت نہ دو، جو سلام سے ابتدا نہیں کرتا۔“

تخریج: الصحیحۃ ۸۱۷۔ ابونعیم فی اخبار اصبھان (۱/ ۳۵۷)، ابویعلی (۱۸۰۹)

النهي عن بدء السلام باليهود

یہود کو پہلے سلام کرنے کی ممانعت

٤٣٩ ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ مَرْفُوعاً: ((لَا تَبْدَؤُوا الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى بِالسَّلَامِ، وَإِذَا لَقِيتُمْ أَحَدَهُمْ فِي طَرِيقٍ، فَاضْطَرُّوهُمْ إِلَى أَضْيَقِهِ)). [الصحيحة: ٧٠٤]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”یہودیوں اور عیسائیوں کو سلام کرنے میں پہل نہ کرو، اگر راستے میں کسی (یہودی یا عیسائی) کو ملو تو اسے تنگ راستے کی طرف مجبور کر دو۔“

تخریج: الصحیحۃ ۷۰۴۔ مسلم (۲۱۶۶)' الادب المفرد (۱۱۰۳)' ابو داود (۵۲۰۵)' ترمذی (۱۶۰۲)' احمد (۲/ ۲۶۳)

النهي عن الجمع بين اسمه و كنية

آپ کا نام اور کنیت اکٹھے رکھنے کی ممانعت کا بیان

٤٤٠ ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ مَرْفُوعاً: ((لَاتَجْمَعُوْا بَيْنَ اسْمِي وَكُنِيَّتِي، [أَنَا أَبُوْ الْقَاسِمِ، وَاللّٰهُ يُعْطِي وَأَنَا أَقْسِمُ])) [الصحيحة:٢٩٤٦]

سیدنا ابوہریرہ ﷺ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میرے نام (محمد) اور میری کنیت کو جمع نہ کرو' میں ابو القاسم ہوں' اللہ تعالیٰ عطا کرتا ہے اور میں تقسیم کرتا ہوں۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۹۴۶۔ الادب المفرد (۸۳۶)' ترمذی (۲۸۴۳)' احمد (۲/ ۴۳۳)' ابن حبان (۵۸۱۴)

جواز تغيير الاسم

ناموں کو تبدیل کرنے کا جواز

٤٤١ ـ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ، أَنَّهُ دَخَلَ عَلَى زَيْنَبَ بِنْتِ أَبِي سَلَمَةَ، فَسَأَلَتْهُ عَنِ اسْمِ أُخْتٍ لَّهُ عِنْدَهُ؟ قَالَ: فَقُلْتُ: اسْمُهَا بَرَّةٌ۔ قَالَتْ: غَيِّرِ اسْمَهَا، فَإِنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَكَحَ زَيْنَبَ بِنْتَ جَحْشٍ وَاسْمُهَا بَرَّةٌ فَغَيَّرَ اسْمَهَا إِلَى زَيْنَبَ، فَدَخَلَ عَلَى أُمِّ سَلَمَةَ حِيْنَ تَزَوَّجَهَا وَاسْمِي بَرَّةٌ، فَسَمِعَهَا تَدْعُوْنِي بَرَّةٌ، قَالَ: ((لَاتُزَكُّوْا أَنْفُسَكُمْ، فَإِنَّ اللّٰهَ هُوَ أَعْلَمُ بِالْبَرَّةِ مِنْكُنَّ وَالْفَاجِرَةِ، سَمِّيْهَا زَيْنَبَ)) فَقَالَتْ (أُمُّ سَلَمَةَ) فَهِيَ زَيْنَبُ فَقُلْتُ لَهَا: اسْمِي؟ فَقَالَتْ: غَيِّرْ إِلَى مَاغَيَّرَ إِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ سَمِّهَا زَيْنَبَ۔ [الصحيحة:٢١٠]

محمد بن عمرو بن عطاء کہتے ہیں: میں سیدہ زینب بنت ابو سلمہ ﷺ پاس گیا' انھوں نے مجھ سے میری بہن کا نام پوچھا۔ میں نے کہا: اس کا نام ''برّہ'' ہے۔ انھوں نے کہا: یہ نام تبدیل کر دو' کیونکہ نبیِ کریم ﷺ نے جب سیدہ زینب بنت جحش سے شادی کی' تو ان کا نام ''برّہ'' تھا' آپ ﷺ نے اسے تبدیل کر کے اس کا نام زینب رکھا۔ (واقعہ یوں ہے' جیسا کہ سیدہ زینب نے بیان کیا:) آپ ﷺ نے جب سیدہ ام سلمہ سے شادی کی تو آپ ان کے پاس گئے' میرا نام ''برّہ'' تھا' جب انھوں نے مجھے برہ کہہ کر پکارا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اپنے آپ کا تزکیہ مت کرو' اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ تم میں سے کون صالحہ ہے اور کون فاجرہ' اس کا نام زینب رکھو۔'' سیدہ ام سلمہ نے کہا: اب یہ زینب ہے (نہ کہ برّہ)۔ میں نے اسے کہا: میرا نام؟ اس نے کہا: تو بھی اسی طرح تبدیل کر دے' جس طرح رسول اللہ ﷺ نے کیا' یعنی اس کا نام زینب رکھ دے۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۱۰۔ الادب المفرد (۸۲۱)' ابو داود (۴۹۵۳)' مسلم (۲۱۴۲)

☆ ''برّہ'' کے معنی ''نیک خاتون'' کے ہیں۔ بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ عورت اپنے آپ کو نیک ظاہر کرنا چاہتی ہے' اسی بنا پر اس نام کو تبدیل کر دیا گیا۔

الفرق بين سلام الحياة و المماة

زندوں اور مردوں کے سلام میں فرق کا بیان

٤٤٢ ـ عَنْ أَبِي جرى جَابِرِ بْنِ سُلَيْمٍ، قَالَ: رَأَيْتُ رَجُلًا يَصْدُرُ النَّاسُ عَنْ رَأْيِهِ لَايَقُوْلُ شَيْئًا،

سیدنا ابو جری جابر بن سلیم ﷺ کہتے ہیں: میں نے ایک ایسا آدمی دیکھا کہ لوگ اس کی رائے کے سامنے سر تسلیم خم کر دیتے تھے۔ وہ

إِلَّا صَدَرُوْا عَنْهُ، قُلْتُ: مَنْ هٰذَا؟ قَالُوْا: رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، قُلْتُ: عَلَيْكَ السَّلَامُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ، مَرَّتَيْنِ، قَالَ: ((لَاتَقُلْ عَلَيْكَ السَّلَامُ، فَإِنَّ عَلَيْكَ السَّلَامُ تَحِيَّةُ الْمَيِّتِ، قُلِ: السَّلَامُ عَلَيْكَ)) قَالَ: قُلْتُ: أَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ؟ قَالَ: أَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ الَّذِي إِذَا أَصَابَكَ ضُرٌّ وَدَعَوْتَهُ كَشَفَهُ عَنْكَ، وَإِنْ أَصَابَكَ عَامُ سَنَةٍ فَدَعَوْتَهُ أَنْبَتَهَا لَكَ، وَإِذَا كُنْتَ بِأَرْضٍ قَفْرَاءَ أَوْ فَلَاةٍ فَضَلَّتْ رَاحِلَتُكَ فَدَعَوْتَهُ رَدَّهَا عَلَيْكَ، قُلْتُ: اعْهَدْلِي، قَالَ: ((لَاتَسُبَّنَّ أَحَدًا، وَلَاتُحَقِّرَنَّ شَيْئًا مِنَ الْمَعْرُوْفِ، وَأَنْ تُكَلِّمَ أَخَاكَ وَأَنْتَ مُنْبَسِطٌ إِلَيْهِ وَجْهُكَ إِنَّ ذٰلِكَ مِنَ الْمَعْرُوْفِ، وَارْفَعْ إِزَارَكَ إِلَى نِصْفِ السَّاقِ، فَإِنْ أَبَيْتَ فَإِلَى الْكَعْبَيْنِ، وَإِيَّاكَ وَإِسْبَالَ الْإِزَارِ فَإِنَّهَا مِنَ الْمَخِيْلَةِ، وَإِنَّ اللّٰهَ لَايُحِبُّ الْمَخِيْلَةَ، وَإِنِ امْرُؤٌ شَتَمَكَ وَعَيَّرَكَ بِمَا يَعْلَمُ فِيْكَ فَلَا تُعَيِّرْهُ بِمَا تَعْلَمُ فِيْهِ، فَإِنَّمَا وَبَالُ ذٰلِكَ عَلَيْهِ)) وَزَادَ بَعْدَ قَوْلِهِ: لَاتَسُبَّنَّ أَحَدًا، قَالَ: فَمَا سَبَبْتُ بَعْدَهُ حُرًّا وَلَا عَبْدًا وَلَابَعِيْرًا وَلَاشَاةً۔

[الصحيحة: ۱۱۰۹]

جو کچھ بھی کہتا' وہ اسے تسلیم کر لیتے۔ میں نے پوچھا: یہ آدمی کون ہے؟ انھوں نے کہا: یہ اللہ کے رسول ہیں۔ میں نے دو دفعہ کہا: اے اللہ کے رسول! علیك السلام۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''علیك السلام مت کہہ' یہ تو مُردوں کا سلام ہے' (زندوں کو سلام دینے کے لئے) السلام علیك کہا کر۔'' میں نے کہا: کیا آپ اللہ کے رسول ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: میں ایسے اللہ کا رسول ہوں کہ جب تجھے تکلیف ہو اور تو اسے پکارے تو وہ تجھ سے تکلیف دور کر دے اور اگر تمہیں قحط سالی آ لے تو تیرے مانگنے سے وہ تیرے لیے (انگوریاں) اگائے' اور جب بے آب و گیاہ صحراء میں تیری اونٹنی گم ہو جائے تو تیرے مانگنے سے وہ تجھے لوٹا دے۔'' میں نے کہا: مجھے کوئی وصیت ہی فرما دیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کسی کو گالی نہیں دینا' کسی نیکی کو حقیر و معمولی نہیں سمجھنا' اگرچہ وہ اپنے بھائی کے ساتھ خندہ پیشانی کے ساتھ کلام کرنے کی صورت میں ہو' اپنی چادر کو پنڈلی کے نصف تک بلند رکھنا' اگر تو ایسا نہ کرے تو ٹخنوں تک رکھ لینا' ٹخنوں سے نیچے چادر (اور شلوار وغیرہ) لٹکانے سے بچنا' کیونکہ ایسا کرنا غرور و تکبر ہے اور اللہ تعالیٰ غرور کو پسند نہیں کرتا۔ اگر کوئی آدمی تیرے کسی برے فعل' جسے وہ جانتا ہے' پر تجھے عار دلائے' تو تو اس عیب' جسے تو جانتا ہے' کی بنا پر اسے طعنہ نہ دینا' کیونکہ اس چیز کا وبال اس پر ہو گا۔'' ایک روایت میں ان الفاظ کی زیادتی بھی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کسی کو گالی نہ دینا'' تو ابو جری نے کہا: میں نے اس وصیت کے بعد کسی آزاد یا غلام بلکہ اونٹ یا بکری تک کو برا بھلا نہیں کہا۔

تخریج: الصحیحۃ ۱۱۰۹۔ ابو داود (۴۰۸۴)' ترمذی (۲۷۲۲)' دولابی فی الکنی (۲/ ۷۹)

باب: من آداب الرؤيا

باب: خواب کے آداب

۴۴۳۔عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ: ((لَاتَقُصُّوا الرُّؤْيَا إِلَّا عَلَى عَالِمٍ أَوْ

سیدنا ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ نبیٔ کریم ﷺ نے فرمایا: ''صرف کسی عالم یا خیر خواہ کے سامنے اپنا خواب بیان کرو۔''

نَاصِحٍ)). [الصحيحة:۱۱۹]

تخریج: الصحیحة ۱۱۹۔ ترمذی (۲۲۸۰)' مطولاً دارمی (۲۱۵۳)' طبرانی فی الصغیر (۲/ ۴۹)

الوزغ فويسق

٤٤٤۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَلْوَزْغُ فُوَيْسِقٌ)) وَرَدَ مِنْ حَدِيْثِ عَائِشَةَ، وَسَعْدِ بْنِ أَبِيْ وَقَّاصٍ۔ [الصحيحة: ٣٥٧٢]

چھپکلی معمولی نقصان دینے والا جانور ہے

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''چھپکلی معمولی قسم کا فاسق (موذی) جانور ہے۔'' یہ حدیث سیدہ عائشہ اور سیدنا سعد بن ابو وقاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔

تخریج: الصحیحة ۳۵۷۲۔ عائشة: بخاری (۱۸۳۱' ۳۳۰۶)' مسلم (۲۲۳۹)' نسائی (۲۸۸۹)' ابن ماجه (۳۲۳۰)' سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ: مسلم (۲۲۳۸)' ابو داود (۵۲۶۲)

تحريم التكريم لمن ليس بأهله

٤٤٥۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيْهِ مَرْفُوْعاً: ((لَاتَقُوْلُوْا لِلْمُنَافِقِ: سَيِّدُنَا، فَإِنَّهُ إِنْ يَّكُ سَيِّدُكُمْ فَقَدْ أَسْخَطْتُمْ رَبَّكُمْ. عَزَّوَجَلَّ.)).

[الصحيحة:٣٧١]

جو شخص عزت کا اہل نہیں اس کی تکریم کی حرمت کا بیان

عبداللہ بن بریدہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''منافق کو سردار مت کہو' اس لئے کہ اگر یہ شخص سردار بھی ہوا تو یقیناً تم نے اپنے ربّ عزوجل کو ناراض کر لیا۔''

تخریج: الصحیحة ۳۷۱۔ ابو داود (۴۹۷۷)' الادب المفرد (۷۶۰)' احمد (۵/ ۳۴۶' ۳۴۷) ابن السنی (۳۸۵)

النهي عن لعنة الله

٤٤٦۔ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَاتَلَاعَنُوْا بِلَعْنَةِ اللّٰهِ، وَلَا بِغَضَبِهِ، وَلَا بِالنَّارِ وَفِي رِوَايَةٍ:بِجَهَنَّمِ)).[الصحيحة:٨٩٣]

اللہ کی لعنت کرنے کی ممانعت کا بیان

سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''تم ایک دوسرے پر اللہ کی لعنت' اس کے غضب اور جہنم کی آگ کے ساتھ لعن طعن نہ کرو۔''

تخریج: الصحیحة ۸۹۳۔ ابو داود (۴۹۰۶)' ترمذی (۱۹۷۶)' احمد (۵/ ۱۵)' حاکم (۱/ ۴۸)

٤٤٧۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَجُلًا نَازَعَتْهُ الرِّيْحُ رِدَاءَهُ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ فَلَعَنَهَا، فَقَالَ النَّبِيُّ : ((لَاتَلْعَنِ الرِّيْحَ فَإِنَّهَا مَأْمُوْرَةٌ، وَإِنَّهُ مَنْ لَعَنَ شَيْئاً لَيْسَ لَهُ بِأَهْلٍ رَجَعَتِ اللَّعْنَةُ عَلَيْهِ)).

[الصحيحة:٥٢٨]

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے عہد میں ایک آدمی کی چادر ہوا سے اڑنے لگی' اس نے ہوا کو لعن طعن کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہوا کو ملعون مت ٹھہرا' یہ تو (اللہ کے حکم کی) پابند ہے' (یاد رہے کہ) جس آدمی نے کسی ایسی چیز پر لعنت کی جو اس کی مستحق نہ ہو تو وہ لعنت پلٹ کر اسی پر پڑتی ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۵۲۸۔ ابو داود (۴۹۰۸)' ترمذی (۱۹۷۸)' ابن حبان (۵۷۴۵)

النهي عن النزول الطرق الجواد

۴۴۸۔ عَنْ جَابِرٍ مَرْفُوعاً: ((لَا تَنْزِلُوا عَلَى جَوَادِ الطُّرُقِ، وَلَاتَقْضُوا عَلَيْهَا الْحَاجَاتِ)). [الصحيحة: ۲۴۳۳]

عمدہ راستوں پر پڑاؤ ڈالنے کی ممانعت کا بیان

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عمدہ راستوں (اہم شاہراہوں) پر پڑاؤ مت ڈالو اور نہ ہی ان پر اپنی ضرورتیں پوری کرنا شروع کر دو۔''

تخریج: الصحیحة ۲۴۳۳۔ ابن ابی شیبة فی الادب (۱/ ۱۵۰/ ۱)' ابن ماجه (۳۷۲)' احمد (۳/ ۳۰۵)

تحريم ايذاء الجار

۴۴۹۔عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قِيلَ لِلنَّبِيِّ ﷺ:يَارَسُولَ اللّٰهِ! إِنَّ فُلَانَةَ تَقُومُ اللَّيْلَ وَتَصُومُ النَّهَارَ، وَتَفْعَلُ وَتَصَدَّقُ، وَتُؤْذِي جِيرَانَهَا بِلِسَانِهَا! فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَاخَيْرَ فِيهَا هِيَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ)) قَالَ: وَفُلَانَةُ تُصَلِّي الْمَكْتُوبَةَ وَتَصَدَّقُ بِأَثْوَارٍ [مِنَ الْأَقِطِ] وَلَا تُؤْذِي أَحَداً، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((هِيَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ)). [الصحيحة: ۱۹۰]

پڑوسی کو تکلیف پہنچانے کی حرمت کا بیان

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ کسی نے کہا: اے اللہ کے رسول! فلاں عورت رات کو قیام کرتی ہے' دن کو روزہ رکھتی ہے' صدقہ وخیرات کرتی ہے اور دیگر امورِ خیر کرتی ہے' لیکن ہمسائیوں کو اپنی زبان سے تکلیف دیتی ہے' (ایسی عورت کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟) آپ ﷺ نے فرمایا: ''ایسی عورت میں تو کوئی خیر نہیں' یہ تو جہنمی ہے۔'' اس کے بعد اس نے کہا: فلاں عورت صرف فرض نمازیں ادا کرتی ہے اور پنیر کے ٹکڑوں کا صدقہ کرتی ہے' لیکن کسی کو تکلیف نہیں دیتی' (اس کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟) آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ تو جنتی عورت ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۱۹۰۔ الادب المفرد (۱۱۹)' احمد (۲/ ۴۴۰)' ابن حبان (۵۷۶۴)' حاکم (۴/ ۱۶۶)

باب: من يجوز له السمر

۴۵۰۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ مَرْفُوعاً: ((لَاسَمَرَ إِلَّا لِمُصَلٍّ أَوْ مُسَافِرٍ))

باب: کس کے لیے رات کو جاگنا جائز ہے

سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بعد از نمازِ عشاء صرف نمازی اور مسافر ہی باتیں کر سکتے ہیں۔''

تخریج: الصحیحة ۲۴۳۵۔ ابوداود الطیالسی (۲۹۴)' احمد (۱/ ۴۱۲' ۴۶۳)' زوائد مسند الحارث (۸۶۴)' عبد الرزاق (۲۱۳۰)

باب: النهي عن التكلف للضيف

۴۵۱۔عَنْ سَلْمَانَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَايَتَكَلَّفَنَّ أَحَدٌ لِضَيْفِهِ مَالَايَقْدِرُ عَلَيْهِ)).

باب: مہمان کے لیے زیادہ تکلف کی ممانعت

سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''کوئی آدمی مہمان کے لئے اپنی استطاعت سے بڑھ کر تکلف نہ کرے۔''

تخریج: الصحیحة ۲۴۴۰۔ ابونعیم فی اخبار اصبهان (۱/ ۵۶)' خطیب فی تاریخه (۱۰/ ۲۰۵)' حاکم (۴/ ۱۲۳)

ومن آداب المجلس

مجلس کے آداب کا بیان

٤٥٢۔عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا يَجْلِسُ الرَّجُلُ بَيْنَ الرَّجُلِ وَابْنِهِ فِي الْمَجْلِسِ)).

سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی آدمی مجلس میں کسی آدمی اور اس کے بیٹے کے درمیان نہ بیٹھے''۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۵۵۶۔ طبرانی فی الاوسط (۴۴۲۶)، بغوی فی الجعدیات (۲۹۴۷)

تحريم الهجرة بأخيه المسلم فوق ثلاث

تین دن سے زیادہ اپنے بھائی سے قطع تعلقی کی حرمت کا بیان

٤٥٣۔ عَنْ هِشَامِ بْنِ عَامِرٍ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((لَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يَهْجُرَ مُسْلِمًا فَوْقَ ثَلَاثٍ، فَإِنَّهُمَا نَاكِبَانِ عَلَى الْحَقِّ مَا دَامَا عَلَى صِرَامِهِمَا، فَأَوَّلُهُمَا فَيْئًا سَبْقُهُ بِالْفَيْءِ كَفَّارَةٌ، فَإِنْ سَلَّمَ وَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ سَلَامَهُ رَدَّتْ عَلَيْهِ الْمَلَائِكَةُ، وَرَدَّ عَلَى الْآخَرِ الشَّيْطَانُ، فَإِنْ مَاتَا عَلَى صِرَامِهِمَا لَمْ يَجْتَمِعَا فِي الْجَنَّةِ أَبَدًا)). [الصحيحة:١٢٤٦]

سیدنا ہشام بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''کسی مسلمان کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ تین ایام سے زیادہ اپنے بھائی سے تعلق منقطع رکھے۔ جب تک وہ اس حرام کام کے مرتکب رہیں گے راہِ حق سے منحرف رہیں گے۔ جو (اپنے جرم سے) باز آنے میں سبقت کرے گا تو اس کا سبقت کرنا اس کے جرم کا کفارہ بن جائے گا۔ اگر اس نے سلام کیا لیکن دوسرے نے جواب نہ دیا تو اسے فرشتے جواب دیں گے اور دوسرے پر شیطان جواب دیں گے، اگر وہ اسی قطع تعلقی کی صورت میں مر گئے تو کبھی بھی جنت میں اکٹھے نہیں ہوں گے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۲۴۶۔ الادب المفرد (۴۰۲)، احمد (۴/ ۲۰)، بیہقی فی الشعب (۶۶۲۱)، ابویعلی (۱۵۵۷)

لا يدخل الجنة قتات

چغل خور جنت میں داخل نہیں ہوگا

٤٥٤۔ عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ مَرْفُوْعًا: ((لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَتَّاتٌ)). [الصحيحة:١٠٣٤]

سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''چغل خور جنت میں داخل نہیں ہوگا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۰۳۴۔ بخاری (۶۰۵۶)، مسلم (۱۰۵)، ابوداود (۴۸۷۱)، ترمذی (۲۰۲۶)، احمد (۵/ ۳۸۲)

اهمية شكر الناس

لوگوں کا شکریہ ادا کرنے کی اہمیت کا بیان

٤٥٥۔ عَنِ الْأَشْعَثِ بْنِ قَيْسٍ مَرْفُوْعًا: ((لَا يَشْكُرُ اللّٰهَ مَنْ لَا يَشْكُرُ النَّاسَ)). [الصحيحة:٤١٦]

سیدنا اشعث بن قیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لوگوں کا شکر ادا نہ کر سکنے والا اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا نہیں کر سکتا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۴۱۶۔ احمد (۵/ ۲۱۱، ۲۱۲)، خرائطی فی فضیلۃ الشکر (۷۹)، ضیاء فی المختارۃ (۱۴۹۳)

باب: تحريم البهتان والكذب

٤٥٦۔عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ مَرْفُوعاً: ((لَا يَعْضَهُ بَعْضُكُمْ بَعْضًا)). [الصحيحة:٢٤٤٣]

باب: بہتان بازی اور جھوٹ کی حرمت

سیدنا عبادہ بن صامت ﷛ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی کسی پر تہمت نہ لگائے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۴۴۳۔ طیالسی (۵۸۰)، احمد (۵/ ۳۱۳، ۳۲۰)، مسلم (۴۳/ ۱۷۰۹)

كراهية ان يقول زرعت

٤٥٧۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا يَقُولَنَّ أَحَدُكُمْ: زَرَعْتُ، وَلٰكِنْ لِيَقُلْ: حَرَثْتُ)) قَالَ مُحَمَّدٌ: قَالَ أَبُوهُرَيْرَةَ: ((أَلَمْ تَسْمَعُوا إِلَى قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ: ﴿أَفَرَأَيْتُمْ مَاتَحْرُثُونَ. أَأَنْتُمْ تَزْرَعُونَهُ أَمْ نَحْنُ الزَّارِعُونَ﴾.)) [الصحيحة:٢٨٠١]

یہ کہنے کی کراہت کہ میں نے زراعت کی ہے

محمد بن سیرین، سیدنا ابو ہریرہ ﷛ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''(اگر کوئی آدمی عربی زبان میں یہ کہنا چاہتا ہے کہ میں نے فصل کاشت کی تو) وہ ''زَرَعْتُ'' نہ کہے ''حَرَثْتُ'' کہے۔'' پھر سیدنا ابو ہریرہ ﷛ نے کہا: کیا تم نے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان نہیں سنا: ﴿اچھا پھر یہ بھی بتلاؤ کہ تم جو کچھ بوتے ہو۔ اسے تم ہی اگاتے ہو یا ہم اگانے والے ہیں؟﴾ (سورۂ واقعہ: ۶۳، ۶۴)

تخریج: الصحیحۃ ۲۸۰۱۔ ترمذی ۲۸۰۱۔ ترمذی (۲۵۴۷)، طبرانی (۴۰۷۵)، ابونعیم فی صفۃ الجنۃ (۴۲۳)

☆ یعنی اللہ تعالیٰ نے آیت میں بندوں کے لیے لفظ ''حَرَثَ'' اور اپنے لئے ''زَرَعَ'' استعمال کیا۔

كراهية أن يقول عبدى

٤٥٨۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوعاً: ((لَا يَقُولَنَّ أَحَدُكُمْ: عَبْدِي فَكُلُّكُمْ عَبِيدُاللّٰهِ، وَلٰكِنْ لِيَقُلْ: فَتَايَ، وَلَا يَقُلِ الْعَبْدُ: رَبِّي وَلٰكِنْ لِيَقُلْ: سَيِّدِي)). [الصحيحة:٨٠٣]

یہ کہنے کی کراہت کہ یہ میرا بندہ ہے

سیدنا ابو ہریرہ ﷛ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی بھی اپنے غلام کو ''عَبْدِیْ'' (میرا بندہ) نہ کہے بلکہ ''فَتَایَ'' (میرا خادم) کہے، کیونکہ تم سارے اللہ کے بندے ہو۔ اسی طرح کوئی غلام اپنے آقا کو ''رَبِّیْ'' (میرا رب) نہ کہے بلکہ ''سَیِّدِیْ'' (میرا سردار) کہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۸۰۳۔ مسلم (۲۲۴۹)، احمد (۲/ ۴۶۳)، والحدیث عند البخاری (۲۵۵۳)

كراهية اقامة الرجل عن المجلس

٤٥٩۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷛ مَرْفُوعاً: ((لَا يَقُومُ الرَّجُلُ لِلرَّجُلِ مِنْ مَجْلِسِهِ وَلٰكِنْ اِفْسَحُوا يَفْسَحِ اللّٰهُ لَكُمْ)). [الصحيحة:٢٢٨]

کسی شخص کو اس کی مجلس سے اٹھانے کی کراہت کا بیان

سیدنا ابو ہریرہ ﷛ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی آدمی کسی کے لئے اپنی نشست سے کھڑا نہ ہو، بلکہ مجلس میں گنجائش پیدا کیا کرو، اللہ تعالیٰ تمھارے لئے وسعت پیدا کر دے گا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۲۸۔ احمد (۲/ ۴۸۳)، بخاری فی التاریخ (۱/ ۴۲۰)

٤٦٠ ـ عَنْ جَابِرٍ مَرْفُوعاً: ((لَا يُقِيمَنَّ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ ثُمَّ لِيُخَالِفَ إِلَى مَقْعَدِهِ فَيَقْعُدَ فِيهِ، وَلٰكِنْ يَقُولُ: اِفْسَحُوا)). [الصحيحة:١٣٠٢]

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کوئی آدمی جمعہ والے دن اپنے بھائی کو کھڑا کر کے اس کی نشست پر خود نہ بیٹھ جائے، اسے کہنا چاہئے: مجلس میں وسعت پیدا کرو۔“

تخریج: الصحیحۃ ۱۳۰۲- مسلم (۲۱۷۸)، احمد (۳/ ۳۴۲)، بیہقی (۳/ ۲۳۳)

اهمية افشاء السلام و اطعام الطعام

سلام عام کرنے اور کھانا کھلانے کی اہمیت کا بیان

٤٦١ ـ عَنْ زُرَارَةَ بْنِ أَوْفٰى: حَدَّثَنِي عَبْدُاللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ قَالَ: ((لَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ الْمَدِينَةَ انْجَفَلَ النَّاسُ قِبَلَهُ وَقِيلَ: وَقَدْ قَدِمَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَدْ قَدِمَ رَسُولُ اللّٰهِ قَدْ قَدِمَ رَسُولُ اللّٰهِ (ثَلَاثاً) فَجِئْتُ فِي النَّاسِ لِأَنْظُرَ، فَلَمَّا تَبَيَّنَتْ وَجْهُهُ عَرَفْتُ أَنَّ وَجْهَهُ لَيْسَ بِوَجْهِ كَذَّابٍ، فَكَانَ أَوَّلُ شَيْءٍ سَمِعْتُهُ تَكَلَّمَ بِهِ أَنْ قَالَ: ((يَا أَيُّهَا النَّاسُ! أَفْشُوا السَّلَامَ، وَأَطْعِمُوا الطَّعَامَ، وَصِلُوا الْأَرْحَامَ، وَصَلُّوا بِاللَّيْلِ وَالنَّاسُ نِيَامٌ، تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ بِسَلَامٍ)). [الصحيحة:٥٦٩]

زرارہ بن اوفی کہتے ہیں کہ مجھے سیدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب نبی کریم ﷺ مدینہ میں آئے تو لوگ آپ ﷺ کی طرف امڈ آئے اور کہا جانے لگا: رسول اللہ ﷺ آ گئے ہیں، رسول اللہ ﷺ آ گئے ہیں، رسول اللہ ﷺ آ گئے ہیں۔ میں بھی آپ کو دیکھنے کے لئے آیا۔ جب میں نے غور سے آپ کا چہرہ دیکھا تو تاڑ لیا کہ یہ جھوٹے آدمی کا چہرہ نہیں ہے۔ پہلی چیز، جو آپ ﷺ نے فرمائی اور میں نے سنی یہ تھی: ”اے لوگو! سلام کو پھیلاؤ، لوگوں کو کھانا کھلاؤ، رحموں کو ملاؤ (یعنی رشتہ داریوں کے حقوق ادا کرو) اور اس وقت اٹھ کر (تہجد کی) نماز پڑھو جب لوگ سوئے ہوئے ہوں تو تم جنت میں سلامتی کے ساتھ داخل ہو جاؤ گے۔“

تخریج: الصحیحۃ ۵۶۹- ترمذی (۲۴۸۵)، ابن ماجہ (۱۳۳۴، ۳۲۵۱)، احمد (۵/ ۴۵۱)، حاکم (۳/ ۱۳)

كراهية طرق النساء ليلا والإغتراءهن

عورتوں کے پاس اچانک اور رات کو آنے کی کراہت کا بیان

٤٦٢ ـ عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَقْبَلَ مِنْ غَزْوَةٍ فَقَالَ: ((يَا أَيُّهَا النَّاسُ! لَا تَطْرُقُوا النِّسَاءَ لَيْلاً وَلَا تَغْتَرُّوهُنَّ)). [الصحيحة:٣٠٨٥]

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک غزوہ سے واپس آئے اور فرمایا: ”لوگو! (جب سفر سے واپس آ رہے ہو تو) عورتوں کے پاس بوقتِ شب نہ آیا کرو اور انھیں مطلع کئے بغیر (اچانک) نہ آجایا کرو۔“

تخریج: الصحیحۃ ۳۰۸۵- البزار (الکشف: ۱۴۸۵)، والبحر الزخار (۵۸۵۱)، مختصراً بیہقی (۹/ ۱۷۴)، ابوعوانۃ (۵/ ۱۱۷)

ومن شر الناس من تركه الناس اتقاء

بدترین انسان وہ ہے کہ جس کو لوگ اس کی بدگوئی کی

فحشه

٤٦٣ ـ عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: اسْتَأْذَنَ رَجُلٌ عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَأَنَا عِنْدَهُ، فَقَالَ: بِئْسَ ابْنُ الْعَشِيْرَةِ أَوْ أَخُو الْعَشِيْرَةِ، ثُمَّ أَذِنَ لَهُ فَأَلَانَ لَهُ الْقَوْلَ فَلَمَّا خَرَجَ، قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قُلْتَ لَهُ مَاقُلْتَ، ثُمَّ أَلَنْتَ لَهُ؟ فَقَالَ: ((يَاعَائِشَةُ إِنَّ مِنْ شَرِ النَّاسِ مَنْ تَرَكَهُ النَّاسُ، أَوْ وَدَعَهُ النَّاسُ، اتِّقَاءَ فُحْشِهِ)). [الصحيحة:١٠٤٩]

وجہ سے چھوڑ دیں

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس تھی کہ ایک آدمی نے آپ ﷺ کے پاس آنے کی اجازت طلب کی' آپ ﷺ (اسے دیکھ کر) فرمانے لگے: ''یہ آدمی اپنے خاندان کا برا فرد ہے۔'' پھر اسے اجازت دے دی اور اس کے ساتھ نرم برتاؤ کیا۔ جب وہ چلا گیا تو میں نے پوچھا: یا رسول اللہ! پہلے تو آپ نے جو کچھ کہا وہ کہا' پھر اس کے ساتھ نرم رویہ اختیار کیا' (اس کی کیا وجہ ہے)؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''عائشہ! بدترین لوگ وہ ہیں' کہ دوسرے لوگ جن کے شرّ سے بچنے کے لئے ان سے لاتعلق ہو جائیں۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۰۴۹۔ بخاری (۶۰۳۲)' مسلم (۲۵۹۱)' ابو داود (۴۷۹۱)' ترمذی (۱۹۹۶)' احمد (۶/ ۳۸)

٤٦٤ ـ عَنْ عَائِشَةَ مَرْفُوْعاً: ((يَاعَائِشَةُ! إِيَّاكَ وَالْفُحْشَ! إِيَّاكَ وَالْفُحْشَ! فَإِنَّ الْفُحْشَ لَوْكَانَ رَجُلاً لَكَانَ رَجُلَ سُوْءٍ)). [الصحيحة:٥٣٧]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عائشہ! بدزبانی سے بچو' بدزبانی سے بچو۔ اگر ''بدزبانی'' کو مرد کا وجود دے دیا جاتا تو وہ برا مرد ہوتا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۵۳۷۔ عقیلی فی الضعفاء (۳/ ۸۵)

الحض جزاء السيئة بالحسنة

٤٦٥ ـ عَنْ فَرْوَةَ بْنِ مُجَاهِدٍ اللَّخْمِيِّ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ، قَالَ: لَقِيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ لِي: ((يَاعُقْبَةُ بْنُ عَامِرٍ! صِلْ مَنْ قَطَعَكَ، وَأَعْطِ مَنْ حَرَمَكَ وَاعْفُ عَمَّنْ ظَلَمَكَ)) قَالَ: ثُمَّ أَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ لِي: ((يَا عُقْبَةُ بْنَ عَامِرٍ! إِمْلِكْ عَلَيْكَ لِسَانَكَ وَلْيَسَعْكَ بَيْتُكَ، وَابْكِ عَلَى خَطِيْئَتِكَ)) ثُمَّ لَقِيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ لِي: ((يَاعُقْبَةُ بْنُ عَامِرٍ! أَلَا أُعَلِّمُكَ سُوَراً مَا أُنْزِلَتْ فِي التَّوْرَاةِ وَلَا فِي الزَّبُوْرِ، وَلَا فِي الْإِنْجِيْلِ وَلَا فِي الْفُرْقَانِ مِثْلُهُنَّ؟

برائی کا بدلہ اچھائی کے ساتھ دینے کی ترغیب

فروہ بن مجاہد لخمی' سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں' انھوں نے کہا: میں رسول اللہ ﷺ سے ملا' آپ ﷺ نے مجھے فرمایا: ''اے عقبہ بن عامر! اس آدمی سے صلہ رحمی سے پیش آیا کر جو تجھ سے قطع رحمی کرے' اس آدمی کو دیا کر جو تجھے محروم رکھے اور اس کو معاف کر دیا کر جو تجھ پر ظلم کرے۔'' (میں چلا گیا) اور جب بعد میں آیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عقبہ بن عامر! اپنی زبان کو قابو میں رکھو' تمھارا گھر تمھیں اپنے اندر سما لے (یعنی بغیر ضرورت کے گھر سے نہ نکلو) اور اپنی غلطیوں پر رویا کرو۔'' (میں چلا گیا اور) جب تیسری دفعہ آیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''عقبہ بن عامر! کیا میں تجھے ایسی سورتیں نہ سکھاؤں' جن کی مثل نہ تورات

لَايَأْتِيَنَّ عَلَيْكَ لَيْلَةٌ إِلَّا قَرَأْتَهُنَّ فِيهَا: ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ﴾ وَ ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾)) قَالَ عُقْبَةُ: فَمَا أَتَتْ عَلَيَّ لَيْلَةٌ إِلَّا قَرَأْتُهُنَّ فِيهَا، وَحَقٌّ لِي أَنْ لَّا أَدَعَهُنَّ وَقَدْ أَمَرَنِي بِهِنَّ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَكَانَ فَرْوَةُ بْنُ مُجَاهِدٍ إِذَا حَدَّثَ بِهٰذَا الْحَدِيثِ يَقُولُ: أَلَاقُرَبَّ مَنْ لَّايَمْلِكُ لِسَانَهُ، أَوْلَا يَبْكِي عَلَى خَطِيئَةٍ وَلَايَسَعُهُ بَيْتُهُ۔

میں نازل ہوئی' نہ زبور میں' نہ انجیل میں اور نہ قرآن مجید (کے بقیہ حصے) میں؟ ہر رات کو ان سورتوں کی تلاوت کیا کر: ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَد﴾ ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَق﴾ اور ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاس﴾۔" سیدنا عقبہ کہتے ہیں کہ میں ہر رات کو ان سورتوں کی تلاوت کرتا ہوں اور حق بھی یہی ہے کہ میں انھیں ترک نہ کروں' کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے حکم دیا ہے۔ فروہ بن مجاہد جب یہ حدیث بیان کرتے تو کہتے: کتنے ہی لوگ ہیں جو نہ اپنی زبانوں پر کنٹرول کرتے ہیں' نہ اپنی خطاؤں پر روتے ہیں اور نہ ان کے گھران کو سموئے رکھتے ہیں۔

تخریج: الصحیحة ۸۹۱۔ احمد (۴/ ۱۵۸۔ ۱۵۹)

اهمية النظر إلى خطيئته

اپنے گناہوں کو دیکھنے کی اہمیت کا بیان

٤٦٦۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَوْقُوفًا: ((يَبْصُرُ أَحَدُكُمُ الْقَذَاةَ فِي عَيْنِ أَخِيهِ، وَيَنْسَى الْجِذْعَ. أَوِ الْجِذْلَ. فِي عينه معترضا)) [الصحيحة:٣٣]

سیدنا ابو ہریرہ ﷺ کہتے ہیں: ہر آدمی اپنے بھائی کی آنکھ میں پڑا ہوا تنکا بھی دیکھ لیتا ہے اور اپنی آنکھ میں پڑا ہوا شہتیر بھی اسے نظر نہیں آتا۔

تخریج: الصحیحة ۳۳۔ زوائد الزهد لابن المبارك (۲۱۲)' ابن حبان (۵۷۶۱)' قضاعی فی مسند الشهاب (۶۱۰)

اثم المصورين والمشرك والجبار العنيد

تصویر بنانے والے' مشرک اور متکبر سرکش کے گناہ کا بیان

٤٦٧۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَخْرُجُ عُنُقٌ مِّنَ النَّارِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَهَا عَيْنَانِ تُبْصِرَانِ، وَأُذُنَانِ تَسْمَعَانِ، وَلِسَانٌ يَنْطِقُ، يَقُولُ: إِنِّي وُكِّلْتُ بِثَلَاثَةٍ: بِكُلِّ جَبَّارٍ عَنِيدٍ، وَبِكُلِّ مَنْ دَعَا مَعَ اللّٰهِ إِلٰهًا آخَرَ، وَبِالْمُصَوِّرِينَ)). [الصحيحة:٥١٢]

سیدنا ابو ہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "روزِ قیامت آگ کی ایک گردن نکلے گی' اس کی دو آنکھیں ہوں گی جن سے وہ دیکھے گی' اس کے دو کان ہوں جن کے ذریعے وہ سنے گی اور ایک زبان ہوگی جس کے ذریعے وہ بولے گی۔ وہ کہے گی: تین قسم کے آدمی میرے سپرد کر دیے گئے ہیں: (۱) سرکش اور متکبر (۲) جس نے اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو بھی پکارا اور (۳) تصویر بنانے والا۔"

تخریج: الصحیحة ۵۱۲۔ ترمذی (۲۵۷۴)' احمد (۲/ ۳۳۶)' بیهقی فی الشعب (۶۳۱۷)

ومن آداب السلام

سلام کرنے کے آداب

٤٦٨ـ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((يُسَلِّمُ الرَّاكِبُ عَلَى الْمَاشِيْ، وَإِذَا سَلَّمَ مِنَ الْقَوْمِ أَحَدٌ أَجْزَأَ عَنْهُمْ)).

[الصحيحة:١١٤٨]

سیدنا زید بن اسلم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سوار، پیدل چلنے والے کو سلام کرے گا اور جماعت میں سے ایک آدمی کا سلام کرنا سب کو کفایت کر جائے گا۔''

تخریج: الصحيحة ١١٤٨ـ مالك فى الموطا (٢/ ٩٥٩)' التمهيد (٥/ ٢٨٧)

٤٦٩ـعَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ شِبْلٍ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((يُسَلِّمُ الرَّاكِبُ عَلَى الرَّاجِلِ، وَالرَّاجِلُ عَلَى الْجَالِسِ، وَالْأَقَلُّ عَلَى الْأَكْثَرِ، فَمَنْ أَجَابَ السَّلَامَ كَانَ لَهُ وَمَنْ لَّمْ يُجِبْ فَلَا شَيْءَ لَهُ)). [الصحيحة: ١١٤٧]

سیدنا عبد الرحمٰن بن شبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''سوار، پیدل چلنے والے کو، پیدل چلنے والا بیٹھے ہوئے کو اور قلیل تعداد والے کثیر تعداد والوں کو سلام کریں گے۔ جس نے سلام کا جواب دیا اسے اجر ملے گا اور جس نے جواب نہ دیا اسے اجر نہیں ملے گا۔''

تخریج: الصحيحة ١١٤٧ـ الادب المفرد (٩٩٢)' احمد (٣/ ٤٤٤)

٤٧٠ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعاً: ((يُسَلِّمُ الرَّاكِبُ عَلَى الْمَاشِيْ، وَالْمَاشِي عَلَى الْقَاعِدِ، وَالْقَلِيْلُ عَلَى الْكَثِيْرِ)).

[الصحيحة:١١٤٥]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سوار، پیدل چلنے والے کو، پیدل چلنے والا بیٹھے ہوئے کو اور کم تعداد والے زیادہ تعداد والوں کو سلام کریں گے۔''

تخریج: الصحيحة ١١٤٥ـ بخارى (٦٢٣٣)' الادب المفرد (٩٩٣)' مسلم (٢١٦٠)' ابو داود (٥١٩٩)' احمد (٢/ ٣٢٥' ٥١٠)

٤٧١ـ عَنْ جَابِرٍ مَرْفُوْعاً: ((يُسَلِّمُ الرَّاكِبُ عَلَى الْمَاشِيْ، وَالْمَاشِيْ عَلَى الْقَاعِدِ، وَالْمَاشِيَانِ أَيُّهُمَا يَبْدَأُ بِالسَّلَامِ فَهُوَ أَفْضَلُ)).

[الصحيحة:١١٤٦]

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: سوار پیدل چلنے والے پر، پیدل چلنے والا بیٹھے ہوئے پر سلام کرے گا اور دو چلنے والوں میں سے جو سلام کرنے میں پہل کرے گا وہ افضل ہوگا۔

تخریج: الصحيحة ١١٤٦ـ الادب المفرد (٩٨٣)' موقوفا على جابر رضی اللہ عنہ ابن حبان (٤٩٨)' والبزار (٢٠٠٦)' مرفوعاً

٤٧٢ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعاً: ((يُسَلِّمُ الصَّغِيْرُ عَلَى الْكَبِيْرِ، وَالْمَارُّ عَلَى الْقَاعِدِ، وَالْقَلِيْلُ عَلَى الْكَثِيْرِ)). [الصحيحة:١١٤٩]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''چھوٹا بڑے کو، چلنے والا بیٹھے ہوئے کو اور قلیل تعداد والے کثیر تعداد والوں کو سلام کریں۔''

تخریج: الصحيحة ١١٤٩ـ بخارى (٦٢٣١)' ابو داود (٥١٩٨)' ترمذى (٢٧٠٣)' احمد (٢/ ٣١٤)

٤٧٣ ـ عَنْ فُضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ مَرْفُوعاً: ((يُسَلِّمُ الْفَارِسُ عَلَى الْمَاشِي، وَالْمَاشِي عَلَى الْقَاعِدِ وَالْقَلِيلُ عَلَى الْكَثِيرِ)). [الصحيحة: ١١٥٠]

سیدنا فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سوار پیدال چلنے والے کو، پیدل چلنے والا بیٹھنے والے اور کم تعداد والے زیادہ تعداد والوں کو سلام کریں گے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۱۵۰۔ الادب المفرد (۹۹۹)، ترمذی (۲۷۰۵)، احمد (٦/ ۱۹)، نسائی فی العمل (۳۳۸)

ضحك الله على رجلين

اللہ تعالیٰ کا دو افراد پر ہنسنے کا بیان

٤٧٤ ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوعاً: ((يَضْحَكُ اللّٰهُ إِلَى رَجُلَيْنِ يَقْتُلُ أَحَدُهُمَا الآخَرَ كِلَاهُمَا فِي الْجَنَّةِ، يُقَاتِلُ هٰذَا فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ. عَزَّوَجَلَّ. فَيُسْتَشْهِدُ، ثُمَّ يَتُوْبُ اللّٰهُ عَلَى الْقَاتِلِ فَيُسْلِمُ، فَيُقَاتِلُ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ. عَزَّوَجَلَّ. فَيُسْتَشْهِدُ)). [الصحيحة: ١٠٨٤]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ ان دو آدمیوں پر ہنستے ہیں، جن میں ایک دوسرے کو قتل کرتا ہے، اور وہ دونوں جنتی ہوتے ہیں۔ (اس کی صورت یوں ہے کہ) ایک آدمی اللہ کے راستے میں جہاد کرتا ہے اور شہید ہو جاتا ہے، پھر اللہ تعالیٰ اسے قتل کرنے والے کو توبہ کی توفیق دیتا ہے وہ مسلمان ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرتا ہوا شہید ہو جاتا ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۰۸۴۔ مالك فی الموطا (۲/ ٤٦٠)، بخاری (۲۸۲٦)، مسلم (۱۸۹۰)، نسائی (۳۱٦۸)

كتاب الأذان والصلاة

اذان اور نماز

فرضية الصلاة

نماز کی فرضیت کا بیان

٤٧٥ ـ عَنْ جَرِيْرٍ، قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ يُبَايِعُ فَقُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اُبْسُطْ يَدَكَ حَتّٰى أُبَايِعَكَ، وَاشْتَرِطْ عَلَيَّ فَأَنْتَ، أَعْلَمُ، قَالَ: ((أُبَايِعُكَ عَلٰى أَنْ تَعْبُدَاللّٰهَ، وَتُقِيْمُ الصَّلَاةَ، وَتُؤْتِي الزَّكَاةَ، وَتُنَاصِحُ الْمُسْلِمِيْنَ، وَتُفَارِقُ الْمُشْرِكَ)). [الصحيحة: ٦٣٦]

سیدنا جریر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نبی کریم ﷺ کے پاس آیا، اس حال میں کہ آپ ﷺ بیعت لے رہے تھے۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہاتھ پھیلائیں تا کہ میں آپ کی بیعت کروں اور آپ مجھ پر شرط لگائیں، کیونکہ آپ بہتر جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں تجھ سے اس بات پر بیعت لیتا ہوں کہ تو اللہ تعالی کی عبادت کرے گا، نماز قائم کرے گا، زکاۃ ادا کرے گا، مسلمانوں سے ہمدردی کرے گا اور مشرکوں سے علیحدگی اختیار کرے گا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۶۳۶۔ نسائی (۴۱۸۲)، احمد (۴/ ۳۶۵)، بیہقی (۹/ ۱۳)

فوائد: نماز اسلام کا بنیادی اور انتہائی اہم رکن ہے، یہ خام خیالی ہے کہ نماز کے بغیر اسلام کی عمارت قائم رہ سکے۔ ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿وَأَقِيْمُوا الصَّلَاةَ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ﴾ (سورۂ روم: 31) یعنی: ''نماز قائم کرو اور مشرکوں میں سے نہ ہو جاؤ۔'' ارشادِ نبوی ہے: (بَيْنَ الرَّجُلِ وَبَيْنَ الشِّرْكِ وَالْكُفْرِ تَرْكُ الصَّلَاةِ۔) [صحیح مسلم] یعنی: ''(مسلمان) آدمی اور شرک و کفر کے درمیان (فرق) نماز کا چھوڑنا ہے۔'' یہی وجہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ سات سال کے بچے کو نماز پڑھنے کا حکم دینا شروع کر دو اور اگر وہ دس سال کا ہو جائے اور نماز میں سستی کرے تو اس (جرم) پر اسے سزا دو۔ (ابوداود) مذکورہ بالا حدیث میں جہاں نبی کریم ﷺ نے بیعت لیتے وقت اللہ تعالی کی عبادت کی شرط لگائی، وہاں نماز کی ادائیگی کا حکم بھی دیا، یعنی بیعت برقرار رکھنے کے لئے جن امور کی ضرورت ہے، ان میں نماز کو بھی اہم مقام حاصل ہے۔ توحید و نماز کے ضمن میں زکوۃ، مسلمانوں کے ساتھ ہمدردی و خیر خواہی اور مشرکوں سے علیحدگی اختیار کرنے کی شرط لگانے سے ان تین امورِ اسلام کی اہمیت کا علم ہوتا ہے۔

فضيلة الصلاة

نماز کی فضیلت کا بیان

٤٧٦ ـ عَنِ الْمُطَّلِبِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ حَنْطَبٍ،

مطلب بن عبد اللہ بن حنطب بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عبد اللہ

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ حَنْطَبٍ، عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: صَعِدَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْمِنْبَرَ قَالَ:((لَا أُقْسِمُ، لَا أُقْسِمُ، لَا أُقْسِمُ)). ثُمَّ نَزَلَ فَقَالَ: ((أَبْشِرُوْا، أَبْشِرُوْا، إِنَّهُ مَنْ صَلَّى الصَّلَوَاتِ الْخَمْسَ، وَاجْتَنَبَ الْكَبَائِرَ، دَخَلَ مِنْ أَيِّ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ شَاءَ)). قَالَ الْمُطَّلِبُ: سَمِعْتُ رَجُلاً يَسْأَلُ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو: أَسَمِعْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَذْكُرُهُنَّ؟ قَالَ: نَعَمْ: ((عُقُوْقُ الْوَالِدَيْنِ، وَالشِّرْكُ بِاللّٰهِ وَقَتْلُ النَّفْسِ وَقَذْفُ الْمُحْصَنَاتِ وَأَكْلُ مَالِ الْيَتِيْمِ وَالْفِرَارُ مِنَ الزَّحْفِ وَأَكْلُ الرِّبَا)) [الصحيحة: ٣٤٥١]

بن عمرو رضی اللہ عنہما نے کہا: رسول اللہ ﷺ منبر پر چڑھے اور فرمایا: ”میں قسم اٹھاتا ہوں، میں قسم اٹھاتا ہوں، میں قسم اٹھاتا ہوں۔“ پھر آپ ﷺ منبر سے اتر آئے اور فرمایا: ”خوش ہو جاؤ، خوش ہو جاؤ، جس آدمی نے پانچ نمازیں ادا کیں اور کبیرہ گناہوں سے اجتناب کیا، وہ جنت کے جس دروازے سے چاہے گا داخل ہو جائے گا۔“ مطلب نے کہا: ایک آدمی نے عبداللہ بن عمرو سے سوال کیا کہ کیا تو نے خود رسول اللہ ﷺ کو ان کلمات کا تذکرہ کرتے ہوئے سنا؟ انھوں نے کہا: ہاں ”(کبیرہ گناہ یہ ہیں:) والدین کی نافرمانی کرنا، اللہ کے ساتھ شرک کرنا، کسی جان کو (بلا وجہ) قتل کرنا، پاکدامن عورتوں پر تہمت لگانا، یتیم کا مال کھا جانا، میدانِ جنگ سے فرار اختیار کرنا اور سود کھانا۔“

تخریج: الصحیحۃ ۳۴۵۱۔ طبرانی فی الکبیر (۱۳/ ۳)

فوائد: آدمی نماز ترک کرنے کی وجہ سے جہاں کئی دنیوی واخروی وعیدوں کا مستحق ٹھہرتا ہے، وہاں اس فریضہ کی ادائیگی پر اسے کئی بشارتوں کا مژدہ سننے کا شرف بھی حاصل ہوتا ہے۔ حدیثِ مبارکہ میں نبیٔ کریم ﷺ نے نماز کی ادائیگی اور چند کبیرہ گناہوں سے باز رہنے کی وجہ سے جنت کی عظیم بشارت سنائی ہے۔ نیز سیدنا ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (من صلی البردین دخل الجنۃ) [صحیح بخاری، صحیح مسلم] یعنی: جو آدمی دو ٹھنڈی نمازیں (یعنی نمازِ عصر اور نمازِ فجر) ادا کرے گا، وہ جنت میں داخل ہوگا۔ معلوم ہوا کہ نماز جنت میں لے جانے والا عظیم عمل ہے، لیکن اس کے ساتھ ساتھ شرک اور والدین کی نافرمانی جیسے کبیرہ گناہوں سے پرہیز کرنا بھی ضروری ہے۔

فضيلة انتظار الصلاة

نماز کا انتظار کرنے کی فضیلت کا بیان

٤٧٧۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: صَلَّيْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الْمَغْرِبَ، فَرَجَعَ مَنْ رَجَعَ، وَعَقَّبَ مَنْ عَقَّبَ، فَجَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مُسْرِعاً قَدْ حَفَزَهُ النَّفْسُ، وَقَدْ حَسَرَ عَنْ رُكْبَتَيْهِ فَقَالَ: ((أَبْشِرُوْا، هٰذَا رَبُّكُمْ قَدْ فَتَحَ بَاباً مِنْ أَبْوَابِ السَّمَاءِ يُبَاهِي بِكُمُ الْمَلَائِكَةَ يَقُوْلُ: اُنْظُرُوْا إِلَى عِبَادِي، قَدْ قَضَوْا فَرِيْضَةً، وَهُمْ يَنْتَظِرُوْنَ

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مغرب کی نماز ادا کی، لوٹنے والے لوٹ گئے اور بیٹھنے والے بیٹھے رہے۔ آپ ﷺ جلدی میں تشریف لائے، آپ کا سانس پھولا ہوا تھا اور آپ نے اپنے گھٹنوں سے کپڑا اٹھایا ہوا تھا، آپ نے فرمایا: ”خوش ہو جاؤ، تمھارے رب نے آسمان کا ایک دروازہ کھولا اور فرشتوں کے سامنے تم پر فخر کرتے ہوئے فرمایا: میرے بندوں کی طرف دیکھو، ایک فریضہ ادا کر چکے ہیں اور دوسرے کے

أُخْرٰی))۔ [الصحیحة:٦٦١] انتظار میں بیٹھے ہیں۔"

تخریج: الصحیحة ٦٦١۔ ابن ماجه (٨٠١)' احمد (٢/ ١٨٦)

فوائد: اللہ تعالیٰ کی ربوبیت و وحدانیت اور حضرت محمد ﷺ کی رسالت و نبوت کا اقرار کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرمانبرداری اور اس کے سامنے عاجزی و انکساری کرنے کا سب سے بڑا ذریعہ نماز ہے' جیسا کہ سیدنا عقبہ بن عامر ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **(یعجب ربك من راعی غنم فی راس شظِیّة بجبل یؤذن للصلاة ویصلی' فیقول اللہ عز وجل: انظروا الی عبدی هذا یؤذن ویقیم للصلاة' یخاف منی' قد غفرت لعبدی وادخلته الجنة.)** [ابوداود' نسائی] یعنی: تمہارا رب بکریوں کے ایسے چرواہے پر تعجب کرتا ہے' جو پہاڑ کی چوٹی پر (بکریاں چرا رہا ہوتا ہے' جب نماز کا وقت ہوتا ہے تو) وہ اذان دیتا ہے اور نماز پڑھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ (اس کے اس عمل کو دیکھ کر) کہتے ہیں: میرے بندے کی طرف دیکھو' اذان دیتا ہے اور نماز کے لئے اقامت کہتا ہے (پھر نماز ادا کرتا ہے) یہ مجھ سے ڈرتا ہے۔ میں نے اپنے بندے کو بخش دیا اور اسے جنت میں داخل کر دیا۔ شریعتِ مطہرہ نے اس وقت کو بھی نماز کے وقت میں شامل کر دیا ہے' جس میں آدمی نماز کا انتظار کر رہا ہوتا ہے' جیسا کہ سیدنا ابو ہریرہ ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **(لایزال احدکم فی صلاة ما دامت الصلاة تحبِسه' لا یمنعه ان ینقلب الی اهله الا الصلاة۔)** [صحیح بخاری' صحیح مسلم] یعنی: جب تک آدمی نماز (کا انتظار کرنے) کی وجہ سے رکا رہتا ہے' تو وہ نماز (کے حکم) میں ہی ہوتا ہے' جب اسے اپنے اہل خانہ کی طرف لوٹنے سے روکنے والی چیز نماز ہوتی ہے۔

مذکورہ بالا حدیث میں اسی فضیلت و عظمت کا ذکر ہے کہ جو لوگ نماز مغرب کی ادائیگی کے بعد نماز عشاء کے انتظار میں بیٹھ جاتے ہیں' اللہ تعالیٰ ان کی اس صفت کی بناء پر فرشتوں کے سامنے فخریہ انداز میں ان کا یوں تذکرۂ حسنہ کرتے ہیں کہ یہ لوگ میرا فریضہ تو ادا کر چکے ہیں' لیکن دوسرے فریضے' جس کا ابھی تک وقت نہیں ہوا' کے انتظار میں بیٹھے ہوئے ہیں۔

اهمية المسجد

مسجد بنانے کی اہمیت

٤٧٨۔ قَالَ ﷺ: ((اُبْنُوْهُ عَرِيْشاً كَعَرِيْشِ مُوْسٰی)) يَعْنِي: مَسْجِدَ الْمَدِيْنَةِ۔ رُوِيَ مُرْسَلاً عَنْ عَنِ الْحَسَنِ الْبَصْرِيِّ، وَسَالِمِ بْنِ عَطِيَّةَ وَالزُّهْرِيِّ، وَرَاشِدِ بْنِ سَعْدٍ وَمَوْصُوْلاً عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ، وَعُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ۔ [الصحیحة:٦١٦]

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "موسیٰ کے چھپر کی طرح مسجد ہو۔" یہ حدیث حسن بصری' سالم بن عطیہ' زہری اور راشد بن سعد سے مرسلاً اور سیدنا ابو درداء اور سیدنا عبادہ بن صامت ﷺ سے موصولاً روایت کی گئی ہے۔

تخریج: الصحیحة ٦١٦۔ ابن ابی الدنیا فی قصر الامل (٣/ ٢٥/ ٢)' ابن ابی شیبه (١/ ٣٠٩)' بیهقی (٢/ ٤٣٩)

فوائد: مسجد اللہ تعالیٰ کا گھر ہے اور اس کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ جگہ ہے' اس سلسلے میں یہ حقیقت ذہن نشین رہے کہ اپنے گھروں کی پرشکوہ اور پرجلال عمارتوں سے اللہ تعالیٰ کے گھروں کا کوئی تقابل اور موازنہ نہ کیا جائے۔ چونکہ مسجد اللہ تعالیٰ کا گھر ہے' اس لئے اس کے ڈیزائن اور بناوٹ کی ترتیب کا تعین بھی وہی کرے گا۔ سیدنا عبد اللہ بن عباس ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **(ما امرت بتشیید المسجد)** [ابوداود] یعنی: میں (محمد ﷺ) کو یہ حکم نہیں دیا گیا کہ مساجد کی تزئین و آرائش کروں۔ پھر

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے خود فرمایا: تم مساجد کو اس طرح مزین کرو گے جیسے یہود و نصاری نے (اپنی عبادت گاہوں کو) کیا تھا۔ [ابوداود] لہٰذا ہمیں چاہئے کہ مساجد کی تزئین و آرائش کر کے انھیں فخر و ریاکاری کا باعث نہ بنائیں' بلکہ نبی کریم ﷺ کے اس ارشاد پر عمل کرتے ہوئے سادگی کو ترجیح دیں۔ اگر خیر و بھلائی اور تقوی و طہارت کا مرکز مسجد نبوی کو چھپر کی مانند پیش کیا جا رہا ہے تو ہمیں بھی غور و خوض کر کے مساجد کو آباد کرنے کی فکر کرنی چاہئے' نہ کہ ان کو خوبصورت سے خوبصورت بنانے کی۔

ومن فرائض الله خمس صلوات

اللہ کے فرائض میں سے پانچ نمازیں بھی ہیں

٤٧٩۔ عَنْ أَبِي أُدْرِيسِ الْخَوْلَانِيِّ، قَالَ: كُنْتُ فِي مَجْلِسٍ مِّنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ فِيهِمْ عُبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ، فَذَكَرُوا الْوِتْرَ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ: وَاجِبٌ۔ وَقَالَ بَعْضُهُمْ: سُنَّةٌ، فَقَالَ عُبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ: أَمَا أَنَا فَأَشْهَدُ أَنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((أَتَانِي جِبْرِيلُ. عَلَيْهِ السَّلَامُ. مِنْ عِنْدِاللّٰهِ. تَبَارَكَ وَ تَعَالٰى. فَقَالَ: يَامُحَمَّدُ! إِنَّ اللّٰهَ. عَزَّوَجَلَّ. قَالَ لَكَ: إِنِّي قَدْ فَرَضْتُ عَلَى أُمَّتِكَ خَمْسَ صَلَوَاتٍ، مَنْ وَافَاهُنَّ عَلَى وُضُوئِهِنَّ، وَمَوَاقِيتِهِنَّ، وَسُجُودِهِنَّ، فَإِنَّهُ لَهُ عِنْدِي بِهِنَّ عَهْداً أَنْ أُدْخِلَهُ بِهِنَّ الْجَنَّةَ، وَمَنْ لَقِيَنِي قَدْ أَنْقَصَ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئاً. أَوْ كَلِمَةً تَشْبَهُهَا. فَلَيْسَ لَهُ عِنْدِي عَهْدٌ، إِنْ شِئْتُ عَذَّبْتُهُ وَإِنْ شِئْتُ رَحِمْتُهُ)). [الصحيحة:٨٤٢]

ابو ادریس خولانی کہتے ہیں: میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مجلس میں بیٹھا تھا' ان میں سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بھی تشریف فرما تھے۔ انھوں نے نمازِ وتر (کے حکم پر) بحث کی' بعض نے کہا: وتر واجب ہے' جبکہ بعض نے اسے سنت قرار دیا۔ عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے (اپنی رائے پیش کرتے ہوئے) کہا: میں تو گواہی دیتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: ''میرے پاس اللہ تعالی کی طرف سے جبریل آئے اور کہا: اے محمد! اللہ تعالی نے آپ سے فرمایا ہے کہ: میں نے آپ کی امت پر پانچ نمازیں فرض کی ہیں' جو آدمی وضو' اوقات اور سجود (وغیرہ) سمیت ان کا پورا حق ادا کرے گا' اس سے میرا عہد ہے کہ میں اسے جنت میں داخل کروں گا' اور جو آدمی ان کی ادائیگی میں کمی کر کے مجھے ملے گا تو اس کے لئے میرے ہاں کوئی عہد نہیں ہے' چاہوں تو عذاب دوں اور چاہوں تو رحم کر دوں۔''

تخریج: الصحيحة ۸۴۲۔ ابوداود طيالسی (۵۷۳)' ابونعيم فی الحلية (۵/ ۱۲۶' ۱۲۷)' ابوداود (۱۴۲۰)' نسائی (۴۶۰)' ابن ماجه (۱۴۰۱)' بمعناه

فوائد: غور فرمائیں کہ جو آدمی ارکان اور شروط کو مدنظر رکھ کر نماز ادا کرتا ہے' اللہ تعالی اسے جنت میں داخل کرنے کا اس سے عہد پیمان کرتے ہیں' لیکن جو نماز کی ادائیگی میں کم و کاست سے کام لیتا ہے' تو اس سے اللہ تعالی کا کوئی معاہدہ نہیں رہتا ہے' وہ چاہے تو اسے عذاب دے اور چاہے تو معاف کر دے۔ اب جو لوگ باقاعدگی سے نماز نہیں پڑھتے یا سرے سے نہیں پڑھتے' وہ اپنے انجام کی فکر کریں۔ نیز اس حدیث سے یہ ثابت ہوا کہ نمازِ وتر سنت اور نفل ہے' نہ کہ واجب اور فرض۔ امام احمد' امام شافعی' امام مالک اور جمہور علماء کا بھی یہی مسلک ہے کہ وتر کا حکم سنت مؤکدہ کا ہے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: فرض نمازوں کی طرح وتر حتمی و لازمی نہیں ہے' بلکہ یہ سنت ہے' جسے رسول اللہ ﷺ نے مقرر فرمایا۔ [ابوداود' نسائی' ابن ماجہ] نیز سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: كان رسول الله ﷺ

سبح علی الراحلة قِبَل ای وجه توجه ویوتر علیها غیر انه لا یصلی علیها المکتوبة۔ [صحیح مسلم] یعنی: رسول اللہ ﷺ اپنی سواری پر نفلی نماز پڑھتے تھے' جس جہت کی طرف وہ متوجہ ہوتی (آپ ﷺ اس چیز کی کوئی پروا نہ کرتے تھے) اور آپ ﷺ نماز وتر بھی سواری پر ادا کر لیتے تھے' لیکن فرض نماز نہیں پڑھتے تھے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نماز وتر فرض یا واجب نہیں ہے۔

ومن تخفيف الصلاة

۴۸۰۔عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰہِ۔ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُمَا۔ قَالَ: صَلّٰی مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ لِأَصْحَابِهِ الْعِشَاءَ فَطَوَّلَ عَلَيْهِمْ، فَانْصَرَفَ رَجُلٌ مِّنَّا [فَصَلّٰی] فَأُخْبِرَ مُعَاذٌ عَنْهُ، فَقَالَ: إِنَّهُ مُنَافِقٌ، فَلَمَّا بَلَغَ ذٰلِكَ الرَّجُلَ دَخَلَ عَلَی النَّبِیِّ ﷺ، فَأَخْبَرَهُ بِمَا قَالَ مُعَاذٌ، فَقَالَ لَهُ النَّبِیُّ ﷺ: ((أَتُرِيْدُ أَنْ تَكُوْنَ فَتَّانًا يَا مُعَاذُ؟! إِذَا أَمَمْتَ النَّاسَ فَاقْرَأْ ﴿وَالشَّمْسِ وَضُحَاهَا﴾ و ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾ و ﴿وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَى﴾ و ﴿اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ﴾)) هُوَ مِنْ حَدِيْثِ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰہِ۔ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُمَا۔ وَرَوَاهُ عَنْهُ جَمْعٌ بِأَلْفَاظٍ مُخْتَلِفَةٍ، مِنْهُمُ الْمُطَوِّلُ، وَمِنْهُمُ الْمُخْتَصِرُ، وَهٰذَا لَفْظُ أَبِی زُبَيْرٍ، يَرْوِيْهِ عَنْهُ اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ۔ [الصحیحة:۳۱۷۱]

نماز ہلکی پڑھنے کا بیان

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں کو عشا کی نماز پڑھائی اور لمبا قیام کیا۔ ایک آدمی پیچھے ہٹ گیا' علیحدہ نماز پڑھ لی (اور چلا گیا)۔ جب سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ کو اس کے بارے میں بتایا گیا تو انھوں نے کہا کہ ایسا کرنے والا منافق ہوسکتا ہے۔ جب اُس آدمی کو اس بات کا پتہ چلا تو وہ نبی کریم ﷺ کے پاس گیا اور آپ ﷺ کو بتایا کہ معاذ نے میرے بارے میں اس قسم کی باتیں کی ہیں۔ آپ ﷺ نے معاذ کو فرمایا: ''معاذ! کیا تو فتنہ باز بننا چاہتا ہے؟ جب تو لوگوں کو امامت کرائے تو ﴿وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا﴾' ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلٰى﴾' ﴿وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشٰى﴾ اور ﴿اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِىْ خَلَقَ﴾ جیسی سورتیں پڑھا کر۔'' یہ سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما کی حدیث ہے' ان سے روایت کرنے مختلف راویوں کے مختلف الفاظ ہیں' جو طویل اور مختصر روایات پر مشتمل ہیں۔ یہ الفاظ ابو زبیر کے ہیں' جو ان سے لیث بن سعد نے روایت کیے ہیں۔

تخریج: الصحیحة ۳۱۷۱۔ مسلم (۴۶۵)' بخاری (۷۰۱' ۷۰۵)' نسائی (۹۹۹)' ابن ماجہ (۹۸۶)' ابو عوانة (۲/ ۱۷۳)

فوائد: نماز باجماعت امتِ مسلمہ کا شعار اور کارِ ثواب ہے' جیسا کہ سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (صلاة الجماعة تفضل علی صلاة الفذ بسبع و عشرین درجة.) [صحیح بخاری' صحیح مسلم] یعنی: باجماعت نماز اکیلے شخص کی نماز سے ستائیس درجے زیادہ افضل ہے۔ لیکن اس ضمن میں امام کو مقتدیوں کا خاص خیال رکھنا چاہئے' کہیں ایسا نہ ہو کہ اس کی عدمِ حکمت اور عدمِ مصلحت کی وجہ سے مسجد غیر آباد ہو جائے یا لوگ اس کو موردِ طعن سمجھنا شروع کر دیں۔ جیسا کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (اذا ام احدکم الناس فلیخفف فان فیهم الصغیر والکبیر والضعیف وذاالحاجة، فاذا صلی وحده فلیصل کیف شاء.) [صحیح بخاری' صحیح مسلم] یعنی: جب تم میں سے کوئی امامت کرائے تو اسے قراءت میں تخفیف کرنی چاہئے' اس لئے کہ مقتدیوں میں بچے' بوڑھے' کمزور اور حاجت مند لوگ بھی ہوتے ہیں' ہاں جب تنہا نماز

پڑھے تو جس طرح چاہے (لمبی کر کے) پڑھے۔ چونکہ سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نماز عشاء میں امامت کے دوران طویل قراءت کرتے تھے' اس لئے آپ ﷺ نے انھیں ایسا کرنے سے منع فرما دیا اور اس کے ساتھ ساتھ ان کی رہنمائی کرتے ہوئے بطورِ مثال چند ایک سورتیں بھی ذکر کر دیں۔ لیکن اس موقع پر عوام الناس کو یہ بات بھی یاد رکھنی چاہئے کہ نماز میں کس قدر اختصار کیا جائے' اس کا فیصلہ بھی شریعت خود کرے گی کہ مقتدیوں کی صورتحال کو دیکھ کر نماز مختصر بھی ہو اور مکمل بھی' یعنی اعتدال اور سکون کے ساتھ اس کے ارکان کی ادائیگی کی جائے۔

الامر بصلاة الخمس

پانچ نمازیں پڑھنے کا حکم

٤٨١ـ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَخْطُبُ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ قَالَ: ((اتَّقُوْا اللّٰهَ رَبَّكُمْ، وَصَلُّوْا خَمْسَكُمْ، وَصُوْمُوْا شَهْرَكُمْ، وَأَدُّوْا زَكَاةَ أَمْوَالِكُمْ وَأَطِيْعُوْا ذَا أَمْرِكُمْ، تَدْخُلُوْا جَنَّةَ رَبِّكُمْ)). [الصحيحة:٨٦٧]

سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا آپ ﷺ حجۃ الوداع کے موقع پر خطبہ کے دوران فرما رہے تھے: ''اپنے ربّ سے ڈر جاؤ' پانچ نمازیں ادا کرو' اپنے (رمضان کے) مہینے کے روزے رکھو' اپنے مالوں کی زکوۃ ادا کرو اور اپنے امراء کی اطاعت کرو' تم اپنے ربّ کی جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔''

تخریج: الصحیحة ۸۶۷۔ ترمذی (۶۱۶)' احمد (۵/ ۲۵۱' ۲۶۲)' ابن حبان (۴۵۶۳)' حاکم (۱/ ۹' ۳۸۹)

فوائد: نماز جنت کی کنجی ہے' اس حدیث میں نبی کریم ﷺ نے جنت میں داخلے کا سبب بننے والے جن پانچ امور کا تذکرہ کیا ہے' ان میں نماز بھی شامل ہے' مزید وضاحت حدیث نمبر (۴۷۵) اور (۴۷۶) میں گزر چکی ہے۔

ومن إتمام الصفوف ولإستواء

صفوں کو سیدھا اور مکمل کرنے کا بیان

٤٨٢ـ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: أَقْبَلَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِوَجْهِهِ حِيْنَ قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ قَبْلَ أَنْ يُكَبِّرَ، فَقَالَ: ((أَتِمُّوْا الصُّفُوْفَ (وَفِي رِوَايَةٍ: اسْتَوُوْا، اِسْتَوُوْا) [وَتَرَاصُّوْا] فَإِنِّي أَرَاكُمْ خَلْفَ ظَهْرِي [كَمَا أَرَاكُمْ بَيْنَ يَدَيَّ].)) [الصحيحة:٣٩٥٥]

سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جب رسول اللہ ﷺ نماز کے لئے کھڑے ہوئے تو تکبیر تحریمہ کہنے سے پہلے ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ''صفوں کو مکمل کرو (اور ایک روایت میں ہے: سیدھے ہو جاؤ' سیدھے ہو جاؤ) اور ایک دوسرے کے ساتھ مل کر کھڑے ہو' میں تمھیں اپنی پیٹھ پیچھے سے ایسے ہی دیکھتا ہوں جیسے سامنے سے دیکھتا ہوں۔''

تخریج: الصحیحة ۳۹۵۵۔ مسلم (۴۳۴)' ابو عوانة (۲/ ۴۳)' احمد (۳/ ۱۸۳' ۲۶۳' ۲۶۸)

فوائد: نماز باجماعت کے دوران صفوں کو سیدھا کرنا اور مل کر کھڑے ہونا ضروری ہے' جیسا کہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (سووا صفوفكم' فان تسوية الصفوف من اقامة الصلاة.) [صحیح بخاری' صحیح مسلم] یعنی: اپنی صفیں برابر کرو کیونکہ صفوں کو برابر کرنا نماز قائم کرنے کا حصہ ہے۔ معلوم ہوا کہ صفوں کی درستگی کے بغیر نماز میں نقصان لازم آئے گا' سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (اقيموا الصفوف و حاذوا بين المناكب و سدوا الخلل

ولینوا بایدی اخوانکم ولا تذروا فرجات للشیطان ومن وصل صفا وصله الله و من قطع صفا قطعه الله.) [ابوداود]
یعنی: صفوں کو سیدھا کرو، کندھوں کو برابر کرو، خلا کو پر کرو، اپنے بھائیوں کے لئے نرم ہو جاؤ، شیطان کے لئے (صف میں) خالی جگہیں مت چھوڑو، جس نے صف کو ملایا اللہ تعالیٰ اسے ملائے اور جس نے صف کو کاٹا اللہ تعالیٰ اسے کاٹے۔ اتنی زیادہ تاکیدات کے باوجود اکثر مساجد میں صف بندی کی طرف توجہ نہیں دی جاتی، شاید یہی وجہ ہے کہ اہل اسلام فرقوں میں بٹ کر رہ گئے ہیں، جیسا کہ سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (عباد الله ، لتسون صفوفکم او لیخالفن الله بین وجوهکم.) [صحیح مسلم] یعنی: اللہ کے بندو! تم ضرور اپنی صفوں کو برابر کرو گے یا پھر اللہ تعالیٰ تمہارے چہروں کے درمیان مخالفت ڈال دیں گے۔) نیز اس حدیث میں نبی کریم ﷺ کا ایک معجزہ ہے کہ نماز کے دوران مقتدیوں کی کیفیت آپ ﷺ کو نظر آتی تھی۔

ومن الذین لا تقبل صلا تھم

ان لوگوں کا بیان کہ جن کی نماز قبول نہیں کی جاتی

٤٨٣۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ مَرْفُوعاً: ((اِثْنَانِ لَا تَجَاوَزُ صَلَاتُهُمَا رُؤُوسَهُمَا: عَبْدٌ أَبَقَ مِنْ مَوَالِيْهِ حَتّٰى يَرْجِعَ إِلَيْهِمْ، وَامْرَأَةٌ عَصَتْ زَوْجَهَا حَتّٰى تَرْجِعَ)). [الصحيحة:٢٨٨]

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دو آدمی ایسے ہیں کہ ان کی نماز ان کے سروں سے تجاوز نہیں کرتی: اپنے آقاؤں سے بھاگا ہوا غلام یہاں تک کہ وہ لوٹ آئے اور اپنے خاوند کی نافرمانی کرنے والی عورت یہاں تک کہ وہ باز آجائے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۸۸۔ طبرانی فی الصغیر (۱/ ۱۷۲)، والاوسط (۲۰۷۹)، حاکم (۴/ ۱۷۳)

فوائد: قبول کے دو معانی ہیں: (۱) کفایت کرنا، (۲) اللہ تعالیٰ کی اطاعت کا ثواب ملنا۔ اس حدیث میں دوسرا معنی مراد ہے، یعنی ایسا غلام اور بیوی نماز کے ثواب سے محروم رہتے ہیں، اگرچہ فریضۂ نماز ادا ہو جاتا ہے، مثال کے طور پر وہ نمازِ ظہر ادا کرنے سے اس فرض سے بری الذمہ ہو جائیں گے اور انھیں نماز ترک کرنے کا گناہ نہیں ملے گا، لیکن اس کے اجر و ثواب سے محروم رہیں گے۔ عصرِ حاضر میں غلاموں کا تو کوئی وجود نہیں، البتہ بیویوں کو چاہئے کہ وہ اپنے خاوندوں کی فرمانبرداری کیا کریں، کیونکہ خاوند کی نافرمانی جہاں اس کی ناراضگی کا سبب بنتی ہے، وہاں ایسی بیوی اللہ تعالیٰ کے ہاں بھی عتاب کی مستحق ٹھہرتی ہے۔ جرم کی سنگینی کا اندازہ کیجئے کہ نماز جیسے عظیم عمل کے ثواب سے محروم کیا جا رہا ہے۔

کم بین الاذان و الاقامة

اذان اور اقامت کے درمیان کتنا وقفہ ہونا چاہیے؟

٤٨٤۔ قَالَ ﷺ: ((اِجْعَلْ بَيْنَ أَذَانِكَ وَإِقَامَتِكَ نَفَساً قَدْرَمَا يَقْضِي الْمُعْتَصِرُ حَاجَتَهُ فِي مَهْلٍ، وَقَدْرَمَا يَفْرُغُ الْآكِلُ مِنْ طَعَامِهِ فِي مَهْلٍ)) رُوِيَ مِنْ حَدِيْثِ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ، وَجَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ، وَسَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ)).

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اذان اور اقامت کے درمیان اتنا وقفہ کرو کہ قضائے حاجت کرنے والا آرام سے اپنی حاجت سے فارغ ہو جائے اور کھانا کھانے والا اطمینان سے اپنے کھانے سے فارغ ہو جائے۔'' یہ حدیث سیدنا ابی بن کعب، سیدنا جابر بن عبد اللہ، سیدنا ابو ہریرہ اور سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہم سے روایت کی گئی

ہے۔ [الصحیحة:۸۸۷]

تخریج: الصحیحة ۸۸۷۔ (۱) ابی بن کعب: عبد اللہ بن احمد فی زیادات المسند (۵/ ۱۴۳)' (۲) جابر: ترمذی (۱۹۵)' بیہقی (۱/ ۴۲۸) (۳) بیہقی (۱/ ۴۲۸)

فوائد: سبحان اللہ! جہاں اللہ تعالی نے نماز باجماعت کو ضروری قرار دیا' وہاں اپنے بندوں کا خیال رکھتے ہوئے اذان کے ذریعے نماز کے وقت کا اعلان کروایا اور پھر لوگوں کی فطرتی ضروریات اور حاجات کو مدنظر رکھا' تا کہ تمام لوگ نماز باجماعت کا شرف حاصل کر لیں۔اس حدیثِ مبارکہ سے معلوم ہوا کہ اذان اور جماعت کے درمیان تقریباً پندرہ بیس منٹ کا وقفہ ہونا چاہیے۔

ذم البيت الذى لا تصل فيها

اس گھر کی مذمت کہ جس میں نماز نہیں پڑھی جاتی

۴۸۵۔ عَنْ عَائِشَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((اِجْعَلُوْا مِنْ صَلَاتِكُمْ فِي بُيُوْتِكُمْ، وَلَا تَجْعَلُوْهَا عَلَيْكُمْ قُبُوْراً، كَمَا اتَّخَذَتِ الْيَهُوْدُ وَالنَّصَارٰى فِي بُيُوْتِهِمْ قُبُوْراً، وَإِنَّ الْبَيْتَ لَيُتْلٰى فِيْهِ الْقُرْآنُ، فَيَتَرَاءَ ى لِأَهْلِ السَّمَاءِ كَمَا تَتَرَاءَ ى النُّجُوْمُ لِأَهْلِ الْأَرْضِ)). [الصحیحة:۳۱۱۲]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "اپنی نمازوں کا کچھ حصہ گھروں میں بھی ادا کیا کرو' ان کو قبرستان نہ بناؤ' جیسا کہ یہودیوں اور نصاریٰ نے اپنے گھروں کو قبرستان بنا دیا تھا' بیشک جس گھر میں قرآن مجید کی تلاوت کی جاتی ہے وہ اہلِ آسمان کو ایسے نظر آتا ہے جیسے اہلِ زمین کو ستارے نظر آتے ہیں۔"

تخریج: الصحیحة ۳۱۱۲۔ الذهبی فی السیر (۸/ ۲۶۔۲۷)' احمد (۶/ ۶۵)' ابویعلی (۴۸۶۷)

فوائد: نمازی حضرات کو چاہیے کہ وہ نفل نماز کی ادائیگی کے لئے اپنے گھروں کا انتخاب کریں' سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِتَّخَذَ حُجْرَةً- قَالَ: حَسِبْتُ أَنَّهُ قَالَ: مِنْ حَصِيْرٍ- فِيْ رَمَضَانَ فَصَلّٰى فِيْهَا لَيَالِيَ' فَصَلّٰى بِصَلَاتِهِ نَاسٌ مِنْ اَصْحَابِهِ' فَلَمَّا عَلِمَ بِهِمْ جَعَلَ يَقْعُدُ' فَخَرَجَ اِلَيْهِمْ فَقَالَ ﷺ: ﴿قَدْ عَرَفْتُ مِنْ صَنِيْعِكُمْ' فَصَلُّوْا اَيُّهَا النَّاسُ فِيْ بُيُوْتِكُمْ' فَاِنَّ اَفْضَلَ الصَّلَاةِ صَلَاةُ الْمَرْءِ فِيْ بَيْتِهِ' اِلَّا الْمَكْتُوْبَةَ﴾ (صحیح بخاری) یعنی: رسول اللہ ﷺ نے ماہِ رمضان میں چٹائی لگا کر حجرہ سا بنا لیا اور اس میں چند راتیں قیام کرتے رہے' جب صحابہ کو پتہ چلا تو انہوں نے بھی آپ ﷺ کی اقتداء میں نماز پڑھنا شروع کر دی' جب آپ ﷺ کو صحابہ کے اس عمل کا علم ہوا تو آپ ﷺ غائب ہو گئے' (صحابہ' آپ ﷺ کو آگاہ کرنے کے لئے کھانسنے اور آواز بلند کرنے لگے) بالآخر آپ ﷺ ان کے پاس آئے اور فرمایا: مجھے تمہاری ساری کاروائی کا علم ہو گیا ہے' لوگو! اپنے اپنے گھروں میں نماز پڑھو' کیونکہ فرض نماز کے علاوہ آدمی کا اپنے گھر میں نماز پڑھنا افضل ہے۔اس حدیث سے معلوم ہوا کہ فرض نمازوں سے پہلے اور بعد والی سنتیں' تہجد اور دوسری عام نفل نماز گھر میں اداء کرنا اور فرض نمازیں مسجد میں اداء کرنا افضل ہے' آجکل بعض لوگ مکمل نماز مسجد میں اور بعض مکمل نماز اپنے اپنے گھروں میں اداء کر لیتے ہیں' نبوی منہج کو اپناتے ہوئے اول الذکر لوگوں کو چاہیے کہ سنتیں اور نوافل گھروں میں اداء کریں اور مؤخر الذکر لوگوں کو یہ معلوم ہونا چاہیے کہ مساجد کی تعمیر فرض نمازوں کی ادائیگی کے لئے کی گئی ہے' نبی کریم ﷺ نے بغیر عذر کے گھر میں فرضی نماز پڑھنے کی اجازت نہیں دی' گھروں میں فرائض کی ادائیگی عورتوں کا کام ہے' مردوں کا نہیں۔سیدنا عبد اللہ بن سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ: اَيُّمَا اَفْضَلُ؟ اَلصَّلَاةُ فِيْ بَيْتِيْ اَوِ الصَّلَاةُ فِي الْمَسْجِدِ؟ قَالَ

ﷺ: ﴿اَلَا تَرٰى اِلٰى بَيْتِیْ؟ مَا اَقْرَبَهٗ مِنَ الْمَسْجِدِ! فَلَاَنْ اُصَلِّیَ فِیْ بَيْتِیْ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ اَنْ اُصَلِّیَ فِی الْمَسْجِدِ۔ اِلَّا اَنْ تَكُوْنَ صَلَاةً مَّكْتُوْبَةً﴾ (ابن ماجہ) یعنی میں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کہ میرا گھر میں نماز پڑھنا افضل ہے یا مسجد میں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تم میرے گھر کو نہیں دیکھتے؟ وہ مسجد کے بہت زیادہ قریب ہے، لیکن پھر بھی مجھے مسجد میں نماز پڑھنے کی نسبت گھر میں نماز ادا کرنا زیادہ محبوب ہے، سوائے فرض نماز کے (وہ مسجد میں ہی ادا کرنی چاہئے)۔ معلوم ہوا کہ فرض نمازوں کے علاوہ باقی تمام نمازوں کا گھروں میں اہتمام کرنا چاہئے، یہ عمل گھروں میں رحمت و برکت کے نزول کا سبب ہوگا۔ جن گھروں میں نفلی نماز یا تلاوتِ قرآن کا اہتمام نہیں کیا جاتا ان کو قبور سے تشبیہ دینے کی وجہ سے یہ سبق بھی حاصل ہوتا ہے کہ جو لوگ تمام قسم کی نمازیں مساجد میں ہی ادا کرتے ہیں، وہ یہود و نصاری سے مشابہت اختیار کرتے ہیں، لہذا ایسا کرنے سے اجتناب کرنا چاہئے۔ اس اہل خانہ کی فضیلت و عظمت کا اندازہ کریں کہ جن کا گھر نفلی نماز اور تلاوتِ قرآن کی وجہ سے آسمان والوں کو ستاروں کی طرح چمکتا نظر آتا ہے۔ نماز اور تلاوت کے معدوم ہونے کی وجہ سے گھر کو قبر کے ساتھ تشبیہ دینے کا مطلب یہ ہے کہ (۱) مُردوں کی طرح نہ ہو جاؤ جو اپنے گھروں یعنی قبروں میں نماز نہیں پڑھ سکتے یا (۲) جو آدمی اپنے گھر میں نماز نہیں پڑھتا، وہ یوں سمجھے کہ وہ مردہ ہے اور اس کا گھر قبر ہے۔ یہ بھی پتہ چلا کہ قبرستان میں تلاوت قرآن اور نماز ادا نہیں کی جا سکتی۔

اهمية الفصل بين الصلاتين

دو نمازوں میں وقفہ کی اہمیت کا بیان

٤٨٦۔ عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى الْعَصْرَ، فَقَامَ رَجُلٌ يُصَلِّي فَرَآهُ عُمَرُ، فَقَالَ لَهُ: اِجْلِسْ، فَإِنَّمَا هَلَكَ أَهْلُ الْكِتَابِ أَنَّهُ لَمْ يَكُنْ لِصَلَاتِهِمْ فَصْلٌ۔ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَحْسَنَ ابْنُ الْخَطَّابِ))

[الصحيحة:٢٥٤٩]

ایک صحابیٔ رسول سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نمازِ عصر پڑھائی، (سلام کے بعد) ایک آدمی نے فوراً نماز پڑھنا شروع کر دی، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اسے دیکھا اور کہا: بیٹھ جا، اہل کتاب اس لئے ہلاک ہوئے کہ ان کی نمازوں میں وقفہ نہیں ہوتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ابن خطاب نے اچھا کیا۔''

تخريج: الصحيحة ٢٥٤٩۔ احمد (٥/ ٣٦٨)، ابويعلى (٧١٦٦)، عبد الرزاق (٣٩٧٣)، من طريق عبد الله بن رباح بهذا الاسناد، ابوداود (١٠٠٧)، حاكم (١/ ٢٧٠)، من طريق الازرق عن ابى رمثة فذكره

فوائد: اگلی حدیث کی شرح میں دیکھیں۔

٤٨٧۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ رَبَاحٍ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ صَلَّى الْعَصْرَ، فَقَامَ رَجُلٌ يُصَلِّي [بَعْدَهَا] فَرَآهُ عُمَرُ [فَأَخَذَ بِرِدَائِهِ أَوْ بِثَوْبِهِ] فَقَالَ لَهُ: اِجْلِسْ، فَإِنَّمَا هَلَكَ أَهْلُ الْكِتَابِ أَنَّهُ لَمْ يَكُنْ لِصَلَاتِهِمْ فَصْلٌ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَحْسَنَ (وَفِي

عبداللہ بن رباح ایک صحابی سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے نمازِ عصر پڑھائی، ایک آدمی نماز کے بعد فوراً مزید نماز پڑھنے کے لئے کھڑا ہو گیا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اسے دیکھا۔ اس کی چادر یا کپڑے کو پکڑا اور کہا: بیٹھ جا، اہل کتاب اس لئے ہلاک ہوئے کہ ان کی نمازوں میں وقفہ نہیں ہوتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ابن خطاب نے ٹھیک کیا ہے۔'' اور ایک روایت میں

رِوَايَةٍ:صَدَقَ) ابْنُ الْخَطَّابِ)). [الصحيحة:٣١٧٣]

ہے:''(ابن خطاب) سچے ہیں۔''

تخریج: الصحیحة ۳۱۷۳۔ انظر تخریج الحدیث السابق

فوائد: معلوم ہوا کہ فرض نماز اور اس کے بعد ادا کی جانے والی نفلی نماز کے درمیان کچھ وقفہ ہونا چاہئے۔ نیز یہ حدیث نمازِ عصر کے بعد نفلی نماز پر بھی دلالت کرتی ہے۔ اس کا واضح ثبوت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں ہے' جو بیان کرتی ہیں: **ما ترك رسول الله ﷺ ركعتين بعد العصر عندي قط** (صحیح بخاری' صحیح مسلم) **وفي رواية البخاري قالت: والذي ذهب به ما تركهما حتى لقي الله۔** یعنی: رسول اللہ ﷺ نے میرے ہاں عصر کے بعد دو رکعتیں کبھی بھی ترک نہیں کیں اور صحیح بخاری کی روایت میں ہے: اس ذات کی قسم جس نے رسول اللہ ﷺ کو فوت کیا' آپ ﷺ نے اِن دو رکعتوں کو ترک نہیں کیا' یہاں تک کہ اللہ تعالی کو جا ملے۔ اعتراض: عام طور پر کہا جاتا ہے کہ عصر کے بعد کوئی نماز نہیں پڑھنی چاہئے' مسئلہ کی وضاحت ہونی چاہئے۔ جواب: آپ ﷺ نے جہاں نمازِ عصر کے بعد نفلی نماز سے علی الاطلاق منع کیا ہے' وہاں درج ذیل فرمان کے ساتھ قید لگا کر نماز پڑھنے کی اجازت بھی دی ہے: سیدنا علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: **نهى رسول الله ﷺ عن الصلاة بعد العصر الا ان تكون الشمس بيضاءَ نقيةً مرتفعةً**۔ ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے عصر کے بعد نماز پڑھنے سے منع فرمایا' ہاں (عصر کے بعد) جب تک سورج سفید' صاف اور بلند ہو (تو نماز پڑھی جا سکتی ہے)۔ آپ ﷺ کے قول اور فعل سے معلوم ہوا کہ عصر کے بعد جب تک سورج سفید اور بلند ہو' اس وقت تک نماز پڑھنا درست ہے۔ اللہ تعالی ہمیں تمام سنتوں کو اپنانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

باب: من آداب خطبة الجمعة

٤٨٨۔ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ، أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((احْضُرُوا الذِّكْرَ، وَادْنُوا مِنَ الْإِمَامِ، فَإِنَّ الرَّجُلَ لَا يَزَالُ يَتَبَاعَدُ حَتّٰى يُؤَخَّرَ فِي الْجَنَّةِ وَإِنْ دَخَلَهَا)). [الصحيحة:٣٦٥]

باب: خطبہ جمعہ سننے کے آداب

سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''خطبۂ جمعہ میں حاضر ہوا کرو اور امام کے قریب بیٹھا کرو' بلاشبہ آدمی (بے رغبتی کرتے ہوئے) دور ہوتا رہتا ہے' حتی کہ اللہ تعالی بھی اسے جنت میں مؤخر کر دیتے ہیں' اگرچہ وہ جنت میں داخل ہو جائے۔''

تخریج: الصحیحة ۳۶۵۔ ابو داود (۱۱۰۸)' احمد (۵/ ۱۱)' حاکم (۱/ ۲۸۹)' بیہقی (۳/ ۲۳۸)

فوائد: حدیث اپنے مفہوم میں بالکل واضح ہے اور جو لوگ خیر و بھلائی کے کاموں سے غفلت کرتے ہیں' ان کے لئے وعید ہے۔ جمعۃ المبارک کا دن امت مسلمہ کا امتیاز ہے' حدیث نبوی کے مطابق جب اہل کتاب پر یہ دن فرض کیا گیا تو وہ اختلاف میں پڑ گئے' یہودیوں نے سنیچر وار کا انتخاب کر لیا جبکہ عیسائیوں نے اتوار کا' اللہ تعالی نے امت مسلمہ پر خاص احسان کرتے ہوئے انہیں جمعہ کے دن کو منتخب کرنے کی توفیق دی۔ یاد رہے کہ ہفتے کے سات دنوں میں پہلا جمعہ کا دن ہے' دوسرا سنیچر وار کا اور تیسرا اتوار کا' مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ کیلنڈروں میں جمعہ کے روز کو اولیت و فوقیت دیں نہ کہ ہفتہ یا اتوار کو۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالی اس شخص کو فتنۂ قبر سے محفوظ رکھے گا جو جمعہ کی رات یا دن کو فوت ہوگا۔'' (مسند احمد: ۲/ ۱۶۹، ترمذی: ۱۰۷۴) سبحان اللہ! جمعہ کے روز مرنا

انسان کے اختیار یا بس کی بات تو نہیں، پھر بھی اللہ تعالیٰ نے اس دن کی برکتوں کی وجہ سے ایسے انسان کی قدر کی ہے۔ نماز جمعہ، جمعہ کے دن کی مخصوص عبادتوں میں سے ہے، جس کے متعلق نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جو لوگ جمعہ کی نمازیں ترک کرنے سے باز نہیں آتے، اللہ تعالیٰ (اس جرم کی وجہ سے) ان کے دلوں پر مہر لگا دے گا، جس کی بناء پر وہ غافل ہو جائیں گے۔'' (صحیح مسلم: ۸۶۵) اور جو شخص اس عظیم عبادت کو کما حقہ ادا کرتا ہے، اس کو ملنے والے ثواب کا اندازہ متن میں مذکورہ حدیث سے لگایا جا سکتا ہے، نیز نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اچھی طرح غسل کرتا ہے یعنی سر اور بدن کو احسن انداز میں دھوتا ہے، اول وقت میں پہنچ کر شروع سے خطبہ سنتا ہے، (مسجد کی طرف) پیدل جاتا ہے نہ کہ سواری پر، امام کے قریب ہو کر بیٹھتا ہے، غور سے خطبہ سنتا ہے، کوئی لغو اور فضول کام نہیں کرتا، تو ایک ایک قدم کے بدلے ایک سال کے روزوں اور ایک سال کے قیام کا ثواب ملتا ہے۔'' (ابوداود: ۳۴۵، ترمذی: ۴۹۶، ابن ماجہ: ۱۰۸۷، نسائی: ۱۳۸۲) اس حدیث کو مدنظر رکھ کر اپنے معمولات کا جائزہ لیں، کیا آپ نے اپنی سابقہ زندگی میں اس بشارت کا حقدار بننے کے لئے اپنے آپ کو موقع دیا ہے؟ میں قارئین سے عاجزانہ التماس کروں گا کہ جمعہ کی جماعت کے انتظار میں گھر بیٹھے رہنے کو یا اپنے کام کاج میں مصروف رہنے کو اپنے حق میں سکون تصور نہ کریں، بلکہ یہ کارروائی محض اللہ تعالیٰ کے مذکورہ بالا احسانات سے محرومی کا دوسرا نام ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ خطباء کو بھی چاہئے کہ وہ چند اختلافی مسائل کو اپنی گفتگو کا محور و مرکز نہ بنائیں بلکہ عوام کی تعلیم و تربیت پر توجہ دیں اور حدیث کے مطابق اپنے خطبے کو مختصر کریں۔ حدیث کے متن پر غور کریں کہ جہاں جمعہ کی نماز کی ادائیگی اور خطبہ سننے کے لئے وقت پر آنا باعث ثواب و برکت ہے، وہاں اس کے سلسلے میں معمولی غفلت اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دوری کا سبب بن سکتی ہے اور اگر ایسے آدمی کے حق میں جنت کا فیصلہ ہو جاتا ہے، تو اس کاہلی کی وجہ سے داخلے کی اجازت میں تاخیر ہوگی۔

الأمر بحضرة النساء للعيدين

۴۸۹ ـ عَنْ حَفْصَةَ، قَالَتْ: فَسَأَلْنَا أُمَّ عَطِيَّةَ: هَلْ سَمِعْتِ هٰذَا مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ؟ فَقَالَتْ: نَعَمْ بِأَبَا۔ وَكَانَتْ إِذَا حَدَّثَتْ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ قَالَتْ: بِأَبَا۔ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((أَخْرِجُوْا الْعَوَاتِقَ وَذَوَاتِ الْخُدُوْرِ، فَلْيَشْهَدْنَ الْعِيْدَ وَدَعْوَةَ الْمُسْلِمِيْنَ وَلْيَعْتَزِلِ الْحِيَضُ مُصَلَّى الْمُسْلِمِيْنَ)). [الصحيحة: ٦٠٠]

عیدین کے لیے عورتوں کو حاضر ہونے کا حکم

سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: ہم نے سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا: کیا تو نے یہ بات رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے؟ اس نے کہا: جی ہاں، میرے باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں۔ وہ جب بھی حدیث بیان کرتیں تو کہتی تھیں کہ میرے باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ ﷺ فرما رہے تھے: ''۔جواں عمر اور پردہ نشیں عورتوں کو نکالو، انھیں چاہئے کہ وہ عید میں اور مسلمانوں کی دعا میں شریک ہوں اور حائضہ عورتیں مسلمانوں کی جائے نماز سے علیحدہ ہو کر بیٹھیں۔''

تخریج: الصحيحة ٦٠٠۔ حميدی (٣٦٢)، بخاری (٩٨٠)، مسلم (٨٩٠)

معلوم نہیں کہ بعض لوگ قرآن وسنت کی واضح نصوص کے باوجود عورتوں کو عیدگاہ میں جانے سے کیوں روکتے ہیں؟

باب: تكسير البيع وتحويلها

باب: کلیساؤں کی بربادی اور وہاں

مساجد

٤٩٠ـ عَنْ طَلْقِ بْنِ عَلِيٍّ، قَالَ: خَرَجْنَا وَفْداً إِلَى النَّبِيِّ فَبَايَعْنَاهُ وَصَلَّيْنَا مَعَهُ وَأَخْبَرْنَاهُ أَنَّ بِأَرْضِنَا بِيعَةً لَنَا، فَاسْتَوْهَبْنَاهُ مِنْ فَضْلِ طُهُورِهِ، فَدَعَا بِمَاءٍ فَتَوَضَّأَ وَتَمَضْمَضَ ثُمَّ صَبَّهُ فِي إِدَاوَةٍ، وَأَمَرَنَا، فَقَالَ: ((اُخْرُجُوْا فَإِذَا أَتَيْتُمْ أَرْضَكُمْ فَاكْسِرُوْا بِيْعَتَكُمْ، وَانْضَحُوْا مَكَانَهَا بِهٰذَا الْمَاءِ، وَاتَّخِذُوْهَا مَسْجِداً. قَالُوْا: إِنَّ الْبَلَدَ بَعِيْدٌ، وَالْحَرُّ شَدِيْدٌ، وَالْمَاءُ يَنْشَفُ؟ فَقَالَ: مُدُّوْهُ مِنَ الْمَاءِ، فَإِنَّهُ لَايَزِيْدُهُ إِلَّا طِيْباً)) فَخَرَجْنَا حَتّٰى قَدِمْنَا بَلَدَنَا فَكَسَرْنَا بِيعَتَنَا، ثُمَّ نَضَحْنَا مَكَانَهَا وَاتَّخَذْنَاهَا مَسْجِداً، فَنَادَيْنَا فِيْهِ بِالْأَذَانِ، قَالَ: وَالرَّاهِبُ رَجُلٌ مِّنْ طَيِّءٍ فَلَمَّا سَمِعَ الْأَذَانَ قَالَ: دَعْوَةُ حَقٍّ، ثُمَّ اسْتَقْبَلَ تَلْعَةً مِّنْ تِلَاعِنَا فَلَمْ نَرَهُ بَعْدُ. [الصحيحة:٢٥٨٢]

مسجدوں کی آبادی

سیدنا طلق بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم وفد کی صورت میں نبی کریم ﷺ کے پاس آئے، ہم نے آپ ﷺ کی بیعت کی، آپ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی اور آپ ﷺ کو بتایا کہ ہماری زمین میں ہمارا ایک گرجا گھر ہے (ہم وہاں مسجد بنانا چاہتے ہیں اس لئے) ہم نے آپ ﷺ کے وضو کا بچا ہوا پانی طلب کیا۔ آپ ﷺ نے پانی منگوایا، وضو کیا، کلی کی اور اسے ایک برتن میں ڈال دیا اور ہمیں حکم دیتے ہوئے فرمایا: ”چلے جاؤ، جب اپنی زمین میں پہنچو تو گرجا گھر کو مسمار کر دینا، وہاں یہ پانی چھڑکنا اور اسے مسجد بنا لینا۔“ انھوں نے کہا: ہمارا علاقہ بہت دور ہے اور شدید گرمی پڑ رہی ہے، یہ پانی تو خشک ہو جائے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”(راستے میں) اس میں مزید پانی ملاتے جانا، وہ اس کی پاکیزگی میں اضافہ ہی کرے گا۔“ ہم نکل پڑے، حتی کہ اپنے علاقے میں پہنچ گئے، ہم نے گرجا گھر گرا دیا، وہاں پانی چھڑکا اور اسے مسجد کا روپ دے دیا۔ پھر ہم نے وہاں اذان دی۔ قبیلہ بنو طے کے ایک پادری نے اذان سن کر کہا: یہ تو دعوتِ حق ہے۔ پھر وہ ایک ٹیلے کی طرف نکل گیا اور اس واقعہ کے بعد ہم اسے نہ دیکھ پائے۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۵۸۲۔ نسائی (۷۰۲)، ابن حبان (۱۱۲۰)، احمد (۴/ ۲۳)، طبرانی (۸۲۴۱)

الاتيان الصلاة بوقار و سكينة

٤٩١ـ عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا أَتَيْتَ الصَّلَاةَ فَأْتِهَا بِوَقَارٍ وَسَكِيْنَةٍ، فَصَلِّ مَا أَدْرَكْتَ، وَاقْضِ مَافَاتَكَ)). [الصحيحة:١١٩٨]

نماز کے لیے وقار وسکون کے ساتھ آنے کا بیان

سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جب تم نماز کے لئے آؤ تو وقار اور سکینت کے ساتھ آؤ، جو نماز (امام کے ساتھ) مل جائے وہ پڑھ لو اور جو رہ جائے اسے بعد میں پورا کر لو۔“

تخریج: الصحیحۃ ۱۱۹۸۔ طبرانی فی الاوسط (۱۳۵۷)

فوائد: جب نمازی نماز کی ادائیگی کے لئے مسجد کی طرف جا رہا ہو تو اسے اطمینان وسکون اور وقار کے ساتھ چل کر جانا چاہئے اور جلدی اور عجلت نہیں کرنی چاہئے، سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ حدیث میں اس کی یہ وجہ بیان کی گئی ہے: (فان احدکم اذا کان

يعمد الى الصلاة فهو في الصلاة.) [صحیح مسلم] یعنی: جب کوئی آدمی نماز کی طرف قصد کرتا ہے تو وہ نماز میں ہی ہوتا ہے۔

باب: لا تدرك صلاة الفجر والعصر الا بادراك السجدة الاولى

٤٩٢۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوعاً: ((إِذَا أَدْرَكَ أَحَدُكُمْ [أَوَّلَ] سَجْدَةٍ مِنْ صَلَاةِ الْعَصْرِ قَبْلَ أَنْ تَغْرِبَ الشَّمْسُ، فَلْيُتِمَّ صَلَاتَهُ، وَإِذَا أَدْرَكَ [أَوَّلَ] سَجْدَةٍ مِنْ صَلَاةِ الصُّبْحِ قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ، فَلْيُتِمَّ صَلَاتَهُ)). [الصحيحة:٦٦]

باب: جس نے فجر اور عصر کی پہلی رکعت پالی (قبل از طلوع وغروب آفتاب) تو اس نے نماز پالی

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اگر تم میں سے کوئی سورج غروب ہونے سے پہلے نمازِ عصر کی پہلی رکعت پڑھ لے تو وہ اپنی نماز کو (جاری رکھتے ہوئے) مکمل کر لے (اسی طرح) جو آدمی سورج طلوع ہونے سے پہلے نمازِ فجر کی پہلی رکعت ادا کر لے تو وہ بھی اپنی نماز کو (جاری رکھتے ہوئے) اسے مکمل کر لے۔“ یعنی ان صورتوں میں نماز ادا ہوگی‘ نہ کہ قضا۔

تخريج: الصحيحة ٦٦۔ بخاري (٥٥٦)' نسائي (٥١٧)' بيهقي (١/ ٣٦٨)' بغوي في شرح السنة (٤٠٢)

فوائد: اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ اگر غروبِ آفتاب سے پہلے نمازِ عصر کی ایک رکعت پڑھ لی جائے‘ تو نمازی کو چاہئے کہ وہ اپنی نماز جاری رکھے‘ ایسی نماز ادا ہوگی‘ نہ کہ قضا اور اسے کفایت کرے گی۔ یاد رہے کہ عصر کی نماز کو لیٹ کرنا ناپسندیدہ عمل ہے‘ جیسا کہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (تلك صلاة المنافق يجلس يرقب الشمس حتى اذا اصفرت وكانت بين قرني الشيطان قام فنقر اربعا لايذكر الله فيها الاقليلا۔) [مسلم] یعنی: یہ تو منافق کی نماز ہوئی کہ وہ (نمازی) سورج کا انتظار کرتا رہا‘ یہاں تک کہ وہ زرد ہونے لگے اور شیطان کے دو سینگوں کے بیچ میں آگیا اور ادھر وہ اٹھا اور چار ٹھونگیں ماریں اور اللہ تعالی کا قلیل ذکر کیا۔ ہاں اگر کسی سے کسی عذر کی بنا پر اس قدر تاخیر ہو جاتی ہے کہ وہ اب بقیہ وقت میں صرف ایک رکعت ہی پڑھ سکتا ہے تو وہ مکمل نماز پڑھ لے‘ اس کی نماز درست ہوگی۔ یہی حال باقی تمام نمازوں کا ہے۔

باب: صحة صلاة الصبح بادراك الركعة الاولى

٤٩٣۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا أَدْرَكْتَ رَكْعَةً مِّنْ صَلَاةِ الصُّبْحِ قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ، فَلْيُتِمَّ صَلَاتَهُ)). [الصحيحة:٢٤٧٥]

باب: طلوعِ شمس سے پہلے پہلی رکعت پانے پر نمازِ فجر کا درست ہونا

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تجھے طلوعِ آفتاب سے پہلے نمازِ فجر کی ایک رکعت مل جائے (اور اس کے بعد سورج طلوع ہو جائے) تو اس کے ساتھ دوسری رکعت بھی ادا کر لے۔“

تخريج: الصحيحة ٢٤٧٥۔ طحاوی (١/٢٣٢)' احمد (٢/٢٣٦'٤٨٩)' بیھقی (١/٣٧٩)

فوائد: سابقہ حدیث میں اس کی وضاحت ہو چکی ہے۔

باب: التعجيل باذان المغرب

باب: مغرب کی اذان کہنے میں جلدی کرنا

٤٩٤۔ عَنْ أَبِي مَحْذُورَةَ، قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ : ((إِذَا أَذَّنْتَ الْمَغْرِبَ فَاحْدُرْهَا مَعَ الشَّمْسِ حَدْرًا)) [الصحيحة:٢٢٤٥]

سیدنا ابومحذورہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: ''جب تو مغرب کی اذان دے تو سورج کے غروب ہوتے ہی جلدی جلدی دے دے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۲۴۵۔ طبرانی فی الکبیر (۶۷۴۴)

فوائد: نمازِ مغرب کے وقت کا آغاز غروبِ آفتاب سے ہوتا ہے' جیسا کہ سیدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: اَن رسول اللہ ﷺ کان یصلي المغرب اذا غربت الشمس. [صحیح بخاری' صحیح مسلم] یعنی: بلاشبہ رسول اللہ ﷺ نماز مغرب اس وقت پڑھتے تھے جب سورج غروب ہوتا تھا۔ احادیث کے ساتھ ساتھ پوری امت کا اس حقیقت پر اجماع ہو چکا ہے کہ غروبِ آفتاب سے نمازِ مغرب کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔ لیکن اللہ تعالی بہتر جانتا ہے کہ عصر حاضر میں غروبِ آفتاب کے بعد اذان اور افطاری کے لیے مزید انتظار کرنے کی کیا وجہ ہے؟

كيف اذن المرء و المرأة اذا صليا

عورت اور مرد کیسے اجازت دیں گے' جبکہ وہ نماز پڑھ رہے ہوں

٤٩٥۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا اسْتُؤْذِنَ عَلَى الرَّجُلِ وَهُوَ يُصَلِّي فَإِذْنُهُ التَّسْبِيحُ، وَإِذَا اسْتُؤْذِنَ عَلَى الْمَرْأَةِ وَهِيَ تُصَلِّي، فَإِذْنُهَا التَّصْفِيقُ)). [الصحيحة:٤٩٧]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب آدمی نماز پڑھ رہا ہو اور اس سے اجازت طلب کی جائے تو وہ ''سُبْحَانَ اللّٰه'' کہہ کر اجازت دے دے اور جب عورت نماز پڑھ رہی ہو اور اس سے اجازت طلب کی جائے تو وہ تالی بجا کر اجازت دے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۴۹۷۔ بیہقی (۲/ ۲۴۷)' احمد (۲/ ۲۹۰)' والحدیث متفق علیہ بلفظ آخر: بخاری (۱۲۰۳)' مسلم (۴۲۲)

فوائد: سبحان اللہ! جہاں اس حقیقت پر امت مسلمہ کا اتفاق ہے کہ دانستہ طور پر کلام کرنے سے نماز باطل ہو جاتی ہے' وہاں اللہ تعالی نے نماز میں صبر وتحمل' خشوع وخضوع اور عاجزی وانکساری کو برقرار رکھنے کے لئے جن امور کی اجازت دی ہے' ان میں ایک کا بیان اس حدیثِ مبارکہ میں ہے کہ نماز میں مرد سبحان اللہ کہہ کر اور عورت تالی بجا کر اجازت لینے والے آدمی پر اپنی کیفیت واضح کر سکتے ہیں۔ اس حدیث میں نمازی اور اجازت لینے والے دونوں کی مصلحت کا خیال رکھا گیا ہے اور وہ اس طرح کہ نمازی دورانِ نماز سبحان اللہ کہہ کر اجازت طلب کرنے والے کو اجازت دے کر اپنی نماز کو سکون کے ساتھ جاری رکھے اور اجازت لینے والے کو بھی انتظار کی زحمت نہ اٹھانی پڑے۔

استحباب بدء الطعام قبل الصلاة

نماز سے پہلے کھانا کھانے کا مستحب ہونا

٤٩٦۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ يُخْبِرُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے

ﷺ قَالَ: ((إِذَا أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ وَأَحَدُكُمْ صَائِمٌ، فَلْيَبْدَأْ بِالْعَشَاءِ قَبْلَ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ، وَلَا تَعْجَلُوا عَنْ عَشَائِكُمْ)). [الصحيحة:٣٩٦٤]

فرمایا: ''جب (مغرب کی) نماز کے لئے اقامت کہہ دی جائے اور تم میں سے کوئی روزے دار ہوتو وہ نمازِ مغرب سے پہلے کھانا کھا لے۔ (ایسی صورت میں) کھانا کھانے سے پہلے کوئی کام نہ کرو۔''

تخریج: الصحیحة ۳۹۶۴- ابن حبان (۲۰۶۸)' طبرانی فی الاوسط (۵۰۷۵)' بخاری (۶۷۲)' مسلم (۵۵۷)' بالفاظ متقاربة

فوائد: نماز مکمل توجہ اور انہماک کی متقاضی ہے اور یہ صرف اس وقت ممکن ہے جب انسان طبعی ضروریات' جو اس وقت پوری ہو سکتی ہوں' پوری کر کے نماز پڑھے' یہی وجہ ہے کہ روزے دار کو نمازِ مغرب سے پہلے کھانا کھانے کی تعلیم دی گئی ہے' تا کہ ایسا نہ ہو کہ وہ نماز ادا کر رہا ہو اور اس کے نفس کا میلان کھانے پینے کی طرف ہو۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **لا صلاة بحضرة طعام' ولا هو يدافعه الاخبثان** [صحیح مسلم] یعنی: ''اس وقت نماز نہیں ہوتی جب کھانا حاضر ہو اور جب دو خبیث چیزیں (یعنی پیشاب اور پاخانہ) مدافعت کر رہی ہوں۔'' لہٰذا ہمیں چاہئے کہ ہم اپنے آپ کو اطمینان کے ساتھ نماز ادا کرنے کے تمام اسباب مہیا کریں۔

الأمر بتخفيف الصلاة للامام
امام کو نماز ہلکی پڑھانے کا حکم

٤٩٧ـ عَنْ عُثْمَانَ بْنَ أَبِي الْعَاصِ، قَالَ: آخِرُ مَا عَهِدَ بِهِ إِلَيَّ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا أَمَمْتَ قَوْمًا، فَأَخِفَّ بِهَا الصَّلَاةَ)). [الصحيحة:٣٩٦٥]

سیدنا عثمان بن ابو العاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے آخری بات یہ ارشاد فرمائی کہ: ''جب تو کسی قوم کی امامت کرائے تو نماز میں تخفیف کرنا۔''

تخریج: الصحیحة ۳۹۶۵- مسلم (۴۶۸)' ابو عوانة (۲/ ۹۶)' ابن ماجه (۹۸۸)' احمد (۴/ ۲۲)

فوائد: امام کو چاہئے کہ وہ حکمت و مصلحت سے کام لیتے ہوئے اپنے مقتدیوں کے حالات کو مدنظر رکھ کر نماز میں اختصار کرے' جیسا کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (**اذا ام احدكم الناس فليخفف فان فيهم الصغير والكبير والضعيف وذاالحاجة، فاذا صلى وحده فليصل كيف شاء**) [صحیح بخاری' صحیح مسلم] یعنی: جب تم میں سے کوئی امامت کرائے تو اسے قراءت میں تخفیف کرنی چاہئے' اس لئے کہ مقتدیوں میں بچے' بوڑھے' کمزور اور حاجت مند لوگ بھی ہوتے ہیں' ہاں جب تنہا نماز پڑھے تو جس طرح چاہے (لمبی کر کے) پڑھے۔ چونکہ سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ' جن کی حدیث پہلے گزر چکی ہے' نمازِ عشاء میں امامت کے دوران طویل قراءت کرتے تھے' اس لئے آپ ﷺ نے انھیں ایسا کرنے سے منع فرما دیا اور اس کے ساتھ ساتھ ان کی رہنمائی کرتے ہوئے بطورِ مثال چند ایک سورتیں بھی ذکر کر دیں۔ لیکن اس موقع پر عوام الناس کو یہ بات بھی یاد رکھنی چاہئے کہ نماز میں کس قدر اختصار کیا جائے' اس کا فیصلہ بھی شریعت خود کرے گی کہ مقتدیوں کی صورتحال کو دیکھ کر نماز مختصر بھی ہو' لیکن مکمل بھی' یعنی اعتدال اور سکون کے ساتھ اس کے ارکان کی ادائیگی کی جائے۔

من فضل التأمين
آمین کہنے کی فضیلت کا بیان

٤٩٨ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

قَالَ:((إِذَا أَمَّنَ الْقَارِئُ فَأَمِّنُوا، فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ تُؤَمِّنُ، فَمَنْ وَافَقَ تَأْمِينُهُ تَأْمِينَ الْمَلَائِكَةِ، غُفِرَلَهُ مَاتَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ)). [الصحيحة:١٢٦٣]

''جب امام آمین کہے تو تم بھی آمین کہو' کیونکہ (اس وقت) فرشتے بھی آمین کہتے ہیں' اور جس کی آمین فرشتوں کی آمین سے موافقت کرے گی اس کے سابقہ گناہ بخش دیئے جائیں گے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۲۶۳۔ بخاری (۱۴۰۲)' نسائی (۹۲۶)' ابن ماجہ (۸۵۱)' مسلم (۷۲/ ۴۱۰)

فوائد: نماز میں سورۂ فاتحہ کے بعد ''آمین'' کہنے کی اہمیت عیاں ہو رہی ہے' نیز اس حدیث سے امام کا بآواز بلند آمین کہنا ثابت ہو رہا ہے' درج ذیل اور دیگر احادیث کی روشنی میں مقتدی اور امام دونوں کو جہری نمازوں میں بلند آواز سے آمین کہنی چاہیے: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مَا حَسَدَتْكُمُ الْيَهُوْدُ عَلٰى شَيْءٍ مَا حَسَدَتْكُمْ عَلٰى آمِيْنَ' فَأَكْثِرُوْا مِنْ قَوْلِ آمِيْنَ۔ (ابن ماجہ' صحیح ابن خزیمہ)''جس قدر یہودی' آمین سے چڑتے ہیں' اتنا کسی اور چیز سے نہیں چڑتے' لہٰذا تم کثرت سے آمین کہنا۔'' سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ ﴿وَلَا الضَّالِّيْنَ﴾ کے بعد بلند آواز سے ''آمین'' کہتے تھے۔ (ابوداود' ترمذی) امام ابوحنیفہؒ کے استاد امام عطا بن ابو رباحؒ کہتے ہیں: میں نے دوسو (200) صحابہ رضی اللہ عنہم کو دیکھا کہ بیت اللہ میں جب امام ﴿وَلَا الضَّالِّيْنَ﴾ کہتا تو سب بلند آواز سے ''آمین'' کہتے۔ (بیہقی) نعیم مجرؒ کہتے ہیں: سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے ہمیں رسول اللہ ﷺ کے طریقے کے مطابق نماز پڑھائی۔ پھر نعیم اس طریقے کو بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ انھوں نے آمین کہی اور جو لوگ آپ کی اقتداء میں نماز پڑھ رہے تھے' انھوں نے بھی آمین کہی۔ (نسائی)

الإمسال عن الصلاة عند طلوع الشمس و غروبها

سورج کے طلوع ہونے اور غروب ہوتے وقت نماز نہ پڑھنے کا بیان

٤٩٩ ـ عَنِ ابْنِ عُمَرَ مَرْفُوْعاً: ((إِذَا بَدَا (وَفِي لَفْظٍ طَلَعَ) حَاجِبُ الشَّمْسِ، فَأَخِّرُوْا الصَّلَاةَ حَتّٰى تَبْرُزَ، وَإِذَا غَابَ حَاجِبُ الشَّمْسِ، فَأَخِّرُوْا الصَّلَاةَ حَتّٰى تَغِيْبَ)).

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب سورج کا کنارہ ظاہر ہو تو اس کے مکمل نمایاں ہونے تک نماز نہ پڑھو' اسی طرح جب سورج کا کنارہ غروب ہونا شروع ہو جائے تو اس کے مکمل غروب ہونے تک نماز نہ پڑھو۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۹۲۶۔ بخاری (۵۸۳' ۳۲۷۲)' مسلم (۸۲۹)' نسائی (۵۷۲)' ابو عوانۃ (۱/ ۳۸۳)

فوائد: دن کے دورانیے میں کل پانچ اوقات ایسے ہیں' جن میں نماز پڑھنا منع ہے: (۱) نماز فجر کے بعد (۲) طلوع آفتاب کے وقت (۳) زوال کے وقت (۴) عصر کے بعد (۵) غروبِ آفتاب کے وقت۔ عصر کے بعد کچھ وقت تک نفلی نماز ادا کرنا جائز ہے' جیسا کہ حدیث نمبر ۴۸۷ کے فوائد میں ہم نے ذکر کیا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہو رہا ہے کہ طلوع آفتاب کی تکمیل کے بعد کراہت کا وقت ختم ہو جاتا ہے' لیکن اس مسئلے میں درج ذیل تفصیل کو سامنے رکھا جائے: سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں تین اوقات میں نماز پڑھنے اور میت کو دفنانے سے منع فرمایا' (ان میں ایک گھڑی یہ ہے:) ''حين تطلع الشمس بازغة حتى ترتفع۔'' [مسلم] یعنی: جب سورج طلوع ہو رہا ہو' یہاں تک کہ بلند ہو جائے۔ جبکہ سیدنا عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''...... ثم اقصر حتى تطلُع الشمس فترتفع قِيس رُمْح او رُمحين......'' [ابوداود] یعنی: ...... پھر نماز ادا کرنے سے رک جا یہاں تک کہ سورج طلوع ہو جائے اور ایک دو نیزے بلند ہو جائے۔ تو ان احادیث کی روشنی میں کہا جا سکتا ہے کہ

نفلی نماز کا آغاز طلوع آفتاب کے فوراً بعد نہیں کرنا چاہئے' بلکہ مذکورہ بالا حد کا انتظار کیا جائے۔

كفارة التنخم في المسجد

مسجد میں تھوکنے کا کفارہ

٥٠٠- عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ، عَنْ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ: قَالَ: ((إِذَا تَنَخَّمَ أَحَدُكُمْ فِي الْمَسْجِدِ فَلْيُغَيِّبْهَا، لَا تُصِبْ جِلْدَةَ مُؤْمِنٍ أَوْ ثَوْبَهُ فَتُؤْذِيْهِ)). [الصحيحة: ١٢٦٥]

سیدنا سعد بن ابو وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی مسجد میں تھوکے تو اس کو وہاں ڈھانک دے تا کہ وہ کسی مسلمان کے جسم یا کپڑے پر لگ کر اسے تکلیف نہ پہنچائے۔''

تخریج: الصحيحة ١٢٦٥- احمد (١/ ١٧٩)' ابن ابی شيبة (٢/ ٣٦٧)' ابن خزيمة (١٣١١)' ابويعلى (٨٢۴)

فوائد: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: امر رسول الله ﷺ ببناء المساجد في الدور ان تنظف و تطيب۔ [ابوداود' ترمذی] یعنی: رسول اللہ ﷺ نے محلوں میں مساجد کی تعمیر اور انہیں پاکیزہ و خوشبودار رکھنے کا حکم دیا ہے۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (البصاق في المسجد خطيئة و كفارتها دفنها.) [بخاری' مسلم] یعنی: مسجد میں تھوکنا گناہ ہے اور اس کا کفارہ تھوک کو دفن کرنا ہے۔ لیکن صفائی کے لئے تھوک کو دفن کرنے کے حکم کا تعلق کچی زمین والی مسجد سے ہے' عصرِ حاضر میں کپڑے وغیرہ سے تھوک کو صاف کیا جائے گا یا پھر پانی سے دھویا جائے گا۔ ان احادیث سے یہ استدلال کرنا بھی درست ہے کہ آدمی کو کوئی ایسا اقدام نہیں کرنا چاہئے جس سے مسجد کی صفائی متاثر ہوتی ہو۔ نیز یہ بھی ثابت ہوا کہ کسی مومن کو کوئی تکلیف نہیں دینی چاہئے' جیسا کہ سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (المسلم من سلم المسلمون من لسانه ويده.) [بخاری' مسلم] یعنی: مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔ مذکورہ بالا حدیث میں مسجد سے تھوک کے اثرات کو ختم کرنے کی وجہ مسلمان کے جسم اور اس کے لباس کی حفاظت ہے' اس سے مسلمان کی حرمت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

جواز الصلاة مرتين

نماز کو دو مرتبہ پڑھنے کا جواز

٥٠١- عَنْ بُسْرِ بْنِ مِحْجَنٍ، عَنْ أَبِيْهِ مِحْجَنٍ: أَنَّهُ كَانَ فِي مَجْلِسٍ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ فَأُذِّنَ بِالصَّلَاةِ، فَقَامَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ فَصَلَّى، ثُمَّ رَجَعَ، وَمِحْجَنٌ فِي مَجْلِسِهِ لَمْ يُصَلِّ مَعَهُ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: مَا مَنَعَكَ أَنْ تُصَلِّيَ مَعَ النَّاسِ؟ أَلَسْتَ بِرَجُلٍ مُسْلِمٍ؟ فَقَالَ: بَلَى يَارَسُوْلَ اللهِ، وَلٰكِنِّي قَدْ صَلَّيْتُ فِي أَهْلِي، فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: ((إِذَا جِئْتَ فَصَلِّ مَعَ النَّاسِ، وَإِنْ كُنْتَ قَدْ صَلَّيْتَ)). [الصحيحة: ١٣٣٧]

بسر بن محجن اپنے باپ محجن رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک مجلس میں شریک تھے' نماز کے لئے اذان دی گئی' آپ ﷺ نے اٹھ کر نماز پڑھی اور جب نماز پڑھ کر فارغ ہوئے تو دیکھا کہ محجن وہیں بیٹھا ہے' اس نے آپ ﷺ کے ساتھ نماز نہیں پڑھی۔ آپ ﷺ نے اس سے پوچھا: ''کس چیز نے تجھے لوگوں کے ساتھ نماز پڑھنے سے روکے رکھا؟ کیا تو مسلمان نہیں ہے؟'' اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیوں نہیں' (میں مسلمان ہوں' دراصل بات یہ ہے کہ) میں نے اپنے گھر میں نماز ادا کر لی تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب تو

آئے (اور لوگ نماز پڑھ رہے ہوں) تو ان کے ساتھ نماز ادا کر لیا کر' اگرچہ تو نماز پڑھ چکا ہو۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۳۳۷۔ مالك فی الموطا (۱/ ۱۳۲)' نسائی (۸۵۸)' احمد (۴/ ۳۴)' حاکم (۱/ ۲۴۴)

فوائد: غور فرمائیں کہ نبی کریم ﷺ کو جس آدمی کے بارے میں یہ شبہ ہوا کہ اس نے نماز نہیں پڑھی' اس کے اسلام کی نفی کر دی۔ معلوم ہوا کہ نماز اسلام کا بنیادی ستون ہے۔ جیسا کہ سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (بنی الاسلام علی خمس: شهادة ان لا اله الا الله وان محمدا عبده ورسوله واقام الصلاة ايتاء الزكوة والحج و صوم رمضان۔) [بخاری' مسلم] یعنی: اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے: اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ تعالی ہی معبودِ برحق ہے اور محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں' نماز قائم کرنا' زکوۃ ادا کرنا' حج کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا۔ اس حدیث میں جو مسئلہ سمجھانا مطلوب ہے کہ نظم کا خیال رکھتے ہوئے جماعت کے ساتھ دوبارہ نماز پڑھ لینی چاہئے' جیسا کہ گھر میں نماز پڑھ لینے والے دو آدمیوں سے فرمایا: (**اذا صليتما في رحالكما ثم ادركتما الامام ولم يصل فصليا معه فانها لكم نافلة**) [ابوداود' ترمذی' نسائی] یعنی: اگر گھروں میں نماز پڑھ چکنے کے بعد امام کو اس حال میں پالو کہ اس نے ابھی تک نماز نہ پڑھائی ہو تو اس کے ساتھ تم بھی نماز پڑھ لو یہ (دوسری دفعہ والی نماز) تمہارے لئے نفل ہو جائے گی۔

باب: جمع المقيم بين الصلاة للحاجة

۵۰۲۔ عَنْ كَثِيرِ بْنِ قَارُوْنَ، قَالَ: سَأَلْنَا سَالِمَ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ عَنْ صَلَاةِ أَبِيْهِ فِي السَّفَرِ؟ فَأَخْبَرَ، عَنْ أَبِيْهِ[ابْنِ عُمَرَ] قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ الْأَمْرُ يَخْشٰى فَوْتَهُ فَلْيُصَلِّ هٰذِهِ الصَّلَاةَ [يَعْنِي: الْجَمْعَ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ])). [الصحيحة: ۱۳۷۰]

باب: مقیم کا مجبوری کے تحت دو نمازوں کو جمع کرنا

کثیر بن قارون کہتے ہیں کہ ہم نے سالم بن عبد اللہ سے ان کے باپ عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی سفری نماز کے بارے میں سوال کیا' انھوں نے اپنے باپ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب کسی کو ایسا معاملہ درپیش ہو جس کے فوت ہو جانے کا اندیشہ ہو تو وہ اس طریقے سے نماز پڑھ لیا کرے (یعنی دو نمازوں کو جمع کر لیا کرے)۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۳۷۰۔ نسائی (۵۸۹)' طبرانی فی الکبیر (۱۳۲۴۳)

فوائد: جہاں اللہ تعالی نے اپنے بندوں پر دن میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں' وہاں سفر کی صعوبتوں اور مجبوریوں کی بنا پر ظہر و عصر کو اور مغرب و عشا کو تقدیم و تاخیر کے ساتھ جمع کرنے کی بھی رخصت دی ہے' معلوم ہوا کہ سفر کے دوران ظہر اور عصر کو زوالِ آفتاب کے بعد سے لے کر غروبِ آفتاب تک اور مغرب اور عشاء کو غروبِ آفتاب سے نصف رات تک ادا کیا جا سکتا ہے۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ جب زوالِ آفتاب سے پہلے سفر کا آغاز فرماتے تو نمازِ ظہر کو مؤخر کرتے' یہاں تک نمازِ عصر کا وقت ہو جاتا۔ پھر سواری سے نیچے تشریف لاتے اور ظہر و عصر دونوں کو اکٹھا ادا فرما لیتے اور اگر سفر کی ابتدا سے پہلے سورج زوال پذیر ہو جاتا تو نمازِ ظہر ادا کر کے سفر پر روانہ ہو جاتے۔ [بخاری' مسلم] جبکہ سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ زوالِ آفتاب کے

بعد سفر کا ارادہ فرماتے تو ظہر وعصر کو اکٹھا ادا فرما لیتے تھے۔ [ابوداود، ترمذی] جب سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو سفر میں جانے کی جلدی ہوتی، تو مغرب وعشاء کو شفق (سرخی) کے غائب ہونے (یعنی مغرب کا وقت ختم ہو جانے کے بعد) ادا کرتے اور کہتے: جب رسول اللہ ﷺ کو سفر میں جانے کی جلدی ہوتی تھی تو آپ ﷺ مغرب اور عشاء کو جمع کر لیتے تھے۔ [بخاری، مسلم]

فضل الخروج إلى المسجد

مسجد کی طرف نکلنے کی فضیلت کا بیان

٥٠٣ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا خَرَجَ الْمُسْلِمُ إِلَى الْمَسْجِدِ كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ بِكُلِّ خُطْوَةٍ خَطَاهَا حَسَنَةً، وَمُحِيَ عَنْهُ بِهَا سَيِّئَةٌ، حَتَّى يَأْتِيَ مَقَامَهُ)).

[الصحيحة:١٠٦٣]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب مسلمان مسجد کی طرف نکلتا ہے تو اللہ تعالی ہر قدم کے بدلے ایک نیکی لکھتے ہیں اور ایک برائی معاف کرتے ہیں، یہاں تک کہ وہ اپنے مقام تک پہنچ جاتا ہے۔''

تخریج: الصحيحة ١٠٦٣۔ ابن نصر المروزی فی الصلاة (١٠٢) ابوعبید فی الطهور (١٢)

فوائد: انسان کا وجود محض اللہ تعالی کا عطیہ اور احسان ہے، لیکن جب آدمی اپنے وجود کو اللہ تعالی کی اطاعت میں استعمال کرتا ہے تو اسے قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے، اس سلسلے کی ایک کڑی نماز کی ادائیگی کے لئے مسجد کی طرف جانا ہے۔ سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (**بشروا المشائین فی الظلم الی المساجد بالنور التام یوم القیامة۔**) [ابوداود، ترمذی] یعنی: اندھیرے میں مساجد کی طرف چل کر آنے والوں کو روزِ قیامت مکمل نور دیئے جانے کی بشارت دے دو۔ جبکہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (**من تطهر فی بیته، ثم مضی الی بیت من بیوت الله، لیقضی فریضة من فرائض الله، کانت خُطُواته، احداها تحُط خطیئة والاخری ترفع درَجة**) [مسلم] یعنی: جو آدمی طہارت حاصل کر کے اللہ تعالی کا فریضہ ادا کرنے کے لئے اللہ تعالی کے گھر کی طرف جاتا ہے تو اس کے ایک قدم سے اس کا گناہ معاف ہوتا ہے اور دوسرے قدم سے ایک درجہ بلند ہوتا ہے۔ بلکہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی دوسری حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (**من غدا الی المسجد او راح، اعد الله له فی الجنة نُزُلًا کلما غدا او راح.**) [بخاری، مسلم] یعنی: جو مسجد کی طرف جاتا ہے اور واپس آتا ہے تو اللہ تعالی اس کے لئے میزبانی کا سامان تیار کرتے ہیں، جب بھی وہ جاتا اور واپس آتا ہے۔ لہٰذا ہمیں یہی بات زیب دیتی ہے کہ ہم ایسی سعادتوں سے محروم نہ رہیں، جو معمولی کوشش سے ہمارا مقدر بن سکتی ہیں۔

تحريم الطيب للنساء عند الخروج إلى المسجد

مسجد کی طرف نکلتے وقت عورتوں کو خوشبو لگانا حرام ہے

٥٠٤ـ عَنْ زَيْنَبَ الثَّقَفِيَّةِ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا خَرَجَتْ إِحْدَاكُنَّ إِلَى الْمَسْجِدِ فَلَا تَقْرَبَنَّ طِيْبًا)). [الصحيحة: ١٠٩٤]

سیدہ زینب ثقفیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی عورت مسجد کی طرف جائے تو ہرگز خوشبو نہ لگائے۔''

تخریج: الصحيحة ١٠٩٤۔ احمد (٦/ ٣٦٣)، نسائی (٥١٣٦)، ابن سعد (٨/ ٢٩٦)، مسلم (٤٤٣)

فوائد: بلاشبہ عورتوں کا گھر میں نماز ادا کرنا افضل ہے' لیکن نبی کریم ﷺ نے انھیں مسجد میں آ کر نماز ادا کرنے کی رخصت دی ہے' جیسا کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (اذا استاذنکم نسائکم باللیل الی المساجد فاذنوا لهن.) [بخاری' مسلم] یعنی: اگر تمہاری عورتیں رات کو مساجد میں جانے کے لئے تم سے اجازت مانگیں تو انہیں اجازت دے دیا کرو۔ نیز سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (لاتمنعوا اماء الله مساجد الله.) [ابوداود] یعنی: اللہ تعالی کی بندیوں کو اللہ کی مسجدوں سے مت روکو۔ جبکہ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا ایک شرط کی قید لگاتے ہوئے بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (اذا شهدت احداكن المسجد فلا تمس طيبا) [مسلم] یعنی: جب تم میں کوئی عورت مسجد میں حاضر ہونا چاہے تو وہ خوشبو مت لگائے۔ مزید برآں نبی کریم ﷺ کے عصرِ مبارک میں خواتین مساجد میں نماز ادا کیا کرتی تھیں' لہذا ہمیں بھی چاہئے کہ بسا اوقات عورتوں کو اس قسم کی رخصت پر عمل پیرا ہونے کا موقع دیں اور ان پر مکمل اور سخت پابندی نہ کریں' اگرچہ گھروں میں ان کا نماز پڑھنا افضل ہے۔

٥٠٥ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: ((إِذَا خَرَجَتِ الْمَرْأَةُ إِلَى الْمَسْجِدِ فَلْتَغْتَسِلْ مِنَ الطِّيْبِ كَمَا تَغْتَسِلُ مِنَ الْجَنَابَةِ)). [الصحيحة: ١٠٣١]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب عورت مسجد کی طرف جائے تو خوشبو (کا اثر ختم کرنے کے لئے) جنابت کے غسل کی طرح نہائے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۰۳۱۔ نسائی (۵۱۳۰)' ابوداود (۴۱۷۴)' بیہقی (۳/ ۱۳۳)' ابن ماجہ (۴۰۰۲)

فوائد: سابقہ حدیث میں مسئلہ کی وضاحت ہو چکی ہے کہ عورت خوشبو لگا کر مسجد میں نہیں جا سکتی اور اگر اس نے خوشبو لگائی ہوئی ہو تو اس کا اثر ختم کرنے کے لئے اس حدیث پر عمل کرے۔ اگر جسم یا کپڑے کے ایسے حصے پر لگائی ہوئی ہو جس کے اثرات کو غسل کئے بغیر مکمل طور پر زائل کیا جا سکتا ہو تو (ان شاء اللہ العزیز) اتنا ہی کافی ہوگا' نہانا ضروری نہیں ہوگا۔

باب: حديث الشفاعة وانها تشمل تاركي الصلاة من المسلمين

باب: حدیث شفاعت کا بیان اور یہ تارکین صلاۃ کی بھی ہوگی

٥٠٦ـ عَنْ أَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: ((إِذَا خَلَصَ الْمُؤْمِنُوْنَ مِنَ النَّارِ وَأَمِنُوْا [وَالَّذِيْ نَفْسِي بِيَدِهِ!] مَا مُجَادَلَةُ أَحَدِكُمْ لِصَاحِبِهِ فِي الْحَقِّ يَكُوْنُ لَهُ فِي الدُّنْيَا بِأَشَدَّ مِنْ مُجَادَلَةِ الْمُؤْمِنِيْنَ لِرَبِّهِمْ فِي إِخْوَانِهِمُ الَّذِيْنَ أُدْخِلُوْا النَّارَ. قَالَ: يَقُوْلُوْنَ: رَبَّنَا! إِخْوَانُنَا كَانُوْا يُصَلُّوْنَ مَعَنَا، وَيَصُوْمُوْنَ

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب مومن جہنم کی آگ سے بچ جائیں گے اور مطمئن ہو جائیں گے تو اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! کہ وہ جہنم میں داخل ہونے والے اپنے مومن بھائیوں کے بارے میں اپنے ربّ سے خوب زور شور سے بحث و مباحثہ کریں گے' جیسا کہ تم میں سے کوئی اپنے ساتھی کے دنیوی حق کو حاصل کرنے کے لئے جھگڑتا ہے۔ وہ کہیں گے: اے ہمارے ربّ!

مَعَنَا، وَيَحُجُّونَ مَعَنَا، [وَيُجَاهِدُونَ مَعَنَا] فَأَدْخَلْتَهُمُ النَّارَ. قَالَ: فَيَقُولُ: اذْهَبُوا فَأَخْرِجُوا مَنْ عَرَفْتُمْ مِنْهُمْ، فَيَأْتُونَهُمْ، فَيَعْرِفُونَهُمْ بِصُوَرِهِمْ، لَا تَأْكُلُ النَّارُ صُوَرَهُمْ [لَمْ تَغْشَ الْوَجْهَ] فَمِنْهُمْ مَنْ أَخَذَتْهُ النَّارُ إِلَى أَنْصَافِ سَاقَيْهِ، وَمِنْهُمْ مَنْ أَخَذَتْهُ إِلَى كَعْبَيْهِ [فَيُخْرِجُونَ مِنْهَا بَشَرًا كَثِيرًا] فَيَقُولُونَ: رَبَّنَا! قَدْ أَخْرَجْنَا مَنْ أَمَرْتَنَا. قَالَ: ثُمَّ [يَعُودُونَ فَيَتَكَلَّمُونَ] يَقُولُ: أَخْرِجُوا مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالَ دِينَارٍ مِنَ الْإِيمَانِ. [فَيُخْرِجُونَ خَلْقًا كَثِيرًا] ثُمَّ [يَقُولُونَ: رَبَّنَا! لَمْ نَذَرْ فِيهَا أَحَدًا مِمَّنْ أَمَرْتَنَا. ثُمَّ يَقُولُ: ارْجِعُوا] مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ وَزْنُ نِصْفِ دِينَارٍ [فَأَخْرِجُوهُ، فَيُخْرِجُونَ خَلْقًا كَثِيرًا، ثُمَّ يَقُولُونَ: رَبَّنَا! لَمْ نَذَرْ فِيهَا مِمَّنْ أَمَرْتَنَا......] حَتَّى يَقُولَ: أَخْرِجُوا مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ. [فَيُخْرِجُونَ خَلْقًا كَثِيرًا] قَالَ أَبُو سَعِيدٍ: فَمَنْ لَمْ يُصَدِّقْ بِهَذَا الْحَدِيثِ فَلْيَقْرَأْ هَذِهِ الْآيَةَ: ﴿إِنَّ اللَّهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ إِن تَكُ حَسَنَةً يُضَاعِفْهَا وَيُؤْتِ مِن لَّدُنْهُ أَجْرًا عَظِيمًا [النساء:٤٠]﴾ قَالَ: فَيَقُولُونَ: رَبَّنَا! قَدْ أَخْرَجْنَا مَنْ أَمَرْتَنَا، فَلَمْ يَبْقَ فِي النَّارِ أَحَدٌ فِيهِ خَيْرٌ. قَالَ: ثُمَّ يَقُولُ اللَّهُ: شَفَعَتِ الْمَلَائِكَةُ، وَشَفَعَتِ الْأَنْبِيَاءُ، وَشَفَعَ الْمُؤْمِنُونَ، وَبَقِيَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ. قَالَ: فَيَقْبِضُ قَبْضَةً مِنَ النَّارِ. أَوْ قَالَ: قَبْضَتَيْنِ. نَاسًا لَمْ يَعْمَلُوا خَيْرًا

ہمارے بھائی، جو ہمارے ساتھ نماز پڑھتے، روزے رکھتے، حج ادا کرتے اور جہاد کرتے تھے، تو نے ان کو آگ میں داخل کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کہیں گے: جاؤ، جن کو پہچانتے ہو انھیں باہر نکال لاؤ۔ وہ ان کے پاس جائیں گے، انھیں ان کی صورتوں سے پہچانیں گے، کیونکہ آگ ان کی شکلوں یعنی چہروں کو نہیں جلائے گی، کسی پر آگ کا اثر نصف پنڈلی تک ہوگا اور کسی پر گھٹنوں تک، وہ وہاں سے بہت سے انسانوں کو نکال لائیں گے اور کہیں گے: اے ہمارے ربّ! جن کے بارے میں تو نے حکم دیا تھا ہم ان کو نکال لائے ہیں۔ وہ پھر وہی بات کریں گے (کہ ہمارے بھائی جہنم میں ہیں) جواب میں اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: جس کے دل میں دینار کے وزن کے بقدر ایمان ہے اسے بھی نکال لاؤ۔ وہ جائیں گے اور بہت ساری خلقت کو نکال لائیں گے اور کہیں گے: اے ہمارے ربّ! تو نے جن کو نکالنے کا حکم دیا ہم نے ان میں کسی کو نہیں چھوڑا۔ لیکن اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: سہ بارہ چلو اور جس کے دل میں نصف دینار کے وزن کے بقدر ایمان ہے، اسے جہنم سے باہر نکال لاؤ۔ وہ بہت سے لوگوں کو نکال کر کہیں گے کہ اے ہمارے ربّ! تو نے جن کا حکم دیا، ہم نے ان میں سے کسی کو نہیں چھوڑا...... حتی کہ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: جس کے دل میں ذرہ برابر ایمان ہے، اسے بھی نکال لاؤ۔ وہ بہت سے لوگوں کو نکال لائیں گے۔'' سیدنا ابوسعید خدری کہتے ہیں: جو آدمی اس حدیث کی تصدیق نہ کرے وہ یہ آیت پڑھے: ﴿اللہ تعالیٰ ذرہ برابر ظلم نہیں کرتا، اگر (کسی کی) کوئی نیکی ہوگی تو وہ اسے کئی گنا بڑھا دے گا اور اپنی جناب سے اجرِ عظیم عطا کرے گا۔﴾ ''پھر وہ کہیں گے: اے ہمارے ربّ! تیرے حکم کے مطابق ہم (ذرہ برابر ایمان والے) لوگوں کو بھی جہنم سے نکال لائے ہیں، اب وہاں کوئی بھی ایسا نہیں رہا جس کے دل میں کوئی خیر ہو۔ اس وقت

قَطُّ،قَدِ احْتَرَقُوْا حَتّٰى صَارُوْا حَمَماً. قَالَ: فَيُؤْتٰى بِهِمْ إِلٰى مَاءٍ يُقَالُ لَهٗ: (الْحَيَاةُ) فَيُصَبُّ عَلَيْهِمْ، فَيَنْبُتُوْنَ كَمَا تَنْبُتُ الْحَبَّةُ فِي حَمِيْلِ السَّيْلِ [قَدْ رَأَيْتُمُوْهَا إِلٰى جَانِبِ الصَّخْرَةِ، وَإِلٰى جَانِبِ الشَّجَرَةِ،فَمَا كَانَ إِلَى الشَّمْسِ مِنْهَا كَانَ أَخْضَرَ، وَمَاكَانَ مِنْهَا إِلَى الظِّلِّ كَانَ أَبْيَضَ] قَالَ: فَيَخْرِجُوْنَ مِنْ اَجْسَادِهِمْ مِثْلَ اللُّؤْلُؤِ، وَفِيْ اَعْنَاقِهِمُ الْخَاتَمَ عُتَقَاءُ اللّٰهِ فَيُقَالَ لَهُمْ اُدْخُلُوْا الْجَنَّةَ فَمَا تَمَنَّيْتُمْ وَرَأَيْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَهُوَ لَكُمْ، قَالَ: فَيَقُوْلُوْنَ: رَبَّنَا اَعْطَيْتَنَا مَا لَمْ تُعْطِ اَحَدًا مِنَ الْعَالَمِيْنَ، قَالَ: فَيَقُوْلَ فَإِنَّ لَكُمْ عِنْدِيْ اَفْضَلُ مِنْهُ، فَيَقُوْلُوْنَ: رَبَّنَا وَمَا اَفْضَلُ مِنْ ذٰلِكَ؟ فَيَقُوْلُ: رِضَائِيْ عَنْكُمْ، فَلَا اَسْخَطُ عَلَيْكُمْ اَبَدًا.

اللہ تعالی فرمائیں گے: فرشتے سفارش کر چکے، انبیاء سفارش کر چکے اور مومنوں نے بھی سفارش کر لی۔ اب صرف اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْن باقی ہیں۔ پھر اللہ تعالی خود جہنم سے ایسے لوگوں کی ایک یا دو مٹھیاں بھرے گا جنھوں نے کوئی نیک عمل نہیں کیا ہوگا۔ وہ جل جل کر کوئلہ بن چکے ہوں گے۔ ان کو ''حیاۃ'' نامی پانی کے پاس لا کر ان پر یہ پانی بہایا جائے گا، ان کا جسم سیلاب کے کوڑا کرکٹ میں اگنے والے دانے کی طرح اگے گا۔ تم لوگوں نے کسی چٹان یا درخت کے پاس ایسا دانہ اگتا ہوا دیکھا ہوگا، سورج کی سمت میں اگنے والے بوٹے سبز اور سائے میں اگنے والے سفید ہوتے ہیں۔ اس پانی کے بہانے سے ان کے جسم موتی کی طرح ہو جائیں گے اور ان کی گردنوں میں ''عُتَقَاءُ اللّٰه'' یعنی اللہ تعالی کے آزاد شدہ کی مہر ہوگی۔ انھیں کہا جائے گا کہ جنت میں داخل ہو جاؤ، جو کچھ تمنا کرو گے اور جو کچھ دیکھو گے، وہ اور مزید اس کی مثل تمھیں دیا جائے گا۔ اہلِ جنت کہیں گے: یہ لوگ رحمن کے آزاد شدہ ہیں، اللہ تعالی نے ان کو بغیر کسی عمل اور بغیر کسی خیر و بھلائی کے جنت میں داخل کر دیا ہے۔ وہ کہیں گے: اے ہمارے ربّ! تو نے ہمیں وہ کچھ عطا کیا ہے جو جہان والوں میں سے کسی کو نہیں دیا۔ اللہ تعالی فرمائیں گے: میرے پاس تمھارے لئے اس سے بھی افضل چیز ہے۔ وہ پوچھیں گے: اے ہمارے ربّ! وہ افضل چیز کون سی ہے؟ اللہ تعالی فرمائیں گے: میں تم سے راضی ہو گیا ہوں، اب تم پر کبھی ناراض نہیں ہوں گا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۰۵۴۔ عبد الرزاق (۲۰۸۵۷)، ومن طریقه احمد (۳/ ۹۴)، نسائی (۵۰۱۳)، ترمذی (۲۵۹۸)، ابن ماجه (۶۰)، بخاری (۷۴۳۹)، و مسلم (۱۸۳)، من طریق زید بن اسلم: الروایات مطولة و مختصرة

فوائد: حدیثِ مبارکہ اپنے مفہوم میں واضح ہے، لیکن اس میں باب سے مطابقت رکھنے والی بہت سخت یہ وعید بیان کی گئی ہے کہ نمازی، روزے دار، حاجی اور مجاہد لوگ بھی اپنے جرائم کی بنا پر جہنم میں داخل ہوں گے، پھر اللہ تعالی انھیں محض اپنی رحمت کی بناء پر یا کسی نبی یا مومن کی سفارش، جو اس کی رحمت کا ہی ایک انداز ہوگا، کا بہانہ بنا کر جہنم سے نکال کر جنت میں داخلہ نصیب فرمائیں گے۔ اللہ تعالی برائیوں سے بچنے والا نیکوکار بنا دیں۔ آمین!

باب من جاز الدب إلى الركوع

اس شخص کا بیان کہ جس نے رکوع کی طرف آہستہ آہستہ چل کر آنے کو جائز قرار دیا

۵۰۷۔ عَنْ عَطَاءٍ، أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ الزُّبَيْرِ عَلَى الْمِنبَرِ يَقُولُ: ((إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ وَالنَّاسُ رُكُوعٌ، فَلْيَرْكَعْ حِينَ يَدْخُلُ، ثُمَّ يَدِبُّ رَاكِعاً حَتَّى يَدْخُلَ فِي الصَّفِّ، فَإِنَّ ذٰلِكَ السُّنَّةُ)). [الصحيحة:۲۲۹]

عطا کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو منبر پر یہ کہتے ہوئے سنا کہ جب تم میں سے کوئی مسجد میں داخل ہو اور لوگ رکوع کی حالت میں ہوں تو داخل ہوتے ہی (نماز شروع کر کے) رکوع کرے اور رکوع کی حالت میں آہستہ آہستہ چل کر صف میں داخل ہو جائے۔ ایسا کرنا سنت ہے۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۲۹۔ طبرانی فی الاوسط (۷۰۱۲)، حاکم (۱/ ۲۱۴)، بیہقی (۳/ ۱۰۶)

فوائد: جبکہ سیدنا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب میں (مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے) گیا تو آپ ﷺ رکوع کی حالت میں تھے، میں نے صف تک پہنچنے سے پہلے ہی (نماز شروع کر کے) رکوع کر دیا اور پھر چل کر صف میں مل گیا۔ جب آپ ﷺ کو پتہ چلا تو آپ ﷺ نے فرمایا: (زادك الله حرصا، ولا تعد۔) [بخاری] یعنی: اللہ تیری حرص میں اضافہ کرے، آئندہ ایسے نہ کرنا۔ سیدنا ابن زبیر رضی اللہ عنہ اور سیدنا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں بظاہر تعارض ہے، ابن زبیر کی حدیث میں جس عمل کو سنت کہا جا رہا ہے، ابوبکرہ کی حدیث سے اس سے روکا جا رہا ہے۔ امام البانی رحمہ اللہ نے [صحیحہ: ۱/ ۴۵۷ حدیث: ۲۳۰ میں] طویل بحث کرتے ہوئے ان دو احادیث مبارکہ میں یہ تطبیق دی ہے: دونوں احادیث میں کوئی تعارض نہیں ہے، کیونکہ مختلف احادیث کو مدنظر رکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ سیدنا ابوبکرہ کی حدیث میں نماز کی طرف جلدی چل کر آنے سے منع کیا گیا، نہ کہ صف سے پہلے رکوع کر کے صف کے ساتھ ملنے سے، کیونکہ مسند احمد کی روایت میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ابوبکرہ کے جوتوں کی آواز سنی، وہ رکوع پانے کے لیے دوڑ رہے تھے، جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو پوچھا کہ دوڑنے والا کون تھا؟ ...... لہٰذا سیدنا ابن زبیر کی حدیث میں بیان کردہ صورت واقعی سنت ہے اور ابوبکرہ کی حدیث میں اس سے منع نہیں کیا گیا، بلکہ نماز کی طرف دوڑ کر آنے سے منع کیا گیا۔ (مزید دیکھئے: صحیحہ: ایضا)

استحباب غسل الجمعة

جمعہ کے دن غسل کے استحباب کا بیان

۵۰۸۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ عُمَرَ- رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ- بَيْنَمَا هُوَ يَخْطُبُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، إِذْ دَخَلَ رَجُلٌ (وَفِي رِوَايَةٍ: عُثْمَانُ) فَقَالَ عُمَرُ: لِمَ تَحْتَبِسُونَ عَنِ الصَّلَاةِ؟! فَقَالَ رَجُلٌ: مَا هُوَ إِلَّا أَنْ سَمِعْتُ النِّدَاءَ تَوَضَّأْتُ! فَقَالَ: أَلَمْ تَسْمَعُوا النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا رَاحَ أَحَدُكُمْ إِلَى الْجُمُعَةِ، فَلْيَغْتَسِلْ)). [الصحيحة:۳۹۷۱]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ جمعہ کے دن خطبہ دے رہے تھے، ایک آدمی (اور ایک روایت کے مطابق سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ) مسجد میں داخل ہوئے، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: تم لوگ نماز کے معاملے میں تاخیر کیوں کرتے ہو؟ انھوں نے کہا: میں نے جونہی اذان سنی وضو کر کے آ گیا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا آپ نے نبی کریم ﷺ کی یہ حدیث نہیں سنی کہ: ''جب تم میں سے کوئی مسجد میں آئے تو غسل کرے۔''

تخریج: الصحیحة ۳۹۷۱۔ بخاری (۸۸۳)' مسلم (۴/ ۸۴۵)' ابن ابی شیبة (۲/ ۹۴)' احمد (۱/ ۴۶)

فوائد: اِس حدیثِ مبارکہ سے معلوم ہوا کہ جمعۂ مبارک کے روز غسل کر کے جمعہ کی ادائیگی کے لئے آنا چاہیے' سیدنا ابو سعید خدری سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (الغسل یوم الجمعة واجب علی کل محتلم۔) [بخاری' مسلم] ہر بالغ پر جمعہ کا غسل واجب ہے۔ یہ غسل باعثِ اجرِ عظیم ہے' جیسا کہ سیدنا اوس بن اوس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے جمعہ کے روز اچھی طرح غسل کیا (یعنی اپنے سر کو بھی دھویا) اور (جمعہ کی ادائیگی کے لئے) جلدی اور پیدل آیا' نہ کہ سوار ہو کر اور امام کے قریب ہو کر بیٹھا' خطبہ سنا اور کوئی لغو کام نہ کیا تو اسے اس کے ہر قدم کے بدلے ایک سال کے عمل یعنی ایک سال کے روزوں اور ایک سال کی تہجد کا ثواب ملے گا۔ [ابوداود] لیکن جمعہ کے دن غسل کرنا درج ذیل حدیث کی بنا پر واجب اور فرض نہیں' افضل و مستحب ہے: سیدنا سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (من توضا یوم الجمعة فبھا ونعمت ومن اغتسل فالغسل افضل۔) [ابوداود' ترمذی' نسائی) یعنی: جمعہ کے دن جس نے وضو کیا اس نے اچھا اور بہتر کیا اور جس نے غسل کیا تو غسل افضل اور بہترین ہے۔

باب: وجوب صلاة الجماعة حتی علی الضریر

باب: اندھے پر بھی باجماعت نماز ضروری ہے

۵۰۹۔ عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ: أَنَّ أَعْمٰى أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّي أَسْمَعُ النِّدَاءَ وَلَعَلِّي لَا أَجِدُ قَائِدًا؟ قَالَ:((إِذَا سَمِعْتَ النِّدَاءَ، فَأَجِبْ دَاعِيَ اللّٰهِ)).

[الصحيحة: ۱۳۵٤]

سیدنا کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک نابینا آدمی نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! میں اذان تو سنتا ہوں لیکن میرے پاس کوئی ایسا رہنما نہیں (جو مجھے مسجد میں لے آئے)؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب تو اذان سنے تو اللہ تعالی کے داعی (کی پکار پر) لبیک کہہ۔''

تخریج: الصحیحة ۱۳۵۴۔ دار قطنی (۲/ ۸۷)' ابو نعیم فی اخبار اصبھان (۲/ ۱۲۲)' بیھقی (۳/ ۵۷۔ ۵۸)

فوائد: جہاں نماز باجماعت عظیم کارِ ثواب ہے' وہاں اس کا اہتمام کرنا ہر مسلمان پر ضروری ہے' جیسا کہ ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿و اذا کنت فیھم فاقمت لھم الصلاة فلتقم طائفة منھم معك ولیاخذوا اسلحتھم﴾ [سورۂ نساء: ۱۰۲] یعنی: ''(اے محمد!) جب آپ ان میں ہوں اور ان کی نماز کھڑی کرو تو چاہیے ان (مجاہدین صحابہ) کی ایک جماعت آپ کے ساتھ اپنے ہتھیار لئے کھڑی ہو۔'' ذرا سوچئے کہ دشمنانِ اسلام سے خوف کی حالت میں بھی نماز باجماعت کا حکم دیا جا رہا ہے' اس سے امن کی حالت میں جماعت کی اہمیت کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (والذی نفسی بیدہ! لقد ھممت ان آمر بحطب فیحطب' ثم آمر بالصلاة ......) [بخاری' مسلم] یعنی: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! میں نے یہ ارادہ کیا کہ لکڑیاں جمع کرنے کا حکم دوں' پھر کسی کو کہوں کہ وہ نماز پڑھائے' پھر میں خود ان لوگوں کی طرف جاؤں جو نماز میں حاضر نہیں ہوتے اور ان کے گھروں کو جلا ڈالوں۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: (من سمع النداء فلم یات فلا صلاة له الا من عذر.) [ابوداود' ابن ماجہ] یعنی: جو آدمی اذان سننے کے باوجود نماز جماعت کے ساتھ ادا نہ کرے تو

اس کی کوئی نماز نہیں' الا یہ کہ کوئی عذر ہو۔ نیز نماز باجماعت سے جو روحانی تسکین حاصل ہوتی ہے' اکیلے نماز پڑھنے والا آدمی اس سے کوسوں دور ہے' جماعت کے بہانے مسلمان کا زیادہ وقت اللہ تعالی کے ذکر میں گزر جاتا ہے' فجر کی نماز کی مثال آپ کے سامنے ہے کہ آپ باوضو ہو کر گھر میں یا مسجد میں سنتیں ادا کر کے جماعت کے انتظار میں ذکر میں مصروف ہو کر بیٹھ جاتے ہیں' پھر جماعت میں تقریباً چالیس' پچاس آیات یا اس سے بھی زیادہ تلاوت کی جاتی ہے' سلام پھرنے کے بعد آدمی دوسروں کو دیکھ کر پھر کچھ ذکر کرنے لگتا ہے' اس طرح تقریباً گھنٹہ' پون گھنٹہ اللہ تعالی کے ذکر میں گزرتا ہے اور دن کی حسین انداز میں ابتدا ہو جاتی ہے' اس کے برعکس منفرد آدمی کیسے نماز پڑھتا ہے' اس کا کتنا وقت صرف ہوتا ہے' اس کو کتنی تسکین نصیب ہوتی ہے؟ ان سوالات کے جوابات آپ پر قرض ہیں۔

۵۱۰۔ عَنْ سَهْلِ بْنِ مُعَاذٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ أَنَّهُ ﷺ قَالَ: ((إِذَا سَمِعْتُمُ الْمُنَادِي يُثَوِّبُ بِالصَّلَاةِ فَقُوْلُوْا كَمَا يَقُوْلُ)). ﷺ

سہل بن معاذ اپنے باپ معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم مؤذن کو نماز کے لئے اذان دیتے سنو تو وہی کلمات دہراؤ جو وہ کہہ رہا ہو۔''

[الصحيحة:١٣٢٨]

تخریج: الصحيحة ١٣٢٨- احمد (٣/ ٤٣٨)' طبراني في الكبير (٢٠/ ١٩٤' ١٩٥)' ابن عدى (٣/ ١٠١١)

فوائد: اذان اہل اسلام کا عظیم شعار ہے اور کسی بستی میں مسلمانوں کے موجود ہونے یا نہ ہونے کی علامت ہے۔ اذان دینا بہت بڑا کار ثواب ہے' بہر حال ایک مسجد میں ایک آدمی' جو خوش الحان ہو' وہی اذان دے سکتا ہے' لیکن اذان سننے والوں کے لئے اذان کے الفاظ دوہرانا ہر مسلمان کے لئے ممکن اور فضیلت والا عمل ہے' جیسا کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (اذا قال المؤذن: الله اكبر الله اكبر' فقال احدكم: الله اكبر الله اكبر ...... من قلبه دخل الجنة۔) [مسلم] یعنی: (مفہومی ترجمہ) جو شخص مؤذن کے تمام کلمات کا جواب صدق دل سے دے وہ جنت میں داخل ہوگا۔ یاد رہے کہ ''حی علی الصلاۃ'' اور ''حی علی الفلاح'' کے جواب میں ''لاحول ولا قوۃ الا باللہ'' (یعنی: برائی بچنے کی طاقت نہیں ہے اور نیکی کرنے کی قوت نہیں ہے' مگر اللہ تعالی کی توفیق سے) کہنا چاہئے۔ لہٰذا ہمیں چاہئے کہ مکمل توجہ اور انہماک کے ساتھ مؤذن کے کلمات سنیں اور ان کا صدق دل سے جواب دیں۔

باب: وجوب البناء على الاقل في السهو وغيره

باب: جب کوئی سہو وغیرہ ہو جائے تو کم تعداد پر یقین کیا جائے

۵۱۱۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ: ((إِذَا سَهَا أَحَدُكُمْ فِي صَلَاتِهِ، فَلَمْ يَدْرِ وَاحِدَةً صَلّٰى أَوِ اثْنَتَيْنِ، فَلْيَبْنِ عَلٰى وَاحِدَةٍ، فَإِنْ لَّمْ يَدْرِ ثِنْتَيْنِ صَلّٰى أَوْ ثَلَاثًا؟ فَلْيَبْنِ عَلٰى ثِنْتَيْنِ، وَإِنْ لَّمْ يَدْرِ ثَلَاثًا صَلّٰى أَوْ أَرْبَعًا؟ فَلْيَبْنِ عَلٰى ثَلَاثٍ، وَلْيَسْجُدْ

سیدنا عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی آدمی نماز میں بھول جائے اور وہ یہ نہ جان سکے کہ ایک رکعت پڑھی ہے یا دو؟ تو ایک پر اپنی نماز کی بنیاد رکھے اور جب اسے یہ معلوم نہ ہو سکے کہ دو پڑھی ہیں یا تین؟ تو دو پر بنیاد رکھے اور اسی طرح جب تین اور چار میں شک ہو جائے تو تین کو یقینی سمجھے اور (اس حساب سے نماز مکمل کر کے) سلام سے

سَجْدَتَيْنِ قَبْلَ أَنْ يُسَلِّمَ))۔ [الصحيحة:١٣٥٦] پہلے دو سجدے کر لے۔“

تخریج: الصحیحة ۱۳۵۶۔ ترمذی (۳۹۸)' ابن ماجه (۱۲۰۹)' احمد (۱/ ۱۹۰)' حاکم (۱/ ۳۲۴۔ ۳۲۵)

فوائد: نماز میں بھول جانا ایک ایسا فطری عمل ہے کہ کسی کو بھی اس سے مستثنیٰ نہیں کیا جا سکتا' بہر حال اللہ تعالی نے نبی کریم ﷺ کے ذریعے بھول چوک کی مختلف صورتوں اور ان کے ازالے کی وضاحت کر دی' سہو کے بارے میں مختلف احادیث کا خلاصہ درج ذیل ہے' ذہن نشین کر لیں۔ (۱) اگر درمیانہ تشہد رہ جائے تو اس کا اعادہ کئے بغیر سہو کے سجدے قبل از سلام [بخاری' مسلم] یا بعد از سلام [ترمذی] ہوں گے۔ (۲) اگر رکعات کی تعداد میں شک ہو جائے اور کوئی حتمی فیصلہ نہ ہو سکے تو کم تعداد پر یقین کر کے نماز مکمل کی جائے اور قبل از سلام کئے جائیں۔ [ترمذی' ابوداود' ابن ماجہ] (۳) کسی رکن کی ادائیگی کے بغیر سلام پھیر دیا' تو سابقہ نماز کو بنیاد بنا کر اپنی نماز مکمل کرے اور سلام پھیر کر سجدے کرے اور پھر سلام پھیرے۔ [مسلم] (۴) نماز میں شک پڑ جائے اور مختلف قرائن کی مدد سے ایک صورت پر ظن غالب ہو جائے تو بعد از سلام سجدے کئے جائیں گے۔ [بخاری' مسلم] (۵) اگر سلام کے بعد کسی زیادتی کا پتہ چلے یا ایسی کمی کا جس کا اعادہ نہیں کیا جاتا' تو اسی وقت سجدے کئے جائیں اور پھر سلام پھیرا جائے۔ [بخاری' مسلم]

تنبیہ: معمولی بھول چوک پر سجدے کرنے کی ضرورت نہیں' جیسے کوئی درمیانہ تشہد بھول تیسری رکعت کے لئے اٹھنے لگے اور سیدھا کھڑا ہونے سے پہلے یاد آ جائے تو وہ بیٹھ جائے اور سجدے نہ کرے۔ [ابوداود' ابن ماجہ] علی ہذا القیاس۔

تنبیہ: نسیان کی مذکورہ بالا اور ان سے ملتی جلتی صورتوں میں مندرجہ بالا طریقہ اختیار کیا جائے گا۔ اگر کسی کا نسیان مذکورہ بالا صورتوں سے مختلف ہو تو اس حدیث پر عمل کریں: سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (لكل سهو سجدتان بعد مايسلم۔) [ابوداود' ابن ماجہ] یعنی: ہر سہو میں دو سجدے بعد از سلام کئے جائیں گے۔

الإستحباب من دنو السترة

سترہ کے قریب ہونے کا استحباب

۵۱۲۔ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ إِلَى سُتْرَةٍ، فَلْيَدْنُ مِنْهَا، لَايَمُرُّ الشَّيْطَانُ بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا))۔ [الصحيحة:١٣٨٦]

سیدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب کوئی آدمی سترہ سامنے رکھ کر نماز پڑھے تو اس کے قریب کھڑا ہو تاکہ نمازی اور سترے کے درمیان سے شیطان نہ گزرنے پائے۔“

تخریج: الصحیحة ۱۳۸۶۔ طبرانی فی الکبیر (۱۵۸۸)' بیہقی (۲/ ۲۷۲)' نسائی (۷۴۹)' فی حدیث سهل بن ابی حثمة رضی اللہ عنہ

فوائد: نماز کے لئے سترے کا اہتمام کرنا ایسی نبوی سنت ہے' جس سے تقریباً غفلت اور بے توجہی برتی جا رہی ہے۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم مدینہ میں تھے' جب مؤذن نمازِ مغرب کی اذان سے فارغ ہوتا' تو صحابۂ کرام (مسجد کے) ستونوں کی طرف بڑھتے اور انھیں (سترہ بنا کر مغرب سے پہلے) دو رکعتیں پڑھتے۔ (مسلم) اس حدیث سے ثابت ہوا کہ مسجد میں بھی سترے کا اہتمام کرنا چاہئے۔ سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (**اذا صلى احدكم فليصل الى سترة' وليدن منها**) [ابوداود' ابن ماجہ] یعنی: جب کوئی آدمی نماز پڑھے تو سترہ سامنے رکھ کر نماز پڑھے اور اس کے قریب ہو کر کھڑا ہو۔ سیدنا سھل بن ابو حثمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (**اذا صلى احدكم الى سترة فليَدنُ منها' لايقطعِ الشيطان عليه**

صلاتہ۔) [ابوداود، نسائی] یعنی: جب کوئی آدمی سترہ رکھ کر نماز پڑھے تو اس کے قریب کھڑا ہو، تا کہ ایسا نہ ہو کہ شیطان اس کی نماز کاٹ ڈالے۔معلوم ہوا کہ اگر نمازی کے سامنے سترہ نہ ہو تو شیطان کی وجہ سے اس کی نماز میں خلل واقع ہو سکتا ہے۔سترہ کے بارے میں مزید احکام یہ ہیں: سترے کی لمبائی پالان کی پچھلی لکڑی جتنی ہونی چاہئے۔(مسلم) امام عبیداللہ مبارکپوری نے کہا: پالان کی پچھلی لکڑی کی لمبائی کے بارے علماء کے مختلف اقوال ہیں، کسی نے کہا کہ وہ ایک ہاتھ (ڈیڑھ فٹ) لمبی ہوتی ہے اور کسی نے کہا کہ وہ دو تہائی ہاتھ (ایک فٹ) لمبی ہوتی ہے اور یہی قول مشہور ہے۔(مرعاۃ المفاتیح: ۲/۴۸۹) معلوم ہوا کہ سترہ کی اونچائی کم از کم ایک فٹ ہونی چاہئے۔نمازی اور سترے کے درمیان تین ہاتھ کا فاصلہ ہونا چاہئے۔(بخاری) جس حدیث میں کوئی چیز نہ ملنے کی صورت میں لکیر کھینچنے کا ذکر ہے وہ ضعیف ہے۔(ابوداود، ابن ماجہ)

استحباب التكلم او الخروج بعد الصلاة

نماز فرض کے بعد کلام یا نکلنے کے استحباب کا بیان

٥١٣۔ عَنْ عِصْمَةَ بْنِ مَالِكٍ الْخَطْمِيِّ مَرْفُوعاً: ((إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمُ الْجُمُعَةَ فَلَا يُصَلِّ بَعْدَهَا شَيْئًا حَتَّى يَتَكَلَّمَ أَوْ يَخْرُجَ)). [الصحيحة:١٣٢٩]

سیدنا عصمہ بن مالک خطمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی آدمی جمعہ کی نماز پڑھے تو اس کے بعد اس وقت تک کوئی نماز ادا نہ کرے جب تک کسی سے کلام نہ کر لے یا آگے پیچھے نہ ہو جائے۔“

تخریج: الصحيحة ١٣٢٩۔ ديلمى (١/ ١/ ٦٣)، والطبرانى فى الكبير (١٧/ ١٨١)

فوائد: یہ حکم صرف جمعہ کی نماز کے ساتھ خاص نہیں بلکہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (ايعجز احدكم ان يتقدم او يتاخر او عن يمينه او عن شماله فى الصلاة) [ابوداود] یعنی: کیا تم ایسا کرنے سے عاجز آ گئے ہو کہ (فرض) نماز ادا کرنے کے بعد (نفلی نماز پڑھنے کے لئے) آگے پیچھے یا دائیں بائیں ہو جاؤ۔لہذا ہمیں چاہئے کہ ہم فرض نماز کے بعد جگہ بدلنے یا کسی سے ہم کلام ہونے کے بعد سنتیں یا نفلی نماز ادا کیا کریں۔

باب: وجوب سجدتي السهو للشك

باب: نماز میں شک کی بنا پر سجدۂ سہو کا وجوب

٥١٤۔ عَنْ عِيَاضِ بْنِ هِلَالٍ، قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي سَعِيدٍ: أَحَدُنَا يُصَلِّي فَلَا يَدْرِي كَيْفَ صَلَّى؟ فَقَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ فَلَمْ يَدْرِ كَيْفَ صَلَّى، فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ)). [الصحيحة:١٣٦٢]

عیاض بن ہلال کہتے ہیں کہ میں نے ابوسعید سے پوچھا: ایک آدمی نماز تو پڑھتا ہے لیکن وہ (بھول چوک کی وجہ سے) یہ نہیں جانتا کہ کتنی پڑھی ہے؟ انھوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی آدمی نماز پڑھے اور اسے یہ معلوم نہ ہو سکے کہ کتنی پڑھی ہے تو بیٹھے بیٹھے دو سجدے کر لے۔“

تخریج: الصحيحة ١٣٦٢۔ ابوداود (١٠٢٩)، ترمذی (٣٩٦)، ابن ماجه (١٢٠٤)، احمد (٣/ ١٢)، ومسلم (٥٧١)، من طريق آخر عن ابى سعيد رضی اللہ عنہ

فوائد: سابقہ دو احادیث سے پہلے والی حدیث میں اس موضوع پر بحث گزر چکی ہے۔

باب: التزيين للصلاة

باب: نماز کے لیے تزئین کرنا، مزین ہونا

۵۱۵۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ فَلْيَلْبَسْ ثَوْبَيْهِ، فَإِنَّ اللّٰهَ أَحَقُّ أَنْ تُزَيَّنَ لَهُ)). [الصحيحة:۱۳۶۹]

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی آدمی نماز پڑھے تو وہ دو کپڑے پہن لیا کرے، کیونکہ اللہ تعالی اس بات کا زیادہ حقدار ہے کہ اس کیلئے زیب و زینت اختیار کی جائے۔''

تخريج: الصحيحة ۱۳۶۹۔ طحاوي، (۱/ ۲۲۱)، طبراني في الاوسط (۹۳۶۴)، بيهقي (۲/ ۲۳۶)

فوائد: حدیث میں دو کپڑوں سے مراد دو چادریں یا قمیص اور تہبند یا قمیص اور شلوار ہیں۔ دراصل اہل عرب قلتِ مال کی وجہ سے مخصوص انداز میں ایک چادر لپیٹ کر نماز پڑھ لیتے تھے، تو انھیں دو کپڑے پہننے کی ترغیب دلائی گئی۔ عام طور پر ہم لوگ اپنے جسم اور لباس کی صفائی کا خیال رکھے بغیر مسجد میں گھس جاتے ہیں، عام کام کاج کے میلے کچیلے کپڑوں میں ہی مسجد میں چلے جانا ہمارا معمول ہے، درج بالا اور مندرجہ ذیل فرمودات پر غور وخوض فرمائیں کہ اللہ تعالی نے مرد کے لئے زیب و زینت کا جتنا سامان پیدا کیا ہے، خود اللہ تعالی اس بات کے زیادہ حقدار ہیں کہ ان کے لئے ہی یہ سامان زینت استعمال کیا جائے، انہی فرمودات کی روشنی میں سر ڈھانپ کر نماز پڑھنی چاہئے، لیکن مساجد میں مروجہ پلاسٹک وغیرہ کی بدنما ٹوپیوں سے گریز کرنا چاہئے، کیونکہ وہ زینت نہیں ہوتیں۔ ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿يبني آدم خذوا زينتكم عند كل مسجد﴾ (سورۂ اعراف:۳۱) یعنی: اے اولادِ آدم! تم مسجد کی ہر حاضری کے وقت اپنی زینت کا اہتمام کیا کرو (یعنی لباس پہن لیا کرو)۔ سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: (لايدخل الجنة من كان في قلبه مثقال ذرة من كِبرٍ۔) یعنی: وہ شخص جنت میں نہیں جائے گا، جس کے دل میں ایک ذرے کے برابر بھی کبر (تکبر) ہوگا۔ ایک آدمی نے سوال کیا: آدمی کو یہ پسند ہوتا ہے کہ اس کا لباس اچھا ہو اور اس کے جوتے اچھے ہوں (تو اس کا کیا بنے گا)؟ آپ ﷺ نے فرمایا: (ان الله جميل يحب الجمال، الكبر بَطَر الحق وغمط الناس۔) [مسلم] یعنی: یقیناً اللہ تعالی خوبصورت ہے اور وہ جمال کو پسند فرماتا ہے، کبر کا مطلب یہ ہے کہ کوئی آدمی حق کو ٹھکرا دے اور لوگوں کو حقیر سمجھے۔ تو معلوم ہوا کہ انسان کا حسن و جمال اختیار کرنا، اچھے کپڑے اور اچھے جوتے پہننا اللہ تعالی کو پسند ہے، بشرطیکہ وہ اپنے مال و دولت، حسن و جمال، جاہ و منصب، علم و فضل اور حسب و نسب کی وجہ سے اپنے کو برتر اور دوسروں کو کمتر اور حقیر نہ سمجھے۔

باب: وجوب متابعة الامام اذا صلى جالسا

باب: بیٹھ کر نماز پڑھانے کی صورت میں امام کی پیروی کا لازم ہونا

۵۱۶۔ عَنْ مُعَاوِيَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا صَلَّى الْإِمَامُ جَالِساً فَصَلُّوْا جُلُوْساً)). [الصحيحة: ۱۳۶۳]

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب امام بیٹھ کر نماز پڑھائے تو سب بیٹھ کر نماز پڑھو۔''

تخريج: الصحيحة ۱۳۶۳۔ ابن ابي شيبة (۲/ ۳۲۷)، طبراني في الكبير (۱۹/ ۳۳۲۔ ۳۳۳)

فوائد: اس مسئلہ میں نبی کریم ﷺ سے دو احادیث، جو بظاہر متناقض ہیں، روایت کی گئی ہیں: (۱) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (انما جعل الامام لیؤتم به ...... واذا صلی قاعدا فصلوا قعودا اجمعین۔) [بخاری، مسلم] یعنی: امام اس لئے مقرر کیا گیا ہے تا کہ اس کی اقتداء کی جائے ...... جب وہ بیٹھ کر نماز پڑھائے تو تم سب بھی بیٹھ کر نماز پڑھو۔ (۲) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی کریم ﷺ نے مرض الموت کے دوران شدتِ تکلیف کی بنا پر سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرف پیغام بھیجا کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ انھوں نے ایسے ہی کیا، لیکن تھوڑی دیر کے بعد نبی کریم ﷺ کو افاقہ ہوا اور آپ ﷺ دو صحابہ کے سہارے مسجد کی طرف چل پڑے اور سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بائیں جانب آ کر بیٹھ گئے۔ اب آپ ﷺ امام تھے، ابو بکر صدیق آپ ﷺ کی اور لوگ ابو بکر صدیق کی اقتدا کر رہے تھے۔ اس واقعہ میں نبی کریم ﷺ بیٹھے تھے اور مقتدی کھڑے تھے۔ [بخاری، مسلم] (روایت کا مفہوم پیش کیا گیا) ثابت ہوا کہ شروع میں نبی کریم ﷺ نے بیٹھ کر نماز پڑھائی، اس حال میں کہ لوگ بھی بیٹھے تھے، لیکن وفات سے قبل جو عمل پیش کیا، اس میں آپ ﷺ بیٹھے تھے اور تمام مقتدی کھڑے تھے۔ ان دو احادیث میں بظاہر تضاد اور تناقض ہے، مختلف ائمۂ اسلام نے جمع و تطبیق کی مختلف صورتیں پیش کی ہیں، چند ایک اہم صورتیں کا تذکرہ کر کے راجح مسلک کی نشاندہی کی جائے گی۔ (۱) پہلی یعنی سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ والی حدیث منسوخ ہو گئی ہے، لہٰذا اب صرف وہی صورت باقی ہے، جو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں بیان کی گئی ہے کہ اگر امام بیٹھ کر نماز پڑھائے تو مقتدی کھڑے ہو کر نماز پڑھیں گے۔ (۲) بیٹھ کر نماز پڑھانا نبی کریم ﷺ کا خاصہ ہے، آپ ﷺ کے بعد کوئی امام بھی بیٹھ کر نماز نہیں پڑھا سکتا۔ (۳) اگر مقتدی نماز کا آغاز ایسے امام کی اقتداء میں کریں جو شروع سے بیٹھا ہو تو سارے بیٹھ کر نماز پڑھیں گے، جیسا کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں بیان کیا گیا ہے اور اگر مقتدی کھڑے ہونے والے امام کے پیچھے نماز کی ابتدا کریں لیکن بعد میں کسی عذر کی بناء پر امام کی کیفیت بدل جائے تو مقتدی کھڑے ہو کر ہی نماز پڑھیں گے، جیسا کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کا تقاضا ہے۔ (۴) دونوں احادیث پر عمل کرنا درست ہے، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں جواز پیش کیا گیا ہے، افضل یہی ہے کہ امام کی اقتدا میں مقتدی بیٹھ کر نماز پڑھیں، کیونکہ آپ ﷺ نے اس صورت کا واضح حکم دیا ہے۔ چوتھی صورت ہی راجح ہے (ان شاء اللہ تعالی) کیونکہ اس طرح دونوں پر عمل کرنا ممکن ہو جائے گا۔

باب: اثر الشهادة للميت بالخير

باب: میت کے بارے میں کلماتِ خیر کہنے کی تاثیر

۵۱۷۔ عَنِ الرُّبَيِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذٍ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا صَلَّوْا عَلَى الْجَنَازَةِ وَأَثْنَوْا خَيْراً، يَقُولُ الرَّبُّ عَزَّوَجَلَّ: أَجَزْتُ شَهَادَتَهُمْ فِيمَا يَعْلَمُونَ، وَأَغْفِرُ لَهُ مَالَا يَعْلَمُونَ)).

[الصحيحة: ١٣٦٤]

سیدہ ربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "جب لوگ میت کی نماز جنازہ پڑھتے ہیں اور اس کی تعریف کرتے ہیں تو اللہ تعالی فرماتا ہے: میں نے ان نیکیوں کی بنا پر اپنے بندوں کی شہادت کو نافذ کر دیا جن کو وہ جانتے ہیں اور ان برائیوں کو معاف کر دیا جن کو وہ نہیں جانتے۔"

تخریج: الصحيحة ١٣٦٤- بخاري في التاريخ الكبير (٣/ ١٦٨)، عقيلي في الضعفاء (٢/ ١١-١٢)

فوائد: اللہ تعالی نے حضرت محمد ﷺ کے امتیوں کو یہ شرف بخشا ہے کہ لوگوں کے اچھا یا برا ہونے کے بارے میں ان کی شہادت معتبر ہوتی ہے، جیسا کہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ایک میت کا جنازہ گزرا، لوگوں نے اس کا تذکرۂ خیر کیا، یہ سن نبی کریم ﷺ نے فرمایا: واجب ہوگئی ہے۔ اتنے میں لوگ ایک اور میت کا جنازہ لے کر گزرے، لوگوں نے اس تذکرۂ شرّ کیا (یعنی اس کے قبیح اوصاف بیان

کئے)۔ یہ سن کر نبیٔ کریم ﷺ نے فرمایا: واجب ہوگئی ہے۔ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ کیا واجب ہوگئی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم لوگوں نے اس (پہلے) آدمی کا تذکرۂ خیر کیا' اس لئے اس کے لئے جنت واجب ہوگئی اور اس (دوسرے) کا تذکرۂ شرّ کیا ہے' اس کے حق میں جہنم واجب ہوگئی ہے۔ (دراصل) تم لوگ زمین میں اللہ تعالی کے شاہد اور گواہ ہو۔ (بخاری' مسلم) معلوم ہوا کہ لوگوں کی شہادت اللہ تعالی کے ہاں معتبر ہے' بشرطیکہ وہ گواہی شریعت کی روشنی میں نیک اوصاف کی بنا پر ہو اور شہادت دینے والے دیندار لوگ ہوں۔

باب: الاوقات المنهي عن الصلاة فيها

باب: نماز کے ممنوعہ اوقات کون کون سے ہیں

٥١٨۔ عَنْ صَفْوَانَ بْنَ الْمُعَطَّلِ السُّلَمِيِّ، أَنَّهُ سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ ، فَقَالَ: يَانَبِيَ اللّٰهِ إِنِّي أَسْأَلُكَ عَمَّا أَنْتَ بِهِ عَالِمٌ، وَأَنَا بِهِ جَاهِلٌ، مِنَ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ سَاعَةٌ تُكْرَهُ فِيهَا الصَّلَاةُ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا صَلَّيْتَ الصُّبْحَ فَأَمْسِكْ عَنِ الصَّلَاةِ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ، [فَإِنَّهَا تَطْلُعُ بِقَرْنَي شَيْطَانٍ] فَإِذَا طَلَعَتْ فَصَلِّ، فَإِنَّ الصَّلَاةَ مَحْضُوْرَةٌ وَمُتَقَبَّلَةٌ، حَتّٰى تَعْتَدِلَ عَلٰى رَأْسِكَ مِثْلَ الرُّمْحِ، فَإِذَا اعْتَدَلَتْ عَلٰى رَأْسِكَ، فَإِنَّ تِلْكَ السَّاعَةَ تُسْجَرُ فِيهَا جَهَنَّمُ، وَتُفْتَحُ فِيهَا أَبْوَابُهَا حَتّٰى تَزُوْلَ عَنْ حَاجِبِكَ الْأَيْمَنِ، فَإِذَا زَالَتْ عَنْ حَاجِبِكَ الْأَيْمَنِ فَصَلِّ، فَإِنَّ الصَّلَاةَ مَحْضُوْرَةٌ مُتَقَبَّلَةٌ حَتّٰى تُصَلِّي الْعَصْرَ[ثُمَّ دَعِ الصَّلَاةَ حَتّٰى تَغِيبَ الشَّمْسُ])) [الصحيحة:١٣٧١]

سیدنا صفوان بن معطل سلمی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے نبیٔ کریم ﷺ سے پوچھا: اے اللہ کے نبی! میں آپ سے ایسی چیز کے بارے میں سوال کرتا ہوں جسے آپ جانتے ہیں اور میں نہیں جانتا' کیا دن اور رات میں کوئی ایسی گھڑی بھی ہے جس میں آپ نماز پڑھنے کو مکروہ سمجھتے ہوں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''فجر کی نماز پڑھنے کے بعد مزید نماز کی ادائیگی سے طلوع آفتاب تک رکا رہ' کیونکہ سورج شیطان کے سینگوں میں طلوع ہوتا ہے۔ جب سورج طلوع ہو جائے تو تو نماز' جس میں فرشتے بھی حاضر ہوتے ہیں اور جو قبول بھی ہوتی ہے' پڑھ سکتا ہے' یہاں تک کہ سورج تیرے سر پر نیزے کی طرح کھڑا ہو جائے (یعنی زوال کا وقت شروع ہو جائے)' یہ ایسی گھڑی ہے جس میں جہنم کو گرم کیا جاتا ہے اور اس کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ جب سورج ڈھل جائے تو تو عصر تک نماز پڑھ سکتا ہے' اس نماز میں بھی فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور یہ بھی قبول کی جاتی ہے۔ پھر عصر سے غروبِ آفتاب تک کوئی نماز نہ پڑھ۔''

تخریج: الصحيحة ١٣٧١- احمد (٥/ ٣١٢)' حاكم (٣/ ٥١٨)' و ابن ماجه (١٢٥٢)' من حديث ابى هريرة رضی اللہ عنہ قال: سائل صفوان تذكره

فوائد: حدیثِ مبارکہ میں تین معینہ اوقات کے علاوہ دن اور رات کی ہر گھڑی میں نفل نماز پڑھنے کی اجازت دی گئی ہے۔ لیکن یہ یاد رہے کہ یہاں علی الاطلاق بعد از نمازِ عصر نماز پڑھنے سے منع کیا گیا ہے' لیکن اس سے پہلے اسی باب میں دو مقامات پر اس کی تفصیل

گزر چکی ہے۔

این یبصق المصلی بالضرورۃ؟

ضرورت کے تحت نماز پڑھنے والا کہاں تھوکے

۵۱۹۔ عَنْ طَارِقِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((إِذَا صَلَّيْتَ فَلَا تَبْصُقْ بَيْنَ يَدَيْكَ، وَلَا عَنْ يَمِينِكَ، وَلٰكِنْ ابْصُقْ تِلْقَاءَ شِمَالِكَ إِنْ كَانَ فَارِغاً وَإِلَّا فَتَحْتَ قَدَمَيْكَ وَادْلُكْهُ)).

[الصحيحة:۱۲۲۳]

طارق بن عبداللہ نبی پاک ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: جب تو نماز پڑھے تو اپنے سامنے تھوک، نہ ہی دائیں طرف تھوک بلکہ اگر بائیں جانب خالی ہے تو اُدھر تھوک وگرنہ اپنے قدموں تلے تھوک کر اُس کو مل دے۔

تخریج: الصحیحۃ ۱۲۲۳۔ نسائی (۷۲۷)' ترمذی (۵۷۱)' احمد (۶/ ۳۹۶)' حاکم (۱/ ۲۵۶)' بیہقی (۲/ ۲۹۳)

۵۲۰۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((إِذَا قَامَ أَحَدُكُمْ إِلَى الصَّلَاةِ، فَلَا يَبْصُقْ أَمَامَهُ، فَإِنَّمَا يُنَاجِي اللّٰهَ مَادَامَ فِي الصَّلَاةِ، وَلَا عَنْ يَمِينِهِ، فَإِنَّ عَنْ يَمِينِهِ مَلَكاً، وَلْيَبْصُقْ عَنْ يَسَارِهِ أَوْ تَحْتَ قَدَمِهِ فَيَدْفِنُهَا)). [الصحيحة:۳۹۷۴]

ابو ہریرہ نبی پاک ﷺ سے روایت کرتے ہیں: جب تم میں سے کوئی ایک نماز کے لیے کھڑا ہو تو وہ اپنے سامنے نہ تھوکے کیونکہ جتنی دیر وہ نماز میں ہوتا ہے اپنے رب سے سرگوشیاں کر رہا ہوتا ہے اور نہ ہی اپنے دائیں تھوکے کیونکہ اُس کے دائیں فرشتہ ہوتا ہے۔ اپنی بائیں طرف تھوکے یا پاؤں تلے تھوک کر اُسے دفن کر دے۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۹۷۴۔ بخاری (۴۱۶)' احمد (۲/ ۳۱۸)' ابن حبان (۱۷۸۳)' عبد الرزاق (۱۶۸۶)

فوائد: مذکورہ بالا دونوں احادیث میں مسئلہ کی پوری وضاحت اور وجوہات بیان کی گئی ہیں' لیکن موجودہ دور میں مساجد کا ماحول اور صورتحال دورِ نبوی سے مختلف ہے' کیونکہ قالین یا فرش وغیرہ میں تھوک کو دفن کرنا ناممکن ہے۔ لہٰذا جہاں مسجد کچی نہ ہو' وہاں سیدنا ابو ہریرہ ؓ کی اس حدیث پر عمل کرنا چاہیے جس میں نبی کریم ﷺ نے کپڑے میں تھوک کر اس کو مل دینے کی تعلیم دی ہے' تاکہ تھوک روکنے کی تکلیف بھی نہ ہو اور مسجد کی طہارت میں بھی خلل نہ آئے۔ سیدنا ابو ہریرہ ؓ کہتے ہیں: گویا کہ میں اب بھی نبی کریم ﷺ کو دیکھ رہا ہوں جب آپ ﷺ کپڑے میں تھوک کر اسے مَل رہے تھے۔ (مسلم)

۵۲۱۔ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِذَا قَامَ أَحَدُكُمْ أَوْ قَالَ الرَّجُلُ. فِي صَلَاتِهِ يُقْبِلُ اللّٰهُ عَلَيْهِ بِوَجْهِهِ، فَلَا يَبْزُقَنَّ أَحَدُكُمْ فِي قِبْلَتِهِ، وَلَا يَبْزُقَنَّ عَنْ يَمِينِهِ فَإِنَّ كَاتِبَ الْحَسَنَاتِ عَنْ يَمِينِهِ وَلٰكِنْ لِيَبْزُقَنَّ عَنْ يَسَارِهِ)). [الصحيحة:۱۰۶۲]

سیدنا حذیفہ ؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب آدمی نماز میں کھڑا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے چہرے کے ساتھ اس پر متوجہ ہوتے ہیں' اس لئے نمازی اپنے سامنے نہ تھوکے اور دائیں جانب بھی نہ تھوکے کیونکہ نیکیاں لکھنے والا فرشتہ دائیں طرف ہوتا ہے۔ اسے بائیں جانب تھوک لینا چاہیے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۰۶۲۔ محمد بن نصر المروزی فی الصلاۃ (۱۲۲)

فوائد: پچھلی حدیث میں مسئلہ کی وضاحت کی جا چکی ہے' نمازی کو اپنے مقام و مرتبہ پر غور کرنا چاہیے کہ جب وہ نماز میں کھڑا ہوتا ہے تو اللہ تعالی اپنے چہرے کے ساتھ اس کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور وہ اللہ تعالی سے سرگوشیاں کر رہا ہوتا ہے۔ اس لیے اسے چاہیے کہ وہ مکمل انہماک اور خشوع و خضوع کے ساتھ نماز ادا کرے۔

ومن نس الامام فی ركعتين

امام کا دو رکعت میں (تشہد) بھول جانے کا بیان

۵۲۲۔عَنِ الْمُغِيرَةَ بْنِ شُعْبَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِﷺ: ((إِذَا قَامَ الإِمَامُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ فَإِنْ ذَكَرَ قَبْلَ أَن يَسْتَوِيَّ قَائِماً، فَلَا يَجْلِسَ وَيَسْجُدَ سَجْدَتَي السَّهْوِ)).

[الصحيحة:۳۲۱]

سیدنا مغیرہ بن شعبہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب امام (بھول جائے اور تشہد کے لئے بیٹھنے کے بجائے) دو رکعتوں کے بعد کھڑا ہونا شروع ہو جائے' اگر اسے سیدھا کھڑا ہونے سے پہلے یاد آ جائے تو بیٹھ جائے اور اگر سیدھا کھڑا ہو جائے تو (تیسری رکعت جاری رکھے اور تشہد کے لئے) نہ بیٹھے اور (درمیانہ تشہد رہ جانے کی وجہ سے سلام سے پہلے) دو سجدے کر لے۔''

تخریج: الصحيحة ۳۲۱۔ ابو داود (۱۰۳۶)' ابن ماجه (۱۲۰۸)' احمد (۴/ ۲۵۳' ۲۵۴)' بيهقى (۲/ ۳۴)

فوائد: اسی حدیث کے بعض طرق سے ثابت ہوتا ہے کہ اگر اسے سیدھا کھڑا ہونے سے پہلے یاد آ جاتا ہے اور وہ بیٹھ جاتا ہے تو سہو کے سجدے کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ معلوم ہوا کہ معمولی بھول چوک پر سہو کے سجدے نہیں کیے جاتے۔ اس موضوع پر تفصیلی بحث پہلے ہو چکی ہے۔

أهمية القيام لصاحب القرآن

صاحب قرآن کے لیے قیام کی اہمیت کا بیان

۵۲۳۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّﷺ قَالَ: ((إِذَا قَامَ صَاحِبُ الْقُرْآنِ فَقَرَأَهُ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ ذَكَرَهُ، وَإِن لَّمْ يَقُمْ بِهِ نَسِيَهُ)).

[الصحيحة:۵۹۷]

سیدنا عبد اللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب صاحب قرآن رات اور دن کی گھڑیوں میں قیام کر کے قرآن مجید پڑھتا ہے تو اسے قرآن یاد رہتا ہے' وگرنہ قیام نہ کرنے کی صورت میں بھول جاتا ہے۔''

تخریج: الصحيحة ۵۹۷۔ ابن نصر المروزی فی قيام الليل (ص: ۷۳)' و مسلم (۷۸۹/۲۲۷)' نسائی فی الكبرى (۸۰۴۳)' مطولا

فوائد: روئے زمین پر قرآن مجید واحد کتاب ہے جو ضخیم ہونے کے باوجود لفظ بلفظ حفظ کر لی جاتی ہے' لیکن اس نعمت عظمی سے متصف رہنے کے لئے حافظ قرآن کو کچھ پابندیوں کا خیال رکھنا پڑتا ہے' سب سے مشکل پابندی یہ ہے کہ وہ رات کی نماز میں قرآن مجید کا دور کیا کرے یہی وجہ ہے کہ رمضان المبارک کے مہینے کے بعد تقریبا تمام حفاظ کرام کو قرآن مجید یاد ہوتا ہے' کیونکہ وہ قیام اللیل میں دور کر چکے ہوتے ہیں۔ لہٰذا حفاظ قرآن کو چاہیے کہ جہاں انھوں نے محنت و مشقت کر کے قرآن مجید حفظ کیا ہے' وہاں' اپنے حفظ کو برقرار رکھنے کے لئے ہر ممکنہ تدبیر کیا کریں' بالخصوص اپنے آپ کو نیک ماحول میں ڈھال کر اور تہجد کی نماز ادا کر کے۔ سیدنا عبد اللہ بن عمر ؓ

بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حافظِ قرآن کی مثال اس اونٹ کی طرح ہے، جس کے گھٹنے کو رسی سے باندھ دیا گیا ہو اب اگر مالک نے اس رسی کا خیال رکھا تو اونٹ اس کے قابو میں رہے گا اور اگر رسی کو کھول دیا تو وہ بھاگ جائے گا۔[بخاری، مسلم]

فضل التأمين مع الامام

امام ساتھ آمین کہنے کی فضیلت کا بیان

٥٢٤۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا قَرَأَ الْإِمَامُ: ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّيْنَ﴾ فَأَمَّنَ الْإِمَامُ فَأَمِّنُوْا، فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ تُؤَمِّنُ عَلٰى دُعَائِهِ، فَمَنْ وَافَقَ تَأْمِيْنُهُ الْمَلَائِكَةَ غُفِرَ لَهُ مَاتَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ)).

[الصحيحة:٢٥٣٤]

سیدنا ابو ہریرہ ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب امام ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّيْنَ﴾ پڑھ کر آمین کہے تو تم آمین کہو، کیونکہ فرشتے بھی امام کی دعا پر آمین کہتے ہیں اور جس کی آمین فرشتوں کی آمین سے موافقت کر گئی اس کے سابقہ گناہ بخش دیئے جائیں گے۔''

تخریج: الصحیحة ۲۵۳۴۔ ابویعلی (۵۸۷۴)، و بخاری (۶۴۰۲)، و ابن ماجه (۸۵۱)، من طریق سفیان بمعناه

فوائد: نماز میں سورۂ فاتحہ کے بعد ''آمین'' کہنے کی اہمیت عیاں ہو رہی ہے، نیز اس حدیث سے امام کا باآواز بلند آمین کہنا ثابت ہو رہا ہے، درج ذیل احادیث کی روشنی میں مقتدی اور امام دونوں کو جہری نمازوں میں بلند آواز سے آمین کہنی چاہیے: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مَا حَسَدَتْكُمُ الْيَهُوْدُ عَلٰى شَيْءٍ مَا حَسَدَتْكُمْ عَلٰى آمِيْنَ، فَأَكْثِرُوْا مِنْ قَوْلِ آمِيْنَ۔ (ابن ماجہ، صحیح ابن خزیمہ) ''یہودی جس قدر آمین سے چڑتے ہیں، اتنا کسی اور چیز سے نہیں چڑتے، لہٰذا تم کثرت سے آمین کہنا۔'' سیدنا وائل بن حجر ﷺ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ ﴿وَلَا الضَّالِّيْنَ﴾ کے بعد بلند آواز سے ''آمین'' کہتے تھے۔ (ابوداود، ترمذی) امام ابوحنیفہؒ کے استاد امام عطا بن ابو رباحؒ کہتے ہیں: میں نے دو سو صحابہ ﷺ کو دیکھا کہ بیت اللہ میں جب امام ﴿وَلَا الضَّالِّيْنَ﴾ کہتا تو سب بلند آواز سے ''آمین'' کہتے۔ (بیہقی) نعیم مجمرؒ کہتے ہیں: سیدنا ابو ہریرہ ﷺ نے ہمیں رسول اللہ ﷺ کے طریقے کے مطابق نماز پڑھائی۔ پھر نعیم اس طریقے کو بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ انھوں نے آمین کہی اور جو لوگ آپ کی اقتداء میں نماز پڑھ رہے تھے، انھوں نے بھی آمین کہی۔ (نسائی)

فضل الصلاة التطوع فى البيت

نفلی نماز گھر میں پڑھنے کی فضیلت کا بیان

٥٢٥۔ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا قَضٰى أَحَدُكُمُ الصَّلَاةَ فِي مَسْجِدِهِ فَلْيَجْعَلْ لِبَيْتِهِ نَصِيْباً مِنْ صَلَاتِهِ، فَإِنَّ اللّٰهَ جَاعِلٌ فِي بَيْتِهِ مِنْ صَلَاتِهِ خَيْراً)). [الصحيحة:١٣٩٢]

سیدنا ابو سعید خدری ﷺ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی آدمی مسجد میں اپنی نماز مکمل کر لے تو اسے چاہیے کہ وہ کچھ نماز گھر میں بھی پڑھے، کیونکہ اللہ تعالی اس کی نماز کی وجہ سے اس کے گھر میں خیر و برکت نازل فرمائے گا۔''

تخریج: الصحیحة ۱۳۹۲۔ مسلم (۷۷۸)، ابن ماجه (۱۳۷۶)، احمد (۳/ ۵۹، ۳۱۶)

فوائد: گھر میں نفلی نماز کی ادائیگی اور تلاوتِ قرآن سے رحمت و برکت میں اضافہ ہوتا ہے، بلکہ حدیث کی روشنی میں جس گھر میں اللہ تعالی کے ذکر کا اہتمام نہیں کیا جاتا، اسے قبر سے تشبیہ دی گئی ہے، مزید وضاحت اس باب کی گیارہویں حدیث میں گزر چکی ہے۔

التشهد فی کل رکعتین

۵۲٦۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: كُنَّا لَا نَدْرِیْ مَا نَقُوْلُ فِیْ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ، غَيْرَ أَنْ نُسَبِّحَ، وَنُكَبِّرَ، وَنَحْمَدَ رَبَّنَا، وَإِنَّ مُحَمَّداً عَلَّمَ فَوَاتِحَ الْخَيْرِ وَخَوَاتِمَهُ، فَقَالَ: ((إِذَا قَعَدْتُّمْ فِیْ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ فَقُوْلُوْا: اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِیُّ! وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ، اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰی عِبَادِاللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ أَشْهَدُ أَن لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَأَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ. ثُمَّ لِيَتَخَيَّرْ مِنَ الدُّعَاءِ أَعْجَبَهُ إِلَيْهِ)). [الصحيحة:۸۷۸]

ہر دو رکعت میں تشہد ہے

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم یہ نہیں جانتے تھے کہ (نماز میں جب) دو رکعتوں (کے بعد بیٹھیں تو) کیا کہیں، اتنا ضرور ہے کہ ہم اللہ تعالی کی تسبیح، تکبیر اور تحمید بیان کرتے رہتے تھے۔ (بے شک) محمد رسول اللہ ﷺ نے خیر و بھلائی کی ابتدا و انتہا کی تعلیم دی۔ چنانچہ (ایک دن) آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم دو رکعتوں کے بعد بیٹھو تو کہو: تمام، قولی، بدنی اور مالی عبادتیں اللہ تعالی کے لئے ہیں، اے نبی! آپ پر سلامتی ہو اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں ہوں۔ ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر بھی سلامتی ہو۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ ماسوائے اللہ کوئی معبودِ برحق نہیں ہے اور محمد (ﷺ) اس کے بندے اور رسول ہیں۔ (یہ تشہد پڑھنے کے بعد) ایسی دعاؤں کا انتخاب کرے جو اسے پسند ہوں۔''

تخریج: الصحیحۃ ۸۷۸۔ نسائی (۱۱۶۴)، احمد (۱/ ۴۳۷)، طبرانی فی الکبیر (۹۶۱۲)، ابن خزیمۃ (۷۲۰)

فوائد: تشہد یعنی ''التحیات للہ ......'' کے جو الفاظ اب ہم ادا کرتے ہیں، یہ ابتداءِ اسلام میں مشروع نہیں تھے، بعد میں فرض ہوئے۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ دو رکعتوں کے بعد والے درمیانے تشہد میں بھی نمازی اپنی پسندیدہ اور مختار دعائیں کر سکتا ہے۔ نیز پہلے تشہد میں درود پڑھنا بھی رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے۔ (نسائی) ہمیں معلوم نہیں کہ بعض احباب نے سختی سے اِس تشہد میں دعا اور درود پڑھنے سے کیوں روک دیا ہے؟

من وصایا رسول اللہ ﷺ

۵۲۷۔ عَنْ أَبِیْ أَيُّوْبَ الْأَنْصَارِیِّ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَی النَّبِیِّ ﷺ فَقَالَ: عِظْنِیْ وَأَوْجِزْ، فَقَالَ: ((إِذَا قُمْتَ فِیْ صَلَاتِكَ، فَصَلِّ صَلَاةَ مُوَدِّعٍ وَلَا تَكَلَّمْ بِكَلَامٍ تَعْتَذِرُ مِنْهُ غَداً وَاَجْمِعِ الْإِيَاسَ مِمَّا فِیْ أَيْدِی النَّاسِ)). [الصحیحۃ:۴۰۱]

رسول اللہ ﷺ کی قیمتی وصیتیں

سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور کہا کہ مجھے کوئی بلیغ و مختصر نصیحت کریں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب تو نماز ادا کرے تو الوداعی نماز سمجھ کر ادا کر اور ایسا کلام مت کر جس سے تجھے کل معذرت کرنا پڑے، نیز جو کچھ لوگوں کے پاس ہے اس سے ناامید (اور غنی) ہو جا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۴۰۱۔ ابن ماجہ (۴۱۷۱)، احمد (۵/ ۴۱۲)، ابو نعیم فی الحلیۃ (۱/ ۳۶۲)

فوائد: نبی کریم ﷺ نے تین نصیحتوں میں پوری زندگی کا سکون جمع کر دیا ہے۔ کوئی بشر اپنی موت سے آگاہ نہیں ہے، اس لئے

اسے چاہئے کہ وہ ہر نماز کو اپنی زندگی کی آخری نماز سمجھ انتہائی خوبصورت انداز میں ادا کرے' کہ اس نماز کے بعد اس کو موت آ جائے تو وہی نماز اس کی نجات کے لئے کافی ہو جائے۔ دوسری نصیحت میں شارع ﷺ نے زبان کی حفاظت کی تعلیم دی ہے' تا کہ بعد میں کسی قسم کی شرمندگی اور ندامت کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ یہ زبان ہی ہے جس سے آدمی کی شخصیت عیاں ہوتی ہے۔ اگر زبان میں وقار ہے تو پورے وجود میں سنجیدگی ہوگی اور اگر زبان ہر چراگاہ میں چرنے کی عادی ہو تو جسم بھی بے حیا ہو جاتا ہے۔ تیسری نصیحت میں آپ ﷺ نے لالچ اور حرص جیسی صفات سے گریز کرنے کی تلقین کی ہے' کیونکہ ان قبیح صفات کی وجہ سے انسان میں کمینگی اور گھٹیا پن پیدا ہو جاتا ہے' جو اس کے مقام و مرتبہ کو جانوروں سے بھی گھٹا دیتا ہے۔ آدمی کو چاہئے کہ وہ اللہ تعالیٰ پر توکل کرے اور اسے رازق سمجھے' لوگوں کے مال و دولت پر نگاہ نہ رکھے۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب آدمی فاقہ میں مبتلا ہو جائے اور لوگوں کے سامنے اس کا اظہار کرے تو اس کا فاقہ ختم نہیں ہوگا اور جو آدمی اس کا اظہار اللہ تعالیٰ کے سامنے کرے تو اللہ تعالیٰ اسے رزق عطا فرمائے گا' وہ جلد ہو یا بدیر۔ [ابو داود' ترمذی]

تحرم السبق من الإمام

امام سے آگے بڑھنے کی حرمت کا بیان

۵۲۸۔ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَلَا تَسْبِقُوْا قَارِئَكُمْ بِالرُّكُوْعِ وَ السُّجُوْدِ، وَلٰكِنْ هُوَ يَسْبِقُكُمْ)). [الصحيحة: ١٣٩٣]

سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم ادائیگی' نماز کے لئے (کسی امام کی اقتدا میں) کھڑے ہو جاؤ تو رکوع و سجود کرنے میں امام سے پہل نہ کرو بلکہ وہ تم سے پہل کرے گا۔''

تخریج: الصحيحة ١٣٩٣- البزار (الكشف: ٤٧٣)' (والبحر الزخار: ٤٦١٥)' طبرانی فی الکبیر (٧٠٣٦)

فوائد: کسی کو امام تسلیم کرنے کا اولین تقاضا یہ ہوتا ہے کہ اس کی مکمل پیروی کی جائے' نبی کریم ﷺ نے متنبہ فرمایا: **(اما یخشی الذی یرفع راسه قبل الامام ان یحول الله راسه راس حمار)** [بخاری' مسلم] یعنی: ''جو شخص امام سے پہلے اپنا سر اٹھاتا ہے' کیا وہ اس بات سے نہیں ڈرتا کہ اللہ تعالیٰ اس کا سر گدھے کا سر بنا دے؟'' مقتدیوں کو چاہئے کہ رکوع و سجود کے جھکنے یا سر اٹھانے میں نہ امام سے آگے بڑھنے کی کوشش کریں اور نہ اس کے ساتھ ساتھ چلیں' بلکہ امام کی اقتدا میں اس کے پیچھے پیچھے چلیں' جیسا کہ سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم نبی کریم ﷺ کی اقتدا میں نماز پڑھتے تھے' جب آپ ﷺ "سمع الله لمن حمده" کہتے تو ہم میں کوئی بھی سجدہ کے لئے اس وقت تک اپنی کمر نہیں جھکاتا تھا' جب تک نبی کریم ﷺ اپنی پیشانی مبارک زمین پر نہ رکھ دیتے۔ [بخاری' مسلم]

باب: وقت صلاة العشاء

باب: نماز عشاء کا وقت

۵۲۹۔ عَنْ رَجُلٍ مِنْ جُهَيْنَةَ، قَالَ: سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ: مَتَى أُصَلِّى الْعِشَاءَ الْآخِرَةَ؟ قَالَ: ((إِذَا مَلَأَ اللَّيْلُ بَطْنَ كُلِّ وَادٍ فَصَلِّ الْعِشَاءَ الْآخِرَةَ)). [الصحيحة: ١٥٢٠]

جہینہ قبیلے کا ایک آدمی بیان کرتا ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کہ میں عشا کی نماز کب پڑھوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نمازِ عشا اس وقت ادا کر جب رات ہر وادی کے پیٹ کو بھر دے (یعنی جب رات پوری وادی پر چھا جائے)۔''

تخریج: الصحيحة ١٥٢٠- احمد (٥/ ٣٥٦)' ابن ابی شیبة (١/ ٣٣١)' بخاری فی التاریخ (٦/ ٢٣)

فوائد: نمازِ عشاء کا وقت شفق (سرخی) کے غائب ہونے سے شروع ہوتا ہے اور نصف رات تک جاری رہتا ہے' نہ کہ طلوعِ فجر تک۔ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جب اندھیرا چھا جائے اور ایسا غروبِ شفق کے بعد ہی ہوتا ہے۔ لہذا نمازِ عشاء کی ابتدا کا اصل کلیہ غروبِ شفق ہے۔

باب: من ادب خطبة الجمعة

باب: خطبہ جمعہ سننے کے آداب

۵۳۰۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِﷺ يَقُوْلُ: ((إِذَا نَعَسَ أَحَدُكُمْ فِي الْمَسْجِدِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَلْيَتَحَوَّلْ مِنْ مَجْلِسِهِ ذٰلِكَ إِلٰى غَيْرِهِ)). [الصحيحة: ٤٦٨]

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: ''اگر جمعہ کے روز کسی کو مسجد میں اونگھ آنے لگے تو وہ اپنی جگہ بدل لے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۴۶۸۔ ابو داود (۱۱۱۹)' ترمذی (۵۲۶)' احمد (۲/ ۲۲)' حاکم (۱/ ۲۹۱)

فوائد: حدیث اپنے مفہوم میں واضح ہے کہ خطبہ کے دوران آدمی کو سستی اور کاہلی سے گریز کرنا چاہئے تاکہ خطبہ کے سننے میں کوئی خلل پیدا نہ ہو۔

۵۳۱۔ عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ النَّبِيَّﷺ قَالَ: ((إِذَا نُوْدِيَ بِالصَّلَاةِ فُتِحَتْ أَبْوَابُ السَّمَاءِ، وَاسْتُجِيْبَ الدُّعَاءُ)). [الصحيحة: ١٤١٣]

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب نماز کے لئے اذان دی جاتی ہے تو آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور دعا قبول ہوتی ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۴۱۳۔ ابو داود طیالسی (۲۱۰۶)' ابویعلی (۳۱۰۹)' خطیب فی التاریخ (۸/ ۲۰۴)' ابونعیم فی الحلیۃ (۶/ ۳۰۸)

فوائد: شعارِ اسلام اذان کی فضیلت ثابت ہو رہی ہے' ہمیں چاہئے کہ مکمل توجہ' انہماک اور صدقِ دل سے اذان کے کلمات کا جواب دیں اور ان کے بیچ اگر موقع ملے تو دنیا و آخرت کی خیر و بھلائی پر مشتمل دعائیں بھی کریں۔

۵۳۲۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ مَرْفُوْعاً: ((إِذَا وَجَدَ أَحَدُكُمْ وَهُوَ فِي صَلَاتِهِ رِيْحاً فَلْيَنْصَرِفْ فَلْيَتَوَضَّأْ)). [الصحيحة: ١٤١٤]

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر نماز میں کسی کی ہوا نکل جائے تو وہ چلا جائے اور وضو کرے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۴۱۴۔ طبرانی فی الاوسط (۲۱۵۱' ۳۵۱۵)' والصغیر (۱/ ۱۳۲)

فوائد: اگر نماز کے دوران وضو ٹوٹ جائے تو دوبارہ وضو کر کے مکمل نماز دوبارہ ادا کرنا چاہئے' کیونکہ وضو نماز کے لئے شرط ہے۔

باب: ادراك الركعة بادراك الركوع

باب: رکوع میں ملنے سے رکعت کا ملنا

۵۳۳۔ عَنِ ابْنِ مُغَفَّلٍ الْمُزَنِيِّ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّﷺ: ((إِذَا وَجَدْتُمُ الْإِمَامَ سَاجِداً

سیدنا ابن مغفل مزنی کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب تم امام کو سجدہ کی حالت میں پاؤ تو اس کے ساتھ سجدہ کرو' اگر رکوع

فَاسْجُدُوْا أَوْ رَاكِعاً فَارْكَعُوْا، أَوْ قَائِماً فَقُوْمُوْا، وَلَاتَعْتَدُّوْا بِالسُّجُوْدِ إِذَا لَمْ تُدْرِكُوْا الرَّكْعَةَ)). [الصحيحة:١١٨٨]

کی حالت میں پاؤ تو اس کے ساتھ رکوع کرو اور اگر قیام کی حالت میں پاؤ تو اس کے ساتھ قیام شروع کر دو' لیکن جب تک رکوع نہ ملے اس وقت تک سجدوں کا کوئی اعتبار نہ کرو۔''

تخریج: الصحيحة ١١٨٨- اسحاق المروزی فی مسائل احمد و اسحاق (١/ ١٢٧/ ١)' بیهقی (٢/ ٨٩)

فوائد: ہر نمازی' وہ امام ہو یا مقتدی' یا منفرد' اس کے لیے سورۂ فاتحہ کا ہر نماز میں تلاوت کرنا فرض ہے' جیسا کہ سیدنا عبادہ بن صامت ﷛ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (لَاصَلٰوةَ لِمَنْ لَّمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ۔) [بخاری' مسلم] یعنی: ''جس شخص نے (نماز میں) سورۂ فاتحہ نہیں پڑھی' اس کی نماز نہیں۔'' سیدنا عبادہ بن صامت ﷛ کہتے ہیں: (كنا خلف النبی ﷺ فی صلوة الفجر فقرء رسول الله ﷺ فثقلت عليه القراء ة۔ فلما فرغ قال: (لَعَلَّكُمْ تَقْرَءُ وْنَ خَلْفَ إِمَامِكُمْ؟) قُلْنَا: نَعَمْ' هٰذًا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ۔ قَالَ ﷺ: (لَاتَفْعَلُوْا اِلَّا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ فَإِنَّهُ لَا صَلٰوةَ لِمَنْ لَّمْ يَقْرَأْ بِهَا) [ابوداود' ترمذی] یعنی: ہم لوگ نبی کریم ﷺ کی اقتدا میں نمازِ فجر ادا کر رہے تھے' جب آپ ﷺ نے نماز میں قراءت کی تو آپ ﷺ پر قراءت بھاری ہوگئی۔ جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو پوچھا: شاید تم اپنے امام کے پیچھے قراءت کرتے ہو؟ ہم نے کہا: جی ہاں' اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے فرمایا: ایسے نہ کیا کرو' ہاں سورۂ فاتحہ پڑھنی ہے' کیونکہ اس کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔ یاد رہے کہ اس حدیث کے راوی سیدنا عبادہ بن صامت ﷛ امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے قائل اور فاعل تھے۔ [كتاب القراء ة للبيهقی] اور فقہ حنفی میں یہ قانون مسلّم ہے کہ راوی اپنی روایت کو زیادہ سمجھتا ہے۔ جیسا کہ علامہ عینی حنفی نے لکھا: الصحابی الراوی اعلم بالمقصود۔ یعنی حدیث کو روایت کرنے والے صحابی اپنی روایت کے مقصود کو سب سے بڑھ کر سمجھنے والے ہوتے ہیں۔ [عمدة القاری] نیز سیدنا ابو ہریرہ ﷛ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (مَنْ صَلّٰى صَلَاةً لَمْ يَقْرَأْ فِيْهَا بِأُمِّ الْقُرْآنِ فَهِيَ خِدَاجٌ' ثَلَاثًا' غَيْرُ تَمَامٍ ......) [مسلم] ''جس شخص نے نماز پڑھی اور اس میں سورۂ فاتحہ کی تلاوت نہ کی تو وہ نماز ناقص ہے' ناقص ہے' ناقص ہے' مکمل نہیں ہے۔'' سیدنا ابو ہریرہ ﷛ سے پوچھا گیا کہ جب ہم امام کے پیچھے ہوتے ہیں (تو پھر کیسے پڑھیں؟) انھوں نے کہا: دل میں تلاوت کر لیا کرو۔ معلوم ہوا کہ اس حدیث کے راوی سیدنا ابو ہریرہ ﷛ فاتحہ خلف الامام کا فتویٰ دیتے تھے۔ سیدنا ابو ہریرہ ﷛' اہل ظاہر' امام ابن خزیمہ اور امام بخاری وغیرہ کا یہ مذہب ہے کہ جب تک قیام اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت نہیں ہوگی' رکعت کا کوئی اعتبار نہ ہوگا۔ امام البانی'' جو رکوع ملنے پر رکعت کے معتبر ہونے کے قائل ہیں' نے سیدنا ابن مغفل ﷛ کی حدیث کو صحیحہ میں ذکر کر کے صحیح قرار دیا ہے' لیکن حقیقتِ حال یہ ہے کہ یہ حدیث منقطع ہے۔ اور جن مرفوع احادیث کو بطورِ شواہد پیش کیا ہے وہ بھی ضعیف ہیں یا غیر واضح ہیں۔ (واللہ اعلم بالصواب)

٥٢٤۔ عَنْ قَيْسِ بْنِ طَلْقٍ عَنْ أَبِيْهِ، قَالَ: خَرَجْنَا سِتَّةً وَفْداً إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ خَمْسَةٌ مِّنْ بَنِي حَنِيْفَةَ وَرَجُلٌ مِنْ بَنِي ضُبَيْعَةَ بْنِ رَبِيْعَةَ، حَتّٰى قَدِمْنَا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَبَايَعْنَاهُ وَصَلَّيْنَا مَعَهُ وَأَخْبَرْنَاهُ أَنَّ بِأَرْضِنَا بِيْعَةً لَنَا، وَاسْتَوْهَبْنَاهُ مِنْ

قیس بن طلق اپنے باپ طلق ﷛ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم چھ افراد وفد کی صورت میں رسول اللہ ﷺ کی طرف نکلے' پانچ کا تعلق قبیلہ بنو حنیفہ سے تھا اور ایک کا بنو ضبیعہ بن ربیعہ سے تھا۔ ہم آپ ﷺ کے پاس پہنچے' آپ ﷺ کی بیعت کی اور آپ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی۔ ہم نے آپ ﷺ کو بتایا کہ ہماری زمین میں ایک گرجا

فَضْلِ طُهُوْرِہٖ، فَدَعَا بِمَا ءٍ فَتَوَضَّأُ مِنْهُ، وَمَضْمَضَ، ثُمَّ صَبَّ لَنَا فِي إِدَاوَةٍ، ثُمَّ قَالَ: ((اِذْهَبُوْا بِهٰذَا الْمَاءِ، فَإِذَا قَدِمْتُمْ بَلَدَكُمْ فَاكْسِرُوْا بِيْعَتَكُمْ وَانْضَحُوْا مَكَانَهَا مِنْ هٰذَا الْمَاءِ وَاتَّخِذُوْا مَكَانَهَا مَسْجِداً)) فَقُلْنَا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اَلْبَلَدُ بَعِيْدٌ، وَالْمَاءُ يَنْشُفُ، قَالَ: فَأَمِدُّوْهُ مِنَ الْمَاءِ فَإِنَّهُ لَايَزِيْدُهُ إِلَّا طِيباً۔ فَخَرَجْنَا فَتَشَاحَنَّا عَلٰى حَمْلِ الْإِدَاوَةِ، أَيُّنَا يَحْمِلُهَا فَجَعَلَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ نَوباً بَيْنَنَا،لِكُلِّ رَجُلٍ مِنَّا يَوْماً وَلَيْلَةً، فَخَرَجْنَا بِهَا حَتّٰى قَدِمْنَا بَلَدَنَا، فَعَمِلْنَا الَّذِي أَمَرَنَا، وَرَاهِبُ الْقَوْمِ رَجُلٌ مِنْ طَيِّئٍ فَنَادَيْنَا بِالصَّلَاةِ، فَقَالَ الرَّاهِبُ: دَعْوَةُ حَقٍّ ثُمَّ هَرَبَ فَلَمْ يُرَبَعْدُ۔ [الصحيحة:١٤٣٠]

ہے(ہم اسے مسجد بنانا چاہتے ہیں' اسی لئے) ہم نے آپ ﷺ سے وضو کا بچا ہوا پانی طلب کیا۔ آپ ﷺ نے پانی منگوایا' وضو کیا اور کلی کی' پھر وہ پانی ایک برتن میں انڈیلا اور ہمیں دے دیا' پھر فرمایا: ''یہ پانی لے کر چلے جاؤ' جب تم اپنے ملک میں پہنچو تو گرجا گھر کو گرادو' وہاں یہ پانی چھڑکو اور اسی جگہ پر مسجد بنا لو۔'' ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہمارا ملک بہت دور ہے' اس لئے پانی خشک ہو جائے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس میں دوسرا عام پانی ملاتے جانا وہ اس کی پاکیزگی میں اضافہ ہی کرے گا۔'' ہم نکل پڑے' لیکن پانی والے برتن کو اٹھانے کے بارے میں جھگڑنے لگے (یعنی کوئی دوسرے کو دینے کے لئے تیار نہیں تھا) آپ ﷺ نے باریاں مقرر کر دیں کہ ہر آدمی ایک رات اور دن اٹھائے گا۔ (بالآخر) ہم نکل پڑے' حتی کہ اپنے ملک میں پہنچ گئے' ہم نے وہاں وہی کیا جو آپ ﷺ نے حکم دیا تھا۔ طی قبیلے کا ایک پادری تھا' جب ہم نے اذان دی تو اس نے کہا: یہ دعوتِ حق ہے۔ (اس اقرار کے بعد) وہ کہیں بھاگ گیا اور اس کے بعد نظر نہ آیا۔

تخریج: الصحیحۃ ۱۴۳۰۔ نسائی (۷۰۲)' احمد (۴/ ۲۳)' ابن حبان (۱۶۰۲)' وقد تقدم برقم (۴۹۰)' من هذا الكتاب

فوائد: یہ حدیث اس باب کی سولہویں حدیث ہی ہے۔

باب: تكفير الصلوات الخمس للذنوب كلها

باب: نماز پنجگانہ تمام گناہوں کے کفارے کا باعث ہے

٥٣٥۔ عَنْ عُثْمَانَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((أَرَأَيْتَ لَوْكَانَ بِفِنَاءِ أَحَدِكُمْ نَهْرٌ يَجْرِيْ، يَغْتَسِلُ مِنْهُ كُلَّ يَوْمٍ خَمْسَ مَرَّاتٍ، مَاكَانَ يَبْقٰى مِنْ دَرَنِهٖ؟ قَالُوْا: لَاشَيْءَ، قَالَ: إِنَّ الصَّلَوَاتِ تُذْهِبُ الذُّنُوْبَ كَمَا يُذْهِبُ الْمَاءُ الدَّرَنَ)). [الصحيحة:١٦١٤]

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: ''تمہارا کیا خیال ہے کہ اگر کسی کے صحن کے پاس سے ایک نہر گزرتی ہو اور وہ ہر روز اس میں پانچ دفعہ غسل کرتا ہو' تو کیا کوئی میل کچیل باقی رہے گی؟'' صحابہ نے کہا: ذرا برابر (میل باقی) نہیں رہے گی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نمازیں' گناہوں کو ایسے مٹا دیتی ہیں' جیسے پانی میل کو ختم کر دیتا ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۶۱۴۔ احمد (۱/ ۷۱۔۷۲)' ابن ماجہ (۱۳۹۷)' ابن نصر فی الصلاۃ (۸۵۸۴)' والضیاء فی المختارۃ (۳۱۶' ۳۱۷)

فوائد: نبی کریم ﷺ نے نماز کی فضیلت وعظمت سمجھانے کے لئے محسوس چیز کی مثال دے کر امتیوں کے ذہن کو غیر محسوس چیز کی طرف منتقل کرنا چاہا ہے' یعنی نہانے سے میل کچیل کے صاف ہو جانے کو ہر کوئی محسوس کرتا ہے' یہ معاملہ نماز کا ہے کہ اس کی وجہ سے نمازی کی روح سے گناہوں کی نجاست دور ہو جاتی ہے' سیدنا ابو ہریرہ ؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (الصلوات اَلْخَمسُ' وَالْجُمُعَة اِلَى الْجُمُعَةِ' كَفَّارَةٌ لِمَا بَيْنَهُنَّ' مَا لَمْ تَغْشِ الْكَبَائِرَ۔) [مسلم] یعنی: پانچ نمازوں (میں سے ہر نماز دوسری نماز تک) اور ہر جمعہ دوسرے جمعہ تک کے گناہوں کا کفارہ بن جاتے ہیں' جب تک کبیرہ گناہوں کا ارتکاب نہ کیا جائے۔ ذہن نشین رہے کہ اس حدیث کا یہ مفہوم بھی ہے کہ جو انسان سات آٹھ دنوں تک' یا تیس اکتیس دنوں تک' یا کئی مہینوں تک غسل نہیں کرتا' اس کی ظاہری کیفیت کیا ہوتی ہے؟ ہر کوئی بخوبی سمجھتا ہے کہ نجاست اور میل کچیل سے اس قدر لتھڑا ہوا ہوگا کہ اس سے کراہت آئے گی' اسی طرح جو آدمی کچھ دنوں تک یا کئی مہینوں تک نماز کی ادائیگی سے غافل رہتا ہے' وہ روحانی طور پر اتنا نجس اور گندا ہو جاتا ہے کہ اس کے چہرے سے نحوست ٹپک رہی ہوتی ہے۔

فضل اربع ركعات قبل الظهر

ظہر سے پہلے چار رکعات کی فضیلت کا بیان

٥٣٦۔عَنْ أَبِي صَالِحٍ مَرْفُوعاً مُرْسَلاً: ((أَرْبَعُ رَكَعَاتٍ قَبْلَ الظُّهْرِ يَعْدِلْنَ بِصَلاَةِ السَّحَرِ)).

[الصحيحة: ١٤٣١]

ابو صالح مرفوعًا اور مرسلًا دونوں طرح بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نمازِ ظہر سے قبل چار سنتیں' سحری کے وقت کی نماز کے برابر ہو جاتی ہیں۔''

تخریج: الصحیحة ۱۴۳۱۔ ابن ابی شیبة (۲/ ۱۹۹)' مرسلاً' ابو احمد العدل فی الفوائد (ق ۲۷۷/ ۱)' عن ابن عمر ؓ مرفوعاً' ابن نصر المروزی فی قیام اللیل (ص: ۷۸)' والترمذی' من حدیث عمر ؓ۔

فوائد: ظہر سے قبل چار رکعت نفل (جنھیں عام طور پر سنتیں کہا جاتا ہے) پڑھنا مسنون ہیں' اس حدیث میں ان کی فضیلت کو ثابت کرنے کے لئے سحری کے وقت کی نمازِ تہجد سے تشبیہ دی گئی' اس کی وجہ یہ ہے کہ سحری کے وقت کی نماز انتہائی افضل ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي جَنَّاتٍ وَّ عُيُونٍ٥ ...... كَانُوا قَلِيلًا مِّنَ اللَّيْلِ مَا يَهْجَعُونَ٥ وَبِالْأَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُونَ٥﴾ (سورۂ ذاریات: ۱۵' ۱۷' ۱۸) ترجمہ: ''بیشک پرہیزگار لوگ باغات اور چشموں میں ہوں گے۔...... (ان کی صفات یہ ہیں کہ) وہ رات کو کم سوتے ہیں اور سحریوں کے وقت بخشش طلب کرتے ہیں۔'' ارشادِ نبوی ہے: لوگو! سلام کو عام کرو' (لوگوں کو) کھانا کھلاؤ' جب لوگ رات کو سو رہے ہوں تو نمازِ (تہجد) پڑھو' سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔ [ترمذی] سحری کے وقت کی فضیلت و عظمت کا اندازہ لگائیں کہ سیدنا ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب ایک تہائی رات باقی رہ جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ آسمانِ دنیا پر نازل ہو کر کہتے ہیں: کوئی ہے جو مجھے پکارے' تاکہ میں اس کی دعا قبول کروں۔ کوئی ہے جو مجھ سے مانگے' تاکہ میں اس کو عطا کر دوں۔ کوئی ہے جو مجھ سے بخشش طلب کرے' تاکہ میں اس کو بخش دوں۔'' (بخاری' مسلم) سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (مَامِنْ عَبْدٍ مُسْلِمٍ يُصَلِّي لِلّٰهِ كُلَّ يَوْمٍ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً تَطَوُّعًا غَيْرَ فَرِيْضَةٍ أَلَّا بَنَى اللّٰهُ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ۔) [مسلم] ترجمہ: جو مسلمان ہر روز اللہ تعالیٰ کے لئے بارہ (12) رکعت نفلی نماز پڑھتا ہے' اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں ایک گھر بنا دیں گے۔ ترمذی کی روایت کے مطابق ان بارہ رکعات کی تفصیل یہ ہے: فجر سے پہلے دو' ظہر سے پہلے چار اور اس کے

بعد دو مغرب کے بعد دو اور عشاء کے بعد دو۔ ان بارہ رکعات میں ظہر سے پہلے والی چار سنتیں بھی داخل ہیں۔ سیدہ ام حبیبہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (مَنْ صَلّٰى أَرْبَعَ رَكْعَاتٍ قَبْلَ الظُّهْرِ وَأَرْبَعًا بَعْدَهَا حَرَّمَهُ اللّٰهُ عَلَى النَّارِ۔) [ابوداود، ترمذی، ابن ماجہ] ترجمہ: ''جو شخص باقاعدگی سے ظہر سے پہلے چار اور اس کے بعد چار رکعتیں ادا کرتا رہا تو اللہ تعالیٰ اسے آتشِ جہنم کے لئے حرام کردے گا۔'' لہٰذا ہمیں چاہئے کہ پہلی فرصت میں فرض نمازوں کا اہتمام کریں اور اس کے بعد ان سے پہلے اور بعد والی سنتوں کا۔

باب: الامر بالتحية فى خطبة الجمعة

باب: خطبہ جمعہ کے دوران تحیۃ المسجد کی تاکید

۵۳۷۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: ((دَخَلَ سُلَيْكٌ الْغِطْفَانِيُّ الْمَسْجِدَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَخْطُبُ النَّاسَ، فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ، وَلَا تَعُوْدَنَّ لِمِثْلِ هٰذَا)). يَعْنِيَ التَّاْخِيْرَ فِي الْمَجِيْءِ إِلَى الْجُمُعَةِ. قَالَ: فَرَكَعَهُمَا ثُمَّ جَلَسَ.))

[الصحيحة: ٤٦٦، ٢٨٩٣]

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ سلیک غطفانی جمعہ کے روز مسجد میں داخل ہوا، آپ ﷺ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے، آپ ﷺ نے اسے فرمایا: ''دو رکعتیں پڑھ لے اور دوبارہ ایسے نہیں کرنا۔'' یعنی نماز جمعہ کے لیے آنے میں تاخیر نہیں کرنی۔ (جابر رضی اللہ عنہ) کہتے ہیں کہ اس نے دو رکعتیں پڑھیں، پھر بیٹھ گیا۔

تخريج: الصحيحة ۴۶۶، ۲۸۹۳۔ ابن حبان (۲۵۰۴)، دار قطنی (۲/ ۱۶)

فوائد: نمازِ ظہر سے پہلے چار سنتیں مسنون ہیں، جیسا کہ سابقہ حدیث میں گزر چکا ہے، لیکن نمازِ جمعہ سے پہلے کوئی معین سنتیں نہیں ہیں، البتہ خطبہ شروع ہونے سے پہلے آپ ﷺ نے نمازی کو اس کی مرضی کے مطابق نفل نماز پڑھنے کی اجازت دی ہے۔ [بخاری] اور جمعہ کے بعد دو [بخاری، مسلم] یا چار [مسلم] سنتیں ادا کرنا مسنون ہیں۔ اس حدیث میں سلیک غطفانی کو جن دو رکعتوں کے پڑھنے کا حکم دیا جا رہا ہے، وہ تحیۃ المسجد ہیں۔ دو رکعتوں کا حکم دینے کے بعد نبی کریم ﷺ نے خطبۂ جمعہ میں تاخیر سے آنے سے منع فرمایا ہے، سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: خطبہ میں حاضر ہوا کرو اور امام کے قریب ہو کر بیٹھا کرو، (خواہ مخواہ تاخیر کرنے سے بچو) کیونکہ آدمی (اپنی غفلت کی بنا پر) اس قسم کی تاخیر کرتا رہتا ہے، یہاں تک کہ اسے جنت سے مؤخر کر دیا جاتا ہے اگرچہ اس نے داخل بھی ہونا ہو۔ [صحیحہ: ۳۶۵] اس حدیث میں اور دوسری احادیث میں رسول اللہ ﷺ نے خطبہ کے دوران دو رکعت نماز پڑھنے کا حکم دیا ہے، معلوم نہیں کہ بعض افراد خطبہ کے دوران اس سنت پر عمل کرنے سے کیوں روکتے ہیں۔

اهمية السترة

سترہ کی اہمیت کا بیان

۵۳۸۔ عَنْ عَبْدِالْمَلِكِ بْنِ الرُّبَيِّعِ بْنِ سَبْرَةَ بْنِ مَعْبَدٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ جَدِّهِ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِسْتَتِرُوْا فِي صَلَاتِكُمْ (وَفِي رِوَايَةٍ: لِيَسْتَتِرْ أَحَدُكُمْ فِي صَلَاتِهِ) وَلَوْ بِسَهْمٍ)).

عبد الملک بن ربیع بن سبرہ بن معبد اپنے باپ ربیع اور وہ ان کے دادا سبرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نماز میں سترہ رکھا کرو'' اور ایک روایت میں ہے کہ: ''تم میں سے ہر ایک کو چاہئے کہ وہ نماز میں سترہ رکھے۔'' اگرچہ وہ تیر ہی

ہو۔ [الصحيحة:٢٧٨٣]

تخریج: الصحیحة ۲۷۸۳۔ ابن خزیمة (۸۰۱)' احمد (۳/ ۴۰۴)' ابویعلی (۹۴۱)' حاکم (۱/ ۵۵۲)

فوائد: آدمی کا نماز میں اپنے سامنے سترہ رکھنا رسول اللہ ﷺ کا مبارک طریقہ تھا' لیکن اب اس سنتِ مبارکہ سے انتہائی غفلت برتی جا رہی ہے۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم مدینہ میں تھے' جب مؤذن نمازِ مغرب کی اذان سے فارغ ہوتا' تو صحابہ کرام (مسجد کے) ستونوں کی طرف بڑھتے اور انھیں (سترہ بنا کر مغرب سے پہلے) دو رکعتیں پڑھتے۔ (مسلم) اس حدیث سے ثابت ہوا کہ مسجد میں بھی سترے کا اہتمام کرنا چاہیے۔ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (اِذَا صَلّٰی اَحَدُکُم فَلْیُصِلِّ اِلٰی سُتْرَۃٍ' وَلْیَدْنُ مِنْھَا) [ابوداود' ابن ماجہ] یعنی: جب کوئی آدمی نماز پڑھے تو سترہ سامنے رکھ کر نماز پڑھے اور اس کے قریب ہو کر کھڑا ہو۔ سترہ کے مزید احکام پہلے گزر چکے ہیں۔

باب شفع الاذان و ایتار الاقامة

اذان دوہری اور اقامت اکہری کہنے کا بیان

۵۳۹۔ عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِشْفَعِ الْاَذَانَ، وَأَوْتِرِ الْإِقَامَةَ)).

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اذان دوہری اور اقامت اکہری کہا کر۔''

[الصحيحة:١٢٧٦]

تخریج: الصحیحة ۱۲۷۶۔ دارقطنی فی الافراد (رقم ۵۰ ج ۲)' وله شاهد عند الخطیب (۴/ ۳۴۴)

فوائد: سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (اُمِرَ بِلَالٌ اَنْ یَّشْفَعَ الْاَذَانَ وَیُوْتِرَ الْاِقَامَۃَ) [بخاری' مسلم] یعنی: سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو (رسول اللہ ﷺ کی طرف سے یہ) حکم دیا گیا کہ وہ اذان کے کلمات دو دو مرتبہ اور اقامت کے الفاظ ایک ایک دفعہ کہیں (یعنی اذان دوہری ہو اور اقامت اکہری)۔ اذان اور اقامت کا یہی انداز سیدنا عبداللہ بن زید بن عبدربہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں بیان کیا گیا۔ [ابوداود' ابن ماجہ] ترجیع والی اذان کہنا بھی سنت ہے' جس میں شہادتین کا چار چار دفعہ ذکر ہوتا ہے۔ (مسلم) جب رسول اللہ ﷺ نے سیدنا ابومحذورہ رضی اللہ عنہ کو ترجیع والی اذان سکھائی تو اس کے ساتھ اقامت کے دو دو کلمات کی تعلیم دی۔ (ابوداود' ترمذی' نسائی' ابن ماجہ) یاد رہے کہ سیدنا ابومحذورہ رضی اللہ عنہ اپنی وفات یعنی ۵۹ھ تک مکہ مکرمہ میں مؤذن مقرر رہے اور ترجیع والی اذان دیتے رہے' اس سے ان لوگوں کا رد ہو جاتا ہے جو ترجیع والی اذان کو تسلیم نہ کرنے کیلئے یہ بہانہ پیش کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ابومحذورہ کو تعلیم دینے کی خاطر شہادتین کا دوبارہ تذکرہ کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں تمام سنتوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

کراهية الصلاة عندالاقامة

اقامت کے وقت نماز پڑھنے کی کراہت کا بیان

۵۴۰۔ عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: رَأٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَجُلًا يُصَلِّي، وَالْمُؤَذِّنُ يُقِيْمُ، فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَصَلَاتَانِ مَعًا؟))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو نماز پڑھتے دیکھا اور اُدھر مؤذن اقامت کہہ رہا تھا' آپ ﷺ نے اس نمازی کو کہا: ''کیا دو نمازیں اکٹھی (پڑھی جا سکتی ہیں)؟''

تخریج: الصحیحة ۲۵۸۸۔ ابویعلی (۵۹۸۵)

فوائد: اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ اقامت کے بعد صرف فرضی نماز ہوتی ہے' اگر کوئی آدمی' جس نے اس نماز میں شریک ہونا

ہے' کوئی اور نفلی نماز یا سنتیں پڑھ رہا ہے تو گویا وہ دو فرضی نماز پڑھنا چاہتا ہے۔ یعنی آپ ﷺ کا ڈانٹنے کا ایک انداز تھا۔ نیز سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (إِذَا أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَلَا صَلٰوةَ إِلَّا الْمَكْتُوبَة۔) [مسلم] یعنی: جب (فرض) نماز کے لئے اقامت کہہ دی جائے تو اس فرض نماز کے علاوہ کوئی نماز نہیں ہوتی۔ معلوم ہوا کہ جب فرض نماز کے لئے اقامت کہہ دی جائے تو کوئی نفل نماز نہیں ہوتی' جو لوگ سنتیں وغیرہ پڑھ رہے ہوں' انھیں چاہئے وہ فوراً جماعت میں شریک ہوں اور اپنی نماز ترک کر دیں۔

من إجابة الدعاء عند الاقامة

اقامت کے وقت دعا کے قبول ہونے کا بیان

۵۴۱۔ عَنْ مَكْحُولٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((اُطْلُبُوْا إِجَابَةَ الدُّعَاءِ عِنْدَ الْتِقَاءِ الْجُيُوْشِ وَإِقَامَةِ الصَّلَاةِ وَنُزُوْلِ الْمَطَرِ)).

[الصحيحة: ۱٤٦٩]

مکحول کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اس وقت قبولیتِ دعا چاہو جب (میدانِ جنگ میں اسلام اور کفر کے) لشکر آپس میں ٹکرا رہے ہوں' نماز کے لئے اقامت کہی جا رہی ہو اور بارش کا نزول ہو رہا ہو۔''

تخریج: الصحیحة ۱۴۶۹۔ شافعی فی الام (۱/ ۲۲۳۔ ۲۲۴)' عن مکحول مرسلاً' ابوداود (۲۵۴۰)' عن سھل بن سعد رضی اللہ عنہ۔

فوائد: حدیث اپنے مفہوم میں بالکل واضح ہے کہ ان تین اوقات میں دعائیں قبول ہوتی ہیں۔

فضل السجدة

سجدہ کی فضیلت کا بیان

۵٤۲۔ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ، قَالَ أَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْتُ: مُرْنِي بِأَمْرٍ أَنْقَطِعُ بِهِ قَالَ: ((اِعْلَمْ أَنَّكَ لَاتَسْجُدُ لِلّٰهِ سَجْدَةً إِلَّا رَفَعَكَ اللّٰهُ بِهَا دَرَجَةً، وَحَطَّ بِهَا عَنْكَ خَطِيْئَةً)).

[الصحيحة: ۱٤۸۸]

سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہا: آپ مجھے ایسا حکم دیں کہ میں اسی کا ہو کر رہ جاؤں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جان لے کہ تو جب بھی اللہ تعالیٰ کے لئے سجدہ کرتا ہے وہ تجھے ایک درجہ بلند کر دیتا ہے اور اس (سجدے) کی وجہ سے تیرا ایک گناہ مٹا دیتا ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۱۴۸۸۔ احمد (۵/ ۲۴۸۔ ۲۴۹)' ابن نصر فی الصلاۃ (۳۰۱)

فوائد: اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ کرنا انتہائی عاجزی و انکساری کا اظہار ہے' یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے دشمن شیطان کو اس طریقۂ بندگی سے بہت زیادہ تکلیف ہوتی ہے' جیسا کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب آدم کا (مسلمان) بیٹا سجدۂ تلاوت والی آیت کی تلاوت کر کے سجدہ کرتا ہے تو شیطان اس سے دور ہو جاتا ہے' اس حال میں کہ وہ رو رہا ہوتا ہے اور کہتا ہے: ہائے میری ہلاکت! ابن آدم کو سجدے کا حکم دیا گیا' (اس نے اس حکم کو تسلیم کرتے ہوئے) سجدہ کیا' اسے جنت ملے گی اور جب مجھے سجدے کا حکم دیا گیا تو میں نے انکار کر دیا' جس کی وجہ سے مجھے آتشِ دوزخ ملے گی۔ [مسلم] نبیٔ کریم ﷺ نے سیدنا ربیعہ رضی اللہ عنہ کو جنت میں اپنی مرافقت کے حصول کیلئے کثرت سے سجدے کرنے کا حکم دیا۔ [مسلم] لہٰذا ہمیں چاہئے کہ ہم کثرت سے نفلی نماز پڑھیں' تا کہ زیادہ سے زیادہ سجدے کرنے کا شرف حاصل ہو اور قرآن مجید کی تلاوت کریں تا کہ سجدۂ تلاوت والی آیات پڑھنے اور پھر

سجدے کرنے کا موقع ملے۔ یاد رہے کہ سجدۂ تلاوت والی آیت کے بعد فوراً سجدہ کرنا چاہئے' جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کی سنت سے معلوم ہوتا ہے۔

ومن استحباب غسل الجمعة

جمعہ کے دن غسل کے مستحب ہونے کا بیان

٥٤٣۔ عَنْ طَاوُسٍ الْيَمَانِيِّ، قَالَ: قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ: زَعَمُوا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اغْتَسِلُوْا يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَاغْسِلُوْا رُؤُوْسَكُمْ، وَإِنْ لَّمْ تَكُوْنُوْا جُنُبًا وَمَسُّوْا مِنَ الطِّيْبِ))؟ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: أَمَّا الطِّيْبُ، فَلَا أَدْرِيْ، وَأَمَّا الْغُسْلُ فَنَعَمْ۔ [الصحيحة: ٣٥١٠]

طاؤس یمانی کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ لوگ اس قسم کی بات کر رہے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جمعہ کے دن غسل کیا کرو اور سروں کو بھی (اچھی طرح) دھویا کرو' اگرچہ تم جنابت کی حالت میں نہ ہو اور خوشبو بھی لگایا کرو۔'' سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: خوشبو کا تو مجھے علم نہیں' البتہ غسل کے بارے میں یہی بات ہے۔

تخریج: الصحيحة ۳۵۱۰۔ ابن خزيمة (۱۷۵۹)' ابن حبان (۲۷۸۲)' احمد (۱/ ۲۶۵)' بخاری (۸۸۴' ۸۸۵)' مسلم (۸۴۸)' بمعناه

فوائد: سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما جمعہ کے دن خوشبو لگانے کے بارے میں لاعلمی کا اظہار کر رہے ہیں' جبکہ سیدنا ابوسعید خدری' سیدنا سلمان اور سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہم کی احادیث میں جمعۂ مبارکہ کے روز خوشبو لگانے کی فضیلت بیان کی گئی ہے۔ لہذا خوشبو لگانا مسنون عمل ہے۔ جمعۃ المبارک کے دن غسل کرنا انتہائی اہم عمل ہے' جیسا کہ سیدنا ابوسعید خدری سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (اَلْغُسْلُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَاجِبٌ عَلٰى كُلِّ مُحْتَلِمٍ۔) [بخاری' مسلم] ہر بالغ پر جمعہ کا غسل واجب ہے۔ یہ غسل باعث اجر عظیم ہے' جیسا کہ سیدنا اوس بن اوس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے جمعہ کے روز اچھی طرح غسل کیا اور (جمعہ کی ادائیگی کے لئے) جلدی اور پیدل آیا' نہ کہ سوار ہو کر اور امام کے قریب ہو کر بیٹھا' خطبہ سنا اور کوئی لغو کام نہ کیا تو اسے اس کے ہر قدم کے بدلے ایک سال کے عمل یعنی ایک سال کے روزوں اور ایک سال کی تہجد کا ثواب ملے گا۔ [ابوداود] درج ذیل سے پتہ چلتا ہے کہ یہ غسل کرنا فرض نہیں' افضل و مستحب ہے۔ سیدنا سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (مَنْ تَوَضَّأَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَبِهَا وَنِعْمَتْ وَمَنِ اغْتَسَلَ فَالْغُسْلُ أَفْضَلُ۔) [ابوداود' ترمذی' نسائی] یعنی: جمعہ کے دن جس نے وضو کیا اس نے اچھا اور بہتر کیا اور جس نے غسل کیا تو غسل افضل اور بہترین ہے۔

افترض الله على عباده صلوات خمسا

اللہ نے اپنے بندوں پر پانچ نمازیں فرض کی ہیں

٥٤٤۔ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: سَأَلَ رَجُلٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! كَمِ افْتَرَضَ اللّٰهُ۔ عَزَّوَجَلَّ۔ عَلٰى عِبَادِهِ مِنَ الصَّلَوَاتِ، قَالَ: ((افْتَرَضَ اللّٰهُ عَلٰى عِبَادِهِ صَلَوَاتٍ خَمْسًا)) قَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! هَلْ قَبْلَهُنَّ أَوْ بَعْدَهُنَّ شَيْءٌ؟ قَالَ:

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کرتے ہوئے کہا: اے اللہ کے رسول! اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر کتنی نمازیں فرض کیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر پانچ نمازیں فرض کیں۔'' اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! آیا ان سے پہلے یا بعد میں بھی کوئی نماز فرض

((افْتَرَضَ اللّٰهُ عَلٰی عِبَادِهٖ صَلَوَاتٍ خَمْسًا)) [قَالَهَا ثَلَاثًا] فَحَلَفَ الرَّجُلُ[بِاللّٰهِ] لَا يَزِيْدُ عَلَيْهِ شَيْئًا وَلَا يَنْقُصُ مِنْهُ شَيْئًا۔ قَالَ ﷺ: ((إِنَّ صِدْقَ لَيَدْخُلَنَّ الْجَنَّةَ)). [الصحيحة:٢٧٩٤]

ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالی نے اپنے بندوں پر پانچ نمازیں فرض کی ہیں۔'' آپ ﷺ نے تین دفعہ یہ بات دوہرائی۔ اس آدمی نے اللہ کی قسم اٹھاتے ہوئے کہا کہ میں ان (پانچ نمازوں) میں زیادتی کروں گا نہ کمی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر (اپنے دعوے میں) سچا ہے تو جنت میں ضرور داخل ہوگا۔''

تخریج: الصحیحة ۲۷۹۴۔ نسائی (۴۶۰)' احمد (۳/ ۲۶۷)' ابن حبان (۱۴۴۷)

فوائد: حدیثِ مبارکہ سے معلوم ہوا کہ ایک دن میں پانچ نمازیں فرض ہیں' نیز یہ بھی پتہ چلا کہ جو آدمی پانچ نمازوں کی حفاظت کرے گا' اللہ تعالی اسے جنت میں داخلہ نصیب فرمائے گا۔ نمازوں سے پہلے اور بعد والی سنتیں فرض نہیں ہیں' لیکن ان کی ادائیگی پر بے حد اجر وثواب کی بشارتیں سنائی گئی ہیں' جیسا کہ سیدہ ام حبیبہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (مَامِنْ عَبْدٍ مُسْلِمٍ يُصَلِّيْ لِلّٰهِ كُلَّ يَوْمٍ ثِنْتَيْ عَشَرَةَ رَكْعَةً تَطَوُّعًا غَيْرَ فَرِيْضَةٍ اِلَّا بَنَى اللّٰهُ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ۔) [صحیح مسلم] ترجمہ: جو مسلمان ہر روز اللہ تعالی کے لئے بارہ رکعت نفلی نماز پڑھتا ہے' اللہ تعالی اس کے لئے جنت میں ایک گھر بنا دیں گے۔ ترمذی کی روایت کے مطابق ان بارہ رکعات کی تفصیل یہ ہے: فجر سے پہلے دو' ظہر سے پہلے چار اور اس کے بعد دو' مغرب کے بعد دو اور عشاء کے بعد دو۔ اسی نفلی نماز کو ہمارے معاشرے میں سنتِ مؤکدہ کہا جاتا ہے۔ علمائے حدیث نے اس حدیث سے یہ استدلال بھی کیا ہے کہ نمازِ وتر فرض نہیں ہے' بلکہ وہ نفلی نماز ہے اور ان شاء اللہ یہ استدلال درست ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

باب: فضل صلاة الصبح جماعة يوم الجمعة

باب: جمعہ کے دن نماز فجر باجماعت ادا کرنے کی فضیلت

٥٤٥۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّهُ قَالَ: لِحُمْرَانَ بْنِ أَبَانَ: مَامَنَعَكَ أَنْ تُصَلِّيَ فِي جَمَاعَةٍ؟ قَالَ: قَدْ صَلَّيْتُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فِي جَمَاعَةِ الصُّبْحِ، قَالَ: أَوَمَابَلَغَكَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ:((أَفْضَلُ الصَّلَوَاتِ عِنْدَاللّٰهِ صَلَاةُ الصُّبْحِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فِي جَمَاعَةٍ)). [الصحيحة:١٥٦٦]

سیدنا عبد اللہ بن عمر ﷺ نے حمران بن ابان سے کہا: تم نے نماز باجماعت ادا کیوں نہیں کی؟ انھوں نے کہا: میں نے جمعہ کے دن نمازِ فجر جماعت کے ساتھ ادا کی ہے۔ سیدنا ابن عمر ﷺ نے کہا: کیا تجھے یہ بات نہیں پہنچی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالی کے ہاں سب سے افضل نماز جمعہ کے دن والی فجر ہے' جسے باجماعت ادا کیا جائے۔''

تخریج: الصحیحة ۱۵۶۶۔ ابونعیم فی الحلیة (۷/ ۲۰۷)' ابن الجوزی فی العلل (۱/ ۴۶۱' ۴۶۲) تعلیقًا

فوائد: نمازِ فجر کی ادائیگی عظیم اجر وثواب پر مشتمل عمل ہے' جیسا کہ سیدنا ابوموسی ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (من صلى البردين دخل لجنة۔) [بخاری' مسلم] یعنی: جس نے ٹھنڈے کے وقت کی دو نمازیں (یعنی نمازِ فجر اور نمازِ عصر) ادا کیں' وہ جنت میں داخل ہوگا۔ جبکہ سیدنا جندب بن سفیان ﷺ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (من صلى الصبح فهو في ذمة الله۔) [مسلم] یعنی: جو آدمی نمازِ صبح ادا کر لیتا ہے' وہ اللہ تعالی کی حفاظت میں آ جاتا ہے۔ بہر حال مذکورہ بالا حدیث کی روشنی میں یہ کہا جا سکتا

ہے کہ نمازِ فجر کے جتنے فضائل بیان کئے گئے ہیں، وہ ہر روز کی اِس نماز کو شامل ہیں، لیکن جمعہ کے روز نمازِ فجر کا اجر وثواب سب سے زیادہ ہوتا ہے۔

استحباب قرأة المعوذتين في دبر كل صلاة
ہر نماز کے بعد معوذتین کے پڑھنے کا مستحب ہونا

٥٤٦۔ عَنْ عُقْبَةَ، قَالَ: قَالَ لِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اقْرَؤُوْا الْمُعَوِّذَاتِ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ)). [الصحيحة:٦٤٥]

سیدنا عقبہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: ''ہر نماز کے بعد معوذات سورتیں (یعنی سورۃ الفلق اور سورۃ الناس) پڑھا کرو۔''

تخریج: الصحیحۃ ۶۴۵۔ نسائی (۱۳۳۷)، ابن خزیمۃ (۷۵۵)، حاکم (۱/ ۲۵۳)، ابن حبان (۲۰۰۴)، واللفظ لھم الا النسائی

فوائد: عام طور پر فرض نمازوں کے بعد ''آیۃ الکرسی'' کی تلاوت کی جاتی ہے، لیکن اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ''سورۃ الفلق'' اور ''سورۃ الناس'' کی تلاوت بھی کرنی چاہئے۔

اقامة الصف من حسن الصلاة
صفوں کو سیدھا کرنا نماز کا حسن ہے

٥٤٧۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((أَقِيْمُوْا الصَّفَّ فِي الصَّلَاةِ، فَإِنَّ إِقَامَةَ الصَّفِّ مِنْ حُسْنِ الصَّلَاةِ)). [الصحيحة:٣٩٩٤]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نماز میں صفوں کو سیدھا کیا کرو، بلاشبہ صفوں کا سیدھا کرنا نماز کا حسن ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۹۹۴۔ بخاری (۷۲۲)، مسلم (۴۳۵)، احمد (۲/ ۳۱۴)، ابن حبان (۲۱۷۷)

فوائد: نماز با جماعت کے دوران صفوں کو سیدھا کرنا، ایک صف میں کھڑے لوگوں کا بالکل سیدھے کھڑا ہونا اور آپس میں مل کر کھڑے ہونا نماز باجماعت کا اہم عنصر ہے۔ جیسا کہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (سووا صفوفكم فان تسوية الصفوف من اقامة الصلاة۔) [بخاری، مسلم] یعنی: اپنی صفیں برابر کیا کرو، کیونکہ صفوں کو برابر کرنا اقامتِ نماز میں سے ہے۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ تکبیرِ تحریمہ سے قبل ہماری طرف متوجہ ہو کر فرماتے: (تراصوا واعتدلوا۔) [مسلم] یعنی: آپس میں مضبوطی سے مل جاؤ اور برابر ہو جاؤ۔ سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (اقيموا الصفوف وحاذوا بين المناكب وسدوا الخلل ولينوا بايدي اخوانكم ولا تذروا فرجات للشيطان ومن وصل صفا وصله الله ومن قطع صفا قطعه الله۔) [ابوداود] یعنی: صفوں کو سیدھا کرو، کندھوں کو (ایک لائن میں کر کے) برابر کرو، اپنے بھائیوں کے حق میں نرم ہو جاؤ، شیطان کے لئے (صفوں میں) خالی جگہیں مت چھوڑو، جس نے صف کو ملایا اللہ تعالی اسے ملائے اور جس نے صف کو کاٹا اللہ تعالی اسے کاٹے۔ مذکورہ چار اور دیگر احادیثِ مبارکہ میں صفوں کو برابر کرنے اور مل کر کھڑے ہونے کی تعلیم دی گئی ہے، اللہ تعالی ہمیں عمل کرنے کی توفیق سے نوازے۔ (آمین) ان واضح فرامین نبوی ﷺ کے باوجود بعض لوگ صفوں کو سیدھا کرنے اور ایک دوسرے کے ساتھ مل کر کھڑے ہونے سے گریز کرتے ہیں۔ اگر کوئی ملنا چاہے تو وہ پرے ہٹ جاتے ہیں۔ اس کو سوائے ان کی

بدنصیبی کے اور کیا کہا جا سکتا ہے کہ وہ دوسرے نمازی سے پرے نہیں ہٹتے بلکہ فرمان رسول ﷺ سے پرے ہٹتے ہیں۔

اهمية سد الخلل الصف

صف کے شگافوں کو بند کرنے کی اہمیت کا بیان

٥٤٨- عَنْ أَبِي شَجَرَةٍ مَرْفُوعاً: ((أَقِيمُوا الصُّفُوْفَ، فَإِنَّمَا تَصُفُّوْنَ كَصُفُوْفِ الْمَلَائِكَةِ حَاذُوْا بَيْنَ الْمَنَاكِبِ وَسُدُّوْا الْخَلَلَ، وَلَاتَذَرُوْا فُرُجَاتٍ لِلشَّيْطَانِ وَمَنْ وَصَلَ صَفاً وَصَلَهُ اللّٰهُ)). [الصحيحة:٧٤٣]

سیدنا ابو شجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''صفوں کو سیدھا کرو' تم نے تو فرشتوں کی صفوں کی طرح صفیں بنانی ہیں' مونڈھوں کو برابر (ایک لائن میں) رکھو' صف کے شگافوں کو پر کرو اور شیطان کے لئے کوئی خلا نہ چھوڑو' جس نے صف کو ملایا' اللہ تعالی اسے (اپنی رحمت کے ساتھ) ملائے گا۔''

تخریج: الصحیحة ۷۴۳- دولابی فی الکنی (۱/ ۳۹)' بیهقی (۳/ ۱۰۱)' عن ابی شجرة مرسلاً' ابوداود (۶۶۶)' من طریق ابی شجرة کثیر: مرة عن ابی عمر رضی اللہ عنہ مرفوعاً

فوائد: گزشتہ حدیث میں اللہ تعالی کے فضل و کرم سے اس مسئلہ کہ وضاحت ہو چکی ہے' سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس آئے اور فرمایا: (الا تصفون كما تصف الملائكة عند ربها) کیا تم لوگ اس طرح صف بندی نہیں کرتے' جس طرح فرشتے اپنے ربّ کے ہاں کرتے ہیں؟ ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! فرشتے اللہ تعالی کے ہاں صف بندی کیسے کرتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: (يتمون الصوف الاولى ويتراصون في الصف) [مسلم] یعنی: وہ ''پہلے اگلی صفوں کو مکمل کرتے ہیں اور صف میں ایک دوسرے کے ساتھ مضبوطی سے مل کر کھڑے ہوتے ہیں۔'' خوشخبری سنایئے ان لوگوں کو جو اللہ تعالی کے حضور بندگی کے وقت فرشتوں کی صفوں کی طرح صفیں بناتے ہیں۔

من فضل صلاة الفجر و الضحى

فجر اور ضحیٰ کی نماز کی فضیلت کا بیان

٥٤٩- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَعْثاً، فَأَعْظَمُوا الْغَنِيْمَةَ، وَأَسْرَعُوا الْكَرَّةَ، فَقَالَ رَجُلٌ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! مَارَأَيْنَا بَعْثَ قَوْمٍ بِأَسْرَعَ كَرَّةً وَأَعْظَمَ غَنِيْمَةً مِنْ هٰذَا الْبَعْثِ، فَقَالَ: ((أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِأَسْرَعَ كَرَّةً وَأَعْظَمَ غَنِيْمَةً مِنْ هٰذَا الْبَعْثِ؟ رَجُلٌ تَوَضَّأَ فِي بَيْتِهِ فَأَحْسَنَ وُضُوْئَهُ ثُمَّ تَحْمِلُ إِلَى الْمَسْجِدِ فَصَلَّى فِيْهِ الْغَدَاةَ، ثُمَّ عَقَّبَ بِصَلَاةِ الضُّحٰى، فَقَدْ أَسْرَعَ الْكَرَّةَ، وَأَعْظَمَ الْغَنِيْمَةَ)). [الصحيحة:٢٥٣١]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک ایسا (جہادی) لشکر روانہ کیا' جس نے بکثرت غنیمت حاصل کی اور بہت جلدی واپس لوٹا۔ ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم نے کوئی ایسا لشکر نہیں دیکھا جو اس سے جلدی لوٹنے والا اور زیادہ غنیمت حاصل کرنے والا ہو۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا میں تمہارے لئے (ایسے لشکر کی) نشاندہی نہ کروں جو اس سے بھی جلدی لوٹنے والا اور زیادہ غنیمت حاصل کرنے والا ہے؟ ایک آدمی جو گھر میں اچھے انداز میں وضو کرتا ہے' پھر مسجد کی طرف جاتا ہے' نماز فجر ادا کرتا ہے' پھر نمازِ ضحیٰ کے لئے وہیں بیٹھا رہتا ہے (یہاں تک کہ وہ نماز پڑھ لیتا ہے)' ایسا آدمی جلدی لوٹنے والا

اور زیادہ غنیمت حاصل کرنے والا ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۵۳۱۔ ابویعلی (۶۵۵۹)' ابن حبان (۲۵۳۵)' ابن عدی (۲/ ۶۹۱)

فوائد: نبی کریم ﷺ حکیم اور دانا شخصیت کے حامل تھے' جب آپ ﷺ نے دیکھا کہ صحابہ ﷺ ایک محسوس چیز' جس کا تعلق دنیوی فائدے سے ہے' پر تعجب کر رہے ہیں' تو انھیں غیر محسوس چیز کی طرف منتقل کیا۔ یعنی جو آدمی نماز فجر کے لئے گھر سے روانہ ہوتا ہے اور نمازِ چاشت ادا کر کے واپس آتا ہے تو ایسے آدمی کو روحانی طور پر اور اخروی اعتبار سے جتنا فائدہ حاصل ہوتا ہے' وہ دنیوی اعتبار سے جلد از جلد اور زیادہ سے زیادہ غنیمت حاصل کرنے والے کو نہیں ہوتا ہے۔ سیدنا انس بن مالک ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (من صلى الغداة في جماعة ثم قعد يذكر الله حتى تطلُعَ الشمس' ثم صلى ركعتين' كانت له كاجر حجة و عمرة تامّة تامة تامة۔) [ترمذی] یعنی: جو آدمی نمازِ فجر باجماعت ادا کرنے کے بعد طلوع آفتاب تک اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مصروف ہو کر بیٹھا رہتا ہے' پھر دو رکعت (نمازِ اشراق) پڑھتا ہے تو مکمل ایک حج اور مکمل ایک عمرے کا ثواب ملتا ہے۔

ومن فضل التحميد والتسبيح والتكبير بعد الصلاة

۵۵۰۔ عَنْ أَبِي ذَرٍّ، قَالَ: قِيْلَ لِلنَّبِيِّ ﷺ وَرُبَّمَا قَالَ سُفْيَانُ: قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ذَهَبَ أَهْلُ الْأَمْوَالِ وَ الدُّثُوْرِ بِالْأَجْرِ، يَقُوْلُوْنَ كَمَا نَقُوْلُ، وَيُنْفِقُوْنَ وَلَا نُنْفِقُ، قَالَ لِي: ((أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِأَمْرٍ إِذَا فَعَلْتُمُوْهُ أَدْرَكْتُمْ مِنْ قَبْلِكُمْ، وَفُتُّمْ مِنْ بَعْدِكُمْ؟ تَحْمَدُوْنَ اللّٰهَ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ، وَتُسَبِّحُوْنَهُ، وَتُكَبِّرُوْنَهُ، ثَلَاثًا وَثَلَاثِيْنَ، وَثَلَاثًا وَثَلَاثِيْنَ، وَأَرْبَعًا وَثَلَاثِيْنَ)).

[الصحيحة: ١١٢٥]

نماز کے بعد سبحان اللہ' الحمد للہ اور اللہ اکبر کہنے کی فضیلت کا بیان

سیدنا ابوذر ﷺ کہتے ہیں کہ کسی نے کہا اور سفیان راوی کئی مرتبہ کہتے کہ ابوذر نے کہا میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اجر و ثواب تو مالدار لوگ لے گئے ہیں' (اور وہ اس طرح کہ جو نماز وغیرہ) وہ پڑھتے ہیں ہم بھی پڑھتے ہیں' لیکن وہ خرچ کرتے ہیں اور ہم خرچ نہیں کر سکتے۔ آپ ﷺ نے مجھے فرمایا: ''کیا میں تمھیں ایسی چیز نہ بتلاؤں کہ جب تم اسے انجام دو گے تو اپنے پہلوں کو پا لو گے اور اپنے بعد والوں سے آگے بڑھ جاؤ گے۔ (اس طرح کیا کرو کہ) ہر نماز کے بعد تینتیس دفعہ ''سُبْحَانَ اللّٰه''، تینتیس دفعہ ''اَلْحَمْدُ لِلّٰه'' اور چونتیس دفعہ ''اَللّٰهُ اَكْبَر'' کہا کرو۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۱۲۵۔ ابن ماجہ (۹۲۷)' احمد (۵/ ۱۵۸)' البزار (۴۰۵۴)' ابن المبارك في الزهد (۱۱۵۷)

فوائد: اگرچہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کرنا عظیم عمل ہے' لیکن جو لوگ اپنی کمزور مالی حالت کی بنا پر صدقہ و خیرات جیسی حسنات سے ہمکنار نہیں ہو سکتے تو انھیں ناامید نہیں ہونا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ کا ذکر ایسا نسخۂ کیمیا ہے کہ جس کا کوئی مقابل اور متبادل نہیں۔ ہمیں چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمتوں سے استفادہ کریں اور توشۂ آخرت میں اضافہ کریں۔

باب: صلاة المنافق

باب: منافق کی نماز کا بیان

۵۵۱۔ عَنْ رَافِعِ بْنِ خُدَيْجٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ

سیدنا رافع بن خدیج ﷺ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے

اللہ ﷺ: ((أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِصَلَاةِ الْمُنَافِقِ؟ أَنْ يُؤَخِّرَ الْعَصْرَ، حَتَّى إِذَا كَانَتِ الشَّمْسُ كَثَرْبِ الْبَقَرَةِ صَلَّاهَا)).[الصحيحة:١٧٤٥]

فرمایا: ''کیا میں تمھیں منافق کی نماز کے بارے میں بتلاؤں؟ وہ عصر کی نماز لیٹ کرتا رہتا ہے' یہاں تک کہ جب سورج غروب ہونے کے انتہائی قریب ہو جاتا ہے تو اس وقت پڑھتا ہے۔''

تخريج: الصحيحة ۱۷۴۵۔ دارقطنی (۱/ ۲۵۲۔ ۲۵۳)' حاکم (۱/ ۱۹۵)

فوائد: اگر چہ نمازِ عصر کا وقت غروبِ آفتاب تک جاری رہتا ہے' لیکن بلاوجہ کی مصروفیت' غفلت اور سستی کی وجہ سے نماز مؤخر کر دینا مومنانہ صفت نہیں ہے' ہاں اگر کوئی مجبوری بن جاتی ہے تو شریعت نے اس قدر رخصت دی ہے کہ اگر کسی کو غروبِ آفتاب سے پہلے نمازِ عصر کی ایک رکعت بھی مل جائے تو وہ بقیہ نماز پڑھ لے' اس کی نماز ادا ہو جائے گی' پہلے یہ حدیث گزر چکی ہے۔ لیکن ایسا نہ ہو کہ شریعتِ مطہرہ کی رخصتوں کی وجہ سے ہم اس قدر کاہل اور غافل ہو جائیں کہ ہمیں منافق کے لقب سے پکارا جائے۔

أخذ البيعت للصلوات الخمس

پانچ نمازوں کے لیے بیعت لینے کا بیان

۵۵۲۔عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: كُنَّا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ تِسْعَةً أَوْ ثَمَانِيَةً أَوْ سَبْعَةً، فَقَالَ: ((أَلَا تُبَايِعُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ؟)) وَكُنَّا حَدِيْثَ عَهْدٍ بِبَيْعَةٍ، فَقُلْنَا: قَدْ بَايَعْنَاكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! ثُمَّ قَالَ: ((أَلَا تُبَايِعُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ؟!)) فَقُلْنَا: قَدْ بَايَعْنَاكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! ثُمَّ قَالَ: ((أَلَا تُبَايِعُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ؟!)) قَالَ فَبَسَطْنَا أَيْدِيَنَا، وَقُلْنَا: قَدْ بَايَعْنَاكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! فَعَلَامَ نُبَايِعُكَ؟ قَالَ: عَلٰى أَنْ تَعْبُدُوْا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهِ شَيْئاً، وَالصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ، وَتُطِيْعُوْا۔ وَأَسَرَّ كَلِمَةً خَفِيَّةً۔ وَلَاتَسْأَلُوْا النَّاسَ شَيْئاً)) فَلَقَدْ رَأَيْتُ بَعْضَ أُوْلٰئِكَ النَّفَرِ يَسْقُطُ سَوْطُ أَحَدِهِمْ فَمَا يَسْأَلُ أَحَداً يُنَاوِلُهُ إِيَّاهُ۔ [الصحيحة: ٣٦٠٠]

سیدنا عوف بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم ۹' ۸ یا ۷ آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''کیا تم رسول اللہ ﷺ کی بیعت نہیں کرتے؟'' ہم نے کہا: ہم نے تھوڑا عرصہ قبل ہی آپ کی بیعت کی تھی۔ آپ ﷺ نے پھر فرمایا: ''کیا تم رسول اللہ ﷺ کی بیعت نہیں کرتے؟'' ہم نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! ہم آپ کی بیعت تو کر چکے ہیں۔ آپ ﷺ نے (تیسری دفعہ) فرمایا: ''کیا تم رسول اللہ ﷺ کی بیعت نہیں کرتے؟'' سو ہم نے (بیعت کے لئے) اپنے ہاتھ پھیلا دیئے اور کہا: اے اللہ کے رسول! ہم آپ ﷺ کی بیعت تو کر چکے ہیں' پس اب آپ سے کس چیز کی بیعت کریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس بات پر کہ تم ایک اللہ کی عبادت کرو گے' اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں بناؤ گے' پانچوں نمازیں پڑھو گے اور اللہ تعالی کی اطاعت کرو گے۔'' اور ایک بات آہستہ سے فرمائی کہ ''لوگوں سے کسی چیز کا سوال نہیں کرو گے۔'' میں نے دیکھا کہ ان (بیعت کنندگان) میں سے بعض افراد کا کوڑا بھی اگر زمین پر گر جاتا تو وہ کسی سے سوال نہیں کرتے تھے کہ وہ اسے اٹھا کر انھیں پکڑا دے۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۶۰۰۔ مسلم (۱۰۴۳)، نسائی (۴۶۱)، واللفظ لہ۔ ابو داود (۱۶۴۲)، ابن ماجہ (۲۸۶۷)

فوائد: سبحان اللہ! صحابہ کرام ﷺ نبی کریم ﷺ کی بیعت کر کے مشرّف باسلام ہو چکے ہیں، لیکن انتہائی اہم امور کی نشاندہی کرنے کے لئے آپ ﷺ نے دوبارہ بیعت لینے کا اعلان کر دیا۔ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت، اس کے ساتھ شرک نہ کرنا، نماز ادا کرنا، اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنا اور لوگوں سے کسی قسم کا سوال نہ کرنا۔ پھر صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا جذبۂ اطاعتِ رسول دیکھیں کہ آپ ﷺ کے اس اعلان کی اس قدر فرماں برداری کی کہ اگر کوئی سواری پر سوار ہوتا اور اس کا کوڑا یا لاٹھی گر جاتی تو فرمودۂ رسول کے احترام میں سواری سے اتر کر اٹھا لیتا، لیکن کسی سے یہ مطالبہ کرنا اسے گوارہ نہ تھا کہ وہ اسے اٹھا کر دے دے۔

فضل المصلي على المجاهد الذي مات بعد المجاهد

اس نمازی کی فضیلت کا بیان جو کہ مجاہد کے بعد فوت ہوا ہے

۵۵۳۔ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِاللّٰهِ: أَنَّ رَجُلَيْنِ مِنْ بَلِيّ- وَهُوَ حَيٌّ مِنْ قُضَاعَةَ- قُتِلَ أَحَدُهُمَا فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ، وَأُخِّرَ الْآخَرُ بَعْدَهُ سَنَةً ثُمَّ مَاتَ، قَالَ طَلْحَةُ: فَرَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ الْجَنَّةَ فُتِحَتْ، فَرَأَيْتُ الْآخَرَ مِنَ الرَّجُلَيْنِ دَخَلَ الْجَنَّةَ قَبْلَ الْأَوَّلِ، فَتَعَجَّبْتُ، فَلَمَّا أَصْبَحْتُ ذَكَرْتُ ذٰلِكَ، فَبَلَغْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ لِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: **((أَلَيْسَ قَدْ صَامَ بَعْدَهُ رَمَضَانَ، وَصَلّٰى بَعْدَهُ سِتَّةَ الْآفَ رَكْعَةٍ، وَكَذَا وَكَذَا رَكْعَةً لِصَلَاةِ السَّنَةِ؟))**. [الصحيحة: ٢٥٩١]

سیدنا طلحہ بن عبید اللہ ﷺ کہتے ہیں کہ قضاعہ کے بلی قبیلے کے دو آدمی تھے، ان میں ایک شہید ہو گیا اور دوسرا اس سے ایک سال بعد فوت ہوا۔ طلحہ ﷺ کہتے ہیں کہ مجھے خواب آیا کہ جنت کا دروازہ کھولا گیا اور بعد میں فوت ہونے والا شہید ہونے والے سے پہلے جنت میں داخل ہوا۔ مجھے بڑا تعجب ہوا۔ جب صبح ہوئی تو میں نے اس خواب کا تذکرہ کیا اور بات رسول اللہ ﷺ تک پہنچا دی، آپ ﷺ نے فرمایا: ”کیا اس نے (ایک سال پہلے شہید ہونے والے کے بعد) رمضان کے روزے نہیں رکھے۔ اس کے بعد سال کی چھ ہزار اور اس سے زائد اتنی رکعتیں نہیں پڑھیں؟“

تخریج: الصحیحۃ ۲۵۹۱۔ بیہقی فی الزھد (۶۳۲)، ابن ماجہ (۳۹۲۵)، ابن حبان، (۲۹۸۲)، احمد (۱/ ۱۶۱۔ ۱۶۳)

فوائد: غور فرمائیں کہ ایک آدمی شہید ہوا اور دوسرا اس کی شہادت سے ایک سال بعد فوت ہو کر جنت میں پہلے اس لئے پہنچ گیا کہ اس نے شہید ہونے والے کی نسبت ایک رمضان کے روزے اور ایک سال کی فرضی اور نفلی نمازیں زائد پڑھیں۔ مطلب یہ ہوا کہ زندگی اللہ تعالیٰ کی امانت ہے، اس میں جس قدر ممکن ہو سکے روزوں اور نمازوں وغیرہ جیسے اعمالِ صالحہ سرانجام دیئے جائیں۔ اسلامی مہینہ کبھی (29) دن کا ہوتا ہے اور کبھی (30) دن کا، اگر سال کے چھ ماہ (29) دن کے اور چھ ماہ (30) دن کے تسلیم کئے جائیں تو سال کے کل (354) دن بنتے ہیں اور ایک دن میں پانچ فرض نمازوں کی (17) رکعتیں ہیں، اس اعتبار سے ایک سال میں فرض نمازوں کی کل (6018) رکعتیں بنتی ہیں، لیکن مہینوں کے دنوں میں (29) یا (30) کی وجہ سے فرق آ سکتا ہے، اس لئے آپ ﷺ نے (6000) رکعتیں بیان کی ہیں۔

ذم الذی من صلی صلاة بغیر وضوء

٥٥٤ـعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ:((أُمِرَ بِعَبْدٍ مِنْ عِبَادِاللهِ أَنْ يُّضْرَبَ فِي قَبْرِهِ مِئَةَ جَلْدَةٍ، فَلَمْ يَزَلْ يَسْأَلُ وَيَدْعُوْ حَتّٰى صَارَتْ جَلْدَةٌ وَاحِدَةٌ، فَجُلِدَ جَلْدَةً وَاحِدَةً، فَامْتَلَأَ قَبْرُهُ عَلَيْهِ نَاراً، فَلَمَّا ارْتَفَعَ وَأَفَاقَ قَالَ: عَلٰى مَا جَلَدتُّمُوْنِي؟ قَالُوْا:إِنَّكَ صَلَّيْتَ صَلَاةً وَاحِدَةً بِغَيْرِ طُهُوْرٍ، وَمَرَرْتَ عَلٰى مَظْلُوْمٍ فَلَمْ تَنْصُرْهُ)). [الصحيحة:٢٧٧٤]

اس شخص کی مذمت کہ جس نے کوئی نماز بغیر وضوء پڑھی

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایک بندۂ خدا کے بارے میں حکم دیا گیا کہ اسے قبر میں سو کوڑے لگائے جائیں' وہ (تخفیف کا) سوال کرتا اور دعا کرتا رہا' یہاں تک کہ ایک کوڑا رہ گیا (باقی معاف کر دیئے گئے)' جب یہ کوڑا اسے لگایا گیا تو اس کی قبر آگ سے بھر گئی۔ جب اس (سزا کا اثر) زائل ہوا اور اسے افاقہ ہوا تو اس نے پوچھا کہ (فرشتو!) تم نے کس بنا پر مجھے کوڑا لگایا؟ انھوں نے کہا کہ تو نے ایک نماز بغیر وضو کے پڑھی تھی اور تو ایک مظلوم کے پاس سے گزرا تھا اور اس کی مدد نہیں کی تھی۔''

تخریج: الصحیحة ۲۷۷۴۔ طحاوی فی شرح مشکل الآثار (۴/ ۲۳۱)

فوائد: وضوٗ نماز کے لئے بنیادی شرط ہے' وضو کے بغیر نماز پڑھنا سنگین جرم ہے' جس کی نوعیت و کیفیت کا بخوبی اندازہ ہو چکا ہے۔ جہاں مظلوم لوگوں کی معاونت اور کفالت عظیم عمل ہے' وہاں ان سے بے رخی کبیرہ گناہ ہے۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سیدنا سلمان' سیدنا صہیب اور سیدنا بلال رضی اللہ عنہ جیسے نادار اور بے کس صحابہ کے گروہ کو معمولی زجر و توبیخ کی۔ جب آپ ﷺ کو علم ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے ابوبکر! شاید وہ غریب صحابہ تجھ پر ناراض ہو گئے ہوں اور اگر ایسے ہوا تو تیرے ربّ کو تجھ پر غصہ آ جائے گا۔ پھر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ان کے پاس گئے اور پوچھا: بھائیو! کیا تم لوگ مجھ پر غصے ہو؟ انھوں نے کہا: اے ہمارے بھائی! نہیں۔ اللہ تعالی تجھے معاف کرے۔ [مسلم] سوچنا چاہیے! کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم مال و دولت' حسب و نسب' قیادت و سیادت' وغیرہ کے نشے میں آ کر کسی مظلوم کا دل دکھا بیٹھیں۔ جہاں تک ہو سکے ہمیں غرباء و فقراء سے اخلاقی تعاون اور مالی معاونت کرنی چاہئے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (بیواؤں اور مسکینوں کی کفالت کرنے والا اس مجاہد کی طرح ہے جو اللہ تعالی کی راہ میں جہاد کر رہا ہو' اس قیام کرنے والے بندے کی طرح ہے جو قیام کر کر کے نہ اکتاتا ہو اور اس روزے دار کی طرح ہے جو کبھی روزہ ترک نہ کرتا ہو۔) [بخاری' مسلم]

جواز صلاة الوتر فی اول اللیل واخره

٥٥٥ـ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللهِ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ لِأَبِي بَكْرٍ: أَيَّ حِيْنٍ تُوْتِرُ؟ قَالَ: أَوَّلَ اللَّيْلِ بَعْدَ الْعَتَمَةِ، فَأَنْتَ يَاعُمَرُ؟ فَقَالَ آخِرَ

وتر کی نماز رات کے پہلے اور آخری حصہ میں پڑھنے کا جواز

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے پوچھا: ''تم کس وقت نمازِ وتر ادا کرتے ہو؟'' انھوں نے کہا: عشا کے بعد رات کے اول حصے میں۔ پھر آپ ﷺ

اللَّيْلِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَمَّا أَنْتَ يَا أَبَابَكْرٍ فَأَخَذْتَ بِالْوُثْقَى، وَأَمَّا أَنْتَ يَاعُمَرُ فَأَخَذْتَ بِالْقُوَّةِ)). [الصحيحة:٢٥٩٦]

نے (سیدنا عمر رضی اللہ عنہ) سے پوچھا: ''اور عمر تم کب (پڑھتے ہو)؟ انھوں نے کہا: رات کے آخری حصے میں۔ پھر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''ابوبکر تم نے تو محتاط عمل اختیار کیا ہے اور عمر تم نے قوی (یعنی مشکل) عمل اپنایا ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۵۹۶۔ ابن ماجه (۱۲۰۲)' احمد (۲/ ۳۰۹' ۳۳۰)' ابویعلی (۱۸۲۱)' طیالسی (۱۶۷۱)

فوائد: بالاتفاق نمازِ وتر کا وقت نماز عشاء سے طلوع فجر تک جاری رہتا ہے' رات کے آخری حصے میں نماز وتر کی ادائیگی افضل عمل ہے' لیکن بہرحال مشکل ہونے کی وجہ سے قوی الاعضا ہونے کا تقاضا کرتا ہے اور یہ خطرہ بھی رہتا ہے کہ کہیں بیدار نہ ہونے کی وجہ سے یہ نماز اپنے وقت سے لیٹ نہ ہو جائے اور جو ابتدائے رات میں ہی یہ نماز پڑھ لیتا ہے' تو اس سے یہ نماز رہ جانے کا خطرہ ٹل جاتا ہے۔ اسی چیز کی طرف حدیثِ مبارکہ میں اشارہ کیا گیا ہے۔

فضل المشي إلى المسجد

مسجد کی طرف چل کر جانے کی فضیلت کا بیان

٥٥٦ـ عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: كَانَتْ بَنُو سَلِمَةَ فِي نَاحِيَةِ الْمَدِينَةِ، فَأَرَادُوا النَّقْلَةَ إِلَى قُرْبِ الْمَسْجِدِ، فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةِ: ﴿إِنَّا نَحْنُ نُحْيِي وَنَكْتُبُ مَاقَدَّمُوا وَآثَارَهُمْ﴾ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ آثَارَكُمْ تُكْتَبُ)) قَالَ: فَلَمْ يَنْتَقِلُوا۔ [الصحيحة:٣٥٠٠]

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ بنوسلمہ کے لوگ مدینہ کے ایک کونے میں (مسجد سے دور) فروکش تھے' انھوں نے مسجد کے قریب منتقل ہونے کا ارادہ کیا' تو یہ آیت نازل ہوئی: ﴿بیشک ہم مردوں کو زندہ کریں گے اور جو کچھ انھوں نے آگے بھیجا' وہ اور ان کے نشانات ہم لکھ رہے ہیں۔﴾ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک تمھارے نشاناتِ قدم لکھے جا رہے ہیں۔'' پھر وہ منتقل نہ ہوئے۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۵۰۰۔ ترمذی (۳۲۲۶)' حاکم (۲/ ۴۲۸)' طبری فی التفسیر (۱۰/ ۱۰۰)

فوائد: نیکیوں اور حسنات کے لئے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی رغبت کا اندازہ لگائیں کہ وہ یہ پسند بھی کرتے کہ ان کی رہائش گاہیں مسجد سے دور ہوں اور وہ محض مسجد کے قریب منتقل ہونا چاہتے ہیں تاکہ مسجد کے تقاضے بآسانی پورے ہوتے رہیں' دوسری طرف محمد رسول اللہ ﷺ کی تڑپ کو دیکھیں کہ وہ مسجد کے قریب اس لئے منتقل ہونے کی اجازت نہیں دے رہے کہ میرے صحابہ اس ثواب سے محروم ہو جائیں جو انھیں دور سے چل کر آنے میں نصیب ہوتا ہے۔ سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (**بشروا المشائين في الظلم الى المساجد بالنور التام يوم القيامة۔**)[ابوداود' ترمذی] یعنی: اندھیرے میں مساجد کی طرف چل کر آنے والوں کو روزِ قیامت مکمل نور دیئے جانے کی بشارت دے دو۔ جبکہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (**من تطهر في بيته' ثم مضى الى بيت من بيوت الله' ليقضي فريضة من فرائض الله' كانت خُطُواتُه' احداها تَحُطّ خطِيئة والاخرى ترفع درجة۔**)[مسلم] یعنی: جو آدمی طہارت حاصل کر کے اللہ تعالیٰ کا فریضہ ادا کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کے گھر کی طرف جاتا ہے تو اس کے ایک قدم سے اس کا گناہ معاف ہوتا ہے اور دوسرے قدم سے ایک درجہ بلند ہوتا ہے۔ بلکہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی

دوسری حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (من غدا الی المسجد او راح' اعد اللہ لہ فی الجنۃ نزلا کلما غدا او راح.) [بخاری' مسلم] یعنی: لہذا ہمیں یہی بات زیب دیتی ہے کہ ہم ایسی سعادتوں سے محروم نہ رہیں' جو معمولی کوشش سے ہمیں حاصل ہو سکتی ہیں۔

باب: النهي عن رفع الصوت في المسجد بالقراءة

باب: مسجد میں بلند آواز سے قرآت کی ممانعت

۵۵۷۔ عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَنِي بَيَاضَةَ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِعْتَكَفَ الْعَشْرَ مِنْ رَمَضَانَ وَقَالَ: ((إِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا كَانَ فِي الصَّلَاةِ فَإِنَّمَا يُنَاجِي رَبَّهُ فَلَا تَرْفَعُوْا أَصْوَاتَكُمْ بِالْقُرْآنِ فَتُؤْذُوْا الْمُؤْمِنِيْنَ)). [الصحيحة:۱۵۹۷]

قبیلہ بنو بیاضہ کے ایک آدمی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے رمضان کے ایک عشرے کا اعتکاف کیا اور فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی آدمی نماز پڑھتا ہے تو وہ اپنے ربّ سے سرگوشی کرتا ہے اس لئے (نماز میں) باآواز بلند قرآن مجید نہ پڑھا کرو (کیونکہ اس طرح دوسرے مومنوں کو تکلیف ہوتی ہے۔''

تخريج: الصحيحة ۱۵۹۷۔ بغوى فى الجعديات (۱۵۷۵)' من هذا الطريق' ابوداود (۱۳۳۲)' احمد (۳/ ۹۴)' من حديث ابى سعيد رضی اللہ عنہ

فوائد: حدیثِ مبارکہ نے اپنے متن میں کئی پہلوؤں کو سمویا ہوا ہے' اندازہ کیجیے کہ نمازی اللہ تعالی سے سرگوشی کر رہا ہوتا ہے' پہلے یہ حدیث گزر چکی ہے کہ اللہ تعالی نمازی کی طرف اپنے چہرے کے ساتھ متوجہ ہوتے ہیں' اس شرف کا اندازہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ہوتا ہے' جس کے مطابق جب نمازی سورۂ فاتحہ کی تلاوت کرتا ہے تو اللہ تعالی اس کی ایک ایک آیت کا جواب دیتے ہیں [مسلم] اور اس طرح سرگوشیوں کا سلسلہ دونوں طرف سے شروع ہو جاتا ہے۔ مومن کی حرمت وعظمت کا اندازہ کیجیے کہ شریعت نے کسی طرح بھی گوارہ نہیں کیا کہ کوئی آدمی کسی مومن کے لئے تکلیف کا باعث بنے۔ آج کل ظاہری طور پر اثر ورسوخ رکھنے والے لوگ' جو اپنے آپ کو مساجد کا ٹھیکیدار سمجھتے ہیں' دوسرے نمازیوں کی رو رعایت رکھے بغیر ایسے انداز میں اندھا دھند گفتگو شروع کر دیتے ہیں' گویا کہ انھوں نے کسی ملک کا نظم ونسق چلانے کے لئے منصوبہ بندیاں کرنی ہیں۔ اگر ان سے ان کے شور وغل کی وجہ دریافت کی جائے تو سنائی دے گا کہ خادم نے پانچ منٹ اذان لیٹ کر دی' مولوی صاحب نے ہم سے مشورہ کئے بغیر نماز کا وقت مقدم یا مؤخر کر دیا...... ......۔ ان لوگوں کو چاہئے کہ مساجد کی خدمت کو اپنا شرف سمجھیں اور عاجزی وانکساری کے ساتھ بنی آدم کی خدمت کریں۔

باب: تاكيد سنية صلاة الوتر

باب: نمازِ وتر کے سنت ہونے کی تاکید

۵۵۸۔ عَنْ أَبِي تَمِيْمِ الْجَيْشَانِيِّ، أَنَّ عَمْرَو بْنَ الْعَاصِ خَطَبَ النَّاسَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، فَقَالَ: إِنَّ أَبَا بَصْرَةَ حَدَّثَنِي أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ اللّٰهَ زَادَكُمْ صَلَاةً، وَهِيَ الْوِتْرُ فَصَلُّوْا بَيْنَ صَلَاةِ

ابو تمیم جیشانی سے روایت ہے کہ سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے بروز جمعہ لوگوں کو خطبہ دیا اور فرمایا: ابو بصرہ نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالی نے تمہیں مزید ایک نماز عطا کی ہے' جو کہ وتر ہے' اسے نمازِ عشا اور نمازِ فجر کے درمیانے وقفے

الْعِشَاءِ إِلَى صَلَاةِ الْفَجْرِ)) قَالَ أَبُو تَمِيمٍ: فَأَخَذَ بِيَدِي أَبُو ذَرٍّ، فَسَارَ إِلَى الْمَسْجِدِ إِلَى أَبِي بَصْرَةَ، فَقَالَ لَهُ: أَنْتَ سَمِعْتَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ مَا قَالَ عَمْرٌو؟ قَالَ أَبُو بَصْرَةَ: أَنَا سَمِعْتُهُ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ۔[الصحيحة:١٠٨]

میں پڑھ لیا کرو۔'' ابو تمیم نے کہا کہ سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ نے میرا ہاتھ پکڑا اور ابو بصرہ کی طرف چل دیئے (اس کے پاس پہنچے اور) پوچھا: کیا تم نے رسول اللہ ﷺ سے وہ حدیث سنی ہے جو عمرو نے بیان کی ہے؟ ابو بصرہ نے کہا: (جی ہاں) میں نے یہ حدیث رسول اللہ ﷺ سے سنی۔

تخریج: الصحیحة ۱۰۸۔ احمد (۲/ ۷)' طبرانی فی الکبیر (۲۱٦۸)' طحاوی فی شرح المشکل (۴۴۹۲)

فوائد: مسئلہ بالکل واضح ہے اور امتِ مسلمہ کا اس بات پر اجماع ہے کہ نمازِ وتر کا وقت نمازِ عشاء سے شروع ہوتا ہے اور طلوعِ فجر تک جاری رہتا ہے۔

فضيلة ركعتين قبل الفجر

فجر کی نماز سے پہلے دو رکعات پڑھنے کی فضیلت

٥٥٩۔ عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ. زَادَكُمْ صَلَاةً إِلَى صَلَاتِكُمْ هِيَ خَيْرٌلَّكُمْ مِنْ حُمْرِ النَّعَمِ أَلَا وَهِيَ رَكْعَتَانِ قَبْلَ صَلَاةِ الْفَجْرِ)). [الصحيحة:١١٤١]

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک اللہ تعالیٰ نے تمھیں ایک اور نماز عطا کی ہے' وہ تمھارے حق میں سرخ اونٹوں سے بھی بہتر ہے۔ آگاہ رہو کہ وہ نماز' فجر کی نماز سے پہلے والی دو سنتیں ہیں۔''

تخریج: الصحیحة ۱۱۴۱۔ بیهقی (۲/ ۴٦۹)' طبرانی فی الشامیین (۲۸۴۸)

فوائد: معلوم ہوا کہ نفلی نماز کو مشروع کرنا اللہ تعالیٰ کے احسانات میں سے ہے کہ اس نے نیک کام کی نشاندہی کی اور پھر اسے سرانجام دینے کی نہ صرف توفیق دی بلکہ اجر و ثواب کے دریا بہا دیے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (رکعتا الفجر خیر من الدنیا و ما فیها.)[مسلم] یعنی: نمازِ فجر سے پہلے والی دو سنتیں دنیا و مافیہا سے بہتر ہیں۔

فضل الجماعة

جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کی فضیلت

٥٦٠۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ مَرْفُوعاً: ((إِنَّ اللّٰهَ لَيَعْجَبُ مِنَ الصَّلَاةِ فِي الْجَمِيْعِ)). [الصحيحة:١٦٥٢]

سیدنا عبد اللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک اللہ تعالیٰ نمازِ باجماعت سے تعجب کرتے ہیں۔''

تخریج: الصحیحة ۱٦۵۲۔ احمد (۲/ ۵۰)' والخطیب فی الموضح (۲/ ۲)

فوائد: نماز باجماعت سے روح کو جلا ملتی ہے' جماعت کے بہانے نمازی کا زیادہ وقت اللہ تعالیٰ کے ذکر میں گزرتا ہے' نماز کی ادائیگی کے لئے جماعت کی پروا نہ کرنا انتہاء درجے کی غفلت' سستی اور کاہلی ہے' بلکہ یوں کہیں کہ وہ آدمی شیطان کے نرغے میں ہے' ممکن ہے کہ وہ جلد ہی نقصان پہنچانے میں کامیاب ہو جائے' جیسا کہ سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (ما من

ثلاثة فی قریة ولا بدو لاتقام فیهم الصلوة الا قد استحوذ علیهم الشیطان فعلیك بالجماعة فانما یاكل الذئب القاصیة) [ابوداود، نسائی] یعنی: جس گاؤں یا بستی میں تین آدمی ہوں اور وہاں نماز باجماعت کا اہتمام نہ کیا جاتا ہو تو اس کا مطلب یہ ہے کہ شیطان ان پر غالب آ چکا ہے۔ آپ جماعت کا التزام کریں (وگرنہ ذہن نشین کر لیں کہ) بھیڑیا (ریوڑ سے) دور چلے جانے والی بکری کو کھا جاتا ہے۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (صلاة الجماعة تفضل صلاة الفذ بسبع وعشرین درجة۔) [بخاری، مسلم] یعنی: نماز باجماعت، اکیلے آدمی کی نماز سے ستائیس گنا افضل ہے۔ نماز باجماعت اللہ تعالی کے حضور عاجزی و انکساری کرنے کا سب سے بڑا ذریعہ ہے، جیسا کہ سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (یعجب ربك من راعی غنم فی راس شظیّة بجبل یؤذن للصلاة ویصلی، فیقول الله عز وجل: انظروا الی عبدی هذا یؤذن ویقیم للصلاة، یخاف منی، قد غفرت لعبدی وادخلته الجنة۔) [ابوداود، نسائی] یعنی: تمہارا رب بکریوں کے ایسے چرواہے پر تعجب کرتا ہے، جو پہاڑ کی چوٹی پر (بکریاں چرا رہا ہوتا ہے، جب نماز کا وقت ہوتا ہے تو) وہ اذان دیتا ہے اور نماز پڑھتا ہے۔ اللہ تعالی (اس کے اس عمل کو دیکھ کر) کہتے ہیں: میرے بندے کی طرف دیکھو، اذان دیتا ہے اور نماز کے لئے اقامت کہتا ہے (پھر نماز ادا کرتا ہے) یہ مجھ سے ڈرتا ہے۔ میں نے اپنے بندے کو بخش دیا اور اسے جنت میں داخل کر دیا۔

فضيلة عمار المساجد

مسجدوں کو آباد کرنے والوں کی فضیلت کا بیان

٥٦١۔ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ اللّٰهَ لَيُنَادِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ: أَيْنَ جِيْرَانِيْ، أَيْنَ جِيْرَانِيْ؟ قَالَ: فَتَقُوْلُ الْمَلَائِكَةُ: رَبَّنَا! وَمَنْ يَنْبَغِيْ أَنْ يُّجَاوِرَكَ؟ فَيَقُوْلُ: أَيْنَ عُمَّارُ الْمَسَاجِدِ؟)). [الصحيحة:٢٧٢٨]

سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالی قیامت کے دن اعلان کریں گے: میرے پڑوسی کہاں ہیں؟ میرے پڑوسی کہاں ہیں؟ فرشتے پوچھیں گے: اے ہمارے رب! کسے زیب دیتا ہے کہ وہ تیرے پڑوس میں آئے؟ اللہ تعالی فرمائے گا: مساجد کو آباد کرنے والے کہاں ہیں؟''

تخریج: الصحیحة ۲۷۲۸۔ الحارث فی مسنده (بغیة الباعث: ۱۲۶)

فوائد: سبحان اللہ! اللہ تعالی کے گھروں کو آباد کرنے والوں کو اللہ تعالی کو پڑوسی ہونے کا شرف حاصل ہے۔ مساجد میں نمازیں باجماعت ادا کرنا ان کی آبادی کا سب سے بڑا سبب ہے، علاوہ ازیں لوگوں کو مساجد میں نماز پڑھنے کی تلقین کرنا، مساجد کی صفائی کرنا، ان کی عمارت کی مرمت کرتے رہنا، امامت، خطابت اور مسجد کی صفائی وغیرہ کے لیے نیک سیرت لوگوں کا انتخاب کرنا، پھر انھیں معقول تنخواہیں دے کر اور انھیں عظیم منصب کا مالک سمجھ کر ان کا ادب و احترام کرنا ایسے امور ہیں جو مساجد کی رونق کا سبب بنتے ہیں۔ اللہ تعالی ہمیں توفیق دے کہ ہم اپنے وجود اور اس کے دیئے ہوئے رزق کے ذریعے اس کے گھروں کو آباد کریں۔

فضل بصلة الصف و سد الفرج

صف ملانے اور خلاء پر کرنے والوں کی فضیلت کا بیان

٥٦٢۔ عَنْ عَائِشَةَ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ الْمَلَائِكَةَ يُصَلُّوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ الصُّفُوْفَ)). [الصحيحة:٢٢٣٤]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک اللہ تعالی اور اس کے فرشتے (نماز میں) صفیں ملانے والوں پر رحمت بھیجتے ہیں۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۲۳۴۔ ابن وھب فی الجامع (۵۸/ ۲)' (لم اجدہ فی المطبوع)

☆ فرشتوں کے رحمت بھیجنے سے مراد نزولِ رحمت کی دعا کرنا ہے۔

فوائد: صف بندی کرنا جماعت کی روح اور نماز کی تکمیل کا جزء ہے' جو لوگ صف بندی کا اہتمام کرتے ہیں' اللہ تعالی ان پر رحمت بھیجتا ہے اور فرشتے ان کے حق میں رحمت' بخشش اور مغفرت کی دعائیں کرتے ہیں۔ سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (اقیموا الصفوف وحاذوا بین المناکب وسدوا الخلل ولینوا بایدی اخوانکم ولا تذروا فرجات للشیطان ومن وصل صفا وصلہ اللہ ومن قطع صفا قطعہ اللہ۔) [ابوداود] یعنی: صفوں کو سیدھا کرو' کندھوں کو (ایک لائن میں کر کے) برابر کرو' اپنے بھائیوں کے حق میں نرم ہو جاؤ' شیطان کے لئے (صفوں میں) خالی جگہیں مت چھوڑو' جس نے صف کو ملایا اللہ تعالی اسے ملائے اور جس نے صف کو کاٹا اللہ تعالی اسے کاٹے۔ سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس آئے اور فرمایا: (الا تصفون کما تصف الملائکۃ عند ربھا) کیا تم لوگ اس طرح صف بندی نہیں کرتے' جس طرح فرشتے اپنے ربّ کے ہاں کرتے ہیں؟ ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! فرشتے اللہ تعالی کے ہاں صف بندی کیسے کرتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: (یتمون الصوف الاولی ویتراصون فی الصف) [مسلم] یعنی: وہ پہلے اگلی صفوں کو مکمل کرتے ہیں اور صف میں ایک دوسرے کے ساتھ مضبوطی سے مل کر کھڑے ہوتے ہیں۔

٥٦٣ ـ عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّوْنَ فِي الَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ الصُّفُوْفِ، وَمَنْ سَدَّ فُرْجَةً رَفَعَهُ اللّٰهُ بِهَا دَرَجَةً)). [الصحيحة: ٢٥٣٢]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک اللہ تعالی اور اس کے فرشتے صفیں ملانے والوں پر رحمت بھیجتے ہیں۔ جو (صف) کے خلا کو پر کرتا ہے' اللہ تعالی اس کا درجہ بلند کر دیتا ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۵۳۲۔ احمد (۶/ ۸۹)' ابن ماجہ (۹۹۵)

فوائد: سابقہ حدیث میں وضاحت ہو چکی ہے۔

باب: الاعتماد على قوس او عصا في خطبة العيد

باب: عید کے خطبے میں لاٹھی یا کمان پر سہارا لینا

٥٦٤ ـ عَنِ الْبَرَاءِ، قَالَ: كُنَّا جُلُوْساً نَنْتَظِرُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ [فِي الْمُصَلّٰى] يَوْمَ الْأَضْحٰى، فَجَاءَ فَسَلَّمَ عَلَى النَّاسِ، وَقَالَ: ((إِنَّ أَوَّلَ مَنْسَكٍ (وَفِي رِوَايَةٍ: نُسُكٍ) يَوْمِكُمْ هٰذَا الصَّلَاةُ)) فَتَقَدَّمَ فَصَلّٰى بِالنَّاسِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ، فَاسْتَقْبَلَ الْقَوْمَ بِوَجْهِهِ، ثُمَّ أُعْطَى قَوْساً أَوْ

سیدنا براء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم عید الاضحیٰ کے دن عید گاہ میں بیٹھے نبیٔ کریم ﷺ کا انتظار کر رہے تھے۔ آپ ﷺ تشریف لائے' لوگوں کو سلام کہا اور فرمایا: ''آج کے دن کی پہلی (مخصوص) عبادت یہ نماز ہے۔'' پھر آپ ﷺ آگے بڑھے' لوگوں کو دو رکعت نماز پڑھائی' سلام پھیرا اور لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر کھڑے ہو گئے' آپ ﷺ کو ٹیک لگانے کے لئے ایک کمان یا لاٹھی دی گئی۔ پھر

عَصاً فَاتَّكَأَ عَلَيْهَا، فَحَمِدَاللّٰهَ۔ عَزَّوَجَلَّ۔ وَأَثْنَى عَلَيْهِ، وَأَمَرَهُمْ وَنَهَاهُمْ۔ [الصحيحة:١٦٧٨]

آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی اور لوگوں کو کچھ امور کا حکم دیا اور کچھ چیزوں سے منع کیا۔

تخریج: الصحیحۃ ۱۶۷۸۔ احمد (۴/ ۲۸۲)' طبرانی فی الکبیر (۱۱۶۹)' ابن ابی عاصم فی الاوائل (۱۴۰)' مختصراً

فوائد: سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ سیدنا ابوبکر صدیق اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ خطبۂ عید سے پہلے نمازِ عید ادا کرتے تھے۔ [بخاری' مسلم] یہ اور دیگر احادیثِ مبارکہ سے یہی حقیقت عیاں ہوتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز کے بعد خطبہ ارشاد فرماتے تھے۔ جب اموی خلیفہ مروان نے نماز سے پہلے خطبہ دیا تو ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا تھا: اے مروان! تو نے سنت کی مخالفت کی ہے۔[مسلم] لیکن آج تک بعض احباب مروان کی طریقے کو اپنائے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہدایت دے۔ (آمین)

فضل المؤذن المحتسب

مخلص مؤذن کی فضیلت کا بیان

٥٦٥۔ عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ الْأَيَّامَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَى هَيْئَتِهَا، وَيَبْعَثُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ زَهْرَاءَ مُنِيْرَةً، أَهْلُهَا يَحُفُّوْنَ بِهَا كَالْعَرُوْسِ تَهْدِي إِلَى كَرِيْمِهَا، تُضِيْئُ لَهُمْ، يَمْشُوْنَ فِي ضَوْئِهَا، أَلْوَانُهُمْ كَالثَّلْجِ بَيَاضاً وَرِيْحُهُمْ تَسْطَعُ كَالْمِسْكِ، يَخُوْضُوْنَ فِي جِبَالِ الْكَافُوْرِ، يَنْظُرُ إِلَيْهِمُ الثَّقَلَانِ، مَايُطْرِقُوْنَ تَعَجُّباً حَتَّى يَدْخُلُوْا الْجَنَّةَ، لَا يُخَالِطُهُمْ أَحَدٌ إِلَّا الْمُؤَذِّنُوْنَ الْمُحْتَسِبُوْنَ)).

[الصحيحة:٧٠٦]

سیدنا ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ قیامت کے روز (ہفتہ کے) دنوں کو ان کی (مخصوص) شکل میں اٹھائے گا' جمعہ کا دن حسین اور چمکتا دمکتا ہو گا' اہلِ جمعہ (یعنی جمعہ ادا کرنے والے) اس کو ایسے گھیر لیں گے جیسے (سہیلیاں) دلہن کو دولہا کی طرف رخصت کرتے وقت گھیر لیتی ہیں' جمعہ کا دن اپنے اہل کے لئے روشنی کرے گا اور وہ اس کی روشنی میں چل رہے ہوں گے' ان کے رنگ برف کی طرح سفید ہوں گے' ان کی بو کستوری کی طرح مہک رہی ہو گی' وہ کافور خوشبو کے پہاڑوں میں گھسے ہوئے ہوں گے' جن و انس انھیں دیکھ رہے ہوں گے اور وہ تعجب کی وجہ سے نگاہ نیچی نہیں کریں گے کہ جنت میں داخل ہو جائیں گے اور ثواب کی امید سے اذان دینے والوں کے علاوہ کوئی بھی ان کے اس مقام و مرتبہ تک نہیں پہنچ سکے گا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۷۰۶۔ ابن خزیمۃ (۱۷۳۰)' حاکم (۱/ ۲۷۷)' طبرانی فی الکبیر کما فی المجمع (۲/ ۱۶۴' ۱۶۵)

فوائد: اہتمام کے ساتھ جمعۃ المبارک کی ادائیگی کرنے والوں کا مقام و مرتبہ بیان کیا جا رہا ہے۔ سیدنا اوس بن اوس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے غسل کیا اور (اپنے سر کو بھی) دھویا اور جلدی آیا اور سوار ہو کر نہیں بلکہ پیدل آیا اور امام کے قریب ہو کر بیٹھا اور خطبہ سنا اور کوئی لغو کام نہ کیا تو اسے اس کے ہر قدم کے بدلے ایک سال عمل یعنی ایک سال کے روزوں اور ایک سال کی تہجد کی ثواب ملے گا۔ [ابوداود]

باب: خير المساجد التي يسافر اليها

باب: بہترین مساجد جن کی طرف رخت سفر باندھا جائے

٥٦٦۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ، عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((إِنَّ خَيْرَ مَارُكِبَتْ إِلَيْهِ الرَّوَاحِلُ مَسْجِدِيْ هٰذَا وَالْبَيْتُ الْعَتِيْقُ)).

[الصحيحة:١٦٤٨]

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بہترین (دو) مقامات' جن کی طرف سفر کیا جانا چاہیے' میری یہ مسجد اور بیت عتیق (یعنی بیت اللہ) ہیں۔''

تخریج: الصحیحة ۱۶۴۸۔ احمد (۳/ ۳۵۰)' ابویعلی (۲۲۶۶)' طبرانی فی الاوسط (۷۴۴)' عبد بن حمید (۱۰۴۹)

اقبال الله على المصلي بوجهه

اللہ تعالیٰ کی نماز کی طرف اپنے چہرہ کے ساتھ متوجہ ہونے کا بیان

٥٦٧۔ عَنْ حُذَيْفَةَ أَنَّهُ رَأَى شَبْثَ بْنَ رِبْعِيِّ يَبْزُقُ بَيْنَ يَدَيْهِ، فَقَالَ: يَا شَبْثُ لَا تَبْزُقْ بَيْنَ يَدَيْكَ فَإِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَنْهٰى عَنْ ذٰلِكَ وَقَالَ: ((إِنَّ الرَّجُلَ إِذَا قَامَ يُصَلِّيْ أَقْبَلَ اللّٰهُ عَلَيْهِ بِوَجْهِهِ حَتّٰى يَنْقَلِبَ أَوْ يُحْدِثَ سَوْءً)).

[الصحيحة:١٥٩٦]

سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے شبث بن ربعی کو (نماز میں) اپنے سامنے تھوکتے دیکھا تو کہا: شبث! اپنے سامنے نہ تھوکا کر' کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے اس فعل سے منع کرتے ہوئے فرمایا: ''جب آدمی نماز میں کھڑا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے چہرے کے ساتھ اس کی طرف (اس وقت تک) متوجہ رہتا ہے جب تک وہ سلام نہیں پھیرتا یا کوئی برا فعل نہیں کرتا۔''

تخریج: الصحیحة ۱۵۹۶۔ ابن ماجه (۱۰۲۳)' ابن خزیمة (۹۲۴)

فوائد: معلوم ہوا کہ جہاں اللہ تعالیٰ نمازی کی قدر دانی کرتے ہوئے اور اس سے محبت کرتے ہوئے اس کی طرف اپنے چہرے کے ساتھ متوجہ ہوتے ہیں' وہاں وہ بے توجہی اور برائی سے نفرت بھی کرتے ہیں۔ پہلے اس مسئلہ کی وضاحت ہو چکی ہے کہ نمازی کو ضرورت کے مطابق تھوکنے کی گنجائش ہے' جیسا کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (اذا قام احدكم الى الصلاة فلا يبصق أمامه' فانما يناجي الله ما دام في الصلاة ولا عن يمينه فان عن يمينه ملكا' وليبصق عن يساره او تحت قدمه فيدفنها۔) [صحیح: ۳۹۷۴] یعنی: ابو ہریرہ نبی پاک ﷺ سے روایت کرتے ہیں: جب تم میں سے کوئی ایک نماز کے لیے کھڑا ہو تو وہ اپنے سامنے نہ تھوکے کیونکہ جتنی دیر وہ نماز میں ہوتا ہے اپنے رب سے سرگوشیاں کر رہا ہوتا ہے اور نہ ہی اپنے دائیں تھوکے کیونکہ اُس کے دائیں فرشتہ ہوتا ہے۔ اپنی بائیں طرف تھوکے یا پاؤں تلے تھوک کر اُسے دفن کر دے۔

اهمية اتمام الركوع والسجود

رکوع اور سجود کو مکمل کرنے کی اہمیت کا بیان

٥٦٨۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعاً: ((إِنَّ الرَّجُلَ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لَيُصَلِّي سِتِّيْنَ سَنَةً، وَمَا تُقْبَلُ لَهُ صَلَاةٌ، وَلَعَلَّهُ يُتِمُّ الرُّكُوْعَ وَلَا يُتِمُّ السُّجُوْدَ، وَيُتِمُّ السُّجُوْدَ وَلَا يُتِمُّ الرُّكُوْعَ)). [الصحيحة:۲۵۳۵]

''ایک آدمی ساٹھ سال تک نماز پڑھتا رہتا ہے' لیکن اس کی نماز قبول نہیں ہوتی' شاید اس کی وجہ یہ ہو کہ وہ رکوع تو پورا کرتا ہو لیکن سجدے مکمل نہ کرتا ہو یا سجدے تو پورے کرتا ہو لیکن رکوع پورا نہ کرتا ہو۔''

تخریج: الصحيحة ۲۵۳۵- الاصبهانی فی الترغيب (۱۸۹۵)' ابن عدی فی الکامل (۷/ ۲۷۱۱)

فوائد: نماز میں رکوع و سجود کو مکمل کرنا ضروری ہے۔سیدنا ابو مسعود انصاری ﷜ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (لاتجزیء صلوة الرجل حتی یقیم ظهره فی الرکوع والسجود۔)[ابوداود' ترمذی' نسائی' ابن ماجہ] یعنی: آدمی کی نماز اس وقت تک اسے کفایت ہی نہیں کرتی جب تک رکوع اور سجدے میں اپنی پیٹھ سیدھی نہ کرے۔اور سیدنا طلق بن علی ﷜ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:(لاینظر اللہ عزوجل الی صلوة عبد لایقیم فیها صلبه بین خشوعها و سجودها۔)[مسند احمد] یعنی: اللہ تعالی اس آدمی کی نماز کی طرف دیکھتے تک نہیں جو اس نماز کے رکوع اور سجدے میں اپنی کمر کو سیدھا نہیں کرتا۔غور فرمائیں کہ اس حدیث میں ''رکوع'' کو ''خشوع'' کہا گیا ہے' یعنی رکوع کو خشوع وخضوع سے انتہائی گہرا تعلق ہے۔لہذا ہمیں چاہئے کہ روایتی عجلت اور مصروفیت کا بہانہ پیش کرنے سے باز آ کر سکون و آرام اور خشوع وخضوع کے ساتھ نماز ادا کریں' کہیں ایسا نہ ہو کہ ہمیں بھی جلدی جلدی میں نماز پڑھنے کی وجہ سے مذکورہ بالا حدیثِ مبارکہ کا مصداق نہ ٹھہرا دیا جائے۔

استحباب التخفيف بالصلاة للامام

امام کے لیے نماز کو ہلکا کرنا مستحب ہے

۵۶۹- عَنْ نَافِعِ بْنِ سُرْجُسٍ: ((أَنَّهُ دَخَلَ عَلَى أَبِي وَاقِدِ اللَّيْثِيِّ صَاحِبِ النَّبِيِّ ﷺ فِي مَرَضِهِ الَّذِي مَاتَ فِيْهِ، فَقَالَ: ((إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ أَخَفَّ النَّاسِ صَلَاةً عَلَى النَّاسِ وَأَدْوَمَهُ عَلَى نَفْسِهِ [وَفِي رِوَايَةٍ:وَأَطْوَلَ النَّاسِ صَلَاةً لِنَفْسِهِ])). [الصحيحة:۲۰۵۶]

نافع بن سرجس کہتے ہیں کہ میں صحابیٔ رسول ابو واقد لیثی کے پاس اس وقت گیا جب وہ مرض الموت میں مبتلا تھے' انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ لوگوں کے حق میں نماز میں سب سے زیادہ تخفیف کرتے تھے' لیکن اپنی انفرادی نماز سب سے زیادہ لمبی پڑھنے والے تھے۔

تخریج: الصحيحة ۲۰۵۶- احمد (۶/ ۳۱' ۱۴۲)' نسائی فی الکبری (۱۰۸۳۳)' وهو فی العمل (۹۹۵)' ترمذی (۲۸۴۸)' والشمائل (۲۰۶)' الادب المفرد (۸۶۸)

فوائد: نبی کریم ﷺ جب لوگوں کو نماز پڑھاتے تھے تو مقتدیوں کا خیال رکھتے ہوئے تخفیف کرتے تھے' لیکن اکیلی نماز میں بہت زیادہ طوالت اختیار کرتے تھے' لیکن لوگوں کا معاملہ بالکل برعکس ہے۔تخفیف کا مطلب یہ نہیں کہ وہ نماز میں جتنا اختصار چاہیں' اتنا ہی کر لیا جائے' دیکھنا چاہئے کہ نبی کریم ﷺ جب ہلکی نماز پڑھاتے تھے' تو اس کی مقدار کیا ہوتی تھی؟ جب آپ ﷺ نے نمازِ عشاء میں سورۂ بقرہ کی تلاوت شروع کر دینے والے صحابی سیدنا معاذ ﷜ کو مختصر نماز پڑھانے کا حکم دیا تو اس کے ساتھ ساتھ سورۂ شمس' سورۂ اعلی' سورۂ لیل اور سورۂ علق کی تلاوت کرنے کی تعلیم بھی دی' یہ سورتیں بالترتیب (۱۵)' (۱۹)' (۲۱)' اور (۱۹) آیات پر مشتمل ہیں۔نماز

میں تلاوت کے سلسلے میں نبیٔ کریم ﷺ سے منقول عمل یہ ہے: نماز فجر میں سورۂ ق اور اس جیسی سورتیں پڑھنا' ساٹھ سے سو آیات اور کبھی سورۂ تکویر کی تلاوت کرنا اور جمعہ کے دن پہلی رکعت میں سورۂ سجدہ اور دوسری رکعت میں سورۂ دہر کی تلاوت کرنا۔ ظہر کی پہلی دو رکعتوں میں سے ہر رکعت میں تقریباً تیس تیس اور آخری دو رکعتوں میں تقریباً پندرہ پندرہ آیات کی تلاوت کرنا اور نماز عصر کی تلاوت اس سے نصف کرنا' اسی طرح ظہر وعصر میں سورۂ لیل' سورۂ اعلیٰ' سورۂ بروج اور سورۂ طارق جیسی سورتوں کی تلاوت کرنا۔ نماز مغرب میں تین رکوعات پر مشتمل سورۂ طور کی اور کبھی دو رکوعات پر مشتمل سورۂ مرسلات کی اور کبھی سورۂ اعراف کی تلاوت کرنا۔ نمازِ عشاء میں سورۂ تین کی تلاوت کرنا اور سورۂ شمس اور سورۂ لیل جیسی سورتوں کی تلاوت کرنے کی تعلیم دینا۔ معلوم ہوا کہ نبیٔ کریم ﷺ نے نماز باجماعت میں اس قدر قرآن مجید پڑھا' لیکن پھر بھی آپ ﷺ کی نماز کو خفیف کہا گیا۔ یعنی اس موضوع پر ''خفیف'' کا لفظ عوام الناس کے فہم کے مطابق علی الاطلاق استعمال نہیں ہوگا' بلکہ یہ نسبتی لفظ ہے' یعنی اس کو آپ ﷺ کی تعلیمات کی روشنی میں سمجھا جائے گا۔ لہذا امام کو چاہئے کہ وہ مقتدیوں کی رورعایت کرے اور مقتدیوں کو اگر علم ہو جائے کہ جس نماز کو ہم لمبا سمجھ رہے ہیں' نبیٔ کریم ﷺ نے یہی نماز پڑھنے پڑھانے کی تعلیم دی ہے تو پھر انھیں بھی خاموشی اختیار کرنا چاہئے۔

التكبير عند الخروج من البيت للفطر

عید الفطر کے دن گھر سے نکلتے ہی تکبیرات کہنے کا بیان

٥٧٠ـ عَنِ الزُّهْرِيِّ (مُرْسَلًا) أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ ((كَانَ يَخْرُجُ يَوْمَ الْفِطْرِ فَيُكَبِّرُ حَتّٰى يَأْتِيَ الْمُصَلّٰى وَحَتّٰى يَقْضِيَ الصَّلَاةَ، فَإِذَا قَضَى الصَّلَاةَ قَطَعَ التَّكْبِيْرَ)).

[الصحيحة : ١٧١]

امام زہری مرسلاً بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عید الفطر والے دن نکلتے اور تکبیرات کہتے رہتے' یہاں تک کہ عید گاہ میں پہنچ کر نماز ادا کر لیتے' نماز کی تکمیل کے بعد تکبیرات کہنا بند کر دیتے تھے۔

تخريج: الصحيحة ١٧١- ابن ابی شيبة (٢/ ١٦٣)' المحامل فی صلاة العيدين (٢/ ١٤٢/ ٢)' عن الزهری مرسلاً

فوائد: معلوم ہوا کہ عید الفطر کے موقع پر تکبیرات کا وقت گھر سے خروج کے وقت شروع ہو کر عید گاہ پہنچنے تک جاری رہتا ہے۔ کسی صحیح حدیث میں نبیٔ کریم ﷺ سے تکبیرات کے کوئی معینہ الفاظ ثابت نہیں ہیں۔ سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے ''الله اكبر كبيرا' الله اكبر كبيرا' الله اكبر و اجل' الله اكبر ولله الحمد'' اور سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ سے ''الله اكبر' الله اكبر' الله اكبر كبيرا'' کے الفاظ منقول ہیں۔ ایسے معلوم ہوتا ہے کہ شریعت کا مدعا یہ ہے کہ یوم عید کو مخصوص وقت میں اللہ تعالی کی کبریائی و بڑائی ہونی چاہئے' وہ کسی انداز میں بھی کی جا سکتی ہے۔

جواز الاعتماد على شيءٍ في الصلاة

نماز میں کسی چیز پر ٹیک لگانے کے جواز کا بیان

٥٧١ـ عَنْ هِلَالِ بْنِ يَسَافٍ، قَالَ: قَدِمْتُ الرَّقَّةَ، فَقَالَ لِي بَعْضُ أَصْحَابِي: هَلْ لَكَ فِي

ہلال بن یساف کہتے ہیں: میں رقہ میں گیا' میرے ساتھیوں نے مجھے کہا: کیا تجھے کسی صحابی سے ملاقات کرنے کی رغبت ہے؟ میں

رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ؟ قَالَ: قُلْتُ: غَنِيمَةٌ فَدَفَعْنَا إِلَى وَابِصَةَ، قُلْتُ لِصَاحِبِيْ: نَبْدَأُ فَنَنْظُرُ إِلَى دَلِّهِ، فَإِذَا عَلَيْهِ قَلَنْسُوَةٌ لَاطِئَةٌ ذَاتَ أُذُنَيْنِ، وَبُرْنُسُ خَزٍّ أَغْبَرُ، وَإِذَا هُوَ مُعْتَمِدٌ عَلَى عَصًا فِي صَلَاتِهِ، فَقُلْنَا [لَهُ] بَعْدَ أَنْ سَلَّمْنَا؟ قَالَ: حَدَّثَتْنِي أُمُّ قَيْسٍ بِنْتُ مِحْصَنٍ: ((أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ا لَمَّا أَسَنَّ وَحَمَلَ اللَّحْمَ، اتَّخَذَ عُمُوْداً فِي مُصَلَّاهُ يَعْتَمِدُ عَلَيْهِ)). [الصحيحة:۳۱۹]

نے کہا: یہ تو غنیمت ہے۔ ہم سیدنا وابصہ ﷺ کے پاس پہنچے۔ میں نے اپنے رفیق سے کہا: ہم پہلے اس کی ظاہری وضع قطع کو دیکھیں گے۔ (ہم کیا دیکھتے ہیں کہ) ان کے سر پر دو پھندنوں یا کونوں والی دو پلی ٹوپی تھی اور خاکی رنگ کا اونی اور آستین دار کرتا پہنا ہوا تھا اور وہ اپنی لاٹھی پر ٹیک لگا کر نماز ادا کر رہے تھے۔ ہم نے سلام کہا اور (نماز میں لاٹھی کا سہارا لینے کے بارے میں) پوچھا۔ انھوں نے کہا: مجھے سیدہ ام قیس بنت محصن رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ عمر رسیدہ ہوئے اور آپ کا جسم بھاری ہو گیا تو ایک ستون کے سہارے نماز پڑھتے تھے۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۱۹۔ ابو داود (۹۴۸)' حاکم (۱/ ۲۶۴' ۲۶۵)' بیہقی (۲/ ۲۸۸)

فوائد: معلوم ہوا کہ کسی عذر کی وجہ سے نماز میں کسی چیز کے سہارے کھڑا ہوا جا سکتا ہے۔

فرار الشيطان من سمع النداء

اذان کو سن کر شیطان کے بھاگ جانے کا بیان

۵۷۲۔ عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ: ((إِنَّ الشَّيْطَانَ إِذَا سَمِعَ النِّدَاءَ بِالصَّلَاةِ، ذَهَبَ حَتَّى يَكُوْنَ مَكَانَ الرَّوْحَاءِ)). [الصحيحة:۳۵۰۶]

سیدنا جابر ﷺ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''جب شیطان اذان سنتا ہے تو (بھاگ کر) چلا جاتا ہے یہاں تک کہ روحا مقام تک پہنچ جاتا ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۵۰۶۔ مسلم (۳۸۸)' ابو عوانۃ (۱/ ۳۳۳)' احمد (۳/ ۳۱۶)

فوائد: اذان' اللہ تعالیٰ کی کبریائی و بڑائی' وحدانیت و یکتائیت اور حضرت محمد ﷺ کی رسالت و نبوت کی شہادتوں اور لوگوں کے لئے خیر و فلاح کی دعوتوں پر مشتمل ہے' جب یہ اثر انگیز الفاظ شیطان کے کان سے ٹکراتے ہیں تو وہ دل برداشتہ ہو کر بھاگ پڑتا ہے اور ایسے مقام تک پہنچ کر سکون کی سانس لیتا ہے' جہاں اسلام کے عظیم شعار کے عظیم کلمات سنائی نہیں دیتے۔ سیدنا ابو ہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (اذا نودی للصلوة ادبر الشيطان له ضراط حتى لا يسمع التاذين۔) [بخاری' مسلم] یعنی: جب نماز کے لئے اذان دی جاتی ہے تو شیطان اس کے سننے سے بچنے کے لئے بھاگ نکلتا ہے' اس حال میں وہ گوز مار رہا ہوتا ہے۔

جواز الخروج إلى الصلاة بالليل المظلمة والممطرة

اندھیری اور بارش والی رات میں نماز کے لیے نکلنے کا جواز

۵۷۳۔ عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُمَرَ بْنِ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِيْهِ،

عاصم بن عمر بن قتادہ اپنے باپ سے' اور وہ ان کے دادا قتادہ بن

عَنْ جَدِّهِ قَتَادَةَ بْنِ النُّعْمَانِ، قَالَ: كَانَتْ لَيْلَةٌ شَدِيْدَةُ الظُّلْمَةِ وَالْمَطَرِ، فَقُلْتُ: لَوْ أَنِّي اغْتَنَمْتُ هٰذِهِ اللَّيْلَةَ شُهُوْدَ الْعَتَمَةِ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ! فَفَعَلْتُ، فَلَمَّا انْصَرَفَ النَّبِيُّ ﷺ أَبْصَرَنِي وَمَعَهُ عُرْجُوْنٌ يَمْشِي عَلَيْهِ، فَقَالَ: ((مَالَكَ يَاقَتَادَةُ! هٰهُنَا هٰذِهِ السَّاعَةَ؟)) قُلْتُ: اِغْتَنَمْتُ شُهُوْدَ الصَّلَاةِ مَعَكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! فَأَعْطَانِي الْعُرْجُوْنَ، فَقَالَ: ((إِنَّ الشَّيْطَانَ قَدْ خَلَفَكَ فِي أَهْلِكَ فَاذْهَبْ بِهٰذَا الْعُرْجُوْنِ، فَأَمْسِكْ بِهِ حَتّٰى تَأْتِيَ بَيْتَكَ فَخُذْهُ مِنْ وَّرَاءِ الْبَيْتِ فَاضْرِبْهُ بِالْعُرْجُوْنِ)) فَخَرَجْتُ مِنَ الْمَسْجِدِ فَأَضَاءَ الْعُرْجُوْنُ مِثْلَ الشُّمْعَةِ نُوْرًا، فَاسْتَضَأْتُ بِهِ، فَأَتَيْتُ أَهْلِي فَوَجَدْتُهُمْ رُقُوْدًا، فَنَظَرْتُ فِي الزَّاوِيَةِ فَإِذَا فِيْهَا قُنْفُذٌ فَلَمْ أَزَلْ أَضْرِبُهُ بِالْعُرْجُوْنِ حَتّٰى خَرَجَ۔
[الصحيحة:٣٠٣٦]

نعمان ﷺ سے روایت کرتے ہیں' انھوں نے کہا: سخت اندھیری رات تھی' بارش ہو رہی تھی' میں نے کہا: مجھے اس رات سے استفادہ کرتے ہوئے نمازِ عشا نبی کریم ﷺ کے ساتھ پڑھنی چاہیے۔ میں نے ایسا ہی کیا۔ نبی کریم ﷺ (نماز پڑھا کر) واپس پلٹے اور کھجور کی شاخ پر ٹیک لگا کر چل رہے تھے' جب مجھے دیکھا تو پوچھا: "قتادہ! تجھے کیا ہوا! اس گھڑی میں یہاں (کیا وجہ ہے)؟" میں نے کہا: یارسول اللہ! آپ کے ساتھ نماز ادا کرنے کی غرض سے آیا۔ آپ ﷺ نے مجھے وہ شاخ دی اور فرمایا: "تیرے آنے کے بعد شیطان تیرے گھر میں گھسا ہے' اس شاخ کو لے جا، گھر پہنچنے تک اس شاخ کو تھامے رکھنا' (جب تو گھر پہنچے تو شیطان کو) گھر کے پیچھے سے پکڑ لینا اور اس شاخ کے ساتھ اسے مارنا۔" میں مسجد سے نکل پڑا' وہ شاخ شمع کی طرح مجھے روشنی مہیا کرتی رہی' میں اپنے اہل خانہ کے پاس پہنچ گیا' وہ سارے سو چکے تھے' میں نے گھر کے ایک کونے میں ایک سیہی (ایک جانور جس کے جسم پر لمبے لمبے کانٹے ہوتے ہیں) دیکھی' میں اسے شاخ کے ساتھ مارتا رہا یہاں تک کہ وہ نکل گئی۔

تخریج: الصحیحۃ ٣٠٣٦- طبرانی فی الکبیر (٩/ ٥-٦)' من حدیث قتادة رضی اللہ عنہ' احمد (٣/ ٦٥)' من حدیث ابی سعید رضی اللہ عنہ

فوائد: سبحان اللہ! صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم خیر و بھلائی کے امور میں کس قدر حریص اور سبقت لے جانے والے تھے کہ سخت اندھیری اور بارش والی رات میں رسول اللہ ﷺ کی اقتداء میں نمازِ عشاء کی ادائیگی کو ترجیح دیتے تھے۔

فضل صلاة الليل

رات کی نماز کی فضیلت کا بیان

٥٧٤- عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: كُنْتُ غُلَامًا شَابًّا عَزَبًا فِي عَهْدِ الرَّسُوْلِ ﷺ فَكُنْتُ أَبِيْتُ فِي الْمَسْجِدِ فَكَانَ مَنْ رَأٰى مِنَّا رُؤْيَا، يَقُصُّهَا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقُلْتُ: اَللّٰهُمَّ! إِنْ كَانَ لِي عِنْدَكَ خَيْرٌ، فَأَرِنِي رُؤْيَا يُعَبِّرُهَا لِي النَّبِيُّ ﷺ! فَنِمْتُ فَرَأَيْتُ مَلَكَيْنِ أَتَيَانِي فَانْطَلَقَا بِي،

سالم' سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا: میں کنوارا نوجوان تھا' نبی کریم ﷺ کے عہد میں مسجد میں رات گزارتا تھا' ہم میں جو آدمی جو خواب دیکھتا اسے آپ ﷺ سے بیان کرتا تھا۔ (ایک دن) میں نے کہا: اے اللہ! اگر میرے لئے تیرے پاس خیر و بھلائی ہے تو مجھے خواب دکھا' تا کہ نبی کریم ﷺ اس کی تعبیر کریں۔ میں سو گیا' میں نے دیکھا کہ دو فرشتے میرے

فَلَقِيَهُمَا مَلَكٌ آخَرُ، فَقَالَ: لَمْ تُرَعْ، فَانْطَلَقَا بِي إِلَى النَّارِ، فَإِذَا هِيَ مَطْوِيَّةٌ كَطَيِّ الْبِئْرِ، وَإِذَا فِيهَا نَاسٌ قَدْ عَرَفْتُ بَعْضَهُمْ، فَأَخَذُوا بِي ذَاتَ الْيَمِينِ، فَلَمَّا أَصْبَحْتُ ذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِحَفْصَةَ! فَزَعَمَتْ حَفْصَةُ أَنَّهَا قَصَّتْهَا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((**إِنَّ عَبْدَاللّٰهِ رَجُلٌ صَالِحٌ، لَوْ كَانَ يُكْثِرُ الصَّلَاةَ مِنَ اللَّيْلِ**)). قَالَ: فَكَانَ عَبْدُاللّٰهِ يُكْثِرُ الصَّلَاةَ مِنَ اللَّيْلِ۔ [الصحيحة:۳۵۳۳]

پاس آئے اور مجھے لے کر چل دیئے' انھیں ایک تیسرا فرشتہ ملا' اس نے مجھے کہا: گھبرائیے مت' سو وہ مجھے آگ کی طرف لے گئے' وہ کنویں کی منڈیر کی طرح لپٹی ہوئی تھی' اس میں کچھ لوگ تھے' میں بعض کو پہچانتا بھی تھا' پھر وہ مجھے دائیں طرف لے گئے (اتنے میں مجھے جاگ آ گئی)۔ جب صبح ہوئی تو میں نے یہ خواب سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا سے اور انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے بیان کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک عبداللہ نیک آدمی ہے' کاش کہ وہ رات کو کثرت سے نماز پڑھے۔'' سالم کہتے ہیں کہ اس کے بعد عبداللہ رات کو کثرت کے ساتھ نماز پڑھتے تھے۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۵۳۳۔ ابن ماجہ (۳۹۱۹)' بھذا السیاق بخاری (۳۷۳۸)' مسلم (۲۴۷۹)

فوائد: رات کی نماز مومن کی جلیل القدر صفت ہے اور پارسا لوگوں کا شیوہ ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿إِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّ عُيُوْنٍ○...... كَانُوْا قَلِيْلًا مِّنَ اللَّيْلِ مَا يَهْجَعُوْنَ○ وَبِالْأَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ○﴾ (سورۂ ذاریات: ۱۷) ترجمہ: ''بیشک پرہیزگار لوگ باغات اور چشموں میں ہوں گے...... (ان کی صفات یہ ہیں کہ) وہ رات کو کم سوتے ہیں اور سحریوں کے وقت بخشش طلب کرتے ہیں۔'' سحری کے وقت کی فضیلت و عظمت کا اندازہ لگائیں کہ سیدنا ابو ہریرہ ﷛ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب ایک تہائی رات باقی رہ جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ آسمانِ دنیا پر نازل ہو کر کہتے ہیں: کوئی ہے جو مجھے پکارے' تاکہ میں اس کی دعا قبول کروں۔ کوئی ہے جو مجھ سے مانگے' تاکہ میں اس کو عطا کر دوں۔ کوئی ہے جو مجھ سے بخشش طلب کرے' تاکہ میں اس کو بخش دوں۔'' (بخاری' مسلم) سیدنا ابو ہریرہ اور سیدنا ابو سعید ﷛ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب آدمی رات کو اپنی اہلیہ کو جگاتا ہے اور پھر دونوں دو رکعت نماز باجماعت ادا کرتے ہیں تو انھیں ذکر کرنے والے مردوں اور ذکر کرنے والی عورتوں میں لکھ لیا جاتا۔ [ابوداود] مذکورہ بالا اور کئی دوسرے فضائل کی وجہ سے نبی کریم ﷺ نے سیدنا عبد اللہ بن عمر ﷠ کو مخصوص انداز میں رات کی نماز پڑھنے کی تلقین کی۔

الصلاة مكفرة للذنوب

نماز گناہوں کو ختم کر دیتی ہے

۵۷۵۔ عَنْ أَبِي الْمُنِيبِ، قَالَ: رَأَى ابْنُ عُمَرَ فَتًى قَدْ أَطَالَ الصَّلَاةَ، وَأَطْنَبَ، فَقَالَ: أَيُّكُمْ يَعْرِفُ هٰذَا، فَقَالَ رَجُلٌ أَنَا أَعْرِفُهُ، فَقَالَ: أَمَا إِنِّي لَوْ عَرَفْتُهُ لَأَمَرْتُهُ بِكَثْرَةِ الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ، فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((**إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا**

ابو منیب بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عبد اللہ بن عمر ﷛ نے ایک نوجوان کو مبالغے کی حد تک لمبی نماز پڑھتے دیکھا اور پوچھا: تم میں کون اس نوجوان کو جانتا ہے؟ ایک آدمی نے کہا: میں جانتا ہوں۔ آپ نے کہا: اگر میں اسے جانتا ہوتا تو اسے (بہت زیادہ طوالت کی بجائے) زیادہ رکوع و سجود کرنے کا حکم دیتا' کیونکہ میں

قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ أُتِيَ بِذُنُوبِهِ كُلِّهَا فَوُضِعَتْ عَلَى عَاتِقَيْهِ، فَكُلَّمَا رَكَعَ أَوْ سَجَدَ تَسَاقَطَتْ عَنْهُ)). [الصحيحة:١٣٩٨]

نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''جب بندہ نماز میں قیام کرتا ہے تو اس کے تمام گناہ اس کے کندھوں پر رکھ دیئے جاتے ہیں، جب وہ رکوع یا سجدہ کرتا ہے تو اس کے گناہ گر جاتے ہیں۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۳۹۸۔ المروزی فی الصلاۃ (۲۹۳)، وفی قیام اللیل (ص: ۵۲)، ابونعیم فی الحلیۃ (۶/ ۹۹، ۱۰۰)

فوائد: نمازوں کا بندے کے گناہوں کے جھڑنے کے ساتھ گہرا تعلق ہے، جیسا کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (الصلوات الخمس والجمعة الی الجمعة كفارة لما بينهن، ما لم تغش الكبائر۔) [مسلم] یعنی: پانچ نمازوں (میں سے ہر نماز دوسری نماز تک) اور ایک جمعہ دوسرے جمعہ تک ہونے والے گناہوں کا کفارہ بن جاتے ہیں، جب تک کبیرہ گناہوں کا ارتکاب نہ کیا جائے۔

فضيلة قرأة القرآن في الصلاة

نماز میں قرآن پڑھنے کی فضیلت کا بیان

٥٧٦۔ عَنْ عَلِيٍّ: أَمَرَنَا ﷺ بِالسِّوَاكِ، وَقَالَ: ((إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا قَامَ يُصَلِّي أَتَاهُ الْمَلَكُ فَقَامَ خَلْفَهُ يَسْتَمِعُ الْقُرْآنَ وَيَدْنُو فَلَا يَزَالُ يَسْتَمِعُ وَيَدْنُو حَتَّى يَضَعَ فَاهُ عَلَى فِيهِ فَلَا يَقْرَأُ آيَةً إِلَّا كَانَتْ فِي جَوْفِ الْمَلَكِ)). [الصحيحة:١٢١٣]

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں مسواک کرنے کا حکم دیا اور فرمایا: ''جب بندہ نماز میں کھڑا ہوتا ہے تو اس کے پاس ایک فرشتہ آتا ہے اور اس کے پیچھے کھڑے ہو کر قرآن مجید سنتا اور قریب ہوتا رہتا ہے، وہ قرآن مجید سنتے سنتے اتنا قریب ہو جاتا ہے کہ اپنا منہ اس کے منہ پر رکھ دیتا ہے اور نمازی جو آیت بھی پڑھتا ہے فرشتہ اسے اپنے اندر سما لیتا ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۲۱۳۔ بیہقی (۱/ ۳۸)، الضیاء فی المختارۃ (۵۸۰)، البزار (البحر: ۶۰۳)

فوائد: قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا ترتیب شدہ کلام ہے اور اس کا ذکر کرنے کی سب سے عظیم صورت ہے اور نوری مخلوق کا ذکرِ الٰہی کے ساتھ گہرا تعلق ہے، فرشتے خود بھی کثرت سے ذکر کرتے ہیں اور ذکر کرنے والے انسانوں سے محبت بھی کرتے ہیں، جیسا کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (ان لله تعالى ملائكة يطوفون في الطرق يلتمسون اهل الذكر، فاذا وجدوا قوما يذكرون الله عز وجل، تنادوا: هَلُمّوا الى حاجتكم، فيحفونهم باجنحتهم الى السماء الدنيا ......) [بخاری، مسلم] یعنی: اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے ایسے ہیں جو راستوں میں ذکر کرنے والوں کی تلاش میں رہتے ہیں، جب وہ ایسے لوگوں کو پا لیتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کا ذکر کر رہے ہوتے تو ایک دوسرے کو پکارتے ہوئے کہتے ہیں: اپنے مقصد کی طرف آ جاؤ۔ پھر انھیں آسمانِ دنیا تک اپنے پروں سے گھیر لیتے ہیں ......۔ تو نمازی میں اس امر کی رغبت ہونی چاہئے کہ وہ نماز میں زیادہ سے زیادہ تلاوت کرے، حدیثِ مبارکہ کا سیاق بھی اس حقیقت کی غمازی کر رہا ہے کہ یہ سعادت اس آدمی کو نصیب ہوتی ہے جو نماز میں طویل قراءت کرے۔

باب: اوائل اوقات الصلوات

باب: نماز پنجگانہ کے

الخمس واواخرها — ابتدائی وآخری اوقات

۵۷۷۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ۔ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ لِلصَّلَاةِ أَوَّلًا وَآخِرًا، وَإِنَّ أَوَّلَ وَقْتِ صَلَاةِ الظُّهْرِ حِيْنَ تَزُوْلُ الشَّمْسُ، وَآخِرُ وَقْتِهَا حِيْنَ يَدْخُلُ وَقْتُ الْعَصْرِ، وَإِنَّ أَوَّلَ وَقْتِ صَلَاةِ الْعَصْرِ حِيْنَ يَدْخُلُ وَقْتُهَا، وَإِنَّ آخِرُ وَقْتِهَا حِيْنَ تَصْفَرُّ الشَّمْسُ، وَإِنَّ أَوَّلَ الْوَقْتِ الْمَغْرِبِ حِيْنَ تَغْرُبُ الشَّمْسُ، وَإِنَّ آخِرُ وَقْتِهَا حِيْنَ يَغِيْبُ الْأُفُقُ، وَإِنَّ أَوَّلَ وَقْتِ الْعِشَاءِ الْآخِرَةِ حِيْنَ يَغِيْبُ الْأُفُقُ، وَإِنَّ آخِرَ وَقْتِهَا حِيْنَ يَنْتَصِفُ اللَّيْلُ، وَإِنَّ أَوَّلَ وَقْتِ الْفَجْرِ حِيْنَ يَطْلُعُ الْفَجْرُ، وَإِنَّ آخِرَ وَقْتِهَا حِيْنَ تَطْلُعُ الشَّمْسُ)). [الصحيحة:١٦٩٦]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جہاں نماز کے شروع ہونے کا وقت ہے وہاں اس کے ختم ہونے کا بھی وقت ہے۔ ظہر کے وقت کا آغاز سورج کے ڈھلنے سے ہوتا ہے اور جب عصر کا وقت داخل ہوتا ہے تو ظہر کا وقت ختم ہو جاتا ہے' نمازِ عصر کا پہلا وقت وہی ہے جو ہے (یعنی ایک مثل سایہ) اور جب سورج زرد ہو جاتا تو اس کا (مختار) آخری وقت ختم ہو جاتا ہے' مغرب کا وقت غروبِ آفتاب سے شروع ہوتا ہے اور افق (یعنی سرخی) کے غائب ہوتے ہی ختم ہو جاتا ہے' عشا کا وقت افق (یعنی سرخی) کے غروب ہونے سے شروع ہوتا ہے اور نصف رات کو ختم ہو جاتا ہے اور فجر کا پہلا وقت طلوع فجر سے شروع ہوتا ہے اور جب سورج طلوع ہوتا ہے تو اس کا وقت ختم ہو جاتا ہے۔“

تخریج: الصحیحة ۱۶۹۶۔ ترمذی (۱۵۱)' احمد (۲/ ۲۳۲)' طحاوی (۱/ ۸۹)' بیہقی (۱/ ۳۷۵'۳۷۶)

فوائد: حدیث کا مفہوم بالکل واضح ہے' البتہ دو چیزیں اس امر کی محتاج ہیں کہ ان کی تفصیل بیان کی جائے۔ (۱) معلوم ہوا کہ جونہی نمازِ ظہر کا وقت ختم ہوتا ہے' نمازِ عصر کا وقت شروع ہو جاتا ہے اور نمازِ ظہر کا وقت ایک مثل سائے پر ختم ہو جاتا ہے' نیز اس مسئلہ کی وضاحت دوسری احادیث میں بھی کر دی گئی ہے کہ جب ہر چیز کا سایہ اس کے قد کے برابر ہو جائے' جسے ایک مثل کہتے ہیں' تو نمازِ عصر کا افضل وقت شروع ہو جاتا ہے۔ سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (وقت الظهر اذا زالت الشمس وكان ظل الرجل كطوله ما لم يحضر العصر۔) [مسلم] یعنی: ظہر کا وقت زوالِ آفتاب کے بعد سے شروع ہوتا ہے اور جب تک آدمی کا سایہ کے اس قد کے برابر نہ ہو جائے' اس وقت تک جاری رہتا ہے' یعنی نمازِ عصر کا وقت شروع ہونے تک۔ اس حدیث سے یہ حقیقت عیاں ہو رہی ہے کہ نمازِ عصر کا وقت ایک مثل سے شروع ہو جاتا ہے۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (امني جبرئيل عند البيت ...... وصلى بي العصر حين صار ظل كل شيء مثله ......) [ابوداود' ترمذی] یعنی: جبریل امین نے مجھے امامت کروائی ...... اور (پہلے دن) مجھے نمازِ عصر اس وقت پڑھائی جب ہر چیز کا سایہ اس کی مثل ہو گیا تھا۔ ان نصوص کے باوجود بعض احباب اس بات کے قائل ہیں کہ نمازِ عصر کا وقت دو مثل سے شروع ہوتا ہے' اللہ تعالیٰ بہتر جانتے ہیں کہ ایسا کیوں ہے؟ حدیث مبارکہ سے معلوم ہو رہا ہے کہ نمازِ عصر کا آخری وقت سورج کے زرد ہونے سے پہلے تک ہے۔ یاد رہے کہ یہ افضل یا مختار وقت کی انتہاء بتائی گئی ہے' کیونکہ نبی کریم ﷺ نے خود وضاحت فرمائی کی نمازِ عصر کا وقت غروبِ آفتاب تک جاری رہتا ہے اور

اس حقیقت پر امتِ مسلمہ کا اجماع و اتفاق ہے' لیکن ذہن نشین رہنا چاہئے کہ دانستہ طور پر عصر کو تاخیر سے پڑھنا مستحسن عمل نہیں ہے۔ نیز حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ نمازِ عشاء کا وقت نصف رات تک جاری رہتا ہے' بعض احباب یہ سمجھتے ہیں کہ اس نماز کا وقت طلوعِ فجر تک جاری رہتا ہے' لیکن یہ بات بے دلیل ہے۔

فضل جلوس المسجد

مسجد میں بیٹھنے کی فضیلت کا بیان

۵۷۸۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ لِلْمَسَاجِدِ أَوْتَادًا، اَلْمَلَائِكَةُ جُلَسَاؤُهُمْ، إِنْ غَابُوْا يَفْتَقِدُوْنَهُمْ، وَإِنْ مَرِضُوْا عَادُوْهُمْ، وَإِنْ كَانُوْا فِي حَاجَةٍ أَعَانُوْهُمْ، وَقَالَ: جَلِيْسُ الْمَسْجِدِ عَلَى ثَلَاثِ خِصَالٍ: أَخٌ مُسْتَفَادٌ، أَوْ كَلِمَةٌ حِكْمَةٍ، أَوْ رَحْمَةٌ مُنْتَظَرَةٌ)). [الصحيحة: ٣٤٠١]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''بیشک بعض لوگ مسجد نشیں ہوتے ہیں کہ فرشتے ان کے ہم نشیں ہوتے ہیں' اگر وہ غائب ہو جائیں تو وہ انھیں تلاش کرتے ہیں' اگر وہ بیمار پڑ جائیں تو وہ ان کی تیمار داری کرتے ہیں اور اگر انھیں کوئی ضرورت ہو تو وہ ان کی اعانت کرتے ہیں۔ مسجد میں بیٹھنے والے کو کوئی ایک فائدہ ضرور ہوتا ہے: کوئی اس سے استفادہ کرتا ہے یا وہ حکمت والی بات کرتا ہے یا اسے رحمت کا انتظار ہوتا ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۴۰۱۔ احمد (۲/ ۴۱۸)' عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ' حاکم (۲/ ۳۹۸)' عن عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ موقوفا علیہ مختصراً۔

فوائد: سبحان اللہ! جو ربّ سے لو لگاتا ہے' نوری مخلوق اس کی خادم بن جاتی ہے۔ اس سے بڑھ کر کیا کہا جائے کہ مسجد اللہ تعالیٰ کا گھر ہے' مومنوں کی سجدہ گاہ ہے' وہ کتنی مبارک و مقدس جگہ ہوگی' جہاں برس ہا برس سے اللہ تعالیٰ کی تہلیلات' تسبیحات' تحمیدات اور تکبیرات کا تذکرہ کیا جا رہا ہے' جہاں سالہا سال سے اس کے کلام کی کثرت سے تلاوت کی جا رہی ہے' شیطانوں سے بچنے کے لئے مضبوط قلعہ مسجد ہے۔ جو مسجد سے محبت کرے گا' جو مسجد کو آباد کرنے میں حصہ ڈالے گا' جس کو وہاں سکون نصیب ہوگا' وہ کتنا سعادت مند اور خوش نصیب ہوگا۔ لیکن صد افسوس! امتِ مسلمہ کی کثرت اس منصب سے کوسوں دور ہے اور نمازیوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ دو چار روپے جمع کر کے روایتی ڈیوٹی سرانجام دینے والے بطورِ ملازم ایک امام اور ایک خادم کا اہتمام کر لیتے ہیں' مسجد کے تقاضے پورے ہو جائیں۔ ایسا کرنے کے بعد کسی نمازی میں یہ رغبت نہیں رہتی کہ وہ مسجد میں جھاڑو پھیر دے' پہلے پہنچ کر اذان دے دے' نمازیوں کے لیے صفیں بچھا دے' وضو کے لئے پانی بھر دے.......... اس کے خام دماغ نے فیصلہ کیا اور یہ سمجھ بیٹھا کہ ماہوار پچاس روپے مسجد فنڈ دینے سے وہ بری ء الذمہ ہو گیا ہے۔ قارئینِ کرام! اپنی روزمرہ مصروفیات کا جائزہ لیں اور خود ہی فیصلہ کریں کہ مساجد کے ساتھ آپ کا رویہ کس حد تک درست ہے۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (سبعۃ یظلھم اللہ فی ظلہ یوم لا ظل الا ظلہ ...... ورجل قلبہ معلق بالمسجد اذا خرج منہ حتی یعود الیہ ......) [بخاری' مسلم] یعنی: اللہ تعالیٰ سات قسم کے افراد کو اپنے سائے میں جگہ دے گا' جس دن اس کے سائے کے علاوہ کوئی سایہ نہیں ہوگا: (ان میں سے ایک قسم یہ ہے:) وہ آدمی جو مسجد سے نکلتا ہے تو اس کا دل مسجد کے ساتھ ہی معلق رہتا ہے' یہاں تک کہ وہ واپس مسجد میں آ جائے۔ لہٰذا ہمیں چاہئے کہ ہم اپنے گھروں میں نفلی نماز پڑھنے اور قرآن مجید کی تلاوت کرنے کا اہتمام کریں' لیکن اس کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کے گھروں کے بھی کچھ تقاضے ہیں' جب ہم کسی قریبی رشتہ دار کے گھر جانے سے گریز کرنے لگتے ہیں تو وہ مخصوص انداز میں شکوہ کناں ہوتا ہے' شاید یہ مساجد بھی اپنی بے رونقی

اور ویرانی کی وجہ سے ہماری بے اعتنائی کا شکوہ کر رہی ہوں۔

الصلاة مكفرة للذنوب

نماز گناہوں کو ختم کر دیتی ہے

٥٧٩۔ عَنْ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ، رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ۔ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:((إِنَّ الْمُسْلِمَ يُصَلِّي وَخَطَايَاهُ مَرْفُوْعَةٌ عَلَى رَأْسِهِ، كُلَّمَا سَجَدَ تَحَاتَتْ عَنْهُ، فَيَفْرِغُ مِنْ صَلَاتِهِ، وَقَدْ تَحَاتَتْ خَطَايَاهُ)). [الصحيحة: ٣٤٠٢]

سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب مسلمان نماز پڑھتا ہے تو اس کے گناہ اس کے سر پر رکھ دیئے جاتے ہیں' جب بھی وہ سجدہ کرتا ہے تو وہ گر جاتے ہیں' جب وہ اپنی نماز سے فارغ ہوتا ہے تو اس کے گناہ جھڑ چکے ہوتے ہیں۔''

تخریج: الصحیحة ۳۴۰۲۔ طبرانی فی الکبیر (۶۱۲۵)' والصغیر (۲/ ۱۳۶)' الاصبھانی فی الترغیب (۱۹۵۷)

فوائد: پہلے بھی اس موضوع پر احادیث گزر چکی ہیں' نماز کا بندے کی مغفرت اور اس کے گناہوں کی معافی سے گہرا تعلق ہے۔

باب: النهي عن التشويش على المصلى

باب: نمازی کو پریشان کرنے کی ممانعت

٥٨٠۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَ عَائِشَةَ: عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّهُ اِطَّلَعَ مِنْ بَيْتِهِ وَالنَّاسُ يُصَلُّوْنَ يَجْهَرُوْنَ بِالْقِرَاءَةِ فَقَالَ لَهُمْ: ((إِنَّ الْمُصَلِّي يُنَاجِي رَبَّهُ فَلْيَنْظُرْ بِمَا يُنَاجِيْهِ، وَلَا يَجْهَرْ بَعْضُكُمْ عَلَى بَعْضٍ بِالْقُرْآنِ)). [الصحيحة: ١٦٠٣]

سیدنا ابو ہریرہ اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ اپنے گھر میں سے جھانکے اور دیکھا کہ لوگ نماز پڑھ رہے ہیں اور باآواز بلند قراءت کر رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے انھیں فرمایا: ''بیشک نمازی اپنے رب سے سرگوشی کر رہا ہوتا ہے' اسے دیکھنا چاہئے کہ وہ سرگوشی کر رہا ہے' (لہٰذا نماز میں) قرآن مجید کی تلاوت کے وقت ایک دوسرے پر آواز کو بلند نہیں کرنا چاہئے۔''

تخریج: الصحیحة ۱۰۶۳۔ طبرانی فی الاوسط (۴۶۱۷)' حاکم (۱/ ۲۳۵۔ ۲۳۶)' عن ابی ھریرة رضی اللہ عنہ

فوائد: اس موضوع پر پہلے گفتگو ہو چکی ہے' اللہ تعالی سے باتیں اور سرگوشیاں کرنے کا سب سے بڑا ذریعہ نماز ہے' جب مختلف نمازی ایک جگہ پر نماز پڑھ رہے ہوں تو انہیں چاہئے کہ وہ نماز کے اذکار باآواز بلند نہ کریں۔ اس حدیث سے یہ استدلال کرنا بھی درست ہے کہ جب کوئی مسجد میں نماز پڑھ رہا ہو تو اس کے قریب گفتگو کرنا تو در کنار' اس کے پاس بلند آواز سے تلاوت بھی نہیں کرنی چاہئے۔ ہاں اگر لوگ کسی جگہ پر کسی موقع کی مناسبت سے یا ویسے جائز گپ شپ لگانے کے لئے جمع ہوئے ہوں تو نماز پڑھنے والے کو چاہئے کہ وہ ذرا دور ہو کر نماز شروع کرے۔

فضل ركعتين بعد الوتر

وتر کے بعد دو رکعات کی فضیلت کا بیان

٥٨١۔ عَنْ ثَوْبَانَ، قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ

سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر میں

فِي سَفَرٍفَقَالَ: ((إِنَّ هٰذَا السَّفَرَ جُهْدٌ وَثِقْلٌ، فَإِذَا أَوْتَرَ أَحَدُكُمْ فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ، فَإِنِ اسْتَيْقَظَ وَإِلَّا كَانَتَا لَهُ)). [الصحيحة:۱۹۹۳]

تھے آپ ﷺ نے فرمایا: ''بلاشبہ یہ سفر باعثِ مشقت و زحمت ہے' اس لئے ہر کوئی وتر کے بعد دو رکعت نفل پڑھ لے' اگر (قیام کرنے کے لئے) جاگ آ گئی تو ٹھیک' وگرنہ یہی دو رکعتیں اسے کفایت کر جائیں گی۔''

تخریج: الصحیحة ۱۹۹۳- دارمی (۱۶۰۲)' ابن خزیمة (۱۱۰۳)' ابن حبان (۲۵۸۷)

فوائد: ثابت ہوا کہ سفر کے دوران حسبِ استطاعت نمازِ تہجد پڑھنی چاہیے' نیز یہ حقیقت بھی عیاں ہو رہی ہے کہ نمازِ وتر کے بعد نماز پڑھی جا سکتی ہے۔ (لیکن اس کو معمول نہیں بنانا چاہیے۔)

ومن أجر الصلاة

نماز کے اجر کا بیان

۵۸۲- عَنْ أَبِي بَصْرَةَ الْغِفَارِيِّ، قَالَ: صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْعَصْرَ بِالْمَخْمَصِ فَقَالَ: ((إِنَّ هٰذِهِ الصَّلَاةَ عُرِضَتْ عَلٰى مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ فَضَيَّعُوْهَا، فَمَنْ حَافَظَ عَلَيْهَا، كَانَ لَهُ أَجْرُهُ مَرَّتَيْنِ، وَلَا صَلَاةَ بَعْدَهَا حَتّٰى يَطْلُعَ الشَّاهِدُ)) الشَّاهِدُ: النَّجْمُ۔ [الصَّحِيْحَة: ۳۵۴۹]

سیدنا ابو بصرہ غفاری ﷺ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں مخمص مقام پر نمازِ عصر پڑھائی اور فرمایا: ''یہ نماز تم سے سابقہ امتوں پر بھی فرض کی گئی لیکن انھوں نے اسے ضائع کر دیا' لہذا جو اس کی ادائیگی پر محافظت کرے گا' اسے دوگنا اجر ملے گا اور اس کے بعد ستارہ طلوع ہونے (یعنی سورج غروب ہونے) تک کوئی نماز نہیں۔'' حدیث میں لفظ ''شاہد'' کے معانی ''ستارے'' ہیں۔

تخریج: الصحیحة ۳۵۴۹- مسلم (۸۳۰)' ابو عوانة (۱/ ۳۵۹)' نسائی (۵۲۲)' احمد (۶/ ۳۹۶'۳۹۷)

فوائد: ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿حافظوا علی الصلاة والصلوة الوسطی وقوموا لله قانتین۝﴾ (سورۂ بقرہ: ۲۳۸) یعنی: (تمام) نمازوں کی حفاظت کرو' بالخصوص درمیان والی (عصر کی) نماز کی اور اللہ تعالیٰ کے لئے باادب کھڑے رہا کرو۔ غور فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ نے نمازِ عصر کو قائم رکھنے کی خصوصی تلقین فرمائی ہے۔ راجح قول کے مطابق اس آیت میں ''الصلاة الوسطی'' سے مراد نمازِ عصر ہے۔ سیدنا بریدہ ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (من ترك صلاة العصر فقد حبط عمله۔) [بخاری] یعنی: جس نے نمازِ عصر ترک کر دی' اس کے (نیک) عمل ضائع ہو جائیں گے۔ نیز سیدنا ابو موسیٰ ﷺ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (من صلی البردین دخل الجنة۔) [بخاری' مسلم] یعنی: جو آدمی ٹھنڈے وقت کی دو نمازیں (یعنی فجر اور عصر) ادا کرے گا' وہ جنت میں داخل ہوگا۔ لہذا ہمیں چاہیے کہ ہم نمازِ عصر کی حفاظت کریں اور پہلی امتوں کی طرح اس کے معاملے میں غفلت نہ برتیں۔ اللہ تعالیٰ کا کتنا بڑا احسان ہے کہ اگر ہم سابقہ امتوں کی مخالفت کرتے ہوئے اس نماز کے پابند بن جاتے ہیں تو وہ اس اطاعت و فرمانبرداری کی وجہ سے ہمیں ایک کی بجائے دوگنا اجر سے نوازے گا۔ اس حدیثِ مبارکہ سے معلوم ہو رہا ہے کہ نمازِ عصر کے بعد ستارے کے طلوع ہونے یعنی غروبِ آفتاب تک کوئی نماز نہیں' پہلے اس مسئلہ کی تفصیل گزر چکی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے عصر کے بعد اس وقت تک نفلی نماز پڑھنے کی اجازت دی ہے جب تک سورج سفید اور بلند رہتا ہے۔

حسد اليهود بالسلام و التامين

سلام اور آمین کہنے سے یہود کے حسد کرنے کا بیان

٥٨٣ ـ عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ الْيَهُوْدَ لَيَحْسُدُوْنَكُمْ عَلَى السَّلَامِ وَالتَّأْمِيْنِ)). [الصحيحة: ٦٩٢]

سیدنا انس ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”یہودی لوگ تمہاری (دو خصلتوں:) سلام کہنے اور آمین کہنے پر تم سے حسد کرتے ہیں۔“

تخریج: الصحيحة ۶۹۲ـ ابونعیم فی احادیث مشائخ ابی القاسم الاصم (۳۵/ ۱)، خطیب فی تاریخه (۱۱/ ۴۳)، الضياء فی المختارة (۱۷۳۰)

فوائد: یہ اسلام ہی ہے جس نے ملاقات کے وقت ایک دوسرے کو سلامتی کا پیغام دینے اور سلامتی، رحمت اور برکت کی دعا دینے کی تعلیم دی ہے۔ جب تک سلام اور آمین باآواز بلند نہ کہے جائیں اس وقت تک یہودیوں کا حسد کرنا ناممکن ہے۔ لہٰذا ہمیں چاہئے کہ سلام کو بھی عام کریں اور سلام کی طرح آمین بھی جہراً کہیں۔ آمین کے مسئلہ پر پہلے بحث ہو چکی ہے۔

باب: سنية رد المصلى السلام اشارةً ونسخه لفظًا

باب: نمازی کا اشارے سے سلام کا جواب دینا مسنون ہے اور زبان سے جواب منسوخ ہے

٥٨٤ ـ عَنْ أَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ: أَنَّ رَجُلًا سَلَّمَ عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ فِي الصَّلَاةِ، فَرَدَّ النَّبِيُّ بِإِشَارَةٍ، فَلَمَّا سَلَّمَ قَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنَّا كُنَّا نَرُدُّ السَّلَامَ فِي صَلَاتِنَا، فَنُهِيْنَا عَنْ ذٰلِكَ)). [الصحيحة: ٢٩١٧]

سیدنا ابو سعید خدری ؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے نبی کریم ﷺ کو سلام کہا اور آپ ﷺ نماز میں تھے۔ آپ ﷺ نے اشارۃً اس کے سلام کا جواب دیا۔ جب آپ ﷺ نے سلام پھیرا تو فرمایا: ”ہم نماز میں سلام کا جواب دیا کرتے تھے، لیکن اب ہمیں ایسا کرنے سے منع کر دیا گیا ہے۔“

تخریج: الصحيحة ۲۹۱۷ـ طحاوی (۱/ ۲۶۳)، البزار (الكشف: ۵۵۴)، طبرانی فی الاوسط (۸۶۲۶)

فوائد: ابتداءِ اسلام میں نماز کے دوران کسی سے ہم کلام ہونا جائز تھا، لیکن جب یہ آیت نازل ہوئی: ﴿حافظوا على الصلاة والصلوة الوسطى وقوموا لله قانتين۝﴾ (سورۂ بقرہ: ۲۳۸) یعنی: (تمام) نمازوں کی حفاظت کرو، بالخصوص درمیان والی (عصر کی) نماز کی اور اللہ تعالیٰ کے لئے باادب کھڑے رہا کرو۔ تو نماز میں کلام کرنا حرام ہو گیا۔ لیکن نماز کے دوران بعض امور کو اشاروں کے ذریعے سرانجام دینے کی رخصت دی گئی، ان میں سے ایک سلام کا جواب دینا ہے، جس کا اس حدیث مبارکہ میں تذکرہ ہے۔ سیدنا عبد اللہ بن عمر ؓ کہتے ہیں: میں نے سیدنا بلال ؓ سے پوچھا کہ جب لوگ رسول اللہ ﷺ کو سلام کرتے، اس حال میں کہ آپ ﷺ نماز پڑھ رہے ہوتے تو آپ ﷺ جواب کیسے دیتے تھے؟ انھوں نے جواب دیا: يقول هكذا و بسط كفه۔ اس طرح کرتے تھے، پھر (کیفیت بیان کرنے کے لئے) اپنا ہاتھ پھیلا دیا۔ [ابوداود، ترمذی] امام نافع ؒ کہتے ہیں: سیدنا عبد اللہ بن عمر ؓ ایک آدمی کے پاس سے گزرے، وہ نماز پڑھ رہا تھا، آپؓ نے اسے سلام کہا، اس نے بول کر جواب دیا۔ سیدنا عبد اللہ بن عمر ؓ اس کی طرف پلٹ کر آئے اور اسے کہا: جب کوئی نماز پڑھ رہا ہو اور اسے سلام کہا جائے تو وہ بول کر جواب نہ دے، بلکہ اپنے ہاتھ سے اشارہ کر دیا کرے۔ [موطا

امام مالک]لہذا ثابت ہوا کہ نمازی لوگوں کو سلام کہنا چاہیے اور نمازیوں کو چاہیے کہ اشارہ کر کے جواب دے دیا کریں۔

الصلاة قرة عيني

۵۸۵۔ عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَامَ مِنَ اللَّيْلِ، وَامْرَأَةٌ تُصَلِّي بِصَلَاتِهِ، فَلَمَّا أُحَسَّ الْتَفَتَ إِلَيْهَا، فَقَالَ لَهَا: اضْطَجِعِي إِنْ شِئْتِ قَالَتْ: إِنِّي أَجِدُ نَشَاطاً، قَالَ: ((إِنَّكِ لَسْتِ مِثْلِيْ، إِنَّمَا جُعِلَ قُرَّةُ عَيْنِي فِي الصَّلَاةِ)). [الصحيحة:۳۳۲۹،۱۱۰۷]

نماز میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے

سیدنا انس ﷜ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ رات کو نماز پڑھ رہے تھے' ایک عورت بھی آپ ﷺ کے ساتھ نماز ادا کر رہی تھی' جب آپ ﷺ کو محسوس ہوا تو اسے فرمایا: ''اگر تو چاہتی ہے تو لیٹ جا۔'' اس نے کہا: میں ابھی ہشاش بشاش ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو میری طرح کی تو نہیں ہے نا' میری تو آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۱۰۷' ۳۳۲۹' ابن نصر فی الصلاۃ (۳۲۱)' عقیلی فی الضعفاء (۴/ ۴۲۰)' خطیب فی التاریخ (۱۴/ ۱۹۰)

فوائد: نبی کریم ﷺ نے اپنی امت کو نمازِ تہجد پڑھنے کی بہت زیادہ تلقین کی ہے' اس نماز کے بعض فضائل اسی باب میں قلم بند کئے جا چکے ہیں۔لیکن اس حدیث میں آپ ﷺ ایک عورت کو منع فرما رہے ہیں۔ بلاشبہ اس کی تطبیق یہ ہوگی کہ آپ ﷺ رات کے وقت انتہائی طوالت کے ساتھ رات کا قیام کرتے تھے' جو اس خاتون کے بس کی بات نہیں تھی' اس لئے آپ ﷺ نے اسے منع فرما دیا' اس کا یہ مطلب نہیں کہ علی الاطلاق قیام اللیل سے منع کر دیا گیا ہے۔

باب: شد الرحال في القبور

۵۸۶۔عَنْ سَعِيْدِ بْنِ أَبِي سَعِيْدٍ الْمَقْبُرِيِّ: أَنَّ أَبَا بَصْرَةَ جَمِيْلَ بْنَ بَصْرَةَ لَقِيَ أَبَا هُرَيْرَةَ وَهُوَ مُقْبِلٌ مِنَ (الطُّوْرِ) فَقَالَ: لَوْ لَقِيْتُكَ قَبْلَ أَنْ تَأْتِيَهُ لَمْ تَأْتِهِ، إِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((إِنَّمَا تُضْرَبُ أَكْبَادُ الْمَطِيِّ إِلَى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ: الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ، وَمَسْجِدِيْ هٰذَا وَالْمَسْجِدِ الْأَقْصٰى)). [الصحيحة:۹۹۷]

باب: قبروں کی جانب سفر کی حیثیت

سعید بن ابوسعید مقبری کہتے ہیں کہ ابو بصرہ جمیل بن بصرہ سیدنا ابو ہریرہ ﷛ ملے اور ابو ہریرہ طور سے ہوکر آئے تھے، سیدنا اور کہا: اگر وہاں جانے سے پہلے میری تیرے ساتھ ملاقات ہو جاتی تو تو وہاں نہ جاتا' کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: ''سواریوں کو نہیں بھگایا جاتا (یعنی سفر کا اہتمام نہیں کیا جا سکتا) مگر تین مساجد: مسجد حرام' میری مسجد یعنی مسجد نبوی اور مسجدِ اقصیٰ کی طرف۔''

تخریج: الصحیحۃ ۹۹۷۔ ابویعلی (۶۵۵۸)' بخاری فی التاریخ (۳/ ۱۲۳۔ ۱۲۴)' طبرانی فی الکبیر (۲۱۵۷)' احمد (۶/ ۷)

ومن فضل التهجير إلى الصلاة

۵۸۷۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعاً: ((إِنَّمَا مَثَلُ الْمُهَجِّرِ إِلَى الصَّلَاةِ: كَمَثَلِ الَّذِي يُهْدِي الْبُدْنَةَ، ثُمَّ الَّذِي عَلَى إِثْرِهِ: كَالَّذِي يُهْدِي

نماز کے لیے جلدی آنے کی فضیلت کا بیان

سیدنا ابو ہریرہ ﷜ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نماز کی طرف جلدی آنے والے کی مثال اس آدمی کی طرح ہے جو اونٹ کی قربانی پیش کرتا ہے' اس کے بعد آنے والے کی مثال اس

الْبَقَرَةَ، ثُمَّ الَّذِی عَلٰی إِثْرِہِ: کَالَّذِی یُھْدِی الْکَبْشَ، ثُمَّ الَّذِی عَلٰی إِثْرِہِ: کَالَّذِی یُھْدِی الدَّجَاجَۃَ، ثُمَّ الَّذِیْ عَلٰی إِثْرِہِ: کَالَّذِی یُھْدِیْ الْبَیْضَۃَ)). [الصحیحۃ:٣٥٧٦]

کی طرح ہے جو گائے کی قربانی پیش کرتا ہے' اس کے بعد آنے کی مثال اس کی طرح ہے جو دنبے کی قربانی پیش کرتا ہے' اس کے بعد آنے کی مثال اس کی طرح ہے جو مرغی کی قربانی پیش کرتا ہے اور اس کے بعد آنے کی مثال اس کی طرح ہے جو انڈے کی قربانی پیش کرتا ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۵۷۶۔ بخاری (۹۲۹)' مسلم (۸۵۰)' نسائی (۸۶۵)' واللفظ لہ' احمد (۲/ ۲۵۹)

فوائد: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی جو حدیث بخاری اور مسلم میں ہے' اس میں مذکورہ حدیث کو جمعہ کی نماز کے ساتھ معلق کیا گیا ہے' لہذا اس حدیث میں لفظ "الصلاۃ" کو نمازِ جمعہ پر ہی محمول کریں گے۔

الوتر صلاۃ اللیل

وتر رات کی نماز ہے

٥٨٨۔ عَنِ الْأَغَرِّ الْمُزَنِیِّ: أَنَّ رَجُلًا أَتٰی رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ فَقَالَ: یَانَبِیَّ اللّٰہِ إِنِّی أَصْبَحْتُ وَلَمْ أُوْتِرْ، فَقَالَ: ((إِنَّمَا الْوِتْرُ بِاللَّیْلِ)) قَالَ: یَانَبِیَّ اللّٰہِ إِنِّی أَصْبَحْتُ وَلَمْ أُوْتِرْ قَالَ: ((فَأَوْتِرْ)). [الصحیحۃ:١٧١٢]

سیدنا اغر مزنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہا: اے اللہ کے نبی: صبح ہوگئی اور میں نے نمازِ وتر نہیں پڑھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''وتر تو رات کی نماز ہے۔'' اس نے کہا: اے اللہ کے نبی! صبح ہوگئی اور میں نے وتر کی نماز نہیں پڑھی (اب کیا کروں؟) آپ ﷺ نے فرمایا: ''نمازِ وتر پڑھ لے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۷۱۲۔ طبرانی فی الکبیر (۸۹۱)' ابونعیم فی المعرفۃ (۱۰۴۸)

فوائد: بالاتفاق نمازِ وتر کا وقت نمازِ عشاء سے شروع ہوکر نمازِ فجر تک جاری رہتا ہے' اگر آدمی نیند یا بھول چوک کی وجہ سے وتر ادا نہیں کرسکتا ہے تو شریعت نے اس کے لئے یہ گنجائش رکھی ہے کہ جب وہ بیدار ہو یا جب اسے یاد آئے وہ نماز وتر اداء کرلے' جیسا کہ سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (من نام عن الوتر او نسیہ فلیصل اذا ذکر واذا استیقظ۔) [ابوداود' ترمذی' ابن ماجہ] یعنی: جو شخص وتر کے وقت سویا رہ جائے یا اسے وتر پڑھنا بھول جائے تو جب اسے یاد آئے یا جب وہ بیدار ہو اسی وقت پڑھ لے۔

الصلاۃ تنھی عن المنکر

نماز برے کاموں سے روکتی ہے

٥٨٩۔ عَنْ أَبِی ھُرَیْرَۃَ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَی النَّبِیِّ ﷺ فَقَالَ: إِنَّ فُلَانًا یُصَلِّی بِاللَّیْلِ فَإِذَا أَصْبَحَ سَرَقَ؟ قَالَ: ((إِنَّہٗ سینھاہ مَایَقُوْلُ)). [الصحیحۃ:٣٤٨٢]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور کہا کہ فلاں آدمی رات کو نماز تو پڑھتا ہے لیکن صبح کے وقت چوریاں کرتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''عنقریب اس کا (یہ نیک) عمل اسے ایسا کرنے سے روک دے گا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۴۸۲۔ احمد (۲/ ۴۴۷)' بیہقی فی الشعب (۳۲۶۱)' ابن حبان (۲۵۶۰)

فوائد: ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿واقم الصلاۃ ان الصلاۃ تنھی عن الفحشاء والمنکر ولذکر اللہ اکبر﴾ (سورۃ) یعنی: ''اور نماز قائم کرو' یقیناً نماز بے حیائی اور برائی سے روکتی ہے' بیشک اللہ تعالی کا ذکر بہت بڑی چیز ہے۔'' اسی قانون کو سامنے رکھ کر آپ ﷺ نے رات کو نماز ادا کر کے دن کو چوری کرنے والے کے بارے میں حسنِ ظن کا اظہار کیا کہ عنقریب اس کی نیکی اس کو اس برائی سے روک دے گی۔

استحباب قراءۃ الخفی فی الصلاۃ

۵۹۰۔ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ مِنْ بَنِي بَيَاضَةَ: أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ مُجَاوِرٌ فِي الْمَسْجِدِ يَوْماً فَوَعَظَ النَّاسَ وَحَذَّرَهُمْ وَرَغَّبَهُمْ، ثُمَّ قَالَ: ((**إِنَّهُ لَيْسَ مِنْ مُصَلٍّ إِلَّا وَهُوَ يُنَاجِي رَبَّهُ، فَلَا يَجْهَرْ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَعْضٍ بِالْقِرَاءَةِ**)). [الصحيحة: ۳٤۰۰]

نماز میں آہستہ قرأت کرنے کا استحباب

عطا بن یسار' بنو بیاضہ کے ایک انصاری آدمی سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ایک دن مسجد میں اعتکاف کی حالت میں لوگوں کو وعظ و نصیحت کی' انھیں ڈرایا اور رغبت دلائی' اور پھر فرمایا: ''ہر نمازی اپنے ربّ سے سرگوشی کرتا ہے' لہٰذا ایک دوسرے پر باآواز بلند قراءت نہ کیا کرو۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۴۰۰۔ نسائی فی الکبری (۳۳۶۰)' ابن عبد البر فی التمھید (۲۳/ ۳۱۷' ۳۱۸)' احمد (۴/ ۳۴۴)

فوائد: پہلے کئی دفعہ اس حقیقت کا اظہار کیا جا چکا ہے کہ نمازی اللہ تعالی سے ہم کلام ہوتا ہے اور اللہ تعالی اس کی طرف اپنے چہرے کے ساتھ متوجہ ہوتے ہیں' لہٰذا ایک مقام پر ایک سے زائد نماز پڑھنے والوں کو چاہئے کہ وہ نماز میں مخفی اور سرّی انداز میں تلاوت و ذکر کریں۔ اس حدیث سے یہ استدلال کرنا بجا ہے کہ نمازی کے قریب گپ شپ لگانے سے پرہیز کرنا چاہئے' ہاں اگر لوگ ایک جگہ پر کسی مناسبت سے گفت و شنید کر رہے ہیں تو نماز ادا کرنے والے کو چاہئے کہ وہ ان سے دور ہو کر نماز پڑھے۔

کراھیۃ الصلاۃ علی الثوب المنقش

۵۹۱۔ عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: كَانَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ خَمِيْصَةٌ، فَأَعْطَاهَا أَبَا جَهْمٍ، فَقِيْلَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّ هٰذِهِ الْخَمِيْصَةُ خَيْرٌ مِنَ الْإِنْبِجَانِيَةِ. فَقَالَ: ((**إِنَّهَا تُلْهِيْنِي عَنْ صَلَاتِي أَوْقَالَ: تَشْغَلُنِي**)). [الصحیحۃ: ۲۷۱۷]

نقش و نگار والے کپڑے پر نماز پڑھنے کی کراہت

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک پھول بوٹیوں والی قمیص تھی' جو آپ ﷺ نے ابوجہم کو دی' آپ ﷺ سے کہا گیا کہ یہ قمیص' انجانیہ قمیص سے بہتر ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ تو مجھے نماز سے غافل یا مشغول کرنے لگی تھی۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۷۱۷۔ ابن راھویہ فی المسند ۶۲۳۔ احمد (۶/ ۴۶)' بخاری (۳۷۳)' مسلم (۵۵۶)

فوائد: مسئلہ انتہائی واضح ہے کہ نقش و نگار والے مصلّوں اور قالینوں پر اور ایسے پردوں کے سامنے نماز پڑھنا مکروہ ہے' کیونکہ یہ فرد کے لئے خلل کا باعث بن سکتے ہیں' جب نبیٔ کریم ﷺ نے اپنے آپ کو مستثنی نہیں سمجھا تو کوئی کس باغ کی مولی بن سکتا ہے

سیدنا عثمان بن ابو طلحہ ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (فانه لا ینبغی ان یکون فی قبلة البیت شیء یلهی المصلی) [ابوداود] یعنی: بلاشبہ یہ مناسب و جائز نہیں ہے کہ گھر کے قبلہ کی سمت میں کوئی ایسی چیز ہو جو نمازی کو غافل کر دے۔ معلوم ہوا کہ عصرِ حاضر میں مساجد کی دیواروں میں جو نقش و نگار کیا جاتا ہے یا انتہائی مزین قالین بچھائے جاتے ہیں، یہ نمازیوں کے حق میں درست نہیں ہے۔

باب: دعاؤه صلى الله عليه وسلم لامته وما استجيب له منه

۵۹۲۔ عَنْ مُعَاذِبْنِ جَبَلٍ، قَالَ: صَلَّى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَوْماً صَلَاةً، فَأَطَالَ فِيْهَا، فَلَمَّا انْصَرَفَ قُلْنَا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ أَطَلْتَ الْيَوْمَ الصَّلَاةَ؟ قَالَ: ((إِنِّي صَلَّيْتُ صَلَاةً رَغْبَةً وَرَهْبَةً، سَأَلْتُ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ لِأُمَّتِي ثَلَاثاً فَأَعْطَانِي اثْنَتَيْنِ، وَرَدَّ عَلَيَّ وَاحِدَةً، سَأَلْتُهُ أَنْ لَّا يُسَلِّطَ عَلَيْهِمْ عَدُوًّا مِنْ غَيْرِهِمْ، فَأَعْطَانِيهَا، وَسَأَلْتُهُ أَنْ لَّا يُهْلِكَهُمْ غَرْقاً، فَأَعْطَانِيهَا، وَسَأَلْتُهُ أَنْ لَّا يَجْعَلَ بَأْسَهُمْ بَيْنَهُمْ، فَرَدَّهَا عَلَيَّ)).

[الصحيحة:١٧٢٤]

باب: نبی کریم ﷺ کی امت کے لیے دعاء اور ان میں جو مقبول ہوئیں

سیدنا معاذ بن جبل ﷺ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دن لمبی نماز پڑھائی، جب آپ ﷺ فارغ ہوئے تو ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! آج آپ نے بہت لمبی نماز پڑھائی ہے، (کیا وجہ ہے)؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”میں نے آج ترہیب و ترغیب والی نماز پڑھی ہے، میں نے اللہ تعالی سے اپنی امت کے لئے تین چیزوں کا سوال کیا ہے، اس نے دو چیزیں مجھے عطا کر دیں اور ایک دعا قبول نہیں کی۔ میں نے اس سے سوال کیا کہ وہ میری امت پر غیروں کو بطورِ دشمن مسلط نہ کرے، اس نے مجھے یہ چیز عطا کر دی۔ (دوسرے نمبر پر) میں نے اس سے یہ سوال کیا کہ وہ میری امت کو غرق نہ کرے، اس نے یہ دعا بھی قبول کر لی اور میں نے (تیسرے نمبر پر) یہ سوال کیا کہ وہ میری امت کو آپس میں لڑنے سے بچائے، لیکن اس نے یہ دعا قبول نہ کی۔“

تخریج: الصحیحة ۱۷۲۴۔ ابن ماجه (۳۹۵۱)، ابن خزیمة (۱۲۱۸)، احمد (۵/ ۲۴۰)

فوائد: نبی کریم ﷺ نے اپنی امت سے خیر خواہی کرتے ہوئے ان کے حق میں تین دعائیں کیں، لیکن اللہ تعالی نے ایک دعا قبول نہ فرمائی۔ معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ بھی اپنی دعائیں اور التجائیں منوانے پر قادر نہیں تھے، صرف اللہ تعالی ہی ہے جس کی مشیئت اور ارادہ چلتا ہے۔ پھر بھی بعض لوگ آپ ﷺ کو مختارِ کل سمجھتے ہیں۔

باب: وجوب متابعة الامام والنهی عن مسابقته

۵۹۳۔ عَنْ أَبِي مُوْسٰى قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

باب: امام کی اقتداء کا وجوب اور اس سے سبقت کی ممانعت

سیدنا ابو موسی ﷺ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں کمزور

ﷺ: ((إِنِّي قَدْ بَدَّنْتُ، فَإِذَا رَكَعْتَ فَارْكَعُوْا وَإِذَا رَفَعْتُ فَارْفَعُوْا، وَإِذَا سَجَدْتُ فَاسْجُدُوْا، وَلَا أُلْفِيَنَّ رَجُلًا يَسْبِقُنِي إِلَى الرُّكُوْعِ وَلَا إِلَى السُّجُوْدِ)).

اور عمر رسیدہ ہو گیا ہوں' سو تم اس وقت رکوع کیا کرو جب میں رکوع کروں اور اس وقت سجدہ کیا کرو جب میں سجدہ کروں اور اس طرح ہرگز نہ ہونے پائے کہ کوئی رکوع وسجود میں مجھ سے سبقت لے جائے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۷۲۵۔ ابن ماجہ (۹۶۲)' والمزی فی التھذیب (۶/ ۳)

فوائد: مقتدی کا امام سے سبقت لے جانا حرام ہے۔ جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: (اما یخشی الذی یرفع راسه قبل الامام ان یحول الله راسه راس حمار) [بخاری' مسلم] یعنی: جو شخص امام سے پہلے اپنا سر اٹھاتا ہے' کیا وہ اس بات سے نہیں ڈرتا کہ اللہ تعالی اس کا سر گدھے کا سر نہ بنا دے۔ مقتدیوں کو چاہئے کہ رکوع وسجود میں نہ امام سے آگے بڑھنے کی کوشش کریں اور نہ اس کے ساتھ ساتھ چلیں' بلکہ امام کی اقتدا کریں یعنی اس کے پیچھے پیچھے چلیں' جیسا کہ سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم نبی کریم ﷺ کی اقتدا میں نماز پڑھتے تھے' جب آپ ﷺ "سمع الله لمن حمده" کہتے تو ہم میں کوئی بھی سجدہ کے لئے اس وقت تک اپنی کمر نہیں جھکاتا تھا' جب تک نبی کریم ﷺ اپنی پیشانی مبارک زمین پر نہ رکھ دیتے۔ [بخاری' مسلم]

باب من الوتر

وتر کا بیان

۵۹۴- عَنْ عَائِشَةَ ((أَنَّ النَّبِيَّ ا أَوْتَرَ بِخَمْسٍ، وَأَوْتَرَ بِسَبْعٍ)). [الصحيحة: ۲۹۶۱]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ (کبھی) پانچ اور (کبھی) سات وتر پڑھتے تھے۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۹۶۱۔ المروزی فی قیام اللیل (ص: ۱۲۱)' ابن حبان (۲۴۳۸)

فوائد: نبی کریم ﷺ سے وتر کی ایک سے نو رکعات ثابت ہیں۔ ایک' تین اور پانچ رکعت وتر میں کوئی درمیانی تشہد نہیں ہے' یہ رکعتیں لگاتار ادا کی جائیں گی' ہاں جب آدمی سات یا نو رکعت وتر ادا کرے گا تو سات میں چھ کے بعد اور نو میں آٹھ کے بعد درمیانے تشہد کے لئے بیٹھے گا' پھر ساتویں یا نویں رکعت پڑھ کر تشہد بیٹھے گا اور سلام پھیر دے گا۔ یہ تمام مسائل کتب احادیث میں انتہائی وضاحت کے ساتھ موجود ہیں۔ معلوم نہیں کہ شریعت میں اتنی گنجائش کے باوجود بعض احباب نے اپنے آپ کو صرف تین پر ہی کیوں پابند کر دیا ہے۔

الصلاة آخر فقدًا من الدين

نماز دین میں سے سب سے آخر میں ختم ہو گی

۵۹۵- عَنْ أَنَسٍ مَرْفُوعًا: ((أَوَّلُ مَاتَفْقِدُوْنَ مِنْ دِيْنِكُمُ الْأَمَانَةُ، وَآخِرُهُ الصَّلَاةُ)). [الصحيحة: ۱۷۳۹]

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم لوگ سب سے پہلے اپنے دین سے امانت کو اور سب سے آخر میں نماز کو مفقود پاؤ گے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۷۳۹۔ خرائطی فی المکارم (۱۶۵)' تمام الرازی فی الفوائد (۱۹۱)' الضیاء فی المختارۃ (۱۵۸۳)

فوائد: امانت' ایمان کی علامت ہے۔ امانت کی حفاظت وضمانت انسانی معاشرے میں جنت نظیر ماحول پیش کرنے میں معاون ثابت ہوتی ہے' مسلمان کی جان' عزت اور مال دوسرے مسلمان کے لئے امانت ہیں۔ ایک مسلمان کو جس قدر اپنی عزت وحرمت کا

اِس و لحاظ ہوتا ہے' اس سے بڑھ کر اسے چاہئے کہ وہ بحیثیتِ امین دوسرے کی عزتوں کا بھی تحفظ کرے۔ جو انسان اس عظیم صفت سے محروم ہے' اسے منافق سے تشبیہ دی گئی ہے۔ لہذا ہمیں چاہئے کہ ہم اپنے دین کی حفاظت کے لئے اپنی امانتوں کی حفاظت کریں' کیونکہ دین کا بگاڑ خیانت کرنے کی صورت میں شروع ہوگا' اور پھر بڑھتا ہی چلا جائے گا' حتی کہ بات ترکِ نماز تک جا پہنچے گی اور بندہ آخر کار صف کفر میں کھڑا ہو جائے گا۔ نماز کی اہمیت پہلے کئی مقامات پر بیان ہو چکی ہے' اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی اپنے دین کے معاملے میں نماز سے بھی غافل ہو جاتا ہے تو وہ سمجھ لے کہ مکمل کا مکمل دین اس سے روٹھ چکا ہے' کیونکہ نماز کے بعد بظاہر دین کی کوئی رمق باقی نہیں رہتی' معلوم ہوا کہ ترکِ نماز کے بعد آدمی کا اپنے آپ کو دیندار یا دین والا سمجھنا اس کی خام خیالی ہوگی۔

باب: فرضت الصلاة فی مكة ركعتين ركعتين والرد علی المخالف

باب: مکہ مکرمہ میں دو دو رکعات نماز کا فرض ہونا اور مخالف ومتضاد رائے کی تردید

٥٩٦ـ عَنْ عائشة، قَالَتْ: ((أَوَّلُ مَافُرِضَتِ الصَّلَاةُ رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ، فَلَمَّا قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ صَلّٰى إِلٰى كُلِّ صَلَاةٍ مِثْلَهَا غَيْرَ الْمَغْرِبِ، فَإِنَّهَا، وِتْرُالنَّهَارِ، وَصَلَاةُ الصُّبْحِ لِطُوْلِ قِرَاءَتِهَا، وَكَانَ إِذَا سَافَرَ عَادَ إِلٰى صَلَاتِهِ الْأُوْلٰى)). [الصحيحة:٢٨١٤]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: شروع شروع میں نماز دو رکعتیں فرض ہوئی تھی' جب آپ ﷺ مدینہ تشریف لائے تو ہر نماز میں اس کی مثل اضافہ کر دیا گیا' سوائے نمازِ مغرب کے کہ وہ دن کی نماز کو وتر (یعنی طاق) کرنے والی ہے اور سوائے نمازِ فجر کے کہ اس میں لمبی قراءت کی جاتی ہے اور جب آپ ﷺ سفر کرتے تو شروع والی (دو رکعتی) نمازوں کی کیفیت کے مطابق ادائیگی کرتے تھے۔

تخریج: الصحیحة ۲۸۱۴۔ طحاوی (۱/ ۲۴۱)' السراج فی مسند' (۱۳۹۸)' ابن خزیمة (۳۰۵)' ابن حبان (۲۷۳۸)

فوائد: مسئلہ بالکل واضح ہے کہ اللہ تعالی نے ہمارے لیے سہولت پیدا کرتے ہوئے سفر کے دوران مغرب کے علاوہ آدھی نماز ادا کرنے کا حکم دیا ہے۔

٥٩٧ـ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَوَّلُ مَا يُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ الصَّلَاةُ وَأَوَّلُ مَا يُقْضَى بَيْنَ النَّاسِ فِي الدِّمَاءِ)). [الصحيحة:١٧٤٨]

سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت والے دن (حقوق اللہ میں سے) لوگوں کا سب سے پہلے نماز کا حساب ہوگا اور (حقوق العباد میں سے) سب سے پہلے خون کے بارے میں فیصلہ ہوگا۔''

تخریج: الصحیحة ۱۷۴۸۔ نسائی (۳۹۹۲)' ابن نصر فی الصلاة (۱۷۹)' طبرانی فی الکبیر (۱۰۴۲۵)

باب: صلاح العمل وفساده بصلاح الصلاة وفسادها

باب: عمل کی درستی و بگاڑ نماز کی درستی و بگاڑ سے ہے

۵۹۸۔ عَنْ أَنَسٍ مَرْفُوعاً: ((اَوَّلُ مَا يُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الصَّلَاةُ، فَإِنْ صَلَحَتْ صَلَحَ لَهُ سَائِرُ عَمَلِهِ وَإِنْ فَسَدَتْ فَسَدَ سَائِرُ عَمَلِهِ)). [الصحيحة:۱۳۵۸]

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت کے روز سب سے پہلے بندے کا نماز کے بارے میں محاسبہ کیا جائے گا۔ اگر وہ درست ہوئی تو اس کے بقیہ اعمال بھی درست ہوں گے اور اگر اس میں خرابی آ گئی تو بقیہ اعمال میں بھی بگاڑ آ جائے گا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۳۵۸۔ طبرانی فی الاوسط (۱۸۸۰)' الضیاء فی المختارۃ (۲۵۷۸)

فوائد: نماز میں کامیابی' مکمل کامیابی کا پیش خیمہ ہے اور نماز میں ناکامی' مستقل نامرادی کا اعلان ہے' ہمیں چاہئے کہ ہم اپنی نمازوں کی حفاظت بھی کریں اور سنت کے مطابق ان کی ادائیگی بھی کریں۔

إياى و الفرج

صفوں میں خلل سے بچو

۵۹۹۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِيَّايَ وَالْفُرَجَ)) يَعْنِي:فِي الصَّلَاةِ)) [الصحيحة: ۱۷۵۷]

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نماز میں صفوں میں خلل سے بچو یعنی دور دور کھڑے نہ ہوا کرو۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۷۵۷۔ طبرانی فی الکبیر (۱۱۴۵۲)' وابن ابی حاتم فی العلل (۱/ ۱۴۱)

كراهية البخور للمرأة

عورت کے لیے خوشبو کی کراہت کا بیان

۶۰۰۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَيُّمَا امْرَأَةٍ أَصَابَتْ بُخُوْراً، فَلَا تَشْهَدْ مَعَنَا الْعِشَاءَ الآخِرَةَ)). [الصحيحة:۳٦۰۵]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو عورت (خوشبو والی) دھونی لگائے وہ ہمارے ساتھ نمازِ عشا پڑھنے کے لئے نہ آئے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۶۰۵۔ مسلم (۴۴۴)' ابوداود (۴۱۷۵)' نسائی (۵۱۳۱)' وفی الکبیر (۹۴۲۴)

فوائد: پہلے بھی اس مسئلہ پر بحث ہو چکی ہے کہ عورتوں کا گھر کے مخفی مقام میں نماز ادا کرنا افضل ہے' لیکن شریعت نے بہرحال ان کو مسجد میں نماز ادا کرنے کی رخصت دی ہے اور یہ پابندی بھی لگائی ہے کہ اگر کوئی عورت اس رخصت پر عمل کرتی ہے تو وہ خوشبو لگانے سے گریز کرے' اگر وہ خوشبو لگا چکنے بعد مسجد میں جانے کا ارادہ رکھتی ہے تو خوشبو کے آثار زائل کرے یا پھر گھر میں ہی نماز ادا کر لے۔ اس حدیث میں ان عورتوں کے لیے سخت وعید ہے جو بناؤ سنگھار کر کے ''شاپنگ'' کا ڈھونگ رچا کر بازاروں میں گھس جاتی ہیں' کون بتلائے کہ وہ کس کے سامنے اپنی زینت و آرائش کا اظہار کرنا چاہتی ہیں' اللہ تعالی نے عورت کو جائز دائرے میں رہ کر انتہائی زینت اختیار کرنے کی اجازت دی ہے تو صرف خاوند کے سامنے' تاکہ خاوند کی محبت میں اضافہ ہو۔

الامام ضامن

امام ذمہ دار ہے

۶۰۱۔عَنْ أَبِي حَازِمٍ، قَالَ: كَانَ سَهْلُ بْنُ سَعْدٍ

ابو حازم کہتے ہیں کہ سیدنا سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ نماز پڑھانے

السَّاعِدِيَّ يُقَدِّمُ فِتْيَانَ قَوْمِهِ يُصَلُّوْنَ بِهِمْ، فَقِيْلَ لَهُ: تَفْعَلُ وَلَكَ مِنَ الْقِدَمِ مَالَكَ؟ قَالَ: إِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((**الإِمَامُ ضَامِنٌ، فَإِنْ أَحْسَنَ فَلَهُ وَلَهُمْ، وَإِنْ أَسَاءَ. يَعْنِي. فَعَلَيْهِ وَلَهُمْ**)). [الصحيحة: ١٧٦٧]

کے لئے اپنی قوم کے نوجوانوں کو مقدم کرتے تھے۔ انھیں کہا گیا: آپ ایسا کیوں کرتے ہیں حالانکہ آپ مقام ومرتبہ کے حامل ہیں؟ انھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''امام ذمہ دار ہے' اگر اس نے اچھے انداز میں نماز پڑھائی تو اسے بھی ثواب ملے گا اور نمازیوں کو بھی اور اگر اس نے بری طرح پڑھائی تو اس کا وبال اسی پر ہوگا' نمازیوں کو ثواب ہی ملے گا۔''

تخریج: الصحيحة ١٧٦٧- ابن ماجه (٩٨١)

فوائد: نماز دین اسلام کا اہم ترین رکن ہے' اس کی قبولیت اور عدم قبولیت یا اجروثواب میں کمی بیشی کا امام کے ساتھ گہرا تعلق ہے' یہی وجہ ہے کہ شریعت نے محبوبِ عوام آدمی کو امامت کے لئے منتخب کرنے کی تلقین کی ہے' یاد رہے کہ امامت وخطابت بنیادی طور پر کمائی کے ذرائع نہیں' بلکہ لوگوں کی خیر وفلاح کے اسباب ہیں' معاشرے میں بگاڑ اس وقت پیدا ہوگا جب مسجد کے وڈیرے امام کو اپنا ملازم اور امام اپنے آپ کو تنخواہ دار مولوی سمجھنے لگ جائے گا۔ معاشرے کے افراد اس نکتے سے غفلت مت برتیں کہ ان کی نمازوں کا تعلق مسجد کے امام سے ہے اور امام اپنے اس عظیم منصب سے ہاتھ نہ دھو بیٹھے کہ مسجد والوں کے لئے حق و باطل کا معیار اور ان کا ہادی و رہبر ہے۔ نمازوں کے اوقات کا تحفظ کرنا' مقتدیوں کی صورتحال کو سامنے رکھنا' امام کا اپنے آپ کو عوام کی محبوب شخصیت ثابت کرنا' وغیرہ وغیرہ۔ یہ ایسے امور ہیں' جن کی کفالت صرف اور صرف امام کے ذمے ہے۔ امام کو چاہئے کہ وہ عصبیت اور بے جا طرفداری میں آکر تفرقہ بازی کا درس نہ دے' بلکہ تمام نمازی بھائیوں کی خوشی غمی میں شریک ہو اور اہل مسجد کے مابین کوئی جھگڑا رونما ہوتا ہے' تو وہ مصلح کی حیثیت سے سامنے آئے' نہ کہ کسی ایک جتھے کے ساتھ مل کر جھگڑے کو ہوا دینے لگے۔

ومن امور البركة الجماعة

برکت والے امور میں سے جماعت بھی ہے

٦٠٢- عَنْ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ مَرْفُوْعاً: ((**الْبَرَكَةُ فِي ثَلَاثٍ: الْجَمَاعَاتِ، وَالثَّرِيْدِ، وَ السَّحُوْرِ**)). [الصحيحة:١٠٤٥]

سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تین چیزوں میں برکت ہے۔ جماعتوں میں' ثرید (ایک قسم کا کھانا) میں اور سحری کے کھانے میں۔''

تخریج: الصحيحة ابو طاهر الانباری فی المشيخة (١٥٦/ ١-٢٠)' بيهقى فى الشعب (٧٥٢٠)' طبرانی فی (٦١٢٧)

فوائد: نماز کا ستائیس گنا زیادہ ثواب ملنا' روح کو جلا ملنا' شوقِ نماز میں اضافہ ہونا اور اللہ تعالی کے ذکر میں زیادہ وقت گزرنا وغیرہ وغیرہ۔ یہ ایسے امور ہیں جن کی بنا پر جماعت کا مبارک ہونا بجا طور پر ثابت ہوتا ہے۔ روٹی کو چور کر شوربے میں بھگو کر بنائے ہوئے کھانے کو ثرید کہتے ہیں' یہ زود ہضم ہوتا ہے اور کھانے کی زیادہ مقدار سے کفایت کرتا ہے' مثلاً ایک انسان دو روٹیوں کی بھوک محسوس کر رہا ہے' لیکن ایک روٹی کی بنی ہوئی ثرید اسے سیر کر سکتی ہے۔

افضل صلاة المرء فى بيته تطوعًا

بندے کی نفل نماز گھر میں افضل ہے

٦٠٣- عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ ﷺ قَالَ:

حضرت محمد ﷺ کے اصحاب میں سے ایک صحابی سے روایت ہے کہ

((تَطَوُّعُ الرَّجُلِ فِي بَيْتِهِ يَزِيْدُ عَلَى تَطَوُّعِهِ عِنْدَ النَّاسِ، كَفَضْلِ صَلَاةِ الرَّجُلِ فِي جَمَاعَةٍ عَلَى صَلَاتِهِ وَحْدَهُ)) [الصحيحة:۳۱۴۹]

آدمی کا گھر میں نفلی نماز پڑھنے کا ثواب لوگوں کے پاس پڑھنے کی بہ نسبت اتنا زیادہ ہے جتنا کہ اکیلی (فرضی) نماز کے مقابلے میں باجماعت نماز کا اجر وثواب ہے۔‘‘

تخریج: الصحیحۃ ۳۱۴۹۔ عبد الرزاق (۴۸۳۵)، ابن ابی شیبۃ (۲/ ۲۵۶)، موقوفا، طبرانی فی الکبیر (۷۳۲۲)، عن صھیب بن النعمان ﷺ مرفوعا

فوائد: پہلے اس مسئلہ پر گفتگو ہو چکی ہے، لیکن یہ فضیلت بیان نہیں کی گئی تھی۔ عصر حاضر میں لوگ دو گروہوں میں منقسم ہو چکے ہیں، کچھ جدت پرستوں کی مساجد سے لاتعلقی اور بیزاری یوں لگتی ہے کہ شاید وہ مسجد کو نعوذ باللہ گرجا گھر سمجھ بیٹھے ہیں اور بعض لوگ فرض و نفل تمام نمازوں کے لیے مسجد کا ہی تعین کرتے ہیں۔ یہ دونوں گروہ راہِ اعتدال سے منحرف ہو کر افراط وتفریط کا شکار ہیں، چاہئے یہ کہ فرض نمازوں کے لئے بہرصورت اللہ تعالی کی مساجد کا اہتمام کیا جائے اور نفلی نمازوں کے لیے گھروں کو اور مخفی مقامات، جہاں کوئی دیکھنے والا نہ ہو، کو ترجیح دی جائے۔

۶۰۴۔ عَنْ أَبِي ذَرٍّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((تُعَادُ الصَّلَاةُ مِنْ مَمَرِّ الْحِمَارِ، وَالْمَرْأَةِ وَالْكَلْبِ الْأَسْوَدِ)) قُلْتُ: عَبْدُاللّٰهِ بْنِ الصَّامِتِ: مَا بَالُ الْأَسْوَدِ مِنَ الْكَلْبِ الْأَصْفَرِ مِنَ الْكَلْبِ الْأَحْمَرِ؟ فَقَالَ: سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَمَا سَأَلْتَنِي؟ فَقَالَ: ((الْكَلْبُ الْأَسْوَدُ شَيْطَانٌ)). [الصحيحة:۳۳۲۳]

سیدنا ابوذر ﷺ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ’’(نمازی کے سامنے سے) گدھے، عورت اور کالے کتے کے گزرنے سے نماز دوبارہ پڑھی جائے۔‘‘ میں (عبداللہ بن صامت) نے کہا: زرد اور سرخ رنگ کے کتوں کے علاوہ کالے کتے (کی تخصیص) کی کیا وجہ ہے؟ میں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہی سوال کیا تھا جو آپ نے مجھ سے کیا ہے، آپ ﷺ نے جواب دیا تھا کہ: ’’کالا کتا شیطان ہے۔‘‘

تخریج: الصحیحۃ ۳۳۲۳۔ ابن خزیمۃ (۸۳۱)، ابن حبان (۲۳۹۱)، بھذا اللفظ، مسلم (۵۱۰)، ترمذی (۳۳۸)، بالفاظ متقاربۃ

فوائد: امام عبد الرحمن مبارکپوری رحمہ اللہ کہتے ہیں: جمہور سلف و خلف کا یہی خیال ہے کہ کسی چیز کے گزرنے سے نماز منقطع نہیں ہوتی اور انھوں نے اس حدیث کی یہ تاویل کی ہے کہ نماز کے ثواب میں کمی آ جاتی ہے۔ (تحفۃ الاحوذی) اس حدیث کی یہی تاویل درست معلوم ہوتی ہے، کیونکہ سیدنا سہل بن ابو حثمہ ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اذا صلی احدکم الی سترۃ فلیدنُ منھا لایقطع الشیطان علیہ صلاتہ۔" [ابوداود] یعنی: جب کوئی آدمی سترہ سامنے رکھ کر نماز پڑھے تو وہ اس کے قریب ہو جائے، تاکہ شیطان اس کی نماز کو منقطع نہ کر سکے۔ وجہِ استدلال یہ ہے کہ سترہ نہ ہونے کی صورت میں شیطان نمازی کے سامنے سے گزرتا رہتا ہے، لیکن یہ بات مسلّم ہے کہ سترہ کے بغیر نماز ہو جاتی ہے، جب شیطان کے گزرنے سے نماز منقطع نہیں ہوتی تو کالے کتے، جسے شیطان کہا گیا ہے، وغیرہ کے گزرنے سے نماز منقطع کیسے ہو سکتی ہے۔ سیدنا عبداللہ بن عمر، سیدنا علی اور سیدنا عثمان ﷺ نے کہا: لایقطع صلاۃ المسلم شیء۔ [طحاوی] یعنی: کوئی چیز مسلمان کی نماز کو منقطع نہیں کر سکتی۔ آپ ﷺ کا سترہ کے بغیر بھی نماز پڑھنا بعض احادیث سے ثابت ہے۔

فضل صلاة الجميع

٦٠٥۔عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((تَفْضُلُ صَلَاةُ الْجَمِيعِ صَلَاةَ أَحَدِكُمْ وَحْدَهُ بِخَمْسٍ وَعِشْرِينَ جُزْئًا وَتَجْتَمِعُ مَلَائِكَةُ النَّهَارِ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ)). [الصحيحة:٣٦١٨]

جماعت کی نماز کی فضیلت کا بیان

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نماز باجماعت، اکیلے آدمی کی نماز سے پچیس گنا افضل ہے۔ رات اور دن کے فرشتے نمازِ فجر میں جمع ہوتے ہیں۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۶۱۸۔ بخاری (۶۴۸، ۴۷۱۷) مسلم (۶۴۹) نسائی (۴۸۷) احمد (۲/ ۲۳۳)

فوائد: یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ وہ نماز باجماعت پر پچیس گنا زیادہ ثواب عطا کرتا ہے۔ انسان کی نیکیوں اور برائیوں کو نوٹ کرنے والے دو فرشتے فجر اور عصر کی نمازوں میں اپنی باریاں تبدیل کرتے ہیں، یعنی دن کو اپنا فریضہ سرانجام دینے والے فرشتے نمازِ فجر کی ادائیگی سے پہلے آتے ہیں اور نمازِ عصر کے بعد واپس جاتے ہیں اور رات والے نمازِ عصر سے پہلے آتے ہیں اور نمازِ فجر کے بعد واپس جاتے ہیں اور نماز باجماعت ادا کرنے والے لوگوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ کو اس کے سوال کرنے پر بتلاتے ہیں کہ جب ہم گئے تھے تو تیرے بندے نماز پڑھ رہے تھے اور ابھی جب ہم آئے ہیں تو تیرے بندے نماز پڑھ رہے تھے۔

باب: اتمام المسافر وراء المقيم

٦٠٦۔عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: ((تِلْكَ سُنَّةُ أَبِي الْقَاسِمِ ﷺ)): يَعْنِي إِتْمَامَ الْمُسَافِرِ إِذَا اقْتَدَى بِالْمُقِيمِ، وَإِلَّا فَالْقَصْرُ۔[الصحيحة:٢٦٧٦]

باب: مسافر کا مقیم امام کے پیچھے پوری نماز پڑھنا

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: یہ ابو القاسم ﷺ کی سنت ہے۔ یعنی مقیم کی اقتدا میں مسافر کا نماز پوری پڑھنا، وگرنہ قصر کرنا۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۶۷۶۔ احمد (۱/ ۲۱۶) مسلم (۶۸۸) نسائی (۱۴۴۳) ابو عوانۃ (۲/ ۳۴۰)

فوائد: مسئلہ بالکل واضح ہے کہ مسافر کے لئے یہی طریقہ مسنون ہے کہ وہ قصر نماز پڑھے، ہاں اگر وہ کسی مقیم امام کی اقتدا میں نماز پڑھ رہا ہو تو اسے چاہئے کہ وہ پوری نماز ادا کرلے۔

ومن امور المستحبة

٦٠٧۔ عَنْ رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ مَرْفُوعًا:((ثَلَاثٌ حَقٌّ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ: الْغُسْلُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، وَالسِّوَاكُ، وَيَمَسُّ مِنْ طِيبٍ إِنْ وَجَدَ)).

[الصحيحة:١٧٩٦]

مستحب امور کا بیان

ایک انصاری صحابی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ تین چیزیں ہر مسلمان پر حق ہیں: جمعہ کے روز غسل کرنا، مسواک کرنا اور خوشبو لگانا اگر دستیاب ہو۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۷۹۶۔ احمد (۴/ ۳۴) ابن ابی شیبۃ (۲/ ۹۴) ابو یعلی (۷۱۶۸)

فوائد: اس حدیث مبارکہ میں روزِ جمعہ کی تین خصوصیات بیان کی گئی ہیں، لیکن سب کا تعلق افضلیت سے ہے، نہ کہ وجوب سے،

کیونکہ سیدنا سمرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جمعہ کے دن جس نے وضوء کیا اس نے اچھا اور بہتر کیا اور جس نے غسل کیا تو غسل تو افضل و بہترین ہے۔'' [ابوداود' ترمذی' نسائی] اور سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لولا ان اشق علی امتی لامرتھم بالسواك مَعَ كل وضوء.'' [بخاری معلقاً' نسائی] یعنی: اگر یہ بات نہ ہوتی کہ میں اپنی امت پر مشقت ڈال دوں گا تو میں انہیں ہر وضو کے ساتھ مسواک کا حکم دے دیتا۔

باب: من الواجبات الاجتماعية

۶۰۸۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((ثَلَاثٌ كُلُّهُنَّ حَقٌّ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ: عِيَادَةُ الْمَرِيضِ، وَشُهُودُ الْجَنَازَةِ، وَتَشْمِيتُ الْعَاطِسِ إِذَا حَمِدَاللّٰهَ. عَزَّوَجَلَّ))

[الصحيحة: ۱۸۰۰]

باب: اجتماعی واجبات

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''یہ تین (حقوق) ہر مسلمان پر واجب ہیں: مریض کی تیمارداری کرنا' جنازوں میں حاضر ہونا اور جب چھینکنے والا ''اَلْحَمْدُ لِلّٰہ'' کہے تو اسے ''یَرْحَمُكَ اللّٰہُ''(اللہ تجھ پر رحم کرے) کہنا۔''

تخریج: الصحيحة ۱۸۰۰۔ الادب المفرد (۵۱۹)' احمد (۲/ ۳۵۶)' طيالسی (۲۳۴۲)' ابويعلی (۵۹۰۴)

فوائد: تیمارداری کرنا' جنازہ ادا کرنا اور چھینک کر ''الحمد لله'' کہنے والے کو ''یرحمك الله'' کہنا ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر حق ہیں' جن کی ادائیگی ضروری ہے' ہاں یہ بات ذہن نشین رہے کہ نمازِ جنازہ فرض کفایہ ہے' ہر آدمی کے لئے فرض نہیں۔ اس ضمن میں اس حقیقت کو ملحوظِ خاطر رکھنا از حد ضروری ہے کہ ہم تیمارداری اور نمازِ جنازہ کے لئے بنیاد رشتے اور تعلق کو بناتے ہیں' نہ کہ اسلام کو۔ یاد رہے کہ نماز جنازہ ادا کرنے کا تعلق اہل میت سے نہیں ہوتا' میت سے ہوتا ہے اور تیمارداری کا تعلق دوست اور رشتہ دار سے نہیں' مسلمان سے ہے۔ ہم بظاہر نیکیاں کرتے بھی ہیں' لیکن بیچ میں اللہ تعالیٰ اور اسلام کا نام کم پایا جاتا ہے' زیادہ تر ظاہر پرستی کو ہی ترجیح دی جاتی ہے۔ رہا مسئلہ چھینک کے احکام و مسائل کا تو امتِ مسلمہ کی اکثریت ان سے غافل ہے۔ چاہئے کہ چھینکنے والا ''الحمدلله'' کہے' سننے والا ''یرحمك الله'' کہے اور پھر چھینکنے والا ''یهدیکم الله ویصلح بالكم'' کہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں شریعت کی تمام جزئیات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

ثلاثة في ضمان الله

۶۰۹۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((ثَلَاثَةٌ فِي ضَمَانِ اللّٰهِ. عَزَّوَجَلَّ. رَجُلٌ خَرَجَ إِلَى مَسْجِدٍ مِنْ مَسَاجِدِ اللّٰهِ. عَزَّوَجَلَّ. وَرَجُلٌ خَرَجَ غَازِياً فِي سَبِيلِ اللّٰهِ، وَرَجُلٌ خَرَجَ حَاجًّا)). [الصحيحة: ۵۹۸]

تین افراد اللہ کی حفاظت میں ہیں

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تین قسم کے لوگ اللہ تعالیٰ کی حفاظت و ضمانت میں ہوتے ہیں: اللہ تعالیٰ کی کسی مسجد کی طرف نکلنے والا آدمی' اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرنے کے لئے نکلنے والا آدمی اور حج کی ادائیگی کے لئے نکلنے والا آدمی۔''

تخریج: الصحيحة ۵۹۸۔ حمبدی (۱۱۹۰)' ابونعيم في الحلية (۹/ ۲۵۱)

ثلاثة لا يقبل منهم صلاة

تین افراد کی نماز قبول نہیں کی جاتی

٦١٠ ـ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ مَرْفُوعاً: ((ثَلَاثَةٌ لَا يُقْبَلُ مِنْهُمْ صَلَاةٌ، وَلَا تَصْعَدُ إِلَى السَّمَاءِ، وَلَا تُجَاوِزُ رُؤُوْسَهُمْ: رَجُلٌ أَمَّ قَوْماً وَهُمْ لَهُ كَارِهُوْنَ، وَرَجُلٌ صَلَّى عَلَى جَنَازَةٍ وَلَمْ يُؤْمَرْ، وَامْرَأَةٌ دَعَاهَا زَوْجُهَا مِنَ اللَّيْلِ فَأَبَتْ عَلَيْهِ)). [الصحيحة: ٦٥٠]

سیدنا انس بن مالک ‎رضی اللہ عنہ‎ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تین آدمیوں کی نماز قبول ہوتی ہے نہ وہ آسمان کی طرف بلند ہوتی ہے اور نہ ان کے سروں سے اوپر اٹھتی ہے: وہ آدمی جو لوگوں کی امامت کروائے اور وہ (کسی شرعی عذر کی بنا پر) اسے ناپسند کرنے والے ہوں، وہ آدمی جو حکم کے بغیر نماز جنازہ پڑھائے اور وہ عورت جسے خاوند رات کو بلائے اور وہ انکار کر دے۔“

تخریج: الصحیحة ٦٥٠ـ ابن خزیمة (١٥١٨)

فوائد: حقائق واضح ہیں۔ شرعی اعتبار سے امام کو چاہیئے کہ وہ محبوب شخصیت کا حامل ہو۔ میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ مقتدیوں کی نماز کی قبولیت اور عدم قبولیت کے ساتھ امام کا گہرا تعلق ہے، اسے چاہیے کہ وہ لوگوں کے اعتراضات سے بچنے کی ہر ممکن کوشش کرے۔ غور فرمائیں کہ نبی کریم ﷺ اعتکاف کی حالت میں تھے، آپ کی بیوی سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کی ملاقات کے لئے تشریف لائیں، وہ آپ ﷺ کے ساتھ کچھ دیر گفتگو کرتی رہیں، جب وہ واپس جانے لگیں تو آپ ﷺ باب مسجد تک ان کے ساتھ آئے، وہاں سے دو انصاریوں کا گزر ہوا، انھوں نے آپ ﷺ کو سلام کہا اور (چل دیئے)، لیکن آپ ﷺ نے فرمایا: ”ذرا ٹھیرو، یہ (میری بیوی) صفیہ بنت حیی ہے۔“ انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! سبحان اللہ (بڑا تعجب ہے) اور یہ بات ان پر بڑی گراں گزری۔ لیکن آپ ﷺ نے فرمایا: ”بیشک شیطان ابن آدم کے خون کے مقامات تک رسائی حاصل کر لیتا ہے، مجھے یہ خطرہ لاحق ہونے لگا کہ کہیں وہ تمہارے دل میں کوئی خیال ڈال نہ دے۔“ [بخاری، مسلم] یہ نبی کریم ﷺ تھے، جو صحابہ کرام کے حسن ظن کو برقرار رکھنے کے لئے اصل صورتحال کی وضاحت کر رہے ہیں۔ لہذا ہمیں چاہئے کہ جب لوگ ہمارے بارے میں کسی شک وشبہ میں مبتلا ہوں تو ان پر فوراً حقیقت حال واضح کر دی جائے۔ کسی قوم کا امام ہر ممکنہ صورت میں معصیت و نافرمانی سے باز رہے، جیسا کہ نبی ﷺ نے ایک امام کو صرف اس وجہ سے معزول کر دیا تھا کہ اس نے قبلہ رخ ہو کر تھوک کر اللہ تعالی اور اس کے رسول کو تکلیف دی۔ [ابوداود] انتہائی ضروری تنبیہ یہ ہے کہ قبول کے دو معانی ہیں: (۱) کفایت کرنا اور (۲) اطاعت کا اجر وثواب ملنا۔ آپ یوں سمجھیں کہ ایک آدمی جان بوجھ کر وضو کے بغیر نماز ظہر ادا کرتا ہے، تو اس کی نماز قبول نہیں ہوگی، اور ایسی نماز سرے سے اسے کفایت نہیں کرے گی اور اس کے حق میں ابھی تک شریعت کا حکم باقی ہے کہ وہ نماز ادا کرے، ابھی تک وہ بے نمازی ہے۔ لیکن مذکورہ بالا حدیث میں قبول کا دوسرا معنی مراد ہے، یعنی ایسے نمازی کا فریضہ تو ادا ہو جاتا ہے، لیکن اسے اس کا اجر وثواب نہیں ملتا ہے، یعنی وہ نمازی تو متصور ہوتا ہے، لیکن وہ نمازوں کے اجر وثواب سے محروم رہتا ہے۔

ومن الصلاة فی النعلین

جوتوں سمیت نماز پڑھنے کا بیان

٦١١۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: قِيلَ لِعَبْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِي حَبِيبَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ۔ هَلْ أَدْرَكْتَ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ؟ قَالَ: ((جَاءَ نَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي مَسْجِدِنَا (قُبَاءَ) فَجِئْتُ وَأَنَا غُلَامٌ [حَدِثٌ] حَتّٰى جَلَسْتُ عَنْ يَمِينِهِ [وَجَلَسَ أَبُوْ بَكْرٍ عَنْ يَسَارِهِ] ثُمَّ دَعَا بِشَرَابٍ فَشَرِبَ مِنْهُ، ثُمَّ أَعْطَانِيهِ، وَأَنَا عَنْ يَمِينِهِ، فَشَرِبْتُ مِنْهُ، ثُمَّ قَامَ يُصَلِّي، فَرَأَيْتُهُ يُصَلِّي فِي نَعْلَيْهِ)).[الصحيحة: ٢٩٤١]

محمد بن اسماعیل کہتے ہیں کہ کسی نے سیدنا عبد اللہ ابو حبیبہ ؓ سے پوچھا: کیا تو نے رسول اللہ ﷺ سے کوئی بات یاد کی ہے؟ انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس مسجد قبا میں تشریف لائے، میں اس وقت نوعمر لڑکا تھا۔ میں آیا اور آپ ﷺ کی دائیں جانب بیٹھ گیا اور ابو بکر آپ ﷺ کی بائیں جانب بیٹھے تھے۔ پھر آپ ﷺ نے مشروب منگوایا، کچھ پیا اور باقی مجھے دے دیا، کیونکہ میں دائیں جانب بیٹھا تھا، میں نے وہ مشروب پی لیا، پھر آپ ﷺ کھڑے ہوئے، میں نے آپ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ جوتوں سمیت نماز پڑھ رہے تھے۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۹۴۱۔ احمد (۴/ ۲۲۱)، ابن ابی عاصم فی الآحاد (۲۱۴۸)، ابن سعد (۱/ ۴۸۰)

فوائد: دو اہم مسائل کا استدلال ہو رہا ہے: (۱) کسی چیز کی تقسیم کی ابتدا دائیں جانب سے ہونی چاہئے، جیسا کہ آپ ﷺ نے کیا، نیز سیدنا انس بن مالک ؓ بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ کے پاس دودھ لایا گیا، آپ کی دائیں جانب ایک بدو اور بائیں جانب سیدنا ابو بکر صدیق ؓ تھے۔ آپ ﷺ نے دودھ پیا اور پھر بدو کو تھماتے ہوئے فرمایا: ''دائیں طرف والے کو مقدم کرو، دائیں طرف والے کو مقدم کرو۔'' (صحیحہ: 1771)

الصلاة قرة عين

نماز آنکھوں کی ٹھنڈک ہے

٦١٢۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ مَرْفُوعاً: ((جُعِلَ قُرَّةُ عَيْنِي فِي الصَّلَاةِ)). [الصحيحة:١٨٠٩]

سیدنا انس بن مالک ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۸۰۹۔ عقیلی فی الضعفاء (۴/ ۴۲۰)، طبرانی فی الاوسط (۵۲۶۸)، ابو محمد المخلدی فی الفوائد (ق ۲۹۰/ ۱)، نسائی (۳۳۹۲، ۳۳۹۱)، من طریق آخر

فوائد: کائنات کی سب سے عظیم و جلیل، حمید و مجید اور علیم و کریم ہستی خالق کائنات اللہ تعالی کی ہے اور نماز اللہ تعالی کے ساتھ سرگوشیاں کرنے اور ہم کلام ہونے کا افضل و اعلی ذریعہ ہے، یہی وجہ ہے کہ عقل و دانش اور حکمت و دانائی والوں کو نماز میں تسکین نصیب ہوتی ہے اور سب سے بڑے حکیم و دانا محمد رسول اللہ ﷺ تھے، آپ ﷺ ایک ایک رکعت میں سورۂ بقرہ، سورۂ آل عمران اور سورۂ نساء کی تلاوت کر لیتے تھے۔ ہمیں بھی چاہئے کہ ہم اپنے آپ کو اس قابل بنائیں کہ ہمیں نماز میں تسکین نصیب ہو، ہماری نماز ہمارے دکھوں کے لئے رحمت کا پیغام بن کر آئے۔

٦١٣۔ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((جُعِلَتْ قُرَّةُ عَيْنِي فِي الصَّلَاةِ)).

سیدنا مغیرہ بن شعبہ ؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۲۹۱۔ طبرانی فی الکبیر (۲۰/ ۴۲۰)

فضل الجمعة

جمعہ کی فضیلت کا بیان

٦١٤ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ:((الْجُمُعَةُ إِلَى الْجُمُعَةِ كَفَّارَةٌ مَا بَيْنَهُمَا، مَالَمْ تَغْشَ الْكَبَائِرَ)). [الصحيحة:٣٦٢٣]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''ایک جمعہ اگلے جمعہ تک اپنے مابین ہونے والے گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے جب تک کبیرہ گناہوں کا ارتکاب نہ کیا جائے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۶۲۳۔ مسلم (۲۳۳)' ترمذی (۲۱۴)' ابن ماجه (۱۰۸۶)' واللفظ له' احمد (۲/ ۴۸۴)

فوائد: جمعۃ المبارک کی فضیلت بیان کی جارہی ہے کہ ایک جمعہ کی ادائیگی سے سات دنوں کے صغیرہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں' اللہ تعالی ہمیں تمام شروط و قیود کے ساتھ نمازِ جمعہ ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

و من لمحافظة على الصلوات الخمس و خصوصًا العصرين

پانچوں نمازوں کی محافظت اور خصوصاً فجر اور عصر کی محافظت کا بیان

٦١٥ـ عَنْ فُضَالَةَ اللَّيْثِيِّ، قَالَ: عَلَّمَنِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَكَانَ فِيمَا عَلَّمَنِي أَنْ قَالَ لِي: ((حَافِظْ عَلَى الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ)) فَقُلْتُ: إِنَّ هٰذِهِ سَاعَاتٌ لِي فِيهَا أَشْغَالٌ، فَمُرْنِي بِأَمْرٍ جَامِعٍ إِذَا أَنَا فَعَلْتُهُ أَجْزَأَ عَنِّي، قَالَ: ((حَافِظْ عَلَى الْعَصْرَيْنِ: صَلَاةٍ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَصَلَاةٍ قَبْلَ غُرُوْبِهَا)). [الصحيحة:١٨١٣]

سیدنا فضالہ لیثی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے مجھے کچھ امور کی تعلیم دی۔ ایک یہ بھی تھا کہ: ''پانچوں نمازوں کی محافظت کیا کر۔'' میں نے کہا: ان گھڑیوں میں تو میں مصروف رہتا ہوں' آپ مجھے کوئی ایسا جامع و مانع حکم دیں کہ میں اس پر عمل کرتا رہوں اور وہ مجھے کفایت کرتا رہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''دو نمازوں یعنی طلوع آفتاب سے پہلے والی اور غروبِ آفتاب سے پہلے والی نمازوں کی محافظت کرتا رہ۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۸۱۳۔ ابوداود (۴۲۸)' طحاوی فی المشکل (۱/ ۴۴۰)' ابن حبان (۱۷۴۲)' حاکم (۱/ ۲۰)

فوائد: کسی آدمی کے دماغ میں یہ نکتہ سرایت نہ کر جائے کہ دو نمازوں پر اکتفا کرنا بھی درست ہے' علمائے حق کے نزدیک اس حدیث کے دو معانی مراد لئے جاسکتے ہیں: (۱) اس آدمی کو جماعت سے پیچھے رہنے کی رخصت دی گئی تھی' نہ کہ ترکِ نماز کی (۲) وہ کو نومسلم آدمی تھا اور نبی کریم ﷺ کی حکمت نے اس بات کا تقاضا کیا کہ فی الحال اس کو رخصت دی جائے' جب ایمان میں رسوخ پیدا ہو جائے گا تو اس کے لئے پانچ نمازوں کی ادائیگی ممکن ہو جائے گی اور یہی بات اقرب الی الصواب معلوم ہوتی ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

النهي عن ضرب اهل الصلاة

نمازیوں کو مارنے کی ممانعت کا بیان

٦١٦ـ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَقْبَلَ مِنْ خَيْبَرَ، وَمَعَهُ غُلَامَانِ، فَقَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ

سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ خیبر سے آ رہے تھے اور آپ ﷺ کے ساتھ دو غلام تھے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے آ

عَنْهُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ أَخْدِمْنَا فَقَالَ: خُذْ أَيَّهُمَا شِئْتَ فَقَالَ: خِرْلِي: قَالَ: ((خُذْ هٰذَا وَلَا تَضْرِبْهُ، فَنُهِيْتُ عَنْ ضَرْبِ أَهْلِ الصَّلَاةِ)) وَأَعْطٰى أَبَا ذَرٍّ الْغُلَامَ الْآخَرَ، فَقَالَ اسْتَوْصِيْ بِهِ خَيْرًا ثُمَّ قَالَ: يَا أَبَا ذَرٍّ مَا فَعَلَ الْغُلَامُ الَّذِيْ أَعْطَيْتُكَ؟ قَالَ: أَمَرْتَنِيْ أَنْ أَسْتَوْصِيَ بِهِ خَيْرًا فَأَعْتَقْتُهُ۔ [الصحيحة:١٤٢٨]

ﷺ سے کہا: اے اللہ کے رسول! ہمیں بھی ایک غلام دے دیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو چاہتے ہو لے لو۔'' انھوں نے کہا: آپ میرے لئے پسند کریں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ لے لو' اس کو مارنا نہیں کیونکہ میں نے خیبر سے واپس آتے ہوئے اسے نماز پڑھتے دیکھا ہے اور مجھے نمازیوں کو مارنے سے منع کیا گیا ہے۔'' آپ ﷺ نے دوسرا غلام سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ کو دے دیا اور اس کے ساتھ خیر و بھلائی اور حسنِ سلوک کرنے کا حکم دیا۔ پھر ایک دن پوچھا: ''ابوذر! میں نے تجھ کو جو غلام دیا تھا' اس کا کیا حال ہے؟'' انھوں نے کہا: آپ نے مجھے اس کے ساتھ خیر و بھلائی کرنے کا حکم دیا تھا' اس لئے میں نے اس کو آزاد کر دیا۔

تخریج: الصحيحة ۱۴۲۸۔ احمد (۵/ ۲۵۰' ۲۵۸)' الادب المفرد (۱۶۳)' طبرانی فی الکبیر (۷۵۷)

فوائد: سبحان اللہ! یہ مقام ہے اللہ تعالی کے سامنے عاجزی و انکساری کرنے کا' معلوم ہوا کہ عزت و احترام کا معیار اللہ تعالی کی اطاعت و فرمانبرداری ہے۔ اگر چہ غلام کی تربیت کرنے کے لئے اس کو سزا دینا جائز ہے' لیکن چونکہ وہ نماز پڑھتا تھا' اس لئے اسے سزا دینے سے منع کر دیا گیا۔ ہمیں سمجھنا چاہئے کہ اللہ تعالی اور اس کے رسول ﷺ کے ہاں نمازی کا کیا مقام و مرتبہ ہے۔

من رد السلام في الصلاة

نماز میں سلام کا جواب دینے کا بیان

٦١٧۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ مَرْفُوْعًا: ((خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِلٰى قُبَاءَ يُصَلِّيْ فِيْهِ، فَجَاءَتْهُ الْأَنْصَارُ، فَسَلَّمُوْا عَلَيْهِ وَهُوَ يُصَلِّيْ، قَالَ: فَقُلْتُ لِبِلَالٍ: كَيْفَ رَأَيْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَرُدُّ عَلَيْهِمْ حِيْنَ كَانُوْا يُسَلِّمُوْنَ عَلَيْهِ وَهُوَ يُصَلِّيْ؟ قَالَ: يَقُوْلُ هٰكَذَا وَبَسَطَ كَفَّهُ وَبَسَطَ جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ كَفَّهُ، وَجَعَلَ بَطْنَهُ أَسْفَلَ وَجَعَلَ ظَهْرَهُ إِلٰى فَوْقٍ)). [الصحيحة:١٨٥]

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ (مسجدِ قبا میں تشریف لائے' آپ ﷺ نماز پڑھ رہے تھے کہ کچھ انصاری آئے اور انھوں نے آپ ﷺ کو سلام کہا۔ میں نے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ سے پوچھا: جب وہ سلام کرتے تھے تو آپ ﷺ نماز کی حالت میں ان کے سلام کا جواب کیسے دیتے تھے؟ انھوں نے کہا: اس طرح کرتے تھے۔ پھر اپنی ہتھیلی کو پھیلایا۔ (یہ کیفیت بیان کرتے ہوئے) جعفر بن عون نے اپنی ہتھیلی پھیلائی اور اس کا اندرونی حصہ نیچے کو رکھا اور بیرونی اوپر کو۔

تخریج: الصحيحة ۱۸۵۔ ابوداود (۹۲۷)' ترمذی (۳۶۸)' احمد (۲/ ۳۰)

الأجر من ست خصال الجنة

چھ خصلتوں کا ثواب جنت ہے

٦١٨۔ عَنْ عَائِشَةَ مَرْفُوْعًا: ((خِصَالٌ سِتٌّ مَا

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مِنْ مُسْلِمٍ يَمُوْتُ فِي وَاحِدَةٍ مِّنْهُنَّ، إِلَّا كَانَتْ ضَامِناً عَلَى اللّٰهِ أَنْ يَدْخُلَهُ الْجَنَّةَ:(۱) رَجُلٌ خَرَجَ مُجَاهِداً، فَإِنْ مَاتَ فِي وَجْهِهِ كَانَ ضَامِناً عَلَى اللّٰهِ (۲) وَرَجُلٌ تَبِعَ جَنَازَةً، فَإِنْ مَاتَ فِي وَجْهِهِ، كَانَ ضَامِناً عَلَى اللّٰهِ. (۳) وَرَجُلٌ عَادَ مَرِيْضاً، فَإِنْ مَاتَ فِي وَجْهِهِ، كَانَ ضَامِناً عَلَى اللّٰهِ.(۴) وَرَجُلٌ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوْءَ ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الْمَسْجِدِ لِصَلَاتِهِ ، فَإِنْ مَاتَ فِي وَجْهِهِ، كَانَ ضَامِناً عَلَى اللّٰهِ. (۵) وَرَجُلٌ أَتَى إِمَاماً لَايَأْتِيْهِ إِلَّا لِيُعَزِّرَهُ وَيُوَقِّرَهُ، فَإِنْ مَاتَ فِي وَجْهِهِ ذٰلِكَ كَانَ ضَامِناً عَلَى اللّٰهِ. (۶) وَرَجُلٌ فِي بَيْتِهِ، لَايَغْتَابُ مُسْلِماً، وَلَا يَجُرُّ إِلَيْهِمْ سَخَطاً وَلَا نَقْمَةً، فَإِنْ مَاتَ كَانَ ضَامِناً عَلَى اللّٰهِ)). [الصحيحة:٣٣٨٤]

چھ خصائل ایسے ہیں کہ اگر کوئی مسلمان کسی ایک سے متصف ہو کر فوت ہو جائے تو اللہ تعالیٰ کی اس کے بارے میں ذمہ داری ہے کہ اسے جنت میں داخل کرے گا: (۱) وہ آدمی جو جہاد کرنے کے لئے نکلا اور اسی سمت میں فوت (شہید) ہوگیا' اللہ تعالیٰ ایسے آدمی (کی جنت) کا ضامن ہے' (۲) ایسا آدمی جو کسی جنازہ کے پیچھے چلا' اگر اسی سمت میں فوت ہوگیا تو اس کا ذمہ دار بھی اللہ تعالیٰ ہوگا' (۳) وہ آدمی جو کسی مریض کی تیمار داری کرنے کے لئے گیا' اگر اسی طرف ہی فوت ہوگیا تو اس کا ذمہ دار اللہ تعالیٰ ہو گا' (۴) وہ آدمی جس نے وضو کیا پھر ادائیگی نماز کے لئے مسجد کی طرف نکلا' اگر اسی سمت میں فوت ہوگیا تو اللہ تعالیٰ اس کا ضامن ہوگا' (۵) وہ آدمی جو کسی (اسلامی) خلیفہ کے پاس آیا تاکہ اس کی پشت پناہی اور تعظیم و تکریم کرے' اگر وہ اسی سمت میں فوت ہو گیا تو اللہ تعالیٰ اس کا ضامن ہوگا اور (۶) وہ آدمی جو گھر میں رہتا ہے، نہ وہ کسی مسلمان کی غیبت کرتا ہے اور نہ کسی کے لئے غصے یا سزا کا باعث بنتا ہے' اگر وہ اسی حالت میں فوت ہوگیا تو اس (کی جنت) کا ضامن بھی اللہ تعالیٰ ہوگا۔"

تخریج: الصحیحۃ ۳۳۸۴- طبرانی فی الاوسط (۳۸۳۴)

فوائد: چھ قسم کی نیکیوں کی اور ان کو سرانجام دینے والوں کی فضیلت و منقبت بیان کی گئی ہے' عمل کرنے کی کوشش کریں۔

فضيلة الركعتين من الدنيا و ما فيها

دو رکعت نماز کی فضیلت دنیا و مافیہا سے بھی زیادہ ہے

٦١٩ - عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: مَرَّ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى قَبْرٍ دُفِنَ حَدِيْثًا فَقَالَ: ((رَكْعَتَانِ خَفِيْفَتَانِ مِمَّا تُحَقِّرُوْنَ وَتَنْفِلُوْنَ يَزِيْدُهُمَا هٰذَا فِي عَمَلِهِ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ بَقِيَّةِ دُنْيَاكُمْ)).

[الصحيحة:١٣٨٨]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ ایک قبر کے پاس سے گزرے' حال ہی میں اس میں میت کو دفن کیا گیا تھا' آپ ﷺ نے فرمایا: "دو رکعتیں خفیف سی ہوتی ہیں اور تم لوگ انھیں حقیر اور زائد بھی سمجھتے ہو' لیکن وہ دو رکعتیں اگر یہ صاحبِ قبر اپنے عمل میں زیادہ کر لیتا تو اس کی نظر میں تمہاری دنیائے باقی سے بھی زیادہ محبوب ہوتیں۔"

تخریج: الصحیحۃ ۱۳۸۸- ابن صاعد فی زوائد الزھد (۱۵۹/ ۱)' ابونعیم فی اخبار اصبھان (۲/ ۲۲۵)' طبرانی فی

الاوسط (٦٢٤)

فوائد: معلوم ہوا کہ مرنے کے بعد اصل سرمایہ انسان کے نیک اعمال ہیں۔کون ہے جو دو رکعتوں کو اپنے کاروبار، اپنی جائداد، اپنے مال و دولت یا اپنے اہل وعیال پر ترجیح دے۔لیکن مرنے کے بعد انہی دو رکعتوں کو پوری دنیا پر ترجیح دے گا۔یعنی اگر کسی میت کے سامنے دنیا کے بیش قیمت خزانے اور دو رکعتوں کا اجر و ثواب رکھ کر اسے انتخاب کرنے کا موقع دیا جائے تو وہ دو رکعتوں کے اجر و ثواب کو اختیار کرے گا۔لہذا ہمیں یہی زیب دیتا ہے کہ جہاں ہم دنیا میں ترقی کرنے کے لئے دنیوی اسباب و سائل استعمال کرنے پر اپنی صلاحیتیں صرف کر دیتے ہیں، وہاں عالم برزخ کی طرف بھی توجہ دے کر توشۂ آخرت کی تیاری کو ملحوظ خاطر رکھنا چاہیے۔

النهي من الركوع دون الصف

٦٢٠۔أَنَّ أَبَا بَكْرَةَ جَاءَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَاكِعٌ، فَرَكَعَ دُوْنَ الصَّفِّ، ثُمَّ مَشٰى إِلَى الصَّفِّ فَلَمَّا قَضَى النَّبِيُّ ﷺ صَلَاتَهُ، قَالَ: ((أَيُّكُمُ الَّذِي رَكَعَ دُوْنَ الصَّفِّ ثُمَّ مَشٰى إِلَى الصَّفِّ))؟ فَقَالَ أَبُوْ بَكْرَةَ: أَنَا۔ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((زَادَكَ اللّٰهُ حِرْصاً وَلَا تَعُدْ)). [الصحيحة: ٢٣٠]

صف میں پہنچنے سے پہلے ہی رکوع کرنے کی ممانعت

سیدنا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ آئے اور رسول اللہ ﷺ رکوع کی حالت میں تھے، انھوں نے صف تک پہنچنے سے پہلے ہی رکوع کر لیا اور چل کر صف میں داخل ہو گئے، جب آپ ﷺ نے نماز پوری کی تو فرمایا: ''تم میں سے کس نے صف سے پہلے رکوع کیا اور پھر چل کر صف میں داخل ہو گیا؟'' ابوبکرہ نے کہا: میں نے ایسا کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تیرے شوق میں اضافہ کرے، دوبارہ ایسا نہیں کرنا۔''

تخریج: الصحيحة ٢٣٠۔ ابو داود (٦٨٣)، احمد (٥/ ٤٢، ٥٠)، واصله فى صحيح البخارى (٧٨٣)

سجدتا السهو تجزي في الصلاة

٦٢١۔ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((سَجْدَتَا السَّهْوِ تُجْزِئُ فِي الصَّلَاةِ مِنْ كُلِّ زِيَادَةٍ وَنُقْصَانٍ)). [الصحيحة: ١٨٨٩]

سجدہ سہو نماز میں (کمی و بیشی کو) کفایت کرتے ہیں

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بھول چوک کی وجہ سے کئے جانے والے دو سجدے نماز میں ہونے والی ہر قسم کی کمی و بیشی سے کفایت کرتے ہیں۔''

تخریج: الصحيحة ١٨٨٩۔ ابو يعلى (٤٥٩٢)، البزار (٥٧٤، الكشف) طبرانى فى الاوسط (١٥٠)

فوائد: سجدۂ سہو کی مختلف صورتیں پہلے گزر چکی ہیں، مذکورہ بالا حدیث کی تفصیل کو یوں سمجھا جائے کہ اگر نادانستہ طور پر کوئی رکن رہ جائے تو پہلے اس کی ادائیگی کی جائے گی، پھر سجدۂ سہو کر کے بھول چوک کی تلافی کی جائے گی، ہاں اگر کوئی فرض (واجب) رہ جاتا ہے، تو اسے ادا کئے بغیر سجدۂ سہو کر لئے جائیں، وہ اس فرض سے کفایت کریں گے جیسا کہ نبی کریم ﷺ سے چار رکعت کے درمیان والا تشہد رہ گیا تھا، آپ ﷺ نے اسے دوہرائے بغیر سہو کے سجدے کر لئے تھے۔

صلاة الليل شرف المؤمن

٦٢٢۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعاً: ((شَرَفُ الْمُؤْمِنِ صَلَاتُهُ بِاللَّيْلِ، وَعِزُّهُ اسْتِغْنَاؤُهُ عَمَّا

رات کی نماز مومن کا اعزاز ہے

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''مومن کا اعزاز رات کی نماز (تہجد) میں ہے اور اس کی عزت و

فِي أَيْدِي النَّاسِ)). [الصحيحة:١٩٠٣]

آبرو اس چیز سے بے نیاز ہو جانے میں ہے جو (دنیا کی صورت میں) لوگوں کے ہاتھ میں ہے۔"

تخریج: الصحیحة ۱۹۰۳۔ عقیل فی الضعفا (۲/ ۳۷۔ ۳۸)' ابو محمد الضراب فی ذم الریاء (۲۹۲' ۲۹۳)' تمام الرازی فی الفوائد (۱۱۰۴)

فوائد: رات کو نماز ادا کرنا اور لالچی و حریص نہ ہونا' دو ایسی صفات جمیلہ ہیں کہ انسان کی عزت و احترام کو چار چاند لگا دیتی ہیں۔ اس کے دل و دماغ کو تسکین اور زندگی کا لطف نصیب ہوتا ہے اور چہرے پر نورانی کرنوں کا اضافہ ہوتا ہے۔ جو انسان ان دو صفات سے محروم ہے اور پھر بھی اپنے آپ کو مطمئن اور معزز سمجھتا ہے تو یہ محض اس کی خام خیالی ہے اور یہ بات بجا طور پر درست ہو گی کہ اسے سکون اور عدم سکون کی تمیز ہی نہیں ہے۔ اگر کسی کو میری گزارشات سے اتفاق نہیں تو وہ چند دن تجربہ کر کے دیکھ لے۔

جواز جمع الصلاة من غير حرج

بغیر کسی حرج کے نماز جمع کرنے کا جواز

٦٢٣۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: ((صَلّٰى بِنَا بِالْمَدِيْنَةِ ثَمَانِيَةً، وَسَبْعاً اَلظُّهْرَ وَالْعَصْرَ، وَالْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ)). [الصحيحة:٢٧٩٥]

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے مدینہ میں اکٹھی آٹھ اور سات رکعتیں ادا کی ہیں' یعنی ظہر اور عصر کو اور مغرب اور عشا کو جمع کر کے پڑھا۔

تخریج: الصحیحة ۲۷۹۵۔ بخاری (۱۱۷۴)' مسلم (۷۰۵)' ابو عوانة (۲/ ۳۵۴)' ابو داود (۱۲۱۴)' نسائی (۶۰۴)

فوائد: بسا اوقات ایسا کرنا جائز ہے کہ نمازوں کو جمع کر لیا جائے۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ظہر اور عصر کو اور مغرب اور عشا کو جمع کر کے ادا کیا۔ جب آپ ﷺ سے پوچھا گیا کہ ایسے کیوں کیا تو فرمایا: ((صنعت هذا لكي لا تحرج أمتي))۔ [صحیحہ:۲۸۳۷] یعنی: میں نے یہ اس لئے کیا ہے تا کہ میری امت مشقت میں نہ پڑے۔

ماذا يفعل من نسي التشهد الاول

تشہد اول بھول جانے والا کیا کرے؟

٦٢٤۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ ابْنِ بُحَيْنَةَ: ((صَلّٰى لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ صَلَاةً مِنَ الصَّلَوَاتِ (وَفِي رِوَايَةٍ: صَلَاةَ الظُّهْرِ) فَقَامَ مِنِ اثْنَتَيْنِ [وَلَمْ يَجْلِسْ] فَسُبِّحَ بِهِ [فَلَمَّا اعْتَدَلَ مَضٰى وَلَمْ يَرْجِعْ]، [فَقَامَ النَّاسُ مَعَهُ] فَمَضٰى حَتّٰى [إِذَا]فَرَغَ مِنْ صَلَاتِهِ، وَلَمْ يَبْقَ إِلَّاالسَّلَامُ، [وَانْتَظَرَالنَّاسُ تَسْلِيْمَهُ]سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ [يُكَبِّرُ فِي كُلِّ سَجْدَةٍ، وَهُوَ جَالِسٌ] قَبْلَ أَنْ

سیدنا عبداللہ بن بحینہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں کوئی نماز...... اور ایک روایت میں ہے ظہر...... پڑھائی اور دو رکعتوں کے بعد (تشہد کے لئے) بیٹھنے کی بجائے کھڑے ہو گئے' (آگاہ کرنے کے لئے) سبحان اللہ تو کہا گیا' لیکن جب آپ ﷺ سیدھے کھڑے ہو گئے' آپ ﷺ نے نماز جاری رکھی اور واپس نہ لوٹے' لوگ بھی آپ ﷺ کی اقتدا میں کھڑے ہو گئے' آپ ﷺ نے نماز کو جاری رکھا یہاں تک کہ نماز سے فارغ ہونے لگے' صرف سلام باقی تھا اور لوگ بھی سلام پھیرنے کا انتظار کر رہے تھے'

يُسَلِّمَ]، [وَسَجَدَ النَّاسُ مَعَهُ، مَكَانَ مَانَسِيَ مِنَ الْجُلُوْسِ])) [الصحيحة: ٢٤٥٧]

آپ ﷺ نے قبل از سلام بھولنے کی وجہ سے بیٹھے بیٹھے دو سجدے کئے اور ہر سجدے کیلئے "اَللّٰهُ اَكْبَر" کہا' پھر سلام پھیر دیا' لوگوں نے بھی آپ ﷺ کے ساتھ سجدے کئے۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۴۵۷۔ بخاری (۸۲۹' ۸۳۰' ۱۲۲۴)' مسلم (۵۷۵)' ابوداود (۱۰۳۴)' نسائی (۱۱۷۸)' ترمذی (۳۹۱)' ابن ماجہ (۱۲۰۶)

فوائد: معلوم ہوا کہ اگر درمیانہ تشہد رہ جائے تو سلام سے پہلے سہو کے دو سجدے کرنے سے اس کی تلافی ہو جائے گی۔ یاد رہے کہ ایسی صورت میں اگر امام کو سیدھا کھڑے ہونے سے قبل یاد آ جائے کہ تشہد رہ گیا ہے تو بیٹھ جائے اور اگر سیدھا کھڑا ہونے کے بعد یاد آئے تو مت بیٹھے' اپنی نماز جاری رکھے اور سجودِ سہو سے اس کی کمی کو پورا کر لے۔ سہو کی مزید تفصیل پہلے گزر چکی ہے۔

باب: من المواعظ الجامعة

باب: چند جامع نصیحتیں

٦٢٥ ـ عَنِ ابْنِ عُمَرَ يَقُوْلُ: أَتَى النَّبِيَّ ﷺ رَجُلٌ، فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! حَدِّثْنِي حَدِيْثاً وَاجْعَلْهُ مُوْجَزاً، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: ((صَلِّ صَلَاةَ مُوَدِّعٍ، كَأَنَّكَ تَرَاهُ، فَإِنْ كُنْتَ لَا تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ وَأْيَسْ مِمَّا فِي أَيْدِي النَّاسِ تَعِشْ غَنِياً، وَإِيَّاكَ وَمَا يُعْتَذَرُ مِنْهُ)). [الصحيحة: ١٩١٤]

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: نبی کریم ﷺ کے پاس ایک آدمی آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے کوئی حدیث بیان فرمائیں۔ لیکن مختصر سی ہو۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اس آدمی کی طرح نماز پڑھا کر' جسے الوداع کہا جا رہا ہو (اور اس طرح نماز پڑھو کہ) گویا کہ تم اس (اللہ) کو دیکھ رہے ہو۔ اگر تم اس کو نہیں دیکھ سکتے تو (یہ جان لو کہ) وہ تم کو دیکھ رہا ہے' جو کچھ لوگوں کے پاس ہے' اس سے ناامید ہو جاؤ' غنی کی زندگی گزارو گے اور جن چیزوں سے معذرت کی جاتی ہے' ان سے بچو۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۹۱۴۔ طبرانی فی الاوسط (۴۴۲۴)' قضاعی فی مسند الشھاب ۹۵۲۰)' بیھقی فی الزھد (۵۲۸)

فوائد: حدیث مبارکہ میں بیش قیمت نصیحتوں سے نوازا گیا ہے' خصوصا ہر نماز کو اپنی زندگی کی آخری نماز سمجھ کر انتہائی احسن انداز میں ادا کرنا' کیونکہ کسی نہ کسی نماز کے بعد موت تو آئے گی' یہ نصیحت نماز کو اچھے انداز میں ادا کرنے پر اکساتی ہے اور آدمی اپنی اور بالخصوص اپنی زبان کی حفاظت کرے' تاکہ نامناسب جملوں یا نامناسب رویوں کے بعد اسے معذرت نہ کرنا پڑے۔ انسان کا کمال یہی ہے کہ وہ ہر ایک کے ساتھ سنجیدگی و وقار کے ساتھ پیش آئے اور اکھڑ پن' کھردرے یا زیادہ مذاق کرنے سے بچے۔

وقت صلاة الاوابين

اوابین (اللہ کی طرف رجوع کرنے والوں) کی نماز کا وقت

٦٢٦ ـ عَنِ الْقَاسِمِ الشَّيْبَانِيِّ أَنَّ زَيْدَ بْنَ أَرْقَمَ

قاسم شیبانی کہتے ہیں کہ سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے کچھ لوگوں کو

رَأَى قَوْماً يُصَلُّوْنَ فِي الضُّحى، فَقَالَ: أَمَا لَقَدْ عَلِمُوا أَنَّ الصَّلَاةَ فِي غَيْرِ هٰذِهِ السَّاعَةِ أَفْضَلُ، إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((صَلَاةُ الْأَوَّابِيْنَ حِيْنَ تَرْمَضُ الْفِصَالُ)). [الصحيحة:١١٦٤]

چاشت کی نماز پڑھتے ہوئے دیکھا' تو انہوں نے کہا: خبردار! یقیناً یہ لوگ جانتے ہیں کہ اس کے علاوہ دوسرے وقت میں (مؤخر کر کے) اس نماز کو پڑھنا افضل ہے۔ بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اوّابین (یعنی اللہ تعالی کی طرف رجوع کرنے والے لوگوں) کی نماز اس وقت ہے جب اونٹوں کے بچوں کے پاؤں گرمی کی شدت سے جلنے لگیں۔''

تخریج: الصحیحة ۱۱۶۴۔ مسلم (۷۴۸)' احمد (۴/ ۳۶۶' ۳۶۷' ۳۷۴)' ابن خزیمة (۱۱۲۷)

فوائد: نماز ضحیٰ کا وقت طلوع آفتاب کے بعد سے شروع ہو کر زوالِ آفتاب سے پہلے تک جاری رہتا ہے' جب اس نماز کو مؤخر کر کے ادا کیا جائے تو اسے ''صلاۃ الاوّابین'' کہتے ہیں اور یہی عمل افضل ہے۔ اس نماز کی دو' چار اور آٹھ رکعات ثابت ہیں۔ عام طور پر کہا جاتا ہے کہ ''صلاۃ الاوابین'' نماز مغرب کے بعد ادا کی جاتی ہے' لیکن نماز مغرب کے بعد چھ یا بیس رکعات پڑھنے کے بارے میں جو احادیث بیان کی جاتی ہیں وہ ضعیف اور ناقابلِ حجت ہیں۔

صلاة الليل مثنى مثنى

رات کی نماز دو دو رکعت ہے۔

٦٢٧۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ عَبَسَةَ مَرْفُوْعاً: ((صَلَاةُ اللَّيْلِ مَثْنٰى مَثْنٰى، وَجَوْفُ اللَّيْلِ الآخِرِ أَجْوَبُهُ دَعْوَةً)) قَالَ: قُلْتُ: أَوْجَبُهُ؟ قَالَ: لَا، بَلْ أَجْوَبُهُ، يَعْنِي بِذٰلِكَ الْإِجَابَةَ۔ [الصحيحة:١٩١٩]

سیدنا عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''رات کی نماز دو دو رکعت ہے اور سب سے زیادہ رات کے آخری حصے میں دعا قبول ہوتی ہے۔'' میں نے کہا: کیا اس حصے میں دعا کرنا واجب ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں' نہیں' (میں کہہ رہا ہوں کہ) دعا سب سے زیادہ قبول ہوتی ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۱۹۱۹۔ احمد (۴/ ۳۸۷)' ابونعیم فی الحلیة (۵/ ۱۵۴)' یعقوب الفسوی فی المعرفة (۲/ ۳۳۹' ۳۴۰)

فوائد: دن رات کی ہر ایک گھڑی اللہ تعالی کی امانت ہے' ہر لمحہ اور ہر آن میں اسے پکارا بھی جا سکتا ہے اور وہ سنتا اور قبول بھی کرتا ہے' لیکن اس نے خود بعض اوقات کو بعض پر فضیلت دی ہے' شاید اس کی وجہ یہ ہو کہ بندے خاص چیزوں کی طرف متوجہ ہوتے ہیں' نہ کہ عام چیزوں کی طرف۔ رات کی نماز یعنی تہجد کی نماز میں' رات کی آخری ساعتوں میں اللہ تعالی کو پکارنا اور اس سے دعا کرنا امت مسلمہ میں مفقود ہو چکا ہے' جو بہت بڑی غفلت اور کاہلی ہے۔ ہمیں چاہیے کہ ہم مفقود امور کی ادائیگی کی پابندی کریں تاکہ امت میں نیکی کا رجحان بڑھے۔

فضل صلاة الجماعة بخمس و عشرين درجة

جماعت کی نماز پچیس گناہ زیادہ افضل ہے

٦٢٨۔ عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((صَلَاةُ الرَّجُلِ فِي جَمَاعَةٍ تَزِيْدُ عَلَى صَلَاتِهِ وَحْدَهُ خَمْساً وَعِشْرِيْنَ دَرَجَةً وَإِنْ صَلَّاهَا بِأَرْضِ فَلَاةٍ، فَأَتَمَّ وُضُوْءَ هَا وَرُكُوْعَهَا وَسُجُوْدَهَا بَلَغَتْ صَلَاتُهُ خَمْسِيْنَ دَرَجَةً)). [الصحيحة:٣٤٧٥]

سیدنا ابو سعید خدری ﷺ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آدمی کا جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا اکیلے نماز پڑھنے سے پچیس درجے زیادہ ہے' اور اگر وہ ویران جنگل میں ہو اور وضو اور رکوع و سجود مکمل انداز میں ادا کرتا ہے تو اس کی نماز پچاس درجوں تک پہنچ جاتی ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۳۴۷۵۔ ابن ابی شیبة (۲/ ۴۷۹' ۴۸۰)' ابو یعلی (۱۰۱۱)' ابن حبان (۱۷۴۹)' ابو داود (۵۶۰)

فوائد: یہ للّٰہیت اور خلوص کی برکتیں ہیں' آدمی جتنا ریا کاری سے دور ہو گا' اتنا ہی زیادہ اجر و ثواب کا مستحق ہو گا' نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ اعتدال کے ساتھ نماز پڑھنا' رکوع و سجود مکمل کرنا نماز کی تکمیل میں سے ہے' اگر مسلمان کسی آبادی میں فروکش ہو تو مسجد میں نماز ادا کرنا ضروری ہے' لیکن اگر وہ کسی بے آباد علاقے میں ہو یا سفر میں ہو یا کسی ایسے مقام پر ہو جہاں اسے دیکھنے والا کوئی نہیں تو ایسے حالات میں نماز کی اہمیت و فرضیت میں اضافہ ہو سکتا ہے' کیونکہ جہاں سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی بشر دیکھنے والا نہ ہو' وہاں اللہ تعالیٰ کی اطاعت کا مزہ کوئی اور ہی ہوتا ہے۔ جیسا کہ سیدنا عقبہ بن عامر ﷺ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تیرا رب بکریوں کے اس چرواہے پر تعجب کرتا ہے' جو پہاڑ کی چوٹی میں بکریاں چراتا ہو' لیکن (جونہی نماز کا وقت ہوتا ہے) وہ نماز کے لئے اذان دیتا ہے اور (اقامت کہہ کر) نماز پڑھتا ہے۔ ادھر اللہ تعالیٰ کہتا ہے: میرے بندے کی طرف دیکھو' وہ اذان دیتا ہے' اقامت کہتا ہے اور مجھ سے ڈرتا ہے۔ میں نے اپنے بندے کو بخش دیا اور اسے جنت میں داخل کر دیا۔ [ابوداود' نسائی]

باب: الترغيب في تكثير جماعة المصلين

باب: جماعت میں نمازیوں کی کثرت کی ترغیب

٦٢٩۔ عَنْ قُبَاثِ بْنِ أَشْيَمَ اللَّيْثِيِّ مَرْفُوْعاً: ((صَلَاةُ رَجُلَيْنِ يَؤُمُّ أَحَدُهُمَا صَاحِبَهُ أَزْكٰى عِنْدَاللّٰهِ مِنْ صَلَاةِ ثَمَانِيَةٍ تَتْرٰى، وَصَلَاةُ أَرْبَعَةٍ يَؤُمُّهُمْ أَحَدُهُمْ أَزْكٰى عِنْدَاللّٰهِ مِنْ صَلَاةِ مِئَةٍ تَتْرٰى)). [الصحيحة:١٩١٢]

سیدنا قباث بن اشیم لیثی ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دو آدمیوں کی نماز' جس میں ایک دوسرے کی امامت کرائے' پے در پے پڑھی جانے والی آٹھ نمازوں سے بہتر ہے اور چار اشخاص کی نماز' جس میں ایک دوسروں کو جماعت کرائے' لگاتار پڑھی جانے والی سو نمازوں سے بہتر ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۱۹۱۲۔ بخاری فی التاریخ (۷/ ۱۳۲' ۱۹۳)' البزار (الکشف: ۴۶۱)' ابن سعد (۷/ ۴۱۱)

فوائد: یہ جماعت کی برکتیں ہیں' دراصل جماعت ایک ایسا شعار اسلام ہے کہ اس میں نماز پڑھنے سے مسلمان کی روح کو جلا' تازگی اور سکون نصیب ہوتا ہے' آپ غور فرمائیں کہ آپ نماز ظہر با جماعت ادا کرنا چاہتے ہیں' اذان کے بعد وضو کریں گے' سنتیں ادا کر کے مسجد میں جماعت کے انتظار میں ذکر کی حالت میں بیٹھ جائیں گے' پھر جماعت کے بعد اذکار کرنا آپ کے لئے آسان ہو گا' پھر آپ

سنتیں ادا کریں گے۔ نتیجتاً آپ کے تقریباً پینتیس منٹ اللہ تعالیٰ کے ذکر میں گزر جائیں گے اور اگر اسی نماز کو علیحدہ ادا کرنا پڑ جائے تو دس بارہ منٹ کا کام ہے' نیز نماز باجماعت کی وجہ سے جو دلی اطمینان اور فرحت نصیب ہو گی اس کی کوئی قیمت نہیں۔ اگر کوئی آدمی منفرد یا باجماعت نماز میں فرق محسوس نہیں کرتا یا جماعت فوت ہو جانے کی صورت میں اسے کوئی افسوس اور پچھتاوا نہیں ہوتا' تو ایسے انسان کو ضرور اپنے ایمان کا جائزہ لینا چاہئے یہ ایسے ہی ہے جیسے ایک آدمی کی زبان ایسی بے ذوق اور بے ذائقہ ہو کہ اسے کم اور زیادہ نمک کا کوئی احساس نہ ہو۔

صلاة القاعد على النصف من صلاة القائم

بیٹھ کر نماز پڑھنے والے کا ثواب کھڑے ہو کر نماز پڑھنے والے کی نسبت آدھا ہے

٦٣٠۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ مَرْفُوْعاً: ((صَلَاةُ الْقَاعِدِ عَلَى النِّصْفِ مِنْ صَلَاةِ الْقَائِمِ)). [الصحيحة:٣٠٣٣]

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیٹھ کر پڑھنے والے کی نماز کا اجر کھڑے ہو کر پڑھنے والے کی نسبت نصف ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۰۳۳۔ عبد الرزاق (۴۱۲)' ابن ابی شیبۃ (۲/ ۵۲)' البزار (الکشف : ۵۶۷)' طبرانی فی (۱۳۱۲۲)' بخاری (۱۱۱۵)' عن عمران رضی اللہ عنہ' مسلم (۷۳۵)' عن ابن عمرو رضی اللہ عنہما

فوائد: جہاں تک ہو سکے کھڑے ہو کر ہی نماز کا اہتمام کرنا چاہئے۔

صلاة المدينة خير من الف صلاة بغيرها

مدینہ کی نماز دوسرے شہروں کے مقابلہ میں ایک ہزار گنا بہتر ہے

٦٣١۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُثْمَانَ بْنَ الْأَرْقَمِ[عَنْ جَدِّهِ الْأَرْقَمِ] أَنَّهُ قَالَ: جِئْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ لِي: ((أَيْنَ تُرِيْدُ؟)) فَقُلْتُ: إِلَى بَيْتِ الْمَقْدَسِ، فَقَالَ: ((إِلَى تِجَارَةٍ))؟ فَقُلْتُ: لَا وَلٰكِنْ أَرَدْتُ أَنْ أُصَلِّيَ فِيْهِ قَالَ: ((صَلَاةٌ هَا هُنَا. يُرِيْدُ الْمَدِيْنَةَ. خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ صَلَاةٍ هَاهُنَا. يُرِيْدُ:إِيْلِيَاءَ)). [الصحيحة:٢٩٠٢]

عبد اللہ بن عثمان بن ارقم اپنے دادا سیدنا ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا: میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔ آپ ﷺ نے مجھ سے پوچھا: ''کہاں کا ارادہ ہے؟'' میں نے کہا: بیت المقدس کا۔ آپ ﷺ نے پھر پوچھا: ''تجارت کی غرض سے؟'' میں نے کہا: نہیں' میرا ارادہ تو بیت المقدس میں نماز پڑھنے کا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہاں (یعنی مدینہ میں) نماز پڑھنا وہاں (یعنی ایلیا میں) نماز پڑھنے سے ہزار گنا بہتر ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۹۰۲۔ طحاوی فی شرح المشکل (۱/ ۲۴۷)' حاکم (۳/ ۵۰۴)' طبرانی فی (۹۰۷)

فوائد: معلوم ہوا کہ مسجد نبوی میں ایک نماز کا ہزار گنا ثواب ملتا ہے ﴿ذلك فضل الله يؤتيه من يشاء﴾ اللہ تعالیٰ موقع نصیب فرمائے۔ (آمین)

باب: المبادر الی صلاۃ المغرب اول الوقت

باب: نماز مغرب اول وقت ادا کرنے میں جلدی کرنا

۶۳۲۔ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مَرْفُوعاً: ((صَلُّوْا صَلَاةَ الْمَغْرِبِ مَعَ سُقُوْطِ الشَّمْسِ بَادِرُوْا بِهَا طُلُوْعَ النَّجْمِ)).[الصحیحۃ:۱۹۱۵]

سیدنا ابو ایوب ؓ سے روایت ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''سورج غروب ہوتے ہی اور ستاروں کے ظہور سے قبل مغرب کی نماز پڑھ لیا کرو۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۹۱۵۔ طبرانی فی (۴۰۵۸، ۴۰۵۹)، احمد (۵/ ۴۱۵)، دارقطنی (۱/ ۲۶۰)

فوائد: اگرچہ نماز مغرب کا وقت شفق (سرخی) کے غروب ہونے تک رہتا ہے، لیکن افضل یہی ہے کہ اس نماز کو غروب آفتاب کے فوراً بعد پڑھ لیا جائے۔ بعض احباب کا اس حدیث سے یہ استدلال کرنا محلِ نظر ہے کہ نماز مغرب سے قبل دو رکعت نفل نہیں پڑھنے چاہئیں، کیونکہ جس ہستی نے نمازِ مغرب کو جلدی ادا کرنے کی تعلیم دی، اسی نے مغرب کی نماز سے پہلے دو رکعت ادا کرنے کی بھی تعلیم دی اور ان کے سامنے صحابہ کرام نے عمل بھی کیا۔ لہذا ایک حدیث کو دوسری احادیث کی روشنی میں ہی سمجھنا چاہئے، احادیث کو آپس میں ٹکرانے سے پرہیز کرنا چاہئے۔

الحض من الصلاۃ النوافل فی البیت

گھر میں نفل نماز پڑھنے کی ترغیب کا بیان

۶۳۳۔ عَنْ أَنَسٍ وَجَابِرٍ قَالَا: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((صَلُّوْا فِي بُيُوْتِكُمْ وَلَا تَتْرُكُوْا النَّوَافِلَ فِيْهَا)). [الصحیحۃ: ۱۹۱۰]

سیدنا انس اور سیدنا جابر ؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اپنے گھروں میں نماز پڑھا کرو اور ان میں نوافل کی ادائیگی ترک نہ کرو۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۹۱۰۔ دارقطنی فی الافراد وعنہ الدیلمی فی المسند (۳۶۹۸)

فوائد: اللہ تعالیٰ کے ذکر سے گھروں میں برکت ہوتی ہے اور نماز، ذکر الٰہی کا سب سے عظیم ذریعہ ہے، میں پہلے بھی یہ بات عرض کر چکا ہوں کہ لوگوں کو چاہئے کہ وہ فرض نماز کے لیے بہر صورت مساجد کا انتخاب کریں، لیکن پہلے والی اور بعد والی سنتیں اور دوسرے نوافل گھروں میں ادا کیا کریں، جیسا کہ سیدنا ابو سعید خدری ؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی آدمی مسجد میں اپنی نماز مکمل کر لے تو اسے چاہئے کہ وہ کچھ نماز گھر میں بھی پڑھے، کیونکہ اللہ تعالیٰ اس کی نماز کی وجہ سے اس کے گھر میں خیر و برکت نازل فرمائے گا۔'' (صحیحہ: ۱۳۹۲)

باب: جواز الصلاۃ فی مبارک الغنم

باب: بکریوں کے باڑے میں نماز پڑھنے کا جواز

۶۳۴۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعاً: ((صَلُّوْا فِي مَرَاحِ الْغَنَمِ، وَامْسَحُوْا رُغَامَهَا، فَإِنَّهَا مِنْ دَوَابِّ الْجَنَّةِ)). [الصحیحۃ:۱۱۲۸]

سیدنا ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بکریوں کے باڑوں میں نماز پڑھا کرو اور ان کی مٹی جھاڑا کرو، کیونکہ یہ جنت کے جانوروں میں سے ہیں۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۱۲۸۔ ابن عدی (۶/ ۲۰۸۸)، بیہقی (۲/ ۴۴۹)، خطیب فی التاریخ (۷/ ۴۳۲)

فوائد: حدیث اپنے مفہوم میں بالکل واضح ہے' شاید یہی وجہ ہے جانوروں میں بکری سے سب سے زیادہ پیار کیا جاتا ہے۔

استحباب الركعتين قبل صلاة المغرب

مغرب کی نماز سے پہلے دو رکعت نوافل ادا کرنے کا استحباب

۶۳۵۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ الْمَزَنِيِّ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ صَلّٰى قَبْلَ الْمَغْرِبِ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ قَالَ: ((صَلُّوْا قَبْلَ الْمَغْرِبِ رَكْعَتَيْنِ. ثُمَّ قَالَ فِي الثَّالِثَةِ لِمَنْ شَاءَ، خَافَ أَنْ يَحْسِبَهَا النَّاسُ سُنَّةً)). [الصحيحة:۲۳۳]

سیدنا عبداللہ مزنی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مغرب سے پہلے دو رکعتیں پڑھیں اور فرمایا: ''مغرب سے پہلے دو رکعتیں پڑھا کرو' (مغرب سے پہلے دو رکعتیں پڑھا کرو)۔'' پھر تیسری دفعہ فرمایا: ''جو چاہے پڑھ لے۔'' آپ ﷺ کو یہ اندیشہ تھا کہ کہیں لوگ اس کو (لازمی) سنت وطریقہ نہ سمجھ لیں۔

تخریج: الصحيحة ۲۳۳- ابن نصر فی قیام اللیل (۲۸)' ابن حبان (۱۵۸۸)' ابن خزیمة (۱۲۸۹)' بخاری (۱۱۸۳)' ابوداود (۱۲۸۱)' بمعناه

فوائد: معلوم ہوا کہ نماز مغرب سے پہلے دو رکعت پڑھنا مسنون عمل ہے' سیدنا عبداللہ بن مغفل مزنی رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (بين كل اذانين صلاة) یعنی: ہر اذان اور اقامت کے مابین نماز ہے' تیسری دفعہ فرمایا: جو چاہے یہ نماز پڑھے۔[بخاری' مسلم]

باب: رفع الحرج عن الامة بالجمع الحقيقى لا الصورى ففيه الحرج

باب: جمع حقیقی سے امت سے تنگی اٹھانا نہ کہ جمع صدری سے کہ اس میں تنگی ہے

۶۳۶۔ قَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ: جَمَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَيْنَ الْأُوْلٰى وَالْعَصْرِ وَبَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ فَقِيْلَ لَهُ، فَقَالَ: ((صَنَعْتُ هٰذَا لِكَيْ لَا تُحْرَجَ أُمَّتِي)). [الصحيحة:۲۸۳۷]

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے پہلی (یعنی نماز ظہر) اور عصر کو اور مغرب اور عشا کو جمع کر کے ادا کیا۔ جب آپ ﷺ سے وجہ پوچھی گئی تو فرمایا: ''میں نے یہ نمازیں اس انداز میں اس لئے پڑھی ہیں تا کہ میری امت تنگی میں نہ پڑے۔''

تخریج: الصحيحة ۲۸۳۷- طبرانی فی الکبیر (۱۰۵۲۵)' الاوسط (۴۱۳۰)

فوائد: یہ شریعت کی طرف سے رخصت ہے' بسا اوقات ایسے کر لینا چاہئے' لیکن شریعت کے مزاج کا تقاضا ہے کہ ایسا کرنا جماعت کے نظم کے مطابق ہونا چاہئے' نہ کہ انفرادی طور پر۔

العجين فى الصلاة

آٹا گوندھنے کی کیفیت پر (ہاتھوں کا سہارا لینا) نماز میں اٹھتے وقت

۶۳۷۔ عَنِ الْأَزْرَقِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ: رَأَيْتُ عَبْدَاللّٰهِ

ازرق بن قیس کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو

بْنِ عَمْرٍو وَهُوَ يَعْجِنُ فِي الصَّلَاةِ، يَعْتَمِدُ عَلَى يَدَيْهِ إِذَا قَامَ، فَقُلْتُ: مَاهٰذَا يَا أَبَا عَبْدِالرَّحْمٰنِ؟! قَالَ: ((رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَعْجِنُ فِي الصَّلَاةِ)). [الصحيحة: ٢٦٧٤]

دیکھا کہ وہ نماز میں کھڑے ہونے کے لئے ہاتھوں پر سہارا لیتے۔ میں نے کہا: ابو عبد الرحمٰن! یہ انداز کیسا؟ انھوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ وہ بھی نماز میں (کھڑے ہونے کے لئے) ہاتھوں کا سہارا لیتے تھے۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۶۷۴۔ طبرانی فی الاوسط (۴۰۱۹)' ابراھیم الحربی فی غریب الحدیث (۶۱۳)

فوائد: معلوم ہوا کہ جب نمازی دوسری' تیسری اور چوتھی رکعت کے لئے کھڑا ہوگا تو وہ اپنے ہاتھوں کی مٹھیاں بنا کر ان پر سہارا لے کر کھڑا ہوگا۔

كم يخفف الإمام الصلاة

امام نماز کو کتنا ہلکا کرے؟

٦٣٨۔ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي الْعَاصِ قَالَ: آخِرُ كَلَامٍ كَلَّمَنِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَ اسْتَعْمَلَنِي عَلَى الطَّائِفِ قَالَ: ((خَفِّفِ الصَّلَاةَ عَلَى النَّاسِ، حَتّٰى وَقَّتَ ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلٰى﴾ وَ﴿اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ﴾ وَأَشْبَاهَهَا مِنَ الْقُرْآنِ)). [الصحيحة: ٢٩١٩]

سیدنا عثمان بن ابو عاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے مجھے طائف پر عامل بنا کر بھیجا تو آخری بات' جو مجھ سے فرمائی' یہ تھی: ''لوگوں کو خفیف نماز پڑھانا۔'' بلکہ سورۂ اعلی ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلٰى﴾' اور سورۂ علق ﴿اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ﴾ اور اس کی قسم کی سورتوں کی تلاوت کرنے کا تعین کر دیا۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۹۱۹۔ احمد (۴/ ۲۱۸)' طبرانی فی الکبیر (۸۳۵۳)

فوائد: یہ مضمون پہلے بھی گزر چکا ہے' امام کو چاہیے کہ وہ مقتدیوں کی مصلحتوں کا خیال رکھے' لیکن مقتدیوں کو بھی خواہ مخواہ واویلا کرنے سے بچنا چاہیے' اگر انھیں امام پر یہ شکوہ ہے کہ یہ طویل نماز پڑھاتے ہیں تو وہ سب سے پہلے احادیث کی روشنی میں امام کی طوالت کو سمجھیں' اگر نبی کریم ﷺ نے امام کو اتنی طوالت اختیار کرنے کی اجازت دی ہو تو مقتدیوں کا اعتراض بے جا ہوگا۔ بہر حال امام صاحب بصیرت ہو اور وہ درجہ بدرجہ مقتدیوں کی تربیت کرتے ہوئے انھیں اعلیٰ قول و کردار کا مالک بنا دے۔

لا توضع شيئ للسجود

سجدہ کرنے کے لیے کوئی بھی چیز نہیں رکھی جائے گی

٦٣٩۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: عَادَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِهِ مَرِيْضاً وَأَنَا مَعَهُ، فَدَخَلَ عَلَيْهِ وَهُوَ يُصَلِّي عَلَى عُوْدٍ، فَوَضَعَ جَبْهَتَهُ عَلَى الْعُوْدِ، فَأَوْمَأَ إِلَيْهِ، فَطَرَحَ الْعُوْدَ وَأَخَذَ وِسَادَةً، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((دَعْهَا عَنْكَ إِنِ اسْتَطَعْتَ أَنْ تَسْجُدَ عَلَى الْأَرْضِ وَإِلَّا فَأَوْمِ

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ اپنے ایک صحابی' جو بیمار تھے' کی تیمارداری کرنے کے لئے تشریف لے گئے' میں بھی آپ ﷺ کے ساتھ تھا' جب اس کے پاس پہنچے تو (کیا دیکھتے ہیں کہ) وہ ایک لکڑی پر نماز پڑھ رہا ہے اور (سجدہ کرتے وقت) اپنی پیشانی اس پر ٹیکتا ہے' آپ ﷺ نے اس کی طرف اشارہ کیا اور لکڑی کو پھینک دیا' اس نے تکیہ پکڑ لیا' آپ ﷺ نے

إِيْمَاءً، وَاجْعَلْ سُجُوْدَكَ أَخْفَضَ مِنْ رُكُوْعِكَ)). [الصحيحة:۳۲۳]

فرمایا: ''اس کو ہٹا دے، اگر تجھے زمین پر سجدہ کرنے کی طاقت ہے تو ٹھیک، وگرنہ اشارے سے نماز پڑھ اور سجدوں کے لئے رکوع کی نسبت زیادہ جھک۔''

تخریج: الصحیحة ۳۲۳- طبرانی فی الکبیر (۱۳۰۸۲)، عن ابن عمر رضی اللہ عنہ بیھقی (۲/ ۳۰۶) عن جابر رضی اللہ عنہ

فوائد: معلوم ہوا کہ اگر کوئی مریض سجدے کی ادائیگی اس کی اصل حالت میں زمین پر نہیں کر سکتا تو وہ تکیہ یا ٹیبل وغیرہ کا استعمال نہ کرے، کیونکہ سجدہ کرنے کے صرف دو طریقے ہیں: (۱) زمین، جو کہ اصل طریقہ ہے اور (۲) اشارے سے، جو کہ مجبوری کی وجہ سے ہے۔

باب: النهي عن التقبيل عن اللقاء

باب: ملاقات کے وقت بوسہ لینے کی ممانعت

۶٤٠- ((لَا وَلٰكِنْ تَصَافَحُوْا، يَعْنِي: لَايَنْحَنِيْ لِصَدِيْقِهِ وَلَا يُقَبِّلُهُ حِيْنَ يَلْقَاهُ)) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَجُلٌ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أَحَدُنَا يَلْقٰى صَدِيْقَهُ أَيَنْحَنِي لَهُ؟ قَالَ: فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا)) قَالَ: فَيَلْتَزِمُهُ وَيُقَبِّلُهُ؟ قَالَ: ((لَا)) قَالَ: فَيُصَافِحُهُ؟ قَالَ: ((نَعَمْ، إِنْ شَاءَ)) هٰذَا السِّيَاقُ لِأَحْمَدَ، وَكَذَا التِّرْمِذِيِّ، لٰكِنْ لَيْسَ عِنْدَهُ ((إِنْ شَاءَ)). [الصحيحة: ١٦٠]

''نہیں، البتہ مصافحہ کر لیا کرو، یعنی کوئی آدمی بوقتِ ملاقات اپنے دوست کے لئے نہ جھکے اور نہ اس کا بوسہ لے۔'' سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! جب کوئی آدمی اپنے دوست سے ملتا ہے تو کیا اسے اس کے لئے جھکنا چاہئے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں۔'' اس نے پھر پوچھا: کیا اس کا معانقہ کرے اور اس کا بوسہ لے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں۔'' اس نے سہ بارہ پوچھا: کیا اس سے مصافحہ کرے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں، اگر چاہے تو۔'' یہ سیاقِ حدیث امام احمد کا روایت کردہ ہے، امام ترمذی نے بھی اسی طرح کی روایت کی ہے، البتہ اس کی روایت میں "إِنْ شَاءَ" (اگر چاہے تو) کے الفاظ نہیں ہیں۔

تخریج: الصحیحة ۱۶۰- ترمذی (۲۷۲۸)، ابن ماجه (۳۷۰۲)، احمد (۳/ ۱۹۸)، بیھقی (۷/ ۱۰۰)

فوائد: اس حدیثِ مبارکہ میں دو امور سے منع کیا گیا ہے: (۱) ملاقات کے وقت جھکنا (۲) معانقہ، جس کے ساتھ بوسہ بھی لیا جائے۔ یاد رہے کہ ملاقات کے وقت معانقہ، جس کے ساتھ بوسہ نہ لیا جائے، درست ہے۔ جیسا کہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم (عام) ملاقات کرتے تو مصافحہ کرتے اور جب سفر سے واپس آتے تو معانقہ کرتے تھے۔ (الاوسط للطبرانی بحوالہ صحیحہ: ۱/۳۰۱) اور مختصر الشمائل میں ہے کہ جب نبی کریم ﷺ ابن تیہان کے باغ میں گئے تو اس نے آپ ﷺ سے معانقہ کیا تھا۔ (صحیحہ: ۱/۳۰۲) امام البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں: بلاشبہ اولاد اور بیویوں کو بوسہ دینا درست ہے .... اسی طرح کسی کے ہاتھ پر بھی بوسہ دیا جا سکتا ہے، جیسا کہ احادیث و آثار میں ثابت ہے، لیکن اس معاملے میں تین امور کا خیال رکھنا چاہئے: (۱) اس کو عادت ہی نہ بنا لیا جائے۔ (۲) جس کے ہاتھ کا بوسہ لیا جائے وہ تکبر میں مبتلا نہ ہو جائے (۳) کہیں ایسا نہ ہو اس کی وجہ سے مصافحہ جیسی سنت مفقود ہو جائے۔ (صحیحہ: ۱/۳۰۰ اور ۳۰۲)

فضل وصل الصف

صف کو ملانے کی فضیلت کا بیان

٦٤١۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ مَرْفُوْعاً: ((خِيَارُكُمْ أَلْيَنُكُمْ مَنَاكِبَ فِي الصَّلَاةِ وَمَا مِنْ خُطْوَةٍ أَعْظَمُ أَجْراً مِنْ خُطْوَةٍ مَشَاهَا رَجُلٌ إِلٰى فُرْجَةٍ فِي الصَّفِّ فَسَدَّهَا)). [الصحيحة:٢٥٣٣]

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے بہتر لوگ وہ ہیں جو نماز میں (صفوں میں مل کر کھڑے ہونے کے معاملے میں) نرم کندھوں والے ہوتے ہیں۔ اس قدم سے زیادہ کسی قدم پر اجر نہیں جو صف کے شگاف کو پر کرنے کے لئے چلا جاتا ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۵۳۳۔ طبرانی فی الاوسط (۵۲۱۳)' البزار (الکشف : ۵۱۲)' مختصراً

فوائد: دو احکام ثابت ہوئے: (۱) نماز میں صف بندی کے وقت مل کر کھڑے ہونا (۲) صف کو پر کرنے کی خاطر چلنے والے قدم کی فضیلت۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ تکبیر تحریمہ سے پہلے مقتدیوں کی طرف رخ کر کے فرماتے: (تراصوا واعتدلوا۔) [مسلم] یعنی: ایک دوسرے کے ساتھ مضبوطی سے مل جاؤ اور برابر ہو جاؤ۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ایک فیصلہ کن حدیث بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''صفوں کو سیدھا کرو' کندھوں کو برابر کرو' خلا پر کرو' اپنے بھائیوں کے لئے نرم ہو جاؤ' شیطان کے لئے (صف میں) خالی جگہیں مت چھوڑو' جس نے صف کو ملایا اللہ تعالی اسے ملا لے اور جس نے صف کو کاٹا اللہ اسے کاٹے۔ [ابوداود] مذکورہ بالا اور اس موضوع سے متعلقہ دوسری احادیث کے باوجود بعض لوگ مساجد میں نہ صرف صف بندی سے پرہیز کرتے ہیں' بلکہ اگر ایسے کیا جائے تو چڑتے ہیں اور آپے سے باہر ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالی ہی بہتر جانتے ہیں کہ ایسا کیوں ہے؟

٦٤٢۔ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ مَرْفُوْعاً: ((خَيْرُ مَسَاجِدِ النِّسَاءِ بُيُوْتُهُنَّ)). [الصحيحة:١٣٩٦]

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عورتوں کی بہترین مسجدیں ان کے گھر ہیں۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۳۹۶۔ احمد (۶/ ۳۰۱)' ابن خزیمۃ (۱۶۸۴)' حاکم (۱/ ۲۰۹)

فوائد: یہ مسئلہ تفصیل کے ساتھ بیان کیا جا چکا ہے کہ عورتوں کا گھر نماز پڑھنا افضل ہے' لیکن شریعت نے انھیں مساجد میں جا کر نماز ادا کرنے کی اجازت دی ہے۔

الصلاة ثلاثة اثلاث

نماز تین حصوں پر مشتمل ہے

٦٤٣۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((الصَّلَاةُ ثَلَاثَةُ أَثْلَاثٍ: الطُّهُوْرُ ثُلُثٌ، وَالرُّكُوْعُ ثُلُثٌ وَالسُّجُوْدُ ثُلُثٌ، فَمَنْ أَدَّاهَا بِحَقِّهَا قُبِلَتْ مِنْهُ وَقُبِلَ مِنْهُ سَائِرُ عَمَلِهِ وَمَنْ رُدَّتْ عَلَيْهِ صَلَاتُهُ رُدَّ عَلَيْهِ سَائِرُ عَمَلِهِ)).

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نماز تین حصوں پر مشتمل ہے: ایک تہائی طہارت ہے' ایک تہائی رکوع ہے اور ایک تہائی سجدے ہیں۔ جس نے نماز کو کما حقہ ادا کیا اس کے بقیہ اعمال بھی مقبول ہوں گے اور جس کی نماز مردود ہو گئی' اس کے بقیہ اعمال بھی رائیگاں جائیں گے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۵۳۷۔ البزار (الکشف : ۳۴۹)

فوائد: اس حدیث مبارکہ سے یہ مسئلہ ثابت ہو رہا ہے کہ طہارت، رکوع اور سجود نماز کے اہم ترین ارکان ہیں اور ان کے بغیر کسی صورت میں نماز مقبول نہیں ہو گی، یاد رہے کہ اس حدیث سے تکبیرِ تحریمہ، قیام، تشہد اور سلام وغیرہ کی فرضیت و اہمیت میں کوئی کمی نہیں آ رہی، اس سے صرف تین ارکان کی اہمیت کو ثابت کیا جا رہا ہے کہ طہارت مکمل کر کے نماز میں رکوع و سجود جیسے ارکان اطمینان و اعتدال کے ساتھ ادا کیے جائیں، نہ کہ جلد بازی میں۔

ومن افضل الاعمال الصلاة لوقتها
نماز وقت پر پڑھنا افضل اعمال میں سے ہے

٦٤٤ـ عَنْ رَجُلٍ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ: قَالَ: سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اَيُّ الْعَمَلِ اَفْضَلُ؟ فَقَالَ: ((اَلصَّلَاةُ لِوَقْتِهَا، وَبِرُّ الْوَالِدَيْنِ، وَالْجِهَادُ))

ایک صحابیٔ رسول سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا گیا کہ کون سا عمل افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''بروقت نماز ادا کرنا، والدین کے ساتھ حسنِ سلوک سے پیش آنا اور جہاد کرنا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۴۸۹۔ احمد (۵/ ۳۶۸)، دارقطنی (۱/ ۲۴۶۔ ۲۴۷)، حاکم (۱/ ۱۸۹)، بخاری (۵۲۷) و مسلم (۸۵)، من حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ

فوائد: حدیث اپنے مفہوم میں واضح ہے، اللہ تعالیٰ ہمیں عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

الصلوات الخمس والجمعة كفارات
پانچ نمازیں اور جمعہ گناہوں کو ختم کرنے والے ہیں

٦٤٥ـ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اَلصَّلَوَاتُ الْخَمْسِ كَفَّارَاتٌ لِمَا بَيْنَهُنَّ مَااجْتُنِبَتِ الْكَبَائِرُ، وَالْجُمُعَةُ إِلَى الْجُمُعَةِ، وَزِيَادَةُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ)).

[الصحيحة: ١٩٢٠]

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پانچوں نمازیں اور جمعہ، اگلے جمعہ تک ان تمام گناہوں کا کفارہ بنتے ہیں، جو ان کے درمیانے وقفوں میں سرزد ہوں، جب تک کبیرہ گناہوں کا ارتکاب نہ کیا جائے اور (جمعہ) مزید تین دنوں میں ہونے والے گناہوں کا کفارہ بھی بنتا ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۹۲۰۔ ابونعیم فی الحلیۃ (۹/ ۲۴۹، ۲۵۰)، البزار الکشف: ۳۴۷)

فوائد: معلوم ہوا کہ نمازوں کی ادائیگی جہاں اللہ تعالیٰ کے فریضہ کی تکمیل اور اجر و ثواب کا باعث بنتی ہے، وہاں گناہوں کے جھڑنے کا بھی بہت بڑا ذریعہ ہے۔

٦٤٦ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَقُوْلُ: ((اَلصَّلَوَاتُ الْخَمْسُ، وَالْجُمُعَةُ إِلَى الْجُمُعَةِ وَرَمَضَانُ إِلَى رَمَضَانَ: مُكَفِّرَاتٌ لِمَا بَيْنَهُنَّ، إِذَا اجْتُنِبَتِ الْكَبَائِرَ)).

[الصحيحة: ٣٣٢٢]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پانچوں نمازیں، جمعہ، جمعہ تک اور ماہِ رمضان، اگلے رمضان تک ان تمام گناہوں کا کفارہ بن جاتے ہیں جو ان کے درمیانی وقفوں میں سرزد ہوں، جب تک کبیرہ گناہوں سے اجتناب کیا جائے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۳۲۲۔ احمد (۲/ ۴۰۰)، مسلم (۲۳۳)، بیہقی فی الشعب (۳۶۱۹)

باب: وجوب وضع الانف في السجود

باب: سجدوں میں ناک نیچے لگانی واجب ہے

۶۴۷۔عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَتٰى عَلٰى رَجُلٍ يَسْجُدُ عَلٰى وَجْهِهِ وَلَا يَضَعُ أَنْفَهُ، قَالَ: ((ضَعْ أَنْفَكَ يَسْجُدْ مَعَكَ)).

[الصحيحة:۱۶۴۴]

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ ایک آدمی کے پاس آئے جو اپنے چہرے پر سجدہ تو کر رہا تھا لیکن اس کی ناک زمین پر نہیں لگ رہی تھا' آپ ﷺ نے اسے فرمایا: ''اپنی ناک کو بھی (زمین پر) رکھ دے' تا کہ وہ بھی تیرے ساتھ سجدہ کرے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۶۴۴۔ ابو نعیم فی اخبار اصبھان (۱/ ۱۹۲۔ ۱۹۳)' بیھقی (۱۰۴۰۲)' معلقا

فوائد: سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (امرت ان اسجد علی سبعۃ اعظم: الجبھۃ ۔ واشار بیدہ علی انفہ ۔ والیدین والرکبتین واطراف القدمین۔) [بخاری' مسلم] یعنی: مجھے یہ حکم دیا گیا ہے کہ میں سات ہڈیوں پر سجدہ کروں: پیشانی پر۔اس کے ساتھ آپ ﷺ نے اپنی ناک کی طرف اشارہ کیا۔اور دو ہاتھوں پر اور دو گھٹنوں پر اور پاؤں (دو پنجوں) پر۔(بخاری' مسلم) بلکہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: (لاصلاۃ لمن لایصیب انفہ من الارض ما یصیب الجبین۔) [دارقطنی' طبرانی] یعنی: اس آدمی کی کوئی نماز نہیں' جس کی ناک زمین کے اس حصے پر نہ لگے' جس پر پیشانی لگ رہی ہو۔

فضل تأخير العشاء

عشاء کی نماز دیر سے پڑھنے کی فضیلت کا بیان

۶۴۸۔ عَنْ أَبِي مُوسٰى، قَالَ: كُنْتُ أَنَا وَأَصْحَابِي الَّذِينَ قَدِمُوا مَعِي فِي السَّفِينَةِ نُزُولًا فِي بَقِيعِ (بُطْحَانَ) وَالنَّبِيُّ ﷺ بِالْمَدِينَةِ، فَكَانَ يَتَنَاوَبُ النَّبِيَّ ﷺ عِنْدَ صَلَاةِ الْعِشَاءِ كُلَّ لَيْلَةٍ نَفَرٌ مِنْهُمْ، فَوَافَقْنَا النَّبِيَّ أَنَا وَأَصْحَابِي، وَلَهُ بَعْضُ الشُّغْلِ فِي بَعْضِ أَمْرِهِ، فَأَعْتَمَ بِالصَّلَاةِ حَتّٰى ابْهَارَّ اللَّيْلُ، ثُمَّ خَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ فَصَلّٰى بِهِمْ، فَلَمَّا قَضٰى صَلَاتَهُ قَالَ لِمَنْ حَضَرَهُ: ((عَلٰى رِسْلِكُمْ! أَبْشِرُوا إِنَّ مِنْ نِعْمَةِ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ: أَنَّهُ لَيْسَ أَحَدٌ مِّنَ النَّاسِ يُصَلِّي هٰذِهِ السَّاعَةَ غَيْرَكُمْ)) أَوْ قَالَ: ((مَا صَلّٰى هٰذِهِ الصَّلَاةَ أَحَدٌ غَيْرُكُمْ)) لَا يَدْرِي أَيَّ الْكَلِمَتَيْنِ قَالَ؟!

سیدنا ابو موسی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں اور کشتی میں میرے ساتھ آنے والے ساتھیوں نے وادیٔ بقیع بطحان میں پڑاؤ ڈالا ہوا تھا اور نبیٔ کریم ﷺ مدینہ میں فروکش تھے۔ہم میں سے کچھ لوگ باری باری ہر روز آپ ﷺ کے ساتھ نمازِ عشاء ادا کرنے کے لئے آپ ﷺ کے پاس آتے تھے۔جس دن میں اور میرے ساتھی آپ ﷺ کے پاس آئے تو آپ ﷺ کسی کام میں مصروف تھے' اس لئے نمازِ عشا کو موخر کرتے رہے' یہاں تک کہ (تقریباً) نصف رات گزر گئی۔ (بالآخر) نبیٔ کریم ﷺ تشریف لائے' نماز پڑھائی اور فارغ ہونے کے بعد حاضرین سے فرمایا: ''ذرا ٹھیرو! خوش ہو جاؤ' اللہ تعالی نے تم پر انعام کیا ہے' تمھارے علاوہ کوئی فرد ایسا نہیں ہے جو اس گھڑی میں نماز پڑھ رہا ہو۔'' یا فرمایا: ''تمھارے علاوہ کسی نے بھی یہ نماز (اس وقت میں) نہیں پڑھی۔'' راوی کو یاد نہیں رہا

قَالَ أَبُو مُوسٰى: فَرَجَعْنَا فَرِحِيْنَ بِمَا سَمِعْنَا مِن رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَوْلُهُ: (ابْهَارَّ) أَي: انْتَصَفَ، وَبُهْرَةُ كُلِّ شَيْءٍ: وَسْطُهُ۔ وَقِيْلَ: (اِبْهَارَّ اللَّيْلُ): إِذَا طَلَعَتْ نُجُوْمُهُ وَاسْتَنَارَتْ، وَالْأَوَّلُ أَكْثَرُ۔ [الصحيحة :٣٩٦٩]

کہ آپ ﷺ نے کون سا جملہ ارشاد فرمایا تھا۔ سیدنا ابوموسی رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان سن کر ہم خوشی خوشی میں گھر لوٹے۔ حدیث میں لفظ "اِبْهَارَّ" کے معانی ''نصف ہونے'' کے ہیں' ہر چیز کے وسط کو "بُهْرَةٌ" کہتے ہیں۔ لیکن ایک قول کے مطابق "اِبْهَارَّ اللَّيْلُ" اس وقت کہا جاتا ہے جب ستارے طلوع ہو کر چمکنے لگ جائیں۔ لیکن پہلا معنی زیادہ مستعمل ہے۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۹۶۹۔ بخاری (۵۶۷)' مسلم (۶۴۱)' ابوعوانۃ (۱/ ۳۶۳۔ ۳۶۴)

فوائد: عام نمازوں اور دوسری نیکیوں کے بارے میں شریعت کا قانون یہ ہے کہ ان کو پہلے وقت میں اور پہلی فرصت میں جلد از جلد ادا کیا جائے' لیکن عشاء کی نماز کے بارے میں شریعت نے یہ قانون پیش کیا ہے کہ اس کو تاخیر سے پڑھنا نہ صرف افضل ہے' بلکہ اس امت کا خاصہ بھی ہے' جیسا کہ مذکورہ بالا حدیث سے معلوم ہو رہا ہے۔ اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ نیکیوں کی توفیق ہونا اور اس امت کو سابقہ امتوں کی نسبت مخصوص نیکیاں کرنے کا موقع ملنا اللہ تعالی کا احسانِ عظیم ہے' یعنی جو جتنا نیک ہوگا' اسی قدر وہ اللہ تعالی کا زیادہ سے زیادہ ممنون ہوگا۔

التشهد في كل ركعتين

ہر دو رکعت میں تشہد ہے

٦٤٩۔ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((فِي كُلِّ رَكْعَتَيْنِ تَشَهُّدٌ وَتَسْلِيمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ، وَعَلٰى مَنْ تَبِعَهُمْ مِنْ عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ)). [الصحيحة:٢٨٧٦]

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر دو رکعتوں کے بعد تشہد پڑھنا ہے اور پیغمبروں اور ان کے پیرو اللہ کے نیک بندوں پر سلامتی کے نزول کی دعا کرنا ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۸۷۶۔ طبرانی فی الکبیر (۲۳/ ۳۶۷)

فوائد: تین یا چار رکعتی نماز میں ہر دو رکعتوں کے بعد درمیان تشہد پڑھنا اسی حدیث کا مصداق ہے' لیکن یہ قانون تین اور پانچ وتر کے بارے میں نہیں ہے' کیونکہ شریعتِ مطہرہ کی روشنی میں وتر کی تین اور پانچ رکعتیں درمیانے تشہد کا وقفہ کئے بغیر لگاتار ادا کی جائیں گی۔

الفجر فجران

فجر کی دو قسمیں ہیں

٦٥٠۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((الْفَجْرُ فَجْرَانِ: فَجْرٌ يَحْرُمُ فِيْهِ الطَّعَامُ، وَتَحِلُّ فِيْهِ الصَّلَاةُ، وَفَجْرٌ تَحْرُمُ فِيْهِ الصَّلَاةُ، وَيَحِلُّ فِيْهِ الطَّعَامُ)). [الصحيحة:٦٩٣]

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''فجر کی دو قسمیں ہیں: ایک قسم (جسے فجرِ صادق کہا جاتا ہے) اس میں (سحری کا کھانا) کھانا حرام ہوتا ہے اور نمازِ (فجر) پڑھنا درست ہوتا ہے اور ایک قسم (جسے فجرِ کاذب کہا جاتا ہے) میں نمازِ (فجر) کی ادائیگی حرام ہوتی ہے اور (سحری کا کھانا) کھانا

درست ہوتا ہے۔‘‘

تخریج: الصحيحة ٦٩٣- ابن خزيمة (٣٥٦)' حاكم (١/ ٤٢٥)

فوائد: فجر کی دو اقسام ہیں: فجر کاذب اور فجر صادق۔ نمازِ فجر اور روزہ کے وقت کی ابتدا فجرِ صادق سے ہوتی ہے' فجر کاذب تو رات کا ہی حصہ ہے' جس میں سحری کرنا جائز ہوتا ہے اور نماز فجر ادا کرنا حرام۔ اگلی حدیث میں ان دونوں کی اقسام کی نشاندہی کر دی گئی ہے۔

باب: صفة فجر الصادق الذي تحل به الصلاة

٦٥١- عَنْ جَابِرِ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَلْفَجْرُ فَجْرَان، فَجْرٌ يُقَالُ لَهُ: ذَنْبُ السَّرْحَانِ، وَهُوَ الْكَاذِبُ يَذْهَبُ طُوْلاً، وَلَا يَذْهَبُ عَرْضاً، وَالْفَجْرُ الآخَرُ يَذْهَبُ عَرْضاً وَلَا يَذْهَبُ طُوْلاً)). [الصحيحة: ٢٠٠٢]

باب: صبح صادق کی نشانی (پہچان) جس کے بعد نماز فجر درست ہے

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’فجر کی دو قسمیں ہیں: ایک فجرِ کاذب ہے' جس میں روشنی بھیڑیے کی دم کی طرح اونچائی کو اٹھتی ہے' نہ کہ چوڑائی میں اور دوسری فجرِ (صادق) ہے جس میں روشنی عرضاً پھیلتی ہے' نہ کہ طولاً۔‘‘

تخریج: الصحيحة ٢٠٠٢- حاكم (١/ ١٩١)' بيهقي (١/ ٣٧٧)

دخول الجنة بمحافظه صلوات الخمس

٦٥٢- عَنْ أَبِي قَتَادَةَ بْنِ رِبْعِيٍّ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((قَالَ اللّٰهُ. عَزَّوَجَلَّ. افْتَرَضْتُ عَلٰى أُمَّتِكَ خَمْسَ صَلَوَاتٍ وَعَهِدتُّ عِنْدِي عَهْداً: أَنَّهُ مَنْ حَافَظَ عَلَيْهِنَّ لِوَقْتِهِنَّ، أَدْخَلْتُهُ الْجَنَّةَ، وَمَنْ لَّمْ يُحَافِظْ عَلَيْهِنَّ، فَلَا عَهْدَ لَهُ عِنْدِي)). [الصحيحة:٤٠٣٣]

پانچوں نمازوں کی حفاظت سے جنت میں داخلہ ہوگا

سیدنا ابو قتادہ بن ربعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’اللہ تعالی نے فرمایا: میں نے تیری امت پر پانچ نمازیں فرض کی ہیں اور اپنے اوپر یہ لازم کیا ہے کہ جو آدمی ان کی ان کے وقت میں محافظت کرے گا اسے جنت میں داخل کروں گا اور جو ان کی حفاظت نہیں کرے گا اس کو (بخشنے کا) میرا کوئی معاہدہ نہیں۔‘‘

تخریج: الصحيحة ٤٠٣٣- ابن ماجه (١٤٠٣)' ابو داود (٤٣٠)' ابن نصر في قيام الليل (ص: ١١٣)

فوائد: بے نمازی تو کجا' جو آدمی نمازوں کی باقاعدگی سے محافظت نہیں کرتا' یعنی بسا اوقات ادا کر لیتا ہے اور بسا اوقات چھوڑ دیتا ہے' وہ اللہ تعالی کے عہد وضمانت سے خارج ہو جاتا ہے۔ پانچوں نمازوں کی بروقت ادائیگی جنت میں داخلے کا بہت بڑا سبب ہے۔

و من صفة السجدة

٦٥٣- عَنْ أَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ: ((كَأَنِّي

سجدہ کی حالت کا بیان

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: گویا میں (اب بھی) رسول اللہ

أَنْظُرُ إِلَى بَيَاضِ كَشْحِ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَهُوَ سَاجِدٌ)). [الصحيحة: ٣١٩٥]

ﷺ کے پہلو کی سفیدی کی طرف دیکھ رہا ہوں' اس حال میں کہ آپ ﷺ سجدہ کر رہے تھے۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۱۹۵۔ احمد (۳/ ۱۵)' ابن سعد (۱/ ۴۲۱)

فوائد: مسئلہ یہ ثابت ہوا کہ سجدہ کے دوران بازوؤں کو جسم سے دور اور زمین سے اٹھا کر رکھنا چاہئے' صحیح بخاری میں یہ مسئلہ وضاحت کے ساتھ موجود ہے۔

التكبير عند ارادة السجدة

سجدہ کرتے وقت تکبیر کہنے کا بیان

٦٥٤۔عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: ((كَانَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَّسْجُدَ كَبَّرَ ثُمَّ يَسْجُدُ، وَإِذَا قَامَ مِنَ الْقَعْدَةِ كَبَّرَ ثُمَّ قَامَ)). [الصحيحة: ٦٠٤]

سیدنا ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب سجدہ کرنے کا ارادہ کرتے تو "اَللّٰہُ اَکْبَر" کہتے' پھر سجدہ کرتے اور جب درمیانی قعدہ بیٹھنے کے بعد اٹھنے (کا ارادہ کرتے) تو "اَللّٰہُ اَکْبَر" کہتے' پھر اٹھتے تھے۔

تخریج: الصحیحۃ ۶۰۴۔ ابویعلی (۶۰۲۹)

فوائد: معلوم ہوا کہ تکبیرات الانتقال دوسری حالت میں منتقل ہونے کی ابتدا میں ہی کہی جاتی ہیں' بعض احباب کا خیال ہے کہ اماموں کو چاہئے کہ وہ دوسری حالت میں منتقل ہو چکنے کے بعد تکبیر یا سمع اللہ...... کہیں تا کہ مقتدی اپنے اماموں سے آگے نہ بڑھ سکیں۔ ان لوگوں کو سوچنا چاہئے کہ وہ امتِ مسلمہ کے حق میں رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر خیر خواہ نہیں ہیں' جب تک نبوی منہج کے مطابق تربیت نہیں کی جائے گی' اس وقت تک فلاح نہیں ہو سکتی۔ ہمیں چاہئے کہ ہم مقتدیوں پر اصل مسئلہ کی وضاحت کر کے ان کو امام کی اقتدا کا پابند بنائیں' جب صحابہ کرام نبی کریم ﷺ کی اقتدا میں کھڑے ہوتے تھے تو وہ جہاں آپ ﷺ کی تکبیرات کا انتظار کرتے وہاں ممکنہ صورت میں آپ ﷺ کے وجود پر بھی نظر رکھتے تھے' یہی وجہ ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ جب آپ ﷺ رکوع سے سر اٹھانے کے بعد سجدے میں اپنے پیشانی رکھ دیتے تھے تو پھر ہم سجدہ کے لئے جھکنا شروع کرتے تھے۔ لہٰذا ائمہ حضرات لوگوں کی تربیت اس طرح کریں کہ تکبیرات الانتقال کے بعد وہ کتنا انتظار کر کے امام کی اتباع کریں۔

ومن دعاء الاستفتاح الصلاة

نماز شروع کرنے کی دعا کا بیان

٦٥٥۔عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: كَانَ ﷺ إِذَا اسْتَفْتَحَ الصَّلَاةَ قَالَ: ((سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ، وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَا إِلٰهَ غَيْرُكَ)). [الصحيحة: ٢٩٩٦]

سیدنا انس بن مالک ؓ سے روایت کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز شروع کرتے تو پڑھتے: "اے اللہ! تو پاک ہے اپنی تعریفوں کے ساتھ' تیرا نام بابرکت ہے' تیرا مرتبہ بلند ہے اور ما سوائے تیرے کوئی معبود (برحق) نہیں۔"

تخریج: الصحیحۃ ۲۹۹۶۔ طبرانی فی الدعاء (۵۰۶)' دارقطنی (۱/ ۳۰۰)' ابن ابی حاتم فی العلل (۳۷۴)' معلقا

فوائد: تکبیر تحریمہ کے بعد قراءت سے پہلے رسول اللہ ﷺ سے مختلف دعائیں پڑھنا ثابت ہیں' ان میں سے ایک یہ ہے۔

الصلاة أول فريضة بعد الإسلام

اسلام قبول کرنے کے بعد نماز سب سے پہلا فرض ہے

٦٥٦ـ عَنْ أَبِي مَالِكٍ الْأَشْجَعِيِّ، عَنْ أَبِيهِ [طَارِقِ بْنِ أَشْيَمَ] قَالَ: ((كَانَ إِذَا أَسْلَمَ الرَّجُلُ، كَانَ أَوَّلُ مَا يُعَلِّمُنَا الصَّلَاةَ، أَوْقَالَ: عَلَّمَهُ الصَّلَاةَ)). [الصحيحة: ٣٠٣٠]

ابو مالک اشجعی اپنے باپ طارق بن اشیم سے بیان کرتے ہیں کہ جب کوئی آدمی مسلمان ہوتا تو اسے سب سے پہلے نماز کی تعلیم دیتے تھے۔

تخريج: الصحيحة ٣٠٣٠- البزار (الكشف: ٣٣٨)، طبرانی فی الكبير (٨١٨٦)

فوائد: چونکہ مشرف بہ اسلام ہونے کے بعد سب سے پہلا اور اہم فریضہ نماز ہے، اس لئے قبولیتِ اسلام کے بعد اسی کی تعلیم دی جاتی تھی۔

الأمر بالصلاة

نماز کا حکم کرنے کا بیان

٦٥٧ـ عَنْ أَنَسٍ: ((كَانَ ﷺ إِذَا أَعْجَبَهُ نَحْوُ الرَّجُلِ أَمَرَهُ بِالصَّلَاةِ)). [الصحيحة: ٢٩٥٣]

سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جب رسول اللہ ﷺ کو کسی آدمی کا نیکی کا ارادہ پسند آتا تو اسے نماز کا حکم دیتے تھے۔

تخريج: الصحيحة ٢٥٩٣- بخاری فی التاريخ (١/ ١٨٠)، البزار (٢١٢- الكشف)، ابونعیم فی الحلية (١/ ٣٣٣)

فوائد: چونکہ نماز خصائل حمیدہ اور صفاتِ حسنیٰ کی بنیاد ہے اور برائیوں سے روکنے والی ہے، جس آدمی کی عادات و خصائل پہلے سے اچھے ہوں تو وہ نماز کی ادائیگی کا سب سے زیادہ مستحق ہے، تاکہ اس کی یہ اچھی صفات محفوظ رہیں، وگرنہ سرے سے ان کے مفقود ہو جانے کا یا ان کے اجر و ثواب کے ضائع ہونے کا مکمل خطرہ ہوگا۔

ومن سؤال الرويا بعد صلاة الغداة

فجر کی نماز کے بعد خواب کے بارے میں سوال کرنا

٦٥٨ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ: ((كَانَ إِذَا انْصَرَفَ مِنْ صَلَاةِ الْغَدَاةِ يَقُولُ: هَلْ رَأَى أَحَدُكُمْ مِنْكُمُ اللَّيْلَةَ رُؤْيًا؟ وَيَقُولُ: لَيْسَ يَبْقَى بَعْدِي مِنَ النُّبُوَّةِ إِلَّا الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ)). [الصحيحة: ٤٧٣]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نمازِ فجر سے فارغ ہوتے تو پوچھتے: ''کیا کسی نے کوئی خواب دیکھا ہے؟'' اور مزید فرماتے: ''نبوت میں سے کوئی چیز باقی نہیں رہی سوائے نیک خواب کے۔''

تخريج: الصحيحة ٤٧٣- مالك فی الموطا (٢/ ١٩٥٦- ٩٥٧)، ابوداود (٥٠١٧)، احمد (٢/ ٣٢٥)، (٤/ ٣٩٠- ٣٩١)

فوائد: جبکہ صحیح بخاری کی ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نبوت سے صرف مبشرات ہی باقی رہ گئی ہیں۔'' صحابہ نے پوچھا: مبشرات سے کیا مراد ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نیک خواب۔'' ابن التین نے کہا: اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ آپ ﷺ کی موت سے وحی کا سلسلہ منقطع ہو جائے گا اور وحی کے بعد صرف خواب ہی ہے جس کے ذریعے مستقبل میں ہونے والی کسی چیز کا علم ہو سکتا ہے۔ [فتح الباری: ١٢/ ٤٦٥] دراصل نیک خواب کسی اچھی چیز کی پیشین گوئی ہوتی ہے اور پیشین گوئی کرنا نبوت کا خاصہ ہے، جو

وحی کے ذریعے ہوتا ہے' اس اعتبار سے نیک خواب اور نبوت میں مماثلت پائی جاتی ہے' جس کی بناء پر آپ ﷺ نے نیک خواب کو نبوت کا جزو قرار دیا۔

باب: الاشارة بالاصبع فی التشھد

باب: انگلی سے اشارہ صرف تشہد میں ہی ہے

٦٥٩۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ: ((كَانَ ا إِذَا جَلَسَ فِي الثِّنْتَيْنِ أَوْفِي الْأَرْبَعِ يَضَعُ يَدَهُ عَلَى رُكْبَتَيْهِ، ثُمَّ أَشَارَ بِإِصْبَعِهِ)).

[الصحيحة:٢٢٤٨]

سیدنا عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جب رسول اللہ ﷺ دو یا چار رکعات کے بعد بیٹھتے تو اپنا ہاتھ گھٹنے پر رکھ دیتے اور (شہادت والی) انگلی کے ساتھ اشارہ کرتے۔

تخریج: الصحیحة ۲۲۴۸۔ نسائی (۱۱۶۲)' بیھقی (۲/ ۱۳۲)' مسلم (۵۷۹)

فوائد: ثابت ہوا کہ دورانِ تشہد شہادت والی انگلی سے اشارہ کیا جائے گا' لیکن ذہن نشین رہے کہ مکمل تشہد' وہ پہلا ہو یا دوسرا' کے دوران انگشت شہادت سے اشارہ کرنا جاری رکھا جائے گا' جیسا کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَذَا قَعَدَ فِي التَّشَهُّدِ وَضَعَ يَدَهُ الْيُسْرٰى عَلٰى رُكْبَتِهِ الْيُسْرٰى وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى رُكْبَتِهِ الْيُمْنٰى وَعَقَدَ ثَلَاثَةً وَّ خَمْسِيْنَ وَاَشَارَ بِالسَّبَّابَةِ (وَفِيْ رِوَايَةٍ: يَدْعُوْ بِهَا)۔ (مسلم) جب رسول اللہ ﷺ تشہد کے لئے بیٹھتے تو بایاں ہاتھ بائیں گھٹنے پر اور دایاں ہاتھ دائیں گھٹنے پر رکھتے اور (دائیں ہاتھ کی) ترپن کی گرہ بنا کر شہادت والی انگلی سے اشارہ کرتے اور اس کے ساتھ دعا مانگتے۔ سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَذَا قَعَدَ يَدْعُوْ وَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى فَخِذِهِ الْيُمْنٰى وَيَدَهُ الْيُسْرٰى عَلٰى فَخِذِهِ الْيُسْرٰى وَاَشَارَ بِأَصْبَعِهِ السَّبَّابَةِ ......۔ (مسلم) جب رسول اللہ ﷺ (نماز میں) تشہد کے لئے بیٹھ جاتے تو دایاں ہاتھ دائیں ران پر اور بایاں ہاتھ بائیں ران پر رکھتے اور شہادت والی انگلی سے اشارہ کرتے۔

تنبیه: تشہد میں صرف "اَشْهَدُ أَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" کہنے کے وقت انگلی سے اشارہ کرنا کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہے۔

القنوت فی صلاة الصبح بعد الرکوع

فجر کی نماز میں رکوع کے بعد قنوت پڑھنے کا بیان

٦٦٠۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ: ((كَانَ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ فِي آخِرِ رَكْعَةٍ قَنَتَ)).

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نماز فجر کی آخری رکعت میں رکوع سے سر اٹھاتے تو دعائے قنوت کرتے۔

تخریج: الصحیحة ۲۰۷۱۔ ابن نصر فی قیام اللیل (ص: ۱۳۲)' مسلم (۶۷۵)' بخاری (۸۴)

فوائد: جب امتِ مسلمہ پر دشمنوں کی طرف سے کوئی اجتماعی مصیبت آپڑتی تھی تو آپ ﷺ فرض نمازوں کی آخری رکعت میں رکوع کے بعد قنوت نازلہ کرتے تھے' آج بھی یہ برقرار ہے اور ضرورت کے وقت اس پر عمل کیا جاتا ہے۔

إقامة الصلب فی الرکوع

رکوع میں پیٹھ (کمر) کو سیدھا کرنے کا بیان

٦٦١۔ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ: ((كَانَ ﷺ إِذَا رَكَعَ

سیدنا برا بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ (اس

لَوْ صُبَّ عَلٰى ظَهْرِهِ مَاءٌ لَاسْتَقَرَّ)). [الصحيحة: ۳۳۳۱]

انداز میں) رکوع کرتے کہ اگر آپ ﷺ کی کمر پر پانی انڈیلا جاتا تو وہ بھی ٹھہرا رہتا۔

تخریج: الصحیحة ۳۳۳۱۔ ابن ابی حاتم فی العلل (۱/ ۱۴۲)' بحشل فی تاریخ واسطه (۲۴۷)

فوائد: یہ صرف نبی کریم ﷺ کا فعل ہی نہیں' جو کہ مسلمان کے کافی وشافی ہی ہوتا ہے' بلکہ سیدنا ابومسعود بدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (لاتجزیء صلاۃ الرجل حتی یقیم ظهره فی الرکوع والسجود۔) [ابوداود' ترمذی' نسائی' ابن ماجه] یعنی: ''ایسی نماز کفایت نہیں کرتی جس کے رکوع وسجدہ میں آدمی اپنی پیٹھ (بالکل) سیدھی نہ کرے۔ اس سنت لازمہ پر عمل کرنا صرف اس وقت ممکن ہے جب آدمی اعتدال اور اطمینان کے ساتھ نماز پڑھے گا۔

ومن مقدار الجلوس بعد السلام

سلام پھیرنے کے بعد بیٹھنے کی مقدار کا بیان

٦٦٢ ـ عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: ((كَانَ إِذَا سَلَّمَ لَمْ يَقْعُدْ إِلَّا مِقْدَارَ مَا يَقُولُ: اَللّٰهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ، تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ)). [الصحيحة: ٢٠٧٤]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: جب رسول اللہ ﷺ سلام پھیرتے تو اس دعا کے پڑھنے کے بقدر بیٹھتے تھے: اے اللہ! تو سلامتی والا ہے اور تیری طرف سے ہی سلامتی ہے' اے جلال و اکرام والے! تو بابرکت ہے۔

تخریج: الصحیحة ۲۰۷۴۔ مسلم (۵۹۲)' ابویعلی (۴۷۲۰)' ابن منده فی التوحید (۲۰۹)

فوائد: بلاشبہ نبی کریم ﷺ سے اس دعا کی مقدار سے زیادہ دیر بیٹھنا ثابت ہے' اس لئے اس حدیث کو اگر اس کے ظاہری معنی پر محمول کریں تو معنی یہ ہوگا کہ کبھی کبھار آپ ﷺ اتنے مختصر وقت کے لئے ہی بیٹھتے تھے اور اگر زیادہ دیر بیٹھنے پر دلالت کرنے والی احادیث کو دیکھا جائے تو معنی یہ ہوگا کہ سلام پھیرنے کے بعد قبلہ رخ ہو کر "اللهم انت السلام ......" کہتے اور پھر دائیں یا بائیں جانب یا مقتدیوں کی طرف منہ پھیر کر بیٹھ جاتے تھے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ومن القول مثل بالقول المؤذن سوى الحيعلتين

جس طرح مؤذن کہتا ہے اس طرح کہنا سوائے حی علی الصلاۃ اور حی علی الفلاح کے

٦٦٣ ـ عَنْ أَبِي رَافِعٍ: ((كَانَ إِذَا سَمِعَ الْمُؤَذِّنَ قَالَ مِثْلَ مَايَقُولُ، حَتّٰى إِذَا بَلَغَ (حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ) قَالَ: لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ)). [الصحيحة: ٢٠٧٥]

سیدنا ابورافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ مؤذن (کی اذان کی آواز) سنتے تو اسی طرح کہتے جس طرح وہ کہتا' جب وہ "حَيَّ عَلَى الصَّلَاة" اور "حَيَّ عَلَى الْفَلَاح" کہتا تو آپ ﷺ "لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰه" (برائی سے بچنے کی قوت اور نیکی کرنے کی طاقت نہیں ہے مگر اللہ تعالی کی توفیق سے) کہتے۔

تخریج: الصحیحة ۲۰۷۵۔ احمد (۶/ ۹)' بغوی فی الجعدیات (۲۲۶۷)' نسائی فی العمل (۴۱)

فوائد: آپ ﷺ نے مؤذن کے کلمات دوہرانے کی تعلیم دی ہے اور اس پر مرتب ہونے والے اجر وثواب کی نشاندہی بھی فرمائی

ہے' تمام کلمات مؤذن کے کہنے کی طرح ہی دوہرائے جائیں' سوائے "حی علی الصلاۃ" اور "حی علی الفلاح" کے جواب میں "لاحول ولا قوۃ الا باللہ" کہا جائے گا۔ جہاں شیطان اذان کی آواز سن کر بے ہنگم سے انداز میں کسی ایسے مقام کی طرف بھاگنا شروع کر دیتا ہے' وہاں ہمیں عاجزی و انکساری' صدق و صفا اور ایمان و ایقان کے ساتھ وہی کلمات دوہرانے چاہئیں اور پھر ان کے تقاضوں کو پورا کرنا چاہیے۔

تطوع النبی ﷺ بالنهار

٦٦٤۔ عَنْ عَاصِمِ بْنِ ضَمْرَةَ، قَالَ: سَأَلْنَا عَلِيًّا عَنْ تَطَوُّعِ النَّبِيِّ ﷺ بِالنَّهَارِ؟ فَقَالَ: إِنَّكُمْ لَاتُطِيقُوْنَهُ، قَالَ: قُلْنَا: أَخْبِرْنَا بِهِ نَأْخُذْ مِنْهُ مَا أَطَقْنَا قَالَ: ((كَانَ إِذَا صَلَّى الْفَجْرَ أَمْهَلَ حَتَّى إِذَا كَانَتِ الشَّمْسُ مِنْ هَاهُنَا. يَعْنِي: مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ. مِقْدَارُهَا مِنْ صَلَاةِ الْعَصْرِ مِنْ هَاهُنَا. مِنْ قِبَلِ الْمَغْرِبِ قَامَ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ يُمْهِلُ حَتَّى إِذَا كَانَتِ الشَّمْسُ مِنْ هَاهُنَا. يَعْنِي: مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ. مِقْدَارُهَا مِنْ صَلَاةِ الظُّهْرِ مِنْ هَاهُنَا. يَعْنِي: مِنْ قِبَلِ الْمَغْرِبِ. قَامَ فَصَلَّى أَرْبَعاً، قَبْلَ الْعَصْرِ، يَفْصِلُ بَيْنَ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ بِالتَّسْلِيْمِ عَلَى الْمَلَائِكَةِ الْمُقَرَّبِيْنَ وَالنَّبِيِّيْنَ وَمَنْ تَبِعَهُمْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ، [يَجْعَلُ التَّسْلِيْمَ فِي آخِرِهِ])). [الصحيحة:٢٣٧]

نبی ﷺ کی دن کی نفلی نماز کا بیان

عاصم بن ضمرہ کہتے ہیں: ہم نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے نبی کریم کی نفلی نماز' جو وہ دن کو پڑھتے تھے' کے بارے میں سوال کیا۔ انھوں نے کہا: بلاشبہ تم لوگوں میں وہ نماز ادا کرنے کی سکت نہیں۔ ہم نے کہا: آپ ہمیں بتلا تو دیں' ہر کوئی اپنی استطاعت کے مطابق عمل کر لے گا۔ انھوں نے کہا: جب آپ ﷺ نمازِ فجر سے فارغ ہوتے تو (مزید) نماز پڑھنے سے رک جاتے' یہاں تک کہ سورج طلوع ہو جاتا اور مشرق میں اتنا بلند ہو جاتا جتنا کہ نمازِ عصر کے وقت مغرب کی جانب ہوتا ہے' اس وقت میں آپ ﷺ دو رکعتیں پڑھتے' پھر ٹھہر جاتے یہاں تک کہ سورج مشرق کی جانب اتنا بلند ہو جاتا جتنا کہ مغرب کی طرف بوقتِ ظہر ہوتا ہے' آپ ﷺ اس وقت میں چار رکعتیں پڑھتے' پھر سورج ڈھلنے کے بعد قبل از ظہر چار' بعد از ظہر دو اور قبل از عصر چار رکعات پڑھتے' (چار رکعات نماز میں) ہر دو رکعتوں کے بعد مقرب فرشتوں' نبیوں اور ان کے پیروکار مسلمانوں کے لئے سلامتی کی دعا کر کے فاصلہ کرتے اور آخری رکعت کے بعد سلام پھیرتے۔

تخریج: الصحیحة ۲۳۷۔ احمد (۱/ ۸۵)' ترمذی (۴۲۴' ۴۲۹)' نسائی (۸۷۵)' ابن ماجه (۱۱۶۱)

فوائد: ظاہر یہی ہے کہ نماز اشراق ہی ہوگی' جس کو تاخیر سے گرمی میں پڑھا جائے تو "صلاۃ الاوابین" کہلاتی ہے۔

٦٦٥۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ: ((كَانَ إِذَا صَلَّى الْفَجْرَ تَرَبَّعَ فِي مَجْلِسِهِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ)). [الصحيحة:٢٩٥٤]

سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ جب نمازِ فجر سے فارغ ہوتے تو اسی جائے نماز میں طلوعِ آفتاب تک چار زانو ہو کر بیٹھے رہتے۔

تخریج: الصحیحة ۲۹۵۴۔ ابوداود (۴۸۵۰)' طبرانی فی الکبیر (۱۸۸۵)

فوائد: نماز فجر ادا کر کے طلوع آفتاب تک جائے نماز میں بیٹھے رہنا بہت زیادہ اجر وثواب والا عمل ہے، علی الاطلاق جب فرض نماز کے بعد نمازی اسی جگہ پر بیٹھا رہتا ہے تو فرشتے اس کی بخشش، اس کے لئے رحمت اور قبولیتِ توبہ کی دعا تو کرتے ہی ہیں، لیکن نمازِ فجر کے بعد بیٹھے رہنا انتہائی افضل عمل ہے، جیسا کہ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے نمازِ فجر با جماعت ادا کی، پھر طلوع آفتاب تک بیٹھا اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا رہا، پھر دو رکعت نماز (ضحیٰ) ادا کی تو اسے مکمل، مکمل اور مکمل حج وعمرہ کا ثواب ملے گا۔ (صحیحہ: ۳۴۰۳)

القوة والتوفيق بيدالله

٦٦٦ ـ عَنْ صُهَيْبٍ قَالَ: ((كَانَ إِذَا صَلَّى هَمَسَ فَقَالَ: أَفَطِنْتُمْ لِذٰلِكَ؟ إِنِّي ذَكَرْتُ نَبِيًّا مِنَ الْأَنْبِيَاءِ أُعْطِيَ جُنُوداً مِنْ قَوْمِهِ، فَقَالَ: مَنْ يُكَافِي هٰؤُلَاءِ أَوْ مَنْ يُقَاتِلُ هٰؤُلَاءِ؟ أَوْكَلِمَةً تُشْبِهُهَا، فَأَوْحَى اللّٰهُ إِلَيْهِ أَنِ اخْتَرْكَ لِقَوْمِكَ إِحْدٰى ثَلَاثٍ: أَنْ أُسَلِّطَ عَلَيْهِمْ عَدُوَّهُمْ، أَوِ الْجُوْعَ، أَوِ الْمَوْتَ فَاسْتَشَارَ قَوْمَهُ فِي ذٰلِكَ؟ فَقَالُوْا: نَكِلُ ذٰلِكَ إِلَيْكَ أَنْتَ نَبِيُّ اللّٰهِ. فَقَامَ فَصَلّٰى، وَكَانُوْا إِذَا فَزِعُوْا، فَزِعُوْا إِلَى الصَّلَاةِ، فَقَالَ: يَارَبِّ أَمَّا الْجُوْعُ أَوِ الْعَدُوُّ، فَلَا وَلٰكِنَّ الْمَوْتَ فَسُلِّطَ عَلَيْهِمُ الْمَوْتُ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ، فَمَاتَ مِنْهُمْ سَبْعُوْنَ أَلْفاً فَهَمْسِي الَّذِيْ تَرَوْنَ أَنِّي أَقُوْلُ: اَللّٰهُمَّ بِكَ أُقَاتِلُ، وَبِكَ أُصَاوِلُ، وَلَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِكَ)).

[الصحيحة: ١٠٦١]

طاقت اور توفیق اللہ کے ہاتھ میں ہے

سیدنا صہیب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: نبی کریم ﷺ جب نماز پڑھتے تو چپکے چپکے کچھ کلمات کہتے اور (ہم سے) پوچھا: ''تمھیں کوئی سمجھ آئی ہے؟ دراصل میں نے سابقہ انبیاء میں سے ایک ایسے نبی کا ذکر کیا جسے اس کی قوم میں سے کئی لشکر دیئے گئے تھے، اس نبی نے کہا: کون ہے جو ان کے ہم پلہ ہوگا یا کون ہے جو ان کا مقابلہ کرے گا؟ یا اس قسم کی بات کی۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی طرف وحی کی کہ اپنی قوم کے لئے ان تین چیزوں میں سے کسی ایک کا انتخاب کر: میں ان پر ان کا دشمن مسلط کر دوں یا بھوک کو یا موت کو؟ اس نے اپنی قوم سے مشورہ کیا۔ انھوں نے جواب دیا: آپ اللہ کے نبی ہیں، اس لئے ہم یہ معاملہ آپ کے سپرد کرتے ہیں۔ وہ کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگا۔ جب وہ گھبرا جاتے تو نماز کا سہارا لیتے تھے۔ اس نے کہا: اے میرے رب! نہ بھوک مسلط کر اور نہ دشمن، چلو موت سہی۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر تین دنوں کے لئے موت کو مسلط کر دیا۔ ان میں سے ستر ہزار افراد مر گئے۔ چنانچہ چپکے چپکے یہ کلمات، جیسا کہ تم دیکھ رہے تھے، کہتا ہوں: اے اللہ! میں تیری توفیق سے لڑتا ہوں، تیری توفیق سے کسی سے مقابلہ کرتا ہوں اور برائی سے بچنے کی طاقت اور نیکی کرنے کی قوت نہیں ہے مگر تیری ہی توفیق سے۔''

تخریج: الصحیحة ۱۰۶۱۔ ابن نصر فی الصلاۃ (۲۰۹)، احمد (۴/ ۳۳۳، ۶/ ۱۶)

فوائد: حدیث اپنے مفہوم میں بالکل واضح ہے کہ آدمی کو یہی اعتقاد رکھنا چاہئے کہ اس کی صلاحیتوں، لیاقتوں، اہلیتوں، قابلیتوں،

عزتوں اور مالوں کا اصل سرچشمہ اللہ تعالی کی ذات ہے، کسی کو کسی صفت کی بنا پر فخر و ناز کرنے کی اجازت نہیں ہے۔

باب: مشروعية القبض في القيام الذي قبل الركوع دون الذي بعده

باب: رکوع سے پہلے قیام میں ہاتھ باندھنے کی مشروعیت کا بیان نہ کہ بعد از رکوع

٦٦٧۔ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَائِلٍ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ: ((كَانَ إِذَا قَامَ فِي الصَّلَاةِ قَبَضَ عَلَى شِمَالِهِ بِيَمِينِهِ)). [الصحيحة:٢٢٤٧]

علقمہ بن وائل اپنے باپ وائل رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب نماز میں کھڑے ہوتے تو بائیں ہاتھ کو دائیں ہاتھ سے پکڑ لیتے۔

تخريج: الصحيحة ٢٢٤٧- يعقوب الفسوى فى المعرفة (٣/ ١٢١)' بيهقى (٢/ ٢٨)' طبرانى فى الكبير (٢٢/ ٩)' نسائى (٨٨٨)

مشروعية الركعتين الخفيفتين قبل التهجد

نماز تہجد سے پہلے دو ہلکی رکعتیں پڑھنے کا بیان

٦٦٨۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: ((كَانَ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ تَهَجَّدُ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ)). [الصحيحة: ٣١٩٩]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب رات کو تہجد پڑھنے کے لئے کھڑے ہوتے تو دو خفیف سی رکعتوں سے آغاز کرتے۔

تخريج: الصحيحة ٣١٩٩- ابوعوانة (٢/ ٣٣١)' ابن ابى شيبة (٢/ ٢٧٣)' بيهقى (٣/ ٦)' ابوداود (١٣٢٣) مرفوعا من قوله ﷺ

فوائد: رات کی نماز کی ابتدا دو خفیف سی رکعتوں سے کرنی چاہئے، پھر طویل قیام کرنا چاہئے۔

ومن دعاء الركوع والسجود

رکوع اور سجود کی دعا کا بیان

٦٦٩۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ: ((كَانَ إِذَا كَانَ رَاكِعاً أَوْ سَاجِداً، قَالَ: سُبْحَانَكَ وَبِحَمْدِكَ أَسْتَغْفِرُكَ، وَأَتُوبُ إِلَيْكَ)). [الصحيحة:٢٠٨٤]

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب رکوع یا سجدے کی حالت میں ہوتے تو یہ دعا پڑھتے: ''تو پاک ہے اپنی تعریفوں کے ساتھ، میں تجھ سے بخشش چاہتا ہوں اور تیری طرف رجوع کرتا ہوں۔''

تخريج: الصحيحة ٢٠٨٤- طبرانى فى الكبير (١٠٣٠٢)' احمد (١/ ٣٨٨)' ابويعلى (٥٢٣٠)

فوائد: ہمارے ہاں تکبیر تحریمہ کے بعد، رکوع میں، رکوع کے بعد، سجدے میں اور سلام سے پہلے، ان مقامات پر معمول کے مطابق صرف اور صرف ایک ایک دعا پڑھی جاتی ہے، جبکہ آپ ﷺ سے ان تمام مقامات پر مختلف دعائیں پڑھنا ثابت ہیں، یاد رہے کہ مختلف دعائیں پڑھنے سے خشوع و خضوع میں اضافہ ہوتا ہے، مثال کے طور پر سجدے کی مختلف دعاؤں میں سے چند ایک یہ ہیں: سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلٰى (مسلم) میرا پروردگار پاک ہے، جو بلند و بالا ہے۔ کم از کم تین دفعہ کہنا مستحب ہے۔ (ابوداود، ابن ماجہ) سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ رَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوحِ. (مسلم) نہایت پاک ہے فرشتوں اور روح (جبریل امین) کا رب۔ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِي ذَنْبِي كُلَّهُ دِقَّهُ

وَجِلَّهُ وَاَوَّلَهُ وَآخِرَهُ وَعَلَانِيَتَهُ وَسِرَّهُ. (مسلم) اے اللہ! میرے چھوٹے اور بڑے' پہلے اور پچھلے' ظاہر اور پوشیدہ' تمام گناہ بخش دے۔

باب: السفر الذي يجيز القصر

باب: مسافت سفر جس میں قصر کرنا جائز ہے

٦٧٠۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ يَزِيْدَ الْهُنَائِيِّ، قَالَ: سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ عَنْ قَصْرِ الصَّلَاةِ۔ وَكُنْتُ أَخْرُجُ إِلَى الْكُوفَةِ فَأُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ حَتّٰى أَرْجِعَ؟ فَقَالَ أَنَسٌ: ((كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا خَرَجَ مَسِيْرَةَ ثَلَاثَةِ أَمْيَالٍ أَوْثَلَاثَةِ فَرَاسِخَ (شَكَّ شُعْبَةُ) قَصَرَ الصَّلَاةَ. وَفِي رِوَايَةٍ: (صَلَّى رَكْعَتَيْنِ)). [الصحيحة:١٦٣]

یحییٰ بن یزید ہنائی کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے قصر نماز کے بارے میں سوال کیا' کیونکہ میں جب کوفہ کی طرف سفر کرتا تو واپس آنے تک (ظہر' عصر اور عشا کی) دو دو رکعتیں پڑھتا۔ انھوں نے کہا: جب رسول اللہ ﷺ تین میل یا تین فرسخ کی مسافت تک جاتے تو قصر نماز پڑھتے اور ایک روایت میں ہے کہ دو دو رکعتیں پڑھتے تھے۔ میل یا فرسخ کا شک شعبہ راوی کو ہوا۔

تخریج: الصحیحۃ ۱۶۳۔ احمد (۳/ ۱۲۹)' بیہقی (۳/ ۱۴۶۰)' مسلم (۶۹۱)' ابو داود (۱۲۰۱)

فوائد: ایک فرسخ میں تین میل ہوتے ہیں اور عربوں کا قدیم میل اڑھائی کلومیٹر کے برابر پڑتا ہے' اس کا مطلب یہ ہوا کہ تین فرسخ ۲۲' ۲۳ کلومیٹر کے برابر ہوتے ہیں۔ قصر کی کم از کم حد کے بارے میں جتنے اقوال منقول ہیں' ان میں سب سے زیادہ قوی قول تین فرسخ والا ہے' جس کا ذکر اس حدیث میں ہے' جو انتہائی واضح اور غیر مبہم ہے۔ یعنی جب کسی آدمی کا ارادہ ۲۲' ۲۳ کلومیٹر سفر کرنے کا ہو تو وہ اپنے شہر یا بستی سے نکلنے کے بعد قصر کرے گا۔ اس کے علاوہ سفر کے تعین کے جتنے اقوال پیش کئے جاتے ہیں' ان کی بنیاد مبہم دلائل' احتمالات اور غیر مرفوع روایات پر ہے۔ بعض احباب ہوائی جہاز اور موٹر کاروں جیسے سفر کے جدید اور سریع وسائل کی بنا پر اس مسافت کو کم سمجھ کر کہتے ہیں کہ آج کل قصر کی ضرورت نہیں' کیونکہ سفر میں آسانیاں پیدا کر دی گئی ہیں۔ ذہن نشین کر لیں کہ شریعت کے قوانین اٹل اور غیر متغیر ہیں' سائنسی ترقی کی کوئی آخری حد مقرر نہیں' نیز یہ یقین دہانی نہیں کرائی جا سکتی ہے کہ سائنسی وسائل کا سلسلہ کب تک جاری رہے گا' کیونکہ بلاشک وشبہ قیامت سے پہلے ایسا زمانہ پھر آئے گا جس میں پرانے طرز کا انداز زندگی اپنایا جائے گا۔ لہٰذا زمانہ حال کی ترقیوں کی وجہ سے شرعی مسائل پر کوئی آنچ نہیں آئے گی۔

باب: من قصص الانبياء

باب: ایک نبی کا قصہ (علیہ السلام)

٦٧١۔ عَنْ صُهَيْبٍ قَالَ: ((كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا صَلَّى هَمَسَ شَيْئًا لَا أَفْهَمُهُ، وَلَا يُخْبِرُنَا بِهِ قَالَ: أَفَطِنْتُمْ لِي؟ قُلْنَا: نَعَمْ. قَالَ: إِنِّي ذَكَرْتُ نَبِيًّا مِنَ الْانبياءِ أُعطِيَ جُنُوْدًا مِنْ قَوْمِهِ وفِي رِوَايَةٍ أَعْجَبَ بِأُمَّتِه فَقَالَ مَنْ

سیدنا صہیب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جب رسول اللہ ﷺ نماز پڑھتے تو چپکے چپکے کچھ کلمات کہتے' نہ میں سمجھ سکا اور نہ آپ ﷺ نے ہمیں بتایا۔ (ایک دن) آپ ﷺ نے پوچھا: کیا تم سمجھ گئے ہو کہ میں کچھ کلمات کہتا ہوں؟ ہم نے کہا: جی ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے ایک ایسے نبی کی یاد آئی جسے اپنی قوم میں سے کئی لشکر دیئے

يُكَافِيْ لِهٰؤُلَاءِ؟ أَوْ مَنْ يَقُوْمُ لِهٰؤُلَاءِ. أَوْ غَيْرَهَا مِنَ الْكَلَامِ (وَفِي الرِّوَايَةِ الْأُخْرٰى: مَنْ يَقُوْمُ لِهٰؤُلَاءِ؟ وَلَمْ يَشُكَّ)) فَأَوْحٰى إِلَيْهِ أَنِ اخْتَرْ لِقَوْمِكَ إِحْدٰى ثَلَاثٍ، إِمَّا أَنْ نُسَلِّطَ عَلَيْهِمْ عَدُوًّا مِنْ غَيْرِهِمْ، أَوِ الْجُوْعَ، أَوِ الْمَوْتَ، فَاسْتَشَارَ قَوْمَهُ فِي ذٰلِكَ،فَقَالُوا أَنْتَ نَبِيُّ اللّٰهِ فَكُلُّ ذٰلِكَ اِلَيْكَ خِرْ لَنَا فَقَامَ اِلَى الصَّلَاةِ وَكَانُوا اِذَا فَزِعُوْا فَزِعُوْا إِلَى الصَّلَاةِ فَصَلّٰى مَاشَاءَ اللّٰهُ، قَالَ: ثُمَّ قَالَ: أَيْ رَبِّ! أَمَّا عَدُوٌّ مِنْ غَيْرِهِمْ، فَلَا أَوِ الْجُوْعُ، فَلَا، وَلٰكِنَ الْمَوْتَ فَسَلَّطَ عَلَيْهِمُ الْمَوْتَ، فَمَاتَ مِنْهُمْ [فِي يَوْمٍ] سَبْعُوْنَ أَلْفًا فَهَمَسِي الَّذِيْ تَرَوْنَ أَنِّي أَقُوْلُ: اَللّٰهُمَّ بِكَ أُحَاوِلُ، وَبِكَ أُصَاوِلُ وَبِكَ أُقَاتِلُ)). [الصحيحة:۲٤٥٩]

گئے' اس نے اپنی امت پر اتراتے ہوئے کہا: کون ہے جوان کے ہم پلہ ہوگا؟ یا کون ہے جوان کا مقابلہ کر سکے گا؟ یا اس قسم کی بات کی (ایک روایت میں صرف یہ الفاظ ہیں: کون ہے جوان کا مقابلہ کرے گا؟) اللہ تعالی نے اس کی طرف وحی کی کہ اپنی قوم کے لئے ان تین چیزوں میں سے ایک کو اختیار کر: ہم تیری امت پر ان کا دشمن مسلط کر دیں یا بھوک یا موت۔ اس نے اپنی قوم سے مشورہ کیا۔ انھوں نے کہا: تو اللہ کا نبی ہے' معاملہ تیرے سپرد ہے' تو خود اختیار کر لے۔ اس نے نماز شروع کر دی۔ جب وہ گھبرا جاتے تو نماز کا سہارا لیتے تھے۔ اس نے نماز پڑھی جتنی کہ اللہ تعالی کو منظور تھی' پھر کہا: اے میرے ربّ: ان پر ان کے دشمن کو مسلط نہیں کرنا اور بھوک بھی نہیں' چلو موت ہی سہی۔ اللہ تعالی نے ان پر موت مسلط کر دی' ایک دن میں ان میں سے ستر ہزار افراد مر گئے۔ یہ تھا میرا "گنگنانا" جیسا کہ تم دیکھ رہے تھے' میں نے کہا: اے اللہ! میں تو تیری توفیق سے حائل ہوتا ہوں' تیری توفیق سے حملہ کرتا ہوں اور تیری توفیق سے لڑتا ہوں۔"

تخریج: الصحیحة ۲۴۵۹۔ احمد (۶/ ۱۶)' ابن حبان (۱۹۷۵)' و ترمذی (۳۳۴)' مسلم (۳۰۰۵)' موطلا دون الحدیث الاول و تقدیم بر قم (٦٦٦)

فوائد: انسان کبھی اپنی اعلی سے اعلی صلاحیتوں کو اپنے کمال کی طرف منسوب نہیں کر سکتا۔ قارون ایک باغی اور نافرمان انسان تھا' لیکن اللہ تعالی نے اسے بے حد وحساب مال و دولت عطا کیا تھا' جب اس نے یہ دعویٰ کیا کہ ﴿**انما اوتيته على علم عندى**﴾ کہ جو کچھ میرے پاس ہے یہ میری اپنی فہم و بصیرت اور علم و عقل کا نتیجہ ہے' تو اللہ تعالی کو اس کا یہ دعوی اتنا ناگوار گزرا کہ اس نے اس کو اور اس کے خزانوں کو زمین میں گاڑ دیا۔ لہٰذا اگر کسی خاندان یا کسی فرد کو اس کی تعلیمی صلاحیتوں یا سماجی لیاقتوں وغیرہ کے ذریعے عزت ملی ہے تو وہ اللہ تعالی کا شکریہ ادا کرے اور اس کے سامنے عام انسان کی نسبت زیادہ عاجزی وانکساری کا اظہار کرے۔

باب التامين برفع الصوت

بلند آواز سے آمین کہنے کا بیان

٦٧٢۔عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ: ((كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ إِذَا فَرَغَ مِنْ قِرَاءَةِ أُمِّ الْقُرْآنِ: رَفَعَ صَوْتَهُ وَقَالَ: آمِيْنَ)) [الصحيحة:٤٦٤]

سیدنا ابو ہریرہ ﷺ کہتے ہیں: جب رسول اللہ ﷺ ام القرآن (سورۂ فاتحہ) کی قراءت سے فارغ ہوتے تو آواز کو بلند کرتے ہوئے آمین کہتے۔

تخریج: الصحیحۃ ۴۶۴۔ ابن حبان (۱۸۰۶)' دارقطنی (۱/ ۳۳۵)' حاکم (۱/ ۲۲۳)' بیہقی (۲/ ۵۸)

فوائد: اس مسئلہ پر دلائل کی روشنی میں بحث ہو چکی ہے کہ جہری نمازوں میں امام اور مقتدی کو بآواز بلند آمین کہنا چاہیے۔

لا وضوء مما مست النار

آگ پر پکی ہوئی چیز سے وضوء نہیں ہے

٦٧٣۔ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: ((كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَمُرُّ بِالْقِدْرِ فَيَأْخُذُ الْعَرَقَ فَيُصِيبُ مِنْهُ، ثُمَّ يُصَلِّي وَلَمْ يَتَوَضَّأْ وَلَمْ يَمَسَّ مَاءً وَفِي رِوَايَةٍ: فَمَا تَوَضَّأَ وَلَا تَمَضْمَضَ)). [الصحيحة:٣٠٢٨]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ ہانڈی کے پاس سے گزرتے تو ہڈی' جس پر گوشت لگا ہوتا' نکال لیتے اور اس سے گوشت نوچتے' پھر نماز پڑھتے اور وضو نہیں کرتے تھے' بلکہ پانی تک کو نہ چھوتے اور ایک روایت میں ہے: وضو کیا' نہ کلی کی۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۰۲۸۔ ابن ابی شیبۃ (۱/ ۵۰)' احمد (۶/ ۱۶۱)' ابویعلی (۴۴۴۹)

فوائد: بلاشک وشبہ اگر کوئی کھانا وغیرہ کھا کر نماز ادا کرنی ہو تو کلی کر لینا افضل ہے' جیسا کہ سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے دودھ پیا' پھر پانی منگوا کر کلی کی۔ فرمایا: اس میں چکناہٹ ہوتی ہے۔ [بخاری' مسلم] نیز آپ ﷺ نے فرمایا: (مضمضوا من اللبن) [ابن ماجہ] یعنی: دودھ پی کر کلی کیا کرو۔ لیکن مذکورہ بالا حدیث کی روشنی میں یہ کہنا درست ہے کہ کھانے کے بعد کلی کئے بغیر بھی نماز پڑھنا درست ہے۔

باب: جمع التقديم

باب: جمع تقدیم (دو نمازوں کو پہلی نماز کے وقت جمع کرنا)

٦٧٤۔ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ: ((كَانَ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ إِذَا ارْتَحَلَ قَبْلَ زَيْغِ الشَّمْسِ، أَخَّرَ الظُّهْرَ إِلَى أَنْ يَجْمَعَهَا إِلَى الْعَصْرِ، فَيُصَلِّيهِمَا جَمِيعاً، وَإِذَا ارْتَحَلَ بَعْدَ زَيْغِ الشَّمْسِ، عَجَّلَ الْعَصْرَ إِلَى الظُّهْرِ، وَصَلَّى الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ جَمِيعاً، ثُمَّ سَارَ وَكَانَ إِذَا ارْتَحَلَ قَبْلَ الْمَغْرِبِ حَتَّى يُصَلِّيَهَا مَعَ الْعِشَاءِ، وَإِذَا ارْتَحَلَ بَعْدَ الْمَغْرِبِ، عَجَّلَ الْعِشَاءَ فَصَلَّاهَا مَعَ الْمَغْرِبِ)). [الصحيحة:١٦٤]

سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ غزوۂ تبوک (کے سفر) میں تھے۔ اگر سورج ڈھلنے سے پہلے کوچ کر جاتے تو ظہر کی نماز کو مؤخر کرتے یہاں تک کہ اسے عصر کے ساتھ جمع کرتے اور دونوں کو اکٹھا پڑھتے اور اگر سورج کے ڈھلنے کے بعد سفر شروع کرتے تو ظہر کے ساتھ عصر بھی پڑھ لیتے اور پھر سفر شروع کرتے۔ اسی طرح اگر غروبِ آفتاب سے پہلے کوچ کر جاتے تو مغرب کو مؤخر کرتے' یہاں تک کہ اسے عشا کے ساتھ پڑھتے اور اگر غروبِ آفتاب کے بعد سفر شروع کرتے تو عشا کی نماز کو جلدی کر کے مغرب کے ساتھ ہی پڑھ لیتے۔

تخریج: الصحیحۃ ۱۶۴۔ ابوداود (۱۲۲۰)' ترمذی (۵۵۳)' احمد (۵/ ۲۴۱' ۲۴۲)' بیہقی (۳/ ۱۶۳)

فوائد: سفر میں جمع حقیقی کی انتہائی واضح دلیل ہے' بعض احباب سفر کے دوران بھی نمازوں کے جمع کر کے ادا کرنے کے قائل نہیں اور جن احادیث میں آپ ﷺ نے ظہر وعصر اور مغرب وعشاء کو جمع کیا' ان کو جمع صوری پر محمول کرتے ہیں یعنی ظہر وعصر کو جمع کرنے کا

مطلب یہ ہے کہ ظہر کو اس کے آخری وقت میں اور عصر کو اس کے پہلے وقت میں ادا کیا جائے' لیکن مذکورہ بالا حدیث اس حقیقت کا ٹھوس ثبوت ہے کہ ظہر کو عصر کے وقت میں اور عصر کو ظہر کے وقت میں ادا کرنا درست ہے۔

ومن اداء الصلاة اذا ذكرها

نماز کو اس وقت ادا کرنا جب یاد آ جائے

٦٧٥ـ عَنْ عَوْنِ بْنِ أَبِي جُحَيْفَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: ((كَانَ ﷺ فِي سَفَرِهِ الَّذِي نَامُوْا فِيهِ حَتَّى طَلَعَتِ الشَّمْسُ، فَقَالَ: إِنَّكُمْ كُنْتُمْ أَمْوَاتاً فَرَدَّ اللّٰهُ إِلَيْكُمْ أَرْوَاحَكُمْ، فَمَنْ نَامَ عَنْ صَلَاةٍ، فَلْيُصَلِّهَا إِذَا اسْتَيْقَظَ وَمَنْ نَسِيَ صَلَاةً فَلْيُصَلِّ إِذَا ذَكَرَ)). [الصحيحة:٣٩٦]

عون بن ابو جحیفہ اپنے باپ ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ (صحابہ سمیت) سفر میں تھے' وہ سب کے سب (نمازِ فجر کے لئے بیدار نہ ہو سکے اور) طلوعِ آفتاب تک سوئے رہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم تو مُردوں (کی طرح) تھے' اللہ تعالی نے اب (وقت گزرنے کے بعد) تمھاری روحیں لوٹائی ہیں' (یاد رکھو کہ) جو آدمی نماز سے سو جائے تو جونہی وہ بیدار ہو پڑھ لے' اسی طرح جو آدمی نماز کو ادا کرنا بھول جائے تو جونہی اسے یاد آئے پڑھ لے۔''

تخریج: الصحیحة ٣٩٦- ابویعلی (٨٩٥)' ابن ابی شیبة (٢/ ٦٤)' والطبرانی فی الکبیر کما فی المجمع (١/ ٣٢٢)

فوائد: جب آدمی بیداری کے اسباب استعمال کرنے کے باوجود سویا رہ جاتا ہے تو جب اسے جاگ آئے وہ نماز پڑھے' اگرچہ اس کا وقت ختم ہو چکا ہے' بھول جانا اور سو جانا شریعت کے ہاں مسلّم عذر ہیں۔ ہاں جو آدمی تاخیر سے بیدار ہونے اور یاد آنے کے بعد بھی نماز نہیں پڑھتا تو وہ اتنا ہی گنہگار ہوگا جتنا کہ وقت کے اندر جان بوجھ کر نماز ترک کرنے والے کو ملتا ہے۔

ومن الركعتين قبل صلاة المغرب

مغرب کی نماز سے پہلے دو رکعت پڑھنے کا بیان

٦٧٦ـ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ ((كَانَ الْمُؤَذِّنُ يُؤَذِّنُ عَلَى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الصَّلَاةَ الْمَغْرِبِ، فَيَبْتَدِرُ لِبَابُ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ السَّوَارِيَ، يُصَلُّوْنَ الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْمَغْرِبِ، حَتَّى يَخْرُجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَهُمْ يُصَلُّوْنَ [فَيَجِيءُ الْغَرِيْبُ فَيَحْسِبُ أَنَّ الصَّلَاةَ قَدْ صُلِّيَتْ مِنْ كَثْرَةِ مَنْ يُصَلِّيْهَا]، [وَكَانَ بَيْنَ الْأَذَانِ وَالْإِقَامَةِ يَسِيْرًا]))۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کے عہد میں جب مؤذن نمازِ مغرب کی اذان سے فارغ ہوتا تو برگزیدہ صحابۂ کرام ستونوں کی طرف لپکتے اور (انھیں سترہ بنا کر) مغرب سے پہلے دو رکعتیں پڑھتے' جب آپ ﷺ تشریف لاتے تو وہ نماز پڑھ رہے ہوتے تھے۔ لوگ اتنی کثرت سے یہ دو رکعتیں پڑھتے کہ اجنبی آدمی کو محسوس ہوتا کہ نماز پڑھی جا چکی ہے (اور لوگ بعد والی سنتیں ادا کر رہے ہیں)۔ اذان اور اقامت کے درمیان تھوڑا سا وقفہ ہوتا تھا۔

تخریج: الصحیحة ٢٣٤- بخاری (٦٢٥)' احمد (٣/ ٢٨٠)' ابن نصر فی قیام اللیل (ص: ٢٦)' مسلم (٨٣٧)' من طریق آخر عن انس رضی اللہ عنہ

ومن دعاء الركوع والسجود

٦٧٧ـ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ: ((كَانَ نَبِيُّكُمْ إِذَا كَانَ رَاكِعاً أَوْ سَاجِداً قَالَ: سُبْحَانَكَ وَبِحَمْدِكَ، أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ)). [الصحيحة:٣٠٣٢]

رکوع وسجود کی دعا کا بیان

سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: تمھارے نبی رکوع اور سجود میں یہ دعا پڑھتے تھے: ''تو پاک ہے اپنی تعریفوں کے ساتھ' میں تجھ سے بخشش طلب کرتا ہوں اور تیری طرف رجوع کرتا ہوں۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۰۳۲۔ البزار (۵۴۲۔ الکشف)' طبرانی فی الکبیر (۱۰۳۰۲)' والاوسط (۳۹۶)' والدعاء (۵۹۳)' وتقدیم برقم (۲۶۹)

فوائد: معلوم ہوا کہ رکوع وسجود میں یہ دعا پڑھنا بھی مسنون ہے: "سبحانك وبحمدك' استغفرك واتوب اليك۔"

باب: صلاة منسية ينبغي احياؤها

٦٧٨ـ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْتَشِرِ عَنْ أَبِيهِ: أَنَّهُ كَانَ يُصَلِّي بَعْدَ الْعَصْرِ رَكْعَتَيْنِ، فَقِيلَ لَهُ؟ فَقَالَ: لَوْ لَمْ أُصَلِّهِمَا إِلَّا أَنِّي رَأَيْتُ مَسْرُوقاً يُصَلِّيهِمَا، لَكَانَ ثِقَةً، وَلٰكِنِّي سَأَلْتُ عَائِشَةَ؟ فَقَالَتْ: ((كَانَ ﷺ لَايَدَعُ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ، وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ)). [الصحيحة:٢٩٢٠، ٣١٧٤]

باب: چھوڑی ہوئی نماز جس پر عمل پیرا ہونا چاہیے

ابراہیم بن محمد بن منتشر بیان کرتے ہیں کہ میرے باپ عصر کے بعد دو رکعتیں پڑھتے تھے۔ انھیں کہا گیا (کہ یہ نماز کیوں پڑھتے ہو)؟ انھوں نے کہا: اگر میں یہ دو رکعتیں صرف اس لیے پڑھتا کہ میں نے مسروق کو انہیں پڑھتے دیکھا تو یہ بھی قابل اعتماد بات تھی۔ لیکن میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی اس کی بابت سوال کیا؟ تو انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ فجر سے پہلے دو اور عصر کے بعد دو رکعتیں ادا کرنا ترک نہیں کرتے تھے۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۹۲۰' ۳۱۷۴' ابن ابی شیبۃ (۲/ ۳۵۲)' طحاوی (۱/ ۱۷۷)

فوائد: نماز عصر کے بعد نفلی نماز پڑھنا اس وقت تک درست ہے' جب سورج بلند اور صاف رہتا ہے' پہلے تفصیل کے ساتھ بحث ہو چکی ہے۔

كراهية الصلاة في اللحاف

٦٧٩ـ عَنْ عَائِشَةَ: ((كَانَ ﷺ لَا يُصَلِّي فِي لُحُفِنَا)) [الصحيحة:٣٣٢١]

چادر میں نماز پڑھنے کی کراہت کا بیان

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہماری چادروں میں نماز نہیں پڑھا کرتے تھے۔

• **تخریج:** الصحیحۃ ۳۳۲۱۔ ابوداود (۶۴۵)' ترمذی (۶۰۰)' نسائی (۵۳۶۸)' حاکم (۱/ ۲۵۲)

باب من القنوت

٦٨٠ـ عَنْ أَنَسٍ: ((كَانَ ﷺ لَايَقْنُتُ إِلَّا إِذَا دَعَا لِقَوْمٍ، أَوْ دَعَا عَلٰى قَوْمٍ)).

قنوت نازلہ کا بیان

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ دعائے قنوت نہیں کرتے تھے مگر اس وقت جب کسی قوم کیلئے دعا یا بد دعا کرتے۔

تخریج: الصحیحة ۶۳۹۔ ابن خزیمة (۶۲۰)' خطیب فی القنوت کما فی نصب الرایة (۲/ ۱۳۰)

فوائد: جب آپ ﷺ مظلوم مسلمانوں کے حق میں دعا اور دشمنانِ اسلام کے حق میں بد دعا کرنا چاہتے تو فرض نمازوں میں آخری رکعت کے رکوع کے بعد قنوتِ نازلہ کرتے تھے۔

الاستحباب بناء المساجد فی الدور

محلوں میں مسجدیں بنانے کا استحباب

٦٨١ ـ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَمَّنْ حَدَّثَهُ مِنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((كَانَ يَأْمُرُنَا أَنْ نَصْنَعَ الْمَسَاجِدَ فِي دُوْرِنَا وَأَنْ نُصْلِحَ صُنْعَتَهَا وَنُطَهِّرَهَا)). [الصحيحة:٢٧٢٤]

عروہ بن زبیرؒ ایک صحابیٔ رسول سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں حکم دیتے تھے کہ ہم اپنے محلوں میں اچھے انداز میں مساجد تعمیر کریں اور انھیں پاک صاف رکھیں۔

تخریج: الصحیحة ۲۷۲۴۔ احمد (۵/ ۳۷۱)' ابو داود (۴۵۵' ۴۵۶)' عن عائشة و سمرة ؓ

فوائد: اگر کسی محلے والوں کو اس علاقے کی مسجد دور پڑتی ہو تو انھیں چاہئے کہ وہ اپنے گھروں کے قریب مسجد تعمیر کر لیں اور اس کی صفائی ستھرائی کا خاص خیال رکھیں۔ آج کل مسجد کا نظم چلانے کے لئے مسجد کی انتظامیہ خادمِ مسجد کے نام سے ایک ملازم رکھ لیتے ہیں اور پھر ہر کوئی سمجھتا ہے کہ اب مسجد کی صفائی کا صرف اور صرف ایک آدمی سے تعلق ہے۔ یہ بات قطعی طور پر درست نہیں ہے۔ شریعت کے نزدیک ہر کوئی اس کے احکام کا مخاطب ہے' اگر لوگ اپنی آسانی کی خاطر ایسا کر لیتے ہیں تو درست تو ہے' لیکن اگر مسجد میں گندگی نظر آ رہی ہو اور خادمِ مسجد غیر حاضر ہو تو کیا وہ گندگی اسی طرح پڑی رہے گی۔ کسی مسلمان کو یہ زیب نہیں دیتا' ہونا یہ چاہئے کہ اللہ کے گھر کی صفائی کرنا ہر کوئی اپنی سعادت سمجھے۔

الجمع بین الصلاتین فی السفر

سفر میں دو نمازیں جمع کرنے کا بیان

٦٨٢ ـ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ: أَنَّ النَّبِيَّ : ((كَانَ ﷺ يَجْمَعُ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ فِي السَّفَرِ)).

[الصحيحة:٣٠٤٠]

سیدنا ابو سعید ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سفر میں دو نمازوں کو جمع کر کے پڑھتے تھے۔

تخریج: الصحیحة ۳۰۴۰۔ البزار (الکشف :۶۸۲)' طبرانی فی الاوسط (۷۹۹۰)

فوائد: چند احادیث پہلے یہ مسئلہ گزر چکا ہے کہ سفر میں ظہر و عصر اور مغرب وعشا کو جمع حقیقی کر کے ادا کرنا درست ہے۔

لیلنی اولوا الاحلام والنھی

سمجھ دار اور عقل مند لوگ میرے قریب کھڑے ہوں

٦٨٣ ـ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ الْأَشْعَرِيِّ: ((كَانَ ﷺ يُحِبُّ أَن يَلِيَهُ الْمُهَاجِرُوْنَ وَالْأَنْصَارُ لِيَحْفَظُوْا عَنْهُ)) [الصحيحة:١٤٠٩]

سیدنا انس بن مالک ؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ پسند کرتے تھے کہ (نماز میں) مہاجر اور انصار لوگ آپ کے قریب کھڑے ہوں تا کہ وہ آپ کے ادا کردہ (احکامِ نماز کو) یاد کریں۔

تخریج: الصحیحة ۱۰۴۹۔ ابن ماجه (۹۷۷)' ابن حبان (۷۲۵۸)' حاکم (۱/ ۲۱۸)' احمد (۳/ ۱۰۰' ۲۰۵)

فوائد: آپ ﷺ نے عام حکم دیتے ہوئے فرمایا' جیسا کہ سیدنا ابومسعود رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے: (**لیلنی منکم اولوا الاحلام والنھی ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم**)[مسلم] یعنی: تم میں سے جو لوگ عقلمند اور سمجھدار ہیں وہ میرے قریب کھڑے ہوں' پھر وہ لوگ جو (عقل و دانش میں) ان کے قریب ہوں' پھر وہ جو ان کے قریب ہوں۔ چونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایک جم غفیر پر مشتمل تھے' لیکن ان میں مہاجرین و انصار کا مرتبہ ہر لحاظ سے مسلّم تھا۔ یعنی دین کی خدمت' دین کا فہم' دین کی تبلیغ اور آپ ﷺ کے مقام و مرتبہ کا لحاظ' غرضیکہ ہر امر میں وہ مقدم تھے' اس لئے آپ ﷺ نے بالخصوص ان کو حکم دیا کہ وہ آپ کے ساتھ مل کر کھڑے ہوا کریں' تا کہ آپ ﷺ کے افعال و اقوال کو سمجھیں اور پھر دوسری نسلوں کی طرف منتقل کریں۔

باب: جواز السهر في العلم

باب: تعلیم و تعلّم کے لیے شب بیداری کا جواز

٦٨٤۔ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ، قَالَ: ((كَانَ يُحَدِّثُنَا عَامَّةَ لَيْلِهِ عَنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ لَا يَقُوْمُ إِلَّا لِعُظْمِ صَلَاةٍ)). [الصحيحة:٣٠٢٥]

سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں رات کا اکثر حصہ بنو اسرائیل کے بارے میں (روایات) بیان کرتے رہے کہ وہ صرف عظمتِ نماز کی خاطر کھڑے ہوتے تھے۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۰۲۵۔ حاکم (۲/ ۳۷۹)' احمد (۴/ ۴۳۷' ۴۴۴)' البزار (الکشف: ۲۲۳)' ابوداود (۳۶۶۳) بمعناه

فوائد: چونکہ بنی اسرائیل مذہبی تھے اور ان کے پاس ان کا مذہبی ادب مختلف ظنی اور غیر یقینی صورتوں میں موجود تھا' اسی لئے آپ ﷺ نے تعلیم دی کہ جو بات میری امت کو بنو اسرائیل کے حوالے سے بیان کی جائے وہ نہ اس کی تصدیق کریں اور نہ تکذیب' کیونکہ جہاں اس کا سچ ہونا ممکن ہے' وہاں اس کا جھوٹ ہونا بھی ممکن ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ سند کا سلسلہ' جو اللہ تعالی نے امتِ محمدیہ کو عطا کیا ہے' یہ ان کے پاس نہیں تھا۔ لیکن بنو اسرائیل کا جو واقعہ نبی کریم ﷺ بیان کریں گے وہ حق اور صداقت پر مبنی ہوگا' کیونکہ صادق اور امین کی مقدس زبان سے اس کی تصدیق ہو جائے گی۔

اقامة الصلاة بحضرة المصلين

نمازیوں کے آجانے پر جماعت کا کھڑا کرنے کا بیان

٦٨٥۔ عَنْ سَالِمٍ أَبِي النَّضْرِ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ ((كَانَ يَخْرُجُ بَعْدَ النِّدَاءِ إِلَى الْمَسْجِدِ فَإِذَا رَأَى أَهْلَ الْمَسْجِدِ قَلِيْلًا جَلَسَ حَتَّى يَرَى مِنْهُمْ جَمَاعَةً، ثُمَّ يُصَلِّي، وَكَانَ إِذَا خَرَجَ فَرَأَى جَمَاعَةً، أَقَامَ الصَّلَاةَ)).

سیدنا سالم ابونضرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اذان کے بعد مسجد کی طرف جاتے تھے' جب آپ ﷺ دیکھتے کہ نمازی کم ہیں تو بیٹھ جاتے' حتی کہ پوری جماعت اکٹھی ہو جاتی تو نماز پڑھاتے اور جب آپ ﷺ گھر سے نکلتے اور دیکھتے کہ نمازیوں کی جماعت (پہلے ہی سے) جمع ہے تو نماز کھڑی کر دیتے تھے۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۲۱۹۔ بیہقی (۲/ ۱۹۔ ۲۰)' ابوداود (۵۴۵' ۵۴۶)

فوائد: یہ ہے لوگوں کی مصلحتوں کا خیال رکھنا' عصرِ حاضر کے مصائب میں سے ایک مصیبت یہ بھی ہے کہ گھڑیوں کے مطابق نمازوں کے اوقات کے تعین نے امام اور مقتدی کے حقوق غصب کر لئے ہیں' لوگوں کی مصلحت کی خاطر وقت کا تعین کیا جا سکتا ہے' لیکن اتنا یاد رہے کہ کسی انسانی سہولت کی خاطر شریعت کو پامال نہیں کیا جا سکتا۔ جب سوئی معینہ وقت پر پہنچے گی تو انتظار کرنے والے مقتدی کھڑے

ہو جائیں گے' ابھی تک امام صاحب پہنچے ہیں یا نہیں' یا اگر پہنچ گئے ہیں تو نماز پڑھ رہے ہیں یا فارغ بیٹھے ہیں' یا نمازیوں کی بھاری تعداد سنتیں پڑھ رہی ہے یا فارغ بیٹھی ہے' یا نمازیوں کی تعداد زیادہ ہوگئی ہے یا چند لمحوں میں ہو جائے گی؟ ان امور کے ساتھ انتظار میں بیٹھے مقتدیوں کا کوئی تعلق نہیں' ایسے لگتا ہے کہ ان کا امام اور شریعت گھڑی ہے۔ ذہن نشین کر لیں کہ کوئی ایجاد شریعت کے مزاج کو نہ بدلنے پائے۔

اگر تین' چار' پانچ منٹ انتظار کر لیا جائے' تو کون سا نظامِ زندگی معطل ہوگا۔ ہر آدمی کے پاس دوست سے ملاقات کرنے اور اس کی ضیافت کرنے کا وقت ہے' قریبی اور دور کے تعلق داروں کی خوشی غمی میں شرکت کرنے کے لئے وافر وقت موجود ہے' نمازِ عشاء کی ادائیگی کے بعد دو تین گھنٹوں تک ٹی وی دیکھنے کا وقت ہے' پرتکلف کھانے کی تیاری اور کھانے کے لئے گھنٹوں وقت صرف کرنے کے لئے موجود ہے' صرف چائے نوشی کے لئے بیس پچیس منٹ صرف کئے جا سکتے ہیں .... علی ہذا القیاس۔ لیکن امتِ مسلمہ کے عظیم قائد و رہبر ﷺ کی چند سنتوں کا لحاظ کرنے کے لئے تین چار منٹ کا انتظار کرنے کے لئے تنگی محسوس ہوتی ہے۔ (اللہ تعالی کی پناہ) عوام کی سہولت کے لئے وقت کا تعین درست بات ہے' لیکن بہر حال سنتوں کا لحاظ کرنا اس سے بڑی مصلحت ہے اور معمولی انتظار سے عوام کی سہولت ان کی مشکل میں نہیں بدل سکتی۔ یاد رہے کہ اللہ تعالی کی طرف سے انتہائی غیر محسوس انداز میں برکتیں نازل ہوتی ہیں' جن سے انسان کے دل و دماغ کو بھی سکون ملتا ہے اور اس کے مال و دولت میں بھی اضافہ ہوتا ہے' لیکن برکاتِ ربّانی کے حصول کا واحد ذریعہ شرعی احکام کی بجا آوری ہے۔

اول شئی یبدأ بیوم الفطر والأضحی الصلاۃ

عید الفطر اور اضحیٰ کے دن سب سے پہلے نماز پڑھی جائے

۶۸۶۔ عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ، ((كَانَ يَخْرُجُ يَوْمَ الْأَضْحَى وَيَوْمَ الْفِطْرِ فَيَبْدَأُ بِالصَّلَاةِ فَإِذَا صَلَّى صَلَاتَهُ وَسَلَّمَ قَامَ [قَائِماً] [عَلَى رِجْلَيْهِ] فَأَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ [بِوَجْهِهِ] وَهُمْ جُلُوسٌ فِي مُصَلَّاهُمْ، فَإِنْ كَانَ لَهُ حَاجَةٌ بِبَعْثٍ ذَكَرَهُ لِلنَّاسِ، أَوْ كَانَتْ لَهُ حَاجَةٌ بِغَيْرِ ذٰلِكَ أَمَرَهُمْ بِهَا وَكَانَ يَقُولُ: ((تَصَدَّقُوا تَصَدَّقُوا تَصَدَّقُوا)) وَكَانَ أَكْثَرُ مَنْ يَتَصَدَّقُ النِّسَاءُ ثُمَّ يَنْصَرِفُ)). [الصحيحة:۲۹۶۸]

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عید الاضحیٰ اور عید الفطر کے روز نکلتے اور (عید گاہ میں) ابتدا نماز سے کرتے۔ جب نماز پڑھ لیتے اور سلام پھیر دیتے تھے تو کھڑے ہو کر لوگوں کی طرف متوجہ ہوتے اور لوگ اپنی اپنی جگہ میں بیٹھے رہتے۔ اگر کسی وفد کو بھیجنے کی ضرورت ہوتی تو لوگوں کے سامنے اس کا تذکرہ کرتے یا اس کے علاوہ جو بھی حاجت ہوتی اسے لوگوں کے سامنے بیان کرتے اور فرماتے: ''صدقہ کیا کرو' صدقہ کیا کرو' صدقہ کیا کرو۔'' زیادہ تر صدقہ کرنے والی عورتیں ہوتی تھیں' پھر آپ ﷺ (اپنے گھر) کو واپس چلے جاتے۔

تخريج: الصحيحة ۲۹۶۸۔ مسلم (۸۸۹)' نسائی (۱۵۷۷)' وفی الكبرى (۱۷۸۵)' ابن ماجه (۱۲۸۸)' ابن خزيمة (۱۴۴۹)' ابن حبان (۳۳۱۱)

فوائد: معلوم ہوا کہ عیدین کے روز کثرت سے صدقہ کرنا چاہئے۔

استحباب المخضرة بالخطبة

خطبہ دیتے وقت ہاتھ میں چھڑی ہونا مستحب ہے

٦٨٧۔ عَنْ عَامِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ أَبِيهِ: ((أَنَّ النَّبِيَّ كَانَ يَخْطُبُ بِمِخْصَرَةٍ فِي يَدِهِ)). [الصحيحة: ٣٠٣٧]

عامر بن عبد اللہ بن زبیر اپنے باپ سیدنا زبیر ؓ سے روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ اپنے ہاتھ میں چھڑی لے کر خطبہ دیتے تھے۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۰۳۷۔ ابن سعد (۱/ ۳۷۷)' البزار (الکشف : ۶۳۹)' ابو الشیخ فی اخلاق النبی ﷺ (ص : ۱۲۸)

السجدة على اليتى الكف

ہتھیلی کے گداز حصے پر سجدہ کرنے کا بیان

٦٨٨۔ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ: ((كَانَ ﷺ يَسْجُدُ عَلٰى اِلْيَتَيِ الْكَفِّ)). [الصحيحة: ٢٩٦٦]

سیدنا براء بن عازب ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہتھیلی کے گداز حصے پر سجدہ کرتے تھے۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۹۶۶۔ ابن خزیمۃ (۶۳۹)' ابن حبان (۱۹۱۵)' احمد (۴/ ۲۹۵)' حاکم (۱/ ۲۲۷)

فوائد: مفہوم یہ ہے کہ سجدوں میں ہاتھوں کو ہتھیلیوں کے بل رکھتے تھے' جو کہ ایک اجماعی مسئلہ ہے۔

باب: الاقتصار على التسليمة الواحدة فى الصلاة

باب: نماز میں ایک طرف سلام پر اکتفاء کرنا

٦٨٩۔ عَنْ أَنَسٍ: ((كَانَ يُسَلِّمُ تَسْلِيمَةً وَاحِدَةً)). [الصحيحة: ٣١٦]

سیدنا انس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ (صرف) ایک طرف (بھی) سلام پھیرا کرتے تھے۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۱۶۔ طبرانی فی الاواسط (۸۴۶۸)' بیہقی (۲/ ۱۷۹)

فوائد: مسلم کی روایت کے مطابق بھی آپ ﷺ نے نماز وتر میں ایک سلام پر اکتفا کیا' لہٰذا ایک سلام پھیرنا بھی مسنون عمل ہوا' اگرچہ افضل دو سلام ہی ہیں۔

باب: احاديث فى تحريك الاصبع فى التشهد والرد على فى انكره

باب: تشہد میں انگلی ہلانے والی احادیث اور انکار کرنے والے کی تردید کا بیان

٦٩٠۔ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ أَبْزٰى، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ: ((كَانَ يُشِيرُ بِإِصْبَعِهِ السَّبَّاحَةِ فِي الصَّلَاةِ)). [الصحيحة: ٣١٨١]

سیدنا عبد الرحمٰن بن ابزی ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز میں (تشہد کے دوران) شہادت والی انگلی کے ساتھ اشارہ فرماتے تھے۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۱۸۱۔ احمد (۳/ ۴۰۷)' بخاری فی التاریخ (۳/ ۲۹۶)

فوائد: پہلے اس مسئلہ پر بحث ہو چکی ہے کہ مکمل تشہد' وہ درمیانہ ہو یا آخری' کے دوران شہادت والی انگلی کے ساتھ اشارہ کیا جائے گا۔

باب من صلاة المسافر

مسافر کی نماز کا بیان

۶۹۱۔ عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: ((كَانَ يُصَلِّي بِمَكَّةَ رَكْعَتَيْنِ. يَعْنِي. الْفَرَائِضَ، فَلَمَّا قَدِمَ الْمَدِينَةَ وَفُرِضَتْ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ أَرْبَعاً وَثَلَاثاً، صَلَّى وَتَرَكَ الرَّكْعَتَيْنِ كَانَ يُصَلِّيهِمَا بِمَكَّةَ تَمَاماً لِلْمُسَافِرِ)) [الصحيحة: ۲۸۱۵]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مکہ میں دو دو رکعت فرض نماز پڑھا کرتے تھے۔ جب آپ ﷺ مدینہ تشریف لائے تو چار اور تین رکعتی نمازیں فرض ہو گئیں، آپ ﷺ نے (اس نئے حکم پر) عمل کیا اور مکہ میں پڑھی جانے والی دو دو رکعتوں کو مسافر کے لئے مکمل نماز قرار دیا۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۸۱۵۔ الطیالسی (۱۵۳۵)، ابن عدی (۲/ ۸۰۸)، احمد (۶/ ۲۷۲)

باب: منع المراة ان تمر بين يدى المصلى بالاشارة اليها

باب: نمازی کے سامنے سے گزرنے والی عورت کو اشارے سے منع کرنا

۶۹۲۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ، وَأَبِي بَشِيرٍ الْأَنْصَارِيِّ: ((أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّي بِهِمْ ذَاتَ يَوْمٍ، فَمَرَّتِ امْرَأَةٌ بِالْبَطْحَاءِ، فَأَشَارَ إِلَيْهَا أَنْ تَأَخَّرِي، فَرَجَعَتْ حَتّٰى صَلّٰى، ثُمَّ مَرَّتْ)). [الصحيحة:۳۰٤۲]

سیدنا عبد اللہ بن زید اور سیدنا ابو بشیر انصاری ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ صحابہ کو ایک دن وادیٔ بطحا میں نماز پڑھا رہے تھے، ایک عورت نے سامنے سے گزرنا چاہا، آپ ﷺ نے اس کی طرف اشارہ کیا کہ ٹھہر جا، وہ پیچھے ہٹ گئی، یہاں تک آپ ﷺ نے نماز پڑھ لی، پھر وہ سامنے سے گزر گئی۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۰۴۲۔ احمد (۵/ ۲۱۶)، طبرانی فی الکبیر (۲۲/ ۲۹۴)، دولابی فی الکنی (۱/ ۱۸)

فوائد: نماز میں ایسا اشارہ کرنا، جس سے کوئی بات سمجھانا مطلوب ہو جائز ہے، جیسے آپ ﷺ نے اشارے سے سلام کا جواب دیا اور دوسری اگلی حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے نماز میں ہی صحابہ کی طرف اشارہ کیا کہ وہ سیدنا حسن اور سیدنا حسین کو چھوڑ دیں۔ اس قسم کی اور مثالیں بھی موجود ہیں۔

تفسير الآية فليدع ناديه......

وہ اپنی مجلس والوں کو بلائے ...... ان آیات کی تفسیر

۶۹۳۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: ((كَانَ يُصَلِّي عِنْدَ الْمَقَامِ، فَمَرَّ بِهِ أَبُوْ جَهْلِ ابْنُ هِشَامٍ فَقَالَ: يَامُحَمَّدُ! أَلَمْ أَنْهَكَ عَنْ هٰذَا؟! وَتَوَعَّدَهُ، فَأَغْلَظَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَانْتَهَرَهُ، فَقَالَ: يَامُحَمَّدُ بِأَيِّ شَيْءٍ تُهَدِّدُنِي؟ أَمَا وَاللّٰهِ إِنِّي لَأَكْثَرُ هٰذَا الْوَادِي نَادِياً، فَأَنْزَلَ اللّٰهُ: ﴿فَلْيَدْعُ نَادِيَهُ. سَنَدْعُ

سیدنا عبد اللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ مقامِ ابراہیم کے پاس نماز پڑھ رہے تھے، آپ ﷺ کے پاس سے ابو جہل بن ہشام گزرا اور کہا: او محمد! میں نے تجھے یہاں نماز پڑھنے سے منع نہیں کیا تھا؟ اس نے آپ ﷺ سے سخت دھمکی آمیز باتیں کیں۔ آپ ﷺ نے اسے کڑا جواب دیا اور خوب جھڑکا۔ اس نے کہا: او محمد! تو کس چیز سے مجھے ڈراتا ہے؟ آگاہ ہو جا، اللہ کی

الزَّبَانِيَةَ [العلق ۱۷،۱۸]﴾ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَوْ دَعَا نَادِيَهُ، أَخَذَتْهُ زَبَانِيَةُ الْعَذَابِ مِنْ سَاعَتِهِ))
[الصحيحة:٢٧٥]

قسم! اس وادی میں سب سے زیادہ میرے حمایتی اور مجلس والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل کیں: ﴿یہ اپنی مجلس والوں کو بلا لے۔ ہم بھی (دوزخ کے) پیادوں کو بلا لیں گے۔﴾ (سورۃ علق: ۱۷، ۱۸) سیدنا ابن عباسؓ کہتے ہیں: اگر وہ اپنے حمایتیوں کو بلاتا تو اسی وقت عذاب کے فرشتے اسے پکڑ لیتے۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۷۵۔ ترمذی (۳۳۴۹)، ابن جریر فی التفسیر (۳۰/ ۱۶۴)، نسائی فی الکبری (۱۱۶۸۴)، بخاری (۴۹۵۸)، مختصراً

باب: جواز الاشارة المفهمة في الصلاة

باب: نماز میں قابل فہم و بامقصد اشارے کا جواز

٦٩٤۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ: ((كَانَ ﷺ يُصَلِّي فَإِذَا سَجَدَ، وَثَبَ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ عَلَى ظَهْرِهِ فَإِذَا أَرَادُوْا أَنْ يَمْنَعُوْهُمَا، أَشَارَ إِلَيْهِمْ أَنْ دَعُوْهُمَا فَلَمَّا قَضَى الصَّلَاةَ وَضَعَهُمَا فِي حَجْرِهِ، وَقَالَ: مَنْ أَحَبَّنِي، فَلْيُحِبَّ هٰذَيْنِ)). [الصحيحة:٣١٢]

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز پڑھتے، جب سجدہ کرتے تو حسن اور حسین اچھل کر آپ کی پیٹھ پر چڑھ جاتے۔ جب صحابہ ارادہ کرتے کہ انھیں روکیں تو آپ ﷺ اشارہ کرتے کہ ان کو (اپنے حال پر) چھوڑ دو۔ جب نماز پوری کرتے تو انھیں اپنی گود میں بٹھا لیتے اور فرماتے: ”جو مجھ سے محبت کرتا ہے وہ ان دونوں سے محبت کرے۔“

تخریج: الصحیحۃ ۳۱۲۔ ابویعلی (۵۰۱۷، ۵۳۶۸)، البزار (الکشف: ۲۶۲۳)، (البحر: ۱۸۳۴)، نسائی فی الکبری (۸۱۷۰)

فوائد: اگر سجدے کے دوران کوئی بچہ نمازی کی کمر پر سوار ہو جاتا ہے تو وہ سجدے کو طویل کر سکتا ہے۔ نیز نماز میں اشارہ کرنا درست ہے، جیسا کہ گزشتہ سے پیوستہ حدیث میں گزر چکا ہے۔ اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ آپ ﷺ سے محبت کا یہ تقاضا ہے کہ حسنؓ و حسینؓ سے بھی محبت کی جائے۔

باب: جواز العمل اليسير الهادف في الصلاة

باب: نماز میں بامقصد فعل کا جواز

٦٩٥۔ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: ((كَانَ يُصَلِّي قَائِماً تَطَوُّعاً، وَالْبَابُ فِي الْقِبْلَةِ [مُغْلَقٌ عَلَيْهِ]فَاسْتَفْتَحْتُ الْبَابَ، فَمَشَى عَلَى يَمِيْنِهِ أَوْ شِمَالِهِ، فَفَتَحَ الْبَابَ ثُمَّ رَجَعَ إِلَى مَكَانِهِ)).
[الصحيحة:٢٧١٦]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: رسول اللہ ﷺ کھڑے ہو کر نفلی نماز پڑھ رہے تھے، قبلہ کی سمت میں (یعنی آپ ﷺ کے سامنے) دروازہ تھا، جو بند تھا۔ جب میں نے دروازہ کھولنے کی فرمائش کی، تو آپ ﷺ اپنی دائیں یا بائیں جانب سے (سامنے کو) چلے، دروازہ کھولا اور اپنی جگہ پر واپس آ گئے۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۷۱۶۔ نسائی (۱۲۰۷)، ابن حبان (۲۳۵۵)، بیہقی (۲/ ۲۶۵)، احمد (۶/ ۱۸۳)، ابو داود (۹۲۲)

فوائد: نبی کریم ﷺ نے نماز میں بچھو اور سانپ کو قتل کرنے کا حکم دیا۔ (ابوداود، ترمذی) صحابہ کرام کو تعلیم دینے کی خاطر منبر پر نماز پڑھائی اور سجدے کرنے کے لئے نیچے اتر آئے اور پھر منبر پر چڑھ گئے۔ (بخاری، مسلم) آپ ﷺ نے بائیں طرف کھڑے ہونے والے مقتدی کو گھما کر دائیں طرف کھڑا کر دیا۔ (بخاری، مسلم) آپ ﷺ نے دائیں اور بائیں دونوں اطراف کھڑے مقتدیوں کو پیچھے کی طرف دھکیل دیا۔ (مسلم) آپ ﷺ کے سامنے ایک صحابی نے سخت گرمی کی وجہ سے کچھ کنکریاں ہاتھ میں پکڑ لیں، تاکہ وہ ٹھنڈی رہیں، جب بھی وہ سجدہ کرتے تو زمین کی حرارت سے بچنے کے لئے ان کو زمین پر بچھا دیتے۔ (ابوداود) ان احادیث اور اس موضوع سے متعلقہ دوسری احادیث سے معلوم ہوا کہ نماز کے دوران ضرورت کے خفیف سے کام کئے جا سکتے ہیں۔

المواظبه على أربع ركعات قبل الظهر و ركعتين قبل الفجر

آپ ﷺ کا ظہر کی نماز سے پہلے چار رکعات اور فجر سے پہلے دو رکعات پر ہمیشگی کرنے کا بیان

٦٩٦- عَنْ قَابُوسٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: أَرْسَلَ أَبِي اِمْرَأَةً إِلَى عَائِشَةَ يَسْأَلُهَا: أَيُّ الصَّلَاةِ كَانَتْ أَحَبَّ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَن يُوَاظِبَ عَلَيْهَا؟ قَالَتْ: ((كَانَ يُصَلِّي قَبْلَ الظُّهْرِ أَرْبَعاً يُطِيلُ فِيهِنَّ الْقِيَامَ وَيُحْسِنُ فِيهِنَّ الرُّكُوْعَ وَالسُّجُوْدَ، فَأَمَّا مَالَمْ يَكُنْ يَدَعُ صَحِيحاً وَلَا مَرِيْضاً وَلَا غَائِباً وَلَا شَاهِدًا فَرَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ)). [الصحيحة:٢٧٠٥]

قابوس اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ میرے باپ نے ایک عورت کو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف بھیجا تاکہ وہ ان سے سوال کرے کہ کس نماز پر ہمیشگی کرنا رسول اللہ ﷺ کو پسند تھا؟ انھوں نے کہا: آپ ﷺ ظہر کی نماز سے پہلے چار رکعتیں پڑھتے تھے، ان میں لمبا قیام کرتے اور اچھے انداز میں رکوع و سجود کیا کرتے تھے اور صحت مند ہوتے یا مریض یا سفر پر ہوتے یا حضر میں (کسی صورت میں بھی) فجر کی دو سنتیں ترک نہیں کرتے تھے۔

تخریج: الصحیحة ۲۷۰۵۔ احمد (۶/ ۴۳)، طبرانی فی الاوسط (۷۴۵۳)، خطیب فی التاریخ (۶/ ۲۸۴، ۲۸۵)، ابن ماجه (۱۱۵۶)، مختصراً

ومن السبب المواظبة على اربع قبل الظهر

ظہر سے پہلے چار رکعات پر ہمیشگی کرنے کا سبب

٦٩٧- عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ السَّائِبِ، قَالَ: ((كَانَ ﷺ يُصَلِّي قَبْلَ الظُّهْرِ. بَعْدَ الزَّوَالِ. أَرْبَعاً وَيَقُوْلُ: إِنَّ أَبْوَابَ السَّمَاءِ تُفْتَحُ [فِيهَا] فَأُحِبُّ أَنْ أُقَدِّمَ فِيهَا عَمَلاً صَالِحاً)).

[الصحيحة:٣٤٠٤]

سیدنا عبد اللہ بن سائب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ زوال کے بعد اور ظہر سے پہلے چار رکعتیں پڑھتے اور فرماتے: ''اس وقت آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور میں چاہتا ہوں کہ میں نیک عمل آگے بھیجوں۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۴۰۴۔ احمد (۳/ ۴۱۱)' ترمذی (۴۷۸)' وفی الشمائل (۲۸۹)' نسائی فی الکبری (۳۳۱)

۶۹۸۔ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: ((كَانَ ﷺ يُصَلِّي مَا بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ)). [الصحيحة:۲۱۳۲]

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ مغرب اور عشا کے مابین (نفلی) نماز پڑھتے تھے۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۱۳۲۔ ابن نصر فی قیام اللیل (ص : ۳۲)' بیہقی (۳/ ۲۰)

فوائد: مغرب کی نماز کے بعد دو رکعت نفلی نماز ادا کرنا سنن مؤکدہ میں سے ہے اور مغرب وعشا کے مابین چھ اور بیس رکعات نماز پڑھنے والی احادیث ضعیف ہیں' لیکن اس حدیث سے ثابت ہوا کہ عام دوسرے اوقات کی طرح مغرب اور عشاء کے درمیانے وقت میں نفلی نماز ادا کرنا درست ہے۔

الركعتان بعد العصر

عصر کے بعد دو رکعت پڑھنے کا بیان

۶۹۹۔ عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ شُرَيْحٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ عَنْ صَلَاةِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ: كَيْفَ كَانَ يُصَلِّي؟ فَقَالَتْ: ((كَانَ يُصَلِّي الْهَجِيرَ ثُمَّ يُصَلِّي بَعْدَهَا رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ يُصَلِّي الْعَصْرَ، ثُمَّ يُصَلِّي بَعْدَهَا رَكْعَتَيْنِ)) قُلْتُ: فَقَدْ كَانَ عُمَرُ يَضْرِبُ عَلَيْهِمَا، وَيَنْهَى عَنْهُمَا؟! فَقَالَتْ: كَانَ عُمَرُ۔ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ۔ يُصَلِّيهِمَا وَقَدْ عَلِمَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّيهِمَا، وَلٰكِنْ قَوْمُكَ أَهْلُ الْيَمَنِ قَوْمٌ طَغَامٌ، يُصَلُّونَ الظُّهْرَ ثُمَّ يُصَلُّونَ مَابَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ، وَيُصَلُّونَ الْعَصْرَ، ثُمَّ يُصَلُّونَ مَابَيْنَ الْعَصْرِ وَالْمَغْرِبِ، فَضَرَبَهُمْ عُمَرُ، وَقَدْ أَحْسَنَ۔ [الصحيحة:۳۴۸۸]

مقدام بن شریح اپنے باپ سے راوی ہیں اور وہ کہتے ہیں: میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کی نماز کی کیفیت کے بارے میں سوال کیا؟ انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نمازِ ظہر اور اس کے بعد دو رکعتیں پڑھتے' پھر نمازِ عصر اور اس کے بعد دو رکعتیں ادا کرتے۔ میں نے کہا: سیدنا عمر رضی اللہ عنہ تو اِن (عصر کے بعد والی) دو رکعتوں کی وجہ سے سزا دیتے تھے اور ان سے منع کرتے تھے؟ سیدہ نے کہا: عمر خود بھی یہ نماز پڑھتے تھے اور وہ یہ بھی جانتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ نماز پڑھی۔ دراصل بات یہ ہے کہ تیری قوم کے یمنی لوگ بیوقوف قسم کے ہیں۔ یہ لوگ ظہر اور عصر کے درمیان وقفے میں نماز پڑھتے ہیں اور پھر عصر کی نماز کی ادائیگی کے بعد عصر اور مغرب کے مابین بھی نماز پڑھتے ہیں' اس وجہ سے عمر نے ان کو سزا دی اور اچھا کیا۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۴۸۸۔ اسحاق فی مسندہ (۱۰۳۱)' السراج فی مسندہ (۱۵۳۰)

فوائد: نمازِ عصر کی بعد جب تک سورج بلند اور صاف رہے' نفلی نماز ادا کرنا درست ہے' لیکن سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ لوگ اس رخصت سے فائدہ اٹھا کر یا لاپرواہی کر کے غروبِ آفتاب سے پہلے مکروہ وقت میں بھی نماز پڑھتے رہتے ہیں' اس لئے انھوں نے ان کو سزا دی۔

وجوب المحبة بالحسن والحسين

سیدنا حسن اور حسین کے ساتھ محبت کا وجوب

۷۰۰۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ: كَانَ يُصَلِّي وَالْحَسَنُ

سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز پڑھتے اور

وَالْحُسَيْنُ يَلْعَبَان وَيَقْعُدَان عَلٰى ظَهْرِهِ، فَأَخَذَ الْمُسْلِمُوْنَ يُمِيطُوْنَهُمَا، فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ: ((ذَرُوْهُمَا بِأَبِي وَأُمِّي. مَنْ أَحَبَّنِي، فَلْيُحِبَّ هٰذَيْنِ)). [الصحيحة:٢٠٠٤]

حسن وحسین کھیلتے اور آپ کی پیٹھ پر بیٹھ جاتے۔ صحابہ نے انھیں دور کرنے کی کوشش کی۔ جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا: ''ان کو چھوڑ دو۔ میرے ماں باپ تم لوگوں پر قربان ہوں۔ جو مجھ سے محبت کرتا ہے' وہ ان سے بھی محبت کرے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۴۰۰۲۔ ابونعیم فی الحلیۃ (۸/ ۳۰۵)' ابن ابی شیبۃ (۱۲/ ۹۵)' ابن خزیمۃ (۸۸۷)' وقد تقدم برقم (۲۹۴)

النهي عن المبادرة الإمام

امام سے آگے بڑھنے کی ممانعت کا بیان

٧٠١ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: كَانَ ﷺ يُعَلِّمُنَا يَقُوْلُ: ((لَا تُبَادِرُوْا الْإِمَامَ [بِالرُّكُوْعِ وَالسُّجُوْدِ] إِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوْا، وَإِذَا قَالَ ﴿وَلَا الضَّالِّيْنَ﴾ فَقُوْلُوْا: آمِيْنُ [فَإِنَّهُ إِذَا وَافَقَ كَلَامُهُ كَلَامَ الْمَلَائِكَةِ غُفِرَلَهُ] [مَاتَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ] وَإِذَارَكَعَ فَارْكَعُوْا وَإِذَا قَالَ: ((سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ)) فَقُوْلُوْا: (اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ)، [وَلَا تَرْفَعُوْا قَبْلَهُ] [وَإِذَا سَجَدَنَا فَاسْجُدُوْا].)) [الصحيحة: ٣٤٧٦]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نماز کی تعلیم دی اور فرمایا: ''رکوع وسجود کرنے میں امام سے پہل نہ کرو' جب وہ ''اَللّٰهُ اَكْبَر'' کہے تو تب تم ''اَللّٰهُ اَكْبَر'' کہو' جب وہ ''وَلَا الضَّالِّيْن'' کہے تو تم ''آمین'' کہو' کیونکہ جس کی آمین فرشتوں کی آمین سے موافقت کر گئی اس کے سابقہ گناہ بخش دیئے جائیں گے' جب امام رکوع کرے تو تب تم رکوع کرو' جب وہ ''سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَه'' کہے تو تم ''اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْد'' کہو اور اس سے پہلے سر مت اٹھاؤ اور (اسی طرح) جب وہ سجدہ کرے تو تب تم سجدہ کرو۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۴۷۶۔ مسلم (۴۱۵)' ابوعوانۃ (۲/ ۱۲۱)' احمد (۲/ ۴۴۰)' بیھقی (۲/ ۹۲)' بخاری (۷۸۲' ۴۴۷۵)

فوائد: امام کا مقتدیوں پر اولین اور بنیادی حق یہ ہے کہ وہ نماز کے ارکان کی ادائیگی میں اس کی پیروی کریں' بعض مقتدیوں نے جھکنے اور اٹھنے کے لئے اپنی عادت بنائی ہوتی ہے' اس بنا پر معمولی طوالت کے ساتھ نماز پڑھانے والے امام سے وہ آگے بڑھ جاتے ہیں' اس سلسلے میں اصل قصور وار انتہائی مختصر نماز پڑھانے والے امام ہیں' انھیں چاہئے کہ وہ لوگوں کے خیر خواہ بن کر نمازوں کے سلسلے میں ان کی تربیت کریں اور نماز میں طویل وخفیف دونوں انداز اختیار کر کے مقتدیوں کو اپنی اقتدا کا پابند بنائیں' نہ کہ عرصۂ دراز سے جاری رہنے والی عادت کا اور انھیں درج ذیل حدیث کا مصداق کرنے سے بچائیں: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (اما يخشى الذى يرفع راسه قبل الامام ان يحول الله راسه راس حمار۔) [بخاری' مسلم] یعنی: جو شخص امام سے پہلے سر اٹھاتا ہے کیا اسے اس بات کا ڈر نہیں کہ اللہ تعالیٰ اس کے سر کو گدھے کا سر بنا دے۔ اس حدیث سے یہ نہیں سمجھنا چاہئے کہ مقتدی کو ''سمع الله لمن حمده'' نہیں کہنا چاہئے' کیونکہ یہاں مقتدی کو یہ کلمہ کہنے سے منع نہیں کیا گیا' بلکہ اس کے لئے ''ربنا ولك الحمد'' کہنے کے وقت کا تعین کیا گیا ہے۔ درج ذیل دلائل کی بنا پر ہر کسی کو ''سمع الله لمن حمده'' کہنا چاہئے: نبی کریم ﷺ نے خود ''سمع الله لمن حمده'' کہا اور فرمایا: (صلوا كما رايتمونى اصلى۔) [بخاری] یعنی: تم اس طرح نماز پڑھو جس طرح مجھے پڑھتے ہوئے دیکھتے ہو۔ ''سمع اللہ لمن حمدہ'' نماز کی ترتیب میں شامل ہے اور بعض حالات میں اس کے نہ پڑھنے پر دلالت کرنے والی کوئی

واضح دلیل نہیں ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: (لاتتم صلاة لاحد من الناس حتی ...... یکبر...... ثم یرکع...... ثم یقول سمع الله لمن حمده حتی یستوی قائما۔) [ابوداود، حاکم] یعنی: کسی آدمی کی نماز اس وقت تک مکمل نہیں ہوتی جب تک وہ تکبیر نہ کہے...... رکوع نہ کرے......اور پھر "سمع الله لمن حمده" نہ کہے...... یہ حدیث واضح نص ہے کہ "سمع الله لمن حمده" کے بغیر نماز مکمل نہیں ہوتی، لہذا اس کلمہ سے مقتدیوں کو روکنے کے لئے واضح دلیل کی ضرورت ہے۔ یہی معاملہ "ولا الضالین" اور "آمین" کا ہے، کہ سورۂ فاتحہ کی فرضیت دوسری نصوص سے ثابت ہو چکی ہے، اس سے روکنے کے لئے واضح نص کی ضرورت ہے۔

القرأة في ركعتي الفجر

فجر کی دو رکعات میں قرأت کا بیان

۷۰۲۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ: ((كَانَ يَقْرَأُ فِي رَكْعَتَي الْفَجْرِ، [وَالرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ] ﴿قُلْ يَاأَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ﴾ وَ ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ﴾)) [الصحيحة: ۳۳۲۸]

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ فجر کی دو اور مغرب کے بعد والی دو سنتوں میں ﴿قُلْ يَاأَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ﴾ اور ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ﴾ پڑھتے تھے۔

تخریج: الصحیحة ۳۳۲۸۔ طبرانی فی الکبیر (۱۳۵۶۴)، نسائی (۹۹۳)، ترمذی (۴۱۷)، ابن ماجه (۱۱۴۹)

فوائد: اکثر لوگوں کی یہ عادت بن چکی ہے کہ فرض و نفل نماز کی ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد سورۂ اخلاص بے اختیار زبان پر آ جائے گی، ذہن نشین کر لیں کہ آدمی جب تک احادیث کے مطابق نماز میں مختلف سورتوں کی تلاوت یا اذکار کی پابندی نہیں کرتا، اس وقت تک وہ سرے سے خشوع و خضوع سے محروم رہے گا، یا کم از کم مقصودِ شریعت پورا نہیں کر سکے گا۔ ہمیں چاہئے کہ آپ ﷺ نے جن مختصر سورتوں کو تعین کے ساتھ بعض رکعتوں میں پڑھا، ہم بھی ایسے ہی کریں اور نماز میں تلاوت میں تنوع پیدا کریں، یعنی فاتحہ شریف کی تلاوت کے بعد ایک دو لمحوں میں فیصلہ کریں کہ اس رکعت میں فلاں سورت تلاوت کریں گے، یا ابتداءِ نماز سے پہلے ہی تعین کر لیں، ان شاء اللہ مثبت نتیجہ سامنے آئے گا۔

باب: القراءة في الظهر والعصر

باب: ظہر اور عصر کی قرأت کا بیان

۷۰۳۔ عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ: ((كَانَ يَقْرَأُ فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ. ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾ وَ﴿هَلْ أَتَاكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ﴾)) [الصحيحة: ۱۱۶۰]

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ ظہر اور عصر کی نمازوں میں سورۂ اعلی ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾ اور سورۂ غاشیہ ﴿هَلْ أَتَاكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ﴾ کی تلاوت کرتے تھے۔

تخریج: الصحیحة ۱۱۶۰۔ البزار (الکشف: ۴۸۲)، نسائی (۹۷۳)، من طریق آخر عنه رضی اللہ عنہ دون ذکر العصر

فوائد: اگر ظہر و عصر کی نمازوں میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ اعلی اور سورۂ غاشیہ کی تلاوت کی جائے تو نماز کو خفیف ہی کہا جائے گا، نہ کہ طویل۔

باب: من الاذكار بعد الفريضة

باب: فرض نماز کے بعد کے اذکار

۷۰۴۔ عَنْ وَرَّادٍ كَاتِبِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ:

سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے کاتب وراد بیان کرتے ہیں کہ مجھے

أَمْلَى عَلَى الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ فِي كِتَابٍ إِلَى مُعَاوِيَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ: ((كَانَ يَقُوْلُ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ مَكْتُوْبَةٍ [حِيْنَ يُسَلِّمُ] لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ، لَاشَرِيْكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ، اَللّٰهُمَّ! لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ، وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ)). [الصحيحة:١٩٦]

سیدنا مغیرہ بن شعبہ ﷺ نے سیدنا معاویہ ﷺ کی طرف ایک خط لکھوایا' اس میں یہ بات بھی تھی کہ نبی کریم ﷺ ہر فرضی نماز سے سلام پھیرنے کے بعد یہ دعا پڑھتے تھے: ''اللہ کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں' وہ اکیلا ہے' اس کا کوئی شریک نہیں' بادشاہت اسی کی ہے' تعریف اسی کی ہے اوور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اے اللہ! جو تو دے اسے کوئی روکنے والا نہیں اور جو تو روک لے اسے کوئی دینے والا نہیں اور کسی شان والے کو اس کی شان تجھ سے کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتی۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۹۶۔ بخاری (۸۴۴)' مسلم (۵۹۳)' ابو داود (۱۵۰۵)' نسائی (۱۳۴۲)' احمد (۴/ ۲۴۵)' ۲۴۷

۷۰۵۔ عَنْ مَيْمُوْنَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: ((كَانَ يَقُوْمُ فَيُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ [عَلَى خُمْرَتِهِ] (قَالَتْ مَيْمُوْنَةُ. رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا.) وَأَنَا نَائِمَةٌ إِلَى جَنْبِهِ، [مُفْتَرِشَةٌ بِحِذَاءِ مَسْجِدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ] فَإِذَا سَجَدَ أَصَابَنِي [طَرَفُ] ثَوْبِهِ وَأَنَا حَائِضٌ)) [الصحيحة:٣٣٤٣]

نبی کریم ﷺ کی بیوی سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ آپ ﷺ رات کو اپنی چٹائی پر نماز پڑھتے اور میں آپ ﷺ کے ساتھ ہی آپ کی سجدہ گاہ کے برابر لیٹی ہوتی' جب آپ ﷺ سجدہ کرتے تو آپ کے کپڑے کا کنارہ مجھے لگتا اور میں حائضہ ہوتی۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۳۴۳۔ احمد (۶/ ۳۳۰' ۳۳۱)' بخاری (۵۱۷' ۵۱۸)' مسلم (۵۱۳)' ابو داود (۶۵۶)' ابن ماجہ (۹۵۸)

باب: من خصوصياته ﷺ

باب: خصائص نبوی ﷺ

۷۰۶۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ: ((كَانَ يَنَامُ وَهُوَ سَاجِدٌ، فَمَا يُعْرَفُ نَوْمُهُ إِلَّا بِنَفْخِهِ، ثُمَّ يَقُوْمُ فَيَمْضِي فِي صَلَاتِهِ)). [الصحيحة:٢٩٢٥]

سیدنا عبد اللہ ﷺ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سجدے کی حالت میں سو جاتے' سانس لینے کی آواز سے آپ ﷺ کی نیند کا پتہ چل جاتا تھا' پھر آپ ﷺ کھڑے ہوتے اور اپنی نماز کو جاری رکھتے۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۹۲۵۔ ابن ابی شیبۃ (۱/ ۱۳۳)' بغوی (۱۶۴)' طبرانی فی (۹۹۹۵)

فوائد: چونکہ نبی کریم ﷺ کا یہ خاصہ تھا کہ ان کی آنکھیں سوتی تھیں اور دل بیدار رہتا تھا' یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ کی نیند سے آپ ﷺ کا وضو نہیں ٹوٹتا تھا' اس لئے ایسی نیند سے نماز میں بھی کوئی فرق نہیں پڑتا۔

كان النبي ﷺ يوتر بركعة

نبی ﷺ ایک رکعت وتر پڑھا کرتے تھے

۷۰۷۔ عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: ((كَانَ ﷺ يُوْتِرُ بِرَكْعَةٍ، وَكَانَ يَتَكَلَّمُ بَيْنَ الرَّكْعَتَيْنِ

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک رکعت وتر پڑھتے اور دو رکعتوں کے بعد آخری رکعت کی ادائیگی

وَالرَّكْعَةِ)). [الصحيحة: ٢٩٦٢]

سے پہلے باتیں کرتے تھے۔

تخریج: الصحيحة ٢٩٦٢- ابن ابى شيبة (٢/ ٢٩١)، مسلم (١٣٢/ ٧٢٩)، وابن حبان (٢٤٣١)، من طريق آخر بنحوه

فوائد: تین رکعت نماز وتر ادا کرنے کے دو طریقے ہیں: (۱) لگا تار تین رکعتیں ادا کرنا (۲) دو رکعتوں کے بعد سلام پھیر دینا اور پھر ایک رکعت ادا کر کے سلام پھیرنا۔ اس حدیث میں دوسری صورت کو بیان کیا گیا ہے، جیسا کہ امام البانی نے کہا: یہ حدیث سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے عمل کی قوی شاہد ہے، کہ وہ نماز وتر کی دو اور ایک رکعت کے مابین سلام پھیر کر اپنی کسی ضرورت کا حکم دیتے تھے۔

كان النبي صلى الله عليه وسلم لا يسبح في السفر قبلها ولا بعدها

نبی صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں (فرض نماز سے) پہلے یا بعد میں سنتیں نہیں پڑھا کرتے تھے

٧٠٨- عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: ((كَانَ ﷺ لَا يُسَبِّحُ فِي السَّفَرِ قَبْلَهَا وَلَا بَعْدَهَا)).

[الصحيحة: ٢٨١٦]

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سفر میں (فرض نمازوں) سے پہلے اور بعد میں سنتیں نہیں پڑھتے تھے۔

تخریج: الصحيحة ٢٨١٦- السراج في مسنده (١٤٠٢)، احمد (٢/ ١٨، ٤٢)، ابن خزيمة (١٢٥٥)، ابن حبان (٢٧٥٣)

فوائد: علماء ومحدثین کا اتفاق ہے کہ سفر میں عام نوافل پڑھنا مستحب ہیں، رہا مسئلہ فرضی نمازوں سے پہلے اور بعد والی سنتوں کا تو آپ ﷺ نماز فجر سے پہلے والی دو سنتیں تو پڑھا کرتے تھے، اس لئے یہ استدلال کرنا بجا طور پر درست ہو گا کہ سفر میں یہ سنتیں ادا کرنا بھی درست ہے۔

حت المني من الثوب

کپڑے سے منی کے کھرچنے کا بیان

٧٠٩- عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّهَا: ((كَانَتْ تَحُتُّ الْمَنِيَّ مِنْ ثَوْبِهِ ﷺ وَهُوَ يُصَلِّي)).

[الصحيحة: ٣١٧٢]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ آپ ﷺ کے کپڑے سے منی کو کھرچ ڈالتی تھیں، پھر آپ اُسی میں نماز پڑھتے۔

تخریج: الصحيحة ٣١٧٢- ابن خزيمة (٢٩٠)، مسلم (٢٨٨)، من طريق آخر بنحوه

فوائد: مادہ منویہ کو صاف کرنے کے دو طریقے ہیں: (۱) دھونا [بخاری، مسلم] (۲) منی کو کھرچ دینا [مسلم]

جواز فرو احمر

سرخ لباس پہننے کا جواز

٧١٠- عَنْ رَاشِدٍ أَبِي مُحَمَّدِ الْحِمَّانِيِّ قَالَ: رَأَيْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ عَلَيْهِ فَرْوٌ أَحْمَرُ فَقَالَ: ((كَانَتْ لُحُفُنَا عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ نَلْبَسُهَا وَنُصَلِّي فِيهَا)). [الصحيحة: ٢٧٩١]

ابو محمد راشد حمانی کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا انس رضی اللہ عنہ پر چمڑے کا سرخ لباس پوستین دیکھا اور انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ہماری چادریں اسی قسم کی ہوتی تھیں، ہم انھیں زیب تن کرتے تھے اور ان میں نماز بھی پڑھتے تھے۔

تخریج: الصحيحة ٢٧٩١- طبراني في الاوسط (٥٦٣)

باب: واجب متروك و مجهول

باب: ایک چھوڑا اور بھولا ہوا ضروری (واجب) عمل

۷۱۱۔ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ أَنَّهُمْ: ((كَانُوْا يُصَلُّوْنَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ، فَإِذَا رَكَعَ رُكُوْعاً، وَإِذَا قَالَ: ((سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ)) لَمْ يَزَالُوْا قِيَاماً حَتّٰى يَرَوْهُ قَدْ وَضَعَ وَجْهَهُ (وَفِي لَفْظٍ: جَبْهَتِهِ) فِي الْأَرْضِ ثُمَّ يَتَّبِعُوْنَهُ)).

[الصحیحة: ۲٦١٦]

سیدنا براء بن عازب ؓ کہتے ہیں کہ صحابۂ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھتے، جب آپ ﷺ رکوع کرتے تو تب وہ رکوع کرتے، جب آپ ﷺ "سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَه" کہتے: تو صحابہ (رکوع سے اٹھ کر) کھڑے رہتے اور جب دیکھتے کہ آپ ﷺ نے اپنا چہرہ یا پیشانی (سجدے کے لئے) زمین پر رکھ دی ہے تو پھر آپ ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے (سجدے کے لئے جھکتے)۔

تخریج: الصحیحة ۲۶۱۶۔ مسلم (۱۹۹/ ۴۷۴)، ابو داود ۲۶۲۰، ابو عوانة (۲/ ۱۷۹)، بخاری (۶۹۰، ۷۴۷) مختصراً

فوائد: یہ متابعتِ امام کے مسئلہ کی وضاحت ہو چکی ہے۔ یہ حدیث متابعت کا معیار اور کسوٹی ہے کہ جب امام دوسری حالت میں منتقل ہو چکے تو تب مقتدی اس کی پیروی میں منتقل ہونا شروع ہوں۔

الفزع إلى الصلاة عند المصيبة

مصیبت کے وقت نماز کا سہارا لینے کا بیان

۷۱۲۔ عَنْ صُهَيْبٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((كَانُوْا إِذَا فَزِعُوْا فَزِعُوْا إِلَى الصَّلَاةِ، يَعْنِي: الْأَنْبِيَاءَ)).

[الصحیحة: ۳٤٦٦]

سیدنا صہیب ؓ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب وہ لوگ (یعنی انبیائے کرام) گھبرا جاتے تو نماز کا سہارا لیتے تھے۔''

تخریج: الصحیحة ۳۴۶۶۔ ابوبکر الاسماعیلی فی المعجم (۱/ ۳۳۸)، احمد (۶/ ۱۲)، مطولاً وقد تقدم (۲۶۶، ۲۶۷)

فوائد: اللہ تعالی کے ذکر میں ہر قسم کے دنیوی اور اخروی غموں کا علاج ہے اور نماز ذکر الٰہی کی سب سے بڑی صورت ہے، لہذا غم والم اور پریشانی و پشیمانی کے عالم میں اللہ تعالی کے حضور عاجزی وانکساری کا اظہار نماز کی صورت میں کیا جائے۔

استحباب التهجير بالظهر في السفر

سفر میں ظہر کی نماز جلدی پڑھنے کا بیان

۷۱۳۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: ((كُنَّا إِذَا كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي سَفَرٍ، فَقُلْنَا: زَالَتِ الشَّمْسُ، أَوْلَمْ تَزَلْ، صَلَّى الظُّهْرَ ثُمَّ ارْتَحَلَ)).

[الصحیحة: ۲۷۸۰]

سیدنا انس بن مالک ؓ کہتے ہیں: جب ہم سفر میں ہوتے تو نبی کریم ﷺ (اتنی جلدی) نمازِ ظہر پڑھ کر کوچ کرتے کہ ہم کہتے کہ ابھی سورج ڈھلا بھی ہے یا نہیں۔

تخریج: الصحیحة احمد (۳/ ۱۱۳)، ابو داود (۱۲۰۴)، ابن حبان فی المجروحین (۳/ ۳۲)

فوائد: معلوم ہوا کہ اگر سفر کے آغاز سے پہلے کسی نماز کا وقت ہو جاتا ہے تو رختِ سفر باندھنے سے پہلے نماز پڑھی جائے۔

النهي عن الصف بين السواري

ستونوں کے درمیان صف بنانے کی ممانعت کا بیان

٧١٤۔ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: ((كُنَّا نُنْهٰى أَنْ نَصُفَّ بَيْنَ السَّوَارِي عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَنُطْرَدُ عَنْهَا طَرْدًا)). [الصحيحة:٣٣٥]

معاویہ بن قرہ اپنے باپ سیدنا قرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ستونوں کے درمیان صفیں بنانے سے منع کیا جاتا تھا اور وہاں سے ہٹایا جاتا تھا۔

تخریج: الصحیحة ۳۳۵۔ ابن ماجه (۱۰۰۲)' ابن خزیمة (۱۵۶۷)' ابن حبان (۲۲۱۹)' حاکم (۱/ ۲۱۸)

فوائد: نماز میں صف بندی کے حوالے سے وضاحت ہو چکی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے نماز باجماعت میں مضبوطی کے ساتھ مل کر کھڑے ہونے کا حکم دیا ہے اور اس حکم پر عمل اس صورت میں ممکن ہے' جب صف کے بیچ میں ستون جیسی کوئی رکاوٹ نہ ہو۔

طلب ليلة القدر بثلاث و عشرين أو سبع و عشرين

۲۳' ۲۷ رمضان میں لیلۃ القدر کو تلاش کرنے کا بیان

٧١٥۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: سُئِلَ النَّبِيُّ ﷺ عَنْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ؟ فَقَالَ: ((كُنْتُ أُعْلِمْتُهَا ثُمَّ أُفْلِتَتْ مِنِّي، فَاطْلُبُوْهَا فِي سَبْعٍ بَقِيْنَ، أَوْ ثَلَاثٍ بَقِيْنَ)). [الصحيحة:١١١٢]

سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ سے شب قدر کے بارے میں سوال کیا گیا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے اس کی علامتیں بتائی گئی تھیں' لیکن پھر چھین لی گئیں۔ تم اسے (اختتام رمضان سے) سات یا تین دن پہلے (یعنی ۲۳ یا ۲۷ رمضان کو) تلاش کرو۔''

تخریج: الصحیحة ۱۱۱۲۔ البزار (الکشف: ۱۰۲۸)' (والبحر: ۱۷۳۹)

فوائد: مختلف احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں آخری اور حتمی فیصلہ یہ ہے کہ رمضان کے آخری عشرے کی طاق راتوں میں شب قدر کو تلاش کیا جائے۔

باب: فضل صلاة المرأة في دارها

باب: عورت کی مسجد کے بجائے گھر میں نماز کی فضیلت

٧١٦۔ عَنْ عَائِشَةَ مَرْفُوْعًا: لَأَنْ تُصَلِّيَ الْمَرْأَةُ فِي بَيْتِهَا خَيْرٌ لَّهَا مِنْ أَنْ تُصَلِّيَ فِي حُجْرَتِهَا، وَلَأَنْ تُصَلِّيَ فِي حُجْرَتِهَا خَيْرٌ لَّهَا مِنْ أَنْ تُصَلِّيَ فِي الدَّارِ، وَلَأَنْ تُصَلِّيَ فِي الدَّارِ خَيْرٌ لَهَا مِنْ أَنْ تُصَلِّيَ فِي الْمَسْجِدِ))۔ [الصحيحة:٢١٤٢]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عورت کا (اپنی مخصوص) اقامت گاہ میں نماز پڑھنا (عام) کمرے میں پڑھنے سے بہتر ہے اور عام کمرے میں نماز پڑھنا گھر کے صحن میں پڑھنے سے بہتر ہے اور گھر کے صحن میں نماز پڑھنا مسجد میں پڑھنے سے بہتر ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۲۱۴۲۔ بخاری فی التاریخ (۸/ ۲۶۵)' بیهقی (۳/ ۱۳۲)' و فی الشعب (۷۸۲۰)

فوائد: یعنی عورت کا انتہائی مخفی مقام میں نماز پڑھنا افضل ہے' اگرچہ مسجد میں جانے کی رخصت ہے۔

كراهية مس الحصى في الصلاة

نماز میں کنکریوں کو ہاتھ لگانے کی کراہت کا بیان

۷۱۷۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَأَن يُّمْسِكَ أَحَدُكُمْ يَدَهُ عَنِ الْحَصٰى [فِي الصَّلَاةِ] خَيْرٌ لَّهُ مِنْ مِئَةِ نَاقَةٍ، كُلِّهَا سُوْدُ الْحَدَقِ، فَإِنْ غَلَبَ أَحَدَكُمُ الشَّيْطَانُ فَلْيَمْسَحْ مَسْحَةً وَاحِدَةً)).

[الصحيحة:٣٠٦٢]

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کسی کا نماز میں ہاتھ کو کنکریوں سے روکے رکھنا (کہ کنکریوں سے چھیڑ چھاڑ نہ کریں) سیاہ آنکھ والی سو اونٹنیوں سے بہتر ہے' اگر شیطان غالب آ ہی جائے تو ایک دفعہ (ہاتھ پھیر کر) صاف کر لے۔''

تخریج: الصحيحة ۳۰۶۲۔ احمد (۳/ ۳۲۸، ۳۸۴)، عبد بن حميد (۱۱۴۳)، طحاوی فی المشكل (۲/ ۱۸۴)

فوائد: ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿حافظوا على الصلوات والصلوة الوسطى وقوموا لله قانتين٥﴾ (سورۂ بقرہ: ۲۳۸) یعنی: ''نمازوں کی حفاظت کرو' بالخصوص درمیان والی نماز کی اور اللہ تعالیٰ کے لئے باادب کھڑے رہا کرو۔'' عاجزی و انکساری اور خشوع وخضوع کا تعلق نمازی کے دل و دماغ اور ظاہری جسم دونوں سے ہے' نماز میں جسم پر بھی خوف وخشیت کے آثار نمایاں ہونے چاہئیں اور فضول حرکات وسکنات سے پرہیز کرنا چاہیے۔

استحباب الفجر في الغلس

فجر کی نماز اندھیرے میں پڑھنے کا استحباب

۷۱۸۔ عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: ((لَقَدْ رَأَيْتُنَا نُصَلِّي مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ صَلَاةَ الْفَجْرِ فِي مُرُوْطِنَا، وَنَنْصَرِفُ وَمَا يَعْرِفُ بَعْضُنَا وُجُوْهَ بَعْضٍ)).

[الصحيحة:٣٣٢]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ فجر کی نماز پڑھتی تھیں' ہم نے اپنی اوڑھنیاں لپیٹی ہوتی تھیں' جب ہم نماز سے فارغ ہو کر واپس جاتیں تو (اندھیرے کی وجہ سے) کوئی کسی کے چہرے کو پہچان نہیں سکتی تھی۔

تخریج: الصحيحة ۳۳۲۔ ابويعلى (۲۱۴/ ۱)، كذا قال الشيخ الالبانی رحمہ اللہ ولم اجده فی المطبوع والله اعلم! بخاری (۸۶۷)، مسلم (۲۳۲/ ۶۴۵)، ابو داود (۴۲۳)، ترمذی (۱۵۳)، نسائی (۵۴۶)، من طريق عمرة بهذا الاسناد

فوائد: نماز فجر کا وقت بالاتفاق طلوعِ فجر سے طلوعِ آفتاب تک جاری رہتا ہے' لیکن اس نماز کو اول وقت یعنی اندھیرے میں ادا کرنا افضل ہے' سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: والصبح كان النبی ﷺ يصليها بغلس۔ [بخاری' مسلم] یعنی: نبی کریم ﷺ صبح کی نماز اندھیرے میں ہی پڑھ لیتے تھے۔ جبکہ سیدنا ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ نے فجر کی نماز ایک دفعہ اندھیرے میں پڑھی اور دوسری دفعہ اسے خوب روشن کر کے پڑھا' پھر وفات تک آپ کی نماز (فجر) اندھیرے میں ہی رہی' آپ ﷺ نے دوبارہ کبھی اسے روشن کر کے نہیں پڑھا۔ (بخاری' مسلم) یہ آپ ﷺ کی زندگی کا عمل رہا کہ وہ نماز فجر اندھیرے میں ہی ادا کرتے تھے' لیکن سیدنا رافع بن خدیج سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (اصبحوا بالصبح فانه اعظم لاجوركم۔) [ابوداود' ترمذی' نسائی' ابن ماجہ] یعنی: نماز فجر صبح کے خوب واضح ہو جانے پر پڑھا کرو' یہ تمھارے اجر میں اضافے کا موجب ہوگی۔ مذکورہ بالا دو احادیث میں بظاہر تعارض نظر آ رہا ہے کہ ایک طرف تو آپ ﷺ اندھیرے میں نماز پڑھ رہے ہیں اور دوسری طرف روشنی میں پڑھنے کی تلقین کر رہے

ہیں۔ علمائے کرام نے درج ذیل تطبیقات دی ہیں: امام شافعی اور امام احمد نے کہا: سیدنا رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کی حدیث کا معنی یہ ہے کہ فجر واضح ہونے میں کوئی شک وشبہ نہیں رہنا چاہیے۔ امام ابن قیم اور امام طحاوی حنفی نے کہا: نماز کا آغاز تاریکی میں ہی کیا جائے اور قرأت اتنی لمبی کی جائے کہ صبح خوب روشن ہو جائے۔ سیدنا ابوبکر، سیدنا عمر، سیدنا عثمان، سیدنا علی، سیدنا انس، سیدنا ابو ہریرہ اور امام احمد، امام شافعی اور امام مالک کا یہی مذہب ہے کہ نماز فجر اندھیرے میں ادا کی جائے۔ بہر حال اس حدیث کو رسول اللہ ﷺ کے دوامی عمل کی روشنی میں سمجھا جائے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

صلاة الصل في المسجد الذي يليه

آدمی کا اس مسجد میں نماز پڑھنا جو اس کے قریب ہو

۷۱۹۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ مَرْفُوعاً: ((لِيُصَلِّ الرَّجُلُ فِي الْمَسْجِدِ الَّذِي يَلِيهِ وَلَا يَتَّبِعِ الْمَسَاجِدَ)). [الصحيحة: ۲۲۰۰]

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”آدمی کو چاہیے کہ اپنی قریبی مسجد میں نماز پڑھے اور مساجد کی تلاش میں نہ پھرتا رہے۔“

تخريج: الصحيحة ۲۲۰۰۔ تمام الرازي في الفوائد (۱۳۱۶)، طبراني في الكبير (۱۳۳۷۳) والاوسط (۵۱۷۲)

فوائد: یہی روحِ اسلام ہے اور تفرقہ بازی اور نفرتوں کو ختم کرنے والا عنصر ہے، لیکن عصرِ حاضر میں انتظامیہ مسجد کو بھی چاہیے کہ وہ مسجد کا ماحول ہر قسم کے آدمی کے لیے سازگار رکھیں اور اس کو چند آدمیوں کے لیے مخصوص نہ کر دیں۔

ذم ورع الجمعة

جمعہ چھوڑنے کی مذمت کا بیان

۷۲۰۔ عَنِ الْحَكَمِ بْنِ مِينَاءٍ، أَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ وَأَبَا هُرَيْرَةَ حَدَّثَاهُ، أَنَّهُمَا سَمِعَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ عَلَى أَعْوَادِ مِنْبَرِهِ: ((لَيَنْتَهِيَنَّ أَقْوَامٌ عَنْ وَدْعِهِمُ الْجُمُعَاتِ، أَوْ لَيَخْتِمَنَّ اللّٰهُ عَلَى قُلُوبِهِمْ ثُمَّ لَيَكُونُنَّ مِنَ الْغَافِلِينَ)). [الصحيحة: ۲۹۶۷]

حکم بن میناء کہتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ بن عمر اور سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اسے بیان کیا کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو اپنے منبر کی تختیوں پر فرماتے سنا: ”یا تو لوگ ضرور ضرور جمعہ کی نمازیں ترک کرنے سے باز آجائیں ورنہ پھر اللہ تعالی ان کے دلوں پر مہر لگا دے گا، (جس کے نتیجے میں) وہ ضرور ضرور غافل ہو جائیں گے۔“

تخريج: الصحيحة ۲۹۶۷۔ مسلم (۸۶۵)، طحاوي في المشكل (۴/ ۲۳۲)، بيهقي (۳/ ۱۷۱)

فوائد: جمعۃ المبارک غلام، عورت، بچہ، مریض اور مسافر کے علاوہ ہر مسلمان پر فرض ہے۔ سیدنا طارق بن شہاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (الجمعة حق واجب على كل مسلم في جماعة۔) [ابوداود] یعنی: ”نماز جمعہ ہر مسلمان پر باجماعت ادا کرنا حق اور واجب ہے۔“

مشروعية القاء السلام على المصلي

نمازی کو سلام کہنے کی مشروعیت کا بیان

۷۲۱۔ عَنْ جَابِرٍ مَوْقُوفاً: ((مَا أُحِبُّ أَنْ أُسَلِّمَ عَلَى الرَّجُلِ وَهُوَ يُصَلِّي، وَلَوْ سَلَّمَ عَلَيَّ

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں اسے پسند نہیں کرتا کہ نماز پڑھنے والے آدمی کو سلام کہوں، ہاں اگر مجھے کسی نے سلام کہا تو میں اس کو

لَرَدَدْتُ عَلَيْهِ)). [الصحيحة:٢٢١٢]

جواب ضرور دوں گا۔

تخریج: الصحیحة ۲۲۱۲۔ طحاوی فی شرح المعانی (۱/ ۲۶۴)' ابن ابی شیبة (۲/ ۷۴)' وعبد الرزاق (۳۶۰)' مختصراً

فوائد: اسی باب میں وضاحت ہو چکی ہے کہ صحابہ کرام رسول اللہ ﷺ کو سلام کہتے تھے اور آپ ﷺ اشارے سے ان کو جواب دیتے تھے' صرف پیشاب کرنے والے آدمی کو سلام نہیں کہنا چاہیے۔

اولی وقت الصلاة و آخرها

نماز کے اول اور آخری وقت کا بیان

٧٢٢۔عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: سُئِلَ النَّبِيُّ ﷺ عَنْ وَقْتِ صَلَاةِ الْغَدَاةِ؟ فَصَلّٰى حِينَ طَلَعَ الْفَجْرُ، ثُمَّ أَسْفَرَ بَعْدُ، ثُمَّ قَالَ: ((أَيْنَ السَّائِلُ عَنْ وَقْتِ صَلَاةِ الْغَدَاةِ ؟ مَابَيْنَ هٰذَيْنِ وَقْتٌ)).

[الصحيحة:١١١٥]

سیدنا انس ؓ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ سے نمازِ فجر کے وقت کے بارے میں پوچھا گیا؟ آپ ﷺ نے (جواباً ایک دن) طلوع فجر کے وقت صبح کی نماز پڑھی اور (دوسرے دن) صبح روشن ہونے کے بعد پڑھی' پھر پوچھا: ''فجر کی نماز کے بارے میں دریافت کرنے والا کہاں ہے؟ (پھر وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ اس نماز کا) وقت ان دو اوقات کے درمیان ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۱۱۱۵۔ البزار (الکشف: ۳۸۰)' نسائی (۵۴۵)' احمد (۳/ ۱۱۳)' من طریق آخر عن حمید به

فوائد: بلاشک وشبہ نماز فجر کا وقت طلوعِ فجر سے طلوع آفتاب تک رہتا ہے' لیکن چونکہ آپ ﷺ نے اول وقت کو ترجیح دی' اس لئے پہلے وقت میں پڑھنا افضل ہے۔

باب: قصة نومهم عن صلاة الفجر في السفر

باب: سفر میں نیند کے باعث نماز فجر چھوڑنے والوں کا قصہ

٧٢٣۔عَنْ أَبِي قَتَادَةَ قَالَ: ((كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ فِي سَفَرٍ، فَقَالَ: إِنَّكُمْ إِنْ لَا تُدْرِكُوا الْمَاءَ غَداً تَعْطَشُوْا، وَانْطَلَقَ سَرْعَانُ النَّاسِ يُرِيْدُوْنَ الْمَاءَ، وَلَزِمْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَمَالَتْ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ا رَاحِلَتُهُ، فَنَعَسَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَدَعَمْتُهُ،فَادَّعَمَ، ثُمَّ مَالَ فَدَعَمْتُهُ، فَادَّعَمَ، ثُمَّ مَالَ حَتّٰى كَادَ أَنْ يَنْجَفِلَ عَنْ رَاحِلَتِهِ، فَدَعَمْتُهُ، فَانْتَبَهَ، فَقَالَ: مَنِ الرَّجُلُ؟ قُلْتُ: أَبُوْ قَتَادَةَ. قَالَ: مُذْكَمْ كَانَ مَسِيْرُكَ؟ قُلْتُ: مُنْذُ اللَّيْلَةِ، قَالَ: حَفِظَكَ اللّٰهُ كَمَا

سیدنا ابوقتادہ ؓ کہتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر میں تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تمھیں کل پانی نہ ملا تو پیاس غالب آ جائے گی۔'' جلد باز لوگ پانی (کی تلاش) کے ارادے سے چل پڑے۔ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چمٹا رہا۔ آپ ﷺ کی سواری ایک طرف جھکنے لگی اور آپ ﷺ کو اونگھ آ گئی' میں نے آپ ﷺ کو سہارا دیا' آپ ﷺ سنبھل گئے۔ پھر آپ ﷺ (اونگھ کی وجہ سے) جھکنے لگے' میں نے آپ ﷺ کو سہارا دیا' آپ ﷺ سنبھل گئے۔ پھر آپ ﷺ اس قدر جھکے کہ قریب تھا کہ سواری سے گر پڑیں' میں نے آپ ﷺ کو سہارا دیا' اتنے میں آپ ﷺ بیدار ہو گئے اور پوچھا: ''یہ آدمی کون ہے؟'' میں نے کہا: ابوقتادہ

حَفِظْتَ رَسُوْلَهُ. ثُمَّ قَالَ: لَوْ عَرَّسْنَا، فَمَالَ إِلٰى شَجَرَةٍ فَنَزَلَ، فَقَالَ: اُنْظُرْ هَلْ تَرٰى أَحَدًا؟ قُلْتُ هٰذَا رَاكِبٌ، هٰذَانِ رَاكِبَانِ، حَتّٰى بَلَغَ سَبْعَةً، فَقُلْنَا: إِحْفَظُوْا عَلَيْنَا صَلَاتَنَا، فَنِمْنَا، فَمَا أَيْقَظَنَا إِلَّا حَرُّ الشَّمْسِ فَانْتَبَهْنَا، فَرَكِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَسَارَ وَسِرْنَا هُنَيْهَةً، ثُمَّ نَزَلَ فَقَالَ: أَمَعَكُمْ مَاءٌ؟ قَالَ: قُلْتُ: نَعَمْ. مَعِيَ مِيْضَاةٌ فِيْهَا شَيْءٌ مِنْ مَاءٍ قَالَ: إِئْتِ بِهَا. فَأَتَيْتُهُ بِهَا، فَقَالَ: مَسُّوْا مِنْهَا، مَسُّوْا مِنْهَا، فَتَوَضَّأَ الْقَوْمُ، وَبَقِيَتْ جُرْعَةٌ، فَقَالَ: اِزْدَهِرْ بِهَا يَا أَبَا قَتَادَةَ! فَإِنَّهُ سَيَكُوْنُ لَهَا نَبَأٌ، ثُمَّ أَذَّنَ بِلَالٌ، وَصَلَّوْا الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ، ثُمَّ صَلَّوْا الْفَجْرَ، ثُمَّ رَكِبَ وَرَكِبْنَا فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ: فَرَّطْنَا فِيْ صَلَاتِنَا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَاتَقُوْلُوْنَ؟ إِنْ كَانَ أَمْرُ دُنْيَاكُمْ فَشَأْنُكُمْ، وَإِنْ كَانَ أَمْرُ دِيْنِكُمْ فَإِلَيَّ))قُلْنَا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! فَرَّطْنَا فِيْ صَلَاتِنَا، فَقَالَ: لَاتَفْرِيْطَ فِي النَّوْمِ، إِنَّمَا التَّفْرِيْطُ فِي الْيَقْظَةِ، فَإِنْ كَانَ ذٰلِكَ فَصَلُّوْهَا وَمِنَ الْغَدِ وَقْتُهَا، ثُمَّ قَالَ: ظُنُّوْا بِالْقَوْمِ، قَالُوْا: إِنَّكَ قُلْتَ بِالْأَمْسِ: إِنْ لَّاتُدْرِكُوْا الْمَاءَ غَدًا تَعْطَشُوْا، فَالنَّاسُ بِالْمَاءِ، فَقَالَ: أَصْبَحَ النَّاسُ وَقَدْ فَقَدُوْا نَبِيَّهُمْ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ: إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ بِالْمَاءِ، وَفِي الْقَوْمِ أَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ، فَقَالَا: أَيُّهَا النَّاسُ! إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَمْ يَكُنْ لِيَسْبِقَكُمْ إِلَى الْمَاءِ وَيُخَلِّفَكُمْ، وَإِنْ يُطِعِ النَّاسُ أَبَابَكْرٍ

ہوں۔ آپ ﷺ نے پوچھا: ''کب سے چل رہے ہو؟'' میں نے کہا: رات سے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تیری حفاظت کرے جس طرح کہ تو نے اس کے رسول کی حفاظت کی ہے۔'' پھر فرمایا: ''اگر ہم ستا لیں (تو بہتر ہوگا)۔'' پھر ایک درخت کی طرف مڑے اور وہیں اتر پڑے اور فرمایا: ''دیکھو' کیا کوئی آدمی نظر آرہا ہے؟'' میں نے کہا: یہ ایک سوار ہے' یہ دو سوار آگئے ہیں' یہاں تک کہ کل سات افراد جمع ہوگئے۔ ہم نے کہا: ذرا نمازِ فجر کا خیال رکھنا' کہیں سو ہی نہ جائیں۔ (لیکن ہم سب سو گئے اور) سورج کی گرمی نے ہم کو جگایا' ہم بیدار ہوئے۔ آپ ﷺ سوار ہو کر چل پڑے' ہم بھی آپ ﷺ کے ساتھ تھے' تھوڑے ہی چلے تھے کہ اتر پڑے اور پوچھا: ''کیا تمھارے پاس پانی ہے؟'' میں نے کہا: جی ہاں' میرے پاس وضو کا برتن ہے' اس میں معمولی سا پانی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''لے آؤ۔'' میں لے آیا' پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''پانی لیجیے' پانی لیجیے۔'' سب لوگوں نے وضو کر لیا اور لوٹے میں ایک گھونٹ پانی کا باقی بچا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ابوقتادہ! اس پانی کو محفوظ کر لو' عنقریب اس کی بنا پر عظیم (معجزہ) رونما ہو گا۔ پھر سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے اذان دی' لوگوں نے فجر سے پہلے دو سنتیں پڑھیں اور پھر نمازِ فجر ادا کی۔ پھر آپ ﷺ سوار ہوئے اور ہم بھی۔ ہم آپس میں ایک دوسرے کو کہنے لگے کہ ہم سے نماز میں کمی واقع ہوگئی ہے۔ آپ ﷺ نے پوچھا: ''کیا کہہ رہے ہو؟ اگر کوئی دنیوی بات ہے تو خود حل کر لو اور اگر دینی معاملہ ہے تو میری طرف لاؤ۔'' ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم نے نماز میں کمی کی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نیند (کی وجہ سے تاخیر ہونے سے) کوئی کوتاہی نہیں ہوتی' کوتاہی تو یہ ہے جیتے جاگتے (نماز کو لیٹ کر دیا جائے)' اگر اس طرح ہو جائے (جس طرح کہ آج ہوا ہے تو) اسی وقت نماز پڑھ لیا کرو' نیز دوسرے دن

وَعُمَرَ يَرْشُدُوْا قَالَهَا ثَلَاثاً فَلَمَّا اشْتَدَّتِ الظَّهِيْرَةُ، رَفَعَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالُوْا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! هَلَكْنَا عَطْشاً تَقَطَّعَتِ الْأَعْنَاقُ. فَقَالَ: لَا هَلَكَ عَلَيْكُمْ، ثُمَّ قَالَ: يَا أَبَا قَتَادَةَ! ائْتِ الْمِيْضَأَةَ فَأَتَيْتُهُ بِهَا، فَقَالَ أُحْلُلْ لِي غُمَرِي. يَعْنِي: قَدَحَهُ فَحَلَلْتُهُ. فَأَتَيْتُهُ بِهِ، فَجَعَلَ يَصُبُّ فِيْهِ وَيَسْقِي النَّاسُ،فَازْدَحَمَ النَّاسُ عَلَيْهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: يَاأَيُّهَاالنَّاسُ! أَحْسِنُوا الْمِلْءَ فَكُلُّكُمْ يَصْدُرُ عَنْ رِيٍّ، فَشَرِبَ الْقَوْمُ حَتّٰى لَمْ يَبْقَ غَيْرِي وَغَيْرَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَصَبَّ لِي. فَقَالَ: اِشْرَبْ يَا أَبَا قَتَادَةَ! قَالَ: قُلْتُ: اِشْرَبْ أَنْتَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: إِنَّ سَاقِيَ الْقَوْمِ آخِرُهُمْ. فَشَرِبْتُ وَشَرِبَ بَعْدِي، وَبَقِيَ فِي الْمِيْضَأَةِ نَحْوٌ مِمَّا كَانَ فِيْهَا، وَهُمْ يَوْمَئِذٍ ثَلَاثُ مِئَةٍ)).

[الصحيحة:٢٢٢٥]

نماز اپنے وقت میں ادا کیا کرو۔'' آپ ﷺ نے مزید فرمایا: ''قوم کے بارے میں اندازہ لگاؤ۔'' انھوں نے کہا: آپ نے تو کل کہا تھا کہ اگر کل پانی نہ ملا تو پیاس غالب آجائے گی اور ہمارے پاس تو پانی ہے۔ راوی کہتا ہے: ''جب صبح ہوئی اور (بڑی جماعت کے) لوگوں نے اپنے نبی کو مفقود پایا تو کوئی کہنے لگا کہ رسول اللہ ﷺ کہیں پانی پر ہوں گے۔ ابوبکر اور عمر بھی موجود تھے انھوں نے کہا: لوگو! یہ نہیں ہوسکتا کہ رسول اللہ ﷺ پانی کی طرف تم سے سبقت لے جائیں اور تمھیں پیچھے چھوڑ جائیں اور اگر لوگ ابوبکر و عمر کی پیروی کرلیں تو وہ ہدایت پا جائیں گے۔'' آپ نے یہ کلمات تین دفعہ ارشاد فرمائے۔ جب دن کی سخت گرمی شروع ہوئی اور لوگوں کو نبی کریم ﷺ بھی نظر آگئے تو انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم پیاس کی وجہ سے ہلاک ہو رہے ہیں اور حلق پیاس کی وجہ سے سوکھ کر کانٹا بن گیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''آج تم پر کوئی ہلاکت نازل نہیں ہوگی۔'' پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''ابوقتادہ! وضو کا برتن لاؤ (جس میں ایک گھونٹ پانی تھا)۔'' میں لے آیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میرے پیالے کا ڈھکن اٹھاؤ۔'' میں نے ڈھکن کھولا اور پیالہ آپ ﷺ کے پاس لے آیا۔ آپ ﷺ اس میں پانی بہاتے گئے اور لوگوں کو پلاتے گئے' لوگ بڑی تعداد میں اکٹھے ہوگئے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لوگو! اچھے انداز میں بھرو' ہر کوئی سیراب ہو کر لوٹے گا۔'' میرے اور رسول اللہ کے علاوہ تمام لوگوں نے پانی پی لیا۔ بالآخر آپ ﷺ نے میرے لئے پانی انڈیلا اور فرمایا: ''ابوقتادہ! پیو۔'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ پئیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''لوگوں کو پلانے والا آخر میں پیتا ہے۔'' لہذا پہلے میں نے اور پھر آپ ﷺ نے پانی پیا اور وضو دان میں اتنا پانی موجود تھا' جتنا کہ پہلے تھا۔ اس دن لشکر کی تعداد تین سو (۳۰۰) تھی۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۲۲۵۔ احمد (۵/ ۲۹۸)' واللفظ لہ' مسلم (۶۸۱)

فوائد: حدیثِ مبارکہ اپنے مفہوم میں واضح ہے' پہلے بھی یہ مسئلہ گزر چکا ہے کہ اگر بیداری کے اسباب استعمال کرنے کے باوجود نماز کے وقت پر آنکھ نہ کھلے تو جب بھی جاگ آئے' اگرچہ نماز کا مکمل وقت گزر چکا ہو' نماز پڑھ لی جائے' جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے سونے سے پہلے فرمایا کہ ہماری نماز کا خیال رکھنا' لیکن اللہ تعالی کا کرنا کہ وہ سب سو گئے اور طلوعِ آفتاب کے بعد اٹھے اور اسی وقت نماز ادا کی۔ لیکن وہ لوگ اس حکم کا مصداق نہیں بن سکتے ہیں جو جان بوجھ کر سوئے رہتے ہیں یا خواہ مخواہ کی غفلت کی بنا پر سوئے رہ جاتے ہیں۔ اس حدیث میں نبی کریم ﷺ کا ایک عظیم الشان معجزہ بھی بیان ہوا کہ ایک گھونٹ پانی میں اتنی برکت نازل ہوئی کہ تین سو افراد نے پانی پی لیا۔ نیز یہ بھی ثابت ہوا کہ آداب و اخلاق میں یہ بات شامل ہے کہ پانی پلانے والا سب سے آخر میں پانی پیتا ہے۔

نوم النبی ﷺ لیس بناقض الوضوء

نبی ﷺ کی نیند ناقضِ وضوء نہیں تھی

٧٢٤۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: أَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ[وَهُوَ يُصَلِّي مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ] فَصَلَّيْتُ خَلْفَهُ، فَأَخَذَ بِيَدِيْ فَجَرَّنِي فَجَعَلَنِي حِذَاءَهُ، فَلَمَّا أَقْبَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى صَلَاتِهِ خَنَسْتُ، فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ لِي: ((مَاشَأْنِي (وَفِي رِوَايَةٍ: مَالَكَ) أَجْعَلُكَ حِذَائِي فَتَخْنَسُ؟!)) فَقُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أَوَيَنْبَغِي لِأَحَدٍ أَنْ يُصَلِّيَ حِذَاءَكَ، وَأَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الَّذِي أَعْطَاكَ اللّٰهُ، قَالَ: فَأَعْجَبْتُهُ، فَدَعَا اللّٰهَ لِي أَنْ يَزِيْدَنِي عِلْماً وَفَهْماً، زَادَ أَحْمَدُ: قَالَ: ثُمَّ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَامَ حَتّٰى سَمِعْتُهُ يَنْفُخُ، ثُمَّ أَتَاهُ بِلَالٌ، فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ الصَّلَاةُ، فَقَامَ فَصَلّٰى مَاأَعَادَ وُضُوْءاً۔[الصحیحة:٦٠٦،٢٥٩٠]

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور آپ ﷺ رات کے آخری حصے میں نماز پڑھ رہے تھے۔ میں نے آپ ﷺ کے پیچھے نماز شروع کر دی' آپ ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے کھینچا اور اپنے برابر کھڑا کر دیا۔ جب آپ ﷺ اپنی نماز میں مشغول ہوئے تو میں پیچھے ہٹ گیا۔ آپ ﷺ نماز پڑھتے رہے' جب فارغ ہوئے تو مجھے فرمایا: ''تجھے کیا ہوا' میں نے تجھے اپنے برابر کھڑا کیا اور تو پیچھے ہٹ گیا؟'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! بھلا کیا کسی کو زیب دیتا ہے کہ وہ آپ کے برابر نماز پڑھے' آپ تو اللہ کے رسول ہیں اور اللہ تعالی نے آپ کو بہت کچھ عطا کیا ہے۔ (میں نے ان باتوں کے ذریعے) آپ ﷺ کو حیرت و تعجب میں ڈال دیا' چنانچہ آپ ﷺ نے اللہ تعالی سے دعا کی کہ وہ میرے علم و فہم میں اضافہ فرمائے۔ امام احمد نے یہ زیادتی کی ہے کہ: پھر میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ وہ سو گئے اور سانس لینے کی آواز آنے لگی' پھر سیدنا بلال رضی اللہ عنہ آئے اور کہا: اے اللہ کے رسول! نماز پڑھائیے۔ آپ ﷺ کھڑے ہوئے' نماز پڑھائی اور وضو دوبارہ نہیں کیا۔

تخریج: الصحیحة ٦٠٦' ٢٥٩٠' احمد (١/ ٣٣٠)' حاکم (٣/ ٥٣٤)

فوائد: معلوم ہوا کہ جب مقتدی ایک ہو تو اسے امام کے بالکل ساتھ کھڑا ہونا چاہیے۔

باب: سنة الجمعة والمغرب القبلیتین

باب: جمعہ اور مغرب سے قبل دو رکعت کی مشروعیت

٧٢٥۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ مَرْفُوْعاً: ((مَامِنْ صَلَاةٍ مَفْرُوْضَةٍ إِلَّا وَبَيْنَ يَدَيْهَا رَكْعَتَانِ)).

سیدنا عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں ہے کوئی فرضی نماز' مگر اس سے پہلے (کم از کم) دو

[الصحيحة: ٢٣٢] رکعت (نفلی نماز) ہے۔"

تخریج: الصحیحة ۲۳۲۔ ابن نصر فی قیام اللیل (ص: ۲۶)' رویانی فی مسنده (۱۳۳۷)' ابن حبان (۲۴۵۵)

فوائد: نماز مغرب سے پہلے نفلی نماز کے ثبوت میں اس سے پہلے جو حدیث پیش کی جا چکی ہے کہ "بین کل اذانین صلاة" (ہر نماز کی اذان اور اقامت کے مابین نماز ہے)۔ اس حدیث کا بھی یہی مفہوم ہے کہ ہر فرضی نماز سے پہلے دو رکعت نماز پڑھ لینی چاہئے۔

ومن الامور الفضيلة ومنهن الوضوء

٧٢٦۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ آمَنَ بِاللّٰهِ وَبِرَسُوْلِهِ، وَأَقَامَ الصَّلَاةَ، وَصَامَ رَمَضَانَ، كَانَ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ أَنْ يُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ، جَاهِدٌ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ، أَوْ جَلَسَ فِي أَرْضِهِ الَّتِي وُلِدَ فِيْهَا، فَقَالُوْا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أَفَلَا نُبَشِّرُ النَّاسَ؟ قَالَ: إِنَّ فِي الْجَنَّةِ مِئَةَ دَرَجَةٍ أَعَدَّهَا اللّٰهُ لِلْمُجَاهِدِيْنَ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ مَابَيْنَ الدَّرَجَتَيْنِ كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ، فَإِذَا سَأَلْتُمُ اللّٰهَ فَاسْأَلُوْهُ الْفِرْدَوْسَ، فَإِنَّهُ وَسَطُ الْجَنَّةِ وَأَعْلَى الْجَنَّةِ. أُرَاهُ. فَوْقَهُ عَرْشُ الرَّحْمٰنِ وَمِنْهَا تَفَجَّرُ أَنْهَارُ الْجَنَّةِ)). [الصحيحة: ٩٢١]

فضیلت والے امور کا بیان انھی میں سے وضوء بھی ہے

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لایا' نماز قائم کی اور رمضان کے روزے رکھے تو اللہ تعالی پر حق ہے کہ اسے جنت میں داخل کرے' وہ اللہ تعالی کے راستے میں جہاد کرے یا اپنی جائے ولادت میں رہائش پذیر رہے۔" صحابہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا ہم لوگوں کو (یہ حدیث بیان کر کے) خوشخبری نہ سنا دیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "جنت میں سو درجے ہیں' جنھیں اللہ تعالی نے اپنے راستے میں جہاد کرنے والوں کے لئے تیار کر رکھا ہے' ہر دو درجوں کے درمیان اتنا تفاوت ہے' جتنا آسمان اور زمین کے مابین ہے' جب تم اللہ تعالی سے (جنت کا) سوال کرو تو جنت الفردوس کا سوال کرو' کیونکہ یہ جنت کا منتخب اور اعلیٰ مقام ہے' (میرا خیال ہے یہ بھی فرمایا) اس کے اوپر رحمٰن کا عرش ہے اور اسی سے جنت کی نہریں پھوٹتی ہیں۔

تخریج: الصحیحة ۹۲۱۔ بخاری (۲۷۹۰' ۷۴۲۳)' احمد (۲/ ۳۳۵' ۳۳۹)

فوائد: یعنی آدمی توحید' نماز اور روزے کی وجہ سے جنت میں تو جا سکتا ہے' لیکن مجاہدین فی سبیل اللہ کے لئے اللہ تعالی نے جنت میں سو درجے تیار کر رکھے ہیں۔ اللہ تعالی ہمیں جہاد کا موقع اور شہادت کی موت نصیب فرمائے۔ (آمین)

فضل التاذين بأثنى عشر سنة

٧٢٧۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ مَرْفُوْعاً: ((مَنْ أَذَّنَ اثْنَتَى عَشَرَ سَنَةً، وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ وَكُتِبَ لَهُ بِتَأْذِيْنِهِ فِي كُلِّ مَرَّةٍ سِتُّوْنَ حَسَنَةً، وَبِإِقَامَتِهِ ثَلَاثُوْنَ حَسَنَةً)). [الصحيحة: ٤٢]

بارہ سال تک اذان دینے کی فضیلت کا بیان

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس نے بارہ سال اذان دی' اس کے لئے جنت واجب ہو جائے گی اور ہر دفعہ اس کی اذان پر ساٹھ اور اقامت پر تیس نیکیاں لکھی جائیں گی۔"

تخریج: الصحیحۃ ۴۲۔ ابن ماجه (۷۲۸)' حاکم (۱/ ۲۰۵)' بیھقی (۱/ ۴۳۳)

فوائد: اذان دینا انتہائی اجر و ثواب پر مشتمل عمل ہے' جیسا کہ سیدنا ابو ہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر لوگوں کو علم ہو جائے کہ اذان اور صف اول میں کتنا (ثواب) ہے تو (اس اجر کے حصول کے لئے اتنے لوگ جمع ہو جائیں کہ) ان کے سامنے ایک ہی چارہ کار ہو کہ قرعہ کر لیتے ہیں۔'' [بخاری' مسلم] سیدنا ابو سعید خدری ﷺ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جہاں تک مؤذن کی آواز جاتی ہے تو اسے سننے والا ہر جن' ہر انسان اور ہر چیز اس کے لئے روزِ قیامت گواہی دے گی۔'' [بخاری] لیکن ان اعمال میں ناقابل برداشت قسم کی بے رغبتی ہے' شاید بعض لوگ ایسے بھی ہوں کہ زندگی میں نہ ایک بار اذان دی ہو گی اور نہ اس کی تڑپ پیدا ہوئی ہو گی۔ (العیاذ باللہ تعالی) رہا مسئلہ پہلی صف کا' تو بعض لوگ مسجد میں پہلے پہنچ جانے کے باوجود پچھلی صفوں میں بیٹھنے کو ترجیح دیتے ہیں۔

فضل غسل الجمعة

جمعہ کے لیے غسل کرنے کی فضیلت کا بیان

۷۲۸۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ قَالَ: دَخَلَ عَلَيَّ أَبِي وَأَنَا اَغْتَسِلُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَقَالَ: غُسْلُكَ هٰذَا مِنْ جَنَابَةٍ أَوْ لِلْجُمُعَةِ؟ قُلْتُ: مِنْ جَنَابَةٍ۔ قَالَ:أَعِدْ غُسْلاً آخَرَ، إِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((**مَنِ اغْتَسَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ كَانَ فِي طَهَارَةٍ إِلَى الْجُمُعَةِ الْأُخْرٰى**)).

[الصحيحة:٢٣٣١]

عبد اللہ بن ابو قتادہ بیان کرتے ہیں کہ میں جمعہ کے دن غسل کر رہا تھا' کہ میرے والد صاحب تشریف لائے اور پوچھا کہ غسلِ جنابت کر رہے ہو یا غسلِ جمعہ؟ میں نے کہا: غسلِ جنابت۔ انھوں نے کہا: دوبارہ ایک اور غسل کرو' کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''جس نے جمعہ کے دن غسل کیا وہ اگلے جمعہ تک طہارت میں رہے گا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۳۳۱۔ ابن خزیمة (۱۷۶۲)' ابن حبان (۱۲۲۲)' حاکم (۱/ ۲۸۲)' طبرانی فی الاوسط (۸۱۷۶)

فوائد: طہارت کی دو قسمیں ہیں: ظاہری طہارت اور باطنی طہارت۔ اس حدیث میں باطنی طہارت کا تذکرہ ہے' کہ غسل جمعہ کی وجہ سے اس کا باطن طاہر رہے گا' ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے معمول کے مطابق صبح کے غسل پر اکتفا نہ کریں' بلکہ جمعہ کے لئے مخصوص غسل کر کے نماز جمعہ ادا کرنے کے لئے جائیں' تا کہ جہاں ہم ظاہری طور پر صاف ستھرا رہنا پسند کرتے ہیں' وہاں ہمارا باطن بھی پاک ہونا چاہیے۔

ومن الذي لا تقبل صلاته

اس شخص کا بیان کہ جس کی نماز قبول نہیں کی جاتی

۷۲۹۔ عَنْ أَبِي عَبْدِاللّٰهِ الصَّنَابُحِيِّ: أَنَّ جُنَادَةَ بْنَ أَبِي أُمَيَّةَ أَمَّ قَوْماً فَلَمَّا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ اِلْتَفَتَ عَنْ يَمِيْنِهِ، فَقَالَ: أَتَرْضَوْنَ؟ قَالُوْا:نَعَمْ ثُمَّ فَعَلَ ذٰلِكَ عَنْ يَسَارِهِ، ثُمَّ قَالَ: إِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ

ابو عبد اللہ صنابحی کہتے ہیں: جنادہ بن ابو امیہ لوگوں کو جماعت کروانے لگے' جب نماز کے لئے کھڑے ہوئے تو دائیں طرف متوجہ ہو کر پوچھا: کیا تم لوگ (میرے امام بننے پر) راضی ہو؟ انھوں نے کہا: جی ہاں۔ پھر اسی طرح بائیں سمت میں کھڑے

اللّٰہ ﷺ یقُوْلُ: ((مَنْ أَمَّ قَوْمًا وَهُمْ لَهُ كَارِهُوْنَ، فَإِنَّ صَلَاتَهُ لَا تُجَاوِزُ تَرْقُوْتَهُ)). [الصحيحة:٢٣٢٥]

نمازیوں سے پوچھا اور پھر کہا: میں نے سنا، رسول اللہ ﷺ فرما رہے تھے: ''جس نے لوگوں کو امامت کروائی اور وہ اس امام کو (کسی شرعی عذر کی بنا پر) ناپسند کرتے ہوں تو اس کی نماز اس کے گلے سے اوپر تجاوز نہیں کرے گی (یعنی قبول نہیں ہو گی)۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۳۲۵۔ ابن عساکر فی تاریخ دمشق (۱۲/ ۱۱۳۔ ۱۱۴)، طبرانی فی الکبیر (۲۱۷۷)

فوائد: پہلے اس مسئلہ کی وضاحت ہو چکی ہے کہ مسجد کا امام جامع الصفات شخصیت کا حامل ہونا چاہئے، نیز مسجد کی انتظامیہ اور دوسرے نمازی اس کی اتنی ہی قدر کریں، جتنی قدر کا وہ مستحق ہے، کیونکہ وہی ہے جس کے ساتھ ان کے سب سے قیمتی سرمائے نمازوں کا تعلق ہے۔

فضل بناء المسجد

مسجد بنانے کی فضیلت کا بیان

٧٣٠۔ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ بَنَى لِلّٰهِ مَسْجِدًا بَنَى اللّٰهُ لَهُ بَيْتاً فِي الْجَنَّةِ أَوْسَعَ مِنْهُ)). [الصحيحة:٣٤٤٥]

سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے اللہ تعالی کے لئے مسجد تعمیر کی، اللہ تعالی اس کے لئے اس سے وسیع ایک گھر جنت میں بنائے گا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۳۹۹۔ طبرانی فی الاوسط (۷۰۰۱)، بخاری فی التاریخ (۱/ ۲۳۲)، البزار (۴۰۴)، بمعناہ

٧٣١۔ عَنْ عَائِشَة، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((مَنْ بَنَى مَسْجِداً لَا يُرِيْدُ بِهِ رِيَاءً وَلَا سُمْعَةً، بَنَى اللّٰهُ لَهُ بَيْتاً فِي الْجَنَّةِ)). [الصحيحة:٣٣٩٩]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس نے مسجد تعمیر کی اور اس کا ارادہ ریاکاری ہو نہ شہرت، تو اللہ تعالی اس کے لئے جنت میں گھر بنائے گا۔''

فوائد: جو آدمی دنیا میں اللہ تعالی کا گھر بناتا ہے، اللہ تعالی بدلے میں اس کے لئے جنت میں گھر بناتا ہے، بڑا تناسب ہے اور بڑی قدر دانی ہے، کہ دونوں ایک دوسرے کے لئے مسکن بنا رہے ہیں۔ آج مساجد کی زیب و زینت پر بہت زیادہ مال و دولت خرچ کیا جاتا ہے، یاد رہے کہ یہ نبوی منہج نہیں، یہ ہمارے دماغ کی ایجاد ہے کہ پہلے ہم نے اپنے گھروں پر بے دریغ خرچ کر کے انہیں زینت بخشی اور پھر ان پر مساجد کو قیاس کر کے بیل بوٹوں اور منقش پتھروں کا کام مساجد میں شروع کر دیا۔ سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [ابوداود] یعنی: مجھے (اللہ تعالی کی طرف سے) مساجد کو چونا گچ کرنے کا حکم نہیں دیا گیا، پھر سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے خود فرمایا: تم لوگ مسجدوں کو اس طرح مزین کرو گے، جس طرح یہودیوں اور عیسائیوں نے (اپنے عبادت خانوں کو) مزین کیا تھا۔ اور نبی کریم ﷺ کی حیاتِ مبارکہ میں تقوی کی بنیاد پر تعمیر کی جانے والی مسجد نبوی کی عمارت پر نگاہ دوڑائیں، وہ تو ایک چھپر تھی، لیکن اس میں خیر زیادہ تھی، کیونکہ اس وقت مال و دولت اسلام پر خرچ ہوتا تھا، عمارتوں پر نہیں۔

ذم ترك الصلاة من سكره

نشہ کی وجہ سے نماز کو ترک کرنے کی مذمت کا بیان

٧٣٢۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ رَّسُوْلِ

سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اللہ ﷺ نے کہا: ((مَنْ تَرَكَ الصَّلَاةَ سُكْرًا مَرَّةً وَاحِدَةً، فَكَأَنَّمَا كَانَتْ لَهُ الدُّنْيَا وَمَا عَلَيْهَا فَسُلِبَهَا، وَمَنْ تَرَكَ الصَّلَاةَ سُكْرًا أَرْبَعَ مَرَّاتٍ، كَانَ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ. أَنْ يَسْقِيَهُ مِنْ طِينَةِ الْخَبَالِ. قِيلَ: وَمَاطِينَةُ الْخَبَالِ يَارَسُولَ اللّٰهِ؟! قَالَ: عُصَارَةُ أَهْلِ جَهَنَّمَ)). [الصحيحة: ٣٤١٩]

''جس نے نشے میں مدہوش ہو کر ایک نماز ترک کر دی' گویا کہ پوری دنیا اور جو کچھ اس پر ہے اس کا تھا' جو اس سے چھین لیا گیا اور جس نے نشے میں مدہوش ہونے کی وجہ سے چار دفعہ نماز ترک کر دی' تو اللہ تعالی پر حق ہے کہ اسے "طينة الخبال" پلائے۔'' کہا گیا کہ اے اللہ کے رسول! "طينة الخبال" کسے کہتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جہنمیوں کی پیپ کو''۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۴۱۹۔ احمد (۲/ ۱۷۸)' حاکم (۴/ ۱۴۶)' بیہقی (۱/ ۳۸۹)

فوائد: سچ فرمایا محمد رسول اللہ ﷺ نے کہ "اجتنبو الخمر' فانها مفتاح كل شر۔" [صحیحہ: ۲۷۹۸] یعنی: شراب سے بچتے رہو' یہ تو ہر برائی کا سرچشمہ ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ہم ظاہر پرستوں کے لئے غیر محسوس چیز کو محسوس انداز میں بیان کیا کہ دنیا اور اس کے تمام خزانے ایک آدمی کی ملکیت میں ہوں اور وہ اس سے چھین لئے جائیں تو اس پر کیا بیتے گی؟ وہ کتنا پریشان ہوگا؟ کیا اس کے دل و دماغ اپنے ٹھکانے پر رہیں گے؟ کیا وہ دنیا پر زندہ رہنے کے قابل رہے گا؟ کیا اس کے قرابت دار اسے اچھے لگیں گے؟ ہرگز نہیں' کسی صورت میں نہیں۔ لیکن ایک نماز چھوڑنے سے اس سے زیادہ نقصان ہو جاتا ہے' لیکن وہ غیر محسوس انداز میں ہوتا ہے' وہ عام عقلوں کو سمجھ ہی نہیں آ سکتا کہ ان کے ساتھ کیا ہو گیا ہے۔ سگریٹ' نسوار' ہیروئن' افیون' بھنگ' چرس اور شراب سب ایک ہی دریا سے پھوٹنے والی نہریں ہیں' جو کم از کم انسانی ذہن کے توازن کو برقرار نہیں رہنے دیتیں۔ اللہ تعالی کی خاطر اور اپنی ذات کا لحاظ کرتے ہوئے اپنے منہ اور وجود کو ان خباثتوں سے پاک رکھنا چاہئے۔

فضل الوضوء و ركعتين

وضوء اور دو رکعات نماز پڑھنے کی فضیلت کا بیان

۷۳۳۔ عَنْ يُوسُفَ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ، قَالَ: أَتَيْتُ أَبَا الدَّرْدَاءِ فِي مَرَضِهِ الَّذِي قُبِضَ فِيهِ، فَقَالَ لِي: يَا ابْنَ أَخِي مَا أَعْمَدَكَ إِلَى هٰذَا الْبَلَدِ، أَوْ مَاجَاءَ بِكَ؟ قَالَ: قُلْتُ: لَا، إِلَّا صِلَةَ مَاكَانَ بَيْنَكَ وَبَيْنَ وَالِدِي عَبْدِاللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ، فَقَالَ أَبُو الدَّرْدَاءِ: بِئْسَ سَاعَةُ الْكَذِبِ هٰذِهِ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ:((مَنْ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ وُضُوءَهُ، ثُمَّ قَامَ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ. أَوْ أَرْبَعًا، شَكَّ سَهْلٌ يُحْسِنُ فِيهَا الذِّكْرَ وَالْخُشُوعَ ثُمَّ

یوسف بن عبد اللہ بن سلام کہتے ہیں: میں سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ کے پاس اس وقت آیا جب وہ مرض الموت میں مبتلا تھے۔ انھوں نے مجھے کہا: اے میرے بھتیجے! کون سا ارادہ یا کون سی ضرورت تجھے اس شہر میں لے آئی ہے؟ میں نے کہا: کوئی مقصد نہیں' سوائے اس کے کہ آپ کے اور میرے والد عبد اللہ بن سلام کے مابین ایک تعلق تھا' (اس کی بنا پر آیا ہوں)۔ ابو درداء رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر اس وقت جھوٹ بولوں تو بہت بری گھڑی ہے' میں نے تو رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''جو آدمی وضو کرے اور اچھا وضو کرے' پھر دو یا چار رکعتیں پڑھے اور ان میں اچھے انداز میں ذکر و اذکار اور خشوع

اسْتَغْفَرَ اللّٰهَ غُفِرَ لَهُ)). [الصحيحة:٣٣٩٨]

وخضوع کرے، پھر بخشش طلب کرے تو اس کو بخش دیا جائے گا۔'' رکعات کی تعداد کے بارے میں سہیل راوی کو شک ہوا۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۳۹۸۔ احمد (۶/ ۴۵۰)، بخاری فی التاریخ (۴/ ۲۹۷)، طبرانی فی الاوسط (۵۰۲۲)

فوائد: ایسی نماز کو نمازِ توبہ کہا جا سکتا ہے، اس کی مزید وضاحت اس حدیث سے ہو رہی ہے: سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب آدمی سے گناہ ہو جاتا ہے اور وہ (اس کے ازالہ کے لئے) وضو کر کے نماز پڑھتا ہے، اور پھر اللہ تعالی سے بخشش طلب کرتا ہے تو اللہ تعالی اس کا گناہ بخش دیتے ہیں۔'' پھر آپ ﷺ نے اس آیت کی تلاوت کی: ﴿وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ وَمَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ۝﴾ (سورۂ آل عمران:) یعنی: ''جو لوگ برائی کرنے یا اپنے آپ پر ظلم کرنے کے بعد اللہ تعالی کا ذکر کرتے ہیں اور اپنے گناہوں کی بخشش طلب کرتے ہیں اور اللہ ہی ہے جو گناہوں کو بخشتا ہے اور وہ اپنے (برے) کئے پر اصرار نہیں کرتے اور وہ جانتے ہیں۔ [ترمذی، ابن ماجہ]

اهمية صلوات الخمس
پانچ نمازوں کی اہمیت کا بیان

٧٣٤۔عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ حَافَظَ عَلٰى هٰؤُلَاءِ الصَّلَوَاتِ الْمَكْتُوْبَاتِ، لَمْ يُكْتَبْ مِنَ الْغَافِلِيْنَ، وَمَنْ قَرَأَ فِي لَيْلَةٍ مِئَةَ آيَةٍ كُتِبَ مِنَ الْقَانِتِيْنَ)). [الصحيحة:٦٥٧]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے ان فرض نمازوں پر محافظت کی، اس کو غافل لوگوں میں سے نہیں لکھا جائے گا اور جس نے رات کو (قیام کرتے ہوئے) سو آیات کی تلاوت کر لی، اسے فرمانبرداروں میں لکھ دیا جائے گا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۶۵۷۔ حاکم (۱/ ۳۰۸)، ابن خزیمۃ (۱۱۴۲)

فوائد: یعنی اپنے آپ کو ''غافل'' کے لیبل سے بچانے کے لئے ضروری ہے کہ پانچ نمازوں کی محافظت کی جائے اور جو آدمی ان پانچ فریضوں کی ادائیگی کے بعد رات کو نماز میں سو آیات پڑھ لیتا ہے تو اس کا اندراج قیام کرنے والوں کی فہرست میں ہو گا۔

ألايتار فى اول الليل و اٰخره و الفضل للآخره
وتر رات کے شروع اور آخری حصہ میں پڑھنے کا بیان لیکن آخری حصہ میں پڑھنا افضل ہے

٧٣٥۔ عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ خَافَ أَلَّا يَقُوْمَ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ فَلْيُوْتِرْ أَوَّلَهُ، وَمَنْ طَمِعَ أَنْ يَقُوْمَ آخِرَهُ فَلْيُوْتِرْ آخِرَ اللَّيْلِ، فَإِنَّ صَلَاةَ آخِرَ اللَّيْلِ مَشْهُوْدَةٌ، وَذٰلِكَ أَفْضَلُ)). [الصحيحة: ٢٦١٠]

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس آدمی کو رات کے آخری حصے میں بیدار نہ ہو سکنے کا اندیشہ ہو، وہ شروع رات میں نمازِ وتر ادا کر لے اور جس کو یہ امید ہو کہ آخرِ رات بیدار ہو جائے گا تو وہ رات کے آخری حصے میں وتر پڑھے، کیونکہ رات کے آخری حصے کی نماز میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور وہ افضل ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۲۶۱۰۔ مسلم (۷۵۵)' ابو عوانة (۲/ ۳۱۷)' ترمذی (۴۵۶)' ابن ماجه (۱۱۸۷)

فوائد: بلاشبہ نمازِ وتر کا وقت نمازِ عشا سے طلوعِ فجر تک جاری رہتا ہے' لیکن اس نماز کو اس کے آخری وقت میں پڑھنا افضل ہے۔

فضل صلاة المسجد قباء

مسجد قباء میں نماز کی فضیلت کا بیان

۷۳۶۔عَنْ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ، قَالَ: قَالَ أَبِي: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ خَرَجَ حَتّٰى أَتٰى هٰذَا الْمَسْجِدَ. مَسْجِدَ قُبَاءٍ. فَصَلّٰى فِيْهِ كَانَ لَهُ عَدْلُ عُمْرَةٍ)). [الصحيحة:٣٤٤٦]

ابوامامہ بن سہل بن حنیف اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو آدمی (گھر سے) نکلے اور اِس...... مسجدِ قبا...... میں آکر نماز پڑھے' تو یہ نماز اس کے لئے (ثواب کے لحاظ سے) عمرہ کے برابر ہوگی۔“

تخریج: الصحیحة ۳۴۴۶۔ بخاری فی التاریخ (۱/ ۹۶)' نسائی (۷۰۰)' ابن ماجه (۱۴۱۲)' احمد (۳/ ۴۸۷)

فوائد: اس حدیث میں مسجد قبا میں نماز پڑھنے کی فضیلت بیان کی گئی ہے۔

باب: فضل سد فرجة الصف

باب: صف کے خلاء کو پر کرنے کی فضیلت

۷۳۷۔ عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ سَدَّ فُرْجَةً بَنَى اللّٰهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ وَرَفَعَهُ بِهَا دَرَجَةً)). [الصحيحة:١٨٩٢]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے (صف کے) شگاف کو پُر کیا' اللہ تعالی اس کے لئے جنت میں گھر بنائے گا اور ایک درجہ بلند کر دے گا۔“

تخریج: الصحیحة ۱۸۹۲۔ المحامل فی الامالی (ق ۳۶/ ۲)' ابن ماجه (۹۹۵)' احمد (۶/ ۸۹)' مطولاً

فوائد: جہاں صف بندی کی اہمیت مسلّم ہے' وہاں اس آدمی کو بھی بیش بہا اجر و ثواب سے نوازا گیا ہے' جو اس فریضے کو ادا کرتا ہے۔ بعض لوگوں کو دیکھا گیا ہے کہ رکعت کو پا لینے کے لالچ میں یا گرمی سے بچنے اور پنکھے کے نیچے کھڑے ہونے کے لالچ میں یا بے جا غفلت اور لا پرواہی کی وجہ سے پہلی صفوں میں جگہ ہونے کے باوجود پچھلی صف بنانا شروع کر دیتے ہیں' ایسے لوگ روحِ اسلام سے محروم ہیں۔

باب: ادب دخول المسجد والخروج منه

باب: مسجد میں داخل ہونے اور نکلنے کا مشروع طریقہ

۷۳۸۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: ((مِنَ السُّنَّةِ إِذَا دَخَلْتَ الْمَسْجِدَ أَنْ تَبْدَأَ بِرِجْلِكَ الْيُمْنٰى، وَإِذَا خَرَجْتَ أَنْ تَبْدَأَ بِرِجْلِكَ الْيُسْرٰى)). [الصحيحة: ٢٤٧٨]

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: یہ سنت ہے کہ جب تو مسجد میں داخل ہو تو دائیں پاؤں سے اور جب نکلے تو بائیں پاؤں سے ابتدا کرے۔

تخریج: الصحیحة ۲۴۷۸۔ حاکم (۱/ ۲۱۸)' بیهقی (۲/ ۴۴۲)

فوائد: لیکن جوتے اتارنے اور پہننے کا معاملہ اس حدیث کے برعکس ہے' یعنی مسجد میں داخل ہوتے وقت دائیں پاؤں کو مقدم کرنا ہے' لیکن جوتا پہلے بائیں پاؤں سے اتارنا مسنون ہے' اسی طرح مسجد سے نکلتے وقت بائیں پاؤں پہلے باہر رکھنا چاہئے' لیکن پہلے دائیں پاؤں میں جوتا پہننا چاہئے' لہذا ہمیں چاہئے کہ ہم توجہ کریں اور دونوں سنتوں پر عمل کریں۔

صفة الجلوس بين السجدتين

دو سجدوں کے درمیان بیٹھنے کا بیان

۷۳۹۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: ((مِنَ السُّنَّةِ فِي الصَّلَاةِ أَنْ تَضَعَ أَلْيَتَيْكَ عَلَى عَقِبَيْكَ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ)). [الصحيحة:۳۸۳]

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: یہ سنت ہے کہ تو نماز میں دو سجدوں کے درمیان (جلسہ میں) اپنے سرینوں (چوتڑوں) کو اپنی ایڑیوں پر رکھے۔

تخریج: الصحیحة ۳۸۳۔ طبرانی فی الکبیر (۱۱۰۱۵)' عبد الرزاق ۳۰۳۰

فوائد: اس حدیث مبارکہ میں بیٹھنے کی جو کیفیت بیان کی گئی ہے اس کو "اِقْعَاء" کہتے ہیں' جس حدیث میں "اِقْعَاء" سے منع کیا گیا ہے' اس سے مراد یہ صورت ہے: پنڈلیوں اور رانوں کو کھڑا کر کے سرینوں پر بیٹھنا اور ہاتھ زمین پر رکھنا۔ تو گویا "اِقْعَاء" کی دو صورتیں ہوئیں' ایک مسنون ہے اور دوسری ممنوع۔

فضل الصلوات الخمس

پانچ نمازوں کی فضیلت کا بیان

۷۴۰۔ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ مَرْفُوعاً: ((مَنْ صَامَ رَمَضَانَ، وَصَلَّى الصَّلَوَاتِ [الْخَمْسَ]وَحَجَّ الْبَيْتَ. لَا أَدْرِيْ أَذَكَرَ الزَّكَاةَ أَمْ لَا؟ إِلَّا كَانَ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ أَنْ يَغْفِرَلَهُ إِنْ هَاجَرَ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ، أَوْ مَكَثَ بِأَرْضِهِ الَّتِي وَلَدَ بِهَا، قَالَ مُعَاذٌ: أَلَا أُخْبِرُ بِهٰذَا النَّاسَ؟! فَقَالَ: ذَرِالنَّاسِ [يَامُعَاذُ]يَعْمَلُوْنَ)). [الصحيحة:۳۲۲۹]

سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس نے رمضان کے روزے رکھے' پانچوں نمازیں پڑھیں اور بیت اللہ کا حج کیا۔ راوی کہتا ہے کہ میں نہیں جانتا کہ زکاۃ کا ذکر کیا تھا یا نہیں۔ تو اللہ تعالیٰ پر حق ہے کہ اسے معاف کر دے' وہ اللہ کے راستے میں ہجرت کرے یا اپنی جائے پیدائش میں ٹھہرا رہے۔'' سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا میں لوگوں کو (اس حدیث) کی خبر دے دوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''معاذ! لوگوں سے رہنے دو تا کہ وہ (مزید) عمل کرتے رہیں۔''

تخریج: الصحیحة ۳۲۲۹۔ ترمذی (۲۵۳۰)' احمد (۵/ ۲۳۲' ۲۴۰)' البزار (۲۶۔ الکشف)

فوائد: اس حدیث میں یہ نقطہ موجود ہے کہ جس حدیث کے بیان کرنے سے لوگ عملاً کوتاہی کر سکتے ہوں' اسے بیان نہ کیا جائے۔ ہاں اگر سامعین احادیث کی روح اور مقصد کو سمجھنے والے ہوں تو ان کے سامنے وضاحت کی جا سکتی ہے۔ جیسا کہ اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ روزے' نمازیں اور حج انتہائی افضل اعمال ہیں اور مغفرتِ الٰہی کے حصول کا بہت بڑا سبب ہیں۔ اس حدیث کا یہ مطلب نہیں کہ ان کے علاوہ باقی ارکانِ اسلام اور نیک اعمال کو نظر انداز کر دیا جائے۔

باب: فضل المواظبة على السنن

باب: سنن رواتب پر مداومت

الرواتب — کی فضیلت

۷٤۱ـ عَنْ أَبِي مُوسَىٰ يَرْفَعُهُ: ((مَنْ صَلّٰى اِثْنَتَيْ عَشَرَ رَكْعَةً، بَنَى اللّٰهُ لَهُ بَيْتاً فِي الْجَنَّةِ)). [الصحيحة: ۲۳٤۷]

سیدنا ابوموسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے بارہ رکعات (ظہر سے پہلے چار، اس کے بعد دو، مغرب کے بعد دو، عشا کے بعد دو اور فجر سے پہلے دو سنتیں) پڑھیں، اللہ تعالی اس کے لئے جنت میں گھر بنا دے گا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۳۴۷۔ طبرانی فی الاوسط (۹۴۳۲)، احمد (۴/ ۴۱۳)، البزار (۷۰۲۔ الکشف)

فضيلة صلاة الصبح — صبح کی نماز کی فضیلت کا بیان

۷٤۲ـ عَنْ جُنْدُبِ الْقَسْرِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ صَلّٰى صَلَاةَ الصُّبْحِ فَهُوَ فِي ذِمَّةِ اللّٰهِ، فَلَا يَطْلُبَنَّكُمُ اللّٰهُ مِنْ ذِمَّتِهِ بِشَيْءٍ، فَإِنَّهُ مَنْ يَطْلُبْهُ مِنْ ذِمَّتِهِ بِشَيْءٍ يُدْرِكْهُ ثُمَّ يَكُبَّهُ عَلٰى وَجْهِهِ فِي نَارِ جَهَنَّمَ)). [الصحيحة: ۲۸۹۰]

سیدنا جندب قسری سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص صبح کی نماز پڑھتا ہے، وہ اللہ تعالی کی امان میں ہوتا ہے، (پس اے انسان!) تو غور سے دیکھ، کہیں اللہ تعالی تجھ سے اپنی امان کی بابت کسی قسم کی باز پرس نہ کر لے اور جس سے اللہ تعالی نے اپنی ضمانت کے بارے میں باز پرس کی، تو وہ اس کا مؤاخذہ کر لے گا اور اسے منہ کے بل جہنم میں گرا دے گا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۸۹۰۔ مسلم (۶۵۷)، ابو عوانۃ (۲/ ۱۱۔۱۲)، بیھقی (۱/ ۴۶۴)، ترمذی (۲۲۲)

فوائد: مسلمان کی جان، مال اور عزت ویسے بھی بڑی حرمتوں والے امور ہیں، لیکن اس حدیث کی روشنی میں نمازی مسلمان کی شان سمجھیں اور اہل اسلام کو تکالیف دینا چھوڑ دیں۔ یعنی جو مسلمان نماز فجر ادا کرتا ہے، اللہ تعالی اس کی حفاظت و ضمانت کی ذمہ داری اٹھا لیتے ہیں، اب جو آدمی ایسے مسلمان کو کسی طرح سے نقصان پہنچانے کی کوشش کرے گا، وہ اللہ تعالی کی حفاظت و ضمانت کو چیلنج کرے گا۔ اس حدیث میں آپ ﷺ نے اسی چیز کے بارے میں متنبہ کیا ہے کہ جس مسلمان کی حفاظت کی ذمہ داری اللہ تعالی نے خود اٹھا لی ہو، اس کی جان، مال اور عزت کے در پے ہونے سے بچو، وگرنہ اللہ تعالی تمہیں پکڑ لیں گے اور منہ کے بل آگ میں گرا دیں گے۔

باب من اهمية النوافل — نوافل کی اہمیت کا بیان

۷٤۳ـ عَنْ عَائِذِ بْنِ قُرْطٍ مَرْفُوعاً: ((مَنْ صَلّٰى صَلَاةً لَمْ يُتِمَّهَا، زِيْدَ عَلَيْهَا مِنْ سُبُحَاتِهِ حَتّٰى تَتِمَّ)). [الصحيحة: ۲۳۵۰]

سیدنا عائذ بن قرط رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے (فرض) نماز پڑھی اور اس کی تکمیل نہیں کی تو اس کی نفلی نماز کے ذریعے اسے پورا کر دیا جائے گا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۳۵۰۔ ابن ماجہ فی المعرفۃ (۲/ ۱۰۹/ ۱)، الضیاء فی المختارۃ (/ ۲۴۳۸)، طبرانی فی الکبیر (۱۸/ ۲۲)

فوائد: یہ بھی اللہ تعالی کا خاص احسان کہ فرائض میں کی گئی کم و کاست کو نوافل کے ذریعے پورا کیا جائے گا۔

۷٤٤ـ عَنْ عَائِذِ بْنِ قُرْطٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ

سیدنا عائذ بن قرط رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے

اللهﷺ ((مَنْ صَلّٰى صَلَاةً لَمْ يُتِمَّهَا، زِيْدَ عَلَيْهَا مِنْ سَبْحَاتِهِ حَتّٰى تَتِمَّ)).

[الصحيحة:٣١٨٦]

فرمایا: ''جس نے (فرض) نماز پڑھی اوراسے مکمل نہ کیا تو اس کی نفلی نماز کے ذریعے اسے مکمل کر دیا جائے گا۔''

تخریج: الصحیحة ۳۱۸۶۔ طبرانی فی الکبیر (۱۸/ ۲۲۔ ۲۳)' وانظر الحدیث السابق

فضيلة الضحى و أربع قبل الظهر

نماز چاشت اورظہر سے پہلے کی چار رکعات کی فضیلت

٧٤٥۔ عَنْ أَبِيْ مُوْسٰى مَرْفُوْعاً: ((مَنْ صَلَّى الضُّحٰى أَرْبَعاً، وَقَبْلَ الْأُوْلٰى أَرْبَعاً، بُنِيَ لَهُ بَيْتٌ فِي الْجَنَّةِ)). [الصحيحة:٢٣٤٩]

سیدنا ابوموسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس نے چار رکعت نمازِ چاشت اور ظہر سے پہلے چار رکعتیں پڑھیں اس کے لئے جنت میں ایک گھر بنا دیا جائے گا۔''

تخریج: الصحیحة ۲۳۴۹۔ طبرانی فی الاوسط (۴۷۵۰)

أجر صلاة الصبح و قعود بعدها الى طلوع الشمس

صبح کی نماز اوراس کے بعد طلوعِ شمس تک بیٹھنے کا اجر و ثواب

٧٤٦۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِﷺ: ((مَنْ صَلَّى الْغَدَاةَ فِي جَمَاعَةٍ، ثُمَّ قَعَدَ يَذْكُرُ اللهَ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ، ثُمَّ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ، كَانَتْ لَهُ كَأَجْرِ حَجَّةٍ وَعُمْرَةٍ، تَامَّةٍ تَامَّةٍ تَامَّةٍ)). [الصحيحة:٣٤٠٣]

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے نمازِ فجر باجماعت ادا کی' اس کے بعد بیٹھ کر ذکر کرتا رہا' حتی کہ سورج طلوع ہو گیا' پھر اس نے دو رکعتیں پڑھیں' تو اسے مکمل' مکمل اور مکمل حج اور عمرے کا ثواب ملے گا۔''

تخریج: الصحیحة ۳۴۰۳۔ ترمذی (۵۸۶)' الاصبهانی فی الترغیب (۱۹۳۰)

باب: فضل ادراك التكبيرة الاولى مع الامام

باب: امام کے ساتھ تکبیر اولیٰ پانے کی فضیلت

٧٤٧۔ قَالَﷺ: ((مَنْ صَلّٰى لِلّٰهِ أَرْبَعِيْنَ يَوْماً فِيْ جَمَاعَةٍ، يُدْرِكُ التَّكْبِيْرَةَ الْأُوْلٰى، كُتِبَتْ لَهُ بَرَاءَتَانِ: بَرَاءَةٌ مِّنَ النَّارِ، وَبَرَاءَةٌ مِنَ النِّفَاقِ)) رُوِيَ مِنْ حَدِيْثِ أَنَسٍ وَأَبِيْ كَاهِلٍ، وَعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ۔

[الصحيحة:١٩٧٩، ٢٦٥٢]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے چالیس روز جماعت کے ساتھ نمازیں پڑھیں اور (امام کے ساتھ) تکبیر اولی (تکبیرِ تحریمہ) پاتا رہا تو اس کے لئے دو آزادیاں لکھ دی جاتی ہیں: جہنم سے آزادی اور نفاق سے آزادی۔'' یہ حدیث سیدنا انس' سیدنا ابو کاہل اور سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کی گئی ہے۔

تخریج: الصحیحۃ ۱۹۷۹۔ (۱) انس رضی اللہ عنہ: ترمذی (۲۴۱)، بیہقی فی الشعب (۲۸۷۲)، (۲) ابو کاہل رضی اللہ عنہ: طبرانی فی الکبیر (۱۸/ ۳۶۱۔ ۳۶۲)، عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ: ابن ماجہ (۷۹۸)

فوائد: قارئین کرام! کیا آپ نے اس حدیث پر عمل کر کے اللہ تعالی سے جہنم اور نفاق سے آزادی کا سرٹیفکیٹ حاصل کر لیا ہے، اگر جواب مثبت ہے تو ایک اور درجے کے حصول کی کوشش کریں، اور اگر جواب منفی میں ہے تو اپنی آئندہ منصوبہ بندی پر غور کریں۔

من قام بعشر آیات لم یکتب من الغافلین

جس نے دس آیات کے برابر بھی قیام کیا، وہ غافلین میں شمار نہیں ہوگا

۷٤۸ـ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((مَنْ قَامَ بِعَشْرِ آيَاتٍ لَّمْ يُكْتَبْ مِنَ الْغَافِلِيْنَ وَمَنْ قَامَ مِئَةَ آيَةٍ كُتِبَ مِنَ الْقَانِتِيْنَ، وَمَنْ قَرَأَ بِأَلْفِ آيَةٍ كُتِبَ مِنَ الْمُقَنْطِرِيْنَ)). [الصحيحة:٦٤٢]

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے (رات کو) دس آیات کے ساتھ قیام کیا اسے غافلوں میں سے نہیں لکھا جاتا، جس نے سو آیات کے ساتھ قیام کیا اسے عاجزی کرنے والوں میں لکھا جاتا ہے اور جس نے ہزار آیتوں کے ساتھ قیام کیا اسے ڈھیروں اجر حاصل کرنے والوں میں لکھا جاتا ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۶۴۲۔ ابو داود (۱۳۹۸)، ابن خزیمۃ (۱۱۴۴)، ابن حبان (۲۵۷۲)

فوائد: یعنی آدمی رات کو دس آیات کی تلاوت پر مشتمل نماز بھی نہیں پڑھ سکتا تو اس کا اندراج غافلوں کی فہرست میں کر دیا جاتا ہے، ایک آسان سی ترکیب ہے کہ نماز کی سنتوں کے بعد حسب استطاعت دو، چار، چھ یا آٹھ رکعت نفل پڑھ کر نماز وتر ادا کر لیں، آپ کا شمار بھی ان لوگوں میں ہو جائے گا جو تہجد گزار ہوتے ہیں۔ (ان شاء اللہ تعالی)، کیونکہ نماز تہجد کا وقت نماز عشاء سے طلوع فجر تک جاری رہتا ہے، اس سے بھی بہترین صورت یہ ہے کہ جو لوگ رات کو دیر سے سوتے ہیں، وہ سوتے وقت دو چار نفلی اور وتر نماز پڑھ لیں۔

فضل اية الكرسي

آیۃ الکرسی کی فضیلت کا بیان

٧٤٩ـ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ قَرَأَ آيَةَ الْكُرْسِيِّ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ، لَمْ يَحِلْ بَيْنَهُ وَبَيْنَ دُخُوْلِ الْجَنَّةِ إِلَّا الْمَوْتُ)). [الصحيحة: ٩٧٢]

سیدنا ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے ہر نماز کے بعد آیۃ الکرسی کی تلاوت کی تو اس کے اور جنت میں داخلے کے درمیان کوئی چیز حائل نہیں ہوتی، سوائے موت کے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۹۷۲۔ ابن السنی (۱۲۵)، نسائی فی عمل الیوم واللیلۃ (۱۰۰)، طبرانی فی الکبیر (۷۵۳۲)

فوائد: یہ فرض نمازوں اور اللہ تعالی کے کلام کی برکت ہے۔

أجر يقرأة مائة آية

سو آیات کے پڑھنے کا ثواب

٧٥٠ـ عَنْ تَمِيْمِ الدَّارِيِّ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ

سیدنا تمیم داری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

قَالَ:((مَنْ قَرَأَ بِمِئَةِ آيَةٍ فِي لَيْلَةٍ كُتِبَ لَهُ قُنُوْتُ لَيْلَةٍ)). [الصحيحة:٦٤٤]

''جس نے ایک رات کے (قیام میں) سو آیات کی تلاوت کی اس کے حق میں پوری رات کے قیام کا ثواب لکھا جاتا ہے۔''

تخريج: الصحيحة ۶۴۴۔ دارمی (۳۴۵۳)' احمد (۴/ ۱۰۳)' نسائی فی الکبری (۱۰۵۵۳)

فوائد: یہ بھی اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہے کہ ۲۵' ۳۰ منٹوں میں سو (۱۰۰) آیات پر مشتمل نماز پڑھ لیں اور دس بارہ گھنٹے کی رات کے قیام کا ثواب اللہ تعالیٰ سے وصول کر لیں۔

۷۵۱۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ قَرَأَ فِي لَيْلَةٍ مِئَةَ آيَةٍ لَمْ يُكْتَبْ مِنَ الْغَافِلِيْنَ، أَوْ كُتِبَ مِنَ الْقَانِتِيْنَ)). [الصحيحة:٦٤٣]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے ایک رات میں (قیام کے دوران) سو آیتوں کی تلاوت کی اسے غافل لوگوں میں نہیں لکھا جاتا یا اسے قیام کرنے والوں میں لکھ دیا جاتا ہے۔''

تخريج: الصحيحة ۶۴۳۔ ابن نصر فی قيام الليل (ص: ۶۶)' ابن خزيمة (۱۱۴۲)

باب: قضاء سنة الفجر بعد طلوع الشمس

باب: فجر کی سنتوں کی سورج نکلنے کے بعد قضاء کا بیان

۷۵۲۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعاً: ((مَنْ لَمْ يُصَلِّ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ، فَلْيُصَلِّهِمَا بَعْدَ مَا تَطْلُعُ الشَّمْسُ)). [الصحيحة:٢٣٦١]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو فجر کی دو سنتیں نہ پڑھ سکا' اسے چاہیے کہ وہ طلوع آفتاب کے بعد انہیں ادا کر لے۔''

تخريج: الصحيحة ۲۳۶۱۔ ترمذی (۴۲۳)' ابن خزيمة (۱۱۱۷)' ابن حبان (۲/ ۲۴)' حاکم (۱/ ۲۷۴)

فوائد: اگر نماز فجر سے پہلے والی دو سنتیں رہ جائیں تو ان کو دو اوقات میں پڑھا جا سکتا ہے' طلوع آفتاب کے بعد جیسا کہ اس حدیث میں ہے اور نماز فجر کے متصل بعد جیسا کہ سیدنا قیس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ نماز فجر پڑھی' جب آپ ﷺ (نماز سے فارغ ہو کر) پلٹے تو مجھے نماز پڑھتے ہوئے پایا اور فرمایا: ''قیس! ذرا ٹھہر کیا دو نمازیں اکٹھی پڑھی جا رہی ہیں؟'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں فجر کی دو سنتیں نہ پڑھ سکا (اور اب پڑھ رہا ہوں) آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو پھر کوئی حرج نہیں۔'' [ابوداود' ابن ماجہ' ترمذی]

فضل انتظار الصلاة

نماز کا انتظار کرنے کی فضیلت کا بیان

۷۵۳۔ عَنْ جَابِرٍ مَرْفُوْعاً: ((اَلْمَرْءُ فِي صَلَاةٍ مَا انْتَظَرَهَا)). [الصحيحة:٢٣٦٨]

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب تک آدمی نماز کا انتظار کرتا رہے' وہ نماز کے حکم میں رہتا ہے۔''

تخريج: الصحيحة ۲۳۶۸۔ عبد بن حميد (۱۰۵۲)' احمد (۳/ ۳۴۸)' ابويعلى (۱۹۳۹)' ابن حبان (۱۵۲۹)' من طريق آخر بمعناه

فوائد: اللہ تعالیٰ نے فضل و احسان کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ جو آدمی نماز کے انتظار میں بیٹھا ہوتا ہے تو اسے بھی نماز کا حکم دیا

جاتا ہے' یعنی اسے نماز کا ثواب ملتا رہتا ہے۔ ان لوگوں کو غور وفکر کرنا چاہئے جو مسجد میں پہلے جانے سے کترانے کے لئے اپنی نگاہ گھڑی پر رکھ کر جماعت کا وقت قریب ہونے کا انتظار کرتے رہتے ہیں' تا کہ مسجد میں جا کر نماز کے انتظار میں بیٹھنا ہی نہ پڑے۔

المسجد بيت كل تقي

مسجد ہر پرہیز گار کا گھر ہے

٧٥٤۔ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ قَالَ:۔كَتَبَ سَلْمَانُ إِلَى أَبِي الدَّرْدَاءِ: يَا أَخِي! عَلَيْكَ بِالْمَسْجِدِ فَالْزَمْهُ، فَإِنِّي سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ:((**اَلْمَسْجِدُ بَيْتُ كُلِّ تَقِيٍّ**)). [الصحيحة:٧١٦]

ابوعثمان کہتے ہیں کہ سلمان نے ابو درداء کی طرف لکھا: اے میرے بھائی! مسجد سے وابستہ رہ' کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''مسجد ہر پرہیز گار آدمی کا گھر ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۷۱۶۔ ابو نعیم فی الحلیة (۶/ ۱۷۶)' قضاعی فی مسند الشهاب (۴۲' ۴۳)' طبرانی فی (۶۱۴۳)

فوائد: مسجد اللہ تعالی کا گھر ہے' اس کا مفہوم ہر کوئی سمجھتا ہے کہ اس میں اللہ تعالی کے فرائض کی ادائیگی ہوتی ہے' وہاں سے ذکرِ الٰہی اور تلاوت قرآن کی آواز آتی رہتی ہے' نیز وہ نیک و پارسا لوگوں کی پناہ گاہ ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ مسجد نیکوکار اور پرہیز گار لوگوں کا گھر بھی ہے' کیونکہ انہیں وہاں ایسا سکون محسوس ہوتا ہے جو عام لوگوں کو گھر پہنچ کر نصیب ہوتا ہے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (إن للمساجد أوتاداً، الملائكة جلساؤهم، إن غابوا يفتقدونهم، وإن مرضوا عادوهم، وإن كانوا في حاجة أعانوهم، وقال: جليس المسجد على ثلاث خصال: أخ مستفادٍ، أو كلمة حكمةٍ، أو رحمة منتظرة)۔ [صحیحہ:۳۴۰۱] یعنی: بیشک بعض لوگ مسجد نشیں ہوتے ہیں کہ فرشتے ان کے ہم نشیں ہوتے ہیں' اگر وہ غائب ہو جائیں تو وہ انھیں تلاش کرتے ہیں' اگر وہ بیمار پڑ جائیں تو وہ ان کی تیمارداری کرتے ہیں اور اگر انھیں کوئی ضرورت ہو تو وہ ان کی اعانت کرتے ہیں۔ مسجد میں بیٹھنے والے کو کوئی ایک فائدہ ضرور ہوتا ہے: کوئی اس سے استفادہ کرتا ہے یا وہ حکمت والی بات کرتا ہے یا اسے رحمت کا انتظار ہوتا ہے۔

القراءة في ركعتين قبل الفجر

فجر سے پہلے دو رکعات کی قرأت کا بیان

٧٥٥۔ عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي أَرْبَعاً قَبْلَ الظُّهْرِ، وَرَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ لَايَدَعُهُمَا، قَالَتْ: وَكَانَ يَقُوْلُ: ((**نِعْمَتِ السُّوْرَتَانِ يُقْرَأُ بِهِمَا فِي رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ: ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ﴾ وَ﴿قُلْ يٰأَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ﴾**)) [الصحيحة:٦٤٦]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ظہر سے پہلے چار رکعتیں پڑھتے تھے اور فجر سے پہلے والی دو سنتوں کو ترک نہیں کرتے تھے اور فرماتے: ''دو بہترین سورتیں ہیں' جنھیں فجر سے پہلے والی دو رکعتوں میں پڑھا جاتا ہے: ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ﴾ اور ﴿قُلْ يٰأَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ﴾۔''

تخریج: الصحیحة ۶۴۶۔ ابن خزیمة (۱۱۱۴)' ابن حبان (۲۴۶۱)' ابن ماجه (۱۱۵۰)' احمد (۶/ ۲۳۹)

النهي عن البول بأبواب المساجد

مسجدوں کے دروازوں پر پیشاب کرنے کی ممانعت

٧٥٦ـ عَنْ مَكْحُولٍ مَرْفُوْعاً: ((نَهٰى ﷺ أَنْ يُّبَالَ بِأَبْوَابِ الْمَسَاجِدِ)). [الصحيحة:٢٧٢٣]

مکحول تابعی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مساجد کے دروازوں کے آس پاس پیشاب کرنے سے منع فرمایا۔

تخريج: الصحيحة ٢٧٢٣- ابن شيبة فى تاريخ المدينة (١/ ٣٦)' ابوداود فى المراسيل (١٣٣)' عن مكحول مرسلاً

فوائد: طہارت وصفائی اسلام کا انتہائی اہم عنصر ہے' بلکہ یوں کہا جائے کہ صفائی کے بغیر عبادت کا مزہ بھی کرکرا ہو جاتا ہے اور دوسری چیز' جس کا اسلام نے بہت زیادہ خیال رکھا ہے' مسلمانوں کو ہر قسم کی چھوٹی و بڑی تکلیف سے بچانا ہے۔ ان دو تقاضوں کو شریعت نے پورا کرتے ہوئے جتنے احکام لاگو کئے' ان میں سے ایک یہ ہے کہ قضائے حاجت کے لئے ایسی جگہ کا انتخاب کیا جائے جس سے کسی بشر کو تکلیف نہ ہو۔ مثلاً سیدنا معاذ ﷛ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تین چیزوں سے بچو' جو تمہارے لئے لوگوں کی لعن طعن کا سبب بنتی ہیں' یعنی: لوگوں کے گھاٹ' وسطِ راہ اور (مستعمل) سایوں میں قضائے حاجت کرنا۔'' [ابوداود' ابن ماجہ] اسی طرح شریعتِ مطہرہ نے غسل خانے میں پیشاب کرنے سے منع کیا' جس کے نقصانات واضح ہیں' اسی مسئلہ کی ایک شق یہ ہے اللہ تعالی کے گھروں کے دروازوں کے سامنے قضائے حاجت نہ کی جائے' کیونکہ یہ لوگوں کے جمع ہونے کی جگہ بھی ہے' لوگوں کی گزرگاہ بھی ہے اور سب سے بڑی وجہ کہ اس سے مسجد کی توہین ہوتی ہے اور مسجد میں تعفن پھیلتا ہے' جس سے نمازیوں کو تکلیف ہوگی۔

النهي عن كف الشعر في الصلاة

نماز میں بالوں کو اکٹھا کرنے کی ممانعت

٧٥٧ـ عَنْ مِخْوَلٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا سَعْدٍ۔ رَجُلاً مِنْ أَهْلِ الْمَدِيْنَةِ۔ يَقُوْلُ رَأَيْتُ أَبَا رَافِعٍ مَوْلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ رَأَى الْحَسَنَ وَهُوَ يُصَلِّيْ، وَقَدْ عَقَصَ شَعْرَهُ، فَأَطْلَقَهُ، أَوْنَهٰى عَنْهُ، وَقَالَ: ((نَهٰى ﷺ أَن يُّصَلِّيَ الرَّجُلُ وَهُوَ عَاقِصٌ شَعْرَهُ)). [الصحيحة:٢٣٨٦]

مخول کہتے ہیں: میں نے ابوسعد' جو مدینے کا باشندہ تھا' کو کہتے سنا' اس نے کہا: میں نے دیکھا کہ حسن نماز پڑھ رہا تھا اس حال میں کہ اپنے بالوں کو اپنے سر پر اکٹھا کر کے باندھا ہوا تھا' رسول اللہ ﷺ کے غلام ابو رافع نے اس کے بالوں کو کھول دیا یا ایسا کرنے سے منع کیا اور کہا: رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے کہ آدمی نماز پڑھ رہا ہو اور اس کے بال اس کے سر کے پیچھے اکٹھے کر کے باندھے ہوئے ہوں۔

تخريج: الصحيحة ٢٣٨٦- ابن ماجه (١٠٤٢)' احمد (٦/ ٨' ٣٩١)' دارمى (١٣٨٠)' ابوداود (٦٤٦)' نحوه

باب: الاقعاء المنهى عنه

باب: اقعاء (بیٹھنے) کی صورت جو منع ہے

٧٥٨ـ عَنْ أَنَسٍ: ((نَهٰى ا عَنِ الْإِقْعَاءِ وَالتَّوَرُّكِ فِي الصَّلَاةِ)). [الصحيحة:١٦٧٠]

سیدنا انس ﷛ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز میں اقعاء اور تورّک سے منع فرمایا۔

تخريج: الصحيحة ١٦٧٠- احمد (٣/ ٢٣٣)' السراج فى مسنده (٣/ ٧٣/ ١)' البزار (٥٤٩- الكشف)

فوائد: حدیث میں مذکورہ "اِقْعَاء" اور "تَوَرُّك" کی دو دو صورتیں ہیں' ہر ایک میں سے ایک صورت مسنون اور دوسری ناجائز ہے۔ "اقعاء" اور "تورك" کی ناجائز صورتیں: "اقعاء": پنڈلیوں اور رانوں کو کھڑا کر کے سرینوں پر بیٹھنا اور ہاتھ زمین پر

رکھنا۔ "تورك": نماز میں کھڑے ہو کر دونوں ہاتھوں کو دونوں کولھوں کے برابر رکھنا۔ یہ دونوں صورتیں مذکورہ بالا اور دوسری احادیث کی بنا پر ممنوع ہیں۔ "اقعاء" اور "تورك" کی مسنون صورتیں یہ ہیں: "اقعاء": دو سجدوں کے درمیان جلسے میں اپنے سرینوں کو اپنی ایڑیوں پر رکھنا' جیسا کہ سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: من السنة فی الصلاة أن تضع ألیتك علی عقبیك بین السجدتین۔ [صحیح: ۳۸۳] یعنی: یہ سنت ہے کہ تو نماز میں دو سجدوں کے درمیان (جلسہ میں) اپنے سرینوں (چوتڑوں) کو اپنی ایڑیوں پر رکھے۔ "تورك": نمازی کا آخری تشہد میں دائیں کولھے کو دائیں پیر پر اس طرح رکھنا کہ وہ کھڑا ہو اور انگلیوں کا رخ قبلہ کی طرف ہو' نیز بائیں کولھے کو زمین پر ٹیکنا اور بائیں پیر کو پھیلا کر دائیں طرف نکالنا۔ جیسا کہ سیدنا ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ: ...... فاذا جلس فی الرکعة الآخر قدم رجله الیسری ونصب الاخری وقعد علی مقعدته۔ [بخاری] یعنی: جب آپ ﷺ آخری رکعت کے بعد (تشہد میں) بیٹھتے تو اپنے دائیں پاؤں کو (دائیں پنڈلی کے نیچے سے) آگے کو بڑھا دیتے' اپنے دائیں پاؤں کو گاڑ کر رکھتے اور اپنے سرین پر بیٹھ جاتے۔

باب: الصلاة قبل اصفرار الشمس

باب: سورج کے زرد ہونے سے پہلے نفل نماز کا بیان

۷۵۹۔ عَنْ عَلِيٍّ: ((نَهٰی ﷺ عَنِ الصَّلَاةِ بَعْدَ الْعَصْرِ إِلَّا وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ)).

[الصحیحة: ۲۰۰]

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عصر کے بعد نماز پڑھنے سے منع فرمایا' اِلَّا یہ کہ سورج بلند ہو۔

تخریج: الصحیحة ۲۰۰۔ ابو داود (۱۲۷۴)' نسائی (۵۷۴)' احمد (۱/ ۱۲۹' ۱۴۱)

فوائد: پہلے بھی اس مسئلہ پر بحث ہو چکی ہے کہ نماز عصر کے بعد علی الاطلاق نفلی نماز پڑھنا ممنوع نہیں ہے' بلکہ کچھ وقت تک اجازت ہے' جس کی وضاحت اس حدیث میں کر دی گئی ہے۔

ومن أمور المذمومة في الصلاة

نماز میں مذمومہ امور کا بیان

۷۶۰۔ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ شِبْلٍ: ((نَهٰی ﷺ عَنْ نَقْرَةِ الْغُرَابِ، وَافْتِرَاشِ السَّبُعِ، وَأَنْ يُوَطِّنَ الرَّجُلُ الْمَكَانَ فِي الْمَسْجِدِ كَمَا يُوَطِّنُ الْبَعِيرُ)). [الصحیحة: ۱۱۶۸]

سیدنا عبد الرحمن بن شبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کوے کے ٹھونگ مارنے (کی طرح عجلت کے ساتھ سجدہ کرنے سے)' اور (سجدے میں) درندے کی طرح بازو بچھانے سے منع فرمایا اور اس سے بھی منع کیا کہ آدمی مسجد میں ایک جگہ کو اپنے لئے اس طرح خاص کر لے جس طرح اونٹ کرتا ہے۔

تخریج: الصحیحة ۱۱۶۸۔ ابو داود (۸۶۲)' نسائی (۱۱۱۳)' ابن ماجه (۱۴۲۹)' احمد (۳/ ۴۲۸۔ ۴۲۹)

فوائد: مسائل بالکل واضح ہیں کہ سکون کے ساتھ سجدہ کرنا چاہیے' سجدے میں بازو زمین سے بلند ہوں اور مسجد میں کسی جگہ کو نماز کے لیے خاص نہ کر لیا جائے کہ اگر کوئی وہاں بیٹھ گیا ہو تو اسے اٹھا دیا جائے' بلکہ بعد میں آنے والوں کو جہاں جگہ ملے وہ ترتیب کے ساتھ بیٹھتے جائیں۔

باب: وجوب خروج النساء الى مصلى العيد

۷۶۱۔ عَنْ أُخْتِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ رَوَاحَةَ الْأَنْصَارِيِّ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: (وَجَبَ الْخُرُوْجُ عَلٰى كُلِّ ذَاتِ نِطَاقٍ)۔يَعْنِي فِي الْعِيْدَيْنِ۔ [الصحيحة:۲٤۰۸]

باب: نماز عید کے لیے عورتوں کا عیدگاہ جانا واجب ہے

سیدنا عبد اللہ بن رواحہ انصاری رضی اللہ عنہ کی بہن سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''(عیدین کے لئے) ہر اس عورت پر نکلنا فرض ہے، جو کمر بند باندھتی ہو یعنی بالغ ہو۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۴۰۸۔ احمد (۶/ ۳۵۸)، طیالسی (۱۶۲۲)، بیھقی (۳/ ۳۰۶)

فوائد: نماز عیدین میں نبی کریم ﷺ نے عورتوں کی شرکت پر اتنی تاکید فرمائی کہ حیض والی عورتوں کو بھی، جو نماز نہیں پڑھ سکتیں، مستثنیٰ نہ کیا۔ سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: امرنا ان نخرج العواتق والحیض فی العیدین یشھدن الخیر ودعوۃ المسلمین وتعتزل الحیض المصلی۔ [بخاری، مسلم] یعنی: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم جوان لڑکیوں اور حائضہ عورتوں کو بھی عیدین میں ساتھ لے کر نکلیں تاکہ وہ بھی مسلمانوں کے امورِ خیر اور دعاؤں میں شریک ہوں، البتہ حائضہ عورتیں عیدگاہ سے الگ رہیں۔ اور اس حدیث میں تو آپ ﷺ نے نماز عیدین میں شرکت کو واجب قرار دیا ہے۔ لیکن اس کے باوجود بعض لوگ ان سنتوں کی مخالفت پر تلے ہوتے ہیں۔

باب: من السنن المتروكة

۷٦۲۔ عَنْ نُعَيْمِ بْنِ النَّحَامِ۔ مِنْ بَنِي عَدِيِّ بْنِ كَعْبٍ۔ قَالَ: نُوْدِيَ بِالصُّبْحِ فِي يَوْمٍ بَارِدٍ وَأَنَا فِي مِرْطِ امْرَأَتِي فَقُلْتُ: لَيْتَ الْمُنَادِيَ يُنَادِيْ: وَمَنْ قَعَدَ فَلَا حَرَجَ، فَنَادٰى مُنَادِي النَّبِيِّ ﷺ: ((وَمَنْ قَعَدَ فَلَا حَرَجَ)). [الصحيحة:۲٦۰۵]

باب: ترک کی گئی سنتیں

نعیم بن نحام۔ جن کا تعلق قبیلہ بنو عدی بن کعب سے تھا۔ کہتے ہیں: ایک رات خوب سردی تھی، صبح کی اذان ہو رہی تھی اور میں اپنی بیوی کی چادر میں (لیٹا ہوا) تھا۔ میں نے کہا: کاش مؤذن یہ بھی کہہ دے: ''وَمَنْ قَعَدَ فَلَاحَرَجَ'' (اگر کوئی نہیں آنا چاہتا تو کوئی حرج نہیں)۔ (میں یہ سوچ ہی رہا تھا کہ) نبی کریم ﷺ کے مؤذن نے کہہ دیا: ''وَمَنْ قَعَدَ فَلَاحَرَجَ''۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۶۰۵۔ ابن ابی شیبۃ فی المسند (۵۵۳)، احمد (۴/ ۲۲۰)، بیھقی (۱/ ۳۹۸)

فوائد: ''ان الدین یسر'' یعنی: دین آسان ہے، کا یہی مفہوم ہے جو اس حدیث میں بیان کیا گیا کہ جہاں شریعت نے عام حالات میں مسجد میں نماز جماعت کو ضروری قرار دیا، وہاں کسی عذر کی وجہ سے رخصت کا اعلان بھی کروایا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بارش، سردی وغیرہ کے جس موسم میں نمازیوں کے لئے مسجد میں آنا مشکل ہو، اس دن اذان کے بعد مؤذن کہے: ومن قعد فلا حرج۔ لیکن ایسے حالات میں اذان کے بعد ''الا صلوا فی الرحال'' (خبردار! گھروں میں نماز پڑھ لو) کہنا بھی مسنون ہے۔ [بخاری، مسلم] اور یہ بھی درست ہے کہ ''حی علی الصلاۃ، حی علی الفلاح'' کے بجائے ''صلوا فی بیوتکم'' (گھروں میں نماز پڑھ لو) ہی کہہ دیا

جائے۔ [بخاری، مسلم]

تفسير الآية: واذا رأوا تجارة

٧٦٣ـ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: بَيْنَمَا النَّبِيُّ ﷺ يَخْطُبُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، وَقَدِمَتْ عِيرٌ إِلَى الْمَدِينَةِ، فَابْتَدَرَهَا أَصْحَابُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى لَمْ يَبْقَ مَعَهُ إِلَّا اثْنَا عَشَرَ رَجُلًا، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! لَوْ تَتَابَعْتُمْ حَتّٰى لَا يَبْقَ مِنْكُمْ أَحَدٌ، لَسَالَ بِكُمُ الْوَادِيُّ نَارًا)) فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الآيَةُ: ﴿وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوًا انْفَضُّوا إِلَيْهَا وَتَرَكُوكَ قَائِمًا(الْجُمُعَةُ ١١)﴾ وَقَالَ: فِي الِاثْنَي عَشَرَ الَّذِينَ ثَبَتُوا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ۔[الصحيحة:٣١٤٧]

اور جب انہوں نے تجارت کو دیکھا...... کی تفسیر کا بیان

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: نبی کریم ﷺ جمعہ کے روز خطبہ ارشاد فرما رہے تھے، مدینہ میں ایک (تجارتی) قافلہ آیا، اصحاب رسول اس کی طرف لپک پڑے اور صرف بارہ آدمی بچے۔ رسول اللہ ﷺ نے (یہ صورتحال دیکھ کر) فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر تم سارے کے سارے چلے جاتے اور کوئی بھی باقی نہ بچتا تو اس وادی میں آگ بہہ پڑتی جو تمھیں بہا کر لے جاتی۔'' پھر یہ آیات نازل ہوئیں: ﴿جب وہ کوئی سودا بکتے دیکھیں یا کوئی تماشا نظر آجائے تو اس کی طرف دوڑ جاتے ہیں اور آپ کو کھڑا ہی چھوڑ دیتے ہیں﴾ (سورۂ جمعہ: ۱۱) راوی کہتے ہیں: جو بارہ آدمی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بیٹھے رہے، سیدنا ابوبکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بھی ان میں شامل تھے۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۱۴۷۔ ابویعلی (۱۹۷۹)، ابن حبان (۶۸۷۷)، بخاری (۹۳۶، ۹۳۶، ۴۸۹۹)، مسلم (۸۶۳)، بغیر هذا اللفظ

فوائد: معلوم ہوا کہ خطبے کے دوران کسی دنیوی مقصد کے لئے اٹھ کر جانا گھناؤنا جرم ہے۔

الإعتكاف إلا في المساجد الثلاثة

٧٦٤ـ عَنْ أَبِي وَائِلٍ، قَالَ: قَالَ حُذَيْفَةُ لِعَبْدِاللّٰهِ [يَعْنِي ابْنَ مَسْعُودٍ۔ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ]: [قَوْمٌ] عُكُوفٌ بَيْنَ دَارِكَ وَدَارِ أَبِي مُوسٰى لَا تُغَيِّرُ (وَفِي رِوَايَةٍ: لَا تَنْهَاهُمْ)؟ وَقَدْ عَلِمْتُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَا اعْتِكَافَ إِلَّا فِي الْمَسَاجِدِ الثَّلَاثَةِ))؟ فَقَالَ عَبْدُاللّٰهِ: لَعَلَّكَ نَسِيتَ وَحَفِظُوا، أَوْ أَخْطَأْتَ وَأَصَابُوا۔

اعتکاف بس تین مسجدوں میں ہوگا

ابو وائل کہتے ہیں: سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہا: کچھ لوگ آپ کے اور ابوموسیٰ کے گھر کے درمیان اعتکاف کی نیت سے بیٹھے ہیں اور آپ انھیں منع نہیں کرتے؟ حالانکہ آپ جانتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اعتکاف نہیں ہے، مگر تین مساجد میں۔'' سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: شاید تو بھول گیا ہو اور انھیں یاد ہو یا شاید تجھے غلطی لگی ہو اور وہ درست ہوں۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۷۸۶۔ الاسماعیلی فی المعجم (۲/ ۷۲۱)، بیہقی فی السنن (۴/ ۳۱۶)، طحاوی فی المشکل (۴/ ۲۰)

فوائد: کون کون سی مساجد میں اعتکاف جائز ہے؟ بلاشبہ اعتکاف کے لئے صرف مسجد کا ہی انتخاب کیا جائے گا، نہ کہ گھر کا۔ جمہور کا موقف یہ ہے کہ ہر مسجد میں اعتکاف جائز ہے، کیونکہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿ولا تباشروهن وانتم عاكفون في المساجد﴾

[سورۂ بقرہ: ۱۸۷] یعنی: ''عورتوں سے اس وقت مباشرت نہ کرو جب تم مسجدوں میں اعتکاف کی حالت میں ہو۔'' چونکہ یہاں اللہ تعالی نے مساجد کا عام ذکر کیا ہے لہٰذا ہر مسجد میں اعتکاف جائز ہوگا۔ جبکہ امام البانی رحمہ اللہ وغیرہ کا خیال ہے کہ مذکورہ بالا حدیث کی روشنی میں اعتکاف صرف تین مساجد (مسجد حرام، مسجد نبوی، مسجد اقصی) میں جائز ہے، یہ کہتے ہیں کہ آیت عام ہے، اس حدیث نے اس کی تخصیص کر دی ہے۔ جمہور نے اس حدیث کا یہ جواب دیا ہے کہ اس سے مراد افضل اور اکمل اعتکاف ہے جو ان تین مساجد میں کیا جا سکتا ہے، جیسا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: (لا ایمان لمن لا امانة له) یعنی: جس آدمی میں امانت نہ ہو، اس کا تو کوئی ایمان نہیں ہوتا۔ یعنی اس کا ایمان افضل اور اکمل نہیں ہوتا۔ (واللہ اعلم بالصواب)

باب: الحض على صلاة النوافل في البيوت

باب: گھروں میں نوافل کی ادائیگی کی ترغیب

۷٦٥۔ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ مَرْفُوْعاً: ((لَاتَتَّخِذُوْا بُيُوْتَكُمْ قُبُوْراً، صَلُّوْا فِيْهَا)). [الصحيحة:٢٤١٨]

سیدنا زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اپنے گھروں کو قبریں نہ بناؤ، ان میں نماز پڑھا کرو۔''

تخریج: الصحیحة ۲۴۱۸۔ احمد (۴/ ۱۱۴)، عبد بن حمید (۲۷۵)، طبرانی فی الکبیر (۵۲۴۸)،

فوائد: پہلے بھی اس موضوع پر بحث ہو چکی ہے کہ گھروں میں نفلی نماز کا اہتمام کرنا چاہئے۔ ''گھروں کو قبریں نہ بناؤ'' اس کے تین مفہوم ہیں: (۱) مُردوں کی طرح نہ ہو جاؤ، جو اپنی قبروں میں نماز نہیں پڑھ سکتے۔ (۲) جو آدمی اپنے گھر میں نماز نہیں پڑھے گا، اس نے اپنے آپ کو میت اور اپنے گھر کو قبر بنا دیا۔ جس طرح قبرستان میں نماز پڑھنا حرام ہے اسی طرح گھروں کو بنا دیا جائے۔

باب: من آداب المساجد

باب: آداب مسجد کا بیان

۷٦٦۔ عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيْهِ [عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ] مَرْفُوْعاً: ((لَاتَتَّخِذُوْا الْمَسَاجِدَ طُرُقاً إِلَّا لِذِكْرٍ أَوْ صَلَاةٍ)). [الصحيحة:١٠٠١]

سالم اپنے باپ سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مساجد کو راستے نہ بناؤ، یہ تو صرف اللہ کے ذکر یا نماز کے لئے ہیں۔

تخریج: الصحیحة ۱۰۰۱۔ ابن ابی ثابت فی حدیثه (۱/ ۱۲۶)، طبرانی فی الکبیر (۱۳۲۱۹)، والاوسط (۳۱)

فوائد: مساجد کے مقاصد بیان کئے جا رہے ہیں کہ وہاں کی مصروفیت کی دو ہی صورتیں ہیں: ذکرِ الٰہی یا نماز۔

كراهية التخصيص بيوم الجمعة للصيام

روزوں کے لیے جمعہ کے دن کو خاص کرنے کی کراہت کا بیان

۷٦۷۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعاً: ((لَاتَخْتَصُّوْا لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ بِقِيَامٍ مِنْ بَيْنِ اللَّيَالِي، وَلَا

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قیام کے لئے جمعہ کی رات کو خاص نہ کرو اور نہ اس کے دن کو

تَخُصُّوْا يَوْمَ الْجُمُعَةِ بِصِيَامٍ مِنْ بَيْنِ الْأَيَّامِ ، إِلَّا أَنْ يَكُوْنَ فِي صَوْمٍ يَصُوْمُهُ أَحَدُكُمْ)). [الصحيحة: ٩٨٠]

روزہ کے لئے خاص کرو، ہاں اگر کوئی آدمی (اپنی ترتیب کے مطابق) روزے رکھ رہا ہے (اور اسے جمعہ کے دن روزہ رکھنا پڑ گیا ہے تو) وہ روزہ رکھ لے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۹۸۰۔ مسلم (۱۴۸/ ۱۱۴۴)' نسائی فی الکبری (۲۷۵۱)' ابن خزیمۃ (۱۱۷۶)

فوائد: کسی دلیل کے بغیر کسی دن کو عبادت کے لئے خاص نہیں کیا جا سکتا۔

النهي عن الصلاة الى القبر وعليه

قبر پر یا قبر کی طرف نماز پڑھنے کی ممانعت

٧٦٨۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مَرْفُوعاً: ((لَا تُصَلُّوْا إِلَى قَبْرٍ، وَلَا تُصَلُّوْا عَلَى قَبْرٍ)).

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''نہ قبر کی طرف منہ کر کے نماز پڑھو اور نہ قبر کے اوپر۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۰۱۶۔ طبرانی فی الکبیر (۱۲۰۵۱)' الضیاء فی المختارۃ (۱۲/ ۱۴۴)

النهي عن الصلاة عند طلوع الشمس و غروبها

سورج کے طلوع اور غروب ہوتے وقت نماز پڑھنے کی ممانعت کا بیان

٧٦٩۔عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تُصَلُّوْا عِنْدَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَلَا عِنْدَ غُرُوْبِهَا، فَإِنَّهَا تَطْلُعُ وَتَغْرُبُ عَلَى قَرْنِ شَيْطَانٍ وَصَلُّوْا بَيْنَ ذٰلِكَ مَا شِئْتُمْ)). [الصحيحة: ٣١٤]

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''طلوع آفتاب یا غروب آفتاب کے وقت نماز نہ پڑھو' کیونکہ یہ شیطان کے سینگ پر طلوع اور غروب ہوتا ہے' (طلوع اور غروب) کے درمیان جیسے چاہو نماز پڑھو۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۱۴۔ ابویعلی (۴۲۱۶)' الضیاء فی المختارۃ (۱۸۸۳)

لاغرار فی صلاة ولا تسليم

نہ نماز میں نقص جائز ہے اور نہ سلام میں

٧٧٠۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا غِرَارَ فِي صَلَاةٍ وَلَا تَسْلِيْمٍ)).

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''نہ نماز (کے ارکان) میں نقص پیدا کرنا جائز ہے اور نہ (نماز میں) سلام دینا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۱۸۔ ابو داود (۹۲۸)' احمد (۲/ ۴۶۱)' حاکم (۱/ ۲۶۴)

فوائد: ابوعمرو شیبانی نے کہا: ''لاغرار'' کا معنی یہ ہے کہ آدمی اپنی نماز سے اس حال میں نہ نکلے کہ اسے نماز کے کسی حصے کے باقی رہنے کا گمان ہو' بلکہ (وہ اس وقت سلام پھیرے) جب اسے نماز کے مکمل ہونے کا یقین ہو۔ ابن اثیر نے کہا: ''غرار الصلاۃ'' سے مراد اس کی کیفیات وارکان میں نقص ہوتا ہے اور ''غرار التسلیم'' سے مراد یہ ہے کہ نمازی (جواباً) ''وعلیک'' کہے۔ امام البانی رحمہ اللہ نے

کہا: ''ولا تسلیم'' کا یہ معنی نہیں کہ غیر نمازی نمازی کو سلام نہ کہے کیونکہ کئی احادیث میں ثابت ہے کہ صحابہ کرام نبی کریم ﷺ کو سلام کہتے تھے (اور آپ ﷺ اشارے سے جواب دیتے تھے)۔...... (صحیحہ: حدیث: ۳۱۸ کے تحت) خلاصۂ کلام یہ ہوا کہ جب تک نمازی کو نماز کی تکمیل کا یقین نہ ہو جائے وہ سلام نہیں پھیر سکتا' نیز وہ سلام کا جواب بول کر نہیں دے سکتا' کیونکہ اسے کلام کہتے ہیں' جو نماز میں حرام ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

النهي عن الكلام في الصلاة

۷۷۱۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ: أَنَّهُ كَانَ يُسَلِّمُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ يُصَلِّي فَيَرُدُّ عَلَيْهِ السَّلَامَ ثُمَّ إِنَّهُ سَلَّمَ عَلَيْهِ وَهُوَ يُصَلِّي فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ، فَظَنَّ عَبْدُاللّٰهِ أَنَّ ذٰلِكَ مِنْ مُوْجِدَةٍ مِّنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! كُنْتُ أُسَلِّمُ عَلَيْكَ وَأَنْتَ تُصَلِّي فَتَرُدُّ عَلَيَّ، فَسَلَّمْتُ عَلَيْكَ فَلَمْ تَرُدَّ عَلَيَّ، فَظَنَنْتُ أَنَّ ذٰلِكَ مِنْ مُوْجِدَةٍ عَلَيَّ فَقَالَ: **((لَا وَلٰكِنَّا نُهِيْنَا عَنِ الْكَلَامِ فِي الصَّلَاةِ، إِلَّا بِالْقُرْآنِ وَالذِّكْرِ))**. [الصحيحة: ۲۳۸۰]

نماز میں کلام کرنے کی ممانعت کا بیان

سیدنا عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کو سلام کہتے تھے' اس حال میں کہ آپ نماز پڑھ رہے ہوتے تھے' اور آپ ﷺ ان کے سلام کا جواب دیتے تھے۔ (ایک دن) انہوں نے سلام کہا' لیکن آپ ﷺ نے جواب نہ دیا۔ سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ کو گمان ہوا کہ رسول اللہ ﷺ ان سے ناراض ہیں۔ جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو انھوں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! میں آپ کو نماز کی حالت میں سلام کہتا تھا اور آپ مجھے جواب دیتے تھے' لیکن آج میں نے سلام کہا اور آپ نے جواب نہ دیا' میں یہ سمجھا کہ آپ مجھ سے ناراض ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ایسی بات نہیں ہے' دراصل ہمیں نماز میں کلام کرنے سے منع کر دیا گیا ہے' ما سوائے قرآن مجید اور (اللہ کے) ذکر کے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۳۸۰۔ طبرانی فی الکبیر (۱۰۱۲۸)

فوائد: ابتدائے اسلام میں نماز میں گفتگو جائز تھی' بعد میں حرام ہوگئی۔ اسی بناء پر زبان سے سلام کا جواب دینا درست نہیں' کیونکہ اسے کلام کہا جاتا ہے' البتہ نمازی اشارے سے سلام کا جواب دے سکتا ہے۔ پہلے اس کی تفصیل گزر چکی ہے۔

باب: صلاة الضحى هي الاوابين

۷۷۲۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ **((لَا يُحَافِظُ عَلٰى صَلَاةِ الضُّحٰى إِلَّا أَوَّابٌ وَهِيَ صَلَاةُ الْأَوَّابِيْنَ))**. [الصحيحة: ۷۰۳، ۱۹۹٤]

باب: چاشت کی نماز ہی ''اوابین'' ہے

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بہت توبہ کرنے والا فرد ہی چاشت کی نماز کی حفاظت کرتا ہے اور یہی صلاۃ الاوّابین (بہت توبہ کرنے والوں کی نماز) ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۷۰۳' ۱۹۹۴' ابن خزیمۃ (۱۲۲۴)' حاکم (۱/ ۳۱۴)

فوائد: یہ ایک واضح دلیل ہے کہ نماز ضحیٰ کو ہی ''صلاۃ الاوابین'' کہتے ہیں' اگرچہ عوام میں مشہور ہے کہ یہ نماز بعد از نماز مغرب ہوتی ہے' جو محض ایک خام خیالی ہے۔ عصرِ حاضر میں خواص وعوام نماز ضحیٰ کی ادائیگی سے غافل ہیں' حالانکہ دو رکعت نمازِ ضحیٰ ادا کرنے

سے انسان کے ۳۶۰ جوڑوں کی طرف سے صدقہ ادا ہو جاتا ہے۔اس کی مزید فضیلت و اہمیت پہلے گزر چکی ہے۔آپ ﷺ نے آٹھ رکعت تک نمازِ ضحیٰ بھی پڑھی ہے۔

تحريم الصلاة عند طلوع الشمس

طلوع آفتاب کے وقت نماز پڑھنے کی حرمت کا بیان

۷۷۳۔ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ نَافِعٍ قَالَ: رَآنِي أَبُوْ بَشِيْرٍ الْأَنْصَارِيُّ صَاحِبُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَأَنَا أُصَلِّي صَلَاةَ الضُّحٰى حِيْنَ طَلَعَتِ الشَّمْسُ،فَعَابَ عَلٰى ذٰلِكَ وَنَهَانِي، ثُمَّ قَالَ: إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَاتُصَلُّوْا حَتّٰى تَرْتَفِعَ الشَّمْسُ، فَإِنَّهَا تَطْلَعُ بَيْنَ قَرْنَيِ الشَّيْطَانِ)). [الصحيحة:٣٠٤١]

سعید بن نافع کہتے ہیں ابو بشیر انصاری، جو صحابیٔ رسول تھے، نے مجھے دیکھا اور میں طلوعِ آفتاب کے وقت چاشت کی نماز پڑھ رہا تھا، انھوں نے میرے اس عمل کو معیوب قرار دیا اور مجھے ایسا کرنے سے منع کر دیا اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس وقت تک نماز نہ پڑھو، جب تک سورج طلوع نہ ہو جائے، کیونکہ یہ شیطان کے سینگوں کے درمیان سے طلوع ہوتا ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۰۴۱۔ احمد (۵/ ۲۱۶)، بخاری فی التاریخ والکنی ۸/ ۱۵، ابویعلی (۱۵۷۲)

تكبيرات الجنائز والعيدين اربعًا

جنائز اور عیدین کی تکبیریں چار چار ہیں

۷۷٤۔ عَنِ الْوَضِيْنِ بْنِ عَطَاءٍ، أَنَّ الْقَاسِمَ أَبَا عَبْدِالرَّحْمٰنِ حَدَّثَهُ، قَالَ: حَدَّثَنِي بَعْضُ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ عِيْدٍ، فَكَبَّرَ أَرْبَعًا ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ حِيْنَ انْصَرَفَ قَالَ: ((لَاتَنْسَوْا تَكْبِيْرَ الْجَنَائِزِ، وَأَشَارَ بِأَصَابِعِهِ، وَقَبَضَ إِبْهَامَهُ، يَعْنِي فِي صَلَاةِ الْعِيْدِ)). [الصحيحة:٢٩٩٧]

وضین بن عطا کہتے ہیں: مجھ سے ابو عبد الرحمٰن قاسم نے بیان کیا، وہ کہتے ہیں کہ مجھے کسی صحابیٔ رسول نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں عید کے روز نماز پڑھائی اور چار چار تکبیریں کہیں، پھر نماز سے فارغ ہونے کے بعد ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ''بھولنا نہیں، جنازے کی تکبیرات کی طرح (چار تکبیریں اس نماز میں بھی ہیں)۔'' پھر آپ ﷺ نے (بات سمجھانے کے لئے) انگوٹھا بند کر کے (بقیہ چار) انگلیوں کے ساتھ اشارہ کیا۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۹۹۷۔ طحاوی (۴/ ۳۴۵)

فوائد: اس سے مراد وہی چھ تکبیریں ہیں، جو ہمارے ہاں احناف کا عمل ہے، پہلی رکعت میں تکبیر تحریمہ اور دوسری رکعت میں رکوع کی تکبیر کو شامل کر کے کل آٹھ بنتی ہیں۔امام البانی ؒ نے کہا: جو چار چار تکبیرات کہنا چاہتا ہے، وہ اس مذکورہ بالا حدیث اور دوسرے آثار کی بنا پر کہہ لے اور جو پہلی رکعت میں سات اور دوسری میں پانچ تکبیرات کہنا چاہتا ہے، وہ بھی کہہ لے، کیونکہ اس کے حق میں بھی ایک مسند حدیث موجود ہے، جس کی طرف امام بیہقی ؒ نے اشارہ کیا اور یہ طریقہ کئی صحابہ سے بھی منقول ہے، اس لئے حدیث پورے مجموعہ کی بنا پر درجۂ صحت تک پہنچ جاتی ہے۔(صحیحہ: حدیث: ۲۹۹۷ کے تحت) بارہ تکبیرات پر دلالت کرنے والی احادیث: سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''التكبير في الفطر سبع في الاولى و خمس في الاخرى والقراءة

بعدهما کلتیهما۔ [ابوداوٗد، ابن ماجہ] یعنی: عید الفطر کی پہلی رکعت میں سات اور دوسری میں پانچ تکبیریں ہیں اور دونوں قراءت سے پہلے کہی جائیں گی۔ سیدنا عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے نماز عیدین کی پہلی رکعت میں قراءت سے پہلے سات اور دوسری رکعت میں قراءت سے پہلے پانچ تکبیرات کہیں۔ [ترمذی، ابن ماجہ] سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نماز عیدین میں پہلی رکعت میں قراءت سے پہلے سات اور دوسری رکعت میں قراءت سے پہلے پانچ تکبیریں کہتے تھے۔ [ابن ماجہ] سیدنا عمر، سیدنا علی، سیدنا ابو ہریرہ، سیدنا جابر، سیدنا عبد اللہ بن عمر، سیدنا عبد اللہ بن عباس، سیدنا ابو ایوب، سیدنا زید بن ثابت اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہم اور امام احمد، امام شافعی اور امام مالک اور دیگر کئی ائمہ کا یہی مسلک ہے کہ نماز عیدین میں بارہ تکبیریں کہی جائیں۔ اس موضوع پر بعض احادیث میں ضعف ہے، لیکن وہ شواہد کی بنا پر صحیح ہیں۔

لا صلاة بعد العصر و الفجر سوى المكة

مکہ کے علاوہ عصر اور فجر کی نماز کے بعد کوئی نماز نہیں ہے

۷۷۵۔ عَنْ أَبِي ذَرٍّ أَنَّهُ أَخَذَ بِحَلْقَةِ بَابِ الْكَعْبَةِ، فَقَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((لَاصَلَاةَ بَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰى تَغْرُبَ الشَّمْسُ، وَلَا بَعْدَ الْفَجْرِ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ، إِلَّا بِمَكَّةَ، إِلَّا بِمَكَّةَ، [إِلَّا بِمَكَّةَ])). [الصحيحة:٣٤١٢]

سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے باب کعبہ کا کڑا پکڑ کر کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''عصر کے بعد غروب آفتاب تک کوئی نماز نہیں اور (اسی طرح) فجر کے بعد طلوع آفتاب تک کوئی نماز نہیں، مگر مکہ میں، مگر مکہ میں، مگر مکہ میں (یعنی مکہ میں ہر وقت پڑھ سکتا ہے)۔''

تخریج: الصحيحة ٣٤١٢- احمد (٥/ ١٦٥)، دارقطنی (١/ ٤٢٤)، بيهقی (٢/ ٤٦١)

فوائد: مکہ مکرمہ کو مکروہ اوقات سے خاص کر دیا گیا ہے کہ وہاں ہر وقت نماز پڑھی جا سکتی ہے۔

ومن امور الجنة وفيهن صلوات الخمس

جنتیوں والے کام اور انھی میں سے پانچ نمازیں

۷۷٦۔ عَنْ أَبِي قُتَيْلَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَامَ فِي النَّاسِ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَقَالَ: ((لَانَبِيَّ بَعْدِي، وَلَا أُمَّةَ بَعْدَكُمْ فَاعْبُدُوْا رَبَّكُمْ، وَأَقِيمُوْا خَمْسَكُمْ، وَأَعْطُوْا زَكَاتَكُمْ، وَصُوْمُوْا شَهْرَكُمْ، وَأَطِيعُوْا وُلَاةَ أَمْرِكُمْ، تَدْخُلُوْا جَنَّةَ رَبِّكُمْ)). [الصحيحة:٣٢٣٣]

سیدنا ابو قتیلہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ حجۃ الوداع کے موقع پر لوگوں میں کھڑے ہوئے اور فرمایا: ''نہ میرے بعد کوئی نبی آئے گا اور نہ میری امت کے بعد کوئی امت آئے گی، سوائے رب کی عبادت کرو، پانچ نمازیں قائم کرو، زکاۃ ادا کرو، ماہِ (رمضان) کے روزے رکھو اور اپنے معاملات کے مسئولوں (یعنی امیروں) کی اطاعت کرو، تم اپنے رب کی جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔''

تخریج: الصحيحة ٣٢٣٣- طبرانی فی الكبير (٢٢/ ٣١٦)، وفی الشاميين (١١٧٣)، ابونعيم فی المعرفة (٦١٩٣)

كراهية التفل من جهة القبلة في الصلاة

نماز میں قبلہ کی سمت تھوکنے کی کراہت کا بیان

٧٧٧۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: أَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَجُلًا يُصَلِّي بِالنَّاسِ صَلَاةَ الظُّهْرِ، فَتَفَلَ فِي الْقِبْلَةِ وَهُوَ يُصَلِّي لِلنَّاسِ، فَلَمَّا كَانَ صَلَاةُ الْعَصْرِ، أَرْسَلَ إِلَى آخِرِ، فَأَشْفَقَ الرَّجُلُ الْأَوَّلُ، فَجَاءَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أُنْزِلَ فِيَّ؟! قَالَ: ((لَا وَلٰكِنَّكَ تَفَلْتَ بَيْنَ يَدَيْكَ، وَأَنْتَ تَؤُمُّ النَّاسَ فَآذَيْتَ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ)). [الصحيحة:٣٣٧٦]

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو نمازِ ظہر پڑھائے' اس نے نماز پڑھانے کی حالت میں جہتِ قبلہ میں تھوکا۔ جب نمازِ عصر کا وقت ہوا تو آپ ﷺ نے ایک دوسرے آدمی کو (امامت کے لئے) بھیجا' پہلا شخص ڈر گیا اور اس نے آپ ﷺ کے پاس آ کر کہا: اے اللہ کے رسول! کیا میرے بارے میں کوئی حکم نازل ہوا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں' (کوئی حکم نازل نہیں ہوا' بات یہ ہے کہ) جب تو لوگوں کو امامت کروا رہا تھا تو تو نے اپنے سامنے تھوکا اور اس طرح اللہ اور فرشتوں کو تکلیف دی (اس وجہ سے میں نے تجھے معزول کر دیا)۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۳۷۶۔ طبرانی فی الکبیر (۱۳/ ۳۱)

فوائد: قبلہ کی جہت میں تھوکنے سے منع کیا گیا ہے' پہلے یہ احکام گزر چکے ہیں کہ اگر نمازی تھوکنا چاہتا ہے تو وہ نہ دائیں طرف اور نہ قبلہ کی سمت تھوکے' اگر اس کے بائیں طرف کوئی اور نمازی نہیں ہے تو بائیں طرف تھوک لے' اپنے پاؤں کے نیچے تھوک لے یا اپنے کسی کپڑے پر تھوک کر اسے مل دے۔

خروج من المسجد بغير حاجة بعد سمع النداء نفاق

اذان سننے کے بعد بغیر ضرورت مسجد سے نکلنا نفاق ہے

٧٧٨۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا يَسْمَعُ النِّدَاءَ أَحَدٌ فِي مَسْجِدِي هٰذَا ثُمَّ يَخْرُجُ مِنْهُ. إِلَّا لِحَاجَةٍ. ثُمَّ لَا يَرْجِعُ إِلَّا مُنَافِقٌ)). [الصحيحة: ٢٥١٨]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''وہ آدمی منافق ہے' جو میری اس مسجد میں موجود ہو' اذان سنے اور ضرورت کے بغیر نکل جائے اور پھر واپس نہ لوٹے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۵۱۸۔ طبرانی فی الاوسط (۳۸۵۴)' ابونعیم فی صفۃ النفاق (۲۹/ ۱)' ابوداود فی المراسیل (۸۳)' بیہقی (۳/ ۵۶)' عن سعید بن المسیب مرسلا بنحوہ

فوائد: اذان کے بعد بلا عذر مسجد سے نکلنا منع ہے' جیسا کہ ابو شعثاء کہتے ہیں کہ ہم لوگ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ مسجد میں تھے' جب مؤذن نے نمازِ عصر کے لئے اذان دی تو ایک آدمی مسجد سے نکل پڑا۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اس آدمی نے ابو القاسم ﷺ کی نافرمانی کی ہے۔ [مسلم] لیکن مسجد نبوی کا معاملہ کچھ اور ہے' کہ اذان کے بعد وہاں سے باہر نکلنا نہ صرف معصیت ہے' بلکہ شریعت کی طرف سے نفاق کی وعید کا مستحق بھی بن جائے گا۔

لا تقبل صلاة من اربعین یومًا من شرب الخمر

۷۷۹۔ عَنِ ابْنِ الدَّيْلَمِيِّ۔ الَّذِي كَانَ يَسْكُنُ بَيْتَ الْمَقْدَسِ۔ أَنَّهُ مَكَثَ فِي طَلَبِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ بِالْمَدِينَةِ، فَسَأَلَ عَنْهُ؟ قَالُوا: قَدْ سَافَرَ إِلَى مَكَّةَ۔ فَاتَّبَعَهُ فَوَجَدَهُ قَدْ سَارَ إِلَى الطَّائِفِ، فَتَبِعَهُ فَوَجَدَهُ فِي مَزْرَعَةٍ يَمْشِي مُخَاصِراً رَجُلاً مِنْ قُرَيْشٍ وَالْقُرَشِيُّ يُزَنُّ بِالْخَمْرِ، فَلَمَّا لَقِيتُهُ سَلَّمْتُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيَّ، قَالَ: مَاغَدَا بِكَ الْيَوْمُ؟ وَمِنْ أَيْنَ أَقْبَلْتَ؟ فَأَخْبَرْتُهُ ثُمَّ سَأَلْتُهُ: هَلْ سَمِعْتَ يَا عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو! رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ذُكِرَ شَرَابَ الْخَمْرِ بِشَيْءٍ؟ قَالَ: نَعَمْ فَانْتَزَعَ الْقُرَشِيُّ يَدَهُ ثُمَّ ذَهَبَ، فَقَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((**لَا يَشْرَبُ الْخَمْرَ رَجُلٌ مِّنْ أُمَّتِي فَتُقْبَلَ لَهُ صَلَاةٌ أَرْبَعِينَ صَبَاحاً**)). [الصحیحة:۷۰۹]

جس نے شراب پی اس کی چالیس دن کی نماز قبول نہیں ہوگی

ابن دیلمی۔ جو بیت المقدس میں فروکش تھا۔ سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما کی تلاش میں مدینہ میں ٹھہرا' جب اس نے عبداللہ کے بارے میں پوچھا تو بتلایا گیا کہ وہ تو مکہ کی طرف جا چکے ہیں۔ وہ بھی ان کے پیچھے چل دیا' (مکہ آنے پر) معلوم ہوا کہ وہ تو طائف کی طرف روانہ ہو چکے ہیں۔ وہ ان کی کھوج میں طائف کو روانہ ہو گیا اور بالآخر انھیں ایک کھیت میں پا لیا' وہ ایک قریشی آدمی' جو شراب نوشی میں بدنام تھا' کے ساتھ ایک دوسرے کی کوکھ پر ہاتھ رکھ کر چل رہے تھے۔ (وہ کہتا ہے کہ) جب میں انھیں ملا تو سلام کہا' انھوں نے میرے سلام کا جواب دیا۔ سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے پوچھا: کون سی چیز تجھے یہاں لے آئی؟ تو کہاں سے آیا؟ میں نے انھیں سارا واقعہ سنایا اور پھر پوچھا: اے عبداللہ بن عمرو! کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ کو شراب کے بارے میں کچھ فرماتے سنا؟ انھوں نے کہا: جی ہاں۔ (یہ سن کر) قریشی نے اپنا ہاتھ کھینچا اور چلا گیا۔ انھوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''میری امت کا جو آدمی شراب پیتا ہے' چالیس روز اس کی نماز قبول نہیں ہوتی۔''

تخریج: الصحیحة ۷۰۹۔ ابن خزیمة (۹۳۹' حاکم (۱/ ۲۵۷' ۲۵۸)' احمد نسائی (۵۶۷۳)' مختصراً ابن ماجه (۳۳۷۷)

فوائد: یہ موضوع پہلے بھی گزر چکا ہے کہ شراب نہ صرف ہر برائی کا سرچشمہ ہے' بلکہ عملاً کی جانے والی نیکیوں کو بھی بے اثر کر دیتی ہے۔ اس حدیث میں قبول کے معانی ''اجر و ثواب'' کے ہیں' یعنی ایسے آدمی کا فریضہ ادا ہو جاتا ہے' لیکن اجر و ثواب نہیں ملتا ہے۔ قبول کا دوسرا معنی ''کفایت کرنا'' ہوتا ہے کہ نماز سرے سے کفایت ہی نہیں کرتی' بلکہ دوبارہ ادا کرنا پڑتی ہے' جیسے وضو کے بغیر پڑھی جانے والی نماز قبول نہیں ہوتی' یعنی کفایت نہیں کرتی اور آدمی کا فریضہ ہی ادا نہیں ہوتا۔

اهمیة اقامة الصلب فی الرکوع والسجود

رکوع اور سجود میں کمر سیدھی کرنے کی اہمیت کا بیان

۷۸۰۔ عَنْ طَلْقِ بْنِ عَلِيِّ الْحَنِفِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَايَنْظُرُ اللّٰهُ. عَزَّوَجَلَّ. إِلَى صَلَاةِ عَبْدٍ لَايُقِيْمُ فِيْهَا صُلْبَهُ بَيْنَ رُكُوْعِهَا وَسُجُوْدِهَا)).

سیدنا طلق بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالی اس بندے کی نماز کی طرف نہیں دیکھتا، جس میں وہ رکوع وسجود کے دوران کمر سیدھی نہیں کرتا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۵۳۶۔ احمد (۴/ ۲۲)، طبرانی فی الکبیر (۸۲۶۱)، ابن ماجہ (۸۷۱، ۱۰۰۳)، احمد (۴/ ۲۳)، ابن خزیمۃ (۵۹۳)، من طریق آخر

فوائد: یہ اعتدال اور اطمینان کی اہمیت پر دلالت کناں فرمانِ نبوی ہے، پہلے بھی اس مضمون کی احادیث گزر چکی ہے۔

عدم الانصراف من الصلاة بالشك

شک کی بنیاد پر نماز سے نہ پھرنا

۷۸۱۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مَرْفُوْعاً: ((يَأْتِي الشَّيْطَانُ أَحَدَكُمْ فَيَنْقُرُ عِنْدَ عِجَانِهِ، فَلَا يَنْصَرِفُ حَتّٰى يَسْمَعَ صَوْتاً [أَوْ يَجِدَ رِيْحاً].)) [الصحيحة:۳۰۲٦]

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''شیطان آدمی کے پاس آتا ہے اور (اسے وسوسہ ڈالنے کے لئے) اس کی دبر (پائخانہ کی جگہ) کے پاس پھونک مارتا ہے، (ایسی صورت میں) آدمی اس وقت تک (وضو کرنے کے لئے) نہ جائے جب تک ہوا کی آواز نہ سن لے یا اس کی بو نہ پالے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۰۲۶۔ ابو اسحاق الحربی فی غریب الحدیث (۵/ ۹۸/ ۱)، البزار (الکشف : ۲۸۱)، طبرانی فی الکبیر (۱۱۵۵۶)

فوائد: شریعت کی روشنی میں یہ قاعدہ بنایا گیا ہے کہ "اليقين لا يزول بالشك" یعنی: شک کی وجہ سے یقین زائل نہیں ہوتا۔ جب آدمی ایک دفعہ وضو کر لیتا ہے تو جب تک اسے وضو ٹوٹنے کا یقین نہیں ہو جاتا، اس وقت تک وضو برقرار رہے گا، کسی شک وشبہ سے وضو متاثر نہیں ہوگا، بعض لوگ وہمی ہوتے ہیں، اس حدیث میں ان کو تسلی دلائی گئی ہے کہ جب تک ان ہوا خارج ہونے کا یقین نہ ہو جائے، اس وقت تک وہ باوضو ہی رہیں گے، محض پائخانہ کی جگہ پر کسی چیز کا احساس ہونے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

باب: فضل الآثار من السجود

باب: کثرت سجود کی فضیلت

۷۸۲۔ عَنْ أَبِي فَاطِمَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَا أَبَا فَاطِمَةَ! أَكْثِرْ مِنَ السُّجُوْدِ فَإِنَّهُ لَيْسَ مِنْ مُسْلِمٍ يَسْجُدُ لِلّٰهِ. تَبَارَكَ وَ تَعَالٰى. سَجْدَةً إِلَّا رَفَعَهُ اللّٰهُ. تَبَارَكَ وَ تَعَالٰى. بِهَا دَرَجَةً [فِي الْجَنَّةِ وَحَطَّ عَنْهُ بِهَا خَطِيْئَةً])).

[الصحيحة:۱۵۱۹]

سیدنا ابو فاطمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ابو فاطمہ! زیادہ سے زیادہ سجدے کیا کر، کیونکہ جب بھی مسلمان سجدہ کرتا ہے تو اللہ تعالی جنت میں اس کا ایک درجہ بلند کر دیتا ہے اور ایک گناہ مٹا دیتا ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۱۵۱۹۔ احمد (۳/ ۴۲۸)' ابن سعد (۷/ ۵۰۸)' ابن ماجه (۱۴۲۲)' نسائی فی الکبری (۸۶۹۸)

فوائد: اللہ تعالی کے کمال عاجزی وانکساری کا اظہار سجدے کی صورت میں ہوتا ہے' جس میں مسلمان اپنی جبینِ نیاز بھی اللہ تعالی کے سامنے ٹیک دیتا ہے' حیرانگی کی بات یہ ہے کہ بندہ اللہ کے سامنے بےبسی' بے چارگی اور کچھ نہ ہونے کا ثبوت دے رہا ہے' لیکن اللہ اس کو نعمتیں عطا کئے جا رہے ہیں اور اس کی لغزشیں معاف کر کے اس کے جنت میں درجات بلند کئے جا رہے ہیں۔

۷۸۳۔ عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّي عَلَى خُمْرَةٍ، فَقَالَ: ((يَاعَائِشَةُ! ارْفَعِي عَنَّا حَصِيْرَكِ هٰذَا قَدْ خَشِيْتُ أَنْ يَّكُوْنَ يَفْتِنُ النَّاسَ)). [الصحيحة:۹۳]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ چٹائی پر نماز پڑھتے تھے۔ (ایک دن) فرمایا: ''عائشہ! اپنی یہ چٹائی اٹھا لو' مجھے اندیشہ ہے کہ یہ لوگوں کو فتنے میں مبتلا نہ کر دے۔''

تخریج: الصحیحة ۹۳۔ ابوداود (۲۵۶۸)' بیهقی (۵/ ۲۵۵)

فوائد: نمازی کے سامنے کوئی نقش ونگار والی ایسی چیز نہ ہو جو اس کی اپنی طرف متوجہ کر دے۔ سیدنا عثمان بن ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (فانه لا ينبغي ان يكون في قبلة البيت شيء يلهي المصلي۔) [ابوداود] یعنی: یہ جائز نہیں کہ گھر کی قبلہ والی سمت میں کوئی ایسی چیز ہو جو نمازی کو غافل کر دے۔ آپ ﷺ نے خود جب ابوجہم رضی اللہ عنہ والی قمیص' جس میں نقوش ونشانات تھے' میں نماز پڑھی تو فراغت کے بعد اسے اتار پھینکا اور فرمایا کہ اس نے تو مجھے غافل کر دیا تھا۔ [بخاری' مسلم] عام طور پر مساجد میں' صفوں اور جائے نمازوں پر ایسا نقش ونگار کیا جاتا ہے کہ پہلی دفعہ دیکھنے والا حیران ہو جاتا ہے۔ لہٰذا نماز میں خشوع وخضوع پیدا کرنے والے تمام اسباب موجود ہونے چاہئیں اور نماز سے توجہ ہٹانے والے عناصر جیسے منقش دیواریں' قدرتی مناظر والی تصاویر' بیل بوٹے والے پردے اور قالین وغیرہ کے استعمال میں احتیاط بہتر ہے۔

المحيض والنفساء لا يصلين

حیض اور نفاس والی عورتیں نماز نہیں پڑھیں گی

۷۸٤۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اِنْصَرَفَ مِنْ صَلَاةِ الصُّبْحِ، فَأَتَى النِّسَاءَ فِي الْمَسْجِدِ، فَوَقَفَ عَلَيْهِنَّ، فَقَالَ: ((يَامَعْشَرَ النِّسَاءِ! تَصَدَّقْنَ، فَمَا رَأَيْتُ مِنْ نَوَاقِصِ عَقْلٍ قَطُّ. أَوْ دِيْنٍ أَذْهَبَ لِقُلُوْبِ ذَوِي الْأَلْبَابِ مِنْكُنَّ، وَإِنِّي رَأَيْتُكُنَّ أَكْثَرَ أَهْلِ النَّارِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، تَقَرَّبْنَ إِلَى اللّٰهِ بِمَا اسْتَطَعْتُنَّ، وَكَانَ فِي النِّسَاءِ امْرَأَةُ ابْنِ مَسْعُوْدٍ...... فَسَاقَ الْحَدِيْثَ، فَقَالَتْ: فَمَا نُقْصَانُ دِيْنِنَا وَعُقُوْلِنَا

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نمازِ فجر سے فارغ ہوئے' مسجد میں تشریف فرما عورتوں کے پاس آئے' ان کے پاس کھڑے ہوئے اور فرمایا: ''عورتوں کی جماعت! صدقہ کیا کرو' میں نے عقل اور دین میں ناقص ہونے کے باوجود تم عورتوں سے زیادہ عقل مند پر غالب آجانے والا کوئی نہیں دیکھا اور میں نے قیامت کے دن جہنم میں اکثریت عورتوں کی دیکھی' لہٰذا حسبِ استطاعت اللہ تعالی کا قرب حاصل کرو۔'' عورتوں میں سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی بیوی بھی موجود تھی ...... راوی نے پوری حدیث بیان کی۔ اس عورت نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہمارے

يَارَسُوْلَ اللّٰهِ؟ ! فَقَالَ: أَمَّا مَا ذَكَرْتُ مِنْ نُقْصَانِ دِيْنِكُنَّ، فَالْحَيْضَةُ الَّتِي تُصِيْبُكُنَّ، تَمْكُثُ إِحْدَاكُنَّ مَاشَاءَ اللّٰهُ أَنْ تَمْكُثَ لَا تُصَلِّي،وَأَمَّا مَاذَكَرْتُ مِنْ نُقْصَانِ عُقُوْلِكُنَّ فَشَهَادَةُ الْمَرْأَةِ نِصْفُ شَهَادَةِ الرَّجُلِ)). [الصحيحة:٣١٤٢]

اندر دین اور عقل کی کیا کمی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے دین کے نقصان کی جو بات کی' وہ یہ ہے کہ جب تم میں سے کسی کو حیض آتا ہے' تو وہ اللہ تعالی کی مشیت کے مطابق نماز پڑھنے سے رکی رہتی ہے' (اس سے دین میں کمی آ جاتی ہے) اور عقل کا نقصان یہ ہے کہ ایک عورت کی گواہی' مرد کی گواہی کے نصف کے برابر ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۳۱۴۲- مسلم (۸۰)' نسائی فی الکبری (۹۲۷۱)' احمد (۳/ ۳۷- ۳۷۳- ۳۷۴)

فوائد: اس نقص میں عورتوں کا کوئی قصور نہیں' ﴿ذالك فضل الله يؤتيه من يشاء﴾ کے تحت اللہ تعالی نے مردوں کو عورتوں پر فضیلت دی اور ان میں ایسی صفات ودیعت کر دیں جن سے عورتیں محروم ہیں۔ بہرحال عورت ہو یا مرد ہر ایک اپنے قول وکردار کی بنا پر اللہ تعالی کی رحمت کا مستحق بنتا ہے۔ میدان کھلا ہے' جو چاہے' جیسے چاہے' زندگی گزار لے۔

الصلوات الخمس كفارات للذنوب

پانچ نمازیں گناہوں کے لیے کفارہ ہیں

٧٨٥۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ، عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((يُبْعَثُ مُنَادٍ عِنْدَ حَضْرَةِ كُلِّ صَلَاةٍ فَيَقُوْلُ: يَابَنِي آدَمَ قُوْمُوْا فَأَطْفِئُوْا عَنْكُمْ مَا أَوْقَدتُّمْ عَلٰى أَنْفُسِكُمْ فَيَقُوْمُوْنَ فَيَتَطَهَّرُوْنَ فَتَسْقُطُ خَطَايَاهُمْ مِنْ أَعْيُنِهِمْ، وَيُصَلُّوْنَ فَيُغْفَرُلَهُمْ مَابَيْنَهُمَا، ثُمَّ تُوْقِدُوْنَ فِيْمَا بَيْنَ ذٰلِكَ، فَإِذَاكَانَ عِنْدَ صَلَاةِ الْأُوْلٰى نَادٰى يَابَنِي آدَمَ قُوْمُوْا فَأَطْفِئُوْا مَا أَوْقَدتُّمْ عَلٰى أَنْفُسِكُمْ، فَيَقُوْمُوْنَ فَيَتَطَهَّرُوْنَ وَيُصَلُّوْنَ فَيُغْفَرُلَهُمْ مَابَيْنَهُمَا، فَإِذَا حَضَرَتِ الْعَصْرُ فَمِثْلُ ذٰلِكَ، فَإِذَا حَضَرَتِ الْمَغْرِبُ فَمِثْلُ ذٰلِكَ، فَإِذَا حَضَرَتِ الْعَتَمَةُ فَمِثْلُ ذٰلِكَ، فَيَنَامُوْنَ وَقَدْ غُفِرَلَهُمْ، ثُمَّ قَالَ: فَمُدْلِجٌ فِي خَيْرٍ، وَمُدْلِجٌ فِي شَرٍّ)). [الصحيحة:٢٠٢٠]

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب ہر نماز کا وقت شروع ہوتا ہے تو ایک منادی کرنے والے کو بھیجا جاتا ہے' وہ یوں اعلان کرتا ہے کہ: آدم کے بیٹو! اٹھو اور اس آگ کو بجھاؤ جو تم نے اپنے نفسوں کے لئے جلائی ہے۔ (جب وہ یہ اعلان سن کر) کھڑے ہوتے ہیں اور وضو کرتے ہیں تو ان کی آنکھوں سے گناہ جھڑ جاتے ہیں اور جب وہ نماز پڑھتے ہیں تو اِس اور سابقہ نماز کے درمیانی وقفے میں ہونے والے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔ پھر تم لوگ (گناہ کر کے) آگ جلاتے ہو' جونہی ظہر کی نماز کا وقت ہوتا ہے تو اعلان کرنے والا اعلان کرتا ہے: بنو آدم! اٹھو اور اس آگ کو بجھاؤ جو تم نے اپنے نفسوں کے لئے جلائی ہے۔ وہ (یہ اعلان سن کر) کھڑے ہوتے ہیں' وضو کرتے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں' تو اِس نماز اور سابقہ نماز کے مابین ہونے والے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔ جب عصر کی نماز کا وقت ہوتا ہے تو اسی طرح ہوتا ہے' جب مغرب کا وقت ہوتا ہے تو یہی معاملہ پیش آتا ہے اور جب عشا کا وقت ہوتا ہے تو اسی طرح ہوتا

ہے۔ جب لوگ سوتے ہیں تو وہ بخشے ہوئے ہوتے ہیں۔" پھر آپ ﷺ نے فرمایا: "بعض لوگ خیر سے متصف ہو کر دن گزارنے والے ہیں اور بعض شر میں لتھڑ کر۔"

تخریج: الصحیحۃ ۲۵۲۰۔ ابن وھب فی الجامع (۵۷۴) وابن عساکر (۳۰/ ۲۳۵)' بخاری فی التاریخ (۳/ ۲۶۶)' احمد (۶/ ۲۳ '۲۸)' ابو داود (۳۶۶۵)' من طریق آخر عنہ

فوائد: دوسری احادیث میں وضاحت کر دی گئی ہے کہ اللہ تعالی نے ایک انسان کو تین سو ساٹھ (۳۶۰) جوڑ عطا کئے ہیں۔ غور کرنا چاہئے کہ جوڑ اللہ تعالی کی کتنی بڑی نعمت ہے' اگر ہڈیوں کے جوڑ سلب کر لئے جائیں تو انسان کا جینا دوبھر ہو جائے گا' کھانے پینے کے معاملے میں اس کا انحصار دوسروں پر ہوگا' قضائے حاجت کے معاملہ وہ کسی کا محتاج ہوگا' چلن پھرن' اٹھک بیٹھک' غرضیکہ وہ ہر چیز میں دوسروں کی نظر کرم کا منتظر ہوگا۔ کیا ہم ان عظیم نعمتوں کا شکریہ ادا کر رہے ہیں یا دن بدن اللہ تعالی کے مقروض بنتے جا رہے ہیں؟ صرف دو رکعتوں سے ۳۶۰ جوڑوں کا ٹیکس ادا ہو جاتا ہے۔

فضل ركعتي الضحىٰ

چاشت کی دو رکعات کی فضیلت کا بیان

۷۸۶۔ عَنْ أَبِي ذَرٍّ مَرْفُوْعاً: ((يُصْبِحُ عَلَى كُلِّ سُلَامَى مِنْ أَحَدِكُمْ صَدَقَةٌ، فَكُلُّ تَسْبِيْحَةٍ صَدَقَةٌ، وَكُلُّ تَحْمِيْدَةٍ صَدَقَةٌ وَكُلُّ تَهْلِيْلَةٍ صَدَقَةٌ وَكُلُّ تَكْبِيْرَةٍ صَدَقَةٌ، وَأَمْرٌ بِالْمَعْرُوْفِ صَدَقَةٌ، وَنَهْيٌ عَنِ الْمُنْكَرِ صَدَقَةٌ، وَيُجْزِئُ مِنْ ذٰلِكَ رَكْعَتَانِ يَرْكَعُهُمَا مِنَ الضُّحٰى)).

[الصحيحة:۵۷۷]

سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تم میں سے ہر شخص کے ہر عضو پر صدقہ (واجب) ہے' ہر مرتبہ "سُبْحَانَ اللّٰہ" کہنا صدقہ ہے اور ہر مرتبہ "اَلْحَمْدُ لِلّٰہ" کہنا صدقہ ہے' ہر مرتبہ "لَااِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ" کہنا صدقہ ہے اور ہر مرتبہ "اَللّٰہُ اَکْبَر" کہنا صدقہ ہے' نیکی کا حکم دینا صدقہ ہے اور برائی سے روکنا صدقہ ہے اور ان سب سے وہ دو رکعتیں کافی ہو جائیں گی جو کوئی شخص چاشت کے وقت ادا کرے گا۔"

تخریج: الصحیحۃ ۵۷۷۔ مسلم (۷۲۰)' ابو داود (۱۲۸۵' ۱۲۸۶)' احمد (۵/ ۱۶۷' ۱۶۸)

باب: من فضل الاذان

باب: اذان کہنے کی فضیلت

۷۸۷۔ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ: ((يُعْجِبُ رَبُّكُمْ مِنْ رَاعِي غَنَمٍ فِي رَأْسِ شَظِيَّةٍ بِجَبَلٍ، يُؤَذِّنُ بِالصَّلَاةِ وَيُصَلِّي، فَيَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ. اُنْظُرُوْا إِلَى عَبْدِيْ هٰذَا يُؤَذِّنُ وَيُقِيْمُ الصَّلَاةَ، يَخَافُ مِنِّيْ، فَقَدْ غَفَرْتُ لِعَبْدِيْ وَأَدْخَلْتُهُ الْجَنَّةَ)).

سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: "تمھارا رب اس چرواہے پر تعجب کرتا ہے' جو کسی پہاڑ کی چوٹی پر بکریاں چرا رہا ہو' وہ نماز کے لئے اذان دیتا ہو اور نماز پڑھتا ہو۔ اللہ تعالی فرشتوں سے کہتا ہے: میرے اس بندے کی طرف دیکھو' اذان دے رہا ہے اور نماز قائم کر رہا ہے' وہ مجھ سے ڈرتا ہے' میں نے اپنے بندے کو بخش دیا اور اسے جنت میں داخل کر دیا۔"

تخریج: الصحیحۃ ۴۱۔ ابوداود (۱۲۰۳)' نسائی (۶۶۷)' ابن حبان (۱۶۶۰)' احمد (۴/ ۱۵۸)

فوائد: پہلے اس مضمون کی احادیث کے فوائد میں اس حدیث کا ذکر ہو چکا ہے' دراصل اللہ تعالی کو وہی نیکی محبوب ہے جو خلوتوں میں کی جائے' جہاں سوائے اللہ تعالی کے کوئی دیکھنے والا نہ ہو' جہاں اطاعت وفرمانبرداری کی بنیاد صرف اور صرف خشیت الٰہی ہو۔ اللہ تعالی ہمیں بھی توفیق دے کہ ہماری خلوتوں اور جلوتوں میں یکسانیت پیدا ہو جائے۔ (آمین)

أجر إشارة اليد

۷۸۸۔ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ مَرْفُوْعًا: ((يُكْتَبُ فِي كُلِّ إِشَارَةٍ يُشِيْرُ الرَّجُلُ[بِيَدِهِ] فِي صَلَاتِهِ عَشْرُ حَسَنَاتٍ، كُلُّ أُصْبُعٍ حَسَنَةٌ)).

[الصحيحة:٣٢٧٦]

ہاتھ کے اشارے کا ثواب

سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''آدمی اپنی نماز میں اپنے ہاتھ کے ساتھ جو اشارہ کرتا ہے' اس کے عوض اس کے لئے دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں' ہر انگلی کے بدلے ایک نیکی ملتی ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۲۸۶۔ ابوعثمان البحیری فی الفوائد (ق ۳۹/ ۲)' المؤمل بن اھاب فی جزئہ (۹۸/ ۱)' طبرانی فی الکبیر (۱۷/ ۲۹۷)' موقوفا علی عقبۃ بن عامر رضی اللہ عنہ

فوائد: رفع الیدین کرنا ہاتھ سے اشارہ کرنے کی ایک صورت ہے' یعنی جو سعادت مند سنتِ نبوی کے مطابق قبل از رکوع اور بعد از رکوع رفع الیدین کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں' انھیں ایک دفعہ رفع الیدین کرنے سے دس نیکیاں ملتی ہیں' یعنی چار رکعتی نماز میں دس دفعہ رفع الیدین کرنے کا موقع ملتا ہے' جس کی وجہ سے ایک سو نیکیاں نصیب میں آتی ہیں۔ (ان شاء اللہ تعالی)

تفسير الآية أضاعوا الصلاة

۷۸۹۔ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ:((يَكُوْنُ خَلْفٌ مِنْ بَعْدِ سِتِّيْنَ سَنَةً ﴿أَضَاعُوا الصَّلَاةَ وَاتَّبَعُوْا الشَّهْوَاتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا﴾ ثُمَّ يَكُوْنُ خَلْفٌ يَقْرَأُوْنَ الْقُرْآنَ لَايَعْدُوْ تَرَاقِيَهِمْ وَيَقْرَأُ الْقُرْآنَ ثَلَاثَةٌ:مُؤْمِنٌ وَمُنَافِقٌ وَفَاجِرٌ)).

[الصحيحة:٣٠٣٤]

انہوں نے نماز کو ضائع کر دیا......کی تفسیر کا بیان

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''ساٹھ سال کے بعد نااہل لوگ پیدا ہوں گے (ارشادِ باری تعالی ہے:) ﴿انھوں نے نماز ضائع کر دی اور نفسانی خواہشوں کے پیچھے پڑ گئے' سو ان کا نقصان ان کے آگے آئے گا﴾ (سورۂ مریم: ۵۹) پھر ایسے نااہل لوگ آئیں گے جو قرآن مجید کی تلاوت تو کریں گے' لیکن وہ تلاوت ان کے گلے سے نیچے نہیں اترے گی (یعنی ان پر بے اثر ہو گی)۔ تین قسم کے لوگ قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہیں: مومن' منافق اور فاسق۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۰۳۴۔ ابن حبان (۷۵۵)' حاکم (۲/ ۳۷۴)' بیہقی فی الشعب (۲۶۲۶)' احمد (۳/ ۳۸۔ ۳۹)

فوائد: تلاوتِ قرآن کے ساتھ ساتھ قرآن فہمی' نزولِ قرآن کا اولین مقصد ہے۔ جو آدمی قرآن مجید کی تلاوت تو بڑی باقاعدگی

کے ساتھ کرتا ہے' لیکن وہ عملی طور پر اسے اپنی زندگی میں نافذ نہیں کرتا' تو ایسے آدمی کے بارے میں کہا جا سکتا ہے کہ اس کی تلاوت اس کے گلے سے نیچے اتر کر اس کے دل پر کوئی اثر نہیں کر رہی۔ ہمیں چاہئے کہ ہم قرآن مجید کے ساتھ مومنوں والا رویہ اختیار کریں' نہ کہ منافقوں اور فاجروں والا اور وہ صرف یہ ہے کہ قرآن مجید نہ صرف پڑھا جائے بلکہ اسے سمجھا جائے اور شب و روز کے معمولات میں اس کو نافذ کیا جائے۔ چونکہ آپ ﷺ نے پیشین گوئی فرما دی کہ قرآن کے ساتھ ناجائز سلوک کرنے والے لوگ آئیں گے' لہٰذا ہمیں متنبہ ہو جانا چاہیے۔

(٤) الأضاحي والذبائح والأطعمة والأشربة والعقيقة والرفق بالحَيَوانِ

قربانی، ذبیحوں، کھانے پینے، عقیقے اور جانور سے نرمی کرنے کا بیان

٧٩٠۔عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((أَتَانِي جِبْرِيْلُ فَقَالَ: يَامُحَمَّدُ! إِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ لَعَنَ الْخَمْرَ، وَعَاصِرَهَا، وَمُعْتَصِرَهَا، وَشَارِبَهَا، وَحَامِلَهَا وَالْمَحْمُوْلَةَ إِلَيْهِ، وَبَائِعَهَا، وَمُبْتَاعَهَا، وَسَاقِيَهَا، وَمُسْتَقِيَهَا)).[الصحيحة: ٨٣٩]

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''میرے پاس جبریل آئے اور کہا: اے محمد! بیشک اللہ تعالی نے شراب پر، اس کو نچوڑنے والے پر، اس کو نچڑوانے والے پر، اس کو پینے والے پر، اس کو اٹھانے والے پر، اسے جس کی طرف اٹھا کر لے جایا جائے اس پر، اس کو فروخت کرنے والے پر، اس کو خریدنے والے پر، اس کو پلانے والے پر اور اس کو پینے والے پر (یعنی ان سب پر) لعنت کی ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۸۳۹۔ احمد (۱/ ۳۱۶)، حاکم (۴/ ۱۴۵)، بیہقی فی الشعب (۵۵۸۵)

فوائد: ہمارے ہاں حدیث میں مذکورہ لفظ ''خَمْر'' کے معنی شراب کے کئے جاتے ہیں، جبکہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (کل مسکر خمر و کل خمر حرام۔) [مسلم] یعنی: ہر نشہ آور چیز ''خَمْر'' ہے اور ہر ''خَمْر'' حرام ہے۔ نیز سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: والخمر ما خامر العقل۔ [بخاری، مسلم] یعنی: ''خَمْر'' اس چیز کو کہتے ہیں جو عقل پر پردہ ڈال دے۔ اس اعتبار سے سگریٹ اور حقہ وغیرہ کی شکل میں تمباکو نوشی، نسوار، بیڑہ وغیرہ کی نوعیت کی تمام چیزیں ''خَمْر'' میں داخل ہیں۔ شراب اور نشہ آور چیز کا استعمال اتنا سنگین جرم ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (مدمن خمر کعابد وثن۔) [ابن ماجہ] یعنی: ہمیشہ شراب پینے والے کسی بت کی عبادت کرنے والے کی طرح ہے۔ نیز اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جو آدمی کسی برائی میں جس انداز میں تعاون کرے گا، وہ اس برائی کے مرتکب کی طرح ہوگا، شراب تیار کرنے والی فیکٹریاں، اس کی تجارت کرنے والے افراد اور اس ملعون چیز کو متعلقہ بندے تک پہنچانے میں کسی قسم کا تعاون کرنے والے ایک ہی قسم کے مجرم ہیں۔

الخمر مفتاح كل شر

ہر برائی کا سرچشمہ شراب ہے

٧٩١۔عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ۔ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا۔ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِجْتَنِبُوْا الْخَمْرَ، فَإِنَّهَا مِفْتَاحُ كُلِّ شَرٍّ)). [الصحيحة: ٢٧٩٨]

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''شراب سے بچو، کیونکہ یہ ہر برائی کا سرچشمہ ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۲۶۹۸۔ حاکم (۴/ ۱۴۵)' بیهقی فی الشعب (۵۵۸۸)

فوائد: دورِ پارینہ اور عصرِ حاضر میں جتنی برائیوں نے امتِ مسلمہ کے فرزندان کو نقصان پہنچایا' ان میں سرِ فہرست برائی شراب نوشی ہے' جو بندے کو دنیا کا چھوڑتی ہے نہ آخرت کا' بلکہ جب گھروں کے سربراہ اور خاندانوں کے کفیل اس برائی میں مبتلا ہوئے تو ان کے کنبے کے کنبے ہلاکت و بربادی کے گڑھے میں جا گرے اور دستِ سوال پھیلا کر رہی سہی عزت و غیرت کو بھی داؤ پر لگا دیا۔ اس سے بڑا نقصان کیا ہو سکتا ہے کہ سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس آدمی نے شراب پی' اس کی چالیس روز نماز قبول نہیں ہو گی' اگر اس نے توبہ کی تو اللہ تعالیٰ قبول کرے گا' اگر اس نے دوبارہ پی تو اللہ تعالیٰ چالیس روز اس کی نماز قبول نہیں کرے گا۔ اس نے توبہ کی اللہ تعالیٰ کی توبہ قبول کرے گا۔ اگر اس نے (تیسری مرتبہ) پی تو پھر اللہ تعالیٰ چالیس دنوں تک نماز قبول نہیں کرے گا' اگر اس نے (اس بار) پھر توبہ کی تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کر لے گا۔ لیکن اگر اس نے چوتھی مرتبہ شراب پی تو اللہ تعالیٰ چالیس روز تک نماز قبول نہیں کرے گا۔ اب کی بار اگر اس نے توبہ کی تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول نہیں کرے گا اور اسے جہنمیوں کا پیپ پلائے گا۔ [ترمذی] سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: شراب سے گریز کرو' یہ خباثتوں کی جڑ ہے' پچھلے زمانے میں ایک عبادت گزار تھا' ایک گمراہ عورت کے دل میں اس کی محبت پیدا ہو گئی' اس نے اس کی طرف اپنی لونڈی کو یہ پیغام دے کر بھیجا: ہم آپ کو شہادت کے لئے بلا رہے ہیں (ذرا تشریف لائیں)۔ وہ لونڈی کے ساتھ چل پڑا' (جب گھر پہنچے تو) وہ آگے چلتا گیا اور لونڈی پیچھے سے دروازے بند کرتی گئی' حتی کہ وہ اس عورت کے پاس پہنچ گئے' وہ بڑی خوبصورت تھی' اس کے پاس ایک بچہ اور شراب کی ایک شیشی تھی۔ اس نے کہا: اللہ کی قسم! میں نے تجھے شہادت کے لئے نہیں بلایا' میرا مقصد یہ ہے کہ میرے ساتھ زنا کر' یا یہ شراب پیو یا اس بچے کو قتل کرو۔ اس نے (زنا اور قتل جیسے سنگین جرائم سے بچنے کے لئے) کہا کہ مجھے یہ شراب ہی پلا دو' اس نے ایک پیالہ پلایا۔ اس نے کہا: اور دو۔ بالآخر (نشہ آیا اور) اس نے زنا بھی کر لیا اور بچے کو بھی قتل کر دیا۔ لہٰذا شراب سے بچو۔ اللہ کی قسم! اگر ایک آدمی میں ایمان بھی ہو اور وہ دوام کے ساتھ شراب بھی پیتا ہو تو عنقریب ایک چیز اس سے چھن جائے گی (ایمان رہے گا یا پھر شراب رہے گا)۔ [نسائی]

اجعلو مكان الدم خلوقًا في رأس الصبي

بچے کے سر میں خون کی جگہ خلوق خوشبو لگاؤ

۷۹۲۔عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: كَانُوا فِي الْجَاهِلِيَّةِ إِذَا عَقُّوا عَنِ الصَّبِيِّ خَضَبُوا قُطْنَةً بِدَمِ الْعَقِيقَةِ، فَإِذَا حَلَّقُوا رَأْسَ الصَّبِيِّ، وَضَعُوهَا عَلَى رَأْسِهِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((اجْعَلُوا مَكَانَ الدَّمِ خَلُوقًا، يَعْنِي فِي رَأْسِ الصَّبِيِّ يَوْمَ الذَّبْحِ عَنْهُ)).

[الصحيحة:٤٦٣]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: جب لوگ جاہلیت میں بچے کی طرف سے عقیقہ کرتے تھے تو روئی کا ٹکڑا عقیقے کے جانور کے خون میں رنگ کر' بچے کا سر مونڈنے کے بعد' اس کے سر پر رکھتے تھے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''(عقیقے والے روز بچے کے سر پر) خون کی بجائے خلوق خوشبو لگایا کرو۔''

تخریج: الصحیحة ۴۶۳۔ ابن حبان (۵۳۰۸)' بیهقی (۹/ ۳۰۳)' ابویعلی (۴۵۲۱)

فوائد: خلوق: ایک قسم کی خوشبو جس کا بیشتر حصہ زعفران ہوتا ہے۔

احلت لنا میتان و دمان

ہمارے لیے دو مردار اور دو خون حلال کیے گئے ہیں

۷۹۳۔عَنِ ابْنِ عُمَرَ مَرْفُوعاً: ((أُحِلَّتْ لَنَا مَيْتَتَانِ وَدَمَانِ، فَأَمَّا الْمَيْتَتَانِ فَالْحُوتُ وَالْجَرَادُ، وَأَمَّا الدَّمَانِ فَالْكَبِدُ وَالطِّحَالُ)).

سیدنا عبداللہ بن عمر ﷛ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہمارے لئے دو مردار اور دو خون حلال کئے گئے ہیں۔ دو مردار مچھلی اور ٹڈی ہیں اور دو خون جگر (کلیجہ) اور تلی ہیں۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۱۱۸۔ احمد (۲/ ۹۷)، ابن ماجہ (۳۳۱۴)، بیہقی (۱/ ۲۵۴)

فوائد: قرآن مجید میں کئی مقامات پر مردار اور خون کو حرام قرار دیا ہے، لیکن اس حدیث میں دو مرداروں اور دو خونوں کی تخصیص کر دی گئی ہے کہ وہ حلال ہیں۔ یہ حدیث اس بات کا ٹھوس ثبوت ہے کہ احادیث سے قرآن مجید کی تخصیص ہو سکتی ہے، جو لوگ بعض مسائل میں اس قانون کو مسلّم تسلیم نہیں کرتے، انھیں چاہئے کہ وہ ان دو مرداروں اور دو خونوں کو بھی حرام سمجھیں۔

الرفقة على الإبل

اونٹوں پر نرمی کرنے کا بیان

۷۹٤۔عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوعاً: ((أَخِّرُوا الْأَحْمَالَ [عَلَى الْإِبِلِ] فَإِنَّ الْيَدَ مُعَلَّقَةٌ، وَالرِّجْلَ مُوثَقَةٌ)). [الصحيحة: ١١٣٠]

سیدنا ابو ہریرہ ﷛ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اونٹوں سے بوجھ اتار دیا کرو، کیونکہ ان کے ہاتھ بھی بندھے ہوئے ہیں اور ٹانگیں بھی باندھی ہوئی ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۱۳۰۔ ابو القاسم بن الجراح الوزیر فی المجلس السابع من الامالی (۲/ ۱)، ابن صاعد فی جزو من احادیثہ (۹/ ۲)، ابو یعلی (۵۸۵۲)، البزار (الکشف: ۱۰۸۱)، طبرانی فی الاوسط (۴۵۰۵)، بیہقی (۶/ ۱۳۲)

فوائد: شریعتِ مطہرہ میں ہر ذی روح چیز کے ساتھ احسان کرنے کا حکم دیا گیا ہے، سیدنا ابو یعلی ﷛ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (ان اللہ کتب الاحسان علی کل شیء...... فاذا ذبحتم فاحسنوا الذبحۃ ولیحد احدکم شفرتہ ولیرح ذبیحتہ۔) [مسلم] یعنی: اللہ تعالی نے ہر کام کو اچھے طریقے سے کرنا ضروری قرار دیا ہے...... اور جب جانور کو ذبح کرو تو اچھے طریقے سے ذبح کرو، ہر آدمی کو چاہئے کہ وہ اپنی چھری تیز کر لے اور ذبح ہونے والے جانور کو آرام پہنچائے۔ جانور کو اس کی زندگی میں سکون پہنچانے کی قدر و قیمت کا اس حدیث سے اندازہ لگانا آسان ہو گیا ہے کہ جس میں جانور کے ذبح کرنے کے لئے راحت رساں طریقہ اختیار کرنے کی تلقین کی گئی ہے۔ لہٰذا ہمیں چاہئے کہ ہم جانوروں خصوصاً پالتو جانوروں کو چارہ ڈالنے میں، سزا دینے اور بار بردار جانوروں پر بوجھ لادنے میں اور سب کے باڑوں کو آرام دہ بنانے میں شریعت کی نصیحتوں پر عمل کریں۔

ومن آداب الطعام

کھانے کے آداب کا بیان

۷۹۵۔عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ: أَنَّهُ دَخَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَعِنْدَهُ طَعَامٌ، قَالَ: ((اُدْنُ يَا بُنَيَّ، وَسَمِّ اللّٰهَ، وَكُلْ بِيَمِينِكَ، وَكُلْ مِمَّا يَلِيْكَ)).

سیدنا عمر بن ابو سلمہ کہتے ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا اور آپ ﷺ کے پاس کھانا پڑا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''بیٹا! قریب آؤ، اللہ کا نام لو (یعنی بسم اللہ پڑھو)، دائیں ہاتھ سے کھاؤ اور

[الصحيحة: ١١٨٤] اپنے سامنے سے کھاؤ۔"

تخریج: الصحیحة ۱۱۸۴۔ ترمذی (۱۸۵۷)' ابوداود (۳۷۷۷)' احمد (۴/ ۲۶)' بخاری (۵۳۷۶)' مختصراً۔ مسلم (۴۰۲۲)

فوائد: کھانا کھانے کے آداب سکھائے گئے ہیں۔ نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ بزرگ شریعت کی روشنی میں اپنے بچوں کی تربیت کریں' تا کہ ان کے ذہن میں شرعی قوانین پر عمل کرنے کی عادت پختہ ہوتی جائے۔

الحض بإحسان الخادم

خادم کے ساتھ احسان کرنے کی ترغیب کا بیان

٧٩٦۔عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوعاً: ((إِذَا أَصْلَحَ خَادِمُ أَحَدِكُمْ لَهُ طَعَامَهُ، فَكَفَاهُ حَرَّهُ وَبَرْدَهُ، فَلْيُجْلِسْهُ مَعَهُ، فَإِنْ أَبَى فَلْيُنَا وِلْهُ أُكْلَةً فِي يَدِهِ)). [الصحيحة: ٤٥١]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب کسی کا خادم اس کے لئے کھانا تیار کرے' تو چونکہ وہ اسے کھانے کی گرمی و سردی سے کفایت کرتا ہے' اس لئے (آقا یا مالک) کو چاہیے کہ وہ اسے اپنے ساتھ بٹھائے (تا کہ وہ بھی کھانا کھا لے) اور اگر وہ ایسا کرنے سے انکار ہی کرے تو اسے کچھ کھانا تھما دے۔"

تخریج: الصحیحة ۴۱۵۔ احمد (۲/ ۲۵۹)' وقد تقدیم برقم (۱۵' ۲۳۸)' بویاتی (۷۹۸)' من طرق آخر عنه

فوائد: اللہ تعالی نے اپنے بندوں کو رزق دینے کے دو انداز اختیار کیے ہیں: (۱) بعض لوگوں کو براہِ راست ایسے اسباب مہیا کرنا کہ جن کے ذریعے وہ رزق حاصل کرتے ہیں۔ (۲) دوسرے لوگوں کے ذریعے۔ خادم قسم کے لوگوں کے لئے اللہ تعالی نے دوسرا انداز اختیار کیا ہے کہ وہ امیر لوگوں کی خدمت کر کے یا ان کے ہاں مزدوریاں کر کے اپنی روزی کا اہتمام کرتے ہیں۔ عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ ایسے لوگوں کو گھٹیا اور کم تر سمجھ کر ان کے ساتھ انتہائی برا سلوک کیا جاتا ہے۔ بات بات پر ان کو سزا دینا' جھڑکنا' ان کے سکون کا خیال نہ کرنا اور انھیں مزیدار اور اعلی قسم کے کھانوں سے محروم رکھنا معمول بن چکا ہے۔ بہر حال ایسا کرنا کسی انسانی مزاج کا تقاضا نہیں ہے۔ اگر اللہ تعالی نے ہمیں در در کی ٹھوکریں کھانے سے کفایت کیا ہے' عزت کے ساتھ روزی دی ہے تو کیا ہم اس کے تقاضے پورے کرتے ہوئے اپنے خادموں اور نوکروں چاکروں کو بھی اس وسیع رزق کی انتہائی معمولی مقدار دینے سے قاصر ہیں۔

باب: من آداب الطعام المتروكه

باب: کھانے کے آداب جن پر عمل متروک ہے

٧٩٧۔اِبْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ قَالَ: سَمِعْتُ جَابِراً يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا جَاءَ أَحَدُكُمْ خَادِمُهُ بِطَعَامِهِ فَلْيُجْلِسْهُ فَلْيَأْكُلْ مَعَهُ فَإِنْ أَبَى فَلْيُنَا وِلْهُ مِنْهُ)).

ابن جریج کہتے ہیں: مجھے ابو زبیر نے خبر دی کہ اس نے سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب کوئی آدمی کھانا کھائے تو اپنے ہاتھ کو (کسی کپڑے وغیرہ سے) پونچھنے یا صاف کرنے سے پہلے چاٹ لے یا چٹوا دے اور اس وقت تک اپنی پلیٹ کو نہ اٹھائے' جب تک اسے چاٹ نہ لے' یا چٹوا دے کیونکہ کھانے کے آخری حصے میں برکت ہوتی ہے۔"

تخریج: الصحیحة ۱۳۹۱۔ نسائی فی الکبری (٦٧٦٢)، مسلم (۲۰۳۳)، بمعناه

استحباب جلوس الخادم بالأكل

کھانے کے لیے خادم کو بھی ساتھ بٹھانے کا استحباب

۷۹۸۔عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوعاً: ((إِذَا جَاءَ أَحَدَكُمْ خَادِمُهُ بِطَعَامِهِ فَلْيُجْلِسْهُ فَلْيَأْكُلْ مَعَهُ فَإِنْ أَبَى فَلْيُنَاوِلْهُ مِنْهُ)).

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب کسی کا خادم اس کا کھانا لے کر آئے تو وہ اس کو بھی اپنے ساتھ بٹھالے، تاکہ وہ بھی کھانا کھالے، اگر کوئی ایسا کرنے سے انکار کرے تو اسے کھانا دے دیا کرے (تاکہ وہ علیحدہ ہو کر کھالے)۔

تخریج: الصحیحة ۱۲۹۷۔ الادب المفرد (۳۱)، ابن ماجه (۳۲۸۹)، احمد (۲/ ۴۷۳)

۷۹۹۔عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا جَاءَ أَحَدَكُمْ خَادِمُهُ بِطَعَامِهِ فَلْيُجْلِسْهُ فَلْيَأْكُلْ مَعَهُ فَإِنْ أَبَى يُجْلِسَهُ مَعَهُ فَلْيُنَاوِلْهُ أُكْلَةً أَوْ أُكْلَتَيْنِ، فَإِنَّهُ وَلِيَ عِلَاجَهُ وَحَرَّهُ)).

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب کسی کا خادم اس کیلئے کھانا لے کر آئے تو اسے اپنے ساتھ بٹھالے، اگر وہ اسے اپنے ساتھ نہیں بٹھانا چاہتا تو اسے ایک دو لقمے پکڑا دے، کیونکہ وہ کھانا تیار کرتا رہا اور گرمی برداشت کرتا ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۱۳۹۹۔ بخاری (۵۴۶۰)، مسلم (۱۶۶۳)، ابو داود (۳۸۴۶)، احمد (۲/ ۲۸۳)

۸۰۰۔عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ مَوْقُوفاً: ((إِذَا جَاءَ خَادِمُ أَحَدِكُمْ بِطَعَامِهِ فَلْيُقْعِدْهُ مَعَهُ، أَوْ لِيُنَاوِلْهُ مِنْهُ، فَإِنَّهُ هُوَ الَّذِي وَلِيَ حَرَّهُ وَدُخَانَهُ)). [الصحیحة: ۱۰٤۲]

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جب کسی کا خادم اس کے لئے کھانا لے کر آئے تو وہ اسے اپنے ساتھ بٹھالے یا پھر اسے (کھانے کے لئے) کوئی چیز تھما دے، کیونکہ وہی خادم ہی ہے جس نے گرمی اور دھواں برداشت کیا۔''

تخریج: الصحیحة ۱۰۴۲۔ ابن ماجه (۳۲۹۱)، احمد (۱/ ۳۸۸، ۴۴۶)، ابو یعلی (۵۱۲۰)، عن ابن مسعود مرفوعاً

الأمر بإيجاب الطعام

کھانے کی دعوت قبول کرنے کا حکم

۸۰۱۔اِبْنِ جُرَيْجٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ سَمِعَ جَابِراً يَقُولُ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ:((إِذَا دَعَا أَحَدُكُمْ أَخَاهُ لِطَعَامٍ، فَلْيُجِبْ، فَإِنْ شَاءَ طَعِمَ، وَإِنْ شَاءَ تَرَكَ)). [الصحیحة:۳٤۷]

ابن جریج رحمہ اللہ کہتے ہیں: مجھے ابو زبیر نے خبر دی کہ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''جب تمہارا کوئی اپنے بھائی کو دعوت دے، تو وہ قبول کرے، پھر اگر چاہے تو کھالے اور چاہے تو نہ کھائے۔''

تخریج: الصحیحة ۳۴۷۔ طحاوی فی شرح المشکل (۴/ ۱۴۸)، مسلم (۱۴۳۰)، ابو داود (۳۷۴۰)، ابن ماجه (۱۷۵۱)

فوائد: جہاں مسلمانوں کا ایک دوسرے کو کھانے وغیرہ کی دعوت دینا باعث محبت ہے، وہاں دعوت قبول نہ کرنا باعث نفرت بھی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے داعی کی دعوت قبول کرنے کو ضروری قرار دیا ہے، سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

(حق المسلم على المسلم خمس: رد السلام، وعيادة المريض، واتباع الجنائز، واجابة الدعوة و تشميت العاطس۔) [بخاری، مسلم] یعنی: ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر پانچ حقوق ہیں: سلام کا جواب دینا، مریض کی تیمارداری کرنا، جنازے کی پیروی کرنا، دعوت قبول کرنا اور چھینک کر (الحمد لله کہنے والے) کو "یرحمك الله" کہنا۔

وان كان المدعو صائما فليصل

اگر مدعو روزے دار ہو تو دعا کرے

٨٠٢۔عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ:((إِذَا دُعِيَ أَحَدُكُمْ إِلَى طَعَامٍ فَلْيُجِبْ،فَإِنْ كَانَ مُفْطِراً فَلْيَأْكُلْ، وَإِنْ كَانَ صَائِماً فَلْيُصَلِّ)).

[الصحيحة:١٣٤٣]

سیدنا ابو ہریرہ ﷺ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "جب کسی کو کھانے کی دعوت دی جائے تو وہ قبول کرے، اگر وہ روزے کی حالت میں نہ ہو تو کھائے اور اگر روزے کی حالت میں ہو تو دعا کر دے۔"

تخریج: الصحیحة ۱۳۴۳۔ ابو عبید فی غریب الحدیث (۱/ ۱۷۷)، مسلم (۱۴۳۱)، ابو داود (۲۴۶۰)

فوائد: معلوم ہوا کہ ضروری نہیں کہ نفلی روزہ توڑ کر دعوت قبول کی جائے۔

ومن آداب الصيد

شکار کے آداب کا بیان

٨٠٣۔عَنْ أَبِي ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيِّ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا رَمَيْتَ الصَّيْدَ فَأَدْرَكْتَهُ بَعْدَ ثَلَاثِ لَيَالٍ، وَسَهْمُكَ فِيهِ فَكُلْهُ مَالَمْ يَنْتَنْ)).

[الصحيحة:١٣٥٠]

سیدنا ابو ثعلبہ خشنی ﷺ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "تو شکار کو تیر وغیرہ مارتا ہے، لیکن وہ (غائب ہو جاتا ہے اور) تجھے تین دنوں کے بعد ملتا ہے اور تیرا تیر اس میں موجود ہوتا ہے تو جب تک وہ بدبودار (اور متعفن) نہ ہو، اسے کھانے کیلئے استعمال کر لے۔"

تخریج: الصحیحة ۱۳۵۰۔ ابو داود (۲۸۶۱)، مسلم (۱۹۳۱)، بمعناه

فوائد: تیر و کمان، کُتے، جانور اور پرندے وغیرہ کے ذریعے شکار کرنے کے مختلف احکامات ہیں، جن کی روشنی میں شکار کئے گئے جانور کو حلال یا حرام سمجھا جا سکتا ہے۔ ایک حکم اس حدیث میں بیان کیا گیا ہے کہ جب آدمی کو شکار میں صرف اپنا تیر نظر آئے، بشرطیکہ اس نے "بِسْمِ اللّٰه" پڑھ کر تیر پھینکا ہو تو وہ اسے کھا لے، کیونکہ اس کا مطلب یہ ہوگا کہ یہ شکار اس کے تیر کی وجہ سے مرا ہوگا۔ ہاں اگر اس میں کسی دوسرے تیر کا زخم ہو یا کسی جانور کی کاٹ کا نشان ہو یا وہ پانی میں ڈوبنے کے آثار ہوں تو ان تمام صورتوں میں شکار حلال نہ ہوگا۔

باب: تحريم اكل الميتة

باب: مردار کے کھانے کی حرمت

٨٠٤۔عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ:((إِذَا رَوِيْتَ أَهْلَكَ مِنَ اللَّبَنِ غَبُوْقاً فَاجْتَنِبْ مَانَهَى اللّٰهُ عَنْهُ مِنْ مَيْتَةٍ)).

[الصحيحة:١٣٥٣]

سیدنا سمرہ بن جندب ﷺ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "جب تو اپنے اہل خانہ کو شام کے دودھ سے سیراب کر لے تو اس مردار سے اجتناب کر، جس سے اللہ تعالیٰ نے منع کیا ہے۔"

تخریج: الصحیحة ۱۳۵۳۔ حاکم (۴/ ۱۲۵)، بیہقی (۹/ ۳۵۷)، طبرانی فی (۷۰۴۶، ۷۰۲۸)، مطولاً بطریق آخر ضعیف

فوائد: قارئین کرام! غور فرمائیں کہ ایک وقت میں کھانے پینے کے لئے کچھ مل جانا اتنی بڑی نعمت ہے کہ اس کے تقاضے پورے کرنے کے لئے حرام چیز سے منع کر دیا گیا ہے۔ دودھ ایسا مشروب ہے جو کھانے سے بھی کفایت کرتا ہے' لیکن اس نعمت کا تقاضا یہ ہے کہ اگر یہ شام یا بھوک پیاس کے کسی وقت میں نصیب ہو جائے تو پھر حرام سے پرہیز کرنا پڑے گا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: (فانی لا اعلم شیئا یجزیء من الطعام والشراب الا اللبن۔) [صحیحہ: ۲۳۲۰] یعنی: میرے علم میں کوئی ایسی چیز نہیں جو کھانے اور پینے دونوں سے کفایت کرے سوائے دودھ کے۔

من آداب السفر والرفق بالحیوان

آداب سفر اور جانوروں کے ساتھ نرمی کا بیان

٨٠٥ـ عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِذَا سِرْتُمْ فِي أَرْضٍ خَصْبَةٍ، فَأَعْطُوا الدَّوَابَّ حَقَّهَا أَوْ حَظَّهَا وَإِذَا سِرْتُمْ فِي أَرْضٍ جَدْبَةٍ فَانْجُوْا عَلَيْهَا، وَعَلَيْكُمْ بِالدُّلْجَةِ، فَإِنَّ الْأَرْضَ تُطْوٰى بِاللَّيْلِ وَإِذَا عَرَّسْتُمْ، فَلَا تَعَرَّسُوْا عَلٰى قَارِعَةِ الطَّرِيْقِ فَإِنَّهَا مَأْوٰى كُلِّ دَابَّةٍ)). [الصحيحة: ١٣٥٧]

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم سبزہ زاروں میں سفر کر رہے ہو تو جانوروں کو ان کا حق دو (یعنی ان کو چرنے بھی دو) اور جب قحط زدہ زمین سے گزر ہو رہے ہو تو تیز چلو اور رات کو سفر کیا کرو کیونکہ رات میں زمین کی مسافت مختصر ہو جاتی ہے۔ جب تم کہیں پڑاؤ ڈالو تو وسطِ راہ میں ڈیرہ مت لگاؤ' کیونکہ (ایسے مقامات رات کو) ہر قسم کے جانور کا ٹھکانہ ہوتے ہیں۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۳۵۷۔ البزار (الکشف: ۱۶۹۴)' بیہقی (۵/ ۲۵۶)' طحاوی فی المشکل (۱/ ۳)

فوائد: اس باب کی پانچویں حدیث میں جانوروں کے ساتھ احسان کرنے کی وضاحت ہو چکی ہے' اس حدیثِ مبارکہ کے شروع میں یہی وضاحت کی گئی ہے' پھر سفر کرنے کے دو آداب بیان کئے گئے ہیں۔

ومن آداب الشرب

پانی پینے کے آداب کا بیان

٨٠٦ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا شَرِبَ أَحَدُكُمْ فَلَا يَتَنَفَّسْ فِي الْإِنَاءِ فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَعُوْدَ، فَلْيُنَحِّ، ثُمَّ لِيَعُدْ إِنْ كَانَ يُرِيْدُ)). [الصحيحة: ٣٨٦]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی آدمی پانی پیئے تو برتن کے اندر سانس نہ لے' اگر وہ اور پانی پینا چاہتا تو برتن کو (منہ سے) دور کر دے اور مزید ارادہ ہونے کی صورت میں پھر پینا شروع کرے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۸۶۔ ابن ماجہ (۳۴۲۷)' حاکم (۱۳۹۴)

فوائد: پانی پینے کے مختلف آداب ہیں' ان میں سے ایک یہ ہے کہ پانی والے برتن میں سانس نہ لیا جائے' اگر سانس لینا ہو تو برتن کو منہ سے جدا کر کے ایسا کیا جائے' پھر پانی پیا جائے۔ افضل یہی ہے کہ تین سانسوں میں پانی پیا جائے۔

باب: من الطب النبوی

باب: طب نبوی کا بیان

٨٠٧ـ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے

ﷺ: ((إِذَا شَرِبْتُمُ اللَّبَنَ فَمَضْمِضُوْا فَإِنَّ لَهُ دَسَماً)). [الصحيحة: ١٣٦١]

فرمایا: ”جب تم دودھ پیو تو کلی کر لیا کرو، کیونکہ اس میں چکناہٹ ہوتی ہے۔“

تخریج: الصحیحۃ ۱۳۶۱۔ ابن ماجہ (۴۹۹)، ابن ابی شیبۃ (۱/ ۵۷)، طبرانی فی الکبیر (۲۳/ ۳۱۰۔ ۳۱۱)

الاستحباب من أكل الأضحية

قربانی کا گوشت کھانے کا استحباب

۸۰۸۔عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا ضَحّٰى أَحَدُكُمْ، فَلْيَأْكُلْ مِنْ أُضْحِيَتِهِ)).

[الصحيحة: ٣٥٦٣]

سیدنا ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جب تم قربانی کرو تو اپنی قربانی سے کچھ گوشت کھایا کرو۔“

تخریج: الصحیحۃ ۳۵۶۳۔ احمد (۲/ ۳۹۱)، ابن عدی (۲/ ۲۷۲)، خطیب فی التاریخ (۷/ ۳۴)

فوائد: اللہ تعالی کی نعمت کا یہی تقاضا ہے کہ جہاں مسلمان اس کی توفیق سے قربانی کا جانور اس کے نام پر ذبح کرتا ہے، وہاں اسے اس کا گوشت کھانے کی رغبت بھی ہونی چاہئے۔ نبی کریم ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر سو (۱۰۰) اونٹ ذبح کئے، (ثم امر من كل بدنة ببضعة فجعلت في قدر فطبخت فاكلا من لحمها وشربا من مرقها۔) [بخاری، مسلم] یعنی: پھر حکم دیا کہ ہر ایک اونٹ سے گوشت کا ایک ایک ٹکڑا لایا جائے، پھر اسے ایک ہنڈیا میں پکایا گیا اور آپ ﷺ اور سیدنا علی ؓ نے وہ گوشت کھایا اور اس کا شوربا نوش فرمایا۔

باب: تعاهد الجيران واكرامهم

باب: ہمسائیوں کی نگہداشت واکرام کرنا

۸۰۹۔عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا طَبَخْتُمُ اللَّحْمَ فَأَكْثِرُوْا الْمَرَقَ أَوِ الْمَاءَ فَإِنَّهُ أَوْسَعُ، أَوْ أَبْلَغُ لِلْجِيْرَانِ)).

[الصحيحة: ١٣٦٧]

سیدنا جابر بن عبد اللہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم گوشت پکاؤ تو اس میں شوربا یا پانی زیادہ کر لیا کرو، کیونکہ وہ زیادہ پڑوسیوں کو دیا جا سکے گا۔“

تخریج: الصحیحۃ ۱۳۶۸۔ احمد (۳/ ۳۷۷)، طبرانی فی الاوسط (۳۶۱۵)، البزار (۱۹۰۵۔ الکشف)

فوائد: اسلام نے پڑوسی کے ساتھ حسن سلوک کرنے پر بہت زور دیا ہے، بلکہ سیدنا عبد اللہ بن عمر اور سیدہ عائشہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مجھے حضرت جبریل علیہ السلام پڑوسی کے ساتھ حسن سلوک کی ہمیشہ تاکید کرتے رہے، یہاں تک کہ میں گمان کرنے لگا کہ یہ اسے وراثت میں بھی شریک ٹھہرا دیں گے۔ [بخاری، مسلم] اس حدیث میں بھی پڑوسی کی فضیلت ومنقبت کا بیان ہے، کہ جب شوربے والا سالن پکایا جائے تو اسے میں کیا حرج ہے کہ اس میں ایک پلیٹ سالن کے بقدر پانی ڈال دیا جائے، تاکہ ہمسائیوں سے بھی تعاون ہو جائے۔

ومن آداب الطعام

کھانے کے آداب کا بیان

۸۱۰۔عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ، أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ

سیدنا جابر بن عبد اللہ ؓ سے مروی ہے کہ انھوں نے نبی کریم

يَقُوْلُ : ((إِذَا طَعِمَ أَحَدُكُمْ فَسَقَطَتْ لُقْمَتُهُ مِنْ يَدِهِ فَلْيُمِطْ مَارَابَهُ مِنْهَا وَلْيَطْعَمْهَا، وَلَا يَدَعْهَا لِلشَّيْطَانِ، وَلَا يَمْسَحْ يَدَهُ بِالْمِنْدِيْلِ، حَتّٰى يُلْعِقَ يَدَهُ، فَإِنَّ الرَّجُلَ لَايَدْرِيْ فِي أَيِّ طُعَامِهِ يُبَارَكُ لَهُ، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَرْصُدُ النَّاسَ. أَوِ الْإِنْسَانَ. عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ حَتّٰى عِنْدَ مَطْعَمِهِ. أَوْ طَعَامِهِ. وَلَا يَرْفَعُ الصَّحْفَةَ حَتّٰى يَلْعَقَهَا أَوْ يُلْعِقَهَا، فَإِنَّ فِي آخِرِ الطَّعَامِ بَرَكَةٌ)). [الصحيحة:١٤٠٤]

ﷺ کو فرماتے سنا: ''جب تم سے کوئی آدمی کھانا کھا رہا ہو اور اس کے ہاتھ سے کوئی لقمہ گر جائے تو (اس کو اٹھائے اور) اگر کوئی چیز لگ گئی ہو تو اسے صاف کرے اور کھا لے اور اسے شیطان کے لئے نہ چھوڑے، نیز وہ اپنے ہاتھ کو چاٹے بغیر تولیے سے مت پونچھے، کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ کھانے کے کس جزو میں اس کے لئے برکت کی جائے گی۔ (یاد رہے کہ) شیطان ہر چیز پر لوگوں یا انسان کی تاک میں بیٹھتا ہے، حتی کہ کھانے کے وقت بھی، لہذا کوئی آدمی اس وقت تک پلیٹ نہ اٹھائے جب اس کو خود چاٹ نہ لے یا کسی کو چٹوا نہ دے، کیونکہ کھانے کے آخری جزو میں برکت ہوتی ہے۔''

تخريج: الصحيحة ۱۴۰۴- ابن حبان (۵۲۵۳)، بيهقي في الشعب (۵۸۵۵)، احمد (۳/ ۳۹۴)، ترمذي (۱۸۰۲)، مسلم (۱۳۴/ ۲۰۳۳)، و مختصراً دون قوله (فان الشيطان يرصد)

فوائد: کھانے کے مختلف اور ایسے آداب بیان کئے گئے ہیں کہ جن پر عمل کرنے سے لوگوں کو جھجک اور شرم محسوس ہوتی ہے۔ یہ محض ان کی سطحی سوچ ہے۔ ایسے نہ ہو کہ رزق کی فراوانی کی وجہ سے ہماری گردن اتنی اکڑ جائے کہ ہم اپنے ماحول اور معاشرے کا لحاظ کر کے سنتوں کو ترک کر دیں۔ اس بات پر جتنا افسوس کیا جائے وہ کم ہے کہ گری ہوئی چیز کو اٹھا کر اس کی صفائی کر کے کھانا، کھانے کے بعد انگلیوں کو چاٹنا اور پلیٹ صاف کرنے جیسی مبارک سنتیں ہم سے اس بنا پر رہ گئی ہیں کہ ہم اپنے آپ کو لوگوں کے سامنے وقعت دینا چاہتے ہیں یا ایسا کرنے میں حقارت اور جھجک محسوس کرتے ہیں۔

غمس الذباب عند الوقوع في الشراب

مکھی کو مشروب میں گرنے کے بعد ڈبو دینے کا بیان

٨١١ـعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ :((إِذَا وَقَعَ الذُّبَابُ فِي شَرَابِ أَحَدِكُمْ، فَلْيَغْمِسْهُ [كُلَّهُ]ثُمَّ لِيَنْتَزِعْهُ، فَإِنَّ فِي إِحْدٰى جَنَاحَيْهِ دَاءً، وَفِي الْأُخْرٰى شِفَاءً)). [الصحيحة:٣٨]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب مکھی کسی کے مشروب میں گر جائے تو اس کو مکمل طور پر ڈبو دے اور پھر نکال لے، کیونکہ اس کے ایک پر میں بیماری ہے اور دوسرے میں شفا۔''

تخريج: الصحيحة ۳۸- بخاري ۳۳۲۰، ابو داود (۳۸۴۴)، ابن ماجه (۳۵۰۵)

فوائد: مکھی گرنے کی وجہ سے چیز کو ضائع نہیں کرنا چاہیے بلکہ مذکورہ بالا حدیث کو ترجیح دیتے ہوئے اس پر عمل کر کے اپنے مزاج کو بدلنا چاہیے۔

الصدقة اذا أعطيت بهديةٍ ليس بصدقة

صدقہ جب کسی کو بطور ہدیہ دیا جائے تو وہ صدقہ نہیں رہتا

۸۱۲۔عَنْ أَنسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ دَخلَ بَيتَ عَائِشَةَ فَرأَى لَحماً، فَقَالَ: اشوُوالنَّا مِنهُ۔ فَقَالُوا: يَارَسُولَ اللّٰهِﷺ! إِنَّهَا صَدَقَةٌ۔ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((اشو والنا منه، فَقَدْ بَلَغَ مَحِلَّهُ)). [الصحيحة:٢٠٤٦]

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر داخل ہوئے اور گوشت دیکھ کر فرمایا: ''اس کا کچھ حصہ ہمارے لئے بھونو۔'' انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ تو صدقہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بس تم اس کا کچھ حصہ ہمارے لئے بھون دو، یہ اپنے مقام پر پہنچ چکا ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۵۴۶۔ ابویعلی (۳۰۷۸)، الضیاء فی المختارۃ (۲۳۸۷)، بخاری (۱۴۹۵)، مسلم (۱۰۷۵)، بغیر ھذا اللفظ

فوائد: آل محمد ﷺ کے لئے صدقہ حلال نہیں ہے، اس حدیث میں جس گوشت کا ذکر کیا گیا ہے، وہ دراصل سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی آزاد کردہ لونڈی سیدہ بریرہ رضی اللہ عنہا پر صدقہ کیا گیا تھا۔ وہ بطورِ ہدیہ آپ ﷺ کو پیش کرتی تھیں، اس لئے آپ ﷺ کے لئے کھانا جائز تھا۔

النبيذ متى صار حرامًا

نبیذ کب حرام ہو جائے گی

۸۱۳۔عَنْ اَبِى هُرَيْرَةَ، قَالَ: عَلِمتُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِﷺ: كَانَ يَصُومُ، فَتَحَيَّنْتُ فِطرَهُ بِنَبِيذٍ صَنَعْتُهُ فِى دُبَّاءٍ، ثُمَّ أَتَيتُهُ بِهِ فَإِذَا۔ هُوَ يَنُشُّ، فَقَالَ: ((اِضْرِبْ بِهٰذَا الْحَائِطِ، فَإِنَّ هٰذَا شُرَابُ مَنْ لَّايُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ)). [الصحيحة:٣٠١٠]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: مجھے پتہ چلا کہ رسول اللہ ﷺ روزہ رکھ رہے ہیں۔ میں نے کدو کے برتن میں نبیذ بنائی اور آپ ﷺ کے افطاری کے وقت کی تلاش میں رہا۔ جب میں آپ ﷺ کے پاس لے کر آیا تو وہ جوش مار رہی تھی۔ پس آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کو دیوار کے ساتھ دے مارو، بیشک یہ ان لوگوں کا مشروب ہے جو اللہ تعالی اور یومِ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۰۱۰۔ ابوداود (۳۷۱۶)، نسائی (۵۶۱۳)، بیھقی (۸/ ۳۰۳)، ابن ماجہ (۳۴۰۹)، مختصراً

فوائد: جب نبیذ جوش مارنے لگ گئے تو وہ شراب کی شکل اختیار کر لیتی ہے اور مومنوں پر شراب پینا حرام قرار دیا ہے۔ پہلے شراب کی حرمت اور نقصانات پر بحث ہو چکی ہے۔

۸۱٤۔عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ مَرْفُوعاً: ((أَطْعِمُوا الطَّعَامَ، وَأَطِيبُوا الْكَلَامَ)). [الصحيحة:١٤٥٦]

سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''(لوگوں کو) کھانا کھلایا کرو اور عمدہ کلام کیا کرو۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۴۶۵۔ طبرانی فی الکبیر (۲۷۶۳)

فوائد: یہ دو عظیم صفات ہیں جو جنت میں لے جانے کا سبب بنتی ہیں۔ سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (ان فی الجنة غُرفة يُرى ظاهِرها من باطنها وباطنها من ظاهرها۔) فقال ابو مالك اشعرى: لمن هي يا رسول الله؟

قال: (لمن اطاب الکلام واطعم الطعام وبات قائما والناس نیام۔)[معجم کبیر' مستدرک حاکم] یعنی: بیشک جنت میں بالا خانہ ہوگا' اس کا ظاہری منظر اندر سے اور اندر والا منظر باہر سے نظر آتا ہے۔ سیدنا ابو مالک اشعری ﷜ نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ کس کے لئے ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جو عمدہ کلام کرتا ہے' کھانا کھلاتا ہے اور رات کو جب لوگ سو رہے ہوتے ہیں تو وہ نماز پڑھتا ہے۔

فضل إطعام الطعام و افشاء السلام

کھانا کھلانے اور سلام عام کرنے کی فضیلت کا بیان

۸۱۵۔عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ، قَالَ: كَانَ عَبْدُاللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ يَمُرُّ بِنَا فَيَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَطْعِمُوْا الطَّعَامَ، وَأَفْشُوا السَّلَامَ، تُوْرَثُوْا الْجِنَانَ)). [الصحيحة:١٤٦٦]

محمد بن زیاد کہتے ہیں: سیدنا عبداللہ بن حارث ﷜ ہمارے پاس سے گزرتے اور کہتے تھے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''(لوگوں کو) کھانا کھلایا کرو اور (آپس میں) سلام کو عام کرو' تم جنتوں کے وارث بن جاؤ گے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۴۶۶۔ الضیاء فی المقدسی فی المختارۃ (۲۰۹)' من روایۃ الطبرانی وانظر الجمع (۵/ ۱۷)' وجامع المسانید لابن کثیر (۵۳۶۳)

فوائد: ''السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'' کی اشاعت کرنا نہ صرف امتِ مسلمہ کا شعار اور امتیاز ہے' بلکہ جنت میں لے جانے والا بہت بڑا سبب ہے' جیسا کہ سیدنا ابو ہریرہ ﷜ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (لاتدخلوا الجنۃ حتی تؤمنوا ولا تؤمنوا حتی تحابّوا' الا ادلّکم علی شیء اذا فعلتموہ تحاببتم؟ افشوا السلام بینکم۔)[مسلم] یعنی: تم اس وقت تک جنت میں داخل نہیں ہو گے' جب تک ایمان نہیں لاؤ گے اور اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتے' جب تک آپس میں محبت نہیں کرو گے۔ کیا میں تمہیں ایسا عمل نہ بتا دوں' کہ اس کو اپناؤ گے تو آپس میں محبت پیدا ہو جائے گی؟ سلام کو آپس میں عام کردو۔

من معجزۃ النبی ﷺ فی التمر

نبی ﷺ کا معجزہ کھجوروں میں

۸۱۶۔عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: أَعْطَانِي ﷺ شَيْئًا مِنْ تَمْرٍ، فَجَعَلْتُهُ فِي مِكْتَلٍ لَّنَا فَعَلَّقْنَاهُ فِي سَقْفِ الْبَيْتِ، فَلَمْ نَزَلْ نَأْكُلُ مِنْهُ، حَتَّى كَانَ آخِرُهُ أَصَابَهُ أَهْلُ الشَّامِ حَيْثُ أَغَارُوْا عَلَى الْمَدِيْنَةِ))۔ [الصحيحة:٣١٦٢]

سیدنا ابو ہریرہ ﷜ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے مجھے کچھ کھجوریں دیں' میں نے ان کو ایک ٹوکرے میں رکھا اور گھر کی چھت کے ساتھ لٹکا دیا' ہم (عرصۂ دراز تک) اس سے (کھجوریں نکال کر) کھاتے رہے' جب اہل شام نے مدینہ پر حملہ کیا تو وہ (ٹوکرا) ان کے ہتھے لگ گیا۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۱۶۲۔ احمد (۲/ ۳۲۴)' ترمذی (۳۸۳۹)' ابن حبان (۶۵۳۲)' من طریق آخر بنحوہ

فوائد: یہ آپ ﷺ کی معجزانہ برکت تھی کہ ایک ٹوکرے میں موجودہ کھجوریں سالہا سال تک اہل خانہ کو کفایت کرتی رہیں۔

باب: الا ما اضطررتم الیہ

باب: اضطراری کیفیت میں مردار کا کھانا

۸۱۷۔عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ: أَنَّ رَجُلًا كَانَتْ لَهُ نَاقَةٌ (الْحَرَّةِ) فَدَفَعَهَا إِلَى رَجُلٍ، وَقَدْ كَانَتْ

سیدنا جابر بن سمرہ ﷜ کہتے ہیں: حرہ مقام پر ایک آدمی کی اونٹنی تھی' اس نے وہ کسی دوسرے آدمی کو دے دی اور وہ اب بیمار ہوگئی

مرضتْ. فلمّا أرادت أنْ تموتَ قالتْ لهُ امرأتُهُ: لوْ نحرْتَها وأكلْنا منْها، فأبى، وأتى رسُولَ اللّٰهِ ﷺ وذكر لهُ ذلك، فقال: ((أعندكم ما يغنيكم؟)) قالَ: لا قالَ: ((فَكُلُوْهَا. يَعْنِي: النَّاقَةَ. وَكَانَتْ قَدْ مَاتَتْ)) قالَ: ((فَأَكَلْنَا مِنْ وَدَكِهَا وَلَحْمِهَا وَشَحْمِهَا نَحْواً مِنْ عِشْرِيْنَ يَوْماً ثُمَّ لَقِيَ صَاحِبَهَا، فَقَالَ لَهُ: أَلَا كُنْتَ نَحَرْتَهَا؟ قَالَ: إِنِّي اسْتَحْيَيْتُ مِنْكَ.))

[الصحيحة:۲۷۰۲]

تھی۔ جب وہ مرنے لگی تو اس کی بیوی نے اسے کہا: (بہتر ہے کہ) آپ اس کو نحر کر دیں' تا کہ ہم سب (اس کا گوشت تو) کھا لیں۔لیکن اس نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا اور رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کر ساری بات ذکر کر دی۔آپ ﷺ نے اس سے پوچھا: ''کیا تمہارے پاس تمہیں کفایت کرنے کے بقدر کوئی چیز ہے؟'' اس نے کہا: نہیں۔تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''پھر اس کو کھا لو' یہ تو اب مرنے ہی لگی ہے۔'' اس نے کہا: پس ہم بیس دن تک اس کی چربی اور گوشت کھاتے رہے۔ پھر ہمیں اس کا پہلا مالک ملا اور پوچھا: تم لوگوں نے (آپ ﷺ سے پوچھے بغیر) خود ہی نحر کیوں نہیں کر لیا تھا؟ میں نے کہا: بس' میں آپ سے شرماتا تھا۔

تخریج: الصحیحة ۲۷۰۲۔ طیالسی (۷۷۶)' احمد (۵/ ۸۷' ۸۸)' ابویعلی (۷۴۴۸)' ابوداود (۳۸۱۶)' من طریق آخر

باب: تحريم وسم الدابة في وجهها وضربه

باب: جانور کے چہرے پر داغ دینا اور مارنا ممنوع ہے

۸۱۸۔عنْ جابرٍ: أنّ النّبيّ ﷺ مرّ عليْه بحمارٍ قدْ وُسم في وجْهه، فقال: ((أَمَا بَلَغَكُمْ أَنِّي قَدْ لَعَنْتُ مَنْ وَسَمَ الْبَهِيْمَةَ فِي وَجْهِهَا، أَوْ ضَرَبَهَا فِي وَجْهِهَا؟! فَنَهَى عَنْ ذٰلِكَ)).

[الصحيحة:۱۵٤۹]

سیدنا جابر ؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے پاس سے ایسا گدھا گزرنے کا اتفاق ہوا جس کے چہرے کو داغا گیا تھا۔آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم لوگوں کو یہ حدیث نہیں پہنچی کہ میں نے اس آدمی پر لعنت کی ہے جو جانور کو اس کے چہرے پر داغتا ہے یا اس کے چہرے پر مارتا ہے؟'' پھر آپ ﷺ نے ایسا کرنے سے منع کر دیا۔

تخریج: الصحیحة ۱۵۴۹۔ ابوداود (۲۵۶۴)' مسلم (۲۱۱۶' ۲۱۱۷)

فوائد: اس سے قبل یہ وضاحت ہو چکی ہے کہ جانوروں کے ساتھ بھی احسان کرنا چاہئے اور ان کو تکلیف سے بچانا چاہئے۔اگر جانور کو سدھارنے کے لئے مارنا پڑ جائے تو چہرے پر مارنے سے اجتناب کرنا چاہئے۔شریعت نے بے زبان مخلوق کا کتنا خیال رکھا کہ اس کے چہرے پر مارنے والے یا داغنے والے کو ملعون قرار دیا۔

۸۱۹۔عنْ سالم بْن عبْدالله [بْن عُمر]عنْ أبيه، أنّ رسُول الله ﷺ: ((أَمَرَ بِحَدِّ الشِّفَارِ، وَأَنْ تُوَارَىٰ عَنِ الْبَهَائِمِ، وَإِذَا ذَبَحَ أَحَدُكُمْ، فَلْيُجْهِزْ)). [الصحيحة: ۳۱۳۰]

سالم بن عبد اللہ بن عمر اپنے باپ سیدنا عبد اللہ ؓ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ چھریوں کو تیز کیا جائے' ان کو چوپائیوں سے اوجھل رکھا جائے اور جب کوئی آدمی (جانور) ذبح کرے تو وہ جلدی سے ذبح کرے۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۱۳۰۔ احمد (۲/ ۱۰۸)' ابن عدی (۴/ ۱۳۶۶)' بیہقی فی الشعب (۱۱۰۷۴)' ابن ماجہ (۳۱۷۲)' بمعناہ

فوائد: یہ بھی جانوروں کے ساتھ احسان کرنے اوران کو تکلیف سے بچانے کا ہی ایک انداز ہے کہ آپ جس جانور کی زندگی کا خاتمہ کرنا چاہتے ہیں' وہ بھی اچھے انداز میں کریں اور ذبح کے وقت سے پہلے خواہ مخواہ اس کو پریشان نہ کریں۔

اهمية من اكل الطيب۔

حلال چیزیں کھانے کی اہمیت کا بیان

۸۲۰۔عَنْ أُمِّ عَبْدِاللّٰهِ أُخْتِ شَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ: أَنَّهَا بَعَثَتْ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ بِقَدَحِ لَبَنٍ عِنْدَ فِطْرِهِ، وَذٰلِكَ فِي طُوْلِ النَّهَارِ وَشِدَّةِ الْحَرِّ، فَرَدَّ إِلَيْهَا رَسُوْلَهَا: أَنّٰى لَكِ هٰذَا اللَّبَنُ؟ فَقَالَتْ: مِنْ شَاةٍ لِّي، فَرَدَّ إِلَيْهَا رَسُوْلَهَا: أَنّٰى لَكِ هٰذِهِ الشَّاةُ؟ قَالَتْ: اِشْتَرَيْتُهَا مِنْ مَالِي فَشَرِبَ، فَلَمَّا كَانَ مِنَ الْغَدِ أَتَتْ أُمُّ عَبْدِاللّٰهِ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَتْ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ بَعَثْتُ إِلَيْكَ بِذٰلِكَ اللَّبَنِ مُرْثِيَةً لَكَ مِنْ طُوْلِ النَّهَارِ وَشِدَّةِ الْحَرِّ، فَرَدَدْتَّ إِلَيَّ فِيْهِ الرَّسُوْلَ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: **((أُمِرَتِ الرُّسُلُ قَبْلِي أَلَّا تَأْكُلَ إِلَّا طَيِّبًا وَلَا تَعْمَلَ إِلَّا صَالِحاً))**. [الصحيحة:١١٣٦]

سیدنا شداد بن اوس رضی اللہ عنہ کی بہن سیدہ ام عبداللہ رضی اللہ عنہا نے طویل دن اور سخت گرمی کی وجہ سے افطاری کے وقت نبی کریم ﷺ کی طرف دودھ کا ایک پیالہ بھیجا' لیکن آپ ﷺ نے اس کے قاصد کو واپس کر دیا کہ (پوچھ کر آؤ کہ) یہ دودھ کہاں سے لیا؟ اس نے جواب بھیجا کہ میری اپنی بکری کا دودھ ہے۔ آپ ﷺ نے قاصد کو دوبارہ واپس کر دیا کہ (یہ پوچھ کر آؤ کہ) وہ بکری کہاں سے لی ہے؟ اس نے کہا کہ میں نے اپنے مال کے عوض خریدی ہے۔ پھر آپ ﷺ نے (اتنی چھان بین کے بعد) وہ پیا۔ دوسرے دن ام عبداللہ رضی اللہ عنہا خود رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچ گئیں اور کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے طویل دن اور سخت گرمی کی وجہ سے آپ کا خیال کرتے ہوئے (کل) دودھ کا پیالہ بھیجا تھا' لیکن آپ نے میرے قاصد کو میری طرف (کچھ پوچھنے کے لئے) پلٹا دیا' (ایسے کیوں ہے)؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھ سے قبل رسولوں کو یہی حکم دیا گیا کہ وہ طیّب (یعنی حلال) چیز کھائیں اور صرف نیک عمل کریں۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۱۳۶۔ احمد فی الزہد (۲۳۶۸)' حاکم (۴/ ۱۲۵۔ ۱۲۶)' طبرانی فی الکبیر (۲۵/ ۱۷۴' ۱۷۵)' وفی الشامیین (۱۴۸۸)

فوائد: اگر کسی چیز کے بارے میں شبہ ہو رہا ہو تو اسے استعمال کرنے سے پہلے تحقیق کر لینی چاہئے کہ آیا وہ حرام ہے یا حلال۔

حكمة غمس الذباب في الشراب و الطعام

کھانے پینے میں مکھی گرنے کی صورت میں ڈبونے کی حکمت کا بیان

۸۲۱۔عَنْ سَعِيْدِ بْنِ خَالِدٍ، قَالَ: دَخَلْتُ عَلٰى أَبِي سَلَمَةَ، فَأَتَانَا بِزُبْدٍ وَكُتْلَةٍ فَأَسْقَطَ ذُبَابٌ فِي

سعید بن خالد کہتے ہیں: میں ابوسلمہ کے پاس گیا' ہمیں مکھن اور کھجور اور آٹے وغیرہ کی بنائی ہوئی کوئی چیز پیش کی۔ اتنے میں

الطَّعَامِ، فَجَعَلَ أَبُو سَلَمَةَ يَمْقُلُهُ بِأُصْبِعِهِ فِيهِ، فَقُلْتُ: يَاخَالُ! مَاتَصْنَعُ؟ فَقَالَ: إِنَّ أَبَا سَعِيدِ الْخُدْرِيَّ حَدَّثَنِي عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ:((إِنَّ أَحَدَ جَنَاحَيِ الذُّبَابِ سَمٌّ، وَالآخَرُ شِفَاءٌ، فَإِذَا وَقَعَ فِي الطَّعَامِ، فَامْقُلُوهُ، فَإِنَّهُ يُقَدِّمُ السَّمِّ وَيُؤَخِّرُ الشِّفَاءَ)). [الصحيحة:۳۹]

ایک مکھی کھانے میں گر پڑی' ابوسلمہ نے اسے اپنی انگلی کے ساتھ (کھانے میں) ڈبویا۔ میں نے کہا: ماموں جان! یہ کیا کر رہے ہو؟ انھوں نے کہا: سیدنا ابوسعید خدری ﷺ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک مکھی کے ایک پر میں زہر ہے اور دوسرے میں شفا۔ اگر یہ کھانے میں گر جائے تو اس کو مکمل ڈبو دیا کرو' کیونکہ یہ (گرتے وقت) زہر والے پر کو مقدم کرتی ہے اور شفا والے پر کو مؤخر۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۹۔ احمد (۳/ ۶۷)' واللفظ له ابن ماجه (۳۵۰۴)' نسائی (۴۲۶۷)

فوائد: اس حدیثِ مبارکہ کو اپنے مزاج کے مطابق نہیں پرکھنا چاہئے' بلکہ اپنے مزاج کو اس کے مطابق بنانا چاہئے۔ جب مکھی کسی مشروب میں ڈوبنے لگتی ہے تو وہ بیماری والے پر کو پانی میں ڈبو کر شفا والے پر کو اوپر کی سمت میں رکھتی ہے۔ اس لئے شریعت نے اس کے دوسرے پر کو اسی مشروب میں ڈبو کر اسے استعمال کرنے کی ہدایت دی ہے۔

وفاء خبر النبي ﷺ من عمار بن ياسر رضی اللہ عنہما

نبی ﷺ کی پیشین گوئی کا عمار رضی اللہ عنہ بن یاسر کے بارے میں پورے ہونے کا بیان

۸۲۲۔عَنْ إِبْرَاهِيمُ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ: سَمِعْتُ عَمَّارَ بْنَ يَاسِرٍ (صِفِّيْن) فِي الْيَوْمِ الَّذِي قُتِلَ فِيهِ، وَهُوَ يُنَادِي: أُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ، وَزُوِّجَتِ الْحُوْرُالْعِيْنُ، الْيَوْمَ نُلْقَى حَبِيْبَنَا مُحَمَّدًا ﷺ۔ وَفِي رِوَايَةٍ: نُلْقِي الْأَحِبَّةَ، مُحَمَّداً وَحِزْبَهُ۔ ((عَهِدَ إِلَيَّ أَنَّ آخِرَ زَادِكَ مِنَ الدُّنْيَا ضَيْحٌ مِنْ لَبَنٍ)). [الصحيحة:۳۲۱۷]

ابراہیم بن سعد اپنے باپ اور وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں' وہ کہتے ہیں: میں نے سیدنا عمار بن یاسر ﷺ کو صفین کے مقام پر' جس دن وہ شہید ہوئے' کہتے ہوئے سنا: جنت قریب کر دی گئی اور خوبصورت آنکھوں والی حور سے شادی کر لی گئی' آج ہم اپنے حبیب محمد ﷺ کو ملیں گے اور ایک روایت میں ہے کہ ہم اپنے محبوبوں یعنی محمد ﷺ اور ان کے گروہ کو ملیں گے۔ آپ ﷺ نے مجھے یہ ضمانت دی تھی کہ دنیا سے تیرا آخری توشہ پانی ملا پتلا دودھ ہوگا۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۲۱۷۔ حاکم (۳/ ۳۸۹)' طبرانی فی الاوسط (۶۴۶۷)' ابن عساکر (۴۶/ ۳۲۰)

فوائد: سیدنا عمار ﷺ سیدنا علی ﷺ کے ساتھ جنگ صفین میں شریک ہوئے' جب سیدنا عمار ﷺ نے مذکورہ صفت والا دودھ پیا تو ان کو آپ ﷺ کی پیشینگوئی یاد آ گئی۔ نیز سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (تقتُل عمارا الفئة الباغية۔) [مسلم] یعنی: عمار کو باغی جماعت قتل کرے گی۔

تحريم الأكل و الشرب في إناء

سونے اور چاندی کے برتنوں میں کھانے پینے کی

الفضة و الذهب

حرمت کا بیان

۸۲۳۔عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ:((إِنَّ الَّذِي يَشْرَبُ فِي إِنَاءِ الْفِضَّةِ [وَالذَّهَبِ] إِنَّمَا يُجَرْجِرُ فِي بَطْنِهِ نَارَ جَهَنَّمَ، إِلَّا أَن يَتُوبَ)). [الصحيحة:٣٤١٧]

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک جو آدمی چاندی اور سونے کے برتنوں میں کھاتا ہے وہ اپنے پیٹ میں جہنم کی آگ بھر رہا ہوتا ہے' الا یہ کہ وہ توبہ کر لے۔''

تخریج: الصحیحة ۳۴۱۷- طبرانی فی الکبیر (۲۳/ ۳۸۸- ۳۸۹) بھذا لفظ' بخاری (۵۶۳۰)' مسلم (۲۰۶۵)' بدون الزیادة "الا ان یتوب"

فوائد: جو مسلمان اس عارضی دنیا میں صبر کرتے ہوئے سونے اور چاندی کے برتنوں میں نہیں کھائے پئے گا تو اسے جنت میں یہی برتن ہمیشہ ہمیشہ کے لئے استعمال کرنے کی اجازت دی جائے گی' جیسا کہ سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (لاتشربوا فی آنیة الذھب والفضة ولا تأکلوا فی صحافھافانھا لھم فی الدنیا ولکم فی الآخرة۔) [بخاری' مسلم] یعنی: سونے اور چاندی کے برتنوں میں نہ پیو اور نہ ہی ان کے پیالوں میں کھاؤ کیونکہ دنیا میں یہ کافروں کے لئے ہیں اور آخرت میں تمہارے لئے ہیں۔

فضل الحمد بعد الاكل والشرب

خورد ونوش کے بعد حمد کی فضیلت

۸۲٤۔عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ اللّٰهَ لَيَرْضَى عَنِ الْعَبْدِ أَن يَأْكُلَ الْأُكْلَةَ فَيَحْمِدَهُ عَلَيْهَا، أَوْ يَشْرِبَ الشَّرْبَةَ فَيَحْمِدَهُ عَلَيْهَا)). [الصحيحة:١٦٥١]

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک اللہ تعالی تو اپنے بندے سے اتنی بات پر راضی ہو جاتا ہے کہ وہ کھانا کھائے اور (کھانے کی وجہ سے) اس کی تعریف کر دے یا پانی پئے اور اس پر اس کی حمد وثنا بیان کر دے۔''

تخریج: الصحیحة ۱۶۵۱- مسلم (۲۷۳۴)' ترمذی (۱۸۱۶)' احمد (۳/ ۱۰۰' ۱۱۷)

فوائد: جہاں اللہ تعالی نے اپنے بندوں کو لذیذ اور مزیدار ماکولات ومشروبات سے نوازا ہے' وہاں ان نعمتوں کی بنا پر بندوں کی طرف سے اپنی تعریف وتوصیف اور مدح وثناء کو بھی بڑا پسند کیا ہے۔ اندازہ لگائیں کہ جب ہم اللہ تعالی کا عطا کیا ہوا کھا کر یا پی کر اس کا شکریہ ادا کرتے ہیں تو وہ ہم سے راضی ہو جاتا ہے۔ کتنا آسان ہے اللہ تعالی کو راضی کرنا' لیکن پھر بھی اسے راضی کرنے والے بہت قلیل مقدار میں ہیں۔ سیدنا معاذ بن انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو آدمی کھانا کھانے کے بعد یہ دعا پڑھے گا' اس کے پچھلے گناہ بخش دیے جائیں گے: الحمد لله الذی اطعمنی ھذا ورزقنیه من غیر حول منی ولا قوة۔ یعنی: تمام تعریف اس اللہ تعالی کے لئے ہے جس نے مجھے یہ کھانا کھلایا اور مجھے یہ رزق دیا' مجھ میں طاقت اور قدرت نہ ہونے کے باوجود۔ [ابوداود' ترمذی]

كراهية الأكل من رأس الطعام

طعام کے درمیان سے کھانے کی کراہت کا بیان

٨٢٥۔عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مَرْفُوْعاً: ((إِنَّ الْبَرَكَةَ وَسَطَ الْقَصْعَةِ، فَكُلُوْا مِنْ نَوَاحِيْهَا وَلَا تَأْكُلُوْا مِنْ رَأْسِهَا)). [الصحيحة:١٥٨٧]

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک برکت پیالے کے وسط میں ہوتی ہے' اس لئے کناروں سے کھایا کرو اور درمیان سے نہ کھایا کرو۔''

تخريج: الصحيحة ١٥٨٧۔ السري بمعنى يحيى فى حديث الثورى (٢٢١/ ٢)' حميدى (٥٢٩)' حاكم (٤/ ١٦)' طحاوى فى المشكل (١/ ٥٥)

فوائد: نبی کریم ﷺ نے اپنی امت کے ساتھ شفقت کرتے ہوئے کھانے پینے کے جتنے آداب سکھائے ہیں' ان میں سے ایک یہ ہے کہ برتن کے درمیان سے نہ کھایا جائے' کیونکہ اس حصے میں برکت نازل ہوتی ہے۔

الهدية من اللبن

دودھ کا ہدیہ (تحفہ) دینے کا بیان

٨٢٦۔عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: أَهْدَتْ أُمُّ سُنْبُلَةَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لَبَناً، فَدَخَلَتْ عَلَيَّ بِهِ، فَلَمْ تَجِدْهُ، فَقُلْتُ لَهَا: إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَدْ نَهٰى أَنْ تُؤْكَلَ طَعَامَ الْأَعْرَابِ، فَدَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ وَأَبُوْبَكْرٍ، فَقَالَ النَّبِيُّ ((يَا أُمَّ سُنْبُلَةَ! مَا هٰذَا مَعَكِ؟)) قَالَتْ: لَبَنٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، أَهْدَيْتُهُ لَكَ، قَالَ: ((اُسْكُبِيْ أُمَّ سُنْبُلَةَ، نَاوِلِيْ أَبَا بَكْرٍ)) ثُمَّ قَالَ: ((اُسْكُبِيْ أُمَّ سُنْبُلَةَ، نَاوِلِيْ عَائِشَةَ)) ثُمَّ قَالَ: ((اُسْكُبِيْ أُمَّ سُنْبُلَةَ)) فَنَاوَلَتْهُ النَّبِيَّ ﷺ فَشَرِبَ، قَالَتْ: فَقُلْتُ: يَابُرْدَهَا عَلَى الْكَبِدِ! يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ! قَدْ كُنْتُ نُهِيْتُ عَنْ طَعَامِ الْأَعْرَابِ؟ قَالَ: ((يَا عَائِشَةُ! إِنَّهُمْ لَيْسُوْا بِأَعْرَابٍ، هُمْ أَهْلُ بَادِيَتِنَا، وَنَحْنُ أَهْلُ حَاضِرَتِهِمْ، وَإِذَا دُعُوْا أَجَابُوْا، فَلَيْسُوْا بِأَعْرَابٍ)). [الصحيحة:٢٩٨٥]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: ام سنبلہ' رسول اللہ ﷺ کے لئے دودھ کا ہدیہ لے کر میرے پاس آئی' لیکن آپ ﷺ میرے پاس موجود نہ تھے۔ میں نے اسے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے بدوؤں کے کھانوں سے منع کیا ہے۔ اتنے میں نبی کریم ﷺ اور ابو بکر رضی اللہ عنہ بھی تشریف لے آئے۔ آپ ﷺ نے پوچھا: ''ام سنبلہ! یہ آپ کے پاس کیا ہے؟'' اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! دودھ ہے' آپ کے لئے بطورِ ہدیہ لے کر آئی ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ام سنبلہ! (کسی پیالے میں) ڈالو اور ابو بکر کو دو۔'' پھر فرمایا: ''ام سنبلہ! (پھر کسی پیالے میں) ڈالو اور عائشہ کو دو۔'' پھر فرمایا: ''ام سنبلہ! اور ڈالو۔'' اس نے اس دفعہ نبی کریم ﷺ کو پکڑایا اور آپ ﷺ نے نوش فرمالیا۔ میں (عائشہ) نے کہا: ہائے! میرے دل کو اطمینان نصیب ہو۔ اے اللہ کے رسول! کیا آپ نے بدو لوگوں کے کھانے سے منع نہیں کیا تھا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''عائشہ! یہ (ام سنبلہ لوگ) بدو نہیں ہیں' یہ ہمارے دیہات والے ہیں اور ہم ان کے شہر یا قصبے والے ہیں' جب انہیں بلایا گیا انہوں نے بات سنی (دعوت قبول کی) لہٰذا کیونکہ یہ بدو نہیں ہیں۔''

تخريج: الصحيحة ٢٩٨٥۔ حاكم (٣/ ١٢٨)' احمد (٦/ ١٣٣)' البزار (الكشف : ١٩٣٠)

الرخصة من الأمور المنهى عنهم

ممنوعہ امور میں رخصت کا بیان

۸۲۷۔عَنْ عَلِيٍّ: ((أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ، وَ عَنِ الْأَوْعِيَةِ، وَأَنْ تُحْبَسَ لُحُوْمُ الْأَضَاحِيْ بَعْدَ ثَلَاثٍ ثُمَّ قَالَ: إِنِّي كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ، فَزُوْرُوْهَا، فَإِنَّهَا تُذَكِّرُكُمُ الْآخِرَةَ، وَنَهَيْتُكُمْ عَنِ الْأَوْعِيَةِ فَاشْرَبُوْا فِيْهَا، وَاجْتَنِبُوْا كُلَّ مُسْكِرٍ، وَنَهَيْتُكُمْ عَنْ لُحُوْمِ الْأَضَاحِيْ أَنْ تَحْبِسُوْهَا بَعْدَ ثَلَاثٍ فَاحْبِسُوْا مَا بَدَا لَكُمْ))

[الصحيحة:٨٨٦]

سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے قبروں کی زیارت سے، (چار قسم کے) برتنوں سے اور تین دنوں کے بعد قربانیوں کا گوشت ذخیرہ کرنے سے منع فرمایا۔ لیکن (کچھ عرصہ کے بعد) فرمایا: ”بلاشبہ میں نے تم لوگوں کو قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا، لیکن (اب حکم دیتا ہوں کہ) ان کی زیارت کیا کرو، کیونکہ یہ آخرت یاد دلاتی ہیں اور میں نے تم کو (کچھ) برتنوں سے منع کیا تھا، لیکن (اب حکم دیتا ہوں کہ) ان کو مشروبات کے لیے استعمال کیا کرو اور نشہ دینے والی ہر چیز سے اجتناب کرو اور میں نے تم کو قربانیوں کا گوشت تین ایام سے زیادہ ذخیرہ کرنے سے منع کیا تھا، لیکن (اب کہتا ہوں کہ) جب تک چاہو، اپنے پاس گوشت روکے رکھو۔“

تخریج: الصحيحة ٨٨٦۔ احمد (١/ ١٣٥)، ديلمى (١/ ١/ ٤٠)، معلقاً، ابو يعلى (٢٧٨)، ابن ابى شيبة (٨/ ١١١، ١٦٠)، مختصراً

فوائد: نبی کریم ﷺ نے ابتدائے اسلام میں قبروں کی زیارت کرنے اور قربانیوں کا گوشت تین ایام سے زیادہ ذخیرہ کرنے سے منع فرما دیا تھا، لیکن بعد میں دونوں کی اجازت دے دی۔ اسی طرح جب شراب حرام ہوئی تو آپ ﷺ نے درج ذیل برتنوں کے استعمال سے منع فرما دیا: کدو سے بنایا ہوا مٹکا، کھجور کے تنے کو کرید کے بنایا ہوا برتن، روغن کیا ہوا برتن اور پرانا سبز مٹکا۔ لیکن کچھ عرصہ کے بعد آپ ﷺ نے ان برتنوں کو استعمال کرنے کی بھی اجازت دے دی۔

باب: فضل المواساة في الطعام والاجتماع عليه

باب: کھانے میں اکٹھے ہونا اور خیر خواہی کرنا

۸۲۸۔عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ مَرْفُوْعاً ((إِنَّ طَعَامَ الْوَاحِدِ يَكْفِي الْاِثْنَيْنِ، وَإِنَّ طَعَامَ الْاِثْنَيْنِ يَكْفِي الثَّلَاثَةَ وَالْأَرْبَعَةَ، وَإِنَّ طَعَامَ الْأَرْبَعَةِ يَكْفِي الْخَمْسَةَ وَالسِّتَّةَ)).

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ایک آدمی کا کھانا دو کو، دو افراد کا کھانا تین چار کو اور چار آدمیوں کا کھانا پانچ چھ افراد کو کفایت کرتا ہے۔“

تخریج: الصحيحة ١٦٨٦۔ ابن ماجه (٣٢٥٥)، البزار (الكشف: ١١٨٥) (والبحر: ١٢٧) مطولاً

فوائد: برکت کا معاملہ غیر محسوس انداز میں ہوتا ہے، ہمیں چاہتے اور نہ چاہتے ہوئے یہ بہرصورت تسلیم کرنا پڑے گا کہ ہر حدیث برحق اور حقیقت کے عین مطابق ہے۔ زندگی میں جس کا واسطہ احادیث سے پڑا اسے عملی طور پر اس حقانیت کا تجربہ بھی ہو گیا۔ بہرحال مذکورہ بالا حدیث پر سب سے زیادہ اعتقاد اس کو ہو گا جو اس کو اپنی زندگی میں عملی طور پر اپنا چکا ہو گا۔ اگر کسی کو شک و شبہ ہو تو چار

مہمانوں کے لئے دسترخوان پر سجے ہوئے کھانے پر چھ آدمیوں کو بٹھا دے۔

باب: كل مسكر خمر

۸۲۹۔عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ مِنَ الْعِنَبِ خَمْراً، وَإِنَّ مِنَ التَّمْرِ خَمْراً، وَإِنَّ مِنَ الْعَسَلِ خَمْراً، وَإِنَّ مِنَ الْبُرِّ خَمْراً، وَإِنَّ مِنَ الشَّعِيْرِ خَمْراً)).

[الصحيحة:۱۵۹۳]

باب: ہر نشہ آور چیز شراب ہے

سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’بیشک انگور، کھجور، شہد، گندم اور جو سے شراب بنائی جاتی ہے۔‘‘

تخریج: الصحیحۃ ۱۵۹۳۔ ابو داود (۳۶۷۶)، احمد (۴/ ۲۶۷)، بیہقی (۸/ ۲۸۹)

فوائد: احناف کا مسلک ہے کہ صرف انگور اور کھجور کی شراب حرام ہے، لیکن یہ حدیث جمہور کے مسلک کی تائید کرتی ہے کہ ہر نشہ آور چیز حرام ہے، خواہ وہ انگور یا کھجور کی شراب ہو یا کسی اور چیز کی۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے منبر رسول پر دورانِ خطبہ ارشاد فرمایا: الخمر ما خامر العقل۔ یعنی: ’’خمر‘‘ وہ ہے جو چیز عقل پر پردہ ڈال دے۔ [بخاری، مسلم]

ومن شرب الخمر بغير اسمها

۸۳۰۔عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ نَاساً مِّنْ أُمَّتِي يَشْرَبُوْنَ الْخَمْرَ يُسَمُّوْنَهَا بِغَيْرِ اسْمِهَا)).

[الصحيحة:٤١٤]

شراب کا نام تبدیل کر کے پینے کا بیان

نبی کریم ﷺ کے ایک صحابی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’بلاشبہ میری امت کے بعض لوگ شراب کا کوئی اور نام رکھ کر شراب نوشی کریں گے۔‘‘

تخریج: الصحیحۃ ۴۱۴۔ احمد (۴/ ۲۳۷)، نسائی (۵۶۶۱)، طیالسی (۵۸۶)

فوائد: اسلام نے جن چیزوں کو جن صفات کی وجہ سے حرام قرار دیا، وہ ایسے مسلّم قوانین ہیں کہ مرورِ زمانہ یا حوادثاتِ زمانہ ان کو متاثر نہیں کر سکتے۔ پہلے ”خمر“ (شراب) کی تعریف گزر چکی ہے، جس چیز سے عقلی توازن برقرار نہ رہ سکے یا جو چیز عقل پر پردہ ڈال دے، اس کا نام جو بھی رکھ دیا جائے، وہ حرام اور ممنوع ہو گی۔

النهي الانتفاع من الميتة بشيء

۸۳۱۔عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُكَيْمٍ، قَالَ: نَامَشْيَخَةٌ لَنَا مِنْ جُهَيْنَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كُتِبَ إِلَيْهِمْ: ((أَنْ لَّا تَنْتَفِعُوْا مِنَ الْمَيْتَةِ بِشَيْءٍ))

مردار کی کسی بھی چیز سے استفادہ کرنے کی ممانعت کا بیان

عبداللہ بن عکیم کہتے ہیں: ہمیں ہمارے جہینہ قبیلے کے کسی سردار نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے ان کی طرف (یہ پیغام) لکھ کر بھیجا کہ ’’مردار کی کسی چیز سے استفادہ مت کرو۔‘‘

تخریج: الصحیحۃ ۳۱۳۳۔ بخاری فی التاریخ (۷/ ۱۶۷)' وعنہ ابن عساکر (۵۲/ ۱۳۶)' ابن حبان (۱۲۷۹)

فوائد: مردار نجس ہے' لیکن مردار کی کھال اتار کر اسے رنگ کر استعمال کرنا جائز ہے' جیسا کہ لوگ سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کی بکری گھسیٹ کر لے جا رہے تھے' وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس سے گزرے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر تم اس کا چمڑا استعمال کر لو (تو بہتر ہے)۔ انھوں نے کہا: یہ تو مردار ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پانی اور قرظ (یا سلم درخت' جو کیکر کے مشابہ ہوتا ہے) کے پتوں سے یہ چمڑا پاک ہو جائے گا۔ [صحیحہ: ۲۱۶۳]

الرخصة عن الحوم الأضاحي فوق ثلاث

تین دن سے زیادہ قربانی کا گوشت کھانے کی رخصت کا بیان

۸۳۲۔عَنْ نُبَيْشَةَ الْهُذَلِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّا كُنَّا نَهَيْنَاكُمْ عَنْ لُحُوْمِهَا أَنْ تَأْكُلُوْ فَوْقَ ثَلَاثٍ لِكَيْ تَسَعَكُمْ، [فَقَدْ] جَاءَ اللّٰهُ بِالسَّعَةِ فَكُلُوْا، وَادَّخِرُوْا، وَاتَّجِرُوْا، أَلَا وَإِنَّ هٰذِهِ الْأَيَّامَ أَيَّامُ أَكْلٍ وَشُرْبٍ وَذِكْرُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ.)).[الصحيحة: ۱۷۱۳]

سیدنا نبیشہ ہذلی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہم نے تم کو (قربانیوں کا) گوشت تین دنوں (سے زیادہ ذخیرہ کر کے) کھانے سے اس لئے منع کیا تھا' تاکہ وہ سب کو مل جائے۔ اب اللہ تعالی نے خوشحالی اور آسودگی پیدا کر دی ہے' لہذا ذخیرہ کر سکتے ہو اور فائدہ اٹھا سکتے ہو' خبردار! بیشک یہ ایام کھانے پینے اور اللہ عزوجل کا ذکر کرنے کے لئے ہیں۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۷۱۳۔ ابوداود (۲۸۱۳)' بیہقی (۹/ ۲۹۲)' احمد (۵/ ۷۵)

فوائد: عید الاضحیٰ کا دن اور ایام تشریق (۱۱' ۱۲' ۱۳ ذوالحجہ) کھانے پینے کے دن ہیں' اس حدیث میں بیان کردہ مسئلہ کی وضاحت پہلے ہو چکی ہے کہ ابتدائے اسلام میں قربانیوں کا گوشت تین ایام سے زیادہ ذخیرہ کرنا منع تھا' بعد میں اجازت دے دی گئی۔

باب: جواز النقوع قبل تخمره

باب: بھگوئی چیز نشہ پیدا ہونے سے پہلے استعمال کرنا جائز ہے

۸۳۳۔عَنْ فَيْرُوْزَ، قَالَ: أَتَيْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْنَا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ عَلِمْتَ مَنْ نَحْنُ، وَمِنْ أَيْنَ نَحْنُ، فَإِلٰى مَنْ نَحْنُ؟ قَالَ: ((إِلٰى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ)) فَقُلْنَا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ لَنَا أَعْنَابًا مَانَصْنَعُ بِهَا؟ قَالَ: زَبِّبُوْهَا، قُلْنَا: مَانَصْنَعُ بِالزَّبِيْبِ؟ قَالَ: ((اُنْبِذُوْهُ عَلٰى غَدَائِكُمْ، وَاشْرَبُوْهُ عَلٰى عِشَائِكُمْ، وَانْبِذُوْهُ عَلٰى

سیدنا فیروز رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہا: اے اللہ کے رسول! آپ جانتے ہیں کہ ہم کون ہیں' کہاں سے آئے ہیں اور کس کی طرف آئے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: 'اللہ اور اس کے رسول کی طرف۔'' ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہمارے پاس انگور ہیں' ہم ان کو کیا کریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ان کا منقی بنا لو۔'' ہم نے کہا: ہم منقی کو کیا کریں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''بوقتِ صبح اس کی نبیذ بنا لیا کرو اور بوقتِ شام پی

عِشَائِكُمْ، وَاشْرَبُوْهُ عَلٰى غَدَائِكُمْ، وَانْبُذُوْهُ فِي الشِّنَانِ، وَلَا تَنْبِذُوْهُ فِي الْقِلَلِ، فَإِنَّهُ إِذَا تَأَخَّرَ عَنْ عَصْرِهِ صَارَ خَلًّا)).

[الصحيحة:١٥٧٣]

لیا کرو اور اسی طرح شام کو بنا کر صبح کو پی لیا کرو اور مشکیزوں میں نبیذ بنانی ہے' نہ کہ مٹکوں میں' کیونکہ مٹکوں میں اپنے وقت سے لیٹ ہو جائے تو سرکہ بن جاتی ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۱۵۷۳۔ ابوداود (۳۷۱۰)' نسائی (۵۷۳۹)' احمد (۴/ ۲۳۲)

فوائد: کھجور کو کچھ دیر بھگو کر استعمال کرنا جائز ہے' لیکن جب وہ جوش مارنے لگے یا اس سے خمیر اٹھنے لگے تو اس کا استعمال ناجائز ہو جاتا ہے کیونکہ یہ شراب کی شکل اختیار کر لیتی ہے۔

الثريد أعظم للبركة

ثرید برکت کے لیے بڑی عظیم چیز ہے

٨٣٤ـ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ: أَنَّهَا كَانَتْ إِذَا ثَرَدَتْ غَطَّتْهُ شَيْئاً حَتّٰى يَذْهَبَ فَوْرُهُ وَدُخَانُهُ، ثُمَّ تَقُوْلُ: إِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ:((إِنَّهُ أَعْظَمُ لِلْبَرَكَةِ)).

[الصحيحة:٣٩٢،٦٥٩]

سیدہ اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ جب میں ثرید بناتی تھی تو اسے کچھ دیر کے لیے ڈھانپ دیتی تھی' تاکہ اس کی گرمی کی شدت اور دھواں جاتا رہے' پھر وہ کہتی تھیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: ''یہ برکت کے لئے بڑی عظیم چیز ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۳۹۲' ۶۵۹۔ دارمی (۲۰۵۳)' ابن حبان (۵۲۰۷)' حاکم (۴/ ۱۱۸)' بیہقی (۷/ ۲۸۰)

فوائد: روٹی کو چور کر شوربے میں بھگو کر بنائے ہوئے کھانے کو ''ثرید'' کہتے ہیں۔ اس قسم کا کھانا انتہائی مبارک اور زود ہضم ہوتا ہے۔ پہلے کئی مقامات پر عرض کیا جا چکا ہے کہ برکت کا تعلق غیر محسوس انداز سے ہوتا ہے اور وہی چیزیں مبارک ہیں' جن کو رسول اللہ ﷺ نے بابرکت ہونے کا لقب دیا۔ لہٰذا آپ ﷺ کے فرمودات کو برحق سمجھ کر ثرید جیسے کھانے کو اپنے جسم کے لیے مبارک اور صحت کا راز سمجھا جائے۔ سیدنا ابوموسی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (وفضل عائشة على النساء كفضل الثريد على سائر الطعام۔) [ترمذی] یعنی: دوسری عورتوں پر عائشہ کی فضیلت ایسے ہی ہے جیسے ثرید کی دوسرے کھانوں پر فضیلت ہے۔

ماء زمزم مباركة و طعام طعم

ماء زمزم مبارک بھی ہے اور کھانے کا کھانا بھی

٨٣٥ـ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ : ((إِنَّهَا مُبَارَكَةٌ، إِنَّهَا طَعَامُ طُعْمٍ)) جَاءَ مِنْ حَدِيْثِ أَبِي ذَرٍّ، وَابْنِ عَبَّاسٍ، وهٰذَا حَدِيْثُ أَبِي ذَرٍّ- رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ- عَنْ أَبِي ذَرٍّ، قَالَ: خَرَجْنَا مِنْ قَوْمِنَا غِفَارٍ- وَكَانُوْا يُحِلُّوْنَ الشَّهْرَ الْحَرَامَ- فَخَرَجْتُ أَنَا وَأَخِي أُنَيْسٌ وَأُمُّنَا، فَنَزَلْنَا عَلٰى خَالٍ لَنَا، فَأَكْرَمَنَا

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''(زمزم کا پانی) مبارک ہے' یہ کھانے کا کھانا ہے۔'' یہ حدیث سیدنا ابوذر' سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ یہ سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے' وہ کہتے ہیں: ہم اپنی قوم غفار' جو حرمت والے مہینے کو حلال سمجھتے تھے' سے وفد کی صورت میں نکلے' میں (ابوذر)' میرا بھائی انیس اور میری ماں روانہ ہوئے ہم اپنے ماموں کے پاس آ کر ٹھہرے' انھوں نے ہماری بڑی

خَالُنَا وَأَحْسَنَ إِلَيْنَا، فَحَسَدَنَا قَوْمُهُ، فَقَالُوا: إِنَّكَ إِذَا خَرَجْتَ عَنْ أَهْلِكَ خَالَفَ إِلَيْهِمْ أُنَيْسٌ، فَجَاءَ خَالُنَا، فَنَثَا عَلَيْنَا الَّذِي قِيلَ لَهُ فَقُلْتُ: أَمَّا مَا مَضَى مِنْ مَعْرُوفِكَ فَقَدْ كَدَّرْتَهُ وَلَا جِمَاعَ لَكَ فِيمَا بَعْدُ فَقَرَّبْنَا صِرْمَتَنَا فَاحْتَمَلْنَا عَلَيْهَا، وَتَغَطَّى خَالُنَا ثَوْبَهُ، فَجَعَلَ يَبْكِي، فَانْطَلَقْنَا حَتَّى نَزَلْنَا بِحَضْرَةِ مَكَّةَ، فَنَافَرَ أُنَيْسٌ عَنْ صِرْمَتِنَا وَعَنْ مِثْلِهَا، فَأَتَيَا الْكَاهِنَ، فَخَيَّرَ أُنَيْسًا، فَأَتَانَا أُنَيْسٌ بِصِرْمَتِنَا وَمِثْلِهَا مَعَهَا، قَالَ: وَقَدْ صَلَّيْتُ يَا ابْنَ أَخِي! قَبْلَ أَنْ أَلْقَى رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ بِثَلَاثِ سِنِينَ، قُلْتُ: لِمَنْ؟ قَالَ: لِلّٰهِ، قُلْتُ: فَأَيْنَ تَوَجَّهُ؟ قَالَ: أَتَوَجَّهُ حَيْثُ يُوَجِّهُنِي رَبِّي أُصَلِّي عِشَاءً حَتَّى إِذَا كَانَ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ أُلْقِيتُ كَأَنِّي خِفَاءٌ حَتَّى تَعْلُوَنِي الشَّمْسُ، فَقَالَ أُنَيْسٌ: إِنَّ لِي حَاجَةً بِمَكَّةَ فَاكْفِنِي، فَانْطَلَقَ أُنَيْسٌ، حَتَّى أَتَى مَكَّةَ، فَرَاثَ عَلَيَّ، ثُمَّ جَاءَ فَقُلْتُ: مَاصَنَعْتَ؟ قَالَ: لَقِيتُ رَجُلًا بِمَكَّةَ عَلَى دِينِكَ، يَزْعُمُ أَنَّ اللّٰهَ أَرْسَلَهُ، قُلْتُ: فَمَا يَقُولُ النَّاسُ؟ قَالَ: يَقُولُونَ: شَاعِرٌ كَاهِنٌ، سَاحِرٌ، وَكَانَ أُنَيْسٌ أَحَدَ الشُّعَرَاءِ، قَالَ أُنَيْسٌ لَقَدْ سَمِعْتُ قَوْلَهُ الْكَهَنَةِ فَمَا هُوَ بِقَوْلِهِمْ، وَقَدْ وَضَعْتُ قَوْلَهُ عَلَى أَقْرَاءِ الشِّعْرِ، فَمَا يَلْتَئِمُ عَلَى لِسَانِ أَحَدٍ بَعْدِي أَنَّهُ شِعْرٌ، وَاللّٰهِ! إِنَّ لَصَادِقٌ، وَإِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ، قَالَ: قُلْتُ: فَاكْفِنِي حَتَّى أَذْهَبَ فَأَنْظُرَ، قَالَ: فَأَتَيْتُ مَكَّةَ، فَتَضَعَّفْتُ رَجُلًا مِنْهُمْ، فَقُلْتُ: أَيْنَ هٰذَا الَّذِي تَدْعُونَهُ الصَّابِئَ؟فَأَشَارَ إِلَيَّ، فَقَالَ: الصَّابِئَ؟ فَمَالَ عَلَيَّ أَهْلُ الْوَادِي بِكُلِّ مَدَرَةٍ

عزت کی اور ہمارے ساتھ احسان کیا' لیکن ان کی قوم ہم سے حسد کرنے لگی۔ سوانھوں نے کہا: جب تو اپنے اہل خانہ سے باہر جاتا ہے تو انیس ان کے پاس آ جاتا ہے' پس ہمارا ماموں آیا اور جو بات اسے کہی گئی' اس کے سلسلے میں ہماری غیبت کرنے لگ گیا۔ میں نے اسے کہا: جو تو نے ہمارے ساتھ نیکی کی تھی' اسے تو تو نے گدلا کر دیا ہے اور آئندہ ہم آپ کے پاس نہیں آئیں گے۔ ہم اپنی اونٹنیوں کے قریب پہنچے اور سوار ہو کر چل پڑے' میرے ماموں نے کپڑا اوڑھ کر رونا شروع کر دیا۔ ہم چلتے گئے اور مکہ کے قریب جا کر پڑاؤ ڈالا۔ انیس ہمارے اونٹنیوں سے دور رہنے لگ گیا۔ وہ دونوں نجومی کے پاس گئے' اس نے انیس کو منتخب کیا' پس انیس ہماری اور اتنی اور اونٹنیاں لے کر ہمارے پاس آیا۔ اس نے کہا: اے میرے بھتیجے! میں تو رسول اللہ ﷺ کو ملنے سے تین برس پہلے سے نماز پڑھ رہا تھا۔ میں نے کہا: کس کے لئے؟ اس نے کہا: اللہ تعالی کے لئے۔ میں نے کہا: تو کس طرف رخ کرتا تھا۔ اس نے کہا: جس طرف میرا رب میرا رخ موڑ دیتا تھا۔ میں رات کے آخری حصے میں نمازِ عشاء ادا کرتا تھا۔ اب میں گم سم ہو کر لیٹ گیا' یہاں تک کہ سورج چڑھ آیا۔ انیس نے کہا: مجھے مکہ میں کوئی کام ہے' تو مجھے کفایت کر۔ انیس چلا گیا' مکہ پہنچ گیا اور مجھے اچھائی کا بدلہ برائی سے دیا۔ پھر وہ واپس آ گیا۔ میں نے پوچھا: تو نے وہاں کیا کیا ہے؟ اس نے کہا: میں مکہ میں ایک ایسے آدمی کو ملا ہوں جو تیرے دین پر ہے' وہ خیال کرتا ہے کہ اللہ تعالی نے اسے مبعوث فرمایا ہے۔ میں نے کہا: لوگ اس کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ اس نے کہا: لوگ اسے شاعر' نجومی اور جادوگر کہتے ہیں۔ انیس خود بھی ایک شاعر تھا۔ اس نے کہا: لیکن میں نے نجومیوں کے کلام سنے ہیں اور اس کے کلام کو زبان آور شعراء کے کلام پر پیش کیا ہے' لیکن کسی کی زبان یہ فیصلہ نہیں کر سکتی کہ وہ (محمد ﷺ کا کلام بھی) شعر ہے۔ اللہ کی قسم! وہ صادق ہے اور لوگ

وَعَظْمٍ حَتّٰى خَرَرْتُ مُغْشِيًّا عَلَيَّ، قَالَ: فَارْتَفَعْتُ حِيْنَ ارْتَفَعْتُ كَأَنِّي نُصُبٌ أَحْمَرُ، قَالَ: فَأَتَيْتُ زَمْزَمَ، فَغَسَلْتُ عَنِّي الدِّمَاءَ، وَشَرِبْتُ مِنْ مَائِهَا، وَلَقَدْ لَبِثْتُ۔ يَا ابْنَ أَخِي۔ ثَلَاثِيْنَ بَيْنَ لَيْلَةٍ وَيَوْمٍ، مَا كَانَ لِي طَعَامٌ إِلَّا مَاءَ زَمْزَمَ، فَسَمِنْتُ حَتّٰى تَكَسَّرَتْ عُكَنُ بَطْنِي وَمَا وَجَدْتُ عَلٰى كَبِدِي سَخْفَةَ جُوْعٍ، قَالَ: فَبَيْنَا أَهْلُ مَكَّةَ فِي لَيْلَةٍ قَمْرَاءَ إِضْحِيَانٍ، إِذْ ضَرَبَ عَلَيَّ أَسْمِخَتُهُمْ، فَمَا يَطُوْفُ بِالْبَيْتِ أَحَدٌ، وَامْرَأَتَانِ مِنْهُمْ تَدْعُوَانِ إِسَافاً وَنَائِلَةَ، قَالَ: فَأَتَتَا عَلَيَّ فِي طَوَافِهِمَا، فَقُلْتُ: أَنْكِحَا أَحَدَهُمَا الْأُخْرٰى، قَالَ: فَمَا تَنَاهَتَا عَنْ قَوْلِهِمَا، قَالَ: فَأَتَتَا عَلَيَّ، فَقُلْتُ: هُنَّ مِثْلُ الْخَشَبَةِ، غَيْرَ أَنِّي لَا أُكَنِّي، فَانْطَلَقَتَا تُوَلْوِلَانِ وَتَقُوْلَانِ: لَوْ كَانَ هَاهُنَا أَحَدٌ مِّنْ أَنْفَارِنَا! قَالَ: فَاسْتَقْبَلَهُمَا، رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَأَبُوْ بَكْرٍ وَهُمَا هَابِطَانِ، قَالَ: ((**مَا لَكُمَا؟**)) قَالَتَا: الصَّابِئُ بَيْنَ الْكَعْبَةِ وَأَسْتَارِهَا، قَالَ: ((**مَاقَالَ لَكُمَا؟**)) قَالَتَا: إِنَّهُ قَالَ لَنَا كَلِمَةً تَمْلَأُ الْفَمَ، وَجَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى اسْتَلَمَ الْحَجَرَ، وَطَافَ بِالْبَيْتِ هُوَ وَصَاحِبُهُ، ثُمَّ صَلّٰى، فَلَمَّا قَضٰى صَلَاتَهُ قَالَ أَبُوْ ذَرٍّ: فَكُنْتُ أَنَا أَوَّلُ مَنْ حَيَّاهُ بِتَحِيَّةِ الْإِسْلَامِ، قَالَ: فَقُلْتُ: السَّلَامُ عَلَيْكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! فَقَالَ: ((**وَعَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ**)) ثُمَّ قَالَ: ((**مَنْ أَنْتَ؟**)) قَالَ: قُلْتُ: مِنْ غِفَارٍ، قَالَ: فَأَهْوٰى بِيَدِهٖ، فَوَضَعَ أُصْبُعَهُ عَلٰى

جھوٹے ہیں۔ میں نے کہا: اب تو مجھے کفایت کر' تا کہ میں بھی جا کر دیکھ سکوں (کہ اصل ماجرا کیا ہے؟) میں مکہ پہنچ گیا اور ایک آدمی پر رعب ڈالتے ہوئے پوچھا: وہ آدمی کہاں ہے جس کو تم لوگ بے دین کہتے ہو؟ اس نے میری طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا: یہ بے دین۔ (یہ سنتے ہی) اہل وادی مٹی کے ڈھیلے اور ہڈیاں لے کر مجھ پر چڑھ دوڑے' میں بے ہوش ہو کر گر پڑا' جب (مجھے افاقہ ہوا اور) میں اٹھا تو ایسے لگتا تھا کہ میں ایک سرخ پتھر ہوں۔ میں زمزم پانی پر آیا' خون دھویا' اس کا پانی پیا اور اے میرے بھتیجے! میں وہاں تیس دنوں تک ٹھہرا رہا۔ میرے پاس کوئی کھانا نہیں تھا' سوائے ماءِ زمزم کے' وہی پی کر میں موٹا ہوتا رہا (یعنی خوراک کی کمی پوری کرتا رہا) اور اپنے پیٹ کی سلوٹیں ختم کرتا رہا۔ مجھے بھوک کی وجہ سے ہونے والی لاغری محسوس نہیں ہوئی۔ (دن گزرتے رہے اور) ایک دن مکہ میں چاندنی رات اور صاف فضا تھی' اچانک ان کے کانوں میں یہ آواز پڑی کہ کوئی بھی بیت اللہ کا طواف نہ کرے اور دو عورتیں اساف اور نائلہ کو پکار رہی تھیں۔ اس نے کہا: وہ طواف کے دوران میرے پاس سے گزریں' میں نے کہا: ایک کی دوسری سے شادی کر دو۔ لیکن وہ اپنے قول سے باز نہ آئیں۔ (چکر کے دوران پھر) میرے پاس سے گزریں۔ میں نے کہا: یہ تو لکڑی کی طرح ہیں اور میں نے بات کنایۃً نہیں کی۔ وہ دونوں چیختی چلاتی چلتی گئیں اور یہ کہتی گئیں کہ کاش ہماری جماعت کا بھی کوئی آدمی یہاں ہوتا! اس نے کہا: اسی اثنا میں ان کے سامنے رسول اللہ ﷺ اور ابو بکر (بلندی سے) اترتے ہوئے آ رہے تھے۔ اس نے کہا: تمھیں کیا ہو گیا ہے؟ انھوں نے کہا: کعبہ اور اس کے پردوں کے درمیان بے دین۔ اس نے کہا: اس نے تمھیں کیا کہا؟ انھوں نے کہا: ایسی بات کہی

جَبْهَتِهِ، فَقُلْتُ فِي نَفْسِي: كَرِهَ أَنِ انْتَمَيْتُ إِلَى غِفَارٍ؟ فَذَهَبْتُ آخُذُ بِيَدِهِ فَقَدَعَنِي صَاحِبُهُ، وَكَانَ أَعْلَمَ بِهِ مِنِّي. ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ، ثُمَّ قَالَ: ((مَتَى كُنْتَ هَاهُنَا؟)) قَالَ: قُلْتُ: قَدْ كُنْتُ هَاهُنَا مُنْذُ ثَلَاثِينَ بَيْنَ لَيْلَةٍ وَيَوْمٍ، قَالَ: ((فَمَنْ كَانَ يُطْعِمُكَ؟)) قَالَ: قُلْتُ: مَا كَانَ لِي طَعَامٌ إِلَّا مَاءُ زَمْزَمَ، فَسَمِنْتُ حَتَّى تَكَسَّرَتْ عُكَنُ بَطْنِي، وَمَا أَجِدُ عَلَى كَبِدِي سُخْفَةَ جُوعٍ قَالَ: ((إِنَّهَا مُبَارَكَةٌ، إِنَّهَا طَعَامُ طُعْمٍ)) فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! ائْذَنْ لِي فِي طَعَامِهِ اللَّيْلَةَ؟ فَانْطَلَقَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَأَبُو بَكْرٍ، وَانْطَلَقْتُ مَعَهُمَا، فَفَتَحَ أَبُو بَكْرٍ بَابًا، فَجَعَلَ يَقْبِضُ لَنَا مِنْ زَبِيبِ الطَّائِفِ، وَكَانَ ذَلِكَ أَوَّلَ طَعَامٍ أَكَلْتُهُ بِهَا، ثُمَّ غَبَرْتُ مَا غَبَرْتُ، ثُمَّ أَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: ((إِنَّهُ قَدْ وُجِّهَتْ لِي أَرْضٌ ذَاتُ نَخْلٍ، لَا [1]أُرَاهَا إِلَّا يَثْرِبَ، فَهَلْ أَنْتَ مُبَلِّغٌ عَنِّي قَوْمَكَ، عَسَى اللَّهُ أَنْ يَنْفَعَهُمْ بِكَ وَيَأْجُرَكَ فِيهِمْ)) فَأَتَيْتُ أُنَيْسًا، فَقَالَ: مَا صَنَعْتَ؟ قُلْتُ: صَنَعْتُ أَنِّي قَدْ أَسْلَمْتُ وَصَدَّقْتُ، قَالَ: مَا بِي رَغْبَةٌ عَنْ دِينِكَ، فَإِنِّي قَدْ أَسْلَمْتُ وَصَدَّقْتُ، فَأَتَيْنَا قَوْمَنَا غِفَارًا، فَأَسْلَمَ نِصْفُهُمْ، وَكَانَ يَؤُمُّهُمْ إِيمَاءُ بْنُ رَحَضَةَ الْغِفَارِيُّ، وَكَانَ سَيِّدَهُمْ وَقَالَ نِصْفُهُمْ: إِذَا قَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْمَدِينَةَ أَسْلَمْنَا، فَقَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْمَدِينَةَ فَأَسْلَمَ نِصْفُهُمُ الْبَاقِي وَجَاءَتْ أَسْلَمُ، فَقَالُوا:

کہ جس سے منہ بھر جاتا ہے۔ اتنے میں رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے اور حجر اسود کا استلام کیا اور آپ ﷺ اور آپ کے ساتھی نے بیت اللہ کا طواف کیا اور پھر نماز پڑھی۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو ابوذر نے کہا: میں پہلا آدمی تھا جس نے انھیں اسلام کا سلام پیش کیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! آپ پر سلامتی ہو۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''وعلیك ورحمة الله'' پھر فرمایا: ''آپ کون ہیں؟'' میں نے کہا: میں غفار قبیلے سے ہوں۔ پھر آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ جھکایا اور اپنی انگلی اپنی پیشانی پر رکھی۔ میں دل ہی دل میں کہنے لگا کہ شاید آپ نے غفار کی طرف میری نسبت کو ناپسند کیا۔ میں نے آپ ﷺ کا ہاتھ پکڑنا چاہا لیکن آپ کے ساتھی نے مجھے روک دیا اور وہ آپ کو مجھ سے زیادہ جانتا تھا۔ پھر آپ ﷺ نے اپنا سر اٹھایا اور پوچھا: ''کون تجھے کھانا کھلاتا تھا؟'' میں نے کہا: زمزم کے پانی کے علاوہ میرے پاس کوئی کھانا نہیں ہے' یہی پانی پی کر میں موٹا ہوتا رہا اور اپنے پیٹ کی سلوٹیں پر کرتا رہا اور مجھے بھوک کی وجہ سے کوئی لاغری محسوس نہیں ہوئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ پانی مبارک ہے اور یہ کھانے کا کھانا ہے۔'' سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے اجازت دیں' آج رات میں اس کو کھانا کھلاؤں گا۔ رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر چل پڑے اور میں بھی ان کے ساتھ چل دیا۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے دروازہ کھولا اور طائف کا منقی لانا شروع کیا۔ یہ پہلا کھانا تھا جو میں نے کھایا' پھر کچھ باقی بھی بچ گیا۔ پھر میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور آپ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی کھجوروں والی زمین میرے لئے مطیع کر دی گئی ہے' مجھے لگتا ہے کہ وہ یثرب (مدینہ) ہی ہے' کیا تو اپنی قوم کو میرا پیغام پہنچا دے گا؟ ممکن ہے کہ اللہ تعالی تیرے ذریعے ان کو نفع دے اور ان کی وجہ سے تجھے اجر وثواب بھی عطا کرے۔''

يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أُخْوَتُنَا، نُسْلِمُ عَلَى الَّذِي أَسْلَمُوا عَلَيْهِ! فَأَسْلَمُوا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((غِفَارُ غَفَرَاللّٰهُ لَهَا، وَأَسْلَمُ سَالَمَهَا اللّٰهُ)).

[الصحيحة: ٣٥٨٥]

میں انیس کے پاس پہنچا۔ اس نے پوچھا: تو نے کیا کیا ہے؟ میں نے کہا: اسلام قبول کر لیا ہے اور تصدیق کی ہے۔ اس نے کہا: میں بھی تیرے دین سے بے رغبتی نہیں کرتا' میں بھی مطیع ہو گیا ہوں اور میں نے بھی تصدیق کی ہے۔ ہم سوار ہوئے اور اپنی قوم غفار کے پاس پہنچ گئے۔ نصف قبیلہ تو مسلمان ہو گیا۔ ایماء بن رخصہ غفاری' جو ان کا سردار تھا' ان کو نماز پڑھاتا تھا۔ اور نصف قبیلے نے کہا: جب رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائیں گے تو ہم بھی مسلمان ہو جائیں گے۔ پس جب رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے تو وہ نصف قبیلہ کے لوگ بھی مسلمان ہو گئے۔ اسلم قبیلہ کے لوگ آئے اور کہا: اے اللہ کے رسول! جس چیز پر ہمارے بھائی مسلمان ہوئے' ہم بھی اسی چیز پر مسلمان ہوتے ہیں۔ پھر وہ مسلمان ہو گئے اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''غفار قبیلہ' اللہ اس کو بخش دے اور اسلم قبیلہ' اللہ اسے سلامتی کے ساتھ رکھے۔''

تخریج: الصحیحة ۳۵۸۵۔ مسلم (۲۴۷۳)' البزار (الکشف : ۱۱۷۱)' احمد)۴/ ۱۷۴' ۱۷۵)' من حدیث ابی ذر رضی اللہ عنہ و حدیث ابن عباس یاتی برقم (۱۵۵۰)

فوائد: حدیثِ مبارکہ میں مختلف امور کی وضاحت کی گئی ہے اور صحابی کے ساتھ پیش آنے والا دوسرا واقعہ بھی واضح ہے۔ ہمارے موضوع سے متعلقہ چیز زمزم کا پانی ہے' جس کی مقدار اور معیار دونوں کو اللہ تعالی نے انتہائی بابرکت بنایا۔ یہ ایسا مبارک پانی ہے کہ کھانے سے بھی کفایت کرتا ہے' نیز اس سے ہر قسم کی روحانی اور جسمانی بیماریاں دور ہو جاتی ہیں' جیسا کہ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (ماء زمزم لما شرب له۔) [ابن ماجہ] یعنی: زمزم کا پانی جس مقصد کے لئے پیا جائے' وہی مقصد پورا ہو جاتا ہے۔

باب: من ادب الاسقاء البدء بالأيمن

باب: پلانے کے لیے دائیں طرف سے آغاز کرنا

٨٣٦۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أُتِيَ بِلَبَنٍ قَدْ شِيْبَ بِمَاءٍ، وَعَنْ يَمِيْنِهِ أَعْرَابِيٌّ ،وعَنْ شِمَالِهِ، أَبُوْبَكْرٍ، فَشَرِبَ، ثُمَّ أَعْطَى الْأَعْرَابِيَّ، وَقَالَ: ((الْأَيْمَنُ فَالْأَيْمَنُ، وَفِي طَرِيْقٍ: الْأَيْمَنُوْنَ، الْأَيْمَنُوْنَ، اَلَا فَيَمِّنُوْا)).

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس پانی ملا دودھ لایا گیا' آپ کی دائیں جانب ایک بدّو اور بائیں جانب سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ بیٹھے تھے۔ آپ ﷺ نے دودھ پیا اور باقی بدّو کو تھما دیا اور فرمایا: ''دائیں طرف والا' پس دائیں طرف والا'' اور ایک روایت میں ہے: ''دائیں طرف والے' پس دائیں

طرف والے' خبردار! دائیں طرف سے شروع کیا کرو۔"

تخریج: الصحیحۃ ۱۷۷۱۔ بخاری (۲۳۵۲)' مسلم (۲۰۲۹)' ابو داود (۳۷۲۶)' ترمذی (۱۸۹۳)' ابن ماجہ (۳۴۲۵)' عن انس رضی اللہ عنہ بخاری (۲۳۵۱)' مسلم (۲۰۳۰)' عن سھل بن سعد رضی اللہ عنہ

فوائد: دوسروں کو کوئی چیز دیتے وقت دائیں طرف والوں کو مقدم کیا جائے۔ ہاں اگر کوئی آدمی بائیں طرف والوں کو پہلے پلانا چاہے تو دائیں طرف والوں سے اجازت طلب کرے۔ جیسا کہ سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک شربت لایا گیا۔ آپ ﷺ نے اس سے پیا۔ آپ کے دائیں طرف ایک لڑکا بیٹھا ہوا تھا اور بائیں طرف بوڑھے لوگ تھے۔ آپ ﷺ نے بچے سے کہا: کیا تم مجھے اجازت دو گے کہ میں ان بزرگوں کو پہلے دے دوں؟ لڑکے نے کہا: اللہ کی قسم! اے اللہ کے رسول! میں آپ کے جوٹھے میں سے ملنے والے اپنے حصہ کے معاملہ میں کسی پر ایثار نہیں کروں گا۔ راوی نے بیان کیا کہ اس پر آپ ﷺ نے لڑکے کے ہاتھ میں پیالہ دے دیا۔ [بخاری' مسلم] یہ نوعمر صحابی عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما تھے۔

باب: من ادب طعام

باب: کھانے کے آداب

۸۳۷۔عن رجل خدم رسول اللہ ﷺ ثمان سنین: أنه كان يسمع رسول الله ﷺ إذا قرب إليه الطعام، يقول: ((بسم الله)) فإذا فرغ، قال: ((اللهم! أطعمت، وأسقيت، وأقنيت، وهديت، وأحييت، فلك الحمد على ما أعطيت)).

رسول اللہ ﷺ کی آٹھ سال خدمت کرنے والے صحابی بیان کرتے ہیں کہ جب کوئی کھانا رسول اللہ ﷺ کے قریب کیا جاتا تو آپ ﷺ "بسم اللہ" کہتے اور جب کھانے سے فارغ ہوتے تو کہتے: "اے اللہ! تو نے کھلایا' تو نے پلایا' تو نے راضی و مطمئن کیا' تو نے ہدایت دی اور تو نے محبت کی' سو تیرے لیے ہی تعریف ہے۔ (ان نعمتوں پر) جو تو نے عطا کیں۔"

تخریج: الصحیحۃ ۷۱۔ احمد (۴/ ۶۲' ۵/ ۳۷۵)' ابو الشیخ فی اخلاق النبی ﷺ (ص: ۲۳۸)' نسائی فی الکبری (۶۸۹۸)

فوائد: اللہ تعالیٰ اس بات پر بندے سے راضی ہو جاتا ہے کہ وہ کھانا کھا کر اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کرے اور اس کی تعریف کرے۔ آپ ﷺ سے کھانے کے بعد مختلف دعائیں منقول ہیں' ان میں سے ایک دعا درج بالا ہے۔

باب: ﴿مَا عِندَكُمْ يَنفَدُ وَمَا عِندَ اللَّهِ بَاقٍ﴾

باب: تمہارے پاس جو ہے سب فانی ہے اور اللہ تعالیٰ کے ہاں جو ہے باقی ہے (النحل: ۹۶)

۸۳۸۔عن عائشة: أنهم ذبحوا شاة، فقال: النبي ﷺ: مابقي منها؟ قالت: ما بقي منها إلا كتفها. قال: ((بقي كلها غير كتفها)).

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ صحابہ نے ایک بکری ذبح کی۔ نبی کریم ﷺ نے پوچھا: "کتنا گوشت باقی بچا ہے؟" انھوں (عائشہ) نے کہا: ایک دستی کے علاوہ کچھ بھی نہیں بچا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: (اس کا مطلب یہ ہوا کہ) سارے کا سارا گوشت بچ گیا ہے' سوائے ایک دستی کے۔"

تخریج: الصحیحة ۲۵۴۴۔ ترمذی (۲۴۷۰)، احمد (۶/ ۵۰)، بخاری فی التاریخ (۴/ ۲۳۰)

فوائد: مسلمان اللہ تعالیٰ کے راستے میں جو کچھ خرچ کرتا ہے، اسے اللہ تعالیٰ نے اپنے حق میں قرضہ قرار دیا ہے، جس کی ادائیگی میدانِ حشر میں ہوگی۔ اسی اصول کے تحت آپ ﷺ نے اس تمام گوشت کو اپنے حق میں باقی سمجھا جسے صدقہ و خیرات کیا جا چکا تھا۔

باب: اهمية التمر في البيت — گھر میں کھجور رکھنے کی اہمیت

۸۳۹۔عَنْ سَلْمٰى أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((بَيْتٌ لَاتَمْرَ فِيْهِ، كَالْبَيْتِ لَاطَعَامَ فِيْهِ)). [الصحيحة:۱۷۷٦]

سیدہ سلمی رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس گھر میں کھجور نہ ہو، وہ اس گھر کی مانند ہے جس میں کوئی کھانا نہ ہو۔''

تخریج: الصحیحة ۱۷۷۶۔ ابن ماجه (۳۳۲۸)، طبرانی فی الکبیر (۲۴/ ۲۹۹)

فوائد: یہ کھجور کی خیر و برکت ہے کہ جس گھر میں وہ نہ ہو، گویا اس میں کسی قسم کا اناج نہیں ہے۔ غذائی ماہرین کا کہنا ہے کہ کھجور ایسا پھل ہے جس میں ایسے اجزاء موجود ہوتے ہیں جو وجود کی تمام ضروریات پورا کرتے ہوئے اُسے صحت مند و طاقتور رکھتے ہیں بالخصوص تیزابیت اور معدے کی من جملہ امراض میں کھجور حد درجہ مفید ہے۔ نیز دل، دماغ اور جگر کو بھی تقویت بخشتی ہے۔ اسی لیے آپ ﷺ نے کھجور کی اہمیت بیان فرمائی۔

باب: مدمن الخمر لا يدخل الجنة — شراب کا عادی جنت میں داخل نہیں ہوگا

۸٤۰۔عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((ثَلَاثَةٌ لَايَنْظُرُ اللّٰهُ. عَزَّوَجَلَّ. إِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ: الْعَاقُّ لِوَالِدَيْهِ، وَالْمَرْأَةُ الْمُتَرَجِّلَةُ، وَالدَّيُّوْثُ، وَثَلَاثَةٌ لَايَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ: الْعَاقُّ لِوَالِدَيْهِ، وَالْمُدْمِنُ الْخَمْرَ، الْمَنَّانُ بِمَا أَعْطٰى)). [الصحيحة:٦٧٤]

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ روزِ قیامت تین قسم کے آدمیوں کی طرف نہیں دیکھیں گے: (۱) والدین کا نافرمان (۲) مردوں سے مشابہت اختیار کرنے والی عورت اور (۳) دیوث (وہ آدمی جسے اپنے اہل وعیال کے سلسلے میں غیرت وحمیت نہ ہو) اور تین آدمی جنت میں داخل نہیں ہوں گے: (۱) والدین کا نافرمان (۲) شراب نوشی پر دوام اختیار کرنے والا اور (۳) اپنے عطیے پر احسان جتلانے والا۔''

تخریج: الصحیحة ۶۷۴۔ نسائی (۲۵۶۳)، احمد (۲/ ۱۳۴)، ابن خزیمة فی التوحید (ص: ۲۳۵)، ابن حبان (۷۳۴۰)

باب: تحريم الخمر وان كل مسكر حرام — شراب کی حرمت کا بیان اور ہر نشہ آور چیز حرام ہے

۸٤۱۔عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ [بْنِ عُمَرَ] عَنْ أَبِيْهِ،

سالم بن عبد اللہ بن عمر اپنے باپ سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت

عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ:((حَرَّمَ اللّٰهُ الْخَمْرَ، وَكُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ)).

کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے شراب اور ہر نشہ آور چیز کو حرام قرار دیا ہے۔''

تخریج: الصحيحة ۱۸۱۴۔ نسائی (۵۷۰۳)' طبرانی فی الکبیر (۱۳۲۲۵)' ابن عساکر (۶۳/ ۷۴)

فوائد: پہلے اس مسئلہ پر بحث ہو چکی ہے کہ ہر وہ چیز جو عقلی توازن میں بگاڑ پیدا کرے' اسے "خمر" کہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے اس قسم کی تمام چیزوں کو حرام قرار دیا ہے۔

فضل تمر البرني و فيه شفاء

برنی کھجور کی فضیلت اور اس میں شفاء

۸٤۲۔قَالَ ﷺ: ((خَيْرُ تَمَرَاتِكُمُ الْبَرْنِيُّ، يَذْهَبُ بِالدَّاءِ وَلَا دَاءَ فِيْهِ)) رُوِيَ مِنْ حَدِيْثِ بُرَيْدَةَ بْنِ الْحَصِيْبِ، وَأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، وَأَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ، وَمَزِيْدَةَ جَدِّ هُوْدِ ابْنِ عَبْدِاللّٰهِ، وَعَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، وَبَعْضِ وَفْدِ عَبْدِالْقَيْسِ۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سب سے بہترین کھجور برنی ہے' وہ بیماری کو دور کرتی ہے اور خود اس میں کوئی بیماری نہیں ہے۔'' یہ حدیث سیدنا بریدہ بن حصیب' سیدنا انس بن مالک' سیدنا ابوسعید خدری' سیدنا مزیدہ (جو ہود بن عبد اللہ کے دادا ہیں)' سیدنا علی بن ابو طالب اور وفد عبد القیس کے بعض افراد ﷺ سے روایت کی گئی ہے۔

تخریج: الصحيحة ۱۸۴۴۔ (۱) بريدة (الرويانی فی مسنده (۴۳م)' بیهقی فی الشعب (۵۸۷۶)' (۲) انس: عقیلی فی الضعفاء (۳/ ۲۰۶)' حاکم (۴/ ۲۰۳۔ ۲۰۴)' (۳) ابوسعید: حاکم (۴/ ۲۰۴)' (۴) مزیدة جد هود: حاکم (۴/ ۲۰۶' ۴۰۶' ۴۰۷)' (۵) علی: ابن عدی (۵/ ۱۸۸۵)' ابونعیم فی الطب (۱۱)' (۶) بعض وفد عبد القيس ﷺ الادب المفرد (۱۱۹۸)' احمد (۴/ ۲۰۶۔۲۰۷)

باب الخمر من النخلة و العنبة

کھجور اور انگور کی شراب کے بارے میں

۸٤۳۔عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((الْخَمْرُ مِنْ هَاتَيْنِ الشَّجَرَتَيْنِ: النَّخْلَةُ وَالْعِنَبَةُ)).

سیدنا ابوہریرہ ﷺ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''ان دو درختوں سے شراب بنائی جاتی ہے: کھجور اور انگور۔''

تخریج: الصحيحة ۳۱۵۹۔ مسلم (۱۹۸۵)' ترمذی (۱۸۷۶)' نسائی (۵۵۷۵)' ابوداود (۳۶۷۸)' ابن ماجه (۳۳۷۸)

فوائد: پہلے وہ حدیث گزر چکی ہے کہ انگور' کھجور' شہد' گندم اور جو میں سے ہر ایک سے شراب بنائی جاتی ہے' لہٰذا مذکورہ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ کھجور اور انگور جیسی جنسوں سے بھی شراب بنائی جاتی ہے۔ یہ مقصود نہیں ہے کہ صرف ان دو سے شراب بنتی ہے۔

باب ترك من اللبن في الضرع للبركة

جانور کے پستانوں میں کچھ دودھ برکت کے لیے چھوڑ دینا

۸٤٤۔عَنْ ضِرَارِ بْنِ الْأَزْوَرِ، قَالَ: بَعَثَنِي أَهْلِي بِلَقُوْحٍ۔ وَفِي رِوَايَةٍ: بِلَقْحَةٍ۔ إِلَى النَّبِيِّ فَأَتَيْتُهُ

سیدنا ضرار بن ازور ﷺ کہتے ہیں: میرے بعض اہل خانہ نے مجھے کئی یا ایک حاملہ اونٹنی دے کر نبی کریم ﷺ کی طرف بھیجا۔ میں وہ

بِهَا، فَأَمَرَنِي أَنْ أَحْلِبَهَا ثُمَّ قَالَ: ((دَعْ دَاعِيَ اللَّبَنَ)).

لے کر آپ ﷺ کے پاس آیا۔ آپ ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ میں ان کو دوہوں۔ پھر فرمایا: ''(مزید دودھ کا) سبب بننے والا دودھ (تھنوں میں ہی) چھوڑ دے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۸۶۰۔ دارمی (۲۰۰۳)' احمد (۴/ ۷۶)' حاکم (۳/ ۲۳۷)

فوائد: مطلب یہ ہوا کہ جب دودھ والا جانور دوہا جائے تو دودھ کی کچھ مقدار تھنوں میں رہنے دی جائے۔ یہی مقدار مزید دودھ کا سبب بنتی ہے۔

فضل فون عضاء من الحيوان

جانور کے خاکستری رنگ کی فضیلت

۸۴۵۔عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوعاً: ((دَمٌ عَفْرَاءُ أَحَبُّ إِلَى اللّٰهِ مِنْ دَمِ سَوْدَاوَيْنِ)).

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''خاکستری رنگ کا جانور اللہ تعالیٰ کو دو کالے رنگ کے جانوروں سے زیادہ محبوب ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۸۶۱۔ حاکم (۴/ ۲۲۷)' احمد (۲/ ۴۱۷)' بیہقی (۹/ ۲۷۳)

۸۴۶۔عَنْ عَلْقَمَةَ الْقُرَشِيِّ قَالَ: ((دَخَلْنَا بَيْتَ مَيْمُوْنَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ا فَوَجَدْنَافِيْهِ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ، فَذَكَرْنَا الْوُضُوْءَ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ، فَقَالَ عَبْدُاللّٰهِ: ((رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ يَأْكُلُ مِمَّا مَسَّتْهُ النَّارُ، ثُمَّ يُصَلِّي وَلَا يَتَوَضَّأُ)) فَقَالَ لَهُ بَعْضُنَا: أَنْتَ رَأَيْتَهُ يَا ابْنَ عَبَّاسَ؟ قَالَ: فَأَشَارَ بِيَدِهِ إِلَى عَيْنَيْهِ فَقَالَ: بَصُرَ عَيْنِي)).

[الصحيحة:٢١١٦]

علقمہ قرشی کہتے ہیں: ہم زوجۂ رسول سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر داخل ہوئے' وہاں سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بھی موجود تھے۔ جب ہم نے آگ پر پکی چیز کھانے سے وضو کرنے کی بات کی' تو سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ وہ آگ پر پکی ہوئی چیز کھاتے تھے' پھر (نیا) وضو کئے بغیر نماز پڑھتے تھے۔ کسی نے کہا: اے ابن عباس! کیا آپ نے خود آپ ﷺ کو ایسا کرتے ہوئے دیکھا ہے؟ انھوں نے ہاتھ سے اپنی آنکھوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: میری آنکھ نے خود دیکھا ہے۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۱۱۶۔ احمد (۱/ ۲۷۲)' طبرانی فی الکبیر (۱۰۷۹۲)' مسلم (۳۵۴)' ابو عوانۃ (۱/ ۲۷۲)' بمعناہ

فوائد: ابتدائے اسلام میں آگ پر پکی ہوئی چیز کھانے سے وضو کرنا پڑتا تھا' لیکن بعد میں آپ ﷺ نے رخصت دے دی۔ لہذا اب آگ پر پکی ہوئی کوئی بھی چیز کھانے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ البتہ اونٹ کا گوشت کھانے سے وضو کرنا پڑتا ہے' جیسا کہ سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ یک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کہ کیا وہ بکری کا گوشت کھانے سے وضو کرے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: (تیری مرضی ہے) اگر چاہے تو وضو کر لے اور نہ چاہے تو نہ کرے۔ اس نے کہا: کیا میں اونٹ کا گوشت کھانے سے وضو کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں' اونٹ کے گوشت سے وضو کرو۔

باب ایجاب دعاء النبی فی الانس

۸۴۷۔عَنْ ثابت، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ أَتَى أُمَّ حَرَامٍ، فَأَتَيْنَاهُ بِتَمْرٍ وَسَمْنٍ، فقال: ((رُدُّوا هٰذَا فِي وِعَائِهِ، وَهٰذَا فِي سِقَائِهِ، فَإِنِّي صَائِمٌ)) قال: ثُمَّ قَامَ فَصَلّٰى بِنَا رَكْعَتَيْنِ تطوُّعا، فَأَقَامَ أُمَّ حَرَامٍ وَأُمَّ سُلَيْمٍ خَلْفَنَا، وَأَقَامَنِي عَنْ يَمِيْنِهِ۔ فِيْمَا يَحْسَبُ ثَابِتٌ۔ قَالَ: فصلّى بنا تطوّعا على بساط فَلَمَّا قَضٰى صَلَاتَهُ، قالت: أُمُّ سُلَيْمٍ: إِنَّ لِي خُوَيْصَّةً: خُوَيْدِمُكَ أَنَسٌ، ادْعُ اللّٰهَ لَهُ، فما تَرَكَ يَوْمَئِذٍ خَيْرًا مِنْ خَيْرِ الدُّنْيَا والآخرة إِلَّا دَعَا لِي بِهِ ثُمَّ قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ أَكْثِرْ مَالَهُ وَوَلَدَهُ وَبَارِكْ لَهُ فِيْهِ)) قَالَ أَنَسٌ: فَأَخْبَرَتْنِي ابْنَتِي أَنِّي قَدْ رُزِقْتُ مِنْ صُلْبِي بِضْعًا وَتِسْعِيْنَ، وما أَصْبَحَ فِي الْأَنْصَارِ رَجُلٌ أَكْثَرَ مِنْ مَالًا ثُمَّ قال أَنَسٌ: يَا ثَابِتُ! مَا أَمْلِكُ صَفْرَاءَ وَلَا بَيْضَاءَ إِلَّا خَتَمِي!۔

انس رضی اللہ عنہ کے بارے میں آپ ﷺ کی دعا کا قبول ہونا

ثابت' سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سیدہ ام حرام رضی اللہ عنہا کے ہاں تشریف لائے۔ ہم کھجور اور گھی آپ ﷺ کے پاس لائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ چیز (کھجور) برتن میں اور یہ مشکیزے میں واپس رکھ دو' کیونکہ میں روزے سے ہوں۔'' پھر آپ ﷺ کھڑے ہوئے اور ہمیں دو رکعت نفلی نماز پڑھائی' ام حرام اور ام سلیم کو ہمارے پیچھے اور مجھے اپنی دائیں جانب کھڑا کیا۔ جیسا کہ ثابت نے بیان کیا ہے۔ آپ ﷺ نے ہمیں چٹائی پر نفلی نماز پڑھائی۔ جب نماز مکمل کی تو ام سلیم نے کہا: آپ کا پیارا سا خادم انس ہے' اس کے حق میں اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں۔ چنانچہ آپ ﷺ نے ان کے لئے دنیا و آخرت کی ہر خیر و بھلائی کی دعا کی۔ پھر فرمایا: ''اے اللہ! اس کے مال و اولاد میں کثرت فرما اور اس کے لئے اس میں برکت فرما۔'' انس کہتے ہیں: مجھے میری بیٹی نے بتلایا نوے سے زائد افراد میری اولاد میں ہو چکے ہیں اور انصار کا کوئی آدمی مجھ سے زیادہ مال والا نہیں تھا۔ پھر سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے کہا: اے ثابت! میں سونے اور چاندی کا مالک نہیں ہوں' مگر اس انگوٹھی کا۔

تخریج: الصحیحة ۱۴۱۔ ابوداود (۶۰۸)' احمد (۳/ ۲۴۸)' مسلم (۶۶۰)

فوائد: معلوم ہوا کہ نفلی روزے کی وجہ سے دعوت کو مسترد کیا جا سکتا ہے' جیسا کہ آپ ﷺ نے کیا ہے۔ نیز مال و دولت اور آل و اولاد میں برکت و کثرت کی دعا کرنا اور کسی نیک آدمی سے کروانا بھی درست ہے۔

باب التفاضل من جنس واحد فهو ربا

۸۴۸۔عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أُتِيَ بِتَمْرٍ رَيَّانَ، فَقَالَ: ((أَنّٰى لَكُمْ هٰذَا؟)) فَقَالُوْا: كَانَ عِنْدَنَا تَمْرٌ بَعْلٌ، فَبِعْنَا صَاعَيْنِ بِصَاعٍ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((رُدُّوْهُ عَلٰى صَاحِبِهِ(يَعْنِي: التَّمْرَ الرَّيَّانَ)) فَبِيْعُوْهُ ((يَعْنِي:

ایک ہی جنس میں کمی اور زیادتی سود ہے

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس سیراب ہونے والی زمین کی (عمدہ) کھجور لائی گئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم نے یہ کھجور کہاں سے لی ہے؟'' انھوں نے کہا: ہمارے پاس بارانی زمین کی (ناقص) کھجور تھی' ہم نے اس کے دو صاع دے کر (عمدہ) کھجور کا ایک صاع خریدا۔ رسول اللہ

التَّمْرَ الرَّدِيْءَ بِعَيْنٍ، ثُمَّ ابْتَاعُوْا التَّمْرَ)).

ﷺ نے فرمایا: ''سیراب ہونے والی زمین کی کھجور اس کے مالک کو واپس کر دو اور (آئندہ) ردی کھجور نقدی کے عوض فروخت کر کے پھر اس کے بدلے (عمدہ) کھجور خرید لیا کرو۔'' (کیونکہ یہ ربا الفضل ہے)۔

تخریج: الصحیحة ۳۰۴۹۔ طبرانی فی الاوسط (۱۴۱۲)' البزار الکشف: ۱۳۱۷)' بخاری فی التاریخ (۷/ ۲۱۴)

فوائد: سود کی دو اقسام ہیں: (۱) رِبَاالْفَضل: ایک جنس کی دو اشیا کو کمی بیشی کے ساتھ فروخت کرنا۔ جیسا کہ سیدنا ابوسعید خدری ﷛ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سونا سونے کے بدلے' چاندی چاندی کے بدلے' گندم گندم کے بدلے' جو جو کے بدلے' کھجور کھجور کے بدلے اور نمک نمک کے بدلے برابر برابر اور نقد و نقد فروخت کی جائیں۔ جو (ان کی تجارت کرتے وقت ایک طرف سے) زیادہ دے گا یا لے گا تو اس نے سودی کاروبار کیا۔ سود لینے والا اور دینے والا (دونوں گناہ میں) برابر ہیں۔ [مسلم]

(۲) رِبَا النَّسِيئَة: اس میں کمی بیشی تو نہ ہو لیکن ایک طرف سے نقد اور دوسری طرف سے ادھار کا معاملہ ہو۔ اس حدیث میں ربا الفضل کی حرمت کا بیان ہے کہ ایک جنس کی چیزوں کی خرید و فروخت کے وقت دونوں طرف سے برابری ہونا ضروری ہے۔ زائد مال سود کی شکل اختیار کرے گا۔

باب شر الطعام طعام الوسيمة

سب سے بدترین کھانا ولیمہ کا ہے

۸۴۹۔عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعاً: ((شَرُّ الطَّعَامِ طَعَامُ الْوَلِيْمَةِ، يُمْنَعُهَا مَنْ يَأْتِيْهَا، وَيُدْعىٰ إِلَيْهَا مَنْ يَأْبَاهَا، وَمَنْ لَّمْ يُجِبِ الدَّعْوَةَ فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ)).

سیدنا ابو ہریرہ ﷛ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ولیمے کا کھانا بدترین کھانا ہے' جو (غریب) آدمی وہ کھانا کھانا چاہتا ہے' اس کو روک دیا جاتا ہے اور اس (امیر) کو دعوت دی جاتی ہے' جو اس کے کھانے سے انکار کرتا ہے' (لیکن) جس نے دعوت قبول نہ کی' اس نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی۔''

تخریج: الصحیحة ۱۱۸۵۔ مسلم (۱۱۰/ ۱۴۳۲)' حمیدی (۱۱۷۰)' بیہقی (۷/ ۲۶۲)' مرفوعاً' بخاری (۵۱۷۷)' مسلم (۱۰۷/ ۱۴۳۲)' ابن ماجه (۱۹۱۳)' ابوداود (۳۷۴۲)' موقوفاً علیه

فوائد: نبی کریم ﷺ کے عصرِ مبارک کی اہم خصوصیت سادگی اور خلوص تھا۔ آپ ﷺ نے سیدہ زینب ﷞ سے شادی کے موقع پر بکری کا' سیدہ صفیہ ﷞ سے شادی کے موقع پر کھجور اور ستو کا اور بعض بیویوں سے شادی پر دو مد جو کا ولیمہ کیا۔ لیکن آج کل جہاں تکلف کرتے ہوئے ولیمے کی دعوتوں اور شادی کے دوسرے رسم و رواج پر بے دریغ خرچ کیا جاتا ہے' وہاں مذکورہ حدیث کا مصداق بنتے ہوئے مستحقین اور حقدار فقراء و مساکین کو کلی طور پر نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔ دعوت دیتے وقت قطعی طور پر اس چیز کو مدنظر نہیں رکھا جاتا ہے کہ فلاں آدمی نیک ہے یا فلاں آدمی غریب ہے' بس مسکراہٹوں کے تبادلے ہو رہے ہیں اور دولت کو دولت کھینچ رہی ہے' یہی دعوتیں ہیں جنہیں بدترین کہا گیا۔ بہرحال مسلمان بھائی کی دعوت قبول کرنا ضروری ہے۔

العقيقة بعد البلوغ عن نفسه

بلوغت کے بعد اپنی طرف سے عقیقہ کرنا

۸۵۰۔عَنْ أَنَسٍ مَرْفُوعاً، قَالَ: ((عَقَّ عَنْ نَفْسِهِ بَعْدَ مَابُعِثَ نَبِيًّا)).

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بعثت کے بعد اپنی طرف سے عقیقہ کیا تھا۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۷۲۶۔ عبد الرزاق (۷۹۶۰)، البزار الکشف (۱۲۳۷)، طحاوی فی المشکل (۱/ ۴۶۱)

فوائد: احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں بچے کی پیدائش کے ساتویں دن اس کا عقیقہ کیا جائے، اس کا نام رکھا جائے اور سر کے بال منڈوائے جائیں۔ صحیح الجامع الصغیر کی روایت کے مطابق چودھویں اور اکیسویں دن بھی عقیقہ کیا جا سکتا ہے۔ لیکن اگر کچھ وجوہات کی بنا پر عقیقہ وقت پر نہ ہو سکے تو بعد میں جب موقع ملے اس حکم کی تعمیل کی جائے، جیسا کہ سیدنا سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (کل غلام رهينة بعقيقته تذبح عنه يوم سابعه۔) [ابوداود، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ] یعنی: ہر بچہ اپنے عقیقے کے عوض گروی ہوتا ہے، پیدائش کے ساتویں دن اس کا عقیقہ کیا جائے۔ لہٰذا عقیقہ کے ذریعے عوض پیش کر کے بچے یا اپنے آپ کو گروی سے آزاد کیا جائے۔ جن افراد کے والدین جہالت یا غربت کی وجہ سے ان کا عقیقہ نہ کر سکے، انھیں چاہئے کہ وہ استطاعت کی صورت میں اپنی طرف سے یہ قرض پورا کر دیں۔

باب: ما لم يعرفه الطب الحديث

باب: طب جدید جس (کی حکمت) سے نا آشنا ہے

۸۵۱۔عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ مَرْفُوعاً: ((غَطُّوْا الإِنَاءَ وَأَوْكُوْا السِّقَاءَ فَإِنَّ فِي السَّنَةِ لَيْلَةً يَنْزِلُ فِيْهَا وَبَاءٌ لَايَمُرُّ بِإِنَاءٍ لَيْسَ عَلَيْهِ غِطَاءٌ، أَوْسِقَاءٌ لَيْسَ عَلَيْهِ وِكَاءٌ إِلَّا نَزَلَ فِيْهِ مِنْ ذٰلِكَ الْوَبَاءِ)) [الصحيحة: ٣٧]

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”برتنوں کو ڈھانپ کر اور مشکیزوں کو باندھ کر رکھا کرو، کیونکہ سال میں ایک رات ایسی بھی ہوتی ہے کہ جس میں ایک وبا اترتی ہے اور جس برتن پر ڈھکن اور جس مشکیزے پر سر بندھ نہیں ہوتا اس میں داخل ہو جاتی ہے۔“

تخریج: الصحیحۃ ۳۷۔ مسلم (۲۰۱۴)، احمد (۳/ ۳۵۵)، ابو عوانۃ (۵/ ۳۳۴۔ ۳۳۵)، بیہقی فی الشعب (۶۰۵۹)

فوائد: رات کو تمام برتنوں کو ڈھانپ کر رکھنا چاہئے تا کہ کھانے پینے کی اشیاء محفوظ رہ سکیں۔ اس حدیث میں جس وبا کا ذکر ہے۔ اس کی حقیقت صرف اللہ رب العزت ہی جانتے ہیں کہ وہ کیا ہے اور کیسی ہے۔ بحیثیت مسلمان ہمارا اس پر ایمان ہے کیونکہ اس وبا سے ہمیں حضرت نبی کریم ﷺ نے باخبر فرمایا ہے۔ ہم اس فرمان پر سر تسلیم خم کریں گے اور اسے اپنی ناقص عقل اور محدود سائنس پر نہیں پرکھیں گے۔

المسخ بني اسرائيل في صورة الفار

بنی اسرائیل کا چوہوں کی شکل میں مسخ ہو جانا

۸۵۲۔عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((فُقِدَتْ أُمَّةٌ مِّنْ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ، لَايُدْرٰى مَا فَعَلَتْ؟ وَإِنِّي لَا أُرَاهَا إِلَّا الْفَارَ [أَلَا تَرَوْنَهَا]إِذَا وُضِعَ لَهَا أَلْبَانُ الإِبِلِ لَمْ تَشْرَبْ،

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’بنو اسرائیل کی ایک امت گم ہو گئی، اس کے بارے میں کوئی پتہ نہ چل سکا۔ اور میرا خیال ہے وہ چوہے (کی شکل میں مسخ ہو گئی ہو گی)، کیونکہ تم نے دیکھا ہو گا کہ جب چوہے کے لئے اونٹنیوں کا دودھ

وَإِذَا وُضِعَ لَهَا أَلْبَانُ الشَّاءِ شَرِبَتْ؟!)) رکھا جائے تو یہ نہیں پیتا اور بکریوں کا دودھ رکھا جائے تو پی لیتا ہے۔''

[الصحيحة:٣٠٦٨]

تخریج: الصحيحة ٣٠٦٨- بخاری (٣٣٠٥)' مسلم (٢٩٩٧)' ابن حبان (٦٢٥٨)' احمد (٢/ ٢٣٤)

فوائد: کیونکہ بنی اسرائیل نے خود اپنے اوپر اونٹوں کا دودھ اور گوشت حرام کر لیا تھا۔

باب غيرة عمر رضی اللہ عنہ

عمر رضی اللہ عنہ کی غیرت کے بارے میں

٨٥٣- عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: أَتَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ بِخَرِيْزَةٍ طَبَخْتُهَا لَهُ، فَقُلْتُ لِسَوْدَةَ وَالنَّبِيُّ ﷺ بَيْنِي وَبَيْنَهَا، فَقُلْتُ: لَهَا: كُلِي فَأَبَتْ، فَقُلْتُ: لَتَأْكُلِنَّ أَوْ لَأُلَطِّخَنَّ وَجْهَكِ، فَأَبَتْ، فَوَضَعْتُ يَدِيْ فِي الْخَزِيْرَةِ فَطَلَيْتُ بِهَا وَجْهَهَا! فَضَحِكَ النَّبِيُّ ﷺ فَوَضَعَ فَخِذَهُ لَهَا وَقَالَ سَوْدَةُ: ((الْطَخِي وَجْهَهَا)) فَلَطَخَتْ وَجْهِي فَضَحِكَ النَّبِيُّ ﷺ أَيْضًا، فَمَرَّ عُمَرُ فَنَادَى: يَا عَبْدَاللّٰهِ! يَا عَبْدَاللّٰهِ! فَظَنَّ النَّبِيُّ ﷺ أَنَّهُ سَيَدْخُلُ فَقَالَ لَهُمَا: ((قُوْمَا فَاغْسِلَا وُجُوْهَكُمَا، يَعْنِي: عَائِشَةَ وَسَوْدَةَ)) قَالَتْ عَائِشَةُ: فَمَا زِلْتُ أَهَابُ عُمَرَ لِهَيْبَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ إِيَّاهُ۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں خریزہ (ایک کھانا جو قیمے اور آٹے سے تیار کیا جاتا ہے) پکا کر رسول اللہ ﷺ کے پاس لائی۔ نبی کریم ﷺ میرے اور سودہ کے درمیان تشریف فرما تھے، میں نے اس سے کہا کہ تم بھی کھاؤ۔ اس نے کھانے سے انکار کر دیا۔ میں نے کہا: تم یہ ضرور کھاؤ گی یا میں اسے تمہارے چہرے پر مل دوں گی۔ اس نے پھر بھی انکار کیا۔ پس میں نے اپنا ہاتھ خریزہ میں رکھا اور اس کے چہرے پر لگا دیا۔ نبی کریم ﷺ ہنس پڑے اور اپنی ران اس پر رکھ کر سودہ سے فرمایا: ''تم بھی اس کے چہرے پر لگا دو۔'' سو اس نے میرا چہرہ بھی آلودہ کر دیا' اور نبی کریم ﷺ ہنس پڑے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ وہاں سے گزرے اور آواز دی: اوعبد اللہ! اوعبد اللہ۔ نبی کریم ﷺ کو گمان ہوا کہ وہ ابھی داخل ہونے والے ہیں' اس لئے ان سے فرمایا کہ ''کھڑی ہو جاؤ اور اپنے چہرے دھو لو۔'' آپ ﷺ کی مراد عائشہ اور سودہ تھیں۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: میں ہمیشہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے ڈرتی رہی' کیونکہ رسول اللہ ﷺ بھی ان کی ہیبت کا خیال رکھتے تھے۔

تخریج: الصحيحة ٣١٣١- ابوبكر الشافعي في الفوائد (الغيلانيات) (١١٧)' ابويعلى (٤٤٧٦)

فوائد: یہ نبی کریم ﷺ کے سامنے آپ ﷺ کی زوجات کا ایک بے تکلفانہ مزاح تھا۔ اس ہنسی مذاق میں آپ خود بھی شریک ہوئے۔ آپ نے سیدہ عائشہ کو اس طرح کرنے سے منع نہ فرمایا اور سیدہ سودہ کو بدلہ لینے کی ترغیب دی۔ نیز اس حدیث میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی فضیلت و منقبت کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ بھی ان کی عزت اور وقار کا خیال رکھتے تھے۔

احب الشراب اليه الحلو البارد

آپ کو ٹھنڈا اور میٹھا پانی سب سے زیادہ پسندیدہ تھا

٨٥٤- عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: ((كَانَ أَحَبُّ

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: ٹھنڈا اور میٹھا مشروب نبی کریم ﷺ کو

الشَّرَابِ إِلَيْهِ الْحُلْوُ الْبَارِدُ)). سب سے زیادہ پسند تھا۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۰۰۶۔ احمد (۶/ ۳۸‘۴۰)‘ ترمذی (۱۸۹۶)‘ والشمائل (۲۰۵)‘ حاکم (۴/ ۱۳۷)

فوائد: انسان طبعی طور پر میٹھی چیز کو پسند کرتا ہے۔ ٹھنڈے اور میٹھے مشروب کی اہمیت تو ہر ایک کے لئے واضح ہے۔ لیکن اگر ہم اس قسم کے طبعی فیصلوں کو رسول اللہ ﷺ کی چاہت کے تابع کر کے‘ آپ ﷺ کی پسندیدہ چیزوں کو آپ ﷺ کی وجہ سے پسند کریں تو ہمیں ان شاء اللہ اجر و ثواب بھی حاصل ہوگا اور لذت کام و دہن بھی ملے گی۔

احب العرق ذراع اشاة — سب سے پسندیدہ ہڈی بکری کی دستی تھی

۸۵۵۔عَنْ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: ((كَانَ أَحَبُّ الْعِرْقِ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ذِرَاعَ الشَّاةِ))

سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: بکری کی دستی نبیٔ کریم ﷺ کی سب سے زیادہ پسندیدہ ہڈی تھی۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۰۵۵۔ الطیالسی (۲۸۸)‘ وعنه ابوداود (۳۷۸۰‘۳۷۸۱)‘ واحمد (۱/ ۳۹۷)

باب الاکل ممایلیه — اپنے سامنے سے کھانا

۸۵۶۔عَنْ عائشة، قَالَتْ: ((كَانَ إِذَا أَكَلَ طَعَامًا أَكَلَ مِمَّا يَلِيْهِ)) [الصحیحة:۲۰۶۲]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: آپ ﷺ جب کھانا تناول فرماتے تو اپنے سامنے سے کھاتے تھے۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۰۶۲۔ ابوالشیخ فی اخلاق النبی ﷺ (ص : ۲۰۶)‘ وعنه البغوی فی الانوار (۹۳۱)‘ خطیب فی تاریخه (۱۱/ ۹۵)

فوائد: کھانے کے مختلف آداب میں سے یہ بھی ایک ادب ہے کہ اپنے سامنے سے کھانا تناول کیا جائے۔

باب الشرب بالتنفس ثلاثا — تین سانس میں پانی پینا

۸۵۷۔عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: ((كَانَ إِذَا شَرِبَ تَنَفَّسَ ثَلَاثًا، وَقَالَ: هُوَ أَهْنَا وَأَمْرَأُ وَأَبْرَأُ)).

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جب نبیٔ کریم ﷺ پانی پیتے تو (پینے کے دوران) تین سانس لیتے اور فرماتے تھے: ”یہ انداز زیادہ مزیدار‘ خوشگوار اور صحت کے لیے مفید ہے۔“

تخریج: الصحیحۃ ۳۸۷۔ مسلم (۲۰۲۸)‘ ابوداود (۳۷۲۷)‘ نسائی فی الکبری (۶۸۸۸)‘ ترمذی (۱۸۸۴)

فوائد: افضل یہی ہے کہ پانی پینے کے دوران تین سانس لئے جائیں‘ لیکن ایک سانس میں پانی پینا بھی جائز ہے‘ جیسا کہ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے برتن میں سانس لینے سے منع کیا تو ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں ایک سانس سے تو سیراب ہی نہیں ہوتا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تو پھر پیالے کو منہ سے جدا کر کے سانس لے لیا کرو۔ [صحیحہ: ۳۸۵]

الدعا بعد الفراغ من الطعام — کھانے سے فارغ ہونے کی دعا

۸۵۸۔عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ، قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا أَكَلَ أَوْشَرِبَ قَالَ:

سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب کھانا کھاتے یا پانی پیتے تو یہ دعا پڑھتے: ”تمام تعریف اس اللہ کی ہے

((اَلْحَمْدُلِلّٰهِ الَّذِی أَطْعَمَ وَسَقٰی، وَسَوَّغَهُ، وَجَعَلَ لَهُ مَخْرَجاً)).

جس نے کھلایا' پلایا' اس کو ہضم کیا اور اس کے (فضلے کے) نکلنے کے لئے راہ بنائی۔"

تخریج: الصحیحة ۲۰۶۱۔ ابوداود (۳۸۵۷)' ابن حبان (۵۲۲۰)' ابن السنی (۴۶۴).

فوائد: معلوم ہوا کہ کھانے اور پینے کے بعد یہ دعا پڑھنی چاہیے: اَلْحَمْدُلِلّٰهِ الَّذِی أَطْعَمَ وَسَقٰی، وَسَوَّغَهُ، وَجَعَلَ لَهُ مَخْرَجًا۔

الرخصة بوضع لحم الأضاحی فوق ثلاث

تین دن سے زیادہ قربانی کا گوشت رکھنے کی رخصت

۸۵۹۔عَنْ أَبِی سَعِیدِ الْخُدْرِیِّ، قَالَ: ((کَانَ قَدْ نَهَانَا عَنْ أَنْ نَأْکُلَ لُحُومَ نُسُکِنَا فَوْقَ ثَلَاثٍ، (قَالَ) فَخَرَجْتُ فِی سَفَرٍ، ثُمَّ قَدِمْتُ عَلٰی أَهْلِی، وَذٰلِكَ بَعْدَ الْأَضْحٰی بِأَیَّامٍ (قَالَ) فَأَتَتْنِی صَاحِبَتِی بِسُلْقٍ قَدْ جُعِلَتْ فِیهِ قَدِیدًا، فَقُلْتُ لَهَا: أَنّٰی لَكِ هٰذَا الْقَدِیدُ؟ فَقَالَتْ: مِنْ ضَحَایَانَا، (قَالَ) فَقُلْتُ لَهَا: أَوَلَمْ یَنْهَنَا رَسُولُ اللّٰهِ عَنْ أَنْ نَأْکُلَهَا فَوْقَ ثَلَاثٍ، قَالَ: فَقَالَتْ: إِنَّهُ قَدْ رَخَّصَ لِلنَّاسِ بَعْدَ ذٰلِكَ، قَالَ: فَلَمْ أُصَدِّقْهَا حَتّٰی بَعَثْتُ إِلٰی أَخِی قَتَادَةَ بْنِ النُّعْمَانِ، وَکَانَ بَدْرِیًّا. أَسْأَلُهُ عَنْ ذٰلِكَ؟ قَالَ: فَبَعَثَ إِلَیَّ: أَنَّ کُلْ طَعَامَكِ فَقَدْ صَدَقَتْ، قَدْ أَرْخَصَ رَسُولُ اللّٰهِ لِلْمُسْلِمِینَ فِی ذٰلِكَ)).

[الصحیحة: ۲۹۶۹]

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: آپ ﷺ نے ہمیں تین ایام کے بعد قربانیوں کا گوشت کھانے سے منع کیا تھا۔ میں ایک سفر پر گیا اور پھر اپنے گھر واپس آ گیا۔ یہ عیدالاضحیٰ سے کچھ دنوں کے بعد کی بات ہے۔ میری بیوی ایک قسم کی سبزی' "سلق" لائی اور اس میں گوشت کے لمبے پارچے ڈالے ہوئے تھے۔ میں نے پوچھا: یہ گوشت کے پارچے کہاں سے آ گئے؟ اس نے کہا: اپنی قربانیوں کے ہیں۔ میں نے کہا: کیا رسول اللہ ﷺ نے ہمیں (قربانیوں کا گوشت) تین دنوں کے بعد کھانے سے منع نہیں کیا تھا۔ اس نے کہا: لیکن بعد میں آپ ﷺ نے لوگوں کو رخصت دے دی تھی۔ لیکن میں نے اپنی بیوی کی تصدیق نہ کی اور اپنے بھائی قتادہ بن نعمان' جو بدری تھے' کی طرف پیغام بھیجا اور اس کی بابت پوچھا؟ انھوں نے جواباً یہ پیغام بھیجا کہ آپ اپنا (گوشت والا) کھانا کھائیں' آپ کی بیوی نے صحیح کہا ہے' واقعی رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کو اس میں رخصت دے دی ہے۔

تخریج: الصحیحة ۲۹۶۹۔ احمد (۴/ ۱۵۔۱۶)' بیهقی (۹/ ۲۹۲)' طبرانی فی الکبیر (۱۹/ ۴)' بخاری (۳۹۹۷' ۵۵۶۸)' ونسائی (۴۴۳۲)' مختصراً

فوائد: پہلے اس مسئلہ کی وضاحت ہو چکی ہے کہ ابتدائے اسلام میں رسول اللہ ﷺ نے بعض وجوہات کی بنا پر تین دنوں سے زائد قربانیوں کا گوشت ذخیرہ کرنے سے منع فرمایا تھا' پھر اجازت دے دی تھی۔

ذکر القصعة الکبیرة

بڑی صحنک کا بیان

۸۶۰۔عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ بُسْرٍ، قَالَ: ((کَانَ لَهُ قَصْعَةٌ

سیدنا عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کی ایک صحنک

يُقَالُ لَهَا: الْغَرَاءِ يَحْمِلُهَا أَرْبَعَةُ رِجَالٍ)) [الصحيحة: ۲۱۰۵]

تھی، اس کو "غراء" کہتے تھے اور اسے چار آدمی اٹھاتے تھے۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۱۰۵۔ ابوداود (۳۷۷۳)، ابوالشیخ فی اخلاق النبی ﷺ (ص: ۲۱۵)، بغوی فی الانوار (۱۰۳۳)

باب حكمة الالصاق للاكل بين البطيخ والرطب

کھانے کے لیے خربوزہ اور تر کھجور کو ملانے کی حکمت

٨٦١۔عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: ((كَانَ يَأْكُلُ الْبِطِّيخَ بِالرُّطَبِ، [فَيَقُوْلُ: نَكْسِرُ حَرَّ هٰذَا بِبَرْدِ هٰذَا وَبَرْدَ هٰذَا بِحَرِّ هٰذَا].)) [الصحيحة:٥٧]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: آپ ﷺ تازہ کھجوروں کے ساتھ تربوز کھاتے اور فرماتے تھے: "ہم اس (تربوز) کے ٹھنڈے پن کے ذریعے اس (کھجور) کے گرم پن کے اثر کو اور اس کے گرم پن کے ذریعے اس کے ٹھنڈے پن کے اثر کو ختم کر رہے ہیں۔"

تخریج: الصحیحۃ ۵۷۔ حمیدی (۲۵۵)، ابوداود (۳۸۳۵)، ترمذی (۱۸۴۳)

اكل الرطب با الخزبز

تازہ کھجور تربوز کے ساتھ کھانا

٨٦٢۔عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: ((كَانَ يَأْكُلُ الرُّطَبَ مَعَ الْخِرْبِزِ. يَعْنِي: الْبِطِّيخَ)). [الصحيحة:٥٨]

سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ تازہ کھجوریں تربوز کے ساتھ ملا کر کھاتے تھے۔

تخریج: الصحیحۃ ۵۸۔ احمد (۳/ ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۳)، ابوبکر الشافعی فی الفوائد (۹۷۹)، ترمذی فی الشمائل (۲۰۰)، نسائی فی الکبری (۶۷۲۶)

باب: من الطب النبوى

باب: طب نبوی کا بیان

٨٦٣۔عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ، قَالَ: ((كَانَ يَأْكُلُ الْقِثَّاءَ بِالرُّطَبِ)) [الصحيحة:٥٦]

سیدنا عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ تازہ کھجوروں کے ساتھ ککڑی کھاتے تھے۔

تخریج: الصحیحۃ ۵۶۔ بخاری (۵۴۴۰)، مسلم (۲۰۴۳)، ابوداود (۳۸۳۵)، ترمذی (۱۸۴۴)، ابن ماجہ (۳۳۲۵)

الاخراج السوس من التمر

کھجور سے کیڑوں کو نکالنا

٨٦٤۔عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: ((كَانَ يُؤْتَى بِالتَّمْرِ فِيْهِ دُوْدٌ، فَيُفَتِّشُهُ، يُخْرِجُ السُّوْسَ مِنْهُ)). [الصحيحة: ٢١١٣]

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ کے پاس ایسی کھجور لائی جاتی تھی، جس میں کیڑے ہوتے تھے، آپ ﷺ ان کو تلاش کرتے اور نکال دیتے تھے۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۱۱۳۔ ابوداود (۳۸۳۲)، وعنہ بیہقی فی الشعب (۵۸۸۶)، ابن ماجہ (۳۳۳۳)، مختصراً

فوائد: یہ دو جہانوں کے سردار کی مالی حالت ہے۔ آپ ﷺ نے دنیوی سہولتوں کو کوئی وقعت نہیں دی، جو کچھ ملا، اللہ تعالیٰ کا نام لے

کر کھا لیا اور اس کا شکریہ ادا کیا۔ غزوۂ خندق کے موقع پر آپ ﷺ اور صحابہ کرام خندق کھود رہے تھے، جب بھوک محسوس ہوئی تو آپ ﷺ کے پاس جو کی روٹی اور بد بودار سالن لایا گیا، آپ ﷺ نے کھایا اور فرمایا: (اللھم لا خیر الا خیر الآخرہ۔) یعنی: اے اللہ! نہیں ہے کوئی بھلائی مگر آخرت کی بھلائی۔ [صحیحہ: ۳۱۶۸] اگر اللہ تعالیٰ نے ہمیں دنیوی نعمتیں عطا کر رکھی ہیں تو اس کا شکریہ ادا کرنا چاہئے، بصورتِ دیگر صبر و برداشت کے ساتھ اپنی زندگی کے ایام گزار دینے چاہئیں۔

٨٦٥۔عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: ((كَانَ يُحِبُّ الدُّبَّاءَ)).

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ کدو پسند کرتے تھے۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۱۲۷۔ احمد (۳/ ۱۷۷، ۲۷۴)، ابن ماجہ (۳۳۰۲)، ترمذی فی الشمائل (۱۶۱)، نسائی فی الکبری (۶۶۶۴)

کیف یشرب الماء وما ذا یقال فی اوله و آخره؟

پانی کیسے پیا جائے گا۔ اور اس کے اول و آخر میں کیا کہا جائے گا؟

٨٦٦۔عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: ((كَانَ يَشْرَبُ فِي ثَلَاثَةِ أَنْفَاسٍ، إِذَا أَدْنَى الْإِنَاءَ إِلَى فَمِهِ سَمَّى اللّٰهَ تَعَالَى. وَإِذَا أَخَّرَهُ حَمِدَاللّٰهَ. تَعَالَى. يَفْعَلُ ذٰلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ)).

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہ نبی کریم ﷺ تین سانس لے کر (مشروب) پیتے تھے۔ جب برتن اپنے منہ کے قریب کرتے تو اللہ کا نام لیتے اور جب (برتن کو منہ سے) دور کرتے تو اللہ تعالیٰ کی تعریف کرتے۔ آپ ﷺ ایسے تین دفعہ کرتے تھے۔

تخریج: الصحیحۃ ۱۲۷۷۔ خرائطی فی فضیلۃ الشکر (۲۴)، طبرانی فی الاوسط (۸۴۴)

فوائد: پانی اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے، بلکہ انسانی زندگی کا دارومدار پانی پر ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں بھی اس نعمت کی اتنی قدر ہے کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سب سے پہلے اللہ تعالیٰ اپنے بندے کا محاسبہ کرتے ہوئے اسے کہیں گے: کیا میں نے تجھے تندرست اور صحت مند جسم عطا نہیں کیا تھا اور کیا تجھے ٹھنڈے پانی سے سیراب نہیں کیا تھا؟ [صحیحہ: ۵۳۹] نبی کریم ﷺ نے بھی اللہ تعالیٰ کی اس عظیم نعمت کا شکریہ ادا کرتے ہوئے ایک دفعہ پانی پینے کے دوران تین دفعہ اللہ تعالیٰ کا نام لیا اور تین دفعہ ہی اس کا شکریہ ادا کیا۔ عصرِ حاضر میں نعمتوں کی اتنی فراوانی ہو چکی ہے کہ پیاس کے اثرات ظاہر ہونے سے قبل ہی ٹھنڈے میٹھے مشروبات پیش کر دیے جاتے ہیں۔ شاید یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے انعامات کی قدر و منزلت گھٹ گئی ہے۔

الاعجاب الحلو البارد

ٹھنڈی میٹھی چیز کا پسندیدہ ہونا

٨٦٧۔عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: ((كَانَا يُعْجِبُهُ الْحُلْوُ الْبَارِدُ)). [الصحيحة:٢١٣٤]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ آپ ﷺ کو میٹھی اور ٹھنڈی چیز پسند تھی۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۱۳۴۔ ابوبکر الشافعی فی الفوائد (الغیلانیات (۹۸۳)، حمیدی (۲۵۷)، وانظر ما تقدم برقم (۸۵۴)

فوائد: عصرِ حاضر میں بھی آئس کریم، کسٹرڈ، کھیر وغیرہ کی صورتوں میں جتنی ٹھنڈی، میٹھی اور لذیذ نعمتیں دستیاب ہیں، ان کو بہت پسند کیا جاتا ہے۔ اس قسم کی نعمتیں، جو انسان کے دل کو سرور بخشتی ہیں، اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا احسان ہیں۔

كان يشرب النبيذ
آپ نبیذ پیا کرتے تھے

۸۶۸۔عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: ((كَانَ يُنْتَبَذُ لَهُ فِي سِقَاءٍ، فَإِذَا لَمْ يَكُنْ سِقَاءٌ فَتَوْرٌ مِنْ حِجَارَةٍ))

جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ کے لئے مشکیزے میں نبیذ بنائی جاتی تھی۔ اگر مشکیزہ نہ ہوتا تو پتھر کے برتن میں بنائی جاتی تھی۔

تخریج: الصحیحة ۳۰۰۹۔ احمد (۳/ ۳۰۷)، حمیدی (۱۲۸۳)، مسلم (۱۹۹۹)، ابن ماجه (۳۴۰۰)، نسائی (۵۶۱۶)

كل ذى ناب من السباع فاكله حرام
درندوں میں سے ہر کچلی والے جانور کا کھانا حرام ہے

۸۶۹۔عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((كُلُّ ذِي نَابٍ مِنَ السِّبَاعِ فَأَكْلُهُ حَرَامٌ)).

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''درندوں میں سے ہر کچلی والے جانور کا کھانا حرام ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۴۸۶۔ مسلم (۱۹۳۳)، مالك فى الموطا (۲/ ۴۹۶)، احمد (۲/ ۲۳۶)

فوائد: ''ذی ناب من السباع'' سے مراد ایسا درندہ ہے جو کچلیوں کے ساتھ شکار کر کے کھائے، مثلاً شیر، بھیڑیا، چیتا، وغیرہ۔ یہ حدیث نبی کریم ﷺ کے اقوال و افعال کے حجت ہونے پر قطعی اور واضح دلیل ہے، کیونکہ قرآن مجید کی رو سے ان جانوروں کی حرمت ثابت نہیں ہوتی، لیکن ہر مسلمان ان کو حرام سمجھتا ہے۔ ایسے تمام جانوروں کی حرمت احادیثِ مبارکہ سے ثابت ہوتی ہے۔

اكل ذبيحة مالم يكن قرض نابٍ أو حز ظفر
ذبیحہ کا کھانا جبکہ وہ ناخن اور دانت سے نہ کاٹا گیا ہو

۸۷۰۔عَنْ أَبِي أُمَامَةَ لْبَاهِلِيِّ مَرْفُوْعاً: ((كُلْ مَا أَفْرَى الْأَوْدَاجَ، مَالَمْ يَكُنْ قَرْضَ نَابٍ، أَوْ حَزَّ ظُفُرٍ)). [الصحيحة:۲۰۲۹]

سیدنا ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''(اس جانور کا گوشت) کھا لو کہ کسی چیز سے جس کی رگیں چاک کر دی جائیں، جب تک وہ دانت کی کاٹ نہ ہو یا ناخن کا شگاف نہ ہو۔''

تخریج: الصحیحة ۲۰۲۹۔ بیهقی (۹/ ۲۷۸)، طبرانی فی الکبیر (۷۸۵۱)

فوائد: اس حدیث کو درج ذیل حدیث کی روشنی میں سمجھئے:

سیدنا رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو چیز (جانور کا) خون بہا دے اور جانور کو اللہ تعالیٰ کا نام لے کر ذبح کیا گیا ہو تو اس جانور کو کھا لو جب تک ذبح کا آلہ دانت اور ناخن نہ ہو، کیونکہ دانت تو ہڈی ہے اور ناخن حبشیوں کی چھری ہے۔ [بخاری، مسلم] معلوم ہوا کہ جانور کو ہر تیز دھار چیز سے ذبح کیا جا سکتا ہے، جب تک وہ ہڈی کی بنی ہوئی چیز یا ناخن نہ ہو۔

باب اكل الصيد
شکار کا کھانا

۸۷۱۔قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((كُلْ مَارَدَّتْ عَلَيْكَ

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''تیری کمان (جس شکار کو) واپس پلٹا

قَوْسُكَ)) رُوِیَ مِنْ حَدِیْثِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، وَأَبِی ثَعْلَبَةَ الْخَشَنِیِّ، وَعُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ، وَحُذَیْفَةَ بْنُ الْیَمَانِ۔[الصحیحۃ:۲۰۲۸]

دے (یعنی جس جانور کو شکار کر لے) اسے کھا لے۔" یہ حدیث سیدنا عبد اللہ بن عمرو' سیدنا ابو ثعلبہ خشنی' سیدنا عقبہ بن عامر اور سیدنا حذیفہ بن یمان ﷺ سے روایت کی گئی ہے۔

تخريج: الصحيحة ۲۰۲۸- (۱) عبد الله بن عمرو: ابوداود (۲۸۵۷)' نسائی (۴۳۰۱)' احمد (۲/ ۱۸۴)' (۲) ابوثعلبة: ابوداود (۲۸۵۶)' ترمذی (۱۴۶۴)' (۳) عقبة بن عامر و حذيفة ﷺ: احمد (۴/ ۱۵۶' ۵/ ۳۳۸)

فوائد: جب شکاری تیر کمان سے شکار کرتا ہے اور تیر چھوڑنے سے پہلے "بِسْمِ اللّٰہ" پڑھتا ہے اور شکار اسی تیر سے مر جاتا ہے تو وہ بالاتفاق حلال ہو گا۔ تیر کمان کی جگہ بندوق استعمال کرنے والے شکاری کو چاہئے کہ وہ فائر کرنے سے پہلے "بِسْمِ اللّٰہ" پڑھ لے۔

باب اداب الطعام و ان لا یوکل من وسطھا

کھانے کے آداب اور درمیان سے کھانا کھانے کی ممانعت

۸۷۲۔عَنْ وَاثِلَةَ بْنُ الْأَسْقَعِ اللَّیْثِیِّ، قَالَ:أَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِرَأْسِ الثَّرِیْدِ،فَقَالَ: ((کُلُوْا بِسْمِ اللّٰهِ مِنْ حَوَالَیْهَا، وَاعْفُوْا رَأْسَهَا، فَإِنَّ الْبَرَکَةَ تَأْتِیْهَا مِنْ فَوْقِهَا)). [الصحیحۃ:۲۰۳۰]

سیدنا واثلہ بن اسقع لیثی ﷺ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ثرید کھانے کی چوٹی پر ہاتھ رکھا اور فرمایا: "بسم اللہ پڑھ کر (برتن کے) کناروں سے کھاؤ اور (برتن کی) چوٹی (وسط) سے نہ کھاؤ' کیونکہ برتن میں برکت اوپر سے نازل ہوتی ہے۔"

تخريج: الصحيحة ۲۰۳۰- ابن ماجه (۳۲۷۶)' طبرانی فی الكبير (۲۲/ ۹۰)' احمد (۳/ ۴۹۰)' حاکم (۴/ ۱۱۶-۱۱۷)' الروايات مطولة و مختصرة

فوائد: حدیثِ مبارکہ میں کھانے کے آداب کا ذکر کیا گیا ہے۔ جب مسلمان آپ ﷺ کی اطاعت کے تصور سے سرشار ہو اور بسم اللہ پڑھ کر' دائیں ہاتھ سے اور اپنے سامنے سے کھاتا ہے' تو اسے اندازہ کر لینا چاہئے کہ ایک مرتبہ کے کھانے میں اسے کتنا اجر و ثواب ملے گا۔

۸۷۳۔عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ بُسْرٍ، قَالَ: أُهْدِیَتْ لِلنَّبِیِّ ﷺ شَاةٌ، وَالطَّعَامُ یَوْمَئِذٍ قَلِیْلٌ، فَقَالَ لِأَهْلِهِ: اطْبَخُوْا هٰذِهِ الشَّاةَ، وَانْظُرُوْا إِلٰی هٰذَا الدَّقِیْقِ فَاخْبِزُوْهُ، اطْبَخُوْا وَاثْرِدُوْا عَلَیْهِ قَالَ: وَکَانَ لِلنَّبِیِّ ﷺ قَصْعَةٌ یُقَالُ لَهَا: الْغَرَاءُ، یَحْمِلُهَا أَرْبَعَةُ رِجَالٍ، فَلَمَّا أَصْبَحَ وَسَبَّحُوا الضُّحٰی، أُتِیَ بِتِلْكَ الْقَصْعَةِ، وَالْتَقَوْا عَلَیْهَا، فَإِذَا کَثُرَ النَّاسُ، جَثَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ أَعْرَابِیٌّ:مَاهٰذِهِ الْجِلْسَةُ؟

سیدنا عبد اللہ بن بسر ﷺ کہتے ہیں: ایک بکری نبی کریم ﷺ کو بطورِ ہدیہ دی گئی اور اس دن کھانے کی مقدار کم تھی۔ آپ ﷺ نے اپنے گھر والوں سے فرمایا: "یہ بکری پکاؤ' اس آٹے کو دیکھو' اس کی روٹیاں بناؤ' پھر ان کو پکا کر ثرید بنا دو۔" نبی کریم ﷺ کے پاس ایک "غراء" نامی (کوئی دیگ نما) بڑا پیالہ تھا' چار آدمی اس کو اٹھا سکتے تھے' جب صبح ہوئی اور صحابہ نے چاشت کی نماز ادا کی تو وہی پیالہ لایا گیا۔ لوگ (کھانے کے لئے) جمع ہو گئے' جب کھانے والے زیادہ ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ گھٹنوں کے بل بیٹھ گئے۔ ایک

فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: إِنَّ اللّٰهَ جَعَلَنِي عَبْداً كَرِيْماً، وَلَمْ يَجْعَلْنِي جَبَّاراً، عَنِيْداً، ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((كُلُوْا مِنْ جَوَانِبِهَا وَدَعُوْا ذِرْوَتَهَا، يُبَارَكُ لَكُمْ فِيهَا، ثُمَّ قَالَ: خُذُوْافَكُلُوْا، فَوَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ، لَيُفْتَحَنَّ عَلَيْكُمْ أَرْضُ فَارِسٍ وَالرُّوْمِ، حَتّٰى يَكْثُرَ الطَّعَامُ، فَلَا يُذْكَرُ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ)). [الصحيحة:٣٩٣]

بدو نے کہا: یہ بیٹھنے کی کون سی کیفیت ہے؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''بیشک اللہ تعالیٰ نے مجھے (سادہ مزاج) معزز بندہ بنایا ہے اور نہ کہ جبار اور سرکش۔'' پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پیالے کے کناروں سے کھاؤ، نہ کہ چوٹی (یعنی وسط) سے، اس طرح سے تمھارے لئے برکت ہوگی۔'' پھر فرمایا: ''یہ لو اور کھاؤ، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے، تمہارے لیے فارس اور روم کی سرزمین ضرور فتح ہوگی اور ماکولات کی اتنی زیادتی ہو جائے گی کہ اللہ تعالیٰ کے نام کا ذکر نہیں ہوگا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۹۳۔ ابوبکر الشافعی فی الغیلانیات (۹۳۵)، بیہقی (۷/ ۲۸۳)، ابوداود (۳۷۷۳) و ابن ماجہ (۳۲۶۳، ۳۲۷۵)، مختصراً

فضل الزيت

زیتون کے تیل کی فضیلت

٨٧٤ـ قَالَ: رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((كُلُوْا الزَّيْتَ وَادَّهِنُوْا بِهِ، فَإِنَّهُ مِنْ شَجَرَةٍ مُبَارَكَةٍ)) وَرَدَ مِنْ حَدِيْثِ عُمَرَ، وَأَبِي أُسَيْدٍ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ، وَعَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''زیتون کا تیل کھایا کرو اور اسی سے تیل لگایا کرو، کیونکہ وہ بابرکت درخت کی پیداوار ہے۔'' یہ حدیث سیدنا عمر، سیدنا ابو اسید، سیدنا ابو ہریرہ اور سیدنا عبد اللہ بن عباس ﷺ سے روایت کی گئی ہے۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۷۹۔ (۱) عمر: ترمذی (۱۸۵۱)، ابن ماجہ (۳۳۱۹)، (۲) ابو اسید: ترمذی (۱۸۷۲)، احمد (۳/ ۴۹۷)، (۳) ابو ہریرۃ: ابن ماجہ (۳۳۲۰)، (۴) ابن عباس ﷺ: طبرانی فی الاوسط (۸۳۳۶)

باب كراهية اكل الثوم

لہسن کھانے کی کراہت

٨٧٥ـ عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِي يَزِيْدَ، أَخْبَرَهُ أَبُوْهُ، قَالَ: نَزَلْتُ عَلٰى أُمِّ أَيُّوْبَ الَّذِيْنَ نَزَلَ عَلَيْهِمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ نَزَلْتُ عَلَيْهَا فَحَدَّثَتْنِي بِهٰذَا عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ: أَنَّهُمْ تَكَلَّفُوْا طَعَاماً فِيْهِ بَعْضُ الْبُقُوْلِ، فَقَرَّبُوْهُ، فَكَرِهَهُ، وَقَالَ لِأَصْحَابِهِ: ((كُلُوْهُ. يَعْنِي: الثُّوْمَ. فَإِنِّي لَسْتُ كَأَحَدِكُمْ، فَإِنِّي أَخَافُ أَنْ أُوْذِيَ صَاحِبِيْ. [يَعْنِي: الْمَلَكَ])). [الصحيحة:٢٧٨٤]

عبیداللہ بن ابو یزید اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں: میں سیدہ ام ایوب ﷺ، جس کے پاس رسول اللہ ﷺ گئے تھے، کے پاس گیا، اس نے مجھے بیان کیا کہ ہم لوگوں نے (خاصا) تکلف کر کے رسول اللہ ﷺ کے لئے کچھ سبزیوں سے ایک کھانا تیار کیا، لیکن جب آپ ﷺ کے قریب کیا تو آپ ﷺ اسے ناپسند کیا اور اپنے صحابہ سے فرمایا: ''تم (یہ لہسن) کھا لو، میں تمھاری طرح کا نہیں ہوں، مجھے یہ ڈر ہے کہ کہیں اپنے ساتھی (فرشتے) کو کوئی تکلیف نہ دے بیٹھوں۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۷۸۴۔ احمد (۶/ ۴۴۳)' ابن ماجه (۳۳۶۴)' ابن ابی شیبة (۸/ ۱۱۳۔۱۱۴)' ترمذی (۱۸۱۰)

فوائد: سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (من اکل ثوما او بصلا فلیعتزل مسجدنا ولیقعد فی بیته) [بخاری' مسلم] یعنی: جو آدمی (کچا) لہسن اور (کچا) پیاز کھائے وہ ہماری مسجد سے دور رہے اور اپنے گھر میں بیٹھا رہے۔ اس حدیث کی روشنی میں مذکورہ بالا حدیث کا یہ مفہوم بیان کیا جائے گا کہ مسجد میں جانے کا وقت اتنا دور تھا کہ اس وقت تک صحابہ کرام کے منہ سے لہسن کی بوختم ہو چکی ہو گی۔ لیکن آپ ﷺ نے پھر بھی ایسی چیز کھانا مناسب نہ سمجھی اور وجہ بھی بیان کر دی۔ اگر مسجد میں جانے کا وقت قریب ہو تو اس قسم کی چیز نہیں کھانی چاہیے۔

باب اکل لحم الأضاحی بسنة

۸۷۶۔عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قَدِمَ عَلَيْنَا عَلِيٌّ مِنْ سَفَرٍ، فَقَدَّمْنَا إِلَيْهِ مِنْهُ، فَقَالَ: لَا آكُلُهُ حَتّٰى أَسْأَلَ عَنْهُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَتْ: فَسَأَلَهُ عَلِيٌّ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((كُلُوْهُ مِنْ ذِي الْحَجَّةِ إِلٰى ذِي الْحِجَّةِ)) يَعْنِي: لَحْمَ الْأَضَاحِيِ۔

ایک سال تک قربانی کا گوشت کھانے کی رخصت

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کسی سفر سے واپسی پر ہمارے پاس آئے' ہم نے (قربانی سے بچا ہوا کچھ گوشت) ان کو پیش کیا تا کہ وہ کھائیں' لیکن انھوں نے کہا: میں یہ اس وقت تک نہیں کھاؤں گا' جب تک رسول اللہ ﷺ سے اس کی بابت سوال نہ کرلوں۔ پھر سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ سے سوال کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (قربانیوں کا گوشت) اس ذوالحجہ سے اگلے ذوالحجہ تک کھا سکتے ہو۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۱۰۹۔ بخاری فی التاریخ (۸/ ۷۰۔ ۷۱۔ ۳)' طحاوی (۲/ ۳۰۸)' احمد (۶/ ۱۵۵)' ابن حبان (۵۹۲۳)

فوائد: پہلے بھی اس مسئلہ کی وضاحت ہو چکی ہے کہ بوجوہ قربانیوں کا گوشت تین دنوں سے زائد ذخیرہ کرنے سے منع کر دیا گیا تھا' لیکن بعد میں اجازت دے دی گئی۔

باب فضل الزمزم

۸۷۷۔عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: ((كُنَّا نُسَمِّيْهَا شُبَاعَةً. يَعْنِي زَمْزَمَ. وَكُنَّا نَجِدُهَا نِعْمَ الْعَوْنِ عَلَى الْعِيَالِ)). [الصحيحة:٢٦٨٥]

زمزم کے پانی کی فضیلت

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: ہم (زمزم کو) ''شُبَاعَۃ'' (سیر کرنے والا) کہتے تھے اور ہم اپنے اہل و عیال (کے خورد و نوش کے سلسلے میں) اس کو بہترین معاون پاتے تھے۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۶۸۵۔ عبد الرزاق (۹۱۲۰)' وعنه الطبرانی فی الکبیر (۱۰۶۳۷)

فوائد: سیدنا ابوذر اور سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (انها مبارکة' انها طعام طُعم۔) [صحیحہ: ۳۵۸۵] یعنی: زمزم کا پانی مبارک ہے اور یہ کھانے کا کھانا ہے۔ نیز سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (ماء زمزم لما شرب له۔) [ابن ماجہ] یعنی: زمزم کا پانی (جس نیت اور مقصد کو سامنے رکھ کر) پیا جائے وہ پورا ہو جاتا ہے۔ معلوم ہوا کہ زمزم کا پانی انتہائی مبارک ہے اور یہ واحد پانی ہے جو کھانے کی کمی بھی پوری کرتا ہے' نیز یہ پانی جس جسمانی اور روحانی بیماری کو دور

کرنے کے لئے پیا جائے' اس سے شفا ہوگی۔

اكل لحم الأضاحي مابدا لكم

جب تک چاہو قربانی کا گوشت کھا سکتے ہو

۸۷۸۔عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ((كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ لُحُوْمِ الْأَضَاحِي فَوْقَ ثَلَاثٍ لِيَتَّسِعَ ذُوالطُّوْلِ عَلٰى مَنْ لَّا طُوْلَ لَهٗ، فَكُلُوْا مَابَدَالَكُمْ، وَأَطْعِمُوْا وَادَّخِرُوْا.)). [الصحيحة: ٢٠٤٨]

سلیمان بن بریدہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں تمھیں قربانیوں کے گوشت کو تین ایام سے زیادہ رکھنے سے منع اس لئے کرتا تھا تاکہ دولت مند لوگ غریبوں کو فائدہ پہنچا سکیں۔ اب (چونکہ خوشحالی ہے اس لئے) جب تک چاہو کھاتے رہو' کھلاتے رہو اور ذخیرہ کرتے رہو۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۰۴۸۔ مسلم (۳۷/ ۱۹۷۷)' ولم یسق لفظہ ترمذی (۱۵۱۰)' بیہقی (۹/ ۲۹۱)' وفی الشعب (۷۳۴۲)

فضل ابن مسعود رضی اللہ عنہ

ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی فضیلت

۸۷۹۔عَنْ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ: ((لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ: ﴿لَيْسَ عَلَى الَّذِيْنَ آمَنُوْا وَعَمِلُوْا الصَّالِحَاتِ جُنَاحٌ فِيْمَا طَعِمُوْا إِذَا مَا اتَّقَوْا وَآمَنُوْا وَعَمِلُوْا الصَّالِحَاتِ ثُمَّ اتَّقَوْا وَآمَنُوْا ثُمَّ اتَّقَوْا وَأَحْسَنُوْا وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ﴾ [سورۂ مائدہ: ۹۳] قال لی: ((قِيْلَ لِي: أَنْتَ مِنْهُمْ)).

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جب یہ آیت نازل ہوئی: ﴿ایسے لوگوں پر جو کہ ایمان رکھتے ہیں اور نیک کام کرتے ہیں' اس چیز میں کوئی گناہ نہیں' جس کو وہ کھاتے پیتے ہیں' جبکہ وہ لوگ تقوی رکھتے ہوں اور ایمان رکھتے ہوں اور نیک کام کرتے ہوں' پھر پرہیز گاری کرتے ہوں اور ایمان رکھتے ہوں' پھر پرہیز گاری کرتے ہوں اور خوب نیک عمل کرتے ہوں' اللہ تعالیٰ ایسے نیکوکاروں سے محبت رکھتے ہیں۔﴾ تو آپ ﷺ نے مجھے فرمایا: ''مجھے کہا گیا ہے کہ تو بھی ان میں سے ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۴۷۶۔ مسلم (۲۴۵۹)' ترمذی (۳۰۵۳)' نسائی فی الکبری (۱۱۱۵۳)

اذا دبغ الاھاب فقد طھر

جب چمڑا رنگا جائے تو وہ پاک ہو جائے گا

۸۸۰۔عَنِ الْعَالِيَةِ بِنْتِ سُبَيْعٍ، قَالَتْ: كَانَ لِي غَنَمٌ بِأُحُدٍ، فَوَقَعَ فِيْهَا الْمَوْتُ، فَدَخَلْتُ عَلٰى مَيْمُوْنَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ، فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهَا، فَقَالَتْ: لَوْ أَخَذْتِ جُلُوْدَهَا فَانْتَفَعْتِ بِهَا۔ فَقُلْتُ: أَوَيَحِلُّ ذٰلِكَ؟ قَالَتْ: نَعَمْ۔ مَرَّ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ رِجَالٌ مِنْ قُرَيْشٍ يَجُرُّوْنَ شَاةً

عالیہ بنت سبیع کہتی ہیں: احد میں میری کچھ بکریاں تھیں' وہ مرنے لگ گئیں۔ میں زوجۂ رسول سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئی اور صورتحال کا تذکرہ کیا۔ انھوں نے کہا: اگر تو ان کے چمڑے لے کر ان سے استفادہ کرتی رہے (تو درست ہے)۔ میں نے کہا: کیا ایسا کرنا میرے لئے حلال ہوگا؟ انھوں نے کہا: جی ہاں' کچھ لوگ اپنی (مردار) بکری کو گدھے کی طرح گھسیٹتے ہوئے رسول اللہ

لَهُمْ مِثْلَ الْحِمَارِ، فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَوْ أَخَذْتُمْ إِهَابَهَا)) قَالُوْا: إِنَّهَا مَيْتَةٌ۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يُطَهِّرُهَا الْمَاءُ وَالْقَرَظُ)).

[الصحيحة:۲۱۶۳]

ﷺ کے پاس سے گزرے۔ رسول اللہ ﷺ نے انھیں فرمایا: ''کاش تم لوگ اس کا چمڑا لے لیتے۔'' انھوں نے کہا: یہ تو مردار ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پانی اور قرظ کے پتے اس کو پاک کر سکتے ہیں۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۱۶۳۔ ابو داود (۴۱۲۶)' نسائی (۴۲۵۳)' احمد (۶/ ۳۳۴)' بیہقی (۱/ ۱۹)

فوائد: مردار حرام اور نجس ہے' لیکن اس کا چمڑا رنگنے سے پاک ہو جاتا ہے۔ قرظ کیکر کے مشابہ ایک درخت ہوتا ہے' اس کو قرض یا سلم کہتے ہیں اور اس کے پتوں سے چمڑے کی دباغت کی جاتی ہے۔

باب الوعيد من الشرب قائمًا

کھڑے ہو کر پینے کی وعید

۸۸۱۔عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَوْ يَعْلَمُ الَّذِي يَشْرَبُ وَهُوَ قَائِمٌ مَافِي بَطْنِهِ، لَاسْتَقَاءَ)).

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو آدمی کھڑے ہو کر پیتا ہے' اگر اسے پتہ چل جائے کہ اس کے پیٹ میں کیا ہوا ہے تو وہ قے کر دے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۷۶۔ ۲۱۷۵۔ احمد (۲/ ۲۸۳)' طحاوی فی المشکل (۳/ ۱۸)' ابن حبان (۵۳۲۴)' عبد الرزاق (۱۹۵۸۸)' بیہقی (۷/ ۲۸۲)

فوائد: کھڑے ہو کر پانی پینے یا نہ پینے کے بارے میں درج ذیل تفصیل پیش کی جاتی ہے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (لایشربن احدمنکم قائما۔) [صحیحہ: ۱۷۵] یعنی: تم میں سے کوئی آدمی ہرگز کھڑے ہو کر پانی نہ پیے۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس بات سے منع فرمایا کہ آدمی کھڑے ہو کر پانی پیے۔ [مسلم] سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (لایشربن احد منکم قائما' فمن نسِي فلیستقیء۔) [مسلم] یعنی: کوئی آدمی کھڑے ہو کر پانی نہ پیے' جو بھول کر پی لے وہ قے کر دے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو کھڑے ہو کر پانی پیتے دیکھا۔ آپ ﷺ نے اسے فرمایا: قے کر دے۔ اس نے کہا: کیوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تو اس بات پر خوش ہو گا کہ تیرے ساتھ بلی پیے؟ اس نے کہا: نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: (فانه قد شرب معك من هو شر منه' الشيطان۔) [مسند احمد] یعنی: تو پھر تیرے ساتھ اس نے پانی پیا ہے جو بلی سے بھی زیادہ برا ہے اور وہ شیطان ہے۔

ایک طرف کھڑے ہو کر پانی پینے کے بارے میں یہ وعیدیں ہیں اور دوسری طرف بعض احادیث میں آپ ﷺ سے کھڑے ہو کر پانی پینے کا ثبوت بھی بہر حال موجود ہے۔ اس تضاد کو دور کرنے کے لئے فقہائے اسلام نے درج ذیل تطبیقات پیش کی ہیں: (۱) زیادہ احتیاط والا معاملہ یہ ہے کہ نہی اور وعید پر مشتمل احادیث کو مدنظر رکھ کر بیٹھ کر پانی پیا جائے۔ (۲) جب "حظر" اور "اباحت" میں تعارض آ جائے تو "حظر" کو عملی طور پر مقدم سمجھا جاتا ہے' لہذا بیٹھ کر پانی پینا چاہیے۔ (۳) جب دو متعارض احادیث میں سے ایک کا تعلق ''البراءۃ الاصلیۃ'' سے ہو اور دوسری اس کے مخالف ہو تو مخالف کو مؤخر سمجھ کر اس پر عمل کیا جاتا ہے' لہذا بیٹھ کر پانی پینا چاہیے۔ (۴) بیٹھ کر پانی پینا افضل ہے' لیکن کھڑے ہو کر بھی جائز ہے۔ اگر نبی کریم ﷺ کی بیان کردہ وعیدوں کو مدنظر رکھا جائے تو دلی اطمینان کا تقاضا یہی ہے کہ بیٹھ کر پانی پیا جائے۔

واللہ اعلم بالصواب۔

باب الأكل باليمين

داہنے ہاتھ سے کھانا

۸۸۲۔عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((لِيَأْكُلْ أَحَدُكُمْ بِيَمِينِهِ، وَلْيَشْرَبْ بِيَمِينِهِ، وَلْيَأْخُذْ بِيَمِينِهِ، وَلْيُعْطِ بِيَمِينِهِ، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَأْكُلُ بِشِمَالِهِ، وَيَشْرَبُ بِشِمَالِهِ، وَيُعْطِي بِشِمَالِهِ، وَيَأْخُذُ بِشِمَالِهِ)).

[الصحيحة:١٢٣٦]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر کوئی دائیں ہاتھ سے کھائے، دائیں سے پئے، دائیں ہاتھ سے لے اور دائیں ہاتھ سے ہی دے، کیونکہ شیطان بائیں ہاتھ سے کھاتا ہے، بائیں ہاتھ سے پیتا ہے، بائیں ہاتھ سے دیتا ہے اور بائیں ہاتھ سے لیتا ہے۔''

تخریج: الصحيحة ۱۲۳۶۔ ابن ماجه (۳۲۶۶)، طبرانی فی الاوسط (۱۷۷۱)

فوائد: معلوم ہوا کہ خورد ونوش اور لین دین کے سلسلے میں دائیں ہاتھ کو مقدم کرنا چاہئے۔ کھانے پینے میں دائیں ہاتھ کو استعمال کرنے میں عامۃ الناس میں کافی غفلت پائی جاتی ہے۔ اگر ان میں ایمان کی رمق ہو تو یہی وعید کافی ہے کہ وہ شیطان سے موافقت کر رہے ہیں۔ کھانے پینے میں دائیں ہاتھ کو مقدم کرنے کو محض کھانے کے آداب میں سے نہیں سمجھنا چاہئے کہ جس کی پروا نہ بھی کی جائے تو کوئی حرج نہیں بلکہ یہ تو نبی کریم ﷺ کا حکم ہے۔ سیدنا سلمہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ کے پاس بائیں ہاتھ سے کھایا۔ آپ ﷺ نے اسے فرمایا: دائیں ہاتھ سے کھاؤ۔ اس نے کہا: میں اس کی طاقت نہیں رکھتا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تو پھر تو اس کی طاقت نہ ہی رکھے۔ دراصل اس کو داہنے ہاتھ کے ساتھ کھانے سے صرف تکبر نے روکا تھا۔ اس کے بعد وہ اپنا دایاں ہاتھ منہ تک اٹھانے کے قابل ہی نہ رہا۔ [مسلم] جانتے بوجھتے نبی کریم ﷺ کے فرمان عالی شان کو ٹھکرانے کی سزا اس شخص کو دنیا میں ہی مل گئی۔ کہ اب وہ دایاں ہاتھ منہ کی طرف بلند کرنے کی کوشش تو کرتا تھا، لیکن اپنے جرم کی پاداش وہ اسے اٹھا نہ سکا۔ دوکاندار حضرات متوجہ ہوں کہ ایک دن میں بے شمار گاہکوں سے ان کا واسطہ پڑتا ہے۔ وہ معمولی توجہ کر کے اس حدیث پر عمل کر سکتے ہیں۔

باب اهمية الخل

سرکہ کی اہمیت

۸۸۳۔عَنْ أُمِّ هَانِي قَالَتْ: ((دَخَلَ عَلَى النَّبِيُّ فَقَالَ: ((يَاأُمَّ هَانِئٍ! هَلْ عِنْدَكِ شَيْءٌ؟)) فَقَالَتْ: لَا، إِلَّا كُسَيْرَاتٍ يَابِسَاتٍ وَخَلٌّ، فَقَالَ: ((مَا أَقْفَرَ مِنْ أُدْمٍ بَيْتٌ فِيهِ خَلٌّ)).

[الصحيحة:٢٢٢٠]

سیدہ ام ہانی رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: نبی کریم ﷺ میرے پاس آئے اور پوچھا: ''تیرے پاس (کھانے کے لئے) کوئی چیز ہے؟'' میں نے کہا: کچھ بھی نہیں، بس کچھ خشک ٹکڑے اور سرکہ ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جس گھر میں سرکہ ہو اسے سالن سے خالی نہیں کہا جا سکتا۔''

تخریج: الصحيحة ۲۲۲۰۔ ترمذی (۱۸۴۲)، ابونعیم فی الحلية (۸/ ۳۱۲۔ ۳۱۳)، طبرانی فی الكبير (۲۴/ ۴۳۷)

فوائد: سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (نعم الادام الخلّ۔) [ترمذی] یعنی: سرکہ بہترین سالن ہے۔ اگلی حدیث پر غور فرمائیں تو معلوم ہوگا کہ شریعت کا یہ مزاج نہیں کہ آدمی قسما قسم کے کھانوں کی تلاش میں سرگرداں رہے۔ شریعت کا اصل

مطلوب یہ ہے کہ آدمی کھانے پینے کی اتنی مقدار استعمال کرتا رہے، جس سے اس کی زندگی کی بقا رہے۔ اس لئے آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس گھر میں سرکے جیسا کہ بہترین سالن پایا جاتا ہے اس کے بارے میں یہ نہیں کہا جا سکتا ہے کہ وہاں تو کوئی سالن نہیں ہے۔

کم یکفی الطعام

کتنا کھانا کفایت کرے گا؟

٨٨٤۔عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِ يَكْرُبَ الْكُنْدِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَا مَلَأَ آدَمِيٌّ وِعَاءً شَرًّا مِنْ بَطْنٍ، بِحَسْبِ ابْنِ آدَمَ أُكُلَاتٍ يُقِمْنَ صُلْبَهُ، فَإِنْ كَانَ لَا مُحَالَةَ فَثُلُثٌ لِطَعَامِهِ، وَثُلُثٌ لِشَرَابِهِ، وَثُلُثٌ لِنَفْسِهِ)). [الصحيحة:٢٢٦٥]

سیدنا مقدام بن معدیکرب کندی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''پیٹ سب سے برا برتن ہے جو آدمی بھرتا ہے۔ بس چند لقمے آدمی کو کافی ہیں جو اس کی کمر کو سہارا دے سکیں، اگر کسی نے لامحالہ طور پر (زیادہ کھانا) ہے تو وہ (پیٹ یعنی معدہ کا) تیسرا حصہ کھانے کے لئے، تیسرا حصہ پینے کے لئے اور تیسرا حصہ سانس لینے کے لئے رکھ لے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۲۶۵۔ ترمذی (۲۳۸۰)، احمد (۴/ ۱۳۲)، حاکم (۴/ ۱۲۱)، ابن حبان (۶۷۴)

فوائد: اس حدیث میں بسیارخوری اور زیادہ شکم پری سے روکا گیا ہے۔ کم خوری سے جہاں اس حدیث کے ساتھ موافقت ہوتی ہے، وہاں صحت و توانائی بھی برقرار رہتی ہے۔ اگر لوگ اس حدیث پر عمل کرنے لگ جائیں تو حکماء و اطبّاء کا اتفاق ہے کہ بیماریاں خود بخود دم توڑ جائیں گی۔ دوسرے لفظوں میں ''انسان زندہ رہنے کے لیے کھائے نہ کہ کھانے کے لیے زندہ رہے۔'' کیونکہ دین اسلام غالب ہونے کے لیے آیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے کلمے کو بلند کرنے کے لیے یعنی جہاد کرنے کے لیے صحت مند مومن ناگزیر ہیں جبکہ بسیار خوری صحت کی دشمن ہے۔

مثال مدمن الخمر

ہمیشہ شراب پینے والے کی مثال

٨٨٥۔عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مُدْمِنُ الْخَمْرِ إِنْ مَاتَ لَقِيَ اللّٰهَ كَعَابِدِ وَثَنٍ)). [الصحيحة:٦٧٧]

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر ہمیشہ شراب پینے والا ہے، (اسی عادت پر) مر جاتا ہے تو بت کی عبادت کرنے والے کی حیثیت سے اللہ تعالیٰ کو ملے گا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۶۷۷۔ احمد (۱/ ۲۷۲)، عبد بن حمید (۷۰۸)، ابن حبان (۵۳۴۷)

فوائد: اس میں شراب نوشی پر سخت وعید ہے، پہلے وضاحت ہو چکی ہے۔

باب اهمية اكل الحلال

حلال کھانے کی اہمیت

باب ماجزاء قتل المؤمن

مومن کو قتل کرنے کا بدلہ

٨٨٦۔عَنْ جُنْدِبِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ: رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ أَنْ لَّا يَحُوْلَ بَيْنَهُ

سیدنا جندب بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر کسی میں یہ ہمت ہو کہ وہ اپنے اور جنت کے مابین

وَبَيْنَ الْجَنَّةِ مِلْءُ كَفٍّ مِّنْ دَمِ امْرِئٍ مُسْلِمٍ أَن يُهْرِيقَهُ، كَأَنَّمَا يَذْبَحُ بِهِ دَجَاجَةً، كُلَّمَا تَعَرَّضَ لِبَابٍ مِنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ، حَالَ اللهُ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ، وَمَنِ اسْتَطَاعَ أَن لَّا يَجْعَلَ فِي بَطْنِهِ إِلَّا طَيِّبًا، فَإِنَّ أَوَّلَ مَايُنْتِنُ مِنَ الْإِنْسَانِ بَطْنُهُ)). [الصحيحة: ٣٣٧٩]

مسلمان آدمی کے خون کی ایک لپ بھی حائل نہ ہونے دے' جسے وہ مرغی کو ذبح کرنے کی طرح (یعنی بے قیمت سمجھ کر) بہا دے (تو وہ ایسا کر لے) کیونکہ وہ جب بھی جنت کے کسی دروازے پر جائے گا تو (اس خون کو) اپنے اور جنت کے مابین بطورِ آڑ پائے گا۔ اسی طرح جو آدمی اپنے پیٹ میں صرف حلال چیز ڈال سکتا ہے (وہ بھی ایسا ہی کرے) کیونکہ انسان کا پیٹ ہی ہے' جو (مرنے کے بعد بقیہ جسم کی بہ نسبت) جلدی بدبودار ہو جاتا ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۳۷۹۔ طبرانی فی الکبیر (۱۲۶۲)' والاوسط (۸۴۹۰)' بیہقی فی الشعب (۵۳۵۰)' بخاری (۷۱۵۲)' بنحوہ مختصراً

فوائد: ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿ومن يقتل مومنا متعمدا فجزاءه جهنم خالدا فيها وغضب الله عليه ولعنه واعد له عذابا عظيما﴾ [سورۂ نساء: ۹۳] یعنی: ''جو جان بوجھ کر مومن کو قتل کرے گا وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جہنم میں رہے گا اور اللہ کا اس پر غضب ہوا اور اس نے اس پر لعنت کی اور اس کے لیے عذاب تیار کیا۔''

معلوم ہوا کہ مسلمان کا ناحق قتل انتہائی سنگین جرم ہے کہ جس کی وجہ سے قاتل کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جہنم میں رہنے کی وعید سنائی گئی ہے۔

نیز اس حدیث میں حلال رزق پر کفایت کرنے کی ترغیب دلائی گئی ہے۔ سیدنا ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (ان الله طيب لايقبل الا طيبا ...... ثم ذكر الرجل يطيل السفر اشعث اغبر يمد يديه الى السماء يا رب يا رب ومطعمه حرام ومشربه حرام وملبسه حرام وغذى بالحرام فانى يستجاب له۔ [مسلم] یعنی: ''بے شک اللہ تعالیٰ پاک ہے اور صرف پاکیزہ (اور حلال) چیز ہی قبول کرتا ہے ...... پھر آپ ﷺ نے ایک ایسے آدمی کا ذکر کیا' جو لمبا سفر کرتا ہے' سر پراگندہ ہوتا ہے' پاؤں خاک آلود ہوتے ہیں' وہ آسمان کی طرف ہاتھ اٹھاتا ہے اور کہتا ہے: اے میرے رب! اے میرے رب! لیکن اس کا کھانا حرام ہے' اس کا پینا حرام ہے' اس کا لباس حرام ہے اور حرام سے اسے غذا دی گئی' اب اس کی دعا کیسے قبول ہوگی۔'' معلوم ہوا کہ حرام خوری ایسا سنگین جرم ہے کہ بندے کی عبادات کو بھی لے ڈوبتا ہے۔

باب الاستاذان بالاقران

دو دو کھجور کھانے کے لیے اجازت لینا

۸۸۷۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ مَرْفُوعاً: ((مَنْ أَكَلَ مَعَ قَوْمٍ تَمْراً، فَأَرَادَ أَن يَقْرِنَ فَلْيَسْتَأْذِنْهُمْ)). [الصحيحة: ٢٣٢٣]

سیدنا عبد اللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو آدمی دوسرے لوگوں کے ساتھ کھجوریں کھا رہا ہو اور اس کا ارادہ ہو کہ وہ دو دو تین تین اکٹھی کھائے تو ان سے اجازت لے لے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۳۲۳۔ ابن بشران فی الفوائد (۶۳/ ۲)' خطیب فی التاریخ (۷/ ۱۸۰)' بخاری (۲۴۵۵)' مسلم (۲۰۴۵)' ابوداود (۳۸۳۴)

فوائد: اس حدیث میں آج کل کے مسلمانوں کے لئے بڑی اہم ہدایت ہے جو اخلاقیات سے بالکل نابلد ہو گئے ہیں۔ دعوتوں میں

عام طور پر مشاہدہ کیا جاتا ہے کہ ایک شخص اپنے اردگرد کے ساتھیوں سے بے نیاز ہو کر صرف اپنی پلیٹ بھرنے سے دلچسپی رکھتا ہے۔کھانے کی یہ حرص ہمارے پیغمبر ﷺ کی مذکورہ تعلیم و ہدایت کے خلاف ہے' جس کا مقصد دوسرے ساتھیوں کا بھی خیال رکھنا ہے صرف اپنے پیٹ کے لئے ہی ایندھن فراہم کرنا نہیں۔

باب: من اوراد الطعام وشرب اللبن

۸۸۸۔عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى خَالَتِي مَيْمُونَةَ وَخَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ، فَقَالَتْ مَيْمُونَةُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ! أَلَا أُطْعِمُكَ مِمَّا أَهْدَى لِي أَخِي مِنَ الْبَادِيَةِ؟ فَقَرَّبَتْ ضَبَّيْنِ مَشْوِيَّيْنِ عَلَى قِنْوٍ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: **كُلُوْا فَإِنَّهُ لَيْسَ مِنْ طَعَامِ قَوْمِي، أَجِدُنِي أَعَافُهُ**، وَأَكَلَ مِنْهُ ابْنُ عَبَّاسٍ وَ خَالِدٌ فَقَالَتْ مَيْمُوْنَةُ: لَا آكُلُ مِنْ طَعَامٍ لَّمْ يَأْكُلْ مِنْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، ثُمَّ اسْتَسْقَى رَسُوْلُ اللّٰهِ فَأُتِيَ بِإِنَاءٍ لَبَنٍ، فَشَرِبَ، وَعَنْ يَمِيْنِهِ ابْنُ عَبَّاسٍ وَعَنْ يَسَارِهِ خَالِدُ ابْنُ الْوَلِيْدِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ لِابْنِ عَبَّاسٍ: **أَتَأْذَنُ لِي أَنْ أَسْقِيَ خَالِدًا؟** فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: مَا أُحِبُّ اَنْ أُوْثِرَ بِسُؤْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَلَى نَفْسِي أَحَدًا، فَتَنَاوَلَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَشَرِبَ، وَشَرِبَ خَالِدٌ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((**مَنْ أَطْعَمَهُ اللّٰهُ طَعَامًا فَلْيَقُلْ: اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْهِ وَارْزُقْنَا خَيْرًا مِنْهُ، وَمَنْ سَقَاهُ اللّٰهُ لَبَنًا فَلْيَقُلْ: اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْهِ، وَزِدْنَا مِنْهُ، فَإِنِّي لَا أَعْلَمُ شَيْئًا يُجْزِي مِنَ الطَّعَامِ وَالشَّرَابِ إِلَّا اللَّبَنُ**)). [الصحيحة:۲۳۲]

باب: کھانے اور دودھ پینے کے متعلقہ اذکار

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: میں اور خالد بن ولید خالہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے۔ انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! جنگل میں مقیم میرے بھائی نے جو ہدیہ پیش کیا ہے' کیا میں وہ آپ کو کھلاؤں؟ پھر انھوں نے کھجوروں کے گچھے پر لٹکا کر بھونی ہوئی دو عدد سانڈے پیش کیں۔ لیکن رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ میری قوم کے طعام (ماکولات) میں سے نہیں ہے اور مجھے اس سے گھن آتی ہے۔'' پھر سیدنا ابن عباس اور سیدنا خالد نے انھیں کھا لیا' لیکن سیدہ میمونہ نے کہا: جو کھانا رسول اللہ ﷺ نہیں کھاتے' میں بھی وہ نہیں کھاتی۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے مشروب طلب کیا' دودھ کا پیالہ پیش کیا گیا' آپ ﷺ نے پیا' آپ ﷺ کی دائیں جانب ابن عباس اور بائیں جانب خالد بن ولید بیٹھے تھے۔رسول اللہ ﷺ نے ابن عباس سے فرمایا: ''کیا تم مجھے اجازت دو گے کہ میں خالد کو پلاؤں؟'' ابن عباس نے کہا: میں رسول اللہ ﷺ کے جوٹھے کے سلسلے میں کسی کو اپنے نفس پر ترجیح نہیں دوں گا۔پس ابن عباس نے برتن پکڑا اور دودھ پیا' پھر خالد نے پیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس کو اللہ تعالیٰ کھانا کھلائے وہ کہے: اے اللہ! ہمارے لئے اس میں برکت عطا فرما' ہمیں اس سے بہتر رزق عطا فرما۔ اور جس کو اللہ تعالیٰ دودھ پلائے وہ کہے: اے اللہ! ہمارے لئے اس میں برکت عطا فرما اور ہمیں زیادہ عطا فرما' کیونکہ میرے علم میں کوئی ایسی چیز نہیں ہے جو کھانے اور پینے دونوں سے کفایت کرے سوائے دودھ کے۔''

تخریج: الصحیحة ۲۳۲۔ ابوعبد اللہ بن مروان القرشی فی الفوائد (۲۵/ ۱۱۳/ ۲)' ابوداود (۳۷۳۰)' ترمذی (۳۴۵۵)' ابن

ماجه (۳۳۲۲)' مختصراً احمد (۱/ ۲۸۴)

فوائد: حلال وحرام کے معاملات میں کسی انسان کا طبعی یا طبی فیصلہ کوئی اہمیت نہیں رکھتا' شریعت نے جو حلال وحرام کا تعین کر دیا یا ان کے بارے میں بنیادی قواعد پیش کر دیئے۔ اب حلت وحرمت کا مسئلہ صرف شریعت کی کسوٹی اور معیار کے مطابق ہی حل کیا جائے گا۔ اس حدیث سے اور کئی دوسری احادیث سے بھی یہی حقیقت عیاں ہوتی ہے کہ سانڈے حلال ہیں۔

باب: من الطب النبوی

باب: طب نبوی کا بیان

۸۸۹۔عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مَرْفُوعاً: ((مَنْ بَاتَ وَفِي يَدِهِ غَمْرٌ فَأَصَابَهُ شَيْءٌ فَلَا يَلُوْمَنَّ إِلَّا نَفْسَهُ)). [الصحيحة: ٢٩٥٦]

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس آدمی نے اس حال میں رات گزاری کہ اس کے ہاتھ پر گوشت کی چکناہٹ لگی ہوئی ہو اور پھر اس وجہ سے اسے کوئی (جانور) ڈس لے (یا اس کا ہاتھ نگل لے) تو وہ اپنے آپ کو ہی ملامت کرے۔''

تخریج: الصحيحة ۲۹۵۶۔ بخاری فی الادب المفرد (۱۲۱۹)' طبرانی فی الاوسط (۵۰۲)

فوائد: اسلام ہمدردی و خیرخواہی پر مشتمل ہدایات کا مجموعہ ہے۔ اسلام کو یہ بات انتہائی ناگوار گزرتی ہے کہ مسلمان اپنے ہاتھوں اپنا نقصان کر بیٹھے۔ ہمیں چاہئے کہ ہم بھی قابل صد افتخار اس مذہب کو اپنے لئے باعثِ فخر اور عزت وعظمت کا نشان سمجھ کر اس کے اصولوں کے مطابق زندگی گزاریں۔

باب: وجوب الاضحية بعد الصلاة وعدم الاجزاء قبلها

باب: قربانی نماز عید کے بعد واجب اور پہلے ناجائز ہے

۸۹۰۔عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم، أَنَّهُ قَالَ فِي يَوْمِ أَضْحَى : ((مَنْ كَانَ ذَبَحَ. أُحْسِبُهُ قَالَ: قَبْلَ الصَّلَاةِ فَلْيُعِدْ ذَبِحَتَهُ)).

[الصحيحة:٢٧٠٧]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عید الاضحیٰ والے روز فرمایا: ''جس نے نمازِ (عید) سے پہلے (اپنی قربانی) ذبح کر دی وہ دوبارہ ذبح کرے۔''

تخریج: الصحيحة ۲۷۰۷۔ البزار (الكشف : ۱۲۰۵)' مسلم (۱۹۶۲' ۱۹۶۴)' عن انس و جابر رضی اللہ عنہما۔

فوائد: دنیا بھر میں مسلمان عید الاضحیٰ کے موقع پر دس ذوالحجہ کو قربانی کرتے ہیں' جس کا وقت نماز عید کے بعد شروع ہوتا ہے اور چوتھے روز تک رہتا ہے۔ نماز سے پہلے کی گئی قربانی مقبول نہیں ہوگی۔ بلکہ وہ صرف صدقہ ہوگا۔ ایسا کرنے والے کو دوبارہ قربانی کرنا ہوگی۔

باب: من آداب الطعام

باب: کھانے کے آداب

۸۹۱۔عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ: ((مَنْ نَسِيَ

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جو آدمی کھانے کے شروع

أَن يَذْكُرَ اللّٰهَ فِي أَوَّلِ طَعَامِهِ، فَلْيَقُلْ حِيْنَ يَذْكُرُ: بِسْمِ اللّٰهِ فِي أَوَّلِهِ وَآخِرِهِ، فَإِنَّهُ يَسْتَقْبِلُ طَعَاماً جَدِيْداً، وَيَمْنَعُ الْخَبِيْثَ مَاكَانَ يُصِيْبُ مِنْهُ)). [الصحيحة: ١٩٨]

میں اللہ تعالیٰ کا نام لینا بھول جائے تو جونہی اسے یاد آئے تو پڑھے: اللہ کے نام کے ساتھ اس کے شروع میں بھی اور اس کے آخر میں بھی۔ کیونکہ وہ از سرِ نو کھانا شروع کرے گا اور خبیث (شیطان) کو اس چیز سے روک لے گا' جو اس نے حاصل کر لی۔

تخریج: الصحیحة ۱۹۸۔ ابن حبان (۵۲۱۳)' ابن السنی (۴۵۳)' طبرانی فی الکبیر (۱۰۳۵۴)

فوائد: معلوم ہوا کہ "بسم اللہ" پڑھ کر کھانا کھانا چاہیے' اگر کوئی "بسم اللہ" پڑھنا بھول جائے اور کھانے کے دوران یاد آ جائے تو وہ مذکورہ دعا پڑھے:

باب النهي عن اجابة طعام المتباريين

دو مقابلہ کرنے والوں کی دعوت قبول نہ کرنا

۸۹۲۔عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعاً: ((الْمُتَبَارِيَانِ لَايُجَابَانِ، وَلَا يُؤْكَلُ طَعَامُهُمَا)). [الصحيحة: ٦٢٦]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دو باہم مقابلہ کرنے والے (داعیوں) کی دعوت قبول نہیں کرنی چاہیے اور نہ ان کا کھانا کھانا چاہیے۔''

تخریج: الصحیحة ۶۲۶۔ بیہقی فی الشعب (۶۰۶۸)' ابن السماك فی جزء من حدیثه (ق ۶۴/ ۱)

فوائد: مسلمان کی دعوت قبول کرنا ضروری ہے اور یہ ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان پر حق ہے' لیکن جب دعوت دینے والوں کا مقصد ایک دوسرے سے مقابلۂ ریاکاری اور نمود و نمائش کا اظہار کرنا ہو تو ان کی دعوت کو یکسر ٹھکرا دینی چاہیے' تاکہ انھیں اپنی اصلاح کا موقع مل سکے۔

النهي عن الشرب من اناء المخنوث

برتن کے منہ کو اوپر کی طرف موڑ کر پینے کی ممانعت

۸۹۳۔عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: ((نَهٰى أَنْ نَشْرَبَ مِنَ الْإِنَاءِ الْمَخْنُوْثِ)) [الصحيحة: ١٢٠٧]

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں برتن کے منہ کو اوپر کی طرف موڑ کر اندر کی جانب سے پانی پینے سے منع فرمایا۔

تخریج: الصحیحة ۱۲۰۷۔ ابویعلی (۲۳۸۰)' ابن ابی شیبة کما فی المطالب العالیة (۲۴۵۴)' "ان یشرب"

فوائد: بعد والی احادیث میں ایسا کرنے کی وجوہات بیان کی جا رہی ہیں۔

باب النهي عن الشرب في السقاء

مشکیزے کو منہ لگا کر پانی پینے کی ممانعت

۸۹۴۔عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: ((نَهٰى ﷺ أَن يُشْرَبَ مِنْ فِي السِّقَاءِ)) قَالَ أَيُّوْبُ أُنْبِئْتُ أَنَّ رَجُلاً شَرِبَ مِنْ فِي السِّقَاءِ، فَخَرَجَتْ حَيَّةٌ۔ [الصحيحة: ٣٩٩]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مشکیزے کے منہ سے (براہِ راست) پانی پینے سے منع کیا۔ ایوب کہتے ہیں: مجھے پتہ چلا ہے کہ ایک آدمی نے مشکیزے کے منہ سے پانی پیا' تو اس کے اندر سے سانپ نکل آیا۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۹۹۔ احمد (۲/ ۲۳۰، ۴۷۸)، بخاری (۵۶۴۷)، ابن ماجہ (۳۴۲۰)

العلة و النهي عن الشرب في السقاء — مشکیزہ کو منہ لگا کر پانی نہ پینے کی علت

۸۹۵۔عَنْ عَائِشَةَ: ((نَهٰى ﷺ أَنْ يَّشْرُبَ مِنْ فِي السِّقَاءِ، لِأَنَّ ذٰلِكَ يُنْتِنُهُ)) [الصحيحة: ٤٠٠]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مشکیزے کے منہ سے پانی پینے سے منع فرمایا، کیونکہ اس سے وہ بدبودار ہو جاتا ہے۔

تخریج: الصحیحۃ ۴۰۰۔ حاکم (۴/ ۱۴۰)

فوائد: جب کثرت سے لوگ ایسا کریں گے تو مشکیزے میں یا اس کے منہ میں بدبو پیدا ہو جائے گی، جو کئی خرابیوں کا سبب بنے گی۔

باب النهي عن نبيذ الجر — مٹکے کی نبیذ پینے کی ممانعت

۸۹۶۔عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ، قَالَ: سُئِلَ أَبُوْ وَفِي رِوَايَةٍ: سَأَلْتُ أَبَا سَعِيْدِ الْخُدْرِيَّ عَنْ نَبِيْذِ الْجَرِّ؟ قَالَ: ((نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ نَبِيْذِ الْجَرِّ)). [الصحيحة: ٢٩٥١]

ابو عالیہ کہتے ہیں کہ جب سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے گھڑے کی نبیذ کے بارے میں سوال کیا گیا تو انھوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے گھڑے کی نبیذ سے منع فرمایا تھا۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۹۵۱۔ نسائی فی الکبری (۶۸۳۶)، احمد (۳/ ۶۶)، ابویعلی (۱۳۰۷)

فوائد: شراب کی حرمت کے وقت نبی کریم ﷺ نے چند مخصوص برتنوں کو استعمال کرنے سے منع فرما دیا تھا، لیکن بعد میں اجازت دے دی۔ مذکورہ حدیث کا تعلق بھی اس زمانے سے ہے جب چار قسم کے برتنوں میں نبیذ بنانا منع تھا۔ بعد میں ہر قسم کے برتن میں نبیذ بنانے کی اجازت دے دی گئی۔

باب النهي عن الشرب في الاناء المكسورة — ٹوٹے ہوئے برتن میں پینے کی ممانعت

۸۹۷۔عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: ((نَهٰى ﷺ أَنْ يُشْرَبَ مِنْ كَسْرِ الْقَدَحِ)).

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ٹوٹے ہوئے برتن میں پینے سے منع فرمایا۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۶۸۹۔ طبرانی فی الاوسط (۶۸۲۹)، ابونعیم فی الحلیۃ (۹/ ۳۸)

فوائد: جب برتن ٹوٹ جاتا ہے یا اس میں ٹوٹنے کے نشانات پڑ جاتے ہیں تو اس کے متاثرہ مقامات پر خوب میل کچیل جمع ہو جاتی ہے، جس سے سلیم الفطرت لوگ گھن محسوس کرتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ نے صفائی اور پاکیزگی کے تقاضوں کو مدنظر رکھ کر سرے سے ایسا برتن استعمال کرنے سے ہی منع فرما دیا۔

باب النهي عن الاختناث الاسقية — برتن کے منہ کو اوپر کی طرف موڑ کر پینے کی ممانعت

۸۹۸۔عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ: ((نَهٰى ﷺ عَنِ اخْتِنَاثِ الْأَسْقِيَةِ))

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مشک کے منہ کو اوپر کی طرف سے موڑ کر اندر کی جانب سے پانی پینے سے منع فرمایا۔

تخریج: الصحیحة ۱۱۲۶۔ بخاری (۵۶۲۵)، مسلم (۲۰۲۳)، ابوداود (۳۷۲۰)، ترمذی (۱۸۹۰)، ابن ماجه (۳۴۱۸)

باب: کراهة اکل الضب لمن يتقذره

باب: جسے گھن آئے اس کے لیے سانڈہ مکروہ ہے

۸۹۹۔عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ شِبْلٍ: ((نَهٰى ﷺ عَنْ أَكْلِ الضَّبِّ)). [الصحيحة: ۲۳۹۰]

سیدنا عبد الرحمٰن بن شبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سانڈا کھانے سے منع فرمایا۔

تخریج: الصحیحة ۲۳۹۰۔ ابوداود (۳۷۹۶)، الفسوی فی التاریخ (۲/ ۳۱۸)، بیهقی (۹/ ۳۲۶)

فوائد: پہلے سانڈے کی حلّت پر دلالت کرنے والی احادیث گزر چکی ہیں، جو سند کے لحاظ سے اس حدیث سے زیادہ صحیح ہیں۔ لیکن بہر حال یہ حدیث، جو کہ حجت ہے، میں سانڈا کھانے سے منع کیا گیا ہے۔ امام البانی نے اس تعارض کو دور کرنے کے لئے دو تطبیقات پیش کی ہیں: (۱) یہ کراہت کے لئے ہے، نہ کہ حرمت کیلئے، اس لئے سانڈا کھانا جائز و حلال ہے۔ (۲) (بعض قرائن کی بنا پر) نہی والی حدیث منسوخ ہے اور اجازت والی احادیث ناسخ ہیں۔

باب النهي عن اكل المجثمة

مصبور جانور کو کھانے کی ممانعت

۹۰۰۔عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ: ((نَهٰى ﷺ عَنْ أَكْلِ الْمُجَثَّمَةِ، وَهِيَ الَّتِي تُصْبَرُ بِالنَّبْلِ)).

سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے "مجثّمہ" کھانے سے منع فرمایا اور یہ وہ (پرندہ یا شکار) ہوتا ہے جس کو باندھ کر تیر مارا جاتا ہے۔

تخریج: الصحیحة ۲۳۹۱۔ ترمذی (۱۴۷۳)، واحمد (۶/ ۴۴۵)، حمیدی (۳۹۷)، ابویعلی کما فی اتحاف الخیرة (۶۴۴۹، ۶۴۵۵)

فوائد: اسلام میں ذبح کرنے کا طور طریقہ معین ہے، کسی جانور کو دانستہ طور پر باندھ کر نیزے یا تیر وغیرہ سے مارنا شریعتِ اسلامی سے روگردانی ہے، اس لئے ایسے انداز میں قتل کئے ہوئے جانور کے کھانے سے منع کر دیا گیا۔

باب التحريم عن الاكل والشرب في آنية الذهب والفضة

سونے اور چاندی کے برتنوں میں کھانے کی حرمت

۹۰۱۔عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: ((نَهٰى ﷺ عَنِ الْأَكْلِ وَالشُّرْبِ فِي آنِيَةِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ))

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سونے اور چاندی کے برتنوں میں کھانے پینے سے منع فرمایا۔

تخریج: الصحیحة ۳۵۲۸۔ نسائی فی الکبری (۶۶۳۲)، بیهقی (۱/ ۲۸)، طبرانی فی الاوسط (۸۰۱۶)

النهي عن الشجرة من ريح المكروهة

بدبودار پودوں کے کھانے کی ممانعت

٩٠٢۔عَنْ أَبِي سَعِيدٍ: ((نَهَى ﷺ عَنِ الثُّوْمِ وَالْبَصَلِ وَالْكُرَّاثِ)). [الصحيحة:٢٣٨٩]

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے لہسن' پیاز اور گندھنا کھانے سے منع فرمایا۔

تخریج: الصحیحة ۲۳۸۹۔ ابوداود الطیالسی (۲۱۷۱)' احمد (۳/ ۸۵)

فوائد: موجودہ دور میں انسان کی خواہشات' چاہتیں اور زبان کی لذت اس کے مذہب پر غالب ہیں' ہمارے ہاں کھانے کے ساتھ پیاز اور مولی وغیرہ بطور سلاد استعمال کئے جاتے ہیں' روکنے ٹوکنے کے باوجود کھانے والوں کی توجہ نبی کریم ﷺ کے فرمان کی طرف جھکاؤ ہی اختیار نہیں کرتی اور بعض احباب اتنا کہہ دیتے ہیں کہ پیاز وغیرہ کے بعد گڑ یا چینی وغیرہ کا استعمال کیا جائے تو بدبو ختم ہو جاتی ہے' لیکن وہ یہ نسخہ استعمال کئے بغیر مساجد کی طرف چل دیتے ہیں۔

فلسفہ رہ گیا تلقین غزالی نہ رہی — اذاں رہ گئی مگر روحِ بلالی نہ رہی

اس بے توجہی کا مطلب یہ ہوا کہ ہم فرشتوں کی قربت سے دور رہنا چاہتے یا ان کو تکلیف پہنچانا چاہتے ہیں۔ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (من اكل من هذه الشجرة المنتنة فلايقربن مسجدنا فان الملائكة تتاذى مما يتاذى منه الانس۔) [بخاری' مسلم] یعنی: جو آدمی اس بدبودار درخت کا پھل (پیاز) کھائے وہ ہماری مسجد کے قریب نہ آئے' کیونکہ فرشتے اس چیز سے تکلیف محسوس کرتے ہیں' جس سے انسان کرتے ہیں۔ گندنا: ایک بدبودار قسم کی ترکاری جو پیاز کے مشابہ ہوتی ہے۔ یاد رہے کہ اگر ان بدبودار چیزوں کو پکا کر ان کی بدبو ختم کردی جائے تو ان کا کھانا جائز ہوگا۔

باب النهي عن الشرب قائمًا

کھڑے ہو کر پینے کی ممانعت

٩٠٣۔عَنْ أَنَسٍ: ((نَهَى ﷺ وَفِي لَفْظٍ: زَجَرَ عَنِ الشُّرْبِ قَائِماً)) [الصحيحة:٧٧٧]

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کھڑے ہو کر پانی پینے سے منع فرمایا۔

تخریج: الصحیحة ۱۷۷۔ مسلم (۲۰۲۴)' ابوداود (۳۷۱۷)' ترمذی (۱۸۷۹)' ابن ماجه (۳۴۲۴)

فوائد: اس مسئلہ پر حدیث نمبر ۸۸۱ کے تحت بحث ہو چکی ہے' یہی معلوم ہوتا ہے کہ بیٹھ کر پانی پینا چاہئے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

باب النهي الشراب في القدح المكسوره و نفخ فيه

ٹوٹے ہوئے پیالے سے پینے اور اس میں پھونک مارنے کی ممانعت

٩٠٤۔عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ: ((نَهَى ﷺ عَنِ الشُّرْبِ مِنْ ثُلْمَةِ الْقَدَحِ، وَأَنْ يُّنْفَخَ فِي الشَّرَابِ)).

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ٹوٹے ہوئے پیالے میں پینے سے اور برتن میں سانس لینے سے منع فرمایا۔

تخریج: الصحیحة ۳۸۸۔ ابوداود (۳۷۲۲)' احمد (۳/ ۸۰)' ابن حبان (۵۳۱۵)

باب النهي عن مطعمين

دو کھانوں کی ممانعت

۹۰۵۔عن ابن عمر، قال: ((نهى ﷺ عن مطعمين: عن الجلوس على مائدة يشرب عليها الخمر، وأن يأكل الرجل وهو منبطح على بطنه)). [الصحيحة:٢٣٩٤]

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے دو کھانوں سے منع فرمایا: (۱) اس دستر خوان پر بیٹھنے سے جس پر شراب پلائی جا رہی ہو اور (۲) پیٹ کے بل گر کر کھانے سے۔

تخریج: الصحیحة ۲۳۹۴۔ ابو داود (۳۷۷۴)' ابن ماجه (۳۳۷۰)' حاکم (۴/ ۱۲۹)

فوائد: شراب کی حرمت پر گفتگو ہو چکی ہے' نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ جس دعوت یا دستر خوان پر شراب نوشی کی جاتی ہو' وہاں نہیں بیٹھنا چاہئے۔ یہ بھی کھانے کے آداب میں سے ہے کہ پیٹ کے بل گر کر نہ کھایا جائے۔

باب: من آداب الشرب

باب: پینے کے آداب

۹۰۶۔عن أبي سعيد الخدري، قال: ((نهى ﷺ عن النفخ في الشراب، فقال له رجل يارسول الله ! إني لا أروى من نفس واحد! فقال له رسول الله ﷺ فأبن القدح عن فيك، ثم تنفس، قال: فإني أرى القذاة فيه، قال: فأهرقها)). [الصحيحة: ٣٨٥]

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے پینے (کے برتن) میں (یا پینے کے دوران) سانس لینے سے منع فرمایا۔ ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں تو ایک سانس کے دوران پئے جانے والے پانی سے سیراب نہیں ہوتا؟ رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا: ''تو پھر پیالے کو منہ سے دور کر کے سانس لے لیا کرو (اور پھر پی لیا کرو)۔'' اس نے کہا: اگر مجھے اس میں کوئی تنکا نظر آ جائے تو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو پھر اسے بہا دیا کرو۔''

تخریج: الصحیحة ۳۸۵۔ مالك فی الموطا (۲/ ۹۲۵)' ترمذی (۱۸۸۷)' ابن حبان (۵۳۲۷)' احمد (۳/ ۳۲)

فوائد: پانی کے دوران تین سانس لینا افضل ہیں' لیکن اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ایک سانس میں بھی پانی پیا جا سکتا ہے۔

باب التحريم عن لحوم الحمر الاهلية

گھریلو گدھوں کے گوشت کی حرمت

۹۰۷۔عن جابر بن عبدالله قال: ((نهى النبي ﷺ يوم خيبر عن لحوم الحمر الأهلية، وأذن في لحوم الخيل)).

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے خیبر والے دن گھریلو گدھوں کے گوشت سے منع کر دیا اور گھوڑوں کے گوشت میں اجازت (برقرار رکھی)۔

تخریج: الصحیحة ۳۵۹۔ بخاری (۴۲۱۹)' مسلم (۱۹۴۱)' نسائی (۴۳۳۲)' ابو داود (۳۷۸۸)' ترمذی (۱۷۹۳)

فوائد: شریعت نے کچھ عرصہ کے بعد گھریلو گدھوں کو حرام قرار دیا' لیکن گھوڑا شرعی قواعد و قوانین کی روشنی میں حلال ہے۔ معلوم نہیں کہ واضح نصوص کے باوجود فقہ حنفی میں گھوڑے کی حرمت کا تصور کیوں پایا جاتا ہے۔

باب استحباب اکل الرباء

کدو کھانے کا استحباب

۹۰۸۔جَابِرِ بْنِ طَارِقٍ وَيُقَالُ: ابْنُ أَبِي طَارِقٍ۔ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فِي بَيْتِهِ، وَعِنْدَهُ هٰذِهِ الدُّبَّاءُ، فَقُلْتُ: أَيُّ شَيْءٍ هٰذَا؟ قَالَ: ((هٰذَا الْقَرْعُ وَهُوَ الدُّبَّاءُ. نُكْثِرُ بِهِ طَعَامَنَا)). [الصحيحة: ۲۴۰۰]

سیدنا جابر بن طارق رضی اللہ عنہ (جن کو ابن ابی طارق بھی کہا جاتا ہے) کہتے ہیں: میں نبی کریم ﷺ کے پاس ان کے گھر گیا اور آپ ﷺ کے پاس کدو پڑے تھے۔ میں نے کہا: یہ کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ کدو ہیں، ہم اسے اپنے کھانے میں بہت زیادہ استعمال کرتے ہیں۔''

تخریج: الصحیحة ۲۴۰۰۔ ترمذی فی الشمائل (۱۶۳)، ابن ماجه (۳۳۰۴)، نسائی فی الکبری (۶۶۶۵)، احمد (۴/ ۳۵۲)

باب التحریم عن اکل ذی ناب من السباع

کچلی والے درندوں کو کھانا حرام ہے

۹۰۹۔عَنْ أَبِي ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيِّ قَالَ: ((أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ، فَقُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! حَدِّثْنِي مَايَحِلُّ لِي مِمَّا يَحْرُمُ عَلَيَّ؟ فَقَالَ: ((لَا تَأْكُلِ الْحِمَارَ الْأَهْلِيَّ، وَلَا كُلَّ ذِي نَابٍ مِّنَ السِّبَاعِ)). [الصحيحة: ۴۷۵]

سیدنا ابوثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے بتلائیں کہ میرے لئے کون سی چیز حلال اور کون سی چیز حرام ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''گھریلو گدھے اور ہر کچلی والے درندے کا گوشت نہ کھایا کر۔''

تخریج: الصحیحة ۴۷۵۔ طحاوی فی شرح المعانی (۴/ ۲۰۷)، وفی المشکل (۴/ ۳۷۵)، واحمد (۴/ ۱۹۴)، مطولاً

باب: تحریم کل مسکر قلیله و کثیره

باب: ہر نشہ آور چیز کی حرمت تھوڑی ہو یا زیادہ

۹۱۰۔عَنْ أَبِي مُوسٰى، قَالَ: بَعَثَنِي رَسُوْلُ اللّٰهِ إِلَى الْيَمَنِ، قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّ بِهَا أَشْرِبَةً فَمَا أَشْرَبُ وَمَا أَدَعُ؟ قَالَ: وَمَا هِيَ؟ قُلْتُ: الْبِتْعُ وَالْمِزْرُ۔ قَالَ: وَمَا الْبِتْعُ وَالْمِزْرُ؟ قَالَ: أَمَّا الْبِتْعُ، فَنَبِيذُ الْعَسَلِ، وَأَمَّا الْمِزْرُ فَنَبِيذُ الذُّرَةِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَاتَشْرَبْ مُسْكِراً فَإِنِّي حَرَّمْتُ كُلَّ مُسْكِرٍ)).

سیدنا ابوموسی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے مجھے یمن کی طرف بھیجا۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! وہاں کچھ (مخصوص) مشروبات پائے جاتے ہیں، میں ان میں کون سے پی سکتا ہوں اور کون سے ترک کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ کونسے (مشروبات) ہیں؟'' میں نے کہا: وہ ''بتع'' اور ''مزر'' ہیں۔ آپ ﷺ نے پوچھا: ''بتع'' اور ''مزر'' کسے کہتے ہیں؟'' میں نے کہا: شہد کی نبیذ کو بتع اور مکئی کی نبیذ کو مزر کہتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بس، نشہ آور مشروب نہیں پینا، کیونکہ میں نے ہر نشہ آور

چیز کو حرام قرار دیا ہے۔"

تخریج: الصحیحۃ ۲۴۲۴۔ نسائی (۵۷۰۶)' احمد (۴/ ۴۰۲)' ابویعلی (۷۲۳۹)' والحدیث عند حلم فی الاشربة (۷۰/ ۱۷۳۳)' بنحوہ

فوائد: مشروبات میں سے جو مشروب نشہ کا سبب بنے گا' وہ حرام ہوگا' خواہ اس کا نام شراب ہو یا کوئی اور۔

باب: تحریم الخمر والمیسر والطبل

باب: شراب' جوئے اور ڈھول وغیرہ کی حرمت

۹۱۱۔عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ وَفْدَ عَبْدِالْقَيْسِ قَالُوْا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! فِيْمَا نَشْرِبُ؟ قَالَ: ((لَاتَشْرِبُوْا فِي الدُّبَاءِ، وَلَا فِي الْمُزَفَّتِ، وَلَا فِي النَّقِيْرِ، وَانْتَبِذُوْا فِي الْأَسْقِيَةِ قَالُوْا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! فَإِنِ اشْتَدَّ فِي الْأَسْقِيَةِ؟ قَالَ: فَصُبُّوْا عَلَيْهِ الْمَاءَ. قَالُوْا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ...... فَقَالَ لَهُمْ فِي الثَّالِثَةِ أَوِ الرَّابِعَةِ: أَهْرِيْقُوْهُ. ثُمَّ قَالَ:((إِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَيَّ، أَوْ حَرَّمَ: الْخَمْرَ، وَالْمَيْسِرَ، وَالْكُوْبَةَ قَالَ: وَكُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ)) قَالَ سُفْيَانُ: فَسَأَلْتُ عَلِيَّ بْنَ بُذَيْمَةَ عَنِ الْكُوْبَةِ؟ قَالَ: الطَّبْلُ۔ [الصحيحة:٢٤٢٥]

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وفدِ عبدالقیس کے لوگوں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! ہم کن برتنوں میں نہ پئیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "کدو کے برتن میں' تارکول والے برتن میں اور پیالہ نما گڑھا کی ہوئی لکڑی میں نہ پیؤ اور مشکیزوں میں نبیذ بنایا کرو۔" انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اگر مشکیزوں میں بھی (نبیذ) جوش مارنے لگ جائے تو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "(ایسی صورت میں) پانی انڈیل دیا کرو۔" انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول ...... پھر آپ ﷺ نے انھیں تیسری یا چوتھی دفعہ فرمایا کہ "اسے بہا دیا کرو۔" پھر فرمایا: "بیشک اللہ تعالیٰ نے مجھ پر شراب' جوا' کوبہ اور ہر نشہ آور چیز کو حرام کر دیا ہے۔" سفیان کہتے ہیں: میں نے علی بن بذیمہ سے "کوبہ" کی بابت دریافت کیا؟ انھوں نے کہا: ڈھول کو کہتے ہیں۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۴۲۵۔ ابوداود (۳۶۹۶)' احمد (۱/ ۲۷۴)' ابویعلی (۲۷۲۹)' بخاری (۶۱۷۶)' مسلم (۲۴/ ۱۷)' باختلاف یسیر۔

فوائد: حدیث کی ابتداء میں تین قسم کے جن برتنوں سے منع کیا گیا ہے' بعد میں آپ ﷺ نے ان کے استعمال کی اجازت دے دی تھی۔ جوئے کا اطلاق ان کھیلوں اور ان کاموں پر ہوتا ہے جن میں اشیاء کی تقسیم کا مدار حقوق' خدمات اور عقلی فیصلوں پر رکھنے کی بجائے محض کسی اتفاقی امر پر رکھ دیا جائے۔ مثلاً یہ کہ لاٹری میں فلاں شخص کا نام نکل آیا' لہٰذا ہزارہا آدمیوں کی جیب سے نکلا ہوا روپیہ اس ایک شخص کی جیب میں چلا گیا۔ دو ٹیموں کے درمیان میچ شروع ہونے سے پہلے دو آدمی یا دو پارٹیاں یہ شرط لگاتی ہیں کہ فلاں جیت گیا تو ایک پارٹی دوسرے کو اتنا سرمایہ دے گی اور فلاں جیت گئی تو دوسری پارٹی پہلی پارٹی کو اتنا سرمایہ دے گی۔ یہ جوے کی واضح ترین شکل ہے۔

باب التحریم العقر

اونٹ کی ٹانگ کاٹنا حرام ہے

۹۱۲۔عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا عُقْرَ فِي الْإِسْلَامِ)). [الصحيحة:٢٤٣٦]

سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اسلام میں یہ نہیں کہ ذبح کرتے وقت اونٹ کی ایک ٹانگ کاٹ دی جائے۔"

تخریج: الصحیحۃ ۲۴۳۶۔ ابوداود (۳۲۲۲)، احمد (۳/ ۱۹۷)، وعبد الرزاق (۶۶۹۰)، مطولاً

فوائد: شریعت کے قانون کے مطابق سب سے پہلے اونٹ کو نحر کیا جائے، پھر اس کے جسم کے باقی اعضا کاٹے جائیں۔ نحر کرنے سے پہلے یا نحر کرتے وقت کوئی دوسرا عضو کاٹ دینا غیر اسلامی طریقہ ہے۔ یاد رہے کہ جانور کا جو حصہ ذبح کرنے سے پہلے کاٹ لیا جاتا ہے وہ مردار، جو کہ حرام اور نجس ہوتا ہے، کے حکم میں شامل ہوگا۔ جیسا کہ سیدنا ابو واقد لیثی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (ما قطع من البهيمة وهي حية فهي ميتة۔) [ابوداود، ترمذی، ابن ماجہ] یعنی: چوپائے کا جو حصہ کاٹ لیا جائے اور وہ زندہ ہو تو وہ حصہ مردار ہے۔

باب العقيقة المسنون

عقیقہ سنت ہے

۹۱۳۔ عَنْ عَطَاءٍ قَالَ: قَالَتِ امْرَأَةٌ عِنْدَ عَائِشَةَ: لَوْ وَلَدَتِ امْرَأَةُ فُلَانٍ نَحَرْنَا عَنْهُ جَزُوراً قَالَتْ: عَائِشَةُ: ((لَا، وَلٰكِنِ السُّنَّةُ عَنِ الْغُلَامِ شَاتَانِ، وَعَنِ الْجَارِيَةِ شَاةٌ وَاحِدَةٌ)). [الصحيحة: ۲۷۲۰]

عطاءؒ کہتے ہیں: ایک عورت نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی موجودگی میں کہا: اگر فلاں آدمی کی بیوی کا بچہ پیدا ہوا تو ہم کئی اونٹ نحر کریں گے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ''نہیں، بلکہ سنت یہ ہے کہ بچے کی طرف سے دو بکریاں اور بچی کی طرف سے ایک بکری (بطورِ عقیقہ) ذبح کی جائے۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۷۲۰۔ ابن راھویہ فی مسندہ (۱۰۳۳)، ابن ابی شیبۃ (۸/ ۵۱)، ترمذی (۱۵۱۳)، احمد (۶/ ۳۱)، من طریق آخر عنھا

فوائد: آپ ﷺ کے اقوال و افعال، جو کئی احادیث میں مندرج ہیں، کی روشنی میں یہی بات ثابت ہوتی ہے کہ بکرا، بکری، دنبہ اور بھیڑ میں سے دو جانور بچے کی طرف سے اور ایک جانور بچی کی طرف سے بطورِ عقیقہ ذبح کرنا چاہیے۔ جس حدیث میں اونٹ، گائے، بھیڑ اور بکری کا عقیقہ کرنے کا ذکر ہے، اس کی سند میں مسعدہ بن الیسع راوی کذاب ہے۔ بعض لوگ قربانی کے جانوروں میں عقیقوں کے حصے ڈال دیتے ہیں، جو محض کسی کی پراگندہ فکر کا نتیجہ ہے، شرعی فیصلہ نہیں۔ ماحصل یہ ہے کہ عقیقہ کے لئے بھیڑ، دنبہ، بکری اور بکرے میں سے حسب ضرورت ایک یا دو جانوروں کا انتخاب کرنا چاہیے، نہ کہ گائے اور اونٹ وغیرہ کا۔

باب الوعيد على مدمن الخمر

ہمیشہ شراب پینے والے کے لیے وعید

۹۱۴۔ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ عَاقٌّ، وَلَا مُدْمِنُ خَمْرٍ، وَلَا مُكَذِّبٌ بِقَدَرٍ)). [الصحيحة: ۶۷۵]

سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''والدین کا نافرمان، ہمیشہ شراب پینے والا اور تقدیر کو جھٹلانے والا جنت میں داخل نہیں ہوں گے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۶۷۵۔ احمد (۶/ ۴۴۱)، ابن ابی عاصم فی السنۃ (۳۲۱)، ابن ماجہ (۳۳۷۶)، البزار (۲۱۸۲)، الروایات مطولۃ ومختصرۃ

فوائد: اللہ تعالیٰ نے ازل میں ازل سے لے کر ابد تک ہونے والے امور کا اندازہ لگایا، اسی کو تقدیر کہتے ہیں۔ یہ ایمان کا جزو ہے کہ ماضی میں جو کچھ ہوا، حال میں جو کچھ ہو رہا ہے اور مستقبل میں جو کچھ ہوگا، اللہ تعالیٰ نے اس کے وقوع پذیر ہونے سے پہلے اس کا

فیصلہ کر دیا تھا۔

٩١٥۔عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَايَدْخُلُ الْجَنَّةَ عَاقٌّ، وَلَا مَنَّانٌ وَلَامُدْمِنُ خَمْرٍ، وَلَا ولد زنية)).

[الصحيحة:٦٧٣]

سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''والدین کا نافرمان' (اپنے عطیے پر) احسان جتلانے والا' شراب پر دوام کرنے والا اور زنا کی اولاد جنت میں داخل نہیں ہوں گے۔''

تخریج: الصحیحة ۶۷۳۔ نسائی (۵۶۷۵)' دارمی (۲۰۹۹)' احمد (۲/ ۲۰۱' ۲۰۳)' ابن حبان (۳۳۸۳)

٩١٦۔عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَايَدْخُلِ الْجَنَّةَ مُدْمِنُ خَمْرٍ وَلَا مُؤْمِنٌ بِسِحْرٍ، وَلَا قَاطِعُ رَحْمٍ)).

سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''شراب پر ہمیشگی کرنے والا' جادو پر ایمان لانے والا اور قطع رحمی کرنے والا جنت میں داخل نہیں ہوں گے۔''

تخریج: الصحیحة ۶۷۸۔ ابن حبان (۶۱۳۷)' ابویعلی (۷۲۴۸)' مطولاً

فوائد: جادو برحق ہے' اس کا مطلب یہ ہے کہ جادو کا وجود دنیا میں پایا جاتا ہے۔ باطل پرست لوگ جس کے ذریعے مخالفین کو نقصان پہنچانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس حدیث میں جادو پر ایمان لانے سے منع کیا گیا' اس کا مطلب یہ ہے کہ نہ اس کا علم حاصل کیا جائے اور نہ اس سے کسی کی موافقت یا مخالفت کرنے میں مدد لی جائے۔ قطع رحمی بہت بڑا جرم ہے' بلکہ قرآن مجید کی رو سے ملعون فعل ہے۔ سیدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لایدخل الجنة قاطع۔ یعنی قاطع رحم۔ [بخاری' مسلم] یعنی: قطع رحمی کرنے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ عموماً لوگوں کی اکثریت کے تعلقات کی بنیاد ذاتیات پر ہوتی ہے' یہی وجہ ہے کہ ان میں ناراضی اور رضامندی کا کوئی معیار نہیں' دوستیوں کا دعوی کرنے والوں میں برسوں تک قطع رحمی کا بھوت رقص کناں رہتا ہے اور جب صلح صفائی کا دور شروع ہوتا ہے تو حق و باطل سے عاری ہو کر ایک دوسرے کے حق میں کٹ مرنے کے لئے تیار رہتے ہیں۔ اس لعنت ونحوست کی وجہ یہ ہے کہ تعلق کی بنیاد میں اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کا نام نہیں پایا جاتا' جب محبت کی بنیاد میں للّٰہیت ہو تو تعلق دائمی ہو جاتا ہے۔

باب: الشرب قائما

باب: کھڑے ہوکر پانی پینے (کی کراہت) کا بیان

٩١٧۔عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَايَشْرَبَنَّ أَحَدٌ مِّنْكُمْ قَائِماً)).

[الصحيحة:٨٧٥]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی بھی کھڑے ہوکر پانی نہ پیئے۔''

تخریج: الصحیحة ۸۷۵۔ مسلم (۲۰۲۶)' بیهقی (۷/ ۲۸۲)' بهذا اللفظ' احمد (۲/ ۳۰۱)' دارمی (۲۱۲۸)' بمعناه

فوائد: اس حدیث میں تاکید کے ساتھ کھڑے ہوکر پانی پینے سے منع کیا گیا ہے' اس مسئلہ پر بحث ہو چکی ہے اور راجح یہی معلوم ہوتا ہے کہ بیٹھ کر ہی پانی پینا چاہئے۔

باب آداب الطعام

کھانے کے آداب

۹۱۸۔عَنْ عُمَرَ بْنَ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ: كُنْتُ غُلَاماً فِي حِجْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ كَانَتْ يَدِي تَطِيْشُ فِي الصَّحْفَةِ، فَقَالَ لِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَا غُلَامُ! إِذَا أَكَلْتَ: فَقُلْ: بِسْمِ اللّٰهِ، وَكُلْ بِيَمِيْنِكَ وَكُلْ مِمَّا يَلِيْكَ)). [الصحيحة:٣٤٤]

سیدنا عمر بن ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کی حفاظت و حمایت میں ایک لڑکا تھا۔ کھانا کھاتے وقت میرا ہاتھ پلیٹ میں چکر لگانے لگا (یعنی مختلف جگہوں سے کھانے لگا)۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: ''اے لڑکے! جب تو کھانے لگے تو ''بسم اللہ'' پڑھا کر اور دائیں ہاتھ سے کھایا کر اور اپنے سامنے سے کھایا کر۔''

تخریج: الصحیحة ٣٤٤۔ طبرانی فی الکبیر (٨٣٠٣)، من طریق ابن ابی شیبة (٨/ ١٠٣)، وغیرہ، بخاری (٥٣٧٦)، مسلم (٢٠٢٢)، ابن ماجه (٣٢٦٧)

(۵) الإيمَانُ والتَّوحِيدُ وَالدِّيْنُ وَالْقَدَرُ

ایمان، توحید، دین اور تقدیر کا بیان

باب امر الایمان بالله

۹۱۹: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَدِمَ وَفْدُ عَبْدِالْقَيْسِ عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالُوْا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّا ـ هٰذَا الْحَيَّ ـ مِنْ رَبِيْعَةَ، وَقَدْ حَالَتْ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ كُفَّارُ مُضَرَ، فَلَا نَخْلُصُ إِلَيْكَ إِلَّا فِي شَهْرِ الْحَرَامِ، فَمُرْ بِأَمْرٍ نَعْمَلُ بِهِ، وَنَدْعُوْ إِلَيْهِ مَنْ وَّرَاءَ نَا؟ قَالَ: ((آمُرُكُمْ بِأَرْبَعٍ، وَأَنْهَاكُمْ عَنْ أَرْبَعٍ: اَلْإِيْمَانُ بِاللّٰهِ. ثُمَّ فَسَّرَهَا لَهُمْ، فَقَالَ. شَهَادَةُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَأَنَّ مُحَمَّداً رَسُوْلُ اللّٰهِ. وَعَقَدَ وَاحِدَةً. وَإِقَامُ الصَّلَاةِ وَإِيْتَاءُ الزَّكَاةِ، وَأَنْ تُؤَدُّوْا خُمُسَ مَا غَنِمْتُمْ، وَأَنْهَاكُمْ عَنِ الدُّبَّاءِ، وَالْحَنْتَمِ، وَالنَّقِيْرِ، وَالْمُقَيَّرِ)).

اللہ کے ساتھ ایمان لانے کا حکم

سیدنا عبداللہ بن عباس ؓ بیان کرتے ہیں کہ عبدالقیس کا وفد رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! ہمارا تعلق ربیعہ قبیلے سے ہے' آپ کے اور ہمارے مابین یہ مضر قبیلے کے کفار حائل ہیں' ہم آپ کے پاس صرف حرمت والے مہینے میں پہنچ سکتے ہیں' لہذا آپ ہمیں کوئی (جامع) حکم دیں' تاکہ ہم اس پر عمل کریں اور پیچھے رہنے والے لوگوں کو بتائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں تمھیں چار چیزوں کا حکم دیتا ہوں اور چار چیزوں سے منع کرتا ہوں: اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا۔ پھر ایمان کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرمایا:۔ گواہی دینا کہ اللہ ہی معبودِ برحق ہے اور محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں۔اور شمار کرنے کے لئے ایک انگلی بند کی۔ نماز قائم کرنا' زکاۃ ادا کرنا' غنیمتوں کا پانچواں حصہ ادا کرنا۔ اور میں تمھیں کدو کے برتن' ہرے رنگ کے گھڑے' لکڑی سے بنائے ہوئے برتن اور تارکول ملے ہوئے برتن سے منع کرتا ہوں۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۹۵۷۔ بخاری (۵۳)' مسلم (۱۷)' ابوداود (۳۶۹۲)' ترمذی (۲۶۱۱)' نسائی (۵۰۳۴)

فوائد: جب شراب حرام ہوئی تو آپ ﷺ نے عارضی طور پر ان چار قسم کے برتنوں کے استعمال سے منع فرمایا' بعد میں ان کے استعمال کی اجازت دے دی تھی۔

باب التبشير بالشهادتين

۹۲۰: عَنْ أَبِي شُرَيْحٍ الْخُزَاعِيِّ قَالَ: خَرَجَ

شہادتین کے ساتھ خوشخبری ہے

سیدنا ابوشریح خزاعی ؓ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس

عَلَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((أَبْشِرُوْا أَبْشِرُوْا، أَلَيْسَ تَشْهَدُوْنَ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنِّي رَسُوْلُ اللّٰهِ؟ قَالُوْا: نَعَمْ قَالَ: فَإِنَّ هٰذَا الْقُرْآنَ سَبَبٌ طَرَفُهُ بِيَدِ اللّٰهِ وَطَرَفُهُ بِأَيْدِيكُمْ، فَتَمَسَّكُوْا بِهِ، فَإِنَّكُمْ لَنْ تَضِلُّوْا وَلَنْ تَهْلِكُوْا بَعْدَهُ أَبَدًا)).

تشریف لائے اور فرمایا: ''خوش ہو جاؤ، خوش ہو جاؤ، کیا تم لوگ یہ گواہی نہیں دیتے کہ اللہ ہی معبودِ برحق ہے اور میں اللہ کا رسول ہوں؟'' صحابہ نے کہا: جی ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ قرآن ایک رسی ہے، اس کا ایک کنارا اللہ کے ہاتھ میں ہے اور دوسرا کنارا تمھارے ہاتھ میں ہے، اس کو مضبوطی سے پکڑے رکھو، کیونکہ اس کے بعد تم کبھی بھی گمراہ ہو سکتے ہو اور نہ ہلاک۔''

تخريج: الصحيحة ۷۱۳۔ عبد بن حميد (۴۸۳)، ابن ابی شيبة (۱۰/ ۴۸۱)، ابن نصر المروزی فی قيام الليل (۷۴)، ابن حبان (۱۲۲)

۹۲۱: عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ أَبِي مُوْسٰى، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ مَعِي نَفَرٌ مِنْ قَوْمِي، فَقَالَ: ((أَبْشِرُوْا وَبَشِّرُوْا مَنْ وَرَاءَكُمْ، أَنَّهُ مَنْ شَهِدَ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ صَادِقًا دَخَلَ الْجَنَّةَ)) فَخَرَجْنَا مِنْ عِنْدِ النَّبِيِّ ﷺ نُبَشِّرُ النَّاسَ، فَاسْتَقْبَلَنَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ۔فَرَجَعَ بِنَا إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ فَقَالَ[رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:((مَنْ رَدَّكُمْ؟)) قَالُوْا: عُمَرُ۔ قَالَ: ((لِمَ رَدَدْتَهُمْ يَا عُمَرُ؟))] فَقَالَ عُمَرُ: إِذًا يَتَّكِلُ النَّاسُ، قَالَ: فَسَكَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ۔

ابوبکر بن ابوموسی اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں: میں اپنی قوم کے کچھ افراد کے ہمراہ نبی کریم ﷺ کے پاس آیا، آپ نے فرمایا: ''خوش ہو جاؤ اور پچھلوں کو بھی خوشخبری سنا دو کہ جس نے صدقِ دل سے گواہی دی کہ اللہ ہی معبودِ برحق ہے تو وہ جنت میں داخل ہو گا۔'' ہم لوگوں کو خوشخبری سنانے کے لئے نبی ﷺ کے پاس سے نکلے، ہمیں سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ملے اور ہمیں رسول اللہ ﷺ کی طرف واپس لے آئے۔ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: ''تمھیں کس نے واپس کر دیا؟'' ہم نے کہا: عمر نے۔ آپ نے پوچھا: ''عمر! تم نے ان کو کیوں لوٹا دیا؟'' سیدنا عمر نے کہا: (اگر ایسی خوشخبریاں لوگوں کو سنائی جائیں تو) وہ توکل کر بیٹھیں گے (اور عمل کرنا چھوڑ دیں گے)۔ رسول اللہ ﷺ یہ سن کر خاموش ہو گئے۔

تخريج: الصحيحة ۷۱۲۔ احمد (۴/ ۴۰۲، ۴۱۱)، طحاوی فی المشكل (۴۰۰۳)

ابغض الناس ثلاثة

تین افراد سب سے زیادہ ناپسندیدہ ہیں

۹۲۲: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((أَبْغَضُ النَّاسِ إِلَى اللّٰهِ ثَلَاثَةٌ: مُلْحِدٌ فِي الْحَرَمِ وَمُبْتَغٍ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ، وَمُطَّلِبُ دَمِ امْرِئٍ بِغَيْرِ حَقٍّ لِيُهَرِيقَ دَمَهُ)).

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تین قسم کے لوگ اللہ تعالیٰ کو انتہائی ناپسند اور مبغوض ترین ہیں: حرم کی بے حرمتی کرنے والا، اسلام میں جاہلیت کے رواج کو چاہنے والا اور کسی آدمی کا ناحق خون کرنے کے لئے کوشاں رہنے والا۔''

تخريج: الصحيحة ۷۷۸۔ بخاری (۶۸۸۲)، طبرانی فی الكبير (۱۰۷۴۹)، بيهقی (۸/ ۲۷)

باب: الحلف بالكعبة

۹۲۳: عَنْ قُتَيْلَةَ بِنْتِ صَيْفِيٍّ الْجُهَنِيَّةِ، قَالَتْ: أَتَى حَبْرٌ مِنَ الْأَحْبَارِ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ:يَامُحَمَّدُ! نِعْمَ الْقَوْمُ أَنْتُمْ لَوْلَا أَنَّكُمْ تُشْرِكُوْنَ! قَالَ: ((سُبْحَانَ اللّٰهِ! وَمَا ذَاكَ؟)) قَالَ تَقُوْلُوْنَ إِذَا حَلَفْتُمْ، وَالْكَعْبَةِ، قَالَتْ: فَأَمْهَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ شَيْئًا ثُمَّ قَالَ:((إِنَّهُ قَدْ قَالَ، فَمَنْ حَلَفَ فَلْيَحْلِفْ بِرَبِّ الْكَعْبَةِ)) قَالَ: يَامُحَمَّدُ! نِعْمَ الْقَوْمُ أَنْتُمْ لَوْلَا أَنَّكُمْ تَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ نِدًّا! قَالَ((سُبْحَانَ اللّٰهِ وَمَاذَاكَ؟)) قَالَ: تَقُوْلُوْنَ مَاشَاءَ اللّٰهُ وَشِئْتَ قَالَتْ: فَأَمْهَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ شَيْئًا ثُمَّ قَالَ: ((إِنَّهُ قَدْ قَالَ، فَمَنْ قَالَ: مَاشَاءَ اللّٰهُ فَلْيَقُلْ مَعَهَا:ثُمَّ شِئْتَ)).

باب: کعبہ کی قسم کھانا کیسا ہے؟

سیدہ قُتیلہ بنت صیفی جہنیہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ایک یہودی عالم رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہا: اے محمد! تم بہترین لوگ ہو' کاش کہ تم شرک نہ کرتے ہوتے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''سبحان اللہ! وہ کیسے؟'' اس نے کہا: جب تم قسم اٹھاتے ہو تو کہتے ہو: کعبہ کی قسم۔ آپ ﷺ نے تھوڑی دیر خاموش رہنے کے بعد فرمایا: ''اس آدمی نے ایک بات کی ہے' اب جو آدمی بھی قسم اٹھائے وہ کعبہ کے ربّ کی قسم اٹھائے (نہ کہ کعبہ کی)۔'' اس نے پھر کہا: اے محمد (ﷺ)! تم کیا ہی اچھے لوگ ہو' کاش کہ تم اللہ کے لئے اس کا ہمسر نہ ٹھہراتے! آپ ﷺ نے فرمایا: سبحان اللہ! وہ کیسے؟ اس نے کہا: تم کہتے ہو کہ جو اللہ چاہے اور تم چاہو۔ رسول اللہ ﷺ نے کچھ دیر خاموشی اختیار کی' پھر فرمایا: ''اس آدمی نے ایک بات کی ہے' اگر کوئی آدمی ''مَا شَاءَ اللّٰہ'' کہے تو وہ ''ثُمَّ شِئْتَ'' کہے (یعنی: جو اللہ چاہے اور پھر تم چاہو)۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۱۶۶۔ احمد (۶/ ۳۷۱، ۳۷۲) طحاوی فی المشکل (۱/ ۹۱) حاکم (۴/ ۲۹۷) نسائی (۳۸۰۴) بمعناہ

فوائد: یعنی نبی کریم ﷺ کی مرضی اللہ تعالیٰ کی مشیت کے بعد ہے' اس لئے ''مَاشَاءَ اللّٰہُ ثُمَّ شِئْتَ'' (جو اللہ چاہیں اور پھر تم چاہو) کہنا چاہئے' نہ کہ ''مَاشَاءَ اللّٰہُ وَ شِئْتَ'' (جو اللہ اور آپ چاہیں)۔

باب الاجتناب الكبائر

۹۲٤: عَنْ جَابِرٍ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اِجْتَنِبُوْا الْكَبَائِرَ، وَسَدِّدُوْا وَأَبْشِرُوْا)).

کبیرہ گناہوں سے بچنا

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کبیرہ گناہوں سے اجتناب کرو اور راہِ راست پر چلتے رہو اور خوش خبریاں سناؤ۔''

تخریج: الصحیحۃ ۸۸۵۔ احمد (۳/ ۳۹۴) ابن جریر طبری (۵/ ۲۹) عن قتادۃ مرسلاً

باب القول ماشاء الله وما شئت

۹۲٥: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ فَرَاجَعَهُ فِي بَعْضِ الْكَلَامِ، فَقَالَ: مَاشَاءَ اللّٰهُ وَشِئْتَ! فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَجَعَلْتَنِي مَعَ

جو اللہ اور جو آپ چاہیں کہنا کیا ہے؟

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور آپ سے کوئی بحث و مباحثہ کیا اور کہا: جو اللہ تعالیٰ چاہیں اور آپ چاہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا

اللّٰهِ عَدْلاً وَفِي لَفْظٍ: نِدًّا ؟ لَا بَلْ مَاشَاءَ اللّٰهُ وَحْدَهُ)).

تو نے مجھے اللہ تعالیٰ کا ہمسر بنا دیا ہے؟ ایسے نہیں، بلکہ یہ کہنا چاہئے کہ جو صرف اللہ تعالیٰ چاہیں۔"

تخریج: الصحیحة ۱۳۹۔ الادب المفرد (۷۸۷)، ابن ماجه (۲۱۱۷)، احمد (۱/ ۲۱۴، ۲۲۴)، بیهقی (۳/ ۲۱۷)

فوائد: یعنی اللہ تعالیٰ کی مشیت میں کسی کو کوئی دخل نہیں ہے۔

باب: اصل احصاء النفوس

باب: مردم شماری کی بنیاد (دلیل)

۹۲۶: عَنْ حُذَيْفَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَحْصُوْا لِي كُلَّ مَنْ تَلَفَّظَ بِالْإِسْلَامِ)) قَالَ: قُلْنَا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أَتَخَافُ عَلَيْنَا وَنَحْنُ مَابَيْنَ السِّتِّ مِئَةٍ إِلَى السَّبْعِ مِئَةٍ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ: ((اِنَّكُمْ لَاتَدْرُوْنَ لَعَلَّكُمْ أَنْ تُبْتَلُوْا)) قَالَ: فَابْتُلِيْنَا حَتّٰى جَعَلَ الرَّجُلُ مِنَّا مَا يُصَلِّي إِلَّا سِرًّا۔

سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اسلام قبول کرنے والے تمام افراد کو شمار کرو۔" ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! آیا آپ کو ہم پر کوئی اندیشہ ہے، حالانکہ ہماری تعداد چھ سے سات سو ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تم (حقیقتِ حال کو) نہیں جانتے، شاید تم آزمائشوں میں پڑ جاؤ۔" راوی کہتے ہیں: پھر ہمیں اس قدر آزمایا گیا کہ آدمی کو مخفی نماز پڑھنا پڑتی تھی، (یعنی وہ بوجوہ اعلانیہ نماز نہیں پڑھ سکتا تھا)۔

تخریج: الصحیحة ۲۴۲۔ مسلم (۱۴۹)، ابو عوانة (۱/ ۱۰۲)، ابن ماجه (۴۰۲۹)، احمد (۵/ ۳۸۴)

باب الحلف باللّٰه

اللہ کی قسم اٹھانا

۹۲۷: عَنِ ابْنِ عُمَرَ مَرْفُوْعاً: ((أَحْلِفُوْا بِاللّٰهِ وَبَرُّوْا وَاصْدِقُوْا فَإِنَّ اللّٰهَ يَكْرَهُ أَن يُّحْلَفَ إِلَّا بِهٖ)).

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ کی قسم اٹھایا کرو، اسے پورا کیا کرو اور سچ بولا کرو، کیونکہ اللہ تعالیٰ غیر کی قسم اٹھانے کو ناپسند کرتا ہے۔"

تخریج: الصحیحة ۱۱۱۹۔ السهمی فی تاریخ جرجان (۲۸۸)، ابونعیم فی الحلیة (۷/ ۲۶۷)

احب الدین ((الْحَنِيْفِيَّةُ السَّمْحَةُ))

سب سے پسندیدہ دین نرم سہولت والا ہے

۹۲۸: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: سُئِلَ النَّبِيُّ ﷺ أَيُّ الْأَدْيَانِ أَحَبُّ إِلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ؟ قَالَ: ((الْحَنِيْفِيَّةُ السَّمْحَةُ))

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ نبی ﷺ سے سوال کیا گیا: کون سا دین اللہ تعالیٰ کو زیادہ محبوب ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "ملتِ اسلام، جو نرمی و سہولت آمیز شریعت ہے۔"

تخریج: الصحیحة ۸۸۱۔ بخاری تعلیقاً فی کتاب الایمان قبل (ح ۳۹)، و وصله فی الادب المفرد (۲۸۳)، احمد (۱/ ۲۳۶)، عبد بن حمید (۵۶۹)

المار فی القدر شرار الخلق

تقدیر میں جھگڑنے والے بدترین لوگ ہیں

۹۲۹: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ مَرْفُوْعاً: ((أُخِّرَ

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

الْكَلَامُ فِي الْقَدَرِ لِشِرَارِ أُمَّتِي فِي آخِرِ الزَّمَانِ)). [الصحيحة: ١١٢٤]

''تقدیر (کے انکار پر) مشتمل گفتگو کو پچھلے زمانوں میں میری امت کے بدترین لوگوں تک مؤخر کر دیا گیا ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۱۲۴۔ ابن الاعرابی فی المعجم (۲۷۳)' البزار (الکشف : ۲۱۷۸)' حاکم (۲/ ۴۷۳)' ابن ابی عاصم فی السنۃ (۳۵۰)

فوائد: یعنی اس امت کے سلف صالحین تقدیر کے مسائل پر ناجائز گفتگو سے محفوظ و مامون رہے۔

باب من شهد بالتوحيد وجبت الجنة

جس نے توحید کی گواہی دی اس کے لیے جنت واجب ہے

۹۳۰: عَنْ سُلَيْمِ بْنِ عَامِرٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا بَكْرٍ يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((**اُخْرُجْ فَنَادِ فِي النَّاسِ مَنْ شَهِدَ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ**)) قَالَ: فَخَرَجْتُ فَلَقِيَنِي عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَقَالَ: مَالَكَ أَبَا بَكْرٍ؟ فَقُلْتُ: قَالَ لِي رَسُوْلُ اللّٰهِ: ((**اُخْرُجْ فَنَادِ فِي النَّاسِ: مَنْ شَهِدَ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ**)) قَالَ عُمَرُ: اِرْجِعْ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ فَإِنِّي أَخَافُ أَنْ يَّتَّكِلُوْا عَلَيْهَا، فَرَجَعْتُ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ فَقَالَ: مَارَدَّكَ؟ فَأَخْبَرْتُهُ بِقَوْلِ عُمَرَ، فَقَالَ: ((**صَدَقَ**)). [الصحيحه: ١١٣٥]

سلیم بن عامر کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا ابوبکر ؓ کو کہتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جاؤ اور لوگوں میں اعلان کر دو: جس نے گواہی دی کہ اللہ ہی معبودِ برحق ہے' اس کے لئے جنت واجب ہو جائے گی۔'' وہ کہتے ہیں: میں اعلان کرنے کے لئے نکلا۔ آگے سے سیدنا عمر بن خطاب ؓ سے سامنا ہو گیا' انھوں نے کہا: ابوبکر کدھر اور کیسے؟ میں نے کہا: مجھے رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ جاؤ اور لوگوں میں اعلان کر دو کہ جس نے گواہی دی کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے تو اس کے لئے جنت واجب ہو جائے گی۔ سیدنا عمر نے کہا: (یہ اعلان کئے بغیر) رسول اللہ ﷺ کی طرف لوٹ جاؤ' مجھے اندیشہ ہے کہ لوگ اس (بشارت) پر توکل کر کے عمل کرنا ترک کر دیں گے۔ میں لوٹ آیا' آپ ﷺ نے پوچھا: ''واپس کیوں آ گئے ہو؟'' میں نے آپ کو سیدنا عمر والی بات بتلائی۔ آپ نے فرمایا: ''عمر نے سچ کہا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۱۳۵۔ ابویعلی (۱۰۵)' ابوبکر احمد المروزی فی مسند ابی بکر (۱۳۰)' مسلم (۳۱)' عن ابی ہریرۃ مطولاً بمعناہ

باب الدعوة التوحيد

توحید کی دعوت دینا

۹۳۱: عَنْ أَبِي تَمِيْمَةَ الْهُجَيْمِيِّ عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَلْهُجَيْمٍ قَالَ: قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِلَامَ تَدْعُوْ؟ قَالَ: ((**أَدْعُوْ إِلَى اللّٰهِ وَحْدَهُ، الَّذِي إِنْ مَسَّكَ**

ابوتمیمہ ہجیمی ' بلھجیم کے ایک آدمی سے روایت کرتے ہیں' وہ کہتے ہیں: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ کس چیز کی طرف دعوت دیتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں صرف اللہ

ضُرٌّ فَدَعَوْتَهُ، كَشَفَ عَنْكَ، وَالَّذِي إِنْ ضَلِلْتَ بِأَرْضٍ قَفْرٍ دَعَوْتَهُ، رَدَّ عَلَيْكَ، وَالَّذِي إِنْ أَصَابَتْكَ سَنَةٌ فَدَعَوْتَهُ، أَنْبَتَ عَلَيْكَ)). [الصحيحة: ٤٢٠]

تعالیٰ کی طرف دعوت دیتا ہوں' (وہ اللہ کہ) اگر تجھے تکلیف پہنچے تو تو اسے پکارتا ہے اور وہ تیری تکلیف کو دور کرتا ہے' اگر تو بے آب و گیاہ زمین میں (اپنی سواری) کو گم کر بیٹھتا ہے اور اسے پکارتا ہے تو وہ تجھے (تیری سواری) واپس کر دیتا ہے اور اگر تو قحط سالی میں مبتلا ہو جاتا ہے اور اسے پکارتا ہے تو وہ (بارش نازل کر کے) زمین سے سبزہ اگاتا ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۴۲۰- احمد (۵/ ۶۴)' دولابی فی الکنی (۱/ ۶۶)

باب الدعوة الناس بالتبشير والتيسير

لوگوں کو خوشخبری اور آسانی کے ساتھ دعوت دینا

٩٣٢: عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي [أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ] قَالَ: بَعَثَنِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَمُعَاذًا إِلَى الْيَمَنِ فَقَالَ: ((ادْعُوَا النَّاسَ، وَبَشِّرَا وَلَا تُنَفِّرَا، وَيَسِّرَا وَلَا تُعَسِّرَا)). ((فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَفْتِنَا فِي شَرَابَيْنِ كُنَّا نَصْنَعُهُمَا بِالْيَمَنِ: الْبِتْعِ- وَهُوَ مِنَ الْعَسَلِ يُنْبَذُ حَتّٰى يَشْتَدَّ- وَالْمِزْرِ- وَهُوَ مِنَ الذُّرَةِ يُنْبَذُ حَتّٰى يَشْتَدَّ؟ قَالَ: وَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ قَدْ أُعْطِيَ جَوَامِعَ الْكَلِمِ بِخَوَاتِمِهِ، فَقَالَ: أَنْهٰى عَنْ كُلِّ مُسْكِرٍ أَسْكَرَ عَنِ الصَّلَاةِ)) وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ (٩٩/٦) ((وَعَلِّمَا بَدَلَ: ((وَلَا تُعَسِّرَا)).

[الصحيحة: ٤٢١]

ابو بردہ اپنے باپ سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں' وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے مجھے اور سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف بھیجا اور فرمایا: ''لوگوں کو (اسلام کی) دعوت دینا' خوش خبریاں سنانا' متنفر نہ کرنا اور آسانیاں پیدا کرنا (دین کو) دشوار نہ بنا دینا۔'' میں نے کہا: دو قسم کی شراب' جو ہم یمن میں تیار کرتے تھے' کے بارے میں شرعی حکم کی وضاحت کریں: (۱) بِتع - یعنی شہد کی نبیذ جو سخت ہو کر (شراب کی صورت اختیار کر لے)- اور (۲) مِزر - یعنی مکئی کی نبیذ جو سخت ہو کر (شراب کی صورت اختیار کر جائے)- راوی کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کو حد درجہ جامع و مانع کلمات عطا کئے گئے تھے۔ آپ نے فرمایا: ''میں ہر اس نشہ آور چیز سے منع کرتا ہوں جو نماز سے بے ہوش کر دے۔'' صحیح مسلم کی روایت میں ''وَلَا تُعَسِّرَا'' کی جگہ پر ''وَعَلِّمَا'' (اور لوگوں کو تعلیم دینا) کے الفاظ ہیں۔

تخریج: الصحیحة ۴۲۱- مسلم (الاشربة: ۷۱/ ۱۷۳۳)' ابو عوانة (۴/ ۸۵)' بیہقی (۸/ ۲۹۱) بھذا اللفظ والحدیث متفق علیه بدون الزیادة "ادعوا الناس" انظر البخاری (۴۳۴۱)' مسلم (۱۷۳۳)

باب ضعف الحسنة

نیکی کا بڑھنا

٩٣٣: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ مُحَمَّدٍ

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا أَحْسَنَ أَحَدُكُمْ إِسْلَامَهُ، فَكُلُّ حَسَنَةٍ يَعْمَلُهَا تُكْتَبُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا، إِلٰى سَبْعِ مِئَةِ ضِعْفٍ وَكُلُّ سَيِّئَةٍ يَعْمَلُهَا تُكْتَبُ لَهُ بِمِثْلِهَا حَتّٰى يَلْقَى اللّٰهَ. عَزَّوَجَلَّ)).

''جب تم میں سے کوئی آدمی اپنے اسلام کو اچھا کر لیتا ہے' تو اس کی ہر نیکی دس گنا سے لے کر سات سو گنا کی صورت میں لکھی جاتی ہے اور برائی کو اسی طرح ایک برائی کی صورت میں ہی لکھا جاتا ہے' (یہی سلسلہ جاری رہتا ہے حتی کہ) وہ اللہ تعالیٰ سے جا ملتا ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۹۵۹۔ بخاری (۴۲)' مسلم (۱۲۹)' ابوعوانۃ (۱/ ۸۳۔۸۴)' احمد (۲/ ۳۱۷)

باب تعين الارض بالموت

موت کے لیے زمین متعین ہے

۹۳٤: عَنْ أَبِي عَزَّةَ الْهُذَلِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا أَرَادَ اللّٰهُ قَبْضَ عَبْدٍ بِأَرْضٍ جَعَلَ لَهُ فِيهَا حَاجَةً)). [الصحيحة: ۱۲۲۱]

سیدنا ابوعزہ ہذلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب اللہ تعالیٰ ایک بندے کو زمین کے کسی خطے میں فوت کرنے کا ارادہ کرتے ہیں تو اس کے لئے اس کی طرف جانے کے لئے کسی حاجت (کا بہانا) بنا دیتے ہیں۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۲۲۱۔ ابن عدی فی الکامل (۴/ ۱۶۳۴)' ابونعیم فی الحلیۃ (۸/ ۳۷۴)' الادب المفرد (۱۲۸۲)' ترمذی (۲۱۴۷)' احمد (۳/ ۴۲۹)

۹۳۵: عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا أَسْلَمَ الْعَبْدُ فَحَسُنَ إِسْلَامُهُ، كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ كُلَّ حَسَنَةٍ كَانَ أَزْلَفَهَا، وَمُحِيَتْ عَنْهُ كُلَّ سَيِّئَةٍ كَانَ أَزْلَفَهَا، ثُمَّ كَانَ بَعْدَ ذٰلِكَ الْقِصَاصُ: الْحَسَنَةُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا إِلٰى سَبْعِ مِئَةِ ضِعْفٍ وَالسَّيِّئَةُ بِمِثْلِهَا إِلَّا أَنْ يَتَجَاوَزَ اللّٰهُ. عَزَّوَجَلَّ. عَنْهَا)).

[الصحيحة ۲٤۷]

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب آدمی اسلام قبول کرتا ہے اور اس کے اسلام میں حسن آ جاتا ہے' تو جو نیکی اس نے پہلے کی تھی، اللہ تعالیٰ اسے لکھتا ہے اور اس نے جس برائی کا ارتکاب کیا تھا، اسے مٹا دیا جاتا ہے۔ پھر (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) مزید بدلہ یوں ہوتا ہے کہ ایک نیکی دس سے سات سو گنا تک کی صورت اختیار کر لیتی ہے اور رہا مسئلہ برائی کا' تو وہ ایک ہی رہتی ہے' الا یہ کہ اللہ وہ بھی معاف کر دے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۴۷۔ نسائی (۵۰۰۱)' بخاری (۴۱)' تعلیقًا ابن حجر فی التغلیق التعلیق (۲/ ۴۴۔ ۴۵)' ابن مندہ فی الایمان (۳۷۴)

باب كلام الله

اللہ کے کلام کرنے کے بارے میں

۹۳٦: عَنْ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا تَكَلَّمَ اللّٰهُ. تَعَالٰى. بِالْوَحْيِ سَمِعَ أَهْلُ

سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب اللہ تعالیٰ وحی کرنے کے لئے کلام کرتا ہے تو آسمان والوں

السَّمَاءِ صَلْصَلَةً كَجَرِّ السِّلْسِلَةِ عَلَى الصَّفَا، فَيُصْعَقُوْنَ، فَلَا يَزَالُوْنَ كَذٰلِكَ حَتّٰى يَأْتِيَهُمْ جِبْرِيْلُ، حَتّٰى إِذَا جَاءَ جِبْرِيْلُ فُزِّعَ عَنْ قُلُوْبِهِمْ، قَالَ: فَيَقُوْلُوْنَ: يَاجِبْرِيْلُ! مَاذَا قَالَ رَبُّكَ، فَيَقُوْلُ: الْحَقَّ، فَيَقُوْلُوْنَ: الْحَقَّ الْحَقَّ)). [الصحيحة: ۱۲۹۳]

کو چکنے پتھر پر گھسٹنے والی زنجیر کی جھنکار کی سی آواز سنائی دیتی ہے اور وہ بیہوش ہو جاتے ہیں اور حضرت جبریل کے آنے تک اسی حالت پر رہتے ہیں۔ جب وہ پہنچتا ہے تو ان کے دلوں سے گھبراہٹ دور ہو جاتی ہے۔ وہ پوچھتے ہیں: اے جبریل! تیرے ربّ نے کیا فرمایا؟ وہ جواباً کہتا ہے: حق فرمایا۔ (یہ سن کر) وہ کہتے ہیں: حق فرمایا، حق فرمایا۔"

تخریج: الصحیحۃ ۱۲۹۳۔ ابو داود (۴۷۳۸)، ابن خزیمۃ فی التوحید (ص: ۹۵۔۹۶)، بیہقی فی الاسماء (ص: ۲۰۰)

باب التحريم الحلف لغير الله

اللہ کے علاوہ دوسروں کی قسم اٹھانا حرام ہے

۹۳۷: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا حَلَفَ أَحَدُكُمْ فَلَا يَقُلْ: مَاشَاءَ اللّٰهُ وَشِئْتَ، وَلٰكِنْ لِيَقُلْ مَاشَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ شِئْتَ)).

[الصحيحة: ۱۰۹۳]

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب کوئی آدمی قسم اٹھائے تو "جو اللہ اور آپ چاہیں" نہ کہے بلکہ اس طرح کہے: جو اللہ تعالیٰ چاہے، پھر تم چاہو۔"

تخریج: الصحیحۃ ۱۰۹۳۔ ابن ماجہ (۲۱۱۷)

فوائد: یعنی اللہ تعالیٰ کی مشیت میں کسی کو کوئی دخل نہیں ہے، ہر ایک کی مرضی حتی کہ سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضی بھی اس کی مشیت کے تابع ہے۔

باب خروج الايمان و رجوعه

ایمان کا نکلنا اور داخل ہونا

۹۳۸: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا زَنَى الْعَبْدُ خَرَجَ مِنْهُ الْإِيْمَانُ وَكَانَ كَالظُّلَّةِ فَإِذَا انْقَلَعَ مِنْهَا رَجَعَ إِلَيْهِ الْإِيْمَانُ)).

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب بندہ زنا کرتا ہے تو اس سے ایمان نکل جاتا ہے اور اس کے اوپر سائبان کی طرح رہتا ہے، جب وہ باز آتا ہے تو ایمان اس کی طرف لوٹ آتا ہے۔"

تخریج: الصحیحۃ ۵۰۹۔ ابو داود (۴۶۹۰)، حاکم (۱/ ۲۲)، ابن مندہ فی الایمان (۵۱۹)

فوائد: یاد رہے کہ برائیوں کی وجہ سے ایمان میں نقص پیدا ہوتا ہے اور وہ دن بدن گھٹتا رہتا ہے۔

باب علامة الايمان و الاثم

ایمان کی علامت اور گناہ

۹۳۹: عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ: قَالَ رَجُلٌ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! مَا الْإِيْمَانُ؟ قَالَ: ((إِذَا سَرَّتْكَ حَسَنَتُكَ وَسَاءَتْكَ سَيِّئَتُكَ، فَأَنْتَ مُؤْمِنٌ)) قَالَ:

سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! ایمان کیا ہوتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "جب تجھے تیری نیکی خوش کرے اور برائی ناگوار گزرے تو تو مومن ہے۔" اس نے

يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! فَمَا الْإِثْمُ؟ قَالَ: ((إِذَا حَاكَ فِي صَدْرِكَ شَيْءٌ فَدَعْهُ)).

کہا: اے اللہ کے رسول! گناہ کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی چیز تیرے دل میں کھٹکے تو اسے (گناہ سمجھ کر) چھوڑ دے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۵۵۰۔ احمد (۵/ ۲۵۱، ۲۵۲)، ابن حبان (۱۷۶)، حاکم (۱/ ۱۴)

فوائد: یاد رہے کہ نیکی اور برائی کا یہ قانون انتہائی سلیم الفطرت مومن کے لئے ہے۔ عام لوگوں کے پاس اتنا شعور ہی نہیں ہوتا کہ وہ یہ کلیہ اپنا سکیں۔

باب تحسين الجار مقبولة

پڑوسی کا (پڑوسی کو) اچھا کہنا مقبول ہے

۹۴۰: عَنْ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: قَالَ رَجُلٌ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ لِي أَنْ أَعْلَمَ إِذَا أَحْسَنْتُ؟ قَالَ: ((إِذَا سَمِعْتَ جِيْرَانَكَ يَقُوْلُوْنَ: أَحْسَنْتَ، فَقَدْ أَحْسَنْتَ، وَإِذَا سَمِعْتَهُمْ يَقُوْلُوْنَ: قَدْ أَسَأْتَ فَقَدْ أَسَأْتَ)).

سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! جب میں نیکی کروں تو مجھے کیسے پتہ چلے گا کہ میں نے نیکی کی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب تو اپنے پڑوسیوں کو یوں کہتا سنے کہ تو نے نیکی کی ہے، تو تو نے نیکی کی ہو گی اور جب ان کو یوں کہتا سنے کہ تو نے برائی کی ہے تو تو نے برائی کی ہو گی۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۳۲۷۔ النسائی فی مجلس من الامالی (۵۵/ ۲)، ابن ماجہ (۴۲۲۳)، احمد (۱/ ۴۰۲)، عبد الرزاق (۱۹۷۴۹)، طبرانی فی الکبیر (۱۰۴۳۳)

باب ذم التكفير واللعن

کافر بنانے اور لعنت کرنے کی مذمت

۹۴۱: عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا قَالَ الرَّجُلُ لِأَخِيْهِ: يَا كَافِرُ! فَهُوَ كَقَتْلِهِ وَلَعْنُ الْمُؤْمِنِ كَقَتْلِهِ)).

سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب آدمی اپنے بھائی کو ''اے کافر!'' کہتا ہے، تو اس (کا گناہ) اسے قتل کرنے کے مترادف ہے اور مومن پر لعنت کرنا بھی اسے قتل کرنے کی طرح ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۳۸۵۔ طبرانی فی الکبیر (۱۸/ ۱۹۳۔ ۱۹۴)، البزار (الکشف: ۲۰۳۴، ۲۰۳۵) و (البحر: ۳۵۱۹)

باب:

باب:

۹۴۲: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: كُنَّا قُعُوْدًا حَوْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مَعَنَا أَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ فِي نَفَرٍ، فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ بَيْنِ أَظْهُرِنَا، فَأَبْطَأَ عَلَيْنَا، وَخَشِيْنَا أَنْ يُقْتَطَعَ دُوْنَنَا، وَفَزِعْنَا فَقُمْنَا، فَكُنْتُ أَوَّلَ مَنْ فَزِعَ، فَخَرَجْتُ أَبْتَغِي رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، حَتّٰى أَتَيْتُ حَائِطًا لِلْأَنْصَارِ النَّجَّارِ، فَدُرْتُ بِهِ هَلْ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے ارد گرد بیٹھے ہوئے تھے، ہمارے ساتھ سیدنا ابو بکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما بھی تھے، (ہوا یہ کہ) رسول اللہ ﷺ ہمارے درمیان سے کھڑے ہو کر (کہیں چلے گئے)، واپس ہونے میں تاخیر کی، ہم ڈر گئے کہ (اللہ نہ کرے) کہیں آپ کو ہم سے پرے جاں بحق نہ کر دیا جائے۔ ہم گھبرا کر اٹھ کھڑے ہوئے اور سب سے پہلے گھبرانے والا میں

أَجِدُ لَهُ بَابًا؟ فَلَمْ أَجِدْ، فَإِذَا رَبِيعٌ يَدْخُلُ فِي جَوْفِ حَائِطٍ مِنْ بِئْرٍ خَارِجَةٍ۔ وَالرَّبِيعُ: الْجَدْوَلُ۔ فَاحْتَفَزْتُ فَدَخَلْتُ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((أَبُوهُرَيْرَةَ؟)) فَقُلْتُ: نَعَمْ يَارَسُولَ اللّٰهِ! قَالَ: ((مَاشَأْنُكَ؟)) قُلْتُ: كُنْتَ بَيْنَ أَظْهُرِنَا فَقُمْتَ فَأَبْطَأْتَ عَلَيْنَا، فَخَشِينَا أَنْ تُقْتَطَعَ دُونَنَا، فَفَزِعْنَا، فَكُنْتُ أَوَّلَ مَنْ فَزِعَ، فَأَتَيْتُ هٰذَا الْحَائِطَ، فَاحْتَفَزْتُ ،كَمَا يَحْتَفِزُ الثَّعْلَبُ، وَهٰؤُلَاءِ النَّاسُ وَرَائِي! فَقَالَ: ((يَا أَبَا هُرَيْرَةَ!)) وَأَعْطَانِي نَعْلَيْهِ، قَالَ: ((اذْهَبْ بِنَعْلَيَّ هَاتَيْنِ، فَمَنْ لَقِيتَ مِنْ وَرَاءِ هٰذَا الْحَائِطِ يَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مُسْتَيْقِنًا بِهَا قَلْبُهُ، فَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ)) وَقَالَ: فَكَانَ أَوَّلَ مَنْ لَقِيتُ عُمَرُ، فَقَالَ: مَاهَاتَانِ النَّعْلَانِ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ؟ فَقُلْتُ: هَاتَانِ نَعْلَا رَسُولِ اللّٰهِ بَعَثَنِي بِهِمَا مَنْ لَقِيتُ يَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مُسْتَيْقِنًا بِهَا قَلْبُهُ، بَشَّرْتُهُ بِالْجَنَّةِ۔ فَضَرَبَ عُمَرُ بِيَدِهِ بَيْنَ ثَدْيَيَّ، فَخَرَرْتُ لِإِسْتِي، فَقَالَ ارْجِعْ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ! فَرَجَعْتُ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَأَجْهَشْتُ بُكَاءً، وَرَكِبَنِي عُمَرُ فَإِذَا هُوَ عَلَى إِثْرِي، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ:((مَالَكَ يَا أَبَاهُرَيْرَةَ؟)) قُلْتُ: لَقِيتُ عُمَرَ، فَأَخْبَرْتُ بِالَّذِي بَعَثْتَنِي بِهِ، فَضَرَبَ بَيْنَ ثَدْيَيَّ ضَرْبَةً خَرَرْتُ لِإِسْتِي، قَالَ: يَارَسُولَ اللّٰهِ! بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي، أَبَعَثْتَ أَبَا هُرَيْرَةَ بِنَعْلَيْكَ مَنْ لَقِيَ يَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مُسْتَيْقِنًا بِهَا قَلْبُهُ، بَشَّرَهُ بِالْجَنَّةِ؟ قَالَ: ((نَعَمْ)) قَالَ: فَلَا تَفْعَلْ، فَإِنِّي أَخْشَى أَنْ يَتَّكِلَ

تھا۔ چنانچہ میں رسول اللہ ﷺ کو تلاش کرنے کے لئے نکل پڑا' حتی کہ بنو نجار کے انصار کے باغ کے پاس پہنچ گیا' میں نے دروازے کی تلاش میں چکر لگایا' لیکن مجھے کوئی دروازہ نہ ملا۔ ایک چھوٹی نہر باہر کے کنوئیں سے باغ میں داخل ہو رہی تھی' میں سمٹ کر اس میں سے داخل ہو گیا اور رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچ گیا۔ آپ ﷺ نے پوچھا: ''ابو ہریرہ ہو؟'' میں نے کہا: جی ہاں' اے اللہ کے رسول! آپ نے پوچھا: ''تجھے کیا ہوا (ادھر کیوں آئے ہو)؟'' میں نے کہا: آپ ہمارے پاس بیٹھے تھے' اچانک اٹھ کھڑے ہوئے اور واپس آنے میں دیر کی' ہمیں یہ اندیشہ ہوا کہ کہیں ہم سے پرے آپ کو جاں بحق نہ کر دیا جائے' سو ہم گھبرا گئے اور سب سے پہلے گھبرانے والا میں تھا۔ (میں تلاش کرتے کرتے) اس باغ تک پہنچ گیا اور لومڑی کی طرح سمٹ کر (فلاں سوراخ سے اس میں داخل ہو گیا)۔ بقیہ لوگ میرے پیچھے آ رہے ہیں۔ آپ نے اپنے دو جوتے دے کر مجھے فرمایا: ''ابو ہریرہ! یہ میرے جوتے لے کر جاؤ اور اس باغ سے پرے جس آدمی کو ملو' اس حال میں کہ وہ دل کے یقین کے ساتھ گواہی دیتا ہو کہ اللہ ہی معبودِ برحق ہے' اسے جنت کی خوشخبری دے دو۔'' مجھے سب سے پہلے سیدنا عمر ملے' انھوں نے پوچھا: ابو ہریرہ! یہ جوتے کیسے؟ میں نے کہا: یہ رسول اللہ ﷺ کے جوتے ہیں' آپ نے مجھے دے کر بھیجا ہے کہ میں جس آدمی کو ملوں' اس حال میں کہ وہ دل کے یقین کے ساتھ گواہی دیتا ہو کہ اللہ ہی معبودِ برحق ہے' اسے جنت کی خوشخبری سنا دوں۔ (یہ بات سن کر) سیدنا عمر نے میرے سینے میں ضرب لگائی' میں سرین کے بل گر پڑا' انھوں نے کہا: ابو ہریرہ! واپس چلو۔ میں رسول اللہ ﷺ کی طرف واپس چل پڑا اور غم کی وجہ سے زور سے رویا تھا' ادھر سے سیدنا عمر میرے پیچھے پیچھے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ابو ہریرہ! کیا ہوا؟'' میں نے کہا: میں

النَّاسُ عَلَيْهَا فَخَلِّهِمْ يَعْمَلُونَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ((فَخَلِّهِمْ)). [الصحيحة:٣٩٨١]

سیدنا عمر کو ملا' اسے آپ کا پیغام سنایا' اس نے میرے سینے میں ضرب لگائی' میں سرین کے بل گر پڑا اور کہا: چلو واپس۔ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: ''عمر! کس چیز نے تجھے ایسا کرنے پر اکسایا؟'' انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں' کیا واقعی آپ نے سیدنا ابو ہریرہ کو اپنے جوتے دے کر بھیجا کہ وہ جس آدمی کو ملے' اس حال میں کہ وہ دل کے یقین کے ساتھ یہ گواہی دیتا ہو کہ اللہ ہی معبودِ برحق ہے' اسے جنت کی خوشخبری سنا دے؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں (میں نے بھیجا)۔'' سیدنا عمر نے کہا: آپ ایسا نہ کریں' مجھے اندیشہ کہ لوگ (اس قسم کی بشارتوں پر) توکل کر کے (عمل کرنا ترک کر دیں گے)' آپ لوگوں کو عمل کرنے دیں۔ رسول اللہ ﷺ نے (ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے) فرمایا: ''انھیں چھوڑ دو'' (یعنی یہ حدیث بیان نہ کرو)۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۹۸۱۔ مسلم (۳۱)' ابو عوانۃ (۱/ ۱۰۹)' ابونعیم فی المستخرج (۱۴۱)

باب اربعة من امور الجاهلية

امور جاہلیت کے چار کام

٩٤٣: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوعاً: ((أَرْبَعٌ فِي أُمَّتِي مِنْ أَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ لَنْ يَدَعَهُنَّ النَّاسُ: النِّيَاحَةُ، وَالطَّعْنُ فِي الْأَحْسَابِ، وَالْعَدْوَى: أَجْرَبَ بَعِيرٌ فَأَجْرَبَ مِئَةَ بَعِيرٍ مَنْ أَجْرَبَ الْبَعِيرَ الْأَوَّلَ؟ وَالْأَنْوَاءُ: مُطِرْنَا بِنَوْءِ كَذَا وَكَذَا)). [الصحيحة:٧٣٥]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جاہلیت کے چار اوصاف میری امت میں موجود رہیں گے' یہ ان کو ہرگز نہیں چھوڑیں گے: (۱) نوحہ کرنا' (۲) حسب و نسب میں طعن کرنا' (۳) بیماری کو متعدی قرار دیتے ہوئے کہنا: ایک خارشی اونٹ کی وجہ سے سو اونٹوں کو خارش لگ گئی' سوال یہ ہے کہ پہلے اونٹ کو خارش کس نے لگائی؟ اور (۴) ستارے' یعنی یہ کہنا کہ فلاں فلاں ستارے کی وجہ سے بارش ہوئی ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۷۳۵۔ ترمذی (۱۰۰۱)' احمد (۲/ ۲۹۱' ۴۱۴)' طحاوی (۲/ ۳۷۸)' طیالسی (۲۳۹۵)

باب التحريم الاستسقاء بالنجوم

ستاروں کے ذریعہ سے بارش طلب کرنا حرام ہے

٩٤٤: عَنْ أَبِي مَالِكٍ الْأَشْعَرِيِّ مَرْفُوعاً: ((أَرْبَعٌ فِي أُمَّتِي مِنْ أَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ لَا يَتْرُكُونَهُنَّ: الْفَخْرُ فِي الْأَحْسَابِ، وَالطَّعْنُ

سیدنا ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میری امت میں جاہلیت کے چار اوصاف پائے جائیں گے' وہ ان کو نہیں چھوڑیں گے: (۱) حسب (خاندانی عظمت) پر

فِي الْأَنْسَابِ، وَالْإِسْتِسْقَاءُ بِالنُّجُومِ، وَالنِّيَاحَةُ)). [الصحيحة:٧٣٤]

فخر کرنا، (۲) نسب پر طعن کرنا، (۳) ستاروں کے ذریعے بارش طلب کرنا اور (۴) نوحہ کرنا۔"

تخریج: الصحیحة ۷۳۴۔ مسلم (۹۳۴)، احمد (۵/ ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴)، حاکم (۱/ ۳۸۳)، ابویعلی (۱۵۷۷)

اطاعة الله على كل حال رحمة

اللہ کی اطاعت ہر حال میں رحمت ہے

٩٤٥: عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ سُرِيعٍ مَرْفُوعاً: ((أَرْبَعَةٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُدْلُونَ بِحُجَّةٍ: رَجُلٌ أَصَمُّ لَا يَسْمَعُ، وَرَجُلٌ أَحْمَقُ، وَرَجُلٌ هَرِمٌ، وَمَنْ مَاتَ فِي الْفِتْرَةِ، فَأَمَّا الْأَصَمُّ فَيَقُولُ: يَارَبِّ جَاءَ الْإِسْلَامُ وَمَا أَسْمَعُ شَيْئاً، وَأَمَّا الْأَحْمَقُ فَيَقُولُ: جَاءَ الْإِسْلَامُ وَمَا أَعْقِلُ، وَأَمَّا الَّذِي مَاتَ عَلَى الْفَتْرَةِ فَيَقُولُ: يَارَبِّ مَا أَتَانِي رَسُولُكَ، فَيَأْخُذُ مَوَاثِيقَهُمْ لَيُطِعْنَهُ، فَيُرْسِلُ إِلَيْهِمْ رَسُولاً أَنِ ادْخُلُوا النَّارَ، قَالَ: فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْ دَخَلُوهَا لَكَانَتْ عَلَيْهِمْ بَرْداً وَسَلَاماً)). [الصحيحة:١٤٣٤]

سیدنا اسود بن سریع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "روزِ قیامت چار افراد اپنے دعویٰ پر دلیل پیش کریں گے: بہرا، مجنون، انتہائی عمر رسیدہ اور فترہ (یعنی دو انبیاء کے درمیان کے وقفے) میں مرنے والا۔ بہرہ کہے گا: اے میرے ربّ! اسلام تو پہنچا تھا، لیکن میں سنتا نہیں تھا۔ مجنوں کہے گا: اسلام تو پہنچا تھا، لیکن بچے مجھے مینگنیاں مارتے تھے۔ عمر رسیدہ آدمی کہے گا: اسلام تو موصول ہوا تھا، لیکن میں سمجھتا نہیں تھا۔ فترہ میں مرنے والا کہے گا: اے میرے ربّ! میرے پاس تو تیرا رسول ہی نہیں آیا تھا۔ اللہ تعالیٰ ان سب سے عہد و پیمان لے گا کہ وہ ضرور ضرور اس کی اطاعت کریں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ ان کی طرف اپنا قاصد بھیجے گا کہ جہنم میں داخل ہو جاؤ۔" پھر فرمایا: "اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر وہ داخل ہو جائیں گے تو وہ ان کے لئے ٹھنڈک اور سلامتی والی ہو گی۔"

تخریج: الصحیحة ۱۴۳۴۔ طبرانی فی الکبیر (۸۴۱)، احمد (۴/ ۲۴)، ابن حبان (۷۳۵۷)، الضیاء فی المختارة (۱۴۵۴)

دعوة الاسلام بتاكيد لمن كره بالاسلام

ناپسند کرنے والے کو بھی اسلام کی دعوت تاکید کے ساتھ دینا

٩٤٦: عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لِرَجُلٍ: ((أَسْلِمْ)) قَالَ: أَجِدُنِي كَارِهاً۔ قَالَ: ((أَسْلِمْ وَإِنْ كُنْتَ كَارِهًا)). [الصحيحة١٤٥٤]

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی سے فرمایا: "اسلام قبول کر۔" اس نے کہا: مجھے ناپسند لگتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اسلام قبول کر، اگرچہ تجھے ناپسند لگ رہا ہو۔"

تخریج: الصحیحة ۱۴۵۴۔ احمد (۳/ ۱۰۹، ۱۸۱)، الضیاء فی المختارة (۱۹۹۰)، ابویعلی (۳۷۶۵)

من اسلم كان له من الأجر ما اسلف

جو اسلام لایا اس کو پہلے کی ہوئی نیکیوں کا بھی

من الخير

اجر ملے گا

۹٤۷: عَنْ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ مَرْفُوعاً: ((أَسْلَمْتَ عَلٰى مَاأَسْلَفْتَ مِنْ خَيْرٍ)) [الصحيحة:۲٤۸]

سیدنا حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم جونیکیاں کر چکے ہو'ان سمیت اسلام لائے ہو۔''

تخریج: الصحیحة ۲۴۸۔ بخاری (۱۴۳۶)' مسلم (۱۲۳)' ابوعوانة (۱/ ۷۲۔ ۷۳)' احمد (۳/ ۴۰۲)

من شهد بالشهادتين فقد وقى من حر النار

جس نے شہادتیں کا اقرار کیا تو وہ آگ کی تپش سے بچالیا گیا

۹٤۸: عَنْ عُمَرَ، قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ فِي غُزَاةٍ فَقُلْنَا: يَارَسُولَ اللّٰهِ! إِنَّ الْعَدُوَّ قَدْ حَضَرَ وَهُمْ شُبَاعٌ، وَالنَّاسُ جِيَاعٌ؟ فَقَالَتِ الْأَنْصَارُ: أَلَا نَنْحَرُنَوَاضِحَنَا فَنُطْعِمَهَا النَّاسَ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَنْ كَانَ مَعَهُ فَضْلُ طَعَامٍ، فَلْيَجِئْ بِهِ)) فَجَعَلَ يَجِيْئُ بِالْمُدِّ وَالصَّاعِ وَأَكْثَرَ وَأَقَلَّ فَكَانَ جَمِيعُ مَا فِي الْجَيْشِ بِضْعاً وَعِشْرِينَ صَاعاً، فَجَلَسَ النَّبِيُّ إِلٰى جَنْبِهِ، وَدَعَا بِالْبَرَكَةِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((خُذُوْا وَلَا تَنْتَهِبُوْا)) فَجَعَلَ الرَّجُلُ يَأْخُذُ فِي جِرَابِهِ وَفِي غِرَارَتِهِ، وَأَخَذُوْا فِي أَوْعِيَتِهِمْ، حَتّٰى إِنَّ الرَّجُلَ لَيَرْبُطُ كُمَّ قَمِيصِهِ فَيَمْلَأُهُ فَفَرَغُوْا وَالطَّعَامُ كَمَا هُوَ! ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنِّي رَسُوْلُ اللّٰهِ لَا يَأْتِي بِهِمَا عَبْدٌ مُحِقٌّ إِلَّا وَقَاهُ اللّٰهُ حَرَّالنَّارِ)). [الصحيحة:۳۲۲۱]

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم ایک غزوے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے' ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! دشمن شکم سیر ہو کر پہنچ چکا ہے اور ہم بھوکے ہیں (کیا بنے گا)؟ انصار نے کہا: کیا ہم اونٹ ذبح کر کے لوگوں کو کھلا نہ دیں؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس کے پاس زائد کھانا ہے' وہ لے آئے۔'' کوئی ایک مد لے کر آیا تو کوئی ایک صاع اور کوئی زیادہ لے کر آیا تو کوئی کم۔ پورے لشکر میں سے چوبیں صاع جمع ہوئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس ڈھیر کے ساتھ بیٹھ گئے' برکت کی دعا کی' پھر فرمایا: ''لو اور لوٹو مت۔'' لوگوں نے اپنے اپنے تھیلے' بوریاں اور برتن بھر لئے' حتی کہ بعض افراد نے اپنی آستینیں باندھ کر ان کو بھی بھر لیا' وہ سب فارغ ہو گئے اور اناج ویسے کا ویسا پڑا رہا۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں گواہی دیتا ہوں کہ کہ اللہ ہی معبودِ برحق ہے اور میں اللہ کا رسول ہوں۔ جو بندہ حق کے ساتھ یہ دو (شہادتیں) لے کر آئے گا' اللہ تعالیٰ اسے جہنم کی تپش سے بچائیں گے۔''

تخریج: الصحیحة ۳۲۲۱۔ ابویعلی (۲۳۰)' واللفظ له' البزار (الکشف : ۱۱)' و (البحر : ۲۶۲)' ابن ابی عمرو ابن ابی شیبة کما فی اتحاف الخیرة (۸۷۵۸' ۸۷۵۹)

فوائد: مد اور صاع پیمانے ہیں' صاع کا وزن تقریباً 2 کلو 100 گرام ہوتا ہے اور مدّ صاع کا چوتھا حصہ ہوتا ہے۔

باب عبادة الله بالاخلاص

اخلاص کے ساتھ اللہ کی عبادت کرنا

٩٤٩: عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ حِينَ حَضَرَتْهُ الْوَفَاةُ، قَالَ: أُحَدِّثُكُمْ حَدِيْثًا سَمِعْتُهُ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ؟ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((اُعْبُدِاللّٰهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ، فَإِنْ لَّمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ، وَاعْدُدْ نَفْسَكَ فِي الْمَوْتٰى، وَإِيَّاكَ وَدَعْوَةَ الْمَظْلُوْمِ فَإِنَّهَا تُسْتَجَابُ، وَمَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ أَنْ يَّشْهَدَ الصَّلَاتَيْنِ الْعِشَاءَ وَالصُّبْحَ وَلَوْ حَبْوًا فَلْيَفْعَلْ)). [الصحيحة: ١٤٧٤]

سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ کے متعلق روایت ہے کہ جب ان کی وفات کا وقت آیا تو انھوں نے کہا: میں تمھیں حدیث بیان کرتا ہوں، جو میں نے نبی ﷺ سے سنی، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طرح کرو، گویا تم اسے دیکھ رہے ہو، اگر تم نہیں دیکھ رہے تو وہ تو یقیناً تمھیں دیکھ رہا ہے اور اپنے آپ کو مردہ شمار کرو اور مظلوم کی بددعا سے بچو، کیونکہ وہ قبول ہوتی ہے اور جو آدمی عشاء اور فجر کی نمازوں میں آ سکتا ہے تو وہ آئے اگرچہ اسے گھسٹ کر آنا پڑے۔''

تخريج: الصحيحة ۱۴۷۴- طبرانی فی الكبير كما فی المجمع (۲/ ۴۰) و ابن عساكر (۴۷/ ۹۱، ۹۲)، بيهقی فی الشعب (۱۰۵۴۴)، و مسدد كما فی اتحاف الخيرة (۹۵۰۱)

٩٥٠: عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، قَالَ: أَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِبَعْضِ جَسَدِي فَقَالَ: ((اُعْبُدِاللّٰهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ، وَكُنْ فِي الدُّنْيَا كَأَنَّكَ غَرِيْبٌ أَوْ عَابِرُ سَبِيْلٍ)). [الصحيحة:١٤٧٣]

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے میرے جسم کے کسی حصے کو پکڑا اور فرمایا: ''اللہ کی عبادت کرو، گویا کہ تم اسے دیکھ رہے ہو اور دنیا میں اس طرح ہو جاؤ گویا تم اجنبی یا مسافر ہو۔''

تخريج: الصحيحة ۱۴۷۳- احمد (۲/ ۱۳۲)، ابونعيم فی الحلية (۶/ ۱۱۵)، الآجری فی الغرباء (۲۱)

فوائد: اس طرح عبادت کرنے سے خشوع، مٹھاس اور شوق میں اور اضافہ ہوتا ہے اور اس طرح دنیا میں رہنے سے زندگی کو چار چاند لگ جاتے ہیں اور آدمی دنیا کی خرافات سے بچا رہتا ہے۔

باب التعجيل بالحسنة بعد السيئة

برائی کرنے کے بعد نیکی کرنے میں جلدی کرنا

٩٥١: عَنْ مُعَاذٍ، قَالَ: قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أَوْصِنِي، قَالَ: ((اُعْبُدِ اللّٰهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ، وَاعْدُدْ نَفْسَكَ فِي الْمَوْتٰى، وَاذْكُرِ اللّٰهَ عِنْدَ كُلِّ حَجَرٍ، وَعِنْدَ كُلِّ شَجَرٍ، وَإِذَا عَمِلْتَ سَيِّئَةً[فَاعْمَلْ] بِجَنْبِهَا حَسَنَةً، السِّرَّ بِالسِّرِّ، وَالْعَلَانِيَةَ بِالْعَلَانِيَةِ)). [الصحيحة: ١٤٧٥]

سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے وصیت فرمائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طرح کرو گویا کہ تم اسے دیکھ رہے ہو، اپنے آپ کو مردہ تصور کرو، ہر پتھر اور درخت کے پاس اللہ کا ذکر کرو اور جب برائی کا ارتکاب کر بیٹھو تو اس کے ساتھ ہی نیکی کر لینا (تاکہ برائی کا اثر زائل ہو جائے)، مخفی برائی کے بدلے نیکی بھی مخفی کی جائے اور اعلانیہ برائی کے بدلے نیکی بھی اعلانیہ کی جائے۔''

تخريج: الصحيحة ۱۴۷۵- طبرانی فی الكبير (۲۰/ ۱۷۵)، ابن ابی شيبة (۱۳/ ۲۲۵)، عن ابی معاوية قال قال معاذ فذكره

الامور الذی ینجی من عذاب الله

٩٥٢: عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَحَادَةَ، عَنْ رَجُلٍ عَنْ زَمِيلٍ لَهُ، عَنْ أَبِيهِ۔ وَكَانَ أَبُوهُ يُكَنَّى أَبَا الْمُنْتَفِقِ۔ قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ بِعَرَفَةَ، فَدَنَوْتُ مِنْهُ حَتَّى اخْتَلَفَتْ عُنُقُ رَاحِلَتِي وَعُنُقُ رَاحِلَتِهِ فَقُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ، أَنْبِئْنِي بِعَمَلٍ يُنْجِيْنِيْ مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ، وَيُدْخِلُنِي جَنَّتَهُ قَالَ:((اُعْبُدِاللّٰهَ وَلَاتُشْرِكْ بِهِ شَيْئًا وَأَقِمِ الصَّلَاةَ الْمَكْتُوْبَةَ، وَأَدِّ الزَّكَاةَ الْمَفْرُوْضَةَ، وَحُجَّ وَاعْتَمِرْ، قَالَ أَشْهَدُ: وَأَظُنُّهُ قَالَ: وَصُمْ رَمَضَانَ. وَانْظُرْ مَاذَا تُحِبُّ مِنَ النَّاسِ أَنْ يَّأْتُوْهُ فَافْعَلْهُ بِهِمْ، وَمَاتَكْرَهُ مِنَ النَّاسِ أَنْ يَّأْتُوْهُ إِلَيْكَ فَذَرْهُمْ مِنْهُ)). [الصحيحة: ١٤٧٧]

وہ امور جو اللہ کے عذاب سے نجات دینے والے ہیں

محمد بن جحادہ' ایک آدمی سے' وہ اپنے ایک دوست سے' اپنے باپ ابومنتفق سے روایت کرتا ہے' وہ کہتے ہیں: میں عرفہ مقام پر نبی ﷺ کے پاس آیا' میں آپ کے اتنا قریب ہوا' کہ میری سواری کی گردن آپ کی سواری کی گردن کے ساتھ لگ گئی' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ایسا عمل بتایئے جو مجھے اللہ کے عذاب سے نجات دلائے اور جنت میں داخل کر دے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو' اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ' فرض نماز قائم کرو' فرض زکاۃ ادا کرو' حج کرو' عمرہ کرو اور رمضان کے روزے رکھو' مزید دیکھو کہ تم لوگوں کی طرف سے اپنے لئے کیا پسند کرتے ہو' وہی سلوک ان کے ساتھ کرو اور جو چیز لوگوں کی طرف سے اپنے لئے ناپسند کرتے ہو' ان کو بھی اس سے محفوظ رکھو۔''

تخریج: الصحیحة ۱۴۷۷۔ طبرانی فی الکبیر (۳۲۲۲)' احمد (۳/ ۴۷۲'۶/ ۳۸۳)' من طریق آخر

باب ترجيح المؤمن للعتق

٩٥٣: عَنِ الشَّرِيْدِ بْنِ سُوَيْدٍ الثَّقَفِيِّ، قَالَ: قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّ أُمِّي أَوْصَتْ إِلَيَّ أَنْ أُعْتِقَ عَنْهَا رَقَبَةً، وَإِنَّ عِنْدِي جَارِيَةً سَوْدَاءَ نُوْبِيَّةً؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اُدْعُ بِهَا)) فَقَالَ: ((مَنْ رَبُّكِ ؟)) قَالَتْ: اللّٰهُ، قَالَ: ((مَنْ أَنَا ؟)) قَالَتْ: رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: ((اَعْتِقْهَا، فَإِنَّهَا مُؤْمِنَةٌ)). [الصحيحة: ٣١٦١]

غلام آزاد کرنے کے لیے مومن کو ترجیح دینا

سیدنا شرید بن سوید ثقفی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرے ماں نے مجھے وصیت کی کہ میں اس کی طرف سے ایک غلام آزاد کروں اور میرے پاس (مصر کے جنوبی حصے میں واقع) نوبی قوم کے وطن کی ایک لونڈی ہے' (تو کیا میں اسے آزاد کر دوں)؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اسے بلاؤ۔'' آپ ﷺ نے اس سے پوچھا: ''تیرا ربّ کون ہے؟'' اس نے کہا: اللہ۔ آپ نے پوچھا: ''میں کون ہوں؟'' اس نے کہا: اللہ کے رسول۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ مومنہ ہے' تم اسے آزاد کر سکتے ہو۔''

تخریج: الصحیحة ۳۱۶۱۔ ابوداود (۳۲۸۳)' نسائی (۳۶۸۳)' احمد (۴/ ۲۲۲)' ابن حبان (۱۶۵)

باب افضل الايمان الصبر و السماحة

افضل ایمان صبر اور درگزر کرنا ہے

٩٥٤: عَنْ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ مَرْفُوعاً: ((أَفْضَلُ الْإِيْمَانِ الصَّبْرُ وَالسَّمَاحَةُ)).

سیدنا معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''صبر کرنا اور عفو و درگزر کرنا افضل ایمان ہے۔''

تخريج: الصحيحة ١٤٩٥- الديلمي (١/ ١/ ١٢٨)' عن معقل رضی اللہ عنہ' ابن ابى شيبة فى الايمان (٤٣)' عن جابر رضی اللہ عنہ

افضل العمل

افضل ترین عمل......

٩٥٥: عَنْ أَبِي ذَرٍّ مَرْفُوعاً: ((أَفْضَلُ الْعَمَلِ إِيْمَانٌ بِاللّٰهِ، وَجِهَادٌ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ)).

سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ پر ایمان لانا اور اس کے راستے میں جہاد کرنا افضل عمل ہے۔''

تخريج: الصحيحة ١٤٩٠- ابن حبان (٣٦١)' معلولا جدا وفى سنده ابراهيم بن هشام الغسانى قال ابو حاتم: كذاب' بخارى (٢٥١٨)' مسلم (٨٤)' من طريق آخر عن ابى ذر رضی اللہ عنہ۔

افضل المومن والجهاد

افضل مومن اور جہاد کون سا ہے؟

٩٥٦: عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ زِيَادٍ، قَالَ: سَأَلَ رَجُلٌ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ فَقَالَ: أَيُّ الْمُؤْمِنِيْنَ أَفْضَلُ إِسْلَاماً؟ قَالَ: ((أَفْضَلُ الْمُؤْمِنِيْنَ إِسْلَاماً مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِهِ وَيَدِهِ، وَأَفْضَلُ الْجِهَادِ مَنْ جَاهَدَ نَفْسَهُ فِي ذَاتِ اللّٰهِ وَأَفْضَلُ الْمُهَاجِرِيْنَ مَنْ جَاهَدَ لِنَفْسِهِ وَهَوَاهُ فِي ذَاتِ اللّٰهِ)) قَالَ: أَنْتَ قُلْتَهُ يَا عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو أَوْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ؟ قَالَ: بَلْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَهُ [الصحيحة: ١٤٩١]

علاء بن زیاد کہتے ہیں: ایک آدمی نے سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے سوال کیا: کون سے مومن بلحاظ اسلام کے افضل ہیں؟ انھوں نے کہا: ''اسلام کے لحاظ سے افضل مومن وہ ہیں جن کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی ذات کی خاطر اپنے نفس سے جہاد کرنا افضل جہاد ہے' اور اللہ تعالیٰ کی ذات کی خاطر اپنے نفس اور خواہش کا مقابلہ کرنا افضل ہجرت ہے۔'' اس نے کہا: اے عبد اللہ بن عمرو! یہ باتیں آپ کی ہیں یا رسول اللہ ﷺ کی؟ انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمائی ہیں۔

تخريج: الصحيحة ١٤٩١- ابن نصر فى الصلاة (٦٣٩)

اى الهجرة أفضل

کون سی ہجرت افضل ہے؟

٩٥٧: عَنْ عَمْرِو بْنِ عَبَسَةَ مَرْفُوعاً: ((أَفْضَلُ الْهِجْرَةِ أَنْ تَهْجُرَ مَا كَرِهَ رَبُّكَ عَزَّوَجَلَّ)). [الصحيحة: ٥٥٣]

سیدنا عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کی ناپسندیدہ چیزوں کو ترک کر دینا افضل ہجرت ہے۔''

تخريج: الصحيحة ٥٥٣- احمد (٤/ ٣٨٥)' عبد بن حميد (٣٠٠)

فوائد: مگر ایسے مہاجر نہ ہونے کے برابر ہیں۔ اکثر مسلمان اپنی ذات اور غیر کی خوشی کے لیے کئی ایسے اعمال کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کو سخت ناپسندیدہ ہیں۔ اللہ ہمیں اپنی رضا والے اعمال کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

من قبل الاسلام فقد افلح

جس نے اسلام قبول کیا تو وہ فلاح پا گیا

۹۵۸: عَنْ فَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ، أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((أَفْلَحَ مَنْ هُدِيَ إِلَى الْإِسْلَامِ، وَكَانَ عَيْشُهُ كِفَافاً، وَقَنَعَ بِهِ)).

سیدنا فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''وہ آدمی کامیاب و کامران ہو گیا جو اسلام کی طرف ہدایت پا گیا اور اس کی گزر بسر کا سامان برابر سرابر ہے' لیکن وہ اس پر قناعت کرنے والا ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۵۰۶۔ حاکم (۴/ ۱۲۲)' ترمذی (۲۳۴۹)' ابن حبان (۷۰۵)' احمد (۶/ ۱۹)

باب قتال الناس مالم يشهدوا بالشهادتين

جب تک شہادتین کی گواہی نہ دیں لوگوں سے لڑنے کا حکم

۹۵۹: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوعاً: ((أُقَاتِلُ النَّاسَ حَتّٰى يَشْهَدُوْا أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَيُؤْمِنُوْا بِيْ وَبِمَا جِئْتُ بِهِ، فَإِذَا فَعَلُوْا ذٰلِكَ، عَصَمُوْا مِنِّي دِمَاءَ هُمْ وَأَمْوَالَهُمْ، إِلَّا بِحَقِّهَا وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللّٰهِ)). [الصحيحة:٤٠١]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں لوگوں سے قتال کرتا رہوں گا جب تک ایسا نہ ہو کہ وہ گواہی دیں کہ اللہ ہی معبودِ برحق ہے اور مجھ پر اور میری لائی ہوئی شریعت پر ایمان لائیں۔ جب وہ ایسا کریں گے تو اپنے خونوں اور مالوں کو مجھ سے محفوظ کر لیں گے' مگر اسلام کے حق کی وجہ سے اور ان کا حساب اللہ تعالیٰ پر ہوگا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۴۱۰۔ مسلم (۳۴/ ۲۱)' بخاری (۲۹۴۶)

☆ ''مگر اسلام کے حق کی وجہ سے'' کا مطلب یہ کہ اگر قبولِ اسلام کے بعد کسی نے کوئی ایسا جرم کیا جو قابلِ حد ہے' تو وہ حد اس پر نافذ ہوگی' جیسے: چوری کی وجہ سے ہاتھ کا کٹنا' زنا کی وجہ سے سو کوڑے لگنا یا سنگسار کیا جانا' ناحق قتل کے قصاص میں قتل کیا جانا۔

باب: اذا سلم الكافر تولاه المسلمون

باب:

۹٦۰: عَنْ أَبِي صَخْرٍ الْعُقَيْلِيِّ: حَدَّثَنِي رَجُلٌ مِّنَ الْأَعْرَابِ قَالَ: جَلَبْتُ جَلُوْبَةً إِلَى الْمَدِيْنَةِ فِي حَيَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ فَلَمَّا فَرَغْتُ مِنْ بَيْعَتِي، قُلْتُ: لَأَلْقَيَنَّ هٰذَا الرَّجُلَ، فَلَأَسْمَعَنَّ مِنْهُ قَالَ: فَتَلَقَّانِي بَيْنَ أَبِي بَكْرٍ وَ عُمَرَ، يَمْشُوْنَ فَتَبِعْتُهُمْ فِي أَقْفَائِهِمْ حَتّٰى أَتَوْا عَلٰى رَجُلٍ مِنَ الْيَهُوْدِ نَاشِراً التَّوْرَاةَ يَقْرَؤُهَا، يُعَزِّي بِهَا نَفْسَهُ عَلَى ابْنٍ

ابو صخر عقیلی کہتے ہیں: مجھ سے ایک بدو نے بیان کیا، کہتا ہے: میں رسول اللہ کی زندگی میں مدینہ میں کچھ سامانِ تجارت لایا' جب میں تجارت سے فارغ ہوا تو کہا: میں ضرور اس آدمی (یعنی محمد ﷺ) کے پاس جاؤں گا اور اس کی باتیں سنوں گا۔ جب رسول اللہ ﷺ مجھے ملے تو سیدنا ابو بکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما بھی آپ کے ساتھ تھے' آپ نے ان کو پیچھے بھیج دیا' ہم ایک یہودی کے پاس گئے' وہ تورات کھول کر پڑھ رہا تھا' اس کے ذریعے اپنے آپ کو تسلی دے

لَهُ فِي الْمَوْتِ، كَأَحْسَنِ الْفِتْيَانِ وَأَجْمَلِهِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَنْشُدُكَ بِالَّذِي أَنْزَلَ التَّوْرَاةَ! هَلْ تَجِدُ فِي كِتَابِكَ صِفَتِي وَمَخْرَجِي؟)) فَقَالَ بِرَأْسِهِ هٰكَذَا، أَيْ: لَا، فَقَالَ ابْنُهُ: إِي وَالَّذِي أَنْزَلَ التَّوْرَاةَ! إِنَّا لَنَجِدُ فِي كِتَابِنَا صِفَتَكَ وَمَخْرَجَكَ، وَأَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَأَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَ: ((أَقِيْمُوا الْيَهُوْدِيَّ عَنْ أَخِيْكُمْ)) يَعْنِي: ابْنَ الْيَهُوْدِيِّ الَّذِي أَسْلَمَ، ثُمَّ وَلِيَ كَفَنَهُ وَحَنَّطَهُ، وَصَلّٰى عَلَيْهِ۔

رہا تھا، کیونکہ اس کا حسین و جمیل نوجوان بیٹا موت و حیات کی کشمکش میں تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا: ''میں تجھے تورات نازل کرنے والی ذات کی قسم دیتا ہوں! کیا تو اپنی کتاب میں میری صفات اور جائے ظہور کا تذکرہ پاتا ہے؟'' اس نے سر سے نہیں میں اشارہ کیا۔ لیکن اس کے بیٹے نے کہا: جی ہاں، تورات کو نازل کرنے والی ذات کی قسم! ہم اپنی کتاب میں آپ کی صفات اور جائے ظہور کا تذکرہ پاتے ہیں اور میں اب گواہی دیتا ہوں کہ اللہ ہی معبودِ برحق ہے اور آپ اللہ کے رسول ہیں۔ (یہ سن کر) آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس یہودی کو اپنے بھائی سے ہٹا دو۔'' آپ کی مراد یہودی کا بیٹا تھا، جس نے اسلام قبول کیا۔ پھر آپ ﷺ نے اس کے کفن کا انتظام و انصرام کیا، اسے حنوط خوشبو لگائی اور اس کی نمازِ جنازہ پڑھائی۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۲۶۹۔ احمد (۵/ ۴۱۱)، ابن سعد (۱/ ۱۸۵)

باب التعجيل بالشهادتين قبل الموت

موت سے پہلے پہلے شہادتین کا اقرار کرنے میں جلدی کرنا

٩٦١: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعاً: ((أَكْثِرُوْا مِنْ شَهَادَةِ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ قَبْلَ أَنْ يُّحَالَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهَا وَلَقِّنُوْهَا مَوْتَاكُمْ)).

[الصحيحة:٤٦٧]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کے معبودِ برحق ہونے کی گواہی کثرت سے دیتے رہا کرو، قبل اس کے کہ تمھارے اور اس کے مابین رکاوٹ حائل ہو جائے اور قریب المرگ لوگوں کو اس کی تلقین کیا کرو۔''

تخریج: الصحیحۃ ۴۶۷۔ ابویعلی (۶۱۴۷)، ابن عدی (۴/ ۱۳۲۴)، خطیب فی التاریخ (۳/ ۳۸)

فوائد: یعنی کثرت سے یہ کلمہ پڑھا کرو: اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه۔

امور الاربعة من النجاة

نجات والے چار کام

٩٦٢: عَنْ سَلَمَةَ بْنِ قَيْسٍ الْأَشْجَعِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ: ((أَلَا إِنَّمَا هُنَّ أَرْبَعٌ: أَنْ لَّا تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ شَيْئًا، وَلَا تَقْتُلُوْا

سیدنا سلمہ بن قیس اشجعی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر فرمایا: ''خبردار! یہ چار چیزیں ہیں: اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانا، اللہ تعالیٰ کے حرام کردہ کسی نفس کو قتل نہ

النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللّٰهُ. إِلَّا بِالْحَقِّ، وَلَا تَزْنُوْا، وَلَا تَسْرِقُوْا)). قَالَ: فَمَا أَنَا بِأَشَحَّ عَلَيْهِنَّ مِنِّي إِذَا سَمِعْتُهُنَّ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ.

کرنا مگر حق کے ساتھ' زنا نہ کرنا اور چوری نہ کرنا'' جب سے میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ کلمات سنے ہیں' تو اب ان کو بیان کرنے میں کسی قسم کی بخیلی نہیں کروں گا۔

تخریج: الصحیحۃ ۱۷۵۹۔ احمد (۴/ ۳۳۹)' طبرانی (۶۳۱۶' ۶۳۱۷)' نسائی فی الکبری (۱۱۳۷۳)' حاکم (۴/ ۳۵۱)

فوائد: اسلام میں تین افراد کو قتل کرنا حق ہے: (۱) قاتل (۲) شادی شدہ زانی اور (۳) مرتد۔

باب: من الحزم الوتر قبل النوم

باب: سونے سے قبل وتر پڑھنا دوراندیشی ہے

٩٦٣: عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ: أَنَّهُ كَانَ يُصَلِّي الْعِشَاءَ الْآخِرَةَ فِي مَسْجِدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ثُمَّ يُوْتِرُ بِوَاحِدَةٍ لَا يَزِيْدُ عَلَيْهَا، فَيُقَالُ لَهُ: أَتُوْتِرُ بِوَاحِدَةٍ لَاتَزِيْدُ عَلَيْهَا يَا أَبَا إِسْحَاقَ؟ فَيَقُوْلُ: نَعَمْ، إِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((اَلَّذِيْ لَايَنَامُ حَتّٰى يُوْتِرَ حَازِمٌ)). [الصحيحة: ٢٢٠٨]

سیدنا سعد بن ابو وقاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں عشاء کی نماز مسجدِ نبوی میں پڑھتا تھا' اس کے بعد ایک رکعت وتر پڑھتا تھا۔ مجھے کہا جاتا تھا: ابواسحٰق! آپ نمازِ وتر کی ایک ہی رکعت پڑھتے ہیں' زیادہ نہیں پڑھتے' (کیا وجہ ہے)؟ میں کہتا: جی ہاں' میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''وہ دوراندیشی سے کام لے رہا ہے جو سونے سے پہلے وتر ادا کر لیتا ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۲۰۸۔ احمد (۱/ ۱۷۰)

باب: الصوم و الصدقة عن الوالد المسلم

باب: مسلم والد کی طرف سے روزہ وصدقہ کا بیان

٩٦٤: عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ أَنَّ الْعَاصَ بْنَ وَائِلٍ نَذَرَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ أَنْ يَنْحَرَ مِئَةَ بُدْنَةٍ، وَأَنَّ هِشَامَ بْنَ الْعَاصِ نَحَرَ حِصَّتَهُ خَمْسِيْنَ بُدْنَةً. وَأَنَّ عَمْرًا سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ عَنْ ذٰلِكَ؟ فَقَالَ: ((أَمَّا أَبُوْكَ فَلَوْ كَانَ أَقَرَّ بِالتَّوْحِيْدِ، فَصُمْتَ وَتَصَدَّقْتَ عَنْهُ، نَفَعَهُ ذٰلِكَ)). [الصحيحة: ٤٨٤]

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: عاص بن وائل نے دورِ جاہلیت میں نذر مانی کہ وہ سو اونٹ ذبح کرے گا (لیکن وہ نذر پوری کرنے سے پہلے مر گیا)' اس کے بیٹے ہشام بن عاص نے اپنے حصے کے پچاس اونٹ ذبح کر دیئے تھے اور دوسرے بیٹے سیدنا عمرو نے نبی کریم ﷺ سے اس کے بارے میں سوال کیا' آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تیرے باپ نے توحید کا اقرار کیا ہوتا اور تو اس کی طرف روزہ رکھتا یا صدقہ کرتا تو اسے فائدہ ہوتا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۴۸۴۔ احمد (۲/ ۱۸۲)' ابن ابی شیبۃ (۳/ ۳۸۶' ۳۸۷)' ابو داود (۲۸۸۳)' بیہقی (۶/ ۲۷۹)

تقليد العلماء كعبادتهم

علماء کی تقلید محض ان کی عبادت کرنے کے مترادف ہے

٩٦٥: عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ، قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ

سیدنا عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نبی کریم ﷺ کے پاس آیا

وَفِي عُنُقِي صَلِيبٌ مِنْ ذَهَبٍ، فَقَالَ: ((يَا عَدِيُّ! اِطْرَحْ هٰذَا الْوَثَنَ)) وَسَمِعْتُهُ يَقْرَأُ فِي سُوْرَةِ بَرَاءَة: [فَقُلْتُ: إِنَّا لَسْنَا نَعْبُدُهُمْ]؟ قَالَ: ((أَمَا إِنَّهُمْ لَمْ يَكُوْنُوا يَعْبُدُوْنَهُمْ وَلٰكِنَّهُمْ كَانُوا إِذَا أَحَلُّوا لَهُمْ شَيْئًا اسْتَحَلُّوهُ، وَإِذَا حَرَّمُوا عَلَيْهِمْ شَيْئًا حَرَّمُوهُ،[فَتِلْكَ عِبَادَتُهُمْ])). [الصحيحة:٣٢٩٣]

اور میری گردن میں سونے کی صلیب تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''عدی! اس بت کو پھینک دے۔'' پھر میں نے آپ ﷺ کو سورۂ براء ۃ کی یہ آیت پڑھتے سنا: ﴿اِتَّخَذُوْا أَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ أَرْبَابًا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ﴾ میں نے کہا: ہم ان کی عبادت تو نہیں کرتے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''آگاہ ہو جا! وہ ان کی عبادت نہیں کرتے تھے، لیکن جب وہ کوئی چیز حلال کرتے تو ان کو ماننے والے اس چیز کو حلال سمجھتے اور جب وہ کوئی چیز حرام کرتے تو وہ اسے حرام سمجھتے، تو ایسا کرنا ان کی عبادت ہوئی۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۲۹۳۔ بخاری فی التاریخ (۷/ ۱۰۶)، ترمذی (۳۰۹۵)، طبرانی فی الکبیر (۱۷/ ۹۲)

متى يقتل بكافر

کافر سے لڑائی کب تک کی جائے گی؟

٩٦٦. عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَشْهَدُوا أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ، وَأَنْ يَسْتَقْبِلُوْا قِبْلَتَنَا وَيَأْكُلُوا ذَبِيْحَتَنَا، وَأَنْ يُصَلُّوْا صَلَاتَنَا، فَإِذَا فَعَلُوا ذٰلِكَ [فَقَدْ] حُرِّمَتْ عَلَيْنَا دِمَاؤُهُمْ وَأَمْوَالُهُمْ إِلَّا بِحَقِّهَا، لَهُمْ مَا لِلْمُسْلِمِيْنَ، وَعَلَيْهِمْ مَا عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ)). [الصحيحة:٣٠٣]

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے اس وقت تک لوگوں سے لڑنے کا حکم دیا گیا جب تک ایسا نہ ہو جائے کہ وہ گواہی دیں کہ اللہ تعالیٰ ہی معبودِ برحق ہے اور محمد ﷺ اللہ کے بندے اور رسول ہیں، (نیز) وہ ہمارے قبلہ کی طرف متوجہ ہوں، ہمارا ذبیحہ کھائیں اور ہماری نماز پڑھیں۔ جب وہ ایسا کریں گے تو ہم پر ان کے خون اور مال حرام ہو جائیں گے، سوائے اسلام کے حق کے، انھیں وہی حقوق ملیں گے جو مسلمانوں کے ہوتے ہیں اور ان پر وہی ذمہ داریاں عائد ہوں گی جو عام مسلمانوں پر ہوتی ہیں۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۰۳۔ ابوداود (۲۶۴۱)، ترمذی (۲۶۰۸)، نسائی (۳۹۷۲)، احمد (۳/ ۱۹۹)، بخاری (۳۹۲، ۳۹۳)

٩٦٧: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ ﷺ: ((أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَقُوْلُوا: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ فَمَنْ قَالَ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ. فَقَدْ عَصَمَ مِنِّي مَالَهُ وَنَفْسَهُ، إِلَّا بِحَقِّهِ، وَحِسَابُهُ عَلَى اللّٰهِ)). [الصحيحة:٤٠٧]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے اس وقت تک لوگوں سے قتال کرنے کا حکم دیا گیا ہے، جب تک وہ ''لا الٰہ الا اللّٰہ'' نہیں کہہ دیتے۔ جب وہ ''لا الٰہ الا اللّٰہ'' کہہ دیں گے تو مجھ سے اپنے مال و جان کو محفوظ کر لیں گے سوائے حق اسلام کے، اور ان کا حساب اللہ تعالیٰ پر ہوگا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۴۰۷۔ بخاری (۱۳۹۹، ۱۴۰۰)، مسلم (۲۰)، ابوداود (۱۵۵۶)، ترمذی (۲۶۰۷)، نسائی (۳۰۹۴)

٩٦٨: عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَﷺ: ((أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَشْهَدُوْا أَن لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّداً رَسُوْلُ اللّٰهِ، وَيُقِيْمُوا الصَّلَاةَ، وَيُؤْتُوا الزَّكَاةَ فَإِذَا فَعَلُوْا ذٰلِكَ، عَصَمُوْا مِنِّي دِمَاءَ هُمْ وَأَمْوَالَهُمْ، إِلَّا بِحَقِّ الْإِسْلَامِ، وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللّٰهِ)). [الصحيحة: ٤٠٨]

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے قتال کرتا رہوں، یہاں تک کہ وہ اس بات کی گواہی دیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں۔ (اس توحید و رسالت کے اقرار کے بعد) وہ نماز قائم کریں اور زکوۃ ادا کریں۔ جب وہ ایسا کر لیں گے تو مجھ سے اپنے خون اور اپنے مال محفوظ کر لیں گے، سوائے حق اسلام کے۔ (یعنی زکوۃ، قصاص وغیرہ) اور ان (کے باطن) کا حساب اللہ کے سپرد ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۴۰۸۔ بخاری (۲۵)، مسلم (۲۲)

٩٦٩: عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: قَالَﷺ ((أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَقُوْلُوْا: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، فَإِذَا قَالُوْا: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، عَصَمُوْا مِنِّي دِمَاءَ هُمْ وَأَمْوَالَهُمْ، إِلَّا بِحَقِّهَا، وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللّٰهِ، ثُمَّ قَرَأَ: ﴿إِنَّمَا أَنْتَ مُذَكِّرٌ. لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ﴾)) [الصحيحة:٤٠٩]

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے حکم دیا گیا کہ میں اس وقت تک لوگوں سے لڑتا رہوں، جب تک وہ "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه" نہیں کہہ دیتے۔ جب وہ "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه" کہیں گے، تو وہ اپنے خون اور مال مجھ سے محفوظ کر لیں گے، سوائے حق اسلام کے اور ان (کے باطن) کا حساب اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے۔'' پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت کی ترجمہ: ﴿آپ صرف نصیحت کرنے والے ہیں۔ آپ ان پر داروغہ نہیں ہیں﴾

تخریج: الصحیحة ۴۰۹۔ مسلم (۱۲۸)، ۲۱، ترمذی (۳۳۴۱)، احمد (۳/ ۳۰۰)

باب الآداب الجامع

جامع ترین آداب

٩٧٠: عَنْ جَابِرٍ: ((أَمَرَنَا ا بِأَرْبَعٍ، وَنَهَانَا عَنْ خَمْسٍ: ١. إِذَا رَقَدْتَّ فَأَغْلِقْ بَابَكَ. ٢. وَأَوْكِ سِقَاءَكَ، ٣. وَأَطْفِ مِصْبَاحَكَ، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَفْتَحُ بَاباً، وَلَا يَحِلُّ وِكَاءً، وَلَا يَكْشِفُ غِطَاءً، وَإِنَّ الْفَأْرَةَ الْفُوَيْسِقَةُ تَحْرِقُ عَلَى أَهْلِ الْبُيُتِ بَيْتَهُمْ. ١. وَلَا تَأْكُلْ بِشِمَالِكَ، ٢. وَلَا تَشْرَبْ بِشِمَالِكَ ٣. وَلَا تَمْشِ فِي نَعْلٍ وَاحِدَةٍ، ٤. وَلَا تَشْتَمِلِ الصَّمَاءَ، ٥.

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں چار چیزوں کا حکم دیا اور پانچ چیزوں سے منع کیا: (۱) سوتے وقت دروازہ بند کرنا، (۲) مشکیزے کا منہ باندھنا، (۳) برتن ڈھانکنا اور (۴) (سوتے وقت) چراغ بجھا دینا، کیونکہ شیطان (بند کیا ہوا) دروازہ نہیں کھولتا، مشکیزے کا منہ نہیں کھولتا، برتن سے اس کا ڈھکن نہیں اتارتا اور یہ فاسق جانور چوہیا (جلتے چراغ کی وجہ سے) سے گھر کو گھر والوں سمیت جلا دیتی ہے۔ (جن پانچ چیزوں سے منع کیا وہ یہ ہیں:) (۱) بائیں ہاتھ سے نہیں کھانا، (۲) بائیں ہاتھ سے

وَلَاتَحْتَبِ فِي الْإِزَارِ مُفْضِيًا)).

[الصحيحة:٢٩٧٤]

نہیں پینا' (۳) ایک جوتے میں نہیں چلنا' (۴) چادر کو ہر طرف سے اس طرح نہیں لپیٹنا کہ ہاتھ بھی باہر نہ نکل سکیں اور (۵) اس طرح حبوہ نہیں باندھنا کہ شرمگاہ نظر آ رہی ہو۔"

تخریج: الصحیحۃ ۲۹۷۴۔ ابن حبان (۱۲۷۳)' ابوعوانۃ (۵/ ۵۰۸)' ومسلم (۲۰۹۹)' احمد (۳/ ۲۹۷۔ ۲۹۸)' مختصراً

☆ حبوہ: کمر اور گھٹنوں کے گرد کپڑا باندھا کر بیٹھنا۔

باب لا يقبل عمل الكافر

کافر کے عمل قبول نہ کیے جائیں گے

۹۷۱: عَنْ عِمْرَانَ بْنِ الْحُصَيْنِ، قَالَ: جَاءَ حُصَيْنٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: أَرَأَيْتَ رَجُلاً كَانَ يَصِلُ الرَّحِمَ، وَيَقْرِي الضَّيْفَ مَاتَ قَبْلَكَ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ أَبِيْ وَأَبَاكَ فِي النَّارِ)) فَمَا مَضَتْ عِشْرُوْنَ لَيْلَةً حَتّٰى مَاتَ مُشْرِكًا۔

[الصحيحة:٢٥٩٢]

سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: حصین نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور کہا: ایک آدمی صلہ رحمی اور مہمانوں کی میزبانی تو کرتا تھا' لیکن وہ آپ سے پہلے فوت ہو گیا' (اب اس کی ان نیکیوں کا کیا بنے گا)؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میرا باپ اور تیرا باپ دونوں جہنمی ہیں۔" ابھی تک بیس دن نہیں گزرے تھے کہ وہ شرک کی حالت میں مر گیا۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۵۹۲۔ طبرانی فی الکبیر (۳۵۵۲)

باب: جواب من خلق الله؟

باب:

۹۷۲: عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ أَحَدَكُمْ يَأْتِيْهِ الشَّيْطَانُ فَيَقُوْلُ: مَنْ خَلَقَكَ؟ فَيَقُوْلُ: اللّٰهُ فَيَقُوْلُ فَمَنْ خَلَقَ اللّٰهَ؟ فَإِذَا وَجَدَ ذٰلِكَ أَحَدُكُمْ، فَلْيَقْرَأْ: آمَنْتُ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ، فَإِنَّ ذٰلِكَ يُذْهِبُ عَنْهُ)). [الصحيحة:١١٦]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تمہارے پاس شیطان آ کر یہ کہتا ہے: تجھے کس نے پیدا کیا؟ وہ کہتا ہے: اللہ تعالیٰ نے۔ وہ دوبارہ کہے گا: اچھا تو پھر اللہ تعالیٰ کو کس نے پیدا کیا؟ اگر ایسا وسوسہ پیدا ہو جائے تو یہ دعا پڑھنی ہے: آمَنْتُ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ، "میں اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لایا" اس عمل سے وہ وسوسہ ختم ہو جائیگا۔"

تخریج: الصحیحۃ ۱۱۶۔ احمد (۶/ ۲۵۷)' ابویعلی (۴۷۰۴)' ابن ابی عاصم فی السنۃ (۶۴۸' ۶۴۹)

باب الذي يقرء القرآن و مع ذمه يخرج عن الاسلام

اس شخص کے بارے میں کہ جو قرآن بڑی عمدگی کے ساتھ پڑھے گا اس کے باوجود اسلام سے نکل جائے گا

۹۷۳: عَنْ حُذَيْفَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ أَخْوَفَ مَا أَخَافُ عَلَيْكُمْ رَجُلٌ قَرَأَ

سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مجھے تمہارے حق میں سب سے زیادہ ڈر اس آدمی سے ہے جو

الْقُرْآنَ، حَتّٰى إِذَا رُئِيَتْ بَهْجَتُهُ عَلَيْهِ، وَكَانَ رِدْءًا لِلْإِسْلَامِ، اِنْسَلَخَ مِنْهُ وَنَبَذَهُ وَرَاءَ ظَهْرِهِ، وَسَعٰى عَلٰى جَارِهِ بِالسَّيْفِ وَرَمَاهُ بِالشِّرْكِ، قُلْتُ: يَانَبِيَّ اللّٰهِ! أَيُّهُمَا أَوْلٰى بِالشِّرْكِ، الرَّامِيْ أَوِ الْمَرْمِيُّ؟ قَالَ: بَلِ الرَّامِيْ)). [الصحيحة: ۳۲۰۱]

قرآن مجید پڑھے گا، جب قرآن کی رونق اس پر نظر آنے گی اور اسے اسلام کا پشت پناہ سمجھا جائے گا، تو وہ اسلام سے نکل جائے گا، اسے پشت کے پیچھے پھینک دے گا، اپنے پڑوسی پر تلوار اٹھائے گا اور اس پر شرک کا الزام دھرے گا۔'' میں نے کہا: اے اللہ کے نبی! ان دونوں میں سے مشرک ہونے کے فتویٰ کا زیادہ حق دار الزام لگانے والا ہے یا جس پر الزام لگایا جائے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''الزام لگانے والا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۲۰۱۔ بخاری فی التاریخ (۴/ ۳۰۱)، ابو یعلی (اتحاف الخیرۃ: ۸۰۰۷)، ابن حبان (۸۱)

باب الذم الريا هو الشرك الاصغر

ریا کاری کی مذمت جو کہ شرک اصغر ہے

۹۷۴: عَنْ مَحْمُوْدِ بْنِ لَبِيْدٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ أَخْوَفَ مَا أَخَافُ عَلَيْكُمُ الشِّرْكُ الْأَصْغَرُ. قَالُوْا: وَمَا الشِّرْكُ الْأَصْغَرُ؟ قَالَ الرِّيَاءُ يَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ لِأَصْحَابِ ذٰلِكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِذَا جَازَى النَّاسَ: اِذْهَبُوْا إِلَى الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تُرَاؤُوْنَ فِي الدُّنْيَا، فَانْظُرُوْا هَلْ تَجِدُوْنَ عِنْدَهُمْ جَزَاءً؟!)) [الصحيحة: ۹۵۱]

سیدنا محمود بن لبید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے تمھارے حق میں سب سے زیادہ ڈر شرکِ اصغر کا ہے۔'' صحابہ نے عرض کی: شرکِ اصغر کیا ہوتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ریا کاری کو کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ قیامت والے دن جب لوگوں کو بدلہ دے گا تو ریا کاروں سے کہے گا: ان ہستیوں کی طرف چلے جاؤ، جن کے سامنے دنیا میں ریا کاری کرتے تھے اور دیکھو کہ آیا ان کے پاس کوئی بدلہ ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۹۵۱۔ احمد (۵/ ۴۲۸۔ ۴۲۹)، ابو محمد الضراب فی ذم الریاء (۳۱)، بغوی (۴۱۳۵)

باب ارواح المؤمنين في اجواف طير خضر

مومنوں کی روحیں سبز پرندوں کے پیٹوں میں ہیں

۹۷۵: عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: لَمَّا حَضَرَ كَعْبًا الْوَفَاةُ دَخَلَتْ عَلَيْهِ أُمُّ مُبَشِّرٍ بِنْتُ الْبَرَاءِ بْنِ مَعْرُوْرٍ فَقَالَتْ: يَا أَبَا عَبْدِالرَّحْمٰنِ! إِنْ لَقِيْتَ ابْنِيْ فَأَقْرِئْهُ مِنِّي السَّلَامَ۔ فَقَالَ: يَغْفِرُاللّٰهُ لَكِ يَا أُمَّ مُبَشِّرٍ! نَحْنُ أَشْغَلُ مِنْ ذٰلِكَ، فَقَالَتْ: يَا أَبَا عَبْدِالرَّحْمٰنِ! أَمَا سَمِعْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ:

سیدنا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جب کعب کی وفات کا وقت قریب ہوا تو ام مبشر بنت براء بن معرور ان کے پاس آئیں اور کہا: اے ابوعبدالرحمٰن! اگر میرے بیٹے سے ملاقات ہوئی تو اسے میرا سلام کہنا۔ انھوں نے کہا: ام مبشر! اللہ تجھے معاف کرے، ہم مشغول ہوں گے، ایسا کام نہیں کر سکیں گے۔ اس نے کہا: اے ابو عبدالرحمٰن! متنبہ رہو! کیا تم نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے

((إِنَّ أَرْوَاحَ الْمُؤْمِنِيْنَ فِي أَجْوَافِ طَيْرٍ خُضْرٍ تَعْلُقُ بِشَجَرِ الْجَنَّةِ)) قَالَ: بَلٰى قَالَتْ: فَهُوَ ذَاكَ۔ [الصحيحة: ٩٩٥]

نہیں سنا: ''بیشک مومنوں کی روحیں سبز پرندوں کے اندر ہوتی ہیں، وہ جنت کے درختوں سے چگتے رہتے ہیں۔'' انھوں نے کہا: کیوں نہیں (میں نے سنا ہے)۔ اس نے کہا: یہی بات ہے (جو میں کہہ رہی ہوں)۔

تخریج: الصحیحۃ ۹۹۵۔ ابن ماجہ (۱۴۴۹)، الحربی فی غریب الحدیث (۵/ ۲۱۰/ ۱)، ابن مندہ فی المعرفۃ (۲/ ۲۶۳/ ۱)، احمد (۳/ ۴۵۵)

باب: من هم الغرباء الذين لهم طوبى

باب: بشارت کے حامل غرباء کون ہیں؟

٩٧٦: عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ، عَنِ النَّبِيِّ قَالَ: ((إِنَّ الْإِسْلَامَ بَدَأَ غَرِيْباً، وَسَيَعُوْدُ غَرِيْباً كَمَا بَدَأَ، فَطُوْبٰى لِلْغُرَبَاءِ، قِيْلَ: مَنْ هُمْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: اَلَّذِيْنَ يُصْلِحُوْنَ إِذَا فَسَدَ النَّاسُ)). [الصحيحة: ١٢٧٣]

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب اسلام کی ابتدا ہوئی تو وہ اجنبی (اور نامانوس) تھا اور عنقریب دوبارہ اجنبی بن جائے گا، سو (اس دین کو اپنانے والے) غرباء کے لئے خوشخبری ہے۔'' کہا گیا: اے اللہ کے رسول! یہ لوگ کون ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ ہیں جو لوگوں کے بگاڑ کے وقت ان کی اصلاح کرتے ہیں۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۲۷۳۔ ابوعمرو الدانی فی السنن الواردۃ فی الفتن (۲۸۸)، الآجری فی الغرباء (۱/ ۲)، ترمذی (۲۶۲۹)، ابن ماجہ (۳۹۸۸)

اذا ستودع الله شيئاً فحفظه

جب کوئی چیز اللہ کے سپرد کردی جائے تو وہ اس کی حفاظت کرتا ہے

٩٧٧: عَنْ مُجَاهِدٍ، قَالَ: خَرَجْتُ إِلَى الْعِرَاقِ، وَشَيَّعَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ، فَلَمَّا فَارَقَنَا، قَالَ: إِنِّي لَيْسَ عِنْدِيْ شَيْءٌ أُعْطِيْكُمْ، وَلٰكِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((إِنَّ اللّٰهَ إِذَا اسْتُوْدِعَ شَيْئاً حَفِظَهُ)) وَإِنِّي أَسْتَوْدِعُ اللّٰهَ دِيْنَكُمْ وَأَمَانَتَكُمْ، وَخَوَاتِيْمَ أَعْمَالِكُمْ.

[الصحيحة: ٢٥٤٧]

مجاہد کہتے ہیں: میں عراق کی طرف گیا، سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہمیں وداع کرنے کے لئے ہمارے ساتھ چلے، جب وہ ہم سے جدا ہونے لگے تو انھوں نے کہا: تمھیں دینے کے لیے میرے پاس کچھ بھی نہیں ہے، لیکن میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''جب کوئی چیز اللہ تعالیٰ کے سپرد کی جاتی ہے تو وہ اس کی حفاظت کرتے ہیں اور میں تمھارے دین، امانت اور خاتمۂ اعمال کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۵۴۷۔ نسائی فی عمل الیوم واللیلہ (۵۰۹)، ابن حبان (۲۶۹۳)، بیہقی (۹/ ۱۷۳)

لا يقبل توبة الكافر المرتد

مرتد کافر کی توبہ قبول نہیں ہے

۹۷۸: عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنَ حَكِيمِ [بْنِ حِزَامٍ] عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰى. لَا يَقْبَلُ تَوْبَةَ عَبْدٍ كَفَرَ بَعْدَ إِسْلَامِهِ)).

[الصحيحة:٢٥٤٥]

معاویہ بن حکیم بن حزام اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''بیشک اللہ تعالیٰ اس بندے کی توبہ قبول نہیں کرتے جو اسلام کے بعد پھر کفر کر جاتا ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۵۴۵۔ احمد (۴/ ۴۴۶؛ ۵/ ۲،۳)؛ نسائی فی الکبری (۱۱۴۳۱)؛ طبرانی فی الکبیر (۱۹/ ۴۲۵)

باب: اشرف حديث في صفة الاولياء

۹۷۹: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ اللّٰهَ. تَعَالٰى. قَالَ: مَنْ عَادٰى لِي وَلِيًّا فَقَدْ آذَنْتُهُ بِالْحَرْبِ، وَمَا تَقَرَّبَ إِلَيَّ عَبْدِي بِشَيْءٍ أَحَبَّ إِلَيَّ مِمَّا افْتَرَضْتُهُ عَلَيْهِ، وَمَا زَالَ عَبْدِي يَتَقَرَّبُ إِلَيَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰى أُحِبَّهُ، فَإِذَا أَحْبَبْتُهُ كُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِي يَسْمَعُ بِهِ، وَبَصَرَهُ الَّذِي يُبْصِرُ بِهِ، وَيَدَهُ الَّتِي يَبْطِشُ بِهَا، وَرِجْلَهُ الَّتِي يَمْشِي بِهَا، وَإِنْ سَأَلَنِي لَأُعْطِيَنَّهُ، وَلَئِنِ اسْتَعَاذَنِي لَأُعِيذَنَّهُ، وَمَا تَرَدَّدْتُّ عَنْ شَيْءٍ أَنَا فَاعِلُهُ تَرَدُّدِي عَنْ قَبْضِ نَفْسِ الْمُؤْمِنِ، يَكْرَهُ الْمَوْتَ وَأَنَا أَكْرَهُ مَسَاءَ تَهُ)).

[الصحيحة:١٦٤٠]

باب:

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے میرے کسی دوست سے دشمنی کی؛ میرا اس سے اعلان جنگ ہے؛ میں نے بندے پر جو چیزیں فرض کی ہیں؛ ان سے زیادہ مجھے کوئی چیز محبوب نہیں جس سے وہ میرا قرب حاصل کرے (یعنی فرائض کے ذریعے سے میرا قرب حاصل کرنا مجھے سب سے زیادہ محبوب ہے) اور میرا بندہ نوافل کے ذریعے سے (بھی) میرا قرب حاصل کرتا رہتا ہے حتی کہ میں اس سے محبت کرنے لگ جاتا ہوں اور جب میں اس سے (اس کے ذوقِ عبادت؛ فرائض کی ادائیگی اور نوافل کے اہتمام کی وجہ سے) محبت کرتا ہوں تو (اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ) میں اس کا وہ کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے؛ اس کی وہ آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے؛ اس کا وہ ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کا وہ پیر بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے اور اگر وہ مجھ سے کسی چیز کا سوال کرے تو میں اسے وہ ضرور عطا کرتا ہوں اور اگر کسی چیز سے پناہ طلب کرے تو میں اسے ضرور اس سے پناہ دیتا ہوں اور کسی چیز کو سرانجام دینے سے مجھے کوئی تردد نہیں ہوتا؛ سوائے مومن کا نفس قبض کرنے کے؛ کہ وہ موت کو ناپسند کرتا ہے اور مجھے اس کا غم و اندوہ ناپسند لگتا ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۶۴۰۔ بخاری (۶۵۰۲)؛ ابونعیم فی الحلیۃ (۱/ ۴)؛ بغوی فی شرح السنۃ (۱۲۴۸)

فوائد: مفہوم یہ ہے کہ ان صفات کا حامل اللہ تعالیٰ کا محبوب بندہ بن جاتا ہے؛ اللہ اسے اپنی حفاظت میں لے لیتا ہے اور اس کے

اعضا کی نگرانی کرتا ہے' چنانچہ وہ اپنے کانوں سے وہی کچھ سنتا ہے اور آنکھوں سے وہی کچھ دیکھتا ہے جو اللہ تعالیٰ کو پسند ہو۔ علی ہذا القیاس

یحسن الظن بالرب

۹۸۰: عَنْ يُونُسَ بْنِ مَيْسَرَةَ بْنَ حَلْبَسٍ قَالَ: دَخَلْنَا عَلَى يَزِيْدَ بْنِ الْأَسْوَدِ فَدَخَلَ عَلَيْهِ وَاثِلَةُ، فَلَمَّا نَظَرَ إِلَيْهِ مَدَّ يَدَهُ، فَأَخَذَ بِيَدِهِ فَمَسَحَ بِهَا وَجْهَهُ وَصَدْرَهُ لِأَنَّهُ بَايَعَ بِهَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ لَهُ: يَايَزِيْدُ كَيْفَ ظَنُّكَ بِرَبِّكَ؟ قَالَ: حَسَنٌ، قَالَ: أَبْشِرْ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى. يَقُوْلُ: أَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِي بِيْ، إِنْ خَيْرًا فَخَيْرٌ، وَإِنْ شَرًّا فَشَرٌّ)). [الصحيحة:١٦٦٣]

رب کے ساتھ اچھے گمان رکھنے چاہییں

یونس بن میسرہ بن حلبس کہتے ہیں: ہم یزید بن اسود کے پاس گئے اور سیدنا واثلہ ؓ بھی وہاں پہنچ گئے۔ جب یزید نے ان کو دیکھا تو اپنا ہاتھ لمبا کر کے ان کا ہاتھ پکڑ لیا اور اسے اپنے چہرے اور سینے پر اس لئے پھیرا کہ انھوں نے اس ہاتھ سے رسول اللہ ﷺ کی بیعت کی تھی۔ انھوں نے کہا: یزید! اپنے رب کے بارے میں کیا گمان ہے؟ اس نے کہا: اچھا ظن رکھتا ہوں۔ انھوں نے کہا: خوش ہو جاؤ' میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''بیشک اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میں اپنے بندے (کے ساتھ کوئی معاملہ کرنے میں) اس کے گمان کے مطابق ہوں' اچھے گمان کے بدلے معاملہ بھی اچھا اور برے گمان کے بدلے معاملہ بھی برا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۶۶۳۔ طبرانی فی الاوسط (۷۹۵۱)' والکبیر (۲۲/ ۸۹۔ ۹۰)' ابونعیم فی حلیۃ (۹/ ۳۰۶)' احمد (۳/ ۴۹۱)

باب: وجوب الاخذ بالیسر

۹۸۱: عَنْ مِحْجَنِ بْنِ الْأَدْرَعِ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بَلَغَهُ أَنَّ رَجُلًا فِي الْمَسْجِدِ يُطِيْلُ الصَّلَاةَ، فَأَتَاهُ فَأَخَذَ بِمَنْكِبِهِ ثُمَّ قَالَ: ((إِنَّ اللّٰهَ رَضِيَ لِهٰذِهِ الْأُمَّةِ الْيُسْرَ، وَكَرِهَ لَهُمُ الْعُسْرَ (قَالَهَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ) وَإِنَّ هٰذَا أَخَذَ بِالْعُسْرِ، وَتَرَكَ الْيُسْرَ)). [الصحيحة: ١٦٣٥]

باب: آسانی اختیار کرنے کا بیان

سیدنا محجن بن ادرع ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو یہ خبر موصول ہوئی کہ فلاں بندہ مسجد میں لمبی نماز ادا کر رہا ہے' آپ ﷺ اس کے پاس آئے' اس کے کندھے کو پکڑا اور فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے اس امت کے لئے آسانی کو پسند اور تنگی کو ناپسند کیا ہے (یہ بات تین دفعہ ارشاد فرمائی) جبکہ اس بندے نے تنگی کو اختیار کیا ہے اور آسانی کو ترک کر دیا ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۶۳۵۔ الواحدی فی الوسیط (۱/ ۴۸۲)' طبرانی فی الکبیر (۲۰/ ۲۹۸)' احمد (۵/ ۳۲)

باب: سبب نزول ﴿ومن لم یحکم بما انزل اللہ﴾ الایۃ وان الکفر العملی غیر الاعتقادی

باب:

۹۸۲: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: ((إِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ

سیدنا عبداللہ بن عباس ؓ کہتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے یہ آیات

أَنْزَلَ: ﴿وَمَنْ لَمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللّٰهُ فَأُولٰئِكَ هُمُ الْكَافِرُوْنَ﴾ وَ ﴿أُولٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُوْنَ﴾ وَ ﴿أُولٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُوْنَ﴾ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: أَنْزَلَهَا اللّٰهُ فِي الطَّائِفَتَيْنِ مِنَ الْيَهُوْدِ، وَكَانَتْ إِحْدَاهُمَا قَدْ قَهَرَتِ الْأُخْرٰى فِي الْجَاهِلِيَّةِ حَتّٰى ارْتَضَوْا وَاصْطَلَحُوْا عَلٰى أَنَّ كُلَّ قَتِيْلٍ قَتَلَهُ (الْعَزِيْزَةُ) مِنَ الذَّلِيْلَةِ فَدِيَتُهُ خَمْسُوْنَ وَسَقاً، وَكُلُّ قَتِيْلٍ قَتَلَهُ (الذَّلِيْلَةُ) مِنَ (الْعَزِيْزَةِ) فَدِيَتُهُ مِئَةُ وَسَقٍ، فَكَانُوْا عَلٰى ذٰلِكَ حَتّٰى قَدِمَ النَّبِيُّ الْمَدِيْنَةَ، فَذَلَّتِ الطَّائِفَتَانِ كِلْتَاهُمَا لِمَقْدَمِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَيَوْمَئِذٍ لَمْ يَظْهَرْ وَلَمْ يُوَطِّئْهُمَا عَلَيْهِ وَهُوَ فِي الصُّلْحِ، فَقَتَلَتِ (الذَّلِيْلَةُ) مِنَ (الْعَزِيْزَةِ) قَتِيْلاً فَأَرْسَلَتِ (الْعَزِيْزَةُ) إِلَى (الذَّلِيْلَةِ) أَنِ ابْعَثُوْا إِلَيْنَا بِمِئَةِ وَسَقٍ، فَقَالَتِ (الذَّلِيْلَةُ) وَهَلْ كَانَ هٰذَا فِي حِيْنٍ قَطُّ دِيْنُهُمَا وَاحِدٌ، وَنَسَبُهُمَا وَاحِدٌ، وَبَلَدُهُمَا وَاحِدٌ، دِيَةُ بَعْضِهِمْ نِصْفُ دِيَةِ بَعْضٍ؟ إِنَّا إِنَّمَا أَعْطَيْنَاكُمْ هٰذَا ضَيْماً مِنْكُمْ لَنَا، وَفَرَقاً مِنْكُمْ فَأَمَّا إِذْ قَدِمَ مُحَمَّدٌ فَلَا نُعْطِيْكُمْ ذٰلِكَ، فَكَادَتِ الْحَرْبُ تَهِيْجُ بَيْنَهُمَا، ثُمَّ ارْتَضَوْا عَلٰى أَنْ يَجْعَلُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بَيْنَهُمْ، ثُمَّ ذَكَرَتِ (الْعَزِيْزَةُ) فَقَالَتْ: وَاللّٰهِ مَا مُحَمَّدٌ بِمُعْطِيْكُمْ مِنْهُمْ ضِعْفَ مَا يُعْطِيْهِمْ مِنْكُمْ، وَلَقَدْ صَدَقُوْا، مَا أَعْطَوْنَا هٰذَا إِلَّا ضَيْماً مِنَّا، وَقَهْراً لَهُمْ، فَدَسُّوْا إِلٰى مُحَمَّدٍ مَنْ يُخْبِرُكُمْ رَأْيَهُ، إِنْ أَعْطَاكُمْ

نازل کیں: ﴿اور جو لوگ اللہ کی اتاری ہوئی وحی کے ساتھ فیصلہ نہ کریں وہ کافر ہیں﴾ اور ﴿وہ لوگ ظالم ہیں﴾ اور ﴿وہ لوگ فاسق ہیں﴾ انھوں نے کہا: اللہ تعالیٰ نے یہ آیات یہودیوں کے دو گروہوں کے بارے میں نازل کیں‘ ان میں سے ایک نے دورِ جاہلیت میں دوسرے کو زیر کر لیا تھا‘ حتی کہ وہ راضی ہو گئے اور اس بات پر صلح کر لی کہ عزیزہ قبیلے نے ذلیلہ قبیلے کا جو آدمی قتل کیا‘ اس کی دیت پچاس وسق ہو گی اور ذلیلہ نے عزیزہ کا جو آدمی قتل کیا اس کی دیت سو (100) وسق ہو گی‘ وہ اسی معاہدے پر برقرار تھے کہ نبیٔ کریم ﷺ مدینہ میں تشریف لائے‘ آپ ﷺ کے آنے سے وہ دونوں قبیلے بے وقعت ہو گئے‘ حالانکہ ابھی تک آپ ان پر غالب آئے تھے نہ کسی سے کوئی معاملہ کیا تھا‘ بلکہ ابھی تک صلح و صفائی کا زمانہ تھا۔ اُدھر ذلیلہ نے عزیزہ کا بندہ قتل کر دیا‘ عزیزہ نے ذلیلہ کی طرف پیغام بھیجا کہ سو وسق ادا کرو۔ ذلیلہ والوں نے کہا: جن قبائل کا دین ایک ہو‘ نسب ایک ہو اور شہر ایک ہو‘ تو کیا یہ ہو سکتا ہے کہ ایک کی دیت دوسرے کی بہ نسبت نصف ہو؟ ہم تمھارے ظلم و ستم کی وجہ سے تمھیں (سو وسق) دیتے رہے‘ اب جبکہ محمد (ﷺ) آ چکے ہیں‘ ہم تمھیں نہیں دیں گے۔ ان کے مابین جنگ کے شعلے بھڑکنے والے ہی تھے کہ وہ آپس میں رسول اللہ ﷺ کو بحیثیتِ فیصل راضی ہو گئے۔ عزیزہ کے ورثاء آپس میں کہنے لگے: اللہ کی قسم! محمد (ﷺ) تمھارے حق میں دوگنا کا فیصلہ نہیں کریں گے‘ ذلیلہ والے ہیں بھی سچے کہ وہ ہمارے ظلم و ستم اور قہر و جبر کی وجہ سے دوگنا دیتے رہے‘ اب محمد (ﷺ) کے پاس کسی آدمی کو بطورِ جاسوس بھیجو جو تمھیں ان کے فیصلے سے آگاہ کر سکے‘ اگر وہ تمھارے ارادے کے مطابق فیصلہ کر دیں تو تم اسے حُکم تسلیم کر لینا اور اگر انھوں نے ایسے نہ کیا تو محتاط رہنا اور انھیں فیصل تسلیم نہ کرنا۔ سو انھوں نے رسول اللہ ﷺ کے پاس کچھ منافق لوگوں کو

مَاتُرِيْدُوْنَ حَكِّمُوْهُ، وَإِنْ لَّمْ يُعْطِكُمْ حَذِرْتُمْ فَلَمْ تُحَكِّمُوْهُ، اللّٰهُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بِأَمْرِهِمْ كُلِّهِ وَمَا أَرَادُوْا فَأَنْزَلَ اللّٰهُ. عَزَّوَجَلَّ. ﴿يَاأَيُّهَا الرَّسُوْلُ لَايَحْزُنْكَ الَّذِيْ يُسَارِعُوْنَ فِي الْكُفْرِ مِنَ الَّذِيْنَ قَالُوْا آمَنَّا﴾ إلى قوله: ﴿وَمَنْ لَّمْ يَحْكُم بِمَا أَنْزَلَ اللّٰهُ فَأُولٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُوْنَ﴾ ثُمَّ قَالَ: فِيْهِمَا وَاللّٰهِ نَزَلَتْ، وَإِيَّاهُمَا عَنَى اللّٰهُ. عَزَّوَجَلَّ.))

بطورِ جاسوس بھیجا' جب وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو ان کی تمام سازشوں اور ارادوں سے آگاہ کر دیا اور یہ آیات نازل فرمائیں: ﴿اے رسول! آپ ان لوگوں کے پیچھے نہ کڑھیے جو کفر میں سبقت کر رہے ہیں خواہ وہ ان میں سے ہوں جو زبانی تو ایمان کا دعوی کرتے لیکن حقیقتًا ان کے دل باایمان نہیں ...... اور جو اللہ کی اتاری ہوئی وحی کے ساتھ فیصلہ نہ کریں وہ فاسق ہیں۔﴾ (سورۂ مائدہ: ۴۱- ۴۴) پھر کہا: اللہ کی قسم! یہ آیتیں انہی دونوں کے بارے میں نازل ہوئیں اور اللہ تعالیٰ کی مراد یہی لوگ تھے۔

تخریج: الصحیحة ۲۵۵۲- احمد (۱/ ۲۴۶)' طبرانی (۱۰۷۳۲)' ابن جریر طبری (۱۰۷۳۲)' ابو داود (۳۵۷۶)

تاييد هذا الدين بالرجل الفاجر
فاسق و فاجر آدمی کے ذریعہ اس دین کی مدد کرانا

۹۸۳: عَنْ عَبْدِاللّٰهِ مَرْفُوْعاً: ((إِنَّ اللّٰهَ. عَزَّوَجَلَّ. لَيُؤَيِّدُ هٰذَا الدِّيْنَ بِالرَّجُلِ الْفَاجِرِ))

سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ اس دین کی فاجر آدمی سے بھی مدد فرماتا ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۱۶۴۹- ابن حبان (۴۵۱۸)' طبرانی فی الکبیر (۸۹۶۳' ۹۰۹۴)' من حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ بخاری (۴۲۰۴)' مسلم (۱۱۱)' عن ابی هریرة رضی اللہ عنہ

فوائد: عموماً دیکھا گیا ہے کہ بے دین اور بے نماز شخص بھی دین کا بہت بڑا کارنامہ سرانجام دے دیتا ہے مثلاً بہادری کا مظاہرہ کرتے ہوئے مسجد بنوادی۔ یا جرأت کا اظہار کرتے ہوئے دینی پروگرام کروادیا۔ یا کسی اہم موقعہ پر کسی گستاخ رسول ﷺ کو جہنم رسید کر دیا۔ یا کسی موڑ پر اپنا تن من دھن سب کچھ قربان کر دیا۔ اس طرح اللہ دین کا کام ایک فاجر و فاسق شخص سے لے لیتے ہیں۔

باب ضحك الله
اللہ تعالیٰ کے ہنسنے کے بارے میں

۹۸٤: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعاً: ((إِنَّ اللّٰهَ. عَزَّوَجَلَّ. يَضْحَكُ مِنْ رَجُلَيْنِ يَقْتُلُ أَحَدُهُمَا الْآخَرَ فَيُدْخِلُهُمَا اللّٰهُ الْجَنَّةَ يَكُوْنُ أَحَدُهُمَا كَافِراً فَيَقْتُلُ الْآخَرَ، ثُمَّ يُسْلِمُ فَيَغْزُوْ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيُقْتَلُ)). [الصحيحة: ۲۵۲۵]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ ایسے دو آدمیوں پر ہنستا ہے' جن میں سے ایک دوسرے کو قتل کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ ان دونوں کو جنت میں داخل کرتا ہے۔ ان میں سے ایک کافر ہوتا ہے' جو دوسرے مومن کو شہید کر دیتا ہے' پھر وہ مسلمان ہو کر اللہ کے راستے میں جہاد کرتا ہے اور شہید کر دیا جاتا ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۲۵۲۵- احمد (۲/ ۵۱۱)' ابن خزیمة فی التوحید (۲/ ۵۷۲)' دارقطنی فی الصفات (۳۱)' وقد تقدم برقم (۴۷۴)

باب بعوث المجدد على راس مائة

۹۸۵: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ لِهٰذِهِ الْأُمَّةِ عَلَى رَأْسِ كُلِّ مِئَةِ سَنَةٍ مَّنْ يُّجَدِّدُ لَهَا دِيْنَهَا)).

[الصحيحة: ۵۹۹]

ہر سو سال بعد دین کی تجدید کرنے والا پیدا ہو گا

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بے شک اللہ تعالیٰ اس امت میں ہر سو سال کے بعد دین کی تجدید کرنے کے لئے بعض افراد کو بھیجتا رہے گا۔“

تخریج: الصحیحۃ ۵۹۹۔ ابوداود (۴۲۹۱)، حاکم (۴/ ۵۲۲)، خطیب فی التاریخ (۱/ ۶۱)

فوائد: علمائے حق کا خیال ہے کہ اسی سلسلہ کے مرتب علامہ البانی رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی رَحْمَةً وَاسِعَةً مجدّدِ دین ہیں۔

باب: الله خالق كل شيء

۹۸۶: عَنْ حُذَيْفَةَ مَرْفُوعاً: ((إِنَّ اللّٰهَ يَصْنَعُ كُلَّ صَانِعٍ وَصَنْعَتَهُ)). [الصحيحة: ۱۶۳۷]

باب: اللہ تعالیٰ ہی تمام اشیاء کا خالق ہے

سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ ہر قسم کا کاریگر (یا صنعت کار) اور اس کا ہنر (یا صنعت) پیدا کرتا ہے۔“

تخریج: الصحیحۃ ۱۶۳۷۔ بخاری فی خلق افعال العباد (۱۱۷)، ابن ابی عاصم فی السنۃ (۳۵۷، ۳۵۸)، حاکم (۱/ ۳۱)

باب الاخلاص العمل لله

۹۸۷: عَنِ الضَّحَّاكِ بْنِ قَيْسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ اللّٰهَ يَقُولُ: أَنَا خَيْرُ شَرِيكٍ، فَمَنْ أَشْرَكَ بِي أَحَداً فَهُوَ لِشَرِيكِي! يَا أَيُّهَا النَّاسُ! أَخْلِصُوا الْأَعْمَالَ اللّٰهِ فَإِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ. لَا يَقْبَلُ مِنَ الْعَمَلِ إِلَّا مَا خَلَصَ لَهُ، وَلَا تَقُولُوا: هٰذَا لِلّٰهِ وَلِلرَّحِمِ، وَلَيْسَ لِلّٰهِ مِنْهُ شَيْءٌ! وَلَا تَقُولُوا: هٰذَا لِلّٰهِ وَلِوُجُوهِكُمْ فَإِنَّهُ لِوُجُوهِكُمْ، وَلَيْسَ لِلّٰهِ مِنْهُ شَيْءٌ)).

[الصحيحة: ۲۷٦٤]

عمل خالصتاً اللہ کے لیے ہونا چاہیے

سیدنا ضحاک بن قیس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بیشک اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میں بہترین حصہ دار ہوں اور وہ اس طرح کہ جو میرے ساتھ کسی کو حصہ دار بنائے گا، میں سارے کا سارا اپنے حصہ دار کو دے دوں گا (اور خود کچھ نہیں لوں گا)۔ لوگو! اللہ تعالیٰ کے لئے خالص عمل کرو، کیونکہ اللہ تعالیٰ صرف وہی عمل قبول کرتا ہے جو خالص اسی کے لئے کیا گیا ہو۔ یہ نہ کہا کرو: یہ اللہ تعالیٰ کے لئے ہے اور یہ رشتہ وقرابت کے لئے ہے، ایسے میں سے اللہ کے لئے کچھ نہیں ہوتا اور یہ بھی نہ کہا کرو: یہ اللہ کے لئے ہے اور یہ جناب کے لئے، کیونکہ یہ سارے کا سارا جناب کو ہی مل جاتا ہے اللہ تعالیٰ کا اس میں کوئی حصہ نہیں ہوتا۔“

تخریج: الصحیحۃ ۲۷۶۴۔ عبد الباقی بن قانع فی معجم الصحابۃ (۸۲۱)، البزار (۳۵۶۷ الکشف)، بیھقی فی الشعب (۶۸۳۶)

سؤال تجدد الايمان فى القلوب

دلوں میں ایمان کی تجدید کا سوال کرنا

۹۸۸: عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ الْإِيْمَانَ لَيَخْلُقُ فِي جَوْفِ أَحَدِكُمْ كَمَا يَخْلُقُ الثَّوْبُ فَاسْأَلُوا اللّٰهَ أَنْ يُجَدِّدَ الْإِيْمَانَ فِي قُلُوْبِكُمْ)).

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایمان بھی کپڑے کی طرح تمھارے سینوں میں بوسیدہ ہو جاتا ہے، سو تم اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کرو کہ وہ تمھارے دلوں میں ایمان کی تجدید کرتا رہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۵۸۵۔ حاکم (۱/ ۴)، طبرانی فی الکبیر (۱۳/ ۳۶)

أول التخليق القلم

سب سے پہلے تخلیق قلم ہے

۹۸۹: عَنِ ابْنِ عُمَرَ- رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا- أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ أَوَّلَ شَيْءٍ خَلَقَهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ الْقَلَمَ فَأَخَذَ بِيَمِيْنِهِ وَكِلْتَا يَدَيْهِ يَمِيْنٌ قَالَ فَكَتَبَ الدُّنْيَا وَمَا يَكُوْنُ فِيْهَا مِنْ عَمَلٍ مَعْمُوْلٍ: بِرٍّ أَوْفُجُوْرٍ، رَطْبٍ أَوْ يَابِسٍ، فَأَحْصَاهُ عِنْدَهُ فِي الذِّكْرِ، ثُمَّ قَالَ: اِقْرَأُوْا إِنْ شِئْتُمْ: ﴿هَذَا كِتَابُنَا يَنْطِقُ عَلَيْكُمْ بِالْحَقِّ إِنَّا كُنَّا نَسْتَنْسِخُ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ [الجاثية ۲۹﴾ فَهَلْ تَكُوْنُ النُّسْخَةُ إِلَّا مِنْ أَمْرٍ قَدْ فُرِغَ مِنْهُ))

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے قلم کو پیدا کیا، اسے اپنے دائیں ہاتھ میں پکڑا۔اور اللہ تعالیٰ کے دونوں ہاتھ دائیں ہیں۔اور دنیا کو اور دنیا میں کی جانے والی ہر نیکی و بدی اور رطب و یابس کو لکھا اور سب چیزوں کو اپنے پاس لوحِ محفوظ میں شمار کر لیا۔ پھر فرمایا: اگر چاہتے ہو تو (یہ آیت) پڑھ لو، ترجمہ: ﴿یہ ہے ہماری کتاب جو تمھارے بارے میں سچ بول رہی ہے، ہم تمھارے اعمال لکھواتے جاتے تھے﴾ (سورۂ جاثیہ: ۲۹) لکھنا اور نقل کرنا اسی امر میں ہوتا ہے جس سے فارغ ہوا جا چکا ہو۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۱۳۶۔ الآجری فی الشریعۃ (۳۲۱۔ ۳۲۲)، ابوبکر جعفر الفریابی فی الفور (۳۱۵)

من اول الناس يقضى يوم القيامة؟

قیامت کے دن سب سے پہلے فیصلہ کن کے درمیان کیا جائے گا؟

۹۹۰: عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، قَالَ: تَفَرَّقَ النَّاسُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ فَقَالَ لَهُ نَاتِلُ أَهْلِ الشَّامِ: أَيُّهَا الشَّيْخُ! حَدِّثْنَا حَدِيْثًا سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ؟ قَالَ: نَعَمْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ يَقُوْلُ: ((إِنَّ أَوَّلَ النَّاسِ يُقْضٰى يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَيْهِ: رَجُلٌ اُسْتُشْهِدَ فَأُتِيَ بِهِ، فَعَرَّفَهُ نِعَمَهُ فَعَرَفَهَا. قَالَ: فَمَا عَمِلْتَ فِيْهَا؟ قَالَ: قَاتَلْتُ فِيْكَ حَتّٰى

سلیمان بن یسار کہتے ہیں: جب لوگ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے اردگرد سے بکھر گئے تو اہل شام کے سرکردہ آدمی نے کہا: محترم! ہمیں کوئی حدیث بیان کیجیے جو آپ نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہو۔ انھوں نے کہا: جی ہاں، میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''قیامت کے روز سب سے پہلے ان (تین قسم کے) افراد کا فیصلہ کیا جائے گا: (۱) جس آدمی کو شہید کیا گیا، اسے لایا جائے گا، اللہ تعالیٰ اسے اپنی نعمتوں کا تعارف کرائے گا، وہ پہچان

اسْتُشْهِدْتُ، قَالَ: كَذَبْتَ وَلٰكِنَّكَ قَاتَلْتَ لِيُقَالَ: جَرِىءٌ، فَقَدْ قِيْلَ ثُمَّ أُمِرَ بِهِ، فَسُحِبَ عَلٰى وَجْهِهِ حَتّٰى أُلْقِيَ فِي النَّارِ وَرَجُلٌ تَعَلَّمَ الْعِلْمَ وَعَلَّمَهُ وَقَرَأَ الْقُرْآنَ، فَأُتِيَ بِهِ، فَعَرَّفَهُ نِعَمَهُ فَعَرَفَهَا قَالَ: فَمَا عَمِلْتَ فِيْهَا؟ قَالَ: تَعَلَّمْتُ الْعِلْمَ وَعَلَّمْتُهُ، وَقَرَأْتُ فِيْكَ الْقُرْآنَ. قَالَ: كَذَبْتَ، وَلٰكِنَّكَ تَعَلَّمْتَ الْعِلْمَ لِيُقَالَ: عَالِمٌ وَقَرَأْتَ الْقُرْآنَ لِيُقَالَ: هُوَ قَارِئٌ، فَقَدْ قِيْلَ. ثُمَّ أُمِرَ بِهِ، فَسُحِبَ عَلٰى وَجْهِهِ حَتّٰى أُلْقِيَ فِي النَّارِ. وَرَجُلٌ وَسَّعَ اللّٰهُ عَلَيْهِ، وَأَعْطَاهُ مِنْ أَصْنَافِ الْمَالِ كُلِّهِ، فَأُتِيَ بِهِ، فَعَرَّفَهُ نِعَمَهُ فَعَرَفَهَا، قَالَ: فَمَا عَمِلْتَ فِيْهَا؟ قَالَ: مَا تَرَكْتُ مِنْ سَبِيْلٍ تُحِبُّ أَنْ يُّنْفَقَ فِيْهَا إِلَّا انْفَقْتُ فِيْهَا لَكَ، قَالَ: كَذَبْتَ، وَلٰكِنَّكَ فَعَلْتَ لِيُقَالَ: هُوَ جَوَّادٌ فَقَدْ قِيْلَ ثُمَّ أُمِرَ بِهِ، فَسُحِبَ عَلٰى وَجْهِهِ ثُمَّ أُلْقِيَ فِي النَّارِ)).

[الصحيحة:٢٥١٨]

لے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ پوچھے گا: تو کیا عمل کر کے لایا ہے؟ وہ کہے گا: میں نے تیرے راستے میں جہاد کیا' حتی کہ شہید ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تو جھوٹ بول رہا ہے' تو نے تو اس لئے جہاد کیا تھا تا کہ تجھے بہادر کہا جائے اور ایسے تو کہا جا چکا ہے۔ پھر اس کے بارے میں حکم دیا جائے گا اور اسے چہرے کے بل گھسیٹ کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ (۲) علم سیکھنے سکھانے اور قرآن مجید پڑھنے والا آدمی' اسے لایا جائے گا' اللہ تعالیٰ اسے اپنی نعمتوں کا تعارف کرائے گا' وہ اقرار کرے گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تو کون سا عمل کر کے لایا ہے؟ وہ کہے گا: میں نے تیری خاطر علم سیکھا سکھایا اور قرآن مجید پڑھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تو جھوٹ بول رہا ہے' حصولِ علم سے تیرا مقصد یہ تھا کہ تجھے عالم کہا جائے اور قرآن اس لئے پڑھا کہ قاری کہا جائے' سو ایسے تو کہا جا چکا ہے۔ پھر اس کے بارے میں حکم دیا جائے گا اور اسے چہرے کے بل گھسیٹ کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ (۳) وہ آدمی جسے اللہ تعالیٰ نے خوشحال و مالدار بنایا اور اسے مال کی تمام اقسام عطا کیں' اسے لایا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اسے اپنی نعمتوں کا تعارف کروائے گا' وہ پہچان لے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا: کون سا عمل کر کے لایا ہے؟ وہ کہے گا: جن مصارف میں خرچ کرنا تجھے پسند تھا' میں نے ان تمام میں تیرے لئے خرچ کیا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تو جھوٹ بول رہا ہے' تیرا خرچ کرنے کا مقصد تو یہ تھا کہ تجھے سخی کہا جائے اور وہ تو کہہ دیا گیا ہے۔ پھر اس کے بارے میں حکم ہو گا' جس کے مطابق اسے چہرے کے بل گھسیٹ کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۵۱۸۔ مسلم (۱۹۰۵)' نسائی (۳۱۳۹)' احمد (۲/ ۳۲۲)

فوائد: معلوم ہوا کہ ہر عمل سے پہلے اس بات کا تعین کیا جائے کہ وہ عمل کس کے لئے کیا جا رہا ہے' نیز اللہ تعالیٰ سے خلوصِ نیت کی دعائیں کی جائیں۔

کل سیر لما خلق له

جس کو جس کے لیے پیدا کیا گیا ہے اس کے لیے وہ اعمال آسان کر دیے گئے ہیں

۹۹۱: عَنْ يَحْيَى بْنِ يَعْمَرَ، وَحُمَيْدِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ قَالَ: لَقِيْنَا عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ، فَذَكَرْنَالَهُ الْقَدَرَ مَايَقُوْلُوْنَ فِيْهِ، فَذَكَرَ نَحْوَهُ زَادَ: قَالَ وَسَأَلَهُ رَجُلٌ مِنْ مُزَيْنَةَ۔ أَوْ جُهَيْنَةَ۔ فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! فِيْمَا نَعْمَلُ؟ أَفِي شَيْءٍ قَدْ خَلَا أَوْ مَضٰى، أَوْ فِي شَيْءٍ يَسْتَأْنِفُ الْآنَ؟ قَالَ: ((**وَفِي شَيْءٍ قَدْ خَلَا وَمَضٰى**)) فَقَالَ الرَّجُلُ۔ أَوْ بَعْضُ الْقَوْمِ۔ فَفِيْمَ الْعَمَلُ؟! قَالَ: ((**إِنَّ أَهْلَ الْجَنَّةِ يُيَسَّرُوْنَ لِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَإِنَّ أَهْلَ النَّارِ يُيَسَّرُوْنَ لِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ**)).

یحییٰ بن یعمر اور حمید بن عبدالرحمٰن کہتے ہیں: ہم سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ملے، ہم نے ان کے سامنے تقدیر اور اس کے بارے میں لوگوں کے خیالات کا تذکرہ کیا ...... مزینہ یا جہینہ قبیلہ کے ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم کس چیز میں عمل کر رہے ہیں؟ آیا اس (تقدیر) کے مطابق جس کا فیصلہ پہلے کیا جا چکا ہے یا ازسرِ نو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس (تقدیر) کے مطابق جس کا اندراج پہلے سے ہو چکا ہے۔'' اسی نے یا کسی اور آدمی نے کہا: ''تو پھر عمل کی کیا حقیقت رہی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اہل جنت کے لئے جنتیوں کے اعمال آسان کر دیے جاتے ہیں اور اہل جہنم کے لئے جہنمیوں کے اعمال آسان کر دیے جاتے ہیں۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۵۲۱۔ مسلم (۳/ ۸)، ولم یسق لفظہ ابن ابی عاصم فی السنۃ (۱۲۴)، ابوداود (۴۶۹۶)، احمد (۱/ ۲۷)

الناس شهداء الله على الأرض

لوگ زمین پر اللہ کے گواہ ہیں

۹۹۲: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: مَرُّوْا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ: بِجَنَازَةٍ فَأَثْنَوْا عَلَيْهَا خَيْرًا فَقَالَ: ((**وَجَبَتْ**)) ثُمَّ مَرُّوْا بِأُخْرٰى فَأَثْنَوْا شَرًّا، فَقَالَ ((**وَجَبَتْ**)) ثُمَّ قَالَ: ((**إِنَّ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ شُهَدَاءُ**)).

[الصحیحۃ: ۲۶۰۰]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: کچھ لوگ جنازہ لے کر نبی کریم ﷺ کے پاس سے گزرے، لوگوں نے اس میت کا ذکر خیر کیا۔ آپ نے (سن کر) فرمایا: ''واجب ہو گئی ہے۔'' پھر کوئی دوسرا جنازہ لے کر گزرے، لوگوں نے اس کا برا تذکرہ کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''واجب ہو گئی ہے۔'' پھر فرمایا: ''تم ایک دوسرے پر گواہ ہو۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۶۰۰۔ ابوداود (۳۲۳۳)، نسائی (۱۹۳۵)، احمد (۲/ ۴۶۶، ۴۷۰)، ابن ماجہ (۱۴۹۲)، من طریق آخر عنہ

فوائد: یعنی جس میت کے بارے میں تم اچھی یا بری جو گواہی بھی دے دو، اسے معتبر سمجھا جاتا ہے۔ یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ برے آدمی کا تذکرہ خیر نہیں ہونے دیتے۔

باب: اثر الاخلاص لله في الاعمال الصالحة والتوسل بها

باب: نیک اعمال میں اللہ تعالیٰ کے لیے اخلاص کا اثر اور نیک عمل کا وسیلہ پکڑنا

۹۹۳: عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ:أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَذْكُرُ الرَّقِيْمَ فَقَالَ: ((إِنَّ ثَلَاثَةً كَانُوْا فِي كَهْفٍ فَوَقَعَ الْجَبَلُ عَلٰى بَابِ الْكَهْفِ فَأَوْصَدَ عَلَيْهِمْ، قَالَ قَائِلٌ مِنْهُمْ: تَذَاكَرُوْا، أَيُّكُمْ عَمِلَ حَسَنَةً لَعَلَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ بِرَحْمَتِهِ يَرْحَمُنَا! فَقَالَ رَجُلٌ مِنْهُمْ: قَدْ عَمِلْتُ حَسَنَةً مَرَّةً، كَانَ لِي أُجَرَآءُ يَعْمَلُوْنَ، فَجَاءَ عُمَّالٌ لِي، فَاسْتَأْجَرْتُ كُلَّ رَجُلٍ مِّنْهُمْ بِأَجْرٍ معلومٍ فَجَائَنِي رَجُلٌ ذَاتَ يومٍ وَسْطَ النَّهَارِ فأستأجَرْتُهُ بِشَطْرِ أَصْحَابِهِ، فَعَمِلَ فِي بَقِيَّةِ نَهَارِهِ كَمَا عَمِلَ كُلُّ رَجُلٍ مِنْهُمْ فِي نَهَارِهِ كُلِّهِ فَرَأَيْتُ عَلَيَّ فِي الذِّمَامِ أَنْ لَّا أَنْقُصَهُ مِمَّا اسْتَأْجَرْتُ بِهِ أَصْحَابَهُ، لَمَا جَهِدَ فِي عَمَلِهِ، فَقَالَ رَجُلٌ مِنْهُمْ: أَتُعْطِي هٰذَا مِثْلَ مَا أُعْطِيْتَنِي، وَلَمْ يَعْمَلْ إِلَّا نِصْفَ نَهَارٍ؟ فَقُلْتُ: يَا عَبْدَاللّٰهِ!لَمْ أَبْخَسْكَ شَيْئًا مِنْ شَرْطِكَ وَإِنَّمَا هُوَ مَالِي أَحْكُمُ فِيْهِ مَاشِئْتُ! قَالَ: فَغَضِبَ وَذَهَبَ وَتَرَكَ أَجْرَهُ. قَالَ: فَوَضَعْتُ حَقَّهُ فِي جَانِبٍ مِّنَ الْبَيْتِ مَاشَاءَ اللّٰهُ، ثُمَّ مَرَّتْ بِي بَعْدَ ذٰلِكَ بَقَرٌ، فَاشْتَرَيْتُ بِهِ فَصِيْلَةً مِّنَ الْبَقَرِ فَبَلَغَتْ مَاشَاءَ اللّٰهُ فَمَرَّ بِي بَعْدَ حِيْنٍ شَيْخًا ضَعِيْفًا لَا أَعْرِفُهُ، فَقَالَ: إِنَّ لِي عِنْدَكَ حَقًّا، فَذَكَرَنِيْهِ حَتّٰى عَرَفْتُهُ، فَقُلْتُ: إِيَّاكَ أَبْغِي، هٰذَا حَقُّكَ فَعَرَضْتُهُ عَلَيْهِ جَمِيْعَهَا! فَقَالَ: يَا عَبْدَاللّٰهِ! لَا تَسْخَرْبِي! إِن لَّمْ تُصَدِّقْ عَلَيَّ فَأَعْطِنِيْ حَقِّيْ، قُلْتُ: وَاللّٰهِ! لَا أَسْخَرُبِكَ،

سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے غار والوں کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا: ”ایک غار میں تین آدمیوں نے پناہ لی، پہاڑ کا کچھ حصہ غار کے دروازے پر گرا اور اس کا راستہ بند کر دیا۔ ایک نے کہا: یاد کرو، تم میں سے کس نے نیک عمل کیا ہے، ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کے بسبب ہم پر رحم کر دے۔ ایک آدمی نے کہا: میں نے ایک دفعہ ایک نیکی کی تھی، (اس کی تفصیل یہ ہے کہ) میرے کچھ مزدور کام کرتے تھے، میرے عمال میرے پاس آئے، میں نے ہر ایک کو معین مزدوری پر کام پر لگا دیا۔ ایک دن ایک آدمی نصف النہار کے وقت میرے پاس آیا، میں نے اسے اس کے ساتھیوں کی مزدوری کے نصف پر کام پر لگایا، اس نے آدھے دن میں اتنا کام کیا جتنا دوسرے کسی مزدور نے سارے دن میں کیا تھا۔ میں نے اپنی ذمہ داری سمجھی کہ اسے اس کے ساتھیوں کی طرح پوری اجرت دوں گا، کیونکہ اس نے اپنا کام کرنے میں پوری محنت کی ہے۔ ان میں سے ایک آدمی نے (اعتراض کرتے ہوئے) کہا: کیا تو اس کو وہی اجرت دے رہا ہے جو مجھے دی، حالانکہ اس نے نصف دن کام کیا ہے؟ میں نے کہا: اللہ کے بندے! جو کچھ تجھ سے تیرے بارے میں طے ہوا تھا، میں نے اس میں کوئی کمی نہیں کی، یہ میرا مال ہے، میں جیسے چاہوں، اس کے بارے میں فیصلہ کر سکتا ہوں۔ (میری اس بات سے) اسے غصہ آیا اور وہ اجرت چھوڑ کر چلا گیا۔ میں نے گھر کے ایک کونے میں اس کا حق رکھ دیا، پھر ایک دن میرے پاس سے گائیں گزریں، میں نے اس کی اجرت والے مال سے دودھ چھڑایا ہوا گائے کا بچہ خرید لیا، (اس کی افزائش نسل ہوتی رہی اور) گائیوں میں اضافہ ہوتا رہا۔ کافی عرصے بعد ایک روز وہی مزدور میرے پاس سے گزرا، وہ بوڑھا اور کمزور ہو چکا تھا، اس لئے میں نے اسے نہیں پہچانا۔ اس نے کہا: میرا حق تیرے پاس ہے۔

إِنَّهَا لَحَقُّكَ، مَالِي مِنْهَا شَيْءٌ، فَدَفَعْتُهَا إِلَيْهِ جَمِيعاً اَللّٰهُمَّ! إِنْ كُنْتُ فَعَلْتُ ذٰلِكَ لِوَجْهِكَ فَافْرِجْ عَنَّا! قَالَ: فَانْصَدَعَ الْجَبَلُ حَتّٰى رَأَوْامِنْهُ وَأَبْصَرُوْا. قَالَ الآخَرُ: قَدْ عَمِلْتُ حَسَنَةً مَرَّةً كَانَ لِي فَضْلٌ، فَأَصَابَتِ النَّاسَ شِدَّةٌ، فَجَاءَتْنِي امْرَأَةٌ تَطْلُبُ مِنِّي مَعْرُوْفاً، قَالَ: فَقُلْتُ: وَاللّٰهِ مَا هُوَ دُوْنَ نَفْسِكِ! فَأَبَتْ عَلَيَّ فَذَهَبَتْ ثُمَّ رَجَعَتْ فَذَكَّرَتْنِي بِاللّٰهِ، فَأَبَيْتُ عَلَيْهَا وَقُلْتُ: لَا وَاللّٰهِ مَا هُوَ دُوْنَ نَفْسِكِ! فَأَبَتْ عَلَيَّ وَذَهَبَتْ، وَذَكَرَتْ لِزَوْجِهَا، فَقَالَ لَهَا: أَعْطِيْهِ نَفْسَكِ! واغنى عَيَالَكِ فَرَجَعَتْ إِلَيَّ فَنَاشَدَتْنِي بِاللّٰهِ فَأَبَيْتُ عَلَيْهَا وَقُلْتُ: وَاللّٰهِ! مَاهُوَدُوْنَ نَفْسِكِ! فَلَمَّا رَأَتْ ذٰلِكَ أَسْلَمَتْ إِلَيَّ نَفْسَهَا، فَلَمَّا تَكَشَّفْتُهَا وَهَمَمْتُ بِهَا، أَرْتَعَدَتْ مِنْ تَحْتِي فَقُلْتُ: مَاشَأْنُكِ؟! قَالَتْ: أَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعَالَمِيْنَ! فَقُلْتُ لَهَا: خِفْتِيْهِ فِي الشِّدَّةِ، وَلَمْ أَخِفْهُ فِي الرَّخَاءِ! فَتَرَكْتُهَا وَأَعْطَيْتُهَا مَا يَحِقُّ عَلَيَّ بِمَا تَكَشَّفْتُهَا، اَللّٰهُمَّ! إِنْ كُنْتُ فَعَلْتُ ذٰلِكَ لِوَجْهِكَ، فَافْرِجْ عَنَّا قَالَ: فَانْصَدَعَ حَتّٰى عَرَفُوْا وَتَبَيَّنَ لَهُمْ. قَالَ الآخَرُ: عَمِلْتُ حَسَنَةً مَرَّةً كَانَ لِي أَبَوَانِ شَيْخَانِ كَبِيْرَانِ، وَكَانَ لِي غَنَمٌ فَكُنْتُ أُطْعِمُ أَبَوَيَّ وَأَسْقِيْهِمَا، ثُمَّ رَجَعْتُ إِلَى غَنَمِي قَالَ: فَأَصَابَنِي يَوْمٌ غَيْثٌ حَبَسَنِي فَلَمْ أَبْرَحْ حَتّٰى أَمْسَيْتُ فَأَتَيْتُ أَهْلِيْ، وَأَخَذْتُ مَحْلَبِيْ، فَحَلَبْتُ غَنَمِي

جب اس نے مجھے یاد کرایا تو بات میری سمجھ میں آ گئی۔ میں نے کہا: میں تو تیری تلاش میں تھا' میں نے اس پر (ساری گائیں) پیش کرتے ہوئے کہا: یہ تیرا حق ہے۔ اس نے کہا: او اللہ کے بندے! میرے ساتھ مذاق تو نہ کر' اگر میرے ساتھ ہمدردی نہیں کرسکتا تو میرا حق تو مجھے دے دے۔ میں نے کہا: اللہ کی قسم! میں تیرے ساتھ مذاق نہیں کر رہا' یہ تیرا ہی حق ہے' اس میں کوئی چیز میری نہیں ہے' سو میں نے وہ سارا مال اسے دے دیا۔ اے اللہ! اگر میں نے یہ نیکی تیری ذات کے لئے کی ہے تو اس سے ہمارے لئے گنجائش پیدا کر۔ (اس دعا کی وجہ سے) پتھر اتنا ہٹ (یا پھٹ) گیا کہ باہر کا ماحول انھیں نظر آنے لگ گیا۔

دوسرے نے کہا: میں نے بھی ایک دفعہ نیکی کی تھی۔ میرے پاس زائد از ضرورت مال تھا' لوگ تنگی میں مبتلا ہو گئے' ایک عورت میرے پاس کچھ مال طلب کرنے کے لئے آئی۔ میں نے کہا: اللہ کی قسم! تیری شرمگاہ کے علاوہ اس کی کوئی قیمت نہیں ہے۔ اس نے انکار کر دیا اور وہ چلی گئی۔ پھر وہ لوٹ آئی اور مجھے اللہ تعالیٰ کا واسطہ دیا' لیکن میں انکار پر تلا رہا اور کہا: نہیں' اللہ کی قسم! تیری شرمگاہ کے علاوہ اس کی کوئی قیمت نہیں۔ اس نے میرے مطالبے کا انکار دیا اور چلی گئی۔ اس نے یہ بات اپنے خاوند کو بتلائی تو اس نے کہا: تو اسے اپنا نفس دے دے (یعنی اسے زنا کرنے دے) اور (کچھ لے کر) اپنے بچوں کی ضرورت پوری کر۔ وہ آئی اور مجھے اللہ کا خوف دلایا' لیکن میں نے انکار ہی کیا اور کہا: پہلے اپنا نفس فروخت کرنا ہوگا۔ جب اس نے یہ صورتحال دیکھی تو اپنے آپ کو میرے سپرد کر دیا۔ جب میں نے اسے ننگا کیا اور بدکاری کا ارادہ کر لیا تو اس پر میرے نیچے کپکپی طاری ہوگئی۔ میں نے اسے کہا: تجھے کیا ہو گیا ہے؟ اس نے کہا: میں جہانوں کے پالنہار اللہ سے ڈر رہی ہوں۔ میں نے اسے کہا: تو تنگدستی کے باوجود

قَائِمَةٌ فَمَضَيْتُ إِلٰى أَبَوَيَّ، فَوَجَدتُّهُمَا قَدْ نَامَا، فَشَقَّ عَلَيَّ أَنْ أُوْقِظَهُمَا، وَشَقَّ أَنْ أَتْرُكَ غَنَمِي، فَمَا بَرِحْتُ جَالِسًا، وَمَحْلَبِي عَلٰى يَدِي حَتّٰى أَيْقَظَهُمَا الصُّبْحُ، فَسَقَيْتُهُمَا، اَللّٰهُمَّ! إِنْ كُنْتُ فَعَلْتُ ذٰلِكَ لِوَجْهِكَ فَافْرُجْ عَنَّا! قَالَ النُّعْمَانُ: لَكَأَنِّي أَسْمَعُ هٰذِهِ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ۔ قَالَ الْجَبَلُ: طَاقٌ، فَفَرَّجَ اللّٰهُ عَنْهُمْ فَخَرَجُوْا)). [الصحيحة:٣٤٦٨]

اس سے ڈرتی ہے اور میں تو خوشحالی میں بھی نہیں ڈرتا۔ سو میں نے اسے چھوڑ دیا اور اسے ننگا کرنے کے کفارہ میں جو کچھ مجھ پر عائد ہوتا تھا' میں نے اسے دے دیا۔ اے اللہ! اگر میں نے یہ نیکی تیری ذات کے لئے کی تھی تو آج اس (چٹان) کو ہٹا دے۔ (اس دعا کی وجہ سے) وہ مزید ہٹ گئی' حتی کہ وہ آپس میں ایک دوسرے کو پہچاننے لگ گئے۔ تیسرے نے کہا: میں نے بھی ایک نیکی کی تھی۔ میرے والدین بوڑھے تھے اور میرے پاس بکریاں تھیں۔ میں اپنے والدین کو کھانا کھلاتا اور دودھ پلاتا تھا اور پھر اپنی بکریوں کی طرف لوٹ جاتا تھا۔ ایک دن بارش نے مجھے (وقت پر) لوٹنے سے روک لیا' وہیں شام ہوگئی۔ جب میں گھر پہنچا' برتن لیا' بکریوں کا دودھ دوہا اور اپنے والدین کے پاس لے کر گیا' لیکن وہ (میرے پہنچنے سے پہلے) سو چکے تھے۔ ایک طرف ان کو بیدار کرنا مجھ پر گراں گزر رہا تھا اور دوسری طرف بکریوں کو (یوں غیر محفوظ چھوڑ آنا) پریشان کر رہا تھا۔ بہرحال میں برتن تھامے ان کے انتظار میں بیٹھا رہا' حتی کہ وہ صبح کو بیدار ہوئے اور میں نے ان کو دودھ پلایا۔ اے اللہ! اگر میں نے یہ نیکی تیرے لئے کی تھی تو (اس چٹان کو) ہٹا دے۔ سیدنا نعمان کہتے ہیں: گویا کہ یہ الفاظ میں اب بھی رسول اللہ ﷺ سے سن رہا ہوں، اللہ تعالیٰ نے ان کی پریشانی دور کردی اور وہ نکل گئے۔''

تخریج: الصحیحة ۳۴۶۸۔ احمد (۴/ ۲۷۴، ۲۷۵)' طبرانی فی الطوال (۴۱)' والاوسط (۲۳۲۸)' والدعاء (۱۹۰)

يطوى الأرض للدجال

زمین کو دجال کے لیے سمیٹ دیا جائے گا

٩٩٤: عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ الدَّجَّالَ يَطْوِىْ الْأَرْضَ كُلَّهَا إِلَّا مَكَّةَ وَالْمَدِيْنَةَ، فَيَأْتِي الْمَدِيْنَةَ فَيَجِدُ بِكُلِّ نَقْبٍ مِنْ أَنْقَابِهَا صُفُوفاً مِنَ الْمَلَائِكَةِ، فَيَأْتِي سَبْخَةَ الْجُرُفِ، فَيَضْرِبُ رِوَاقَهُ، ثُمَّ تَرْجُفُ الْمَدِيْنَةُ

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک دجال مکہ و مدینہ کے علاوہ ساری زمین پر گھومے گا' جب مدینہ کی طرف آنا چاہے گا تو اسے (اس کی طرف جانے والے) ہر راستے پر فرشتوں کی صفیں نظر آئیں گی' وہ ''سبخة الجرف'' مقام (یا جرف کی شور یلی زمین) پر پڑاؤ ڈالے گا پھر مدینہ زور زور سے

ثَلَاثَ رَجَفَاتٍ، فَيَخْرُجُ إِلَيْهِ كُلُّ مُنَافِقٍ وَمُنَافِقَةٍ)). [الصحيحة:٣٠٨٤]

تین دفعہ ہلے گا اور ہر منافق مرد و عورت اس کے پاس چلا جائے گا۔“

تخریج: الصحیحۃ ۳۰۸۴۔ ابن ابی شیبۃ (۱۵/ ۱۴۳)، مسلم (۲۹۴۳)، بخاری (۱۸۸۱)

باب مَا قدر سیکون

جو تقدیر میں لکھا ہے وہ عنقریب ہو جائے گا

۹۹۵: عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الزُّرَقِيِّ، قَالَ: أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْعَزْلِ فَقَالَ: إِنَّ امْرَأَتِي تُرْضِعُ وَأَنَا أَكْرَهُ أَنْ تَحْمِلَ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنَّ مَاقُدِّرَ فِي الرَّحِمِ سَيَكُونُ)).

[الصحيحة:١٠٣٢]

سیدنا ابوسعید زرقی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے عزل کے بارے میں دریافت کرتے ہوئے کہا: میری بیوی ابھی تک دودھ پلا رہی ہے اور میں نہیں چاہتا کہ وہ حاملہ ہو (تو کیا میں عزل کر سکتا ہوں)؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”بچہ دانی میں جس چیز کے پیدا ہونے کا تقدیر میں فیصلہ ہو چکا ہے، وہ ہو کر رہے گا۔“

تخریج: الصحیحۃ ۱۰۳۲۔ نسائی (۳۳۳۰)، احمد (۳/ ۴۵۰)، ابن ابی عاصم فی السنۃ (۳۶۷)، طیالسی (۱۲۴۴)

الرقی و التمائم و التولۃ شرک

جھاڑ پھونک تعویذات اور حب کے اعمال شرک ہیں

۹۹۶: عَنْ قَيْسِ بْنِ السَّكَنِ الْأَسَدِيِّ، قَالَ: دَخَلَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ۔ عَلَى امْرَأَتِهِ فَرَأَى عَلَيْهَا حَرَزاً مِنَ الْحُمْرَةِ، فَقَطَعَهُ قَطْعاً عَنِيفاً، ثُمَّ قَالَ: إِنَّ آلَ عَبْدِاللّٰهِ عَنِ الشِّرْكِ أَغْنِيَاءُ، وَقَالَ: كَانَ مِمَّا حَفِظْنَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((إِنَّ الرُّقَى وَالتَّمَائِمَ وَالتِّوَلَةَ شِرْكٌ)).

[الصحيحة:٢٩٧٢]

قیس بن سکن اسدی کہتے ہیں: سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اپنی بیوی کے پاس گئے اور دیکھا کہ ان کی بیوی نے خسرہ (بیماری) کی وجہ سے تعویذ لٹکا رکھا تھا۔ انھوں نے اسے بڑی سختی سے کاٹ دیا اور کہا: عبد اللہ کی آل و اولاد شرک سے غنی (بری) ہے۔ پھر کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بیشک جھاڑ پھونک، تعویذات اور حُبّ کے اعمال سب شرک ہیں۔“

تخریج: الصحیحۃ ۲۹۷۲۔ حاکم (۴/ ۲۱۷)، احمد (۱/ ۳۸۱)، ابو داود (۳۸۸۳)، ابن ماجہ (۳۵۳۰)، مطولاً من طریق آخر

☆ تمائم: ان تعویذات کو کہتے ہیں جو نظر بد سے محفوظ رہنے کے لئے بچوں کے گلے میں لٹکائے جاتے ہیں۔

☆ تولہ: وہ عمل ہے جسے جاہلیت میں لوگ اس خیال سے کرتے تھے کہ اس سے مرد اور عورت میں باہم الفت اور محبت پیدا ہوتی ہے۔

باب فضل بنی تمیم

بنی تمیم کی فضیلت کے بارے میں

۹۹۷: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: ثَلَاثٌ سَمِعْتُهُنَّ لِبَنِي تَمِيمٍ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ لَا أُبْغِضُ

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے بنو تمیم کے حق میں تین باتیں رسول اللہ ﷺ سے سنیں، ان تین باتوں کے بعد میں کبھی بھی بنو

بَنِي تَمِيمٍ بَعْدَهُنَّ أَبداً: كَانَ عَلَى عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا۔ نَذْرٌ مُحَرَّرٌ مِنْ وُلْدِ إِسْمَاعِيلَ فَسُبِيَ سَبْيٌ مِّنْ بَنِي الْعَنْبَرِ۔ فَلَمَّا جاءَ بِذٰلِكَ السَّبْيِ، قَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ سِرَّكِ أَنْ تَفِي بِنَذْرِكِ فَأَعْتِقِي مُحَرَّراً مِنْ هٰؤُلَاءِ)) وَقَالَ: فَجَعَلَهُمْ مِنْ وُلْدِ إِسْمَاعِيلَ وَجِيءَ بِنَعَمٍ مِنْ نَعَمِ الصَّدَقَةِ، فَلَمَّا رَآهُ رَاعَهُ حَسَنَةً قَالَ: فَقَالَ: ((هٰذَا نَعَمُ قَوْمِي)) فَجَعَلَهُمْ قَوْمَهُ، قَالَ. وَقَالَ: ((هُمْ أَشَدُّ قِتَالاً فِي الْمَلَاحِمِ)).

[الصحيحة:٣١١٤]

تمیم سے بغض نہیں کروں گا۔ (۱) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت اسماعیل (علیہ السلام) کی اولاد سے ایک غلام آزاد کرنے کی نذر مانی تھی، اتنے میں بنوعنبر کے کچھ لوگ قیدی بن گئے۔ جب انھیں لایا گیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اگر تم اپنی نذر پورا کرنا چاہتی ہو تو ان میں سے ایک غلام آزاد کر دو۔“ یعنی آپ ﷺ نے ان کو اولادِ اسماعیل (علیہ السلام) قرار دیا۔ (۲) ایک دفعہ آپ ﷺ کے پاس صدقہ کے اونٹ لائے گئے، ان کے حسن و جمال نے آپ کو حیرت میں ڈال دیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہ میری قوم کے اونٹ ہیں۔“ یعنی آپ ﷺ نے ان کو (بنی تمیم) اپنی قوم قرار دیا۔ نیز فرمایا: (۳) ”وہ گھمسان کی جنگوں میں سخت لڑائی کرنے والے ہیں۔“

تخریج: الصحیحة ۳۱۱۴۔ مسلم (۶۴۵۳، ۲۵۲۵) ولم یسق لفظه، حاکم (۴/ ۸۴)، بیهقی (۹/ ۷۵)، بخاری (۲۵۴۳، ۲۳۶۶، ۴۳۶۶)، مختصراً

الاجتناب المحقرات من الذنوب

گناہوں کو حقیر جاننے سے بچنا

۹۹۸: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ:((إِنَّ الشَّيْطَانَ قَدْ أَيِسَ أَنْ يُعْبَدَ بِأَرْضِكُمْ هٰذِهِ وَلٰكِنَّهُ قَدْ رَضِيَ مِنْكُمْ بِمَاتَحْقِرُوْنَ)).

[الصحيحة:٢٦٣٥]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”شیطان اس بات سے ناامید ہو چکا ہے کہ تمھاری (جزیرۂ عرب کی) سرزمین میں اس کی عبادت کی جائے، لیکن وہ تم سے ایسے (گناہ کروا کے) راضی ہو جائے گا، جنھیں تم حقیر سمجھتے ہو۔“

تخریج: الصحیحة ۲۶۳۵۔ احمد (۲/ ۳۶۸)، البزار (۲۸۵۰) الکشف)، بیهقی فی الشعب (۷۲۶۴)

باب: استمرار التوحيد في جزيرة العرب

باب: جزیرۂ عرب میں توحید الٰہی کا دوام

۹۹۹: عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ الْأَنْصَارِيِّ مَرْفُوْعاً: ((أَنَّ الشَّيْطَانَ قَدْ أَيِسَ أَن يَّعْبُدَهُ الْمُصَلُّوْنَ فِي جَزِيْرَةِ الْعَرَبِ، وَلٰكِنَّ فِي التَّحْرِيْشِ بَيْنَهُمْ)). [الصحيحة: ١٦٠٨]

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بیشک شیطان اس بات سے ناامید ہو چکا ہے کہ جزیرۂ عرب میں نمازی اس کی عبادت کریں، لیکن وہ انھیں فساد پر آمادہ کرتا رہے گا۔“

تخریج: الصحیحة ۱۶۰۸۔ مسلم (۲۸۱۲)، ترمذی (۱۹۳۷)، احمد (۳/۳۱۳)

قعد الشيطان لأبن آدم من العمل الصالح

١٠٠٠: عَنْ سَبُرَةَ بْنِ أَبِي فَاكِهٍ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ يَقُوْلُ: ((إِنَّ الشَّيْطَانَ قَعَدَ لِابْنِ آدَمَ بِأَطْرُقِهِ، فَقَعَدَ لَهُ بِطَرِيْقِ الإِسْلَامِ، فَقَالَ: تَسْلِمُ وَتَذَرُ دِيْنَكَ وَدِيْنَ آبَائِكَ وَآبَاءِ أَبِيْكَ؟! فَعَصَاهُ فَأَسْلَمَ ثُمَّ قَعَدَ لَهُ بِطَرِيْقِ الْهِجْرَةِ، فَقَالَ: تُهَاجِرُ وَتَدَعُ أَرْضَكَ وَسَمَاءَكَ وَإِنَّمَا مَثَلُ الْمُهَاجِرِ كَمَثَلِ الْفَرَسِ فِي الطِّوَلِ؟ فَعَصَاهُ فَهَاجَرَ، ثُمَّ قَعَدَ لَهُ بِطَرِيْقِ الْجِهَادِ، فَقَالَ: تُجَاهِدُ فَهُوَجُهْدُ النَّفْسِ وَالْمَالِ، فَتُقَاتِلُ فَتُقْتَلُ فَتُنْكَحُ الْمَرْأَةُ، وَيُقْسَمُ الْمَالُ؟ فَعَصَاهُ فَجَاهَدَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: فَمَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ كَانَ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ. عَزَّوَجَلَّ. أَنْ يُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ وَمَنْ قُتِلَ كَانَ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ أَنْ يُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ وَإِنْ غَرِقَ كَانَ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ أَنْ يُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ، أَوْوَقَصَتْهُ دَابَّتُهُ كَانَ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ أَنْ يُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ)).

شیطان کا ابن آدم کو نیک اعمال سے روکنے کے لیے راستے میں بیٹھنا

سیدنا سبرہ بن ابوفاکہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''آدم (علیہ السلام) کے بیٹے (کو گمراہ کرنے کے لئے) شیطان اس کے مختلف راستوں میں گھات لگا کر بیٹھ گیا۔ اسلام کے راستے پر بیٹھ کر (مسلمان ہونے والے کو) کہتا ہے: کیا تو اسلام قبول کرتا ہے اور اپنے اور اپنے آباؤ اجداد کے دین کو ترک کرتا ہے؟ لیکن ابنِ آدم اس کی نافرمانی کرتا ہے اور اسلام قبول کر لیتا ہے۔ پھر وہ ہجرت کے راستے پر بیٹھ جاتا ہے اور اسے کہتا ہے: کیا تو اب ہجرت کرتا ہے اور اپنے زمین و آسمان (یعنی علاقہ و وراثت) کو چھوڑنے لگا ہے' مہاجر کی مثال تو اس گھوڑے کی طرح ہے جو رسی میں ہو؟ لیکن وہ اس کی نافرمانی کرتے ہوئے ہجرت کر جاتا ہے۔ پھر وہ جہاد کے راستے پر بیٹھ جاتا ہے اور کہتا ہے: کیا تو جہاد کرنے کے لئے جا رہا ہے (دیکھ لے) یہ تو محنت و مشقت والا کام ہے' اس میں مال و دولت کھپ جاتا ہے' جب تو لڑے گا تو تجھے قتل کر دیا جائے گا' کوئی دوسرا تیری عورت سے نکاح کر لے گا اور تیرا مال (ورثاء میں) تقسیم کر دیا جائے گا؟ لیکن وہ اس کی رائے کو ٹھکرا دیتا ہے اور جہاد کرتا ہے۔'' پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے (شیطان کے ساتھ) ایسے کیا' تو اللہ تعالیٰ پر حق ہے کہ وہ اسے جنت میں داخل کرے اور جو شہید ہوا تو اللہ پر حق ہے کہ اسے جنت میں داخل کرے' اگر وہ غرق ہو گیا تو اللہ پر لازم ہے کہ اسے جنت میں داخل کرے اور اگر اس کی سواری نے اس کو اس طرح گرایا کہ اس کی گردن ٹوٹ گئی (اور وہ فوت ہو گیا) تو اللہ تعالیٰ پر حق ہے کہ اسے جنت میں داخل کرے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۹۷۹۔ بخاری فی التاریخ (۴/ ۱۸۷۔ ۱۸۸)' نسائی (۳۱۳۶)' احمد (۳/ ۴۸۳)' ابن حبان (۴۵۹۳)

باب ذكر الشؤم

۱۰۰۱: عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: ذَكَرُوْا الشُّؤْمَ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: ((إِنْ كَانَ الشُّؤْمُ فِي شَيْءٍ، فَفِي الدَّارِ وَالْمَرْأَةِ وَالْفَرَسِ)).

[الصحيحة:۷۹۹]

نحوست کا بیان

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: صحابہ نے نبی ﷺ کے پاس نحوست کا ذکر کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر کسی چیز میں نحوست ہوتی تو وہ گھر، بیوی اور گھوڑے (یعنی) سواری میں ہوتی۔''

تخریج: الصحیحۃ ۷۹۹۔ ابوداود (۳۹۲۲)، ترمذی (۲۸۲۴)، نسائی (۳۵۶۹)، احمد (۲/ ۱۲۶)

باب المنع ماشاء الله و ماشاء محمد

۱۰۰۲: عَنِ الطُّفَيْلِ بْنِ سَخْبَرَةَ أَخِي عَائِشَةَ لِأُمِّهَا، قَالَ: أَنَّهُ رَأَى فِيْمَا يَرَى النَّائِمُ كَأَنَّهُ مَرَّ بِرَهْطٍ مِنَ الْيَهُوْدِ فَقَالَ: مَنْ أَنْتُمْ؟ قَالُوْا: نَحْنُ الْيَهُوْدُ قَالَ: إِنَّكُمْ أَنْتُمُ الْقَوْمُ لَوْلَا أَنَّكُمْ تَزْعُمُوْنَ أَنَّ عُزَيْرًا ابْنُ اللّٰهِ فَقَالَتِ الْيَهُوْدُ: وَأَنْتُمُ الْقَوْمُ لَوْلَا أَنَّكُمْ تَقُوْلُوْنَ: مَاشَاءَ اللّٰهُ وَشَاءَ مُحَمَّدٌ! ثُمَّ مَرَّبِرَهْطٍ مِنَ النَّصَارٰى، فَقَالَ: مَنْ أَنْتُمْ؟ قَالُوْا: نَحْنُ النَّصَارٰى، فَقَالَ: إِنَّكُمْ أَنْتُمُ الْقَوْمُ لَوْلَا أَنَّكُمْ تَقُوْلُوْنَ: الْمَسِيْحُ ابْنُ اللّٰهِ، قَالُوْا: وَإِنَّكُمْ أَنْتُمُ الْقَوْمُ لَوْلَا أَنَّكُمْ تَقُوْلُوْنَ: مَاشَاءَ اللّٰهُ وَمَا شَاءَ مُحَمَّدٌ! فَلَمَّا أَصْبَحَ اَخْبَرَبِهَا مَنْ أَخْبَرَ، ثُمَّ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَأَخْبَرَهُ فَقَالَ: هَلْ أَخْبَرْتَ بِهَا أَحَدًا؟ قَالَ: نَعَمْ فَلَمَّا صَلُّوْا خَطَبَهُمْ فَحَمِدَاللّٰهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: ((إِنَّ طُفَيْلًا رَأٰى رُؤْيَا فَأَخْبَرَبِهَا مَنْ أَخْبَرَمِنْكُمْ، وَإِنَّكُمْ كُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ كَلِمَةً كَانَ يَمْنَعُنِي الْحَيَاءُ مِنْكُمْ أَنْ أَنْهَاكُمْ عَنْهَا، قَالَ: لَاتَقُوْلُوْا: مَاشَاءَ اللّٰهُ وَمَا شَاءَ مُحَمَّدٌ)). [الصحیحۃ:۱۳۸]

جو اللہ چاہے اور جو محمد ﷺ چاہیں کہنے کی ممانعت

سیدہ عائشہ کے اخیافی بھائی سیدنا طفیل بن سخبرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں خواب میں یہودیوں کے ایک گروہ کے پاس سے گزرا، میں نے ان سے پوچھا کہ تم کون ہو؟ انھوں نے کہا: ہم یہودی ہیں۔ میں نے کہا: تم بہترین قوم ہو، اگر تم حضرت عزیر (علیہ السلام) کو اللہ تعالیٰ کا بیٹا نہ قرار دیتے۔ یہودیوں نے کہا: تم بھی بہترین لوگ ہو، اگر تم یہ نہ کہتے: جو اللہ چاہے اور محمد (ﷺ) چاہے۔ میں عیسائی گروہ کے پاس سے گزرا۔ میں نے ان سے پوچھا: تم کون ہو؟ انھوں نے کہا: ہم نصرانی ہیں۔ میں نے کہا: تم بڑے اچھے لوگ ہو، اگر تم حضرت عیسی (علیہ السلام) کو اللہ تعالیٰ کا بیٹا نہ قرار دیتے۔ انھوں نے کہا: تم بھی بہترین لوگ ہو، اگر تم یہ نہ کہتے: جو اللہ چاہے اور محمد (علیہ السلام) چاہے۔ جب صبح ہوئی تو میں نے بعض لوگوں کو یہ خواب سنایا اور پھر رسول اللہ ﷺ کے پاس چلا گیا اور آپ سے بیان کیا۔ آپ ﷺ نے پوچھا: تم نے یہ خواب کسی کو سنایا ہے؟ میں نے کہا: جی ہاں۔ جب لوگوں نے نماز ادا کر لی تو آپ ﷺ نے انھیں خطبہ دیا، اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی اور فرمایا: ''طفیل نے ایک خواب دیکھا ہے اور تم میں سے بعض لوگوں کو بتا بھی دیا ہے۔ تم لوگ ایک کلمہ کہتے تھے، بس حیا آڑے آتی رہی اور میں تمھیں منع نہ کر سکا۔ (اب کے بعد) ایسے نہ کہا کرو: جو اللہ چاہے اور محمد (ﷺ) چاہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۳۸۔ احمد (۵/ ۷۲)، حاکم (۳/ ۴۶۳)، ابن ابی عاصم فی الآحاد والمثانی (۲۷۴۳)، ابن ماجہ

(۲۱۱۸)' مختصراً

☆ یعنی اللہ تعالیٰ کی مشیت میں کسی کو کوئی دخل نہیں ہے' وہی کچھ ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے۔

باب ان العين لتولع بالرجل باذن الله

نظر بد ایک حکم سے ایک انسان کو دیوانہ بنا دیتی ہے

۱۰۰۳: عَنْ أَبِي ذَرٍّ مَرْفُوعاً: ((إِنَّ الْعَيْنَ لَتُولَعُ بِالرَّجُلِ بِإِذْنِ اللّٰهِ حَتّٰى يَصْعَدَ حَالِقاً ثُمَّ يَتَرَدّٰى مِنْهُ)). [الصحيحة:۸۸۹]

سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک نظر بد آدمی کو اللہ کے حکم سے دیوانہ کر دیتی ہے' حتی کہ (بسا اوقات ایسے ہوتا ہے کہ) وہ اونچی جگہ پر چڑھتا ہے اور پھر وہاں سے گر پڑتا ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۸۸۹۔ احمد (۵/ ۱۴۶)' البزار (الکشف : ۳۹۷۲)' ابن عدی فی الکامل (۳/ ۹۷۱)

فوائد: نظر لگنا حق ہے' ''اللہ کے حکم'' سے مراد یہ ہے کہ کوئی کام اس کی مشیت کے بغیر نہیں ہوتا۔

باب ذكر كذاب و مبير في ثقيف

ثقیف قبیلہ میں ایک ظالم اور ایک کذاب ہوگا

۱۰۰۴: ((إِنَّ فِي ثَقِيفٍ كَذَّاباً وَمُبِيراً)) وَرَدَ مِنْ حَدِيثِ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ، وَعَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، وَسَلَامَةَ بِنْتِ الْحُرِّ الْجُعْفِيَّةِ فَعَنْ أَسْمَاءَ أَنَّهَا قَالَتْ لِلْحَجَّاجِ: أَمَا إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ حَدَّثَنَا: ((إِنَّ فِي ثَقِيفٍ كَذَّاباً وَمُبِيراً)) قَالَتْ: فَأَمَّا الْكَذَّابُ، فَقَدْ رَأَيْنَاهُ، وَأَمَّا الْمُبِيرُ، فَلَا إِخَالُكَ إِلَّا إِيَّاهُ۔ [الصحيحة:۳۵۳۸]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ثقیف قبیلہ میں ایک کذاب ہوگا اور ایک مہلک (یعنی ہلاک کرنے والے)۔'' یہ حدیث سیدہ اسماء بنت ابو بکر صدیق' سیدنا عبداللہ بن عمر اور سیدہ سلامہ بنت حر جعفیہ رضی اللہ عنہم سے مروی ہے۔ سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انھوں نے حجاج سے کہا: آگاہ ہو جا! رسول اللہ ﷺ نے ہمیں بیان کیا تھا کہ ''ثقیف قبیلہ میں ایک کذاب ہوگا اور ایک مہلک۔'' کذاب تو ہم نے دیکھ لیا' رہا مسئلہ مہلِک کا' تو میں تو یہی سمجھ پا رہی ہوں کہ وہ تو ہی ہے۔

تخریج: الصحیحة ۳۵۳۸۔ (۱) اسماء بنت ابی بکر: مسلم (۲۵۴۵)' حاکم (۳/ ۵۵۳)' (۲) عبد اللہ بن عمر: ترمذی (۲۲۲۰' ۳۹۴۴)' احمد (۲/ ۲۶) (۳) سلامة بنت الحر رضی اللہ عنہا: طبرانی (۲۴/ ۳۱۰)

القلب بين اصبعين الرحمن

دل رحمٰن کی دو انگلیوں کے درمیان ہے

۱۰۰۵: عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((إِنَّ قُلُوْبَ بَنِي آدَمَ كُلَّهَا بَيْنَ إِصْبَعَيْنِ مِنْ أَصَابِعِ الرَّحْمٰنِ كَقَلْبٍ وَاحِدٍ يُصَرِّفُهُ كَيْفَ يَشَاءُ، ثُمَّ يَقُوْلُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اَللّٰهُمَّ مُصَرِّفَ الْقُلُوْبِ

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''بنی آدم کے دل رحمٰن کی دو انگلیوں کے درمیان ایک دل کی مانند ہیں' وہ جیسے چاہتا ہے ان کو پلٹ دیتا ہے۔'' پھر رسول اللہ ﷺ نے یہ دعا فرمائی: ''اے دلوں کو الٹ پلٹ کرنے والے: ہمارے دلوں کو اپنی اطاعت کی طرف پھیر

صَرِّفْ قُلُوْبَنَا عَلٰى طَاعَتِكَ))۔ دے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۶۸۹۔ مسلم (۲۶۵۴)' احمد (۳/ ۱۶۸' ۱۷۳)' ابن ابی عاصم فی السنۃ (۲۲۲' ۲۳۱)

فوائد: معلوم ہوا کہ دین پر ثابت قدم رہنے کے لئے یہ دعا پڑھنی چاہئے: اَللّٰهُمَّ مُصَرِّفَ الْقُلُوْبِ صَرِّفْ قُلُوْبَنَا عَلٰى طَاعَتِكَ۔ ''رحمٰن کی دو انگلیوں'' کی کیا کیفیت ہے؟ رحمٰن کو ہی اس کی خبر ہے۔ ہم نہ تو اس کی تاویل کریں گے اور نہ انکار کریں گے۔ اللہ تعالیٰ کی اس صفت پر بلا کم و کاست ایمان لاتے ہیں۔

شدة الود برؤيى النبی صلی اللہ علیہ وسلم — نبیؐ کے دیدار کا بہت ہی زیادہ شوق رکھنے والے لوگ

۱۰۰۶: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ قَوْماً يَأْتُوْنَ مِنْ بَعْدِي، يَوَدُّ أَحَدُهُمْ أَن يَّفْتَدِيَ بِرُؤْيَتِي أَهْلِهِ وَمَالِهِ))۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میرے بعد ایسے لوگ بھی آئیں گے کہ وہ اپنے اہل و عیال اور مال و منال کو میرے دیدار کی خاطر قربان کر دینے کو پسند کریں گے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۳۳۸۔ البزار (الکشف: ۲۸۴۱)' مسلم (۲۸۳۲)' احمد (۳/ ۴۱۷)' بالفاظ متقاربۃ

باب من منار الاسلام — اسلام کی کچھ علامات کا بیان

۱۰۰۷: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ قَالَ: ((إِنَّ لِلْإِسْلَامِ صُوًى وَمَنَاراً كَمَنَارِ الطَّرِيْقِ مِنْهَا أَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰهِ وَلَا تُشْرِكَ بِهِ شَيْئاً وَإِقَامِ الصَّلَاةِ، وَإِيْتَاءِ الزَّكَاةِ وَصَوْمِ رَمَضَانَ، وَحَجِّ الْبَيْتِ وَالْأَمْرِ بِالْمَعْرُوْفِ، وَالنَّهْيِ عَنِ الْمُنْكَرِ وَأَنْ تُسَلِّمَ عَلٰى أَهْلِكَ إِذَا دَخَلْتَ عَلَيْهِمْ، وَأَنْ تُسَلِّمَ عَلَى الْقَوْمِ إِذَا مَرَرْتَ بِهِمْ، فَمَنْ تَرَكَ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئاً فَقَدْ تَرَكَ سَهْماً مِنَ الْإِسْلَامِ، وَمَنْ تَرَكَهُنَّ [كُلَّهُنَّ] فَقَدْ وَلَّى الْإِسْلَامَ ظَهْرَهُ))۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''راستے کی طرح اسلام کی بھی کچھ نشانیاں اور علامتیں ہیں۔ ان میں سے بعض یہ ہیں: اللہ پر ایمان لانا اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانا' نماز قائم کرنا' زکاۃ ادا کرنا' رمضان کے روزے رکھنا' بیت اللہ کا حج کرنا' نیکی کا حکم کرنا' برائی سے منع کرنا' گھر والوں پر داخل ہوتے وقت انھیں سلام کرنا اور لوگوں کے پاس سے گزرتے وقت انھیں سلام کہنا۔ جس نے ان امور میں سے کسی میں کمی کی تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ اس نے اسلام کی ایک شق ترک کر دی اور جس نے ان تمام چیزوں کو ترک کر دیا' اس نے تو اسلام کی طرف پیٹھ پھیر دی۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۳۳۔ ابو عبید القاسم فی کتاب الایمان (۳)' ابن بشران فی الامالی (ق ۹۸/ ۲)' عبد الغنی المقدسی فی الامر بالمعروف (۹)' حاکم (۱/ ۲۱)' مختصراً

فوائد: یعنی جس طرح سنگِ میل کی روشنی میں راستے کی پہچان ہوتی ہے' اسی طرح اسلام پر دلالت کرنے والی کچھ علامتیں ہیں' جن میں سے بعض کا تذکرہ درج بالا حدیث میں کیا گیا ہے۔

يقضيبين الناس على الظاهر — لوگوں کے درمیان ظاہر پر فیصلہ ہوگا

۱۰۰۸: عَنْ فُرَاتِ بْنِ حَيَّانَ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ أَمَرَ بِقَتْلِهِ، وَكَانَ عَيْنًا لِأَبِي سُفْيَانَ وَكَانَ حَلِيفًا لِرَجُلٍ مِّنَ الْأَنْصَارِ، فَمَرَّ بِحَلْقَةٍ مِّنَ الْأَنْصَارِ، فَقَالَ: إِنِّي مُسْلِمٌ، فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ، يَارَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّهُ يَقُوْلُ: إِنِّي مُسْلِمٌ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ مِنكُمْ رِجَالًا نَكِلُهُمْ إِلَى إِيْمَانِهِمْ مِنْهُمْ فُرَاتُ بْنُ حَيَّانَ)).

[الصحيحة: ۱۷۰۱]

سیدنا فرات بن حیان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں ابوسفیان کا جاسوس اور ایک انصاری کا حلیف تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھے قتل کرنے کا حکم دیا۔ میں انصار کی ایک جماعت کے پاس سے گزرا اور کہا: میں مسلمان ہوں۔ ایک انصاری نے کہا: اے اللہ کے رسول! وہ تو کہہ رہا ہے کہ میں مسلمان ہوں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہم تم میں سے بعض لوگوں کو ان کے ایمان کے سپرد کرتے ہیں' فرات بن حیان بھی ان میں سے ہیں۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۷۰۱- بخاری فی التاریخ (۷/ ۱۲۸)' ابوداود (۲۶۵۲)' احمد (۴/ ۳۳۶)' حاکم (۲/ ۱۱۵)

المسلم متوكل على الله على كل حال

مسلمان ہر حال میں اللہ پر ہی بھروسہ کرتا ہے

۱۰۰۹: عَنْ جَابِرِبْنِ عَبْدِاللّٰهِ: أَنَّهُ غَزَامَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قِبَلَ نَجْدٍ، فَلَمَّا قَفَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: قَفَلَ مَعَهُ، فَأَدْرَكَتْهُمُ الْقَائِلَةُ فِي وَادٍ كَثِيْرِ الْعِضَاهِ فَنَزَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَتَفَرَّقَ النَّاسُ فِي الْعِضَاهِ يَسْتَظِلُّوْنَ بِالشَّجَرِ، وَنَزَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ تَحْتَ سَمُرَةٍ فَعَلَّقَ بِهَا سَيْفَهُ، قَالَ جَابِرٌ: فَنِمْنَا نَوْمَةً، فَإِذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَدْعُوْنَا، فَجِئْنَاهُ فَإِذَا عِنْدَهُ أَعْرَابِيٌّ جَالِسٌ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ هٰذَا اخْتَرَطَ سَيْفِي وَأَنَا نَائِمٌ، فَاسْتَيْقَظْتُ وَهُوَ فِي يَدِهِ صَلْتًا، فَقَالَ لِي: مَنْ يَّمْنَعُكَ مِنِّي؟ قُلْتُ: اللّٰهُ فَهَا هُوَ ذَا جَالِسٌ)) ثُمَّ لَمْ يُعَاقِبْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ۔ [الصحيحة: ٣٠٤٦]

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نجد کی طرف ایک غزوے میں شریک تھا۔ جب آپ ﷺ واپس پلٹے تو میں بھی آپ کے ساتھ تھا۔ چلتے چلتے ایسی وادی میں قیلولے کا وقت ہو گیا جس میں خاردار درخت بہت زیادہ تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے وہاں پڑاؤ ڈالا اور لوگ درختوں کا سایہ حاصل کرنے کے لئے بکھر گئے۔ آپ ﷺ ببول کے درخت کے نیچے آ گئے اور اس کے ساتھ اپنی تلوار لٹکا دی۔ ہم سو گئے' اچانک رسول اللہ ﷺ نے ہمیں بلایا' جب ہم آپ کے پاس پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک بدو آپ کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں بتایا: ''میں سویا ہوا تھا' اس بدو نے میری تلوار میان سے نکالی' جب بیدار ہوا تو میری تلوار اس کے ہاتھ میں سونتی ہوئی تھی۔ اس نے مجھے کہا: کون ہے جو آپ کو مجھ سے بچائے گا؟ میں نے کہا: اللہ۔ یہ دیکھو! اب یہ بیٹھا ہوا ہے (اور میرا کچھ نہ بگاڑ سکا)۔'' پھر آپ ﷺ نے اس سے کوئی انتقام نہیں لیا۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۰۴۶- بخاری (۴۱۳۴' ۴۱۳۵)' مسلم (۸۴۳)' نسائی فی الکبری (۸۷۷۲)' احمد (۳/ ۳۳۱)

ان الدين يسر

دین آسان ہے

۱۰۱۰: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوعاً: ((إِنَّ هٰذَا الدِّيْنَ يُسْرٌ، وَلَنْ يُشَادَّ هٰذَا الدِّيْنَ أَحَدٌ إِلَّا غَلَبَهُ، فَسَدِّدُوْا وَقَارِبُوْا وَأَبْشِرُوْا وَاسْتَعِيْنُوْا بِالْغُدْوَةِ وَالرَّوْحَةِ وَشَيْءٌ مِّنَ الدُّلْجَةِ)). [الصحيحة:۱۱٦۱]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بیشک یہ دین آسان ہے، جو بھی اس دین سے زور آزمائی کرے گا یہ اس کو پچھاڑ دے گا۔ اس لئے راہِ راست پر چلتے رہو، میانہ روی اختیار کرو، خوش رہو اور صبح و شام کے وقت اور رات کو کچھ وقت (عبادت کر کے) مدد حاصل کرتے رہو۔“

تخریج: الصحیحة ۱۱٦۱۔ بخاری (۳۹)، نسائی (۵۰۳۴)، بیهقی (۳/ ۱۸)

علامة الإيمان و كتابة النبي ﷺ

ایمان کی علامات اور آپ ﷺ کا لکھ کر دینا

۱۰۱۱: عَنْ يَزِيْدَ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الْخَيْرِ، قَالَ: بَيْنَا نَحْنُ بِالْمَرْبَدِ إِذْ أَتٰى عَلَيْنَا أَعْرَابِيٌّ شَعِثُ الرَّأْسِ مَعَهُ قِطْعَةُ أَدِيْمٍ أَوْ قِطْعَةُ جِرَابٍ، فَقُلْنَا: كَأَنَّ هٰذَا لَيْسَ مِنْ أَهْلِ الْبَلَدِ فَقَالَ: أَجَلْ، هٰذَا كِتَابٌ كَتَبَهُ لِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ الْقَوْمُ: هَاتِ فَأَخَذْتُهُ فَقَرَأْتُهُ فَإِذَا فِيْهِ: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ: هٰذَا كِتَابٌ مِّنْ مُحَمَّدِ النَّبِيِّ رَسُوْلِ اللّٰهِ لِبَنِي زُهَيْرِ بْنِ أُقَيْشٍ، قَالَ أَبُو الْعَلَاءِ: وَهُمْ حَيٌّ مِنْ عُكْلٍ: ((إِنَّكُمْ إِنْ شَهِدْتُّمْ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَقَمْتُمُ الصَّلَاةَ وَآتَيْتُمُ الزَّكَاةَ وَفَارَقْتُمُ الْمُشْرِكِيْنَ وَأَعْطَيْتُمْ مِنَ الْغَنَائِمِ الْخُمُسَ وَسَهْمَ النَّبِيِّ ﷺ وَالصَّفِي. وَرُبَّمَا قَالَ: وَصِفِيَّهُ. فَأَنْتُمْ آمِنُوْنَ بِأَمَانِ اللّٰهِ وَأَمَانِ رَسُوْلِهِ)). [الصحيحة:۲۸۵۷]

یزید بن عبد اللہ بن خیر کہتے ہیں: ہم مربد میں بیٹھے ہوئے تھے، ہمارے پاس پراگندہ بالوں والا ایک بدو آیا، اس کے پاس کھال کا یا چمڑے کے تھیلے کا ایک ٹکڑا تھا۔ ہم نے کہا: یہ آدمی اس علاقہ کا نہیں معلوم ہوتا۔ اس نے کہا: جی ہاں، یہ خط ہے، رسول اللہ ﷺ نے میرے لئے لکھا تھا۔ لوگوں نے کہا: ہمیں دیجئے۔ میں نے وہ پکڑ لیا اور پڑھا، اس میں لکھا ہوا تھا: ”بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یہ خط رسول اللہ ﷺ کی طرف سے بنو زہیر بن اقیش کی طرف ہے، ...... ابوالعلاء (راوی) کہتے ہیں کہ بنو زہیر، عکل کا قبیلہ تھا ...... اگر تم گواہی دے دو کہ اللہ ہی معبودِ برحق ہے، نماز قائم کرو، زکاۃ ادا کرو، مشرکوں سے الگ ہو جاؤ اور غنیمتوں میں سے پانچواں حصہ، نبی ﷺ کا حصہ اور حاکم کا اپنے لئے مقرر کردہ حصہ دے دو تو تم اللہ تعالیٰ کی امان اور رسول اللہ ﷺ کی امان میں آ جاؤ گے۔“

تخریج: الصحیحة ۲۸۵۷۔ بیهقی (٦/ ۳۰۳، ۹/ ۱۳)، احمد (۵/ ۷۸)، خطابی فی غریب الحدیث (۲/ ۲۳٦)، ابو داود (۲۹۹۹)

باب: الرزق محدود ولا يجوز طلبه بمعصية الله

باب: رزق مقرر شدہ ہے اور معصیت کے ساتھ اس کا حصول ناجائز ہے

۱۰۱۲: عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ مَرْفُوْعاً: ((إِنَّهُ

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے

لَيْسَ شَيْءٌ يُقَرِّبُكُمْ إِلَى الْجَنَّةِ إِلَّا قَدْ أَمَرْتُكُمْ بِهِ، وَلَيْسَ شَيْءٌ يُقَرِّبُكُمْ إِلَى النَّارِ إِلَّا قَدْ نَهَيْتُكُمْ عَنْهُ، إِنَّ رُوْحَ الْقُدُسِ نَفَثَ فِي رَوْعِي: إِنَّ نَفْساً لَاتَمُوْتُ حَتَّى تَسْتَكْمِلَ رِزْقَهَا، فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَأَجْمِلُوْا فِي الطَّلَبِ، وَلَا يَحْمِلَنَّكُمْ اِسْتِبْطَاءَ الرِّزْقُ أَنْ تَطْلُبُوْهُ بِمَعَاصِي اللّٰهِ، فَإِنَّ اللّٰهَ لَايُدْرَكُ مَاعِنْدَهُ إِلَّا بِطَاعَتِهِ)). [الصحيحة: ٢٨٦٦]

فرمایا: ''جو چیز تمھیں جنت کے قریب کر سکتی ہے، میں نے تمھیں اس کا حکم دے دیا ہے اور جو چیز تمھیں جہنم کے قریب کر سکتی تھی، اس سے منع کر دیا ہے۔ روحِ قدس (یعنی جبریل علیہ السلام) نے میرے دل میں یہ بات ڈالی ہے: کوئی جان اپنے رزق کی تکمیل کے بغیر نہیں مرتی، پس تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور رزق کی تلاش میں میانہ روی اختیار کرو۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ رزق کا مؤخر ہونا تمھیں اس بات پر اکسا دے کہ تم اللہ تعالیٰ کی نافرمانیاں کر کے اس کی تلاش میں پڑ جاؤ (یاد رکھو!) جو کچھ اللہ تعالیٰ کے پاس ہے وہ اس کی اطاعت کر کے ہی حاصل کیا جا سکتا ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۲۸۶۶۔ ابوبکر الحداد فی المنتخب فی فوائد ابن علویه (۱۶۸/ ۱)، ابن مردویه فی ثلاثة مجالس (۱۸۸/ ۱۔۲)، حاکم (۲/ ۴)

رمي النجم لتحريق الجن

ستاروں کو جنوں کے جلانے کے لیے گرایا جاتا ہے

١٠١٣: عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ أَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ مِنَ الْأَنْصَارِ: أَنَّهُمْ بَيْنَمَاهُمْ جُلُوْسٌ لَيْلَةً مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ رُمِيَ بِنَجْمٍ فَاسْتَنَارَ، فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ : ((مَاذَا كُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ إِذَا رُمِيَ بِمِثْلِ هٰذَا؟)) قَالُوْا: اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ! كُنَّا نَقُوْلُ: وُلِدَ اللَّيْلَةَ رَجُلٌ عَظِيْمٌ، وَمَاتَ رَجُلٌ عَظِيْمٌ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّهَا لَايُرْمٰى بِهَا لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ، وَلٰكِنْ رَبُّنَا. تَبَارَكَ وَتَعَالٰى اسْمُهُ. إِذَا قَضٰى أَمْراً، سَبَّحَ حَمَلَةُ الْعَرْشِ، ثُمَّ سَبَّحَ أَهْلُ السَّمَاءِ الَّتِي يَلُوْنَهُمْ، حَتّٰى بَلَغَ التَّسْبِيْحُ أَهْلَ هٰذِهِ السَّمَاءَ الدُّنْيَا، ثُمَّ قَالَ الَّذِيْنَ يَلُوْنَ حَمَلَةَ الْعَرْشِ لِحَمَلَةِ الْعَرْشِ: مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ؟

علی بن حسین سے روایت ہے کہ سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: مجھ سے ایک انصاری صحابی نے بیان کیا کہ وہ ایک رات کو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے، ایک سیارہ ٹوٹ کر گر پڑا اور اس کی وجہ سے روشنی پھیل گئی۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے پوچھا: ''تم جاہلیت میں اس قسم کے سیارے کے بارے میں کیا کہتے تھے؟'' انھوں نے کہا: (حقیقی صورتحال تو) اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ ہم یوں کہا کرتے تھے: آج رات کوئی عظیم آدمی پیدا ہوا ہے یا فوت ہوا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کسی کی موت و حیات کی وجہ سے سیارے نہیں ٹوٹتے۔ (درحقیقت) جب اللہ تبارک وتعالیٰ کوئی فیصلہ کرتے ہیں تو حاملینِ عرش اس کی تسبیح بیان کرتے ہیں، پھر اس سے نچلے والے آسمان کے فرشتے اللہ کی تسبیح شروع کرتے ہیں، حتی کہ آسمانِ دنیا والے فرشتے بھی تسبیح میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ پھر (ساتویں) آسمان والے فرشتے حاملین عرش سے پوچھتے ہیں: تمھارے رب

فَيُخْبِرُوْنَهُمْ مَاذَا قَالَ، قَالَ: فَيَسْتَخْبِرُ بَعْضُ أَهْلِ السَّمَاوَاتِ بَعْضًا حَتَّى يَبْلُغَ الْخَبَرُ هٰذِهِ السَّمَاءَ الدُّنْيَا فَتَخْطَفُ الْجِنُّ السَّمْعَ، فَيَقْذِفُوْنَ إِلَى أَوْلِيَائِهِمْ، وَيَرْمُوْنَ بِهِ، فَمَا جَاؤُوْابِهِ عَلَى وَجْهِهِ، فَهُوَ حَقٌّ وَلٰكِنَّهُمْ يَقْرِفُوْنَ فِيْهِ وَيَزِيْدُوْنَ)). [الصحيحة: ٣٥٨٧]

نے کیا کہا؟ وہ انھیں جواب دیتے ہیں کہ یہ کچھ کہا' اسی طرح ایک آسمان والے دوسرے سے پوچھتے ہیں اور بات چلتے چلتے آسمانِ دنیا تک پہنچ جاتی ہے' (تو اس کے نیچے تک پہنچ جانے والے) جنّات بات اچک کر اپنے (شیطانی) اولیا تک پہنچانے کی کوشش کرتے ہیں' ان پر سیارے گرائے جاتے ہیں۔ (بسا اوقات جل جاتے ہیں اور بعض اوقات نکل آتے ہیں) وہ جو کچھ وہاں سے سن کر آتے ہیں وہ تو حق ہوتا ہے لیکن اس کے ساتھ کئی جھوٹ گھڑتے ہیں اور اپنی طرف سے اضافے کرتے ہیں۔''

تخریج: الصحیحة ۳۵۸۷۔ مسلم (۲۲۲۹)' ترمذی (۳۲۲۴)' نسائی فی الکبری (۱۱۲۷۲)' احمد (۱/ ۲۱۸)

فوائد: اللہ تعالیٰ قادرِ مطلق ہے' اس کی منشا و مرضی کے بغیر کچھ نہیں ہوسکتا اور یہ اس کا ایک نظام ہے' جس میں مختلف اسباق اور آزمائشیں مخفی ہیں۔

لا تزال طائفة من امتي على القتال إلى يوم القيامة

میری امت کا ایک گروہ حق کے لیے قیامت تک لڑتا رہے گا

١٠١٤: عَنْ سَلَمَةَ بْنِ نُفَيْلٍ السَّكُوْنِيِّ، قَالَ: دَنَوْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ حَتّٰى كَادَتْ رُكْبَتَايَ تَمَسَّانِ فَخِذَهُ، فَقُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! تُرِكَتِ الْخَيْلُ وَأُلْقِيَ السِّلَاحُ وَزَعَمَ أَقْوَامٌ أَنْ لَاقِتَالَ! فَقَالَ: ((كَذَبُوْا! آلآنَ جَاءَ الْقِتَالُ لَاتَزَالُ أُمَّتِي أُمَّةٌ قَائِمَةٌ عَلَى الْحَقِّ ظَاهِرَةٌ عَلَى النَّاسِ يُزِيْغُ اللّٰهُ قُلُوْبَ قَوْمٍ قَاتَلُوْهُمْ لِيَنَالُوْا مِنْهُمْ)) وَقَالَ وَهُوَ مُوَلٍّ ظَهْرَهُ إِلَى الْيَمَنِ: ((إِنِّي أَجِدُ نَفَسَ الرَّحْمٰنِ مِنْ هُنَا. يُشِيْرُ إِلَى الْيَمَنِ وَلَقَدْ أُوْحِيَ إِلَيَّ أَنِّي مَكْفُوْفٌ غَيْرُ مُلَبَّثٍ، وَتَتَّبِعُوْنِي أَفْنَاداً، وَالْخَيْلُ مَعْقُوْدٌ فِي نَوَاصِيْهَا الْخَيْرُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَأَهْلُهَا مُعَانُوْنَ عَلَيْهَا)). [الصحيحة:٣٣٦٧]

سیدنا سلمہ بن نفیل سکونی ﷛ کہتے ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کے قریب ہوا' حتی کہ میرے گھٹنے آپ ﷺ کی رانوں کو چھو رہے تھے۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! گھوڑوں سے غفلت برتی جا رہی ہے' اسلحہ پھینک دیا گیا ہے اور لوگ یہ گمان کرنے لگے ہیں کہ جہاد ختم ہوگیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''لوگ جھوٹ بول رہے ہیں' قتال کا تو ابھی ابھی نفاذ ہوا ہے' میری امت کی ایک جماعت حق پر قائم دائم رہے گی' لوگوں پر غالب رہے گی' بعض لوگوں کے دل منحرف ہوتے رہیں گے اور وہ ان سے قتال کر کے مالِ غنیمت حاصل کرتے رہیں گے۔'' نیز آپ ﷺ نے فرمایا' جبکہ آپ کی پشت یمن کی طرف تھی: میں ادھر سے رحمٰن کی خوشبو (یا رحمت) محسوس کر رہا ہوں۔ اس وقت آپ یمن کی طرف اشارہ فرما رہے تھے۔ مجھے بذریعہ وحی بتلا دیا گیا ہے کہ میں ٹھہرنے والا نہیں' بلکہ فوت ہونے والا ہوں' تم لوگ گروہ در گروہ میرے پیچھے

چلو گے اور (یاد رکھو کہ) گھوڑے کی پیشانی میں روزِ قیامت تک خیر و بھلائی معلق رہے گی اور گھوڑوں والے ان پر سوار ہو کر سختیاں جھیلتے رہیں گے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۳۶۷۔ طبرانی فی الکبیر (۲۳۵۸)' بیھقی فی الاسماء والصفات (ص: ۴۶۲۔ ۴۶۳)' البزار (البحر الزخار: ۳۷۰۲)' نسائی (۳۵۹۱)' احمد (۳/ ۱۰۴)' باختلاف

باب فضل اطاعة الرسول ﷺ

١٠١٥: عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَوْماً فَقَالَ: ((إِنِّي رَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ كَأَنَّ جِبْرِيْلَ عِنْدَ رَأْسِي وَمِيكَائِيْلَ عِنْدَ رِجْلَيَّ، يَقُوْلُ أَحَدُهُمَا وَمَثَلُ أُمَّتِكَ: كَمَثَلِ مَلِكٍ اتَّخَذَ دَاراً، ثُمَّ بَنٰى فِيهَا بَيْتاً، ثُمَّ جَعَلَ فِيهَا مَائِدَةً، ثُمَّ بَعَثَ رَسُوْلاً يَدْعُوْ النَّاسَ إِلٰى طَعَامِهِ فَمِنْهُمْ مَنْ أَجَابَ الرَّسُوْلَ، وَمِنْهُمْ مَنْ تَرَكَهُ، فَاللّٰهُ هُوَ الْمَلِكُ، وَالدَّارُ الْإِسْلَامُ وَالْبَيْتُ الْجَنَّةُ، وَأَنْتَ. يَامُحَمَّدُ. رَسُوْلٌ، فَمَنْ أَجَابَكَ دَخَلَ الْإِسْلَامَ وَمَنْ دَخَلَ الْإِسْلَامَ، دَخَلَ الْجَنَّةَ وَمَنْ دَخَلَ الْجَنَّةَ أَكَلَ مَافِيهَا)). [الصحيحة:٣٦٩٥]

رسول ﷺ کی اطاعت کی فضیلت

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا: ''میں نے خواب دیکھا کہ جبریل (علیہ السلام) میرے سر کے پاس اور میکائیل (علیہ السلام) میرے پاؤں کے پاس ہیں۔ ایک نے دوسرے سے کہا: اس (نبی) کی کوئی مثال بیان کیجئے۔ دوسرے نے کہا: سنو! تمھارا کان سنے' سمجھو! تمھارا دل سمجھے' تمہاری اور تمھاری امت کی مثال یہ ہے: ایک بادشاہ نے ایک جاگیر حاصل کی' اس میں ایک محل بنایا اور اس میں کھانے کی دعوت کا اہتمام کیا' لوگوں کو دعوت دینے کے لئے قاصد بھیجا' کسی نے قاصد کا پیغام قبول کیا اور کسی نے نہ کیا۔ (اس مثال کی وضاحت یہ ہے کہ) اللہ بادشاہ ہے' اسلام جاگیر ہے' جنت محل ہے اور اے محمد! آپ قاصد ہیں' جس نے آپ کا پیغام قبول کیا وہ اسلام میں داخل ہو گیا اور اسلام میں داخل ہونے والا جنت میں چلا جائے گا اور جو جنت میں داخل ہو گیا وہ اس کے کھانے کھائے گا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۶۹۵۔ ترمذی (۲۸۶۰)' ومن طریقہ الحافظ ابن حجر فی التغلیق (۳۲۰۱۵)' طبری فی التفسیر (۱۱/ ۷۳)' بخاری (۷۲۸۱ م) تعلیقًا

كره التخلي من الدنيا

١٠١٦: عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِي سَرِيَّةٍ مِّنْ سَرَايَاهُ، قَالَ: فَمَرَّ رَجُلٌ بِغَارٍ فِيهِ شَيْءٌ مِّنْ مَاءٍ، قَالَ: فَحَدَّثَ نَفْسَهُ بِأَنْ

دنیا سے کنارہ کش ہونے کی کراہت

سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم ایک لشکر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلے' ایک آدمی کا ایک غار کے پاس سے گزر ہوا' وہاں پانی کا چشمہ بھی تھا' اسے خیال آیا کہ وہ دنیا سے کنارہ کش ہو کر یہیں

يُقِيمَ فِي ذٰلِكَ الْغَارِ فَيَقُوْتُهُ مَا كَانَ فِيْهِ مِنْ مَاءٍ، وَيُصِيْبُ مَاحَوْلَهُ مِنَ الْبَقْلِ، وَيَتَخَلّٰى مِنَ الدُّنْيَا،ثُمَّ قَالَ: لَوْ أَنِّي أَتَيْتُ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهُ، فَإِنْ أَذِنَ لِي فَعَلْتُ، وَإِلَّا لَمْ أَفْعَلْ فَأَتَاهُ فَقَالَ: يَانَبِيَّ اللّٰهِ! إِنِّي مَرَرْتُ بِغَارٍ فِيْهِ مَايَقُوْتُنِي مِنَ الْمَاءِ وَالْبَقْلِ، فَحَدَّثَتْنِي نَفْسِي بِأَنْ أُقِيْمَ فِيْهِ وَأَتَخَلّٰى مِنَ الدُّنْيَا، قَالَ: فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: **((إِنِّي لَمْ أُبْعَثْ بِالْيَهُوْدِيَّةِ وَلَا بِالنَّصْرَانِيَّةِ، وَلٰكِنِّي بُعِثْتُ بِالْحَنِيْفِيَّةِ السَّمْحَةِ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَغَدْوَةٌ أَوْ رَوْحَةٌ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا، وَلَمَقَامُ أَحَدِكُمْ فِي الصَّفِّ خَيْرٌ مِنْ صَلَاتِهِ سِتِّيْنَ سَنَةً))**.

[الصحيحة:٢٩٢٤]

فروکش ہو جائے‘ یہ پانی اور اس کے اردگرد کی سبزیاں اسے کفایت کریں گی۔ پھر اس نے یہ فیصلہ کیا کہ میں نبی ﷺ کے پاس جاؤں گا اور یہ معاملہ آپ کے سامنے رکھوں گا۔ اگر آپ نے اجازت دے دی تو ٹھیک‘ وگرنہ نہیں۔ وہ آپ ﷺ کے پاس آیا اور کہا: اے اللہ کے نبی! میں غار کے قریب سے گزرا‘ وہاں کے پانی اور سبزی سے میری گزر بسر ہو سکتی ہے۔ مجھے خیال آیا کہ میں دنیا سے کنارہ کش ہو کر یہیں بسیرا کرلوں؟ نبیٔ کریم ﷺ نے فرمایا: ”میں یہودیت اور نصرانیت لے کر نہیں آیا‘ مجھے نرمی و سہولت آمیز شریعت دے کر مبعوث کیا گیا ہے۔ اس ذات کی قسم کہ جس ہاتھ میں میری جان ہے! اللہ کے راستے میں صبح کا یا شام کا چلنا دنیا و مافیہا سے بہتر ہے اور دشمن کے سامنے صف میں کھڑے ہونا ساٹھ سال کی نماز سے افضل ہے۔“

تخریج: الصحیحۃ ۲۹۲۴۔ احمد (۵/ ۲۶۶)‘ طبرانی فی الکبیر (۷۸۶۸)‘ ابن عساکر فی الاربعین فی الجهاد (۱۵)

باب: التقاط الجمرات في منى

۱۰۱۷: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ لِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ غَدَاةَ الْعَقَبَةِ، وَهُوَ وَاقِفٌ عَلٰى رَاحِلَتِهِ: هَاتِ الْقُطْ لِي فَلَقَطْتُ لَهُ حَصَيَاتٍ هُنَّ حُصَى الْخَذْفِ، فَوَضَعَهُنَّ فِي يَدِهِ فَقَالَ: بِأَمْثَالِ هٰؤُلَاءِ مَرَّتَيْنِ، وَقَالَ بِيَدِهِ فَأَشَارَ يَحْيٰى۔ أَحَدُ رُوَاتِهِ۔ أَنَّهُ رَفَعَهَا وَقَالَ: **((إِيَّاكُمْ وَالْغُلُوَّ فِي الدِّيْنِ، فَإِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ بِالْغُلُوِّ فِي الدِّيْنِ))**.

[الصحيحة:١٢٨٣]

باب: وادی منیٰ میں کنکریاں چننا

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے (حج کے موقع پر یعنی عید کے دن) مجھے گھاٹی والی صبح کو فرمایا تھا‘ اس حال میں کہ آپ اپنی سواری پر کھڑے تھے: ”ادھر آؤ‘ میرے لئے (کنکریاں) اٹھا کر لاؤ۔“ سو میں بیچ کی دو انگلیوں میں رکھ کر پھینکی جانے والی کنکریوں کے سائز کی کنکریاں اٹھا کر لایا‘ آپ نے ان کو اپنے ہاتھ میں رکھا اور دو دفعہ فرمایا: ”ان جتنی کنکریں ہوں۔“ پھر آپ نے اپنا ہاتھ بلند کیا۔ راویٔ حدیث یحیٰ نے ہاتھ سے اشارہ کر کے بات سمجھائی۔ اور فرمایا: ”دین میں غلوّ کرنے سے بچو‘ تم سے پہلے والے لوگ دین میں غلو کرنے کی وجہ سے ہلاک ہو گئے۔“

تخریج: الصحیحۃ ۱۲۸۳۔ نسائی (۳۰۵۷)‘ ابن ماجہ (۳۰۲۹)‘ ابن خزیمۃ (۲۸۶۷)‘ احمد (۱/ ۲۱۵)

باب الخبر من الفتن

۱۰۱۸: عَنْ كُرْزِ بْنِ عَلْقَمَةَ الْخُزَاعِيِّ قَالَ: قَالَ رَجُلٌ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! هَلْ لِلْإِسْلَامِ مِنْ مُنْتَهَى؟ قَالَ: ((أَيُّمَا أَهْلِ بَيْتٍ مِّنَ الْعَرَبِ أَوِ الْعَجَمِ أَرَادَ اللّٰهُ بِهِمْ خَيْراً أَدْخَلَ عَلَيْهِمُ الْإِسْلَامَ، ثُمَّ تَقَعُ الْفِتَنُ كَأَنَّهَا الظُّلَلُ، قَالَ [الرَّجُلُ] كَلَّا وَاللّٰهِ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ! قَالَ: بَلٰى وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! ثُمَّ تَعُوْدُوْنَ فِيْهَا أَسَاوِدَ صُبًّا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ)) [الصحيحة: ۳۰۹۱]

فتنوں کے متعلق خبر

سیدنا کرز بن علقمہ خزاعی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا اسلام کی کوئی انتہا بھی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ عرب و عجم کے جس جس گھر کے ساتھ خیر و بھلائی کا ارادہ کرے گا' وہاں اسلام پہنچا دے گا' پھر شامیانوں کی طرح کے فتنے برپا ہو جائیں گے۔'' ایک آدمی نے کہا: اللہ کی قسم! اگر اللہ نے چاہا تو ایسا ہرگز نہیں ہوگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کیوں نہیں' اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! تم ان فتنوں میں بدترین سانپ جو اچھل کر ڈستے ہیں، بن جاؤ گے۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۰۹۱۔ احمد (۳/ ۴۷۷)' حمیدی (۵۷۴)' ابن ابی شیبۃ (۱۵/ ۱۳)' حاکم (۱/ ۳۴)

تفسير الآية يأيها الذين آمنوا لا يضركم

۱۰۱۹: عَنْ أَبِي عَامِرٍ الْأَشْعَرِيِّ، قَالَ: كَانَ رَجُلٌ قُتِلَ مِنْهُمْ (بِأَوْطَاسٍ) فَقَالَ: لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: ((يَا أَبَا عَامِرٍ أَلَا غَيَّرْتَ؟)) فَتَلَا هٰذِهِ الْآيَةَ: ﴿يٰأَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا عَلَيْكُمْ أَنْفُسَكُمْ لَايَضُرُّكُمْ مَّنْ ضَلَّ إِذَا اهْتَدَيْتُمْ (المائدة: ۱۰۵)﴾ فَغَضِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَقَالَ: ((أَيْنَ ذَهَبْتُمْ؟ إِنَّمَا هِيَ يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لَايَضُرُّكُمْ مَنْ ضَلَّ. مِنَ الْكُفَّارِ. إِذَا اهْتَدَيْتُمْ)) وَرَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ وَلَفْظُهُ: عَنْ أَبِي عَامِرٍ أَنَّهُ كَانَ فِيْهِمْ شَيْءٌ فَاحْتَبَسَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ مَاحَبَسَكَ قَالَ: قَرَأْتُ هٰذِهِ الْآيَةَ: ﴿يٰأَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا عَلَيْكُمْ أَنْفُسَكُمْ لَايَضُرُّكُمْ مَّنْ ضَلَّ إِذَا اهْتَدَيْتُمْ﴾ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَايَضُرُّكُمْ مَنْ ضَلَّ مِنَ الْكُفَّارِ إِذَا

اے ایمان والو! تم اپنی فکر کرو جبکہ تم ہدایت پر ہو...... کی تفسیر کے بارے میں

سیدنا ابو عامر اشعری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہمارا ایک آدمی جنگِ اوطاس میں قتل ہو گیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا: ابو عامر! تو نے دیت کیوں نہیں لی؟ میں نے جوابا یہ آیت پڑھی: ﴿اے ایمان والو! اپنی فکر کرو' جب راہِ راست پر چل رہے ہو تو جو شخص گمراہ ہو وہ تمھارا کوئی نقصان نہیں کرسکتا﴾ (سورۂ مائدہ: ۱۰۵) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غصے میں آ گئے اور فرمایا: ''تم کہاں چلے گئے ہو؟'' اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ جب تم راہِ راست پر ہو تو کفار میں سے گمراہ تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ اسے طبرانی نے روایت کیا اور اس کے الفاظ یہ ہیں: ''سیدنا ابو عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ کوئی وجہ تھی جس کی بنا پر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے رکا رہا۔ جب نبی کریم نے مجھ سے پوچھا کہ تجھے کس چیز نے روکے رکھا تو میں نے یہ آیت پڑھی: ﴿اے ایمان والو! اپنی فکر کرو' جب راہِ راست پر چل رہے ہو تو جو شخص گمراہ ہو اس سے تمھارا کوئی نقصان نہیں﴾

اهْتَدَيْتُمْ)). [الصحيحة: ٢٥٦٠]

تخریج: الصحیحة ۲۵۶۰۔ احمد (۴/ ۱۲۹، ۲۰۱۔ ۲۰۲)، طبرانی فی الکبیر (۲۲/ ۳۱۷)، بمعناه

باب الاثم يقول يا كافر

کسی کو اے کافر کہنے کا گناہ

۱۰۲۰: عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَيُّمَا امْرِئٍ قَالَ لِأَخِيْهِ: يَا كَافِرُ! فَقَدْ بَاءَ بِهَا أَحَدُهُمَا إِنْ كَانَ كَمَا قَالَ، وَإِلَّا رَجَعَتْ عَلَيْهِ، (وَفِي رِوَايَةٍ: ((عَلَى الآخَرِ)).

[الصحيحة: ٢٨٩١]

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس آدمی نے اپنے بھائی کو کافر کہا تو ان میں سے ایک کافر ہو کر رہے گا۔ اگر وہ آدمی واقعی کافر ہوا تو ٹھیک وگرنہ یہی وصف کہنے والے کی طرف لوٹ آئے گا۔''

تخریج: الصحیحة ۲۸۹۱۔ مسلم (۲۱۶، ۶۰)، ابو عوانة (۱/ ۲۳)، احمد (۲/ ۴۴)، بخاری (۶۱۰۴)، ترمذی (۷/ ۲۶۳)، مختصراً

فوائد: معلوم ہوا کہ کسی پر کفر کا فتوی لگانے میں حد درجہ احتیاط برتنی چاہیے۔

باب: الإيمان يزيد وينقص

باب: ایمان میں زیادتی اور کمی کا بیان

۱۰۲۱: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعاً: ((الْإِيْمَانُ بِضْعٌ وَّسَبْعُوْنَ بَاباً، فَأَدْنَاهَا إِمَاطَةُ الْأَذٰى عَنِ الطَّرِيْقِ، وَأَرْفَعُهَا قَوْلُ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ)).

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایمان کے تہتر چوہتر شعبے ہیں، راستے سے تکلیف دہ چیز ہٹانا سب سے ادنی اور ''لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ'' سب سے اعلی شعبہ ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۱۷۶۹۔ بخاری فی الادب المفرد (۵۹۸)، ترمذی (۲۶۱۴)، ابن ماجه (۵۷)، احمد (۲/ ۴۴۵)

فوائد: معلوم ہوا کہ اعمال، ایمان کا حصہ ہیں۔ جس قدر اعمال زیادہ ہوں گے اس قدر ایمان بھی بہتر ہوگا۔

باب الايمان الصبر و السماحة

ایمان تو صبر اور فراخ دلی کا نام ہے

۱۰۲۲: عَنْ عَمْرِو بْنِ عَبَسَةَ مَرْفُوْعاً: ((الْإِيْمَانُ الصَّبْرُ وَالسَّمَاحَةُ)).

[الصحيحة: ٥٥٤]

سیدنا عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایمان تو صبر کرنے اور فراخ دلی کرنے کا نام ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۵۵۴۔ احمد (۴/ ۳۸۵، ۵/ ۳۱۹)، ابن ابی شیبة (۱۱/ ۳۳)، بیهقی فی الشعب (۹۷۱۰، ۹۷۱۴)، من عدة الصحابة رضی اللہ عنہم

باب فضل الإيمان يمان و لخم و جذام

یمنی، لخمی اور جذامی لوگوں کے ایمان کی فضیلت

۱۰۲۳: عَنْ أَنَسٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((الْإِيْمَانُ يَمَانٌ، هٰكَذَا إِلٰى لَخْمٍ

سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''ایمان تو یمنی لوگوں کا ہے، اسی طرح لخم اور جذام قبیلوں کے

وَجُذَامٍ)). [الصحیحة: ٣١٢٦]

لوگوں کا۔''

تخریج: الصحیحة ۳۱۲۶- احمد (۳/ ۲۲۴)' ابن عساکر (۹/ ۲۴۶)' طبرانی فی مسند الشامیین (۱/ ۲۹۷)' الضیاء فی المختارۃ (۲۳۲۴)

من این یاتی الدجال

دجال کہاں سے آئے گا؟

١٠٢٤: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((الإِيْمَانُ يَمَانٌ وَالْكُفْرُ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ وَإِنَّ السَّكِيْنَةَ فِي أَهْلِ الْغَنَمِ، وَإِنَّ الرِّيَاءَ وَالْفَخْرَ فِي أَهْلِ الْفَدَّادِيْنَ: أَهْلِ الْوَبَرِ وَأَهْلِ الْخَيْلِ، وَيَأْتِي الْمَسِيْحُ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ، وَهَمَّتُهُ الْمَدِيْنَةُ حَتّٰى إِذَا جَاءَ دُبُرَ أُحُدٍ تَلَقَّتْهُ الْمَلَائِكَةُ فَضَرَبَتْ وَجْهَهُ قِبَلَ الشَّامِ هُنَالِكَ يُهْلَكُ، هُنَالِكَ يُهْلَكُ)).

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''ایمان تو یمنی ہے اور کفر مشرق کی طرف ہے اور بکری والوں میں سکینت ہوتی ہے اور نمود و نمائش اور فخر و غرور گھوڑوں اور اونٹوں کے مالکوں میں پایا جاتا ہے۔ مسیح دجال مشرق کی طرف سے آئے گا' اس کا ہدف مدینہ ہوگا' لیکن جب وہ احد پہاڑ کے پیچھے پہنچے گا تو فرشتے اس کا رخ شام کی طرف پھیر دیں گے' وہیں ہلاک ہو جائے گا' وہیں ہلاک ہو جائے گا۔''

تخریج: الصحیحة ۱۷۷۰- ترمذی (۲۲۴۳)' احمد (۲/ ۴۰۷' ۴۰۸)' مسلم (۵۲)' مختصراً

باب قرأة القرآن علی الجن

جنوں پر قرآن کی تلاوت کرنا

١٠٢٥: عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((بِتُّ اللَّيْلَةَ أَقْرَأُ عَلَى الْجِنِّ رُفَقَاءَ ((الْحَجُوْنِ)).

[الصحیحة: ٣٢٠٩]

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''میں نے حجون مقام میں رات گزاری اور اپنے ساتھی جنوں کو قرآن مجید پڑھ کر سنایا۔''

تخریج: الصحیحة ۳۲۰۹- ابن حبان (۶۳۱۹)' احمد (۱/ ۴۱۶)' ابویعلی (۵۰۶۳)' طبری فی التفسیر (۲۶/ ۲۱)

باب تفتیش الکافر بالنبیؐ و صفاته

کافر کا نبیؐ اور اس کی اوصاف کے بارے میں تفتیش کرنا

١٠٢٦: عَنْ أَبِي سُفْيَانَ بْنَ حَرْبٍ: أَنَّ هِرَقْلَ أُرْسَلَ إِلَيْهِ فِي رَكْبٍ مِّنْ قُرَيْشٍ، وَكَانُوْا تُجَّاراً بِالشَّامِ فِي الْمُدَّةِ الَّتِي كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَادَ فِيْهَا أَبَا سُفْيَانَ وَكُفَّارَ قُرَيْشٍ، فَأَتَوْهُ وَهُمْ بِإِيْلِيَاءَ فَدَعَا هُمْ فِي مَجْلِسِهِ وَحَوْلَهُ عُظَمَاءُ

سیدنا ابوسفیان بن حرب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: (شاہِ روم) ہرقل نے ان کے پاس قریش کے قافلے میں ایک آدمی بلانے کو بھیجا اور اس وقت یہ لوگ تجارت کے لئے ملک شام گئے ہوئے تھے اور یہ وہ زمانہ تھا' جب رسول اللہ ﷺ نے قریش اور ابوسفیان سے ایک وقتی عہد کیا ہوا تھا' جب ابوسفیان اور دوسرے لوگ ہرقل کے پاس

الرُّوْمِ، ثُمَّ دَعَاهُمْ وَدَعَا بِتَرْجُمَانِهِ، فَقَالَ: أَيُّكُمْ أَقْرَبُ نَسَباً بِهٰذَا الرَّجُلِ الَّذِي يَزْعَمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ؟ فَقَالَ أَبُوْ سُفْيَانُ: فَقُلْتُ: أَنَا أَقْرَبُهُمْ نَسَباً، فَقَالَ: أَدْنُوْهُ مِنِّي، وَقَرِّبُوْا أَصْحَابَهُ فَاجْعَلُوْهُمْ عِنْدَ ظَهْرِهِ، ثُمَّ قَالَ لِتَرْجُمَانِهِ: قُلْ لَّهُمْ: إِنِّي سَائِلٌ هٰذَا الرَّجُلَ فَإِنْ كَذَبَنِي فَكَذِّبُوْهُ، فَوَاللّٰهِ لَوْلَا الْحَيَاءُ مِنْ أَنْ يَّاثِرُوْا عَلَيَّ كِذْباً لَكَذَبْتُ عَنْهُ، ثُمَّ كَانَ أَوَّلُ مَاسَأَلَنِي عَنْهُ أَنْ قَالَ: كَيْفَ نَسَبُهُ فِيْكُمْ؟ قُلْتُ هُوَ فِيْنَا ذُوْنَسَبٍ، قَالَ: فَهَلْ قَالَ هٰذَا الْقَوْلَ مِنْكُمْ أَحَدٌ قَطُّ قَبْلَهُ؟ قُلْتُ: لَا قَالَ: فَهَلْ كَانَ مِنْ آبَائِهِ مِنْ مَلِكٍ؟ قُلْتُ: لَا قَالَ: فَاَشْرَافُ النَّاسِ يَتَّبِعُوْنَهُ أَمْ ضُعَفَاؤُهُمْ؟ فَقُلْتُ: بَلْ ضُعَفَاؤُهُمْ، قَالَ: أَيَزِيْدُوْنَ أَمْ يَنْقُصُوْنَ؟ قُلْتُ: بَلْ يَزِيْدُوْنَ، قَالَ فَهَلْ: يَرْتَدُّ أَحَدٌ مِّنْهُمْ سَخْطَةً لِدِيْنِهِ بَعْدَ أَنْ يَّدْخُلَ فِيْهِ؟ قُلْتُ: لَا قَالَ: فَهَلْ كُنْتُمْ تَتَّهِمُوْنَهُ بِالْكَذِبِ قَبْلَ أَنْ يَّقُوْلَ مَاقَالَ؟ قُلْتُ: لَا، قَالَ: فَهَلْ يَغْدِرُ؟ قُلْتُ: لَا، وَنَحْنُ مِنْهُ فِي مُدَّةٍ لَانَدْرِي مَاهُوَ فَاعِلٌ فِيْهَا؟ قَالَ: وَلَمْ تُمَكِّنِّي كَلِمَةٌ أُدْخِلُ فِيْهَا شَيْئًا غَيْرَ هٰذِهِ الْكَلِمَةِ قَالَ: فَهَلْ قَاتَلْتُمُوْهُ؟ قُلْتُ: نَعَمْ قَالَ: فَكَيْفَ كَانَ قِتَالُكُمْ إِيَّاهُ؟ قُلْتُ: اَلْحَرْبُ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُ سِجَالٌ، يَنَالُ مِنَّا وَنَنَالُ مِنْهُ، قَالَ: مَاذَا يَأْمُرُكُمْ؟ قُلْتُ: يَقُوْلُ اُعْبُدُوْا اللّٰهَ وَحْدَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهِ شَيْئًا، وَاتْرُكُوْا مَايَقُوْلُ آبَاؤُكُمْ وَيأْمُرُنَا بِالصَّلَاةِ وَالصِّدْقِ وَالْعَفَافِ وَالصِّلَةِ. فَقَالَ لِتَرْجُمَانِ: قُلْ لَهُ: سَأَلْتُكَ عَنْ نَسَبِهِ؟

ایلیا پہنچے' اس نے ان کو اپنے دربار میں بلایا' اس کے گرد روم کے بڑے بڑے لوگ (علماء' وزراء اور امراء) بیٹھے ہوئے تھے۔ ہرقل نے ان کو اور اپنے ترجمان کو بلوایا' پھر ان سے پوچھا کہ تم میں کون شخص مدعیٔ رسالت کا زیادہ قریبی عزیز ہے؟ ابوسفیان کہتے ہیں: میں بول اٹھا کہ میں اس کا سب سے زیادہ قریبی رشتہ دار ہوں (یہ سن کر) ہرقل نے حکم دیا کہ اس کو (ابوسفیان) میرے قریب لاؤ اور اس کے ساتھیوں کو اس کی پیٹھ کے پیچھے بٹھاؤ' پھر اپنے ترجمان سے کہا: ان لوگوں سے کہہ دو کہ میں ابوسفیان سے اس شخص (محمد ﷺ) کے حالات پوچھتا ہوں' اگر یہ مجھ سے کسی بات میں جھوٹ بول دے تو تم اس کا جھوٹ ظاہر کر دینا۔ (ابو سفیان کا قول ہے کہ) خدا کی قسم! اگر مجھے یہ غیرت نہ آتی کہ یہ لوگ مجھ کو جھٹلائیں گے تو میں آپ ﷺ کی نسبت ضرور غلط گوئی سے کام لیتا۔ خیر پہلی بات جو ہرقل نے مجھ سے پوچھی' وہ یہ ہے: اس شخص کا خاندان تم لوگوں میں کیسا ہے؟ میں نے کہا: وہ تو بڑے اونچے عالی نسب والے ہیں۔ وہ کہنے لگا: اس سے پہلے بھی کسی نے تم لوگوں میں ایسی بات کہی تھی؟ میں نے کہا: نہیں۔ پھر اس نے کہا: اچھا (یہ بتلاؤ کہ) اس کے بڑوں میں کوئی بادشاہ ہوا ہے؟ میں نے کہا: نہیں۔ پھر اس نے کہا: بڑے لوگوں نے اس کی پیروی اختیار کی ہے یا کمزوروں نے؟ میں نے کہا: نہیں' کمزوروں نے کی ہے۔ پھر کہنے لگا: اس کے تابعدار روز بروز بڑھ رہے ہیں یا کوئی ساتھی پھر بھی جاتا ہے؟ میں نے کہا: نہیں۔ کہنے لگا: کیا اپنے اس دعویٔ نبوت سے پہلے کبھی (کسی بھی موقع پر) اس نے جھوٹ بولا ہے؟ میں نے کہا: نہیں اور اب ہماری اس سے (صلح کی) ایک مقررہ مدت ٹھہری ہوئی ہے۔ معلوم نہیں کہ وہ اس میں کیا کرنے والا ہے۔ (ابوسفیان کہتے ہیں:) میں اس بات کے سوا اور کوئی اس گفتگو میں شامل نہ کر سکا۔ ہرقل نے کہا: کیا تمھاری اس

فَذَكَرْتَ أَنَّهُ فِيكُمْ ذُوْ نَسَبٍ، فَكَذٰلِكَ الرُّسُلُ تُبْعَثُ فِي نَسَبِ قَوْمِهَا وَسَأَلْتُكَ: هَلْ قَالَ أَحَدٌ مِّنْكُمْ هٰذَا الْقَوْلَ؟ فَذَكَرْتَ أَنْ لَّا، فَقُلْتُ: لَوْ كَانَ أَحَدٌ قَالَ هٰذَا الْقَوْلَ قَبْلَهُ، لَقُلْتَ: رَجُلٌ يَتَأَسّٰى بِقَوْلٍ قِيْلَ قَبْلَهُ، وَسَأَلْتُكَ: هَلْ كَانَ مِنْ آبَائِهٖ مِنْ مَلِكٍ؟ فَذَكَرْتَ أَنْ لَّا قُلْتُ: فَلَوْ كَانَ مِنْ آبَائِهٖ مِنْ مَلِكٍ قُلْتُ: رَجُلٌ يَطْلُبُ مُلْكَ أَبِيْهِ وَسَأَلْتُكَ: هَلْ كُنْتُمْ تَتَّهِمُوْنَهٗ بِالْكِذْبِ قَبْلَ أَنْ يَّقُوْلَ مَاقَالَ: فَذَكَرْتَ أَنْ لَّا فَقَدْ أَعْرِفُ أَنَّهُ لَمْ يَكُنْ لِيَذَرَ الْكَذِبَ عَلَى النَّاسِ، وَيَكْذِبُ عَلَى اللّٰهِ، وَسَأَلْتُكَ: أَشْرَافُ النَّاسِ اتَّبَعُوْهُ أَمْ ضُعَفَاؤُهُمْ؟ فَذَكَرْتَ أَنَّ ضُعَفَاءَ هُمُ اتَّبَعُوْهُ، وَهُمْ أَتْبَاعُ الرُّسُلِ، وَسَأَلْتُكَ: أَيَزِيْدُوْنَ أَمْ يَنْقُصُوْنَ؟ فَذَكَرْتَ أَنَّهُمْ يَزِيْدُوْنَ، وَكَذٰلِكَ أَمْرُ الْإِيْمَانِ حَتّٰى يَتِمَّ، وَسَأَلْتُكَ: أَيَرْتَدُّ أَحَدٌ سَخْطَةً لِدِيْنِهٖ بَعْدَ أَنْ دَخَلَ فِيْهِ؟ فَذَكَرْتَ أَنْ لَّا، وَكَذٰلِكَ الْإِيْمَانُ حِيْنَ تُخَالِطُ بَشَاشَتُهُ الْقُلُوْبَ، وَسَأَلْتُكَ: هَلْ يَغْدِرُ؟ فَذَكَرْتَ أَنْ لَّا وَكَذٰلِكَ الرُّسُلُ لَاتَغْدِرُ، وَسَأَلْتُكَ بِمَا يَأْمُرُكُمْ؟ فَذَكَرْتَ أَنَّهُ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تَعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَيَنْهَاكُمْ عَنْ عِبَادَةِ الْأَوْثَانِ، وَيَأْمُرُكُمْ بِالصَّلَاةِ وَالصِّدْقِ وَالْعَفَافِ، فَإِنْ كَانَ مَاتَقُوْلُ حَقًّا فَسَيَمْلِكُ مَوْضِعَ قَدَمَيَّ هَاتَيْنِ وَقَدْ كُنْتُ أَعْلَمُ أَنَّهُ خَارِجٌ لَمْ أَكُنْ أَظُنُّ أَنَّهُ مِنْكُمْ، فَلَوْ أَنِّي أَعْلَمُ أَنِّي أَخْلُصُ إِلَيْهِ، لَتَجَشَّمْتُ لِقَاءَهٗ، وَلَوْ كُنْتُ عِنْدَهٗ لَغَسَلْتُ عَنْ قَدَمِهٖ۔ ثُمَّ دَعَا بِكِتَابِ

سے کبھی لڑائی ہوئی ہے؟ ہم نے کہا: ہاں۔ ہرقل نے کہا: تمھاری اور اس کی جنگ کا کیا حال ہوتا ہے؟ میں نے کہا: لڑائی ڈول کی طرح ہے، کبھی وہ ہم سے میدانِ جنگ جیت لیتے اور کبھی ہم ان سے جیت لیتے ہیں۔ ہرقل نے پوچھا: وہ تمھیں کس بات کا حکم دیتا ہے؟ میں نے کہا: وہ کہتا ہے: صرف ایک اللہ ہی کی عبادت کرو، کسی کو اس کا شریک نہ بناؤ اور اپنے باپ دادا کی باتیں چھوڑ دو اور ہمیں نماز پڑھنے، سچ بولنے، پرہیزگاری اور صلہ رحمی کا حکم دیتا ہے۔ (یہ سب سن کر) ہرقل نے اپنے ترجمان سے کہا: ابوسفیان سے کہہ دے کہ میں نے تم سے اس کا نسب پوچھا تو تم نے کہا کہ وہ ہم میں عالی نسب ہے اور پیغمبر اپنی قوم میں عالی نسب ہی بھیجے جایا کرتے ہیں۔ میں نے تم سے پوچھا کہ (دعویٰ نبوت کی) یہ بات تمھارے اندر اس سے پہلے کسی اور نے بھی کہی تھی، تو تم نے جواب دیا کہ نہیں۔ تب میں نے (اپنے دل میں) کہا کہ اگر یہ بات اس سے پہلے کسی نے کہی ہوتی تو میں سمجھتا کہ اس شخص نے بھی اسی بات کی تقلید کی ہے، جو پہلے کہی جا چکی ہے۔ میں نے تم سے پوچھا کہ اس کے بڑوں میں کوئی بادشاہ بھی گزرا ہے، تم نے کہا کہ نہیں، تو میں نے (دل میں) کہا کہ ان کے بزرگوں میں سے کوئی بادشاہ ہوا ہوگا تو کہہ دوں گا کہ وہ شخص (اس بہانہ) اپنے آباؤ اجداد کی بادشاہت اور ان کا ملک (دوبارہ) حاصل کرنا چاہتا ہے اور میں نے تم سے پوچھا کہ اس بات کے کہنے (یعنی پیغمبری کا دعویٰ کرنے) سے پہلے تم نے کبھی اس پر دروغ گوئی کا الزام لگایا ہے، تم نے کہا کہ نہیں، تو میں نے سمجھ لیا کہ جو شخص آدمیوں کے ساتھ دروغ گوئی سے بچے وہ اللہ کے بارے میں کیسے جھوٹی بات کہہ سکتا ہے، اور میں نے تم سے پوچھا کہ بڑے اس کے پیرو ہوتے ہیں یا کمزور آدمی، تم نے کہا کہ کمزوروں نے اس کی اتباع کی ہے، تو (دراصل) یہی لوگ پیغمبروں کے متبعین

رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الَّذِی بَعَثَ بِهٖ دَحْیَةَ إِلٰی عَظِیْمِ بُصْرٰی، فَدَفَعَهٗ إِلٰی هِرَقْلَ، فَقَرَأَهٗ، فَإِذَا فِیْهِ: ((بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ: مِنْ مُحَمَّدٍ عَبْدِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ: إِلٰی هِرَقْلَ عَظِیْمِ الرُّوْمِ سَلَامٌ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰی، أَمَّا بَعْدُ فَإِنِّی أَدْعُوْكَ بِدَعَایَةِ الْإِسْلَامِ: أَسْلِمْ تَسْلَمْ: یُؤْتِكَ اللّٰهُ أَجْرَكَ مَرَّتَیْنِ، فَإِنْ تَوَلَّیْتَ فَإِنَّ عَلَیْكَ إِثْمُ الْأَرِیْسِیِّیْنَ، وَ ﴿یَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلٰی كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَیْنَنَا وَبَیْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَیْئًا وَلَا یَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِأَنَّا مُسْلِمُوْنَ﴾ قَالَ أَبُوْ سُفْیَانَ: فَلَمَّا قَالَ مَا قَالَ، وَفَرَغَ مِنْ قِرَاءَةِ الْكِتَابِ، كَثُرَ عِنْدَهُ الصَّخَبُ وَارْتَفَعَتِ الْأَصْوَاتُ، وَأُخْرِجْنَا، فَقُلْتُ لِأَصْحَابِی حِیْنَ أُخْرِجْنَا: لَقَدْ أَمِرَ أَمْرُ أَبِی كَبْشَةَ! إِنَّهٗ یَخَافُهٗ مَلِكُ بَنِی الْأَصْفَرِ، فَمَا زِلْتُ مُوْقِنًا أَنَّهٗ سَیَظْهَرُ، حَتّٰی أَدْخَلَ اللّٰهُ عَلَیَّ الْإِسْلَامَ۔ وَكَانَ ابْنُ النَّاطُوْرِ۔ صَاحِبُ إِیْلِیَاءَ۔ وَهِرَقْلُ سُقُفًا عَلٰی نَصَارٰی الشَّامِ، یُحَدِّثُ أَنَّ هِرَقْلَ حِیْنَ قَدِمَ إِیْلِیَاءَ أَصْبَحَ یَوْمًا خَبِیْثَ النَّفْسِ، فَقَالَ بَعْضُ بَطَارِقَتِهٖ: قَدِ اسْتَنْكَرْنَا هَیْئَتَكَ قَالَ ابْنُ النَّاطُوْرِ: وَكَانَ هِرَقْلُ حَزَّاءً یَنْظُرُ فِی النُّجُوْمِ، فَقَالَ لَهُمْ حِیْنَ سَأَلُوْهُ: إِنِّی رَأَیْتُ اللَّیْلَةَ۔ حِیْنَ نَظَرْتُ فِی النُّجُوْمِ۔ مَلِكَ الْخَتَّانِ قَدْ ظَهَرَ، فَمَنْ یَخْتَتِنُ مِنْ هٰذِهِ الْأُمَّةِ؟ قَالُوْا: لَیْسَ یَخْتَتِنُ إِلَّا الْیَهُوْدُ، فَلَا یُهِمَّنَّكَ

ہوتے ہیں اور میں نے تم سے پوچھا کہ اس کے ساتھی بڑھ رہے ہیں یا کم ہو رہے ہیں؟ تم نے کہا کہ وہ بڑھ رہے ہیں اور ایمان کی کیفیت یہی ہوتی ہے حتی کہ وہ کامل ہو جاتا ہے اور میں نے تم سے پوچھا کہ آیا کوئی شخص اس کے دین سے ناخوش ہو کر مرتد بھی ہو جاتا ہے؟ تم نے کہا کہ نہیں۔ تو ایمان کی خاصیت بھی یہی ہے کہ جن کے دلوں میں اس کی لذت رچ بس جائے وہ اس سے لوٹا نہیں کرتے اور میں نے تم سے پوچھا کہ آیا وہ کبھی عہد شکنی کرتے ہیں؟ تم نے کہا کہ نہیں، پیغمبروں کا یہی حال ہوتا ہے وہ عہد کی خلاف ورزی نہیں کرتے اور میں نے تم سے کہا کہ وہ تمھیں کس چیز کا حکم دیتے ہیں؟ تم نے کہا کہ وہ ہمیں حکم دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ اور تمھیں بتوں کی پرستش سے روکتے ہیں، سچ بولنے اور پرہیز گاری کا حکم دیتے ہیں، لہذا اگر یہ باتیں، جو تم کہہ رہے ہو، سچ ہیں تو عنقریب وہ اس جگہ کا مالک ہو جائے گا، جہاں میرے یہ دو پاؤں ہیں۔ مجھے معلوم تھا کہ وہ (پیغمبر) آنے والا ہے، مگر مجھے یہ معلوم نہیں تھا کہ وہ تمھارے اندر ہوگا۔ اگر میں جانتا کہ اس تک پہنچ سکوں گا تو اس سے ملنے کے لئے ہر تکلیف گوارا کرتا۔ اگر میں اس کے پاس ہوتا تو اس کے پاؤں دھوتا۔ ہرقل نے رسول اللہ ﷺ کا وہ خط منگوایا، جو آپ نے دحیہ کلبی ؓ کے ذریعے حاکمِ بصریٰ کے پاس بھیجا تھا اور اس نے وہ ہرقل کے پاس بھیج دیا تھا، پھر اس کو پڑھا تو اس میں (لکھا تھا): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ...... یہ خط اللہ کے بندے اور پیغمبر محمد ﷺ کی طرف سے شاہِ روم کی طرف ہے۔ اس شخص پر سلام ہو جو ہدایت کی پیروی کرے، اس کے بعد میں آپ کے سامنے دعوتِ اسلام پیش کرتا ہوں، اگر آپ اسلام لے آئیں گے تو (دین و دنیا میں) سلامتی نصیب ہوگی، اللہ تعالیٰ آپ کو دوہرا ثواب دے گا اور اگر آپ (میری دعوت) سے روگردانی کریں

شَأْنُهُمْ، وَاكْتُبْ إِلَى مَدَائِنِ مُلْكِكَ، فَيَقْتُلُوا مَنْ فِيهِمْ مِنَ الْيَهُودِ فَبَيْنَمَا هُمْ عَلَى أَمْرِهِمْ أُتِيَ هِرَقْلَ بِرَجُلٍ أَرْسَلَ بِهِ مَلِكُ غَسَّانَ يُخْبِرُ عَنْ خَبَرِ رَسُولِ اللّٰهِا فَلَمَّا اسْتَخْبَرَهُ هِرَقْلُ قَالَ: اِذْهَبُوا فَانْظُرُوا أَمُخْتَتِنٌ هُوَ أَمْ لَا؟ فَنَظَرُوا إِلَيْهِ فَحَدَّثُوهُ أَنَّهُ مُخْتَتِنٌ وَسَأَلَهُ عَنِ الْعَرَبِ؟ فَقَالَ: هُمْ يَخْتَتِنُونَ، فَقَالَ هِرَقْلُ: هٰذَا مَلِكُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ قَدْ ظَهَرَ، ثُمَّ كَتَبَ هِرَقْلُ إِلَى صَاحِبٍ لَهُ بِرُومِيَةَ، وَكَانَ نَظِيرُهُ فِي الْعِلْمِ وَسَارَ هِرَقْلُ إِلَى حِمْصَ، فَلَمْ يَرِمْ حِمْصَ حَتَّى أَتَاهُ كِتَابٌ مِنْ صَاحِبِ يُوَافِقُ رَأْيَ هِرَقْلَ عَلَى خُرُوجِ النَّبِيِّ ا وَأَنَّهُ نَبِيٌّ، فَأَذِنَ هِرَقْلُ لِعُظَمَاءِ الرُّومِ فِي دَسْكَرَةٍ لَهُ بِحِمْصَ، ثُمَّ أَمَرَ بِأَبْوَابِهَا فَغُلِّقَتْ ثُمَّ اطَّلَعَ فَقَالَ: يَا مَعْشَرَ الرُّومِ! هَلْ لَكُمْ فِي الْفَلَاحِ وَالرُّشْدِ، وَأَنْ يُثَبَّتَ مُلْكُكُمْ فَتُبَايِعُوا هٰذَا النَّبِيَّ؟ فَحَاصُوا حَيْصَةَ حُمُرِ الْوَحْشِ إِلَى الْأَبْوَابِ، فَوَجَدُوهَا قَدْ غُلِّقَتْ فَلَمَّا رَأَى هِرَقْلُ نَفْرَتَهُمْ وَأَيِسَ مِنَ الْإِيمَانِ قَالَ: رُدُّوهُمْ عَلَيَّ وَقَالَ: إِنِّي قُلْتُ مَقَالَتِي آنِفًا : أَخْتَبِرُ بِهَا شِدَّتَكُمْ عَلَى دِينِكُمْ فَقَدْ رَأَيْتُ، فَسَجَدُوا لَهُ وَرَضُوا عَنْهُ فَكَانَ ذٰلِكَ آخِرَ شَأْنِ هِرَقْلَ۔))

[الصحيحة:٣٦٠٧]

گے تو آپ کی رعایا کا گناہ بھی آپ ہی پر ہوگا اور اے اہل کتاب! ایک ایسی بات پر آجاؤ جو ہمارے اور تمھارے درمیان یکساں ہے، وہ یہ کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں اور کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہرائیں اور نہ ہم میں سے کوئی کسی کو خدا کے سوا اپنا رب بنائے، پھر اگر وہ اہل کتاب (اس بات سے) منہ پھیر لیں تو (مسلمانو!) تم ان سے کہہ دو کہ (تم مانو یا نہ مانو) ہم تو ایک خدا کے اطاعت گزار ہیں۔ ابوسفیان کہتے ہیں: جب ہرقل نے جو کچھ کہنا تھا کہہ دیا اور خط پڑھ کر فارغ ہوا تو اس کے اردگرد بہت شور وغوغا ہوا۔ بہت سی آوازیں اٹھیں اور ہمیں باہر نکال دیا گیا۔ تب میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ ابو کبشہ کے بیٹے (محمد ﷺ) کا معاملہ تو بہت بڑھ گیا۔ (دیکھو تو) اس سے بنو اصفر (رومیوں) کا بادشاہ بھی ڈرتا ہے۔ مجھے اس وقت سے اس بات کا یقین ہوگیا کہ حضور ﷺ عنقریب غالب ہوکر رہیں گے، حتی کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے مسلمان کر دیا۔ (راوی کا بیان ہے کہ) ابن ناطور ایلیا کا حاکم ہرقل کا مصاحب اور شام کے نصاریٰ کا لاٹ پادری بیان کرتا تھا کہ ہرقل جب ایلیا آیا، ایک دن صبح کو پریشان اٹھا تو اس کے درباریوں نے دریافت کیا کہ آج ہم آپ کی حالت بدلی ہوئی پاتے ہیں، (کیا وجہ ہے؟) ابن ناطور کا بیان ہے کہ ہرقل نجومی تھا، وہ علمِ نجوم میں پوری مہارت رکھتا تھا، اس نے اپنے ہم نشینوں کو بتایا کہ میں نے آج رات ستاروں پر نظر ڈالی تو دیکھا کہ ختنہ کرنے والوں کی بادشاہت کا دور آ گیا ہے، (بھلا) اس زمانے میں کون لوگ ختنہ کرتے ہیں؟ انھوں نے کہا کہ یہود کے سوا کوئی ختنہ نہیں کرتا، سو ان کی وجہ سے پریشان نہ ہوں، سلطنت کے تمام شہروں میں یہ حکم لکھ بھیجئے کہ وہاں جتنے یہودی ہوں سب قتل کر دیئے جائیں۔ وہ لوگ انہی باتوں میں مشغول تھے کہ ہرقل کے پاس ایک آدمی لایا گیا، جسے شاہِ غسان نے بھیجا تھا، اس نے

رسول اللہ ﷺ کے حالات بیان کئے۔ جب ہرقل نے سارے حالات سن لئے تو کہا کہ جا کر دیکھو وہ ختنہ کئے ہوئے ہے یا نہیں؟ انھوں نے اسے دیکھا تو بتلایا کہ وہ ختنہ کئے ہوئے ہے۔ ہرقل نے جب اس شخص سے عرب کے بارے میں پوچھا تو اس نے بتلایا کہ وہ ختنہ کرتے ہیں، تب ہرقل نے کہا کہ یہ وہی (محمد ﷺ) اس امت کے بادشاہ ہیں جو پیدا ہو چکے ہیں۔ پھر اس نے اپنے ایک دوست کو رومیہ خط لکھا اور وہ علم نجوم میں ہرقل کی طرح ماہر تھا۔ پھر وہاں سے ہرقل حمص چلا گیا۔ ابھی حمص سے نکلا نہیں تھا کہ اس کے دوست کا خط (اس کے جواب میں) آ گیا۔ اس کی رائے بھی حضور ﷺ کے ظہور کے بارے میں ہرقل کے موافق تھی کہ محمد ﷺ (واقعی) پیغمبر ہیں۔ اس کے بعد ہرقل نے روم کے بڑے آدمیوں کو اپنے حمص کے محل میں طلب کیا اور اس کے حکم سے محل کے دروازے بند کر دیئے گئے۔ پھر وہ (اپنے خاص محل سے) باہر آیا اور کہا: اے روم والو! کیا ہدایت اور کامیابی میں کچھ حصہ تمھارے لئے بھی ہے؟ اگر تم اپنی سلطنت کی بقا چاہتے ہو تو پھر اس نبی ﷺ کی بیعت کر لو اور مسلمان ہو جاؤ (یہ سننا ہی تھا کہ) وہ سب وحشی گدھوں کی طرح دروازوں کی طرف دوڑے، مگر دروازوں کو بند پایا۔ آخر جب ہرقل نے (اس بات سے) ان کی یہ نفرت دیکھی اور ان کے ایمان لانے سے مایوس ہو گیا تو کہنے لگا کہ ان لوگوں کو میرے پاس لاؤ۔ (جب وہ دوبارہ آئے) تو اس نے کہا: میں نے جو بات کہی تھی اس سے تمھاری دینی پختگی کی آزمائش مقصود تھی، سو وہ میں نے دیکھ لی۔ تب (یہ بات سن کر) وہ سب کے سب اس کے سامنے سجدے میں گر پڑے اور اس سے خوش ہو گئے۔ بالآخر ہرقل کی یہ حالت ہوئی۔

تخریج: الصحيحة ۳۶۰۷۔ بخاري (۷، ۴۵۵۳)، مسلم (۱۷۷۳)، ترمذي (۲۷۱۷)، نسائي في الكبرى (۱۱۰۶۴)

باب: الامر بالتفكر في خلق الله

باب: اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں غور وفکر کرنے کا بیان

۱۰۲۷: عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ مَرْفُوْعاً: ((تَفَكَّرُوْا فِي آلَاءِ اللّٰهِ، وَلَاتَفَكَّرُوْا فِي اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ)). [الصحيحة: ۱۷۸۸]

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں غور وفکر کرو اور اللہ تعالیٰ کی ذات میں غور وفکر مت کرو۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۷۸۸۔ طبرانی فی الاوسط (۶۳۱۵)، لالکائی فی السنۃ (۹۲۷)، بیہقی فی الشعب (۱۲۰)

فوائد: اللہ تعالیٰ کی نعمتوں پر غور وفکر کرنے سے شکر کے جذبات پیدا ہوتے ہیں۔ مسلمان کے دل میں اللہ کی محبت بڑھتی ہے، جب مسلمان اللہ تعالیٰ کی ذات پر بحث شروع کر دے تو شیطان کو وساوس میں مبتلا کرنے اور گمراہ کرنے کا موقع ملتا ہے۔ کئی نامی گرامی صوفیا، جب ذات الٰہی کی پیچیدگیوں میں الجھے تو گمراہ ہو گئے۔ کسی نے انا الحق کہہ دیا تو کوئی **سبحانی ما اعظم شانی** کہہ اٹھا۔ اس لیے ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی نوازشات، انعامات اور کرم وفضل کو یاد رکھنا چاہیے اور وجود باری تعالیٰ میں بحث وتمحیص سے بچنا چاہیے۔

باب: من عادات الجاهلية

باب: دور جاہلیت کے افعال

۱۰۲۸: عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((ثَلَاثٌ لَنْ تَزَالَ فِي أُمَّتِي: التَّفَاخُرُ فِي الْأَحْسَابِ، وَالنِّيَاحَةُ وَالْأَنْوَاءُ)).

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تین امور میری امت میں برقرار رہیں گے: خاندانی عظمت پر فخر کرنا، نوحہ کرنا اور ستاروں کے ذریعے بارش طلب کرنا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۷۹۹۔ ابویعلی (۳۹۱۱)، الضیاء فی المختارۃ (۲۲۹۶)

۱۰۲۹: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعاً: ((ثَلَاثٌ مِنْ عَمَلِ أَهْلِ الْجَاهِلِيَّةِ، لَايَتْرُكُهُنَّ أَهْلُ الْإِسْلَامِ: النِّيَاحَةُ، وَالْإِسْتِسْقَاءُ بِالْأَنْوَاءِ وَكَذَا، قُلْتُ لِسَعِيْدٍ (يَعْنِي الْمَقْبُرِيَّ) وَمَا هُوَ؟ قَالَ: دَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ: يَا آلَ فُلَانٍ، يَا آلَ فُلَانٍ يَا آلَ فُلَانٍ)). [الصحيحة: ۱۸۰۱]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تین امور کا تعلق جاہلیت سے ہے، لیکن اہل اسلام بھی ان کو ترک نہیں کریں گے: نوحہ کرنا، ستاروں کے ذریعے بارش طلب کرنا اور اس طرح کرنا۔'' میں نے سعید مقبری سے پوچھا کہ ''اس طرح کرنے'' سے کیا مراد ہے؟ انھوں نے کہا: جاہلیت کی پکار پکارنا، (یعنی یوں کہنا): او آلِ فلان! او آلِ فلان! او آلِ فلان۔

تخریج: الصحیحۃ ۱۸۰۱۔ احمد (۲/ ۲۶۲)، ابن حبان (۳۱۴۱)

باب طعم الإيمان و حلاوته

ایمان کے ذائقہ اور اس کی مٹھاس کے بارے میں

۱۰۳۰: عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مُعَاوِيَةَ الْغَاضِرِي مَرْفُوْعاً: ((ثَلَاثٌ مَنْ فَعَلَهُنَّ فَقَدْ طَعِمَ طُعْمَ الْإِيْمَانِ: مَنْ عَبَدَاللّٰهَ وَحْدَهُ وَأَنَّهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَأَعْطٰى زَكَاةَ مَالِهِ طَيِّبَةً بِهَا نَفْسُهُ رَافِدَةً عَلَيْهِ كُلَّ عَامٍ، وَلَا يُعْطِي الْهَرِمَةَ، وَلَا الدَّرِنَةَ وَلَا

سیدنا عبداللہ بن معاویہ غاضری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے یہ تین امور سرانجام دیئے وہ ایمان کا مزہ چکھ لے گا: جس نے صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کی اور وہی معبودِ برحق ہے، اپنے دل کی خوشی کے ساتھ زکاۃ ادا کی، جو ہر سال فرض ہوتی ہے، نیز زکوۃ میں بہت بوڑھا، بیمار، مریض اور گھٹیا جانور

الْمَرِيْضَةَ، وَلَا الشُّرَّطَ: اللَّئِيمَةَ وَلٰكِنْ مِنْ وَسَطِ أَمْوَالِكُمْ، فَإِنَّ اللّٰهَ لَمْ يَسْأَلْكُمْ خَيْرَهُ، وَلَمْ يَأْمُرْكُمْ بِشَرِّهِ)). [الصحيحة: ١٠٤٦]

نہیں دیا۔ معتدل و متوسط چیز ہونی چاہئے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے نہ بہت بہتر چیز کا مطالبہ کیا اور نہ گھٹیا چیز کا۔"

تخریج: الصحیحة ۱۰۴۶۔ ابوداود (۱۵۸۲)' طبرانی فی الصغیر (۱/ ۲۰۱)' بیہقی (۴/ ۹۵)

١٠٣١: عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيْهِ، وَجَدَ حَلَاوَةَ الْإِيْمَانِ وَطُعْمَهُ: أَنْ يَكُوْنَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُهُ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا. وَأَنْ يُحِبَّ فِي اللّٰهِ وَيُبْغِضَ فِي اللّٰهِ. وَأَنْ تُوْقَدَ نَارٌ عَظِيْمَةٌ فَيَقَعُ فِيْهَا، أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ أَنْ يُشْرِكَ بِاللّٰهِ شَيْئًا)). [الصحيحة:٣٤٢٣]

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس میں تین خصائل پائے جائیں گے وہ ایمان کی مٹھاس اور ذائقہ چکھ لے گا: اللہ اور اس کا رسول اسے بقیہ تمام چیزوں سے زیادہ محبوب ہوں' کسی سے اللہ کے لئے محبت کرے اور اسی کے لئے بغض رکھے اور اسے بہت بڑی آگ میں گرنا اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہرانے کی نسبت زیادہ پسند ہو۔"

تخریج: الصحیحة ۳۴۲۳۔ نسائی (۴۹۹۰)' ابن ابی الدنیا فی الاخوان (۱۲)' خطیب فی التاریخ (۲/ ۱۹۹)' احمد (۳/ ۲۰۷)' ولم یسق لفظه

باب من لا يقبل اعماله

جن لوگوں کے اعمال قبول نہیں ہوتے

١٠٣٢: عَنْ أَبِي أُمَامَةَ مَرْفُوْعاً: ((ثَلَاثَةٌ لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ مِنْهُمْ صَرْفاً وَلَا عَدْلاً: عَاقٌّ وَمَنَّانٌ وَمُكَذِّبٌ بِالْقَدَرِ)). [الصحيحة:١٧٨٥]

سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ان تین قسم کے اشخاص کی فرضی عبادت قبول ہوتی ہے نہ نفلی: نافرمان و بدسلوک' احسان جتلانے والا اور تقدیر کو جھٹلانے والا۔"

تخریج: الصحیحة ۱۷۸۵۔ ابن ابی عاصم فی السنة (۳۲۳)' طبرانی (۷۵۴۷)' ابن بطة فی الابانه (۱۵۲۸)

باب من يوتى اجره مرتين

جس کو دوہرا اجر دیا جائے گا

١٠٣٣: عَنْ أَبِي مُوْسَى الْأَشْعَرِيِّ مَرْفُوْعاً: ((ثَلَاثَةٌ يُؤْتَوْنَ أُجُوْرَهُمْ مَرَّتَيْنِ رَجُلٌ كَانَتْ لَهُ أَمَةٌ فَأَدَّبَهَا فَأَحْسَنَ تَأْدِيْبَهَا، وَعَلَّمَهَا فَأَحْسَنَ تَعْلِيْمَهَا، ثُمَّ أَعْتَقَهَا فَتَزَوَّجَهَا. وَمَمْلُوْكٌ أَعْطٰى حَقَّ رَبِّهِ عَزَّوَجَلَّ. وَحَقَّ مَوَالِيْهِ، وَرَجُلٌ اٰمَنَ بِكِتَابِهِ وَبِمُحَمَّدٍ))

سیدنا ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تین قسم کے افراد کو دو اجر دیئے جاتے ہیں: وہ آدمی جو اپنی لونڈی کی اخلاقی تربیت کرتا ہے' اچھی تعلیم دیتا ہے اور پھر اس کو آزاد کر کے اس سے شادی کر لیتا ہے۔ وہ غلام جو اللہ تعالیٰ اور اپنے آقا دونوں کے حقوق پورے کرتا ہے اور وہ (اہل کتاب) آدمی جو اپنی کتاب پر اور پھر محمد ﷺ پر ایمان لایا۔"

تخریج: الصحیحة ۱۱۵۳۔ بخاری (۹۷)' والادب المفرد (۲۰۳)' مسلم (۱۵۴)' نسائی (۳۳۴۶)' ترمذی (۱۱۱۶)

باب كراهة العزل

١٠٣٤: عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَسَأَلَ عَنِ الْعَزْلِ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَوِ الْمَاءَ الَّذِي يَكُوْنُ مِنْهُ الْوَلَدُ أَهْرَقْتَهُ عَلَى صَخْرَةٍ لَأُخْرَجَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ مِنْهَا. أَوْ لَخَرَجَ مِنْهَا. وَلَدٌ وَلَيَخْلُقَنَّ اللّٰهُ نَفْساً هُوَ خَالِقُهَا)). [الصحيحة:١٣٣٣]

عزل کرنے کی کراہت

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اورعزل کے بارے میں سوال کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس مادۂ منویہ سے بچہ پیدا ہونا ہوا' اگر تو اسے چٹان پر بھی بہا دے تو اللہ تعالیٰ اس سے بچہ پیدا کر دے گا۔ اللہ تعالیٰ نے جس نفس کو پیدا کرنا ہے' اسے ضرور پیدا کرے گا۔''

تخريج: الصحيحة ١٣٣٣- احمد (٣/ ١٤٠)' ابن ابی عاصم فی السنة (٣٦٦)' الضياء فی المختارة (١٨٢٠)' البزار (٢١٦٣)

باب غضب الموسٰى بخبر الموت

١٠٣٥: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((جَاءَ مَلَكُ الْمَوْتِ إِلَى وَفِي طَرِيقٍ: إِنَّ مَلَكَ الْمَوْتِ كَانَ يَأْتِي النَّاسَ عَيَاناً، حَتَّى أَتَى مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامَ. فَقَالَ لَهُ: أَجِبْ رَبَّكَ قَالَ: فَلَطَمَ مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ. عَيْنَ مَلَكَ الْمَوْتِ فَفَقَأَهَا، فَرَجَعَ الْمَلَكُ إِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى فَقَالَ: [يَارَبِّ!] إِنَّكَ أَرْسَلْتَنِي إِلَى عَبْدٍ لَّكَ لَايُرِيْدُ الْمَوْتَ وَقَدْ فَقَأَ عَيْنِي [وَلَوْلَا كَرَامَتُهُ عَلَيْكَ لَشَقَقْتُ عَلَيْهِ] قَالَ: فَرَدَّ اللّٰهُ إِلَيْهِ عَيْنَهُ، وَقَالَ: اِرْجِعْ إِلَى عَبْدِي فَقُلِ: الْحَيَاةَ تُرِيْدُ؟ فَإِنْ كُنْتَ تُرِيْدُ الْحَيَاةَ، فَضَعْ يَدَكَ عَلَى مَتْنِ ثَوْرٍ فَمَا تَوَارَتْ يَدُكَ مِنْ شَعْرَةٍ فَإِنَّكَ تَعِيْشُ بِهَا سَنَةً، قَالَ[أَيْ رَبِّ!] ثُمَّ مَهْ؟ قَالَ: ثُمَّ تَمُوْتُ، قَالَ: فَالْآنَ مِنْ قَرِيْبٍ، رَبِّ! أَمِتْنِي مِنَ الْأَرْضِ الْمُقَدَّسَةِ رَمِيَةً بِحَجَرٍ! [قَالَ: فَشَمَّهُ شَمَّةً فَقَبَضَ رُوْحَهُ، قَالَ: فَجَاءَ بَعْدَ ذٰلِكَ إِلَى النَّاسِ خَفِيًّا] قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: وَاللّٰهِ! لَوْ

موسیٰ علیہ السلام کا موت کی خبر سن کر غصہ میں آ جانا

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ملک الموت (موت والا فرشتہ) لوگوں کے پاس آتا تھا اور وہ اس کو دیکھتے تھے۔ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا اور کہا: اپنے ربّ کی بات قبول کرو (اور روح قبض کرنے دو)۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اسے تھپڑ مارا اور اس کی آنکھ پھوڑ دی۔ فرشتہ اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹ گیا اور کہا: اے میرے ربّ! تو نے مجھے ایسے بندے کی طرف بھیجا جو مرنا نہیں چاہتا' اس نے تو (طمانچہ مار کر) میری آنکھ پھوڑ دی' اگر تو نے اسے معزز نہ بنایا ہوتا تو میں اس پر سختی کرتا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے آنکھ عطا کی اور فرمایا: میرے بندے کے پاس واپس جاؤ اور پوچھو: کیا زندگی چاہتے ہو؟ اگر ارادہ ہے تو بیل کی کمر پر ہاتھ رکھو' جتنے بال ہاتھ کے نیچے آ جائیں گے' اتنے سال تم زندہ رہو گے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے (فرشتے کی یہ بات سن کر) کہا: اے میرے ربّ! پھر کیا ہو گا؟ جواب ملا: پھر تجھے موت آئے گی۔ انھوں نے کہا: اے میرے ربّ! ابھی موت دے دے' اس حال کہ میں پاک سرزمین سے ایک پتھر کی پھینک پر ہوں۔ پھر انھیں سونگھا اور ان کی روح قبض کر لی۔ اس کے بعد فرشتہ لوگوں کے پاس مخفی انداز میں آنے لگ گیا۔'' رسول اللہ

أَنِّي عِنْدَهُ لَأَرَيْتُكُمْ قَبْرَهُ إِلَى جَانِبِ الطَّرِيقِ عِنْدَ. وَفِي طَرِيقٍ: تَحْتَ الْكَثِيبِ الْأَحْمَرِ)).

ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کی قسم! اگر میں وہاں ہوتا تو تمھیں سرخ ٹیلے کے پاس ان کی قبر دکھاتا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۲۷۹۔ بخاری (۱۳۳۹)، مسلم (۱۵/ ۴۲/ ۲۳۴)، ابو عوانۃ (۱/ ۱۸۷۔ ۱۸۸)، احمد (۳/ ۳۱۵)

باب قرب الجنة والنار

جنت اور جہنم کی نزدیکی کے بارے میں

۱۰۳۶: عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((الْجَنَّةُ أَقْرَبُ إِلَى أَحَدِكُمْ مِنْ شِرَاكِ نَعْلِهِ، وَالنَّارُ مِثْلَ ذٰلِكَ)).

[الصحيحة: ٣٦٢٤]

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جنت تمھارے جوتے کے تسمے سے بھی زیادہ قریب ہے اور جہنم بھی اسی طرح ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۶۲۴۔ بخاری (۶۴۸۸، ۵۱۵)، ابن حبان (۶۶۱)، احمد (۱/ ۳۸۷، ۴۱۳)

اضعاف الحسنة و ذم الشرك

نیکیوں کے بڑھنے اور شرک کی مذمت کے بارے میں

۱۰۳۷: عَنْ أَبِي ذَرٍّ، قَالَ: حَدَّثَنَا الصَّادِقُ الْمَصْدُوقُ فِيمَا يَرْوِيهِ عَنْ رَبِّهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى۔ أَنَّهُ قَالَ: ((الْحَسَنَةُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا أَوْ أَزِيدُ وَالسَّيِّئَةُ وَاحِدَةٌ أَوْ أَغْفِرُهَا، وَلَوْ لَقِيتَنِي بِقِرَابِ الْأَرْضِ خَطَايَا مَالَمْ تُشْرِكْ بِي، لَقِيتُكَ بِقِرَابِهَا مَغْفِرَةً)). [الصحيحة: ١٢٨]

سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہمیں صادق و مصدوق (محمد ﷺ) نے اپنے رب سے روایت کرتے ہوئے بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''نیکی کا بدلہ دس گنا یا اس سے بھی زیادہ عطا کرتا ہوں اور برائی کا بدلہ ایک گنا دوں گا یا اسے بھی معاف کر دوں گا۔ (اے میرے بندے!) اگر تو زمین کے لگ بھگ گناہ لے کر مجھے ملے تو میں تجھے اتنی ہی بخشش عطا کروں گا، بشرطیکہ تو نے میرے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرایا ہو۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۲۸۔ احمد (۵/ ۱۴۸)، حاکم (۴/ ۲۴۱)، البزار (۳۹۹۱)

اجتناب الشبهات

مشتبہ چیزوں سے بچنے کے بارے میں

۱۰۳۸: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((الْحَلَالُ بَيِّنٌ، وَالْحَرَامُ بَيِّنٌ وَبَيْنَ ذٰلِكَ شُبُهَاتٌ فَمَنْ أَوْقَعَ بِهِنَّ فَهُوَ قَمِنٌ أَنْ يَأْثَمَ وَمَنِ اجْتَنَبَهُنَّ، فَهُوَ أَوْفَرُ لِدِينِهِ، كَمُرْتَعٍ إِلَى جَنْبِ حِمًى، أَوْ شَكَّ يَقَعُ فِيهِ لِكُلِّ مَلِكٍ حِمًى، وَحِمَى اللّٰهِ الْحَرَامُ)).

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''حلال واضح ہے اور حرام بھی واضح ہے اور ان کے درمیان کچھ مشتبہ چیزیں ہیں۔ ممکن ہے کہ ان میں پڑنے والا گناہ میں پڑ جائے اور جس نے ان (شبہات) سے بھی اجتناب کیا تو وہ اپنے دین کو زیادہ محفوظ رکھنے والا ہوگا۔ (شبہات میں پڑنے والے کی) مثال اس چرواہے کی طرح ہے جو چراگاہ کے ارد گرد جانور چراتا ہے، ممکن ہے کہ وہ (جانور دوسرے کے کھیت میں) گھس

جائے۔ ہر بادشاہ کا ایک ممنوعہ علاقہ ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا ممنوعہ علاقہ حرام کردہ چیزیں ہیں۔"

تخریج: الصحیحۃ ۳۳۶۱۔ طبرانی فی الکبیر (۱۰۸۲۴)' ابن عساکر فی تاریخ دمشق (۲۲/ ۳۔۴)

الحیاء من الایمان

حیاء بھی ایک کا ایک حصہ ہے

۱۰۳۹: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوعاً: ((اَلْحَيَاءُ مِنَ الْإِيْمَانِ وَأَحْيَا أُمَّتِي عُثْمَانُ)).

[الصحیحۃ: ۱۸۲۸]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "حیا' ایمان کا حصہ ہے اور میری امت میں سب سے زیادہ حیا کرنے والا عثمان ہے۔"

تخریج: الصحیحۃ ۱۸۲۸۔ ابن عساکر فی تاریخ دمشق (۴۱/ ۶۲)

باب الایمان بالقدر

تقدیر پر ایمان لانا ضروری ہے

۱۰۴۰: عَنْ عَبْدِاللّٰہِ مَرْفُوعاً: ((خَلَقَ اللّٰهُ يَحْيَى بْنَ زَكَرِيَّا فِي بَطْنِ أُمِّهِ مُؤْمِناً وَخَلَقَ فِرْعَوْنَ فِي بَطْنِ أُمِّهِ كَافِراً)).

[الصحیحۃ: ۱۸۳۱]

سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب اللہ تعالیٰ نے زکریا (علیہ السلام) کو پیدا کیا تو وہ اپنی ماں کے پیٹ میں ہی مومن تھے اور جب فرعون کو پیدا کیا تو وہ اپنی ماں کے پیٹ میں ہی کافر تھا۔"

تخریج: الصحیحۃ ۱۸۳۱۔ ابوالشیخ فی التاریخ (ص: ۱۲۸)' ابن حیویہ فی حدیثہ (۴۱/ ۲)' للالکائی فی السنۃ (۱۰۲۱)' ابو نعیم فی اخبار اصبھان (۲/ ۱۹۰)' والطبرانی فی الکبیر (۱۰۵۴۳)' من طریق آخر عنہ

فوائد: فرعون کا ماں کے پیٹ میں کافر ہونا زبردستی نہ تھا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے جبر کرتے ہوئے اُس کو کافر پیدا کیا۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ فرعون نے جوان ہو کر' عمر پا کر اپنے اختیارات سے جو بُرے اعمال کرنے تھے اللہ تعالیٰ کو ان کا روزِ اول ہی سے علم تھا اس لیے عالم الغیب پروردگار نے اپنی شانِ علم کا اظہار کرتے ہوئے ماں کے پیٹ میں ہی اس کا انجام لکھ دیا۔ مثال سے خوب سمجھ لیں۔ اگرچہ اللہ تعالیٰ کسی بھی مثال سے پاک ہے' محض سمجھانے کے لیے عرض کرتا ہوں کہ طالب علم ابھی کمرہ امتحان میں ہے مگر استاذ صاحب نے پہلے ہی اپنے پاس لکھ لیا کہ یہ فیل ہے۔ طالب علم اپنی مرضی سے سوال حل کرتا ہے اس پر کوئی جبر نہیں' لیکن اس کے باوجود وہ فیل ہو جاتا ہے تو اس میں قصور طالب علم ہی کا ہے استاذ صاحب کا کوئی جبر نہیں انہوں نے تو صرف اپنے علم سے اس کے کردار کو سامنے رکھ کر اندازہ لگایا جو سراسر ٹھیک نکلا۔ جب ایک ماہر استاذ کا اندازہ غلط نہیں ہوتا تو اللہ تعالیٰ تو بالکل غلطی سے پاک ہیں۔

بیان امور الخمس لا یعلمھن الا اللّٰہ

پانچ امور کا بیان جن کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا

۱۰۴۱: عَنْ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي: بُرَيْدَةَ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((خَمْسٌ لَا يَعْلَمُهُنَّ إِلَّا اللّٰهُ: ﴿إِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهُ عِلْمُ

سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ سے سنا' وہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: "پانچ چیزیں ہیں' انھیں صرف اللہ تعالیٰ جانتا ہے: ﴿بیشک اللہ تعالیٰ ہی

السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَاذَا تَكْسِبُ غَداً وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ (لُقْمَانُ:۳۴)﴾)) [الصحيحة:٢٩١٤]

کے پاس قیامت کا علم ہے، وہی بارش نازل فرماتا اور جو ماں کے پیٹ میں ہے اسے جانتا ہے، کوئی بھی نہیں جانتا کہ کل کیا کچھ کرے گا، نہ کسی کو یہ معلوم ہے کہ کس زمین میں مرے گا۔ یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ ہی پورے علم والا ہے اور صحیح خبروں والا ہے۔﴾

تخریج: الصحيحة ۲۹۱۴۔ احمد (۵/ ۳۵۳)، البزار (الكشف : ۲۲۴۹)

باب فضل التوحيد و ذم المكثرين البخال

توحید کی فضیلت اور بخیل مالداروں کی مذمت

١٠٤٢: عَنْ أَبِي ذَرٍّ، قَالَ: خَرَجْتُ لَيْلَةً مِنَ اللَّيَالِي، فَإِذَا رَسُولُ اللّٰهِ يَمْشِي وَحْدَهُ لَيْسَ مَعَهُ إِنْسَانٌ قَالَ: فَظَنَنْتُ أَنَّهُ يَكْرَهُ أَنْ يَمْشِيَ مَعَهُ أَحَدٌ، قَالَ فَجَعَلْتُ أَمْشِي فِي ظِلِّ الْقَمَرِ، قَالَ: فَالْتَفَتَ فَرَآنِي، فَقَالَ: ((مَنْ هٰذَا؟)) فَقُلْتُ: أَبُو ذَرٍّ جَعَلَنِي اللّٰهُ فِدَاءَ كَ، قَالَ: ((يَا أَبَا ذَرٍّ! تَعَالَهْ)) قَالَ: فَمَشَيْتُ مَعَهُ سَاعَةً فَقَالَ: ((إِنَّ الْمُكْثِرِيْنَ هُمُ الْأَقَلُّوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، إِلَّا مَنْ أَعْطَاهُ اللّٰهُ خَيْراً فَنَفَخَ فِيْهِ يَمِيْنَهُ وَشِمَالَهُ، وَبَيْنَ يَدَيْهِ وَوَرَاءَهُ، وَعَمِلَ فِيْهِ خَيْراً)) قَالَ: فَمَشَيْتُ مَعَهُ سَاعةً، فَقَالَ: ((اجْلِسْ هَاهُنَا)) فَقَالَ: فَأَجْلَسَنِي فِي قَاعٍ حَوْلَهُ حِجَارَةٌ، فَقَالَ لِي: ((اجْلِسْ هَاهُنَا حَتّٰى أَرْجِعَ إِلَيْكَ)) قَالَ: فَانْطَلَقَ فِي الْحَرَّةِ حَتّٰى لَا أَرَاهُ، فَلَبِثَ عَنِّي، فَأَطَالَ اللُّبْثَ ثُمَّ إِنِّي سَمِعْتُهُ وَهُوَ مُقْبِلٌ يَقُوْلُ: وَإِنْ سَرَقَ وَإِنْ زَنٰى! قَالَ: فَلَمَّا جَاءَ لَمْ أَصْبِرْ، فَقُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! جَعَلَنِي اللّٰهُ فِدَاءَ كَ، مَنْ تُكَلِّمُ فِي جَانِبِ الْحَرَّةِ؟ مَا سَمِعْتُ أَحَداً يَرْجِعُ إِلَيْكَ شَيْئًا، قَالَ: ((ذَاكَ جِبْرِيْلُ عُرِضَ لِي فِي

سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں ایک رات کو نکلا، کیا دیکھتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ اکیلے چل رہے تھے، آپ کے ساتھ کوئی آدمی نہیں تھا۔ میں نے سمجھا کہ آپ ﷺ اس بات کو ناپسند کرتے ہیں کہ آپ ﷺ کے ساتھ کوئی چلے۔ میں نے چاند کی روشنی میں چلنا شروع کر دیا۔ آپ میری طرف متوجہ ہوئے، مجھے دیکھا اور پوچھا: ''یہ کون ہے؟'' میں نے کہا: میں ابوذر ہوں، اللہ مجھے آپ پر قربان کرے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ابوذر! ادھر آؤ۔'' میں آپ کے پاس گیا اور آپ کے ساتھ کچھ دیر چلتا رہا۔ پھر آپ ﷺ نے مجھے فرمایا: قیامت والے روز کثیر مال و دولت والے اجر و ثواب میں کم ہوں گے، مگر جس کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا اور اس نے (صدقہ کرتے ہوئے) اسے دائیں بائیں اور آگے پیچھے بکھیر دیا اور اس کے ذریعے نیک اعمال کئے۔'' پھر میں آپ کے ساتھ چلتا رہا، حتی کہ آپ نے فرمایا: ''یہاں بیٹھ جاؤ۔'' آپ ﷺ نے مجھے ایسی ہموار زمین میں بٹھایا، جس کے اردگرد پتھر پڑے ہوئے تھے۔ پھر فرمایا: ''میرے واپس آنے تک یہاں بیٹھے رہو۔'' پھر آپ حرّہ (کالے پتھروں والی زمین) کی طرف چلے گئے اور نظروں سے اوجھل ہو گئے، آپ وہاں کافی دیر تک ٹھہرے رہے۔ پھر میں نے سنا آپ یہ فرماتے ہوئے آ رہے تھے: ''اگرچہ وہ چوری بھی کرے اور زنا بھی کرے۔'' جب آپ میرے پاس پہنچے تو مجھ سے صبر نہ

جَانِبِ الْحَرَّةِ فَقَالَ: بَشِّرْ أُمَّتَكَ أَنَّهُ مَنْ مَاتَ لَايُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ فَقُلْتُ: يَاجِبْرِيْلُ! وَإِنْ سَرَقَ وَإِنْ زَنٰى؟ قَالَ: نَعَمْ قَالَ: قُلْتُ: وَإِنْ سَرَقَ وَإِنْ زَنٰى؟ قَالَ: قُلْتُ: وَإِنْ سَرَقَ وَإِنْ زَنٰى؟ قَالَ: نَعَمْ وَإِنْ شَرِبَ الْخَمْرَ)). [الصحيحة: ٨٢٦]

ہو سکا اور میں نے کہا: اے اللہ کے نبی! مجھے اللہ تعالیٰ آپ پر قربان کرے! آپ حرّہ کے پہلو میں کس سے گفتگو کر رہے تھے؟ پھر آپ کو کوئی جواب بھی نہیں دے رہا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ جبریل تھا' حرہ کے ساتھ ہی وہ مجھے ملے اور کہا: (اے محمد!) اپنی امت کو خوشخبری سنا دو کہ جو اس حال میں مرے کہ اس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرایا ہو' وہ جنت میں داخل ہوگا۔ میں نے کہا: جبریل! اگرچہ اس نے چوری بھی کی ہو اور زنا بھی کیا ہو؟ اس نے کہا: جی ہاں۔ میں نے کہا: اگرچہ اس نے چوری بھی کی ہو اور زنا بھی کیا ہو؟ اس نے کہا: جی ہاں۔ میں نے کہا: اگرچہ اس نے چوری بھی کی ہو اور زنا بھی کیا ہو؟ اس نے کہا: جی ہاں اور اگرچہ اس نے شراب بھی پی ہو۔''

تخریج: الصحیحۃ ۸۲۶۔ بخاری (۶۴۴۳)' والادب المفرد (۸۰۳)' مسلم (الزکاۃ:۳۳/ ۹۴)' ترمذی (۲۶۴۴)' مختصراً (احمد (۵/ ۵۲)

باب: درجات الجنة واعلاها

باب: جنت کے درجات اور بلند ترین درجے کا بیان

١٠٤٣: عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ: ((مَنْ صَامَ رَمَضَانَ وَصَلَّى الصَّلَاةَ وَحَجَّ الْبَيْتَ، لَا أَدْرِيْ أَذَكَرَ الزَّكَاةَ أَمْ لَا. إِلَّا كَانَ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ أَنْ يَّغْفِرَ لَهُ إِنْ هَاجَرَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ أَوْ مَكَثَ بِأَرْضِهِ الَّتِيْ وُلِدَ بِهَا)) قَالَ مُعَاذٌ: أَلَا أُخْبِرُ بِهَا النَّاسَ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((ذَرِ النَّاسَ يَعْمَلُوْنَ فَإِنَّ فِي الْجَنَّةِ مِئَةَ دَرَجَةٍ، مَا بَيْنَ كُلِّ دَرَجَتَيْنِ كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ وَالْفِرْدَوْسِ أَعْلَى الْجَنَّةِ وَأَوْسَطُهَا، وَفَوْقَ ذٰلِكَ عَرْشُ الرَّحْمٰنِ، وَمِنْهَا تَفَجَّرُ أَنْهَارُ الْجَنَّةِ، فَإِذَا سَأَلْتُمُ اللّٰهَ فَاسْأَلُوْهُ الْفِرْدَوْسَ)).

[الصحيحة:١٩١٣]

سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے رمضان کے روزے رکھے' نماز قائم کی اور بیت اللہ کا حج کیا۔ مجھے اس بات کا علم نہ ہو سکا کہ آیا آپ نے زکاۃ کا ذکر کیا یا نہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ پر لازم ہے کہ اسے بخش دے' اگرچہ اس نے اللہ کے راستے میں ہجرت کی ہو یا اپنے پیدائشی علاقے میں ٹھہرا ہوا ہو۔'' سیدنا معاذ نے کہا: کیا میں لوگوں کو یہ حدیث بیان کروں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''رہنے دو' تاکہ وہ مزید عمل کرتے رہیں' کیونکہ جنت میں سو درجے ہیں' ہر دو درجوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا کہ زمین و آسمان کے مابین ہے اور جنت کا اعلیٰ و افضل مقام فردوس ہے' اس کے اوپر رحمٰن کا عرش ہے' وہاں سے جنت کی نہریں پھوٹتی ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ سے سوال کرو تو جنت الفردوس کا سوال کیا کرو۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۹۱۳۔ ترمذی (۲۵۳۰)، احمد (۵/ ۲۴۰۔ ۲۴۱)، طبرانی فی الکبیر (۲۰/ ۱۵۷۔ ۱۵۸)، طبری فی التفسیر (۱۲/ ۳۷)

تحویل دار المضمومة

مضمومہ علاقہ کوتبدیل کر لینا

١٠٤٤: عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَالَ رَجُلٌ: يَارَسُولَ اللّٰهِ! إِنْ كُنَّا فِي دَارٍ كَثِيرٌ فِيهَا عَدَدُنَا، وَكَثِيرٌ فِيهَا أَمْوَالُنَا، فَتَحَوَّلْنَا إِلَى دَارٍ أُخْرَى، فَقَلَّ فِيهَا عَدَدُنَا، وَقَلَّتْ فِيهَا أَمْوَالُنَا، فَقَالَ: رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((ذَرُوْهَا ذَمِيْمَةً)). [الصحيحة: ٧٩٠]

سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم (قبولیتِ اسلام سے قبل) ایسے علاقے میں تھے، جہاں ہماری تعداد زیادہ اور کثیر مقدار میں مال تھا، اب ہم ایسے علاقے میں منتقل ہو گئے ہیں کہ تعداد بھی کم ہے اور مال بھی تھوڑا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اُس علاقے کو ترک کر دو، وہ مذموم ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۷۹۰۔ الادب المفرد (۹۱۸)، ابو داود (۳۹۲۴)، الضیاء فی المختارۃ (۱۵۲۹)

فوائد: یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ کئی علاقے حد درجہ زرخیز اور باعث خیر و برکت ہوتے ہیں۔ تھوڑی سی محنت سے اللہ تعالیٰ زیادہ برکت عطا فرماتے ہیں اور کچھ علاقے ایسے ہوتے ہیں کہ جہاں کاروبار اور رہن سہن کے لیے مواقع اور سہولتیں بہت کم ہوتی ہیں جس کی وجہ سے کئی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ بہر حال حدیث کے مفہوم سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی علاقہ یا رہائش نامناسب معلوم ہوتا ہو تو وہاں سے کوچ کر جانے میں کوئی حرج نہیں۔

باب: الرؤيا الصالحة جزء من النبوة

باب: اچھا خواب نبوت کا حصہ ہے

١٠٤٥: عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ جُزْءٌ مِّنْ خَمْسَةٍ وَعِشْرِيْنَ جُزْءً ا مِّنَ النُّبُوَّةِ)). [الصحيحة: ١٨٦٩]

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''نیک خواب، نبوت کا پچیسواں جز ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۸۶۹۔ خطیب فی التاریخ (۵/ ۱۸۹)

١٠٤٦: عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ ابْنِ الْجَرَّاحِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((رَأَيْتُ رَبِّي فِي أَحْسَنِ صُوْرَةٍ، فَقَالَ: فِيْمَ يَخْتَصِمُ الْمَلَأُ الْأَعْلٰى، فَقُلْتُ: لَا أَدْرِي فَوَضَعَ يَدَهُ بَيْنَ كَتِفَيَّ حَتّٰى وَجَدْتُّ بَرْدَ أَنَامِلِهِ، ثُمَّ قَالَ فِيْمَ يَخْتَصِمُ الْمَلَأُ الْأَعْلٰى؟ قُلْتُ: فِي الْكَفَّارَاتِ وَالدَّرَجَاتِ، قَالَ: وَمَا الْكَفَّارَاتُ؟ قُلْتُ: إِسْبَاغُ الْوُضُوْءِ فِي السَّبَرَاتِ وَنَقْلُ الْأَقْدَامِ

سیدنا ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''میں نے اپنے ربّ کو بہت حسین صورت میں دیکھا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے پوچھا: اشراف فرشتوں کی جماعت کس چیز میں جھگڑا کرتی ہے؟ میں نے کہا: میں تو نہیں جانتا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنا ہاتھ میرے کندھوں کے درمیان رکھا، مجھے انگلیوں کی ٹھنڈک بھی محسوس ہوئی۔ پھر پوچھا: سردار فرشتوں کی جماعت کس چیز میں بحث مباحثہ کرتی ہے؟ میں نے کہا: کفارات اور درجات میں۔ اللہ تعالیٰ نے پوچھا: کفارات سے کیا مراد ہے؟ میں نے کہا:

إِلَى الْجَمَاعَاتِ وَانْتِظَارُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الصَّلَاةِ قَالَ: فَمَا الدَّرَجَاتُ؟ قُلْتُ: إِطْعَامُ الطَّعَامِ، وَإِفْشَاءُ السَّلَامِ، وَصَلَاةٌ بِاللَّيْلِ وَالنَّاسُ نِيَامٌ، قَالَ: قُلْتُ: مَا أَقُوْلُ؟ قَالَ: قُلِ اللّٰهُمَّ ! إِنِّي أَسْأَلُكَ عَمَلاً بِالْحَسَنَاتِ، وَتَرْكاً لِلْمُنْكَرَاتِ وَإِذَا أَرَدتَّ فِي قَوْمٍ فِتْنَةً وَأَنَافِيْهِمْ فَاقْبِضْنِي إِلَيْكَ غَيْرَ مَفْتُوْنٍ)). [الصحيحة:٣١٦٩]

سردیوں میں مکمل وضو کرنا' نماز باجماعت کے لئے (مساجد کی طرف) چل کر جانا اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کے لئے انتظار کرنا۔ اللہ تعالیٰ نے پوچھا: درجات سے کیا مراد ہے؟ میں نے کہا: کھانا کھلانا' سلام عام کرنا اور جب رات کو لوگ سو رہے ہوں تو نماز پڑھنا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے کہا: کہو۔ میں نے کہا: کیا کہوں؟ اللہ تعالیٰ نے کہا: کہو: اے اللہ! میں تجھ سے نیکیاں کرنے اور برائیوں کو ترک کر دینے کا سوال کرتا ہوں اور جب تو لوگوں کو فتنے میں مبتلا کرنا چاہے اور میں وہاں موجود ہوں تو مجھے فتنے سے بچا کر موت دے دینا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۱۶۹۔ طبرانی فی الدعاء (۱۴۱۶)' خطیب فی التاریخ (۸/ ۱۵۱)

باب المخاللة بعد التفكر

سوچ و بچار کے بعد دوست بنانا

١٠٤٧: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((الرَّجُلُ عَلَى دِيْنِ خَلِيْلِهِ، فَلْيَنْظُرْ أَحَدُكُمْ مَنْ يُخَالِلُ)). [الصحيحة:٩٢٧]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے' اسے غور کرنا چاہئے کہ وہ کس کو دوست بنا رہا ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۹۲۷۔ ابو داود (۴۸۳۳)' ترمذی (۲۳۷۸)' احمد (۲/ ۳۰۳)' حاکم (۴/ ۱۷۱)

دخول الاطفال فی الجنة

بچوں کا جنت میں داخل ہونا

١٠٤٨: عَنْ أَنَسٍ مَرْفُوْعاً: ((سَأَلْتُ رَبِّي اللَّاهِيْنَ فَأَعْطَانِيْهِمْ، قُلْتُ: وَمَا اللَّاهُوْنُ؟ قَالَ: ذَرَارِيُّ الْبَشَرِ)). [الصحيحة:١٨٨١]

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے اپنے رب سے ''لَاهِيْن'' کا سوال کیا' اللہ تعالیٰ نے مجھے وہ عطا کر دیئے۔'' میں نے کہا کہ ''لَاهِين'' سے کیا مراد ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''انسانی بچے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۸۸۱۔ ابو طاہر المخلص (۹/ ۲۳۔ ۲۴)' الضیاء فی المختارۃ (۲۶۹)' تمام الرازی فی الفوائد (۱۶۳/ ۱)

فوائد: یعنی ایسے بچے' جو بالغ ہونے سے پہلے مر جاتے ہیں' وہ جنت میں داخل ہوں گے۔

باب: من امور الجاهلية

باب: دور جاہلیت کے افعال

١٠٤٩: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((شُعْبَتَانِ مِنْ أَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ لَا يَتْرُكُهُمَا النَّاسُ أَبَداً: النِّيَاحَةُ وَالطَّعْنُ فِي الْأَنْسَابِ)).

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لوگ جاہلیت کے دو امور کو ترک نہیں کریں گے: نوحہ کرنا اور نسب میں طعن کرنا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۸۹۲۔ احمد (۲/ ۴۳۱)، الادب المفرد (۳۹۵)، مسلم (۶۸)، من طریق آخر عنه باختلاف

باب الکبائر

کبیرہ گناہوں کے بارے میں

۱۰۵۰: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَجُلًا قَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ: مَا الْكَبَائِرُ قَالَ ((الشِّرْكُ بِاللّٰهِ، وَالْإِيَاسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ، وَالْقُنُوْطُ مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ)).

[الصحيحة: ۲۰۵۱]

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! کبیرہ گناہ کون سے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کے ساتھ شرک کرنا، اللہ کی شفقت سے ناامید ہونا اور اس کی رحمت سے مایوس ہونا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۰۵۱۔ البزار (الکشف: ۱۰۶)، والطبرانی کما فی المجمع (۱/ ۱۰۴)، ابن ابی حاتم فی التفسیر (۳/ ۹۳۱)

صلاة علي النجاشي

نجاشی کی نماز جنازہ پڑھنا

۱۰۵۱: عَنْ أَنَسٍ قَالَ: لَمَّا جَاءَ نَعْيُ النَّجَاشِيِّ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((صَلُّوْا عَلَيْهِ قَالُوْا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! نُصَلِّي عَلَى عَبْدٍحَبَشِيٍّ [لَيْسَ بِمُسْلِمٍ] فَأَنْزَلَ اللّٰهُ۔ عَزَّوَجَلَّ۔ ﴿وَإِنْ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَمَنْ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْكُمْ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْهِمْ خَاشِعِيْنَ لِلّٰهِ لَايَشْتَرُوْنَ بِآيَاتِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا﴾)) (سورة آلِ عمران: ۱۹۹)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب نجاشی کی وفات کی خبر ملی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس کی نماز جنازہ ادا کرو۔'' صحابہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! حبشی آدمی، جو مسلمان نہیں تھا، اس کی نماز جنازہ کیسے پڑھیں؟ اللہ تعالیٰ نے جواباً یہ آیت نازل فرمائی: ﴿یقیناً اہل کتاب میں سے بعض ایسے بھی ہیں جو اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتے ہیں اور تمھاری طرف جو اتارا گیا ہے اور ان کی جانب جو نازل ہوا، اس پر بھی، اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی آیتوں کو تھوڑی تھوڑی قیمت پر بیچتے بھی نہیں ہیں۔﴾

تخریج: الصحیحۃ ۳۰۴۴۔ نسائی فی الکبری (۱۱۰۸۸)، البزار (الکشف: ۸۳۲)، الواحدی فی اسباب النزول (ص: ۱۰۴)

باب ضحك الله

اللہ تعالیٰ کے ہنسنے کے بارے میں

۱۰۵۲: عَنْ أَبِي رَزِيْنٍ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((ضَحِكَ رَبُّنَا عَزَّوَجَلَّ مِنْ قُنُوْطِ عِبَادِهِ، وَقُرْبِ غِيَرِهِ)) فَقَالَ أَبُوْرَزِيْنٍ: أَوَ يَضْحَكُ الرَّبُّ عَزَّوَجَلَّ؟ قَالَ: ((نَعَمْ)) فَقَالَ: ((لَنْ نَعْدِمَ مِنْ رَبٍّ يَضْحَكُ خَيْرًا))۔

[الصحيحة: ۲۸۱۰]

سیدنا ابورزین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہمارا رب بندوں کی ناامیدی پر ہنستا ہے، حالانکہ حالات کی تبدیلی قریب ہوتی ہے۔'' ابورزین نے کہا: کیا اللہ تعالیٰ بھی ہنستے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں۔'' اس پر ابورزین نے کہا: ''جو رب ہنستا ہو، ہم اس کے ہاں خیر و بھلائی کو مفقود نہیں پا سکتے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۸۱۰۔ الطیالسی (۱۰۹۲)، احمد (۴/ ۱۲)، ابن ماجہ (۱۸۱)، ابن ابی عاصم فی السنة (۵۵۴)

فوائد: اس حدیث طیبہ میں اللہ تعالیٰ کی صفت ''ضحك'' یعنی اللہ تعالیٰ کے مسکرانے کا ذکر ہے۔ اس حدیث سمیت کئی دیگر صحیح

احادیث میں بھی اللہ تعالیٰ کی اس صفت کا ذکر موجود ہے۔ بخاری و مسلم کے الفاظ ہیں ”یَضْحَكُ اللّٰهُ إِلٰى رَجُلَیْنِ“ صحیح بخاری کی ایک روایت ہے ”ضَحِكَ اللّٰهُ اللَّیْلَةَ“ اہل السنۃ والجماعۃ کا عقیدہ ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ واقعتاً مسکراتے ہیں لیکن اس مسکرانے کی کیفیت نامعلوم ہے۔ جس طرح اس کی شان کے لائق ہے، وہ مسکراتا ہے۔ بعض گمراہ فرقوں نے اس کی تاویل کی ہے جو کہ ہرگز درست نہیں۔

طوبى لمن آمن برسوله و صدقه

جو رسول پر ایمان لائے اور تصدیق کرے اس کے لیے خوشخبری ہے

۱۰۵۳: عَنْ أَبِي عَبْدِالرَّحْمٰنِ الْجُهَنِيِّ، بَيْنَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ طَلَعَ رَاكِبَانِ، فَلَمَّا رَآهُمَا قَالَ: ((كِنْدِيَانِ مَذْحِجِيَانِ)) حَتّٰى أَتَيَاهُ، فَإِذَا رِجَالٌ مِنْ (مذحج) قَالَ: فَدَنَا إِلَيْهِ أَحَدُهُمَا لِيُبَايِعَهُ، قَالَ: فَلَمَّا أَخَذَ بِيَدِهِ قَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أَرَأَيْتَ مَنْ رَآكَ فَآمَنَ بِكَ وَصَدَّقَكَ وَاتَّبَعَكَ مَاذَا لَهُ؟ قَالَ: ((طُوْبٰى لَهُ)) قَالَ: فَمَسَحَ يَدَهُ فَانْصَرَفَ۔ ثُمَّ أَقْبَلَ الْآخَرُ حَتّٰى أَخَذَ بِيَدِهِ لِيُبَايِعَهُ، قَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أَرَأَيْتَ مَنْ آمَنَ بِكَ وَصَدَّقَكَ وَاتَّبَعَكَ، وَلَمْ يَرَكَ؟ قَالَ: ((طُوْبٰى لَهُ، ثُمَّ طُوْبٰى لَهُ ثُمَّ طُوْبٰى لَهُ)) قَالَ: فَمَسَحَ عَلٰى يَدِهِ فَانْصَرَفَ۔

سیدنا ابوعبدالرحمٰن جہنی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، ہمیں دو سوار دکھائی دیے۔ جب آپ ﷺ نے انھیں دیکھا تو فرمایا: ”یہ دو کندی باشندے ہیں اور مذحجی قبیلے سے ان کا تعلق ہے۔“ حتی کہ وہ آپ کے پاس پہنچ گئے، واقعی وہ مذحج قبیلے کے آدمی تھے۔ ان میں سے ایک بیعت کرنے کے لئے آپ کے قریب ہوا۔ جب آپ نے اس کا ہاتھ پکڑا تو اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! جو آدمی آپ کا دیدار کرے، آپ پر ایمان لائے، آپ کی تصدیق کرے اور آپ کی پیروی کرے، اسے کیا ملے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس کے لئے خوشخبری ہے۔“ اس نے بیعت کی اور وہ پیچھے ہٹ گیا۔ پھر دوسرا آگے بڑھا، جب آپ نے بیعت لینے کے لئے اس کا ہاتھ پکڑا تو اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! جو آدمی آپ پر ایمان لائے، آپ کی تصدیق کرے، آپ کی اطاعت کرے، لیکن دیدار نہ کر سکے تو اسے کیا ملے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس کے لئے خوشخبری ہے، پھر خوشخبری ہے، پھر خوشخبری ہے۔“ پھر آپ نے اس کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ پھیرا پھر اس نے آپ سے بیعت کی۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۴۳۲۔ احمد (۴/ ۱۵۲)، البزار (الکشف: ۲۷۶۹)، ابن ابی عاصم فی الاحاد والمثانی (۲۵۷۸)

باب لا طيرة

نحوست نہیں ہے

۱۰۵۴: عَنْ أَبِي بُرْدَةَ قَالَ: أَتَيْتُ عَائِشَةَ فَقُلْتُ: يَا أُمَّاهُ! حَدِّثِيْنِي بِشَيْءٍ سَمِعْتِهِ مِنْ رَّسُوْلِ

سیدنا ابوبردہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آیا اور کہا: امی جان! مجھے کوئی حدیث بیان کرو، جو آپ نے رسول اللہ

اللهﷺ قالت: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَلطَّيْرُ تَجْرِیْ بِقَدَرٍ، وَكَانَ يُعْجِبُهُ الْفَأْلُ الْحَسَنُ))
[الصحيحة: ٨٦٠]

ﷺ سے سنی ہو۔ انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بدشگونی تقدیر کے تابع ہے۔'' اور آپ کو اچھی فال پسند تھی۔

تخریج: الصحیحة ۸۶۰۔ احمد (۶/ ۱۲۹۔ ۱۳۰)' حاکم (۱/ ۳۲)' ابن ابی عاصم فی السنة (۲۵۴)

الطيرة شرك

نحوست پکڑنا شرک ہے

١٠٥٥: عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ مَرْفُوْعاً: ((اَلطِّيَرَةُ شِرْكٌ وَمَا مِنَّا إِلَّا ...... وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يُذْهِبُهُ بِالتَّوَكُّلِ)). [الصحيحة: ٤٢٩]

سیدنا عبداللہ بن مسعود ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''برا شگون شرک ہے اور ہم میں سے کوئی بھی ایسا نہیں جس کے دل میں بدشگونی کا خیال نہ پیدا ہوتا ہو لیکن اللہ تعالیٰ توکل کے ذریعے اس چیز کو ختم کر دیتا ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۴۲۹۔ الادب المفرد (۹۰۹)' ابوداود (۳۹۱۰)' ترمذی (۱۶۱۴)' ابن ماجه (۳۵۳۸)

باب: انواع الظلم وما لا يغفر ولا يترك

باب: ظلم کی اقسام اور وہ بھی جو معاف ہو نہ چھوڑا جائے گا

١٠٥٦: عَنْ أَنَسٍ مَرْفُوْعاً: ((اَلظُّلْمُ ثَلَاثَةٌ، فَظُلْمٌ لَا يَتْرُكُهُ اللّٰهُ، وَظُلْمٌ يُغْفَرُ، وَظُلْمٌ لَا يُغْفَرُ فَأَمَّا الظُّلْمُ الَّذِیْ لَا يُغْفَرُ فَالشِّرْكُ لَا يَغْفِرُهُ اللّٰهُ وَأَمَّا الظُّلْمُ الَّذِیْ يُغْفَرُ فَظُلْمُ الْعَبْدِ فِيْمَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ رَبِّهٖ، وَأَمَّا الظُّلْمُ الَّذِیْ لَا يُتْرَكُ فَظُلْمُ الْعِبَادِ، فَيَقْتَصُّ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ مِنْ بَعْضٍ)). [الصحيحة: ١٩٢٧]

سیدنا انس ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ظلم کی تین اقسام ہیں: (۱) اللہ تعالیٰ ایک ظلم کو کسی صورت میں نہیں چھوڑے گا' (۲) ایک ظلم کو بخش دے گا اور (۳) ایک ظلم معاف نہیں کیا جائے گا۔ جس ظلم کو کسی صورت میں نہیں چھوڑا جائے گا' وہ شرک ہے جسے اللہ تعالیٰ معاف نہیں کرے گا۔ جس ظلم کو بخش دیا جائے گا وہ اللہ اور بندے کے مابین کیا ہوا اس کا ظلم ہے اور وہ ظلم جس کو معاف نہیں کیا جائے گا' وہ بندوں کا آپس میں ایک دوسرے پر کیا ہوا ظلم ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر صورت میں بعض (مظلوموں) کو بعض (ظالموں) سے قصاص دلوائے گا۔''

تخریج: الصحیحة ۱۹۲۷۔ طیالسی (۲۱۰۹)' ابونعیم فی الحلیة (۶/ ۳۰۹)' البزار (الکشف: ۳۴۳۹)' من طریق آخر عنه

معية الله لعبده اذا دعاه

اللہ کا بندے کے (قدرت کے اعتبار سے) ساتھ ہونا جب بندہ اس کو پکارے

١٠٥٧: عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُوْلُ اللّٰهِ

سیدنا ابوہریرہ ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ﷺ قال: ((قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ. أَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِي وَأَنَا مَعَهُ إِذَا دَعَانِي)).

"اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں اپنے بندے کے ساتھ وہی معاملہ کرتا ہوں جو وہ مجھ سے گمان کرتا ہے اور جب وہ مجھے پکارتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں۔"

تخریج: الصحیحۃ ۲۹۴۲۔ الادب المفرد (۶۱۶)، مسلم (الذکر: ۱۹/ ۲۶۷۵)، ترمذی (۲۳۸۸)، احمد (۲/ ۵۳۹)

باب ذم سب الدهر

زمانے کو برا کہنے کی مذمت

۱۰۵۸: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: يُؤْذِينِي ابْنُ آدَمَ، يَقُوْلُ: يَاخَيْبَةَ الدَّهْرِ وَفِي رِوَايَةٍ: يَسُبُّ الدَّهْرَ. فَلَا يَقُوْلَنَّ أَحَدُكُمْ يَاخَيْبَةَ الدَّهْرِ فَإِنِّي أَنَا الدَّهْرُ أُقَلِّبُ لَيْلَهُ وَنَهَارَهُ، فَإِذَا شِئْتُ قَبَضْتُهُمَا)).

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے فرمایا: آدم کا بیٹا مجھے تکلیف دیتا ہے، وہ کہتا ہے: ہائے زمانے کی ناکامی و نامرادی۔ اور ایک روایت میں ہے کہ وہ زمانے کو برا بھلا کہتا ہے۔ تم میں سے کوئی بھی ایسے نہ کہا کرے: ہائے زمانے کی ناکامی، کیونکہ میں (اللہ) زمانہ ہوں، میں دن اور رات کو الٹ پلٹ کرتا ہوں اور جب میں چاہوں گا ان کا سلسلہ ختم کر دوں گا۔"

تخریج: الصحیحۃ ۵۳۱۔ بخاری ۵۳۱۔ بخاری (۴۸۲۶)، مسلم (۵/ ۲۲۴۶)، ابوداود (۵۲۷۴)، احمد (۳/ ۱۳۸، ۲۷۲)

فوائد: حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ انسان کوئی ایسی بات نہ کرے جس سے اللہ تعالیٰ کی کاریگری پر حرف آتا ہو۔ بدلتے موسم، تند و تیز ہوائیں اور آندھیوں وغیرہ کا مرکز و محور اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔

باب: تفسیر آیات ﴿ومن لم یحکم بما انزل الله......﴾ وانها فی الکفار

باب: کفار کے متعلق چند آیات کی تفسیر

۱۰۵۹: عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((قَوْلُهُ: ﴿وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللّٰهُ فَأُولٰئِكَ هُمُ الْكَافِرُوْنَ﴾، ﴿وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللّٰهُ فَأُولٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُوْنَ﴾، ﴿وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللّٰهُ فَأُولٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُوْنَ﴾ قَالَ: هِيَ فِي الْكُفَّارِ كُلِّهَا)).

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "﴿اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کی اتاری ہوئی وحی کے ساتھ فیصلے نہ کریں، وہ پورے اور پختہ کافر ہیں﴾ (سورۂ مائدہ: ۴۴) ﴿اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کے نازل کئے ہوئے کے مطابق حکم نہ کریں، وہی لوگ ظالم ہیں﴾ (سورۂ مائدہ: ۴۵) ﴿اور جو اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ سے ہی حکم نہ کریں، وہ بدکار فاسق ہیں﴾ (سورۂ مائدہ: ۴۷) یہ تمام آیات کفار کے بارے میں نازل ہوئیں۔"

تخریج: الصحیحۃ ۲۷۰۴۔ احمد (۴/ ۲۸۶)، مسلم (۱۷۰۰)، ابوداود (۴۴۴۸)، ابن ماجہ (۲۳۲۷، ۲۵۵۸)، نسائی فی الکبری (۱۱۱۴۴) الروایات مطولة ومختصرة

باب: من آداب الواجبه مع الله

١٠٦٠: عَنْ قُتَيْلَةَ بِنْتِ صَيْفِي اِمْرَأَةٍ مِّنْ جُهَيْنَةَ، قَالَتْ: إِنَّ حبرًا جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ: إِنَّكُمْ تُشْرِكُوْنَ! تَقُوْلُوْنَ: مَاشَاءَ اللّٰهُ وَشِئْتَ وتقولون: والْكَعْبَة فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((قُوْلُوْا: مَاشَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ شِئْتَ وَقُوْلُوْا وَرَبِّ الْكَعْبَةِ)). [الصحيحة:١٣٦]

باب:

جہینہ قبیلے کی خاتون سیدہ قتیلہ بنت صیفی رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: ایک یہودی عالم نبی ﷺ کے پاس آیا اور کہا: تم لوگ شرک کرتے ہو' کیونکہ تم کہتے ہو: جو اللہ چاہے اور تم چاہو اور تم کعبہ کی قسم اٹھاتے ہو۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کی بات سن کر (صحابہ سے) فرمایا: ''تم کہا کرو: جو اللہ چاہے اور پھر تم چاہو اور قسم اٹھاتے وقت کہا کرو: ربّ کعبہ کی قسم۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۳۶۔ طحاوی فی المشکل (۱/ ۳۵۷)' احمد (۶/ ۳۷۱۔ ۳۷۲)' حاکم (۴/ ۲۹۷)' بیہقی (۳/ ۲۱۶)

فوائد: یعنی اللہ تعالیٰ کی مشیت میں کسی کا کوئی حصہ نہیں ہے' وہی کچھ ہوتا ہے جو صرف وہ چاہتا ہے' نیز صرف اللہ تعالیٰ کی قسم اٹھانی چاہیے۔

اهل الجاهلية يتطيرون من الدار والمرأة والفرس

١٠٦١: عَنْ أَبِي حَسَّانَ، قَالَ: ((دَخَلَ رَجُلَانِ مِّنْ بَنِي عَامِرٍ عَلَى عَائِشَةَ: فَأَخْبَرَاهَا أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((كَانَ أَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ يَقُوْلُوْنَ: الطِّيَرَةُ مِنَ الدَّارِ وَالْمَرْأَةِ وَالْفَرَسِ)) فَغَضِبَتْ فَطَارَتْ شِقَّةٌ مِنْهَا فِي السَّمَاءِ وَشِقَّةٌ فِي الْأَرْضِ وَقَالَتْ: وَالَّذِي أَنْزَلَ الْفُرْقَانَ عَلَى مُحَمَّدٍ مَاقَالَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَطُّ، إِنَّمَا قَالَ: كَانَ أَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ يَتَطَيَّرُوْنَ مِنْ ذٰلِكَ)).

جاہلیت والے گھر' عورت اور گھوڑے سے نحوست لیتے تھے

ابوحسان کہتے ہیں: بنو عامر قبیلے کے دو آدمی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور کہا: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے حوالے سے یہ حدیث بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جاہلیت میں لوگ کہا کرتے تھے کہ گھر میں' عورت میں اور گھوڑے میں نحوست ہوتی ہے۔'' سیدہ عائشہ غصے میں آ گئیں اور فرمایا: اس ذات کی قسم جس نے محمد ﷺ پر فرقان (قرآن) نازل کیا! رسول اللہ ﷺ نے ایسی بات ارشاد نہیں فرمائی۔ آپ ﷺ نے تو فرمایا تھا: ''جاہلیت والے ان چیزوں سے براشگون لیتے ہیں۔''

تخریج: الصحیحۃ ۹۹۳۔ احمد (۶/ ۱۵۰' ۲۴۰)' طحاوی فی المشکل (۱/ ۳۴۱)' حاکم (۲/ ۴۷۹)

باب بيان خاتم النبوة

١٠٦٢: عَنْ أَبِي نَضْرَةَ الْعَوْفِي قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا سَعِيْدٍ الْخُدْرِيَّ عَنْ خَاتِمِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ:

مہر نبوت کا بیان

ابونضرہ عوفی کہتے ہیں: میں نے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ ﷺ کی مہر کے بارے میں سوال کیا' انھوں نے کہا: نبوت کی مہر

((كَانَ خَاتَمُ النُّبُوَّةِ فِي ظَهْرِهِ بَضْعَةٌ نَاشِزَةٌ)). آپ کی کمر میں گوشت کا ابھرا ہوا ایک ٹکڑا تھا۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۰۹۳۔ ترمذی فی الشمائل (۲۱)، بخاری فی التاریخ (۴/ ۴۴)، بغوی فی الانوار (۱۸۲)، احمد (۳/ ۶۹)، بیہقی فی الدلائل (۱/ ۲۶۵)، باختلاف

باب فضل مخافة الله مع التوحيد

اللہ کے خوف کی فضیلت توحید کے ساتھ

١٠٦٣: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((كَانَ رَجُلٌ مِمَّنْ كَانَ قَبْلَكُمْ لَمْ يَعْمَلْ خَيْراً قَطُّ إِلَّا التَّوْحِيدَ، فَلَمَّا احْتُضِرَ قَالَ لِأَهْلِهِ: انْظُرُوا: إِذَا أَنَامِتُّ أَن يُحَرِّقُوهُ حَتَّى يَدَعُوهُ حُمَماً ثُمَّ اطْحَنُوهُ ثُمَّ اذْرُوهُ فِي يَوْمِ رِيحٍ [ثُمَّ اذْرُوا نِصْفَهُ فِي الْبَرِّ وَنِصْفَهُ فِي الْبَحْرِ، فَوَاللَّهِ لَئِنْ قَدَرَ اللَّهُ عَلَيْهِ لَيُعَذِّبَنَّهُ عَذَاباً لَا يُعَذِّبُهُ أَحَداً مِنَ الْعَالَمِينَ] فَلَمَّا مَاتَ فَعَلُوا ذٰلِكَ بِهِ [فَأَمَرَ اللَّهُ الْبَرَّ فَجَمَعَ مَافِيهِ، وَأَمَرَ الْبَحْرَ فَجَمَعَ مَافِيهِ] فَإِذَا هُوَ [قَائِمٌ] فِي قَبْضَةِ اللَّهِ فَقَالَ اللَّهُ. عَزَّوَجَلَّ: يَا ابْنَ آدَمَ! مَا حَمَلَكَ عَلَى مَا فَعَلْتَ؟ قَالَ: أَيْ رَبِّ! مِنْ مَخَافَتِكَ وَفِي طَرِيقٍ آخَرَ: مِنْ خَشِيَتِكَ وَأَنْتَ أَعْلَمُ. قَالَ: فَغَفَرَ لَهُ بِهَا، وَلَمْ يَعْمَلْ خَيْراً قَطُّ إِلَّا التَّوْحِيدَ)).

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”تم سے پہلے ایک آدمی تھا، اس نے کوئی نیک عمل نہیں کیا تھا، ما سوائے توحید کے۔ جب اس کی موت کا وقت آیا تو اس نے اپنے کنبے والوں سے کہا: غور سے سنو: اگر میں مرگیا تو مجھے جلا کر کوئلہ بنا دینا، پھر پیس کر نصف خشکی کی ہوا میں اڑا دینا اور نصف سمندر میں بہا دینا۔ اگر اللہ تعالیٰ مجھ پر قادر آ گیا تو وہ مجھے ایسا شدید عذاب دے گا جو جہانوں میں کسی کو نہ دیا ہوگا۔ جب وہ مرگیا تو انھوں نے ایسے ہی کیا۔ اُدھر اللہ تعالیٰ نے خشکی کو حکم دیا، اس نے اس کے ذرات کو جمع کر دیا اور سمندر کو حکم دیا، اس نے بھی اس کے اجزا کو جمع کر دیا، اچانک (اسے وجود عطا کیا گیا اور) وہ اللہ تعالیٰ کی گرفت میں کھڑا نظر آیا۔ اللہ تعالیٰ نے پوچھا: ابنِ آدم! تجھے تیرے اس کام پر کس چیز نے اکسایا؟ اس نے کہا: اے میرے رب! (میں نے سارا کچھ) تیرے ڈر سے (کروایا)، اور تو جانتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے اس سے اس کے ڈرنے کی وجہ سے معاف کر دیا، حالانکہ اس کا کوئی نیک عمل نہیں تھا، ماسوائے توحید کے۔“

تخریج: الصحیحۃ ۳۰۴۸۔ احمد (۲/ ۳۰۴)، بخاری (۳۴۸۱)، مسلم (۲۷۵۶)، من طریق آخر بمعناه

باب تحريم الجنة على من قتل نفسه

جس نے خودکشی کی اس پر جنت حرام ہے

١٠٦٤: عَنْ جُنْدَبِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((كَانَ فِيمَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ رَجُلٌ بِهِ جُرْحٌ فَجَزَعَ فَأَخَذَ سِكِّيناً فَحَزَّ بِهِ يَدَهُ، فَمَا رَقَأَ الدَّمُ حَتَّى مَاتَ، قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى بَادَرَنِي عَبْدِي بِنَفْسِهِ حَرَّمْتُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ)).

سیدنا جندب بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم سے پہلے ایک آدمی تھا، وہ زخمی ہو گیا اور زخم کو برداشت نہ کر سکا، اس نے چھری لی اور اپنے ہاتھ کو کاٹ دیا۔ خون بہتا رہا، حتی کہ وہ مرگیا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے کہا: میرے بندے نے اپنی جان کے معاملے میں مجھ سے سبقت لینا چاہی، اس لئے میں نے

[الصحيحة:۳۰۱۳]

اس پر جنت حرام کر دی۔"

تخریج: الصحیحة ۳۰۱۳۔ بخاری (۳۴۶۳)' مسلم (۱۱۳)' احمد (۴/ ۳۱۲)

فوائد: معلوم ہوا کہ صبر و تحمل کے ساتھ تکالیف کو برداشت کرنا چاہیے۔ بے تاب اور مایوس نہیں ہونا چاہیے۔

ادعاء نسب من الكفر

نسب کا زبردستی دعویٰ کفریات میں سے ہے

۱۰۶۵: عن عبدِاللهِ بنِ عَمرِو بنِ العَاصِ، قَالَ: قَالَ رسُولُ اللهِ ﷺ: ((كُفْرٌ بِالْمَرْءِ ادِّعَاءُ نَسَبٍ لَايَعرِفُهُ، أَوْ جَحَدُهُ وَإِنْ دَقَّ)).

[الصحيحة:۳۳۷۰]

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "یہ کفر ہے کہ آدمی ایسے نسب کا دعوی کرے جس کو وہ خود نہیں پہچانتا یا (نسب میں سے) کسی چیز کا انکار کر دے اگرچہ وہ معمولی قسم کی ہو۔"

تخریج: الصحیحة ۳۳۷۰۔ ابن ماجه (۲۷۴۴)' طبرانی فی الاوسط (۷۹۱۵)' والصغیر (۲/ ۱۰۸)' احمد (۲/ ۲۱۵)

فوائد: اللہ تعالیٰ نے انسان کو جس خاندان میں پیدا کیا ہو' اسے اللہ تعالیٰ کے اس فیصلے پر راضی ہو کر اسی کی طرف منسوب ہونا چاہیے۔ عزتوں اور ذلتوں کے فیصلے اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہیں نہ کہ کسی خاندان کی عظمت و بڑائی میں۔

باب آيات الاسلام

اسلام کی نشانیوں کے بارے میں

۱۰۶۶: عن مُعاوِيَة بنِ حَيْدَةَ، قَالَ: ((قُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللهِ ! مَاأَتَيْتُكَ حَتَّى حَلَفْتُ أَكْثَرَ مِنْ عددهنَّ، لِأصابع يَدَيْه۔ أَلَّا آتِيَكَ وَلَا آتِي دِينَكَ، وَإِنِّي كُنتُ امرَأً لَا أَعقِلُ شَيئًا إِلَّا مَا عَلَّمَنِي اللهُ ورسُولُهُ، وَإِنِّي أَسأَلُكَ بِوَجهِ اللهِ عزّ و جلّ۔ بِما بَعثَكَ رَبُّكَ إِلَينَا؟ قَالَ: بِالْإِسْلَامِ قال: قُلتُ وَمَا آيَاتُ الْإِسلَامِ ؟ قَالَ: أَنْ تَقُوْلَ: أَسْلَمْتُ وَجْهِيَ إِلَى اللهِ عَزَّوَجَلَّ وَتَخَلَّيْتُ وَتُقِيمُ الصَّلَاةَ وَتُؤْتِي الزَّكَاةَ ،كُلُّ مُسْلِمٍ عَلَى مُسْلِمٍ مُحَرَّمٌ: أَخَوَانِ نَصِيْرَانِ لَايَقْبَلُ اللهُ عَزَّوَجَلَّ مِنْ مُشْرِكٍ بَعْدَ مَا أَسْلَمَ عَمَلاً أَوْ يُفَارِقُ الْمُشْرِكِيْنَ إِلَى الْمُسْلِمِيْنَ)).

سیدنا معاویہ بن حیدہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے کہا: اے اللہ کے نبی! میں نے اپنی انگلیوں کی تعداد کے برابر قسمیں اٹھائی تھیں کہ نہ آپ کے پاس آؤں گا اور نہ آپ کے دین کو اختیار کروں گا' لیکن اب میں آ گیا ہوں۔ میں ایک بے سمجھ سا انسان ہوں اور مجھے کچھ علم نہیں سوائے اس کے جو اللہ اور رسول مجھے سکھائیں گے، اب میں اللہ تعالیٰ کی ذات کا واسطہ دے کر آپ سے سوال کرتا ہوں کہ آپ کے ربّ نے آپ کو کون سی چیز کے ساتھ مبعوث کیا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "اسلام کے ساتھ۔" میں نے کہا: اسلام کی علامتیں کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا: "تیرا یہ کہنا کہ میں نے اپنا چہرہ اللہ تعالیٰ کے لئے مطیع کر دیا اور اس کے حق میں دست بردار ہو گیا اور نماز قائم کرنا اور زکاۃ ادا کرنا۔ ہر مسلمان دوسرے مسلمان کے لئے حرمت والا ہے' دو بھائیوں میں سے ہر ایک دوسرے کی مدد کرنے والا ہے اور اللہ تعالیٰ مشرک کے مسلمان ہونے کے بعد اس کا کوئی عمل اس وقت تک قبول نہیں کرتے

جب تک وہ مشرکوں کو چھوڑ کر مسلمانوں کی طرف نہ آ جائے۔“

تخریج: الصحیحة ۳۶۹۔ نسائی (۲۵۶۹)‘ حاکم (۳/ ۶۰۰)‘ احمد (۵/ ۴)

باب اعجاب الفال

فال کے پسندیدہ ہونے کے بارے میں

۱۰۶۷: عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: ((كَانَ ا لَايَتَطَيَّرُ مِنْ شَيْءٍ وَكَانَ إِذَا بَعَثَ عَامِلاً سَأَلَ عَنِ اسْمِهِ فَإِذَا أَعْجَبَهُ اسْمُهُ فَرِحَ بِهِ، وَرُؤِيَ بِشْرُ ذٰلِكَ فِي وَجْهِهِ وَإِنْ كَرِهَ اسْمَهُ رُؤِيَ كَرَاهِيَةُ ذٰلِكَ فِي وَجْهِهِ، وَإِذَا دَخَلَ قَرْيَةًسَأَلَ عَنِ اسْمِهَا، إِنَّ أَعْجَبَهُ اسْمُهَا فَرِحَ بِهَا وَرُؤِيَ بِشْرُ ذٰلِكَ فِي وَجْهِهِ وَإِنْ كَرِهَ اسْمَهَا رُؤِيَ كَرَاهِيَةُ ذٰلِكَ فِي وَجْهِهِ)).

عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کسی چیز سے بدشگونی اور بری فال نہیں لیتے تھے۔ جب کسی کو عامل بنا کر کہیں بھیجنے کا ارادہ کرتے تو اس کا نام پوچھتے۔ اگر اس کا نام پسند آ جاتا تو اس سے خوش ہوتے اور خوشی کے آثار آپ کے چہرے پر نظر آتے اور اگر اس کا نام آپ کو ناپسند ہوتا تو (کراہت کی علامتیں) چہرے پر دکھائی دیتیں۔ اسی طرح جب کسی گاؤں میں داخل ہوتے تو اس کا نام پوچھتے‘ اگر آپ کا پسندیدہ نام ہوتا تو خوش ہو جاتے اور خندہ روئی کے آثار نظر آتے تھے اور اگر ناپسندیدہ نام ہوتا تو چہرے پر ناپسندیدگی کی نشانیاں دکھائی دیتی تھیں۔

تخریج: الصحیحة ۷۶۲۔ ابوداود (۳۹۲۰)‘ ابن حبان (۵۸۲۷)‘ احمد (۵/ ۳۴۷۔ ۳۴۸)

۱۰۶۸: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: ((كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ! لَايَتَفَاءَ لُ وَلَا يَتَطَيَّرُ، وَيُعْجِبُهُ الْإِسْمُ الْحَسَنُ)). [الصحيحة:۷۷۷]

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ نیک شگون لیتے تھے نہ بری فال۔ البتہ اچھا نام آپ کو پسند تھا۔

تخریج: الصحیحة ۷۷۷۔ احمد (۱/ ۲۵۷‘ ۳۰۴)‘ طیالسی (۲۶۹۰)‘ بغوی فی شرح السنة (۳۲۵۴)

باب کل میسر لما خلق له

جس کو جس کے لیے پیدا کیا ہے‘ وہ اسی کے لیے آسان ہے

۱۰۶۹: عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ: قَالُوْا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أَرَأَيْتَ مَانَعْمَلُ أَمْرٌ قَدْ فُرِغَ مِنْهُ أَمْ أَمْرٌنَسْتَأْنِفُهُ؟ قَالَ: بَلْ أَمْرٌ قَدْ فُرِغَ مِنْهُ، قَالُوْا: فَكَيْفَ الْعَمَلُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ؟ قَالَ: ((كُلُّ امْرِئٍ مُهَيَّأٌ لِمَا خُلِقَ

سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صحابہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم لوگ جو عمل کر رہے ہیں‘ آیا ان کا (پہلے ہی سے فیصلہ کر کے) ان سے فارغ ہوا جا چکا ہے یا ہم ازسرِ نو عمل کر رہے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس معاملے (کا فیصلہ کر کے) اس سے فراغت حاصل کی جا چکی ہے۔“ انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! تو پھر عمل کا ہے کا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جس آدمی کو جس

لَهُ)). [الصحيحة: ۲۰۳۳]

عمل کیلئے پیدا کیا گیا' اسے اسی کے لئے استعمال کیا جائے گا۔"

تخریج: الصحیحۃ ۲۰۳۳- احمد (۶/ ۴۴۱)' حاکم (۲/ ۴۶۲)' البزار (الکشف: ۲۱۳۸)

باب ذم القتل و الشرك

۱۰۷۰: عَنْ خَالِدِ بْنِ دِهْقَان، قَالَ: كُنَّا فِي غَزْوَةِ الْقُسْطُنْطِينِيَّةِ (ذُلُقْيَة) فَأَقْبَلَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ فِلَسْطِينَ مِنْ أَشْرَافِهِمْ وَخِيَارِهِمْ، وَيَعْرِفُونَ ذٰلِكَ لَهُ، يُقَالُ لَهُ: هَانِي بْنِ كُلْثُوْمٍ بْنِ شَرِيْكٍ الْكِنَانِيِّ، فَسَلَّمَ عَلَى عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِي زَكَرِيَّا، وَكَانَ يَعْرِفُ لَهُ حَقَّهُ، قَالَ لَنَا خَالِدٌ: فَحَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ أَبِي زَكَرِيَّا، قَالَ: سَمِعْتُ أُمَّ الدَّرْدَاءِ تَقُوْلُ: سَمِعْتُ أَبَا الدَّرْدَاءِ يَقُوْلُ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((**كُلُّ ذَنْبٍ عَسَى اللّٰهُ أَنْ يَّغْفِرَهُ إِلَّا مَنْ مَاتَ مُشْرِكًا، أَوْ مُؤْمِنٌ قَتَلَ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا**)). [الصحيحة: ۵۱۱]

شرک اور قتل کی مذمت

خالد بن دہقان کہتے ہیں: ہم غزوۂ قسطنطنیہ کے دوران ذلقیہ مقام پر تھے' فلسطین کے اعلیٰ و اشرف لوگوں میں سے ایک آدمی ہمارے پاس آیا' اس کا نام ہانی بن کلثوم بن شریک کنانی تھا۔ اس نے عبداللہ بن ابو زکریا کو سلام کہا اور وہ اس کے حق کو پہچانتا تھا' خالد نے ہمیں کہا: ہمیں عبد اللہ بن زکریا نے بیان کیا' وہ کہتے ہیں کہ میں نے سیدہ ام درداء رضی اللہ عنہا سے سنا' وہ کہتی ہیں کہ میں نے سیدنا ابو درداء ﷺ سے سنا' وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر گنہگار کو بخش دے ماسوائے اس کے جو شرک کی حالت میں مرا یا وہ مومن جس نے کسی مومن کو جان بوجھ کر قتل کیا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۵۱۱- ابو داود (۴۲۷۰)' ابن حبان (۵۹۸۰)' حاکم (۴/ ۳۵۱)

باب كل سبب منقطع يوم القيامة

۱۰۷۱: قال ﷺ: ((**كُلُّ سَبَبٍ مُنْقَطِعٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، إِلَّا سَبَبِي وَنَسَبِي**)) رُوِيَ مِنْ حَدِيْثِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ، وَعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، وَالْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ وَعَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ۔

قیامت کے دن تمام رشتے ٹوٹ جائیں

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت کے دن میری سسرالی و ددھیالی رشتہ داری کے سوا سب رشتے ختم ہو جائیں گے۔'' یہ حدیث سیدنا عبد اللہ بن عباس' سیدنا عمر بن خطاب' سیدنا مسور بن مخرمہ اور سیدنا عبداللہ بن عمر ﷺ سے مروی ہے۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۰۳۶- (۱) ابن عباس: طبرانی فی الکبیر (۱۱۶۲۱)' خطیب فی التاریخ (۱۰/ ۲۷۱)' (۲) عمر: ابوبکر الشافعی فی الفوائد (۱۲۰۳)' خطیب فی التاریخ (۶/ ۱۸۲)' حاکم (۳/ ۱۴۲) (۳) المسور: احمد (۴/ ۳۲۳)' (۴) ابن عمر ﷺ ابن عساکر (۱۷/ ۱۵)

كل شيء معلق بالقدر

۱۰۷۲: عَنْ طَاوُسٍ الْيَمَانِيِّ أَنَّهُ قَالَ: ((أَدْرَكْتُ نَاسًا مِنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ

ہر چیز تقدیر کے ساتھ بندھی ہوئی ہے

طاوس یمانی کہتے ہیں: جتنے صحابۂ کرام سے میری ملاقات ہوئی وہ سب یہی کہتے تھے: ہر چیز تقدیر سے ہے طاوس کہتے ہیں اور میں

يَقُوْلُوْنَ: كُلُّ شَيْءٍ بِقَدَرٍ قَالَ طَاوُسٌ: وَسَمِعْتُ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((كُلُّ شَيْءٍ بِقَدَرٍ، حَتّٰى الْعِجْزُ وَالْكَيْسُ أَوِ الْكَيْسُ وَالْعَجْزُ)).

نے سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا، انھوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہر چیز تقدیر سے ہے، حتی کہ سادگی اور ہوشیاری بھی۔“

تخریج: الصحیحۃ ۸۶۱۔ مالك فی الموطا (۲/ ۸۹۹)، مسلم (۲۶۵۵)، بخاری فی خلق افعال العباد (۱۲۱)، احمد (۲/ ۱۱۰)

باب: الحلف بغير الله شرك لفظي او قلبي

باب: غیر اللہ کی قسم کھانا لفظی یا قلبی شرک ہے

۱۰۷۳: عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((كُلُّ يَمِيْنٍ يَحْلِفُ بِهَادُوْنَ اللّٰهِ شِرْكٌ)). [الصحيحة: ٢٠٤٢]

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا: ”اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کی قسم اٹھانا شرک ہے۔“

تخریج: الصحیحۃ ۲۰۴۲۔ بغوی فی الجعدیات (۲۳۳۲)، حاکم (۱/ ۱۸)، احمد (۲/ ۱۲۵)، ترمذی (۱۵۳۵)، ابو داود (۳۲۵۱) بمعناہ

أى الطريق أخذ ورد عليه

جس راستے پر چلا جائے گا اسی کی منزل پر پہنچے گا

۱۰۷٤: عَنْ يَزِيْدَ بْنِ مَرْثَدٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((كَمَا لَا يُجْتَنٰى مِنَ الشَّوْكِ الْعِنَبُ كَذٰلِكَ لَايَنْزِلُ الْأَبْرَارُ مَنَازِلَ الْفُجَّارِ فَاسْلُكُوْا أَيَّ طَرِيْقٍ شِئْتُمْ فَأَيَّ طَرِيْقٍ سَلَكْتُمْ وَرَدْتُّمْ عَلٰى أَهْلِهِ)). [الصحيحة: ٢٠٤٦]

سیدنا یزید بن مرثد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جیسے کانٹوں سے انگور نہیں چنے جاتے، اسی طرح نیک، بدوں کی جگہ میں نہیں جائیں گے۔ جس راستے پر چلنا چاہتے ہو چلو (لیکن اتنا یاد رکھو کہ) جو بھی راستہ اختیار کرو گے، اسی پر چلنے والوں کے پاس پہنچ جاؤ گے۔“

تخریج: الصحیحۃ ۲۰۴۶۔ ابونعیم فی الحلیۃ (۱۰/ ۳۱)، مرسلاً، ابونعیم فی اخبار اصبھان (۱/ ۱۱۲)، ابن عساکر (۱۷/ ۱۹۳)، عن ابی ذر رضی اللہ عنہ بمعناہ

فوائد: انسان کو چاہئے کہ نیکیوں والا راستہ اختیار کرے، تاکہ وہ نیک لوگوں کے پاس پہنچ جائے۔ کیونکہ نیک اور بد کا انجام یکساں نہیں ہوگا۔

باب المعاقبة على الخواتيم

انجام کی حقیقت خاتمہ پر ہے

۱۰۷۵: قَالَ الْمِقْدَادُ بْنُ الْأَسْوَدِ: لَا أَقُوْلُ فِيْ رَجُلٍ خَيْرًا وَلَا شَرًّا حَتّٰى أَنْظُرَ مَايُخْتَمُ لَهُ۔ يَعْنِيْ بَعْدَ شَيْءٍ سَمِعْتُهُ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ قِيْلَ: وَمَاسَمِعْتَ؟

سیدنا مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں اس وقت تک کسی آدمی کے بارے میں اچھی یا بری بات نہیں کہوں گا، جب تک یہ نہ دیکھ لوں کہ کس عمل پر اس کا خاتمہ ہوا ہے، کیونکہ میں نے نبی ﷺ سے

قال: سمعت رسول الله ﷺ يقول: ((لقلب ابن آدم اشد انقلابا من القدر إذا اجتمعت غليانا)) [الصحيحة: ۱۷۷۲]

ایک حدیث سنی ہے۔ کہا گیا: تم نے کون سی حدیث سنی ہے؟ انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''ابن آدم کا دل اس ہنڈیا سے بھی زیادہ الٹ پلٹ ہونے والا ہے جو ابل رہی ہو۔''

تخریج: الصحیحة ۱۷۷۲- احمد (۶/ ۴)' طبرانی فی الکبیر (۲۰/ ۲۵۵-۲۵۶)' ابن ابی عاصم فی السنة (۲۲۶)

فوائد: مومن کو چاہئے کہ خاتمہ بالایمان کی دعا کرے اور اعمال صالحہ پر استقامت اختیار کرے۔ کیونکہ فرمان نبوی ہے کہ الاعمال بالخواتیم۔

لا یومن العبد حتی یؤمن بالقدر كله من خيره و شره

کوئی بندہ اس وقت تک مؤمن نہیں ہوسکتا جب تک کہ وہ تقدیر کی اچھی اور بری ہر چیز پر ایمان نہ لائے

۱۰۷۶: عن أبي الدرداء، عن النبي ﷺ قال: ((لكل شيء حقيقة، وما بلغ عبد حقيقة الإيمان حتى يعلم أن ما أصابه لم يكن ليخطئه، وما أخطأه لم يكن ليصيبه)).

سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''ہر چیز کی ایک حقیقت ہوتی ہے اور آدمی ایمان کی حقیقت کو اس وقت تک نہیں پا سکتا جب تک اسے اس چیز کا (پختہ) علم نہ ہو جائے کہ جو چیز (اللہ کی تقدیر کے فیصلے کے مطابق) اسے لاحق ہوئی ہے وہ ٹل نہیں سکتی تھی اور جو اسے پیش نہیں آئی وہ اس کو پیش نہیں آ سکتی تھی۔''

تخریج: الصحیحة ۲۴۷۱- احمد (۶/ ۴۴۱- ۴۴۲)' واللفظ له البزار (الكشف: ۳۳)' والبحر (۲۱۰۷)' قضاعي في مسند الشهاب (۸۹۰)

فوائد: انسان کا یہ عقیدہ پختہ ہونا چاہئے کہ نفع ونقصان کے فیصلے ہو چکے ہیں۔ لہٰذا وہ جائز ذرائع استعمال کر کے رزق حلال کی تلاش کرے' کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ روزی کی تلاش میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں میں پڑ جائے۔

باب الاستئذان بالسلام

سلام کے ساتھ اجازت طلب کرنا

۱۰۷۷: عن رجل من بني عامر جاء إلى النبي ﷺ فقال: أألج؟ فقال النبي ﷺ للجارية: ((أخرجي فقولي له: قل: السلام عليكم، أأدخل، فإنه لم يحسن الاستئذان)) قال: فسمعتها قبل أن تخرج إلى الجارية فقلت: السلام عليكم، أأدخل؟ فقال: ((وعليك أدخل)) قال: فدخلت فقلت: بأي شيء

بنو عامر قبیلے کا ایک آدمی نبی ﷺ کے پاس آیا اور کہا: میں اندر آ جاؤں؟ نبی ﷺ نے اپنی لونڈی سے فرمایا: اس آدمی نے اچھے انداز میں اجازت طلب نہیں کی' لہٰذا جاؤ اور اسے کہو کہ یوں کہا کرو: السلام علیکم' کیا میں اندر آ سکتا ہوں؟ اس آدمی نے خود یہ بات سن لی اور لونڈی کے پہنچنے سے پہلے کہا: السلام علیکم' میں اندر آ سکتا ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''وعلیکم السلام' آ جاؤ۔'' وہ کہتا ہے کہ میں آپ کے پاس گیا اور پوچھا: آپ کون سی چیز لے کر آئے

جِئْتَ؟ فَقَالَ: ((لَمْ آتِكُمْ إِلَّا بِخَيْرٍ، أَتَيْتُكُمْ لِتَعْبُدُوْا اللّٰهَ وَحْدَهُ لَاشَرِيْكَ لَهُ، وَتَدَعُوْا عِبَادَةَ اللَّاتِ وَالْعُزّٰى، وَتُصَلُّوْا فِي اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ خَمْسَ صَلَوَاتٍ، وَتَصُوْمُوْا فِي السَّنَةِ شَهْرًا، وَتَحُجُّوْا هٰذَا الْبَيْتَ، وَتَأْخُذُوْا مِنَ مَالِ أَغْنِيَائِكُمْ فَتَرُدُّوْهَا عَلٰى فُقَرَائِكُمْ. لَقَدْ عَلِمَ اللّٰهُ خَيْرًا، وَإِنَّ مِنَ الْعِلْمِ مَالَا يَعْلَمُهُ إِلَّا اللّٰهُ، خَمْسٌ لَّايَعْلَمُهُنَّ إِلَّا اللّٰهُ ﴿إِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَافِي الْأَرْحَامِ وَمَاتَدْرِي نَفْسٌ مَاذَا تَكْسِبُ غَدًا وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوْتُ﴾)) (سورۂ لقمان: ٣٤)

ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں تمھارے پاس خیر ہی لے کر آیا ہوں، میں تمھارے پاس اس لئے آیا ہوں تاکہ تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو، اس حال میں کہ وہ اکیلا ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں اور لات اور عزیٰ (جیسے بتوں) کی عبادت ترک کر دو اور دن رات میں پانچ نمازیں پڑھو اور سال میں ماہِ (رمضان) کے روزے رکھو اور بیت اللہ کا حج کرو اور غنی لوگوں سے (زکوۃ کا) مال لے کر اسے فقراء میں تقسیم کر دو۔ بیشک اللہ تعالیٰ نے خیر و بھلائی پر مشتمل باتیں سکھائی ہیں اور وہ بھی علم ہے جو صرف اللہ تعالیٰ جانتا ہے، پانچ چیزیں ہیں جو صرف اللہ تعالیٰ جانتا ہے: ﴿بیشک اللہ تعالیٰ ہی کے پاس قیامت کا علم ہے، وہی بارش نازل فرماتا اور جو ماں کے پیٹ میں ہے اسے جانتا ہے، کوئی بھی نہیں جانتا کہ کل کیا کچھ کرے گا، نہ کسی کو یہ معلوم ہے کہ کس زمین میں مرے گا۔﴾''

تخریج: الصحیحۃ ٢٧١٢۔ الادب المفرد (١٠٨٤)، احمد (٥/ ٣٦٨۔ ٣٦٩)، مسدد فی مسندہ کما فی اتحاف الخیرہ (١٤٥/ ٧)

النياحة من عمل الشيطان

نوحہ شیطانی کام ہے

١٠٧٨: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ- رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا- قَالَ: لَمَّا افْتَتَحَ ﷺ مَكَّةَ رَنَّ إِبْلِيْسُ رَنَّةً اجْتَمَعَتْ إِلَيْهِ جُنُوْدُهُ فَقَالَ: اَيْأَسُوا أَنْ تَرَى أُمَّةَ مُحَمَّدٍ ﷺ عَلَى الشِّرْكِ بَعْدَ يَوْمِكُمْ هٰذَا! وَلٰكِنِ افْتِنُوْهُمْ فِي دِيْنِهِمْ، وَأَفْشُوْا فِيْهِمُ النَّوْحَ))- [الصحيحة: ٣٤٦٧]

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: جب نبی کریم ﷺ نے مکہ فتح کر لیا تو ابلیس غمگین آواز سے رونے لگ گیا۔ اس کے لشکر اس کے پاس جمع ہو گئے۔ اس نے کہا: مایوس ہو جاؤ کہ ہم آج کے دن کے بعد محمد (ﷺ) کی امت کو شرک میں مبتلا دیکھ سکیں، اب ان کو دین کے بارے میں فتنے میں مبتلا کرو اور نوحہ کو عام کر دو۔

تخریج: الصحیحۃ ٣٤٦٧۔ طبرانی فی الکبیر (١٢٣١٨)، الضیاء فی المختارۃ (١٠/ ١٠٥)

باب المعراج

واقعہ معراج کا بیان

١٠٧٩: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَمَّا كَانَ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِي، وَأَصْبَحْتُ بِمَكَّةَ فَظِعْتُ بِأَمْرِي وَعَرَفْتُ أَنَّ النَّاسَ

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب مجھے اسرا کرایا گیا اور میں صبح کو مکہ پہنچ گیا، میں گھبرا گیا اور مجھے علم ہو گیا کہ لوگ مجھے جھٹلا دیں گے۔'' سو آپ

مُكَذِّبِي. فَقَعَدَ مُعْتَزِلاً حَزِيناً قَالَ: فَمَرَّ عَدُوُّ اللهِ أَبُو جَهْلٍ، فَجَاءَ حَتّٰى جَلَسَ إِلَيْهِ، فَقَالَ لَهُ۔ كَالْمُسْتَهْزِئِ۔ هَلْ كَانَ مِنْ شَيْءٍ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ: **نَعَمْ** قَالَ: مَاهُوَ؟ قَالَ: **إِنْ أُسْرِيَ بِيَ اللَّيْلَةَ** قَالَ: إِلَى أَيْنَ؟ قَالَ: **إِلَى بَيْتِ الْمَقْدِسِ،** قَالَ: ثُمَّ أَصْبَحْتَ بَيْنَ ظَهْرَانَيْنَا؟ قَالَ: **نَعَمْ**. فَلَمْ يَرَ أَنَّهُ يُكَذِّبُهُ مَخَافَةَ أَنْ يَجْحَدَهُ الْحَدِيثَ إِذَا دَعَا قَوْمَهُ إِلَيْهِ، قَالَ: أَرَأَيْتَ إِنْ دَعَوْتُ قَوْمَكَ تُحَدِّثُهُمْ مَاحَدَّثْتَنِي؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: **نَعَمْ** فَقَالَ: هَيَّا مَعْشَرَبَنِي كَعْبِ بْنِ لُؤَيٍّ! فَانْتَفَضَتْ إِلَيْهِ الْمَجَالِسُ، وَجَاءُوا حَتّٰى جَلَسُوا إِلَيْهِمَا، قَالَ: حَدِّثْ قَوْمَكَ بِمَا حَدَّثْتَنِي، فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: **إِنِّي أُسْرِيَ بِيَ اللَّيْلَةَ** قَالُوا: إِلَى أَيْنَ؟ قَالَ: **إِلَى بَيْتِ الْمَقْدِسِ،** قَالُوا: ثُمَّ أَصْبَحْتَ بَيْنَ ظَهْرَانَيْنَا؟ قَالَ: **نَعَمْ** قَالَ: فَمِنْ بَيْنِ مُصَفِّقٍ، وَمِنْ بَيْنِ وَاضِعٍ يَدَهُ عَلَى رَأْسِهِ مُتَعَجِّباً لِكَذِبٍ، زَعِمٍ! قَالُوا: وَهَلْ تَسْتَطِيعُ أَنْ تَنْعَتَ لَنَا الْمَسْجِدَ، وَفِي الْقَوْمِ مَنْ قَدْ سَافَرَ إِلَى ذٰلِكَ الْبَلَدِ وَرَأَى الْمَسْجِدَ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: **فَذَهَبْتُ أَنْعَتُ، فَمَازِلْتُ أَنْعَتُ حَتّٰى الْتَبَسَ عَلَيَّ بَعْضُ النَّعْتِ. قَالَ: فَجِيءَ بِالْمَسْجِدِ وَأَنَا أَنْظُرُ حَتّٰى وُضِعَ دُوْنَ دَارِ عِقَالٍ. أَوْ عَقِيلٍ. فَنَعَتُّهُ وَأَنَا أَنْظُرُ إِلَيْهِ. قَالَ: وَكَانَ مَعَ هٰذَا نَعْتٌ لَمْ أَحْفَظْهُ. قَالَ: فَقَالَ الْقَوْمُ: أَمَّا النَّعْتُ، فَوَاللهِ! لَقَدْ أَصَابَ**)).

خلوت میں غمزدہ ہو کر بیٹھ گئے۔ اللہ کا دشمن ابو جہل آپ ﷺ کے پاس سے گزرا، وہ آیا اور آپ کے پاس بیٹھ گیا اور مذاق کرتے ہوئے کہا: کیا کچھ ہوا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں۔'' اس نے کہا: کیا ہوا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''آج رات مجھے اسرا کرایا گیا ہے۔'' اس نے کہا: کہاں تک؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''بیت المقدس تک۔'' اس نے کہا: پھر صبح کو آپ ہمارے پاس بھی پہنچ گئے؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں۔'' ابو جہل نے سوچا کہ ابھی اس کو نہیں جھٹلاتا، کہیں ایسا نہ ہو کہ میں اپنی قوم کو بلاؤں اور یہ (محمد ﷺ) اپنی بات بیان کرنے سے انکار دے۔ اس لئے ابو جہل نے کہا: اگر میں تیری قوم کو بلاؤں تو تو ان کے سامنے یہی گفتگو بیان کرے گا؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں۔'' اس نے کہا: بنو کعب بن لوی کی جماعت ادھر آؤ۔ ساری کی ساری مجلسیں اس کی طرف ٹوٹ پڑیں۔ وہ سب کے سب آ گئے اور ان دونوں کے پاس بیٹھ گئے۔ ابو جہل نے کہا: (اے محمد!) جو بات مجھے بیان کی تھی، ان کو بھی بیان کرو۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آج رات مجھے اسرا کرایا گیا۔'' انھوں نے کہا: کہاں تک؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''بیت المقدس تک۔'' انھوں نے کہا: پھر صبح کو یہاں بھی پہنچ گئے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں۔'' (یہ سن کر) کوئی تالی بجانے لگ گیا اور کوئی (بزعم خود) اس جھوٹ پر متعجب ہو کر اپنے سر کو پکڑ کر بیٹھ گیا۔ پھر انھوں نے کہا: کیا مسجد اقصی کی علامات بیان کر سکتے ہو؟ ان میں سے بعض لوگوں نے اس علاقے کا سفر بھی کیا ہوا تھا اور مسجد اقصی دیکھی ہوئی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے اس کی علامتیں بیان کرنا شروع کر دیں، لیکن بعض نشانیوں کے بارے میں اشتباہ والتباس سا ہونے لگا۔'' آپ نے فرمایا: ''مسجد اقصی (کی تمثیل کو) کو لایا گیا اور عقال یا عقیل کے گھر سے بھی قریب رکھ دیا گیا، میں نے اسے دیکھ کر

نشانیاں بیان کر دیں، اس کے باوجود مجھے کچھ نشانیاں یاد نہ رہیں۔" لوگوں نے کہا: رہا مسئلہ علامات کا، تو وہ تو اللہ کی قسم! آپ نے درست بیان کر دیں۔

تخریج: الصحیحة ۳۰۲۱۔ نسائی فی الکبری (۱۱۲۸۵)، احمد (۱/ ۳۰۹)، طبرانی فی (۱۲۷۸۲)، ابن ابی شیبة (۱۱/ ۴۶۱۔ ۴۶۲)

لن یلج الدرجات العلی من تکھن

۱۰۸۰: عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ مَرْفُوعاً: ((لَنْ يَّلِجَ الدَّرَجَاتِ الْعُلٰى مَنْ تَكَهَّنَ أَوْ تُكُهِّنَ لَهُ، أَوْ رَجَعَ مِنْ سَفَرٍ تَطَيّراً)). [الصحيحة:۲۱۶۱]

جس نے کہانت کی وہ درجات اعلیٰ تک نہیں جا سکتا

سیدنا ابودرداء ﷛ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس نے کہانت کی، یا جس کے لئے کی گئی یا جو بدشگونی لیتے ہوئے سفر سے واپس آ گیا وہ اعلی درجات تک رسائی حاصل نہیں کر سکتا۔"

تخریج: الصحیحة ۲۱۶۱۔ تمام الرازی فی الفوائد (۱۴۴۴)، طبرانی فی الشامیین (۲۱۰۴)، والکبیر (المجمع:۵/ ۱۱۸)

باب ایمان الیھود

۱۰۸۱: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَوْ آمَنَ بِي عَشَرَةٌ مِّنَ الْيَهُوْدِ، مَابَقِيَ عَلٰى ظَهْرِهَا يَهُوْدِيٌّ إِلاَّ أَسْلَمَ)).

یہود کے ایمان لانے کے بارے میں

سیدنا ابوہریرہ ﷛ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اگر دس یہودی مجھ پر ایمان لے آئیں تو روئے زمین پر بسنے والا ہر یہودی اسلام قبول کر لے گا۔"

تخریج: الصحیحة ۲۱۶۲۔ بخاری (۳۹۴۱)، مسلم (۲۷۹۳)، ابن الفریس فی احادیث مسلم بن ابراھیم الازدی (۴/ ۲)، احمد (۲/ ۳۴۶)، ابویعلی (۶۰۳۷)

القصة من برکة اللّٰہ

۱۰۸۲: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: أَصَابَ رَجُلاً حَاجَةٌ فَخَرَجَ إِلَى الْبَرِّيَّةِ، فَقَالَتِ امْرَأَتُهُ: اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا مَانَتَعَجَّنُ وَمَا نَخْتَبِزُ، فَجَاءَ الرَّجُلُ وَالْجَفْنَةُ مَلْأَى عَجِيْناً، وَفِي التَّنُّوْرِ جُنُوْبُ الشِّوَاءِ، وَالرَّحٰى تُطْحَنُ فَقَالَ: مِنْ أَيْنَ هٰذَا؟ قَالَ: مِنْ رِزْقِ اللّٰهِ، فَكَنَسَ مَاحَوْلَ الرُّحٰى، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَوْتَرَكَهَا لَدَارَتْ أَوْ طَحَنَتْ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ)). [الصحيحة:۲۹۳۷]

اللہ کی برکت کا قصہ

سیدنا ابوہریرہ ﷛ کہتے ہیں: ایک آدمی کسی ضرورت کے پیش نظر جنگل کی طرف نکل گیا۔ اس کی بیوی نے کہا: اے اللہ! ہم کو رزق دے کہ ہم آٹا گوندھ کر روٹیاں پکا سکیں۔ جب وہ آدمی واپس آیا تو کیا دیکھتا ہے کہ ٹب آٹے سے بھرا ہوا ہے، تنور میں پسلیوں کا بھونا ہوا گوشت موجود ہے اور چکی غلہ پیس رہی ہے۔ اس نے کہا: یہ رزق کہاں سے آ گیا؟ اس کی بیوی نے کہا: یہ اللہ تعالیٰ کا عطا کردہ رزق ہے، جب اس نے اردگرد سے چکی صاف کی (تو وہ رک گئی)۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اگر وہ اسے اسی حالت پر چھوڑے رکھتا تو وہ روزِ قیامت تک آٹا پیستی رہتی۔"

تخریج: الصحیحة ۲۹۳۷۔ طبرانی فی الاوسط (۵۵۸۴)' بیھقی فی الدلائل (۶/ ۱۰۵)' البزار (۳۶۸۷)

الایمان بین الخوف و الرجا

ایمان خوف اور امید کا نام ہے

۱۰۸۳: عَنِ ابْنِ عُمَرَ مَرْفُوْعاً: ((لَوْتَعْلَمُوْنَ قَدْرَ رَحْمَةِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ لَاتَّكَلْتُمْ وَمَاعَمِلْتُمْ مِنْ عَمَلٍ، وَلَوْعَلِمْتُمْ قَدْرَ غَضَبِهٖ مَانَفَعَكُمْ شَيْءٌ)).

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تمھیں اللہ تعالیٰ کی رحمت (کی وسعت) کا اندازہ ہو جائے تو تم توکل (کر کے بیٹھ جاؤ اور) کوئی عمل نہ کرو اور اگر تمھیں اس کے غضب کا اندازہ ہو جائے تو (تم سمجھو کہ) تمھیں کوئی عمل نفع نہیں دے گا۔''

تخریج: الصحیحة ۲۱۶۷۔ ابن ابی الدنیا فی حسن الظن (۶۳)' البزار (الکشف: ۳۲۵۶)

فوائد: مومن وہی ہے جو اللہ تعالیٰ کی رحمت کی امید رکھتا ہے اور اس کے غضب سے ڈرتا ہے۔

باب فضل بسم الله

بسم اللہ کی فضیلت

۱۰۸٤: قال ﷺ: ((لَوْ قُلْتَ: ((بِسْمِ اللّٰهِ)) لَطَارَتْ بِكَ الْمَلَائِكَةُ وَالنَّاسُ يَنْظُرُوْنَ إِلَيْكَ.
قَالَهُ لِطَلْحَةَ حِيْنَ قُطِعَتْ أَصَابِعُهُ فَقَالَ: حَسِّ))
وَرَدَ مِنْ حَدِيْثِ جَابِرٍ، وَأَنَسٍ، وَابْنِ شِهَابٍ مُرْسَلًا۔ [الصحيحة: ۲٦۹٦]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تو ''بسم اللہ'' کہتا' تو فرشتے تجھے لے کر اڑ جاتے اور لوگ دیکھ رہے ہوتے۔'' آپ ﷺ نے یہ بات سیدنا طلحہؓ کو اس وقت ارشاد فرمائی تھی جب انھوں نے (ایک تکلیف کی وجہ سے) ''ہائے'' کہا تھا۔ یہ حدیث سیدنا جابرؓ سیدنا انس رضی اللہ عنہما اور ابن شہاب سے مرسلاً مروی ہے۔

تخریج: الصحیحة ۲۶۹۶۔ نسائی (۳۱۵۱)' بیھقی فی الدلائل (۳/ ۲۳۶۔ ۲۳۷)' ابونعیم فی المعرفة (۳۷۱)

القصة فی برکة الطعام

کھانے میں برکت کا قصہ

۱۰۸۵: عَنْ جَابِرٍ، أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ يَسْتَطْعِمُهُ، فَأَطْعَمَهُ شَطْرَ وَسْقِ شَعِيْرٍ، فَمَا زَالَ الرَّجُلُ يَأْكُلُ مِنْهُ وَامْرَأَتُهُ وَضَيْفُهُمَا حَتّٰى كَالَهُ، فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ:((وَلَوْ لَمْ تَكِلْهُ لَأَكَلْتُمْ مِنْهُ، وَلَقَامَ لَكُمْ)). [الصحيحة: ۲٦۲۵]

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی ﷺ کے پاس آیا اور کھانا طلب کیا۔ آپ ﷺ نے اسے جو کا آدھا وسق دیا۔ وہ آدمی' اس کی بیوی اور اس کا مہمان اس سے کھاتے رہے' (وہ ختم ہی نہیں ہو رہا تھا)' ایک دن اس نے اس کا وزن کر دیا' تو وہ ختم ہو گیا۔ پھر آپ ﷺ کے پاس آیا' آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تو اس کا وزن نہ کرتا تو تم کھاتے رہتے اور وہ تمھارے لئے باقی رہتا۔''

تخریج: الصحیحة ۲۶۲۵۔ مسلم (۲۲۸۱)' احمد (۳/ ۳۳۷' ۳۴۷)' بیھقی فی الدلائل (۶/ ۱۱۴)

فوائد: اگر ہو سکے تو گھر میں استعمال کی جانے والی نعمتوں کو تولا جائے نہ ماپا جائے' اس طرح برکت ہوتی ہے۔ ایک وسق میں 60 صاع ہوتے ہیں اور ایک صاع کا وزن تقریباً 2 کلو 100 گرام ہوتا ہے۔

ما من احد احب اليه المدح من الله

اللہ سے بڑھ کر کسی کو بھی تعریف زیادہ پسند نہیں ہے

١٠٨٦: عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ سَرِيْعٍ مَرْفُوْعاً: ((لَيْسَ أَحَدٌ أَحَبَّ إِلَيْهِ الْمَدْحُ مِنَ اللّٰهِ. عَزَّوَجَلَّ. وَلَا أَحَدٌ أَكْثَرَ مَعَاذِيْرَ مِنَ اللّٰهِ. عَزَّوَجَلَّ.)).

سیدنا اسود بن سریع ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ ہی ہے جسے سب سے زیادہ تعریف پسند ہے اور اللہ ہی ہے جو سب سے زیادہ عذر قبول کرنے والا ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۱۸۰۔ طبرانی فی الکبیر (۸۳٦)' ابن سعد (۷/ ۴۲)' ابن قانع فی معجم الصحابۃ (۲٦)' احمد (۳/ ۴۳۵)' الادب المفرد (۸۵۹' ۸٦۱)' مختصراً

باب: صبر' تعالى على اذى المشركين

باب: ذات باری تعالیٰ کا مشرکین کی ایذاؤں پر صبر

١٠٨٧: عَنْ أَبِي مُوْسٰى مَرْفُوْعاً: ((لَيْسَ أَحَدٌ أَصْبَرَ عَلٰى أَذًى سَمِعَ مِنَ اللّٰهِ، إِنَّهُمْ لَيَدْعُوْنَ لَهُ وَلَداً، [وَيَجْعَلُوْنَ لَهُ نِدًا] وَإِنَّهُ لَيُعَافِيْهِمْ [وَيَدْفَعُ عَنْهُمْ] وَيَرْزُقُهُمْ [وَيُعْطِيْهِمْ])).

[الصحيحة:٢٢٤٩]

سیدنا ابوموسی ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تکلیف والی بات سن کر سب سے زیادہ صبر کرنے والا اللہ ہے' لوگ اس کا بیٹا ہونے کا دعویٰ کر دیتے ہیں اور کسی کو اس کا ہم سر بنا دیتے ہیں' لیکن وہ ان کو عافیت دیتا ہے' ان کی حفاظت کرتا ہے' انھیں رزق عطا کرتا ہے اور انھیں (کئی نعمتیں) عطا کرتا ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۲۴۹۔ بخاری (٦۰۹۹' ۷۳۷۸)' مسلم (۲۸۰۴)' احمد (۴/ ۳۹۵' ۴۰۱)

باب من لبس الحلقة من المرض

جس نے بیماری سے بچنے کے لیے کڑا پہنا

١٠٨٨: عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ: أَنَّهُ رَأٰى رَجُلاً فِي عَضُدِهِ حَلْقَةٌ مِنْ صُفْرٍ، فَقَالَ لَهُ: مَاهٰذِهٖ؟ قَالَ: نُعِتَتْ لِي مِنَ الْوَاهِنَةِ قَالَ: أَمَا لَوْمُتَّ وَهِيَ عَلَيْكَ وُكِّلْتَ إِلَيْهَا، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَيْسَ مِنَّا مَنْ تَطَيَّرَ أَوْتُطُيِّرَ لَهُ، أَوْتَكَهَّنَ أَوْتُكُهِّنَ لَهُ، أَوْسَحَرَ أَوْسُحِرَ لَهُ)).

[الصحيحة:٢١٩٥]

سیدنا عمران بن حصین ؓ نے ایک آدمی کے بازو میں پیتل کا چھلہ دیکھا اور پوچھا: یہ کیا ہے؟ اس نے کہا: یہ کمزوری کی وجہ سے ہے۔ انھوں نے کہا: اگر اس چھلہ کو پہنے ہوئے تجھے موت آ گئی تو تجھے اسی کے سپرد کر دیا جائے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے برا شگون لیا یا اس کے لئے برا شگون لیا گیا یا جس نے کہانت کی یا اس کے لئے کہانت کی گئی یا جس نے جادو کیا یا جس کے لئے جادو کیا گیا' وہ ہم میں سے نہیں ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۱۹۵۔ البزار (الکشف: ۳۰۴۴)' و(البحر: ۳۵۷۸)' طبرانی فی الکبیر (۱۸/ ۱٦۲)

باب ذم السحور

جادو کی مذمت

١٠٨٩: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مَرْفُوْعاً: ((لَيْسَ مِنَّا

سیدنا عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے

مَنْ سَحَرَ، (أَوْ سُحِرَ لَهُ، أوتكهَّنَ' أو تُكُهِّن له' أو تطيَّر' أو تطير له)).

[الصحيحة: ٢٦٥٠]

فرمایا: ''جس نے خود جادو کیا' یا اس کے لئے جادو کیا گیا' یا جس نے کہانت کی یا اس کے لئے کہانت کی گئی یا جس نے بد فال لی یا جس کے لئے بد فال لی گئی وہ ہم میں سے نہیں ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۲۶۵۰۔ البزار (الکشف : ۳۰۴۳)' طبرانی فی الاوسط (۴۲۷۴)

فوائد: جو لوگ بھی مختلف ہتھکنڈوں کے ذریعے مستقبل کا فیصلہ پیش کرتے ہیں' مثلاً: کاہن (نجومی)' بد فال لینے والا' دست شناس وغیرہ وغیرہ۔ شریعتِ مطہرہ نے ان کے پاس جانے' ان کی باتوں کی طرف توجہ دھرنے اور ان کی تصدیق کرنے سے منع فرمایا۔

ليس هذا التخيلات من النفاق

١٠٩٠: عَنْ أَنسٍ قَالَ: قَالُوْا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ إِنْ نَكُوْنُ عِنْدَكَ عَلٰى حَالٍ، فَإِذَا فَرَقْنَاكَ كُنَّا عَلٰى غَيْرِهِ! فَقَالَ:((كَيْفَ أَنْتُمْ وَرَبُّكُمْ؟)) وَقَالَ أَبُوْ يَعْلٰى ((وَنَبِيُّكُمْ؟)) قَالُوْا: اللّٰهُ رَبُّنَا وَفِي أَبِي يَعْلٰى أَنْتَ نَبِيُّنَا۔ فِي السِّرِّوَالْعَلَانِيَةِ۔ قَالَ: ((لَيْسَ ذَاكُمُ النِّفَاقُ)). [الصحيحة: ٣٠٢٠]

یہ خیالات نفاق نہیں ہیں

سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: صحابہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ کے پاس ہمارے (ایمان و اسلام) کی کیفیت اور ہوتی ہے اور دوسروں کے پاس اور (یہ تو پھر نفاق ہی ہو سکتا ہے)؟ آپ ﷺ نے پوچھا: ''اپنے ربّ اور اپنے نبی کے بارے میں تمھارا کیا خیال ہے؟'' انھوں نے کہا: ہم جلوتوں اور خلوتوں میں (یہ اقرار تو کرتے ہیں کہ) اللہ ہمارا ربّ ہے اور آپ ہمارے نبی ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ تو نفاق نہیں ہے۔'' راویٔ حدیث ابو یعلی کی روایت میں ''اپنے نبی'' کے الفاظ ہیں۔

تخریج: الصحیحة ۳۰۲۰۔ البزار (۵۲)' ابویعلی (۳۳۶۹)' ابونعیم فی الحلیة (۲/ ۳۳۲)

كل شئ من الله

١٠٩١: عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ، قَالَ: قُحِطَ الْمَطَرُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَسَأَلْنَاهُ أَنْ يُسْتَقٰى لَنَا [فَاسْتَقٰى] فَغَدَا النَّبِيُّ فَإِذَا هُوَ بِقَوْمٍ يَتَحَدَّثُوْنَ يَقُوْلُوْنَ: سُقِيْنَا بِنَجْمِ كَذَا وَكَذَا! فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَا أَنْعَمَ اللّٰهُ عَلٰى قَوْمٍ نِعْمَةً إِلَّا أَصْبَحُوْا بِهَا كَافِرِيْنَ)). [الصحيحة: ٣٠٣٩]

ہر چیز اللہ کی طرف سے ہے

سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کے زمانے قحط پڑ گیا۔ ہم نے آپ ﷺ سے مطالبہ کیا کہ بارش کے لئے دعا کریں۔ آپ ﷺ نے بارش کے نزول کی دعا کی (اور بارش نازل بھی ہوئی)۔ جب صبح ہوئی تو آپ ﷺ نے کچھ لوگوں کو یہ کہتے سنا: فلاں فلاں ستارے کی وجہ سے بارش نازل ہوئی ہے۔ نبیٔ کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب بھی اللہ تعالیٰ بندوں پر کوئی انعام کرتے ہیں تو وہ اس کی وجہ سے کافر بنے ہوتے ہیں۔''

تخریج: الصحیحة ۳۰۳۹۔ طبرانی فی الشامیین (۱۱۰۲)' البزار (الکشف : ۶۵۸)' و(البحر : ۴۱۰۲)

دعاء العصبية جهالة

عصبیت کی طرف بلانا جہالت ہے

۱۰۹۲: عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ يَقُوْلُ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي غَزَاةٍ فَكَسَعَ رَجُلٌ مِّنَ الْمُهَاجِرِيْنَ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ، فَقَالَ الْأَنْصَارِيُّ: يَا لَلْأَنْصَارِ! وَقَالَ الْمُهَاجِرِيُّ: يَا لَلْمُهَاجِرِيْنَ! فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ: ((**مَابَالُ دَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ؟!**)) قَالُوْا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ كَسَعَ رَجُلٌ مِّنَ الْمُهَاجِرِيْنَ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ، فَقَالَ: ((**دَعُوْهَا، فَإِنَّهَا مُنْتِنَةٌ**)) [قَالَ جَابِرٌ: وَكَانَتِ الْأَنْصَارُ حِيْنَ قَدِمَ النَّبِيُّ أَكْثَرَ، ثُمَّ كَثُرَ الْمُهَاجِرُوْنَ بَعْدُ] فَسَمِعَهَا عَبْدُاللّٰهِ ابْنُ أُبَيٍّ، فَقَالَ قَدْ فَعَلُوْهَا؟ لَئِنْ رَّجَعْنَا إِلَى الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّ مِنْهَا الْأَذَلَّ! قَالَ عُمَرُ: دَعْنِيْ أَضْرِبُ عُنُقَ هٰذَا الْمُنَافِقِ، فَقَالَ: ((**دَعْهُ لَا يَتَحَدَّثُ النَّاسُ أَنَّ مُحَمَّدًا يَقْتُلُ أَصْحَابَهُ**))

[الصحيحة:۳۱۵۵]

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: ہم ایک غزوے میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے' ایک مہاجر نے ایک انصاری کو چھیڑا۔ انصاری نے (خاندانی غیرت وحمیت کا مسئلہ سمجھ کر) انصار کو یوں پکارا: او انصاریو! اور مقابلے میں مہاجر نے کہا: او مہاجرو! رسول اللہ ﷺ نے (سن کر) فرمایا: ''یہ جاہلیت کی پکاریں کیسی؟'' انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ایک مہاجر نے ایک انصاری کو چھیڑا' (اس کی وجہ سے یہ للکاریں شروع ہو گئیں)۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ان (نسبتوں) کو ترک کر دو' یہ گندی ہیں۔'' سیدنا جابر کہتے ہیں: جب نبی کریم ﷺ مدینہ میں تشریف لائے تو انصار کی تعداد زیادہ تھی' بعد میں مہاجرین کی تعداد بھی بڑھ گئی۔ جب عبداللہ بن ابی منافق نے یہ بات سنی تو اس نے کہا: کیا یہ لوگ اس حد تک پہنچ گئے ہیں؟ جب ہم مدینہ کی طرف واپس جائیں گے تو ہم عزت والے ان ذلیلوں کو مدینہ سے نکال دیں گے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: (اے اللہ کے رسول!) مجھے اجازت دیجئے' میں اس منافق کا سر قلم کر دیتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''رہنے دو' کہیں لوگ یہ کہنا شروع نہ کر دیں کہ محمد (ﷺ) اپنے صحابہ کو بھی قتل کر دیتا ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۱۵۵۔ بخاری (۴۹۰۵' ۴۹۰۷)' مسلم (۲۵۸۴)' ترمذی (۳۳۱۲)' احمد (۳/ ۳۹۲۔ ۳۹۳)

كل نسمة تولد على الفطرة

ہر بچہ دینِ فطرت پر پیدا ہوتا ہے

۱۰۹۳: عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ سُرَيْعٍ، قَالَ: أَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَغَزَوْتُ مَعَهُ، فَأَصَبْتُ ظَهْرَ أَفْضَلِ النَّاسِ يَوْمَئِذٍ، حَتّٰى قَتَلُوا الْوِلْدَانَ۔ وَقَالَ مَرَّةً: الذُّرِّيَّةَ۔ فَبَلَغَ ذٰلِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَقَالَ: ((**مَابَالُ قَوْمٍ جَاوَزَهُمُ الْقَتْلُ الْيَوْمَ حَتّٰى قَتَلُوا الذُّرِّيَّةَ؟!**)) فَقَالَ رَجُلٌ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّمَا هُمْ أَوْلَادُ الْمُشْرِكِيْنَ! فَقَالَ: **أَلَا إِنَّ خِيَارَكُمْ أَبْنَاءُ الْمُشْرِكِيْنَ**. ثُمَّ قَالَ: **أَلَا لَا تَقْتُلُوْا ذُرِّيَّةً، أَلَا**

سیدنا اسود بن سریع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور آپ کے ساتھ جہاد کیا حتی کہ انھوں بچوں کو قتل کر دیا۔ جب یہ بات رسول اللہ ﷺ تک پہنچی تو آپ نے فرمایا: ''لوگوں کو کیا ہو گیا کہ قتل اپنی حد سے تجاوز کر گیا ہے اور بچوں کو بھی تہ تیغ کر دیا گیا ہے؟'' ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! وہ تو مشرکوں کے بچے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں مختار ومنتخب لوگ بھی مشرکوں کے بچے ہیں۔'' پھر فرمایا: ''خبردار! بچوں کو قتل نہیں کرنا۔ خبردار! بچوں کو قتل نہیں کرنا' ہر انسان (اسلام کی) فطرت پر پیدا

لَاتَقْتُلُوْا ذُرِيَّةً. قَالَ: كُلُّ نَسَمَةٍ تُوْلَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ حَتّٰى يُعْرِبَ عَنْهَا لِسَانُهَا، فَأَبَوَاهَا يُهَوِّدَانِهَا وَيُنَصِّرَانِهَا)). [الصحيحة:٤٠٢]

ہوتا ہے اور اس کی زبان بھی اس حقیقت کی وضاحت کرتی ہے۔ پھر اس کے والدین اسے یہودی یا نصرانی بنا دیتے ہیں۔''

تخریج: الصحیحة ۴۰۲۔ احمد (۳/ ۴۳۵)، دارمی (۲۴۶۶)، حاکم (۲/ ۱۲۳)، بیهقی (۹/ ۷۷)

فوائد: معلوم ہوا کہ مشرکوں کے بچے، جب تک وہ نابالغ ہوں، فطرتِ اسلام سے متصف ہوتے ہیں۔

من سمع بعثة النبیؐ ثم لا یؤمن دخل النار

جس نے نبیؐ کی بعثت کے متعلق سنا پھر وہ ایمان نہ لایا تو وہ آگ میں داخل ہوگا

١٠٩٤: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَامِنْ أَحَدٍ يَسْمَعُ بِي مِنْ هٰذِهِ الْأُمَّةِ، وَلَا يَهُوْدِيٌّ وَلَا نَصْرَانِيٌّ فَلَايُؤْمِنُ بِي إِلَّا دَخَلَ النَّارَ)) هُوَ مِنْ حَدِيْثِ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ)) رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالَى۔ وَقَدِ اخْتُلِفَ عَلَيْهِ فِي إِسْنَادِهِ عَلَى وُجُوْهٍ ثَلَاثَةٍ۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اب اس امت کا جو فرد وہ یہودی ہو یا نصرانی (یا کوئی اور) میرے (ظہور) کے بارے میں سن کر مجھ پر ایمان نہیں لائے گا، وہ جہنم میں داخل ہوگا۔'' یہ حدیث سعید بن جبیر سے روایت کی گئی ہے اور ان پر تین صورتوں میں سند کا اختلاف پایا جاتا ہے۔

تخریج: الصحیحة ۳۰۹۳۔ طبری فی التفسیر (۱۲/ ۱۳)، عن سعید بن جبیر مرسلاً، حاکم (۲/ ۳۴۲)، من طریق سعید عن ابن عباس ؓ، طیالسی (۵۰۹)، واحمد (۴/ ۳۹۶)، من طریق سعید عن ابی موسیٰ ؓ، مسلم (۱۵۳)، عن ابی هریرة ؓ بمعناه

باب: کفر دون کفر

باب:

١٠٩٥: عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ مَرْفُوْعاً: ((مَا مِنْ نَفْسٍ تَمُوْتُ وَهِيَ تَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنِّي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، يَرْجِعُ ذٰلِكَ إِلَى قَلْبِ مُوْقِنٍ، إِلَّا غَفَرَاللّٰهُ لَهَا)). [الصحيحة:٢٢٧٨]

سیدنا معاذ بن جبل ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو انسان اس حال میں مرتا ہے کہ وہ دل سے گواہی دیتا ہو کہ اللہ ہی معبودِ برحق ہے اور میں اللہ کا رسول ہوں، اللہ تعالیٰ اسے بخش دیتے ہیں۔''

تخریج: الصحیحة ۲۲۷۸۔ احمد (۱/ ۱۷۶)، طبرانی (۳۴۴)، نسائی (۳۱۰۹)، ابویعلی (۷۲۰)، الروایات مطولة ومختصرة

مثل المؤمن خیر

مؤمن کی مثال اچھی ہے

١٠٩٦: عَنْ أَبِي رَزِيْنٍ وَعَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ مَرْفُوْعاً: ((مَثَلُ الْمُؤْمِنِ مَثَلُ النَّحْلَةِ، لَاتَأْكُلُ إِلَّا طِيِّباً وَلَا تَضَعُ إِلَّا طَيِّباً)).

سیدنا ابورزین اور سیدنا عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مومن کی مثال شہد کی مکھی کی طرح ہے جو (زمین سے بطورِ خوراک) پاکیزہ چیزیں استعمال میں لاتی ہے اور پاکیزہ پھل دیتی ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۳۵۵۔ ابن حبان (۲۴۷)، ابن عساکر (۵/ ۲۳۱)، بخاری فی التاریخ (۷/ ۲۴۸)، ؓ نسائی فی الکبری (۱۱۲۷۸)

باب: دعوة الحق والخلاف حولها

۱۰۹۷: عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: جَلَسْنَا إِلَى الْمِقْدَادِ ابْنِ الْأَسْوَدِ يَوْمًا، فَمَرَّ بِهِ رَجُلٌ فَقَالَ: طُوبٰى لِهَاتَيْنِ الْعَيْنَيْنِ رَأَتَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، وَاللّٰهِ إِنَّا لَوَدِدْنَا أَنْ رَأَيْنَا مَارَأَيْتَ، وَشَهِدْنَا مَا شَهِدْتَّ فَاسْتُغْضِبَ، فَجَعَلْتُ أَعْجَبُ مَا قَالَ إِلَّا خَيْرًا، ثُمَّ أَقْبَلَ إِلَيْهِ فَقَالَ: (مَايَحْمِلُ الرَّجُلَ عَلَىٰ أَنْ يَتَمَنّٰى مُحْضَرًا غَيَّبَهُ اللّٰهُ عَنْهُ لَايَدْرِي لَوْ شَهِدَهُ كَيْفَ كَانَ يَكُونُ فِيهِ؟! وَاللّٰهِ لَقَدْ حَضَرَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَقْوَامٌ أَكَبَّهُمُ اللّٰهُ عَلَىٰ مَنَاخِرِهِمْ فِي جَهَنَّمَ، لَمْ يُجِيبُوهُ وَلَمْ يُصَدِّقُوهُ، أَوَلَا تَحْمَدُونَ اللّٰهَ إِذْ أَخْرَجَكُمْ لَاتَعْرِفُونَ إِلَّا رَبَّكُمْ، مُصَدِّقِينَ لِمَا جَاءَ بِهِ نَبِيُّكُمْ، وَقَدْ كُفِيتُمُ الْبَلَاءَ بِغَيْرِكُمْ؟ وَاللّٰهِ لَقَدْ بَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيَّ عَلَىٰ أَشَدِّ حَالٍ بَعَثَ عَلَيْهَا فِيهِ نَبِيٌّ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ فِي فَتْرَةٍ وَجَاهِلِيَّةٍ، مَايَرَوْنَ أَنَّ دِينًا أَفْضَلُ مِنْ عِبَادَةِ الْأَوْثَانِ، فَجَاءَ بِفُرْقَانٍ فَرَّقَ بِهِ بَيْنَ الْحَقِّ وَالْبَاطِلِ وَفَرَّقَ بَيْنَ الْوَالِدِ وَوَلَدِهِ، حَتّٰى إِنْ كَانَ الرَّجُلُ لَيُرَى وَالِدَهُ وَوَلَدَهُ أَوْ أَخَاهُ كَافِرًا وَقَدْ فَتَحَ اللّٰهُ قُفْلَ قَلْبِهِ لِلْإِيمَانِ، يَعْلَمُ أَنَّهُ إِنْ هَلَكَ دَخَلَ النَّارَ، فَلَاتَقَرُّ عَيْنُهُ وَهُوَ يَعْلَمُ أَنَّ حَبِيبَهُ فِي النَّارِ، وَإِنَّهَا لَلَّتِي قَالَ اللّٰهُ ـ عَزَّوَجَلَّ ـ ﴿الَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ أَزْوَاجِنَا وَذُرِّيَّاتِنَا قُرَّةَ أَعْيُنٍ﴾)). (الفرقان: ۷۴)

باب:

عبدالرحمٰن بن جبیر بن نفیر اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں: ایک دن ہم سیدنا مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، اتنے میں وہاں سے ایک آدمی کا گزر ہوا۔ اس نے سیدنا مقداد کو دیکھ کر کہا: ان دو آنکھوں کے لئے خوشخبری ہے، جنھوں نے رسول اللہ ﷺ کا دیدار کیا، ہم چاہتے ہیں کہ جو کچھ آپ نے دیکھا، ہم بھی دیکھتے اور جہاں جہاں آپ حاضر ہوئے، ہم بھی وہاں پہنچتے سیدنا مقداد غصے میں آ گئے۔ مجھے بڑا تعجب ہوا کہ اس آدمی نے خیر و بھلائی والی بات ہی کی ہے، (یہ غصے کیوں ہو رہے ہیں)؟ اتنے میں وہ اس آدمی کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا: کون سی چیز بندے کو اس بات پر اکساتی ہے کہ وہ ایسے مشہد کی تمنا کرے، جہاں سے اللہ تعالیٰ نے اسے غائب رکھا ہو، کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ اگر وہ اس وقت ہوتا تو کس حالت میں ہوتا؟ ایسے لوگ بھی تو رسول اللہ ﷺ کے پاس موجود تھے، جنھیں اللہ تعالیٰ نے نتھنوں کے بل جہنم میں گرا دیا۔ انھوں نے آپ کی دعوت قبول کی نہ آپ کی تصدیق کی۔ کیا تم اس نعمت پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا نہیں کرتے کہ جب اس نے تمھیں پیدا کیا تو تم اپنے ربّ کو پہچانتے تھے، نبی کی تعلیمات کی تصدیق کرتے تھے اور دوسرے لوگوں کی تکالیف تمھیں کفایت کر گئیں۔ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو مبعوث فرمایا، تو اہل حق کے لئے حالات اتنے سنگین تھے، کہ ماضی کے ادوار اور جاہلیتوں میں تشریف لانے والے انبیائے کرام میں ان کی مثال نہیں ملتی، مخالف لوگ یہ سمجھتے تھے کہ بتوں کی عبادت افضل دین ہے۔ آپ ﷺ فرقان مجید لے کر آئے، جس نے حق و باطل میں امتیاز کیا اور والد اور اولاد میں ایسی تفریق ڈال دی، کہ آدمی اپنے والد، اپنے بیٹے یا اپنے بھائی کو کافر سمجھنے لگا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر لگے ہوئے تالے کھول دیئے۔ وہ جانتا تھا کہ

اگر وہ ایسے ہی ہلاک ہو گیا تو وہ جہنم میں داخل ہو جائے گا اور اسے اس طرح سکون کیسے ملے گا کہ اس کا محبوب جہنم میں ہو اور یہی چیز ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿اور یہ دعا کرتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار! تو ہمیں ہماری بیویوں اور اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما﴾

تخریج: الصحیحۃ ۲۸۲۳۔ احمد (۶/ ۲۔۳)' الادب المفرد (۸۷)' ابن حبان (۶۵۵۲)

فوائد: (یعنی تم مسلمان گھرانے میں پیدا ہوئے اور تم سے پہلے والے لوگوں نے ابتلاء و آزمائش میں پڑ کر تمھارے لئے دین کو محفوظ اور غالب کر دیا۔)

باب ذم السؤال لوجه الله ومن منعه

اللہ کا واسطہ دے کر سوال کرنے کی مذمت نیز اس کی مذمت کہ جس نے اس کو منع کیا

۱۰۹۸: عَنْ يَزِيْدَ بْنِ الْمُهَلَّبِ لَمَّا وَلِّي خِرَاسَانَ، قَالَ: دُلُّوْنِي عَلَى رَجُلٍ كُلٍ لِخِصَالِ الْخَيْرِ، فَدُلَّ عَلَى أَبِي بُرْدَةَ بْنِ أَبِي مُوْسَى الْأَشْعَرِيِّ، فَلَمَّا جَاءَ هُ رَآهُ رَجُلًا فَائِقاً فَلَمَّا كَلَّمَهُ رَأى مَخْبَرَتَهُ أَفْضَلَ مِنْ مَرْآتِهِ قَالَ: إِنِّي وَلَّيْتُكَ كَذَا وَكَذَا مِنْ عَمَلِي، فَاسْتَعْفَاهُ فَأَبَى أَنْ يُعْفِيَهُ، فَقَالَ: أَيُّهَا الْأَمِيْرُ! أَلَا أُخْبِرُكَ بِشَيْءٍ حَدَّثَنِيْهِ أَبِي أَنْ سَمِعَهُ مِن رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ؟ قَالَ: هَاتِهِ، قَالَ: إِنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ: **((مَنْ تَوَلّٰى عَمَلاً وَهُوَ يَعْلَمُ أَنَّهُ لَيْسَ لِذٰلِكَ الْعَمَلِ أَهْلٌ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ))** قَالَ: وَأَنَا أَشْهَدُ أَيُّهَا الْأَمِيْرُ! إِنِّي لَسْتُ بِأَهْلٍ لِمَا دَعَوْتَنِي إِلَيْهِ فَقَالَ لَهُ يَزِيْدُ: مَازِدْتُ إِلَّا أَنْ حَرَّضْتَنِي عَلَى نَفْسِكَ وَرَغَّبْتَنَا فِيْكَ فَاخْرُجْ إِلَى عَهْدِكَ فَإِنِّي غَيْرُ مُعْفِيْكَ ثُمَّ فَخَرَجَ۔ كَذَا الْأَصْلُ وَلَعَلَّ الصَّوَابَ: فَخَرَجَ ثُمَّ أَقَامَ فِيْهِ مَاشَاءَ اللّٰهُ أَنْ يُقِيْمَ،

یزید بن مہلب کہتے ہیں: مجھے خراسان کا امیر مقرر کر دیا گیا۔ میں نے کہا: مجھے ایسے آدمی کے پاس لے جاؤ جو خصائلِ خیر سے بدرجۂ اکمل متصف ہو۔ سو مجھے ابو بردہ بن ابو موسی اشعری کے پاس لایا گیا۔ جب میں نے ان کو دیکھا تو انھیں فائق پایا اور جب ان سے کلام کیا تو ان کے باطن کو ظاہر سے افضل پایا۔ میں نے کہا: میں آپ کو اپنے فلاں فلاں کام کی ذمہ داری سونپتا ہوں۔ انھوں نے معذرت کرنا چاہی' لیکن میں نے ان کی معذرت قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ انھوں نے کہا: اے امیر! کیا میں آپ کو ایک حدیث بیان نہ کروں جو میرے باپ نے رسول اللہ ﷺ سے سنی؟ میں نے کہا: بیان کیجئے۔ انھوں نے کہا: میرے باپ نے نبیٔ کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''جس آدمی نے ایسے کام کی ذمہ داری قبول کی' جس کا وہ اہل نہیں تو وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں تیار کر لے۔'' امیر صاحب! میں گواہی دیتا ہوں کہ میں اس ذمہ داری کا اہل نہیں ہوں' جو آپ مجھے سونپنا چاہتے ہیں۔ میں نے انھیں کہا: آپ کی اس ساری گفتگو نے مجھے مزید آمادہ کیا ہے اور رغبت دلائی کہ یہ عہدہ آپ کو ہی سونپا جائے' لہٰذا جائیں اور یہ

وَاسْتَأْذَنَهُ بِالْقُدُومِ عَلَيْهِ، فَأَذِنَ لَهُ، فَقَالَ: أَيُّهَا الْأَمِيرُ! أَلَا أُحَدِّثُكَ بِشَيْءٍ حَدَّثَنِيهِ أَبِي أَنَّهُ سَمِعَ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ؟ قَالَ: هَاتِهِ، قَالَ: ((مَلْعُونٌ مَنْ سَأَلَ بِوَجْهِ [اللّٰهِ] وَمَلْعُونٌ مَنْ يَسْأَلُ بِوَجْهِ اللّٰهِ، ثُمَّ مَنَعَ سَائِلَهُ مَالَمْ يَسْأَلْهُ هَجْرًا)) قَالَ: وَأَنَا أَسْأَلُكَ بِوَجْهِ اللّٰهِ أَلَا مَا أَعْفَيْتَنِي أَيُّهَا الْأَمِيرُ! مِنْ عَمَلِكَ فَأَعْفَاهُ۔ [الصحيحة: ۲۲۹۰]

ذمہ داری سنبھال لیں، اب میں آپ کو معاف نہیں کروں گا۔ یہ سن کر وہ چلے گئے، کچھ وقت وہاں ٹھہرے رہے (اور اپنی ذمہ داریاں ادا کرتے رہے)۔ایک دن امیر یزید کے پاس آنے کی اجازت طلب کی۔ جب اجازت ملی تو انھوں نے آ کر کہا: اے امیر! کیا میں آپ کو ایسی حدیث بیان نہ کروں جو مجھے میرے باپ نے رسول اللہ ﷺ کے حوالے سے بیان کی؟ انھوں نے کہا: بیان کیجئے۔ابو بردہ نے کہا: وہ حدیث یہ ہے کہ: ''وہ آدمی ملعون ہے جس نے اللہ تعالیٰ کی ذات کا واسطہ دے کر سوال کیا اور وہ بھی ملعون ہے جس سے اللہ کی ذات کے واسطے سے سوال کیا گیا اور اس نے سائل کو کچھ نہ دیا۔'' اب میں اللہ تعالیٰ کی ذات کا واسطہ دے کر آپ سے یہ سوال کرتا ہوں کہ اے امیر! اس عہدے کے سلسلے میں میری معذرت قبول کرو۔ انھوں نے ان کی معذرت قبول کر لی۔

تخریج: الصحيحة ۲۲۹۰۔ ابن عساکر (۲۸/ ۴۰)، طبرانی فی الکبیر کما فی المجمع (۳/ ۱۰۳)، وجامع المسانید لابن کثیر (۱۴۴۳۱)

اتی الکاھن من الکفر

کاہن کے پاس آنا بھی کفریات میں سے ہے

۱۰۹۹: عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((مَنْ أَتَى كَاهِنًا فَصَدَّقَهُ بِمَا يَقُولُ: فَقَدْ كَفَرَ بِمَا أُنْزِلَ عَلَى مُحَمَّدٍ ﷺ)).

تخریج: الصحيحة ۳۳۸۷۔ البزار (الكشف: ۳۰۴۵)

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو نجومی کے پاس گیا اور اس کی بات کی تصدیق کی، اس نے محمد (ﷺ) پر نازل ہونے والی شریعت کے ساتھ کفر کیا۔''

متی یوخذ الرجل فی امور الجاھلیة

جاہلیت والے کاموں میں انسان کا مؤاخذہ کب ہوگا

۱۱۰۰: عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَجُلٌ: يَارَسُولَ اللّٰهِ! أَنُؤَاخَذُ بِمَا عَمِلْنَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ؟ قَالَ: ((مَنْ أَحْسَنَ فِي الْإِسْلَامِ لَمْ يُؤَاخَذْ بِمَا عَمِلَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ، وَمَنْ أَسَاءَ فِي الْإِسْلَامِ، أُخِذَ بِالْأَوَّلِ وَالْآخِرِ)).

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم نے دورِ جاہلیت میں جن برائیوں کا ارتکاب کیا، کیا ان کی وجہ سے ہمارا مؤاخذہ ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو اپنے اسلام میں حسن پیدا کر لیتا ہے، اس سے دورِ جاہلیت میں کی گئی برائیوں کی باز پرس نہیں ہوگی اور جو (اسلام قبول کرنے کے بعد بھی) برائیاں کرتا رہتا ہے، اس سے پہلے اور پچھلے (سب

گناہوں کی پوچھ گچھ ہوگی۔“

تخریج: الصحیحۃ ۳۳۹۰۔ بخاری (۶۹۲۱)' مسلم (۱۲)' ابوعوانۃ (۱/ ۷۱)' ابن ماجہ (۴۲۴۲)' احمد (۱/ ۴۰۹)

۱۱۰۱: عَنْ أَبِي ذَرٍّ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ أَحْسَنَ فِيْمَا بَقِيَ، غُفِرَلَهُ مَامَضٰى، وَمَنْ أَسَاءَ فِيْمَا بَقِيَ، أُخِذَ بِمَا مَضٰى وَمَا بَقِيَ)).

سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے بقیہ زندگی میں (اپنے اسلام میں) حسن پیدا کئے رکھا' اس کے گزشتہ (گناہ) معاف کر دیئے جائیں گے اور جو بقیہ زندگی میں بھی برائیاں کرتا رہا' اس سے گزشتہ اور آئندہ (دونوں زندگیوں میں ہونے والے گناہوں کی) باز پرس ہوگی۔“

تخریج: الصحیحۃ ۳۳۸۹۔ طبرانی فی الاوسط (۶۸۰۲)' ابن عساکر (۶۹/ ۱۶۱)

اذا اسلم الرجل وله مثل المسلم

جب کوئی شخص اسلام قبول کرے تو اس کے لیے وہی ہے جو ایک مسلمان کے لیے ہے

۱۱۰۲: عَنْ أَبِي أُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ، قَالَ: ((كُنْتُ تَحْتَ رَاحِلَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ، فَقَالَ قَوْلًا حَسَنًا، فَقَالَ فِيْمَا قَالَ: ((مَنْ أَسْلَمَ مِنْ اهلَ الْكِتَابِ ' فَلَهُ أجره مرتين' وله مثل الذی لناء وعليه مثل الذی علينا' وَمَنْ أَسْلَمَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ، فَلَهُ، أَجْرُهُ، وَلَهُ مِثْلَ الَّذِی لَنَا، وَعَلَيْهِ مِثْلُ الَّذِی عَلَيْنَا)).

سیدنا ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں حجۃ الوداع کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کی سواری کے نیچے کھڑا تھا' آپ نے بہت اچھی باتیں ارشاد فرمائیں۔ ان میں سے ایک بات یہ بھی تھی: ”جو اہل کتاب (یہودی یا نصرانی) مسلمان ہوگا' اسے دو اجر ملیں گے' نیز اسے وہی حقوق دیئے جائیں گے جو ہمارے ہیں اور اس پر وہی ذمہ داریاں عائد ہوں گی' جو ہم پر ہوتی ہیں اور جو مشرک مسلمان ہوگا' اسے ایک اجر ملے گا اور اسے بھی وہی حقوق نصیب ہوں گے جو ہمیں ہوتے ہیں اور اسے وہی ذمہ داریاں چکانا ہوں گی' جو ہم چکاتے ہیں۔“

تخریج: الصحیحۃ ۳۰۴۔ رویانی فی مسندہ (۱۲۲۶)' طحاوی فی المشکل (۲۵۷۱)' طبرانی (۷۷۸۶)' احمد (۵/ ۲۵۹)

ذم الاقتباس من علم النجوم

علم نجوم کے حاصل کرنے کی مذمت

۱۱۰۳: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مَرْفُوْعاً: ((مَنِ اقْتَبَسَ عِلْمًا مِنَ النُّجُوْمِ، اقْتَبَسَ شُعْبَةً مِّنَ السِّحْرِ)). [الصحيحة: ۷۹۳]

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے علم نجوم حاصل کیا' اس نے جادو کے ایک جزء کی تعلیم حاصل کر لی۔“

تخریج: الصحیحۃ ۷۹۳۔ ابوداود (۳۹۰۵)' ابن ماجہ (۳۷۲۶)' احمد (۱/ ۲۲۷' ۳۱۱)

باب من دل علی خیر و شر

اس شخص کے بارے میں کہ جس نے اچھائی یا برائی کی طرف رہنمائی کی

۱۱۰۴: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوعاً: ((مَنْ دَعَا إِلَى هُدًى، كَانَ لَهُ مِنَ الْأَجْرِ مِثْلَ أُجُوْرِ مَنْ تَبِعَهُ، لَايَنْقُصُ ذٰلِكَ مِنْ أُجُوْرِهِمْ شَيْئًا وَمَنْ دَعَا إِلَى ضَلَالَةٍ كَانَ عَلَيْهِ مِنَ الْإِثْمِ آثَامُ مَنْ تَبِعَهُ، لَايَنْقُصُ ذٰلِكَ مِنْ آثَامِهِمْ شَيْئًا)). [الصحيحة: ٨٦٥]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے ہدایت کی طرف دعوت دی تو اسے اس کی پیروی کرنے والوں کے اجر جتنا اجر ملے گا، اس سے ان کے اجر وثواب میں کوئی کمی نہیں آئے گی اور جس نے ضلالت و گمراہی کی طرف بلایا تو اسے اس کے پیچھے چلنے والوں کے گناہ جتنا گناہ بھی ملے گا، اس سے ان کے گناہوں میں کوئی کمی نہیں آئے گی۔''

تخریج: الصحیحۃ ۸۶۵۔ مسلم (۲۶۷۴)، ابوداود (۴۶۰۹)، ترمذی (۲۶۷۴)، ابن ماجہ (۲۰۶)، احمد (۲/ ۳۹۷)

ما يقال اذا رای مبتلی

کسی مصیبت زدہ کو دیکھ کر کیا کہا جائے

۱۱۰۵: عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَن رَّأَى مُبْتَلًى فَقَالَ: ((اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي عَافَانِي مِمَّا ابْتَلَاكَ بِهِ، وَفَضَّلَنِي عَلَى كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقَ تَفْضِيْلًا)). لَمْ يُصِبْهُ ذٰلِكَ الْبَلَاءُ)). [الصحيحة: ٣٧٣٧]

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے کوئی آزمائش زدہ آدمی دیکھا اور یہ دعا پڑھی: ساری تعریف اس اللہ کے لئے ہے جس نے مجھے اس (مصیبت) سے عافیت بخشی جس میں تجھے مبتلا کر رکھا ہے اور اپنی بہت سی مخلوقات پر مجھے فضیلت بخشی، تو وہ مصیبت اسے لاحق نہیں ہو سکے گی۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۷۳۷۔ ابن ماجہ (۳۸۹۲)، طبرانی فی الاوسط (۵۳۲۰)، والخرائطی فی فضیلۃ الشکر (۴) من طریق آخر

فوائد: معلوم ہوا کہ کسی قسم کے مریض کو دیکھ کر یہ دعا پڑھنی چاہیے: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ عَافَانِيْ مِمَّا ابْتَلَاكَ وَفَضَّلَنِيْ عَلٰى كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقَ تَفْضِيْلًا۔ مگر افسوس کہ معذور کو دیکھ کر مذاق شروع کر دیا جاتا ہے اور اس کی بے بسی پر اس کو خوب ستایا جاتا ہے۔ یاد رہے! ایسی حرکتیں کرنے والوں کو اپنے انجام کی فکر کرنی چاہیے۔

فضل الحب فی الله

اللہ کے لیے محبت کرنے کی فضیلت

۱۱۰۶: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ سَرَّهُ أَن يَّجِدَ طَعْمَ الْإِيْمَانِ فَلْيُحِبَّ الْمَرْءَ لَايُحِبُّهُ إِلَّا لِلّٰهِ. عَزَّوَجَلَّ.))

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو ایمان کا ذائقہ چکھ کر خوش ہونا چاہتا ہے، وہ لوگوں سے اللہ تعالیٰ کے لئے محبت کرے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۳۰۰۔ طیالسی (۲۴۹۵)، احمد (۲/ ۲۹۸، ۵۲۰)، البزار (الکشف : ۶۳)

ذم الريا

١١٠٧: عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو مَرْفُوعاً: ((مَنْ سَمَّعَ النَّاسَ بِعَمَلِهِ سَمَّعَ اللّٰهُ بِهِ مَسَامِعَ خَلْقِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَحَقَّرَهُ وَصَغَّرَهُ)). [الصحيحة:٢٥٦٦]

ریا کاری کی مذمت

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو اپنے عمل کے ذریعے لوگوں میں مشہور ہونا چاہتا ہے' اللہ تعالیٰ روزِ قیامت اپنی مخلوقات کو اس کی بابت سنا دے گا اور اسے حقیر وذلیل کر دے گا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۵۶۶۔ ابن المبارک فی الزھد (۱۴۱)' احمد (۲/ ۱۶۲)' طبرانی فی الاوسط (۴۹۸۱)

فوائد: مومن کو چاہئے کہ اپنے عمل میں خلوص پیدا کرے۔

فضل التهليل

١١٠٨: عَنْ عُمَرَ مَرْفُوعاً: ((مَنْ شَهِدَ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ)) [الصحيحة:٢٣٤٤]

لا الہ الا اللہ کی فضیلت

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس آدمی نے گواہی دی کہ اللہ ہی معبودِ برحق ہے' وہ جنت میں داخل ہوگا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۳۴۴۔ البزار (الکشف:۹) و(البحر : ۱۷۴)' ابن خزیمۃ فی التوحید (ص : ۲۴۲)' ابویعلی (المقصد العلی : ۳)

باب علامات المسلم

١١٠٩: عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((مَنْ صَلّٰى صَلَاتَنَا، وَاسْتَقْبَلَ قِبْلَتَنَا، وَأَكَلَ ذَبِيْحَتَنَا، فَذٰلِكَ الْمُسْلِمُ الَّذِي لَهُ ذِمَّةُ اللّٰهِ وَذِمَّةُ رَسُوْلِهِ، فَلَا تُخْفِرُوْا اللّٰهَ ذِمَّتَهُ)). [الصحيحة: ٣٥٦٥]

مسلمان کی علامات

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے ہماری نماز پڑھی' ہمارے قبلے کی طرف متوجہ ہوا اور ہمارا ذبیحہ کھایا تو یہ وہ مسلمان ہوگا جس کے لئے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا ذمہ ہے' سو تم اللہ تعالیٰ کا عہد توڑ نہ دینا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۵۶۵۔ بخاری (۳۹۱)' نسائی (۵۰۰۴) و فی الکبری (۱۱۷۲۸)

١١١٠: عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ مَرْفُوعاً: ((مَنْ قَالَ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ [مُخْلِصاً] دَخَلَ الْجَنَّةَ)). [الصحيحة: ٢٣٥٥]

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے خلوص دل سے ''لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ'' کہا' وہ جنت میں داخل ہوگا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۳۵۵۔ ابن حبان (۷)' ابن خزیمۃ فی التوحید (ص : ۳۴۱' ۳۴۲)' احمد (۵/ ۲۳۶)' والحمیدی (۳۶۹)' من طریق آخر عنہ۔ مطولاً

باب من وقى من القتل والشرك

جو شرک اور ناحق قتل سے بچا

دخل الجنة

جنت میں داخل ہوگا

۱۱۱۱: عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرِ الْجُهَنِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ لَقِيَ اللّٰهَ لَا يُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا لَمْ يَتَنَدَّ بِدَمٍ حَرَامٍ دَخَلَ الْجَنَّةَ)). [الصحيحة: ۲۹۲۳]

سیدنا عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو اللہ تعالیٰ کو اس حال میں ملے کہ اس نے اس کے ساتھ کسی شریک نہ ٹھہرایا ہو اور نہ کسی کو ناحق قتل کیا ہو، وہ جنت میں داخل ہوگا۔''

تخریج: الصحیحة ۲۹۲۳۔ احمد (۴/ ۱۵۲)، ابن ابی شیبة (۹/ ۳۵۸)، ابن ماجه (۲۶۱۸)، حاکم (۴/ ۳۵۱)

۱۱۱۲: عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ: ((مَنْ لَقِيَ اللّٰهَ لَا يُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا، يُصَلِّي الصَّلَوَاتِ الْخَمْسَ، وَيَصُوْمُ رَمَضَانَ، غُفِرَلَهُ، قُلْتُ: اَفَلَا اُبَشِّرُهُمْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ دَعْهُمْ يَعْمَلُوْا)). [الصحيحة: ۱۳۱۵]

سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''جو اللہ تعالیٰ کو اس حال میں ملے گا کہ اس نے اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرایا ہو، پانچ نمازیں پڑھی ہوں اور رمضان کے روزے رکھے ہوں، تو وہ اسے بخش دے گا۔'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا میں (یہ حدیث بیان کر کے) لوگوں کو خوش نہ کردوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''رہنے دو، تاکہ وہ عمل کرتے رہیں۔''

تخریج: الصحیحة ۱۳۱۵۔ احمد (۵/ ۲۳۲)

فوائد: مومن وہ ہے جس میں اس قسم کی احادیث عمل کی مزید رغبت پیدا کرتی ہیں۔

الدعاء من الله رحمة

اللہ تعالیٰ سے دعا کرنا رحمت ہے

۱۱۱۳: عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعًا: ((مَنْ لَّمْ يَدْعُ اللّٰهَ يَغْضَبْ عَلَيْهِ)). [الصحيحة: ۲٦٥٤]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو اللہ تعالیٰ کو نہیں پکارتا، وہ اس سے ناراض ہوتا ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۲۶۵۴۔ الادب المفرد (۶۵۸)، ترمذی (۳۳۷۳)، ابن ماجه (۳۸۲۷)، احمد (۲/ ۴۴)

فوائد: اس قدر مہربان اور رحیم و کریم پروردگار کو چھوڑ کر ایسے لوگوں کو پکارنا جو خود قدم قدم پر اس کی مدد کے محتاج ہیں، یقیناً ظلم عظیم ہے۔ ہر حال میں اسی کو پکارنا چاہیے۔ وہی ہر فرمان سمجھتا ہے اور ہر ایک کی پکار کو قبول کرتا ہے۔ یاد رہے! بیک وقت ہر ایک کی پکار سننا صرف اسی کا خاصہ ہے۔

باب ذم الشرك

شرک کی مذمت

۱۱۱٤: عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ مَرْفُوْعًا: ((مَنْ مَاتَ يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا دَخَلَ النَّارَ)). [الصحيحة: ۳٥٦٦]

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو اس حال میں مرا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہراتا ہو، وہ جہنم میں داخل ہوگا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۵۶۶۔ بخاری (۶۴۹۷،۱۲۳۸)' مسلم (۹۲)' نسائی فی الکبری (۱۱۰۱۱)' احمد (۱/ ۴۶۲)

فوائد: شرک کی حالت میں کیے ہوئے نیک اعمال بھی کچھ کام نہیں آئیں گے بلکہ شرک کی وجہ سے تمام اعمال برباد کر دیے جاتے ہیں۔عقیدہ کی درستی پر ہمیشہ توجہ رکھیں۔

من وحد الله فهو مامون

جس نے اللہ کی توحید کی گواہی دی وہ مامون (امن میں) ہے

۱۱۱۵: عَنْ أَبِي مَالِكٍ الْأَشْجَعِيِّ، عَنْ أَبِيهِ [طَارِقِ بْنِ أَشْيَمَ] مَرْفُوعاً: ((مَنْ وَحَّدَاللّٰهَ تَعَالٰى. وَكَفَّرَ بِمَايُعْبَدُ مِنْ دُوْنِهِ، حَرُمَ مَالُهُ وَدَمُهُ، وَحِسَابُهُ عَلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ.)). [الصحيحة:٤٢٨]

ابو مالک اشجعی اپنے باپ سیدنا طارق بن اشیم ﷜ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے اللہ تعالیٰ کو یکتا و یگانہ قرار دیا اور اس کے علاوہ (سب معبودانِ باطلہ) کا انکار کر دیا' تو اس کا مال اور خون حرمت والا قرار پائے گا اور اس کا حساب اللہ تعالیٰ پر ہوگا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۴۲۸۔ مسلم (۲۳)' احمد (۳/ ۴۷۲)' طبرانی فی الکبیر (۸۱۹۴)

المؤمن ينصح للمؤمن

مومن مومن کی خیر خواہی کرتا ہے

۱۱۱۶: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((الْمُؤْمِنِ مِرْآةُ الْمُؤْمِنْ وَالْمُؤْمِنُ أَخُوالْمُؤْمِنِ، يَكُفُّ عَلَيْهِ ضَيْعَتَهُ، وَيَحُوْطُهُ مِنْ وَّرَائِهِ)). [الصحيحة: ٩٢٦]

سیدنا ابوہریرہ ﷜ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مومن دوسرے مومن کا آئینہ ہے اور ایک مومن دوسرے مومن کا بھائی ہے' اس کے سامان کی حفاظت کرتا ہے' اور اس کا دفاع کرتا ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۹۲۶۔ ابن وھب فی الجامع (۲۳۷)' ابوداود (۴۹۱۸)' الادب المفرد (۲۳۹)

منزلة المؤمن للمؤمنين

مومنوں کے لیے مؤمن کا مقام

۱۱۱۷: عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ مَرْفُوعاً: ((اَلْمُؤْمِنُ مِنْ أَهْلِ الْإِيْمَانِ بِمَنْزِلَةِ الرَّأْسِ مِنَ الْجَسَدِ يَأْلَمُ الْمُؤْمِنُ لِمَا يُصِيْبُ أَهْلَ الْإِيْمَانِ، كَمَا يَأْلَمُ الرَّأْسُ لِمَا يُصِيْبُ الْجَسَدُ)). [الصحيحة:١١٣٧]

سیدنا سہل بن سعد ﷜ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اہل ایمان کے لئے مومن کی اہمیت اس طرح ہے' جس طرح جسم کے لئے سر کی ہوتی ہے۔اہل ایمان کے مصائب سے مومن تکلیف محسوس کرتا ہے' جیسا کہ جسم کی بیماری سے سر کو بھی تکلیف ہوتی ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۱۳۷۔ احمد (۵/ ۳۴۰)' ابونعیم فی الحلیۃ (۸/ ۱۹۰)' قضاعی فی مسند الشھاب (۱۳۶)

فضل تفريج كربة عن المسلم

مسلمان سے تکلیف کو دور کرنے کی فضیلت

۱۱۱۸: عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اَلْمُسْلِمُ أَخُوالْمُسْلِمِ، لَایَظْلِمُهُ، وَلَایُسْلِمُهُ، وَمَنْ کَانَ فِي حَاجَةِ أَخِیْهِ، کَانَ اللّٰهُ فِي حَاجَتِهِ وَمَنْ فَرَّجَ عَنْ مُسْلِمٍ کُرْبَةً، فَرَّجَ اللّٰهُ عَنْهُ کُرْبَةً مِّنْ کُرُبَاتِ یَوْمِ الْقِیَامَةِ وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِماً سَتَرَهُ اللّٰهُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ)). [الصحیحة:٥٠٤]

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مسلمان مسلمان کا بھائی ہے' وہ اس پر ظلم کرتا ہے نہ اس کو کسی کے حوالے کرتا ہے۔ جو مسلمان اپنے بھائی کی حاجت پوری کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی ضرورت پوری کرتے ہیں' جو مسلمان اپنے بھائی کی کوئی پریشانی دور کر دیتا ہے' اللہ تعالیٰ اس کی قیامت کے دن کی کوئی پریشانی دور کریں گے اور جو اپنے مسلمان بھائی کی پردہ پوشی کرتا ہے اللہ تعالیٰ روزِ قیامت اس کی پردہ پوشی فرمائیں گے۔''

تخریج: الصحیحة ۵۰۴۔ بخاری (۲۴۴۲)' مسلم (۲۵۸)' ابو داود (۴۸۹۳)' ترمذی (۱۴۲۶)

مثال المسلمون فی الاجتماعیة

اجتماعیت میں مسلمانوں کی مثال

۱۱۱۹: عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِیْرٍ مَرْفُوْعاً: ((اَلْمُسْلِمُوْنَ کَرَجُلٍ وَاحِدٍ، إِنِ اشْتَکٰی عَیْنُهُ اشْتَکٰی کُلُّهُ، وَإِنِ اشْتَکٰی رَأْسُهُ اشْتَکٰی کُلُّهُ)). [الصحیحة:٢٥٢٦]

سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تمام مسلمان ایک فرد کی مانند ہیں۔ اگر ایک شخص کی ایک آنکھ بیمار ہو تو پورا جسم تکلیف محسوس کرتا ہے' اسی طرح اگر سر میں درد ہو تو سارا جسم تکلیف محسوس کرتا ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۲۵۲۶۔ مسلم ([۲۵۸۹]/ ۲۵۸۶)' احمد (۴/ ۲۷۱۔ ۲۷۴)

فوائد: معلوم ہوا کہ جو اپنے مسلمان بھائی کے دکھ سکھ کا شریک نہیں' اس کا اسلام مکمل نہیں۔ بلکہ وہ اسلام کی حلاوت سے محروم ہے۔ دردِ دل رکھنے والے مسلمان ہی سچے مسلمان ہیں۔ کاش! اللہ پاک ہمارے مزاج میں بھی ایسی روح ڈال دیں۔

أوثق عری الایمان الحب فی اللّٰه و البغض فی اللّٰه

ایمان کا سب سے مضبوط کڑا اللہ کے لیے محبت کرنا اور اللہ کے لیے ہی نفرت کرنا ہے

۱۱۲۰: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِأَبِي ذَرٍّ: ((أَيُّ عُرَی الْإِیْمَانِ. أَظُنُّهُ قَالَ: أَوْثَقُ؟)) قَالَ: اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ؟ قَالَ: ((اَلْمُوَالَاةُ فِي اللّٰهِ، وَالْمُعَادَاةُ فِي اللّٰهِ، وَالْحُبُّ فِي اللّٰهِ وَالْبُغْضُ فِي اللّٰهِ)).

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ سے پوچھا: ''ایمان کا کون سا کڑا (یعنی نیک عمل) زیادہ مضبوط ہے؟'' انھوں نے کہا: اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کے لئے دوستی کرنا' اللہ کے لئے دشمنی کرنا' اللہ کے لئے محبت کرنا اور اللہ کے لئے بغض رکھنا۔''

تخریج: الصحیحة ۱۷۲۸۔ طبرانی فی الکبیر (۱۱۵۳۷)' قاضی ابو الحسین الفراء فی طبقات الحنابلة (۱/ ۵۶۔ ۵۷)' بغوی فی شرح السنة (۳۴۶۸)' بیہقی فی الشعب (۹۵۱۳)

فوائد: عصرِ حاضر میں اس حدیثِ مبارکہ پر عمل کرنے والے انتہائی شاذ و نادر ہیں۔ سیاست' برادری' پیشہ وری ہم آہنگی اور نسلی

تعلق جیسے امور دوستیوں اور دشمنیوں کا معیار بن گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے نام پر تعلق مفقود ہوتا جا رہا ہے۔

۱۱۲۱: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِﷺ لِأَبِي ذَرٍّ: ((أَيُّ عُرَى الْإِيْمَانِ. أَظُنُّهُ قَالَ: أَوْثَقُ؟)) قَالَ: اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ؟ قَالَ: ((الْمُوَالَاةُ فِي اللّٰهِ، وَالْمُعَادَاةُ فِي اللّٰهِ وَالْحُبُّ فِي اللّٰهِ وَالْبُغْضُ فِي اللّٰهِ)). [الصحيحة: ۹۹۸]

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اسلام کا کون سا کڑا (یعنی نیک عمل) زیادہ مضبوط ہے؟'' انھوں نے کہا: اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کے لئے دوستی کرنا' اللہ کے لئے دشمنی کرنا' اللہ کے لئے محبت کرنا اور اللہ کے لئے بغض رکھنا۔''

تخریج: الصحیحة ۹۹۸۔ انظر الحديث السابق

باب: ما نزل فی نفاة القدر

باب: منکرین قدر کے بارے میں نازل شدہ آیات

۱۱۲۲: عَنِ ابْنِ زُرَارَةَ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنِ النَّبِيِّﷺ قَالَ: ((نَزَلَتْ فِي أُنَاسٍ مِّنْ أُمَّتِي فِي آخِرِ الزَّمَانِ يُكَذِّبُوْنَ بِقَدَرِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ. يَعْنِي قَوْلَهُ تَعَالىٰ. ﴿ذُوْقُوْا مَسَّ سَقَرَ. إِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنَاهُ بِقَدَرٍ﴾)) [الصحيحة: ۱۵۳۹]

ابن زرارہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''یہ آیت میری امت کے آخری زمانے کے تقدیر کو جھٹلانے والے لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی: ﴿دوزخ کے آگے لگنے کے مزے چکھو۔ بیشک ہم نے ہر چیز کو ایک مقررہ اندازے پر پیدا کیا ہے﴾ (سورۂ قمر: ۴۸، ۴۹)۔''

تخریج: الصحیحة ۱۵۳۹۔ طبرانی فی الکبیر (۵۳۱۲)

باب فضل حفظ الحديث و تبليغه

حدیث کی تبلیغ اور اس کو یاد کرنے کی فضیلت

۱۱۲۳: عَنْ أَبَانَ بْنِ عُثْمَانَ، قَالَ: أَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ خَرَجَ مِنْ عِنْدِ مَرْوَانَ نَحْواً مِنْ نِصْفِ النَّهَارِ، فَقُلْنَا: مَابَعَثَ إِلَيْهِ السَّاعَةَ إِلَّا لِشَيْءٍ سَأَلَهُ عَنْهُ، فَقُمْتُ إِلَيْهِ، فَسَأَلْتُهُ؟ فَقَالَ: أَجَلْ: سَأَلَنَا عَنْ أَشْيَاءَ سَمِعْتُهَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ يَقُوْلُ: ((نَضَّرَ اللّٰهُ امْرَأً سَمِعَ مِنَّا حَدِيْثاً فَحَفِظَهُ حَتّٰى يُبَلِّغَهُ غَيْرَهُ، فَإِنَّهُ رُبَّ حَامِلِ فِقْهٍ لَيْسَ بِفَقِيْهٍ، وَرُبَّ حَامِلِ فِقْهٍ إِلٰى مَنْ هُوَ أَفْقَهُ مِنْهُ، ثَلَاثُ خِصَالٍ لَايَغِلُّ عَلَيْهِنَّ قَلْبُ مُسْلِمٍ أَبَداً: إِخْلَاصُ الْعَمَلِ لِلّٰهِ،

ابان بن عثمان کہتے ہیں: سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ تقریباً نصف النہار کو مروان کے پاس سے نکلے۔ ہم نے کہا: اس وقت مروان نے ان سے کوئی سوال کرنے کے لئے ان کو بلایا ہوگا۔ میں ان کے پاس چلا گیا اور یہی بات پوچھی۔ انھوں نے کہا: ہاں' اس نے ہم سے رسول اللہ ﷺ کی چند احادیث کے بارے میں سوال کیا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''اللہ تعالیٰ اس آدمی کو خوشنما اور تروتازہ رکھے جو میری حدیث سنتا ہے' اس کی حفاظت کرتا ہے اور اسے دوسروں تک پہنچا دیتا۔ کئی حاملینِ حدیث فقیہ نہیں ہوتے اور کئی حاملینِ فقہ اپنے سے زیادہ فقیہ آدمی تک (میری احادیث) پہنچا دیتے ہیں۔ تین خصائل پر مومن کا دل کبھی

وَمُنَاصَحَةُ وُلَاةِ الْأَمْرِ، وَلُزُوْمُ الْجَمَاعَةِ، فَإِنَّ دَعْوَتَهُمْ تُحِيطُ مِنْ وَّرَائِهِمْ وَقَالَ: مَنْ كَانَ هَمُّهُ الآخِرَةَ، جَمَعَ اللهُ شَمْلَهُ، وَجَعَلَ غِنَاهُ فِي قَلْبِهِ وَأَتَتْهُ الدُّنْيَا وَهِيَ رَاغِمَةٌ، وَمَنْ كَانَتْ نِيَّتُهُ الدُّنْيَا فَرَّقَ اللهُ عَلَيْهِ ضَيْعَتَهُ، وَجَعَلَ فَقْرَهُ بَيْنَ عَيْنَيْهِ، وَلَمْ يَأْتِهِ مِنَ الدُّنْيَا إِلَّا مَا كُتِبَ لَهُ)). [الصحيحة: ٤٠٤]

بھی خیانت نہیں کرتا: خلوص کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے لئے عمل کرنا' ارباب حل وعقد کی خیر خواہی کرنا اور جماعت کو لازم پکڑنا' کیونکہ ان کی دعا سب کو شامل ہوتی ہے۔'' نیز آپ ﷺ نے فرمایا: ''جس آدمی کو فکر آخرت ہو' اللہ تعالیٰ اس کے امور کی شیرازہ بندی کر دیتا ہے' اس کے دل کو غنی کر دیتا ہے اور دنیا ذلیل ہو کر اس کے پاس آ جاتی ہے اور جس آدمی کا ہدف دنیا ہو' اللہ تعالیٰ اس کے منافعوں کا شیرازہ منتشر کر دیتا ہے' اس کی فقیری کو اس کی پیشانی پر رکھ دیتا ہے اور اس کے پاس دنیا بھی اس کے مقدر کے مطابق پہنچتی ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۴۰۴- احمد (۵/ ۱۸۳)' واللفظ لہ- دارمی (۲۲۹)' ابن حبان (۶۷)' ابوداود (۳۶۶۰)' وابن ماجه (۲۳۰' ۴۱۰۵)' ترمذی (۲۶۵۶)' مختصراً

العين حق

نظر بد لگنا حق ہے

١١٢٤: عَنْ عُبَيْدِ بْنِ رُفَاعَةَ الزُّرَقِيِّ، أَنَّ أَسْمَاءَ بِنْتَ عُمَيْسٍ قَالَتْ: يَارَسُوْلَ اللهِ! إِنَّ وَلَدَ جَعْفَرٍ تَسْرُعُ إِلَيْهِمُ الْعَيْنُ فَأَسْتَرْقِي لَهُمْ؟ فَقَالَ: ((نَعَمْ، فَإِنَّهُ لَوْكَانَ شَيْءٌ سَابِقُ الْقَدْرِ لَسَبَقَتْهُ الْعَيْنُ)). [الصحيحة: ١٢٥٢]

عبید بن رفاعہ زرقی کہتے ہیں: سیدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اے اللہ کے رسول! جعفر کی اولاد کو بہت جلد نظر بد لگ جاتی ہے' کیا میں ان کو دم کر دیا کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں' کیونکہ اگر کوئی چیز تقدیر سے سبقت لے سکتی ہوتی تو وہ نظر ہوتی۔''

تخریج: الصحیحة ۱۲۵۲- ترمذی (۲۰۵۹)' ابن ماجه (۳۵۱۰)' احمد (۶/ ۴۳۸)

اقسام الناس أربعة و الأعمال ستة

لوگوں کی چار اور اعمال کی چھ قسمیں ہیں

١١٢٥: عَنْ خُرَيْمِ بْنِ فَاتِكٍ الْأَسَدِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((النَّاسُ أَرْبَعَةٌ، وَالْأَعْمَالُ سِتَّةٌ فَالنَّاسُ:(١) مُوَسَّعٌ عَلَيْهِ فِي الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ، (٢)وَمُوَسَّعٌ لَهُ فِي الدُّنْيَا مَقْتُوْرٌ عَلَيْهِ فِي الآخِرِ .(٣)وَمَقْتُوْرٌ عَلَيْهِ فِي الدُّنْيَا مُوَسَّعٌ عَلَيْهِ فِي الآخِرَةِ،(٤) وَشَقِيٌّ فِي الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ، وَالْأَعْمَالُ ١و٢: مُوْجِبَتَانِ، ٣و٤: وَمِثْلٌ بِمِثْلٍ،

سیدنا خریم بن فاتک اسدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''لوگوں کی چار اور اعمال کی چھ اقسام ہیں: لوگوں (کی چار اقسام یہ ہیں:) (۱) دنیا و آخرت میں خوشحال' (۲) دنیا میں خوشحال اور آخرت میں بدحال' (۳) دنیا میں تنگ حال اور آخرت میں خوشحال' (۴) دنیا و آخرت میں بد بخت۔ اعمال (کی اقسام یہ ہیں:) (۱،۲) واجب کرنے والے دو اعمال' (۳،۴) برابر سرابر' (۵) دس گنا' (۶) سات سو گنا۔ واجب کرنے والے دو

۵.وَعَشَرَةُ أَضْعَافٍ، ٦.وَسَبْعُ مِئَةِ ضِعْفٍ.
او۲. فَالْمُوْجِبَتَانِ: مَنْ مَاتَ مُسْلِماً مُؤْمِناً لَايُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا فَوَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ وَمَنْ مَاتَ كَافِراً وَجَبَتْ لَهُ النَّارُ. ۳و۴: وَمَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا، فَعَلِمَ اللّٰهُ أَنَّهُ قَدْ أَشْعَرَهَا قَلْبُهُ وَحَرِصَ عَلَيْهَا كُتِبَتْ لَهُ حَسَنَةٌ. وَمَنْ هَمَّ بِسَيِّئَةٍ لَّمْ تُكْتَبْ عَلَيْهِ، وَمَنْ عَمِلَهَا كُتِبَتْ وَاحِدَةٌ، وَلَمْ تُضَاعَفْ عَلَيْهِ.۵: وَمَنْ عَمِلَ حَسَنَةً كَانَتْ لَهُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا. ٦.وَمَنْ أَنْفَقَ نَفَقَةً فِي سَبِيلِ اللّٰهِ كَانَتْ لَهُ بِسَبْعِ مِئَةِ ضِعْفٍ)). [الصحيحة:٢٦٠٤]

اعمال سے مراد یہ ہے: جو مسلمان و مومن اس حال میں فوت ہوتا ہے کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتا' اس کے لئے جنت واجب ہو جاتی ہے اور جو کافر کفر کی حالت میں مرتا ہے' اس کے لئے جہنم واجب ہو جاتی ہے۔ (۳،۴) جس نے نیکی کرنے کا ارادہ کیا اور عملاً نہ کر سکا' لیکن اس کے دل نے اس نیکی کو محسوس کیا اور اس کی طرف راغب ہوا تو ایک نیکی لکھی جائے گی اور جس نے برائی کا ارادہ کیا تو اسے اس وقت نہیں لکھا جاتا جب تک وہ عملاً کر نہیں لیتا اور اگر کر بھی لیتا ہے تو ایک برائی لکھی جاتی ہے' بڑھا چڑھا کر نہیں لکھی جاتی۔ (۵) جس نے عملاً نیکی کی' اسے دس گنا ثواب ملے گا اور (٦) جس نے اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کیا اسے سات سو گنا تک اجر ملے گا۔"

تخریج: الصحیحۃ ۲۶۰۴۔ احمد (۴/ ۳۴۵)' ابن حبان (٦١٧١)' ابن ابی شیبۃ فی مسندہ (۷۴۳)' ابونعیم فی الحلیۃ (۹/ ۳۴)

باب: حديث القبضتين حق

١١٢٦: عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ فِي الْقَبْضَتَيْنِ: ((هٰؤُلَاءِ لِهٰذِهِ وَهٰؤُلَاءِ لِهٰذِهِ)). [الصحيحة:٤٦]

باب: دو مٹھیوں والی حدیث

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے دو مٹھیوں کے بارے میں فرمایا: "اس مٹھی والے (بندے) اس (جنت) کے لئے اور اس مٹھی والے (بندے) اس (جہنم) کے لئے۔"

تخریج: الصحیحۃ ۴۶۔ المخلص فی الفوائد المنتقاۃ (ج ۱/ ۳۴/ ۲)' طبرانی فی الصغیر (۱/ ۱۳۰)' ابونعیم فی الحلیۃ (۷/ ۱۱۰)

باب: من معجزاته ﷺ

١١٢٧: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ مِّنْ بَنِي عَامِرٍ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَكَانَ يُدَاوِي وَيُعَالِجُ. فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ!إِنَّكَ تَقُولُ أَشْيَاءَ فَهَلْ لَّكَ أَنْ أُدَاوِيَكَ؟ قَالَ: فَدَعَاهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَ۔ ثُمَّ قَالَ: ((هَلْ لَّكَ أَنْ أُرِيَكَ آيَةً وَعِنْدَهُ نَخْلٌ وَشَجَرَةٌ، فَدَعَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عِذْقًا مِنْهَا فَأَقْبَلَ إِلَيْهِ، وَهُوَ يَسْجُدُ وَيَرْفَعُ رَأْسَهُ، حَتّٰى انْتَهٰى إِلَيْهِ، فَقَامَ بَيْنَ يَدَيْهِ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ

باب: معجزۂ نبوی ﷺ کا بیان

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: بنو عامر قبیلے کا ایک معالج آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہا: اے محمد! آپ عجیب و غریب باتیں کرتے ہیں' تو کیا میں آپ کا علاج کر سکتا ہوں؟ رسول اللہ ﷺ نے اسے اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دی اور فرمایا: "کیا میں تجھے کوئی (خاص) نشانی دکھاؤں؟ آپ کے قریب ہی کھجوروں کے اور دوسرے درخت تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے کھجوروں کے گچھے کو بلایا' وہ آپ کی طرف متوجہ ہوا' سجدہ کرتے اور سر اٹھاتے اٹھاتے آپ کے پاس پہنچ گیا اور آپ کے

اللّٰهِ ﷺ: ((ارْجِعْ إِلَى مَكَانِكَ)) فَرَجَعَ إِلَى مَكَانِهِ)) قَالَ الْعَامِرِيُّ: وَاللّٰهِ! لَا أُكَذِّ بِكَ بِقَوْلٍ أَبَدًا، ثُمَّ قَالَ: يَا آلَ بَنِي صَعْصَعَةَ! وَاللّٰهِ! لَا أُكَذِّبُهُ بِشَيْءٍ يَقُولُهُ أَبَدًا۔ [الصحيحة:٢٣١٥]

سامنے کھڑا ہو گیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اپنی جگہ کی طرف لوٹ جا۔'' وہ لوٹ گیا۔ یہ علامت دیکھ کر عامری نے کہا: اللہ کی قسم! میں آپ کو کبھی بھی نہیں جھٹلاؤں گا۔ پھر فرمایا: اے آل بنی صعصہ! آپ (ﷺ) جو کہتے رہیں' میں آپ کبھی نہیں جھٹلاؤں گا۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۳۱۵۔ ابواسحاق الحربی فی غریب الحدیث (۵/ ۸۴/ ۱)' ابویعلی (۲۳۵۰)' ابن حبان (۶۵۲۳)' طبرانی (۱۲۵۹۵)

الرويا الصالحة بشارة من الله للعبد

اچھے خواب بندے کے لیے اللہ کی طرف سے خوش خبری ہیں

١١٢٨: عَنْ أَبِي صَالِحٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا الدَّرْدَاءِ، وَسُئِلَ عَنْ ﴿الَّذِيْنَ آمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ لَهُمُ الْبُشْرَى فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا﴾ قَالَ: مَاسَأَلَنِي أَحَدٌ قَبْلَكَ مُنْذُ سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺفَقَالَ: ((مَا سَأَلَنِي عَنْهَا أَحَدٌ قَبْلَكَ هِيَ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ يَرَاهَا الْعَبْدُ أَوْ تُرَى لَهُ)).

[الصحيحة:١٧٨٦]

ابو صالح کہتے ہیں: میں سن رہا تھا' سیدنا ابو درداء ؓ سے اس آیت کے بارے میں سوال کیا گیا۔ انھوں نے کہا: جب سے میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس آیت کے بارے میں پوچھا' مجھ سے کسی نے دریافت نہیں کیا' رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا تھا: ''اس کے بارے میں تجھ سے پہلے کسی نے مجھ سے سوال نہیں کیا' اس سے مراد نیک خواب ہے' جو بندہ دیکھتا ہے یا اسے دکھایا جاتا ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۷۸۶۔ ابن جریر الطبری فی تفسیرہ (۱۱/ ۹۵)' احمد (۶/ ۴۴۵)' طحاوی فی المشکل (۳/ ۴۷)

باب: عاقبة من لم يؤمن به ﷺ

باب: نبی کریم ﷺ پر ایمان نہ لانے والے کا انجام

١١٢٩: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعًا: ((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَايَسْمَعُ بِي رَجُلٌ مِنْ هٰذِهِ الْأُمَّةِ، وَلَا يَهُوْدِيٌّ ، وَلَا نَصْرَانِيٌّ ثُمَّ لَمْ يُؤْمِنُ بِي إِلَّا كَانَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ)). [الصحيحة:١٥٧]

سیدنا ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اس امت کا جو فرد' وہ یہودی ہو یا نصرانی' میرے بارے میں سنے اور مجھ پر ایمان نہ لائے' وہ جہنمی ہو گا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۵۷۔ ابن مندہ فی التوحید (۱۵۱)' احمد (۲/ ۳۱۷)' ابوعوانۃ (۱/ ۱۰۴)' مسلم (۱۵۳)' من طریق آخر عنہ

فضل التوحيد

توحید کی فضیلت

١١٣٠: عَنْ يُوْسُفَ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ نَسِيْرُ مَعَ رَسُوْلِ

یوسف بن عبد اللہ بن سلام اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں' وہ کہتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چل رہا تھا' آپ نے ایک

اللهﷺسمع رجلا في الوادي يقول: أشهد أن لا إله إلا الله، وأن محمداً رسول الله فقال رسول اللهﷺ: ((وَأَنَا أَشْهَدُ وَأَشْهَدُ أَن لاَّ يَشْهَدُ بِهَا أَحَدٌ إِلاَّ بَرِئَ مِنَ الشِّرْكِ)) يعني: الشهادتين. واللفظ للنسائي وزاد الطبراني في أوله: ((...... إِذَا سَمِعَ الْقَوْمُ وَهُمْ يَقُوْلُوْنَ: أَيُّ الْأَعْمَالِ أَفْضَلُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: إِيْمَانٌ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ، وَجِهَادٌ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ، وَحَجٌّ مَبْرُوْرٌ، ثُمَّ سَمِعَ......)) الحديث۔ [الصحيحة:٢٨٩٧]

وادی سے ایک آدمی کو یہ کہتے ہوئے سنا: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ ہی معبودِ برحق ہے اور محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اور میں بھی گواہی دیتا ہوں' مزید میں یہ شہادت بھی دیتا ہوں کہ جو آدمی ایسی گواہی دے گا وہ شرک سے بری ہو جائے گا۔'' آپ ﷺ کی مراد دو شہادتیں (توحید و رسالت) ہیں۔ یہ امام نسائی کے الفاظ ہیں اور روایت کے شروع میں امام طبرانی نے یہ اضافہ کیا ہے: (......انھوں نے سنا کہ لوگ پوچھ رہے تھے: اے اللہ کے رسول! کون سے اعمال افضل ہیں؟ رسول اللہﷺ نے فرمایا: اللہ اور رسول پر ایمان لانا' اللہ کے راستے میں جہاد کرنا اور حج مبرور کرنا' پھر سنا...... آخر حدیث تک

تخریج: الصحیحة ۲۸۹۷۔ نسائی فی عمل الیوم واللیلة (۳۹)' طبرانی فی الاوسط (۸۸۹۱)' احمد (۵/ ۴۵۱)' ابن حبان (۴۵۹۵)

فوائد: حج مبرور سے مراد وہ حج ہے جس میں کوئی گناہ سرزد نہ ہوا ہو۔

باب: لا ينجي العمل الصالح مع الكفر ولو في الجاهلية

باب: کفر کے ساتھ عمل صالح باعث نجات نہیں اگرچہ دور جاہلیت میں کیا ہو

١١٣١: عن أم سلمة، قالت: قلت للنبي هشام بن المغيرة كان يصل الرحم ويقري الضيف، ويفك العناة، ويطعم الطعام، لو أدرك أسلم، هل ذلك نافعه؟ قال: ((لَا إِنَّهُ كَانَ يُعْطِي لِلدُّنْيَا وَذِكْرِهَا وَحَمْدِهَا وَلَمْ يَقُلْ يَوْماً قَطُّ رَبِّ اغْفِرْ لِي خَطِيْئَتِي يَوْمَ الدِّيْنِ)). [الصحيحة:٢٩٢٧]

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: میں نے نبی ﷺ سے کہا: ہشام بن مغیرہ صلہ رحمی کرتا تھا' مہمانوں کی میزبانی کرتا تھا' غلاموں کو آزاد کرتا تھا' کھانا کھلاتا تھا اور اگر اسلام کا دور پاتا تو مسلمان بھی ہو جاتا' آیا یہ اعمال اس کے لئے نفع مند ثابت ہوں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں' وہ تو دنیوی غرض و غایت' شہرت اور تعریف کے لئے دیتا تھا' اس نے ایک دن بھی نہیں کہا: اے میرے رب! روزِ قیامت میرے گناہوں کو معاف فرما دینا۔''

تخریج: الصحیحة ۲۹۲۷۔ ابویعلی (۶۹۶۵)' طبرانی فی الکبیر (۲۳/ ۷۹۱'۳۹۱)

افضل الاعمال ومن اهونها

افضل اعمال اور ان میں سے ہلکے ترین اعمال

١١٣٢: عن عبادة بن الصامت، قال: إن رجلا أتى النبي ﷺ فقال: يا نبي الله! أي العمل أفضل؟ قال: ((الْإِيْمَانُ، وَتَصْدِيْقٌ بِهِ، وَجِهَادٌ

سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی ﷺ کے پاس آیا اور کہا: اے اللہ کے نبی! کون سا عمل افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ پر ایمان لانا' اس کی تصدیق کرنا اور اس

فِي سَبِيْلِه)) قَالَ: أُرِيْدُ أَهْوَنَ مِنْ ذٰلِكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((السَّمَاحَةُ وَالصَّبْرُ)). قَالَ: أُرِيْدُ أَهْوَنَ مِنْ ذٰلِكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((لَاتَتَّهِمِ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى فِي شَيْءٍ قَضٰى لَكَ بِه)) [الصحيحة:٣٣٣٤]

کے راستے میں جہاد کرنا۔'' اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں اس سے آسان عمل چاہتا ہوں؟ آپ نے فرمایا: ''عفو و درگزر کرنا اور صبر کرنا۔'' اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرا ارادہ تو اس سے بھی آسان عمل کا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ تیرے بارے میں جو فیصلہ کر دے اس پر ناخوش نہ ہونا (بلکہ راضی ہو جانا)۔''

تخريج: الصحيحة ٣٣٣٤- احمد (٥/ ٣١٨- ٣١٩)' ابن ابی شيبة وابويعلى فى مسند كما فى اتحاف الخيرة (٣١)' ابن ابی الدنيا فى الرضا عن الله (ص: ٨٢' ٨٣)

باب منع سب الدهر

زمانہ کو گالی دینے کی مخالفت

١١٣٣: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَاتَسُبُّوْا الدَّهْرَ، فَإِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ. قَالَ: أَنَا الدَّهْرُ، الْأَيَّامُ وَاللَّيَالِي لِي أُجَدِّدُهَا وَأُبْلِيْهَا وَآتِي بِمُلُوْكٍ بَعْدَ مُلُوْكٍ)). [الصحيحة:٥٣٢]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''زمانے کو برا بھلا نہ کہا کرو' کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں زمانہ ہوں' میں دنوں اور راتوں کی تجدید کرتا ہوں اور پھر بوسیدہ کر دیتا ہوں اور بادشاہوں کو بھی یکے بعد دیگر بدلا بدلا کر لاتا ہوں۔''

تخريج: الصحيحة ٥٣٢- احمد (٢/ ٤٩٦)' ابونعيم فى الحلية (٨/ ٢٥٨)' مختصرا

باب لا يموت العبد حتى يبلغ أخر رزقه

اپنے مقدر کا رزق جب تک کوئی کھا نہ لے وہ فوت نہیں ہوگا

١١٣٤: عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَاتَسْتَبْطِئُوا الرِّزْقَ، فَإِنَّهُ لَمْ يَكُنْ عَبْدٌ لِيَمُوْتَ حَتّٰى يَبْلُغَ آخِرَ رِزْقٍ هُوَ لَهُ، فَأَجْمِلُوْا فِي الطَّلَبِ: أَخْذِ الْحَلَالِ، وَتَرْكِ الْحَرَامِ)). [الصحيحة: ٢٦٠٧]

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''رزق کو مؤخر نہ سمجھو' کوئی آدمی اس وقت تک نہیں مرتا جب تک اپنے (مقدر میں لکھے ہوئے) رزق کی تکمیل نہیں کر لیتا۔ اعتدال کے ساتھ طلب کرو یعنی حلال چیز استعمال کرو اور حرام کو ترک کر دو۔''

تخريج: الصحيحة ٢٦٠٧- ابوعبد الله الرازى فى مشيخته (ق ١٤٩/ ١)' ابن حبان (٣٢٣٩)' حاكم (٢/ ٤)' بيهقى (٥/ ٢٦٤)' ابن ماجه (٢١٤٤)' من طريق آخر بمعناه

فوائد: ہر مومن کو چاہئے کہ وہ حصولِ رزق کے لئے جائز و مباح وسائل استعمال کرے اور اللہ تعالیٰ کے فرائض کے اوقات میں ان کی ادائیگی کرے اپنی تجارت و صنعت میں نہ پڑا رہے۔

العاقبة بأخر العمل

انجام آخری عمل کے ساتھ ہے

١١٣٥: عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے

اللّٰہ ﷺ : ((لَاتَعْجَبُوْا بِعَمَلِ أَحَدٍ حَتّٰی تَنْظُرُوْا بِمَا يُخْتَمُ لَهُ، فَإِنَّ الْعَامِلَ يَعْمَلُ زَمَاناً مِنْ دَهْرِهِ، أَوْ بُرْهَةً مِنْ دَهْرِهِ بِعَمَلٍ صَالِحٍ لَوْمَاتَ [عَلَيْهِ]دَخَلَ الْجَنَّةَ، ثُمَّ يَتَحَوَّلُ فَيَعْمَلُ عَمَلاً سَيِّئاً، وَإِنَّ الْعَبْدَ لَيَعْمَلُ زَمَاناً مِنْ دَهْرِهِ بِعَمَلٍ سَيِّئٍ لَوْمَاتَ [عَلَيْهِ]دَخَلَ النَّارَ، ثُمَّ يَتَحَوَّلُ فَيَعْمَلُ عَمَلاً صَالِحاً وَإِذَا أَرَادَ اللّٰهُ بِعَبْدٍ خَيْراً اسْتَعْمَلَهُ قَبْلَ مَوْتِهِ فَوَفَّقَهُ لِعَمَلٍ صَالِحٍ، [ثُمَّ يُقْبَضُ عَلَيْهِ])). [الصحيحة:١٣٣٤]

فرمایا: ''کسی کے عمل کو دیکھ اس کے (نیک یا بد) ہونے کا فیصلہ کرنے میں جلدی نہ کرو' دیکھو کہ کس عمل پر اس کی زندگی کا خاتمہ ہو رہا ہے' کیونکہ (یہ حقیقت ہے کہ) عامل کچھ زمانہ نیک اعمال کرتا رہتا ہے' اگر انہی اعمال پر اس کو موت آ جائے تو وہ جنتی ہو گا' لیکن اس کی حالت بدل جاتی ہے اور وہ برے عمل کرنا شروع کر دیتا ہے (اور انہی پر اس کی موت واقع ہو جاتی ہے)۔ اسی طرح ایک انسان کچھ عرصہ تک برے عمل کرتا رہتا ہے' اگر انہی پر اس کو موت آ جائے تو وہ آگ میں داخل ہو گا' لیکن ہوتا یوں ہے کہ اس کی حالت تبدیل ہو جاتی ہے اور وہ نیک عمل شروع کر دیتا ہے (اور ان پر اس کی موت واقع ہو جاتی ہے)۔ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے خیر و بھلائی کا ارادہ کرتے ہیں تو اسے موت سے قبل نیک اعمال کی توفیق دے دیتے ہیں' پھر اس کی روح قبض کر لیتے ہیں۔''

تخریج: الصحيحة ١٣٣٤- احمد (٣/ ١٢٠' ١٢٣)' ابن ابی عاصم فی السنة (٣٤٧- ٣٥٣)' ابویعلی (٣٨٤٠)

فوائد: مومن کو چاہئے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہے' استقامت اختیار کرے اور خاتمہ بالایمان کی دعائیں کرے۔

باب لا طيرة — نحوست نہیں ہے

١١٣٦: عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ ابْنِ أُخْتِ نَمِرٍ مَرْفُوْعاً: ((لَاعَدْوٰى، وَلَا صَفَرَ، وَلَا هَامَةَ)). [الصحيحة: ٧٨٥]

سیدنا سائب بن یزید بن اخت نمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی بیماری متعدی نہیں ہے' اور نہ ہی صفر کچھ ہے نہ فالِ بد کوئی چیز ہے۔''

تخریج: الصحيحة ٧٨٥- مسلم (١٠٣/ ٢٢٢٠)' احمد (٣/ ٤٤٩- ٤٥٠)' طحاوی (٢/ ٣٧٨)

١١٣٧: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعاً: ((لَاعَدْوٰى، وَلَا طِيَرَةَ، فَأُحِبُّ الْفَأْلَ الصَّالِحَ)). [الصحيحة:٧٨٧]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی بیماری متعدی نہیں' نہ فالِ بد کوئی چیز ہے' البتہ مجھے نیک فال پسند ہے۔''

تخریج: الصحيحة ٧٨٧- مسلم (١١٣/ ٢٢٢٣)' احمد (٢/ ٥٠٧)' ابن حبان (٥٨٢٦)

الشوم فی ثلاثة — تین چیزوں میں نحوست ہے

١١٣٨: عَنِ ابْنِ عُمَرَ مَرْفُوْعاً: ((لَاعَدْوٰى وَلَاطِيَرَةَ، وَإِنَّمَا الشُّوْمُ فِي ثَلَاثَةٍ الْمَرْأَةِ

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی بیماری متعدی نہیں ہے' نہ فالِ بد کوئی چیز ہے اور تین

وَالْفَرَسُ وَالدَّارُ)). [الصحيحة:٧٨٨]

چیزوں میں بدشگونی (یانحوست) ہوتی ہے: بیوی' گھوڑا اور گھر۔''

تخريج: الصحيحة ٧٨٨- بخاری (٥٧٥٣)' مسلم (١١٦/ ٢٢٢٥)' احمد (٣/ ١٥٣)

فوائد: دوسری حدیث میں آپ نے صراحت سے فرمایا کہ اگر نحوست ہوتی تو ان تین چیزوں میں ہوتی! نحوست وشؤم کا مطلب یہ ہے کہ تین چیزیں کبھی کبھار انسان کے موافق نہیں رہتیں۔ مثلاً بیوی یا سواری سرکش ہوتی ہے یا مکان خیر و برکت سے خالی ہوتا ہے۔ حقیقت میں خیر وشر کا مالک اللہ ہی ہے۔

العين حق

نظر بد لگنا حق ہے

١١٣٩: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوعاً: ((لَاعَدْوَى، وَلَاطِيَرَةَ، وَالْعَيْنُ حَقٌّ)). [الصحيحة:٧٨١]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی بیماری متعدی نہیں' نہ برے شگون کی کوئی حقیقت ہے اور نظر لگنا حق ہے۔''

تخريج: الصحيحة ٧٨١- احمد (٢/ ٤٢٠)' طبری فی تهذيب الآثار (مسند علی: ١٣٠٤)' طحاوی (٤/ ٣٠٩)' مختصراً' طبرانی فی الاوسط (٦٥٣٢)

١١٤٠: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوعاً: ((لَاعَدْوَى وَلَاطِيَرَةَ، وَلَاصَفَرَ، وَلَاهَامَةَ، فَقَالَ أَعْرَابِيٌّ: مَا بَالُ الْإِبِلِ تَكُوْنُ فِي الرَّمْلِ كَأَنَّهَا الظِّبَاءُ، فَيُخَالِطُهَا بَعِيْرٌ أَجْرَبُ فَيُجْرِبُهَا؟ قَالَ: فَمَنْ أَعْدَى الْأَوَّلَ؟!)). [الصحيحة: ٧٨٢]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: 'بیماری متعدی نہیں۔ اور نہ ہی بدشگونی ہے۔ اور صفر کا مہینہ منحوس ہے نہ ہی الو کی آواز۔'' ایک بدو نے کہا: تو پھر ایک اونٹ جب ریت میں چل رہا ہوتا ہے تو وہ بیماریوں سے پاک ہوتا ہے' جب خارشی اونٹ اس سے خلط ملط ہوتا ہے تو اسے بھی خارش لگ جاتی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''(اچھا یہ بتلاؤ کہ) پہلے اونٹ کو خارش کس نے لگائی؟''

تخريج: الصحيحة ٧٨٢- بخاری (٥٧١٧)' مسلم (٢٢٢٠)' ابو داود (٣٩١١)' احمد (٢/ ٢٦٧)

١١٤١: عَنْ جَابِرٍ مَرْفُوعاً: ((لَاعَدْوَى، وَلَاطِيَرَةَ، وَلَاغُوْلَ)). [الصحيحة:٧٨٤]

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی بیماری متعدی نہیں' نہ فال بد کی کوئی حقیقت ہے اور نہ کوئی غول ہے۔''

تخريج: الصحيحة ٧٨٤- مسلم (٢٢٢٢)' احمد (٣/ ٢٩٣' ٣١٢)' بغوی فی الجعديات (٣٢٥١)

فوائد: غول: عربوں کے نظریہ کے مطابق شیاطین کی ایک قسم جو بیابان میں مختلف شکلوں میں آ کر لوگوں کو بھٹکا دیتی یا ہلاک کر دیتی ہے۔

١١٤٢: عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ، قَالَ: سَأَلْتُ سَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَّاصٍ عَنِ الطِّيَرَةِ؟ فَانْتَهَرَنِي وَقَالَ: مَنْ حَدَّثَكَ؟ فَكَرِهْتُ أَنْ أُحَدِّثَهُ مَنْ

سعید بن مسیب کہتے ہیں: میں نے سیدنا سعد بن ابو وقاص رضی اللہ عنہ سے بدشگونی کے بارے میں پوچھا۔ انھوں نے مجھے جھڑک دیا اور کہا: تجھے یہ کس نے بیان کیا؟ میں نے ناپسند کیا کہ بیان کرنے

حدثني قال: قال رسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَاعَدْوَی، وَلَاطِیَرَةَ، وَلَاهَامَ، إِنْ تَكُنِ الطِّيَرَةُ فِي شَيْءٍ، فَفِي الْفَرَسِ وَالْمَرْأَةِ وَالدَّارِ، وَإِذَا سَمِعْتُمْ بِالطَّاعُوْنِ بِأَرْضٍ فَلَا تَهْبِطُوْا، وَإِذَا كَانَ بِأَرْضٍ وَأَنْتُمْ بِهَا فَلَا تَفِرُّوْا مِنْهُ)).

[الصحيحة:٧٨٩]

والے کا نام بتاؤں۔ پھر کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نہ کوئی بیماری متعدی ہے' نہ کوئی بد فال ہے اور نہ الو کا بولنا کوئی اثر رکھتا ہے' اگر بدشگونی ہوتی تو گھوڑے' بیوی اور گھر میں ہوتی۔ جب تم سنو کہ فلاں علاقے میں طاعون کی بیماری پھیل گئی ہے تو وہاں نہ جاؤ اور اگر تم اسی علاقہ میں ہو تو وہاں سے مت نکلو۔''

تخریج: الصحیحة ۷۸۹۔ احمد (۱/ ۱۸۰)' الشاشی فی مسنده (۱۵۳)' الدورقی فی مسند سعد (۹۵)' ابوداود (۳۹۲۱)' طحاوی (۲/ ۳۷۷)

باب فرمن المجذوم

کوڑی سے بھاگنا

١١٤٣: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعاً: ((لَاعَدْوَى وَلَاطِيَرَةَ، وَلَا هَامَةَ، وَلَا صَفَرَ وَفِرَّ مِنَ الْمَجْذُوْمِ كَمَا تَفِرُّ مِنَ الْأَسَدِ)).

[الصحيحة:٧٨٣]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نہ کوئی بیماری متعدی ہے' نہ کوئی فالِ بد ہے' نہ الّو کے بولنے کا اثر ہے اور نہ کوئی صفر ہے اور کوڑھی سے اس طرح بھاگ جس طرح شیر (سے بچنے کے لئے) بھاگتا ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۷۸۳۔ بخاری (۵۷۰۷)' تعلیقًا' ابن خزیمة فی التوکل کما فی اتحاف المهرة (۱۸۷۵۹)' بیهقی (۷/ ۱۳۵)

باب ما الفال

فال کیا ہے؟

١١٤٤: عَنْ أَنَسٍ مَرْفُوْعاً: ((لَاعَدْوَى، وَلَاطِيَرَةَ، وَيُعْجِبُنِي الْفَالُ الصَّالِحُ: الْكَلِمَةُ الْحَسَنَةُ)). [الصحيحة:٧٨٦]

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی بیماری متعدی نہیں اور نہ کوئی بد فال کی حقیقت ہے' البتہ مجھے نیک فال یعنی (حوصلہ دلانے والی) اچھی بات پسند ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۷۸۶۔ بخاری (۵۷۷۶)' مسلم (۲۲۲۴)' ابوداود (۳۹۱۵)' ترمذی (۱۶۱۵)' ابن ماجه (۳۵۳۷)

١١٤٥: عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، قَالَ حَدَّثَنِي رِجَالٌ أَهْلُ رضى وقناعة مِنْ أَبْنَاءِ الصَّحَابَةِ وَأَوَّلِيَةِ النَّاسِ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَاعَدْوَى، وَلَاهَامَةَ، وَلَاصَفَرَ، وَاتَّقُوْا الْمَجْذُوْمَ كَمَا يُتَّقَى الْأَسَدُ)). [الصحيحة: ٧٨٠]

ابو زناد کہتے ہیں: مجھے صحابہ کرام کے پسندیدہ' قناعت پسند بیٹوں' جو اعلی و اولی لوگ تھے' نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نہ کوئی بیماری متعدی ہے' نہ الو کے بولنے کا کوئی اثر ہے' نہ کوئی صفر ہے اور کوڑھی سے ایسے بچو جیسے شیر سے بچا جاتا ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۷۸۰۔ ابن وهب فی الجامع (۱۳۴)' بخاری فی التاریخ (۱/ ۱۵۰)' والخطیب فی التاریخ (۲/ ۳۰۷)' من طریق آخر

المؤمن خير من خلقه

اللہ کی مخلوق میں مؤمن سب سے بہتر ہے

۱۱۴۶: عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قال: ((لَا نَعْلَمُ شَيْئًا خَيْرًا مِنْ مِئَةٍ مِثْلِهِ إِلَّا الرَّجُلُ الْمُؤْمِنُ)). [الصحيحة:٥٤٦]

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر کوئی چیز سو گنا بھی ہو، وہ مومن سے بہتر نہیں ہو سکتی۔''

تخریج: الصحیحۃ ۵۴۶۔ احمد (۲/ ۱۰۹)' طبرانی فی الصغیر (۱/ ۱۴۷)' طحاوی المشکل (۱۴۷۱)' ابن عدی (۶/ ۲۲۲۴)

احب لاخيه ما يحب لنفسه من الايمان

ایمانیات میں سے یہ بھی ہے کہ اپنے بھائی کے لیے وہی پسند کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے

۱۱۴۷: عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ مَرْفُوْعًا: ((لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتّٰى يُحِبَّ لِأَخِيْهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ [مِنَ الْخَيْرِ])). [الصحيحة:٧٣]

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی آدمی اس وقت (مکمل) مومن نہیں ہو سکتا جب تک اپنے بھائی کے لئے وہی خیر و بھلائی پسند نہیں کرتا جو اپنے لئے کرتا ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۷۳۔ بخاری (۱۳)' مسلم (۴۵)' ابو عوانۃ (۱/ ۳۳)' نسائی (۵۰۱۹' ۵۰۲۰)' ترمذی (۲۵۱۵)' ابن ماجہ (۶۶)

فوائد: اپنے ایمان کی کمی و زیادتی کو پرکھنے کے لیے یہ حدیث معیار ہے' سچا مومن ہمیشہ اپنی پسند ہی دوسرے کے لیے پسند کرتا ہے۔ ہر موقعہ پر اس حدیث کو سامنے رکھا جائے تو تمام معاشرتی خرابیوں سے نجات حاصل کی جا سکتی ہے۔ جب آپ ہمیشہ وہی معاملہ کریں جو آپ کو پسند ہو تو یقیناً خیر و برکت' بھلائی اور بہتری ہی اضافہ ہوگا۔ مگر افسوس! کہ معاشرہ میں ایسے افراد نہ ہونے کے برابر ہیں۔

وجوب الايمان بالقدر خيره وشره

تقدیر کے خیر و شر پر ایمان لانا واجب ہے

۱۱۴۸: عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ مَرْفُوْعًا: ((لَا يُؤْمِنُ عَبْدٌ حَتّٰى يُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ خَيْرِهِ وَشَرِّهِ، حَتّٰى يَعْلَمَ أَنَّ مَا أَصَابَهُ لَمْ يَكُنْ لِيُخْطِئَهُ، وَأَنَّ مَا أَخْطَأَهُ لَمْ يَكُنْ لِيُصِيْبَهُ)) [الصحيحة:٢٤٣٩]

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی بندہ اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک تقدیر پر ایمان نہیں لاتا' وہ اچھی ہو یا بری اور جب تک اسے یہ (پختہ) علم نہیں ہو جاتا کہ (اللہ تعالیٰ کی تقدیر کے مطابق) جس چیز نے اسے لاحق ہونا ہے وہ ٹل نہیں سکتی اور جو ٹل گئی وہ لاحق نہیں ہو سکتی۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۴۳۹۔ ترمذی (۲۱۴۴)' ابن عدی (۴/ ۱۵۰۴)

لا يفيد الاعمال الصالحة مع الكفر

کفر کے ہوتے ہوئے اعمال صالحہ فائدہ نہیں دیں گے

١١٤٩/أ: عَنْ عَائِشَةَ: قَالَتْ: قُلْتُ يَارَسُولَ اللّٰهِ! ابْنُ جَدْعَانَ كَانَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ يَصِلُ الرَّحِمَ وَيُطْعِمُ الْمَسَاكِينَ، فَهَلْ ذَاكَ نَافِعُهُ؟ قَالَ: ((لَا يَاعَائِشَةُ! إِنَّهُ لَمْ يَقُلْ يَوْماً: رَبِّ اغْفِرْلِي خَطِيْئَتِي يَوْمَ الدِّيْنِ)). [الصحيحة:٢٤٩]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ابن جدعان دورِ جاہلیت میں صلہ رحمی کرتا تھا اور مساکین کو کھانا کھلاتا تھا، آیا یہ نیکیاں اس کے لئے نفع مند ثابت ہوں گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں اے عائشہ! اس نے ایک دن بھی یہ نہ کہا: اے میرے رب! روزِ قیامت میرے گناہوں کو بخش دینا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۴۹۔ مسلم (۲۱۴)' ابوعوانۃ (۱/ ۱۰۰)' احمد (۶/ ۹۳)

من الايمان أن يعتقد الرجل ما كان لي فهو كائن

یہ عقیدہ کہ جو میرے لیے ہے وہ ضرور ہوگا ایمان میں سے ہے

١١٥٠: عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ ، عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَايَبْلُغُ عَبْدٌ حَقِيْقَةَ الْإِيْمَانِ حَتّٰى يَعْلَمَ أَنَّ مَاأَصَابَهُ لَمْ يَكُنْ لِيُخْطِئَهُ وَمَا أَخْطَأَهُ لَمْ يَكُنْ لِيُصِيْبَهُ)). [الصحيحة:٣٠١٩]

سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی بندہ اس وقت تک ایمان کی حقیقت کو نہیں پہنچ سکتا' جب تک اسے یہ (پختہ) علم نہ ہو جائے کہ (اللہ تعالیٰ کی تقدیر کے فیصلے کے مطابق) جس چیز نے اسے لاحق ہونا ہے وہ تجاوز نہیں کر سکتی اور جو چیز تجاوز کر گئی وہ لاحق نہیں ہو سکتی۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۰۱۹۔ البزار (الکشف: ۳۳)' و (البحر: ۴۱۰۷)' احمد (۶/ ۴۴۱)' وقد تقدم برقم (۱۰۷۶)

فوائد: بعض لوگ پریشانی لاحق ہونے پر اسباب پر بحث شروع کر دیتے ہیں کہ اگر میں اس طرح کر لیتا تو ایسے نہ ہوتا' یوں کر لیتا تو مصائب سے بچا رہتا۔ حالانکہ آزمائش اور آنے والی مصیبت کا فیصلہ ازل سے ہو چکا ہے' ہمیں اس کو حکم الٰہی سمجھ کر خندہ پیشانی سے قبول کرنا چاہیے۔ یہی کمالِ ایمان ہے۔

باب عدم الاجتماع الخير و الشر في قلب واحد

ایک ہی دل میں خیر اور شر کا جمع ہونا ناممکن ہے

١١٥١: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعاً: ((لَايَجْتَمِعُ الْإِيْمَانُ وَالْكُفْرُ فِي قَلْبِ امْرِئٍ، وَلَايَجْتَمِعُ الْكَذِبُ وَالصِّدْقُ جَمِيْعًا، وَلَا تَجْتَمِعُ الْخِيَانَةُ وَالْأَمَانَةُ جَمِيْعًا)). [الصحيحة:١٠٥٠]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایک آدمی کے دل میں ایمان اور کفر دونوں جمع نہیں ہو سکتے اور اسی طرح سچ اور جھوٹ بھی جمع نہیں ہو سکتے اور خیانت اور امانت کا اکٹھ بھی نہیں ہو سکتا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۰۵۰۔ ابن وھب فی الجامع (۴۶۴' ۵۳۷)' احمد (۲/ ۳۴۹)

فوائد: معلوم ہوا کہ مومن کو کفر سے' صادق کو جھوٹ سے اور امین کو خیانت سے کلیۃً پرہیز کرنا چاہیے۔

فضل الخوف و الرجا

اللہ سے امید اور خوف کی فضیلت

١١٥٢: عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺعَلٰى شَابٍّ وَهُوَ فِي الْمَوْتِ، فَقَالَ: كَيْفَ تَجِدُكَ؟ قَالَ: ((أَرْجُوْا اللّٰهَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَأَخَافُ ذُنُوْبِي، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا يَجْتَمِعَانِ. يَعْنِي الْخَوْفَ وَالرَّجَاءَ. فِي قَلْبِ عَبْدٍ فِي مِثْلِ هٰذَا الْمُوْطِنِ يَعْنِي: الْإِحْتِضَارَ. إِلَّا أَعْطَاهُ اللّٰهُ الَّذِي يَرْجُوْ، وَأَمَنَهُ مِنَ الَّذِي يَخَافُ)). [الصحيحة:١٠٥١]

سیدنا انس بن مالک ﷜ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ ایک نوجوان کے پاس گئے اور وہ موت وحیات کی کشمکش میں تھا۔ آپ ﷺ نے اس سے پوچھا: ''اپنے (اخروی اجر وثواب اور عذاب وعقاب کے) بارے میں کیا خیال کرتے ہو؟'' اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں اللہ تعالیٰ کے بارے میں پرامید ہوں' لیکن اپنے گناہوں سے ڈر بھی لگ رہا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس آدمی کے دل میں اس قسم کے (جان کنی کے) وقت میں یہ دو چیزیں (یعنی خوف وامید) جمع ہو جاتی ہیں' تو جس چیز کی اسے امید ہوتی' اللہ تعالیٰ وہ عطا کر دیتا ہے اور جس چیز کا ڈر ہوتا ہے' وہ اس سے امن دلا دیتا ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۱۰۵۱۔ ترمذی (۹۸۳)' ابن ماجه (۴۲۶۱)' ابن ابی الدنیا فی حسن الظن (۳۱)

فوائد: یہی مومن کی اصل تعریف ہے کہ جہاں اسے اپنی نیکیوں پر اعتماد ہوتا ہے' وہاں اپنی برائیوں کا ڈر بھی ہوتا ہے۔

باب: حقيقة الكبر

باب: غرور وتکبر کی حقیقت

١١٥٣: عَنْ أَبِي رَيْحَانَةَ مَرْفُوْعاً: ((لَا يَدْخُلُ شَيْءٌ مِنَ الْكِبْرِ الْجَنَّةَ)) فَقَالَ قَائِلٌ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ إِنِّي أُحِبُّ أَنْ أَتَجَمَّلَ: بِجِلَازِ سَوْطِي وَشِسْعِ نَعْلِي؟ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنَّ ذٰلِكَ لَيْسَ مِنَ الْكِبْرِ إِنَّ اللّٰهَ جَمِيْلٌ يُحِبُّ الْجَمَالَ إِنَّ الْكِبْرَ سَفَهُ الْحَقِّ وَغَمْصُ النَّاسِ)). [الصحيحة:١٦٢٦]

سیدنا ابو ریحانہ ﷜ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بڑائی اور تکبر (والے لوگ) جنت میں داخل نہیں ہوں گے۔'' ایک کہنے والے نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں تو اپنے کوڑے پر غلاف چڑھا کر اور اپنے جوتے کے تسمے کو (اچھا بنا کر) خوبصورتی حاصل کرتا ہوں؟ نبی ﷺ نے فرمایا: ''یہ تکبر نہیں ہے' بلکہ اللہ تعالیٰ جمیل ہے اور جمال کو پسند کرتا ہے' تکبر یہ ہے کہ انسان حق شناس نہ ہو اور دوسرے لوگوں کو حقیر سمجھے۔''

تخریج: الصحیحة ۱۶۲۶۔ احمد (۴/ ۱۳۳' ۱۳۴)' طبرانی فی الشامیین (۱۰۷۱)' ابن سعد (۷/ ۴۲۵)

الاجتناب التشبهات من الخير

متشابہ امور سے بچنا ہی خیر ہے

١١٥٤: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا يَزَالُ أَمْرُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ مُوَاتِياً أَوْ مُقَارِباً

سیدنا عبداللہ بن عباس ﷜ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا: ''اس امت کا معاملہ۔''

مَالَمْ يَتَكَلَّمُوْا فِي الْوِلْدَانِ وَالْقَدَرِ)).

[الصحيحة: ١٥١٥]

تخریج: الصحیحة ۱۵۱۵۔ ابن حبان (۶۷۲۴)' حاکم (۱/ ۳۳)' طبرانی (۱۲۷۶۴)

فوائد: دین میں اکثر احکام ومسائل ایسے ہیں جن کی وضاحت وصراحت روز روشن کی طرح عیاں ہیں ایسی تعلیمات کو محکمات کہتے ہیں چند امور متشابہات میں سے ہیں جن پر مکمل ایمان رکھنا ہے اور ان میں زیادہ بحث وتکرار درست نہیں انہیں مسائل میں سے مسئلہ تقدیر بھی ہے نیز چھوٹے بچے جنتی ہیں یا جہنمی؟ اللہ ہی خوب جانتا ہے اس وقت تک بہت بہتر اور عمدہ رہے گا جب تک وہ نومولود بچوں کے انجام اور مسئلہ تقدیر میں نہیں الجھے گیں۔

باب اثنی عشر خلیفه من قریش

بارہ خلیفہ قریش میں سے ہوں

١١٥٥: عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ مَرْفُوْعاً: ((لَايَزَالُ الدِّيْنُ قَائِماً حَتّٰى تَقُوْمَ السَّاعَةُ، أَوْ يَكُوْنَ عَلَيْكُمْ اثْنَا عَشَرَ خَلِيْفَةً كُلُّهُمْ مِنْ قُرَيْشٍ)). [الصحيحة: ٩٦٤]

سیدنا جابر بن سمرہ ﷜ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ دین قیامت کے برپا ہونے تک یا اس وقت تک قائم دائم رہے گا جب تک بارہ خلفاء خلافت کی مسندوں پر فائز نہیں ہو جاتے اور وہ سب کے سب قریش سے ہوں گے۔''

تخریج: الصحیحة ۹۶۴۔ مسلم (۱۸۲۲)' احمد (۵/ ۸۶' ۸۷)' ابویعلی (۷۴۶۳۔ ۷۴۶۷)' ابوعوانة (۴/ ۴۰۰)

باب من السوال کفر

بعض سوال کفر ہیں

١١٥٦: عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ مَرْفُوْعاً: ((لَايَزَالُ النَّاسُ يَسْأَلُوْنَ يَقُوْلُوْنَ :مَاكَذَا مَاكَذَا؟ حَتّٰى يَقُوْلُوْا: اَللّٰهُ خَالِقُ النَّاسِ، فَمَنْ خَلَقَ اللّٰهَ؟ فَعِنْدَ ذٰلِكَ يَضِلُّوْنَ)). [الصحيحة:٩٦٦]

سیدنا انس بن مالک ﷜ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ کیا ہے؟ یہ کیا ہے؟ لوگ اس قسم کے سوال کرتے رہیں گے حتی کہ وہ یہ سوال بھی کر دیں گے: اللہ تعالیٰ ہر چیز کا خالق ہے' بھلا اللہ تعالیٰ کو کس نے پیدا کیا؟ اس وقت وہ گمراہ ہو جائیں گے۔''

تخریج: الصحیحة ۹۶۶۔ ابن ابی عاصم فی السنة (۶۴۷)' مسلم (۱۳۶)' احمد (۳/ ۱۰۲)

١١٥٧: عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ: ((لَايَزَالُ هٰذَا الدِّيْنُ قَائِماً يُقَاتِلُ عَلَيْهِ عِصَابَةٌ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ حَتّٰى تَقُوْمَ السَّاعَةُ)). [الصحيحة:٩٦٣]

سیدنا جابر بن سمرہ ﷜ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ دین قائم دائم رہے گا' مسلمانوں کی ایک جماعت اس سے متصف ہو کر جہاد کرتی رہے گی' یہاں تک کہ قیامت قائم ہو جائے گی۔''

تخریج: الصحیحة ۹۶۳۔ احمد (۵/ ۹۲' ۹۴)' طیالسی (۷۵۶)' مسلم (۱۹۲۲)

مرتکب الکبائر لا یؤمن حین یرتکب

کبیرہ گناہ کرنیوالا گناہ کی حالت میں مومن نہیں رہتا

١١٥٨:عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعًا: ((لَايَزْنِي الزَّانِيْ حِيْنَ يَزْنِيْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَلَايَشْرَبُ

سیدنا ابو ہریرہ ﷜ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب زانی زنا کرتا ہے تو وہ مومن نہیں ہوتا' جب شرابی شراب

الْخَمْرَ حِيْنَ يَشْرَبُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَلَا يَسْرِقُ حِيْنَ يَسْرِقُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَلَايَنْتَهِبُ نُهْبَةً يَرْفَعُ النَّاسُ إِلَيْهِ أَبْصَارُهُمْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ)).

[الصحيحة: ۳۰۰۰]

پیتا ہے تو وہ مومن نہیں ہوتا' جب چور چوری کرتا ہے تو وہ مومن نہیں ہوتا اور جب (ڈاکو) زبردستی لوٹ مار کرتا ہے اور لوگ اس کو دیکھ رہے ہوتے ہیں تو وہ مومن نہیں ہوتا۔"

تخریج: الصحيحة ۳۰۰۰- بخاری (۲۴۷۵، ۶۸۱۰)' مسلم (۵۷)' نسائی (۴۸۷۴)' ابن ماجه (۳۹۳۶)

المؤمن ذو البصيرة

مومن صاحب بصیرت ہوتا ہے

۱۱۵۹: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعًا: ((لَايُلْدَغُ الْمُؤْمِنُ مِنْ جُحْرٍ وَاحِدٍ مَرَّتَيْنِ))

[الصحيحة: ۱۱۷۵]

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مومن کو ایک بل سے دو دفعہ نہیں ڈسا جا سکتا۔"

تخریج: الصحيحة ۱۱۷۵- بخاری (۶۱۳۳)' والادب المفرد (۱۲۷۸)' مسلم (۲۹۹۸)' ابوداود (۴۸۶۲)' ابن ماجه (۳۹۸۲)

فوائد: یعنی مومن سمجھ دار ہوتا ہے' ایک دفعہ نقصان ہو جانے کے بعد چوکنا ہو جاتا ہے۔ بار بار سانپ کی بل پر پاؤں نہیں رکھتا۔

الاستعاذ من سوال المكروهة و جوابه

بیکار سوالوں اور ان کے جواب سے اللہ کی پناہ پکڑنی چاہیے

۱۱۶۰: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعًا: ((يَأْتِي شَيْطَانُ أَحَدَكُمْ فَيَقُوْلُ: مَنْ خَلَقَ كَذَا؟ مَنْ خَلَقَ كَذَا؟ مَنْ خَلَقَ كَذَا؟ حَتَّى يَقُوْلَ: مَنْ خَلَقَ رَبَّكَ؟ فَإِذَا بَلَغَهُ، فَلْيَسْتَعِذْ بِاللّٰهِ وَلْيَنْتَهِ)). [الصحيحة: ۱۱۷]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم میں سے ایک آدمی کے پاس شیطان آ کر کہتا ہے: اس چیز کو کس نے پیدا کیا؟ اس چیز کو کس نے پیدا کیا؟ اس چیز کو کس نے پیدا کیا؟ کہتے کہتے بات کو یہاں تک پہنچا دیتا ہے کہ: تیرے ربّ کو کس نے پیدا کیا؟ جب وہ یہاں تک پہنچ جائے تو وہ اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرے اور باز آ جائے۔"

تخریج: الصحيحة ۱۱۷- بخاری (۳۲۷۶)' مسلم (۱۳۴/ ۲۱۴)' ابوعوانة (۱/ ۸۲)

باب قبض السمٰوٰت السبع والارضين بيدالله

ساتوں آسمان اور زمینوں کو اللہ کے ہاتھوں میں پکڑنے کے بارے میں

۱۱۶۱: عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ بْنِ مُقْسِمٍ: أَنَّهُ نَظَرَ إِلَى عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ كَيْفَ يَحْكِيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((يَأْخُذُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ سَمَاوَاتِهِ وَأَرْضِيْهِ

عبیداللہ بن مقسم کہتے ہیں: میں نے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا' وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نقل اتار رہے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمینوں کو اپنے ہاتھوں میں پکڑ لے

بِيَدَيْهِ، فَيَقُوْلُ: أَنَا اللّٰهُ وَيَقْبِضُ أَصَابِعَهُ وَيَبْسُطُهَا. أَنَا الْمَلِكُ [وَتَمَايَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ يَمِيْنِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ] حَتّٰى نَظَرْتُ إِلَى الْمِنْبَرِ يَتَحَرَّكُ مِنْ أَسْفَلِ شَيْءٍ مِنْهُ، حَتّٰى إِنِّي لَأَقُوْلُ: أَسَاقِطٌ هُوَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ؟)) [الصحيحة: ۳۱۹۶]

گا اور کہے گا: میں اللہ ہوں- پھر حکایۃً انگلیوں کو کھولا اور بند کیا- میں بادشاہ ہوں- پھر رسول اللہ ﷺ دائیں بائیں جھومنے لگ گئے، حتی کہ میں نے دیکھا کہ منبر بھی ہچکولے کھانے لگ گیا اور مجھے یہ وہم ہونے لگا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گرا ہی نہ دے۔"

تخریج: الصحیحة ۳۱۹۶- مسلم (۲۵/ ۲۷۸۸)، ابن خزیمة فی التوحید (ص: ۴۹-۵۰)، بیهقی فی الاسماء (۳۳۹)، ابن ماجه (۱۹۸، ۴۲۷۵)

باب: في حبه ﷺ

باب: نبی ﷺ کی محبت کا بیان

۱۱۶۲: عَنْ أَبِيْ رَاشِدٍ الْحُبْرَانِيِّ، قَالَ: أَخَذَ بِيَدَيَّ أَبُوْ أُمَامَةَ الْبَاهِلِيُّ، قَالَ: أَخَذَ بِيَدَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ لِيْ: ((يَا أَبَا أُمَامَةَ! إِنَّ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ مَنْ يَلِيْنُ لِيْ قَلْبُهُ)). [الصحيحة: ۱۰۹۵]

ابوراشد حبرانی کہتے ہیں: سیدنا ابوامامہ باہلی ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑا اور کہا: رسول اللہ ﷺ نے اسی طرح میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا تھا: "اے ابوامامہ! بعض مومن ایسے بھی ہیں کہ ان کے دل میرے لئے نرم ہو جاتے ہیں۔"

تخریج: الصحیحة ۱۰۹۵- احمد (۵/ ۲۶۷)، طبرانی فی الکبیر (۷۶۵۵)، و الشامیین (۸۵۰)

اراد الله غالب كل شئ

اللہ کا ارادہ ہر چیز پر غالب ہے

۱۱۶۳: عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِأَبِيْ بَكْرٍ: ((يَا أَبَا بَكْرٍ لَوْ أَرَادَ اللّٰهُ أَنْ لَا يُعْصٰى مَا خَلَقَ إِبْلِيْسَ)). [الصحيحة: ۱٦٤٢]

سیدنا عبداللہ بن عمر ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا ابوبکر ﷺ سے فرمایا: "اے ابوبکر! اگر اللہ تعالیٰ اپنی نافرمانی نہ ہونے کا ارادہ کرتا تو وہ ابلیس کو پیدا نہ کرتا۔"

تخریج: الصحیحة ۱۶۴۲- للالکائی فی السنة (۱۱۰۱)، بیهقی فی الاسماء (۱۵۷)

اكرام الرجل بالتقوىٰ لا بالتخليق

کسی بھی شخص کی عزت تقویٰ کی وجہ سے ہے نہ کہ تخلیقی اعتبار سے

۱۱۶٤: عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ أَوْسَطِ أَيَّامِ التَّشْرِيْقِ خُطْبَةَ الْوَدَاعِ، فَقَالَ: ((يَا أَيُّهَا النَّاسُ! إِنَّ رَبَّكُمْ وَاحِدٌ، وَإِنَّ أَبَاكُمْ

سیدنا جابر ﷺ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ایام تشریق کے درمیانے دن کو خطبۃ الوداع ارشاد فرمایا اور فرمایا: "لوگو! تمھارا رب ایک ہے اور تمھارا باپ بھی ایک ہے۔ آگاہ ہو جاؤ! کسی عربی

وَاحِدٌ، أَلَا لَافَضْلَ لِعَرَبِيٍّ عَلَى عَجَمِيٍّ، وَلَالِعَجَمِيٍّ عَلَى عَرَبِيٍّ، وَلَا لِأَحْمَرَ عَلَى أَسْوَدَ، وَلَا لِأَسْوَدَ عَلَى أَحْمَرَ إِلَّا بِالتَّقْوٰى ﴿إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَاللّٰهِ أَتْقَاكُمْ﴾ أَلَاهَلْ بَلَّغْتُ؟ قَالُوْا: بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: فَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ)). [الصحيحة: ٢٧٠٠]

کو کسی عجمی پر' کسی عجمی کو کسی عربی پر' کسی سرخ رنگ والے کو کالے رنگ والے پر اور کسی سیاہ رنگ والے کو سرخ رنگ والے پر کوئی فضیلت و برتری حاصل نہیں' مگر تقوی کے ساتھ' جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿اللہ تعالیٰ کے ہاں تم میں سے وہ شخص سب سے زیادہ معزز ہے جو سب سے زیادہ پرہیز گار ہے﴾ خبردار! کیا میں نے (اللہ کا پیغام) پہنچا دیا ہے؟ انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیوں نہیں۔ پھر فرمایا: ''حاضر لوگ یہ باتیں غیر حاضروں تک پہنچا دیں۔''

تخریج: الصحیحة ۲۷۰۰۔ ابونعیم فی الحلیة (۳/ ۱۰۰)' بیھقی فی الشعب (۵۱۳۷)

باب انذار المقربين

قریبی رشتہ داروں کو ڈرانے کے بارے میں

١١٦٥: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: لَمَّا أُنْزِلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ: ﴿وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِيْنَ﴾ دَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قُرَيْشًا، فَاجْتَمَعُوْا، فَعَمَّ وَخَصَّ فَقَالَ: ((يَابَنِي كَعْبِ ابْنِ لُؤَيٍّ! أَنْقِذُوْا أَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ، يَا بَنِيْ عَبْدِ مَنَافٍ! أَنْقِذُوْا أَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ، يَابَنِيْ عَبْدِالْمُطَّلِبِ، أَنْقِذُوْا أَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ، يَافَاطِمَةُ [بِنْتُ مُحَمَّدٍ ﷺ] أَنْقِذِي نَفْسَكِ مِنَ النَّارِ فَإِنِّي لَاأَمْلِكُ لَكُمْ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا، غَيْرَ أَنَّ لَكُمْ رَحِمًا سَأَبُلُّهَا بِبِلَالِهَا)) [الصحيحة: ٣١٧٧]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جب یہ آیت نازل ہوئی: ﴿(اے محمد!) اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈراؤ۔﴾ تو رسول اللہ ﷺ نے قریش کو بلایا' وہ جمع ہو گئے' پھر آپ نے عام نداء بھی دی اور خاص بھی اور فرمایا: ''اے بنو کعب بن لوی! اپنے آپ کو آگ سے بچا لو۔ اے بنو مرہ بن کعب! اپنے آپ کو آگ سے بچا لو۔ اے بنو عبد شمس! اپنے آپ کو آگ سے بچا لو۔ اے بنو عبد مناف! اپنے آپ کو آگ سے بچا لو۔ اے بنو عبد المطلب! اپنے آپ کو آگ سے بچا لو اور اے فاطمہ بنت محمد! اپنے آپ کو آگ سے بچا لو' کیونکہ میں اللہ تعالیٰ کے ہاں تمھارے لئے کسی اختیار کا مالک نہیں ہوں۔ ہاں تم سے جو رشتہ و قرابت ہے' میں اسے قائم رکھوں گا۔''

تخریج: الصحیحة ۳۱۷۷۔ الادب المفرد (۸۲)' مسلم (۲۰۴)' ابوعوانه (۱/ ۹۳۔۹۴)' ترمذی (۳۱۸۴)' نسائی (۳۶۷۴)

فوائد: معلوم ہوا کہ محض قرابت داری باعث عزت و نجات نہیں' بلکہ باعمل' صالح مزاج اور نیک بننا از حد ضروری ہے۔ کئی پیر اپنے مریدوں کو بیعت لینے کے بعد اس خوش فہمی میں رکھتے ہیں کہ اب پابندی صلاۃ وغیرہ کی کوئی ضرورت نہیں۔ آپ کا بیعت کر لینا ہی نجات کے لیے کافی ہے یہ کھلا دھوکہ اور واضح گمراہی ہے۔ جب امام الانبیاء ﷺ کی لخت جگر کے لیے شریعت کی پابندی ضروری ہے تو پھر بعد والوں کے لیے آزادی کیسے ہو سکتی ہے۔

باب: القصد في العبادة وحكمة ذلك

باب: عبادت میں میانہ روی اختیار کرنا اور اس کی حکمت کا بیان

١١٦٦: عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو۔ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ لِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَاعَبْدَاللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو: إِنَّكَ لَتَصُوْمُ الدَّهْرَ، وَتَقُوْمُ اللَّيْلَ، وَإِنَّكَ إِذَا فَعَلْتَ ذٰلِكَ هَجَمَتْ لَهُ الْعَيْنُ، وَنَهِكَتْ وَفِي رِوَايَةٍ: وَنَفِهَتْ لَهُ النَّفْسُ. لَاصَامَ مَنْ صَامَ الْأَبَدَ، صَوْمُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنَ الشَّهْرِ كُلِّهِ)) قُلْتُ: فَإِنِّي أُطِيقُ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ قَالَ: ((فَصُمْ صَوْمَ دَاوُدَ، كَانَ يَصُوْمُ يَوْمًا وَيُفْطِرُ يَوْمًا وَلَا يَفِرُّ إِذَا لَاقَى)). [الصحيحة: ٢٨٥٥]

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: ''اے عبداللہ بن عمرو! تو سارا زمانہ روزے رکھتا ہے اور پوری رات قیام کرتا ہے' اگر تو نے ان اعمال کو جاری رکھا تو تیری آنکھیں دھنس جائیں گی اور تو لاغر و کمزور ہو جائے گا۔ (یاد رکھ کہ) اس آدمی نے کوئی روزہ نہیں رکھا جس نے ہمیشہ روزے رکھے۔ اس طرح کرو کہ ہر ماہ میں تین روزے رکھ لیا کرو' یہ پورے مہینے کے روزے ہیں۔'' میں نے کہا: مجھے اس سے زیادہ طاقت ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: چلو داؤد (علیہ السلام) والے روزے رکھ لو وہ ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن افطار کرتے تھے اور جب (دشمن سے آمنا سامنا ہو جاتا) تو فرار اختیار نہیں کرتے تھے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۸۵۵۔ ابو عبید فی غریب الحدیث (۵۰۴)' معلقًا' بخاری (۱۹۷۹)' مسلم (۱۱۵۹)' نسائی (۲۰۴۱)' مطولاً

ينزع الحسنات من الظالم الصالح

نیک ظالم سے نیکیاں چھین لی جائیں گی

١١٦٧: عَنْ سُلْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((يَجِيءُ الرَّجُلُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنَ الْحَسَنَاتِ، مَايَظُنُّ أَنَّهُ يَنْجُوْ بِهَا، فَلَايَزَالُ يَقُوْمُ رَجُلٌ قَدْ ظَلَمَهُ مُظْلَمَةً فَيُؤْخَذُ مِنْ حَسَنَاتِهِ، شَيْءٌ، فَيُؤْخَذُ مِنْ سَيِّئَاتِ الْمَظْلُوْمِ فَتُوْضَعُ عَلٰى سَيِّئَاتِهِ)). [الصحيحة:٣٣٧٣]

سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''روزِ قیامت ایسا آدمی آئے گا' جسے یہ امید ہو گی کہ وہ اپنی نیکیوں کے بل بوتے پر نجات پا جائے گا۔ اس نے جن پر ظلم کیا ہو گا' وہ آ کر اس کی نیکیاں لیتے رہیں گے' حتی کہ اس کی نیکیاں ختم ہو جائیں گی' لیکن پھر ایک مظلوم آ جائے گا' اب اس کی اپنی حسنات تو ختم ہو چکی ہیں' لہٰذا مظلوم کی برائیاں اس کے کھاتے میں ڈال دی جائیں گی۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۳۷۳۔ البزار (البحر: ۲۵۲۴)' طبرانی فی الکبیر (۶۱۵۳)' حاکم (۴/ ۵۷۴)

فوائد: مومن و مسلمان کو چاہئے کہ حقوق العباد میں کسی قسم کی کمی بیشی نہ ہونے دے۔ وگرنہ یہی کمی و بیشی شدید عذاب کا باعث ہو گی۔

باب: ماصح في ليلة النصف

باب: نصف شعبان سے متعلقہ ثابت شدہ امور

١١٦٨: قَالَ ﷺ: ((يَطَّلِعُ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالىٰ إِلٰى خَلْقِهِ لَيْلَةَ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ فَيَغْفِرُ لِجَمِيعِ خَلْقِهِ، إِلَّا لِمُشْرِكٍ أَوْ مُشَاحِنٍ)) رُوِيَ عَنْ جَمَاعَةٍ مِنَ الصَّحَابَةِ: وَهُمْ: مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ، وَأَبُو ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيُّ وَعَبْدُاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، وَأَبُو مُوسَى الْأَشْعَرِيُّ، وَأَبُوهُرَيْرَةَ، وَأَبُوبَكْرٍ الصِّدِيقُ وَعَوْفُ بْنُ مَالِكٍ وَعَائِشَةُ. [الصحيحة:١١٤٤]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نصف شعبان کی رات اپنے مخلوق کی طرف جھانکتے ہیں اور تمام مخلوقات کو بخش دیتے ہیں، ماسوائے شرک کرنے والے اور بغض رکھنے والے کے۔'' یہ حدیث سیدنا معاذ بن جبل، سیدنا ابوثعلبہ خشنی، سیدنا عبداللہ بن عمر، سیدنا ابوموسیٰ اشعری، سیدنا ابوہریرہ، سیدنا ابوبکر صدیق، سیدنا عوف بن مالک اور سیدہ عائشہ ؓ سے مروی ہے۔

تخریج: الصحيحة ۱۱۴۴- السنة لابن ابی عاصم (۵۱۲)، ابن حبان (۵۶۶۵)، بیهقی فی الشعب (۶۶۲۸)

فوائد: اس فضیلت کے باوجود ''شب برأت'' کو جاگنا، اور اس میں مخصوص عبادات کرنا رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام ؓ سے ثابت نہیں۔ ہمارے ہاں اس رات میں کیے جانے والے تمام تکلفات، بدعات کے زمرہ میں آتے ہیں۔

تعذيب فى النار من اهل التوحيد

کچھ اہل توحید کو جہنم میں عذاب دیا جائے گا

١١٦٩: عَنْ جَابِرٍ، قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((يُعَذَّبُ نَاسٌ مِنْ أَهْلِ التَّوْحِيدِ فِي النَّارِ، حَتّٰى يَكُونُوا فِيهَا حِمَمًا، ثُمَّ تُدْرِكُهُمُ الرَّحْمَةُ، فَيَخْرُجُونَ وَيُطْرَحُونَ عَلٰى أَبْوَابِ الْجَنَّةِ، قَالَ: فَيَرُشُّ عَلَيْهِمْ أَهْلُ الْجَنَّةِ الْمَاءَ، فَيَنْبُتُونَ كَمَا يَنْبُتُ الْغُثَاءُ فِي حَمَالَةِ السَّيْلِ، ثُمَّ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ)).

سیدنا جابر ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بعض اہل توحید کو جہنم میں عذاب دیا جائے گا، حتی کہ وہ جل جل کر کوئلہ ہو جائیں گے، پھر اللہ کی رحمت ان کو پالے گی، انھیں نکالا جائے گا، جنت کے دروازوں پر لایا جائے گا، جنتی لوگ ان پر پانی چھڑکیں گے اوران کا جسم یوں اگے گا جیسے سیلاب کے بہاؤ سے جمع ہونے والے کوڑا کرکٹ (میں بیج سے پودا) اگتا ہے۔ پھر انھیں جنت میں داخل کر دیا جائے گا۔''

تخریج: الصحيحة ۲۴۵۱- احمد (۳/ ۳۹۱)، ترمذی (۲۶۰۰)، هناد فی الزهد (۲۰۶)

الاجتناب من بيان الرؤيا المكروهة

ناپسندیدہ خواب بیان کرنے سے اجتناب کرنا چاہیے

١١٧٠: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ: إِنِّي رَأَيْتُ رَأْسِي ضُرِبَ، فَرَأَيْتُهُ يَتَدَهْدَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَعْمِدُ الشَّيْطَانُ إِلٰى أَحَدِكُمْ فَيَتَهَوَّلُ لَهُ، ثُمَّ يَغْدُوا يُخْبِرُ النَّاسَ!)) [الصحيحة:٢٤٥٣]

سیدنا ابوہریرہ ؓ کہتے ہیں: ایک آدمی آیا اور کہا: میں نے خواب میں دیکھا کہ میرا سر قلم کر دیا گیا اور پھر وہ لڑھک گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے ایک آدمی کے پاس شیطان آ کر خوفناک شکلیں پیش کرتا ہے اور صبح کو لوگوں کو بیان کرنا شروع کر دیتا ہے۔''

تخریج: الصحيحة ۲۴۵۳- نسائی فی العمل (۹۱۳)، ابن ماجه (۳۹۱۱)، احمد (۲/ ۳۴۴)

فوائد: اس لیے مسنون اور بہتر یہی ہے کہ سوتے وقت تلاوت و اذکار کا اہتمام کیا جائے تا کہ اللہ کی رحمت اور فرشتوں کی نگرانی موجود رہے۔ نیز اگر خواب میں کوئی عبث ولایعنی معاملہ پیش آئے تو اس کو لوگوں میں بیان نہ کرے۔

تحریم سب الدهر

زمانہ کو گالی دینا حرام ہے

۱۱۷۱: عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((يَقُوْلُ اللّٰهُ. عَزَّوَجَلَّ. اِسْتَقْرَضْتُ عَبْدِي فَلَمْ يُقْرِضْنِي وَشَتَمَنِي عَبْدِي وَهُوَ لَايَدْرِي. وَفِي رِوَايَةٍ وَلَايَنْبَغِي لَهُ شَتْمِي. يَقُوْلُ: وَا دَهْرَاهُ! [ثَلَاثًا] وَأَنَا الدَّهْرُ)). [الصحيحة:۳٤۷۷]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میں نے اپنے بندے سے قرضے کا سوال کیا، لیکن اس نے مجھے قرضہ نہیں دیا اور میرا بندہ مجھے لاشعوری کیفیت میں گالی دے رہا ہوتا ہے اور اسے یہ زیب نہیں دیتا۔ وہ کہتا ہے: ہائے! افسوس زمانے پر، ہائے! افسوس زمانے پر (تین دفعہ فرمایا) اور میں زمانہ ہوں۔“

تخریج: الصحیحۃ ۳۴۷۷۔ بخاری فی خلق افعال العباد (۴۳۴)، حاکم (۱/ ۴۱۸)، احمد (۲/ ۳۰۰، ۵۰۶)، ابویعلی (۶۴۲۶)

بیان فضل اللّٰہ و رحمته

اللہ کے فضل اور اس کی رحمت کا بیان

۱۱۷۲: عَنْ أَبِی ذَرٍّ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَقُوْلُ اللّٰهُ .عَزَّوَجَلَّ. مَنْ عَمِلَ حَسَنَةً فَلَهُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا أَوْ أَزِيْدُ، وَمَنْ عَمِلَ سَيِّئَةً فَجَزَاؤُهَا مِثْلُهَا أَوْ أَغْفِرُ، وَمَنْ عَمِلَ قِرَابَ الْأَرْضِ خَطِيْئَةً، ثُمَّ لَقِيَنِي لَايُشْرِكُ بِي شَيْئًا، جَعَلْتُ لَهُ مِثْلَهَا مَغْفِرَةً، وَمَنِ اقْتَرَبَ إِلَيَّ شِبْرًا اِقْتَرَبْتُ إِلَيْهِ ذِرَاعًا وَمَنِ اقْتَرَبَ إِلَيَّ ذِرَاعًا اِقْتَرَبْتُ إِلَيْهِ بَاعًا، وَمَنْ أَتَانِي يَمْشِي أَتَيْتُهُ هَرْوَلَةً)). [الصحيحة:۵۸۱]

سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ کہتے ہیں: جس نے ایک نیکی کی، اسے دس گنا یا اس سے بھی زیادہ اجر و ثواب عطا کروں گا اور جس نے ایک برائی کی تو ایک برائی کا ہی بدلہ دوں گا یا وہ بھی معاف کر دوں گا۔ جو زمین کے لگ بھگ گناہ کرنے کے بعد مجھے اس حالت میں ملے کہ میرے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرا رکھا ہو تو میں اسے اتنی ہی مغفرت عطا کر دوں گا۔ جو ایک بالشت میرے قریب ہو گا میں ایک ہاتھ اس کے قریب ہوں گا، جو ایک ہاتھ میرے قریب ہو گا میں دو ہاتھوں کے پھیلاؤ کے بقدر اس کے قریب ہوں گا اور جو میری طرف چل کر آئے گا میں اس کی طرف لپک کر جاؤں گا۔“

تخریج: الصحیحۃ ۵۸۱۔ مسلم (۲۶۸۷)، ابن ماجہ (۳۸۲۱)، احمد (۵/ ۱۵۳)

فوائد: اس حدیث میں اللہ کی کمال رحمت و بخشش کا ذکر ہے کہ وہ بندے کی حسنات میں تو اجر و ثواب کی شکل میں اضافہ کرتے ہیں لیکن گناہ کی سزا اس کے مطابق ہی رہتی ہے اس میں اضافہ نہیں ہوتا۔

انفاق الليل والنهار لا ينقص شيئاً

رات اور دن میں خوب خرچ کرنا بھی اللہ کے خزانوں

من خزائن الله

میں کوئی کمی نہیں کرتا

١١٧٣: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَمِينُ اللّٰهِ مَلْأَى، لَا يُغِيضُهَا نَفَقَةٌ، سَحَاءُ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ، أَرَأَيْتُمْ مَاأَنْفَقَ مُذْخَلَقَ السَّمَآءَ وَالْأَرْضَ؟ فَإِنَّهُ لَمْ يُغِضْ مَافِي يَمِينِهِ، قَالَ: وَعَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ وَبِيَدِهِ الْأُخْرَى الْقَبْضَ يَرْفَعُ وَيَخْفِضُ)). [الصحيحة: ٣٥٥٠]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کا دایاں ہاتھ بھرا ہوا ہے، ہمہ وقت خرچ کرتے رہنے سے اس میں کوئی کمی نہیں آتی۔ کیا تم اس کا اندازہ لگا سکتے ہو، جو کچھ اس نے زمین و آسمان کی تخلیق (سے لے کر اب تک) خرچ کیا؟ اس سے بھی اس کے دائیں ہاتھ (میں موجود خزانوں میں) کوئی کمی نہ آ سکی اور اس کا عرش پانی پر تھا اور دوسرے ہاتھ میں ترازو ہے، جسے وہ (کسی کے حق میں) اٹھاتا ہے اور (کسی کے حق میں) جھکاتا ہے۔''

تخریج: الصحیحة ٣٥٥٠- مسلم (٧/ ٩٩٣)، احمد (٢/ ٣١٣)، بخاری (٤٦٨٤، ٧٤١١)، ترمذی (٣٠٤٥)، ابن ماجه (١٩٧)

ما يقال من سأل من خلق الله

جس نے سوال کیا کہ اللہ کو کس نے پیدا کیا اس کو کیا کہا جائے

١١٧٤: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((يُوْشِكُ النَّاسُ يَتَسَاءَ لُونَ بَيْنَهُمْ، حَتَّى يَقُولُ قَائِلُهُمْ: هٰذَا اللّٰهُ خَلَقَ الْخَلْقَ فَمَنْ خَلَقَ اللّٰهَ. عَزَّوَجَلَّ؟ فَإِذَا قَالُوْا ذٰلِكَ فَقُوْلُوْا: ﴿اللّٰهُ أَحَدٌ. اللّٰهُ الصَّمَدُ، لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ. وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ﴾ ثُمَّ لِيَتْفُلْ عَنْ يَسَارِهِ ثَلَاثًا، وَلْيَسْتَعِذْ مِنَ الشَّيْطَانُ)).

[الصحيحة:١٧٨]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''قریب ہے کہ لوگ ایک دوسرے سے سوال کرنا شروع کر دیں، (وہ سوال کرتے رہیں)، حتی کہ کہنے والا کہے: مخلوق کو تو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے، مگر اللہ کو کس نے پیدا کیا؟ جب یہاں تک پہنچے تو کہنا: ﴿اللہ ایک ہے، اللہ بے نیاز ہے، نہ اس نے کسی کو جنا اور نہ کسی نے اس کو جنا اور کوئی بھی اس کا ہمسر نہیں﴾ پھر بائیں طرف تین دفعہ تھوکے اور شیطان سے (اللہ تعالیٰ کی پناہ) طلب کرے۔''

تخریج: الصحیحة ١٧٨- ابوداود (٤٧٢٢)، ابن السنی (٦٢٧)، ابن ابی عاصم فی السنة (٦٥٣)

(٦) الأَيْمَانُ وَالنُّذُوْرُ وَالْكَفَّارَاتُ

قسموں، نذروں اور کفّارات کا بیان

باب تحريم القول ماشاء الله وما شاء فلان

''جو اللہ چاہے اور فلاں چاہے'' کہنے کی حرمت

١١٧٥ـعَنْ حُذَيْفَةَ مَرْفُوعاً: ((لَا تَقُوْلُوْا: مَاشَاءَ اللّٰهُ وَشَاءَ فُلَانٌ، وَلٰكِنْ قُوْلُوْا: مَاشَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ شَاءَ فُلَانٌ)). [الصحيحة:١٣٧]

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: اس طرح نہ کہو جو اللہ نے چاہا اور فلاں نے چاہا، بلکہ کہو جو اللہ نے چاہا پھر جو فلاں نے چاہا۔

تخريج: الصحيحة ١٣٧ـ ابوداود (٤٩٨٠)' احمد (٥/ ٣٨٤)' بيهقى (٣/ ٢١٦)' طحاوى فى المشكل (١/ ٩٠)

باب تحريم الحلف بالآباء

آبا و اجداد کی قسم اٹھانا حرام ہے

١١٧٦ـعَنْ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ حَدَّثَهُ قَالَ:قَالَ لِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَنْتَ رَسُوْلِي إِلٰى مَكَّةَ فَأَقْرِئْهُمْ مِنِّي لَهُمُ السَّلَامَ، وَقُلْ لَهُمْ: إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ا يَأْمُرُكُمْ بِثَلَاثٍ: لَا تَحْلِفُوْا بِآبَائِكُمْ وَفِي رِوَايَةٍ: بِغَيْرِ اللّٰهِ وَإِذَا خَلَوْتُمْ، فَلَا تَسْتَقْبِلُوا الْقِبْلَةَ وَلَا تَسْتَدْبِرُوْهَا، وَلَاتَسْتَنْجُوْا بِعَظْمٍ وَلَا بِبَعْرٍ)). [الصحيحة:٣٩٥٣]

سھل بن حنیف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے ان سے کہا: تو اہل مکہ کی طرف میرا قاصد ہے۔ اُن کو میری طرف سے سلام کہہ اور کہنا بلاشبہ رسول اللہ ﷺ تمہیں تین چیزوں کا حکم دیتے ہیں، (۱) اپنے آباؤ اجداد کی قسمیں نہ کھاؤ، اور ایک روایت میں ہے غیر اللہ کی (۲) اور جب تم قضائے حاجت کے لیے علیحدہ ہو تو قبلہ کی طرف رخ کرو اور نہ پیٹھ (۳) اور ہڈی اور مینگنی کے ساتھ استنجا نہ کرو۔

تخريج: الصحيحة ٣٩٥٣ـ حاكم (٣/ ٤١٢)' احمد (٣/ ٤٨٧)' عبد الرزاق (١٥٩٣٠)

فوائد: دین اسلام میں اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی غیر کی قسم اٹھانا جائز نہیں، شریعت مطہرہ نے غیر اللہ کی قسم سے سختی سے منع کیا ہے۔ سیدنا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں صراحت سے آپ کا ارشاد ہے کہ: (لَاتَحْلِفُوا بِآبَائِكُمْ وَلَا بِأُمَّهَاتِكُمْ وَلَا بِالْأَنْدَادِ وَلَا تَحْلِفُوْا إِلَّا بِاللّٰهِ وَلَا تَحْلِفُوْا بِاللّٰهِ إِلَّا وَأَنْتُمْ صَادِقُوْنَ[ابوداؤد، نسائی وغیرہ]) اپنے باپوں، ماؤں اور شریکوں کی قسم نہ اٹھاؤ، اگر تم سچے ہو

تو بوقت ضرورت اللہ ہی کی قسم اٹھاؤ۔ قسم اٹھاتے وقت آدمی جس کی قسم اٹھاتا ہے اُس کے متعلق ذہن میں دو طرح کے نظریات ہوتے ہیں۔ (1) قسمِ محبت: یعنی جس کی قسم اٹھاتا ہے، اُس سے پیار محبت بہت زیادہ ہوتا ہے، تو محبت میں قسم اٹھاتے ہوئے کہتا ہے، مجھے تیری قسم، یا مجھے اپنی والدہ کی قسم۔ جیسا کہ اکثر لوگ اپنے پیاروں کی قسمیں اٹھاتے ہیں، ایسا کرنا بھی درست نہیں۔ (2) قسمِ شرک، آدمی اللہ کے علاوہ کسی غیر کی قسم یہ عقیدہ رکھ کر اٹھائے یہ مجھے نفع ونقصان دے سکتا ہے، تو یہ شرک ہے، اور ایسی قسم کے متعلق رسول اللہ ﷺ کا واضح اور صحیح فرمان ہے (مَنْ حَلَفَ بِغَيْرِ اللّٰهِ فَقَدْ اَشْرَكَ بِاللّٰهِ)۔ جس طرح کہ آج کل مریدین اپنے پیروں کی قسمیں اٹھاتے ہیں اور یہ عقیدہ بھی رکھتے ہیں کہ وہ ہمارے احوال پر مطلع ہیں اور ہمیں نفع یا نقصان دینے کی قدرت بھی رکھتے ہیں۔ مزید قسم تین طرح کی ہوتی ہے۔ (۱) قسمِ لغو: وہ قسم جو بے مقصد اٹھائی جاتی ہے، بعض لوگوں کا تو تکیہ کلام ہی یہی ہوتا ہے خدا کی قسم، اللہ کی قسم وغیرہ۔ اس قسم پر کفارہ اور گناہ تو نہیں البتہ اس سے اجتناب کرنا چاہیے۔ (۲) قسمِ منعقدہ: مستقبل میں کسی کام کو کرنے یا نہ کرنے کا ارادہ کرتے ہوئے مزید تاکید کے لیے اُس پر قسم اٹھانا، اب اگر قسم کے مطابق عمل نہ کیا تو کفارہ واجب ہوگا اور قسم کا کفارہ دس مساکین کو کھانا کھلانا یا کپڑے پہنانا یا ایک غلام آزاد کرنا اور اگر استطاعت نہ ہو تو تین دن کے روزے رکھنا ہے۔ (۳) قسمِ غموس: خرید وفروخت یا کسی دوسرے معاملے میں جان بوجھ کر خلافِ حقیقت قسم اٹھانا، اس پر کفارہ تو نہیں لیکن یہ کبیرہ گناہ ہے اور اللہ تعالیٰ کی اہانت کرنے کے برابر ہے۔ جس دل میں رتی برابر بھی ایمان ہو وہ ایسی حرکت نہیں کرسکتا۔

باب: كراهية الحلف بالامانة

باب: امانت کی قسم کھانے کی ممانعت

۱۱۷۷۔ عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ ؓ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ حَلَفَ بِالْأَمَانَةِ، فَلَيْسَ مِنَّا)). [الصحيحة: ۹۴]

ابن بریدہ ؓ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے امانت کی قسم اٹھائی وہ ہم میں سے نہیں۔

تخریج: الصحیحۃ ۹۴۔ ابوداود (۳۲۵۳)، حاکم (۴/ ۲۹۸)، مطولاً

فوائد: اس کا مفہوم یوں ہے کہ کوئی شخص کہے کہ مجھے امانت کی قسم ہے یہ غلط ہے کیونکہ قسم صرف اللہ کے نام یا اس کی صفات کی اٹھانی چاہیے، جبکہ امانت یہ اللہ تعالیٰ کا حکم اور فرض ہے جس طرح نماز، روزہ، حج وغیرہ ہیں ان کی قسمیں اٹھانا شریعت میں سخت ممنوع ہیں۔ اسی طرح بتوں کی یا ناجائز چیزوں کی قسم اٹھانا بالاولی حرام ہے۔

نوٹ: قرآن کی قسم اٹھائی جاسکتی ہے کیونکہ یہ مخلوق نہیں۔ اللہ کی صفت ہے اور رسول اللہ ﷺ کبھی کبھار اللہ کے ذاتی نام کو چھوڑ صفات کی قسم بھی اٹھالیا کرتے تھے۔ جس طرح بخاری شریف میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ ﴿كَانَتْ يَمِينُ النَّبِيِّ ﷺ لا، ومقلب القُلُوبِ﴾ نبی کریم ﷺ کی قسم یہ ہوتی نہیں اور دلوں کو پھیرنے والے کی قسم۔ نصوص شرعیہ سے واضح ہوا کہ اللہ کی ذات کے ساتھ ساتھ اُس کی صفات میں سے کسی صفت کی قسم کھانا جائز ہے اور اس کے علاوہ کسی نبی، ولی یا مقدس جگہ کی قسم اٹھانا حرام ہے۔

۱۱۷۸۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَيْسَ مِنَّا مَنْ حَلَفَ بِالْأَمَانَةِ، وَمَنْ خَبَّبَ عَلَى امْرِئٍ زَوْجَتَهُ أَوْ

عبداللہ بن بریدہ ؓ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے امانت کی قسم اٹھائی وہ ہم میں سے نہیں اور جس نے کسی آدمی کے خلاف اُس کی بیوی یا غلام

مَمْلُوكَهُ فَلَيْسَ مِنَّا)). [الصحيحة:٣٢٥] کو بھڑکایا وہ بھی ہم میں سے نہیں۔

تخريج: الصحيحة ٣٢٥۔

فوائد: بیوی کو شوہر کے خلاف برانگیختہ کرنا یہ حد درجہ گناہ ہے اور جو شخص بیوی کو شوہر کے خلاف بھڑکاتا ہے، رسول اللہ نے اُس سے براءت کا اعلان کیا ہے۔ ازدواجی زندگی میں میاں بیوی کے درمیان اگر غلط فہمی ہو بھی جائے تو فتنہ پردازی کی بجائے خیر خواہی اور نیک نیتی کا مظاہرہ کرنا چاہیے۔ نیز احادیث میں "فَلَيْسَ مِنَّا" کے الفاظ کئی مرتبہ آئے ہیں، اس موقع پر اس کی مکمل وضاحت ذہن نشین فرمائیں۔ "فَلَيْسَ مِنَّا" کا معنی ہے وہ ہم میں سے نہیں۔ یہ جملہ کسی شخص سے نفرت، بیزاری اور براءت کا اظہار کرنے کے لئے بولا جاتا ہے اور اس جملہ کے مفہوم میں چند احتمالات پیدا ہوتے ہیں کہ "وہ ہم میں سے نہیں" سے کیا مراد ہے؟ کیا ہماری امت میں سے نہیں، سچے کامیاب مسلمانوں میں سے نہیں، ہمارے طریقے پر نہیں، ہمارے حکم اور فیصلے پر نہیں یا جو لوگ شفاعت کے حق دار ٹھہریں گے ان میں سے نہیں؟ اس سلسلہ میں پہلے حضرات محدثین کرام اور شارحین عظام کی توجیہات و تشریحات کا مطالعہ فرمائیں۔ (1)...... امام ابن حجر اور علامہ عبدالرحمٰن مبارکپوری رحمہما اللہ سمیت کئی اہل علم فرماتے ہیں کہ "لَيْسَ مِنَّا اى مِنْ اَهْلِ سُنَّتِنَا وَطَرِيْقَتِنَا" "وہ ہم میں سے نہیں" سے مراد یہ ہے کہ وہ ہماری سنت اور طریقے پر نہیں "وَلَيْسَ المرادُ بِهٖ إخراجَهٗ عَنِ الدِّيْنِ، اور اس سے مراد کسی آدمی کا دین سے نکلنا نہیں "وَلٰكِنْ فائدةُ اِيْرَادِهٖ بِهذا اللفظِ المبالغة فى الردع عن الوقوع فى مثلِ ذلك" اور ان الفاظ کے بولنے کا فائدہ ڈانٹ اور ممانعت میں زیادتی و مبالغہ ہے تاکہ اس طرح کے کاموں میں کوئی نہ پڑے۔ (2)...... اور بعض اہل علم کا خیال ہے کہ "فَلَيْسَ مِنَّا اىْ لَيْسَ عَلٰى دِيْنِنَا الكامِلِ" "وہ ہم میں نہیں سے مراد یہ ہے کہ وہ ہمارے مکمل دین پر نہیں۔ یعنی اس کا دین غیر مکمل اور ناقص ہے۔ (3)...... کچھ اہل علم کہتے ہیں کہ "لَيْسَ مِنَّا اى لَيس من اَدِبنا اولیس مِثْلَنَا" "وہ ہم میں سے نہیں سے مراد یہ ہے کہ وہ ہمارے ادب پر نہیں یا وہ ہماری طرح نہیں۔ محدث کبیر حضرت امام سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ تعالیٰ "كَانَ يَكْرَهُ الخوضَ فى تاويله ويقول: "يَنْبَغِى اَنْ يُمْسَكَ عَنْ ذلك لِيَكُوْنَ اَوْقَعَ فِى النُّفُوْسِ وَاَبْلَغَ فِى الزَّجْرِ" [1] اس طرح کی تفسیر (جو اوپر لکھی گئی ہیں) کو ناپسند کرتے تھے اور فرماتے تھے اس کی تاویل سے رک جانا بہتر ہے تاکہ وہ دلوں میں زیادہ اثر کر اور زجر و توبیخ، ڈانٹ ڈپٹ میں زیادہ مبالغہ آمیز ثابت ہو۔ قارئین کرام! یہ موقف اگرچہ درست ہے کہ اس جملہ کے بولنے سے آدمی دین سے خارج نہیں ہوتا بلکہ دائرہ اسلام میں ہی رہتا ہے مگر یہ بات ضرور ہے کہ وہ مکمل مسلمان نہیں، اس کا اسلام ناقص اور غیر مکمل ہے اور وہ سخت گنہگار، نافرمان اور باغی ہے۔ آپ اس جملے کی حقیقت اس مثال سے اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں کہ کوئی باپ کہے اگر میرے بیٹے نے فلاں کام کیا تو اس کا میرے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ یعنی اپنے کئے کا وہ خود ذمہ دار ہے اور میری شفقت، توجہ اور تعاون سے مکمل محروم ہے۔ یہ جملہ اگر باپ بیٹے کے متعلق کہے تو یہ اس بیٹے کے لئے مرجانے کا مقام ہے اور ہمیں یہ سمجھنے میں کوئی مشکل نہیں ہوگی کہ باپ اُس سے حد درجہ بیزار اور تنگ ہے اور اس کا بیٹا نافرمان، سرکش اور باغی ہے۔

یاد رکھیں! یہی جملہ اگر رحمۃ للعلمین کہیں اور اس کا مصداق کوئی شخص ٹھہر جائے تو ایسے شخص کا ایمان بھی خطرے میں ہے اور روزِ حشر اس کی شفاعت بھی مشکل ہوگی۔ لہٰذا جن کاموں سے نفرت کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے ان کے کرنے والوں سے بیزاری و براءت کا اظہار کیا ہے ان کو فوراً چھوڑ دیں اور اپنے پیارے حبیب جناب محمد ﷺ کے مکمل مطیع اور فرماں بردار بن جائیں۔

اليمين المكذوبة تمحق البركة
جھوٹی قسم برکت کو ختم کر دیتی ہے

١١٧٩۔ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ ابوہریرہ ؓ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جھوٹی قسم سودا بیچنے

اللہِ ﷺ : ((اَلْيَمِيْنُ الْكَاذِبَةُ مُنَفِّقَةٌ لِلسِّلْعَةِ، مُمْحِقَةٌ لِلْكَسْبِ. وَفِيْ لَفْظٍ :لِلْبَرَكَةِ.))

والی ہے، کمائی مٹا دینے والی ہے۔ اور ایک روایت کے لفظ ہیں: ''برکت مٹا دینے والی ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۳۶۳۔ احمد (۲/ ۲۳۵، ۲۴۲)، ابونعیم فی الحلیۃ (۹/ ۲۳۳)، ابن حبان (۴۹۰۶)، بخاری (۲۰۸۷)، ومسلم (۱۶۰۶)، من طریق آخر عنه

فوائد: آج کل بڑے تاجر سے لے کر چھوٹے دکاندار تک اکثر لوگوں کا یہی کہنا ہے کہ اگر جھوٹ نہ بولیں، جھوٹی قسم نہ اٹھائیں تو کچھ بکتا نہیں، بچتا نہیں۔ یہ سوچ لیے کاروباری حضرات نہ جانے کتنی جھوٹی قسموں کا بوجھ اپنے کندھوں پر اٹھا کر گھر پہنچتے ہیں اور اس طرف کوئی توجہ ہی نہیں کرتا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر اس طرح سامان فروخت بھی کرلیا تو برکت سے محروی رہے گی۔ یہی وجہ ہے کہ آج ہر طرف نحوست ہی نحوست ہے۔ باوجود بچت کے پوری نہیں پڑتی۔ یاد رہے! ایسی بچت اور منافع میں کبھی خیر و برکت نہیں ہوسکتی، جس کی بنیاد جھوٹی قسموں پر ہو۔

اثم يمين المكذوبة

جھوٹی قسم کا گناہ

۱۱۸۰۔عَنْ أَبِيْ أُمَامَةَ بْنِ ثَعْلَبَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنِ اقْتَطَعَ مَالَ امْرِئٍ مُسْلِمٍ، بِيَمِيْنٍ كَاذِبَةٍ، كَانَتْ نُكْتَةٌ سَوْدَاءُ فِيْ قَلْبِهِ لَا يُغَيِّرُهَا شَيْءٌ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ)). [الصحيحة:٣٣٦٤]

ابوامامہ بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ فرمارہے تھے، جس نے جھوٹی قسم کے ساتھ کسی مسلمان کے مال پر قبضہ کیا اُس کے دل پر ایک سیاہ نقطہ ہوگا جس کو قیامت تک کوئی چیز نہیں مٹا سکے گی۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۳۶۴۔ حاکم (۴/ ۲۹۴)، طبرانی فی الکبیر (۸۰۱)، الحارث فی مسندہ کما فی اتحاف الخیرۃ (۶۶۳۰)

كفارة النذر كفارة اليمين

نذر کا کفارہ قسم کے کفارہ کی طرح ہے

۱۱۸۱۔عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((إِنَّمَا النَّذْرُ يَمِيْنٌ، كَفَّارَتُهَا كَفَّارَةُ يَمِيْنٍ)). [الصحيحة:٢٨٦٠]

عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ فرمارہے تھے، نذر قسم ہی ہے، اور اس کا کفارہ قسم کا کفارہ ہے۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۸۶۰۔ احمد (۴/ ۱۴۹، ۱۵۶)، طبرانی فی الکبیر (۱۷/ ۳۱۳)، رویانی فی مسندہ (۲۵۴)

فوائد: قسم کا کفارہ دس مساکین کو کھانا کھلانا یا کپڑے پہنانا یا ایک غلام آزاد کرنا اور اگر استطاعت نہ ہو تین دن کے روزے رکھنا ہے۔

باب انما النذر ما ابتغي به وجه الله

نذر تو بس وہی ہے کہ جس سے اللہ کی رضا تلاش کی جائے

۱۱۸۲۔عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو : أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّمَا النَّذْرُ مَا ابْتُغِيَ بِهِ وَجْهُ اللّٰهِ)).

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے بلاشبہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نذر وہی ہے جس سے اللہ کی رضا کو تلاش کیا گیا ہو۔

تخریج: الصحیحة ۲۸۵۹۔ بیھقی (۱۰/ ۶۷)' احمد (۲/ ۱۸۳)' طبرانی فی الاوسط (۱۴۳۲)

فوائد: نذر یہ ہے انسان اپنے اوپر کوئی ایسی بات لازم کرلے جس کو شریعت نے لازم قرار نہیں دیا، اس کو مَنّت ماننا بھی کہتے ہیں، دین میں نذر کو پورا کرنا ضروری ہے، جس طرح کہ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (وَلْيُوفُوا نُذُورَهُمْ) ضرور وہ اپنی نذروں کو پورا کریں۔ نذر دو طرح کی ہوتی ہے۔ (۱) نذرِ تبرّر: جس میں نیک عمل کے ذریعے اللہ کا قرب حاصل کرنا مقصود ہو۔ مثلاً آدمی کہے۔ اگر اللہ نے مجھے شفا دی تو میں عمرہ کے لیے جاؤں گا۔ اب اگر اللہ تعالیٰ شفا دے دے اور آدمی کے پاس استطاعت بھی ہو تو اُس کو اپنی نذر پوری کرتے ہوئے عمرہ کے لیے ضرور جانا چاہیے۔ (۲) نذرِ معصیت: کسی فضول یا ناجائز کام کی نذر مان لینا مثلاً کوئی آدمی کہے اگر اللہ نے مجھے شفا دی تو میں بھنگڑا ڈالوں گا یا پیدل چل کر فلاں قبر پر جاؤں گا وغیرہ وغیرہ۔ تو ایسی نذروں کو پورا کرنے کی شریعت میں قطعاً کوئی اجازت نہیں۔ انسان کو بحیثیت مسلمان ایسے بے سود اعمال سے اجتناب کرنا چاہیے۔

لا نذر فيما لا يملك ولا في معصية

نافرمانی اور جس چیز کا مالک نہیں ہے اس میں نذر نہیں

۱۱۸۳۔عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِوبْنِ الْعَاصِ: أَنَّ امْرَأَةَ أَبِي ذَرٍّ جَاءَتْ عَلَى (الْقَصْوَآءِ) رَاحِلَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، حَتَّى أَنَاخَتْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ، فَقَالَتْ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! نَذَرْتُ لَئِنْ نَجَّانِيَ اللّٰهُ عَلَيْهَا لَآكُلَنَّ مِنْ كَبِدِهَا وَسَنَامِهَا! قَالَ: ((بِئْسَمَا جَزَيْتِيهَا! لَيْسَ هٰذَا نَذْرًا، إِنَّمَا النَّذْرُ مَاابْتُغِيَ بِهِ وَجْهُ اللّٰهِ)). [الصحيحة:۳۳۰۹]

عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، ابوذر رضی اللہ عنہ کی بیوی رسول اللہ ﷺ کی سواری قصواء پر بیٹھ کر آئی یہاں تک کہ اُسے مسجد کے پاس بٹھا دیا۔ اس نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ میں نے نذر مانی تھی اگر اللہ تعالیٰ نے اس پر مجھے نجات دے دی تو میں اس کے جگر اور کوہان سے ضرور کھاؤں گی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: بہت برا بدلہ تو نے اس کو دیا۔ یہ نذر نہیں ہے۔ نذر صرف وہی ہے جس سے اللہ کی خوشنودی کو تلاش کیا جائے۔

تخریج: الصحیحة ۳۳۰۹۔ بیھقی (۱۰/ ۷۵)' وانظر الحديث المتقدم

فوائد: اس حدیث میں بھی جذبات میں آ کر فضول نذر ماننے کی تردید ہے۔

۱۱۸۴۔عَنْ ثَابِتِ بْنِ الضَّحَّاكِ، قَالَ: نَذَرَ رَجُلٌ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ أَنْ يَنْحَرَ (بِبُوَانَةَ) فَأَتَى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: إِنِّيْ نَذَرْتُ أَنْ أَنْحَرَ (بِبُوَانَةَ) فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((هَلْ كَانَ فِيهَا وَثَنٌ مِنْ أَوْثَانِ الْجَاهِلِيَّةِ يُعْبَدُ؟)) قَالَ: لَاقَالَ: ((فَهَلْ كَانَ فِيهَا عِيدٌ مِنْ أَعْيَادِهِمْ؟)) قَالَ: لَا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَوْفِ بِنَذْرِكَ، فَإِنَّهُ لَاوَفَاءَ لِنَذْرٍ فِيْ مَعْصِيَةِ اللّٰهِ وَلَا فِيْ قَطِيعَةِ رَحِمٍ، وَلَافِيمَا لَايَمْلِكُ ابْنُ آدَمَ)).

ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ایک شخص نے نذر مانی کہ وہ ''بوانہ'' مقام پر اونٹ نحر کرے گا۔ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔ اس نے کہا میں نے ''بوانہ'' مقام پر اونٹ نحر کرنے کی نذر مانی ہے، رسول اللہ ﷺ نے اس سے کہا کیا دورِ جاہلیت کے بتوں میں سے کوئی بت وہاں تھا جس کی عبادت کی جاتی ہو......؟ اس نے کہا نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: کیا وہاں، اُن کی عیدوں میں سے کوئی عید منائی جاتی تھی......؟ اس نے کہا نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اپنی نذر کو پورا کر کیوں کہ اللہ کی نافرمانی میں نذر کو پورا نہیں کرنا اور نہ ہی قطع رحمی میں اور نہ ہی

ایسے کام میں کہ جس کی ابن آدم طاقت نہیں رکھتا۔ [الصحیحۃ:۲۸۷۲]

تخریج: الصحیحۃ ۲۸۷۲۔ ابو داود (۳۳۱۳)' طبرانی (۱۳۴۱)

فوائد: اس حدیثِ طیبہ سے واضح ہوا کہ خانقاہوں، درباروں، مزاروں اور بت خانوں پر جا کر جانور ذبح کرنے کی نذر ماننا بالکل ناجائز ہے۔ اسی لیے تو رسول اللہ ﷺ نے بڑی صراحت سے پوچھا کہ کیا بوانہ جگہ پر کوئی بت خانہ تو نہیں یا میلوں میں سے کوئی میلہ تو وہاں نہیں منعقد ہوتا۔ جب آپ ﷺ کو نفی میں جواب ملا تو آپ ﷺ نے پھر نذر پوری کرنے کی اجازت دی۔ اب جو لوگ عرس والے دن کا انتظار کرتے ہیں اور پھر مزاروں پر غیر اللہ کی نذر و نیاز اور چڑھاوے چڑھاتے ہیں' یہ سب باتیں شرک کے زمرہ میں آتی ہیں۔ اللہ ہمیں دینِ حنیف کے مطابق عقیدہ کی درستی نصیب فرمائے۔

باب اقسام النذر

نذر کی قسمیں

۱۱۸۵۔عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((النَّذْرُ نَذْرَانِ: فَمَا كَانَ لِلّٰهِ فَكَفَّارَتُهُ الْوَفَاءُ، وَمَا كَانَ لِلشَّيْطَانِ، فَلَا وَفَاءَ فِيهِ، وَعَلَيْهِ كَفَّارَةُ يَمِينٍ)). [الصحیحۃ:٤٧٩]

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: نذر دو قسم کی ہوتی ہے۔(۱) جو نذر اللہ کے لیے ہو تو اس کا کفارہ اس کو پورا کرنا ہے۔(۲) اور جو شیطان کیلئے ہو تو اس میں وفا نہیں ہے اور اس پر قسم کا کفارہ لازم ہے۔

تخریج: الصحیحۃ ۴۷۹۔ ابن الجارود فی المنتقی (۹۳۵)' بیہقی (۱۰/ ۷۲)

ان النذر لا یعنی فی القدر شیئاً

بلاشبہ نذر تقدیر میں کچھ فائدہ نہیں پہنچاتی

۱۱۸٦۔عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ لَايَأْتِي النَّذْرُ عَلَى ابْنِ آدَمَ بِشَيْءٍ لَمْ أُقَدِّرْهُ عَلَيْهِ، وَلٰكِنَّهُ شَيْءٌ أَسْتَخْرِجُ بِهِ مِنَ الْبَخِيلِ يُؤْتِينِي عَلَيْهِ مَالَا يُؤْتِينِي عَلَى الْبُخْلِ وَفِي رِوَايَةٍ: مَالَمْ يَكُنْ آتَانِي مِنْ قَبْلُ)). [الصحیحۃ:٤٧٨]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ عزوجل کا فرمان ہے: نذر آدم کے بیٹے کو کوئی چیز نہیں دلاتی، جو میں نے اس کیلئے مقدر نہیں کی۔ نذر ایک ایسی چیز ہے کہ جس کے ذریعے میں بخیل سے مال نکالتا ہوں۔ وہ اس کے ذریعے مجھے (مال) دیتا ہے جو وہ بخل کی وجہ سے نہیں دیتا۔ اور ایک روایت میں ہے جو اس نے اس سے پہلے نہیں دیا۔

تخریج: الصحیحۃ ۴۷۸۔ احمد (۲/ ۲۴۲)' حمیدی (۱۱۱۲)' نسائی (۳۸۳۵)' بخاری (۶۶۹۴)' مسلم (۷/ ۱۶۴۰)' ابو داود (۳۲۸۸)' ابن ماجہ (۲۱۲۳)

فوائد: بخاری و مسلم کی روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ (لَاتَنْذِرُوا فَاِنَّ النَّذْرَ لَايُغْنِي مِنَ الْقَدَرِ شَيْئًا) نذر نہ مانو کیوں کہ نذر تقدیر کے مقابلہ میں کچھ فائدہ نہیں دیتی۔ اس حدیث کی بنا پر بعض اہل علم نے نذر ماننے کو مکروہ قرار دیا ہے اور امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں: نذر اگرچہ عبادت ہی کی کیوں نہ ہو مکروہ ہے، کیونکہ آپ ﷺ نے نذر کے متعلق فرمایا کہ (اِنَّهُ لَمْ يَأْتِ بِخَيْرٍ) وہ کوئی بھلائی نہیں لاتی۔ بہرحال دیگر نصوص کو بھی سامنے رکھتے ہوئے یہی بات صحیح ہے کہ حسبِ طاقت نیک عمل کی نذر ماننا جائز ہے۔

لا وفاء لنذر فی المشقة

مشقت والے امور میں نذر پوری نہیں کی جائے گی

۱۱۸۷۔عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرِ الْجُهَنِي قَالَ: نَذَرَتْ أُخْتِيُ أَنْ تَمْشِيَ إِلَى الْكَعْبَةِ حَافِيَةً حَاسِرَةً، فَأَتَى عَلَيْهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((مَا بَالُ هٰذِهِ؟)) قَالُوْا: نَذَرَتْ أَنْ تَمْشِيَ إِلَى الْكَعْبَةِ حَافِيَةً حَاسِرَةً! فَقَالَ: ((مُرُوْهَا فَلْتَرْكَبْ وَلْتَخْتَمِرْ [وَلْتَحُجَّ]، [وَلْتُهْدِ هَدْيًا])). [الصحيحة: ۲۹۳۰]

عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں میری بہن نے یہ نذر مانی کہ وہ کعبہ کی طرف ننگے پاؤں اور ننگے سر چلے گی۔ رسول اللہ ﷺ اس کے پاس آئے، آپ نے فرمایا: اس کی کیا حالت ہے......؟ لوگوں نے کہا اس نے نذر مانی ہے کہ وہ کعبہ کی طرف ننگے پاؤں اور ننگے سر چلے گی۔ آپ نے فرمایا: اس کو حکم دو کہ وہ ضرور سوار ہو اور چادر اوڑھے اور حج کرے اور ایک قربانی ذبح کرے۔

تخریج: الصحیحة ۲۹۳۰۔ طحاوی (۲/ ۷۴)، طبرانی فی الکبیر (۱۷/ ۳۲۰)

فوائد: آج کل بھی ”عاشقانِ اولیاء“ میلوں کا سفر ننگے پاؤں درباروں تک کرنے کی نذریں مانتے ہیں۔ کئی سائیکلوں پر سوار ہو کر حاضری کی منت مانتے ہیں جبکہ اس طرح کی نذریں ماننا قطعاً جائز نہیں بلکہ اپنے آپ کو ہلاکت اور جان بوجھ کر ایسی سختی میں ڈالنے کی بات ہے، جس کا کوئی حاصل نہیں اور یہ عیسائیوں کے ساتھ مشابہت بھی ہے، وہ بھی اپنے میلوں پر ننگے پاؤں حتیٰ کہ گھسٹ کر جانے کی منتیں مانتے ہیں۔ مذکورہ حدیث میں آپ ﷺ نے کعبہ کی طرف اس طرح جانے کی اجازت نہیں دی تو کسی دوسری جگہ اس طرح جانے کی منت ماننا کیسے درست ہو سکتا ہے۔

لا يقسم لاحدٍ بتاويل الرؤيا

خواب کی تعبیر کے لیے کسی کو قسم نہ دی جائے گی

۱۱۸۸۔عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ : أَنَّ رَجُلًا أَتَى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: إِنِّيْ رَأَيْتُ اللَّيْلَةَ فِي الْمَنَامِ ظُلَّةً تَنْطِفُ بِالسَّمْنِ وَالْعَسَلِ، فَأَرَى النَّاسَ يَتَكَفَّفُوْنَ مِنْهَا، فَالْمُسْتَكْثِرُ وَالْمُسْتَقِلُّ، وَإِذَا سَبَبٌ وَاصِلٌ مِنَ الْأَرْضِ إِلَى السَّمَاءِ، فَأَرَاكَ أَخَذْتَ بِهِ فَعَلَوْتَ، ثُمَّ أَخَذَ بِهِ رَجُلٌ آخَرُ فَعَلَا بِهِ، ثُمَّ أَخَذَهُ رَجُلٌ آخَرُ فَعَلَا بِهِ، ثُمَّ أَخَذَهُ رَجُلٌ فَانْقَطَعَ، ثُمَّ وُصِلَ۔ فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! بِأَبِي أَنْتَ وَاللّٰهِ لَتَدَعُنِي فَأَعْبُرَهَا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لَهُ: ((أُعْبُرْهَا)) قَالَ: أَمَّا الظُّلَّةُ: فَالْإِسْلَامُ، وَأَمَّا الَّذِي يَنْطِفُ مِنَ الْعَسَلِ وَالسَّمْنِ، فَالْقُرْآنُ

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا، اور اُس نے کہا میں نے رات کو خواب میں ایک سائبان دیکھا، جس سے گھی اور شہد ٹپک رہا تھا اور میں نے لوگوں کو دیکھا وہ اُس سے چلو بھر کر لے رہے تھے، کچھ زیادہ کچھ تھوڑا اور جبکہ ایک رسہ زمین سے آسمان تک پہنچ رہا تھا میں نے آپ کو دیکھا آپ نے اس کو پکڑا اور اوپر چڑھ گئے، پھر اس کو دوسرے آدمی نے پکڑا وہ بھی اس کے ساتھ چڑھ گیا، پھر اس کو تیسرے آدمی نے پکڑا وہ بھی اس کے ساتھ اوپر چڑھ گیا، پھر اس کو ایک آدمی نے پکڑا پس وہ رسا ٹوٹ گیا، پھر جڑ گیا۔ حضرت ابوبکر نے کہا، اے اللہ کے رسول میرے ماں باپ آپ پر قربان جائیں، آپ مجھے اجازت دیں میں اس کی تعبیر بیان کروں۔ آپ ﷺ نے انہیں کہا

حَلاوَتُهُ تَنطِفُ، فَالْمُسْتَكْثِرُ مِنَ الْقُرآنِ وَالْمُسْتَقِلُّ، وأَمَّا السَّبَبُ الْوَاصِلُ مِنَ السَّمَاءِ إِلَى الأَرْضِ، فَالْحَقُّ الَّذِي أَنْتَ عَلَيْهِ تَأْخُذُ بِهِ فَيُعْلِيكَ اللّٰهُ، ثُمَّ يَأْخُذُ بِهِ رَجُلٌ فَيَعْلُو بِهِ ثُمَّ يَأْخُذُبِهِ رَجُلٌ آخَرُ فَيَعْلُو بِهِ ثُمَّ يَأْخُذُ بِهِ رَجُلٌ فَيَنْقَطِعُ بِهِ ثُمَّ يُوَصَلُ لَهُ فَيَعْلُو بِهِ، فَأَخْبِرْنِي يَارَسُولَ اللّٰهِ بِأَبِي أَنْتَ! أَصَبْتُ أَمْ أَخْطَأْتُ؟ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ : ((**أَصَبْتَ بَعْضًا وَأَخْطَأْتَ بَعْضًا**)) قَالَ: فَوَاللّٰهِ لَتُحَدِّثَنِّي بِالَّذِي أَخْطَأْتُ، قَالَ: ((**لَا تُقْسِمْ**)). [الصحيحة:١٢١]

تو اس کی تعبیر بیان کر۔ حضرت ابوبکر ﷛ نے فرمایا: سائبان اسلام ہے اور جو اس سے شہد اور گھی ٹپک رہا تھا وہ قرآن اور اس کی مٹھاس ٹپک رہی تھی۔ پس قرآن سے کچھ زیادہ حصہ لینے والے تھے اور کچھ کم اور جو آسمان سے زمین تک پہنچنے والا رسہ ہے پس وہ حق ہے، جس پر آپ قائم ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کے ذریعے سربلند فرمائے گا۔ پھر اس کو ایک آدمی پکڑے گا وہ بھی اس کے ساتھ بلندی پر فائز ہوگا، پھر اس کو ایک دوسرا آدمی پکڑے گا وہ اس کے ساتھ بلند ہوگا، پھر اس کو تیسرا آدمی پکڑے گا، پس وہ ٹوٹ جائے گا۔ پھر اس کو جوڑا جائے گا، پس وہ اس کے ساتھ بلند ہوگا۔ اے اللہ کے رسول ﷺ میرے ماں باپ آپ پر قربان جائیں۔ مجھے بتلایئے میں نے صحیح تعبیر کی ہے یا غلط؟ نبی ﷺ نے فرمایا: کچھ صحیح اور کچھ غلط ۔ ابوبکر نے کہا اللہ کی قسم ! آپ مجھے میری غلطی ضرور بیان کریں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے ابوبکر قسم نہ دے۔

تخریج: الصحیحۃ ١٢١- بخاری (٧٠٤٦)، مسلم (٢٢٦٩)، ابوداود (٣٢٦٨، ٤٦٣٢)، ترمذی (٢٢٩٣)، ابن ماجہ (٣٩١٨)

فوائد: غالبًا رسے سے مراد خلافت تھی اور تیسرے آدمی پر آکر رسہ ٹوٹنا یہ سیدنا ذوالنورین حضرت عثمان بن عفان ﷛ کی خلافت کی طرف اشارہ ہے۔ آپ کی شہادت کے بعد پھر اختلاف وانتشار کا آغاز ہوا، اور دشمنان اسلام کو مسلمانوں کے درمیان فسادات کرانے کا بھرپور موقع ملا۔

❁......❁......❁

سلسلہ

احادیث صحیحہ (اردو)

تحقیق:

فضیلۃ الشیخ محمد ناصر الدین البانی رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ وتبویب و فوائد

استاذ الحدیث ابو الحسن عبدالمنان راسخ حفظہ اللہ

استاذ العلماء ابو میمون محفوظ احمد اعوان حفظہ اللہ

مکتبہ قدوسیہ

سلسلہ احادیث صحیحہ (اردو)

جلد دوم

تحقیق:
فضیلۃ الشیخ محمد ناصر الدین البانی رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ، تبویب وفوائد
استاذ الحدیث ابو الحسن عبد المنان راسخ حفظہ اللہ
استاذ العلماء ابو میمون محفوظ احمد اعوان حفظہ اللہ

مکتبہ قدوسیہ

خوبصورت اور معیاری مطبوعات

کتاب وسنت
کی
نشرواشاعت
کے لیے
کوشاں

اشاعت ——— 2009
اہتمام طباعت
ابوبکر قدوسی

مکتبہ قدوسیہ
رحمان مارکیٹ ◉ غزنی سٹریٹ ◉ اردو بازار ◉ لاہور پاکستان

قدوسیہ اسلامک پریس
Ph: 42-37351124 , 37230585
E-mail: *maktaba_quddusia@yahoo.com*
Website: www.quddusia.com

فہرست ابواب جلد دوم

خرید وفروخت، کمائی اور زُہد کا بیان

توبہ، نصیحتیں اور دل کو نرم کر دینے والی باتیں

اللہ کی نعمت کے مقابلہ میں اعمال حقیر ہیں ۱۰۴

جنت اور جہنم

حج اور عمرہ

حدود، معاملات، احکام

خلافت، بیعت، اطاعت اور امارت کا بیان

زکوۃ، سخاوت، صدقہ، ہبہ

شادی، بیویوں کے مابین انصاف، اولاد کی تربیت، ان کے درمیان انصاف اور ان کے اچھے نام

یہ باب جہاد، سفر، لڑائی اور جانوروں کے ساتھ نرمی کرنے کے بارے میں ہے

سیرت نبوی اور شمائل النبی ﷺ کا بیان

روزے اور قیام کا بیان

طب اور عیادت کا بیان

طہارت اور وضوء کا بیان

(٧) اَلْبُیُوعُ والکسبُ والزُّھْدُ

خریدوفروخت، کمائی اور زُہد کا بیان

باب ترکنا رسول اللهﷺ علی مثل البیضاء

رسول اللہ ﷺ نے ہمیں انتہا درجہ کی روشن ملت پر چھوڑا ہے

١١٨٩۔ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ، قَالَ: خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، وَنَحْنُ نَذْكُرُ الْفَقْرَ وَنَتَخَوَّفُهُ، فَقَالَ: ((اَلْفَقْرَ تَخَافُوْنَ؟ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَتُصَبَّنَّ عَلَيْكُمُ الدُّنْيَا صَبًّا، حَتّٰى لَا يُزِيْغَ قَلْبَ اَحَدِكُمْ إِزَاغَةً إِلَّا هِيَهْ، وَايْمُ اللّٰهِ لَقَدْ تَرَكْتُكُمْ عَلٰى مِثْلِ الْبَيْضَاءِ لَيْلُهَا وَنَهَارُهَا سَوَاءٌ)) قَالَ أَبُو الدَّرْدَاءِ: صَدَقَ ـ وَاللّٰهِ ـ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تَرَكَنَا ـ وَاللّٰهِ ـ عَلٰى مِثْلِ الْبَيْضَاءِ، لَيْلُهَا وَنَهَارُهَا سَوَاءٌ۔ [الصحيحة:٦٨٨]

ابودرداء ؓ سے روایت ہے کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس آئے اور ہم فقر کا ذکر کر کے اُس سے ڈر رہے تھے۔ آپ نے فرمایا: کیا تم فقر سے ڈرتے ہو؟ قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، تم کو دنیا کی خوب فراوانی دی جائے گی۔ یہاں تک کہ اگر ٹیڑھا کرے گی تم میں سے کسی کے دل کو تو یہی دنیا اور اللہ کی قسم میں نے تم کو ایسی ملت پر چھوڑا ہے جو انتہا درجہ کی روشن ہے۔ اُس کے دن رات برابر ہیں۔ ابودرداء نے کہا، اللہ کی قسم، رسول اللہ ﷺ نے سچ فرمایا، آپ نے ہمیں انتہا درجہ کی روشن ملت پر چھوڑا جس کے دن رات برابر ہیں۔

تخریج: الصحيحة ٦٨٨۔ ابن ماجه (٥)، ابن ابی عاصم فی السنة (٤٧)

فوائد: مفہوم یہ ہے کہ جس طرح دن صاف اور روشن ہوتا ہے، اُس میں ہر چیز عیاں، واضح اور ظاہر نظر آتی ہے، اسی طرح دین کی رات بھی دن کی طرح روشن ہے، اس میں کسی طرح کی تاریکی اور الجھن نہیں، عبادات، معاملات اور اخلاقیات کے تمام آداب اور احکام و مسائل حد درجہ صراحت اور وضاحت کے ساتھ بیان کر دیئے گئے ہیں۔ رشد و ہدایت کی تمام قندیلیں روشن ہیں، جو چاہے جب چاہے اُن سے روشنی حاصل کر سکتا ہے۔

اتخاذ الغنم بابركة

برکت کے لیے بکریاں رکھنا

١١٩٠۔ عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لِأُمِّ هَانِئٍ: ((اتَّخِذُوا الْغَنَمَ، فَإِنَّ فِيْهَا بَرَكَةً))

عائشہ ؓ سے روایت ہے، بلاشبہ رسول اللہ ﷺ نے ام ہانی ؓ سے فرمایا بکریاں رکھو، بلاشبہ ان میں برکت ہے۔

تخریج: الصحیحة ۷۷۳- ابوبکر المقری ء فی الفوائد (المعجم ۷۷۳)' خطیب فی التاریخ (۷/ ۱۱)' ابن ماجه (۲۳۰۴)' واحمد (۶/ ۳۲۴)' عن ام هانی رضی الله عنها

باب: بيوع محرمة

باب: ممنوع تجارتیں

۱۱۹۱ - عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ بَعَثَ عِتَّابَ بْنَ أُسَيْدٍ إِلٰى مَكَّةَ، فَقَالَ ((أَتَدْرِيْ إِلٰى أَيْنَ أَبْعَثُكَ؟ إِلٰى أَهْلِ اللّٰهِ، وَهُمْ أَهْلُ مَكَّةَ، فَانْهَهُمْ عَنْ أَرْبَعٍ: عَنْ بَيْعٍ وَسَلَفٍ، وَعَنْ شَرْطَيْنِ فِيْ بَيْعٍ، وَرِبْحِ مَالَمْ يُضْمَنْ، وَبَيْعِ مَالَيْسَ عِنْدَكَ)). [الصحيحة: ۱۲۱۲]

عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، کہ رسول اللہ ﷺ نے عتاب بن اُسید کو مکہ کی طرف حاکم مقرر فرما بھیجا اور فرمایا: کیا تو جانتا ہے میں تجھے کہاں بھیج رہا ہوں؟ اللہ کے اہل کی طرف اور وہ اہل مکہ ہیں۔ اُن کو چار چیزوں سے منع کر(۱) ایک ہی معاملہ میں بیع بھی اور قرض بھی (۲) ایک سودے میں دو شرطوں سے (۳) ایسی چیز کے نفع سے جس کے نقصان کا آدمی ضامن نہیں بن سکتا (۴) ایسی چیز کی بیع جو تیرے پاس نہیں ہے۔

تخریج: الصحیحة ۱۲۱۲- بغوی فی حدیث عیسی بن سالم الشاشی (ق ۱۰۸/ ۱)' ابوداود (۳۵۰۴)' ترمذی (۱۲۳۴)' نسائی (۴۶۱۵)' احمد (۲/ ۱۷۴)' من طریق آخر بنحوه

فوائد: اس حدیث میں لین دین کرتے ہوئے چار امور سے منع کیا گیا ہے۔ (۱) ایک ہی معاملہ میں بیع بھی اور اُدھار بھی۔ ایک روایت کے الفاظ ہیں ﴿لَايَحِلُّ سَلَفٌ وَبَيْعٌ﴾ قرض و بیع حلال نہیں، یعنی ایسی بیع جائز نہیں جس میں ادھار یا قرض کی شرط ہو۔ مثلاً آدمی کہے: میں تجھے یہ کپڑا پچاس روپے میں فروخت کرتا ہوں بشرطیکہ تو مجھے پچیس روپے قرض دے۔ یا میں تجھے پچاس روپے ادھار دیتا ہوں تو مجھے اپنی فلاں چیز فروخت کردے۔ (۲) ایک بیع میں دو شرطیں منع ہیں، امام احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس کی صورت یہ ہے کہ ﴿يَقُوْلُ أَبِيْعُكَ هٰذَا الثَّوْبَ وَعَلَيَّ خِيَاطَتُهُ وَقَصَارَتُهُ﴾ آدمی کہے یہ کپڑا میں تجھے اس شرط پر فروخت کرتا ہوں کہ اس کی سلائی و کٹائی میں ہی کروا کر دوں گا۔ امام البانی رحمہ اللہ نے امام ابن شیر رحمہ اللہ سے اس کی شرح یوں نقل فرمائی ہے کہ آدمی کہے ﴿بِعْتُكَ هٰذَا الثَّوْبَ نَقْدًا بِدِيْنَارٍ وَنَسِيْئَةً بِدِيْنَارَيْنِ﴾ یہ کپڑا نقد ایک دینار کا اور ادھار دو دینار۔ یہ بیع ایک بیع میں دو بیعوں کی طرح ہی ہے۔ اس تشریح کی رو سے بھی مروجہ قسطوں کا کاروبار قطعاً جائز نہیں ہے۔ (۳) کسی سامان کا منافع اُس وقت تک حاصل کرنا درست نہیں جب تک وہ بائع کے قبضہ میں نہ آجائے۔ جس مال کی ضمانت ہی نہیں اُس کا نفع بھی درست نہیں۔ جب وہ مال آپ کی ضمانت میں آئے گا تو اس کا نفع بھی جائز ہوگا۔ بلکہ ایک روایت میں تو آپ نے صراحتہً فرمایا: ﴿إِذَا اشْتَرَيْتَ شَيْئًا فَلَا تَبِعْهُ حَتّٰى تَقْبِضَهُ﴾ "جب تو کسی چیز کو خریدے تو اسے قبضہ میں آنے سے پہلے مت بیچ۔" (۴) ایسی چیز کی خرید و فروخت جو فروخت کے وقت ملکیت میں نہ ہو جائز نہیں۔ جیسا کہ بخاری و مسلم کی روایت میں مزید وضاحت ہے۔ ﴿مَنِ ابْتَاعَ طَعَامًا لَايَبِعْهُ حَتّٰى يَسْتَوْفِيَهُ﴾ جو غلہ خریدے وہ مکمل وصولی سے قبل فروخت نہ کرے۔ مگر افسوس! اکثر مسلمان تاجر حضرات آپ ﷺ کے ان فرامین کی پروا تک نہیں کرتے اور آج تجارتی و کاروباری تمام نحوستوں کا سبب بھی یہی ہے کہ ہم لین دین اور کاروبار میں شرعی اصول و ضوابط کا لحاظ نہیں رکھتے۔ جب آنحضرت ﷺ کے بیان کردہ کاروباری آداب و احکام کو پس پشت ڈال دیا جائے تو خیر و برکت ختم ہو جاتی ہے۔

باب استحباب قلة المال

کم مال کا استحباب

۱۱۹۲ ـ عَنْ مَحْمُوْدِ بْنِ لَبِيْدٍ مَرْفُوْعاً: ((اِثْنَتَانِ يَكْرَهُهُمَا ابْنُ آدَمَ: يَكْرَهُ الْمَوْتَ، وَالْمَوْتُ خَيْرٌ لِلْمُؤْمِنِ مِنَ الْفِتْنَةِ، وَيَكْرَهُ قِلَّةَ الْمَالِ، وَقِلَّةُ الْمَالِ أَقَلُّ لِلْحِسَابِ)).

[الصحيحة:۸۱۳]

محمود بن لبید ﷛ سے مرفوع روایت ہے، دو چیزوں کو آدم کا بیٹا ناپسند کرتا ہے، موت کو ناپسند کرتا ہے اور موت مومن کے لئے فتنے سے بہتر ہے۔ اور مال کی کمی کو ناپسند کرتا ہے اور مال کی کمی روزِ قیامت حساب کی کمی کا باعث ہے۔

تخریج: الصحيحة ۸۱۳۔ احمد (۵/ ۴۲۷، ۴۲۸) بغوی فی شرح السنة (۴۰۶۶) ابوعمر الدانی فی الفتن (۳۶)

فوائد: آدمی فتنوں میں الجھ کر اپنے نیک اعمال برباد کر بیٹھتا ہے، اس لیے فتنوں سے پناہ مانگتے ہوئے، عافیت کی موت کا خواہش مند رہنا چاہیے اور مندرجہ ذیل دعا کثرت سے پڑھتے رہیں ﴿اَللّٰهُمَّ إِذَا اَرَدْتَ بِقَوْمٍ فِتْنَةً فَاقْبِضْنِيْ غَيْرَ مَفْتُوْنٍ﴾ اے اللہ! جب تو قوم سے فتنہ کا ارادہ کرے تو مجھے فتنے میں مبتلا کئے بغیر اپنے ہاں اٹھالے۔ اسی طرح مال کی قلت دنیا میں بھی سلامتی و عافیت کا باعث ہوتی ہے۔ دولت مندوں کے مسائل ومشاکل بہت زیادہ ہوتی ہیں۔ کئی دولت مندوں سے سکھ چین، آرام اور راحت وسکون ساری زندگی ناراض رہتے ہیں۔ پل بھر بھی اُن کو الجھنوں سے چھٹکارا نہیں ملتا۔ لیکن دین کی کشمکش میں ہی روح پرواز کر جاتی ہے اور پھر سخت حساب کے لیے عدالتِ الٰہی میں پیشی ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں سلامتی کی موت اور برکت والا رزق نصیب فرمائے۔

باب منع من الشاة التي اخذت بغير اذن اهلها

اس بکرے کا گوشت کھانے سے رک جانا کہ جس کو اس کے مالک کی اجازت بغیر لیا گیا ہو

۱۱۹۳ ـ عَنْ رَجُلٍ مِّنَ الْأَنْصَارِ، قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِي جَنَازَةِ رَجُلٍ مِّنَ الْأَنْصَارِ، فَلَمَّا انْصَرَفْنَا لَقِيْنَا دَاعِيَ امْرَأَةٍ مِنْ قُرَيْشٍ فَقَالَ: إِنَّ فُلَانَةَ تَدْعُوْكَ وَمَنْ مَّعَكَ عَلٰى طَعَامٍ. فَانْصَرَفَ، وَجَلَسَ وَجَلَسْنَا مَعَهُ، وَجِيءَ بِالطَّعَامِ، فَوَضَعَ النَّبِيُّ ﷺ يَدَهُ وَوَضَعَ الْقَوْمُ أَيْدِيَهُمْ، فَنَظَرُوْا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَإِذَا أُكْلَتَهُ فِيْ فِيْهِ لَا يُسِيْغُهَا فَكَفُّوْا أَيْدِيَهُمْ لِيَنْظُرُوْا مَا يَصْنَعُ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَأَخَذَ لُقْمَتَهُ فَلَفَظَهَا، وَقَالَ ((أَجِدُ لَحْمَ شَاةٍ أُخِذَتْ بِغَيْرِ إِذْنِ أَهْلِهَا، أَطْعِمُوْهَا الْأُسَارٰى)). [الصحيحة:۷۵٤]

انصاری صحابی سے روایت ہے کہتے ہیں ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک انصاری صحابی کے جنازے کیلئے گئے، جب ہم واپس آئے تو ہمیں قریش کی ایک عورت کا دعوت دینے والا شخص ملا، اس نے کہا: فلاں عورت آپ کو اور آپ کے ساتھیوں کو کھانے کے لیے بلاتی ہے۔ آپ چلے اور بیٹھ گئے، ہم بھی آپ کے ساتھ بیٹھے اور کھانا لایا گیا۔ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے ساتھیوں نے کھانا شروع کیا۔ پس اچانک صحابہ نے نبی پاک کی طرف دیکھا، آپ کا لقمہ آپ کے منہ میں ہے اور آپ اُس کو نگل نہیں رہے۔ صحابہ کھانے سے رک گئے، تاکہ دیکھیں رسول اللہ کیا کرتے ہیں، آپ نے لقمہ پکڑا اور اُس کو پھینک دیا اور فرمایا: مجھے معلوم ہوتا ہے کہ ایسی بکری کا گوشت ہے جو اُس کے مالک کی اجازت کے

بغیر لی گئی ہے، اسے قیدیوں کو کھلا دو۔

تخریج: الصحیحة ۷۵۴۔ ابن منده فی المعرفة (۲/ ۲۷۵/ ۱)' ابوداود (۳۳۳۲)' بیهقی (۵/ ۳۳۵)' دارقطنی (۴/ ۲۸۶)

فوائد: اجتماعی امور میں اپنے بڑے یا امیر کی پیروی کرنی چاہیے، نیز مشکوک، ناجائز اور لقمۂ حرام سے ہر دم مومن کو اجتناب کرنا چاہیے۔ جیسا کہ آپ ﷺ نے منہ کے قریب پہنچنے والا نوالہ بھی پھینک دیا۔

اجمال فی طلب الدنیا

۱۱۹۴۔ عَنْ أَبِي حُمَيْدِ السَّاعِدِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَجْمِلُوْا فِي طَلَبِ الدُّنْيَا، فَإِنَّ كُلاًّ مُيَسَّرٌ لِمَا خُلِقَ لَهُ)).

[الصحيحة:۸۹۸]

دنیا کی تلاش میں جائز ذرائع استعمال کرنا

ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دنیا کی تلاش میں میانہ روی سے کام لو، ہر کوئی جس چیز کے لیے پیدا ہوا ہے وہ اُس کے لیے آسان کر دی جاتی ہے۔

تخریج: الصحیحة ۸۹۸۔ ابن ماجه (۲۱۴۲)' ابن ابی عاصم فی السنة (۴۱۸)' حاکم (۲/ ۳)' بیهقی (۵/ ۲۶۴)

فوائد: رزق یا دنیاوی منصب کی تلاش کے لیے ناجائز دھندوں کی بجائے سیدھی راہ اختیار کرنی چاہیے۔ کیونکہ جو انسان کے نصیب میں ہوتا ہے وہ نیک کوشش سے بھی اللہ تعالیٰ عطا فرما دیتے ہیں۔ بدنصیب ہیں وہ لوگ جو دنیاوی مفادات کے حصول کی خاطر یادِ الٰہی سے غافل ہو جاتے ہیں اور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی لائی ہوئی شریعت سے ساری زندگی کنارہ کش رہتے ہیں۔

الوراثة مال الوارث

۱۱۹۵۔ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ، قَالَ: أَتَى رَجُلُ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: إِنَّ أُمِّي تُوُفِّيَتْ وَتَرَكَتْ حُلِيًّا وَلَمْ تُوصِ، فَهَلْ يَنْفَعُهَا إِنْ تَصَدَّقْتُ عَنْهَا؟ قَالَ: ((اِحْبِسْ عَلَيْكَ مَالَكَ)). [الصحيحة:۲۷۷۹]

وراثت وارث کا مال ہے

عقبہ بن عامر سے روایت ہے کہتے ہیں ایک آدمی نبی ﷺ کے پاس آیا اور کہا میری ماں فوت ہوگئی اور اس نے زیور چھوڑا ہے اور وصیت نہیں کی، اگر میں اُس کی طرف سے صدقہ کروں تو کیا اُسے نفع دے گا؟ آپ ؐ نے فرمایا: اپنے مال کو اپنے پاس روکے رکھ۔

تخریج: الصحیحة ۲۷۷۹۔ طبرانی فی الکبیر (۱۷/ ۲۸۱)' احمد (۴/ ۱۵۰)

فوائد: ساری وراثت صدقہ کر کے خود مانگنا شروع کر دینا کوئی نیکی کا کام نہیں، بلکہ ایک صحابی کو رسول اللہ ﷺ نے موت کے وقت زیادہ صدقہ کرنے سے سختی کے ساتھ منع فرما دیا تھا اور آپ نے فرمایا تھا کہ تو اپنی اولاد کو کشادہ حال چھوڑ کر جائے یہ صدقہ کرنے سے زیادہ بہتر ہے۔ نیز میت کو اُسی عمل کا ثواب پہنچتا ہے جس کی اُس نے وصیت کی ہو یا نیت کی ہو۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں: ﴿اَنْ لَّیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی﴾ انسان کے لیے وہی کچھ ہے جس کی اُس نے کوشش کی۔

اجتناب الدنیا لانها خضرة حلوة

۱۱۹۶۔ عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِحْذَرُوْا الدُّنْيَا، فَإِنَّهَا

دنیا سے بچنا اس لیے کہ وہ سرسبز شاداب میٹھی ہے

مصعب بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دنیا سے بچو کیونکہ وہ سرسبز و شاداب اور میٹھی ہے۔

خَضِرَةٌ حُلْوَةٌ)). [الصحیحة: ۹۱۰]

تخریج: الصحیحة ۹۱۰۔ احمد فی الزھد (۶۱) مرسلاً

فوائد: جب اللہ تعالیٰ انسان کو فراخی عطا کرتا ہے تو وہ دنیا کی عیش وعشرت میں اس قدر کھو جاتا ہے کہ اپنے محسن حقیقی کو ہی بھلا دیتا ہے۔اس حدیث میں بھی رسول اللہ ﷺ نے اُس دنیا داری سے بچنے کا حکم ارشاد فرمایا جو آدمی کو اس کے خالق ہی سے دور کردے۔ اللہ کو یاد رکھتے ہوئے اور اُس کے احکامات کی پاسداری کرتے ہوئے آدمی اربوں کا مالک بھی بن جائے تو ایسا شخص دنیا دار نہیں کہلاتا۔ بلکہ وہ صدقات وخیرات سے اعلیٰ درجات حاصل کرسکتا ہے۔آدمی دنیا دار اُسی وقت بنتا ہے جب وہ اپنے اللہ ہی کو بھلا دے۔

احسان مبایعة الأعرابی

۱۱۹۷۔ عَنْ زِيَادِ بْنِ الْحُصَيْنِ، عَنْ أَبِيْهِ حُصَيْنِ بْنِ قَيْسٍ: أَنَّهُ حَمَلَ طَعَاماً إِلَى الْمَدِيْنَةِ، فَلَقِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((مَاذَا تَحْمِلُ يَاأَعْرَابِيُّ؟)) قَالَ: قَمْحاً، قَالَ: ((مَا أَرَدْتَّ بِهِ. أَوْ مَاتُرِيْدُ بِهِ؟)) قَالَ: أَرَدْتُ بَيْعَهُ، فَمَسَحَ رَأْسِي، وَقَالَ: ((أَحْسِنُوْا مُبَايَعَةَ الْأَعْرَابِيِّ)). [الصحیحة: ۳۲۳۵]

اعرابی کے ساتھ خرید وفروخت اچھے طریقہ سے کرنا

زیاد بن حصین اپنے باپ حصین بن قیس سے روایت کرتے ہیں کہ وہ مدینہ غلہ لے کر آئے اور رسول اللہ ﷺ سے ملاقات ہوئی، آپ نے فرمایا: اے اعرابی تیرے پاس کیا سامانِ تجارت ہے؟ کہا گندم! آپ نے فرمایا: اس کے متعلق تیرا کیا ارادہ ہے؟ کہا میں اس کو بیچنا چاہتا ہوں۔آپ نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا: اعرابی کے ساتھ خرید وفروخت اچھے طریقے سے کرو۔

تخریج: الصحیحة ۳۲۳۵۔ طبرانی فی الکبیر (۳۵۵۹، ۵۲۹۴)، البزار (الکشف: ۱۲۷۳)، نسائی (۵۰۶۸)، مختصراً

فوائد: مزدوری اور محنت کرنے والے شخص کو حقارت اور مذاق کی نظر و یکھنے کی بجائے حوصلہ افزا اور قدر کی نگاہ سے دیکھنا چاہیے۔ رسول اللہ ﷺ نے جب دیہاتی کو رزق کی تلاش میں دیکھا تو آپ نے محبت سے اُس کے سر پہ ہاتھ پھیرا اور صحابہ کو اُس کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کا حکم ارشاد فرمایا۔

اخراج المرأة فی العدة بضرورة

۱۱۹۸۔ عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: طُلِّقَتْ خَالَتِي ثَلَاثاً، فَخَرَجَتْ تَجُدُّ نَخْلاً لَهَا، فَلَقِيَهَا رَجُلٌ فَنَهَاهَا، فَأَتَتِ النَّبِيَّ فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لَهُ، فَقَالَ لَهَا: ((اُخْرُجِي فَجُدِّي نَخْلَكِ، لَعَلَّكِ أَنْ تَصَدَّقِي مِنْهُ أَوْ تَفْعَلِي خَيْرًا)). [الصحیحة: ۷۲۳]

عدت میں عورت کا ضرورت کے تحت گھر سے نکلنا

جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں میری خالہ کو تین طلاقیں دی گئیں، وہ اپنے کھجوروں کے باغ میں، کھجوریں چننے کے لیے نکلی، اسے ایک آدمی ملا اور اُس نے اُس کو روکا، وہ نبی ﷺ کے پاس آئی، معاملہ ذکر کیا آپ نے اُس سے کہا: تو نکل اور کھجوریں چن شائد تو اُس میں سے صدقہ کرے یا کوئی اور بھلائی کا کام کرے۔

تخریج: الصحیحة ۷۲۳۔ مسلم (۱۴۸۳)، ابو داود (۲۲۹۷)، نسائی (۳۵۸۰)، ابن ماجه (۲۰۳۴)، احمد (۳/ ۳۲۱)

فوائد: دوران عدت ضرورت کے پیش نظر عورت گھر سے باہر نکل سکتی ہے۔نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ کسی مسئلہ کی حقیقت تک پہنچنے کے

لیے کسی مستند جید عالم دین سے رابطہ کرنا چاہیے۔

باب الأمر بتأدية الامانة

امانت کو ادا کرنے کا حکم

۱۱۹۹۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوعاً: ((أَدِّ الْأَمَانَةَ إِلَى مَنِ ائْتَمَنَكَ وَلَا تَخُنْ مَنْ خَانَكَ)).
[الصحيحة: ٤٢٣]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت ہے، جس نے تیرے پاس امانت رکھی، اُس کو امانت ادا کر دے اور جو تیرے ساتھ خیانت کرے، تو اُس کے ساتھ خیانت نہ کر۔

تخریج: الصحیحة ۴۲۳۔ ابو داود (۳۵۳۵)' ترمذی (۱۲۶۴)' حاکم (۲/ ۴۶)

فوائد: دور حاضر کی حکومتیں عموماً ناجائز ٹیکسوں کے ذریعے غریب عوام کا خون چوس رہی ہیں، اس کے باوجود عوام کو اُن کے ساتھ خیانت کرنے سے باز رہنا چاہیے۔ بجلی چوری کرنا یا دیگر لوازمات اور بلوں کی ادائیگی میں حکومت کو دھوکا دینا اس حدیث کی رو سے درست نہیں۔

فضل رجل ساهل في البيع

خرید وفروخت میں آسانی پیدا کرنے والے شخص کی فضیلت

۱۲۰۰۔ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: أَدْخَلَ اللّٰهُ. عَزَّوَجَلَّ. الْجَنَّةَ رَجُلاً كَانَ سَهْلاً مُشْتَرِياً وَبَائِعاً، وَقَاضِياً ومُقْتَضِياً))[الصحيحة: ١١٨١]

عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ایک آدمی کو جنت میں داخل کیا، وہ خریدنے، بیچنے اور قرضہ ادا کرتے ہوئے اور قرض کا مطالبہ کرتے ہوئے نرم خو تھا۔

تخریج: الصحیحة ۱۱۸۱۔ بخاری فی التاریخ (۶/ ۲۶۷)' نسائی (۴۷۰۰)' ابن ماجه (۲۲۰۲)' احمد (۱/ ۵۸'۶۷)

باب ترجيح القول رب السلعة عند الاختلاف

اختلاف کے وقت سامان والے کے قول کو ترجیح دی جائے گی۔

۱۲۰۱۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ مَرْفُوْعاً: ((إِذَا اخْتَلَفَ الْبَيِّعَانِ وَلَيْسَ بَيْنَهُمَا بَيِّنَةٌ، فَهُوَ مَايَقُوْلُ رَبُّ السِّلْعَةِ أَوْ يَتَتَارَكَانِ)).
[الصحيحة:٧٩٨]

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت ہے، جب دو بیع کرنے والے جھگڑا کریں اور اُن میں سے کسی کے پاس گواہی نہ ہو تو وہی ہوگا جو سامان کا مالک کہے گا، یا وہ دونوں سودا چھوڑ دیں۔

تخریج: الصحیحة ۷۹۸۔ ابو داود (۳۵۱۲)' ابن ماجه (۲۱۸۶)' دارمی (۲۵۵۲)' احمد (۱/ ۴۶۶)

من يخاف الخدعة في التجارة ما يقول عند البيعة

جس کو سودے میں دھوکے کا ڈر ہو تو وہ سودے کے وقت کیا کہے؟

۱۲۰۲۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيٰى بْنِ حَبَّانَ، قَالَ: هُوَ جَدِّي مُنْقِذُ بْنُ عَمْرٍو، وَكَانَ رَجُلًا قَدْ أَصَابَتْهُ آفَةٌ فِي رَأْسِهِ فَكَسَرَتْ لِسَانَهُ، وَكَانَ لَايَدَعُ عَلٰى ذٰلِكَ التِّجَارَةَ، وَكَانَ لَايَزَالُ يُغْبَنُ، فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهُ، فَقَالَ لَهُ: ((إِذَا أَنْتَ بَايَعْتَ فَقُلْ: لَاخِلَابَةَ ثُمَّ أَنْتَ فِي كُلِّ سِلْعَةٍ اِبْتَعْتَهَا بِالْخِيَارِ ثَلَاثَ لَيَالٍ، فَإِنْ رَضِيتَ فَأَمْسِكْ وَإِنْ سَخِطْتَ فَارْدُدْهَا عَلٰى صَاحِبِهَا)). [الصحيحة:۲۸۷۵]

محمد بن یحییٰ بن حبان ﷺ سے روایت ہے، انہوں نے کہا منقذ بن عمرو میرے دادا تھے' ان کے سر میں کوئی چوٹ لگی تھی۔ اس لیے اُن کی زبان ٹھیک نہ رہی اور وہ اس کے باوجود تجارت نہیں چھوڑتے تھے۔ اور وہ ہمیشہ دھوکا کھاجاتے تھے۔ وہ نبی ﷺ کے پاس آیا، اور معاملہ ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا: جب تو سودا کرے تو کہہ "دھوکہ نہیں" پھر تو جو سامان خریدے اُس میں تجھے تین راتوں تک اختیار ہے۔ اگر تجھے پسند ہو تو رکھ لے اور اگر ناپسند کرے اُس کو مالک پر واپس کر دے۔

تخریج: الصحیحة ۲۸۷۵۔ ابن ماجه (۲۳۵۵)' بخاری فی التاریخ (۸/ ۱۷۔ ۱۸)' ابن ابی شیبة (۱۴/ ۲۳۸)' بنحوه

باب النهي عن المحفلة للبيع
فروخت کے لیے پستانوں میں دودھ روکنا حرام ہے

۱۲۰۳۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((إِذَا بَاعَ أَحَدُكُمُ الشَّاةَ وَاللَّقْحَةَ، فَلَا يُحَفِّلْهَا)). [الصحيحة:۳۲۳۶]

ابوہریرہ ﷺ سے روایت ہے' کہتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی بکری اور دودھ والی اونٹنی فروخت کرے، تو اُس کے دودھ تھنوں میں نہ روکے۔

تخریج: الصحیحة ۳۲۳۶۔ عبد الرزاق (۱۴۸۶۴)' ومن طریقه احمد (۲/ ۲۷۳۔ ۲۷۴)' والنسائی (۴۴۹۱)' وابن حبان (۴۹۶۹)

فوائد: عرب میں بعض لوگ اونٹنی یا بکری کو فروخت کرنے سے چند دن قبل اُس کا دودھ نہیں دھوتے تھے۔ جب دو تین دن کے بعد دودھ بہت زیادہ اُتر آتا تو اُس کو لے کر منڈی میں آجاتے۔ خریدنے والا یہی سمجھتا کہ یہ معمول کے مطابق وافر مقدار سے دودھ دینے والا جانور ہے لیکن جب وہ لے کر گھر جاتا تو چند دنوں کے بعد حقیقت واضح ہو جاتی کہ میرے ساتھ دھوکہ کیا گیا ہے۔ اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے اس طرح کی دھوکہ دہی سے منع فرمایا ہے۔

باب ذم العينة
بیع عینہ کی مذمت

۱۲۰۴۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ مَرْفُوعًا: ((إِذَا تَبَايَعْتُمْ بِالْعِينَةِ، وَأَخَذْتُمْ أَذْنَابَ الْبَقَرِ، وَرَضِيتُمْ بِالزَّرْعِ، وَتَرَكْتُمُ الْجِهَادَ، سَلَّطَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ ذِلًّا لَايَنْزِعُهُ حَتّٰى تَرْجِعُوا إِلٰى دِينِكُمْ)). [الصحيحة:۱۱]

ابن عمر ﷺ سے مرفوع روایت ہے، جب تم عینہ کی بیع کرو گے اور بیلوں کی دمیں پکڑ لو گے اور کھیتی باڑی کو پسند کرو گے اور جہاد چھوڑ دو گے تو اللہ تعالیٰ تم پر ذلت مسلط کر دے گا۔ جب تک تم اپنے دین کی طرف واپس نہیں لوٹو گے، وہ اُس کو اتارے گا نہیں۔

تخریج: الصحیحة ۱۱۔ ابوداود (۳۴۶۲)' بیہقی (۵/ ۳۱۶)' دولابی فی الکنی (۲/ ۶۵)

فوائد: بیع العینہ یہ ہے کہ ایک چیز ادھار بیچ کر پھر وہی چیز اُسی آدمی سے کم قیمت پر خرید لینا، مثلاً ایک آدمی نے دوسرے شخص کو کتاب پانچ سو روپے کے ادھار پر فروخت کردی۔ پھر وہی کتاب چار سو روپے میں نقد خرید لی۔ یعنی اپنی چیز بھی واپس لے لی اور سو روپیہ بھی اُس کے ذمہ قرض کر دیا، شرعاً ایسا کرنا جائز نہیں ہے۔ نیز امتِ مسلمہ کی ذلت کا ایک بہت بڑا سبب بھی بیان فرمادیا کہ جب امت جہاد کو چھوڑ کر مال و متاع اور کھیتی باڑی کو ترجیح دینا شروع کر دے گی اور دعوت و جہاد سے اعراض کرے گی تو اللہ تعالیٰ اُس پر ذلت مسلط فرمادے گا۔ یہ ذلت مہنگائی کی شکل میں یا دشمنوں کے تسلط کی صورت میں یا دیگر المناک، کمرتوڑ، اچانک حادثات کے ذریعہ بھی مسلط ہوسکتی ہے۔

بيع الممنوعه و كسب الممنوعه

ممنوعہ بیوع اور ممنوعہ کمائی کے بارے میں

۱۲۰۵۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّهُ ﷺ نَهٰى عَنْ ثَمَنِ الْخَمْرِ، وَمَهْرِ الْبَغِيِّ، وَثَمَنِ الْكَلْبِ، وَقَالَ: ((إِذَا جَاءَ كَ يَطْلُبُ ثَمَنَ الْكَلْبِ فَامْلَأْ كَفَّيْهِ تُرَابًا)). [الصحيحة: ۱۳۰۳]

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، بے شک آپ ﷺ نے شراب کی قیمت، زانیہ کی کمائی اور کتے کی قیمت سے منع فرمایا ہے اور کہا جب کوئی تیرے پاس کتے کی قیمت کے لئے آئے تو اُس کی ہتھیلیوں کو مٹی سے بھر۔

تخريج: الصحيحة ۱۳۰۳۔ ابوداود (۳۴۸۲)، بيهقى (۶/ ۶)، احمد (۱/ ۲۷۸، ۲۸۹)

من سرق له مال و قد باع السارق ماذا يفعل به

جس کا مال چوری ہوا اور چور نے مال بیچ بھی دیا۔ تو اس کا کیا کیا جائے گا

۱۲۰۶۔ عَنْ عِكْرِمَةَ بْنِ خَالِدٍ، أَنَّ أُسَيْدَ بْنَ حُضَيْرٍ الْأَنْصَارِيَّ أَخْبَرَهُ: أَنَّهُ كَانَ عَامِلًا عَلَى الْيَمَامَةِ، وَأَنَّ مَرْوَانَ كَتَبَ إِلَيْهِ أَنَّ مُعَاوِيَةَ كَتَبَ إِلَيْهِ أَنْ: أَيُّمَا رَجُلٍ سُرِقَ مِنْهُ سَرِقَةٌ فَهُوَ أَحَقُّ بِهَا حَيْثُ وَجَدَهَا۔ ثُمَّ كَتَبَ ذٰلِكَ مَرْوَانُ إِلَيَّ وَكَتَبَ إِلَى مَرْوَانَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَضٰى بِأَنَّهُ: ((إِذَا كَانَ الَّذِي ابْتَاعَهَا. يَعْنِي: السَّرِقَةَ. مِنَ الَّذِي سَرَقَهَا غَيْرَ مُتَّهَمٍ يُخَيَّرُ سَيِّدُهَا: فَإِنْ شَاءَ أَخَذَ الَّذِي سُرِقَ مِنْهُ بِثَمَنِهَا، وَإِنْ شَاءَ اتَّبَعَ سَارِقَهُ)) ثُمَّ قَضٰى بِذٰلِكَ أَبُوبَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ، فَبَعَثَ مَرْوَانُ بِكِتَابِي إِلَى مُعَاوِيَةَ وَكَتَبَ مُعَاوِيَةُ إِلَى مَرْوَانَ: إِنَّكَ لَسْتَ أَنْتَ وَلَا

عکرمہ بن خالد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اُسید بن حضیر نے اُسے خبر دی کہ وہ یمامہ کا گورنر تھا، تو مروان نے اُس کو خط لکھا کہ معاویہ نے اُسے لکھا ہے کہ جس آدمی کا کوئی مال چوری ہوجائے تو وہ جہاں اس مال کو پائے وہ اس کا زیادہ حقدار ہے۔ پھر یہی بات مروان نے مجھے لکھ کر بھیج دی۔ تو اُس نے مروان کو لکھا، کہ نبی ﷺ نے فیصلہ کیا ہے، کہ جس آدمی نے وہ چوری کی چیز چور سے خریدی اگر وہ آدمی بدنام نہیں ہے تو چوری کے مال کے مالک کو اختیار دیا جائے گا کہ چاہے تو چوری کا مال قیمت دے کر لے لے اور اگر چاہے تو چور کی تلاش کرے۔ پھر ابوبکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم نے بھی یہی فیصلہ کیا۔ مروان نے یہ میرا خط معاویہ کو بھیج دیا تو معاویہ نے مروان کو لکھا کہ تو اور اُسید مجھ پر حاکم نہیں ہو بلکہ اُن امور جن میں میں تمہارا حاکم ہوں میرا فیصلہ چلے گا، اس لئے

أُسِيْدٌ تَقْضِيَانِ عَلَيَّ وَلٰكِنِّي أَقْضِي فِيْمَا وَلِّيْتُ عَلَيْكُمَا، فَانْفُذْ لِمَا أَمَرْتُكَ بِهٖ۔ فَبَعَثَ مَرْوَانُ بِكِتَابِ مُعَاوِيَةَ، فَقُلْتُ: لَاأَقْضِي بِهٖ مَاوَلِّيْتَ بِمَا قَالَ مُعَاوِيَةُ۔ [الصحيحة:٦٠٩]

جو میں نے تمہیں حکم دیا ہے وہ کر۔ تو مروان نے معاویہ کا خط بھیج دیا۔ تو میں نے کہا کہ جب تک میں گورنر ہوں میں معاویہ کے فیصلہ پر عمل نہیں کروں گا۔

تخریج: الصحیحة ۶۰۹۔ نسائی (۳۶۸۴)' احمد (۴/ ۲۲۶)' حاکم (۲/ ۳۶)

باب البياع الحلاف يبغضه الله

قسمیں کھا کر مال بیچنے والے پر اللہ ناراض ہوتا ہے

١٢٠٧۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((أَرْبَعَةٌ يُبْغِضُهُمُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ. اَلْبَيَّاعُ الْحَلَّافُ، وَالْفَقِيْرُ الْمُخْتَالُ، وَالشَّيْخُ الزَّانِيْ، وَالْإِمَامُ الْجَائِرُ)). [الصحيحة:٣٦٣]

ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: چار آدمیوں سے اللہ عزوجل نفرت کرتے ہیں، (۱) قسمیں کھا کر سودا بیچنے والا (۲) متکبر فقیر۔ (۳) بوڑھا زانی (۴) ظالم حکمران

تخریج: الصحیحة ۳۶۳۔ نسائی (۲۵۷۷)' ابن حبان (۵۵۵۸)' قضاعی فی مسند الشهاب (۳۲۴)

باب فضل الزهد

زہد (دنیا کا لالچ نہ کرنے) کی فضیلت

١٢٠٨۔ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدِ السَّاعِدِيِّ قَالَ: أَتَى النَّبِيَّ رَجُلٌ، فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ! دُلَّنِي عَلٰى عَمَلٍ إِذَا أَنَا عَمِلْتُهُ أَحَبَّنِيَ اللّٰهُ، وَأَحَبَّنِي النَّاسُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِزْهَدْ فِي الدُّنْيَا يُحِبَّكَ اللّٰهُ، وَازْهَدْ فِيْمَا عِنْدَ النَّاسِ يُحِبَّكَ النَّاسُ)). [الصحيحة:٩٤٤]

سھل بن سعد ساعدی ؓ سے روایت ہے، انہوں نے کہا، نبی ﷺ کے پاس ایک آدمی آیا، اور اُس نے کہا اے اللہ کے رسول مجھے ایسا عمل بتائیں کہ جب میں وہ عمل کروں، اللہ بھی مجھ سے محبت کرے اور لوگ بھی مجھ سے محبت کریں۔ رسول اللہ نے فرمایا: دنیا کا لالچ نہ کر، اللہ تجھ سے محبت کرے گا اور جو لوگوں کے پاس ہے، اُس کا بھی لالچ نہ کر لوگ بھی تجھ سے محبت کریں گے۔

تخریج: الصحیحة ۹۴۴۔ ابن ماجه (۴۱۰۲)' حاکم (۴/ ۳۱۳)' ابونعیم فی الحلية (۳/ ۲۵۲۔ ۲۵۳)' فی اخبار اصبهان (۲/ ۲۴۴۔ ۲۴۵)

فوائد: صحابی کے اہم سوال کے جواب میں رسول اللہ ﷺ نے دو ایسے قیمتی اصول بیان فرمائے کہ جو شخص بھی اُن پر عمل پیرا ہوجائے وہ بہت جلد جہاں لوگوں میں مقبولیت حاصل کر لیتا ہے وہاں وہ اللہ کی نگاہوں میں بھی معزز و مکرم بن جاتا ہے۔ (۱) دنیا کا لالچ نہ کرنا بلکہ بقدرِ ضرورت ہی دنیا سے اپنا حصہ لینا باقی زیادہ ملنے پر بھی اللہ کی راہ میں خرچ کر دینا۔ زہد کی زندگی بسر کرنے سے بہت جلد قربِ الٰہی نصیب ہوجاتا ہے۔ (۲) آدمی لوگوں کے سامنے اپنے ہاتھ نہ پھیلانے اور نہ ہی دوسروں کی طرف للچائی ہوئی نظر سے دیکھے بلکہ اپنی گزران پر قناعت کرتے ہوئے اللہ کی تقسیم پر راضی رہے، جو شخص لوگوں کی طرف للچائی نظر سے نہیں دیکھتا وہ بہت جلد لوگوں کی توجہ کا مرکز بن جاتا ہے۔ اور اعلیٰ ظرف لوگ بھی خیر خواہ اور قناعت پسند انسان کو ہی محبوب بناتے ہیں۔

۱۲۰۹۔ عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: أَتَى النَّبِيَّ رَجُلٌ، فَقَالَ: إِنِّي أُحِبُّكَ، قَالَ: ((اسْتَعِدَّ لِلْفَاقَةِ)). [الصحيحة:۲۸۲۷]

انس ؓ سے روایت ہے، کہتے ہیں نبی ﷺ کے پاس ایک آدمی آیا۔ اُس نے کہا، یقیناً میں آپ سے محبت کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: پھر فقر وفاقہ کے لیے تیار ہو جاؤ۔

تخریج: الصحیحة ۲۸۲۷۔ البزار (الکشف : ۳۵۹۵) والشجری فی الامالی (۲/ ۲۰۲)

۱۲۱۰۔ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّهُ شَكَا إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ حَاجَتَهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِصْبِرْ أَبَا سَعِيدٍ! فَإِنَّ الْفَقْرَ إِلَى مَنْ يُحِبُّنِي مِنْكُمْ أَسْرَعُ مِنَ السَّيْلِ عَلَى أَعْلَى الْوَادِي، وَمِنْ أَعْلَى الْجَبَلِ إِلَى أَسْفَلِهِ)). [الصحيحة:۲۸۲۸]

سعید بن ابوسعید خدری ؓ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے اپنی محتاجی کی شکایت کی، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے ابوسعید صبر کر۔ کیونکہ فقر ایسے شخص کی طرف جو تم میں سے مجھ سے محبت کرتا ہے اس سے بھی زیادہ تیزی سے آتا ہے، جتنی تیزی سے سیلاب کا ریلہ وادی کی بلندی سے اور پہاڑ کی چوٹی سے پستی کی طرف آتا ہے۔

تخریج: الصحیحة ۲۸۲۸۔ احمد (۳/ ۴۲)، بیہقی فی الشعب (۱۴۷۳)

فوائد: دیندار لوگ بھی فقر وفاقہ کو بہت بڑی ناکامی اور عیب گردانتے ہیں، مال کی قلت کو وبال جان سمجھتے ہیں، جبکہ اکثر مال کی قلت ہی خیر وبرکت کا باعث ہوتی ہے۔ اور ویسے بھی جو لوگ اللہ اور اُس کے رسول سے محبت کا دم بھرتے ہیں اللہ تعالیٰ اُن کو مال اور وسائل کی کمی کے ساتھ آزماتا رہتا ہے۔ اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ سچی محبت رکھنے والا مال کی کمی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ سے شکوہ نہیں کرتا۔ بلکہ اپنے فقر سے وہ شاہی ذائقہ محسوس کرتے ہیں جو بادشاہوں کو اپنے محلوں میں بھی نصیب نہیں ہوتا۔ یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو اپنے رب سے بہت پیار تھا، اور آپ کے گھر میں کئی کئی ماہ آگ تک میسر نہیں ہوتی تھی۔ اور آپ کے بعد خلفائے راشدین اور ممتاز صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے فقر وفاقہ کے عالم میں ایام بسر کیے ہیں۔ اگر کچھ ملا تو اُسے بھی اللہ کی راہ میں لٹا دیا۔

باب اى الكسب أطيب

عمدہ ترین کمائی کون سی ہے؟

۱۲۱۱۔ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ، قَالَ: سُئِلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: أَيُّ الْكَسْبِ أَطْيَبُ؟ قَالَ: ((أَطْيَبُ الْكَسْبِ عَمَلُ الرَّجُلِ بِيَدِهِ، وَكُلُّ بَيْعٍ مَبْرُورٍ)). [الصحيحة: ٦٠٧]

رافع بن خدیج ؓ سے روایت ہے، کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا گیا، کون سی کمائی بہت عمدہ ہے؟ آپ نے فرمایا: عمدہ کمائی آدمی کا اپنے ہاتھ سے کام کرنا اور ہر وہ بیع ہے جس میں کوئی گناہ نہ ہو۔

تخریج: الصحیحة ۶۰۷۔ احمد (۴/ ۱۴۱)، طبرانی فی الاوسط (۷۹۱۴)، والکبیر (۴۴۱۱)، حاکم (۲/ ۱۰)

كسب الحجام مكروهة

سینگی لگانے والے کی کمائی ناپسندیدہ ہے

۱۲۱۲۔ عَنْ حَرَامِ بْنِ سَعْدِ بْنِ مُحَيِّصَةَ: أَنَّ مُحَيِّصَةَ سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ عَنْ كَسْبِ حَجَّامٍ لَهُ؟

حرام بن سعد بن محیصہ ؓ سے روایت ہے، بے شک محیصہ نے رسول اللہ ﷺ سے اپنے سینگی لگانے والے کی کمائی کے بارے میں

فَنَهَاهُ عَنْهُ، فَلَمْ يَزَلْ بِهِ يُكَلِّمُهُ، حَتّٰى قَالَ: ((اِعْلِفْهُ نَاضِحَكَ، وَأَطْعِمْهُ رَقِيْقَكَ)).

[الصحيحة: ٤٠٠٠]

پوچھا؟ پس آپ نے اُس سے منع فرمادیا، پس وہ بار بار اس کے متعلق گفتگو کرتے رہے، یہاں تک کہ آپ نے فرمایا: اس کمائی کا اپنے اونٹ کو چارہ ڈال دے اور اپنے غلام کو کھلا دے۔

تخریج: الصحیحۃ ۴۰۰۰۔ مالك (۲/ ۹۷۴)' ابوداود (۳۴۲۲)' ترمذی (۱۲۷۷)' ابن ماجه (۲۱۶۶)' احمد (۵/ ۴۳۵۔ ۴۳۶)

باب الدعا لرزق كفاف

گزران کے بقدر رزق کے لیے دعا کرنا

١٢١٣ ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَللّٰهُمَّ! اجْعَلْ رِزْقَ آلِ مُحَمَّدٍ قُوْتًا)).

[الصحيحة: ١٣٠]

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! آل محمد کا رزق بقدر کفاف (یعنی گزران کے مطابق) کر دے۔

تخریج: الصحیحۃ ۱۳۰۔ بخاری (۶۴۶۰)' مسلم (۱۰۵۵)' احمد (۲/ ۲۳۲)' ترمذی (۲۳۶۱)' ابن ماجه (۴۱۳۹)

باب: مثل ما بقي من الدنيا

باب: باقی رہ جانے والی دنیا کی مثال

١٢١٤ ـ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ اللّٰهَ. تَعَالٰى. جَعَلَ الدُّنْيَا كُلَّهَا قَلِيْلًا. وَمَابَقِيَ مِنْهَا إِلَّا الْقَلِيْلُ مِنَ الْقَلِيْلِ، وَمَثَلُ مَابَقِيَ مِنَ الدُّنْيَا كَالثَّغْبِ. يَعْنِي: الْغَدِيْرَ. شُرِبَ صَفْوُهُ وَبَقِيَ كَدَرُهُ)).

[الصحيحة: ١٦٢٥]

ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے ساری دنیا کو قلیل بنایا ہے اور اب تو اس میں سے قلیل سے بھی قلیل رہ گئی ہے، جو دنیا میں سے رہ گیا ہے اُس کی مثال حوض کی طرح ہے۔ جس کا عمدہ پانی پی لیا گیا ہو اور اُس کا گدلا پانی بچ گیا ہو۔

تخریج: الصحیحۃ ۱۶۲۵۔ حاکم (۴/ ۳۲۰)' مرفوعاً وابوداود فی الزهد (۱۳۷) بنحوه والبخاری (۲۹۶۴)' فی اثناء الحدیث وابن ابی شیبة (۳/ ۳۰۴۔ ۳۰۵)' موقوفاً علیه

باب الحرص لابن آدم

ابن آدم کا حرص اور لالچ

١٢١٥ ـ عَنْ أَبِي وَاقِدٍ اللَّيْثِيِّ، قَالَ: كُنَّا نَأْتِي النَّبِيَّ ﷺ إِذَا أُنْزِلَ عَلَيْهِ، فَيُحَدِّثُنَا فَقَالَ لَنَا ذَاتَ يَوْمٍ: ((إِنَّ اللّٰهَ. عَزَّوَجَلَّ. قَالَ: إِنَّا أَنْزَلْنَا الْمَالَ لِإِقَامِ الصَّلَاةِ وَإِيْتَاءِ الزَّكَاةِ، وَلَوْكَانَ لِابْنِ آدَمَ وَادٍ لَأَحَبَّ أَنْ يَكُوْنَ إِلَيْهِ ثَانٍ، وَلَوْكَانَ لَهُ وَادِيَانِ لَأَحَبَّ أَنْ يَكُوْنَ إِلَيْهِمَا ثَالِثٌ، وَلَا يَمْلَأُ جَوْفَ ابْنِ آدَمَ إِلَّا التُّرَابُ، ثُمَّ يَتُوْبُ اللّٰهُ

ابوواقد لیثی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں جب رسول اللہ ﷺ پر وحی نازل ہوتی تو ہم آپ کے پاس آتے، اور آپ ہم سے بیان کرتے۔ ایک دن آپ نے ہمیں فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے مال کو نماز قائم کرنے کے پاس اور زکوٰۃ دینے کیلئے نازل فرمایا ہے اور اگر آدم کے بیٹے کے لیے ایک وادی ہو وہ ضرور چاہے گا یہ کہ اس کی دوسری وادی بھی ہو۔ اور اگر اُس کی دو وادیاں ہوں البتہ وہ ضرور پسند کرے کہ ان دونوں کے ساتھ تیسری وادی بھی ہو۔ آدم کے

عَلٰى مَنْ تَابَ)). [الصحيحة:۱٦۳۹]

بیٹے کا پیٹ مٹی ہی بھرے گی۔ پھر اللہ نظر کرم کرے گا، اس پر جس نے توبہ کی۔

تخریج: الصحیحۃ ۱۶۳۹۔ احمد (۵/ ۲۱۸۔ ۲۱۹)' طبرانی فی الکبیر (۳۳۰۰' ۳۳۰۱)' والاوسط (۲۴۶۷)' بیھقی فی الشعب (۱۰۲۷۷)

فوائد: اس حدیث میں انسان کی فطرت کو بیان کیا گیا ہے، کہ وہ زیادہ سے زیادہ مال پالینے کے باوجود بھی قناعت نہیں کرتا۔ بلکہ مزید مال و دولت اکٹھی کرنے کے لیے سرگرداں رہتا ہے۔ بڑی بڑی جاگیروں اور سونے چاندی کے انباروں سے اُس کا دل سیر نہیں ہوتا، بالآخر قبر کی مٹی سے ہی اُس کا پیٹ بھرتا ہے۔ خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو تھوڑے مال پر قناعت کرتے ہوئے اللہ کی خوشنودی اور اُس کی محبت کے طالب رہتے ہیں اور جب وہ موت سے ہمکنار ہوتے ہیں تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ جنت کی نعمتوں سے اُن کی مہمان نوازی فرماتے ہیں۔

ان اللّٰہ یحبہ من یعمل باتقانہ

عمدگی کے ساتھ کوئی عمل کرنے والے سے اللہ محبت کرتا ہے

۱۲۱٦۔ عَنْ عَائِشَةَ مَرْفُوعاً: ((إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ إِذَا عَمِلَ أَحَدُكُمْ عَمَلاً أَنْ يُتْقِنَهُ)). [الصحیحۃ:۱۱۱۳]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مرفوع روایت ہے بے شک اللہ تعالیٰ پسند فرماتے ہیں، کہ جب تم میں سے کوئی ایک عمل کرے تو اُس کو عمدگی کے ساتھ کرے۔

تخریج: الصحیحۃ ۱۱۱۳۔ ابو یعلی (۴۳۸۶)' بیھقی فی الشعب (۵۳۱۲' ۵۳۱۴)

فوائد: اپنے فرائض بحسن خوبی سرانجام دینا بہت بڑا نیک عمل ہے، جو کام بھی دینی ہو یا دنیوی اگر ذوق شوق اور کامل توجہ سے کیا جائے وہ پائیدار، مضبوط، تادیر رہنے والا اور قابلِ تعریف ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ بھی محنت ومحبت اور لگن سے کیے ہوئے جائز عمل کو پسند فرماتے ہیں، بے توجہی، جلدی اور غیر سنجیدگی سے ہونے والا عمل جہاں لوگوں کے ہاں ناپسندیدہ ہوتا ہے وہاں اللہ تعالیٰ بھی اُسے قدر کی نگاہ سے نہیں دیکھتے۔ اپنی ذمہ داری سے کبھی بھی جی نہیں چرانا چاہیے۔

ان اللّٰہ یحب السمح للبیع و الشراء و القضاء

بیچنے خریدنے اور قرض کی ادائیگی میں نرمی کو اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے

۱۲۱۷۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ سَمْحَ الْبَيْعِ، سَمْحَ الشِّرَاءِ، سَمْحَ الْقَضَاءِ)). [الصحیحۃ:۸۹۹]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص بیچنے میں، خریدنے میں اور قرض کی ادائیگی میں نرم رویہ رکھے، بلاشبہ اللہ تعالیٰ اُس سے محبت فرماتے ہیں۔

تخریج: الصحیحۃ ۸۹۹۔ ترمذی (۱۳۱۹)' حاکم (۲/ ۵۶)' من طریق آخر

فوائد: محبتِ الٰہی کے حصول کے لیے اللہ کے بندوں کے ساتھ نرم رویہ رکھنا بہت ضروری ہے۔ جو شخص کسی کی زیادتی کے باوجود بھی نرمی سے پہلو تہی نہیں کرتا اللہ تعالیٰ اُس سے محبت فرماتے ہیں۔ بالخصوص آدمی اکثر لین دین کے معاملے میں غصے، جذبات اور سختی

کا مظاہرہ کرتا ہے۔ لین دین کے معاملات میں ناجائز سختی کرنے سے معاملات بگڑ جاتے ہیں اور اس سے شیطان راضی ہوتا ہے۔ لیکن جو شخص ایسے مواقع پر بھی لطف و کرم، شفقت و محبت اور نرمی کا مظاہرہ کرے اللہ سبحانہ وتعالیٰ اُسے آغوش محبت میں لے لیتے ہیں۔

باب التجار الفجار الذين يكذبون و يحلفون

گناہگار تاجر وہ ہیں جو جھوٹ بولتے ہیں اور قسمیں اٹھاتے ہیں

۱۲۱۸۔ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ شِبْلٍ مَرْفُوعاً: ((إِنَّ التُّجَارَهُمُ الْفُجَّارُ، قِيْلَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِﷺ! أَوَلَيْسَ قَدْ أَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ؟ قَالَ: بَلٰى، وَلٰكِنَّهُمْ يُحَدِّثُوْنَ فَيَكْذِبُوْنَ، وَيَحْلِفُوْنَ فَيَأْثَمُوْنَ)). [الصحيحة:٣٦٦]

عبدالرحمٰن بن شبل رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت ہے، بلاشبہ تاجر لوگ ہی گناہگار ہیں۔ کہا گیا اے اللہ کے رسول ﷺ کیا اللہ تعالیٰ نے بیع کو حلال نہیں کیا؟ آپ نے فرمایا: کیوں نہیں۔ لیکن وہ بات کرتے ہیں تو جھوٹ بولتے ہیں اور قسمیں اٹھاتے ہیں، تو گناہگار ہوجاتے ہیں۔

تخریج: الصحیحة ٣٦٦۔ احمد (۳/ ۴۲۸)' طحاوی فی المشکل (۳/ ۱۲)' حاکم (۳/ ۷۰۶)' بیهقی فی الشعب (۴۸۴۶)

فوائد: تاجر حضرات کے دو انجام ہیں (۱) جو تاجر دیانت، امانت اور سچائی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کاروبار کرتا ہے اللہ سبحانہ وتعالیٰ اُس کے کاروبار میں برکت فرماتے ہیں اور اُس کے لیے کاروبار کے مزید مواقع مہیا کرتے ہیں، قدم قدم پہ ایسے تاجر کے لیے رحمت کے فرشتے دعائیں کرتے ہیں اور ہمہ وقت اللہ کی رحمت اُس کے ساتھ رہتی ہے اور بالآخر وہ شہداء وصدیقین اور انبیاء و رسل کی صفوں میں شامل کر دیا جاتا ہے۔ (۲) جو تاجر دھوکہ دہی، قدم قدم پہ جھوٹ اور جھوٹی قسموں کی بھرمار کے ساتھ جعل سازی کا مظاہرہ کرے، خلافِ حقیقت گفتگو اُس کا محبوب مشغلہ ہو تو ایسا تاجر جہاں ساری زندگی بے برکتی و نحوست میں گزار دیتا ہے وہاں قیامت کے روز ایسے تاجر کو فساق و فجار اور گناہگاروں کے ساتھ اٹھایا جائے گا۔ آج انتخاب کا اختیار ہر تاجر کے پاس ہے۔ وہ جس راہ کو منتخب کرے گا اللہ تعالیٰ اُس کے لیے وہی راہ آسان کر دے گا اور اُس کے مطابق ہی اُس کا انجام ہوگا۔

باب من كسب المكروهة

مکروہ کمائی کے بارے میں

۱۲۱۹۔ عَنْ عُبَايَةَ بْنِ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ، قَالَ: أَنَّ جَدَّهُ حِيْنَ مَاتَ تَرَكَ جَارِيَةً وَنَاضِحًا وَغُلَاماً وَحَجَاماً وَأَرْضًا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِﷺ فِي الْجَارِيَةِ، فَنَهٰى عَنْ كَسْبِهَا، قَالَ شُعْبَةُ: مَخَافَةَ أَنْ تَبْغِي، وَقَالَ: ((وَمَا أَصَابَ الْحَجَّامُ فَاعْلِفُهُ النَّاضِحَ)) وَقَالَ فِي الْأَرْضِ((ازْرَعْهَا أَوْ زَرِّهَا)).

عبید بن رفاعہ بن رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں جب اُس کا دادا مرا اُس نے لونڈی، اونٹ، غلام، حجام اور زمین چھوڑی۔ رسول اللہ ﷺ نے لونڈی کی کمائی سے منع کیا۔ شعبہ کہتے ہیں، اس ڈر سے کہ وہ بدکاری کرے اور کہا جو حجام کی کمائی ہو وہ اونٹ کو چارہ ڈال دے اور زمین کے بارے میں فرمایا: وہ خود کاشت کر یا پڑی رہنے دے۔

تخریج: الصحیحة ۱۴۰۰۔ احمد (۴/ ۱۴۱)' طبرانی فی الکبیر (۴۴۰۵)' طیالسی (۹۶۹)

کیف یبعث التجار یوم القیامة

قیامت کے دن تاجروں کو کیسے اٹھایا جائے گا

۱۲۲۰۔ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ رِفَاعَةَ، قَالَ: إِنَّهُ خَرَجَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ إِلَى الْمُصَلَّى، فَرَأَى النَّاسَ يَتَبَايَعُوْنَ فَقَالَ: يَامَعْشَرَ التُّجَّارِ! فَاسْتَجَابُوْا لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، وَرَفَعُوْا أَعْنَاقَهُمْ وَأَبْصَارَهُمْ إِلَيْهِ فَقَالَ: ((إِنَّ التُّجَّارَ يُبْعَثُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فُجَّاراً، إِلَّا مَنِ اتَّقَى اللّٰهَ وَبَرَّ وَصَدَقَ)). [الصحيحة: ٩٩٤]

عبید بن رفاعہ ؓ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عیدگاہ کی طرف نکلے، پس آپ نے لوگوں کو دیکھا، آپس میں خرید وفروخت کر رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا: اے تاجروں کی جماعت! انہوں نے اپنی نگاہیں آپ کی طرف کرتے ہوئے گردنیں اٹھائیں کہا: اے اللہ کے رسول ہم حاضر ہیں۔ آپ نے فرمایا: بلاشبہ تاجر قیامت کے روز گناہگار ہوں گے، مگر جو اللہ سے ڈر کر حرام سے بچا اور اُس نے نیکی کی اور سچ بولا۔

تخریج: الصحیحة ۹۹۴۔ ترمذی (۱۲۱۰)' ابن ماجه (۲۱۴۶)' دارمی (۲۵۴۱)' حاکم (۲/ ۶)

۱۲۲۱۔ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، قَالَ: أَتَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِلَى الْبَقِيْعِ فَقَالَ: ((يَا مَعْشَرَ التُّجَّارِ)) حَتّٰى إِذَا اشْرَأَبُّوْا قَالَ: ((إِنَّ التُّجَّارَ يُحْشَرُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فُجَّاراً، إِلَّا مَنِ اتَّقَى وَبَرَّ وَصَدَقَ)). [الصحيحة: ١٤٥٨]

براء بن عازب ؓ سے روایت ہے، کہتے ہیں، رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس بقیع میں آئے، آپ نے کہا اے تاجروں کی جماعت، یہاں تک کہ جب وہ سب اکٹھے ہوگئے، آپ نے فرمایا: بلاشبہ تاجر قیامت کے روز گناہگار ہوں گے۔ مگر جس نے تقویٰ اختیار کیا اور نیکی کی اور سچ کہا۔

تخریج: الصحیحة ۱۴۵۸۔ بیهقی فی الشعب (۴۸۴۸)

فضل عمل یدیه

ہاتھوں کی کمائی کی فضیلت

۱۲۲۲۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ دَاوُدَ النَّبِيَّ. عَلَيْهِ السَّلَامُ. كَانَ لَا يَأْكُلُ إِلَّا مِنْ عَمَلِ يَدِهِ)). [الصحيحة:٣٥٢٧]

ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے، وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے نبی حضرت داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھ کی کمائی سے ہی کھایا کرتے تھے۔

تخریج: الصحیحة ۳۵۲۷۔ بخاری (۲۰۷۳' ۳۴۱۷)' ابن حبان (۶۲۲۷)' صحیفة همام (۴۸)

فوائد: بعض اہل علم اور صاحبِ عزت محض اس لیے محنت مزدوری اور کام کاج سے گریزاں رہتے ہیں کہ وہ سمجھتے ہیں کہ ایسے کاموں سے اُن کی عزت، وقار اور شان پر حرف آتا ہے۔ جبکہ اللہ کے برگزیدہ نبی حضرت داؤد علیہ السلام حد درجہ باکمال شخصیت ہونے کے باوجود اپنے ہاتھ سے محنت مزدوری کر کے اپنا پیٹ پالا کرتے تھے۔ اس لیے رزق حلال کے لیے کوشش کرنا اور اپنے ہاتھ سے محنت کرنا عیب نہیں بلکہ انبیاء کی سنت اور اللہ کے ہاں محبوب ترین عمل ہے۔

باب ذم الخیانة

خیانت کی مذمت

١٢٢٣ـ عَنْ خَوْلَةَ بِنْتِ قَيْسٍ امْرَأَةِ حَمْزَةَ بْنِ عَبْدِالْمُطَّلِبِ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ دَخَلَ عَلٰى حَمْزَةَ فَتَذَاكَرَا الدُّنْيَا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ الدُّنْيَا خَضِرَةٌ حُلْوَةٌ، فَمَنْ أَخَذَهَا بِحَقِّهَا بُوْرِكَ لَهُ فِيْهَا، وَرُبَّ مُتَخَوِّضٍ فِي مَالِ اللّٰهِ وَمَالِ رَسُوْلِهِ [لَيْسَ] لَهُ [إِلَّا] النَّارُ يَوْمَ يَلْقَى اللّٰهَ)). [الصحيحة:١٥٩٢]

حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی بیوی خولہ بنت قیس سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ حمزہ کے پاس آئے، اور انہوں نے آپس میں دنیا کا ذکر کیا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ دنیا سرسبز و شاداب میٹھی ہے، جس نے دنیا سے بقدرِ ضرورت اپنا حصہ لیا اُس میں اُس کے لیے برکت ڈال دی جائے گی۔ اور کتنے ہی اللہ اور اس کے رسول کے مال کو ہڑپ کرنے والے جس دن اللہ سے ملاقات کریں گے، اُن کے لیے آگ ہی ہوگی۔

تخریج: الصحیحۃ ۱۵۹۲۔ ترمذی (۲۳۷۴)، احمد (۶/ ۳۶۴، ۳۷۸)، عبد الرزاق (۲۹۹۲)، بخاری (۳۱۱۸)، مختصراً من طریق آخر

فوائد: برکت کے حصول کے لیے قناعت پسندی اوّلین شرط ہے۔ جو شخص بقدرِ گزران رزق پر قناعت کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اُس کے لیے برکتوں کے دروازے کھول دیتا ہے۔ اور جو ہمہ وقت مال کی طمع و حرص اور مال جمع کرنے کے لالچ میں لگا رہے وہ بہت زیادہ دولت کما لینے کے باوجود بھی برکت سے محروم کر دیا جاتا ہے۔ یاد رہے! اصل چیز برکت ہے، کثرت نہیں۔ ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے مال کی کثرت کی بجائے مال کی برکت کا ہی سوال کرنا چاہیے۔ برکت ہو تو انسان کی تمام ضروریات باعزت طریقے سے پوری ہوتی ہیں اور برکت نہ ہو تو مال کی زیادتی کے باوجود وہ پریشان رہتا ہے۔

باب اتقاء الدنیا
دنیا سے بچنا

١٢٢٤ـ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ: ((إِنَّ الدُّنْيَا خَضِرَةٌ حُلْوَةٌ وَإِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ مُسْتَخْلِفُكُمْ فِيْهَا، لِيَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ، فَاتَّقُوْا الدُّنْيَا وَاتَّقُوْا النِّسَاءَ، فَإِنَّ أَوَّلَ فِتْنَةِ بَنِي إِسْرَائِيْلَ كَانَتْ فِي النِّسَاءِ)).

[الصحيحة:٩١١]

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں، بلاشبہ دنیا سرسبز و شاداب میٹھی ہے اور اللہ تعالیٰ تم کو اس میں خلیفہ بنانے والا ہے تاکہ وہ دیکھے تم کیسے عمل کرتے ہو۔ دنیا اور عورتوں (کے فتنوں) سے بچو۔ بنی اسرائیل کا پہلا فتنہ عورتوں میں ہی تھا۔

تخریج: الصحیحۃ ۹۱۱۔ احمد (۳/ ۲۲)، مسلم (۲۷۴۲)، نسائی فی الکبری (۹۲۶۹)

فوائد: شیطان کے سب سے مضبوط ہتھیار دو ہیں: (۱) مال و زر، شیطان انسان کو مال و زر کی ہوس کے ذریعے اللہ تعالیٰ سے غافل کرتے ہوئے اُس کو راہِ حق سے بھٹکا دیتا ہے، اور انسان اللہ کی رحمت سے محروم ہو جاتا ہے۔ اسی لیے رحمتِ عالم حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے اپنے کئی ایک فرامین میں مال کے فتنہ سے بچنے کا حکم ارشاد فرمایا۔ (۲) عورت: شیطان کا سب سے بڑا جال ہے۔ اکثر شیطان بے دین عورتوں کے ذریعے اللہ کے نیک بندوں کو گمراہ کرتا ہے۔ بڑے بڑے دیندار عورت کے حسن کی ایک جھلک دیکھ کر ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں۔ جب معاشرہ میں عورتوں کا راج ہو تو گمراہی و ضلالت کے مواقع بڑھ جاتے ہیں۔ اور آدمی عورت کی محبت میں بے دین ہو جاتا ہے۔ بنی اسرائیل بھی عورتوں کے فتنے کی وجہ سے بدعمل ہو گئے اور اللہ تعالیٰ نے اُن پر طرح طرح کے کئی عذاب نازل

گئے، آج امت مسلمہ بھی شیطان کے ان دونوں ہتھیاروں کی زو میں ہے۔ بلکہ مسلمان حکمران شیطان کے ان دونوں ہتھیاروں کو اپنے ہاتھوں میں تھامے ہوئے مسلمانوں پر پے در پے وار کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے خاص فضل و کرم سے مال اور عورت کے فتنہ سے نجات عطا فرمائے۔

باب اعجاب الرب للشاب لا صبوة له

رب کا اس نوجوان پر خوش ہونا کہ جس کی جوانی میں نادانی نہیں ہے

۱۲۲۵۔ عَنْ عُقْبَةَ مَرْفُوْعاً: ((إِنَّ رَبَّكَ لَيَعْجَبُ لِلشَّابِ لَاصُبْوَةَ لَهٗ)). [الصحيحة:۲۸٤۳]

حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعا نقل کیا گیا ہے، بے شک تمہارا رب اُس نوجوان سے بہت خوش ہوتا ہے، جس کی جوانی میں نادانی نہیں ہوتی۔

تخریج: الصحيحة ۱۲۲۵۔ الرویانی فی مسنده (۲۲۲)' احمد (۴/ ۱۵۱)' طبرانی فی الکبیر (۱۷/ ۳۰۹)

باب کسب الحرام

حرام کی کمائی

۱۲۲٦۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعاً: ((إِنَّ رَجُلاً كَانَ يَبِيْعُ الْخَمْرَ فِي سَفِيْنَةٍ، وَكَانَ يَشُوْبُ الْخَمْرَ بِالْمَاءِ وَمَعَهُ قِرْدٌ، فَأَخَذَ الْكِيْسَ فَصَعِدَ الدَّقَلَ، فَجَعَلَ يُلْقِي دِيْنَاراً فِي الْبَحْرِ وَدِيْنَاراً فِي السَّفِيْنَةِ، حَتّٰى جَعَلَهٗ نِصْفَيْنِ)). [الصحيحة:۲۸٤٤]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعا نقل کیا گیا ہے، کہ ایک آدمی کشتی میں شراب فروخت کرتا تھا اور وہ شراب میں پانی ملاتا تھا۔ اُس کے پاس ایک بندر تھا۔ اُس نے تھیلا لیا اور بادبان کے ڈنڈے پر چڑھ گیا اور وہ ایک دینار سمندر میں پھینکتا اور ایک دینار کشتی میں یہاں تک کہ اُس نے اُس (رقم) کو آدھا آدھا کر دیا۔

تخریج: الصحيحة ۲۸۴۴۔ الحربی فی غریب الحدیث (۵/ ۱۵۵/ ۲)' احمد (۲/ ۳۰۶)' بیهقی فی الشعب (۵۳۰۷)

باب ذم صاحب المكس

ٹیکس اکٹھا کرنے والے کی مذمت

۱۲۲۷۔ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ، قَالَ: عَرَضَ مَسْلَمَةُ بْنُ مَخْلَدٍ وَكَانَ أَمِيْراً عَلٰى مِصْرَ۔ عَلٰى رُوَيْفِعِ بْنِ ثَابِتٍ أَنْ يُوَلِّيَهُ الْعُشُوْرَ، فَقَالَ: إِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((إِنَّ صَاحِبَ الْمَكْسِ فِي النَّارِ)). [الصحيحة:۳٤۰٥]

حضرت ابوالخیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: کہ مسلمہ بن مخلد جو امیر مصر تھے، انہوں نے رویفع بن ثابت کو پیشکش کی کہ وہ اُس کو ٹیکس لینے کے لیے عامل مقرر کرنا چاہتا ہے۔ انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ ﷺ فرما رہے تھے: کہ ٹیکس اکٹھا کرنے والا آگ میں ہے۔

تخریج: الصحيحة ۳۴۰۵۔ احمد (۴/ ۱۰۹)' طبرانی فی الکبیر (۴۴۹۳)

باب اهمية الغرس

پودا لگانے کی اہمیت

۱۲۲۸۔ عَنْ أَنَسٍ- رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ- عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِنْ قَامَتِ السَّاعَةُ وَفِي يَدِ أَحَدِكُمْ فَسِيلَةٌ فَإِنِ اسْتَطَاعَ أَنْ لَا تَقُومَ حَتّٰى يَغْرِسَهَا، فَلْيَغْرِسْهَا)). [الصحيحة:۹]

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں، آپ نے فرمایا: اگر قیامت اس حال میں قریب آ گئی کہ تم میں سے کسی کے ہاتھ میں کھجور کا پودا ہے اگر وہ یہ کر سکے کہ قائم ہونے سے پہلے اُسے لگا لے تو اُس کو چاہیے کہ وہ اُسے گاڑ دے۔

تخریج: الصحیحة ۹۔ احمد (۳/ ۱۸۳۔ ۱۸۴)' طیالسی (۲۰۶۸)' الادب المفرد (۴۷۹)

فوائد: نیک اعمال کے کرنے میں تاخیر نہیں کرنی چاہیے بلکہ پہلی فرصت میں اپنی نیک نیت کو عملی جامہ پہنا کر اللہ تعالیٰ سے اجر و ثواب کی آرزو رکھنی چاہیے۔ قیامت جب آئے گی تو پھر سارے کام ادھورے رہ جائیں گے۔ کیونکہ قیامت دفعتہً آ جائے گی یعنی آہستہ آہستہ نہیں آئے گی جسے تم دیکھ کر سمجھ لو کہ آ رہی ہے اور کچھ سنبھل جاؤ بلکہ اُس وقت تم اپنے اپنے کاموں میں پوری طرح مصروف ہوگے۔ کوئی تجارت کر رہا ہوگا، کوئی جھگڑ رہا ہوگا کہ اچانک ایک زوردار دھما کہ رونما ہوگا جو شخص جس حال میں ہوگا' اُس کو وہیں اُسی حال میں دھر لیا جائے گا۔ صحیح بخاری میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے وقوع قیامت کے متعلق ایک حدیث ہے جس میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت اس حال میں آئے گی کہ دو آدمی اپنا کپڑا بچھائے بیٹھے ہوں گے وہ اس کی سودا بازی اور کپڑا لپیٹنے سے ابھی فارغ نہ ہوں گے کہ قیامت آ جائے گی اور آدمی اپنی اونٹنی کا دودھ لے کر چلے گا۔ ابھی اس کو پئے گا نہیں کہ قیامت آ جائے گی اور ایک آدمی کھانے کا نوالہ منہ کی طرف اٹھا رہا ہوگا اور ابھی کھایا نہ ہوگا کہ قیامت آ جائے گی۔

مثال الدنيا المفتونة

فتنے والی دنیا کی مثال

۱۲۲۹۔ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((إِنَّ مَا بَقِيَ مِنَ الدُّنْيَا بَلَاءٌ وَفِتْنَةٌ وَإِنَّمَا مَثَلُ عَمَلِ أَحَدِكُمْ كَمَثَلِ الْوِعَاءِ، إِذَا طَابَ أَعْلَاهُ طَابَ أَسْفَلُهُ، وَإِذَا خَبُثَ أَعْلَاهُ خَبُثَ أَسْفَلُهُ)). [الصحيحة:١٧٣٤]

معاویہ بن ابو سفیان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ ﷺ فرما رہے تھے: بے شک جو دنیا باقی رہ گئی ہے وہ آزمائش اور فتنہ ہے۔ تم میں سے ہر ایک کے عمل کی مثال برتن کی طرح ہے جس کا اگر اوپر والا حصہ اچھا ہو تو نیچے والا بھی اچھا ہوگا اور اگر اوپر والا حصہ گندا ہوگا تو نچلا بھی گندا ہو جائے گا۔

تخریج: الصحیحة ۱۷۳۴۔ ابن المبارك في الزهد (۵۹۶)' احمد (۴/ ۹۴)' رامهرمزی فی الامثال (ص : ۱۰۱)' ابن ماجه (۴۱۹۹)' مختصراً۔

باب إهلاك الدينار والدرهم

دینار و درہم کی ہلاکت خیزی

۱۲۳۰۔ عَنْ أَبِي مُوسٰى، أُرَاهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((إِنَّ هٰذَا الدِّينَارَ وَالدِّرْهَمَ أَهْلَكَا مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ، وَهُمَا مُهْلِكَاكُمْ)). [الصحيحة:١٧٠٣]

ابوموسیٰ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ اس درہم و دینار نے تم سے پہلے لوگوں کو برباد کر دیا اور وہی دونوں تمہیں ہلاک کرنے والے ہیں۔

تخریج: الصحیحة ۱۷۰۳- ابو محمد شیبان فی الفوائد (۲/ ۲۲۲/ ۱)' الملخص فی الفوائد المنتقاة (۸/ ۵/ ۱)' ابن عساکر (۱۹۱ /٦۴)

باب النبی ﷺ خازن ولا معطی

۱۲۳۱- عَنْ مُعَاوِيَةَ مَرْفُوعاً: ((إِنَّمَا أَنَا خَازِنٌ، وَإِنَّمَا يُعْطِي اللّٰهُ. عَزَّوَجَلَّ. فَمَنْ أَعْطَيْتُهُ عَطَاءً عَنْ طِيبِ نَفْسٍ، فَهُوَ أَنْ يُبَارَكَ لِأَحَدِكُمْ، وَمَنْ أَعْطَيْتُهُ، عَطَاءً مِنْ شَرَهٍ وَشَرَهِ مَسْأَلَةٍ فَهُوَ كَالْآكِلِ وَلَا يَشْبَعُ)).

[الصحيحة:۹۷۳]

نبی ﷺ خازن ہیں' عطاء کرنے والے نہیں ہیں

معاویہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً نقل کیا گیا ہے، (نبی کریم ﷺ نے فرمایا) میں خازن ہوں اور اللہ ہی عطا کرتا ہے۔ جس کو میں نے جو خوش دلی سے دے دیا' اُس کے لیے برکت ڈال دی جائے گی اور جس کو میں نے اُس کے شر اور برے سوال کی وجہ سے (زیادہ دے دیا) تو وہ ایسے شخص کی مانند ہے جو کھاتا ہے لیکن سیر نہیں ہوتا۔

تخریج: الصحیحة ۹۷۳- احمد (۴/ ۹۹' ۱۰۰)' مسلم (۱۰۳۷)' طبرانی (۱۹/ ۳۷۰)

باب: جواز استجار الارض وزرعها

۱۲۳۲- عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ، قَالَ: نَهٰى رَسُولُ اللّٰهِ عَنِ الْمُحَاقَلَةِ وَالْمُزَابَنَةِ، وَقَالَ: ((إِنَّمَا يَزْرَعُ ثَلَاثَةٌ: رَجُلٌ لَهُ أَرْضٌ فَهُوَ يَزْرَعُهَا وَرَجُلٌ مُنِحَ أَرْضًا فَهُوَ يَزْرَعُ مَامُنِحَ، وَرَجُلٌ اسْتَكْرٰى أَرْضًا بِذَهَبٍ أَوْ فِضَّةٍ)).

[الصحيحة:۱۷۱۵]

باب: شجر کاری اور کھیتی باڑی کا جواز

رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے محاقلہ اور مزابنہ سے منع فرمایا۔ اور فرمایا: تین طرح کے لوگوں کی کھیتی باڑی درست ہے (۱) آدمی کی اپنی زمین اُس میں وہ کھیتی باڑی کرتا ہے۔ (۲) ایسا آدمی کہ جس کو تحفہ میں زمین دی گئی ہے وہ اس میں کھیتی باڑی کرتا ہے۔ (۳) ایسا آدمی جس نے سونے یا چاندی کے بدلے زمین کرایہ پر لی۔

تخریج: الصحیحة ۱۷۱۵- ابوداود (۳۴۰۰)' نسائی (۳۹۳۱)' ابن ماجه (۲۴۴۹)' طحاوی فی المشكل (۳/ ۲۸۴)

فوائد: بیع محاقلہ: یہ حقل سے مشتق ہے اور حقل عربی زبان میں کھیت کو کہتے ہیں، اور بیع محاقلہ یہ ہے کہ کھیت میں کھڑی فصل کو اُسی کی وزنی جنس سے تبادلہ کرنا یہ بیع منع ہے۔ کیونکہ اس میں دھوکہ ہوسکتا ہے۔ بیع مزابنہ: درخت پر لگے ہوئے پھلوں کو اُسی وزنی جنس سے تبادلہ کرنا یہ بیع بھی منع ہے۔ بلکہ صحیح بخاری میں اس کی صراحت بھی موجود ہے۔ ﴿نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْمُزَابَنَةِ اَنْ يَبِيْعَ ثَمَرَ حَائِطِهٖ وَاِنْ كَانَ نَخْلًا بِتَمْرٍ كَيْلًا، وَاِنْ كَانَ كَرْمًا اَنْ يَبِيْعَهٗ بِزَبِيْبٍ كَيْلًا وَاِنْ كَانَ زَرْعًا اَنْ يَبِيْعَهٗ بِطَعَامٍ نَهٰى عَنْ ذٰلِكَ كُلِّهٖ﴾ "رسول اللہ ﷺ نے "مزابنہ" یعنی باغ کا پھل بیچنے سے منع کیا ہے وہ ایسے کہ اگر کھجور کا درخت ہو تو اسے خشک وزن شدہ کھجوروں کے بدلے، اگر انگور کی بیل ہو تو وزن شدہ کشمش کے عوض اور اگر کھیتی ہو تو (اسی کی جنس) وزن شدہ غلہ کے عوض فروخت کرنا، ان تمام سے منع کیا ہے۔"

ما يكفی من الدنيا

دنیا کتنی کافی ہے؟

۱۲۳۳۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ جَعْدَةَ، قَالَ: عَادَ خَبَّابًا نَاسٌ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ! قَالُوا: أَبْشِرْ أَبَا عَبْدِاللّٰهِ! تَرِدُ عَلَى مُحَمَّدٍ ﷺ الْحَوْضَ، قَالَ: كَيْفَ بِهَا أَوْ بِهٰذَا، وَأَشَارَ إِلَى أَعْلَابَيْتِهِ وَإِلَى أَسْفَلِهِ، وَقَدْ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنَّمَا يَكْفِي أَحَدَكُمْ مَا كَانَ فِي الدُّنْيَا مِثْلُ زَادِ الرَّاكِبِ)).

[الصحيحة:١٧١٦]

یحییٰ بن جعدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ کے چند صحابہ نے حضرت خباب رضی اللہ عنہ کی عیادت کی۔اور انہوں نے کہا: اے عبداللہ تو خوش ہوجا، تو محمد ﷺ پر حوض پر وارد ہوگا۔ اُس نے کہا: اُس کا کیا بنے گا؟ اور انہوں نے اپنے گھر کی اوپر اور نیچے کی طرف اشارہ کیا حالانکہ نبی ﷺ نے فرمایا تھا کہ دنیا میں تمہارے لیے مسافر کے زادِراہ کی طرح کا (سامان) کافی ہے۔

تخریج: الصحيحة ۱۷۱۶۔ ابویعلی (۷۲۱۴)' طبرانی (۳۶۹۵)' ابونعیم فی الحلیة (۱/ ۳۶۰)

فوائد: اس حدیثِ طیبہ سے رسول اللہ ﷺ کے عظیم القدر صحابی حضرت خباب کے زہد و ورع کا پتہ چلتا ہے کہ وہ کس قدر دنیا سے بے نیاز، دنیا کے مال سے بھاگنے والے اور آخرت کی فکر کرنے والے تھے، مگر افسوس کہ آج نبی کے غلام کی ساری فکر دنیا ہی بن چکی ہے۔

باب: كراهة زخرفة البيوت

باب: گھروں کو منقش ومزین کرنے کی کراہت

۱۲۳٤۔ عَنْ عَوْنِ بْنِ أَبِي جُحَيْفَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّهَا سَتُفْتَحُ عَلَيْكُمُ الدُّنْيَا حَتَّى تُنَجِّدُوا بُيُوتَكُمْ كَمَا تُنَجَّدُ الْكَعْبَةُ، قُلْنَا: وَنَحْنُ عَلَى دِينِنَا الْيَوْمَ؟ قَالَ: وَأَنْتُمْ عَلَى دِينِكُمُ الْيَوْمَ، قُلْنَا: فَنَحْنُ يَوْمَئِذٍ خَيْرٌ، أَمْ ذٰلِكَ الْيَوْمُ؟ قَالَ: بَلْ أَنْتُمُ الْيَوْمَ خَيْرٌ)).

[الصحيحة:٢٤٨٦]

عون بن ابی جحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم پر دنیا کھول دی جائے گی، یہاں تک کہ تم اپنے گھروں کو کعبہ کی طرح فرنیچر اور پردوں وغیرہ سے آراستہ و پیراستہ کروگے، ہم نے کہا: اس وقت ہم آج کے دین پر ہوں گے؟ آپ نے فرمایا: اس وقت اپنے دین پر ہوگے۔ ہم نے کہا: ہم اُن دنوں بہتر ہوں گے یا آج کے دن بہتر ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: بلکہ تم آج کے دن بہتر ہو۔

تخریج: الصحيحة ۲۴۸۶۔ البزار (الكشف :۳۶۷۱)' و (البحر : ۴۲۲۷)' ابن ابی عاصم فی الزهد (۲۶۳)' طبرانی (۲۲/ ۱۰۸)

اذا كان شريكان في البيع فلا يبع له احدهما حتى يعرضه على شريكه

جب ایک سودے میں دو شریک ہوں ایک دوسرے کو سودے کی پیش کش کیے بغیر سودا نہ بیچیں

۱۲۳۵۔ عَنْ جَابِرٍ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((أَيُّكُمْ كَانَتْ لَهُ أَرْضٌ أَوْ نَخْلٌ، فَلَا يَبِعْهَا حَتَّى يَعْرِضَهَا عَلَى شَرِيكِهِ)). [الصحيحة:١٤٠١]

جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم میں سے جس کی زمین یا کھجور کا درخت ہو تو وہ اُس کو اپنے حصے دار پر پیش کرنے سے پہلے فروخت نہ کرے۔

تخریج: الصحيحة ۱۴۰۱۔ نسائی (۴۷۰۴)' احمد (۳/ ۳۰۷)' ابن الجارود فی المنتقى (۲۹۹)

باب: لاخير فى العرب ولا فى العجم إلا بالاسلام

۱۲۳٦۔ عَنْ كُرْزِ بْنِ عَلْقَمَةَ مَرْفُوعاً: ((أَيُّمَا أَهْلِ بَيْتٍ مِنَ الْعَرَبِ وَالْعَجَمِ أَرَادَاللّٰهُ بِهِمْ خَيْراً، أَدْخَلَ عَلَيْهِمُ الْإِسْلَامَ، ثُمَّ تَقَعُ الْفِتَنُ كَأَنَّهَا الظُّلَلُ)). [الصحيحة: ٥١]

باب: عرب وعجم کی بھلائی صرف اسلام ہی کی بدولت ہے

کرز بن علقمہ ﷺ سے مرفوع نقل کیا گیا ہے، عرب وعجم کے جس گھر کے ساتھ بھی اللہ تعالی بھلائی کا ارادہ فرمائیں گے، تو اُن کو دائرہ اسلام میں داخل فرما دیں گے، پھر سائبان کی طرح فتنے رونما ہوں گے۔

تخریج: الصحیحة ۵۱۔ احمد (۳/ ۴۷۷)' حاکم (۱/ ۳۴)' بیهقی فی الاسماء (ص: ۱۱۷)

صفة الانعام

۱۲۳۷۔ عَنْ عُرْوَةَ البَارِقِي مَرْفُوعاً: ((اَلْإِبِلُ عِزٌّ لِأَهْلِهَا، وَالْغَنَمُ بَرَكَةٌ، وَالْخَيْرُ مَعْقُودٌ فِي نَوَاصِي الْخَيْلِ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ)). [الصحيحة:١٧٦٣]

جانوروں کی صفات

عروہ بارقی ﷺ سے مرفوعاً نقل کیا گیا ہے، اونٹ مالکوں کے لیے باعثِ عزت ہے، اور بکری باعث برکت ہے۔ اور بھلائی کو قیامت تک گھوڑوں کی پیشانیوں سے باندھ دیا گیا ہے۔

تخریج: الصحیحة ۱۷۶۳۔ ابن ماجه (۲۳۰۵)' ابویعلی (۶۸۲۸)' بخاری (۲۸۵۰' ۳۱۱۹)' مسلم (۱۸۷۲)' مختصراً

الاكثار فى المال ليس بخير إلا بالانفاق فى الخير

۱۲۳۸۔ عَنْ أَبِي ذَرٍّقَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((الْأَكْثَرُوْنَ هُمُ الْأَسْفَلُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَّا مَنْ قَالَ بِالْمَالِ هٰكَذَا وَهٰكَذَا، [وَكَسْبُهُ مِنْ طِيْبٍ].)) [الصحيحة:١٧٦٦]

کثرت مال بہتر نہیں سوائے بھلائی کے امور میں خرچ کرنے کے

ابو ذر ﷺ سے روایت ہے، کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: زیادہ مال والے ہی قیامت کے روز نچلے درجوں میں ہوں گے، مگر جس نے حلال کمایا اور اچھی راہ پر خرچ کیا۔

تخریج: الصحیحة ۱۷۶۶۔ ابن ماجه (۴۱۳۰)' ابن حبان (۳۳۳۱)

اثم الحالف المكسر

۱۲۳۹۔ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ، قَالَ: مَرَّا أَعْرَابِيٌّ بِشَاةٍ، فَقُلْتُ: تَبِيْعُهَا بِثَلَاثَةِ دَرَاهِمَ؟ فَقَالَ: لَا وَاللّٰهِ، ثُمَّ بَاعَهَا، فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ:((بَاعَ آخِرَتَهُ بِدُنْيَاهُ)). [الصحيحة:٣٦٤]

قسم توڑنے والے کا گناہ

ابوسعید ﷺ سے روایت ہے، کہتے ہیں، ایک دیہاتی میرے پاس بکری لے کر گزرا۔ میں نے کہا: تو اس کو تین درہم میں فروخت کرے گا؟ اُس نے کہا اللہ کی قسم نہیں۔ پھر اُس نے فروخت کر دی۔ میں نے یہ رسول اللہ ﷺ سے ذکر کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اُس

نے دنیا کے بدلے اپنی آخرت بیچ دی۔

تخریج: الصحیحۃ ٣٦٤۔ ابن حبان (٤٩٠٩)

فوائد: آدمی قسم اٹھا کر اللہ کو گواہ بناتا ہے، کہ جو میں کہہ رہا ہوں اُس پر میرا اللہ شاہد ہے۔ اگر کوئی اپنی قسم کی لاج نہ رکھے تو وہ یقیناً اپنی آخرت سے غافل ہے۔ اور جھوٹی قسم کھا کر معاملہ کرنا اپنی آخرت کو دنیا کے بدلے بیچنے کے مترادف ہے۔

فضل الانفاق فی سبیل اللہ و ذکر رحمتہ

اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کی فضیلت اور اس کی رحمت کا ذکر

١٢٤٠۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوعاً: ((بَيْنَمَا رَجُلٌ بِفَلَاةٍ إِذْ سَمِعَ رَعْداً فِي سَحَابٍ، فَسَمِعَ فِيهِ كَلَاماً: اِسْقِ حَدِيقَةَ فُلَانٍ بِاسْمِهِ فَجَاءَ ذٰلِكَ السَّحَابُ إِلَى حَرَّةٍ فَأَفْرَغَ مَا فِيهِ مِنَ الْمَاءِ، ثُمَّ جَاءَ إِلَى أَذْنَابِ شَرْجٍ فَانْتَهَى إِلَى شُرْجَةٍ، فَاسْتَوْعَبَتِ الْمَاءَ، وَمَشَى الرَّجُلُ مَعَ السَّحَابَةِ حَتَّى انْتَهَى إِلَى رَجُلٍ قَائِمٍ فِي حَدِيقَةٍ لَهُ يَسْقِيهَا، فَقَالَ: يَا عَبْدَ اللّٰهِ مَا اسْمُكَ؟ قَالَ: وَلِمَ تَسْأَلُ؟ قَالَ: إِنِّي سَمِعْتُ فِي سَحَابٍ هٰذَا مَاؤُهُ: اِسْقِ حَدِيقَةَ فُلَانٍ، بِاسْمِكَ، فَمَا تَصْنَعُ فِيهَا إِذَا صَرَمْتَهَا؟ قَالَ: أَمَا إِنْ قُلْتَ ذٰلِكَ فَإِنِّي أَجْعَلُهَا عَلَى ثَلَاثَةِ أَثْلَاثٍ، أَجْعَلُ ثُلُثاً لِي وَلِأَهْلِي، وَأَرُدُّ ثُلُثاً فِيهَا، وَأَجْعَلُ ثُلُثاً لِلْمَسَاكِينِ وَالسَّائِلِينَ وَابْنِ السَّبِيلِ)). [الصحیحۃ:١١٩٧]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً نقل کیا گیا ہے، ایک شخص کسی صحرا میں تھا، اُس نے بادل کی گرج سنی، اور اُس میں سے ایک آواز سنی، کہ فلاں شخص اُس کا نام لے کر کہا اُس کے باغ کو پانی دو۔ تو وہ بادل پتھریلی زمین کی طرف آیا اور جو اُس میں پانی تھا وہ برسا دیا۔ پھر وہ اوپر سے نیچے کی طرف بہنے والی وادیوں کی طرف پانی آیا اور ایک ایسی وادی تک پہنچا جس نے وہ سارا پانی سمیٹ لیا، اور آدمی بادل کے ساتھ چلا، یہاں تک کہ اُس شخص کے پاس پہنچ گیا، جو اپنے باغ میں کھڑا تھا۔ اُس نے کہا: اے اللہ کے بندے تمہارا نام کیا ہے؟ اُس نے کہا تم کیوں پوچھتے ہو؟ اُس نے کہا میں نے بادل میں سے سنا، جس کا پانی ہے، سنا کہ فلاں کے باغ میں پہنچو تمہارے نام کے ساتھ۔ جب تو کھیتی کو کاٹتا ہے تو کیا کرتا ہے؟ اُس نے کہا: اگر تو یہ پوچھتا ہے، تو میں اس کو تین حصوں میں تقسیم کرتا ہوں، ایک حصہ میرے اور میرے بچوں کے لیے اور ایک حصہ پھر میں اسی (کھیتی باڑی) میں لوٹا دیتا ہوں اور ایک حصہ مسکینوں، سائلوں اور مسافروں کے لیے۔

تخریج: الصحیحۃ ١١٩٧۔ طیالسی (٢٥٨٧)، ابن مندہ فی التوحید (٤٧)، احمد (٢/ ٢٩٦)، مسلم (٢٩٨٤)، من طریق آخر عنہ

فوائد: اس حدیث کے مطابق اگر کوئی شخص اپنے منافع کو تین حصوں میں تقسیم کر لے تو اُس کے لیے بہت زیادہ خیر و برکت والی بات ہے۔ (١) ایک حصہ اہل وعیال کے لیے (٢) دوسرا حصہ کاروبار کے لیے (٣) تیسرا حصہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے کے لیے۔

فضل التاجر الامین

امانت دار تاجر کی فضیلت

١٢٤١۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ:

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے

((التَّاجِرُ الْأَمِيْنُ الصَّدُوْقُ الْمُسْلِمُ، مَعَ [النَّبِيِّيْنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ، و] الشُّهَدَاءِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)). [الصحيحة: ٣٤٥٣]

فرمایا: مسلمان صادق و امین تاجر قیامت کے دن انبیا و صدیقین اور شہداء کے ساتھ ہوگا۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۴۵۳۔ ابن ماجہ (۲۱۳۹)' ابن ابی الدنیا فی اصلاح المال (۲۱۵)' حاکم (۲/ ۶)' بیہقی (۵/ ۲۶۶)

ثلاثة كلهن سحت

تین پیشے حرام ہیں

١٢٤٢۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((ثَلَاثَةٌ كُلُّهُنَّ سُحْتٌ: كَسْبُ الْحَجَّامِ، وَمَهْرُ الْبُغِيِّ، وَثَمَنُ الْكَلْبِ، إِلَّا الْكَلْبَ الضَّارِي)).

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: تین پیشے حرام ہیں، حجام کی کمائی، زانیہ عورت کی کمائی اور کتے کی قیمت۔ سوائے شکاری کتے کے۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۹۹۰۔ دار قطنی (۳/ ۷۲)' بیہقی (۶/ ۶)' معلقًا

باب: تحريم الطبل والخمر وغيرهما

باب: ڈھول طبلہ اور شراب وغیرہ کی حرمت کا بیان

١٢٤٣۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((ثَمَنُ الْخَمْرِ حَرَامٌ، وَمَهْرُ الْبُغِيِّ حَرَامٌ، وَثَمَنُ الْكَلْبِ حَرَامٌ، وَالْكُوْبَةُ حَرَامٌ، وَإِنْ أَتَاكَ صَاحِبُ الْكَلْبِ يَلْتَمِسُ ثَمَنَهُ، فَامْلَأْ يَدَيْهِ تُرَاباً، وَالْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ، وَكُلُّ مُسْكِرٍ، حَرَامٌ)). [الصحيحة: ١٨٠٦]

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: شراب کی قیمت حرام ہے، زانیہ کی کمائی حرام ہے، کتے کی قیمت حرام ہے، شطرنج حرام ہے، اور اگر تیرے پاس کتے کا مالک آئے' اُس کی قیمت لینے تو اُس کے ہاتھوں کو مٹی سے بھر دے۔ شراب، جوا اور ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔

تخریج: الصحیحۃ ۱۸۰۶۔ طبرانی فی الکبیر (۱۲۶۰۱)' احمد (۱/ ۲۷۸' ۲۸۹)' ابو داود (۳۴۸۲)' طیالسی (۲۷۵۵)' مختصراً ببعضہ

فوائد: الکوبہ کا ایک معنی نرد یا شطرنج ہے جو ترجمہ میں تحریر کیا گیا ہے، اسی طرح سارنگی جیسے ایک آلہ موسیقی کو بھی الکوبہ کہتے ہیں۔

ثلاثة كلهن سحت

تین پیشے حرام ہیں

١٢٤٤۔ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((ثَمَنُ الْكَلْبِ خَبِيْثٌ وَمَهْرُ الْبُغِيِّ خَبِيْثٌ وَكَسْبُ الْحِجَامِ خَبِيْثٌ)).

[الصحيحة: ٣٦٢٢]

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، بے شک نے فرمایا: کتے کی قیمت خبیث ہے۔ زانیہ کی کمائی خبیث ہے۔ حجام کی کمائی خبیث ہے۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۶۲۲۔ مسلم (۱۵۶۸)' ابو داود (۳۴۲۱)' ترمذی (۱۲۷۵)' نسائی (۴۲۹۹)' احمد (۳/ ۴۶۴)

فوائد: خبیث لغت میں مختلف معانی کے لیے استعمال ہوتا ہے، مثلاً گندہ، برا، گھٹیا، ردی، ناپسندیدہ، خراب، نجس اور حرام وغیرہ یہاں خبیث سے مراد نجس اور حرام ہے۔ جس طرح کہ دیگر نصوص اس معنی کی مؤید ہیں۔

باب الحرص لابن آدم

ابن آدم کی حرص

١٢٤٥۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: ((جَاءَ رَجُلٌ إِلَى عُمَرَ يَسْأَلُهُ، فَجَعَلَ يَنْظُرُ إِلَى رَأْسِهِ مَرَّةً، وَإِلَى رِجْلَيْهِ أُخْرَى، هَلْ يُرَى مِنَ الْبُؤْسِ شَيْئًا؟ ثُمَّ قَالَ لَهُ عُمَرُ: كَمْ مَالُكَ؟ قَالَ: أَرْبَعُوْنَ مِنَ الْإِبِلِ! قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: صَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ: ((لَوْ كَانَ لِابْنِ آدَمَ وَادِيَانِ مِنْ ذَهَبٍ لَابْتَغٰى وَادِيًا ثَالِثًا، وَلَا يَمْلَأُ جَوْفَ ابْنِ آدَمَ إِلَّا التُّرَابُ، وَيَتُوْبُ اللّٰهُ عَلٰى مَنْ تَابَ)) فَقَالَ عُمَرُ: مَاهٰذَا؟ فَقُلْتُ: هٰكَذَا أَقْرَأَنِيْهَا أُبَيٌّ، قَالَ: فَمَرَّبِنَا إِلَيْهِ. قَالَ: فَجَاءَ إِلَى أُبَيٍّ، فَقَالَ: مَايَقُوْلُ هٰذَا؟ أُبَيٌّ قَالَ: هٰكَذَا أَقْرَأَنِيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ)). [الصحيحة:٢٩٠٩]

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک آدمی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آ کر سوال کر رہا تھا، آپ کبھی اُس کے سر کو دیکھتے اور کبھی اُس کے پاؤں کی طرف، تا کہ اُس میں کچھ خستہ حالی و تنگدستی نظر آئے۔ پھر عمر رضی اللہ عنہ نے اُس سے کہا، تیرا کتنا مال ہے؟ اُس نے کہا: چالیس اونٹ۔ ابن عباس نے کہا: اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے سچ فرمایا کہ اگر آدم کے بیٹے کے لیے سونے کی دو وادیاں ہوں تو وہ لازماً تیسری وادی بھی تلاش کرے۔ آدم کے بیٹے کا پیٹ صرف مٹی ہی بھرے گی اور اللہ اُسی پر نظر کرم فرماتے ہیں، جس نے توبہ کی۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ کیا ہے؟ (یعنی حدیث کے بارے تعجب میں کیا) ابن عباس کہتے ہیں میں نے کہا: اُبیؓ نے مجھے اسی طرح پڑھایا تھا۔ عمر نے کہا: ہمیں اُس کے پاس لے چلو۔ کہتے ہیں عمر رضی اللہ عنہ اُبیؓ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا یہ کیا کہتا ہے؟ اُبیؓ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے بھی مجھے اسی طرح بتلایا تھا۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۹۰۹۔ احمد (۵/ ۱۱۷)' ابن حبان (۳۲۳۷)' طبرانی فی الکبیر (۵۴۲)

باب خير الرزق الكفاف

بہترین رزق وہ ہے کہ جو بقدر ضرورت ہو

١٢٤٦۔ عَنِ الْحَسَنِ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((خَيْرُ الرِّزْقِ الْكَفَافُ)). [الصحيحة:١٨٣٤]

حسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بہترین رزق وہ ہے جو بقدرِ ضرورت ہو۔

تخریج: الصحیحۃ ۱۸۳۴۔ وکیع فی الزھد (۱۱۵)' عن الحسن البصری مرسلاً' ولد شاھد من حدیث سعد رضی اللہ عنہ عند ابن حبان (۸۰۹)' وغیرہ

أثم الربا اشد من ستة و ثلاثين زنية

سود کا گناہ چھتیس بدکرداریوں سے بھی سخت ہے

١٢٤٧۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ حَنْظَلَةَ الرَّاهِبِ مَرْفُوْعًا: ((دِرْهَمٌ رِبَايَأْكُلُهُ الرَّجُلُ وَهُوَ يَعْلَمُ أَشَدَّ عِنْدَاللّٰهِ مِنْ سِتَّةٍ وَثَلَاثِيْنَ زِنْيَةً)).

عبداللہ بن حنظلہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت کیا گیا ہے کہ جو آدمی جانتے ہوئے ایک درہم سود کھاتا ہے، اللہ کے نزدیک وہ چھتیس بدکاریوں سے سخت ہے۔ (استغفر اللہ)

[الصحيحة:١٠٣٣]

تخریج: الصحیحة ۱۰۳۳- طبرانی فی الاوسط (۲۷۰۳)' دارقطنی (۳/ ۱۶)' ابن عساکر (۲۹/ ۲۸۸)

فوائد: یعنی جان بوجھ کر ایک درہم سود کھانا اس قدر سنگین گناہ ہے کہ اللہ کے ہاں چھتیس مرتبہ زنا کرنے سے بھی یہ زیادہ بدتر عمل ہے مگر افسوس کہ آج کا مسلمان دولت کے نشے میں مست ہے اور اس کی نظر صرف اور صرف دولت اکٹھی کرنے میں ہے۔

باب النصح على الطلب

مطالبہ پر نصیحت کرنا

١٢٤٨ـ عَنْ حَكِيمِ بْنِ أَبِي يَزِيدَ، عَنْ أَبِيهِ، عَمَّنْ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((دَعُوا النَّاسَ فَلْيُصِبْ بَعْضُهُمْ مِنْ بَعْضٍ فَإِذَا اسْتَنْصَحَ رَجُلٌ أَخَاهُ فَلْيَنْصَحْ لَهُ)).

[الصحيحة:١٨٥٥]

حکیم بن ابی یزید رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں اور اُس صحابی سے بیان کرتے ہیں جس نے نبی ﷺ سے سنا، آپ فرمار ہے تھے،لوگوں کو چھوڑ دو، وہ آپس میں ایک دوسرے سے معاملہ کریں اور جب کوئی آدمی اپنے بھائی سے نصیحت کا مطالبہ کرے تو وہ اس کو نصیحت کرے۔

تخریج: الصحیحة ۱۸۵۵- احمد (۴/ ۲۵۹)' بخاری فی التاریخ (۳/ ۱۵)' ولم یسق لفظه' ابن ابی شیبة فی مسنده (۵۲۳)' طبرانی فی الکبیر (۱۹/ ۳۰۳)' طحاوی (۲/ ۲۰۲)' باختلاف فی السند

باب: من زهده ﷺ

باب: زہد نبوی ﷺ کا بیان

١٢٤٩ـ عَنْ أُمِّ أَيْمَنَ أَنَّهَا غَرْبَلَتْ دَقِيقاً فَصَنَعَتْهُ لِلنَّبِيِّ ﷺ رَغِيفاً، فَقَالَ: مَا هٰذَا؟ قَالَتْ: طَعَامٌ نَصْنَعُهُ بِأَرْضِنَا، فَأَحْبَبْتُ أَنْ أَصْنَعَ مِنْهُ لَكَ رَغِيفاً، فَقَالَ: ((رُدِّيْهِ فِيْهِ ثُمَّ اعْجِنِيْهِ)).

[الصحيحة:٢٤٨٣]

حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں انہوں نے آٹا چھان کر آپ ﷺ کے لیے روٹی پکائی۔ آپ نے فرمایا: یہ کیا ہے؟ فرماتی ہیں میں نے عرض کیا یہ کھانا ہے جو ہم اپنے علاقے میں بناتے ہیں۔ تو میں نے چاہا کہ اس میں سے آپ ﷺ کے لیے بھی روٹی پکاؤں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اس کو پھر اس میں ڈال دو اور پھر گوندھو۔

تخریج: الصحیحة ۲۴۸۳- ابن ماجه (۳۳۳۶)' ابن ابی الدنیا فی الجوع (ق ۹/ ۱)' ابونعیم فی الحلیة (۲/ ۶۷- ۶۸)

فوائد: اس حدیث سے بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے، آپ ﷺ کس قدر متواضع شخصیت کے مالک تھے اور آپ کس قدر سادہ غذا کو پسند فرماتے تھے۔

باب: الربا من الكبائر

باب: سود کا معاملہ کبیرہ گناہ ہے

١٢٥٠ـ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ مَرْفُوعاً: ((الرِّبَا اثْنَانِ وَسَبْعُونَ بَاباً، أَدْنَاهَا مِثْلُ إِتْيَانِ الرَّجُلِ أُمَّهُ، وَإِنَّ أَرْبَا الرِّبَا اسْتِطَالَةُ الرَّجُلِ فِي عِرْضِ

براً بن عازب رضی اللہ عنہما سے مرفوع نقل کیا گیا ہے، سود کے ستر دروازے ہیں، اُن میں سب سے کم آدمی کا اپنی ماں سے زنا کرنا ہے۔ اور بے شک سب سے بڑا سود آدمی کا اپنے بھائی کی آبرو

أَخِيهِ)). [الصحيحة: ۱۸۷۱] کے بارے میں درازی کرنا ہے۔

تخریج: الصحیحة ۱۸۷۱- طبرانی فی الاوسط (۷۱۴۷)' ابن ابی حاتم فی العلل (۱/ ۳۸۱)

فوائد: اپنے بھائی کی عزت میں زبان درازی کرنے کا مطلب یہ ہے کہ آدمی اپنے مسلمان بھائی پر جھوٹی تہمت لگائے، اُس کے عیب تلاش کرے یا بلاوجہ اُس پر طعن وتشنیع کرتا رہے۔ اللہ تعالیٰ نے بھی قرآن مجید میں ایسے شخص کی سخت مذمت فرمائی ہے۔ ارشادِ خداوندی ہے۔ ﴿وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ﴾ ہر عیب جوئی اور غیبت کرنے والے کے لیے تباہی و بربادی ہے۔ دوسری روایت میں رسول اللہ ﷺ نے ایسے شخص کو بدترین قرار دیا ہے کہ جس کی زبان کے شر سے اُس کے مسلمان بھائی محفوظ نہ رہیں بلکہ ایک روایت میں آپ ﷺ نے فرمایا: مسلمان ہی وہ ہے کہ جس کے ہاتھ اور جس کی زبان سے اُس کا مسلمان بھائی محفوظ ہو۔

كثرة الأكل ليس بمستحسن

زیادہ کھانا کوئی اچھی بات نہیں ہے

۱۲۵۱- عَنْ عُمَرَبْنُ سَعْدٍ، قَالَ: كَانَتْ لِي حَاجَةٌ إِلَى أَبِي سَعْدٍ، قَالَ: وَثَنَا أَبُو حَيَّانَ عَنْ مُجَمِّعٍ قَالَ: كَانَ لِعُمَرَبْنَ سَعْدٍ إِلَى أَبِيهِ حَاجَةٌ، قَدَّمَ بَيْنَ يَدَي حَاجَتِهِ كَلَاماً مِمَّا يُحَدِّثُ النَّاسَ يُوصِلُونَ، لَمْ يَكُنْ يَسْمَعُهُ، فَلَمَّا فَرَغَ قَالَ: يَابُنَيَّ! قَدْ فَرَغْتَ مِنْ كَلَامِكَ؟ قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: مَاكُنْتَ مِنْ حَاجَتِكَ أَبْعَدَ وَلَاكُنْتُ فِيكَ أَزْهَدَ مِنِّي مُنْذُ سَمِعْتُ كَلَامَكَ هٰذَا، سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((سَيَكُونُ قَوْمٌ يَأْكُلُونَ بِأَلْسِنَتِهِمْ كَمَا تَأْكُلُ الْبَقَرَةُ مِنَ الْأَرْضِ)). [الصحيحة: ۴۱۹]

عمر بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ مجھے اپنے والد سے کوئی کام پڑ گیا، یہی واقعہ بیان کیا ہم سے ابوحیان نے کہ ان سے مجمع نے فرمایا کہ عمر بن سعد رضی اللہ عنہ کو اپنے والد سے کام پڑ گیا لیکن اس نے اپنی حاجت بیان کرنے سے پہلے ایسی باتیں کیں جیسی عام لوگ اپنی ضروریات حاصل کرنے کیلئے کرتے ہیں۔ سعد اس کی بات کی طرف توجہ نہیں کر رہے تھے۔ جب وہ بات مکمل کر چکا تو فرمایا اے میرے بیٹے کیا تم اپنی بات مکمل کر چکے ہو؟ اس نے کہا جی ہاں تو فرمایا جو باتیں میں نے تیری سنی ہیں ان کے بعد اب تیری ضرورت پوری ہونا ناممکن ہے۔ اب میں تجھ سے بالکل بیزار ہوں کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو اپنی زبانوں سے ایسے کھائیں گے جیسے گائے زمین سے کھاتی ہے۔

تخریج: الصحیحة ۴۱۹- احمد (۱/ ۱۷۵- ۱۷۶)' البزار (الکشف: ۲۰۸۱)' الاورقی فی مسند سعد (۷۱)

باب ذكر الحرص الشيخ على طول الحياة والمال

بوڑھے آدمی کے حرص و لالچ کی کیفیت لمبی زندگی اور مال پر

۱۲۵۲- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوعاً: ((الشَّيْخُ يَكْبُرُ وَيَضْعُفُ جِسْمُهُ، وَقَلْبُهُ شَابٌّ عَلَى حُبِّ اثْنَتَيْنِ: طُولِ الْحَيَاةِ، وَحُبِّ الْمَالِ)).

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً نقل کیا گیا ہے، آدمی بوڑھا اور اُس کا جسم کمزور ہو جاتا ہے، اور اُس کا دل دو چیزوں کی محبت پر جوان رہتا ہے، لمبی زندگی اور مال کی محبت۔

[الصحيحة:١٩٠٦]

تخریج: الصحیحة ۱۹۰۶۔ احمد (۲/ ۳۳۵، ۳۳۸)، ابن حبان (۳۲۱۹)، بخاری (۶۴۲۰)، مسلم (۱۰۴۶)، عنه بمعناه

باب الصلاح والهلاكة

بہتری (کامیابی) اور ناکامی کا بیان

١٢٥٣ـ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِﷺ: ((صَلَاحُ أَوَّلُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ بِالزُّهْدِ وَالْيَقِيْنِ، وَيَهْلِكُ آخِرُهَا بِالْبُخْلِ وَالْأَمَلِ)). [الصحيحة: ٣٤٢٧]

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس امت کے پہلے لوگوں کی بہتری زہد اور یقین کے ساتھ ہے اور اس امت کے آخری لوگ بخیلی اور آرزوؤں کے ساتھ ہلاک ہوں گے۔

تخریج: الصحیحة ۳۴۲۷۔ احمد فی الزهد (۵۱)، طبرانی فی الاوسط (۷۶۴۶)، بیهقی فی الشعب (۱۰۸۴۵)

فوائد: اس حدیث طیبہ کے تناظر میں آج کل کے حالات کا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے احوال کے ساتھ موازنہ کیا جائے تو یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ واقعتہً صحابہ کرام سادگی، قناعت، زہد و ورع اور یقین و ایمان کی جن بلندیوں پر فائز تھے، آج کے مسلمان اُس سے بہت نیچے ہیں اور ہر ایک کی زندگی مال جمع کرنے اور عیش و عشرت کے گیت گانے میں بسر ہو رہی ہے اور یہی وجہ ہے کہ آج قدم قدم پر بے سکونی اور فسادات ہیں۔ آج بھی امت کی کامیابی اور درستی کا معیار یہی ہے کہ وہ دنیا سے اپنے دامن کو بچاتے ہوئے آخرت پر کامل یقین رکھے اور اچھی طرح جان لے کہ اصل زندگی بعد از موت ہے۔

كل الطعام لم يذكر اسم الله عليه فهو للشيطان

جس کھانے پر اللہ کا نام ذکر نہ ہو وہ شیطان کے لیے ہے

١٢٥٤ـ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مَرْفُوْعاً: ((قَالَ إِبْلِيْسُ: كُلُّ خَلْقِكَ بَيَّنْتَ رِزْقَهُ، فَفِيْمَ رِزْقِي؟ قَالَ: فِيْمَا لَمْ يُذْكَرِ اسْمِي عَلَيْهِ)).

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مرفوع نقل کیا گیا ہے، ابلیس نے کہا (اے اللہ!) تو نے اپنی ہر مخلوق کا رزق بیان کر دیا، میرا رزق کس میں ہے؟ اللہ نے فرمایا: جس (رزق) پر میرا نام نہیں لیا گیا۔

تخریج: الصحیحة ۷۰۸۔ ابو الشیخ فی العظمة (۱۱۳۴)، ابو نعیم فی الحلیة (۸/ ۱۲۶)، الضیاء فی المختارة (۱۰/ ۳۶۱)

فوائد: کھانا کھانے سے قبل بسم اللہ ضرور پڑھنی چاہیے، جو اللہ کا نام لیے بغیر کھانا کھاتا ہے گویا کہ وہ کھانے میں شیطان کو اپنا ساتھی بناتا ہے۔ اور شیطان کی بھی حتی المقدور کوشش یہ ہوتی ہے کہ کھانا کھانے سے قبل آدمی کو بسم اللہ پڑھنا یاد نہ رہے تاکہ میرا داؤ بھی چل جائے۔

باب فضل رزق كفاف والزهد

زھد اور کفایت والے رزق کی فضیلت

١٢٥٥ـ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ مَرْفُوْعاً: ((قَدْ أَفْلَحَ مَنْ أَسْلَمَ، وَرُزِقَ كَفَافاً وَقَنَّعَهُ اللّٰهُ بِمَا آتَاهُ)). [الصحيحة:١٢٩]

عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے مرفوع نقل کیا گیا، وہ کامیاب ہو گیا جو اسلام لایا اور گزران کے مطابق رزق دیا گیا اور جو اُس کے پاس ہے، اُسی پر اللہ تعالیٰ نے اُسے قناعت کرنے کی توفیق

عطا فرمائی۔

تخریج: الصحیحة ۱۲۹۔ مسلم (۱۰۵۴)' ترمذی (۲۳۴۸)' ابن ماجه (۴۱۳۸)' احمد (۲/ ۱۶۸)

فوائد: مگر افسوس! آج کے مسلمان کی تربیت ان احادیث کے مطابق نہیں اور وہ یہی سمجھتا ہے کہ میری کامیابی صرف اسی میں ہے کہ میرے پاس دنیا کی دولت کے ڈھیر ہوں اور اور مسلمانوں کی ابتری کی حالت یہ ہے کہ مزدور بھی راتوں رات کروڑ پتی بننے کے خواب دیکھتا ہے۔ اور اپنے رزقِ حلال پر قانع اور شاکر نہیں رہتا۔

لعل الله يعطيك رزقًا بغيرك

شاید اللہ تجھ کو دوسرے کی وجہ سے رزق دیتا ہے

١٢٥٦۔ عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: ((كَانَ أَخَوَانِ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ فَكَانَ أَحَدُهُمَا يَأْتِي النَّبِيَّ ﷺ وَفِي رِوَايَةٍ: يَحْضُرُ حَدِيثَ النَّبِيِّ ﷺ وَمَجْلِسَهُ وَالآخَرُ يَحْتَرِفُ فَشَكَا الْمُحْتَرِفُ أَخَاهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ: [فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ!إِنَّ هٰذَا] أَخِي لَايُعِيْنُنِي بِشَيْءٍ] فَقَالَ ﷺ: ((لَعَلَّكَ تُرْزَقُ بِهِ)). [الصحيحة:٢٧٦٩]

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں، رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں دو بھائی تھے، اُن میں سے ایک رسول اللہ ﷺ کی مجلسِ حدیث میں شریک ہوتا تھا اور دوسرا محنت مزدوری کرتا تھا۔ محنت مزدوری کرنے والے نے، اپنے بھائی کی نبی ﷺ سے شکایت کی۔ اور کہا اے اللہ کے رسول یہ میرے ساتھ کوئی تعاون نہیں کرتا، آپ ﷺ نے فرمایا: شاید کہ تجھے اسی کی وجہ سے رزق دیا جاتا ہو۔

تخریج: الصحیحة ۲۷۶۹۔ ترمذی (۲۳۴۶)' حاکم (۱/ ۹۳۔ ۹۴)' ابن عبد البر فی جامع بیان العلم (۱/ ۵۹)

فوائد: اس حدیث سے واضح ہوا کہ حدیثِ رسول ﷺ کا طالب علم اہل خانہ کے لیے باعثِ برکت ہے۔ ماں باپ کو صرف اس وجہ سے اپنے طالب علم بیٹے کو نظروں سے نہیں گرانا چاہیے کہ یہ کما کر کچھ نہیں لاتا، بلکہ یہ سمجھیں کہ ہوسکتا ہے کہ اس کی دینی تڑپ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ہم پر بھی فراخی کے دروازے کھول دے اور مستقبل میں مزید رونق آئے۔

باب ذكر المعاش النبي ﷺ

نبی ﷺ کے گزران کا ذکر

١٢٥٧۔ عَنِ النُّعْمَانِ قَالَ: ((كَانَ ﷺ لَايَجِدُ مَايَمْلَأُ بَطْنَهُ مِنَ الدَّقَلِ، وَهُوَ جَائِعٌ)). [الصحيحة:٢١٠٦]

نعمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بھوک کی حالت میں ردی کھجور بھی نہیں پاتے تھے جس سے اپنے پیٹ کو بھریں۔

تخریج: الصحیحة ۲۱۰۶۔ حاکم (۴/ ۳۲۴)' ابوعوانة فی الرقاق (اتحاف المهرة : ۱۷۱۰۲)' ابن حبان (۶۳۴۱)' من طریق ابی عوانة عن سماك عن النعمان' مسلم (۲۹۷۷)' ترمذی (۲۳۷۲)' والشمائل (۱۵۲)' من طریق آخر عن سماك به

فوائد: یہ حدیث اُس نمازی اور پرہیز گار کے لیے بہت بڑا سہارا ہے جو فکر و فاقہ کی حالت میں زندگی کے دن گزار رہا ہے، اُس کو اس وجہ سے مایوس نہیں ہونا چاہیے کہ میرے پاس دنیا کی فراخی نہیں بلکہ اس بات پہ خوش رہنا چاہیے کہ الحمدللہ میں اسوہ نبوی پر زندگی بسر کر رہا ہوں۔

١٢٥٨ـ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: ((كَانَ ﷺ يَبِيْتُ اللَّيَالِيَ الْمُتَتَابِعَةَ طَاوِياً وَأَهْلُهُ، لَايَجِدُوْنَ عَشَاءً، وَكَانَ أَكْثَرَ خُبْزِهِمُ الشَّعِيْرُ)). [الصحيحة:٢١١٩]

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اہل خانہ پے در پے کئی راتیں بھوکے گزار دیتے، شام کا کھانا نہ پاتے تھے، اُن کا اکثر کھانا جو ہوتا۔

تخریج: الصحیحة ٢١١٩۔ ترمذی (٢٣٦٠)' وفی الشمائل (١٤٧)' ابن ماجه (٣٣٤٧) احمد (١/ ٢٥٥)

باب: من تواضعه ﷺ

باب: رسول اکرم ﷺ کی تواضع کا بیان

١٢٥٩ـ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: ((كَانَ ﷺ يُدْعٰى إِلٰى خُبْزِ الشَّعِيْرِ وَالْإِهَالَةِ السَّنْخَةِ فَيُجِيْبُ)). [الصحيحة: ٢١٢٩]

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ کو جو کی روٹی اور بدبودار چربی کی دعوت دی جاتی تو آپ قبول فرما لیتے۔

تخریج: الصحیحة ٢١٢٩۔ ترمذی فی الشمائل (٣٣٣)' بغوی فی الانوار (٣٨٦)' ابو الشیخ فی اخلاق النبی ﷺ (ص: ٢٣٤۔ ٢٣٥)' ابویعلی (٤٠١٥)

فوائد: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دعوت کے موقع پر نظر کھانوں پر نہیں ہونی چاہیے بلکہ بلانے والے کے خلوص پر ہونی چاہیے۔ آج کل قائدین حضرات امراء کی دعوتوں پر تو فوراً لبیک کہتے ہیں لیکن غریب کارکن کی دعوت سے بار بار صرف نظر کیا جاتا ہے، جبکہ ایسا کرنا رسول اللہ ﷺ کے اسوہ کے خلاف ہے۔

باب كراهة كثرة الأكل

زیادہ کھانے کی کراہت کا بیان

١٢٦٠ـ عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: تَجَشَّأَ رَجُلٌ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: ((كُفَّ عَنَّا جُشَاءَكَ فَإِنَّ أَكْثَرَهُمْ شَبَعاً فِي الدُّنْيَا أَطْوَلُهُمْ جُوْعاً يَوْمَ الْقِيَامَةِ)). [الصحيحة: ٣٤٣]

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہتے ہیں ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ کے پاس ڈکار مارا، تو آپ نے فرمایا: ہم سے اپنے ڈکار کو دور رکھ، بلاشبہ دنیا میں بہت زیادہ سیر رہنے والے، قیامت کے روز بہت زیادہ بھوکے ہوں گے۔

تخریج: الصحیحة ٣٤٣۔ ترمذی (٢٤٧٨)' ابن ماجه (٣٣٥٠)' عن ابن عمر رضی اللہ عنہما

كل مال النبي ﷺ صدقة

نبی ﷺ کا سارا مال وقف ہے

١٢٦١ـ عَنْ أَبِي الْبَخْتَرِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ حَدِيْثاً مِنْ رَجُلٍ فَأَعْجَبَنِي، فَقُلْتُ اُكْتُبْهُ لِي، فَأَتٰى بِهِ مَكْتُوْباً مُذَبَّرًا: دَخَلَ الْعَبَّاسُ وَعَلِيٌّ عَلٰى عُمَرَ، وَعِنْدَهُ طَلْحَةُ وَالزُّبَيْرُ وَعَبْدُالرَّحْمٰنِ وَسَعْدٌ، وَهُمَا يَخْتَصِمَانِ، فَقَالَ عُمَرُ لِطَلْحَةَ

ابوالبختری کہتے ہیں، کہ میں نے ایک آدمی سے حدیث سنی، جو مجھے پسند آئی، میں نے اُسے کہا، مجھے یہ لکھ دو، تو وہ میرے پاس بہت عمدہ لکھی ہوئی لایا، وہ حدیث یہ تھی: کہ عباس وعلی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے، وہ دونوں آپس میں جھگڑ رہے تھے، طلحہ، زبیر، عبدالرحمٰن بن عوف اور سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہم عمر رضی اللہ عنہ کے

وَالزُّبَيْرِ وَعَبْدِالرَّحْمٰنِ وَسَعْدٍ: أَلَمْ تَعْلَمُوا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ:((كُلُّ مَالِ النَّبِيِّ صَدَقَةٌ إِلَّا مَاأَطْعَمَهُ أَهْلَهُ، وَيَتَصَدَّقُ بِفَضْلِهِ)) ثُمَّ تُوُفِّيَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَوَلِيَهَا أَبُوبَكْرٍ سَنَتَيْنِ، فَكَانَ يَصْنَعُ الَّذِي كَانَ يَصْنَعُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ ذَكَرَ شَيْئاً مِنْ حَدِيثِ مَالِكِ بْنِ أَوْسٍ۔

[الصحيحة:۲۰۳۸]

پاس بیٹھے ہوئے تھے، حضرت عمر نے طلحہ، زبیر، عبدالرحمٰن اور سعد سے کہا کیا تمہیں معلوم نہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا، نبی کا سارا مال وقف ہوتا ہے، سوائے اُس کے جو وہ اپنے اہل کے خرچ کے لیے چھوڑے اور باقی صدقہ کردے۔ پھر نبی ﷺ فوت ہوئے تو دوسال ابوبکر ان مالوں کے نگران رہے، ان کا طرزِ عمل وہی تھا جو نبی ﷺ کا تھا، پھر مالک بن اوس کی حدیث میں سے کچھ بیان کیا۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۰۳۸۔ ابوداود (۲۹۷۵)' ترمذی فی الشمائل (۳۸۳)' بیہقی (۶/ ۲۹۹۔ ۳۰۰)

المعروف بكل صدقة

ہر ایک کے ساتھ نیکی صدقہ ہے

۱۲٦۲۔ ((كُلُّ مَعْرُوفٍ صَنَعْتَهُ إِلٰى غَنِيٍّ أَوْ فَقِيرٍ فَهُوَ صَدَقَةٌ)) رُوِيَ مِنْ حَدِيثِ ابْنِ مَسْعُودٍ وَ جَابِرٍ۔ [الصحيحة:۲۰٤۰]

ابن مسعود اور جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث سے روایت کیا گیا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ہر نیکی، خواہ مالدار کے ساتھ ہو یا فقیر کے ساتھ ہو وہ صدقہ ہے۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۰۴۰۔ طبرانی فی الکبیر (۱۰۰۴۷)' المکارم (۱۱۲)' خرائطی فی المکارم (۸۲)' ابونعیم فی الحلیۃ (۳/ ۴۹)' البزار (الکشف : ۹۵۵)' و(البحر:۱۵۸۲)

كن في الدنيا كأنك غريب

دنیا میں اجنبی کی طرح رہ

۱۲٦۳۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، قَالَ: أَخَذَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِمَنْكِبِي فَقَالَ: ((كُنْ فِي الدُّنْيَا كَأَنَّكَ غَرِيبٌ أَوْ عَابِرُ سَبِيلٍ)).

[الصحيحة:۱۱۵۷]

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' کہتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے میرا کندھا پکڑا اور فرمایا: دنیا میں ایسے رہ گویا تو اجنبی ہے یا راستے سے گزرنے والا ہے۔

تخریج: الصحیحۃ ۱۱۵۷۔ بخاری (۶۴۱۶)' ابن حبان (۶۹۸)' طبرانی (۱۳۴۷۰)

باب التحميد على كل حال

ہر حال میں الحمدللہ کہنا چاہیے

۱۲٦٤۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِرَجُلٍ: ((كَيْفَ أَصْبَحْتَ يَافُلَانُ؟)) قَالَ: أَحْمَدُ اللّٰهَ إِلَيْكَ يَارَسُولَ اللّٰهِ! فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((هٰذَا الَّذِي أَرَدْتُّ مِنْكَ)).

[الصحيحة:۲۹٥۲]

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، کہتے ہیں نبی ﷺ نے ایک آدمی سے کہا: اے فلاں کیسے ہو؟ اُس نے کہا: میں آپ کے سامنے اللہ کی تعریف کرتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں تجھ سے یہی چاہتا تھا۔

تخریج: الصحیحة ۲۹۵۲۔ طبرانی فی الاوسط (۴۳۷۴)' والکبیر (۱۳/ ۲۱)

فوائد: حدیث طیبہ سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص احوال کے بارے میں دریافت کرے تو شکووں کے انبار نہیں لگا دینے چاہیے بلکہ بڑی خوش دلی سے یہی کہنا چاہیے "الحمدللہ" اللہ کا بڑا شکر ہے۔

باب قرب الساعة

قیامت کے قربت کے بارے میں

١٢٦٥۔ عَنْ إِسْمَاعِيْلَ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: قَدِمَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ عَلَى الْوَلِيْدِ بْنِ عَبْدِالْمَلِكِ فَقَالَ لَهُ الْوَلِيْدُ: مَاسَمِعْتَ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَذْكُرُ بِهِ السَّاعَةَ؟ فَحَدَّثَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((**لَسْتُ مِنَ الدُّنْيَا، وَلَيْسَتْ مِنِّي، إِنِّي بُعِثْتُ وَالسَّاعَةُ نَسْتَبِقُ**)). [الصحيحة: ١٢٧٥]

اسماعیل بن عبداللہ سے روایت ہے، کہتے ہیں، انس بن مالک، ولید بن عبدالملک کے پاس آئے، تو آپ سے ولید نے کہا: آپ نے رسول اللہ ﷺ کو قیامت کے بارہ میں کیا فرماتے سنا؟ اس پر انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرا دنیا سے کوئی تعلق نہیں۔ میں اور قیامت آپس میں ایک دوسرے سے آگے نکل رہے ہیں، یعنی میری آمد کے بعد قیامت قریب ہے۔

تخریج: الصحیحة ۱۲۷۵۔ الضیاء فی المختارة (۱۵۴۲)' ابن عساکر (۹/ ۲۴۷)' احمد (۳/ ۲۲۳)' حاکم (۴/ ۴۹۴)' مختصراً

فضل الفقر و المشقة لدين الله

فقر اور اللہ کے دین کے لیے مشقت برداشت کرنے کی فضیلت

١٢٦٦۔ عَنْ فُضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ، قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا صَلَّى بِالنَّاسِ خَرَّ رِجَالٌ مِنْ قَامَتِهِمْ فِي الصَّلَاةِ، لِمَا بِهِمْ مِنَ الْخَصَاصَةِ، وَهُمْ مِنْ أَصْحَابِ الصُّفَّةِ، حَتّٰى يَقُوْلَ الْأَعْرَابُ: إِنَّ هٰؤُلَاءِ مَجَانِيْنَ، فَإِذَا قَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الصَّلَاةَ اِنْصَرَفَ إِلَيْهِمْ، فَقَالَ: ((**لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَالَكُمْ عِنْدَاللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ لَأَحْبَبْتُمْ لَوْأَنَّكُمْ تَزْدَادُوْنَ حَاجَةً وَفَاقَةً**))

فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ جب لوگوں کو نماز پڑھاتے تو کچھ لوگ حالتِ قیام میں بھوک کی وجہ سے گر جاتے اور وہ اصحابِ صفہ تھے۔ یہاں تک کہ گزرنے والے بدو کہتے، یہ پاگل ہیں، جب رسول اللہ ﷺ اپنی نماز پوری کر لیتے، تو آپ اُن کی طرف متوجہ ہوتے اور فرماتے: اگر تم جان لو جو تمہارے لیے اللہ کے پاس ہے تو تم پسند کرو تمہارے فقر و فاقہ میں اضافہ ہو جائے۔

تخریج: الصحیحة ۲۱۶۹۔ ترمذی (۲۳۶۹)' احمد (۶/ ۱۸۔ ۱۹)' ابن حبان (۷۲۴)

فوائد: معلوم ہوا کہ ایسا نمازی جس کی مالی حالت کمزور ہے، لیکن اُس کے باوجود نماز باجماعت ادا کرنے میں غفلت کا شکار نہیں ہوتا، اُس کے لیے اللہ کے ہاں خصوصی مہمان نوازی کا اہتمام ہے۔

باب: استحباب التجارة

باب: تجارت کا استحباب

۱۲۶۶۔ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، قَالَتْ: ((لَقَدْ خَرَجَ أَبُوْبَكْرٍ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ تَاجِرًا إِلٰى بُصْرٰى، لَمْ يَمْنَعْ أَبَابَكْرٍ الضَّنُّ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ شُحَّهُ عَلٰى نَصِيْبِهِ مِنَ الشُّخُوْصِ لِلتِّجَارَةِ، وَذٰلِكَ كَانَ لِإِعْجَابِهِمْ كَسْبَ التِّجَارَةِ، وَحُبِّهِمْ لِلتِّجَارَةِ، وَلَمْ يَمْنَعْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَبَا بَكْرٍ مِنَ الشُّخُوْصِ فِي تِجَارَتِهِ لِحُبِّهِ صُحْبَتَهُ وَضَنِّهِ بِأَبِي بَكْرٍ، فَقَدْ كَانَ بِصُحْبَتِهِ مُعْجَبًا. لِاسْتِحْسَانِ. وَفِي رِوَايَةٍ: لِاسْتِحْبَابِ. رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لِلتِّجَارَةِ وَإِعْجَابِهِ بِهَا)). [الصحيحة: ۲۹۲۹]

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں کہ بے شک حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں بغرض تجارت بصری کا سفر کیا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ سے محبت وتعلق نے اس بات سے نہیں روکا کہ وہ اپنے مقدر کی تلاش میں تجارت کے لیے سفر کریں۔ اس لیے کہ تجارت ان حضرات کے ہاں پسندیدہ مشغلہ تھا اور رسول اللہ ﷺ نے بھی باوجود تعلق کے حضرتِ ابوبکر رضی اللہ عنہ کو تجارت کے لیے سفر سے نہیں روکا، حالانکہ آپ ﷺ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی صحبت سے بڑے خوش ہوتے تھے، مگر وہ تجارت بھی آپ ﷺ کے ہاں پسندیدہ ہونے کی وجہ سے کرتے تھے۔

تخریج: الصحیحة ۲۹۲۹۔ طبرانی فی الکبیر (۲۳/ ۳۰۰)، والاوسط (۶۳۸۳)

باب بیان حرص ابن آدم

ابن آدم کے حرص کا بیان

۱۲۶۷۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَوْ كَانَ لِابْنِ آدَمَ وَادِيَانِ مِنْ مَالٍ (وَفِي رِوَايَةٍ: مِنْ ذَهَبٍ) لَابْتَغٰى [وَادِيًا] ثَالِثًا وَلَا يَمْلَأُ جَوْفَ ابْنِ آدَمَ إِلَّا التُّرَابُ، وَيَتُوْبُ اللّٰهُ عَلٰى مَنْ تَابَ)) رَوَاهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ جَمَاعَةٌ مِّنْ أَصْحَابِهِ، مِنْهُمْ: أَنَسُ وَابْنُ عَبَّاسٍ، وَابْنُ الزُّبَيْرِ، وَأَبُوْ مُوْسٰى۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر آدم کے بیٹے کی مال یا سونے کی دو وادیاں ہوں تو وہ تیسری وادی کو ضرور تلاش کرے گا اور آدم کے بیٹے کا پیٹ مٹی ہی بھرے گی اور اللہ تعالیٰ اُسی پر نظر کرم کرتا ہے جس نے اُس کی طرف رجوع کیا۔ صحابہ کی کثیر تعداد، انس، ابن عباس، ابن زبیر، ابوموسیٰ رضی اللہ عنہم وغیرہ نے اس کو نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے۔

تخریج: الصحیحة ۲۹۰۷۔ بخاری (۶۴۴۰)، مسلم (۱۰۴۸)، من حدیث انس رضی اللہ عنہ

باب التسریع فی الانفاق

خرچ کرنے میں جلدی کرنا

۱۲۶۸۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعًا: ((لَوْ كَانَ لِي مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا لَسَرَّنِي أَنْ لَا تَمُرَّ عَلَيَّ ثَلَاثُ لَيَالٍ وَعِنْدِي مِنْهُ شَيْءٌ، إِلَّا شَيْئًا أُرْصِدُهُ لِدَيْنٍ)). [الصحیحة: ۱۱۳۹]

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعا نقل کیا گیا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: اگر میرے پاس اُحد پہاڑ کے برابر سونا ہو، تو مجھے یہ بات پسند ہے کہ مجھ پر تین راتیں بھی نہ گزریں کہ اُس میں سے کچھ میرے پاس ہو مگر جو کچھ میں قرض کی ادائیگی کے لیے محفوظ رکھوں۔

تخریج: الصحیحة ۱۱۳۹۔ بخاری (۶۴۴۵)، بیهقی فی الدلائل (۱/ ۳۳۸)، والشعب (۱۰۴۳۲)

الدنيا عندالله

اللہ کے نزدیک دنیا کی اہمیت

١٢٧٠۔ قالﷺ: ((لَوْكَانَتِ الدُّنْيَا تَعْدِلُ عِنْدَاللّٰهِ جَنَاحَ بَعُوْضَةٍ مَاسَقٰى كَافِراً مِنهَا شُرْبَةَ مَاءٍ)) رُوِىَ مِنْ حَدِيْثِ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ، وَأَبِى هُرَيْرَةَ، وَعَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، وَعَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ وَجَمَاعَةٍ مِّنَ الصَّحَابَةِ، وَالْحَسَنِ، وَعَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، مُرْسَلاً۔ [الصحيحة:٦٨٦]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر دنیا کی قدر و قیمت اللہ کے ہاں مچھر کے پر کے برابر بھی ہوتی تو کافر کو اس میں سے ایک قطرہ پانی بھی نہ پلاتا۔ صحابہ کی کثیر تعداد سہل بن سعد، ابو ہریرہ، عبداللہ بن عمر، عبداللہ بن عباس سمیت کثیر صحابہ رضی اللہ عنہم سے اسے روایت کیا گیا ہے اور حسن اور عمرو بن مرہ نے اس کو مرسل روایت کیا ہے۔

تخريج: الصحيحة ٦٨٦- (١) ابن عمر: قضاعى فى مسند الشهاب (١٤٣٩)' خطيب فى التاريخ (٤/ ٩٢)' (٢) ابن عباس رضی اللہ عنہما ابونعيم فى الحلية (٣/ ٣٠٤' ٨/ ٢٩٠)' (٣) ابوهريرة رضی اللہ عنہ قضاعى فى مسند الشهاب (١٤٤٠)

١٢٧١۔ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِﷺ: ((لَوْ كَانَتِ الدُّنْيَا تَعْدِلُ عِنْدَاللّٰهِ جَنَاحَ بَعُوْضَةٍ، مَاسَقٰى كَافِراً مِنهَا شُرْبَةَ مَاءٍ)). [الصحيحة:٩٤٣]

سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر دنیا کی قدر و قیمت اللہ کے ہاں مچھر کے پر کے برابر بھی ہوتی تو کافر کو اس میں سے ایک قطرہ پانی بھی نہ پلاتا۔

تخريج: الصحيحة ٩٤٣- ترمذى (٢٣٢٠)' ابن ماجه (٤١١٠)' ابونعيم فى الحلية (٣/ ٢٥٣)

باب بيان المهر

مہر کا بیان

١٢٧٢۔ عَنْ أَبِى حَدْرَدٍ الْأَسْلَمِىِّ، قَالَ: أَنَّهُ أَتَى النَّبِىَّ ﷺ يَسْتَعِيْنُهُ فِى مَهْرِ امْرَأَةٍ. فَقَالَ: ((كَمْ أَمْهَرْتَهَا؟)) فَقَالَ: مِئَتَى دِرْهَمٍ، فَقَالَﷺ: ((لَوْكُنْتُمْ تَغْرِفُوْنَ مِنْ بُطْحَانَ مَازِدْتُمْ)). [الصحيحة:٢١٧٣]

ابو حدرد اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے، وہ آپ سے عورت کے حق مہر کے متعلق مدد کے طلب گار تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم نے اُس کو کتنا حق مہر دیا؟ انہوں نے کہا 2 سو درہم۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تم بطحان وادی سے چلّو بھی بھرتے ہوتے تو اس سے بھی زیادہ نہ دیتے۔

تخريج: الصحيحة ٢١٧٣- حاكم (٢/ ١٧٨)' احمد (٣/ ٤٤٨)' طبرانى فى الكبير (٢٢/ ٣٥٢)' عبد الرزاق (١٠٤٠٩)

اهمية الغنا من الناس

لوگوں سے بے نیاز ہونے کی اہمیت

١٢٧٣۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مَرْفُوْعاً: ((لِيَتَغْنَّ أَحَدُكُمْ عَنِ النَّاسِ، وَلَوْ بِقَضِيْبٍ مِّنْ سِوَاكٍ)). [الصحيحة:٢١٩٨]

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً نقل کیا گیا ہے، تم میں سے ہر ایک لوگوں سے بے نیازی برتے اگرچہ مسواک کرنے والی شاخ ہو۔ (یعنی سوال سے بچے)۔

تخريج: الصحيحة ٢١٩٨- بيهقى فى الشعب (٣٥٢٨)' مرسلاً و (٣٥٢٧)' والطبرانى (١٢٢٥٧)' و ابن ابى حاتم (٦٢٦)' عن

ابن عباس رضی اللہ عنہ موصولاً

کم الدنیا تکفی

کتنی دنیا کافی ہے؟

١٢٧٤۔ عَنْ بُرَيْدَةَ الْأَسْلَمِيِّ مَرْفُوعاً: ((لِيَكْفِ أَحَدَكُمْ مِنَ الدُّنْيَا خَادِمٌ وَمَرْكَبٌ)).

بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً نقل کیا گیا ہے،تم میں سے ہر ایک کے لیے دنیا میں ایک خادم اور ایک سواری کافی ہیں۔

تخریج: الصحیحۃ ٢٢٠٢۔ احمد (٥/ ٣٦٠)' دارمی (٢٧١٨)' نسائی فی الکبری (٩٨١٢)' ابن ابی شیبۃ (١٣/ ٢٤٥)

ما أتاك المال من غير مسألة فكله و تموله

جو مال تجھ کو بغیر سوال کرنے کے ملے' اس کو لے لے اور کھا لے

١٢٧٥۔ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ، قَالَ: سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ أَمْوَالِ السُّلْطَانِ؟ فَقَالَ: ((مَا آتَاكَ اللّٰهُ مِنْ أَمْوَالِ السُّلْطَانِ مِنْ غَيْرِ مَسْأَلَةٍ وَلَا إِشْرَافٍ، فَكُلْهُ وَتَمَوَّلْهُ)). [الصحیحۃ:٢٢٠٩]

ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ سے حکمرانوں کے اموال کے متعلق سوال کیا گیا۔ آپ نے فرمایا: حکمرانوں کا جو مال بغیر مانگے اور لالچ کے تجھے ملے تو اُس کو کھا اور اسے لے لے۔

تخریج: الصحیحۃ ٢٢٠٩۔ احمد (٥/ ١٩٥)' بخاری (١٤٧٣)' مسلم (١٠٤٥)' من حدیث عمر رضی اللہ عنہ

استحباب عدم ارصاد المال الالدين

قرض کے علاوہ مال کو نہ روکنے کا استحباب

١٢٧٦۔ عَنْ أَبِي ذَرٍّ مَرْفُوعاً: ((مَا أُحِبُّ أَنَّ أُحُداً ذَاكَ عِنْدِي ذَهَبٌ، أَمْسَى ثَالِثَةً عِنْدِي مِنْهُ دِيْنَارٌ، إِلَّا دِيْنَاراً أُرْصِدُهُ لِدَيْنٍ، إِلَّا أَنْ أَقُوْلَ بِهٖ فِي عِبَادِ اللّٰهِ هٰكذا، حَثَابَيْنَ يَدَيْهِ، وَهٰكَذَا عَنْ يَمِيْنِهٖ وَهٰكَذَا عَنْ شِمَالِهٖ)).

[الصحیحۃ:٢٢١١]

ابوذر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً نقل کیا گیا ہے (کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا) میں یہ پسند نہیں کرتا کہ اُحد پہاڑ میرے پاس سونے کا ہو اور تیسری رات گزر جائے اور میرے پاس اُس میں سے ایک دینار باقی رہے۔مگر وہ دینار کہ جس کو میں قرض کی ادائیگی کے لیے روک لوں۔مگر یہ کہ میں لب بھر بھر کے لوگوں میں تقسیم کردوں۔

تخریج: الصحیحۃ ٢٢١١۔ بخاری (٦٤٤٢)' مسلم (الزکاۃ : ٣٢/ ٩٣)' احمد (٥/ ١٥٢)

باب خشي التكاثر

مال کی زیادتی سے ڈرنا

١٢٧٧۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوعاً: ((مَاأَخْشَى عَلَيْكُمُ الْفَقْرَ، وَلٰكِنِّي أَخْشَى عَلَيْكُمُ التَّكَاثُرَ، وَمَاأَخْشَى عَلَيْكُمُ الْخَطَأَ، وَلٰكِنِّي أَخْشَى

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً نقل کیا گیا ہے، مجھے تمہارے بارے میں فقر کا اندیشہ نہیں، لیکن میں تمہاری دولت کی کثرت سے ڈرتا ہوں اور مجھے تمہاری غلطی کا اندیشہ نہیں۔لیکن میں تمہارے جان بوجھ کر

عَلَيْكُمُ التَّعَمُّدَ)). [الصحيحة:٢٢١٦]

(گناہ کرنے سے) ڈرتا ہوں۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۲۱۶۔ احمد (۲/ ۳۰۸' ۵۳۹)' ابن حبان (۳۲۲۲)' حاکم (۲/ ۵۳۴)

فوائد: اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ مجھے یہ ڈر نہیں کہ تم فقر و فاقہ کی وجہ سے اللہ سے دور ہو جاؤ گے بلکہ مجھے اندیشہ یہ ہے کہ کہیں مال کی کثرت تمہیں اللہ کی یاد سے غافل نہ کر دے۔ اور اسی طرح مجھے غلطی پر بھی کوئی ڈر نہیں کیونکہ نہ چاہتے بھی انسان سے خطا سرزد ہو جاتی ہے۔ لیکن مجھے ڈر یہ ہے کہ تم کہیں جان بوجھ کر برائیوں میں نہ پھنس جاؤ۔

باب تفكر النبي ﷺ بالانفاق

آپ ﷺ کا خرچ کرنے کے متعلق فکر کرنا

١٢٧٨۔ عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ فِي وَجْعِهِ الَّذِي مَاتَ فِيْهِ: [يَا عَائِشَةُ] مَافَعَلَتِ الذَّهَبُ ؟ قَالَتْ: قُلْتُ: هِيَ عِنْدِي۔ قَالَ: ائْتِيْنِي بِهَا۔ فَجِئْتُ بِهَا، وَهِيَ مَابَيْنَ التِّسْعِ أَوِ الْخَمْسِ، فَوَضَعَهَا فِي يَدِهِ، ثُمَّ قَالَ بِهَا۔ وَأَشَارَ يَزِيْدُ بِيَدِهِ۔ ((مَاظَنُّ مُحَمَّدٍ بِاللّٰهِ لَوْ لَقِيَ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ. وَهٰذِهِ عِنْدَهُ؟ أَنْفِقِيْهَا)).

[الصحيحة:٢٦٥٣]

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، وہ فرماتی ہیں آپ ﷺ نے مرض الموت میں ارشاد فرمایا: اے عائشہ سونے کا کیا بنا؟ فرماتی ہیں میں نے عرض کیا میرے پاس ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: لے آؤ، تو میں وہ لے آئی۔ وہ نو یا پانچ دینار تھے۔ آپ نے اپنے ہاتھ میں رکھ کر ہاتھ سے اشارہ فرمایا (یزید راوی نے بھی ہاتھ سے اشارہ فرمایا) پھر کہا: کیا گمان ہے، محمد ﷺ کا اپنے رب کے متعلق کہ وہ اپنے ... سے اس حال میں ملے کہ یہ اُس کے پاس ہو۔ ان کو خرچ کر دو۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۶۵۳۔ احمد (۶/ ۱۸۲)' ابن حبان (۳۲۱۲)' ابن سعد (۲/ ۲۳۸)' حمیدی (۲۸۳)

باب: من زهده ﷺ

باب: زہد نبوی ﷺ کا بیان

١٢٧٩۔ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلٍ، قَالَ: دَخَلْتُ أَنَا وَعُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ يَوْماً عَلَى عَائِشَةَ، فَقَالَتْ: لَوْرَأَيْتُمَا نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ، فِي مَرَضٍ مَرِضَهُ، قَالَتْ: وَكَانَ لَهُ عِنْدِي سِتَّةُ دَنَانِيْرَ۔ قَالَ مُوْسٰى: أَوْ سَبْعَةُ۔ قَالَتْ: فَأَمَرَنِي نَبِيُّ اللّٰهِ أَنْ أُفَرِّقَهَا، قَالَتْ فَشَغَلَنِي وَجْعُ نَبِيِّ اللّٰهِ حَتّٰى عَافَاهُ اللّٰهُ، قَالَتْ: ثُمَّ سَأَلَنِي عَنْهَا؟ فَقَالَ: مَا فَعَلَتِ السِّتَّةُ۔ قَالَ: أَوِ السَّبْعَةُ؟ قُلْتُ: لَا وَاللّٰهِ، لَقَدْ كَانَ شَغَلَنِي وَجْعُكَ، قَالَتْ: فَدَعَا بِهَا، ثُمَّ صَفَّهَا فِي كَفِّهِ، فَقَالَ: ((مَاظَنُّ نَبِيِّ اللّٰهِ لَوْ لَقِيَ

ابوامامہ بن سہل ﷺ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں، کہ میں اور عروہ بن زبیر ﷺ ایک دن عائشہ ؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے کہا: اگر تم رسول اللہ ﷺ کو اُس دن دیکھ لیتے جس روز آپ بیمار ہوئے تھے، اُس وقت میرے پاس چھ دینار تھے۔ (موسیٰ راوی حدیث اپنی روایت میں کہتے ہیں کہ سات دینار تھے) حضرت عائشہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے مجھے ان کو خرچ کرنے کا حکم دے دیا۔ میں تیمارداری میں مصروفیت کی وجہ سے اُن کو خرچ نہ کر سکی، یہاں تک کہ اللہ نے آپ کو اس بیماری سے شفایاب فرمایا۔ تو پھر آپ ﷺ نے ان دیناروں کے متعلق پوچھا اور فرمایا: اُن چھ یا سات دیناروں کا کیا کیا؟ میں نے عرض کیا:

اللَّهَ عَزَّوَجَلَّ وَهٰذِهٖ عِنْدَهُ؟ يَعْنِي سِتَّةَ دَنَانِيرَ أَوْسَبْعَةً)). [الصحيحة: ١٠١٤]

کہ اللہ کی قسم میں آپ کی تیمارداری میں مشغولیت کی وجہ سے خرچ نہ کرسکی، آپ ﷺ نے منگوا کر ہتھیلی پر رکھے اور فرمایا: کیا گمان ہے اللہ کے نبی کا اگر اللہ سے اُس حال میں ملے کہ یہ اُس کے پاس ہوں......؟ یعنی چھ یا سات دینار۔

تخريج: الصحيحة ۱۰۱۴۔ احمد (۶/ ۱۰۴)' وانظر الحديث السابق

باب: حض الاسلام على استشماء الارض وزدعها

باب: شجر کاری اور زراعت کے لیے اسلام کی ترغیب

۱۲۸۰۔ عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَامِنْ مُسْلِمٍ يَغْرِسُ غَرْسًا، أَوْ يَزْرَعُ زَرْعًا، فَيَأْكُلَ مِنْهُ طَيْرٌ، أَوْ إِنْسَانٌ، أَوْ بَهِيمَةٌ، إِلَّا كَانَ لَهُ بِهٖ صَدَقَةٌ)). [الصحيحة: ٧]

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں نبی ﷺ نے فرمایا: جو مسلمان بھی درخت اُگائے یا کھیتی باڑی کرے اور اُس سے کوئی پرندہ یا انسان یا کوئی چوپایہ کھالے تو وہ اُس کے لیے صدقہ ہی ہوتا ہے۔

تخريج: الصحيحة ۷۔ بخاری (۲۳۲۰)' مسلم (۱۵۵۳)' احمد (۳/ ۱۴۷)

فوائد: جو عمل بھی خیر کے جذبہ سے کیا جائے اللہ تعالیٰ اُس کی قدر فرماتے ہیں اور اُس عمل کو کرنے والے کے لیے صدقہ جاریہ بنادیتے ہیں، پودا لگانا بہت بڑا نیک عمل اور صدقہ جاریہ ہے، آج کا پودا جب کل تناآور درخت بنے گا تو جو اُس کے سایہ تلے بیٹھے گا یا اُس کا پھل کھائے گا یا اُس کی لکڑی استعمال کرے گا تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ وہ پودا لگانے والے کو اجر وثواب عطا فرماتے رہیں گے۔

۱۲۸۱۔ عَنْ جَابِرٍ مَرْفُوعاً: ((مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَغْرُسُ غَرْساً إِلَّا كَانَ مَا أُكِلَ مِنْهُ لَهُ صَدَقَةٌ، وَمَاسُرِقَ مِنْهُ لَهُ صَدَقَةٌ، وَمَا أَكَلَ السَّبُعُ مِنْهُ، فَهُوَ لَهُ صَدَقَةٌ، وَمَا أَكَلَتِ الطَّيْرُ، فَهُوَ لَهُ صَدَقَةٌ، وَلَا يَرْزَؤُهُ أَحَدٌ، إِلَّا كَانَ لَهُ صَدَقَةٌ [إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ])) [الصحيحة:٨]

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً نقل کیا گیا ہے، جو مسلمان کوئی درخت اگاتا ہے اور اس سے جو بھی کھایا جاتا ہے، اُس کے لیے صدقہ ہوتا ہے اور جو اُس سے چوری کیا جائے وہ بھی اُس کے لیے صدقہ ہوتا ہے اور جو اُس سے درندے کھا جائیں وہ بھی اُس کے لیے صدقہ ہوتا ہے۔ اور جو پرندہ کھا جائے، وہ بھی اُس کے لیے صدقہ ہوتا ہے۔ ان کے علاوہ جو بھی اس کھیتی میں کسی طرح کمی کرتا ہے، قیامت کے روز اُس کے لیے صدقہ ہی ہوگا۔

تخريج: الصحيحة ۸۔ مسلم (۱۵۵۲)' احمد (۳/ ۳۹۱)' ابويعلى (۲۲۱۳)

باب ارصاد المال لدين

قرض ادا کرنے کے لیے مال کو روکنا

۱۲۸۲۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوعاً: ((مَايَسُرُّنِي أَنَّ لِي أُحُداً ذَهَباً تَأْتِي عَلَيَّ ثَالِثَةٌ وَعِنْدِي مِنْهُ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً نقل کیا گیا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے یہ بات پسند نہیں کہ میرے لیے اُحد پہاڑ سونے کا بن

دِينَارٌ إِلَّا دِينَارٌ أُرْصِدُهُ لِدَيْنٍ عَلَيَّ)).

جائے اور تین راتیں گزرنے کے بعد میرے پاس اُس میں سے کوئی ایک دینار باقی ہو۔ مگر جس کو میں اپنے قرض کی ادائیگی کے لیے روک لوں۔

تخریج: الصحیحة ١٠٢٨۔ مسلم (٩٩١)' احمد (٢/ ٣٥٧)

ذم الاسترداد بالهبة

١٢٨٣ ـ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو مَرْفُوعاً: ((مَثَلُ الَّذِيْ يَسْتَرِدُّ مَاوَهَبَ، كَمَثَلِ الْكَلْبِ يَقِيْ فَيَأْكُلُ قَيْئَهُ، فَإِذَا اسْتَرَدَّ الْوَاهِبُ فَلْيُوْقِفْ، فَلْيُعَرَّفْ بِمَا اسْتَرَدَّ، ثُمَّ لِيُدْفَعْ إِلَيْهِ مَاوَهَبَ)).

تحفہ کو واپس لینے کی مذمت

عبداللہ بن عمرو سے مرفوعاً نقل کیا گیا ہے، اُس شخص کی مثال جو ہبہ کو واپس لینے کا مطالبہ کرتا ہے' کتے کی سی ہے، قے کرتا ہے پھر اپنی قے کو چاٹ لیتا ہے۔ پس اگر کوئی شخص اپنا ہبہ واپس مانگے تو ہبہ لینے والے کو چاہیے کہ اُس کو اُس چیز کے بارے میں جو واپس مانگ رہا ہے بدنام کرنے کے لیے اعلان کرے' پھر اُس کو ہبہ کرنے والی چیز دے دے۔

تخریج: الصحیحة ٢٢٨٢۔ ابوداود (٣٥٤٠)' احمد (٢/ ١٧٥)' بیهقی (٦/ ١٨١)

فوائد: باہم تحائف کا تبادلہ کرنا محبت میں اضافے کا باعث ہے۔ ایک دوسرے کو تحفہ دیتے ہوئے مقصود صرف اللہ کی رضا ہونی چاہیے۔ تحفہ دینے کے بعد نہ ہی جتلانا چاہیے اور نہ ہی ناراضی کے موقع پر واپسی کا مطالبہ کرنا چاہیے۔ جو شخص ناراضی کے موقع پر تحفے کی واپسی کا مطالبہ کرے تو رسول اللہ ﷺ نے ایسے کمینے شخص کو اُس کتے کے ساتھ تشبیہ دی ہے جو قے کرنے کے بعد خود ہی اپنی قے چاٹ لیتا ہے۔

الإحتكار خطاء عند ضرورة المسلمين

١٢٨٤ ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنِ احْتَكَرَ حُكْرَةً يُرِيْدُ أَن يُغْلِيَ بِهَا عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ فَهُوَ خَاطِئٌ)).

مسلمانوں کی ضرورت کے وقت ذخیرہ اندوزی گناہ ہے

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے ذخیرہ اندوزی کی کہ اُس کے ذریعے مسلمانوں پر قیمتیں گراں ہوں تو وہ خطا کار ہے۔

تخریج: الصحیحة ٣٣٦٢۔ احمد (٢/ ٣٥١)' ابن عدی (٧/ ٢٥١٨)' حاکم (٢/ ١٢)' بیهقی (٦/ ٣٠)

من أخذ الدين للتادية اعانه الله

١٢٨٥ ـ عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ أَنَّ

جس نے قرض ادا کرنے کی نیت سے لیا تو اللہ اس کی مدد کرتا ہے

عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کی بیوی

مَيْمُونَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ اسْتَدَانَتْ، فَقِيلَ لَهَا: يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ تَسْتَدِينِينَ وَلَيْسَ عِنْدَكِ وَفَاءٌ؟ قَالَتْ: إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((مَنْ أَخَذَ دَيْناً يُرِيدُ أَنْ يُؤَدِّيَهُ أَعَانَهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ.)) [الصحيحة:١٠٢٩]

میمونہ نے قرض لیا، تو اُنہیں کہا گیا، اے ام المومنین آپ قرض لیتی ہیں، حالانکہ آپ ﷺ کے پاس ادائیگی کی استطاعت نہیں۔ انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا تھا، آپ فرمارہے تھے، جو قرض ادا کرنے کی نیت سے قرض لیتا ہے، اللہ عزوجل اُس کی مدد فرماتے ہیں۔

تخریج: الصحیحة ۱۰۲۹۔ نسائی (۴۲۹۱)' ابونعیم فی اخبار اصبھان (۲/ ۲۳۸)' طبرانی (۲۴/ ۲۸)

من شكى الفاقة من الناس

جس نے لوگوں سے فاقہ کی شکایت کی

١٢٨٦۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ مَرْفُوعاً: ((مَنْ أَصَابَتْهُ فَاقَةٌ فَأَنْزَلَهَا بِالنَّاسِ، لَمْ تُسَدَّ فَاقَتُهُ، وَمَنْ أَنْزَلَهَا بِاللّٰهِ، أَوْشَكَ اللّٰهُ لَهُ بِالْغِنَى، إِمَّا بِمَوْتٍ عَاجِلٍ، أَوْ غِنًى عَاجِلٍ)). [الصحيحة:٢٧٨٧]

عبداللہ بن مسعود ﷛ سے مرفوعاً نقل کیا گیا ہے، کہ جس کو فاقہ پیش آیا اور اُس نے اللہ کی بجائے لوگوں سے شکایت کی تو اُس کا فاقہ بند نہیں ہوتا۔ اور جو اللہ کے سامنے اظہار کرتا ہے تو اللہ اُس کو جلد ہی غنا عطا فرماتے ہیں یا تو جلد موت سے یا جلد غنا دے کر۔

تخریج: الصحیحة ۲۷۸۷۔ ترمذی (۲۳۲۷)' حاکم (۱/ ۴۰۸)' بیھقی (۴/ ۱۹۶)

فضل الاقالة في البيع

سودے کو واپس کرنے کی فضیلت

١٢٨٧۔ عَنْ أَبِي شُرَيْحٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ أَقَالَ أَخَاهُ بَيْعاً أَقَالَ اللّٰهُ عَثْرَتَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)). [الصحيحة:٢٦١٤]

حضرت ابوشریح ﷛ سے روایت ہے، کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے اپنے بھائی کا سودا واپس لیا، قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اُس کی خطاؤں کو معاف فرمائیں گے۔

تخریج: الصحیحة ۲۶۱۴۔ طبرانی فی الاوسط (۸۹۳)

باب: بيع الاجل بزيادة في الثمن

باب:

١٢٨٨۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوعاً: ((مَنْ بَاعَ بَيْعَتَيْنِ فِي بَيْعَةٍ فَلَهُ أَوْ كَسُهُمَا أَوِ الرِّبَا)).

حضرت ابوہریرہ ﷛ سے مرفوعاً نقل کیا گیا، جوکوئی ایک بیع میں دو بیع کرتا ہے تو اُس کے لیے دونوں میں سے کم ہے یا اُس کے لیے سود ہے۔

تخریج: الصحیحة ۲۳۲۶۔ ابن ابی شیبة (۶/ ۱۲۰)' ابوداود (۳۴۶۱)' حاکم (۲/ ۴۵)' ترمذی (۱۲۳۱)' نسائی (۴۶۳۶)' بمعناہ

فوائد: اکثر علماء نے اس کا مفہوم یہ بیان کیا ہے، ایک چیز کی قیمت نقد 100 اور ادھار 125 روپے جس طرح کہ عموماً قسطوں کے کاروبار میں ہوتا ہے، اس حدیث کے مطابق مدت کے عوض میں زیادہ لی جانے والی رقم سود اور حرام ہے۔

يشترى من ثمن الدار مثلها للبركة

گھر کی قیمت سے برکت کے لیے اس جیسی چیز خریدی

جائے گی

١٢٨٩۔ عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَان قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ بَاعَ دَاراً وَلَمْ يَجْعَلْ ثَمَنَهَا فِي مِثْلِهَا لَمْ يُبَارَكْ لَهُ فِيهَا)). [الصحيحة:٢٦٣٧]

حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے کوئی گھر فروخت کیا اور اُس کی قیمت سے کوئی جائیداد اُسی طرح کی نہ خریدی تو اُس میں اُس کے لیے برکت نہیں ڈالی جائے گی۔

تخریج: الصحیحة ۲۳۲۷۔ بخاری فی التاریخ (۸/ ۳۲۸)' ابن ماجه (۲۴۹۱)' طیالسی (۴۲۳)

ذم ترك الدين

قرض چھوڑ جانے کی مذمت

١٢٩٠۔ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيْدَ بْنِ السَّكَنِ، قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ يَقُوْلُ ((مَنْ تَرَكَ دِيْنَارَيْنِ، فَقَدْ تَرَكَ كَيَّتَيْنِ)). [الصحيحة:٤٩٩]

اسما بنت یزید بن سکن رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، کہتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ فرما رہے تھے: جس نے دو دینار چھوڑے اُس نے آگ کے دو داغ چھوڑے۔

تخریج: الصحیحة ۴۹۹۔ ابوداود (۱۴۲۶)' نسائی (۲۵۹۳)' ترمذی (۶۵۰)' ابن ماجه (۱۸۴۰)' احمد (۱/ ۳۸۸)

الوعيد من سأل بغير ضرورة

جس نے بغیر ضرورت کے سوال کیا' اس کی وعید

١٢٩١۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ سَأَلَ وَلَهُ مَا يُغْنِيْهِ، جَاءَتْ مَسْأَلَتُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ خُدُوْشاً أَوْ خُمُوْشاً أَوْ كُدُوْحاً فِي وَجْهِهِ قِيْلَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! وَمَا يُغْنِيْهِ؟ قَالَ: خَمْسُوْنَ دِرْهَماً، أَوْ قِيْمَتُهَا مِنَ الذَّهَبِ)). [الصحيحة: ١٠٥٨]

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے گزران کے مطابق مال ہونے کے باوجود سوال کیا تو اُس کا سوال قیامت کے روز اُس کے چہرے پر زخم اور خراش بن کر ظاہر ہوگا۔ کہا گیا اے اللہ کے رسول ﷺ! اُس کے غنی ہونے کے لیے کیا کافی ہے؟ آپ نے فرمایا: پچاس درہم یا اُس کی قیمت کے برابر سونا۔

تخریج: الصحیحة ۱۰۵۸۔ ابن حبان (۵۶۷)' طبرانی فی الکبیر (۱۰۲۳۴)' والصغیر (۱/ ۲۶۱)

فوائد: موجودہ حالات میں اکثر بھکاری بھیک مانگنے کو اپنا کاروبار سمجھتے ہیں۔ بسا اوقات وہ اپنے آپ کو کمزور اور معذور ثابت کرنے کے لیے خود ہی اپنا آپ زخمی کر لیتے ہیں یا سرخ رنگ لگا کر پٹیاں باندھ کر گزرنے والوں کو یہ تاثر دیتے ہیں کہ ہم حد درجہ محتاج ہیں۔ اس قدر گھناؤنا فعل ایسے لوگوں کے لیے قیامت کے روز لعنت و پھٹکار اور حد درجہ ذلت کا باعث ہوگا۔

باب ذم الغش

دھوکہ دہی کی مذمت

١٢٩٢۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ غَشَّنَا فَلَيْسَ مِنَّا،

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے ہمیں دھوکہ دیا، وہ ہم میں سے نہیں۔ مکرو

وَالْمَكْرُوَ الْخِدَاعُ فِي النَّارِ)).

[الصحيحة:١٠٥٨]

فریب آگ میں ہے۔

ذم الخيانة

خیانت کی مذمت

١٢٩٣۔عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أُنَيْسٍ أَنَّهُ تَذَاكَرَ هُوَ وَعُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَوْماً الصَّدَقَةَ فَقَالَ عُمَرُ: أَلَمْ تَسْمَعْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ حِيْنَ يَذْكُرُ غُلُوْلَ الصَّدَقَةِ أَنَّهُ ((مَنْ غَلَّ مِنْهَا يَعْنِي: الصَّدَقَةَ. بَعِيْراً أَوْ شَاةً أُتِيَ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَحْمِلُهُ))......؟ قَالَ: فَقَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنِ أُنَيْسٍ:بَلٰی۔ [الصحيحة:٢٣٥٤]

عبداللہ بن اُنیس سے روایت ہے، اُنہوں نے اور عمر بن خطاب ﷺ نے آپس میں صدقہ کا ذکر کیا، حضرت عمر نے کہا: کیا تو نے رسول اللہ ﷺ سے نہیں سنا؟ جب آپ صدقے کی خیانت کا ذکر فرمارہے تھے کہ جس نے صدقہ میں سے اونٹ یا بکری کی خیانت کی وہ قیامت کے روز اُس کو اٹھا کر لائے گا؟ حضرت عبداللہ بن انیس نے کہا: کیوں نہیں (یعنی میں نے یہ فرمان نبی ﷺ سے سنا ہے)

تخریج: الصحیحة ٢٣٥٣۔ ابن ماجه (١٨١٠)' احمد (٣/ ٣٩٨)' طبری فی التفسیر (٣/ ١٠٦)

من نوى أداء الدين كان عون الله له

جس نے قرض ادا کرنے کی نیت کی تو اللہ کی مدد اس کے لیے ہے

١٢٩٤۔ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ كَانَ عَلَيْهِ دَيْنٌ يَنْوِي أَدَاءَهُ كَانَ مَعَهُ مِنَ اللّٰهِ عَوْنٌ وَسَبَّبَ اللّٰهُ لَهُ رِزْقًا)). [الصحيحة: ٢٨٢٢]

سیدہ عائشہ سے روایت ہے، انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ فرمارہے تھے: جو کوئی مقروض ہو اور وہ قرض کی ادائیگی کی نیت رکھتا ہو، تو اللہ اُس کی مدد فرماتا ہے اور اللہ اُس کے لیے رزق کے اسباب پیدا فرمادیتا ہے۔

تخریج: الصحیحة ٢٨٢٢۔ طبرانی فی الاوسط (٧٦٠٣)' احمد (٦/ ٧٢' ٢٥٥)' حاکم (٢/ ٢٢)' من طریق آخر عنها بمعناه

باب: من حق الجار

باب: پڑوسی کا حق

١٢٩٥۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: [مَنْ كَانَ لَهُ أَرْضٌ فَأَرَادَ بَيْعَهَا فَلْيَعْرِضْهَا عَلَى جَارِهِ۔] [الصحيحة:٢٣٥٨]

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، وہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: جس نے اپنی زمین بیچنے کا ارادہ کیا، وہ اُس کو پہلے اپنے ہمسائے پر پیش کرے۔

تخریج: الصحیحة ٢٣٥٨۔ ابن ماجه (٢٣٩٣)' الضیاء فی المختارة (١٢/ ٦٣)' طبرانی (١١٧٨٠)

باب وفاء الشروط

شروط کو پورا کرنا

١٢٩٦۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:((الْمُسْلِمُوْنَ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسلمان اپنی شرطوں کے پابند ہیں، یہ

عِنْدَ شُرُوْطِهِمْ)) جَاءَ عَنْ جَمَاعَةٍ مِّنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ مِنْ حَدِيْثِ أَبِي هُرَيْرَةَ، وَعَائِشَةَ، وَأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، وَعَمْرِو بْنِ عَوْفٍ، وَرَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ، وَعَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ۔

حدیث صحابہ کی ایک جماعت سے مروی ہے۔ ابو ہریرہ، عائشہ، انس بن مالک، عمرو بن عوف، رافع بن خدیج اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۹۱۶۔ ابوداود (۳۵۹۴)' ابن الجارود (۶۳۷'۶۳۸)' دارقطنی (۳/ ۲۷)' حاکم (۲/ ۴۹)' عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ

باب: من كرمه صلى الله عليه وسلم وحسن قضائه

باب: نبی کریم ﷺ کی سخاوت اور قرض کی احسن طریقے سے ادائیگی کا بیان

۱۲۹۷۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: أَتَى رَجُلٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَسْأَلُهُ، فَاسْتَسْلَفَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ شَطْرَ وَسْقٍ، فَأَعْطَاهُ إِيَّاهُ فَجَاءَ الرَّجُلُ يَتَقَاضَاهُ، فَأَعْطَاهُ وَسْقاً وَقَالَ: ((**نِصْفٌ لَّكَ قَضَاءٌ، وَنِصْفٌ لَّكَ نَائِلٌ مِّنِّي**)).

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا: آپ ﷺ نے اُس کے لیے نصف وسق ادھار لیا اور اُس کو دے دیا۔ پھر جب اُس نے آکر مطالبہ کیا تو آپ ﷺ نے ایک پورا وسق اُس کو واپس کر دیا۔ اور فرمایا: قرض جو کہ آدھا میں نے تمہیں دے دیا ہے۔ (یعنی جو میرے ذمہ واجب تھا) اور آدھا میری طرف سے عطیہ ہے۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۴۱۳۔

۱۲۹۸۔ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ((**نَهَى أَنْ يُّمْنَعَ نَقْعَ الْبِئْرِ. يَعْنِي: فَضْلَ الْمَاءِ**)).

حضرت عائشہ سے روایت ہے، کہتی ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ ﷺ نے کنویں میں جمع شدہ پانی روکنے سے منع کیا (یعنی بچا ہوا پانی)

تخریج: الصحیحۃ ۲۳۸۸۔ احمد (۶/ ۲۶۸)' ابن حبان (۴۹۵۵)' حاکم (۲/ ۶۱)

باب البيع الممنوعه

خرید و فروخت کی ممنوعہ اقسام

۱۲۹۹۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ الْأَنْصَارِيِّ، قَالَ: ((**نَهَى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ وَالسِّنَّوْرِ**)). [الصحيحة: ۲۹۷۱]

جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے کتے اور بلے کی کمائی سے منع فرمایا۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۹۷۱۔ مسلم (۱۵۶۹)' ابن ماجہ (۲۱۶۱)' احمد (۳/ ۳۸۶)' بیہقی (۶/ ۱۰)

۱۳۰۰۔ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ جَدِّهِ۔ يَعْنِي الْحُسَيْنَ۔ مَرْفُوْعاً: ((**نَهَى عَنِ الْجَدَادِ بِاللَّيْلِ وَالْحَصَادِ بِاللَّيْلِ. قَالَ جَعْفَرٌ**

جعفر بن محمد سے روایت ہے وہ اپنے باپ وہ اپنے دادا یعنی حسین رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً نقل کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے رات کو کھجور کا پھل توڑنے اور کھیتی کی کٹائی سے منع فرمایا ہے۔ جعفر بن

بْنُ مُحَمَّدٍ: أُرَاهُ مِنْ أَجْلِ الْمَسَاكِيْنِ)).

محمد نے کہا: میرا خیال ہے کہ مسکینوں کی وجہ سے۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۲۷۵۔ ابوبکر الخلال فی الامر بالمعروف (۱۷۵)' بغوی فی شرح السنۃ (۲۰۳۸)' بیہقی (۶/ ۱۳۶)' خطیب فی التاریخ (۸/ ۳۰۴)' من طریق آخر عنہ

فوائد: رات کو مساکین آرام کر رہے ہوتے ہیں تو جب اُن کو خبر نہیں ہوگی تو وہ پھل وغیرہ سے محروم رہ جائیں گے۔ اس لیے آپ ﷺ نے رات کو پھل یا فصل کی کٹائی کرنے سے منع فرمایا ہے۔

باب النهي عن كسب الزمار

بانسری یا بینڈ بجانے والے کی کمائی حرام ہے

۱۳۰۰م۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ: ((نَهَى عَنْ كَسْبِ الزَّمَّارِ)).

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا: آپ ﷺ نے بانسری یا بینڈ بجانے والے کی کمائی سے منع فرمایا ہے۔

فوائد: شادی یا خوشی کے موقع پر جو لوگ طبلہ یا سارنگی بجاتے ہیں اُن کی کمائی سے اجتناب کرنا چاہیے۔

باب زهد النبي ﷺ

نبی ﷺ کے زہد کا بیان

۱۳۰۱۔ عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ، مَاأَصْبَحَ عِنْدَ آلِ مُحَمَّدٍ صَاعُ حَبٍّ وَلَا صَاعُ تَمْرٍ)). [الصحيحة: ٢٤٠٤]

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ فرما رہے تھے: اُس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے کہ آل محمد کے پاس کسی صبح بھی گندم یا کھجور کا ایک صاع موجود نہیں تھا۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۴۰۴۔ ابن ماجہ (۴۱۴۷)' احمد (۳/ ۲۳۸)' ابویعلی (۳۰۵۹)' بخاری (۲۰۶۹)' ترمذی (۱۲۱۵)' بمعناہ

۱۳۰۱م۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا: قَالَتْ: دَخَلَتِ امْرَأَةٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ عَلَيَّ فَرَأَتْ فِرَاشَ رَسُوْلِ اللّٰهِ عَبَاءَةً مَثْنِيَّةً، فَانْطَلَقَتْ، فَبَعَثَتْ إِلَيَّهِ بِفِرَاشٍ حَشْوُهُ صُوْفٌ، فَدَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَقَالَ: مَا هٰذَا؟ قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! فُلَانَةُ الْأَنْصَارِيَّةُ دَخَلَتْ عَلَيَّ فَرَأَتْ فِرَاشَكَ، فَذَهَبَتْ، فَبَعَثَتْ بِهٰذَا، فَقَالَ: رُدِّيْهِ، فَلَمْ أَرُدَّهُ، وَأَعْجَبَنِي أَنْ يَّكُوْنَ فِي بَيْتِي، حَتّٰى قَالَ ذٰلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، فَقَالَ: ((وَاللّٰهِ يَا عَائِشَةُ! لَوْ شِئْتُ لَأَجْرَى اللّٰهُ مَعِيَ جِبَالَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ.))

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ کہتی ہیں کہ انصار کی ایک عورت میرے پاس آئی، اُس نے آپ ﷺ کا بستر دیکھا جو کہ ایک چادر تھی جو دوہری کر دی گئی تھی، وہ چلی گئی اور ایک ایسا بستر بھیجا جس کے اندر اون بھری ہوئی تھی۔ جب آپ ﷺ تشریف لائے تو آپ نے فرمایا: یہ کیا ہے؟ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ فلاں انصاری عورت آئی تھی، اُس نے بستر دیکھا اور واپس جا کر یہ بستر بھیج دیا۔ تو آپ نے فرمایا: کہ اُس کو واپس کر دو مگر میں نے اپنے پاس رکھنے کی چاہت پر واپس نہ کیا حتیٰ کہ آپ نے تین مرتبہ فرمایا: کہ واپس کر دو۔ اور کہا اے عائشہ: اللہ کی قسم! اگر میں چاہوں تو اللہ میرے ساتھ سونے اور چاندی کے پہاڑ چلا

[الصحيحة:٢٤٨٤] دے۔

تخریج: الصحیحة ۲۴۸۴۔ ابن سعد (۱/ ۳۶۵)' ابو الشیخ فی اخلاق النبی ﷺ (ص: ۱۶۶' ۱۶۷)

فوائد: فراخی وفراوانی کے تمام مواقع موجود ہونے کے باوجود سادگی پسند کرنا رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے۔ اس سنت کو اپنانے سے زندگی کی تمام مشکلیں آسان ہو جاتی ہیں اور اللہ تعالیٰ لوگوں پر ایثار کر کے خود سادگی سے رہنے والے خوش نصیب کو اپنی خاص نوازشات اور عنایات سے نوازتا ہے۔ آج غلامانِ مصطفیٰ ﷺ میں سے کون ہے جو آپ ﷺ کی سیرت کے اس پہلو کو بھی اپنے لیے مشعل راہ سمجھے؟

التفاضل في الحيوان ليس بربا

حیوانوں میں کمی وزیادتی سود نہیں ہے

١٣٠٢ـ عَنْ جَابِرٍ مَرْفُوْعاً: ((لَا بَأْسَ بِالْحَيْوَانِ وَاحِداً بِاثْنَيْنِ، يَدًا بِيَدٍ)).

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً نقل کیا گیا ہے، ایک جانور کی بیع دو کے بدلہ میں جائز ہے، اگر دست بدست ہو۔

تخریج: الصحیحة ۲۴۱۶۔ ترمذی (۱۲۳۸)' ابن ماجه (۲۲۷۱)' احمد (۳/ ۳۱۰' ۳۸۰)

١٣٠٢م۔ عَنْ خَوَّاتِ بْنِ جُبَيْرٍ، قَالَ: مَاتَ رَجُلٌ، وَأَوْصٰى إِلَيَّ، فَكَانَ فِيْمَا أَوْصٰى بِهِ أُمُّ وَلَدِهِ، وَامْرَأَةٌ حُرَّةٌ، فَوَقَعَ بَيْنَ أُمِّ الْوَلَدِ وَالْمَرْأَةِ كَلَامٌ، فَقَالَتْ لَهُ الْمَرْأَةُ: يَا لُكَعًا! غَداً يُؤْخَذُ بِأُذُنِكِ فَتُبَاعِيْنَ فِي السُّوْقِ! فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((لَا تُبَاعُ أُمُّ الْوَلَدِ)).

حضرت خوات بن جبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، ایک آدمی فوت ہو گیا اور اس نے مجھے اپنے مال کے بارے میں وصیت کی، اُس مال میں جس کی اُس نے وصیت کی تھی ایک ام ولد اور ایک آزاد عورت بھی تھی۔ ان کا آپس میں تنازعہ ہو گیا تو آزاد عورت نے ام ولد سے کہا اے کمینی و بے وقوف ایک دن آئے گا کہ تیرے کان سے پکڑ کر تجھے فروخت کیا جائے گا تو اُس لونڈی نے رسول اللہ ﷺ سے اس کا تذکرہ کیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ام ولد کی خرید فروخت نہیں کی جائے گی۔

تخریج: الصحیحة ۲۴۱۷۔ طبرانی فی الکبیر (۴۱۴۷)' بیهقی (۱۰/ ۳۴۵)' دار قطنی (۴/ ۱۳۳)

باب تحريم بيع القينات

مغنیات کی خرید وفروخت حرام ہے

١٣٠٣ـ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تَبِيْعُوْا الْقَيْنَاتِ، وَلَا تَشْتَرُوْهُنَّ، وَلَا تُعَلِّمُوْهُنَّ، وَلَا خَيْرَ فِي تِجَارَةٍ فِيْهِنَّ، وَثَمَنُهُنَّ حَرَامٌ، وَفِي مِثْلِ هٰذَا أُنْزِلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ: ﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ﴾ [لُقْمَانُ ٦] إِلَى آخِرِ الْآيَةِ)).

ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: مغنیات کو بیچو اور نہ ہی خریدو اور نہ اُن کو (غنا) سکھاؤ، اُن کی تجارت میں بھلائی نہیں ہے اور اُن کی قیمت حرام ہے، اسی کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی۔ کچھ لوگ غافل کر دینے والی بات خریدتے ہیں تاکہ اللہ کی راہ سے گمراہ دیں...... آخر آیت تک

تخریج: الصحیحۃ ۲۹۲۲۔ ترمذی (۱۲۸۲، ۳۱۹۴) احمد (۵/ ۲۵۲) حمیدی (۹۱۰) طبری فی التفسیر (۲۱/ ۳۹)

كراهة الاتخاذ الضيعة

جاگیریں بنانے کی کراہت

١٣٠٤۔ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ مَرْفُوْعاً: ((لَاتَتَّخِذُوْا الضَّيْعَةَ فَتَرْغَبُوْا فِي الدُّنْيَا)).

ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً نقل کیا گیا ہے، جاگیریں نہ بناؤ تم دنیا میں راغب ہوجاؤ گے۔

تخریج: الصحیحۃ ۱۲۔ ترمذی (۲۳۲۸) ابویعلی (۵۲۰۰) احمد (۱/ ۳۷۷) حاکم (۴/ ۳۲۲)

باب ذم القرض

قرض کی مذمت

١٣٠٥۔ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ مَرْفُوْعاً: ((لَا تُخِيْفُوْا اَنْفُسَكُمْ بَعْدَ أَمْنِهَا، قَالُوْا: وَمَا ذَاكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: الدَّيْنُ)).

[الصحيحة: ٢٤٢٠]

عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً نقل کیا گیا ہے کہ امن کے بعد اپنے آپ کو خطرے میں نہ ڈالو۔ صحابہ نے کہا، اللہ کے رسول ﷺ یہ کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: قرض۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۴۲۰۔ بخاری فی التاریخ (۲/ ۴۳۰) احمد (۴/ ۱۴۶، ۱۵۴) بیہقی (۵/ ۳۵۵) ابویعلی (۱۷۳۹)

فوائد: آخرت کا فکر مند قرض لینے کے بعد ہمیشہ قرض کی ادائیگی کا بھی فکر مند رہتا ہے، قرض ہمیشہ مجبوری کے عالم میں ہی لینا چاہیے کہ جب انسان ہر طرف سے بے بس ہو اور اُس کے لیے قرض کے بغیر کوئی چارہ نہ ہو۔ نمود و نمائش کے لیے جو بڑے بڑے قرضے اٹھائے جاتے ہیں یہ یقیناً مستحسن فعل نہیں۔ بلکہ یہ تو اپنی خالص حلال کمائی سے بھی درست نہیں۔

النهي أن يبيع حاضر لباد

شہری کا دیہاتی کے لیے بیچنے کی ممانعت

١٣٠٦۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ: قَالَ نَهَى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يَّبِيْعَ حَاضِرٌ لِبَادٍ، وَكَانَ يَقُوْلُ: ((لَاتَلَقَّوُا الْبُيُوْعَ، وَلَا يَبِعْ بَعْضٌ عَلٰى بَعْضٍ، وَلَا يَخْطُبْ أَحَدُكُمْ. أَوْ أَحَدٌ. عَلٰى خِطْبَةِ أَخِيْهِ حَتّٰى يَتْرُكَ الْخَاطِبُ الْأَوَّلُ أَوْ يَأْذَنَهُ فَيَخْطُبَ)). [الصحيحة: ١٠٣٠]

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا یہ کہ شہری دیہاتی کی بیع کرے اور آپ فرمایا کرتے تھے، تاجروں کو آگے بڑھ کر نہ ملو اور ایک دوسرے کے سودے پر سودا نہ کرو اور نہ ہی تم میں سے کوئی ایک اپنے بھائی کی منگنی پر منگنی کا پیغام بھیجے یہاں تک کہ پہلا اُسے چھوڑ دے یا اجازت دے دے۔

تخریج: الصحیحۃ ۱۰۳۰۔ احمد (۲/ ۱۵۳) بھذا اللفظ، بخاری (۲۱۶۵، ۵۱۴۲) مسلم (۱۴۱۲ و کتاب البیوع ۸/ ۱۴۱۲) بنحوہ مفرقاً

فوائد: اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے چند ایسے امور سے منع فرمایا کہ جن سے دوسرے مسلمان بھائی کی حق تلفی ہوتی ہے، (۱) شہری کو دیہاتی کی بیع کرنے سے منع فرمایا۔ یہ ایسی صورت میں ہے کہ کوئی شہری کسی دیہاتی کو منڈی کے بھاؤ سے بے خبر رکھ کر سستے داموں اُس سے غلہ خرید لے اور پھر گراں قیمت میں خود اس کو آگے فروخت کردے۔ یا اس کا مطلب یہ ہے کہ کوئی دیہاتی شہر میں سودا فروخت کرنے کے لیے لائے اور شہری کہے کہ میرے پاس ذخیرہ کردو۔ جب کمی کی وجہ سے قیمت زیادہ ہوتی تو فروخت

کروں گا تو یہ صورت بھی جائز نہیں۔ صحیح مسلم میں آنجناب ﷺ کا ارشاد ہے: ﴿لَا يَبِعْ حَاضِرٌ لِبَادٍ دَعُوا النَّاسَ يَرْزُقِ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ مِنْ بَعْضٍ﴾ ''کوئی شہری کسی دیہاتی کے لیے بیع نہ کرے، لوگوں کو ان کے حال پر چھوڑ دو۔ اللہ تعالیٰ ان کو ایک دوسرے سے رزق دیتا ہے۔'' (۲) منڈی پہنچنے سے پہلے تجارتی قافلہ سے جا کر مال خرید لینا جائز نہیں کیونکہ باہر سے آنے والے تاجروں کو منڈی کے بھاؤ سے بے خبری کی وجہ سے دھوکہ ہوسکتا ہے۔ بخاری و مسلم کی روایت کے الفاظ ہیں: ﴿لَا تَلَقَّوُا الرُّكْبَانَ﴾ تجارتی قافلوں کو آگے بڑھ کر نہ ملو۔ (۳) بیع پر بیع کرنا بھی درست نہیں۔ مثلاً خرید و فروخت کرنے والے ایک سودے پر راضی ہو چکے ہیں تو تیسرا آدمی ان کا سودا خراب کرے تو یہ شرعاً غلط ہے۔ مثلاً ایک آدمی ہزار روپے کی چیز خریدنا چاہتا تھا تو کوئی دوسرا آدمی کہے کہ مجھ سے نوسو روپے کی خرید لو یا تیسرا آدمی مالک کو کہے یہ چیز اس کی بجائے مجھ کو گیارہ سو روپے کی دے دو۔ یہ دونوں صورتیں درست نہیں۔ (۴) اسی طرح کسی مسلمان بھائی کی منگنی یا رشتہ ہو رہا ہو اور کوئی شخص اس رشتے کا فیصلہ ہونے سے پہلے اپنا پیغام بھیج دے یا کسی کی نسبت توڑنے کے لیے سازشوں کے جال بننا قطعاً جائز نہیں۔

التفاضل من جنس واحد فهو ربا

ایک ہی جنس میں کمی اور زیادتی سود ہے

۱۳۰۷۔ عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: كُنَّا نُرْزَقُ تَمْرَ الْجَمْعِ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ ۔ وَهُوَ الْخِلْطُ مِنَ التَّمْرِ. فَكُنَّا نَبِيعُ صَاعَيْنِ بِصَاعٍ، فَبَلَغَ ذٰلِكَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((لَا صَاعَيْ تَمْرٍ بِصَاعٍ، وَلَا صَاعَيْ حِنْطَةٍ بِصَاعٍ، وَلَا دِرْهَمَ بِدِرْهَمَيْنِ)).

حضرت ابو سعید خدری ﷺ سے روایت ہے، کہتے ہیں ہمیں رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں ملی جلی کھجوریں ملتی تھیں تو ہم ایک صاع کے بدلہ میں دو صاع فروخت کرتے تھے۔ جب آپ کو علم ہوا، تو فرمایا: دو صاع کے بدلہ میں ایک صاع فروخت نہ کیا جائے، نہ کھجور نہ گندم اور نہ ہی درہم کے بدلے دو درہم۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۵۷۴۔ بخاری (۲۰۸۰)، مسلم (۱۵۹۵)، نسائی (۴۵۵۹)، احمد (۳/ ۴۹)

۱۳۰۸۔ عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ مَرْفُوعًا: ((لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ جَسَدٌ غُذِيَ بِالْحَرَامِ)).

ابوبکر صدیق ﷺ سے مرفوعاً نقل کیا گیا ہے، ایسا جسم جنت میں نہیں جائے گا جس کو حرام مال سے پالا گیا ہے۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۶۰۹۔ ابویعلی (۸۳، ۸۴)، ابن عدی (۵/ ۱۹۳۶)، حاکم (۴/ ۱۲۷)، البزار (الکشف: ۳۵۶۰)

فوائد: جنت پاکیزہ و مبارک مقام ہے۔ وہاں نیک لوگوں کا ہی بسیرا ہوگا۔ بدعمل اور حرام خور اللہ کی جنت سے دور ہانک دیئے جائیں گے اور اُن کو دہکتی ہوئی آگ کا حصہ بنا دیا جائے گا۔ سود خور، رشوت خور، پرائز بانڈ اور پرچی نمبروں کی کمائی کھانے والے اور دیگر ناجائز طریقوں سے دولت کمانے والے لوگوں کو اپنے کردار پر غور کرتے ہوئے اپنے انجام کی فکر کرنی چاہیے، کیونکہ حرام مال سے پرورش پانے والا جسم اللہ کی جنت میں کبھی نہیں جا سکتا۔ بلکہ حدیث کے مطابق اللہ تعالیٰ حرام خور سے اس قدر ناراض ہوتے ہیں کہ اُس کے اٹھنے والے ہاتھوں کی بھی کوئی پروا نہیں کرتے۔ حرام ذرائع سے حاصل ہونے والے پیسوں کی عیاشی سے فقر و فاقہ کے لمحات ہزار درجہ بہتر ہیں۔

❀❀❀❀

(۸) التَّوْبَةُ وَالْمَوَاعِظُ وَالرَّقَائِقُ

توبہ نصیحتیں اور دل کو نرم کر دینے والی باتیں

۱۳۰۹. عن أبي أمامة الباهلي، قال: ورأى سكة و شيئاً من آلة الحرث، فقال: سمعت رسول اللهﷺ قال: **((لا يدخل هذا بيت قومٍ، إلا أدخله الله الذل))** [الصحيحه :۱۰]

۱۳۰۹۔ حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے ہل اور کاشت کاری کا ایک آلہ دیکھا تو بیان کیا کہ میں نے نبی ﷺ سے سنا ہے کہ جس قوم کے گھر میں یہ چیزیں داخل ہو جائیں اللہ اسے ذلت میں داخل کر دیتا ہے۔

۱۳۱۰. عن أبي هريرة: أن رجلاً شتم أبابكر، والنبيﷺ جالس، فجعل النبيﷺ يعجب و يتبسم، فلما أكثر رد عليه بعض قوله، فغضب النبيﷺ و قام، فلحقه أبوبكر فقال: يا رسول الله! كان يشتمني و أنت جالس فلما رددت عليه بعض قوله، غضبت و قمت، قال: **((إنه كان معك ملك يرد عنك، فلما رددت عليه بعض قوله وقع الشيطان، فلم أكن لأقعد مع الشيطان))**. ثم قال: **((يا ابابكر! ثلاثٌ كلهنّ حقٌّ: ما من عبدٍ ظلم بمظلمةٍ فيُغضي عنها لله. عزوجل. إلا أعز الله بها نصره، وما فتح رجل باب عطيةٍ يُريد بها صِلةً إلا زاده الله بها كثرةً، وما فتح رجلٌ باب مسألةٍ يريدُ بها كثرةً إلا زاده الله بها قلّةً))**

[الصحيحة ۲۲۳۱]

۱۳۱۰۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بدکلامی۔ اس وقت نبی ﷺ بھی تشریف فرما تھے۔ آپ اس پر تعجب کر رہے اور مسکرا رہے تھے۔ وہ شخص بدکلامیں میں جب زیادہ ہی آگے بڑھ گیا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس کی بعض باتوں کا جواب دیا۔ نبی ﷺ نے یہ سنا تو خفگی سے اٹھے اور تشریف لے گئے۔ اب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آپ کے پاس پہنچے اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! وہ شخص مجھ سے بدکلامی کر رہا تھا اور آپ وہاں بیٹھے رہے۔ لیکن جب میں نے اس کی بعض باتوں کا جواب دیا تو آپ نے خفگی کا اظہار فرمایا اور اٹھ کر چلے گئے۔ نبی ﷺ نے یہ سن کر فرمایا: (جب وہ بدکلامی کر رہا تھا، اس وقت) آپ کے ساتھ ایک فرشتہ تھا جو آپ کی طرف سے اسے جواب دے رہا تھا۔ لیکن جب آپ نے اس کی بعض باتوں کا خود جواب دینا شروع کیا تو شیطان وہاں آ گیا اور میرے لیے شیطان کی موجودگی میں وہاں رہنا ممکن نہ تھا۔ پھر نبی ﷺ نے فرمایا: اے ابوبکر! تین باتیں (سنو) یہ سب صحیح ہیں۔ ☆ کسی شخص پر ظلم کیا جائے اور پھر وہ محض

اللہ کی رضا مندی کے لیے اس سے درگزر کرے تو اللہ اس کی اس طرح مدد فرماتا ہے کہ اسے معزز بنا دیتا ہے۔☆ جو شخص سخاوت کا دروازہ اللہ سے بہتر بدلے کے لیے کھودیتا ہے اللہ تعالیٰ اسے اور زیادہ عطا فرماتا ہے۔☆ جو شخص مال و دولت زیادہ حاصل کرنے کی غرض سے مانگنے کا پیشہ اپنا لیتا ہے اللہ اس کے مال میں اور کمی کر دیتا ہے۔

۱۳۱۱. عن ابن عمر، قال : بعث رسول اللهﷺ سعد بن عبادة مصدقًا، فقال : ((يا سعدُ! اتقِ أن تجيء يومَ القيامةِ ببعيرٍ تحمله له رُغاء)). قال : لا آخذه، اعفني : ((فاعفاه)) [الصحيحة ۲۵۴۲]

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سعد بن عبادہ کو زکوۃ اکٹھی کرنے کے لیے بھیجا۔ تو فرمایا اے سعد! تم اس بات سے ڈرو کہ قیامت کے دن تم اس حال میں آؤ کہ تم نے ایک اونٹ اُٹھایا ہوا ہو اور وہ آواز نکال رہا ہو۔ سعد نے کہا: میں اسے نہیں لوں گا۔ مجھے معاف فرمائیے۔ پس آپ ﷺ نے انہیں چھوڑ دیا۔

باب فضل قيام الليل

قیام اللیل کی فضیلت

۱۳۱۲۔ قَالَﷺ: ((أَتَانِي جِبْرِيْلُ، فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ! عِشْ مَاشِئْتَ فَإِنَّكَ مَيِّتٌ، وَأَحْبِبْ مَنْ شِئْتَ فَإِنَّكَ مُفَارِقُهُ، وَاعْمَلْ مَاشِئْتَ فَإِنَّكَ مَجْزِيٌّ بِهِ، وَاعْلَمْ أَنَّ شَرَفَ الْمُؤْمِنِ قِيَامُهُ بِاللَّيْلِ، وَعِزَّهُ اسْتِغْنَاؤُهُ عَنِ النَّاسِ)). رُوِيَ مِنْ حَدِيْثِ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ، وَجَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، وَعَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ۔ [الصحيحة: ۸۳۱]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جبریل امین میرے پاس آئے اور کہا: اے محمد! جیسے چاہو زندہ رہو (بالآخر) مرنا تو ہے، جس کو چاہو اپنا محبوب بناؤ (بالآخر) جدا تو ہونا ہے، جیسے چاہو عمل کرو (بالآخر) اس کا بدلہ تو ملنا ہے۔ (اتنا ضرور) جان لو کہ مؤمن کا شرف قیام اللیل میں اور اس کی عزت لوگوں سے بے پروا ہو جانے میں ہے۔'' یہ حدیث سیدنا سہل بن سعد، سیدنا جابر بن عبداللہ اور سیدنا علی بن ابو طالب ؓ سے مروی ہے۔

تخريج: الصحيحة ۸۳۱- (۱) سهل بن سعد: حاكم (۴/ ۳۲۴- ۳۲۵)، طبرانى فى الاوسط (۴۲۹۰)، (۲) جابر بن عبد الله: طيالسى (۱۷۵۵)، بيهقى فى الشعب (۱۰۵۴۰)، (۳) على ؓ: طبرانى فى الاوسط (۴۸۴۲)، ابونعيم فى الحلية (۳/ ۲۰۲)

فوائد: حدیثِ مبارکہ کے پہلے حصہ میں ایک فکر دلائی گئی ہے کہ بندہ جیسے چاہے اپنی چاہتوں کے تقاضے پورے کرے رہے بالآخر اس نے اس دنیائے فانی سے کوچ کر جانا ہے، اپنے دوستوں کو داغ مفارقت دینا ہے اور مرنے کے بعد اپنے اچھے یا برے اعمال کا بدلہ بھی وصول کرنا ہے۔ دوسرے حصے میں دو اعمال کی رغبت دی گئی ہے کہ مومن کو چاہئے کہ وہ رات کو قیام کیا کرے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿إِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّ عُيُوْنٍ۝...... كَانُوْا قَلِيْلًا مِّنَ الَّيْلِ مَا يَهْجَعُوْنَ۝ وَبِالْأَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ۝﴾ [سورۂ ذاریات: ۱۷] یعنی: ''بیشک پرہیزگار لوگ باغات اور چشموں میں ہوں گے۔...... (ان کی صفات یہ ہیں کہ) وہ رات کو کم سوتے ہیں اور سحریوں کے وقت بخشش طلب کرتے ہیں۔'' ارشادِ نبوی ہے: لوگو! سلام کو عام کرو، (لوگوں کو) کھانا کھلاؤ، جب لوگ

رات کو سو رہے ہوں تو نماز (تہجد) پڑھو' سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔ [ترمذی] سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب ایک تہائی رات باقی رہ جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ آسمانِ دنیا پر نازل ہو کر کہتے ہیں: کوئی ہے جو مجھے پکارے تاکہ میں اس کی دعا قبول کروں۔ کوئی ہے جو مجھ سے مانگے' تاکہ میں اس کو عطا کر دوں۔ کوئی ہے جو مجھ سے بخشش طلب کرے' تاکہ میں اس کو بخش دوں۔'' [بخاری' مسلم] نیز یہ ترغیب دلائی گئی کہ مومن کا عزت و وقار اور احترام و اکرام اس میں ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھے اور لوگوں کے مال و دولت پر نگاہ رکھنا ترک کر دے' اللہ تعالیٰ کے ہاں بندے کی عزت کا راز اس میں ہے کہ وہ متقی اور پرہیز گار ہو اور معاشرے میں عزت و وقار اس میں ہے کہ آدمی میں لالچ اور حرص جیسی کمینی صفات نہ ہوں۔

المفلس من امة محمد ﷺ

۱۳۱۳۔عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ،اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اَتَدْرُوْنَ مَا الْمُفْلِسُ؟ قَالُوْا الْمُفْلِسُ فِیْنَا مَنْ لَّادِرْهَمَ لَهٗ وَلَا مَتَاعَ. فَقَالَ: اِنَّ الْمُفْلِسَ مِنْ اُمَّتِیْ یَاْتِیْ یَوْمَ الْقِیَامَةِ بِصَلَاةٍ وَصِیَامٍ وَزَکَاةٍ وَیَاْتِیْ قَدْ شَتَمَ هٰذَا، وَقَذَفَ هٰذَا، وَاَکَلَ مَالَ هٰذَا، وَسَفَكَ دَمَ هٰذَا، وَضَرَبَ هٰذَا، فَیُعْطٰی هٰذَا مِنْ حَسَنَاتِهٖ، وَهٰذَا مِنْ حَسَنَاتِهٖ، فَاِنْ فَنِیَتْ حَسَنَاتُهٗ قَبْلَ اَنْ یُّقْضٰی مَاعَلَیْهِ، اُخِذَ مِنْ خَطَایَاهُمْ فَطُرِحَتْ عَلَیْهِ،ثُمَّ طُرِحَ فِی النَّارِ)) [الصحیحة:٨٤٧]

امت محمد ﷺ کا مفلس

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مفلس کون ہے' کیا تم جانتے ہو؟'' صحابہ نے کہا: ہم میں مفلس وہ شخص ہے جس کے پاس درہم ہو نہ کوئی اور سامان۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''(نہیں' بلکہ) میری امت میں سے مفلس وہ شخص ہے جو قیامت والے دن نماز' روزے اور زکوۃ کے ساتھ آئے گا (لیکن اس کے ساتھ ساتھ) وہ اس حال میں آئے گا کسی کو گالی دی ہوگی' کسی پر بہتان تراشی کی ہوگی' کسی کا مال کھایا ہوگا' کسی کا خون بہایا ہوگا اور کسی کو مارا پیٹا ہوگا۔ پس ان (تمام مظلومین) کو اس کی نیکیاں دے دی جائیں گی (تاکہ ان پر کیے گئے ظلم کی تلافی ہو جائے) پس اگر اس کی نیکیاں ختم ہوگئیں قبل اس کے کہ اس کے ذمے دوسروں کے حقوق باقی ہوں' تو ان کے گناہ لے کر اس پر ڈال دیے جائیں گے' پھر اسے جہنم میں پھینک دیا جائے گا (کیونکہ نیکیوں سے اس کا دامن خالی ہوگا)۔

تخریج: الصحیحۃ ۸۴۷۔ مسلم (۲۵۸۱)' ترمذی (۲۴۱۸)' احمد (۲/ ۳۰۳)

فوائد: معلوم ہوا امت مسلمہ کے فرزندان کے حق میں اصل لٹیرے اور ڈاکو برے اعمال ہیں' جو ان کو جنت سے محروم کر کے آتش دوزخ میں جلنے پر مجبور کر دیتے ہیں اور ان کا اصل سرمایہ نیک اعمال ہیں' جو دنیا میں عزت و عظمت کا سبب بنتے ہیں اور آخرت میں جنت و بہشت کا۔

الإختلاف و كثرة السؤال من امور المهلكة

اختلاف اور زیادہ سوال ہلاک کرنے والے امور میں سے ہیں

۱۳۱٤۔عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ،قَالَ:قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اُتْرُكُوْنِي مَاتَرَكْتُكُمْ،فَإِذَا حَدَّثْتُكُمْ فَخُذُوْا عَنِّي،فَإِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ بِكَثْرَةِ سُؤَالِهِمْ وَاخْتِلَافِهِمْ عَلٰى اَنْبِيَائِهِمْ)).
[الصحيحة: ۸۵۰]

سیدنا ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تک میں تمھیں چھوڑے رکھوں (یعنی کوئی نیا حکم نہ دوں) تم بھی مجھے چھوڑے رکھو (یعنی نئی نئی چیزوں کے بارے میں سوال نہ کرو)۔ جب میں تمھیں کوئی حکم بیان کر دوں تو اسے اپنا لو (یاد رکھو کہ) تم سے پہلے والی امتیں انبیاء سے زیادہ سوال کرنے اور ان پر اختلاف کرنے کی وجہ سے ہلاک ہوگئیں۔''

تخریج: الصحیحة ۸۵۰۔ ترمذی (۲۶۷۹)' ابن ماجه (۲)' احمد (۲/ ۴۹۵)' بخاری (۷۲۸۸)' مسلم (۷/ ۱۳۳۷)' من طریق آخر عنه

فوائد: ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿یا ایها الذین آمنوا لاتسئلوا عن اشیاء ان تبد لکم تسؤ کم﴾ [سورۂ مائدہ: ۱۰۱] یعنی: 'اے ایمان والو! ایسی باتیں مت پوچھو کہ اگر تم پر ظاہر کر دی جائیں تو تمھیں ناگوار ہوں۔'' نبی کریم ﷺ کے عہدِ مبارک میں فضول اور لایعنی قسم کے سوالات کرنا ممنوع تھا' جیسے حضرت موسیٰ ؑ نے جب اپنی قوم کو اللہ تعالیٰ کے لئے گائے ذبح کرنے کا حکم دیا تو انھوں نے پہلے تو اس حکم کو سنجیدہ نہ لیا' پھر اس کی صفات کے بارے میں پوچھتے پوچھتے اپنے حق میں تنگی کرتے رہے۔ اسی طرح جب آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تم پر حج فرض کیا ہے۔ ایک شخص نے سوال کیا کہ کیا ہر سال فرض ہے؟ آپ ﷺ خاموش رہے' اس نے یہ سوال تین بار دوہرایا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اگر میں جواب میں ''ہاں'' کہہ دوں تو حج ہر سال فرض ہو جائے گا اور اگر ایسا ہو جائے تو تمہارے لئے ہر سال حج کرنا ناممکن ہوگا۔ [مسلم] حلت و حرمت کا تعلق صرف آپ ﷺ کے دور سے تھا' اب حلال و حرام کا تعین ہو چکا ہے' کسی کے سوال کرنے یا نہ کرنے سے کوئی فرق نہیں پڑتا' لیکن آپ ﷺ کی شریعت کے تمام احکام پر عمل کرنا ہم پر فرض ہے' جو ہم نے حسبِ استطاعت ادا کرنا ہے۔ لوگوں نے اپنی کم عقلی و کج فہمی کی بنا پر طرح طرح کے سوالات شروع کر دیئے ہیں' مثلاً عذاب قبر کی کیفیت کیا ہے؟ قبر کی مٹی میں مردے کا جسم گل سڑ جاتا ہے تو پھر عذاب کیسے ہوتا ہے؟ صرف تین نمازوں میں جہری قراءت کرنے کی کیا حکمت ہے؟ اس قسم کے سوالات بھی انتہائی فضول' لایعنی اور راہِ راست سے دور کرنے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ نے جو کچھ فرما دیا' وہ ہماری عقل کے مطابق ممکن ہو یا محال' اسے من وعن تسلیم کر کے اس پر عمل کرنا یا اس کے مطابق عقیدہ رکھنا ہمارا فرض منصبی ہے۔

التخويف من الخيانة

خیانت سے ڈرانا

۱۳۱۵۔عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ،عَنْ اَبِيْهِ،قَالَ: اسْتَعْمَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عُبَادَةَ بْنَ الصَّامِتِ عَلَى الصَّدَقَةِ، ثُمَّ قَالَ لَهُ : ((اتَّقِ يَا اَبَا الْوَلِيْدِ،اَنْ تَاْتِيَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِبَعِيْرٍ تَحْمِلُهُ عَلٰى رَقَبَتِكَ لَهُ رُغَاءٌ،وَبَقَرَةٍ لَهَا خُوَارٌ،اَوْشَاةٍ لَهَا ثُوَاجٌ))

ابن طاؤس اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا عبادہ بن صامت ؓ کو صدقات (کی وصولی) پر عامل مقرر کیا اور ان سے فرمایا: ''ابو الولید! اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا' (کہیں ایسا نہ ہو کہ) تو روزِ قیامت اپنی گردن پر بلبلاتا ہوا اونٹ' آواز نکالتی ہوئی گائے یا ممیاتی ہوئی بکری اٹھا کر لے آئے۔''

تخریج: الصحیحة ۸۵۷۔ حمیدی (۸۹۵)' عبد الرزاق (۶۹۴۹)' مرسلاً' بیهقی (۴/ ۱۵۸)' والطبرانی (جامع المسانید

(۴۸۷۲)' عن عبادة رضی اللہ عنہ

فوائد: حدیث نبوی کے مطابق خیانت کرنا منافق کی صفت ہے' نیز اس کی سنگینی کا اندازہ اس حدیث سے لگایا جا سکتا ہے کہ اس سے بڑی کیا رسوائی ہو سکتی ہے کہ روزِ قیامت بنی آدم کے سامنے خائن نے اپنی گردن پر اونٹ یا گائے یا بکری یا تینوں قسم کے جانور اٹھا رکھے ہوں اور وہ اپنی اپنی آوازیں نکال رہے ہوں۔

باب تحريم الظلم

ظلم کے حرام ہونے کا باب

١٣١٦۔عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ،اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اِتَّقُوا الظُّلْمَ، فَإِنَّ الظُّلْمَ ظُلُمَاتٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَاتَّقُوا الشُّحَّ، فَإِنَّ الشُّحَّ اَهْلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ، حَمَلَهُمْ عَلَى اَنْ سَفَكُوْا دِمَائَهُمْ، وَاسْتَحَلُّوْا مَحَارِمَهُمْ)). [الصحيحة:٨٥٨]

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ظلم کرنے سے بچو! اس لئے کہ ظلم قیامت والے دن اندھیروں کا باعث ہوگا اور بخل سے بچو! اس لئے کہ بخل نے ہی ان لوگوں کو ہلاک کیا جو تم سے پہلے تھے۔ اس بخل نے انھیں اپنوں کا خون بہانے پر اور حرام چیزوں کو حلال سمجھنے پر آمادہ کیا۔''

تخریج: الصحيحة ۸۵۸۔ مسلم (۲۵۷۸)' الادب المفرد (۴۸۳)' احمد (۳/ ۳۲۳)

فوائد: مال کی شدید محبت کو ''شُحّ'' کہتے ہیں۔ جب انسان کے دل میں دنیا اور دنیا کے مال و اسباب کی محبت حد سے تجاوز کر کے شدید ہو جائے تو پھر انسان حرام اور حلال کے درمیان تمیز بھی نہیں کرتا اور دوسرے انسانوں کا خون بہانے سے گریز نہیں کرتا۔

باب: من الكبائر

باب: کبیرہ گناہوں کا بیان

١٣١٧۔عَنْ سَهْلِ بْنِ اَبِيْ حَثْمَةَ،قَالَ:سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ عَلَى الْمِنْبَرِ يَقُوْلُ: ((اِجْتَنِبُوا الْكَبَائِرَ السَّبْعَ، فَسَكَتَ النَّاسُ فَلَمْ يَتَكَلَّمْ اَحَدٌ. قَالَ: اَلَا تَسْاَلُوْنِيْ عَنْهُنَّ؟ اَلشِّرْكُ بِاللّٰهِ، وَقَتْلُ النَّفْسِ، وَالْفِرَارُ مِنَ الزَّحْفِ، وَاَكْلُ مَالِ الْيَتِيْمِ، وَاَكْلُ الرِّبَا، وَقَذْفُ الْمُحْصَنَةِ، وَالتَّعَرُّبُ بَعْدَ الْهِجْرَةِ)) [الصحيحة:٢٢٤٤]

سیدنا سہل بن ابوحثمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو منبر پر فرماتے ہوئے سنا: ''سات کبیرہ گناہوں سے اجتناب کرو۔'' لوگ خاموش رہے اور کسی نے کوئی بات نہ کی۔ آپ نے فرمایا: ''تم مجھ سے ان (سات گناہوں) کے بارے میں دریافت کیوں نہیں کرتے؟ وہ یہ ہیں: اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کرنا' کسی جان کو ناحق قتل کرنا' کافروں سے لڑائی کے وقت پیٹھ پھیر کر بھاگ جانا' یتیم کا مال کھانا' سود کھانا' پاکدامن عورتوں پر تہمت لگانا اور ہجرت کے بعد پھر جنگل میں مقیم ہو کر دیہاتی بن جانا۔''

تخریج: الصحيحة ۲۲۴۴۔ طبرانی فی الكبير (۵۶۳۶)' بخاری فی التاريخ (۱/ ۱۵۷)

فوائد: حدیث شریف اپنے مفہوم میں واضح ہے۔ آخری چیز ''ہجرت کے بعد بدو بن جانا'' میں کچھ ابہام ہے۔ محمد بن سہل نے سیدنا سہل رضی اللہ عنہ سے پوچھا: بابا جان! ہجرت کے بعد بدو بننا' اس چیز کو یہاں ذکر کیوں کیا گیا؟ انھوں نے کہا: بیٹا! آدمی کا ہجرت کرنا

کتنا عظیم عمل ہے لیکن جب مالِ فی ء میں اس کا حصہ ثابت ہوتا اور جہاد فرض ہوتا ہے تو وہ اپنی گردن سے ہجرت (کے مقصد) کو اتار پھینکتا ہے اور پہلے کی طرح بدو بن جاتا ہے۔[صحیحہ: ۲۲۴۴ کے تحت]

باب الورع

تقویٰ و پرہیز گاری کا بیان

۱۳۱۸۔عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((اِجْعَلُوْا بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ الْحَرَامِ سُتْرَةً مِّنَ الْحَلَالِ، مَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ اسْتَبْرَأَ لِدِيْنِهِ وَعِرْضِهِ، وَمَنْ أَرْتَعَ فِيْهِ كَانَ كَالْمُرْتِعِ إِلٰى جَنْبِ الْحِمٰى))

[الصحيحة: ۸۹٦]

سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''اپنے اور حرام کے مابین کسی حلال چیز کو آڑ بنائے رکھو' جس نے ایسے کیا وہ اپنے دین اور عزت کو محفوظ کر لے گا اور جو (اس آڑ کو پھلانگ کر حرام کے) قریب تک پہنچ گیا' وہ اس آدمی کی مانند ہے جو (ممنوعہ) چراگاہ کے ساتھ (مویشیوں کو) چرا رہا ہے (قریب ہے کہ وہ اس میں داخل ہو جائیں)۔''

تخریج: الصحیحة ۸۹۶۔ ابن حبان (۵۵۶۹)' دیلمی (۱/ ۱/ ۱۳)' طبرانی فی الکبیر (المجمع:۱۰/ ۲۹۳)

فوائد: شریعت نے حرام اور ممنوعہ امور سے بچنے کو اتنی اہمیت دی کہ ان جائز اور مباح چیزوں کے قریب بھی جانے سے منع کر دیا' جن کے بعد حرام امور کا آغاز ہوتا ہے۔اسی حدیث کے بعض طرق میں یہ الفاظ ہیں: (ان الحلال بین وان الحرام بین وبینهما امور مشتبهات لایعلمهن کثیر من الناس فمن اتقی الشبهات فقد استبرأ لدینه وعرضه ومن وقع فی الشبهات وقع فی الحرام......)[بخاری' مسلم] یعنی: حلال بھی واضح ہے اور حرام بھی واضح ہے' لیکن ان دونوں کے درمیان کچھ مشتبہ امور ہیں' اکثر لوگ ان کو نہیں جانتے' جو آدمی ان مشتبہ امور سے بھی بچا رہا وہ اپنے دین اور عزت کو محفوظ کر لے گا اور جو ان مشتبہ چیزوں میں گھس گیا (تو یوں سمجھ لیں کہ) وہ حرام چیزوں میں گھس گیا...... لہٰذا ہمیں چاہیے کہ حرام کاموں کا ارتکاب کرنا تو در کنار' ان کے قریب تک نہیں پھٹکنا چاہیے' مثلاً نامحرم عورت کو دیکھنا حرام ہے۔اب اس حرام کام سے بچنے کے لئے آدمی ان بازاروں میں جانے سے حتی الامکان گریز کرے' جہاں بے پردہ اور بے حیا قسم کی عورتوں کی کثرت ہو۔اسی طرح جس مجلس میں غیبت کرنے یا سننے کا اندیشہ ہو تو سرے سے اس مجلس میں نہ بیٹھا جائے۔

الصدقة حجاب من النار

صدقہ آگ سے پردہ ہے

۱۳۱۹۔عَنْ فَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ مَرْفُوْعًا: ((اِجْعَلُوْا بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ النَّارِ حِجَابًا، وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ))

[الصحيحة: ۸۹۷]

سیدنا فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اپنے اور آتشِ دوزخ کے درمیاں (کوئی نیکی کر کے) پردہ لٹکائے رکھو' اگرچہ وہ کھجور کے ایک ٹکڑے (کا صدقہ کرنے) کی صورت میں ہو۔''

تخریج: الصحیحة ۸۹۷۔ طبرانی فی الکبیر (۱۸/ ۳۰۳)

فوائد: اللہ تعالیٰ کے مبارک نام پر صدقہ و خیرات کرنا رحمتِ خداوندی کے حصول کا سبب بنتا ہے۔سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں

کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص حلال کمائی سے ایک کھجور کے برابر بھی صدقہ کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ صدقہ قبول ہی پاکیزہ کمائی کا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے اپنے دائیں ہاتھ میں لیتا ہے پھر وہ اسے صاحبِ صدقہ کے لئے بڑھاتا رہتا ہے جیسے تم میں سے کوئی اپنے بچھیرے کو پالتا اور بڑھاتا ہے یہاں تک کہ وہ (کھجور کے برابر صدقہ) پہاڑ کی مثل ہو جاتا ہے۔ [بخاری، مسلم] راہِ خدا میں صدقہ کرنا اتنا مبارک عمل ہوا کہ کھجور کا دانہ صدقہ کیا، لیکن پہاڑ کے برابر اجر و ثواب وصول کیا۔ ہمیں چاہئے ہم اپنے اور جہنم کے مابین بڑے بڑے پہاڑ نصب کر کے اپنے آپ کو بچانے کی بھرپور کوشش کریں۔

ان المؤمنين اشد اتباعًا من النبي ﷺ

کچھ مؤمن نبی ﷺ کی اتباع میں زیادہ سخت ہیں

۱۳۲۰۔عَنْ أَبِي رَاشِدٍ الْحِبْرَانِيِّ، قَالَ: أَخَذَ بِيَدِي أَبُوأُمَامَةَ الْبَاهِلِيُّ، قَالَ: أَخَذَ بِيَدِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ لِي: ((يَا أَبَا أُمَامَةَ! إِنَّ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ مَنْ يَلِينُ لِي قَلْبُهُ)) [الصحيحة: ٢٤٧٠]

ابوراشد حبرانی کہتے ہیں کہ سیدنا ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ نے میرا ہاتھ پکڑا اور کہا: رسول اللہ ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑا اور فرمایا: ''ابوامامہ! بعض مومن ایسے ہیں جن کا دل میرے تابع فرمان ہے۔''

تخريج: الصحيحة ٢٤٧٠- احمد (٥/ ٢٦٧)، وقد تقدم برقم (١١٦٢)

العقوبة في الدنيا خير للعبد

دنیا میں گناہوں کی سزا بندے کے لیے بہتر ہے

۱۳۲۱۔عَنْ أَنَسٍ مَرْفُوعًا: ((إِذَا أَرَادَ اللّٰهُ بِعَبْدِهٖ خَيْرًا عَجَّلَ لَهُ الْعُقُوبَةَ فِي الدُّنْيَا، وَإِذَا أَرَادَ اللّٰهُ بِعَبْدٍ شَرًّا أَمْسَكَ عَلَيْهِ ذُنُوبَهُ حَتّٰى يُوَافِيَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) [الصحيحة: ١٢٢٠]

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو اس کو (اس کے گناہوں کی) سزا جلد ہی دنیا میں دے دیتا ہے اور جب کسی بندے کے ساتھ برائی کا ارادہ کرتا ہے تو اس سے اس کے گناہ کی سزا (دنیا میں) روک لیتا ہے، یہاں تک کہ قیامت والے دن اس کو پوری سزا دے گا۔''

تخريج: الصحيحة ١٢٢٠- ترمذى (٢٣٩٦)، ابن عدى (٣/ ١١٩٢)، بيهقى فى الاسماء (ص: ١٥٤)

فوائد: انسان خطاء کا پتلا ہے اور اس سے گناہ سرزد ہوتے رہتے ہیں۔ عفت و عصمت کے پیکر صرف انبیائے کرام علیہم السلام تھے۔ ان کے بعد کوئی بھی عفت و عصمت کا دعویٰ نہیں کر سکتا ہے۔ ہر امتی کسی نہ کسی انداز میں کوئی نہ کوئی ٹھوکر ضرور کھاتا ہے۔ لیکن سعادت اس میں ہے کہ اللہ تعالیٰ روزِ محشر بشری تقاضوں کو معاف کر دے، اس خوش بختی کے لئے اللہ تعالیٰ نے رحیم و رحمان کا ثبوت دیتے ہوئے ایک قانون بنایا کہ دنیا میں مومن پر آنے والی آزمائشیں اور بیماریاں اس کے گناہوں کی معافی اور درجات کی بلندی کا بہت بڑا سبب ہیں۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ آدمی اللہ تعالیٰ سے دنیا میں مصائب کا مطالبہ کرنا شروع کر دے۔ مومن کی زندگی کا ایک ایک لمحہ اس کے لئے خیر و سعادت کا پیغام لاتا ہے، اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے وہ کسی آزمائش میں مبتلا ہو جائے تو صبر کا دامن ترک نہ کرے اور اگر اس کے

نصیبے میں صحت وتندرستی ہو تو اس نعمتِ عظمی پر اللہ تعالیٰ کا اتنا شکر اور اتنی حمد وثنا بیان کرے کہ وہ بیماریوں پر صبر کرنے کہ وجہ سے ملنے والے درجات ویسے ہی عطا کر دے۔ جو انسان بڑا ہو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے بھرپور استفادہ بھی کر رہا ہو اور دن بدن اس کے مزاج میں بغاوت کے آثار کا ظہور ہو رہا ہو تو ایسے شخص کو بہرحال فکر کرنی چاہئے کہ کہیں ایسا نہ کہ دنیا میں مجھے مہلت ملی اور آخرت میں میرا گھیرا تنگ کر دیا جائے۔

اذا اراد اللّٰه بعبد خيرا عسله

جب اللہ کسی بندے سے خیر کا ارادہ کرتا ہے تو اسے نیک شہرت بنا دیتا ہے

١٣٢٢۔عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَمِقِ الْخُزَاعِيِّ مَرْفُوْعًا: ((اِذَا اَرَادَ اللّٰهُ بِعَبْدٍ خَيْرًا عَسَّلَهُ،فَقِيْلَ: وَمَا عَسَّلَهُ؟ قَالَ يَفْتَحُ لَهُ عَمَلًا صَالِحًابَيْنَ يَدَيْ مَوْتِهِ حَتّٰى يَرْضٰى عَنْهُ مَنْ حَوْلَهُ)) [الصحيحة:١١١٣]

سیدنا عمرو بن حمق خزاعی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو اسے لوگوں میں نیک نام کر دیتا ہے۔'' کسی نے کہا کہ نیک نام کیسے بناتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ اس طرح کہ اس کے لئے اس کی موت سے پہلے نیک اعمال آسان کر دیتا ہے' حتی کہ اس کے آس پاس والے اس سے خوش ہو جاتے ہیں (اور اس طرح وہ نیک نامی میں مشہور ہو جاتا ہے)۔''

تخریج: الصحيحة ١١١٣- احمد (٥/ ٢٢٤)' ابن حبان (٣٤٢)' حاكم (١/ ٣٤٠)' بيهقى فى الزهد (٨١٤)

فوائد: حسنات وخیرات پر مشتمل لمبی عمریں خوش نصیبوں کا بخت بنتی ہیں' بہرحال اگر مومن کو اس کی زندگی کے آخری برسوں' مہینوں' ہفتوں اور دنوں میں ربّ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے کا موقع مل جائے تو یہ مرتبہ بھی بڑی سے بڑی سعادت سے کم نہیں ہے۔ سیدنا سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (ان العبد ليعمل فيما يرى الناس عمل اهل الجنة وانه لمن اهل النار ويعمل فيما يرى الناس عمل اهل النار وهو من اهل الجنة وانما الاعمال بخواتيمها۔) [بخاری] یعنی: ''لوگ سمجھتے ہیں کہ آدمی اہل جنت کے اعمال کر رہا ہے' حالانکہ وہ جہنمیوں میں سے ہوتا ہے۔ اسی طرح لوگ سمجھتے ہیں کہ فلاں اہل دوزخ والے اعمال کر رہا ہے' حالانکہ وہ جنتیوں میں سے ہوتا ہے۔ دراصل انہی اعمال کا اعتبار کیا جاتا ہے جو زندگی کی آخری گھڑیوں میں کئے جاتے ہیں۔''

باب كراهة اللعنة

لعنت کرنا مکروہ ہے

١٣٢٣۔عَنِ الْعَيْزَارِ بْنِ جَرْوَلٍ الْحَضْرَمِيِّ، قَالَ:كَانَ مِنَّا رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ اَبُوْ عُمَيْرٍ، قَالَ: وَكَانَ مُوَاخِيًا لِعَبْدِ اللّٰهِ ـيَعْنِي: ابْنَ مَسْعُوْدٍ۔ فَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ يَاْتِيْهِ فِيْ مَنْزِلِهِ فَاَتَاهُ مَرَّةً، فَلَمْ

عیزار بن جرول حضرمی کہتے ہیں: ہم میں ابو عمیر نامی آدمی تھا' جس کا رشتۂ اخوت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے قائم تھا۔ وہ اس کے گھر آتے جاتے رہتے تھے۔ ایک دن وہ آئے لیکن ابو عمیر رضی اللہ عنہ گھر میں نہیں تھے' وہ اس کی بیوی کے پاس بیٹھ گئے۔ بیوی نے اپنی

يُوَافِقُهُ فِي الْمَنْزِلِ، فَدَخَلَ عَلَى امْرَاتِهِ، قَالَ: فَبَيْنَا هُوَ عِنْدَهَا إِذْ أَرْسَلَتْ خَادِمَهَا فِي حَاجَةٍ، فَأَبْطَأَتْ عَلَيْهَا، فَقَالَتْ: قَدْ أَبْطَأَتْ، لَعَنَهَا اللّٰهُ! قَالَ: فَخَرَجَ عَبْدُ اللّٰهِ فَجَلَسَ عَلَى الْبَابِ، قَالَ: فَجَاءَ أَبُو عُمَيْرٍ، فَقَالَ لِعَبْدِ اللّٰهِ: أَلَا دَخَلْتَ عَلَى أَهْلِ أَخِيكَ؟ قَالَ: فَقَالَ: قَدْ فَعَلْتُ، وَلٰكِنَّهَا أَرْسَلَتِ الْخَادِمَةَ فِي حَاجَةٍ، فَأَبْطَأَتْ عَلَيْهَا فَلَعَنَتْهَا، وَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((إِذَا خَرَجَتِ اللَّعْنَةُ مِنْ فِي صَاحِبِهَا نَظَرَتْ، فَإِنْ وَجَدَتْ مَسْلَكًا فِي الَّذِي وُجِّهَتْ إِلَيْهِ، وَإِلَّا عَادَتْ إِلَى الَّذِي خَرَجَتْ مِنْهُ)). وَإِنِّي كَرِهْتُ أَنْ أَكُونَ لِسَبِيلِ اللَّعْنَةِ۔

[الصحیحة: ۱۲۶۹]

خادمہ کو کسی کام کے لئے بھیج دیا' اس نے واپس آنے میں تاخیر کی۔ اس نے کہا: میری خادمہ پر اللہ لعنت کرے' اس نے تو بہت دیر کر دی ہے۔ سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ (نے یہ سنا تو) باہر آ گئے اور دروازے پر بیٹھ گئے۔ جب سیدنا ابو عمیر رضی اللہ عنہ واپس آئے تو انھیں کہا: آپ نے اپنے بھائی کے اہل کے پاس بیٹھ جانا تھا۔ انھوں نے کہا: میں نے تو ایسے ہی کیا تھا' لیکن اس نے خادمہ کو کسی کام کے لئے بھیجا اور اس نے بہت تاخیر کر دی' جس کی وجہ سے اس نے اس پر لعنت بھی کی اور میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''جب لعنت کرنے والا لعنت کرتا ہے تو دیکھا جاتا ہے کہ آیا وہ آدمی' جس پر لعنت کی گئی ہے' اس کا مستحق ہے۔ اگر ہو تو ٹھیک وگرنہ وہ لعنت' لعنت کرنے والے کی طرف لوٹا دی جاتی ہے۔ اور میں ناپسند کرتا ہوں کہ لعنت کے راستے پر بیٹھوں۔''

تخریج: الصحیحة ۱۲۶۹۔ احمد (۱/ ۴۰۸)' بیہقی فی الشعب (۵۱۶۳)

فوائد: کسی معین آدمی پر لعنت کرنا منع ہے' بلکہ جب ایک سفر میں ایک آدمی نے اپنی اونٹنی پر لعنت کی تو آپ ﷺ نے فرمایا: (**لاتصاحبنا ناقة عليها لعنة.**) [مسلم] یعنی: وہ اونٹنی اب ہمارے ہمراہ نہ چلے جس پر لعنت کی گئی ہے۔ رہا مسئلہ مومن کا تو آپ ﷺ نے فرمایا: (**لعن المؤمن كقتله.**) [بخاری' مسلم] یعنی: مومن پر لعنت کرنا اس کو قتل کرنے کی مانند ہے۔ مطلق طور پر نافرمانوں پر لعنت کی جا سکتی ہے' جیسے کافروں پر لعنت ہو' بدکاروں پر لعنت ہو۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿**الا لعنة الله على الظالمين**﴾ [سورہ ہود: ۱۸] یعنی: ''خبردار! ظالموں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو۔'' اسی طرح احادیث میں سود خور' مصور' چور' مردوں سے مشابہت اختیار کرنے والی عورتوں اور عورتوں سے مشابہت اختیار کرنے والے مردوں پر لعنت کی گئی ہے۔ (اس کی تفصیل راقم السطور کی کتاب ''لعنتی کون؟'' میں ملاحظہ فرمائیے)

يعطى الرزق على المعصية فهو استدراج فى الله

نافرمانی کے باوجود کسی کو رزق دیا جانا اللہ کی طرف سے مہلت ہے

۱۳۲۴۔ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ مَرْفُوعًا: ((إِذَا رَأَيْتَ اللّٰهَ يُعْطِي الْعَبْدَ مِنَ الدُّنْيَا عَلَى مَعَاصِيهِ مَا يُحِبُّ، فَإِنَّمَا هُوَ اسْتِدْرَاجٌ، ثُمَّ تَلَا: ﴿فَلَمَّا

سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم دیکھو کہ ایک آدمی کو اس کی نافرمانیوں کے باوجود دنیا میں رزق دیا جا رہا ہے تو (سمجھ لو کہ) اس کو اللہ تعالیٰ کی

نَسُوْا مَاذُكِّرُوْا بِهٖ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ اَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ حَتّٰى اِذَا فَرِحُوْابِمَا اُوْتُوْا اَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً فَاِذَاهُمْ مُّبْلِسُوْنَ﴾.(الانعام:۴۴)

[الصحيحة:٤١٣]

طرف سے ڈھیل دی جارہی ہے جس کا تذکرہ اس آیت میں ہے: ﴿پھر جب وہ لوگ ان چیزوں کو بھولے رہے جن کی ان کو نصیحت کی جاتی تھی تو ہم نے ان پر ہر چیز کے دروازے کشادہ کر دیئے یہاں تک کہ جب ان چیزوں پر جو کہ ان کو ملی تھیں وہ خوب اترا گئے ہم نے ان کو دفعتاً پکڑ لیا پھر تو وہ بالکل مایوس ہو گئے﴾"

تخریج: الصحیحة ۴۱۳۔ احمد (۴/ ۱۴۵)' طبری فی تفسیرہ (۷/ ۱۱۵)' دولابی فی الکنی (۱/ ۱۱۱)

فوائد: ہر مسلمان کو چاہیے کہ وہ اس حدیث کی روشنی میں اپنے طرزِ حیات کا جائزہ لے کہیں ایسا نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ کی قابل قدر نعمتیں اس کے لئے وبال کے اسباب پیدا کر دیں۔

ماذا يفعل عند الفتنة؟

۱۳۲۵۔عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: بَيْنَمَانَحْنُ حَوْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، إِذْ ذَكَرُوْاالْفِتْنَةَ،اَوْذُكِرَتْ عِنْدَهُ، قَالَ: ((اِذَا رَاَيْتَ النَّاسَ قَدْ مَرَجَتْ عُهُوْدُهُمْ،وَخَفَّتْ اَمَانَاتُهُمْ، وَكَانُوْا هٰكَذَا: وَشَبَّكَ بَيْنَ اَصَابِعِهِ .قَالَ الرَّاوِي.فَقُمْتُ اِلَيْهِ، فَقُلْتُ لَهُ: كَيْفَ اَفْعَلُ عِنْدَ ذٰلِكَ جَعَلَنِيَ اللّٰهُ فِدَاكَ؟ قَالَ: اِلْزَمْ بَيْتَكَ، وَامْلِكْ عَلَيْكَ لِسَانَكَ، وَخُذْمَا تَعْرِفُ، وَدَعْ مَاتُنْكِرُ، وَعَلَيْكِ بِاَمْرِ خَاصَّةِ نَفْسِكَ، وَدَعْ عَنْكَ اَمْرَ الْعَامَّةِ)) [الصحيحة: ٢٠٥]

فتنہ کے وقت کیا کیا جائے گا؟

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے' آپ کے سامنے فتنوں کا تذکرہ ہونے لگا۔آپ ﷺ نے فرمایا: "تم دیکھو گے کہ لوگوں کے عہد و پیمان میں کھوٹ پیدا ہوگا اور امانتوں (کی حفاظت میں) کمزوری آ جائے گی۔" پھر آپ نے اپنی انگلیوں میں تشبیک دیتے ہوئے فرمایا کہ "لوگ اس طرح ہو جائیں گے۔" راویٔ حدیث کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ تک رسائی حاصل کی اور پوچھا: اللہ تعالیٰ مجھے آپ پر قربان کرے' ایسے میں مجھے کیا کرنا چاہیے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "خانہ نشیں ہو جانا' اپنی زبان کو قابو میں رکھنا' معروف چیز کا اہتمام کرنا اور منکر چیز کو ترک کر دینا اور عامۃ الناس کے معاملات کو ترک کر کے صرف اپنی فکر کرنا۔"

تخریج: الصحیحة ۲۰۵۔ ابوداود (۴۳۴۳)' نسائی فی الکبری (۱۰۰۳۳)' احمد (۲/ ۲۱۲)' حاکم (۴/ ۵۲۵)

باب: وجوب اتباع السيئة بالحسنة

۱۳۲۶۔عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ،قَالَ:قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اَوْصِنِيْ، قَالَ: ((اِذَا عَمِلْتَ سَيِّئَةً فَاَتْبِعْهَا حَسَنَةً تَمْحُهَا)). قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اَمِنَ الْحَسَنَاتِ لَااِلٰهَ اِلَّااللّٰهُ؟ قَالَ: ((هِيَ اَفْضَلُ

باب: برائی کے بعد نیکی کرنے کے وجوب کا بیان

سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! مجھے وصیت فرمائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "اگر برائی ہو جائے تو اس کے بعد نیکی کرنا' تاکہ نیکی برائی کو مٹا دے۔" میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه" کہنا بھی نیکی ہے؟ آپ

الْحَسَنَاتِ)) [الصحيحة:١٣٧٣]

ﷺ نے فرمایا: ''یہ تو سب نیکیوں میں افضل ہے۔''

تخريج: الصحيحة ١٣٧٣۔ احمد (۵/ ۱۶۹)' وفی الزهد (۱۴۳)' ترمذی (۱۹۸۷)' دارمی (۲۷۹۱)' من طريق آخر بمعناه

فوائد: انسان سے بتقاضۂ بشریت کسی وقت بھی کسی قسم کا گناہ سرزد ہو سکتا ہے' یہ اپنی نوعیت کا جرم ضرور ہے' جس کے اثر کو توبہ تائب ہو کر یا نیکیاں کر کے زائل کیا جا سکتا ہے' لیکن اس جرم پر برقرار رہنا ہلاکت خیز گناہ ہے۔ اس حدیث میں اسی ہلاکت سے بچانے کے لئے آپ ﷺ نے ہماری رہنمائی فرمائی کہ اگر گناہ ہو جائے' جو کہ یقیناً ہوگا' تو نیکی کر کے اس کے برے اثر کو مٹانے کی کوشش کرو۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿واقم الصلاة طرفي النهار وزلفا من الليل ان الحسنات يذهبن السيئات ذالك ذكرى للذاكرين﴾ [سورۂ ہود: ۱۱۴] یعنی: دن کے دونوں سروں میں نماز برپا رکھ اور رات کی کئی ساعتوں میں بھی، بیشک نیکیاں برائیوں کو دور کر دیتی ہیں۔ یہ نصیحت ہے نصیحت پکڑنے والوں کے لئے۔ ''لَااِلٰهَ اِلَّااللّٰهُ'' کہنا عظیم نیکی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ایمان کے تہتر چوہتر شعبے ہیں' ان میں سب سے اعلیٰ شعبہ ''لَااِلٰهَ اِلَّااللّٰهُ'' کہنا ہے۔

باب اربع اذا كن فيك فلا عليك مافاتك من الدنيا

جب چار چیزیں تجھ میں موجود ہوں تو دنیا کی کسی بھی چیز کے فوت ہونے پر افسوس نہ کر

١٣٢٧۔عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ مَرْفُوْعًا: ((اَرْبَعٌ اِذَا كُنَّ فِيْكَ فَلَا عَلَيْكَ مَا فَاتَكَ مِنَ الدُّنْيَا بِحِفْظُ اَمَانَةٍ، وَصِدْقُ حَدِيْثٍ، وَحُسْنُ خَلِيْقَةٍ، وَعِفَّةُ طُعْمَةٍ)).

[الصحيحة:٧٣٣]

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تجھ میں چار خصائل پائے جاتے ہوں تو دنیا کے کسی فائدے سے محرومی کا کوئی افسوس نہیں: امانت کی حفاظت' سچی گفتگو' حسنِ فطرت اور رزق کی پاکدامنی۔''

تخريج: الصحيحة ٧٣٣۔ ابن وهب (۵۴۶)' احمد (۲/ ۱۷۷)' حاكم (۴/ ۳۱۴)' بيهقی فی الشعب (۵۲۵۷)

فوائد: دنیا میں حسنات و خیرات اور آرام و سکون کے حصول کی جتنی صورتیں پائی جاتی ہیں' وہ سب ان چار خصائل میں سمٹ کر رہ جاتی ہیں' کیونکہ یہ چار صفات محض چار صفات نہیں ہیں' بلکہ عملی طور پر انسان کی مکمل زندگی کو متاثر کرنے والے عظیم عناصر ہیں۔ بطورِ مثال امانت کی حفاظت کا ہی جائزہ لے لیں' کہ اس صفت کا تعلق معاشرے کے دوسرے لوگوں سے ہے' جب تک دوسرے لوگ ایسے شخص کے پاس امانتیں نہیں رکھیں گے تو کیسے پتہ چلے گا کہ فلاں امین ہے اور جب وہ عملی طور پر اس صفت سے متصف ہو کر میدان میں آئے گا تو وہ محبوبِ عوام بن جائے گا اور اسے نیک نامی اور نیک شہرت نصیب ہوگی۔

ترغيب افعال الخير فی الحياة

زندگی میں نیکیاں کرنے کی ترغیب

١٣٢٨۔عَنْ اَنَسٍ مَرْفُوْعًا: ((اِفْعَلُوْا الْخَيْرَ دَهْرَكُمْ، وَتَعَرَّضُوْا لِنَفَحَاتِ رَحْمَةِ اللّٰهِ، فَاِنَّ لِلّٰهِ نَفَحَاتٌ مِّنْ رَّحْمَتِهِ، يُصِيْبُ بِهَا مَنْ يَّشَاءُ

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اپنی زندگی میں نیکیاں کرتے رہو اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کے عطیات کے درپے رہو' کیونکہ اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے اپنی رحمت کے

مِنْ عِبَادِهِ وَسَلُوْا اللّٰهَ اَنْ يَّسْتُرَ عَوْرَاتِكُمْ، وَاَنْ يُّؤَمِّنَ رَوْعَاتِكُمْ)). [الصحيحة: ۱۸۹۰]

عطیات عطا کرتا ہے۔ تم اللہ تعالیٰ سے سوال کرو کہ وہ تمھارے عیوب پر پردہ ڈالے اور گھبراہٹوں کو امن میں بدل دے۔''

تخریج: الصحیحة ۱۸۹۰۔ طبرانی فی الکبیر (۷۲۰)' بیہقی فی الشعب (۱۱۲۱)' وفی الاسماء (ص: ۱۵۰)' ابن عساکر (۵۵/ ۴)

فوائد: دنیا میں عزت وعظمت پانے کا واحد حل یہ ہے کہ آدمی کی ذات مختلف عیوب ونقائص سے پاک ہو' بلاشبہ کوشش وکاوش کے باوجود گناہ کے کام سرزد ہوتے رہتے ہیں' ایسی صورت میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرنی چاہئے کہ وہ بشریت کے تقاضوں کی وجہ سے ہوجانے والی خطاؤں پر پردہ ڈالے۔ رہا مسئلہ قلق واضطراب کا تو وہ تو عالم اسلام کے گھر گھر کا مسئلہ بن چکا ہے' روحانی سکون کا فقدان ہے' شکوہ وشکایت کی بھرمار ہے' رہی سہی کسر دشمنانِ اسلام کے گھیرے نے پوری کر دی ہے' افغانستان' عراق اور فلسطین کے تلخ تجربات مسلمانوں کے مستقبل کی غیر یقینی کیفیت اور بدامنی میں اضافہ کر رہے ہیں۔ بہرحال اللہ تعالیٰ مسبب الاسباب ہے' عزتیں عطا کرنے والا وہ ہے' کثرت سے اس سے دعا کرنی چاہئے کہ وہ دنیا وآخرت میں ہماری لغزشوں پر پردہ ڈالے اور ہماری بے چینیوں کو امن میں بدل دے۔

من حفظ اربعا دخل الجنة

جس نے چار چیزوں کی حفاظت کی وہ جنت میں داخل ہوگا

۱۳۲۹۔عَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ، قَالَ:سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((اُكْفُلُوْا لِيْ بِسِتٍّ اَكْفُلْ لَكُمُ الْجَنَّةَ: اِذَا حَدَّثَ اَحَدُكُمْ فَلَا يَكْذِبْ، وَاِذَا ائْتُمِنَ فَلَا يَخُنْ، وَاِذَا وَعَدَ فَلَا يُخْلِفْ، وَغُضُّوْا اَبْصَارَكُمْ، وَكُفُّوْا اَيْدِيَكُمْ، وَاحْفَظُوْا فُرُوْجَكُمْ)).

[الصحيحة:۱۵۲۵]

سیدنا ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے چھ چیزوں کی ضمانت دو میں تمھیں جنت کی ضمانت دوں گا: جب گفتگو کرو تو جھوٹ نہ بولو' جب تمھارے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت نہ کرو' جب وعدہ کرو تو عہد شکنی نہ کرو' اپنی نظروں کو جھکا کر رکھو' اپنے ہاتھوں کو قابو میں رکھو اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرو۔''

تخریج: الصحیحة ۱۵۲۵۔ طبرانی فی (۸۰۱۸)' السلفی فی معجم السفر (۹۰۶)' ابن الجوزی فی ذم الهوی (ص: ۸۳' ۸۴)

فوائد: اگر ہم ان بیش قیمت پند ونصائح کو عملی طور پر اپنالیں تو اگرچہ جنت کے حصول کا تعلق تو مرنے کے بعد سے ہے' لیکن یہ دنیا بھی جنت نظیر ماحول پیش کرنے لگے گی۔

باب من الاخيار

پسندیدہ لوگ کون ہیں؟

۱۳۳۰۔عَنْ اَنَسٍ،قَالَ:قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَلَا اُنَبِّئُكُمْ بِخِيَارِكُمْ؟ خِيَارُكُمْ اَطْوَلُكُمْ اَعْمَارًا اِذَا سَدَّدُوْا)). [الصحيحة:۲٤۹۸]

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا میں تمھیں تمھارے بہترین افراد کے بارے میں نہ بتلاؤں؟ تم میں سے سب سے بہتر وہ ہیں جن کی عمریں لمبی ہوں' بشرطیکہ وہ

راہِ راست پر چلتے رہیں۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۴۹۸۔ ابویعلی (۳۴۹۶)

فوائد: اگر کوئی آدمی کسی سلیم الفطرت آدمی سے دنیا کی مدح سرائی کرنے کا مطالبہ کرے تو اس کا جواب یہ ہونا چاہئے ہر آدمی کے ساتھ دنیا کا ایک خاص تعلق ہے' آیا وہ تعلق ثمر آور ہے یا بے فائدہ؟ ہر آدمی مرنے کے بعد اپنا انجام دیکھ کر اس چیز کا فیصلہ کرے گا کہ دنیا نے اس کے ساتھ وفا کی یا بے وفائی؟ جو اپنی زندگی کا نتیجہ جنت کی صورت میں دیکھے گا' یقیناً وہ دنیا کے گن گائے گا' کہ جس پر گزرے ہوئے اس کے شب و روز نے اسے جنت کا وارث بنا دیا اور جو آدمی موت کے بعد ناکامی و نامرادی سے دوچار ہو گا' وہ دنیا کی موافقت یا مخالفت میں کیا کہے گا؟ ہر ایک پر عیاں ہے۔ قارئین کرام! اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنی حکمت و دانائی کے مطابق مختصر یا لمبی زندگی عطا فرمائی ہے' اس کی ایک ہی غرض و غایت ہے کہ آپ کو جنت و بہشت کے اسباب جمع کرنے کا موقع دیا جائے' تاکہ آپ کل اپنا انجام دیکھ کر اس پر گلہ شکوہ نہ کر سکیں۔ اس لئے وہ لوگ انتہائی افضل و اعلی ہیں' جنھوں نے اللہ تعالیٰ سے لمبی عمریں وصول کیں اور ان کو تقوی و پارسائی کے ماحول میں تبدیل کر کے قیمتی سے قیمتی بنا لیا۔ جو آدمی اپنی زندگی میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت نہیں کرتا' وہ دن بدن اللہ تعالیٰ کا مقروض ہوتا جا رہا ہے' اپنے انجامِ بد کے قریب تر ہوتا جا رہا ہے۔ ایسے آدمی کے زندہ رہنے کا کوئی فائدہ نہیں' لیکن وہ اس بے فائدہ زندگی سے جان بھی نہیں چھڑا سکتا' اگر خودکشی کرے تو معاملے میں مزید بگاڑ پیدا ہو سکتا ہے۔ بس ایک ہی حل ہے کہ فکرِ آخرت دامن گیر کر کے اپنے شب و روز کو اطاعتِ الٰہی میں بسر کرے۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! کون سے لوگ بہتر ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: (من طال عمره وحسن عمله.) اس نے کہا: کون سے لوگ سب سے زیادہ برے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: (من طال عمره وساء عمله.) [ترمذی]

باب فضل المسکین

مسکین کی فضیلت

۱۳۳۱۔ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ مَرْفُوْعًا: ((اَللّٰهُمَّ! اَحْيِنِيْ مِسْكِيْنًا، وَاَمِتْنِيْ مِسْكِيْنًا، وَاحْشُرْنِيْ فِيْ زُمْرَةِ الْمَسَاكِيْنِ))

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ! مجھے مسکین کی زندگی اور مسکین کی موت عطا فرما اور مسکینوں کی جماعت میں میرا حشر فرما۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۰۸۔ عبد بن حمید (۱۰۰۰)' ابن ماجہ (۴۱۲۶)' ترمذی (۲۳۵۲)' بیہقی (۷/ ۱۲)' عن انس رضی اللہ عنہ

تنبیہ: شیخ البانی رحمہ اللہ سے! مسند عبد بن حمید سے اس کی سند نقل کرنے میں سہو ہو گیا ہے۔ یا ان کے نسخہ میں ہی غلط ہے واللہ اعلم!۔ اوپر والی روایت کی سند اور نیچے والی روایت کا متن اکٹھا کر دیا ہے۔ دیکھیے عبد بن حمید (المنتخب: ۲/ ۱۰۹ ح ۹۹۹' ۱۰۰۰)' و المسند الجامع (۶/ ۲۵۷' ۵۱۱)' و ابن ابی شیبۃ (۲/ ۲۳۵) وغیرھن

فوائد: جنت کی اکثریت فقراء و مساکین پر مشتمل ہو گی اور سب سے پہلے داخل ہونے والے بھی وہی ہوں گے۔ اگر غریب لوگ اللہ تعالیٰ کو قسم دے دیں تو وہ بھی اللہ تعالیٰ پوری کر دیتا ہے۔ یہی لوگ ہیں جو سب سے پہلے نبی کریم ﷺ کے دست و بازو بنے۔ یہی سعادت مند ہیں کہ شجرِ اسلام کی آبیاری کے لئے اللہ تعالیٰ نے جن کے خونوں کا انتخاب کیا۔ بہرحال بنیاد تقوی و طہارت اور نیکی و پارسائی پر ہے۔ اسی قسم کی وجوہات ہیں کہ جن کی بنا پر رسول اللہ ﷺ نے بھی ان ہی خوش بختوں کے زمرے میں داخل ہونے کی دعا

کی۔

الموالاة للمؤمنين فقط

١٣٣٢۔عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ،قَالَ:سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ جِهَارًا غَيْرَ سِرٍّ يَقُوْلُ: ((اِنَّ آلَ اَبِيْ فُلَانٍ لَيْسُوْا لِيْ بِاَوْلِيَاءٍ، اِنَّمَا وَلِيِّيَ اللّٰهُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ)) [الصحيحة:٧٦٤]

دوستی صرف مومنوں کے ساتھ

سیدنا عمرو بن عاص ﷜ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو علانیہ فرماتے سنا، خفیہ نہیں، آپ نے فرمایا: ”بے شک بنی فلاں کی اولاد میرے دوست نہیں ہیں۔ میرے دوست تو اللہ اور نیک مومن ہیں۔“

تخریج: الصحیحة ٧٦٤۔ بخاری (٥٩٩٠)، مسلم (٢١٥)، احمد (١/ ١٣٦)

فوائد: نبی کریم ﷺ کے تعلق کی بنیاد اللہ تعالیٰ کی ذات ہے، اگر دوستی کے لئے کسی انسان کا انتخاب کیا ہے تو اس کی بنیاد پر ایمان وایقان پر رکھی۔ آپ ﷺ کے تعلق کی بنیاد کسی نسب، خاندان اور قبیلہ پر نہیں ہے، ہاں قرابت داروں، ہمسائیوں اور اجنبی لوگوں کے حقوق ادا کرنا آپ ﷺ کے مذہب کی اہم شق تھی۔

باب: البلاء عام والبعث على النيات

١٣٣٣۔عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنَّ اللّٰهَ اِذَا اَنْزَلَ سَطْوَتَهُ بِاَهْلِ الْاَرْضِ وَفِيْهَا الصَّالِحُوْنَ فَيَهْلِكُوْنَ بِهَلَاكِهِمْ؟ فَقَالَ: ((اِنَّ اللّٰهَ اِذَا اَنْزَلَ سَطْوَتَهُ بِاَهْلِ نِقْمَتِهِ وَفِيْهِمُ الصَّالِحُوْنَ، فَيُصَابُوْنَ مَعَهُمْ، ثُمَّ يُبْعَثُوْنَ عَلٰى نِيَّاتِهِمْ)). [الصحيحة:١٦٢٢]

باب:

سیدہ عائشہ ﷞ بیان کرتی ہیں کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! جب اللہ تعالیٰ اہلِ زمین پر اپنا عذاب نازل کرے گا تو ان میں نیک لوگ بھی ہوں گے، کیا وہ بھی ہلاک ہو جائیں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جب اللہ تعالیٰ انتقام والے لوگوں سے انتقام لینے کے لئے عذاب نازل کرے گا تو نیک لوگ بھی اس میں مبتلا ہو جائیں گے اور پھر ان کی نیتوں کے مطابق ان کا حشر ہوگا۔“

تخریج: الصحیحة ١٦٢٢۔ ابن حبان (٧٣١٤)، بخاری (٢١١٨) و مسلم (٢٨٨٤)، احمد (٦/ ٢٥٩)، من طریق آخر مطولاً بمعناه

فوائد: پاکستان کے شمالی علاقے کے لوگوں کی ٨/ ١٠ اکثریت اکتوبر ٢٠٠٥ء میں آنے والے زلزلے میں تہس نہس ہو گئی۔ یقیناً یہ بھونچال عذاب الٰہی کی ایک شکل تھی، جس کے نرغے میں اس عذاب کے مستحق بدترین لوگ بھی آئے اور بہترین لوگ بھی۔ ایسے میں جب ان لوگوں کو قبروں سے اٹھایا جائے گا تو نیکوکاروں کا حشر نیکوکاروں کی حیثیت سے ہی ہوگا۔

من رضى بأبتلاء الله فله رحمة

١٣٣٤۔عَنْ اَحَدِ بَنِيْ سُلَيْمٍ،قَالَ: ((اِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى. يَبْتَلِيْ عَبْدَهُ بِمَا اَعْطَاهُ، فَمَنْ رَضِيَ بِمَا قَسَمَ اللّٰهُ .عَزَّوَجَلَّ. لَهُ بَارَكَ اللّٰهُ لَهُ فِيْهِ وَوَسَّعَهُ، وَمَنْ لَمْ يَرْضَ لَمْ يُبَارِكْ لَهُ

جو اللہ کی آزمائش پر راضی ہو گیا تو اس کیلئے رحمت ہے

بنو سلیم قبیلے کا ایک آدمی بیان کرتا ہے: بیشک اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے بندے کو اپنی عطا کردہ نعمتوں میں آزماتا رہتا ہے۔ جو آدمی اپنے حق میں اللہ تعالیٰ کی تقسیم پر راضی ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے ان نعمتوں میں برکت اور وسعت عطا کرتا ہے اور جو

فِيْهِ)). [الصحيحة:١٦٥٨] راضی نہیں ہوتا، اس کے لئے برکت نہیں کی جاتی۔

تخریج: الصحیحۃ ۱۶۵۸۔ احمد (۵/ ۲۴)، بیہقی فی الشعب (۹۷۲۵)، وابن قانع فی معجم الصحابۃ (۱/ ۲۸۷۔ ۲۸۸)

فوائد: مختلف لوگوں کے پاس مختلف انداز میں دنیوی نعمتوں کا وجود پایا جاتا ہے۔ جہاں امیر زادے ہیں وہاں غریب زادے بھی ہیں، جہاں مال و دولت میں نشو ونما پانے والے ہیں وہاں فقر و فاقہ کی مستی میں مبتلا ہو کر زندگی بسر کرنے والے بھی ہیں۔ اس میں کسی کی صلاحیت کو کوئی دخل نہیں، یہ محض اللہ تعالیٰ کی تقسیم ہے، وہ کسی کو دے کر آزماتا ہے اور کسی کو محروم کر کے۔ ہر ایک کو اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کرنا چاہئے اور اس کی تقسیم پر راضی ہونا چاہئے۔

يقبل الأعمال بالنية

اعمال نیت کے مطابق قبول کیے جاتے ہیں

١٣٣٥۔عَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ۔رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ۔قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: اَرَاَيْتَ رَجُلًا غَزَا يَلْتَمِسُ الْاَجْرَ وَالذِّكْرَ، مَالَهٗ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَاشَيْءَ لَهٗ)) فَاَعَادَهَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، يَقُوْلُ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَاشَيْءَ لَهٗ)) ثُمَّ قَالَ: اِنَّ اللّٰهَ ۔عَزَّوَجَلَّ۔ لَا يَقْبَلُ مِنَ الْعَمَلِ اِلَّا مَاكَانَ لَهٗ خَالِصًا، وَابْتُغِيَ بِهٖ وَجْهُهٗ))

سیدنا ابوامامہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہا: ایک شخص اجر و ثواب اور شہرت کی خاطر جہاد کرتا ہے، اس کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟ آپ نے فرمایا: ”اسے کوئی (اجر و ثواب) نہیں ملے گا۔“ آپ ﷺ نے تین دفعہ یہی فرمایا کہ ”اسے کوئی (ثواب) نہیں ملے گا۔“ پھر فرمایا: ”بیشک اللہ -عز وجل- صرف وہی عمل قبول کرتا ہے جو اسی کے لئے خالص ہو اور اور اس کی ذات کی تلاش کے لئے کیا گیا ہو۔“

تخریج: الصحیحۃ ۵۲۔ نسائی (۳۱۴۲)، وفی الکبری (۴۳۴۸)، طبرانی فی الکبیر (۷۶۲۸)

فوائد: یہ نیت ہی ہے جو بظاہر نیکیوں کو برائیوں میں تبدیل کر دیتی ہے۔ سیدنا عمر بن خطاب ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (**انما الاعمال بالنیات.**) [بخاری] یعنی: اعمال (کے معتبر یا غیر معتبر ہونے) کا دارو مدار نیتوں پر ہے۔ اگر کسی کو جہاد، تعلیم اور فتویٰ جیسی نیکیوں سے دنیوی منفعت کے حصول کی امید ہو تو اسے اس منفعت کو اپنے لیے اولین مقصد نہیں سمجھنا چاہئے۔ تعلیم اور فتویٰ جیسے اعمالِ صالحہ کی غرض و غایت دین کی ترویج و تبلیغ اور لوگوں کی تربیت و اصلاح ہونی چاہئے اور جہاد جیسے عظیم عمل کا ہدف ”كَلِمَةُ اللّٰه“ کی سربلندی ہونی چاہئے۔ اگر ان اعمال کے ضمن میں بالتبع دنیوی منفعت مل جائے تو قبول کر لینی چاہئے۔ لیکن اس کی ثانوی حیثیت ہونی چاہیے۔ یہ مسئلہ خالصتاً نیت سے متعلق ہے اور نیت دل کے ارادے کا نام ہے اور دلوں کا حال سوائے اللہ کے اور کوئی نہیں جانتا۔

باب: التفرغ للعبادة

باب: عبادت میں انہماک کا بیان

١٣٣٦۔عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ،عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((اِنَّ اللّٰهَ يَقُوْلُ: يَا ابْنَ آدَمَ تَفَرَّغْ لِعِبَادَتِيْ اَمْلَاْ صَدْرَكَ غِنًى، وَاَسُدُّ فَقْرَكَ، وَاِنْ لَّاتَفْعَلْ

سیدنا ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ”بیشک اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اے ابنِ آدم! (ہر کام سے سبکدوش ہو کر) میری عبادت میں منہمک ہو جا، میں تجھے بے نیاز کر دوں گا اور تیری

مَلَأْتُ يَدَيْكَ شُغْلًا، وَلَمْ اَسُدَّ فَقْرَكَ)) [الصحيحة: ۱۳۵۹٠]

ناداری کو پورا کر دوں گا۔ اگر تو نے اس طرح نہ کیا تو میں تجھے (دنیوی کاموں میں) مصروف کر دوں گا اور (کبھی) تیری فقیری پوری نہیں کروں گا۔''

تخریج: الصحیحة ۱۳۵۹۔ ترمذی (۲۴۶۶)' ابن ماجه (۴۱۰۷)' ابن حبان (۳۹۳)' أحمد (۲/ ۳۵۸)

فوائد: اللہ تعالیٰ کی عبادت میں منہمک ہونے کا یہ مطلب ہے کہ عبادات اور دنیوی معاملات کے سلسلے میں اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری اور اطاعت کرتے ہوئے اس پر مکمل بھروسہ کیا جائے۔ مثلاً معاملات کے سلسلے میں صرف ان چیزوں کا کاروبار کیا جائے' جن کی تجارت کرنے کی شریعت نے اجازت دی ہے اور جن اشیاء کو حرام قرار دیا ان کی خرید و فروخت سے مکمل اجتناب کیا جائے۔ اگر کوئی سرکاری یا پرائیویٹ کام ہو تو امانت و دیانت سے متصف ہو کر نگران کی موجودگی و عدم موجودگی کی پروا کئے بغیر اس کے تمام تقاضوں کو پورا کیا جائے اور نماز فجر' نماز عشاء کے وقت یا تعطیل کی صورت میں کچھ وقت کے لئے اللہ تعالیٰ کے گھروں میں یا اپنے گھروں میں بیٹھ کر ذکراذکار اور تلاوتِ قرآن سے روح میں پیدا ہونے والی آلودگی کو صیقل کیا جائے۔ اس سلسلے میں دوسرا پہلو یہ ہے کاروبار' کھیتی باڑی اور دفتری کام کے دوران اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی مطالبہ کیا جاتا ہے تو اسے فوراً پورا کیا جائے۔ مثلاً نماز کا وقت' کسی تنگدست کی معاونت' کسی بیمار کی تیمارداری' کسی مہمان کی میزبانی' زکوۃ کی ادائیگی' حج کی ادائیگی وغیرہ وغیرہ۔ ماحصل یہ ہے کہ کسی دنیوی پہلو کو اللہ تعالیٰ کے کسی حکم پر ترجیح نہ دی جائے' اسے اللہ تعالیٰ کی عبادت میں منہمک ہونے سے تعبیر کیا جا سکتا ہے۔ ہر وقت اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی اطاعت و فرمانبرداری کا جذبہ موجود رہے۔

كيف يحاسب العبد يوم القيامة؟

قیامت کے دن بندے سے حساب کیسے ہوگا؟

۱۳۳۷۔عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعًا: ((اِنَّ اَوَّلَ مَا يُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اَنْ يُّقَالَ لَهُ: اَلَمْ اُصِحَّ لَكَ جِسْمَكَ، وَاَرْوِكَ مِنَ الْمَاءِ الْبَارِدِ؟)) [الصحيحة: ۵۳۹]

سیدنا ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''روزِ قیامت بندے کا سب سے پہلے محاسبہ یوں ہوگا کہ اسے کہا جائے گا: کیا میں نے تیرے جسم کو تندرست نہیں کیا تھا؟ کیا میں نے تجھے ٹھنڈے پانی سے سیراب نہیں کیا تھا؟''

تخریج: الصحیحة ۵۳۹۔ ترمذی (۳۳۵۸)' ابن حبان (۷۳۶۴)' حاکم (۴/ ۱۳۸)

فوائد: حقوق اللہ میں سب سے پہلے نماز کا اور حقوق العباد میں سب سے پہلے خون کا محاسبہ کیا جائے گا اور جب اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے سامنے اس پر کئے گئے احسانات کا تذکرہ کرے گا تو سب سے پہلے صحت اور ٹھنڈے پانی کا تذکرہ ہوگا' جو زندہ رہنے کے لئے انتہائی ضروری ہیں۔ پانی کی اہمیت تو واضح ہے کہ جس کے بغیر زندگی کا وجود ہی نہیں ملتا اور رہا مسئلہ صحت کا تو اس کے بغیر دنیا کی لذت ہی ختم ہو جاتی ہے۔

باب الوعيد على الخيانة

خیانت پر وعید

۱۳۳۸۔عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعًا: ((اِنَّ اَوْلِيَائِي

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

يَوْمَ الْقِيَامَةِ الْمُتَّقُوْنَ، وَإِنْ كَانَ نَسَبٌ أَقْرَبُ مِنْ نَسَبٍ، فَلَا يَأْتِيْنِيَ النَّاسُ بِالْأَعْمَالِ وَتَأْتُوْنِيْ بِالدُّنْيَا تَحْمِلُوْنَهَا عَلٰى رِقَابِكُمْ فَتَقُوْلُوْنَ: يَا مُحَمَّدُ! فَأَقُوْلُ هٰكَذَا: لَا. وَأَعْرَضَ فِيْ كِلَا عِطْفَيْهِ)) [الصحيحة: ٧٦٥]

''قیامت کے دن متقی لوگ میرے دوست ہوں گے' اگرچہ وہ نسب میں قریب تر ہو (یا نہ ہو)۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ لوگ تو (نیک) اعمال لے کر آئیں اور تم دنیا (کی خیانتوں اور دوسروں کے حقوق) کو اپنے کندھوں پر اٹھا کر لاؤ اور پکارو: اے محمد! اور میں ادھر ادھر اعراض کرتے ہوئے کہوں: نہیں۔'' پھر آپ نے اپنی دونوں جانب اعراض کیا۔

تخریج: الصحیحۃ ۷۶۵۔ الادب المفرد (۸۹۷)' ابن ابی عاصم فی السنۃ (۲۱۳)

فوائد: سبحان اللہ! اگر ہم میں رسول اللہ ﷺ سے محبت کرنے اور روزِ قیامت آپ کی صحبت اختیار کرنے کے جذبات موجود ہوں' تو اللہ تعالیٰ نے ہماری اس خواہش کو پورا کرنے کے اسباب بھی پیدا فرما دیئے ہیں کہ ہر متقی اور پرہیز گار روزِ قیامت آپ ﷺ کا دوست ہوگا۔ آپ ﷺ کی ولایت کی بنیاد حسب ونسب پر نہیں۔ لہٰذا ہمیں چاہئے کہ ہم خیانتوں سے بچیں تاکہ آپ ﷺ بے رخی نہ کریں اور تقوی وطہارت میں نام پیدا کر کے آپ ﷺ کی دوستی کے اسباب پیدا کریں۔

باب: لا يفوز الا المخفون في الذنوب

باب: اپنے گناہوں سے خائف ہی نجات یافتہ ہیں

١٣٣٩۔ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((إِنَّ بَيْنَ أَيْدِيْكُمْ عَقَبَةً كَؤُوْدًا، لَا يَنْجُوْ مِنْهَا إِلَّا كُلُّ مُخِفٍّ))

سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تمھارے سامنے (آخرت کی) ایک دشوار گزار گھاٹی ہے' جس سے وہی نجات پائے گا جو (گناہوں کے بوجھ سے) ہلکا ہوگا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۴۸۰۔ البزار (الکشف: ۳۶۹۲)' و(البحر: ۴۱۱۸)' ابن جریر فی تھذیب الآثار (۱/ ۴۰۷)' حاکم (۴/ ۶۱۸)

فوائد: آج کسی کو گناہوں کا بوجھ محسوس نہیں ہوتا' لیکن روزِ قیامت ہر کوئی اپنی سیئات کا بوجھ محسوس کرے گا۔ نبی کریم ﷺ نے عالم غیب سے تعلق رکھنے والی غیر محسوس چیز کو محسوس انداز میں بیان کر دیا کہ ہر کوئی جانتا ہے کہ وہی اپنا سفر جلدی طے کر جاتا ہے جس کی گردن پر کوئی وزن نہ ہو۔ اگر وزن ہوگا تو مختصر سفر والے آسان راستوں کو طے کرنا بھی مشکل ہو جاتا ہے۔ یہی معاملہ آخرت کا ہے۔

باب: العجب سبب هلاك المتعبدين

باب: خود پسندی عبادت گزاروں کی ہلاکت کا باعث ہے

١٣٤٠۔ عَنْ أَنَسٍ: ذَكَرَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ فِيْكُمْ قَوْمًا يَتَعَبَّدُوْنَ حَتّٰى يُعْجِبُوا النَّاسَ، وَيُعْجِبُهُمْ أَنْفُسُهُمْ، يَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّيْنِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ))

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک تم میں سے بعض لوگ اتنی عبادت کریں گے کہ لوگوں کو اور اپنے آپ کو تعجب میں ڈال دیں گے' لیکن وہ دین سے (بیگانے ہو کر) یوں نکلیں گے جیسے تیر شکار کو چیرتے ہوئے دوسری طرف

سے تیزی کے ساتھ نکل جاتا ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۱۸۹۵۔ ابویعلی (۳۰۶۶)' احمد (۳/ ۱۸۳)

كيف التوبة من الذنوب ؟

گناہوں سے توبہ کیسے؟

١٣٤١ـعَنْ عَائِشَةَ،اَنَّ النَّبِيَّ ﷺقَالَ: ((اِنْ كُنْتِ اَلْمَمْتِ بِذَنْبٍ فَاسْتَغْفِرِي اللّٰهَ وَتُوْبِي اِلَيْهِ، فَاِنَّ التَّوْبَةَ مِنَ الذَّنْبِ: النَّدَمُ وَالْاِسْتِغْفَارُ)). [الصحيحة:١٢٠٨]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اگر تجھ سے گناہ ہو گیا ہے تو اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کر اور اس کی طرف توبہ کر' کیونکہ کسی گناہ سے توبہ کرنے کا طریقہ اس پر ندامت کا اظہار اور اس سے استغفار کرنا ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۱۲۰۸۔ بیهقی فی الشعب (۷۰۲۷)' بخاری (۴۱۴۱)' مسلم (۲۷۷۰)' مطولاً باختلاف فی آخره

فوائد: یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب منافقوں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگائی تھی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت جبریل علیہ السلام کے ذریعے ان کی عفت وعصمت اور صداقت وطہارت کی شہادت دی اور قرآن مجید میں اس موضوع کو خوب بیان کیا۔

باب: دوام النعم ببذلها

باب:

١٣٤٢ـعَنِ ابْنِ عَمْرٍو مَرْفُوْعًا: ((اِنَّ لِلّٰهِ اَقْوَامًا يَخْتَصُّهُمْ بِالنِّعَمِ لِمَنَافِعِ الْعِبَادِ، وَيُقِرُّهُمْ فِيهَا مَابَذَلُوْهَا، فَاِذَا مَنَعُوْهَا نَزَعَهَا مِنْهُمْ، فَحَوَّلَهَااِلَى غَيْرِهِمْ))

[الصحيحة:١٦٩٢]

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو نفع پہنچانے کے لئے کچھ لوگوں کو بطورِ خاص نعمتیں عطا کرتا ہے' اگر وہ خرچ کرتے رہیں تو وہ انعامات برقرار رہتے ہیں اور اگر وہ رک جائیں تو وہ ان سے سلب کر کے دوسروں کو عطا کر دیتا ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۱۶۹۲۔ ابن ابی الدنیا فی قضاء الحوائج (۵) طبرانی فی الاوسط (۵۱۵۸)' ابونعیم فی الحلیة (۶/ ۱۱۵)

فوائد: اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو رزق فراہم کرنے کے دو انداز اختیار کئے ہیں: (۱) براہِ راست رزق کے اسباب مہیا کرنا اور (۲) اپنے بعض بندوں کے ذریعے دوسروں کو رزق عطا کرنا' جیسے کوئی کسی کی خدمت کر کے تنخواہ وصول کرتا ہے اور کوئی کسی سے صدقہ وخیرات لے کر گزارا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا براہِ راست رزق کے اسباب مہیا کرنا' اس کا بہت بڑا احسان ہے کہ اس نے لوگوں کے نازنخروں سے محفوظ رکھا۔ ہاں اگر اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے کے ذریعے کسی کو رزق عطا کرتا ہے تو اس پر بھی اس کا فضل وکرم ہو گا کہ اس کی آمدنی میں کئی لوگ اپنا اور اپنے بچوں کا پیٹ پال رہے ہیں۔ لہٰذا اگر ہمیں اللہ تعالیٰ نے وسعت کے ساتھ رزق عطا کر رکھا ہے تو ہمیں چاہئے کہ فقر وفاقہ میں مبتلا دوسرے لوگوں کا خیال رکھیں' کیونکہ اس نیکی سے اجرِ عظیم بھی ملتا ہے اور رزق میں برکت بھی ہوتی ہے۔

عرف الناس بالتوسم

لوگوں کو علامت کی وجہ سے پہچاننا

١٣٤٣ـعَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ مَرْفُوْعًا: ((اِنَّ لِلّٰهِ عِبَادًا يَعْرِفُوْنَ النَّاسَ بِالتَّوَسُّمِ))

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کے بعض بندے ایسے بھی ہیں جو اپنی عقل و

[الصحیحۃ:١٦٩٣] فراست سے لوگوں کو پہچان لیتے ہیں۔"

تخریج: الصحیحۃ ۱۶۹۳۔ ابو الشیخ فی عوالیہ (۲/ ۳۲/ ۱)' طبرانی فی الاوسط (۲۹۵۶)' قضاعی فی مسند الشھاب (۱۰۰۵)

فوائد: نیک و بد آدمیوں کے چہروں میں واضح فرق موجود ہوتے ہیں۔ ظاہری خوبصورتی اور بدصورتی اور چیز ہے اور چہرے کا نورانی اور غیر نورانی ہونا اور چیز ہے۔ سلیم الفطرت لوگ دوسروں کے چہروں کو دیکھ کر ان کے نیک یا بد یا مسلم یا غیر مسلم ہونے کا انداز لگا لیتے ہیں۔

علامات الساعة ومثال المؤمن

١٣٤٤۔عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ،أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ اللّٰهَ يُبْغِضُ الْفُحْشَ وَالتَّفَحُّشَ، وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ لَاتَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَخُوْنَ الْأَمِيْنُ، وَيُؤْتَمَنَ الْخَائِنُ،حَتّٰى يَظْهَرَ الْفُحْشُ وَالتَّفَحُّشُ وَقَطِيْعَةُ الْأَرْحَامِ وَسُوْءُ الْجِوَارِ، إِنَّ مَثَلَ الْمُؤْمِنِ كَمَثَلِ الْقِطْعَةِ مِنَ الذَّهَبِ،نَفَخَ فِيْهَا صَاحِبُهَا فَلَمْ تَغَيَّرْ، وَلَمْ تَنْقُصْ،وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ، إِنَّ مَثَلَ الْمُؤْمِنِ كَمَثَلِ النَّحْلَةِ، أَكَلَتْ طَيِّبًا، وَوَضَعَتْ طَيِّبًا، وَوَقَعَتْ فَلَمْ تَكْسِرْ، وَلَمْ تُفْسِدْ)) [الصحیحۃ: ٢٢٨٨]

علامات قیامت اور مؤمن کی مثال

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: "بیشک اللہ تعالیٰ گندے قول و فعل اور فحش گوئی سے نفرت کرتا ہے۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے' قیامت اس وقت برپا ہو گی جب امانتدار خیانت کرے گا' خائن کو امین سمجھا جائے گا اور بدگوئی' فحش گوئی' قطع رحمی اور پڑوسیوں سے برا سلوک کرنے جیسی قباحتیں منظرِ عام پر آ جائیں گی۔ بیشک مومن کی مثال سونے کے اس (خالص) ٹکڑے کی طرح ہے کہ جب مالک اسے (دھونکنی میں رکھ کر) پھونک مارتا ہے تو اس میں نہ تبدیلی آتی ہے اور نہ وہ کم ہوتا ہے۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! مومن کی مثال شہد کی مکھی کی مانند ہے جو پاکیزہ چیز کھاتی ہے' پاکیزہ رس خارج کرتی ہے اور جس (پھول یا پتی یا پتے) پر بیٹھتی ہے' وہ نہ ٹوٹتا ہے اور نہ خراب ہوتا ہے۔"

تخریج: الصحیحۃ ۲۲۸۸۔ احمد (۲/ ۱۹۹)' الرامھرمزی فی الامثال (ص:۶۴-۶۵)' الاصبھانی فی الترغیب (۱۱/ ۲)

فوائد: حدیث کے ابتدائی حصے میں جتنے قبیح افعال کی پیشین گوئی کی گئی ہے' عصرِ حاضر میں لوگ کسی نہ کسی انداز میں مرتکب ہو رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ محفوظ فرمائے۔ (آمین) حدیث کے آخری حصے میں دو مثالیں دے کر مومن کی تعریف کی گئی ہے' جن کی وضاحت یوں کہ مومن سنجیدہ مزاج کا مالک ہوتا ہے' کوئی مجلس اس کے طرزِ حیات کو متاثر نہیں کر سکتی' شہد کی مکھی کی طرح وہ سب کے لئے مفید ہوتا ہے اور کسی کو اس سے نقصان نہیں پہنچتا' ہر کوئی اس کا کردار پسند کرتا ہے۔

باب: مثل الدنيا

١٣٤٥۔عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ

باب: دنیا کی مثال

سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اللّٰہِ ﷺ ((اِنَّ مَطْعَمَ ابْنِ آدَمَ قَدْ ضَرَبَ لِلدُّنْيَا مَثَلًا، فَانْظُرْ مَايَخْرُجُ مِنَ ابْنِ آدَمَ. وَاِنْ قَزَّحَهُ وَمَلَّحَهُ. قَدْ عَلِمَ اِلَى مَايَصِيرُ)) [الصحيحة:۳۸۲]

''ابن آدم کے کھانے نے دنیا کے لئے ایک مثال بیان کی ہے' آپ دیکھیں کہ (کھانا کھانے کے بعد) ابن آدم سے (پائخانے کی صورت میں) کیا نکلتا ہے' اگرچہ کھانا مسالے دار اور نمکین ہو' وہ جانتا ہے کہ (بالآخر) وہ کیا ہو جائے گا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۸۲۔ ابن حبان (۷۰۲)' طبرانی فی الکبیر (۵۳۱)' عبد اللہ بن احمد فی زوائد المسند (۵/ ۱۳۶)

فوائد: مطلب یہ ہے کہ ابن آدم کو لالچی اور حریص نہیں ہونا چاہئے اور زبان کی لذت کا غلام نہیں ہونا چاہئے' کیونکہ ان چیزوں کا تعلق حلق سے اوپر تک ہے۔ حلق سے نیچے کھانے کی کسی قسم کا کوئی امتیاز نہیں کیا جاتا۔ سیدنا مقدام بن معدیکرب ﷛ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **(ماملأ آدمی وعاء شرا من بطن' بحسب ابن آدم اُکُلات یُقمن صلبه' فانْ کان لا محالة' فثلُث لطعامه' وثلث لشرابه' وثلث لنفسه.)** [ترمذی] یعنی: کسی آدمی نے کوئی برتن اپنے پیٹ سے زیادہ برا نہیں بھرا۔ آدمی کے لیے چند لقمے ہی کافی ہیں جو اس کی پشت کو سیدھا رکھیں اور اگر زیادہ ہی کھانا ضروری ہو تو پھر پیٹ کا تیسرا حصہ اپنے کھانے کے لئے' تیسرا حصہ پانی کے لئے اور تیسرا حصہ سانس لینے کے لئے ہو۔

باب: من صفات شرار الامة

باب: امت کے برے لوگوں کی صفات

۱۳۴۶۔عَنْ فَاطِمَةَ، قَالَتْ: اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ ((اِنَّ مِنْ شِرَارِ اُمَّتِي الَّذِيْنَ غُذُّوْا بِالنَّعِيْمِ، اَلَّذِيْنَ يَطْلُبُوْنَ اَلْوَانَ الطَّعَامِ وَاَلْوَانَ الثِّيَابَ، يَتَشَدَّقُوْنَ بِالْكَلَامِ)). [الصحيحة:۱۸۹۱]

سیدہ فاطمہ ؓ کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میری امت کے بدترین لوگ وہ ہیں جنھیں مختلف نعمتوں سے نوازا گیا' لیکن انھوں نے (آخرت کو بھلا کر) قسما قسم کے کھانوں اور رنگا رنگ کے کپڑوں پر بھرپور توجہ دینا اور عمدہ گفتگو کے لئے باچھوں کو موڑنا شروع کر دیا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۸۹۱۔ احمد فی الزھد (۳۰۰)' ابن ابی الدنیا فی الجوع (۹/ ۱)' ابن عدی فی الکمال (۵/ ۱۹۵۶)

فوائد: اس سے مراد ہر دور کا طبقہ اشرافیہ ہے یعنی امراء اور فارغ البال لوگ جو سونے کے چمچ لے کر پیدا ہوتے ہیں۔ پیسے کی ریل پیل میں آنکھ کھولتے ہیں' غربت و افلاس کے نام تک سے ناواقف ہوتے ہیں' لذتِ کام و دہن کے حد درجہ رسیا اور زبان کے چٹخاروں کے اسیر ہوتے ہیں' یوں مہک مہک کے بیان جھاڑتے ہیں' گویا ساری دنیا جاہل اور یہی عقلِ کل کے مالک ہیں' کسی کو خاطر میں نہیں لاتے' زبان کے تمام پیچ وخم سے آگاہ' پرلے درجے کے شاطر اور باتونی ہوتے ہیں۔ ذہن نشین رہنا چاہئے کہ پرتکلف کھانے کھانے میں کوئی مضائقہ نہیں' لیکن اس چیز کو اس قدر مقصودِ حیات نہ سمجھا جائے کہ بدترین ہونے کا لقب مل جائے۔

۱۳۴۷۔عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ،قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ ((اِنَّ مِنَ النَّاسِ مَفَاتِيْحُ لِلْخَيْرِ،مَغَالِيْقُ لِلشَّرِّ، وَاِنَّ مِنَ النَّاسِ مَفَاتِيْحُ لِلشَّرِّ،مَغَالِيْقُ لِلْخَيْرِ، فَطُوْبٰى لِمَنْ جَعَلَ اللّٰهُ مَفَاتِيْحَ الْخَيْرِ

سیدنا انس بن مالک ﷛ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک بعض لوگ ایسے ہیں جو نیکی کا منبع اور برائی کی راہ روکنے والے ہیں اور بعض لوگ ایسے ہیں جو شر کا منبع اور نیکی کی راہ کو روکنے والے ہیں۔ خوشخبری ہے اس آدمی کے لئے جس کے ہاتھ

عَلٰی یَدَیْهِ، وَوَیْلٌ لِّمَنْ جَعَلَ اللّٰهُ مَفَاتِیحَ الشَّرِّ عَلٰی یَدَیْهِ)) [الصحیحة: ۱۳۳۲]

پر اللہ تعالیٰ نے خیر کی راہیں کھول دیں اور ہلاکت ہے اس آدمی کے لئے جس کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ نے شر کی راہیں کھول دیں۔"

تخریج: الصحیحة ۱۳۳۲۔ ابن ماجه (۲۳۷)' ابن ابی عاصم فی السنة (۲۹۷)' طیالسی (۲۰۸۲)

فوائد: بعض افراد کو اللہ تعالیٰ ان کے خاندانوں میں خاص مقام و مرتبہ عطا کرتا ہے' خاندان کے افراد انہیں اپنے قبیلے کا سربراہ سمجھتے ہیں۔ ایسے معزز لوگوں کو چاہئے کہ وہ اپنے خاندانوں میں اچھے امور کو رواج دیں' شریعت کے مخالف' امور کا خاتمہ کریں۔ اس میں تو سربراہ کا کوئی کمال نہیں ہے کہ اس کے ماتحت افراد اپنے من مانیاں کرتے رہیں اور اس کی حیثیت تماشائی کے سوا کچھ نہ ہو۔

بیان الخندق

خندق کا بیان

۱۳۴۸۔عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّ أَصْحَابَ النَّبِيِّ ﷺ كَانُوا يَقُولُونَ وَهُمْ يَحْفِرُونَ الْخَنْدَقَ:

نَحْنُ الَّذِيْنَ بَايَعُوْا مُحَمَّدًا

عَلَى الْجِهَادِ مَابَقِيْنَا أَبَدًا

وَالنَّبِيُّ ﷺ يَقُولُ:

اَللّٰهُمَّ إِنَّ الْخَيْرَ خَيْرُ الْآخِرَهْ

فَاغْفِرْ لِلْأَنْصَارِ وَالْمُهَاجِرَهْ

وَأُتِيَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بِخُبْزِ شَعِيْرٍ عَلَيْهِ إِهَالَةٌ سَنِخَةٌ، فَأَكَلُوْا مِنْهَا۔ وَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((وَإِنَّمَا الْخَيْرُ خَيْرُ الْآخِرَةِ))

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ خندق کی کھدائی کے وقت اصحاب رسول کہتے تھے:

ہم ہیں جنھوں نے محمد (ﷺ) کی تاحیات جہاد کرنے پر بیعت کی۔

اور نبی ﷺ فرماتے:

اے اللہ! بھلائی تو آخرت کی ہی بھلائی ہے

تو انصاریوں اور مہاجروں کو معاف کر دے

رسول اللہ ﷺ کے پاس جو کی روٹی اور بد بو والا سالن لایا گیا' لیکن ان سب نے وہ کھایا اور نبی ﷺ نے فرمایا: بلاشک و شبہ "آخرت والی بھلائی ہی بھلائی ہے۔"

تخریج: الصحیحة ۱۱۰۲۔ ابن سعد (۲/ ۷۰)' احمد (۳/ ۲۵۲)' مسلم (۱۳۰/ ۱۸۰۵)' بخاری (۲۸۳۴)' من طریق آخر عنه

فوائد: یہ دو جہانوں کے سردار کی حالت ہے' اگر دنیوی زینت و آرائش کوئی قابل فخر چیز ہوتی تو آپ ﷺ کو اس سے محروم نہ رکھا جاتا۔ یقیناً خیر و بھلائی وہی ہے جو موت کے بعد نصیب ہوگی' کیونکہ دنیا کے ایام خوشحالی میں بیت جائیں یا بدحالی میں گزریں' بالآخر یہاں سے ایسی روانگی ہوگی' جس کے بعد واپسی کی کوئی امید نہیں۔

انما یستریح من غفرله

آرام تو وہ کرتا ہے کہ جس کو بخش دیا گیا ہو

۱۳۴۹۔قَالَ ﷺ: ((إِنَّمَا يَسْتَرِيْحُ مَنْ غُفِرَ لَهُ)) رُوِيَ مِنْ حَدِيْثِ عَائِشَةَ، وَبِلَالِ الْحَبَشِيِّ، وَمُحَمَّدِ بْنِ عُرْوَةَ مُرْسَلًا۔

[الصحیحة: ۱۷۱۰]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "آرام تو وہ کرتا ہے جسے بخش دیا گیا ہو۔" یہ حدیث سیدہ عائشہ' سیدنا بلال حبشی رضی اللہ عنہما اور محمد بن عروہ سے مرسلاً روایت کی گئی ہے۔

تخریج: الصحیحة ۱۷۱۰۔ (۱) عائشة رضی اللہ عنہا: احمد (۶/ ۶۹، ۱۰۲)' ابو نعیم فی الحلیة (۸/ ۲۹۰)' (۲) بلال رضی اللہ عنہ: ابن عساکر (۵۷/ ۱۶۴)

فوائد: اس حدیث کا سیاق و سباق یہ ہے کہ عام طور پر لوگ مرنے والے کے بارے میں کہتے ہیں کہ دنیوی مصائب اور فتنوں سے اس کی جان چھوٹ گئی ہے' وہ اپنی آرام گاہ میں پہنچ چکا ہے......۔ آپ ﷺ نے اس قسم کے تاثرات کا ردّ کرتے ہوئے فرمایا کہ اس مرنے والے کو استراحت نصیب ہوتی ہے' جسے بخش دیا جائے۔

علم النبی ﷺ

نبی ﷺ کے علم کا بیان

۱۳۵۰۔عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ-رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ-قَالَ:قَرَاَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ﴿هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْئًا مَّذْكُوْرًا﴾ (الانسان:۱) حَتّٰى خَتَمَهَا، ثُمَّ قَالَ: ((اِنِّيْ اَرٰى مَالَاتَرَوْنَ، وَاَسْمَعُ مَالَا تَسْمَعُوْنَ،اَطَّتِ السَّمَاءُ وَحُقَّ لَهَا اَنْ تَئِطَّ، مَا فِيْهَا مَوْضِعُ قَدْرِ اَرْبَعِ اَصَابِعَ اِلَّا مَلَكٌ وَاضِعٌ جَبْهَتَهٗ سَاجِدًا لِّلّٰهِ، وَاللّٰهِ لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا اَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيْلًا، وَلَبَكَيْتُمْ كَثِيْرًا، وَمَا تَلَذَّذْتُمْ بِالنِّسَاءِ عَلَى الْفُرُشِ، وَلَخَرَجْتُمْ اِلَى الصُّعُدَاتِ تَجْاَرُوْنَ))

سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿یقیناً گزرا ہے انسان پر ایک وقت زمانہ میں جب کہ یہ کوئی قابلِ ذکر چیز نہ تھا۔﴾ پھر فرمایا: ''بیشک جو میں دیکھتا ہوں وہ تم نہیں دیکھ سکتے اور جو میں سنتا ہوں وہ تم نہیں سن سکتے۔ (سنو کہ) آسمان چرچراتے ہیں اور انھیں چرچرانا ہی زیب دیتا ہے' کیونکہ وہاں چار انگلیوں کے بقدر بھی جگہ خالی نہیں ہے' ہر جگہ فرشتے سجدہ ریز ہیں۔ اللہ کی قسم! اگر تمھیں اس کا علم ہو جائے جو میں جانتا ہوں تو تم ہنسنا کم کر دو' رونا زیادہ کر دو' بچھونوں پر اپنی بیویوں سے لذتیں اٹھانا ترک کر دو اور (اللہ کی طرف) گڑگڑاتے ہوئے گھاٹیوں کی طرف نکل جاؤ۔''

تخریج: الصحیحة ۱۷۲۲۔ حاکم (۲/ ۵۱۰)' ترمذی (۲۳۱۲)' ابن ماجه (۴۱۹۰)' دون قراءة الآیة

فوائد: اس میں نبیٔ کریم ﷺ کے معجزات کا ذکر ہے۔ نیز اس حدیث سے یہ سبق حاصل ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ کی جائے' کثرت سے اس کی عبادت کی جائے۔

باب الوصية بالخير

بھلائی کی وصیت کرنا

۱۳۵۱۔عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ:اَنَّ رَجُلًا جَاءَهٗ فَقَالَ: اَوْصِنِيْ، فَقَالَ:سَاَلْتَ عَمَّا سَاَلْتُ عَنْهُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مِنْ قَبْلِكَ، فَقَالَ: ((اُوْصِيْكَ بِتَقْوَى اللّٰهِ،وَاِنَّهٗ رَاْسُ كُلِّ شَيْءٍ وَعَلَيْكَ بِالْجِهَادِ، فَاِنَّهٗ رَهْبَانِيَّةُ الْاِسْلَامِ،وَعَلَيْكَ بِذِكْرِ اللّٰهِ وَتِلَاوَةِ الْقُرْآنِ،فَاِنَّهٗ رُوْحُكَ فِي السَّمَاءِ،

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی میرے پاس آیا اور کہا کہ مجھے کوئی نصیحت کریں۔ میں نے کہا کہ تجھ سے پہلے میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہی سوال کیا تھا' آپ ﷺ نے فرمایا تھا: ''میں تجھے اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں' کیونکہ یہ عمل ہر چیز کی بنیاد ہے اور جہاد کو لازم پکڑ' کیونکہ وہ رہبانیت اسلام ہے اور اللہ تعالیٰ کے ذکر اور تلاوتِ قرآن کا اہتمام کر

وَذِكْرُكَ فِي الْأَرْضِ)) [الصحيحة:٥٥٥]

کیونکہ وہ آسمان میں تیرے لئے باعثِ رحمت اور زمین میں باعثِ تذکرۂ خیر ہے۔''

تخریج: الصحيحة ٥٥٥۔ احمد (۳/ ۸۲)' ابن المبارك فى الزهد (۸۴۰)' ابويعلى (۱۰۰۰)' طبرانى فى الصغير (۲/ ٦٦۔٦٧)' من طريق آخر عنه

باب الإعداء للموت

موت کے لیے تیاری کرنا

١٣٥٢۔عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ،قَالَ:بَيْنَمَانَحْنُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ إِذْ بَصُرَبِجَمَاعَةٍ فَقَالَ: عَلَامَ اجْتَمَعَ عَلَيْهِ هٰؤُلَاءِ؟ قِيْلَ: عَلٰى قَبْرٍ يَحْفِرُوْنَهُ، قَالَ: فَفَزِعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَبَدَرَ بَيْنَ يَدَيْ اَصْحَابِهِ مُسْرِعًا حَتّٰى انْتَهٰى إِلَى الْقَبْرِ فَجَثَا عَلَيْهِ، قَالَ: فَاسْتَقْبَلْتُهُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ لِاَ نْظُرَ مَا يَصْنَعُ، فَبَكٰى حَتّٰى بَلَّ الثَّرٰى مِنْ دُمُوْعِهِ، ثُمَّ اَقْبَلَ عَلَيْنَا قَالَ: ((اَيْ اِخْوَانِيْ! لِمِثْلِ الْيَوْمِ فَاَعِدُّوْا)) [الصحيحة: ١٧٥١]

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے تھے' اچانک آپ کی نگاہ ایک جماعت پر پڑی' آپ نے پوچھا کہ یہ لوگ کس چیز پر جمع ہیں؟ کہا گیا کہ قبر کھود رہے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ گھبرا گئے اور صحابہ سے سبقت لیتے ہوئے لپکے' قبر تک پہنچے اور گھٹنوں کے بل بیٹھ گئے۔ میں آپ کے سامنے سے آیا تا کہ دیکھوں کہ آپ کیا کر رہے ہیں۔ (میں کیا دیکھتا ہوں کہ) آپ رو رہے تھے (اور اتنے روئے کہ) زمین آپ کے آنسوؤں سے تر ہو گئی' پھر آپ ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ''میرے بھائیو! اس جیسے دن کے لئے تیاری کرو۔''

تخریج: الصحيحة ١٧٥١۔ ابن ماجه (۴۱۹۵)' احمد (۴/ ۲۹۴)' بخارى فى التاريخ (۱/ ۲۲۹)' طبرانى فى الاوسط (۲۶۰۹)

فوائد: مرنے کے بعد کامیابی ہی دنیا کا مقصود و مطلوب اور غرض و غایت ہے' لہٰذا دور اندیش اور عقلمند وہی ہے جو دنیا کے ذریعے موت کے بعد کامیابی و کامرانی سے ہمکنار ہو جائے۔

اتقاء من تحقير الذنوب

گناہوں کو حقیر جاننے سے بچنا

١٣٥٣۔عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ،قَالَ:قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِيَّاكُمْ وَمُحَقَّرَاتِ الذُّنُوْبِ اَكَقَوْمٍ نَزَلُوْا فِيْ بَطْنِ وَادٍ، فَجَاءَ ذَا بِعُوْدٍ، وَجَاءَ ذَابِعُوْدٍ، حَتّٰى اَنْضَجُوْا خُبْزَتَهُمْ، وَاِنَّ مُحَقَّرَاتِ الذُّنُوْبِ مَتٰى يُؤْخَذْ بِهَا صَاحِبُهَا، تُهْلِكْهُ)) [الصحيحة:٣٨٩]

سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''صغیرہ گناہوں سے اجتناب کرو۔ (غور کرو کہ) کچھ لوگ ایک وادی میں پڑاؤ ڈالتے ہیں' ایک آدمی ایک لکڑی لاتا ہے اور دوسرا ایک لاتا ہے...... (ایک ایک کر کے اتنی لکڑیاں جمع ہو جاتی ہیں کہ) وہ آگ جلا کر روٹیاں وغیرہ پکا لیتے ہیں۔ اسی طرح اگر صغیرہ گناہوں کی بنا پر مؤاخذہ ہوا تو وہ بھی ہلاک کر سکتے ہیں۔''

تخریج: الصحيحة ٣٨٩۔ احمد (۵/ ۳۳۱)' الرويانى (۱۰۶۵)' طبرانى فى الكبير (۵۸۷۲)' والاوسط (۷۳۱۹)

فوائد: آپ ﷺ نے مثال کے ذریعے اپنا مقصود واضح کر دیا ہے کہ پوری زندگی کے معمولی معمولی گناہ جمع ہو کر انسان کی ہلاکت

کا سامان پیدا کر سکتے ہیں۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ کی ہر قسم کی نافرمانی سے اجتناب کرنا چاہیے۔ مومن و مسلمان کی نگاہ اس حقیقت کو بھانپنے کی کوشش کرے کہ اللہ تعالیٰ کی معصیت سے بچنا چاہیے، قطع نظر اس سے کہ وہ صغیرہ گناہ ہو یا کبیرہ۔

مالك ما انفقت فى سبيل الله

١٣٥٤۔عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ،قَالَ:قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اَيُّكُمْ مَالُ وَارِثِهٖ اَحَبُّ اِلَيْهِ مِنْ مَّالِهٖ؟ قَالُوْا! يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا مِنَّا مِنْ اَحَدٍ اِلَّا مَالُهٗ اَحَبُّ اِلَيْهِ مِنْ مَّالِ وَارِثِهٖ، قَالَ:اِعْلَمُوْا اَنَّهٗ لَيْسَ مِنْكُمْ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا مَالُ وَارِثِهٖ اَحَبُّ اِلَيْهِ مِنْ مَّالِهٖ، مَالُكَ مَا قَدَّمْتَ، وَمَالُ وَارِثِكَ مَا اَخَّرْتَ)) [الصحيحة:١٤٨٦]

تیرا مال وہی ہے جو تو نے اللہ کی راہ میں خرچ کر دیا

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے کون ہے جسے اپنے وارث کا مال اپنے مال سے زیادہ محبوب ہو؟“ صحابہ نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! ہم میں سے ہر شخص کو اپنے وارث کی بہ نسبت اپنا ہی مال سب سے زیادہ محبوب ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”جان لو! تم میں سے ہر ایک کو وارث کے مال کی بہ نسبت اپنا مال زیادہ محبوب ہے۔ (یاد رکھو کہ) تمہارا مال تو وہ ہے جو تم نے (صدقہ و خیرات کر کے) آگے بھیج دیا اور تمہارے وارث کا مال وہ ہے جو پیچھے چھوڑ جاؤ گے۔“

تخریج: الصحیحة ١٤٨٦۔ نسائی (٣٦٤٢)، احمد (١/ ٣٨٢)، الادب المفرد (١٥٣)، بخاری (٦٤٤٢) مختصرا

فوائد: انسان اپنی زندگی میں اپنے مال کا جو حصہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کرتا ہے وہی اس کا اصل سرمایہ ہے۔ جو اللہ تعالیٰ نے اس سے بطورِ قرضہ وصول کیا ہے اور مرنے کے بعد اسے چکا دے گا۔ باقی مال اس کے ورثا کا ہے، جو وہ اس کے مرنے کے بعد آپس میں تقسیم کر لیں گے۔

باب: المهلكات والمنجيات

١٣٥٥۔قَالَ ﷺ: ((ثَلَاثٌ مُهْلِكَاتٌ، وَثَلَاثٌ مُنْجِيَاتٌ، فَقَالَ: ثَلَاثٌ مُهْلِكَاتٌ: شُحٌّ مُطَاعٌ وَهَوًى مُتَّبَعٌ،وَاِعْجَابُ الْمَرْءِ بِنَفْسِهٖ، وَثَلَاثٌ مُنْجِيَاتٌ: خَشْيَةُ اللّٰهِ فِي السِّرِّ وَالْعَلَانِيَةِ، وَالْقَصْدُ فِي الْفَقْرِ وَالْغِنٰى، وَالْعَدْلُ فِي الْغَضَبِ وَالرِّضَا)) رُوِيَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، وَعَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ،وَاَبِيْ هُرَيْرَةَ، وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ اَوْفٰي، وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ۔

[الصحيحة:١٨٠٢]

باب: ہلاک کرنے والی اور نجات دینے والی

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تین (برائیاں) ہلاک کرنے والی اور تین (نیکیاں) نجات دینے والی ہیں۔ تین ہلاک کر دینے والی برائیاں یہ ہیں: بخل جس کی پیروی کی جائے، خواہشِ نفس جس کے پیچھے چلا جائے اور بڑائی خور ہونا۔ تین نجات دینے والی نیکیاں یہ ہیں: خلوت و جلوت میں اللہ تعالیٰ کی خشیت، فقر و غنی میں میانہ روی، غضب و رضا میں عدل۔“ یہ حدیث سیدنا انس بن مالک، سیدنا عبداللہ بن عباس، سیدنا ابو ہریرہ، سیدنا عبداللہ بن ابو اوفی اور سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم سے مروی ہے۔

تخریج: الصحیحة ۱۸۰۲۔ (۱) انس: البزار (الکشف : ۸۰)' قضاعی فی مسند الشهاب (۳۲۵)' (۲) ابن عباس: البزار (۸۲)' ابونعیم فی الحلیة (۳/ ۲۱۹)' (۳) ابوهریرة: بیهقی فی الشعب (۷۲۵۲)' (۴) ابن ابی اوفی: البزار (۸۳)' (۵) ابن عمر رضی اللہ عنہ طبرانی فی الاوسط (۵۷۵۰)

اکل بالید

ہاتھ کے ساتھ کھانے کے بارے میں

۱۳۵۶۔عَنْ خَوْلَةَ بِنْتِ قَيْسِ بْنِ فَهْدٍ الْأَنْصَارِيَّةِ مِنْ بَنِي النَّجَّارِ، قَالَتْ: ((جَاءَ نَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمًا...... فَقَدَّمْتُ إِلَيْهِ بُرْمَةً فِيهَا خُبْزَةٌ أَوْ جَرِيرَةٌ، فَوَضَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَدَهُ فِي الْبُرْمَةِ لِيَأْكُلَ، فَاحْتَرَقَتْ أَصَابِعُهُ، فَقَالَ: حَسِّ، ثُمَّ قَالَ: ((ابْنُ آدَمَ إِنْ أَصَابَهُ الْبَرْدُ قَالَ: حَسِّ، وَإِنْ أَصَابَهُ الْحَرُّ قَالَ حَسِّ))

سیدہ خولہ بنت قیس بن فہد انصاریہ رضی اللہ عنہا جو بنونجار سے تھیں، کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک دن تشریف لائے، میں نے ہانڈی پیش کی جس میں روٹی یا (ایک مخصوص) حلوا تھا، رسول اللہ نے کھانے کے لئے ہانڈی میں اپنا ہاتھ ڈالا، آپ کی انگلیاں جلنے لگیں، جس کی وجہ سے آپ نے ''ہائے'' کہا اور پھر فرمایا: ''جب ابن آدم کو کوئی چیز ٹھنڈی محسوس ہوتی ہے تو وہ ہائے کرتا ہے اور جب کوئی چیز گرم محسوس کرتا ہے تو بھی ہائے کرتا ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۱۵۷۸۔ احمد (۶/ ۴۱۰)' طبرانی فی الکبیر (۲۴/ ۲۳۲)

فضیلة الجماعة

اجتماعیت کی فضیلت

۱۳۵۷۔عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((اَلْجَمَاعَةُ رَحْمَةٌ، وَالْفُرْقَةُ عَذَابٌ))
[الصحيحة: ٦٦٧]

سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جماعت (کی زندگی) رحمت ہے اور افتراق (کی زندگی) عذاب ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۶۶۷۔ عبد الله بن احمد فی الزوائد (۴/ ۲۷۸)' قضاعی فی مسند الشهاب (۱۵)' بیهقی فی الشعب (۹۱۱۹)

فوائد: نبی کریم ﷺ نے جماعت سے منسلک رہنے کی تلقین کی ہے، وہ جماعت نماز کی جماعت کی صورت میں ہو یا مسلمانوں کی جماعت کی صورت میں۔ اسلام میں مستقل طور پر علیحدہ پسندی اور خلوت کی کوئی گنجائش نہیں۔ مسلمان کو چاہئے کہ وہ مسلمان معاشرے میں مل جل کر رہے، لوگ ایک دوسرے کی اصلاح کریں اور ایک دوسرے کی خوشی غمی میں شریک ہوں۔ سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ حدیث، جس میں نماز باجماعت کا ذکر ہے، میں آپ ﷺ نے فرمایا: (فعليكم بالجماعة' فانما ياكل الذئب من الغنم القاصية.) [ابوداود' نسائی] یعنی: تم جماعت کو لازم پکڑو، کیونکہ بھیڑیا اس بکری کو کھا جاتا ہے جو (ریوڑ سے علیحدہ ہو کر) دور چلی جاتی ہے۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (من خرج من الطاعة وفارق الجماعة فمات مات ميتة جاهلية.) [مسلم] یعنی: جس آدمی نے (امیر کی) اطاعت ترک کر دی اور جماعت سے علیحدہ ہو گیا اور اسی حالت میں مر گیا تو وہ جاہلیت کی موت مرا۔

حلوة الدنيا مرة الآخرة

دنیا کی مٹھاس آخرت کی کڑواہٹ ہے

١٣٥٨۔عَنْ اَبِيْ عُبَيْدِ الْحَضْرَمِيِّ۔ يَعْنِيْ: شُرَيْحًا۔ اِنَّ اَبَا مَالِكِ الْاَشْعَرِيَّ لَمَّا حَضَرَتْهُ الْوَفَاةُ قَالَ: يَا مَعْشَرَ الْاَشْعَرِيِّيْنَ! لِيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ مِنْكُمُ الْغَائِبَ، اِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((حُلْوَةُ الدُّنْيَا مُرَّةُ الْاٰخِرَةِ، وَمُرَّةُ الدُّنْيَا حُلْوَةُ الْاٰخِرَةِ)) [الصحيحة:١٨١٧]

ابوعبید شریح حضرمی سے روایت ہے کہ جب سیدنا ابو مالک اشعری ﷛ کی وفات کا وقت قریب آیا تو انھوں نے کہا: اے اشعریوں کی جماعت! موجودہ لوگ غیر حاضر لوگوں کی میری یہ بات پہنچا دیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”دنیا کی لذت آخرت کی کڑواہٹ ہے اور دنیا کی تلخی آخرت کی لذت و شیری ہے۔“

تخریج: الصحیحۃ ۱۸۱۷۔ احمد (۵/ ۳۴۲)، حاکم (۴/ ۳۱۰)، بیہقی فی الشعب (۱۰۳۳۶)

فوائد: حقیقت میں اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی فرمانبرداری میں آخرت میں تو کجا، دنیا میں بھی لذت ہی لذت اور حلاوت ہی حلاوت ہے۔لیکن عام لوگ جن پر نیکی کرنا اور برائی ترک کرنا گراں گزرتا ہے، انھیں سمجھانے کے لئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ لوگ اپنے ذہن کے مطابق جس چیز کو کڑوا اور کٹھن سمجھتے ہیں، حقیقت میں وہی ان کی سعادت کی علامت ہوگی اور جو چیز زیادہ مرغوب اور پسندیدہ لگے، لیکن بندے کی آخرت کے لئے مضر ہو تو اسے ترک کرنے میں اگرچہ تکلیف ہوگی، لیکن یہ تکلیف کئی رحمتوں کا سبب بنے گی۔

بيان صفات الله

اللہ کی صفات کا بیان

١٣٥٩۔عَنْ رَجُلٍ مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((قَالَ اللّٰهُ .تَعَالٰى. يَا ابْنَ آدَمَ، قُمْ اِلَيَّ اَمْشِ اِلَيْكَ، وَامْشِ اِلَيَّ اُهَرْوِلُ اِلَيْكَ)) [الصحيحة: ٢٢٨٧]

ایک صحابی رسول بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے کہا: اے ابن آدم! تو میرے لئے کھڑا ہو میں تیری طرف چل کر آؤں گا اور اگر تو میری طرف چل پڑے تو میں تیری طرف دوڑ کر آؤں گا۔“

تخریج: الصحیحۃ ۲۲۸۷۔ احمد (۳/ ۴۷۸)، ولہ شاھد عند البخاری (۷۴۰۵)، و مسلم (۲۶۷۵)، وغیرھما من حدیث ابو ھریرۃ ﷛

فوائد: ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿فَاِنَّ اللّٰهَ شَاكِرٌ عَلِيْمٌ﴾ [سورۂ بقرہ: ۱۵۸] یعنی: ”پس بیشک اللہ تعالیٰ قدر دان اور علم والا ہے۔“ اس حدیث میں اللہ تعالیٰ کی اسی صفت کا بیان ہے کہ وہ بندے کی کوشش و کاوش اور تگ و دو کی بڑی قدر کرتا ہے۔

فضائل الذكر

ذکر کے فضائل

١٣٦٠۔عَنْ اَنَسٍ مَرْفُوْعًا: ((قَالَ اللّٰهُ .عَزَّوَجَلَّ. عَبْدِيْ! اَنَا عِنْدَ ظَنِّكَ بِيْ، وَاَنَا مَعَكَ اِذَا ذَكَرْتَنِيْ)). [الصحيحة:٢٠١٢]

سیدنا انس ﷛ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ عزوجل نے کہا: اے میرے بندے! میرے بارے میں جو تیرا گمان ہوگا، میں اسی کے مطابق تجھ سے پیش آؤں گا اور جب تو میرا ذکر کرے گا تو میں تیرے ساتھ ہوں گا۔“

تخریج: الصحیحۃ ۲۰۱۲۔ حاکم (۱/ ۴۹۷)' احمد (۳/ ۲۱۰' ۲۷۷)' ابویعلی (۳۲۳۲)' من طریق آخر بمعناہ

فوائد: بندہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں جو گمان رکھتا ہے' اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ وہی سلوک کرتا ہے' اگر کوئی اچھا ظن رکھے گا تو اللہ تعالیٰ بھی اس کے بارے اچھا ظن رکھے گا۔ اللہ تعالیٰ سات آسمانوں کے اوپر عرشِ معلّٰی پر جلوہ افروز ہے' لیکن اپنے علم' سمع' بصر' قدرت اور طاقت کے اعتبار سے گویا کہ وہ ہر جگہ موجود ہے۔ اس کی معیت کی دو اقسام ہیں: (۱) معیت عامہ: جو مسلم و غیر مسلم کو شامل ہے اور (۲) معیتِ خاصہ: جو پرہیزگار اور متقی لوگوں کو نصیب ہوتی ہے۔ اللہ رب العزت ہمیں بھی معیت خاصہ نصیب فرمائے۔

لا یجمع علی العبد خوفین و امنین

بندے پر دو خوف اور دو امن جمع نہیں کیے جاتے

۱۳۶۱۔عَنْ شَدَّادِ بْنِ اَوْسٍ،اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِﷺ قَالَ: ((قَالَ اللّٰهُ.عَزَّوَجَلَّ. وَعِزَّتِيْ لَا اَجْمَعُ لِعَبْدِيْ اَمْنَيْنِ وَلَا خَوْفَيْنِ، اِنْ هُوَ اَمِنَنِيْ فِي الدُّنْيَا اَخَفْتُهُ يَوْمَ اَجْمَعُ فِيْهِ عِبَادِيْ وَاِنْ هُوَ خَافَنِيْ فِي الدُّنْيَا اَمَّنْتُهُ يَوْمَ اَجْمَعُ فِيْهِ عِبَادِيْ)) [الصحيحة:٧٤٢]

سیدنا شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے فرمایا: مجھے میری عزت کی قسم! میں اپنے بندے پر دو امن اور دو خوف جمع نہیں کرتا۔ یعنی اگر میرا بندہ دنیا میں مجھ سے امن میں رہا تو میں اسے بندوں کے حشر والے دن ڈراؤں گا اور اگر وہ دنیا میں مجھ سے ڈر گیا تو لوگوں کے جمع ہونے والے دن اسے امن عطا کروں گا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۷۴۲۔ ابونعیم فی الحلیۃ (۶/ ۹۸)' ابن المبارک فی الزھد (۱۵۷)' مرسلاً

باب الذم من قال لا یغفر لفلان

جس نے کہا کہ فلاں کو معاف نہیں کیا جائے گا' اس کی مذمت

۱۳۶۲۔عَنْ جُنْدُبٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِﷺ ((قَالَ: رَجُلٌ: وَاللّٰهِ لَا يَغْفِرُ اللّٰهُ لِفُلَانٍ، فَقَالَ اللّٰهُ: مَنْ ذَاالَّذِيْ يَتَاَلّٰى عَلَيَّ اَنْ لَّا اَغْفِرَ لِفُلَانٍ؟فَاِنِّيْ قَدْ غَفَرْتُ لِفُلَانٍ، وَاَحْبَطْتُ عَمَلَكَ)) [الصحيحة:٢٠١٤]

سیدنا جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایک آدمی نے کہا: اللہ کی قسم! اللہ فلاں آدمی کو نہیں بخشے گا۔ اللہ تعالیٰ نے کہا: کون ہے جو مجھ پر قسم اٹھاتا ہے کہ میں فلاں کو نہیں بخشوں گا۔ میں نے اس کو بخش دیا اور (اے قسم اٹھانے والے!) تیرے اعمال ضائع کر دیے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۰۱۴۔ مسلم (۲۶۲۱)' طبرانی فی الکبیر (۱۶۷۹)

فوائد: شرعی قانون یہ ہے کہ کسی کی ظاہری حالت کو ملحوظ خاطر رکھ کر اس پر مسلم یا غیر مسلم ہونے کا حکم دیا جائے۔ نیز اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی تعیین کے بغیر کسی مخصوص آدمی کو جنتی یا جہنمی نہیں کہا جا سکتا اور نہ کسی کے بارے میں یہ فیصلہ کیا جا سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ فلاں آدمی کو کسی صورت میں نہیں بخشے گا اور فلاں کو ہر صورت میں معاف کر دے گا۔ ظاہری نیک اور بد اعمال کو دیکھ کر کسی کو مسلمان' مومن' فاسق' فاجر' کافر' مشرک اور بدعتی تو کہا جا سکتا ہے لیکن کسی کے بارے میں تعیین کے ساتھ جنت و جہنم کا فیصلہ نہیں کیا جا سکتا۔

باب: من قصة غرق فرعون

باب: فرعون کے ڈوبنے کا قصہ

۱۳۶۳ـ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ،قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((قَالَ لِيْ جِبْرِيْلُ: لَوْرَأَيْتَنِيْ وَأَنَا آخُذُ مِنْ حَالِ الْبَحْرِ فَأَدُسُّهُ فِيْ فَمِ فِرْعَوْنَ مَخَافَةَ اَنْ تُدْرِكَهُ الرَّحْمَةُ)) [الصحيحة:٢٠١٥]

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جبریل نے مجھے کہا: کاش آپ مجھے اس وقت دیکھتے جب میں سمندر کی کالی مٹی لے کر فرعون کے منہ میں ٹھونس رہا تھا' اس ڈر سے کہ کہیں اس کو رحمت پا نہ لے۔“

تخریج: الصحیحة ۲۰۱۵- طیالسی (۲۶۱۸)' ترمذی (۳۱۰۷)' احمد (۱/ ۲۴۰'۳۴۰)

فوائد: برے لوگوں کا انجام بھی برا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا عمومی قانون یہ ہے کہ جو آدمی جس انداز میں زندگی گزارتا ہے' اسی انداز میں اس کو موت آتی ہے۔ سجدوں میں ان لوگوں کی روحیں پرواز کر گئیں جو اپنے زندگی میں کثرت سے سجدے کرنے کے عادی تھے اور برائی کی حالت میں ان لوگوں کو موت قبول کرنا پڑی جو برائیوں کے دلدادہ تھے۔ فرعون کی زندگی بغاوت اور سرکشی کی سنگین مثالوں سے بھری ہوئی تھی' پھر اسی کے مطابق ہی انجام ہونا تھا۔

عدم الصبر بموجب الذنب

صبر کا نہ ہونا گناہ کا موجب ہے

۱۳٦٤ـ عَنْ عَائِشَةَ،قَالَتْ:قَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((قُتْلُ الصَّبْرِ لَا يَمُرُّ بِذَنْبٍ اِلَّا حَمَاهُ))

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”عدمِ صبر ہر گناہ کی حفاظت کرتا ہے۔“

تخریج: الصحیحة ۲۰۱۶- البزار (الکشف: ۱۵۳۵)' ابو الشیخ فی الطبقات (۳۶۱)' وابونعیم فی اخبار اصبھان ۲/ ۳۰۶'۱۹۱)

فوائد: صبر کی تین قسمیں ہیں: (۱) بیماریوں پر صبر کرنا' (۲) اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنے پر صبر کرنا اور (۳) برائیوں سے بچنے پر صبر کرنا۔ اگر کوئی مسلمان صبر کی صفت سے ہی فارغ ہو جائے مذکورہ تین صورتوں میں وہ کیا کرے گا' پہلی صورت میں واویلا اور چیخ و پکار کرے گا' دوسری صورت میں نیکیوں کے کام ترک کر دے گا اور تیسری صورت میں گناہ کرے گا۔ معلوم ہوا عدمِ صبر آدمی کے برا ہونے میں ہر قسم کا تعاون کرتا ہے۔

اهمية الضعفاء عند النبي ﷺ

نبی ﷺ کے ہاں کمزوروں کا مقام

۱۳٦٥ـ عَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ،عَنْ اَبِيْهِ مَرْفُوْعًا: ((كَانَ ﷺ يَأْتِيْ ضُعَفَاءَ الْمُسْلِمِيْنَ، وَيَزُوْرُهُمْ، وَيَعُوْدُ مَرْضَاهُمْ، وَيَشْهَدُ جَنَائِزَهُمْ))

ابوامامہ بن سہل بن حنیف اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کمزور مسلمانوں کے پاس جاتے' ان کی زیارت کرتے' ان کے مریضوں کی تیمار داری کرتے اور ان کے جنازوں میں حاضر ہوتے۔“

تخریج: الصحیحة ۲۱۱۲- حاکم (۲/ ۴۶۶)' بیھقی فی الشعب (۹۴۴۶)' ابن ابی شیبة (۳/ ۲۷۶' ۲۷۷)' وفی مسندہ (۵۸)' طبرانی (۵۵۸۶)' بمعناہ مطولاً

فوائد: بے سہارا و بے آسرا' غریب و نادار اور معاشرے کے بے وقعت و بے اہمیت لوگ آپ ﷺ کا دست و بازو بنے' اس لئے

آپ ﷺ نے بھی ان کی قدر کی، ان کی دلجوئی کی اور زندگی کے ہر موڑ پر ان کے ساتھ ہر قسم کی ہمدردی و خیر خواہی کا ثبوت دیا۔ جب مشرک سرداروں اور وڈیروں نے آپ ﷺ کو طعنہ دیا یا مطالبہ کیا کہ آپ کے اردگرد تو فقراء و مساکین و غرباء لوگوں کا ہجوم لگا رہتا ہے، ان کو اپنی مجلس میں نہ آنے دو تو ہم آپ کی بات سننے پر آمادہ ہو سکتے ہیں، اس پر اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو حکم دیا: ﴿ولاتطرد الذین یدعون ربھم بالغدٰوۃ والعشی یریدون وجھہ ماعلیك من حسابھم من شیء و ما من حسابك علیھم من شیء فتطردھم فتکون من الظالمین﴾ [سورۂ انعام: ۵۲] یعنی: ''(اے محمد ﷺ) ان لوگوں کو (اپنی مجلس سے) نہ نکالیے جو صبح و شام اپنے پروردگار کی عبادت کرتے ہیں، خاص اسی اللہ کی رضامندی کا قصد رکھتے ہیں۔ ان کا حساب ذرا بھی آپ کے متعلق نہیں اور آپ کا حساب ذرا بھی ان کے متعلق نہیں کہ آپ کو نکال دیں۔ ورنہ آپ ظلم کرنے والوں میں سے ہو جائیں گے۔''

جزاء انتہاك المحارم اللہ

۱۳۶۶۔ عَنْ ثَوْبَانَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّهُ قَالَ: ((لَاَعْلَمَنَّ اَقْوَامًا مِنْ اُمَّتِي يَاْتُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِحَسَنَاتٍ اَمْثَالِ جِبَالِ تِهَامَةَ، بِيْضًا،فَيَجْعَلُهَا اللّٰهُ هَبَاءً مَّنْثُوْرًا۔قَالَ ثَوْبَانُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! صِفْهُمْ لَنَا،جَلِّهِمْ لَنَا، اَنْ لَّانَكُوْنَ مِنْهُمْ وَنَحْنُ لَانَعْلَمُ ۔قَالَ: اَمَا اِنَّهُمْ اِخْوَانُكُمْ، وَمِنْ جِلْدَتِكُمْ، وَيَاْخُذُوْنَ مِنَ اللَّيْلِ كَمَا تَاْخُذُوْنَ، وَلٰكِنَّهُمْ اَقْوَامٌ اِذَا خَلَوْا بِمَحَارِمِ اللّٰهِ اِنْتَهَكُوْهَا)) [الصحيحة: ۵۰۵]

اللہ تعالیٰ کے محارم کو توڑنے کی سزا

سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''میں اپنی امت کے ان لوگوں کو جانتا ہوں جو روزِ قیامت تہامہ پہاڑوں کی مثل (ڈھیروں) نیکیاں لے کر آئیں گے، لیکن اللہ تعالیٰ ان نیکیوں کو فضا میں پھیلے ہوئے غبار کے باریک ریزوں کی طرح کر دے گا۔'' ثوبان نے کہا: اے اللہ کے رسول! ایسے لوگوں کی صفات بیان فرمائیے، ان کی ذرا وضاحت فرمائیے، کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم لاعلمی میں ان کی صف میں کھڑے ہو جائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''خبردار! وہ تمھارے ہی بھائی ہوں گے، تمھاری ہی نسل سے ہوں گے، رات کو تمھاری طرح قیام کرنے والے ہوں گے، (بس ان کی خرابی یہ ہو گی کہ) کہ خلوتوں میں اللہ تعالیٰ کے حرام کردہ امور پھلانگ جانے والے ہوں گے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۵۰۵۔ ابن ماجہ (۴۲۴۵)، طبرانی فی الصغیر (۱/ ۲۳۷)، والشامیین (۶۸۰)

فوائد: کامیاب وہی ہے جس کا ظاہر و باطن اور جس کی جلوت و خلوت ایک ہو۔ جو نیکی و برائی کے سلسلے ماحول سے متأثر ہونے والا نہ ہو۔ جو جلوتوں کی بہ نسبت خلوتوں میں اللہ تعالیٰ کی زیادہ اطاعت کرنے والا ہو۔ لیکن اگر کوئی فرد اس کے برعکس ظاہر کو تو پاک کرنے کی کوشش کرتا ہے، لیکن باطن کی کوئی پروا نہیں کرتا، لوگوں کے سامنے اپنے آپ کو نیک ظاہر کرنے کی کوشش کرتا ہے، لیکن خلوتوں میں اللہ تعالیٰ کا کوئی لحاظ نہیں کرتا، تو شاید وہ دنیا میں عزت پا لے لیکن آخرت میں اس کا ذلت سے بچنا دشوار ہو گا۔

اتباع من کانوا خلوا

۱۳۶۷۔عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مَرْفُوْعًا: ((لَتَرْكَبُنَّ

ان کی پیروی کرنا کہ جو گزر چکے ہیں

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے

سَنَنَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ شِبْرًا بِشِبْرٍ، وَذِرَاعًا بِذِرَاعٍ، وَبَاعًا بِبَاعٍ، حَتّٰى لَوْ اَنَّ اَحَدَهُمْ دَخَلَ جُحْرَ ضَبٍّ دَخَلْتُمْ، وَحَتّٰى لَوْ اَنَّ اَحَدَهُمْ ضَاجَعَ اُمَّهٗ فِي الطَّرِيْقِ لَفَعَلْتُمْ))

[الصحيحة:١٣٤٨]

فرمایا: ''تم ضرور پہلی امتوں کے طریقوں پر چلو گے' بالشت کے بدلے بالشت' ہاتھ کے بدلے ہاتھ اور دو ہاتھ کے پھیلاؤ کے بدلے دو ہاتھ کا پھیلاؤ (یعنی ہو بہو ان کے نقشِ قدم پر چلو گے)' یہاں تک کہ اگر ان میں سے کوئی گوہ کے بل میں داخل ہوا تو تم بھی ایسا کرو گے اور ان میں سے کسی نے اپنے ماں سے علانیہ زنا کیا تو تم بھی کرو گے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۳۴۸۔ دولابی فی الکنی (۲/ ۳۰)' حاکم (۴/ ۳۵۵)' البزار (الکشف : ۳۲۸۵)

من قام عليه الحد فقد غفر له

١٣٦٨ـ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَائِلٍ الْكِنْدِيِّ، عَنْ اَبِيْهِ: اَنَّ امْرَاَةً خَرَجَتْ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ تُرِيْدُ الصَّلَاةَ، فَتَلَقَّاهَا رَجُلٌ فَتَجَلَّلَهَا، فَقَضٰى حَاجَتَهٗ مِنْهَا، فَصَاحَتْ، فَانْطَلَقَ، وَمَرَّبِهَا رَجُلٌ فَقَالَتْ: اِنَّ ذٰلِكَ الرَّجُلَ فَعَلَ بِيْ كَذَاوَ كَذَا۔ وَمَرَّتْ بِعِصَابَةٍ مِّنَ الْمُهَاجِرِيْنَ فَقَالَتْ: اِنَّ ذَاكَ الرَّجُلَ فَعَلَ بِيْ كَذَاوَكَذَا۔ فَانْطَلَقُوْا فَاَخَذُوا الرَّجُلَ الَّذِيْ ظَنَّتْ اَنَّهٗ وَقَعَ عَلَيْهَا، فَاَتَوْهَا، فَقَالَتْ: نَعَمْ هُوَهٰذَا ...... فَاَتَوْا بِهٖ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، فَلَمَّا اَمَرَبِهٖ لِيُرْجَمَ، قَامَ صَاحِبُهَا الَّذِيْ وَقَعَ عَلَيْهَا فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اَنَا صَاحِبُهَا، فَقَالَ لَهَا: ((اذْهَبِيْ فَقَدْ غَفَرَ اللّٰهُ لَكِ)) وَقَالَ لِلرَّجُلِ قَوْلًا حَسَنًا، وَقَالَ لِلرَّجُلِ الَّذِيْ وَقَعَ عَلَيْهَا: ((ارْجُمُوْهُ)). وَقَالَ: ((لَقَدْ تَابَ تَوْبَةً لَوْ تَابَهَا اَهْلُ الْمَدِيْنَةِ لَقُبِلَ مِنْهُمْ)) [الصحيحة:٩٠٠]

جس پر حد قائم ہوگئی تو اس کو معاف کر دیا گیا

علقمہ بن وائل کندی اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ایک عورت نماز کے ارادے سے (گھر سے) نکلی' اسے راستے میں ایک آدمی ملا' اس نے اسے گرا دیا اور بدکاری کی۔ وہ چیخ و پکار کرنے لگی' وہ آدمی چل دیا۔ (اتنے میں) اس کے پاس سے ایک اور آدمی گزرا۔ اس نے اسے بتایا کہ اس آدمی نے میرے ساتھ بدکاری کی ہے۔ پھر وہ مہاجرین کی ایک جماعت کے پاس سے گزری اور انھیں بتایا کہ فلاں آدمی نے میرے ساتھ ایسے ایسے کیا ہے۔ وہ گئے اور اس آدمی کو پکڑ کر اس عورت کے سامنے لے آئے۔ اس نے کہا کہ واقعی یہی آدمی ہے ...... وہ اسے رسول اللہ ﷺ کے پاس لے آئے۔ جب آپ ﷺ نے اسے سنگسار کرنے کا حکم دیا تو ایک دوسرا آدمی' جو درحقیقت مجرم تھا' اٹھا اور کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! (اس نے نہیں) میں نے اس سے بدکاری کی ہے۔ آپ ﷺ نے اس عورت سے فرمایا: ''تو چلی جا' اللہ تعالیٰ نے تجھے معاف کر دیا ہے۔'' پھر سابقہ آدمی کے بارے میں کلمۂ خیر کہا اور دوسرے زانی آدمی کے بارے میں فرمایا: ''اس کو رجم (سنگسار) کر دو۔'' اور فرمایا: ''اس اقرار کرنے والے آدمی نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر اہل مدینہ اتنی توبہ کر لیں تو ان سے قبول کی جائے گی۔''

تخریج: الصحیحۃ ۹۰۰۔ ابو داود (۴۳۷۹)' ترمذی (۱۴۵۴)' احمد (۶/ ۳۹۹)

فوائد: انسان سے بتقاضۂ بشریت غلطی ہو جاتی ہے' بہر حال اس غلطی پر مصر رہنا اسے قطعی طور پر زیب نہیں دیتا۔ اسے چاہئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے اصولوں کے مطابق اپنی غلطی کا ازالہ کرے۔ جب صحابیٔ رسول نے یہی انداز اختیار کیا اور اپنی آخرت سنوارنے کا سوچا تو محمد رسول اللہ ﷺ نے یہ مژدہ سنایا کہ اللہ تعالیٰ نے اس بندے کے اعترافِ جرم کے بدلے اس پر وہ رحمت نچھاور کی ہے کہ اگر وہ مدینہ کے تمام لوگوں پر تقسیم کی جاتی تو وہ بھی بخش دیے جاتے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿والذین اذا فعلوا فاحشۃ او ظلموا انفسھم ذکروا اللہ فاستغفروا لذنوبھم ومن یغفر الذبوب الا اللہ ولم یصروا علی ما فعلوا وھم یعلمون﴾ [سورۃ آل عمران: ۱۳۵] یعنی: ''(جنت ان لوگوں کے لئے ہے کہ) جن سے جب کوئی ناشائستہ کام ہو جائے یا کوئی گناہ کر بیٹھیں تو فوراً اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں اور اپنے گناہوں کے لیے استغفار کرتے ہیں، فی الواقع اللہ تعالیٰ کے سوا اور کون گناہوں کو بخش سکتا ہے اور وہ لوگ باوجود علم کے کسی برے کام پر اڑ نہیں جاتے۔''

باب: اجر سقی الحیوان

باب: جانداروں کو پانی پلانے کا اجر

۱۳۶۹۔عَنْ سُرَاقَةَ قَالَ: اَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بِالْجِعِرَّانَةِ فَلَمْ اَدْرِ مَا اَسْاَلُهُ عَنْهُ فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنِّي اَمْلَأُ حَوْضِي اَنْتَظِرُ ظَهْرِي يَرِدُ عَلَيَّ فَتَجِيْءُ الْبَهْمَةُ فَتَشْرَبُ، فَهَلْ فِي ذٰلِكَ مِنْ اَجْرٍ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لَكَ فِي كُلِّ كَبِدٍ حَرّٰي اَجْرٌ)) [الصحیحۃ:۲۱۵۲]

سیدنا سراقہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا' جبکہ وہ جعرانہ میں تھے' مجھے سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ میں اس کے بارے میں کیسے سوال کروں۔ (بالآخر) کہا: اے اللہ کے رسول! میں اپنا حوض بھر کر اپنی سواریوں کے آنے کا انتظار کر رہا ہوتا ہوں کہ بکری یا بھیڑ کے بچے وہ پانی پی جاتے ہیں' کیا مجھے اس کا اجر ملے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''(ہاں) ہر تر جگر والے (جاندار کی خدمت اور دیکھ بھال) میں اجر ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۱۵۲۔ حمیدی (۹۰۲)' قضاعی فی مسند الشھاب (۱۱۲)' احمد (۴/ ۱۷۵)' ابن ماجہ (۳۶۸۶)

فوائد: ہر ذی روح اور جاندار کی خدمت میں انسانیت کی سعادت ہے۔ بنو اسرائیل کی بدکار عورت کو پیاسے کتے پر ترس کھانے اور اسے پانی پلانے کی وجہ سے بخش دیا گیا۔ [بخاری' مسلم] سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو مسلمان بھی کوئی درخت لگاتا ہے' تو اس سے جتنا حصہ کھا لیا جاتا ہے' وہ اس کے لئے صدقہ ہے' جو کوئی اس سے چرا لے جائے' وہ بھی صدقہ ہے اور جو کوئی اسے نقصان پہنچائے وہ بھی اس کے لئے صدقہ ہے۔ [مسلم]

باب سعۃ التوبۃ

توبہ کی وسعت کا بیان

۱۳۷۰۔عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعًا: ((لَوْ اَخْطَاْتُمْ حَتّٰى تَبْلُغَ خَطَايَاكُمُ السَّمَاءَ ثُمَّ تُبْتُمْ، لَتَابَ عَلَيْكُمْ)) [الصحیحۃ: ۹۰۳]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تم گناہ کرتے رہو' یہاں تک کہ وہ آسمان کی بلندیوں کو چھونے لگیں اور پھر توبہ کرو تو وہ (اللہ) تمھاری توبہ قبول کر لے گا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۹۰۳۔ ابن ماجہ (۴۲۴۸)

ليصيبن الرجل رزقه ما قدر له

جو مقدر ہے آدمی کو وہ رزق ضرور ملے گا

۱۳۷۱۔عَنْ جَابِرٍ مَرْفُوْعًا: ((لَوْ اَنَّ ابْنَ آدَمَ هَرَبَ مِنْ رِزْقِهِ كَمَا يَهْرُبُ مِنَ الْمَوْتِ،لَاَدْرَكَهُ رِزْقُهُ كَمَا يُدْرِكُهُ الْمَوْتُ))

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر ابن آدم اپنے رزق سے یوں بھاگے جیسے وہ موت سے بھاگتا ہے تو اس کا رزق اسے یوں پائے گا جیسے اسے موت پا لیتی ہے۔''

تخريج: الصحيحة ۹۵۲۔ ابونعيم فى الحلية (۷/ ۹۰، ۲۴۶) ابن عساكر (۵/ ۱۴۳)

تحقير الاعمال بنعمة الله

اللہ کی نعمت کے مقابلہ میں اعمال حقیر ہیں

۱۳۷۲۔عَنْ عُتْبَةَ بْنِ عَبْدٍ، قَالَ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَوْ اَنَّ رَجُلًا يُجَرُّ عَلٰى وَجْهِهٖ مِنْ يَوْمٍ وُلِدَ اِلٰى يَوْمٍ يَمُوْتُ هَرِمًا فِيْ مَرْضَاةِ اللّٰهِ .عَزَّوَجَلَّ. لَحَقَّرَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ))

سیدنا عتبہ بن عبد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر ایک آدمی اپنے یومِ ولادت سے انتہائی عمر رسیدگی میں موت والے دن تک اللہ کی اطاعت کرتے ہوئے چہرے کے بل گھسٹتا رہے تو وہ روزِ قیامت اس (مشکل اور کٹھن) عمل کو حقیر سمجھے گا۔''

تخريج: الصحيحة ۴۴۶۔ احمد (۴/ ۱۸۵) بخارى فى التاريخ (۱/ ۱۵) طبرانى فى الكبير (۱۷/ ۱۲۲۔۱۲۳)

باب سعة التوبة

اللہ کی نعمت کے مقابلہ میں اعمال حقیر ہیں

۱۳۷۳۔عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ مَرْفُوْعًا: ((لَوْ اَنَّ الْعِبَادَ لَمْ يُذْنِبُوْا، لَخَلَقَ اللّٰهُ .عَزَّوَجَلَّ. خَلْقًا يُذْنِبُوْنَ ثُمَّ يَغْفِرُ لَهُمْ، وَهُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ)) [الصحيحة:۹٦٧]

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر بندے گناہ نہ کریں تو اللہ عز و جل ایک نئی مخلوق پیدا کر دے گا جو گناہ کرے گی، پھر بخشش طلب کرے گی اور وہ انھیں بخش دے گا اور وہ بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔''

تخريج: الصحيحة ۹۶۷۔ حاكم (۴/ ۲۴۶) ابونعيم فى الحلية (۷/ ۲۰۴)

باب: الاخذ بالاسباب من التوكل

باب: اسباب کو اختیار کرنا توکل سے ہے

۱۳۷٤۔عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ،اَنَّهٗ سَمِعَ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((لَوْ اَنَّكُمْ تَتَوَكَّلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ حَقَّ تَوَكُّلِهٖ، لَرَزَقَكُمْ كَمَا يَرْزُقُ الطَّيْرَ،تَغْدُوْ خِمَاصًا، وَتَرُوْحُ بِطَانًا)) [الصحيحة: ۳۱۰]

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: ''اگر تم اللہ پر اس طرح توکل کرو جیسا کہ اس پر توکل کرنے کا حق ہے تو وہ تمھیں اس طرح روزی دے جیسے پرندوں کو روزی دیتا ہے، جو صبح کو بھوکے نکلتے ہیں اور شام کو شکم سیر ہو کر واپس لوٹتے ہیں۔''

تخريج: الصحيحة ۳۱۰۔ احمد (۱/ ۳۰) ترمذى (۲۳۴۴) ابن ماجه (۴۱۶۴) حاكم (۴/ ۳۱۸)

الاستغفار من الذنوب محبوب

گناہوں سے بخشش طلب کرنا

عند الله

١٣٧٥ـعَنْ اَبِي اَيُّوبَ اَنْصَارِيٍّ مَرْفُوعًا:((لَوْ اَنَّكُمْ لَمْ تَكُنْ لَكُمْ ذُنُوبٌ يَغْفِرُهَا اللّٰهُ لَكُمْ،لَجَاءَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ لَهُمْ ذُنُوبٌ يَغْفِرُهَا لَهُمْ)) [الصحيحة:٩٦٨]

اللہ کو پسند ہے

سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اگر اللہ تعالیٰ کے بخشنے کے لئے تمھارے گناہ نہ ہوئے تو وہ ایسی قوم لے آئے گا، جس کے گناہ ہوں گے اور وہ ان گناہوں کو بخشے گا۔“

تخریج: الصحیحة ۹۶۸- مسلم (۱۰/ ۲۷۴۸)، ریاتی برقم (۱۳۸۰)، من طریق آخر بمعناه فانظره

١٣٧٦ـعَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوعًا: ((لَوْاَنَّكُمْ لَا تُخْطِئُوْنَ لَاَتَى اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُخْطِئُوْنَ يَغْفِرُلَهُمْ)) [الصحيحة:٩٦٩]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اگر تم خطائیں نہ کرو گے تو اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو لائے گا جو خطائیں کریں گے اور وہ انھیں بخشے گا۔“

تخریج: الصحیحة ۹۶۹- حاکم (۴/ ۲۴۶)

الأعمال بالاقتصاد

١٣٧٧ـعَنْ اَنَسٍ :قَالَ اَصْحَابُ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم:يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّا كُنَّا عِنْدَكَ رَاَيْنَا فِيْ اَنْفُسِنَا مَا نُحِبُّ، وَاِذَا رَجَعْنَا اِلَى اَهْلِيْنَا فَخَالَطْنَاهُمْ اَنْكَرْنَا اَنْفُسَنَا، فَقَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم: ((لَوْتَدُوْمُوْنَ عَلٰى مَاتَكُوْنُوْنَ عِنْدِيْ فِي الْخَلَاءِ لَصَافَحَتْكُمُ الْمَلَائِكَةُ حَتّٰى تُظِلَّكُمْ بِاَجْنِحَتِهَا عِيَانًا، وَلٰكِنْ سَاعَةً وَسَاعَةً)) [الصحيحة:١٩٥٦]

اعمال میں میانہ روی اختیار کرنا

سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا: اے اللہ کے رسول! جب ہم آپ کے پاس ہوتے ہیں تو ہمیں اپنے آپ میں پسندیدہ صفات نظر آتی ہیں، لیکن جب ہم اپنے اہل وعیال کی طرف لوٹتے ہیں اور ان میں مل جل کر رہتے ہیں تو خود کو گنہگار سمجھتے ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اگر تم اپنی خلوتوں میں اسی حالت پر قائم رہو جس پر میرے ہاں ہوتے ہو تو فرشتے تم سے مصافحہ کریں اور وہ تم پر اپنے پروں سے عیاناً سایہ کریں۔ (دراصل حالات بدلتے رہتے ہیں) کبھی یہ اور کبھی وہ۔“

تخریج: الصحیحة ۱۹۶۵- ابویعلی (۳۰۳۵)، ابن حبان (۳۴۴)، البزار (الکشف : ۳۲۳۴)، طبرانی فی الاوسط (۲۷۱۷)

بيان الفتح فارس والروم

١٣٧٨ـقَالَ الْعِرْبَاضُ بْنُ سَارِيَةَ: كَانَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم يَخْرُجُ عَلَيْنَا فِي الصُّفَّةِ وَعَلَيْنَا الْحَوْتَكِيَّةُ فَيَقُوْلُ: ((لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا ذُخِرَ لَكُمْ، مَاحَزِنْتُمْ عَلٰى مَا زُوِيَ عَنْكُمْ،وَلَيُفْتَحَنَّ لَكُمْ فَارِسُ وَالرُّوْمُ)) [الصحيحة:٢١٦٨]

فارس اور روم کی فتح کا بیان

سیدنا عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس صفہ میں آتے تھے اور ہم معمولی قیمت کا کپڑا پہنے ہوتے تھے، آپ فرماتے: ”اگر تمھیں علم ہو جائے کہ تمھارے لئے کیا کچھ خزانہ ذخیرہ کیا جا رہا ہے، تو تم اپنی غریبی و ناداری پر غمزدہ نہیں ہو گے۔ عنقریب تم فارس اور روم کو بھی فتح کر لو گے۔“

تخریج: الصحیحة ٢١٦٨۔ احمد (٤/ ١٢٨)' ابونعیم فی الحلیة (٢/ ١٤)

باب بيان اجنحة الملائكة — فرشتوں کے پروں کا بیان

١٣٧٩۔عَنْ حَنْظَلَةَ الْأُسَيْدِيِّ مَرْفُوْعًا: ((لَوْ تَكُوْنُوْنَ كَمَا تَكُوْنُوْنَ عِنْدِيْ لَأَظَلَّتْكُمُ الْمَلَائِكَةُ بِأَجْنِحَتِهَا.)) [الصحيحة:١٩٧٦]

سیدنا حنظلہ اسدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر اسی حالت پر برقرار رہو جس پر میرے پاس ہوتے ہو تو فرشتے تم پر اپنے پروں سے سایہ کریں گے۔''

تخریج: الصحیحة ١٩٧٦۔ طیالسی (١٣٤٥)' ترمذی (٢٤٥٢)' احمد (٤/ ٣٤٦)

عدم الذنوب هلاكة — گناہوں کا نہ ہونا بھی ہلاکت ہے

١٣٨٠۔عَنْ أَبِيْ أَيُّوْبَ،أَنَّهُ قَالَ لَمَّا حَضَرَتْهُ الْوَفَاةُ كُنْتُ كَتَمْتُ عَنْكُمْ شَيْئًا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ سَمِعْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ :((لَوْلَا أَنَّكُمْ تُذْنِبُوْنَ لَخَلَقَ اللّٰهُ خَلْقًا يُذْنِبُوْنَ فَيَغْفِرُلَهُمْ)) [الصحيحة:١٩٦٣]

جب سیدنا ابوایوب رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت قریب آیا تو انھوں نے کہا: میں تم سے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہوئی ایک حدیث (مصلحۃً) چھپاتا رہا' میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''اگر تم گناہ نہیں کرو گے تو اللہ تعالیٰ ایسی مخلوق پیدا کر دے گا جو گناہ کرے گی اور اللہ تعالیٰ اس کو بخشے گا۔''

تخریج: الصحیحة ١٩٦٣۔ مسلم (٢٧٤٨)' ترمذی (٣٥٣٩)' احمد (٥/ ٤١٤)' وتقدم برقم (١٣٧٥)

١٣٨١۔عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مَرْفُوْعًا: ((لَوْلَمْ تُذْنِبُوْا لَجَاءَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُذْنِبُوْنَ فَيَغْفِرُ لَهُمْ)) [الصحيحة:٩٧٠]

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تم گناہ نہیں کرو تو اللہ تعالیٰ ایسی قوم پیدا کر دے گا جو گناہ کرے گی اور وہ اسے بخشے گا۔''

تخریج: الصحیحة ٩٧٠۔ احمد (١/ ٢٨٩)' طبرانی (١٢٧٩٤)' البزار (الکشف : ٣٢٥٠)

١٣٨٢۔عَنْ أَنَسٍ،قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لَوْلَمْ تَكُوْنُوْا تُذْنِبُوْنَ،خَشِيْتُ عَلَيْكُمْ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ الْعُجْبَ)) [الصحيحة:٦٥٨]

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تم لوگ گناہ نہ کرتے ہوتے تو مجھے اندیشہ تھا کہ تم خود پسندی و اتراہٹ میں پڑ جاؤ گے۔''

تخریج: الصحیحة ٦٥٨۔ عقیلی فی الضعفاء (٢/ ١٥٩)' ابن عدی (٧/ ٢٣٢٣)' قضاعی فی مسند الشھاب (١٤٤٧)

المرأة صالحة تعين على أمر الآخرة — نیک بیوی امور آخرت میں مدد دیتی ہے

١٣٨٣۔عَنْ ثَوْبَانَ مَرْفُوْعًا: ((لِيَتَّخِذْ أَحَدُكُمْ قَلْبًا شَاكِرًا وَلِسَانًا ذَاكِرًا وَزَوْجَةً صَالِحَةً تُعِيْنُهُ عَلَى أَمْرِ الْآخِرَةِ))[الصحيحة:٢١٧٦]

سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے ہر کوئی شکر کرنے والے دل' ذکر کرنے والی زبان اور نیک بیوی' جو امور آخرت پر اس کا تعاون کرے' کا اہتمام کرے۔''

تخریج: الصحیحة ٢١٧٦۔ ترمذی (٣٠٩٤)' ابن ماجه (١٨٥٦)' احمد (٥/ ٢٧٨' ٢٨٢)

فوائد: جو مسلمان ان تین صفات سے متصف ہو جائے وہ دنیا میں ذہنی و جسمانی آرام و سکون پائے گا اور آخرت میں کامیابی و کامرانی۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے رحمت و برکت کا حصول اس کی نعمتوں پر شکریہ کرنے سے ہی ہوتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والے اور نہ کرنے والے کی مثال زندہ اور مردہ کی سی ہے۔ یعنی جو آدمی اپنی زبان سے اللہ تعالیٰ کا ذکر نہیں کرتا وہ تو مردوں کی صف میں کھڑا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سارے اسباب مہیا کر رکھے ہیں لیکن وہ محرومی کی طرف بڑھ رہا ہے۔ ہر کس و ناکس' ادنی و اعلیٰ' امیر و غریب ہو' گھر میں حقیقی سکون اس کو ملے گا جس کی بیوی پارسا و متقی ہو' یہ واحد نعمت ہے جس سے خاوند کے اور اس کی اولاد کے حوصلے بلند ہوتے ہیں۔ سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (الدنیا متاع و خیر متاع الدنیا المرأة الصالحة۔) [مسلم]

باب: خصال توجب الجنة

باب: جنت میں لے جانے والے اعمال

۱۳۸٤۔ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ،قَالَ:قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ اَصْبَحَ مِنْكُمُ الْيَوْمَ صَائِمًا؟)) قَالَ اَبُوْبَكْرٍ: اَنَا قَالَ: ((مَنْ عَادَ مِنْكُمُ الْيَوْمَ مَرِيْضًا؟)) قَالَ اَبُوْ بَكْرٍ:اَنَا قَالَ:((مَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الْيَوْمَ جِنَازَةً؟)) قَالَ اَبُوْبَكْرٍ:اَنَا ،قَالَ: ((مَنْ اَطْعَمَ الْيَوْمَ مِسْكِيْنًا؟)) قَالَ اَبُوْبَكْرٍ :اَنَا قَالَ مَرْوَانُ بَلَغَنِي اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((مَا اجْتَمَعَ هٰذِهِ الْخِصَالُ فِيْ رَجُلٍ فِيْ يَوْمٍ،اِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ)). [الصحيحة:٨٨]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: ''آج کون روزے دار ہے؟'' ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں ہوں۔ آپ نے پوچھا: ''آج تم میں سے کس نے مریض کی تیمارداری کی ہے؟'' ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے۔ آپ نے پوچھا: ''آج تم میں سے کس نے کوئی نماز جنازہ پڑھی ہے؟'' ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے۔ آپ نے پوچھا: ''آج کس نے مسکین کو کھانا کھلایا ہے؟'' ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے۔ مروان کہتے ہیں کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے آخر میں فرمایا: ''جس آدمی میں یہ صفات ایک دن میں جمع ہو جائیں وہ جنت میں داخل ہو گا۔''

تخریج: الصحیحة ۸۸۔ مسلم (۱۰۲۸)' الادب المفرد (۵۱۵)

افتراق المحبين في الله من الذنب احدهما

اللہ کے لیے دو محبت کرنے والوں میں جدائی کسی ایک کے گناہ کا نتیجہ ہوتی ہے

۱۳۸۵۔ عَنْ اَنَسٍ ،اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَا تَوَادَّ اثْنَانِ فِيْ اللّٰهِ.عَزَّوَجَلَّ. ،اَوْفِي الْاِسْلَامِ ،فَيُفَرِّقَ بَيْنَهُمَا اِلَّا ذَنْبٌ يُحْدِثُهٗ اَحَدُهُمَا)) [الصحيحة:٦٣٧]

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب دو آدمی اللہ کے لئے یا اسلام کی خاطر باہم محبت کرتے ہیں اور ان میں بعد میں جدائی پڑ جاتی ہے تو وہ ان میں سے کسی ایک کے گناہ کا نتیجہ ہوتا ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۶۳۷۔ الادب المفرد (۴۰۱)' ابن ابی حاتم فی الجرح والتعدیل (۹/ ۳۸۴)' وابویعلی (المطالب العالیة المسندة : ۲۷۷۶)' مطولاً من طریق

فوائد: یہ گناہوں کی نحوست اور بے برکتی ہے' جو غیر محسوس انداز میں تقوی وطہارت کی بنیاد پر دوستی کا رشتہ قائم رکھنے والوں کو جدا کر دیتی ہے۔

مال القليل خير من مال الكثير لاهٍ

تھوڑا مال غافل کرنے والے زیادہ مال سے بہتر ہے

۱۳۸٦۔عَنْ اَنَسٍ مَرْفُوْعًا: ((مَا قَلَّ وَكَفٰى خَيْرٌ مِّمَّا كَثُرَ وَاَلْهٰى)) [الصحيحة:۹٤۷]

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کفایت کرنے والا کم مال غافل کر دینے والے زیادہ مال سے بہتر ہوتا ہے۔''

تخریج: الصحیحہ ۹۴۷۔ ابن عدی فی الکامل (۱/ ۲۷٦)

فوائد: شاذ و نادر لوگوں کو نہیں بلکہ ان کی اکثریت کو دیکھ کر کسی چیز کی منفعت یا مضرت کا فیصلہ کیا جاتا ہے۔ مال و دولت کی کثرت سے کم ہی لوگ ہیں جو سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی طرح اخروی اعتبار سے مستفید ہوئے ہوں۔ اس نعمتِ خداوندی سے لوگوں کو دھوکہ ہوا اور وہ غفلت کا شکار ہوتے رہے۔ انھوں نے معیار اس چیز کو سمجھ لیا کہ عالیشان محل ہو' پرتکلف گاڑی ہو' سیاست میں حصہ لیا جائے' شادیوں پر ہزاروں لوگوں کو بلا کر بے دریغ خرچ کیا جائے۔ رہا مسئلہ حسنات و خیرات میں حصہ لینے کا تو وہ تلاوتِ قرآن پاک سے دور ہوتے گئے' غرباء و فقراء سے رشتہ منقطع ہوتا گیا' نمازوں سے سرے سے غفلت برتی یا پھر جماعت کا کوئی خیال نہ کیا' خوش خلقی کے لئے شخصیات مخصوص ہو گئیں' ہدایا و تحائف کے سلسلے میں محض مسکراہٹوں کا تبادلہ ہونے لگا' مذہبی طبقے کے افراد سے منافرت بڑھتی گئی اور اور وہ ان کے معیار سے نیچے گرتے گئے' وغیرہ وغیرہ۔ لیکن یہ بات ذہن نشین رہے کہ کم مایہ لوگوں کا امتیاز صرف اس میں نہیں کہ ان کے پاس دنیوی اسباب کی قلت ہے' بلکہ اعمالِ صالحہ ان کا امتیازی وصف ہے' اگر وہ اس صفت سے کما حقہ متصف نہ ہو سکے تو پھر زندگی کا فائدہ ہی نہیں' وہ خوشحال ہو یا تنگ حال۔ بہر حال فریقین کو شرعی اصول و ضوابط کی روشنی میں اپنے طرزِ حیات کا جائزہ لینا چاہئے۔

باب الزهد النبي ﷺ

نبی ﷺ کے زھد کا بیان

۱۳۸۷۔قَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ : اِضْطَجَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى حَصِيْرٍ، فَاَثَّرَ فِيْ جَنْبِهٖ،فَلَمَّا اسْتَيْقَظَ،جَعَلْتُ اَمْسَحُ جَنْبَهٗ،فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اَلَا اٰذَنْتَنَا حَتّٰى نَبْسُطَ لَكَ عَلَى الْحَصِيْرِ شَيْئًا؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَالِيْ وَلِلدُّنْيَا؟! مَا اَنَا وَالدُّنْيَا؟! اِنَّمَا مَثَلِيْ وَمَثَلُ الدُّنْيَا كَرَاكِبٍ ظَلَّ تَحْتَ شَجَرَةٍ، ثُمَّ رَاحَ وَتَرَكَهَا)). [الصحيحة: ٤٣٨]

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کھجور وغیرہ کے پتوں سے بنی ہوئی چٹائی پر لیٹے' اس سے آپ کے پہلو میں نشان پڑ گئے' جب آپ بیدار ہوئے تو میں نے آپ کے پہلو پر ہاتھ پھیرنا شروع کر دیئے اور کہا: اے اللہ کے رسول! آپ نے ہمیں کیوں نہیں بتلایا' ہم آپ کے لئے چٹائی پر (کوئی گدا وغیرہ) بچھا دیتے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میرا دنیا سے کیا تعلق ہے؟ میری دنیا سے کیا نسبت ہے؟ میری اور دنیا کی مثال اس سوار کی طرح ہے جو (ستانے کے لئے) کسی درخت کے سائے میں (چند لمحوں کے لئے) بیٹھا اور پھر اسے ترک کر کے چل دیا۔''

تخریج: الصحیحہ ۴۳۸۔ ترمذی (۲۳۷۷)' ابن ماجہ (۴۱۰۹)' احمد (۱/ ۳۹۱' ۴۴۱)' طیالسی (۲۷۷)

فوائد: آپ ﷺ کا دنیا کی عیش وعشرت سے کوئی تعلق نہ تھا' آپ ﷺ کا ہدف یہ تھا کہ اس عارضی زندگی کا نتیجہ جنت کی صورت میں وصول کیا جائے' ظاہر ہے جس شخصیت کے نظریات یہ ہوں' دنیا اپنے ساز و سامان سمیت اس کے سامنے اپنی برتری کیسے منوا سکتی ہے۔ قابلِ فخر صلاحیتوں سے متصف لوگ دنیا میں آئے اور اپنی باری پوری کر کے چل دیئے' کسی کو یہاں دوام نصیب نہ ہو سکا' ہمارے بعد بڑی بڑی ہستیاں آئیں گے اور بالآخران کی زندگی کی شام ہو جائے۔ ہم بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہیں' یہ دنیا دل لگانے کا مقام نہیں' یہ تو ایک سفر نامہ ہے' جس کی حقیقت کسی مردے سے دریافت کی جا سکتی ہے۔

۱۳۸۸۔عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ دَخَلَ عَلَيْهِ عُمَرُ وَهُوَ عَلٰى حَصِيْرٍ قَدْ اَثَّرَ فِيْ جَنْبِهِ، فَقَالَ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! لَوِ اتَّخَذْتَ فِرَاشًا اَوْثَرَ مِنْ هٰذَا؟ فَقَالَ: ((مَالِيْ وَلِلدُّنْيَا؟! مَا مَثَلِيْ وَمَثَلُ الدُّنْيَا، اِلَّا كَرَاكِبٍ سَارَ فِيْ يَوْمٍ صَائِفٍ، فَاسْتَظَلَّ تَحْتَ شَجَرَةٍ سَاعَةً مِّنْ نَهَارٍ، ثُمَّ رَاحَ وَتَرَكَهَا)) [الصحيحة:٤٣٩]

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کھجور وغیرہ کے پتوں سے بنی ہوئی چٹائی' جس سے آپ کے پہلو پر نشان پڑ گئے' پر تشریف فرما تھے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ آپ کے پاس آئے اور کہا: اے اللہ کے نبی! اگر آپ کوئی نرم بچھونا بنوا لیں (تو اچھا ہوگا)؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میرا دنیا (کی سہولتوں) سے کیا تعلق ہے؟ میری اور دنیا کی مثال تو اس سوار کی طرح ہے' جو گرمی والے دن سفر کرتا رہا اور (ستانے کی خاطر) دن کی ایک گھڑی کے لئے درخت کے سائے میں قیام کیا اور پھر اسے چھوڑ کر چل دیا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۴۳۹۔ ابن حبان (۶۳۵۲)' احمد (۱/ ۳۰۱)' حاکم (۴/ ۳۰۹' ۳۱۰)

من كان صالحًا فله خير في الأرض والسماء

جو صالح ہے اس کے لیے زمین و آسمان میں خیر ہے

۱۳۸۹۔عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعًا: ((مَا مِنْ عَبْدٍ اِلَّا وَلَهٗ صِيْتٌ فِي السَّمَاءِ، فَاِذَا كَانَ صِيْتُهٗ فِي السَّمَاءِ حَسَنًا وُضِعَ فِي الْاَرْضِ حَسَنًا، وَاِذَا كَانَ صِيْتُهٗ فِي السَّمَاءِ سَيِّئًا وُضِعَ فِي الْاَرْضِ سَيِّئًا)). [الصحيحة: ٢٢٧٥]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر آدمی کی آسمان میں ایک خاص شہرت ہے' اگر وہ شہرت اچھی ہو تو زمین میں بھی اچھی ہوتی ہے اور اگر وہ شہرت آسمان میں ہی بری ہو تو زمین میں بھی بری ہوتی ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۲۷۵۔ البزار (الکشف: ۳۶۰۳)' ابن عدی (۲/ ۵۸۵)' طبرانی فی الاوسط (۵۲۴۴)

فوائد: دنیا میں محبت و نفرت کے سلسلے میں اہل زمین کا کوئی کمال نہیں' یہ فیصلے آسمانوں پر ہوتے ہیں اور آسمان کے باسیوں میں اہل زمین کے ایک ایک فرد کے بارے میں جو نظریہ ہوتا ہے' اسے اہل زمین میں نافذ کر دیا جاتا ہے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (اذا احب الله العبد نادى جبريل: ان الله يحب فلانا فاحبه۔ فيحبه جبريل۔ فينادى جبريل:

اهل السماء ان الله یحب فلانا فاحبوه فیحبه اهل السماء۔ ثم یوضع له القبول فی الارض۔) [بخاری' مسلم] یعنی: جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو جبریل کو بلا کر کہتا ہے: بیشک اللہ تعالیٰ فلاں بندے سے محبت کرتا ہے تو بھی اس سے محبت کر' سو جبریل اس سے محبت کرتا ہے۔ پھر جبریل اعلان کرتا ہے: آسمان والو! بیشک اللہ تعالیٰ فلاں آدمی سے محبت کرتا ہے' تم بھی اس سے محبت کرو' سو اہل آسمان اس سے محبت کرتے ہیں اور پھر زمین میں اسے مقبول (اور ہر دلعزیز) بنا دیا جاتا ہے۔

باب خصائل المؤمن

مؤمن کی خصلتوں کا ذکر

١٣٩٠۔عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مَرْفُوْعًا: ((مَامِنْ عَبْدٍ مُؤْمِنٍ اِلَّا وَلَهٗ ذَنْبٌ يَعْتَادُهُ الْفَيْنَةَ بَعْدَ الْفَيْنَةِ، اَوْذَنْبٌ هُوَمُقِيْمٌ عَلَيْهِ لَا يُفَارِقُهُ حَتّٰى يُفَارِقَ الدُّنْيَا، اِنَّ الْمُؤْمِنَ خُلِقَ مُفَتَّنًا تَوَّابًا نَسَّاءً،اِذَا ذُكِّرَ ذَكَرَ)). [الصحيحة: ٢٢٧٦]

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''ہر آدمی کسی نہ کسی ایسے گناہ کا دلدادہ ہوتا ہے' جس کا وہ وقتاً فوقتاً ارتکاب کرتا رہتا ہے اور بسا اوقات وہ مرنے تک اس گناہ پر تسلسل کے ساتھ مصرّ بھی رہتا ہے' (دراصل) مومن کو اس حال میں پیدا کیا گیا کہ وہ آزمائش میں مبتلا ہونے والا' توبہ کرنے اور بھولنے والا ہوتا ہے۔ جب اسے نصیحت کی جاتی ہے تو وہ وعظ ونصیحت قبول کرتا ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۲۲۷۶۔ طبرانی فی الکبیر (۱۱۸۱۰)' والاوسط (۵۸۸۰)' مختصراً

فوائد: اس میں اس بات کا بیان ہے کہ مسلمان سے بسا اوقات بتقاضۂ بشریت لغزش ہو جاتی ہے' لیکن اس کا امتیاز اس میں ہے کہ وہ غلطی کرنے کے بعد توبہ کرے اور جب اس کے خیر خواہ اہل علم اسے وعظ ونصیحت کریں تو وہ فوراً ان کی نصیحت قبول کرے اور اپنے گناہ پر مصرّ نہ رہے۔ گناہ پر اصرار کرنا یا سرے سے اسے گناہ ہی تسلیم نہ کرنا ہلاکت و بربادی کی راہیں کھولنے کے لئے کافی ہے۔

ظلمة القلوب من الذنوب

دلوں کا اندھیرا گناہوں کی وجہ سے ہے

١٣٩١۔عَنْ عَلِيِّ ابْنِ اَبِيْ طَالِبٍ مَرْفُوْعًا: ((مَامِنَ الْقُلُوْبِ اِلَّا وَلَهٗ سَحَابَةٌ كَسَحَابَةِ الْقَمَرِ، بَيْنَا الْقَمَرُ مُضِيْءٌ اِذْ عَلَتْهُ سَحَابَةٌ فَاَظْلَمَ، اِذْ تَجَلَّتْ عَنْهُ فَاَضَاءَ)). [الصحيحة:٢٢٦٨]

سیدنا علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''چاند کے سامنے آنے والی بدلی کی طرح ہر دل پر (گناہوں کی) بدلی چھا جاتی ہے۔ (آپ دیکھتے ہیں کہ) چاند چمک رہا ہوتا ہے' اچانک اس کے سامنے بدلی آجاتی ہے اور وہ تاریک ہو جاتا ہے' جب بدلی سامنے سے ہٹ جاتی ہے تو وہ روشن ہو جاتا ہے (یہی معاملہ دل کا ہے)۔''

تخریج: الصحیحة ۲۲۶۸۔ ابو الطیب الحورانی فی جزئه (۷۰/ ۱)' ابو نعیم (۲/ ۱۹۶)

فوائد: مسلمان کے دل کی کیفیات بدلتی رہتی ہیں' جب وہ نیکیوں کی راہ پر گامزن ہوتا ہے تو وہ چاند کی طرح چمک رہا ہوتا ہے' لیکن بعض اوقات شیطان کے ورغلانے سے وہ برائیوں کی دلدل میں پھنس جاتا ہے' ایسے میں اس کے دل کی چمک دمک ختم ہو جاتی ہے' وہ

سیاہی میں ڈوب جاتا ہے۔ جب اسے اپنی غلطی کا احساس ہوتا ہے وہ اپنے ربّ کی طرف متوجہ جاتا ہے اور اپنے گناہ پر پچھتاوے کا اظہار کرتا ہے تو اس کا دل صیقل ہو جاتا ہے اور اس کا نور بحال ہو جاتا ہے۔ یقیناً ہم سے گناہ تو ہوں گے کوئی آدمی عفت وعصمت کا دعویٰ تو نہیں کر سکتا ہے یہ ہماری فطرت کا تقاضا ہے لیکن اس تقاضے پر بضد رہنا ایسا جرم ہے جو اللہ تعالیٰ کے غیظ وغضب کا سبب بنتا ہے۔

مثل امتی كمثل المطر

۱۳۹۲۔قَالَ ﷺ: ((مَثَلُ أُمَّتِي كَمَثَلِ الْمَطَرِ، لَايُدْرٰى اَوَّلُهُ خَيْرٌ اَمْ آخِرُهُ؟)) رُوِيَ مِنْ حَدِيْثِ اَنَسٍ، وَعَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ، وَعَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، وَعَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ، وَعَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو۔ [الصحيحة:٢٢٨٦]

میری امت کی مثال بارش کی طرح ہے

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میری امت کی مثال بارش کی طرح ہے جس کے بارے میں یہ معلوم نہیں ہوتا کہ اس کی ابتدا میں خیر و بھلائی ہے یا انتہا میں؟“ یہ حدیث سیدنا انس سیدنا عمار بن یاسر سیدنا عبد اللہ بن عمر سیدنا علی بن ابو طالب اور سیدنا عبداللہ بن عمرو ؓ سے مروی ہے۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۲۸۶۔ (۱) انس: ترمذی (۲۸۷۳)' احمد (۳/ ۱۳۰)' (۲) عمار: ابن حبان (۷۲۲۶)' (۳) ابن عمر: ابونعیم فی الحلیۃ (۲/ ۲۳۱)' (۴) ابن عمرو ؓ: طبرانی فی کبیر (۱۳/ ۲۱)

باب: من امثاله صلى الله عليه وسلم

۱۳۹۳۔عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَثَلُ الْمُؤْمِنِ كَمَثَلِ الْخَامَةِ مِنَ الزَّرْعِ تُمِيْلُهَا الرِّيْحُ مَرَّةً هٰكَذَا، وَمَرَّةً هٰكَذَا، وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ كَمَثَلِ الْاَرْزَةِ الْمُجْذِيَةِ عَلَى الْاَرْضِ حَتّٰى يَكُوْنَ انْجِعَافُهَا مَرَّةً)).

باب: نبی کریم ﷺ کی بیان کردہ مثالیں

سیدنا کعب بن مالک ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”مومن کی مثال اس تر و تازہ کھیتی کی مانند ہے جسے ہوائیں ادھر ادھر جھکاتی رہتی ہیں اور منافق کی مثال اس صنوبر کے درخت کی طرح ہے جو زمین پر سیدھا کھڑا رہتا ہے حتی کہ ایک ہی دفعہ اچانک اکھاڑ لیا جاتا ہے۔“

تخریج: الصحیحۃ ۲۲۸۳۔ بخاری (۵۶۴۳)' مسلم (۲۸۱۰)' احمد (۳/ ۴۵۴)

فوائد: مومن اور منافق دونوں کے حق میں ہواؤں کی طرح آزمائشوں کا سلسلہ جاری رہتا ہے لیکن ان سے متاثر ہونے والا صرف مؤمن ہوتا ہے جب بھی اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی بلا آپڑتی ہے تو وہ اپنے طرزِ حیات کا جائزہ لیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی کوئی نافرمانی تو نہیں ہوگئی کہ وہ مجھے سزا دے رہا ہو۔ ہر جسمانی' ذہنی اور مالی آزمائش اس کے لئے یہی پیغام لاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ کرو اور اس سے دور نہ ہو۔ لیکن منافق مضبوط تنے والے درخت کی طرح ان آزمائشوں سے متاثر نہیں ہوتا' وہ اللہ تعالیٰ کے انعامات کی پروا کرتا ہے نہ اس کے عذابوں کا' حتی کہ ایک دن اچانک کوئی بڑی آفت آتی ہے اور اس کی زندگی کی شام ہو جاتی ہے۔

یک لخت گرا اور جڑیں تک نکل آئیں — وہ پیڑ جسے آندھی میں ہلتے نہیں دیکھا

۱۳۹۴۔قَالَ ﷺ: ((مَثَلُ الْمُؤْمِنِ مَثَلُ السُّنْبُلَةِ،

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مومن کی مثال اس بالی کی طرح ہے جو

تَمِيْلُ اَحْيَانًا، وَتَقُوْمُ اَحْيَانًا)). وَرَدَ مِنْ حَدِيْثِ اَنَسٍ، وَاَبِيْ هُرَيْرَةَ ـ

کبھی ادھر جھکتی ہے، کبھی ادھر جھکتی ہے۔'' یہ حدیث سیدنا انس اور سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔

تخریج: الصحیحة ۲۲۸۴- (۱) انس: ابویعلی (۳۲۸۶)، الضیاء فی المختارة (۱۷۵۹)، بخاری فی الکبیر (۶/ ۴)، (۲) ابوھریرة رضی اللہ عنہ: الضیاء المقدسی فی الاحادیث والحکایات (۱۲/ ۲۰۶/ ۱-۲)، مسلم (۲۸۰۹) بنحوہ

۱۳۹۵ ـعَنِ ابْنِ عُمَرَ مَرْفُوْعًا: ((مَثَلُ الْمُؤْمِنِ مَثَلُ النَّخْلَةِ، مَا اَخَذْتَ مِنْهَا مِنْ شَيْءٍ نَفَعَكَ)). [الصحیحة:۲۲۸۵]

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مومن کی مثال کھجور کے درخت کی مانند ہے کہ اس کی ہر چیز فائدہ دیتی ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۲۲۸۵- طبرانی فی الکبیر (۱۳۵۱۴)

فوائد: کھجور کے درخت کا پھل، عمر کے جس مرحلے میں ہو، مفید ہے، اس کی گٹھلی میں کئی امراض کا علاج پایا جاتا ہے اور اس کے پتوں سے ٹوکریاں، چٹائیاں، مصلے اور چارپائی بننے والا سامان تیار کیا جاتا ہے۔ اسی طرح مومن بھی اپنا مقام سمجھے اور کسی کو تکلیف نہ پہنچائے، بلکہ وہ ہر مسلمان کے لئے مفید ثابت ہو۔

باب: فضل اماطة الاذی عن الطریق

باب: راستے سے تکلیف دہ چیز دور کرنے کی فضیلت

۱۳۹۶ ـعَنْ اَبِي الدَّرْدَاءِ مَرْفُوْعًا: ((مَنْ اَخْرَجَ مِنْ طَرِيْقِ الْمُسْلِمِيْنَ شَيْئًا يُؤْذِيْهِمْ، كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ بِهِ حَسَنَةً،وَمَنْ كُتِبَ لَهُ عِنْدَهُ حَسَنَةٌ، اَدْخَلَهُ اللّٰهُ بِهَا الْجَنَّةَ)). [الصحیحة:۲۳۰۶]

سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے مسلمانوں کے راستے سے تکلیف دہ چیز ہٹائی، اللہ تعالیٰ اس کے لئے نیکی لکھے گا اور جس کے لئے اللہ تعالیٰ نیکی لکھ دیتا ہے اسے اس کی وجہ سے جنت میں داخل کر دیتا ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۲۳۰۶- طبرانی فی الاوسط (۳۲)، ابن عساکر (۱۷/ ۲۰۴)

فوائد: مسلمانوں کے راستے سے تکلیف دہ چیز ہٹانا جنت کا حقدار بنا دینے والا عمل ہے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (لقد رایت رجلا یتقلب فی الجنة فی شجرة قطعها من ظهر الطریق کانت تؤذی المسلمین.) [مسلم] یعنی: ''ایک آدمی کو اس بنا پر جنت میں چلتے پھرتے دیکھا کہ اس نے اس درخت کو کاٹ دیا تھا جو راستے کے درمیان میں تھا اور مسلمانوں کو تکلیف دیتا تھا۔'' صورتحال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتیں ہمیں اس قسم کی نیکیوں سے محروم کر دیتی ہیں، بطور مثال ایک آدمی کسی راستے سے پیدل گزر رہا ہے تو وہ راستے سے تکلیف دہ چیزوں کو ہٹاتا جائے گا، اگر وہی آدمی سائیکل پر سوار ہو کر گزر رہا ہو اور راستے پر مسافر کی تکلیف کا باعث بننے والی کوئی رکاوٹ ہو تو شاید اس آدمی کو یہ توفیق نہ ہو کہ وہ اپنی سواری سے اتر کر اس کو دور کر دے اور اگر اسی آدمی کو موٹر سائیکل یا موٹر کار مل جائے تو وہ اس نیکی سے مزید دوری کا سبب بنیں گے۔ ہمیں چاہئے کہ ہم نیکی و برائی کے سلسلے میں زمان و مکاں اور گردش دوراں کے تغیر و تبدل سے متأثر نہ ہوں۔

من اراد بعلم العاقبة فلینظر ما للّٰه

جو اپنا انجام جاننا چاہتا ہے وہ دیکھے کہ اس کے پاس

عنده

۱۳۹۷۔قَالَ ﷺ: ((مَنْ اَرَادَ اَنْ يَعْلَمَ مَالَهُ عِنْدَ اللّٰهِ جَلَّ ذِكْرُهُ، فَلْيَنْظُرْ مَالِلّٰهِ عَزَّوَجَلَّ عِنْدَهُ))۔ رُوِيَ مِنْ حَدِيْثِ اَنَسٍ، وَاَبِي هُرَيْرَةَ وَسَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ۔ [الصحيحة: ۲۳۱۰]

اللہ کے لیے کیا ہے

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو یہ جاننا چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کا کیا مقام ہے، وہ یہ دیکھ کر (اندازہ کر لے) کہ اس کے ہاں اللہ تعالیٰ کا کتنا پاس ولحاظ ہے۔'' حضرت انسؓ اب ابوہریرۃ اور سمرہ بن جندب نے یہ حدیث روایت فرمائی۔

تخریج: الصحيحة ۲۳۱۰۔ ابونعيم في الحلية (۶/ ۱۷۶، ۲۷۴) من حديث ابي هريرة (۸/ ۲۱۶) من حديث سمرة رضی اللہ عنہ

فوائد: سبحان اللہ! جو آدمی دنیا میں اللہ تعالیٰ کا یعنی اس کے احکام کا جتنا خیال رکھے گا، اللہ تعالیٰ آخرت میں اتنا ہی اس کا خیال رکھیں گے۔ لیکن اس کی حقیقت سمجھنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ آدمی کو یہ علم ہو کہ اللہ تعالیٰ کے اس سے تقاضے کیا ہیں؟ اللہ تعالیٰ کے احکام ومسائل کی تفصیل کیا ہے؟ نیکی و برائی کا کیا معیار ہے؟ وہ اپنی زندگی سے متعلقہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کے ارشادات و فرمودات کا علم رکھتا ہو اور پھر ان پر عمل کرنے کے سلسلے میں کسی جدید وقدیم تہذیب اور کسی مذہبی و دنیا پرست انسان سے متاثر ہونے والا نہ ہو، دنیا کو اپنے اسلامی رنگ میں ڈھالنے والا ہو، نہ کہ دنیا کے مطابق ڈھلنے والا اور ہر قسم کی نیکی کرنے اور برائی ترک کرنے میں بے دھڑک ہو اور اسے اس بات پر ناز ہو کہ وہ محمد رسول اللہ ﷺ کی سکھلائی ہوئی تہذیب وثقافت کا امین ہے۔

باب: عاقبة ارضاء الله بسخط الناس

۱۳۹۸۔عَنْ عَائِشَةَ مَرْفُوْعًا: ((مَنْ اَرْضَى اللّٰهَ بِسَخَطِ النَّاسِ، كَفَاهُ اللّٰهُ النَّاسَ، وَمَنْ اَسْخَطَ اللّٰهَ بِرِضَى النَّاسِ، وَكَلَهُ اللّٰهُ اِلَى النَّاسِ)) [الصحيحة: ۲۳۱۱]

باب:

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے لوگوں کی ناراضی مول لے کر اللہ کو راضی کیا، اللہ اسے لوگوں سے کفایت کرتا ہے اور جس نے لوگوں کی رضامندی کی خاطر اللہ تعالیٰ کو ناراض کر دیا، اللہ اسے لوگوں کے سپرد کر دیتا ہے (اور خود اس کی کوئی مدد نہیں کرتا)۔''

تخریج: الصحيحة ۲۳۱۱۔ عبد بن حميد (۱۵۲۴)، جوزجاني في احوال الرجال (ص: ۳۱۔ ۳۲)، ابن حبان (۲۷۷)

فوائد: معاشرے میں جن برائیوں کا چلن عام ہو، ان کے خلاف نیکی پر استقامت اور اللہ کے حکموں کی اطاعت اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے حقیقی جذبے کے بغیر ممکن ہی نہیں، وگرنہ کتنے ہی لوگ ہیں جو برائی، معصیت الٰہی اور معاشرتی خرابیوں سے اپنا دامن بچانا چاہتے ہیں، لیکن ملامت گروں کا مقابلہ کرنے کی ہمت اپنے اندر نہیں پاتے، نتیجتاً وہ برائیوں کی دلدل میں پھنس جاتے ہیں، حق و باطل کی تمیز کرنے کی توفیق سے محروم ہو جاتے ہیں اور دین کا وسعت پسندانہ ایڈیشن تیار کر کے اسی کو حقیقی اسلام سمجھ بیٹھتے ہیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿يجاهدون في سبيل الله ولايخافون لومة لائم﴾ [سورۂ مائدہ: ۵۴] یعنی: ''(مومن تو وہ ہوں گے جو) اللہ کے راستے میں جہاد کریں گے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پرواہ بھی نہیں کریں گے۔'' مسلمان کو چاہئے کہ جس چیز کو وہ شریعت سمجھے، لوگوں کا لحاظ کئے بغیر اسے کر گزرے۔ لوگ اسے قدامت پرست کہیں، مولوی کہیں، موجودہ معاشرے سے ہم آہنگی نہ

کرنے والا کہیں، تنگ ذہن والا کہیں یا کسی اور لقب سے نوازیں۔ مقابلے میں اس کا ایک ہی نعرہ ہو کہ جو کچھ وہ کر رہا ہے یہ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ تہذیب ہے اور محمد رسول اللہ ﷺ کی ثقافت ہے۔

من استطاع خبئًا فليفعل

جو عمل چھپانے کی استطاعت رکھتا ہو اس کو ایسا کرنا چاہیے

۱۳۹۹۔عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَامِ مَرْفُوْعًا: ((مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ اَنْ يَكُوْنَ لَهُ خَبْءٌ مِنْ عَمَلٍ صَالِحٍ فَلْيَفْعَلْ)). [الصحيحة:٢٣١٣]

سیدنا زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو اپنے عمل کو مخفی رکھنے کی طاقت رکھتا ہے، وہ اسے پوشیدہ رکھے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۳۱۳۔ خطیب فی التاریخ (۱۱/ ۲۶۳)، الضیاء فی المختارۃ (۸۸۳، ۸۸۴)، دارقطنی فی العلل (۴/ ۲۴۵)

فوائد: ریاکاری اور نمود و نمائش اعمالِ صالحہ کو راکھ کر دینے والے عناصر ہیں، لہٰذا بندے کو چاہئے کہ جہاں تک ممکن ہو سکے، اپنے اعمال کو مخفی رکھے، مثلاً صدقہ و خیرات کرنا، نفلی نماز پڑھنا، حج و عمرہ کرنا، نفلی روزے رکھنا۔ لیکن یہ یاد رہے کہ جن اعمال کا تعلق جماعت سے یا لوگوں سے ہے، ان میں کوئی اخفاء نہیں، مثال کے طور پر فرضی نماز، نمازِ عیدین، خوش خلقی۔ عصرِ حاضر میں بعض نیکیوں کے مواقع پر مبارکباد کے سلسلے میں اعمالِ صالحہ کی اتنی شہرت ہو جاتی ہے کہ عامل کے عمل کے ضائع ہونے کا خطرہ لاحق ہو جاتا ہے، مثال کے طور پر حج و عمرہ کے لئے روانگی اور واپسی کے موقع پر، قرآن مجید کا حفظ مکمل کرنے پر، رمضان میں قرآن مجید کی تلاوت کی تکمیل پر، عقیقہ کے موقع پر، وغیرہ وغیرہ۔ اس لیے ایسے مواقع پر اخلاص نیت کا خاص خیال رکھا جائے۔

كم كفاية من الدنيا؟

دنیا کتنی کافی ہے؟

۱٤۰۰۔قَالَ ﷺ ((مَنْ اَصْبَحَ مِنْكُمْ آمِنًا فِيْ سَرْبِهٖ مُعَافًى فِيْ جَسَدِهٖ، عِنْدَهٗ قُوْتُ يَوْمِهٖ، فَكَاَنَّمَا حِيْزَتْ لَهُ الدُّنْيَا بِحَذَافِيْرِهَا)) رُوِيَ مِنْ حَدِيْثِ عُبَيْدِاللّٰهِ بْنِ مِحْصَنٍ الْاَنْصَارِيِّ، وَاَبِي الدَّرْدَاءِ، وَابْنِ عُمَرَ، وَعَلِيٍّ [الصحيحة:٢٣١٨]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص تم میں سے اس حال میں صبح کرے کہ وہ اپنے گھر یا قوم میں امن سے ہو، جسمانی لحاظ سے تندرست ہو اور ایک دن کی خوراک اس کے پاس موجود ہو تو گویا اس کے لئے دنیا، اپنے تمام تر ساز و سامان کے ساتھ، جمع کر دی گئی ہے۔'' یہ حدیث سیدنا عبید اللہ بن محصن انصاری، سیدنا ابو دردا، سیدنا عبداللہ بن عمر اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۳۱۸۔ الادب المفرد (۳۰۰)، ترمذی (۲۳۴۷)، ابن ماجہ (۴۱۴۱)، حدیث عبید اللہ بن محصن الانصاری رضی اللہ عنہ

فوائد: موجودہ دور، جو عالمِ اسلام کے لئے آزمائش بن چکا ہے، میں اس حدیثِ مبارکہ کی حقانیت کو سمجھنا آسان ہو گیا ہے۔ بے امنی کا دور دورہ ہے، اکثریت فقر و فاقہ میں مبتلا ہے اور بیماریوں کا عفریت رقص کناں ہے۔ ایسے میں اگر کسی آدمی کو اس کے گھر میں سکون میسر ہے، جسم توانا و تندرست ہے اور کھانے پینے کے لئے اتنا ہے کہ کسی کے سامنے دستِ سوال پھیلانے کے سلسلے میں غیرت

وحمیت محفوظ ہے تو وہ یوں سمجھے کہ اللہ تعالیٰ نے اس پر اپنے فضل و کرم کی بارش کر دی ہے۔

من قرب هذا فقد جفا نفسه

جو ان چیزوں کے قریب ہوا اس نے زیادتی کی اپنے اوپر

١٤٠١۔عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعًا: ((مَنْ بَدَاجَفَا،وَمَنِ اتَّبَعَ الصَّيْدَ غَفَلَ،وَمَنْ اَتَى اَبْوَابَ السُّلْطَانِ اُفْتِتِنَ،وَمَا ازْدَادَ اَحَدٌ مِّنَ السُّلْطَانِ قُرْبًا اِلَّا ازْدَادَ مِنَ اللّٰهِ بُعْدًا)). [الصحيحة:١٢٧٢]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو جنگل میں مقیم رہا ہو وہ سنگ دل ہو گیا‘ جو شکار کے پیچھے چلا وہ غافل ہو گیا‘ جو بادشاہ کے دروازے پر آیا وہ فتنے میں پڑ گیا اور جو آدمی بادشاہ کے جتنا قریب ہوتا جائے گا وہ اللہ تعالیٰ سے اتنا ہی دور ہوتا جائے گا۔“

تخریج: الصحیحۃ ۱۲۷۲۔ احمد (۲/ ۳۷۱)‘ بیہقی (۱۰/ ۱۰۱)‘ ابو داود (۲۸۶۰)‘ من طریق آخر عنہ

فوائد: بدّو دیہاتی اور جنگلی لوگ اکھڑ پن اور اجڈ پن جیسی صفات سے متصف ہوتے ہیں‘ حق کو قبول کرنے کی صلاحیت کم ہوتی ہے‘ جبکہ شہری لوگوں میں شائستگی اور نرمی زیادہ ہوتی ہے۔ اور ان کے دل و دماغ کی زمین زرخیز ہوتی ہے۔ جو آدمی شکار کی تلاش میں نکل پڑتا ہے‘ اس کا دل کبھی بھی معمور نہیں ہوتا‘ حرص اور لالچ میں اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے اور وہ دور دور تک نکل جاتا ہے‘ نماز اور دوسرے انسانوں کے حقوق کی ادائیگی سے غافل ہو جاتا ہے۔ جو آدمی سلطانوں اور بادشاہوں کی بارگاہوں میں جا پھنسا‘ وہ حق سے دور اور باطل کے قریب ہو گیا‘ اب اسے اربابِ حکومت کی آنکھوں کے اشارے پر نقل و حرکت کرنا ہو گی‘ ان کی خوشامد اور چاپلوسی کرنا ہو گی‘ رفتہ رفتہ اسلامی غیرت ختم ہوتی جائے گی اور بالآخر دنیا سے کچھ ملے گا نہ آخرت سے۔ سلف صالحین نے بادشاہوں سے دور رہنے اور سادہ لوح عوام کے ساتھ تعلق مضبوط کرنے میں عافیت سمجھی‘ اللہ تعالیٰ نے بھی انہیں بہترین نتائج سے سرفراز فرمایا اور آج بھی دنیا ان کی نام لیوا ہے۔

صلة صديق ابيك من البر

اپنے باپ کے دوست سے حسن سلوک نیکی ہے

١٤٠٢۔عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ مَرْفُوْعًا: ((مِنَ الْبِرِّ اَنْ تَصِلَ صَدِيْقَ اَبِيْكَ)). [الصحيحة:٢٣٠٣]

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے‘ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”یہ بھی نیکی ہے کہ تم اپنے باپ کے دوست کے ساتھ حسنِ سلوک سے پیش آؤ۔“

تخریج: الصحیحۃ ۲۳۰۳۔ نسائی (۱۸۷۳)‘ بخاری فی التاریخ (۶/ ۴۲۱)‘ ابن حبان (۲۹۴۳)

فوائد: والدین کے دوستوں کے ساتھ حسنِ سلوک کرنا والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کرنے کی ہی شق ہے۔ عبد اللہ بن دینار بیان کرتے ہیں کہ کسی راستے میں ایک دیہاتی آدمی سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو ملا۔ سیدنا عبد اللہ نے اسے سلام کیا‘ اسے اپنے گدھے پر سوار کیا اور اپنے سر سے عمامہ اتار کر اسے دے دیا۔ میں نے کہا: اے عبد اللہ! یہ تو دیہاتی لوگ ہیں‘ تھوڑی سی چیز پر راضی ہو جاتے‘ اتنا کچھ دینے کی کیا ضرورت ہے؟ سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: دراصل اس شخص کا باپ میرے والد گرامی سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا دوست

تھا اور میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: (ان من ابر البر صلة الرجل اهلَ وُد ابيه.) [مسلم] یعنی: ''سب سے بڑی نیکی آدمی کا اپنے باپ کے دوستوں سے نیکی کرنا ہے۔''

باب: الجنة سلعة الله الغالية

باب: جنت اللہ تعالیٰ کا گراں قدر سودا ہے

۱٤٠٣۔عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعًا: ((مَنْ خَافَ اَدْلَجَ،وَمَنْ اَدْلَجَ بَلَغَ الْمَنْزِلَ،اَلَا اِنَّ سِلْعَةَ اللّٰهِ غَالِيَةٌ،اَلَا اِنَّ سِلْعَةَ اللّٰهِ الْجَنَّةُ)).

سیدنا ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جو (دشمن کے حملے سے) ڈرا اور رات کے ابتدائی حصے میں نکل گیا اور جو رات کی ابتدا میں نکل گیا' وہ منزل کو پہنچ گیا' اچھی طرح سن لو کہ اللہ تعالیٰ کا سودا گراں قیمت ہے' خبردار! اللہ کا سودا جنت ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۲۳۳۵۔ بخاری فی التاریخ (۲/ ۱۱۱)' ترمذی (۲۴۵۲)' حاکم (۴/ ۳۰۷۔ ۳۰۸)

فوائد: لوگوں کو اپنی جان اتنی پیاری ہے کہ اسے دشمنوں سے بچانے کے لئے رات کے اندھیروں کی پروا کئے بغیر رات کو ہی کہیں روانہ ہو جاتے ہیں۔ اگر ایک آدمی جہنم سے آزادی حاصل کر کے جنت تک رسائی حاصل کرنا چاہتا ہے تو اسے تحفظ کے لئے کون سے اقدامات کرنا پڑیں گے۔ اکتوبر ۲۰۰۵ء کے زلزلے کے بعد لوگوں نے اپنی جان کی خاطر عالیشان کوٹھیوں اور پلازوں میں فروکش ہونے سے انکار کر دیا' حالانکہ جنت کے مقابلے میں ہماری جان کی کیا قیمت ہے' لیکن اس کے حصول کے لئے کیا کاوش وکوشش کی جارہی ہے۔ ہمیں چاہیے کہ اپنے جسم و جان کے ساتھ وفا کریں اور اس کو ایسا بنادیں کہ یہ جہنم سے آزاد ہو جائے اور جنت کی مستحق بن جائے۔

۱٤٠٤۔عَنْ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ،قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ خَافَ اَدْلَجَ،وَمَنْ اَدْلَجَ بَلَغَ الْمَنْزِلَ،اَلَا اِنَّ سِلْعَةَ اللّٰهِ تَعَالٰى غَالِيَةٌ، اَلَا اِنَّ سِلْعَةَ اللّٰهِ الْجَنَّةُ،جَاءَتِ الرَّاجِفَةُ تَتْبَعُهَا الرَّادِفَةُ،جَاءَ الْمَوْتُ بِمَا فِيْهِ)) [الصحيحة:٩٥٤]

سیدنا ابی بن کعب ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو (دشمن کے حملے سے) ڈرا اور رات کے ابتدائی حصے میں نکل گیا اور جو رات کی ابتدا میں نکل گیا' وہ منزل کو پہنچ گیا' اچھی طرح سن لو کہ اللہ تعالیٰ کا سودا گراں قیمت ہے' خبردار! اللہ کا سودا جنت ہے' کانپنے والی آ گئی ہے' اس کے بعد ایک پیچھے آنے والی آ گئی ہے۔ موت سارا کچھ لے کر پہنچ گئی ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۹۵۴۔ ابونعیم فی الحلیة (۸/ ۳۷۷)' حاکم (۴/ ۳۰۸)' احمد (۵/ ۱۳۶)' ترمذی (۲۴۵۷)' ببعضه

فوائد: کانپنے والی سے مراد پہلا صور اور پیچھے آنے والی سے مراد دوسرا صور ہے۔

فضل ستر المسلم

مسلمان کی پردہ پوشی کرنے کی فضیلت

۱٤٠٥۔عَنْ هُبَيْبٍ،عَنْ عَمِّهِ،قَالَ: بَلَغَ رَجُلًا مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ عَنْ رَجُلٍ مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ اَنَّهُ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّهُ قَالَ: ((مَنْ

ہبیب اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں کہ ایک صحابی کو یہ بات پہنچی کہ فلاں صحابی نبی ﷺ کی یہ حدیث بیان کرتا ہے: ''جس نے اپنے مسلمان بھائی کی دنیا میں پردہ پوشی کی' اللہ تعالیٰ قیامت کے

سَتَرَ اَخَاهُ الْمُسْلِمَ فِي الدُّنْيَا، سَتَرَهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) فَرَحَلَ اِلَيْهِ ـ وَهُوَ بِمِصْرَ ـ فَسَاَلَهُ عَنِ الْحَدِيْثِ، قَالَ: نَعَمْ، سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: مَنْ سَتَرَ اَخَاهُ الْمُسْلِمَ فِي الدُّنْيَا، سَتَرَهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ. قَالَ: فَقَالَ: وَاَنَا قَدْ سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ. [الصحيحة: ٢٣٤١]

دن اس کی پردہ پوشی کرے گا۔" اس نے اس کی طرف سفر شروع کر دیا اور وہ مصر میں تھا' بالآخر اس کے پاس پہنچا اور اس حدیث کے بارے میں دریافت کیا' تو اس نے کہا: جی ہاں' میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: "جو دنیا میں اپنے مسلمان بھائی کی پردہ پوشی کرے گا' اللہ تعالیٰ روزِ قیامت اس کے (عیوب کی) پردہ پوشی کرے گا۔" انھوں نے کہا کہ میں نے خود رسول اللہ ﷺ سے سنا۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۳۴۱۔ احمد (۴/ ۶۲' ۵/ ۳۷۵)' وعندہ "منیب عن عمہ"

فوائد: اگر کسی مسلمان کو دوسرے مسلمان میں کوئی عیب نظر آتا ہے تو اس کے دو حل ہیں' تیسرا کوئی نہیں۔ متعلقہ آدمی کی مصلحت بھرے انداز میں اصلاح کرے اور اسے اس بات پر آمادہ کرے کہ وہ اس بد خصلت سے باز آ جائے' اگر وہ اس کے منہ پر بات کرنے سے شرماتا ہے تو خط یا فون وغیرہ جیسے ذرائع استعمال کرے۔ اگر کسی میں یہ جرأت نہیں تو دوسروں کے سامنے اس کی برائی کا تذکرہ کرنے کا کوئی حق حاصل نہیں ہے' وہ اس کی برائی پر پردہ ڈالے تاکہ پورا ماحول اور معاشرہ متاثر نہ ہو۔ سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (من ردّ عن عرض اخيه رد الله عن وجهه النار يوم القيامة.) [ترمذی] یعنی: جس نے اپنے بھائی کی عزت کا دفاع کیا' اللہ تعالیٰ روزِ قیامت اس کا جہنم سے دفاع کرے گا۔

ذم النميمة

چغل خوری کی مذمت

١٤٠٦ ـ عَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ مَرْفُوْعًا: ((مَنْ كَانَ لَهُ وَجْهَانِ فِي الدُّنْيَا، كَانَ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لِسَانَانِ مِنْ نَّارٍ)) [الصحيحة: ٨٩٢]

سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو آدمی دنیا میں دو رخا ہو' روزِ قیامت آگ سے اس کی دو زبانیں ہوں گی۔"

تخریج: الصحیحۃ ۸۹۲۔ ابو داود (۴۸۷۳)' الادب المفرد (۱۳۱۰)' ابن حبان (۵۷۵۶)

فوائد: مومن دو رخا' ابن الوقت اور چڑھتے سورج کا پجاری نہیں ہوتا۔ اس کا مؤقف اٹل اور کھرا ہوتا ہے' زمان و مکاں کی وجہ سے اس کے نزدیک سچ اور جھوٹ اور صحیح اور غلط میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ کوئی اپنا ہو یا بیگانہ' کوئی ادنیٰ ہو یا اعلیٰ' کوئی غریب ہو یا امیر' مومن کی حق گوئی میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ جو لوگ دو زبانیں استعمال کرتے ہیں۔ اس مجلس میں بیٹھ کر ان کی موافقت اور اُن کی مخالفت اور اُن کے پاس بیٹھ کر اُن کی موافقت اور اِن کی مخالفت کرنا جن کا شیوہ بن جاتا ہے' یہ لوگ چند ہی دنوں کے بعد ذلیل و خوار ہو جاتے ہیں اور اس شعر کا مصداق بن کر اپنا وقار کھو بیٹھتے ہیں۔

ادھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے — خدا ہی ملا' نہ وصالِ صنم

هم الآخرة جعل فيه خيرا

آخرت کی فکر میں ہی خیر رکھی گئی ہے

١٤٠٧ ـ عَنْ اَنَسٍ مَرْفُوْعًا: ((مَنْ كَانَتِ

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: "آخرت جس

الْآخِرَةُ هَمَّهُ، جَعَلَ اللّٰهُ غِنَاهُ فِيْ قَلْبِهِ،وَجَمَعَ لَهُ شَمْلَهُ،وَاٰتَتْهُ الدُّنْيَا وَهِيَ رَاغِمَةٌ،وَمَنْ كَانَتِ الدُّنْيَا هَمَّهُ،جَعَلَ اللّٰهُ فَقْرَهُ بَيْنَ عَيْنَيْهِ،وَفَرَّقَ عَلَيْهِ شَمْلَهُ،وَلَمْ يَاْتِهِ مِنَ الدُّنْيَا اِلَّا مَا قُدِّرَ لَهُ)) [الصحيحة:٩٤٩]

کی فکر ہو' اللہ بے نیازی اور غنیٰ کو اس کے دل میں داخل کر دیتا ہے' اس کے امور کی شیرازہ بندی کرتا ہے اور دنیا عاجز و درماندہ ہو کر اس کے پاس آتی ہے۔ اور جس کی فکر محض دنیا ہو' اللہ تعالیٰ اس کے فقر و فاقہ کو اس کی پیشانی پر رکھ دیتا ہے' اس پر اس کے امور کو منتشر کر دیتا ہے اور اسے دنیا میں بھی وہی کچھ ملتا ہے جو اس کے مقدر میں لکھا جا چکا ہوتا ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۹۴۹۔ ترمذی (۲۴۶۵)' بغوی فی شرح السنة (۴۱۴۲)

فوائد: اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ بندہ اپنی عبادات و معاملات کے سلسلے میں اللہ تعالیٰ کے احکام کو مدنظر رکھے۔ اپنی عبادات میں حسن پیدا کرے اور جائز و مباح اسباب کے ذریعے حصولِ رزق کے لئے کوشاں رہے۔ روزی کے حصول کے لئے کبھی بھی حرام وسیلہ استعمال نہ کرے' نیز اگر اپنے کام کاج کے دوران اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی دوسری ذمہ داری عائد کر دی جاتی ہے تو اپنی مصروفیات کو بالائے طاق رکھ کر پہلے اس ذمہ داری کو پورا کرے۔ اگر وہ ایسا نہیں کرتا تو کبھی بھی اس کی دنیاوی ضروریات پوری نہیں ہوں گی' اس کا ذہن ''مزید' مزید اور مزید'' کی تلاش میں ہو گا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے پیغامِ اجل آ جائے گا۔

هم الدنيا فقر و ذلة

دنیا کی فکر تنگی اور ذلت ہے

١٤٠٨۔عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ مَرْفُوْعًا: ((مَنْ كَانَتِ الدُّنْيَا هَمَّهُ،فَرَّقَ اللّٰهُ عَلَيْهِ اَمْرَهُ،وَفَعَلَ فَقْرَهُ بَيْنَ عَيْنَيْهِ،وَلَمْ يَاْتِهِ مِنَ الدُّنْيَا اِلَّا مَا كُتِبَ لَهُ،وَمَنْ كَانَتِ الْآخِرَةُ نِيَّتَهُ،جَمَعَ اللّٰهُ لَهُ اَمْرَهُ،وَجَعَلَ غِنَاهُ فِيْ قَلْبِهِ،وَاٰتَتْهُ الدُّنْيَا وَهِيَ رَاغِمَةٌ)) [الصحيحة:٩٥٠]

سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس آدمی کا رنج و غم دنیا ہی دنیا ہو' اللہ تعالیٰ اس پر اس کے معاملات کو منتشر کر دیتا ہے' اس کی فقیری و محتاجی کو اس کی آنکھوں کے درمیان رکھ دیتا ہے اور اسے دنیا سے بھی وہی کچھ ملتا ہے جو اس کے مقدر میں لکھا جا چکا ہوتا ہے۔ (لیکن اس کے برعکس) جس آدمی کی فکر آخرت ہی آخرت ہو' اللہ تعالیٰ اس کے امور کی شیرازہ بندی کر دیتا ہے' اس کے دل کو غنی کر دیتا ہے اور دنیا ذلیل ہو کر (اس کے مقدر کے مطابق) اس کے پاس پہنچ جاتی ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۹۵۰۔ ابن ماجه (۴۱۰۵)' ابن حبان (۶۸۰)

باب: الفرق بين وعد الله و وعيده

باب:

تبخيرا

١٤٠٩۔عَنْ اَنَسٍ مَرْفُوْعًا: ((مَنْ وَّعَدَهُ اللّٰهُ عَلٰى عَمَلٍ ثَوَابًا، فَهُوَ مُنْجِزُهُ لَهُ،وَمَنْ وَعَدَهُ

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے جس آدمی سے اس کے نیک عمل پر ثواب دینے کا وعدہ

عَلٰی عَمَلٍ عِقَابًا فَهُوَ فِیْهِ بِالْخِیَارِ)) [الصحیحة:۲۳۶۳]

کیا' وہ اسے (ہرصورت میں) پورا کرے گا اور جس آدمی سے اس کے برے عمل پر عذاب کا وعدہ کیا تو (اس کے بارے میں) وہ صاحبِ اختیار ہے (یعنی عذاب دے کر وعدہ پورا کر دے یا سرے سے عذاب ہی نہ دے' یہ اس کی مرضی کی بات ہے)۔''

تخریج: الصحیحة ۲۳۶۳- ابویعلی (۳۳۱۶)' ابن ابی عاصم فی السنة (۹۶۰)' البزار (الکشف : ۳۲۳۵)

فوائد: سبحان اللہ! یہ اللہ تعالیٰ کا کتنا بڑا احسان ہے کہ جب اجر وثواب کی باری آتی ہے تو وہ ہر صورت میں اس کی ادائیگی کو اپنی ذمہ داری قرار دیتا ہے' لیکن جہاں عذاب وعقاب کی باری آتی ہے تو ضروری نہیں سمجھتا کہ سزا ہی دی جائے بلکہ اپنی حکمت کے تقاضے کے مطابق معاف بھی فرما دیتا ہے' البتہ شرک کے بارے میں اس کا قانون حتمی ہے کہ وہ اس جرم کو معاف نہیں کرے گا۔ ہمیں چاہئے کہ جب اللہ تعالیٰ ہم پر اس قدر عظیم احسان کرنا چاہتے ہیں تو ہم بھی اس کی طرف متوجہ ہوں۔ اس کی طرف متوجہ ہونے کا قاعدہ کلیہ یہ ہونا چاہئے: سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک قریب المرگ نوجوان کے پاس گئے اور پوچھا: (اللہ تعالیٰ کی رحمت کی امید یا اس کے عذاب سے ڈر) کے متعلق اپنے بارے میں کیا سمجھتے ہو؟ اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! بخدا! مجھے اللہ تعالیٰ سے (اچھے انجام کی) امید ہے لیکن اپنے گناہوں سے ڈر بھی لگ رہا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر یہ دو چیزیں موت کے وقت بندے کے دل میں آ جائیں تو اللہ تعالیٰ اسے وہ چیز عطا کر دیتا ہے' جس کی اسے امید ہوتی ہے اور اس چیز سے امن دے دیتا ہے' جس سے وہ ڈر رہا ہوتا ہے۔ [ترمذی' ابن ماجہ] آجکل جب برائیوں میں ملوث لوگوں کو باز آ جانے کی نصیحت کی جاتی ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کا تذکرہ کرتے ہوئے اور سہارا لیتے ہوئے جواباً کہہ دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ رحیم و رحمان ہے' وہ معاف کرے گا۔ یہ اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے کہ وہ کس کی برائیاں معاف کرے گا اور کس کی نیکیوں کو شرفِ قبولیت عطا کرے گا' بہرحال ان لوگوں کا یہ جواب مومنانہ نہیں ہے' جہاں مومن سے بتقاضہ' بشریت گناہ سرزد ہوتا ہے وہاں وہ اللہ تعالیٰ سے ڈر کر اس کے ازالے کا بھی سوچتا ہے۔

خمس من امور الخیر

خیر کی پانچ کام

۱۴۱۰۔عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ مَرْفُوْعًا: ((مَنْ یَأْخُذُ عَنِّیْ هٰؤُلَاءِ الْکَلِمَاتِ فَیَعْمَلُ بِهِنَّ،اَوْیُعَلِّمُ مَنْ یَعْمَلُ بِهِنَّ؟)) فَقَالَ اَبُوْهُرَیْرَةَ:فَقُلْتُ: اَنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ!فَاَخَذَ بِیَدِیْ فَعَدَّ خَمْسًا فَقَالَ: اِتَّقِ الْمَحَارِمَ تَکُنْ اَعْبَدَ النَّاسِ،وَارْضَ بِمَا قَسَمَ اللّٰهُ لَكَ تَکُنْ اَغْنَی النَّاسِ،وَاَحْسِنْ اِلٰی جَارِكَ تَکُنْ مُؤْمِنًا،وَاَحِبَّ لِلنَّاسِ مَاتُحِبُّ لِنَفْسِكَ تَکُنْ مُسْلِمًا، وَلَاتُکْثِرِ الضَّحِكَ،فَاِنَّ کَثْرَةَ الضَّحِكِ تُمِیْتُ الْقَلْبَ)) [الصحیحة:۹۳۰]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کون ہے جو مجھ سے یہ کلمات سیکھے اور ان پر عمل کرے یا ان پر عمل کرنے والے کو سکھا دے؟'' سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں ہوں۔ پھر آپ نے میرا ہاتھ پکڑا اور شمار کر کے پانچ چیزیں بتلائیں' فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کی طرف سے حرام کردہ چیزوں سے بچ تو لوگوں میں سب سے بڑا عبادت گزار بن جائے گا' اپنے حق میں اللہ تعالیٰ کی تقسیم پر راضی ہو جا تو سب سے بڑا غنی بن جائے گا' اپنے پڑوسی سے حسن سلوک سے پیش آ تو مومن بن جائے گا' لوگوں کے لئے وہی کچھ پسند کر جو اپنے لئے کرتا ہے

مسلمان بن جائے گا اور کثرت سے ہنسنے کو ترک کر دے کیونکہ زیادہ ہنسنا دل کو مردہ کر دیتا ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۹۳۰۔ ترمذی (۲۳۰۵)' احمد (۲/ ۳۱۰)' خرائطی فی المکارم (۲۴۲)' ابویعلی (۶۲۴۰)' ابن ماجہ (۴۲۱۷)' من طریق آخر عنہ

فوائد: محرّمات سے اجتناب کرنا صبر کی مشقت طلب صورت ہے۔ یہی عبادت ہے جس کے ذریعے انسان کا اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق مضبوط ہوتا ہے' کیونکہ جب بندے کا نفس کسی قسم کی برائی کے لیے للچاتا ہے' لیکن دوسری طرف جب وہ اللہ تعالیٰ کا لحاظ کرتے ہوئے اپنے نفسِ لمّارہ کو شکست دیتا ہے تو اس وقت اللہ تعالیٰ کی محبت میں کئی گنا اضافہ ہوتا ہے۔ مزید یہ کہ اللہ تعالیٰ کی تقسیم پر راضی ہونا' اپنے پڑوسیوں سے حسنِ سلوک سے پیش آنا اور اپنے بھائیوں کی خیر خواہی کرتے ہوئے پسند و ناپسند میں ان کو اپنے وجود کے قائم مقام سمجھنا' یہ ایسی نیکیاں ہیں جن سے دلی فرحت و انبساط نصیب ہوتا ہے۔ بلاشبہ نبی کریم ﷺ سے ہنسی اور مزاح ثابت ہے۔ سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں اس جنتی آدمی کو پہچانتا ہوں جو سب سے آخر میں جہنم سے نکلے گا اور سب سے آخر میں جنت میں جائے گا۔ اس آدمی کو لایا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ حکم دیں گے: اس سے اس کے صغیرہ گناہوں کے بارے میں سوال کرو اور کبیرہ گناہوں کا تذکرہ ہی نہ کرو۔ سو اسے کہا جائے گا کہ تو نے فلاں فلاں دن کو فلاں فلاں گناہ کیا تھا۔ پھر اسے کہا جائے گا کہ تیری ہر برائی کے بدلے تجھے نیکی دی جاتی ہے۔ یہ سن کر وہ کہے گا: اے میرے ربّ! میں نے بڑے بڑے گناہ کئے تھے' وہ تو مجھے نظر نہیں آ رہے۔ میں نے دیکھا کہ جب آپ ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی تو ہنس پڑے' یہاں تک کہ آپ ﷺ کی داڑھیں نظر آنے لگیں۔ [ترمذی] لیکن اس ہنسنے کی کثرت سے انسان کا دل مردہ ہو جاتا ہے اور خیر و بھلائی کے کاموں سے بے رغبت ہو جاتا ہے۔

الناس ولد من تراب
لوگوں کو مٹی سے پیدا کیا گیا ہے

١٤١١ـعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعًا: ((اَلنَّاسُ وَلَدُ آدَمَ،وَآدَمُ مِنْ تُرَابٍ)) [الصحيحة:١٠٠٩]

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لوگ آدم (علیہ السلام) کی اولاد ہیں اور آدم کو مٹی سے (پیدا کیا گیا)۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۰۰۹۔ ابن سعد (۱/ ۵)' ابوداود (۵۱۱۶)' ترمذی (۳۹۵۵)' مطولاً

فوائد: بنیادی طور پر بنی آدم میں کوئی فرق نہیں' سب کے نسب حضرت آدم علیہ السلام تک ختم ہو جاتے ہیں' جن کی تخلیق مٹی سے ہوئی۔ اس اعتبار سے تمام انسانیت میں یکسانیت پائی جاتی ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کا انتخاب اس یکسانیت کی بنا پر ہے ہی نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے بنو آدم کے ایمان و ایقان' تقوی و طہارت اور نیکی و پارسائی کے جذبات کو مدنظر رکھ کر اپنی ترجیحات کا ذکر کیا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿ان اکرمکم عند الله اتقاکم﴾ [سورۂ حجرات:] یعنی: بیشک تم میں سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ معزز وہ ہے جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہے۔

ادخال من امتی سبعین الفا فی الجنة بغیر حساب
میری امت کے ستر ہزار افراد جنت میں بغیر حساب داخل ہوں گے

١٤١٢ـعَنْ رِفَاعَةَ بْنِ عِمْرَانَ الْجُهَنِيِّ مَرْفُوْعًا:

سیدنا رفاعہ بن عمران جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ

((وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ، مَامِنْ عَبْدٍ يُؤْمِنُ، ثُمَّ يُسَدِّدُ، إِلَّا سُلِكَ بِهِ فِي الْجَنَّةِ، وَأَرْجُو أَنْ لَّاتَدْخُلُوهَا حَتَّى تَبَوَّؤُا أَنْتُمْ وَمَنْ صَلَحَ مِنْ ذُرِّيَّاتِكُمْ مَسَاكِنَ فِي الْجَنَّةِ، وَلَقَدْ وَعَدَنِي. عَزَّوَجَلَّ.أَنْ يُّدْخِلَ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِي سَبْعِينَ أَلْفًا بِغَيْرِ حِسَابٍ))

[الصحيحة:٢٤٠٥]

نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے! جو بندہ ایمان لاتا ہے اور راہِ راست پر گامزن رہتا ہے' اس کو جنت کی طرف چلا دیا جاتا ہے' اور مجھے امید ہے کہ تم اپنی نیک اولاد سمیت جنت میں داخل ہونے سے پہلے (عمل کے ذریعے) وہاں اپنی رہائش گاہیں بنوالو گے۔ میرے ربّ نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ وہ میری امت کے ستر ہزار (۷۰،۰۰۰) افراد کو بغیر حساب کے جنت میں داخل کرے گا۔''

تخریج: الصحیحة ۲۴۰۵- ابن ماجه (۴۲۸۵)' احمد (۴/ ۱۶)' ابن خزیمة فی التوحید (ص : ۸۷)' ابن حبان (۲۱۲)

فوائد: معلوم ہوا کہ نیک اعمال کی بنا پر انسان کی نجات ہوگی۔ اس حدیث میں بغیر حساب و کتاب کے داخل ہونے کی تعداد ستر ہزار بتائی گئی ہے' جبکہ سیدنا ثوبان بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت کے ستر ہزار افراد کسی قسم کے حساب اور عذاب کے بغیر جنت میں داخل ہوں گے اور ہر ہزار کے ساتھ مزید ستر ہزار داخل ہوں گے۔ (یعنی کل تعداد ۴۹۷۰۰۰۰ ہوئی)۔ [صحیحہ:۲۱۷۹]

باب: ساعة وساعة

١٤١٣ـعَنْ حَنْظَلَةَ الْأُسَيْدِيِّ ـوَكَانَ مِنْ كُتَّابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ـقَالَ:لَقِيَنِي أَبُوْبَكْرٍ فَقَالَ:كَيْفَ أَنْتَ يَا حَنْظَلَةُ؟ قَالَ:قُلْتُ:نَافَقَ حَنْظَلَةُ! قَالَ: سُبْحَانَ اللّٰهِ مَا تَقُوْلُ؟قَالَ: قُلْتُ :نَكُوْنُ عِنْدَرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يُذَكِّرُنَا بِالنَّارِ وَالْجَنَّةِ حَتّٰى كَأَنَّهَا رَأْيُ عَيْنٍ،فَإِذَاخَرَجْنَا مِنْ عِنْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَافَسْنَا الْأَزْوَاجَ وَالْأَوْلَادَ وَالضَّيْعَاتِ فَنَسِيْنَا كَثِيْرًا،قَالَ أَبُوْبَكْرٍ : فَوَاللّٰهِ إِنَّا لَنَلْقٰى مِثْلَ هٰذَا،فَانْطَلَقْتُ أَنَا وَأَبُوْبَكْرٍ حَتّٰى دَخَلْنَا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، قُلْتُ :نَافَقَ حَنْظَلَةُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ: ((وَمَا ذَاكَ؟)). قُلْتُ:نَكُوْنُ عِنْدَكَ تُذَكِّرُنَا بِالنَّارِ وَالْجَنَّةِ حَتّٰى كَأَنَّهَا رَأْىُ عَيْنٍ،فَإِذَا خَرَجْنَا مِنْ

باب:

سیدنا حنظلہ اسدی رضی اللہ عنہ' جو رسول اللہ ﷺ کے کاتبین میں سے تھے' بیان کرتے ہیں کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مجھے ملے اور کہا: حنظلہ! کیا حال ہے؟ میں نے کہا: حنظلہ تو منافق ہو گیا ہے۔ انھوں نے کہا: سبحان اللہ! تم کیا کہہ رہے ہو؟ میں نے کہا: (بات یہ ہے کہ) جب ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس ہوتے ہیں' آپ ہم کو جنت و جہنم کے موضوع پر وعظ و نصیحت کرتے ہیں (اور ایسے لگتا ہے کہ) ہم جنت و دوزخ کو عیاناً دیکھ رہے ہیں۔ لیکن جب ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس سے نکلتے ہیں' اپنی آل اولاد اور مال و منال میں بیٹھتے ہیں تو بہت سی چیزیں بھلا دیتے ہیں۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم! یہ شکایت تو ہم کو بھی ہے۔ میں اور ابوبکر چل پڑے اور رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچ گئے۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! حنظلہ منافق ہو گیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: ''وہ کیسے؟'' میں نے کہا: جب ہم آپ کے پاس ہوتے ہیں اور آپ

عِنْدَكَ عَافَسْنَا الْاَزْوَاجَ وَالْاَوْلَادَ وَالضَّيْعَاتِ فَنَسِيْنَا كَثِيْرًا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ اِنْ لَّوْ تَدُوْمُوْنَ عَلٰى مَاتَكُوْنُوْنَ عِنْدِيْ وَفِي الذِّكْرِ، لَصَافَحَتْكُمُ الْمَلَائِكَةُ عَلٰى فُرُشِكُمْ وَفِيْ طُرُقِكُمْ، وَلٰكِنْ يَا حَنْظَلَةُ! سَاعَةً وَّسَاعَةً، ثَلَاثَ مَرَّاتٍ)) [الصحيحة:١٩٤٨]

ہمیں جنت و دوزخ کا وعظ کرتے ہیں (تو ہماری روحانی اور رغبت ورہبت کی کیفیت یہ ہو جاتی ہے کہ) گویا کہ ہم جنت وجہنم کو دیکھ رہے ہیں' لیکن جب آپ کے پاس سے چلے جاتے ہیں اور اہل وعیال اور ساز وسامان میں مصروف ہوتے ہیں تو (ایسی کیفیتوں کو) بھول جاتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر تم لوگ اس حالت پر برقرار رہتے جس پر میرے پاس ہوتے ہو اور اللہ کے ذکر میں محو رہتے تو تمھارے بچھونوں اور راستوں پر فرشتے تم سے مصافحہ کرنے کے لئے آتے۔ لیکن حنظلہ! (حالات بدلتے رہتے ہیں) کبھی یہ حالت ہوتی ہے اور کبھی وہ۔'' آپ نے یہ جملہ تین دفعہ دوہرایا۔

تخریج: الصحیحۃ ۱۹۴۸۔ مسلم (۲۷۵۹)' ترمذی (۲۵۱۴)' ابن ماجہ (۴۲۳۹)' احمد (۴/ ۱۸۷' ۳۴۶)

فوائد: معلوم ہوا کہ تقوی کے اعلیٰ ترین مراتب پر فائز رہنا کسی عام بندے کے بس کی بات نہیں ہے' لیکن اتنا تو ہونا چاہئے کہ جب آدمی قرآن وحدیث پر مشتمل وعظ ونصیحت سنے تو اس کے ایمان میں اضافہ ہو۔ عصر حاضر میں جہاں دل کو ورغلانے کے یا کم از کم غافل کرنے کے اسباب بکثرت پائے جاتے ہیں' وہاں دل کو صیقل کرنے کے وسائل اپنانا ہماری ذمہ داری ہے۔

ما اهمية الدنيا عندالله؟

دنیا کی اہمیت اللہ کے نزدیک کیا ہے؟

١٤١٤ـعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: مَرَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ بِشَاةٍ مَيِّتَةٍ قَدْ اَلْقَاهَا اَهْلُهَا، فَقَالَ: ((وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ لَلدُّنْيَا اَهْوَنُ عَلَى اللّٰهِ مِنْ هٰذِهِ عَلٰى اَهْلِهَا)) [الصحيحة: ٢٤٨٢]

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کہ رسول اللہ ﷺ بکری کے مردار کے پاس سے گزرے اور فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! یہ مردار جس قدر اپنے مالک کے لئے حقیر ہے' دنیا اس سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کے نزدیک حقیر (اور بے وقعت) ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۴۸۲۔ احمد (۱/ ۳۲۹)' ابویعلی (۲۵۹۳)' ابن ابی الدنیا فی ذم الدنیا (۳)

فوائد: سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (لو كانت الدنياتعدل عند الله جناح بعوضة' ماسقى كافرا منها شربة ماء.) [ترمذی] یعنی: اگر دنیا کی وقعت اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایک مچھر کے پر کے برابر بھی ہوتی تو وہ کسی کافر کو اس میں سے ایک گھونٹ پانی بھی نہ پلاتا۔ دنیا سے گزر جانے والے ہی اس کی اہمیت وافادیت بیان کر سکتے ہیں کہ انھوں نے اس دنیا سے کیا پایا اور اس پر کیا کھویا۔ دنیا میں زینت وآرائش اور آرام وسکون کے جتنے وسائل و ذرائع نظر آرہے ہیں' وہ سب عارضی ہیں اور کل نہیں تو پرسوں' پرسوں نہیں تو ترسوں یہ سب صفحۂ ہستی سے مٹ جائیں گے۔

الاستغفار من الذنوب رحمة

گناہوں سے بخشش طلب کرنا رحمت ہے

١٤١٥۔عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوعًا: ((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْ لَمْ تُذْنِبُوْا لَذَهَبَ اللّٰهُ بِكُمْ، وَلَجَاءَ بِقَوْمٍ يُذْنِبُوْنَ فَيَسْتَغْفِرُوْنَ اللّٰهَ فَيَغْفِرُلَهُمْ)) [الصحيحة: ١٩٥٠]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر تم لوگ گناہ نہیں کرو گے تو اللہ تعالیٰ تم کو فنا کر کے ایسی قوم پیدا کر دے گا جو گناہ کر کے اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کرے گی اور وہ اسے بخشے گا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۹۵۰۔ مسلم (۲۷۴۹)' احمد (۲/ ۳۰۹)' عبد الرزاق (۲۰۲۷۱)

فوائد: اس کا مطلب یہ ہے کہ گناہ کر کے گناہ پر اصرار کرنے کی بجائے اللہ تعالیٰ سے توبہ و استغفار کی جائے' کیونکہ یہ چیز اسے بہت پسند ہے اور اتنی پسند ہے کہ اگر ایسے لوگ ناپید ہو جائیں' جو کہ محال ہے' کہ جن سے نہ گناہ کا صدور ہو اور نہ وہ توبہ کریں تو اللہ تعالیٰ ایسے لوگ پیدا فرما دے گا جو اس طرح کریں گے۔ اس کا یہ مطلب قطعاً نہیں کہ وہ گناہوں کو پسند کرتا ہے اور گناہ گار اس کے محبوب ہیں' بلکہ وہ توبہ و انابت کو پسند فرماتا ہے اور ایسے ہی لوگ اسے محبوب ہیں اور یہی اس حدیث کا مفہوم ہے۔

باب: الصحة خير من الغنى

باب: صحت دولت سے بہتر ہے

١٤١٦۔عَنْ مُعَاذِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ خُبَيْبٍ،عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَمِّهِ (يَسَارِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ الْجُهَنِيِّ)،قَالَ: كُنَّا فِيْ مَجْلِسٍ، فَجَاءَ النَّبِيُّ ﷺ وَعَلَى رَأْسِهِ أَثَرُ مَاءٍ، فَقَالَ لَهُ بَعْضُنَا:نَرَاكَ الْيَوْمَ طَيِّبَ النَّفْسِ، فَقَالَ: أَجَلْ، وَالْحَمْدُلِلّٰهِ، ثُمَّ أَفَاضَ الْقَوْمُ فِيْ ذِكْرِ الْغِنَى،فَقَالَ: ((لَابَأْسَ بِالْغِنَى لِمَنِ اتَّقَى، وَالصِّحَّةُ لِمَنِ اتَّقَى خَيْرٌ مِّنَ الْغِنَى،وَطِيْبُ النَّفْسِ مِنَ النَّعِيْمِ)) [الصحيحة:١٧٤]

معاذ بن عبداللہ بن خبیب اپنے باپ سے' وہ اپنے چچا سیدنا یسار بن عبداللہ جہنی سے روایت کرتے ہیں' وہ کہتے ہیں کہ ہم ایک مجلس میں بیٹھے تھے' رسول اللہ ﷺ وہاں تشریف لائے اور آپ کے سر پر پانی کے نشانات تھے۔ ہم میں سے کسی نے کہا: آج ہم آپ کو (پہلے کی نسبت) خوشگوار موڈ میں دیکھ رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''ہاں' (بات ایسے ہی ہے) اور اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ہے۔'' پھر لوگ مالداری کی باتوں میں مشغول ہو گئے' آپ نے ان کی گفتگو سن کر فرمایا: ''اگر آدمی متقی ہو تو مالدار ہونے میں کوئی حرج نہیں' لیکن پرہیزگار آدمی کے لئے صحت و عافیت' مال و دولت سے بہتر ہے اور طیّب النفس ہونا بھی ایک نعمت ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۷۴۔ ابن ماجہ (۲۱۴۱)' احمد (۵/ ۳۷۲' ۳۸۱)' حاکم (۲/ ۳)

فوائد: مومن کا گراں مایہ متاعِ حیات تقویٰ و پارسائی ہے اور اس صفت کے ساتھ ساتھ مال و دولت اور صحت و عافیت کے خزانے مل جائیں تو اسے اللہ تعالیٰ کا عظیم ترین احسان سمجھا جائے گا۔

ما فعل اذا مروا مأماكن الذين ظلموا

ظالموں کی جگہوں کے پاس سے گزرتے ہوئے کیا کیا جائے

١٤١٧۔عَنِ ابْنِ عُمَرَ،أَنَّهُ ﷺ قَالَ لَهُمْ لَمَّا مَرَّ

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ

بِالْحِجْرِ: ((لَا تَدْخُلُوْا عَلٰى هٰؤُلَاءِ الْقَوْمِ الْمُعَذَّبِيْنَ، إِلَّا أَنْ تَكُوْنُوْا بَاكِيْنَ، فَإِنْ لَّمْ تَكُوْنُوْا بَاكِيْنَ، فَلَا تَدْخُلُوْا عَلَيْهِمْ، أَنْ يُّصِيْبَكُمْ مَا أَصَابَهُمْ،(وَتَقَنَّعَ بِرِدَائِهِ وَهُوَعَلَى الرَّحْلِ)) [الصحيحة:١٩]

حجر مقام کے پاس سے گزرے تو فرمایا: ''جن مکانات میں سابقہ اقوام کو مبتلائے عذاب کیا گیا وہاں روتے ہوئے داخل ہوا کرو' اگر تم نہیں رو سکتے تو وہاں داخل نہ ہوا کرو' کہیں ایسا نہ ہو کہ تمھیں بھی اسی عذاب میں مبتلا کر دیا جائے۔'' پھر آپ نے کجاوے پر بیٹھے بیٹھے اپنی چادر اپنے اوپر اوڑھ لی۔

تخریج: الصحیحة ۱۹۔ بخاری (۴۳۳' ۳۳۸۰)' مسلم (۲۹۸۰)' احمد (۲/ ۹' ۵۸)

فوائد: امام البانی ؒ کہتے ہیں کہ نواب صدیق حسن خاں ؒ نے ''نزل الابرار ص۔۲۹۳'' میں اس حدیث پر یہ باب باندھا ہے: ''ظالموں کی قبروں اور ان کی ہلاکت گاہوں کے پاس سے گزرتے وقت رونا اور ڈرنا اور اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنی فقیری کا اظہار کرنا اور ایسا کرنے سے غافل رہنے سے بچنا''۔ [صحیحہ: ۱۹ کے تحت] لہٰذا قوم عادٗ قوم ثمود اور اصحاب الفیل جیسی قوموں کی ہلاکت گاہوں سے گزرتے وقت وہی انداز اختیار کرنا چاہیے' جس کا اس حدیث میں بیان ہے۔

كثرة الضحك تميت القلب

زیادہ ہنسا دل کو مردہ کر دیتا ہے

١٤١٨۔عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ،قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تُكْثِرُوْا الضَّحْكَ،فَإِنَّ كَثْرَةَ الضَّحْكَ تُمِيْتُ الْقَلْبَ)) [الصحيحة:٥٠٦]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''زیادہ نہ ہنسا کرو' کیونکہ زیادہ ہنسنے سے دل مردہ ہو جاتا ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۵۰۶۔ ابن ماجه (۴۱۹۳)' ترمذی (۲۳۰۵)' مطولاً انظر ما تقدم (۱۴۱۰)

فوائد: اگرچہ نبی کریم ﷺ سے ہنسی مذاق ثابت ہے' لیکن اس چیز کی کثرت بہرحال آدمی کے لئے نقصان دہ ہے۔ نتیجتاً وہ غافل ہو جاتا ہے اور اس کی روح پر نحوست چھا جاتی ہے اور ایسا کرنے کے بعد دل اللہ تعالیٰ کے ذکر اور نماز کی طرف مائل نہیں ہوتا۔

لا يلقى الله حبيبه فى النار

اللہ تعالیٰ اپنے پیارے کو آگ میں نہیں پھینکے گا

١٤١٩۔عَنْ أَنَسٍ: مَرَّالنَّبِيُّ ﷺ بِأُنَاسٍ مِّنْ أَصْحَابِهِ، وَصَبِيٌّ بَيْنَ ظَهْرَ انَي الطَّرِيْقِ،فَلَمَّا رَأَتْ أُمُّهُ الدَّوَابَّ خَشِيَتْ عَلَى ابْنِهَا أَنْ يُّوْطَأَ، فَسَعَتْ وَالِهَةً، فَقَالَتْ:اِبْنِيْ! اِبْنِيْ! فَاحْتَمَلَتْ اِبْنَهَا، فَقَالَ الْقَوْمُ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! مَاكَانَتْ هٰذِهٖ لِتُلْقِيَ ابْنَهَا فِيْ النَّارِ،فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا وَاللّٰهِ،لَا يُلْقِيْ اللّٰهُ حَبِيْبَهُ فِيْ النَّارِ)) [الصحيحة: ٢٤٠٧]

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ اپنے بعض صحابہ کے پاس سے گزرے اور وہاں ایک بچہ راستے کے بیچ میں کھڑا تھا۔ جب اس کی ماں نے چوپائیوں کو آتے دیکھا تو اسے یہ خطرہ لاحق ہو گیا کہ وہ بچے کو روند ڈالیں گے' وہ بدحواسی کے عالم میں یہ کہتے ہوئے دوڑ پڑی: میرا بچہ! میرا بچہ! اتنے میں اس نے اسے اٹھا لیا۔ صحابہ نے (یہ منظر دیکھ کر) کہا: اے اللہ کے نبی! آیا یہ عورت اپنے بیٹے کو آگ میں پھینک سکتی ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں' اللہ کی قسم! نہیں۔ اللہ تعالیٰ بھی اپنے پیارے کو آگ میں

نہیں پھینکے گا۔"

تخریج: الصحیحۃ ۲۴۰۷۔ احمد (۳/ ۱۰۴، ۲۳۵)، حاکم (۴/ ۱۷۷)، ابویعلی (۳۷۴۷)

فوائد: اس کا مطلب یہ ہے کہ کسی کو جنت میں داخل کرنے اور کسی کو جہنم رسید کرنے کا تعلق اللہ تعالی کے ذاتی مفاد سے تو نہیں ہے، وہ تو اپنے بندوں کے اعمالِ صالحہ اور اعمالِ سیۂ کو پرکھ کر جنت و جہنم کا فیصلہ کرے گا۔ جو اللہ تعالی کی سلطنت میں رہ کر اس کی بغاوت کرتا ہے، اس کا انجام واضح ہے اور جو ہر لمحہ اللہ تعالی کی مرضی کو ترجیح دیتا ہے، وہ اللہ تعالی کا حبیب ہے اور وہ اسے ہر قسم کی آفت سے بچائے گا۔

من يسارعون في الخيرات

۱٤۲۰۔عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَتْ: سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنْ هٰذِهِ الآيَةِ: ﴿اَلَّذِيْنَ يُؤْتُوْنَ مَا آتَوْا وَّقُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ﴾ (المومنون:٦٠)، قَالَتْ عَائِشَةُ: هُمُ الَّذِيْنَ يَشْرَبُوْنَ الْخَمْرَ وَيَسْرِقُوْنَ؟ قَالَ: ((لَا يَا بِنْتَ الصِّدِّيْقِ! وَلٰكِنَّهُمُ الَّذِيْنَ يَصُوْمُوْنَ وَيُصَلُّوْنَ وَيَتَصَدَّقُوْنَ وَهُمْ يَخَافُوْنَ اَنْ لَّا يُقْبَلَ مِنْهُمْ ﴿اُولٰئِكَ يُسَارِعُوْنَ فِي الْخَيْرَاتِ﴾ (المومنون:٦١))) [الصحيحة:١٦٢]

نیکیوں میں جلدی کرنے والے کون ہیں؟

زوجۂ رسول سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس آیت کے بارے میں سوال کیا: ﴿اور جو لوگ دیتے ہیں جو کچھ دیتے ہیں اور ان کے دل کپکپاتے ہیں﴾ میں نے کہا: (اے اللہ کے رسول!) کیا اس آیت کا مصداق شراب پینے والے اور چوری کرنے والے لوگ ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "نہیں، اے بنتِ صدیق! اس آیت سے مراد وہ لوگ ہیں جو روزے رکھتے ہیں، نماز پڑھتے ہیں اور صدقہ و خیرات کرتے ہیں، لیکن اس کے ساتھ ساتھ انھیں یہ ڈر ہوتا ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ اعمال قبول ہی نہ ہوں۔ ﴿یہی ہیں جو جلدی جلدی بھلائیاں حاصل کرتے ہیں﴾"

تخریج: الصحیحۃ ۱۶۲۔ ترمذی (۳۱۷۵)، ابن جریر فی تفسیرہ (۱۸/ ۲۶)، احمد (۶/ ۱۵۹)، حاکم (۲/ ۳۹۳۔ ۳۹۴)

فوائد: یہ مومن کی پہچان ہے کہ نمازیں پڑھی ہیں، روزے رکھے ہیں اور صدقہ و خیرات جیسے عظیم اعمال میں حصہ لیا ہے، لیکن اس کے باوجود یہ اندیشہ ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ اللہ تعالی ہمارے اعمال قبول ہی نہ کرے اور جب ہم اس کی بارگاہ میں اجر و ثواب وصول کرنے جائیں تو وہ ہمیں دھتکار دے۔ یہ فکر دامن گیر کر کے وہ نئے عزم اور نئے ولولے کے ساتھ حسنات و خیرات میں حصہ لیتے ہیں اور اللہ تعالی کو راضی کرنے کے درپے ہیں۔

غرس الله في هذ الدين لاطاعته

۱٤۲۱۔عَنْ اَبِيْ عِنَبَةَ الْخَوْلَانِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((لَا يَزَالُ اللّٰهُ يَغْرِسُ فِيْ هٰذَا الدِّيْنِ غَرْسًا يَسْتَعْمِلُهُمْ فِيْ طَاعَتِهِ))۔

اللہ کا اس دین میں اپنی اطاعت کے لیے شخصیات کا پیدا کرنا

سیدنا ابوعنبہ خولانی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: "اللہ تعالی اس دین میں ایسی شخصیتیں پیدا کرتا رہے گا جنھیں وہ اپنی اطاعت و فرمانبرداری کے لئے استعمال کرے گا۔"

تخریج: الصحیحة ۲۴۴۲۔ بخاری فی التاریخ (الکنی : ص ۶۱)' ابن ماجه (۸)' ابن حبان (۳۲۶)

فوائد: ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿هو الذی ارسل رسوله بالهدی و دین الحق لیظهره علی الدین کله﴾ [سورۂ فتح:] یعنی: ''وہ اللہ ہے جس نے ہدایت اور دینِ حق کے ہمراہ اپنا رسول بھیجا' تا کہ اسے تمام ادیان پر غالب کر دے۔'' محمد رسول اللہ ﷺ کے لائے ہوئے دین کو پندرھویں صدی جاری ہے' لیکن یہ دین جس طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عہد میں محفوظ تھا' اسی طرح آج بھی تمام قسم کے عیوب و نقائص سے پاک ہے۔ بلا شبہ اللہ تعالیٰ نے اس دین کی حفاظت کی اور اسے پچھلی سے اگلی نسلوں تک پہنچایا' اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں سے کام لیا اور ایسی ایسی شخصیتیں پیدا کیں' جنہوں نے دین کی حفاظت کی اور اللہ تعالیٰ کی رضامندی اور خوشنودی کے حصول کے لئے دین کی سربلندی کے لئے اپنے فرائض ادا کئے۔

البلاء ما لا يطيق ذلة نفسه

جس کی طاقت نہ ہو ایسی آزمائشوں میں پڑنا اپنی ذلت ہے

۱۴۲۲۔عَنْ حُذَيْفَةَ مَرْفُوعًا: ((لَا يَنْبَغِيْ لِمُؤْمِنٍ اَنْ يُّذِلَّ نَفْسَهُ. قَالُوْا: وَكَيْفَ يُذِلُّ نَفْسَهُ؟قَالَ يَتَعَرَّضُ مِنَ الْبَلَاءِ مَا لَا يُطِيْقُ))

سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مومن کو یہ زیب نہیں دیتا کہ وہ اپنے آپ کو ذلیل کرتا پھرے۔'' صحابہ نے عرض کی: آدمی اپنے آپ کو کیسے ذلیل کرتا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''اس کا ایسی آزمائشوں کے درپے ہو جانا جن کی اسے طاقت ہی نہ ہو۔''

تخریج: الصحیحة ۶۱۳۔ ترمذی (۲۲۵۴)' ابن ماجه (۴۰۱۶)' احمد (۵/ ۴۰۵)

فوائد: بلا شک و شبہ مختلف آزمائشوں اور بیماریوں سے مومنوں کے درجات بلند ہوتے ہیں اور ان کے گناہ معاف ہوتے ہیں' لیکن کسی مومن کو شریعت میں یہ اجازت نہیں دی گئی کہ وہ خود بیماریوں میں مبتلا ہونے کا سوال کرنے لگے۔ اگر اللہ تعالیٰ نے اسے صحت و عافیت کی نعمت سے نواز رکھا ہے تو وہ اس کا شکریہ ادا کرے اور صحت کے تقاضے پورے کرے اور اگر اللہ تعالیٰ اسے آزمائشوں میں مبتلا کر دے تو صبر کرے اور ان کے چھٹ جانے کی دعا کرے۔

باب: النفقة على طعامه ولباسه صدقة

باب: اپنے طعام و لباس پر خرچ کرنا بھی صدقہ ہے

۱۴۲۳۔عَنْ اَبِيْ قَتَادَةَ،قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَا اَيُّهَا النَّاسُ اِبْتَاعُوْا اَنْفُسَكُمْ مِنَ اللّٰهِ مِنْ مَّالِ اللّٰهِ،فَاِنْ بَخِلَ اَحَدُكُمْ اَنْ يُّعْطِيَ مَا لَهُ لِلنَّاسِ، فَلْيَبْدَءْ بِنَفْسِهِ، وَلْيَتَصَدَّقْ عَلٰى نَفْسِهِ، فَلْيَاْكُلْ وَلْيَكْتَسِ مِمَّا رَزَقَهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ.)) [الصحيحة: ۳۷۷،۶۷۱]

سیدنا ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لوگو! اللہ تعالیٰ سے اس کے مال کے ذریعے اپنے نفس خرید لو' اگر کوئی آدمی لوگوں کو اپنا مال دینے کے معاملے میں بخیل ہے تو وہ اپنی ذات سے آغاز کرے اور اپنے اوپر خرچ کرنا شروع کر دے اور اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے میں سے کھائے پیئے اور ملبوسات زیب تن کرے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۷۱۔ خرائطی فی مکارم الاخلاق (۳۲۰)' بیہقی فی الشعب (۴۵۷۰)' عن انس رضی اللہ عنہ بنحوہ

فوائد: رزق کے جتنے وسائل گردش میں ہیں' وہ سب کے سب اللہ تعالیٰ نے عطا کئے ہیں اور وہ کسی کی صلاحیت و قابلیت کا نتیجہ نہیں ہیں۔ لیکن جب انسان اللہ تعالیٰ کی راہ میں صدقہ کرتا ہے تو وہ اسے اپنے حق میں قرضہ گردانتا ہے اور اس کے بدلے جتنے احسانات دوبارہ کرتا ہے' ان میں سے ایک اپنے بندے کے وجود کو جہنم سے آزاد کرتا ہے۔ لہٰذا بندے کو چاہئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کرنے سے دریغ نہ کرے۔

باب الترغیب علی التوبہ

توبہ کرنے کی ترغیب

١٤٢٤ ـ عَنْ اَبِيْ بُرْدَةَ،عَنْ رَجُلٍ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ۔ وَفِيْ رِوَايَةٍ: قَالَ: جَلَسْتُ اِلٰى شَيْخٍ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ فِيْ مَسْجِدِ الْكُوْفَةِ، فَحَدَّثَنِيْ، فَقَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ،اَوْ ـ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((يَا اَيُّهَا النَّاسُ! تُوْبُوْا اِلَى اللّٰهِ وَاسْتَغْفِرُوْهُ،فَاِنِّيْ اَتُوْبُ اِلَى اللّٰهِ وَاَسْتَغْفِرُهُ فِيْ كُلِّ يَوْمٍ مِئَةَ مَرَّةٍ)) [الصحيحة:١٤٥٢]

سیدنا ابو بردہ رضی اللہ عنہ ایک صحابی رسول سے روایت کرتے ہیں اور ایک روایت میں ہے: وہ کہتے ہیں کہ میں مسجد کوفہ میں ایک عمر رسیدہ صحابی کے پاس بیٹھا تھا کہ انھوں نے مجھے ایک حدیث بیان کی اور کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: ''اے لوگو! اللہ کی طرف توبہ (رجوع) کرو اور اس سے بخشش طلب کرو۔ میں تو بارگاہِ الٰہی میں روزانہ سو سو مرتبہ توبہ اور اس سے مغفرت کا مطالبہ کرتا ہوں۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۴۵۲۔ احمد (۴/ ۲۶۰۔ ۲۶۱)' ابن ابی شیبۃ (۱۰/ ۲۹۹)' طبرانی فی الکبیر (۸۸۷)

فوائد: اس میں توبہ و استغفار کی ترغیب ہے کہ نبی کریم ﷺ جو مغفور تھے' اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے اگلے پچھلے گناہ معاف فرما دیئے تھے' جو دراصل گناہ بھی نہ تھے' بلکہ حسنات الابرار اور سیئات المقربین کے مطابق خلاف اولی کام تھے' جنہیں گناہ سے تعبیر کیا گیا۔ تو پھر ہم عام لوگ کس طرح توبہ و استغفار سے بے نیاز رہ سکتے ہیں جب کہ از فرق تا بہ قدم (سر سے لے کر پاؤں تک) ہم گناہوں میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ توبہ کی کثرت اور اس کا استمرار اس لئے بھی ضروری ہے تاکہ غیر شعوری گناہ بھی معاف ہوتے رہیں۔

لا تترك عمل من التحقير

معمولی ہونے کی وجہ سے عمل کو نہ چھوڑا جائے

١٤٢٥ ـ عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَا عَائِشَةُ! اِيَّاكِ وَمُحَقَّرَاتِ الْاَعْمَالِ. وَفِيْ لَفْظٍ: الذُّنُوْبَ. فَاِنَّ لَهَا مِنَ اللّٰهِ طَالِبًا)) [الصحيحة:٥١٣]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: ''اے عائشہ! صغیرہ گناہوں کا ارتکاب کرنے سے بچو' کیونکہ ان کا بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے مطالبہ کیا جائے گا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۵۱۳۔ ابن ماجہ (۴۲۴۳)' احمد (۶/ ۷۰' ۱۵۱)' دارمی (۲۷۲۶)' ابن حبان (۵۵۶۸)

فوائد: مومنانہ تہذیب یہ ہے کہ کسی نیکی کو حقیر سمجھ کر ترک نہ کیا جائے اور کسی برائی کو معمولی تصور کر کے اس کا ارتکاب نہ کیا جائے' کیونکہ زندگی کی معمولی معمولی غفلتیں اور سستیاں انسان کی ہلاکت کا سبب بن سکتی ہیں۔

السكوت خير من التكلم السيئة

١٤٢٦ ـ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ، قَالَ: اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ خَرَجَ ذَاتَ يَوْمٍ عَلٰى رَاحِلَتِهِ، وَاَصْحَابُهُ مَعَهُ بَيْنَ يَدَيْهِ، فَقَالَ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! اَتَاْذَنُ لِيْ فِيْ اَنْ اَتَقَدَّمَ اِلَيْكَ عَلٰى طِيْبَةِ نَفْسٍ؟ قَالَ: نَعَمْ فَاقْتَرَبَ مُعَاذٌ اِلَيْهِ، فَسَارَا جَمِيْعًا، فَقَالَ مُعَاذٌ: بِاَبِيْ اَنْتَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اَسْاَلُ اللّٰهَ اَنْ يَّجْعَلَ يَوْمَنَا قَبْلَ يَوْمِكَ، اَرَاَيْتَ اِنْ كَانَ شَيْءٌ ـ وَلَا نَرٰى شَيْئًا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى ـ فَاَيُّ الْاَعْمَالِ نَعْمَلُهَا بَعْدَكَ؟ فَصَمَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: اَلْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: نِعْمَ الشَّيْءُ الْجِهَادُ، وَالَّذِيْ بِالنَّاسِ اَمْلَكُ مِنْ ذٰلِكَ فَالصِّيَامُ وَالصَّدَقَةُ؟ قَالَ: نِعْمَ الشَّيْءُ الصِّيَامُ وَالصَّدَقَةُ ـ فَذَكَرَ مُعَاذٌ كُلَّ خَيْرٍ يَعْمَلُهُ ابْنُ اٰدَمَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: وَعَادَ بِالنَّاسِ خَيْرٌ مِّنْ ذٰلِكَ ـ قَالَ: فَمَاذَا بِاَبِيْ اَنْتَ وَاُمِّيْ عَادَ بِالنَّاسِ خَيْرٌ مِّنْ ذٰلِكَ؟ قَالَ: فَاَشَارَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِلٰى فِيْهِ ، قَالَ: اَلصَّمْتُ اِلَّا مِنْ خَيْرٍ ، قَالَ: وَهَلْ نُؤَاخَذُ بِمَا تَكَلَّمَتْ بِهٖ اَلْسِنَتُنَا؟ قَالَ: فَضَرَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَخِذَ مُعَاذٍ، ثُمَّ قَالَ: **((يَا مُعَاذُ! ثَكِلَتْكَ اُمُّكَ، وَهَلْ يَكُبُّ النَّاسَ عَلٰى مَنَاخِرِهِمْ فِيْ جَهَنَّمَ اِلَّا مَا نَطَقَتْ بِهٖ اَلْسِنَتُهُمْ؟ فَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ، فَلْيَقُلْ خَيْرًا اَوْيَسْكُتْ عَنْ شَرٍّ، قُوْلُوْا خَيْرًا تَغْنَمُوْا وَاسْكُتُوْا عَنْ شَرٍّ تَسْلَمُوْا))** [الصحيحة: ٤١٢]

برے کلام سے خاموشی بہتر ہے

سیدنا عبادہ بن صامت ﷜ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ اپنی سواری پر نکلے اور آپ کے صحابہ آپ کے آگے آگے چل رہے تھے۔ سیدنا معاذ بن جبل ﷜ نے کہا: اے اللہ کے نبی! کیا آپ مجھے برضا ورغبت اپنی طرف بڑھنے کی اجازت دیں گے؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں۔'' سیدنا معاذ آپ کے قریب ہو گئے اور دونوں ایک ساتھ چلتے رہے۔ چلتے چلتے سیدنا معاذ ﷜ نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرا باپ آپ پر قربان ہو، میں اللہ تعالیٰ سے سوال کرتا ہوں کہ وہ میری موت کے دن کا تقرر آپ کے یومِ وفات سے پہلے کر دے۔ آپ کا کیا خیال کہ اگر کچھ ہوا...... اور فی الحال ان شاء اللہ کوئی ایسی علامت تو نظر نہیں آ رہی..... تو ہمیں آپ کے بعد کون سے عمل کرنے چاہئیں؟ رسول اللہ ﷺ خاموش ہو گئے۔ میں نے کہا: اللہ کے راستے میں جہاد کرنا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جہاد تو بہترین عمل ہے، اور جو چیز لوگوں کے پاس ہے وہ اس سے بھی زیادہ نیکیوں کو سنبھالنے والی ہے۔'' میں نے کہا: وہ روزے اور صدقات ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''روزے اور صدقہ وخیرات بہترین اعمال ہیں۔'' سیدنا معاذ ﷜ نے ابن آدم کے ہر نیک عمل کا تذکرہ کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس سے بھی زیادہ بہتر چیز لوگوں کے پاس موجود ہے۔'' سیدنا معاذ ﷜ نے کہا: میرے والدین آپ پر قربان ہوں، وہ کون سی چیز ہے جو ان سب سے بہتر ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے جواباً اپنے منہ کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا: خیر و فلاح والے امور کے علاوہ (ہر چیز سے) خاموشی اختیار کرنا۔'' انھوں نے کہا: ہم اپنی زبان کے ذریعے سے جو گفتگو کرتے ہیں، اس پر بھی ہماری گرفت ہو گی؟ رسول اللہ ﷺ نے معاذ کی ران پر ہاتھ مارا اور فرمایا: ''تیری ماں تجھے گم پائے، لوگوں کو جہنم میں ان کے نتھنوں

کے بل گرانے والی چیز ان کی زبانوں کے بول ہوں گے' جو اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ خیر پر مشتمل بات کرے یا بری باتوں سے خاموش رہے۔ (لوگو!) اچھی باتیں کیا کرو' غنیمت پاؤ گے اور بری باتوں سے رک جایا کرو' سلامت رہو گے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۴۱۲۔ حاکم (۴/ ۲۸۶۔ ۲۸۷)' طبرانی فی الکبیر (جامع المسانید : ۴۹۱۴)

فوائد: حدیث اپنے مفہوم میں واضح ہے' مختلف احکام و مسائل کا بیان ہے' جن کا نتیجہ زبان کی حفاظت کی صورت میں پیش کیا گیا۔

خوف الریا و الشھوۃ الخفیۃ

ریا اور شہوت خفیہ کا خوف

۱٤۲۷۔عَنْ عِبَادِ بْنِ تَمِيمٍ عَنْ عَمِّهِ(عَبْدِاللّٰهِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَاصِمٍ) مَرْفُوْعًا: ((يَا نَعَايَا الْعَرَبِ! يَا نَعَايَا الْعَرَبِ (ثَلَاثًا)، اِنَّ اَخْوَفَ مَا اَخَافُ عَلَيْكُمُ الرِّيَاءُ، وَالشَّهْوَةُ الْخَفِيَّةُ)) [الصحیحۃ:۵۰۸]

عباد بن تمیم اپنے چچا سیدنا عبداللہ بن زید بن عاصم رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہائے عربوں کی اموات کی خبریں! ہائے عربوں کی اموات کی خبریں! (تین دفعہ یہ آواز دی) مجھے تمھارے بارے میں سب سے زیادہ ڈر ریا کاری اور خفیہ شہوت کا ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۵۰۸۔ طبرانی فی الکبیر (۶/ ۲۵۵)' ابونعیم فی الحلیۃ (۷/ ۱۲۲)' واخبار اصبھان (۲/ ۶۶)

فوائد: اللہ تعالیٰ کے ہاں وہی عمل قابل قبول ہے' جو خالصتاً اسی کے لئے کیا جائے۔ سیدنا محمود بن لبید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارے بارے میں مجھے سب سے زیادہ خوف شرک اصغر کا ہے۔ صحابہ نے پوچھا: شرکِ اصغر کیا ہوتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ریا کاری' جب اللہ تعالیٰ روزِ قیامت لوگوں کو بدلہ دے گا تو ریا کاری کرنے والوں سے کہے گا: تم جن لوگوں کو دکھانے کے عمل کرتے تھے' ان کے پاس چلے جاؤ اور جائزہ لو کہ آیا ان کے ہاں تمہارے لئے کوئی بدلہ ہے؟ [صحیحہ: ۹۵۱] خفیہ شہوت سے مراد یہ ہے کہ بظاہر نیکی کا لبادہ اوڑھ کر دل میں بری خواہشات کو پناہ دینا اور نیکی کا بھرم ظاہر کر کے لوگوں کو متقی و پارسا باور کرانا' لیکن جنس مخالف سے ہم کلام ہوتے وقت یا ان کا چہرہ دیکھتے وقت دل میں غلط خیالات کو ہوا دینا۔

یجیر علی امتی ادناھم

عام آدمی بھی پوری امت کی پناہ دے سکتا ہے

۱٤۲۸۔عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ،اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: ((يُجِيْرُ عَلٰى اُمَّتِي اَدْنَاهُمْ))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''(میری امت کا) کا ادنی فرد بھی پوری امت پر پناہ دے گا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۴۴۹۔ احمد (۲/ ۳۶۵)' حاکم (۲/ ۱۴۱)' بیھقی (۹/ ۹۴)

فوائد: اسلام میں ادنیٰ و اعلیٰ کا تصور نیکی اور بدی کی بنا پر ہے' کوئی آدمی اپنے عہدے کی بنا پر اللہ تعالیٰ کے ہاں ممتاز نہیں ہو سکتا ہے۔ بہر حال معاشرے میں ظاہر پرستی ہوتی ہے اور سادہ لوح مسلمانوں کو کمتر نگاہوں سے دیکھ کر ان کی باتوں اور فیصلوں کو کوئی وقعت نہیں دی جاتی۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے ہاں اس نظریہ کی کوئی قیمت نہیں' اسی لئے شریعت نے یہ قانون بنایا ہے کہ اگر کوئی ادنیٰ مسلمان بھی کسی غیر مسلم کو پناہ دے دیتا ہے تو ہر کس و ناکس' حاکم و محکوم اور ادنی و اعلی پر فرض ہو جائے گا کہ اس پناہ کے تقاضے پورے کئے جائیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اس بات کی توفیق دے کہ ہم بھی رشتۂ اسلام کو مد نظر رکھ کر شخصیات کو پہچانیں اور ان کی قدر کریں۔

(۹) الجنة والنار

جنت اور جہنم

چونکہ جنت وجہنم کے بیان کردہ امور کاتعلق عالم غیب سے ہے' اس لئے ان کی تشریح وتوضیح میں اختصار کوملحوظِ خاطر رکھا جائے گا۔

١٤٢٩ـ عَنْ اَنَسٍ،عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ،اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِﷺ قَالَ: ((آخِرُ مَنْ يَّدْخُلُ الْجَنَّةَ رَجُلٌ،فَهُوَ يَمْشِيْ مَرَّةً، وَيَكْبُوْ مَرَّةً،وَتَسْفَعُهُ النَّارُ مَرَّةً،فَاِذَا مَاجَاوَزَهَاالْتَفَتَ اِلَيْهَا فَقَالَ: تَبَارَكَ الَّذِيْ نَجَّانِيْ مِنْكِ،لَقَدْ اَعْطَانِيَ اللّٰهُ شَيْئًا مَا اَعْطَاهُ اَحَدًا مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ وَالْآخِرِيْنَ،فَتُرْفَعُ لَهٗ شَجَرَةٌ فَيَقُوْلُ: اَيْ رَبِّ! اَدْنِنِيْ مِنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ، فَلِاَسْتَظِلَّ بِظِلِّهَا،وَاَشْرَبَ مِنْ مَّائِهَا،فَيَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: يَا ابْنَ آدَمَ! لَعَلِّيْ اِنْ اَعْطَيْتُكَهَا سَاَلْتَنِيْ غَيْرَهَا؟ فَيَقُوْلُ: لَا يَا رَبِّ! وَيُعَاهِدُهٗ اَنْ لَّا يَسْاَلَهٗ غَيْرَهَا، وَرَبُّهٗ يَعْذِرُهٗ،لِاَنَّهٗ يَرٰى مَالَاصَبْرَ لَهٗ عَلَيْهِ،فَيُدْنِيْهِ مِنْهَا،فَيَسْتَظِلُّ بِظِلِّهَا،وَيَشْرَبُ مِنْ مَّائِهَا،ثُمَّ تُرْفَعُ لَهٗ شَجَرَةٌ هِيَ اَحْسَنُ مِنَ الْاُوْلٰى،فَيَقُوْلُ: اَيْ رَبِّ! اَدْنِنِيْ مِنْ هٰذِهٖ اَنْ لَّا يَسْاَلَهٗ غَيْرَهَا،وَرَبُّهٗ يَعْذِرُهٗ، لِاَنَّهٗ يَرٰ مَالَا صَبْرَ لَهٗ عَلَيْهِ،فَيُدْنِيْهِ مِنْهَا،فَيَسْتَظِلُّ بِظِلِّهَا، وَيَشْرَبُ مِنْ مَّائِهَا،وَرَبُّهٗ يَعْذِرُهٗ،لِاَنَّهٗ يَرٰى مَالَا صَبْرَ لَهٗ

سیدنا انس رضی اللہ عنہ' سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سب سے آخر میں جنت میں داخل ہونے والے آدمی کی صورتحال یہ ہوگی کہ چلتے چلتے منہ کے بل گرے گا' آگ اس کے چہرے کوجھلساتی رہے گی۔ جب وہ جہنم کوعبور کر جائے گا تو اسے مخاطب ہو کر کہے گا: وہ ذات بابرکت ہے جس نے مجھے تجھ سے نجات دلائی اور مجھے (تجھ سے آزاد کر کے) جو کچھ عطا کیا وہ اولین و آخرین میں سے کسی کونہیں دیا۔ اتنے میں اسے ایک درخت دکھائی دے گا' وہ کہے گا: اے میرے ربّ! مجھے اس درخت کے قریب پہنچا دے تاکہ میں اس کا سایہ حاصل کر سکوں اور وہاں کا پانی پی سکوں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اے آدم کے بیٹے! اگر میں تیرا یہ مطالبہ پورا کر دوں' تو تو کسی اور چیز کا سوال تو نہیں کرے گا؟ وہ کہے گا: نہیں' اے میرے ربّ! وہ اللہ تعالیٰ سے عہد و پیمان کرے گا کہ مزید کسی چیز کا مطالبہ نہیں کرے گا' لیکن (آگے چل کر) اس کا ربّ اس کو معذور سمجھے گا کیونکہ اسے علم ہے کہ یہ صبر نہیں کر سکے گا۔ اللہ تعالیٰ اسے اس درخت کے قریب کر دے گا' وہ اس کے سائے میں ستائے گا اور پانی پیے گا۔ اتنے میں اسے اس درخت کی نسبت ایک اور خوبصورت درخت دکھائی دے گا۔ وہ کہے گا: اے میرے ربّ!

عَلَيْهِ،فَيُدْنِيهِ مِنهَا،فَيَسْتَظِلُّ بِظِلِّهَا، وَيَشْرَبُ مِنْ مَّائِهَا. ثُمَّ تُرْفَعُ لَهُ شَجَرَةٌ عِنْدَبَابِ الْجَنَّةِ هِيَ اَحْسَنُ مِنَ الْاُوْلَيَيْنِ،وَيَقُوْلُ: اَيْ رَبِّ! اَدْنِنِي مِنْ هٰذِهٖ لِاَسْتَظِلَّ بِظِلِّهَا، وَاَشْرَبَ مِنْ مَّائِهَا،لَا اَسْاَلُكَ غَيْرَهَا!فَيَقُوْلُ:يَا ابْنَ آدَمَ!اَلَمْ تُعَاهِدْنِي اَنْ لَّا تَسْاَلَنِي غَيْرَهَا؟قَالَ: بَلٰى يَا رَبِّ!هٰذِهٖ لَا اَسْاَلُكَ غَيْرَهَا،وَرَبُّهُ يَعْذِرُهُ،لِاَنَّهُ يَرٰى مَالَا صَبْرَ لَهُ عَلَيْهِ،فَيُدْنِيهِ مِنهَا(فَإِذَا اَدْنَاهُ مِنهَا) فَيَسْمَعُ اَصْوَاتَ اَهْلِ الْجَنَّةِفَيَقُوْلُ:اَيْ رَبِّ! اَدْخِلْنِيهَا، فَيَقُوْلُ: اَيْ اِبْنَ آدَمَ!مَا يَصْرِيْنِي مِنكَ؟ اَيُرْضِيكَ اَنْ اُعْطِيَكَ الدُّنْيَا وَمِثْلَهَا مَعَهَا؟ قَالَ: يَا رَبِّ! اَتَسْتَهْزِئُ مِنِّي وَاَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِيْنَ؟ فَضَحِكَ ابن مسعودٍ فقال :ألا تسألوني مم أضحك؟ فقالوا: مم تضحك؟ قال :هكذا ضحك رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالُوْا:مِمَّ تَضْحَكُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟)قَالَ: مِنْ ضِحْكِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ حِيْنَ قَالَ: اَتَسْتَهْزِئُ مِنِّي وَاَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِيْنَ ؟فَيَقُوْلُ:اِنِّي لَا اَسْتَهْزِئُ مِنكَ، وَلٰكِنِّي عَلٰى مَا اَشَاءُ قَادِرٌ. وَفِي رِوَايَةٍ:قَدِيْرٌ.))

[الصحيحة:١٢٩،٢٦٠١]

مجھے فلاں درخت کے قریب کر دے' تا کہ اس کا پانی پی سکوں اور اس کے سائے میں آرام کر سکوں اور میں وعدہ کرتا ہوں کہ مزید کوئی سوال نہیں کروں گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اے ابن آدم! کیا تو نے مجھ سے مزید مطالبہ نہ کرنے کا وعدہ نہیں کیا تھا؟ اب اگر میں تجھے اس درخت تک پہنچا دوں' تو مزید کوئی مطالبہ تو نہیں کرے گا؟ وہ آئندہ کوئی سوال نہ کرنے کا عہد و پیمان کرے گا۔ لیکن اس کا ربّ اسے آئندہ بھی معذور سمجھے گا کیونکہ وہ جانتا ہے کہ وہ صبر نہیں کر سکے گا۔ اللہ تعالیٰ اسے (دوسرے) درخت کے پاس پہنچا دے گا' وہ اس کے سائے میں بیٹھے گا اور وہاں کا پانی پیئے گا۔ اتنے میں اسے پہلے دونوں درختوں سے حسین جنت کے دروازے کے قریب تیسرا درخت دکھائی دے گا۔ وہ (بے صبری کا مظاہرہ کرتے ہوئے) دعا کرے گا: اے میرے ربّ! مجھے اس درخت کے قریب کر دے' تا کہ میں اس کا سایہ حاصل کر سکوں اور وہاں کا پانی پی سکوں اور مزید میں تجھ سے کوئی سوال نہیں کروں گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اے ابن آدم! کیا تو نے مجھ سے وعدہ نہیں کیا تھا کہ مزید کسی چیز کا مطالبہ نہیں کرے گا؟ وہ کہے گا: کیوں نہیں' اے میرے ربّ! بس یہی مطالبہ ہے' اس کے بعد کچھ نہیں مانگوں گا' لیکن اس کا ربّ اسے معذور سمجھے گا' کیونکہ وہ (آئندہ) ایسی چیزیں دیکھے گا جن پر صبر نہیں کر سکے گا۔ اللہ تعالیٰ اسے (اس تیسرے درخت کے) قریب کر دے گا۔ جب وہ اس کے قریب پہنچے گا تو جنت والوں کی آوازیں سنے گا اور کہے گا: اے میرے ربّ! مجھے جنت میں داخل ہی کر دے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: کون سی چیز مجھے تیری دعا قبول کرنے سے روک سکتی ہے؟ (اے میرے بندے!) اگر میں تجھے دنیا اور اس کی مثل ایک اور دنیا کے برابر دے دوں تو تو راضی ہو جائے گا؟ وہ بندہ کہے گا: اے میرے ربّ! تو جہانوں کا پالنہار ہونے کے باوجود مجھ سے

مذاق کرتا ہے؟ (یہ تجھے زیب نہیں دیتا)'' ابن مسعود رضی اللہ عنہ ہنس پڑے اور کہا: کیا تم لوگ مجھ سے میرے ہنسنے کے بارے میں دریافت نہیں کرتے؟ انھوں نے کہا: اچھا' ہنسنے کی وجہ بتایئے؟ انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ اس مقام پر اسی طرح ہنسے تھے۔ صحابہ نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! آپ کیوں ہنس رہے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جب اس بندے نے کہا: تو جہانوں کا پالنہار ہونے کے باوجود مجھ سے مذاق کرتا ہے؟ تو اللہ تعالیٰ ہنس پڑے' اس لئے میں بھی ہنس پڑا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں تجھ سے مذاق نہیں کر رہا' میں تو جو چاہتا ہوں' وہ کرنے پر قادر ہوں۔''

تخریج: الصحیحة ۲۶۰۱' ۳۱۲۹۔ مسلم (۱۸۷)' ابو عوانة (۱/ ۱۴۲۔ ۱۴۳)' احمد (۱/ ۴۱۰۔ ۴۱۱)' ابن خزیمة فی التوحید (ص ۲۰۷)

فوائد: یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے لامتناہی خزانوں کی ایک جھلک ہے' جنت میں سب سے آخر میں جانے والے کی یہ آؤ بھگت کی جا رہی ہے اور جو خوش بخت بغیر حساب کے جنت کے وارث بنیں گے یا جو شروع میں ہی بہشت میں داخل ہوں گے' اگر ان کے مقام و مرتبہ کا اندازہ کرنا کسی کے بس کی بات ہے تو وہ اندازہ کر سکتا ہے۔

۱۴۳۰. عَنْ أَبِي أُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((أَتَانِي رَجُلَانِ، فَأَخَذَا بِضَبْعِي، فَأَتَيَا بِي جَبَلًا وَعْرًا)) فَقَالَا: اِصْعَدْ فَقُلْتُ إِنِّي لَا أُطِيقُهُ. فَقَالَا: إِنَّا سَنُسَهِّلُهُ لَكَ فَصَعِدْتُ حَتّٰى إِذَا كُنْتُ فِي سَوَاءِ الْجَبَلِ، إِذَا أَنَا بِأَصْوَاتٍ شَدِيدَةٍ، قُلْتُ مَا هٰذِهِ الْأَصْوَاتُ؟ قَالُوا: هٰذَا عُوَاءُ أَهْلِ النَّارِ، ثُمَّ انْطَلَقَا بِي، فَإِذَا أَنَا بِقَوْمٍ مُعَلَّقِينَ بِعَرَاقِيبِهِمْ، مُشَقَّقَةٌ أَشْدَاقُهُمْ، تَسِيلُ أَشْدَاقُهُمْ دَمًا، قَالَ قُلْتُ: مَنْ هٰؤُلَاءِ؟ قَالَ: هٰؤُلَاءِ الَّذِينَ يُفْطِرُونَ قَبْلَ تَحِلَّةِ صَوْمِهِمْ. فَقَالَ خَابَتِ الْيَهُودُ وَالنَّصَارٰى.

فَقَالَ سُلَيْمَانُ مَا أَدْرِي أَسَمِعَهُ أَبُو أُمَامَةَ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أَمْ شَيْءٌ مِنْ رَأْيِهِ؟! ثُمَّ

سیدنا ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: ''میرے پاس دو آدمی آئے' انھوں نے میرا بازو پکڑا اور مجھے ایک دشوار گزار پہاڑ کے پاس لے گئے۔ انھوں نے مجھے کہا: اس پر چڑھو۔ میں نے کہا: مجھ میں تو اتنی طاقت نہیں کہ اس پر چڑھ سکوں۔ انھوں نے کہا: ہم تیرے لئے آسان کر دیں گے۔ سو میں نے چڑھنا شروع کر دیا' جب میں پہاڑ کی چوٹی پر پہنچا تو شدید قسم کی آوازیں سنائی دیں۔ میں نے پوچھا: یہ آوازیں کیسی ہیں؟ انھوں نے کہا: یہ جہنمیوں کی چیخ و پکار ہے۔ پھر وہ مجھے لے کر آگے چلے' ایک مقام پر پہنچ کر میں کیا دیکھتا ہوں کہ کچھ لوگ الٹے لٹکائے گئے ہیں' ان کی باچھوں کو پھاڑا جا رہا ہے اور وہاں سے خون بہہ رہا ہے۔ میں نے کہا: یہ کون لوگ ہیں؟ انھوں نے کہا: یہ وقت سے پہلے روزہ افطار کر دینے والے لوگ ہیں۔ پھر فرمایا: یہود و نصاریٰ ناکام و نامراد ہو گئے۔''

انْطَلَقَا(بِيْ)، فَإِذَا بِقَوْمٍ اَشَدِّ شَيْءٍ انْتِفَاخًا، وَاَنْتَنِهِ رِيْحًا، وَاَسْوَدِهِ مَنْظَرًا، فَقُلْتُ: مَنْ هٰؤُلَاءِ؟ فَقَالَ: هٰؤُلَاءِ قَتْلَى الْكُفَّارِ. ثُمَّ انْطَلَقَابِيْ فَإِذَا بِقَوْمٍ اَشَدَّ شَيْءٍ انْتِفَاخًا، وَاَنْتَنِهِ رِيْحًا،كَاَنَّ رِيْحَهُمُ الْمَرَاحِيْضُ، قُلْتُ: مَنْ هٰؤُلَاءِ؟ قَالَ: هٰؤُلَاءِ الزَّانُوْنَ وَالزَّوَانِيْ. ثُمَّ انْطَلَقَابِيْ، فَإِذَا اَنَا بِنِسَاءٍ تَنْهَشُ ثُدِيَّهُنَّ الْحَيَّاتُ. قُلْتُ: مَابَالُ هٰؤُلَاءِ؟! قَالَ: هٰؤُلَاءِ الَّاتِيْ يَمْنَعْنَ اَوْلَادَهُنَّ اَلْبَانَهُنَّ. ثُمَّ انْطَلَقَا بِيْ،فَإِذَا اَنَا بِغِلْمَانٍ يَلْعَبُوْنَ بَيْنَ نَهْرَيْنِ،قُلْتُ: مَنْ هٰؤُلَاءِ قَالَ هٰؤُلَاءِ ذَرَارِيُّ الْمُؤْمِنِيْنَ: ثُمَّ اَشْرَفَابِيْ شَرَفًا، فَإِذَا اَنَا بِنَفَرٍ ثَلَاثَةٍ يَشْرَبُوْنَ مِنْ خَمْرٍ لَّهُمْ، قُلْتُ:مَنْ هٰؤُلَاءِ؟ قَالَ:هٰؤُلَاءِ جَعْفَرٌ وَزَيْدٌ وَابْنُ رَوَاحَةَ:ثُمَّ اَشْرَفَابِيْ شَرَفًا آخَرَ، فَإِذَا اَنَا بِنَفَرٍ ثَلَاثَةٍ، قُلْتُ: مَنْ هٰؤُلَاءِ؟قَالَ: هٰذَا اِبْرَاهِيْمُ وَمُوْسٰى وَعِيْسٰى وَهُمْ يَنْتَظِرُوْنَكَ)• [الصحيحة: ۳۹۵۱]

راویٔ حدیث سلیمان کہتے ہیں: مجھے یہ علم نہ ہو سکا کہ (یہود و نصاریٰ کے متعلقہ) یہ الفاظ سیدنا ابوامامہ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیے ہیں یا ان کی اپنی رائے ہے۔'' پھر وہ دونوں مجھے لے کر آگے بڑھے' میں کیا دیکھتا ہوں کہ کچھ لوگ پھولے ہوئے ہیں' ان سے بدترین بدبو آرہی ہے اور انتہائی سیاہ منظر پیش کر رہے ہیں۔ میں نے پوچھا کہ یہ لوگ کون ہیں؟ انھوں نے کہا: یہ مقتول کفار ہیں۔ پھر وہ میرے ساتھ آگے بڑھے اور ایسے لوگوں کے پاس سے گزرے جو بری طرح پھولے ہوئے ہیں' ان سے بیت الخلاء کی طرح کی بدترین بدبو آرہی ہے۔ میں نے پوچھا: یہ کون لوگ ہیں؟ انھوں نے کہا: زانی مرد اور عورتیں ہیں۔ پھر وہ مجھے لے کر آگے بڑھے اور ہم ایسی عورتوں کے پاس سے گزرے کہ سانپ ان کے پستانوں کو نوچ رہے ہیں۔ میں نے پوچھا: یہ عورتیں کون ہیں؟ انھوں نے کہا: یہ اپنے بچوں کو دودھ نہ پلانے والی عورتیں ہیں۔ پھر وہ مجھے لے کر آگے بڑھے۔ میں کیا دیکھتا ہوں کہ دو نہروں کے درمیان میں کچھ بچے کھیل رہے ہیں۔ میں نے پوچھا: یہ کون ہیں؟ انھوں نے کہا: یہ مومنوں کے بچے ہیں۔ پھر وہ مجھے ایک اونچی جگہ کی طرف لے گئے' میں کیا دیکھتا ہوں کہ تین افراد شراب طہور پی رہے تھے۔ میں نے پوچھا: یہ کون ہیں؟ انھوں نے کہا: یہ جعفر' زید اور ابن رواحہ (رضی اللہ عنہم) ہیں۔ پھر وہ مجھے ایک اور بلند جگہ کی طرف لے گئے' وہاں ہمیں تین افراد نظر آئے۔ میں نے پوچھا: یہ کون ہیں؟ انھوں نے کہا: یہ ابراہیم' موسیٰ اور عیسیٰ (علیہم السلام) ہیں' جو آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔''

تخریج: الصحیحة ۳۹۵۱۔ نسائی فی الکبری (۳۲۸۶)' مختصراً ابن خزیمة (۱۹۸۶)' ابن حبان (۷۴۹۱)

فوائد: اس حدیثِ مبارکہ میں دوزخیوں کی چیخ و پکار' وقت سے پہلے روزہ افطار کرنے والوں کی سزا' کفار مقتولین کے عذاب' زانی مردوں اور عورتوں کی سزا اور اپنے بچوں کو دودھ نہ پلانے والی عورتوں کے عذاب کا بیان ہے۔ نیز سیدنا جعفر' سیدنا زید اور سیدنا عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہم کی فضیلت ثابت ہو رہی ہے۔

زمرة فی الجنة و زمرة فی النار فقد کتب فی القدر

ایک گروہ جنت میں اور ایک جہنم میں بلاشبہ یہ تقدیر میں لکھا جاچکا ہے

۱٤۳۱۔عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَفِيْ يَدِهٖ كِتَابَانِ، فَقَالَ: ((اَتَدْرُوْنَ مَا هٰذَانِ الْكِتَابَانِ؟ فَقُلْنَا: لَا،يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اِلَّا اَنْ تُخْبِرَنَا. فَقَالَ لِلَّذِيْ فِيْ يَدِهِ الْيُمْنٰى: هٰذَا كِتَابٌ مِّنْ رَّبِّ الْعَالَمِيْنَ فِيْهِ اَسْمَاءُ اَهْلِ الْجَنَّةِ، وَاَسْمَاءُ آبَائِهِمْ، وَقَبَائِلِهِمْ، ثُمَّ اُجْمِلَ عَلٰى اٰخِرِهِمْ، فَلَا يُزَادُ فِيْهِمْ، وَلَا يُنْقَصُ مِنْهُمْ اَبَدًا. ثُمَّ قَالَ لِلَّذِيْ فِيْ شِمَالِهٖ: هٰذَا كِتَابٌ مِّنْ رَّبِّ الْعَالَمِيْنَ فِيْهِ اَسْمَاءُ اَهْلِ النَّارِ، وَاَسْمَاءُ آبَائِهِمْ، وَقَبَائِلِهِمْ، ثُمَّ اُجْمِلَ عَلٰى آخِرِهِمْ،فَلَا يُزَادُ فِيْهِمْ، وَلَا يُنْقَصُ مِنْهُمْ فَقَالَ اَصْحَابُهٗ: فَفِيْمَ الْعَمَلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنْ كَانَ اَمْرٌ قَدْ فُرِغَ مِنْهُ؟ فَقَالَ: سَدِّدُوْا وَقَارِبُوْا، فَاِنَّ صَاحِبَ الْجَنَّةِ يُخْتَمُ لَهٗ بِعَمَلِ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَاِنْ عَمِلَ اَيَّ عَمَلٍ،اِنَّ صَاحِبَ النَّارِ يُخْتَمُ لَهٗ بِعَمَلِ اَهْلِ النَّارِ وَاِنْ عَمِلَ اَيَّ عَمَلٍ. ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِيَدَيْهِ فَنَبَذَهُمَا، ثُمَّ قَالَ: فَرَغَ رَبُّكُمْ مِنَ الْعِبَادِ،فَرِيْقٌ فِي الْجَنَّةِ وَفَرِيْقٌ فِي السَّعِيْرِ))

[الصحیحة:۸٤۸]

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور آپ کے ہاتھ میں دو کتابیں تھیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم جانتے ہو کہ یہ کتابیں کون سی ہیں؟ ہم نے کہا: نہیں، اے اللہ کے رسول! ہاں اگر آپ بتا دیں تو ......۔ آپ نے دائیں ہاتھ میں پکڑی ہوئی کتاب کے بارے میں فرمایا: ''یہ کتاب رب العالمین کی طرف سے ہے، اس میں جنت والوں کے نام، ان کے آباء کے نام اور ان کے قبائل کے نام ہیں، پھر آخر تک ان کا اجمالاً ذکر کیا گیا، اب اس میں نہ زیادتی کی جاسکتی ہے اور نہ کمی۔'' پھر بائیں ہاتھ میں پکڑی ہوئی کتاب کی بابت فرمایا: ''یہ کتاب بھی رب العالمین کی طرف سے ہے، اس میں جہنمیوں کے نام، ان کے آباء کے نام اور ان کے قبائل کے نام ہیں، پھر آخر تک ان کا اجمالاً ذکر کر دیا گیا، اب اس میں کوئی کمی بیشی نہیں ہوسکتی۔'' صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! عمل کا کیا مقصد ہوا؟ آیا اس معاملے سے فارغ ہوا جا چکا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''راہِ صواب پر چلتے رہو اور میانہ روی اختیار کرو، بلاشبہ جنتی آدمی کا اختتام جنت میں لے جانے والے اعمال پر ہوگا، وہ پہلے جو بھی عمل کرتا رہے اور جہنمی آدمی کی زندگی کا اختتام دوزخ میں لے جانے والے اعمال پر ہوگا، وہ پہلے جو بھی عمل کرتا رہے۔'' پھر رسول اللہ ﷺ نے ان دو کتابوں کو پھینک دیا اور فرمایا: ''تمھارا ربّ اپنے بندوں سے فارغ ہو چکا ہے، ایک فریق جنت میں جائے گا اور دوسرا جہنم میں۔''

تخریج: الصحیحة ۸۴۸۔ ترمذی (۲۱۴۱)، احمد (۲/ ۱۶۷)، ابن ابی عاصم فی السنة (۳۴۸)

فوائد: یہ دو حقیقی کتابیں تھیں جو آپ ﷺ نے اپنے صحابہ کو دکھائیں، لیکن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ان ناموں کی تفصیل کا علم نہ ہو سکا، پھر آپ ﷺ نے مطلوبہ چیز کی وضاحت کے بعد کتابوں کو عالم غیب کی طرف پھینک دیا۔ اس قسم کی احادیث سے بعض لوگ بے عملی کا استدلال

کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جو فیصلہ ہمارے بارے میں کر چکے ہیں وہ تو ہمیں تسلیم کرنا پڑے گا۔ ایسے لوگ درحقیقت تقدیر پر ایمان لانے کے تقاضے پورے نہ کر سکے' تقدیر اللہ تعالیٰ کے علم کو کہتے ہیں' یعنی انسانیت کی تخلیق سے قبل اسے علم تھا کہ فلاں نیک ہوگا اور فلاں بد۔ اس سے یہ کیسے پتہ چلا کہ وہ نیک کو نیک بننے پر اور بد کو برا بننے پر مجبور کرتا ہے۔ اگر ایسی بات ہوتی تو قرآن وحدیث میں نیکی کی رغبت اور برائی سے نفرت دلانے اور انبیاء ورسل کو بھیجنے کا کیا فائدہ ہوتا؟ اس حدیث میں صحابہ کرام نے بھی یہ اشکال پیش کیا' جواباً نبی کریم ﷺ نے عمل کی ترغیب دلائی۔ لہذا ہمیں چاہیے کہ ہم نیک عمل کریں اور برے عمل سے بچیں۔

نصف الجنة لامة محمد ﷺ

آدھی جنت محمد ﷺ کی امت کے لیے ہے

١٤٣٢ ـ عَنْ عَبْدِاللهِ،قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي قُبَّةٍ فَقَالَ: ((اَتَرْضَوْنَ اَنْ تَكُوْنُوْا رُبُعَ اَهْلِ الْجَنَّةِ؟ قُلْنَا: نَعَمْ، فَقَالَ اَتَرْضَوْنَ اَنْ تَكُوْنُوْا ثُلُثَ اَهْلِ الْجَنَّةِ؟ فَقُلْنَا: نَعَمْ فقال أترضون أن تكونوا شطر أهل الجنة؟ قلنا : نعم۔ قال والذى نفس محمدٍ بيده' اِنِّي لَاَرْجُوْ اَنْ تَكُوْنُوْا نِصْفَ اَهْلِ الْجَنَّةِ،وَذٰلِكَ اَنَّ الْجَنَّةَ لَايَدْخُلُهَا اِلَّا نَفْسٌ مُّسْلِمَةٌ،وَمَا اَنْتُمْ فِيْ اَهْلِ الشِّرْكِ اِلَّا كَالشَّعْرَةِ الْبَيْضَاءِ فِيْ جِلْدِ الثَّوْرِ الْاَسْوَدِ،اَوْكَالشَّعْرَةِ السَّوْدَاءِ فِيْ جِلْدِ الثَّوْرِ الْاَحْمَرِ)) [الصحيحة:٨٤٩]

سیدنا عبداللہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک خیمے میں تھے' آپ نے فرمایا: "کیا تم اس بات پہ راضی ہو جاؤ گے کہ تمھیں جنت کا چوتھائی حصہ مل جائے؟" ہم نے کہا: جی ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "کیا تم جنت کے تیسرے حصے پر راضی ہو جاؤ گے؟" ہم نے کہا: جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: "کیا تم اس بات پر راضی ہو جاؤ گے کہ تمھیں جنت کا نصف حصہ مل جائے؟" ہم نے کہا: جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: "اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے! مجھے امید ہے کہ تمھیں جنت کا نصف حصہ ملے گا' (اتنا وسیع حصہ ملنے کی) وجہ یہ ہے کہ جنت میں صرف مسلمان داخل ہوں گے اور تم میں اہل شرک کا تناسب اتنا ہی ہے جتنا کہ کالے رنگ کے بیل کی جلد میں ایک سفید بال یا سرخ رنگ کے بیل کی جلد میں ایک کالے بال کا ہوتا ہے۔

تخریج: الصحیحۃ ۸۴۹۔ بخاری (۶۵۲۸)' مسلم (۲۲۱)' ترمذی (۲۵۴۷)' ابن ماجہ (۴۲۸۳)

فوائد: اس میں نبی کریم ﷺ کی امت کی فضیلت کا بیان ہے' جن کی تعداد جنت میں سب سے زیادہ ہوگی۔ نیز آپ ﷺ کی امت میں مشرکین کی تعداد کم ہوگی۔ سیدنا بریدہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (**اهل الجنة عشرون ومائة صف' ثمانون من هذه الأمة واربعون من سائر الأمم۔**) [ترمذی' ابن ماجہ] یعنی: (اللہ تعالیٰ کے حساب اور ترتیب کے مطابق) جنتیوں کی ایک سو بیس (۱۲۰) صفیں ہوں گی' ہماری امت (کے افراد) کی اسی (۸۰) اور باقی امتوں (کے لوگوں) کی چالیس (۴۰) ہوں گی۔

اول من يدخل الجنة من امتى المهاجرون

میری امت کے مہاجر سب سے پہلے جنت میں جائیں گے

١٤٣٣ـعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو،قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَتَعْلَمُ اَوَّلَ زُمْرَةٍ تَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ اُمَّتِيْ؟ قُلْتُ: اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ اَعْلَمُ۔ فَقَالَ: اَلْمُهَاجِرُوْنَ، يَاْتُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اِلٰى بَابِ الْجَنَّةِ وَيَسْتَفْتِحُوْنَ، فَيَقُوْلُ لَهُمُ الْخَزَنَةُ اَوَقَدْ حُوْسِبْتُمْ؟ فَيَقُوْلُوْنَ: بِاَيِّ شَيْءٍ نُحَاسَبُ؟! وَاِنَّمَا كَانَتْ اَسْيَافُنَا عَلٰى عَوَاتِقِنَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ حَتّٰى مِتْنَا عَلٰى ذٰلِكَ. قَالَ: فَيُفْتَحُ لَهُمْ،فَيَقِيْلُوْنَ فِيْ اَرْبَعِيْنَ عَامًا قَبْلَ اَنْ يَدْخُلَهَا النَّاسُ)) [الصحيحة: ٨٥٣]

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کیا تم میری امت کی اس جماعت کو جانتے ہو جو سب سے پہلے جنت میں داخل ہو گی؟“ میں نے کہا: اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ”وہ جماعت مہاجرین کی ہے۔ وہ روزِ قیامت جنت کے دروازے پر آ کر دروازے کھولنے کا مطالبہ کریں گے۔ دربان ان سے پوچھے گا: آیا تمھارا حساب و کتاب ہو چکا ہے؟ وہ کہیں گے: کس موضوع پر ہم سے حساب کتاب لیا جائے؟ مرتے دم تک اللہ تعالیٰ کے راستے میں ہماری تلواریں ہمارے کندھوں پر رہیں۔ وہ ان کے لئے دروازہ کھول دے گا اور (داخل ہو کر) عام لوگوں کے داخلے سے پہلے چالیس سال کا قیلولہ بھی کر چکے ہوں گے۔“

تخریج: الصحیحۃ ۸۵۳۔ حاکم (۲/ ۷۰)، بیہقی فی الشعب (۴۲۶۰)

فوائد: اس میں جہاد کرنے والے مہاجرین کی فضیلت و منقبت کا بیان ہے کہ جب عام لوگوں کا جنت میں داخلہ شروع ہو گا، اس وقت تک تو وہ جنت میں چالیس سال آرام کر چکے ہوں گے۔

اثم الاشارة بالسلاح على اخيه

اپنے بھائی کی طرف اسلحہ سے اشارہ کرنے کا گناہ

١٤٣٤ـعَنْ اَبِيْ بَكْرَةَ،اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((اِذَا اَشَارَ الرَّجُلُ عَلٰى اَخِيْهِ بِالسَّلَاحِ فَهُمَا عَلٰى جُرُفِ جَهَنَّمَ، فَاِذَا قَتَلَهُ،وَقَعَا فِيْهِ جَمِيْعًا)) [الصحيحة: ١٢٣١]

سیدنا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جب آدمی اپنے بھائی کی طرف کسی ہتھیار وغیرہ کے ساتھ اشارہ کر رہا ہوتا ہے تو وہ دونوں دوزخ کے کنارے پر ہوتے ہیں، اگر وہ قتل کر دیتا ہے تو دونوں جہنم میں گر جاتے ہیں۔“

تخریج: الصحیحۃ ۱۲۳۱۔ ابوداود طیالسی (۸۸۴)، نسائی (۴۱۲۱)، مسلم (۱۶/ ۲۸۸۸)، ابن ماجہ (۳۹۶۵)، احمد (۵/ ۴۱)، بنحوہ

فوائد: مسلمان کو قتل کرنا سنگین جرم ہے۔ سیدنا نفیع بن حارث ثقفی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: (**اذا التقی المسلمان بسیفیھما فالقاتل والمقتول فی النار**) یعنی: جب دو مسلمان اپنی اپنی تلواریں سونت کر ایک دوسرے کو مارنے کی نیت سے مقابلے میں آ جاتے ہیں تو قاتل اور مقتول دونوں جہنمی ہوتے ہیں۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ایک تو قاتل ہے (اس کا جہنم میں جانا سمجھ آتا ہے) لیکن مقتول جہنمی کیوں ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: (**انه کان حریصا علی قتل صاحبه**) یعنی: اس لئے کہ وہ بھی اپنے مقابل (دوسرے مسلمان) کے قتل کا حریص تھا۔ [بخاری، مسلم] مقتول صرف اس بنا پر جہنم داخل ہو گا کہ وہ دوسرے مسلمان کو قتل کرنے کا مصمم ارادہ رکھتا تھا اور اس کے لئے کوشش بھی کی، لیکن اللہ تعالیٰ کا کرنا کہ کامیاب نہ ہو سکا، بہر حال

انجام بد سے ضرور دوچار ہوگا۔

بيان الشفاعة

١٤٣٥۔عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِنِ الْخُدْرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِذَا خَلَصَ الْمُؤْمِنُوْنَ مِنَ النَّارِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَاَمِنُوْا،فَمَا مُجَادَلَةُ اَحَدِكُمْ لِصَاحِبِهٖ فِي الْحَقِّ يَكُوْنُ لَهٗ فِي الدُّنْيَا بِاَشَدَّ مُجَادَلَةً لَهٗ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ لِرَبِّهِمْ،فِيْ اِخْوَانِهِمُ الَّذِيْنَ اُدْخِلُوْا النَّارَ،قَالَ: يَقُوْلُوْنَ: رَبَّنَا!اِخْوَانُنَا كَانُوْا يُصَلُّوْنَ مَعَنَا،وَيَصُوْمُوْنَ مَعَنَا، وَيَحُجُّوْنَ مَعَنَا، فَاَدْخَلْتَهُمُ النَّارَ۔قَالَ: فَيَقُوْلُ: اِذْهَبُوْا فَاَخْرِجُوْا مَنْ عَرَفْتُمْ، فَيَاْتُوْنَهُمْ، فَيَعْرِفُوْنَهُمْ بِصُوَرِهِمْ،لَا تَاْكُلُ النَّارُ صُوَرَهُمْ، فَمِنْهُمْ مَنْ اَخَذَتْهُ النَّارُ اِلٰى اَنْصَافِ سَاقَيْهِ، وَمِنْهُمْ مَنْ اَخَذَتْهُ اِلٰى كَعْبَيْهِ، فَيُخْرِجُوْنَهُمْ، فَيَقُوْلُوْنَ: رَبَّنَا! اَخْرَجْنَا مَنْ اَمَرْتَنَا۔ثُمَّ يَقُوْلُ: اَخْرِجُوْا مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهٖ وَزْنُ دِيْنَارٍ مِّنَ الْاِيْمَانِ، ثُمَّ مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهٖ وَزْنُ نِصْفِ دِيْنَارٍ،حَتّٰى يَقُوْلَ: مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ.قَالَ اَبُوْ سَعِيْدٍ: فَمَنْ لَّمْ يُصَدِّقْ بِهٰذَا فَلْيَقْرَاْ هٰذِهِ الْآيَةَ ﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ وَاِنْ تَكُ حَسَنَةً يُّضَاعِفْهَا وَيُؤْتِ مِنْ لَّدُنْهُ اَجْرًا عَظِيْمًا﴾ (النساء:۴۰). قَالَ: فَيَقُوْلُوْنَ : رَبَّنَا! اَخْرَجْنَا مَنْ اَمَرْتَنَا،فَلَمْ يَبْقَ فِي النَّارِ اَحَدٌ فِيْهِ خَيْرٌ۔ثُمَّ يَقُوْلُ اللّٰهُ شَفَعَتِ الْمَلَائِكَةُ، وَشَفَعَ الْاَنْبِيَاءُ،وَشَفَعَ الْمُؤْمِنُوْنَ، وَبَقِيَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِيْنَ۔ قَالَ فَيَقْبِضُ قَبْضَةً مِّنَ النَّارِ. اَوْ

شفاعت کا بیان

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب مومن روزِ قیامت جہنم کی آگ سے رہائی پا کر امن و اطمینان میں آ جائیں گے تو وہ دوزخ میں داخل ہونے والے اپنے بھائیوں کے بارے میں ربّ تعالیٰ سے بڑی شد و مد کے ساتھ مجادلہ کریں گے، جس طرح تم میں سے کوئی اپنے دوست کے حق کی خاطر جھگڑا کرتا ہے۔ وہ کہیں گے: اے ہمارے ربّ! ہمارے بھائی، جو ہمارے ساتھ نماز پڑھتے تھے، روزے رکھتے تھے اور حج کرتے تھے، لیکن تو نے ان کو آگ میں داخل کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: جاؤ اور جن کو پہچانتے ہو، نکال لاؤ۔ وہ جائیں گے اور ان کے چہروں کو دیکھ کر انھیں پہچان لیں گے، کیونکہ آگ ان کے چہروں پر کوئی اثر نہیں کر سکے گی، کسی کو آگ نے پنڈلیوں کے نصف تک جلایا ہوگا اور کسی کو گھٹنوں تک۔ (بہرحال) وہ ان کو نکال کر لے آئیں گے اور کہیں گے: اے ہمارے ربّ! ہم ان مومنوں کو نکال لائے ہیں جن کے بارے میں تو نے حکم دیا تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا: جس کے دل میں دینار کے بقدر ایمان ہے، اسے بھی دوزخ سے نکال لاؤ...... پھر جس کے دل میں نصف دینار کے بقدر ایمان ہے، اسے بھی نکال لاؤ۔ حتی کہ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: جس کے دل میں ذرہ برابر ایمان ہے (اسے بھی جہنم سے باہر نکال لاؤ)۔“ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جو آدمی اس حدیث کی تصدیق نہیں کرتا، وہ یہ آیت پڑھ لے: ﴿بیشک اللہ تعالیٰ ایک ذرہ برابر ظلم نہیں کرتا اور اگر نیکی ہو تو اسے دگنی کر دیتا ہے اور خاص اپنے پاس سے بہت بڑا ثواب دیتا ہے﴾ (سورۂ نساء: ۴۰) وہ کہیں گے: اے ہمارے ربّ! ہم تیرے حکم کے مطابق مومنوں کو جہنم سے نکال لائے ہیں، اب تو وہاں وہی رہ گیا

قَالَ: قَبْضَتَيْنِ.نَاسٌ لَمْ يَعْمَلُوْا لِلّٰهِ خَيْرًا قَطُّ،قَدِ احْتَرَقُوْا حَتّٰى صَارُوْا حُمَمًا. قَالَ: فَيُؤْتٰى بِهِمْ اِلٰى مَاءٍ يُقَالُ لَهٗ : مَاءُ الْحَيَاةِ، فَيُصَبُّ عَلَيْهِمْ،فَيَنْبُتُوْنَ كَمَا تَنْبُتُ الْحِبَّةُ فِي حَمِيْلِ السَّيْلِ، فَيَخْرُجُوْنَ مِنْ اَجْسَادِهِمْ مِثْلَ اللُّؤْلُؤِ، فِيْ اَعْنَاقِهِمُ الْخَاتَمُ: عُتَقَاءُ اللّٰهِ: قَالَ: فَيُقَالُ لَهُمْ:اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ، فَمَاتَمَنَّيْتُمْ اَوْ رَاَيْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَهُوَ لَكُمْ،عِنْدِيْ اَفْضَلُ مِنْ هٰذَا قَالَ: فَيَقُوْلُوْنَ: رَبَّنَا وَمَا اَفْضَلُ مِنْ ذٰلِكَ؟ قَالَ فَيَقُوْلُ: رِضَائِيْ عَلَيْكُمْ ،فَلَا اَسْخَطُ عَلَيْكُمْ اَبَدًا))

[الصحيحة: ۲۲۵۰]

ہے جس میں کسی قسم کی خیر و بھلائی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: فرشتوں نے سفارش کر لی' انبیاء نے سفارش کر لی اور مومنوں نے بھی سفارش کر لی' اب صرف ارحم الراحمین باقی رہ گئے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ آگ سے ایسے لوگوں کی ایک یا دو مٹھیاں بھریں گے' جنھوں نے کوئی نیک عمل نہیں کیا ہوگا اور وہ جل کر کوئلہ بن چکے ہوں گے۔ ان کو "ماء الحیاۃ" کے پاس لا کر یہ پانی ان پر بہایا جائے گا' ان کا جسم سیلاب کے بہاؤ میں اگنے والے دانے کی طرح اگے گا اور وہ لؤلؤ موتی کی طرح ہوگا' ان کی گردنوں میں "عتقاء اللہ" (اللہ تعالیٰ کے آزاد کردہ) کی مہر ہوگی۔ ان سے کہا جائے گا: جنت میں داخل ہو جاؤ' تم جو تمنا کرو گے یا جو چیز دیکھو گے وہ تمھیں دے دی جائے گی اور بعض نعمتیں اس سے بھی بڑھ کر ہوں گی۔ وہ کہیں گے: اے ہمارے ربّ! وہ نعمتیں کون سی ہیں؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: میں تم پر خوش ہوں' کبھی ناراض نہیں ہوں گا۔"

تخریج: الصحیحۃ ۲۲۵۰۔ احمد (۳/ ۹۴)' عبد الرزاق (۲۰۸۷۵)' نسائی (۵۰۱۳)' ابن ماجہ (۶۰)

فوائد: یہ اللہ تعالیٰ کے ہاں سفارش کا اصول ہے کہ سب سے پہلے وہ سفارش کرنے کی اجازت دے گا' پھر شفاعت ہوگی۔ کوئی اپنی مرضی نہیں کر سکے گا۔ نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ فرشتے' انبیاء' مومن اور اللہ تعالیٰ کے نیک بندے سب اللہ تعالیٰ کے حکم سے سفارش کریں گے۔ یہ عہدہ کسی ہستی' کسی خاندان اور کسی قبیلے کے ساتھ خاص نہیں ہے' جیسا کہ آجکل سمجھا جا رہا ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے بار بار یہ مضمون بیان کیا ہے کہ روزِ قیامت وہی سفارش کرے گا جسے میں اجازت دوں گا۔ آیۃ الکرسی ہر ایک کو یاد ہے' اگر لوگ اسی کا ترجمہ سمجھ لیں تو دین کے اس قاعدے کی سمجھ آ جائے گی۔

رضاء الله اكبر من الجنة

اللہ کی رضامندی جنت سے بھی بڑی نعمت ہے

۱۴۳۶۔عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ،قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِذَا دَخَلَ اَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ،يَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ. هَلْ تَشْتَهُوْنَ شَيْئًا فَاَزِيْدُكُمْ؟ فَيَقُوْلُوْنَ: رَبَّنَا وَمَا فَوْقَ مَا اَعْطَيْتَنَا؟ قَالَ: فَيَقُوْلُ: رِضْوَانِيْ اَكْبَرُ)).

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب جنت والے جنت میں داخل ہو جائیں گے تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: کیا (مزید) کسی چیز کی خواہش ہے' تاکہ وہ بھی دے دوں؟ وہ کہیں گے: اے ہمارے ربّ! جو کچھ تو نے عطا کیا' اس سے مزید بڑھ کر کیا ہو سکتا (کہ اس کی خواہش کی جائے) وہ کہے گا: (تم سے) میرا راضی ہو جانا سب سے بڑی (نعمت) ہے۔"

تخریج: الصحیحة ۱۳۳۶۔ ابن حبان (۷۴۳۹)' ابو نعیم فی صفة الجنة (۲۸۳)' حاکم (۱/ ۸۲)

فوائد: جنت میں اہل جنت کی خواہشات کی تکمیل ہو جائے گی اور سب سے بڑی نعمت یہ ہوگی کہ اللہ تعالیٰ ان پر راضی ہوگا۔

سؤال الفردوس

۱۴۳۷۔عَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ مَرْفُوْعًا: ((اِذَا سَأَلْتُمُ اللّٰهَ فَسَلُوْهُ الْفِرْدَوْسَ،فَإِنَّهُ سِرُّ الْجَنَّةِ)) [الصحيحة: ٢١٤٥]

جنت الفردوس کا سوال کرنا

سیدنا عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم اللہ تعالیٰ سے سوال کرو تو جنت الفردوس کا سوال کیا کرو' کیونکہ وہ جنت کا اعلیٰ و افضل حصہ ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۲۱۴۵۔ یعقوب الفسوی فی التاریخ (۲/ ۲۵۴۔ ۲۵۵)' بخاری فی التاریخ (۴/ ۱۴۶)' البزار (الکشف : ۳۵۱۲)

الحياة الشهيد و فضله

۱۴۳۸۔عَنْ مَسْرُوْقٍ،قَالَ: سَأَلْنَا عَبْدَاللّٰهِ(بْنَ مَسْعُوْدٍ) عَنْ هٰذِهِ الْاٰيَةِ: ﴿وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَاءٌ عِنْدَرَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ﴾(آل عمران: ١٦٩)؟ قَالَ: اَمَااِنَّا قَدْ سَأَلْنَا عَنْ ذٰلِكَ؟ فَقَالَ: ((اَرْوَاحُ الشُّهَدَاءِ فِيْ جَوْفِ طَيْرٍ خُضْرٍ،لَهَا قَنَادِيْلُ مُعَلَّقَةٌ بِالْعَرْشِ،تَسْرَحُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ شَاءَتْ،ثُمَّ تَأْوِيْ اِلٰى تِلْكَ الْقَنَادِيْلِ، فَاطَّلَعَ اِلَيْهِمْ رَبُّهُمْ اِطِّلَاعَةً،فَقَالَ: هَلْ تَشْتَهُوْنَ شَيْئًا؟ قَالُوْا: اَيَّ شَيْءٍ نَشْتَهِيْ وَنَحْنُ نَسْرَحُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ شِئْنَا؟ فَفَعَلَ ذٰلِكَ بِهِمْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، فَلَمَّا رَاَوْا اَنَّهُمْ لَنْ يُّتْرَكُوْا مِنْ اَنْ يَّسْاَلُوْا، قَالُوْا :يَا رَبِّ! نُرِيْدُ تَرُدُّ اَرْوَاحَنَا فِيْ اَجْسَادِنَا حَتّٰى نُقْتَلَ فِيْ سَبِيْلِكَ مَرَّةً اُخْرٰى! فَلَمَّا رَاٰى اَنْ لَيْسَ لَهُمْ حَاجَةٌ تُرِكُوْا))

[الصحيحة: ٢٦٣٣]

شہید کی زندگی اور اس کی فضیلت

مسروق کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے اس آیت کے بارے میں سوال کیا: ﴿جو لوگ اللہ کی راہ میں شہید کئے گئے ہیں ان کو ہرگز مردہ نہ سمجھیں' بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے رب کے پاس روزیاں دیئے جاتے ہیں۔﴾ انھوں نے کہا: آگاہ رہو' ہم نے اس آیت کے بارے میں سوال کیا تھا' آپ ﷺ نے یہ جواب دیا: ''شہداء کی ارواح سبز پرندوں کے اندر ہوتی ہیں' ان کے لئے عرش کے ساتھ قندیلیں لٹک رہی ہوتی ہیں' وہ جہاں چاہیں جنت میں چگتے رہتے ہیں اور پھر ان قندیلوں کی طرف لوٹ آتے ہیں۔ ان کا ربّ اوپر سے دیکھ کر انھیں کہتا ہیں: (مزید) کوئی چیز چاہتے ہو؟ وہ کہتے ہیں: ہم کس چیز کی خواہش کریں' ہم تو مرضی کے مطابق جنت میں چگتے رہتے ہیں' (مزید کیا مانگا جائے)۔'' اللہ تعالیٰ تین دفعہ یہی عمل کرتا ہے۔ جب وہ دیکھتے ہیں کہ انھیں (مزید) سوال کرنے پر مجبور کیا جا رہا ہے تو وہ کہتے ہیں: اے ہمارے ربّ! تو ہماری روحوں کو ہمارے (اصل) جسموں میں لوٹا دے تاکہ تیری راستے میں مزید ایک دفعہ شہید ہو سکیں۔ جب اللہ تعالیٰ دیکھتا ہے کہ ان کو (مزید کسی چیز کی کوئی) ضرورت نہیں ہے' تو انھیں (ان کے حال پر) چھوڑ دیا جاتا ہے۔''

تخریج: الصحيحة ۲۶۳۳۔ مسلم (۱۸۸۷)' ترمذی (۳۰۱۴)' ابن ماجه (۲۸۰۱)

أطفال المسلمين في الجنة

مسلمانوں کے بچے جنت میں ہیں

١٤٣٩ـعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوعًا: ((أَطْفَالُ الْمُسْلِمِينَ فِي جَبَلٍ فِي الْجَنَّةِ يَكْفُلُهُمْ إِبْرَاهِيمُ وَسَارَةُ حَتَّى يَدْفَعُونَهُمْ إِلَى آبَائِهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) [الصحيحة: ١٤٦٧]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''مسلمانوں کے بچے جنت کے ایک پہاڑ میں رہتے ہیں' حضرت ابراہیم (علیہ السلام) اور حضرت سارہ علیہا السلام ان کی کفالت کرتے ہیں' روزِ قیامت انھیں ان کے آباء کے سپرد کر دیا جائے گا۔''

تخریج: الصحيحة ۱۴۶۷۔ ابونعيم فى اخبار اصبهان (۲/ ۲۶۳)' ابن عساكر (۷۳/ ۱۴۱)' حافظ عبد الغنى فى حديثه (۷۳/ ۴۰/ ۱)

فوائد: مسلمانوں کے تمام نابالغ بچے جنت میں جائیں گے اور اپنے والدین کے حق میں سفارش بھی کریں گے۔

١٤٤٠ـعَنْ أَبِي مَالِكٍ، قَالَ: سُئِلَ النَّبِيُّ ﷺ عَنْ أَطْفَالِ الْمُشْرِكِينَ قَالَ: ((هُمْ خَدَمُ أَهْلِ الْجَنَّةِ)) [الصحيحة: ١٤٦٨]

سیدنا ابو مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب نبی ﷺ سے مشرکین کے بچوں کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ اہل جنت کے خادم ہوں گے۔''

تخریج: الصحيحة ۱۴۶۸۔ ابن منده فى المعرفة (۲/ ۲۶۱/ ۱)' معلقًا۔ ابونعيم فى المعرفة (۶۹۸۱)' وقال: كذا قال عن ابى مالك والمشهور عن يزيد عن سنان عن انس بن مالك رضی اللہ عنہ واخرجه من طريق انس فى الحلية (۶/ ۳۰۸)' طبرانى (۶۹۹۳)' رديانى فى مسنده (۸۳۸) عن سمرة رضی اللہ عنہ

فوائد: یہ ایک مختلف فیہ مسئلہ ہے کہ مشرکوں کے نابالغ بچوں کا انجام کیا ہوگا' راجح مسلک یہ ہے کہ وہ بھی جنت میں جائیں گے' دلائل ملاحظہ ہوں: ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وما كنا معذبين حتى نبعث رسولا﴾ [سورۂ اسراء: ۱۵] یعنی: ''ہم اس وقت تک عذاب دینے والے نہیں' جب تک رسول بھیج کر (اتمام حجت نہ کر دیں)۔'' اس آیت کی روشنی میں نابالغ بچہ عذاب کا مستحق نہیں بن سکتا۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (**ما من مولود الا يولد على الفطرة' فابواه يهودانه او يمجسانه** ......) [بخاری' مسلم] یعنی: ہر بچہ فطرتِ (اسلام) پر پیدا ہوتا ہے' پھر اس کے والدین اسے یہودی بناتے ہیں یا مجوسی بناتے ہیں ......۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ہر بچہ مسلمان ہوتا ہے۔ سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے پاس دو فرشتے آئے' انھوں نے مجھے اٹھایا .... وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام تھے اور ان کے ارد گرد فطرت پر فوت ہونے والے بچے تھے۔ بعض صحابہ نے پوچھا: کیا ان میں مشرکین کے بچے بھی تھے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: مشرکین کے بچے بھی تھے۔ [بخاری] یہ حدیث اپنے مفہوم میں بین ثبوت ہے۔ ان کے علاوہ مطلق روایات موجود ہیں جن میں بچوں کو جنتی قرار دیا گیا ہے۔

١٤٤١ـعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ مُحَمَّدٌ ﷺ: ((اِطَّلَعْتُ فِي الْجَنَّةِ فَرَأَيْتُ أَكْثَرَ أَهْلِهَا الْفُقَرَاءُ، وَاطَّلَعْتُ فِي النَّارِ فَرَأَيْتُ أَكْثَرَ أَهْلِهَا

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب میں نے جنت میں دیکھا تو وہاں فقراء کی کثرت پائی اور جب جہنم میں دیکھا وہاں عورتوں کی کثرت نظر آئی۔''

النِّسَاءُ)) [الصحيحة: ۲۵۸٦]

تخريج: الصحيحة ۲۵۸٦۔ مسلم (۲۷۳۷)' ترمذی (۲۶۰۵)' احمد (۱/ ۲۲۴)

فوائد: اس میں فقراء کی فضیلت و منقبت اور عورتوں کے لیے وعید و تہدید کا بیان ہے' لہٰذا فقراء و مساکین کو چاہئے کہ وہ اپنے منصب کا خیال رکھیں کہ یہ صرف ان کا امتیاز ہے کہ ان کی اکثریت جنت میں داخل ہوگی۔ عورتوں کے زیادہ جہنم میں جانے کی ایک بڑی وجہ دوسری احادیث میں بیان کی گئی ہے کہ وہ لعن طعن زیادہ کرتی ہیں اور اپنے خاوندوں کی ناشکری کرتی ہیں۔

باب: الكوثر يجري على وجه الارض

باب: کوثر زمین کی سطح پر چلتی ہے

١٤٤٢۔عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ان قَرَأَ هٰذِهِ الآيَة:﴿إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ﴾(الكوثر:١)قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((أُعْطِيْتُ الْكَوْثَرَ ،فَإِذَا هُوَنَهْرٌ يَجْرِيْ (كَذَا عَلٰى وَجْهِ الْأَرْضِ)وَلَمْ يَشُقَّ شَقًّا،فَإِذَاحَافَتَاهُ قِبَابُ اللُّؤْلُؤِ،فَضَرَبْتُ بِيَدِيْ إِلٰى تُرْبَتِهِ، فَإِذَا هُوَ مِسْكَةٌ ذَفِرَةٌ، وَإِذَاحَصَاهُ اللُّؤْلُؤُ)) [الصحيحة:٢٥١٣]

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے یہ آیت پڑھی: ﴿بیشک ہم نے آپ کو کوثر عطا کی ہے﴾ (سورۂ کوثر:۱) اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے کوثر عطا کی گئی ہے' وہ ایک نہر ہے جو بغیر شق کے سطح زمین پر اس طرح چلتی ہے' اس کے کناروں پر لؤلؤ موتیوں کے قبے ہیں' میں نے اپنا ہاتھ اس کی مٹی پر مارا تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہ تو انتہائی تیز مہکنے والی کستوری ہے اور اس کی کنکریاں لؤلؤ موتی ہیں۔''

تخريج: الصحيحة ۲۵۱۳۔ احمد (۳/ ۱۵۲)' ابن حبان (۶۴۳۷)' البزار (الکشف : ۳۴۸۸)

فوائد: جنت میں ایک نہر کا نام ''کوثر'' ہے۔ وہ پانی سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھی ہے۔

١٤٤٣۔عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعًا: ((أَلَا أُنَبِّئُكُمْ بِأَهْلِ الْجَنَّةِ؟ اَلضُّعَفَاءُ الْمَظْلُوْمُوْنَ،أَلَا أُنَبِّئُكُمْ بِأَهْلِ النَّارِ؟كُلُّ شَدِيْدٍجَعْظَرِيٍّ)) [الصحيحة:٩٣٢]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا میں تمھیں جنت والوں کے بارے میں نہ بتلاؤں؟ وہ تو کمزور اور مظلوم لوگ ہیں۔ کیا میں تمھیں جہنم والوں کے بارے میں نہ بتلاؤں؟ وہ سخت اور مغرور لوگ ہیں۔''

تخريج: الصحيحة ۹۳۲۔ طیالسی (۲۵۵۱)' احمد (۲/ ۵۰۸)' البزار (الکشف : ۳۶۳۱)

فوائد: اس حدیث میں ان کمزور' غریب اور گوشہ خمول میں رہنے والے لوگوں کی فضیلت کا بیان ہے' جن کو کوئی امتیازی مقام معاشرے میں حاصل نہیں ہے' لیکن وہ ایمان و تقوی کے ایسے بلند مقام پر فائز ہوتے ہیں کہ جنت جیسی گراں مایہ متاع کے وارث بن جاتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ تکبر' تند خو' خشک مزاج اور سخت گیر لوگوں کو جہنمی ہونے کی وعید سنائی گئی ہے۔

١٤٤٤۔عَنْ سُرَاقَةَ بْنِ مَالِكٍ مَرْفُوْعًا: ((أَلَا أُنَبِّئُكُمْ بِأَهْلِ الْجَنَّةِ؟ اَلْمَغْلُوْبُوْنَ الضُّعَفَاءُ، وَأَهْلُ النَّارِ كُلُّ جَعْظَرِيٍّ جَوَّاظٍ مُسْتَكْبِرٍ))

سیدنا سراقہ بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا میں تمھیں اہل جنت کے بارے میں نہ بتلاؤں؟ وہ مغلوب اور ضعیف قسم کے لوگ ہیں اور بد مزاج' اکڑوں اور متکبر

[الصحيحة: ۹۳۱] لوگ جہنمی ہیں۔"

تخریج: الصحیحة ۹۳۱۔ حاکم (۱/ ۶۱، ۳/ ۶۱۹) طبرانی فی الکبیر (۶۵۸۹)، والاوسط (۳۱۸۱)، احمد (۴/ ۱۷۵)

باب: كيف الحياة الجهنميين من يخرج ومن لا يخرج منها

باب: جہنم سے نکلنے اور نہ نکلنے والوں کی زندگی کیسی ہو گی

١٤٤٥ ـ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ مَرْفُوْعًا: ((أَمَّا أَهْلُ النَّارِ الَّذِيْنَ هُمْ أَهْلُهَا (فِي رِوَايَةٍ: الَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُ اللّٰهُ. عَزَّوَجَلَّ. إِخْرَاجَهُمْ) فَإِنَّهُمْ لَا يَمُوْتُوْنَ فِيْهَا وَلَا يَحْيَوْنَ، وَلٰكِنْ نَاسٌ أَصَابَتْهُمُ النَّارُ بِذُنُوْبِهِمْ (يُرِيْدُ اللّٰهُ. عَزَّوَجَلَّ. إِخْرَاجَهُمْ) فَأَمَاتَهُمْ إِمَاتَةً، حَتّٰى إِذَا كَانُوْا فَحْمًا أُذِنَ بِالشَّفَاعَةِ، فَجِيْءَ بِهِمْ ضَبَائِرَ، فَبُثُّوْا عَلٰى أَنْهَارِ الْجَنَّةِ، ثُمَّ قِيْلَ يَا أَهْلَ الْجَنَّةِ أَفِيْضُوْا عَلَيْهِمْ، فَيَنْبُتُوْنَ نَبَاتَ الْحِبَّةِ تَكُوْنُ فِيْ حَمِيْلِ السَّيْلِ)) [الصحيحة: ١٥٥١]

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ جن دوزخیوں کو جہنم سے نکالنے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتے، وہ نہ مریں گے اور نہ جئیں گے (یعنی ان کی حیات کو نہ موت کی حالت کہا جا سکتا ہے اور نہ زندگی کی حالت)۔ لیکن جن جہنمیوں کو اللہ کا وہاں سے نکالنے کا ارادہ ہو گا، وہ انھیں موت دے دے گا، یہاں تک کہ وہ (جل جل کر) کوئلہ بن جائیں گے، پھر ان کے لئے سفارش کرنے کی اجازت دی جائے گی اور ان کو گروہوں کی شکل میں وہاں سے نکال کر جنت کی نہروں میں ڈال دیا جائے گا، وہ ایسے اگیں گے جیسے سیلاب کے بہاؤ میں دانہ اگتا ہے۔" یعنی بہت جلد اپنے وجود میں آ جائیں گے۔

تخریج: الصحیحة ۱۵۵۱۔ مسلم (۱۸۵)، ابوعوانة (۱/ ۱۸۶)، ابن ماجه (۴۳۰۹)، احمد (۳/ ۱۱)

فوائد: معلوم ہوا کہ سفارش کے لئے پہلے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اجازت ملے گی، پھر سفارش کرنے والے سفارش کریں گے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں یہ مضمون بار بار بیان فرمایا ہے۔ لیکن لوگوں نے سفارش کے لئے بعض نام نہاد اولیا کی شخصیات کا تعین کر کے بدعملی کی راہ نکالی ہوئی ہے، یہ اسلام سے متصادم عقیدہ ہے۔

ذكر فرس الجنة

جنت کے گھوڑے کا ذکر

١٤٤٦ ـ عَنْ أَبِي أَيُّوْبَ، قَالَ: أَتَى النَّبِيَّ ﷺ أَعْرَابِيٌّ، فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّيْ أُحِبُّ الْخَيْلَ، أَفِي الْجَنَّةِ خَيْلٌ؟ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنْ أُدْخِلْتَ الْجَنَّةَ، أُتِيْتَ بِفَرَسٍ مِنْ يَاقُوْتَةٍ لَهُ جَنَاحَانِ، فَحُمِلْتَ عَلَيْهِ، ثُمَّ طَارَ بِكَ حَيْثُ شِئْتَ)) [الصحيحة: ٣٠٠١]

سیدنا ابوایوب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک بدو نبی ﷺ کے پاس آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! میں گھوڑے پسند کرتا ہوں، کیا جنت میں گھوڑے ہوں گے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب تجھے جنت میں داخل کر دیا جائے گا تو تیرے پاس یاقوت کا گھوڑا لایا جائے گا، اس کے دو پر ہوں گے، تجھے اس پر سوار کیا جائے اور جہاں تو چاہے گا پرواز کر کے لے جائے گا۔"

تخریج: الصحیحة ۳۰۰۱۔ ترمذی (۲۵۴۷)، طبرانی (۴۰۷۵)، ابونعیم فی صفة الجنة (۴۲۳)

فوائد: واقعی کسی انسان کا دماغ یہ تصور ہی نہیں کرسکتا کہ جنت میں پائی جانے والی نعمتوں کی ایسی ویسی کیفیت ونوعیت ہوگی۔خون اور گوشت سے مرکب گھوڑے تو ہمارے ہاں بھی پائے جاتے ہیں' لیکن جنت کا گھوڑا یاقوت کا ہوگا اور حیرانگی کی بات ہے کہ اس کے دو پر بھی ہوں گے' جن کے ذریعے وہ پرواز کرے گا۔

ذكر ادنٰى اهل الجنة منزلة

١٤٤٧۔عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ،اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اِنَّ اَدْنٰى اَهْلِ الْجَنَّةِ مَنْزِلَةً: رَجُلٌ صَرَّفَ اللّٰهُ وَجْهَهُ عَنِ النَّارِ قِبَلَ الْجَنَّةِ،وَمُثِّلَ لَهُ شَجَرَةٌ ذَاتُ ظِلٍّ،فَقَالَ:اَيْ رَبِّ!قَدِّمْنِي اِلٰى هٰذِهِ الشَّجَرَةِ، فأكون في ظلها! فقال اللّٰه: هل عسيت ان فعلت أن تسألني غيرها؟ قال: لا وعزتك! فقدمه اللّٰه إليها' و مثل له شجرةٌ ذات ظل و ثمرٍ' فقال: اى ربِّ! قدمنى إلى هذه الشجرة' فَاَكُوْنُ فِيْ ظِلِّهَا، وَاٰكُلُ مِنْ ثَمَرِهَا!فَقَالَ اللّٰهُ لَهُ:هَلْ عَسَيْتَ اِنْ اَعْطَيْتُكَ ذٰلِكَ اَنْ تَسْاَلَنِيْ غَيْرَهُ؟ فَيَقُوْلُ: لَا وَعِزَّتِكَ!فَيُقَدِّمُهُ اللّٰهُ اِلَيْهَا، فَتَمَثَّلَ لَهُ شَجَرَةٌ اُخْرٰى ذَاتُ ظِلٍّ وَثَمَرٍ وَمَاءٍ، فَيَقُوْلُ:اَيْ رَبِّ! قَدِّمْنِيْ اِلٰى هذه الشجرة' أكون في ظلها' و آكل من ثمرها' و أشرب من مائها! فيقول له:هل عسيت إن فعلت أن تسألني غيره؟ فيقول: لاوعزتك! لا أسالك غيره. فيقدمه اللّٰه إليها' فيبرزله باب الجنة' فيقول: اى رب! قدمنى إلى بَابِ الْجَنَّةِ، فَاَكُوْنَ تَحْتَ نجاف الْجَنَّةِ، وَاَنْظُرَ اِلٰى اَهْلِهَا! فَيُقَدِّمُهُ اللّٰهُ اِلَيْهَا، فَيَرٰى اَهْلَ الْجَنَّةِ وَمَافِيْهَا، فَيَقُوْلُ: اَيْ رَبِّ!اَدْخِلْنِيَ الْجَنَّةَ. قَالَ:فَيُدْخِلُهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ،

جنت میں ادنیٰ مقام والے جنتی کی تفصیل

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''اہل جنت میں ادنی مقام والے آدمی کی تفصیل یہ ہے: اللہ تعالیٰ اس کا رخ جہنم سے پھیر کر جنت کی طرف کریں گے' اسے ایک سایہ دار درخت کی تشبیہ نظر آئے گی۔ وہ کہے گا: اے میرے ربّ! مجھے اس درخت تک پہنچا دے' تا کہ میں اس کے سائے میں ستا سکوں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اگر میں ایسے کر دوں تو تو مزید کسی چیز کا سوال تو نہیں کرے گا؟ وہ کہے گا: تیری عزت کی قسم!نہیں کروں گا۔ اللہ تعالیٰ اسے اس درخت تک پہنچا دے گا۔ اتنے میں اسے سایہ دار اور پھل دار درخت دکھائی دے گا' وہ کہے گا: اے میرے ربّ! مجھے اس درخت تک آگے لے جا' تا کہ اس کا سایہ حاصل کرسکوں اور اس کا پھل کھا سکوں۔ اللہ تعال فرمائے گا: اگر میں تیرا مطالبہ بھی پورا کر دوں تو تو مزید سوال تو نہیں کرے گا؟ وہ کہے گا: تیری عزت کی قسم!نہیں۔ اللہ تعالیٰ اسے وہاں تک لے جائے گا۔ اسے وہاں سے سائے' پھل اور پانی والے درخت کی تشبیہ دکھائی دے گی' وہ کہے گا: اے میرے ربّ! مجھے اس درخت تک آگے لے جا' تا کہ اس کے سائے میں آرام کرسکوں' اس کا پھل کھا سکوں اور وہاں کا پانی پی سکوں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اگر میں ایسا ہی کر دوں تو تو مزید تو کسی چیز کا مطالبہ نہیں کرے گا؟ وہ کہے گا: تیری عزت کی قسم!نہیں کروں گا۔ اللہ تعالیٰ اسے اس درخت تک پہنچا دیں گے۔ وہاں سے اسے جنت کا دروازہ دکھائی دے گا' وہ کہے گا: اے میرے ربّ! مجھے بابِ جنت تک لے جا' تا کہ جنت کے سائے کے نیچے بیٹھ سکوں اور

قَالَ: فَإِذَا دَخَلَ الْجَنَّةَ قَالَ: هٰذَا لِيْ؟! قَالَ: فَيَقُوْلُ اللّٰهُ. عَزَّوَجَلَّ.لَهُ تَمَنَّ! فَيَتَمَنّٰى،وَيُذَكِّرُهُ اللّٰهُ: سَلْ مِنْ كَذَا وَكَذَا،حَتّٰى إِذَا انْقَطَعَتْ بِهِ الْأَمَانِيُّ قَالَ اللّٰهُ. عَزَّوَجَلَّ. :هُوَ لَكَ، وَعَشَرَةُ أَمْثَالِهِ. قَالَ: ثُمَّ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ، يَدْخُلُ عَلَيْهِ زَوْجَتَاهُ مِنَ الْحُوْرِ الْعِيْنِ، فَيَقُوْلَانِ لَهُ: اَلْحَمْدُلِلّٰهِ الَّذِيْ أَحْيَاكَ لَنَا، وَأَحْيَانَا لَكَ! فَيَقُوْلُ :مَا أُعْطِيَ أَحَدٌ مِثْلَ مَا أُعْطِيْتُ ! قَالَ: وَأَدْنٰي أَهْلِ النَّارِ عَذَابًا، يُنْعَلُ مِنْ نَّارٍ بِنَعْلَيْنِ، يَغْلِيْ دِمَاغُهُ مِنْ حَرَارَةِ نَعْلَيْهِ)). [الصحيحة: ۳۵۰۳]

جنتیوں کو دیکھ سکوں۔ اللہ تعالیٰ اسے جنت کے دروازے کے پاس پہنچا دے گا۔ وہ جنت کے لوگوں اور نعمتوں کو دیکھے گا اور کہے گا: اے میرے ربّ! مجھے جنت میں داخل ہی کر دے۔ اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل کر دے گا۔ جب وہ جنت میں داخل ہوگا تو پوچھے گا: یہ جگہ میری ہے؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تو تمنا کر۔ وہ تمنا کرے گا اور اللہ تعالیٰ اسے یاد کرائیں گے کہ اس قسم کی نعمتوں کا سوال کرتا جا' یہاں تک کہ اس کی تمناؤں کی انتہا ہو جائے گی۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تجھے تیری تمنا اور مزید اس کا دس گنا ملے گا۔ پھر وہ جنت میں (اپنے محل میں) داخل ہوگا' دو آہو چشم حوریں اس کے پاس آ کر کہیں گی: تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے تجھے ہمارے لئے اور ہمیں تیرے لئے زندہ کیا۔ وہ کہے گا: جو کچھ مجھے ملا' یہ کسی جنتی کو نہیں دیا گیا۔ اور اہل جہنم میں سب سے کم عذاب والا وہ شخص ہوگا جسے آگ کے دو جوتے پہنائے جائیں گے اور ان کی حرارت کی وجہ سے اس کا دماغ ابلنا شروع ہو جائے گا۔''

تخریج: الصحيحة ۳۵۰۳۔ مسلم (۱۸۸' ۲۱۱)' ابو عوانة (۱/ ۱۶۳)' احمد (۳/ ۲۷)

۱۴۴۸۔عَنْ أَبِيْ مُوْسٰى،عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ اللّٰهَ.عَزَّوَجَلَّ.إِذَا أَرَادَ رَحْمَةَ أُمَّةٍ مِنْ عِبَادِهِ قَبَضَ نَبِيَّهَا قَبْلَهَا،لَهَا فَرَطًا وَسَلَفًا بَيْنَ يَدَيْهَا،وَإِذَا أَرَادَ هَلَكَةَ أُمَّةٍ عَذَّبَهَا وَنَبِيُّهَا حَيٌّ،فَأَهْلَكَهَا وَهُوَ يَنْظُرُ،فَأَقَرَّ عَيْنَهُ بِهَلَكَتِهَا حِيْنَ كَذَّبُوْهُ وَعَصَوْا أَمْرَهُ)) [الصحيحة: ۳۰۵۹]

سیدنا ابوموسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب اللہ تعالیٰ کسی امت پر رحمت کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو وہ اس کے نبی کو ان سے پہلے فوت کر کے اسے ان کے لئے میر سامان اور پیش رو بنا دیتا ہے اور جب کسی امت کی ہلاکت کا ارادہ کرتا ہے تو اسے نبی کی زندگی میں اور اس کے سامنے عذاب کے ذریعے اسے ہلاک کر دیتا ہے' چونکہ وہ نبی کو جھٹلانے والے اور اس کی نافرمانی کرنے والے ہوتے ہیں' اس لئے وہ بھی ان کی ہلاکت پر خوش ہوتا ہے۔''

تخریج: الصحيحة ۳۰۵۹۔ مسلم (۲۲۸۸)' (معلقاً ابن حبان (۷/ ۶۶۴)' بيهقى فى الدلائل (۳/ ۷۶)

فوائد: نبی کریم ﷺ سے قبل انبیاء کی موجودگی میں ان کی امتوں پر عذاب آیا' جیسے حضرت نوح' حضرت یونس' حضرت ہود اور حضرت صالح علیہم السلام۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو ان کی امت سے پہلے اپنے پاس بلا لیا جو اس بات کی دلیل ہے کہ ان

شاء اللہ آپ ﷺ ہمارے لئے بہترین میرِ سامان اور پیش رو ہوں گے۔

يخرج قوم من النار لا يبقى إلا الوجوه

ایک قوم جہنم سے نکلے گی' کہ چہروں کے علاوہ کچھ نہ بچا ہوگا

١٤٤٩ـعَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ مَرْفُوْعًا: ((اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ يُخْرِجُ قَوْمًا مِنَ النَّارِ بَعْدَ مَالَا يَبْقٰى مِنْهُمْ فِيْهَا اِلَّا الْوُجُوْهُ، فَيُدْخِلُهُمُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ)) [الصحيحة: ١٦٦١]

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ بعض لوگوں کو جہنم سے اس وقت نکالے گا جب ان کے وجود میں سے صرف چہرے باقی رہ چکے ہوں گے اور ان کو جنت میں داخل کر دے گا۔''

تخریج: الصحيحة ١٦٦١- عبد بن حميد (٩٠٣)' بخاری (٧٤٣٩) و مسلم (١٨٣)' مطولاً من طريق اخرى عنه مطولاً

ارفاع ذرية المؤمنين

مومنوں کی اولاد کے درجات کو بلند کرنے کا بیان

١٤٥٠ـعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَفَعَهُ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ ((اِنَّ اللّٰهَ لَيَرْفَعُ ذُرِّيَّةَ الْمُؤْمِنِ اِلَيْهِ فِيْ دَرَجَتِهِ، وَاِنْ كَانُوْا دُوْنَهُ فِي الْعَمَلِ، لِتَقَرَّ بِهِمْ عَيْنُهُ، ثُمَّ قَرَاَ ﴿وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِاِيْمَانٍ﴾ (الطور ٢١) الآية، ثُمَّ قَالَ: وَمَا نَقَصْنَا الْاٰبَاءَ مَا اَعْطَيْنَا الْبَنِيْنَ)). [الصحيحة: ٢٤٩٠]

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''بیشک اللہ تعالیٰ مومن کو خوش کرنے کے لئے اس کی اولاد کو جنت میں اس کے درجے تک پہنچا دے گا' اگرچہ ان کے عمل کم ہوں گے۔'' پھر آپ ﷺ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی: ﴿اور جو لوگ ایمان لائے اور ان کی اولاد نے بھی ایمان میں ان کی پیروی کی﴾ (سورۂ طور: ۲۱) اور پھر فرمایا: ''ہم نے بیٹوں کو انعامات سے نواز کر ان کے آباء کی نعمتوں میں کوئی کمی نہیں کی۔''

تخریج: الصحيحة ٢٤٩٠- البزار (الكشف: ٢٢٦٠)' ابن عدى فى الكامل (٦/ ٢٠٦٦)' مرفوعاً ابن جرير فى تفسيره (٢٧/ ١٥)' حاكم (٢/ ٤٦٨)' موقوفا على ابن عباس رضی اللہ عنہما

فوائد: یہ بھی اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ اولاد کے اعمال کی مقدار والدین سے کم ہوگی۔ لیکن والدین کو مزید سکون مہیا کرنے کے لئے ان کی اولاد کو انہی کا مقام عطا کیا جائے گا۔

ان اهل الجنة لايبولون ولا يتغوطون

اہل جنت بول و براز نہیں کریں گے

١٤٥١ـعَنْ جَابِرٍ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ: ((اِنَّ اَهْلَ الْجَنَّةِ يَاْكُلُوْنَ فِيْهَا وَيَشْرَبُوْنَ، وَلَا يَتْفُلُوْنَ، وَلَا يَبُوْلُوْنَ، وَلَا يَتَغَوَّطُوْنَ، وَلَا

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: ''بے شک جنتی لوگ (قسما قسم کے ماکولات) کھائیں گے اور (نوع بنوع مشروبات) پئیں گے' لیکن وہ نہ

يَمْتَخِطُوْنَ. قَالُوْا: فَمَا بَالُ الطَّعَامِ؟قَالَ: جُشَاءٌ وَرَشْحٌ كَرَشْحِ الْمِسْكِ،يُلْهَمُوْنَ التَّسْبِيْحَ وَالتَّحْمِيْدَ،كَمَا يُلْهَمُوْنَ النَّفَسَ))

[الصحيحة: ٣٥٦٠]

تھوکیں گے، نہ پیشاب کریں گے، نہ پاخانہ کریں گے اور نہ ناک سنکیں گے۔" صحابہ نے عرض کیا: کھانے کا کیا بنے گا (یعنی وہ کیسے ہضم ہوگا)؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "بس ایک ڈکار ہوگا (یعنی ڈکار سے کھانا ہضم ہو جائے گا)، ان کے پسینے کی (خوشبو) کستوری کی مانند ہوگی اور ان کے اندر تسبیح و تکبیر (کا ورد) سانس کی طرح ڈالا جائے گا۔"

تخریج: الصحیحۃ ۳۵۶۰۔ مسلم (۲۸۳۵)، ابو داود (۴۷۴۱)، احمد (۳/ ۳۱۶)

فوائد: سبحان اللہ! جنت کتنا عظیم عشرت کدہ ہے، وہ واقعی متاع عظیم ہے، وہ مومنوں کے اعمال صالحہ کا صلہ ہے، اللہ تعالیٰ ہمیں ایسے وسائل و ذرائع عطا فرمائے کہ جن کی روشنی میں بہشت تک رسائی حاصل کی جا سکے۔

ذكر كثرة بكاء اهل النار

جہنمیوں کے رونے کی کثرت کا بیان

١٤٥٢ـ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ قَيْسٍ،اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺقَالَ: ((اِنَّ اَهْلَ النَّارِ لَيَبْكُوْنَ،حَتّٰى لَوْ اُجْرِيَتِ السُّفُنُ فِيْ دُمُوْعِهِمْ لَجَرَتْ،وَاِنَّهُمْ لَيَبْكُوْنَ الدَّمَ. يَعْنِيْ.مَكَانَ الدَّمْعِ))

[الصحيحة:١٦٧٩]

سیدنا عبداللہ بن قیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جہنمی روئیں گے (اور اتنے آنسو بہہ نکلیں گے کہ) اگر ان میں کشتی چلائی جائے تو وہ چل پڑے گی، وہ پانی کے آنسوؤں کی جگہ خون کے آنسو روئیں گے۔"

تخریج: الصحیحۃ ۱۶۷۹۔ حاکم (۴/ ۶۰۵)

فوائد: ہر مومن کو جہنم سے پناہ مانگنی چاہئے، سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب آدمی ایک دن میں سات مرتبہ جہنم سے پناہ مانگتا ہے تو جہنم خود اس کے حق میں یہ دعا کرتی ہے: اے میرے رب! تیرا فلاں بندہ مجھ سے تیری پناہ چاہ رہا ہے، سو تو اسے پناہ دے دے۔ [صحیحہ: ۲۵۰۶]

اهون اهل النار عذابا

جہنم والوں میں سب سے ہلکے عذاب والے شخص کا بیان

١٤٥٣ـ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَعَنِ النَّبِيِّ ﷺقَالَ: ((اِنَّ اَهْوَنَ اَهْلِ النَّارِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ رَجُلٌ يُحْذٰى لَهٗ نَعْلَانِ مِنْ نَارٍ يَغْلِيْ مِنْهُمَا دِمَاغُهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) [الصحيحة:١٦٨٠]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "قیامت والے دن جہنمیوں میں سب سے ہلکے عذاب والا وہ آدمی ہوگا جس کو آگ کے دو جوتے پہنائے جائیں گے، ان کی حرارت سے اس کا دماغ ابلنے لگے گا۔"

تخریج: الصحیحۃ ۱۶۸۰۔ حاکم (۴/ ۵۸۰)، احمد (۲/ ۴۳۲، ۴۳۹)

انا اول زمرة يدخلون الجنة على صور القم ليلة البدر

پہلا گروہ جنت میں چودھویں کے چاند کی طرح چمکتے ہوئے چہروں کے ساتھ داخل ہوگا

١٤٥٤۔عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ،قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((إِنَّ أَوَّلَ زُمْرَةٍ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ عَلَى صُوَرِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ، وَالَّذِينَ يَلُونَهُمْ عَلَى أَشَدِّ كَوْكَبٍ دُرِّيٍّ فِي السَّمَاءِ إِضَاءَةً، لَا يَبُولُونَ،وَلَا يَتَغَوَّطُونَ،وَلَا يَمْتَخِطُونَ، وَلَا يَتْفُلُونَ، أَمْشَاطُهُمُ الذَّهَبُ، وَرَشْحُهُمُ الْمِسْكُ وَمَجَامِرُهُمُ الْأَلُوَّةُ،وَأَزْوَاجُهُمُ الْحُورُ الْعِينُ،أَخْلَاقُهُمْ عَلَى خُلُقِ رَجُلٍ وَاحِدٍ،عَلَى صُورَةِ أَبِيهِمْ آدَمَ، سِتُّونَ ذِرَاعًا فِي السَّمَاءِ)).

[الصحيحة: ٣٥١٩]

سیدنا ابوہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’پہلا گروہ جو جنت میں داخل ہوگا‘ ان کے چہرے اس طرح (چمکتے) ہوں گے جیسے چودھویں رات کا چاند ہوتا ہے‘ پھر ان کے بعد داخل ہونے والوں کے چہرے‘ آسمان پر سب سے زیادہ روشن ستارے کی طرح ہوں گے‘ وہ پیشاب کریں گے نہ پاخانہ‘ وہ نہ تھوکیں گے اور نہ ناک سنکیں گے‘ ان کی کنگھیاں سونے کی‘ ان کا پسینہ کستوری (کی طرح خوشبودار) ہوگا اور ان کی انگیٹھیوں میں (جلانے کے لئے) خوشبودار لکڑی ہوگی‘ ان کی بیویاں موٹی آنکھوں والی حوریں ہوں گی‘ سب ایک ہی آدمی کی ساخت پر اپنے باپ آدم (علیہ السلام) کی شکل وصورت پر ہوں گے‘ بلندی (قد) میں وہ ساٹھ (ساٹھ) ہاتھ ہوں گے (جیسے حضرت آدم تھے)۔‘‘

تخریج: الصحیحة ۳۵۱۹۔ بخاری (۳۳۲۷)‘ مسلم (۱۵/ ۲۸۳۴)‘ ابن ماجه (۴۳۳۳)

فوائد: ہم پست قد ہیں اور اپنے قد کو ہی حسن کی علامت سمجھتے ہیں‘ سات آٹھ فٹ کے قدآور اور چار فٹ کے پست قد آدمیوں کو ہم خوبصورت نہیں سمجھتے۔ صرف ہمارا ماحول ہی ہے جس نے ہمیں یہ ذہنیت دی ہے‘ وگرنہ جنتی لوگوں کا قد ساٹھ ہاتھ ہوگا‘ جو کہ حسن کا شاہکار ہوگا‘ اس حقیقت کو جنت میں پہنچ کر ہی معلوم کیا جاسکتا ہے‘ اللہ تعالیٰ ہم کو جنت کا وارث بنا دے۔

ما الحميم و ماذا يفصل

حمیم کیا ہے؟ اور کیا کرے گا

١٤٥٥۔عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ،عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ:((إِنَّ الْحَمِيمَ لَيُصَبُّ عَلَى رُؤُوسِهِمْ، فَيَنْفُذُ الْحَمِيمُ حَتَّى يَخْلُصَ إِلَى جَوْفِهِ،فَيَسْلُتُ مَا فِي جَوْفِهِ،حَتَّى يَمْرُقَ مِنْ قَدَمَيْهِ، وَهُوَ الصَّهْرُ،ثُمَّ يُعَادُ كَمَا كَانَ)).

[الصحيحة: ٣٤٧٠]

سیدنا ابوہریرہ ﷺ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ’’بیشک گرم پانی ان کے سروں پر بہایا جائے گا‘ وہ جسم کو چیرتے ہوئے ان کے پیٹ میں جا پہنچے گا اور پیٹ کے اندر کے سب کچھ کو یوں نکالے دے گا کہ وہ بہہ کر قدموں کی طرف سے نکل جائے گا‘ یہی ’’صہر‘‘ (پگھلنا) ہے (جس کا ذکر قرآن مجید میں ہے)‘ پھر ان کو وہی وجود دے دیا جائے گا جو پہلے تھا۔‘‘

تخریج: الصحیحة ۳۴۷۰۔ ابن المبارك فی الزهد (۳۱۲۔ زوائد نعیم) ترمذی (۲۵۸۲)‘ احمد (۲/ ۳۷۴)‘ حاکم (۲/ ۳۸۷)

فوائد: ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿يصهر به ما في بطونهم والجلود﴾ [سورۂ حج] یعنی: ’’جس سے ان کے پیٹ کی چیزیں اور

کھالیں گلا دی جائیں گی۔'' یہ حدیث اسی آیت کا مصداق ہے۔

ان الحور فی الجنة یتغنین

جنت کی حوریں ترنم والی آواز میں کہتی ہیں

١٤٥٦ـعَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ مَرْفُوْعًا: ((اِنَّ الْحُوْرَ فِيْ الْجَنةِ يَتَغَنَّيْنَ يَقُلْنَ: نَحْنُ الْحُوْرُ الْحِسَانُ هُدِيْنَا لِاَزْوَاجٍ كِرَامٍ))

[الصحيحة:٣٠٠٢]

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جنت کی حوریں ترنم والی آواز میں کہتی ہیں: ہم حسین و جمیل حوریں ہیں ہمیں اعلیٰ ظرف خاوندوں کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۰۰۲۔ بخاری فی التاریخ (۷/ ۱۲)' ابن ابی داود فی البعث (۷۵)' طبرانی فی الاوسط (۶۴۹۳)

صلة الرجل في اليوم إلى مئة عذراء

ایک آدمی کا ایک دن میں سوکنواری عورتوں سے ملنا

١٤٥٧ـعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ،قَالَ:قِيْلَ:يَارَسُوْلَ اللّٰهِ!هَلْ نَصِلُ اِلٰى نِسَائِنَا فِيْ الْجَنَّةِ؟فَقَالَ: ((اِنَّ الرَّجُلَ لَيَصِلُ فِيْ الْيَوْمِ اِلٰى مِئَةِ عَذْرَاءٍ)).

[الصحيحة:٣٦٧]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہا گیا: اے اللہ کے رسول! کیا اپنی بیویوں سے ہمارا تعلق قائم ہوگا؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آدمی ایک دن میں ایک سو کنواری عورتوں سے تعلق قائم کرے گا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۶۷۔ ابونعیم فی صفۃ الجنۃ (۳۷۳)' والضیاء المقدس فی صفۃ الجنۃ (۸۲/ ۲)' طبرانی فی الصغیر ۰۲/ ۱۲۔۱۳)' والاوسط (۵۲۶۳)

فوائد: یہ حدیث بدکار اور جنسی بے راہ روی کے شکار لوگوں کے لئے فکر انگیز پیغام ہے کہ وہ اپنی خواہشات پر قابو پائیں تاکہ وہ حسنِ عاقبت سے ہمکنار ہوں' جہاں تمناؤں کی بدرجۂ اتم تکمیل ہوگی۔

عظم الرجل للنار

جہنمی کا آگ کے لیے بڑا ہونا

١٤٥٨ـعَنْ زَيْدِبْنِ اَرْقَمَ،قَالَ: ((اِنَّ الرَّجُلَ مِنْ اَهْلِ النَّارِ لَيَعْظُمُ لِلنَّارِحَتّٰى يَكُوْنَ الضِّرْسُ مِنْ اَضْرَاسِهِ كَاُحُدٍ)). [الصحيحة:١٦٠١]

سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جہنمی آدمی آگ کے لئے بڑا ہوتا چلا جائے گا' حتی کہ اس کی ایک داڑھ احد پہاڑ جتنی ہو جائے گی۔

تخریج: الصحیحۃ ۱۶۰۱۔ احمد (۴/ ۳۶۶)' ھناد فی الزھد (۲۹۸)' ابن ابی شیبۃ (۱۳/ ۱۶۴)' مختصراً

ان السيوف مفاتيح الجنة

تلواریں جنت کی چابیاں ہیں

١٤٥٩ـعَنْ اَبِيْ بَكْرِ ابْنِ اَبِيْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ اَبِيْ تُجَاهَ الْعَدُوِّ يَقُوْلُ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((اِنَّ السُّيُوْفَ مَفَاتِيْحُ الْجَنَّةِ)). فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ رَثُّ الْهَيْئَةِ: آنْتَ

ابوبکر بن ابوموسی اشعری بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے باپ سے دشمنوں کے سامنے یہ کہتے ہوئے سنا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک تلواریں جنت کی چابیاں ہیں۔'' ایک خستہ حال آدمی نے کہا: کیا تو نے رسول اللہ ﷺ سے حدیث سنی ہے؟ انھوں نے

سَمِعْتَ هٰذَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ؟ قَالَ: نَعَمْ، سَلَّ سَيْفَهُ وَكَسَرَ غِمْدَهُ وَالْتَفَتَ إِلَى أَصْحَابِهِ، قَالَ: أَقْرَأُ عَلَيْكُمُ السَّلَامَ، ثُمَّ تَقَدَّمَ إِلَى الْعَدُوِّ، قَاتَلَ حَتّٰى قُتِلَ [الصحيحة ٢٦٧٢]

کہا: جی ہاں۔ اس نے اپنی تلوار سونت لی' میان کو توڑ دیا اور اپنے ساتھیوں کی طرف متوجہ ہو کر کہا: تم پر سلامتی ہو۔ پھر دشمن کی طرف لپکا اور جہاد کرتے کرتے شہید ہو گیا۔

تخریج: الصحیحة ۲۶۷۲۔ ابن ابی شیبة (۵/ ۲۹۲)

فوائد: اس میں جہاد کی فضیلت وعظمت کا بیان ہے' یہ جنت میں لے جانے والا عظیم عمل ہے' اللہ تعالیٰ ہمارے لئے ایسے اسباب مہیا کرے کہ ہم صرف اس کے دین کی سربلندی کے لئے لڑ سکیں۔

باب: بعد قعر جهنم اعاذنا الله فيها

باب: جہنم کی گہرائی کا بیان اللہ تعالیٰ اس سے ہمیں محفوظ رکھے

١٤٦٠ـ عَنْ عُتْبَةَ بْنِ غَزْوَانَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ الصَّخْرَةَ الْعَظِيْمَةَ لَتُلْقٰى مِنْ شَفِيْرِ جَهَنَّمَ، فَتَهْوِيْ فِيْهَا سَبْعِيْنَ عَامًا مَا تُفْضِيْ إِلٰى قَرَارِهَا)) [الصحيحة: ١٦١٢]

سیدنا عتبہ بن غزوان ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اگر کوئی بڑی چٹان جہنم میں اس کے کنارے سے گرائی جائے تو وہ اس کی تہہ تک پہنچنے کے لئے ستر سال تک گرتی رہے گی۔"

تخریج: الصحیحة ۱۶۱۲۔ ترمذی (۲۵۷۵)' مسلم (۲۹۶۷)' احمد (۴/ ۱۷۴)' من طريق آخر عنه بمعناه

فوائد: ہم اپنی ساٹھ ستر سالہ زندگی پر نازاں ہیں' اپنی ترجیحات کے نفوذ میں اپنی برتری سمجھتے ہیں' دنیوی منصوبہ بندیوں کو ہی کامیابی وکامرانی کے لئے کافی وشافی سمجھ بیٹھے ہیں' حالانکہ اتنا عرصہ تو جہنمیوں کو جہنم کی تہہ میں پہنچتے پہنچتے بیت جائے گا۔ اے اللہ! ہمیں اپنی پناہ میں رکھنا۔ (آمین)

اكثر اهل النار النساء

جہنم کی اکثریت عورتیں ہیں

١٤٦١ـ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ شِبْلٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ الْفُسَّاقَ هُمْ أَهْلُ النَّارِ. قِيْلَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! وَمَنِ الْفُسَّاقُ؟ قَالَ: اَلنِّسَاءُ. قَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَوَلَسْنَ أُمَّهَاتِنَا وَأَخَوَاتِنَا وَأَزْوَاجَنَا؟ قَالَ: بَلٰى، وَلٰكِنَّهُنَّ إِذَا أُعْطِيْنَ لَمْ يَشْكُرْنَ، وَإِذَا ابْتُلِيْنَ لَمْ يَصْبِرْنَ)). [الصحيحة: ٣٠٥٨]

سیدنا عبدالرحمٰن بن شبل ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "بیشک فُسّاق جہنمی ہیں۔" کہا گیا: اے اللہ کے رسول! فساق کون ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "عورتیں ہیں۔" ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا وہ ہماری مائیں' بہنیں اور بیویاں نہیں ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "کیوں نہیں' لیکن جب ان کو نعمتیں ملتی ہیں تو ناشکری کرتی ہیں اور جب ان کو آزمایا جاتا ہے تو صبر نہیں کرتیں۔"

تخریج: الصحیحة ۳۰۵۸۔ احمد (۳/ ۴۴۴)' حاکم (۴/ ۶۰۴)' بیهقی فی الشعب (۹۸۰۳)

فوائد: پہلے وضاحت ہو چکی ہے کہ جہاں غرباء وفقراء کی کثرت جنت میں ہوگی' وہاں عورتوں کی کثرت جہنم میں ہوگی۔ یہ حدیث عورتوں کو بے سکون کر دینے والی وعید پر مشتمل ہے۔ ان کو چاہئے کہ جن برے اوصاف کی وجہ سے آپ ﷺ نے اتنی سخت وعید سنائی ہے' ان سے محفوظ رہنے کی کوشش کریں۔

جزاء المنافق و عددهم

منافقوں کی سزا اور ان کی تعداد کا بیان

١٤٦٢۔عَنْ قَيْسِ بْنِ عُبَّادٍ،قَالَ قُلْنَالِعَمَّارٍ: أَرَأَيْتَ قِتَالَكُمْ،أَرَأْيًا رَأَيْتُمُوهُ،فَإِنَّ الرَّأْيَ يُخْطِي وَيُصِيبُ، أَوْعَهْدًا عَهِدَهُ إِلَيْكُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ؟ فَقَالَ:مَا عَهِدَ إِلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ شَيْئًالَمْ يَعْهَدْهُ لِلنَّاسِ كَافَّةً.وَقَالَ: إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ فِيْ أُمَّتِي اثْنَيْ عَشَرَمُنَافِقًا،لَا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يَجِدُوْنَ رِيْحَهَا،حَتّٰى يَلِجَ الْجَمَلُ فِيْ سَمِّ الْخِيَاطِ،ثَمَانِيَةٌ مِّنْهُمْ تَكْفِيْكَهُمُ الدُّبَيْلَةُ:سِرَاجٌ مِنْ نَّارٍ يَظْهَرُ فِيْ أَكْتَافِهِمْ حَتّٰى يَنْجُمَ مِنْ صُدُوْرِهِمْ)) [الصحيحة:٣٥٣٧]

قیس بن عباد کہتے ہیں: ہم نے سیدنا عمار ﷺ سے پوچھا: اس لڑائی کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟ کیا یہ آپ لوگوں کی اپنی رائے کا نتیجہ ہے' جس میں غلط یا درست ہونے کا احتمال پایا جاتا ہے' یا آپ کو رسول اللہ ﷺ نے اس قسم کی وصیت فرمائی ہے؟ انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں کوئی مخصوص نصیحت نہیں فرمائی' آپ نے اتنا ضرور فرمایا: ''میری امت میں بارہ منافق ہوں گے' وہ جنت میں اس وقت تک داخل ہوں گے نہ اس کی خوشبو پائیں گے' جب تک اونٹ سوئی کے نکے میں داخل نہ ہو جائے۔ ان میں سے آٹھ کو تو بڑی آفت ہی کافی ہے' یعنی آگ کا ایک شعلہ ان کے کندھوں میں ظاہر ہو کر (اندر گھس جائے گا اور) وہ سینے سے نمودار ہوگا۔''

تخریج: الصحیحة ۳۵۳۷۔ مسلم (۱۰/ ۲۷۷۹)' احمد (۴/ ۳۲۰)

عظم شجرة الجنة

جنتی درخت کے بڑے پن کا بیان

١٤٦٣ـقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ فِيْ الْجَنَّةِ شَجَرَةً،يَسِيْرُ الرَّاكِبُ الْجَوَادُ الْمُضَمَّرُ السَّرِيْعُ مِئَةَ عَامٍ مَا يَقْطَعُهَا)) جَاءَ مِنْ حَدِيْثِ أَبِيْ سَعِيْدٍ، وَأَبِيْ هُرَيْرَةَ، وَسَهْلِ ابْنِ سَعْدٍ،وَأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ [الصحيحة: ٣٥٣٦]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جنت میں ایک درخت ایسا ہے کہ تضمیر شدہ' تیز رفتار گھوڑے کا سوار بھی اس پر سو سال چلے' تب بھی اسے طے نہیں کر سکے گا۔'' یہ حدیث سیدنا ابوسعید خدری' سیدنا ابوہریرہ' سیدنا سہل بن سعد اور سیدنا انس بن مالک ﷺ سے مروی ہے۔

تخریج: الصحیحة ۳۵۳۶۔ (۱) ابوسعید: بخاری (۶۵۵۳)' مسلم (۲۸۲۸)' (۲) ابوهریرة: بخاری (۳۲۵۲)' مسلم (۲۸۲۶)' (۳) سهل بن سعد: بخاری (۶۵۵۲)' مسلم (۲۸۲۷)' (۴) انس ﷺ: بخاری (۳۲۵۱)' ترمذی (۳۲۹۳)

فوائد: ہمارے ہاں بارہ' چودہ' مرلہ احاطہ پر گھنا سایہ کرنے والے درختوں بڑا پسند کیا جاتا ہے۔ اپنی اس فطرت کی روشنی میں جنت کے سایوں کے حسن کا اندازہ کر لینا چاہئے۔ جنت اور جہنم کی باتیں عقل سے ماوراء الحوس ہوتی ہیں۔ لیکن یہ ہمارے نبی ﷺ کا فرمان

ہے اس لیے ہمارا ان پر ایمان ہے۔ البتہ ان کی کیفیت کا ہمارے رب کو ہی علم ہے۔ ہم اپنی ناقص اور محدود عقلوں سے ان کا احاطہ کرنے سے قاصر ہیں۔

بیان السوق فی الجنة

۱٤٦٤ ـ عَنْ اَنَسٍ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: (اِنَّ فِي الْجَنَّةِ لَسُوْقًا يَاْتُوْنَهَا كُلَّ جُمُعَةٍ، [فِيْهِ كُثْبَانُ الْمِسْكِ] فَتَهُبُّ رِيْحُ الشَّمَالِ، فَتَحْثُوْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ وَثِيَابِهِمْ [الْمِسْكَ]، فَيَزْدَادُوْنَ حُسْنًا وَجَمَالًا، فَيَرْجِعُوْنَ اِلٰى اَهْلِيْهِمْ، وَقَدِ ازْدَادُوْا حُسْنًا وَجَمَالًا، فَيَقُوْلُ لَهُمْ اَهْلُوْهُمْ: وَاللّٰهِ! لَقَدِ ازْدَدْتُمْ بَعْدَنَا حُسْنًا وَجَمَالًا، فَيَقُوْلُوْنَ: وَاَنْتُمْ وَاللّٰهِ! لَقَدِ ازْدَدْتُمْ بَعْدَنَا حُسْنًا وَجَمَالًا))

[الصحيحة: ٣٤٧١]

جنت کے بازار کا بیان

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جنت میں ایک بازار ہو گا، جس میں لوگ ہر جمعہ کو آیا کریں گے، اس میں ڈھیروں کستوری ہو گی، پس شمال سے ہوا چلے گی جو ان کے چہروں اور کپڑوں میں کستوری کی خوشبو بکھیر دے گی، جس سے ان کے حسن و جمال میں اور اضافہ ہو جائے گا، پس جب وہ اپنے گھر والوں کی طرف واپس آئیں گے، جب کہ ان کے حسن و جمال میں اضافہ ہو چکا ہو گا تو ان سے ان کے گھر والے کہیں گے: اللہ کی قسم! تم تو حسن و جمال میں پہلے سے زیادہ بڑھ گئے ہو۔ اور وہ کہیں گے: اللہ کی قسم! تم بھی ہمارے بعد حسن و جمال میں بڑھ گئے ہو۔“

تخریج: الصحیحۃ ۳۴۷۱۔ مسلم (۲۸۳۳)، احمد (۳/ ۲۸۴۔ ۲۸۵)، ابن حبان (۷۴۲۵)

بیان الحیات والعقارب فی النار

۱٤٦٥ ـ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ جُزْءٍ الزُّبَيْدِيِّ۔ صَاحِبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ۔ يَقُوْلُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ((اِنَّ فِي النَّارِ حَيَّاتٌ اَمْثَالَ اَعْنَاقِ الْبُخْتِ، يَلْسَعْنَ اللَّسْعَةَ، فَيَجِدُ حُمُوَّتَهَا اَرْبَعِيْنَ خَرِيْفًا. وَاِنَّ فِيْهَا لَعَقَارِبُ كَالْبِغَالِ الموكفة، يَلْسَعْنَ اللَّسْعَةَ، فَيَجِدُ حُمُوَّتَهَا اَرْبَعِيْنَ خَرِيْفًا)) [الصحيحة: ٣٤٢٩]

جہنم کے سانپوں اور بچھوؤں کا بیان

صحابی رسول سیدنا عبداللہ بن حارث بن جزء زبیدی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جہنم میں بختی اونٹوں کی گردنوں کی طرح سانپ ہیں، جب وہ ڈنگ مارتے ہیں تو چالیس سال تک زہر کے درد کی شدت محسوس ہوتی رہتی ہے اور اس میں پالان رکھے ہوئے خچروں کی طرح کے (بڑے بڑے) بچھو ہیں، جب وہ ڈستے ہیں تو چالیس سال تک زہر کا اثر محسوس ہوتا رہتا ہے۔“

تخریج: الصحیحۃ ۳۴۲۹۔ بیہقی فی البعث (۶۱۶)، حاکم (۴/ ۵۹۳)، ابن حبان (۷۴۷۱)، احمد (۴/ ۱۹۱)، ببعضہ

احتراق الجسم کله فی النار الا الوجوه

۱٤٦٦ ـ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ

چہرے کے علاوہ سارا جسم کا آگ میں جلنا

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے

اللّٰهِ ﷺ ((اِنَّ قَوْمًا يَخْرُجُوْنَ مِنَ النَّارِ، يَحْتَرِقُوْنَ فِيْهَا اِلَّا دَارَاتِ وُجُوْهِهِمْ، حَتّٰى يَدْخُلُوا الْجَنَّةَ)) [الصحيحة: ٣٠٥٥]

فرمایا: ''بعض لوگ جب جہنم سے نکالے جائیں گے تو ان کے چہرے کے علاوہ سارا وجود جل چکا ہوگا' پھر وہ جنت میں داخل ہو جائیں گے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۰۵۵۔ احمد (۳/ ۳۵۵)' بھذا اللفظ' سلم (۳۱۹/ ۱۹۱)' وابوعوانۃ (۱/ ۱۸۰)' مطولاً

بيان الخيمة في الجنة

جنت کے خیمے کا بیان

١٤٦٧ ـعَنْ اَبِيْ بَكْرِ بْنِ اَبِيْ مُوْسٰى بْنِ قَيْسٍ، عَنْ اَبِيْهِ،عَنِ النَّبِيِّ ﷺقَالَ: ((اِنَّ لِلْمُؤْمِنِ فِي الْجَنَّةِ لَخَيْمَةً مِّنْ لُؤْلُؤَةٍ وَاحِدَةٍ مُجَوَّفَةٍ، طُوْلُهَا سِتُّوْنَ مِيْلًا، لِلْمُؤْمِنِ فِيْهَا اَهْلُوْنَ، يَطُوْفُ عَلَيْهِمُ الْمُؤْمِنُ، فَلَا يَرٰى بَعْضُهُمْ بَعْضًا)) [الصحيحة:٣٥٤١]

ابوبکر بن ابوموسیٰ بن قیس اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ نبیٔ کریم ﷺ نے فرمایا: ''مومن کے لئے جنت میں ایک جوف دار موتی کا خیمہ ہوگا' جس کی لمبائی بلندی میں ساٹھ میل ہوگی' اس میں مومن کے کئی گھر والے ہوں گے' مومن ان پر گھومے گا تو ان کا بعض دوسرے بعض کو نہیں دیکھ سکے گا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۵۴۱۔ بخاری (۳۲۴۳)' مسلم (۲۸۳۸)' احمد (۴/ ۴۰۰)

فوائد: جو والدین اپنے بیٹوں اور بیٹیوں کے خوبصورت دنیوی گھرانوں کے بارے فکر بھی کرتے ہیں اور عملی طور پر تگ و دو بھی کرتے ہیں' کیا انھوں نے اپنی اولاد کے لئے اخروی زندگی میں کامیابیوں کے بارے میں کبھی سوچا' اگر سوچا تو کتنی کوشش کی؟ مذکورہ بالا حدیث میں کیسے عظیم الشان جوڑوں اور عالی شان مسکنوں کا ذکر ہے۔ کیا ہماری اولاد کو یہ حق نہیں ملنا چاہئے؟ اگر ملنا چاہئے تو اس کے لئے کیا کرنا چاہئے؟ یہ فیصلہ ہمیں خود کرنا ہوگا' لیکن شریعت کی روشنی میں۔

باب: من سعة الجنة

باب: جنت کی وسعت کا بیان

١٤٦٨ ـقَالَ ﷺ: ((اِنَّ مَابَيْنَ مِصْرَاعَيْنِ فِي الْجَنَّةِ مَسِيْرَةُ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً)). وَرَدَ مِنْ حَدِيْثِ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ، وَمُعَاوِيَةَ بن حيدة' عتبة بْنِ غَزْوَانَ، وَعَبْدِاللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ: [الصحيحة: ١٦٩٨]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جنت کے دروازوں کے دو پٹوں کے درمیان کا فاصلہ چالیس سال مسافت کا ہے۔'' یہ حدیث سیدنا ابوسعید خدری' سیدنا معاویہ بن حیدہ' سیدنا عتبہ بن غزوان اور سیدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

تخریج: الصحیحۃ ۱۶۹۸۔ (۱) ابوسعید: احمد (۳/ ۲۹)' ابویعلی (۱۳۸۹)' (۲) معاویۃ بن حیدۃ: احمد (۵/ ۳)' ابن حبان (۷۳۸۸)' (۳) عتبۃ بن غزوان: مسلم (۲۹۶۷)' (۴) عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ: طبرانی فی الکبیر (۱۳/ ۱۱۶)

تاخذ النار بقدر الذنب

گناہوں کے مطابق آگ پہنچے گی

١٤٦٩ ـعَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ،اَنَّهٗ سَمِعَ نَبِيَّ اللّٰهِ

سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے رسول

ﷺ يَقُوْلُ: ((اِنَّ مِنهُمْ مَنْ تَأْخُذُهُ النَّارُ إِلَى كَعْبَيْهِ، [وَمِنهُم مَنْ تَأْخُذُهُ النَّارُ اِلَى رُكْبَتَيْهِ]، وَمِنهُمْ مَنْ تَأْخُذُهُ إِلَى حُجْزَتِهِ،وَمِنهُمْ مَنْ تَأْخُذُهُ إِلَى عُنُقِهِ)). [الصحيحة: ٣٥٤٥]

اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''بعض جہنمیوں کو آگ ٹخنوں تک جلائے گی، بعض کو گھٹنوں تک جلائے گی، بعض کو کمر تک اور بعض کو گردن تک جلا دے گی۔''

تخریج: الصحیحة ۳۵۴۵۔ مسلم (۲۸۴۵)، احمد (۵/ ۱۰، ۱۸)

فوائد: جہنم کی آگ نے اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا شعور قبول کیا، جس کی روشنی میں وہ بندوں کو ان کے گناہوں کے مطابق جلا رہی ہے۔ کاش! اشرف المخلوقات بھی اپنے شعور و آگہی کو دنیا و آخرت دونوں کے لئے استعمال کر لیتے۔

بيان تربة الجنة

جنت کی مٹی کا بیان

١٤٧٠ـعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللهِ،قَالَ:قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِلْيَهُوْدِ: إِنِّي سَائِلُهُمْ عَنْ تُرْبَةِ الْجَنَّةِ، وَهِيَ دَرْمَكَةٌ بَيْضَاءُ،فَسَأَلَهُمْ؟ فَقَالُوْا:هِيَ خُبْزَةٌ يَا اَبَا الْقَاسِمِ،فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَلْخُبْزَةُ مِنَ الدَّرْمَكِ)). [الصحيحة: ١٤٣٨]

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے یہودیوں کی بابت فرمایا: ''میں ان سے جنت کی مٹی، جو کہ میدے کی طرح سفید ہے، کے بارے میں سوال کرتا ہوں۔'' پھر آپ نے ان سے سوال کیا۔ انھوں نے کہا: اے ابوالقاسم! وہ روٹی کی مانند ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''روٹی بھی میدے کی ہی ہوتی ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۱۴۳۸۔ احمد (۳/ ۳۶۱)، ابونعیم فی صفة الجنة (۱۵۹)، والترمذی (۳۳۲۷)، مطولاً

فوائد: اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے یہودیوں کے جواب کی تصدیق کی۔ معلوم ہوا کہ اس وقت اہل کتاب کے بعض امور حق تھے۔

أمشاط اهل الجنة من الذهب

اہل جنت کی کنگھیاں سونے کی ہوں گی

١٤٧١ـعَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعًا: ((اَهْلُ الْجَنَّةِ اَمْشَاطُهُمُ الذَّهَبُ،وَمَجَامِرُهُمُ الْاَلُوَّةُ)). [الصحيحة:٢٨٦٩]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اہل جنت کی کنگھیاں سونے کی ہوں گے اور ان کی انگیٹھیوں میں (جلانے کے لئے) خوشبودار لکڑی ہو گی۔''

تخریج: الصحیحة ۲۸۶۹۔ حمیدی (۱۱۱۰)، بھذا اللفظ، بخاری (۳۲۴۵، ۳۲۴۶)، ومسلم (۱۵/ ۲۸۳۴)، ترمذی (۲۵۴۰)، من طریق آخر مطولاً

اول من يدخل الجنة الفقراء المهاجرون

جنت میں سب سے پہلے فقیر مہاجر داخل ہوں گے

١٤٧٢ـعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو،قَالَ:سَمِعْتُ

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے

رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((اَوَّلُ ثُلَّةٍ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ الْفُقَرَاءُ الْمُهَاجِرُوْنَ الَّذِيْنَ تُتَّقٰى بِهِمُ الْمَكَارِهُ، اِذَا اُمِرُوْا سَمِعُوْا وَاَطَاعُوْا، وَاِنْ كَانَتْ لِلرَّجُلِ مِنْهُمْ حَاجَةٌ اِلَى السُّلْطَانِ لَمْ تُقْضَ لَهُ حَتّٰى يَمُوْتَ وَهِيَ فِيْ صَدْرِهٖ، وَاِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ لَيَدْعُوْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الْجَنَّةَ فَتَاْتِيْ بِزُخْرُفِهَا وَزِيْنَتِهَا فَيَقُوْلُ اَيْنَ عِبَادِيَ الَّذِيْنَ قَاتَلُوْا فِيْ سَبِيْلِيْ وَقُوْتِلُوْا وَاُوْذُوْا فِيْ سَبِيْلِيْ، وَجَاهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِيْ، اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ فَيَدْخُلُوْنَهَا بِغَيْرِ حِسَابٍ وَتَاْتِي الْمَلَائِكَةُ فَيَسْجُدُوْنَ، فَيَقُوْلُوْنَ: رَبَّنَا نَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ وَنُقَدِّسُ لَكَ، مَنْ هٰؤُلَاءِ الَّذِيْنَ اٰثَرْتَهُمْ عَلَيْنَا؟ فَيَقُوْلُ الرَّبُّ عَزَّوَجَلَّ: هٰؤُلَاءِ عِبَادِيَ الَّذِيْنَ قَاتَلُوْا فِيْ سَبِيْلِيْ، وَاُوْذُوْا فِيْ سَبِيْلِيْ، فَتَدْخُلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ مِنْ كُلِّ بَابٍ ﴿سَلَامٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ﴾ [الرعد ۲۴]))

[الصحيحة: ۲۵۵۹]

فرمایا: ''جنت میں داخل ہونے والی سب سے پہلی جماعت فقیر مہاجروں کی ہوگی' جن کے ذریعے مکروہات سے بچا جاتا ہے' جب انھیں حکم دیا جاتا تھا تو سنتے اور اطاعت کرتے تھے' اگر ان میں سے کسی کو بادشاہ سے کوئی ضرورت پڑ جاتی تو وہ پوری نہیں کی جاتی تھی' حتی کہ وہ مر جاتا اور وہ اس کے سینے میں ہوتی۔ اللہ تعالیٰ قیامت والے دن جنت کو بلائے گا' وہ زینت وسجاوٹ اور نمائش وآرائش کے ساتھ آئے گی۔ پھر اللہ تعالیٰ اعلان کرے گا: میرے وہ بندے کہاں ہیں جنھوں نے میرے راستے میں قتال کیا' ان سے قتال کیا گیا' انھیں میرے راستے میں تکالیف دی گئیں اور انھوں نے میرے راستے میں جدوجہد کی۔ (میرے بندو!) تم جنت میں داخل ہو جاؤ۔ وہ بغیر حساب کے جنت میں داخل ہو جائیں گے۔ (یہ منظر دیکھ کر) فرشتے آ کر سجدہ کریں گے اور کہیں گے: اے ہمارے رب! ہم دن رات تیری تسبیح و تقدیس بیان کرتے تھے' لیکن یہ کون لوگ ہیں جنھیں تو نے ہم پر ترجیح دی؟ رب تعالیٰ فرمائے گا: یہ میرے وہ بندے ہیں جنھوں نے میرے راستے میں جہاد کیا' انھیں میرے راستے میں تکالیف دی گئیں۔ سو فرشتے ہر دروازے سے ان پر داخل ہو کر کہیں گے: ﴿تم پر سلامتی ہو' صبر کے بدلے' کیا ہی اچھا (بدلہ) ہے اس دارِ آخرت کا﴾''

تخریج: الصحیحۃ ۲۵۵۹۔ اصفہانی فی الترغیب (۸۱۰)' احمد (۲/ ۱۶۸)' ابن حبان (۷۴۲۱)

صفات من يدخل الجنة اولا

جو پہلے پہلے جنت میں داخل ہوں گے ان کی صفات

۱۴۷۳۔ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((اَوَّلُ زُمْرَةٍ تَدْخُلُ الْجَنَّةَ عَلٰى صُوْرَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ، وَالثَّانِيَةُ عَلٰى لَوْنِ اَحْسَنِ كَوْكَبٍ دُرِّيٍّ فِي السَّمَاءِ، لِكُلِّ رَجُلٍ مِنْهُمْ زَوْجَتَانِ، عَلٰى كُلِّ زَوْجَةٍ سَبْعُوْنَ حُلَّةً يَبْدُوْ

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''پہلا گروہ جو جنت میں داخل ہوگا' ان کے چہرے اس طرح (چمکتے) ہوں گے جیسے چودھویں رات کا چاند ہوتا ہے' پھر دوسرا گروہ داخل ہوگا جن کا رنگ آسمان پر سب سے زیادہ روشن ستارے کی طرح چمکتا ہوگا۔ ان میں سے ہر ایک کے لئے

مُخُّ سَاقِهَا مِنْ وَّرَائِهَا)). [الصحيحة :١٨٣٦]

دو بیویاں ہوں گی' ہر بیوی نے ستر عمدہ پوشاکیں زیب تن کی ہوں گی اوران کے بیچ میں سے ان کی پنڈلی کی ہڈی کا گودا نظر آ رہا ہو گا۔"

تخریج: الصحیحة ۱۸۳۶۔ ترمذی (۲۵۳۵)' احمد (۳/ ۱۲)' طبرانی فی الاوسط (۹۱۹)

اول شيء ياكله اهل الجنة زيادة كبد الحوت

سب سے پہلی چیز جس کو جنتی کھائیں گے۔ مچھلی کے جگر کا بڑھا ہوا حصہ ہے

١٤٧٤ـعَنْ اَنَسٍ،عَنِ النَّبِيِّ ﷺقَالَ: ((اَوَّلُ شَيْءٍ يَاكُلُهُ اَهْلُ الْجَنَّةِ زِيَادَةُ كَبِدِ الْحُوْتِ)) [الصحيحة: ٣٣٠٦]۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "پہلی چیز جو جنتی لوگ کھائیں گے وہ مچھلی کے جگر کا بڑھا ہوا حصہ ہو گا۔"

تخریج: الصحیحة ۳۳۰۶۔ الطیالسی (۲۰۵۱)' ابونعیم فی الحلیة (۶/ ۲۵۲)' بخاری (۳۳۲۹)' احمد (۳/ ۱۰۸)' مطولاً من طریق آخر عنه بنحوه

بطحان ترعة من الجنة

وادی بطحان جنت کی ایک نہر ہے

١٤٧٤/م۔عَنْ عَائِشَةَ مَرْفُوْعًا: ((بُطْحَانُ عَلٰى تُرْعَةٍ مِّنْ تُرَعِ الْجَنَّةِ)). [الصحيحة:٧٦٩]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "وادیٔ بطحان جنت کی نہروں میں سے ایک نہر پر ہے۔"

تخریج: الصحیحة ۷۶۹۔ ابن حیویة فی حدیثه (۳/ ۸/ ۱)' دیلمی (۲۱۷۴)' البزار (۱۲۰۰)' بخاری فی التاریخ (۲/ ۵۱'۵۲)' ابن شبة فی تاریخ مدینة (۱/ ۱۶۷' ۱۶۸)

فوائد: اس قسم کی احادیث کے معانی و مفاہیم کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیا جائے۔ اگر کوئی تفصیل بیان کرنا چاہے تو وہ اتنا ہی کہہ سکتا ہے کہ وادیٔ بطحان جنت کی کسی نہر پر ہی ہے' اس کی حقیقت کو پھر بھی اللہ تعالیٰ کے سپرد ہی کرنا پڑے گا۔

بيان صفات الجنة

جنت کی صفات کا بیان

١٤٧٥ـعَنْ اَنَسٍ،اَنَّ النَّبِيَّ ﷺقَالَ: ((بَيْنَا اَنَا اَسِيْرُ فِي الْجَنَّةِ،اِذَا عَرَضَ لِيْ نَهْرٌ حَافَتَاهُ قِبَابُ اللُّؤْلُؤِ،قُلْتُ لِلْمَلَكِ مَاهٰذَا[يَا جِبْرِيْلُ]؟! قَالَ: هٰذَا الْكَوْثَرُ الَّذِيْ اَعْطَاكَهُ اللّٰهُ،قَالَ ثُمَّ ضَرَبَ بِيَدِهٖ اِلٰى طِيْنِهٖ، فَاسْتَخْرَجَ مِسْكًا، ثُمَّ رُفِعَتْ لِيْ سِدْرَةُ الْمُنْتَهٰى، فَرَاَيْتُ عِنْدَهَا نُوْرًا عَظِيْمًا)). [الصحيحة:٣٦١٠]

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبیٔ کریم ﷺ نے فرمایا: "میں جنت میں چل رہا تھا' اچانک ایک نہر تک جا پہنچا' اس کے کناروں پر لؤلؤ کے قبے تھے۔ میں نے فرشتے سے کہا: جبریل! یہ کیا ہے؟ اس نے کہا: یہ وہی نہر کوثر ہے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا کی۔" پھر آپ نے اپنا ہاتھ اس کی مٹی پر مارا اور (مٹی کی جگہ پر) کستوری نکالی۔ "پھر سدرۃ المنتھی کو میرے سامنے لایا گیا' میں نے اس کے پاس بہت زیادہ نور دیکھا۔"

تخریج: الصحیحۃ ٣٦١٠۔ بخاری (٦٥٨١)' ابوداود (٤٧٤٨)' ترمذی (٣٣٦٠) واللفظ له احمد (٣/ ١٠٣)

باب: النعيم والعذب جسماني

نعمتوں اور جسمانی عذاب کا بیان

١٤٧٦ ـعَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُوْنِ الْاَوْدِيِّ،قَالَ: قَامَ فِيْنَا مَعَاذُبْنُ جَبَلٍ،فَقَالَ: يَا بَنِيْ اَوْدٍاِنِّيْ رَسُوْلُ رَسُوْلِ اللّٰهِﷺ: ((تَعْلَمُوْنَ الْمَعَادَ اِلَى اللّٰهِ،ثُمَّ اِلَى الْجَنَّةِ اَوْاِلَى النَّارِ،وَاِقَامَةٌلَا ظَعْنَ فِيْهِ،وَخُلُوْدٌ لَا مَوْتَ، فِيْ اَجْسَادٍ لَّاتَمُوْتُ)). [الصحيحة:١٦٦٨]

عمرو بن میمون اودی کہتے ہیں کہ ہم میں سیدنا معاذ بن جبل ؓ کھڑے ہوئے اور کہا: اے بنو اود! میں رسول اللہ ﷺ کا قاصد ہوں' آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم جانتے ہو کہ اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹنا ہے' پھر جنت یا جہنم کی طرف' وہ ایسی اقامت ہے کہ وہاں سے روانگی نہیں ہوگی' وہ ایسی ہیشگی ہے کہ جس کو موت نہیں آئے گی اور ایسے جسم ہوں گے جو مرنے والے نہیں ہوں گے۔''

تخریج: الصحیحۃ ١٦٦٨۔ حاکم (١/ ٨٣)' طبرانی فی الکبیر (٢٠/ ١٧٥)' والاوسط (١٦٧٢)' من طریق آخر عنه

فوائد: ایک قبیلے کا نام ''اود'' ہے۔اس قبیلے والوں کو بنو اود کہہ کر پکارا۔

ثلاثة لا ترى اعينهم النار

تین افراد کی آنکھیں جہنم کی آگ نہ دیکھیں گے

١٤٧٧ ـقَالَ ﷺ: ((ثَلَاثَةٌ لَّاتَرَى اَعْيُنُهُمُ النَّارَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ: عَيْنٌ بَكَتْ مِنْ خَشْيَةِاللّٰهِ،وَعَيْنٌ حَرَسَتْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ،وَعَيْنٌ غَضَّتْ عَنْ مَحَارِمِ اللّٰهِ)) رُوِيَ مِنْ حَدِيْثِ مُعَاوِيَةَبْنِ حَيْدَةَ، وَعَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ، وَاَبِيْ رَيْحَانَةَ، وَاَبِيْ هُرَيْرَةَ،وَاَنَسِ بْنِ مَالِكٍ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تین افراد کی آنکھیں روزِ قیامت آگ کو نہیں دیکھیں گی: وہ آنکھ جو اللہ کے ڈر سے رو پڑی' وہ آنکھ جس نے اللہ کے راستے میں پہرہ دیا اور وہ آنکھ جو اللہ تعالیٰ کے حرام کردہ امور سے چشم پوشی کرتی رہی۔'' یہ حدیث سیدنا معاویہ بن حیدہ' سیدنا عبد اللہ بن عباس' سیدنا ابوریحانہ' سیدنا ابوہریرہ اور سیدنا انس بن مالک ؓ سے مروی ہے۔

تخریج: الصحیحۃ ٢٦٧٣۔ (١) معاویة بن حیدة: طبرانی (١٩/ ٤١٦)' ابن عساکر (٣٨/ ٢٢٤)' (٢) ابن عباس: ترمذی (١٦٣٩)' (٣) ابوریحانة: احمد (٤/ ١٣٤-١٣٥)' حاکم (٢/ ٨٣)' (٤) ابوهریرة: حاکم (٢/ ٨٢)' بیهقی (١/ ٢٨٨)' (٥) انس ؓ ابویعلی (٤٣٤٦)' طبرانی فی الاوسط (٥٧٧٥)

فوائد: آنکھ اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے' اس کے بغیر دنیا اور دنیا کی آسائشیں اندھیر کے سوا کچھ نہیں ہیں۔اگر شریعت کی روشنی میں آنکھ کا استعمال کیا جائے تو یہ نعمت جنت کے حصول کا بہت بڑا سبب بن سکتی ہے۔

باب: ابواب الجنة والنار

باب: جنت اور جہنم کے دروازوں کا بیان

١٤٧٨ ـعَنْ عُتْبَةَ بْنِ عَبْدِالسُّلَمِيِّ،قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺيَقُوْلُ: ((اَلْجَنَّةُلَهَا ثَمَانِيَةُ اَبْوَابٍ، وَالنَّارُ لَهَا سَبْعَةُاَبْوَابٍ)).

سیدنا عتبہ بن عبد سلمی ؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''جنت کے آٹھ اور دوزخ کے سات دروازے ہیں۔''

[الصحيحة:١٨١٢]

تخریج: الصحیحة ۱۸۱۲۔ احمد (۴/ ۱۸۵)' ابن سعد (۷/ ۴۳۰)' بیهقی فی الشعب (۴۲۶۱)

١٤٧٩ـعَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ،اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اَلْجَنَّةُ مِئَةُ دَرَجَةٍ،مَا بَيْنَ كُلِّ دَرَجَتَيْنِ مَسِيْرَةُ مِئَةِ عَامٍ. وَقَالَ عَفَّانُ:كَمَابَيْنَ السَّمَاءِ اِلَى الْاَرْضِ. وَالْفِرْدَوْسُ اَعْلَاهَا دَرَجَةً،وَمِنْهَا تَخْرُجُ الْاَنْهَارُ الْاَرْبَعَةُ،وَالْعَرْشُ مِنْ فَوْقِهَا، وَاِذَا سَاَلْتُمُ اللّٰهَ.تَبَارَكَ وَتَعَالٰى.، فَاسْاَلُوْهُ الْفِرْدَوْسَ)). [الصحيحة: ٩٢٢]

سیدنا عبادہ بن صامت ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جنت میں سو درجات ہیں' ہر دو درجوں کے مابین سو سال کی مسافت کا فاصلہ ہے۔'' عفان کی حدیث میں ''زمین و آسمان کے درمیانی فاصلے'' کے الفاظ ہیں۔ ''سب سے اعلیٰ و افضل درجہ فردوس ہے' وہیں چار نہریں رواں ہوتی ہیں' اس درجے کے اوپر عرش ہے' جب تم اللہ تعالیٰ سے سوال کرو تو جنت الفردوس کا سوال کیا کرو۔''

تخریج: الصحیحة ۹۲۲۔ ترمذی (۲۵۳۱)' احمد (۵/ ۳۱۶' ۳۲۱)' حاکم (۱/ ۸۰)

بيان لبنة الجنة و ملاطها

جنت کی اینٹوں اور اس کے گارے کا بیان

١٤٨٠ـعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ مَوْقُوْفًا وَمَرْفُوْعًا: ((خَلَقَ اللّٰهُ. تَبَارَكَ وَتَعَالٰى.الْجَنَّةَ،لَبِنَةٌ مِنْ ذَهَبٍ، وَلَبِنَةٌ مِنْ فِضَّةٍ، وَمِلَاطُهَا الْمِسْكُ، فَقَالَ لَهَا: تَكَلَّمِيْ، فَقَالَتْ: ﴿قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ﴾ [المومنون:۱]، فَقَالَتِ الْمَلَائِكَةُ: طُوْبٰى لَكِ،مَنْزِلَ الْمُلُوْكِ)).

[الصحيحة:٢٦٦٢]

سیدنا ابوسعید سے موقوفاً اور مرفوعاً روایت ہے کہ ''اللہ تبارک و تعالیٰ نے جنت کو پیدا کیا' (تعمیر کا انداز یہ تھا کہ) ایک اینٹ سونے کی تھی' ایک اینٹ چاندی کی تھی اور گارا کستوری کا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے کہا: کلام کر۔ اس نے کہا: ﴿تحقیق مومن کامیاب ہو گئے ہیں۔﴾ (سورۂ مومنون: ۱) فرشتوں نے کہا: (اے جنت!) تیرے لئے خوشخبری ہو' تو تو بادشاہوں کا ٹھکانہ ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۲۶۶۲۔ البزار (۳۵۰۷' ۳۵۰۸)' موقوفاً و مرفوعاً' ابونعیم فی صفة الجنة (۱۳۰)' بیهقی فی البعث (۲۳۶)

فوائد: ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿واذا رایت ثم رایت نعیما و ملکا کبیرا ٥ عالیهم ثیاب سندس خضر و استبرق﴾ [سورۂ دہر:] یعنی: ''وہاں جدھر بھی نگاہ ڈالو گے نعمتیں ہی نعمتیں اور ایک بڑی سلطنت کا سروسامان تمھیں نظر آئے گا۔ ان کے اوپر باریک ریشم کے سبز لباس اور اطلس و دیبا کے کپڑے ہوں۔'' جنتوں میں ادنی سے ادنی مسلمان کو بھی بادشاہوں کے پر تکلف اندازِ حیات سے کئی گنا اعلیٰ و افضل طرزِ حیات نصیب ہو گا۔

فهرسة الاعمال مكتوب على باب الجنة

اعمال کی فہرست جنت کے دروازے پر لکھی ہوئی ہے

١٤٨١ـعَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ،عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ:

سیدنا ابوامامہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((دَخَلَ رَجُلٌ الْجَنَّةَ فَرَاَی عَلٰی بَابِهَا مَكْتُوْبًا: اَلصَّدَقَةُ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا، وَالْقَرْضُ بِثَمَانِيَةَ عَشَرَ)). [الصحيحة: ٣٤٠٧]

''ایک آدمی جنت میں داخل ہوا، وہ کیا دیکھتا ہے کہ اس کے ایک دروازے پر لکھا ہوا ہے کہ صدقہ کا ثواب دس گنا اور قرضے کا ثواب اٹھارہ گنا ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۳۴۰۷۔ طبرانی فی الکبیر (۷۹۷۶)، بیهقی فی الشعب (۳۵۶۳)

فوائد: معلوم ہوا کہ اعمال کے اجر و ثواب کی فہرست جنت کے دروازوں پر آویزاں ہے۔ مومن اسے دیکھ کو خوش ہوں گے کہ یہی اعمال ہیں، جو انھوں نے سرانجام دیئے اور اللہ تعالیٰ نے ان کا اجر و ثواب دیتے ہوئے انہیں جنت کا وارث بنا دیا ہے۔ ''الزكاة والسخاء والصدقة والهبة'' کے باب میں صدقہ کرنے اور قرض دینے والے کے اجر و ثواب کا تذکرہ موجود ہے۔

قصر في الجنة لعمر بن الخطاب

عمر بن الخطاب کا جنت میں محل

١٤٨٢۔عَنْ اَنَسٍ،قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((دَخَلْتُ الْجَنَّةَ، فَاِذَا اَنَا بِقَصْرٍ مِّنْ ذَهَبٍ،فَقُلْتُ: لِمَنْ هٰذَا الْقَصْرُ؟ قَالُوْا لِشَابٍّ مِنْ قُرَيْشٍ، فَظَنَنْتُ اَنِّيْ اَنَا هُوَ، فَقُلْتُ وَمَنْ هُوَ؟ فَقَالُوْا: لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، [قَالَ فَلَوْلَا مَا عَلِمْتُ مِنْ غَيْرَتِكَ لَدَخَلْتُهُ فَقَالَ عُمَرُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَغَارُ؟])). [الصحيحة: ١٤٢٣]

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں جنت میں داخل ہوا، اچانک سونے کا ایک محل دیکھا۔ میں نے پوچھا: یہ محل کس کا ہے؟ انھوں نے کہا: ایک قریشی جوان کا ہے۔ مجھے گمان ہوا کہ یہ میرا ہی ہوگا (کیونکہ میں قریشی ہوں)۔ بہرحال میں نے پوچھا: وہ قریشی کون ہے؟ انھوں نے کہا: یہ عمر بن خطاب (رضی اللہ عنہ) کا ہے۔'' پھر آپ نے فرمایا: ''عمر! اگر تیری غیرت وحمیت کا مسئلہ نہ ہوتا تو میں اس میں ضرور داخل ہو جاتا۔'' سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا میں آپ پر غیرت کھا سکتا ہوں؟''

تخریج: الصحیحة ۱۴۲۳۔ ترمذی (۳۶۸۸)، نسائی فی الکبری (۸۱۲۷)، احمد (۳/ ۱۰۷، ۱۷۹)، ابن حبان (۶۸۸۷)

درجتين في الجنة لزيد بن عمرو بن نفيل

زید بن عمرو بن نفیل کے جنت میں دو درجے ہیں

١٤٨٣۔عَنْ عَائِشَةَ مَرْفُوْعًا: ((دَخَلْتُ الْجَنَّةَ فَرَاَيْتُ لِزَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ دَرَجَتَيْنِ)). [الصحيحة: ١٤٠٦]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں جنت میں داخل ہوا اور زید بن عمرو بن نفیل کیلئے دو درجے دیکھے۔''

تخریج: الصحیحة ۱۴۰۶۔ ابن عساکر فی تاریخ دمشق (۲۱/ ۳۶۳)،

فوائد: اس حدیث میں سیدنا زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ عنہ کی فضیلت و منقبت کا بیان ہے۔

بيان الكوثر

١٤٨٤ـعَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ،قَالَ:سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِﷺ: مَاالْكَوْثَرُ؟قَالَ: ((ذَاكَ نَهْرٌ اَعْطَانِيْهِ اللّٰهُ. يَعْنِيْ. فِيْ الْجَنَّةِ، اَشَدُّ بَيَاضًا مِنَ اللَّبَنِ، وَاَحْلٰى مِنَ الْعَسَلِ،فِيْهِ طَيْرٌ اَعْنَاقُهَا كَاَعْنَاقِ الْجُزُرِ. قَالَ عُمَرُ:اِنَّ هٰذِهٖ لَنَاعِمَةٌ:قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:اَكَلَتُهَا اَنْعَمُ مِنْهَا)).

[الصحيحة: ٢٥١٤]

کوثر کا بیان

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے یہ سوال کیا گیا: کوثر کیا ہے؟ آپ ﷺ نے جواب دیا: ''وہ جنت میں ایک نہر ہے جو اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا کی ہے' اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے' اس میں ایسے پرندے ہیں جن کی گردنیں اونٹنیوں کی گردنوں کی طرح ہیں۔'' سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: وہ تو بڑے موٹے تازے پرندے ہوں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ان کو کھانا اس سے بھی زیادہ خوشگوار ہوگا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۵۱۴- ترمذی (۲۵۴۲)' ابن جریر فی التفسیر (۳۰/ ۲۰۹)' احمد (۳/ ۲۳۷)

فوائد: کوثر وہ جنتی نہر ہے' جو اللہ تعالیٰ محمد رسول اللہ ﷺ کو عطا کرے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں آپ ﷺ کے دستِ مبارک سے اس نہر کا پانی پینے کا موقع نصیب فرمائے۔ (آمین)

ذراری المسلمین فی الجنة وكفيلهم ابراهيم

١٤٨٥ـعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعًا: ((ذَرَارِيُّ الْمُسْلِمِيْنَ فِيْ الْجَنَّةِ، يَكْفُلُهُمْ اِبْرَاهِيْمُ))

[الصحيحة:٦٠٣]

مسلمانوں کی اولاد جنت میں ہے ان کے کفیل ابراہیم ہیں

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مسلمانوں کے بچے جنت میں ہیں' حضرت ابراہیم (علیہ السلام) ان کی کفالت کرتے ہیں۔''

تخریج: الصحیحۃ ۶۰۳- احمد (۲/ ۳۲۶)' ابن حبان (۷۴۳۶)' حاکم (۲/ ۳۷۰)

فوائد: مسلمانوں کے فوت ہونے والے نابالغ بچے جنتی ہیں' وہ اپنے والدین کے حق میں سفارش کریں گے' جیسا کہ آنے والی دوسرے نمبر کی حدیث سے معلوم ہو رہا ہے۔

باب: الشمس والقمر فی النار یوم القیامة

١٤٨٦ـعَنْ عَبْدِالْعَزِيْزِ بْنِ الْمُخْتَارِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ الدَّنَّاجِ : شَهِدْتُ اَبَاسَلِمَةَ بْنَ عَبْدِالرَّحْمٰنِ جَلَسَ فِيْ مَسْجِدٍ فِيْ زَمَنِ خَالِدِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ خَالِدِ بْنِ اُسَيْدٍ،قَالَ: فَجَاءَ الْحَسَنَ فَجَلَسَ اِلَيْهِ

باب: آفتاب و ماہتاب روز قیامت آگ میں ہوں گے

عبدالعزیز بن مختار بن عبداللہ داناج کہتے ہیں کہ میں خالد بن عبداللہ بن خالد بن اسید کے زمانے میں ایک مسجد میں ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن کے ساتھ بیٹھا تھا۔ حسن بھی آ کے بیٹھ گئے' ہم گفتگو کرتے رہے' بیچ میں ابوسلمہ نے کہا: ہمیں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ

فَتَحَدَّثْنَا،فَقَالَ اَبُو سَلِمَةَ:حَدَّثَنَااَبُو هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((اَلشَّمْسُ وَالْقَمَرُ ثَوْرَانِ مُكَوَّرَانِ فِي النَّارِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) فَقَالَ الْحَسَنُ: مَاذَنْبُهُمَا؟!فَقَالَ: اِنَّمَا اُحَدِّثُكَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ . فَسَكَتَ الْحَسَنُ۔ [الصحيحة:١٢٤]

نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''قیامت والے دن سورج اور چاند دوزخ میں لپٹے ہوئے ہوں گے اور ان کا رنگ سرخ ہوگا۔'' حسن نے کہا: ان کا کیا گناہ ہوگا؟ سیدنا ابوہریرہ ﷺ نے کہا: میں تجھے رسول اللہ ﷺ کی حدیث بیان کر رہا ہوں۔ یہ سن کر حسن خاموش ہو گیا۔

تخریج: الصحیحة ۱۲۴۔ طحاوی فی شرح المشکل (۱/ ۶۶۔۶۷)' بخاری (۳۲۰۰)' بغوی (۴۳۰۷)' مختصراً

فوائد: معلوم ہوا کہ جب نبی کریم ﷺ کوئی ارشاد فرما دیں' وہ کسی کی عقل کے موافق ہو یا نہ ہو' اسے بہرصورت اس کے سامنے سر تسلیم خم کر دینا چاہئے' کیونکہ رسول اللہ ﷺ کے فرمودات کی بنیاد اللہ تعالیٰ کی رضامندی پر ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ جو چاہے' جیسے چاہے اور جب چاہے کر سکنے کا بھرپور اختیار رکھتا ہے۔

الأولاد الصغار يدخل ابويه في الجنة

چھوٹے بچے اپنے والدین کو جنت میں داخل کریں گے

١٤٨٧۔عَنْ اَبِي حَسَّانَ،قَالَ: قُلْتُ لِاَبِي هُرَيْرَةَاَنَّهُ قَدَمَاتَ لِيَ ابْنَانِ،فَمَا اَنْتَ مُحَدِّثِي عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِحَدِيْثٍ تَطِيْبُ بِهٖ اَنْفُسُنَا عَنْ مَوْتَانَا؟ قَالَ: قَالَ: ((نَعَمْ، صِغَارُهُمْ دَعَامِيْصُ الْجَنَّةِ، يَتَلَقّٰى اَحَدُهُمْ اَبَاهُ.اَوْ قَالَ: اَبَوَيْهِ. فَيَاْخُذُ بِثَوْبِهٖ.اَوْ قَالَ: بِيَدِهٖ.كَمَا اٰخُذُ اَنَا بِصَنِفَةِ ثَوْبِكَ هٰذَا،فَلَا يَتَنَاهٰى.اَوْقَالَ فَلَا يَنْتَهِي.حَتّٰى يُدْخِلَهُ اللّٰهُ وَاِيَّاهُ الْجَنَّةَ)).

[الصحيحة:٤٣١]

ابوحسان کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا ابوہریرہ ﷺ کو بتایا کہ میرے دو بیٹے فوت ہو گئے ہیں' اب کیا تو رسول اللہ ﷺ کی کوئی ایسی حدیث بیان کرے گا' جس سے ہمیں فوت شدگان کے بارے میں تسلی ہو جائے؟ انھوں نے کہا: جی ہاں' (مومنوں کے) چھوٹے بچے جنت کے ایسا بچہ اپنے باپ یا اپنے والدین سے ملاقات کرے گا' اس کے ہاتھ کو پکڑ لے گا' جس طرح میں نے تیرے کپڑے کا کنارہ پکڑا لیا ہے' اور اسے نہیں چھوڑے گا' حتی کہ اللہ تعالیٰ اسے اور اس کے باپ کو جنت میں داخل کر دے گا۔''

تخریج: الصحیحة ۴۳۱۔ مسلم (۲۶۳۵)' احمد (۲/ ۴۸۸' ۵۱۰)

فوائد: لیکن والدین کو چاہئے کہ اگر ان کا کوئی معصوم ان سے جدا ہو جاتا ہے تو وہ اس کی موت پر صبر کا مظاہرہ کریں اور رنج و غم میں اسوۂ حسنہ کی پیروی کریں۔

صنفان من اهل النار

جہنمیوں کی دو قسمیں

١٤٨٨۔عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعًا: ((صِنْفَانِ مِنْ اَهْلِ النَّارِ لَمْ اَرَهُمَا،قَوْمٌ مَعَهُمْ سِيَاطٌ كَاَذْنَابِ

سیدنا ابوہریرہ ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جہنم میں جانے والے دو قسم کے لوگ میں نے ابھی تک نہیں

الْبَقَرِ يَضْرِبُوْنَ بِهَا النَّاسَ، وَنِسَاءٌ كَاسِيَاتٌ عَارِيَاتٌ، مُمِيلَاتٌ مَائِلَاتٌ، رُؤُوسُهُمْ كَأَسْنِمَةِ الْبُخْتِ الْمَائِلَةِ، لَا يَدْخُلْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يَجِدْنَ رِيحَهَا، وَإِنَّ رِيحَهَا لَتُوجَدُ مِنْ مَسِيرَةِ كَذَا وَكَذَا)) [الصحيحة:١٣١٦]

دیکھے۔ (۱) وہ لوگ جن کے پاس گائیوں کی دموں کی طرح کوڑے ہوتے ہیں اور ان سے لوگوں کی پٹائی کرتے ہیں۔ اور (۲) وہ عورتیں جو بظاہر لباس میں ملبوس (یعنی مقام و مرتبے والی) ہوتی ہیں، لیکن اعمال سے کوری ہوتی ہے، لوگوں کو اپنی طرف مائل کرتی ہیں اور خود ان کی طرف مائل ہوتی ہے، اس کے سر بختی اونٹوں کی کوہانوں کی طرح ہوتے ہیں۔ ایسی عورتیں جنت میں داخل ہوں گی نہ اس کی خوشبو پائیں گی، حالانکہ اس کی خوشبو بہت دور سے ہی محسوس کی جاتی ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۳۱۶۔ مسلم (۲۱۲۸)، احمد (۲/ ۳۵۵۔ ۳۵۶)

فوائد: نبیٔ کریم ﷺ کے عہدِ مبارک میں تو لوگوں کی یہ اقسام کالعدم تھیں، لیکن آجکل ایسے معلوم ہوتا ہے کہ روئے زمین صرف یہی دو قسمیں بستی ہیں۔ ہر طرف بے پردگی کا عروج ہے۔ نیم برہنہ جسموں کا بھوت رقص کناں ہے، بازاروں میں بے حیائی و بے شرمی و بدکاری کا سامان دستیاب ہے، عورتوں نے دو دو چار چار ہزاروں کی پوشاکیں زیب تن کر رکھی ہیں، لیکن اس کے باوجود وہ بے پردہ ہیں، چہروں کو یوں رنگ و روغن کیا ہوا ہوتا ہے کہ جنسی بے راہ روی کے شکار انسانی بھیڑیوں کی نگاہیں جم جاتی ہیں۔ والدین کی غیرت و حمیت کا جنازہ اٹھ گیا کہ ان کی بیٹیاں بازاریوں سے ناک کان چھدوا رہی ہیں، چوڑیاں پہن رہی ہیں، اپنے ہاتھوں اور بازوؤں پر مہندی کے ڈیزائن بنوا رہی ہیں۔ العیاذ باللہ۔ یہ وہ قسم ہے جو نبیٔ کریم ﷺ کے عہد میں نظر نہیں آتی تھی۔ دوسری طرف انسانیت کی تذلیل کرنے والی سرکاری، نیم سرکاری اور پرائیویٹ تنظیمیں پورے جوبن پر ہیں، قتل و غارت گری پورے عروج پر ہے، مرنے والے کو کوئی علم نہیں کہ اسے کیوں مارا جا رہا ہے اور مارنے والا تو اپنی کارروائی کی وجہ دریافت کرنے کی سوچ و بچار سے ہی غافل ہے۔ انسانیت کا بالعموم اور مسلمانوں کا بالخصوص احترام خاک میں مل چکا ہے۔

باب: تفسیر طوبی

طوبیٰ درخت کا بیان

١٤٨٩ ـ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((طُوْبٰى شَجَرَةٌ فِي الْجَنَّةِ، مَسِيرَةُ مِئَةِ عَامٍ، ثِيَابُ أَهْلِ الْجَنَّةِ تَخْرُجُ مِنْ أَكْمَامِهَا)) [الصحيحة: ١٩٨٥]

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جنت میں ایک درخت کا نام ''طوبیٰ'' ہے، اس (کے سائے) کی مسافت سو سال ہے اور جنتیوں کے کپڑے اس کی کلیوں کے غلاف سے تیار کردہ ہیں۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۹۸۵۔ احمد (۳/ ۷۱)، ابن جریر فی التفسیر (۱۳/ ۱۰۱)، ابن حبان (۷۲۳۰)

باب: طعام اهل الجنة من شجرها

اہل جنت کا کھانا

١٤٩٠ ـ عَنْ عُتْبَةَ بْنِ عَبْدِ السُّلَمِيِّ، قَالَ: كُنْتُ

سیدنا عتبہ بن عبد سلمی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے

جَالِسًا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺفَجَاءَ اَعْرَابِيٌّ فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ!اَسْمِعَكَ تَذْكُرُ شَجَرَةً فِيْ الْجَنَّةِ لَا اَعْلَمُ فِيْ الدُّنْيَا اَكْثَرَ شَوْكًا مِنْهَا، يَعْنِي الطَّلْحَ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((فَإِنَّ اللّٰهَ يَجْعَلُ مَكَانَ كُلِّ شَوْكَةٍ مِثْلَ خُصْيَةِ التَّيْسِ الْمَلْبُوْ. الْمَخْصِيِّ.فِيْهَا سَبْعُوْنَ لَوْنًا مِنَ الطَّعَامِ لَايَشْبَهُ لَوْنُهُ لَوْنَ الْآخَرِ)).[الصحيحة ٢٧٣٤]

ساتھ بیٹھا ہوا تھا' ایک بدو آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے آپ کو جنت کے ببول یا کیکر نامی درخت کا تذکرہ کرتے سنا' میرا خیال ہے کہ وہ تو ہمارے ہاں سب سے زیادہ کانٹوں والا درخت ہے (ان کے چبھنے سے تو بڑی تکلیف ہوتی ہے تو جنت میں کیا بنے گا)؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ اس کے ہر کانٹے کے بدلے خصی بکرے کے خصیہ کی طرح کی ایک چیز پیدا کرے گا' اس میں ستر رنگ کے کھانے ہوں اور ہر ایک کا رنگ دوسرے کے رنگ سے مشابہ نہیں ہوگا۔''

تخریج: الصحیحة ۲۷۳۴۔ طبرانی فی الکبیر (۱۷/ ۱۳۰)' وفی الشامیین (۴۹۲)' وابن ابی داود فی البعث (۷۰)

فوائد: جنت اور دنیا میں پائی جانے والی چیزوں کے نام تو ایک ہیں اور کیفیت و نوعیت میں جو فرق اور امتیاز رکھا گیا' دنیا میں اس کا تصور ہی نہیں کیا جا سکتا ہے۔

بيان الفردوس

جنت الفردوس کا بیان

١٤٩١ ـعَنْ سَمُرَةَ مَرْفُوْعًا: ((اَلْفِرْدَوْسُ رَبْوَةُ الْجَنَّةِ، وَهِيَ اَوْسَطُهَا وَاَحْسَنُهَا)).

[الصحيحة:٢٠٠٣]

سیدنا سمرہ ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''فردوس تو جنت کا ٹیلہ (اونچا مقام) ہے' وہ جنت کا اعلی و افضل اور احسن و اجمل حصہ ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۲۰۰۳۔ ابن جریر فی التفسیر (۱۶/ ۳۰)' ابونعیم فی صفة الجنة (۲/ ۲)' طبرانی (۶۸۸۵' ۶۸۸۶)

فوائد: یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ نے تعلیم دی کہ جب جنت کا سوال کرو تو جنت الفردوس کی دعا کیا کرو۔

١٤٩٢ ـقَالَ ﷺ: ((قَوَائِمُ مِنْبَرِيْ رَوَاتِبُ فِيْ الْجَنَّةِ)). وَرَدَ مِنْ حَدِيْثِ أُمِّ سَلِمَةَ،وَاَبِيْ وَاقِدٍ۔

[الصحيحة:٢٠٥٠]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میرے منبر کے پائے جنت میں قائم ہیں۔'' یہ حدیث ام سلمہ اور ابو واقد رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔

تخریج: الصحیحة ۲۰۵۰۔ (۱) ام سلمة: نسائی (۶۹۷)' احمد (۶/ ۲۸۹' ۲۹۲)' (۲) ابو واقد رضی اللہ عنہ: حاکم (۳/ ۵۳۲)

فوائد: یہ ممکن ہے کہ وہ جگہ حجر اسود کی طرح جنت سے منتقل ہوئی ہو۔ زیادہ بہتر یہ ہے کہ اس کے معانی و مفاہیم کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیا جائے۔

كل اهل النار يرى مقعده من الجنة

ہر جہنمی جنت میں اپنا مقام دیکھ لے گا

١٤٩٣ ـعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ،قَالَ:قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:

سیدنا ابو ہریرہ ﷺ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر

((كُلُّ اَهْلِ النَّارِ يَرٰى مَقْعَدَهٗ مِنَ الْجَنَّةِ)) فَيَقُوْلُ: لَوْاَنَّ اللّٰهَ هَدَانِيْ،فَيَكُوْنُ عليهم حسرة' وكل أهل الجنة يرى مقعده من النار' فيقول :لولا أن الله هدانى' فيكون لهٗ شُكْرًا،ثُمَّ تَلَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ﴿اَنْ تَقُوْلَ نَفْسٌ يّٰحَسْرَتٰا عَلٰى مَافَرَّطْتُّ فِيْ جَنْبِ اللّٰهِ﴾ [الزمر:٥٦]

[الصحيحة:٢٠٣٤]

جہنمی جنت میں اپنا ٹھکانہ دیکھ کر کہے گا: ہائے کاش! اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے ہدایت دی ہوتی (تو میرا ٹھکانہ وہ ہوتا)۔ یہ چیز اس کے لئے باعثِ حسرت و ندامت ٹھہرے گی اور ہر جنتی جہنم میں اپنا ٹھکانہ دیکھ کر کہے گا: اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے ہدایت نہ دی ہوتی (تو وہ میرا ٹھکانہ ہوتا)۔ یہ چیز اس کے لئے باعثِ شکرِ خدا ہوگی۔" پھر رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿(ایسا نہ ہو کہ) کوئی شخص کہے: ہائے افسوس! اس بات پر کہ میں نے اللہ تعالیٰ کے حقوق میں کوتاہی کی بلکہ میں تو مذاق اڑانے والوں میں سے رہا۔﴾ (سورۂ زمر:۵۶)

تخریج: الصحیحۃ ۲۰۳۴۔ احمد (۲/ ۵۱۲)' حاکم (۲/ ۴۳۵۔ ۴۳۶)' خطیب (۵/ ۲۴)

فوائد: یہ دنیا میں بے فکری اور من مانی طرزِ حیات کا نتیجہ ہے کہ جہنم میں جانے کے بعد بھی حسرتوں میں اضافہ ہو رہا ہے۔ ہمیں چاہئے کہ سرسری اسلام کو ترک کر دیں اور سنجیدگی کے ساتھ اپنی زندگی کے معاملات اور اسلامی احکام و مسائل کا آپس میں موازنہ کریں۔

لا يدخل الجنة شارد

بغاوت کرنے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا

١٤٩٤ ـ عَنْ عَلِيِّ بْنِ خَالِدٍ،قَالَ: مَرَّاَبُوْ اُمَامَةَ الْبَاهِلِيُّ عَلٰى خَالِدِ بْنِ يَزِيْدَ بْنِ مُعَاوِيَةَ،فَسَاَلَهٗ عَنِ اَلْيَنِ كَلِمَةٍ سَمِعَهَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺفَقَالَ:سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺيَقُوْلُ: ((كُلُّكُمْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ اِلَّا مَنْ شَرَدَ عَلَى اللّٰهِ شِرَادَ الْبَعِيْرِ عَلٰى اَهْلِهٖ)).

[الصحيحة:٢٠٤٣]

علی بن خالد کہتے ہیں کہ سیدنا ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ خالد بن یزید بن معاویہ کے پاس سے گزرے' اس نے ان سے رسول اللہ ﷺ سے سنے ہوئے انتہائی نرم کلمے کے بارے میں سوال کیا۔ انھوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: "تم میں سے ہر کوئی جنت میں داخل ہوگا' ماسوائے اس کے جس نے اللہ تعالیٰ پر اس طرح بغاوت کی' جس طرح اونٹ اپنے مالک پر بدک جاتا ہے۔"

تخریج: الصحیحۃ ۲۰۴۳۔ احمد (۵/ ۲۵۸)' حاکم (۴/ ۲۴۷)' طبرانی فی الاوسط (۳۱۷۳)

فوائد: اللہ تعالیٰ کے فرائض و واجبات کو ترک کرنا اور محرمات و ممنوعات کا ارتکاب کرنا بغاوت اور سرکشی کی علامت ہے۔ جو اونٹ جس مالک کا کھاتا ہے اگر اسی کے سامنے بدکنا شروع کر دے تو اس کا کیا علاج کیا جاتا ہے' ہر کوئی جانتا ہے۔ جو شخص اپنے خیرخواہ اور غیرت مند مالک کے خلاف کام کرتا ہے' اسے کون سا انجام بھگتنا پڑتا ہے' ہر ایک کے لئے واضح ہے۔ اللہ تعالیٰ کا معاملہ بھی یہی ہے کہ جو بھی اس کے قوانین سے پہلو تہی اختیار کرے گا' اسے اس جرم کی سزا بھگتنا پڑے گی' لیکن جب سزا کا وقت آئے گا تو اس وقت کا پچھتاوا' اس وقت کا افسوس اور اس وقت کی حسرت کچھ کام نہ آئے گی۔ سیدنا عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (...... فانما المؤمن كالجمل الانف' حيثما قيد انقاد۔) [ابن ماجہ] مومن کی مثال تو نکیل شدہ اونٹ کی طرح ہے' کہ جب اس کی

نکیل یا لگام پکڑ کر اس کے آگے آگے چلا جاتا ہے تو وہ مطیع ہو کر پیچھے پیچھے چل پڑتا ہے۔

بیان خصال الشهيد

شہید کے انعامات کا بیان

١٤٩٥۔عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِيْ كَرِبَ،عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لِلشَّهِيْدِ عِنْدَ اللّٰهِ خِصَالٌ ١.يُغْفَرُ لَهُ فِيْ أَوَّلِ دُفْعَةٍ مِنْ دَمِهِ. ٢.وَيُرٰى مَقْعَدَهُ مِنَ الْجَنَّةِ. (٣). وَيُحَلّٰى حِلْيَةَ الْإِيْمَانِ.(٤).وَيُزَوَّجُ [اِثْنَتَيْنِ وَسَبْعِيْنَ زَوْجَةً] مِنَ الْحُوْرِ الْعِيْنِ•(٥).وَيُجَارُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ. (٦).وَيَأْمَنُ مِنَ الْفَزَعِ الْأَكْبَرِ. (٧).وَيُوْضَعُ عَلٰى رَأْسِهِ تَاجُ الْوَقَارِ،الْيَاقُوْتَةُ مِنْهُ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا.(٨).وَيُشَفَّعُ فِيْ سَبْعِيْنَ إِنْسَانًا مِنْ أَهْلِ بَيْتِهِ)) [الصحيحة:٣٢١٣]

سیدنا مقدام بن معدی کرب سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''شہید کے لئے اللہ تعالیٰ کے ہاں یہ انعامات ہیں: (۱) خون کے پہلے قطرے کے گرتے ہی اسے بخش دیا جاتا ہے۔ (۲) وہ جنت میں اپنا ٹھکانہ دیکھ لیتا ہے۔ (۳) اسے ایمان کے زیور سے آراستہ کیا جاتا ہے۔ (۴) بہتر (۷۲) موٹی آنکھوں والی حوروں سے اس کی شادی کی جائے گی۔ (۵) اسے عذابِ قبر سے محفوظ رکھا جائے گا۔ (۶) وہ (قیامت کی) بڑی گھبراہٹ سے بے خوف رہے گا۔ (۷) اس کے سر پر وقار کا تاج رکھا جائے گا' اس کا ایک موتی دنیا و مافیھا سے بہتر ہوگا اور (۸) اپنے گھر کے ستر افراد کے حق میں اس کی سفارش قبول کی جائے گی۔''

تخریج: الصحیحة ۳۲۱۳۔ ترمذی (۱۶۶۳)' ابن ماجه (۲۷۹۹)' احمد (۴/ ۱۳۱)

فوائد: اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اپنے کلمے کے اعلاء کے لئے جہاد کرنے کا موقع نصیب فرمائے اور شہادت کی موت سے ہمکنار کر کے مذکورہ بالا خصائص سے متصف کر دے۔ (آمین)

بیان قصر جهنم

جہنم کی گہرائی کا بیان

١٤٩٦۔عَنْ أَبِيْ مُوْسَى الْأَشْعَرِيِّ مَرْفُوْعًا: ((لَوْ أَنَّ حَجَرًا يُقْذَفُ بِهِ فِيْ جَهَنَّمَ، هَوٰى سَبْعِيْنَ خَرِيْفًا قَبْلَ أَنْ يَّبْلُغَ قَعْرَهَا))

[الصحيحة:٢١٦٥]

سیدنا ابوموسی اشعری ﷛ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر پتھر کو جہنم میں پھینک دیا جائے تو وہ اس کی آخری تہہ تک پہنچنے کے لئے ستر سال تک گرتا رہے گا۔''

تخریج: الصحیحة ۲۱۶۵۔ ابویعلی (۷۲۴۳)' البزار (الکشف : ۳۴۹۴)' ابن حبان (۷۴۶۸)

فوائد: انسان کو جو زندگی عطا کی گئی' یہ انتہائی ناپائیدار اور بہت مختصر ہے' لہذا ایسا نہ ہو کہ یہ معمولی وقفہ دنیا کے بھنور میں گردش کرتے کرتے گزر جائے۔ دیکھئے! ناعاقبت اندیش لوگوں کا انجام' کہ آخرت کی جس گھاٹی میں انھوں نے ہمیشہ کے لے رہنا ہے' اس کی صرف تہہ تک پہنچتے پہنچتے ستر سال بیت جائیں گے۔

نعم الجنة اعلى النعم

جنت کی نعمتیں سب نعمتوں سے بہتر ہیں

١٤٩٧۔عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِيْ وَقَّاصٍ۔رَضِيَ اللّٰهُ

سیدنا سعد بن ابو وقاص ﷛ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے

عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَوْ اَنَّ مَا يَقِلُّ ظُفُرٌ مِمَّا فِيْ الْجَنَّةِ بَدَا، لَتَزَخْرَفَتْ لَهُ خَوَافِقُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ، وَلَوْاَنَّ رَجُلًامِّنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ اِطَّلَعَ فَبَدَا اَسَاوِرُهُ، لَطَمَسَ ضَوْءُ الشَّمْسِ كَمَا تَطْمُسُ الشَّمْسُ ضَوْءَ النُّجُوْمِ)). [الصحيحة:٣٣٩٦]

فرمایا: ”اگر جنت کی کسی ناخن کی مقدار سے کم چیز کو (دنیا) میں ظاہر کر دیا جائے تو آسمانوں اور زمین کے کنارے روشن ہو جائیں گے۔ اگر کوئی جنتی (دنیا میں) جھانکے اور اس کے کنگن نمودار ہوں تو (ان کی تابناکی کے سامنے) سورج کی روشنی بے نور ہو جائے گی جیسے سورج ستارے کی روشنی کو ختم کر دیتا ہے۔“

تخریج: الصحیحۃ ۳۳۹۶۔ ترمذی (۲۵۴۱)' احمد (۱/ ۱۶۹' ۱۷۱)' طبرانی فی الاوسط (۸۸۷۵)'

صفوء اساور الجنة

جنت کے کنگنوں کی چمک

١٤٩٨۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ،قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِﷺ:((لَوْ كَانَ فِيْ هٰذَا الْمَسْجِدِ مِئَةُ[اَلْفٍ]اَوْ يَزِيْدُوْنَ، وَفِيْهِ رَجُلٌ مِنْ اَهْلِ النَّارِ فَتَنَفَّسَ فَاَصَابَهُمْ نَفْسُهُ لَاَحْتَرَقَ الْمَسْجِدُ وَمَنْ فِيْهِ)). [الصحيحة:٢٥٠٩]

سیدنا ابو ہریرہ ﷜ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اگر اس مسجد میں ایک لاکھ یا زائد افراد بیٹھے ہوں اور ان میں ایک جہنمی آدمی سانس لے تو اس کے اثر سے مسجد تمام لوگوں سمیت جل جائے گی۔“

تخریج: الصحیحۃ ۲۵۰۹۔ البزار (الکشف: ۳۴۹۹)' ابویعلی (۶۶۷۰)' ابونعیم فی الحلیۃ (۴/ ۳۰۷)

فوائد: لیکن دوزخ میں رہنے والے ہمیشہ زندہ رہیں گے' ان کو کیسی عجیب وغریب قوت و طاقت دی جائے کہ وہ ایسے ٹھکانے میں پہنچ کر پھر بھی زندہ رہیں گے۔ انسانی عقل اس کا احاطہ کرنے سے قاصر ہے۔

يدخل من امتى سبعون الفا بغير حساب و مع كل الف سبعون الفًا

ستر ہزار بغیر حساب جنت میں داخل ہوں گے پھر ہر ہزار کے ساتھ ستر ہزار اور بغیر حساب و کتاب جنت میں داخل ہوں گے

١٤٩٩۔قَالَ شُرَيْحُ بْنُ عُبَيْدٍ: مَرِضَ ثَوْبَانُ بِحِمْصَ،وَعَلَيْهَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ قُرْطٍ الْاَزْدِيُّ،فَلَمْ يَعُدْهُ، فَدَخَلَ عَلٰى ثَوْبَانَ رَجُلٌ مِنَ الْكَلَاعِيِّيْنَ عَائِدًا، فَقَالَ لَهُ ثَوْبَانُ: اَتَكْتُبُ؟فَقَالَ:نَعَمْ فَقَالَ: اُكْتُبْ، فَكَتَبَ لِلْاَمِيْرِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قُرْطٍ :مِنْ ثَوْبَانَ مَوْلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِﷺ،اَمَّا بَعْدُ،فَاِنَّهُ لَوْ كَانَ لِمُوْسٰى وَعِيْسٰى مَوْلًى بِحَضْرَتِكَ لَعُدْتَهُ،ثُمَّ

شریح بن عبید کہتے ہیں: سیدنا ثوبان ﷜ حمص کے علاقے میں بیمار ہو گئے' اس وقت عبد اللہ بن قرط ازدی حمص کا گورنر تھا' اس نے ان کی تیمارداری نہیں کی۔ ایک دن کلاعی قبیلے کا آدمی سیدنا ثوبان کے پاس آیا' ثوبان نے اس سے پوچھا: کیا تم لکھ سکتے ہو؟ اس نے کہا: جی ہاں۔ انھوں نے کہا: لکھو۔ اس نے عبد اللہ بن قرط کو یہ خط لکھا: مولائے رسول ثوبان کی طرف سے' بات یہ ہے کہ اگر موسیٰ اور عیسیٰ کا غلام تیرے علاقے میں (میری طرح بیمار) ہوتا تو

طَوَى الْكِتَابَ، وَقَالَ لَهُ: أَتُبَلِّغُهُ إِيَّاهُ؟ فَقَالَ: نَعَمْ، فَانْطَلَقَ الرَّجُلُ بِكِتَابِهِ فَدَفَعَهُ إِلَى ابْنِ قُرْطٍ، فَلَمَّاقَرَأَهُ قَامَ فَزِعًا،فَقَالَ النَّاسُ: مَاشَأْنُهُ؟أَحَدَثَ أَمْرٌ؟ فَأَتَى ثَوْبَانَ حَتَّى دَخَلَ عَلَيْهِ، فَعَادَهُ، وَجَلَسَ عِنْدَهُ سَاعَةً، ثُمَّ قَامَ، فَأَخَذَ ثَوْبَانُ بِرِدَائِهِ، وَقَالَ:اِجْلِسْ حَتَّى أُحَدِّثَكَ حَدِيثًا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِﷺ،سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ: ((لَيَدْخُلَنَّ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِي سَبْعُوْنَ أَلْفًا،لَا حِسَابَ عَلَيْهِمْ وَلَا عَذَابَ،مَعَ كُلِّ أَلْفٍ سَبْعُوْنَ أَلْفًا)) [الصحيحة:۲۱۷۹]

تو ضرور اس کی بیمار پرسی کرتا۔ پھر خط کو بند کر دیا اور سیدنا ثوبان نے اس سے پوچھا: کیا تم یہ خط اس تک پہنچا دو گے؟ اس نے کہا: جی ہاں۔ وہ خط لے کر چلا گیا اور ابن قرط تک پہنچا دیا۔ جب اس نے خط پڑھا تو گھبرا کر کھڑا ہو گیا۔ لوگوں نے کہا: اسے کیا ہو گیا ہے؟ آیا کوئی نیا معاملہ پیش آیا ہے؟ وہ سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ کے پاس آیا' ان کی بیمار پرسی کی' ان کے پاس کچھ دیر بیٹھا رہا اور جب اٹھ کر جانے لگا تو انھوں نے اس کی چادر پکڑ لی اور کہا: بیٹھ جاؤ' میں تمھیں رسول اللہ ﷺ کی ایک حدیث بیان کرتا ہوں' آپ نے فرمایا: ''میری امت کے ستر ہزار (۷۰،۰۰۰) افراد حساب و کتاب اور عقاب و عذاب کے بغیر جنت میں داخل ہوں گے' ان میں سے ہر ہزار کی تعداد کے ساتھ مزید ستر ہزار بھی داخل ہوں گے۔''

تخریج: الصحیحة ۲۱۷۹۔ احمد (۵/ ۲۸۰۔ ۲۸۱)' طبرانی فی الکبیر (۱۴۱۳)' ابن ابی عاصم فی الآحاد (۴۵۵)

فوائد: یعنی آپ ﷺ کی امت کے انچاس لاکھ ستر ہزار (49,70,000) افراد کسی قسم کے حساب کتاب اور باز پرس کے بغیر جنت کے وارث بن جائیں گے۔

ثلاثة من الجنة يوجد على الارض

زمین پر جنت کی تین چیزیں اب بھی پائی جاتی ہیں

۱۵۰۰۔عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ،قَالَ:قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِﷺ: ((لَيْسَ فِي الْأَرْضِ مِنَ الْجَنَّةِ إِلَّا ثَلَاثَةُ أَشْيَاءَ:غَرْسُ الْعَجْوَةِ،وَأَوَاقٍ تَنْزِلُ فِي الْفُرَاتِ كُلَّ يَوْمٍ مِنْ بَرَكَةِ الْجَنَّةِ، وَالْحَجَرُ)) [الصحيحة:۳۱۱۱]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جنت کی صرف تین چیزیں اس زمین میں اب بھی پائی جاتی ہیں: عجوہ کھجور کا درخت' اور حجرِ اسود۔''

تخریج: الصحیحة ۳۱۱۱۔ خطیب فی التاریخ (۱/ ۵۵)' ابن راھویه فی مسنده (۲۵۴)

اشياء الجنة يشبه ما فى الدنيا بالاسماء

جنت کی چیزیں دنیا کی چیزوں کے ساتھ صرف نام میں مشابہ ہیں

۱۵۰۱۔عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مَوْقُوْفًا: ((لَيْسَ فِي الْجَنَّةِ شَيْءٌ يُشْبِهُ [مَا] فِي الدُّنْيَا إِلَّا الْأَسْمَاءَ)) [الصحيحة: ۲۱۸۸]

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: جنت میں جتنی چیزیں ہیں' صرف ناموں میں ان کی دنیوی چیزوں سے مشابہت ہے۔

تخریج: الصحيحة ٢١٨٨ـ ابونعيم فى صفة الجنة (٢١/ ٢)' الضياء فى المختارة (١٠/ ١٧)' موقوفاً

فوائد: لیکن چیزوں کی خاصیات میں جوفرق پایا جاتا ہے' کوئی ذہن اس کا فیصلہ تو درکنار' اس کا تصور ہی نہیں کر سکتا۔

اهمية الإستجار من النار و السؤال الجنة سبع وات

سات مرتبہ آگ سے پناہ اور سات مرتبہ جنت کے سوال کی اہمیت

١٥٠٢ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ،قَالَ:قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَا اسْتَجَارَ عَبْدٌ مِّنَ النَّارِ سَبْعَ مَرَّاتٍ فِي يَوْمٍ،إِلَّا قَالَتِ النَّارُ يَا رَبِّ إِنَّ عَبْدَكَ فُلَانًا قَدِ اسْتَجَارَكَ مِنِّي فَأَجِرْهُ،وَلَا يَسْأَلُ اللّٰهَ عَبْدٌ الْجَنَّةَ فِي يَوْمٍ سَبْعَ مَرَّاتٍ إِلَّا قَالَتِ الْجَنَّةُ يَا رَبِّ إِنَّ عَبْدَكَ فُلَانًا سَأَلَنِي،فَأَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ)) [الصحيحة: ٢٥٠٦]

سیدنا ابوہریرہ ﷛ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب آدمی ایک دن میں سات دفعہ آگ سے (اللہ کی) پناہ مانگتا ہے تو جہنم کہتی ہے: اے میرے ربّ! تیرا فلاں بندہ مجھ سے پناہ مانگ رہا ہے' تو اسے پناہ دے دے۔ اسی طرح جو آدمی ایک دن میں سات دفعہ اللہ تعالیٰ سے جنت کا سوال کرتا ہے تو جنت کہتی ہے: اے میرے ربّ! تیرا فلاں بندہ تجھ سے میرا سوال کر رہا ہے' تو اسے جنت میں داخل کر دے۔''

تخریج: الصحيحة ٢٥٠٦ـ ابويعلى (٦١٩٢)' الضياء فى صفة الجنة (٣/ ٨٩/ ١)' البزار (٣١٧٥)

فوائد: ہمیں چاہیے کہ ہم دن میں سات مرتبہ اللہ تعالیٰ سے جنت کا سوال کریں اور سات مرتبہ جہنم سے اس کی پناہ طلب کریں۔

باب: عدد من يرد حوضه ﷺ

باب: حوض کوثر پر آنے والے لوگوں کی تعداد

١٤٠٣ـ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ،قَالَ:كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِي سَفَرٍ،فَنَزَلْنَا مَنْزِلًا،فَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ: ((مَا أَنْتُمْ بِجُزْءٍ مِّنْ مِئَةِ أَلْفِ جُزْءٍ مِمَّنْ يَرِدُ عَلَيَّ الْحَوْضَ مِنْ أُمَّتِي)). كَمْ كُنْتُمْ يَوْمَئِذٍ؟ قَالَ:سَبْعُ مِئَةٍ أَوْ ثَمَانِ مِئَةٍ۔ [الصحيحة:١٢٣]

سیدنا زید بن ارقم ﷛ کہتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے' ایک مقام پر پڑاؤ ڈالا' میں نے آپ کو یہ فرماتے سنا: ''میری امت کے جو لوگ حوض پر میرے پاس آئیں گے تم ان کا لاکھواں (100,000 واں) حصہ بھی نہیں ہو۔'' زید بن ارقم سے پوچھا گیا: تم لوگ اس دن کتنے تھے؟ انھوں نے کہا: سات آٹھ سو تھے۔ (یعنی صحابہ کے بعد بھی بہت زیادہ لوگ مسلمان ہوں گے۔)

تخریج: الصحيحة ١٢٣ـ ابوداود (٥٧٤٦)' احمد (٤/ ٣٦٧' ٣٦٩' ٣٧١)' حاكم (١/ ٧٦)

فوائد: نبی کریم ﷺ کا حوض' جو حشر کے میدان میں واقع ہو گا' مربع شکل کا ہے اور اس کی وسعت ایک مہینہ مسافت جتنی ہے' اس کا پانی دودھ اور برف سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے' اس کی مہک کستوری کی خوشبو سے زیادہ پاکیزہ ہے اور اس پر پڑے ہوئے آبخورے ستاروں کی تعداد میں ہیں' جو اس حوض کا مشروب ایک دفعہ پی لے گا' وہ کبھی بھی پیاسا نہیں ہو گا۔ جنت سے آنے والے دو پرنالے اس میں گر رہے ہیں' ایک پرنالہ سونے کا ہے اور ایک چاندی کا۔ [ماخوذ از روایات بخاری و مسلم] اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حوض مبارک پر وارد ہونے والے سعادت مند بھاری تعداد میں ہوں گے' اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ایسے خوش نصیبوں میں شامل

فرمالے۔ (آمین)

شدة النار و غفلة الناس

آگ کی سختی اور لوگوں کی غفلت

١٥٠٤۔عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ،قَالَ:قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَارَاَيْتُ مِثْلَ النَّارِ نَامَ هَارِبُهَا،وَلَا مِثْلَ الْجَنَّةِ نَامَ طَالِبُهَا)) [الصحيحة:٩٥٣]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا"یہ نہیں ہوسکتا ہے کہ جہنم جیسی (ہولناک) چیز سے بچنے والا سویا ہوا ہو اور یہ بھی نہیں ہوسکتا ہے کہ جنت جیسے (نعمت کدے) میں داخل ہونے والا محوِ آرام ہو۔"

تخریج: الصحیحة ۹۵۳۔ ترمذی (۲۶۰۱)' ابن المبارك فی الزھد (۲۷)' ابونعیم فی الحلیة (۸/ ۱۷۸)

فوائد: یعنی جو آدمی جہنم سے آزادی حاصل کر کے جنت کو اپنے ورثے میں لینا چاہتا ہے تو وہ موت سے قبل محوِ آرام نہیں رہ سکتا ہے' وہ کسی نیک عمل پر کفایت نہیں کرسکتا ہے' بلکہ چڑھتا سورج اسے از سرِ نو منصوبہ بندی کا سبق دیتا ہے' وہ ماضی میں کئے گئے اپنے نیک کارناموں پر شکر ادا کر کے مستقبل میں ان سے بڑھ کر اقدام کرنا چاہتا ہے' کیونکہ نہ صرف اس نے جہنم سے دور بھاگنا ہے' بلکہ جنت تک رسائی بھی حاصل کرنی ہے۔

من اى عمرة و حالة يبعث اهل الجنة و النار

اہل جنت اور جہنم کو کن عمروں اور کس حال میں اٹھایا جائے گا

١٥٠٥۔عَنِ الْمِقْدَامِ مَرْفُوْعًا: ((مَا مِنْ اَحَدٍ يَمُوْتُ سِقْطًا وَلَا هَرِمًا.وَاِنَّمَا النَّاسُ فِيْمَا بَيْنَ ذٰلِكَ. اِلَّا بُعِثَ ابْنَ ثَلَاثِيْنَ سَنَةً،فَاِنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ كَانَ عَلٰى نُسْخَةِ آدَمَ،وَصُوْرَةِ يُوْسُفَ، وَقَلْبِ اَيُّوْبَ،وَمَنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ النَّارِ عُظِّمُوْا، اَوْفُخِّمُوْا كَالْجِبَالِ)) [الصحيحة: ٢٥١٢]

سیدنا مقدام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "آدمی اپنی تخلیق کی تکمیل سے پہلے (یعنی نامکمل حالت میں) مر جائے یا انتہائی عمر رسیدہ ہوکر۔ اور لوگ ان دو عمروں کے درمیان ہی ہوتے ہیں۔ اسے تیس سال کی عمر (کا جوان بنا کر) اٹھایا جائے گا' اگر وہ جنتی ہوا تو حضرت آدم (علیہ السلام) کی ساخت' حضرت یوسف (علیہ السلام) کی صورت اور حضرت ایوب (علیہ السلام) کے دل پر ہوگا اور اگر جہنمی ہوا تو اس کے جسم کو پہاڑ کی مانند عظیم و جسیم بنا دیا جائے گا۔"

تخریج: الصحیحة ۲۵۱۲۔ ابوالقاسم هبة الله الطبری فی الفوائد الصحاح (۱/ ۱۳۰/ ۲)' طبرانی فی الکبیر (۲۰/ ۲۸۰)

فوائد: جنتی کون ہے؟ تیس سال کی ابھرتی جوانی والا نوجوان اور جدامجد حضرت آدم علیہ السلام کے دراز قد' حضرت یوسف علیہ السلام کے حسنِ تام اور حضرت ایوب علیہ السلام کے صبر و برداشت سے متصف ہوگا' جو ہر اچھی صفت میں اپنی مثال آپ ہی پیش کرے گا۔ لیکن اس نوجوان کے برعکس جہنمی کے وجود پر نگاہ ڈالیں کہ جس کی ایک داڑھ کی جسامت احد پہاڑ کے برابر ہوگی۔ [صحیحہ:۱۶۰۱]

باب: تفسیر ﴿اولئك هم الوارثون﴾

تفسیر آیت ﴿اولئك هم الوارثون﴾

١٥٠٦ـعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ،قَالَ:قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((مَامِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا لَهُ مَنْزِلَانِ: مَنْزِلٌ فِي الْجَنَّةِ، وَمَنْزِلٌ فِي النَّارِ،فَإِذَا مَاتَ فَدَخَلَ النَّارَ، وَرِثَ أَهْلُ الْجَنَّةِ مَنْزِلَهُ، فَذٰلِكَ قَوْلُهُ تَعَالٰى: ﴿أُولٰئِكَ هُمُ الْوَارِثُوْنَ﴾ [المومنون:١٠])). [الصحيحة: ٢٢٧٩]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے ہر آدمی کے دو ٹھکانے ہیں: ایک ٹھکانہ جنت میں اور دوسرا جہنم میں ہے۔ اگر وہ مر کر جہنم میں چلا جاتا ہے تو جنتی لوگ اس کے ٹھکانے کے وارث بن جاتے ہیں' اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا یہی مطلب ہے: ﴿یہی لوگ وارث ہیں﴾ (سورۂ مومنون: ۱۰)۔''

تخریج: الصحیحة ۲۲۷۹۔ ابن ماجه (۴۳۴۱)' ابن ابی حاتم فی التفسیر (ابن کثیر: ۴/ ۴۶۸)' بیهقی فی الشعب (۳۷۷)

منبری هذا علی ترعة ما الجنة

میرا یہ منبر جنت کے باغیچہ پر ہے

١٥٠٧ـعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعًا:((مِنْبَرِيْ هٰذَاعَلٰى تُرْعَةٍ مِّنْ تُرَعِ الْجَنَّةِ)). [الصحيحة:٢٣٦٣]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میرا یہ منبر جنت کی نہروں یا باغیچوں میں سے ایک نہر یا باغیچے پر ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۲۳۶۳۔ احمد (۲/ ۳۶۰'۴۵۰)' ابن سعد (۱/ ۲۵۳)' نسائی فی الکبری (۴۲۸۸)

فوائد: یہ ممکن ہے کہ وہ جگہ حجر اسود کی طرح جنت سے منتقل ہوئی ہو یا پھر اس کے معانی و مفاہیم کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیا جائے۔

حقیقت الجهنم علی صام الدهر

پورا زمانہ روزہ رکھنے والے پر جہنم تنگ کر دی جائے گی

١٥٠٨ـعَنْ أَبِي مُوْسٰى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((مَنْ صَامَ الدَّهْرَ،ضُيِّقَتْ عَلَيْهِ جَهَنَّمُ هٰكَذَا.وَعَقَدَ تِسْعِيْنَ)) [الصحيحة:٣٢٠٢]

سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس نے پورا زمانہ روزے رکھے' اس پر جہنم اس طرح تنگ کر دی جائے گی۔'' پھر آپ نے نوے (۹۰) کی گرہ لگا کر اشارہ کیا۔

تخریج: الصحیحة ۳۲۰۲۔ ابوداود الطیالسی (۵۱۴)' البزار (الکشف: ۱۰۴۱)' بیهقی (۴/ ۳۰۰)' احمد (۴/ ۴۱۴)

فوائد: شریعت نے عبادات و معاملات کے سلسلے میں مکمل رہنمائی کی ہے اور ہر شعبے میں اعتدال کو بنیاد بنایا ہے۔ اسی بنا پر پورے زمانے کے روزوں سے منع کر دیا ہے' اب ایسا کرنا غلوّ فی الدین ہے۔ (۹۰) کی گرہ: انگشتِ شہادت کا سرا انگوٹھے کی جڑ پر رکھیں' پھر انگوٹھے کو انگلی کے ساتھ ملا دیں (کہ اندر گول دائرے کا سوراخ بن جائے)۔

دوام نعم الجنة

جنت کی نعمتوں کا دوام

١٥٠٩ـعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعًا: ((مَنْ يَّدْخُلُ الْجَنَّةَ يَنْعَمُ،لَا يَبْأَسُ،لَاتَبْلٰى ثِيَابُهُ،وَلَا يَفْنٰى

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو جنت میں داخل ہوگا' وہ خوشحال رہے گا' کبھی بدحال نہیں ہو

شَبَابُهُ)). [الصحیحة:١٠٨٦]

گا' اس کے کپڑے بوسیدہ نہیں ہوں گے اور اس کی جوانی ماند نہیں پڑے گی۔"

تخریج: الصحیحة ۱۰۸۶۔ مسلم (۲۸۳۶)' احمد (۲/ ۳۶۹' ۴۰۷)' دارمی (۲۸۲۲)

فوائد: جنتی ہر وقت خوش باش اور سراسر نعمتوں میں گھرا ہوا ہوگا۔

موضع سطٍ فی الجنة خیر من الدنیا وما فیھا

جنت میں ایک کوڑے کے برابر جگہ دنیا و مافیھا سے بہتر ہے

١٥١٠۔عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ،عَنِ النَّبِیِّ ﷺ: ((مَوْضِعُ سَوْطِ اَحَدِكُمْ مِنَ الْجَنَّةِ خَیْرٌ مِّنَ الدُّنْیَا وَمَا فِیْهَا، وَقَرَاَ: ﴿فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ وَمَا الْحَیَاةُالدُّنْیَا اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ﴾[آل عمران :۱۸۵])).

سیدنا ابوہریرہ ﷛ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "جنت میں ایک کوڑے کی جگہ دنیا و مافیھا سے بہتر ہے۔" پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿پس جو شخص آگ سے ہٹا دیا جائے اور جنت میں داخل کر دیا جائے' بیشک وہ کامیاب ہو گیا اور دنیوی زندگی تو صرف دھوکے کی جنس ہے۔﴾ (سورۂ آل عمران: ۱۸۵)

تخریج: الصحیحة ۱۹۷۸۔ ترمذی (۳۰۱۷' ۳۲۸۸)' احمد (۲/ ۴۳۸)' حاکم (۲/ ۲۹۹)

بیان مجامعة ازواج الجنة

جنتی بیویوں سے ہمبستری کا بیان

١٥١١۔عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ،عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ:اَنَّهُ قِیْلَ لَهُ:اَنَطَاُفِی الجنة؟قال: ((نَعَمْ.وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ. دحما دحما، فاذاقام عنها رجعت مُطَهَّرَةً بِكْرًا)). [الصحیحة:٣٣٥١]

سیدنا ابوہریرہ ﷛ سے روایت ہے کہ آپ سے پوچھا گیا کہ کیا ہم جنت میں (اپنی بیویوں یا حوروں سے) صحبت کریں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں-اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے- پرزور اور پرجوش انداز میں۔ جب وہ اس سے فارغ ہوگا تو وہ پھر پاک اور کنواری ہو جائے گی۔

تخریج: الصحیحة ۳۳۵۱۔ ابن حبان (۷۴۰۲)' ابونعیم فی صفة الجنة (۳۹۳)' الضیاء فی صفة الجنة (۳/ ۸۳)

لانیام اھل الجنة

جنتی سوئیں گے نہیں

١٥١٢۔قَالَ ﷺ: ((اَلنَّوْمُ اَخُوْالْمَوْتِ،وَلَا یَنَامُ اَهْلُ الْجَنَّةِ)). رُوِیَ مِنْ حَدِیْثِ جَابِرٍ،وَعَبْدِاللّٰهِ بْنِ اَبِیْ اَوْفٰی۔ [الصحیحة:١٠٨٧]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "نیند موت کی ہی ایک قسم ہے اور (اسی لئے) جنت والے نہیں سوئیں گے۔" یہ حدیث سیدنا جابر اور سیدنا عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔

تخریج: الصحیحة ۱۰۸۷۔ (۱) ابونعیم فی صفة الجنة (۱۲۸/ ۲)' والحلیة (۷/ ۹۰)' الضیاء المقدسی فی صفة الجنة (۱۲۸/ ۲)

فوائد: جنتی ہر وقت بیدار رہ کر جنت کی نعمتوں سے لطف اندوز ہوتے رہیں گے۔

سعة جهنم

۱۵۱۳۔عَنْ مُجَاهِدٍ،قَالَ:قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ :أَتَدْرِي مَاسِعَةُ جَهَنَّمَ؟ قُلْتُ لَا،قَالَ: أَجَلْ وَاللّٰهِ مَاتَدْرِي،إِنَّ بَيْنَ شَحْمَةِ أُذُنِ أَحَدِهِمْ وَبَيْنَ عَاتِقِهِ مَسِيْرَةُ سَبْعِيْنَ خَرِيفًا،تَجْرِي فِيهَا أَوْدِيَةُ الْقَيْحِ وَالدَّمِ . قُلْتُ:أَنْهَارًا؟قَالَ لَا،بَلْ أَوْدِيَةٌ،ثُمَّ قَالَ:أَتَدْرُونَ مَاسِعَةُ جَهَنَّمَ؟قُلْتُ:لَا قَالَ أَجَلْ وَاللّٰهِ مَاتَدْرِي،حَدَّثَتْنِي عَائِشَةُ أَنَّهَا سَأَلَتْ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ عَنْ قَوْلِهِ:﴿وَالْأَرْضُ جَمِيعًا قَبْضَتُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَالسَّمَاوَاتُ مَطْوِيَّاتٌ بِيَمِينِهِ﴾[الزمر:٦٧]،فَأَيْنَ النَّاسُ يَوْمَئِذٍ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟قَالَ: ((هُمْ عَلَى جِسْرِ جَهَنَّمَ))

[الصحيحة:٥٦١]

جہنم کی وسعت کا بیان

امام مجاہد بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے مجھے کہا: کیا تجھے جہنم کی وسعت کا علم ہے؟ میں نے کہا: نہیں۔ انھوں نے کہا: جی ہاں، اللہ کی قسم! آپ کو واقعی علم نہیں ہوگا۔ (سنو! ایک جہنمی کے) کان کی لو اور کندھے کے درمیان کا فاصلہ ستر سال کی مسافت کا ہوگا، وہاں پیپ اور خون کی وادیاں چل رہی ہوں گی۔ میں نے کہا: نہریں چلیں گی؟ انھوں نے کہا: نہریں نہیں، وادیاں۔ پھر فرمایا: کیا تجھے جہنم کی وسعت کا علم ہے؟ میں نے کہا: نہیں۔ انھوں نے کہا: جی ہاں، اللہ کی قسم! آپ کو واقعی علم نہیں ہوگا۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے مجھے بیان کیا کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے اس آیت کے بارے میں سوال کیا: ﴿اور ساری زمین قیامت کے دن اس کی مٹھی میں ہوگی اور تمام آسمان اس کے داہنے ہاتھ میں لپیٹے ہوں گے۔﴾ (سورۂ زمر: ٦٧) کہ اے اللہ کے رسول! (جب زمین و آسمان کی یہ کیفیت ہوگی تو) اس وقت لوگ کہاں ہوں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس وقت وہ جہنم کے پل (یعنی پل صراط) پر ہوں گے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۵۶۱۔ احمد (۶/ ۱۱۶۔۱۱۷)، ابن المبارك في الزهد (زوائد: ۲۹۷)، حاکم (۲/ ۴۳۶)، ترمذی (۳۲۴۱) مختصراً

اطاعة الرسول سبب دخول الجنة

۱۵۱۴۔عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ،قَالَ:قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ،لَتَدْخُلُنَّ الْجَنَّةَ كُلُّكُمْ إِلَّا مَنْ أَبَى،وَشَرَدَ عَلَى اللّٰهِ كَشُرُودِ الْبَعِيرِ، قَالُوا وَمَنْ يَأْبَى أَنْ يَدْخُلَ الْجَنَّةَ؟فَقَالَ: مَنْ أَطَاعَنِي دَخَلَ الْجَنَّةَ،وَمَنْ عَصَانِي فَقَدْ أَبَى)) [الصحيحة:٢٠٤٤]

رسول ﷺ کی اطاعت جنت میں داخلے کا سبب ہے

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! تم سب کے سب جنت میں داخل ہو گے، ماسوائے ان کے جو انکار کر دیتے ہیں اور اونٹ کے بدکنے کی طرح (اللہ اور رسول کی) اطاعت سے باہر ہو جاتے ہیں۔'' صحابہ نے عرض کی: بھلا جنت میں جانے سے کون انکار کرتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں داخل ہوگا اور جس نے میری نافرمانی کی، اس نے (جنت

میں داخل ہونے سے) انکار کر دیا۔"

تخریج: الصحیحة ۲۰۴۴۔ ابن حبان (۱۷)' طبرانی فی الاوسط (۸۱۲)

فوائد: جو شخص رسول اللہ ﷺ کی اطاعت نہیں کرتا' بھلا وہ زبان سے جنت میں داخل ہونے کی خواہشات کا اظہار کرتا رہے' اس کا پورا وجود اس بات کی شہادت دے رہا ہوتا ہے کہ وہ جنت میں جانے سے انکار کر رہا ہے' کیونکہ زبانی دعووں اور خواہشوں سے تو کوئی مسئلہ حل نہیں ہوتا' جب تک عملی طور پر کوشش نہ کی جائے۔

النساء اكثر من الرجال في الجنة

جنت میں عورتیں مردوں سے زیادہ ہوں گی

١٥١٥ ـ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ،قَالَ:اِفْتَخَرَتِ الرِّجَالُ وَالنِّسَاءُ، فَقَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَ: اَلنِّسَاءُ اَكْثَرُ مِنَ الرِّجَالِ فِي الْجَنَّةِ،فَنَظَرَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ اِلَى الْقَوْمِ فَقَالَ:اَلَا تَسْمَعُوْنَ مَايَقُوْلُ اَبُوْ هُرَيْرَةَ:سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ فِيْ اَوَّلِ زُمْرَةٍ تَدْخُلُ الْجَنَّةَ: ((**وُجُوْهُهُمْ كَالْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ،وَالثَّانِيَةُ كَاَضْوَءِ كَاكَبٍ فِي السَّمَاءِ،وَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمْ زَوْجَتَانِ يُرٰى مُخُّ سُوْقِهِمَا مِنْ وَّرَاءِ اللَّحْمِ،وَلَيْسَ فِي الْجَنَّةِ عَزَبٌ**)) [الصحيحة:٢٠٠٦]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: مرد اور عورتیں فخر و مباہاۃ میں پڑ گئے۔ انھوں نے کہا: جنت میں عورتوں کی تعداد مردوں سے زیادہ ہو گی۔ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے لوگوں کی طرف دیکھا اور کہا: تم لوگ ابو ہریرہ کی بات نہیں سن رہے؟ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے جنت میں داخل ہونے والی پہلی جماعت کے بارے میں فرمایا: "ان کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی طرح (چمکتے) ہوں گے اور دوسرے گروہ (کے چہرے) آسمان کے سب سے زیادہ چمکدار ستارے کی طرح (تابناک) ہوں گے' ہر ایک جنتی کی دو بیویاں ہوں گی' اس کی ہڈی کا گودا گوشت میں سے نظر آئے گا اور جنت میں کوئی مرد یا عورت کنواری نہیں ہو گی۔"

تخریج: الصحیحة ۲۰۰۶۔ اسلم الواسطی فی تاریخه (۱۸۰)' مسلم (۲۸۳۴)' احمد (۲/ ۲۳۰'۲۴۷) بنحوه

فوائد: آج ہمیں جنت کی بعض چیزیں عجیب اور انوکھی محسوس ہوتی ہیں اور جب ہم ان شاء اللہ جنت میں پہنچیں گے تو وہاں کی ساری کی ساری چیزیں انتہائی حسین و جمیل ہوں گی۔

باب: من خصائصه ﷺ

باب: خصائص نبوی ﷺ کا بیان

١٥١٦ ـ عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ،قَالَ:قَالَ اَصْحَابُ النَّبِيِّ ﷺ:اِبْرَاهِيْمُ خَلِيْلُ اللّٰهِ،وَعِيْسٰى كَلِمَةُ اللّٰهِ وَرُوْحُهُ، وَمُوْسٰى كَلَّمَهُ اللّٰهُ تَكْلِيْمًا،فَمَاذَا اُعْطِيْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟قَالَ: ((**وُلْدُ آدَمَ كُلُّهُمْ تَحْتَ لِوَائِيْ يَوْمَ**

سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اصحاب رسول نے کہا: ابراہیم (علیہ السلام) خلیل اللہ ہیں' عیسی (علیہ السلام) اللہ تعالیٰ کا کلمہ اور روح ہیں اور موسی (علیہ السلام) سے اللہ تعالیٰ نے کلام کی ہے۔ اے اللہ کے رسول! آپ کو کیا عنایت کیا گیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "روزِ قیامت آدم (علیہ السلام) کی ساری اولاد میرے

الْقِيَامَةِ،وَاَنَا اَوَّلُ مَنْ تُفْتَحُ لَهُ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ)).
[الصحيحة:٢٤١١]

جھنڈے کے نیچے ہوگی۔ میں وہ شخصیت ہوں جس کے لئے سب سے پہلے جنت کے دروازے کھولے جائیں گے۔''

تخریج: الصحیحة ۲۴۱۱۔ نوین فی حدیثه (۱/ ۱ قطعة منه)

فوائد: روزِ قیامت آپ ﷺ بنوآدم کے سردار ہوں گے' سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (انا سیدالناس یوم القیامة۔) [بخاری' مسلم] یعنی: میں روزِ قیامت لوگوں کا سردار ہوں گا۔ یہ آپ ﷺ کے دو امتیازات ہیں کہ آپ تمام لوگوں کے سیّد ہوں گے اور سب سے پہلے آپ کے لیے جنت کا دروازہ کھولا جائے گا۔

من تدخل في النساء في الجنة

عورتوں میں سے کون سی عورت جنت میں داخل ہوگی

١٥١٧۔ عَنْ عَمَّارَةَ خُزَيْمَةَ،قَالَ: بَيْنَا نَحْنُ مَعَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ فِيْ حَجٍّ اَوْعُمْرَةٍ[فَاِذَا نَحْنُ بِاِمْرَاَةٍ عَلَيْهَا حَبَائِرُ لَهَا، وَخَوَاتِيْمُ،وَقَدْ بَسَطَتْ يَدَهَا عَلَى الْهَوْدَجِ]،فَقَالَ:نَرٰى غِرْبَانًا فِيْهَا غُرَابٌ اَعْلَمُ،اَحْمَرُ الْمِنْقَارِ وَالرِّجْلَيْنِ،فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لَايَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنَ النِّسَاءِ اِلَّامَنْ كَانَ مِنْهُنَّ مِثْلَ هٰذَا الْغُرَابِ فِيْ الْغِرْبَانِ)) [الصحيحة:١٨٥٠]

عمارہ بن خزیمہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ حج یا عمرے کے موقع پر سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے تھے' اچانک ایک عورت آئی' اس نے کنگن اور انگوٹھیاں پہن کر اپنا ہاتھ کجاوے پر پھیلا رکھا تھا۔ انھوں نے کہا: ہم اس گھاٹی میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے آپ نے فرمایا: ''ذرا دیکھو' کیا کوئی چیز نظر آرہی ہے؟'' ہم نے کہا: کوے نظر آرہے ہیں' ان میں ایک کوا سرخ چونچ اور سرخ پیروں والا ابھی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عورتوں میں سے وہی عورت جنت میں داخل ہوگی جو ان کووں میں اس کوے کی طرح ہوتی ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۱۸۵۰۔ احمد (۴/ ۱۹۷' ۲۰۵)' ابویعلی (۷۳۴۳)' نسائی فی الکبری (۹۲۶۸)

فضل الشهيد و ذم المشرك

شہید کی فضیلت اور مشرک کی مذمت کا بیان

١٥١٨۔ عَنْ اَنَسٍ-رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ- قَالَ:قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يُؤْتٰي بِالرَّجُلِ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ،فَيَقُوْلُ[اَللّٰهُ]لَهُ: يَا ابْنَ آدَمَ! كَيْفَ وَجَدْتَّ مَنْزِلَكَ؟ فَيَقُوْلُ اَيْ رَبِّ! خَيْرَ مَنْزِلٍ،فَيَقُوْلُ سَلْ وَتَمَنَّ ،فَيَقُوْلُ مَااَسْئَلُ وَاَتَمَنّٰى؟ اِلَّا اَنْ تَرُدَّنِيْ اِلَى الدُّنْيَا فَاُقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِكَ عَشْرَمَرَّاتٍ لِمَا يَرٰى مِنْ فَضْلِ الشَّهَادَةِ.وَفِيْ طَرِيْقٍ بِلَفْظٍ: مِنَ الْكَرَامَةِ.

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جنتی آدمی کو لایا جائے گا' اللہ تعالیٰ اسے فرمائے گا: آدم کے بیٹے! اپنے ٹھکانے کو کیسا پایا؟ وہ کہے گا: اے میرے ربّ! بہترین ٹھکانہ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: سوال کر اور مزید تمنا کر۔ وہ کہے گا: میں کس چیز کا سوال کروں اور کس چیز کی تمنا کروں؟ ہاں' اگر تو مجھے دنیا کی طرف واپس لوٹا دے (تو ٹھیک ہے) تاکہ تیرے راستے میں دس دفعہ شہید ہوسکوں۔ وہ شہادت کی فضیلت و تکریم کی وجہ سے اس (خواہش کا اظہار کرے گا)۔ پھر جہنمی آدمی کو لایا جائے

وَيُؤْتٰى بِالرَّجُلِ مِنْ اَهْلِ النَّارِ،فَيَقُوْلُ[اللّٰهُ]لَهُ يَا ابْنَ آدَمَ! كَيْفَ وَجَدْتَّ مَنْزِلَكَ؟ فَيَقُوْلُ: اَيْ رَبِّ! شَرَّ مَنْزِلٍ، فَيَقُوْلُ [الرَّبُّ. عَزَّوَجَلَّ.] لَهُ اَتَفْتَدِيْ مِنْهُ بِطِلَاعِ الْاَرْضِ ذَهَبًا؟ فَيَقُوْلُ اَيْ رَبِّ نَعَمْ فَيَقُوْلُ: كَذَبْتَ،قَدْ سَاَلْتُكَ اَقَلَّ مِنْ ذٰلِكَ وَاَيْسَرَ فَلَمْ تَفْعَلْ،فَيُرَدُّ اِلَى النَّارِ))

[الصحيحة:۳۰۰۸]

گا۔ اللہ تعالیٰ پوچھے گا: اپنی منزل کو کیسا پایا؟ وہ کہے گا: اے میرے ربّ! بدترین منزل ہے۔ ربّ تعالیٰ فرمائے گا: کیا تو آزاد ہونے کے لئے زمین بھر سونا دے دے گا؟ وہ کہے گا: ہاں' اے میرے ربّ! اللہ تعالیٰ کہے گا: تو جھوٹا ہے' میں نے تو تجھ سے اس سے بھی کم اور آسان کا مطالبہ کیا تھا' لیکن تو نے نہیں کیا۔ پھر اسے آگ کی طرف لوٹا دیا جائے گا۔''

تخریج: الصحیحة ۳۰۰۸۔ احمد (۳/ ۲۰۷۔ ۲۰۸)' ابن حبان (۷۳)' حاکم (۲/ ۷۵)' نسائی (۳۱۶۲)' مختصراً بالشطر الاول' بخاری (۲۸۱۷)' ومسلم (۱۷۸۸)' مختصراً

فوائد: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنی روزی کمانے کے لئے تجارت کرتے تھے' مزدوریاں کرتے تھے' کھیتی باڑی کرتے تھے' آباء واجداد کے ورثے سے ان کو بھی حصہ ملتا تھا' وہ دنیا کمانے کے لئے وقت نکالتے تھے اور اس وقت کے دشمنانِ اسلام کے بھی یہی کام تھے' لیکن صحابہ کرام کی بنیادی صفت یہ تھی کہ ہر کام کرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت طلب کرتے تھے' اپنی تمام مصروفیات کو بالائے طاق رکھ کر دن میں پانچ مرتبہ نماز پڑھتے تھے' اگر ضرورت پڑتی تو گراں مایہ اثاثے قربان کر دیتے تھے۔ وغیرہ وغیرہ۔ اگر ان خصوصیات کی وجہ سے جنت مل جائے تو انسان کے حق میں یہ سودا بہت ہی سستا ہے۔

حارثه بن سراقة في اعلى الفردوس

حارثہ بن سراقہ جنت الفردوس کے اعلیٰ و افضل حصہ میں ہے

۱۵۱۹۔ عَنْ اَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ : اَنَّ حَارِثَةَ بْنَ سُرَاقَةَ خَرَجَ نَظَّارًا،فَاَتَاهُ سَهْمٌ فَقَتَلَهُ،فَقَالَتْ اُمُّهُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ عَرَفْتَ مَوْضِعَ حَارِثَةَ مِنِّيْ،فَاِنْ كَانَ فِي الْجَنَّةِ صَبَرْتُ، وَاِلَّا رَاَيْتَ مَا اَصْنَعُ! قَالَ: فِيْ اَعْلَى الْفِرْدَوْسِ))۔

[الصحيحة: ۱۸۱۱]

انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا حارثہ بن سراقہ رضی اللہ عنہ جاسوسی کے لئے نکلے' اچانک ایک تیر لگا اور وہ شہید ہو گئے۔ ان کی ماں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ جانتے ہیں کہ حارثہ کا میرے ہاں کیا مقام تھا' اگر وہ جنت میں ہے تو میں صبر کرتی ہوں' وگرنہ آپ دیکھیں گے کہ میں (اس کی جدائی پر) کیا کرتی ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ام حارثہ! جنت ایک نہیں ہے' بلکہ کئی جنتیں ہیں اور (تیرا بیٹا) حارثہ جنت یا جنت الفردوس کے اعلیٰ و افضل حصے میں ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۱۸۱۱۔ احمد (۳/ ۱۲۴)' ابن سعد (۳/ ۵۱۰۔ ۵۱۱)' ابویعلی (۳۵۰۰)' بخاری (۲۸۰۹)' ترمذی (۳۱۷۴)' من طریق آخر عنه

ان النساء اذا دخلن الجنة فصارت ابكاراً

۱۵۲۰۔عَنِ الْحَسَنِ،قَالَ:اَتَتْ عَجُوْزٌ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَتْ :يَارَسُوْلَ اللّٰهِ!اُدْعُ اللّٰهَ اَنْ يُدْخِلَنِيَ الْجَنَّةَ۔ فَقَالَ: ((يَا اُمَّ فُلَانٍ!اِنَّ الْجَنَّةَ لَاتَدْخُلُهَا عَجُوْزٌ)) قَالَ: فَوَلَّتْ تَبْكِيْ ، فَقَالَ ((اَخْبِرُوْهَا اَنَّهَا لَا تَدْخُلُهَا وَهِيَ عَجُوْزٌ،اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَقُوْلُ:﴿اِنَّآاَنْشَاْنٰهُنَّ اِنْشَاءً. فَجَعَلْنٰهُنَّ اَبْكَارًا. عُرُبًا اَتْرَابًا﴾ [الواقعة: ۳۵.۳۷])). [الصحيحة:۲۹۸۷]

عورتیں جب جنت میں داخل ہوں گی تو کنواریاں ہوں گی

سیدنا حسن رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک بوڑھی عورت نبی ﷺ کے پاس آئی اور کہا: اے اللہ کے رسول! اللہ تعالیٰ سے دعا کرو کہ وہ مجھے جنت میں داخل کر دے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ام فلاں! کوئی بوڑھی عورت جنت میں داخل نہیں ہوگی۔'' وہ روتے ہوئے چل پڑی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اسے بتلا دو کہ یہ اس بڑھاپے کی عمر کی حالت میں جنت میں داخل نہیں ہوگی' کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ہم نے ان کی بیویوں کو خاص طور پر بنایا ہے۔ اور ہم نے انھیں کنواریاں بنا دیا ہے۔ محبت والیاں اور ہم عمر ہیں﴾ (سورۂ واقعہ: ۳۵۔۳۷) (یعنی جوان ہو کر جنت میں جائے گی)۔''

تخریج: الصحیحة ۲۹۸۷۔ ترمذی فی الشمائل (۲۰۵)' بغوی فی التفسیر (۸/ ۱۴)' ابو الشیخ فی اخلاق النبی ﷺ (ص : ۷۸)

اشد الناس عذابا من امر بالمعروف ولم ياتيه

۱۵۲۱۔ عَنْ اَبِيْ وَائِلٍ،قَالَ: قِيْلَ لِاُسَامَةَ: لَوْ اَتَيْتَ فُلَانًا۔وَفِي الرِّوَايَةِ الْاُخْرٰى: عُثْمَانَ۔ فَكَلَّمْتَهُ۔زَادَفِي الْاُخْرٰى:فِيْمَا يَصْنَعُ؟۔قَالَ:اِنَّكُمْ لَتَرَوْنَ اَنِّيْ اُكَلِّمُهُ اِلَّا اُسْمِعُكُمْ؟! اِنِّيْ اُكَلِّمُهُ فِي السِّرِّدُوْنَ اَنْ اَفْتَحَ بَابًا لَا اَكُوْنُ اَوَّلَ مَنْ فَتَحَهُ،وَلَا اَقُوْلُ لِرَجُلٍ اِنْ كَانَ عَلَيَّ اَمِيْرًا:اِنَّهُ خَيْرُالنَّاسِ،بَعْدَ شَيْ ءٍ سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالُوْا: وَمَا سَمِعْتَهُ يَقُوْلُ؟ قَالَ: سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ: ((يُجَاءُ بِالرَّجُلِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ،فَيُلْقٰى فِي النَّارِ، فَتَنْدَلِقُ اَقْتَابُهُ.وَفِيْ رِوَايَةٍ اَقْتَابُ بَطْنِهِ. فِي النَّارِ،فَيَدُوْرُ كَمَا يَدُوْرُ الْحِمَارُ بِرَحَاهُ،

سب سے بدترین عذاب میں وہ ہوگا کہ جس نے دوسروں کو نیکی کا حکم دیا لیکن خود نیکی نہ کی

سیدنا ابووائل رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کسی نے سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہ سے کہا: اگر آپ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس جائیں اور ان سے ان کے کئے کے بارے میں بات کریں؟ انھوں نے کہا: تمھارا یہ خیال ہوگا کہ میں ان سے جو گفتگو کروں گا وہ تمھیں بتا دوں گا؟ میں دروازہ کھولے بغیر ان سے رازدارانہ انداز میں بات کروں گا' کیونکہ ایک حدیث کی روشنی میں میں نہ یہ چاہتا ہوں کہ میں سب سے پہلے دروازہ کھولوں اور نہ میں اپنے امیر' اگر وہ واقعی امیر ہے' کے بارے میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ وہ خیر الناس ہے۔ کہا گیا: وہ کون سی حدیث ہے؟ انھوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایک آدمی کو روزِ قیامت لایا جائے گا' اسے دوزخ میں پھینک دیا جائے گا' اس کے پیٹ کی آنتیں باہر نکل آئیں گی اور وہ چکی کے گرد

فَيَجْتَمِعُ اَهْلُ النَّارِ عَلَيْهِ،فَيَقُوْلُوْنَ يَا فُلَانُ! مَا شَأْنُكَ؟ اَلَيْسَ كُنْتَ تَأْمُرُنَا بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَانَا عَنِ الْمُنْكَرِ؟قَالَ:كُنْتُ اٰمُرُكُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَلَا اٰتِيْهِ، وَاَنْهَاكُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاٰتِيْهِ)) [الصحيحة:٢٩٢]

گدھے کے گھومنے کی طرح ان کے اردگرد چکر لگانا شروع کر دے گا۔ اسے دیکھ کر لوگ کہیں گے: او فلاں! تجھے یہاں کیوں پھینکا گیا؟ تو تو ہمیں نیکی کا حکم اور برائی سے منع نہیں کرتا تھا؟ وہ کہے گا: میں تمھیں تو نیکی کا حکم دیتا تھا' لیکن خود نہیں کرتا تھا اور تمھیں تو برائی سے روکتا تھا' لیکن خود باز نہیں آتا تھا۔"

تخریج: الصحیحة ٢٩٢۔ بخاری (٣٢٦٧)' مسلم (٢٩٨٩)' احمد (٥/ ٢٠٥' ٢٠٧)

فوائد: علمائے حق کے لئے بہت بڑی وعید ہے' ہر عالم اور مبلّغ کو چاہئے کہ وہ جو کچھ بیان کرتا ہے' اس پر خود بھی عمل کرے' وگرنہ نہ اس کی زبان میں کوئی تأثیر ہوگی اور نہ وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں معزز ہوگا۔

باب: الموحدون لا يخلدون في النار

باب: اہل توحید' جہنم میں ہمیشہ نہیں رہیں گے

١٥٢٢۔عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ مَرْفُوْعًا: ((يَخْرُجُ مِنَ النَّارِ مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِّنَ الْاِيْمَانِ)). [الصحيحة:٢٤٥٠]۔

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "جس کے دل میں ذرہ برابر ایمان ہوا اسے بھی (بالآخر) جہنم سے نکال لیا جائے گا۔"

تخریج: الصحیحة ٢٤٥٠۔ ترمذی (٢٥٩٨)' نسائی (٥٠١٣)' ابن ماجه (٦٠)' الروایات مطولة و مختصرة' احمد (٣/ ٩٤)

فوائد: انسان کا مقام و مرتبہ اسی میں ہے کہ وہ ایمان و ایقان کے افضل و اعلیٰ مراتب سے متصف ہونے کی کوشش کرے تاکہ حشر کے میدان میں پہلی دفعہ ہی کامیاب و کامران ہو کر اور جہنم سے آزاد ہو کر جنت تک رسائی حاصل کر لے۔

ثلاثة في غرات جهنم

تین آدمی جہنم کی سختیوں میں ہوں گے

١٥٢٣۔عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ مَرْفُوْعًا: ((يَخْرُجُ عُنُقٌ مِنَ النَّارِ يَتَكَلَّمُ يَقُوْلُ: وُكِّلْتُ الْيَوْمَ بِثَلَاثَةٍ بِكُلِّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ،وَبِمَنْ جَعَلَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا آخَرَ،وَبِمَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ،فَيَنْطَوِيْ عَلَيْهِمْ، فَيَقْذِفُهُمْ فِيْ غَمَرَاتِ جَهَنَّمَ)). [الصحيحة:٢٦٩٩]

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "جہنم کی آگ سے ایک لپٹ نکل کر یوں کلام کرے گی: تین افراد میرے سپرد کر دیئے گئے ہیں: (١) ہر جبار اور سرکش، (٢) اللہ تعالیٰ کے ساتھ کوئی دوسرا معبود بنانے والا فرد اور (٣) کسی کو ناحق قتل کرنے والا شخص۔ آگ کی وہ لپٹ ان کو لپیٹ لے گی اور انھیں جہنم کی سختیوں میں پھینک دے گی۔"

تخریج: الصحیحة ٢٦٩٩۔ احمد (٣/ ٤٠)' عبد بن حمید (٨٩٦)' ابو یعلی (١١٤٦)

باب: من سعة الجنة وفضل الله فيها

باب: جنت کی وسعت اور اس میں اللہ تعالیٰ کے فضل کا بیان

١٥٢٤ ـعَنْ اَنَسٍ،قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((يَدْخُلُ اَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ،فَيَبْقٰى مِنْهَا مَاشَاءَ اللّٰهُ. عَزَّوَجَلَّ.، فَيُنْشِئُ اللّٰهُ. تَعَالٰى. لَهَا. يَعْنِيْ. خَلْقًا حَتّٰى يَمْلَاَهَا))

سیدنا انس ﷛ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جنتی لوگ جنت میں داخل ہو جائیں گے اور جب تک اللہ چاہے گا وہ وہاں ٹھہریں گے (ابھی تک جنت کے بعض مقامات خالی ہوں گے اس لئے) اللہ تعالیٰ نئی مخلوق پیدا کر کے اس کو بھر دے گا۔“

تخریج: الصحیحة ۲۵۴۰- احمد (۳/ ۱۵۲)، مسلم (۳۸/ ۲۸۴۸)، بخاری (۶۶۶۱، ۷۳۸۴)، من طریق آخر عنه

باب: كل الناس يدخل النار

باب: سب لوگ آگ پر پیش ہوں گے

١٥٢٥ ـعَنِ السُّدِّيِّ،قَالَ:سَاَلْتُ مُرَّةَ الْهَمْدَانِيَّ عَنْ قَوْلِ اللّٰهِ ـعَزَّوَجَلَّ ـ ﴿وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا كَانَ عَلٰى رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا﴾ [مريم: ٧١]

فَحَدَّثَنِيْ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ مَسْعُوْدٍ حَدَّثَهُمْ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((يَرِدُ النَّاسُ [كُلُّهُمْ] النَّارَ، ثُمَّ يَصْدُرُوْنَ [مِنْهَا] بِاَعْمَالِهِمْ، [فَاَوَّلُهُمْ كَلَمْعِ الْبَرْقِ،ثُمَّ كَمَرِّ الرِّيْحِ، ثُمَّ كَحُضْرِ الْفَرَسِ،ثُمَّ كَالرَّاكِبِ،ثُمَّ شَدِّ الرِّجَالِ،ثُمَّ كَمَشْيِهِمْ])). [الصحيحة: ٣١١]

سدی کہتے ہیں کہ میں نے مرہ ہمدانی سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان ﴿تم میں سے ہر ایک وہاں ضرور وارد ہونے والا ہے، یہ تیرے پروردگار کے ذمے قطعی فیصل شدہ امر ہے﴾ (سورۂ مریم: ۷۱) کے بارے میں پوچھا، انھوں نے مجھے بیان کیا کہ سیدنا عبد اللہ بن مسعود ﷛ نے ان کو رسول اللہ ﷺ کی یہ روایت بیان کی، آپ نے فرمایا: ”سارے لوگ جہنم میں آئیں گے، پھر اپنے اعمال کے مطابق وہاں سے نکلتے جائیں گے، اول درجے والے لوگ بجلی کی چمک کی طرح، پھر ہوا کے چلنے کی طرح، پھر گھوڑے کے دوڑنے کی طرح، پھر عام سوار کی طرح، پھر مرد کے دوڑنے کی طرح اور پھر آدمی کے چلنے کی طرح وہاں سے نکل جائیں گے۔“

تخریج: الصحیحة ۳۱۱- ترمذی (۳۱۵۸)، احمد (۱/ ۴۳۵)، دارمی (۲۸۱۳)، حاکم (۲/ ۳۷۵، ۴/ ۵۸۶)

فوائد: معلوم ہوا کہ جنت میں جانے والا ہر فرد پہلے جہنم میں گھسے گا، وہاں سے اپنے اعمال کی روشنی میں نکل کر جنت میں پہنچے گا۔ اس حدیث کو سامنے رکھ کر ہمیں کثرت سے اعمالِ صالحہ میں حصہ لینا چاہئے۔

باب: تمنى الكافر الفداء من النار

باب: کافر کی فدیہ دے کر جہنم سے نجات کی خواہش

١٥٢٦. عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((يَقُوْلُ اللّٰهُ لِاَهْوَنِ اَهْلِ النَّارِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) [يَا ابْنَ آدَمَ!كَيْفَ وَجَدْتَّ مَضْجَعَكَ؟ فَيَقُوْلُ شَرَّ مَضْجَعٍ. فَيُقَالُ لَهُ:]لَوْكَانَتْ لَكَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا اَكُنْتَ مُفْتَدِيًا بِهَا؟ فَيَقُوْلُ نَعَمْ فَيَقُوْلُ:

سیدنا انس ﷛ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”قیامت والے دن اللہ تعالیٰ آگ کے سب سے ہلکے عذاب میں مبتلا آدمی سے پوچھیں گے: ابن آدم! کیسا ٹھکانہ ملا؟ وہ کہے گا: بدترین ٹھکانہ۔ اسے کہا جائے گا: اگر تیری ملکیت میں دنیا و ما فیہا ہوتا تو کیا تو (اس عذاب سے چھٹکارا حاصل کرنے کے

[كَذَبْتَ] قَدْ اَرَدْتُّ مِنْكَ اَهْوَنَ مِنْ هٰذَا وَاَنْتَ فِيْ صُلْبِ. وَفِيْ رِوَايَةٍفِيْ ظَهْرِ. آدَمَ اَنْ لَّاتُشْرِكَ[بِيْ شَيًا]، [وَلَا اُدْخِلَكَ النَّارَ]،فَاَبَيْتَ اِلَّا الشِّرْكَ. فَيُؤْمَرُبِه اِلَى النَّارِ))

[الصحيحة:١٧٢]

لئے) وہ فدیے میں دے دیتا؟ وہ کہے گا: جی ہاں۔ اللہ تعالیٰ کہے گا: تو جھوٹا ہے' جب تو اپنے باپ آدم (علیہ السلام) کی پیٹھ میں تھا تو میں نے تجھ سے اس سے آسان چیز کا مطالبہ کیا تھا کہ میرے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانا' میں تجھے آگ میں داخل ہونے سے بچا لوں گا۔ لیکن تو نے اس بات کا انکار کر دیا' میرے ساتھ شرک کیا۔ پھر اسے جہنم کی طرف لے جانے کا حکم دے دیا جائے گا۔"

تخریج: الصحیحۃ ۱۷۲۔ بخاری (۳۳۳۴)' مسلم (۲۸۰۵)' احمد (۳/ ۱۲۷' ۱۲۹)

فوائد: جن مسلمانوں اور مومنوں کو جنت میں داخلہ ملے گا' یقیناً یہ سودا ان کے حق میں بہت ہی سستا ہو گا کہ انہوں نے دنیا میں معمولی وقت اللہ تعالیٰ کی عبادت میں گزار کر اپنے معاملات کو شریعت کے سانچے میں ڈھالا ہوا تھا' آج اللہ تعالیٰ نے اتنی قدر کی کہ انہیں جنت میں داخل فرما دیا۔

(۱۰) اَلْحَجُّ وَالْعُمْرَةُ

حج اور عمرہ

رفع الصوت بالتلبية

تلبیہ کے ساتھ آواز کو بلند کرنا

۱۵۲۷۔عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدِ الْجُهَنِيِّ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((أَتَانِي جِبْرِيْلُ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ! مُرْ أَصْحَابَكَ فَلْيَرْفَعُوْا أَصْوَاتَهُمْ بِالتَّلْبِيَةِ، فَإِنَّهَا مِنْ شَعَائِرِ الْحَجِّ)) [الصحيحة:۸۳۰]

زید بن خالد جہنی رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: میرے پاس جبرائیل آئے اور انہوں نے کہا اے محمد ﷺ! اپنے صحابہ کو حکم فرمائیں کہ وہ تلبیہ کے وقت اپنی آوازوں کو بلند کریں۔ کیونکہ یہ شعائر حج میں سے ہے۔

تخریج: الصحیحۃ ۸۳۰۔ ابن ماجہ (۲۹۲۳)، احمد (۵/ ۱۹۲)، ابن خزیمہ (۲۶۲۸)، ابن حبان (۳۸۰۳)، حاکم (۱/ ۴۵۰)

فوائد: صحیح بخاری، کتاب الحج باب التلبیة میں سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ ﷺ سے تلبیہ کے مندرجہ ذیل الفاظ نقل کئے ہیں: ﴿لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَاشَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَاشَرِيْكَ لَكَ﴾ ”حاضر اے میرے اللہ میں تیرے پاس حاضر، تیرا کوئی شریک نہیں میں حاضر، تعریف اور نعمت تیری ہے اور بادشاہت بھی تیری ہے تیرا کوئی شریک نہیں۔“ اس حدیث کے مطابق حجاج کرام کو بآواز بلند تلبیہ پڑھنا چاہیے۔ بآواز بلند تلبیہ کہنا سنت ہے اور امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ تلبیہ چھوڑنے والے پر جانور ذبح کرنا لازمی ہے اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا فرمان ہے کہ بغیر تلبیہ کے احرام بھی صحیح نہیں ہوتا۔ مذکورہ روایت میں بھی آپ نے تلبیہ کو شعائر حج میں سے کہا ہے۔ شعائر شعیرۃ کی جمع ہے اور یہ امتیازی علامت کو کہتے ہیں، تمام مظاہر اور ہر نظام کی امتیازی علامات کو ہی شعائر کہا جاتا ہے۔ مثلاً اذان، نماز باجماعت، مساجد وغیرہ یہ شعائر اسلام ہیں۔ گرجا، صلیب عیسائیوں کے، تلک، زنار، چوٹی اور مندر ہندوؤں کے، کڑا اور کرپان سکھوں کے۔ شعائر ہیں۔ اسی طرح صفا مروہ اور منیٰ و مزدلفہ یہ حج کے شعائر ہیں اور اسی طرح تلبیہ کو بھی حج میں امتیازی اور بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ یاد رہے! عمرہ میں طواف کرنے سے پہلے تلبیہ ختم کر دینا چاہیے اور دوران حج جمرہ عقبہ کو آخری کنکری مارنے کے بعد تلبیہ ترک کر دینا چاہیے۔

فضل الحج والعمرة

حج و عمرہ کی فضیلت کا بیان

۱۵۲۸۔عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مَرْفُوْعًا: ((أَدِيْمُوْا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ فَإِنَّهُمَا يَنْفِيَانِ الْفَقْرَ

ابن عباس سے مرفوعاً روایت ہے: حج اور عمرہ کرنے میں ہمیشگی کرو۔ کیونکہ یہ فقر اور گناہ کو اس طرح ختم کر دیتے ہیں جس طرح

وَالذُّنُوبَ، كَمَا يَنفِي الْكِيرُ خَبَثَ الْحَدِيدِ)) بھٹی لوہے کے زنگ کو ختم کر دیتی ہے۔

تخریج: الصحیحة ۱۱۸۵۔ طبرانی فی الاوسط (۳۸۲۶)، ابن عدی فی الکامل (۴/ ۱۳۲۰)

فوائد: حج صاحب استطاعت پر فرض ہونے کے ساتھ ساتھ بہت بڑی سعادت بھی ہے، خوش نصیب ہیں وہ لوگ جنہیں حج وعمرہ جیسے عظیم عمل کی توفیق نصیب ہوتی ہے۔ مسلمان ساری زندگی دو مقاصد کے حصول کے لیے شب و روز محنت وعبادت کرتا ہے (۱) ہر سچے مسلمان کی اولیں خواہش یہی ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ میرے گناہ معاف فرما دے۔ (۲) اور اللہ تعالیٰ مجھے عزت و برکت والا وافر رزقِ حلال عطا کرے تا کہ میری تمام جائز ضروریات پوری ہوتی رہیں۔ اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے حکم فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا: کہ لوگو! حج وعمرہ کرنے میں ہمیشگی کرو اور آگے ایک روایت کے الفاظ ہیں: ﴿تَابِعُوْا﴾ پے در پے حج وعمرہ کرو۔ اللہ تعالیٰ ان کی برکت سے گناہ معاف کرتے ہوئے رزق کے دروازے کھول دیتے ہیں اور گناہوں کی معافی بھی ایسی کہ جس طرح نومولود معصوم بچہ ہوتا ہے، نیز مال میں خیر وبرکت ایسی کہ آدمی کبھی کسی کا محتاج نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ ہمیں آپ ﷺ کے فرمان پر عمل پیرا ہو کر دنیا کے فوائد حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

من لم تطف البيت في النساء فلتطف باقامة الصلاة الصبح

جس عورت نے بیت اللہ کا طواف نہیں کیا وہ فجر کی نماز کھڑے ہونے کے ساتھ طواف کرے

١٥٢٩ـ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ - وَهُوَ بِمَكَّةَ وَأَرَادَ الْخُرُوْجَ وَلَمْ تَكُنْ أُمُّ سَلَمَةَ طَافَتْ بِالْبَيْتِ وَأَرَادَتِ الْخُرُوْجَ - فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا أُقِيْمَتْ صَلَاةُ الصُّبْحِ فَطُوْفِيْ عَلٰى بَعِيْرِكِ وَالنَّاسُ يُصَلُّوْنَ)) فَفَعَلَتْ ذٰلِكَ، فَلَمْ تُصَلِّ حَتّٰى خَرَجَتْ۔ [الصحيحة:٢٩٩٢]

ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں، بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس حال میں کہ آپ مکہ میں تھے اور آپ کا نکلنے کا ارادہ تھا، ام سلمہ نے بیت اللہ کا طواف نہیں کیا تھا جبکہ ان کا بھی نکلنے کا ارادہ تھا- تو آپ نے انھیں فرمایا کہ جب صبح کی نماز کھڑی ہو تو تو اپنے اونٹ پر بیت اللہ کا طواف کر لے جبکہ لوگ نماز پڑھ رہے ہوں۔ پس انھوں نے ایسے ہی کیا، انھوں نے نماز نہ پڑھی یہاں تک کہ مکہ سے نکل گئیں۔

تخریج: الصحیحة ۲۹۹۲۔ بخاری (۱۶۲۶)، نسائی (۲۹۲۹)

١٥٣٠ـ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، قَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ، وَاللّٰهِ مَاطُفْتُ طَوَافَ الْخُرُوْجِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِذَا أُقِيْمَتِ الصَّلَاةُ فَطُوْفِيْ عَلٰى بَعِيْرِكِ مِنْ وَّرَاءِ النَّاسِ)). [الصحيحة:١٢٥٩]

ام سلمہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ! اللہ کی قسم میں نے طواف خروج (ودع) نہیں کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: جب نماز کھڑی ہو جائے تو لوگوں کے پیچھے سے اپنے اونٹ پر طواف کر لے۔

تخریج: الصحیحة ۱۲۵۹۔ نسائی (۲۹۲۹)، موطا (۱/ ۳۷۰، ۳۷۱)، من طریق آخر عنها، نظر الحدیث السابق۔

فضل رمی الجمار

رمی الجمار کی فضیلت

١٥٣١ـ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((إِذَا رَمَيْتَ الْجِمَارَ كَانَ لَكَ نُوْرًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ)). [الصحيحة:٢٥١٥]

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تو رمی جمار کرے گا تو وہ تیرے لئے قیامت کے دن روشنی ہوگی۔

تخریج: الصحیحة ۲۵۱۵۔ البزار (الکشف ۱۱۴۰)

باب: من مناسك الحج

باب: مناسک حج کا بیان

١٥٣٢ـ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا رَمَيْتُمُ الْجَمْرَةَ، فَقَدْ حَلَّ لَكُمْ كُلُّ شَيْءٍ إِلَّا النِّسَاءَ)) [الصحيحة:٢٣٩]

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم کنکریاں مارلو تو تمہارے لئے عورتوں کے علاوہ ہر چیز حلال ہوگئی۔

تخریج: الصحیحة ۲۳۹۔ احمد (۱/ ۲۳۴) مرفوعاً مناسك حج كا بيان، نسائی (۳۰۸۶)، وابن ماجه (۳۰۴۱)، موقوفاً علی ابن عباس رضی اللہ عنہما۔

١٥٣٣ـ عَنْ عَائِشَةَ مَرْفُوْعًا: ((إِذَا قَضَى أَحَدُكُمْ حَجَّهُ فَلْيُعَجِّلِ الرُّحْلَةَ إِلَى أَهْلِهِ، فَإِنَّهُ أَعْظَمُ لِأَجْرِهِ)). [الصحيحة:١٣٧٩]

حضرت عائشہ سے مرفوعاً روایت ہے، جب تم میں سے کوئی ایک اپنے حج کو پورا کرے تو وہ اپنے گھر کی طرف جلدی کرے۔ کیونکہ یہ زیادہ اجر کا باعث ہے۔

تخریج: الصحیحة ۱۳۷۹۔ دارقطنی (۲/ ۳۰۰)، حاکم (۱/ ۴۷۷)، بیہقی (۵/ ۲۵۹)

باب: عمرة التنعيم

باب: تنعیم سے عمرہ کرنا

١٥٣٤ـ عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، عَنْ أَبِيهَا، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَهُ: ((أَرْدِفْ أُخْتَكَ عَائِشَةَ فَأَعْمِرْهَا مِنَ التَّنْعِيمِ، فَإِذَا هَبَطْتَ الْأَكَمَةَ فَمُرْهَا فَلْتُحْرِمْ، فَإِنَّهَا عُمْرَةٌ مُتَقَبَّلَةٌ)) [الصحيحة :٢٦٢٦]

حفصہ بنت عبدالرحمٰن بن اَبی بکر سے روایت ہے وہ اپنے باپ سے روایت کرتی ہیں، بے شک نبی ﷺ نے اُن سے کہا: اپنی بہن عائشہ کو پیچھے بٹھا اور تنعیم سے عمرہ کروا اور جب تو ٹیلے سے اترے تو اُس کو حکم دے تاکہ وہ احرام باندھے۔ پس بے شک یہ عمرہ قبول ہے۔

تخریج: الصحیحة ۲۶۲۶۔ حاکم (۳/ ۴۷۷)، احمد (۱/ ۱۹۸)، ابو داود (۱۹۹۵)، بخاری (۱۷۸۴)، و مسلم (۱۲۱۲) مختصراً۔

فوائد: تنعیم مکہ مکرمہ سے باہر تقریباً چار میل کے فاصلہ پر ایک پہاڑ کا نام ہے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے ایام مخصوصہ شروع ہونے کی وجہ سے حج سے پہلے آپ کا عمرہ فوت ہوگیا۔ اس لیے آپ ﷺ نے عبدالرحمٰن بن ابی بکر کو کہا کہ اپنی بہن کو عمرہ کرالاؤ۔ یاد رہے! حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے خود عمرہ نہیں کیا تھا۔ جو لوگ اس حدیث کو دلیل بنا کر بار بار تنعیم سے عمرہ کرتے ہیں' اس کا کوئی جواز اور ثبوت نہیں ہے۔ امام البانی رحمہ اللہ اس موضوع پر سیر حاصل مواد تحریر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: فَقَدْ تَبَيَّنَ مِمَّا ذَكَرْنَا مِنْ هٰذِهِ الرِّوَايَاتِ وَكُلُّهَا صَحِيحَةٌ اَنَّ النَّبِيَّا اِنَّمَا بِالْعُمْرَةِ عَقِبَ الْحَجِّ بَدِيْلَ مَافَاتَهَا مِنْ عُمْرَةِ التَّمَتُّعِ بِسَبَبِ حَيْضِهَا ....اِذَا عَرَفْتَ

هٰذَا ظَهَرَلَكَ جَلِيًّا عَنْ هٰذِهِ الْعُمْرَةَ خَاصَةً بِالْحَائِضِ الَّتِي لَمْ تَتَمَكَّنْ مِنْ إِتْمَامِ عُمْرَةِ الْحَجِّ فَلَا تَشْرَعُ لِغَيْرِهَا مِنَ النِّسَاءِ الطَّاهِرَاتِ فَضْلًا عَنِ الرِّجَالِ بیان کردہ صحیح روایات سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو اس لیے عمرہ کا کہا کہ اُن کا عمرہ حج تمتع میں حیض کی وجہ سے فوت ہوگیا تھا، ان واضح دلائل سے صرف یہی معلوم ہوتا ہے کہ تنعیم سے عمرہ صرف اُس عورت کے لیے ہے جس کا عمرہ حیض کی وجہ سے فوت ہوگیا۔ عام عورتوں کے لیے اس کا جواز نہیں ہے چہ جائیکہ مرد حضرات اس طرح عمرہ کرتے رہیں۔ جلیل القدر تابعی امام طاؤس رحمہ اللہ یہاں تک فرماتے ہیں: اَلَّذِيْنَ يَعْتَمِرُوْنَ مِنَ التَّنْعِيْمِ مَا أَدْرِيْ أَيُؤْجَرُوْنَ عَلَيْهَا أَمْ يُعَذَّبُوْنَ ''میں نہیں جانتا کہ تنعیم سے عمرہ کرنے والوں کو اجر دیا جائے گا یا اُنہیں عذاب دیا جائے گا۔'' اسی طرح امام ابن قیم رحمہ اللہ نے زاد المعاد 1/ 243 میں اس کے عدم جواز پر سیر حاصل کلام کیا ہے۔

باب: من مناسك الحج

باب: مناسک حج کا بیان

۱۰۳۵۔عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((ارْفَعُوْا عَنْ بَطْنِ مُحَسِّرٍ، وَعَلَيْكُمْ بِمِثْلِ حَصَى الْخَذْفِ)) [الصحيحة:١٠٣٤]

ابن عباسؓ سے روایت ہے بے شک نبی ﷺ نے فرمایا: وادیٔ محسر کے درمیان سے الگ رہو اور چنے کے دانے کے برابر کنکری مارنا تم پر لازم ہے۔

تخريج: الصحيحة ۱۰۳۴۔احمد (۱/ ۲۱۹)، طحاوی فی المشکل (۲/ ۷۲)، بیہقی (۵/ ۱۱۵)

اظهار القوة للمشركين بالرمل

رمل کے ذریعہ سے مشرکین کو اپنی طاقت دکھانا

۱۰۳۶۔عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ قُرَيْشًا قَالَتْ: إِنَّ مُحَمَّدًا وَأَصْحَابَهُ قَدْ وَهَنَتْهُمْ حُمَّى يَثْرِبَ، فَلَمَّا قَدِمَ رَسُوْلُ اللهِ الْعَامَ الَّذِيْ اعْتَمَرَ فِيْهِ قَالَ لِأَصْحَابِهِ: ((ارْمُلُوْا بِالْبَيْتِ، لِيَرَى الْمُشْرِكِيْنَ قُوَّتَكُمْ)) فَلَمَّا رَمَلُوْا، قَالَتْ قُرَيْشٌ: مَا وَهَنَتْهُمْ۔ [الصحيحة:٢٥٧٣]

ابن عباس سے روایت ہے، قریش نے کہا! بلاشبہ محمد ﷺ اور اُس کے ساتھیوں کو یثرب کے بخار نے کمزور کر دیا ہے۔ پھر جب رسول اللہ ﷺ عمرہ والے سال مکہ آئے تو آپ ﷺ نے اپنے صحابہ سے کہا، طواف بیت اللہ میں رمل کرو تا کہ مشرک تمہاری قوت دیکھ لیں۔ جب صحابہ نے رمل کیا تو قریش نے کہا اُن کو (یثرب کے) بخار نے کمزور نہیں کیا۔

تخريج: الصحيحة ۲۵۷۳۔ احمد (۱/ ۳۷۳)، بخاری (۴۲۵۶) تعليقاً

فوائد: ﴿ارْمُلُوْا﴾ رَمَلَ يَرْمُلُ سے امر کا صیغہ ہے، مونڈھے ہلاتے ہوئے تیز چلنا یا لپک کر چلنا۔ یعنی ٹہل ٹہل کر پہلوانوں کی طرح چلنا۔ بیت اللہ کے پہلے تین چکروں میں حجر اسود سے لے کر رکن یمانی تک چھوٹے چھوٹے قدم اٹھا کر اور کندھے ہلا ہلا کر ہلکی ہلکی دوڑ لگانی چاہیے۔ اس کو عربی میں رمل کہتے ہیں۔

كيف الحصى

کنکری کیسی ہو؟

۱۰۳۷۔قَالَ ﷺ: ((ارْمُوْا الْجَمْرَةَ بِمِثْلِ حَصَى الْخَذْفِ)) وَرَدَ مِنْ حَدِيْثِ جَمْعٍ مِّنَ

آپ ﷺ نے فرمایا: جمرہ کو چنے کے برابر کنکری کے ساتھ مارو۔ یہ حدیث صحابہ کی ایک جماعت سنان بن سنہ، عبدالرحمٰن بن معاذ،

الصَّحَابَةِ مِنْهُمْ سِنَانُ بْنُ سَنَةَ، وَعَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ مَعَاذٍ التَّيْمِيُّ، وَأُمُّ سُلَيْمَانَ، ابْنِ عَمْرِو بْنِ الْاَحْوَصِ، وَعُثْمَانُ بْنُ عُبَيْدِ ِالتَّيْمِيُّ، وَجَابِرٌ۔[الصحيحة:١٤٣٧]

ام سلیمان، ابن عمرو بن الاحوص، عثمان بن عبید التیمی اور جابر سے منقول ہے۔

تخریج: الصحیحة ۱۴۳۴۔ احمد (۴/ ۳۴۳)، ابن سعد (۴/ ۳۱۷)، احمد (۴/ ۵'۱۶/ ۳۷۴)، بیهقی (۵/ ۱۲۷)' احمد (۳/ ۵۰۳)، ابو داؤد (۱۹۶۶)' دارمی (۱۹۰۴)' ابو داؤد (۱۹۴۴)' دارمی (۱۹۰۵)' مسلم (۱۲۹۹)' من فعله ﷺ۔

ترغيب استمتاع من البيت

بیت اللہ سے فائدہ اٹھانے کی ترغیب

١٥٣٨۔عَنِ ابْنِ عُمَرَ مَرْفُوْعًا: ((اِسْتَمْتِعُوْا مِنْ هٰذَا الْبَيْتِ فَإِنَّهُ قَدْ هُدِمَ مَرَّتَيْنِ وَيُرْفَعُ فِي الثَّالِثَةِ)) [الصحيحة:١٤٥١]

ابن عمر سے مرفوعاً روایت ہے: بیت اللہ سے فائدہ حاصل کرو، اس کو دو مرتبہ گرایا گیا ہے اور تیسری مرتبہ اس کو اٹھالیا جائے گا۔

تخریج: الصحیحة ۱۴۵۱۔ ابن خزیمه (۲۵۰۶)' ابن حبان (۶۷۵۳)' حاکم (۱/ ۴۴۱)

١٥٣٩۔ قَالَ ﷺ: ((اَللّٰهُمَّ هٰذِهِ حَجَّةٌ لَا رِيَاءَ فِيْهِ وَلَا سُمْعَةَ)) رُوِيَ مِنْ حَدِيْثِ أَنَسٍ وَابْنِ عَبَّاسٍ، وَبِشْرِ بْنِ قُدَامَةَ الضَّبَابِيُّ۔ [الصحيحة:٢٦١٧]

آپ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! اس کو ایسا حج بنادے کہ اس میں ریا اور دکھلاوا نہ ہو، یہ حدیث انس' ابن عباس اور بشر بن قدامہ سے روایت کی گئی۔

تخریج: الصحیحة ۲۶۱۷۔ ترمذی فی الشمائل (۳۱۷)' ابن اماجه (۲۸۹۰)' طبرانی فی الاوسط (۱۴۰۰)' بیهقی (۴/ ۳۳۲' ۳۳۳)

فوائد: حج بہت بڑی عبادت ہے، ہر عبادت میں نیت کی تطہیر ضروری ہے، اور بالخصوص حج کرتے ہوئے نیت صرف رضائے الٰہی ہونی چاہیے۔ ریا، دکھلاوا اور نمود ونمائش سے اجتناب کرتے ہوئے کامل یکسوئی، اخلاص اور تواضع کے ساتھ کیا ہوا حج ہی حج مبرور کہلاتا ہے۔ سفرِ حج کی روانگی سے قبل عزیز رشتے داروں اور دوست واحباب سے ملاقات کرنا معیوب نہیں، البتہ نمود ونمائش اور تکلفات سے پرہیز کرنا چاہیے تاکہ اخلاص کی چادر پر کوئی دھبہ نہ لگے۔

باب: امره صلى الله عليه وسلم بفسخ الحج الى العمرة

باب: آپ کا حج ختم کر کے عمرہ کا حکم دینا

١٥٤٠۔عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِأَرْبَعِ لَيَالٍ خَلَوْنَ أَوْ خَمْسٍ مِنْ ذِي الْحِجَّةِ فِيْ حَجَّتِهٖ وَهُوَ غَضْبَانُ، فَقُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ أَغْضَبَكَ أَدْخَلَهُ اللّٰهُ النَّارَ؟

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' کہتی ہیں کہ حج کے موقع پر ذوالحجہ کی چار یا پانچ راتیں گزری تھیں، آپ ﷺ غصے کی حالت میں میرے پاس آئے، میں نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ، کس نے آپ کو غصہ دلایا ہے؟ اللہ اس کو آگ میں داخل کرے۔ آپ

فَقَالَ: ((أَمَا شَعَرْتِ أَنِّيْ أَمَرْتُهُمْ بِأَمْرٍ فَهُمْ يَتَرَدَّدُوْنَ، وَلَوْكُنْتُ اسْتَقْبَلْتُ مِنْ أَمْرِيْ مَا اسْتَدْبَرْتُ مَاسُقْتُ الْهَدْيَ وَلَا اشْتَرَيْتُهُ حَتّٰى أَحِلَّ كَمَا حَلُّوْا)) [الصحيحة:۲۵۹۳]

ﷺ نے فرمایا: کیا تجھے معلوم نہیں میں نے لوگوں کو ایک کام کا حکم دیا ہے اور وہ اس سے ہچکچا رہے ہیں۔ اگر مجھے اس بات کی پہلے خبر ہوتی جو بعد میں ہوئی ہے۔ تو میں قربانی ساتھ نہ لاتا اور نہ ہی میں قربانی خریدتا یہاں تک کہ میں اُن کی طرح حلال ہو جاتا۔

تخریج: الصحیحة ۲۵۹۳۔ اسحاق بن راھویه فی مسنده (۴/ ۱۲۶/ ۲)' مسلم (۱۳۰/ ۱۲۱۱)' احمد (۶/ ۱۷۵)' من طریق آخر۔

باب: الحج کل خمس سنین

باب: ہر پانچ سالوں میں حج کرنا

۱۰۴۱۔قَالَ ﷺ : ((إِنَّ اللّٰهَ يَقُوْلُ: إِنَّ عَبْدًا أَصْحَحْتُ لَهُ جِسْمَهُ، وَوَسَّعْتُ عَلَيْهِ فِي الْمَعِيْشَةِ، تَمْضِيْ عَلَيْهِ خَمْسَةُ أَعْوَامٍ لَايَفِدُ إِلَيَّ، لَمَحْرُوْمٌ)) وَرَدَ مِنْ حَدِيْثِ أَبِيْ سَعِيْدٍ، وَأَبِيْ هُرَيْرَةَ۔ [الصحيحة: ۱٦٦۲]

آپ ﷺ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: جب میں بندے کو صحت اور مال عطا کروں، اور اُس پر پانچ سال گزر جائیں اور وہ میری طرف نہ آئے تو وہ محروم ہے۔ یہ حدیث ابو سعید اور ابو ہریرہ سے مروی ہے۔

تخریج: الصحیحة ۱۶۶۲۔ ابو یعلی (۱۰۳۱)' ابن حبان (۳۷۰۳)' بیهقی (۵/ ۲۶۲)

المشي برمي الجمار

جمرات کو کنکریاں مارنے کے لیے پیدل جانا اور آنا

۱۰۴۲۔عَنِ ابْنِ عُمَرَ: ((أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا رَمَى الْجِمَارَ مَشٰى إِلَيْهَا ذَاهِبًا وَرَاجِعًا)).
[الصحيحة: ۲۰۷۲]

ابن عمر سے روایت ہے' بے شک نبی ﷺ جب جمرہ کو کنکریاں مارتے تو آپؐ اس کی طرف پیدل جاتے اور پیدل ہی لوٹتے۔

تخریج: الصحیحة ۲۰۷۲۔ ترمذی (۹۰۰)' ابو دائود (۱۹۶۹)' احمد (۲/ ۱۵۶)' بمعناه۔

ايام التشريق ايام طعم و ذكر

ایامِ تشریق کھانے اور ذکر کے دن ہیں

۱۰۴۳۔عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ :((أَيَّامُ التَّشْرِيْقِ أَيَّامُ طُعْمٍ وَذِكْرٍ))
[الصحيحة:۱۲۸۲]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایامِ تشریق کھانے اور ذکر کے دن ہیں۔

تخریج: الصحیحة ۱۲۸۲۔ طبری فی التفسیر (۴/ ۲۱۱)' احمد (۲/ ۲۲۹)' طحاوی فی شرح المعانی (۱/ ۴۲۸)' ابن ماجه (۱۷۱۹)

اى الحج مبرور

کون سا حج مبرور ہے

۱۰۴۴۔عَنْ جَابِرٍ مَرْفُوْعًا: ((بِرُّ الْحَجِّ إِطْعَامُ الطَّعَامِ، وَطِيْبُ الْكَلَامِ)) [الصحيحة:۱۲٦٤]

جابر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے، حج کا مبرور ہونا کھانا کھلانا اور اچھا کلام ہے۔

تخریج: الصحیحة ۱۲۶۴۔ ابن عدی (۲/ ۲۱۳۲)' حاکم (۱/ ۴۸۳)' احمد (۳/ ۳۲۵)

فوائد: حج امت مسلمہ کا سب سے بڑا اجتماع ہوتا ہے۔ دنیا کے مختلف ممالک سے لوگ یہ سعادت حاصل کرنے کے لیے بیت اللہ کا رخ کرتے ہیں، اتنے بڑے اجتماع میں حق تلفی اور کمی بیشی کے امکانات بھی بڑھ جاتے ہیں، مگر حاجی صاحبان کو صبر و تحمل اور ایثار کا مظاہرہ کرتے ہوئے اعلیٰ اخلاق کا مظاہرہ کرنا چاہیے اور اپنے دوسرے بھائی کو اچھا کھانا کھلانا چاہیے۔ قرآن مجید میں بھی اللہ تعالیٰ نے دورانِ حج خرافات ولغویات سے پرہیز کرنے کا ارشاد فرمایا ہے۔ ﴿فَمَنْ فَرَضَ فِیْهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ وَلَا جِدَالَ فِی الْحَجِّ﴾ ''جو شخص ان مہینوں میں حج کا عزم کرے اُس کے لیے دورانِ حج نہ جنسی چھیڑ چھاڑ جائز ہے نہ نافرمانی اور نہ ہی لڑائی جھگڑا''...... یاد رہے! ہر وہ حرکت یا کلام جو شہوت کو اکساتا ہو اس کو رفث کہتے ہیں، فسوق اور جدال اور اسی طرح دوسرے نافرمانی کے کام اگرچہ کسی حالت میں جائز نہیں تاہم بالخصوص دورانِ حج احرام کی حالت میں جب آدمی اپنے گناہوں کی معافی کے لیے اتنا لمبا سفر کرتے ہوئے وہاں پہنچے تو اس کو یہ گناہ قطعاً زیب نہیں دیتے۔

الحج و العمرة ينفيان الذنوب

حج و عمرہ گناہوں کو ختم کر دیتے ہیں

١٥٤٥ ـ قَالَ ﷺ: ((تَابِعُوْا بَيْنَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ، فَإِنَّهُمَا يَنْفِيَانِ الْفَقْرَ وَالذُّنُوْبَ كَمَا يَنْفِي الْكِيْرُ خَبَثَ الْحَدِيْدِ)) وَرَدَ مِنْ حَدِيْثِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ، وَعَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ، وَعَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، وَعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، وَجَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ۔ [الصحيحة: ١٢٠٠]

آپ ﷺ نے فرمایا: کثرت سے حج اور عمرہ کرو کیونکہ یہ دونوں غربت اور گناہوں کو اس طرح ختم کر دیتے ہیں جس طرح بھٹی لوہے کے زنگ کو ختم کر دیتی ہے۔ یہ حدیث عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن مسعود، عبداللہ بن عمر، عمر بن خطاب اور جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہم سے مروی ہے۔

تخریج: الصحیحة ۱۲۰۰۔ نسائی (۲۶۳۱)' ترمذی (۸۱۰)' نسائی (۲۶۳۲)' طبرانی (۱۳۶۵۱)' ابن الاعرابی فی معجمه (۱۴۹۸)' ابن ماجه (۲۸۸۷)' احمد (۱/ ۲۵)' البزار (۱۱۴۷)

الحائض و النفساء لم تطف بالبيت

حائضہ اور نفاس والی عورت بیت اللہ کا طواف نہیں کریں گی

١٥٤٦ ـ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((اَلْحَائِضُ وَالنُّفَسَاءُ إِذَا أَتَتَا عَلَى الْوَقْتِ تَغْتَسِلَانِ وَتُحْرِمَانِ، وَتَقْضِيَانِ الْمَنَاسِكَ كُلَّهَا غَيْرَ الطَّوَافِ بِالْبَيْتِ))

[الصحيحة: ١٨١٨]

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے: بے شک نبی ﷺ نے فرمایا: حائضہ اور نفاس والی عورت جب میقات آئے تو وہ غسل کرے اور احرام باندھے اور سوائے بیت اللہ کے طواف کے حج کے تمام ارکان ادا کرے۔

تخریج: الصحیحة ۱۸۱۸۔ ابو داؤد (۱۷۴۴)' احمد (۱/ ۳۶۴)' ترمذی (۹۴۵)' باختلاف یسیر۔

ما افضل الحج

۱۰٤۷۔عَنْ أَبِیْ بَکْرٍ الصِّدِّیْقِ، قَالَ: سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ :مَا أَفْضَلُ الْحَجِّ؟ قَالَ: ((اَلْعَجُّ وَالثَّجُّ)).[الصحیحۃ:۱۵۰۰]

حج کا افضل ترین عمل کون سا ہے

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا گیا کہ حج کا سب سے زیادہ فضیلت والا عمل کون سا ہے؟ آپ نے فرمایا: بلند آواز سے تلبیہ پکارنا اور زیادہ قربانیاں کرنا۔

تخریج: الصحیحۃ ۱۵۰۰۔ ابو کبر القاضی فی مسند ابی بکر الصدیق (۲۵)' ترمذی (۸۲۷)' ابن ماجہ (۲۹۲۴)' من طریق آخر عنہ۔

اهمية الحاج و العمار

۱۰٤۸۔عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ : ((اَلْحُجَّاجُ وَالْعُمَّارُ وَفْدُ اللّٰہِ، دَعَاھُمْ فَأَجَابُوْہُ، سَأَلُوْہُ فَأَعْطَاھُمْ)). [الصحیحۃ:۱۸۲۰]

حج اور عمرہ کرنے والوں کی اہمیت

جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حج اور عمرہ کرنے والے اللہ کا وفد ہیں، اللہ نے اُن کو بلایا تو اُنہوں نے اس کی دعوت کو قبول کیا اور انہوں نے اللہ سے سوال کیا، تو اُس نے اُن کو عطا کر دیا۔

تخریج: الصحیحۃ ۱۸۲۰۔ البزار (الکشف ۱۱۵۳)' ولہ شاھد عنہ ابن ماجہ (۲۸۹۳)' من حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہ۔

خمس من الدواب ليس على المحرم فى قتلهن جناح

۱۰٤۹۔عَنِ ابْنِ عُمَرَ مَرْفُوْعًا: ((خَمْسٌ مِّنَ الدَّوَابِّ لَیْسَ عَلَی الْمُحْرِمِ فِیْ قَتْلِھِنَّ جُنَاحٌ: اَلْغُرَابُ، وَالْحِدَأَۃُ، وَالْفَأْرَۃُ، وَالْعَقْرَبُ، وَالْکَلْبُ الْعَقُوْرُ)). [الصحیحۃ:۱۹۳]

محرم کو پانچ قسم کے درندوں کو قتل کرنے میں کوئی گناہ نہیں

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً روایت ہے، احرام والا پانچ قسم کے درندوں میں سے کسی کو بھی قتل کر دے تو اس پر کوئی گناہ نہیں۔ کوا، چیل، سانپ، چوہا، بچھو، کاٹنے والا کتا۔

تخریج: الصحیحۃ ۱۹۳۔ بخاری (۱۸۲۶)' مسلم (۱۱۹۹)' ابو داؤد (۱۸۴۶)' نسائی (۲۸۳۱)' ابن ماجہ (۳۰۸۸)

فضل ماء زمزم

۱۰۵۰۔عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مَرْفُوْعًا: ((خَیْرُ مَاءٍ عَلٰی وَجْہِ الْأَرْضِ مَاءُ زَمْزَمَ، فِیْہِ طَعَامٌ مِّنَ الطُّعْمِ وَشِفَاءٌ مِّنَ السُّقْمِ، وَشَرُّ مَاءٍ عَلٰی وَجْہِ الْأَرْضِ مَاءٌ بِوَادِیْ بَرَھُوْتَ بِقِیَّۃٌ حَضَرَ مُوْتَ کَرِجْلِ الْجَرَادِ مِنَ الْھَوَامِّ، یُصْبِحُ یَتَدَفَّقُ،

زمزم کے پانی کی فضیلت

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً روایت ہے: زمین کی سطح پر سب سے بہترین پانی زمزم کا پانی ہے۔ کھانے والے کا کھانا اور بیمار کی شفا ہے اور سطح ارضی پر بدترین پانی وادئ برہوت کا پانی ہے جو حضر موت کا حصہ ہے۔ کیڑے مکوڑوں میں سے ٹڈی کے پاؤں کی طرح۔ صبح کے وقت اچھل کر نکلتا ہے اور شام کو اس میں کوئی تری

وَيُمْسِي لَابَلَالَ بِهَا)). [الصحيحة: ١٠٥٦]

نہیں ہوتی۔

تخریج: الصحیحة ۱۰۵۶۔ طبرانی فی الکبیر (۱۱۱۶۷)' والاوسط (۳۹۲۴)' الضیاء فی المختارة (۱۳/ ۸۳)

رخصة الرمي للراعي بالليل

راعی کے لیے رات میں کنکریاں مارنے کی رخصت

١٥٥١۔عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَلرَّاعِيْ يَرْمِيْ بِاللَّيْلِ، وَيَرْعٰى بِالنَّهَارِ)) [الصحيحة:٣٠٤٦]

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے: کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: چرواہا رات کو کنکریاں مارلے اور دن کو جانور چرائے۔

تخریج: الصحیحة ۳۰۴۶۔ طحاوی فی شرح المعانی (۱/ ۴۱۵)' بیهقی (۵/ ۱۵۱)' ابن عدی فی الکامل (۵/ ۱۶۶۹)

باب: جواز رمي الجمرات بالليل لعذر

باب: کسی عذر کی بنا پر رات کو کنکریاں مارنے کا جواز

١٥٥١۔عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَلرَّاعِيْ يَرْمِيْ بِاللَّيْلِ وَيَرْعٰى بِالنَّهَارِ)) [الصحيحة:٢٤٧٧]

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے: کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: چرواہا رات کو کنکریاں مارلے اور دن کو جانور چرائے۔

تخریج: الصحیحة ۲۴۷۷۔ انظر الحدیث السابق۔

ما يكفي لحج و عمرة

حج وعمرہ کے لیے کیا کافی ہے

١٥٥٢۔عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَهَا: (طَوَافُكِ بِالْبَيْتِ، وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ يَكْفِيْكِ لِحَجِّكِ وَعُمْرَتِكِ)). [الصحيحة: ١٩٨٤]

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، بے شک نبی ﷺ نے اُن کو کہا: تیرا بیت اللہ کا طواف کرنا اور صفا مروہ کی سعی کرنا تیرے حج اور عمرے کیلئے کافی ہے۔

تخریج: الصحیحة ۱۹۸۴۔ (مسلم (۱۳۳/ ۱۲۱۱)' ابو داؤد ۱۸۹۷)

باب: التقاط الجمرات من منى لا المزدلفة

باب: کنکریاں منیٰ سے اکٹھی کرنی چاہئیں نہ کہ مزدلفہ سے

١٥٥۔عَنِ الْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لِلنَّاسِ حِيْنَ دَفَعُوْا عَشِيَّةَ عَرَفَةَ غَدَاةَ جَمْعٍ: ((عَلَيْكُمْ بِالسَّكِيْنَةِ)) وَهُوَ كَافٌّ نَاقَتَهُ، حَتّٰى إِذَا دَخَلَ مِنًى فَهَبَطَ حِيْنَ

فضل بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے لوگوں سے کہا: جب وہ عرفہ کی شام اور مزدلفہ کی صبح کو لوٹے۔ سکینت کو لازم پکڑو اور آپ اپنی اونٹنی کو روک رہے تھے۔ حتی کہ جب آپ منیٰ میں داخل ہوئے اور وادئ محسر میں اترے، آپ

هَبَطَ مُحَسِّرًا، قَالَ: ((عَلَيْكُمْ بِحَصَى الْخَذْفِ تُرْمٰى بِهِ الْجَمْرَةُ)) [الصحيحة:٢١٤٤]

نے فرمایا: چنے کے دانے کے برابر کنکری کو لازم پکڑو۔ جس سے جمرہ کو مارا جائے۔

تخریج: الصحیحة ۲۱۴۴۔ نبی کریم ﷺ کے اس عمل سے پتہ چلا کہ کنکریاں منٰی سے اکٹھی کرنی چاہیں نہ کہ مزدلفہ سے جبکہ پاک و ہند کے حج کی اکثریت مزدلفہ پہنچتے ہی کنکریاں جمع کرنے میں مصروف ہو جاتی ہے۔ نیز ان کنکریوں کو دھونا بھی ایک غیر ضروری کام ہے اور بدعت میں شامل ہے۔

الذنب من قطع السدر

بیری کاٹنے کا گناہ

١٥٥٥ ـعَنْ بَهْزِبْنِ حَكِيمٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ [مُعَاوِيَةَ بْنِ حَيْدَةَ] قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((قَاطِعُ السِّدْرِ يُصَوِّبُ اللّٰهُ رَأْسَهُ فِي النَّارِ)) [الصحيحة: ٦١٥]

بہز بن حکیم سے روایت ہے، وہ اپنے باپ سے وہ اپنے دادا معاویہ بن حیدہ سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بیری کاٹنے والے کو اللہ جہنم میں غوطہ دے گا۔

تخریج: الصحیحة ۶۱۵۔ بیہقی (۶/ ۱۴۱)

لم يقف بعد الرمي

رمی کے بعد رکنا نہیں ہے

١٥٥٦ ـعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: ((كَانَ إِذَا رَمٰى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ، مَضٰى وَلَمْ يَقِفْ)) [الصحيحة: ٢٠٧٣]

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، کہتے ہیں، آپ ﷺ جب جمرہ عقبہ کو کنکریاں مارتے تو بغیر ٹھہرے چلے جاتے۔

تخریج: الصحیحة ۲۰۷۳۔ ابن ماجه (۳۰۳۳)' بخاری (۱۷۵۱)' ابن ماجه (۳۰۳۲)' من حديث ابن عمر رضی اللہ عنہما مثله۔

استلام الحجر والركن في كل طواف

ہر طواف میں حجر اسود اور رکن یمانی کو چھونا

١٥٥٧ ـعَنِ ابْنِ عُمَرَ: ((كَانَ عَلَيْهِ السلام إِذَا طَافَ بِالْبَيْتِ مَسَحَ، أَوْقَالَ: إِسْتَلَمَ الْحَجَرَ وَالرُّكْنَ فِيْ كُلِّ طَوَافٍ)) [الصحيحة:٢٠٢٨]

ابن عمر سے روایت ہے، آپ ﷺ جب بیت اللہ کا طواف کرتے تو اس کو چھوتے یا کہا حجر اسود اور رکن یمانی کو ہر طواف میں چھوتے۔

تخریج: الصحیحة ۲۰۲۸۔ احمد (۲/ ۱۸)' حاکم (۱/ ۴۵۷)' بیہقی (۵/ ۷۶)

فوائد: نواب صدیق حسن خاں رحمۃ اللہ علیہ الروضة الندية میں احادیث صحیحہ کے مطابق حجر اسود کو چھونے کے تین طریقے بیان فرماتے ہیں: (۱) حجر اسود کو بوسہ دینا۔ (۲) کسی چھڑی کے ذریعے حجر اسود کو چھونا پھر چھڑی کو بوسہ دینا۔ (۳) ہاتھ سے حجر اسود کو چھو کر اپنے ہاتھ کو بوسہ دینا۔ نیز بیت اللہ کے چار کونے ہیں۔ (۱) حجر اسود (۲) رکن یمانی (۳) رکن شامی (۴) رکن عراقی۔ حجر اسود اور رکن یمانی کو رکنین یمانیین اور رکن شامی اور رکن عراقی کو (جو حطیم کی جانب ہیں) رکنین شامیین کہتے ہیں۔

مشروعة الخطبة قبل الروية بيوم

آٹھ ذوالحجہ سے ایک دن پہلے خطبہ ارشاد فرمانا

١٥٥٨۔عَنِ ابْنِ عُمَرَ: ((كَانَ إِذَا قَبْلَ التَّرْوِيَةِ بِيَوْمٍ خَطَبَ النَّاسَ، فَأَخْبَرَهُمْ بِمَنَاسِكِهِمْ)) [الصحيحة:٢٠٨٢]

ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں آپ ﷺ نے آٹھ ذی الحجہ سے ایک دن پہلے خطبہ ارشاد فرمایا اور لوگوں کو مناسک حج بتلائے۔

تخریج: الصحیحة ۲۰۸۲۔ حاکم (۱/ ۴۶۱)' بیهقی (۵/ ۱۱۱)

باب: من التلبية المجهولة عند اكثر الناس

باب: ایک تلبیہ جسے اکثر لوگ چھوڑ چکے ہیں

١٥٥٩۔عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: ((كَانَ مِنْ تَلْبِيَتِهِ ﷺ: لَبَّيْكَ إِلٰهَ الْحَقِّ)) [الصحيحة:٢١٤٦]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے یہ بھی آپ کا تلبیہ تھا (لبيك إله الحقِ) معبودِ برحق میں تیرے دربار پہ حاضر۔

تخریج: الصحیحة ۲۱۴۶۔ نسائی (۲۷۵۳)' ابن ماجه (۲۹۲۰)' احمد (۲/ ۳۴۱، ۳۵۲)' ابن حزیمه (۲۶۲۴)

حمل ماء زمزم

زمزم کا پانی اٹھا کے لے جانا

١٥٦٠۔عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّهَا كَانَتْ تَحْمِلُ مِنْ مَاءِ زَمْزَمَ، وَتُخْبِرُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ: ((كَانَ يَحْمِلُ مَاءَ زَمْزَمَ [فِي الْأَدَاوِي وَالْقِرَبِ، وَكَانَ يَصُبُّ عَلَى الْمَرْضٰى وَيَسْقِيهِمْ])

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ آبِ زم زم ساتھ اٹھا لاتی تھیں اور خبر دیتی تھیں کہ رسول اللہ ﷺ بھی برتنوں اور مشکیزوں میں آبِ زم زم اٹھا لاتے تھے۔ اور آپ ﷺ آبِ زم زم مریض پر ڈالتے اور اُس کو پلاتے۔

تخریج: الصحیحة ۸۸۳۔ ترمذی (۹۶۳)' بخاری فی التاریخ (۳/ ۱۸۹)' بیهقی (۵/ ۲۰۲)

تخمر الوجه لحاجة

ضرورت کی وجہ سے چہرہ ڈھانپا

١٥٦١۔عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ: ((كَانَ يُخَمِّرُ وَجْهَهُ وَهُوَ مُحْرِمٌ))

امیر المومنین سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، آپ ﷺ احرام کی حالت میں اپنا چہرہ ڈھانپ لیتے تھے۔

تخریج: الصحیحة ۲۸۹۹۔ دارقطنی فی العلل ۳/ ۱۳

فوائد: بوقت ضرورت چہرہ ڈھانپا جاسکتا ہے' البتہ سر نہیں ڈھانپنا چاہیے۔

بيان كثرة الزيارة من البيت

بیت اللہ کی کثرت سے زیارت کرنے کا بیان

١٥٦٢۔عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: ((كَانَ يَزُورُ الْبَيْتَ كُلَّ لَيْلَةٍ مِّنْ لَيَالِي مِنًى)) [الصحيحة:٨٠٤]

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، آپ ﷺ منیٰ کی راتوں میں سے ہر رات بیت اللہ کی زیارت کرتے تھے۔

تخریج: الصحیحة ۸۰۴۔ طحاوی فی شرح المشکل (۱/ ۳۹۱)' طبرانی فی الکبیر (۱۲۹۰۴)' بیهقی (۵/ ۱۴۶)' بخاری تعلیقاً (قبل الحدیث ۱۷۳۲)

باب: مشروعية التزام الملتزم في الطواف

باب: دوران طواف التزام سے چمٹنے کی مشروعیت کا بیان

١٥٦٣ـعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: ((كَانَ ﷺ يَضَعُ صَدْرَهُ وَوَجْهَهُ وِذِرَاعَيْهِ وَكَفَّيْهِ بَيْنَ الرُّكْنِ وَالْبَابِ، يَعْنِيْ: فِيْ الطَّوَافِ))

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ اپنے سینے، چہرے، بازو اور ہتھیلیوں کو طواف میں حجرِ اسود اور دروازے کے درمیان رکھتے تھے۔

تخریج: الصحیحة ٢١٣٨ـ ابو داؤد (١٨٩٩)' ابن ماجه (٢٩٦٢)' عبد الرزاق (٩٠٤٣)' بیهقی (؟)

كل ايام التشريق ذبح

تشریق کے تمام دن ذبح کے ہیں

١٥٦٤ـ((كُلُّ أَيَّامِ التَّشْرِيقِ ذَبْحٌ)) رُوِيَ مِنْ حَدِيْثِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ، وَعَنْ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ، وَعَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ، أَوْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ۔ [الصحيحة: ٢٤٧٦]

تمام ایام تشریق ذبح کے ہیں۔ یہ حدیث جبیر بن مطعم، رسول اللہ ﷺ کے ایک اور صحابی، ابوسعید خدری اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کی گئی ہے۔

تخریج: الصحیحة ٢٤٧٦ـ احمد (٤/ ٨٢)' بیهقی (٩/ ٢٩٥)

فوائد: عیدالاضحیٰ کے بعد 11، 12 اور 13 ذوالحجہ کے دنوں کو ایام تشریق کہتے ہیں، اس حدیث میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ تمام ایام تشریق ذبح کے دن ہیں۔ اگرچہ اس حدیث کی صحت میں کچھ اختلاف ہے لیکن راجح اور درست موقف یہی ہے کہ یہ حدیث ضعیف نہیں بلکہ صحیح ہے۔ ان تین دنوں میں یوم النحر کا دن جمع کرلیں تو قربانی کے 4 دن بنتے ہیں۔ یوم النحر کو قربانی کرنا بلاشبہ بہتر ہے۔ البتہ 13 ذوالحجہ کی عصر تک قربانی کا جانور ذبح کرنا جائز ہے۔

كل فجاج مكة و طريق منحر

مکہ کی گلیاں اور راستے قربانی کی جگہیں ہیں

١٥٦٥ـعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((كُلُّ فِجَاجِ مَكَّةَ وَطَرِيْقٌ مَنْحَرٌ)) [الصحيحة:٢٤٦٤]

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مکہ کی تمام گلیاں اور راستہ قربانی کی جگہ ہے۔

تخریج: الصحیحة ٢٤٦٤ـ ابو داؤد (١٩١٧)' ابن ماجه (٣٠٤٨)' احمد (٣/ ٣٢٦)' احمد (٤/ ٨٢)' طبرانی فی الاوسط (٨٩٥٢)

انتقال لحم الأضاحي من مكان إلى مكان

ایک جگہ سے دوسری جگہ قربانی کا گوشت منتقل کرنا

١٥٦٦ـعَنْ جَابِرٍ،قَالَ: ((كُنَّا نَتَزَوَّدُ لُحُوْمَ

جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' کہتے ہیں کہ ہم زادِ راہ کے لیے قربانی کا

الْهَدْيِ عَلَى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ إِلَى الْمَدِيْنَةِ)). [الصحيحة: ٨٠٥]

گوشت رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں مدینہ تک لے آیا کرتے تھے۔

تخریج: الصحیحة ۸۰۵۔ احمد (۳/ ۳۰۹)' بخاری ۵۴۲۴' مسلم (۳۲/ ۱۹۷۲)

جواز تلعين على الداب الموذى

موذی جانور پر لعنت کرنے کا جواز

۱٥٦٧۔عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: لَدَغَ النَّبِيَّ ﷺ عَقْرَبٌ وَهُوَ يُصَلِّيْ، فَقَالَ: ((لَعَنَ اللّٰهُ الْعَقْرَبَ لَاتَدَعُ مُصَلِّيًا وَلَا غَيْرَهُ، فَاقْتُلُوْهَا فِيْ الْحِلِّ وَالْحَرَمِ)). [الصحيحة: ٥٤٧]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، نماز کی حالت میں ایک بچھو نے رسول اللہ ﷺ کو ڈسا تو آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ بچھو پر لعنت کرے، وہ نمازی اور غیر نمازی کو نہیں چھوڑتا۔ اس کو حرم کی حدود اور اسکے علاوہ (جہاں دیکھو) قتل کردو۔

تخریج: الصحیحة ۵۴۷۔ ابن ماجه (۱۲۴۶)' ابن عدی فی الکامل (۲/ ۶۳۰)

فوائد: آپ ﷺ کا وجود مسعود بھی دیگر انسانوں کی طرح دکھ، درد اور تکلیف محسوس کرتا تھا، یعنی آپ نور نہیں تھے۔ نیز اگر آپ کو ہونے والے تمام معاملات کا علم ہوتا تو آپ بچھو کے ڈسنے سے محفوظ رہتے۔ یہ حدیث بھی اس مسئلہ پر دلالت کرتی ہے کہ آنے والے احوال پر مکمل علم اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ہی ہے۔

التقصير على النساء

عورتوں میں صرف بال کٹوانا ہے

۱٥٦٨۔عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مَرْفُوْعًا: ((لَيْسَ عَلَى النِّسَاءِ حَلْقٌ، إِنَّمَا عَلَى النِّسَاءِ التَّقْصِيْرُ))

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوعا نقل کیا گیا ہے، عورتوں کے ذمے سر منڈوانا نہیں، عورتوں کے ذمہ صرف بال کٹوانا ہے۔

تخریج: الصحیحة ۶۰۵۔ ابو زرعة فی تاریخ دمشق (ص ۲۵۳)' رقم ۷۳ /۱۳)' ابو داؤد (۱۹۸۵)' دارمی (۱۹۱۱)

باب: فضل التلبية و التكبير

باب: تلبیہ اور تکبیر کہنے کی فضیلت

۱٥٦٩۔عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعًا: ((مَا أَهَلَّ مُهِلٌّ قَطُّ إِلَّا بُشِّرَ، وَلَا كَبَّرَ مُكَبِّرٌ قَطُّ إِلَّا بُشِّرَ، قِيْلَ: بِالْجَنَّةِ؟ قَالَ: نَعَمْ)).

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعا روایت کیا گیا ہے، جب بھی کوئی تلبیہ کہنے والا تلبیہ پڑھتا ہے تو اُسے بشارت دی جاتی ہے اور جب بھی کوئی اللہ اکبر کہنے والا اللہ اکبر کہتا ہے تو اس کو بشارت دی جاتی ہے۔ کہا گیا جنت کی؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔

تخریج: الصحیحة ۱۶۲۱۔ طبرانی فی الاوسط (۷۷۷۵)' ابو الحسن اعربی فی الاعالی (۲۴۵/ ۲)

۱٥٧٠۔عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَامِنْ يَوْمٍ أَكْثَرَ مِنْ أَنْ يُعْتِقَ اللّٰهُ فِيْهِ عَبْدًا مِنَ النَّارِ مِنْ يَوْمِ عَرَفَةَ، وَإِنَّهُ لَيَدْنُوْ، ثُمَّ يُبَاهِيْ بِهِمُ الْمَلَائِكَةَ، فَيَقُوْلُ: مَاأَرَادَ هٰؤُلَاءِ؟))

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، بلاشبہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عام دنوں کی نسبت اللہ تعالیٰ عرفہ والے دن زیادہ بندوں کو جہنم سے آزادی دیتے ہیں۔ پھر قریب ہوتے ہوئے فرشتوں میں فخر کرتے ہوئے کہتے ہیں، یہ لوگ کیا چاہتے ہیں؟

تخریج: الصحیحۃ ۲۵۵۱۔ مسلم (۱۳۴۸)' نسائی (۳۰۰۶)' ابن ماجه (۳۰۱۴)

باب: اصل الحجر الصمی وان الطاعون عذاب لقوم وشهادة للاخرين

باب:

۱۵۷۱۔عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ الْجُهَنِيِّ، قَالَ: نَذَرَتْ أُخْتِي أَنْ تَمْشِيَ إِلَى الْكَعْبَةِ حَافِيَةً حَاسِرَةً، فَأَتَى عَلَيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((مَا بَالُ هٰذِهِ؟)) قَالُوْا: نَذَرَتْ أَنْ تَمْشِيَ إِلَى الْكَعْبَةِ حَافِيَةً حَاسِرَةً! فَقَالَ: ((مُرُوْهَا فَلْتَرْكَبْ وَلْتَخْتَمِرْ.[وَلْتَحُجَّ]، [وَلْتُهْدِ هَدْيًا])).

عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں میری بہن نے نذر مانی کہ وہ کعبہ کی طرف ننگے پاؤں اور ننگے سر چلے گی۔ رسول اللہ ﷺ اس کے پاس آئے، آپ نے فرمایا: اس کی کیا حالت ہے؟ لوگوں نے کہا اس نے نذر مانی ہے کہ وہ کعبہ کی طرف ننگے پاؤں اور ننگے سر چلے گی۔ آپ نے فرمایا: اس کو حکم دو کہ وہ ضرور سوار ہو اور چادر اوڑھے اور حج کرے اور ایک قربانی ذبح کرے۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۹۳۰۔ بخاری (۱۹۷۴)' مسلم (۲۲۱۸)' مالك فی الموطا (۲/ ۸۹۶)' احمد (۱/ ۱۷۳، ۱۷۵)' مسلم (۵۷۸۲/ ۲۲۱۸)' بخاری (۵۷۲۸)' بنوه' بخاری (۱۹۷۴)' مسلم (۲۲۱۹)' مالك فی الموطا(۲/ ۸۹۴'۸۹۶)

باب: التحصيب سنة

باب: وادی محصب میں رات گزارنا مسنون ہے

۱۵۷۲۔عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، قَالَ: ((مِنَ السُّنَّةِ النُّزُوْلُ بِـ(الْأَبْطَحِ) عَشِيَّةَ النَّفْرِ)).

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، منیٰ سے واپسی کے دن کی شام کو ابطح میں اترنا سنت ہے۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۶۷۵۔ طبرانی فی الاوسط (۳۵۰۷)

باب: فضل الطواف والركعتين بعده

باب: طواف اور اس کے بعد دو رکعتیں ادا کرنے کی فضیلت

۱۵۷۳۔عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ:((مَنْ طَافَ بِالْبَيْتِ [سَبْعًا]وَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ، كَانَ كَعِدْلِ رَقَبَةٍ)).

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ فرما رہے تھے: جس نے بیت اللہ کے سات چکر لگائے اور دو رکعتیں پڑھیں (اس کا ثواب) گردن آزاد کرنے کے برابر ہے۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۷۲۵۔ ابن ماجه (۲۹۸۹)' ترمذی (۹۵۹)' ابن خزیمه (۲۷۵۳) من طریق آخر عنه۔

ذنب قطع السدر الحرم

۱۵۷٤۔عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ حَبْشِيٍّ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ قَطَعَ سِدْرَةً صَوَّبَ اللّٰهُ رَأْسَهُ فِي النَّارِ. [يَعْنِيْ:مِنْ سِدْرِ الْحَرَمِ])).

حرم کی بیری کاٹنے کا گناہ

عبداللہ حبشی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے حرم کی بیری کو کاٹا' اللہ تعالیٰ اس کے منہ کو جہنم میں الٹا کرے گا۔

تخریج: الصحیحة ۶۱۴۔ ابو داؤد (۵۲۳۹)' نسائی فی الکبریٰ (۸۶۱۱)' بیھقی (۶/ ۱۳۹)

لا تحج المراة بغير المحرم

۱۵۷۵۔عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَا تَحُجَّ امْرَأَةٌ إِلَّا وَمَعَهَا مَحْرَمٌ)) قَالَ رَجُلٌ:يَانَبِيَّ اللّٰهِ! إِنِّيْ اكْتُتِبْتُ فِيْ غَزْوَةِ كَذَا وَامْرَأَتِيْ حَاجَّةٌ؟ قَالَ:((ارْجِعْ فَحُجَّ مَعَهَا)).

عورت محرم کے بغیر حج نہ کرے

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کوئی عورت بغیر محرم کے قطعاً حج نہ کرے۔ایک آدمی نے کہا اے اللہ کے نبی! میرا نام فلاں غزوہ میں لکھا گیا ہے اور میری بیوی حج کو روانہ ہوگئی ہے۔آپ نے فرمایا: لوٹ جا اور اُس کے ساتھ حج کر۔

تخریج: الصحیحة ۳۰۶۵۔ البزار (کمافی نصب الرایة ۳/ ۱۰)' طحاوی (۱/ ۳۵۶)' دارقطنی (۲/ ۲۲۲)

تحريم الصوم فی ايام التشريق

۱۵۷٦۔عَنْ حَمْزَةَ الْأَسْلَمِيِّ: أَنَّهُ رَأَى رَجُلًا عَلَى جَمَلٍ يَتْبَعُ رِحَالَ النَّاسِ بِمِنًى، وَنَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ شَاهِدٌ، وَالرَّجُلُ يَقُوْلُ: ((لَاتَصُوْمُوْا هٰذِهِ الْأَيَّامَ، فَإِنَّهَا أَيَّامُ أَكْلٍ وَّشُرْبٍ)) قَالَ قَتَادَةُ: فَذُكِرَ لَنَا أَنَّ ذٰلِكَ الْمُنَادِيْ كَانَ بِلَالًا۔

ایام التشریق میں روزہ رکھنے کی حرمت کا بیان

حمزہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے اونٹ پر ایک آدمی کو دیکھا کہ جو منیٰ میں لوگوں کی قیام گاہوں میں جارہے تھے اور نبی ﷺ بھی موجود تھے۔اور آدمی کہہ رہا تھا، ان دنوں روزہ نہ رکھو کیونکہ یہ کھانے پینے کے دن ہیں۔قتادہ نے کہا ہمیں یہ بات بتائی گئی کہ وہ اعلان کرنے والے حضرت بلال تھے۔

تخریج: الصحیحة ۳۵۷۳۔ احمد (۳/ ۴۹۴)' نسائی فی الکبیر (۲۸۷۵)' دارقطنی (۲/ ۲۱۲)

السعی بين الصفا والمروة

۱۵۷۷۔عَنْ أُمِّ وَلَدِ شَيْبَةَ، قَالَتْ: رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَسْعٰى بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ، وَهُوَ يَقُوْلُ: ((لَايُقْطَعُ الْأَبْطَحُ إِلَّا شَدًّا)).

صفا اور مروہ کے درمیان دوڑنا

ام ولد شیبہ کہتی ہیں، میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا آپ صفا اور مروہ کے درمیان دوڑ رہے تھے اور فرمارہے تھے ،ابطح کو دوڑ کر ہی طے کیا جائے گا۔

تخریج: الصحیحة ۲۲۳۷۔ ابن ماجه (۲۹۸۷)' احمد (۶/ ۴۰۴' ۴۰۵)' طبرانی فی الکبیر (۲۵/ ۹۷)

باب: امره صلى الله عليه وسلم اهله

باب: نبی ﷺ کا اپنے گھر والوں کو حج کے ساتھ عمرہ

بالتمتع بالعمرة الى الحج

کرنے کا حکم

١٥٧٨۔عَنْ أَبِي عِمْرَانَ الْجَوْنِيِّ، أَنَّهُ حَجَّ مَعَ مَوَالِيهِ، قَالَ: فَأَتَيْتُ أُمَّ سَلَمَةَ فَقُلْتُ: يَاأُمَّ الْمُؤْمِنِينَ! إِنِّي لَمْ أَحُجَّ قَطُّ، فَبِأَيِّهِمَا أَبْدَأُ، بِالْحَجِّ أَوْبِالْعُمْرَةِ؟ قَالَتْ إِنْ شِئْتَ فَاعْتَمِرْ قَبْلَ أَنْ تَحُجَّ، وَإِنْ شِئْتَ فَبَعْدَ أَنْ تَحُجَّ،فَذَهَبْتُ إِلَى صَفِيَّةَ، فَقَالَتْ لِي مِثْلَ ذٰلِكَ، فَرَجَعْتُ إِلَى أُمِّ سَلَمَةَ، فَأَخْبَرْتُهَا بِقَوْلِ صَفِيَّةَ، فَقَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺيَقُولُ: ((يَاآلَ مُحَمَّدٍ! مَنْ حَجَّ مِنْكُمْ فَلْيُهِلَّ بِعُمْرَةٍ فِي حَجَّةٍ))

[الصحيحة:٢٤٦٩]

ابو عمران جونی سے روایت ہے، انہوں نے اپنے غلاموں کے ساتھ حج کیا۔ کہتے ہیں، میں ام سلمہ کے پاس آیا اور کہا اے مومنو کی ماں میں نے کبھی حج نہیں کیا، حج اور عمرہ میں سے میں کس کے ساتھ آغاز کروں؟ انہوں نے کہا اگر تو چاہتا ہے تو حج سے پہلے عمرہ کر لے اور اگر چاہتا ہے تو حج کے بعد عمرہ کر لے۔ چنانچہ میں حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا، انہوں نے بھی مجھ سے وہی کہا، پھر میں حضرت ام سلمہ کے پاس آیا اور سیدہ صفیہ کی بات اُنہیں بتائی تو ام سلمہ نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ فرما رہے تھے: اے آل محمد تم میں سے جو حج کرے وہ حج میں عمرے کا احرام ضرور باندھے۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۴۶۹۔ احمد (۶/ ۲۹۷، ۳۱۷)، طحاوی (۱/ ۳۷۹)، ابن حبان (۳۹۲۰)

باب: تفضل الله على الحجاج في عرفة ومزدلفة بالمغفرة

باب: عرفہ ومزدلفہ میں حاجیوں پر اللہ تعالیٰ کا مغفرت کے ذریعے انعام وفضل کرنا

١٥٧٩۔عَنْ بِلَالِ بْنِ رَبَاحٍ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَهُ غَدَاةَ جَمْعٍ: ((يَابِلَالُ أَسْكِتِ النَّاسَ)) ثُمَّ قَالَ: ((إِنَّ اللّٰهَ تَطَوَّلَ عَلَيْكُمْ فِي جَمْعِكُمْ هٰذَا، فَوَهَبَ مُسِيئَكُمْ لِمُحْسِنِكُمْ، وَأَعْطَى مُحْسِنَكُمْ مَاسَأَلَ، اِدْفَعُوا بِاسْمِ اللّٰهِ))

[الصحيحة:١٦٢٤]

بلال بن رباح ﷺ سے روایت ہے، بے شک رسول اللہ ﷺ نے اُن کو مزدلفہ کی صبح کہا، اے بلال لوگوں کو خاموش کرا، پھر آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تمہارے اجتماع پر نظر دوڑائی ہے اور تمہارے نیکوں کی برکت سے تمہارے بروں کو معاف فرما دیا۔ اور نیکوں نے جو مانگا اُنہیں عطا کر دیا۔ اب اللہ کا نام لے کر چلو۔

تخریج: الصحیحۃ ۱۶۲۴۔ ابن ماجہ (۳۰۲۴)

باب: توسيع الكعبة وفتح باب آخر لها

باب: بیت اللہ کی توسیع اور اس کے لیے دوسرا دروازہ کھولنے کا بیان

١٥٨٠۔عَنْ عَائِشَةَ مَرْفُوْعًا: ((يَاعَائِشَةُ! لَوْلَا أَنَّ قَوْمَكِ حَدِيثُ عَهْدٍ بِشِرْكٍ، [وَلَيْسَ

سیدہ عائشہ ؓ سے مرفوعا نقل کیا گیا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: اے عائشہ! اگر تیری قوم نے نیا نیا شرک نہ چھوڑا ہوتا [اور میرے

عِنْدِیْ مِنَ النَّفَقَةِ مَایُقَوِّیْ عَلٰی بِنَائِهِ]،[لَأَنْفَقْتُ كَنْزَ الْكَعْبَةِ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ، وَ]لَهَدَمْتُ الْكَعْبَةَ، فَأَلْزَقْتُهَا بِالْأَرْضِ، [ثُمَّ بَنَیْتُهَا عَلٰی أَسَاسِ إِبْرَاهِیْمَ] وَجَعَلْتُ لَهَا بَابَیْنِ [مَوْضُوْعَیْنِ فِی الْأَرْضِ]بَابًا شَرْقِیًّا [یَدْخُلُ النَّاسُ مِنْهُ]وَبَابًا غَرْبِیًّا[یَخْرُجُوْنَ مِنْهُ] وَزِدْتُ فِیْهِ سِتَّةَ أَذْرُعٍ مِنَ الْحِجْرِ – وَفِیْ رِوَایَةٍ: وَلَأَدْخَلْتُ فِیْهَا الْحِجْرَ، فَإِنَّ قُرَیْشًا اقْتَصَرَتْهَا حَیْثُ بَنَتِ الْكَعْبَةَ، ([فَإِنْ بَدَا لِقَوْمِكَ مِنْ بَعْدِیْ أَنْ یَبْنُوْهُ، فَهَلُمِّیْ لِأُرِیَكِ مَا تَرَكُوْا مِنْهُ فَأَرَاهَا قَرِیْبًا مِنْ سَبْعَةِ أَذْرُعٍ]) وَفِیْ رِوَایَةٍ عَنْهَا قَالَتْ: سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْجَدْرِ – أَیْ : الْحِجْرِ – أَمِنَ الْبَیْتِ هُوَ؟ قَالَ: ((نَعَمْ)) قُلْتُ فَلِمَ لَمْ یُدْخِلُوْهُ فِی الْبَیْتِ؟ قَالَ: ((إِنَّ قَوْمَكِ قَصَّرَتْ بِهِمُ النَّفَقَةُ)). قُلْتُ: فَمَا شَأْنُ بَابِهِ مُرْتَفِعًا؟ قَالَ: ((فَعَلَ ذَالِكَ قَوْمُكِ لِیُدْخِلُوْا مَنْ شَاؤُوْا، وَیَمْنَعُوْا مَنْ شَاؤُوْا – وَفِیْ رِوَایَةٍ: تَعَزُّزًا أَنْ لَّایَدْخُلَهَا إِلَّا مَنْ أَرَادُوْا، فَكَانَ الرَّجُلُ إِذَا أَرَادَ أَنْ یَّدْخُلَهَا یَدَعُوْنَهُ یَرْتَقِیْ، حَتّٰی إِذَا كَادَ أَنْ یَّدْخُلَ، دَفَعُوْهُ، فَسَقَطَ – وَلَوْلَا أَنَّ قَوْمَكِ حَدِیْثٌ عَهْدُهُمْ فِی الْجَاهِلِیَّةِ، فَأَخَافُ أَنْ تُنْكِرَ قُلُوْبُهُمْ، لَنَظَرْتُ أَنْ أُدْخِلَ الْجَدْرَ فِی الْبَیْتِ، وَأَنْ أُلْزِقَ بَابَهُ بِالْأَرْضِ)) [فَلَمَّا مَلَكَ ابْنُ الزُّبَیْرِ، هَدَمَهَا، وَجَعَلَ لَهَا بَابَیْنِ](وَفِیْ رِوَایَةٍ: فَذٰلِكَ الَّذِیْ حَمَلَ ابْنَ الزُّبَیْرِ عَلٰی

پاس خرچہ بھی نہیں جس سے اس کی عمارت مضبوط کروں]،[تو میں کعبہ کا خزانہ اللہ کی راہ میں خرچ کر دیتا]اور کعبہ کو گرا دیتا اور زمین کے ساتھ ملا دیتا۔ پھر میں اُس کو ابراہیم علیہ السلام کی بنیادوں پر تعمیر کرتا اور زمین کے ساتھ ملے ہوئے دو دروازے بناتا۔ شرقی دروازہ جس سے لوگ داخل ہوں اور غربی دروازہ جس سے لوگ نکلیں۔ اور حطیم سے میں چھ بالشت جگہ اس میں زیادہ کر دیتا۔ اور ایک روایت میں ہے، حطیم کو میں اس میں داخل کر دیتا۔ کیونکہ قریش نے جب کعبہ بنایا تھا تو اس میں کمی کر دی، اگر میرے بعد تیری قوم کا ارادہ ہو کہ اُس کو بنائیں تو آ میں تجھے دکھاؤں جو انہوں نے جگہ اُس سے چھوڑی ہے، آپ نے تقریباً سات ہاتھ کے قریب جگہ دکھائی اور سیدہ عائشہ کی ایک روایت میں ہے، میں نے رسول اللہ ﷺ سے حطیم کے متعلق سوال کیا، کیا وہ بھی بیت اللہ کا حصہ ہے......؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں۔ میں نے کہا: پھر اُنہوں نے اس کو بیت اللہ میں شامل کیوں نہیں کیا......؟ آپ نے فرمایا: تیری قوم کے پاس خرچہ کم ہو گیا تھا۔ میں نے کہا: بیت اللہ کا دروازہ اونچا کیوں ہے......؟ آپ نے فرمایا یہ تیری قوم نے اس لیے کیا تا کہ وہ جسے چاہیں داخل کریں اور جسے چاہیں منع کر دیں اور ایک روایت ہے: فخر کرتے ہوئے۔ تا کہ اُس میں وہی داخل ہو جسے وہ چاہیں۔ جب کوئی آدمی داخل ہونے کا ارادہ کرتا تو وہ چڑھنے دیتے جب وہ اوپر چڑھ جاتا اور قریب ہوتا کہ وہ اندر داخل ہو تو وہ اُس کو دھکا دے دیتے پس وہ گر جاتا۔ اگر تیری قوم ابھی ابھی جاہلیت سے نہ نکلی ہوتی، مجھے خدشہ ہے کہ کہیں اُن کے دل ناپسند کریں۔ تو میں ارادہ رکھتا ہوں کہ میں حطیم کو بیت اللہ میں داخل کروں اور اُس کے دروازے کو زمین کے ساتھ ملا دوں] جب ابن زبیر حکمران بنا اُس نے بیت اللہ کو گرایا اور اُس کے دو دروازے بنائے اور ایک روایت میں ہے کہ

هَدْمِهِ) قَالَ يَزِيْدُ بْنُ رُوْمَانَ: وَقَدْ شَهِدْتُّ ابْنَ الزُّبَيْرِ حِيْنَ هَدَمَهٗ وَبَنَاهُ وَأَدْخَلَ فِيْهِ الْحِجْرَ، وَقَدْ رَأَيْتُ أَسَاسَ إِبْرَاهِيْمَ –عَلَيْهِ السَّلَامُ– حِجَارَةً كَأَسْنِمَةِ الْإِبِلِ مُتَلَاحِكَةً)).

[الصحيحة:٤٣]

اسی وجہ سے ابن زبیر نے بیت اللہ کو گرایا۔ یزید بن رومان کہتے ہیں، میں اُس وقت موجود تھا جب ابن زبیر نے بیت اللہ گرایا اور اس کی تعمیر کی اور حطیم کو اس میں داخل کیا اور میں نے حضرت ابراہیمؑ کی بنیادوں کو بھی دیکھا کہ اونٹوں کی کوہانوں کی طرح پتھر باہم ایک دوسرے کے ساتھ ملے ہوئے تھے۔

تخریج: الصحیحة ۴۳۔ بخاری (۱۵۸۳، ۱۵۸۶)، صحیح مسلم (۱۳۳۳)، ترمذی (۸۷۵)، نسائی (۲۹۰۳، ۲۹۰۶)، ابن ماجه (۲۹۵۵)

فوائد: اس حدیث کی فقاہت بیان کرتے ہوئے امیر المومنین فی الحدیث امام البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ﴿يَدُلُّ هٰذَا الْحَدِيْثُ عَلٰى أَمْرَيْنَ﴾ یہ حدیث دو چیزوں پر دلالت کرتی ہے۔ (1) ﴿أَنَّ الْقِيَامَ بِالْإِصْلَاحِ إِذَا تَرَتَّبَ عَلَيْهِ مَفْسَدَةٌ أَكْبَرُ مِنْهُ وَجَبَ تَأْجِيْلُهٗ وِمِنْهُ أَخَذَ الْفُقَهَاءُ قَاعِدَتَهُمُ الْمَشْهُوْرَةَ ((دَفْعُ الْمَفْسَدَةِ قَبْلَ جَلْبِ الْمَصْلَحَةِ﴾...... درستی و بہتری کے قیام میں اگر بڑی خرابی ہوتی ہو تو اس کو موخر کرنا ضروری ہے۔ فقہاء کرام اسی حدیث سے مشہور قاعدہ اخذ کرتے ہیں۔ حصول مصلحت کی نسبت مفسدہ کو دور کرنا مقدم ہے۔ (2) کعبہ شریف کو اُس کی اصل حالت پر تعمیر کرنے کی ضرورت ہے۔ (۱) کعبہ میں حطیم کی طرف سے چھ بالشت جگہ داخل کر کے اُس کی توسیع کی جائے اور اُس کو سیدنا ابراہیمؑ کی بنیادوں پر تعمیر کیا جائے۔ (۲) کعبہ کی زمین کو حرم کی زمین کے برابر کیا جائے۔ (۳) غربی جانب ایک اور دروازہ کھولا جائے۔ (۴) دونوں دروازے نیچے بنائے جائیں تا کہ ہر داخل ہونے والے اور نکلنے والے کے لیے آسانی رہے۔ حضرت عبداللہ بن زبیر ﷺ نے یہ کام اپنے دورِ حکومت میں کیا تھا، کہ کعبۃ اللہ کو بعینہٖ اس کی اصل حالت و کیفیت پر تعمیر کیا۔ ﴿وَلٰكِنَّ السِّيَاسَةَ الْجَائِرَةَ أَعَادَتِ الْكَعْبَةَ بَعْدَهٗ إِلٰى وَضْعِهَا السَّابِقِ﴾ مگر ظالم حکومت نے اُس کو پھر پہلی حالت کی طرف لوٹا دیا۔

(۱۱) اَلْحُدُوْدُ وَالْمُعَامَلَاتُ وَالْاَحْكَامُ

حدود، معاملات، احکام

۱۵۸۱۔عَنْ اَنَسٍ،قَالَ:قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَبَى اللّٰهُ اَنْ يَّجْعَلَ لِقَاتِلِ الْمُؤْمِنِ تَوْبَةً))

سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے مومن کے قاتل کی توبہ قبول کرنے سے انکار کر دیا ہے۔''

[الصحيحة:٦٨٩]

تخريج: الصحيحة ٦٨٩- محمد حمزة الفقيه في احاديثه (ق ٢١٥/ ٢)، الواحدى فى الوسيط (٢/ ٩٧)، الضياء فى المختارة (٢١٦٤)

فوائد: ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿ان الله لايغفران يشرك به ويغفر ما دون ذالك لمن يشاء﴾ [سورۂ نساء: ۴۸] یعنی: ''بیشک اللہ تعالیٰ اس (جرم) کو معاف نہیں کرے گا کہ اس کے ساتھ شرک کیا جائے، اس کے علاوہ دوسرے (گناہ) جس کے لئے چاہے گا معاف کر دے گا۔''

اس آیت میں شرک کے علاوہ ہر گناہ کی معافی کا امکان ذکر کیا گیا ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿ولايقتلون النفس التى حرم الله الا بالحق ...... الا من تاب وعمل عملا صالحا فاولئك يبدل الله سيئاتهم حسنات﴾ [سورۂ فرقان: ۶۸، ۶۹، ۷۰] یعنی: اور وہ (مومنین) کسی ایسے شخص کو، کہ جس کے قتل سے اللہ تعالیٰ نے منع کر دیا ہو بجز حق کے قتل نہیں کرتے، اور نہ وہ زنا کے مرتکب ہوتے ہیں تو جو کوئی یہ کام کرے وہ اپنے اوپر سخت وبال لائے گا......سوائے ان لوگوں کے جو توبہ کریں اور ایمان لائیں اور نیک عمل کریں، ایسے لوگوں کے گناہوں کو اللہ تعالیٰ نیکیوں سے بدل دیتا ہے۔

معلوم ہوا کہ یہ آیات اور ان کے مفہوم کی دوسری احادیث مسلّمہ قوانین ہیں۔ لہٰذا مومن کو قتل کرنا انتہائی سنگین جرم ہے، البتہ کوئی صدقِ دل سے توبہ کرتا ہے، تو اللہ تعالیٰ اپنا حق معاف کر سکتے ہیں۔ لیکن اگر اس نے مومن کا قتل حلال جانتے ہوئے کیا ہے، قرآن و حدیث کی نصوص کا انکار کرتے ہوئے تو یقیناً وہ کافر ہے۔ ایسے شخص کی توبہ قبول نہیں ہوگی۔ ہاں اگر حرام جانتے ہوئے قتل کیا ہے تو توبہ قبول ہو جائے گی۔ جیسا کہ مذکورہ دلائل سے ثابت ہو رہا ہے۔ لہٰذا ان دلائل کی روشنی میں متن میں مذکورہ حدیث کو تہدید و وعید پر محمول کریں گے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ابن اخت القوم منهم — لوگوں کا بھانجا انہی میں سے ہے

۱۵۸۲۔عَنْ اَنَسٍ قَالَ: دَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلْاَنْصَارَ فَقَالَ: ((هَلْ فِيْكُمْ اَحَدٌ غَيْرُ كُمْ؟)). قَالُوْا: لَا، اِلَّا ابْنُ اُخْتٍ لَّنَا. فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِبْنُ اُخْتِ الْقَوْمِ مِنْهُمْ)).

سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے انصاریوں کو بلا کر فرمایا: ”کیا تم میں کوئی اور بیٹھا ہے؟“ انھوں نے کہا: نہیں، البتہ ایک ہمارا بھانجا بیٹھا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”لوگوں کا بھانجا ان ہی میں سے ہوتا ہے۔“

تخریج: الصحیحۃ ۷۷۶۔ بخاری (۳۵۲۷)، مسلم (۱۰۵۹/۱۳۳)، ترمذی (۳۹۰۱)، نسائی (۲۶۱۱، ۲۶۱۲)

فوائد: ابن ابی حمزہ کا بیان ہے دور جاہلیت میں لوگ بیٹیوں کی اولاد کے بارے میں بھی لا پرواہی برتتے تھے، چہ جائیکہ بہنوں کی اولاد ہو۔ آپ ﷺ نے ان کے نظریے کو باطل کرتے ہوئے فرمایا کہ بھانجے تو اپنے ماموؤں میں سے ہوتے ہیں، یعنی ان کو وہی نصرت و معاونت اور شفقت و رحمت حاصل ہوتی ہے جو بیٹوں اور پوتوں وغیرہ کا حق سمجھا جاتا ہے۔

اجتناب الفواحش فمن الم فليستتر بستر الله

فواحش سے اجتناب کرنا جو ارتکاب کر بیٹھے پھر اللہ اس کی پردہ پوشی کرے۔ تو اس کو چھپانا چاہیے

۱۵۸۳۔عَنِ ابْنِ عُمَرَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بَعْدَ اَنْ رَجَمَ الْاَسْلَمِيَّ قَالَ: ((اِجْتَنِبُوْا هٰذِهِ الْقَاذُوْرَةَ الَّتِيْ نَهَى اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ عَنْهَا، فَمَنْ اَلَمَّ فَلْيَسْتَتِرْ بِسَتْرِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ. [فَاِنَّهُ مَنْ يُّبْدِلَنَا صَفْحَتَهُ نُقِمْ عَلَيْهِ كِتَابَ اللّٰهِ])).

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اسلمی کو سنگسار کرنے کے بعد فرمایا: ”اس برے فعل سے بچو، اللہ تعالی نے اس سے منع فرمایا۔ لیکن جو ارتکاب کر بیٹھے اور اللہ تعالی نے اسے پردے میں رکھا ہو تو اسے چاہئے کہ وہ اپنی برائی پر پردہ ڈالے، کیونکہ جس نے اپنے بھید کو ظاہر کر دیا تو ہم اس پر اللہ تعالی کی کتاب (میں بیان شدہ حدود) نافذ کر دیں گے۔“

تخریج: الصحیحۃ ۶۶۳۔ ابو عبد اللہ القطان فی حدیثہ (۱/۵۶)، وعنہ البیہقی (۸/ ۳۳۰)

فوائد: زنا کرنا قبیح فعل اور کبیرہ گناہ ہے، جب کوئی شادی شدہ مرد یا عورت اس برائی میں ملوث ہوتے ہیں تو شریعت نے ان کو سو کوڑے مارنے کا حکم بعض نے منسوخ مانا ہے۔ اور بعض نے حکمران یا جج کی صوابدید پر چھوڑا ہے۔ کیونکہ آپ ﷺ نے اسلمی اور غامدیہ عورت کو کوڑے نہیں مارے، پتھروں سے ہلاک کر دینے کا حکم دیا ہے اور غیر شادی شدہ مرد و زن کی سزا سو کوڑے اور ایک سال کی جلاوطنی ہے۔ جہاں آپ ﷺ اس جرم سے منع فرما رہے ہیں، وہاں یہ تلقین کر رہے ہیں کہ اگر کوئی اس کا ارتکاب کر بیٹھے تو وہ خلوتوں میں اللہ تعالی سے معافی مانگے، توبہ کرے اور کسی کے سامنے اس کا اظہار نہ کرے، کیونکہ جب اس جرم کی اطلاع حاکم کو ہو جاتی ہے تو وہ حد میں نہ کمی بیشی کر سکتا ہے اور نہ معاف کر سکتا ہے۔

حد الزاني الضعيف

کمزور زانی کی سزا

۱۵۸۴۔عَنْ سَعِيْدِ بْنِ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ، قَالَ: كَانَ بَيْنَ اَبْيَاتِنَا رَجُلٌ مُخْدَجٌ ضَعِيْفٌ، فَلَمْ يُرَعْ

سعید بن سعد بن عبادہ کہتے ہیں کہ ہمارے گھروں کے درمیان ایک کمزور ناقص الخلقت آدمی تھا، (اچانک) اسے دیکھا گیا کہ وہ

إِلَّا وَهُوَ عَلَى أَمَةٍ مِنْ إِمَاءِ الدَّارِ يَخْبُثُ بِهَا، فَرَفَعَ شَأْنَهُ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((اِجْلِدُوهُ ضَرْبَ مِئَةِ سَوْطٍ)) قَالُوا: يَانَبِيَّ اللّٰهِ! هُوَ أَضْعَفُ مِنْ ذٰلِكَ، لَوْ ضَرَبْنَاهُ مِئَةَ سَوْطٍ مَاتَ؟ قَالَ: ((فَخُذُوا لَهُ عِثْكَالًا فِيهِ مِئَةُ شِمْرَاخٍ فَاضْرِبُوهُ ضَرْبَةً وَّاحِدَةً))

[الصحيحة:٢٩٨٦]

ایک گھر کی لونڈی سے زنا کر رہا تھا۔ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے اس کا معاملہ رسول اللہ ﷺ تک پہنچایا' آپ ﷺ نے فرمایا: "اسے سو کوڑے لگاؤ۔" انھوں نے کہا: اے اللہ کے نبی! وہ تو بہت زیادہ کمزور ہے' اگر ہم نے اسے سو کوڑے لگائے تو وہ مر جائے گا (ایسے میں کیا کیا جائے)؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: "ایک بڑی شاخ لو جس پر سو چھوٹی شاخیں اگی ہوئی ہوں' اور اسے ایک دفعہ مار دو۔"

تخریج: الصحیحة ۲۹۸۶۔ نسائی فی الکبرٰی (۷۳۰۹)' ابن ماجه (۲۵۷۴)' احمد (۵/ ۲۲۲)

فوائد: یہ حدیث اس بات پر دلیل ہے کہ اگر کوئی مریض پوری حد برداشت نہیں کر سکتا تو اس کے حق میں کسی جائز شرعی حیلے پر عمل کیا جا سکتا ہے۔ حضرت ایوب علیہ السلام نے اپنی بیماری کے دوران خدمت گزار بیوی سے کسی بات پر ناراض ہو کر اسے سو کوڑے مارنے کی قسم اٹھائی' جونہی وہ شفایاب ہوئے تو اللہ تعالی نے فرمایا: ﴿خذ بيدك ضغثا فاضرب به ولا تحنث﴾ [سورۂ ہود: ۴۴] یعنی: "اور اپنے ہاتھ میں تنکوں کا ایک مٹھا (جھاڑو) لے کر مار دے اور قسم کا خلاف نہ کر۔"

باب: لا يجلد المريض الا بعد شفائه

باب: مریض کو صحت یاب ہونے پر ہی حد لگے گی

١٥٨٥ـ عَنْ أَبِي عَبْدِالرَّحْمٰنِ، قَالَ: خَطَبَ عَلِيٌّ فَقَالَ: يَاأَيُّهَا النَّاسُ! أَقِيمُوا عَلَى أَرِقَّائِكُمُ الْحَدَّ، مَنْ أَحْصَنَ مِنْهُمْ وَمَنْ لَّمْ يُحْصِنْ، فَإِنَّ أَمَةً لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ زَنَتْ، فَأَمَرَنِي أَنْ أَجْلِدَهَا، فَإِذَا هِيَ حَدِيثُ عَهْدٍ بِنِفَاسٍ، فَخَشِيتُ إِنْ أَنَا جَلَدْتُهَا أَنْ أَقْتُلَهَا، فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: ((أَحْسَنْتَ، [اتْرُكْهَا حَتّٰى تَمَاثَلَ]))

[الصحيحة: ٢٤٩٩]

ابو عبد الرحمٰن کہتے ہیں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیا اور کہا: اے لوگو! اپنے غلاموں پر حدیں نافذ کرو' وہ شادی شدہ ہوں یا نہ ہوں' کیونکہ رسول اللہ ﷺ کی ایک لونڈی نے زنا کیا اور آپ ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ میں اسے کوڑے لگاؤں' لیکن وہ تو ابھی ابھی نفاس والی ہوئی تھی (یعنی بچہ جنا تھا) مجھے اندیشہ ہوا کہ اگر میں نے اسے کوڑے لگائے تو وہ مر جائے گی۔ جب میں نے نبی کریم ﷺ کے سامنے اس اندیشے کا ذکر کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: "تو نے اچھا کیا' اسے چھوڑ دے یہاں تک کہ وہ صحت مند ہو جائے۔"

تخریج: الصحیحة ۲۴۹۹۔ مسلم (۱۷۰۵)' ترمذی (۱۴۴۱)' ابن الجارود (۸۱۲)' احمد (۱/ ۱۵۶)

فوائد: اگر کسی صاحب جرم کے بارے میں یہ خیال ہو کہ یہ حد لگنے سے مر سکتا ہے' تو اس کے تندرست ہونے کا انتظار کیا جائے۔

١٥٨٦ـ عَنْ أَبِي عَبْدِالرَّحْمٰنِ، قَالَ: خَطَبَنَا عَلِيٌّ ـ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ـ فَقَالَ: أَيُّهَا النَّاسُ! أَيُّمَا عَبْدٍ وَأَمَةٍ فَجَرَا، فَأَقِيمُوا عَلَيْهِمَا الْحَدَّ ...... ثُمَّ

ابو عبد الرحمٰن کہتے ہیں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیا اور کہا: لوگو! جو غلام اور لونڈی بدکاری کرے' اس پر حد قائم کرو...... پھر کہا: رسول اللہ ﷺ کی ایک لونڈی تھی' اس نے زنا کی وجہ سے بچہ جنم دیا' آپ

قَالَ:إِنَّ خَادِمًا لِّرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَلَدَتْ مِنَ الزِّنٰى، فَبَعَثَنِي لِأَجْلِدَهَا، فَوَجَدْتُّهَا حَدِيثَةَ عَهْدٍ بِنِفَاسِهَا،فَخَشِيتُ [إِنْ أَنَا جَلَدْتُّهَا] أَقْتُلُهَا، فَقَالَ: ((أَحْسَنْتَ، [اُتْرُكْهَا حَتّٰى تَمَاثَلَ])).

[الصحيحة: ۳۲۷۸]

ﷺ نے اسے کوڑے لگانے کے لئے مجھے بھیجا' میں نے دیکھا کہ وہ تو ابھی ابھی نفاس سے فارغ ہوئی تھی' مجھے اندیشہ ہوا کہ اگر اس کو کوڑے لگائے تو اسے قتل کر بیٹھوں گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کہ ''تم نے اچھا کیا ہے' اسے اس وقت تک چھوڑے رکھو جب تک وہ تندرست نہ ہو جائے۔''

تخریج: الصحیحة ۳۲۷۸۔ مسلم (۱۷۰۵)' دارقطنی (۳/ ۱۵۹' ۱۶۰)' بیہقی (۸/ ۲۴۴' ۲۴۵) وانظر السابق۔

سعة الطريق سبع اذرع

راستہ کی چوڑائی سات ہاتھ ہے

۱۵۸۷۔قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا اخْتَلَفْتُمْ فِي الطَّرِيقِ، جُعِلَ عَرْضُهُ سَبْعَ أَذْرُعٍ)). جَاءَ مِنْ حَدِيثِ أَبِي هُرَيْرَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ، وَعُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ، وَأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، وَ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ۔

[الصحيحة: ۳۹٦۰]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب راستے کے بارے میں تمھارا اختلاف پڑ جائے تو اس کی چوڑائی سات ہاتھ رکھی جائے گی۔'' یہ حدیث سیدنا ابوہریرہ' عبداللہ بن عباس' عبادہ بن صامت' انس بن مالک اور جابر بن عبداللہ ﷺ سے روایت کی گئی ہے۔

تخریج: الصحیحة ۳۹۶۰۔ مسلم (۱۶۱۳)' ابو داؤد (۳۶۳۳)' ترمذی(۱۳۵۶)' ابن ماجه (۲۳۳۸)' والبخاری (۲۴۷۳) بمعناہ۔ ابن ماجه (۲۳۳۹)' احمد (۱/ ۲۳۵)' بیہقی (۶/ ۱۵۵)' عبد الله بن احمد فی الزوائد (۵/ ۳۲۶' ۳۲۷)' ابن عدی (۴/ ۱۶۴۵)' طبرانی فی الاوسط (۹۳۲۴)

فوائد: اسلام ایسا باکمال مذہب ہے کہ نہ صرف آخرت کو سنوارنے کے ڈھنگ سکھائے' جو اس کا مقصودِ اصلی ہے' بلکہ دنیا میں بھی تنگ دستی و تنگ ذہنی سے آزاد ہو کر فارغ البالی اور خوشحالی کے ساتھ رہنے کے لئے قوانین وضع کئے ہیں۔ جہاں شریعت نے وسیع گھر کو سعادت کی علامت قرار دیا ہے' وہاں کھلے راستوں اور کھلی گلیوں کی وجہ سے بھی کئی پریشانیاں دور ہو جاتی ہے۔ اگر اس مسئلہ میں لوگ اتفاقِ رائے سے کوئی حد متعین کر لیں تو ٹھیک وگرنہ شریعت کا حکم نافذ ہو گا' جس کے مطابق کسی گزرگاہ کی چوڑائی سات ہاتھ یعنی ساڑھے دس فٹ رکھی جائے گی۔

للعبد اجران

غلام کے لیے دو اجر ہیں

۱۵۸۸۔عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوعًا: ((إِذَا أَدَّى الْعَبْدُ حَقَّ اللّٰهِ وَحَقَّ مَوَالِيهِ، كَانَ لَهُ أَجْرَانِ)).

[الصحيحة:۷۲۸]

سیدنا ابوہریرہ ﷺ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب غلام اللہ تعالی اور اپنے آقا' دونوں کا حق ادا کرتا ہے تو اسے دو اجر ملتے ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۷۲۸۔ مسلم (۱۶۶۶)' احمد (۲/ ۲۵۲)

فوائد: یعنی اللہ تعالی کے حقوق ادا کرنے کا ایک اجر ہے اور اپنے آقا کے حقوق ادا کرنے کا ایک اجر ہے۔

المولود متی یرث

بچہ کب وارث بنے گا؟

۱۵۸۹۔عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعًا: ((اِذَا اسْتَهَلَّ الْمَوْلُوْدُ، وُرِّثَ)). [الصحيحة:۱۵۳]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اگر بچہ (بعد از ولادت) چلائے گا تو تب اسے وارث بنایا جائے گا۔“

تخریج: الصحیحة ۱۵۳- ابو داؤد (۲۹۲۰)، بیهقی (۶/ ۲۵۷)

فوائد: اگر چہ ماں کے پیٹ میں حمل کے چار ماہ بعد بچے میں روح پھونک دی جاتی ہے، لیکن وارث بننے کے لئے ضروری ہے کہ پیدائش کے بعد بچہ زندگی پر دلالت کرنے والی کوئی حرکت کرے۔ جیسا کہ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ اور سیدنا مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں چیخنے یا چھینکنے یا رونے کا ذکر ہے۔ [دیکھیں: صحیحہ: ۱۵۲]

۱۵۹۰۔عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعًا: ((اِذَا اسْتَلَجَّ اَحَدُكُمْ بِالْيَمِيْنِ فِيْ اَهْلِهِ فَاِنَّهُ اٰثِمٌ لَهُ عِنْدَاللّٰهِ مِنَ الْكَفَّارَةِ الَّتِيْ اُمِرَ بِهَا)). [الصحيحة:۱۲۲۹]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب آدمی اپنے اہل کے معاملے میں کوئی قسم اٹھائے اور (بزعم خود) سچا بنتا پھرے تو وہ گنہگار ہوگا اور اسے وہ کفارہ ادا کرنا ہوگا جس کا اللہ تعالی نے حکم دیا۔“

تخریج: الصحیحة ۱۲۲۹- ابو اسحاق الحربی فی غریب الحدیث (۵/ ۲۸/ ۲)، احمد (۲/ ۲۷۸)، ابن ماجه (۲۱۱۴)

فوائد: اللہ تعالی نے سورۂ مائدہ میں قسم کا یہ کفارہ بیان کیا ہے: دس مسکینوں کو اوسط درجے کا کھانا کھلانا یا ان کو کپڑے پہنانا یا ایک غلام آزاد کرنا۔ اگر تینوں میں سے کسی کی طاقت نہ ہو تو تین روزے رکھنا۔

قسم کی تین اقسام ہیں:

(۱) لغو: وہ قسم ہے جو انسان بات بات پر بغیر ارادہ کے عادتاً اٹھاتا رہتا ہے۔ اس پر کوئی مؤاخذہ نہیں۔

(۲) غموس (جھوٹی قسم): وہ قسم ہے جو انسان کسی کو دھوکہ اور فریب دینے کے لئے اٹھائے، یہ کبیرہ گناہ ہے اور اس کا کوئی کفارہ نہیں۔ ایسی قسم اٹھانے والے کو توبہ کرنی چاہئے اور آئندہ ایسی حرکت سے باز آ جانا چاہیے۔

(۳) معقدہ: وہ قسم ہے جو انسان اپنی بات میں تاکید پیدا کرنے کے لئے قصداً اٹھاتا ہے، اگر یہ قسم پوری نہ کی جا سکے تو اس کا مذکورہ بالا کفارہ ادا کرنا ہے۔

فرح ابلیس بالقتل

قتل کرانے کی وجہ سے ابلیس کا خوش ہونا

۱۵۹۱۔عَنْ اَبِيْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((اِذَا اَصْبَحَ اِبْلِيْسُ بَثَّ جُنُوْدَهُ، فَيَقُوْلُ: مَنْ اَضَلَّ الْيَوْمَ مُسْلِمًا اَلْبَسْتُهُ التَّاجَ، قَالَ: فَيَخْرُجُ هٰذَا فَيَقُوْلُ: لَمْ اَزَلْ بِهِ حَتّٰى طَلَّقَ امْرَاَتَهُ، فَيَقُوْلُ: اَوْشَكَ اَنْ يَّتَزَوَّجَ:

سیدنا ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”ابلیس صبح کے وقت اپنے لشکروں کو بھیجتا ہے اور کہتا ہے کہ جو کسی مسلمان کو گمراہ کرے گا میں اسے تاج پہناؤں گا۔ (جب لشکر واپس آتے ہیں تو) ان میں سے ایک کہتا ہے: میں اسے آمادہ کرتا رہا یہاں تک کہ اس نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی۔ ابلیس

وَيَجِيْءُ هٰذَا فَيَقُوْلُ: لَمْ أَزَلْ بِهٖ حَتّٰى عَقَّ وَالِدَيْهِ فَيَقُوْلُ: يُوْشِكُ أَنْ يَبَرَّهُمَا وَيَجِيْءُ هٰذَا فَيَقُوْلُ: لَمْ أَزَلْ بِهٖ حَتّٰى أَشْرَكَ، فَيَقُوْلُ: أَنْتَ أَنْتَ! وَيَجِيْءُ هٰذَا فَيَقُوْلُ: لَمْ أَزَلْ بِهٖ حَتّٰى قَتَلَ، فَيَقُوْلُ: أَنْتَ أَنْتَ وَيُلْبِسُهَا التَّاجَ)). [الصحيحة: ۱۲۸۰]

کہتا ہے: ممکن ہے کہ وہ دوبارہ شادی کر لے۔ ایک آ کر کہتا ہے: میں اسے پھسلاتا رہا یہاں تک کہ اس نے اپنے والدین کی نافرمانی کر دی۔ وہ کہتا ہے: (یہ تو کوئی بڑا کام نہیں کیونکہ) ممکن ہے کہ وہ بعد میں ان کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئے۔ ایک آ کر کہتا ہے: میں اس کے ساتھ چمٹا رہا یہاں تک کہ اس نے شرک کا ارتکاب کر لیا۔ ابلیس کہتا ہے: تو نے تو کمال کر دیا ہے۔ (اتنے میں) ایک اور آ کر کہتا ہے کہ میں نے فلاں کو نہ چھوڑا یہاں کہ اس نے قتل کر دیا۔ ابلیس کہتا ہے: تو نے تو کمال کر دیا ہے، پھر اسے تاج پہنا دیتا ہے۔"

تخریج: الصحیحۃ ۱۲۸۰۔ ابن حبان (۶۱۸۹)، حاکم (۴/ ۳۵۰)

فوائد: معلوم ہوا کہ ابلیس لعین کے ہاں سب سے زیادہ مقام قتل کا ہے، جو معاشرے میں فتنہ و فساد کی جڑ ہے۔ مثالیں موجود ہیں کہ ایک قتل کا انتقام لیتے لیتے خاندانوں کے خاندان اجڑ گئے۔ یہی وجہ ہے کہ ابلیس کے ہاں شرک کا مقام قتل سے کم ہے، کیونکہ شرک کا تعلق ایک آدمی کی ذات ہوتا ہے۔ نیز یہ حدیث اس بات پر بھی دلالت کرتی ہے کہ جو طلاق دینے والا اور والدین کی نافرمانی کرنے والا آدمی ہے، وہ ابلیس کے لشکروں سے متاثر ہو کر یہ کام کرتا ہے۔

سمع كلام الخصمان

دونوں جھگڑنے والوں کی کلام کو سننا

۱۵۹۲۔عَنْ عَلِيٍّ مَرْفُوْعًا: ((إِذَا جَلَسَ إِلَيْكَ الْخَصْمَانِ فَلَا تَقْضِ بَيْنَهُمَا حَتّٰى تَسْمَعَ مِنَ الْآخَرِ كَمَا سَمِعْتَ مِنَ الْأَوَّلِ فَإِنَّكَ إِذَا فَعَلْتَ ذٰلِكَ تَبَيَّنَ لَكَ الْقَضَاءُ))

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب تیرے پاس دو مخالف (فریق جھگڑا لے کر) آئیں تو (ایک کی بات سن کر) فیصلہ نہ کر یہاں تک کہ دوسرے کی بات سن لے، اگر تو نے ایسا کیا تو تیرے لئے فیصلہ کرنا واضح ہو جائے گا۔"

تخریج: الصحیحۃ ۱۳۰۰۔ ابو داؤد (۳۵۸۲)، احمد (۱/ ۹۶)، حاکم (۴/ ۹۳)، ابو داؤد الطیاسی (۱۲۵)، ترمذی (۱۳۳۱) بنحوہ۔

فوائد: جب تک حاکم فریقین کی بات نہیں سن لیتا، اس وقت تک اس کے لئے فیصلہ کرنے کی کوئی صورت واضح ہی نہیں ہوتی۔ اس لئے آپ ﷺ نے جھگڑا کرنے والے تمام افراد کی شکایات سن کر فیصلہ کرنے کی تعلیم دی ہے۔

اهمية العدل

عدل کرنے کی اہمیت

۱۵۹۳۔عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ۔ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((إِذَا حَكَمْتُمْ فَاعْدِلُوْا، وَإِذَا قَتَلْتُمْ فَأَحْسِنُوْا، فَإِنَّ اللّٰهَ

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب تم فیصلہ کرو تو انصاف کرو اور جب تم قتل (ذبح) کرو تو اچھے طریقے سے قتل کرو، کیونکہ اللہ تعالیٰ احسان کرنے والا ہے

مُحْسِنٌ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ)).

اور احسان کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔"

[الصحيحة:٤٦٩]

تخریج: الصحیحة ۴۶۹۔ ابن ابی عاصم فی الدیات (ص ۵۲)' ابو نعیم فی اخبار اصبهان (۲/ ۱۱۳)' ابن عدی (۶/ ۲۱۴۵)

جلد الامة اذا زنت

لونڈی کو کوڑے مارنا جب وہ زنا کرے

١٥٩٤۔عَنْ عَائِشَةَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اِذَا زَنَتِ الْاَمَةُ فَاجْلِدُوْهَا، فَاِنْ زَنَتْ فَاجْلِدُوْهَا، فَاِنْ زَنَتْ فَاجْلِدُوْهَا فَاِنْ زَنَتْ فَاجْلِدُوْهَا، ثُمَّ بِيعُوْهَا وَلَوْ بِضَفِيْرٍ)) [الصحيحة:٢٩٢١]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب لونڈی زنا کرے تو اسے کوڑے لگاؤ' اگر دوبارہ زنا کرے تو کوڑے لگاؤ' اگر پھر زنا کرے تو کوڑے لگاؤ اور اگر پھر بدکاری کرے تو اسے کوڑے لگاؤ اور بیچ دو' اگرچہ بٹی ہوئی رسی کے عوض بیچنا پڑے۔"

تخریج: الصحیحة ۲۹۲۱۔ ابن ماجه (۲۵۶۶)' نسائی فی الکبری (۷۲۶۴)' احمد (۶/ ۶۵)

فوائد: لونڈی کی سزا آزاد عورت کی سزا کی بہ نسبت نصف یعنی پچاس کوڑے ہیں۔ اگر کوئی لونڈی حد لگانے کے باوجود بدکاری سے باز نہیں آ رہی تو اسے پہلی فرصت میں فروخت کر دینا چاہیے۔

باب: حد شارب الخمر فى المرة الرابعة القتل تعزيرا

باب: شرابی کی چوتھی مرتبہ حد اسے تعزیراً قتل کرنا ہے

١٥٩٥۔عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ اَبِيْ سُفْيَانَ،قَالَ:قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِذَا شَرِبُوا الْخَمْرَ فَاجْلِدُوْهُمْ، ثُمَّ اِنْ شَرِبُوْا فَاجْلِدُوْهُمْ، ثُمَّ اِنْ شَرِبُوْا فَاجْلِدُوْهُمْ، ثُمَّ اِنْ شَرِبُوْا [الرَّابِعَةَ فَاقْتُلُوْهُمْ)). [الصحيحة:١٣٦٠]

سیدنا معاویہ بن ابو سفیان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب لوگ شراب پئیں تو انھیں کوڑے لگاؤ' اگر پھر شراب پئیں تو کوڑے لگاؤ' اگر پھر شراب پئیں تو کوڑے لگاؤ اور اگر چوتھی دفعہ شراب پئیں تو انھیں قتل کر دو۔"

تخریج: الصحیحة ۱۳۶۰۔ ابو داؤد (۴۴۸۲)' ابن ماجه (۲۵۷۳)' احمد (۴/ ۹۵' ۹۶)' حاکم (۴/ ۳۷۲)

فوائد: یاد رہے کہ شرابی کو قتل کرنے کا حکم منسوخ ہو چکا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے شرابی کے لئے کسی خاص حد کا تعین نہیں کیا' کبھی چالیس چھڑیاں لگائیں۔ [مسلم] کبھی چھڑی اور جوتی استعمال کی گئی۔ [بخاری' مسلم] لہذا حاکم وقت تہدید و وعید کا جو بھی انداز مناسب سمجھے' اس پر عمل کرے۔ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے چالیس اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اسی (۸۰) کوڑوں کا تعین کر رکھا تھا۔ [مسلم]

متى الشفعة

شفعہ کب ہوگا؟

١٥٩٦۔عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ،قَالَ:قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب

ﷺ: ((اِذَا قُسِمَتِ الْاَرْضُ، وَحُدِّدَتْ، فَلَاشُفْعَةَ فِيْهَا)) [الصحيحة: ١٣٨٥]

زمین کو تقسیم کر کے اس کی حد بندی کر دی جائے تو کوئی شفعہ نہیں ہوتا۔"

تخریج: الصحیحۃ ۱۳۸۵۔ ابو داؤد (۳۵۱۵)' بیہقی (۶/ ۱۰۴)' طحاوی (۲/ ۲۶۵' ۲۶۶)

فوائد: شفعہ: شریک کے اس حصے کو مقرر معاوضے کے بدلے شریک کی طرف منتقل کرنا جو اجنبی کی طرف منتقل ہو گیا تھا۔ اس حدیث اور اس موضوع کی دیگر احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ شراکت' شفعہ کی شرط ہے۔ ایک دوسرے کے قریب یا پڑوسی ہونے کی وجہ سے شفعہ ثابت نہیں ہوتا۔

من شد الناس شدد عليه

جس نے لوگوں پر سختی کی اس پر سختی کی جائے گی

١٥٩٧۔عَنْ حَكِيْمِ بْنِ حِزَامٍ، قَالَ: تَنَاوَلَ اَبُوْعُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ رَجُلًا مِّنْ اَهْلِ الْاَرْضِ بِشَيْئٍ فَكَلَّمَهٗ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ فَقِيْلَ لَهٗ: اَغْضَبْتَ الْاَمِيْرَ، فَقَالَ خَالِدٌ اِنِّيْ لَمْ اُرِدْ اَنْ اُغْضِبَهٗ، وَلٰكِنْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ:((اَشَدُّ النَّاسِ عَذَابًا عِنْدَاللّٰهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اَشَدُّهُمْ عَذَابًا لِلنَّاسِ فِي الدُّنْيَا)) [الصحيحة:١٤٤٢]

حکیم بن حزام کہتے ہیں کہ سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے ایک زمیندار آدمی کو کسی وجہ سے پکڑا (اور اسے سزا دی)۔ سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اس سلسلے میں ابوعبیدہ سے بات کی۔ سو ان سے کہا گیا کہ آپ نے امیر کو غصہ تو نہیں دلایا؟ خالد بن ولید نے جواب دیا: میرا یہ ارادہ نہیں تھا کہ انھیں غصہ دلاؤں' میں نے تو رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: "قیامت کے روز اللہ تعالی کے ہاں اس آدمی کو شدید ترین عذاب دیا جائے گا جو دنیا میں لوگوں کو سخت سزائیں دیتا ہے۔"

تخریج: الصحیحۃ ۱۴۴۲۔ احمد (۴/ ۹۰)' حمیدی (۵۶۲)' طبرانی فی الکبیر (۳۸۴۴)' ابو داؤد الطیالسی (۱۱۵۷)

فوائد: جہاں تک شریعت نے سزا دینے کی اجازت دی ہے' اس سے تجاوز نہیں کرنا چاہئے جو کہ بطور تعزیر زیادہ سے زیادہ دس کوڑے ہیں۔ لیکن کسی کو سدھارنے کے لئے صرف سزا ہی ضروری نہیں' اسے اخلاق حسنہ سے بھی راہِ راست پر لایا جا سکتا ہے۔

من اشد الناس عذابًا يوم القيامة

قیامت کے دن سب سے زیادہ سخت عذاب کس کو ہو گا؟

١٥٩٨۔عَنْ عَبْدِاللّٰهِ،اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اَشَدُّ النَّاسِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ: رَجُلٌ قَتَلَهٗ نَبِيٌّ اَوْقَتَلَ نَبِيًّا، وَاِمَامُ ضَلَالَةٍ، وَمُمَثِّلٌ مِّنَ الْمُمَثِّلِيْنَ)) [الصحيحة: ٢٨١]

سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "قیامت کے روز ان لوگوں کو شدید ترین عذاب ہو گا: وہ آدمی جسے نبی نے قتل کیا ہو یا جس نے کسی نبی کو قتل کیا ہو' گمراہ پیشوا اور خوب مثلہ کرنے والے میں سے مثلہ کرنے والا۔"

تخریج: الصحیحۃ ۲۸۱۔ احمد (۱/ ۴۰۷)' البزار (۱۶۰۳)' طبرانی فی الکبیر (۱۰۴۹۷)

فوائد: اللہ تعالی نے ہمیں پہلے دو جرائم سے تو مستقل طور پر محفوظ کر دیا ہے' دوسرے دو میں زیادہ توجہ اس بات پر دی جائے کہ لوگ

ہماری وجہ سے گناہوں میں مبتلا نہ ہوں۔ وگرنہ ان سب کا بارِگراں ہم کو بھی اٹھانا پڑے گا۔

باب: قصة عمير مولى ابى اللحم رضى الله عنه وما فيها من الفقه

باب: ابی اللحم رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام عمیر کا قصہ اور اس کے دروس و عبر کا بیان

۱۵۹۹ـعَنْ عُمَيْرٍ مَوْلَى اَبِي اللَّحْمِ، قَالَ: اَقْبَلْتُ مَعَ سَادَتِي نُرِيْدُ الْهِجْرَةَ،حَتّٰى دَنَوْنَا مِنَ الْمَدِيْنَةِ قَالَ: فَدَخَلُوا الْمَدِيْنَةَ وَخَلَّفُوْنِي فِي ظَهْرِهِمْ، قَالَ: فَاَصَابَنِي مَجَاعَةٌ شَدِيْدَةٌ،قَالَ: فَمَرَّبِي بَعْضُ مَنْ يَخْرُجُ مِنَ الْمَدِيْنَةِ فَقَالُوْا لِي لَوْ دَخَلْتَ الْمَدِيْنَةَ فَاَصَبْتَ مِنْ ثَمْرِ حَوَائِطِهَا، فَدَخَلْتُ حَائِطًا فَقَطَعْتُ مِنْ قِنْوَيْنِ، فَاَتَانِي صَاحِبُ الْحَائِطِ، فَاَتٰى بِيْ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَاَخْبَرَهُ خَبَرِيْ، وَعَلَيَّ ثَوْبَان، فَقَالَ لِيْ: ((اَيُّهُمَا اَفْضَلُ؟))، فَاَشَرْتُ لَهُ اِلٰى اَحَدِهِمَا، فَقَالَ: ((خُذْهُ))، وَاَعْطٰى صَاحِبَ الْحَائِطِ الْاٰخَرَ، وَخَلّٰى سَبِيْلِيْ۔ [الصحيحة: ٢٥٨٠]

سیدنا عمیر رضی اللہ عنہ، جو ابی اللحم کے غلام تھے، کہتے ہیں: میں اپنے آقاؤں کے ساتھ آیا، ہمارا ارادہ ہجرت کا تھا، ہم مدینہ کے قریب آ پہنچے۔ وہ خود مدینہ میں داخل ہو گئے اور مجھے پیچھے چھوڑ گئے۔ مجھے سخت بھوک لگی۔ میرے پاس سے مدینہ سے نکلنے والے بعض لوگ گزرے اور مجھے کہا: (بہتر ہے کہ) تو مدینہ میں چلا جائے اور باغوں کا پھل کھا لے۔ میں ایک باغ میں داخل ہوا اور کھجوروں سے بھرے ہوئے دو گچھے توڑ لئے۔ (خدا کا کرنا کہ) باغ کا مالک آ پہنچا، وہ مجھے رسول اللہ ﷺ کے پاس لے گیا اور آپ ﷺ کو ساری بات بتا دی۔ میں نے دو کپڑے پہنے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ نے مجھے فرمایا: ''کون سا کپڑا افضل ہے؟'' میں نے ایک کپڑے کی طرف اشارہ کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''(یہ کپڑا) تو خود لے لے۔'' اور دوسرا کپڑا باغ کے مالک کو دے دیا اور مجھے رہا کر دیا۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۵۸۰۔ احمد (۵/ ۲۲۳)، حاکم (۴/ ۱۳۲)، طبرانی فی الکبیر (۱۷/ ۶۶)

فوائد: سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (من مر بحائط فلیاکل ولا یحمل۔) [صحیحہ: ۳۱۲۱]
یعنی: جو آدمی کسی باغ کے پاس سے گزرتا ہے، وہ (ضرورت کے مطابق) کھا لے، لیکن ساتھ اٹھا کر نہ لے جائے۔

درج ذیل حدیث مذکورہ بالا دونوں احادیث کے تضاد کو دور کرنے کے کافی ہے:

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جو شخص (پھلوں کو) اپنے منہ سے پکڑ کر (کھا لے) اور چھپا کر نہ لے جائے تو اس پر کوئی (سرزنش) نہیں اور اٹھا کر لے جائے اسے دوگنا قیمت ادا کرنا ہوگی اور عبرت کے لئے اسے سزا بھی دی جائے گی اور جو چیز (غلے کے) ڈھیروں سے اٹھا لی جائے تو اس میں اٹھانے والے کا ہاتھ کاٹا جائے گا، بشرطیکہ اس کی قیمت ڈھال کی قیمت (یعنی تین درہم) کو پہنچتی ہو۔'' [ابوداود، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ]

إقالة العثرات عن ذوي الهيئات

صاحب حیثیت لوگوں کی غلطیاں معاف کرنا

١٦٠٠ـعَنْ عَائِشَةَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ:

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اَقِيْلُوْا ذَوِي الْهَيْئَاتِ عَثَرَاتِهِمْ اِلَّا الْحُدُوْدَ)). [الصحيحة: ٦٣٨]

''صاحب حیثیت لوگوں کی غلطیاں معاف کر دیا کرو' الا یہ کہ وہ حدود ہوں۔''

تخریج: الصحیحة ۶۳۸- ابو داؤد (۴۳۷۵)' نسائی فی الکبری (۷۲۹۴)' احمد (۶/ ۱۸۱)' طحاوی فی شرح المشکل (۳/ ۱۲۹)

فوائد: دنیا کا ہر وہ معاشرہ جس کو تہذیب و شائستگی سے ادنیٰ تعلق بھی رہا ہو' اپنے اندر موجود باوقار' شریف النفس اور رذائل سے مجتنب رہنے والے افراد کو قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور ان کی چھوٹی چھوٹی کوتاہیوں اور فروگذاشتوں کو نظر انداز کرتا نظر آتا ہے' جیسے فارسی کی مثال ہے: ''گر فرق مراتب نہ کنی زندیقی'' یعنی: کہ اگر معاشرہ میں موجود افراد کے مقام و مرتبہ کا لحاظ نہ رکھا جائے بلکہ سب کو ایک ہی لاٹھی سے ہانکا جائے تو بڑی ناانصافی کی بات ہے۔ ایسے صالح مزاج کے لوگوں کے لئے درحقیقت ہلکی سی تنبیہ ہی کافی ہوتی ہے' جوتے برسانے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ اس حدیث مبارکہ میں اسی اخلاقی خوبی کو سراہنے کی طرف توجہ دلائی گئی ہے' ہاں البتہ اگر جرم کی نوعیت حدود اللہ کی پامالی تک جا پہنچتی ہے تو پھر قانون مساوات سب کے لئے ہے۔ پھر وہاں نہ کسی کی حیثیت سے متاثر ہوا جائے گا اور نہ مرتبے سے۔ جیسا کہ فاطمہ مخزومی والا قصہ ہے کہ جس میں نبی کریم ﷺ نے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کی سفارش سختی سے مسترد کر دی تھی۔

من خيار كم

تمہارے بہترین لوگ کون ہیں؟

۱۶۰۱-عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِخِيَارِكُمْ؟ خِيَارُكُمْ اَطْوَلُكُمْ اَعْمَارًا، وَاَحْسَنُكُمْ اَعْمَالًا)). [الصحيحة:١٢٩٨]

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا میں تمھیں تمھارے بہترین لوگوں کی خبر دوں؟ تم میں افضل لوگ وہ ہیں جن کی عمریں سب سے زیادہ لمبی اور اعمال انتہائی نیک ہوں۔''

تخریج: الصحیحة ۱۲۹۸- عبد بن حمید فی مسندہ (۱۰۸۶)' حاکم (۱/ ۳۳۹)

فوائد: دنیا کی زندگی آخرت کی تیاری کا واحد ذریعہ ہے۔ اس دنیا میں بے شمار انسان آئے اور اپنا کردار ادا کر کے اپنی آخری منزل کی طرف روانہ ہو گئے' ہمارے ساتھ اور ہمارے بعد آنے والوں کے ساتھ بھی یہی کچھ ہوگا۔ ماضی ہو یا حال یا مستقبل' سعادت مند وہ ہے جو دنیا میں رہ کر جنت کے زیادہ سے زیادہ اسباب جمع کرے اور اس کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ زندگی لمبی اور وہ بھی اعمال صالحہ سے معمور ہو۔

سیدنا عبد اللہ بسر مازنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ دو بدو رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے' ان میں سے ایک نے سوال کیا: اے اللہ کے رسول! کون سے لوگ سب سے بہتر ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: (طوبى لمن طال عمره و حسن عمله۔) [صحیحہ:۱۸۳۶]
یعنی: اس آدمی کے لئے خوشخبری ہے جس کی عمر لمبی ہو اور اعمال صالح ہوں۔

جو انسان اس صفت سے محروم رہے گا' وہ دنیا و آخرت کی خیر و بھلائی سے محروم رہے گا' ایسا انسان دن بدن اللہ تعالیٰ کا مقروض ہوتا جا رہا ہے' ایسا بیچارہ نہ تو زندہ ہے کہ وہ زندگی سے فائدہ اٹھا سکے اور نہ مردہ ہے نیک اعمال ترک کرنے اور برے اعمال کا

ارتکاب کرنے پر اسے ملامت نہ کی جائے۔

من خير الشهداء

بہترین گواہ کون ہیں؟

١٥٠٢۔عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدِ الْجُهَنِيِّ،اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ الشُّهَدَاءِ؟! اَلَّذِيْ يَاْتِيْ بِشَهَادَتِهِ قَبْلَ اَنْ يُسْاَلَهَا)).

سیدنا زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا میں تمھیں افضل گواہوں کے بارے میں بتلا نہ دوں؟ وہ ہیں جو مطالبہ کرنے سے پہلے گواہی دے دیتے ہیں۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۴۵۸۔ مسلم (۱۸۱۹)' ابو عوانۃ (۴/ ۱۹)' ابو داؤد (۳۵۹۶)' ترمذی (۲۲۹۶)' نسائی فی الکبری (۶۰۲۹)

فوائد: بہترین افراد وہی ہیں جو کسی مسلم معاشرہ کی خیرخواہی کرتے ہوئے ضرورت کے وقت بغیر کسی مطالبے کے صداقت وحقانیت پر مبنی شہادتیں ادا کرتے ہیں۔

احكام العارية

عاریتاً لی ہوئی چیز کے احکام

١٥٠٣۔عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِيْ سَعِيْدٍ، عَمَّنْ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ: ((اَلَا اِنَّ الْعَارِيَةَ مُوَدَّاةٌ، وَالْمِنْحَةُ مَرْدُوْدَةٌ، وَالدَّيْنُ مَقْضِيٌّ، وَالزَّعِيْمُ غَارِمٌ)). [الصحيحة: ٦١٠]

سعید بن ابوسعید' نبی کریم ﷺ سے سننے والی شخصیت سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''خبردار! عاریہ (عارضی طور پر لی ہوئی چیز) واپس کی جائے گی' مِنحہ (وہ عطیہ جو استفادہ کے لئے کچھ مدت کے لئے دیا جائے) بھی واپس کیا جائے گا' قرضہ چکایا جائے گا اور کسی چیز کا ضامن اس کی ادائیگی کا ذمہ دار ہوگا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۶۱۰۔ احمد (۵/ ۲۹۳)' دارقطنی (۳/ ۷۰)' ابن ماجہ (۲۳۹۹)' بیہقی (۶/ ۲۶۴' ۲۶۵) عن انس رضی اللہ عنہ۔

فوائد: ''عاریہ مؤداۃ'' اس چیز کو کہتے ہیں جو عارضی طور پر لی گئی ہو اور اس وقت تک اس کو واپس کرنا ضروری ہو' جب تک وہ باقی ہو' اگر ضائع ہو جائے تو عوض میں اس کی قیمت ادا نہیں کی جاتی اور ''منحہ مردودہ'' اس چیز کو کہتے ہیں جو عارضی طور پر لی گئی ہو اس کو واپس کرنا ضروری ہو' اگر وہ خود تلف ہو جائے تو اس کی قیمت ادا کی جائے گی۔

جو آدمی کسی لین دین میں ضامن بنتا ہے' وہی قرضے کی ادائیگی کا مسئول ہوتا ہے' اگر قرضہ لینے والا کہیں فرار ہو جاتا ہے یا مفلس ہو جاتا ہے تو ضامن ذمہ دار ہوگا۔

الذم الذى لا يؤدى حقوق مصاهد

اس شخص کی مذمت کہ جو ذمی کے حقوق ادا نہ کرے

١٦٠٤۔عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ،عَنْ عِدَّةٍ،(وَقَالَ الْبَيْهَقِيُّ: ثَلَاثِيْنَ) مِنْ اَبْنَاءِ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَنْ اٰبَائِهِمْ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اَلَا مَنْ ظَلَمَ مُعَاهِدًا، اَوِانْتَقَصَهُ، اَوْكَلَّفَهُ فَوْقَ طَاقَتِهِ، اَوْاَخَذَ مِنْهُ شَيْئًا بِغَيْرِ طِيْبِ نَفْسٍ، فَاَنَا

صفوان بن سلیم' کئی ایک ابنائے صحابہ' امام بیہقی کے قول کے مطابق وہ تیس ہیں' سے اور وہ اپنے آباء سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آگاہ ہو جاؤ! جس نے ذمی پر ظلم کیا یا اس کے حق میں کمی کی یا اسے اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف دی یا اس کی رضامندی کے بغیر اس سے کوئی چیز لے لی' تو میں

حَجِيْجُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) [الصحيحة: ٤٤٥] ایسے آدمی پر بروز قیامت دلیل کے ذریعے غالب آ جاؤں گا۔''

تخریج: الصحیحة ۴۴۵۔ ابو داؤد (۳۰۵۲)' بیهقی (۹/ ۲۰۵)

فوائد: معاہد: وہ ہے جو کسی خاص معاہدے کے تحت مسلمانوں کے ملک میں رہ رہا ہو۔

کسی مسلمان کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ اپنے یا دوسرے مسلمان کے عہد و پیمان کی پاسداری نہ کرے۔ سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (من قتل معاهدا لم يرح رائحة الجنة وان ريحها ليوجد من سيرة اربعين عاما۔) [بخاری] یعنی: جس نے کسی معاہد کو قتل کیا وہ جنت کی خوشبو بھی نہیں پائے گا اور جنت کی خوشبو چالیس سال کی مسافت سے پائی جاتی ہے۔

الجناية على نفسه

جرم کی سزا خود ہی برداشت کرنا ہوگی

١٦٠٥۔عَنْ عَمْرِو بْنِ الْاَحْوَصِ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ فِيْ حَجَّةِ الْوِدَاعِ: ((اَلَا لَا يَجْنِيْ جَانٍ اِلَّا عَلٰى نَفْسِهِ، لَا يَجْنِيْ وَالِدٌ عَلٰى وَلَدِهِ، وَلَا مَوْلُوْدٌ عَلٰى وَالِدِهِ)) [الصحيحة: ١٩٧٤]

سیدنا عمرو بن احوص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو حجۃ الوداع کے موقع پر فرماتے سنا: ''خبردار! ہر مجرم صرف اپنے حق میں خود قصاص دے گا' والد اپنے بیٹے کے حق میں قصاص نہیں دے سکتا نہ بیٹا والد کے حق میں (یعنی دونوں اپنے جرائم کے خود ذمہ دار ہوں گے)۔''

تخریج: الصحیحة ۱۹۷۴۔ ابن ماجه (۱۸۱۱)' احمد (۳/ ۴۹۸' ۴۹۹)' ترمذی (۱۱۶۳' ۳۰۸۷)' نسائی فی الکبری (۹۱۲۹) متفرقاً۔

فوائد: شریعت میں ہر کوئی اپنے جرم کا خود ذمہ دار ہے' وہ خود اس کی سزا پائے گا' یہ شریعت کا مزاج نہیں کہ ایک آدمی جرم کر کے فرار ہو جاتا ہے' ادھر اس کے باپ' بیٹوں اور بھائیوں کو قید و بند کی صعوبتوں میں ڈال دیا جائے۔

١٦٠٦۔عَنْ اَبِيْ رِمْثَةَ، قَالَ: اَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ مَعَ اَبِيْ فَقَالَ: ((مَنْ هٰذَا مَعَكَ؟)) قَالَ: اِبْنِيْ، اَشْهَدُ بِهِ، قَالَ: ((اَمَا اِنَّكَ لَا تَجْنِيْ عَلَيْهِ، وَلَا يَجْنِيْ عَلَيْكَ)). [الصحيحة : ٧٤٩]

سیدنا ابو رمثہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں اپنے باپ کے ساتھ نبی کریم ﷺ کے پاس آیا' آپ ﷺ نے میرے باپ سے پوچھا: ''یہ تیرے ساتھ کون ہے؟'' انھوں نے کہا: یہ میرا بیٹا ہے' میں اس بات پر گواہی دے سکتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''آگاہ ہو جا! تو اس کے حق میں برا کر سکتا ہے نہ وہ تیرے حق میں۔''

تخریج: الصحیحة ۷۴۹۔ نسائی (۴۸۳۶)' احمد (۲/ ۲۲۶' ۲۲۸)' طبرانی فی الکبیر (۲۲/ ۲۸۰)

اعظم الربا

سب سے بڑا سود

١٦٠٧۔عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعًا: ((اِنَّ اَرْبَى الرِّبَا: اِسْتِطَالَةُ الْمَرْءِ فِيْ عِرْضِ اَخِيْهِ)) [الصحيحة: ٣٩٥٠]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سب سے بڑی زیادتی یہ ہے کہ آدمی اپنے بھائی کی عزت پر دست درازی کرے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۹۵۰- البزار (الکشف ۳۵۶۹)' ابن عدی (۶/ ۲۲۶۳)' بیہقی فی الشعب (۶۷۶۹)

فوائد: زندگی کا گراں مایہ متاع عزت ہے' یہ سرمایۂ حیات چھن جائے تو اس کا کوئی ازالہ نہیں' الا ماشاء اللہ۔ لہذا ہر مسلمان کے لئے دوسرے مسلمان کی عزت' جان اور مال کو معزز قرار دیا گیا ہے۔ سیدنا ابو ہریرہ ﷛ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (...... کل المسلم علی المسلم حرام عرضه وماله ودمه ...... بحسب امریء من الشر ان یحقر اخاه المسلم۔) [ترمذی] یعنی: ''ایک مسلمان کی عزت' اس کا مال اور اس کا خون دوسرے مسلمان پر حرام ہے...... کسی آدمی کے برا ہونے کے لئے یہی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر خیال کرے۔''

الكعبة لا يحل لأحد

۱۶۰۸-عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ:اَنَّ خُزَاعَةَ قَتَلُوْا رَجُلًا مِنْ بَنِيْ لَيْثٍ عَامَ فَتْحِ مَكَّةَ بِقَتِيْلٍ مِّنْهُمْ قَتَلُوْهُ، فَأُخْبِرَ بِذٰلِكَ النَّبِيُّ ﷺ فَرَكِبَ رَاحِلَتَهُ فَخَطَبَ فَقَالَ:((اِنَّ اللّٰهَ حَبَسَ عَنْ مَكَّةَ الْقَتْلَ.اَوِ الْفِيْلَ، شَكَّ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ، وَسَلَّطَ عَلَيْهِمْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَالْمُؤْمِنِيْنَ، اَلَا وَاِنَّهَا لَمْ تَحِلَّ لِاَحَدٍ قَبْلِيْ، وَلَمْ تَحِلَّ لِاَحَدٍ بَعْدِيْ، اَلَا وَاِنَّهَا حَلَّتْ لِيْ سَاعَةً مِّنْ نَهَارٍ، اَلَا وَاِنَّهَا سَاعَتِيْ هٰذِهِ حَرَامٌ، لَا يُخْتَلٰى شَوْكُهَا، وَلَا يُعْضَدُ شَجَرُهَا، وَلَا تُلْتَقَطُ سَاقِطَتُهَا اِلَّا لِمُنْشِدٍ، فَمَنْ قُتِلَ، فَهُوَ بِخَيْرِ النَّظَرَيْنِ:اِمَّا اَنْ يُعْقَلَ، وَاِمَّا اَنْ يُقَادَ اَهْلُ الْقَتِيْلِ)). فَجَاءَ رَجُلٌ مِنْ اَهْلِ الْيَمَنِ فَقَالَ: اُكْتُبْ لِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ!فَقَالَ: ((اُكْتُبُوْ لِاَبِيْ فُلَانٍ)) فَقَالَ رَجُلٌ مِّنْ قُرَيْشٍ: اِلَّا الْاِذْخِرَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! فَاِنَّا نَجْعَلُهُ فِيْ بُيُوْتِنَا وَقُبُوْرِنَا؟! فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((اِلَّا الْاِذْخِرَ)). زَادَ مُسْلِمٌ: قَالَ الْوَلِيْدُ: فَقُلْتُ لِلْاَوْزَاعِيِّ: مَاقَوْلُهُ : اُكْتُبُوْا لِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟قَالَ: هٰذِهِ الْخُطْبَةُ الَّتِيْ سَمِعَهَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ۔ [الصحیحۃ:۳۰۲۹]

کعبہ میں جرم کرنا کسی کے لیے بھی حلال نہیں

سیدنا ابو ہریرہ ﷛ سے روایت ہے کہ بنو خزاعہ نے فتح مکہ والے سال اپنے ایک مقتول کے بدلے بنولیث کا ایک آدمی قتل کیا' جب نبی کریم ﷺ کو پتہ چلا تو آپ ﷺ اپنی سواری پر سوار ہوئے اور خطبہ دیا' جس میں یہ بھی فرمایا: ''اللہ تعالی نے مکہ میں قتل کرنے سے منع کر دیا ہے اور رسول اللہ اور مومنوں کو ان پر مسلط کر دیا ہے۔ خبردار! یہ (حرم کی) نہ مجھ سے پہلے کسی کے لئے حلال تھا اور نہ بعد میں ہوگا۔ آگاہ رہو! اسے میرے لئے دن کی کچھ گھڑی کے لئے حلال کیا گیا۔ خبردار! اب اس وقت میں یہ حرام ہے' اس کے کانٹوں کو نہ اکھاڑا جائے' اس کے درختوں کو نہ کاٹا جائے اور اس کی گری پڑی چیز کو نہ اٹھایا جائے مگر تشہیر کے لئے' اگر کوئی قتل ہو جائے تو (اس کے ورثاء کو) دو اختیارات میں سے ایک کا حق حاصل ہے' یا تو وہ دیت لے لیں یا پھر قصاص۔'' ایک یمنی آدمی آپ ﷺ کے پاس آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! (یہ خطبہ) میرے لئے لکھوا دیجیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ابو فلاں کے لئے لکھ دو۔'' (آپ ﷺ کے خطبہ کے دوران) ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! اذخر نامی گھاس (کو کاٹنے کی اجازت دے دیں) کیونکہ ہم اس گھاس کو گھروں اور قبروں میں استعمال کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''(ٹھیک ہے) اذخر (کاٹ سکتے ہو)۔'' امام مسلمؒ نے (روایت کے الفاظ میں) یہ زیادتی کی ہے: ولید نے کہا: میں نے اوزاعی سے کہا: ''(یمنی نے جو کہا کہ)

اے اللہ کے رسول! میرے لئے لکھوا دو۔'' سے کیا مراد ہے؟ انھوں نے کہا: وہ خطبہ جو اس نے رسول اللہ ﷺ سے سنا تھا۔

تخریج: الصحیحة ۳۵۲۹۔ بخاری (۱۱۲، ۲۴۳۴)، مسلم (۱۳۵۵)، ابو داؤد (۲۰۱۷)، احمد (۲/ ۲۳۸)

فوائد: اس میں مکہ مکرمہ کی حرمت و عظمت کا بیان ہے۔ اس حدیث مبارکہ سے یہ بات بھی عیاں ہو رہی ہے کہ آپ ﷺ کے زمانے میں اور آپ ﷺ کی موجودگی میں بتقاضۂ ضرورت احادیث بھی لکھی جاتی تھیں۔

باب: تحريم الخمر والقمار والمعازف

باب: شراب، جوا اور آلات موسیقی کی حرمت کا بیان

۱۶۰۹۔عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلٰى اُمَّتِي الْخَمْرَ، وَالْمَيْسِرَ، وَالْمِزْرَ، وَالْكوبة، وَالقنين، وَزَادَنِي صَلَاةَ الْوِتْرِ)). [الصحيحة: ۱۷۰۸]

سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ نے میری امت پر انگور وغیرہ کی شراب، جوا، مکئی وغیرہ کی شراب، ڈھول اور باجے حرام قرار دیے ہیں اور میرے لئے نمازِ وتر کا بھی اضافہ کر دیا ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۱۷۰۸۔احمد (۲/ ۱۶۵، ۱۶۷)، وفی الاشربة (۲۱۱/ ۲۱۴)، متفرقاً

فوائد: ہمارے ہاں حدیث میں مذکورہ لفظ ''خَمر'' کے معانی شراب کے کیے جاتے ہیں، جبکہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (كل مسكر خمر و كل خمر حرام۔) [مسلم] یعنی: ہر نشہ آور چیز ''خَمر'' ہے اور ہر ''خَمر'' حرام ہے۔
نیز سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: والخمر ما خامر العقل۔ [بخاری، مسلم] یعنی: ''خَمر'' اس چیز کو کہتے ہیں جو عقل پر پردہ ڈال دے۔
اس اعتبار سے سگریٹ اور حقہ وغیرہ کی شکل میں تمباکو نوشی، نسوار، بیڑہ وغیرہ کی نوعیت کی تمام چیزیں ''خَمر'' میں داخل ہیں۔
شراب اور نشہ آور چیز کا استعمال اتنا سنگین جرم ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (مدمن خمر كعابد وثن۔) [ابن ماجه] یعنی: ہمیشہ شراب پینے والے کسی بت کی عبادت کرنے والے کی طرح ہے۔ جوا، ڈھول اور باجے کا تعلق حرام کردہ امور سے ہے، لیکن موجودہ زمانے میں ان کا استعمال بکثرت ہے اور نہ چاہتے ہوئے بھی اس گناہ میں ملوث ہونا پڑتا ہے۔

استحباب اخذ الدين

قرض لینا کا استحباب

۱۶۱۰۔عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الدَّائِنِ (اَيْ الْمَدِيْنِ) حَتّٰى يَقْضِيَ دَيْنَهُ، مَالَمْ يَكُنْ فِيْمَا يَكْرَهُ اللّٰهُ)) قَالَ: ((وَكَانَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ جَعْفَرٍ يَقُوْلُ لِخَازِنِهِ اِذْهَبْ فَخُذْ لِي بِدَيْنٍ، فَاِنِّي اَكْرَهُ اَنْ اَبِيْتَ لَيْلَةً اِلَّا وَاللّٰهُ مَعِي بَعْدَ مَاسَمِعْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ)) [الصحيحة: ۱۰۰۰]

سیدنا عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک اللہ تعالیٰ قرض دینے والے کے ساتھ ہوتا ہے، یہاں تک کہ وہ قرضہ ادا کر دے، الا یہ کہ اس قرضے کا تعلق اللہ تعالیٰ کی ناپسندیدہ چیزوں سے ہو۔'' سیدنا عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ اپنے خزانچی کو کہتے تھے: تو جا اور کہیں سے میرے لئے قرضہ لے آ، کیونکہ رسول اللہ ﷺ کی یہ حدیث سننے کے بعد میں نہیں چاہتا کہ رات گزاروں اور اللہ تعالیٰ میرے ساتھ نہ ہو۔

تخریج: الصحیحة ۱۰۰۔ ابن ماجه (۲۴۰۹)، دارمی (۲۵۹۸)، حاکم (۲/ ۲۳)، بخاری فی التاریخ (۳/ ۴۷۶)

فوائد: بعض اوقات قرضہ لینا انسان کی مجبوری بن جاتا ہے، لیکن اس کی ادائیگی اس کی وصولی سے بڑی مجبوری ہے۔ جب مسلمان کسی جائز ضرورت کے لئے قرضہ لیتا ہے اور پھر اس کو واپس کرنے کے لئے فکر کرتا ہے اور ہر ممکن کوشش کرتا ہے تو اللہ تعالی اس کا ساتھ دیتا ہے اور اس کے قرضے کی ادائیگی کے اسباب پیدا کرتا ہے۔

باب: تحريم حرق الجاني بالنار

باب: کسی مجرم کو آگ سے بطور سزا جلانا حرام ہے

۱۶۱۱۔عَنْ حَمْزَةَ الْاَسْلَمِيِّ مَرْفُوعًا: ((اِنْ اَنْتُمْ قَدَرْتُمْ عَلَيْهِ فَاقْتُلُوْهُ، وَلَا تُحَرِّقُوْهُ بِالنَّارِ، فَاِنَّمَا يُعَذِّبُ بِالنَّارِ رَبُّ النَّارِ)).
[الصحيحة:١٥٦٥]

سیدنا حمزہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اگر تم (عذرہ قبیلے کے فلاں) آدمی پر حاوی آ جاؤ تو اسے قتل کر دینا، آگ کے ساتھ نہیں جلانا، کیونکہ آگ کو پیدا کرنے والا ہی آگ کے ساتھ عذاب دے سکتا ہے۔“

تخریج: الصحیحة ۱۵۶۵۔ ابو داؤد (۲۶۷۳)، احمد (۳/ ۴۹۴)، سعید بن منصور فی سننه (۲۶۴۳)، بیهقی (۹/ ۷۲)

فوائد: شریعت نے تمام جرائم اور ان کے مرتکب مجرمین کی سرکوبی کے لئے مخصوص یا عام قوانین معین کر دیئے ہیں، لہٰذا کسی قسم کے مجرم کو آگ کا عذاب نہیں دیا جا سکتا۔

حفاظة الحائط على اهلها في النهار

دن کو باغ کی حفاظت کرنا مالکوں پر ہے

۱۶۱۲۔عَنْ حَرَامِ بْنِ سَعْدِ بْنِ مُحَيِّصَةَ، اَنَّ نَاقَةً لِّلْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ دَخَلَتْ حَائِطَ رَجُلٍ فَاَفْسَدَتْ فِيْهِ، فَقَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اَنَّ عَلٰى اَهْلِ الْحَوَائِطِ حِفْظَهَا فِي النَّهَارِ، وَاَنَّ مَا اَفْسَدَتِ الْمَوَاشِيْ بِاللَّيْلِ ضَامِنٌ عَلٰى اَهْلِهَا))
[الصحيحة:٢٣٨]

حرام بن سعد بن محیصہ کہتے ہیں کہ سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی اونٹنی ایک آدمی کے باغ میں داخل ہو گئی اور اس کا نقصان کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ دیتے ہوئے فرمایا: ”دن کو حفاظت کرنا باغ کے مالکوں کی ذمہ داری ہے اور رات کے نقصان کے ذمہ دار مویشیوں کے مالک ہوں گے۔“

تخریج: الصحیحة ۲۳۸۔ مالك فی الموطا (۲/ ۷۴۷، ۷۴۸) مرسلاً، احمد (۵/ ۴۳۵)، بیهقی (۸/ ۳۴۱)، ابن ماجه (۲۳۳۲)

فوائد: شریعت نے باغوں اور مویشیوں کے مالکوں کے لئے انتہائی حکمت بھرا قانون وضع کیا ہے، کیونکہ دن کو عام طور پر مویشی چرنے کے لئے کھیتوں میں جاتے ہیں، ان کے ساتھ چرواہے بھی ہوتے ہیں، بہرحال وہ جانور ہیں اور کسی نہ کسی طرح کسی کی فصل کا نقصان کر سکتے ہیں۔ اس لئے ایسے نقصان کا ذمہ دار مویشی کے مالک کو نہیں ٹھہرایا گیا، بلکہ فصل اور باغ کے مالک کو تنبیہ کی گئی کہ وہ خود حفاظت کرے۔ رات چونکہ آرام کا وقت ہے اور باغوں کے مالکوں کے لئے پوری رات پہرہ دینا ناممکن ہے، اس لئے ایسے میں مویشیوں کے مالکوں کو تلقین کی گئی کہ وہ ان کو کسی نہ کسی طرح قابو میں رکھیں۔

باب: الامر بالوفاء بالعهود

باب: مشرکوں سے کیے گئے وعدے پورے کرنے کا

حكم للمشركين

١٦١٣ـعَنْ حُذَيْفَةَ: اَنَّ الْمُشْرِكِيْنَ اَخَذُوْهُ وَاَبَاهُ، فَاَخَذُوْا عَلَيْهِمْ اَنْ لَّا يُقَاتِلُوْهُمْ يَوْمَ بَدْرٍ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((فُوْا لَهُمْ، وَنَسْتَعِيْنُ اللّٰهَ عَلَيْهِمْ)). [الصحيحة: ٢١٩١]

سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: مشرکوں نے مجھے اور میرے باپ کو پکڑ لیا اور ہم سے یہ معاہدہ لیا کہ بدر والے دن ہمارے مقابلے میں لڑائی کے لئے نہ آنا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم ان کا عہد پورا کرو اور ہم ان پر اللہ تعالی سے مدد طلب کرتے ہیں۔''

تخريج: الصحيحة ٢١٩١- احمد (٥/ ٣٩٧)، مسلم (١٧٨٧)، احمد (٥/ ٣٩٥) من طريق آخر عنه نحوه.

فوائد: مشرکوں سے کیا گیا عہد و پیمان پورا کیا جائے گا، اسی لئے آپ ﷺ نے سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ اور ان کے والد سیدنا یمان رضی اللہ عنہ کو جہاد میں شریک نہ ہونے کی تلقین کی۔ غور فرمائیں کہ جنگِ بدر میں اسلامی سپاہ کی تعداد بھی کم تھی اور سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ جیسے لوگوں کو جہاد میں شرکت کرنے کی رغبت بھی تھی، لیکن پھر بھی آپ ﷺ نے مشرکوں سے کیے گئے عہد و پیمان کا خیال رکھا۔ ہم نے تو موقع ٹالنے کے لئے عہد و پیمان کو ایک بہانہ بنا رکھا ہے۔

باب حرمة مكة — مکہ کی حرمت کا بیان

١٦١٤ـ[عَنْ اَبِيْ شُرَيْحٍ ـرَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُـ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ الْغَدَ مِنْ يَوْمِ الْفَتْحِ، يَقُوْلُ قَوْلًا، سَمِعَتْهُ اُذُنَايَ وَ وَعَاهُ قَلْبِيْ، وَاَبْصَرَتْهُ عَيْنَايَ حِيْنَ تَكَلَّمَ بِهِ: حَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ:] ((اِنَّ مَكَّةَ حَرَّمَهَا اللّٰهُ، فَلَا يَحِلُّ لِامْرِءٍ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ اَنْ يَّسْفِكَ بِهَا دَمًا، وَلَمْ يَعْضُدْ بِهَا شَجَرَةً، فَاِنْ اَحَدٌ تَرَخَّصَ لِقِتَالِ رَسُوْلِ اللّٰهِ فِيْهَا، فَقُوْلُوْا: اِنَّ اللّٰهَ قَدْ اَذِنَ لِرَسُوْلِهِ وَلَمْ يَاْذَنْ لَكُمْ، وَاِنَّمَا اَذِنَ لِيْ فِيْهَا سَاعَةً مِّنْ نَهَارٍ، ثُمَّ عَادَتْ حُرْمَتُهَا الْيَوْمَ كَحُرْمَتِهَا بِالْاَمْسِ، وَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ)). [الصحيحة:٣٥٤٣]

سیدنا ابو شریح رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے دوسرے دن ایک بات ارشاد فرمائی، میرے کانوں نے اسے سنا، میرے دل نے اسے یاد رکھا اور میری آنکھوں نے آپ ﷺ کو یہ بات ارشاد فرماتے ہوئے دیکھا، آپ ﷺ نے اللہ تعالی کی حمد و ثنا بیان کی اور پھر فرمایا: ''بیشک مکہ کو اللہ تعالی نے حرمت والا قرار دیا، لوگوں نے نہیں، اب کسی ایسے شخص کے لئے حلال نہیں، جو اللہ تعالی اور یومِ آخرت پر ایمان رکھتا ہو، کہ وہ یہاں خون بہائے یا درخت کاٹے۔ اگر کوئی رسول اللہ ﷺ کے قتال (کو دلیل بنا کر اپنے لئے) رخصت نکالے تو اسے کہہ دینا کہ اللہ تعالی نے اپنے رسول کو مکہ میں (قتال کی) اجازت دی اور تمھیں نہیں دی اور مجھے بھی دن کے کچھ وقت کے لئے ہی (لڑائی کرنے کی) اجازت دی، اس کے بعد اس کی حرمت اسی طرح ہو گئی جس طرح کل تھی۔ یہاں موجود لوگ (یہ احکام) غیر حاضر لوگوں تک پہنچا دیں۔''

تخريج: الصحيحة ٣٥٤٣- بخاري (١٠٤، ١٨٣٢، ٤٢٩٥)، مسلم (١٣٥٤)، ترمذي (٨٠٩)، نسائي (٢٨٧٦)

فوائد: اس میں مکہ مکرمہ کی حرمت وعظمت کا بیان ہے۔

باب: وجوب الاخذ بيد الظالم

باب: ظالم کو ظلم سے روکنے کے وجوب کا بیان

۱۶۱۵۔ عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ، أَنَّهُ قَالَ: أَيُّهَا النَّاسُ! إِنَّكُمْ تَقْرَؤُونَ هٰذِهِ الْآيَةَ: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا عَلَيْكُمْ أَنْفُسَكُمْ لَا يَضُرُّكُمْ مَنْ ضَلَّ إِذَا اهْتَدَيْتُمْ﴾[المائدة: ۱۰۵] وانی سمعت رسول الله ﷺ يقول: ((ان الناس اذا رأوا الظالم فلم يأخذوا بيده، اوشك ان يعمهم الله بعقاب منه.)) [الصحيحة:۱۵٦٤]

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا: لوگو! تم یہ آیت پڑھتے ہو: ﴿اے ایمان والو! اپنی فکر کرو، جب تم راہِ راست پر چل رہے ہو تو جو شخص گمراہ رہے، اس سے تمھارا کوئی نقصان نہیں﴾ (سورۂ مائدہ: ۱۰۵) اور میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''جب لوگ ظالم کو دیکھ کر اسے ظلم سے باز نہیں رکھیں گے تو قریب ہے کہ اللہ تعالی ان پر اپنا عام عذاب مسلط کر دے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۵۶۴۔

فوائد: ہر آدمی اس بات کا مکلف ہے کہ وہ جہاں برائی کو دیکھے، اسے اپنے ہاتھ سے، نہیں تو زبان سے روکے، اگر ایسا نہ کر سکے تو اپنے دل سے برا جانے جو ایمان کا ضعیف ترین شعبہ ہے۔ آج کل لوگوں کو نیکی و بدی کا علم ہے، لیکن انھوں نے اپنے دماغ کی پیداوار ایک خاص قسم کی مصلحت کا ڈھونگ رچایا اور نتیجتاً چپ سادھ لی۔ برائیوں کی راہوں میں روڑے اٹکانا ہر مسلم فرد کی ضرورت اور ذمہ داری ہے۔ اگر ایسے نہ کیا تو ہمیں بھی چار و ناچار اور چاہتے نہ چاہتے ہوئے ان برائیوں میں ملوث ہونا پڑے گا اور نتیجۃً اللہ تعالی کے عام عذاب کی صورت میں نکل آئے گا۔ دنیا رہے گی نہ دین۔

النهبة لا تحل

لوٹنا حلال نہیں ہے

۱۶۱۶۔ عَنْ ثَعْلَبَةَ بْنِ الْحَكَمِ، قَالَ: أَصَبْنَا غَنَمًا لِلْعَدُوِّ، فَانْتَهَبْنَا، فَنَصَبْنَا قُدُورَنَا، فَمَرَّ النَّبِيُّ ﷺ بِالْقُدُورِ، فَأَمَرَ بِهَا فَأُكْفِئَتْ، ثُمَّ قَالَ ﷺ: ((إِنَّ النُّهْبَةَ لَا تَحِلُّ)). [الصحيحة:۱٦۷۳]

سیدنا ثعلبہ بن حکم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: دشمن کی بکریاں ہمارے ہاتھ لگ گئیں، ہم نے وہ لوٹ لیں اور اپنی ہانڈیاں چڑھا دیں۔ جب نبیٔ کریم ﷺ ہانڈیوں کے پاس سے گزرے تو (انھیں انڈیلنے کا) حکم دیا، پس وہ انڈیل دی گئیں، پھر فرمایا: ''لوٹنا حلال نہیں ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۶۷۳۔ ابن ماجہ (۳۹۳۸)، احمد (۵/ ۳۶۷)، حاکم (۲/ ۱۳۴)، طیالسی (۱۱۹۵)

فوائد: اسلام نہ صرف مسلمان بلکہ غیر مسلم کے مال و جان اور عزت و عظمت کا سب سے بڑا محافظ ہے۔ لوٹ مار اور ڈاکہ زنی، جو کہ موجودہ دور میں عام ہے، کی اسلامی قانون میں کوئی گنجائش نہیں ہے۔ سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (ومن انتھب نھبۃ مشھورۃ فلیس منا۔) [ابوداود، ترمذی] یعنی: اور جس نے واضح لوٹ مار کی، وہ ہم میں سے نہیں۔

ذم البدعة

بدعت کی مذمت

۱۶۱۷۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے

قَالَ: ((اَنَا اٰخِذٌ بِحُجَزِكُمْ عَنِ النَّارِ، اَقُوْلُ: اِيَّاكُمْ وَجَهَنَّمَ! اِيَّاكُمْ وَالْحُدُوْدَ! فَاِذَا مِتُّ فَاَنَا فَرَطُكُمْ وَمَوْعِدُكُمْ عَلَى الْحَوْضِ، فَمَنْ وَرَدَ اَفْلَحَ، وَيَاْتِيْ قَوْمٌ فَيُوْخَذُ بِهِمْ ذَاتَ الشِّمَالِ، فَاَقُوْلُ: يَا رَبِّ اُمَّتِيْ! فَيُقَالُ: لَاتَدْرِيْ مَا اَحْدَثُوْا بَعْدَكَ مُرْتَدِّيْنَ عَلٰى اَعْقَابِهِمْ)).

[الصحيحة: ٣٠٨٧]

فرمایا: ''میں تمھیں آگ سے بچانے کے لئے تمھاری کمروں سے پکڑ کر (پیچھے کھینچتا ہوں) اور کہتا ہوں: جہنم سے بچو' حدود (کو پھلانگنے) سے بچو۔ جب میں فوت ہو جاؤں گا تو تمھارا پیش رو ہوں گا اور حوض پر تم سے ملاقات ہوگی' جو وہاں آ گیا' وہ کامیاب ہو جائے گا۔ کچھ لوگ وہاں پہنچیں گے تو سہی لیکن انھیں بائیں جانب دھکیل دیا جائے گا۔ میں کہوں گا: اے میرے ربّ! یہ تو میری امت ہے۔ سو کہا جائے گا: آپ نہیں جانتے کہ انھوں نے کون کون سی بدعات کو فروغ دیا' یہ اپنی ایڑیوں پر پلٹ کر مرتدّ ہو گئے تھے۔''

تخریج: الصحیحة ۳۰۸۷۔ طبرانی فی الکبیر (۱۲۵۰۷)' طبرانی فی الاوسط (۲۸۹۵)' والبزار (۳۴۸۰) من طریق آخر عنه۔

فوائد: سیدنا عبد اللہ بن جابر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خطبے میں کہتے تھے: (فان خير الحديث كتاب الله وخير الهدى هَدْى محمد صلی اللہ علیہ وسلم وشر الامور محدثاتها وكل محدثة بدعة۔) [مسلم] یعنی: یقیناً سب سے بہترین حدیث اللہ تعالی کی کتاب ہے' سب سے بہترین راستہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا راستہ ہے اور سب سے بدترین کام نئے ایجاد کردہ (یعنی بدعات وخرافات) ہیں اور ہر بدعت گمراہی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ میں دین اسلام کی تکمیل ہوگئی' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی ایسا کام عبادت سمجھ کر یا دین سمجھ کر یا اجر وثواب سمجھ کر کرنا' جو قرآن وحدیث سے ثابت نہ ہو' بدعت کہلاتا ہے۔ مثلاً تقلید کرنا' قبر پر اذان کہنا' مرد وزن کی نماز میں دلیل کے بغیر فرق کرنا' نماز سے پہلے زبان سے نیت پڑھنا۔ بارہ وفات منانا' آخری بدھ' کونڈے' محرم کی نیاز وغیرہ وغیرہ۔ ہمیں چاہئے کہ دین کو لوگوں کے آراء وخیالات سے پاک رکھیں۔ ہر شرعی مسئلہ کو قرآن وحدیث کی روشنی میں حل کر کے عملی طور پر ان پر کاربند رہیں۔

تقبيل الصائم المرأة

روزے دار کے بیوی کا بوسہ لینے کا بیان

١٦١٨۔ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ رَجُلٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ: اَنَّ الْاَنْصَارِيَّ اَخْبَرَ عَطَاءً: اَنَّهُ قَبَّلَ امْرَاَتَهُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ صَائِمٌ، فَاَمَرَ امْرَاَتَهُ فَسَاَلَتِ النَّبِيَّ ﷺ عَنْ ذٰلِكَ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ يَفْعَلُ ذٰلِكَ)) فَاَخْبَرَتْهُ امْرَاَتُهُ فَقَالَ: اِنَّ النَّبِيَّ يُرَخَّصُ لَهُ فِيْ اَشْيَاءَ، فَارْجِعِيْ اِلَيْهِ فَقُوْلِيْ لَهُ، فَرَجَعَتْ اِلَى

عطا بن یسار' ایک انصاری آدمی سے روایت کرتے ہیں کہ ایک انصاری نے انہیں بتایا کہ: میں نے رسول اللہ ﷺ کے عہد میں روزے کی حالت میں اپنی بیوی کا بوسہ لے لیا۔ پھر میں نے اپنی بیوی کو نبی کریم ﷺ سے اس کی بابت سوال کرنے کے لئے بھیجا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''رسول اللہ خود اس طرح کر لیتے ہیں۔'' جب میری بیوی نے واپس آ کر مجھے یہ حدیث سنائی تو میں نے کہا: نبی کریم ﷺ کو تو بعض چیزوں کی (بطورِ خاصہ) رخصت دے

النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَتْ: قَالَ: إِنَّ النَّبِيَّ يُرَخِّصُ لَهُ فِيْ أَشْيَاءَ؟! فَقَالَ: ((أَنَا أَتْقَاكُمْ لِلّٰهِ، وَأَعْلَمُكُمْ بِحُدُوْدِ اللّٰهِ)). [الصحيحة: ٣١٠٧]

دی جاتی ہے، لہٰذا تو واپس جا اور (ذرا وضاحت کے ساتھ) دریافت کر۔ سو اس نے واپس جا کر کہا: نبی کو تو بعض چیزوں میں (بطورِ خاصہ) رخصتیں دی جاتی ہیں، (ہم کیا کریں؟) آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں اللہ تعالیٰ سے سب سے زیادہ ڈرنے والا اور اس کی حدود کو سب سے زیادہ جاننے والا ہوں۔''

تخریج: الصحيحة ٣١٠٧- عبد الرزاق (٨٤١٢) وعنه، احمد (٥/ ٤٣٤)، ابن حزم فى المحلى (٦/ ٢٠٧)

فوائد: اس میں یہ وضاحت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے تمام قسم کے اقوال و افعال امت کے لئے رشد و ہدایت کا پیغام اور حجت ہیں، کسی کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ کسی مسئلہ میں اپنے آپ کو اس اعتبار سے مستثنیٰ سمجھے کہ اسے اس سے زیادہ یا اس سے کم عمل کرنا چاہیے۔ ہاں جہاں اللہ تعالیٰ وضاحت کر دے کہ فلاں عمل کی فلاں صورت نبی کریم ﷺ کے ساتھ خاص ہے، تو کسی امتی کو وہ صورت اپنانے کی اجازت نہ ہوگی، جیسے بیک وقت چار سے زائد بیویوں سے شادی کرنا۔

ذنب أخذ حق اخيه بظلم

اپنے بھائی کے حق کو زیادتی کے ساتھ لینے کا گناہ

١٦١٩- عَنْ أُمِّ سَلِمَةَ مَرْفُوْعًا: ((إِنَّكُمْ تَخْتَصِمُوْنَ إِلَيَّ، وَإِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ، وَلَعَلَّ بَعْضَكُمْ أَنْ يَكُوْنَ أَلْحَنَ بِحُجَّتِهِ مِنْ بَعْضٍ، وَإِنَّمَا أَقْضِيْ لَكُمْ عَلَى نَحْوِ مِمَّا أَسْمَعُ مِنْكُمْ، فَمَنْ قَضَيْتُ لَهُ مِنْ حَقِّ أَخِيْهِ شَيْئًا فَلَا يَأْخُذْهُ فَإِنَّمَا أَقْطَعُ لَهُ قِطْعَةً مِّنَ النَّارِ يَأْتِيْ بِهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) [الصحيحة: ٤٥٥]

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم لوگ میرے پاس جھگڑا لے کر آتے ہو اور میں تو محض ایک بشر ہوں، ممکن ہے کہ ایک آدمی دوسرے کی نسبت اپنی دلیل وضاحت کے ساتھ پیش کر لیتا ہو اور میں تو اسی کے مطابق تمہارا فیصلہ کر دوں گا جو تم سے سنوں گا، (تم یاد رکھو کہ) اگر میں اس کے بھائی کے حق کا فیصلہ اس کے حق میں کر دیتا ہوں تو وہ اس چیز کو وصول نہ کرے، کیونکہ وہ تو آگ کا ٹکڑا ہے جو میں اسے کاٹ کر دے رہا ہوں اور وہ اسے قیامت کے روز بھی اپنے ساتھ لائے گا۔''

تخریج: الصحيحة ٤٥٥- بخاری (٢٤٥٨، ٢٦٨٠)، مسلم (١٧١٣)، نسائی (٥٤٢٤)، ترمذی (١٣٣٩)، ابن ماجه (٢٣١٧)

فوائد: معلوم ہوا کہ حاکم کا فیصلہ حلت و حرمت کا معیار نہیں ہے۔ جو آدمی جھوٹا ہو اور اسے علم ہو کہ فلاں چیز اس کی نہیں ہے، لیکن اس کے دلائل اور زبان درازی کی روشنی میں حاکم اس کے حق میں فیصلہ کر دیتا ہے، پھر بھی یہ چیز اس کے حق میں حلال نہیں ہوگی۔ اس حدیث سے یہ اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ کسی کا حق غصب کرنا کتنا بڑا جرم ہے۔

١٦٢٠- عَنْ أُمِّ سَلِمَةَ مَرْفُوْعًا: ((إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ وَإِنَّكُمْ تَخْتَصِمُوْنَ إِلَيَّ وَلَعَلَّ بَعْضَكُمْ أَنْ يَكُوْنَ أَلْحَنَ بِحُجَّتِهِ مِنْ بَعْضٍ فَأَقْضِيْ لَهُ عَلَى

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''میں تو محض ایک بشر ہوں، تم میرے پاس جھگڑا لے کر آتے ہو اور ممکن ہے کہ ایک آدمی دوسرے کی نسبت دلائل کو وضاحت کے ساتھ

نَحْوِ مَا اَسْمَعُ مِنْهُ، فَمَنْ قَضَيْتُ لَهُ مِنْ حَقِّ اَخِيْهِ بِشَيْءٍ فَلَا يَأْخُذْ شَيْئًا فَإِنَّمَا اَقْطَعُ لَهُ قِطْعَةً مِّنَ النَّارِ)). [الصحيحة:١١٦٢]

پیش کر سکتا ہو' میں تو جیسے بات سنوں گا' اسی کے مطابق فیصلہ کروں گا' (تم یاد رکھو کہ) اگر میں نے کسی کے حق میں دوسرے کے حق کا فیصلہ کر دیا تو وہ اسے وصول نہ کرے' کیونکہ میں (اس صورت میں) اسے آگ کا ٹکڑا کاٹ کر دے رہا ہوں گا۔''

تخریج: الصحیحة ۱۱۶۲۔ بخاری (۶۹۶۷)' مالک (۲/ ۷۱۹)' ابوداؤد (۳۵۸۳)' والنظر الحدیث السابق۔

باب: تالیف الرؤساء من اجل قومهم

١٦٢١۔عَنْ اَبِي ذَرٍّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَهُ: ((كَيْفَ تَرٰى جَعِيْلًا؟)) قَالَ: فَقُلْتُ: مِسْكِيْنٌ كَشَكْلِهِ مِنَ النَّاسِ، قَالَ: ((فَكَيْفَ تَرٰى فُلَانًا؟)) قُلْتُ : سَيِّدٌ مِنَ السَّادَاتِ، قَالَ: ((فَجَعِيْلٌ خَيْرٌ مِّنْ مِّلْءِ الْاَرْضِ .اَوِ الْاَلْفِ، اَوْ نَحْوِ ذٰلِكَ. مِنْ فُلَانٍ)) قَالَ: قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، فَفُلَانٌ هٰكَذَا، وَاَنْتَ تَصْنَعُ بِهِ مَاتَصْنَعُ؟ فَقَالَ: ((اِنَّهُ رَأْسُ قَوْمِهِ، فَاَنَا اَتَاَلَّفُهُمْ فِيْهِ)).

[الصحيحة: ١٠٣٧)]

باب:

سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انھیں فرمایا: ''فلاں مزدور کے بارے میں تیرا کیا خیال ہے؟'' میں نے کہا: مسکین سا ہے' بس عام لوگوں کی طرح۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''فلاں آدمی کے بارے میں تیرا کیا خیال ہے؟'' میں نے کہا: وہ تو اعلیٰ قسم کا سردار ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس قسم کا ایک مزدور فلاں قسم کے زمین بھر یا ہزاروں سادات سے بہتر ہے۔'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! فلاں آدمی بھی تو (اسی قسم کا سردار ہے) اور آپ اس کی بڑی آؤ بھگت کرتے ہیں؟'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ اپنی قوم کا سردار ہے' میں اس کی تالیفِ قلبی کے لئے (اس سے حسنِ سلوک سے پیش آتا ہوں)۔''

تخریج: الصحیحة ۱۰۳۷۔ ابن وهب فی الجامع(۳۴)' ابو نعیم فی الحلیة (۱/ ۳۵۳)' وفی معرفة الصحابة (۲/ ۱۲۶)

فوائد: اللہ تعالیٰ کے معیار کی بنیاد ایمان وایقان' تقوی وطہارت اور نیکی و پارسائی پر ہے' نہ کہ مال و دولت' سیادت و قیادت' صدارت وسربراہی اور حسن و جمال پر۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں ایک مومن و متقی ہزاروں دنیوی سرداروں سے بہتر ہے۔ اغیار کی تالیفِ قلبی کے لئے ان پر مال و دولت خرچ کرنا' ان کو تحائف و ہدایا بھیجنا اور ان سے حسنِ سلوک سے پیش آنا نبوی منہج ہے۔ آجکل اہل اسلام فرقوں میں بٹ چکے ہیں اور ہر فرقہ دوسرے فرقے سے شدید نفرت کرتا ہے۔ دو مختلف فرقوں والے لوگ مل بیٹھ کر راضی نہیں' حالانکہ اگر ایک فرقہ اپنے آپ کو برحق سمجھتا ہے تو اسے چاہئے کہ دوسرے کے ساتھ حسنِ سلوک سے پیش آئے اور اپنے مسلک کی دعوت دے۔

تحريم تعذيب النار

١٦٢٢ ـعَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ،عَنْ اَبِيْهِ، قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ سَفَرٍ، فَانْطَلَقَ لِحَاجَتِهِ، فَرَاَيْنَا حُمَّرَةً مَعَهَا فَرْخَانِ، فَاَخَذْنَا

آگ کے عذاب کی حرمت

عبد الرحمٰن بن عبد اللہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں' انھوں نے کہا: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر میں تھے' آپ ﷺ قضائے حاجت کے لئے تشریف لے گئے' ہم نے (چڑیا کی طرح کا)

فَرْخَيْهَا، وَجَاءَ تِ الْحُمَّرَةُ، فَجَعَلَتْ تَفْرِشُ،فَجَاءَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ:مَنْ فَجَعَ هٰذِهٖ بِوَلَدِهَا؟ رُدُّوْا وَلَدَهَا اِلَيْهَا۔ وَرَاٰی قَرْيَةَ نَمْلٍ قَدْ حَرَّقْنَاهَا، فَقَالَ: مَنْ حَرَّقَ هٰذِهٖ؟ قُلْنَا: نَحْنُ قَالَ: ((اِنَّهٗ لَا يَنْبَغِيْ اَنْ يُعَذِّبَ بِالنَّارِ اِلَّا رَبُّ النَّارِ))

[الصحيحة :٤٨٧]

ایک سرخ پرندہ دیکھا' اس کے ساتھ اس کے دو بچے تھے' ہم نے ان بچوں کو پکڑ لیا۔ تو وہ پرندہ ان کے گرد منڈلانے لگا' اتنے میں نبی ٔکریم ﷺ تشریف لے آئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس پرندے کو اس کے بچوں کی وجہ سے کس نے رنج پہنچایا ہے؟ اسے اس کے بچے لوٹا دو' اور آپ ﷺ نے چیونٹیوں کی ایک بستی دیکھی جس کو ہم نے جلا دیا تھا' تو آپ ﷺ نے پوچھا: یہ بستی کس نے جلائی ہے؟ ہم نے جواب دیا: ہم نے (جلائی ہے)' آپ ﷺ نے فرمایا: ''آگ کا عذاب دینا تو آگ کے ربّ کو ہی سزاوار ہے:

تخریج: الصحیحۃ ۴۸۷۔ (ابو داؤد (۲۶۷۵)' حاکم (۴/ ۲۳۹)' بخاری فی الادب المفرد (۳۸۲)' احمد (۴۰۴۱)

فوائد: کسی کو کوئی حق نہیں کہ وہ آگ کے ساتھ کسی کو عذاب یا سزا دے۔

تحريم اكل. من اهل الكتاب الابالاذن

اہل کتاب کا کھانا بغیر اجازت کھانا حرام ہے

١٦٢٣۔عَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ السُّلَمِيِّ قَالَ:نَزَلْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ (خَيْبَرَ)، وَمَعَهٗ مَنْ مَّعَهٗ مِنْ اَصْحَابِهٖ، وَكَانَ صَاحِبُ(خَيْبَرَ) رَجُلًا مَارِدًا مُنْكِرًا، فَاَقْبَلَ اِلَی النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ ! لَكُمْ اَنْ تَذْبَحُوْا حُمُرَنَا، وَتَاْكُلُوْا ثَمَرَنَا، وَتَضْرِبُوْا نِسَاءَ نَا؟! فَغَضِبَ النَّبِيُّ ﷺ وَقَالَ: ((يَا ابْنَ عَوْفٍ!اِرْكَبْ فَرَسَكَ ثُمَّ نَادِ: اَلَا اِنَّ الْجَنَّةَ لَا تَحِلُّ اِلَّا لِمُؤْمِنٍ، وَاَنِ اجْتَمِعُوْا لِلصَّلَاةِ)) قَالَ: فَاجْتَمَعُوْا، ثُمَّ صَلّٰی بِهِمُ النَّبِيُّ ﷺ ثُمَّ قَامَ فَقَالَ: ((اَيَحْسِبُ اَحَدُكُمْ مُتَّكِئًا عَلٰی اَرِيْكَتِهٖ قَدْ يَظُنُّ اَنَّ اللّٰهَ لَمْ يُحَرِّمْ شَيْئًا اِلَّا مَا فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ؟! اَلَا وَاِنِّيْ وَاللّٰهِ قَدْ اَمَرْتُ وَوَعَظْتُ وَنَهَيْتُ عَنْ اَشْيَاءَ اِنَّهَا لَمِثْلُ

سیدنا عرباض بن ساریہ ؓ کہتے ہیں: ہم نبی ٔکریم ﷺ کے ساتھ خیبر میں اترے' صحابہ بھی آپ ﷺ کے ساتھ تھے۔ خیبر کا سردار بڑا سرکش اور دھوکہ باز آدمی تھا۔ وہ آپ ﷺ کی طرف متوجہ ہوا اور کہا: اے محمد! کیا تم ہو جو ہمارے گدھے ذبح کرو گے' ہمارے پھل کھاؤ گے اور ہماری عورتوں پر قبضہ کرو گے؟ نبی ٔکریم ﷺ غصے میں آ گئے اور فرمایا: ''اے ابن عوف! گھوڑے پر سوار ہو کر اعلان کر: خبردار! جنت میں داخل ہونے والا صرف مومن ہو گا اور یہ (منادی بھی کرو کہ) نماز کے لئے جمع ہو جاؤ۔'' لوگ جمع ہو گئے' آپ ﷺ نے انھیں نماز پڑھائی' پھر کھڑے ہوئے اور فرمایا: ''کیا کوئی آدمی اپنے تکیے پر ٹیک لگا کر یہ گمان کر سکتا ہے کہ اللہ تعالی نے وہی چیزیں حرام کی ہیں جن کا ذکر قرآن مجید میں ہے؟ آگاہ ہو جاؤ! اللہ کی قسم! میں نے بھی حکم دیا' میں نے بھی وعظ و نصیحت کیا' میں نے بھی کچھ چیزوں سے منع کیا' (میرے بیان کردہ

الْقُرْآنِ أَوْ أَكْثَرُ، وَإِنَّ اللّٰهَ .عَزَّ وَجَلَّ. لَمْ يُحِلَّ لَكُمْ أَنْ تَدْخُلُوا بُيُوتَ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا بِإِذْنٍ، وَلَا ضَرْبَ نِسَائِهِمْ، وَلَا أَكْلَ ثِمَارِهِمْ، إِذَا أَعْطَوْكُمُ الَّذِي عَلَيْهِمْ)). [الصحيحة:۸۸۲]

احکام) قرآن مجید کے احکام جتنے یا ان سے بھی زیادہ ہیں۔ اللہ تعالی نے تمھارے لئے بغیر اجازت کے اہل کتاب کے گھروں میں داخل ہونے، ان کی عورتوں کو مارنے اور ان کے پھل کھانے کو حلال نہیں کیا، بشرطیکہ وہ ان امور کی ادائیگی کرتے رہیں جو ان کی ذمہ داری میں ہیں۔"

تخریج: الصحیحة ۸۸۲۔ ابو داؤد (۳۰۵۰)، ابن عبد البر فی التمھید (۱/ ۱۴۹)

فوائد: قرآن مجید کے احکام کی طرح نبی کریم ﷺ کے اقوال و افعال بھی حجت ہیں۔ اس پر کسی فرد کو تعجب نہیں ہونا چاہئے کیونکہ خود اللہ تعالی نے آپ ﷺ کو ﴿وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ٥ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوْحَىٰ﴾ کا عہدہ عطا کیا۔ تمام پرندوں کی حلت و حرمت احادیث مبارکہ سے ثابت ہوئی، گھریلو گدھے اور شیر، چیتا اور لومڑی جیسے کچلی والے جانوروں کی حرمت احادیث سے ثابت ہوئی، مچھلی اور مکڑی کے مرداروں کی حلت احادیث سے ثابت ہوئی، زکوۃ سے بعض چیزوں کو مستثنی قرار دینا، بعض کے بارے میں شرطیں لگانا اور زکوۃ کے نصاب اور شرح زکوۃ کی وضاحت کرنا آپ ﷺ کی ذمہ داری تھی۔ غرضیکہ بے شمار مثالیں ہیں، جن کی بنا پر کسی شخص کے لئے کوئی گنجائش نہیں رہتی کہ وہ احادیث مقدسہ کے بارے کچھ ایسے انداز میں اگلنا شروع کر دے، جس سے ان کی اہمیت کم ہوتی ہو۔

ذم الظلم — ظلم کی مذمت

١٦٢٤ـعَنْ يَعْلَى بْنِ مُرَّةَ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ:((أَيُّمَا رَجُلٍ ظَلَمَ شِبْرًا مِنَ الْأَرْضِ، كَلَّفَهُ اللّٰهُ .عَزَّ وَجَلَّ. أَنْ يَحْفِرَهُ حَتَّى يَبْلُغَ آخِرَ سَبْعِ أَرْضِينَ، ثُمَّ يُطَوَّقُهُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ حَتَّى يُقْضَى بَيْنَ النَّاسِ)). [الصحيحة: ٢٤٠]

سیدنا یعلی بن مرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: "جس آدمی نے زمین پر ایک بالشت کے بقدر ناجائز قبضہ کیا، اللہ تعالی اسے اس بات کا مکلف ٹھہرائیں گے کہ وہ کھدائی کرے یہاں تک کہ ساتویں زمین کی آخری (تہہ) تک پہنچ جائے، پھر اسے قیامت کے روز لوگوں کا فیصلہ ہونے تک اس کا طوق پہنایا جائے گا۔"

تخریج: الصحیحة ۲۴۰۔ ابن حبان (۵۱۶۴)، احمد (۴/ ۱۷۳)، عبد بن حمید (۴۰۷)

فوائد: یہ دوسروں کا مال غصب کرنے کا نتیجہ ہے۔ زمیندار اور پٹواری بالخصوص اس چیز کی کوئی پرواہ نہیں کرتے اور کسی نہ کسی شیطانی حیلے بہانے کر کے اور اپنی حدود کو بہر کا بہر کا کر دوسرے کی زمین قبضہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ جو کوئی کسی انداز میں دوسرے کا مال غصب کرنے کی کوشش کرتا ہے، وہ اپنے انجام بد پر نظر رکھے۔

اخذ الضيف بقدر قراه — مہمان کے اپنی مہمانی کے بقدر لینے میں کوئی حرج نہیں ہے

١٦٢٥ـعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ:((أَيُّمَا

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "اگر

ضَيْفٍ نَزَلَ بِقَوْمٍ، فَأَصْبَحَ الضَّيْفُ مَحْرُوْمًا، فَلَهُ أَنْ يَأْخُذَ بِقَدْرِ قِرَاهُ وَلَا حَرَجَ عَلَيْهِ)) [الصحيحة: ٦٤٠]

کوئی مہمان کسی قوم کے پاس اترے اور وہ صبح کے وقت اپنی میزبانی سے محروم رہے تو اسے یہ حق حاصل ہے کہ وہ ان سے اپنی میزبانی کے بقدر کوئی چیز لے لے اس میں اس پر کوئی حرج نہیں ہوگی۔''

تخریج: الصحیحۃ ۶۴۰۔ احمد (۲/ ۳۸۰)' طحاوی فی المشکل (۴/ ۴۰)' وفی شرح المعانی (۴/ ۲۴۲)

فوائد: مہمان کی خدمت کرنا فرض ہے اور یہ اتنا بڑا حق ہے کہ خدمت نہ کرنے کی صورت میں مہمان کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ بزور اپنی خدمت کے بقدر میزبانی کا سامان وصول کرے۔

باب: الحدود كفارات

باب: حدود گناہوں کا کفارہ ہیں

١٦٢٦ ـ عَنْ خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((أَيُّمَا عَبْدٍ أَصَابَ شَيْئًا مِّمَّا نَهَى اللّٰهُ عَنْهُ، ثُمَّ أُقِيْمَ عَلَيْهِ حَدُّهُ، كُفِّرَ عَنْهُ ذٰلِكَ الذَّنْبُ)). [الصحيحة: ١٧٥٥]

سیدنا خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر کوئی آدمی اللہ تعالیٰ کی منہیات میں سے کسی چیز کا ارتکاب کرے اور اس پر اس کی حد نافذ کر دی جائے تو اس کا وہ گناہ مٹا دیا جائے گا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۷۵۵۔ احمد (۵/ ۲۱۴' ۲۱۵)' حاکم (۴/ ۳۸۸)' واللفظ لہ' طبرانی (۳۷۲۸)

فوائد: امام البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کے جتنے شواہد ذکر کئے' ان سے معلوم ہوتا ہے کہ جب مجرم پر اس کے جرم کی حد نافذ کر دی جائے تو وہ اس کے جرم کا کفارہ بن جاتی ہے۔

١٦٢٧ ـ عَنْ جَرِيْرِ بْنِ بُجَيْلَةَ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ((بَرِئَتِ الذِّمَّةُ مِمَّنْ أَقَامَ مَعَ الْمُشْرِكِيْنَ فِيْ بِلَادِهِمْ)) [الصحيحة: ٧٦٨]

سیدنا جریر بن بجیلہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''(اللہ اور اس کا رسول) اس آدمی سے بری الذمہ ہیں جو مشرکوں کے ممالک میں ان کے ساتھ اقامت پذیر ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۷۶۸۔ محمد بن مخلد العطار فی المنتقی من حدیثہ (۲/ ۱۵/ ۱)' طبرانی فی الکبیر (۲۲۶۲)' ابن عدی فی الکامل (۶/ ۲۱۴۴)

فوائد: جب مسلمان مسلمانوں میں رہتا ہے تو مسلم حکمران اس کی حفاظت کے ذمہ دار ہوتے ہیں' لیکن اگر وہ مشرکوں کے ساتھ رہ رہا ہے اور اس وجہ سے اسے کوئی نقصان پہنچتا ہے' بیشک وہ نقصان مسلمانوں کی وجہ سے پہنچا ہو' تو وہ خود ذمہ دار ہوگا۔

١٦٢٨ ـ عَنْ يَعْلَى بْنِ أُمَيَّةَ، عَنْ أَبِيْهِ، قَالَ: قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا أَتَتْكَ رُسُلِيْ، فَأَعْطِهِمْ ثَلَاثِيْنَ دِرْعًا وَثَلَاثِيْنَ بَعِيْرًا)) فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَعَارِيَةٌ مَضْمُوْنَةٌ أَمْ عَارِيَةٌ مُؤَدَّاةٌ؟ قَالَ: ((بَلْ عَارِيَةٌ مُؤَدَّاةٌ)). [الصحيحة: ٦٣٠]

یعلی بن امیہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں' وہ کہتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تیرے پاس میرے قاصدین آئیں تو انھیں تیس زرہیں اور تیس اونٹ دے دینا۔'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اگر (یہ چیزیں جو میں) عاریۃً (دے رہا ہوں) ہلاک ہو گئیں تو ان کی قیمت کی ضمانت ہوگی یا نہیں؟ آپ

ﷺ نے فرمایا: ''اگر یہ چیزیں بعینہ موجود رہیں تو واپسی کی ضمانت ہوگی اور تلف ہونے کی صورت میں کوئی ذمہ داری نہیں ہوگی۔''

تخریج: الصحیحة ٦٣٠۔ ابو دائود (٣٥٦٢)' نسائی فی الکبری (٥٧٧٦)' احمد (٤/ ٢٢٢)' ابن حبان (٤٧٢٠)

فوائد: ''عاریہ مؤداۃ'' اس چیز کو کہتے ہیں جو عارضی طور پر لی گئی ہو اور اس وقت تک اس کو واپس کرنا ضروری ہو' جب تک وہ باقی ہو' اگر ضائع ہو جائے تو عوض میں اس کی قیمت ادا نہیں کی جاتی اور ''عاریہ مضمونہ'' اس چیز کو کہتے ہیں جو عارضی طور پر لی گئی ہو اس کو واپس کرنا ضروری ہو' اگر وہ تلف ہو جائے تو اس کی قیمت ادا کی جائے گی۔

باب: معتدة الوفاة تحد بالسواد ثلاثا فقط

باب: وفات کی عدت گزارنے والی عورت تین دن باندازِ سرگوشی گفتگو کرے

١٦٢٩ـعَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَيْسٍ اَنَّهَا قَالَتْ: لَمَّا اُصِيْبَ جَعْفَرُ بْنُ اَبِي طَالِبٍ، اَمَرَنِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((تَسَلَّبِي ثَلَاثًا، ثُمَّ اصْنَعِي مَا شِئْتِ)). [الصحيحة: ٣٢٢٦]

سیدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: جب سیدنا جعفر بن ابو طالب شہید ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ: ''تین دن سوگی لباس پہننے کا اہتمام کر' پھر جو مرضی کرنا۔''

تخریج: الصحیحة ٣٢٢٦۔ احمد (٦/ ٤٣٨)' ابن حبان (٣١٤٨)' ابن سعد (٨/ ٢٨٢)' بیہقی (٧/ ٤٣٨)

فوائد: عورت اپنے قریبی سے قریبی رشتہ دار میت پر زیادہ سے زیادہ تین دن تک سوگ منا سکتی ہے' البتہ بیوی اپنے خاوند کی وفات پر چار ماہ اور دس دن سوگ میں رہے گی' بشرطیکہ وہ غیر حاملہ ہو' حاملہ ہونے کی صورت میں وضع حمل تک سوگ کی مدت جاری رہے گی' وہ تھوڑی ہو یا زیادہ۔ عورت سوگ کے دوران زیب و زینت ترک کر دے' رنگا ہوا لباس نہ پہنے' لیکن رنگنے ہوئے سوت کا کپڑا پہن سکتی ہے' سرمہ نہ لگائے' خوشبو نہ لگائے' مہندی نہ لگائے اور کنگھی بھی نہ کرے۔ [احادیث صحیحہ ماخوذ از بخاری' نسائی' ابوداود]

١٦٣٠ـعَنْ اُمِّ هَانِي: اَنَّهَا سَاَلَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ: اَنَتَزَاوَرُ اِذَا مِتْنَا وَيَرٰى بَعْضُنَا بَعْضًا؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((تَكُوْنُ النَّسَمُ طَيْرًا تَعْلَقُ بِالشَّجَرِ، حَتّٰى اِذَا كَانُوْا يَوْمَ الْقِيَامَةِ دَخَلَتْ كُلُّ نَفْسٍ فِي جَسَدِهَا)). [الصحيحة: ٦٧٩]

سیدہ ام ہانی رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کہ کیا ہم مرنے کے بعد ایک دوسرے کو ملیں اور دیکھیں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''(مرنے کے بعد) روح ایک پرندے کی شکل میں ہوتی ہے جو درختوں پر چگتا رہتا ہے' حتی کہ قیامت کا دن آ جائے گا اور ہر روح کو اس کے جسم میں داخل کر دیا جائے گا۔''

تخریج: الصحیحة ٦٧٩۔ احمد (٦/ ٤٢٤' ٤٢٥)' ابونعیم فی الحلیة (٢/ ٧٧)' طبرانی فی الکبیر (٢٥/ ١٣٧)

فوائد: موت سے میدان حشر تک کی مدت کو عالم برزخ کہتے ہیں' عالم برزخ کی کیفیت و نوعیت کے بارے میں مختلف احادیث منقول ہیں' اگر کسی حدیث کی حقانیت کا بادی النظر علم ہو جائے تو ٹھیک' وگرنہ اس کو حق تسلیم کر کے اس کی کیفیت کو اللہ تعالی کے سپرد کر

دیا جائے۔ اس حدیث میں آپ ﷺ سے جو سوال کیا گیا تھا، اس کا جواب درج ذیل حدیث میں موجود ہے:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مومن کی موت کے وقت رحمت کے فرشتے سفید ریشم لے کر آتے ہیں، .... پھر وہ مومن کی پاکیزہ روح کو مومنوں کی روحوں میں پہنچا دیتے ہیں، جتنی خوشی ہمیں کسی پردیسی کی آمد پر ہوتی ہے، ان روحوں کو اس روح کے آنے کی وجہ سے اس سے زیادہ خوشی ہوتی ہے۔ وہ اس سے پوچھتی ہیں: فلاں کیا کر رہا تھا؟ فلاں کیا کر رہا تھا؟ وہ جواب دیتی ہے: اس کا تذکرہ چھوڑ، وہ تو دنیا کے بارے میں فکر مند تھا، اور فلاں آدمی (تو فوت ہو چکا ہے کیا اس) کی روح تمہارے پاس نہیں پہنچی؟ وہ کہتی ہیں: (یہاں نہ پہنچنے کا مقصد یہ ہوا کہ) اسے جہنم میں لے جایا جا چکا ہے۔ جب کافر کی موت کا وقت ہوتا ہے تو عذاب والے فرشتے ٹاٹ لے کر آتے ہیں، .... پھر وہ اسے کافروں کی ارواح میں پہنچا دیتے ہیں۔ [نسائی]

باب: الجلد والرجم والنفي

باب: کوڑے، رجم اور جلاوطنی کی سزا کا بیان

١٦٣١۔ عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ مَرْفُوعًا: ((اَلثَّيِّبَانِ يُجْلَدَانِ وَيُرْجَمَانِ، وَالْبِكْرَانِ يُجْلَدَانِ وَيُنْفَيَانِ)). [الصحيحة: ١٨٠٨]

سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''شادی شدہ زانیوں کو (پہلے 100) کوڑے لگائیں جائیں گے، پھر سنگسار کیا جائے گا اور کنوارے زانیوں کو (100) کوڑے لگائے جائیں گے اور (ایک سال کے لئے) جلا وطن کیا جائے گا۔''

تخریج: الصحیحة ۱۸۰۸۔ ابو نعیم فی مساند ابی یحییٰ فراس (۹۱/ ۱) دیلمی (۲/ ۷۰)، ابن مردویه کمافی تفسیر ابن کثیر (۲/ ۲۱۰) له شاهد عنه مسلم (۱۶۹۰)، وغیرہ من حدیث عبادة رضی اللہ عنہ۔

فوائد: سرِ دست یہ سزا زیادہ نظر آتی ہے، لیکن جن کی عزتیں لٹ چکی ہوں اور وہ انتقام نہ لے سکتے ہوں، ان سے پوچھا جائے تو وہ اس حدّ کو بھی کم سمجھیں گے۔ دراصل اس قسم کے مجرم پر حدّ لگانے کا مقصد اس کی اصلاح نہیں، بلکہ حضرت آدم علیہ السلام کی بیٹیوں، خاندانوں، قبیلوں اور روئے زمین پر بسنے والے تمام مسلمانوں کی عزتوں کی حفاظت کرنا مقصود ہے۔ اللہ تعالی نے اپنے بندوں کی عزتوں اور حرمتوں کو محفوظ کرنے کے لئے یہ حدود لاگو کرنے کا حکم دیا ہے۔

نیز اس حدّ سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ زنا کتنا سنگین جرم ہے، کہ برائی کرنے والے شادی شدہ مرد و زن کو سو سو کوڑے لگا کر پتھروں سے مار مار کر موت کے گھاٹ اتارا جا رہا ہے اور غیر شادی شدہ کو سو سو کوڑے لگا کر ایک سال کے لئے جلاوطن کیا جا رہا ہے۔

باب: تحريم الانتحار

باب: خودکشی کی حرمت کا بیان

١٦٣٢۔ عَنْ جُنْدُبِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْبَجَلِيِّ مَرْفُوعًا: ((جُرِحَ رَجُلٌ فِيمَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ جِرَاحًا، فَجَزِعَ مِنْهُ، فَأَخَذَ سِكِّينًا فَحَزَّبِهَا يَدَهُ، فَمَا رَقَى الدَّمُ عَنْهُ حَتّٰى مَاتَ، فَقَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: عَبْدِي بَادَرَنِي نَفْسَهُ، حَرَّمْتُ

سیدنا جندب بن عبد اللہ بجلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم سے پہلے ایک آدمی زخمی ہو گیا تھا، وہ بہت بے تاب ہوا اور چھری سے اپنا ہاتھ کاٹ دیا، پھر خون نہ تھما یہاں تک کہ وہ مر گیا۔ اللہ تعالی نے فرمایا: میرا بندہ مجھ سے سبقت لے گیا ہے (یعنی میری تقدیر پر راضی نہ ہوا اور خود فیصلہ کر دیا)، میں نے

عَلَيْهِ الْجَنَّةَ)) [الصحيحة:٤٦٢]

اس پر جنت حرام کر دی ہے۔“

تخریج: الصحیحة ۴۶۲۔ طبرانی فی الکبیر (۱۶۶۳)، بخاری (۱۳۶۴)، مسلم (۱۱۳)، احمد (۴/ ۳۱۲) نحوہ۔

فوائد: صبر کی تین اقسام ہیں: (۱) اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنے پر صبر کرنا (۲) اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچنے پر صبر کرنا اور (۳) اللہ تعالیٰ کی آزمائشوں کو صبر سے برداشت کرنا۔ اس حدیث سے صبر کی اہمیت ثابت ہو رہی ہے، اللہ تعالیٰ کی طرف سے جس قسم کی مصیبت آ جائے، اسے خندہ پیشانی کے ساتھ برداشت کرنا چاہئے اور جزع وفزع کرنے سے گریز کرنا چاہئے۔

باب: فضل اقامة الحدود

باب: حدود قائم کرنے کی فضیلت

١٦٣٣۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((حَدٌّ يُعْمَلُ بِهٖ فِي الْاَرْضِ خَيْرٌ لِاَهْلِ الْاَرْضِ مِنْ اَنْ يُمْطَرُوْا اَرْبَعِيْنَ صَبَاحًا)).

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ایک شرعی حد، جسے زمین (میں بسنے والوں) پر نافذ کیا جائے، وہ اہل زمین کے حق میں چالیس دنوں کی بارش سے بہتر ہے۔“

تخریج: الصحیحة ۲۳۱۔ ابن ماجه (۲۵۳۸)، نسائی (۴۹۰۸)، احمد (۲/ ۴۰۲)، ابن الجارود (۸۰۱)

فوائد: اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی جانوں کی حفاظت کے لئے قتل کی حد، ان کے مالوں کی حفاظت کے لئے چوری کی حد اور ان کی عزتوں کی حفاظت کے لئے زنا اور تہمت کی حد کو مشروع قرار دیا ہے۔ بارش کے فوائد اپنی جگہ پر مسلّم ہیں، بلکہ نظام زندگی کے قیام کے لئے ضروری ہے، لیکن بارش جس رزق کا سبب بنے گی، اگر وہی چوروں اور ڈاکوؤں کے ہتھے لگتا رہے تو سب کچھ رائیگاں ہو جاتا رہے گا۔ اگر ایک دفعہ خاندان کی عزت لٹ جائے تو مال و دولت کی ریل پیل کے باوجود نظریں جھکا کر اور گردنیں خم زدہ کر کے زندگیاں گزارنی پڑتی ہیں۔ اگر کسی قبیلے کا ایک فرد قتل کر دیا جائے تو جہاں برسوں کے لئے قاتل و مقتول کے خاندانوں کا سکون غارت ہوتا ہے، وہاں بسا اوقات درجنوں افراد کو قتل و غارت گری کے بازار میں جھکنا پڑتا ہے۔ ان سب امور کا حل یہی ہے کہ اگر کسی کا جرم حد کے قابل ہے تو جرأت و دلیری اور اسلامی غیرت کا مظاہرہ کرتے ہوئے اسے نافذ کر دیا جائے۔

بیان حرم البئر

کنواں کے احاطہ کا بیان

١٦٣٤۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((حَرِيْمُ الْبِئْرِ اَرْبَعُوْنَ ذِرَاعًا مِنْ حَوَالَيْهَا كُلُّهَا لِاَعْطَانِ الْاِبِلِ وَالْغَنَمِ)) [الصحيحة:٢٥١]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کنویں کا احاطہ اس کے اردگرد چالیس ہاتھ ہے، یہ ساری جگہ اونٹوں اور بھیڑوں بکریوں کے بیٹھنے کے لئے ہے۔“

تخریج: الصحیحة ۲۵۱۔ احمد (۲/ ۴۹۴)، بیهقی (۶/ ۱۵۵)

فوائد: اونٹ، گائے، بکریوں وغیرہ پر لوگوں کی معیشت کا انحصار رہا ہے اور اب بھی ہے۔ عہد قدیم میں مویشیوں کو پانی پلانے کے مخصوص ذرائع تھے اور آجکل بھی بعض مقامات پر ایسے ہی ہے۔ ان میں سے ایک ذریعہ کنواں تھا، جس پر مختلف لوگوں کے مویشی جمع ہو جاتے تھے، اس لئے آپ ﷺ نے اس کے اردگرد چالیس ہاتھ یعنی ساٹھ فٹ احاطہ خالی رکھنے کی تلقین کی، تاکہ کسی قسم کی تنگی نہ ہو۔

باب: من اللعب المباح

باب: جائز کھیل کا بیان

۱۶۳۵۔عَنِ الشَّعْبِيِّ رَفَعَهُ: أَنَّهُ مَرَّ عَلَى أَصْحَابِ الدِّرْكِلَةِ فَقَالَ: ((خُذُوْا يَا بَنِيْ أَرْفِدَةَ! حَتّٰى تَعْلَمَ الْيَهُوْدُ وَالنَّصَارٰى أَنَّ فِيْ دِيْنِنَا فُسْحَةً)) قَالَ: فَبَيْنَمَا هُمْ كَذٰلِكَ إِذَا جَاءَ عُمَرُ، فَلَمَّا رَأَوْهُ اِنْذَعَرُوْا۔ [الصحيحة: ۱۸۲۹]

امام شعبی (جو تابعی ہیں) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بچوں کا ایک (مخصوص حبشی) کھیل کھیلنے والوں کے پاس سے گزرے اور فرمایا: ”اے بنوارفدہ! (یعنی حبشیو!) کھیلتے رہو، تا کہ یہودیوں اور عیسائیوں کو پتہ چل جائے کہ ہمارے دین میں وسعت ہے۔“ وہ کھیل رہے تھے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ آ گئے، جب انھوں نے آپ کو دیکھا تو سہم گئے۔

تخریج: الصحيحة ۱۸۲۹۔ ابو عبيد في غريب الحديث (۱۰۲/ ۲)، حارث بن ابی اسامة (بقيه الباعث ۸۶۶) مرسلاً، ديلمی (۲/ ۱۱۰)، احمد (۶/ ۱۱۶/ ۲۳۳)، حميدی (۲۵۹)، موصولاً من طريق آخر۔

فوائد: ہماری شریعت میں مباح اور جائز کھیل کھیلنے میں کوئی مضائقہ نہیں، لیکن یہ پابندی ضروری ہے کہ اس کھیل کا کوئی نہ کوئی دنیوی یا اخروی فائدہ ہو، مثلاً صحت اور ذہنی تازگی وغیرہ اور دوسری بات یہ ہے کہ وہ کھیل محض غیر مسلموں کی نقالی کرتے ہوئے نہ کھیلا جائے۔ بعض جدیدیت کے مارے ہوئے علماء کرام پر طعنہ زنی کرتے ہیں کہ مولوی تو ہنسنے کو بھی جرم کہتے ہیں۔ اس روایت میں ان کے لیے سبق ہے کہ نبی کریم ﷺ نے تو کھیلوں کی حوصلہ افزائی فرمائی ہے۔ لیکن ایسے کھیل کہ جن کے دوران نماز کا وقت آیا اور گزر گیا، کھلاڑی نے نماز پڑھی نہ تماشائی نے۔ یہ ناجائز ہے۔ ان کھیلوں کو ناجائز کہنے پر کوئی سیخ پا ہوتا ہے تو ہوا کرے۔ فرمان نبوی ﷺ کے ہوتے ہوئے نہ مداہنت ہو سکتی ہے اور نہ کسی قسم کا سمجھوتہ۔

الخمر ام الخبائث

شراب تمام گناہوں کی جڑ ہے

۱۶۳۶۔عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو مَرْفُوْعًا: ((اَلْخَمْرُ أُمُّ الْخَبَائِثِ، وَمَنْ شَرِبَهَا لَمْ يَقْبَلِ اللّٰهُ مِنْهُ صَلَاةً أَرْبَعِيْنَ يَوْمًا، فَإِنْ مَّاتَ وَهِيَ فِيْ بَطْنِهِ مَاتَ مِيْتَةً جَاهِلِيَّةً)). [الصحيحة: ۱۸۵٤]

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”شراب خباثتوں کی جڑ ہے، جس نے شراب پی، چالیس روز اس کی نماز قبول نہیں ہوگی۔ وہ آدمی جاہلیت کی موت مرے گا، جس کے پیٹ میں مرتے وقت شراب ہوگی۔“

تخریج: الصحيحة ۱۸۵۴۔ معجم اوسط طبرانی (۳۶۸۰)، وخذی فی الوسيط (۲/ ۲۲۵)، قضاعی فی مسند الشهاب (۵۷) مختصراً، دارقطنی (۲۴۷/ ۴)

فوائد: پہلے بھی نشہ آور چیزوں کی حرمت و قباحت بیان کی جا چکی ہے۔ یہ حدیث اپنے مفہوم میں خود واضح ہے۔ یہ یاد رہے کہ سگریٹ نوشی، حقہ نوشی، بیڑا اور نسوار کا تعلق بھی اسی شعبے سے ہے، لیکن چونکہ ہر گھر اس جرم میں ملوث ہے، اس لئے تسلیم کرنے میں ذرا ہچکچاہٹ ہوتی ہے، وگرنہ اعلی قسم کے سگریٹ اور حقے کے شائقین پر پابندی لگا کر یا ان خباثتوں کو استعمال نہ کرنے والے بچوں اور لڑکوں کو زیادہ مقدار میں سگریٹ یا حقہ استعمال کروائیں اور ان کی کیفیت کا مظاہرہ کریں۔ اگر کوئی فرد پھر ان کا نشہ آور ہونا تسلیم نہ کرے تو وہ یہ حقیقت تو مانتا ہوگا کہ یہ چیزیں صحت کے لئے سخت مضر ہیں اور شریعت نے ایسی چیزوں کو خبائث کہا اور حرام قرار دیا۔

باب: ام الفواحش والخبائث

١٦٣٧۔عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَفَعَهُ: ((اَلْخَمْرُ أُمُّ الْفَوَاحِشِ، وَأَكْبَرُ الْكَبَائِرِ، مَنْ شَرِبَهَا وَقَعَ عَلَى أُمِّهِ وَخَالَتِهِ وَعَمَّتِهِ)).

[الصحيحة:١٨٥٣]

باب:

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”شراب بے حیائیوں کی جڑ ہے اور سب سے بڑا کبیرہ گناہ ہے، جو اس کو پیئے گا وہ اپنی ماں، خالہ اور پھوپھی سے زنا کر بیٹھے گا۔“

تخریج: الصحیحة ۱۸۵۳- طبرانی فی الکبیر (۱۱۳۷۲، ۱۱۴۹۸)، والاوسط (۳۱۵۸)

فوائد: شراب نہ صرف کئی خباثتوں کی جڑ ہے، بلکہ دنیا بھی تباہ کر دیتی ہے اور آخرت کو بھی داؤ پر لگا دیتی ہے۔ شرابی نہ اولاد کا رہتا ہے اور نہ والدین کا۔ ایک شرابی کی وجہ سے پورے خاندان کے سکون کا جنازہ اٹھ جاتا ہے۔ ایک شرابی کی وجہ سے گھروں کے گھر بے عزت ہو کر اجڑ جاتے ہیں۔ ایک شرابی کی وجہ سے کئی افراد کی مسکراہٹیں سسکیوں میں اور خوشحالیاں تنگ دستیوں میں تبدیل ہو جاتی ہیں۔ یہ شرابی ہی ہے جسے ماں، بہن، بیوی اور بیٹی جیسے مقدس رشتوں کی تمیز نہیں رہتی۔ یہ شرابی ہی ہے جو تمام ارکانِ اسلام کو منہدم کر دیتا ہے۔ سچ فرمایا ہمارے اولین خیر خواہ ﷺ نے کہ شراب ام الخبائث ہے، ام الفواحش ہے۔

تذكير العادى بالله ثلاثا

١٦٣٨ـعَنْ قُهَيْدٍ الْغِفَارِيِّ،قَالَ: سَأَلَ سَائِلٌ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنْ عَدَا عَلَيَّ عَادٍ؟ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: ((ذَكِّرْهُ بِاللّٰهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، فَإِنْ أَبَى فَقَاتِلْهُ، فَإِنْ قَتَلَكَ، فَأَنْتَ فِي الْجَنَّةِ، وَإِنْ قَتَلْتَهُ، فَإِنَّهُ فِي النَّارِ)).

[الصحيحة: ٣٢٤٧]

زیادتی کرنے والے کو تین مرتبہ اللہ کا خوف دلانا

سیدنا قہید غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک سائل نے نبی کریم ﷺ سے سوال کیا: اے اللہ کے رسول! اگر کوئی زیادتی کرنے والا مجھ پر زیادتی کرے تو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اسے تین دفعہ اللہ کا واسطہ دے کر نصیحت کر، اگر وہ انکار پر تلا رہے تو اس سے لڑائی کر۔ اگر اس نے تجھے قتل کر دیا تو تو جنت میں جائے گا اور اگر تو نے اس کو قتل کر دیا تو وہ جہنم میں جائے گا۔“

تخریج: الصحیحة ۳۲۴۷- بخاری فی التاریخ (۷/ ۱۹۸، ۱۹۹)، بیهقی (۸/ ۳۳۶)، احمد (۳/ ۴۲۳)

فوائد: اگر ظالم اس بات کا موقع نہ دے کہ اسے اللہ تعالی کا واسطہ دیا جا سکے تو اپنی جان کی حفاظت کے لئے میدان میں اتر کر مقابلہ کیا جائے، جیسا کہ سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (...... ومن قتل دون دمه فهو شهيد۔) [ابوداود، ترمذی] یعنی: جو اپنے خون کی حفاظت کرتے ہوئے قتل ہو گیا، وہ شہید ہے۔

ذم الغدر

١٦٣٩ـعَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((ذِمَّةُ الْمُسْلِمِيْنَ وَاحِدَةٌ، فَإِنْ جَارَتْ عَلَيْهِمْ جَائِرَةٌ، فَلَا تُخْفِرُوْهَا فَإِنَّ لِكُلِّ غَادِرٍ لِوَاءً

دھوکے کی مذمت

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تمام مسلمانوں کی ضمانت (کا حکم) ایک ہے، اگر کوئی مسلمان عورت کسی کو پناہ دے دے، تو اس کا عہد مت توڑو۔ (یاد رہے کہ) ہر

يُعْرَفُ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) [الصحيحة: ٣٩٣٨]

دھوکے باز پر ایک جھنڈا ہوگا جس کے ذریعے وہ قیامت کے روز پہچانا جائے گا۔"

تخریج: الصحیحۃ ۳۹۳۸۔ ابو یعلی (۴۳۹۲)' حاکم (۲/ ۱۴۱)' طبرانی فی الاوسط (۴۶۲۴)

فوائد: اسلام میں عہد و پیان کا خصوصی خیال رکھا گیا ہے' اگرچہ وہ غیر مسلموں کے بارے میں ہی کیوں نہ ہو۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (یجیر علی المسلمین ادناھم۔) [صحیحہ: ۲۴۴۹] یعنی: "(میری امت کا) کا ادنیٰ فرد بھی پوری امت پر پناہ دے گا۔" جو آدمی کسی سے کیا گیا عہد و پیان توڑے گا' دھوکہ کرے گا اور خیانت کرے گا تو اس جرم کی علامت اس پر جھنڈے کی صورت میں نظر آئے گی۔

نوع من الخمر

شراب کی اقسام

١٦٤٠ـ عَنْ جَابِرٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((اَلزَّبِيبُ وَالتَّمْرُ هُوَ الْخَمْرُ [يَعْنِي إِذَا نُبِذَا جَمِيعًا])).

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "منقہ اور کھجور تو شراب ہیں (یعنی جب ان کی اکٹھی نبیذ بنائی جائے تو)۔"

تخریج: الصحیحۃ ۱۸۷۵۔ نسائی (۵۵۴۸)' طبرانی فی الکبیر (۱۷۶۱)' حاکم (۴/ ۱۴۱)

فوائد: اسی طرح آپ ﷺ نے تر اور کھجور کا اکٹھا نبیذ بنانے سے بھی منع فرمایا۔ [بخاری' مسلم] شریعت نے شراب کے بارے میں حتمی قانون یہ پیش کیا ہے کہ جو چیز نشہ دے گی وہ حرام ہوگی۔ مختلف چیزوں کو ملا کر نبیذ بنانے سے منع کرنے کی وجہ یہ ہے کہ اس سے جلد نشہ پیدا ہو جاتا ہے۔

كيف يعرف الزنا وحده

زنا کو کیسے پہچانا جائے گا اور اس کی حد

١٦٤١ـ ((اَلشَّيْخُ وَالشَّيْخَةُ إِذَا زَنَيَا فَارْجُمُوْهُمَا الْبَتَّةَ)) وَرَدَ مِنْ حَدِيْثِ عُمَرَ، وَزَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ، وَأُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ، وَالْعَجْمَاءِ خَالَةِ أَبِيْ أُمَامَةَ بْنِ سَهْلٍ۔ حَدِيْثُ عُمَرَ: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ عُمَرُ: قَدْ خَشِيْتُ أَنْ يَطُوْلَ بِالنَّاسِ زَمَانٌ حَتّٰى يَقُوْلَ الْقَائِلُ: مَانَجِدُ الرَّجْمَ مَا فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ، فَيَضِلُّوْا بِتَرْكِ فَرِيْضَةٍ أَنْزَلَهَا اللّٰهُ أَلَا وَ إِنَّ الرَّجْمَ حَقٌّ إِذَا أَحْصَنَ، أَوْ قَامَتِ الْبَيِّنَةُ، أَوْكَانَ حَمْلٌ، أَوِ اعْتِرَافٌ، وَقَدْ قَرَأْتُهَا: ((اَلشَّيْخُ وَالشَّيْخَةُ......)) اَلْحَدِيْثَ، رَجَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ،وَرَجَمْنَا بَعْدَهُ۔

"جب شادی شدہ مرد اور عورت زنا کریں تو انھیں بہر صورت سنگسار کر دو۔" یہ حدیث سیدنا عمر' سیدنا زید بن ثابت' سیدنا ابی بن کعب اور سیدہ عجماء جو ابوامامہ بن سہل کی خالہ تھیں' رضی اللہ عنہم سے مروی ہے۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھے اندیشہ ہے کہ طویل زمانہ بیت جانے کے بعد کہنے والا کہے گا کہ ہمیں تو اللہ تعالی کی کتاب میں سنگسار کرنے کا حکم نہیں ملا اور اس طرح وہ اللہ تعالی کے عائد کردہ فریضے کو ترک کر کے گمراہ ہو جائیں گے۔ آگاہ ہو جاؤ! شادی شدہ زانی کو سنگسار کرنا حق ہے' جب گواہ گواہی دے دیں یا عورت کا حمل واضح ہو جائے یا مجرم خود اعتراف کر لے۔ میں نے (یہ آیت) خود پڑھی تھی: ﴿اَلشَّيْخُ وَالشَّيْخَةُ ......﴾ الخ۔ رسول اللہ ﷺ نے اور

[الصحیحۃ: ۲۹۱۳] آپ ﷺ کے بعد ہم نے سنگسار کیا۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۹۱۳۔ ابن ابی شیبۃ (۱۰/ ۷۵، ۷۶)، مسلم (۱۶۹۱) ولم یسق لفظہ، ابن ماجہ (۲۵۵۳)، احمد (۵/ ۱۸۳)، نسائی فی الکبیر (۷۱۴۵)، نسائی فی الکبری (۷۱۴۱)، حاکم (۲/ ۴۱۵) نسائی فی الکبری (۷۱۴۶)، حاکم (۴/ ۳۵۹)

فوائد: اس آیت ﴿اَلشَّیْخُ وَالشَّیْخَۃُ اِذَا زَنَیَا فَارْجُمُوْھُمَا الْبَتَّۃَ﴾ کی تلاوت منسوخ ہو چکی ہے، لیکن حکم باقی ہے۔

۱٦٤٢۔عَنِ الْجَارُوْدِ مَرْفُوْعًا: ((ضَالَّۃُ الْمُسْلِمِ حَرَقُ النَّارِ)) [الصحیحۃ: ٦٢٠]

سیدنا جارود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''مسلمان کی گمشدہ چیز آگ کی لپٹ ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۶۲۰۔ احمد (۵/ ۸۰)، طبرانی فی الکبیر (۲۱۲۰)، والصغیر (۸۴۶)، دارمی (۲۶۰۲)، نسائی فی الکبری (۵۷۹۴)

فوائد: گمشدہ چیز کے بارے میں شریعت نے یہ قانون نافذ کیا ہے اسے اٹھانے والا ایک سال تک اعلان کرے گا، ایک سال کے بعد اسے استعمال کرنے کی اجازت ہوگی، لیکن بعد میں اگر مالک آجاتا ہے تو اسے ادا کرنا ہوگی۔ یہ حدیث اس آدمی کے بارے میں ہے جو مومن کی گمشدہ چیز اس نیت سے اٹھاتا ہے کہ وہ اس پر قبضہ کرلے اور کسی کو نہ بتائے۔

العاریۃ مؤداۃ

عاریتاً لی ہوئی چیز واپس کی جائے گی

۱٦٤٣۔عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ ((اَلْعَارِیَۃُ مُؤَدَّاۃٌ، وَالْمِنْحَۃُ مَرْدُوْدَۃٌ، وَمَنْ وَجَدَ لُقَطَۃً مُصَرَّاۃً، فَلَا یَحِلُّ لَہٗ صِرَارُھَا حَتّٰی یُرِیَھَا)). [الصحیحۃ: ٦١١]

سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عاریۃً لی ہوئی چیز واپس کی جائے گی اور دودھ والی بکری (جو بطورِ عارضی عطیہ دی گئی ہو) لوٹا دی جائے گی، جس آدمی نے ایسی گری پڑی چیز اٹھائی جسے دھاگے وغیرہ کے ساتھ باندھا ہوا ہو تو اس کے لئے اسے کھولنا حلال نہیں، جب تک کسی دوسرے کو دکھا کر (اسے گواہ) نہ بنا لے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۶۱۱۔ ابن حبان (۵۰۹۴)، نسائی فی الکبیری (۵۷۸۱)، ابن حزم فی المحلی (۹/ ۱۷۲)

فوائد: اس حدیث شریف میں بیان شدہ احکامات کی وضاحت پہلے ہو چکی ہے۔ گمشدہ چیز اٹھانے والے کو چاہئے کہ عادل گواہ بنا لے، تاکہ بعد میں جہاں شبہ پیدا ہو اسے دور کیا جا سکے۔

باب: کفر دون کفر

باب:

۱٦٤٤۔ عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ مَرْفُوْعًا: ((قِتَالُ الْمُؤْمِنِ کُفْرٌ، وَسِبَابُہٗ فُسُوْقٌ، وَلَا یَحِلُّ لِمُسْلِمٍ اَنْ یَّھْجُرَ اَخَاہُ فَوْقَ ثَلَاثَۃِ اَیَّامٍ)) [الصحیحۃ: ٢٢٩٨]

سیدنا سعد بن ابو وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مومن سے لڑنا کفر ہے اور اسے گالی دینا فسق ہے اور کسی مسلمان کے لئے حلال نہیں کہ وہ (قطع رحمی کرتے ہوئے) اپنے بھائی سے تین سے زیادہ دنوں کے لئے ترکِ تعلق رکھے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۲۹۸۔ احمد (۱/ ۱۷۶)، طبرانی فی الکبیر (۳۲۴)، الضیاء فی المختارۃ (۱۰۲۱)، نسائی (۴۱۹۹)، مختصراً۔

فوائد: مومن سے لڑائی کرنا کفریہ عمل ہے اور اسے گالی دینا منافقانہ صفت اور نافرمانی کا کام ہے۔ دو مومنوں کا آپس میں تعلقات توڑنا سنگین جرم ہے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (لایحل لمسلم ان یھجر اخاہ فوق ثلاث، فمن ھجر فوق ثلاث، فمات دخل النار۔) [ابوداود] یعنی: کسی مسلمان کے لئے حلال نہیں کہ وہ اپنے بھائی سے تین دنوں سے زیادہ تک قطع تعلق کئے رکھے، جس نے تین دنوں سے زیادہ تک تعلق قطع کئے رکھا اور پھر اسی حال میں مرگیا، تو وہ جہنم میں داخل ہوگا۔

ایفاء الیمین الا ان یکون غیر خیراً منھا

قسم کو پورا کرنا ہاں اگر کوئی اور چیز اس سے بہتر ہو تو وہی کرے

۱۶۴۵۔ عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: ((كَانَ إِذَا حَلَفَ عَلٰى يَمِيْنٍ لَا يَحْنَثُ حَتّٰى أَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى كَفَّارَةَ الْيَمِيْنِ، فَقَالَ: لَا أَحْلِفُ عَلٰى يَمِيْنٍ فَأَرٰى غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا إِلَّا كَفَّرْتُ عَنْ يَمِيْنِي، ثُمَّ أَتَيْتُ الَّذِيْ هُوَ خَيْرٌ))

سیدنا عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب قسم اٹھاتے تھے تو اسے توڑتے نہیں تھے۔ جب اللہ تعالی نے قسم توڑنے کے کفارے کا حکم نازل کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اب جب بھی میں قسم اٹھاؤں گا اور کسی دوسری چیز کو اس سے بہتر پاؤں گا تو اپنی قسم کا کفارہ ادا کر کے بہتر چیز کو اختیار کروں گا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۰۶۸۔ حاتم (۴/ ۳۰۱)

فوائد: اللہ تعالی نے سورۂ مائدہ میں قسم کا یہ کفارہ بیان کیا ہے: دس مسکینوں کو اوسط درجے کا کھانا کھلانا یا ان کو کپڑے پہنانا یا ایک غلام آزاد کرنا۔ اگر تینوں میں سے کسی کی طاقت نہ ہو تو تین روزے رکھنا ہے۔ قسم کی تین اقسام ہیں، جن کی تفصیل اسی باب کے شروع میں گزر چکی ہے۔

اکثر دعاء رسول

رسول اللہ کی اکثر دعاء یہ ہوا کرتی تھی

۱۶۴۶۔ عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ، قَالَ: قُلْتُ لِأُمِّ سَلَمَةَ: يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ! مَا كَانَ أَكْثَرُ دُعَاءِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم إِذَا كَانَ عِنْدَكِ؟ قَالَتْ: ((كَانَ أَكْثَرُ دُعَائِهِ: يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ! ثَبِّتْ قَلْبِيْ عَلٰى دِيْنِكَ فَقِيْلَ لَهُ فِيْ ذٰلِكَ؟ فَقَالَ: إِنَّهُ لَيْسَ آدَمِيٌّ إِلَّا وَقَلْبُهُ بَيْنَ إِصْبَعَيْنِ مِنْ أَصَابِعِ اللّٰهِ، فَمَنْ شَاءَ أَقَامَ، وَمَنْ شَاءَ أَزَاغَ))

[الصحیحۃ: ۲۰۹۱]

شہر بن حوشب کہتے ہیں کہ میں نے سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا: اے ام المومنین! جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے پاس ہوتے تو کون سی دعا بکثرت پڑھتے تھے؟ انھوں نے کہا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ تر یہ دعا پڑھتے تھے: اے دلوں کو پھیرنے والے! میرے دل کو اپنے دین پر ثابت رکھ۔'' جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس دعا کی وجہ دریافت کی گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہر آدمی کا دل اللہ تعالی کی انگلیوں میں سے دو انگلیوں کے درمیان ہے، جس کو چاہے (راہِ ہدایت پر) ثابت رکھے اور جس کو چاہے گمراہ کر دے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۰۹۱۔ ترمذی (۳۵۱۷)، احمد (۶/ ۳۰۲، ۳۱۵)، ابن ابی شیبۃ فی الایمان (۵۶)

فوائد: دین پر استقامت اور ثابت قدمی اختیار کرنے کے لئے درج ذیل دعا کرنی چاہئے۔

يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ اِثْبِتْ قَلْبِيْ عَلٰى دِيْنِكَ

الفاظ حلف النبیؐ

نبیؐ کی قسم کے الفاظ

١٦٤٧ ـ عَنْ رِفَاعَةَ بْنِ عَرَابَةَ الْجُهَنِيِّ، قَالَ: ((كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا حَلَفَ قَالَ: وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ)). [الصحيحة:٢٠٦٩]

سیدنا رفاعہ بن عرابہ جہنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ یوں قسم اٹھاتے تھے: ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے۔''

تخریج: الصحيحة ۲۰۶۹۔ ابن ماجه (۲۰۹۰، ۲۰۹۱)، احمد (۴/ ۱۶)، ابن ابی عاصم فی الاحاد و المثانی (۲۵۶۰)

فوائد: صرف اللہ تعالی کی قسم اٹھانی چاہیے۔ آپ ﷺ عاجزی وانکساری کا اظہار کرتے ہوئے قسم کا مذکورہ بالا انداز اختیار کرتے تھے۔

باب: جواز الطلاق دون تدخل القاضي

باب: قاضی کی مداخلت کے بغیر طلاق دینے کا جواز

١٦٤٨ ـ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ عُمَرَ: ((كَانَ ﷺ طَلَّقَ حَفْصَةَ، ثُمَّ رَاجَعَهَا)).

[الصحيحة:٢٠٠٧]

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کو طلاق دی تھی، پھر ان سے رجوع کر لیا تھا۔

تخریج: الصحيحة ۲۰۰۷۔ ابو داؤد (۲۲۸۳)، نسائی (۳۵۹۰)، ابن ماجه (۲۰۱۶)، حاکم (۲/ ۱۹۷)

ذكر من امور الخير و الشر

خیر وشر کے کچھ امور کا ذکر

١٦٤٩ ـ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ: ((كَانَ ﷺ يَأْخُذُ الْوَبَرَةَ مِنْ جَنْبِ الْبَعِيْرِ مِنَ الْمَغْنَمِ، فَيَقُوْلُ: مَالِيْ فِيْهِ إِلَّا مِثْلُ مَا لِأَحَدِكُمْ مِنْهُ، إِيَّاكُمْ وَالْغُلُوْلَ! فَإِنَّ الْغُلُوْلَ خِزْيٌ عَلٰى صَاحِبِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، أَدُّوْا الْخَيْطَ وَالْمِخْيَطَ وَمَا فَوْقَ ذٰلِكَ، وَجَاهِدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى. الْقَرِيْبَ وَالْبَعِيْدَ، فِي الْحَضَرِ وَالسَّفَرِ، فَإِنَّ الْجِهَادَ بَابٌ مِّنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ، إِنَّهُ لَيُنْجِي اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى بِهِ مِنَ الْهَمِّ وَالْغَمِّ، وَأَقِيْمُوْا حُدُوْدَ اللّٰهِ فِي الْقَرِيْبِ وَالْبَعِيْدِ، وَلَا يَأْخُذُكُمْ فِي اللّٰهِ لَوْمَةُ لَائِمٍ)).

[الصحيحة:٦٧٠]

سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے غنیمت کے اونٹ کے ایک پہلو سے کچھ بال پکڑے اور فرمایا: ''اس میں میرا حصہ بھی وہی ہے جو تمھارا ہے، خیانت کرنے سے بچو، کیونکہ خیانت قیامت کے روز خائن کے لئے باعث رسوائی ہوگی۔ دھاگہ، سوئی اور اس سے بھی کم قیمت والی چیز ادا کر دو اور سفر قریب کا ہو یا بعید کا، حضر ہو یا سفر، ہر صورت میں اللہ کے راستے میں جہاد کرو، کیونکہ جہاد جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے اور اللہ تعالی اس کے ذریعے پریشانی و پشیمانی اور غم و الم سے نجات دلاتا ہے اور رشتہ دار ہوں یا غیر رشتہ دار، ہر ایک پر اللہ تعالی کی حدیں قائم کرو اور اللہ تعالی کے بارے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت تمھیں متاثر نہ کرنے پائے۔''

تخریج: الصحيحة ۶۷۰۔ عبد الله بن احمد فی زوائد المسند (۵/ ۳۳۰)، ابن ماجه (۲۵۴۰) مختصراً، طبرانی فی الاوسط (۵۶۵۶)

حفظ الامانة

امانت کی حفاظت کا بیان

١٦٥٠۔ عَنِ الْعِرْبَاضِ: ((كَانَ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَأْخُذُ الْوَبَرَةَ مِنْ قُصَّةٍ مِنْ فَيْءِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ. فَيَقُوْلُ: مَالِيْ مِنْ هٰذَا إِلَّا مِثْلُ مَالِأَحَدِكُمْ، إِلَّا الْخُمُسَ، وَهُوَ مَرْدُوْدٌ فِيْكُمْ، فَأَدُّوْا الْخَيْطَ وَالْمِخْيَطَ فَمَا فَوْقَهُمَا، إِيَّاكُمْ وَالْغُلُوْلَ فَإِنَّهُ عَارٌ وَشَنَارٌ عَلٰى صَاحِبِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) [الصحيحة: ٦٦٩]

سیدنا عرباض رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اللہ کے دیئے ہوئے مالِ فیٔ (کے ایک جانور کے) پیشانی کے بال پکڑے اور فرمایا: ''اس میں میرا حصہ بھی وہی ہے جو تمھارا ہے (یعنی) پانچواں حصہ میرا ہے اور وہ بھی تم میں تقسیم کر دیا جائے گا' لہٰذا دھاگہ' سوئی اور ان سے بھی کم قیمت والی چیزیں ادا کرو' اور خیانت سے بچو' یہ قیامت کے روز خائن کے لئے عیب و رسوائی کا باعث بنے گی۔''

تخریج: الصحیحة ٦٦٩۔ احمد (٤/ ١٢٧، ١٢٨)' البزار (الکشف ١٧٣٤)' طبرانی فی الکبیر (١٨/ ٢٦٠)' والاوسط (٢٤٤٣)

فوائد: مالِ فیٔ سے مراد وہ مالِ غنیمت ہے جو بلا جنگ حاصل ہو۔

اذا اجتمعت العدتان ای العدة تعتد

جب دو عدتیں جمع ہو جائیں تو کون سی عدت شمار کی جائے گی

١٦٥١۔ عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ بِنْ عَبْدِاللّٰهِ [بْنِ عُتْبَةَ] عَنْ أَبِيْهِ: أَنَّ سُبَيْعَةَ بِنْتَ الْحَارِثِ تَعَالَتْ مِنْ نِفَاسِهَا بَعْدَ وَفَاةِ زَوْجِهَا بِأَيَّامٍ، فَمَرَّ بِهَا أَبُوْ السَّنَابِلِ، فَقَالَ: إِنَّكِ لَا تَحِلِّيْ حَتّٰى تَمْكُثِيْ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَّعَشْرًا، فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَ: ((كَذَبَ أَبُوْ السَّنَابِلِ، لَيْسَ كَمَا قَالَ، قَدْ حَلَلْتِ، فَانْكِحِيْ، [إِذَا أَتَاكِ أَحَدٌ تَرْضِيْنَهُ فَأْتِيْنِيْ أَوْ أَنْبِئِيْنِيْ])). [الصحيحة: ٣٢٧٤]

سیدنا عبیداللہ بن عبد اللہ بن عتبہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ سبیعہ بنت حارث کا اپنے خاوند کی وفات کے (کچھ دن بعد بچہ پیدا ہوا) چند دن کے بعد وہ نفاس کے خون سے بھی پاک ہو گئی۔ ابو سنابل ان کے پاس سے گزرے اور کہا: تو اس وقت تک حلال نہیں ہوگی جب تک چار ماہ دس دن نہ گزر جائیں۔ اس نے یہ بات رسول اللہ ﷺ کے سامنے ذکر کی' تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''ابو سنابل غلط کہہ رہا ہے' وہ حقیقت نہیں جو اس نے کہا' تو واقعی حلال ہو چکی ہے اور نکاح کر سکتی ہے' اگر کوئی پسندیدہ آدمی تجھے پیغامِ نکاح بھیجے تو مجھے آگاہ کرنا۔''

تخریج: الصحیحة ٣٢٧٤۔ سعید بن منصور (١٥٠٦)' شافعی فی الام (٥/ ٢٠٦)' بیہقی (٦/ ٤٢٩)

فوائد: قرآن مجید کی رو سے بیوہ عورت کی عدت چار ماہ اور دس دن ہے' لیکن اگر وہ حاملہ ہو تو اس کی عدت وضع حمل ہوگی' وہ جلدی ہو جائے یا دیر سے۔ اس قصے میں سبیعہ کا بچہ چار ماہ اور دس دن سے پہلے ہی پیدا ہو گیا تھا۔

كفاية للحية ضربة بالسوط

کوڑے سے ایک بار مارنا ہی سانپ کے لیے کافی ہے

١٦٥٢: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِﷺ: ((كَفَاكَ الْحَيَّةَ ضَرْبَةٌ بِالسَّوْطِ، أَصَبْتَهَا أَمْ أَخْطَأْتَهَا)). [الصحيحة: ٦٧٦]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”سانپ کو کوڑے وغیرہ کی ایک ضرب کافی ہے، وہ لگے یا نہ لگے۔“

تخریج: الصحیحة ۶۷۶۔ ابو العباس الاصم فی حدیثه (۱۴۸)، بیہقی (۲/ ۲۶۶)، دارقطنی فی الافراد (ج ۳ رقم ۴۸)

فوائد: یعنی اگر سانپ بھاگ جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس سے کفایت کرے گا، زیادہ تگ و دو کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔

کل مسکر خمر

ہر نشہ آور چیز شراب ہے

١٦٥٣: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مَرْفُوْعًا: ((كُلُّ مُخَمِّرٍ خَمْرٌ، وَكُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ، وَمَنْ شَرِبَ مُسْكِرًا بُخِسَتْ صَلَاتُهُ أَرْبَعِيْنَ صَبَاحًا، فَإِنْ تَابَ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِ، فَإِنْ عَادَ الرَّابِعَةَ كَانَ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ أَنْ يَسْقِيَهُ مِنْ طِيْنَةِ الْخَبَالِ، قِيْلَ: وَمَا طِيْنَةُ الْخَبَالِ؟ قَالَ: صَدِيْدُ أَهْلِ النَّارِ، وَمَنْ سَقَاهُ صَغِيْرًا لَا يَعْرِفُ حَلَالَهُ مِنْ حَرَامِهِ، كَانَ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ أَنْ يَسْقِيَهُ مِنْ طِيْنَةِ الْخَبَالِ)). [الصحيحة: ٢٠٣٩]

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہر نشہ آور چیز ”خَمر“ ہے اور نشہ آور چیز حرام ہے، جس نے نشہ آور مشروب پیا تو چالیس روز اس کی نماز قبول نہیں ہو گی، اگر اس نے توبہ کی تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کرے گا۔ اگر اس نے چوتھی دفعہ شراب پی لی تو اللہ تعالیٰ پر حق ہے کہ وہ اسے ”طِينَةُ الخبَال“ سے پلائے۔“ کہا گیا کہ ”طِينَةُ الخبَال“ کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جہنمیوں کی خون ملی پیپ۔ جس آدمی نے کم سنی میں شراب پی کہ وہ اس کے حرام یا حلال ہونے کی تمیز بھی نہیں کر سکتا تھا، تو اللہ پر حق ہے کہ اسے ”طِينَةُ الخبَال“ سے پلائے۔“

تخریج: الصحیحة ۲۰۳۹۔ ابو داؤد (۳۶۸۰)، بیہقی (۸/ ۲۸۸)

فوائد: یہ نشہ آور چیزیں استعمال کرنے کا انجام ہے۔

اخراج اليهود والنصارى من جزيرة العرب

یہود و نصاریٰ کو جزیرے عرب سے نکالنے کا بیان

١٦٥٤: عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ يَقُوْلُ: أَخْبَرَنِيْ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِﷺ قَالَ: ((لَأُخْرِجَنَّ الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى مِنْ جَزِيْرَةِ الْعَرَبِ، حَتّٰى لَا أَدَعَ إِلَّا مُسْلِمًا)).

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: مجھے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”میں یہودیوں اور عیسائیوں کو جزیرۂ عرب سے نکال دوں گا اور مسلمان کے علاوہ یہاں کسی کو نہیں چھوڑوں گا۔“

تخریج: الصحیحة ۹۲۴۔ مسلم (۱۷۶۷)، ابو داؤد (۳۰۳۰)، ترمذی (۱۶۰۷)، احمد (۱/ ۲۹)

فوائد: جزیرۃ العرب: بحر ہند، بحر شام، پھر دجلہ فرات نے جتنے علاقے پر قبضہ کیا ہوا ہے یا طول کے لحاظ سے عدن ابین کے درمیان

سے لے کر اطراف شام تک کے علاقہ اور عرض کے اعتبار سے جدہ سے لے کر آبادی عراق کے اطراف تک کا علاقہ جزیرۃ العرب کہلاتا ہے۔

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (اخرجوا المشرکین من جزیرۃ العرب۔) [بخاری٬ مسلم] یعنی: ''مشرکوں کو جزیرۂ عرب سے نکال دو۔'' سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کے اس حکم کی تعمیل کی٬ جیسا کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ عمر رضی اللہ عنہ نے حجاز کی سرزمین سے یہود و نصاری کو جلا وطن کر دیا اور اسی طرح خیبر کے یہودیوں کو بھی تیماء اور اریحا کے مقام کی طرف جلا وطن کر دیا۔

النهي من بعض الاسماء

کچھ ناموں سے روکنے کا بیان

١٦٥٥: عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ مَرْفُوْعًا: ((لَئِنْ عِشْتُ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ، لَأَنْهَيَنَّ أَنْ يُّسَمّٰى: رَبَاحٌ وَنَجِيْحٌ وَأَفْلَحُ، وَنَافِعٌ وَيَسَارٌ)) [الصحيحة: ٢١٤٣]

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے٬ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر اللہ تعالی نے چاہا اور میں زندہ رہا تو ان ناموں سے منع کر دوں گا: رَبَاح (نفع٬ کامیابی)٬ نَجِیح (معقول٬ صابر٬ ثابت قدم)٬ اَفلَح (کامیاب٬ بامراد)٬ نَافِع (نفع مند)٬ یَسَار (آسودگی٬ خوشحالی)۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۱۴۳۔ ترمذی (۲۸۳۵)٬ ابن ماجہ (۳۷۲۹)٬ حاکم (۴/ ۲۷۴)

فوائد: امام البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں: مسلم کی روایت کے مطابق سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ بالآخر آپ ﷺ نے ان ناموں سے منع فرما دیا تھا۔ اس کی مزید تفصیل ''الزواج و تربیۃ الاولاد و تحسین اسماء ھم'' میں آئے گی۔

باب: ذنب الاعتداء علی الجار مضاعف

باب: ہمسائے کے ساتھ زیادتی کا گناہ کئی گنا ہو جاتا ہے

١٦٥٦: عَنِ الْمِقْدَادِ بْنِ الْأَسْوَدِ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِأَصْحَابِهِ: ((مَاتَقُوْلُوْنَ فِي الزِّنَا؟)) قَالُوْا: حَرَّمَهُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ، فَهُوَ حَرَامٌ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، قَالَ: فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَأَنْ يَّزْنِيَ الرَّجُلُ بِعَشْرِ نِسْوَةٍ أَيْسَرُ عَلَيْهِ مِنْ أَنْ يَّزْنِيَ بِامْرَأَةِ جَارِهِ)) ثُمَّ سَأَلَهُمْ عَنِ السَّرِقَةِ؟ فَأَجَابُوْا بِنَحْوِ مَا أَجَابُوْا عَنِ الزِّنَا، ثُمَّ قَالَ: ((وَلَأَنْ يَّسْرِقَ الرَّجُلُ مِنْ عَشْرِ أَبْيَاتٍ أَيْسَرُ عَلَيْهِ مِنْ أَنْ يَّسْرِقَ مِنْ جَارِهِ)).

سیدنا مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ سے پوچھا: ''زنا کے بارے میں تم کیا کہو گے؟'' انھوں نے کہا: اللہ اور اس کے رسول نے اسے حرام قرار دیا ہے اور یہ قیامت تک حرام رہے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آدمی کا دس عورتوں سے زنا کرنے کا جرم صرف ایک ہمسائے کی بیوی سے بدکاری کرنے کے جرم (کی سنگینی) سے کم ہے۔'' پھر آپ ﷺ نے ان سے چوری کے بارے میں سوال کیا٬ انھوں نے وہی جواب دیا جو بدکاری کے بارے میں دیا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''آدمی کا دس گھروں سے چوری کرنے کا جرم ہمسائے کے گھر

[الصحيحة: ٦٥] سے چوری کرنے کے جرم (کی سنگینی) سے کم ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۶۵۔ احمد (۶/ ۸)' الادب المفرد (۱۰۳)' طبرانی فی الکبیر (۲۰/ ۲۵۷)' والاوسط (۶۳۲۹)

فوائد: اس حدیث سے صرف یہ معلوم ہوا کہ ہمسائے کے حق میں کیا جانے والا جرم انتہائی سنگین شمار ہوتا ہے۔ اس حدیث سے زنا اور چوری کے جرائم کی خفت معلوم نہیں ہوتی۔

الذنب بمس المرأة الاجنبية

اجنبی عورت کو چھونے کا گناہ

١٦٥٧: عَنْ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ مَرْفُوْعًا: ((لَأَنْ يُّطْعَنَ فِيْ رَأْسِ رَجُلٍ بِمِخْيَطٍ مِنْ حَدِيْدٍ خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَمَسَّ امْرَأَةً لَاتَحِلُّ لَهُ)).

[الصحيحة: ٢٢٦]

سیدنا معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کسی آدمی کے سر میں لوہے کی سوئی ٹھونس دی جانے کی تکلیف اس گناہ سے کم ہے' جو اسے غیر محرم عورت کو چھونے سے ملتا ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۲۲۶۔ الرویانی فی مسندہ (۱۲۸۳)' طبرانی فی الکبیر (۲۰/ ۲۱۲)' بیہقی فی الشعب (۵۴۵۵)

فوائد: آج کل بے پردگی کا جنون عروج پر ہے۔ ذمہ دار اپنی ذمہ داریوں سے سبکدوش ہو چکے ہیں۔ مغربی تہذیب مغرب سے تنگ آ کر مشرق میں اپنے پنجے گاڑھنا چاہتی ہے۔ معلوم ایسے ہوتا ہے کہ شاید وہ اللہ اس کا ستیاناس کرے' مکمل طور پر کامیاب ہو جائے۔

اسی بے پردگی کا ایک نقصان یہ بھی ہوا ہے کہ غیر محرم مرد و زن کا میل ملاپ زیادہ ہو گیا ہے۔ چچا زاد بھائی بہنیں آپس میں ملاقات کے وقت مصافحہ کرنے یا ایک دوسرے کے سر یا کندھے پر ہاتھ پھیرنے میں کوئی حرج محسوس نہیں کرتے' لیکن شریعت کا اپنا مزاج ہے' جو لازوال' پائیدار اور خیر خواہ مزاج ہے۔ ہمیں بھی چاہیے کہ ہم اپنی محبتوں اور رشتوں کو شریعت کے تابع کریں۔ بلاشبہ رشتہ دار عورتوں سے محبت ہوتی ہے' بالخصوص جب دین کا غلبہ ہو' لیکن یہ محبت کا تقاضا کہاں سے آ گیا کہ زبانی سے دعا و سلام پر اکتفا کرنے کی بجائے ایک دوسرے پر ہاتھ پھیرا جائے' یا بڑا چھوٹا ہونے کی صورت میں بوسے دیے جائیں؟ غور فرمائیں کہ رسول اللہ ﷺ تو عورتوں سے بیعت لیتے وقت بھی مصافحہ نہیں کرتے تھے' بلکہ زبانی بیعت لیتے تھے۔ لیکن ہم .... ۔ مذکورہ بالا حدیث پر غور کریں۔

فضل التوبة الزاني

زانی کی توبہ کی فضیلت

١٦٥٨: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مَرْفُوْعًا: ((لَقَدْ تَابَ تَوْبَةً، لَوْتَابَهَا صَاحِبُ مُكْسٍ، لَقُبِلَتْ مِنْهُ)).

[الصحيحة: ٣٢٣٨]

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس آدمی نے ایسی (عظیم) توبہ کی ہے کہ اگر ٹیکس وصول کنندہ ایسی توبہ کر لے تو اس سے بھی قبول کر لی جائے گی۔''

تخریج: الصحیحة ۳۲۳۸۔ طبرانی فی الکبیر (۱۲۱۱۱)' البزار (الکشف ۱۵۴۱) عن انس رضی اللہ عنہ' له شاهد عنه مسلم (۲۳/ ۱۶۹۵)' ابو داؤد (۴۴۴۲)' من حدیث بریدة رضی اللہ عنہ۔

١٦٥٩: عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ، قَالَ: ((لَمَّانَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ الَّتِيْ فِيْ (الْفُرْقَانِ) ﴿وَالَّذِيْنَ

سیدنا زید بن ثابت کہتے ہیں: جب سورۂ فرقان والی یہ آیت نازل ہوئی: ﴿جو لوگ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو نہیں

لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ إِلٰهًا آخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ إِلَّا بِالْحَقِّ﴾ عَجِبْنَا لِلِيْنِهَا، فَلَبِثْنَا سِتَّةَ أَشْهُرٍ ثُمَّ نَزَلَتِ الَّتِيْ فِي النِّسَاءِ: ﴿وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيْهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهُ﴾ حَتّٰى فَرَغَ)). [الصحيحة: ٢٧٩٩]

پکارتے اور نہ وہ اللہ تعالی کی حرام کردہ جان کو قتل کرتے ہیں مگر حق کے ساتھ﴾ تو ہمیں اس آیت میں دی گئی لچک اور نرمی پر بڑا تعجب ہوا، چھ مہینے گزر گئے پھر سورۂ نساء والی یہ آیت نازل ہوئی: ﴿جس نے کسی مومن کو جان بوجھ کر قتل کیا، اس کا بدلہ ہمیشہ کے لئے جہنم ہے، اس پر اللہ تعالیٰ غضبناک ہوا اور اس پر لعنت کی...... آخر تک﴾

تخریج: الصحیحة ۲۷۹۹۔ طبرانی فی الکبیر (۳۸۶۹)، نسائی (۴۰۱۲)، وابن جریر فی التفسیر (۴/ ۱۳۹)، ابو داؤد (۴۲۷۲) من طریق آخر عنه۔

فوائد: اس باب کی پہلی حدیث کے فوائد دیکھیں۔ اس حدیث میں مذکورہ دوسری آیت کو دوسرے دلائل کی روشنی میں اس معنی پر محمول کریں گے کہ "خالد مخلدا" سے مراد لمبی مدت ہے یا اس کا معنی یہ ہے کہ اگر ایسے آدمی کو مکمل سزا دی جائے تو اسے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جہنم میں رہنا پڑے گا۔

استحباب الاستتار من الذنوب

گناہوں کو چھپانے کا استحباب

١٦٦٠: عَنْ نُعَيْمِ بْنِ هَزَّالٍ عَنْ أَبِيْهِ، أَنَّ مَاعِزًا أَتَى النَّبِيَّ ﷺ، فَأَقَرَّ عِنْدَهُ أَرْبَعَ مَرَّاتٍ، فَأَمَرَ بِرَجْمِهِ، وَقَالَ لِهَزَّالٍ: ((لَوْ سَتَرْتَهُ بِثَوْبِكَ كَانَ خَيْرًا لَّكَ)) وَرُوِيَ مِنْ حَدِيْثِ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، وَسَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، كِلَاهُمَا مُرْسَلًا۔ [الصحيحة: ٣٤٦٠]

نعیم بن ہزال اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ ماعز رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور چار مرتبہ (زنا کا ارتکاب کرنے کا) اقرار کیا۔ آپ ﷺ نے اسے سنگسار کرنے کا حکم دیا اور ہزال سے کہا: "اگر تو اسے اپنے کپڑے سے ڈھانپ لے تو تیرے لئے بہتر ہوگا۔" یہ حدیث محمد بن منکدر اور سعید بن مسیب سے مرسلاً روایت کی گئی ہے۔

تخریج: الصحیحة ۳۴۶۰۔ ابو داؤد (۴۳۷۷)، نسائی فی الکبری (۷۲۷۴)، احمد (۵/ ۲۱۶، ۲۱۷)، حاکم (۴/ ۳۶۳)، ابو داؤد (۴۴۱۹) مطولاً۔

فوائد: صحابہ کرام کے ایمان کی افضلیت ہے کہ انھوں نے اخروی کامیابی و کامرانی کے حصول کے لئے دنیا میں ہر قسم کی تکلیف برداشت کر لی۔

ليس في المأمومة قود

دماغی چوٹ کا قصاص نہیں ہے

١٦٦١: عَنْ طَلْحَةَ مَرْفُوْعًا: ((لَيْسَ فِي الْمَأْمُوْمَةِ قَوَدٌ)). [الصحيحة: ٣٤٦٠]

سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "دماغی چوٹ کا قصاص نہیں ہے۔"

تخریج: الصحیحة ۳۴۶۰۔ بیہقی (۸/ ۶۵)، وفی معرفة السنن والا آثار (۵۱۰۳)

فوائد: "مامومہ" ایسے زخم کو کہتے جو دماغ تک پہنچ جائے۔ ایسے زخم میں قصاص نہیں لیا جا سکتا، البتہ اس کی دیت تینتیس (۳۳)

اونٹ ہیں۔

باب: النهي عن التشبه بالكفار في التسليم وغيره

باب: سلام و دیگر امور میں کفار کی مشابہت کی ممانعت

۱۶۶۲: عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو مَرْفُوْعًا: ((لَيْسَ مِنَّا مَنْ تَشَبَّهَ بِغَيْرِنَا لَاتَشَبَّهُوْا بِالْيَهُوْدِ وَلَا بِالنَّصَارٰى، فَإِنَّ تَسْلِيْمَ الْيَهُوْدِ الْإِشَارَةُ، بِالْأَصَابِعِ، وَتَسْلِيْمَ النَّصَارٰى الْإِشَارَةُ بِالْأَكُفِّ)). [الصحيحة: ۲۱۹٤]

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو دوسروں سے مشابہت اختیار کرے وہ ہم میں سے نہیں ہے، یہودیوں اور عیسائیوں کی مشابہت اختیار نہ کرو، بلا شبہ یہودیوں کا سلام انگلیوں سے اشارہ کرنا ہے اور عیسائیوں کا سلام ہتھیلیوں سے اشارہ کرنا ہے۔“

تخريج: الصحيحة ۲۱۹۴۔ ترمذی (۲۶۹۶)، طبرانی فی الاوسط (۷۳۸۷)، ابن الجوزی فی العلل (۲/ ۲۳۴)

فوائد: لیکن دو مقامات پر شریعت نے اشارہ کے ساتھ سلام کہنے یا جواب دینے کی تخصیص کر دی ہے:

(۱) سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: میں نے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ جب لوگ رسول اللہ ﷺ کو سلام کرتے، اس حال میں کہ آپ ﷺ نماز پڑھ رہے ہوتے تو آپ ﷺ جواب کیسے دیتے تھے؟ انھوں نے جواب دیا: يقول هكذا و بسط كفه۔ اس طرح کرتے تھے، پھر (کیفیت بیان کرنے کے لئے) اپنا ہاتھ پھیلا دیا۔ [ابوداود، ترمذی]

امام نافع کہتے ہیں: عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ایک آدمی کے پاس سے گزرے، وہ نماز پڑھ رہا تھا، آپؓ نے اسے سلام کہا، اس نے بول کر جواب دیا۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اس کی طرف پلٹ کر آئے اور اسے کہا: جب کوئی نماز پڑھ رہا ہو اور اسے سلام کہا جائے تو وہ بول کر جواب نہ دے، بلکہ اپنے ہاتھ سے اشارہ کر دیا کرے۔ [مؤطا امام مالک]

لہذا ثابت ہوا کہ نمازی لوگوں کو سلام کیا جا سکتا ہے اور نمازیوں کو چاہئے کہ اشارہ کر کے جواب دے دیا کریں۔

(۲) عورتوں کو سلام کہنا: سیدہ اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں عورتوں کے ایک گروہ کے پاس سے گزرے اور ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے ان کو سلام کہا۔ [ترمذی، ابوداود، ابن ماجہ] اس حدیث کی سند میں شہر بن حوشب راوی بعض محققین کے نزدیک حسن الحدیث ہے۔

سكوت الله عن اشياء عفو

اللہ تعالیٰ کا کچھ چیزوں کے بیان سے خاموشی عفو ہے

۱۶۶۳: عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا أَحَلَّ اللّٰهُ فِيْ كِتَابِهِ فَهُوَ حَلَالٌ، وَمَا حَرَّمَ فَهُوَ حَرَامٌ، وَمَا سَكَتَ عَنْهُ فَهُوَ عَفْوٌ، فَاقْبَلُوْا مِنَ اللّٰهِ عَافِيَتَهُ ﴿وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا﴾ (مريم: ٦٤))) [الصحيحة: ۲۲٥٦]

سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو اللہ نے اپنی کتاب میں حلال کیا وہ حلال ہے، جو حرام کیا وہ حرام ہے اور جن چیزوں سے خاموش رہے وہ معاف ہیں، تم اللہ تعالیٰ سے اس کی معافی کو قبول کرو ﴿اور تیرا رب بھولنے والا نہیں ہے﴾ (سورۂ مریم: ۶۴)۔“

تخریج: الصحیحۃ ۲۲۵۶۔ دارقطنی (۲/ ۱۳۸)' حاکم (۲/ ۳۷۵)' بیہقی (۱۰/ ۱۲)' البزار (الکشف ۱۲۳)

فوائد: نیز نبی کریم ﷺ نے بھی کئی چیزوں کی حلت وحرمت کا حکم لگایا' جو دراصل قرآن کا ہی حکم ہے' ان کی تفصیل پہلے گزر چکی ہے۔ اس حدیث مبارکہ سے یہ سبق حاصل ہوا کہ جس چیز کے حرام ہونے کا واضح تذکرہ شریعت میں نہ ملے تو وہ حلال ہی ہوگی۔

الحرام ما انكر قلبك

جس چیز کا انکار تیرا دل کرے وہ حرام ہے

١٦٦: عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مُعَاوِيَةَ بْنِ حُدَيْجٍ قَالَ: ‌ رَجُلًا سَأَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: يَارَسُوْلَ لّٰهِ! مَايَحِلُّ لِيْ مِمَّا يَحْرُمُ عَلَيَّ؟ فَسَكَتَ سُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَرَدَّ عَلَيْهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ كُلُّ ذٰلِكَ سْكُتُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((مَنِ السَّائِلُ؟)) ‌ قَالَ الرَّجُلُ: أَنَا ذَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ نَقَرَ صْبَعِهِ: ((مَا أَنْكَرَ قَلْبُكَ فَدَعْهُ)).

[الصحيحة: ٢٢٣٠]

سیدنا عبداللہ بن معاویہ بن حدیج ﷛ کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا: اے اللہ کے رسول! حرام کردہ چیزوں میں سے کون سی چیزیں میرے لئے حلال ہیں؟ آپ ﷺ خاموش رہے' اس نے تین دفعہ سوال دوہرایا' آپ ﷺ خاموش رہے۔ پھر فرمایا: ''سوال کرنے والا کون ہے؟'' اس آدمی نے جواباً عرض کیا: جی ہاں' اللہ کے رسول! میں ہوں۔ آپ ﷺ نے اسے انگلی کی ٹھونگ ماری اور فرمایا: ''جو چیز تیرے دل کو ناپسند لگے' اسے چھوڑ دے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۲۳۰۔ ابن المبارک فی الزھد (۸۲۴' ۱۱۶۲) مرسلاً۔

فوائد: بلاشک وشبہ حلال وحرام کے سلسلے میں شریعت نے مکمل رہنمائی فرمائی ہے' مذکورہ بالا حدیث میں حلت وحرمت کا جو قانون ذکر کیا گیا ہے' اس کی دو شرطیں ہیں: (۱) وہ چیز متشابہات میں سے ہو اور (۲) یہ فیصلہ کرنے والا حلال وحرام کے سلسلے میں شریعت کا مزاج سمجھنے والا اور سلیم الفطرت ہو۔

ايفاء الحلف في الجاهلية

دور جاہلیت کے معاہدوں کو پورا کرنے کا حکم

١٦٦: عَنْ قَيْسِ بْنِ عَاصِمٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: مَاكَانَ مِنْ حِلْفٍ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَتَمَسَّكُوْا ، وَلَاحِلْفَ فِي الْإِسْلَامِ)).

[الصحيحة: ٢٢٦٢]

سیدنا قیس بن عاصم ﷛ سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جو معاہدہ دور جاہلیت میں طے پایا' اس کی پابندی کرو' اور اسلام میں ایسا کوئی معاہدہ مؤثر نہیں (جو کسی کو بلاسبب وراثت وارث بنائے)۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۲۶۲۔ احمد (۵/ ۶۱)' طبرانی فی الکبیر (۱۸/ ۳۳۷)' ابن جریر فی التفسیر (۵/ ۵۵)

فوائد: حدیث کے پہلے حصے میں جس عہد وپیان پر قائم رہنے کی تلقین کی گئی ہے اس سے مراد راہ حق میں ایک اس دوسرے کی مدد اور دین کی نشر واشاعت کے لئے باہمی اتحاد وتعاون ہے اور دوسرے حصے میں جس معاہدے سے منع کیا گیا ہے' اس سے مراد ایک دوسرے کا وارث بننے کا عہد وپیان یا مہاجر اور انصاری کا اسلام کی بنا پر آپس میں رشتۂ وراثت ہے' جو ابتدائے اسلام میں جائز تھا' لیکن بعد میں منسوخ کر دیا ہے۔ اب وراثت اللہ تعالی کے مقررہ حصوں کے مطابق صرف قرابت داروں میں تقسیم ہوگی۔

لكل والٍ بطانتان

١٦٦٦: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَامِنْ وَّالٍ إِلَّا وَلَهُ بِطَانَتَانِ: بِطَانَةٌ تَأْمُرُهُ بِالْمَعْرُوْفِ، وَتَنْهَاهُ عَنِ الْمُنْكَرِ، وَبِطَانَةٌ لَاتَأْلُوْهُ خَبَالًا، فَمَنْ وُقِيَ شَرَّهَا فَقَدْ وُقِيَ وَهُوَ مِنَ الَّتِي تَغْلِبُ عَلَيْهِ مِنْهُمَا)).

[الصحيحة: ٢٢٧٠]

ہر حاکم کے دو راز دار ہیں

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہر حاکم کے دو ہم راز ہوتے ہیں‘ ایک ہم راز اسے نیکی کا حکم دیتا ہے اور برائی سے منع کرتا ہے اور دوسرا اس کی ہلاکت و تباہی کے لئے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرتا۔ جو حاکم اس کے شرّ سے بچ گیا‘ وہ تو محفوظ ہو گیا اور ہے بھی یہی جو غالب آ جاتا ہے۔“

تخریج: الصحیحۃ ۲۲۷۰۔ نسائی (۴۲۰۶)‘ احمد (۲/ ۲۸۹،۲۳۷)‘طحاوی (۳/ ۲۲/ ۲۳)‘ بخاری (۷۱۹۸) تعلیقاً۔

باب: مثل الناهي عن المنكر والساكت عليه

١٦٦٧: عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ، عَنِ النَّبِيِّ قَالَ: ((مَثَلُ الْقَائِمِ عَلَى حُدُوْدِ اللّٰهِ وَالْوَاقِعِ (وَفِي رِوَايَةٍ: وَالرَّاتِعِ) فِيْهَا [وَالْمُدْهِنِ فِيْهَا] كَمَثَلِ قَوْمٍ اسْتَهَمُوْا عَلَى سَفِيْنَةٍ [فِي الْبَحْرِ] فَأَصَابَ بَعْضُهُمْ أَعْلَاهَا وَ [أَصَابَ]بَعْضُهُمْ أَسْفَلَهَا [وَأَوْعَرَهَا] فَكَانَ الَّذِي (وَفِي رِوَايَةٍ: الَّذِيْنَ) فِي أَسْفَلِهَا إِذَا اسْتَقَوْا مِنَ الْمَاءِ فَمَرُّوْا عَلَى مَنْ فَوْقَهُمْ، [فَتَأَذَّوْا بِهِ] (وَفِي رِوَايَةٍ فَكَانَ الَّذِيْنَ فِي أَسْفَلِهَا يَصْعَدُوْنَ فَيَسْتَقُوْنَ الْمَاءَ، فَيَصُبُّوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ فِي أَعْلَاهَا، فَقَالَ الَّذِيْنَ فِي أَعْلَاهَا: لَا نَدَعُكُمْ تَصْعَدُوْنَ فَتُؤْذُوْنَنَا) فَقَالُوْا: لَوْأَنَّا خَرَقْنَا فِي نَصِيْبِنَا خَرْقًا [فَاسْتَقَيْنَا مِنْهُ] وَلَمْ نُؤْذِ مَنْ فَوْقَنَا (وَفِي رِوَايَةٍ: وَلَمْ نَمُرَّ عَلَى أَصْحَابِنَا فَنُؤْذِيَهُمْ) [فَأَخَذَ فَأْسًا فَجَعَلَ يَنْقُرُ أَسْفَلَ السَّفِيْنَةِ، فَأَتَوْهُ فَقَالُوْا:مَا لَكَ؟ قَالَ:تَأَذَّيْتُمْ بِي

باب: برائی سے روکنے اور اس پر خاموش رہنے والے کی مثال

سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے‘ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”اس شخص کی مثال جو اللہ کی حدود کو قائم کرنے والا ہے اور اس کی جو ان حدود میں مبتلا ہونے اور کوتاہی کرنے والا ہے‘ ان لوگوں کی طرح ہے (جو ایک کشتی میں سوار ہوئے) انھوں نے کشتی کے (اوپر اور نیچے والے حصوں کے لئے) قرعہ اندازی کی‘ پس ان میں سے بعض اس کی بالائی منزل پر اور بعض نچلی منزل پر بیٹھ گئے‘ نچلی منزل والوں کو جب پانی لینے کی طلب ہوتی تو وہ اوپر آتے اور بالانشینوں سے گزرتے‘ لیکن انھیں ناگوار گزرتا (ایک روایت میں یوں ہے: نچلی منزل والے پانی لینے کے لئے اوپر چڑھتے‘ تو اوپر والے لوگوں پر پانی گر جاتا تھا‘ اس لئے اوپر والی منزل کے لوگوں نے کہا: ہم تمھیں اوپر نہیں آنے دیں گے‘ تم اوپر چڑھ آتے ہو اور ہمیں تکلیف دیتے ہو) انھوں نے سوچا کہ اگر ہم اپنے نچلے والے حصے میں سوراخ کر لیں‘ اس سے پانی حاصل کر لیں اور اوپر والوں کو تکلیف نہ دیں (اور ایک روایت میں ہے: تاکہ ہم اوپر والوں کے پاس گزر کر انھیں تکلیف نہ دیں)۔ (اس فیصلے پر عمل کرتے ہوئے) ایک آدمی نے کلہاڑا پکڑا اور کشتی کے نچلے حصے

وَلَا بُدَّلِي مِنَ الْمَاءِ] فَإِنْ تَرَكُوهُمْ وَمَا أَرَادُوْا، هَلَكُوْا جَمِيْعًا، وَإِنْ أَخَذُوْا عَلٰى أَيْدِيْهِمْ، نَجَوْا وَأَنْجَوْا جَمِيْعًا))۔ [الصحيحة: ٦٩]

میں کریدنا شروع کر دیا۔ اوپر والے لوگ اس کے پاس آئے اور کہا: تجھے کیا ہو گیا ہے؟ اس نے کہا: تم تکلیف محسوس کرتے ہو اور ہمیں پانی کی ضرورت ہے۔ اگر اوپر والے لوگ نیچے والوں کو اور ان کے ارادے کو نظر انداز کر دیں تو وہ سب کے سب ہلاک ہو جائے گے' اور اگر وہ انھیں پکڑ لیں تو خود نجات پا جائیں گے اور ان کو بھی بچا لیں گے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۶۹۔ بخاری (۲۴۹۳/ ۲۶۸۶)' ترمذی (۲۱۷۳)' احمد (۴/ ۲۶۸' ۲۷۰)

فوائد: اس میں علمائے اسلام کی بہت بڑی ذمہ داری کا تذکرہ ہے کہ انھوں نے علم شریعت کی جتنی سمجھ بوجھ حاصل کی' اسے دوسروں تک پہنچائیں اور تبلیغ اسلام کا فریضہ سرانجام دیتے ہوئے بروں کو برائی سے روکیں' وگرنہ ان کے گناہوں کی نحوست سے نیکوکار اور مبلّغین بھی متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکیں گے۔

اجلال سلطان اللّٰہ

اللہ کی دلیل کی تعظیم کرنا

١٦٦٨: عَنْ أَبِي بَكْرَةَ مَرْفُوْعًا: ((مَنْ أَجَلَّ سُلْطَانَ اللّٰهِ أَجَلَّهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ))۔ [الصحيحة: ٢٢٩٧]

سیدنا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس نے اللہ کی دلیل و حجت کی تعظیم کی' اللہ تعالی روزِ قیامت اس کی تعظیم کرے گا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۲۹۷۔ ابن ابی عاصم فی السنۃ (۱۰۲۵)' احمد (۵/ ۴۲' ۴۸' ۴۹)' ترمذی (۲۲۲۵)' وغیرہ من طریق آخر عنہ۔

فوائد: دنیا کی زندگی میں انسان کا گراں مایہ متاع قرآن اور حدیث ہیں' جو آدمی موجودہ معاشرے اور دورِ حاضر کی تہذیب و ثقافت کا لحاظ رکھے بغیر قرآن و حدیث کی تمام شقوں پر عمل پیرا ہو گا' وہ اللہ تعالی کے ہاں تعظیم پائے گا۔

احياء الارض الميتة

بنجر زمین کو آباد کرنے کا بیان

١٦٦٩: عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ مَرْفُوْعًا: ((مَنْ أَحْيَا أَرْضًا مَيْتَةً لَهُ بِهَا أَجْرٌ، وَمَا أَكَلَتْ مِنْهُ الْعَافِيَةُ فَلَهُ بِهِ أَجْرٌ))۔ [الصحيحة: ٥٦٨]

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس نے بنجر زمین آباد کی اسے اجر ملے گا اور روزی کے متلاشی وہاں سے جو کچھ کھائیں گے' اس کے بدلے بھی اسے اجر ملے گا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۵۶۸۔ احمد (۳/ ۳۱۳)' نسائی الکبری (۵۷۵۶)' ابن حبان (۵۲۰۳)

فوائد: ہر دور میں لوگوں کی معاشی ضروریات پوری کرنے میں زمین کو مرکزی کردار کی حیثیت حاصل رہی' کوئی جتنی مرضی ترقی کر جائے' اس کی ترقی کا دارومدار زمین پر ہو گا' اس لئے زمین کو کاشت کے قابل بنانا صدقہ جاریہ ہے' رہا اس کی پیداوار کا مسئلہ تو سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (ما من مسلم يغرس غرسا الا كان ما اكل منه له صدقة' وما سرق منه له صدقة' ولا يرزؤه احد الا كان له صدقه الى يوم القيامة۔) [مسلم] یعنی: جب کوئی مسلمان کوئی درخت لگاتا ہے تو جو جانور

اس سے جتنا کھاتا ہے اتنا اس کی طرف سے صدقہ ادا ہو جاتا ہے اس سے جتنی مقدار کی چیز چوری کر لی جاتی ہے وہ اس کے لئے صدقہ ہوتی ہے اور جو کوئی اس میں کسی قسم کی کمی کرتا ہے اس کے لئے روز قیامت تک کے لئے صدقہ ہو جاتا ہے۔

جزاء اخذ الارض بظلم

ظلم کے ساتھ کسی کی زمین لینے کی سزا

۱٦٧٠: عَنْ يَعْلَى بْنِ مُرَّةَ الثَّقَفِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ أَخَذَ أَرْضًا بِغَيْرِ حَقِّهَا، كُلِّفَ أَنْ يَحْمِلَ تُرَابَهَا إِلَى الْمَحْشَرِ)). [الصحيحة:٢٤٢]

سیدنا یعلی بن مرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: ”جس نے ناحق زمین غصب کر لی تو اسے محشر تک اس کی مٹی اٹھا کر لے جانے کی تکلیف دی جائے گی۔“

تخریج: الصحیحة ۲۴۲- احمد (۴/ ۱۷۳)، طحاوی فی شرح المشکل (۶۱۵۰)، ابن جریر فی تهذیب الآثار (۲۸۵) طبرانی (۲۰/ ۲۶۹/ ۲۷۰)

فوائد: ایک مسلمان کا مال جان اور عزت وحرمت دوسرے مسلمان پر حرام ہے، مسلمان کے مال کی کتنی حرمت ہے کہ جو کوئی کسی کی زمین ناجائز قبضہ کرے گا تو اس کو یہ عذاب دیا جائے گا کہ وہ اس مقبوضہ حصے کی مٹی کو کندھا دے، اتنا وزن اٹھانا کسی کے بس کی بات نہیں، لیکن بہر حال اٹھانا پڑے گا۔

الذم من ادعىٰ إلى غير ابيه

غیر باپ کی طرف منسوب ہونے والے کی مذمت

۱٦٧١: عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنِ ادَّعٰى إِلٰى غَيْرِ أَبِيْهِ فَلَنْ يَرُوْحَ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ، وَرِيْحُهَا يُوْجَدُ مِنْ مَّسِيْرَةِ سَبْعِيْنَ عَامًا)). [الصحيحة: ٢٣٠٧]

سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جس نے اپنے باپ کے علاوہ کسی اور کی طرف نسبت کی وہ جنت کی خوشبو تک نہ پائے گا، اور اس کی خوشبو تو ستر سال کی مسافت سے محسوس کی جاتی ہے۔“

تخریج: الصحیحة ۲۳۰۷- احمد (۲/ ۱۸۱، ۱۹۴)، خطیب فی التاریخ (۲/ ۳۴۷)، ابن ماجه (۲۶۱۱)

فوائد: اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ جو آدمی کسی وجہ سے حقیقت میں اپنا نسب بدل دیتا ہے، وہ جنت میں داخل نہیں ہو سکے گا۔ لیکن یہ بات ذہن نشین رہنی چاہئے کہ کسی بزرگ یا تایا چچا کو ابو کہہ کر بلانے اور اسی طرح چھوٹے بچوں کو بیٹا کہہ کر پکارنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ جیسا کہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے اسے یوں کہا: (یا بُنَيَّ۔) یعنی: اے میرے چھوٹے سے (یا پیارے سے) بیٹے۔ [ترمذی]

لاضمان من فوت الوديعة

امانت کے تلف ہو جانے پر کوئی ضمان نہیں ہے

۱٦٧٢: عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو مَرْفُوْعًا: ((مَنِ اسْتُوْدِعَ وَدِيْعَةً فَلَا ضَمَانَ عَلَيْهِ)). [الصحيحة: ٢٣١٤]

سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ”جس نے کسی کے پاس کوئی امانت رکھی، اس پر کوئی ضمانت نہیں ہو گی۔“

تخریج: الصحیحۃ ۲۳۱۴۔ ابن ماجہ (۲۴۰۱)، دارقطنی (۳/ ۱۴)، بیہقی (۶/ ۲۸۹)

فوائد: اگر اس قسم کی کوئی چیز ضائع ہو جاتی ہے، تو امین پر کوئی ضمانت نہیں ہوگی، بشرطیکہ ضائع ہونے میں اس کا کوئی دخل نہ ہو۔

باب: من اسلم علی ھدیہ رجل فھو وریثہ

باب:

١٦٧٣: قالﷺ: ((مَنْ أَسْلَمَ عَلَى يَدَيْهِ رَجُلٌ فَهُوَ مَوْلَاهُ)) رُوِيَ مِنْ حَدِيثِ أَبِي أُمَامَةَ، وَتَمِيمٍ الدَّارِيِّ، وَرَاشِدِ بْنِ سَعْدٍ مُرْسَلًا)).

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو آدمی جس کے ہاتھ پر مسلمان ہوگا، وہی اس کا حلیف ہوگا۔“ یہ حدیث سیدنا ابو امامہ، سیدنا تمیم داری اور سیدنا راشد بن سعد رضی اللہ عنہ سے مرسل مروی ہے۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۳۱۶۔ سعید بن منصور (۲۱۰)، دارقطنی (۴/ ۱۸۱)، بیہقی (۱۰/ ۲۹۸)، ابو داؤد (۲۹۱۸)، ترمذی (۲۱۱۳)، حاکم (۲/ ۲۱۹)، بیہقی (۱۰/ ۲۹۶)

فوائد: اس حدیث سے استدلال کرتے ہوئے امام عبد اللہ بن مبارک نے کہا: دوسرے تمام ورثاء کی عدم موجودگی میں ایسا آدمی وارث بنے گا اور امام ثوری نے کہا: یہ وراث بنے گا اور یہ دوسروں سے زیادہ حقدار ہوگا۔ [مصنف عبد الرزاق]

سعید بن منصور کی روایت میں "یرثہ و یعقل عنہ" کی زیادتی ہے، لیکن اس کی سند میں احوص بن حکیم راوی ضعیف الحفظ ہے، جس کے متعلق امام البانی نے کہا: "فیستشھد بہ"۔ [صحیحہ: ۲۳۱۶]

إقامة الحد كفارة للذنب

حد کا قائم ہو جانا گناہ کے لیے کفارہ ہے

١٦٧٤: عَنْ خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ أَصَابَ ذَنْبًا أُقِيمَ عَلَيْهِ حَدُّ ذٰلِكَ الذَّنْبِ فَهُوَ كَفَّارَتُهُ)). [الصحيحة: ٢٣١٧]

سیدنا خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جس نے کسی گناہ کا ارتکاب کیا اور اس پر اس کے جرم کی حد قائم کر دی گئی، تو وہ اس گناہ کا کفارہ ثابت ہوگی۔“

تخریج: الصحیحۃ ۲۳۱۷۔ بخاری فی التاریخ (۳/ ۲۰۶)، احمد (۵/ ۲۱۴، ۲۱۵)، ترمذی فی العلل (۲/ ۶۰۲)

١٦٧٥: عَنِ ابْنِ عُمَرَ مَرْفُوعًا: ((مَنْ أَعَانَ ظَالِمًا بِبَاطِلٍ لِيُدْحِضَ بِبَاطِلِهِ حَقًّا فَقَدْ بَرِئَ مِنْ ذِمَّةِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَذِمَّةِ رَسُولِهِ)).

[الصحيحة: ١٠٢٠]

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے ظالم کی ناحق مدد اس لئے کی تاکہ اس کے باطل کے ذریعے حق کو مٹا دے، وہ اللہ اور اس کے رسول کی حفاظت و ضمانت سے بری ہوگیا۔“

تخریج: الصحیحۃ ۱۰۲۰۔ طبرانی فی الکبیر (۱۱۵۳۹)، حاکم (۴/ ۱۰۰)

فوائد: اکثر لوگوں کی دوستی کا تعلق اسلام اور ایمان کی بنیاد پر نہیں، بلکہ سیاست یا قرابتداری یا کسی اور بنیاد پر ہوتا ہے۔ جس کا سب سے بڑا نقصان یہ ہوتا ہے کہ جب ایک دوست کی کسی سے لڑائی ہو جاتی ہے، تو دوسرا دوست ہر صورت میں اس کے ساتھ تعاون کرے گا، اگرچہ لڑائی میں زیادتی کرنے والا وہی ہو۔ ناحق تائید و نصرت کے مواقع سیاست کی بنیاد پر یا الیکشن کے وقت زیادہ پیش

آتے ہیں۔ شریعت میں ہر مسلمان کا فریضہ یہ ہے کہ لڑنے والے ہر دو یا زائد مسلمانوں میں صلح کروائے' چہ جائیکہ وہ بھی باطل بنیادوں کو مدنظر رکھ کر ایک کے ساتھ مل کر دوسرے کی پٹائی کرنا شروع کر دے یا دوسرے سے قطع تعلق کر لے۔

اعانة على ظلم سخط الله

ظلم پر کسی کی مدد کرنا اللہ کی ناراضگی ہے

١٦٧٦: عَنِ ابْنِ عُمَرَ مَرْفُوعًا: ((مَنْ أَعَانَ عَلَى خُصُومَةٍ بِظُلْمٍ، أَوْ يُعِينُ عَلَى ظُلْمٍ، لَمْ يَزَلْ فِي سَخَطِ اللّٰهِ حَتَّى يَنْزِعَ)).

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس نے ظلم کرتے ہوئے کسی جھگڑے پر یا ظلم پر تعاون کیا تو وہ جب تک باز نہیں آتا' اللہ تعالیٰ کی ناراضگی و ناگواری میں رہتا ہے۔''

تخریج: الصحيحة ١٠٢١۔ ابن ماجه (٢٣٢٠)' ابو داؤد (٣٥٩٨)' حاكم (٤/ ٩٩)

بيان العمرى والرقبى

عمریٰ اور رقبیٰ کا بیان

١٦٧٧: عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ أُعْمِرَ شَيْئًا فَهُوَ لِمُعْمَرِهِ، مَحْيَاهُ وَمَمَاتَهُ، وَلَا تُرْقِبُوا، فَمَنْ أَرْقَبَ شَيْئًا فَهُوَ سَبِيلُهُ، وَفِي رِوَايَةٍ. سَبِيلُ الْمِيرَاثِ)).

[الصحيحة: ٣٥٦٤]

سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس کو کوئی چیز بطورِ عمریٰ دی گئی تو وہ اسی کی ہو کر رہ جائے گی' وہ زندہ رہے یا مر جائے۔ کسی کو کوئی چیز بطورِ رقبیٰ نہ دیا کرو' جس نے کوئی چیز بطورِ رقبیٰ دی تو وہ وراثت کے حکم میں آ جائے گی۔''

تخریج: الصحيحة ٣٥٦٤۔ ابو داؤد (٣٥٥٩)' نسائی (٣٧٥٤)' ابن ماجه (٢٣٨١) مختصراً' احمد (٥/ ١٨٢'١٨٦)

فوائد: عمریٰ: ایک معاملہ جس میں کوئی چیز کسی کی ملکیت میں اس کی یا مالکِ اصلی کی زندگی بھر کے لئے دی جاتی ہے۔

رقبیٰ: ایک شخص کا دوسرے کو کوئی چیز اس شرط پر دینا کہ دونوں میں سے جو پہلے مر جائے وہ چیز زندہ رہنے والے کی ہو گی۔

ہمارے ہاں عمریٰ اور رقبیٰ کا رواج نہیں ہے' بہرحال جو آدمی ایسے انداز میں کوئی چیز دے گا تو اس سے اس کی ملکیت ختم ہو جائے گی اور وہ ہمیشہ کے لئے اسی کی ہو جائے گی' جسے بطورِ عمریٰ یا بطورِ رقبیٰ دی جاتی ہے۔

اطاعة الامير في المعروف

امیر کی اطاعت معروف کاموں میں ہے

١٦٧٨: عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ بَعَثَ عَلْقَمَةَ بْنَ مُجَزِّزٍ عَلَى بَعْثٍ وَأَنَا فِيهِمْ، فَلَمَّا انْتَهَى إِلَى رَأْسِ غَزَاتِهِ، أَوْ كَانَ بِبَعْضِ الطَّرِيقِ اسْتَأْذَنَتْهُ طَائِفَةٌ مِّنَ الْجَيْشِ، فَأَذِنَ لَهُمْ، وَأَمَّرَ عَلَيْهِمْ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ حُذَافَةَ بْنِ قَيْسٍ السَّهْمِيَّ، فَكُنْتُ فِيمَنْ غَزَا مَعَهُ فَلَمَّا كَانَ فِي

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا علقمہ بن مجزز رضی اللہ عنہ کو ایک لشکر' جس میں میں بھی تھا' کا امیر بنا کر بھیجا۔ جب وہ غزوہ کی جگہ پر پہنچا یا راستے میں تھا' تو لشکر کے ایک حصے نے اس سے اجازت طلب کی' اس نے اجازت دے دی اور عبداللہ بن حذافہ بن قیس سہمی کو ان کا امیر بنایا' میں بھی انہی کے ساتھ غزوہ کرنے والوں میں تھا۔ وہ راستے میں ہی

بَعْضِ الطَّرِيقِ، أَوْقَدَ الْقَوْمُ نَارًا لِيَصْطَلُوا أَوْ لِيَصْنَعُوا عَلَيْهَا صَنِيعًا فَقَالَ عَبْدُاللّٰهِ۔ وَكَانَتْ فِيهِ دُعَابَةٌ: أَلَيْسَ لِي عَلَيْكُمُ السَّمْعُ وَالطَّاعَةُ؟ قَالُوا بَلٰى، قَالَ: فَمَا أَنَا بِآمِرِكُمْ بِشَيْءٍ إِلَّا صَنَعْتُمُوهُ؟ قَالُوا: نَعَمْ قَالَ: فَإِنِّي أَعْزِمُ عَلَيْكُمْ إِلَّا تَوَاثَبْتُمْ فِي هٰذِهِ النَّارِ فَقَامَ نَاسٌ فَتَحَجَّزُوا فَلَمَّا ظَنَّ أَنَّهُمْ وَاثِبُونَ قَالَ: أَمْسِكُوا عَلٰى أَنْفُسِكُمْ فَإِنَّمَا كُنْتُ أَمْرَحُ مَعَكُمْ، فَلَمَّا قَدِمْنَا ذَكَرُوا ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ أَمَرَكُمْ مِنَ الْوُلَاةِ بِمَعْصِيَةٍ فَلَا تُطِيعُوهُ)).
[الصحيحة: ٢٣٢٤]

تھا کہ اس نے گرمی حاصل کرنے کے لئے یا اس پر کوئی چیز پکانے کے لئے آگ جلائی۔ لشکر کے امیر عبداللہ' جن کے مزاج میں خوش طبعی پائی جاتی تھی' نے کہا: کیا تمھارے لئے ضروری نہیں کہ تم میرا حکم سنو اور مانو؟ انھوں نے کہا: کیوں نہیں۔ اس نے کہا: میں تمھیں جس چیز کا حکم دوں گا' تم اس کی تعمیل کرو گے؟ انھوں نے کہا: جی ہاں۔ اس نے کہا: میں تمھیں سختی کے ساتھ حکم دیتا ہوں کہ اس آگ میں کود پڑو۔ لوگوں نے کمروں پر پیٹیاں باندھیں۔ جب اسے گمان ہوا کہ یہ تو آگ میں کودنے والے ہیں' ان سے کہا: ٹھہر جاؤ' میں تو تمھارے ساتھ مذاق کر رہا تھا۔ جب ہم نبی کریم ﷺ کے پاس آئے تو یہ سارا واقعہ آپ ﷺ کو سنایا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو امراء تمھیں (اللہ تعالی کی) نافرمانی کا حکم دیں' تم ان کی اطاعت نہ کرو۔''

تخریج: الصحیحة ۲۳۲۴۔ ابن ماجه (۲۸۶۳)' احمد (۳/ ۶۷)' ابن حبان (۴۵۵۸)' ابو یعلیٰ (۱۳۴۹)

فوائد: اس واقعہ سے دو اہم مسائل کا استنباط ہوتا ہے: (۱) صحابہ کرام میں رسول اللہ ﷺ کے حکم کی اطاعت کا جذبہ' کہ انھوں نے امیر کی اطاعت کے متعلقہ حکم نبوی کو مدنظر رکھ کر آگ میں کود جانے پر آمادگی کا اظہار کیا۔ (۲) جب اللہ تعالی اور رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی ہو رہی ہو تو کسی کی اطاعت کا کوئی لحاظ نہیں رکھا جائے گا۔

الذنب من حضر ذمته

جس نے اپنا معاہدہ توڑا اس کا گناہ

١٦٧٩: عَنْ رِفَاعَةَ بْنِ شَدَّادٍ الْقِتْبَانِيِّ، قَالَ: لَوْلَا كَلِمَةٌ سَمِعْتُهَا مِنْ عَمْرِو بْنِ الْحَمِقِ الْخُزَاعِيِّ، لَمَشَيْتُ فِيهَا بَيْنَ رَأْسِ الْمُخْتَارِ وَجَسَدِهِ، سَمِعْتُهُ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ أَمَّنَ رَجُلًا عَلٰى دَمِهِ فَقَتَلَهُ، فَإِنَّهُ يَحْمِلُ لِوَاءَ غَدْرٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)). [الصحيحة: ٤٤٠]

رفاعہ بن شداد قتبانی کہتے ہیں: اگر میں نے عمرو بن حمق خزاعی سے فلاں حدیث نہ سنی ہوتی تو مختار کے سر کو اس کے تن سے جدا کر دیتا۔ اس نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: ''جس نے کسی آدمی کو اس کی جان کی امان دی اور پھر اسے قتل کر دیا تو وہ روزِ قیامت عہد شکنی کا جھنڈا اٹھائے آئے گا۔''

تخریج: الصحیحة ۴۴۰۔ نسائی الکبری (۸۷۳۹)' ابن ماجه (۲۶۸۸)' بخاری فی التاریخ (۳/ ۳۲۲)' احمد (۵/ ۲۲۳)

فوائد: پہلے یہ وضاحت گزر چکی ہے کہ مومن کسی غیر مسلم کو ہر قسم کی پناہ دے سکتا ہے اور شریعت میں اس کی پناہ کا اتنا لحاظ رکھا گیا کہ دوسرے مسلمان کو بھی یہ اجازت نہیں دی گئی کہ وہ اس کی پناہ کی مخالفت کرے۔ بہر حال جو ایسا کرے گا وہ عہد شکنی کے زمرے میں

آئے گا۔

الذنب انتفاء الولد

بیٹے کی نفی کرنے کا گناہ

١٦٨٠: عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنِ انْتَفٰى مِنْ وَلَدِهٖ لِيَفْضَحَهٗ فِي الدُّنْيَا، فَضَحَهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلٰى رُؤُوْسِ الْأَشْهَادِ، قِصَاصٌ بِقِصَاصٍ)).

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے اپنے بیٹے کو دنیا میں بدنام کرنے کے لئے اس کے بیٹا ہونے کی نفی کر دی' اللہ تعالی اسے روزِ قیامت حاضرین کے سامنے رسوا کرے گا۔ یہی برابر کا بدلہ ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۴۸۰۔ احمد (۲/ ۲۶۰)' طبرانی فی الکبیر (۱۳۴۷۸)' والاوسط (۴۳۰۹)

فوائد: اللہ تعالی نے نسبتوں کے جو اصول قائم کر دیے ہیں' ان پر راضی ہونا تقاضۂ بندگی ہے۔ اسی میں عزتیں ہیں اور اسی میں عظمتیں ہیں۔ جو آدمی ذاتی مقاصد کو مدّنظر رکھ کر اللہ تعالی کے اس اصول کو پسِ پشت ڈال دیتا ہے' اللہ تعالی بھی اس سے ''جیسا کرو گے ویسا بھرو گے'' کا معاملہ کرے گا اور حشر کے میدان میں اسے ذلیل اور رسوا کر دے گا۔

بيان من لاذمة له

جن کا کوئی ذمہ نہیں ان کا بیان

١٦٨١: عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ بَاتَ فَوْقَ بَيْتٍ لَيْسَ لَهٗ إِجَّارٌ فَوَقَعَ فَمَاتَ، فَبَرِئَتْ مِنْهُ الذِّمَّةُ، وَمَنْ رَكِبَ الْبَحْرَ عِنْدَ ارْتِجَاجِهٖ فَمَاتَ، فَقَدْ بَرِئَتْ مِنْهُ الذِّمَّةُ)). [الصحيحة: ٨٢٨]

بعض صحابہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو گھر کی چھت' جس پر کوئی پردہ وغیرہ نہ ہو' پر سوئے اور گر کر مر جائے تو اس کا کوئی ذمہ نہ رہے گا۔ اسی طرح جو سمندری سفر کرے' اس حال میں کہ سمندر طلاطم خیز ہو اور وہ (ڈوب کر) مر جائے تو اس کا بھی کوئی ذمہ نہ رہے گا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۸۲۸۔ احمد (۵/ ۷۹)' بیہقی فی الشعب (۴۷۲۵)' الادب المفرد (۱۱۹۴)

فوائد: معلوم ہوا کہ انسان اپنی حفاظت کا خود ذمہ دار ہے' اگر بظاہر اسے اپنی ہلاکت کا خطرہ ہو تو اللہ تعالی کی طرف سے کسی قسم کی حفاظت کی ضمانت نہ ہو گی۔ اللہ تعالی نے امتِ مسلمہ کے لئے جو شرعی قوانین وضع کئے ہیں' ان میں انسانیت کی جان' مال اور عزت' غرضیکہ ہر چیز کا لحاظ رکھا گیا ہے۔

الذنب من تولى غير مواليه

جو غلام غیر آقاؤں کی طرف اپنی نسبت کرے اس کا گناہ

١٦٨٢: عَنْ جَابِرٍ مَرْفُوْعًا: ((مَنْ تَوَلّٰى غَيْرَ مَوَالِيْهِ، فَقَدْ خَلَعَ رِبْقَةَ الْإِيْمَانِ مِنْ عُنُقِهٖ)). [الصحيحة: ٢٣٢٩]

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے غیر آقاؤں سے تعلق رکھا' اس نے اپنی گردن سے ایمان کا کڑا اتار پھینکا۔''

تخریج: الصحیحة ۲۳۲۹۔ احمد (۳/ ۳۳۲)، بخاری فی التاریخ (۳/ ۱۴۳)

فوائد: غلام مکمل طور پر اپنے آقا کا پابند ہوتا ہے۔ سیدنا جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (اذا ابق العبد لم تقبل له صلاه۔) [مسلم] یعنی: ''جب غلام (اپنے آقا سے) فرار ہو جاتا ہے تو اس کی نماز قبول نہیں ہوتی۔''

باب: النهي عن مساكنة المشركين

باب: مشرکین کے ساتھ رہائش رکھنے کی ممانعت

١٦٨٣: عَنْ سَمُرَةَ بِنِ جُنْدُبٍ مَرْفُوْعًا: ((مَنْ جَامَعَ الْمُشْرِكَ، وَسَكَنَ مَعَهُ، فَإِنَّهُ مِثْلُهُ)). [الصحيحة: ٢٣٣٠]

سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے مشرک کا ساتھ دیا اور اس کے ساتھ رہا، وہ اسی کی طرح ہوگا۔''

تخریج: الصحیحة ۲۳۳۰۔ ابو داؤد (۲۷۸۷)، طبرانی فی الکبیر (۷۰۲۳)، حاکم (۲/ ۱۴۱، ۱۴۲) من طریق آخر بمعناہ۔

فوائد: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (الرجل علی دینِ خلیله، فلینظر احدکم من یخالل۔) [صحیحہ: ۹۲۷] یعنی: آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے، اسے غور کرنا چاہئے کہ وہ کس کو دوست بنا رہا ہے۔

جو آدمی مشرک کی صحبت میں رہے گا، اس کے ساتھ اٹھک بیٹھک رکھے گا، تو اس کے بارے میں یہ اندیشہ ہو سکتا ہے کہ وہ اس کی تہذیب سے متاثر ہو کر اسی کی طرح نہ ہو جائے۔

الذم جلب الخيل يوم الرهان

مقابلے کے دن گھوڑا دوڑانے کے لیے شور مچانے کی مذمت

١٦٨٤: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مَرْفُوْعًا: ((مَنْ جَلَبَ عَلَى الْخَيْلِ يَوْمَ الرِّهَانِ، فَلَيْسَ مِنَّا)). [الصحيحة: ٢٣٣١]

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس نے مقابلے والے دن گھوڑے کو دوڑانے کے لئے شور مچایا، وہ ہم میں سے نہیں ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۲۳۳۱۔ طبرانی فی الکبیر (۱۱۵۵۸)، ابو یعلی (۲۴۱۳)، ضیاء فی المختارة (۱۱/ ۲۷۶، ۲۷۷)

فوائد: جلب: گھڑ سوار کا اس نیت سے کسی بندے کا اہتمام کرنا کہ وہ دوڑ کے دوران چیخ و پکار اور ڈانٹ ڈپٹ کر کے گھوڑے کو تیز دوڑنے پر آمادہ کرے، تاکہ وہ میدان مار جائے۔ گھڑ دوڑ کی مقابلہ بازی جائز ہے، لیکن یہ بازی جیتنے کے لئے کوئی سوار گھوڑے کو تیز دوڑانے کے لئے کوئی خارجی ذریعہ استعمال نہیں کر سکتا۔ اس سے معلوم ہوا کہ عرب اونٹوں کی دوڑ میں بچوں کا استعمال کرتے ہیں، وہ بھی درست نہیں کیونکہ معصوم بچے کے شور سے اونٹ تیز دوڑتا ہے۔

الذنب شفاعة المجرم

جرم کرنے والے کی سفارش کا گناہ

١٦٨٥: عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ مَرْفُوْعًا: ((مَنْ حَالَتْ شَفَاعَتُهُ دُوْنَ حَدٍّ مِنْ حُدُوْدِ اللّٰهِ، فَقَدْ

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس کی سفارش، اللہ تعالیٰ کی کسی حد کے لئے رکاوٹ بن گئی، اس

ضَادَّ اللّٰهَ فِيْ أَمْرِهِ وَمَنْ مَّاتَ وَعَلَيْهِ دَيْنٌ، فَلَيْسَ ثَمَّ دِيْنَارٌ وَلَا دِرْهَمٌ، وَلٰكِنَّهَا الْحَسَنَاتُ وَالسَّيِّئَاتُ، وَمَنْ خَاصَمَ فِيْ بَاطِلٍ وَهُوَ يَعْلَمُ لَمْ يَزَلْ فِيْ سَخَطِ اللّٰهِ حَتّٰى يَنْزِعَ وَمَنْ قَالَ فِيْ مُؤْمِنٍ مَالَيْسَ فِيْهِ، حُبِسَ فِيْ رَدْغَةِ الْخَبَالِ حَتّٰى يَأْتِيَ بِالْمَخْرَجِ مِمَّا قَالَ)).

[الصحيحة: ٤٣٧]

نے اللہ کے حکم کی مخالفت کی۔ جو آدمی مقروض ہو کر مرا' تو (وہ یاد رکھے کہ) روزِ قیامت دینار و درہم کی ریل پیل نہیں ہوگی' وہاں تو نیکیوں اور برائیوں کا تبادلہ ہوگا۔ جس نے دیدۂ دانستہ باطل کے حق میں جھگڑا کیا وہ اس وقت تک اللہ تعالی کے غیظ و غضب میں رہے گا جب تک باز نہیں آتا۔ جس نے مومن پر ایسے جرم کا الزام لگایا جو اس میں نہیں پایا جاتا اسے ردغۃ الخبال (جہنمیوں کے پیپ) میں روک لیا جائے گا' حتی کہ ایسی نیکی کرے جو اسے وہاں سے نکال سکے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۴۳۷۔ ابو داؤد (۳۵۹۷)' احمد (۲/ ۷۰)' حاکم (۲/ ۲۷)' والسیاق لہ۔

فوائد: مسلمان سے بتقاضۂ بشریت غلطی ہو جانا ممکن ہے اور یہ چیز زیادہ قابل جرح بھی نہیں ہے' کیونکہ نیکیوں کے ذریعے یا توبہ کرنے سے اس کا اثر ختم ہو جاتا ہے۔ لیکن اللہ تعالی کے قانون کو توڑنے کے درپے ہو جانا بغاوت ہے اور بغاوت کو کوئی بھی برداشت نہیں کرتا۔ اگر کسی مجرم کا معاملہ عدالت میں پہنچ چکا ہو اور اس پر حد نافذ کرنے کا فیصلہ کیا جا چکا ہو تو کسی کو کوئی حق نہیں پہنچتا کہ وہ اس کی حد کے سامنے روڑے اٹکائے۔ یہی معاملہ اس جھگڑے کا ہے' جس کی بابت جھگڑنے والے کو پتہ ہو کہ وہ باطل پر ہے' لیکن پھر بھی اپنی انانیت کے دفاع کا بھوت سوار کر کے یا کسی اور مقصد کے پیش نظر لڑائی جاری رکھے۔

اللہ تعالی مومنوں کو عزتیں اور عظمتیں عطا کرتا ہے اور پھر ان کی حفاظت بھی کرتا ہے' لیکن جو آدمی مومن کی توہین کرنے کے درپے ہو جائے تو وہ اپنے جرم کی نوعیت کے لئے اتنا ضرور ذہن نشین کر لے کہ ایک آدمی کو اللہ تعالی معزز ٹھہرانا چاہتے ہیں اور وہ اسے ذلیل کرنا چاہتا ہے۔ نیز ہمیں چاہئے کہ اپنے قرضے چکا دیں' کہیں ایسا نہ ہو کہ یہی لین دین کی سستیاں ہماری آخرت کو لے ڈوبیں۔ انسان کی عظمت کا تصور کریں کہ جب تک وہ اپنا قرضہ معاف نہیں کرے گا' اللہ تعالی بھی معاف نہیں کریں گے۔

الذنب يمين المصبورة المكذوبة

جھوٹی تاکید والی قسم کا گناہ

١٦٨٦: عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ مَرْفُوْعًا: ((مَنْ حَلَفَ عَلٰى يَمِيْنٍ مَصْبُوْرَةٍ كَاذِبًا [مُتَعَمِّدًا] فَلْيَتَبَوَّأْ بِوَجْهِهِ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ))

سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے جان بوجھ کر بڑی تاکید کے ساتھ جھوٹی قسم اٹھائی' وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں تیار کر لے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۳۳۲۔ ابو داؤد (۳۲۴۲)' ابن جریر فی التفسیر (۶/ ۵۳۳)' احمد (۴/ ۴۳۲)' حاکم (۴/ ۲۹۴)

فوائد: جھوٹی قسم اٹھانا کبیرہ گناہ ہے۔

لا ايفاء ليمين المأثومة

گناہ والی قسم کو پورا کرنا نہیں ہے

١٦٨٧: عَنْ عَائِشَةَ مَرْفُوْعًا: ((مَنْ حَلَفَ فِيْ

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

قَطِيعَةِ رَحِمٍ أَوْفِيمَا لَا يَصْلُحُ فَبِرُّهُ أَنْ لَا يُتِمَّ عَلَى ذٰلِكَ)). [الصحيحة: ٢٣٣٤]

''جس نے قطع رحمی پر یا نامناسب کام پر قسم اٹھائی، تو (شریعت میں) ایسی قسم کو پورا کرنا یہ ہے کہ اسے پورا نہ کیا جائے۔''

تخریج: الصحيحة ۲۳۳۴۔ ابن ماجه (۲۱۱۰)، طبرانی فی الاوسط (۴۸۱۸)

فوائد: لیکن درج ذیل حدیث میں ایسی قسم اٹھانے کا کفارہ ادا کرنے کا بھی ذکر ہے:

سیدنا مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: اے اللہ کے رسول! میرا ایک چچازاد ہے، میں اس کے پاس جاتا ہوں اور اس سے بعض چیزوں کا سوال کرتا ہوں، لیکن وہ مجھے نہ کوئی چیز دیتا ہے اور نہ میرے ساتھ صلہ رحمی کرتا ہے، لیکن جب وہ میرا محتاج ہوتا ہے تو میرے پاس آتا ہے اور مجھ سے سوال کرتا ہے۔ (یہ صورتحال دیکھ کر میں نے قسم اٹھالی کہ میں بھی اسے کچھ دوں گا نہ اس سے صلہ رحمی کروں گا۔ فامرنی ان آتی الذی هو خیر واکفر عن یمینی وفی روایة: کفر عن یمینك۔ یعنی: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم دیا کہ بہتر کام کروں اور اپنی قسم کا کفارہ دوں۔ ایک روایت میں ہے: تو اپنی قسم کا کفارہ دے۔ [نسائی، ابن ماجہ]

قسم کا کفارہ یہ ہے کہ دس مساکین کو کھانا کھلایا جائے یا ان کو کپڑے پہنائے جائیں یا غلام آزاد کیا جائے۔ اگر ان تینوں کی طاقت نہ ہو تو تین روزے رکھے جائیں۔

١٦٨٨: عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ حَمَلَ مِنْ أُمَّتِيْ دَيْنًا ثُمَّ جَهَدَ فِي قَضَائِهِ فَمَاتَ وَلَمْ يَقْضِهِ، فَأَنَا وَلِيُّهُ)). [الصحيحة: ٣٠١٧]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میری امت کے جس فرد نے قرضہ لیا اور پھر اس کی ادائیگی کے لئے کوشش کی، لیکن چکانے سے پہلے مرگیا تو میں اس کا ذمہ دار ہوں۔''

تخریج: الصحيحة ۳۰۱۷۔ احمد (۶/ ۷۴، ۱۵۴)، ابو یعلی (۴۸۳۸)، بیهقی (۷/ ۲۲)

فوائد: اللہ تعالی اپنے بندوں کی نیتوں اور ارادوں کو سامنے رکھ کر فیصلہ کرتا ہے، قرضہ لینا انسان کی بہت بڑی مجبوری ہے، اگر قرض خواہ قرضہ چکانے میں مخلص ہو، لیکن حالات ساتھ نہ دے رہے ہوں اور اتنے میں وہ فوت ہو جائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے قرض کی ادائیگی کے ذمہ دار ہوں گے۔

١٦٨٩: عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ فِي الدُّنْيَا وَلَمْ يَتُبْ لَمْ يَشْرَبْهَا فِي الْآخِرَةِ وَإِنْ أُدْخِلَ الْجَنَّةَ)). [الصحيحة: ٢٦٣٤]

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے دنیا میں شراب پی اور توبہ نہ کی تو وہ آخرت میں (یہ مشروب) نہیں پی سکے گا، اگرچہ جنت میں داخل بھی ہو جائے۔''

تخریج: الصحيحة ۲۶۳۴۔ بیهقی فی الشعب (۵۵۷۳)

فوائد: یہ شراب کی نحوست ہے، جو جنت میں بھی برقرار رہتی ہے۔

١٦٩٠: عَنْ أَبِي أُمَامَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ شَفَعَ لِأَخِيهِ بِشَفَاعَةٍ، فَأَهْدٰى لَهُ هَدِيَّةً

سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس نے اپنے بھائی کے لئے سفارش کی اور اس نے کوئی ہدیہ دیا جو اس

عَلَيْهَا فَقَبِلَهَا، فَقَدْ أَتٰى بَابًا عَظِيْمًا مِنْ أَبْوَابِ الرِّبَا)). [الصحيحة: ٣٤٦٥]

نے قبول کرلیا تو اس نے سود کا بہت بڑا دروازہ عبور کیا۔"

تخریج: الصحیحة ۳۴۶۷۔ ابو داؤد (۳۵۴۱)، احمد (۵/ ۲۶۱)، طبرانی فی الکبیر (۷۸۵۳)

فوائد: مسلمان بھائیوں کے جائز حد تک سفارش کرنا مستحسن عمل ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿ومن یشفع شفاعة حسنة یکن له نصیب منها﴾ [سورۂ نساء: ۸۵] یعنی: "جو شخص کسی نیکی یا بھلے کام کی سفارش کرے گا، اسے بھی اس کا کچھ حصہ ملے گا۔"

لیکن جو آدمی محض سفارش کو بنیاد بنا کر کوئی تحفہ دیتا اور سفارش کرنے والا قبول کرتا ہے تو اسے شریعت نے سود (جیسا گناہ) تصور کیا ہے۔ ہاں اگر پہلے سے ان میں ایسے تعلقات موجود ہیں تو ان کی بنا پر تحائف و ہدایا کا تبادلہ کیا جا سکتا ہے۔

١٦٩١: عَنِ ابْنِ الزُّبَيْرِ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: ((مَنْ شَهَرَ سَيْفَهُ ثُمَّ وَضَعَهُ فَدَمُهُ هَدَرٌ)). [الصحيحة: ٢٣٤٥]

سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس نے اپنی تلوار سونتی اور لوگوں کی قتل و غارت شروع کر دی تو اس کا خون رائیگاں جائے گا (جس میں قصاص ہو گا نہ دیت)۔"

تخریج: الصحیحة ۲۳۴۵۔ نسائی (۴۱۰۲)، حاکم (۲/ ۱۵۹)، ابو نعیم فی الحلیة (۴/ ۲۱)

فوائد: دنیا میں سب سے بڑا سرمایہ مسلمان کی جان ہے، شریعت نے دیت کی صورت میں جس کی سو (۱۰۰) اونٹ قیمت مقرر کی ہے۔ لیکن جو آدمی اس گراں مایہ متاع کو خود داؤ پر لگا دیتا ہے، تو اسے انتہائی بے قیمت سمجھا جاتا ہے۔ اگر کوئی آدمی تلوار سونت کر لوگوں کی گردنیں گاجر مولی کی طرح کاٹنا شروع کر دیتا ہے اور کوئی آدمی ایسے قاتل کو قتل کر دیتا ہے تو اس سے کسی قسم کا قصاص اور دیت نہیں لی جائے گی۔

باب: الاقتصاص من الظالم یوم القیامة

باب: روز قیامت ظالم سے ظلم کا بدلہ لیا جائے گا

١٦٩٢: عَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ مَرْفُوْعًا: ((مَنْ ضَرَبَ مَمْلُوْكَهُ ظَالِمًا، أُقِيْدَ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) [الصحيحة: ٢٣٥٢]

سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس نے اپنے غلام کو ظلماً مارا، اس سے روزِ قیامت بدلہ لیا جائے گا۔"

تخریج: الصحیحة ۲۳۵۲۔ ابو نعیم فی الحلیة ص۴/ ۳۷۸، طبرانی فی الکبیر کمافی المجمع (۴/ ۲۳۸)، الادب المفرد (۱۸۱)، موقوفاً علیه۔

فوائد: اگرچہ غلام مکمل طور پر اپنے آقا کے ماتحت ہوتا ہے، وہ اپنے آپ کو اس کی مرضی کے مطابق ڈھالتا ہے۔ لیکن اگر آقا ہی ظلم و ستم پر اتر آئے، تو پوری کائنات کے پالنہار آقا کے عدل و انصاف کے تقاضے بیچ میں حائل ہو جاتے ہیں۔

١٦٩٣: عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعًا: ((مَنْ قَتَلَ مُعَاهَدَةً بِغَيْرِ حَقِّهَا، لَمْ يَرِحْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ، وَإِنَّ رِيْحَ الْجَنَّةِ تُوْجَدُ مِنْ مَسِيْرَةِ مِئَةِ عَامٍ)). [الصحيحة: ٢٣٥٦]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس نے ایسے حلیف کو ناحق قتل کر دیا جس سے معاہدہ کیا گیا تھا، وہ جنت کی خوشبو تک نہ پا سکے گا اور جنت کی خوشبو سو سال کی مسافت تک پائی جاتی ہے۔"

تخریج: الصحیحة ۲۳۵۶۔ الضیاء فی صفة الجنة (۳/ ۸۲/ ۲)' ابو بکر الاسماعیل فی معجمه (۲/ ۲۵/ ۲۶)' وعنه السهمی فی تاریخ جرجان (ص ۳۲۳)' طبرانی فی الاوسط (۸۰۰۷)' کلهم من طریق میں بن یونس عن عوق الاعرابی عن ابن سید بن عن ابی هریرة ﷺ۔

فوائد: اس حدیث سے عہد شکنی کی سنگینی واضح ہو رہی ہے کہ اگر عہد و پیمان کا پاس ولحاظ نہ رکھتے ہوئے کوئی مسلمان کافر کو بھی قتل کر دے تو وہ جنت سے سو سال کی مسافت دور ہو جاتا ہے' اگر کوئی مسلمان مسلمانوں سے ہی خیانت کرنا شروع کر دے تو اس کے جرم کی نوعیت کا اندازہ اسی حدیث سے کیا جا سکتا ہے۔

باب: تحریم الغدر بالمعاهد

١٦٩٤: سَلِيْمُ بْنُ عَامِرٍ يَقُوْلُ: كَانَ بَيْنَ مُعَاوِيَةَ وَبَيْنَ الرُّوْمِ عَهْدٌ، فَكَانَ يَسِيْرُ فِيْ بِلَادِهِمْ، حَتّٰى إِذَا انْقَضَى الْعَهْدَ أَغَارَ عَلَيْهِمْ، وَإِذَا رَجُلٌ عَلٰى دَابَّةٍ، أَوْ عَلٰى فَرَسٍ، وَهُوَ يَقُوْلُ: اَللّٰهُ أَكْبَرُ، وَفَاءٌ لَاغَدْرَ (مَرَّتَيْنِ) فَإِذَا هُوَ عَمْرُو بْنُ عَبَسَةَ السُّلَمِيُّ، فَقَالَ لَهُ مُعَاوِيَةُ: مَاتَقُوْلُ؟ قَالَ عَمْرٌو: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ كَانَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ قَوْمٍ عَهْدٌ فَلَا يَحُلَّنَّ عُقْدَةً وَلَا يَشُدَّهَا حَتّٰى يَمْضِيَ أَمَدُهَا، أَوْ يَنْبِذَ إِلَيْهِمْ عَلٰى سَوَاءٍ)). [الصحيحة: ٢٣٥٧]

باب: حلیف سے عہد شکنی کی حرمت کا بیان

سلیم بن عامر کہتے ہیں کہ سیدنا معاویہ ﷺ اور رومیوں کے مابین معاہدہ تھا' سیدنا معاویہ ﷺ ان کے ملک میں چل رہے تھے' یہاں تک کہ عہد کی مدت ختم ہوگئی' انھوں نے (موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے) ان پر چڑھائی کر دی۔ ایک آدمی' جو کسی چوپائے یا گھوڑے پر سوار تھا' نے کہا: اللہ اکبر' عہد پورا کیجئے' عہد شکنی مت کیجئے۔ وہ سیدنا عمرو بن عبسہ سلمی ﷺ تھے' سیدنا امیر معاویہ ﷺ نے ان سے کہا: آپ کیا کہہ رہے ہیں؟ عمرو نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''اگر کسی آدمی نے کسی قوم سے کوئی عہد کیا ہو تو وہ نہ عہد شکنی کرے اور نہ ہی اس کو مضبوط کرے' یہاں تک کہ مدت ختم ہو جائے یا (ان سے دھوکے کے ڈر کی وجہ سے) انھیں معاہدہ توڑنے کی خبر دے (تاکہ مد مقابل بھی عہد توڑنے میں) اس کے برابر ہو جائے۔''

تخریج: الصحیحة ۲۳۵۷۔ ابو داؤد الطیالسی (۱۱۵۵)' ابو داؤد(۲۷۵۹)' ترمذی (۱۵۸۰)' احمد (۴/ ۳۸۵' ۳۸۶)

فوائد: مذکورہ حدیث میں عہد و پیمان کی مدت تو پوری ہو چکی تھی۔

دراصل بات یہ ہے کہ جب رومیوں سے معاہدہ طے ہوا تھا' اس وقت سیدنا امیر معاویہ ﷺ اپنے ملک میں تھے۔ جب اس معاہدے کی مدت ختم ہوگئی تو اس وقت بھی ان کو اپنے ملک میں ہی ہونا چاہئے تھا' نہ کہ وہ معاہدے کی مدت میں روم کے قریب پہنچ جاتے تاکہ جونہی مدت ختم ہو تو ان پر چڑھائی کر دی جائے۔ ماحصل یہ ہے کہ جب معاہدے کی مدت ختم ہو تو دونوں فریق اپنے اپنے ممالک میں ہوں' پھر نئی پالیسی پر عمل کیا جائے۔ [ماخوذ از تحفۃ الاحوذی]

فضل النية لاداء الدين

قرض ادا کرنے کی نیت کی فضیلت کا بیان

١٦٩٥: عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ كَانَ عَلَيْهِ دَيْنٌ يَنْوِيْ أَدَاءَهُ كَانَ مَعَهُ مِنَ اللّٰهِ عَوْنٌ، وَسَبَّبَ اللّٰهُ لَهُ رِزْقًا)). [الصحيحة: ٢٨٢٢]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا: ''جس آدمی پر قرضہ ہو اور وہ قرضہ چکانے کا ارادہ بھی رکھتا ہو تو اللہ تعالی کی طرف سے اس کے ساتھ ایک مددگار ہوتا ہے اور اللہ تعالی اس کے لئے رزق کے اسباب پیدا کرتا ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۲۸۲۲۔ طبرانی فی الاوسط (۷۶۰۴)' احمد (۶/ ۷۲)' طیالسی (۱۵۲۴)' من طریق آخر عنها بمعناه۔

فوائد: جہاں قرضہ لینا مسلمان کی دنیوی مجبوری ہے' وہاں اس کی ادائیگی دنیوی اور اخروی دونوں جہانوں کی مجبوری ہے۔ لیکن جو آدمی قرضہ چکانے میں مخلص اور فکرمند ہو' اللہ تعالی غیر محسوس انداز میں غیر متوقع اسباب پیدا فرما دیں گے۔

الرخصة الأكل من الحائط

باغ سے کھا لینے کی رخصت

١٦٩٦: عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ۔ عَلَيْهِ السَّلَامُ۔ قَالَ: ((مَنْ مَرَّ بِحَائِطٍ فَلْيَأْكُلْ وَلَا يَحْمِلْ)). [الصحيحة: ٣١٢١]

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اگر کوئی کسی باغ کے پاس سے گزرتا ہے تو وہ اس کا (پھل وغیرہ) کھا لے اور اٹھا کر نہ لے جائے۔''

تخریج: الصحیحة ۳۱۲۱۔ ترمذی (۱۲۸۷)' ابن ماجه (۲۳۰۱)' احمد فی مسائل ابی داؤد عنه (ص ۳۰۴)

فوائد: ایسے صورت میں ضرورت پوری کی جا سکتی ہے' باغ کے مالک کو وسعتِ ظرفی کا ثبوت دینا چاہئے۔

جزاء الظالم بظلمه

ظالم کو اس کے ظلم کے بقدر سزا دینے کی رخصت

١٦٩٧: عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ، قَالَ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ أُحُدٍ قُتِلَ مِنَ الْأَنْصَارِ أَرْبَعَةٌ وَّسِتُّوْنَ رَجُلًا وَمِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ سِتٌّ، فَقَالَ أَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ لَئِنْ كَانَ لَنَا يَوْمٌ مِثْلُ هٰذَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ لَنُرْبِيَنَّ عَلَيْهِمْ، فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ الْفَتْحِ، قَالَ رَجُلٌ لَا يُعْرَفُ: لَا قُرَيْشَ بَعْدَ الْيَوْمِ، فَنَادٰى مُنَادِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ: أَمِنَ الْأَسْوَدُ وَالْأَبْيَضُ، إِلَّا فُلَانًا وَفُلَانًا، نَاسًا سَمَّاهُمْ، فَأَنْزَلَ اللّٰهُ۔ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰى۔ ﴿وَإِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِهِ وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِلصَّابِرِيْنَ (النحل:١٢٦)﴾ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((نَصْبِرُ وَلَا نُعَاقِبُ)). [الصحيحة: ٢٣٧٧]

سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: غزوۂ احد والے دن چونسٹھ (۶۴) انصاری اور چھ (۶) مہاجرین شہید ہو گئے' اصحابِ رسول کہنے لگے: اگر ہمیں مشرکین کے مقابلے میں اس قسم کا موقع مل گیا' تو بڑھ چڑھ کر انتقام لیں گے۔ جب فتح مکہ والا دن آیا تو اِدھر ایک غیر معروف آدمی نے اعلان کیا: آج کے بعد قریش نیست و نابود ہو جائیں گے اور اُدھر رسول اللہ ﷺ کے مُنادی نے اعلان کیا: ہر کالے گورے (یعنی ہر خاص و عام) کو امن ملے گا' مگر فلاں' فلاں ...... چند لوگوں کے نام لئے۔ اللہ تعالی نے یہ آیات نازل فرما دیں: ﴿اور اگر تم بدلہ لو تو اتنا ہی جتنا تم کو نقصان پہنچا ہے اور جو (لوگوں کی ایذاء پر) صبر کرو تو صبر کرنے والوں کے لئے (بدلہ لینے سے) بہتر ہے۔﴾ (سورۂ نحل: ۱۲۶) رسول اللہ نے فرمایا: ''ہم صبر کرتے ہیں اور بدلہ نہیں لیتے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۳۷۷۔ عبد اللہ بن احمد فی زوائد المسند (۵/ ۱۳۵)، الضیاء فی المختارۃ (۱۱۴۴)

فوائد: ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿ولا یجرمنکم شنآن قوم علی ان لا تعدلوا اعدلوا ھو اقرب للتقوی﴾ [سورۂ مائدہ: ۸]
یعنی: ''اور کسی قسم کی عداوت تمہیں خلافِ عدل پر آمادہ نہ کر دے، عدل کیا کرو، جو پرہیزگاری کے زیادہ قریب ہے۔''
کسی مقام پر شریعت انسان کو زیادتی کرنے کی اجازت نہیں دیتی۔

النھی عن المخابرۃ

بیع مخابرہ کی ممانعت

۱۶۹۸: عَنْ زَیْدِ بْنِ ثَابِتٍ مَرْفُوْعًا: ((نَھٰی عَنِ الْمُخَابَرَۃِ)) قُلْتُ: وَمَا الْمُخَابَرَۃُ؟ قَالَ: أَنْ تَأْخُذَ الْأَرْضَ بِنِصْفٍ أَوْثُلُثٍ، أَوْ رُبُعٍ۔ [الصحیحۃ: ۳۵٦۹]

سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ''مخابرہ'' سے منع فرمایا۔ میں نے کہا: مخابرہ کس کو کہتے ہیں؟ انھوں نے کہا: پیداوار کے نصف یا تہائی یا چوتھائی حصے کے بدلے زمین کرائے پر دینا۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۵۶۹۔ ابن ابی شیبۃ (۶/ ۳۴۶)، ابو داود (۳۴۰۷)، بیھقی (۶/ ۱۳۳)، احمد (۵/ ۱۸۷، ۱۸۸)

فوائد: مخابرہ: زمین کی بعض پیداوار کے بدلے زمین کرائے پر دینا مخابرہ کہلاتا ہے۔
نبی کریم ﷺ نے اہل خیبر کو زمین کی پیداوار کے نصف حصے پر وہ زمین کرائے پر دی تھی۔ [بخاری، مسلم]
اس حدیث کی روشنی میں مخابرہ کو اس صورت پر محمول کیا جائے گا کہ جس میں زمین کو اس کے مخصوص حصوں کی پیداوار کے بدلے کرائے پر دیا جائے اور یہی صورت ہے جو مالک اور مزارع کے مابین جھگڑے کا باعث بنتی ہے۔ آپ ﷺ کے عہد میں ایسے ہوتا تھا اور آپ ﷺ نے منع فرما دیا۔

باب: لا ضمان علی من غلبتہ النار

باب:

۱۶۹۹: عَنْ أَبِیْ ھُرَیْرَۃَ مَرْفُوْعًا: ((اَلنَّارُ جُبَارٌ))۔ [الصحیحۃ: ۲۳۸۱]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آگ کی وجہ سے ہونے والا نقصان رائیگاں ہوگا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۳۸۱۔ ابو داؤد (۴۵۹۴)، نسائی الکبری (۵۷۸۹)، ابن ماجہ (۲۶۷۶)

فوائد: امام البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں: آگ سے مراد کسی چیز کا جلنا ہے، اس کا مفہوم یہ ہے کہ ایک آدمی کسی غرض و غایت کے لئے آگ جلاتا ہے، لیکن ہوا کی وجہ سے آگ اڑتی ہے اور کسی دوسرے بندے کا مال وغیرہ جل جاتا ہے اور وہ بندہ وہ مال لوٹانے پر قادر بھی نہیں ہے تو وہ جلنے والے مال کا ضامن نہیں ہوگا۔ [صحیحہ: ۲۳۸۱ کے تحت]

فضل النیۃ الصادقۃ

سچی نیت کی فضیلت

۱۷۰۰: عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَی النَّبِیِّ ﷺ فَقَالَ: إِنِّیْ أَعْطَیْتُ أُمِّیْ حَدِیْقَۃً لِّیْ، وَإِنَّھَا مَاتَتْ وَلَمْ تَتْرُكْ وَارِثًا غَیْرِیْ، فَقَالَ

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، ایک آدمی نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور کہا: میں نے اپنی ماں کو اپنا ایک باغ دیا تھا، اب وہ فوت ہو گئی ہیں اور ان کا وارث صرف میں ہوں؟ رسول

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((وَجَبَتْ صَدَقَتُكَ وَرَجَعَتْ إِلَيْكَ حَدِيقَتُكَ)). [الصحيحة: ٢٤٠٩]

اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تیرا صدقہ بھی ثابت ہو گیا اور تیرا باغ بھی تیری طرف لوٹ آیا۔“

تخریج: الصحیحة ۲۴۰۹- ابن ماجه (۲۳۹۵)' احمد (۲/ ۱۸۵)' البزار (الکشف ۱۳۱۳)

فوائد: معلوم ہوا کہ اولاد اپنی ملکیت والی چیزیں والدین کو ہبہ کر سکتے ہیں۔ نیز والدین کی وفات کی صورت میں وہ اپنی ہبہ کی ہوئی چیزوں میں سے اپنا حصہ وصول کریں گے۔

والد الزنا شر الثلاثة

زنا کا بچہ تین لوگوں کا شر ہے ۔

١٧٠١: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((وَلَدُ الزِّنَا شَرُّ الثَّلَاثَةِ)).

[الصحيحة: ٦٧٢]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”زنا کا بیٹا تین لوگوں کی شر ہے۔“

تخریج: الصحیحة ۶۷۲- ابو داؤد (۳۹۶۳)' احمد (۲/ ۳۱۱)' حاکم (۲/ ۲۱۴)' بیهقی (۱۰/ ۵۷'۵۹)

فوائد: امام سفیانؒ کہتے ہیں: یعنی: اذا عمل بعمل ابویه۔ یعنی: اس حدیث کو اس کے مفہوم پر اس وقت محمول کیا جائے گا جب وہ بیٹا بھی اپنے والدین والا فعل کرے۔ امام البانی رحمہ اللہ نے اسی مفہوم کو پسند کیا ہے۔ [صحیحہ: ۶۷۲ کے تحت]

باب: العفو عن الناس وحتى لا يعفو الامام

باب:

١٧٠٢: عَنْ أَبِي مَاجِدَةَ، قَالَ: كُنْتُ قَاعِدًا مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ۔ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ۔ فَقَالَ: إِنِّي لَأَذْكُرُ أَوَّلَ رَجُلٍ قَطَعَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أُتِيَ بِسَارِقٍ فَأَمَرَ بِقَطْعِهِ، فَكَأَنَّمَا أُسِفَ وَجْهُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالُوْا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ كَأَنَّكَ كَرِهْتَ قَطْعَهُ؟ قَالَ: ((وَمَا يَمْنَعُنِيْ؟ لَاتَكُوْنُوْا أَعْوَانًا لِلشَّيْطَانِ عَلٰى أَخِيْكُمْ، إِنَّهُ لَايَنْبَغِيْ لِلْإِمَامِ إِذَا انْتَهٰى إِلَيْهِ حَدٌّ إِلَّا أَنْ يُقِيْمَهُ، إِنَّ اللّٰهَ عَفُوٌّ يُحِبُّ الْعَفْوَ ﴿وَلْيَعْفُوْا وَلْيَصْفَحُوْا أَلَا تُحِبُّوْنَ أَنْ يَغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾[النور:۲۲])) [الصحيحة: ١٦٣٨]

ابو ماجدہ کہتے ہیں کہ میں سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ انھوں نے کہا: میں اس پہلے آدمی کو جانتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ نے جس کا ہاتھ کاٹا تھا۔ چور کو لایا گیا' آپ ﷺ نے ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا۔ لیکن ایسے لگ رہا تھا کہ آپ ﷺ رنجیدہ ہو گئے ہیں۔ صحابہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! ایسے لگتا ہے کہ آپ اس کا ہاتھ کاٹنے کو ناپسند کر رہے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”مجھے کیا رکاوٹ ہو سکتی ہے؟ اپنے اس بھائی کے بارے میں شیطان کے مددگار نہ بنو۔ ہر امام کو یہی لائق ہے کہ جونہی کوئی حد اس تک پہنچے وہ اسے نافذ کر دے' بیشک اللہ تعالی معاف کرنے والا ہے اور معاف کرنے کو پسند کرتا ہے' (ارشادِ باری تعالی ہے:) ﴿اور وہ معاف کریں اور درگزر کریں' کیا تم یہ نہیں چاہتے کہ اللہ تعالی

تمہیں بخشے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔﴾

تخریج: الصحیحة ۱۶۳۸۔ احمد (۱/ ۴۳۸)، حاکم (۴/ ۳۸۲، ۳۸۳)، بیهقی (۸/ ۳۳۱)

فوائد: نبیٔ کریم ﷺ رحمۃ للعالمین تھے، اسی وصف کی بناء پر آپ ﷺ رنجیدہ ہوئے اور متاسف ہونا ہی آپ ﷺ کو زیب دیتا تھا، لیکن دوسری طرف اللہ تعالیٰ کا قانون تھا کہ جب حاکم وقت کی عدالت میں ایسے مجرم کو لایا جائے جس پر حدّ نافذ ہوتی ہو تو حاکم معاف نہیں کر سکتا، بلکہ اسے ہر صورت میں حدّ نافذ کرنا پڑتی ہے۔

باب: توحید الموازین

باب:

۱۷۰۳: عَنِ ابْنِ عُمَرَ مَرْفُوْعًا: ((اَلْوَزْنُ وَزْنُ أَهْلِ مَكَّةَ، وَالْمِكْيَالُ مِكْيَالُ أَهْلِ الْمَدِيْنَةِ)). [الصحیحة: ۱٦٥]

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبیٔ کریم ﷺ نے فرمایا: ”(شریعت میں) اہل مکہ کا وزن (تول) اور اہل مدینہ کا ماپ معتبر ہے۔“

تخریج: الصحیحة ۱۶۵۔ ابن الاعرابی فی المعجم (۱۷۰۲)، ابو داؤد (۳۳۴۰)، نسائی (۴۵۹۸)، بیهقی (۶/ ۳۱)

فوائد: امام البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کی بڑی عمدہ شرح کی ہے، اس کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے: جب ہم نے اس حدیث کے بارے غور و خوض کیا تو معلوم ہوا کہ نبیٔ کریم ﷺ کے زمانے میں اور آپ ﷺ سے پہلے وقتوں میں مکہ معظمہ میں پھل اور کھیتیاں نہیں تھیں، حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قول ﴿ربنا انی اسكنت من ذریتی بواد غیر ذی زرع﴾ سے بھی اسی حقیقت کا اندازہ ہوتا ہے۔ مکہ تجارت گاہ تھی۔ حج کرنے والے لوگ سامانِ تجارت لے کر آتے اور وہاں فروخت کرتے تھے۔ مدینہ منورہ کا معاملہ اس کے برعکس ہے، یہاں کھجوروں کے باغات تھے اور انہی پر ان کی زندگی کا دارو مدار تھا اور اسلام کی آمد کے بعد اہل مدینہ پر زکوۃ بھی فرض ہوتی تھی، جو جنس ماپ کر وصول کی جاتی تھی۔ نبیٔ کریم ﷺ نے تمام شہروں اور بستیوں کو ان دو شہروں کے تابع کر دیا۔ ....معلوم ہوا کہ نبیٔ کریم ﷺ وہ پہلی ہستی ہیں، جنھوں نے ماپ تول کا بنیادی قانون پیش کیا اور ماپ تول کے سلسلے میں تمام شہروں کے مسلمانوں کو مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے مکینوں کے انداز کی طرف متوجہ کیا۔

کوئی عقل مند اس بحث پر غور کرے اور اس کا مسلمانوں کے ماپ تول کے طریقوں کے ساتھ اس کا موازنہ کرے، کسی نے کون سا انداز اختیار کیا اور کسی نے کفار کے عرف کو اختیار کر لیا......۔ [صحیحہ: ۱۶۵ کے تحت]

معلوم ہوا کہ جب بھی زکوۃ، صدقہ فطر اور کفارات کی ادائیگی کا وقت آئے تو حرمین شریفین مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے ماپ تول کو سامنے رکھا جائے۔

الولد من کسب الوالد

بیٹا باپ کی کمائی ہے

۱۷۰٤: عَنِ ابْنِ عُمَرَ مَرْفُوْعًا: ((اَلْوَلَدُ مِنْ كَسْبِ الْوَالِدِ)). [الصحیحة: ۲٤۱٤]

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بیٹا، باپ کی کمائی ہے۔“

تخریج: الصحیحة ۲۴۱۴۔ طبرانی فی الاوسط (۵۱۳۲)، من طریق محارب عن ابن عمر رضی اللہ عنہ ابن شیبة (۷/ ۱۵۸)، عن محارب مرسلاً۔

فوائد: امام البانی ؒ نے اس حدیث کا یہ شاہد ذکر کیا ہے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (ان اولادکم من اطیب کسبکم فکلوا من کسب اولادکم۔) [صحیحہ: ۲۴۱۴ کے تحت] یعنی: تمہاری اولاد تمہاری پاکیزہ کمائی ہے، سو تم اپنی اولاد کی کمائی کھا سکتے ہو۔

لیکن یہ بات ذہن نشین رہے کہ جب والدین بلا ضرورت بچے کا مال لے رہے ہوں یا وہ اپنے بچوں بچیوں کے ساتھ امتیازی سلوک کرتے ہوئے بعض بچوں کے مال کو مکمل طور پر دوسرے بچوں بچیوں کے نام لگوانا چاہتے ہوں تو اولاد اپنے مال کی حفاظت کرتے ہوئے اسے والدین سے بھی روک سکتی ہے، جیسا کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (...... فهم واموالهم لكم اذا احتجتم اليها۔) [صحیحہ: ۲۵۶۴] یعنی: وہ بچے اور ان کے اموال تمہارے لئے ہیں، جب تمہیں ان کی ضرورت پڑے۔

بہر حال اولاد اپنے والدین کی خدمت سعادت سمجھے اور ان کو فارغ البال اور خوشحال رکھے ہاں اگر وہ اس کے مال پر زیادتی کرنا چاہیں، جیسا کہ بعض والدین کو دیکھا گیا ہے، تو وہ اچھے انداز میں اپنے مال کا دفاع کرے۔

العارية مؤداة

عاریتاً لی ہوئی چیز ادا کی جائے گی

۱۷۰۵: عَنْ أُمَيَّةَ بْنِ صَفْوَانَ بْنِ أُمَيَّةَ، عَنْ أَبِيْهِ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِسْتَعَارَ مِنْهُ أَدْرَاعًا يَوْمَ حُنَيْنٍ، فَقَالَ: أَغَصْبٌ يَا مُحَمَّدُ؟ فَقَالَ: ((لَا بَلْ عَارِيَةٌ مَضْمُوْنَةٌ)). [الصحيحة: ٦٣١]

امیہ بن صفوان بن امیہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے حنین والے دن کچھ زر ہیں استعارۃً (عارضی طور پر) لیں۔ اس نے کہا: اے محمد! کیا ان کو غصب کر لیا جائے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں، یہ ایسا عاریہ ہے کہ ہلاک ہونے کی صورت میں قیمت کی ضمانت ہوگی۔''

تخریج: الصحیحة ۶۳۱۔ ابو داؤد (۳۵۶۲)، احمد (۶/ ۴۶۵)، بیہقی ۶/ ۸۹)

لا يجني احد على الآخر

کوئی دوسرے کے جرم کی سزا نہیں پائے گا

۱۷۰۶: عَنْ طَارِقٍ الْمُحَارِبِيِّ مَرْفُوْعًا: ((لَاتَجْنِيْ أُمٌّ عَلَى وَلَدٍ لَاتَجْنِيْ أُمٌّ عَلَى وَلَدٍ)). [الصحيحة: ٩٨٩]

سیدنا طارق محاربی ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ماں اپنے بیٹے کے حق میں برا نہیں کر سکتی، ماں اپنے بیٹے کے حق میں برا نہیں کر سکتی (یعنی وہ اپنے جرم کی خود ذمہ دار ہوگی)۔''

تخریج: الصحیحة ۹۸۹۔ نسائی (۴۸۴۳)، ابن ماجه (۲۶۷۰)، حاکم (۲/ ۶۱۱، ۶۱۲)

فوائد: یعنی بیٹے کے جرم کی سزا ماں کو اور ماں کے جرم کی سزا بیٹے کو نہیں دی جا سکتی، ہر کوئی خود ذمہ دار ہے)۔

۱۷۰۷: عَنِ الْخَشْخَاشِ الْعَنْبَرِيِّ، قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَمَعِيَ ابْنٌ لِّيْ، قَالَ: فَقَالَ ابْنُكَ هٰذَا؟ قَالَ:قُلْتُ: نَعَمْ۔ قَالَ: ((لَاتَجْنِيْ عَلَيْهِ وَلَا يَجْنِيْ عَلَيْكَ)). [الصحيحة: ٩٩٠]

سیدنا خشخاش عنبری ؓ کہتے ہیں کہ میں اپنے بیٹے کے ہمراہ نبی ﷺ کے پاس آیا۔ آپ ﷺ نے پوچھا: ''یہ تیرا بیٹا ہے؟'' میں نے کہا: جی ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو اس کے حق میں برا نہیں کر سکتا اور وہ تیرے حق میں برا نہیں کر سکتا (یعنی تم دونوں اپنے اپنے افعال کے خود ذمہ دار ہو)۔''

تخریج: الصحیحة ۹۹۰۔ ابن ماجه (۲۶۷۱)٬ احمد (۴/ ۳۴۴٬ ۳۴۵)

۱۷۰۸: عَنْ أُسَامَةَ بْنِ شَرِيْكٍ مَرْفُوْعًا: ((لَا تَجْنِي نَفْسٌ عَلٰی أُخْرٰی)).

[الصحیحة: ۹۸۸]

سیدنا اسامہ بن شریک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے٬ نبی ﷺ نے فرمایا: ''کوئی کسی کے حق میں برا نہیں کر سکتا (یعنی ہر کوئی اپنے جرم کا خود ذمہ دار ہے)۔''

تخریج: الصحیحة ۹۸۸۔ ابن ماجه (۲۶۷۲)

بیان الرضاعة

دودھ پلانے کا بیان

۱۷۰۹: عَنْ أُمِّ الْفَضْلِ، قَالَتْ: دَخَلَ أَعْرَابِيٌّ عَلٰی نَبِيِّ اللّٰهِ وَهُوَ فِيْ بَيْتِيْ فَقَالَ يَانَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تُحَرِّمُ الْإِمْلَاجَةُ وَالْإِمْلَاجَتَانِ)).

[الصحیحة: ۳۲۵۹]

سیدہ ام الفضل رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ایک بدو٬ نبی کریم ﷺ کے پاس آیا جبکہ وہ میرے گھر تھے٬ اور کہا: اے اللہ کے نبی! میری ایک بیوی تھی٬ میں نے اس پر ایک اور شادی کر لی٬ اب میری سابقہ بیوی کا یہ خیال ہے کہ اس نے میری نئی بیوی کو ایک یا دو دفعہ دودھ پلایا ہے٬ (اب میں کیا کروں؟) آپ ﷺ نے فرمایا: ''ایک دفعہ یا دو دفعہ دودھ پلانا (رشتوں کو) حرام نہیں کرتا۔''

تخریج: الصحیحة ۳۲۵۹۔ اسحاق بن راهویه (۴/ ۱۳/ ۲)٬ مسلم (۱۴۵۱)

فوائد: اس بچے کے رضاعت ثابت ہو گی جو دودھ کی عمر دو سال کے اندر اندر دودھ پیئے٬ کم از کم پانچ دفعہ پیئے اور ہر دفعہ اپنی مرضی سے عورت کے پستان کو چھوڑ دے٬ جیسا کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہے: انزل في القرآن عشر رضعات معلومات فنسخ من ذالك خمسا وصار الى خمس رضعات معلومات فتوفي رسول الله ﷺ والامر على ذلك۔ [ترمذی٬ ابن ماجہ] یعنی: ''قرآن مجید میں یہ حکم نازل کیا گیا تھا کہ دس بار دودھ پینا جبکہ اس کے پینے کا یقین ہو جائے (نکاح کو حرام کر دیتا تھا) پھر ان (دس) میں سے پانچ دفعہ دودھ پلانا منسوخ ہو گیا٬ پھر جب رسول اللہ ﷺ فوت ہوئے تو (رضاعت والا) معاملہ اسی (پانچ دفعہ والی) صورت پر قائم رہا۔

ایک یا دو دفعہ دودھ پینے سے رضاعت کا رشتہ ثابت نہیں ہوتا٬ جیسا کہ متن میں مذکورہ روایت سے واضح ہو رہا ہے۔

النهي عن الضرب غلام المسلم

مسلم غلام کو مارنے کی ممانعت

۱۷۱۰: عَنْ أَبِيْ أُمَامَةَ، قَالَ: أَقْبَلَ النَّبِيُّ مَعَهُ غُلَامَانِ، فَوَهَبَ أَحَدَهُمَا لِعَلِيٍّ صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهِ، وَقَالَ: ((لَا تَضْرِبْهُ فَإِنِّيْ نُهِيْتُ عَنْ ضَرْبِ أَهْلِ الصَّلَاةِ)). وَإِنِّيْ رَأَيْتُهُ يُصَلِّيْ مُنْذُ أَقْبَلْنَا، وَأَعْطٰی أَبَاذَرٍّ غُلَامًا وَقَالَ: إِسْتَوْصِ بِهِ

سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ کہیں سے دو غلاموں سمیت تشریف لائے٬ ان میں سے ایک سیدنا علی صلوات اللہ علیہ کو ہبہ کرتے ہوئے فرمایا: ''اس کو مارنا نہیں٬ کیونکہ مجھے نمازیوں کو مارنے سے منع کیا گیا ہے اور ہم جب سے وہاں سے آئے ہیں٬ میں اس کو نماز پڑھتا دیکھ رہا ہوں۔'' دوسرا غلام سیدنا ابوذر کو دیا

مَعْرُوفًا، فَأَعْتَقَهُ، فَقَالَ: مَافَعَلَ؟ قَالَ: أَمَرْتَنِي أَنْ أَسْتَوْصِيَ بِهِ خَيْرًا، فَأَعْتَقْتُهُ۔

[الصحيحة:۲۳۷۹]

اور فرمایا: ''اس کے ساتھ حسنِ سلوک سے پیش آنا۔'' انھوں نے اسے آزاد کر دیا۔ (ایک دن) آپ ﷺ نے ان سے (غلام کے بارے میں پوچھا کہ) ''وہ کیسا چل رہا ہے؟'' انھوں نے کہا: آپ نے مجھے وصیت کی تھی کہ میں اس کے ساتھ حسنِ سلوک سے پیش آؤں (اس وصیت پر عمل کرتے ہوئے) میں نے اسے آزاد کر دیا ہے۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۳۷۹۔ الادب المفرد (۱۶۳)' احمد (۵/ ۲۵۰)' طبرانی الکبیر (۸۰۵۷)

فوائد: حدیث کے پہلے حصے میں نماز کی اہمیت کا بیان ہے' غلام جو مکمل طور پر اپنے آقا کے نقش قدم پر چلتا ہے' اگر وہ بھی نماز پڑھنا شروع کر دے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے احترام و اکرام میں اضافہ ہو جائے گا۔

النهي عن مثلة البهائم

جانوروں کو مثلہ کرنے کی ممانعت

۱۷۱۱: عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ، قَالَ: مَرَّ النَّبِيُّ ﷺ عَلٰى نَاسٍ يَرْمُوْنَ كَبْشًا بِالنَّبْلِ، فَكَرِهَ ذٰلِكَ، وَقَالَ: ((لَا تُمَثِّلُوْا بِالْبَهَائِمِ)).

[الصحيحة: ۲۴۳۱]

سیدنا عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کچھ ایسے لوگوں کے پاس سے گزرے جو مینڈھے پر تیر پھینک رہے تھے' آپ ﷺ نے ان کے اس فعل کو ناپسند کیا اور فرمایا: ''جانوروں کا مثلہ نہ کیا کرو۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۴۳۱۔ نسائی (۴۴۴۵)' ابن عساکر فی تاریخ دمشق (۹۲/ ۱۹۷)' ابو یعلی (۶۷۹۰)

فوائد: جانور کو اسلامی طریقے کے مطابق ذبح کیا جائے اور پھر کھایا جائے۔

باب لا ضرر ولا ضرار

نہ نقصان پہنچانا ہے اور نہ ہی اٹھانا ہے

۱۷۱۲: قَالَ ﷺ: ((لَا ضَرَرَ وَلَا ضِرَارَ)) وَرَدَ مُرْسَلًا وَمَوْصُوْلًا عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ، وَعَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ، وَعُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ، وَعَائِشَةَ، وَأَبِيْ هُرَيْرَةَ، وَجَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ، وَثَعْلَبَةَ بْنِ مَالِكٍ۔ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ۔

[الصحيحة: ۲۵۰]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''(اپنے بھائی کو اس کے حق میں کمی کر دینے والا) ضرر یعنی نقصان پہنچانا اور (پہنچائی گئی اذیت سے) زیادہ ضرر پہنچانا جائز نہیں۔'' یہ حدیث سیدنا ابو سعید خدری' سیدنا عبداللہ بن عباس' سیدنا عبادہ بن صامت' سیدہ عائشہ' سیدنا ابو ہریرہ' سیدنا جابر بن عبداللہ اور سیدنا ثعلبہ بن مالک رضی اللہ عنہم سے مرسلاً اور موصولاً روایت کی گئی ہے۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۵۰۔ حاکم (۲/ ۵۷/ ۵۸)' بیہقی (۶/ ۶۹/ ۷۰)' ابن ماجہ (۲۳۴۱)' احمد (۱/ ۳۱۳)' ابن ماجہ (۲۳۴۰)' دارقطنی (۴/ ۲۲۷)' طبرانی فی الاوسط (۲۷۰)' دارقطنی (۴/ ۲۲۸)' طبرانی فی الاوسط (۵۱۸۹)' طبرانی ص۱۳۸۷)

فوائد: حدیث اپنے مفہوم میں واضح ہے کہ کسی کو کوئی اختیار نہیں کہ وہ دوسرے کو نقصان پہنچائے یا اگر وہ کسی سے بدلہ لینا چاہتا ہے تو

اس کی طرف سے پہنچائی گئی اذیت سے زیادہ بدلہ نہیں لے سکتا۔

باب: النهي عن النياحة والغناء

١٧١٣: عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: أَخَذَ النَّبِيُّ ﷺ بِيَدِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ فَانْطَلَقَ بِهِ إِلَى ابْنِهِ إِبْرَاهِيمَ، فَوَجَدَهُ يَجُودُ بِنَفْسِهِ، فَأَخَذَهُ النَّبِيُّ ﷺ فَوَضَعَهُ فِي حِجْرِهِ، فَبَكَى، فَقَالَ لَهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ: أَتَبْكِي! أَوَ لَمْ تَكُنْ نَهَيْتَ عَنِ الْبُكَاءِ؟ قَالَ: ((لَا، وَلٰكِنْ نَهَيْتُ عَنْ صَوْتَيْنِ أَحْمَقَيْنِ فَاجِرَيْنِ: صَوْتٍ عِنْدَ مُصِيبَةٍ، خَمْشِ وُجُوهٍ وَشَقِّ جُيُوبٍ وَرَنَّةِ شَيْطَانٍ)). [الصحيحة: ٢١٥٧]

باب: بین کرنے اور گانے (موسیقی) کی ممانعت

سیدنا جابر بن عبداللہ ﷺ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے عبدالرحمٰن بن عوف کا ہاتھ پکڑا اور اپنے بیٹے ابراہیم کی طرف چل پڑے، آپ ﷺ کیا دیکھتے ہیں کہ وہ جان بلب تھا۔ آپ ﷺ نے اسے اٹھایا، اپنی گود میں رکھا اور رونے لگ گئے۔ سیدنا عبد الرحمٰن نے آپ کو کہا: کیا آپ رو رہے ہیں، آپ نے تو رونے سے منع نہیں کیا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”نہیں، میں نے تو دو مندی اور بدکار آوازوں سے منع کیا ہے: (۱) مصیبت کے وقت آواز نکالنا، چہرے نوچنا اور گریبان چاک کرنا اور (۲) شیطان کی جھنکار (یا زوردار چیخ)۔“

تخریج: الصحیحة ۲۱۵۷۔ ترمذی (۱۰۰۵)، حاکم (۴/ ۴۱)، بیھقی (۴/ ۶۹)

فوائد: حدیث اپنے مفہوم میں واضح ہے کہ نوحہ کرنا اور بین کرنا ممنوع ہے اور رونا جائز ہے، جس کو نوحہ نہ کہا جا سکے۔

باب: متى لا يرث المولود

١٧١٤: عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ وَ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ مَرْفُوعًا: ((لَا يَرِثُ الصَّبِيُّ حَتّٰى يَسْتَهِلَّ صَارِخًا، وَاسْتِهْلَالُهُ، أَنْ يَصِيحَ أَوْ يَعْطُسَ أَوْ يَبْكِيَ)). [الصحيحة: ١٥٢]

باب: نومولود کب وارث بنے گا

سیدنا جابر بن عبداللہ اور سیدنا مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تک (نومولود) بچہ روتا نہیں، اس وقت تک اسے وارث نہیں بنایا جاتا، اس کا رونا یہ ہے کہ وہ چیخے یا چھینکے یا روئے۔“

تخریج: الصحیحة ۱۵۲۔ ابن ماجه (۲۷۵۱)، طبرانی فی الاوسط (۴۵۹۶)

فوائد: اگر بچے کی پیدائش کے بعد اس میں زندگی کی کوئی علامت نظر نہ آئے تو وہ وارث نہیں بنے گا۔

النهي عن القتل

١٧١٥: عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْأَحْوَصِ، عَنْ أُمِّهِ [أُمِّ جُنْدُبٍ] قَالَتْ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ يَرْمِي الْجَمْرَةَ مِنْ بَطْنِ الْوَادِي، وَهُوَ رَاكِبٌ، يُكَبِّرُ مَعَ كُلِّ حَصَاةٍ، وَرَجُلٌ خَلْفَهُ يَسْتُرُهُ،

قتل کرنے کی ممانعت

سلیمان بن عمرو بن احوص اپنی ماں سیدہ ام جندب رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں، وہ کہتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے وادی کے اندر سے جمرے کو کنکریاں ماریں، اس حال میں کہ آپ سوار تھے، ہر کنکری کے ساتھ ”اَللّٰہُ اَکْبَرُ“ کہتے

فَسَأَلْتُ عَنِ الرَّجُلِ؟ فَقَالُوْا: اَلْفَضْلُ بْنُ الْعَبَّاسِ، وَازْدَحَمَ النَّاسُ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((لَايَقْتُلْ بَعْضُكُمْ بَعْضًا[وَلَا يُصِبْ بَعْضُكُمْ (بَعْضًا)، وَإِذَا رَمَيْتُمُ الْجَمْرَةَ فَارْمُوْا بِمِثْلِ حَصَا الْخَذْفِ)). [الصحيحة: ٢٤٤٥]

ایک آدمی آپ کے پیچھے بیٹھا تھا جو آپ پر پردہ کر رہا تھا۔ میں نے اس آدمی کے بارے میں دریافت کیا کہ وہ کون تھا؟ انھوں نے کہا کہ وہ فضل بن عباس تھا۔ لوگ بڑی تعداد میں اکٹھے ہو گئے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''کوئی کسی کو قتل نہ کرے اور نہ کوئی کسی کو زخمی کرے اور جب تم لوگ جمرے کو کنکریاں مارو تو وہ (سائز میں اس کنکری کے برابر ہو جو) بیچ کی دو انگلیوں میں رکھ کر پھینکی جاتی ہے (یعنی لوبیے اور چنے وغیرہ کے دانے کے برابر ہو)۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۴۴۵۔ ابو داؤد (۱۹۶۶)' احمد (۳/ ۵۰۳)' الطیالسی (۱۶۶۰)

فوائد: حج کے دوران حاجی لوگ جمروں کو چنے یا لوبیے وغیرہ کے دانے کے بقدر کنکریاں ماریں' تا کہ کسی آدمی کو کوئی نقصان نہ پہنچے۔

باب: التحذير من ترك كلمة الحق

باب: کلمہ حق کو چھوڑنے سے ڈرنا چاہیے

١٧١٦: عَنْ أَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ مَرْفُوْعًا: ((لَايَمْنَعَنَّ رَجُلًا هَيْبَةُ النَّاسِ أَنْ يَقُوْلَ بِحَقٍّ إِذَا عَلِمَهُ [أَوْ شَهِدَهُ أَوْ سَمِعَهُ])).

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب کسی آدمی کو حق کا علم ہو یا اس نے دیکھا ہو یا اس نے سنا ہو تو لوگوں کی ہیبت و جلال اسے اُس حق کی وضاحت کرنے سے نہ روکنے پائے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۶۸۔ ترمذی (۲۱۹۱)' ابن ماجه (۴۰۰۷)' احمد (۳/ ۱۹)' حاکم (۴/ ۵۰۶)

فوائد: اللہ تعالیٰ اپنے محبوب بندوں کی صفات بیان کرتے ہوئے فرمایا: ﴿ولا یخافون لومة لائم﴾ [سورۂ مائدہ: ۵۴] یعنی: ''اور وہ کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پرواہ بھی نہیں کرتے۔''

یہی اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کا راز ہے' کہ جہاں اللہ تعالیٰ اور معاشرے کی چاہتوں میں تضاد آ جائے تو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کا تقاضا یہ ہے کہ اسی کی مرضی کو ترجیح دی جائے۔

نكاح الزاني المجلود بمثله

زانی مجلود کا نکاح اس جیسی کے ساتھ ہونا چاہیے

١٧١٧: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعًا: ((لَايَنْكِحُ الزَّانِي الْمَجْلُوْدُ إِلَّا مِثْلَهُ)) [الصحيحة: ٢٤٤٤]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''زانی' جسے بطورِ حد کوڑے لگائے گئے ہوں' اپنے جیسی عورت سے ہی شادی کرے گا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۴۴۴۔ (ابو داؤد (۲۰۵۲)' احمد (۲/ ۳۲۴)' حاکم (۲/ ۱۶۶' ۱۹۳)

فوائد: امام البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں: کوڑے لگانے کا ذکر اغلبی طور پر کیا گیا ہے۔ اس حدیث کی روشنی میں کسی عام عورت کا زانی مرد سے نکاح کرنا اور کسی عام مرد کا زانیہ عورت سے شادی کرنا ناجائز ہے' اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے بھی اسی بات کا علم ہوتا ہے: ﴿والزانية

لاينكحها الا زان اومشرك﴾ [سورۂ نور] یعنی: زانی اور مشرک ہی زانیہ عورت سے نکاح کرتا ہے۔ [صحیحہ: ۲۴۴۴ کے تحت]

باب: تحريم الخمر وبيعها

۱۷۱۸: عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ يَخْطُبُ بِالْمَدِيْنَةِ قَالَ: ((يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى. يُعَرِّضُ بِالْخَمْرِ، وَلَعَلَّ اللّٰهَ سَيُنْزِلُ فِيْهَا أَمْرًا، فَمَنْ كَانَ عِنْدَهُ مِنْهَا شَيْءٌ، فَلْيَبِعْهُ، وَلْيَنْتَفِعْ بِهِ)) فَمَا لَبِثْنَا إِلَّا يَسِيْرًا حَتّٰى قَالَ النَّبِيُّ: ((إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى. حَرَّمَ الْخَمْرَ، فَمَنْ أَدْرَكَتْهُ هٰذِهِ الْآيَةُ وَعِنْدَهُ مِنْهَا شَيْءٌ، فَلَا يَشْرَبْ وَلَا يَبِعْ)).

[الصحيحة: ٢٣٤٨]

باب: شراب اور اس کی خرید وفروخت کی ممانعت

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ جبکہ آپ مدینہ میں خطبہ ارشاد فرما رہے تھے، کو فرماتے سنا: ''لوگو! بیشک اللہ تعالی نے شراب (کی حرمت) کے بارے میں مبہم سا اشارہ دیا ہے، ممکن ہے کہ عنقریب اللہ تعالی اس کے بارے میں کوئی (حتمی) حکم نازل کر دے، (تم اس طرح کرو کہ) جس کے پاس کوئی شراب ہے، وہ اسے بیچ دے یا اس سے فائدہ حاصل کر لے۔'' تھوڑا ہی عرصہ گزرا تھا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''بیشک اللہ تعالی نے شراب کو حرام کر دیا ہے، اس آیت کے نزول کے بعد اگر کسی کے پاس شراب ہے تو وہ اس کو پی سکتا ہے نہ بیچ سکتا ہے۔''

تخريج: الصحيحة ۲۳۴۸۔ مسلم (۱۵۷۸)، ابو يعلى (۱۰۵۶)

فوائد: شراب کے بارے میں اللہ تعالی کے اشارے کنایوں سے نبی کریم ﷺ سمجھ گئے کہ اس کی حرمت کا امکان ہے۔ اس لئے صحابہ کی رہنمائی فرما دی کہ ابھی تک شراب کی خرید وفروخت جائز ہے، جلدی جلدی اسے فروخت کر کے یا کسی انداز میں استعمال کر کے اس سے استفادہ کر لو۔ کچھ عرصے کے بعد اللہ تعالی نے شراب کی حرمت کا حتمی فیصلہ کرتے ہوئے یہ آیت نازل فرمائی: ﴿انما يريد الشيطان ان يوقع بينكم العداوة والبغضاء في الخمر والميسر ويصدكم عن ذكر الله وعن الصلاة فهل انتم منتهون۝﴾ [سورۂ مائدہ: ۹۱] یعنی: ''شیطان تو یوں چاہتا ہے کہ شراب اور جوے کے ذریعے سے تمہارے آپس میں عداوت اور بغض ڈال دے اور اللہ تعالی کی یاد اور نماز سے تمہیں باز رکھے، سو اب بھی باز آ جاؤ۔''

اهمية اداء الامانة

۱۷۱۹: عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ، قَالَ: صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ حُنَيْنٍ إِلٰى جَنْبِ بَعِيْرٍ مِنَ الْمَقَاسِمِ، ثُمَّ تَنَاوَلَ شَيْئًا مِنَ الْبَعِيْرِ، فَأَخَذَ مِنْهُ قَرَدَةً يَعْنِي: وَبَرَةً۔ فَجَعَلَ بَيْنَ إِصْبَعَيْهِ ثُمَّ قَالَ: ((يَا أَيُّهَا النَّاسُ! إِنَّ هٰذَا مِنْ غَنَائِمِكُمْ، أَدُّوْا الْخَيْطَ وَالْمِخْيَطَ، فَمَا فَوْقَ ذٰلِكَ، فَمَا دُوْنَ

ادائے امانت کی اہمیت

سیدنا عبادہ بن صامت کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوہ حنین والے دن مالِ غنیمت کے اونٹ کے پہلو کی طرف منہ کر کے ہمیں نماز پڑھائی، (نماز سے فراغت کے بعد) آپ ﷺ نے اپنی دو انگلیوں میں اس اونٹ کے بال پکڑے اور فرمایا: ''لوگو! یہ (بال) بھی تمھاری غنیمتوں کا حصہ ہیں، سوئی دھاگہ اور ان سے کم یا زیادہ قیمت والی چیزیں ادا کر دو، کیونکہ خیانت روزِ قیامت خائن کے

ذٰلِكَ، فَإِنَّ الْغُلُوْلَ عَارٌ عَلٰى أَهْلِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَشَنَارٌ وَنَارٌ)). [الصحيحة: ٩٨٥]

لئے عار وشنار اور ذلت ورسوائی کا سبب ہوگی۔"

تخریج: الصحیحة ۹۸۵۔ ابن ماجه (۲۸۵۰)' البزار (۱۷۱۴)' احمد (۵/ ۳۱۸' ۳۱۹)' حاکم (۳/ ۴۹)' من طريق آخر عنه۔

فوائد: پہلے بھی کئی بار اس موضوع پر احادیث گزر چکی ہیں کہ مال غنیمت سے خیانت کرنا سنگین جرم ہے۔

ذنب القتل

قتل کا گناہ

۱۷۲۰:عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ مَرْفُوْعاً: ((يَجِيْئُ الرَّجُلُ آخِذاً بِيَدِ الرَّجُلِ فَيَقُوْلُ: يَارَبِّ! هٰذَا قَتَلَنِيْ، فَيَقُوْلُ اللّٰهُ لَهُ: لِمَ قَتَلْتَهُ؟ فَيَقُوْلُ: لِتَكُوْنَ الْعِزَّةُ لَكَ فَيَقُوْلُ: فَإِنَّهَا لِيْ. وَيَجِيْئُ الرَّجُلُ آخِذًا بِيَدِ الرَّجُلِ فَيَقُوْلُ: إِنَّ هٰذَا قَتَلَنِيْ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ لَهُ: لِمَ قَتَلْتَهُ؟ فَيَقُوْلُ: لِتَكُوْنَ الْعِزَّةُ لِفُلَانٍ! فَيَقُوْلُ: إِنَّهَا لَيْسَتْ لِفُلَانٍ، فَيَبُوْءُ بِإِثْمِهِ))[الصحيحة: ٢٦٩٨]

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "(قیامت والے دن) ایک آدمی دوسرے آدمی کا ہاتھ پکڑ کر آ کر کہے گا: اے میرے ربّ! اس نے مجھے قتل کیا تھا۔ اللہ تعالی پوچھے گا: تو نے اس کو کیوں قتل کیا ہے؟ وہ کہے گا: تیری بڑائی کی خاطر۔ اللہ تعالی کہے گا: بلاشبہ بڑائی میرے لئے ہی ہے۔ ایک اور آدمی دوسرے آدمی کا ہاتھ پکڑ کر آ کر کہے گا: اس نے مجھے قتل کیا تھا۔ اللہ تعالی پوچھے گا: تو نے اسے قتل کیوں کیا؟ وہ کہے گا: فلاں کی بڑائی کی خاطر۔ اللہ تعالی فرمائے گا: یہ بڑائی فلاں کا حق نہیں ہے' سو وہ اس کے گناہ کا بوجھ بھی اٹھائے گا۔"

تخریج: الصحیحة ۲۶۹۸۔ نسائی (۴۰۰۲)' بیهقی فی الشعب (۵۳۲۸)

فوائد: قاتل پر تین حقوق ہیں: (۱) اللہ تعالی کا حق (۲) لواحقین کا حق اور (۳) مقتول کا حق۔
اللہ تعالی اپنا حق کیسے معاف کرے گا؟ آیا تو بہ ضروری ہے یا ویسے ہی معاف کر دے یا سرے سے معاف ہی نہ کرے۔ اس کا علم مرنے کے بعد ہی ہوگا۔ لواحقین کو تین اختیارات حاصل ہیں' کسی ایک کا انتخاب کر کے اپنے حق سے دستبردار ہو سکتے ہیں: معاف کر دیں یا دیت لے لیں یا قصاص لے لیں۔
رہا مسئلہ مقتول کے حق کا تو وہ فیصلہ حشر کے میدان میں ہوگا' اس حدیث میں وہی حق وصول کیا جا رہا ہے۔ حقوق العباد کے بارے میں شریعت نے یہ قانون پیش کیا ہے کہ اللہ تعالی اس وقت تک معاف نہیں کرے گا' جب تک متعلقہ بندہ معاف نہ کر دے۔ بہر حال اللہ تعالی اس قسم کے اسباب پیدا کر سکتا ہے کہ مظلوم بندہ ظالم کو معاف کر دے۔

(۱۲) الخِلَافَةُ وَالْبَيْعَةُ وَالطَّاعَةُ وَالإِمَارَةُ

خلافت، بیعت، اطاعت اور امارت کا بیان

۱۷۲۱: عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ: خَطَبَ عُمَرُ النَّاسَ بِالْجَابِيَةِ، فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَامَ فِي مِثْلِ مَكَانِي هٰذَا فَقَالَ: ((أَحْسِنُوْا إِلَى أَصْحَابِي، ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ، ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ، ثُمَّ يَجِيْءُ قَوْمٌ يَحْلِفُ أَحَدُهُمْ عَلَى الْيَمِيْنِ قَبْلَ أَنْ يُسْتَحْلَفَ عَلَيْهَا، وَيَشْهَدُ عَلَى الشَّهَادَةِ قَبْلَ أَنْ يُسْتَشْهَدَ، فَمَنْ أَحَبَّ مِنْكُمْ أَنْ يَنَالَ بُحْبُوْحَةَ الْجَنَّةِ، فَلْيَلْزَمِ الْجَمَاعَةَ، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ مَعَ الْوَاحِدِ، وَهُوَ مِنَ الْإِثْنَيْنِ أَبْعَدُ، وَلَا يَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ، فَإِنَّ ثَالِثَهُمَا الشَّيْطَانُ، وَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ تَسُرُّهُ حَسَنَتُهُ، وَتَسُوْؤُهُ سَيِّئَتُهُ، فَهُوَ مُؤْمِنٌ)).

[الصحيحة: ٤٣٠]

سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے جابیہ پر خطبہ دیتے ہوئے کہا: رسول اللہ ﷺ میری طرح اسی مقام پر کھڑے ہوئے جس طرح میں کھڑا ہوں اور ارشاد فرمایا تھا: ''میرے صحابہ سے اچھے برتاؤ اور حسنِ سلوک والا معاملہ کرنا' پھر ان لوگوں سے جو ان کے بعد ہوں گے اور پھر ان لوگوں سے بھی' جو ان کے بعد ہوں گے۔ اس کے بعد ایسے لوگ آئیں گے جو قسم اٹھائیں گے حالانکہ ان سے قسم کا مطالبہ نہیں کیا جائے گا اور گواہی دیں گے حالانکہ ان سے گواہی کا مطالبہ نہیں کیا جائے گا۔ جو آدمی جنت کے وسط (میں مقام) حاصل کرنا چاہتا ہے وہ جماعت کو لازم پکڑے' کیونکہ ایک آدمی کے ساتھ شیطان ہوتا ہے' دو سے ذرا دور ہو جاتا ہے۔ کوئی مرد (غیر محرم) عورت کے ساتھ خلوت میں نہ جائے' کیونکہ ان کے ساتھ تیسرا شیطان ہوتا ہے۔ مومن وہ ہے جس کو اس کی نیکی اچھی لگی اور برائی بری لگے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۴۳۰- ابن ماجہ (۲۳۶۳)' نسائی فی الکبری (۹۲۱۹)' طحاوی (۲/ ۲۸۴' ۲۸۵)' احمد (۱/ ۲۶)' طیالسی (۳۱)

فوائد: حدیثِ مبارکہ میں پانچ اہم مسائل کی طرف توجہ دلائی گئی ہے: (۱) صحابہ کرام' تابعینِ عظام اور تبع تابعین کے ساتھ حسن سلوک والا معاملہ کرنا۔ قرونِ اولیٰ کی ان ہستیوں نے اسلام کو سہارا دیا' بعد میں آنے والا کبھی بھی ان کے احسانات سے مستغنی نہیں ہو سکتا' لیکن تعجب اس بات پر ہے کہ اسلام کے نام لیوا بعض گمراہ لوگ صحابہ کرام کی حسنات کو نظر انداز کر کے ان کے بشری تقاضوں کو اچھال کر ان پر طعن و تشنیع اور سب و شتم کرتے ہیں۔ ہمیں سمجھ نہیں آتی کہ ان لوگوں کی غرض و غایت کیا ہے؟ اور یہ کیا چاہتے ہیں؟ ہم یہ دعویٰ نہیں کرتے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم معصوم تھے' لیکن اتنا ضرور کہتے ہیں کہ ان کا قول و کردار اعلیٰ تھا' وہ سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ

کے دست و بازو بنے اور اسلام کو دنیا کے اطراف و اکناف پھیلانے کا سبب بنے۔ ان کے لیے قرآن کریم میں خوش خبری آئی۔ لہٰذا ہمیں چاہیے کہ ہم ان کے مثبت پہلوؤں کو سامنے رکھ کر اپنے آپ کو ان کا ممنون سمجھیں۔ (۲) قسم اٹھانے اور گواہی دینے کا مطلب جھوٹ کا عام ہونا ہے' وگرنہ سچے گواہوں کی نفی نہیں کی جا رہی۔ آج کل بھی کچہریوں اور عدالتوں میں ایجنٹوں کچھ لوگ تین چار سو روپیہ کی خاطر جھوٹی گواہی دینے کے لئے گردش کر رہے ہوتے ہیں۔ سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جھوٹ برائیوں کی طرف اور برائیاں جہنم کی طرف لے کر جاتی ہیں اور بندہ جھوٹ بولتا رہتا ہے' حتی کہ اسے اللہ تعالی کے ہاں کذاب اور جھوٹا لکھ دیا جاتا ہے۔ [بخاری' مسلم] (۳) کوئی مرد کسی غیر محرم عورت کے ساتھ خلوت اختیار نہیں کر سکتا۔ آجکل بے پردگی اور غیر محرم مرد و زن کا میل ملاپ عام ہے' کوئی اسے محبت کا اور کوئی رشتہ داری کا تقاضا سمجھتا ہے۔ بہرحال شریعت کا مزاج ان امور کی قطعی طور پر اجازت نہیں دیتا۔ (۴) نیکی سے مزاج میں خوشی کی لہر دوڑنا اور برائی سے تنگی محسوس کرنا ایمان و ایقان کی بہت بڑی علامت ہے' جس آدمی کو نیکی کر کے خوشی ہوتی ہو' نہ برائی کر کے غمی' تو اسے سمجھ لینا چاہیے کہ اس کا ایمان زنگ آلودہ ہو چکا ہے' وہ استغفار کرے اور اپنے ایمان کی تجدید کرے۔

بيان الخمس والامانة

۱۷۲۲: عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ [عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو] قَالَ: شَهِدْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَجَاءَ تْهُ وُفُوْد هَوَازِنَ فَقَالُوْا: يَا مُحَمَّدُ إِنَّا أَهْلٌ وَعَشِيْرَةٌ، فَمُنَّ عَلَيْنَا مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْكَ، فَإِنَّهُ قَدْ نَزَلَ بِنَا مِنَ الْبَلَاءِ مَالَا يَخْفٰى عَلَيْكَ، فَقَالَ: ((اِخْتَارُوْا بَيْنَ نِسَائِكُمْ وَأَمْوَالِكُمْ وَأَبْنَائِكُمْ)) قَالُوْا: خَيَّرْتَنَا بَيْنَ أَحْسَابِنَا وَأَمْوَالِنَا، نَخْتَارُ أَبْنَاءَ نَا، قَالَ: ((أَمَّا مَاكَانَ لِيْ وَلِبَنِيْ عَبْدِالْمُطَّلِبِ فَهُوَ لَكُمْ، فَإِذَا صَلَّيْتُ الظُّهْرَ فَقُوْلُوْا: إِنَّا نَسْتَشْفِعُ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ، وَبِالْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ فِيْ نِسَائِنَا وَأَبْنَائِنَا)) قَالَ: فَفَعَلُوْا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَمَّا مَاكَانَ لِيْ وَلِبَنِيْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَهُوَ لَكُمْ)) وَقَالَ الْمُهَاجِرُوْنَ: مَا كَانَ لَنَا فَهُوَ

خمس اور امانت کا بیان

عمرو بن شعیب اپنے باپ سے' وہ اِن کے دادا سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں' انھوں نے کہا: جب ہوازن کے وفوذ رسول اللہ ﷺ کے پاس آرہے تھے' تو میں بھی وہاں موجود تھا۔ انھوں نے کہا: اے محمد! ہم کنبے قبیلے والے لوگ ہیں' آپ ہم پر احسان کریں' اللہ آپ پر احسان کرے۔ ہم پر ایسی آزمائش ٹوٹ پڑی ہے جو آپ پر مخفی نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم لوگ بال بچوں اور مال و منال میں سے ایک چیز کا انتخاب کرلو۔'' انھوں نے کہا: آپ نے ہمیں حسب و نسب اور مال و دولت میں سے ایک چیز کا انتخاب کرنے کا اختیار دیا ہے' تو ہم اپنے بچوں کو ترجیح دیں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو حصہ میرا اور بنوعبد المطلب کا ہے وہ تمھیں واپس مل جائے گا۔ جونہی میں نمازِ ظہر سے فارغ ہوں تو تم لوگ اس طرح کہنا: ہم اپنے بچوں اور بیویوں (کی واپسی) کے سلسلے میں رسول اللہ سے مومنوں کے پاس اور مومنوں سے رسول اللہ کے پاس سفارش کرواتے ہیں۔''

لِرَسُوْلِ اللّٰهِ وَقَالَتِ الْأَنْصَارُ مِثْلَ ذٰلِكَ وَقَالَ عُيَيْنَةُ ابْنُ بَدْرٍ: أَمَّا مَاكَانَ لِيْ وَلِبَنِيْ فَزَارَةَ فَلَا، وَقَالَ الْأَقْرَعُ بْنُ حَابِسٍ: أَمَّا أَنَا وَبَنُوْتَمِيْمٍ فَلَا، وَقَالَ عَبَّاسُ بْنُ مِرْدَاسٍ: أَمَّا أَنَا وَبَنُوْسَلِيْمٍ فَلَا۔ فَقَالَتِ الْحَيَّانُ: كَذَبْتَ، بَلْ هُوَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَا أَيُّهَا النَّاسِ رُدُّوْا عَلَيْهِمْ نِسَاءَ هُمْ، وَأَبْنَائَهُمْ، فَمَنْ تَمَسَّكَ بِشَيْءٍ مِنَ الْفَيْءِ فَلَهُ عَلَيْنَا سِتَّةُ فَرَائِضَ مِنْ أَوَّلِ شَيْءٍ يُفِيْئُهُ اللّٰهُ عَلَيْنَا)) ثُمَّ رَكِبَ رَاحِلَتَهُ وَتَعَلَّقَ بِهِ النَّاسَ يَقُوْلُوْنَ: اِقْسِمْ عَلَيْنَا فَيْأَنَا بَيْنَنَا، حَتّٰى أَلْجَأُوْهُ إِلٰى سَمُرَةٍ فَخَطَفَتْ رِدَاءَ هُ، فَقَالَ: ((يَا أَيُّهَا النَّاسُ رُدُّوْا عَلَيَّ رِدَائِيْ، فَوَاللّٰهِ لَوْكَانَ لَكُمْ بِعَدَدِ شَجَرِ تِهَامَةَ نَعَمٌ لَقَسَمْتُهُ بَيْنَكُمْ، ثُمَّ لَا تَلْقَوْنِيْ بَخِيْلًاوَلَا جَبَانًا وَلَا كَذُوْبًا)) ثُمَّ دَنَا مِنْ بَعِيْرِهٖ فَأَخَذَ وَبَرَةً مِّنْ سِنَامِهٖ فَجَعَلَهَا بَيْنَ أُصْبَعَيْهِ، السَّبَّابَةِ وَالْوُسْطٰى، ثُمَّ رَفَعَهَا فَقَالَ: ((يَا أَيُّهَا النَّاسُ لَيْسَ لِيْ مِنْ هٰذَا الْفَيْءِ وَلَا هٰذِهٖ (الْوَبَرَةِ) إِلَّا الْخُمُسَ، وَالْخُمُسُ مَرْدُوْدٌ عَلَيْكُمْ، فَرُدُّوْا الْخِيَاطَ، وَالْمِخْيَطَ، فَإِنَّ الْغُلُوْلَ يَكُوْنُ عَلٰى أَهْلِهٖ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَارًا وَنَارًا، وَشَنَارًا)).

[الصحيحة:١٩٧٣]

انھوں نے ایسے ہی کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کی بات سن کر فرمایا: ''جو کچھ میرے اور بنو عبدالمطلب کے حصے میں ہے وہ تمھارا ہے۔'' مہاجروں نے کہا: جو کچھ ہمارے حصے میں آیا وہ رسول اللہ ﷺ کے لئے ہے۔ انصاریوں نے بھی اسی طرح کہا۔ عیینہ بن بدر نے کہا: میرے اور بنو فزارہ کے حصے میں جو کچھ آیا وہ واپس نہیں دیا جائے گا۔ اقرع بن حابس نے کہا: رہا مسئلہ میرا اور بنوتمیم کا' تو ہم واپس نہیں کریں گے۔ عباس بن مرداس نے کہا: میں اور بنوسلیم بھی واپس نہیں کریں گے' لیکن حیان نے کہا: تو جھوٹ بول رہا ہے' وہ سب کچھ رسول اللہ ﷺ کے لئے ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لوگو! ان کی عورتیں اور بچے ان کو واپس کر دو' جس نے حصہ لینا ہی ہے تو جونہی اللہ تعالی مالِ فیٔ یا مالِ غنیمت عطا کرے گا ہم اسے چھ گنا دیں گے۔'' پھر آپ ﷺ اونٹنی پر سوار ہوئے اور لوگ تو یہ کہتے ہوئے آپ ﷺ کے ساتھ چمٹ گئے کہ ہمارا مال ہمیں تقسیم کرو' حتی کہ انھوں نے آپ ﷺ کو ببول کے درخت تک پہنچا دیا' جس نے آپ ﷺ کی چادر اچک لی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''لوگو! میری چادر مجھے واپس کر دو' اللہ کی قسم! اگر تہامہ کے درختوں کی تعداد کے برابر بھی اونٹ ہوئے تو میں تم میں تقسیم کر دوں گا' پھر تم مجھے بخیل' بزدل اور جھوٹا نہیں پاؤ گے۔'' پھر آپ ﷺ اپنے اونٹ کے قریب گئے' اس کی کوہان کے کچھ بال اپنی شہادت والی اور درمیانی انگلی کے درمیان لے کر انھیں بلند کیا اور فرمایا: ''لوگو! اس مالِ غنیمت میں میرا حصہ ان بالوں جتنا بھی نہیں' سوائے خمس (پانچویں حصے) کے اور وہ بھی تم میں تقسیم کر دیا جائے گا۔ لہذا سوئی اور دھاگہ (سب کچھ) ادا کر دو' (یاد رہے کہ) خیانت روزِ قیامت خائنوں کے لئے عار و شنار اور عیب و رسوائی ہوگا۔''

تخریج: الصحیحة ۱۹۷۳۔ احمد (۲/ ۱۸۴)' نسائی (۳۷۱۸)' بیھقی (۶/ ۳۳۶' ۳۳۷)

فوائد: مالِ غنیمت سے نبی کریم ﷺ کا پانچوں حصہ ہوتا تھا اور وہ بھی مسلمانوں کی مصلحتوں کے لئے صرف کر دیا جاتا تھا۔

باب: الحکام المضلون

باب: گمراہ کن حکمرانوں کا بیان

۱۷۲۳: قَالَ ﷺ: ((أَخْوَفُ مَا أَخَافُ عَلٰى أُمَّتِي الْأَئِمَّةُ الْمُضِلُّوْنَ)) وَرَدَ مِنْ حَدِيْثِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، وَأَبِي الدَّرْدَاءِ، وَأَبِي ذَرٍّ الْغِفَارِيِّ، وَثَوْبَانَ مَوْلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَشَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ، وَعَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ۔ [الصحیحة: ۱۵۸۲]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے اپنی امت کے سلسلے میں سب سے زیادہ خوف گمراہ کرنے والے اماموں اور حکمرانوں سے ہے۔'' یہ حدیث سیدنا عمر بن خطاب' سیدنا ابو درداء' سیدنا ابو ذر غفاری' مولائے رسول سیدنا ثوبان' سیدنا شداد بن اوس اور سیدنا علی بن ابو طالب ﷺ سے مروی ہے۔

تخریج: الصحیحة ۱۵۸۲۔ ابو نعیم فی الحلیة (۶/ ۴۶)' احمد (۱/ ۴۲) بمعناہ' احمد(۶/ ۴۴۱)' احمد (۵/ ۱۴۵)' ابو داؤد (۴۲۵۲)' ترمذی (۲۲۲۹)' احمد (۵/ ۱۷۸)' احمد (۳/ ۱۲۳) مطولاً' ابن ابی عاصم فی السنة (۱۰۰)

فوائد: "الناس علی دین ملوکھم" یعنی: لوگ اپنے بادشاہوں والا دین ہی اختیار کرتے ہیں۔ جیسا حکمران ہوگا' ویسی رعایا ہو گی۔ ظالم و جابر حکمرانوں سے عوام بری طرح متاثر ہوتی ہے' جو منافقت اور چاپلوسی کرتے ہوئے ان کے ساتھ مل جاتے ہیں' وہ دین و دنیا میں خسارہ اٹھاتے ہیں اور جو ان سے دور رہنے میں عافیت سمجھتے ہیں' انھیں کوئی زندہ ہی رہنے دیتا' یا تو ان کو قید و بند کی صعوبتوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے' یا موت کے گھاٹ اتار دیا جاتا ہے' یا پھر حکمرانوں کی پابندیوں کے مطابق زندگی گزارنی پڑتی ہے۔

قتل المشرق فی بیعة المسلمین

مسلمانوں کی حکومت میں اختلاف ڈالنے والے کو قتل کرنا

۱۷۲۴: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا بُوْيِعَ الْخَلِيْفَتَيْنِ، فَاقْتُلُوْا الْآخَرَ مِنْهُمَا)) جَاءَ مِنْ حَدِيْثِ أَبِي سَعِيْدٍ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَمُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ، وَأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ وَعَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ۔ [الصحیحة:۳۰۸۹]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب (یکے بعد دیگرے) دو خلفا کی بیعت کی جائے تو دوسرے کو قتل کر دو۔'' یہ حدیث سیدنا ابوسعید' سیدنا ابو ہریرہ' سیدنا معاویہ بن ابوسفیان' سیدنا انس بن مالک اور سیدنا عبداللہ بن مسعود ﷺ سے مروی ہے۔

تخریج: الصحیحة ۳۰۸۹۔ مسلم (۱۸۵۳)' ابو عوانة (۴/ ۴۶۰)' البزار (۱۵۹۵)' طبرانی فی الاوسط (۲۷۶۴)' طبرانی فی الکبیر (۱۹/ ۳۱۴)' والاوسط (۳۸۹۷)' خطیب فی التاریخ (۱/ ۲۳۹)' عقیلی فی الضعفاء (۱/ ۲۵۹) تعلیقاً۔

فوائد: دوسرا خلیفہ بغاوت کے حکم میں آئے گا اور اللہ تعالی نے باغیوں سے قتال کرنے کی اجازت دی ہے' جب تک وہ اپنی بغاوت سے باز نہ آ جائیں۔ ایک سلطنت میں دو خلیفے یا دو بادشاہ ہونے کے مفاسد واضح ہیں۔

اھمیة الامارة

امارت کی اہمیت

١٧٢٥: عَنْ أَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ مَرْفُوْعًا: ((إِذَا خَرَجَ ثَلَاثَةٌ فِيْ سَفَرٍ فَلْيُؤَمِّرُوْا أَحَدَهُمْ)).

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تین آدمی سفر پر نکلیں تو ایک کو امیر بنا لیں۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۳۲۲۔ ابو داؤد (۲۶۰۸)' ابو عوانۃ (۵/ ۱۱۷)' ابو یعلی (۱۰۵۴)' عن ابی سعید رضی اللہ عنہ' ابو داؤد (۲۶۰۹)' عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ۔

فوائد: اسلام افراتفری اور بے ہنگم زندگی سے کوسوں دور ہے۔ یہ مذہب انتظام و انصرام سے متصف ہے۔ لوگوں کے لئے امن و شانتی کا شدید خواہاں ہے۔ اسی اصول کے پیش نظر تین مسافروں کو بھی یہ تلقین کی گئی کہ وہ اپنے مختصر یا طویل سفر میں اپنا ایک امیر مقرر کر لیں' تا کہ قانون اور ضابطے کے مطابق سفر گزر جائے اور اس کے دوران کے معاملات میں کوئی الجھن پیدا نہ ہو۔

اطاعة الأمير واجب

امیر کی اطاعت فرض ہے

١٧٢٦: عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ، عَنْ أَبِيْهِ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ: وَرَجُلٌ سَأَلَهُ فَقَالَ: أَرَأَيْتَ إِنْ كَانَ عَلَيْنَا أُمَرَاءُ يَمْنَعُوْنَا حَقَّنَا، وَيَسْأَلُوْنَا حَقَّهُمْ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِسْمَعُوْا وَأَطِيْعُوْا، فَإِنَّمَا عَلَيْهِمْ مَا حُمِّلُوْا، وَعَلَيْكُمْ مَا حُمِّلْتُمْ)). [الصحيحة: ٣١٧٦]

علقمہ بن وائل بن حجر اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں' انھوں نے کہا کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کہ اگر ہم پر ایسے حکمران مسلط ہو جائیں جو ہمارا حق نہ دیں' لیکن اپنا حق مانگیں (تو ہمارے لئے کیا حکم ہے)؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم ان کی بات سننا اور ماننا' ان کے ذمے وہ بوجھ ہے جو انھیں اٹھوایا گیا (یعنی عدل و انصاف) تمھارے ذمے وہ بوجھ ہے جو تمھیں اٹھوایا گیا (یعنی اطاعت)۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۱۷۶۔ مسلم (۱۸۴۶)' ابو عوانۃ (۴/ ۴۶۸' ۴۶۹)' ترمذی (۲۲۲۰)' بخاری فی التاریخ (۴/ ۴۳)

فوائد: کوئی آدمی خلفاء و امراء سے انتقامی کاروائی نہیں کر سکتا' ہر ایک کے علیحدہ علیحدہ حقوق اور ذمہ داریاں ہیں' اگر خلیفہ اپنی ذمہ داریاں ادا نہ کرے تو عوام کو کوئی حق حاصل نہیں کہ وہ اس کے حقوق غصب کریں یا اپنی ذمہ داریاں ادا نہ کریں' کیونکہ ہر ایک سے اس کی ذمہ داریوں کی باز پرس ہوگی۔

اطاعة الرسول فرض

رسول ﷺ کی اطاعت فرض ہے

١٧٢٧: عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ الْأَشْجَعِيِّ، قَالَ: خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِالْهَجِيْرِ وَهُوَ مَرْعُوْبٌ فَقَالَ: ((أَطِيْعُوْنِيْ مَا كُنْتُ بَيْنَ أَظْهُرِكُمْ، وَعَلَيْكُمْ بِكِتَابِ اللّٰهِ. عَزَّوَجَلَّ. أَحِلُّوْا حَلَالَهُ، وَحَرِّمُوْا حَرَامَهُ)).

[الصحيحة:١٤٧٢]

سیدنا عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے دوپہر کے وقت ہمیں خطبہ دیا' اس حال میں کہ آپ مرعوب تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میری اطاعت کرو جب تک میں تمھارے اندر موجود رہوں' اللہ کی کتاب کو لازم پکڑنا' اس کے حلال کو حلال اور حرام کو حرام سمجھنا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۴۷۲۔ تمام الرازی الفوائد (۷۴۸)' طبرانی فی الکبیر (۱۸/ ۳۸)' وفی الشامیین (۱۱۸۹)

فوائد: قرآنِ مجید سرچشمۂ ہدایت ورشد ہے' حلت وحرمت کی بے مثال کسوٹی ہے' قوموں کی دنیوی اور اخروی ترقی کا راز اسی کتاب میں مضمر ہے۔ جن لوگوں نے اس کتاب کو اپنا امام بنایا' وہ دنیا کے باسیوں کے امام بن گئے اور جس مسلم فرد یا قوم نے اس کتاب سے روگردانی کی' وہ دنیا میں بھی زوال پذیر ہوا اور آخرت میں خسارے میں جانے کا خطرہ ہے۔ ہمیں چاہیئے کہ اس کتاب کی تعلیم حاصل کریں' اس کے احکام سمجھیں اور اپنی زندگی میں عملی طور پر نافذ کریں۔

خبر رسول الله بأشرار الملوك

۱۷۲۸: عَنْ أَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ، قَالَ: قَامَ فِیْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ خَطِیْبًا، فَكَانَ مِنْ خُطْبَتِهٖ أَنْ قَالَ: ((أَلَا إِنِّیْ أُوْشِكُ أَنْ أُدْعٰی فَأُجِیْبَ، فَیَلِیْكُمْ عُمَّالٌ مِنْ بَعْدِیْ، یَقُوْلُوْنَ مَایَعْلَمُوْنَ، وَیَعْمَلُوْنَ بِمَا یَعْرِفُوْنَ، وَطَاعَةُ أُولٰئِكَ طَاعَةٌ، فَتَلْبَثُوْنَ كَذٰلِكَ دَهْرًا ثُمَّ یَلِیْكُمْ عُمَّالٌ مِنْ بَعْدِهِمْ، یَقُوْلُوْنَ مَالَا یَعْلَمُوْنَ، وَیَعْمَلُوْنَ مَالَا یَعْرِفُوْنَ، فَمَنْ نَاصَحَهُمْ وَوَازَرَهُمْ وَشَدَّ عَلٰی أَعْضَادِهِمْ، فَأُولٰئِكَ قَدْ هَلَكُوْا وَأَهْلَكُوْا، خَالِطُوْهُمْ بِأَجْسَادِكُمْ، وَزَایِلُوْهُمْ بِأَعْمَالِكُمْ، وَاشْهَدُوْا عَلَی الْمُحْسِنِ بِأَنَّهٗ مُحْسِنٌ، وَعَلَی الْمُسِیْءِ بِأَنَّهٗ مُسِیْءٌ)). [الصحیحة:٤٥٧]

رسول اللہ کا شریر حکمرانوں کے بارے میں آگاہ کرنا

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ دیا' اس خطبے کا ایک اقتباس یہ ہے: ''آگاہ رہو! قریب ہے کہ مجھے بلا لیا جائے اور میں اس بلاوے کا جواب دے دوں۔ میرے بعد مختلف حکمران تمھاری ذمہ داری اٹھائیں گے' وہ جو کچھ کہیں گے اس پر عمل بھی کریں گے اور عمل بھی اسی چیز پر کریں گے جس کا انھیں علم ہوگا' ان کی اطاعت حقیقت میں اطاعت ہے' تم لوگ کچھ زمانہ اسی طرح رہو گے۔ پھر ایسے حکمران مسلط ہو جائیں گے' جو اپنے کہے پر عمل نہیں کریں گے اور اگر عمل کریں گے تو اسے پہچانتے نہیں ہوں گے۔ جن لوگوں نے ان کی ہمدردی کی' ان کے مشیر ومصاحب بنے اور ان کی پشت پناہی کی تو وہ خود بھی ہلاک ہوں گے اور دوسروں کو ہلاک بھی کریں گے۔ (لوگو!) بظاہر ان کے ساتھ رہنا' لیکن عمل کے معاملے میں ان سے جدا ہو جانا اور جو نیک ہو' اس کے صالح ہونے کی اور جو برا ہو' اس کے برا ہونے کی گواہی دینا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۴۵۷۔ طبرانی فی الاوسط (۶۹۸۴)' وبیھقی فی الزھد الکبیر (۱۹۱)

فوائد: ہم حدیث کے آخری حصے میں کی گئی پیشین گوئی والے دور سے گزر رہے ہیں' حکمرانوں کی حالت ناگفتہ بہ ہے' وہ اپنی ذمہ داریوں سے یکسر سبکدوش ہو چکے ہیں' نہ انکی موافقت میں کوئی عافیت نظر آتی ہے اور نہ ان کی مخالفت میں۔ زبان اور عمل میں زبردست تضاد ہے' ظلم وستم اور دہشت وبربریت کا دور دورہ ہے۔ ایسے میں ہر فرد قرآن وحدیث کی روشنی میں اپنی ذمہ داریاں سمجھے' اپنے گھر کا ماحول پاکیزہ بنائے اور حکمت ودانائی سے فیصلہ کرے کہ اربابِ حکومت کے ساتھ کس حد تک موافقت ضروری ہے۔ اگر ان کے دربار میں حاضری دینی پڑ جائے تو کتنا وقت کیسے گزارنا چاہیئے اور اگر وہاں جائے بغیر گزارا ہوسکتا ہے تو اسی میں عافیت سمجھے۔

باب: دعاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی الحکام الذین یضرون بالامة ولا یحکمون بالسنة

۱۷۲۹: عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ شَمَاسَةَ، قَالَ: أَتَيْتُ عَائِشَةَ أَسْأَلُهَا عَنْ شَيْءٍ؟ فَقَالَتْ: مِمَّنْ أَنْتَ؟ فَقُلْتُ: رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ مِصْرَ، قُلْتُ: كَيْفَ كَانَ صَاحِبُكُمْ لَكُمْ فِيْ غَزَاتِكُمْ هٰذِهِ؟ فَقَالَ: مَانَقَمْنَا مِنْهُ شَيْئًا، إِنْ كَانَ لَيَمُوْتُ لِلرَّجُلِ مِنَّا الْبَعِيْرُ، فَيُعْطِيْهِ الْبَعِيْرَ، وَالْعَبْدُ فَيُعْطِيْهِ الْعَبْدَ، وَيَحْتَاجُ إِلَى النَّفَقَةِ، فَيُعْطِيْهِ النَّفَقَةَ، فَقَالَتْ: أَمَا إِنَّهُ لَايَمْنَعُنِي الَّذِيْ فَعَلَ فِيْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِيْ بَكْرٍ۔ أَخِيْ۔ أَنْ أُخْبِرَكَ مَاسَمِعْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ فِيْ بَيْتِيْ هٰذَا: ((اَللّٰهُمَّ! مَنْ وَلِيَ مِنْ أَمْرِ أُمَّتِيْ شَيْئًا فَشَقَّ عَلَيْهِمْ، فَاشْقُقْ عَلَيْهِ، وَمَنْ وَلِيَ مِنْ أَمْرِ أُمَّتِيْ شَيْئًا فَرَفَقَ بِهِمْ فَارْفُقْ بِهِ)).
[الصحيحة:٣٤٥٦]

باب: امت کو نقصان پہنچانے اور سنت کے مطابق فیصلے نہ کرنے والے حکمرانوں کے لیے نبی کریم ﷺ کی بددعاء

عبدالرحمٰن بن شماسہ کہتے ہیں کہ میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک چیز کی بابت پوچھنے کے لئے آیا۔ انھوں نے کہا: تمہارا تعلق کن لوگوں سے ہے؟ میں نے کہا: اہلِ مصر سے۔ انھوں نے کہا: تمھارا ساتھی اس لڑائی میں کیسا رہا؟ میں نے کہا: ہم کسی معاملے میں ان پر ملامت نہیں کرتے' اگر کسی آدمی کا اونٹ مر جاتا ہے تو وہ اسے اونٹ دیتا ہے' اگر کسی کا غلام مر جاتا ہے تو وہ اسے غلام دیتا ہے اور نان نفقہ کے محتاجوں کی ضروریات بھی پوری کرتا ہے۔ انھوں نے کہا: اس نے میرے بھائی عبد الرحمٰن بن ابوبکر کے حق میں جو کچھ کہا' اس کو مدنظر رکھ کر میں رسول اللہ ﷺ کی حدیث سنانے سے باز نہیں رہ سکتی۔ آپ ﷺ نے میرے اس گھر میں ارشاد فرمایا تھا: ''اے اللہ! جس نے میری امت کے امور کا اقتدار سنبھالا اور ان پر مشقت ڈالی تو تو بھی اس کو مشقتوں میں مبتلا کر دینا اور جو میری امت کے امور کا حاکم بنا اور ان کے ساتھ نرمی برتی تو تو بھی اس پر رحم فرمانا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۴۵۶۔ مسلم (۱۸۲۸)' ابو عوانۃ (۴/ ۴۱۲)' نسائی فی الکبری (۸۸۷۳)' احمد (۶/ ۹۳' ۲۵۷)

فوائد: ہر قسم کے ادنیٰ و اعلیٰ مسئولوں کو چاہیے کہ وہ آپ ﷺ کے فرزندانِ امت کے ساتھ نرم برتاؤ کریں' تاکہ وہ نبیٔ کریم کی مبارک دعا کا مصداق بن سکیں۔

باب: کل راع مسؤول

۱۷۳۰: عَنْ أَنَسٍ مَرْفُوْعًا: ((إِنَّ اللّٰهَ سَائِلٌ كُلَّ رَاعٍ عَمَّا اسْتَرْعَاهُ، أَحَفِظَ ذٰلِكَ أَمْ ضَيَّعَ؟ حَتّٰى يَسْأَلَ الرَّجُلَ عَنْ أَهْلِ بَيْتِهِ)).

باب: ہر نگران سے (اس کی زیر نگرانی) افراد سے متعلق پوچھا جائے گا

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک اللہ تعالیٰ ہر نگران سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال کرے گا' کہ اس نے اس کی حفاظت کی یا اسے ضائع کر دیا' حتی کہ وہ

[الصحيحة:] بندے سے اس کے گھر والوں کے بارے میں بھی پوچھے گا۔"

تخریج: الصحیحة ۱۶۳۶۔ نسائی فی الکبری (۹۱۷۴)' ابن حبان (۴۴۹۲)

فوائد: تقریباً ہر بالغ کسی نہ کسی فرد یا افراد کا نگران ہوتا ہے' اسے چاہئے کہ وہ اپنی رعایا کو نیکیاں کرنے کی رغبت دلائے اور ان کو معصیتوں سے دور رکھے

باب: بطانة الخير وبطانة الشر

١٧٣١: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِأَبِي الْهَيْثَمِ: ((هَلْ لَكَ خَادِمٌ؟)) قَالَ: لَا، قَالَ: ((فَإِذَا أَتَانَا سَبْيٌ فَأْتِنَا)) فَأُتِيَ النَّبِيُّ ﷺ بِرَأْسَيْنِ لَيْسَ مَعَهُمَا ثَالِثٌ، فَأَتَاهُ أَبُو الْهَيْثَمِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((اِخْتَرْ مِنْهُمَا)) قَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِخْتَرْلِيْ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنَّ الْمُسْتَشَارَ مُؤْتَمَنٌ، خُذْ هٰذَا، فَإِنِّيْ رَأَيْتُهُ يُصَلِّيْ، وَاسْتَوْصِ بِهِ، خَيْرًا)) فَقَالَتِ امْرَأَتُهُ: مَاأَنْتَ بِبَالِغٍ مَاقَالَ فِيْهِ النَّبِيُّ ﷺ إِلَّا أَنْ تُعْتِقَهُ، قَالَ: فَهُوَ عَتِيْقٌ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنَّ اللّٰهَ لَمْ يَبْعَثْ نَبِيًّا وَلَا خَلِيْفَةً، إِلَّا وَلَهُ بِطَانَتَانِ، بِطَانَةٌ تَأْمُرُهُ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَاهُ عَنِ الْمُنْكَرِ، وَبِطَانَةٌ لَاتَأْلُوْهُ خَبَالًا مَنْ يُوْقَ بِطَانَةَ السُّوْءِ فَقَدْ وُقِيَ)). [الصحيحة: ١٦٤١]

باب: بھلائی اور برائی کے مصاحب

سیدنا ابوہریرہ ﷺ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ابو ہیثم سے پوچھا: "کیا تیرے پاس خادم ہے؟" اس نے کہا: نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "جب ہمارے پاس قیدی آئیں گے تو آنا (ہم تجھے خادم دے دیں گے)۔" نبی کریم ﷺ کے پاس دو قیدی لائے گئے' تیسرا کوئی نہیں تھا۔ ابو ہیثم بھی آپ ﷺ کے پاس پہنچ گیا۔ نبی ﷺ نے اسے فرمایا: "ایک پسند کرلو۔" اس نے کہا: اے اللہ کے رسول: آپ خود میرے لئے منتخب کریں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: "کسی کو معتمد علیہ شخصیت سمجھ کر ہی اس سے مشورہ طلب کیا جاتا ہے' (اگر تو نے مجھ پر اعتماد کیا ہے تو میں یہ فیصلہ کروں گا کہ) یہ غلام لے لو' کیونکہ میں نے اسے نماز پڑھتے دیکھا ہے' (اب میں تجھے وصیت کرتا ہوں کہ) اس کے ساتھ اچھا سلوک کرنا۔" (ابوہیثم غلام لے کر گھر چلا گیا) اس کی بیوی نے اسے کہا کہ نبی ﷺ کی وصیت پر عمل کرنا صرف اس صورت میں ممکن ہے کہ تو اسے آزاد کر دے۔ اس نے کہا: وہ آزاد ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالی نے کوئی نبی اور خلیفہ نہیں بھیجا' مگر اس کے ساتھ دو مصاحب و مشیر ہوتے ہیں' ایک نیکی کا حکم دیتا ہے اور برائی سے منع کرتا ہے اور دوسرا اسے دیوانہ بنانے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرتا' جس کو اِس برے ہمراز سے بچا لیا گیا وہ محفوظ رہا۔"

تخریج: الصحیحة ۱۶۴۱۔ الادب المفرد (۲۵۶)' ترمذی (۲۳۶۹)' والشمائل (۱۳۴)' حاکم (۴/ ۱۳۱)

فوائد: یہ نبی کریم ﷺ کا انتخاب ہے کہ مشورہ دینے کی امانت کا خیال رکھتے ہوئے نمازی غلام پر ہاتھ رکھا اور پھر اس کے ساتھ ہمدردی کرنے کی نصیحت کی۔ دوسری طرف صحابیٔ رسول میں اطاعت کا جذبہ دیکھیں کہ آپ ﷺ کی نصیحت پر عمل کرتے ہوئے

غلام کو آزاد کر دیا۔

فضل اسامة وزيد

۱۷۳۲: عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ [عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ] أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ: ((إِنْ تَطْعَنُوْا فِيْ إِمَارَتِهِ. يُرِيْدُ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ. فَقَدْ طَعَنْتُمْ فِيْ إِمَارَةِ أَبِيْهِ مِنْ قَبْلِهِ وَايْمُ اللّٰهِ! إِنْ كَانَ لَخَلِيْقًا لَهَا، وَايْمُ اللّٰهِ! إِنْ كَانَ لَأَحَبَّ النَّاسِ إِلَيَّ، وَايْمُ اللّٰهِ! إِنْ هٰذَا لَخَلِيْقًا لَهَا. يُرِيْدُ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ. وَايْمُ اللّٰهِ! إِنْ كَانَ لَأَحَبَّهُمْ إِلَيَّ مِنْ بَعْدِهِ، فَأُوْصِيكُمْ بِهِ، فَإِنَّهُ مِنْ صَالِحِيكُمْ)) [الصحيحة: ٣٤٩٦]

زیدؓ اور اسامہؓ کی فضیلت

سالم بن عبداللہ اپنے باپ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے منبر پر فرمایا: ''اگر تم اِس (اسامہ بن زید) کی امارت پر تنقید کرتے ہو تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ تم نے اس سے پہلے اس کے باپ کی امارت پر بھی طنز کیا ہے۔ اللہ کی قسم! وہ (زید) تو اسی (عہدے) کے لئے پیدا کیا گیا تھا۔ اللہ کی قسم! وہ لوگوں میں مجھے سب سے زیادہ محبوب ہیں۔ اللہ کی قسم! یہ (اسامہ) اسی (امارت) کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ اللہ کی قسم! یہ زید کے بعد مجھے لوگوں میں سب سے زیادہ محبوب ہے۔ میں تمھیں اس کے بارے میں وصیت کرتا ہوں' وہ تو تمھارے نیکوکار لوگوں میں سے ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۳۴۹۶۔ مسلم (۶۳/ ۲۴۲۶)' احمد (۲/ ۸۹' ۱۰۶) بھذا للفظ' بخاری (۳۷۳۰' ۴۲۵۰) ترمذی (۳۸۱۶) باختلاف یسیر۔

فوائد: سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو ۸ھ میں معرکہ موتہ میں اسلامی سپاہ کا سپہ سالار بنا کر بھیجا گیا تھا' جو اس جنگ میں شہید ہو گئے تھے۔ سیدنا حارث بن عمر ازدی رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کا خط لے کر امیرِ بصریٰ کی طرف گئے' لیکن شرحبیل بن عمرو غسانی نے ان کو قتل کر دیا' ان کا انتقام لینے کے لئے آپ ﷺ نے تین ہزار (۳۰۰۰) کا لشکر تیار کیا اور اس کی قیادت سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کے سپرد کی' زندگی نے وفا نہ کی اور لشکرِ اسامہ کی روانگی سے قبل رسول اللہ ﷺ وفات پا گئے۔ جب سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خلافت کی باگ ڈور سنبھالی تو سب سے پہلے سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہ کو دشمنانِ اسلام کی طرف روانہ کیا جو فتح کا پرچم لہراتے ہوئے واپس آئے۔ اس حدیث میں سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہ کی عظمت و فضیلت کا بیان ہے کہ ان کو امارت کے لیے مناسب سمجھا گیا اور انھیں آپ ﷺ کا محبوب ترین اور صالح قرار دیا گیا۔

ماهي الامارة

۱۷۳۳: عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِنْ شِئْتُمْ أَنْبَأْتُكُمْ عَنِ الْإِمَارَةِ وَمَا هِيَ؟ أَوَّلُهَا مَلَامَةٌ، وَثَانِيهَا نَدَامَةٌ، وَثَالِثُهَا عَذَابُ يَوْمِ الْقِيَامَةِ، إِلَّا مَنْ عَدَلَ، فَكَيْفَ يَعْدِلُ مَعَ

امارت کی حقیقت کیا ہے

سیدنا عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اگر تم چاہتے ہو تو میں تم پر امارت کی حقیقت واضح کر دیتا ہوں کہ یہ ہے کیا؟ سب سے پہلے ملامت ہوتی ہے' اس کے بعد ندامت ہوتی ہے اور آخر میں روزِ قیامت عذاب ہوتا ہے' مگر وہ

أَقْرَبِيْهِ؟)) [الصحيحة: ١٥٦٢]

جس نے عدل و انصاف کیا۔ بھلا کون ہے جو اپنے قرابتداروں کے ساتھ انصاف والا معاملہ کر سکے۔''

تخریج: الصحیحة ۱۵۶۲۔ البزار (الکشف ۱۵۹۷)' البحر الزخار (۲۷۵۶)' طبرانی فی الکبیر (۱۸/ ۷۱' ۷۲)' والاوسط (۲۷۴۳)' باختصار وفی مسند الشامیین (۱۱۹۵)

فوائد: اربابِ حکومت اور دوسرے عہدیداران اس حدیث کا بدرجۂ اتم مصداق ہیں' انتہائی شاذ و نادر شخصیات کے علاوہ ہر کوئی جانبداری اور رشوت خوری میں مبتلا ہے۔ قوم کے خزانوں کے منہ مخصوص ہستیوں کے لئے کھلے ہیں۔ ملامت کی ان لوگوں کو پروا نہیں ہوتی۔ ندامت انہیں محسوس نہیں ہوتی۔ اب روزِ قیامت ہی ہے کہ جب مظلوم لوگ انصاف کے لیے بارگاہ رب العالمین میں فریادی ہوں گے۔

شرار الرعاء الحطمة

١٧٣٤: عَنِ الْحَسَنِ أَنَّ عَائِذَ بْنَ عَمْرٍو۔ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ۔دَخَلَ عَلَىَّ عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ زِيَادٍ فَقَالَ: أَیْ بُنَیَّ! إِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((إِنَّ شَرَّ الرِّعَاءِ الْحُطَمَةُ)) فَإِيَّاكَ أَنْ تَكُوْنَ مِنْهُمْ، فَقَالَ لَهُ: اِجْلِسْ فَإِنَّمَا أَنْتَ مِنْ نُخَالَةِ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ ﷺ! فَقَالَ: وَهَلْ كَانَتْ لَهُمْ نُخَالَةٌ؟ إِنَّمَا كَانَتِ النُّخَالَةُ بَعْدَهُمْ، وَفِیْ غَيْرِهِمْ!

بدترین حاکم ظالم ہوتے ہیں

حسن سے روایت ہے کہ سیدنا عائذ بن عمرو رضی اللہ عنہ' جو صحابیٔ رسول تھے' عبیداللہ بن زیاد کے پاس گئے اور کہا: میرے بیٹے! میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''بدترین حاکم وہ ہے جو ظالم ہو۔'' بچ کے رہنا' کہیں تو بھی ان میں سے نہ ہو جائے۔ اس نے کہا: بیٹھ جا' تو ردی قسم کے صحابہ میں سے ہے۔ انھوں نے کہا: کیا صحابہ کرام میں بھی ردی لوگ تھے؟ گھٹیا قسم کے لوگ تو صحابہ کے بعد والوں اور غیروں میں پائے جاتے ہیں۔

تخریج: الصحیحة ۲۸۸۵۔ مسلم (۱۸۳۰)' ابو عوانة (۴/ ۴۲۴)' ابن حبان (۴۵۱۱)' احمد (۵/ ۶۴)

فوائد: ظالم حاکم کے بہت زیادہ مفاسد ہیں' اس کی رعایا کا ہر بندہ ایسے حاکم سے متأثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا اور ایسے ظلم و ستم ڈھا ڈھا کر ایسے حاکموں کے دماغ بھی ماؤف ہو جاتے ہیں اور کئی مظلوم انسانوں کا بارِ گراں ان کے سر پر ہوتا ہے۔ نیز معلوم ہوا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت کا ہر فرد اعلی اور بلند پایہ ہے ہم میں سے کسی کو یہ حق حاصل نہیں کہ ان میں سے کسی ہستی پر کوئی تنقید کریں یا ان کو برا بھلا کہیں۔ ایسا فعل بد کرنے والا ان شاء اللہ دنیا و آخرت میں رسوا ہوگا۔

الدليل على خلافة أبی بكر رضی اللہ عنہ

١٧٣٥: عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ، قَالَ: أَتَتِ امْرَأَةٌ النَّبِیَّ ﷺ، فَأَمَرَهَا أَنْ تَرْجِعَ إِلَيْهِ، قَالَتْ: أَرَأَيْتَ إِنْ جِئْتُ وَلَمْ أَجِدْكَ؟ كَأَنَّهَا تَقُوْلُ الْمَوْتَ۔

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کی دلیل

سیدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک عورت' نبیٔ کریم ﷺ کے پاس آئی' آپ ﷺ نے اسے دوبارہ آنے کا حکم دیا۔ اس نے کہا: اگر میں آؤں اور آپ نہ ہوں تو؟ اس کا مطلب آپ

قَالَ ﷺ: ((إِنْ لَّمْ تَجِدِيْنِيْ فَأْتِيْ أَبَابَكْرٍ)). [الصحيحة:٣١١٧]

ﷺ کی وفات تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تو مجھے نہ پائے تو ابوبکر کے پاس آ جانا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۱۱۷۔ بخاری (۳۶۵۹، ۷۲۲۰، ۷۳۶۰)، مسلم (۲۳۸۶)، ترمذی (۳۶۷۷)، احمد (۴/ ۸۲)

فوائد: اس میں سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی منقبت کا بیان ہے، جنہیں رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں ہی ان کی نیابت نصیب ہوئی تھی، جب آپ ﷺ کا بوجوہ مسجد میں پہنچنا مشکل ہوتا تو امامت کے لئے آپ ﷺ خود صدیق اکبر کا تعین کر جاتے یا صحابہ کرام انھیں مقدم کر دیتے۔ اس حدیث میں آپ ﷺ اس عورت کو اپنی وفات کے بعد سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آ کر اپنا معاملہ حل کروانے کی تعلیم دے رہے ہیں، جو اس بات کا بین ثبوت ہے کہ آپ ﷺ کے بعد مسلمانوں کی باگ ڈور سنبھالنے والے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہوں گے۔

من لم يعدل فعليه لعنة الله

جو عدل نہ کرے اس پر اللہ کی لعنت

١٧٣٦: عَنْ أَبِيْ مُوْسٰى، قَالَ: قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى بَابِ بَيْتٍ فِيْهِ نَفَرٌ مِنْ قُرَيْشٍ، فَقَامَ وَأَخَذَ بِعُضَادَةِ الْبَابِ ثُمَّ قَالَ: ((هَلْ فِي الْبَيْتِ إِلَّا قُرَشِيٌّ؟)) قَالَ: فَقِيْلَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ غَيْرُ فُلَانٍ ابْنِ أُخْتِنَا، فَقَالَ: ((ابْنُ أُخْتِ الْقَوْمِ مِنْهُمْ)) ثُمَّ قَالَ: ((إِنَّ هٰذَا الْأَمْرَ فِيْ قُرَيْشٍ مَا دَامُوْا إِذَا اسْتُرْحِمُوْا رَحِمُوْا، وَإِذَا حَكَمُوْا عَدَلُوْا، وَإِذَا قَسَمُوْا أَقْسَطُوْا فَمَنْ لَّمْ يَفْعَلْ ذٰلِكَ مِنْهُمْ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِيْنَ، لَا يُقْبَلُ مِنْهُمْ صَرْفٌ وَلَا عَدْلٌ)). [الصحيحة:٢٨٥٨]

سیدنا ابوموسی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ ایک گھر، جس میں چند قریشی بیٹھے تھے، کے دروازے پر تشریف لائے۔ دروازے کی چوکاٹھ پکڑ کر کھڑے ہو گئے اور پوچھا: ''آیا گھر میں صرف قریشی ہیں؟'' کہا گیا: اے اللہ کے رسول! (ہم سب قریشی ہیں صرف) ایک ہمارا بھانجا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''قوم کا بھانجا تو ان میں سے ہی ہوتا ہے۔'' پھر فرمایا: ''یہ (امارت کا) معاملہ اس وقت تک قریشیوں میں رہے گا جب تک وہ رحم کی درخواست پر رحم کرتے رہیں گے، عدل کے ساتھ فیصلے کرتے رہیں گے اور تقسیم کے وقت انصاف کرتے رہیں گے، جو ایسے نہیں کرے گا، اس پر اللہ تعالیٰ، فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہوگی، اس کی فرضی عبادت قبول ہوگی نہ نفلی۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۸۵۸۔ احمد (۴/ ۳۹۶)، البزار (الکشف ۱۵۸۲)، البحر الزخار ۳۰۶۹)، ابو داؤد (۵۱۲۲)، مختصراً

اقامة الدين سبب للامارة

دین کی اقامت امارت کا باعث ہے

١٧٣٧: عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: كَانَ مُحَمَّدُ بْنُ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ يُحَدِّثُ أَنَّهُ بَلَغَ مُعَاوِيَةَ۔ وَهُمْ عِنْدَهُ فِيْ وَفْدٍ مِنْ قُرَيْشٍ۔ أَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو يُحَدِّثُ أَنَّهُ سَيَكُوْنُ مَلِكٌ مِنْ قَحْطَانَ، فَغَضِبَ

امام زہری کہتے ہیں کہ محمد بن جبیر بن مطعم ایک قریشی وفد میں شریک سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس تھا۔ سیدنا معاویہ کو پتہ چلا کہ سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے یہ حدیث بیان کی کہ عنقریب قحطان کا ایک بادشاہ ہوگا۔ وہ غصے میں آ گئے، کھڑے ہوئے، اللہ تعالی کی

فَقَامَ فَأَثْنَى عَلَى اللّٰهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ، ثُمَّ قَالَ: أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّهُ بَلَغَنِي أَنَّ رِجَالاً مِنْكُمْ يُحَدِّثُوْنَ أَحَادِيْثَ لَيْسَتْ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ، وَلَا تُؤْثَرُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَأُولٰئِكَ جُهَّالُكُمْ، فَإِيَّاكُمْ وَالْأَمَانِيَّ الَّتِيْ تُضِلُّ أَهْلَهَا، إِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((إِنَّ هٰذَا الْأَمْرَ فِيْ قُرَيْشٍ لَا يُعَادِيْهِمْ أَحَدٌ إِلَّا كَبَّهُ اللّٰهُ عَلَى وَجْهِهِ مَا أَقَامُوْا الدِّيْنَ)). [الصحيحة:٢٨٥٦]

حمد و ثناء بیان کی اور کہا: مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ بعض لوگ ایسی باتیں بیان کرتے ہیں' جو نہ تو اللہ کی کتاب میں پائی جاتی ہیں اور رسول اللہ ﷺ سے منقول ہوتی ہیں۔ یہ لوگ پرلے درجے کے جاہل ہیں۔ اس قسم کی خواہشات سے بچو'جو خواہش پرستوں کو گمراہ کر دیتی ہیں۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: ''یہ (امارت والا) معاملہ قریشیوں میں رہے گا' جب تک وہ دین کو قائم رکھیں گے' ان سے دشمنی کرنے والے کو اللہ تعالی منہ کے بل گرا دے گا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۸۵۶۔ بخاری (۳۵۰۰)' احمد (۴/ ۹۴)' ابن ابی عاصم فی السنة (۱۱۱۲)

فوائد: امام البانی ؒ اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں: جب تک قریشی دین کا سہارا بنے رہیں گے' اس وقت تک خلافت کا معاملہ ان کے پاس رہے گا' یعنی اگر انھوں نے دین سے دفا نہ کی تو خلافت کا اختیار ان کے قابو میں نہ رہے گا۔ حافظ ابن حجرؒ نے اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے لکھا: جب قریشیوں کو دی گئی دھمکی عملی طور پر وقوع پذیر ہوگی' تو خلافت کا معاملہ اس قدر ان کے ہاتھوں سے نکل جائے گا کہ ان کے نظم میں فساد پیدا ہو جائے گا اور وہ ذلیل ہو جائیں گے' جیسا کہ بنو عباس کے عہد ملوکیت کے شروع شروع میں ہوا۔ جب مزید بگاڑ پیدا ہوگا تو ان پر ایسے لوگوں کو مسلّط کر دیا جائے گا جو ان کو اذیتیں دیں گے اور یہ اس وقت ہوا جب ان کے غلام ان پر غالب آ گئے اور بنو عباس کے بادشاہوں کی حیثیت اس بچے سے زیادہ نہ رہی جس پر معاملات کے سلسلے میں پابندی لگا دی جاتی ہے' وہ بادشاہت کی لذتیں لوٹتے رہے اور مملکت کے امور اغیاروں نے سنبھال رکھے تھے۔ مزید آفت بڑھی اور آذر بائیجان کے قرب و جوار میں رہنے والے دیلمی لوگوں نے مزید گھٹن اور تنگی پیدا کی اور خلیفہ کے لئے رسمی خطبہ کے سوا کچھ نہ بچا' پھر یہ لوگ زبردستی تمام صوبوں پر رفتہ رفتہ غالب آتے گئے اور خلفاء کے ہاتھوں سے معاملہ بے قابو ہوتا گیا' حتی کہ بعض ممالک میں صرف ان کا نام باقی رہ گیا۔

میں (البانی) کہتا ہوں: یہ بات گزشتہ بات سے مماثلت نہیں رکھتی' معاملہ اس سے کہیں سنگین ہے۔ آج مسلمانوں کا کوئی خلیفہ نہیں۔ یہودی' کیمونسٹ اور منافق اکثر اسلامی ممالک پر غلبہ پا چکے ہیں۔ بس اللہ تعالی سے ہی سوال کیا جا سکتا ہے کہ وہ مسلمانوں کو شرعی امور میں باہمی مشاورت اور حکام کو متحد ہو کر شرعی احکام کے مطابق ایک سلطنت تشکیل دینے کی توفیق سے نوازے' تا کہ یہ دنیا میں عزت اور آخرت میں سعادت پا سکیں۔ اگر ایسے نہ ہوا تو ہم اس آیت کے مصداق بن کر رہ جائیں گے: ﴿ان الله لايغير ما بقوم حتى يغيروا ما بانفسهم﴾ [سورۂ رعد: ۱۱] یعنی: ''اللہ تعالی کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک کہ وہ خود اسے نہ بدلیں جو ان کے دلوں میں ہو۔'' اس آیت کی تفسیر اس حدیث میں کی گئی ہے: ''جب تم بیع عینہ کرو گے' ہاتھوں میں گائیوں کی دمیں پکڑ لو گے' کھیتی باڑی کرنے پر راضی ہو جاؤ گے اور اللہ تعالی کی راہ میں جہاد کرنا چھوڑ دو گے تو اللہ تعالی تم پر ذلت مسلّط کر دے گا اور اس وقت تک نہیں اٹھائے گا جب تک تم دین کی طرف نہیں لوٹ آؤ گے۔'' سو مسلم حاکمو! مسلم محکومو! اپنے دین کی طرف پلٹ آؤ۔ (صحیحہ: ۲۸۵۶ کے تحت)

باب: عفته ﷺ وزهده

۱۷۳۸: عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِيكَرِبَ الْكِنْدِيِّ: أَنَّهُ جَلَسَ مَعَ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ وَأَبِي الدَّرْدَاءِ، وَالْحَارِثِ بْنِ مُعَاوِيَةَ الْكِنْدِيِّ، فَتَذَاكَرُوا حَدِيثَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ أَبُو الدَّرْدَاءِ لِعُبَادَةَ: يَا عُبَادَةُ! كَلِمَاتُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ! فِي غَزْوَةِ كَذَا وَكَذَا فِي شَأْنِ الْأَخْمَاسِ۔ فَقَالَ عُبَادَةُ: إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ صَلَّى بِهِمْ فِي غَزْوَةٍ إِلَى بَعِيرٍ مِنَ الْمَقْسَمِ، فَلَمَّا سَلَّمَ قَامَ رَسُولُ اللّٰهِ فَتَنَاوَلَ وَبَرَةً بَيْنَ أُنْمُلَتَيْهِ فَقَالَ۔ ((إِنَّ هٰذِهِ مِنْ غَنَائِمِكُمْ، وَإِنَّهُ لَيْسَ لِي فِيهَا إِلَّا نَصِيبِي مَعَكُمْ، إِلَّا الْخُمُسَ وَالْخُمُسُ مَرْدُودٌ عَلَيْكُمْ فَأَدُّوا الْخَيْطَ وَالْمِخْيَطَ وَأَكْبَرَ مِنْ ذٰلِكَ وَأَصْغَرَ وَلَا تَغُلُّوا، فَإِنَّ الْغُلُولَ نَارٌ وَعَارٌ عَلَى أَصْحَابِهِ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، وَجَاهِدُوا النَّاسَ فِي اللّٰهِ. تَبَارَكَ وَتَعَالَى. الْقَرِيبَ وَالْبَعِيدَ وَلَا تُبَالُوا فِي اللّٰهِ لَوْمَةَ لَائِمٍ، وَأَقِيمُوا حُدُودَ اللّٰهِ فِي الْحَضَرِ وَالسَّفَرِ، وَجَاهِدُوا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ، فَإِنَّ الْجِهَادَ بَابٌ مِنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ عَظِيمَةٌ، يُنْجِي اللّٰهُ. تَبَارَكَ وَتَعَالَى. بِهِ مِنَ الْغَمِّ وَالْهَمِّ)). [الصحيحة:۱۹۷۲]

باب: نبی اکرم ﷺ کی عفت اور زہد کا بیان

مقدام بن معدی کرب کندی بیان کرتے ہیں کہ وہ سیدنا عبادہ بن صامت، سیدنا ابو دردا اور سیدنا حارث بن معاویہ کندی رضی اللہ عنہم کے پاس بیٹھے تھے، یہ لوگ رسول اللہ ﷺ کی احادیث کا مذاکرہ کر رہے تھے۔ ابودرداء نے عبادہ سے کہا: رسول اللہ ﷺ کے وہ کلمات جو انھوں نے فلاں فلاں غزوہ میں پانچویں حصے کے بارے میں کہے تھے۔ عبادہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے انھیں نماز پڑھائی، آپ کے سامنے مالِ غنیمت کا ایک اونٹ تھا، سلام پھیرنے کے بعد آپ کھڑے ہوئے، دو انگلیوں کے پوروں میں اونٹ کے جسم کے بال پکڑے اور فرمایا: ”یہ بھی تمھاری غنیمت کا حصہ ہیں، مجھے صرف میرا حصہ ملے گا، جو کہ پانچواں حصہ ہے اور وہ بھی تم میں تقسیم کر دیا جائے گا۔ لہٰذا سوئی دھاگہ اور اس سے چھوٹی بڑی چیزیں سب واپس کر دو اور خیانت نہ کرنا، کیونکہ خیانت دنیا و آخرت میں خائن کے لئے عار و شنار اور عیب و رسوائی کا باعث ہو گی۔ اللہ کے لئے لوگوں سے جہاد کرنا، سفر قریب کا ہو یا بعید کا، اللہ کے بارے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پرواہ نہ کرنا۔ اللہ کی حدیں، حضر میں ہو یا سفر میں، قائم کرنا اور اللہ کے راستے میں جہاد کرنا، (یاد رہے کہ) جہاد جنت کے عظیم دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے ہر قسم کے غم و الم اور پریشانی و پشیمانی میں سے نجات دلاتا ہے۔“

تخریج: الصحیحة ۱۹۷۲۔ احمد (۵/ ۳۱۴، ۳۱۶، ۳۱۴)، ابن ابی عاصم فی الاحادو المثانی (۱۸۶۶)، البزار (۲۷۱۲)

فوائد: حدیث مبارکہ میں مختلف امورِ اسلامیہ کی طرف توجہ مبذول کرائی گئی ہے، بالخصوص مالِ غنیمت میں امانت و دیانت کا مظاہرہ کرنے اور خیانت سے بچنے کی بھرپور تلقین کی گئی ہے، وگرنہ آدمی دنیا و آخرت دونوں جہانوں میں ذلیل ہو جاتا ہے۔ اس سے مسلمان کے مال و جان کی قدر و قیمت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ جو مالِ غنیمت ابھی تک تقسیم ہی نہیں ہوا اور کسی مخصوص بندے کی ملکیت میں نہیں آیا، اس کے بارے میں یہ وعید ہے اور جو چیز کسی ایک مسلمان کی ملکیت ہو، اس میں خیانت کرنا کتنا بڑا جرم ہو گا۔

باب: اثبات العدوى

باب: متعدی بیماری کا ثبوت

۱۷۳۹: عَنِ الشَّرِيدِ بْنِ سُوَيْدٍ، قَالَ: كَانَ فِي وَفْدِ ثَقِيفٍ رَجُلٌ مَجْذُومٌ، فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنَّا قَدْ بَايَعْنَاكَ فَارْجِعْ)). [الصحيحة:١٩٦٨]

شرید بن سوید کہتے ہیں: ثقیف کے وفد میں ایک کوڑھ زدہ آدمی تھا۔ نبی کریم ﷺ نے اس کی طرف پیغام بھیجا کہ ''ہم نے تجھ سے بیعت لے لی ہے' تو چلا جا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۹۶۸۔ مسلم (۲۲۳۱)' نسائی (۴۱۸۷)' ابن ماجه (۳۵۴۴)

فوائد: کوئی بیماری متعدی نہیں ہے' جیسا کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (لاعدوی ...... وفر من المجذوم فرارك من الاسد۔) [بخاری] یعنی: ''کوئی بیماری متعدی نہیں ہے...... البتہ کوڑھ کے مریض سے اس طرح فرار اختیار کرو جیسے تم شیر سے بھاگتے ہو۔'' ایک آدمی نے ایک خارشی اونٹ کو اس نظریہ کو سامنے رکھ کر علیحدہ باندھ دیا کہ اس کی وجہ سے دوسرے اونٹوں کو خارش نہ لگ جائے۔ آپ ﷺ نے اسے فرمایا: (فمن اعدی الاول؟) [بخاری' مسلم] یعنی: تو پھر پہلے اونٹ کو خارش کس نے لگائی؟ اس موضوع کی احادیث میں جاہلیت کے اس عقیدے کا ردّ کیا گیا ہے کہ کوئی بیماری طبعی طور متعدی نہیں ہوتی' ہاں جیسے اللہ تعالیٰ نے پہلے شخص کو بیماری لگائی' دوسرے کو اس کے بسبب لگا سکتا ہے' جس میں بیماری کا کمال نہیں' بلکہ اللہ تعالیٰ کی قدرت و مشیت کارفرما ہے اور جن احادیث سے بیماری کے متعدی ہونے کا اشارہ ملتا ہے' ان کا مقصود ضعیف الایمان لوگوں کے عقائد کی حفاظت کرنا ہے' کہ اگر اللہ تعالیٰ نے کسی آدمی کو بیماری لگانے کا فیصلہ کر لیا ہے' لیکن وہ فیصلہ اس وقت صادر ہوتا ہے' جب وہ آدمی اسی قسم کے مریض کے پاس بیٹھا ہو' اب وہ گمان نہ کر بیٹھے کہ مجھے یہ بیماری اس مریض کی وجہ سے لگی ہے' جیسا کہ دور جاہلیت میں کہا جاتا تھا۔ مذکورہ بالا حدیث کا تعلق بھی اسی موضوع سے ہے کہ اگر کسی کو کسی مریض سے کوئی بیماری لگنے کا خطرہ ہو تو وہ اس کے قریب ہی نہ جائے' تاکہ اس کے عقیدے میں بگاڑ پیدا نہ ہو' رہا مسئلہ بیماری کا' تو وہ اللہ تعالیٰ کی مشیت کے مطابق لگ کر رہے گی۔

باب: هل يولى طالب العمل

باب: کیا عہدے کے خواہش مند کو عہدہ دیا جائے گا؟

۱۷٤٠: عَنْ أَبِي مُوسَى، قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنَا وَرَجُلَانِ مِنْ بَنِي عَمِّي فَقَالَ أَحَدُ الرَّجُلَيْنِ: يَارَسُولَ اللَّهِ! أَمِّرْنَا عَلَى بَعْضِ مَاوَلَّاكَ اللَّهُ وَقَالَ الْآخَرُ مِثْلَ ذَلِكَ قَالَ: فَقَالَ: ((إِنَّا وَاللَّهِ! لَانُوَلِّي هَذَا الْعَمَلَ أَحَدًا سَأَلَهُ، وَلَا أَحَدًا حَرَصَ عَلَيْهِ)). [الصحيحة: ٣٠٩٢]

سیدنا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں اور میرے چچا کے دو بیٹے رسول اللہ ﷺ کے پاس گئے۔ ایک نے کہا: اے اللہ کے رسول! اللہ تعالیٰ نے جو معاملات آپ کے سپرد کیے ہیں' ہمیں بھی بعض امور پر امیر مقرر کر دیں' دوسرے نے بھی اسی قسم کی بات کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کی قسم! ہم ان معاملات پر اس کو امیر نہیں بنائیں گے جو خود مطالبہ کرتا ہے یا اس کی حرص رکھتا ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۰۹۲۔ ابن ابی شیبة (۱۲/ ۲۱۵)' واللفظ له' بخاری (۶۹۲۳)' مسلم (۱۷۳۳)

فوائد: معلوم ہوا کہ جو آدمی مسئولیت اور امارت کا سوال کرے' اسے وہ عہدہ کسی صورت میں نہ دیا جائے۔ موجودہ سیاسی اور جمہوری دور میں لوگ حکومتی عہدے حاصل کرنے کے لئے گھر گھر' بستی بستی اور قریہ قریہ کا گشت کر کے ووٹ کی بھیک مانگتے ہیں' ایسے لوگ اس

حدیث کی روشنی میں سرے سے ووٹ کے حقدار نہیں ہیں۔

ذنب الخیانة

۱۷٤۱: عَنْ أَبِیْ مَسْعُوْدٍ الْأَنْصَارِيِّ، قَالَ: بَعَثَنِي النَّبِيُّ ﷺ سَاعِیًا، ثُمَّ قَالَ: ((اِنْطَلِقْ أَبَا مَسْعُوْدٍ! وَلَا أُلْفِيَنَّكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ تَجِيْءُ عَلٰى ظَهْرِكَ بَعِيْرٌ مِنْ إِبِلِ الصَّدَقَةِ لَهُ رُغَاءٌ قَدْ غَلَلْتَهُ)) قَالَ: إِذًا لَا أَنْطَلِقُ، قَالَ: ((إِذًا لَا أُكْرِهُكَ)). [الصحیحة:۱۵۷٦]

خیانت کا گناہ

سیدنا ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے زکوۃ وصول کنندہ کی حیثیت سے بھیجنے کا فیصلہ کیا اور فرمایا: ’’ابو مسعود! جاؤ (اور زکوۃ وصول کرو)‘ کہیں ایسا نہ ہو کہ تو قیامت کے روز آئے اور تیری پیٹھ پر صدقے کا اونٹ‘ جسے تو نے خیانت کیا ہو بلبلا رہا ہو۔‘‘ اس نے کہا: (اگر یہ وعید ہے) تو میں جاتا ہی نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ’’(اگر تو اس قدر احتیاط برتنا چاہتا ہے) تو میں تجھے مجبور ہی نہیں کرتا۔‘‘

تخریج: الصحیحة ۱۵۷٦۔ ابو داؤد(۲۹۴۷)

فوائد: خیانت کرنا بہت بڑا جرم ہے‘ یہ قبیح عمل منافق کی صفت ہے‘ ایمان کے ساتھ خیانت کا کوئی سمجھوتہ نہیں‘ آدمی جس چیز کی خیانت کرے گا وہ قیامت والے دن اپنے کندھے پر اٹھا کر لائے گا۔ وہ کیسا منظر ہوگا کہ آدمی کی پیٹھ پر اونٹ‘ گائے اور بکری وغیرہ لدے ہوئے ہوں گے اور وہ اپنی طبعی آواز نکال رہے ہوں گے۔ حکومتی عہدیدار بالعموم اور سیاسی لیڈر بالخصوص قومی خزانوں کو لوٹنا اپنا ذاتی حق سمجھتے ہیں اور وہ سرے سے حلت وحرمت میں تمیز کرنے سے قاصر ہیں‘ زکوۃ کمیٹیوں کی رقم حقداروں میں نہیں‘ بلکہ قرابتداروں یا دوستوں میں بانٹی جائے گی اور عوام الناس کی اکثریت کو جہاں اور جس انداز میں موقع ملتا ہے‘ وہ شکار ضائع نہیں جانے دیتا ہے چاہے وہ سرکاری اداروں کا مال چوری کرنے کی صورت میں ہو یا سرکاری جگہ پر قبضہ جمانے کی صورت میں۔ یہ سب خیانتوں کی اقسام ہیں۔ جن کا بھگتان بھگتنا پڑے گا۔

حرص الامارة سبب الندامة

۱۷٤۲: عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّكُمْ سَتَحْرِصُوْنَ عَلَى الْإِمَارَةِ، وَسَتَكُوْنُ نَدَامَةً [وَحَسْرَةً] يَوْمَ الْقِيَامَةِ، فَنِعْمَ الْمُرْضِعَةُ، وَبِئْسَتِ الْفَاطِمَةُ)). [الصحیحة: ۲۵۳۰]

امارت کی حرص شرمندگی کا باعث ہے

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے‘ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ’’تم یقیناً حکومت اور امارت کی حرص کرو گے (لیکن یاد رکھو) یہ قیامت والے دن ندامت اور حسرت (کا باعث) ہو گی‘ دودھ پلانے والی تو بڑی اچھی ہوتی ہے لیکن دودھ چھڑانے والی بڑی بری ہوتی ہے (یعنی امارت کے آغاز میں تو سکون ملتا ہے‘ لیکن اس کا انجام اچھا نہیں ہوتا)۔‘‘

تخریج: الصحیحة ۲۵۳۰۔ بخاری (۷۱۴۸)‘ نسائی (۴۲۱٦)‘ احمد (۲/ ۴۷٦)

فوائد: دنیا میں سب سے زیادہ ذمہ داریاں وقت کے امیر اور حاکم پر عائد ہوتی ہیں‘ انھوں نے رعایا کے ہر فرد کی مذہبی ضرورت

پوری کرنی ہے' اپنی سلطنت میں قرآن وحدیث کے احکام عملی طور پر نافذ کرنے ہیں' مساجد کی امامت کا عہدہ سنبھالنا ہے' موقع ملے تو فتوحات کے سلسلے کو جاری رکھنا ہے' ہر گھر کی مالی اور دینوی ضرورتیں پوری کرنی ہیں' رعایا کی دشمنانِ اسلام سے حفاظت کرنی ہے' اسلام کو پچھلی نسلوں سے منتقل کر کے اگلی نسلوں تک پہنچانا ہے' رعایا کے کسی فرد کو کسی دوسرے فرد پر ظلم کرنے کا موقع نہیں دینا.........

غرضیکہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی نیابت اختیار کرنی ہے۔ لیکن یہ ذمہ داریاں کون پوری کرے گا' خصوصاً اس دور میں' جہاں عیاشیوں کے لئے تو عہدوں کے تختوں پر چڑھا جاتا ہے۔ سچ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے' کہ امارت و حاکیت کی گھڑیاں ندامت و حسرت کا سماں پیدا کریں گی' لیکن اس وقت کے پچھتاوے کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔

باب: من انباء الغيب

١٧٤٣: عَنْ عَبْدِاللّٰهِ مَرْفُوْعًا: ((إِنَّهُ سَيَلِيْ أُمُوْرَكُمْ مِنْ بَعْدِيْ رِجَالٌ يُطْفِئُوْنَ السُّنَّةَ وَيُحْدِثُوْنَ بِدْعَةً، وَيُؤَخِّرُوْنَ الصَّلَاةَ عَنْ مَوَاقِيْتِهَا، قَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ: كَيْفَ بِيْ إِذَا أَدْرَكْتُهُمْ؟ قَالَ: لَيْسَ. يَاابْنَ أُمِّ عَبْدٍ طَاعَةٌ لِمَنْ عَصَى اللّٰهَ. قَالَهَا ثَلَاثًا)). [الصحيحة: ٢٨٦٤]

باب: غیب کی بعض خبریں

سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''عنقریب ایسے لوگ تمھارے معاملات کا اقتدار سنبھالیں گے' جو سنت کو مٹائیں گے اور بدعت کی ترویج کریں گے اور نمازوں کو ان کے اوقات سے مؤخر کریں گے۔'' سیدنا ابن مسعود نے کہا: اگر مجھے ایسے حکمرانوں کا دور مل جائے تو کیا کروں گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ام عبد کے بیٹے! اللہ کی نافرمانی کرنے والے کی اطاعت نہیں کی جاتی۔'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ جملہ تین دفعہ ارشاد فرمایا۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۸۶۴۔ (ابن ماجہ (۲۸۶۵)' احمد (۱/ ۳۹۹' ۴۰۰)' بیہقی (۳/ ۱۲۷)

فوائد: شریعت نے ایک قانون پیش کیا ہے کہ حاکم وقت کا جو قانون قرآن وحدیث سے متصادم ہوگا' اس کا قطعی طور پر کوئی لحاظ نہیں رکھا جائے گا۔

غزوة خيبر و فضل عليؓ

١٧٤٤: عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبِيْ بُرَيْدَةَ يَقُوْلُ: حَاصَرْنَا خَيْبَرَ، فَأَخَذَ اللِّوَاءَ أَبُوْبَكْرٍ، وَلَمْ يُفْتَحْ لَهُ، وَأَخَذَ مِنَ الْغَدِ عُمَرُ، فَانْصَرَفَ وَلَمْ يُفْتَحْ لَهُ وَأَصَابَ النَّاسَ يَوْمَئِذٍ شِدَّةٌ وَجَهْدٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنِّيْ دَافِعٌ لِوَائِيْ غَدًا إِلٰى رَجُلٍ يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ، وَيُحِبُّهُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ، لَا يَرْجِعُ حَتّٰى يُفْتَحَ لَهُ)) وَبِتْنَا طَيِّبَةً أَنْفُسُنَا أَنَّ الْفَتْحَ غَدًا، فَلَمَّا أَصْبَحَ

غزوہ خیبر اور علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان

عبداللہ بن بریدہ کہتے ہیں کہ میں نے ابو بریدہ رضی اللہ عنہ سے سنا' وہ کہتے ہیں کہ ہم نے خیبر کا محاصرہ کرلیا' ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جھنڈا پکڑا' لیکن فتح نہ ہوئی۔ دوسرے دن عمر رضی اللہ عنہ نے جھنڈا تھاما' لیکن فتح نہ ہوسکی اور لوگوں کو اس دن بڑی مصیبت و پریشانی اور محنت و مشقت کا سامنا کرنا پڑا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کل میں ایسے آدمی کو جھنڈا عطا کروں گا' جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے اور اللہ اور اس کا رسول اس سے محبت کرتے ہیں' وہ اس وقت تک نہیں لوٹے گا' جب تک فتح نہ ہو جائے۔'' ہم نے اس امید

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ صَلَّى الْغَدَاةَ، ثُمَّ قَامَ قَائِمًا، وَدَعَا بِاللِّوَاءِ وَالنَّاسُ عَلٰى مَصَافِّهِمْ، فَمَا مِنَّا إِنْسَانٌ لَهُ مَنْزِلَةٌ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ إِلَّا وَهُوَ يَرْجُوْ أَنْ يَّكُوْنَ صَاحِبَ اللِّوَاءِ، فَدَعَا عَلِيَّ بْنَ أَبِيْ طَالِبٍ وَهُوَ أَرْمَدُ فَتَفَلَ فِيْ عَيْنَيْهِ وَمَسَحَ عَنْهُ وَدَفَعَ إِلَيْهِ اللِّوَاءَ وَفَتَحَ اللّٰهُ لَهُ، وَأَنَا فِيْمَنْ تَطَاوَلَ إِلَيْهَا۔

[الصحيحة: ٣٢٤٤]

میں خوشگوار موڈ میں رات گزاری کہ کل فتح ہوگی، جب صبح ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے نمازِ فجر پڑھائی، پھر کھڑے ہوئے، جھنڈا منگوایا۔ لوگ اپنی اپنی نشستوں پر بیٹھے رہے۔ جو انسان بھی رسول اللہ ﷺ کے نزدیک مقام و مرتبے والا تھا، اسے جھنڈا بردار ہونے کی امید تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا علی بن ابو طالب ؓ کو بلایا، اس وقت وہ آشوبِ چشم کے مرض میں مبتلا تھے۔ آپ ﷺ نے اپنا لعاب ان کی آنکھوں پر لگایا اور پھر اسے صاف کر دیا اور انھیں جھنڈا تھما دیا، اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھ پر فتح نصیب کر دی۔ میں بھی ان میں تھا جو دیکھنے کے لئے گردن لمبی کر رہے تھے (کہ جھنڈا کس کو ملتا ہے؟)

تخریج: الصحيحة ٣٢٤٤۔ نسائی فی الکبری (٨٤٠٢)، احمد (٥/ ٣٥٣/ ٣٥٤)، بیهقی فی الدلائل (٤/ ٢١٠)

فوائد: اس میں سیدنا علی ؓ کی عظمت و منقبت کا بیان ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کے محب بھی ہیں اور محبوب بھی۔ نیز آپ ﷺ کے ایک معجزے کا بیان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے لعاب میں شفا رکھی تھی۔

باب: الخلافة في قريش ما اطاعوا الله

باب: خلافت قریش میں ہوگی جب تک وہ اللہ کے مطیع رہیں گے

١٧٤٥: عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ، قَالَ: بَيْنَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ قَرِيْبٍ مِنْ ثَمَانِيْنَ رَجُلًا مِنْ قُرَيْشٍ لَيْسَ فِيْهِمْ إِلَّا قُرَشِيٌّ، لَا وَاللّٰهِ مَارَأَيْتُ صَفِيْحَةَ وُجُوْهِ رِجَالٍ قَطُّ أَحْسَنَ مِنْ وُجُوْهِهِمْ يَوْمَئِذٍ، فَذَكَرُوا النِّسَاءَ فَتَحَدَّثُوْا فِيْهِنَّ، فَتَحَدَّثَ مَعَهُمْ، حَتّٰى أَحْبَبْتُ أَنْ يَّسْكُتَ، قَالَ: ثُمَّ أَتَيْتُهُ، فَتَشَهَّدَ، ثُمَّ قَالَ: ((أَمَّا بَعْدُ يَامَعْشَرَ قُرَيْشٍ! فَإِنَّكُمْ أَهْلُ هٰذَا الْأَمْرِ مَالَمْ تَعْصُوا اللّٰهَ، فَإِذَا عَصَيْتُمُوْهُ بَعَثَ إِلَيْكُمْ مَنْ يَلْحَاكُمْ كَمَا يُلْحٰى هٰذَا الْقَضِيْبُ، لِقَضِيْبٍ فِيْ يَدِهِ)) ثُمَّ لَحٰى قَضِيْبَهُ، فَإِذَا هُوَ

سیدنا عبداللہ بن مسعود ؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم تقریباً قریش کے تقریباً اسی (٨٠) آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے تھے، تمام کے تمام قریشی تھے۔ اللہ کی قسم! اُس دن یہ لوگ بہت خوبصورت نظر آ رہے تھے۔ انھوں نے عورتوں کا ذکر کیا، ان کے بارے میں باتیں کیں، آپ ﷺ بھی ان کے ساتھ گفتگو کرتے رہے (اور اتنا زیادہ کلام کیا کہ) میں نے چاہا کہ آپ ﷺ خاموش ہو جائیں۔ پھر میں آپ ﷺ کے پاس آیا، آپ نے خطبۂ شہادت پڑھا اور فرمایا: ''حمد و صلوۃ کے بعد (میں یہ کہوں گا کہ) قریشیو! تم لوگ اس (امارت) کے مستحق ہو جب تک اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں کرو گے، اگر تم نے نافرمانی کی تو اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو بھیجے گا جو تمھاری چمڑی ادھیڑ دیں گے، جس طرح اس شاخ کا چھلکا اتار لیا

أَبْيَضُ يَصْلِدُ۔ [الصحيحة:١٥٥٢]

جاتا ہے۔'' پھر آپ ﷺ نے اپنی شاخ کا چھلکا اتارا' (جس کی وجہ سے) وہ اچانک سفید اور سخت نظر آنے لگی۔

تخریج: الصحیحة ١٥٥٢۔ احمد (١/ ٣٥٨)' ابو یعلی (٥٠٢٣)' والشاشی فی مسندہ (٨٦٩)

فوائد: امام البانی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں: یہ حدیث نبوت کی (صداقت وحقانیت کی) نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔ کئی صدیوں تک قریشیوں کی خلافت جاری رہی' بالآخر اللہ تعالی کی نافرمانیوں اور خواہش پرستیوں کی وجہ سے ان کی خلافت وملوکیت دم توڑ گئی' اللہ تعالی نے ان پر عجمیوں کو مسلط کر دیا اور مسلمان ذلیل ہو کر رہ گئے۔ اب اگر مسلمان مملکتِ اسلامیہ کے حصول کے لئے صدقِ دل سے کوشاں ہیں تو ان پر فرض ہے کہ وہ اللہ تعالی کی طرف رجوع کریں' اپنے دین کی طرف متوجہ ہوں اور شرعی احکام کی پیروی کریں۔ غور کریں کہ علم حدیث کی کتب میں وہ شروط و قیود مذکور ہیں جن کی بنا پر قریش میں خلافت کو بقا ملتی تھی' لیکن انھوں نے وہ شرطیں پوری نہیں کیں' اس لئے وہ محکوم بن گئے۔ اب ہمیں چاہئے کہ ہم اپنی آراء واہواء اور اپنے آباء واجداد کی تہذیبوں کو ترجیح نہ دیں' وگرنہ ہمیں پھر محکوم ہی رہنا پڑے گا۔ اللہ تعالی نے سچ فرمایا: ﴿ان اللہ لایغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم﴾ [سورۂ رعد:١١] یعنی: ''کسی قوم کی حالت اللہ تعالی نہیں بدلتا جب تک کہ وہ خود اسے نہ بدلیں جو ان کے دلوں میں ہو۔'' اور حسنِ عاقبت تو پرہیز گاروں کے لئے ہی ہے۔

وصية رسول الله في طاعة الأمير

١٧٤٦: عَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ، قَالَ: وَعَظَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ بَعْدَ صَلَاةِ الْغَدَاةِ مَوْعِظَةً بَلِيْغَةً ذَرَفَتْ مِنْهَا الْعُيُوْنُ، وَوَجِلَتْ مِنْهَا الْقُلُوْبُ فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِهِ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! كَأَنَّهَا مَوْعِظَةُ مُوَدِّعٍ، فَقَالَ: ((أُوْصِيْكُمْ بِتَقْوَى اللّٰهِ، وَالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ، وَإِنْ كَانَ عَبْدًا حَبْشِيًّا، فَإِنَّهُ مَنْ يَعِشْ مِنْكُمْ بَعْدِيْ يَرَى اخْتِلَافًا كَثِيْرًا، فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِيْ وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ الْمَهْدِيِّيْنَ بَعْدِيْ، عَضُّوْا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ [وَإِيَّاكُمْ وَمُحْدَثَاتِ الْأُمُوْرِ، فَإِنَّ كُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ، وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ]))۔

امیر کی اطاعت کے سلسلہ میں رسول ﷺ کی وصیت

سیدنا عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ نے ہمیں بعد از نمازِ فجر نہایت مؤثر وعظ کیا' جس سے آنکھیں بہہ پڑیں اور دل ڈر گئے۔ ایک صحابی نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ تو گویا آخری الوداع کہنے والے کا وعظ ہے' (پس آپ ہمیں کوئی وصیت فرما دیجئے)۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں تمھیں اللہ سے ڈرنے کی اور امیر کی بات سننے اور اس پر عمل کرنے کی وصیت کرتا ہوں' اگرچہ تم پر کوئی حبشی غلام امیر مقرر ہو جائے۔ (یاد رکھو!) تم میں سے جو میرے بعد زندہ رہے گا' وہ بہت اختلاف دیکھے گا' پس تم میری سنت کو اور ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کے طریقے کو لازم پکڑنا' ان کو دانتوں سے مضبوط پکڑ لینا۔ دین میں نئے نئے کام ایجاد کرنے سے بچنا' کیونکہ ایسا ہر نیا کام بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔''

تخریج: الصحیحة ٢٧٣٥۔ طبرانی الکبیر (١٨/ ٢٤٨)' وفی مسند الشامیین (٦٩٧)' ابو داؤد (٤٦٠٧)' ترمذی (٢٦٧٦)' ابن ماجه (٤٢) من طریق آخر عن العرباض رضی اللہ عنہ۔

فوائد: حدیث اپنے موضوع میں واضح ہے، لیکن خلیفہ ُراشد کی سنت کی حیثیت کی وضاحت ضروری ہے، کیونکہ بعض اہل علم اور عوام الناس شرعی مسئلے میں خلفاءِ راشدین کے قول و کردار سے حجت پکڑتے ہیں، تعجب اس بات پر ہے کہ حجت پکڑنے کا یہ انداز مستقل طور پر نہیں بلکہ بتقاضۂ ضرورت ہوتا ہے۔ دراصل اسلام میں خلیفہ کا لفظ "خلیفة الرسول" سے ماخوذ ہے، یعنی خلیفہ کی اصل ذمہ داری رسول اللہ ﷺ کا منہج سنبھال کر آپ کے ارشادات و فرمودات اور اقوال و اعمال کی عملی ترویج ہے۔ یہی وجہ ہے کہ خلفاء اربعہ ﷡ کی زندگیوں میں بیسیوں مثالیں ملتی ہیں کہ ان کی رعایا صحابہ کرام نے قرآن و حدیث کی روشنی میں ان کے فیصلوں پر اعتراض کیا اور انھوں نے شریعت کے ساتھ مخلص ہونے کا ثبوت دیتے ہوئے اپنے فیصلوں سے رجوع کیا۔ دراصل "سنة الخلفاء" سے مراد سنتِ رسول ہی ہے، کیونکہ خلیفہ ُراشد کا منہج ہی آپ ﷺ کی سنت پر قائم ہونا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جہاں خلفاء و حکام کی اطاعت کا حکم دیا، وہاں یہ شرط بھی لگائی کہ اگر اللہ تعالی کی نافرمانی ہو رہی ہو تو خلفاء کی کوئی اطاعت و فرمانبرداری نہیں۔ سیدنا عبداللہ بن عمر ﷛ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (علی المرء المسلم السمع والطاعة فیما احب او کرہ الا ان یؤمر بمعصیة فان امر بمعصیة فلا سمع ولا طاعة۔) [بخاری] یعنی: مسلمان آدمی پر سننا اور اطاعت کرنا لازم ہے، خواہ وہ اسے پسند کرتا ہو یا ناپسند کرتا ہو، الا یہ کہ اسے کسی نافرمانی کا حکم دیا جائے، پس اگر اسے نافرمانی کا حکم دیا جائے تو کوئی سننا اور اطاعت کرنا نہیں۔ سیدنا علی ﷛ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (لاطاعة فی المعصیة انما الطاعة فی المعروف۔) [بخاری، مسلم] یعنی: نافرمانی میں (امیر کی) کوئی اطاعت نہیں، اطاعت و فرمانبرداری تو صرف نیکی کے کاموں میں ہے۔ ہاں جب امیر المؤمنین لوگوں کی کسی دنیوی مصلحت کے لئے انتظامی ضرورت کے تحت، کوئی قانون بنائے، جو دینی تعلیمات سے متصادم نہ ہو تو اس کو تسلیم کرنا ضروری ہے، مثلاً گاڑیوں کے لئے حد رفتار کا تعین، چوکوں پر اشاروں کا نظام، بازاروں کے لئے اوقات کا تعین۔ وغیرہ وغیرہ۔

النبوة والخلافة والملك رحمة

نبوت خلافت اور بادشاہت رحمت ہے

١٧٤٧: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَوَّلُ هٰذَا الْأَمْرِ نُبُوَّةٌ وَّرَحْمَةٌ، ثُمَّ يَكُوْنُ خِلَافَةً وَّرَحْمَةً ثُمَّ يَكُوْنُ مُلْكًا وَرَحْمَةً، ثُمَّ يَتَكَادَمُوْنَ عَلَيْهِ تَكَادُمَ الْحُمُرِ، فَعَلَيْكُمْ بِالْجِهَادِ، وَإِنَّ أَفْضَلَ جِهَادِكُمُ الرِّبَاطُ، وَإِنَّ أَفْضَلَ رِبَاطِكُمْ عَسْقَلَانُ)).

[الصحيحة: ٣٢٧٠]

سیدنا عبداللہ بن عباس ﷠ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس معاملے کی ابتدا نبوت و رحمت سے ہوئی ہے، اس کے بعد خلافت و رحمت ہوگی اور پھر بادشاہت اور رحمت۔ بعد ازاں گدھوں کا ایک دوسرے کو کاٹنے کی طرح لوگ اس پر ٹوٹ پڑیں گے، تم جہاد کو لازم پکڑنا، بہترین جہاد رباط (سرحد پر مقیم رہنا) ہے اور (شام کے ساحلی شہر) عسقلان کا رِباط سب سے افضل ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۳۲۷۰۔ طبرانی فی الکبیر (۱۱۱۳۸)

فوائد: حدیث ۱۷۵۴ کے فوائد ملاحظہ فرمائیے۔

بیان مرض رسول اللہ ﷺ

رسول ﷺ کی بیماری کا بیان

١٧٤٨: عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ، أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ: لَمَّا ثَقُلَ النَّبِيُّ ﷺ، وَاشْتَدَّ بِهِ وَجَعُهُ، اسْتَأْذَنَ أَزْوَاجَهُ فِيْ أَنْ يُمَرَّضَ فِيْ بَيْتِيْ، فَأَذِنَ لَهُ، فَخَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ بَيْنَ رَجُلَيْنِ تَخُطُّ رِجْلَاهُ فِيْ الْأَرْضِ: بَيْنَ عَبَّاسٍ وَرَجُلٍ آخرَ۔ قَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ فَأَخْبَرْتُ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ، فَقَالَ: أَتَدْرِيْ مَنِ الرَّجُلُ الآخَرُ! قُلْتُ، لَا، قَالَ: هُوَ عَلِيٌّ وَكَانَ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا۔ تُحَدِّثُ أَنَّ النَّبِيَّ قَالَ۔ بَعْدَ مَادَخَلَ بَيْتَهُ وَاشْتَدَّ وَجَعُهُ: ((أَهْرِيْقُوْا عَلَيَّ مِنْ سَبْعِ قِرَبٍ لَمْ تُحْلَلْ أَوْ كِيَتُهُنَّ، لَعَلِّيْ أَعْهَدُ إِلَى النَّاسِ)) وَأُجْلِسَ فِيْ مِخْضَبٍ لِحَفْصَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ ثُمَّ طَفِقْنَا نَصُبُّ عَلَيْهِ تِلْكَ، حَتّٰى طَفِقَ يُشِيْرُ إِلَيْنَا أَنْ: ((قَدْ فَعَلْتُنَّ)) ثُمَّ خَرَجَ إِلَى النَّاسِ۔ [الصحيحة:٣٣٠٤]

عبید اللہ بن عبداللہ بن عتبہ سے روایت ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جب نبی کریم ﷺ بیمار ہوئے اور آپ کی تکلیف بڑھ گئی تو آپ نے اپنی بیویوں سے اجازت طلب کی کہ میں عائشہ کے گھر میں رہ کر بیماری کے دن گزارنا چاہتا ہوں' انھوں نے اجازت دے دی۔ نبی کریم ﷺ دو آدمیوں یعنی ابن عباس ﷜ اور ایک دوسرے آدمی کے سہارے نکلے' آپ کے پاؤں زمین پر گھسٹ رہے تھے۔ اس نے کہا: کیا تو جانتا ہے کہ دوسرا آدمی کون تھا؟ میں نے کہا: نہیں۔ اس نے کہا کہ وہ سیدنا علی ﷜ تھے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی تھیں کہ جب نبی ﷺ گھر میں داخل ہوئے اور آپ کی بیماری شدت اختیار کر گئی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''سات مشکیزوں' جن کی ڈوری نہ کھولی گئی ہو' کا پانی مجھ پر بہاؤ تاکہ میں لوگوں کو کوئی وصیت کر سکوں۔'' آپ ﷺ کو آپ کی بیوی حفصہ کے ٹب میں بٹھایا گیا اور ہم نے آپ پر پانی بہانا شروع کر دیا' حتی کہ آپ نے اشارہ کیا کہ ''تم نے (اپنی ذمہ داری) پوری کر دی ہے'' پھر آپ لوگوں کی طرف چلے گئے۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۳۰۴۔ بخاری (۱۹۸' ۲۵۸۸' ۴۴۴۲' ۵۷۱۴)' نسائی فی الکبری (۷۱۸۳)' بیہقی (۱/ ۳۱)' مسلم (۴۱۸)

فوائد: معلوم ہوا کہ اگر خاوند کسی ایک بیوی کے پاس اس کے حق سے زیادہ رہنا چاہے تو وہ دوسری بیویوں سے اجازت لے۔ نیز اگر ضرورت ہو تو زیادہ پانی بھی استعمال کیا جا سکتا ہے۔ یہ آپ ﷺ کی وفات سے پانچ دن پہلے کا واقعہ ہے' یعنی جمعرات کا دن تھا اور صحابہ کے ساتھ یہ آپ ﷺ کی آخری مجلس تھی۔ آپ ﷺ غسل کرنے کے بعد لوگوں کے پاس تشریف لائے اور خطبہ ارشاد فرمایا تھا (جس میں یہ حدیث بھی ذکر کی تھی کہ) اگر میں نے کسی کو خلیل بنانا ہوتا تو ابو بکر کا انتخاب کرتا۔ (فتح الباری)

باب السلطان صعب هبوط

بادشاہ کا دروازہ دشوار گزار اور رسوائی ہے

١٧٤٩:عَنْ أَبِي الْأَعْوَرِ السُّلَمِيِّ مَرْفُوْعًا: ((إِيَّاكُمْ أَبْوَابَ السُّلْطَانِ، فَإِنَّهُ قَدْ أَصْبَحَ صَعْبًا هَبُوْطًا)). [الصحيحة:١٢٥٣]

سیدنا ابو اعور سلمی ﷜ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سلطانوں کے دروازوں پر جانے سے بچنا' کیونکہ یہ کام دشوار گزار اور رسوائی کی علامت ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۲۵۳۔ دیلمی (۱/ ۲/ ۳۴۵)' ابن مسندۃ فی المعرفۃ (۲/ ۶۲/ ۲)' ابن عساکر (۳۸/ ۴۹)' ابو نعیم فی المعرفۃ (۲/ ۵۰۷ب)

فوائد: نبی کریم ﷺ کی پیشین گوئیوں کے مطابق اس دور میں ملوک و سلاطین فتنہ و فساد اور ظلم و ستم کی جڑ ہیں۔ ان کے پاس جانے میں خیر و بھلائی کی کوئی رمق نظر نہیں آتی۔ ہاں جوان ہی کا طرز حیات اختیار کرنا چاہے' اس کے لئے در کھلے ہیں۔ شریف اور مذہبی آدمی کی ان کی بارگاہوں میں کوئی وقعت نہیں ہوتی' بلکہ وہ اسے اپنی سلطنت کے لئے خطرے کی علامت سمجھتے ہیں۔

باب: عقوبة الحاكم الغاش

باب: دھوکہ باز حکمران کی سزا کا بیان

١٧٥٠: عَنْ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَيُّمَا رَاعٍ اسْتُرْعِيَ رَعِيَّةً فَغَشَّهَا فَهُوَ فِي النَّارِ)). [الصحيحة:١٧٥٤]

سیدنا معقل بن یسار رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے کچھ رعیت کی ذمہ داری اٹھائی اور اس سے دھوکہ کیا تو وہ آگ میں داخل ہوگا۔''

تخریج: الصحیحة ۱۷۵۴۔ احمد (۵/ ۲۵)' مسلم (الامارة ۲۲/ ۱۴۲)' ولم یسق لفظه' بخاری (۷۱۵۰)' مسلم (۲۱/ ۱۴۲) مطولاً۔

فوائد: مساوات کے ساتھ رعایا کے حقوق پورے کرنا انتہائی کٹھن کام ہے' بہرحال ذمہ داریاں سنبھالنے والے اللہ تعالیٰ کے ہاں مسئول ہیں اور کامیاب وہی ہے جو لوگوں کے آرام کو اپنے سکون پر ترجیح دیتا ہے۔

اطاعة الامير واجبة ما لم يكفر بداحًا

امیر کی اطاعت واجب ہے جب تک صریح کفر نہ کرے

١٧٥١: عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ، قَالَ: ((بَايَعْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ا عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ فِي الْعُسْرِ وَالْيُسْرِ وَالْمَنْشَطِ وَالْمَكْرَهِ، وَعَلَى أَثَرَةٍ عَلَيْنَا، وَعَلَى أَنْ لَّانُنَازِعَ الْأَمْرَ أَهْلَهُ [إِلَّا أَنْ تَرَوْا كُفْرًا بَوَّاحًا، عِنْدَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ فِيْهِ بُرْهَانٌ] وَعَلَى أَنْ نَّقُوْلَ بِالْحَقِّ أَيْنَمَا كُنَّا لَانَخَافُ فِي اللّٰهِ لَوْمَةَ لَائِمٍ)). [الصحيحة:٣٤١٨]

سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم نے تنگدستی و خوشحالی میں اور پسند و ناپسند میں رسول اللہ ﷺ سے سننے' اطاعت کرنے اور آپ کو اپنے آپ پر ترجیح دینے کی بیعت کی' اور اس بات پر بھی کہ ہم (امارت کے) معاملے کو اس کے اہل لوگوں سے نہیں چھینیں گے' ہاں اگر صریح کفر نظر آ جائے اور اللہ کی طرف سے کوئی واضح دلیل ہو' اور اس بات پر (بھی بیعت کی کہ) ہم جہاں بھی ہوں گے حق کا اظہار کریں گے اور اللہ تعالیٰ کے بارے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈریں گے۔

تخریج: الصحیحة ۳۴۱۸۔ بخاری (۷۱۹۹' ۷۲۰۰)' مسلم (الامارة ۴۱/ ۱۷۰۹)' ابو عوانة (۴/ ۴۵۴)' نسائی (۴۱۵۴)

فوائد: حدیث اپنے مفہوم میں واضح ہے کہ ہر صورت میں وقت کے امیر اور حاکم کی اطاعت کرنا فرض ہے' جب تک وہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی کا حکم نہیں دیتا۔ اس وقت تک اس کی امارت و ملوکیت کو قابل تسلیم اور قابل اطاعت سمجھا جائے جب تک اس میں واضح کفر نظر نہیں آ جاتا۔ اس حدیث کے آخری حصے میں انتہائی اہم نصیحت کی گئی ہے۔ مسلمانوں کو شریعت کے اٹل فیصلوں پر برقرار رہنا چاہئے' ان کے طرزِ حیات میں استقامت اور سنجیدگی ہونی چاہئے' زمان و مکان سے متاثر نہیں ہونا چاہئے' اسی بات کو حق مانا جائے جو شریعت کے ہاں حق ہے اور جہاں بھی اس کے اعلان کی ضرورت پڑے' کسی قسم کی جھجک کے بغیر اس کا اظہار کر

دیا جائے' چاہے وہ اپنوں کے مخالف ہو یا پرائیوں کے موافق۔

باب: قصة بيعة العقبة

١٧٥٢: عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: مَكَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِمَكَّةَ عَشْرَ سِنِيْنَ، يَتْبَعُ النَّاسَ فِيْ مَنَازِلِهِمْ بِعُكَاظٍ وَمجنة وَفِي الْمَوَاسِمِ بِمِنًى، يَقُوْلُ: ((مَنْ يُؤْوِيْنِيْ، مَنْ يَنْصُرُنِيْ، حَتّٰى أُبَلِّغَ رِسَالَةَ رَبِّيْ وَلَهُ الْجَنَّةُ؟)) حَتّٰى إِنَّ الرَّجُلَ لَيَخْرُجُ مِنَ الْيَمَنِ أَوْ مِنْ مُّضَرَ- كَذَا وَقَالَ- فَيَأْتِيْهِ قَوْمُهُ فَيَقُوْلُوْنَ: إِحْذَرْ غُلَامَ قُرَيْشٍ لَايَفْتِنُكَ وَيَمْشِيْ بَيْنَ رِحَالِهِمْ وَهُمْ يُشِيْرُوْنَ إِلَيْهِ بِالْأَصَابِعِ، حَتّٰى بَعَثَنَا اللّٰهُ إِلَيْهِ مِنْ يَّثْرِبَ، فَآوَيْنَاهُ، وَصَدَّقْنَاهُ، فَيَخْرُجُ الرَّجُلُ مِنَّا، فَيُؤْمِنُ بِهِ، وَيُقْرِئُهُ الْقُرْآنَ فَيَنْقَلِبُ إِلٰى أَهْلِهِ، فَيُسْلِمُوْنَ بِإِسْلَامِهِ، حَتّٰى لَمْ يَبْقَ دَارٌ مِنْ دُوْرِ الْأَنْصَارِ إِلَّا وَفِيْهَا رَهْطٌ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ يُظْهِرُوْنَ الْإِسْلَامَ، ثُمَّ ائْتَمَرُوْا جَمِيْعًا، قُلْنَا: حَتّٰى مَتٰى نَتْرُكُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يُطْرَدُ فِيْ جِبَالِ مَكَّةَ وَيَخَافُ؟ فَرَحَلَ إِلَيْهِ مِنَّا سَبْعُوْنَ رَجُلًا حَتّٰى قَدِمُوْا عَلَيْهِ فِي الْمَوْسِمِ، فَوَاعَدْنَاهُ شِعْبَ الْعَقَبَةِ، فَاجْتَمَعْنَا عَلَيْهِ مِنْ رَجُلٍ وَرَجُلَيْنِ حَتّٰى تَوَافَيْنَا، فَقُلْنَا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! نُبَايِعُكَ؟ قَالَ: ((تُبَايِعُوْنِيْ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ فِي النَّشَاطِ وَالْكَسَلِ، وَالنَّفَقَةِ فِي الْعُسْرِ وَالْيُسْرِ، وَعَلَى الْأَمْرِ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّهْيِ عَنِ الْمُنْكَرِ، وَأَنْ تَقُوْلُوْا فِي اللّٰهِ، لَاتَخَافُوْنَ فِي اللّٰهِ لَوْمَةَ لَائِمٍ وَعَلٰى أَنْ تَنْصُرُوْنِيْ، فَتَمْنَعُوْنِيْ. إِذَا قَدِمْتُ عَلَيْكُمْ مِمَّا تَمْنَعُوْنَ

باب: بیعت عقبہ کا واقعہ

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ مکہ میں دس سال تک ٹھہرے رہے' عکاظ اور مجنہ میں اور حج کے موسم میں منی میں جا کر لوگوں کو کہتے: ''کون ہے جو مجھے پناہ دے' کون ہے جو میری مدد کرے' تاکہ میں اپنے ربّ کا پیغام لوگوں تک پہنچا سکوں اور اسے جنت مل سکے؟'' جب یمن یا مضر کا کوئی باشندہ مکہ میں آتا تو آپ ﷺ کی قوم اسے ملتی اور کہتی کہ قریش کے فلاں آدمی (محمد ﷺ) سے بچ کر رہنا' کہیں وہ تجھے بھٹکا نہ دے' آپ ان کے گھروں میں چل رہے ہوتے تھے' وہ آپ کی طرف اشارے کر کے آپ کا تعین کرتے تھے' یہاں تک کہ اللہ تعالی نے ہمیں یثرب (مدینہ) سے آپ کی طرف بھیجا' ہم نے آپ کو جگہ دی اور آپ کی تصدیق کی۔ ہمارا آدمی آپ کے پاس پہنچتا' آپ پر ایمان لاتا' آپ اسے قرآن مجید پڑھاتے' پھر وہ اپنے گھر لوٹ آتا اور لوگ اس کے ذریعے دائرہ اسلام میں داخل ہوتے' یہاں تک کہ انصاریوں کے ہر محلے میں مسلمان کی ایک معقول تعداد بن گئی۔ ایک دن ان سب (انصاریوں) نے مشورہ کیا اور کہا کہ ہم کب تک رسول اللہ ﷺ کو چھوڑے رکھیں گے اور آپ مکہ کے پہاڑوں میں در بدر اور ڈرتے ڈرتے پھرتے رہیں گے؟ اس مشورے کے بعد حج کے موسم میں ہم میں سے ستر آدمی آپ ﷺ کی طرف روانہ ہو گئے' عقبہ گھاٹی میں جمع ہونے کا آپ ﷺ سے طے پایا۔ ہم ایک ایک دو دو افراد کی صورت وہاں جمع ہوتے رہے' یہاں تک کہ سارے اکٹھے ہو گئے۔ ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا ہم آپ کی بیعت کریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم اس بات پر میری بیعت کرو کہ چستی و سستی میں میری بات سنو گے اور مانو گے' تنگدستی و خوشحالی میں خرچ کرو گے' نیکی کا حکم

مِنْهُ أَنْفُسَكُمْ وَأَزْوَاجَكُمْ وَأَبْنَاءَ كُمْ وَلَكُمُ الْجَنَّةُ)) قَالَ: فَقُمْنَا إِلَيْهِ، فَبَايَعْنَاهُ، وَأَخَذَ بِيَدِهِ ابْنُ زُرَارَةَ وَهُوَ مِنْ أَصْغَرِهِمْ۔ قَالَ: رُوَيْدًا بِأَهْلِ يَثْرِبَ! فَإِنَّا لَمْ نَضْرِبْ أَكْبَادَ الْإِبِلِ إِلَّا وَنَحْنُ نَعْلَمُ أَنَّهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ، وَأَنَّ إِخْرَاجَهُ الْيَوْمَ مُفَارَقَةُ الْعَرَبِ كَافَّةً، وَقَتْلُ خِيَارِكُمْ، وَأَنْ تَعَضَّكُمُ السُّيُوفُ، فَإِمَّا أَنْتُمْ قَوْمٌ تَصْبِرُوْنَ عَلٰى ذٰلِكَ وَأَجْرُكُمْ عَلَى اللّٰهِ، وَإِمَّا أَنْتُمْ قَوْمٌ تَخَافُوْنَ مِنْ أَنْفُسِكُمْ جُبِينَةً،فَبَيِّنُوا ذٰلِكَ، فَهُوَ عُذْرٌ لَّكُمْ عِنْدَاللّٰهِ۔ قَالُوْا: أَمِطْ عَنَّا يَا سَعْدُ! فَوَاللّٰهِ لَانَدَعُ هٰذِهِ الْبَيْعَةَ أَبَدًا، وَلَا نَسْلُبُهَا أَبَدًا۔ قَالَ: فَقُمْنَا إِلَيْهِ، فَبَايَعْنَاهُ، فَأَخَذَ عَلَيْنَا وَشَرَطَ، وَيُعْطِيْنَا عَلٰى ذٰلِكَ الْجَنَّةَ۔ [الصحيحة:٦٣]

کرو گے اور برائی سے منع کرو گے' تم اللہ کے حق میں بات کرو گے اور اس کے بارے میں ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈرو گے' جب میں تمھارے پاس آ جاؤں تو میری مدد کرو گے اور جن (مکروہات سے) اپنے آپ کو' اپنی بیویوں کو اور اپنی اولاد کو بچاتے ہو' مجھے بھی بچاؤ گے' (اگر تم نے ایسے کیا تو) تمھیں جنت ملے گی۔'' ہم یہ سن کر آپ کی بیعت کرنے کے لئے کھڑے ہو گئے' لیکن سعد بن زرارہ' جو سب سے چھوٹا تھا' نے آپ ﷺ کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا: یثرب والو! ذرا ٹھہرو' ہم آپ ﷺ کو رسول اللہ ہی سمجھ کر سفر کر کے آئیں ہیں' (لیکن یاد رکھو کہ) آپ کو مکہ سے نکالنے کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ پورا عرب ہم سے جدا ہو جائے گا' ہمارے سردار قتل ہوں گے اور تم تلواروں کا لقمہ بنو گے۔ اگر تم (ان آزمائشوں پر) صبر کرتے ہو تو ٹھیک ہے اور اگر بزدلی کی بنا پر ڈرنا ہے تو ابھی وضاحت کر دو' تاکہ تم اللہ کے ہاں اپنا عذر پیش کر سکو۔ ہم نے کہا: سعد! اب آگے سے ہٹ جاؤ' اللہ کی قسم! ہم اس بیعت کو چھوڑیں گے نہ توڑیں گے۔ ہم کھڑے ہوئے' آپ کی بیعت کی' آپ نے ہم سے بیعت لی اور ہم پر کچھ شرطیں عائد کیں اور اس کے بدلے ہم کو جنت عطا کی۔

تخریج: الصحیحۃ ۶۳۔ احمد (۳/ ۳۲۲' ۳۲۳' ۳۳۹)' حاکم (۲/ ۶۲۴' ۶۲۵)' ابن حبان (۶۲۷۴)

فوائد: نبی کریم ﷺ نے مکہ مکرمہ سے نبوی منہج کا آغاز کیا' لیکن وہاں دشمنانِ اسلام کی طرف سے بڑی بڑی رکاوٹیں کھڑی کر دی گئیں۔ جن شاذ و نادر افراد نے آپ ﷺ کی آواز پر لبیک کہا' ان کو انسانیت سوز تکالیف میں مبتلا کیا گیا۔ آپ ﷺ کسی اور مرکز کے خواہاں تھے کہ اللہ تعالی نے یثرب (مدینہ) سے کچھ سعادت مندوں کا انتخاب کیا' وہ مشرف باسلام ہوئے' انھوں نے آپ ﷺ کو مدینہ تشریف لانے کی دعوت دی اور تائید و نصرت کرنے کا عہد و پیمان کیا۔ اس حدیث میں یہی تفصیل بیان کی گئی ہے۔

البيعة على امور الحسنة و السئة

اچھے کاموں کے کرنے اور برے کاموں سے بچنے پر بیعت لینا

١٧٥٣: عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ مَرْفُوْعًا: ((تَعَالَوْا بَايِعُوْنِيْ عَلٰى أَنْ لَّاتُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ

سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آؤ اور اس بات پر میری بیعت کرو کہ تم اللہ کے ساتھ کسی

شَيْئًا، وَلَا تَسْرِقُوْا، وَلَا تَزْنُوْا، وَلَا تَقْتُلُوْا أَوْلَادَكُمْ، وَلَا تَأْتُوْا بِبُهْتَانٍ تَفْتَرُوْنَهُ بَيْنَ أَيْدِيْكُمْ وَأَرْجُلِكُمْ، وَلَاتَعْصُوْنِيْ فِيْ مَعْرُوْفٍ، فَمَنْ وَفٰى مِنكُمْ فَأَجْرُهُ عَلَى اللّٰهِ، وَمَنْ أَصَابَ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا فَعُوْقِبَ بِهِ فِي الدُّنْيَا فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَّهُ، وَمَنْ أَصَابَ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا فَسَتَرَهُ اللّٰهُ فَأَمْرُهُ إِلَى اللّٰهِ، إِنْ شَاءَ عَاقَبَهُ، وَإِنْ شَاءَ عَفَا عَنْهُ)).

کو شریک نہیں ٹھہراؤ گے، چوری نہیں کرو گے، زنا نہیں کرو گے، اپنی اولاد کو قتل نہیں کرو گے، کسی پر بہتان نہیں باندھو گے اور نیکی کے معاملے میں میری نافرمانی نہیں کرو گے۔ جس نے یہ بیعت پوری کی اس کا اجر اللہ پر ہے اور جس نے (کسی گناہ) کا ارتکاب کیا اور اسے اس کی سزا دنیا میں دے دی گئی تو وہ کفارہ بن جائے گی اور جس نے (کسی گناہ کا) ارتکاب کیا اور اللہ تعالیٰ نے اس پر پردہ ڈال دیا تو اس کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے، چاہے تو سزا دے اور چاہے تو معاف کر دے۔''

تخريج: الصحيحة ۲۹۹۹۔ بخاری (۱۸، ۳۸۹۲)، مسلم (۱۷۰۹)، ترمذی (۱۴۳۹)، نسائی (۴۱۶۶)

فوائد: یہ بیعت کا اصول ہے کہ لوگوں سے نیک اعمال سرانجام دینے اور برے اعمال سے اجتناب کرنے کی بیعت لی جائے۔ آجکل مخصوص شخصیات کو بیعت کے لیے خاص کر لیا گیا ہے اور جہاں اس کی بیعت کو ضروری سمجھا جاتا ہے وہاں دوسروں کو ترغیب دینے کے ساتھ ساتھ ان بندگانِ خدا پر طعن و تشنیع اور سب و شتم کیا جاتا ہے جو اس قسم کی بیعت سے محروم رہتے ہیں۔ یہ سب کچھ بے سر و پا اور بے حقیقت ہے۔

خبر النبی بأمور الخلافة والسياسية

نبی کا سیاسی اور خلافت والے امور کی خبر دینا

۱۷۵٤: عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ، قَالَ: كُنَّا قُعُوْدًا فِي الْمَسْجِدِ۔ وَكَانَ بَشِيْرٌ رَجُلًا يَكُفُّ حَدِيْثَهُ۔ فَجَاءَ أَبُوْ ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيُّ، فَقَالَ: يَابَشِيْرُ بْنُ سَعْدٍ! أَتَحْفَظُ حَدِيْثَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِي الْأَمْرِ، فَقَالَ حُذَيْفَةُ: أَنَا أَحْفَظُ خُطْبَتَهُ فَجَلَسَ أَبُوْ ثَعْلَبَةَ، قَالَ حُذَيْفَةُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((تَكُوْنُ النُّبُوَّةُ فِيْكُمْ مَاشَاءَ اللّٰهُ أَنْ تَكُوْنَ، ثُمَّ يَرْفَعُهَا اللّٰهُ إِذَا شَاءَ أَنْ يَّرْفَعَهَا، ثُمَّ تَكُوْنُ خِلَافَةٌ عَلٰى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ فِيْكُمْ مَاشَاءَ اللّٰهُ أَنْ تَكُوْنَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا إِذَا شَاءَ أَنْ يَّرْفَعَهَا، ثُمَّ تَكُوْنُ مُلْكًا عَاضًّا فَتَكُوْنُ مَاشَاءَ اللّٰهُ أَنْ تَكُوْنَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا إِذَا شَاءَ اللّٰهُ أَنْ يَّرْفَعَهَا ثُمَّ تَكُوْنُ مُلْكًا جَبْرِيًّا، فَتَكُوْنُ مَاشَاءَ اللّٰهُ أَنْ تَكُوْنَ، ثُمَّ

سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے۔ بشیر اپنی بات کو روک دیتے تھے۔ اتنے میں ابو ثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ آئے اور کہا: بشیر بن سعد! کیا تجھے امراء کے بارے میں کوئی حدیثِ نبوی یاد ہے؟ سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا: (اس معاملے میں) مجھے آپ کا خطبہ یاد ہے۔ ابو ثعلبہ بیٹھ گئے اور حذیفہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کی مشیت کے مطابق کچھ عرصہ تک تو نبوت قائم رہے گی، پھر اللہ تعالیٰ جب چاہیں گے، اسے اٹھا لیں گے۔ نبوت کے بعد اس کے منہج پر اللہ کی مرضی کے مطابق کچھ عرصہ تک خلافت ہو گی، پھر اللہ تعالیٰ اسے اختتام پذیر کر دیں گے، پھر اللہ کے فیصلے کے مطابق کچھ عرصہ تک بادشاہت ہو گی، جس میں ظلم و زیادتی ہو گی، بالآخر وہ بھی ختم ہو جائے گی، پھر جبری بادشاہت ہو گی، وہ کچھ عرصہ کے بعد زوال پذیر ہو جائے گی، اس کے بعد منہجِ نبوت پر پھر خلافت ہو گی، پھر آپ ﷺ خاموش

يَرْفَعُهَا إِذَا شَاءَ اللّٰهُ أَنْ يَرْفَعَهَا، ثُمَّ تَكُوْنُ خِلَافَةٌ عَلٰى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ، ثُمَّ سَكَتَ)). [الصحيحة:٥]

ہو گئے۔“

تخریج: الصحیحة ٥۔ احمد (٤/ ٢٧٣)، ابو داؤد الطیالسی (٤٣٨)، البزار (البحر الزخار (٢٧٩٦)

فوائد: حدیث شریف میں بالترتیب درج ذیل پانچ ادوار کا ذکر کیا گیا ہے: (١) دورِ نبوت، (٢) نبوی منہج سے متصف خلافت، (٣) ظلم وزیادتی والی بادشاہت، (٤) جبری بادشاہت، (٥) نبوی منہج پر مشتمل خلافت۔ بائیس تیئس سالوں پر مشتمل دورِ نبوت اور تیس برسوں پر مشتمل زمانہ خلافتِ راشدہ معروف اور معین ہے۔ سب سے آخر میں ذکر کیے گئے دورِ خلافت کے متعلق یہی کہنا درست معلوم ہوتا ہے کہ امام مہدی اور حضرت عیسی علیہ السلام کا سنہری دور ہے۔ ترتیب میں مذکورہ تیسری اور چوتھی چیز کے تعین کے بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ اس حدیث کی سند کے راوی حبیب بن سالم کہتے ہیں: جب عمر بن عبدالعزیز (جن کا دور ۹۹ ھ تا ۱۰۱ ھ کا ہے) کھڑے ہوئے تو میں نے ان کے ساتھی یزید بن نعمان کو خط لکھا، جس میں یہ حدیث قلم بند کر کے لکھا: مجھے امید ہے کہ ظالم اور جابر دونوں کی حکومتوں کے بعد جس خلافتِ راشدہ کا ذکر کیا گیا وہ عمر بن عبدالعزیز ہی ہیں۔ انھوں نے میرا خط ان تک پہنچا دیا، وہ پڑھ کر بڑے خوش ہوئے۔ لیکن امام البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں: حدیث کو عمر بن عبدالعزیز کے دور پر محمول کرنا بعید بات ہے، کیونکہ ان کی خلافت تو خلافتِ راشدہ کے قریب ہی ہے۔ اس لئے (یہی معلوم ہوتا ہے کہ) ان کی خلافت کے بعد ہی ظالم اور جابر دونوں حکومتیں منظرِ عام پر آئیں۔ اس حدیث کا شاہد سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے، جو صحیحہ (٣٢٧٠) میں ہے۔ (صحیحہ: ٥ کے تحت) سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث یہ ہے: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَوَّلُ هٰذَا الْأَمْرِ نُبُوَّةٌ وَّرَحْمَةٌ، ثُمَّ يَكُوْنُ خِلَافَةً وَّرَحْمَةً ثُمَّ يَكُوْنُ مُلْكًا وَرَحْمَةً، ثُمَّ يَتَكَادَمُوْنَ عَلَيْهِ تَكَادُمَ الْحُمُرِ، فَعَلَيْكُمْ بِالْجِهَادِ، وَإِنَّ أَفْضَلَ جِهَادِكُمُ الرِّبَاطُ، وَإِنَّ أَفْضَلَ رِبَاطِكُمْ عَسْقَلَانُ))۔ [الصحيحة: ٣٢٧٠] یعنی: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اس معاملے کی ابتدا نبوت و رحمت سے ہوئی ہے، اس کے بعد خلافت ورحمت ہو گی اور پھر بادشاہت اور رحمت۔ بعد ازاں گدھوں کا ایک دوسرے کو کاٹنے کی طرح لوگ اس پر ٹوٹ پڑیں گے، تم جہاد کو لازم پکڑنا، بہترین جہاد، رباط (سرحد پر مقیم رہنا) ہے اور (شام کے ساحلی شہر) عسقلان کا رباط سب سے افضل ہے۔“ لیکن معلوم ہوتا ہے کہ دو یقینی ادوار کے بعد ظالم و جابر دونوں بادشاہتیں قصہ پارینہ بن چکی ہیں، کیونکہ بنو امیہ اور بنو عباس میں ظالم اور جابر قسم کے بادشاہ گزرے ہیں، بالخصوص اس وقت جب بادشاہت بنو امیہ سے چھن کر بنو عباس کی طرف منتقل ہو رہی تھی۔ اب تو مسلمانوں کا شیرازہ منتشر ہو چکا ہے، مسلمانوں کی چون پچپن سلطنتیں موجود ہیں، لیکن برائے نام ہیں، کوئی حکمران خود مختار نہیں اور کہیں بھی مکمل طور اسلامی قانون کا نفاذ نظر نہیں آتا، بلکہ بعض مملکتیں تو مکمل طور پر یورپ کی نقالی پر اتر آئی ہیں اور ان کی ثقافت اپنانے کی پوری کوشش میں ہیں۔ مذہب کے شائقین مکمل طور پر بے بس ہو چکے ہیں، بہر حال اللہ تعالی کا آسرا اور سہارا موجود ہے، اسی پر آس رکھ کر انفرادی و اجتماعی کوشش جاری رکھنی چاہیے۔

فضل عثمان و البيعته حق

سیدنا عثمان کی فضیلت اور اس کی بیعت حق ہے

١٧٥٥: عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حَوَالَةَ، قَالَ: قَالَ

سیدنا عبد اللہ بن حوالہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک

رَسُوْلُ اللّٰهِ ذَاتَ يَوْمٍ: ((تَهْجُمُوْنَ عَلٰى رَجُلٍ مُعْتَجِرٍ بِبُرْدٍ حِبَرَةٍ، يُبَايِعُ النَّاسَ، مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ)) فَهَجَمْنَا عَلٰى عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ وَهُوَ مُعْتَجِرٌ بِبُرْدٍ حِبَرَةٍ يُبَايِعُ النَّاسَ، قَالَ: يَعْنِي الشِّرَاءَ وَالْبَيْعَ)). [الصحيحة:٣١١٨]

دن فرمایا: ''اچانک تم ایسے آدمی پر (بیعت کرنے کے لئے) ٹوٹ پڑو گے جس نے دھاری دار چادر لپیٹی ہوگی' وہ لوگوں سے بیعت لے گا' اس حال میں کہ وہ جنتی ہوگا۔'' (ایک دن آیا کہ) ہم نے سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی بیعت کرنے کے لئے ان پر ہجوم کیا اور انھوں نے دھاری دار چادر لپیٹی ہوئی تھی۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۱۱۸۔ ابن ابی عاصم فی السنۃ (۱۲۹۲)' حاکم (۳/ ۹۸)' ابن عدی فی الکامل (۳/ ۱۲۲۹)

فوائد: یہ حدیث اس بات کا بین ثبوت ہے کہ سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی خلافت برحق ہے اور وہ خود خلیفۂ رسول ہیں اور جنتی ہیں۔

ثلاثة لا يدخلون الجنة

تین افراد جنت میں نہیں جائیں گے

١٧٥٦: عَنْ سَلْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((ثَلَاثَةٌ لَا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ الشَّيْخُ الزَّانِي، وَالْإِمَامُ الْكَذَّابُ وَالْعَائِلُ الْمَزْهُوُّ)). [الصحيحة: ٣٤٦١]

سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تین قسم کے آدمی جنت میں داخل نہیں ہوں گے: بوڑھا زانی' جھوٹا حکمران اور مغرور غریب۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۴۶۱۔ البزار (البحر الزخار ۲۵۲۹)

فوائد: زنا' جھوٹ اور غرور گناہ کے کام ہیں' جو بھی ان کا ارتکاب کرے گا وہ گنہگار ہوگا' لیکن یہی جرائم جب بعض شخصیات سے صادر ہوتے ہیں تو ان کی سنگینی میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ اس حدیث کا تعلق اسی موضوع سے ہے۔

ثلاثة لا يرد الدعاء

تین افراد کی دعا رد نہیں کی جاتی

١٧٥٧: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((ثَلَاثَةٌ لَا يَرُدُّ اللّٰهُ دُعَاءَ هُمْ: اَلذَّاكِرُ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَدَعْوَةُ الْمَظْلُوْمِ، وَالْإِمَامُ الْمُقْسِطُ)) [الصحيحة:٣٣٧٤]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالی تین قسم کی آدمیوں کی دعا رد نہیں کرتا: کثرت سے اللہ کا ذکر کرنے والا' مظلوم اور انصاف کرنے والا حکمران۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۳۷۴۔ البزار (الکشف ۳۱۴۰)' البحر الزخار ۸۷۵۰)' بیہقی فی الشعب (۵۸۸' ۷۳۵۸)

فوائد: اللہ تعالی ہر وقت سنتا ہے اور ہر وقت قبول کرتا ہے' لیکن اس نے بھی بعض اوقات اور شخصیات کو خاص کر رکھا ہے کہ ان کا بہرحال دوسرے اوقات اور شخصیات سے زیادہ لحاظ کرتا ہے۔ مثلاً عام آدمی کی بجائے جب اللہ تعالی کا کثرت سے ذکر کرنے والا عبادت گزار ظلم و ستم کی چکی میں پسا ہوا مظلوم اور منصف حکمران اللہ تعالی کو پکارے گا تو وہ ان کی قدر کرتے ہوئے ان کی پکاروں کا جواب دے گا۔

ثلاثة لا يكلمهم الله

تین افراد سے اللہ کلام نہیں کرے گا

۱۷۵۸: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ، وَلَا يُزَكِّيهِمْ، وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ: رَجُلٌ عَلَى فَضْلِ مَاءٍ بِالْفَلَاةِ، يَمْنَعُهُ مِنَ ابْنِ السَّبِيلِ، وَرَجُلٌ بَايَعَ رَجُلًا بِسِلْعَةٍ بَعْدَ الْعَصْرِ، فَحَلَفَ لَهُ بِاللّٰهِ، لَأَخَذَهَا بِكَذَا وَكَذَا فَصَدَّقَهُ، وَهُوَ عَلَى غَيْرِ ذٰلِكَ، وَرَجُلٌ بَايَعَ إِمَامًا لَا يُبَايِعُهُ إِلَّا لِدُنْيَا فَإِنْ أَعْطَاهُ مِنْهَا وَفَى، وَإِنْ لَمْ يُعْطِهِ مِنْهَا لَمْ يَفِ)). [الصحیحة: ٣٦٢١]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ''تین آدمی ایسے ہیں جن سے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کلام نہیں فرمائے گا' نہ اس کی طرف (نظرِ رحمت) سے دیکھے گا' نہ ان کو پاک کرے گا۔ اور ان کے لئے دردناک عذاب ہوگا: وہ آدمی جو کسی بیابان میں زائد پانی کو مسافر سے روک لے' وہ آدمی جو بعد از نمازِ عصر کوئی سامان بیچے اور اللہ کی قسم اٹھا کر کہے کہ اس نے اتنے کا خریدا تھا اور مشتری اس کی تصدیق کر دے' حالانکہ اس نے اتنے کا خریدا نہ ہو اور وہ آدمی جس نے کسی امام (حکمران) کی بیعت تو کی' لیکن محض دنیا کے لئے' اگر اس نے اسے (دنیوی مال و دولت) دیا تو بیعت پوری کر دی اور اگر نہ دیا تو پوری نہیں کی۔''

تخریج: الصحیحة ۳۶۲۱۔ بخاری (۲۳۵۸، ۲۳۶۹، ۲۶۷۲، ۷۲۱۲)' مسلم (۱۰۸)' ابو داؤد (۳۴۷۴)' ترمذی (۱۵۹۵)' ابن ماجہ (۲۲۰۷، ۲۸۷۰)'

فوائد: تمام جانداروں کی زندگی کی اساس پانی پر ہے' پانی کی اہمیت بہت زیادہ ہے' لیکن اکثر علاقوں میں اس کا حصول آسان اور سستا ہے۔ اس لئے کسی انسان کو یہ زیب نہیں دیتا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی اس عظیم نعمت سے لوگوں کو محروم کرے۔

جھوٹی قسم اٹھانا سنگین جرم ہے' لیکن عصر کے بعد یہ جرم کرنا زیادہ سنگینی کا باعث بنتا ہے' اللہ تعالیٰ نے شخصیات اور مقامات کی طرح بعض اوقات کو بھی خاص کیا ہے کہ باقی گھڑیوں کی نسبت ان میں جرم کی نوعیت اور ہوتی ہے۔

رعایا کے دین اور دنیا کو سنوارنا اسلامی حکمران کی ذمہ داری ہے' وہ عوام کے عقائد و اعمال کی حفاظت کرے گا اور دونوں جہانوں کو بہتر بنانے کے لئے وہ ہر اعتبار سے ان کی کفالت کرے گا۔ لیکن ایک آدمی اسلامی حکمران کی بیعت کر کے اسلامی انتظام و انصرام میں داخل ہوتا ہے' لیکن اس کا مقصد محض حصولِ دنیا ہے' اگر وہ مقصد پورا ہوتا رہے تو وہ خوش و خرم رہے گا اور اگر اس کا مطلوب پورا نہ ہو سکے تو وہ غیظ و غضب کا روپ دھار لے گا۔ ایسا کم ظرف شخص بھی اللہ تعالیٰ کی نظرِ رحمت کا مستحق نہیں ہوگا۔

ويل لمن ينقص المكيال

جو کم ناپتا ہے اس کے لیے تباہی ہے

۱۷۵۹: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ ﷺ: ((خَرَجَ [إِلَى خَيْبَرَ] حِينَ اسْتَخْلَفَ سِبَاعَ ابْنَ عُرْفُطَةَ عَلَى الْمَدِينَةِ مُهَاجِرًا فَصَلَّيْتُ الصُّبْحَ وَرَاءَ سِبَاعٍ، فَقَرَأَ فِي الرَّكْعَةِ الْأُولَى ﴿كهيعص﴾ وَقَرَأَ فِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ ﴿وَيْلٌ لِلْمُطَفِّفِينَ﴾ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: فَأَقُولُ فِي الصَّلَاةِ: وَيْلٌ لِأَبِي فُلَانٍ!

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سباع بن عرفطہ رضی اللہ عنہ کو مدینے میں اپنا جانشین مقرر کر کے خیبر کی طرف روانہ ہو گئے' میں ہجرت کر کے مدینہ آیا' سباع کے پیچھے نمازِ فجر پڑھی' اس نے پہلی رکعت میں ﴿کهیعص﴾ یعنی سورۂ مریم اور دوسری میں ﴿وَيْلٌ لِلْمُطَفِّفِينَ﴾ یعنی سورۂ مطففین کی تلاوت کی۔ ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ (سورۂ مطففین کی تلاوت سن کر) میں نماز میں ہی یہ کہنے لگ

لَهُ مِكْيَالَان، إِذَا اكْتَالَ اكْتَالَ بِالْوَافِيْ وَإِذَا كَالَ كَالَ بِالنَّاقِصِ، فَلَمَّا فَرَغْنَا مِنْ صَلَاتِنَا أَتَيْنَا سِبَاعًا فَزَوَّدَنَا شَيْئًا حَتّٰى قَدِمْنَا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ وَقَدِ افْتَتَحَ خَيْبَرَ، فَكَلَّمَ الْمُسْلِمِيْنَ فَأَشْرَكُوْنَا فِيْ سِهَامِهِمْ)) [الصحيحة:٢٩٦٥]

گیا کہ فلاں آدمی ہلاک ہو' اس نے دو قسم کے ناپ بنائے ہوئے ہیں' (اور وہ اس طرح کہ) جب دوسروں سے ناپ کر لیتا ہے تو پورا لیتا ہے اور جب دوسروں کو ناپ کر دیتا ہے تو کم کرتا ہے۔ جب ہم نماز سے فارغ ہوئے تو سباع کے پاس آئے' انھوں نے ہمارے لئے کچھ توشۂ سفر تیار کیا' (ہم رسول اللہ ﷺ کی طرف روانہ ہوگئے) یہاں تک کہ آپ کے پاس پہنچ گئے' آپ ﷺ خیبر فتح کر چکے تھے' آپ نے مسلمانوں سے بات چیت کی اور ہمیں بھی ان کے (غنیمت والے) حصوں میں شریک کیا۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۹۶۵۔ بخاری فی التاریخ الصغیر (۱/ ۴۳)' احمد (۲/ ۳۴۵' ۳۴۶)' ابن حبان (۷۱۵۶)' ابن خزیمہ (۱۰۳۹)

فوائد: نبی کریم ﷺ غزوۂ خیبر میں مشغول تھے کہ تھے' ادھر سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مشرف باسلام ہو کر مدینہ پہنچ گئے۔ جب انھیں علم ہوا کہ محبوب تو سرزمینِ مکہ میں خیبر کے علاقے کی چابیاں سنبھال رہے ہیں تو انھوں نے مدینہ میں بیٹھ کر آپ ﷺ کی آمد کا انتظار نہ کیا' بلکہ رختِ سفر باندھا اور سیدھے خیبر پہنچ گئے۔ جسے آپ ﷺ فتح کر کے مالِ غنیمت تقسیم کرنے لگے تھے' جب آپ ﷺ نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کو دیکھا تو مسلمانوں سے مشورہ کر کے ان کو بھی مالِ غنیمت میں شریک کیا' اگرچہ ان سے پہلے لڑائی تھم گئی تھی۔

من خيار أئمة

بہترین حکمران کون ہیں؟

١٧٦٠: عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ الْأَشْجَعِيِّ مَرْفُوْعًا: ((خِيَارُ أَئِمَّتِكُمُ الَّذِيْنَ تُحِبُّوْنَهُمْ وَيُحِبُّوْنَكُمْ وَيُصَلُّوْنَ عَلَيْكُمْ وَتُصَلُّوْنَ عَلَيْهِمْ وَشِرَارُ أَئِمَّتِكُمُ الَّذِيْنَ تُبْغِضُوْنَهُمْ وَيُبْغِضُوْنَكُمْ وَتَلْعَنُوْنَهُمْ وَيَلْعَنُوْنَكُمْ، قِيْلَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أَفَلَا نُنَابِذُهُمْ بِالسَّيْفِ؟ فَقَالَ: لَا، مَا أَقَامُوْا فِيْكُمُ الصَّلَاةَ، وَإِذَا رَأَيْتُمْ مِّنْ وُلَاتِكُمْ شَيْئًا تَكْرَهُوْنَهُ، فَاكْرَهُوْا عَمَلَهُ وَلَا تَنْزِعُوْا يَدًا مِنْ طَاعَةٍ)). [الصحيحة:٩٠٧]

سیدنا عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تمھارے بہترین حکمران وہ ہیں جن سے تم محبت کرو اور وہ تم سے محبت کریں' تم ان کے حق میں دعائے خیر کرو اور وہ تمھارے حق میں دعائے خیر کریں اور تمھارے بدترین حکمران وہ ہیں جن کو تم ناپسند کرو اور وہ تمھیں ناپسند کریں' تم ان پر لعنت کرو اور وہ تم پر لعنت کریں۔ کہا گیا کہ اے اللہ کے رسول! کیا ہم ان کی بیعت توڑ کر ان کی بغاوت نہ کریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں' جب تک وہ تمھارے اندر نماز قائم کرتے رہیں۔ جب تم اپنے حکمرانوں میں ایسی چیزیں دیکھو جنھیں تم ناپسند کرتے ہو' تو اس چیز کو مکروہ سمجھو' لیکن ان کی اطاعت سے ہاتھ نہ کھینچو۔''

تخریج: الصحیحۃ ۹۰۷۔ مسلم (۱۸۵۵)' احمد (۶/ ۲۴/ ۲۸)' دارمی (۲۸۰۰)

فوائد: نماز ہی ہے جس نے بدکردار حکمران کو تحفظ دیا اور اس کی بادشاہت کو باقی رکھنے کی تلقین کی، اگر اسلامی مملکت کا کوئی حکمران نماز سے بھی غافل ہو جائے تو اسے حکمرانی کرنے کا کوئی حق حاصل نہیں ہے اور مسلمانوں کو چاہیے کہ اسے اپنا امیر تسلیم کرنے سے انکار کر دیں۔

باب: خلافة النبوة

باب: نبوت کی خلافت کا بیان

١٧٦١: عَنْ سَفِينَةَ أَبِي عَبْدِالرَّحْمٰنِ، مَوْلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ مَرْفُوعًا: ((اَلْخِلَافَةُ ثَلَاثُوْنَ سَنَةً، ثُمَّ تَكُوْنُ بَعْدَ ذٰلِكَ مُلْكًا)).

مولائے رسول سیدنا ابوعبدالرحمٰن سفینہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تیس سال تک خلافت رہے گی اور اس کے بعد بادشاہت ہوگی۔''

تخریج: الصحیحة ۴۵۹۔ ابو داؤد (۴۶۴۶، ۴۶۴۷)، ترمذی (۲۲۲۶)، احمد (۵/ ۲۲۰، ۲۲۱)، حاکم (۳/ ۷۱)

فوائد: پہلے اس کی وضاحت ہو چکی ہے کہ اسلام کے ابتدائی دور کی خلافتِ راشدہ اور آخری دور کے حضرت عیسی علیہ السلام کے درمیان ظالم اور جابر دو قسم کی سلطنتیں ہوں گی۔

١٧٦٢: عَنْ عُتْبَةَ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ مَرْفُوعًا: ((اَلْخِلَافَةُ فِيْ قُرَيْشٍ، وَالْحُكْمُ فِي الْأَنْصَارِ، وَالدَّعْوَةُ فِي الْحَبْشَةِ، وَالْهِجْرَةُ فِي الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُهَاجِرِيْنَ بَعْدُ)).

سیدنا عتبہ بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''خلافت قریش میں، عہدۂ قضا انصاریوں میں، دعوت و تبلیغ حبشیوں میں اور ہجرت مسلمانوں میں رہے گی اور مہاجرین اس کے بعد ہیں۔''

تخریج: الصحیحة ۱۸۵۱۔ احمد (۴/ ۱۸۵)، ابن ابی عاصم فی السنة (۱۰۱۴)، بخاری فی التاریخ (۴/ ۳۳۸)

فوائد: اس حدیث میں اغلبیت کا پہلو مدنظر رکھا گیا، کہ زیادہ تر مذکورہ عہدے مذکورہ قبائل میں ہی رہیں گے یا پھر ان قبائل کی اعلی طبعی خوبیوں کو ملحوظ خاطر رکھ کر ان کو یہ عہدے سونپے گئے۔

اشتراط علی البیعة

بیعت کے وقت شرط لگانا

١٧٦٣: عَنِ ابْنِ لَهِيعَةَ، ثَنَا أَبُو الزُّبَيْرِ، قَالَ: سَأَلْتُ جَابِرًا عَنْ شَأْنِ ثَقِيفٍ إِذْ بَايَعَتْ؟ فَقَالَ: ((اشْتَرَطَتْ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ أَنْ لَّا صَدَقَةَ عَلَيْهَا وَلَا جِهَادَ)) قَالَ: وَأَخْبَرَنِي جَابِرٌ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((سَيَتَصَدَّقُوْنَ وَيُجَاهِدُوْنَ إِذَا أَسْلَمُوْا)). [الصحیحة: ۱۸۸۸]

ابن لہیعہ، ابوزبیر سے بیان کرتے ہیں، انھوں نے کہا کہ میں نے سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے ثقیف قبیلہ کی بیعت کے بارے میں پوچھا۔ انھوں نے کہا کہ اس قبیلے نے (بیعت کرتے وقت) رسول اللہ ﷺ پر یہ شرط عائد کی تھی کہ ان پر صدقہ ہوگا نہ جہاد۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عنقریب جب یہ لوگ (پکے) مسلمان ہو جائیں گے تو صدقہ بھی دیں گے اور جہاد بھی کریں گے۔''

تخریج: الصحیحة ۱۸۸۸۔ احمد (۳/ ۳۴۱)، ابو داؤد (۳۰۲۵)، بیهقی فی الدلائل (۵/ ۳۰۶)، مطولاً

فوائد: یہ نبی کریم ﷺ کی حکمت و دانائی کا منہ بولتا ثبوت ہے کہ اگر کوئی قبیلہ یا فرد مشرف باسلام تو ہونا چاہتا ہے، لیکن اسلام

کے ایک دو اجزاء یا شقوں کو تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں، تو حکمت یہ ہے کہ اس امید پر اس کی شرطیں قبول کر لی جائیں کہ کچھ عرصہ تک ایمان وایقان میں پختہ ہو کر اسلام کے ہر جز و اور شق کو تسلیم کر لے گا۔ اسی قسم کی بات "الاذان والصلاۃ" کے باب میں ہے کہ ایک آدمی کو آپ ﷺ نے پانچ نمازیں ادا کرنے کا حکم دیا' لیکن وہ کہنے لگا کہ وہ اپنی مصروفیات کی وجہ سے پانچ نمازیں تو ادا کرنے سے قاصر ہے' اس نے آسان عمل کا مطالبہ کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: چلو پھر عصر اور فجر کی نمازیں ادا کرتا رہے۔ [دیکھیں: صحیحہ: ۱۸۱۳] اس حدیث کا یہ معنی نہیں کہ ظہر' مغرب اور عشا کی نمازیں ترک کرنے میں کوئی حرج نہیں' بلکہ آپ ﷺ کی غرض و غایت مذکورہ آدمی کو راغب کرنا تھی۔ لیکن نبی کریم ﷺ کے بعد اب ایسی کوئی گنجائش نہیں دی جا سکتی۔

خبر النبیؐ بالخلافۃ الیسئۃ

آپ کا بری خلافت کے متعلق خبر دینا

۱۷۶٤: عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((سَیَكُوْنُ بَعْدِیْ خُلَفَاءُ یَعْمَلُوْنَ بِمَا یَعْلَمُوْنَ وَیَفْعَلُوْنَ مَایُؤْمَرُوْنَ وَسَیَكُوْنُ بَعْدِیْ خُلَفَاءُ یَعْمَلُوْنَ بِمَا لَا یَعْلَمُوْنَ، وَیَفْعَلُوْنَ مَالَایُؤْمَرُوْنَ، فَمَنْ اَنْكَرَ عَلَیْهِمْ بَرِئَ، وَمَنْ اَمْسَكَ بِیَدِهٖ سَلِمَ، وَلٰكِنْ مَنْ رَضِیَ وَتَابَعَ)). [الصحیحة:۳۰۰۷]

سیدنا ابو ہریرہ ﷛ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”عنقریب میرے بعد ایسے خلفا ہوں گے جو اپنے علم پر عمل کریں گے اور انھیں جو حکم دیا جائے اسے سرانجام دیں گے' ان کے بعد ایسے حکمران آئیں گے جو ایسی چیزوں پر عمل کریں گے جن کو وہ جانتے نہیں ہوں گے اور ایسے افعال سرانجام دیں گے جن کا انھیں حکم نہیں دیا جائے گا۔ ایسوں پر انکار کرنے والا آدمی بری اور ان سے اپنے آپ کو روک لینے والے سالم رہے گا' لیکن وہ جوان کے ساتھ راضی ہو گیا اور ان کے پیچھے چل پڑا وہ......۔“

تخریج: الصحیحة ۳۰۰۸۔ ابو یعلی (۵۹۰۲)' ابن حبان (۶۶۵۸)' بیھقی ۸/ ۱۵۷' ۱۵۸

فوائد: جس نے ایسے حکمرانوں کی اداؤں کو تسلیم کرنے سے انکار کیا' وہ منافقت کرنے' حق پوشی کرنے اور چاپلوسی کرنے سے بچ جائے گا۔ جو حسب استطاعت خاموش ہو گیا' موافقت کی نہ مخالفت' تو وہ کم از کم ان کے وبال میں شریک نہیں ہو گا' لیکن جو ان کے ساتھ راضی ہو گیا تو وہ تو ان کی سرکشی' بغاوت اور نافرمانی میں برابر کا شریک ہو گا۔ شاید یہ بات درست ہو کہ موجودہ دور کے تمام حکمران اس قسم کی تمام احادیث کے مصداق ہیں۔

۱۷۶۵: عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ مَرْفُوْعًا: ((سَیَلِیْكُمْ اُمَرَاءُ بَعْدِیْ یُعَرِّفُوْنَكُمْ مَا تُنْكِرُوْنَ وَیُنْكِرُوْنَ عَلَیْكُمْ مَاتَعْرِفُوْنَ فَمَنْ اَدْرَكَ ذٰلِكَ مِنْكُمْ، فَلَا طَاعَةَ لِمَنْ عَصَی اللّٰهَ)). [الصحیحة:۵۹۰]

سیدنا عبادہ بن صامت ﷛ سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”میرے بعد عنقریب تم پر ایسے امراء مسلط ہوں گے جو تم میں ایسی (بری) چیزیں متعارف کروائیں گے جن کا تم انکار کرو گے اور ایسی (اچھی) چیزوں کا انکار کریں گے جن کو تم (بحیثیت نیکی) پہچانتے ہو گے۔ اگر کوئی ایسے (لوگوں کا زمانہ) پا لے تو (وہ یاد رکھے کہ) ایسے (حکمرانوں) کی کوئی اطاعت نہیں کی جاتی

جو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کریں۔‘‘

تخریج: الصحیحۃ ۵۹۰۔ حاکم (۳/ ۳۵۲)، عقیلی فی الضعفاء (۲/ ۳۱۲)

فوائد: اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کے مقابلے میں کسی کی بات، کسی کا فتویٰ، کسی کا قول، کسی کا عمل، کسی کا فیصلہ اور کسی کا قانون کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔ ایمان و ایقان کا اولین تقاضا ہے کہ حالات و واقعات اور اوقات و مقامات سے متاثر ہوئے بغیر قرآن و حدیث کے قانون پر عمل پیرا ہونے کو ہی قابل فخر سمجھا جائے۔

اطاعة الامير مالم يأمر بالمعصية

حکمران کی اطاعت لازم ہے۔ جب تک (رب کی) نافرمانی کا حکم نہ دے

۱۷۶۶: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((طَاعَةُ الْإِمَامِ عَلَى الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ، مَالَمْ يَأْمُرْ بِمَعْصِيَةِ اللّٰهِ. عَزَّوَجَلَّ. فَإِذَا أَمَرَ بِمَعْصِيَةِ اللّٰهِ فَلَا طَاعَةَ لَهُ)).

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’مسلمان آدمی اس وقت تک اپنے حکمران کی اطاعت کرے جب تک اسے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کا حکم نہ دیا جائے، اگر نافرمانی کا حکم دیا جائے تو اس کی کوئی اطاعت نہیں کی جائے گی۔‘‘

تخریج: الصحیحۃ ۷۵۲۔ تمام الرازء فی الفوائد (۶۸)

فوائد: خلیفۂ وقت کی اطاعت کرنا فرض ہے، لیکن جب تک اس کا فیصلہ شریعت کے متصادم نہ ہو۔

سيئة الامير عليه

حکمران کی غلطی کا وبال اسی پر ہے

۱۷۶۷: عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَائِلٍ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ قَالَ لِلنَّبِيِّ ﷺ: إِنْ كَانَ عَلَيْنَا أُمَرَاءُ يَعْمَلُوْنَ بِغَيْرِ طَاعَةِ اللّٰهِ؟ فَقَالَ: ((عَلَيْهِمْ مَّاحُمِّلُوْا، وَعَلَيْكُمْ مَّاحُمِّلْتُمْ)). [الصحيحة: ۱۹۸۷]

علقمہ بن وائل اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں، انھوں نے نبیٔ کریم ﷺ سے پوچھا: اگر ہم پر ایسے حکمران مسلط ہو جائیں جو ایسے اعمال سرانجام دیں جن کا اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے تعلق نہ ہو تو؟ آپ ﷺ نے جواب دیا: ’’ان کے ذمے وہ بوجھ ہے جو انھیں اٹھوایا گیا (یعنی عدل و انصاف) اور تمھارے ذمے وہ بوجھ ہیں جو تمھیں اٹھویا گیا (یعنی اطاعت)۔‘‘

تخریج: الصحیحۃ ۱۹۸۷۔ بخاری فی التاریخ (۱/ ۴۲)، ابن ابی شیبۃ (۱۵/ ۵۹)

فوائد: ہم نے اپنی ذمہ داریاں ادا کرنی ہیں اور اپنے حقوق کا سوال اللہ تعالیٰ سے کرنا ہے۔ شریعت نے اس بات کی کوئی اجازت نہیں دی کہ خلیفہ کی خیانت اور غفلت کی وجہ سے عوام بھی ایسا کرنے لگ جائیں۔ کیونکہ حاکم و محکوم دونوں کے علیحدہ علیحدہ حقوق اور ذمہ داریاں ہیں، ہر ایک سے اس کی ذمہ داریوں کا سوال کیا جائے گا۔

باب: الحكام المضلون

باب: گمراہ کن حکمرانوں کا بیان

۱۷٦۸: عَنْ أَبِيْ ذَرٍّ قَالَ: كُنْتُ مُخَاصِرًا لِلنَّبِيِّ يَوْمًا إِلَى مَنْزِلِهِ فَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ: ((غَيْرُ الدَّجَّالِ أَخْوَفُ عَلَى أُمَّتِيْ مِنَ الدَّجَّالِ، اَلْأَئِمَّةُ الْمُضِلُّوْنَ)). [الصحيحة: ۱۹۸۹]

سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں اور نبی کریم ﷺ ایک دوسرے کی کمر پر ہاتھ رکھ کر آپ کے گھر کی طرف جا رہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میری امت کے حق میں گمراہ کرنے والے حکمران، دجال سے بھی زیادہ خطرناک ہوں گے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۹۸۹۔ احمد (۵/ ۱۴۵)، ابن عبد الحکم فی فتوح مصر (ص ۲۸۵)، وقد تقدم برقم (۱۴۲۳)

فوائد: دجال اسلام کے حامیوں اور دشمنوں دونوں کے حق میں بہت بڑی آزمائش ہوگا۔ مسلمانوں کے لئے موت سے پہلے اور کافروں کے لئے موت کے بعد آزمائش ثابت ہوگا۔ لیکن گمراہ حکمرانوں کا مضرّ پہلو دجال کے شرّ وفساد سے کوئی کم نہ ہوگا، رعایا کا جو آدمی ظالم حکمرانوں کی موافقت کرنے لگے، اس کا دین اور دنیا دونوں خسارے میں جاتے ہیں اور جو ان کی مخالفت کرے، وہ یا تو مصائب کی دھونکنی میں دھونک دیا جاتا ہے یا پھر اپنی زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے۔

باب: لا فرق ولا احزاب في الاسلام وانما جماعة وخليفة

باب: اسلام میں فرقے اور جماعتیں نہیں ہیں صرف ایک جماعت اور ایک خلیفہ ہے

۱۷٦۹: عَنْ حُذَيْفَةَ، قَالَ: ((كَانَ النَّاسُ يَسْأَلُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ عَنِ الْخَيْرِ، وَكُنْتُ أَسْأَلُهُ عَنِ الشَّرِّ مَخَافَةَ أَنْ يُدْرِكَنِيْ، فَقُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّا كُنَّا فِيْ جَاهِلِيَّةٍ وَشَرٍّ، فَجَاءَنَا اللّٰهُ بِهٰذَا الْخَيْرِ [فَنَحْنُ فِيْهِ]، [وَجَاءَ بِكَ] فَهَلْ بَعْدَ هٰذَا الْخَيْرِ مِنْ شَرٍّ [كَمَا كَانَ قَبْلَهُ؟]، [قَالَ: ((يَا حُذَيْفَةُ تَعَلَّمْ كِتَابَ اللّٰهِ، وَاتَّبِعْ مَا فِيْهِ (ثَلَاثَ مَرَّاتٍ)) قَالَ: قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أَبَعْدَ هٰذَا الشَّرِّ مِنْ خَيْرٍ؟] قَالَ: ((نَعَمْ)) [قُلْتُ: فَمَا الْعِصْمَةُ مِنْهُ؟ قَالَ: ((اَلسَّيْفُ))]، [قُلْتُ: وَهَلْ بَعْدَ ذٰلِكَ الشَّرِّ مِنْ خَيْرٍ؟ (وَفِيْ طَرِيْقٍ: قُلْتُ: وَهَلْ بَعْدَ السَّيْفِ بَقِيَّةٌ؟) قَالَ: ((نَعَمْ، وَفِيْهِ (وَفِيْ طَرِيْقٍ: تَكُوْنُ إِمَارَةٌ (وَفِيْ لَفْظٍ: جَمَاعَةٌ) عَلَى أَقْذَاءٍ، وَهُدْنَةٌ عَلَى) دَخَنٍ)) قُلْتُ: وَمَا دَخَنُهُ؟ قَالَ: ((قَوْمٌ

سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: لوگ رسول اللہ ﷺ سے خیر کے بارے میں سوال کرتے تھے اور میں شرّ کے بارے میں دریافت کرتا تھا تاکہ اس میں مبتلا نہ ہو جاؤں۔ (ایک دن) میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم جاہلیت اور شرّ کا زمانہ گزار رہے تھے، اللہ تعالیٰ نے اسلام، جسے ہم نے قبول کیا، کو اور آپ کو ہماری طرف بھیجا۔ (اب سوال یہ ہے کہ) کیا اس خیر کے بعد پھر شرّ (کا غلبہ ہوگا) جیسا کہ پہلے تھا؟ آپ ﷺ نے تین دفعہ فرمایا: ''حذیفہ! اللہ کی کتاب پڑھ اور اس کے احکام پر عمل کر۔'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا اُس شرّ کے بعد پھر خیر ہوگی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں۔'' میں نے کہا: اس سے بچنے کا کیا طریقہ ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تلوار۔'' میں نے کہا: کیا اس شرّ کے بعد پھر خیر ہوگی؟ اور ایک روایت میں ہے کہ کیا تلوار کے بعد خیر کا کوئی حصہ باقی رہے گا؟ (یعنی لڑائی کے بعد اسلام باقی رہے گا؟) آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں۔'' اور ایک روایت میں ہے کہ ''امارت (اور جماعت) تو قائم رہے گی، لیکن معمولی چون و چرا اور دلوں میں

(وَفِي طَرِيقٍ أُخْرَى: يَكُونُ بَعْدِي أَئِمَّةٌ[يَسْتَنُّونَ بِغَيْرِ سُنَّتِي، وَ]يَهْتَدُونَ بِغَيْرِ هَدْيِي، تَعْرِفُ مِنْهُمْ وَتُنْكِرُ [وَسَيَقُومُ فِيهِمْ رِجَالٌ قُلُوبُهُمْ قُلُوبُ الشَّيَاطِينِ، فِي جُثْمَانِ إِنْسٍ])). (وَفِي أُخْرَى: اَلْهُدْنَةُ عَلَى دَخَنٍ مَاهِيَ؟ قَالَ: ((لَاتَرْجِعُ قُلُوبُ أَقْوَامٍ عَلَى الَّذِي كَانَتْ عَلَيْهِ))). قُلْتُ: فَهَلْ بَعْدَ ذٰلِكَ الْخَيْرِ مِنْ شَرٍّ؟ قَالَ: ((نَعَمْ، فِتْنَةٌ عُمْيَاءُ صَمَّاءُ، عَلَيْهَا] دُعَاةٌ عَلَى أَبْوَابِ جَهَنَّمَ، مَنْ أَجَابَهُمْ إِلَيْهَا قَذَفُوهُ فِيهَا)) قُلْتُ: يَارَسُولَ اللّٰهِ! صِفْهُمْ لَنَا، قَالَ: ((هُمْ مِنْ جِلْدَتِنَا، وَيَتَكَلَّمُونَ بِأَلْسِنَتِنَا)) قُلْتُ: [يَارَسُولَ اللّٰهِ! صِفْهُمْ لَنَا۔ قَالَ: ((هُمْ مِنْ جِلْدَتِنَا وَيَتَكَلَّمُونَ بِأَلْسِنَتِنَا)) قُلْتُ: [يَارَسُولَ اللّٰهِ!] فَمَا تَأْمُرُنِي إِنْ أَدْرَكَنِي ذٰلِكَ؟ قَالَ: ((تَلْتَزِمُ جَمَاعَةَ الْمُسْلِمِينَ وَإِمَامَهُمْ، [تَسْمَعُ وَتُطِيعُ الْأَمِيرَ، وَإِنْ ضُرِبَ ظَهْرُكَ، وَأُخِذَ مَالُكَ فَاسْمَعْ وَأَطِعْ])) قُلْتُ: فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُمْ جَمَاعَةٌ وَلَا إِمَامٌ؟ قَالَ: ((فَاعْتَزِلْ تِلْكَ الْفِرَقَ كُلَّهَا، وَلَوْ أَنْ تَعَضَّ بِأَصْلِ شَجَرَةٍ، حَتّٰى يُدْرِكَكَ الْمَوْتُ وَأَنْتَ عَلٰى ذٰلِكَ)) (وَفِي طَرِيقٍ): ((فَإِنْ تَمُتْ يَاحُذَيْفَةُ وَأَنْتَ عَاضٌّ عَلٰى جِذْلٍ خَيْرٌ لَكَ مِنْ أَنْ تَتَّبِعَ أَحَدًا مِنْهُمْ)) (وَفِي أُخْرَى): ((فَإِنْ رَأَيْتَ يَوْمَئِذٍ لِلّٰهِ عَزَّوَجَلَّ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً فَالْزَمْ وَإِنْ ضُرِبَ ظَهْرُكَ وَأُخِذَ مَالُكَ، فَإِنْ لَمْ تَرَ خَلِيفَةً فَاهْرُبْ [فِي الْأَرْضِ] حَتّٰى

نفرتیں اور کینے ہوں گے اور بظاہر صلح بباطن لڑائی ہو گی۔'' میں نے کہا: کینے کا کیا مطلب ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میرے بعد ایک قوم یا مختلف حکمران ہوں گے جو میری سنت پر عمل نہیں کریں گے اور میری سیرت کے علاوہ کوئی اور سیرت اختیار کریں گے' تو ان کے بعض امور کو اچھا سمجھے گا اور بعض کو برا اور ان میں ایسے لوگ بھی منظرِ عام پر آئیں گے جو انسانوں کے روپ میں ہوں گے' لیکن ان کے دل شیطانی ہوں گے۔'' ایک روایت میں ہے: میں نے کہا: بظاہر صلح بباطن لڑائی اور دلوں میں کینہ' ان چیزوں کا کیا مطلب ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''لوگوں کے دل (ان خصائل حمیدہ) کی طرف نہیں لوٹیں گے' جن سے وہ پہلے متصف ہوں گے۔'' میں نے کہا: کیا اس خیر کے بعد بھی شر ہو گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں' اندھا دھند فتنہ ہو گا' اور (اس میں ایسے لوگ ہوں گے گویا کہ) وہ جہنم کے دروازوں پر کھڑے داعی ہیں' جو آدمی ان کی بات مانے گا' وہ اس کو جہنم میں پھینک دیں گے۔'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ایسے لوگوں کی صفات بیان فرمائیے! آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ ہماری نسل کے ہوں گے اور ہماری طرح باتیں کریں گے۔'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اگر ایسا زمانہ مجھے پالے تو میرے لئے کیا حکم ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''مسلمانوں کی جماعت اور ان کے حکمران کو لازم پکڑے رکھنا' امیر کی بات سننا اور ماننا۔ اگرچہ تیری پٹائی کر دی جائے اور تیرا مال لوٹ لیا جائے پھر بھی ان کی بات سننا اور اطاعت کرنا۔'' میں نے کہا: اگر سرے سے مسلمانوں کی جماعت ہو نہ حکمران (تو پھر میں کیا کروں)؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تمام فرقوں سے کنارہ کش ہو جانا' اگرچہ کسی درخت کے تنے کے ساتھ چمٹنا پڑے یہاں تک کہ تجھے موت پالے اور تو اسی حالت پر ہو۔'' اور ایک روایت میں ہے: ''حذیفہ! کسی درخت کے تنے

يُدْرِكَكَ الْمَوْتُ وَأَنْتَ عَاضٌّ عَلَى جِذْلِ شَجَرَةٍ))) [قَالَ: قُلْتُ: ثُمَّ مَاذَا؟ قَالَ: ((ثُمَّ يَخْرُجُ الدَّجَّالُ)) قَالَ: قُلْتُ: فَبِمَ يَجِيْئُ؟ قَالَ: ((بِنَهْرٍ. أَوْ قَالَ: مَاءٍ وَنَارٍ. فَمَنْ دَخَلَ نَهْرَهُ حَطَّ أَجْرُهُ، وَوَجَبَ وِزْرُهُ، وَمَنْ دَخَلَ نَارَهُ وَجَبَ أَجْرُهُ، وَحَطَّ وِزْرُهُ)) [قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ: فَمَا بَعْدَ الدَّجَّالِ؟ قَالَ: ((عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ))] قَالَ: قُلْتُ: ثُمَّ مَاذَا؟ قَالَ: لَوْأَنْتَجَتْ فَرَسًا لَمْ تَرْكَبْ فُلُوَّهَا حَتّٰى تَقُوْمَ السَّاعَةُ)))]

[الصحيحة:۲۷۳۹]

کے ساتھ چمٹ کر مرنا اِن (حکمرانوں) کی اطاعت کرنے سے بہتر ہو گا۔" اور ایک روایت میں ہے: "اگر ان دنوں میں تجھے اللہ کی زمین میں کوئی خلیفہ مل جائے تو اس کو لازم پکڑنا' اگر چہ وہ تیری پٹائی کرے اور تیرا مال چھین لے اور اگر تجھے کوئی خلیفہ نظر نہ آئے تو کسی (گوشہ) زمین میں بھاگ جانا' حتی کہ تجھے موت آ جائے اور تو کسی درخت کے تنے کے ساتھ چمٹا ہوا ہو۔" میں نے کہا: پھر کیا ہو گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "پھر دجال ظاہر ہو گا۔" میں نے کہا: وہ کون سی علامت لے کر آئے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "نہر-یا پانی اور آگ- کے ساتھ آئے گا' جو اس کی نہر میں داخل ہوا اس کا اجر ضائع اور گناہ ثابت ہو جائے گا اور جو اس کی آگ میں داخل ہوا اس کا اجر ثابت ہو جائے گا اور اس کا جرم مٹ جائے گا۔" میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! دجال کے بعد کیا ہو گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "عیسیٰ بن مریم۔" میں نے کہا: پھر کیا ہو گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "اگر اس وقت تیری گھوڑی کا بچہ پیدا ہوا تو وہ ابھی تک اس قابل نہیں ہو گا کہ تو اس پر سواری کر سکے' کہ قیامت قائم ہو جائے گی۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۷۳۹۔ بخاری (۳۶۰۶' ۷۰۸۴)' مسلم (۱۸۴۷)' ابو عوانۃ (۵/ ۵۷۷' ۵۷۶)' ابو داؤد (۴۲۴۴' ۵۲۴۴' ۴۲۴۷)

عدم المصافحة بالنساء في البيعة

بیعت لیتے وقت عورتوں سے مصافحہ نہ کرنا

۱۷۷۰: عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ: ((كَانَ لَا يُصَافِحُ النِّسَاءَ فِي الْبَيْعَةِ)).

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ بوقتِ بیعت عورتوں سے مصافحہ نہیں کرتے تھے۔

تخریج: الصحیحۃ ۵۳۰۔ احمد (۲/ ۲۱۳)' ابن سعد (۸/ ۱۱)

فوائد: چونکہ غیر محرم عورتوں کو چھونا منع ہے' اس لئے آپ ﷺ عورتوں سے زبانی بیعت لے لیتے تھے۔

اقامة الحد على القريب والبعيد واجبة

رشتہ دار اور غیر رشتہ دار پر حد قائم کرنا ضروری ہے

۱۷۷۱: عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ مَرْفُوْعًا: ((كَانَ يَأْخُذُ الْوَبَرَةَ مِنْ جَنْبِ الْبَعِيْرِ مِنَ

سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مالِ غنیمت کے ایک اونٹ کے پہلو سے کچھ بال پکڑے اور فرمایا:

الْمَغْنَمِ ثُمَّ يَقُوْلُ: مَالِيْ فِيْهِ إِلَّا مِثْلُ مَا لِأَحَدِكُمْ، ثُمَّ يَقُوْلُ: إِيَّاكُمْ وَالْغُلُوْلَ، فَإِنَّ الْغُلُوْلَ خِزْيٌ عَلٰى صَاحِبِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، فَأَدُّوْا الْخَيْطَ وَالْمِخْيَطَ وَمَا فَوْقَ ذٰلِكَ وَجَاهِدُوْا فِي اللّٰهِ الْقَرِيْبَ وَالْبَعِيْدَ فِي الْحَضَرِ وَالسَّفَرِ، فَإِنَّ الْجِهَادَ بَابٌ مِّنَ الْجَنَّةِ إِنَّهُ يُنْجِيْ صَاحِبَهُ مِنَ الْهَمِّ وَالْغَمِّ، وَأَقِيْمُوْا حُدُوْدَ اللّٰهِ فِي الْقَرِيْبِ وَالْبَعِيْدِ، وَلَا تَأْخُذُكُمْ فِي اللّٰهِ لَوْمَةَ لَائِمٍ)). [الصحيحة: ١٩٤٢]

''اس مال میں میرا حصہ بھی وہی ہے جو تم میں سے کسی ایک کا ہے' خیانت کرنے سے بچو' کیونکہ خیانت' خائن کے لئے روزِ قیامت باعثِ رسوائی ہوگی' لٰہذا سوئی' دھاگہ اور ان سے کم قیمت والی چیزیں ادا کر دو۔ سفر ہو یا حضر اور رشتہ دار ہو یا غیر رشتہ دار' بس اللہ کے لئے جہاد کرو۔ (یاد رکھو کہ) جہاد جنت کا ایک دروازہ ہے' یہ مجاہد کو غم و الم اور پریشانی و پشیمانی سے نجات دلاتا ہے اور رشتہ داروں اور غیر رشتہ داروں میں اللہ کی حدیں قائم کرو اور اللہ کے بارے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت تمھیں متاثر نہ کرنے پائے۔''

تخريج: الصحيحة ۱۹۴۲۔ الضياء فی المختارة (۸/ ۲۸۰)' طبرانی فی الاوسط (۵۶۵۲)' ابن ماجه (۲۵۴۰) مختصراً جداً بذكر امامة الحدود۔

الرخصة الاسماء

رات کو گفتگو کرنے کی رخصت کا بیان

۱۷۷۲: عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، قَالَ: ((كَانَ ﷺ يَسْمُرُ مَعَ أَبِيْ بَكْرٍ فِي الْأَمْرِ مِنْ أَمْرِ الْمُسْلِمِيْنَ، وَأَنَا مَعَهُمَا)).

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مسلمانوں کے کسی معاملے میں سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ رات کو گفتگو کرتے تھے اور میں دونوں کے پاس موجود ہوتا تھا۔

تخريج: الصحيحة ۲۷۸۱۔ ترمذی (۱۶۹)' نسائی فی الكبرى (۷۲۵۶)' ابن حبان (۲۰۳۴)' احمد (۱/ ۲۵' ۲۶)' بيهقی (۱/ ۴۵۲)' وفيه قصة۔

فوائد: اس حدیث کے ذریعے نبی کریم ﷺ یہ سبق دینا چاہتے ہیں کہ حاکم وقت کو مسلم رعایا کے بارے میں ذوفہم' دور اندیش' تجربہ کار اور منجھے ہوئے حضرات سے مشاورت کرنی چاہیے۔

عثمان ومن تبعه على الهدٰى

سیدنا عثمان اور جس نے اس کی اتباع کی وہ ہدایت پر ہے

۱۷۷۳: عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ، قَالَ: كُنَّا مُعَسْكِرِيْنَ مَعَ مُعَاوِيَةَ بَعْدَ قَتْلِ عُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ۔ فَقَامَ كَعْبُ بْنُ مُرَّةَ الْبَهْزِيُّ فَقَالَ: لَوْلَا شَيْءٌ سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مَاقُمْتُ هٰذَا الْمَقَامَ، فَلَمَّا سَمِعَ [مُعَاوِيَةُ] بِذِكْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَجْلَسَ

جبیر بن نفیر کہتے ہیں کہ ہم سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ خیمہ زن تھے۔ سیدنا کعب بن مرہ بہزی رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور کہا: اگر میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ بات نہ سنی ہوتی تو میں اس مقام پر کھڑا نہ ہوتا۔ جب معاویہ نے رسول اللہ ﷺ کا نام سنا تو لوگوں کو بٹھا دیا' انھوں نے کہا: ''ہم

النَّاسَ، فَقَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ إِذْ مَرَّ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ عَلَيْهِ مُرَجِّلًا [مُغْدِفًا]قَالَ: فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَتَخْرُجَنَّ فِتْنَةٌ مِنْ تَحْتِ قَدَمَيْ. أَوْ بَيْنَ رِجْلَيْ. هٰذَا يَعْنِي: عُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ. هٰذَا يَوْمَئِذٍ وَمَنِ اتَّبَعَهُ عَلَى الْهُدٰى)) قَالَ: فَقَامَ ابْنُ حَوَالَةَ الْأَزْدِيُّ مِنْ عِنْدِ الْمِنْبَرِ، فَقَالَ: إِنَّكَ لَصَاحِبُ هٰذَا قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: وَاللّٰهِ! إِنِّيْ لَحَاضِرٌ ذٰلِكَ الْمَجْلِسَ، وَلَوْ عَلِمْتُ أَنَّ لِيْ فِي الْجَيْشِ مُصَدِّقًا كُنْتُ أَوَّلَ مُتَكَلِّمٍ بِهِ))۔ [الصحيحة:۳۳۱۹]

رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے تھے' سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کا وہاں سے گزر ہوا' انھوں نے اپنے بالوں کو سنوارا ہوا اور چہرے پر کپڑا لپیٹا ہوا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس (عثمان) کے قدموں کے نیچے سے فتنہ نکلے گا' اس وقت یہ (عثمان) اور اس کے پیروکار ہدایت پر ہوں گے۔'' منبر کے پاس سے ابن حوالہ ازدی کھڑا ہوا اور مجھے کہا: (کعب!) تو بھی اسی کا ساتھی ہے؟ میں نے کہا: ہاں۔ اللہ کی قسم! میں اس مجلس میں حاضر تھا' اگر مجھے یہ یقین ہو جائے کہ اس لشکر میں میری تصدیق کرنے والے موجود ہیں تو میں اس کے بارے میں سب سے پہلے میں کلام کروں گا۔

تخریج: الصحيحة ۳۱۱۹۔ احمد (۴/ ۲۳۶)' ابن ابی عاصم فی السنه (۲/ ۵۹۰)' طبرانی فی الكبير (۲۰/ ۳۱۶)

فوائد: معلوم ہوا کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سچے خلیفہ تھے' وہ اور ان کے رفقاء ہدایت و رشد پر گامزن تھے اور ان کے مخالفین اور ان کو خلعتِ شہادت پہنانے والے ضلالت و گمراہی کے گڑھوں میں گرے ہوئے تھے۔

باب: فضيحة الغادر يوم القيامة

باب: قیامت کے دن غدار کی رسوائی و بدنامی کا بیان

۱۷۷٤: عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لِكُلِّ غَادِرٍ لِوَاءٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُعْرَفُ بِهِ عِنْدَ اِسْتِهِ)). [الصحيحة: ۱٦٩٠]

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''قیامت کے روز ہر دھوکے باز کی دبر کے ساتھ ایک جھنڈا ہوگا' جس سے اس کی پہچان ہوگی۔''

تخریج: الصحيحة ۱۶۹۰۔ احمد (۳/ ۳۵' ۶۴)' مسلم (۱۷۳۸)' ابو یعلی (۱۲۴۵)

فوائد: ۔بہت بڑی رسوائی ہے کہ حشر کے میدان میں پوری خلقِ خدا کے سامنے دبر کے ساتھ ایک جھنڈا گڑا ہوا ہو' جو اس کی خیانت' دھوکے اور عہد شکنی پر دلالت کرے۔

عدم المعاونة بشرار الأئمة

غلط حکمرانوں کے ساتھ تعاون نہ کرنا

۱۷۷٥: عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ وَأَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَا: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَيَأْتِيَنَّ عَلَيْكُمْ أُمَرَاءُ، يُقَرِّبُوْنَ شِرَارَ النَّاسِ، وَيُؤَخِّرُوْنَ الصَّلَاةَ عَنْ مَوَاقِيْتِهَا، فَمَنْ أَدْرَكَ ذٰلِكَ مِنْهُمْ، فَلَا يَكُوْنَنَّ عَرِيْفًا، وَلَا شُرْطِيًّا وَلَا جَابِيًا، وَلَا خَازِنًا)).

سیدنا ابوسعید اور سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم پر ایسے امراء مسلط ہوں گے' جو شریر لوگوں کو اپنے قریب کریں گے اور نماز کو اس کے وقت سے مؤخر کریں گے' جو آدمی ان کا زمانہ پا لے تو وہ ان (کی حکومت کا) نہ منتظم بنے' نہ سپاہی' نہ وصول کنندہ اور نہ خزانچی۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۶۰۔ ابن حبان (۴۵۸۶)' ابو یعلی (۱۱۱۵)

فوائد: اس میں یہ وضاحت کی گئی ہے کہ باطل نظام میں کسی قسم کا تعاون نہ کیا جائے۔

اخذ سنة الغير شر

غیر کے طریقہ کو اپنانا بدترین کام ہے

١٧٧٦: عَنْ شَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ، عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مَرْفُوْعًا: ((لَيَحْمِلَنَّ شِرَارُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ عَلَى سَنَنِ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِهِمْ. أَهْلِ الْكِتَابِ. حَذْوَ الْقُذَّةِ بِالْقُذَّةِ)). [الصحيحة:٣٣١٢]

سیدنا شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس امت کے شرّ پسند لوگ پہلے گزر جانے والے اہل کتاب کے طریقوں کے مطابق ایسے ہی چلیں گے جیسے تیار کیا ہوا تیر دوسرے تیر کے مطابق ہوتا ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۳۱۲۔ احمد (۴/ ۱۲۵)' طبرانی الکبیر (۷۱۴۰)' علی بن الجعد (۳۴۵۹)

فوائد: یعنی جو برائیاں اہل کتاب میں پائی جاتی تھیں' اس امت کے شرّ پسند لوگ بھی ان کے مرتکب ہوں گے۔

الترهيب من الامارة

حکمرانی سے ڈرنے کا بیان

١٧٧٧: عَنْ يَزِيْدَ بْنِ شَرِيْكٍ، أَنَّ الضَّحَّاكَ بْنَ قَيْسٍ بَعَثَ مَعَهُ بِكُسْوَةٍ إِلٰى مَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ فَقَالَ مَرْوَانُ لِلْبَوَّابِ أُنْظُرْ مَنْ بِالْبَابِ؟ قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ: فَأَذِنَ لَهُ، قَالَ: يَا أَبَا هُرَيْرَةَ! حَدِّثْنَا حَدِيْثًا سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((لَيُوْشِكُ رَجُلٌ أَنْ يَّتَمَنّٰى أَنَّهُ خَرَّ مِنَ الثُّرَيَّا، وَلَمْ يَلِ مِنْ أَمْرِ النَّاسِ شَيْئًا)). [الصحيحة:٣٦١]

یزید بن شریک کہتے ہیں کہ ضحاک بن قیس نے اسے زیبائش کا کپڑا دے کر مروان کے پاس بھیجا۔ مروان نے چوکیدار سے کہا: دیکھو' دروازے پر کون ہے؟ اس نے کہا: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ اس نے انھیں اندر آنے کی اجازت دی اور کہا: ابو ہریرہ! رسول اللہ ﷺ سے سنی ہوئی کوئی حدیث بیان کرو۔ انھوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''عنقریب آدمی یہ تمنا کرے گا کہ اگر وہ ثریا ستارے سے گر پڑے (تو کوئی بات نہیں' لیکن کہیں) اسے لوگوں کے کسی معاملے کا ذمہ دار نہ بنا دیا جائے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۶۱۔ حاکم (۴/ ۹۱)' احمد (۲/ ۳۷۷/ ۵۳۶)' البزار (الکشف ۱۶۴۳)

١٧٧٨: عَنْ يَزِيْدَ بْنِ شَرِيْكٍ، أَنَّ الضَّحَّاكَ بْنَ قَيْسٍ بَعَثَ مَعَهُ بِكُسْوَةٍ إِلٰى مَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ فَقَالَ مَرْوَانُ لِلْبَوَّابِ: أُنْظُرْ مَنْ بِالْبَابِ؟ قَالَ: أَبُوْهُرَيْرَةَ، فَأَذِنَ لَهُ، قَالَ: يَا أَبَا هُرَيْرَةَ! حَدِّثْنَا شَيْئًا سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((لَيُوْشِكَنَّ رَجُلٌ أَنْ يَّتَمَنّٰى أَنَّهُ خَرَّ مِنَ الثُّرَيَّا، وَلَمْ يَلِ مِنْ أَمْرِ النَّاسِ

یزید بن شریک کہتے ہیں کہ ضحاک بن قیس نے اسے زیبائش کا کپڑا دے کر مروان کی طرف بھیجا۔ مروان نے اپنے پہرے دار سے کہا: دیکھو' دروازے پر کون ہے؟ اس نے کہا: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ اس نے انھیں اندر آنے کی اجازت دی اور کہا: ابوہریرہ! کوئی حدیث بیان کرو جو رسول اللہ ﷺ سے سنی ہوئی۔ انھوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''عنقریب آدمی یہ تمنا کرے گا کہ وہ ثریا ستارے سے گر پڑے (تو خیر ہے

شَيْئًا)). [الصحيحة: ٢٦٢٠]

کہیں اسے) لوگوں کے کسی معاملے کا ذمہ دار نہ بنا دیا جائے۔''

تخریج: الصحیحة ۲۶۲۰۔ انظر الحدیث السابق۔

اغلاق الباب الأمير ليس بخير

حکمران کا دروازے کو ضرورت مندوں سے بند کر لینا بہتر نہیں ہے

۱۷۷۹: عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، قَالَ: قُلْتُ لِمُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ: إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((مَامِنْ إِمَامٍ يُغْلِقُ بَابَهُ دُوْنَ ذَوِي الْحَاجَةِ وَالْخَلَّةِ وَالْمَسْكَنَةِ، إِلَّا أَغْلَقَ اللّٰهُ أَبْوَابَ السَّمَاءِ دُوْنَ خَلَّتِهِ وَحَاجَتِهِ وَمَسْكَنَتِهِ)).

سیدنا عمرہ بن مروہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا معاویہ بن سفیان رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''جو حکمران ضرورت مندوں' مفلسوں اور حاجت مندوں سے اپنے دروازے بند کر دیتا ہے تو اللہ تعالی اس کی ضرورت' حاجت اور مسکنت کے سامنے آسمان کے دروازے بند کر دیتا ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۶۲۹۔ ترمذی (۱۳۳۲)' احمد (۴/ ۲۳۱)' حاکم (۴/ ۹۴)

فوائد: اس حدیث مبارکہ میں جو حقیقت بیان کی گئی ہے' عصر حاضر کے بااختیار عہدیداروں نے اس کی خوب وضاحت کر دی ہے۔ غریبوں اور بے کسوں کے ساتھ ظلم اور ناانصافی کرنے والا کبھی بھی سکون کی سانس نہیں لے گا' بشرطیکہ اسے علم ہو کہ سکون اور بے سکونی کس کو کہتے ہیں۔ دو جہانوں کے سردار ﷺ کو یہ اجازت نہیں دی گئی کہ وہ سیدنا عبد اللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ جیسے نادار' غریب اور نابینے صحابی کی آمد پر ناخوشگواری کا اظہار کریں' لیکن دورِ حاضر کا دو ٹکے کا آدمی ''لولے لنگڑوں'' سے ہم کلام ہونا گوارا نہیں کرتا۔ اللہ تعالی خود فیصلہ کرے گا۔

الشدة على الأمير

امیر پر سختی کا بیان

۱۷۸۰: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((مَامِنْ أَمِيْرِ عَشَرَةٍ إِلَّا يُؤْتَى بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، مَغْلُوْلًا، لَا يَفُكُّهُ إِلَّا الْعَدْلُ، أَوْيُوْبِقُهُ الْجَوْرُ)).

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''دس آدمیوں کے امیر کو بھی قیامت کے روز اس حال میں لایا جائے گا کہ وہ جکڑا ہوا ہوگا' اس کا عدل و انصاف اس کو آزاد کرائے گا یا اس کا ظلم و ستم اس کو ہلاک کر دے گا۔''

تخریج: الصحیحة ۲۶۲۱۔ احمد (۲/ ۴۳۱)' ابو یعلی (۶۶۲۹)' بیہقی (۱۰/ ۹۶)' ابن الجارود (۵۱۵)

فوائد: جنھوں نے مملکتوں کی مملکتوں اور ان کے کروڑوں باشندوں کو داؤ پر لگا رکھا ہے' ان کا کیا حشر ہوگا۔

۱۷۸۱: عَنْ أَبِي أُمَامَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((مَامِنْ رَجُلٍ يَلِيْ أَمْرَ عَشَرَةٍ فَمَا فَوْقَ ذٰلِكَ، إِلَّا أَتَى اللّٰهَ. عَزَّوَجَلَّ. مَغْلُوْلًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَدَهُ

سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جو آدمی دس افراد کے معاملات کی ذمہ داری سنبھالتا ہے' وہ روزِ قیامت اللہ تعالی کے پاس اس حال میں آئے گا کہ اس کے ہاتھ اس کی

إِلَى عُنُقِهِ، فَكَّهُ بِرُّهُ، أَوْ أَوْبَقَهُ إِثْمُهُ، أَوَّلُهَا مَلَامَةٌ، وَأَوْسَطُهَا نَدَامَةٌ، وَآخِرُهَا خِزْيٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)). [الصحيحة:٣٤٩]

گردن تک جکڑے ہوں گے۔ اس کی نیکی اس کو آزاد کرائے گی یا اس کی برائی اس کو ہلاک کر دے گی۔ (اس امارت کی) ابتدا میں ملامت' درمیان میں ندامت اور آخر میں یعنی قیامت کے روز رسوائی ہوتی ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۳۴۹۔ احمد (۵/ ۲۶۷)' طبرانی فی الکبیر (۷۷۲۴)' وفی الشامیین (۱۵۸۰)' باختلاف فی السند۔

فوائد: موجودہ دور میں اس حدیث کا حصہ سمجھنا آسان ہو گیا ہے' جب ایک حکمران امارت سنبھالتا ہے تو اس ملک کے کتنے باشندے اسے ملامت کرتے ہیں' سارے کے سارے مخالفین اور موافقین میں سے بھی کئی افراد اس پر سب وشتم کرتے ہیں۔ جب وہ عہدہ اس سے چھن جاتا ہے یا الیکشن میں وہ ہار جاتا ہے تو اسے جس حسرت وندامت اور شرمندگی وپشیمانی کا سامنا کرنا پڑتا ہے' کوئی زبان اس کو تعبیر نہیں کر سکتی اور امارت کے مکمل تقاضے پورے نہ کرنے کی وجہ سے آخرت میں بھی رسوائی وناکامی کا خطرہ ہوتا ہے۔

تحريم الخبة على الامير الفاش

دھوکے باز حکمران پر جنت حرام ہے

١٧٨٢: عَنِ الْحَسَنِ، قَالَ: عَادَ عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ زِيَادٍ مَعْقِلَ بْنَ يَسَارٍ الْمُزَنِيَّ فِي مَرَضِهِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ، قَالَ مَعْقِلٌ: أَنِّي مُحَدِّثُكَ حَدِيثًا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ لَوْ عَلِمْتُ أَنَّ لِي حَيَاةً مَاحَدَّثْتُكَ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((مَا مِنْ عَبْدٍ يَسْتَرْعِيهِ اللّٰهُ رَعِيَّةً يَمُوتُ يَوْمَ يَمُوتُ وَهُوَ غَاشٌّ لِرَعِيَّتِهِ إِلَّا حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ)). [الصحيحة:٢٦٣١]

حسن کہتے ہیں کہ معقل بن یسار رضی اللہ عنہ مزنی مرض الموت میں مبتلا تھے' عبید اللہ بن زیدان کی تیمار داری کرنے کے لئے آئے۔ سیدنا معقل رضی اللہ عنہ نے کہا: میں تجھے ایک حدیث بیان کرتا ہوں جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی' اگر مجھے پتہ ہوتا کہ میں زندہ رہوں گا تو تجھے بیان نہ کرتا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالی کسی رعیت کی رکھوالی جس آدمی کے سپرد کر دے اور وہ انہیں دھوکہ دیتے ہوئے مر جائے تو اللہ اس پر جنت حرام کر دے گا۔''

تخریج: الصحیحة ۲۶۳۱۔ بخاری (۷۱۵۰)' مسلم (۱۴۲)' احمد (۵/ ۲۵)

فوائد: جو حاکم یا امیر اپنی رعایا سے خیانت کرتا ہے' ان پر ظلم کرتا ہے' ان کے حقوق پورے نہیں کرتا اور ان سے ناجائز ٹیکس لیتا ہے تو وہ جنت سے محروم رہتا ہے۔

جزاء السيئة

برائی کی سزا کا بیان

١٧٨٣: عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ مَرْفُوعًا: ((مَانَقَضَ قَوْمٌ الْعَهْدَ قَطُّ، إِلَّا كَانَ الْقَتْلُ بَيْنَهُمْ، وَمَاظَهَرَتْ فَاحِشَةٌ فِي قَوْمٍ قَطُّ إِلَّا سَلَّطَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ. عَلَيْهِمُ الْمَوْتَ، وَلَا

عبداللہ بن بریدہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو قوم عہد توڑتی ہے' اس میں قتل عام ہو جاتا ہے۔ جس قوم میں بدکاری پھیل جاتی ہے' اللہ تعالی اس پر موت مسلط کر دیتا ہے اور جو قوم زکوۃ ادا نہیں کرتی' اللہ تعالیٰ اس سے

مَنَعَ قَوْمٌ الزَّكَاةَ، إِلَّا حَبَسَ اللّٰهُ عَنْهُمُ الْقَطْرَ)). [الصحيحة:۱۰۷]

بارش روک لیتا ہے۔“

تخریج: الصحیحة ۱۰۷۔ حاکم (۲/ ۱۲۶)، بیہقی (۳/ ۳۴۶)

ذنب التفريق من الجماعة

جماعت سے الگ ہونے کا گناہ

۱۷۸٤: عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعًا: ((مَنْ خَرَجَ مِنَ الطَّاعَةِ، وَفَارَقَ الْجَمَاعَةَ، فَمَاتَ مَاتَ مِيْتَةً جَاهِلِيَّةً، وَمَنْ قَاتَلَ تَحْتَ رَايَةٍ عُمِّيَّةٍ يَغْضَبُ لِعَصَبَةٍ، أَوْ يَدْعُوْ إِلَى عَصَبَةٍ، أَوْ يَنْصُرُ عَصَبَةً، فَقُتِلَ فَقِتْلَةٌ جَاهِلِيَّةٌ، وَمَنْ خَرَجَ عَلَى أُمَّتِيْ يَضْرِبُ بَرَّهَا وَفَاجِرَهَا، وَلَا يَتَحَاشَى مِنْ مُؤْمِنِهَا، وَلَا يَفِيْ لِذِيْ عَهْدٍ عَهْدَهُ، فَلَيْسَ مِنِّيْ وَلَسْتُ مِنْهُ)). [الصحيحة:۹۸۳]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے حکمران کی اطاعت ترک کر دی اور جماعت سے مفارقت اختیار کر لی اور اسی حالت میں مر گیا تو وہ جاہلیت والی موت مرے گا۔ جس نے اندھادھند جھنڈے کے نیچے لڑائی کی، عصبیت کی بنا پر غصے میں آیا، عصبیت کی طرف دعوت دی اور عصبیت کی بنا پر مدد کی اور قتل ہو گیا تو وہ بھی جاہلیت والی موت مرے گا اور جو میری امت پر بغاوت کرتے ہوئے نکلا، نیکوکاروں اور بدکاروں کو قتل کرتا گیا، مومن سے کنارہ کشی نہ کی اور عہد والے کا عہد پورا نہ کیا تو وہ مجھ سے نہیں ہے اور میں اس سے نہیں ہوں۔“

تخریج: الصحیحة ۹۸۳۔ مسلم (۱۸۴۸)، نسائی (۴۱۱۹)، احمد (۲/ ۳۰۶، ۴۸۸)

فوائد: جو آدمی امام کی اطاعت ترک کر دیتا ہے، اسلامی جماعت سے دور بدک جاتا ہے اور اہل اسلام کے اتفاق و اتحاد کی مخالفت کرتا ہے اور اسی حالت میں مر جاتا ہے تو وہ اسی ہیئت و حالت میں مرتا ہے، جس پر دورِ جاہلیت میں مرتا تھا، کیونکہ اس وقت بھی شتر بے مہار تھا اور اب بھی ہے۔ اس دور میں خاندانی عصبیت اور قبائلی انانیت عروج پر ہے، اللہ تعالیٰ کے نام پر دوستی و یاری عنقا ہو چکی ہے۔ سیاستوں کے چکر ہیں، قومیتوں کے چکر ہیں، تعلقاتِ قدیمہ کے چکر ہیں، جھوٹی محبتوں کے دعوے ہیں۔ ان چکروں میں پڑ کر اور حق و باطل کو پس پشت ڈال کر تیر و کمان کا تبادلہ ہوتا ہے، برس ہا برس قطع تعلقی میں گزر جاتے ہیں، مسلمانوں کے بعض خاندانوں میں عداوت و کدورت وہ مقام حاصل کر چکی ہے کہ دشمن بھی اس کے سامنے شرما جائے۔

۱۷۸۵: عَنِ ابْنِ عُمَرَ مَرْفُوْعًا: ((مَنْ خَلَعَ يَدَهُ مِنْ طَاعَةٍ، لَقِيَ اللّٰهَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا حُجَّةَ لَهُ، وَمَنْ مَّاتَ وَلَيْسَ فِيْ عُنُقِهِ بَيْعَةٌ مَاتَ مِيْتَةً جَاهِلِيَّةً)). [الصحيحة: ۹۸٤]

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے (حکمران کے جائز کاموں میں) اطاعت سے ہاتھ اٹھا لیا تو وہ اللہ تعالیٰ سے قیامت کے روز اس حال میں ملے گا کہ اس کے پاس کوئی دلیل نہیں ہو گی اور جو شخص اس حال میں مرا کہ اس کی گردن میں کسی کی بیعت نہیں تو وہ جاہلیت کی موت مرا۔“

تخریج: الصحیحة ۹۸۴۔ مسلم (۱۸۵۱)، ابو عوانة [۴/ ۴۶۹، ۴۰۷]، بھذ اللفظ، احمد (۲/ ۸۳)، حاکم (۱/ ۷۷، ۱۷۷)، بمعناه۔

فوائد: اگر مسلمانوں کی جماعت موجود ہو تو اس میں شامل ہونا اور اس کے حاکم کو اپنا امیر تسلیم کر کے اس کی اطاعت کرنا فرض ہے۔ لیکن موجودہ دور میں اسلامیوں کا شیرازہ بکھر چکا ہے۔ قوانین وضوابط میں پابند ہو کر پروان چڑھنے والی قوم انتظام و انصرام سے یکسر ناواقف ہو چکی ہے۔ فَاِلَی اللّٰہِ الْمُشْتَکیٰ۔

ذنب القتال علی العصبیة و العمیة

عصبیت اور بغیر سوچے سمجھے لڑنے کا گناہ

١٧٨٦: عَنْ جُنْدُبِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ الْبَجَلِيِّ مَرْفُوْعًا: ((مَنْ قُتِلَ تَحْتَ رَايَةٍ عُمِّيَّةٍ يَدْعُوْ عَصَبِيَّةً، أَوْ يَنْصُرُ عَصَبِيَّةً فَقِتْلَتُهُ جَاهِلِيَّةٌ)). [الصحيحة:٤٣٣]

سیدنا جندب بن عبد اللہ بجلی ﷺ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو اندھا دھند جھنڈے کے نیچے قتل ہوا، جہاں اس نے عصبیت کے لئے پکارا یا عصبیت کی بنا پر مدد کی، تو اس کا قتل ہونا جاہلیت والا ہوگا۔''

تخریج: الصحیحة ۴۸۹۔ نسائی (۴۲۰۹)، بیہقی فی السنن (۱۰/ ۱۱۱)، فی الشعب (۷۴۰۲)، احمد (۲/ ۷۰)، ابو داؤد (۲۹۳۲)، عن طریق آخر۔

فوائد: ہمیں اسلام کے نام پر زندہ رہنا چاہئے، ہماری محبتیں اور نفرتیں اسلام کے نام پر ہوں، ہماری صلہ رحمی اور قطع تعلقی اسلام کے نام پر ہو، ہم اپنے بھائی سے سب سے پہلے اسلام کے نام پر محبت کریں پھر اپنے والدین کا بیٹا ہونے کی وجہ سے۔ ہمیں چاہئے کہ ہم اپنی دلیری و بہادری اور قوت وقدرت کا اظہار دشمنانِ اسلام کے سامنے کریں، نہ کہ اپنے ہمسائیوں اور محلے والوں کے سامنے، تاکہ ہم اسلام کی موت مریں، نہ کہ جاہلیت والی، جو قبولیتِ اسلام سے پہلے مرنی تھی۔

اهمية وزير الصالح

نیک وزیر کی اہمیت

١٧٨٧: عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، قَالَ: سَمِعْتُ عَمَّتِي [عَائِشَةَ] تَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((وَمَنْ وَلِيَ مِنْكُمْ عَمَلًا فَأَرَادَ اللّٰهُ بِهِ خَيْرًا، جَعَلَ لَهُ وَزِيْرًا صَالِحًا، إِنْ نَسِيَ ذَكَّرَهُ وَإِنْ ذَكَرَ أَعَانَهُ)) [الصحيحة:٤٨٩]

قاسم بن محمد کہتے ہیں کہ میں نے اپنی پھوپھو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنا، انھوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو آدمی کسی کام کا ذمہ دار بنا اور اللہ تعالیٰ نے اس کے ساتھ خیر کا ارادہ کر رکھا ہو تو وہ اس کو ایک نیک وزیر عطا کرے گا کہ اگر وہ بھول گیا تو وہ اسے یاد کرائے گا اور اگر اسے یاد رہا تو وہ اس کی مدد کرے گا۔''

تخریج: الصحیحة ۴۸۹۔ نسائی (۴۲۰۹)، بیہقی فی السنن (۱۰/ ۱۱۱)، فی الشعب (۷۴۰۲)، احمد (۲/ ۷۰)، ابو داؤد (۲۹۳۲)، عن طریق آخر۔

فوائد: متقی و پرہیزگار وزیر و مشیر بھی اللہ تعالیٰ کی نعمت ہوتا ہے جو حکمران کو ضلالت و گمراہی سے بچاتا ہے۔

باب: سبب نزول آیة (وحسن اولئك رفيقا)

باب: (اور وہی بہترین رفیق ہیں) آیت کا شان نزول

۱۷۸۸: عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّكَ لَأَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ نَفْسِيْ وَإِنَّكَ لَأَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَهْلِيْ وَأَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ وَّلَدِيْ، وَإِنِّيْ لَأَكُوْنُ فِي الْبَيْتِ فَأَذْكُرُكَ فَمَا أَصْبِرُ حَتّٰى آتِيَكَ، فَأَنْظُرَ إِلَيْكَ وَإِذَا ذَكَرْتُ مَوْتِيْ وَمَوْتَكَ عَرَفْتُ أَنَّكَ إِذَا دَخَلْتَ الْجَنَّةَ رُفِعْتَ مَعَ النَّبِيِّيْنَ، وَإِنِّيْ إِذَا دَخَلْتُ الْجَنَّةَ خَشِيْتُ أَنْ لَّا أَرَاكَ؟ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ النَّبِيُّ شَيْئًا حَتّٰى نَزَلَ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ۔ بِهٰذِهِ الْآيَةِ ﴿وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَأُولٰئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ أَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّيْنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِيْنَ وَحَسُنَ أُولٰئِكَ رَفِيْقًا (النساء: ٦٩)﴾[الصحيحة:٢٩٣٣]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! آپ مجھے میری جان سے زیادہ محبوب ہیں، آپ مجھے میرے اہل سے زیادہ پیارے ہیں اور آپ مجھے میرے بیٹے سے زیادہ محبوب ہیں۔ جب میں اپنے گھر میں ہوتا ہوں اور آپ مجھے یاد آتے ہیں تو مجھ سے صبر نہیں ہو پاتا، حتی کہ آپ کے پاس آ جاتا ہوں اور آپ کا دیدار کر کے (سکون پا لیتا ہوں)۔ لیکن جب مجھے اپنی موت یاد آتی ہے تو سوچتا ہوں کہ جب آپ جنت میں داخل ہوں گے تو انبیاء کے ساتھ (بلند مرتبوں پر) فائز ہو جائیں گے اور اگر میں جنت میں داخل ہوا تو مجھے اندیشہ ہے کہ آپ کو نہیں دیکھ سکوں گا؟ نبی کریم ﷺ نے اسے کوئی جواب نہیں دیا، حتی کہ جبریل علیہ السلام یہ آیت لے کر نازل ہوئے: ﴿اور جو لوگ اللہ تعالی اور رسول کا کہنا مانے وہ (جنت میں) ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن کو اللہ تعالی نے سرفراز کیا یعنی پیغمبر اور صدیق اور شہید اور نیکوں کے ساتھ، اور ان لوگوں کا ساتھ اچھا ساتھ ہے﴾ (سورۂ نساء:٦٩)

تخریج: الصحیحۃ ۲۹۳۳۔ طبرانی فی الاوسط (۴۸۰)، الصغیر (۱/ ۲۶)

فوائد: یہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی فکر تھی، جنھوں نے دنیا میں رسول اللہ ﷺ کا دیدار تو کر لیا، لیکن جنت میں پہنچ کر آپ ﷺ کا دیدار کرنے یا نہ کرنے کی فکر پڑ گئی۔ اللہ تعالی نے ان کو تسلی دلائی اور بعد میں آنے والوں کے لئے ایک قانون پیش کر دیا کہ اگر کسی کو آپ ﷺ کا دیدار کرنے کی خواہش ہے تو وہ آپ ﷺ کی پیروی کرے۔

باب: اصل قولهم والتابعين لهم باحسان

باب: بھلائی کے ساتھ ان (صحابہ) کی پیروی کرنے والے اس قول کی اصل بنیاد کا بیان

۱۷۸۹: عَنْ مُجَاشِعِ بْنِ مَسْعُوْدٍ: أَنَّهُ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ بِابْنِ أَخٍ لَّهُ يُبَايِعُهُ عَلَى الْهِجْرَةِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا بَلْ يُبَايِعُ عَلَى الْإِسْلَامِ، فَإِنَّهُ لَاهِجْرَةَ بَعْدَ الْفَتْحِ، وَيَكُوْنُ مِنَ التَّابِعِيْنَ)).[الصحيحة:٢٩٠]

سیدنا مجاشع بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ اپنا ایک بھتیجا لے کر نبی ﷺ کے پاس آئے تا کہ وہ ہجرت پر آپ ﷺ کی بیعت کر سکے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”نہیں، اب صرف اسلام پر بیعت ہوگی کیونکہ فتح مکہ کے بعد ہجرت باقی نہیں رہی۔“

تخریج: الصحیحة ۲۹۰۔ احمد (۳/ ۴۶۸/ ۴۶۹)' ابن ابی عاصم فی الاثار (۱۴۰۴)' طحاوی فی شرح المشکل (۲۶۱۸)

فوائد: اس کا معنی یہ ہے کہ جس شہر کو مسلمان فتح کر چکے ہوں' اس سے ہجرت کرنے کا کیا تک ہے' کیونکہ اب وہ دار السلام ہے۔ امام البانیؒ اسی حدیث کی دوسری سند کرتے ہوئے کہا: مجاشع بن مسعود کہتے ہیں کہ میں اپنے بھائی معبد کو رسول اللہ ﷺ کے پاس فتح مکہ کے بعد لے کر گیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! اس کی ہجرت پر بیعت لے لیجیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ہجرت تو مہاجرین کے لئے گزر چکی ہے۔ میں نے کہا: تو پھر کس چیز پر اسلام قبول کیا جائے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اسلام اور جہاد پر۔ [صحیحہ: ۲۹۰ کے تحت] معلوم ہوا کہ دار الکفر سے ہجرت کرنا ضروری ہے نہ کہ دار السلام سے۔

لا طاعة في معصية الله

اللہ کی نافرمانی کرنے میں کسی کی اطاعت نہیں ہے

۱۷۹۰: عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ، يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((لَا طَاعَةَ فِي مَعْصِيَةِ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى.)). [الصحيحة: ۱۸۰]

سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تبارک وتعالیٰ کی نافرمانی میں (کسی خلیفہ کی) کوئی اطاعت نہیں۔''

تخریج: الصحیحة ۱۸۰۔ احمد (۴/ ۴۲۶' ۴۲۷)' ابو داؤد الطیالسی (۸۵۰)' ابن ابی شیبة (۱۲/ ۵۴۵)

۱۷۹۱: عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الصَّامِتِ، قَالَ: أَرَادَ زِيَادٌ أَنْ يَبْعَثَ عِمْرَانَ بْنَ حُصَيْنٍ عَلٰى خُرَاسَانَ، فَأَبٰى عَلَيْهِمْ، فَقَالَ لَهُ أَصْحَابُهُ: أَتَرَكْتَ خُرَاسَانَ أَنْ تَكُوْنَ عَلَيْهَا؟ قَالَ: فَقَالَ: إِنِّيْ وَاللّٰهِ مَايَسُرُّنِيْ أَنْ أُصَلّٰى بَحَرِّهَا وَتُصَلُّوْنَ بِبَرْدِهَا، وَإِنِّيْ أَخَافُ إِذَا كُنْتُ فِيْ نُحُوْرِ الْعَدُوِّ أَنْ يَأْتِيَنِيْ كِتَابٌ مِنْ زِيَادٍ، فَإِنْ أَنَا مَضَيْتُ هَلَكْتُ، وَإِنْ رَجَعْتُ ضُرِبَتْ عُنُقِيْ، قَالَ: فَأَرَادَ الْحَكَمُ بْنُ عَمْرٍو الْغِفَارِيُّ عَلَيْهَا، قَالَ: فَانْقَادَ لِأَمْرِهِ۔ قَالَ: فَقَالَ عِمْرَانُ: أَلَا أَحَدٌ يَدْعُوْ لِيَ الْحَكَمَ؟ قَالَ: فَانْطَلَقَ الرَّسُوْلُ ، قَالَ: فَأَقْبَلَ الْحَكَمُ إِلَيْهِ۔ قَالَ: فَدَخَلَ عَلَيْهِ قَالَ: فَقَالَ عِمْرَانُ لِلْحَكَمِ: أَسَمِعْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((لَا طَاعَةَ لِأَحَدٍ فِيْ مَعْصِيَةِ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰى.))؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ عِمْرَانُ: لِلّٰهِ الْحَمْدُ، أَوْ: اَللّٰهُ أَكْبَرُ۔

سیدنا عبداللہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ زیاد نے سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کو خراسان کا گورنر بنا کر بھیجنا چاہا' لیکن انھوں نے انکار کر دیا۔ ان کے ساتھیوں نے انھیں کہا: کیا تجھے خراسان کی مسئولیت گوارا نہیں؟ انھوں نے کہا: بخدا! مجھے یہ بات بھلی معلوم نہیں ہوتی کہ میں لڑائیوں کی آگ میں جلتا رہوں اور تم لوگ فتح کے بعد پرسکون ہو کر پہنچ جاؤ۔ دراصل مجھے یہ اندیشہ ہے کہ میں دشمن کے مقابلے میں ہوں گا اور اِدھر سے زیاد کا خط پہنچ جائے گا۔ اس کے بعد اگر میں آگے بڑھا تو ہلاک ہو جاؤں گا اور اگر واپس آ گیا تو میری گردن کٹ جائے گی۔ ان کے بعد زیاد نے سیدنا حکم بن عمرو غفاری رضی اللہ عنہ کو بھیجنے کا ارادہ کیا' انھوں نے اس کا حکم مان لیا۔ عمران رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا کوئی حکم کو میرے پاس بلا کر لائے گا؟ جواباً ایک قاصد گیا اور حکم ان کی طرف چل پڑا اور ان کے پاس پہنچ گیا۔ عمران رضی اللہ عنہ نے حکم رضی اللہ عنہ سے کہا: کیا تو نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ ''اللہ تبارک وتعالیٰ کی نافرمانی میں کسی کی اطاعت نہیں کی جاتی؟'' انھوں نے کہا: ہاں۔ عمران رضی اللہ عنہ نے

[الصحیحة: ۱۷۹]
"اَلْحَمْدُلِلّٰه" یا "اَللّٰهُ اَكْبَر" کہا۔

تخریج: الصحیحة ۱۷۹۔ احمد (۵/ ۲۲)' طبرانی فی الکبیر (۱۸/ ۱۸۵)' بھذا للفظ' ولحدیث طرق۔

فوائد: جہاں صحابۂ کرام کو کوئی شبہ پڑتا تو وہ اس کام سے باز آ جانے والے تھے' جیسا کہ عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے خراسان کا عہدہ اس لئے ترک کیا' کیونکہ مجھے شبہ تھا' مثلاً ایک دن ہم اپنے دشمن کے ساتھ لڑائی کرنے کے تیار ہو جاتے ہیں' لیکن بعد میں پتہ چلے کہ اس لڑائی کا کوئی مقصد نہیں۔ تو ایسی صورت میں اگر لڑائی لڑی جائے تو پھر بھی نقصان ہے اور اگر واپس آیا جائے تو زیادہ قتل کرتا ہے۔

۱۷۹۲: عَنْ عَلِيٍّ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ بَعَثَ جَيْشًا، وَأَمَّرَ عَلَيْهِمْ رَجُلًا فَأَوْقَدَ نَارًا، وَقَالَ: اُدْخُلُوْهَا فَأَرَادَ نَاسٌ أَنْ يَّدْخُلُوْهَا، وَقَالَ الْآخَرُوْنَ: إِنَّا قَدْ فَرَرْنَا مِنْهَا، فَذُكِرَذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ: فَقَالَ لِلَّذِيْنَ أَرَادُوْا أَنْ يَّدْخُلُوْهَا: ((**لَوْ دَخَلْتُمُوْهَا، لَمْ تَزَالُوْا فِيْهَا إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ**)) وَقَالَ لِلْآخَرِيْنَ قَوْلًا حَسَنًا، وَقَالَ: ((**لَاطَاعَةَ [لِبَشَرٍ] فِيْ مَعْصِيَةِ اللّٰهِ إِنَّمَا الطَّاعَةُ فِي الْمَعْرُوْفِ**)).

[الصحیحة: ۱۸۱]

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک لشکر بھیجا اور ان پر ایک آدمی کو امیر مقرر کیا۔ اس امیر نے آگ جلائی اور کہا: اس میں داخل ہو جاؤ۔ کچھ لوگوں نے (امیر کی اطاعت کرتے ہوئے) واقعی داخل ہونے کا ارادہ کر لیا' دوسروں نے کہا: ہم نے (اسلام قبول کر کے تو) آگ سے دور بھاگنے کی کوشش کی ہے (اور اب......)۔ جب یہ واقعہ رسول اللہ ﷺ کو سنایا گیا تو آپ ﷺ نے ان لوگوں سے فرمایا' جو داخل ہونا چاہتے تھے: ''اگر تم آگ میں داخل ہو جاتے تو روزِ قیامت تک وہیں ٹھہرنا پڑتا۔'' اور آپ ﷺ نے دوسرے لوگوں کی تعریف کی اور فرمایا: ''اللہ تعالی کی نافرمانی میں کسی بشر کی اطاعت نہیں کی جاتی' اطاعت تو نیکی کے کاموں میں ہوتی ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۱۸۱۔ بخاری (۷۲۵۷)' مسلم (۱۸۴۰)' ابو داؤد (۲۶۲۵)' نسائی (۴۲۱۰)' ابو داؤد الطیالسی (۱۰۹)

فوائد: کوئی اعلیٰ ہو یا ادنیٰ' حاکم ہو یا محکوم' جس کی بات بھی قرآن وحدیث کے مخالف ہوگی' اس کی کوئی اطاعت نہیں کی جائے گی۔

باب: ما للخليفة من بيت المال

باب: بیت المال میں خلیفہ کے حق کا بیان

۱۷۹۳: عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ زُرَيْرٍ الْغَفَارِيِّ، قَالَ: دَخَلْنَا عَلٰى عَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ يَوْمَ أَضْحٰى، فَقَدَّمَ إِلَيْنَا خَزِيْرَةً، فَقُلْنَا: يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ! لَوْ قَدَّمْتَ إِلَيْنَا مِنْ هٰذَا الْبَطِّ وَالْوَزِّ وَالْخَيْرِ الْكَثِيْرِ! قَالَ: يَا ابْنَ زُرَيْرٍ! إِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ: ((**لَايَحِلُّ لِلْخَلِيْفَةِ إِلَّا قَصْعَتَانِ: قَصْعَةٌ يَأْكُلُهَا**

عبداللہ بن زریر غفاری کہتے ہیں کہ ہم عید الاضحیٰ کے موقع پر سیدنا علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ کے پاس گئے' انھوں نے (بطورِ ضیافت) خزیرہ' قیمے اور آٹے سے تیار کیا جانے والا ایک قسم کا کھانا پیش کیا۔ ہم نے کہا: امیر المؤمنین! اگر آپ بطخ اور مرغابی کا گوشت پیش کر دیتے تو (بہت اچھا ہوتا)' مالِ کثیر موجود ہے۔ انھوں نے کہا: ابنِ زریر! میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا: ''خلیفہ کے لئے

هُوَ وَأَهْلُهُ، وَقَصْعَةٌ يُطْعِمُهَا)). [الصحيحة:٣٦٢]

صرف دو پیالے حلال ہیں: ایک پیالہ اس کے اور اس کے اہل کے کھانے کیلئے اور ایک کسی کو کھلانے کے لئے۔"

تخریج: الصحيحة ٣٦٢- ابن ابی الدنيا فی الورع (١٣٨)' احمد (١/ ٧٨)' ابن عاکر (٤٥/ ٣٦٩)' وفی فضائل الصحابة (١٢٤١)

فوائد: امام البانی ؒ اس حدیث پر یہ عنوان قائم کرتے ہیں: "ما للخليفة من بيت المال" یعنی: خلیفہ کا بیت المال میں کتنا حصہ ہے؟ دراصل خلیفہ عوام کا خادم ہوتا ہے' وہ لوگوں کے دین کی اصلاح کرتا ہے' وہ لوگوں کو امن مہیا کرتا ہے' جس کا صلہ وہ اللہ تعالی سے وصول کرے گا۔ آپ ﷺ نے اسے پر تکلف زندگی نہیں' بلکہ سادہ زندگی گزارنے کی رغبت دلائی۔

اثنا عشر خليفة من قريش

قریش کے بارہ خلیفوں کا بیان

١٧٩٤: عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ مَرْفُوْعًا: ((لَا يَزَالُ هٰذَا الْأَمْرُ عَزِيْزًا إِلَى اثْنَيْ عَشَرَ خَلِيْفَةً كُلُّهُمْ مِنْ قُرَيْشٍ)). [الصحيحة: ٣٧٦]

سیدنا جابر بن سمرہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "یہ (خلافت والا) معاملہ بارہ خلفا تک غالب رہے گا' وہ سب کے سب قریش سے ہوں گے۔"

تخریج: الصحيحة ٣٧٦- مسلم (٨/ ١٨٢١)' ابو داؤد (٤٢٨٠)' احمد (٥/ ٩٣' ٩٨)

فوائد: اس حدیث کی وضاحت میں مختلف قسم کی آراء پیش کی گئی ہے' کیونکہ کئی صدیوں تک قریشیوں کی خلافت جاری رہی' کئی خلفاء اور امراء گزرے۔ اب اس حدیث میں مذکورہ بارہ خلفاء سے مراد کون لوگ ہیں؟ ہر ایک نے اس حدیث کے مختلف طرق سے ثابت ہونے والے متون اور تاریخ پر نگاہ رکھ کر اپنا اپنا نظریہ پیش کیا' کچھ تفصیل یہ ہے:

(١) اس حدیث کا مصداق یہ ہے کہ زمین کے مختلف خطوں میں یہ بارہ خلفاء ایک وقت میں ہوں گے اور پانچویں صدی ہجری میں عملی طور پر ایسے ہوا۔ اندلس میں پانچ افراد' جن میں ہر کوئی خلیفہ ہونے کا دعوی کرتا تھا' اُدھر مصر کا خلیفہ' بغداد میں عباسیوں کا خلیفہ اور اس کے ساتھ مختلف علاقوں میں علویوں اور خوارج کے خلفاء تھے۔

(٢) اس سے مراد بنوامیہ کے بارہ خلفا ہیں' بشرطیکہ ان میں صحابہ کو شمار نہ کیا' اس اعتبار سے پہلا خلیفہ یزید بن معاویہ اور آخری مروان حمار تھا' یہ کل تیرہ بنتے ہیں۔ اگر مروان بن حکم کا شمار اس بنا پر نہ کیا جائے کہ ان کی صحبت میں اختلاف ہے یا وہ زبردستی قابض ہو گئے تھے۔ بنوامیہ کے دور حکومت کے بعد فتنوں اور لڑائیوں کا دور شروع ہو گیا۔

(٣) یہ بارہ خلفاء امام مہدی کے بعد ہوں گے' جو آخری زمانے میں حضرت عیسی ؑ سے پہلے تشریف لائیں گے۔

(٤) اس سے مراد وہ درج ذیل بارہ خلفاء ہیں جن پر لوگ متحد ہو گئے تھے: (١) سیدنا ابوبکر صدیق ؓ (٢) سیدنا عمر فاروق ؓ (٣) سیدنا عثمان بن عفان ؓ (٤) سیدنا علی بن ابو طالب ؓ (٥) سیدنا معاویہ ؓ (٦) یزید بن معاویہ (٧) عبد الملک بن مروان (٨) ولید بن عبد الملک (٩) سلیمان بن عبد الملک (١٠) عمر بن عبد العزیز (١١) یزید بن عبد الملک (١٢) ہشام بن عبد الملک (١٣) ولید بن یزید بن عبد الملک۔

(٥) سیدنا ابوبکر صدیق ؓ سے عمر بن عبد العزیز تک کل چودہ خلفا گزرے' ان میں دو کی نہ ولایت درست تھی اور نہ مدت لمبی تھی اور وہ معاویہ بن یزید اور مروان بن حکم ہیں۔ ان میں سے اکثر خلفاء اپنے عہدِ خلافت میں ہر اعتبار سے تقریبا منظم رہے' اگرچہ قابل جرح

امور بھی منظر عام پر آئے، لیکن وہ مثبت پہلوؤں کی نسبت شاذ و نادر تھے۔ (فتح الباری: ۲۲۲/۷ کے تحت)

۱۷۹۵: عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ مَرْفُوْعًا: ((لَايَزَالُ هٰذَا الْأَمْرُ فِيْ قُرَيْشٍ مَابَقِيَ مِنَ النَّاسِ اثْنَانِ)). [الصحيحة: ۳۷۵]

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب تک دو آدمی بھی باقی رہیں گے، یہ (امارت والا) معاملہ قریش میں رہے گا۔''

تخریج: الصحیحة ۳۷۵۔ بخاری (۳۵۰۱)، مسلم (۱۸۲۰)، احمد (۲/ ۲۹، ۹۳)، ابو داؤد الطیالسی (۱۹۵۶)

باب: الامراء المستبدون

باب:

۱۷۹۶: عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِيْ سُفْيَانَ مَرْفُوْعًا: ((يَكُوْنُ أُمَرَاءُ فَلَايُرَدُّ عَلَيْهِمْ [قَوْلُهُمْ] يَتَهَافَتُوْنَ فِي النَّارِ، يَتْبَعُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا)). [الصحيحة: ۱۷۹۰]

سیدنا معاویہ بن ابو سفیان رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایسے امراء بھی ہوں گے کہ (ان کی ہیبت کی وجہ سے) ان کی بات کو رد نہیں کیا جا سکے گا، وہ آگ میں بزور گھسیں گے اور وہ ایک دوسرے کے نقشِ قدم پر چلیں گے۔''

تخریج: الصحیحة ۱۷۹۰۔ ابو یعلی (۷۳۸۲)، طبرانی فی الکبیر (۱۹/ ۳۴۱)، طبرانی فی الاوسط (۵۳۰۷) مختصراً۔

الخليفة يحثو المال حثوا

خلیفہ چلو بھر بھر مال تقسیم کرے گا

۱۷۹۷: عَنْ أَبِيْ نَضْرَةَ، قَالَ: كُنَّا عِنْدَ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ: يُوْشِكُ أَهْلُ الْعِرَاقِ لَايُجْبٰى إِلَيْهِمْ قَفِيْزٌ وَلَا دِرْهَمٌ، قُلْنَا: مِنْ أَيْنَ ذَاكَ؟ قَالَ: مِنْ قِبَلِ الْعَجَمِ يَمْنَعُوْنَ ذَاكَ، ثُمَّ قَالَ: يُوْشِكُ أَهْلُ الشَّامِ أَنْ لَايُجْبٰى إِلَيْهِمْ دِيْنَارٌ وَلَا مُدٌّ قُلْنَا: مِنْ أَيْنَ ذَاكَ قَالَ مِنْ قِبَلِ الرُّوْمِ يَمْنَعُوْنَ ذَاكَ، قَالَ: ثُمَّ أَمْسَكَ هُنَيَّةً ثُمَّ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَكُوْنُ فِيْ آخِرِ أُمَّتِيْ خَلِيْفَةٌ يَحْثُوا الْمَالَ حَثْوًا، لَايَعُدُّهُ عَدًّا)) قَالَ: قُلْتُ لِأَبِيْ نَضْرَةَ وَأَبِي الْعَلَاءِ: أَتَرَيَانِ أَنَّهُ عُمَرُ بْنُ عَبْدِالْعَزِيْزِ؟ فَقَالَا: لَا [الصحيحة: ۳۰۷۲، ۴۰۰۱]

ابونضرہ کہتے ہیں: ہم سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کے پاس تھے، انھوں نے کہا: قریب ہے کہ اہل عراق کی طرف قفیز اور درہم کی درآمد رک جائے۔ ہم نے کہا: اب یہ چیزیں کہاں سے لائی جا رہی ہیں؟ انھوں نے کہا: عجم کی طرف سے، (ایک وقت آئے گا کہ) وہ روک لیں گے۔ پھر کہا: قریب ہے کہ اہل شام کی طرف دینار اور مدّ کی درآمد رک جائے۔ ہم نے کہا: اب یہ چیزیں کہاں سے منتقل کی جا رہی ہیں؟ انھوں نے کہا: روم سے (ایک وقت آئے گا کہ) وہ روک لیں گے۔ اس کے بعد وہ تھوڑی دیر کے لئے بات کرنے سے رک گئے اور پھر کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میری امت کے آخر میں ایک ایسا خلیفہ ہوگا جو مال کے چلو بھرے گا اور اسے شمار نہیں کرے گا۔'' میں نے ابونضرہ اور ابو علاء سے کہا: تمھارا کیا خیال ہے کہ وہ عمر بن عبد العزیز ہو سکتا ہے؟ انھوں نے کہا: نہیں۔

تخریج: الصحیحة ۳۰۷۲، ۴۰۰۱۔ احمد (۳/ ۳۱۷)، مسلم (۲۹۱۳)، ابن حبان (۶۶۸۲)، حاکم (۴/ ۴۵۴)

(۱۳) الزکاۃ والسخاء والصدقۃ والھبۃ

زکوۃ' سخاوت' صدقہ' ہبہ

باب: من الکبائر الترب بعد الھجرۃ ونحوہ التعزب

باب:

۱۷۹۸: عَنْ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ، أَنَّهُ سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ: أَيُّ الصَّدَقَةِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: ((ابْدَأْ بِمَنْ تَعُولُ، وَالصَّدَقَةُ عَنْ ظَهْرِ غِنًى)).

[الصحيحة:٢٢٤٣]

سیدنا حکیم بن حزام ﷺ سے روایت ہے کہ انھوں نے نبی کریم ﷺ سے سوال کیا کہ کون سا صدقہ افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جن افراد کی کفالت کا تو ذمہ دار ہے' ان کے ساتھ ابتداء کر اور صدقہ تو مالِ کفالت (اور بے نیازی) کے بعد ہوتا ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۲۴۳- طبرانی فی الکبیر (۵۶۳۶)' بخاری فی التاریخ (۱/ ۱۰۷)

فوائد: اس حدیث مبارکہ میں اہل وعیال کی اولیت وفوقیت اور عفت وقناعت کا بیان ہے۔شریعت نے ہمیشہ لوگوں کی مصلحت کو مقدم رکھا ہے۔ بیوی بچوں اور والدین کی کفالت کرنا فرض ہے' جبکہ دوسرے افراد پر صدقہ کرنا نفلی عبادت ہے' شریعت نے اس باب میں فرض کونفل پر مقدم کیا ہے۔اسی طرح شریعت نے انسان کوفقر وفاقہ سے بچانے کے لئے اس پر یہ وضاحت کی کہ بہترین صدقہ وہ ہے جوتونگری اور بے نیازی کے بعد ہو۔ ہاں یہ بات ذہن نشین رہے کہ بسا اوقات حالات وواقعات کو دیکھ کر گھر کا سارا مال صدقہ کرنا پڑ جائے تو اللہ تعالی پر بھروسہ کر کے یہ اقدام بھی کرنا چاہئے' جیسا کہ سیدنا ابوبکر صدیق ﷺ نے کیا تھا۔لیکن عوام الناس نے اس موضوع کی احادیث سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے اہل وعیال کی کفالت سے انتہائی تکلفات پر مشتمل زندگی مراد لی ہے۔ایک دن میں ایک بھائی سے اس موضوع پر بات کر رہا تھا کہ ٹھیک ہے کہ آپ بال بچے دار ہیں لیکن آپ کے والدین کے بھی تو آپ پر حقوق ہیں' آپ ان کے بارے میں غفلت اور لاپرواہی کا شکار کیوں ہیں' حالانکہ آپ کی معقول آمدنی ہے؟انھوں نے جواباً گھر کے اخراجات کی فہرست پڑھنی شروع کر دی' میں نے مختلف آیات واحادیث کی روشنی میں کچھ کہنا چاہا' لیکن بے سود۔تو اس حدیث کا یہ مطلب نہیں جو عام لوگوں نے سمجھ لیا ہے' صدقہ وخیرات مسلمان کی زندگی کا اہم ترین جزو ہے' جس کو پورا کرنے کے لئے خلوص اور جذبے کی ضرورت ہے' بھاری آمدنی کی نہیں' ہمیں چاہئے کہ ہم اپنے بچوں کی اہم ضروریات پر توجہ دھریں اور دوسرے مسلمانوں کے حقوق سے غفلت مت برتیں۔مسئلہ یہ ثابت ہوتا ہے کہ عام نفلی ومستحب صدقہ وخیرات سے قبل اہل خانہ کا خیال رکھنا چاہئے' نہ کہ اپنی آمدنی اور کمائی کی اصل غرض وغایت بیوی بچوں کے اعلی سے اعلی معیار کو سمجھنا چاہئے۔

بيان صدقة الفطر

صدقہ فطر کا بیان

۱۷۹۹: عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ ثَعْلَبَةَ بْنِ صَعِيْرٍ۔ أَوْ عَنْ ثَعْلَبَةَ۔ عَنْ أَبِيْهِ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((أَدُّوْا صَاعاً مِنْ بُرٍّ أَوْ قَمْحٍ بَيْنَ اثْنَيْنِ أَوْ صَاعاً مِنْ تَمْرٍ، أَوْ صَاعًا مِنْ شَعِيْرٍ، عَنْ كُلِّ حُرٍّ وَعَبْدٍ، وَصَغِيْرٍ وَكَبِيْرٍ)). [الصحيحة: ۱۱۷۷]

عبداللہ بن ثعلبہ بن صعیر یا ثعلبہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر آزاد اور غلام اور چھوٹے بڑے کی طرف سے ایک صاع گندم (جو دو آدمیوں کی طرف سے ادا کیا جائے گا) کا' یا ایک صاع کھجور کا یا ایک صاع جو کا (بطور صدقۂ فطر) ادا کرو۔''

تخریج: الصحیحة ۱۱۷۷۔ احمد (۵/ ۴۳۲)' دارقطنی (۲/ ۱۵۰)' ابو داؤد (۱۶۱۹' ۱۶۲۱)

فوائد: ''صدقہ فطر'' سے مراد وہ مخصوص صدقہ ہے جو ماہ رمضان کے اختتام پر ہر مسلمان کی طرف سے نماز عید سے پہلے ادا کیا جاتا ہے۔ صاع ایک پیمانے کا نام ہے' جس کا وزن 2.100 کلوگرام کے برابر ہوتا ہے' تخمینی طور پر اڑھائی کلو بتایا جاتا ہے۔ یہ صدقہ صرف مسلمانوں پر فرض ہے' کیونکہ بخاری و مسلم کی حدیث میں ''من المسلیمن'' کے الفاظ بھی ہیں۔ گندم میں سے پورا یا نصف صاع صدقہ فطر دیا جائے گا؟ یہ صحابہ کرام میں بھی ایک مختلف فیہ مسئلہ تھا۔ جب سیدنا امیر معاویہ ﷛ حج یا عمرے کے موقع پر مکہ مکرمہ تشریف لائے' تو لوٹنے سے پہلے لوگوں سے خطاب کیا اور کہا: میرا خیال ہے کہ شام کی گندم کا نصف صاع (قیمت میں) کھجور کے ایک صاع کے برابر ہے' لہذا آئندہ گندم کا نصف صاع ادا کیا کریں گے۔ لیکن سیدنا ابوسعید خدری ﷛ کہتے ہیں کہ میں ہمیشہ اسی طرح (ایک صاع) ہی ادا کرتا رہا جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں تھا۔ [مسلم] اس حدیث سے معلوم ہوا کہ گندم کا نصف صاع سیدنا امیر معاویہ ﷛ کا اپنا اجتہاد تھا۔ لیکن امام البانی ﷫ کی نقل کردہ مذکورہ بالا حدیث نے قطعی فیصلہ کر دیا ہے کہ گندم میں سے واقعی نصف صاع ہی ادا کیا جائے گا۔ (واللہ اعلم بالصواب)

۱۸۰۰: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَدُّوْا صَاعًا مِنْ طَعَامٍ)).

سیدنا عبداللہ بن عباس ﷛ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کھانے کا ایک صاع ادا کیا کرو۔''

تخریج: الصحیحة ۱۱۷۹۔ بیہقی (۴/ ۱۶۷)' ابو نعیم فی الحیلة (۳/ ۱۲/ ۶/ ۲۶۲)

فوائد: اس حدیث میں صدقہ فطر کا ہی ذکر ہے' جس کی تفصیل گزشتہ حدیث میں گزر چکی ہے۔ امام البانی ؒ نے کہا: سابقہ حدیث کی تخصیص کی وجہ سے اس حدیث کا تعلق گندم کے علاوہ دوسری اجناس سے ہے۔ [صحیحہ: ۱۱۷۹ کے تحت]

اذا وصل المال اليل من غير مسئلة فاقبله

جب مال بغیر سوال کے مل جائے تو قبول کرے

۱۸۰۱: عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ [عَنْ أَبِيْهِ] قَالَ: كَانَ رَجُلٌ فِي أَهْلِ الشَّامِ مَرْضِيًا، قَالَ لَهُ عُمَرُ: عَلٰى مَا يُحِبُّكَ أَهْلُ الشَّامِ؟ قَالَ: أُغَازِيهِمْ وَأُوَاسِيْهِمْ،

زید بن اسلم اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ اہلِ شام کا ایک پسندیدہ آدمی تھا' سیدنا عمر ﷛ نے اس سے پوچھا: کس صفت کی بناء پر اہلِ شام تجھ سے محبت کرتے ہیں؟ اس نے کہا: میں ان کے

قَالَ فَعَرَضَ عَلَيْهِ عُمَرُ عَشَرَةَ الآفٍ، قَالَ: خُذْهَا وَاسْتَعِنْ بِهَا فِي غَزْوِكَ، قَالَ: إِنِّي عَنْهَا غَنِيٌّ، قَالَ عُمَرُ: إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ عَرَضَ عَلَيَّ مَالاً دُوْنَ الَّذِي عَرَضْتُ عَلَيْكَ، فَقُلْتُ لَهُ مِثْلَ الَّذِي قُلْتَ لِي، قَالَ: ((إِذَا آتَاكَ اللّٰهُ مَالاً لَمْ تَسْأَلْهُ، وَلَمْ تَشْرَهْ إِلَيْهِ نَفْسُكَ فَاقْبَلْهُ، فَإِنَّمَا هُوَ رِزْقُ اللّٰهِ سَاقَهُ اللّٰهُ إِلَيْكَ)).

[الصحيحة:١١٨٧]

ساتھ مل کر جہاد کرتا ہوں اور ان سے ہمدردی کرتا ہوں۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اسے دس ہزار (دینار) دیئے اور کہا: یہ لے لے اور ان کو اپنے غزووں میں استعمال کر۔ اس نے کہا: مجھے ان کی ضرورت نہیں۔ آپ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے مجھ پر اس سے کم مال پیش کیا تھا جو میں نے تجھ پر کیا اور میں نے وہی بات کہی جو تو نے کہی، لیکن آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب اللہ تعالی تجھے کوئی مال عطا کرے جبکہ تو نے وہ کسی سے نہ مانگا ہو اور نہ اس کا حریص بنا ہو، تو قبول کر لیا کر، کیونکہ وہ تو اللہ کا رزق ہوتا ہے جو وہ تجھے عطا کرتا ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۱۸۷۔ حاکم (۳/ ۲۸۶)، بیہقی (۶/ ۱۸۴)، ابو نعیم فی اخبار اصبھان (۱/ ۲۲۸)

فوائد: حدیثِ مبارکہ اس بات پر دلالت کناں ہے کہ انسان کی نگاہ دوسرے کے مال و دولت پر نہیں لگی رہنی چاہئے، اسے حرص و طمع سے کلی طور پر اجتناب کرنا چاہئے، ہاں اگر کسی لالچ کے بغیر اللہ تعالی اس کے لئے رزقِ وسیع کے اسباب پیدا کر دیتا ہے، تو وہ اللہ تعالی کا فضل و کرم سمجھ کر اسے قبول کر لے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (شرف المؤمن صلاته بالليل وعزه استغناؤه عما في ايدي الناس۔) [صحیحہ: ۱۹۰۳] یعنی: مومن کا شرف اس میں ہے کہ وہ رات کو نماز پڑھے اور اس کی عزت اس میں ہے کہ وہ لوگوں کے ہاتھوں میں جو کچھ ہے اس سے بے پرواہ ہو جائے۔

انفاق المال على اهله اولا
پہلے مال کو اپنے گھر والوں پر خرچ کرنا

١٨٠٢: عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ مَرْفُوْعاً: ((إِذَا أَعْطَى اللّٰهُ أَحَدَكُمْ خَيْراً فَلْيَبْدَأْ بِنَفْسِهِ وَأَهْلِ بَيْتِهِ)). [الصحيحة:٢٥٦٨]

سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب اللہ تعالی کسی کو مال عطا کرے تو وہ اسے اپنے اور اپنے گھر والوں سے خرچ کرنا شروع کرے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۵۶۸۔ مسلم (۱۸۲۲)، ابو عوانۃ (۴/ ۴۰۰)، احمد (۴/ ۸۶، ۸۷)

فوائد: اس حدیثِ مبارکہ کا وہی مفہوم ہے جو اس باب کی پہلی حدیث میں گزر چکا ہے کہ انسان اپنی آمدنی سے سب سے پہلے اپنے اور اپنے اہل و عیال کے اخراجات کا بندوبست کرے، پھر صدقہ و خیرات کے لئے دوسرے لوگوں کا انتخاب کرے، لیکن اپنے اخراجات سے مراد پرتکلف زندگی نہیں ہے۔

انفاق المال على اهله صدقة
اپنے گھر والوں پر خرچ کرنا بھی صدقہ ہے

١٨٠٣: عَنْ أَبِي مَسْعُوْدٍ الْبَدْرِيِّ مَرْفُوْعاً: ((إِذَا أَنْفَقَ الرَّجُلُ عَلَى أَهْلِهِ نَفَقَةً يَحْتَسِبُهَا فَهِيَ لَهُ صَدَقَةٌ)). [الصحيحة: ٧٢٩]

سیدنا ابو مسعود بدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب آدمی اپنے اہل و عیال پر ثواب کی نیت سے خرچ کرتا ہے تو وہ اس کے لئے صدقہ شمار ہوتا ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۷۲۹- بخاری (۵۵)' نسائی (۲۵۴۶)' ابو داؤد الطیالسی (۶۱۵)

فوائد: اہل وعیال پر خرچ کرنا ان کے سربراہ کا فریضہ ہے' جب وہ اس نیت سے ان کے مطالبے پورے کرے گا کہ اللہ تعالی نے میری یہ ذمہ داری لگائی ہے' تو نہ صرف ان کے بال بچوں کو سکون ملے گا' بلکہ اسے بھی اجر وثواب سے نوازا جائے گا۔ البتہ اس بات کا ہے کہ ہماری روزمرّہ زندگی کے اکثر افعال واعمال شریعت کے آئینہ دار ہوتے ہیں' لیکن انہیں ہم اپنی زندگی کا معمول سمجھ کر سرانجام دیتے ہیں۔ ہمارا ذہن ان کے نیکی ہونے کی طرف منتقل نہیں ہوتا' بلکہ ان کی حیثیت معاشرے کے ایک رواج سے زیادہ نہیں رہتی۔

انصال المال من غير مسالة رزق الله

۱۸۰٤: عَنْ قَبِيصَةَ بْنُ ذُؤَيْبٍ: أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ أُعْطَى [ابْنَ] السَّعْدِيَّ أَلْفَ دِينَارٍ، فَأَبَى أَن يَّقْبَلَهَا وَقَالَ: أَنَا عَنْهَا غَنِيٌّ، فَقَالَ لَهُ عُمَرُ إِنِّي قَائِلٌ لَّكَ مَاقَالَ لِي رَسُوْلُ اللّٰهِﷺ: ((إِذَا سَاقَ اللّٰهُ إِلَيْكَ رِزْقاً مِنْ غَيْرِ مَسْأَلَةٍ، وَلَا إِشْرَافِ نَفْسٍ فَخُذْهُ فَإِنَّ اللّٰهَ أَعْطَاكَهُ)).

[الصحيحة:١٣٢٤]

بغیر سوال کے مال کا ملنا اللہ کا رزق ہے

قبیصہ بن ذویب کہتے ہیں کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ابن سعدی کو ایک ہزار دینار دینے چاہے' لیکن اس نے قبول کرنے سے انکار کر دیا اور کہا: مجھے ان کی کوئی ضرورت نہیں۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اسے کہا: میں تجھے وہی بات کہوں گا جو رسول اللہ ﷺ نے مجھے کہی تھی کہ ''جب اللہ تعالی تجھے کوئی مال عطا کرے' جبکہ تو نے نہ کسی سے سوال کیا اور نہ اس کے لئے حرص وطمع رکھی ہو' تو وہ قبول کر لیا کر' کیونکہ اللہ تعالی نے تجھے عطا کیا ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۳۲۴- ابن حبان (۳۴۰۳)

فوائد: ملاحظہ فرمایئے حدیث نمبر ۱۸۰۱ کے فوائد۔

لا تصدق المرأة الا باذن زوجها

۱۸۰٥: عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو مَرْفُوْعاً: ((إِذَا مَلَكَ الرَّجُلُ الْمَرْأَةَ، لَمْ تُجْزِ عَطِيَّتُهَا إِلَّا بِإِذْنِهِ)). [الصحيحة: ٢٥٧١]

عورت اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر صدقہ نہ کرے

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب مرد (بذریعۂ نکاح) کسی عورت کا مالک بن جاتا ہے تو خاوند کی اجازت کے بغیر اس کا عطیہ دینا جائز نہیں ہوتا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۵۷۱- ابو داؤد الطیالسی (۲۲۶۷)' بیھقی فی السنن (۶/ ۶۰)' والمعرفة (۳۶۵۴)' بھذا اللفظ۔

فوائد: یہ ایک انتہائی اہم مسئلہ ہے کہ کوئی عورت اپنے خاوند کی اجازت کے بغیر مال و دولت میں تصرّف نہیں کر سکتی۔ سیدنا ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع والے سال اپنے خطبہ میں فرمایا: (لاتنفق امرأة شيئا من بيت زوجها الا باذن زوجها۔) قيل: يارسول الله! ولاالطعام؟ قال: (ذلك من افضل اموالنا۔) (ترمذی' ابن ماجہ) یعنی: کوئی عورت اپنے خاوند کے گھر سے اس کی اجازت کے بغیر کوئی چیز خرچ نہ کرے۔ کسی نے کہا: اے اللہ کے رسول! کسی کو کھانا بھی نہیں دے سکتی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ ہمارے افضل (اور قیمتی) اموال میں سے ہے۔ لہٰذا عورت کو چاہئے کہ وہ اپنے خاوند کے صلاح ومشورے کے بعد کسی کو کوئی چیز دے' لیکن جس چیز کے بارے میں عورت کو علم ہو کہ اگر اس کو خرچ کر بھی دیا جائے تو خاوند کچھ نہیں کہے گا یا موجود

ہونے کی صورت میں وہ اجازت دے دے گا، تو ایسا مال خرچ کرنے کی اسے اجازت ہو گی۔

اهمية استغناء الناس
لوگوں سے بے نیاز ہونے کی اہمیت

۱۸۰۶: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَفَعَهُ: ((اِسْتَغْنُوا عَنِ النَّاسِ وَلَوْ بِشُوْصِ السِّوَاكِ)). [الصحيحة: ١٤٥٠]

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لوگوں سے غنی (اور بے پرواہ) ہو جاؤ، اگرچہ مسواک ملنے کے ساتھ۔''

تخریج: الصحیحة ۱۴۵۰۔ البزار (الکشف ۹۱۳)، والبحر (۴۸۲۴)، طبرانی فی الکبیر (۱۲۲۵۷)، الضیاء فی المختارة (۱۰/ ۱۷۶)

اى الصدقة افضل
کون سا صدقہ افضل ہے

۱۸۰۷: عَنْ جَابِرٍ مَرْفُوْعاً: ((أَفْضَلُ الصَّدَقَةِ جَهْدُ الْمُقِلِّ، وَابْدَأْ بِمَنْ تَعُوْلُ)). [الصحيحة: ٥٦٦]

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کم مایہ آدمی کی محنت کا صدقہ افضل ہے اور جن افراد کی کفالت کا تو ذمہ دار ہے، ان کے ساتھ ابتداء کر۔''

تخریج: الصحیحة ۵۶۶۔النبوی فی حدیث ابی الجهم العلاء بن موسی(۲/ ۲)، حمیدی (۱۲۷۶)، وابن عدی فی الکامل (۳/ ۱۰۸۵)، من طریق آخر باختلاف۔

فوائد: ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿الَّذِىْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيَاةَ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا﴾ [سورۂ ملک: ۲] ـــ (وہ اللہ) جس نے موت و حیات کے (نظام کو) پیدا کیا تاکہ تم (انسانوں) کو آزمائے کہ تم میں کون ہے جو اچھے عمل کرے گا۔ دراصل اللہ تعالی کی قدر دان نگاہ سب سے پہلے عمل کے حسن پر پڑتی ہے اور پھر عمل کی کثرت پر، وگرنہ کثرتِ عمل رائیگاں ہو جاتی ہے۔ ایک غریب آدمی ہے، محنت و مشقت کر کے معمولی مقدار میں مال و دولت اکٹھی کی اور بمشکل اپنے اخراجات پورے کر کے اس کی انتہائی معمولی مقدار اللہ تعالی کے راستے میں اس تڑپ سے خرچ کی کہ اس کا نام بھی صدقہ کرنے والوں کی فہرست میں آ جائے۔ ایسے آدمی کے عمل کی قدر بہر حال ایک امیر زادے کے عمل سے زیادہ ہے، جو نعمتوں کی فراوانیوں کے ماحول میں پالا پوسا گیا ہو اور وہ اپنی آمدن کا کچھ حصہ اللہ تعالی کے راستے میں خرچ کر دے۔ بات اس جذبے کی ہے کہ جو اس صدقے کے پس منظر میں ہے

افضل الصدقة المنيحة
دودھ دینے والے جانور کا عطیہ سب سے افضل ہے

۱۸۰۸: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعاً: ((أَفْضَلُ الصَّدَقَةِ الْمَنِيْحَةُ، تَغْدُوْا بِعِسَاءٍ، وَتَرُوْحُ بِعِسَاءٍ)). [الصحيحة: ٢٥٨٧]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ''(دودھ والا جانور) بطورِ عطیہ دینا افضل صدقہ ہے، جو صبح کو ایک پیالہ دودھ کا دے اور ایک شام کو۔''

تخریج: الصحیحة ۲۵۸۷۔ الخطابی فی غریب الحدیث (۱۰۶/ ۲)، الحمیدی (۱۰۶۱)، بخاری (۲۶۲۹)، مسلم (۱۰۱۹)، احمد (۲/ ۲۴۲)، باختلاف یسیر۔

فوائد: یہ بھی صدقہ کی ایک قسم ہے، دراصل اللہ تعالی نے اپنے بندوں کو رزق دینے کے دو انداز اختیار کئے ہیں: (۱) براہِ راست

رزق دینا' یعنی ایسے اسباب مہیا کرنا' جن کی بنا پر بندہ کسی کے سامنے ہاتھ پھیلائے بغیر اپنی روزی کا اہتمام کر لیتا ہے اور (۲) کسی کے لئے محض یہ سبب ہے کہ وہ لوگوں سے سوال کرے یا لوگ اس پر از خود صدقہ کر دیں۔ وہ لوگ کتنے سعادت مند ہیں جو اللہ تعالی سے اسبابِ رزق وصول کرنے کے بعد اس کی آزمائش پر پورے اترتے ہیں اور ان لوگوں کی فکر کرتے ہیں' جن کو اللہ تعالی نے اسبابِ روزی سے محروم رکھا ہوا ہے۔ کسی شخص کو مستقل طور پر جانور دینے کے اجر و ثواب کا اندازہ اس حدیث سے لگایا جا سکتا ہے کہ سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (اربعون خصلة اعلاها منيحة العنز' ما من عامل يعمَل بخصُلة منها رجاءَ ثوابها وتصديقَ موعودها الا ادخله الله بها الجنة۔) [بخاری] یعنی: چالیس خصلتیں ہیں' ان میں سب سے اعلیٰ' بکری کا دودھ پینے کے لئے دے دینا ہے۔ جو عامل بھی ان میں سے کسی ایک خصلت پر' ثواب کی امید پر اور اللہ تعالی کی طرف سے کئے گئے وعدوں کی تصدیق کرتے ہوئے عمل کرتا ہے' تو اللہ تعالی اسے ضرور جنت میں داخل فرماتا ہے۔

۱۸۰۹: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يَبْلُغُ بِهِ: ((أَلَا رَجُلٌ يَمْنَحُ أَهْلَ بَيْتٍ [لَادرلهم] نَاقَةً [مِنْ إِبِلِهِ] تَغْدُوْ بِعِسٍ وَتَرُوْحِ بِعِسٍ؟ إِنَّ أَجْرَهَا لَعَظِيْمٌ)). [الصحيحة: ٣٦٠١]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ (حدیث کو نبی ﷺ سے) روایت کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں: ''کیا کوئی ایسا آدمی نہیں ہے جو کسی اہل خانہ' جن کے پاس دودھ نہیں ہے' کو اونٹنی بطورِ عطیہ دے دے' جو صبح کو ایک بڑا پیالہ دودھ کا دے اور ایک شام کو؟ بلاشبہ اس کا اجر بہت زیادہ ہے۔''

تخریج: الصحيحة ۳۶۰۱۔ مسلم (۱۰۱۹)' احمد (۲/ ۲۴۲)' ابو یعلی (۶۲۶۸)' المروزی فی زوائد علی الزهد ابن وانظر الحديث السابق' المبارك (۷۸۰)

ابساط اليد في الخير

خیر کے کاموں میں ہاتھوں کا پھیلانا

۱۸۱۰: عَنْ أَسْوَدَ بْنِ أَصْرَمِ الْمُحَارِبِيِّ، قَالَ: قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ أَوْصِنِي، قَالَ: ((امْلِكْ يَدَكَ وَفِي رِوَايَةٍ: لَاتَبْسُطْ يَدَكَ إِلَّا إِلَى خَيْرٍ)). [الصحيحة: ١٥٦٠]

سیدنا اسود بن اصرم محاربی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے کوئی وصیت فرمائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اپنے ہاتھ کو قابو میں رکھ۔'' اور ایک روایت میں ہے: ''ہاتھ کو نہ پھیلا' مگر خیر و بھلائی کی طرف۔''

تخریج: الصحيحة ۱۵۶۰۔ بخاری فی التاریخ (۱/ ۴۴۴)' طبرانی فی الکبیر (۸۱۸)' ابن ابی الدنیا فی الصمت (۵)' ابو نعیم فی المعرفة (۹۱۲' ۹۱۳)' وفی اخبار اصبهان (۲/ ۱۷۹)

فوائد: جسم کے تمام اعضاء بالخصوص ہاتھ اللہ تعالی کا بیش قیمت احسان و اکرام اور نعمت و امانت ہیں۔ انسان زندہ رہنے کے لئے جتنے اسباب و وسائل استعمال کرتا ہے' ان میں اس کا سب سے زیادہ تعاون کرنے والے اس کے ہاتھ ہوتے ہیں۔ لہذا اللہ تعالی کے احسانات کا یہ تقاضا ہے کہ ہم اپنے ہاتھوں کو ان امور کے لئے استعمال کریں' جن سے ہمارے دنیوی اور اخروی فوائد متعلق ہوں۔

اعطاء المال لتاليف القلب

تالیف قلبی کے لیے مال دینا

١٨١١: عَنْ عَمْرِو بْنِ تَغْلَبَ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أُتِيَ بِمَالٍ۔ أَوْ سَبْيٍ۔ فَقَسَّمَهُ، فَأَعْطَى رِجَالًا وَتَرَكَ رِجَالًا فَبَلَغَهُ أَنَّ الَّذِيْنَ تُرِكَ عَتَبُوْا، فَحَمِدَاللّٰهَ، ثُمَّ أَثْنٰى عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: ((أَمَّا بَعْدُ: فَوَاللّٰهِ! إِنِّي أُعْطِي الرَّجُلَ [وَأَدَعُ الرَّجُلَ]وَالَّذِي أَدَعُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنَ الَّذِي أُعْطِي، وَلٰكِنْ أُعْطِي أَقْوَاماً لِمَا أَرٰى فِي قُلُوْبِهِمْ مِنَ الْجَزَعِ وَالْهَلَعِ، وَأَكِلُ أَقْوَاماً إِلٰى مَاجَعَلَ اللّٰهُ فِي قُلُوْبِهِمْ مِنَ الْغِنٰى وَالْخَيْرِ، مِنْهُمْ:عَمْرُو بْنُ تَغْلَبَ)) قَالَ عَمْرٌو: فَوَاللّٰهِ! مَا أُحِبُّ أَنَّ لِي بِكَلِمَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حُمْرَ النَّعَمِ!۔

[الصحيحة:٣٤٩٤]

سیدنا عمرو بن تغلب ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس کچھ مال یا قیدی آئے۔ آپ نے انہیں تقسیم فرما دیا۔ کچھ لوگوں کو دیا اور کچھ کو نہ دیا۔ آپ کو یہ بات پہنچی کہ جن کو آپ نے نہیں دیا' انھوں نے ناراضی کا اظہار کیا ہے۔ پس آپ نے اللہ کی حمد و ثناء کے بعد فرمایا: ''امابعد' اللہ کی قسم! میں کسی کو دیتا ہوں اور کسی کو نہیں دیتا۔ وہ لوگ جن کو میں چھوڑ دیتا ہوں (انھیں نہیں دیتا) وہ مجھے ان سے زیادہ محبوب ہیں جن کو میں دیتا ہوں (یاد رکھو) ان کو صرف اس لئے دیتا ہوں کہ میں ان کے دلوں میں گھبراہٹ اور سخت بے چینی دیکھتا ہوں اور دوسرے لوگوں کو میں اس تونگری اور بھلائی کے سپرد کر دیتا ہوں جو اللہ نے ان کے دلوں میں رکھی ہے۔ ان ہی لوگوں میں سے عمرو بن تغلب ہے۔'' عمرو بن تغلب کہتے ہیں: اللہ کی قسم! مجھے رسول اللہ ﷺ کی اس بات کے مقابلے میں سرخ اونٹ لینا بھی پسند نہیں ہے۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۴۹۴۔ بخاری (۹۲۳' ۳۱۴۵)' احمد (۵/ ۶۹)' ابو داؤد الطیالسی (۱۱۷۰)

فوائد: نبی کریم ﷺ کے پاس جو مال بھی آتا وہ آپ ﷺ تقسیم فرما دیتے' ہاں یہ بات ضرور ہے کہ تقسیم میں آپ ﷺ کے سامنے مختلف پہلو ہوتے تھے' کبھی ضرورت و حاجت کا لحاظ کر کے حاجتمندوں اور مستحق لوگوں کو دے دیتے اور بسا اوقات تالیف قلبی کو مدنظر رکھ کر مخصوص لوگوں میں بانٹ دیتے تھے اور ایسی صورت میں آپ ﷺ صرف ان لوگوں کو دیتے جن کے بارے میں آپ ﷺ کو اندیشہ ہوتا کہ اگر انہیں نظر انداز کیا گیا تو یہ بے صبری اور ضعف کا مظاہرہ کریں گے اور یوں قابل اعتماد اور دلوں کی تونگری سے بہرہ ور قسم کے لوگ عمداً محروم کر دیئے جاتے۔ اس سے عمرو بن تغلب کی فضیلت واضح ہوتی ہے کہ ان کو بھی رسول اللہ ﷺ نے اسی دوسری قسم میں شمار فرمایا' جس کو انہوں نے اپنے لئے بجا طور پر ایک بہت بڑا اعزاز قرار دیا۔ گویا بیت المال سے تقسیم کرنے میں حاکم مجاز کو صوابدیدی اختیارات حاصل ہیں بشرطیکہ حاکم تقویٰ اور امانت و دیانت کے تقاضوں کو ملحوظ رکھنے والا ہو۔ اندھے کی طرح اپنوں میں ہی ریوڑیاں تقسیم کرنے والا نہ ہو۔

سعة الدنيا والنجاح في الآخرة

دنیا کی وسعت اور آخرت کی کامیابی کا بیان

١٨١٢: عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ۔ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ۔ قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ فَجَاءَهُ رَجُلَانِ: أَحَدُهُمَا يَشْكُوا الْعِيْلَةَ، وَالْآخَرُ يَشْكُوْ قَطْعَ

سیدنا عدی بن حاتم ؓ کہتے ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کے پاس موجود تھا' آپ کے پاس دو آدمی آئے' ان میں سے ایک فقر وفاقہ کی اور دوسرا راستے کے غیر محفوظ ہونے کی شکایت کر رہا تھا۔

السَّبِيلِ! فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ: ((أَمَّا قَطْعُ السَّبِيلِ فَإِنَّهُ لَايَأْتِي عَلَيْكَ إِلَّا قَلِيْلٌ حَتّٰى تَخْرُجَ الْعِيرُ إِلٰى مَكَّةَ بِغَيْرِ خَفِيرٍ، وَأَمَّا الْعَيْلَةُ، فَإِنَّ السَّاعَةَ لَاتَقُوْمُ حَتّٰى يَطُوْفَ أَحَدُكُمْ بِصَدَقَتِهِ، لَايَجِدُوْ مَنْ يَقْبَلُهَا مِنْهُ ثُمَّ لَيَقِفَنَّ أَحَدُكُمْ بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ لَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ حِجَابٌ وَلَا تَرْجُمَانٌ يَتَرَجَّمُ لَهُ، ثُمَّ لَيَقُوْلَنَّ لَهُ: أَلَمْ أُوْتِكَ مَالًا؟! فَلَيَقُوْلَنَّ: بَلٰى. ثُمَّ لَيَقُوْلَنَّ: أَلَمْ أُرْسِلْ إِلَيْكَ رَسُوْلًا؟! فَلَيَقُوْلَنَّ: بَلٰى. فَيَنْظُرُ عَنْ يَمِيْنِهِ، فَلَا يُرٰى إِلَّا النَّارُ، ثُمَّ يَنْظُرُ عَنْ شِمَالِهِ، فَلَا يُرٰى إِلَّا النَّارُ، فَلْيَتَّقِيَنَّ أَحَدُكُمُ النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ، فَإِنْ لَّمْ يَجِدْ فَبِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ)).

[الصحيحة: ٣٤٩٥]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''رہا مسئلہ راستے کے غیر محفوظ ہونے کا' تو قلیل عرصہ کی بات ہے' اس کے بعد غلے والے قافلے بھی مکہ کی طرف بغیر محافظ کے روانہ ہوں گے اور جہاں تک غربت و افلاس کا تعلق ہے' تو قیامت کے قائم ہونے سے پہلے تم میں سے ایک آدمی صدقہ لے کر گھومے گا لیکن (مال و دولت کی فراوانی کی وجہ سے) وہ ایسا فرد نہیں پائے گا جو اس کا صدقہ قبول کرے۔ (یاد رکھو کہ) تم میں سے ہر کوئی اللہ تعالی کے سامنے کھڑا ہوگا' دونوں کے بیچ میں پردہ ہوگا نہ ترجمانی کرنے والا ترجمان۔ اللہ تعالی پوچھے گا: کیا میں نے تجھے مال دیا تھا؟ وہ کہے گا: کیوں نہیں۔ پھر اللہ تعالی پوچھے گا: کیا میں نے تیری طرف رسول بھیجا تھا؟ وہ کہے گا: کیوں نہیں۔ سو جب وہ اپنی دائیں جانب دیکھے گا تو صرف آگ نظر آئے گی اور بائیں جانب دیکھے گا تو اُدھر بھی صرف آگ نظر آئے گی۔ ہر کوئی آگ سے بچے' اگرچہ کھجور کے ٹکڑے کے ساتھ' اگر وہ بھی نہ ہو تو اچھی بات کے ساتھ۔''

تخریج: الصحیحة ۳۴۹۵۔ بخاری (۱۴۱۳)' ابن حبان (۷۳۷۴)' طبرانی فی الکبیر (۱۷/ ۹۴)

فوائد: معلوم ہوا کہ حسبِ استطاعت صدقہ و خیرات جہنم سے بچنے کے بہت بڑے اسباب ہیں اور لیکن ہر ایک کے بس کی بات نہ ہونے کی وجہ سے شریعت نے ''کلمۂ طیبہ'' یعنی اچھی بات کہنے کی تلقین کر دی' جو ہر کس و ناکس کرنے کی قدرت رکھتا ہے۔ آدمی صدقہ و خیرات کی صورت میں جو مال و دولت اللہ تعالی کے پاس جمع کروا دیتا ہے' وہی اس کا حقیقی سرمایہ ہے' جیسا کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ہم لوگوں نے ایک بکری ذبح کی تھی اور نبی کریم ﷺ نے آ کر پوچھا کہ اس کا کتنا حصہ باقی ہے؟ ہم نے کہا: (ساری تقسیم کر دی گئی ہے) صرف ایک دستی بچی ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: (بقِي كلها غيرَ كتِفِها۔) [ترمذی] یعنی: (اس کا مطلب یہ ہوا کہ) سب ہی باقی ہے' سوائے ایک دستی کے۔ (یعنی بکری کا جو حصہ تقسیم کر دیا گیا ہے دراصل وہی باقی ہے جو روزِ قیامت کام آئے گا اور جو بچ گیا ہے اس کو ہم خود کھا کر فنا کر دیں گے)۔ نیز سیدنا ابو ہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص پاکیزہ (حلال) کمائی سے ایک کھجور کے برابر صدقہ کرتا ہے اور اللہ تعالی صدقہ قبول ہی پاکیزہ کمائی کا کرتا ہے تو اللہ تعالی اسے اپنے دائیں ہاتھ میں لیتا ہے' پھر وہ اسے صاحبِ صدقہ کے لئے بڑھاتا رہتا ہے جیسے تم میں سے ایک شخص اپنے بچھیرے کو پالتا اور بڑھاتا ہے یہاں تک کہ (وہ کھجور) پہاڑ کی مانند ہو جاتا ہے۔ [بخاری' مسلم] رہا مسئلہ اچھی بات کا' تو سیدنا عبد اللہ بن عمرو ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (ان في الجنة غُرفة يرى ظاهرها من باطنها' وباطنها من ظاهرها۔ فقال ابو مالك الاشعري: لمن هي يا رسول الله؟ قال: لمن اطاب الكلام واطعم الطعام وبات قائما والناس نيام۔) [حاکم' طبرانی] یعنی: جنت میں ایسے

بالا خانے ہیں کہ اندر سے ان کا باہر کا منظر اور باہر سے اندر کا منظر نظر آتا ہے۔ سیدنا ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! وہ کس کے لئے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ اس کے لئے ہیں جو اچھی اور عمدہ گفتگو کرتا ہے' کھانا کھلاتا ہے اور جب (رات کو) لوگ سو رہے ہوتے ہیں تو وہ قیام کرتا ہے۔ لہذا ہمیں چاہیے کہ اپنی حیثیت کو دیکھ کر صدقہ و خیرات کی مختلف صورتوں میں اللہ تعالی کے عطا کئے ہوئے رزق میں سے کچھ مقدار صرف کرتے رہیں اور لوگوں کے ساتھ حسنِ اخلاق سے پیش آئیں۔

اعطاء فضل المال خير

۱۸۱۳: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ. يَقُوْلُ: يَا ابْنَ آدَمَ! إِنَّ تَعْطِ الْفَضْلِ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكَ وَإِنْ تَمْسِكْهُ فَهُوَ شَرٌّلَّكَ، وَابْدَأْ بِمَنْ تَعُوْلُ، وَلَا يَلُوْمُ اللّٰهُ عَلَى الْكِفَافِ وَالْيَدُ الْعُلْيَاءِ خَيْرٌ مِنَ الْيَدِ السُّفْلٰى)). [الصحيحة:٢٤٧٣]

بچے ہوئے مال کو عطیہ کرنا بہتر ہے

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالی فرماتا ہے: ابن آدم! اگر تو زائد از ضرورت مال خرچ کر دے تو تیرے لئے بہتر ہے اور اگر روکے رکھے تو وہ تیرے لئے برا ہے اور اللہ تعالی برابر سرابر روزی پر ملامت نہیں کرتا اور ابتداء اپنے اہل وعیال کے ساتھ کر اور اوپر والا ہاتھ نچلے ہاتھ سے بہتر ہے۔''

فوائد: اس حدیث میں جہاں اپنی اور اپنے اہل وعیال کی ضرورت اور حاجت کے مطابق مال رکھنے کی اجازت' بلکہ تاکید اور حکم ہے وہاں دوسری طرف ضرورت سے زائد مال کو ضرورت مندوں پر خرچ کرنے کا استحباب ہے اور مال کو روکے رکھنے کو انسان کے حق میں برا قرار دیا گیا ہے' کیونکہ اس کا نتیجہ دنیا و آخرت دونوں جگہ صحیح نہیں۔ دنیا میں دولت جمع کرنے سے دولت کی گردش رک جاتی ہے' جس سے معاشرے میں بہت سی خرابیاں پیدا ہو جاتی ہے اور آخرت میں اس بخل کا انجامِ بد واضح ہی ہے۔

باب: فضل القرض الحسن وانه يعدل التصدق بنصفه

ان السلف صدقة

۱۸۱٤: عَنِ ابْنِ أُذْنَانَ، قَالَ: أَسْلَفْتُ عَلْقَمَةَ أَلْفَيْ دِرْهَمٍ، فَلَمَّا خَرَجَ عَطَاؤُهُ قُلْتُ لَهُ: اِقْضِنِيْ، قَالَ: أَخِّرْنِي إِلٰى قَابِلٍ، فَأَتَيْتُ قَلَيْهِ فَأَخَذْتُهَا قَالَ فَأَتَيْتُهُ بَعْدُ، قَالَ برحت بِي وَقَدْ مَنَعْتَنِي، فَقُلْتُ: نَعَمْ، وَهُوَ عَمَلُكَ، قَالَ: وَمَا شَأْنِي قُلْتُ: إِنَّكَ حَدَّثْنِي بِرُحْتِ بِي وَقَدْ مَنَعْتَنِي، فَقُلْتُ: نَعَمْ هُوَ عَمَلُكَ، قَالَ: وَمَا

باب: قرض حسنہ کی فضیلت اور یہ کہ وہ اجر میں نصف رقم کے صدقہ کرنے کے برابر ہے

قرض دینا بھی صدقہ ہے

ابن اذنان کہتے ہیں کہ میں نے علقمہ کو دو ہزار درہم قرضہ دیا' جب ادائیگی کا وقت آیا تو میں اس کے پاس گیا اور کہا کہ مجھے میرا قرضہ چکاؤ۔ اس نے کہا: مجھے اگلے سال تک مہلت دو۔ (میں نے اس کی یہ بات تسلیم کر لی اور ایک سال کے بعد) رقم لینے کے لئے آیا' پھر اس کے بعد تیسری دفعہ آیا' اس نے کہا: تو مجھے تکلیف دینے پر مصر ہے' اور تو نے مجھے روکا ہوا ہے۔ میں نے کہا: جی ہاں' وہ تیرا ہی عمل ہے۔ اس نے کہا: میرا عمل کیسے؟ میں نے کہا:

شَأْنِي، قُلْتُ: إِنَّكَ حَدَّثْتَنِي عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ السَّلَفَ يُجْرِى مَجْرٰى شَطْرِ الصَّدَقَةِ)) قَالَ: نَعَمْ فَهُوَ كَذَاكَ قَالَ: فَخُذِ الْآنَ۔ [الصحيحة:١٥٥٣]

بلاشبہ تو نے مجھے سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے بیان کیا تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قرضہ صدقہ کے نصف کے قائم مقام ہوتا ہے''؟ اس نے کہا: ہاں، وہ اسی طرح ہی ہے۔ اُس نے کہا: اب لے لیجئے۔

تخریج: الصحیحۃ ۱۵۵۳۔ ۲۸۳۱۔ ہناد فی الزھد (۷۲۲)، ابن حبان (۳۲۴۳)، بخاری (۵۶۷۲)، والادب المفرد (۴۵۵)، نبوہ۔

فوائد: کسی کو اپنا مال قرضہ دینا بھی صدقہ و خیرات اور اجر و ثواب کی اعلی قسم ہے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (من انظر معسرا او وضع عنه اظله الله فی ظل عرشه یوم القیمة۔) [مسند احمد] یعنی: جس نے کسی تنگ دست کو مہلت دی یا اس سے قرض معاف ہی کر دیا تو اللہ تعالی اسے روزِ قیامت اپنے عرش کے سائے میں جگہ عطا فرمائیں گے۔ جبکہ سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (له بکل یوم صدقة قبل ان یحل الدین، فاذا حل الدین فانظرَه فله بکل یوم مثلیه صدقة۔) [صحیحہ: ۸۶] یعنی: جب آدمی کسی کو (معین وقت تک) قرضہ دیتا ہے تو اسے ہر روز (ادھار دی گئی چیز) کے برابر صدقہ کرنے کا ثواب ملتا ہے اور جب (قرض واپس کرنے کا) معین وقت ہو جاتا اور وہ اسے پھر مہلت دے دیتا ہے تو اسے ہر روز اس مقدار کا دوگنا (صدقہ کرنے کا) ثواب ملتا ہے۔ اگرچہ آج کل لوگ قرضہ لے کر وعدہ خلافی کی انتہا کر دیتے ہیں، بہرحال ایسی صورت میں قرضہ دینے والے کو اللہ تعالی کی رحمت کا امیدوار بن کر وقت گزارنا چاہیے، اس سے بڑا کیا احسان اور انعام ہو سکتا ہے کہ آپ نے ایک لاکھ روپیہ قرض دیا، جو معینہ مدت کے بعد ابھی تک واپس نہ ملا، تو آپ کو ہر روز دو لاکھ روپیہ صدقہ کرنے کا اجر و ثواب ملے گا۔

یوجر الرجل فی نفقته الا التراب

خرچ کرنے میں ایک انسان کو اجر دیا جاتا ہے۔ مکان کی تعمیر کے علاوہ

١٨١٥: عَنْ خَبَّابٍ، قَالَ: اكْتَوٰى سَبْعَ كَيَّاتٍ، فَأَتَيْنَاهُ نَعُوْدُهُ، فَقَالَ: لَوْلَا أَنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((لَا تَتَمَنَّوا الْمَوْتَ)) لَتَمَنَّيْتُهُ، وَإِذَا هُوَ يُصْلِحُ حَائِطاً لَهُ، فَقَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((إِنَّ الرَّجُلَ يُؤْجَرُ فِي نَفَقَتِهِ كُلِّهَا إِلَّا فِي هٰذَا التُّرَابِ)). [الصحيحة: ٢٨٣١]

ہم سیدنا خباب رضی اللہ عنہ، جنھوں نے اپنے بدن پر سات داغ لگائے ہوئے تھے، کے پاس بیمار پرسی کے لئے آئے۔ انھوں نے کہا: اگر میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے نہ سنا ہوتا: ''موت کی تمنا نہ کیا کرو۔'' تو میں موت کی تمنا کرتا۔ وہ اپنی دیوار (یعنی مکان وغیرہ) درست کر رہے تھے، اسی اثناء میں انھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''آدمی کو اس کے ہر قسم کے خرچ پر اجر دیا جاتا ہے مگر اس مٹی میں (یعنی مکان تعمیر کرنے میں کوئی اجر نہیں)۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۵۵۳۔ ۲۸۳۱۔ ہناد فی الزھد (۷۲۲)، ابن حبان (۳۲۴۳)، بخاری (۵۶۷۲)، والادب المفرد (۴۵۵)، نبوہ۔

فوائد: علامہ البانی رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ نے ''صحیحہ'' میں اس حدیث کے جتنے طرق و الفاظ روایت کئے ہیں، ان سے واضح ہوتا ہے کہ آدمی اپنی زندگی میں جس صورت پر خرچ کرتا ہے، اسے اجر و ثواب سے نوازا جاتا ہے، لیکن جو رقم عمارتوں کے بنانے میں صرف کی

جائے گی' اس کا کوئی ثواب نہیں ملے گا۔ لیکن حافظ ابن حجرؒ نے کہا: ان تمام روایات کو (ان عمارتوں پر) محمول کیا جائے گا' جن کی تعمیر کی کوئی ضرورت نہیں ہوتی' یعنی وہ رہائش کے لئے اور گرمی وسردی سے بچنے کے لئے نہیں بنائی جاتیں۔ (بحوالہ صحیحہ) عصرِ حاضر میں پرشکوہ محلات اور کوٹھیوں پر بھاری رقم خرچ کی جا رہی ہے' حالانکہ گھر بنانے کا بنیادی مقصد یہ ہوتا ہے کہ مختلف موسموں کی سختیوں سے اپنی حفاظت کی جائے اور یہ مقصد ایک کنال پر آٹھ دس لاکھ روپیہ صرف کر کے بھی حاصل کیا جا سکتا ہے اور کروڑ ہا روپیہ بھی۔ قومِ عاد نے مضبوط اور عالی شان رہائشی عمارتیں تعمیر کیں' اللہ تعالی نے ان کی سرزنش کرتے ہوئے فرمایا: ﴿وتتخذون مصانع لعلكم تخلدون۝﴾ [سورۂ شعراء: ۱۲۹] یعنی: ''اور بڑی صنعت والے (مضبوط محل تعمیر) کر رہے ہو' گویا کہ تم ہمیشہ یہاں رہو گے۔''

اطفاء الصدقة حرا تصور

قبروں کی گرمی کو صدقہ کا ٹھنڈا کرنا

۱۸۱٦: عَنْ عُقْبَةَ بْنُ عَامِرٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ الصَّدَقَةَ لَتُطْفِيْ عَنْ أَهْلِهَا حَرَّ الْقُبُوْرِ، وَإِنَّمَا يَسْتَظِلُّ الْمُؤْمِنُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِي ظِلِّ صَدَقَتِهِ)). [الصحيحة : ٣٤٨٤]

سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''صدقہ' صدقہ کرنے والوں سے قبروں کی حرارت کو بجھا دیتا ہے اور صرف مومن ہے جو قیامت کے روز اپنے صدقے کے سائے میں ہوگا۔''

تخریج: الصحیحة ۳۴۸۴۔ طبرانی فی الکبیر (۱۷/ ۲۸۷)' بیہقی فی الشعب (۳۳۴۷)

فوائد: یہ صدقہ وخیرات کی برکتیں ہیں کہ عذابِ قبر کی حرارت کا اثر بھی زائل ہو جاتا ہے اور حشر کے میدان میں سایہ نصیب ہوتا ہے' سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سات آدمی ہیں' اللہ تعالی ان کو قیامت والے دن اپنے سائے تلے جگہ دے گا: ...... (ان میں سے ایک آدمی وہ ہے) جس نے کوئی صدقہ کیا اور اسے چھپایا حتی کہ اس کے بائیں ہاتھ کو علم نہیں ہوا کہ اس کے دائیں ہاتھ نے کیا خرچ کیا۔ [بخاری' مسلم]

باب: تحريم الصدقة على اهل البيت ومواليهم

باب: اہل بیت اور ان کے موالی (آزاد کردہ غلام) پر صدقہ حرام ہے

۱۸۱۷: عَنْ أَبِي رَافِعٍ۔ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ۔ أَنَّ النَّبِيَّ بَعَثَ رَجُلًا مِّنْ بَنِي مَخْزُوْمٍ عَلَى الصَّدَقَةِ فَقَالَ لِأَبِي رَافِعٍ: اِصْحَبْنِي كَيْمَا تُصِيْبُ مِنْهَا فَقَالَ لَاحَتّٰى آتِي رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَأَسْأَلُهُ فَانْطَلَقَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَسَأَلَهُ فَقَالَ: ((إِنَّ الصَّدَقَةَ لَاتَحِلُّ لَنَا وَإِنَّ مَوَالِي الْقَوْمِ مِنْ أَنْفُسِهِمْ)).

[الصحيحة:١٦١٣]

سیدنا ابو رافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے بنو مخزوم کے ایک آدمی کو صدقات کی وصولی کے لئے بھیجا' اس نے ابو رافع رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تو بھی میرے ساتھ آجا' تاکہ تجھے بھی کچھ مل جائے۔ اس نے کہا: میں رسول اللہ ﷺ سے دریافت کئے بغیر کوئی (فیصلہ) نہیں کرتا۔ وہ نبی ﷺ کے پاس آیا اور (اس آدمی کی بات کے بارے میں) سوال کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک ہمارے لئے صدقہ حلال نہیں ہے اور قوم کے غلام انہی میں سے ہوتے ہیں (لہذا ان کا بھی یہی حکم ہوگا)۔''

تخریج: الصحیحة ۱۶۱۳- ابو داؤد (۱۶۵۰)، نسائی (۲۶۱۳)، ترمذی (۶۵۷)، احمد (۶/ ۱۰/ ۳۹۰)

فوائد: آلِ محمد ﷺ کے لئے صدقہ حلال نہیں ہے۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے صدقہ کی کھجور پکڑی اور اپنے منہ میں ڈال لی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اوہ، اوہ۔ (تا کہ وہ پھینک دے) پھر آپ ﷺ نے فرمایا: (اما شعرت انا لا ناکل الصدقه۔) یعنی: کیا تجھے یہ معلوم نہیں کہ ہم صدقہ نہیں کھاتے؟ [بخاری، مسلم] یہ حکم بنوعبد المطلب اور بنو ہاشم کے لئے ہے، نیز اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ان کے غلاموں کا بھی یہی حکم ہے۔

باب: تحريم الرجوع في العطية

باب: عطیہ واپس لینے کی حرمت

۱۸۱۸: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعاً: ((إِنَّ مَثَلَ الَّذِي يَعُوْدُ فِي عَطِيَّتِهِ، كَمَثَلِ الْكَلْبِ أَكَلَ حَتَّى إِذَا شَبِعَ قَاءَ، ثُمَّ عَادَ فِي قَيْئِهِ فَأَكَلَهُ)). [الصحيحة:۱٦۹۹]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو آدمی اپنا عطیہ واپس کر لیتا ہے، اس کی مثال اس کتے کی سی ہے جو کھاتا رہا، جب اس کا پیٹ بھر گیا تو اس نے قے کر دی اور پھر قے کو چاٹنا شروع کر دیا۔''

تخریج: الصحیحة ۱۶۹۹- ابن ماجه (۲۳۸۴)، احمد (۲/ ۲۵۳)، ابن ابی شیبة (۶/ ۴۷۷)، طحاوی (۴/ ۷۸)

فوائد: جہاں صدقہ کرنا افضل و اعلیٰ عمل ہے، وہاں صدقہ کر کے واپس لینا انتہائی کمینی اور گھٹیا عادت ہے۔ آپ ﷺ نے مثال سے وضاحت کر کے اس کی مزید سنگینی اور کمینگی کو واضح کر دیا ہے۔

المعونة على قدر المؤنة

بوجھ کے مطابق مددگار آتا ہے

۱۸۱۹: قَالَ ﷺ: ((إِنَّ الْمَعُوْنَةَ تَأْتِي مِنَ اللّٰهِ عَلٰى قَدْرِ الْمُؤْنَةِ وَإِنَّ الصَّبْرَ يَأْتِي مِنَ اللّٰهِ عَلٰى قَدْرِ الْبَلَاءِ)) رُوِيَ مِنْ حَدِيْثِ أَبِي هُرَيْرَةَ، وَأَنَسِ بن مَالِكٍ۔ [الصحيحة : ۱٦٦٤]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک (انسان پر ڈالے گئے) بوجھ اور تکلیف کے مطابق اللہ کی طرف سے اس کے لئے مددگار آتا ہے اور (اسی طرح اس پر ڈالی گئی) آزمائش کے مطابق اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسے صبر (کی توفیق) ملتی ہے۔'' یہ حدیث سیدنا ابوہریرہ اور سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔

تخریج: الصحیحة ۱۶۶۴- البزار (الکشف ۱۲۰۶)، (البحر ۸۸۷۸)، تضاعی فی مسند الشهاب (۹۹۲)، بیهقی فی الشعب (۹۹۵۴)، ابو جعفر البختری فی سنة مجالس من الامالی (ص ۱۳۸، ۵۸)

فوائد: اس حدیثِ مبارکہ کا مطلب یہ ہے کہ جو بندہ جتنا مشقت و تکلیف میں مبتلا ہوگا، اسی قدر اللہ تعالیٰ کی طرف سے امداد و معاونت حاصل ہوگی، اسی طرح جو آدمی جتنی زیادہ آزمائشوں میں مبتلا ہوگا، اسی قدر اس کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے صبر و برداشت کی زیادہ توفیق ملے گی۔ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ مشقتوں اور ذہنی و جسمانی بیماریوں میں مبتلا بندوں پر خاص رحمت فرماتے ہیں۔

فضل الضعيف

کمزور کی فضیلت کا بیان

۱۸۲۰: عَنْ ثَوْبَانَ مَرْفُوْعاً: ((إِنَّ مِنْ أُمَّتِي مَنْ

سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میری

لَوْجَاءَ أَحَدُكُمْ يَسْأَلُهُ دِيْنَاراً لَمْ يُعْطِهِ [وَلَوْسَأَلَهُ دِرْهَماً لَمْ يُعْطِهِ، وَلَوْ سَأَلَهُ فَلس لَمْ يُعْطِهِ] وَلَوْ سَأَلَ اللّٰهَ الْجَنَّةَ لَأَعْطَاهَا إِيَّاهُ، ذَوْ طِمْرَيْنِ لَا يُؤْبَهُ لَهُ، لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَأَبَرَّهُ))

[الصحيحة:٢٦٤٣]

امت کے بعض افراد ایسے ہیں کہ اگر وہ تم میں سے کسی سے دینار کا سوال کریں' تو وہ انھیں نہیں دے گا' اگر درہم کا سوال کریں تو وہ انھیں نہیں دے گا اور اگر فلس (درہم کے چھٹے حصے) کا بھی سوال کریں تو وہ نہیں دے گا' لیکن اگر وہ اللہ تعالی سے جنت کا سوال کریں تو وہ انھیں جنت عطا کر دے گا۔ وہ لوگ مفلس و نادار ہیں' انھیں حقیر (اور نا قابلِ توجہ) سمجھا جاتا ہے' لیکن (اللہ تعالی کے ہاں ان کی اتنی قدر و قیمت ہے کہ) اگر وہ اللہ پر قسم اٹھا دیں تو وہ ان کی قسم کو پورا کر دیتا ہے۔''

تخریج: الصحيحة ٢٦٤٣- طبرانی فی الاوسط (٧٥٤٤)' الشجری فی الاحالی (٢/ ٢٠٥)

فوائد: اس حدیث میں کمزور' غریب اور گوشہ خمول لوگوں کی اللہ تعالی کے ہاں فضیلت و عظمت کا بیان ہے' جن کو معاشرے میں کوئی امتیازی مقام حاصل نہیں ہوتا' لیکن ایمان و ایقان اور تقوی و طہارت کے وہ ایسے بلند مقام پر فائز ہوتے ہیں کہ اگر اللہ تعالی کی ذات پر اعتماد کرتے ہوئے قسم کھا لیں تو اللہ تعالی ان کی قسم پوری فرما دیتے ہیں۔ دنیوی اعتبار سے معاشرے کے ذی مقام اور بے وقعت لوگوں کا موازنہ کرتے ہوئے سیدنا سہل بن سعد ﷺ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نبی کریم ﷺ کے پاس سے گزرا' آپ ﷺ نے اپنے پاس بیٹھے ہوئے آدمی سے فرمایا: تیری اس شخص کے بارے میں کیا رائے ہے؟ اس نے کہا: یہ معزز لوگوں میں سے ہے' اللہ کی قسم! یہ اس قابل ہے کہ اگر کہیں پیغامِ نکاح دے تو اس کا نکاح کر دیا جائے اور اگر کسی کی سفارش کرے تو سفارش قبول کی جائے' رسول اللہ ﷺ یہ جواب سن کر خاموش رہے۔ پھر ایک اور آدمی وہاں سے گزرا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے پھر پوچھا: اس کے بارے میں تیری کیا رائے ہے؟ اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! اس شخص کا تعلق فقراء مسلمین سے ہے' یہ اس لائق ہے کہ اگر نکاح کا پیغام دے تو اس سے نکاح نہ کیا جائے اور اگر کوئی بات کہے تو اس کی بات سنی نہ جائے۔ (اس کی آراء کو سامنے رکھ کر) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (هذا خير من ملءِ الارض مثلَ هذا) یعنی: یہ فقیر' پہلے شخص جیسے دنیا بھر کے آدمیوں سے بہتر ہے۔[بخاری' مسلم] ماحصل یہ ہے کہ وقعت اور بے وقعتی کا معیار تقویٰ و طہارت ہے' نہ کہ ظاہری حسن و جمال' حسب و نسب اور مال و دولت کی فراوانی۔ ہم اسی کو معزز سمجھیں جو ظاہری طور پر نیک اور پارسا لگتا ہے۔

اداء الزكاة من تمام إسلام

زکاۃ کی ادائیگی اسلام کی تکمیل میں سے ہے

١٨٢١: عَنْ عِيسَىٰ بْنِ الْحَضْرَمِيِّ بْنِ كُلْثُوْمِ بْنِ عَلْقَمَةَ بْنِ نَاجِيَةَ الْخُزَاعِيِّ، عَنْ جَدِّهِ كُلْثُوْمٍ عَنْ أَبِيْهِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَهُمْ عَامَ (الْمُرَيْسِيْعِ)

عیسی بن حضرمی بن کلثوم بن علقمہ بن ناجیہ خزاعی اپنے دادا کلثوم سے' وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے انھیں' جب وہ مسلمان ہوئے تھے' غزوۂ مریسیع والے سال فرمایا:

حِيْنَ أَسْلَمُوْا: ((إِنَّ مِنْ تَمَامِ إِسْلَامِكُمْ أَنْ تُؤَدُّوْا زَكَاةَ أَمْوَالِكُمْ)). [الصحيحة: ۳۲۳۲]

"مالوں کی زکاۃ دینے سے تمھارے اسلام کی تکمیل ہوگی۔"

تخریج: الصحیحۃ ۳۲۳۲۔ابن ابی عاصم فی الآحاد و المثانی (۲۳۳۴)، طبرانی فی الکبیر (۱۸/ ۸)، البزار (الکشف ۸۷۶)

فوائد: زکوۃ اسلام کا اہم رکن ہے، زکوۃ جہاں اللہ تعالی کا فریضہ ہے، وہاں یہ مال کو پاک کر دیتی ہے اور صاحب مال کو بخل کی رذالت اور گناہوں سے پاک کر دیتی ہے۔شریعت کے بیسیوں مقامات پر نماز اور زکوۃ کو ایک اندازِ فرضیت میں ذکر کیا گیا۔آپ ﷺ نے زکوۃ ادا نہ کرنے والوں کو مختلف احادیث میں مختلف قسم کے عذابوں کی وعیدیں سنائیں۔ جب سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کرسیٔ خلافت پر متمکن ہوئے تو بعض قبائل نے زکوۃ دینے سے انکار دیا، آپؓ نے ان سے قتال کا ارادہ کیا، لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آڑے آنے کی کوشش کی، سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے انھیں کہا: واللہ لاقاتلن من فرق بین الصلوۃ و الزکاۃفان الزکاۃ حق المال ۔ واللہ لو منعونی عناقا کانوا یؤدونھا الی رسول اللہ ﷺ لقاتلتھم علی منعھا۔ یعنی: اللہ کی قسم! جس آدمی نے نماز اور زکوۃ میں فرق کیا میں اس سے ضرور بضرور لڑوں گا، کیونکہ یہ مال کا حق ہے۔ اللہ کی قسم! اگر لوگ بکری کا جو بچہ رسول اللہ ﷺ کو ادا کرتے تھے، اگر آج انھوں نے ادا نہ کیا تو میں ان سے قتال کروں گا۔ یہ سن کر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم! میں نے یہی فیصلہ کیا کہ اللہ تعالی نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کا سینہ قتال کے لئے کھول دیا ہے، سو مجھے معلوم ہوگیا کہ یہی حق ہے۔[بخاری، مسلم] سیدنا جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے ان امور پر نبی کریم ﷺ کی بیعت کی کہ میں نماز قائم کروں گا، زکوۃ ادا کروں گا اور ہر مسلمان کی خیرخواہی کروں گا۔[بخاری] زکوۃ کی ادائیگی کے بغیر اسلام نامکمل اور ادھورا ہے۔

باب: هدايا المشركين

۱۸۲۲: عَنْ حَكِيْمِ بْنِ حِزَامٍ، قَالَ: كَانَ مُحَمَّدٌ أَحَبَّ رَجُلٍ فِي النَّاسِ إِلَيَّ فِي الْجَاهِلِيَّةِ، فَلَمَّا تَنَبَّأَ وَخَرَجَ إِلَى الْمَدِيْنَةِ شَهِدَ حَكِيْمُ بْنُ حِزَامٍ الْمَوْسِمَ، وَهُوَ كَافِرٌ فَوَجَدَ حِلَّةً لِذِي يَزَنُ تُبَاعُ، فَاشْتَرَاهَا بِخَمْسِيْنَ دِيْنَارًا، لِيُهْدِيَهَا لِرَسُوْلِ اللّٰهِ فَقَدِمَ بِهَا عَلَيْهِ الْمَدِيْنَةَ، فَأَرَادَهُ عَلَى قَبْضِهَا هَدِيَّةً، فَأَبَى۔ قَالَ عُبَيْدُاللّٰهِ حَسِبْتُ أَنَّهُ قَالَ: ((إِنَّا لَا نَقْبَلُ شَيْئًا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ)) وَلٰكِنْ إِنْ شِئْتَ أَخَذْنَاهَا بِالثَّمَنِ، فَأَعْطَيْتُهُ حِيْنَ أَبَى عَلَى الْهَدِيَّةِ۔[الصحيحة: ۱۷۰۷]

باب: مشرکین کے تحائف کا بیان

حکیم بن حزام کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ مجھے عہدِ جاہلیت میں سب سے زیادہ محبوب تھے۔ جب آپ نے نبوت کا دعوی کیا اور مدینہ کی طرف ہجرت فرما گئے اور حکیم بن حزام، جبکہ وہ کافر تھے، حج کے موسم میں مکہ میں آئے اور دیکھا کہ ذی یزن کی ایک عمدہ پوشاک فروخت کی جا رہی تھی، انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو ہدیہ دینے کے لئے وہ خرید لی اور مدینہ میں پہنچ گئے۔ جب انھوں نے یہ پوشاک بطورِ ہدیہ آپ ﷺ کے حوالے کرنا چاہی تو آپ نے انکار کر دیا۔ عبید اللہ کہتے ہیں: میرا خیال ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "ہم مشرکین سے کوئی چیز قبول نہیں کرتے، ہاں اگر آپ دینا ہی چاہتے ہیں تو ہم قیمت کے بدلے خرید لیتے ہیں۔" جب آپ نے ہدیہ

قبول کرنے سے انکار کیا تو میں نے (قیمت کے بدلے) دے دیا۔

تخریج: الصحیحۃ ۱۷۰۷۔احمد (۳/ ۴۰۲' ۴۰۲' ۴۰۳)' حاکم (۳/ ۴۸۴' ۴۸۵)' طبرانی فی الکبیر (۳۱۲۵)

فوائد: بعض احادیث کی روشنی میں یہ کہا جا سکتا تھا کہ آپ ﷺ مشرکوں سے تحفے اور ہدیے قبول کرتے تھے' مثلاً آپ ﷺ نے کسری (ایران کے بادشاہ)' قیصر (روم کے بادشاہ) اور مختلف بادشاہوں کے ہدیے قبول کئے۔ [ترمذی] دومۃ الجندل کے سردار نے آپ ﷺ کو ایک ریشمی جبہ بطور ہدیہ پیش کیا۔ [بخاری] یہودی عورت نے آپ ﷺ کو زہر آلود بکری کا ہدیہ دیا' جو آپ ﷺ نے قبول کیا۔ [بخاری' مسلم] ان روایات کے برعکس سیدنا عیاض بن حمار رضی اللہ عنہ نے حالت شرک میں آپ ﷺ کو ایک اونٹنی بطور ہدیہ پیش کی' لیکن آپ ﷺ نے پوچھا کہ آیا مسلمان ہو گئے ہو؟ اس نے جواب دیا: نہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے مشرکین کی میل کچیل قبول کرنے سے منع کیا گیا۔ [ابوداود' ترمذی] اور اس موضوع پر مزید دوسری احادیث بھی موجود ہیں۔ مذکورہ بالا احادیث میں ظاہری طور پر تعارض نظر آ رہا ہے۔ ائمۂ اسلام اور محدثین نے درج ذیل تطبیقات پیش کی ہیں: (۱) جس غیر مسلم کے بارے میں یہ امید تھی کہ وہ مسلمان ہو جائے گا' اس کے ہدیے قبول کر لئے گئے' لیکن جو غیر مسلم اپنے ہدیے کے ذریعے محض دوستی چاہتا تھا' اس کے تحفے ردّ کر دیئے گئے۔ (۲) ممانعت کی احادیث منسوخ ہو چکی ہے۔ (۳) موقع و محل کو مدنظر رکھ کر ہدایا قبول نہ کر کے متعلقہ آدمی کو قبولیت اسلام کی رغبت دی گئی۔ (۴) جب دل میں مشرک کی محبت پیدا ہونے کا اندیشہ ہو تو تحفے ردّ کر دیئے جائیں گے۔

ترغیب الانفاق

خرچ کرنے کی ترغیب کا بیان

۱۸۲۳: قَالَ ﷺ: ((أَنْفِقْ بِلَالُ! وَلَا تَخْشَ مِنْ ذِي الْعَرْشِ إِقْلَالًا)) وَرَدَمِنْ حَدِيْثِ أَبِي هُرَيْرَةَ، وَبِلَالُ بْنِ رَبَاحٍ وَعَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ، وَعَائِشَةَ۔ [الصحيحة: ٢٦٦١]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بلال! خرچ کیا کرو اور عرش والے سے مفلسی سے نہ ڈرا کرو۔'' یہ حدیث سیدنا ابو ہریرہ' سیدنا بلال بن رباح' سیدنا عبداللہ بن مسعود اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۶۶۱۔ طبرانی فی الکبیر (۱۰۲۴)' القطیعی فی جزء الالف دینار (۳۳۲)' طبرانی (۱۰۹۸)' البزار (الکشف ۳۶۵۳)' قضاعی فی مسند الشھاب (۷۴۹)' محمد بن الحسین الحرانی فی الفوائد (ق ۲۹/ ۱)

فوائد: ہر کس و ناکس کے پاس جو کچھ ہے' وہ محض اللہ تعالی کا فضل و احسان ہے' کسی کی ذاتی صلاحیت و قابلیت کا نتیجہ نہیں ہے۔ اللہ تعالی نے سب کچھ عطا کر کے پھر بطور قرض لینے کا مطالبہ کیا' جس کا اظہار نبی کریم ﷺ نے یوں فرمایا' جیسا کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ (ما نقصت صدقة من مال۔) یعنی: صدقہ مال میں کمی نہیں کرتا۔ [مسلم] صدقہ و خیرات کی برکات کا اندازہ صرف اس بندۂ خدا کو ہو سکتا ہے' جو اس عظیم صفت سے متصف ہے' اس کو قلبی اطمینان نصیب ہوتا ہے' مال و دولت میں غیر محسوس انداز میں بھرپور برکت ہوتی ہے' کئی بلائیں ٹل جاتی ہیں اور دنیا میں اگرچہ کچھ بھی نہ ملے تو صدقہ کے عوض آخرت میں ملنے والی جنت و بہشت اور اجر و ثواب کی قدر و قیمت کا بھی کوئی اندازہ نہیں۔ ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿مثل الذين ينفقون اموالهم في سبيل الله كمثل حبة انبتت سبع سنابل في كل سنبلة مئة حبة والله يضاعف لمن يشاء والله واسع عليم۝﴾ [سورۂ بقرہ: ۲۶۱] یعنی: ''جو لوگ اپنا مال اللہ تعالی کی راہ میں خرچ کرتے ہیں' اس کی مثال اس دانے جیسی ہے جس میں سے سات بالیاں نکلیں اور ہر بالی میں

سو(۱۰۰) دانے ہوں' اور اللہ تعالی جسے چاہے بڑھا چڑھا دے اور اللہ تعالی کشادگی والا اور علم والا ہے۔" لہذا ہمیں چاہیے کہ اللہ تعالی کی نعمتوں کا شکر ادا کرنے کے تقاضے پورے کرتے ہوئے اس کے دیئے ہوئے رزق میں سے اس کی راہ میں کچھ نہ کچھ مقدار خرچ کرتے رہیں اور کبھی بھی اس کی وجہ سے مال و دولت میں کمی ہو جانے کا نہ سوچیں۔

باب: عدد مفاصل الانسان وما عليها من الصدقات

باب: انسان کے جوڑوں' اور ان کے ذمہ صدقات کا بیان

١٨٢٤: عَنْ عَائِشَةَ مَرْفُوعاً: ((إِنَّهُ خَلَقَ كُلَّ إِنْسَانٍ مِنْ بَنِي آدَمَ عَلَى سِتِّيْنَ وَثَلَاثِ مِئَةِ مَفْصَلٍ فَمَنْ كَبَّرَ اللّٰهَ، وَحَمِدَ اللّٰهَ، وَهَلَّلَ اللّٰهَ، وَسَبَّحَ اللّٰهَ، وَاسْتَغْفَرَ اللّٰهَ، وَعَزَلَ حَجَراً عَنْ طَرِيْقِ النَّاسِ أَوْ شَوْكاً أَوْ عَظْماً عَنْ طَرِيْقِ النَّاسِ، وَأَمَرَ بِالْمَعْرُوْفِ أَوْ نَهَى عَنِ الْمُنْكَرِ، عَدَدَ تِلْكَ السِّتِّيْنَ وَالثَّلَاثِ مِئَةِ سُلَامٰى فَإِنَّهُ يُمْسِىْ يَوْمَئِذٍ وَقَدْ زَحْزَحَ نَفْسَهُ عَنِ النَّارِ)).

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "بنو آدم میں سے ہر انسان کی تخلیق تین سو ساٹھ جوڑوں پر ہوئی' پس جس نے "اَللّٰهُ اَكْبَر" کہا "اَلْحَمْدُ لِلّٰه" کہا "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه" کہا "سُبْحَانَ اللّٰه" کہا "اَسْتَغْفِرُ اللّٰه" کہا' راستے سے کوئی پتھر ہٹایا' یا کوئی کانٹا یا ہڈی راستے سے دور کر دی' یا کسی نیکی کا حکم دیا' یا کسی برائی سے روکا۔ (یعنی) تین ساٹھ جوڑوں کی تعداد میں یہ مذکورہ کام کرے تو وہ اس دن اس حالت میں شام کرتا ہے کہ اس نے اپنے نفس کو جہنم کی آگ سے دور کر لیا ہوتا ہے۔"

تخريج: الصحيحة ١٧١٧۔مسلم (١٠٠٧)' ابو الشيخ فى العظمة (١٠٦٦)' ابو الشيخ (١٠٦٥)' وابو يعلى (٤٥٨٩)' عن طريق آخر عنها۔

فوائد: انسان کا مکمل وجود اللہ تعالی کا عطیہ ہے۔ اس وجود میں ہڈیوں کے جوڑوں کی جو اہمیت ہے' وہ کسی بیوقوف سے بھی مخفی نہیں ہے۔ اگر کسی انسان کے وجود میں سرے سے ہڈیاں نہ ہوں یا ہڈیاں ہوں' لیکن ان میں کوئی جوڑ نہ ہو تو اس کی زندگی کا کیا بنے گا؟ وہ کس قدر دوسروں کا محتاج رہے گا؟ وہ اپنی زندگی سے کس حد تک لطف اندوز ہو گا؟ لیکن اللہ تعالی نے اس نعمتِ عظمی کا صرف یہ تقاضا کیا ہے کہ انسان ہر روز معمولی معمولی تین سو ساٹھ (۳۶۰) نیکیاں کر دے' نتیجتاً اللہ تعالی اس کے وجود کو جہنم سے آزاد کر دے گا' لیکن جو آدمی ہر روز یہ کام نہیں کرتا تو وہ اللہ تعالی کا دن بدن مقروض ہوتا جائے گا۔ یاد رہے کہ نبی کریم ﷺ نے نماز ضحیٰ کی کم از کم دو رکعات کو تین سو ساٹھ جوڑوں سے صدقہ ادا کرنے کے لئے کافی قرار دیا ہے' لہذا جو آدمی دو رکعت نماز ضحیٰ (نماز اشراق) ادا کر لے اس کا وجود ان شاء اللہ تعالی آزاد ہو جائے گا۔

اعطاء المال لتألف

تالیف قلبی کے لیے مال دینا

١٨٢٥: عَنْ أَنَسٍ۔ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ۔ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنِّي أُعْطِي قُرَيْشاً أَتَأَلَّفُهُمْ، لِأَنَّهُمْ حَدِيْثُ عَهْدٍ بِجَاهِلِيَّةٍ)).

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میں قریش کی تالیف قلبی کے لئے دیتا ہوں' کیونکہ انھوں نے حال ہی میں زمانہ جاہلیت کو ترک کیا ہے۔"

تخريج: الصحيحة ٣٥٩٠۔ بخارى (٣١٤٦)' مسلم (١٠٥٩/١٣٣)' ترمذى (٣٩٠١)

فوائد: اللہ تعالی نے زکوۃ کے مصارف میں ایک مصرف "والمؤلفة قلوبهم" کا ذکر کیا ہے' جو تین قسم کے لوگوں کو شامل ہے: (۱) وہ کافر جو اسلام کی طرف میلان رکھتے ہوں اور یہ امید کی جاتی ہو کہ مالی امداد کی وجہ سے وہ مشرف باسلام ہو جائیں گے۔ (۲) وہ نومسلم افراد' جن کی امداد کر کے ان کو اسلام پر ڈٹ جانے کی ترغیب دینا مقصود ہو۔ (۳) وہ غیر مسلم افراد' جن کے بارے میں یہ امید ہو کہ وہ اپنے علاقے کے لوگوں کو مسلمانوں پر حملہ آور ہونے سے روکیں گے' نیز وہ کمزور مسلمانوں کا کسی نہ کسی انداز میں تحفظ کریں گے۔ خلیفۂ وقت اسی غرض و غایت کو سامنے رکھ کر مال غنیمت کی تقسیم بھی کر سکتا ہے' اس حدیث میں اسی چیز کو بیان کیا جا رہا ہے کہ نومسلموں کی زیادہ سے زیادہ دلجوئی کی جائے تا کہ وہ اسی احسان کے عوض ایمان و ایقان پر ڈٹ جائیں اور اسلام کے سچے محافظ بن جائیں۔

۱۸۲۶: عَنْ عَمْرِو بْنِ تَغْلِبٍ، قَالَ: أَعْطَى رَسُوْلُ اللّٰهِ قَوْماً، وَمَنَعَ آخَرِيْنَ، فَكَأَنَّهُمْ عَتَبُوْا عَلَيْهِ، فَقَالَ: ((إِنِّي أُعْطِي قَوْماً أَخَافُ ظَلَعَهُمْ وَجَزَعَهُمْ، وَأَكِلُ أَقْوَاماً إِلٰى مَا جَعَلَ اللّٰهُ فِي قُلُوْبِهِمْ مِنَ [الْغِنٰى وَ] وَالْخَيْرِ [مِنْهُمْ عَمْرُو بْنُ تَغْلِبَ])) فَقَالَ عَمْرُو بْنُ تَغْلِبٍ: مَا أُحِبُّ أَنَّ لِي بِكَلِمَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حُمْرَ النَّعَمِ۔

[الصحيحة: ٣٥٩١]

سیدنا عمرو بن تغلب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے بعض لوگوں کو مال دیا اور بعضوں کو ترک کر دیا' جب انھوں نے ناراضگی کا اظہار کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: "میں بعض لوگوں کو دیتا ہوں کیونکہ مجھے ان کی بے تابی اور بے صبری کا ڈر ہوتا ہے اور دوسرے لوگوں کو میں اس تونگری اور بھلائی کے سپرد کر دیتا ہوں جو اللہ نے ان کے دلوں میں رکھی ہے۔ ان ہی لوگوں میں سے عمرو بن تغلب ہے۔" عمرو بن تغلب کہتے ہیں: اللہ کی قسم! مجھے رسول اللہ ﷺ کی اس بات کے مقابلے میں سرخ اونٹ لینا بھی پسند نہیں ہے۔"

تخریج: الصحیحۃ ۳۵۹۱۔ بخاری (۹۲۳' ۳۱۴۵)' احمد ۵/ ۶۹' بیہقی (۷/ ۱۸)

فوائد: حدیث نمبر ۱۸۱۱ میں وضاحت ہو چکی ہے۔ نیز یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ بعض خاندانوں کے لوگ طبعی طور پر غنی اور ایثار کرنے والے ہوتے ہیں۔

باب: رد هدايا المشركين

باب: مشرکین کے تحائف واپس لوٹانا

۱۸۲۷: عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ السُّلَمِيِّ: أَنَّ عَامِرَ بْنَ مَالِكِ بْنِ جَعْفَرٍ۔ الَّذِي يَدَّعِي مَلَاعِبَ الْأَسِنَّةِ۔ قَدِمَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ مُشْرِكٌ، فَعَرَضَ عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْإِسْلَامَ، فَأَبٰى أَنْ يُسْلِمَ وَأَهْدٰى لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ هَدِيَّةً، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنِّي لَا أَقْبَلُ هَدِيَّةَ مُشْرِكٍ))۔

[الصحيحة: ١٧٢٧]

عبد الرحمن بن عبد اللہ بن کعب بن مالک سلمی سے روایت ہے کہ عامر بن مالک بن جعفر' جسے "ملاعب الأسنة" یعنی تیروں سے کھیلنے والا کہا جاتا تھا' رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا' اس حال میں کہ وہ مشرک تھا' آپ نے اس پر اسلام پیش کیا' لیکن اس نے قبول کرنے سے انکار کر دیا' اس نے رسول اللہ ﷺ کو ہدیہ پیش کیا' لیکن آپ ﷺ نے فرمایا: "میں مشرک کا ہدیہ قبول نہیں کرتا۔"

تخریج: الصحیحۃ ۱۸۲۷۔ البزار (الکشف ۱۹۳۳' ۱۹۳۴' ۱۹۳۴)' بیھقی فی الدلائل (۳/ ۳۴۳)

فوائد: حدیث نمبر ۱۸۲۲ کے تحت غیر مسلموں کا ہدیہ قبول کرنے یا نہ کرنے کی وضاحت ہو چکی ہے۔

فضل الاعتاق

غلام آزاد کرنے کی فضیلت

١٨٢٨: عَنْ أَبِي أُمَامَةَ وَغَيْرُهُ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ:(١): ((أَيُّمَا امْرِئٍ مُسْلِمٍ أَعْتَقَ امْرَأً مُسْلِماً كَانَ فَكَاكُهُ مِنَ النَّارِ، يُجْزِي كُلَّ عُضْوٍ مِّنْهُ عُضْواً مِّنْهُ.(٢) وَأَيُّمَا امْرِئٍ مُسْلِمٍ أَعْتَقَ امْرَأَتَيْنِ مُسْلِمَتَيْنِ كَانَتَا فَكَاكَهُ مِنَ النَّارِ يُجْزِئُ كُلَّ عُضْوٍ فِيهِمَا عُضْوًا مِّنْهُ.(٣)وَأَيُّمَا امْرَأَةٍ مُسْلِمَةٍ أَعْتَقَتِ امْرَأَةً مُسْلِمَةً كَانَتْ فَكَاكَهَا مِنَ النَّارِ، يُجْزِئُ كُلَّ عُضْوٍ مِنهَا عُضْواً مِنهَا)).

[الصحيحة:٢٦١١]

سیدنا ابوامامہ ؓ وغیرہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: (۱) ''جس مسلمان نے کسی مسلمان غلام کو آزاد کیا تو وہ اس کے لئے آگ سے آزادی (کا سبب بنے گا)' اس کا ہر عضو اس کے ہر عضو کو کفایت کرے گا۔ (۲) جس مسلمان نے دو مسلمان عورتوں کو آزاد کیا تو وہ اس کے لئے جہنم کی آگ سے آزادی (کا سبب) بنیں گی' ان دونوں کے ہر دو عضو آزاد کنندہ کے ہر عضو کو کفایت کریں گے۔ (۳) جس مسلمان عورت نے مسلمان عورت کو آزاد کیا تو وہ اس کے لئے جہنم کی آگ سے (آزادی کا سبب) بنے گی' اس کا ہر عضو اس کے ہر عضو کو کفایت کرے گا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۶۱۱۔ ترمذی (۱۵۴۷)' احمد (۴/ ۲۳۵)' ابو داؤد (۳۹۶۷) طیالسی (۱۱۹۸)' عن کعب بن مرۃ ؓ۔

فوائد: عصرِ حاضر میں چونکہ حقیقی جہاد تقریباً مفقود ہے' اس لئے غلاموں کا تصور بھی ختم ہو چکا ہے۔ ان کی آزادی جہنم سے رہائی اور جنت میں داخلے کا بہت بڑا سبب ہے۔ نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ عورت کا مقام مرد سے کم ہے کہ آزاد کرانے والے مرد کے حق میں ایک غلام مرد کو آزاد کرنے کا اجر و ثواب دو عورتوں کی آزادی کے برابر ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے' جسے چاہتا ہے عطا کر دیتا ہے۔

من افضل الاعمال

افضل اعمال میں سے کچھ کا بیان

١٨٢٩: عَنْ أَبِي ذَرٍّ- رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ- قَالَ: سَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ أَيُّ الْعَمَلِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: ((إِيمَانٌ بِاللَّهِ، وَجِهَادٌ فِي سَبِيلِهِ)) قُلْتُ: فَأَيُّ الرِّقَابِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: ((أَغْلَاهَا.وَفِي رِوَايَةٍ: أَكْثَرُهَا. ثَمَناً وَأَنْفَسُهَا عِنْدَ أَهْلِهَا)) قُلْتُ: فَإِنْ لَمْ أَفْعَلْ؟ قَالَ: ((تُعِينُ صَانِعاً، أَوْ تَصْنَعُ لِأَخْرَقَ)) قَالَ: فَإِنْ لَمْ أَفْعَلْ؟ قَالَ: ((تَدَعُ النَّاسَ مِنَ الشَّرِّ فَإِنَّهَا صَدَقَةٌ تَصَدَّقُ بِهَا عَلَى

سیدنا ابوذر ؓ کہتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ سے سوال کیا کہ کون سا عمل افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ پر ایمان لانا اور اس کے راستے میں جہاد کرنا۔'' میں نے کہا: کون سا غلام (آزاد کرنا) افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو اپنے مالکوں کے نزدیک زیادہ قیمتی اور عمدہ ہو۔'' میں نے کہا: اگر میں ایسا (غلام آزاد) نہ کرسکوں تو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کسی کاریگر کی مدد کر دو یا بے ہنر کا کام کر دو۔'' میں نے کہا: اگر میں یہ عمل بھی نہ کرسکوں تو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: لوگوں کو اپنے شر سے بچا کر رکھو' یہ بھی

نَفْسِكَ)). [الصحيحة:۳۹۸۹]

"تمھارا اپنے نفس پر صدقہ ہے۔"

تخریج: الصحیحۃ ۳۹۸۹۔ بخاری (۲۵۱۸)' مسلم (۸۴)' ابو عوانۃ (۱/ ۶۲)' ابن ماجہ (۲۵۲۳)' احمد (۵/ ۱۵۰)

فوائد: حدیث سے ایمان باللہ اور جہاد فی سبیل اللہ کی اہمیت و افضلیت واضح ہو رہی ہے۔ نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ عام غلام کی نسبت قیمتی غلام آزاد کرنا افضل عمل ہے۔ اسی طرح دوسروں کے ساتھ ہمدردی اور تعاون بھی باعثِ اجروثواب عمل ہے۔ علاوہ ازیں دوسروں کو تکلیف پہنچانے سے اجتناب بھی اجر میں صدقہ و احسان سے کم نہیں ہے۔

انفاق الجيد في سبيل الله

عمدہ ترین مال اللہ کی راہ میں خرچ کرنا

۱۸۳۰: عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ- رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ- قَالَ: كَانَ أَبُو طَلْحَةَ أَكْثَرَ الْأَنْصَارِ بِالْمَدِينَةِ مَالاً مِنْ نَخْلٍ، وَكَانَ أَحَبُّ أَمْوَالِهِ إِلَيْهِ بِيرُحَاءَ، وَكَانَتْ مُسْتَقْبِلَةَ الْمَسْجِدِ، وَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَدْخُلُهَا وَيَشْرَبُ مِنْ مَاءٍ فِيهَا طَيِّبٌ- قَالَ أَنَسٌ: فَلَمَّا أُنْزِلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ: ﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ (آل عمران:۹۲)﴾ قَامَ أَبُو طَلْحَةَ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: يَارَسُولَ اللّٰهِ! إِنَّ اللّٰهَ- تَبَارَكَ وَ تَعَالَىٰ- يَقُولُ: **﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ﴾** وَإِنَّ أَحَبَّ أَمْوَالِي إِلَيَّ بِيرُحَاءَ، وَإِنَّهَا صَدَقَةٌ لِلّٰهِ، أَرْجُو بِرَّهَا وَذُخْرَهَا عِنْدَاللّٰهِ فَضَعْهَا يَارَسُولَ اللّٰهِ حَيْثُ أَرَاكَ اللّٰهُ، قَالَ: فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: **((بَخٍ ذٰلِكَ مَالٌ رَابِحٌ، ذٰلِكَ مَالٌ رَابِحٌ! وَقَدْ سَمِعْتُ مَاقُلْتَ وَإِنِّي أَرَى أَنْ تَجْعَلَهَا فِي الْأَقْرَبِينَ))**. [الصحيحة:۳۹۸۲]

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ انصارِ مدینہ میں کھجور کے باغات کے اعتبار سے سب سے زیادہ دولت مند تھے اور انھیں اپنے مالوں میں سب سے زیادہ پسندیدہ بیرحاء (نامی باغ) تھا' یہ مسجد نبوی کے بالکل سامنے تھا' نبی ﷺ اس میں تشریف لاتے اور باغ میں موجود پاکیزہ پانی پیتے۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی: ﴿تم ہرگز نیکی کو نہیں پہنچ سکو گے' تا آنکہ تم اپنی پسندیدہ چیزیں خرچ کرو﴾ تو ابو طلحہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اللہ تعالی نے آپ پر یہ آیت نازل فرمائی: ﴿تم ہرگز نیکی کو نہیں پہنچ سکو گے' تا آنکہ تم اپنی پسندیدہ چیزیں خرچ کرو﴾ اور مجھے اپنے مالوں میں سے سب سے زیادہ محبوب بیرحاء (باغ) ہے' میں اسے اللہ کے لئے صدقہ کرتا ہوں۔ میں اللہ تعالیٰ سے اس کے اجر کی اور اس کے پاس اس کے ذخیرہ ہونے کی امید رکھتا ہوں' پس آپ اللہ کی دی ہوئی سمجھ کے مطابق جہاں مناسب سمجھیں' اسے اپنے تصرف میں لائیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "واہ واہ' یہ تو بڑا نفع بخش مال ہے' یہ تو بڑا نفع بخش مال ہے' تم نے جو کچھ کہا ہے' میں نے سن لیا ہے۔ میری رائے یہ ہے کہ تم اسے اپنے قرابت داروں میں تقسیم کردو۔"

تخریج: الصحیحۃ ۳۹۸۲۔ بخاری (۱۴۶۱)' مسلم (۹۹۸)' احمد (۳/ ۱۴۱)

فوائد: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنے خون سے شجرِ اسلام کی آبیاری کرنے والی آغوشِ نبوت کی پروردہ اور پاکیزہ ہستیاں تھیں۔ وہ اللہ تعالی

اور رسول اللہ ﷺ کے احکام پر عمل کرنے کے نہ صرف سخت پابند تھے' بلکہ اسی میں اپنی سعادت سمجھتے تھے۔ یہ کوئی معمولی بات نہیں کہ اللہ تعالی کا ایک فرمان سن کر اپنے بیش قیمت باغ کو اللہ تعالی کی راہ میں خرچ کر دیا جائے۔ لیکن قربان جایئے محمد رسول اللہ ﷺ کی سخاوت اور حکمت پر کہ صلہ رحمی کی مصلحت کو مدنظر رکھتے ہوئے اتنے قیمتی مال کو قرابتداروں کی خاطر واپس لوٹایا جا رہا ہے۔

تؤخذ صدقات المسلمين على مياههم

جانوروں کی زکاۃ مسلمانوں سے گھاٹ پر لی جائے

۱۸۳۱: عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((تُؤْخَذُ صَدَقَاتُ الْمُسْلِمِيْنَ عَلَى مِيَاهِهِمْ)) يَعْنِي: مَوَاشِيَهِمْ۔ [الصحيحة:۱۷۷۹]

سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مسلمانوں سے (ان کے مویشیوں کی) زکوۃ پانی کے گھاٹ پر وصول کی جائے۔''

تخریج: الصحیحة ۱۷۷۹۔ احمد (۲/ ۱۸۴)' ابو داؤد الطیالسی (۲۲۶۴)' بیہقی (۴/ ۱۱۰)

فوائد: مختلف قسم کے جانوروں کا نصاب زکوۃ اور شرح زکوۃ مقرر ہے' اسلامی حکومت کی طرف سے زکوۃ کی وصولی کے لئے ایک عامل مقرر کیا جاتا ہے۔ اس کے لئے اور مویشیوں کے مالکوں کے لئے اس میں آسانی ہے کہ پانی کے گھاٹوں پر زکوۃ وصول کی جائے۔

۱۸۳۲: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: أُتِيَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بِجَنَازَةِ رَجُلٍ مِّنَ الْأَنْصَارِ، فَصَلّٰى عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: ((مَاتَرَكَ؟)) قَالُوْا: تَرَكَ دِيْنَارَيْنِ أَوْ ثَلَاثَةً، قَالَ: ((تَرَكَ كَيَّتَيْنِ، أَوْ ثَلَاثَ كَيَّاتٍ)). [الصحيحة:۳۴۸۳]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک انصاری آدمی کا جنازہ لایا گیا' آپ ﷺ نے اس پر نماز پڑھائی اور پوچھا: ''اس نے (اپنی میراث میں) کیا چھوڑا ہے؟'' لوگوں نے بتایا کہ دو یا تین دینار۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''دو داغنے کی جگہیں چھوڑ گیا ہے یا تین۔''

تخریج: الصحیحة ۳۴۸۳۔ ابن ابی شیبة (۳/ ۳۷۲)' احمد (۲/ ۴۲۹)' البزار (الکشف ۴۶۴۹)

فوائد: جہاں میراث کے قوانین مقرر ہیں' وہاں قریب المرگ آدمی کے لئے یہ حد بندی بھی کر دی گئی ہے کہ وہ اپنے مال کے ایک تہائی حصہ سے زیادہ وصیت نہیں کر سکتا' اگر وہ اس مقدار سے زیادہ وصیت کرتا ہے تو اسے ردّ کر دیا جائے گا اور مال اس کے ورثاء میں تقسیم کیا جائے گا' نیز شریعت کی روشنی میں کسی کو یہ حق بھی حاصل نہیں ہے کہ وہ اپنے کسی وارث کے حق میں تقسیم کرے۔ مذکورہ بالا حدیث کا یہ مطلب قطعی طور پر نہیں کہ آدمی اپنی موت کے وقت سارا مال بطور صدقہ صرف کر دے' اس میں صرف ترغیب دلائی گئی ہے کہ آدمی کو چاہئے کہ وہ اپنی زندگی میں صدقہ کیا کرے' وہی ہے جو اس کے کام آئے گا' باقی ماندہ مال تو اس کے ورثاء کا حصہ ہے۔

الصدقة على اهل الأديان

مختلف دین والوں پر صدقہ کرنا

۱۸۳۳: عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَاتَصَدَّقُوْا إِلَّا عَلَى أَهْلِ دِيْنِكُمْ)) فَأَنْزَلَ اللّٰهُ۔ تَعَالَى: ﴿لَيْسَ عَلَيْكَ هُدَاهُمْ﴾ إِلَى

سعید بن جبیر کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''صرف اپنے دین والوں پر صدقہ کرو۔'' جب اللہ تعالی نے یہ آیت نازل کی: (ان کو ہدایت دینا آپ ﷺ کے ذمہ لازم نہیں ہے) سے لے

قَوْلِهِ: ﴿وَمَا تُنفِقُوا مِنْ خَيْرٍ يُوَفَّ إِلَيْكُمْ (البقرة:٢٧٢)﴾ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((تَصَدَّقُوا عَلَى أَهْلِ الْأَدْيَانِ)).

کر ﴿اور تم جو مال خرچ کرو گے خیرات کے طور پر (قیامت کے دن) پورا بھر پاؤ گے﴾ تک (سورۂ بقرہ:۲۷۲) تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''تمام اہلِ ادیان پر صدقہ کر سکتے ہو۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۷۶۶۔ ابن ابی شیبۃ (۳/ ۱۷۷)، مرسلاً، ابن ابی حاتم فی التفسیر (۲/ ۵۳۱)، عن ابن عباس رضی اللہ عنہما، ابن جریر (۳/ ۶۳)

فوائد: عام صدقہ وخیرات کے لئے تو مصلحت وضرورت کو مدنظر رکھ کر مسلم وغیر مسلم میں سے کسی ایک یا دونوں کا انتخاب کیا جا سکتا ہے، لیکن زکوۃ کی ادائیگی کی صورت میں غیر مسلم کا انتخاب صرف تالیفِ قلبی کی نیت سے کیا جا سکتا ہے۔

ترغيب صدقة الكثيرة

زیادہ صدقہ کرنے کی ترغیب

١٨٣٤: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((تَصَدَّقِي وَلَا تُوْعِي فَيُوْعَى عَلَيْكِ)) جَاءَ مِنْ حَدِيثِ أَسْمَاءَ، وَعَائِشَةَ، وَلَفْظُ حَدِيثِ أَسْمَاءَ، رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا۔ [وَكَانَتْ مُحْصِيَةً] قَالَتْ: قُلْتُ: يَارَسُولَ اللّٰهِ! مَالِي مَالٌ إِلَّا مَا أَدْخَلَ عَلَى الزُّبَيْرِ فَأَتَصَدَّقُ؟ قَالَ: ((تَصَدَّقِي وَلَا تُوْعِي فَيُوْعَى عَلَيْكِ)). [الصحيحة:٣٦١٧]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''صدقہ کیا کر اور (مال کو) محفوظ کر کے نہ رکھ دے، وگرنہ اللہ تعالیٰ بھی تجھ سے محفوظ کر لے گا۔'' یہ حدیث سیدہ اسماء اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔ سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں: (وہ مال کو بچا کر رکھتی تھیں)، وہ کہتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے کہا: اے اللہ کے رسول! میرے پاس مال نہیں، مگر وہی جو (میرے خاوند) زبیر نے مجھے پہنچایا ہے، کیا میں صدقہ کیا کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''صدقہ کیا کر اور محفوظ کر کے نہ رکھ دے، وگرنہ اللہ تعالیٰ بھی تجھ سے محفوظ کر لے گا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۶۱۷۔ بخاری (۲۵۹۰)، مسلم (۱۰۲۹)، ابو داؤد (۱۶۹۹)، ترمذی (۱۹۶۰)، ابو داؤد (۱۷۰۰)، احمد (۶/ ۱۸۰)

فوائد: اس حدیثِ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ کے ایک اصول کا تذکرہ کیا گیا ہے اور وہ جزاء، جنسِ عمل سے دیتا ہے یعنی جیسا عمل ویسا ہی بدلہ۔ جب خرچ کرنے والا اللہ تعالیٰ کی راہ میں بے حساب خرچ کرے گا تو بدلہ بھی بے حساب ہوگا۔ اگر کوئی گن گن کر خرچ کرے گا تو اجر وثواب کے وقت بھی اس کے ساتھ یہی سلوک کیا جائے گا اور اگر سینت کر رکھو گے، خرچ نہ کرو گے، تو وہ بھی دینا بند کر دے گا۔ اس میں اللہ تعالیٰ کی راہ میں خوب خرچ کرنے کی ترغیب اور بخل اور امساک پر سخت وعید وتہدید ہے۔

تفسير القيراط

قیراط کے وزن کی وضاحت

١٨٣٥: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((الدِّينَارُ كَنْزٌ وَالدِّرْهَمُ كَنْزٌ، وَالْقِيرَاطُ كَنْزٌ)) قَالُوا: يَارَسُولَ اللّٰهِ! أَمَّا

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دینار خزانہ ہے، درہم خزانہ ہے اور قیراط خزانہ ہے۔'' صحابہ نے پوچھا: ہم دینار اور درہم کو تو پہچانتے ہیں، قیراط سے کیا مراد ہے؟

الدِّينَارُ وَالدِّرْهَمُ فَقَدْ عَرَفْنَا هُمَا، فَمَا الْقِيرَاطُ؟ قَالَ: ((نِصْفُ دِرْهَمٍ، نِصْفُ دِرْهَمٍ، نِصْفُ دِرْهَمٍ)). [الصحيحة:۷۲۱]

آپ ﷺ نے فرمایا: ''نصف درہم' نصف درہم' نصف درہم۔''

تخریج: الصحیحة ۷۲۱- طحاوی فی شرح المشکل (۲/ ۱۰۷)' ابن ابی حاکم فی العلل (۲۱۹۸' ۲۲۰)

فوائد: دینار و درہم سے مراد کویت اور دوبئی کی موجودہ کرنسی نہیں ہے' بلکہ سونے اور چاندی کی ایک مقدار کا نام ہے' جس کی تفصیل یہ ہے:

درہم = 21/80 تولہ چاندی = 3 ماشے اور 1/5- 1 رتی = 3.061.8 گرام

دینار = 4 ماشہ' 4 رتی سونا (ساڑھے چار ماشے) = 4.374 گرام

ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿والذین یکنزون الذهب والفضة ولا ینفقونها فی سبیل الله فبشرهم بعذاب الیم٥﴾ [سورۂ توبہ] یعنی: ''اور جو لوگ سونے اور چاندی کا خزانہ رکھتے ہیں اور اللہ تعالی کی راہ میں خرچ نہیں کرتے' انہیں دردناک عذاب کی خبر پہنچا دیجئے۔'' اس آیتِ مبارکہ میں مال و دولت کو خزانہ رکھنے یعنی ''کَنز'' کرنے کی وعید و تہدید کا بیان ہے۔ کسی بھی ملک کی کرنسی' سونے اور چاندی کے حکم میں داخل ہے' لیکن جب کسی نوعیت کے مال کی زکوۃ ادا کر لی جائے تو اسے خزانہ اور ''کَنز'' نہیں کہا جا سکتا' جیسا کہ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میں سونے سے تیار کردہ پازیب پہنتی تھی۔ ایک دن میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا یہ بھی خزانہ ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ((مَابَلَغَ أَنْ تُؤَدِّی زَکَاتَهٗ فَزُکِّی فَلَیْسَ بِکَنْزٍ)). یعنی: ''جو (زیور) زکاۃ کے نصاب کو پہنچے اور اس کی زکاۃ ادا کر دی جائے تو وہ خزانہ نہیں رہتا۔'' [صحیحہ: ۵۵۹] معلوم ہوا کہ متن میں مذکورہ بالا حدیث کا تعلق اس سونے اور چاندی سے ہے جس کی زکوۃ ادا نہیں کی جاتی۔

تعجيل الصدقة

صدقہ جلدی کرنے کی ترغیب

۱۸۳۶: عَنْ عُقْبَةَ، قَالَ: صَلَّيْتُ وَرَاءَ النَّبِيِّ ﷺ بِالْمَدِينَةِ الْعَصْرَ، فَسَلَّمَ، ثُمَّ قَامَ مُسْرِعًا فَتَخَطَّى رِقَابَ النَّاسِ إِلَى بَعْضِ حُجَرِ نِسَاءِهِ فَفَزِعَ النَّاسُ مِنْ سُرْعَتِهِ، فَخَرَجَ عَلَيْهِمْ، فَرَأَى أَنَّهُمْ عَجِبُوا مِنْ سُرْعَتِهِ فَقَالَ: ((ذَكَرْتُ [وَأَنَا فِي الصَّلَاةِ] شَيْئًا مِنْ تِبْرٍ [مِنَ الصَّدَقَةِ] عِنْدَنَا، فَكَرِهْتُ أَنْ يَحْبِسَنِي (وَفِي رِوَايَةٍ: أَنْ يُمَسِّيَ. أَوْ يَبِيتَ. عِنْدَنَا) فَأَمَرْتُ بِقِسْمَتِهِ)). [الصحيحة:۳۵۹٤]

سیدنا عقبہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے مدینہ میں رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نمازِ عصر پڑھی' آپ نے سلام پھیرا' جلدی جلدی کھڑے ہوئے اور لوگوں کی گردنیں پھلانگتے ہوئے ایک بیوی کے گھر میں داخل ہو گئے۔ لوگ آپ کی سرعت پر تعجب کرنے لگ گئے' (اتنے میں) آپ ﷺ واپس آ گئے اور دیکھا کہ لوگوں کو آپ کی جلدی پر تعجب ہو رہا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں نماز پڑھ رہا تھا کہ مجھے سونے یا چاندی کی زکوۃ کی ایک ڈلی یاد آئی' جو ہمارے پاس تھی۔ میں نے ناپسند کیا کہ وہ مجھے روک لے (اور ایک روایت میں ہے کہ وہ ہمارے ہی پاس شام کرے یا رات گزارے) اس لئے میں نے اسے تقسیم کرنے کا حکم دیا ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۳۵۹۴- بخاری (۸۵۱' ۱۲۲۱' ۱۴۳۰)' نسائی (۱۳۶۶)' احمد (۴/ ۸۰۷)

فوائد: مسلمان خیر و بھلائی کے جن امور کو سرانجام دینا چاہتا ہے، اسے چاہئے کہ وہ پہلی فرصت میں سرانجام دے۔

الزكاة من اربعة

چار چیزوں میں زکاۃ ہے

١٨٣٧: عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، قَالَ: إِنَّمَا سَنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((الزَّكَاةَ فِي هٰذِهِ الْأَرْبَعَةِ: الْحِنْطَةِ، وَالشَّعِيْرِ، وَالزَّبِيْبِ وَالتَّمْرِ)).

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ان چار اصناف میں زکوۃ نافذ کی: گندم، جو، منقی اور کھجور۔

تخریج: الصحيحة ٨٧٩- دار قطنی (٢/ ٩٦)

فوائد: امام البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث پر درج ذیل بحث کی ہے: یہ حدیث سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، لیکن اس کی سند میں محمد بن عبید اللہ عزرمی ''متروک'' ہے، لیکن اس کی متابعت موجود ہے، جسے امام دارقطنی رحمہ اللہ اور امام حاکم نے روایت کیا کہ موسی بن ابوطلحہ نے کہا: عندنا كتاب معاذ بن جبل عن النبی ﷺ انه انما اخذ الصدقة من الحنطة۔ یعنی: آپ ﷺ نے صرف گندم ...... میں زکوۃ وصول کی ہے۔ امام حاکم نے کہا: موسی بن طلحہ عظیم تابعی ہیں اور سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ کے زمانے کو ان کے پانے کا انکار نہیں کیا گیا۔ لیکن ابن عبد البر نے کہا کہ موسی بن طلحہ، سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ کو نہ ملے ہیں اور نہ ان کو پایا ہے۔ لیکن امام حاکم رحمہ اللہ نے صحیح سند کے ساتھ اس کا یہ شاہد ذکر کیا ہے: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: (لاتاخذوا الا من هذه الاربعة ......) یعنی: صرف ان چار اصناف میں زکوۃ وصول کرو۔ ان احادیث کی روشنی میں سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ، امام عبد اللہ بن مبارک، امام حسن بصری اور امیر صنعانی وغیرہ کا یہ مسلک ہے کہ زرعی پیداوار کی تمام اقسام میں سے صرف گندم، جو، کھجور اور منقی پر زکوۃ فرض ہے۔ جبکہ بعض علمائے کرام کا یہ مسلک ہے کہ زمین سے پیدا ہونے والی ہر قسم کی زرعی پیداوار پر عُشر یعنی زکوۃ فرض ہے، انھوں نے اپنے حق میں درج ذیل عام آیات پیش کی ہیں: ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿وآتوا حقه يوم حصاده﴾ [سورۂ انعام: ۱۴۲] یعنی: ''کھیتی کٹنے کے دن اس کا حق ادا کر دو۔'' نیز فرمایا: ﴿مما اخرجنا لكم من الارض﴾ [سورۂ بقرہ: ۲۶۷] یعنی: ''اس چیز میں سے خرچ کرو جو ہم نے تمہارے لئے زمین سے نکالی۔'' نیز بعض احادیث بھی اس عموم پر دلالت کرتی ہیں۔

ترغيب امور الاخراة في الدنيا

دنیا کے مقابلہ میں آخرت کے کاموں کی ترغیب دلانا

١٨٣٨: عَنِ الْفَضْلِ بْنِ الْحَسَنِ الضُّمَرِيِّ، أَنَّ أُمَّ الْحَكَمِ أَوْ ضُبَاعَةَ ابْنَتَيِ الزُّبَيْرِ ابْنِ عَبْدِالْمُطَّلِبِ حَدَّثَتْهُ، عَنْ إِحْدَاهُمَا أَنَّهَا قَالَتْ: أَصَابَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ سَبْيًا، فَذَهَبْتُ أَنَا وَأُخْتِي وَفَاطِمَةُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَشَكَوْنَا إِلَيْهِ مَانَحْنُ فِيْهِ، وَسَأَلْنَاهُ أَنْ يَأْمُرَلَنَا بِشَيْءٍ مِنَ السَّبْيِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((سَبَقَكُنَّ يَتَامٰى بَدْرٍ،

فضل بن حسن ضمری، ام حکم یا ضباعہ، جو دونوں زبیر بن عبد المطلب کی بیٹیاں ہیں، سے روایت کرتے ہیں، وہ کہتی ہیں: رسول اللہ ﷺ کے پاس کچھ قیدی آئے، میں، میری بہن اور فاطمہ آپ ﷺ کے پاس گئیں، آپ کے سامنے اپنی مشکلات کی شکایت رکھی اور مطالبہ کیا کہ ہمارے لئے کچھ قیدیوں کا فیصلہ کیا جائے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بدر کے یتیم لوگ تم سے سبقت لے گئے ہیں، لیکن میں تمھیں ایسی چیز بتلاتا ہوں جو تمھارے لئے قیدیوں سے بہتر

وَلٰكِنَّ سَأَدُلُّكُنَّ عَلٰى مَاهُوَ خَيْرٌ لَّكُنَّ مِنْ ذٰلِكَ: تُكَبِّرْنَ اللّٰهَ عَلٰى إِثْرِ كُلِّ صَلَاةٍ ثَلَاثًا وَثَلَاثِيْنَ تَكْبِيْرَةً، وَثَلَاثًا وَثَلَاثِيْنَ تَسْبِيْحَةً، وَثَلَاثًا وَثَلَاثِيْنَ تَحْمِيْدَةً وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَاشَرِيْكَ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ)). [الصحيحة:۱۸۸۲]

ہے (اور وہ یہ کہ) ہر نماز کے بعد تینتیس دفعہ "اَللّٰهُ أَكْبَرُ" کہنا، تینتیس دفعہ "سُبْحَانَ اللّٰهِ" کہنا، تینتیس دفعہ "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ" کہنا اور (ایک دفعہ) "لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ" (نہیں کوئی معبودِ برحق مگر اللہ، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، بادشاہی اسی کی ہے اور تعریف اسی کے لئے ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے) کہنا۔"

تخریج: الصحيحة ۱۸۸۲- ابو داؤد (۲۹۸۷، ۵۰۶۲)، طحاوی فی معانی الآثار (۳/ ۲۹۹)

فوائد: نبی کریم ﷺ نے دنیاوی سہولت کی فراہمی کی بجائے اخروی منفعت کی طرف رہنمائی فرمائی۔

شر الصفات شح هالع و جبن خالع

زیادہ کنجوسی اور سخت بزدلی بدترین صفات ہیں

۱۸۳۹: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((شَرُّمَا فِي رَجُلٍ شُحٌّ هَالِعٌ وَجُبْنٌ خَالِعٌ)). [الصحيحة: ٥٦٠]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "سخت کنجوسی اور سخت بزدلی بدترین صفات ہیں جو آدمی میں پائی جاتی ہیں۔"

تخریج: الصحيحة ۵۶۰- ابو داؤد (۳۵۱۱)، احمد (۲/ ۳۰۲، ۳۲۰)، ابن حبان (۳۲۵۰)

فوائد: کنجوسی اور بزدلی انسان کی کمینگی پر دلالت کرنے والی گھٹیا صفات ہیں۔ ایسی صفات دنیا چاہنے والوں کو دنیا میں بھی ذلیل کر دیتی ہیں اور آخرت میں بھی اللہ تعالی کی نظرِ رحمت سے محروم رہیں گے۔

باب: فضل صدقة السر

باب: پوشیدہ صدقہ کرنے کی فضیلت

١٨٤٠: قَالَ ﷺ: ((صَدَقَةُ السِّرِّ تُطْفِئُ غَضَبَ الرَّبِّ)) رُوِيَ مِنْ حَدِيْثِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ وَأَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ وَعَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ وَعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَعَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ وَ أُمِّ سَلَمَةَ وَأَبِي أُمَامَةَ وَمُعَاوِيَةَ بْنِ حِيْدَةَ، وَأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ۔ [الصحيحة:١٩٠٨]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مخفی صدقہ رب کے غضب کو مٹا دیتا ہے۔" یہ حدیث سیدنا عبد اللہ بن جعفر، سیدنا ابوسعید خدری، سیدنا عبد اللہ بن عباس، سیدنا عمر بن خطاب، سیدنا عبداللہ بن مسعود، سیدہ ام سلمہ، سیدنا ابوامامہ، سیدنا معاویہ بن حیدہ اور سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہم سے مروی ہے۔

تخریج: الصحيحة ۱۹۰۸- طبرانی فی الاوسط (۷۷۵۷)، والصغير (۲/ ۹۵، ۹۶)، العسكری فی كتاب النسرائر (۱۷۹/ ۱-۲)، ابن عساكر فی تاريخ دمشق (۱۹/ ۱۲۳)، مفولاً- ابن ابی الدنيا فی قضماء الحوائج (۲)، ابو بكر الذكوان فی اثنا عشر مجلساً (۹/ ۲) مطولاً، قضاعی فی مسند الشهاب (۱۰۰)، طبرانی فی الاوسط (۶۰۸۲) مطولاً، طبرانی فی الكبير (۸۰۱۴)، طبرانی فی الاوسط (۹۴۷)، قضاعی فی مسند الشهاب (۱۰۲)، ترمذی (۶۶۴)، ابن حبان (۳۳۰۹)، قضاعی (۱۰۵)

فوائد: جن اعمال و افعال کو خفیہ طور پر سرانجام دینا ممکن ہو، ان کے بارے میں شریعت کی رائے یہ ہے کہ انھیں مخفی طور پر ہی

سرانجام دیا جائے' کیونکہ یہی واحد انداز ہے جو اعمالِ صالحہ کی قبولیت کا سبب بنتا ہے اور بندۂ خدا کے خلوص اور للّٰہیت پر دلالت کرتا ہے۔ سیدنا ابو ہریرہ ﷛ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سات آدمی ہیں' اللہ تعالیٰ ان کو قیامت والے دن اپنے سائے تلے جگہ دے گا' (ان میں سے ایک وہ ہے جو) کوئی صدقہ کرتا ہے اور اسے چھپاتا ہے' حتی کہ اس کے بائیں ہاتھ کو علم بھی نہیں ہوتا کہ اس کے دائیں ہاتھ نے کیا کچھ خرچ کیا۔ [بخاری' مسلم] اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ وہ کسی کو اس عمل کی خبر نہیں ہونے دیتا۔

الصدقة على كل عضو

ہر عضو پر صدقہ ہے

١٨٤١: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوعاً: ((عَلٰى كُلِّ عُضْوٍ مِّنْ أَعْضَاءِ بَنِي آدَمَ صَدَقَةٌ)).

سیدنا ابو ہریرہ ﷛ سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''بنو آدم کے اعضا میں سے ہر عضو پر صدقہ ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۵۷۴۔ احمد (۲/ ۳۹۵)

فوائد: اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے پر احسان کرتے ہوئے اس کے جسم میں کئی صلاحیتیں ودیعت کر رکھی ہیں۔ مختلف اعضاء تشکیل دیئے ہیں اور اسے خوبصورت اور دلکش وجود سے نوازا ہے۔ اب اللہ تعالیٰ نے اس عظیم نعمت کی بنا پر ایک تقاضا کیا ہے کہ اس احسان کا شکریہ ادا کرتے ہوئے روزانہ ہر عضو کی طرف سے صدقہ کیا جائے' پہلے یہ تفصیل گزر چکی ہے کہ انسانی وجود میں تین سو ساٹھ (۳۶۰) جوڑ ہیں اور ہر روز کوئی نہ کوئی نیکی کر کے اس کی طرف سے صدقہ ادا کیا جائے' جیسے سُبْحَانَ اللّٰہ' اَلْحَمْدُ لِلّٰہ اور اَللّٰہُ اَکْبَر کہنا' نیکی کا حکم دینا اور برائی سے منع کرنا وغیرہ وغیرہ' لیکن اگر کوئی آدمی نمازِ ضحیٰ کی دو رکعت نماز ادا کر لے تو اس کے تمام وجود کی طرف سے صدقہ ادا ہو جاتا ہے اور اس کا وجود آزاد ہو جاتا ہے۔

باب: لا زكاة على غير المؤمن

باب: زکاۃ صرف مومنوں پر واجب ہے

١٨٤٢: عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كَتَبَ النَّبِيُّ ﷺ إِلٰى أَهْلِ الْيَمَنِ إِلَى الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ كَلَالٍ وَمَنْ مَعَهُ مِنْ مُعَافِرٍ وَهَمْدَانَ: ((عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ فِي صَدَقَةِ الثِّمَارِ. أَوْ مَالِ الْعِقَارِ. عُشْرُ مَا سَقَتِ الْعَيْنُ وَمَاسَقَتِ السَّمَاءُ وَعَلٰى مَا يُسْقٰى بِالْغَرْبِ نِصْفُ الْعُشْرِ)). [الصحيحة:١٤٢]

سیدنا عبداللہ بن عمر ﷠ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے اہل یمن یعنی حارث بن عبد کلال اور اس کے معافری اور ہمدانی ساتھیوں کی طرف خط لکھا کہ: ''اگر زمین چشموں سے یا بارش سے سیراب ہوئی ہو تو اس کے پھلوں کی پیداوار یا مال پر دسواں حصہ زکوۃ ہے اور جن کو ڈول (وغیرہ کے ذریعے کھینچ کر) پانی پلایا جائے' ان کی (پیداوار پر) بیسواں حصہ زکوۃ ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۱۴۲۔ ابن ابی شیبة (۳/ ۱۴۵' ۱۴۶)' دار قطنی (۲/ ۱۳۰)' بیہقی (۴/ ۱۳۰)

فوائد: زمین سے فصلیں پیدا کر کے انسان کو رزق مہیا کرنا اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس احسان کا بدلہ یوں طلب کیا ہے کہ زرعی پیداوار کا دسواں یا بیسواں حصہ بطورِ زکوۃ اس کی راہ میں دیا جائے' جو پیدا ہونے والی کل فصل کے مقابلے میں انتہائی کم مقدار ہے۔ مذکورہ بالا اور اس موضوع پر دوسری احادیث سے یہ مسئلہ عیاں ہوتا ہے کہ اگر زمین کسی ایسے ذریعے سے سیراب ہوتی ہو جس میں مشقت نہ ہو یا کم مشقت ہو مثلاً بارش' شبنم' اولے' زمینی نمی و رطوبت اور چشموں وغیرہ سے تو اس میں دسواں حصہ زکوۃ نکالنا

ضروری ہے، لیکن اگر کسی مشقت طلب ذریعے سے سیراب کی جاتی ہو، مثلاً اونٹ، بیل یا آدمی پانی لا کر سیراب کرے یا کنوؤں یا ٹیوب ویل سے پانی لا کر یا پانی خرید کر سیراب کیا جائے یا جیسے آجکل معین رقم ادا کر کے نہری پانی سے فصلوں کو سیراب کیا جاتا ہے، تو ان سب صورتوں میں بیسواں حصہ زکوۃ ہو گی۔ واضح رہے کہ کسی بھی فصل میں زکوۃ کو لاگو کرنے کے لئے ضروری ہے وہ پانچ وسق (15 من اور 30 کلوگرام) ہو، اس کو نصاب زکوۃ کہتے ہیں۔ اگر صاع ڈھائی کلو کا ہو تو وزن 18 من 30 کلو بنتا ہے۔ مولانا صفی الرحمن مبارکپوری رحمہ اللہ نے صاع کا وزن $2^1/_2$ کلو ہی اتحاف الکرام شرح بلوغ المرام میں تحریر کیا ہے۔ واللہ اعلم

ترغيب ذبح الفرع في سبيل الله

(اونٹنی یا بکری کے) پہلے بچے کو اللہ کی راہ میں ذبح کرنے کی ترغیب

۱۸٤۳: عَنْ عَبْدِ الْمَزَنِيِّ مَرْفُوعاً: ((فِي الْإِبِلِ فَرْعٌ، وَفِي الْغَنَمِ فَرْعٌ)).

سیدنا عبد مزنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اونٹ میں بھی فرع ہے اور بکریوں میں بھی۔“

تخریج: الصحيحة ۱۹۹٦۔ طبرانی فی الاوسط (۳۳٦)، والکبیر (۱۳/ ۱٤٧)، بیهقی (۹/ ۳۰۳)، تعلیقاً۔

فوائد: دورِ جاہلیت میں اونٹنی کے پہلے بچے کو معبودانِ باطلہ کیلئے ذبح کیا جاتا تھا۔ اس کو ”فرع“ کہتے تھے۔ اسلام نے اس شرکیہ عمل کو باطل قرار دیا، ہاں یہ گنجائش رکھی کہ اگر کوئی آدمی اپنی اونٹنی اور بکری کے پہلے بچے کو اللہ تعالی کے نام پر ذبح کرنا چاہتا ہے تو اسے اختیار ہے، بلکہ اس کا یہ عمل پسندیدہ اور افضل ہے۔

ترغيب الصدقة في الفطر والاضحى

عید الفطر اور اضحیٰ کے دن صدقہ کرنے کی ترغیب دینا

۱۸٤٤: عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ مَرْفُوعاً: ((كَانَ يَخْرُجُ يَوْمَ الْأَضْحٰى وَيَوْمَ الْفِطْرِ فَيَبْدَأُ بِالصَّلَاةِ فَإِذَا صَلّٰى صَلَاةً وَسَلَّمَ قَامَ [قَائِماً] [عَلٰى رِجْلَيْهِ] فَأَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ [بِوَجْهِهِ] وَهُمْ جُلُوسٌ فِي مُصَلَّاهُمْ، فَإِنْ كَانَ لَهُ حَاجَةٌ بِبَعْثٍ ذَكَرَهُ لِلنَّاسِ، أَوْ كَانَتْ لَهُ حَاجَةٌ بِغَيْرِ ذٰلِكَ أَمَرَهُمْ بِهَا، وَكَانَ يَقُوْلُ: ((تَصَدَّقُوْا تَصَدَّقُوْا تَصَدَّقُوْا)) وَكَانَ أَكْثَرَ مَنْ يَتَصَدَّقُ النِّسَاءُ ثُمَّ يَنْصَرِفُ)).

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ عید الاضحیٰ اور عید الفطر کے موقع پر نکلتے اور نماز سے ابتداء کرتے، جب نماز سے سلام پھیرتے تو اپنے پاؤں پر کھڑے ہو جاتے، لوگوں کی طرف متوجہ ہوتے اور وہ آپ کے سامنے اپنی اپنی جگہ پر بیٹھے رہتے۔ اگر آپ کو کوئی لشکر بھیجنے کی ضرورت یا کوئی اور حاجت ہوتی تو لوگوں کے سامنے اس کا تذکرہ کرتے اور اسے پورا کرنے کا حکم دیتے، نیز فرماتے: ”صدقہ کرو، صدقہ کرو، صدقہ کرو۔“ زیادہ تر صدقہ کرنے والی عورتیں ہوتی تھیں۔ پھر آپ واپس چلے جاتے۔

تخریج: الصحيحة ۲۹۹۸۔ مسلم (۸۸۹)، نسائی (۱۵۷۷)، وفی الکبری (۱۷۸۵)، ابن ماجه (۱۲۸۸)، ابن حبان (۳۳۱۱)

فوائد: معلوم ہوا کہ عیدین کے روز مسلمانوں کو زیادہ سے زیادہ صدقہ و خیرات کرنا چاہئے تاکہ فقراء و مساکین بھی عید کی خوشیوں میں بلا امتیاز شامل ہو سکیں۔

من انواع الصدقة

۱۸۴۵: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوعاً: ((كُلُّ سُلَامَى مِنَ النَّاسِ عَلَيْهِ صَدَقَةٌ، كُلَّ يَوْمٍ تَطْلُعُ فِيْهِ الشَّمْسُ: يَعْدِلُ بَيْنَ الْاِثْنَيْنِ صَدَقَةٌ، وَيُعِينُ الرَّجُلَ عَلَى دَابَّتِهِ فَيَحْمِلُهُ عَلَيْهَا أَوْ يَرْفَعُ عَلَيْهَا مَتَاعَهُ صَدَقَةٌ، وَالْكَلِمَةُ الطَّيِّبَةُ صَدَقَةٌ، وَكُلُّ خُطْوَةٍ يَخْطُوْهَا إِلَى الصَّلَاةِ صَدَقَةٌ، وَيُمِيْطُ الْاَذٰى عَنِ الطَّرِيقِ صَدَقَةٌ)).

صدقہ کی اقسام

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''ہر دن جس میں سورج طلوع ہوتا ہے' لوگوں کے ہر جوڑ کی طرف سے ایک صدقہ کرنا (واجب) ہے۔ (اور صدقہ صرف مال کا خرچ کرنا ہی نہیں ہے بلکہ) دو آدمیوں کے درمیان انصاف کر دینا بھی صدقہ ہے' کسی آدمی کو اس کی سواری پر بٹھانے میں یا اس کا سامان اٹھا کر اس پر رکھوانے میں بھی صدقہ ہے' اچھی بات کرنا صدقہ ہے' ہر اس قدم میں' جس سے چل کر وہ نماز کی طرف جائے' صدقہ ہے اور راستے سے تکلیف دہ چیز ہٹانا صدقہ ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۰۲۵۔ بخاری (۲۹۸۹)' مسلم (۱۰۰۹)' احمد (۲/ ۳۱۲' ۳۱۶)

فوائد: اس سے قبل یہ وضاحت ہو چکی ہے کہ بندۂ خدا کے لئے ضروری ہے کہ وہ اللہ تعالی کے احسانات کا تقاضا پورا کرتے ہوئے اپنے وجود کے جوڑوں کی طرف سے صدقہ ادا کرے' جس کی تفصیل اس حدیث میں بیان کر دی گئی ہے۔

على الخيل و الرقيق صدقة الفطر فقط

۱۸۴٦: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوعاً: ((لَيْسَ فِي الْخَيْلِ وَالرَّقِيقِ زَكَاةٌ إِلَّا زَكَاةَ الْفِطْرِ فِي الرَّقِيقِ)). [الصحيحة:۲۱۸۹]

گھوڑے اور غلام پر صرف صدقہ الفطر ہے

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''گھوڑے اور غلام پر زکوۃ نہیں ہے' البتہ غلام پر صدقۂ فطر ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۱۸۹۔ ابو داؤد (۱۵۹۴)' بیہقی (۴/ ۱۱۷)' بهذا اللفظ۔

فوائد: معلوم ہوا کہ گھوڑوں اور غلاموں میں ایک سال کے گزر جانے کے بعد فرض ہونے والی زکوۃ نہیں ہے' البتہ غلام کے مالک پر یہ ضروری ہے کہ وہ عید الفطر کے موقع پر اس کی طرف سے ایک صاع (2 کلو 100 گرام) صدقۂ فطر ادا کرے۔

شرح الزكاة

۱۸۴۷: عَنْ أَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَيْسَ فِيمَا دُوْنَ خَمْسٍ مِّنَ الْإِبِلِ صَدَقَةٌ، وَلَا فِي الْاَرْبَعِ شَيْءٌ، فَإِذَا بَلَغَتْ خَمْسًا فَفِيهَا شَاةٌ، إِلَى أَنْ تَبْلُغَ تِسْعاً

زکاۃ کی وضاحت کا بیان

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پانچ سے کم اونٹوں پر کوئی زکوۃ نہیں اور نہ چار اونٹوں پر زکوۃ ہے' جب ان کی تعداد پانچ سے نو تک ہو تو ایک بکری' جب دس سے چودہ تک ہو تو دو بکریاں' جب پندرہ سے انیس تک ہو تو

فَإِذَا بَلَغَتْ عَشْراً، فَفِيهَا شَاتَانِ، إِلَى أَنْ تَبْلُغَ أَرْبَعَ عَشْرَةَ، فَإِذَا بَلَغَتْ خَمْسَ عَشْرَةَ فَفِيهَا ثَلَاثُ شِيَاهٍ إِلَى أَنْ تَبْلُغَ تِسْعَ عَشْرَةَ، فَإِذَا بَلَغَتْ عِشْرِينَ، فَفِيهَا أَرْبَعُ شِيَاهٍ إِلَى أَنْ تَبْلُغَ أَرْبَعاً وَعِشْرِينَ، فَإِذَا بَلَغَتْ خَمْساً وَعِشْرِينَ فَفِيهَا بِنْتُ مَخَاضٍ إِلَى خَمْسٍ وَثَلَاثِينَ، فَإِذَا لَمْ تَكُنْ بِنْتُ مَخَاضٍ فَابْنُ لَبُونٍ ذَكَرٌ، فَإِنْ زَادَتْ بَعِيراً فَفِيهَا بِنْتُ لَبُونٍ إِلَى أَنْ تَبْلُغَ خَمْسًا وَأَرْبَعِينَ فَإِنْ زَادَتْ بَعِيراً، فَفِيهَا جَذَعَةٌ إِلَى أَنْ تَبْلُغَ خَمْسًا وَسَبْعِينَ، فَإِنْ زَادَتْ بَعِيراً فَفِيهَا بتننا لبنون إِلَى أَنْ تَبْلُغَ تِسْعِينَ فَإِنْ زَادَتْ بَعِيراً، فَفِيهَا حِقَّتَانِ إِلَى أَنْ تَبْلُغَ عِشْرِينَ وَمِئَةً ثُمَّ فِي كُلِّ خَمْسِينَ حِقَّةٌ، وَفِي كُلِّ أَرْبَعِينَ بِنْتِ لَبُونٍ)).

[الصحيحة: ٢١٩٢]

تین بکریاں اور بیس سے چوبیس تک چار بکریاں زکوۃ میں دی جائیں گی۔ جب اونٹوں کی تعداد پچیس سے بڑھ کر پینتیس ہو جائے تو اس تعداد پر ایک سالہ اونٹنی اگر یہ میسر نہ ہو تو پھر دو سالہ نر بچہ، جب چھتیس سے تعداد بڑھ کر پینتالیس تک پہنچ جائے تو دو سالہ اونٹنی، اگر تعداد چھیالیس ہو جائے تو ساٹھ تک ایک تین سالہ اونٹنی، اگر تعداد اکسٹھ ہو جائے تو پچھتر تک چار سالہ اونٹ، اگر اس سے تعداد بڑھ جائے تو نوے تک دو، دو سالہ اونٹنیاں، اگر اس سے تعداد بڑھ جائے تو ایک سو بیس تک دو، تین سالہ اونٹنیاں۔ (ایک سو بیس کی تعداد) کے بعد ہر پچاس پر تین سالہ اونٹنی اور ہر چالیس پر دو سالہ اونٹنی زکوۃ میں دی جائے گی۔''

تخریج: الصحیحة ۲۱۹۲۔ ابن ماجه (۱۷۹۹)

فوائد: اس حدیثِ مبارکہ میں اونٹوں کی زکوۃ کے نصاب اور شرح کی مکمل تفصیل بیان کی گئی ہے۔

من انواع الصدقة

صدقہ کی کچھ اقسام

١٨٤٨: عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِيَ كَرِبَ مَرْفُوعاً: ((مَا أَطْعَمْتَ نَفْسَكَ فَهُوَ لَكَ صَدَقَةٌ وَمَا أَطْعَمْتَ وَلَدَكَ، فَهُوَلَكَ صَدَقَةٌ وَمَا أَطْعَتَ زَوْجَكَ، فَهُوَ لَكَ صَدَقَةٌ وَمَا أَطْعَمْتَ خَادِمَكَ فَهُوَ لَكَ صَدَقَةٌ)).

[الصحيحة: ٤٥٢]

سیدنا مقدام بن معدی کرب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ''تیرا اپنے آپ کو کھلانا تیرے لئے صدقہ ہے، تیرا اپنے بیٹے کو کھلانا تیرے لئے صدقہ ہے، تیرا اپنی بیوی کو کھلانا تیرے لئے صدقہ ہے اور تیرا اپنے خادم کو کھلانا تیرے لئے صدقہ ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۴۵۲۔ احمد (۴/ ۱۳۱)، الادب المفرد (۸۲/ ۱۹۵)، نسائی فی الکبرٰی (۹۱۸۵)

فوائد: اسلام میں ہر نیکی کی بنیاد نیت پر ہے، کسی نے کیا خوب کہا: ''رب عمل کبیر تصغره النية ورب عمل صغير تعظمه

النیۃ۔" یعنی: کتنے ہی عظیم اعمال ہیں، جنھیں نیت کم تر بنا دیتی ہے اور کتنے ہی معمولی معمولی نیک اعمال ہیں کہ جن کو نیت عظیم تر بنا دیتی ہے۔ اگر کوئی آدمی خلوصِ نیت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے راستے میں صدقہ کر رہا ہے تو وہ بے شمار اجر وثواب کا مستحق ٹھہرتا ہے، لیکن اگر اسی صدقہ وخیرات کی بنیاد ریاکاری اور نمود ونمائش ہو تو ایسی "نام نہاد نیکی" اس کے لئے وبالِ جان بن جاتی ہے۔ اس موقع پر خلیفۃ المسلمین عمر بن عبد العزیزؒ کا قول ذکر کرنا انتہائی مناسب ہے۔ وہ کہتے ہیں: لا تکن ممن یتبع الحق اذا وافق هواه ویخالفه اذا خالف هواه۔ فأذا انت لا تثاب علی ما وافقته من الحق و تعاقب علی ما ترکته منه لانك انما اتبعت هواك فی الموضعین۔ [شرح العقیدۃ الطحاویہ/ ابن ابی العز الحنفی] ماحصل یہ ہے کہ مسلمان جب اپنے آپ پر، اپنے اہل وعیال پر اور اپنے نوکروں چاکروں پر خرچ کرے تو سب سے پہلے شریعت کی روشنی میں اپنی نیت کو درست کرے کہ وہ یہ رقم کیوں خرچ کر رہا ہے، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ نے اس کی ذمہ داری لگائی، یا کن کن آیات اور احادیث کا مصداق بن رہا ہے۔

ما ادی زکاته لیس بکنز

جس کی زکوۃ ادا کر دی گئی وہ خزانہ نہیں ہے

۱۸۴۹: عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، قَالَ: كُنْتُ أَلْبَسُ أَوْضَاحاً مِنْ ذَهَبٍ فَقُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ أَكَنْزٌ هُوَ؟ قَالَ: ((مَابَلَغَ أَنْ تُؤَدَّى زَكَاتُهُ فَزُكِّيَ فَلَيْسَ بِكَنْزٍ)). [الصحیحۃ: ۵۵۹]

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: میں سونے سے تیار کردہ پازیب پہنتی تھی، ایک دن میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا یہ بھی خزانہ ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "جو (زیور) زکاۃ کے نصاب کو پہنچے اور اس کی زکاۃ ادا کر دی جائے تو وہ خزانہ نہیں رہتا۔"

تخریج: الصحیحۃ ۵۵۹۔ ابو داؤد (۱۵۶۴)، حاکم (۱/ ۳۹۰)، دار قطنی (۲/ ۱۰۵)، بیہقی (۴/ ۸۳)

فوائد: ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿والذین یکنزون الذهب والفضة ولا ینفقونها فی سبیل الله فبشرهم بعذاب الیم﴾ سورۂ توبہ:] یعنی: "اور جو لوگ سونے اور چاندی کا خزانہ رکھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے، انہیں دردناک عذاب کی خبر پہنچا دیجئے۔" خزانے کو عربی میں "کنز" کہتے ہیں، آیتِ مبارکہ میں "کنز" کی مذمت کی جا رہی ہے، لیکن یہ وعید اس صورت میں ہے ب سونا چاندی جمع کرنے والے سال کے بیت جانے کے بعد بھی ان کی زکوۃ ادا نہ کریں، اگر وہ زکوۃ ادا کرتے رہیں تو مذکورہ بالا دیث کی روشنی میں ان کو موردِ طعن نہیں بنایا جائے گا۔

قلیل المال خیر من الکثیر لاہٍ

تھوڑا مال زیادہ غافل کر دینے والے مال سے بہتر ہے

۱۸۵: عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ مَرْفُوعاً: ((مَا طَلَعَتْ شَمْسٌ قَطُّ، إِلَّا بُعِثَ بِجَنْبَتَيْهَا مَلَكَانِ يُنَادِيَانِ يُسْمِعَانِ أَهْلَ الْأَرْضِ، إِلَّا الثَّقَلَيْنِ: يَا أَيُّهَاالنَّاسُ! هَلُمُّوْا إِلَى رَبِّكُمْ، فَإِنَّ مَاقَلَّ وَكَفَى خَيْرٌ مِمَّا كَثُرَ وَأَلْهَى وَلَا آبَتْ شَمْسٌ قَطُّ، إِلَّا بُعِثَ بِجَنْبَتَيْهَا مَلَكَانِ يُنَادِيَانِ يُسْمِعَانِ

سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: "جب بھی سورج طلوع ہوتا ہے تو اس کے دونوں پہلوؤں میں دو فرشتے ہوتے ہیں، وہ جن وانس کے علاوہ زمین والوں کو سناتے ہوئے اعلان کرتے ہیں: لوگو! اپنے رب کی طرف آؤ۔ کفایت کرنے والا قلیل مال، غافل کر دینے والے کثیر مال سے بہتر ہوتا ہے۔ اسی طرح جب بھی سورج غروب ہوتا ہے تو اس کے دونوں پہلوؤں

أَهْلَ الْأَرْضِ، إِلَّا الثَّقَلَيْنِ: اَللّٰهُمَّ أَعْطِ مُنْفِقاً خَلَفاً، وَأَعْطِ مُمْسِكاً مَالاً تَلَفاً)).

پر دو فرشتے بھیجے جاتے ہیں جو جن وانس کے علاوہ اہل زمین کو سناتے ہوئے نداء دیتے ہیں: اے اللہ! خرچ کرنے والے کو بدلہ عطا فرما اور روک کر رکھنے والے کے حصے میں ہلاکت کر۔"

تخریج: الصحیحة ۴۴۳۔ احمد (۵/ ۱۹۷)' ابن حبان (۶۸۶)' ابو داؤد الطیالسی (۹۷۹)

فوائد: مال و دولت اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا احسان ہے' لیکن اگر کوئی آدمی اس احسان کے نتیجہ میں اسلام کے احکام و مسائل سے غافل ہو جاتا ہے' تو یہی مال و دولت اس کے لئے زحمت کا سامان بن جاتا ہے' لہٰذا اگر اللہ تعالیٰ نے کسی مسلمان پر رزق کی فراوانی کر رکھی ہے تو وہ عاجزی و انکساری اختیاری کرے' نہ کہ بغاوت و ہٹ دھرمی۔ اسے سمجھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ اسے بھی در در کی ٹھوکریں کھانے اور ایک ایک دمڑی کا محتاج کر سکتا تھا' لیکن اس نے احسان کیا اور اسے رزق کے وسائل براہِ راست عطا کر دیئے۔

الجواز الأكل من الحائط في جوع

بھوک کی وجہ سے باغ سے کچھ کھا لینے کی اجازت کا بیان

۱۸۵۱: عَنْ عَبَّادِ بْنِ شُرَحْبِيْلٍ، قَالَ: أَصَابَتْنِي سَنَةٌ فَدَخَلْتُ حَائِطًا مِنْ حِيْطَانِ الْمَدِيْنَةِ فَفركت سنبلاً فَأَكَلْتُ وَحَمَلْتُ فِي ثَوْبِي فَجَاءَ صَاحِبُهُ، فَضَرَبَنِي وَأَخَذَ ثَوْبِي فَأَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ لَهُ: ((مَاعَلِمْتَهُ إِذْ كَانَ جَاهِلاً وَلَا أَطْعَمْتَهُ إِذْ كَانَ سَاغِبًا أَوْ جَائِعًا)) وَأَمَرَهُ فَرَدَّ عَلَيَّ ثَوْبِي وَأَعْطَانِي وَسْقاً أَوْ نِصْفَ وَسْقٍ مِّنْ طَعَامٍ۔ [الصحيحة:۴۵۳]

سیدنا عباد بن شرحبیل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں قحط سالی میں مبتلا ہو گیا' میں مدینہ کے باغوں میں سے ایک باغ میں داخل ہوا' ایک بالی کو ملا اور اس سے دانے نکالے۔ کچھ دانے کھا لئے اور کچھ کپڑے میں نے اٹھا لئے' اتنے میں باغ کا مالک آ گیا تو اس نے مجھے مارا اور میرا کپڑا چھین لیا۔ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا (اور ساری بات بتائی) آپ ﷺ نے اسے فرمایا: "وہ جاہل تھا تو نے اسے تعلیم نہیں دی اور وہ بھوکا تھا تو نے اسے کھلایا نہیں۔" پھر آپ نے اسے حکم دیا' اس نے میرا کپڑا مجھے واپس کر دیا اور مجھے اک وسق یا نصف وسق کھانے کا بھی دیا۔

تخریج: الصحیحة ۴۵۳۔ ابو داؤد (۲۶۲۰)' نسائی (۵۴۱۱)' ابن ماجه (۲۲۹۸)' احمد (۱/ ۱۶۶' ۱۶۷)

فوائد: ایک "صاع" 2 کلو 100 گرام کے برابر ہوتا ہے اور ایک وسق میں 60 صاع ہوتے ہیں۔

فضل انفاق الزوجين في سبيل الله

اللہ کی راہ میں جوڑا خرچ کرنے کی فضیلت

۱۸۵۲: عَنْ صَعْصَعَةَ بْنِ مُعَاوِيَةَ، قَالَ: لَقِيْتُ أَبَا ذَرٍّ قَالَ: قُلْتُ: حَدِّثْنِي قَالَ: نَعَمْ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَامِنْ عَبْدٍ مُسْلِمٍ يُنْفِقُ مِنْ

صعصعہ بن معاویہ کہتے ہیں کہ میں سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ سے ملا اور کہ مجھے کوئی حدیث بیان کر۔ انھوں نے کہا: جی ہاں' رسول ﷺ نے فرمایا: "جو مسلمان بندہ ہر مال میں سے ایک ایک جو

كُلِّ مَالٍ لَّهُ زَوْجَيْنِ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ إِلَّا اسْتَقْبَلَتْهُ حُجْبَةُ الْجَنَّةِ كُلُّهُمْ يَدْعُوْهُ إِلٰى مَاعِنْدَهُ قُلْتُ: وَكَيْفَ ذٰلِكَ؟ قَالَ: إِنْ كَانَتْ إِبِلًا فَبَعِيْرَيْنِ وَإِنْ كَانَتْ بَقَرًا فَبَقَرَتَيْنِ)).

اللہ کے راستے میں خرچ کرتا ہے تو جنت کے دربان اس کا استقبال کریں گے اور اسے اپنی طرف والی نعمتوں کی طرف بلائیں گے۔'' میں نے کہا: (ہر مال میں سے ایک ایک جوڑا) اس کی کیا صورت ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر اونٹ ہیں تو دو اونٹ اور اگر گائیں ہیں تو دو گائیں (علی ہذا القیاس)۔''

تخریج: الصحیحۃ ۵۶۷۔ نسائی (۳۱۸۷)' دارمی (۲۴۰۸)' ابن حبان (۴۶۴۳)' احمد (۵/ ۱۵۱)

دعاء الملك للمنفق و على المسك

فرشتہ کی خرچ کرنے والے کے لیے دعا اور نہ کرنے والے کے لیے بد دعا

١٨٥٣: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعاً: ((مَا مِنْ يَوْمٍ يُصْبِحُ الْعِبَادُ فِيْهِ إِلَّا مَلَكَان يَنْزِلَان فَيَقُوْلُ أَحَدُهُمَا: اَللّٰهُمَّ أَعْطِ مُنْفِقًا خَلَفًا وَيَقُوْلُ الْآخَرُ: اَللّٰهُمَّ أَعْطِ مُمْسِكاً تَلَفاً)).

[الصحيحة: ٩٢٠]

سیدنا ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر دن' جس میں بندے صبح کرتے ہیں' دو فرشتے اترتے ہیں' ان میں سے ایک کہتا ہے: اے اللہ! خرچ کرنے والے کو اس کا بدل عطا فرما اور دوسرا کہتا ہے: اے اللہ! روک کر رکھنے والے کے (مال) کو ضائع فرما دے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۹۲۰۔ بخاری (۱۴۴۲)' مسلم (۱۰۱۰)

فوائد: انفاق فی سبیل اللہ سے دنیا میں بھی مال و دولت میں برکت ہوتی ہے اور آخرت میں اجر و ثواب بھی ملتا ہے۔ اجر و ثواب کا اندازہ تو سابقہ حدیث سے لگایا جا سکتا ہے اور برکت کا اندازہ اس حدیث سے لگایا جا سکتا ہے کہ جس کے مطابق فرشتے بہترین متبادل کا سوال کرتے ہیں۔

مال ابى بكر انفع للدين

ابو بکرؓ کا مال دین کے لیے سب سے زیادہ نفع مند ہے

١٨٥٤: عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَا نَفَعَنَا مَالُ [أَحَدٍ] مَانَفَعَنَا مَالُ أَبِي بَكْرٍ)). [الصحيحة: ٢٧١٨]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ابو بکر کے مال نے ہمیں جو نفع دیا' وہ کسی کے مال نے نہیں دیا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۷۱۸۔ ابن راھویہ فی مسندہ (۴/ ۸۰/ ۱)' حمیدی (۲۵۰)' ابو یعلی (۴۹۰۲)' ابن ابی عاصم فی السنۃ (۱۲۳۰)

فوائد: سیدنا ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (مالاحد عندنا يد الا وقد كافيناه ما خلا ابا بكر فان له عندنا يدا يكافئه الله بها يوم القيامة۔) [ترمذی] یعنی: ''سوائے ابو بکر کے ہم نے تمام کے احسانات کا بدلہ چکا دیا ہے اور ان کے ہم پر ایسے احسانات ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہی ان کو روزِ قیامت بدلہ دیں گے۔'' ان میں سیدنا ابو بکر صدیق ؓ کی منقبت کا بیان ہے۔

شدة الصدقة على الشيطان

۱۸۵۵: عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ مَرْفُوعاً: ((مَايَخْرُجُ رَجُلٌ صَدَقَةً حَتّٰى يَفُكَّ بِهَا لِحَيَّي سَبْعِيْنَ شَيْطَانًا)). [الصحيحة:١٢٦٨]

شیطان پر صدقہ کے سخت ہونے کا بیان

ابن بریدہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”جب (مسلمان) بندہ صدقہ کرتا ہے تو وہ (اپنے سامنے روڑے اٹکانے والے) ستر شیطانوں کے جبڑے توڑ کر صدقہ کرتا ہے۔“

تخریج: الصحیحة ۱۲۶۸- (ابن خزیمہ (۲۴۵۷)' احمد (۵/ ۳۵۰)' حاکم (۱/ ۴۱۷)' بیہقی (۴/ ۱۸۷)

فوائد: معلوم ہوا کہ شیطان کی کوشش یہ ہوتی ہے کہ بندے کو کنجوسی اور بخیلی جیسی رذیل صفات سے متصف کیا جائے' یہی وجہ ہے کہ صدقہ و خیرات کرنے سے اس کو بہت زیادہ تکلیف ہوتی ہے۔ ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے ربّ کے حکم کی پیروی کر کے اسے خوش کرتے ہوئے اور اپنے ابدی دشمن شیطان کو ستاتے ہوئے اللہ تعالی کی راہ میں خرچ کیا کریں۔

تعدى فى الزكاة ظلم

۱۸۵٦: عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ بَيْنَمَا هُوَ فِي بَيْتِهَا وَعِنْدَهُ رِجَالٌ مِّنْ أَصْحَابِهِ يَتَحَدَّثُوْنَ إِذْ جَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ كَمْ صَدَقَةُ كَذَا وَكَذَا مِنَ التَّمْرِ؟ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((كَذَا وَكَذَا مِنَ التَّمْرِ)) فَقَالَ الرَّجُلُ: إِنَّ فُلَانًا تَعَدّٰى عَلَيَّ فَأَخَذَ مِنِّي كَذَا وَكَذَا، فَازْدَادَ صَاعاً؟ فَقَالَ ﷺ: ((فَكَيْفَ إِذَا سَعٰى عَلَيْكُمْ مَنْ يَّتَعَدّٰى عَلَيْكُمْ أَشَدَّ مِنْ هٰذَا لِتَعَدّٰى؟)) فَخَاضَ النَّاسُ وَبهرهم الْحَدِيْثُ، حَتّٰى قَالَ رَجُلٌ مِنْهُمْ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنْ كَانَ رَجُلًا غَائِباً عَنْكَ فِي إِبِلِهِ وَمَاشِيَتِهِ وَزَرْعِهِ وَأَدّٰى زَكَاةَ مَالِهِ فَتَعَدّٰى عَلَيْهِ الْحَقُّ فَكَيْفَ يَصْنَعُ وَهُوَ غَائِبٌ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ أَدّٰى زَكَاةَ مَالِهِ، طَيِّبَةً بِهَا نَفْسُهُ يُرِيْدُ وَجْهَ اللّٰهِ وَالدَّارَ الْآخِرَةَ، لَمْ يَغِبْ شَيْئًا مِنْ مَالِهِ، وَأَمَّا الصَّلَاةَ، وَأَدّٰى الزَّكَاةَ فَتَعَدّٰى عَلَيْهِ الْحَقُّ فَأَخَذَ سَلَاحَهُ فَقَاتَلَ فَقُتِلَ، فَهُوَ شَهِيْدٌ)).

زکوۃ زیادہ لینا ظلم ہے

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ میرے گھر میں تشریف فرما تھے۔ آپ کے پاس کچھ صحابہ کرام بیٹھے گفتگو کر رہے تھے۔ اسی اثنا میں ایک آدمی آیا اور پوچھا: اتنی کھجوروں پر کتنی زکوۃ ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اتنی کھجوریں۔“ وہ کہنے لگا: فلاں آدمی نے مجھ پر زیادتی کی ہے اور اتنی کھجوریں لی ہیں' یعنی ایک صاع (تقریباً 2.100 کلوگرام) زیادہ لیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس وقت کیا ہوگا جب تم پر ایسے حکمران مسلط ہوں گے جو تم پر اس سے کہیں زیادہ زیادتی کریں گے۔“ لوگ غور و خوض میں پڑ گئے اور اس حدیث نے انھیں حیران کر دیا' حتی کہ ایک آدمی یوں کہہ اٹھا: اے اللہ کے رسول! اگر ایک آدمی آپ سے غائب اپنے اونٹوں' مویشیوں اور کھیتی میں فروکش ہے اور اپنے مال کی زکوۃ ادا کرتا ہے' لیکن اس پر زیادتی کی جاتی ہے' اب وہ کیا کرے اور وہ ہے بھی آپ سے دور؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے اپنے مال کی زکوۃ ادا کی' اس حال میں کہ اس کا نفس راضی تھا اور وہ اللہ کی رضامندی اور یوم آخرت کا متلاشی تھا' اس نے اپنے مال کا کوئی حصہ نہیں چھپایا' اور نماز قائم کی اور زکاۃ ادا کی' لیکن اس پر زیادتی کی گئی' جس کی وجہ

[الصحيحة:٢٦٥٥]

سے اس نے اپنا اسلحہ پکڑا، لڑنا شروع کر دیا اور قتل ہو گیا تو وہ شہید ہے۔"

تخریج: الصحيحة ۲۶۵۵- ابن خزيمه (۲۳۳٦)، ابن حبان (۳۱۹۳)، حاکم (۱/ ۴۰۴، ۴۰۵)، بيهقی (۴/ ۱۳۷)

فوائد: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ زکوۃ وصول کرنے والے عامل کو زیادتی نہیں کرنی چاہئے، اگر وہ ایسا کرتا ہے تو صاحبِ مال اپنے مال کے دفاع میں لڑ سکتا ہے، لیکن سیدنا جریر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (اذا اتاكم المصدق فلا يفارقنكم الا عن رضى۔) [ترمذی] یعنی: جب تم لوگوں کے پاس زکوۃ وصول کرنے والا عامل آئے تو وہ راضی ہو کر تم سے جدا ہو (یعنی تم اسے راضی کر دو)۔ امام سیوطیؒ نے کہا: اس حدیث کا یہ معنی ہے لوگ اس کی اطاعت کریں اور اسے اچھے انداز میں مرحبا کریں، یہ معنی نہیں کہ وہ اسے وہ مال دے دیں جو ان پر واجب نہیں ہوتا۔ جبکہ امام بیہقیؒ کہتے ہیں: اگر عامل مقدار سے زیادہ زکوۃ وصول کر کے ظلم بھی کرے تو اسے راضی کرنا چاہئے۔ معلوم ہوتا ہے کہ ان کا یہ خیال ہے کہ ان کی زیادتی پر لوگوں کو صبر کرنا چاہئے۔

أهمية الإستعاذ بالله

اللہ کی پناہ مانگنے کی اہمیت

١٨٥٧: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مَرْفُوعاً: ((مَنِ اسْتَعَاذَ بِاللّٰهِ فَأَعِيذُوهُ، وَمَنْ سَأَلَكُمْ بِوَجْهِ اللّٰهِ فَأَعْطُوهُ)). [الصحيحة: ٢٥٣]

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو اللہ کے واسطے سے پناہ مانگے، اس کو پناہ دے دو اور جو اللہ کے نام پر سوال کرے تو اس کو دو۔"

تخریج: الصحيحة ۲۵۳- ابو داؤد (۵۱۰۸)، احمد (۱/ ۲۵۰)، ابو يعلى (۲۵۳٦)

١٨٥٨: عَنِ ابْنِ عُمَرَ مَرْفُوعاً: ((مَنِ اسْتَعَاذَكُمْ بِاللّٰهِ، فَأَعِيذُوهُ، وَمَنْ سَأَلَكُمْ بِاللّٰهِ، فَأَعْطُوهُ، وَمَنْ دَعَاكُمْ فَأَجِيبُوهُ [وَمَنِ اسْتَجَارَ بِاللّٰهِ، فَأَجِيرُوهُ] وَمَنْ أَتَى إِلَيْكُمْ مَعْرُوفاً فَكَافِئُوهُ فَإِنْ لَمْ تَجِدُوا فَادْعُوا اللّٰهَ لَهُ حَتَّى تَعْلَمُوا أَنْ قَدْ كَافَأْتُمُوهُ)).

[الصحيحة:٢٥٤]

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "جو تم سے اللہ کے واسطے سے پناہ مانگے، اسے پناہ دے دو اور جو تم سے اللہ کے نام پر مانگے تو اسے دو، اور جو تمہیں دعوت دے، تو اسے قبول کرو اور جو تم سے اللہ کے واسطے سے مدد کا مطالبہ کرے تو اس کی مدد کرو اور جو تمہارے ساتھ احسان کرے تو تم اس کا بدلہ دو اور اگر تم بدلہ دینے کی طاقت نہ پاؤ تو اس کے لئے دعائے خیر کرو (اور اتنی دعاء کرو کہ) تمہیں یقین ہو جائے کہ تم نے اس کو بدلہ دے دیا ہے۔"

تخریج: الصحيحة ۲۵۴- ابو داؤد (۵۱۰۹)، نسائی (۲۵٦۸)، الادب المفرد (۲۱٦)، احمد (۲/ ٦۸، ۹۹)

فوائد: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہدیہ قبول کرتے تھے اور اس کا بدلہ بھی دیا کرتے تھے۔ [بخاری]

چونکہ کسی کو ہدیہ دینا بھی اس کے ساتھ ایک قسم کی نیکی کرنا ہے، اس لئے آپ ﷺ ہدیہ قبول فرما کر اس کا بدلہ بھی دیا کرتے تھے۔

باب: فضل انظار المعسر

باب: تنگ دست کو قرض میں مہلت دینے کی فضیلت

١٨٥٩: عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ أَنْظَرَ مُعْسِراً فَلَهُ بِكُلِّ يَوْمٍ مِثْلُهُ صَدَقَةٌ)) قَالَ: ثُمَّ سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ: ((مَنْ أَنْظَرَ مُعْسِراً، فَلَهُ بِكُلِّ يَوْمٍ مِثْلَيْهِ صَدَقَةٌ)) قُلْتُ: سَمِعْتُكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! تَقُوْلُ : ((مَنْ أَنْظَرَ مُعْسِراً، فَلَهُ بِكُلِّ يَوْمٍ مِثْلُهُ صَدَقَةٌ)) ثُمَّ سَمِعْتُكَ تَقُوْلُ: ((مَنْ أَنْظَرَ مُعْسِرًا، فَلَهُ بِكُلِّ يَوْمٍ مِثْلَيْهِ صَدَقَةٌ))؟ قَالَ: ((لَهُ بِكُلِّ يَوْمٍ صَدَقَةٌ قَبْلَ أَنْ يَحِلَّ الدَّيْنُ، فَإِذَا حَلَّ الدَّيْنَ فَأَنْظَرَهُ فَلَهُ بِكُلِّ يَوْمٍ مِثْلَيْهِ صَدَقَةٌ)). [الصحيحة:٨٦]

سلیمان بن بریدہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''جس نے کسی تنگ دست کو مہلت دی تو اسے ہر روز اسی (مقدار) کی مثل صدقہ کرنے کا ثواب ملے گا۔'' اس کے بعد آپ ﷺ کو یوں فرماتے سنا: ''جس نے کسی تنگ دست کو مہلت دی تو اسے ہر روز اس (مقدار) کے دوگنا ثواب ملے گا۔'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول میں نے آپ کو پہلے یوں فرماتے سنا: ''جس نے کسی تنگ دست کو مہلت دی تو اسے ہر روز اسی (مقدار) کی مثل صدقہ کرنے کا ثواب ملے گا۔'' اور پھر یوں: ''جس نے کسی تنگ دست کو مہلت دی تو اسے ہر روز اس (مقدار) کے دوگنا ثواب ملے گا؟'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''قرض کی ادائیگی سے پہلے تک اسے ہر روز (اتنی ہی مقدار میں) صدقہ کرنے کا ثواب ملے گا' اور جب (وعدے کے مطابق) قرض واجب الادا ہوا تو اس نے پھر مہلت دی' (ایسی صورت میں) اسے (اس مقدار) سے دوگناہ زیادہ ثواب ملے گا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۸۶۔ احمد (۵/ ۳۶۰)' حاکم (۲/ ۲۹)' طحاوی فی شرح المشکل (۳۸۱۰)' ابو یعلی فی المعجم (۲۵۱)

فوائد: نبی کریم ﷺ نے قرضے کو ایک قسم کا صدقہ قرار دیا ہے۔ کسی کو قرضہ دے کر اس کی ضرورت پوری کرنا شریعت کی نظر میں بہت بڑا احسان ہے' یہی وجہ ہے کہ اس حدیث میں بے شمار اجر وثواب کا مژدہ سنایا گیا ہے۔

فضل انفاق الزوجين في سبيل الله

اللہ کی راہ میں جوڑا خرچ کرنے کی فضیلت

١٨٦٠: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ أَنْفَقَ زَوْجَيْنِ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ نُوْدِيَ فِي الْجَنَّةِ: يَا عَبْدَاللّٰهِ! هٰذَا خَيْرٌ فَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّلَاةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّلَاةِ وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الْجِهَادِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الْجِهَادِ وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّدَقَةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّدَقَةِ، وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصِّيَامِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الرَّيَّانِ،

سیدنا ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اللہ کی راہ میں کسی چیز کا جوڑا خرچ کرے گا تو اسے جنت (کے دروازوں سے) یوں پکارا جائے گا: اے اللہ کے بندے یہ دروازہ بہتر ہے۔ پس جو شخص نمازیوں میں سے ہوگا' اسے باب الصلوۃ (نمازیوں کے مخصوص دروازے) سے پکارا جائے گا' جو جہاد کرنے والوں میں سے ہوگا' اسے باب الجہاد سے پکارا جائے گا' جو صدقہ کرنے والوں میں سے ہوگا' اسے باب الصدقہ سے

قَالَ أَبُوْبَكْرِ الصِّدِّيقِ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! مَا عَلٰى أَحَدٌ يُدْعٰى مِنْ تِلْكَ الْأَبْوَابِ مِنْ ضَرُوْرَةٍ، فَهَلْ يُدْعٰى أَحَدٌ مِنْ تِلْكَ الْأَبْوَابِ كُلِّهَا؟ قَالَ:نَعَمْ، وَأَرْجُوْ أَنْ تَكُوْنَ مِنْهُمْ)). [الصحيحة:٢٨٧٩]

پکارا جائے گا اور جو روزہ رکھنے والوں میں سے ہوگا' اسے باب الریان سے پکارا جائے گا۔'' ابوبکر صدیق نے کہا: اے اللہ کے رسول! جس کو ان دروازوں میں سے (کسی ایک دروازے سے) پکارا جائے گا' اس کے لئے کوئی نقصان اور خسارہ نہیں (کیونکہ مقصود جنت میں داخلہ ہے)' لیکن کیا کوئی ایسا شخص بھی ہوگا جس کو ان تمام دروازوں سے پکارا جائے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں اور مجھے امید ہے کہ تو بھی ان ہی میں سے ہوگا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۸۷۹۔ بخاری (۱۸۹۷' ۲۸۴۱)' مسلم (۱۰۲۷)' ترمذی (۳۶۷۵)' نسائی (۲۴۴۱)

فوائد: اس حدیث کا مفہوم یہ کہ جس آدمی کے نامۂ اعمال میں جس نیک عمل کی کثرت ہوگی' اسی مناسبت سے اسے جنت کے مخصوص دروازے سے بلایا جائے گا' یہ مفہوم نہیں ہے کہ جہاد کی کثرت سے مراد نمازوں میں غفلت ہے یا نماز کی کثرت سے مراد رمضان کے روزوں میں سستی ہے۔ نیز سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بہت بڑی منقبت ثابت ہو رہی ہے کہ ان کا نام جنت کے ہر دروازے پر ہوگا۔

ما اتصل اليك فى غير مسألة فاقبله

جو چیز بغیر سوال کیے تجھ کو مل جائے اس کو قبول کر لے

١٨٦١: عَنْ خَالِدِ بْنِ عَدِيٍّ الْجُهَنِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ جَاءَ مِنْ أَخِيْهِ مَعْرُوْفٌ مِّنْ غَيْرِ مَسْأَلَةٍ، وَلَا بِإِشْرَافِ نَفْسٍ فَلْيَقْبَلْهُ، وَلَا يَرُدَّهُ فَإِنَّمَا هُوَ رِزْقٌ سَاقَهُ اللّٰهُ إِلَيْهِ)). [الصحيحة:١٠٠٥]

سیدنا خالد بن عدی جہنی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''اگر کسی کو اپنے بھائی کی طرف کوئی چیز موصول ہوتی ہے' حالانکہ اس نے نہ سوال کیا تھا اور نہ حرص و طمع رکھی تھی' تو وہ قبول کر لے' کیونکہ وہ رزق ہے جو اللہ تعالیٰ نے اسے عطا کیا ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۰۰۵۔ احمد (۴/ ۲۲۰' ۲۲۱)' ابن حبان (۳۴۰۴)' حاکم (۲/ ۶۲)' ابن سعید (۴/ ۳۵۰)

فوائد: انسان کو حریص اور لالچی نہیں ہونا چاہیے۔ اگر حرص و طمع کے بغیر اللہ تعالیٰ رزق کے اسباب پیدا کر دیتا ہے' تو وہ قبول کر لینے چاہئیں اور اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کرنا چاہیے۔

باب: من المبشرات حسن الخاتمة

باب: انسان کا حسن خاتمہ باعث خوشخبری ہے

١٨٦٢: عَنْ حُذَيْفَةَ، قَالَ: دَخَلْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ فِي مَرَضِهِ فَرَأَيْتُهُ يُهِمُّ بِالْقُعُوْدِ وَعَلِيٌّ عَلَيْهِ السَّلَامُ عِنْدَهُ يَمِيْدُ يَعْنِي مِنَ النُّعَاسِ۔ فَقُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ مَاأَرٰى [illegible] قَدْ سَاهَرَكَ فِي لَيْلَتِهِ

سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ بیمار تھے' میں آپ کے پاس گیا' میں نے دیکھا کہ آپ بیٹھنا چاہتے ہیں اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ اونگھ کی وجہ سے ڈانواڈول ہو رہے ہیں۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرا خیال ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ آپ کے ساتھ رات کو

هٰذِهٖ أَفَلَا أُدْنُوْمِكَ؟ قَالَ: عَلِيٌّ أَوْلٰى بِذٰلِكَ مِنْكَ فَدَنَا مِنْهُ عَلِيٌّ۔ عَلَيْهِ السَّلَامُ۔ فَسَانَدَهُ فَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ: ((مَنْ خَتَمَ لَهُ بِإِطْعَامِ مُسْكِيْنٍ مُحْتَسِباً عَلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ. دَخَلَ الْجَنَّةَ مَنْ خَتَمَ لَهُ بِصَوْمِ يَوْمٍ مُحْتَسِباًعَلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ دَخَلَ الْجَنَّةَ، مَنْ خَتَمَ لَهُ بِقَوْلِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحْتَسِباً عَلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ دَخَلَ الْجَنَّةَ)).

[الصحيحة :١٦٤٥]

جاگتے رہے تو اب میں آپ کو (سہارا دینے کے لئے) آپ کے قریب نہ ہو جاؤں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''علی تیری نسبت اس خدمت کا زیادہ حقدار ہے۔'' چنانچہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے قریب ہوئے اور آپ ﷺ کو سہارا دیا۔ میں نے آپ کو فرماتے سنا: ''جس کا خاتمہ ہوا اور اس نے اللہ سے ثواب حاصل کرنے کی امید میں کسی مسکین کو کھانا کھلا رکھا ہو تو وہ جنت میں داخل ہو گا' جس کی (زندگی) کا خاتمہ ہوا اور اس نے اللہ سے ثواب حاصل کرنے کی امید میں روزہ رکھا ہو تو وہ جنت میں داخل ہو گا اور جس کا اختتام اس صورت میں ہوا کہ اس نے اللہ تعالی سے ثواب کی امید میں "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه" پڑھا ہو تو وہ بھی جنت میں داخل ہو گا۔

تخریج: الصحیحة ۱۶۴۵۔ ابو نعیم فی اخبار اصبهان (۱/ ۲۱۸' ۲۱۹)' المخلص فی فوائد المنتقاة (۲۳/ ۲)' احمد (۵/ ۳۹۱)' بیهقی فی الاسماء (ص ۳۰۳)

فوائد: سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی منقبت ثابت ہو رہی ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت کرنے کے سب سے زیادہ مستحق ہیں۔ نیز مسکین کو کھانا کھلانے' روزہ رکھنے اور لا الہ الا اللہ پڑھنے کی فضیلت ثابت ہو رہی ہے۔

منع فضل الماء وغيره جرم

زائد پانی اور دوسری زائد چیزوں سے روکنا جرم ہے

١٨٦٣: عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو كَتَبَ إِلٰى عَامِلٍ لَهُ عَلٰى أَرْضٍ لَهُ، أَنْ لَاتَمْنَعَ فَضْلَ مَائِكَ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ مَنَعَ فَضْلَ مَائِهٖ أَوْ فَضْلَ كَلَئِهٖ مَنَعَهُ اللّٰهُ فَضْلَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)). [الصحيحة:١٤٢٢]

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے اپنی زمین کے عامل کی طرف لکھا کہ زائد پانی کو نہیں روکنا' کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا: ''جس نے (اپنی ضرورت سے) زائد پانی یا گھاس روک لی تو روزِ قیامت اللہ تعالی اس سے اپنے فضل کو روک لے گا۔''

تخریج: الصحیحة ۱۴۲۲۔ احمد (۲/ ۱۷۹' ۲۲۱)' طبرانی فی الصغیر (۱/ ۳۷)' عقیلی الضعفاء (۴/ ۱۵۱)

فوائد: شریعتِ مطہرہ میں اجتماعی فائدے کو سامنے رکھا جاتا ہے' نہ کہ فردِ واحد کے فائدے کو۔ اس حدیث میں یہی قانون بیان کیا گیا ہے۔ پانی اور گھاس اللہ تعالی کے ایسے عطیے ہیں' کہ جن کے حصول میں کسی کی قابلیت کو کوئی دخل حاصل نہیں ہے۔ لہذا سب لوگوں کو ان کے استعمال کا حق حاصل ہے۔ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: نهى رسول الله ﷺ عن بيع فضل الماء۔ [مسلم] یعنی: رسول اللہ ﷺ نے زائد پانی کی بیع سے منع فرمایا۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (لاتمنعوا فضل الماء لتمنعوا به الكلأ۔) [بخاری' مسلم] یعنی: تم زائد پانی کو اس لئے نہ روکو کہ اس کے ذریعے تم گھاس کو روک لو۔ اس کی

صورت یہ ہے کہ کسی شخص کے پانی کے قریب گھاس اگ آئی ہو۔ لوگوں کے مویشی وہاں پانی پینے آئیں تو گھاس بھی چرنے لگ جائیں' یہ بات مالک کو ناگوار گزرے اور وہ گھاس بچانے کے لیے پانی روک دے۔

اهمية صدقة الماء

پانی کے صدقہ کرنے کی اہمیت

١٨٦٤: عن أنس: أن سعداً أتى النبيﷺ فقال: يَارَسُولَ اللّٰهِ! إِنَّ أُمِّي تُوُفِّيَتْ وَلَمْ تُوصِ أَفَيَنْفَعُهَا أَن أَتَصَدَّقَ عَنْهَا؟ قَالَ: ((نَعَمْ، وَعَلَيْكَ بِالْمَاءِ)). [الصحيحة: ٢٦١٥]

سیدنا انس ؓ سے روایت ہے کہ سیدنا سعد ؓ نبی کریمﷺ کے پاس آئے اور کہا: اے اللہ کے رسول! میری والدہ وصیت کئے بغیر فوت ہوگئی ہیں' تو کیا اب میرا ان کی طرف سے صدقہ کرنے سے ان کو نفع ہوگا؟ آپﷺ نے فرمایا: ''ہاں' (لیکن اگر تو صدقہ کرنا چاہتا ہے تو لوگوں کو) پانی (مہیا کرنے کا اہتمام کر)۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۶۱۵۔ طبرانی فی الاوسط (۸۰۵۷)

فوائد: معلوم ہوا کہ اولاد اپنے والدین کی طرف سے کسی قسم کا بھی صدقہ وخیرات کرسکتی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے اس حدیث میں پانی کا صدقہ کرنے کی تلقین کی ہے' یعنی عامۃ الناس کے استفادے کے لئے کوئی کنواں وغیرہ کھدوا دیں' عصرِ حاضر میں لوگوں کو پانی کی سہولت مہیا کرنے کے بہت سے وسائل موجود ہیں' موقع محل کے مطابق ان میں سے کسی ایک کا انتخاب کیا جا سکتا ہے۔ لیکن یہ بات یاد رہے کہ اگر کسی علاقے میں پانی کی فراوانی ہو تو والدین کے ایصالِ ثواب کے لئے کسی اور خیراتی کام کا انتخاب کیا جائے۔

نفقة الرجل على اهله صدقة

آدمی کا اپنے بیوی بچوں پر خرچ کرنا بھی صدقہ ہے

١٨٦٥: عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْبَدْرِيِّ مَرْفُوعاً: ((نَفَقَةُ الرَّجُلِ عَلَى أَهْلِهِ [يَحْتَسِبُهَا] صَدَقَةٌ)). [الصحيحة: ٩٨٢]

سیدنا ابومسعود بدری ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہﷺ نے فرمایا: ''آدمی کا ثواب کی نیت سے اپنے اہل پر خرچ کرنا بھی صدقہ ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۹۸۲۔ بخاری (۴۰۰۶)' ترمذی (۱۹۶۵)' احمد (۵/ ۲۷۳)

فوائد: اللہ تعالی نے گھر کے سربراہ پر اہل وعیال کی کفالت کرنا اور ان پر خرچ کرنے کو فرض قرار دیا ہے' لہٰذا جب آدمی یہ ذمہ داری ادا کرے تو اسے اللہ تعالیٰ کا حکم سمجھ کر سرانجام دے' نہ کہ کسی اور مجبوری کو مدنظر رکھ کر۔

ويل للمكثرين البخلاء

زیادہ مال دار بخیلوں کے لیے تباہی ہے

١٨٦٦: عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ مَرْفُوعاً: ((وَيْلٌ لِلْمُكْثِرِينَ، إِلَّا مَنْ قَالَ بِالْمَالِ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا أَرْبَعٌ: عَنْ يَمِينِهِ، وَعَنْ شِمَالِهِ وَمِنْ قُدَّامِهِ وَمِنْ وَرَائِهِ)). [الصحيحة: ٢٤١٢]

سیدنا ابوسعید خدری ؓ سے روایت ہے' رسول اللہﷺ نے فرمایا: ''بہت دولتمندوں کے لئے ہلاکت ہے' مگر جس نے اپنے مال کو اس اس طرح کیا اور اس طرح کیا اور اس طرح کیا اور اس طرح کیا۔ یعنی چاروں (اطراف) دائیں طرف اور بائیں طرف اور آگے اور پیچھے (میں خوب صدقہ وخیرات کیا)۔''

تخریج: الصحیحة ۲۴۱۲۔ ابن ماجه (۴۱۲۹)' احمد (۲/ ۳۱' ۵۲)' ابو یعلی (۱۰۸۳)' باختلاف یسیر۔

فوائد: چشم فلک شاہد ہے کہ مال و دولت کی کثرت نے لوگوں کو اخروی فکر سے غافل کیے رکھا' الا ما شاءاللہ۔ محمد رسول اللہ ﷺ کی لائی ہوئی شریعت کو پندرہویں صدی جاری ہے' اس لمبے دورانیے میں جن جن لوگوں نے کسی نہ کسی انداز میں اپنے خون سے شجرِ اسلام کی آبیاری کی' ان کی بھاری اکثریت کا تعلق غریب یا معتدل آمدنی والے لوگوں سے ہے۔ رزق کی فراوانی اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا احسان ہے' بشرطیکہ اس کے تقاضے پورے کیے جائیں' وگرنہ وہ رحمت کی بجائے زحمت بن جاتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے اس حدیث مبارکہ اسی حقیقت کی طرف اشارہ کیا ہے کہ دولتمند لوگ ہلاکت اور خسارے میں جا رہے ہیں' ہاں جو اس نعمت کے تقاضے پورے کرتے ہوئے کثرت سے صدقہ و خیرات کرتا ہے' اس کے لیے ایسا رزق نعمتِ عظمیٰ اور جنت میں لے جانے کا بہت بڑا سبب ہے۔ یہی وہ وصف تھا' جس کی وجہ سے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو رہتی دنیا تک ''غنی'' کے لقب سے نوازا گیا۔ صدقہ و خیرات کے فضائل پہلے گزر چکے ہیں۔

باب: من سأل وله اربعون درهما فهو المحلف

۱۸۶۷: عَنْ رَجُلٍ مِّنْ بَنِي أَسَدٍ، أَنَّهُ قَالَ: نَزَلْتُ أَنَا وَأَهْلِي بِبَقِيْعِ الْغَرْقَدِ، فَقَالَتْ لِي أَهْلِي: اذْهَبْ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ فَاسْأَلْهُ لَنَا شَيْئًا نَأْكُلُهُ، وَجَعَلُوْا يَذْكُرُوْنَ مِنْ حَاجَاتِهِمْ، فَذَهَبْتُ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَوَجَدْتُ عِنْدَهُ رَجُلًا يَسْأَلُهُ، وَرَسُوْلُ اللّٰهِ يَقُوْلُ ﷺ: ((**لَا أَجِدُ مَا أُعْطِيْكَ**)) فَتَوَلَّى الرَّجُلُ عَنْهُ وَهُوَ مُغْضِبٌ وَهُوَ يَقُوْلُ: لَعَمْرِي إِنَّكَ لَتُعْطِي مَنْ شِئْتَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((**إِنَّهُ لَيَغْضَبُ عَلَيَّ أَنْ لَا أَجِدُ مَا أُعْطِيْهِ، مَنْ سَأَلَ مِنْكُمْ وَلَهُ أُوْقِيَّةٌ أَوْ عِدْلُهَا فَقَدْ سَأَلَ إِلْحَافًا**)) قَالَ الْأَسَدِيُّ: فَقُلْتُ لِلَقْحَة لَنَا خَيْرٌ مِنْ أُوْقِيَةٍ۔ قَالَ مَالِكٌ: وَالْأُوْقِيَةُ أَرْبَعُوْنَ دِرْهَمًا۔ قَالَ: فَرَجَعْتُ وَلَمْ أَسْأَلْهُ فَقَدِمَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَعْدَ ذٰلِكَ بِشَعِيْرٍ وَزَبِيْبٍ فَقَسَّمَ لَنَا مِنْهُ حَتّٰى أَغْنَانَا اللّٰهُ۔ عَزَّوَجَلَّ۔ [الصحيحة:۱۷۱۹]

باب: چالیس درہم ہونے کے باوجود سوال کرنے والا ہی محلف (چمٹ کر سوال کرنے والا) ہے

بنو اسد قبیلے کا ایک آدمی کہتا ہے: میں نے اپنے اہل سمیت بقیع الغرقد میں پڑاؤ ڈالا' میرے اہل نے مجھے کہا: آپ رسول اللہ ﷺ کے پاس جائیں اور کھانے کے لئے کوئی چیز مانگ کر لائیں' پھر وہ اپنی ضروریات کا تذکرہ کرنے میں مصروف ہو گئے۔ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا۔ میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک آدمی آپ ﷺ کے پاس بیٹھا سوال کر رہا تھا اور آپ ﷺ فرما رہے تھے: ''تجھے دینے کے لئے میرے پاس کچھ نہیں ہے۔'' وہ آدمی غصے کی حالت میں یہ کہتے ہوئے چل دیا: میری عمر کی قسم! آپ جس کو چاہتے ہیں دیتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''وہ مجھ پر اس لیے ناراض ہو رہا ہے کہ اسے دینے کے لئے میرے پاس کچھ نہیں ہے' حالانکہ تم میں سے جس آدمی نے سوال کیا اور اس کے پاس ایک اوقیہ (40 درہم) یا اس کے برابر کوئی چیز ہو تو اس نے ضد اور اصرار کے ساتھ سوال کیا۔'' (جب اُس) اسدی نے (یہ بات سنی تو) کہا: ہماری اونٹنی اوقیہ سے تو بہتر ہے۔ سو میں لوٹ آیا اور آپ ﷺ سے سوال نہیں کیا۔ بعد میں رسول اللہ ﷺ کے پاس جو اور منقہ لایا گیا' آپ ﷺ ہم کو دیتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ

نے ہمیں غنی کر دیا۔ مالک کہتے ہیں کہ ایک اوقیہ میں چالیس درہم ہوتے ہیں۔

تخریج: الصحیحة ۱۷۱۹۔ مالك فی الموطا (۲/ ۹۹۹)' ابوداؤد (۱۶۲۷)' نسائی (۲۵۹۸)۔

فوائد: اس حدیث میں دو اہم قوانین بیان کیے گئے ہیں: (۱) یہ عقل مندی نہیں کہ غصے ہونے والے کے ساتھ برابر کا برا سلوک کیا جائے' بلکہ دانش مندی یہ ہے کہ اس کے جذبات کو سمجھ کر اس کے غیظ وغضب کے اسباب پر غور کیا جائے۔ غور فرمائیں کہ ایک عام آدمی رسول اللہ ﷺ پر غصے ہو رہا ہے اور غصے کی حالت میں اعتراض بھی کیے جا رہا ہے' لیکن آپ ﷺ اس کے غصے کو برداشت کر رہے ہیں' اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ جو جذبات لے کر آیا تھا' وہ پورے نہ ہوئے۔ لہذا ہمیں چاہئے کہ اگر کوئی آدمی ہم پر غصے کا اظہار کر رہا ہے تو انا کا مسئلہ نہ بناتے ہوئے اس کی وجوہات کی کھوج لگا کر ان کی وضاحت کر دی جائے۔ (۲) جس کے پاس چالیس درہم ہوں وہ لوگوں سے سوال مت کرے۔ یہ قانون علی الاطلاق نہیں' بلکہ مقید ہے' یعنی جس آدمی کی زندگی کے اخراجات چالیس درہموں کے ساتھ پورے ہو سکتے ہوں' وہ کسی صورت میں سوال نہ کرے' مثلاً ایک مزدور جو روزانہ آٹھ نو درہم کماتا ہے اور اس کے پاس چالیس درہم موجود بھی ہوں تو وہ لوگوں سے بھیک نہیں مانگ سکتا' یہی معاملہ چھابڑی فروشوں اور معمولی درجے کے دوکانداروں کا ہے۔ لیکن ایک آدمی کے پاس رہنے کے لئے گھر اور دودھ کے لئے بکری موجود ہے' لیکن ان دو چیزوں سے اس کے گھر کے اخراجات کا سلسلہ تو جاری نہیں رہ سکتا' حالانکہ اسے چالیس درہم سے زیادہ مال کی ملکیت حاصل ہے' لہذا وہ لوگوں سے سوال کر سکتا ہے۔ ماحصل یہ ہے کہ جس کی زندگی کے معمولات چالیس درہم یا اتنی قیمت کے مال سے چل سکتے ہوں' وہ دوسروں کے سامنے دستِ سوال نہیں پھیلا سکتا اور اتنے مال سے جس کے روز مرہ کے معمولات کا انتظام نہیں ہو سکتا ہے تو وہ حالات کی بہتری تک لوگوں سے مال و دولت کا سوال کر سکتا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

باب: آداب كريمة

۱۸٦۸: عَنْ أَبِي جَرِيِّ الْهُجَيْمِيِّ، قَالَ: أَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّا مِنْ قَوْمٍ مِنْ أَهْلِ الْبَادِيَةِ، فَعَلِّمْنَا شَيْئًا يَنْفَعُنَا اللّٰهُ۔ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى۔ بِهِ قَالَ: ((لَا تَحْقِرَنَّ مِنَ الْمَعْرُوْفِ شَيْئًا وَلَوْ أَنْ تُفْرِغَ مِنْ دَلْوِكَ فِي إِنَاءِ الْمُسْتَسْقِي وَلَوْ أَنْ تُكَلِّمَ أَخَاكَ وَوَجْهُكَ إِلَيْهِ مُنْبَسِطٌ وَإِيَّاكَ وَتَسْبِيلَ الْإِزَارِ، فَإِنَّهُ مِنَ الْخُيَلَاءِ، وَالْخُيَلَاءُ لَا يُحِبُّهَا اللّٰهُ. عَزَّوَجَلَّ. وَإِنِ امْرُؤٌ سَبَّكَ بِمَا يَعْلَمُ فِيْكَ فَلَاتَسُبَّهُ بِمَا تَعْلَمُ فِيْهِ، فَإِنَّ أَجْرَهُ لَكَ، وَوَبَالُهُ عَلَى مَنْ

باب: بیش قیمت آداب

ابو جری ہجیمی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! ہم جنگل میں رہنے والے لوگ ہیں' آپ ہمیں کسی ایسی چیز کی تعلیم دیں جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ تبارک وتعالیٰ ہمیں نفع دے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نیکی کے کسی کام کو حقیر مت سمجھنا' اگرچہ وہ پانی مانگنے والے کے ڈول میں پانی ڈالنے کی صورت میں ہو یا اپنے بھائی کے ساتھ خندہ روئی کے ساتھ کلام کرنے کی صورت میں۔ اپنے ازار کو ٹخنوں سے نیچے لٹکانے سے بچ' کیونکہ یہ تکبر ہے اور اللہ عز وجل تکبر کو پسند نہیں کرتے۔ اگر کوئی آدمی تیرے عیب کو سامنے رکھ کر تجھے برا بھلا کہے تو تو اس کے کسی عیب' جسے تو جانتا ہے' کی بنا پر اسے گالی گلوچ نہ

قَالَهُ)). [الصحيحة:۱۳۵۲]

دے' کیونکہ اس چیز کا اجر تیرے لئے ہوگا اور وبال کہنے والے پر۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۳۵۲۔ احمد (۵/ ۶۳)' ابن حبان(۵۲۲)' نسائی فی الکبری (۹۶۹۶)۔

فوائد: نبی کریم ﷺ نے اس حدیث مبارکہ میں ہمیں انتہائی بیش قیمت چند نصیحتیں فرمائی ہیں' ہر نصیحت اپنی جگہ پر واضح ہے' ضرورت اس بات کی ہے کہ اپنے زندگی کے معمولات کا ان پند و نصائح سے موازنہ اور تقابل کیا جائے' عصرِ حاضر میں ہمارے معاشرے میں سب سے بڑی خرابی یہ پائی جاتی ہے کہ حسنِ سلوک اور بدسلوک اور نیکی و برائی کے لیے مخصوص شخصیات کا انتخاب کر لیا جاتا ہے۔ یعنی جس نے ہمارے ساتھ نیکی کی' اس کے ساتھ ہم نیکی کریں گے اور جو ہمارے ساتھ بداخلاقی کے ساتھ پیش آیا' تو یہ ناممکن ہے کہ ہم اس کے ساتھ اچھے اخلاق کا مظاہرہ کریں۔ مسکراہٹوں کے تبادلے ہو رہے ہیں' بدی کا بدلہ بدی سے دیا جا رہا ہے' تحائف و ہدایا ان ہی کے لئے خاص ہو گئے ہیں جنھوں نے ہم کو یاد رکھا اور نفرتوں کے مقابلے میں نفرتیں پیش کی جا رہی ہیں۔ اگر کوئی ہم کو ہماری بشری غلطیوں کی وجہ سے موردِ طعن ٹھہراتا ہے تو ہم اس کے پورے کنبے کی توہین کر دیتے ہیں۔ قارئین کرام! نبی کریم ﷺ کی احادیثِ مبارکہ کا گہرا مطالعہ کریں اور انانیت کے جذبات کو ہوا دینے کے بجائے فرموداتِ نبوی کو عملی طور پر فروغ دیں۔ اس حدیث میں یہ مسئلہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ مردوں کو چاہئے کہ وہ اپنی چادروں اور شلواروں کو ٹخنوں سے اوپر رکھیں' جیسا کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (ماسفل من الکعبین من الازار فی النار۔) [بخاری] یعنی: ٹخنوں کا جو حصہ ازار میں (چھپا) ہوگا' وہ جہنم میں ہوگا۔ اس موضوع پر کئی ایک احادیث ہیں' جن میں مردوں کے لئے ٹخنوں کو چھپانا حرام قرار دیا گیا ہے۔ بعض لوگ یہ بہانہ کرتے ہیں کہ ہم تکبر اور ناز کی وجہ سے نہیں کرتے۔ مذکورہ بالا حدیث میں ان کا جواب یوں دیا گیا ہے کہ ایسا کرنا بذات خود تکبر کی علامت ہے۔

اطعام المساکین مما تاکلون

مسکینوں کو وہ کھلانا جو تم خود کھاتے ہو

۱۸۶۹: عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: أُهْدِيَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ ضَبٌّ فَلَمْ يَأْكُلْهُ، قَالَتْ: عَائِشَةُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أَلَا نُطْعِمُهُ الْمَسَاكِيْنَ؟ قَالَ: ((لَاتُطْعِمُوْهُمْ مِمَّا لَاتَأْكُلُوْنَ)).

سیدنا عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: نبی ﷺ کو ضب (گوہ) بطورِ ہدیہ پیش کی گئی لیکن آپ نے نہیں کھائی۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم مساکین کو یہ کھلا دیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو چیز تم خود نہیں کھاتے وہ کسی کو مت کھلاؤ۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۴۲۶۔ احمد (۲/ ۱۰۵'۱۴۴)' طبرانی فی الاوسط (۵۱۱۲)' بیھقی (۹/ ۳۲۵'۳۲۶)۔

ذنب منع شئ فضلا

زائد چیز سے روکنے کا گناہ

۱۸۷۰: عَنْ بَهْزِ بْنِ حَكِيْمٍ، عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ [مُعَاوِيَةَ بْنِ حَيْدَةَ] مَرْفُوْعاً: ((لَا يَأْتِي رَجُلٌ مَوْلَاهُ يَسْأَلُهُ فَضْلاً عِنْدَهُ فَيَمْنَعُهُ إِيَّاهُ إِلَّا دُعِيَ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شُجَاعًا يَتَلَمَّظُ فَضْلَهُ الَّذِي

بہز بن حکیم اپنے باپ سے اور وہ ان کے دادا معاویہ بن حیدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب آدمی اپنے آزاد شدہ غلام (یا کسی رشتہ دار) کے پاس آ کر اس سے زائد از ضرورت چیز کا سوال کرتا ہے' لیکن وہ نہیں دیتا تو روزِ قیامت

مَنَعَ)). [الصحيحة:٢٤٣٨]

اس کیلئے ایک سانپ لایا جائے گا جو اس کی روکی ہوئی زائد از ضرورت چیز کو منہ میں پھرائے گا۔"

تخریج: الصحیحة ۲۴۳۸۔ ابوداؤد (۵۱۳۹)' نسائی فی الکبری (۲۳۴۷)' احمد (۵/ ۵۴)۔

فوائد: اس کا یہ مطلب ہوا کہ ہمارے مال و دولت میں زکوۃ کے علاوہ بھی حق ہے۔ جب کوئی آدمی ہم سے زائد از ضرورت چیز کا سوال کرے تو اسے دے دینی چاہئے۔

ذم المسئلة

سوال کرنے کی مذمت

١٨٧١: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَايَفْتَحُ الْإِنْسَانُ عَلَى نَفْسِهِ بَابَ مَسْأَلَةٍ إِلَّا فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِ بَابَ فَقْرٍ، يَأْخُذُ الرَّجُلُ حَبْلَهُ فَيَعْمِدُ إِلَى الْجَبَلِ فَيَحْتَطِبُ عَلَى ظَهْرِهِ فَيَأْكُلُ بِهِ خَيْرٌ لَّهُ مِنْ أَنْ يَّسْأَلَ النَّاسَ مُعْطًى أَوْ مَمْنُوْعاً)). [الصحيحة: ٢٥٤٣]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب آدمی اپنے لئے (لوگوں سے) سوال کرنے کا دروازہ کھولتا ہے تو اللہ تعالی اس پر فقیری کا دروازہ کھول دیتے ہیں۔ اگر آدمی رسی پکڑے' کسی پہاڑ (جنگل) میں چلا جائے' لکڑیاں اکٹھی کرکے اٹھا کر لائے اور ان کے ذریعے اپنے کھانے کے سامان کا اہتمام کرے تو یہ اس کے لئے اس سے بہتر ہے کہ وہ لوگوں سے سوال کرے' اسے کچھ دیا بھی جائے یا نہ دیا جائے۔"

تخریج: الصحیحة ۲۵۴۳۔ احمد (۲/ ۴۱۸)' ابن حبان (۳۳۸۷)' قضاعی فی مسند الشهاب (۸۲۱)۔

فوائد: جہاں لوگوں سے سوال کرنا بہت بڑی توہین ہے' وہاں بہت بڑا جرم بھی ہے' افسوس کہ جس مذہب نے گداگری کو اتنا بڑا جرم قرار دیا' اس مذہب کے ماننے والوں میں گداگری عام ہے' مسلمانوں کی اسلامی تعلیمات سے بے خبری اور بے نیازی قابل صد افسوس اور لائق ہزار مذمت ہے۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو لوگوں سے مال میں اضافہ کرنے کے لئے سوال کرتا ہے تو وہ آگ کے انگارے کا سوال کرتا ہے (اسے اختیار ہے کہ) وہ کم طلب کرے یا زیادہ طلب کرے۔ [مسلم] لہٰذا انسان کو چاہئے کہ وہ خود کفیل بننے کی ہر ممکن کوشش کرے' مزدوری کرنے میں قطعاً جھجک محسوس نہ کرے تاکہ سوال کرنے کی ذلت سے محفوظ رہ سکے۔

الضرب للتأديب

ادب کے لیے مارنے کا جواز

١٨٧٢: عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اسْتَعْذَرَ أَبَا بَكْرٍ مِنْ عَائِشَةَ، وَلَمْ يَظُنَّ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يَّنَالَ مِنْهَا بِالَّذِي نَالَ مِنْهَا، فَرَفَعَ أَبُوْبَكْرٍ يَدَهُ فَلَطَمَهَا وَصَكَّ فِي صَدْرِهَا، فَوَجَدَ مِنْ ذٰلِكَ النَّبِيُّ ﷺ وَقَالَ: ((يَا أَبَابَكْرٍ! مَا أَنَا بِمُسْتَعْذِرِكَ مِنْهَا بَعْدَ

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے عائشہ کے سلسلے میں ابوبکر سے عذر خواہی کی' نبی ﷺ کو یہ علم نہیں تھا کہ ابوبکر' عائشہ کے معاملے میں وہ کچھ کر سکتے ہیں جو وہ خود کر سکتے ہیں۔ ابوبکر نے ہاتھ اٹھایا اور عائشہ کو تھپڑ دے مارا اور ان کے سینے پر بھی زور سے ضرب لگائی۔ نبی کریم ﷺ نے یہ بات محسوس

هٰذَا أَبَدًا)) [الصحيحة: ۲۹۰۰]

کی اور فرمایا: ”ابوبکر! آئندہ میں کبھی بھی تجھ کو عذر خواہی نہیں کروں گا۔“

تخریج: الصحیحۃ ۲۹۰۰۔ ابن حبان (۴۱۸۵)' عبدالرزاق (۲۰۹۲۳)۔

فوائد: سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ذہن میں نبی کریم ﷺ کا جتنا مقام و مرتبہ تھا' وہ شاید ہی کسی کے نصیبے میں آیا ہو۔ اسی احترام و اکرام کا لحاظ تھا کہ ان سے اپنی لاڈلی بیٹی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی قابل اعتراض بات برداشت نہ ہو سکی اور انھوں نے ان کو تھپڑ دے مارا۔ درج ذیل حدیث کی روشنی میں اس نقطے کو سمجھنا آسان ہو جائے گا: رسول اللہ ﷺ بنو عمر بن عوف کے مابین صلح کروانے کے لئے تشریف لے گئے' اُدھر نماز کا وقت ہو گیا۔ مؤذن سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا کہ نبی کریم ﷺ تو موجود نہیں' اس لیے آپ ہی نماز پڑھا دیں۔ انھوں نے کہا: ٹھیک ہے۔ اقامت کہی گئی۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھانا شروع کی' اسی اثناء میں رسول اللہ ﷺ بھی تشریف لے آئے اور ابوبکر کی قیادت میں کھڑے ہو گئے۔ لوگوں نے امام کو متنبہ کرنے کے لئے تالیاں بجانا شروع کر دیں۔ ابوبکر نماز میں کسی خارجی چیز کی طرف توجہ نہیں کرتے تھے۔ لیکن جب کثرت سے لوگوں نے تالیاں بجائیں تو انھوں نے مڑ کر پیچھے دیکھا۔ کیا دیکھتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ان کی قیادت میں کھڑے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ابوبکر کی طرف اشارہ کیا کہ آپ نماز پڑھانا جاری رکھیں' لیکن وہ پیچھے ہٹ آئے اور رسول اللہ ﷺ آگے بڑھ گئے۔ سلام پھیرنے کے بعد آپ ﷺ نے ابوبکر سے پوچھا کہ میں نے جو اشارہ کر کے حکم دیا کہ نماز کی امامت جاری رکھیں' تم نے وہ حکم تسلیم کیوں نہیں کیا؟ انھوں نے کہا: ابن ابوقحافہ (ابوبکر) کو زیب نہیں دیتا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے آگے کھڑے ہو کر نماز پڑھائے' پھر آپ ﷺ نے دوسرے مقتدیوں سے فرمایا کہ نماز میں کوئی مسئلہ کھڑا ہو جائے تو مردوں کو ”سبحان اللہ“ کہنا چاہئے' تالی تو عورت بجاتی ہے۔ [مسلم]

تكرار اللفظ ثلاثا لتفهيم

لفظ کو تین مرتبہ سمجھانے کے لیے دھرانا

۱۸۷۳: عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ لِي أَبُو ذَرٍّ: يَا ابْنَ أَخِي! كُنْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ آخِذًا بِيَدِهِ فَقَالَ: ((يَا أَبَا ذَرٍّ! مَا أُحِبُّ أَنَّ لِي أُحُدًا ذَهَبًا وَفِضَّةً أُنْفِقُهُ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ أَمُوْتُ يَوْمَ أَمُوْتُ فَأَدَعُ مِنْهُ قِيْرَاطًا قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قِنْطَارًا؟ قَالَ: يَا أَبَا ذَرٍّ! أَذْهَبُ إِلَى الْأَقَلِّ وَتَذْهَبُ إِلَى الْأَكْثَرِ؟ أُرِيْدُ الْآخِرَةَ وَتُرِيْدُ الدُّنْيَا؟ قِيْرَاطًا)) فَأَعَادَهَا عَلَيَّ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ۔

[الصحيحة: ۳۴۹۱]

عبیداللہ بن عباس کہتے ہیں کہ مجھے سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا: میرے بھتیجے! میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا اور آپ کا ہاتھ پکڑا ہوا تھا' آپ ﷺ نے فرمایا: ”ابوذر! اگر مجھے احد پہاڑ بھر سونا یا چاندی مل جائے تو میں اسے اللہ کے راستے میں خرچ کر دوں گا۔ میں جس دن بھی مروں یہ نہیں چاہوں گا کہ اس میں سے ایک قیراط بھی باقی ہو۔“ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! (آپ کیا کہہ رہے ہیں) ایک قنطار؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ابوذر! میں قلیل کی طرف جاتا ہوں اور تو کثیر کی طرف؟ میں آخرت کا ارادہ رکھتا ہوں اور تو دنیا کا؟ آپ ﷺ نے قیراط' قیراط' قیراط۔“ یہ الفاظ تین دفعہ دوہرائے۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۴۹۱۔ البزار (البحر الزخار: ۳۸۹۹)' و (الکشف: ۳۶۵۷)' احمد (۵/ ۱۴۹)۔

فوائد: اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کرنے کا آپ ﷺ کا جذبہ یہ تھا۔ آپ ﷺ سخاوت کے وصف سے بدرجۂ اتم متصف تھے

آپ ﷺ نے عملاً بھی اس وصف کو ثابت کیا اور اس خواہش کا اظہار بھی کیا۔ غور فرمائیں کہ آپ ﷺ نے سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ کو صرف اس بات سرزنش کی کہ انھوں نے قیراط کی بجائے قنطار سمجھا، جس کی مقدار زیادہ ہے۔

قیراط= 255.1 ملی گرام۔ قنطار: اس کے دو معانی ہیں: (۱) مالِ کثیر، (۲) ایک مقدار، وزن جو مختلف ممالک میں مختلف ہوتی ہے، مصر میں قنطار 100 رطل کے برابر ہوتا ہے اور رطل 393.660 گرام کے برابر ہوتا ہے۔

باب: الجود بالمال على الناس والنفس

باب: اپنی جان اور لوگوں پر سخاوت کرنے کا بیان

۱۸۷۴: عَنْ أَبِي قَتَادَةَ مَرْفُوعاً: ((يَا أَيُّهَا النَّاسُ! ابْتَاعُوا أَنْفُسَكُمْ مِنَ اللّٰهِ مِنْ مَالِ اللّٰهِ فَإِنْ بَخِلَ أَحَدُكُمْ أَنْ يُعْطِيَ مَالَهُ لِلنَّاسِ فَلْيَبْدَأْ بِنَفْسِهِ وَلْيَتَصَدَّقْ عَلٰى نَفْسِهِ، فَلْيَأْكُلْ وَلْيَكْتَسِ مِمَّا رَزَقَهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ)).

سیدنا ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لوگو! اللہ تعالی سے اس کے دیئے ہوئے مال کے بدلے اپنے نفسوں کو خرید لو، اگر کوئی بخل کرے اور لوگوں کو اپنا مال نہ دے تو اپنے آپ سے شروع کرے اور اپنے نفس پر صدقہ کرے (اور وہ اس طرح کہ) اللہ عزوجل کے دیئے ہوئے رزق میں سے کھائے اور پہنے۔''

تخریج: الصحیحة ۱۰۹۶۔ خرائطی فی مکارم الاخلاق (۳۲۰)، تقدم برقم (۱۴۲۳)۔

فوائد: بنی آدم کے پاس مال و دولت کی جتنی صلاحیتیں موجود ہیں، ان کا منبع اللہ تعالی کی ذات ہے، وہی ہے جو آقاؤں کو گدا اور گداؤں کو آقا بنا دیتا ہے۔ یہ حقیقت بھی بڑی تعجب انگیز ہے کہ اس نے جو مال و دولت عطا کیا، اس کا کچھ حصہ واپس لے کر ہمارے وجود کو آزاد کرنا چاہتا ہے۔ ایسے اس وقت ہوگا جب آدمی سخاوت کرے گا۔ نبی کریم ﷺ نے ایک کلیہ پیش کیا ہے کہ اگر کوئی اپنا روپیہ پیسہ کسی پر خرچ کرنے سے گریز کرتا ہے تو وہ اپنی ذات سے آغاز کرے، شاید اسی وجہ سے اسے دوسروں پر خرچ کرنے کی عادت پڑ جائے۔

باب: اخذه صلى الله عليه وسلم زكاة الحلي وتزيعه اياها

باب: نبی کریم ﷺ کا زیورات کی زکاۃ لینے اور اسے تقسیم کرنے کا بیان

۱۸۷۵: عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا۔ قَالَتْ: أُتِيَ النَّبِيُّ بِطَوْقٍ فِيهِ سَبْعُوْنَ مِثْقَالاً مِنْ ذَهَبٍ فَقُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! خُذْ مِنْهُ الْفَرِيضَةَ الَّتِي جَعَلَ اللّٰهُ فِيهِ، قَالَتْ: فَأَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ مِثْقَالاً وَثَلَاثَةَ أَرْبَاعِ مِثْقَالٍ، فَوَجَّهَهُ قَالَتْ: فَقُلْ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! خُذْ مِنْهُ الَّذِي جَعَلَ اللّٰهُ فِيهِ، قَالَتْ: فَقَسَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ عَلٰى هٰذِهِ الْأَصْنَافِ

سیدہ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کے پاس ایک ہار لے کر آئی، اس میں ستر (۷۰) مثقال سونا تھا۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اس میں سے اللہ کا مقرر کردہ فریضہ (زکوۃ) لے لیں۔ آپ ﷺ نے ایک اور تین چوتھائی مثقال لے لیا اور باقی واپس کر دیئے۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ وہ حصہ لیں جو اللہ تعالی نے مقرر کیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے وہ مال ان چھ اصناف اور ان کے علاوہ دوسروں پر تقسیم کیا

السُّنَّةِ، وَعَلٰى غَيْرِهِمْ، فَقَالَ: ((يَا فَاطِمَةُ! إِنَّ الْحَقَّ [عَزَّوَجَلَّ] لَمْ يُبْقِ لَكِ شَيْئًا)) [قَالَتْ] قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ!رَضِيْتُ لِنَفْسِي مَارَضِيَ اللّٰهُ۔ عَزَّوَجَلَّ۔ بِهٖ وَرَسُوْلُهٗ۔

اور فرمایا: ’’فاطمہ! بیشک حق تعالیٰ تیرے لئے کچھ بھی باقی نہیں چھوڑے گا۔‘‘ میں نے کہا: اللہ کے رسول! میں اپنے لئے اسی چیز پر راضی ہوں گی جس پر اللہ اور اس کا رسول راضی ہوں گے۔

تخریج: الصحیحة ۲۹۷۸۔ ابو الشیخ فی جزئه 'انتقاء ابن مردوی" (ص:۸۳ برقم:۳۰)۔

فوائد: مثقال = 4.374 گرام

باب: المعاصي هي سبب القحط والجور وغيرها من المصائب

باب: نافرمانیاں قحط، ظلم و جور وغیرہ مصائب کا سبب بنتی ہیں

۱۸۷۶: عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: أَقْبَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((يَامَعْشَرَ الْمُهَاجِرِيْنَ! خَمْسٌ إِذَا ابْتُلِيْتُمْ بِهِنَّ وَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ أَنْ تُدْرِكُوْهُنَّ: لَمْ تَظْهَرِ الْفَاحِشَةُ فِي قَوْمٍ قَطُّ حَتّٰى يُعْلِنُوْا بِهَا إِلَّا فَشَا فِيْهِمُ الطَّاعُوْنُ وَالْأَوْجَاعُ الَّتِي لَمْ تَكُنْ مَضَتْ فِي الْإِسْلَافِهِمُ الَّذِيْنَ مَضَوْا، وَلَمْ يَنْقُصُوا الْكَيْلَ وَالْمِيْزَانَ إِلَّا أُخِذُوْا بِالسِّنِيْنَ وَشِدَّةِ الْمُؤْنَةِ وَجَوْرِ السُّلْطَانِ عَلَيْهِمْ، وَلَمْ يَمْنَعُوْا زَكَاةَ أَمْوَالِهِمْ، إِلَّا مُنِعُوا الْقَطْرَ مِنَ السَّمَاءِ، وَلَوْ لَا الْبَهَائِمُ لَمْ يُمْطَرُوْا وَلَمْ يَنْقُضُوْا عَهْدَاللّٰهِ وَعَهْدَ رَسُوْلِهٖ، إِلَّا سَلَّطَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ عَدُوًّا مِنْ غَيْرِهِمْ، فَأَخَذُوْا بَعْضَ مَا فِي أَيْدِيْهِمْ، وَمَالَمْ تَحْكُمْ أَئِمَّتُهُمْ بِكِتَابِ اللّٰهِ وَيَتَخَيَّرُوْا مِمَّا أَنْزَلَ اللّٰهُ إِلَّا جَعَلَ اللّٰهُ بَأْسَهُمْ بَيْنَهُمْ)). [الصحيحة: ۱۰۶]

سیدنا عبداللہ بن عمر ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ متوجہ ہوئے اور فرمایا: ’’مہاجرو! پانچ (آزمائشیں) ہیں جن میں تم مبتلا ہو گے اور میں اس بات سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں کہ تم ان کو پاؤ: (۱) جب کسی قوم میں بدکاری عام ہو جاتی ہے اور وہ اعلانیہ اس کا ارتکاب کرتے ہیں تو ان میں طاعون اور مختلف بیماریاں، جو ان کے اسلاف میں نہیں تھیں، پھیل جاتی ہیں۔ (۲) جب لوگ ماپ تول میں کمی کرتے ہیں تو انھیں قحط سالیاں، سخت تکلیفیں اور بادشاہوں کے ظلم دبوچ لیتے ہیں۔ (۳) جب لوگ زکوۃ ادا کرنے سے رک جاتے ہیں تو آسمان سے بارش کا نزول بند ہو جاتا ہے اور اگر چوپائے نہ ہوتے تو ان پر بارش نازل نہ ہوتی۔ (۴) جب لوگ اللہ اور اس کے رسول کا عہد و پیمان توڑتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان پر ان کے دشمنوں، جن کا تعلق ان کے غیروں سے ہوتا ہے، کو مسلط کر دیتا ہے جو ان سے ان کے بعض اموال چھین لیتے ہیں۔ اور (۵) جب مسلمانوں کے حکمران اللہ تعالیٰ کی کتاب کے مطابق فیصلہ نہیں کرتے اور اس کے نازل کردہ قوانین کو ترجیح نہیں دیتے تو اللہ تعالیٰ ان کو آپس میں لڑا دیتا ہے۔‘‘

تخریج: الصحیحة ۱۰۶۔ ابن ماجه (۴۰۱۹)، ابو نعیم فی الحلیة (۸/ ۳۳۲،۳۳۳)، حاکم (۴/ ۵۴۰)۔

فوائد: حدیثِ مبارکہ میں جن پانچ برائیوں کی وجہ سے مختلف قسم کے عذابوں اور آزمائشوں کی نشاندہی کی گئی ہے، عصرِ حاضر میں

ان کی حقیقت واضح ہے۔ یہ اور اس قسم کی احادیث نبی کریم ﷺ کے فرمودات کی حقانیت کا ٹھوس ثبوت ہیں۔

باب: وجوب التعاون بالمال في الظروف الطارئة

باب:

۱۸۷۷: عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ، حَدَّثَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ أَرَادَ أَنْ يَغْزُوَ فَقَالَ: ((يَامَعْشَرَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْأَنْصَارِ! إِنَّ مِنْ أَخْوَانِكُمْ قَوْماً لَيْسَ لَهُمْ مَالٌ وَعَلٰى عَشِيْرَةٍ فَلْيَضُمَّ أَحَدُكُمْ إِلَيْهِ الرَّجُلَيْنِ أَوِ الثَّلَاثَةَ)) قَالَ جَابِرٌ: فَمَا لِأَحَدِنَا مِنْ ظَهْرٍ يَحْمِلُهُ إِلَّا عُقْبَةٌ كَعُقْبَةٍ۔ يَعْنِي أَحَدُهُمْ۔ فَضَمَمْتُ إِلَيَّ اثْنَيْنِ أَوْ ثَلَاثَةٍ۔ قَالَ:مَالِي إِلَّا عَقَبَةٌ كَعَقَبَةِ أَحَدِهِمْ مِنْ جُمَلِي۔ [الصحيحة:۳۰۹]

سیدنا جابر بن عبداللہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک غزوے کا ارادہ کیا اور فرمایا: ''مہاجرو اور انصاریو! تمھارے بعض بھائی ایسے ہیں کہ نہ ان کے پاس مال ہے اور نہ وہ رشتہ داروں کے ہمراہ ہیں، تم میں سے (بعض لوگ) ان میں سے دو دو یا تین تین افراد اپنے ساتھ ملا لیں۔'' جابر ؓ کہتے ہیں: ہم میں سے ہر ایک کے پاس سواری نہیں تھی، بس ان کی باری کی طرح ہماری بھی سوار ہونے کی ایک باری تھی، تو میں نے دو یا تین افراد اپنے ساتھ ملا لئے۔ وہ کہتے ہیں: ان کی باری کی طرح میرے لئے بھی اپنے اونٹ پر سواری کی ایک باری تھی (یعنی اونٹ میرا تھا لیکن سب کی باریاں برابر کی تھیں)۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۰۹۔ ابوداؤد (۲۵۳۴)، احمد (۳/ ۳۵۸)، حاکم (۲/ ۹۰)، بیہقی (۹/ ۱۷۲)۔

فوائد: جب مہاجرین اپنے گھروں کو الوداع کہہ کر مدینہ منورہ تشریف لائے تو انصاریوں نے ایثار کا ثبوت دیتے ہوئے دل کھول کر ان کے ساتھ تعاون کیا۔ ایثار کے ان جذبوں کے بعد غزوات کے مواقع پر مہاجرین اور انصار دونوں نے اپنے منصب کو برقرار رکھا اور مشکلات برداشت کر کے تنگ دست بھائیوں کا دست و بازو بننے کی ہر ممکن کوشش کی۔

ترغيب الصدقة قبل الموت

موت سے پہلے صدقہ کرنے کا بیان

۱۸۷۸: عَنْ بِسْرِ بْنِ جُحَاشٍ الْقُرَشِيِّ، قَالَ: تَلَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ هٰذِهِ الْآيَةَ: ﴿فَمَالِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا قِبَلَكَ مُهْطِعِيْنَ عَنِ الْيَمِيْنِ وَعَنِ الشِّمَالِ عِزِيْنَ. أَيَطْمَعُ كُلُّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ أَنْ يُّدْخَلَ جَنَّةَ نَعِيْمٍ كَلَّا إِنَّا خَلَقْنَاهُمْ مِمَّا يَعْلَمُوْنَ (المعارج:۳۶۔۳۹)﴾ ثُمَّ بَزَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ عَلٰى كَفِّهِ فَقَالَ: ((يَقُوْلُ اللّٰهُ: يَا ابْنَ آدَمَ أَنّٰى تُعْجِزُنِيْ وَقَدْ خَلَقْتُكَ مِنْ مِثْلِ هٰذِهِ حَتّٰى

سیدنا بسر بن جحاش قرشی ؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ آیات تلاوت کیں: ﴿(تو اے پیغمبر!) ان کافروں کو کیا ہو گیا ہے۔ دائیں اور بائیں طرف سے جٹ کے جٹ تیری طرف دوڑتے آتے ہیں۔ کیا ان میں سے ہر کوئی یہ امید رکھتا ہے کہ وہ آرام کے باغ (بہشت) میں جائے گا۔ یہ تو کبھی ہونا نہیں، وہ جانتے ہیں جس چیز سے ہم نے ان کو بنایا۔﴾ سورۂ معارج: ۳۶۔ ۳۹) پھر آپ ﷺ نے اپنی ہتھیلی پر تھوکا اور فرمایا: ''اللہ فرماتا ہے: اے ابن آدم! تو مجھے عاجز کرنا چاہتا ہے، میں نے تجھے اس جیسے

إِذَا سَوَّيْتُكَ وَعَدَّلْتُكَ مَشَيْتَ بَيْنَ بُرْدَتَيْنِ، وَلِلْأَرْضِ مِنْكَ وَئِيْدٌ يَعْنِي شُكْوَى. فَجَمَعْتَ وَمَنَعْتَ حَتّٰى إِذَا بَلَغَتِ التَّرَاقِيَ قُلْتُ: أَتَصَدَّقُ وَأَنّٰى أَوَانُ الصَّدَقَةِ؟)). [الصحيحة:۱۱٤۳]

(پانی) سے پیدا کیا' حتیٰ کہ جب میں نے ٹھیک طور سے (تیرے سب اعضاء درست کیئے) اور خوبصورتی کے ساتھ بنایا یہاں تک کہ جب تو دو دھاری دار چادروں میں چلنے لگ گیا اور تجھے زمین میں وقار ملا تو تو نے مال جمع کرنا اور اسے روک کر رکھنا شروع کر دیا' اور جب جان ہنسلیوں میں آگئی تو تو نے کہنا شروع کر دیا: (اب) میں صدقہ کرتا ہوں۔ لیکن اب کہاں ہے صدقے کا وقت؟"

تخریج: الصحیحۃ ۱۱۴۳۔ ابن ماجہ (۲۷۰۷)' احمد (۴/ ۲۱۰)' حاکم (۲/ ۵۰۲)۔

فوائد: انسان کی حقیقت کیا ہے؟ اس کی بنیاد کیا ہے؟ وہ کیسے پروان چڑھا؟ اس کی زندگی کا کیا مقصد ہے؟ کس نے اس کو مال و دولت عطا کیا اور اس کی کیا حیثیت ہے؟ اس کی ابتداء و انتہاء کیا ہے؟ اس کا انجام و عاقبت کیا ہے؟ اگر کوئی آدمی ان امور پر مثبت انداز میں غور وفکر کرے اس کے لیے اپنی اصلاح کیے بغیر کوئی چارۂ کار نہیں ہوگا۔ لیکن انسان کے طرزِ حیات کی شہادت تو یہ ہے کہ گویا اللہ تعالیٰ کا اس پر کوئی احسان نہیں' وہ اپنی اصلیت کو بھول چکا ہے اور اگر چند سکے اس کے ہاتھ لگ جائیں تو پھر تو اس کی گردن خم ہونے کے لئے تیار ہی نہیں ہوتی اور وہ ان تمام نعمتوں کو اپنی صلاحیتوں کا نتیجہ سمجھنا شروع کر دیتا ہے۔ اس حدیث مبارکہ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ انسان کو صحت و عافیت کے زمانے میں صدقہ و خیرات کا انتخاب کرنا چاہیے۔ سیدنا ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کہ وہ کون سا صدقہ ہے جس کا اجر وثواب عظیم ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جب تو تندرست ہو' مال کی حرص بھی ہے' فقیری کا اندیشہ بھی ہو' امیری کی لالچ بھی ہو تو اس وقت صدقہ کرنا افضل ہے اور صدقہ کرنے میں دیر نہ کر (اور ایسا نہ ہونے پائے کہ) جب تیری روح تیرے حلق تک پہنچے تو تو یہ کہنا شروع کر دے کہ فلاں کے لئے اتنا (مال و دولت) اور فلاں کے لئے اتنا۔ اب تو وہ (تیرے) دوسرے ورثاء کا ہو چکا ہے اور (تیرا اختیار ختم ہو چکا ہے)۔ [بخاری' مسلم] لہٰذا ہمیں چاہیے کہ موت کا پیغام وصول کرنے سے پہلے صدقہ و خیرات کر لیں۔

يكون كنز احدكم شجاعا اقرع

تمہارا خزانہ گنجے سانپ کی شکل دھارے گا

۱۸۷۹: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ:(يَكُوْنُ كَنْزُ أَحَدِكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شُجَاعًا أَقْرَعَ، وَيَفِرُّ مِنْهُ صَاحِبُهُ، وَيَطْلُبُهُ وَيَقُوْلُ: أَنَا كَنْزُكَ قَالَ: وَاللّٰهِ لَنْ يَزَالَ يَطْلُبُهُ حَتّٰى يَبْسُطَ يَدَهُ فَيُلْقِمُهَا فَاهُ))۔ [الصحيحة: ۵۵۸]

سیدنا ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تمہارا خزانہ (جس کی زکوۃ ادا نہ کی گئی) روزِ قیامت (زہریلے) گنجے سانپ کا روپ دھار لے گا' اس کا مالک اس سے بھاگے گا' لیکن وہ اس کا تعاقب کرتے ہوئے کہے گا: میں تیرا خزانہ (ہی) ہوں۔ اللہ کی قسم! وہ اس کا تعاقب کرتا رہے گا' یہاں تک کہ وہ اپنا ہاتھ پھیلائے گا اور وہ اسے اپنے منہ کا لقمہ بنا لے گا۔"

تخریج: الصحیحۃ ۵۵۸۔ احمد (۲/ ۳۱۶)' بغوی (۱۵۶۱)' بخاری (۶۹۵۷)۔

فوائد: اس حدیث میں ان لوگوں کے لئے سخت وعید ہے جو اپنے مال و دولت پر سانپ بن کر بیٹھ جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اور اس کے بندوں کے حقوق ادا نہیں کرتے۔

(۱۴) الزِّوَاجُ، وَالْعَدْلُ بَيْنَ الزَّوْجَاتِ وَتَرْبِيَةُ الْأَوْلَادِ وَالْعَدْلِ بَيْنَهُمْ وَتَحْسِينُ أَسْمَائِهِمْ

شادی، بیویوں کے مابین انصاف، اولاد کی تربیت، ان کے درمیان انصاف اوران کے اچھے نام

۱۸۸۰: عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ مَرْفُوعاً: ((آمِرُوْا الْيَتِيْمَةَ فِي نَفْسِهَا، وَإِذْنُهَا صُمَاتُهَا)). [الصحيحة: ٦٥٦]

سیدنا ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کنواری بچی سے (اس کے نکاح کے بارے میں) خود اس سے مشورہ کرو اور اس کی خاموشی اس کی اجازت ہوگی۔''

تخریج: الصحیحۃ ۶۵۶۔ لم اجدہ بھذا اللفظ احمد (۴/ ۳۹۴)، ابو یعلی (۷۲۲۹، ۷۳۴۳)، دارمی (۲۱۸۵)، بالفاظ مختلفۃ۔

فوائد: ولی کی رضامندی کی طرح لڑکی کی اجازت بھی نکاح کا بنیادی جزو ہے، شریعت نے اولیا پر پابندی لگائی ہے کہ وہ اپنی ماتحت بچیوں کا نکاح ان کی اجازت کے بغیر مت کریں۔ چونکہ کنواری لڑکی شرم وحیا کی پیکر ہوتی ہے، یہی وجہ ہے کہ جب اس سے نکاح کی اجازت طلب کی جاتی ہے تو عموماً وہ بول کر رضامندی کا اظہار نہیں کر سکتی۔ ایسی صورت میں شریعت نے اس کی خاموشی کو رضامندی کی علامت قرار دیا ہے۔

اگر کوئی ولی اپنی کم سن نابالغ بچی کا نکاح کر دیتا ہے، تو وہ نکاح اس بچی کے بالغ ہونے کے بعد اجازت دینے تک معلق رہے گا، اگر بچی بالغ ہو کر رضامندی کا اظہار کرتی ہے تو نکاح مکمل ہو جائے گا اور اگر وہ انکار کر دے تو نکاح فسخ ہو جائے۔ بعض لوگ اپنی بچیوں کو اپنی خواہشات کے مطابق نکاح کرنے پر مجبور کر دیتے ہیں، ان کے ایسے رویے کی شریعت میں کوئی گنجائش نہیں۔ سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک کنواری لڑکی رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور کہا کہ اس کے باپ نے اس کا نکاح کیا ہے اور وہ ناپسند کرتی ہے تو نبی کریم ﷺ نے اسے اختیار دے دیا۔ [ابوداود]

حق الزوجة

بیوی کے حقوق

۱۸۸۱: عَنْ بَهْزِ بْنِ حَكِيمٍ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي [مُعَاوِيَةَ بْنِ حِيْدَةَ] قَالَ: قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللهِ! نِسَاؤُنَا مَانَأْتِي مِنْهُنَّ وَمَانَذَرُ؟ قَالَ: ((ائْتِ حَرْثَكَ أَنَّى شِئْتَ، وَأَطْعِمْهَا إِذَا طَعِمْتَ، وَاكْسُهَا إِذَا اكْتَسَيْتَ، وَلَا تُقَبِّحِ الْوَجْهَ، وَلَا

بہز بن حکیم اپنے باپ سے اور وہ ان کے دادا سیدنا معاویہ بن حیدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم عورت کے پاس کہاں سے آئیں اور کہاں سے نہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اپنی کھیتی میں آ، جیسے چاہے اور جب تو کھائے تو اسے بھی کھلا اور جب تو پہنے تو اسے بھی پہنا اور چہرے

تَضْرِبْ)). [الصحيحة:٦٨٧]

کو برا کہہ نہ اس پر مار۔"

تخریج: الصحیحۃ ۶۸۷۔ ابوداؤد (۲۱۴۳)' نسائی فی الکبری (۹۱۶۰)' احمد (۵/ ۳'۵)۔

فوائد: اس میں عورت کے حقوق کا بیان ہے'ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ﴾ [سورۂ نساء: ۱۹] یعنی: "اپنی بیویوں کے ساتھ حسنِ معاشرت اختیار کرو۔"

عورت سب سے زیادہ خاوند کے حسنِ اخلاق کی محتاج ہے' مختلف احادیث میں اس کی بہت زیادہ تلقین کی گئی ہے' علاوہ ازیں عورت کا کھانے پینے' لباس اور رہائش کے اخراجات کا ذمہ دار خاوند ہے۔

اتيان النساء في ادبارهن حرام

عورتوں سے غیر فطرتی جماع کرنا حرام ہے

۱۸۸۲: عَنْ خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِتْيَانِ النِّسَاءِ فِي أَدْبَارِهِنَّ حَرَامٌ)). [الصحيحة: ۸۷۳]

سیدنا خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "عورتوں سے غیر فطری جماع کرنا (یعنی عورت کو پشت سے استعمال کرنا) حرام ہے۔"

تخریج: الصحیحۃ ۸۷۳۔ نسائی فی الکبری (۸۹۹۵)' بھذا اللفظ' احمد (۵/ ۲۱۳)' ابن ماجه (۱۹۲۴)' حمیدی (۴۳۶) من طریق آخر عنه بالفاظ متقاربة۔

باب: توجيه العزيزة الجنسية

باب:

۱۸۸۳: عَنْ أَبِي كَبْشَةَ الْأَنْمَارِيِّ، قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ جَالِسًا فِي أَصْحَابِهِ، فَدَخَلَ، ثُمَّ خَرَجَ وَقَدِ اغْتَسَلَ، قُلْنَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَدْ كَانَ شَيْءٌ؟ قَالَ: ((أَجَلْ مَرَّتْ بِيْ فُلَانَةُ، فَوَقَعَ فِي قَلْبِيْ شَهْوَةُ النِّسَاءِ، فَأَتَيْتُ بَعْضَ أَزْوَاجِي، فَأَصَبْتُهَا، فَكَذٰلِكَ فَافْعَلُوْا فَإِنَّهُ مَنْ أَمَاثِلَ أَعْمَالِكُمْ إِتْيَانُ الْحَلَالِ)). [الصحيحة:۲۳۵]

سیدنا ابو کبشہ انماری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے' (اچانک) اندر چلے گئے اور غسل کر کے باہر تشریف لائے۔ ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! کچھ ہوا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "ہاں' فلاں عورت میرے پاس سے گزری تو میرے دل میں عورت کی طلب پیدا ہوئی' اس لئے میں اپنی ایک بیوی کے پاس گیا اور اپنی حاجت پوری کی۔ تم بھی ایسے ہی کیا کرو' حلال چیز کو استعمال کرنا افضل عمل ہے۔"

تخریج: الصحیحۃ ۲۳۵۔ احمد (۴/ ۲۳۱)' طبرانی فی الاوسط (۳۲۷۵)' وفی الکبیر (۲۲/ ۳۳۹)' بخاری فی التاریخ (۶/ ۱۳۹)۔

فوائد: شادی شدہ افراد کو بدکاری کے فتنوں سے محفوظ رکھنے کے لئے شریعت نے قانون بنایا کہ اگر ان کے دلوں عورت کی طلب پیدا ہوتی ہے تو وہ گھر جا کر وظیفۂ زوجیت ادا کریں۔

احب الاسماء إلى الله

اللہ کے نزدیک پسندیدہ نام

۱۸۸٤: عَنْ أَنَسٍ مَرْفُوْعاً: ((أَحَبُّ الْأَسْمَاءِ إِلَى اللّٰهِ: عَبْدُاللّٰهِ وَعَبْدُالرَّحْمٰنِ وَالْحَارِثُ)).

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "(یہ تین) نام اللہ تعالی کو سب سے زیادہ محبوب ہیں: عبد اللہ' عبد

[الصحيحة:٩٠٤] الرحمٰن اور حارث۔“

تخریج: الصحيحة ٩٠٤- ابن عدى فى الكامل (١/ ٢٨٢)' ابو يعلى (٢٧٧٩)۔

حس الصبيان إلى ذباب فوعة العشاء

رات کی ابتدائی تاریکی جانے تک بچوں کو روکے رکھنا

١٨٨٥: عَنْ جَابِرٍ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((احْبِسُوْا صِبْيَانَكُمْ حَتّٰى تَذْهَبَ فَوْعَةُ الْعِشَاءِ، فَإِنَّهَا سَاعَةٌ تَخْتَرِقُ فِيْهَا الشَّيَاطِيْنُ)). [الصحيحة:٩٠٥]

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”(رات شروع ہوتے ہی) اپنے بچوں کو پابند کر لیا کرو، یہاں تک کہ رات کی ابتدائی تاریکی کا وقت گزر جائے، کیونکہ اس گھڑی میں شیطان منتشر ہوتے ہیں۔“

تخریج: الصحيحة ٩٠٥- حاكم (٤/ ٢٨٤)' احمد (٣/ ٣٦٢)' بهذا اللفظ الادب المفرد (١٢٣١)' ابو يعلى (١٧٧١)۔

فوائد: اس میں بچوں کی روح کی حفاظت کی تلقین کی گئی ہے، جو والدین کی سب سے اہم ذمہ داری ہے، لیکن آج کل ہر باپ کا ہدف عصری تعلیم کا حصول ہے۔ والدین اور خاندانوں کے سربراہان بچوں کی روحانی تربیت سے غافل ہیں۔ نماز، تلاوتِ قرآن، ذکر اذکار، سونے اور بیدار ہونے کی دعائیں، کھانے پینے کے آداب اور حسن اخلاق کے سلسلے میں ان کی کوئی نگرانی نہیں کی جاتی۔ ایسے والدین تو عنقا بن چکے ہیں جو کہیں کہ بیٹا! پانی پینے سے پہلے بسم اللہ پڑھو، بیٹھ کر پیو، دائیں ہاتھ سے پیو، تین سانس لو اور برتن کے اندر سانس نہ لو کیونکہ یہ ہمارے پیارے نبی حضرت محمد ﷺ کی پاکیزہ تعلیمات ہیں۔ بس ہر ایک اس تمنا کا ہو کر رہ گیا ہے کہ اس کا بچہ تہذیب نو اور جدت پرستی میں ڈھلا ہوا ہو، جدید علوم و معارف سے آراستہ ہو، اعلی عہدے پر فائز ہو، کم سنی میں ہی انگریزی زبان پر مکمل عبور رکھتا ہو۔ وغیرہ وغیرہ۔

قارئینِ کرام! آپ کی تمناؤں میں کوئی قباحت نہیں، لیکن اگر یہی خواہشات بچوں کا مقصودِ زندگی بنا دی جائیں تو کسی پہلو میں خیر نہیں رہتی۔ نیز اس حدیث کا اہم تقاضا یہ ہے کہ غروبِ آفتاب کے وقت بچوں کو گھر میں بحفاظت رکھا جائے، تاکہ آپ ﷺ کے فرمان کے مطابق وہ شیطانوں کے شر سے محفوظ رہ سکیں۔

تزويج بغير ذى خلق و دين فتنة

اچھے اخلاق اور دین والوں کے علاوہ شادی کرنا فتنہ ہے

١٨٨٦: عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعاً: ((إِذَا أَتَاكُمْ مَنْ تَرْضَوْنَ خُلُقَهُ وَدِيْنَهُ فَزَوِّجُوْهُ إِلَّا تَفْعَلُوْا تَكُنْ فِتْنَةٌ فِي الْأَرْضِ وَفَسَادٌ عَرِيْضٌ)). [الصحيحة:١٠٢٢]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب (رشتہ لینے کے لئے) تمھارے پاس ایسا آدمی آئے جس کے اخلاق اور دین کو تم پسند کرتے ہو تو اس سے شادی کر دو، اگر تم ایسا نہیں کرو گے تو زمین میں وسیع پیمانے پر فتنہ و فساد برپا ہو

جائے گا۔“

تخریج: الصحیحة ۱۰۲۲۔ ترمذی (۱۰۸۴)، ابن ماجه (۱۹۶۷)، حاکم (۲/ ۱۶۴، ۱۶۵)۔

فوائد: فتنہ وفساد سے مراد یہ ہے کہ اخلاق وکردار میں بگاڑ آ جائے گا، زنا اور بدکاری عام ہو جائے گی، نوجوانوں کے اعلی جذبات سفلی جذبات کا رخ دھار لیں گے، غیرت وحمیت پر وھن اور بزدلی غالب آ جائے گی۔ اگر آج کے دور، جہاں شادی کے سلسلے میں مال و دولت کو ہی ترجیح دی جاتی ہے، کا جائزہ لیا جائے تو محمد رسول اللہ ﷺ کے فرمان کی حقانیت عیاں ہو جائے گی۔

قارئین کرام! میری گزارشات قصۂ پارینہ نہیں ہیں، میں جدید تہذیب کی عکاسی کر رہا ہوں۔ کیا کبھی آپ نے ایسے والدین دیکھے ہیں جو اپنی بیٹی کے لئے محض نیک گھرانے کی تلاش میں ہوں، جنھوں نے امانت و دیانت اور شرافت وصداقت کو معیار بنایا ہو، جنھوں نے محمد رسول اللہ ﷺ کے چہرے کی لاج رکھنے کی کوشش کی ہو، جنھوں نے انتخاب کرتے وقت ”نیک، پارسا، متقی اور پرہیز گار“ جیسی خصوصیات کا مطالبہ کیا ہو، جنھوں نے مشورہ کرتے وقت رشتہ طے کرنے سے متعلقہ احادیث کے بارے میں جاننے کی کوشش کی ہو؟

من عمل الكيس الجماع

سمجھداری کے کاموں میں سے جماع کرنا بھی ہے

۱۸۸۷: عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: قَدِمْتُ مِنْ سَفَرٍ، فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: ((إِذَا أَتَيْتَ أَهْلَكَ فَاعْمَلْ عَمَلًا كَيِّسًا)) فَلَمَّا أَتَيْتُ أَهْلِي، قُلْتُ: إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا أَتَيْتَ أَهْلَكَ فَاعْمَلْ عَمَلًا كَيِّسًا)) قَالَتْ: دُوْنَكَ۔

جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں سفر سے واپس لوٹا اور رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”جب تو اپنے اہل کے پاس جائے تو عقلمندانہ سا اقدام کرنا۔“ جب میں اپنے اہل خانہ کے پاس گیا تو انھیں بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تو اپنے اہل کے پاس جائے تو عقلمندانہ سا کام کرنا۔“ وہ کہنے لگی: تو پھر کرو۔

تخریج: الصحیحة ۱۱۹۰۔ خطیب فی تاریخ بغداد (۱۲/ ۲۹۵، ۲۹۶) بھذا اللفظ، بخاری (۲۰۹۷، ۵۲۴۵)، مسلم (الرضاع ۵/ ۷۱۵)، احمد (۳/ ۲۹۸)۔

فوائد: عقلمندانہ اقدام سے مراد وظیفۂ زوجیت ادا کرنا ہے۔

اتى المرأة اذا دعا الزوج للحاجة

جب شوہر ضرورت کے لیے بلائے تو عورت کو آنا چاہیے

۱۸۸۸: عَنْ طَلْقٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا أَرَادَ أَحَدُكُمْ مِنِ امْرَأَتِهِ حَاجَةً فَلْيَأْتِهَا وَلَوْ كَانَتْ عَلَى تَنُّوْرٍ)). [الصحیحة:۱۲۰۲]

سیدنا طلق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی آدمی اپنی حاجت پوری کرنے کے لئے اپنی بیوی کو بلائے تو وہ اپنے خاوند کے پاس پہنچے اگرچہ وہ تنور پر ہو۔“

تخریج: الصحیحة ۱۲۰۲۔ ترمذی (۱۱۶۰)، احمد (۴/ ۲۲، ۲۳)، ابن حبان (۴۱۶۵)، بیهقی (۷/ ۲۹۲)۔

فوائد: بیوی پر شوہر کی فرمانبرداری کرنا فرض ہے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب کوئی مرد اپنی

بیوی کو بستر کی طرف بلائے اور وہ آنے سے انکار کر دے پھر وہ مرد ساری رات اس سے ناراض رہے تو صبح تک فرشتے اس عورت پر لعنت کرتے رہتے ہیں۔ [بخاری، مسلم]

اس موضوع پر مزید روایات اسی باب میں آئیں گی۔ لہٰذا بیویوں کو چاہیے کہ وہ اپنے خاوندوں کے سامنے زبان درازی نہ کیا کریں، ان کی گستاخی نہ کیا کریں اور ان کا ہر حال میں شکریہ ادا کیا کریں۔

تستأذن المرأة للتزويج

عورت سے شادی کرنے کے لیے اجازت لی جائے گی

۱۸۸۹: عَنْ أَبِي مُوسَى، أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((إِذَا أَرَادَ الرَّجُلُ أَنْ يُزَوِّجَ ابْنَتَهُ فَلْيَسْتَأْذِنْهَا)). [الصحيحة: ١٢٠٦]

سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو فرماتے سنا: ''جب آدمی اپنی بیٹی کی شادی کرنا چاہے تو اس سے اجازت لے۔''

تخریج: الصحیحة ۱۲۰۶۔ ابو یعلی والطبرانی کما فی المجمع (۴/ ۲۷۹)۔

فوائد: اس باب کی پہلی حدیث میں یہ بحث کی جا چکی ہے کہ ولی اپنی ماتحت بچی کی رضامندی کے بغیر اس کا نکاح نہیں کر سکتا۔

شابة الولد فی ای رجل

بچے کا کسی بھی مرد کے مشابہ ہو جانا

۱۸۹۰: عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا أَرَادَ اللّٰهُ. جَلَّ ذِكْرُهُ. أَن يَخْلُقَ النَّسَمَةَ فَجَامَعَ الرَّجُلُ الْمَرْأَةَ، طَارَ مَاؤُهُ فِي كُلِّ عِرْقٍ وَعَصَبٍ مِنْهَا، فَإِذَا كَانَ يَوْمَ السَّابِعِ، أَحْضَرَ اللّٰهُ لَهُ كُلَّ عِرْقٍ بَيْنَهُ وَبَيْنَ آدَمَ ثُمَّ قَرَأَ: ﴿فِي أَيِّ صُورَةٍ مَاشَاءَ رَكَّبَكَ (الْإِنْفِطَارِ ٨)﴾)) [الصحيحة: ٣٣٣٠]

سیدنا مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب اللہ تعالیٰ انسان کو پیدا کرنا چاہتے ہیں تو مرد اپنی بیوی سے مجامعت کرتا ہے، اس کا مادۂ منویہ عورت کی ہر رگ اور پٹھے میں پھیل جاتا ہے، جب ساتواں دن ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے اور حضرت آدم علیہ السلام کے مابین تمام رگوں کو حاضر کر دیتا ہے، پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت کی: ﴿جس صورت میں اس نے چاہا تجھ کو جوڑ دیا﴾ (سورۂ انفطار: ۸)۔''

تخریج: الصحیحة ۳۳۳۰۔ یعقوب الفسوی فی المعرفة (۱/ ۳۴۲)، طبرانی فی الکبیر (۱۹/ ۲۹۰)، والاوسط (۱۶۳۶)۔

فوائد: امام البانی رحمہ اللہ کے ذکر کردہ اس روایت کے شاہد سے معلوم ہوتا ہے کہ ضروری نہیں کہ بچہ اپنے باپ یا ماں کے ہی مشابہ ہو بلکہ اس بچے سے حضرت آدم علیہ السلام تک، اس کے نسب نامے میں جتنے لوگ آتے ہیں، ان میں سے کسی ایک کے مشابہ ہو سکتا ہے۔

لاباس بنظر المراة المخطوبة

عورت کو دیکھنے میں کوئی حرج نہیں ہے جس کو منگنی کا پیغام بھیجا گیا ہے

۱۸۹۱: عَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ مَرْفُوعاً: ((إِذَا أُلْقِيَ فِي قَلْبِ امْرِئٍ خِطْبَةُ امْرَأَةٍ، فَلَا بَأْسَ

سیدنا سہل بن ابو حثمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب کسی آدمی کے جی میں کسی عورت سے منگنی کرنے کی

أَنْ يَنْظُرَ إِلَيْهَا))۔ [الصحيحة:۹۸]

خواہش پیدا ہو تو وہ اسے دیکھ لے اس میں کوئی حرج نہیں۔''

تخریج: الصحیحۃ ۹۸۔ سعید بن منصور فی سننہ (۵۱۹)' ابن ماجہ (۱۸۶۴)' احمد (۴/ ۲۲۵)۔

فوائد: یہ شرعی حکم ہے' جس سے کئی قباحتیں ختم ہو جاتی ہیں۔

أجر الصدقة للمرأة و الخازن ايضًا

بیوی اور خزانچی کو بھی صدقہ کا اجر ملتا ہے

۱۸۹۲: عَنْ عَائِشَةَ مَرْفُوعاً: ((إِذَا أَنْفَقَتِ الْمَرْأَةُ مِنْ طَعَامِ بَيْتِهَا غَيْرَ مُفْسِدَةٍ، كَانَ لَهَا أَجْرُهَا بِمَا أَنْفَقَتْ وَلِزَوْجِهَا أَجْرُهُ بِمَا كَسَبَ وَلِلْخَازِنِ مِثْلُ ذٰلِكَ لَايَنْقُصُ بَعْضُهُمْ أَجْرَ بَعْضٍ شَيْئًا))۔ [الصحيحة: ۷۳۰]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب عورت اپنے گھر کے کھانے سے خرچ کرتی ہے' بشرطیکہ ضائع کرنے والی نہ ہو' تو اسے خرچ کرنے کا اجر ملتا ہے۔ خاوند کو کمانے کی وجہ سے اجر ملتا ہے اور خزانچی کو بھی اسی طرح ثواب ملتا ہے' کوئی کسی کے اجر و ثواب میں کمی نہیں کر سکتا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۷۳۰۔ بخاری (۱۴۲۵)' مسلم (۱۰۲۴)' ابوداؤد (۱۶۸۵)' نسائی (۲۵۴۰)' ترمذی (۶۷۲)' ابن ماجہ (۲۲۹۴)۔

فوائد: یہ ایک انتہائی اہم مسئلہ ہے کہ کوئی عورت اپنے خاوند کی اجازت کے بغیر مال و دولت میں تصرّف نہیں کر سکتی۔

سیدنا ابوامامہ باہلی ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع والے سال اپنے خطبہ میں فرمایا: (لاتنفق امرأة شيئا من بيت زوجها الا باذن زوجها۔) قيل: يارسول الله! ولاالطعام؟ قال: (ذلك من افضل اموالنا۔) [ترمذی' ابن ماجہ] یعنی: کوئی عورت اپنے خاوند کے گھر سے اس کی اجازت کے بغیر کوئی چیز خرچ نہ کرے۔ کسی نے کہا: اے اللہ رسول! کسی کو کھانا بھی نہیں دے سکتی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ ہمارے افضل (اور قیمتی) اموال میں سے ہے۔

سیدنا عبداللہ بن عمرو ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: إِذَا مَلَكَ الرَّجُلُ الْمَرْأَةَ، لَمْ تُجْزِ عَطِيَّتَهَا إِلَّا بِإِذْنِهِ۔ [صحیحہ: ۸۲۵] یعنی: جب مرد (بذریعۂ نکاح) کسی عورت کا مالک بن جاتا ہے تو خاوند کی اجازت کے بغیر اس کا عطیہ دینا جائز نہیں ہوتا۔

سیدنا واثلہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (ليس للمرأة أن تنتهك شيئا من مالها الا باذن زوجها۔) [صحیحہ: ۷۷۵] یعنی: عورت اپنے خاوند کی اجازت کے بغیر اپنے مال میں سے کچھ بھی خرچ نہیں کر سکتی۔

لہٰذا عورت کو چاہئے کہ وہ اپنے خاوند کے صلاح و مشورے کے بعد کسی کو کوئی چیز دے' لیکن جس چیز کے بارے میں عورت کو علم ہو کہ اگر اس کو خرچ کر بھی دیا جائے تو خاوند کچھ نہیں کہے گا یا موجود ہونے کی صورت میں وہ اجازت دے دے گا' تو ایسا مال خرچ کرنے کی اسے اجازت ہو گی۔ متن میں مذکورہ' بعد میں آنے والی اور اس موضوع سے متعلقہ دوسری احادیث کا یہی معنی و مفہوم ہے۔ خاوند حضرات کو چاہئے کہ وہ اپنی بیویوں کو معقول حد تک مالی تصرف کرنے کی اجازت دے دیں' تا کہ وہ اس جرم سے محفوظ رہیں۔

الرخصة بالصدقة من غير اذن زوج

شوہر کی اجازت کے بغیر صدقہ کرنے کی رخصت

۱۸۹۳: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوعاً: ((إِذَا أَنْفَقَتِ الْمَرْأَةُ مِنْ كَسْبِ زَوْجِهَا مِنْ غَيْرِ أَمْرِهِ فَلَهُ

سیدنا ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب عورت اپنے خاوند کی کمائی سے اس کے حکم کے بغیر خرچ کرتی ہے

نِصْفُ أَجْرِهِ)). [الصحيحة:٧٣١]

تو اسے نصف اجر ملتا ہے۔“

تخریج: الصحیحۃ ۷۳۱۔ بخاری (۵۱۹۲)، مسلم (۱۰۲۶)۔ ابوداؤد (۱۶۸۶)' احمد (۲/ ۳۱۶)۔

فوائد: یہ حدیثِ مبارکہ ان معمولی چیزوں سے متعلق ہے جو عام طور پر صدقہ کی جاتی ہیں یا جن کے بارے میں بیوی کو یہ ظن غالب ہوتا ہے کہ خاوند بھی رضامند ہو جائے گا۔ جیسا کہ اس سے پہلے والی حدیث کی شرح سے معلوم ہوتا ہے۔

اقامة عند البكر سبعًا

کنواری لڑکی کے پاس شادی کے بعد سات دن تک رہنا

١٨٩٤: عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا تَزَوَّجَ الْبِكْرَ عَلَى الثَّيِّبِ أَقَامَ عِنْدَهَا سَبْعًا وَإِذَاتَزَوَّجَ الثَّيِّبَ عَلَى الْبِكْرِ أَقَامَ عِنْدَهَا ثَلَاثًا)). [الصحيحة: ١٢٧١]

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب آدمی بیوہ (یا مطلقہ) عورت کی موجودگی میں کنواری عورت سے شادی کرے تو اس کے پاس سات دن ٹھہرے اور اگر کنواری کی موجودگی میں بیوہ سے نکاح کرے تو اس کے پاس تین دن ٹھہرے۔“

تخریج: الصحیحۃ ۱۲۷۱۔ بیہقی فی السنن (۷/ ۳۰۲)' خطیب فی التاریخ (۱۰/ ۴۰۶) ابوعوانۃ۔

فوائد: بیوہ یا مطلقہ کے پاس تین دن اور کنواری کے پاس سات ٹھہرنے کے بعد باریاں مقرر کی جائیں گی۔

استكمال الدين بالتزوج

شادی کرنے کے ساتھ دین کے مکمل ہو جانے کا بیان

١٨٩٥: عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا تَزَوَّجَ الْعَبْدُ فَقَدِ اسْتَكْمَلَ نِصْفَ دِيْنِهِ، فَلْيَتَّقِ اللّٰهَ فِيْمَا بَقِيَ)). [الصحيحة:٦٢٥]

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب آدمی شادی کرتا ہے تو اس کا نصف ایمان مکمل ہو جاتا ہے' اب اسے چاہئے کہ بقیہ ایمان کے بارے میں اللہ تعالی سے ڈرے۔“

تخریج: الصحیحۃ ۶۲۵۔ طبرانی فی الاوسط (۷۶۴۳)' بیہقی فی الشعب (۵۴۸۶)' خطیب فی الموضح (۲/ ۸۴)۔

فوائد: زیادہ تر لوگ غلط شہوات اور جنسی ہیجان کی وجہ سے گمراہ ہو جاتے ہیں' اسی بنا پر ان کی آنکھوں' زبانوں' کانوں اور دوسرے اعضا کا غلط استعمال ہوتا ہے۔ لیکن شادی کرنے سے وہ ان تمام برائیوں سے محفوظ ہو جاتا ہے' اسی کو نصف دین کہا گیا۔

لاجناح بنظر المرأة المخطوبة

منگنی کا پیغام بھیجی لڑکی دیکھنے میں کوئی حرج نہیں

١٨٩٦: عَنْ أَبِي حَمِيْدٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا خَطَبَ أَحَدُكُمُ امْرَأَةً، فَلَاجُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَّنْظُرَ إِلَيْهَا إِذَا كَانَ إِنَّمَا يَنْظُرُ إِلَيْهَا لِخِطْبَتِهِ، وَإِنْ كَانَتْ لَاتَعْلَمُ)).

سیدنا ابوحمید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب کوئی آدمی کسی کو منگنی کا پیغام بھیجے' تو اسے دیکھ لینے میں کوئی حرج نہیں' بشرطیکہ وہ منگنی کی وجہ سے دیکھ رہا ہو' اگرچہ اس عورت کو علم نہ بھی ہو۔“

تخریج: الصحیحۃ ۹۷۔ احمد (۵/ ۴۲۴)٬طحاوی (۳/ ۱۴)٬ طبرانی فی الاوسط (۹۱۵)۔

فوائد: یہ بہت بڑی مصلحت ہے٬ اگر متعلقہ آدمی کو وہ عورت پسند نہیں آتی تو وہ ابھی سے اپنا ارادہ ترک کر دے۔ اگر ایسے نہ کیا جائے تو ممکن ہے کہ نکاح کے بعد اس عورت کی شکل وصورت نفرت کا باعث بنے اور معاملہ طلاق تک جا پہنچے۔

الترغيب بنظر المراة المخطوبة

منگنی کا پیغام بھیجی گئی لڑکی کو دیکھنے کی ترغیب

۱۸۹۷: عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا خَطَبَ أَحَدُكُمُ الْمَرْأَةَ، فَإِنِ اسْتَطَاعَ أَنْ يَّنْظُرَ إِلَى مَا يَدْعُوْهُ إِلَى نِكَاحِهَا فَلْيَفْعَلْ)).

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی آدمی کسی عورت کو منگنی کا پیغام بھیجے تو وہ اس کے جس وصف کی بنا پر اس سے شادی کرنا چاہتا ہے٬ اسے دیکھ لے۔“

تخریج: الصحیحۃ ۹۹۔ ابوداؤد (۲۰۸۲)٬ احمد (۳/ ۳۳۴)٬ حاکم (۲/ ۱۶۵)٬ بیہقی (۷/ ۸۴)۔

اطاعة الرجل واجب على المراة على كل حال

ہر حال میں مرد کی اطاعت عورت پر فرض ہے

۱۸۹۸: عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِذَا دَعَى الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ فَلْتُجِبْ، وَإِنْ كَانَتْ عَلَى ظَهْرِ قَتَبٍ)). [الصحيحة:۱۲۰۲]

سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے٬ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب آدمی اپنی بیوی کو بلائے تو وہ (فوراً) جواب دے٬ اگرچہ وہ پالان کی پیٹھ پر ہو۔“

تخریج: الصحیحۃ ۱۲۰۳۔ البزار (الکشف: ۱۴۷۲)٬ طبرانی فی الأوسط (۷۴۲۹)۔

فوائد: بیوی پر خاوند کی اطاعت فرض ہے٬ بلکہ یہ کہنا مناسب ہوگا کہ اس نے اللہ تعالیٰ کے بعد اپنے خاوند کو راضی رکھنا ہے۔ پہلے بھی اس موضوع پر بحث ہو چکی ہے۔

سقاية الرجل امرأته صدقة

مرد کا عورت کو پانی پلانا بھی صدقہ ہے

۱۸۹۹: عَنْ عِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا سقى الرجلُ امرأته الْمَاءَ أُجِرَ)) فَقُمْتُ إِلَيْهَا فَسَقَيْتُهَا وَأَخْبَرْتُهَا بِمَا سَمِعْتُ۔ [الصحيحة: ۲۷۳۶]

سیدنا عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب آدمی اپنی بیوی کو پانی پلاتا ہے تو اسے اجر دیا جاتا ہے۔“ میں یہ حدیث سن کر اٹھا٬ اپنی بیوی کو پانی پلایا اور اسے یہ حدیث سنائی۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۷۳۶۔ بخاری فی التاریخ (۳/ ۱۶۳)٬ طبرانی فی الکبیر (۱۸/ ۳۵۹)٬ وفی الاوسط (۸۵۸)٬ احمد (۴/ ۱۲۸)۔

فوائد: عورت کے حقوق٬ جن کا ذکر اس باب کی دوسری حدیث میں ہو چکا ہے٬ خاوند پر فرض ہیں٬ اس لئے اللہ تعالی ان کی ادائیگی پر اجر وثواب عطا کرتا ہے۔

باب: امساك الصبيان عن الخروج بعد الغروب

باب: غروب آفتاب کے بعد بچوں کو باہر نکلنے سے روکنے کا بیان

۱۹۰۰: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَفَعَهُ: ((إِذَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ فَكُفُّوْا صِبْيَانَكُمْ، فَإِنَّهَا سَاعَةٌ يَنْتَشِرُ فِيْهَا الشَّيَاطِيْنُ)). [الصحيحة:١٣٦٦]

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب سورج غروب ہو جائے تو بچوں کو پابند کر لیا کرو، کیونکہ اس وقت شیطان منتشر ہو رہے ہوتے ہیں۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۳۶۶۔ طبرانی فی الکبیر (۱۱۰۹۴)۔

فوائد: حدیث نمبر ۱۸۸۵ میں اس کی وضاحت ہو چکی ہے۔

باب: من الحقوق المهجورة تجاه الزوجة

باب:

۱۹۰۱: عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا قَدِمَ أَحَدُكُمْ لَيْلاً فَلَا يَأْتِيَنَّ أَهْلَهُ طُرُوْقاً حَتّٰى تَسْتَحِدَّ الْمُغِيْبَةُ، وَتَمْشِطَ الشَّعِثَةُ)). [الصحيحة:٣٩٨٦]

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی آدمی رات کو (کسی سفر وغیرہ سے) واپس آئے تو وہ رات کو اپنی بیوی کے پاس اس وقت تک نہ آئے جب تک وہ استرا استعمال نہ کر لے اور پراگندہ بالوں والی کنگھی نہ کر لے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۹۸۶۔ مسلم (الامارۃ:۱۸۳/ ۹۷۱۵)، نسائی فی الکبری (۱۳۶)، احمد (۳/ ۲۹۸، ۳۵۵)، بخاری (۵۳۴۳، ۵۲۴۵، ۵۲۴۷)۔

فوائد: میاں بیوی کے مابین تعلقات کا خوشگوار ہونا مطلوبِ شریعت ہے۔ اس مقصد کی تکمیل کے لئے شریعت نے عورت کو یہ حکم دیا ہے کہ وہ خاوند کے لئے زینت و آرائش اختیار کرے۔ اس حدیث کا مقصد نفرت کا باعث بننے والے اسباب کو ختم کرنا ہے۔

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم ایک غزوے سے مدینہ واپس پہنچ کر جب اپنے گھروں کو جانے لگے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ذرا ٹھہر جاؤ، تاکہ تمہاری بیویاں پراگندہ بالوں میں کنگھی کر لیں اور فاضل بالوں کی صفائی کر لیں۔ [بخاری، مسلم]

اس کے برعکس کچھ خواتین اپنے گھر میں سادہ ملبوسات پر اکتفا کرتی ہیں اور صفائی کا بھی کوئی خاص خیال نہیں رکھا جاتا، لیکن جب وہ کسی کے گھر جاتی ہیں تو حسن و جمال کے جو انداز اختیار کئے جاتے ہیں، ان کے سامنے دلہن بھی شرما جائے۔ ایسا کرنا مقصودِ شریعت نہیں ہے۔

لا تجوزا الصدقة إلا بإذن الزوج

شوہر کی اجازت کے بغیر صدقہ جائز نہیں

۱۹۰۲: عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ مَرْفُوْعاً: ((إِذَا مَلَكَ الرَّجُلُ الْمَرْأَةَ لَمْ تَجْزِ عَطِيَّتُهَا إِلَّا

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب آدمی (بذریعۂ نکاح) کسی عورت کا مالک بن جاتا ہے تو

بِإِذْنِهِ)). [الصحيحة:۲۵۷۱]

اس کا عطیہ خاوند کی اجازت کے بغیر جائز نہیں ہوتا۔"

تخریج: الصحيحة ٢٥٧١- ابوداؤد الطيالسي (٢٢٦٧)' تقدم برقم (١٨٠٥)-

فوائد: اسی باب میں سیر حاصل بحث ہو چکی ہے کہ بیوی خاوند کی اجازت کے بغیر مالی تصرف نہیں کر سکتی' ہاں معمولی قیمت کی چیزیں' جن کے بارے میں خاوند اجازت دے دیتا ہو' خرچ کر دینا درست ہے۔

باب: في المرأة الصالحة والمسكن الواسع

باب: نیک بیوی اور کشادہ مکان کا بیان

المرأة الصالحه من امور السعادة

نیک بیوی نیکی بختی والے امور میں سے ہے

١٩٠٣: عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَرْبَعٌ مِّنَ السَّعَادَةِ: الْمَرْأَةُ الصَّالِحَةُ وَالْمَسْكَنُ الْوَاسِعُ، وَالْجَارُ الصَّالِحُ، وَالْمَرْكَبُ الْهَنِيءُ، وَأَرْبَعٌ مِّنَ الشَّقَاءِ: الْجَارُ السُّوْءِ، وَالْمَرْأَةُ السُّوْءِ،وَالْمَرْكَبُ السُّوْءُ، وَالْمَسْكَنُ الضَّيِّقُ)) [الصحيحة:٢٨٢]

سیدنا سعد بن ابو وقاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "چار چیزیں سعادت ہیں: نیک بیوی' وسیع گھر' نیک ہمسایہ اور پر سکون سواری۔
اور چار چیزیں بدبختی ہیں: برا ہمسایہ' بری عورت' بری سواری اور تنگ گھر۔"

تخریج: الصحيحة ٢٨٢- ابن حبان (٤٠٣٢)' خطيب في التاريخ (١٢/ ٩٩)' احمد (١/ ١٦٨)-

فوائد: یہی چار چیزیں ہیں جو آدمی کو خوش و خرم رہنے کا موقع فراہم کرتی ہیں یا رنج و الم میں مبتلا کر دیتی ہیں۔

كيف اذن البكر

کنواری لڑکی کی اجازت کیسے ہے

١٩٠٤: عَنْ عَائِشَةَ مَرْفُوْعاً: ((اسْتَأْمِرُوْا النِّسَاءَ فِي أَبْضَاعِهِنَّ. قِيْلَ: فَإِنَّ الْبِكْرَ تُسْتَحْيَ أَنْ تَكَلَّمَ؟ قَالَ: سُكُوْتُهَا إِذْنُهَا)). [الصحيحة:٣٩٨]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "عورتوں سے ان کے جسموں (یعنی ان کا نکاح کرنے) کے بارے میں مشورہ کرو۔" کہا گیا کہ کنواری عورت تو بات کرنے سے شرماتی ہے (اس سے مشورہ کیسے کیا جائے)؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "اس کا خاموش رہنا اس کی اجازت ہے۔"

تخریج: الصحيحة ٣٩٨- نسائي (٣٢٦٨)' احمد (٦/ ٤٥' ٢٠٣)' بهذا اللفظ' بخاري (٦٩٤٦)' مسلم (١٤٢٠) بمعناه-

فوائد: پہلے بحث ہو چکی ہے کہ ولی اپنی ماتحت بچی کا نکاح اس کی اجازت کے بغیر نہیں کر سکتا ہے۔

الخالة بمنزلة الأم

خالہ ماں کے قائم مقام ہے

١٩٠٥: عَنْ عَلِيٍّ، قَالَ: لَمَّا خَرَجْنَا مِنْ مَكَّةَ اتَّبَعَتْنَا ابْنَةُ حَمْزَةَ فَنَادَتْ: يَاعَمِّ يَا عَمِّ! فَأَخَذْتُ بِيَدِهَا فَنَاوَلْتُهَا فَاطِمَةَ قُلْتُ: دُوْنَكِ ابْنَةَ عَمِّكِ، فَلَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ اخْتَصَمْنَا فِيهَا أَنَا وَزَيْدٌ وَجَعْفَرٌ، فَقُلْتُ: أَنَا أَخَذْتُهَا وَهِيَ ابْنَةُ عَمِّي، وَقَالَ زَيْدٌ: ابْنَةُ أَخِي وَقَالَ جَعْفَرٌ: ابْنَةُ عَمِّي، وَخَالَتُهَا عِنْدِي، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ لِجَعْفَرٍ: **((أَشْبَهْتَ خُلُقِي وَخَلْقِي))** وَقَالَ لِزَيْدٍ: **((أَنْتَ أَخُوْنَا وَمَوْلَانَا))** وَقَالَ لِي: **((أَنْتَ مِنِّي وَأَنَا مِنْكَ، اِدْفَعُوْهَا إِلٰى خَالَتِهَا، فَإِنَّ الْخَالَةَ أُمٌّ))** فَقُلْتُ: أَلَا تُزَوِّجُهَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: **((إِنَّهَا ابْنَةُ أَخِي مِنَ الرَّضَاعَةِ))**.

[الصحيحة:١١٨٢]

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم مکہ سے نکلے' سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی ہمارے پیچھے چل پڑی اور آواز دی: میرے چچا جان! میرے چچا جان! میں نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا' اسے فاطمہ رضی اللہ عنہا کے حوالے کیا اور کہا: یہ تیرے چچا کی بیٹی ہے' اس کو اپنی نگرانی میں رکھ۔ جب ہم مدینہ پہنچے تو اس کے بارے میں' سیدنا زید رضی اللہ عنہ اور سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ جھگڑنے لگ گئے۔ میں نے کہا: میں اس کو لے کر آیا اور یہ میرے چچا کی بیٹی ہے' زید نے کہا: یہ میرے بھائی کی بیٹی ہے اور جعفر نے کہا: یہ میرے چچا کی بیٹی ہے اور اس کی خالہ میری بیوی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے (فیصلہ دیتے ہوئے) جعفر سے فرمایا: ''تو پیدائشی اور اخلاقی اوصاف میں میرے مشابہ ہے۔'' زید سے فرمایا: ''تو ہمارا بھائی اور دوست ہے۔'' اور مجھے فرمایا: ''تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں۔ اس طرح کرو کہ یہ بچی اس کی خالہ کے حوالے کر دو' کیونکہ خالہ ماں ہی ہوتی ہے۔'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ اس سے شادی کیوں نہیں کرتے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ میری رضاعی بھتیجی ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۱۸۲۔ ابوداؤد (۲۲۸۰)' احمد (۱/ ۸۸'۱۱۵)' حاکم (۳/ ۱۲۰) واللفظ لہ۔

فوائد: معلوم ہوا کہ ماں کی عدم موجودگی میں خالہ بچے کی زیادہ مستحق ہوتی ہے۔

جواز تشهير النكاح بالطبال

بڑے ڈھول کے ساتھ نکاح کی تشہیر کا جواز

١٩٠٦: عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِي عَبْدِاللّٰهِ بْنِ هَبَّارِ بْنِ الْأَسْوَدِ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ أَنَّهُ زَوَّجَ بِنْتاً لَهُ، وَكَانَ عِنْدَهُمْ كُبَرٌ وَغَرَابِلُ فَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَسَمِعَ الصَّوْتَ، فَقَالَ: مَاهٰذَا فَقِيلَ: زَوَّجَ هُبَارُ ابْنَتَهُ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: **((أَشِيْدُوْا النِّكَاحَ أَشِيْدُوْا النِّكَاحَ، هٰذَا النِّكَاحُ، لَا السِّفَاحُ))** قَالَ: قُلْتُ: فَمَا الْكُبَرُ۔قَالَ: **((الطَّبْلُ الْكَبِيْرُ))** وَالْغَرَابِيْلُ الصُّنُوْجُ۔ [الصحيحة:١٤٦٣]

عبداللہ بن ابوعبداللہ بن ہبار بن اسود اپنے باپ سے اور وہ ان کے دادا سیدنا ہبار رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے اپنی بیٹی کی شادی کی اور ان کے پاس یک رخا ڈھول اور ایک باجہ تھا۔ رسول اللہ ﷺ نکلے اور آوازیں سنیں' آپ ﷺ نے پوچھا: یہ کیا ہے (یعنی یہ آوازیں کیوں آ رہی ہیں)؟ کہا گیا کہ ہبار نے اپنی بیٹی کی شادی کی ہے۔ پس نبی ﷺ نے فرمایا: ''نکاح کی تشہیر کرو' نکاح کی تشہیر کرو۔ یہ نکاح ہے' زنا نہیں ہے۔'' ایک راوی کہتا ہے: میں نے کہا کہ ''کَبَر'' کیا ہوتا ہے؟ اس نے کہا بڑے ڈھول

کو کہتے ہیں۔ اور ایک قسم کے سارنگی جیسے باجے کو "غَرَابِل" کہتے ہیں۔

تخریج: الصحیحة ۱۴۶۳۔ ابن منده فی المعرفة (۲/ ۲۱۸، ۲)، طبرانی فی الکبیر کما فی المجمع (۴/ ۲۹۰)، ومن طریقه وغیره، ابو نعیم فی المعرفة (۶۵۷۷، ۶۵۷۸)۔

فوائد: معلوم ہوا کہ نکاح کے موقع پر ایسا کرنا درست ہے۔

علامة الرضاء المرأة للنكاح
عورت کے نکاح کے لیے راضی ہونے کی نشانی

۱۹۰۷: عَنْ عَدِيِّ بْنِ عَدِيٍّ الْكِنْدِيِّ، عَنْ أَبِيْهِ مَرْفُوْعاً: ((أَشِيْرُوْا عَلَى النِّسَاءِ فِي أَنْفُسِهِنَّ، فَقَالَ: إِنَّ الْبِكْرَ تَسْتَحْيِي يَارَسُوْلَ اللهِ؟ قَالَ: الثَّيِّبُ تُعْرِبُ عَنْ نَفْسِهَا بِلِسَانِهَا، وَالْبِكْرُ رِضَاهَا صُمَاتُهَا)). [الصحيحة: ١٤٥٩]

عدی بن عدی کندی اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "عورتوں سے ان کے نفسوں کے بارے میں مشورہ کیا کرو۔" کسی نے کہا: اے اللہ کے رسول! کنواری لڑکی تو شرماتی ہے (اس سے مشورہ کیسے کیا جائے)؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "بیوہ تو اپنے بارے میں خود وضاحت کرتی ہے اور کنواری کی رضامندی اس کا خاموش ہو جانا ہے۔"

تخریج: الصحیحة ۱۴۵۹۔ احمد (۴/ ۱۹۲)، طحاوی فی شرح المعانی (۴/ ۳۶۹) بهذا اللفظ، ابن ماجه (۱۸۷۲)، بیهقی (۱۸۷۲)، بیهقی (۷/ ۱۲۳) مختصراً۔

فوائد: نکاح کے معاملے میں جو جھجک کنواری بچی کو ہوتی ہے، یقیناً وہ بیوہ یا مطلقہ عورت کو نہیں ہوتی، اس حدیث میں یہی فرق بیان کیا گیا ہے۔

كراهة العزل
عزل کی ناپسندیدگی کا بیان

۱۹۰۸: عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ، قَالَ: أَصَبْنَا سَبْياً يَوْمَ حُنَيْنٍ، فَكُنَّا نَلْتَمِسُ فِدَاءَ هُنَّ، فَسَأَلْنَا رَسُوْلَ اللهِ عَنِ الْعَزْلِ؟ فَقَالَ: ((اصْنَعُوْا مَا بَدَالَكُمْ، فَمَا قَضَى اللهُ فَهُوَ كَائِنٌ، فَلَيْسَ مِنْ كُلِّ الْمَاءِ يَكُوْنُ الْوَلَدُ)). [الصحيحة: ١٤٦٢]

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم نے غزوۂ حنین والے دن کچھ قیدی حاصل کئے اور ہم انھیں بیچنا بھی چاہتے تھے، سو ہم نے رسول اللہ ﷺ سے عزل کے بارے میں سوال کیا (تا کہ قیدی عورتیں حاملہ نہ ہو جائیں)؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "کرتے رہو جب تک مناسب سمجھو، جو فیصلہ اللہ نے کر دیا ہے وہ تو ہو کر رہے گا، یہ بات نہیں کہ ہر پانی (مادۂ منویہ) سے بچہ پیدا ہوتا ہے۔"

تخریج: الصحیحة ۱۴۶۲۔ مسلم (۱۴۳۸، ۱۳۳)، احمد (۳/ ۲۶، ۴۷)، واللفظ له، ابن ابی عاصم فی السنة (۳۶۴، ۳۶۵)۔

فوائد: معلوم ہوا کہ "عزل" جائز ہے۔ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: كنا نعزل على عهد رسول الله ﷺ والقرآن ينزل۔ [بخاری، مسلم] یعنی: ہم نبی کریم ﷺ کے زمانے میں عزل کرتے تھے اور قرآن اس وقت نازل ہو رہا تھا۔ (یعنی ہمیں منع نہیں کیا

گیا' اگر عزل حرام ہوتا تو یقیناً منع کر دیا جاتا۔)

ترغيب العدل بين الأولاد

بچوں میں عدل کرنے کی ترغیب کا بیان

١٩٠٩: عَنِ النُّعْمَانُ بْنُ بَشِيْرٍ مَرْفُوْعاً: ((اعْدِلُوْا بَيْنَ أَوْلَادِكُمْ اعْدِلُوْا بَيْنَ أَوْلَادِكُمْ، اعْدِلُوْا بَيْنَ أَوْلَادِكُمْ)). [الصحيحة:١٢٤٠]

سیدنا نعمان بن بشیر ﷺ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اپنی اولاد کے مابین انصاف کرو' اپنی اولاد کے مابین انصاف کرو' اپنی اولاد کے مابین انصاف کرو۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۲۴۰۔ بخاری فی التاریخ (۳/ ۷۳)' ابوداؤد (۳۵۴۴)' نسائی (۳۷۱۷)' احمد (۴/ ۲۸۸٬۲۷۵)۔

فوائد: والدین کسی ایک بچے کے ساتھ کسی اعتبار سے امتیازی سلوک نہیں کر سکتے' کچھ والدین کو دیکھا گیا ہے کہ بعض بچے ہمیشہ ان کے غیظ وغضب اور طعن وتشنیع کا نشانہ بنتے ہیں اور بعض لاڈ پیار کے مستحق ٹھہرتے ہیں' اسی طرح جب بچوں پر خرچ کرنے کی باری آتی ہے تو پھر اسی امتیاز کو مدنظر رکھا جاتا ہے۔ ایسا کرنا ضلالت وگمراہی اور نبوی منہج سے بھٹک جانے کی علامت ہے۔ بچوں اور بچیوں کی شادیوں پر بھی مساوات کو ملحوظ خاطر رکھنا چاہیے۔

استقبال الولد المتوفى بأبوى على باب الجنة

فوت شدہ بچے کا جنت کے دروازے پر اپنے والدین کا استقبال کرنا

١٩١٠: عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ عَنْ عَمِّهِ، [أَخِي قُرَّةَ بْنِ إِيَاسَ] أَنَّهُ كَانَ يَأْتِي النَّبِيَّ بِابْنِهِ فَيُجْلِسُهُ بَيْنَ يَدَيْهِ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ ((تُحِبُّهُ؟)) قَالَ: نَعَمْ حُبًّا شَدِيْداً، قَالَ: ثُمَّ إِنَّ الْغُلَامَ مَاتَ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: ((كَأَنَّكَ حَزِنْتَ عَلَيْهِ؟)) قَالَ: أَجَلْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ: ((أَفَمَا يَسُرُّكَ إِذَا أَدْخَلَكَ اللّٰهُ الْجَنَّةَ أَنْ تَجِدَهُ عَلَى بَابٍ مِّنْ أَبْوَابِهَا فَيَنْفَتِحُهُ لَكَ)) قَالَ: بَلَى، قَالَ: ((فَإِنَّهُ كَذٰلِكَ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ)) [الصحيحة:٢٥٧٧]

معاویہ بن قرہ اپنے چچا [یعنی قرہ بن ایاس کے بھائی] سے روایت کرتے ہیں کہ وہ اپنے چھوٹے بچے کے ہمراہ نبی ﷺ کے پاس آتے اور اسے اپنے سامنے بٹھا لیتے تھے۔ نبی ﷺ نے ان سے پوچھا: ''کیا تم اس سے محبت کرتے ہو؟'' انھوں نے کہا: بہت زیادہ محبت کرتا ہوں۔ (اللہ کا کرنا کہ) وہ بچہ فوت ہو گیا' نبی ﷺ نے ان سے فرمایا: ''آپ کو غم تو ہو گا؟'' انھوں نے کہا: جی ہاں' اللہ کے رسول!۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تو اس بات پر خوش ہو جائے گا کہ جب تجھے اللہ تعالی جنت میں داخل کرے تو تو اس بچے کو جنت کے دروازے پر پائے اور وہ تیرے لئے جنت کا دروازہ کھولے؟'' اس نے کہا: کیوں نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''سو اسی طرح ہو گا' ان شاء اللہ۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۵۷۷۔ ابن سعد (۷/ ۳۲٬۳۳)' نسائی (۲۰۹۰)' احمد (۳/ ۴۳۶)' من طريق معاوية بن قرة عن ابيه۔

فوائد: بلوغت سے پہلے فوت ہونے والے بچے نہ صرف خود جنتی ہیں' بلکہ اپنے مسلمان والدین کا جنت میں داخل ہونے کا بہت بڑا سبب بھی ہیں۔ اگر ایک اعتبار سے اللہ تعالی نے والدین کو غم والم میں مبتلا کیا ہے تو دوسری طرف آخرت کی خوشیاں ان کا مقدر بنا دی ہیں۔

بیان رجال الجنة

۱۹۱۱: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِرِجَالِكُمْ فِي الْجَنَّةِ؟ النبي في الجنة والصديق في الجنة والشهيد في الجنة والمولود في الجنة ! وَالرَّجُلُ يَزُوْرُ أَخَاهُ فِي نَاحِيَةِ الْمِصْرِ. لَايَزُوْرُهُ إِلَّا لِلّٰهِ. فِي الْجَنَّةِ، أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِنِسَائِكُمْ فِي الْجَنَّةِ؟ كُلُّ وَدُوْدٍ وَلُوْدٍ إِذَا غَضِبَتْ أَوْ أُسِيَ إِلَيْهَا [أَوْ غَضِبَ زَوْجُهَا] قَالَتْ: هٰذِهِ يَدِي فِي يَدِكَ لَا أَكْتَحِلُ بِغَمْضٍ حَتّٰى تَرْضٰى)). رُوِيَ مِنْ حَدِيْثِ أَنَسٍ وَابْنِ عَبَّاسٍ، وَكَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ.

[الصحيحة: ۳۳۸۰]

جنتی افراد کا بیان

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا میں تمھیں جنتی مردوں کی خبر نہ دوں؟ نبی جنت میں جائے گا' صدیق جنت میں داخل ہوگا' شہید جنتی ہوگا' (نابالغ) بچہ جنتی ہوگا اور وہ آدمی جنت میں جائے گا جو شہر کے کنارے میں بسنے والے بھائی سے اللہ تعالیٰ کے لئے ملاقات کرنے کے لئے جاتا ہے۔ اب کیا میں تمھیں جنتی عورتوں کی خبر نہ دوں؟ ہر محبت کرنے والی اور زیادہ بچے جنم دینے والی خاتون' کہ جب اس پر غصے ہوا جاتا ہے یا اس کے ساتھ برا سلوک کیا جاتا ہے یا اس کا خاوند اس پر غصے ہوتا ہے تو وہ (اپنے خاوند سے) کہتی ہے: یہ میرا ہاتھ آپ کے ہاتھ میں ہے' میں اس وقت تک سوؤں گی نہیں جب تک تو راضی نہیں ہوتا۔'' یہ حدیث سیدنا انس' سیدنا ابن عباس اور سیدنا کعب بن عجرہ ﷺ سے مروی ہے۔

تخریج: الصحیحة ۳۳۸۰- (۱) انس: طبرانی فی الاوسط (۱۷۶۴)' والصغیر (۱/ ۴۶)- (۲) ابن عباس: نسائی فی الکبری (۹۱۳۹)' وقد تقدم برقم (۲۸۷)- (۳) کعب بن عجرۃ ﷺ: طبرانی فی الکبیر (۱۹/ ۱۴)' والاوسط (۵۶۴۴)-

فوائد: اس میں ان لوگوں کے جنتی ہونے کا بیان ہے:

نبی' صدیق' شہید' نابالغ بچہ' اللہ تعالیٰ کے لئے دوسروں کی زیارتیں کرنے والا' زیادہ بچوں کی ماں جو خاوند کو راضی رکھنے والی ہو۔

مداخلة الرجل بين المرأة والزوج

۱۹۱۲: عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ، قَالَ: جَاءَ أَبُوْبَكْرٍ يَسْتَأْذِنُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَسَمِعَ عَائِشَةَ وَهِيَ رَافِعَةٌ صَوْتَهَا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ؟ فَأَذِنَ لَهُ، فَدَخَلَ، فَقَالَ: يَا ابْنَةَ أُمِّ رُوْمَانَ. وَتَنَاوَلَهَا. أَتَرْفَعِيْنَ صَوْتَكِ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ؟ قَالَ: فَحَالَ النَّبِيُّ بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا، قَالَ: فَلَمَّا خَرَجَ أَبُوْبَكْرٍ جَعَلَ النَّبِيُّ يَقُوْلُ لَهَا. يَتَرَضَّاهَا. ((أَلَا تَرَيْنَ أَنِّي قَدْ حُلْتُ بَيْنَ الرَّجُلِ وَبَيْنَكِ)) قَالَ: ثُمَّ

کسی شخص کا عورت اور مرد کے درمیان (صلح کے لیے) مداخلت کرنا

سیدنا نعمان بن بشیر ﷺ کہتے ہیں: سیدنا ابوبکر ﷺ آئے اور نبی ﷺ کے پاس آنے کی اجازت طلب کی اور انھوں نے سنا کہ سیدہ عائشہ ؓ رسول اللہ ﷺ پر اپنی آواز بلند کر رہی تھیں۔ آپ ﷺ نے انھیں اجازت دی اور وہ اندر آ گئے اور کہا: ام رومان کی بیٹی- اور انھیں پکڑنا چاہا- کیا تو اپنی آواز کو رسول اللہ ﷺ پر بلند کرتی ہے؟ لیکن نبی ﷺ دونوں کے درمیان حائل ہو گئے۔ جب ابوبکر ﷺ چلے گئے تو نبی ﷺ نے سیدہ عائشہؓ کو راضی کرتے ہوئے فرمایا: ''تو دیکھتی نہیں کہ میں تیرے اور ایک آدمی کے

جَاءَ أَبُوبَكْرٍ فَاسْتَأْذَنَ عَلَيْهِ فَوَجَدَهُ يُضَاحِكُهَا، فَأَذِنَ لَهُ، فَدَخَلَ، فَقَالَ لَهُ أَبُوبَكْرٍ يَارَسُولَ اللّٰهِ! أَشْرِكَانِي فِي سَلْمِكُمَا، كَمَا أَشْرَكْتُمَانِي فِي حَرْبِكُمَا۔ [الصحيحة: ٢٩٠١]

درمیان حائل ہو گیا۔" ابوبکرؓ پھر آ گئے اور اجازت طلب کی اور سنا کہ آپ ﷺ سیدہ عائشہؓ کو ہنسا رہے تھے۔ آپ ﷺ نے انھیں اجازت دی' سو وہ اندر آ گئے۔ ابوبکرؓ نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے اپنے امن و صلح والے ماحول میں بھی شریک کرو' جس طرح اپنی لڑائی میں کیا تھا۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۹۰۱۔ احمد (۴/ ۲۷۱'۲۷۲)' ابوداؤد (۴۹۹۹)' نسائی فی الکبری (۹۱۵۵)۔

فوائد: اس میں درج ذیل امور کا بیان ہے:

(۱) سیدنا ابوبکر صدیق ﷺ کی رسول اللہ ﷺ سے محبت اپنی بیٹی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی محبت سے زیادہ تھی۔

(۲) رسول اللہ ﷺ کو سیدہ عائشہؓ سے شدید محبت تھی کہ آپ ﷺ سیدنا ابوبکر کی زدوکوب کے سامنے حائل ہو گئے۔ نیز اس محبت کو برقرار رکھنے کے لئے آپ ﷺ کوشش بھی کرتے تھے۔

(۳) سیدنا ابوبکر ﷺ نبی کریم ﷺ کے گھرانے کے خوشگوار ماحول کے خواہش مند تھے۔

العدل فی التقبيل

بوسہ لینے میں عدل کرنا

١٩١٣: عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: كَانَ رَجُلٌ جَالِسٌ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَجَاءَ هُ ابْنٌ لَهُ فَأَخَذَهُ فَقَبَّلَهُ ثُمَّ أَجْلَسَهُ فِي حُجْرِهِ، وَجَاءَ تِ ابْنَةٌ لَهُ، فَأَخَذَهَا إِلَى جَنْبِهِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَلَا عَدَلْتَ بَيْنَهُمَا)) يَعْنِي: بَيْنَ ابْنِهِ وَبِنْتِهِ فِي تَقْبِيلِهِمَا۔

[الصحيحة: ٢٨٨٣، ٢٩٩٤]

سیدنا انس ﷺ کہتے ہیں کہ ایک آدمی نبی ﷺ کے پاس بیٹھا ہوا تھا' اس کے پاس اس کا بیٹا آیا' اس نے اس کا بوسہ لیا اور اسے اپنی گود میں بٹھا لیا' اس کے بعد اس کی بیٹی آئی' اس نے اسے اپنے پہلو کے ساتھ بٹھا لیا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: "تو نے ان کے درمیان انصاف کیوں نہیں۔" یعنی بیٹے کا بوسہ لیا اور بیٹی کا نہیں لیا۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۸۸۳' ۲۹۹۴۔ البزار (الکشف: ۱۸۹۳)' ابن الاعرابی فی المعجم (۱۸۴۴)' بیھقی فی الشعب (۸۷۰۰)۔

فوائد: یہ اولاد کے مابین مساوات کا معیار ہے کہ محبت کے ظاہری تقاضوں میں کمی بیشی نہیں ہونی چاہیے۔ یہ ممکن ہے کہ والدین کے دل میں کسی ایک بیٹے کا لحاظ یا اس کی محبت دوسروں کی بہ نسبت زیادہ ہے' اس میں کوئی مضائقہ نہیں' کیونکہ یہ کسی کے بس کی بات نہیں۔

كراهة ضربا الشديد للمرأة

عورت کو زیادہ مارنے کی کراہت کا بیان

١٩١٤: عَنِ الزُّبَيْرِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَلَا عَسَى أَحَدُكُمْ أَنْ يَضْرِبَ امْرَأَتَهُ ضَرْبَ الْأَمَةِ! أَلَا خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِأَهْلِهِ))

سیدنا زبیر ﷺ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "آگاہ ہو جاؤ' ممکن ہے کہ تم میں سے کوئی لونڈی کی طرح اپنی بیوی کی پٹائی کرے۔ خبردار' تم میں سے بہتر وہ ہے جو اپنی بیوی کے لئے بہتر ہے۔"

تخریج: الصحیحۃ ۲۶۷۸۔ البزار (الکشف: ۱۴۸۴) و (البحر الزخار: ۹۸۴)۔

فوائد: خاوند کے حسن اخلاق کی سب سے زیادہ مستحق اس کی بیوی ہے، وہ اس کے حقوق کا ذمہ دار ہے، کسی جرم کی بنا پر خاوند اپنی بیوی کو اولاد کی طرح سزا دے سکتا ہے، جیسا کہ ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿واهجروهن في المضاجع واضربوهن﴾ [سورۂ نسا: ۳۴] یعنی: ''اور انھیں الگ بستروں پر چھوڑ دو اور انہیں مار کی سزا دو۔''

لیکن یہ تادیبی کاروائی کرتے وقت عورت کی تربیت کرنا مقصود ہو، نہ کہ اپنے غصے کا اظہار کرنا یا عورت کو تنگ کرنا اور دوسری صحیح روایات کے مطابق خاوند چہرے پر مار سکتا ہے ایسی مار کہ جس سے زخم اور گہرے نشانات بن جائیں۔

اهمية العدل بين الاولاد

۱۹۱۵: عَنْ عَامِرٍ، قَالَ: سَمِعْتُ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيْرٍ وَهُوَ يَخْطُبُ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ: تَصَدَّقَ أَبِي عَلَيَّ بِصَدَقَةٍ، فَقَالَتْ عُمْرَةُ بِنْتِ رَوَاحَةَ: لَا أَرْضَى حَتّٰى تَشْهَدُ عَلَيْهَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَأَتَى بَشِيْرٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ: إِنِّي تَصَدَّقْتُ عَلَى ابْنِي بِصَدَقَةٍ فَقَالَتْ عُمْرَةُ بِنْتَ رَوَاةٍ لَا أَرْضَى حَتّٰى تَشْهَدَ عَلَيْهَا رَسُوْلَ اللّٰهِﷺ؟ فَقَالَ: ((أَلَكَ بَنُوْنَ غَيْرُهُ؟)) قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: ((فَكُلَّهُمْ أَعْطَيْتَ مِثْلَهَا أَعْطَيْتُ؟)) قَالَ: لَا قَالَ: ((هٰذَا جَوْرٌ فَلَا تُشْهِدْنِي عَلَيْهِ اتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْدِلُوْا بَيْنَ أَوْلَادِكُمْ، كَمَا تُحِبُّوْنَ أَنْ يَبَرُّوْكُمْ)).

[الصحيحة:۳۹٤٦]

بچوں میں عدل کی اہمیت کا بیان

عامر کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا نعمان بن بشیر ؓ سے سنا، جبکہ وہ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے: میرے باپ نے مجھ پر صدقہ کیا، سیدہ عمرہ بنت رواحہ نے کہا: میں اس وقت تک راضی نہیں ہوں گی جب تک تو رسول اللہ ﷺ کو اس پر گواہ نہیں بنائے گا۔ بشیر ؓ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہا: میں نے اپنے بیٹے پر صدقہ کیا ہے اور عمرہ بنت رواحہ نے مجھے کہا کہ میں اس وقت تک راضی نہیں ہوں گی جب تک تو رسول اللہ ﷺ کو گواہ نہیں بنائے گا، آپ ﷺ نے اس سے پوچھا: ''کیا اس کے علاوہ تیرے اور بیٹے بھی ہیں؟'' اس نے کہا: جی ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو نے ان سب کو وہ چیز دی ہے جو ایک کو دی؟'' اس نے کہا: نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ ظلم ہے، مجھے ظلم پر گواہ نہ بناؤ، اللہ سے ڈر جاؤ اور اپنی اولاد کے مابین انصاف کرو، جیسا کہ تم پسند کرتے ہو کہ وہ سب تم سے (برابر کا) حسنِ سلوک کریں۔''

تخريج: الصحيحة ۳۹۴۶۔ طبرانی فی الکبیر کما فی الجامع الصغير للسيوطی (۱۳۲)، بحشل فی تاریخ واسط (۲۲۳، ۲۲۵)، مسلم (۱۷/ ۱۶۲۳)، ابو داؤد (۳۵۴۳)۔

اى النساء خير

۱۹۱۶: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قِيلَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِﷺ: أَيُّ النِّسَاءِ خَيْرٌ؟ قَالَ: ((الَّتِي تَسُرُّهُ إِذَا نَظَرَ إِلَيْهَا، وَتُطِيعُهُ إِذَا أَمَرَ وَلَا تُخَالِفُهُ فِي نَفْسِهِ وَلَا مَالِهَا بِمَا يَكْرَهُ)).

کون سی عورتیں سب سے بہتر ہیں

سیدنا ابو ہریرہ ؓ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ کون سی عورتیں بہتر ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''(وہ عورت بہتر ہے کہ) جب خاوند اس کی طرف دیکھے تو وہ اسے خوش کر دے، جب اسے حکم دے تو وہ فرمانبرداری کرے اور اپنے نفس اور مال میں

[الصحیحة: ۱۸۳۸] ایسے انداز میں اس کی مخالفت نہ کرے جس کو وہ ناپسند کرتا ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۱۸۳۸۔ نسائی (۳۲۳۳)' احمد (۲/ ۴۳۲'۲۵۱)' حاکم (۲/ ۱۶۱)۔

فوائد: یہ اچھی خاتون کی صفات ہیں' جو اللہ تعالی کے بعد اپنے خاوند کو راضی کرنے کے درپے ہے۔ ''جب خاوند اس کی طرف دیکھے تو وہ خوش کر دے'' کا مطلب یہ ہے کہ عورت اپنی وضع قطع' بول چال' رہن سہن اور خاوند کی خدمت کرنے میں ایسا انداز اختیار کرتی ہے کہ خاوند دیکھ کر باغ باغ ہو جاتا ہے۔ نیز اس کی یہ صفت بھی ہے کہ وہ اپنے مال میں بھی ایسا تصرف نہیں کرتی' جو خاوند کی ناراضگی کا سبب بنے۔

جو عورتیں اپنے روزگار کی بنا پر یا کسی اور وجہ سے خود کفیل ہو جاتی ہیں' وہ اپنے آپ کو خاوند سے مستغنی سمجھ کر اس کی اطاعت کی پروا نہیں کرتیں اور بسا اوقات اپنی آمدنی کا طعنہ دیتے ہوئے اس کا اظہار بھی کر دیتی ہیں۔ ایسی عورتوں کا یہ رویہ شریعت کی نظر میں نہایت نامناسب ہے۔ خاوند کے مقابلے بیوی ہزار گنا مالدار سہی' لیکن اس کا عہدہ بیوی کا ہی رہے گا اور اخروی کامیابی و کامرانی کے لئے اسے خاوند کی اطاعت کرنا پڑے گی۔

عائشة زوجة رسول الله فی الدنيا والآخرة

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کی دنیا اور آخرت کی بیوی ہے

۱۹۱۷: عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ذَكَرَ فَاطِمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا۔ قَالَتْ: فَتَكَلَّمْتُ أَنَا فَقَالَ: ((أَمَا تَرْضِيْنَ أَن تَكُوْنِي زَوْجَتِي فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ؟ قُلْتُ: بَلٰى قَالَ: فَأَنْتِ زَوْجَتِي فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ))۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا ذکر کیا تو میں نے کچھ کلام کیا۔ آپ ﷺ نے مجھے فرمایا: ''کیا تو اس بات پر راضی نہیں ہے کہ دنیا و آخرت میں میری بیوی ہو؟'' میں نے کہا: کیوں نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''سو تو دنیا و آخرت میں میری بیوی ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۲۲۵۵۔ حاکم (۴/ ۱۰)' ابن حبان (۷۰۹۵)۔

فوائد: اس میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی عظمت و منقبت کا بیان ہے کہ وہ دنیا میں بھی ام المؤمنین تھیں اور آخرت میں بھی زوجۂ رسول ہوں گی۔ اغیار ذہن نشین کر لیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدہ عائشہؓ کو یہ مژدہ اس وقت سنایا' جب انھوں نے بتقاضۂ بشریت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا پر جارحانہ کلام کی۔ نبی کریم ﷺ نے ان کو آئندہ ایسا نہ کرنے کی تلقین کی اور ساتھ ہی ان کے مقام کی وضاحت کر دی۔

باب: مال الولد لأبيه إذا احتاجه

باب: بیٹے کا مال باپ کا ہے جب وہ ضرورت مند ہو جائے

۱۹۱۸: عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ يَسْتَعْدِيْ عَلٰى وَالِدِهِ، قَالَ: إِنَّهُ أَخَذَ مَالِي

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے اپنے باپ کے خلاف رسول اللہ ﷺ سے مدد طلب کی اور کہا: اس نے

فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ: ((أَمَا عَلِمْتَ أَنَّكَ وَمَالُكَ مِنْ كَسْبِ أَبِيْكَ؟)). [الصحيحة:١٠٤٨]

میرا مال لے لیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تجھے علم نہیں کہ تو اور تیرا مال اپنے باپ کی کمائی ہو؟''

تخریج: الصحیحۃ ۱۵۴۸۔ طبرانی فی الکبیر (۱۳۳۴۵)' البزار (الکشف: ۱۳۵۹)۔

فوائد: اولاد کو چاہئے کہ وہ اپنے والدین کے حقوق ادا کریں اور اگر ان کو کوئی مالی ضرورت پڑے تو پوری کریں۔
پہلے اس حدیث کی وضاحت ہو چکی ہے کہ جب والدین کا مقصد محض اپنے بیٹے کے مال پر قبضہ کرنا ہو' جس کی مثالیں موجود ہیں' تو وہ اپنا مال روک سکتا ہے' پھر بھی ان کی ضروریات کا خیال رکھے۔

فرح ابليس بالتفريق المرأة والزوج

میاں بیوی کی جدائی پر ابلیس کا خوش ہونا

١٩١٩: عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((إِنَّ إِبْلِيْسَ يَضَعُ عَرْشَهُ عَلَى الْمَاءِ. وَفِي طَرِيْقٍ: الْبَحْرِ. ثُمَّ يَبْعَثُ سَرَايَاهُ فَأَدْنَاهُمْ مِنْهُ مَنْزِلَةً أَعْظَمُهُمْ فِتْنَةً، يَجِيْءُ أَحَدُهُمْ فَيَقُوْلُ: فَعَلْتُ كَذَا وَكَذَا فَيَقُوْلُ: مَاصَنَعْتَ شَيْئًا ثُمَّ يَجِيْءُ أَحَدُهُمْ فَيَقُوْلُ: مَاتَرَكْتُهُ حَتّٰى فَرَّقْتُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ امْرَأَتِهِ، فَيُدْنِيْهِ مِنْهُ وَيَقُوْلُ: نَعَمْ أَنْتَ! قَالَ اَعْمَشُ: أَرَاهُ قَالَ: فَيَلْتَزِمُهُ)). [الصحيحة:٣٢٦٢]

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''ابلیس پانی پر (ایک روایت کے مطابق سمندر پر) اپنا تخت رکھتا ہے' پھر (لوگوں کو گمراہ کرنے کے لئے) اپنے لشکروں کو بھیجتا ہے۔ سب سے بڑا فتنہ برپا کرنے والا منزلت میں اس سے سب سے زیادہ قریب ہوتا ہے۔ ایک واپس آ کر کہتا ہے کہ میں نے ایسے ایسے کیا۔ ابلیس کہتا ہے: تو نے کچھ نہیں کیا۔ ایک اور آ کر کہتا ہے: میں نے اسے اس وقت تک نہیں چھوڑا یہاں تک کہ اس کے اور اس کی بیوی کے مابین جدائی ڈال دی۔ وہ اسے اپنے قریب کرتا ہے اور کہتا ہے: واہ! تیری کیا بات ہے!'' اعمش راوی کہتے ہیں کہ میرا خیال کہ میرے شیخ نے یہ الفاظ بھی نقل کئے: ''پھر وہ اسے گلے لگا لیتا ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۲۶۲۔ مسلم (۲۸۱۳)' احمد (۳/ ۳۱۴)' عبد بن حمید (۱۰۳۱)۔

فوائد: اس میں بلا وجہ طلاق دینے کی قباحت ہے۔ نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ لوگوں کا آپس میں قطع رحمی کرنا ابلیس کا پسندیدہ گناہ ہے' کیونکہ شراب کی طرح قطع رحمی بھی کئی گناہوں کا سبب بنتی ہے۔

الطلاق من أعظم الذنوب

طلاق بڑے گناہوں میں سے ایک ہے

١٩٢٠: عَنِ ابْنِ عُمَرَ مَرْفُوْعاً: ((إِنَّ أَعْظَمَ الذُّنُوْبِ رَجُلٌ تَزَوَّجَ امْرَأَةً، فَلَمَّا قَضٰى حَاجَتَهُ مِنْهَا طَلَّقَهَا وَذَهَبَ بِمَهْرِهَا، وَرَجُلٌ اسْتَعْمَلَ رَجُلاً فَذَهَبَ بِأُجْرَتِهِ وَآخَرُ يَقْتُلُ

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ آدمی ایک عورت سے شادی کرے' اس سے اپنی حاجت پوری کرے' پھر اسے طلاق دے دے اور حق مہر بھی لے لے۔ (مزید دو قسم کے آدمی بھی سب سے

دَابَّةً عَبَثًا)). [الصحيحة:٩٩٩]

بڑے گنہگار ہیں' ان میں ایک وہ ہے) جس نے ایک آدمی کو مزدوری پر لگایا اور اس کی اجرت ہڑپ کر گیا (اور دوسرا وہ ہے) جس نے کسی چوپائے کو بے فائدہ قتل کر دیا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۹۹۹۔ حاکم (۲/ ۱۸۲)۔

غيرة الله ان ياتي المؤمن ماحرم عليه

مومن کا حرام کام کو کرنا۔ اللہ کی غیرت ہے

۱۹۲۱: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: ((إِنَّ اللهَ يُغَارُ، وَإِنَّ الْمُؤْمِنَ يُغَارُ، وَغَيْرَةُ اللهِ: أَنْ يَّاتِيَ الْمُؤْمِنُ مَاحَرَّمَ عَلَيْهِ)). [الصحيحة:٣٥١٥]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ بھی غیرت کرتا ہے اور مومن بھی غیرت کرتا ہے' اللہ تعالیٰ کی غیرت یہ ہے کہ مومن اس کے حرام کردہ امور کا ارتکاب کرے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۵۱۵۔ بخاری (۵۲۲۳)' مسلم (۲۷۶۱)' ترمذی (۱۱۶۸)' احمد (۲/ ۳۴۳)۔

فوائد: غیرت: (آدمی کے حق میں): اپنی محبوب یا محترم شے پر کسی کی دست درازی کے خلاف جوش اور ناگواری کو غیرت کہتے ہیں۔ (اللہ تعالیٰ کے حق میں): مومن کا اللہ تعالیٰ کے حرام کردہ امور کا ارتکاب کرنا۔ یعنی جب کوئی مومن کسی حرام کا مرتکب ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ کو اس پر غصہ آتا ہے۔

وصية الخير بالنساء

عورتوں کے متعلق خیر کی نصیحت کا بیان

۱۹۲۲: عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِيْ كَرِبَ، أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ فِي النَّاسِ فَحَمِدَ اللهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: ((إِنَّ اللهَ يُوْصِيْكُمْ بِالنِّسَاءِ خَيْراً فَإِنَّهُنَّ أُمَّهَاتُكُمْ وَبَنَاتُكُمْ وَخَالَاتُكُمْ، إِنَّ الرَّجُلَ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ يَتَزَوَّجُ الْمَرْأَةَ وَمَايَعْلَقُ يَدَاهَا الْخَيْطَ فَمَا يَرْغَبُ وَاحِدٌ مِنْهُمَا عَنْ صَاحِبِهِ [حَتّٰى يَمُوْتَا هَرَماً])) [الصحيحة:٢٨٧١]

سیدنا مقدام بن معدی کرب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ لوگوں میں کھڑے ہوئے' اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء بیان کی' پھر فرمایا: ''اللہ تعالیٰ تمھیں عورتوں سے حسنِ سلوک کرنے کی وصیت کرتا ہے' کیونکہ وہ تمھاری مائیں' بیٹیاں اور خالائیں ہیں۔ اہل کتاب کا ایک آدمی ایک عورت' جو کم عمر اور فقیر ہوتی ہے' سے شادی کرتا ہے' پھر ان میں سے کوئی دوسرے سے بے رغبتی نہیں کرتا' حتی کہ عمر رسیدہ ہو کر مر جاتے ہیں۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۸۷۱۔ طبرانی فی الکبیر (۲۰/ ۲۷۴)' ابن عساکر (۶۷/ ۲۰۳)' والحارث فی مندہ (بغیۃ الباحث: ۴۹۵)۔

فوائد: اس حدیث میں صحابہ کرام کو براہِ راست اور ہمیں بالواسطہ عورتوں کے ساتھ ہمدردی اور خیر خواہی کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ ہر عورت بیٹی' ماں' بہن' بیوی' خالہ اور پھوپھو جیسے مقدس رشتوں میں ڈھلتی ہے۔ اگر ایک آدمی اپنے بیوی کے ساتھ اچھا سلوک نہیں کرتا

تو اسے سوچنا چاہئے کہ یہ بھی کسی کی بیٹی ہے، کسی کی ماں ہے، کسی کی بہن ہے، لہٰذا اسے بھی اس کے ساتھ حسن سلوک والا معاملہ کرنا چاہئے۔ ہمارے معاشرے میں بطورِ ضرب المثل کہا جاتا ہے: مائیں بہنیں سب کی مشترکہ ہوتی ہیں۔ حدیث کے ابتدائی حصے کا یہی مفہوم ہے۔

اس حدیث میں اہل کتاب کا عمل بطورِ اسوۂ حسنہ پیش کیا گیا، حالانکہ ان کی حالیہ صورتحال تو ناگفتہ بہ ہے۔ امام البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں: آپ ﷺ کی بیان کردہ مثال کا تعلق اس وقت سے ہے جب اہل کتاب اپنے دین اور خُلق پر تھے، اگرچہ وہ مسخ شدہ دین ہی کیوں نہ ہو۔ رہا مسئلہ موجودہ زمانے کا تو اب تو وہ اللہ تعالیٰ کی حلال کردہ طلاق کی صورتوں کو حرام سمجھتے ہیں اور زنا اور لواطت جیسی قباحتوں کو اعلانیہ جائز قرار دیتے ہیں۔ [صحیحہ: ۱۷۱۲۸ کے تحت]

تكلف المرأة بالثياب والصيغ هلاكة

۱۹۲۳: عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ أَوْ جَابِرٍ أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ خَطَبَ خُطْبَةً فَأَطَالَهَا، وَذَكَرَ فِيْهَا أَمْرَ الدُّنْيَا وَالآخِرَةَ، فَذَكَرَ ((أَنَّ أَوَّلَ مَاهَلَكَ بَنُوْ إِسْرَائِيْلَ أَنَّ امْرَأَةَ الْفَقِيْرِ كَانَتْ تُكَلِّفُهُ مِنَ الثِّيَابِ أَوِ الصِّيَغِ. أَوْ قَالَ: مِنَ الصِّيْغَةِ مَاتُكَلِّفُ امْرَأَةُ الْغَنِيِّ فَذَكَرَ امْرَأَةً مِّنْ بَنِي إِسْرَائِيْلَ كَانَتْ قَصِيْرَةً، وَاتَّخَذَتْ رِجْلَيْنِ أَوْ جَسِيْمَتَيْنِ، فَبَعَثُوْا إِنْسَانًا يَتْبَعُهُمْ فَعَرَفَ الطَّوِيْلَتَيْنِ، وَلَمْ يُعْرَفْ صَاحِبَةُ الرِّجْلَيْنِ مِنْ خَشَبٍ)). [الصحيحة: ۵۹۱]

عورتوں کا کپڑوں اور زیورات میں تکلف ہلاکت ہے

سیدنا ابوسعید اور سیدنا جابر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ایک دفعہ لمبا خطبہ دیا، دنیوی و اخروی امور کا تذکرہ کیا اور فرمایا: ”سب سے پہلے بنو اسرائیل یوں ہلاک ہوئے کہ ایک غریب آدمی کی بیوی کپڑوں یا زیورات کے بارے میں اپنے خاوند کو مالدار آدمی کی بیوی کی طرح تکلیف دیتی تھی، پھر آپ ﷺ نے بنو اسرائیل کی ایک عورت، جو کوتاہ قد تھی، کا تذکرہ کیا، اس نے لکڑی کے جوتے (کھڑاؤں) تیار کروائے اور ایک انگوٹھی بنوائی، اس میں ایک خلا تھا اور اس پر ایک ڈھکن تھا، اس نے اس خلا میں کستوری بھری اور دو دراز قد یا بھاری بھرکم عورتوں کے ہمراہ نکلی۔ انھوں نے ان کے پیچھے ایک آدمی کو بھیجا، اس نے لمبے قد والی دو عورتوں کو تو پہچان لیا لیکن لکڑی کی جوتیوں والی عورت کو نہ پہچان سکا۔“

تخریج: الصحیحۃ ۵۹۱۔ ابن خزیمۃ فی التوحید (ص:۲۰۴)، مسلم (۲۲۵۲)، احمد (۳/ ۴۶)۔

فوائد: عورتوں کا بے جا تکلف بنو اسرائیل کی ہلاکت کا سبب بنا۔ موجودہ دور میں شادی بیاہ کے موقع پر یا بازاروں میں جاتے وقت عورتوں کی طرف سے ملبوسات، زیورات، اونچی ہیل والی جوتیاں، بناؤ سنگھار، حسن و جمال اور مال و دولت کا اظہار کرنے کے لئے جو انداز اختیار کر کے وڈیو فلمیں بنوائی جاتی ہیں، یقیناً بنو اسرائیل کی عورتوں کو شکست ہو چکی ہو گی۔ بعض عورتوں کی ”سادگی“ اور ”غیرت“ کا کیا کہنا کہ جب وہ بطورِ دلہن بیوٹی پارلر میں ہوتی ہیں تو اس وقت بھی ہو رہی ہوتی ان کی وڈیو فلم تیار ہے، پھر اسی دلہن کو مرد و زن کے مجمع میں سب کے سامنے سٹیج پر بٹھا دیا جاتا ہے (میرے اللہ! تیری پناہ) بخدا! یہ امتِ مسلمہ کی زبوں حالی ہے ان تکلفات کے جتنے مفاسد منظرِ عام پر آئے، ان کا ادراک کرنے کے لئے اسلامی غیرت وحمیت سے مزین دماغوں کی ضرورت ہے۔

اولاد هبة الله

١٩٢٤: عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ أَوْلَادَكُمْ هِبَةُ اللّٰهِ لَكُمْ ﴿يَهَبُ لِمَنْ يَشَاءُ إِنَاثًا وَيَهَبُ لِمَنْ يَشَاءُ الذُّكُوْرَ (الشورى ٤٩)﴾ فَهُمْ وَأَمْوَالُهُمْ لَكُمْ إِذَا احْتَجْتُمْ إِلَيْهَا)). [الصحيحة:٢٥٦٤]

اولاد اللہ کی طرف سے تحفہ ہے

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بیشک اللہ نے تمھیں تمھاری اولادیں ہبہ کی ہیں‘ ﴿وہ جسے چاہتا ہے بیٹیاں عطا کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے بیٹے دیتا ہے۔﴾ (سورۂ شوریٰ: 49) وہ اور ان کے اموال تمھارے لئے ہیں‘ جب بھی تمہیں ضرورت پڑے۔“

تخریج: الصحیحة ۲۵۶۴- حاکم (۲/ ۲۸۴)‘ وعنه البیهقی (۷/ ۴۸۰)۔

فوائد: یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ اولاد کو والدین کی ضروریات پوری کرنی چاہئیں۔

جواز الایلاء

١٩٢٥: عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ- رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا- أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ آلٰى مِنْ نِسَائِهِ شَهْرًا فَلَمَّا مَضٰى تِسْعَةٌ وَعِشْرُوْنَ يَوْمًا غَدَا- أَوْ رَاحَ- فَقِيْلَ لَهُ: إِنَّكَ حَلَفْتَ أَلَّا تَدْخُلَ شَهْرًا؟! فَقَالَ: ((إِنَّ الشَّهْرَ يَكُوْنُ تِسْعَةً وَعِشْرِيْنَ يَوْمًا)). حَدِيْثٌ مُتَوَاتِرٌ جَاءَ عَنْ جَمَاعَةٍ مِّنَ الصَّحَابَةِ۔ [الصحيحة:٣٥٠٥]

ایلاء کے جائز ہونے کا بیان

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے اپنی بیویوں سے ایک مہینے کے لئے ایلاء کیا (یعنی قریب نہ آنے کی قسم اٹھائی)‘ جب انتیس دن گزرے تو بوقت صبح یا شام آ گئے۔ آپ ﷺ سے کہا گیا کہ آپ نے تو قسم اٹھائی تھی کہ ایک مہینہ کے لئے (اپنی بیویوں کے پاس) داخل نہیں ہوں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”بیشک مہینہ انتیس دنوں کا ہوتا ہے۔“ یہ حدیث متواتر ہے‘ جو صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت سے مروی ہے۔

تخریج: الصحیحة ۳۵۰۵- بخاری (۱۹۱۰‘۵۲۰۲)‘ مسلم (۱۰۸۵)‘ ابن ماجه (۲۰۶۱)‘ احمد (۶/ ۳۱۵)‘ عن ام سلمة رضی اللہ عنہا۔

فوائد: ایلاء: شوہر کا قسم اٹھانا کہ وہ کچھ خاص مدت تک اپنی اہلیہ سے ہم بستر نہیں ہوگا‘ ایلاء کہلاتا ہے۔ اس کی زیادہ سے زیادہ مدت چار ماہ ہے۔ نبی کریم ﷺ نے اپنی بیویوں سے ایک ماہ تک ایلاء کیا تھا۔ نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ اسلامی مہینہ ۲۹ دنوں کے ہوتا ہے اور ۲۹ تاریخ کو چاند نظر نہ آنے کی صورت میں ۳۰ دنوں کا ہوتا ہے۔

منع من الاسماء المكروهة

١٩٢٦: عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ: ((إِنْ عِشْتُ. إِنْ شَاءَ اللّٰهُ. زَجَرْتُ أَنْ يُّسَمّٰى: بَرَكَةً وَنَافِعًا، وَأَفْلَحَ فَلَا أَدْرِي قَالَ: أَفْلَحَ أَوْلَا، فَقَبَضَ النَّبِيُّ وَلَمْ

ناپسندیدہ ناموں سے روکنے کا بیان

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے نبی ﷺ کو فرماتے سنا: ”اگر میں ان شاء اللہ زندہ رہا تو ان ناموں سے روک دوں گا: برکت‘ نافع اور افلح۔“ مجھے یہ علم نہیں کہ آپ ﷺ نے ”افلح“ کہا تھا یا نہیں‘ پھر آپ ﷺ فوت ہو گئے اور ان ناموں

يَزْجُرُ عَنْ ذٰلِكَ))۔ [الصحيحة: ۳۲۷۱]

سے منع نہیں کیا تھا۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۲۷۱۔ ابن حبان (۵۸۳۹)' احمد (۳/ ۳۳۶)' الادب المفرد (۸۳۳)' ابوداؤد (۴۹۶۰)' من طریق آخر عنه واخرجه مسلم (۲۱۳۸) بنحوه۔

فوائد: یہ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کی لاعلمی ہے کہ آپ ﷺ نے ان ناموں سے مستقل طور پر منع نہیں کیا تھا' کیونکہ سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (لاتسم غلامك رباحا ولا افلح ویسار ولانجیح۔ یقال: اثم ھو؟ فیقال: لا۔) [مسلم] یعنی: اپنے بچے کا نام رباح' افلح' یسار اور نجیح نہ رکھو' کیونکہ پوچھا جاتا ہے کہ کیا وہ یہاں ہے؟ جوابًا کہا جاتا ہے: نہیں۔

ان ناموں کے معانی یہ ہیں: رباح: نفع۔ افلح: فلاح پانے والا۔ یسار: خوشحالی۔ نجیح: کامیاب ہونے والا

امام مبارکپوری رحمہ اللہ کہتے ہیں: لوگ نیک فال لینے کے لئے یہ نام رکھتے تھے' کیونکہ ان اسماء کے الفاظ اور معانی دونوں میں حسن اور برکت پایا جاتا ہے۔ لیکن انہی ناموں کی وجہ سے وہ بدفالی کا شکار ہو جاتے تھے۔ وہ اس طرح کہ جب پوچھا جاتا ہے کہ آیا یہاں (گھر میں) یسار یا نجیح ہے؟ جب جوابًا ''نہیں'' کہا جاتا تو لوگ اس سے بدفال مراد لیتے تھے اور خوشحالی سے ناامید ہو جاتے تھے۔ لوگوں کو اس سوئے ظن اور خیر و برکت سے ناامیدی سے بچانے کے لئے آپ ﷺ نے ایسے نام رکھنے سے ہی منع کر دیا۔ [تحفۃ الاحوذی]

العدل بين الاول سبب بر

اولاد کے ساتھ عدل والدین کے ساتھ نیکی کا سبب ہے

۱۹۲۷: عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ: أَنَّ أَبَاهُ نَحَلَهُ نَحْلًا، فَأَرَادَ أَن يَشْهَدَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: ((كُلَّ وَلَدِكَ نَحَلْتَ كَمَا نَحَلْتَهُ؟)) فَقَالَ: لَا، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ عَلَيْكَ مِنَ الْحَقِّ أَنْ تَعْدِلَ بَيْنَ وَلَدِكَ كَمَا عَلَيْهِمْ، مِنَ الْحَقِّ أَنْ يَبَرُّوْكَ))۔ [الصحيحة:۲۸٤۷]

سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میرے باپ نے مجھے ایک عطیہ دیا' پھر اس نے ارادہ کیا کہ نبی ﷺ اس پر گواہی دیں۔ آپ ﷺ نے پوچھا: ''کیا تو نے اس کی طرح اپنے تمام بچوں کو عطیے دیئے ہیں؟'' انھوں نے کہا: نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک تجھ پر حق ہے کہ تو اپنی اولاد کے مابین عدل کرے' جیسا کہ ان پر فرض ہے کہ وہ تجھ سے (برابر کا) حسنِ سلوک کریں۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۸۴۷۔ ابوداؤد الطیالسی (۷۸۹) واللفظ لہ' مسلم (۱۶۲۳)' الادب المفرد (۱۶)' ابن ماجہ (۲۳۷۵)۔

فوائد: پہلے بحث ہو چکی ہے کہ بچوں اور بچیوں میں مساوات کا خیال رکھنا فرض ہے۔ ظاہری طور پر کسی بچے کو کسی احسان کے ساتھ خاص نہیں کرنا چاہیے۔

قضاء الاب لحفاظة ابنة دينها

بیٹی کے دین کی حفاظت کے لیے فیصلہ کرنا

۱۹۲۸: عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ، أَنَّ الْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ حَدَّثَ: أَنَّهُمْ حِيْنَ قَدِمُوا الْمَدِيْنَةَ مِنْ

علی بن حسین سے روایت ہے کہ مسور بن مخرمہ بیان کرتے ہیں: جب لوگ سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد یزید بن

عِنْدِ يَزِيْدَ بْنَ مُعَاوِيَةَ، مَقْتَلِ حُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ۔ لَقِيَهُ الْمِسْوَرُ بْنُ مَخْرَمَةَ فَقَالَ: هَلْ لَكَ إِلَيَّ مِنْ حَاجَةٍ تَأْمُرُنِي بِهَا؟ قَالَ: فَقُلْتُ لَهُ: لَا قَالَ لَهُ: هَلْ أَنْتَ مُعْطِي سَيْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَإِنِّي أَخَافُ أَنْ يَغْلِبَكَ الْقَوْمُ عَلَيْهِ، وَايْمُ اللّٰهِ! لَئِنْ أَعْطَيْتَنِيْهِ لَا يُخْلَصُ إِلَيْهِ أَبَداً حَتّٰى تَبْلُغَ نَفْسِي، إِنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ خَطَبَ ابْنَةَ أَبِي جَهْلٍ عَلَى فَاطِمَةَ، فَسَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ :وَهُوَ يَخْطُبُ النَّاسَ فِي ذٰلِكَ عَلَى مِنْبَرِهِ هٰذَا وَأَنَا يَوْمَئِذٍ مُحْتَلِمٌ ـ فَقَالَ: ((**إِنَّ فَاطِمَةَ بِضْعَةٌ مِنِّي، وَأَنَا أَتَخَوَّفُ أَنْ تُفْتَنَ فِي دِيْنِهَا**)) قَالَ: ثُمَّ ذَكَرَ صِهْراً لَّهُ مِنْ بَنِي عَبْدِ شَمْسٍ، فَأَثْنٰى عَلَيْهِ فِي مُصَاهَرَتِهِ إِيَّاهُ فَأَحْسَنَ، قَالَ: ((**حَدَّثَنِي فَصَدَّقَنِي، وَوَعَدَنِي فَوَفّٰى لِي، وَإِنِّي لَسْتُ أُحَرِّمُ حَلَالاً، وَلَا أُحِلُّ حَرَاماً وَلٰكِنْ وَاللّٰهِ تَجْتَمِعُ اِبْنَةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَابْنَةُ عَدُوِّ اللّٰهِ مَكَاناً وَاحِداً أَبَداً وَفِي رِوَايَةٍ: عِنْدَ رَجُلٍ وَاحِدٍ أَبَداً**)). [الصحيحة: ٣٥٣٤]

معاویہ کے پاس سے مدینہ میں پہنچے تو میں علی بن حسین کو ملا اور کہا: کیا آپ کو میری کوئی ضرورت ہے (اگر ہے تو) حکم دیں؟ انھوں نے کہا: نہیں۔ میں نے کہا: کیا آپ مجھے رسول اللہ ﷺ کی تلوار دے دیں گے' کیونکہ مجھے ڈر ہے کہ کہیں لوگ آپ سے چھین نہ لیں اور اللہ کی قسم! اگر آپ نے مجھے دے دی تو اس وقت تک اس تک کوئی نہیں پہنچ سکے گا جب تک مجھے قتل نہ کر دے۔ سیدنا علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ہوتے ہوئے ابوجہل کی بیٹی کو پیغام نکاح بھیجا' پھر میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ اس مسئلہ پر لوگوں سے خطاب کر رہے تھے اور میں اس وقت بالغ تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک فاطمہ میرے جسم کا ٹکڑا ہے اور میں ڈرتا ہوں کہ وہ کہیں دین کے معاملے میں کسی فتنے میں مبتلا نہ ہو جائے۔'' پھر آپ ﷺ نے اپنے داماد' جو بنو عبد شمس قبیلے سے تھا' کا ذکر کیا اور اس کی دامادی کی خوب تعریف کرتے ہوئے فرمایا: ''اس نے مجھ سے جو گفتگو کی اسے سچا کر کے دکھایا اور جو عہد و پیمان کیا اسے پورا کیا۔ اور (یاد رہے کہ) میں نہ حلال کو حرام کرتا ہوں اور نہ حرام کو حلال' لیکن (اتنی بات ضرور ہے کہ) نبی کی بیٹی اور اللہ کے دشمن کی بیٹی ایک مقام پر (ایک روایت کے مطابق: ایک خاوند کے گھر) کبھی بھی جمع نہیں ہو سکتیں۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۵۳۴- بخاری (۳۱۱۰، ۳۷۲۹)' مسلم (۲۴۴۹)' ابو داؤد (۲۰۶۹)' ابن ماجہ (۱۹۹۹)۔

فوائد: نبی کریم ﷺ نے خود وضاحت فرما دی کہ آپ ﷺ حلال کو حرام یا حرام کو حلال نہیں کرتے' یعنی شرعی قوانین کی روشنی میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا ابوجہل کی بیٹی سے نکاح کرنا حلال ہے۔ لیکن آپ ﷺ نے بحیثیت باپ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی رو رعایت رکھتے ہوئے اور ان کے دین کی حفاظت کرتے ہوئے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو ایسا کرنے سے منع کر دیا۔

العوج في تخليق المرأة

ٹیڑا پن عورت کی تخلیق میں ہے

١٩٢٩: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((**إِنَّ الْمَرْأَةَ خُلِقَتْ مِنْ ضِلَعٍ، لَنْ تَسْتَقِيْمَ لَكَ عَلٰى طَرِيْقَةٍ، فَإِنِ اسْتَمْتَعْتَ بِهَا،**

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عورت کی تخلیق پسلی سے ہوئی ہے' یہ کسی طریقے سے بھی تیرے لئے سیدھی نہیں ہو گی۔ پس اگر تو اس سے فائدہ اٹھائے تو اسی کجی

اسْتَمْتَعْتَ بِهَا وَبِهَا عِوَجٌ، وَإِنْ ذَهَبْتَ تُقِيمُهَا كَسَرْتَهَا وَكَسْرُهَا طَلَاقُهَا)).

کی حالت میں ہی فائدہ اٹھا' اگر تو اسے سیدھا کرنے لگے گا تو اسے توڑ ڈالے گا اور اس کا توڑ دینا اس کو طلاق دینا ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۵۱۷۔ بخاری (۵۱۸۴،۳۳۳۱)' مسلم (الرضاع: ۵۹/ ۷۱۵)' ترمذی (۱۱۸۸)' احمد (۲/ ۴۴۹)۔

فوائد: جیسے ہزار بار کوشش کے باوجود پسلی سیدھی نہیں ہوگی' اسی طرح وعظ ونصیحت یا زدوکوب کی کثرت سے عورت کے مزاج میں فرق نہیں آئے گا اور وہ زندگی کے کسی نہ کسی موڑ پر اس کا ثبوت فراہم کر دے گی۔ ہاں جیسے ہر کوئی ٹیڑھی پسلیوں کو سیدھا کئے بغیر ان سے استفادہ کر رہا ہے' اسی طرح عورت کے ساتھ رہنا ممکن ہے۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (ورایت النار فاذا اکثر اھلھا النساء یکفرن۔) میں نے جہنم کی آگ دیکھی' وہاں عورتوں کی کثرت تھی' اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ کفر کرتی ہیں۔

پوچھا گیا کہ کیا وہ اللہ تعالی کے ساتھ کفر کرتی ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: (یکفرن العشیر ویکفرن الاحسان ۔ لو احسنت الی احداھن الدھر ثم رأت منك شیئا قالت: مارأیت منك خیرا قط۔) [بخاری' مسلم] وہ خاوندوں کے (احسانات کا) کفر کرتی ہیں' آپ چاہے کسی عورت کے ساتھ عرصۂ دراز تک احسان کرتے رہیں۔ لیکن اگر اسے کوئی قابل اعتراض بات نظر آ گئی تو (فوراً) بول اٹھے گی کہ میں نے تجھ سے کبھی کوئی بھلائی پائی ہی نہیں۔

كل شرط يخالف كتاب الله فهو باطل

ہر وہ شرط جو اللہ کی کتاب کے خلاف ہے وہ باطل ہے

۱۹۳۰: عَنْ أُمِّ مُبَشِّرٍ الْأَنْصَارِيَّةِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَطَبَ أُمَّ مُبَشِّرٍ بِنْتَ الْبَرَاءِ بْنِ مَعْرُورٍ، فَقَالَتْ: إِنِّي اشْتَرَطْتُ لِزَوْجِي أَنْ لَا أَتَزَوَّجَ بَعْدَهُ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنَّ هٰذَا لَا يَصْلُحُ)).

[الصحيحة:٦٠٨]

سیدہ ام مبشر انصاریہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ام مبشر بنت براء بن معرور کو نکاح کا پیغام بھیجا' انھوں نے جواب دیا کہ میں نے اپنے خاوند سے شرط لگائی تھی کہ اس کے بعد شادی نہیں کروں گی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ شرط صحیح نہیں ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۶۰۸۔ طبرانی فی الصغیر (۲/ ۱۳۸)' وفی الکبیر (۱۱۸۶)۔

فوائد: چونکہ اللہ تعالی نے مرد کو ایک سے زائد شادیاں کرنے اور معقول عذر کی بنا پر طلاق دینے کا حق دیا ہے' اس لئے نکاح کے کسی عقد کے موقع پر ان امور پر پابندی نہیں لگائی سکتی' اگر ایسی شرط لگائی جاتی ہے تو وہ باطل اور بے اثر ہوگی۔

اجتماع العدتين

دو عدتوں کے اکٹھا ہو جانے کا بیان

۱۹۳۱: عَنْ مَسْرُوقٍ وَعَمْرِو بْنِ عُتْبَةَ، أَنَّهُمَا كَتَبَا إِلَى سُبَيْعَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ يَسْأَلَانِهَا عَنْ أَمْرِهَا؟ فَكَتَبَتْ إِلَيْهِمَا: أَنَّهَا وَضَعَتْ بَعْدَ وَفَاةِ

مسروق اور عمرو بن عتبہ نے سیدہ سبیعہ بنت حارث رضی اللہ عنہا کی طرف خط لکھ کر ان سے اس کے معاملے کی وضاحت طلب کی۔ انھوں نے جوابا لکھا: میرے خاوند کی وفات کے پچیس دن

زَوْجِهَا بِخَمْسَةٍ وَعِشْرِيْنَ [لَيْلَةً] فَتَهَيَّأَتْ تَطْلُبُ الْخَيْرَ، فَمَرَّ بِهَا أَبُوالسَّنَابِلِ بْنُ بَعْكَكٍ، فَقَالَ: قَدْ أَسْرَعْتِ اِعْتَدِّي، آخِرَ الْأَجَلَيْنِ، أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْراً فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اسْتَغْفِرْلِي، قَالَ: وَفِيْمَ ذَاكَ؟ فَأَخْبَرْتُهُ [الْخَبَرَ] فَقَالَ: ((إِنْ وَجَدْتِ رِجَالاً صَالِحاً فَتَزَوَّجِي)). [الصحيحة: ۲۷۲۲]

بعد میرا بچہ پیدا ہوا' میں دوسری شادی کے لئے تیار ہوئی۔ میرے پاس سے ابوسنابل بن بعکک گزرے اور کہا: تو جلدی کر رہی ہے' تو دونوں مدتوں میں سے طویل مدت یعنی چار ماہ اور دس دن عدت میں رہ۔ میں نبی ﷺ کے پاس آئی اور کہا: اے اللہ کے رسول! میرے لئے بخشش طلب کرو۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ کس لئے؟'' جب میں نے ساری تفصیل بتائی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر کوئی نیک آدمی مل جائے تو اس سے شادی کر لے۔''

تخریج: الصحیحة ۲۷۲۲۔ ابن ماجه (۲۰۲۸)' ابن راهویه (۵۹۵)' طبرانی فی الکبیر (۲۴/ ۲۹۳)' بخاری (۳۹۹۱)' مسلم (۱۴۸۴)' من طریق آخر مطولاً۔

فوائد: بیوہ کی عدت چار ماہ اور دس دن ہے' لیکن اگر وہ حاملہ ہو تو اس کی عدت وضع حمل ہوگی۔ وہ جلدی پوری ہو جائے یا بدیر' جیسا کہ اس حدیث کے مطابق پچیس دنوں میں عورت کی عدت پوری ہو گئی۔

باب: استحباب النظر الی المرأة قبل خطبتها

باب: پیغام نکاح سے پہلے عورت کو دیکھنے کے استحباب کا بیان

۱۹۳۲: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَجُلاً أَرَادَ أَنْ تَزَوَّجَ امْرَأَةً مِنْ نِسَاءِ الْأَنْصَارِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اُنْظُرْ إِلَيْهَا، فَإِنَّ فِي أَعْيُنِ الْأَنْصَارِ شَيْئاً)) يَعْنِيْ: الصِّغَرَ۔ [الصحيحة :۹۵]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے ایک انصاری عورت سے شادی کرنا چاہی' آپ ﷺ نے اسے فرمایا: ''اسے دیکھ لے' کیونکہ انصاریوں کی آنکھیں (عموماً چھوٹی) ہوتی ہیں۔''

تخریج: الصحیحة ۹۵۔ (۱۴۲۴)' سعید بن منصور (۵۲۳)' نسائی (۳۲۴۹)۔

فوائد: شادی کے مقدمات میں ہی مرد کو چاہیے کہ وہ اپنی متوقع بیوی کو دیکھ لے' تاکہ قابلِ اعتراض چیز کی صورت میں معاملہ وہیں روک دیا جائے۔

۱۹۳۳: عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ: أَنَّهُ خَطَبَ امْرَأَةً، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((اُنْظُرْ إِلَيْهَا فَإِنَّهُ أَحْرَى أَنْ يُؤْدَمَ بَيْنَكُمَا)). [الصحيحة:۹۶]

سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے ایک عورت کو شادی کا پیغام بھیجا۔ نبی ﷺ نے انھیں فرمایا: ''اسے دیکھ لو' کیونکہ زیادہ ممکن ہے کہ (اس بناء پر) تمھارے درمیان محبت ڈال دی جائے۔''

تخریج: الصحیحة ۹۶۔ سعید بن منصور (۵۱۵'۵۱۸)' نسائی (۳۲۳۷)' ترمذی (۱۰۸۷)' ابن ماجه (۱۸۶۶)۔

الزوج جنة المرأة والنار

شوہر ہی بیوی کی جنت اور دوزخ ہے

۱۹۳۴: عَنْ حُصَيْنِ بْنِ مِحْصَنٍ، عَنْ عَمَّةٍ لَهُ

حصین بن محصن اپنی پھوپھو' جن کا نام اسماء بتایا جاتا ہے' سے

[يُقَالُ: اسْمُهَا أَسْمَاءُ] أَنَّهَا دَخَلَتْ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ لِبَعْضِ الْحَاجَةِ فَقَضٰى حَاجَتَهَا فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: أَذَاتَ زَوْجٍ أَنْتِ؟ قَالَتْ: نَعَمْ قَالَ كَيْفَ أَنْتِ لَهُ؟ قَالَتْ: مَا آلُوهُ، إِلَّا مَاعَجَزْتُ عَنْهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((اُنْظُرِيْ أَيْنَ أَنْتِ مِنْهُ، فَإِنَّهُ جَنَّتُكِ وَنَارُكِ)). [الصحيحة: ۲٦١٢]

روایت کرتے ہیں کہ وہ نبی ﷺ کے پاس کسی کام کے لئے گئیں' آپ ﷺ نے ان کا کام کیا اور پوچھا: ''کیا تو شادی شدہ ہے؟'' انھوں نے کہا: جی ہاں۔ آپ ﷺ نے پوچھا: ''تیرا اس کے ساتھ کیسا سلوک ہے؟'' انھوں نے کہا: میں اس کے حق میں کوئی کوتاہی نہیں برتتی' مگر جو میرے بس میں نہ ہو۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دیکھ لے تیرا اس کے ہاں کیا مقام ہے؟ کیونکہ وہی تیری جنت ہے اور وہی تیری جہنم۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۶۱۲۔ نسائی فی الکبری (۸۹۶۳)' احمد (۴/ ۳۴۱)' حاکم (۲/ ۱۸۹)' الحمیدی (۳۵۵)۔

فوائد: عورت پر خاوند کی اطاعت ضروری ہے' بلکہ اس کی کامیابی و کامرانی اور ناکامی و نامرادی کا انحصار خاوند کی رضامندی اور ناراضگی پر ہے۔

النساء شقائق الرجال

عورتیں مردوں کی طرح ہیں

۱۹۳۵: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّمَا النِّسَاءُ شَقَائِقُ الرِّجَالِ)) جَاءَ مِنْ حَدِيْثِ عَائِشَةَ، وَأَنَسٍ وَفِيْهِ قِصَّةٌ۔ [الصحيحة: ٢٨٦٣]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عورتیں مردوں کی مانند ہیں۔'' یہ حدیث سیدہ عائشہ اور سیدنا انس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔ اس میں ایک قصہ بھی ہے۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۸۶۳۔ (۲) عائشۃ: ابوداؤد (۲۳۶)' ترمذی (۱۱۳)' احمد (۶/ ۲۵۶)۔ (۳) انس ﷜: دارمی (۷۷۰)۔

فوائد: اس حدیث کا پس منظر یہ ہے: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے اس آدمی کے بارے میں پوچھا گیا' جس (کی شلوار یا چادر) پر تری کے اثرات موجود ہیں' لیکن احتلام کا اسے کوئی خیال نہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ غسل کرے گا۔ پھر اس آدمی کے بارے میں پوچھا گیا جس کا خیال ہے کہ احتلام ہوا ہے لیکن تری کی صورت میں (اس کی کوئی علامت) نظر نہیں آ رہی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اس پر کوئی غسل نہیں۔ سیدہ ام سلیم نے کہا: کیا عورت کا بھی اسی قسم کا معاملہ ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: (نعم' انما النساء شقاق الرجال۔) یعنی: ہاں' عورتیں مردوں کی مانند ہیں۔ [صحیحہ: ۲۸۶۳ کے تحت]

باب: المطلقة ثلاثا لاسكن لها ولا نفقة

باب: مطلقہ عورت کے لیے مکان ونفقہ نہیں ہے

۱۹۳٦: عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ، قَالَتْ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقُلْتُ: أَنَا بِنْتُ آلِ خَالِدٍ وَإِنَّ زَوْجِي فُلَانًا أَرْسَلَ إِلَيَّ بِطَلَاقِي، وَإِنِّي سَأَلْتُ أَهْلَهُ النَّفَقَةَ وَالسُّكْنَى، فَأَبَوْا عَلَيَّ، قَالُوْا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ

سیدہ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور کہا: میں آلِ خالد کی بیٹی ہوں' میرے خاوند نے مجھے طلاق دے دی ہے' میں نے اس کے قرابتداروں سے نفقہ اور رہائش کا مطالبہ کیا' انھوں نے انکار کر دیا اور (رسول اللہ ﷺ کو

إِنَّهُ قَدْ أَرْسَلَ إِلَيْهَا بِثَلَاثِ تَطْلِيقَاتٍ، قَالَتْ: فَقَالَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّمَا النَّفَقَةُ وَالسَّكَنُ لِلْمَرْأَةِ إِذَا كَانَ لِزَوْجِهَا عَلَيْهَا الرَّجْعَةُ)). [الصحيحة: ١٧١١]

کر بتلایا کہ) اُس نے اِس کو تین طلاقیں دے دی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''خاوند عورت کے نفقہ و رہائش کا ذمہ دار اس وقت ہوتا ہے جب اسے رجوع کا حق حاصل ہو۔''

تخریج: الصحیحة ۱۷۱۱۔ نسائی (۳۴۳۲)' احمد (۶/ ۳۷۳'۴۱۵)۔

فوائد: جس عورت کو تین طلاقیں دے دی جائیں' اس کی رہائش اور رہن سہن کے اخراجات خاوند کی ذمہ داری نہیں ہوتی' کیونکہ اس کے ساتھ اس کا رجوع نہیں ہوسکتا۔ حدیث میں ''تین طلاقیں'' دینے کا ذکر ہے' اس کا یہ معنی نہیں کہ سیدہ فاطمہؓ کے خاوند نے اسے بیک وقت تین طلاقیں دیں تھیں' یہ طلاقیں مختلف اوقات میں دی گئی تھیں' جیسا کہ دوسری روایات سے واضح ہوتا ہے۔

لای قال مریم یااخت هارون

مریم کو ہارون کی بہن کیوں کہا؟

١٩٣٧: عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ، قَالَ: لَمَّا قَدِمْتُ نَجْرَانَ سَأَلُونِي، فَقَالُوا: إِنَّكُمْ تَقْرَؤُونَ: ﴿يَا أُخْتَ هَارُونَ﴾ وَمُوسٰى قَبْلَ عِيسٰى بِكَذَا وَكَذَا؟ فَلَمَّا قَدِمْتُ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ سَأَلْتُهُ عَنْ ذٰلِكَ؟ وَمُوسٰى قَبْلَ عِيسٰى بِكَذَا وَكَذَا؟ فَلَمَّا قَدِمْتُ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ سَأَلْتُهُ عَنْ ذٰلِكَ؟ فَقَالَ: ((إِنَّهُمْ كَانُوا يُسَمُّونَ بِأَنْبِيَائِهِمْ وَالصَّالِحِينَ قَبْلَهُمْ)). [الصحيحة: ٣٥٨٨]

سیدنا مغیرہ بن شعبہ ؓ کہتے ہیں کہ جب میں نجران آیا تو وہاں کے لوگوں نے مجھ سے سوال کیا کہ تم لوگ (سیدہ مریم علیہا السلام کو) ﴿اے ہارون کی بہن﴾ (سورہ مریم: 28) کہتے ہو' حالانکہ (ہارون کے بھائی) حضرت موسی علیہ السلام تو حضرت عیسی علیہ السلام سے اتنا عرصہ پہلے تھے (تو سیدہ مریم علیہا السلام حضرت ہارون علیہ السلام کی بہن کیسے ہوئیں)؟ جب میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تو اس بارے میں پوچھا' آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ اپنے انبیاء اور سلف صالحین کے ناموں پر نام رکھتے تھے (یعنی سیدہ مریم علیہا السلام کے بھائی کا نام بھی ہارون تھا)۔''

تخریج: الصحیحة ۳۵۸۸۔ مسلم (۲۱۳۵)' ترمذی (۳۱۵۵۰)' نسائی فی الکبری (۱۱۳۱۵)' احمد (۴/ ۲۵۲)۔

فوائد: اللہ تعالی نے قرآن مجید میں حضرت مریم کو ہارون کی بہن کہا اور دوسرے قرآنی مقامات میں حضرت ہارون علیہ السلام کو حضرت موسی علیہ السلام کا بھائی بتلایا گیا اور حضرت موسی اور حضرت مریم کے مابین تقریبا گیارہ بارہ صدیوں کا فاصلہ ہے' تو حضرت مریم' حضرت ہارون کی بہن کیسے ہوئیں؟

جواب یہ دیا گیا کہ اس وقت کے لوگ اپنے بچوں کے نام انبیاء کے نام پر رکھتے تھے' اسی عادت کو سامنے رکھتے ہوئے حضرت مریم کے بھائی کا نام بھی ہارون رکھا گیا' کہ حضرت مریم کو جن کی بہن کہا گیا۔

التخويف من حق اليتيم والمرأة

عورت اور یتیم کے حقوق کے متعلق ڈرانا

١٩٣٨: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ

سیدنا ابوہریرہ ؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں دو

اللهﷺ: ((إِنِّي أُحَرِّجُ حَقَّ الضَّعِيفَيْنِ: الْيَتِيمُ وَالْمَرْأَةُ)). [الصحيحة: ١٠١٥]

ضعیفوں یعنی عورت اور یتیم کے حق کو ممنوع و حرام قرار دیتا ہوں۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۰۱۵۔ ابن ماجه (۳۶۷۸)' احمد (۲/ ۴۳۹)' ابن حبان (۵۵۶۵)' حاکم (۱/ ۶۳)

فوائد: ہر مسلمان کا حق بالعموم اور عورت اور یتیم کا حق بالخصوص دوسرے مسلمانوں پر حرام ہے۔

تخيير أزواجه

١٩٣٩: عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: لَمَّا أُمِرَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: بِتَخْيِيرِ أَزْوَاجِهِ، بَدَأَبِي فَقَالَ: ((إِنِّي ذَاكِرٌ لَكِ أَمْرًا، فَلَا عَلَيْكِ أَنْ تَسْتَعْجِلِي، حَتّٰى تَسْتَأْمِرِي أَبَوَيْكِ)) قَالَتْ: وَقَدْ عَلِمَ أَنَّ أَبَوَيَّ لَمْ يَكُونَا يَأْمُرَانِي بِفِرَاقِهِ، قَالَتْ: ثُمَّ قَالَ: إِنَّ اللّٰهَ قَالَ: ﴿يٰأَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِأَزْوَاجِكَ...... (الأحزاب: ٢٨۔ ٢٩)﴾ إِلَى تَمَامِ الآيَتَيْنِ، فَقُلْتُ لَهُ: فَفِي أَيِّ شَيْءٍ أَسْتَأْمِرُ أَبَوَيَّ؟! فَإِنِّي أُرِيدُ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ وَالدَّارَ الآخِرَةَ۔ [الصحيحة: ٣٥٩٣]

آپ کا اپنی بیویوں کو اختیار دینا

زوجہ رسول سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کو اپنی بیویوں کو اختیار دینے کا حکم دیا گیا تو آپ ﷺ نے مجھ سے ابتداء کی اور فرمایا: ''میں تیرے سامنے ایک بات رکھتا ہوں' تو نے جلدی نہیں کرنی' بلکہ اپنے والدین سے مشورہ کرنا ہے۔'' اور آپ ﷺ کو علم تھا کہ میرے والدین مجھے آپ ﷺ سے جدا ہونے کا حکم نہیں دے سکتے' پھر آپ ﷺ نے دو آیات کی تلاوت کی ﴿اے نبی! اپنی بیویوں سے کہہ دو: اگر تم دنیا کی زندگی اور اس کی رونق چاہتی ہو تو آؤ میں تمھیں کچھ دے دوں اور اچھی طرح تم کو رخصت کر دوں۔ اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول اور آخرت کے گھر کو چاہتی ہو تو جو تم میں سے نیکو کار ہیں اللہ تعالی نے ان کے لئے اجرِ عظیم تیار کر رکھا ہے۔﴾ (سورہ احزاب: 28، 29) میں نے کہا: میں کس چیز میں اپنے والدین سے مشورہ کروں؟ میں اللہ' اس کے رسول اور دارِ آخرت کو چاہتی ہوں۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۵۹۳۔ بخاری (۴۷۸۵)' مسلم (۱۴۷۵)' ترمذی (۳۲۰۴)' نسائی (۳۴۶۹)' ابن ماجه (۲۰۵۳)۔

فوائد: فتوحات کے نتیجے میں جب مسلمانوں کی حالت پہلے سے کچھ بہتر ہوگئی تو انصار و مہاجرین کی عورتوں کو دیکھ کر ازواج مطہرات نے بھی نان و نفقہ میں اضافے کا مطالبہ کیا' جس پر آپ ﷺ سادگی پسند ہونے کی وجہ سے سخت کبیدہ خاطر ہوئے اور بیویوں سے علیحدگی اختیار کر لی' جو ایک ماہ تک جاری رہی۔ پھر اللہ تعالی نے یہ آیات نازل فرمائیں' جن میں ازواج مطہرات کو آپ ﷺ کے عقد میں رہنے یا طلاق لینے کا اختیار دیا گیا' آپ ﷺ نے سب سے پہلے یہ آیات سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو سنائیں۔

یہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی رسول اللہ ﷺ سے سچی محبت ہے کہ انھوں نے دنیوی ساز و سامان سے بے رخی اختیار کی اور آپ ﷺ کو ترجیح دی۔

كيف يكفرن النساء

عورتیں کفر کیسے کرتی ہیں؟

۱۹۴۰: عَنْ أَسْمَاءَ ابْنَةِ يَزِيْدَ الْأَنْصَارِيَّةِ، قَالَتْ: مَرَّبِي النَّبِيُّ وَأَنَا فِي جَوَارِ أَتْرَابٍ لِّي، فَسَلَّمَ عَلَيْنَا وَقَالَ: ((إِيَّاكُنَّ وَكُفْرَ الْمُنَعَّمِيْنَ! فَقُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! وَمَا كُفْرُ الْمُنَعَّمِيْنَ؟ قَالَ: لَعَلَّ إِحْدَاكُنَّ تَطُوْلُ أَيْمَتُهَا مِنْ أَبَوَيْهَا، ثُمَّ يَرْزُقُهَا اللّٰهُ زَوْجاً، وَيَرْزُقُهَا مِنْهُ وَالِداً، وَتَغْضَبُ الْغَضْبَةَ فَتَكْفُرُ فَتَقُوْلُ: مَارَأَيْتُ مِنْكَ مِنْ خَيْرٍ قَطُّ)). [الصحيحة:۸۲۳]

سیدہ اسماء بنت یزید انصاریہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ نبی ﷺ میرے پاس سے گزرے اور میں اپنی ہم عمر لڑکیوں کے پاس بیٹھی تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''خوشحال لوگوں کی طرح ناشکری کرنے سے بچنا۔'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول خوشحال لوگوں کی ناشکری کیا ہوتی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ممکن ہے کہ تم عرصہ دراز تک اپنے والدین کے پاس بے شوہر کی زندگی گزارتی رہو' پھر اللہ تعالی تمھیں خاوند عطا کرے اور (اس کے ذریعے) اولاد کی نعمت بھی دے دے' لیکن تم کسی دن غصے میں آ کر (خاوند کو) یہ کہہ دو کہ میں نے تیرے پاس کوئی خیر و بھلائی دیکھی ہی نہیں۔''

تخریج: الصحیحۃ ۸۲۳۔ الادب المفرد (۱۰۴۸)' احمد (۶/ ۴۵۲)' حمیدی (۳۶۶)۔

فوائد: یقین مانیے کہ اگر بیوی اپنی اولاد کو اللہ تعالی کی نعمت سمجھتی ہے تو یہ نعمت اللہ تعالی نے اسے اس کے خاوند کے ذریعے عطا کی' جس کی وہ ناشکری کر رہی ہے۔ اسی طرح اگر خاوند اپنی اولاد کو زندگی کی خوشیوں کا پیغام سمجھتا ہے تو اسے سمجھنا چاہئے کہ اللہ تعالی نے اسے اس کی بیوی کے ذریعے سے یہ نعمت عطا کی ہے۔ اس لیے اس کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آیا جائے۔

الايم احق نبفسها

بیوہ اپنے نفس کی زیادہ حق دار ہے

۱۹۴۱: عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ مَرْفُوْعاً: ((الْأَيِّمُ أَحَقُّ بِنَفْسِهَا مِنْ وَلِيِّهَا وَالْبِكْرُ تُسْتَأْذَنُ فِي نَفْسِهَا وَإِذْنُهَا صُمَاتُهَا)). [الصحيحة:۱۲۱۶]

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''بیوہ عورت اپنے لئے (خاوند کا انتخاب کرنے میں) اپنے ولی سے زیادہ حقدار ہے اور کنواری لڑکی سے اجازت طلب کی جائے گی اور اس کا خاموش رہنا اس کی اجازت ہوگی۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۲۱۶۔ مالک فی الموطا (۲/ ۵۲۴)' مسلم (۱۴۲۱)' ابوداؤد (۲۰۹۸)' نسائی (۳۲۶۲)' ترمذی (۱۱۰۸)' ابن ماجہ (۱۸۷۰)۔

فوائد: حدیث مبارکہ کے پہلے جملے کا یہ مفہوم لینا غلط ہے کہ شوہر دیدہ عورت خود اپنا نکاح کر سکتی ہے۔ کیونکہ قرآن اور حدیث دونوں میں کنواری عورت کی طرح بیوہ یا مطلقہ عورت بھی اپنے اولیا کے ماتحت ہے۔

ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿ولاتعضلوھن ان ینکحن ازواجھن﴾[] یعنی: ''اگر وہ عورتیں (پہلی اور دوسری طلاق کی عدت گزر جانے کے بعد) اپنے سابقہ خاوندوں سے نکاح کرنا چاہیں تو تم انھیں مت روکو۔''

اس آیت میں مطلقہ عورتوں' جن کی عدت گزر چکی ہو کے اولیاء کو حکم دیا جا رہا ہے کہ اگر وہ اپنے سابقہ خاوندوں سے نکاح کرنے پر راضی ہو جائیں تو اولیا کو چاہئے کہ وہ نکاح کر دیا کریں۔ اس آیت کا مطلب یہ ہوا کہ ایسی عورت کو بھی اولیاء روک سکتے ہے۔ نیز بخاری کی روایت کے مطابق یہ آیت اس وقت نازل ہوئی جب ایک بھائی نے اپنی ایسی ہی بہن کا دوبارہ نکاح کرنے سے

انکار کر دیا تھا' جب یہ آیت نازل ہوئی تو اس نے دوبارہ نکاح کروا دیا۔ امام بخاری نے اس آیت کے شانِ نزول پر "لانکاح الا بولی" کا باب قائم کیا۔ سیدنا ابوموسی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (لا نکاح الا بولی) [ابوداود' ترمذی' ابن ماجہ] یعنی: ولی کی اجازت کے بغیر نکاح درست نہیں۔

اس حدیث میں لفظ "احق" میں مشارکت پائی جاتی ہے' یعنی نکاح میں شوہر دیدہ کا حق بھی ہے اور ولی کا بھی اور عورت کے حق کی زیادہ اہمیت ہے' بہرحال دونوں کا متفق ہونا ضروری ہے۔ نیز درج ذیل حدیث سے "احق بنفسها" کے معنی کی وضاحت ہوتی ہے۔

سیدنا عدی کندی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (أَشِيْرُوْا عَلَى النِّسَاءِ فِي أَنْفُسِهِنَّ، فَقَالَ: إِنَّ الْبِكْرَ تُسْتَحْيٰ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: الثَّيِّبُ تُعْرِبُ عَنْ نَفْسِهَا بِلِسَانِهَا، وَالْبِكْرَ رِضَاهَا صُمَاتُهَا۔) [صحیحہ: ۱۴۵۹] یعنی: ''عورتوں سے ان کے نفسوں کے بارے میں مشورہ کیا کرو۔ کسی نے کہا: اے اللہ کے رسول! کنواری لڑکی تو شرماتی ہے (اس سے مشورہ کیسے کیا جائے)؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بیوہ تو اپنے بارے میں خود وضاحت کرتی ہے اور کنواری کی رضامندی اس کا خاموش ہو جانا ہے۔''

تبديل الاسماء المكروهة

ناپسندیدہ ناموں کو تبدیل کرنے کا بیان

۱۹۴۲: عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: ذُكِرَ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ: شِهَابٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((بَلْ أَنْتَ هِشَامٌ)). [الصحيحة:۲۱۵]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک آدمی' جسے شہاب کہا جاتا تھا' کا تذکرہ کیا گیا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تو ہشام ہے (شہاب نہیں)۔''

تخریج: الصحيحة ۲۱۵- الادب المفرد (۸۲۵)' احمد (۶/ ۷۵)' ابو نعيم فى المعرفة (۳۸۴۶)' حاكم (۴/ ۲۷۷)-

فوائد: ان اسماء کے معانی یہ ہیں:

شہاب: آگ کا دہکتا ہوا انگارہ' شعلۂ روشن اور چمکدار ستارہ' آزمودہ کار اور ماہر آدمی' آتشیں تیز نیزک' نیزے کا پھلکا۔

ہشام: سخاوت

لفظ ''شہاب'' کے مختلف معانی ہیں۔ شاید آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نامناسب معانی کا خیال کر کے نام بدل کر ''ہشام'' رکھ دیا ہو۔ واللہ اعلم۔

تخيير أطيب من النساء للنكاح

نکاح کے لیے عمدہ ترین عورتوں کا انتخاب کرنا

۱۹۴۳: عَنْ عَائِشَةَ مَرْفُوْعاً: ((تَخَيَّرُوْا لِنُطَفِكُمْ فَانْكِحُوْا الْأَكْفَاءَ، وَأَنْكِحُوْا إِلَيْهِمْ)). [الصحيحة: ۱۰۶۷]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اپنے نطفوں کے لئے (اچھی عورتوں کا) انتخاب کرو' ہم پلہ عورتوں سے نکاح کرو اور ہم پلہ مردوں کو (اپنی بیٹیوں وغیرہ کا) نکاح دو۔''

تخریج: الصحيحة ۱۰۶۷- ابن ماجه (۱۹۶۸)' دار قطنى (۳/ ۲۹۹)' حاكم (۲/ ۱۶۳)-

فوائد: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: چار اسباب کی بنا پر عورت سے نکاح کیا جاتا ہے: (۱) اس کے مال کی وجہ سے (۲) حسب و نسب کی وجہ سے (۳) حسن و جمال کی وجہ سے اور (۴) دین کی وجہ سے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (فاظفر بذات الدين) [بخاری' مسلم] یعنی: تو دیندار عورت سے نکاح کر کے کامیاب ہو جا۔

امام البانی ؒ لکھتے ہیں: دوسرے متابعات اور طرق کی بنا پر حدیث تو صحیح ہے' لیکن یہ جاننا ضروری ہے کہ مرد و زن میں یکسانیت و برابری کا دارو مدار دین اور اخلاق پر ہے۔[صحیحہ: ۱۰۶۷ کے تحت]

معلوم ہوا کہ مذکورہ بالا حدیث میں "اکفاء" یعنی ہم پلہ سے مراد دیندار لوگ ہیں۔

باب: كراهة تحديد النسل او تنظيمه والنهي عن الرهبانية

باب: خاندانی منصوبہ بندی کی کراہت اور رہبانیت کی ممانعت کا بیان

١٩٤٤: عَنْ أَبِي أُمَامَةَ مَرْفُوعاً: ((تَزَوَّجُوا فَإِنِّي مُكَاثِرٌ بِكُمُ الْأُمَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَلَاتَكُونُوا كَرُهْبَانِيَةِ النَّصَارٰى)). [الصحيحة:١٧٨٢]

سیدنا ابو امامہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''شادیاں کرو' کیونکہ میں روزِ قیامت تمھاری بنا پر باقی امتوں سے کثرت و زیادتی تعداد میں مقابلہ کروں گا' عیسائیوں کی رہبانیت کی طرح نہ ہو جاؤ۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۷۸۲۔ بیہقی (۷/ ۷۸)' ابن عدی فی الکامل (۶/ ۲۱۴۷)۔

فوائد: دنیا اور اس کی نعمتوں اور اہل و عیال سے کنارہ کشی کر کے گوشہ نشینی اختیار کرنا رہبانیت کہلاتا ہے' جس کی اسلام میں کوئی گنجائش نہیں۔ آپ ﷺ نے شادیاں کرنے کی بھرپور ترغیب دلائی ہے' جن کی وجہ سے دین بھی محفوظ رہتا ہے اور آپ ﷺ کی امت میں اضافہ بھی ہوتا ہے۔

باب: مسابقته صلى الله عليه وسلم لاهله

باب: رسول اللہ ﷺ کا اپنی زوجہ محترمہ سے دوڑ میں مقابلہ کرنا

١٩٤٥: عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: أَنَّهَا كَانَتْ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي سَفَرٍ وَهِيَ جَارِيَةٌ [قَالَتْ: لَمْ أَحْمِلِ اللَّحْمَ وَلَمْ أَبْدُنْ] فَقَالَ لِأَصْحَابِهِ: ((تَقَدَّمُوا)) [فَتَقَدَّمُوا] ثُمَّ قَالَ: ((تَعَالَي أُسَابِقْكِ)) فَسَابَقْتُهُ، فَسَبَقْتُهُ عَلٰى رِجْلَيَّ فَلَمَّا كَانَ بَعْدُ۔ وَفِي رِوَايَةٍ: فَسَكَتَ عَنِّي حَتّٰى إِذَا حَمَلْتُ اللَّحْمَ وَبَدُنْتُ وَنَسِيتُ۔ خَرَجْتُ مَعَهُ فِي سَفَرٍ، فَقَالَ لِأَصْحَابِهِ: ((تَقَدَّمُوا)) [فَتَقَدَّمُوا] ثُمَّ قَالَ: ((تَعَالَي أُسَابِقْكِ)) وَنَسِيتُ الَّذِي كَانَ، وَقَدْ حَمَلْتُ اللَّحْمَ فَقُلْتُ:

سیدہ عائشہ ؓ کہتی ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر میں تھی' اس وقت میں (کم سن) لڑکی ہی تھی اور موٹے بدن والی نہیں تھی۔ آپ ﷺ نے اپنے صحابہ سے فرمایا: ''تم لوگ آگے نکل جاؤ۔ وہ آگے نکل گئے۔ پھر آپ ﷺ نے مجھے فرمایا: ''آؤ' میں تجھ سے (دوڑ میں) مقابلہ کرتا ہوں۔'' میں نے آپ ﷺ سے مقابلہ کیا اور آگے نکل گئی۔ آپ ﷺ خاموش ہو گئے' بعد میں میں موٹے بدن والی ہو گئی اور اس واقعہ کو بھول گئی۔ آپ ﷺ کے ساتھ سفر پر نکلی' آپ ﷺ نے اپنے صحابہ سے فرمایا: ''تم لوگ آگے نکل جاؤ۔'' وہ آگے نکل گئے۔ پھر مجھے فرمایا: ''آؤ' میں تم سے (دوڑ میں) مقابلہ کرتا ہوں۔'' میں پہلے والے مقابلے کو بھول چکی تھی'

كَيْفَ أُسَابِقُكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! وَأَنَا عَلٰى هٰذَا الْحَالِ؟ فَقَالَ: ((لَتَفْعَلَنَّ)) فَسَابَقْتُهُ، فَسَبَقَنِي [جَعَلَ يَضْحَكُ] قَالَ: ((هٰذِهِ بِتِلْكَ السَّبْقَةِ)) [الصحيحة: ۱۳۱]

چونکہ میرا بدن بھاری ہو چکا تھا اس لئے میں نے کہا: اے اللہ کے رسول میری یہ حالت ہے، میں آپ سے کیسے مقابلہ کروں گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تجھے ضرور ضرور کرنا ہوگا۔'' میں نے مقابلہ کیا اور آپ ﷺ مجھ سے آگے بڑھ گئے۔ آپ ﷺ مسکرانے لگ گئے اور فرمایا: ''یہ اُس (سابقہ) فتح کے مقابلے میں ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۳۱۔ ابوداؤد (۲۵۷۸)، نسائی فی الکبری (۸۹۴۲)، ابن ماجہ (۱۹۷۹)، احمد (۶/ ۳۹، ۲۶۴)۔

فوائد: یہ نبی کریم ﷺ کا سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ خوش طبعی کا اظہار تھا۔

نكاح المرأة بدينها ظفر

عورت سے نکاح اس کے دین کی وجہ سے کامیابی ہے

۱۹۴۶: عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((تُنْكَحُ الْمَرْأَةُ عَلٰى إِحْدٰى خِصَالٍ ثَلَاثَةٍ: تُنْكَحُ الْمَرْأَةُ عَلٰى مَالِهَا وَتُنْكَحُ الْمَرْأَةُ عَلٰى جَمَالِهَا، وَتُنْكَحُ الْمَرْأَةُ عَلٰى دِيْنِهَا، فَخُذْ ذَاتَ الدِّيْنِ وَالْخُلُقِ تَرِبَتْ يَمِيْنُكَ)). [الصحيحة: ۳۰۷]

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تین خصائل میں کسی ایک کی بناء پر عورت سے شادی کی جاتی ہے: عورت سے اس کے مال کی بنیاد پر شادی کی جاتی ہے یا عورت سے اس کے جمال کی وجہ سے نکاح کیا جاتا ہے یا عورت سے اس کے دین کی بناء پر شادی کی جاتی ہے۔ تیرا دایاں ہاتھ خاک آلود ہو، دین اور اخلاق والی عورت کا انتخاب کر لینا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۰۷۔ احمد (۳/ ۸۰، ۸۱)، ابن حبان (۷/ ۴۰۳۷)، حاکم (۲/ ۱۶۱)۔

فوائد: پہلے یہ وضاحت کی جا چکی ہے کہ اسلام نے دین اور حسنِ اخلاق سے مزین عورت سے نکاح کرنے کو ترجیح دی ہے۔

باب: من لا يستجاب له

باب: جن کی دعائیں قبول نہیں ہوتیں

۱۹۴۷: عَنْ أَبِي مُوْسَى الْأَشْعَرِيِّ مَرْفُوْعاً: ((ثَلَاثَةٌ يَدْعُوْنَ فَلَا يُسْتَجَابُ لَهُمْ: رَجُلٌ كَانَتْ تَحْتَهُ امْرَأَةٌ سَيِّئَةُ الْخُلُقِ فَلَمْ يُطَلِّقْهَا، وَرَجُلٌ كَانَ لَهُ عَلٰى رَجُلٍ مَالٌ فَلَمْ يُشْهِدْ عَلَيْهِ، وَرَجُلٌ آتٰى سَفِيْهاً مَالَهُ وَقَدْ قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: ﴿وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَاءَ أَمْوَالَكُمْ(النساء:۵)﴾ [الصحيحة: ۱۸۰۵]

سیدنا ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تین قسم کے آدمی دعا تو کرتے ہیں لیکن ان کی دعا قبول نہیں ہوتی: وہ آدمی جس کی بیوی برے اخلاق والی ہو اور وہ اسے طلاق نہ دے، وہ آدمی جس نے کسی سے قرضہ لینا ہے لیکن اس پر کوئی گواہ نہ بنایا گیا ہو اور وہ آدمی جس نے بیوقوف (یعنی مال کے انتظام کی صلاحیت نہ رکھنے والے چھوٹے بچے یا ناتجربہ کار) آدمی کو مال دے دیا ہو، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿اپنے اموال بیوقوفوں کے حوالے نہ کردو۔﴾ (سورہ نساء: ۵)۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۸۰۵۔ ابن شاذان فی شیخۃ الصغری (۱/۵۷)، حاکم (۲/ ۳۰۲)، بیہقی (۱۰/ ۱۴۶)۔

فوائد: اگرچہ طلاق ایک مکروہ فعل ہے' لیکن جب بداخلاق بیوی کی وجہ سے گھر کے ماحول میں بگاڑ اور فساد پیدا ہو رہا ہو' آئے دن جھگڑا لگا رہتا ہو' خاوند کی ذہنی صلاحیتیں مفقود ہو رہی ہوں اور اولاد کی پریشانیوں میں اضافہ ہو رہا ہو تو ایسے میں خاوند کو چاہئے کہ وہ اپنے گھر کی مصلحت کو ترجیح دیتے ہوئے طلاق دے دے۔

كيف اذن البكر

کنواری لڑکی کی اجازت کیسے ہے؟

١٩٤٨: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مَرْفُوْعاً: ((اَلثَّيِّبُ أَحَقُّ بِنَفْسِهَا مِنْ وَلِيِّهَا، وَالْبِكْرُ يُسْتَأْذَنُهَا أَبُوْهَا فِي نَفْسِهِ وَإِذْنُهَا صُمَاتُهَا)). [الصحيحة:١٨٠٧]

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''بیوہ عورت (اپنے خاوند کے انتخاب کے بارے میں) اپنے ولی سے زیادہ حقدار ہے اور کنواری لڑکی سے اس کا باپ اجازت لے گا اور اس کی خاموشی اس کی اجازت ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۸۰۷۔ مسلم (۶۸/ ۱۴۲۱)' ابو داؤد (۲۰۹۹)' نسائی (۳۲۶۲)' احمد (۱/ ۲۱۹)۔

فوائد: اس حدیث کی وضاحت پہلے گزر چکی ہے۔

التكريم

بیوی کی سہیلیوں کی تکریم کرنا بھی اچھے ایمان کی دلیل ہے

١٩٤٩: عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: جَاءَ تْ عَجُوزٌ إِلَى النَّبِيِّ وَهُوَ عِنْدِيْ فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ((مَنْ أَنْتِ؟)) قَالَتْ: أَنَا جُثَامَةُ الْمَزَنِيَّةُ، فَقَالَ: ((بَلْ أَنْتِ حُسَانَةُ الْمَزَنِيَّةِ، كَيْفَ أَنْتُمْ؟ كَيْفَ حَالُكُمْ؟ كَيْفَ كُنْتُمْ بَعْدَنَا؟)) قَالَتْ: بِخَيْرٍ بِأَبِيْ أَنْتَ وَأُمِّي يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! فَلَمَّا خَرَجَتْ، قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! تُقْبِلُ عَلَى هٰذِهِ الْعَجُوْزِ هٰذَا الْإِقْبَالَ؟ فَقَالَ: ((إِنَّهَا كَانَتْ تَأْتِيْنَا زَمَنَ خَدِيْجَةَ وَإِنَّ حُسْنَ الْعَهْدِ مِنَ الْإِيْمَانِ)). [الصحيحة:٢١٦]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ایک بڑھیا عورت نبی ﷺ کے پاس آئی' جبکہ آپ ﷺ میرے پاس تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے پوچھا: ''تو کون ہے؟'' اس نے کہا: میں جثامہ مزنی ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو (جثامہ نہیں) حسانہ مزنی ہے' تم لوگوں کا کیا حال ہے؟ ہمارے بعد تم کیسے رہے؟'' اس نے کہا: اے اللہ کے رسول میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں' خیرو عافیت کے ساتھ۔ جب وہ چلی گئی تو میں نے کہا: اے اللہ کے رسول آپ اس بڑھیا پر اس قدر توجہ دیتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ خدیجہ کے زمانے میں ہمارے پاس آتی تھی اور (اس قسم کے آدمی کا) اچھا خیال رکھنا ایمان کا حصہ ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۱۶۔ ابن الاعرابی فی المعجم (۴۷۴)' قضاعی فی مسند الشھاب (۹۷۱)' حاکم (۱/ ۱۵)۔

فوائد: آپ ﷺ نے جثامہ نام کو حسانہ میں تبدیل کر دیا۔ ان ناموں کے معانی یہ ہیں:

جَثَّامَہ: سست' کاہل نکھٹو

حُسَّانَہ: حسینہ و جمیلہ۔

امام البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں: ''قبیح معانی والا' تزکیہ پر دلالت کرنے والا اور گالی کا معنی ادا کرنے والا نام رکھنا جائز نہیں ہے۔ اگر چہ ایسے نام اعلام ہو سکتے ہیں کہ جن میں معنی کا خیال نہیں رکھا جاتا' لیکن کراہت کی وجہ یہ ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ نام سننے والا یہ گمان کرنے لگے کہ یہ حقیقت میں اس آدمی کی صفت ہے' اس لئے آپ ﷺ ایسے اسماء تبدیل کر کے جو نیا نام رکھتے تھے وہ مسمّی کی حقیقی صفت پر دلالت کرتا تھا۔''
اس حدیث سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ پرانے تعلقات کا لحاظ کر کے لوگوں کے ساتھ حسنِ سلوک سے پیش آنا چاہئے۔

خيارکم خيارکم لاهله — تم میں بہترین لوگ وہ ہیں جو بیوی بچوں کے ساتھ اچھے ہیں

۱۹۵۰: عَنْ أَبِي كَبْشَةَ مَرْفُوْعاً: ((خِيَارُكُمْ خِيَارُكُمْ لِأَهْلِهِ)). [الصحيحة:١٨٣٥]

سیدنا ابو کبشہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں بہترین لوگ وہ ہیں جو اپنی بیوی کے لئے بہترین ہیں۔''

تخریج: الصحیحة ۱۸۳۵۔ طبرانی فی الکبیر (۲۲/ ۳۴۱)' ابن عساکر فی تاریخ دمشق (۶/ ۲۸'۵۵/ ۱۷۵)۔

فوائد: چونکہ شادی کے بعد آدمی کا سب سے زیادہ تعلق اپنی بیوی سے ہوتا ہے' میاں بیوی دونوں ایک خاندان کی بنیاد بن رہے ہوتے ہیں' ان کے آپس کے تعلقات سے ان کی اولاد شدید متاثر ہوتی ہے' اس لئے خاوند کو چاہئے کہ وہ اپنی بیوی کے ساتھ انتہائی حسنِ سلوک سے پیش آئے۔

خير الاسماء — بہترین ناموں کا بیان

۱۹۵۱: عَنْ عَبْدِالْوَهَّابِ بْنِ بَخْتٍ مَّرْفُوْعاً: ((خَيْرُ الْأَسْمَاءِ عَبْدُاللّٰهِ وَعَبْدُالرَّحْمٰنِ، وَأَصْدَقُ الْأَسْمَاءِ هَمَّامٌ وَحَارِثٌ وَشَرُّ الْأَسْمَاءِ حَرْبٌ وَمُرَّةٌ)). [الصحيحة:١٠٤٠]

سیدنا عبدالوھاب بن بخت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''عبداللہ اور عبدالرحمن سب سے بہترین اور ہمام اور حارث سب سے سچے اور حرب اور مرہ سب سے بدترین نام ہیں۔''

تخریج: الصحیحة ۱۰۴۰۔ عبداللہ بن وھب فی الجامع (۴۶)' مرسلاً' ابوداود (۴۹۵۰)' نسائی (۳۵۶۵)' الادب المفرد (۸۱۴)' احمد(۴/ ۳۴۵)' عن ابی وھب الجشمی رضی اللہ عنہ۔

فوائد: ان اسماء کے معانی یہ ہیں:
عبداللہ: اللہ کا بندہ
عبدالرحمن: رحمن کا بندہ
ہمام: ارادے کا پکا' بڑا باہمت' صاحب عزم وہمت' کام کو کرگزرنے والا۔
حارث: اچھی طرح معاملہ کرنیوالا' کھیتی کرنے والا' کمائی کرنیوالا' جمع کرنے والا' ٹکڑے ٹکڑے کرنے والا۔
حرب: لڑائی' جنگ۔
مرہ: کڑوا' تلخ۔

باب: خير النساء — باب: بہترین عورتوں کا بیان

١٩٥٢: عَنْ أَبِي أُذَيْنَةَ الصَّدَفِيِّ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((خَيْرُ نِسَائِكُمُ الْوَدُوْدُ الْوَلُوْدُ، الْمُوَاتِيَةُ، الْمُوَاسِيَةُ، إِذَا تَقَيْنَ اللّٰهَ، وَشَرُّ نِسَائِكُمُ الْمُتَبَرِّجَاتُ الْمُتَخَيِّلَاتُ، وَهُنَّ الْمُنَافِقَاتُ، لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْهُنَّ إِلَّا مِثْلَ الْغُرَابِ الْأَعْصَمِ)). [الصحيحة:١٨٤٠]

سیدنا ابو اذینہ صدفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تمھاری بہترین بیویاں وہ ہیں جو محبت کرنے والی' زیادہ بچے جننے والی' ہم نوائی کرنے والی اور ہمدردی کرنے والی ہوں' بشرطیکہ اللہ تعالی سے ڈریں۔ اور بدترین عورتیں وہ ہیں جو غیر شوہر کے سامنے زیبائش کرنے والی اور اکڑ کر چلنے والی ہوں' ایسی عورتیں منافق ہیں' ان میں سے کوئی بھی جنت میں داخل نہیں ہو گی مگر سرخ چونچ اور سرخ پیر والے کوے کی طرح بہت کم۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۸۴۰۔ بیہقی (۷/ ۸۲)۔

فوائد: جس طرح سرخ چونچ اور سرخ پنجوں والے کوے تعداد میں دوسرے کووں کی بہ نسبت بہت کم ہوتے ہیں' یہی معاملہ مذکورہ بالا عورتوں کا ہے۔

اى النكاح خير

کون سا نکاح بہتر ہے؟

١٩٥٣: عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ مَرْفُوعاً: ((خَيْرُ النِّكَاحِ أَيْسَرُهُ)). [الصحيحة:١٨٤٢]

سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بہترین نکاح وہ ہے' جو سب سے زیادہ آسان ہو۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۸۴۲۔ ابوداؤد (۲۱۱۷)' ابن حبان (۴۰۷۲)' قضاعی فی مسند الشهاب (۱۲۲۶)۔

فوائد: سب سے بہتر نکاح وہ ہے جس میں نکاح کرنے والے کے حق میں آسانیاں ہوں' مثلاً حق مہر کا کم ہونا' غیر ضروری شرائط کا نہ ہونا' غیر شرعی رسم و رواج کا نہ ہونا۔

ذكر الخير من صاحبه بعد الموت

اپنے ساتھی کا مرنے کے بعد بھی ذکر خیر کرنا

١٩٥٤: عَنْ عَائِشَةَ مَرْفُوعاً: ((خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِأَهْلِهِ، وَإِذَا مَاتَ صَاحِبُكُمْ فَدَعُوْهُ)). [الصحيحة:١١٧٤]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''تم میں بہترین وہ ہے جو اپنے اہل کے لئے بہترین ہو' جب تمھارا کوئی ساتھی فوت ہو جائے تو اس کا (تذکرہ شر) ترک کر دیا کرو۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۱۷۴۔ دارمی (۲۲۶۵)' ترمذی (۳۸۹۵)' ابن حبان (۴۱۷۷)۔

فوائد: جب کوئی آدمی فوت ہو جائے تو اس پر طعن و تشنیع اور سب و شتم کرنا منع ہے۔ ہاں اس کے خصائلِ حمیدہ کا تذکرہ کرنا چاہیے' جیسا کہ دوسری احادیث سے معلوم ہوتا ہے۔

١٩٥٥: عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِأَهْلِهِ، وَأَنَا خَيْرُكُمْ لِأَهْلِي وَإِذَا مَاتَ صَاحِبُكُمْ،

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں بہترین وہ ہے جو اپنے اہل کے لئے بہترین ہے اور میں اپنے اہل کے لئے سب سے بہترین ہوں۔ جب تمھارا کوئی

فَدَعُوْهُ)). [الصحيحة:٢٨٥]

ساتھی فوت ہو جائے تو اس کا (برا تذکرہ) نہ کیا کرو۔"

تخريج: الصحيحة ٢٨٥۔ انظر احديث السابق۔

باب: من غيرة النساء وعدله صلى الله عليه وسلم فيهن

١٩٥٦: عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: مَا عَلِمْتُ حَتّٰى دَخَلَ عَلَيَّ زَيْنَبُ بِغَيْرِ إِذْنٍ، وَهِيَ غَضْبٰى، ثُمَّ قَالَتْ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ أَحَسْبُكَ إِذَا قَلَّبَتْ لَكَ بُنَيَّةُ أَبِي بَكْرٍ ذُرَيْعَتَيْهَا؟ ثُمَّ أَقْبَلَتْ عَلَيَّ، فَأَعْرَضْتُ عَنْهَا حَتّٰى قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((دُوْنَكِ فَانْتَصِرِيْ)) فَأَقْبَلْتُ عَلَيْهَا حَتّٰى رَأَيْتُهَا وَقَدْ يَبِسَ رِيْقُهَا فِي فِيْهَا مَاتَرُدُّ عَلَيَّ شَيْئًا، فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ يَتَهَلَّلُ وَجْهُهُ۔ [الصحيحة:١٨٦٢]

باب: عورتوں کی غیرت اور ان کے مابین رسول اللہ ﷺ کا عدل کرنا

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: مجھے تب پتہ چلا جب سیدہ زینب رضی اللہ عنہا بغیر اجازت کے اندر آ گئیں اور وہ غصے میں تھیں۔ وہ کہنے لگیں: اے اللہ کے رسول کیا ابوبکر کی اس بیٹی کا اپنے بازوؤں کو پھیلانا ہی آپ کے لئے کافی ہے؟ پھر مجھ پر متوجہ ہوئیں (اور باتیں کرنے لگ گئیں)' میں اعراض کرتی رہی (اور کوئی جواب نہ دیا)' حتی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اپنے مقابل کو اس کا بدلہ دے۔" پھر میں اس طرح برس پڑی کہ اس کی تھوک خشک ہوگئی اور وہ میرا کوئی جواب نہ دے سکی۔ پھر میں نے نبی ﷺ کو دیکھا کہ ان کا چہرہ چمک رہا تھا۔

تخريج: الصحيحة ١٨٦٢۔ الادب المفرد (٥٥٧)' ابن ماجه (١٩٨١)' احمد (٦/ ٩٣)۔

فوائد: اس حدیث میں عورت کے فطرتی مزاج کا ذکر ہے۔ نیز اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کسی کے بے جا اعتراض کا جواب دیا جا سکتا ہے۔

فوقية الأبكار للنكاح

١٩٥٧: عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ سَالِمِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ عُوَيْمِ بْنِ سَاعِدَةَ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ جَدِّهِ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((عَلَيْكُمْ بِالْأَبْكَارِ، فَإِنَّهُنَّ أَعْذَبُ أَفْوَاهًا، وَأَنْتَقُ أَرْحَامًا وَأَرْضٰى بِالْيَسِيْرِ)). [الصحيحة:٦٢٣]

نکاح کے لیے کنواری لڑکیوں کو اہمیت دینا

عبدالرحمٰن بن سالم بن عتبہ بن عویم بن ساعدہ اپنے باپ سے اور وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تم کنواری عورتوں سے شادی کیا کرو کیونکہ وہ شیریں زبان' بہت بچے جننے والی اور معمولی مال پر راضی ہو جانے والی ہوتی ہیں۔"

تخريج: الصحيحة ٦٢٣۔ ابن امجه (١٨٦١)' طبراني في الكبير (١٧/ ١٤١)' تمام الرازي في الفوائد (١١٣/ ٢)' بيهقي (٧/ ٨١) من طريق آخر۔

فوائد: جہاں تک ممکن ہو سکے کنواری لڑکی کو ترجیح دینی چاہئے' ہاں اگر بیوہ یا مطلقہ سے شادی کرنے میں کوئی بڑی مصلحت نظر آ رہی ہو تو اس کا انتخاب کرنا چاہئے۔ جیسا کہ جابر رضی اللہ عنہ نے کنواری کی بجائے بیوہ سے شادی کی تھی۔

۱۹۵۸: عَنْ عَائِشَةَ- رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا- قَالَ: قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أَرَأَيْتَ لَوْ نَزَلَ وَادِيًا وَفِيْهِ شَجَرَةٌ قَدْ أُكِلَ مِنْهَا وَوَجَدتَّ شَجَرًا لَمْ يُؤْكَلْ مِنْهَا، فِي أَيِّهَا كُنْتَ تَرْتَعُ بَعِيْرَكَ؟ قَالَ: ((فِي الَّتِي لَمْ يَرْتَعْ مِنْهَا)) يَعْنِي: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَمْ يَتَزَوَّجْ بِكْرًا غَيْرَهَا۔ [الصحيحة: ۳۱۰۵]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اگر آپ ایسی وادی میں نازل ہوں جہاں ایک درخت کو کھایا جاتا رہا اور ایک درخت سالم ہے' آپ اپنے اونٹ کو کس درخت پر چرنے کے لئے چھوڑیں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس پر جس کو بطورِ چارہ استعمال نہیں کیا گیا۔'' اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے علاوہ کسی کنواری عورت سے شادی نہیں کی۔

تخریج: الصحيحة ۳۱۰۵- بخاری (۵۰۷۷)' ابن حبان (۴۲۳۱)۔

فوائد: سالم درخت سے مراد کنواری خاتون ہے اور آپ ﷺ کی ازواج مطہرات میں صرف سیدہ عائشہ رضی اللہ کنواری تھیں' باقی تمام امہات المؤمنین بیوہ تھیں' جن کے لئے استعارۃً ''وہ درخت جس کو کھایا جاتا رہا'' کا لفظ استعمال کیا گیا۔

تحريم السجدة لغير الله

غیر اللہ کے لیے سجدہ کرنا حرام ہے

۱۹۵۹: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ- رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا- أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ كَانَ لَهُ فَحْلَانِ فَاغْتَلَمَا فَأَدْخَلَهُمَا حَائِطًا فَسَدَّ عَلَيْهِمَا الْبَابَ، ثُمَّ جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَأَرَادَ أَنْ يَدْعُوَ لَهُ، وَالنَّبِيُّ ﷺ قَاعِدٌ وَمَعَهُ نَفَرٌ مِنَ الْأَنْصَارِ، فَقَالَ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! إِنِّي جِئْتُ فِي حَاجَةٍ وَإِنَّ فَحْلَيْنِ لِي اغْتَلَمَا فَأَدْخَلْتُهُمَا حَائِطًا، وَسَدَدتُّ الْبَابَ عَلَيْهِمَا، فَأُحِبُّ أَنْ تَدْعُوَ لِي أَنْ يُسَخِّرَ هُمَا اللّٰهُ لِي! فَقَالَ لِأَصْحَابِهِ: ((قُوْمُوْا مَعَنَا)) فَذَهَبَ حَتّٰى أَتَى الْبَابَ فَقَالَ: ((افْتَحْ)) فَفُتِحَ الْبَابُ، فَإِذَا أَحَدُ الْفَحْلَيْنِ قَرِيْبٌ مِنَ الْبَابِ، فَلَمَّا رَأَى النَّبِيَّ ﷺ سَجَدَ لَهُ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((ائْتِنِي بِشَيْءٍ أَشُدُّ بِهِ رَأْسَهُ، وَأُمَكِّنُكَ مِنْهُ)) فَجَاءَ بِخِطَامٍ، فَشَدَّ بِهِ رَأْسَهُ وَأَمْكَنَهُ مِنْهُ- ثُمَّ مَشَيَا إِلَى أَقْصَى الْحَائِطِ إِلَى الْفَحْلِ الْآخَرِ، فَلَمَّا رَآهُ،

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک انصاری آدمی کے دو طاقتور سانڈ تھے' وہ دونوں مستی میں آ گئے۔ اس نے ان کو ایک باغ میں داخل کر کے دروازہ بند کر دیا' پھر دعا کروانے کے لئے نبی ﷺ کے پاس آیا۔ نبی ﷺ چند صحابہ میں تشریف فرما تھے۔ اس نے آ کر کہا: اے اللہ کے نبی میں ایک ضرورت کے پیشِ نظر آپ کے پاس آیا ہوں۔ میرے دو سانڈ ہیں' وہ دونوں مستی میں آ گئے ہیں۔ میں نے ان کو ایک باغ میں داخل کر کے دروازہ بند کر دیا' اب میں چاہتا ہوں کہ آپ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کو میرے لئے مسخر کر دے۔ آپ ﷺ نے اپنے صحابہ سے فرمایا: ''اٹھو (چلتے ہیں)۔'' آپ چلے یہاں تک کہ باغ کے دروازے تک پہنچ گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''دروازہ کھولو'' اس نے دروازہ کھول دیا۔ ایک سانڈ دروازے کے قریب ہی کھڑا تھا' جب اس نے نبی ﷺ کو دیکھا تو آپ کو سجدہ کیا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''کوئی (رسی وغیر) لاؤ تاکہ میں اس کا سر باندھ کر اس کو تیرے لئے مسخر کروں۔'' وہ لگام لے کر آیا' آپ ﷺ نے اس کا سر باندھا اور

وَقَعَ لَهُ سَاجِداً، فَقَالَ لِلرَّجُلِ: ((ائْتِنِي بِشَيْءٍ أَشُدُّ بِهِ رَأْسَهُ)) فَشَدَّ رَأْسَهُ، وَأَمْكَنَهُ مِنْهُ وَقَالَ: ((اذْهَبْ فَإِنَّهُمَا لَايَعْصِيَانِكَ)) فَلَمَّا رَأَى أَصْحَابُ النَّبِيِّ ﷺ ذٰلِكَ، قَالُوْا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! هٰذَانِ فَحْلَانِ لَايَعْقِلَانِ سَجَدَا لَكَ أَفَلَانَسْجُدُلَكَ؟ قَالَ: ((لَا آمُرُ أَحَداً أَنْ يَسْجُدَ لِأَحَدٍ وَلَوْ أَمَرْتُ أَحَداً أَنْ يَسْجُدَ لِأَحَدٍ لَأَمَرْتُ الْمَرْأَةَ أَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِهَا)).

[الصحيحة: ۲٤۹۰]

اسے اس کے لئے مسخر کر دیا۔ پھر دوسرے سانڈ کو پکڑنے کے لئے دونوں باغ کے دوسرے کنارے کی طرف گئے۔ جب اس نے آپ ﷺ کو دیکھا تو وہ بھی سجدے میں گر گیا۔ آپ ﷺ نے اس آدمی سے فرمایا: ''کوئی (رسی وغیرہ) لاؤ تا کہ میں اس کا سر باندھ دوں۔'' آپ ﷺ نے اس کا سر باندھا اور اس کی تسخیر میں دے دیا اور فرمایا: ''جاؤ' اب یہ تیری بغاوت نہیں کریں گے۔'' جب صحابہ نے (سجدے کرنے کا) منظر دیکھا تو کہا: اے اللہ کے رسول یہ دو سانڈ' جو غیر عاقل ہیں' آپ کو سجدہ کرتے ہیں' کیا ہم آپ کو سجدہ نہ کیا کریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں کسی کو کسی کے لئے سجدہ کرنے کا حکم نہیں دیتا' اگر میں کسی کو کسی کے لئے سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۴۹۰۔ طبرانی فی الکبیر (۱۲۰۰۳)۔

فوائد: خاوند کی فرمانبرداری کرنا بیوی پر فرض ہے۔ کسی کو سجدہ کرنے کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اس کے سامنے انتہائی عاجزی وانکساری اور اطاعت وفرمانبرداری کا اظہار کیا جائے۔ اگر یہ انداز اللہ تعالی کے علاوہ کسی اور کے لئے جائز ہوتا تو وہ صرف بیوی ہوتی جو اپنے خاوند کے سامنے اطاعت کا اظہار کرتی۔

تحويل اسماء المكروهة

ناپسندیدہ ناموں کو تبدیل کرنے کا جواز

۱۹۶۰: عَنْ عُتْبَةَ بْنِ عَبْدِالسُّلَمِيِّ، قَالَ: ((كَانَ إِذَا أَتَاهُ الرَّجُلُ وَلَهُ اسْمٌ لَا يُحِبُّهُ حَوَّلَهُ)).

[الصحيحة: ۲۰۹]

سیدنا عتبہ بن عبد السلمی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب کوئی آدمی آپ ﷺ کے پاس آتا اور اس کا نام آپ کو ناپسند ہوتا تو اسے تبدیل کر دیتے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۰۹۔ طبرانی فی الکبیر (۱۷/ ۱۱۹)' وفی الشامیین (۱۹۲۷)' ابو نعیم فی المعرفۃ (۵۳۵۲)۔

فوائد: جیسے ''جثامہ'' کا نام ''حسانہ''، ''برہ'' کا نام ''زینب''، ''عاصیہ'' کا نام ''جمیلہ''، ''حزن'' کا نام ''سہل'' اور ''شہاب'' کا نام ''ہشام'' رکھا۔

سؤال المنكح من المرأة للتزويج

شادی کے لیے نکاح پڑھانے والے کا عورت سے پوچھنا

۱۹۶۱: ((كَانَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يُزَوِّجَ بِنْتاً مِّنْ بَنَاتِهِ جَلَسَ إِلَى خِدْرِهَا فَقَالَ: إِنَّ فُلَاناً

جب رسول اللہ ﷺ کسی بیٹی کی شادی کرتے تو اس کے پردے کے پاس بیٹھ کر (اجازت لینے کے لئے) فرماتے: ''فلاں آدمی۔اس

يَذْكُرُوْ فُلَانَةً. يُسَمِّيْهَا وَيُسَمِّي الرَّجُلَ الَّذِي يَذْكُرُهَا. فَإِنْ هِيَ سَكَتَتْ، زَوَّجَهَا، أَوْ إِنْ كَرِهَتْ نَقَرَتِ السِّتْرَ فَإِذَا نَقَرَتْهُ لَمْ يُزَوِّجْهَا))

رُوِيَ مِنْ حَدِيْثِ: عَائِشَةَ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ، وَابْنُ عَبَّاسٍ وَأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ [الصحيحة:۲۹۷۳]

کا نام لیتے- فلاں عورت -اس کا نام لیتے- کا تذکرہ کر رہا تھا' اگر وہ خاموش رہتی تو اس کے ساتھ اس کی شادی کر دیتے اور اگر وہ ناپسند کرتی تو پردہ گرا دیتی تھی' جب وہ پردہ گراتی تو آپ ﷺ شادی نہ کرتے تھے۔ یہ حدیث سیدہ عائشہؓ سیدنا ابو ہریرہؓ سیدنا عبداللہ بن عباس اور سیدنا انس بن مالک ﷺ سے مروی ہے۔

تخریج: الصحیحة ۲۹۷۳۔ (۱) عائشة: احمد (۶/ ۷۸)' ابو یعلی (۴۸۸۳)۔ (۲) ابوھریرة: بیھقی (۷/ ۱۲۳)' البزار (الکشف: ۱۴۲۱)۔ (۳) ابن عباس: طبرانی فی الکبیر (۱۱۹۹۹)۔ (۴) انس ﷺ: طبرانی فی الاوسط (۷۱۰۹)۔

فوائد: یہ کنواری کی موافقت یا عدم موافقت کا ایک انداز تھا۔

بدل النبیؐ اسماء المکروهه

نبیؐ نے ناپسندیدہ نام تبدیل کیے

۱۹۶۲: عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: ((كَانَا إِذَا سَمِعَ اسْماً قَبِيْحاً غَيَّرَهُ، فَمَرَّ عَلَى قَرْيَةٍ يُقَالُ لَهَا: عَفْرَةَ، فَسَمَّاهَا: خَضْرَةَ)).

[الصحیحة:۲۰۸]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ جب آپ ﷺ کوئی قبیح نام سنتے تو اسے تبدیل کر دیتے' آپ ﷺ ایک گاؤں' جسے عُفرہ کہا جاتا تھا' کے پاس سے گزرے اور اس کا نام خُضرہ رکھا۔

تخریج: الصحیحة ۲۰۸۔ طبرای فی الصغیر (۱/ ۱۲۶)' طحاوفی فی شرح المعانی (۲/ ۳۴۴)۔

فوائد: ان ناموں کے معانی یہ ہیں:

عفرہ: مٹیالہ پن' خاکستری رنگ۔

خضرہ: ہرا رنگ' سبز ترکاری' تری وتازگی۔

''خضرہ'' کے معانی میں حسن اور نیک فال پائی جاتی ہے۔

۱۹۶۳: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: ((كَانَ اسْمُ زَيْنَبَ بَرَّةَ [فَقِيْلَ: تُزَكِّي نَفْسَهَا] فَسَمَّاهَا النَّبِيُّ ﷺ زَيْنَبَ)) [الصحیحة: ۲۱۱]

سیدنا ابو ہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں کہ زینب کا نام بَرّہ تھا [کہا جاتا تھا کہ یہ اپنے آپ کو پاک کرتی ہے] نبی ﷺ نے ان کا نام زینب رکھ دیا۔

تخریج: الصحیحة ۲۱۱۔ بخاری (۶۱۹۲)' مسلم (۲۱۴۱)' ابن ماجه (۳۷۳۲)' احمد (۲/ ۴۳۰)۔

فوائد: ''بَرّہ'' کے معانی نیکی یا نیک وصالح کے ہیں۔

اس کی وضاحت اس حدیث سے ہوتی ہے:

سیدنا عبداللہ بن عباس ﷺ سے روایت ہے کہ سیدہ جویریہ کا نام بَرّہ تھا' آپ ﷺ نے ان کا نام تبدیل کر کے جویریہ رکھا۔ آپ ناپسند کرتے تھے کہ یہ کہا جائے: آپ بَرّہ یعنی نیکی کے پاس سے نکلے ہیں۔ [مسلم]

نیز ایسے نام سے منع کرنے کی ایک وجہ مذکورہ بالا حدیث کے متن میں بیان کی گئی ہے کہ ایسا نام نہیں ہونا چاہیے جو نام والے کی نیکی یا اس کے نیک ہونے پر دلالت کرے' وہ حقیقت میں ایسا ہو یا نہ ہو۔

باب: من ملاطفته ﷺ للاطفال

١٩٦٤: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: ((كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَيَدلع لِسَانَهُ لِلْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ، فَيَرٰى الصَّبِيُّ حُمْرَةَ لِسَانِهِ، فَيَهَشُّ إِلَيْهِ)).

باب: بچوں کے ساتھ نبی کریم ﷺ کا خوش طبعی کرنا

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ حسن بن علی رضی اللہ عنہ کے لئے اپنی زبان باہر نکالتے، جب بچہ زبان کی سرخی دیکھتا تو وہ خوش ہوتا۔

تخریج: الصحیحۃ ۷۰۔ ابوالشیخ فی اخلاق النبی ﷺ (ص:۹۰)، بغوی فی شرح السنۃ (۳۶۰۳)، وفی الانوار فی الشمائل (۳۱۳)۔

باب: جواز الطلاق دون تدخل القاضي

١٩٦٥: عَنْ عُمَرَ: ((كَانَ ﷺ طَلَّقَ حَفْصَةَ ثُمَّ رَاجَعَهَا)). [الصحيحة:٢٠٠٧]

باب:

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حفصہ کو طلاق دی، پھر رجوع کر لیا۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۰۰۷۔ تقدم برقم (۱۶۴۸)۔

إخراج النساء للعيدين

١٩٦٦: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: ((كَانَ ﷺ يَأْمُرُ بَنَاتَهُ وَنِسَاءَهُ أَنْ يَخْرُجْنَ فِي الْعِيْدَيْنِ)).

[الصحيحة:٢١١٥]

عیدین کے لیے عورتوں کو نکالنا

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنی بیٹیوں اور بیویوں کو حکم دیتے کہ وہ عیدین کے لئے نکلا کریں۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۱۱۵۔ احمد (۱/ ۲۳۱)، ابن ابی شیبۃ (۲/ ۱۸۲)، ابن ماجہ (۱۳۰۹)، بیہقی (۳/ ۳۰۷)۔

فوائد: سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے خود رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا:(أخرجوا العواتق وذوات الخدور، فليشهدن العيد ودعوة المسلمين وليعتزل الحيض مصلى المسلمين)۔[صحیحہ:۶۰۰]

میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ ﷺ فرما رہے تھے: ''جواں عمر اور پردہ نشیں عورتوں کو نکالو، انھیں چاہئے کہ وہ عید میں اور مسلمانوں کی دعا میں شریک ہوں اور حائضہ عورتیں مسلمانوں کی جائے نماز سے علیحدہ ہو کر بیٹھیں۔

عیدین کے نمازیں اسلام اور اہل اسلام کا عظیم شعار ہیں، عام طور پر عورتوں کا گھر نماز پڑھنا افضل ہے، اگرچہ مسجد میں آنا جائز ہے لیکن عیدین کے موقع پر نبی کریم ﷺ نے تمام عورتوں کو میدان میں آنے کا خاص حکم ارشاد فرمایا، بلکہ جو عورتیں ایام ماہواری میں نماز و روزہ سے بھی مستثنیٰ ہوتی ہیں، انھیں بھی عیدگاہ میں پہنچنے کی تلقین کی، ہاں اتنا ضرور ہے کہ وہ جائے نماز سے علیحدہ ہو کر بیٹھیں۔ صحیح بخاری کی روایت کے مطابق رسول اللہ ﷺ کے سامنے جب یہ عذر پیش کیا گیا کہ اگر کوئی عورت چادر نہ ہونے کی وجہ سے نماز عید کے لئے نہ جا سکے تو آیا اس پر کوئی حرج ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اس کی کوئی سہیلی اسے چادر دے دے۔ بس انھیں چاہئے کہ وہ خیر اور مسلمانوں کی دعا میں شریک ہوں۔

معلوم نہیں کہ بعض لوگ ان واضح نصوص کے باوجود عورتوں کو عیدگاہ میں جانے سے کیوں روکتے ہیں؟

باب: تفسیره صلى الله عليه وسلم للاسماء والقبيحة

باب: نبی ﷺ کا برے وقبیح ناموں کو تبدیل کرنے کا بیان

۱۹۶۷: عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ: ((كَانَ يُغَيِّرُ الْاِسْمَ الْقَبِيْحَ إِلَى الْاِسْمِ الْحَسَنِ)). [الصحيحة: ۲۰۷]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ قبیح نام کو اچھے نام میں تبدیل کر دیتے تھے۔

تخریج: الصحیحة ۲۰۷۔ ترمذی (۲۸۳۹)' ابن عدی فی الکامل (۵/ ۱۷۰۲)۔

تغير الاسماء بالتلطف

شفقت کی وجہ سے نام میں معمولی تبدیلی کا جواز

۱۹۶۸: عَنْ أَنَسٍ: ((كَانَا يُلَاعِبُ زَيْنَبَ بِنْتَ أُمِّ سَلَمَةَ وَهُوَ يَقُوْلُ: يَا زُوَيْنَبُ! يَازُوَيْنَبُ، مِرَارًا)). [الصحيحة: ۲۱٤۱]

سیدنا انس ﷺ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ سیدہ زینب بنت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ کھیلتے تھے اور کئی دفعہ (پیار کرتے ہوئے) فرماتے: زوینب! زوینب!۔

تخریج: الصحیحة ۲۱۴۱۔ الضیاء فی المختارة (۱۷۳۳)۔

فوائد: نبی کریم ﷺ بچوں اور بچیوں کے ساتھ خوش طبعی کرتے تھے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ شفقت کرتے ہوئے ناموں میں معمولی تبدیلی کرنا جائز ہے' جیسے اس حدیث میں ''زینب'' کا ''زوینب'' کہا گیا اور اسی طرح آپ ﷺ نے سیدہ عائشہ کو ''عائش'' کہا۔

تحويل الاسماء

ناموں کے تبدیل کرنے کا بیان

۱۹۶۹: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: ((كَانَتْ جُوَيْرِيَةُ اِسْمُهَا بَرَّةُ فَحَوَّلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِسْمَهَا جُوَيْرِيَةَ، وَكَانَ يَكْرَهُ أَنْ يُقَالَ: خَرَجَ مِنْ عِنْدِ بَرَّةَ)). [الصحيحة: ۲۱۲]

سیدنا عبداللہ بن عباس ﷺ سے روایت ہے کہ سیدہ جویریہ کا نام برّہ تھا' آپ ﷺ نے تبدیل کر کے جویریہ رکھا۔ آپ ناپسند کرتے تھے کہ یہ کہا جائے: آپ برّہ کے پاس سے نکلے ہیں۔

تخریج: الصحیحة ۲۱۲۔ مسلم (۲۱۴۰)' الادب المفرد (۸۳۱)' احمد (۱/ ۲۵۸)۔

فوائد: چونکہ ''برہ'' کے معانی نیکی اور نیک وصالح کے ہیں' اس لئے آپ ﷺ ناپسند کرتے تھے کہ کہا جائے کہ آپ ﷺ برہ یعنی نیکی کے پاس سے نکل گئے ہیں۔

النكاح احب من الامور

نکاح امور محبت میں سب سے زیادہ محبت والا امر ہے۔

۱۹۷۰: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ

سیدنا عبداللہ بن عباس ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے

اللہ ﷺ: ((لَمْ يُرَ لِلْمُتَحَابَّيْنِ مِثْلَ النِّكَاحِ)). [الصحيحة:٦٢٤]

فرمایا: ''نکاح کی وجہ سے دو محبت کرنے والوں کی مثال نہیں ملتی۔''

تخریج: الصحیحة ۶۲۴۔ ابن ماجه (۱۸۴۷)' حاکم (۲/ ۱۶۰)' بیهقی (۷/ ۷۸)۔

فوائد: شادی سے پہلے کسی کو کسی جوڑے کا علم نہیں ہوتا' لیکن نکاح کے بعد وہی جوڑا شفقت ومحبت اور پاس ولحاظ میں اپنی مثال آپ پیش کرتا ہے۔ لیکن یہ بات ذہن نشین رہے کہ بیوی کی محبت خاوند کو والدین کی محبت سے محروم نہ کردے۔

التاكيد اداء حق الزوج

شوہر کے حق ادا کرنے کی تاکید

١٩٧١: عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ: أَنَّ مُعَاذاً قَالَ: يَارَسُوْلَ اللهِ! أَرَأَيْتَ أَهْلَ الْكِتَابِ يَسْجُدُوْنَ لِأَسَاقِفَتِهِمْ وَبَطَارِقَتِهِمْ أَفَلَا نَسْجُدُ لَكَ؟ قَالَ: ((لَوْكُنْتُ آمِراً أَحَداً أَنْ يَسْجُدَ لِأَحَدٍ، لَأَمَرْتُ الْمَرْأَةَ أَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِهَا، وَلَا تُؤَدِّي الْمَرْأَةُ حَقَّ زَوْجِهَا، حَتّٰى لَوْ سَأَلَهَا نَفْسَهَا عَلٰى قَتَبٍ الْأَعْطَتْهُ)). [الصحيحة:٣٣٦٦]

سیدنا زید بن ارقم ﷺ سے روایت ہے کہ سیدنا معاذ ﷺ نے کہا: اے اللہ کے رسول آپ نے دیکھا ہو گا کہ اہل کتاب اپنے پادریوں اور عالموں کو سجدہ کرتے ہیں' کیا ہم بھی آپ کو سجدہ کیا کریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر میں کسی کو کسی کے لئے سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے اور بیوی تو اس وقت تک اپنے خاوند کے حق سے عہدہ برآ ہو ہی نہیں سکتی' جب تک ایسا نہ ہو کہ وہ اس سے اس کے نفس کا سوال کرے تو وہ اس کی بات مان لے' اگرچہ وہ پالان پر ہو۔''

تخریج: الصحیحة ۳۳۶۶۔ طبرانی فی الکبیر (۵۱۱۶)۔

فوائد: خاوند کی فرمانبرداری بیوی پر فرض ہے' اس حدیث میں دو مثالیں بیان کرکے اس کی وضاحت کی گئی ہے۔

لا طلاق ولاعناق فيما لا يملك

جن چیزوں کا مالک نہیں ان میں طلاق اور آزادی کا اختیار نہیں ہے

١٩٧٢: عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو مَرْفُوْعاً: ((لَيْسَ عَلٰى رَجُلٍ طَلَاقٌ فِيْمَا لَا يَمْلِكُ وَلَا عِتَاقٌ فِيْمَا لَايَمْلِكُ، وَلَا بَيْعٌ فِيْمَا لَايَمْلِكُ)). [الصحيحة: ٢١٨٤]

سیدنا عبداللہ بن عمرو ﷺ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو آدمی کسی عورت کا مالک ہی نہ ہو' وہ اسے طلاق نہیں دے سکتا۔ جو آدمی کسی غلام کا مالک ہی نہ ہو' وہ اسے آزاد نہیں کرسکتا اور جو شخص کسی مال کا مالک ہی نہ ہو وہ اسے فروخت نہیں کرسکتا۔''

تخریج: الصحیحة ۲۱۸۴۔ احمد (۲/ ۱۸۹'۱۹۰)' نسائی (۳۶۱۶)' مختصراً۔ طحاوی فی شرح المشکل (۱/ ۲۸۱) وللحدیث طرق والفاظ۔

فوائد: طلاق' آزادی اور کسی چیز کی فروخت کی بنیاد ملکیت پر ہے۔ موجودہ دور میں تاجر لوگ ایسی چیز فروخت کر دیتے ہیں جو ان کے پاس نہیں ہوتی اور وہ اس خیال کے بندے ہوتے ہیں کہ بعد میں خرید کر مہیا کر دیں گے۔ شریعت نے ایسی تجارت سے منع کر دیا ہے۔

ليس على ولد الزنا فى وزر ابويه شيء

زنا کی اولاد پر والدین کے گناہ کا کوئی وزن نہیں ہے

۱۹۷۳: عَنْ عَائِشَةَ مَرْفُوعاً: ((لَيْسَ عَلَى وَلَدِ الزِّنَادِ مِنْ وِزْرِ أَبَوَيْهِ شَيْءٌ: ﴿وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَى (فاطر ۱۸)﴾[الصحيحة: ٢١٨٦]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''زنا کی اولاد پر اپنے والدین کے گناہ کا کوئی وبال نہیں' (ارشادِ باری تعالی ہے:) ﴿(اور قیامت کے دن) کوئی بوجھ اٹھانے والا کسی کا بوجھ نہیں اٹھائے گا﴾ (سورہ فاطر: 18)۔''

تخریج: الصحیحة ۲۱۸۶۔ حاکم (۴/ ۱۰۰)۔

فوائد: زنا سنگین جرم ہے' لیکن اس کی وجہ سے پیدا ہونے والی اولاد بے قصور ہے' ایسے بچوں کو ان کے والدین کے جرم کا کبھی طعنہ نہیں دینا چاہیے۔

لا تنفق المراة إلا باذن زوجها

عورت اپنے شوہر کی اجازت سے ہی خرچ کرے گی

۱۹۷٤: عَنْ وَاثِلَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَيْسَ لِلْمَرْأَةِ أَنْ تَنْتَهِكَ شَيْئًا مِنْ مَالِهَا إِلَّا بِإِذْنِ زَوْجِهَا)). [الصحيحة:٧٧٥]

سیدنا واثلہ ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عورت اپنے خاوند کی اجازت کے بغیر اپنے مال میں سے کچھ بھی خرچ نہیں کر سکتی۔''

تخریج: الصحیحة ۷۷۵۔ تمام الرازی فی الفوائد (۱۲۰۶)' ومن طریقه ابن عساکر (سد۱۲/ ۱۰۷)' طبرانی فی الکبیر (۲۲/ ۸۵)۔

فوائد: حدیث نمبر۱۸۹۲ میں اس مسئلہ پر سیر حاصل بحث ہو چکی ہے کہ بیوی خاوند کی اجازت کے بغیر مالی تصرف نہیں کر سکتی۔

احراز الولد أو الوالد للعصبته

لڑکے یا والد کا مال کو جمع کرنا عصبہ کے لیے ہے

١٩٧٥: عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو: أَنَّ رِئَابَ بْنَ حُذَيْفَةَ تَزَوَّجَ امْرَأَةً، فَوَلَدَتْ لَهُ ثَلَاثَةَ غِلْمَةٍ، فَمَاتَتْ أُمُّهُمْ، فَوَرَّثُوْهَا رِبَاعَهَا وَوَلَاءَ مَوَالِيهَا، وَكَانَ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ عَصَبَةَ بَنِيْهَا، فَأَخْرَجَهُمْ إِلَى الشَّامِ، فَمَاتُوا فَقَدِمَ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ، وَمَاتَ مَوْلًى لَهَا، وَتَرَكَ مَالًا فَخَاصَمَهُ إِخْوَتُهَا إِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَقَالَ عُمَرُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا أَحْرَزَ الْوَلَدُ أَوِ الْوَالِدُ فَهُوَ لِعَصَبَتِهِ مَنْ كَانَ)). [الصحيحة:٢٢١٣]

سیدنا عبداللہ بن عمرو ﷺ سے روایت ہے کہ رئاب بن حذیفہ نے ایک عورت سے شادی کی' اس سے اس کے تین بچے پیدا ہوئے۔ جب ان کی ماں فوت ہوئی تو انھوں نے خاوند کو اس کی جائداد کے چوتھائی حصے اور اس کے آزاد کردہ غلاموں کی ولاء کا وارث بنایا۔ عمرو بن عاص اس کے بیٹوں کے عصبہ تھے' انھوں نے ان کو شام کی طرف بھیجا' وہ وہیں فوت ہو گئے' جب عمرو بن عاص آئے تو اس عورت کا غلام کچھ مال چھوڑ کر مر گیا۔ اس کے بھائی جھگڑا لے کر سیدنا عمر بن خطاب ﷺ کے پاس آئے۔ سیدنا عمر نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بچہ یا باپ جو کچھ جمع کرے گا وہ اس کے عصبہ کو ملے گا' وہ کوئی بھی ہوں۔''

تخریج: الصحیحة ۲۲۱۳۔ ابو داؤد (۲۹۱۷)' ابن ماجه (۲۷۳۲)' نسائی فی الکبری (۶۳۴۸)' احمد (۱/ ۲۷)۔

فوائد: اس حدیث کا تعلق علم میراث سے ہے۔

عصبہ: میت کے وہ قرابتدار جو اصحاب الفروض سے بچا ہوا مال اور ان کی عدم موجودگی میں سارے مال کے وارث بنتے ہیں۔ ان کی تین اقسام ہیں: (۱) عصبہ بنفسہ (۲) عصبہ لغیرہ (۳) عصبہ بغیرہ۔

ان کی تفصیل علم میراث کی کسی کتاب میں دیکھی جا سکتی ہے۔

اعطاء الرجل امرأته صدقه

مرد کا اپنی بیوی کو دینا بھی صدقہ ہے

۱۹۷۶: عَنْ عَمْرِو بْنِ أُمَيَّةَ مَرْفُوْعاً: ((مَا أَعْطَى الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ فَهُوَ صَدَقَةٌ)).

[الصحيحة:١٠٢٤]

سیدنا عمرو بن امیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''آدمی اپنی بیوی کو جو کچھ دے گا وہ صدقہ ہوگا۔''

تخریج: الصحیحة ۱۰۲۴۔ احمد (۴/ ۱۷۹)' ابو داؤد الطیالسی (۱۳۶۴)' البزار (الکشف:۱۵۰۷)۔

فوائد: بیوی کے کھانے پینے' لباس اور رہائش کا بندوبست کرنا خاوند پر فرض ہے' یہ فرض ادا کرنے میں اسے ثواب ملتا ہے' اسی بنا پر بیوی کے اخراجات پورا کرنے کو صدقہ کہا گیا۔

ایما امرأة تقدم ثلاثا من الولد دخلت الجنة

جس عورت کے تین بچے فوت ہوئے وہ جنت میں داخل ہوگی

۱۹۷۷: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: جَاءَ نِسْوَةٌ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْنَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! مَانَقْدِرُ عَلَيْكَ فِي مَجْلِسِكَ مِنَ الرِّجَالِ، فَوَاعِدْنَا مِنْكَ يَوْماً نَأْتِيكَ فِيهِ، قَالَ((مَوْعِدُ كُنَّ بَيْتَ فُلَانٍ)) وَأَتَاهُنَّ فِي ذٰلِكَ الْيَوْمِ، وَلِذٰلِكَ الْمَوْعِدِ، قَالَ: فَكَانَ مِمَّا قَالَ لَهُنَّ: ((مَامِنِ امْرَأَةٍ تُقَدِّمُ ثَلَاثاً مِنَ الْوَلَدِ تَحْتَسِبُهُنَّ إِلَّا دَخَلَتِ الْجَنَّةَ، فَقَالَتِ امْرَأَةٌ مِنْهُنَّ: أَوِ اثْنَانِ؟ قَالَ: أَوِاثْنَانِ)).

[الصحيحة: ٢٦٨٠]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ کچھ عورتیں رسول اللہ ﷺ کے پاس آئیں اور کہا: ''اے اللہ کے رسول جب آپ مردوں کی مجالس میں بیٹھے ہوتے ہیں' ہم وہاں نہیں آ سکتیں' آپ ہمارے لئے ایک دن مقرر کر دیں' ہم اس دن آ جائیں گی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''فلاں کے گھر میں (فلاں دن) پہنچ جانا۔'' آپ ﷺ وعدے کے مطابق اسی دن تشریف لائے اور انھیں جو کچھ فرمایا (اس کا ایک اقتباس) یہ ہے: ''جس عورت کے تین بچے فوت ہو جاتے ہیں اور وہ ثواب کی توقع کے ساتھ صبر کرتی ہے تو وہ جنت میں داخل ہوگی۔'' ایک عورت نے کہا: اگر دو ہوں تو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اور دو بھی۔''

تخریج: الصحیحة ۲۶۸۰۔ احمد (۲/ ۲۴۶)' الادب المفرد (۱۴۸)' نسائی فی الکبری (۵۸۹۸)' مسلم (۱۵۱/ ۲۶۳۲)۔ بالفاظ متقاربة۔

فوائد: معلوم ہوا کہ اسلام کے مبلغین عورتوں کے لئے مخصوص اجتماعات کا اہتمام کر سکتے ہیں' بہرحال کسی قسم کے فتنے کا اندیشہ نہیں ہونا چاہئے۔

صبر کرنے کا یہ مطلب ہے کہ عورت "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْن" پڑھے نوحہ اور واویلا نہ کرے زبان سے ناشکری اور بے صبری والا کوئی کلمہ نہ کہے تین دن سے زیادہ سوگ نہ منائے۔ یاد رہے کہ غمی کے موقع پر رونا جائز ہے بلکہ وہ دل کے نرم ہونے کی دلیل ہے۔ البتہ رونے اور نوحہ کرنے میں فرق کرنا چاہیے۔

مس الشيطان من الولد

شیطان کا بچوں کو چھونا

۱۹۷۸: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَامِنْ بَنِي آدَمَ مَوْلُوْدٌ إِلَّا يَمَسُّهُ الشَّيْطَانُ حِيْنَ يُوْلَدُ فَيَسْتَهِلُّ صَارِخًا مِنْ مَسِّ الشَّيْطَانِ، غَيْرَ مَرْيَمَ وَابْنِهَا)) ثُمَّ يَقُوْلُ أَبُوْ هُرَيْرَةَ: ﴿وَإِنِّي أُعِيْذُهَا بِكَ وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ﴾ [الصحيحة:۲۷۱۱]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''حضرت مریم اور ان کے بیٹے (حضرت عیسی) کے علاوہ بنو آدم کا ہر بچہ جب پیدا ہوتا ہے تو شیطان اسے چھوتا ہے اس وجہ سے وہ زور سے چلاتا ہے۔'' پھر ابو ہریرہ نے یہ آیت پڑھی: ﴿اور میں اس (مریم) کو اور اس کی اولاد کو مردود شیطان سے بچانے کے لئے تیری پناہ میں دیتی ہوں۔﴾

تخریج: الصحيحة ۲۷۱۱- بخاری (۳۴۳۱،۴۵۴۸) مسلم (۲۳۶۶) احمد (۲/ ۲۳۳،۲۷۴)۔

فوائد: اس میں حضرت مریم علیہا السلام اور ان کے بیٹے حضرت عیسی علیہ السلام کی عظمت و منقبت کا بیان ہے۔ حدیث میں مذکورہ آیت حضرت مریم کی والدہ کی دعا ہے جو انھوں نے اپنی بیٹی اور نواسوں کے حق میں کی تھی۔

فضل احسن البنات

بچیوں کے ساتھ احسان کرنے کی فضیلت

۱۹۷۹: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مَرْفُوْعاً: ((مَامِنْ مُسْلِمٍ تُدْرِكُ لَهُ ابْنَتَانِ فَيُحْسِنُ إِلَيْهِمَا مَاصَحِبَتَاهُ أَوْ صَحِبَهُمَا إِلَّا أَدْخَلَتَاهُ الْجَنَّةَ)). [الصحيحة:۲۷۷۶]

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس مسلمان کی دو بیٹیاں پیدا ہوں اور جب تک اس کے ساتھ رہیں وہ ان کے ساتھ حسنِ سلوک سے پیش آتا رہے تو وہ ان کی وجہ سے جنت میں داخل ہوگا۔''

تخریج: الصحيحة ۲۷۷۶- الادب المفرد (۷۷) ابن ماجه (۳۶۷۰) احمد (۱/ ۲۳۵) حاكم (۴/ ۱۷۸)۔

فوائد: بیٹیاں اللہ تعالی کی رحمت ہیں ان کے رحمت ہونے کا اس سے بڑا ثبوت کیا ہو سکتا ہے کہ وہ اپنے باپ کی حسنِ صحبت کی وجہ سے اس کو جنت میں داخل کروا دیتی ہیں۔ بلا شک وشبہ ہر معاشرے میں اور ہر دور میں بیٹوں کی تمنائیں کی جاتی رہیں لیکن اگر ان خواہشات کی تکمیل نہ ہو سکے تو اللہ تعالی کے فیصلے کو اپنی تمنا سے زیادہ حکمت ودانائی والا سمجھ کر بیٹیوں پر مکمل رضامندی کا اظہار کیا جائے۔ اور ان کی ایسی اعلیٰ تربیت کی جائے کہ وہ بیٹیاں نیکی و پارسائی اور تقویٰ وطہارت میں اپنی مثال آپ ہوں۔

فضل لمن مات الولد الثلاث

جس کے تین بچے فوت ہوئے اس کی فضیلت

۱۹۸۰: عَنْ حَبِيْبَةَ- أَوْ أُمِّ حَبِيْبَةَ- قَالَتْ: كُنَّا فِي بَيْتِ عَائِشَةَ، فَدَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ:

سیدہ حبیبہ یا ام حبیبہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ہم سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر بیٹھی تھیں رسول اللہ ﷺ گھر میں داخل ہوئے

((مَامِنْ مُسْلِمَيْنِ يَمُوْتُ لَهُمَا ثَلَاثَةُ أَطْفَالٍ لَّمْ يَبْلُغُوا الْحُنُثَ، إِلَّا جِيءَ بِهِمْ حَتّٰى وَقَفُوْا عَلٰى بَابِ الْجَنَّةِ فَيُقَالُ لَهُمْ: اُدْخُلُوْا الْجَنَّةَ، فَيَقُوْلُوْنَ: أَنَدْخُلُ وَلَمْ يَدْخُلْ أَبَوَانَا؟ فَيُقَالُ لَهُمْ. فَلَا أَدْرِي فِي الثَّانِيَةِ: اُدْخُلُوْا الْجَنَّةَ وَآبَاءُ كُمْ، قَالَ: فَذٰلِكَ قَوْلُ اللّٰهِ. عَزَّوَجَلَّ. ﴿فَمَا تَنفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشَّافِعِينَ﴾ قَالَ: نَفَعَتِ الْآبَاءَ شَفَاعَةُ أَوْلَادِهِمْ)). [الصحيحة: ٣٤١٦]

اور فرمایا: ”جن دو مسلمانوں (یعنی میاں بیوی) کے تین بچے، جو بالغ نہ ہوئے ہوں، فوت ہو جائیں، ان بچوں کو جنت کے دروازے پر لایا جائے گا اور کہا جائے گا کہ جنت میں داخل ہو جاؤ۔ وہ کہیں گے: کیا ہم اپنے والدین کے بغیر جنت میں داخل ہوں؟ ان سے کہا جائے گا: تم اور تمھارے آباء جنت میں داخل ہو جاؤ۔ یہی ہے اللہ تعالی کا فرمان: ﴿پس (ان کافروں کو) شفاعت کرنے والوں کی شفاعت نفع نہیں دے گی۔﴾ آباء کو ان کی اولاد کی سفارش نفع دے گی۔“

تخریج: الصحیحۃ ۳۴۱۶۔ اسحاق بن راھویہ (۶۲۲)، ابن سعد (۸/ ۴۴۶)، طبرانی فی الکبیر (۲۴/ ۲۲۴)۔

فوائد: اگر اللہ تعالی کی رحمتوں کو مدنظر رکھا جائے تو نابالغ بچوں کی وفات پر والدین مبارکباد کے مستحق ہوتے ہیں، نہ کہ افسوس کے۔ بلوغت سے پہلے فوت ہونے والے بچے نہ صرف جنت کے وارث ہوں گے بلکہ اپنے والدین کو جنت میں داخل کرنے کا بہت بڑا سبب بنیں گے۔ لیکن شرط یہ ہے کہ والدین کا عقیدہ قرآن وسنت کے مطابق ہو اور وہ اپنے بچوں کی وفات پر مکمل صبر کا مظاہرہ کریں، ”اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْن“ پڑھیں اور صبر کے دوسرے تقاضے بھی پورے کریں۔

١٩٨١: عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ خَطَبَ النِّسَاءَ فَقَالَ لَهُنَّ: ((مَا مِنْكُنَّ امْرَأَةٌ يَمُوْتُ لَهَا ثَلَاثَةٌ، إِلَّا أَدْخَلَهَا اللّٰهُ. عَزَّوَجَلَّ. الْجَنَّةَ، فَقَالَتْ أَجَهِلُهُنَّ امْرَأَةٌ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! وَصَاحِبَةُ الْاِثْنَيْنِ فِي الْجَنَّةِ؟ قَالَ: وَصَاحِبَةُ الْاِثْنَيْنِ فِي الْجَنَّةِ)). [الصحيحة: ٣٤٤١]

سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عورتوں سے خطاب کیا اور فرمایا: ”تم میں سے جس عورت کے تین بچے فوت ہو جائیں گے، اللہ تعالی اس کو جنت میں داخل کرے گا۔“ ان میں سے ایک عمر رسیدہ عورت نے کہا: اے اللہ کے رسول فوت ہونے والے دو بچوں کی ماں بھی جنت میں جائے گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”دو بچوں والی بھی جنت میں جائے گی۔“

تخریج: الصحیحۃ ۳۴۴۱۔ احمد (۱/ ۴۲۱)، البزار (البحر الزخار: ۱۷۲۹)، ابو یعلی (۵۰۸۵)۔

باب: متعة الطلاق لابد منها

باب:

١٩٨٢: عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ۔رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا۔ قَالَ: لَمَّا طَلَّقَ حَفْصُ بْنُ الْمُغِيْرَةِ امْرَأَتَهُ فَاطِمَةَ، فَأَتَتِ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ لِزَوْجِهَا: ((مَتِّعْهَا)) قَالَ: لَا أَجِدُمَا أُمَتِّعُهَا، قَالَ ((فَإِنَّهُ لَابُدَّ مِنَ الْمَتَاعِ)) قَالَ: ((مَتِّعْهَا وَلَوْ نِصْفَ

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب سیدنا حفص بن مغیرہ رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی فاطمہ کو طلاق دی، تو وہ آپ ﷺ کے پاس آئی اور (ساری بات کی وضاحت کی)۔ آپ ﷺ نے اس کے خاوند کو فرمایا: ”اس کو کچھ مال وغیرہ دے کر رخصت کرو۔“ اس نے کہا: میرے پاس تو کوئی ایسی چیز نہیں کہ اسے دے سکوں۔

صَاعٍ مِّنْ تَمْرٍ)). [الصحيحة:٢٢٨١]

آپ ﷺ نے فرمایا: ''کچھ نہ کچھ فائدہ پہنچانا تو ضروری ہے۔'' پھر فرمایا: ''تو اس کو مال وغیرہ دے کر رخصت کر' اگرچہ وہ نصف صاع کھجور ہی کیوں نہ ہو۔''

تخریج: الصحیحة ۲۲۸۱۔ بیھقی (۷/ ۲۵۸)' خطیب فی التاریخ (۳/ ۷۱'۷۲)۔

فوائد: ایک صاع تقریباً 2 کلو 100 گرام کے برابر ہوتا ہے۔ ارشاد باری تعالی ہے: ﴿وللمطلقات متاع بالمعروف حق على المتقين﴾ [سورۂ بقرہ: ۲۴۱] یعنی: ''طلاق والیوں کو اچھی طرح فائدہ دینا ہے' ایسا کرنا پرہیز گاروں پر لازم ہے۔''
یہ حکم عام ہے' جو ہر مطلقہ کو شامل ہے۔ اس میں تفریق کے وقت حسن سلوک اور تطییبِ قلوب کا اہتمام کرنے کی تاکید کی گئی ہے' جس کے بیشمار معاشرتی فوائد ہیں۔

ابتلاء من البنات ستر من النار

بچیوں کی وجہ سے مشکل جہنم سے بچاؤ ہے

١٩٨٣: عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَتْ: جَاءَتْنِي امْرَأَةٌ وَمَعَهَا ابْنَتَانِ لَهَا، فَسَأَلَتْنِي، فَلَمْ تَجِدْ عِنْدِي غَيْرَ تَمْرَةٍ وَاحِدَةٍ، فَأَعْطَيْتُهَا إِيَّاهَا، فَأَخَذَتْهَا، فَقَسَمَتْهَا بَيْنَ ابْنَتَيْهَا، وَلَمْ تَأْكُلْ مِنْهَا شَيْئًا، ثُمَّ قَامَتْ فَخَرَجَتْ وَابْنَتَاهَا، فَدَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ ﷺ، فَحَدَّثْتُهُ حَدِيثَهَا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَنِ ابْتُلِيَ مِنْ [هٰذِهِ] الْبَنَاتِ بِشَيْءٍ فَأَحْسَنَ إِلَيْهِنَّ، فَحَدَّثْتُهُ حَدِيثَهَا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَنِ ابْتُلِيَ مِنْ [هٰذِهِ] الْبَنَاتِ بِشَيْءٍ فَأَحْسَنَ إِلَيْهِنَّ، كُنَّ لَهُ سِتْرًا مِنَ النَّارِ)).

[الصحيحة:٣١٤٣]

زوجہ رسول سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ دو بچیوں کے ہمراہ ایک عورت آئی اور مجھ سے سوال کیا' اس کے لئے میرے پاس صرف ایک کھجور تھی' میں نے وہ اسے دے دی۔ اس نے پکڑی اور دو بیٹیوں میں تقسیم کر دی اور خود نہ کھائی اور بیٹیوں کو لے کر چلی گئی۔ نبی ﷺ میرے پاس آئے اور میں نے ساری بات ان کو بتلائی۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس کو ان بیٹیوں کے ذریعے آزمایا جائے اور وہ ان سے حسنِ سلوک سے پیش کرے تو وہ اس کے لئے جہنم سے آڑ ثابت ہوں گی۔''

تخریج: الصحیحة ۳۱۴۳۔ بخاری (۱۴۱۸'۵۹۹۵)' والادب المفرد (۱۳۲)' مسلم (۲۶۲۹)' ترمذی (۱۹۱۶'۱۹۱۸)۔

فوائد: اگر اللہ تعالی کسی جوڑے کے حق میں بیٹیوں کا فیصلہ کر دے' تو وہ اسی میں سعادت سمجھیں اور ان کی تعلیم و تربیت پر مکمل توجہ دیں۔

ذنب اتيان النساء في أعجازهن

غیر فطری جماع کرنے کا گناہ

١٩٨٤: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوعًا: ((مَنْ أَتَى النِّسَاءَ فِي أَعْجَازِهِنَّ فَقَدْ كَفَرَ)).

[الصحيحة:٣٣٧٨]

سیدنا ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے عورتوں سے غیر فطری جماع کیا' اس نے کفر کیا۔''

تخریج: الصحیحة ۳۳۷۸- طبرانی فی الاوسط (۹۱۷۵)' نسائی فی الکبری (۹۰۱۸'۹۰۱۹)' بمعناه-

باب: فضل الاستعفاف و الاستغناء عن السؤال

باب: سوال کرنے سے رکنے اور بچنے کی فضیلت

۱۹۸۵: عَنْ رَجُلٍ مِنْ مُزَيْنَةَ، أَنَّهُ قَالَتْ لَهُ أُمُّهُ: أَلَا تَنْطَلِقُ فَتَسْأَلُ رَسُوْلَ اللّٰهِ كَمَا يَسْأَلُهُ النَّاسُ؟ فَانْطَلَقْتُ أَسْأَلُهُ، فَوَجَدْتُهُ قَائِماً يَخْطُبُ، وَهُوَ يَقُوْلُ: ((مَنِ اسْتَعَفَّ أَعَفَّهُ اللّٰهُ، وَمَنِ اسْتَغْنٰى أَغْنَاهُ اللّٰهُ، وَمَنْ سَأَلَ النَّاسَ وَلَهُ عَدْلُ خَمْسِ أَوَاقٍ، فَقَدْ سَأَلَ إِلْحَافاً)) فَقُلْتُ بَيْنِي وَبَيْنَ نَفْسِي: لَنَاقَةٌ لَهُ هِيَ خَيْرٌ مِنْ خَمْسِ أَوَاقٍ وَلِغُلَامِهِ نَاقَةٌ أُخْرٰى هِيَ خَيْرٌ مِنْ خَمْسِ أَوَاقٍ، فَرَجَعْتُ وَلَمْ أَسْأَلْهُ۔ [الصحيحة:٢٣١٤]

مزنی قبیلے کے ایک آدمی کو اس کی ماں نے کہا: کیا تو رسول اللہ ﷺ کے پاس نہیں جاتا' تا کہ ان سے کچھ مانگ لائے' جیسا کہ لوگ ان سے سوال کرتے رہتے ہیں؟ میں کچھ مانگنے کے لئے چلا گیا' میں نے دیکھا کہ آپ لوگوں سے خطاب کر رہے تھے اور فرما رہے تھے: ''جس نے پاکدامنی اختیار کی تو اللہ تعالی اسے پاکدامن کر دے گا اور جس نے (لوگوں سے) بے نیاز ہونا چاہا' اللہ اسے بے نیاز کر دے گا۔ (یاد رکھو کہ) جس کے پاس پانچ اوقیے ہوں اور وہ پھر بھی سوال کرے تو اس کا سوال اصرار اً ہوگا۔'' میں نے اپنے دل میں ہی کہا: ہماری اونٹنی پانچ اوقیوں سے تو بہتر ہے اور ایک اونٹنی میرے غلام کی بھی ہے وہ بھی پانچ اوقیوں سے بہتر ہے۔ اس بناء پر میں لوٹ آیا اور آپ ﷺ سے کچھ نہ مانگا۔

تخریج: الصحیحة ۲۳۱۴- احمد (۷/ ۱۳۸)' طحاوی فی شرح المشکل (۱/ ۲۰۴'۲۰۵) وفی شرح المعانی (۳/ ۲۷۳)۔

فوائد: جس کے پاس دوسو درہم ہوں وہ لوگوں سے سوال مت کرے۔ یہ قانون علی الاطلاق نہیں' بلکہ مقید ہے' یعنی جس آدمی کی زندگی کے اخراجات دوسو درہموں کے ساتھ پورے ہو سکتے ہوں' وہ کسی صورت میں سوال نہ کرے' مثلاً ایک مزدور جو روزانہ آٹھ نو درہم کماتا ہے اور اس کے پاس دوسو درہم موجود بھی ہوں تو وہ لوگوں سے بھیک نہیں مانگ سکتا' یہی معاملہ چھابڑی فروشوں اور معمولی درجے کے دوکانداروں کا ہے۔ لیکن ایک آدمی کے پاس رہنے کے لئے گھر اور دودھ کے لئے بکری موجود ہے' مگر ان دو چیزوں سے اس کے گھر کے اخراجات کا سلسلہ تو جاری نہیں رہ سکتا' حالانکہ اسے دوسو درہم سے زیادہ مال کی ملکیت حاصل ہے' لہذا وہ لوگوں سے سوال کر سکتا ہے۔ ماحصل یہ ہے کہ جس کی گزر اوقات دوسو درہم یا اتنی قیمت کے مال سے ہو سکتی ہو' وہ دوسروں کے سامنے دستِ سوال نہیں پھیلا سکتا اور اتنے مال سے جس کے روزمرہ کے معمولات کا انتظام نہیں ہو سکتا تو وہ حالات کی بہتری تک لوگوں سے مال و دولت کا سوال کر سکتا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ایک اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے۔ پانچ اوقیے دوسو درہم بنتے ہیں۔

من اماثل اعمالكم اتيان الحلال

حلال چیز کو استعمال کرنا تمہارے افضل اعمال میں سے ہے

۱۹۸۶: عَنْ أَبِي كَبْشَةَ الْأَنْمَارِيِّ، قَالَ: كَانَ

سیدنا ابوکبشہ انماری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ میں

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ جَالِساً فِي أَصْحَابِهِ، فَدَخَلَ، ثُمَّ خَرَجَ وَقَدِ اغْتَسَلَ فَقُلْنَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَدْ كَانَ شَيْءٌ؟ قَالَ: ((أَجَلْ مَرَّتْ بِي فُلَانَةٌ فَوَقَعَ فِي قَلْبِي شَهْوَةُ النِّسَاءِ، فَأَتَيْتُ بَعْضَ أَزْوَاجِي، فَأَصَبْتُهَا، فَكَذٰلِكَ فَافْعَلُوا فَإِنَّهُ ((مِنْ أَمَاثِلِ أَعْمَالِكُمْ إِتْيَانُ الْحَلَالِ)). [الصحيحة:٤٤١]

تشریف فرما تھے۔ آپ گھر چلے گئے اور غسل کر کے باہر تشریف لائے۔ ہم نے پوچھا: اے اللہ کے رسول کچھ ہوا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں' جب فلاں عورت میرے پاس سے گزری تو میرے دل میں عورتوں کی طلب پیدا ہوئی۔ اس لئے میں اپنی بیوی کے پاس گیا اور اپنی حاجت پوری کی۔ تم بھی ایسے کیا کرو' کیونکہ حلال چیز کو استعمال کرنا افضل عمل ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۴۴۱۔ احمد (۴/ ۲۳۱)' ابو نعیم فی الحلیة (۲/ ۲۰)' بخاری فی التاریخ (۶/ ۱۳۹)۔

ذنب الخبب

بھڑکانے کا گناہ

۱۹۸۷: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ خَبَّبَ خَادِمًا عَلٰى أَهْلِهَا فَلَيْسَ مِنَّا، وَمَنْ أَفْسَدَ امْرَأَةً عَلٰى زَوْجِهَا، فَلَيْسَ مِنَّا)). [الصحيحة:٣٢٤]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے کسی خادم کو اس کے مالکوں کے خلاف بھڑکایا' وہ ہم میں سے نہیں ہے اور جس نے کسی خاوند کے حق میں اس کی بیوی کو بگاڑا' وہ بھی ہم سے نہیں ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۳۲۴۔ احمد (۲/ ۳۹۷)' ابو داؤد (۵۱۷۰)' ابن حبان (۵۶۸)' من طریق آخر۔

فوائد: حدیث میں جن دو گناہوں کی نشاندہی کی گئی ہے' وہ کسی گھرانے میں فساد ڈالنے کے لئے کافی ہیں۔ ہمیں چاہئے کہ کسی شادی شدہ عورت کے ساتھ مل کر اس کے خاوند پر ناقدانہ بحث نہ کریں' تا کہ اس کے دل میں خاوند کا احترام برقرار رہے۔

فضل اغنياء اليتيم

یتیم کو غنی کرنے کی فضیلت

۱۹۸۸: عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ مَرْفُوْعاً: ((مَنْ ضَمَّ يَتِيماً لَهُ أَوْ لِغَيْرِهِ حَتّٰى يُغْنِيَهُ اللّٰهُ عَنْهُ، وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ)). [الصحيحة:٢٨٨٢]

سیدنا عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس نے اپنے یا کسی دوسرے آدمی کے یتیم بچے کو اپنے ساتھ ملا لیا اور اسے غنی کر دیا تو اس کے لئے جنت واجب ہو جاتی ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۲۸۸۲۔ طبرانی فی الاوسط (۵۳۳۱)' بھذا للفظ' ابن المبارک فی الزھد (۵۷۵)' احمد (۴/ ۳۴۴)' عن عمرو بن مالک رضی اللہ عنہ۔

فوائد: یتیم کی کفالت کرنا باعثِ اجر و ثواب عمل ہے۔ سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: انا وكافل اليتيم فى الجنة هكذا...... واشار بالسبابة والوسطى وفرّج بينهما۔ [بخاری] یعنی: میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا جنت میں اس طرح ہوں گے۔ یہ فرماتے ہوئے آپ ﷺ نے شہادت والی اور درمیانی انگلی کے ساتھ اشارہ کیا اور ان میں فاصلہ کیا۔

فضل عيالة البنات و أخوات

بہنوں بیٹیوں کی پرورش کرنے کی فضیلت

١٨٨٩: عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ عَالَ ابْنَتَيْنِ أَوْ ثَلَاثَ بَنَاتٍ، أَوْ أُخْتَيْنِ أَوْ ثَلَاثَ أَخَوَاتٍ، حَتّٰى يَمُتْنَ (وَفِي رِوَايَةٍ وَفِي أُخْرٰى: يَبْلُغْنَ) أَوْ يَمُوتُ عَنْهُنَّ كُنْتُ أَنَا وَهُوَ كَهَاتَيْنِ، وَأَشَارَ بِأُصْبُعَيْهِ السَّبَّابَةَ وَالْوُسْطٰى)). [الصحيحة:٢٩٦]

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے دو یا تین بیٹیوں یا دو یا تین بہنوں کی پرورش کی' حتی کہ وہ فوت ہو گئیں (اور ایک روایت میں ہے: حتی کہ وہ دور ہو گئیں اور ایک روایت ہے: حتی کہ وہ بالغ ہو گئیں) یا وہ خود فوت ہو گیا' تو میں اور وہ ان دو انگلیوں کی طرح ہوں گے۔'' پھر آپ ﷺ نے شہادت والی اور درمیانی انگلی کے ساتھ اشارہ کیا۔

تخریج: الصحیحة ۲۹۶۔ احمد ۳۰/ ۱۴۷'۱۴۸)' ابن حبان (۴۴۷)' ابن ابی الدنیا فی العیال (۱۱۰)۔

باب: فضل اعالة البنات

باب: بچیوں کی پرورش کرنے کی فضیلت

١٩٩٠: عَنْ جَابِرٍ مَرْفُوعاً: ((مَنْ عَالَ ثَلَاثاً مِنْ بَنَاتٍ يَكْفِيهِنَّ وَيَرْحَمُهُنَّ، وَيَرْفُقُ بِهِنَّ فَهُوَ فِي الْجَنَّةِ)). [الصحيحة:٢٤٩٢]

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس نے تین بیٹیوں کی پرورش اس طرح کی کہ انھیں کفایت کرتا رہا' ان پر رحم کرتا رہا اور ان کے ساتھ نرمی کرتا رہا تو وہ جنت میں ہوگا۔''

تخریج: الصحیحة ۲۴۹۲۔ ابو یعلی (۲۲۱۴)' ابن ابی شیبة (۸/ ۳۶۲)' احمد (۳/ ۳۰۳)' الادب المفرد (۷۸)' البزار (الکشف: ۱۹۰۸)۔

١٩٩١: عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ عَالَ جَارِيَتَيْنِ حَتّٰى تَبْلُغَا، جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَنَا وَهُوَ وَضَمَّ أَصَابِعَهُ)). [الصحيحة:٢٩٧]

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے دو بچیوں کی ان کے بالغ ہونے تک پرورش کی' تو میں اور وہ قیامت کے دن اس طرح آئیں گے۔'' پھر آپ ﷺ نے قربت کی وضاحت کرتے ہوئے اپنی انگلیوں کو ملایا۔

تخریج: الصحیحة ۲۹۷۔ مسلم (۲۶۳۱)' ترمذی (۱۹۱۴)' الادب المفرد (۸۹۴)' ابن ابی شیبة (۸/ ۳۶۴)۔

باب: فضل تربية البنات والاحسان اليهن

باب: بچیوں کی تربیت اور ان سے اچھا سلوک کرنے کی فضیلت

١٩٩٢: عَنْ أَنَسٍ مَرْفُوعاً: ((مَنْ كَانَ لَهُ أُخْتَانِ أَوِ ابْنَتَانِ ، فَأَحْسَنَ إِلَيْهِمَا مَا صَحِبَتَاهُ، كُنْتُ أَنَا وَهُوَ فِي الْجَنَّةِ كَهَاتَيْنِ، وَقَرَنَ بَيْنَ إِصْبَعَيْهِ)). [الصحيحة: ١٠٢٦]

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس کی دو بہنیں یا دو بیٹیاں ہوں اور وہ ان کے ساتھ حسنِ سلوک سے پیش آئے جب تک وہ اس کے ساتھ رہیں' تو میں اور وہ اس طرح جنت میں (ایک دوسرے کے قریب) ہوں گے۔'' پھر آپ ﷺ نے وضاحت کرتے ہوئے اپنی دو انگلیوں کو ملایا۔

تخریج: الصحیحة ۱۰۲۶۔ خطیب فی تاریخه (۸/ ۲۸۴'۲۸۵)' ابن ابی شیبة (۸/ ۳۶۳) من طریق آخر۔

باب: فضل تربية البنات

باب: بچیوں کی پرورش کی فضیلت

۱۹۹۳: عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ:((مَنْ كَانَ لَهُ ثَلَاثُ بَنَاتٍ، فَصَبَرَ عَلَيْهِنَّ وَأَطْعَمَهُنَّ وَسَقَاهُنَّ وَكَسَاهُنَّ مِنْ جِدَّتِهِ كُنَّ لَهُ حِجَاباً مِنَ النَّارِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)). [الصحيحة:٢٩٤]

سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''جس کی تین بیٹیاں ہوں اور وہ ان پر صبر کرے اور محنت وکوشش کر کے ان کو کھلائے' پلائے اور انھیں پہنائے' تو وہ روزِ قیامت اس کے لئے آگ سے آڑ ثابت ہوں گی۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۹۴۔ ابن ماجہ (۳۶۶۹)' الادب المفرد (۷۵)' احمد ۴/ ۱۵۴۔

۱۹۹۴: عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ كَانَ لَهُ ثَلَاثُ بَنَاتٍ يُؤْوِيْهِنَّ وَيَكْفِيْهِنَّ وَيَرْحَمُهُنَّ فَقَدْ وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ أَلْبَتَّةَ. فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ بَعْضِ الْقَوْمِ: وَثِنْتَيْنِ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ:وَثِنْتَيْنِ)). [الصحيحة: ١٠٢٧]

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس کی تین بیٹیاں ہوں' وہ ان کی رہائش کا بندوبست کرے ان کی ضروریات پوری کرے اور ان پر رحم وکرم کرے تو اس کے لئے ہر صورت میں جنت واجب ہو جائے گی۔'' کسی ایک آدمی نے کہا: اور دو بیٹیاں' اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے فرمایا: ''اور دو بھی۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۰۲۷۔ الادب المفرد (۷۸)' احمد (۳/ ۳۰۳)' تقدم برقم (۱۹۹۰)۔

۱۹۹۵: عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ كَانَ لَهُ ثَلَاثُ بَنَاتٍ أَوْ ثَلَاثُ أَخَوَاتٍ فَاتَّقَى اللّٰهَ وَأَقَامَ عَلَيْهِنَّ، كَانَ مَعِيَ فِي الْجَنَّةِ هٰكَذَا وَأَوْمٰى بِالسَّبَاحَةِ وَالْوُسْطٰى)) [الصحيحة:٢٩٥]

سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس کی تین بیٹیاں یا تین بہنیں ہوں اور وہ (ان کے بارے میں) اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہے اور ان کی نگہداشت کرتا رہے تو میں اور وہ جنت میں اس طرح (قریب) ہوں گے۔'' پھر آپ نے شہادت والی اور درمیانی انگلی کے ساتھ اشارہ کیا۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۹۵۔ ابو یعلی (۳۴۴۸)' احمد (۳/ ۱۵۶)' بخاری فی التاریخ (۱/ ۸۳'۸۴)۔

۱۹۹۶: عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ كُنَّ لَهُ ثَلَاثُ بَنَاتٍ يُؤْوِيْهِنَّ وَيَرْحَمُهُنَّ وَيَكْفُلُهُنَّ وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ أَلْبَتَّةَ. قِيْلَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! فَإِنْ كَانَتْ اِثْنَتَيْنِ؟ قَالَ: وَإِنْ كَانَتِ اثْنَتَيْنِ، قَالَ: فَرَأٰى بَعْضُ الْقَوْمِ أَنْ لَوْ قَالُوْا لَهُ:وَاحِدَةً؟ لَقَالَ:وَاحِدَةٌ)).

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس آدمی کی تین بیٹیاں ہوں اور وہ ان کی رہائش کا انتظام کرے' ان پر رحم کرے اور ان کی کفالت کرے تو اس کے لئے حتماً جنت واجب ہو جائے گی۔'' کہا گیا: اے اللہ کے رسول! اگر دو بیٹیاں ہوں تو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر چہ دو ہوں۔'' بعض لوگوں کو یہ خیال تھا کہ اگر آپ سے ایک بیٹی کے بارے میں

[الصحيحة: ٢٦٧٩]

پوچھا جاتا تو آپ فرما دیتے: اگرچہ ایک ہو۔

تخریج: الصحیحة ۲۶۷۹۔ احمد (۳/ ۳۰۳)' تقدم برقم (۱۹۹۰'۱۹۹۴)۔

فضل بعض الاعمال

کچھ اعمال کی فضیلت کا بیان

١٩٩٧: عَنْ أَبِي أُمَامَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ عَبَسَةَ السُّلَمِيِّ قَالَ: قُلْتُ: حَدِّثْنَا حَدِيثًا سَمِعْتَهُ مِن رَّسُوْلِ اللّٰهِ لَيْسَ فِيْهِ انْتِقَاصٌ وَلَا وَهْمٌ،قَالَ: سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ: ((١. مَنْ وُلِدَ لَهُ ثَلَاثَةُ أَوْلَادٍ فِي الْإِسْلَامِ فَمَاتُوْا قَبْلَ أَن يَّبْلُغُوا الْحِنْثَ، أَدْخَلَهُ اللّٰهُ. عَزَّوَجَلَّ. الْجَنَّةَ بِرَحْمَتِهِ إِيَّاهُمْ. ٢. وَمَنْ شَابَ شَيْبَةً فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ. عَزَّوَجَلَّ، كَانَتْ لَهُ نُوْرٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.٣.وَمَنْ رَمَى بِسَهْمٍ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ. عَزَّوَجَلَّ. بَلَغَ بِهِ الْعَدُوَّ أَصَابَ أَوْ أَخْطَاءَ كَانَ لَهُ كَعَدْلِ رَقَبَةٍ. ٤.وَمَنْ أَعْتَقَ رَقَبَةً مُؤْمِنَةً أَعْتَقَ اللّٰهُ بِكُلِّ عُضْوٍ مِّنْهَا عُضْوًا مِنْهُ مِنَ النَّارِ. ٥. وَمَنْ أَنْفَقَ زَوْجَيْنِ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ. عَزَّوَجَلَّ. فَإِنَّ لِلْجَنَّةِ ثَمَانِيَةَ أَبْوَابٍ يَدْخِلُهُ اللّٰهُ. عَزَّوَجَلَّ. مِنْ أَيِّ بَابٍ شَاءَ مِنْهَا الْجَنَّةَ)).[الصحيحة: ٢٤٩١]

ابوامامہ کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا عمرو بن عبسہ سلمی رضی اللہ عنہ سے کہا: مجھے کوئی حدیث' جس میں کمی ہو نہ وہم' بیان کریں' جو آپ نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہو۔ انھوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''(۱) اسلام میں جس کے تین بچے پیدا ہوں اور وہ بالغ ہونے سے پہلے فوت ہو جائیں تو اللہ ایسے آدمی کو ان پر رحمت کرنے کے سبب جنت میں داخل کرے گا۔ (۲) جو اللہ کے راستے میں بوڑھا ہو گیا تو یہ عمل اس کے لئے روزِ قیامت نور ثابت ہو گا۔ (۳) جس نے اللہ کے راستے میں کوئی تیر پھینکا' وہ دشمن کو لگے یا نہ لگے تو یہ عمل ایک غلام آزاد کرنے کے ثواب کے برابر ہو گا۔ (۴) جس نے مسلمان غلام آزاد کیا' اللہ تعالیٰ (آزاد شدہ کے) ہر ایک عضو کے بدلے (آزاد کنندہ کے) ہر ایک عضو کو آگ سے آزاد کر دے گا۔ (۵) جس نے اللہ تعالیٰ کے راستے میں (مال کی کسی قسم سے) ایک جوڑا خرچ کیا تو وہ جنت' جس کے آٹھ دروازے ہیں' کے جس دروازے سے چاہے' اللہ تعالیٰ اسے داخل کرے گا۔''

تخریج: الصحیحة ۲۴۹۱۔ احمد (۴/ ۳۸۶)' سعید بن منصور (۲۴۱۹) بتمامه۔

فوائد: جوڑا خرچ کرنے سے مراد یہ ہے کہ اگر اونٹوں کا صدقہ کریں تو دو اونٹ اور اگر گائیوں کا صدقہ کریں تو دو گائیوں کا صدقہ کرے۔ علی ہذا القیاس۔

لا يجتمع الملاعنان ابدًا

دو لعان کرنے والے کبھی بھی جمع نہیں ہو سکتے

١٩٩٨: قَالَ ﷺ: ((الْمُتَلَاعِنَانِ إِذَا تَفَرَّقَا لَا يَجْتَمِعَانِ أَبَدًا)) وَرَدَ مِنْ حَدِيْثِ ابْنِ عُمَرَ، وَسَهْلِ بْنِ سَعْدٍ وَعَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ، وَعَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ۔ [الصحيحة: ٢٤٦٥]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لعان کرنے والے (میاں بیوی) جب جدا ہو جائیں گے تو کبھی (نکاح میں) جمع نہیں ہو سکیں گے۔'' یہ حدیث سیدنا ابن عمر' سیدنا سہل بن سعد' سیدنا عبداللہ بن مسعود اور سیدنا علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۴۶۵۔ (۱) ابن عمر: بیہقی (۷/ ۴۰۹) تعلیقاً۔ (۲) کھل بن سعد: ابو داؤد (۲۲۵۰)، بیہقی (۷/ ۴۴۰)۔ (۳) ابن مسعود و علی رضی اللہ عنہ: عبدالرزاق (۱۲۴۳۴، ۱۲۴۳۶)، بیہقی (۷/ ۴۱۰)۔

فوائد: لعان: اس کی صورت یہ ہے کہ شوہر اپنی بیوی پر زنا کی تہمت لگائے اور چار گواہ پیش نہ کر سکے، جبکہ اس کی بیوی انکار کرنے پر مصر ہو، تو پھر ایسا شوہر عدالت میں چار مرتبہ اللہ تعالیٰ کی قسم اٹھا کر گواہی دے کہ وہ سچا ہے اور پانچویں مرتبہ کہے کہ اگر وہ جھوٹا ہوا تو اس پر اللہ کی لعنت ہو، پھر جواباً بیوی چار مرتبہ اللہ کی قسم اٹھا کر گواہی دے کہ اس کا شوہر جھوٹا ہے اور پانچویں مرتبہ کہے کہ اگر وہ سچا ہے تو مجھ پر اللہ کا غضب ہو۔ ایسی صورت میں وہ دونوں زنا کی حدّ سے بچ جائیں گے اور ہمیشہ کے لئے ایک دوسرے سے جدا ہو جائیں گے، ان کے مابین کبھی رجوع نہ ہو سکے گا۔

كراهة الخلعة

خلع لینے کی کراہت کا بیان

۱۹۹۹: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((الْمُخْتَلِعَاتُ وَالْمُنْتَزِعَاتُ هُنَّ الْمُنَافِقَاتُ)). [الصحيحة:٦٣٢]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”(خاوندوں سے) خلع لینے والی اور الگ ہونے والی عورتیں منافق ہیں۔“

تخریج: الصحیحۃ ۶۳۲۔ نسائی (۳۴۶۱)، احمد (۲/ ۴۱۴)، بیہقی (۷/ ۳۱۶)۔

فوائد: منافق سے مراد یہ ہے کہ وہ اپنے آپ کو بظاہر خاوند کا مطیع ثابت کرتی ہے، لیکن اندرونِ خانہ نافرمان ہے۔

خلع: عورت کا مہر میں وصول کی ہوئی رقم شوہر کو واپس کر کے اس سے علیحدگی اختیار کرنا خلع کہلاتا ہے۔

شریعت نے جہاں مرد کو طلاق کا حق دیا، وہاں ناسازگار حالات کا خیال رکھتے ہوئے عورت کو خلع کا حق دیا، لیکن یہ تنبیہ بھی کر دی کہ جو عورتیں کسی معقول وجہ کے بغیر خاوند سے علیحدہ ہونے کا مطالبہ کرتی ہیں، ان پر جنت کی خوشبو بھی حرام ہو جاتی ہے۔ [ابوداود، ترمذی، ابن ماجہ]

المراة احق بولدها مالم تزوج

عورت جب تک شادی نہ کرے بچے کی زیادہ حق دار ہے

۲۰۰۰: عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو: أَنَّ امْرَأَةً خَاصَمَتْ زَوْجَهَا فِي وَلَدِهَا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((الْمَرْأَةُ أَحَقُّ بِوَلَدِهَا مَالَمْ تَزَوَّجْ)). [الصحيحة:٣٦٨]

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت نے اپنے بچے کے بارے میں اپنے خاوند سے جھگڑا کیا، نبی ﷺ نے فرمایا: ”عورت اس بچے کی زیادہ حقدار ہے، جب تک (آگے نئی) شادی نہ کر لے۔“

تخریج: الصحیحۃ ۳۶۸۔ دار قطنی (۳/ ۳۰۵)، ابو داؤد (۲۲۷۶)، احمد (۲/ ۱۸۲، ۲۰۳)، حاکم (۲/ ۲۰۷)۔

فوائد: جب میاں بیوی میں جدائی ہو جائے اور ان کی اولاد بھی ہو تو بچوں کے سن تمیز تک پہنچنے سے پہلے اگر عورت دوسرا نکاح نہیں کرتی تو وہی بچوں کی مستحق ہوگی۔ جب بچے سن شعور اور سن تمیز کو پہنچیں گے تو انھیں ماں باپ کے درمیان اختیار دیا جائے گا، اگر اختیار

ممکن نہ ہو تو ماں باپ کے درمیان قرعہ ڈالا جائے گا۔

المرأة عورة

عورت چھپانے کی چیز ہے

٢٠٠١: عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ [بْنِ عُمَرَ] عَنْ أَبِيهِ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((الْمَرْأَةُ عَوْرَةٌ، وَإِنَّهَا إِذَا خَرَجَتْ اسْتَشْرَفَهَا الشَّيْطَانُ، وَإِنَّهَا لَاتَكُونُ أَقْرَبَ إِلَى اللّٰهِ مِنْهَا فَعْرِبَيْتِهَا)).

[الصحيحة:٢٦٨٨]

سالم بن عبداللہ بن عمر اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عورت پردہ ہے۔ جب وہ باہر نکلتی ہے تو اس پر شیطان جھانکتا ہے اور یہ اس وقت اللہ کے زیادہ قریب ہوتی ہے جب وہ گوشہ نشینی میں ہوتی ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۶۸۸۔ طبرانی فی الاوسط (۲۹۱۱)۔

فوائد: عورت کو چاہئے کہ وہ اشد ضرورت کے بغیر اپنے گھر سے باہر نہ نکلے۔

المراة تكون بأخر الزوج في الآخرة

عورت اپنے آخری شوہر کے ساتھ ہوگی آخرت میں

٢٠٠٢: عَنْ مَيْمُونِ بْنِ مِهْرَانَ قَالَ: خَطَبَ مُعَاوِيَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ۔ أُمَّ الدَّرْدَاءَ فَأَبَتْ أَنْ تَزَوَّجَهُ وَقَالَتْ: سَمِعْتُ أَبَا الدَّرْدَاءَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((الْمَرْأَةُ فِي آخِرِ أَزْوَاجِهَا أَوْ قَالَ: لِآخِرِ أَزْوَاجِهَا)) أَوْ كَمَا قَالَتْ۔ وَلَسْتُ أُرِيدُ بِأَبِي الدَّرْدَاءِ بَدَلًا۔ [الصحيحة: ١٢٩١]

میمون بن مہران کہتے ہیں کہ سیدنا معاویہ ﷺ نے سیدہ ام درداء کو نکاح کا پیغام بھیجا، انھوں نے ان سے شادی کرنے سے انکار کر دیا اور کہا: میں نے ابودرداء ﷺ سے سنا اور انھوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عورت (جنت میں) اپنے آخری خاوند کے ساتھ ہوگی۔'' اور میں سیدنا ابودرداء ﷺ کے عوض کسی کو نہیں چاہتی۔

تخریج: الصحیحۃ ۱۲۹۱۔ ابو علی الحرانی فی تاریخ الرقۃ (۳/ ۳۹/ ۲)، ابو الشیخ فی الطبقات (۸۰۶)، طبرانی فی الاوسط (۳۱۵۴)۔

فوائد: اگر ایک عورت اپنی زندگی میں بعض وجوہات کی بنا پر ایک سے زائد شادیاں کرتی ہیں تو وہ جنت میں اپنے آخری خاوند کے ساتھ رہے گی۔

احتياط التكلم بالنساء

عورت سے کلام کرنے میں احتیاط کرنا

٢٠٠٣: عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ: ((نَهَى ﷺ عَنْ أَنْ تُكَلَّمَ النِّسَاءُ (يَعْنِي: فِي بُيُوتِهِنَّ) إِلَّا بِإِذْنِ أَزْوَاجِهِنَّ)).

[الصحيحة:٦٥٢]

سیدنا علی بن ابو طالب ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خاوندوں کی اجازت کے بغیر عورتوں سے (ان کے گھروں میں) گفتگو کرنے سے منع فرمایا۔

تخریج: الصحیحۃ ۶۵۲۔ الخرائطی فی مکارم الاخلاق (۸/ ۲۳۰/ ۲)، احمد (۴/ ۱۹۸)، ترمذی (۲۷۷۹)، من طریق آخر وفیہ ذکر دخول علی النساء۔

فوائد: اگر شادی شدہ عورتوں سے کوئی گفتگو کرنی ہو تو پہلے ان کے خاوندوں کو آگاہ کر کے ان سے اجازت لی جائے۔

باب: تحريم متعة النكاح الى الابد

٢٠٠٤: عَنِ الرُّبَيِّعِ بْنِ سَبْرَةَ الْجُهَنِيِّ، عَنْ أَبِيهِ: ((نَهٰى ﷺ عَنِ الْمُتْعَةِ [زَمَانَ الْفَتْحِ مُتْعَةَ النِّسَاءِ] وَقَالَ: أَلَا إِنَّهَا حَرَامٌ مِنْ يَوْمِكُمْ هٰذَا إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ)).

باب: نکاح متعہ کا ہمیشہ کے لیے حرام ہونے کا بیان

ربیع بن سبرہ جہنی اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے (فتح مکہ کے دوران عورتوں سے) نکاح متعہ کرنے سے منع کیا اور فرمایا: ''آگاہ ہو جاؤ! یہ آج سے روزِ قیامت تک حرام ہے۔''

تخريج: الصحيحة ۱۰۱۰۔ مسلم (۱۴۰۶)' الباغندى فى سند عمر (ص:۱۲)۔

فوائد: کسی عورت سے ایک مقررہ مدت تک نکاح کر لینے کو متعہ کہتے ہیں۔ جو ابتدائے اسلام میں جائز تھا' لیکن فتح مکہ کے موقع پر روزِ قیامت تک حرام ہو گیا۔

باب: تحريم متعة النكاح الى الابد

٢٠٠٥: عن الرُّبَيِّعِ بْنِ سَبْرَةَ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنِ الْمُتْعَةِ وَقَالَ: ((أَلَا إِنَّهَا حَرَامٌ مِن يَّوْمِكُمْ هٰذَا إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَمَنْ كَانَ أَعْطٰى شَيْئًا، فَلَا يَأْخُذْهُ)).

[الصحيحة:٣٨١]

باب:

ربیع بن سبرہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے متعہ سے منع کیا اور فرمایا: ''خبردار! یہ آج سے قیامت کے دن تک حرام ہے اور جو کوئی (اس نکاح کے لئے کسی عورت کو جو کچھ) دے چکا ہے' وہ واپس نہ لے۔''

تخريج: الصحيحة ۳۸۱۔ انظر الحديث السابق۔

تحريم محاشي النساء

٢٠٠٦: عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ: ((نَهٰى ﷺ عَنْ مَحَاشِي النِّسَاءِ)).

عورتوں سے غیر فطرتی جماع کی حرمت کا بیان

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عورتوں سے غیر فطری جماع کرنے سے منع فرمایا۔

تخريج: الصحيحة ۲۳۹۹۔ طبرانى فى الاوسط (۷۷۱۸)۔

باب: الامر بالزواج اذا استطاع والابالصوم

٢٠٠٧: عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((النِّكَاحُ مِنْ سُنَّتِي، فَمَنْ لَمْ يَعْمَلْ بِسُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي، وَتَزَوَّجُوا، فَإِنِّي مُكَاثِرٌ

باب: استطاعت ہونے کی صورت میں شادی کا حکم یا پھر روزے رکھنا

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نکاح میری سنت ہے' جو میری سنت پر عمل نہیں کرے گا وہ مجھ سے نہیں ہوگا۔ تم لوگ شادیاں کرو' میں تمھاری تعداد کی بناء پر

بِكُمُ الْأُمَمَ، وَمَنْ كَانَ ذَا طُوْلٍ فَلْيَنْكِحْ، وَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَعَلَيْهِ بِالصِّيَامِ، فَإِنَّ الصَّوْمَ لَهُ وِجَاءٌ)). [الصحيحة:٢٣٨٣]

سابقہ امتوں سے کثرت و زیادتی تعداد میں مقابلہ کروں گا۔ جس کے پاس وسعت ہو وہ نکاح کر لے اور جس کے پاس وسعت نہ ہو وہ روزے رکھے کیونکہ روزہ شہوت کو توڑ دیتا ہے۔"

تخریج: الصحیحة ۲۳۸۳- ابن ماجه (۱۸۴۶) وللحدیث شواهد۔

فوائد: جہاں نفلی روزہ عظیم اجر و ثواب کا باعث بنتا ہے وہاں اس سے شادی کی خواہش میں کمی آجاتی ہے اور بندہ بے راہ روی کا شکار نہیں ہوتا۔

باب: تحريم متعة النكاح

باب: نکاح متعہ کی حرمت کا بیان

٢٠٠٨: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ لَمَّا خَرَجَ نَزَلَ ثَنِيَّةَ الْوَدَاعِ، فَرَأَى مَصَابِيْحَ، وَسَمِعَ نِسَاءً يَبْكِيْنَ، فَقَالَ: ((مَاهٰذَا؟)) فَقَالُوْا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! نِسَاءٌ كَانُوْا تَمَتَّعُوْا مِنْهُمْ أَزْوَاجُهُنَّ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((هَدِمَ. أَوْ قَالَ: حَرَّمَ. الْمُتْعَةَ: النِّكَاحُ، وَالطَّلَاقُ، وَالْعِدَّةُ وَالْمِيْرَاثُ)).

[الصحيحة:٢٤٠٢]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب نبی ﷺ نکلے تو ثنیۃ الوداع میں پڑاؤ ڈالا۔ آپ نے کچھ چراغ دیکھے اور بعض عورتوں کے رونے کی آوازسنی اور پوچھا: "یہ کیا ہے؟" انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول یہ عورتیں ہیں جن سے ان کے خاوندوں نے نکاحِ متعہ کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "نکاح، طلاق، عدت اور میراث نے متعہ کو منہدم یا حرام قرار دیا ہے۔"

تخریج: الصحیحة ۲۴۰۲- ابن حبان (۴۱۴۹)، دارقطنی (۳/ ۲۵۹)، بیهقی (۷/ ۲۰۷)۔

باب: امره ﷺ ازواجه بلزوم البيت بعد حجتهن معه

باب: امہات المؤمنین کے لیے نبی کریم ﷺ کے ساتھ حج کے بعد گھروں میں رہنے کا حکم

٢٠٠٩: قَالَ ﷺ: ((هٰذِهِ ثُمَّ ظُهُوْرُ الْحُصُرِ، قَالَهُ ﷺ لِأَزْوَاجِهِ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ)) وَرَدَ مِنْ حَدِيْثِ أَبِي وَاقِدٍ اللَّيْثِيِّ وَأَبِي هُرَيْرَةَ، وَزَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ وَسَوْدَةَ بِنْتِ زَمْعَةَ، وَأُمِّ سَلَمَةَ، وَعَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ۔[الصحيحة: ٢٤٠١]

رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر اپنی بیویوں سے فرمایا: "یہ حج ہے، پھر (گھروں میں) اپنی چٹائیوں پر (بیٹھ جانا ہے)۔" یہ حدیث سیدنا ابو واقد لیثی، سیدنا ابو ہریرہ، سیدہ زینب بنت جحش، سیدہ سودہ بن زمعہ، سیدہ ام سلمہ اور سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

تخریج: الصحیحة ۲۴۰۱- (۱)ابوواقد: ابوداؤد (۱۷۲۲)، احمد (۵/ ۲۱۹،۲۱۸)۔ (۲) ابوهریرة (احمد (۲/ ۴۴۶)، ابن سعد (۸/ ۵۵)۔ (۳) زینب بنت جحش وسودة: احمد (۶/ ۳۲۴)، ابن سعد (۸/ ۲۰۸،۲۰۷)۔ (۵) ام سلمة: ابو یعلی (۶۸۸۵)۔ (۶) ابن عمر رضی اللہ عنہ: طبرانی فی الاوسط (۷۹۴۶)، ابن حبان (۳۷۰۶)۔

باب: وجوب احسان صحبة الزوجة

باب: بیوی کے ساتھ اچھی صحبت رکھنے کا وجوب

۲۰۱۰: عَنْ حَجَرِ بْنِ قَيْسٍ۔ وَكَانَ قَدْ أَدْرَكَ الْجَاهِلِيَّةَ۔ قَالَ: خَطَبَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ۔ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَاطِمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا۔ فَقَالَ: ((هِيَ لَكَ عَلَى أَنْ تُحْسِنَ صُحْبَتَهَا)).

[الصحيحة: ١٦٦]

حجر بن قیس۔جنھوں نے زمانہ جاہلیت پایا تھا۔ کہتے ہیں: سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی طرف سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کرنے کا پیغام بھیجا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ تیرے لئے ہے، بشرطیکہ اس کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئے۔''

تخریج: الصحیحة ۱۶۶۔ طبرانی فی الکبیر (۳۵۷۰)، البزار (۱۴۰۶، الکشف)، ابن سعد (۸/ ۱۹، ۲۰)، عقیدلی فی الضعفاء (۴/ ۱۶۵) باختلاف۔

فوائد: ویسے بھی حسن سلوک بیوی کا حق ہے، آپ ﷺ نے مزید تاکید فرما دی۔

مسابقة الزوجين في الامور الأخرة و فضل الجهاد

میاں بیوی کے درمیان امور آخرت میں مقابلہ بازی اور جہاد کی فضیلت کا بیان

۲۰۱۱: عَنْ سَهْلِ بْنِ مُعَاذِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ امْرَأَةً أَتَتْهُ، فَقَالَتْ: يَارَسُولَ اللّٰهِ! اِنْطَلَقَ زَوْجِي غَازِيًا وَكُنْتُ أَقْتَدِي بِصَلَاتِهِ إِذَا صَلَّى، وَيَفْعَلُهُ كُلُّهُ، فَأَخْبِرْنِي بِعَمَلٍ يَبْلُغُنِي عَمَلَهُ حَتَّى يَرْجِعَ؟ فَقَالَ لَهَا: ((أَتَسْتَطِيعِينَ أَنْ تَقُومِي وَلَا تَقْعُدِي، وَتَصُومِي وَلَا تُفْطِرِي وَتَذْكُرِي اللّٰهَ. تَبَارَكَ وَ تَعَالَى. وَلَا تَفْتُرِي حَتَّى يَرْجِعَ؟)) قَالَتْ: مَا أُطِيقُ هٰذَا يَارَسُولَ اللّٰهِ! فَقَالَ: ((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! لَوْ طَوَّقْتِيهِ، مَا بَلَغْتِ الْعُشْرَ مِنْ عَمَلِهِ حَتَّى يَرْجِعَ)).

[الصحيحة: ٣٤٥٠]

سہل بن معاذ بن انس اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک عورت نبی کریم ﷺ کے پاس آئی اور کہا: اے اللہ کے رسول! میرا خاوند جہاد کے لئے روانہ ہو گیا ہے اور میں نماز میں اور اس کے تمام (اچھے) افعال میں اس کی اقتداء کرتی تھی، اب آپ مجھے کوئی ایسا عمل بتائیں جو مجھے اس کے عمل (کے درجے) تک پہنچا دے۔ آپ ﷺ نے اسے فرمایا: ''کیا تو طاقت رکھتی ہے کہ قیام کرتی رہے اور (اسے ترک کر کے) آرام ہی نہ کرے اور روزہ رکھتی رہے اور (کسی دن) افطار نہ کرے اور اللہ کا ذکر کرتی رہے اور (کبھی) اس سے سست نہ پڑے، یہاں تک کہ وہ لوٹ آئے؟'' اس نے کہا: اے اللہ کے رسول میں اس عمل کی طاقت نہیں رکھتی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تجھے یہ اعمال کرنے کی طاقت دے بھی دی جائے تو تو اس کے عمل کے دسویں حصے تک بھی نہیں پہنچ سکے گی۔

تخریج: الصحیحة ۳۴۵۰۔ احمد (۳/ ۴۳۹)، طبرانی فی الکبیر (۲۰/ ۱۹۶)، حاکم (۲/ ۷۳)۔

فوائد: اس میں مجاہد کی فضیلت وعظمت کا بیان ہے، مسلسل قیام، روزے اور ذکر اس کے عمل کے دسویں حصے کا بھی مقابلہ نہیں کر سکتے۔

باب: الزوجة المؤذية ودعاء الحور العين

باب: تکلیف دینے والی بیوی اور اس پر حور عین کی بددعاء

۲۰۱۲: عَنْ مُعَاذِبْنِ جَبَلٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَاتُؤْذِي امْرَأَةٌ زَوْجَهَا فِي الدُّنْيَا، إِلَّا قَالَتْ زَوْجَتُهُ مِنَ الْحُوْرِ الْعِيْنِ: لَاتُؤْذِيْهِ قَاتَلَكِ اللّٰهُ فَإِنَّمَا هُوَ عِنْدَكِ دَخِيْلٌ يُوْشِكُ أَنْ يُّفَارِقَكِ إِلَيْنَا)). [الصحيحة:۱۷۳]

سیدنا معاذ بن جبل ؓ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ”جب کوئی عورت اپنے خاوند کو تکلیف دیتی ہے تو موٹی آنکھوں والی (جنتی) حوروں میں سے اس کی بیوی کہتی ہے: اللہ تجھے ہلاک کرے، اس کو تکلیف نہ دے، یہ تو تیرے پاس مہمان ہے، قریب ہے کہ یہ تجھے چھوڑ کر ہمارے پاس پہنچ جائے۔“

تخريج: الصحيحة ۱۷۳- ترمذی (۱۱۷۴)، ابن ماجه (۲۰۱۴)، احمد (۵/ ۲۴۲)۔

فوائد: اس کا مطلب یہ ہوا کہ جنت کی ہر حور کو علم ہے کہ کون جنت میں داخل ہو کر بحیثیتِ خاوند اس کے حصے میں آئے گا۔ نیز خاوند کے لئے تکلیف کا باعث بننے والی عورت کے لیے اس میں وعید پائی جاتی ہے۔

لا تسأل المراة طلاق اختها

عورت اپنی بہن کی طلاق کا سوال نہ کرے

۲۰۱۳: عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَاتَسْأَلِ الْمَرْأَةُ طَلَاقَ أُخْتِهَا لِتَكْتَفِيَ مَافِي صَحْفَتِهَا فَإِنَّمَا رِزْقُهَا عَلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ.)). [الصحيحة: ۲۸۰۵]

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کوئی عورت اپنی کسی بہن کے برتن کو انڈیلنے (یعنی گھر برباد کرنے) کے لئے اس کی طلاق کا مطالبہ نہ کرے اور (یاد رکھے کہ) اس کا رزق اللہ تعالیٰ پر ہے۔“

تخريج: الصحيحة ۲۸۰۵- طبرانی فی الکبیر (۲۳/ ۲۵۳)۔

فوائد: کسی کو طلاق پر ابھارنا شیطانی عمل ہے، جیسا کہ سیدنا جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ”ابلیس پانی پر (ایک روایت کے مطابق سمندر پر) اپنا تخت رکھتا ہے، پھر (لوگوں کو گمراہ کرنے کے لئے) اپنے لشکروں کو بھیجتا ہے۔ سب سے بڑا فتنہ برپا کرنے والا منزلت میں اس سے سب سے زیادہ قریب ہوتا ہے۔ ایک واپس آ کر کہتا ہے کہ میں نے ایسے ایسے کیا۔ ابلیس کہتا ہے: تو نے کچھ نہیں کیا۔ ایک اور آ کر کہتا ہے: میں نے اسے اس وقت تک نہیں چھوڑا یہاں تک کہ اس کے اور اس کی بیوی کے مابین جدائی ڈال دی۔ وہ اسے اپنے قریب کرتا ہے اور کہتا ہے: واہ! تیری کیا بات ہے! پھر اسے گلے لگا لیتا ہے۔[صحیحہ:۳۲۶۲]

لہٰذا ہر عورت کو اللہ تعالیٰ کی تقسیم پر راضی ہونا چاہئے اور فکر کرنی چاہئے کہ کسی کا گھر اجاڑنے سے حالات نہیں سنورتے، بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہونے سے دلی سکون ملتا ہے

لا تكلف المرأة الزوج إلاسعته

عورت مرد کو اس کی طاقت بقدر کی تکلیف دے

۲۰۱۴: عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: دَخَلَ

سیدنا جابر بن عبداللہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا ابو بکر ؓ نے

أَبُوبَكْرٍ يَسْتَأْذِنُ عَلَى رَسُولِ اللهِ...... الْحَدِيثَ وَفِيهِ : وَالنَّبِيُّ جَالِسٌ حَوْلَهُ نِسَاؤُهُ يَسْأَلْنَهُ النَّفَقَةَ، وَنُزُولَ قَوْلِهِ . تَعَالَىٰ ﴿يَأَيُّهَا النَّبِيُّ قُل لِّأَزْوَاجِكَ﴾ حَتّٰى بَلَغَ: ﴿لِلْمُحْسِنَاتِ مِنكُنَّ أَجْراً عَظِيماً﴾ فَقَالَ: ((يَا عَائِشَةُ! إِنِّي أُرِيدُ أَنْ أَعْرِضَ عَلَيْكِ أَمْراً، أُحِبُّ أَن لَّا تَعْجَلِي فِيهِ حَتّٰى تَسْتَشِيرِي أَبَوَيْكِ)). قَالَتْ: وَمَا هُوَ يَا رَسُولَ اللهِ؟ فَتَلَا عَلَيْهَا الآيَةَ، قَالَتْ: أَفِيكَ يَارَسُولَ اللهِ! أَسْتَشِيرُ أَبَوَيَّ؟ بَلْ أَخْتَارُ اللهَ وَرَسُولَهُ وَالدَّارَ الآخِرَةَ وَأَسْأَلُكَ أَنْ لَا تُخْبِرَ امْرَأَةً مِّنْ نِسَائِكَ بِالَّذِي قُلْتُهُ، قَالَ: قَالَ: ((لَا تَسْأَلُنِي امْرَأَةٌ مِنْهُنَّ إِلَّا أَخْبَرْتُهَا، إِنَّ اللهَ لَمْ يَبْعَثْنِي مُعَنِّتاً وَلَا مُتَعَنِّتاً وَلٰكِنْ بَعَثَنِي مُعَلِّماً مُيَسِّراً)). [الصحيحة: ۳۵۳۰]

اندر آنے کے لئے رسول اللہ ﷺ سے اجازت طلب کی ......الخ۔ اس حدیث میں یہ بھی ہے کہ نبی ﷺ بیٹھے ہوئے تھے' آپ کی بیویاں ارد گرد بیٹھے نان نفقہ کا سوال کر رہی تھیں۔ یہ آیات نازل ہوئیں: ﴿اے نبی اپنی بیویوں سے کہہ دو: اگر تم دنیا کی زندگی اور اس کی رونق چاہتی ہو تو آؤ میں تمھیں کچھ دے دوں اور اچھی طرح تم کو رخصت کر دوں۔ اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول اور آخرت کے گھر کو چاہتی ہو تو جو تم میں سے نیکو کار ہیں اللہ تعالی نے ان کے لئے اجرِ عظیم تیار کر رکھا ہے۔﴾ آپ ﷺ نے فرمایا: ''عائشہ میں تیرے سامنے ایک چیز رکھنے کا ارادہ کرتا ہوں' میں چاہوں گا کہ تو والدین سے مشورہ کر اور عجلت سے کام نہ لے۔'' انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول کیا بات ہے؟ آپ ﷺ نے ان پر یہ آیت تلاوت کی۔ انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول کیا میں آپ کے بارے میں اپنے والدین سے مشورہ کروں؟ میں تو اللہ تعالیٰ' اس کے رسول اور آخرت کے گھر کو پسند کروں گی اور آپ سے مطالبہ کروں گی کہ میں نے آپ سے جو کچھ کہا' اپنی کسی دوسری بیوی کو نہ بتلانا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جو عورت بھی مجھ سے سوال کرے گی' میں اسے بتاؤں گا' اللہ تعالی نے مجھے تکلیف و مشقت میں ڈالنے والا اور پریشان کرنے والا بنا کر نہیں' بلکہ تعلیم دینے والا اور آسانیاں پیدا کرنے والا بنا کر بھیجا ہے۔

تخریج: الصحیحة ۳۵۳۰۔ مسلم (۱۴۷۸)' احمد (۳/ ۳۲۸)' بیہقی (۷/ ۳۸)۔

فوائد: فتوحات کے نتیجے میں جب مسلمانوں کی حالت پہلے سے کچھ بہتر ہوگئی تو انصار و مہاجرین کی عورتوں کو دیکھ کر ازواج مطہرات نے بھی نان نفقہ میں اضافے کا مطالبہ کیا' جس پر آپ ﷺ سادگی پسند ہونے کی وجہ سے سخت کبیدہ خاطر ہوئے اور بیویوں سے علیحدگی اختیار کر لی جو ایک ماہ تک جاری رہی' پھر اللہ تعالی نے سورۂ احزاب کی مذکورہ آیات نازل کیں اور بیویوں کے سامنے دو چیزیں رکھیں کہ نبی ﷺ کے ساتھ رہ کر اخروی زندگی کی بہتری چاہتی ہو یا دنیا کی زندگی اور اس کی رونق۔

آپ ﷺ نے سب سے پہلے یہ آیات سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے سامنے تلاوت کیں' جنھوں نے دنیوی زندگی پر اخروی زندگی کو ترجیح دیتے ہوئے آپ ﷺ کے عقد میں رہنا پسند کیا۔ حدیث کے آخری جملے کا مطلب یہ ہے کہ مجھے خواہ مخواہ تکلف میں پڑنے کی ضرورت نہیں' اگر کوئی بیوی سیدہ عائشہ کی بابت پوچھے گی تو میں اس پر معاملہ واضح کر دوں گا۔

لا إكراه على البنات
بچیوں پر زبردستی نہیں ہے

۲۰۱۵:عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ مَرْفُوعاً: ((لَا تُكْرِهُوْا الْبَنَاتِ فَإِنَّهُنَّ الْمُؤْنِسَاتُ الْغَالِيَاتُ)). [الصحيحة:٣٢٠٦]

سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اپنی بیٹیوں کو مجبور نہ کرو' کیونکہ وہ دل بہلانے والی اور اہمیت کی حامل ہیں۔''

تخریج: الصحیحة ۳۲۰۶۔ احمد (۴/ ۱۵۱)' طبرانی فی الکبیر (۱۷/ ۳۱۰)' ابن الجوزی فی العلل (۱۰۴۹)' تمام الرازی فی الفوائد (۱۳۰۱)۔

فوائد: معلوم ہوتا ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ نکاح کے معاملے میں ان کی پسند کا بھی لحاظ کرو۔ پہلے بحث کی جا چکی ہے کہ نکاح کرتے وقت ولی اور اس کے ماتحت لڑکی دونوں کی رضامندی ضروری ہے۔

رخصة الكذب لسرور المرأة
عورت کو خوش کرنے کے لیے جھوٹ بولنے کی رخصت

۲۰۱٦: عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! هَلْ عَلَيَّ جُنَاحٌ أَنْ أَكْذِبَ [عَلَى] أَهْلِي؟ قَالَ: ((لَا، فَلَا يُحِبُّ اللّٰهُ الْكَذِبَ)) قَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أَسْتَصْلِحُهَا وَأَسْتَطِيْبُ نَفْسَهَا، قَالَ: ((لَاجُنَاحَ عَلَيْكَ)). [الصحيحة:٤٩٨]

سیدنا عطا بن یسار رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی نبی ﷺ کے پاس آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! کیا مجھے اپنی بیوی سے جھوٹ بولنے سے گناہ ملے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جھوٹ نہیں بولنا' اللہ تعالی جھوٹ کو پسند نہیں کرتا۔'' اس نے کہا: اے اللہ کے رسول میں (جھوٹ بول کر) اس سے صلح چاہتا ہوں اور اس کے نفس کو خوش کرنا چاہتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو پھر کوئی گناہ نہیں۔''

تخریج: الصحیحة ۴۹۸۔ الحمیدی (۳۲۹) مرسلاً' مسلم (۲۶۰۵)' الادب المفرد (۳۸۵)' احمد (۶/ ۴۰۳'۴۰۴)' ام کلثوم بنت عقبة رضی اللہ عنہا۔

فوائد: قاضی عیاض کہتے ہیں: ممکن ہے کہ اس کا معنی یہ ہو کہ میاں بیوی ایک دوسرے کے لئے اپنی اپنی محبت کا دعوی کریں' اگرچہ حقیقت حال اس کے برعکس ہو' تا کہ ان میں مزید اصلاح اور محبت پیدا ہو۔

امام البانی رحمہ اللہ کے نزدیک اس سے مراد ایسی غلط بیانی نہیں کہ بعد میں جس کا جھوٹ واضح ہو جانے کا خطرہ ہو' کیونکہ ایسی صورت میں اصلاح کی بجائے فساد ہو گا۔ [صحیحہ: ۴۹۸ کے تحت]

بہرحال اس چیز کا فیصلہ میاں بیوی میں سے ہر کوئی خود کرے گا' مثلاً بیوی نے خاوند سے کوئی مطالبہ کیا' لیکن وہ کسی مجبوری کی وجہ سے پورا نہ کر سکا اور اس کی بیوی کا مزاج اس کو معذور سمجھنے کے لئے تیار نہ ہو تو ایسی صورت میں وہ کوئی معقول بہانہ' جو اگرچہ خلاف حقیقت ہو' کر سکتا ہے۔

لا تنفق المرأة إلا باذن زوجها
عورت اپنے شوہر کی اجازت سے ہی خرچ کرے گی

۲۰۱۷: عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: قَالَ

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((لَايَجُوْزُ لِامْرَأَةٍ عَطِيَّةٌ [فِي مَالِهَا] إِلَّا بِإِذْنِ زَوْجِهَا)) [الصحيحة:٨٢٥]

فرمایا: ''خاوند کی اجازت کے بغیر عورت کا اپنے مال سے عطیہ دینا جائز نہیں۔''

تخریج: الصحيحة ٨٢٥۔ ابوداود (٣٥٤٧)' نسائی (٣٧٨٧)' احمد (٢/ ١٧٩'١٨٤)۔

فوائد: پہلے اس مسئلہ پر سیر حاصل بحث ہو چکی ہے کہ بیوی اپنے خاوند کی اجازت کے بغیر مالی تصرف نہیں کر سکتی۔

ذم عدم الشكر المرأة

عورت کے شکر نہ کرنے کی مذمت

٢٠١٨: عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((لَايَنْظُرُ اللّٰهُ إِلٰى امْرَأَةٍ لَاتَشْكُرُ لِزَوْجِهَا، وَهِيَ لَاتَسْتَغْنِيْ عَنْهُ)). [الصحيحة:٢٨٩]

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالی اس عورت کی طرف (نظرِ رحمت سے) نہیں دیکھتا جو اپنے خاوند کا شکریہ ادا نہیں کرتی' حالانکہ وہ اس سے بے نیاز بھی نہیں ہو سکتی۔''

تخریج: الصحيحة ٢٨٩۔ نسائی فی الکبری (٩١٣٥)' حاکم (٢/ ١٩٠)' بیہقی (٧/ ٢٩٤)۔

فوائد: کوئی بیوی یہ نہیں چاہتی کہ وہ اپنے خاوند کا گھر چھوڑ کر چلی جائے' لیکن وہ خاوند کا شکریہ بھی ادا نہیں کرتی۔ مسلمان عورتوں کو چاہئے کہ اپنے کردار میں ایسے تضاد کو پناہ نہ دیں' وگرنہ وہ اللہ تعالی کی نظرِ رحمت سے محروم ہو جائیں گی۔

باب: الحض على الزوج بالبكر الالمصلحة بالصغار

باب: دوشیزہ سے شادی کی ترغیب الا یہ کہ چھوٹی بچیوں کی پرورش کی مصلحت ہو

٢٠١٩: عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: قَالَ لِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَاجَابِرُ! أَلَكَ امْرَأَةٌ؟)) قَالَ: قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: ((أَثَيِّبًا نَكَحْتَ أَمْ بِكْرًا؟)) قَالَ: قُلْتُ لَهُ: تَزَوَّجْتُهَا وَهِيَ وَتَرَكَ جَوَارِيَ، فَكَرِهْتُ أَنْ أَضُمَّ جَارِيَةً كَإِحْدَاهُنَّ، فَتَزَوَّجْتُ ثَيِّبًا تَقْصَعُ قَمْلَةَ إِحْدَاهُنَّ، وَتَخِيْطُ دِرْعَ إِحْدَاهُنَّ إِذَا تَخَرَّقَ! قَالَ: فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((فَإِنَّكَ نِعْمَ مَا رَأَيْتُ)).

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جابر کیا تیری بیوی ہے؟''، میں نے کہا: جی ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''بیوہ سے شادی کی یا کنواری سے؟'' میں نے کہا: بیوہ سے شادی کی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کسی نوعمر لڑکی سے شادی کیوں نہیں کی؟'' میں نے کہا: آپ کے ساتھ فلاں غزوے میں میرے والد شہید ہو گئے تھے' ان کی بچیاں تھیں' میں نے یہ ناپسند کیا کہ ان کی طرح کی ایک لڑکی سے نکاح کروں۔ میں نے ایک بیوہ عورت سے شادی کر لی تاکہ (میری بہنوں) کی جوئیں مارے اور ان کی پھٹی پرانی قمیصوں کی سلائی کر دے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو نے بہت اچھا سوچا۔''

تخریج: الصحيحة ٣١٥٨۔ احمد (٣/ ٣٥٨)' ابن ابی شیبۃ (٣/ ٣١٧)۔

فوائد: شریعت نے کنواری لڑکی سے شادی کرنے کو ترجیح دی ہے' لیکن اگر کسی بیوہ یا مطلقہ عورت سے شادی کرنے کی کوئی مصلحت

واضح ہوتو اسے اپنا لینا چاہئے۔

نظر المرأة باللعب

۲۰۲۰: عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَتْ: دَخَلَ الْحَبَشَةُ الْمَسْجِدَ يَلْعَبُونَ، فَقَالَ لِي: ((يَاحُمَيْرَاءُ! اَتُحِبِّيْنَ اَنْ تَنْظُرِي إِلَيْهِمْ؟)) فَقُلْتُ: نَعَمْ فَقَامَ عَلَى الْبَابِ، وَجِئْتُهُ، فَوَضَعْتُ ذَقْنِي عَلَى عَاتِقِهِ، فَأَسْنَدْتُ وَجْهِي إِلَى خَدِّهِ، قَالَتْ: وَمِنْ قَوْلِهِمْ يَوْمَئِذٍ: أَبَاالْقَاسِمِ طَيِّبًا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((حَسْبُكِ؟!)) فَقُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ لَاتَعْجَلْ فَقَامَ۔ لِي، ثُمَّ قَالَ: ((حَسْبُكِ؟!)) فَقُلْتُ: لَاتَعْجَلْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَتْ: وَمَالِي حُبُّ النَّظَرِ إِلَيْهِمْ وَلٰكِنِّي أَحْبَبْتُ أَن يَّبْلُغَ النِّسَاءُ مَقَامُهُ لِي، وَمَكَانِي مِنْهُ۔ [الصحيحة:۳۲۷۷]

عورت کا کھیل کو دیکھنے کا جواز

زوجۂ رسول سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: حبشی لوگ مسجد میں کھیل رہے تھے۔ آپ ﷺ نے مجھے فرمایا: ''حمیراء کیا تو ان کو (کھیلتا) دیکھنا چاہتی ہے؟'' میں نے کہا: جی ہاں۔ آپ ﷺ دروازے پر کھڑے ہو گئے' میں آئی اور اپنی ٹھوڑی آپ کے کندھے پر رکھی اور اپنا چہرے کو آپ کے رخساروں کا سہارا دیا۔ وہ لوگ اس دن بار بار یہ کلمہ دوہراتے تھے: ''أَبَا الْقَاسِمِ طَيِّبًا۔'' آپ ﷺ نے مجھے فرمایا: ''اب کافی ہے؟'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول جلدی نہ کریں۔ آپ کھڑے رہے اور (کچھ دیر کے بعد) پھر فرمایا: ''اب کافی ہے؟'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول جلدی نہ کریں۔ مجھے ان لوگوں کی طرف دیکھنا اتنا پسند نہیں تھا' میں تو چاہتی تھی کہ عورتوں کو پتہ چل جائے کہ آپ کے نزدیک میرا اور میرے نزدیک آپ کا کیا مقام ہے۔

تخریج: الصحيحة ۳۲۷۷۔ نسائي في الكبرى (۸۹۵۱)' طحاوي في المشكل الآثار (۱/ ۱۱۷)۔

باب: لارهبانية في الاسلام

۲۰۲۱: عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ، قَالَ: لَمَّا كَانَ مِنْ أَمْرِ عُثْمَانَ بْنِ مَظْعُوْنِ الَّذِي كَانَ مَنْ تَرَكَ النِّسَاءَ، بَعَثَ إِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((يَاعُثْمَانُ! إِنِّي لَمْ أُوْمَرْ بِالرُّهْبَانِيَةِ، أَرَغِبْتَ عَنْ سُنَّتِي؟!)) قَالَ: لَايَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((إِنَّ مِنْ سُنَّتِي إِنْ أُصَلِّي وَأَنَامُ، أَصُوْمُ وَأَطْعَمُ، وَأَنْكِحُ وَأُطَلِّقُ، فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي، يَا عُثْمَانُ، إِنَّ لِأَهْلِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَلِنَفْسِكَ عَلَيْكَ حَقًّا)). قَالَ سَعْدٌ: فَوَاللّٰهِ، لَقَدْ كَانَ أَجْمَعَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ عَلَى أَنَّ رَسُوْلَ

باب: اسلام میں رہبانیت نہیں ہے

سیدنا سعد بن ابو وقاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جب سیدنا عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کا عورتوں کو ترک کرنے کا معاملہ پیش آیا تو رسول اللہ ﷺ نے اس کی طرف پیغام بھیجا: ''عثمان! مجھے رہبانیت کا حکم نہیں دیا گیا' کیا تو نے میری سنت سے بے رغبتی کی ہے؟ انھوں نے کہا: نہیں' اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے فرمایا: ''میرا طریقہ یہ ہے کہ میں نماز بھی پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں' روزہ بھی رکھتا ہوں اور افطار بھی کرتا ہوں اور عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں اور طلاق بھی دیتا ہوں' جس نے میری سنت سے منہ موڑا وہ مجھ سے نہیں ہے۔ عثمان تیرے اہل کا تجھ پر حق ہے اور تیرے نفس کا تجھ پر حق ہے۔'' سعد کہتے ہیں: اگر رسول اللہ ﷺ عثمان کو اس کی

اللّٰہﷺ إِنْ هُوَ أَقَرَّ عُثْمَانُ عَلَى مَاهُوَ عَلَيْهِ أَنَّ نَخْتَصِيَ فَتَبَتَّلِ۔[الصحيحة: ٣٩٤]

حالت پر برقرار رکھتے تو مسلمان یہ عزم کر چکے تھے کہ وہ خصی ہو کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے ہر شے سے یکسو ہو جائیں گے۔

تخریج: الصحیحة ۳۹۴۔ دارمی (۲۱۷۵)۔

فوائد: دنیا اور اس کی نعمتیں ترک کر دینا اور اپنے اہل وعیال سے علیحدہ ہونا رہبانیت ہے، جس کی اسلام میں کوئی گنجائش نہیں۔ اسلام نے مرد و زن کی روح اور جسم، ہر دو کے جائز تقاضوں کو پورا کرنے کی ترغیب دلائی ہے۔ مثلاً نماز کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ نیند کے ذریعے جسم کو راحت پہنچائی جائے، جہاں روح کی غذا کو روزے کے ذریعے پورا کیا جائے وہاں روزہ ترک کر کے جسم کا تقاضا پورا کیا جائے۔ علی ہذا القیاس۔

بيان العقيقة

عقیقہ کا بیان

٢٠٢٢: عن عبدالمزني، أَنَّ النَّبِيَّﷺ قَالَ: ((يُعَقُّ عَنِ الْغُلَامِ ولايمسُّ رأسه بِدَمٍ)). [الصحيحة:٢٤٥٢]

سیدنا عبد مزنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ''بچے کی طرف سے عقیقہ کیا جائے گا اور اس کے سر پر خون نہیں لگایا جائے گا۔''

تخریج: الصحیحة ۲۴۵۲۔ ابن ماجه (۳۱۶۶)، طبرانی فی الاوسط (۳۳۵)، ابن مندی فی المعرفة (۲/ ۳۵/ ۱)۔

فوائد: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ دورِ جاہلیت میں جب لوگ عقیقہ کرتے تھے تو روئی کا ٹکڑا جانور کے خون میں لت پت کر کے اسے بچے کے بال مونڈنے کے بعد اس کے سر پر لگاتے تھے، آپ ﷺ نے اس سے منع کرتے ہوئے فرمایا: (اجعلوا مکان الدم خلوقا۔) [ابن حبان، بحوالہ صحیحہ: ۲۴۵۲ کے تحت] یعنی: خون کی بجائے (سر پر) خلوق خوشبو لگایا کرو۔

اس حدیث میں جاہلیت کی اسی رسم سے منع کیا گیا ہے۔

(۱۵) السَّفَرُ وَالْجِهَادُ وَالغَزْوُ وَالرِّفْقُ بِالْحَيَوَانِ

یہ باب جہاد' سفر' لڑائی اور جانوروں کے ساتھ نرمی کرنے کے بارے میں ہے

فضل الضعفاء

۲۰۲۳: عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((أَبْغُوْنِي الضُّعَفَاءَ، فَإِنَّمَا تُرْزَقُوْنَ وَتُنْصَرُوْنَ بِضُعَفَائِكُمْ)).

[الصحيحة:۷۷۹]

کمزور لوگوں کی فضیلت

سیدنا ابودرداء ﷺ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''ضعفاء کو میرے لئے تلاش کر کے لاؤ' بیشک تم لوگ انہی کمزوروں کی وجہ سے رزق دیئے اور مدد کئے جاتے ہو۔''

تخریج: الصحیحة ۷۷۹۔ ابو داؤد (۲۵۹۴)' نسائی (۳۱۸)' ترمذی (۱۷۰۲)' احمد (۵/ ۱۹۸)۔

فضل اهل البدر

۲۰۲٤: عَنْ رُفَاعَةَ بْنِ رَافِعِ الزُّرَقِيِّ، قَالَ: ((أَتَى جِبْرِيْلُ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ مَا تَعُدُّوْنَ أَهْلَ بَدْرٍ فِيْكُمْ؟ قَالَ: مِنْ أَفْضَلِ الْمُسْلِمِيْنَ، قَالَ: وَكَذٰلِكَ مَنْ شَهِدَ فِيْنَا مِنَ الْمَلَائِكَةِ)).

[الصحيحة:۲۵۲۸]

اہل بدر کی فضیلت

سیدنا رفاعہ بن رافع زرقی ﷺ کہتے ہیں کہ حضرت جبریل علیہ السلام نبی ﷺ کے پاس آئے اور پوچھا: تم اہل بدر کو اپنے اندر کیسا شمار کرتے ہو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''سب مسلمانوں میں افضل۔'' اس نے کہا: ایسے ہی وہ فرشتے (افضل ہیں) جو بدر کی جنگ میں حاضر ہوئے۔

تخریج: الصحیحة ۲۵۲۸۔ ابن ابی خیثمة فی التاریخ (۹۹۴)' بخاری (۳۹۹۲'۳۹۹۳)۔

۲۰۲۵: عَنْ سَهْلِ ابْنِ الْحَنْظَلِيَّةِ، قَالَ: مَرَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِبَعِيْرٍ قَدْ لَحِقَ ظَهْرُهُ بِبَطْنِهِ، فَقَالَ: ((اتَّقُوْا اللّٰهَ فِي هٰذِهِ الْبَهَائِمِ الْمُعْجَمَةِ، فَارْكَبُوْهَا، صَالِحَةً، وَكُلُوْا صَالِحَةً)).

[الصحيحة:۲۳]

سہل بن حنظلیہ ﷺ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک اونٹ کے پاس سے گزرے' جس کی پشت (اس کی لاغری کی وجہ سے) اس کے پیٹ سے لگی ہوئی تھی' آپ ﷺ نے فرمایا: ''ان بے زبان جانوروں کے بارے میں اللہ تعالی سے ڈرو۔ پس تم ان پر سواری بھی اس حال میں کرو کہ یہ ٹھیک ہوں اور ان کا گوشت بھی ان

کے تندرست ہونے کی صورت میں کھاؤ۔"

تخریج: الصحیحۃ ۲۳۔ ابو داؤد (۲۵۴۸)، احمد (۴/ ۱۸۰، ۱۸۱)، ابن حبان (۵۴۵)۔

نشد الشعر في المسجد

مسجد میں شعر کہنے کا جواز

۲۰۲۶: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ عُمَرَ مَرَّ بِحَسَّانٍ وَهُوَ يَنْشُدُ الشِّعْرَ فِي الْمَسْجِدِ، فَلَحَظَ إِلَيْهِ، فَقَالَ: قَدْ كُنْتُ أَنْشُدُ وَفِيهِ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِّنْكَ، ثُمَّ الْتَفَتَ إِلَى أَبِي هُرَيْرَةَ فَقَالَ: أَنْشُدُكَ اللّٰهَ، أَسَمِعْتَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((أَجِبْ عَنِّي، اَللّٰهُمَّ! أَيِّدْهُ بِرُوحِ الْقُدُسِ)).

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ، حسان رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے اور وہ مسجد میں باآواز بلند اشعار پڑھ رہے تھے۔ انھوں نے اسے گھورا، لیکن انھوں نے کہا: میں مسجد میں اس وقت بھی اشعار پڑھتا تھا، جب آپ سے بہتر ہستی (یعنی نبی ﷺ) مسجد میں موجود ہوتی تھی۔ پھر وہ میری طرف متوجہ ہوئے اور کہا: میں تجھے اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا تم نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: "(حسان!) تم میری طرف سے (اشعار کی صورت میں) جواب دو۔ اے اللہ! روح القدس کے ذریعے اس کی مدد فرما۔"

تخریج: الصحیحۃ ۹۳۳۔ مسلم (۲۴۸۵)، ابو داؤد (۵۰۱۳، ۵۰۱۴)، احمد (۲/ ۲۶۹)، الطیالسی (۲۳۰۹)۔

كراهة الغزو بامرأة

عورت کو جنگ پر لے جانے کی کراہت

۲۰۲۷: عَنْ أُمِّ كَبْشَةَ امْرَأَةٍ مِّنْ قُضَاعَةَ: أَنَّهَا اسْتَأْذَنَتِ النَّبِيَّ أَنْ تَغْزُوَ مَعَهُ؟ فَقَالَ: لَا، فَقَالَتْ: يَارَسُولَ اللّٰهِ إِنِّي أُدَاوِي الْجَرِيحَ، وَأَقُومُ عَلَى الْمَرِيضِ، قَالَ: فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِجْلِسِي، لَا يَتَحَدَّثُ النَّاسُ أَنَّ مُحَمَّدًا يَغْزُو بِامْرَأَةٍ)).

سیدہ ام کبشہ رضی اللہ عنہا، جن کا تعلق قضاعہ قبیلے سے تھا، نے نبی ﷺ سے جہاد کرنے کی اجازت طلب کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "(میں تجھے اجازت) نہیں (دیتا)۔" انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں زخمیوں کی دوا دارو اور مریضوں کی دیکھ بھال کروں گی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تم رہنے دو، کہیں لوگ یہ نہ کہیں کہ محمد (ﷺ) عورتوں کو جہاد پر لئے جاتے ہیں۔"

تخریج: الصحیحۃ ۲۸۸۷۔ ابن سعد (۸/ ۲۲۵، ۲۲۶)، ابن ابی عاصم فی الآحاد (۳۴۷۳)، ابو نعیم فی المعرفۃ (۸۰۲۹)، و؟ برقم: ۲۱۲۵۔

اخراج المشركين من جزيرة العرب

جزیرۂ عرب سے مشرکوں کو نکالنے کا بیان

۲۰۲۸: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَوْصَى بِثَلَاثَةٍ، فَقَالَ: ((أَخْرِجُوا الْمُشْرِكِينَ مِنْ جَزِيرَةِ الْعَرَبِ، وَأَجِيزُوا الْوَفْدَ بِنَحْوِ

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے تین وصیتیں فرمائیں: "مشرکوں کو جزیرۂ عرب سے نکال دو، وفود سے وہی سلوک کرو جو میں کرتا ہوں۔" ابن عباس کہتے ہیں کہ

مَاكُنتُ أُجِيْزُهُمْ)) ثُمَّ قَالَ: قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: وَسَكَتَ عَنِ الثَّالِثَةِ، أَوْ قَالَ فَأُنْسِيْتُهَا۔

تیسری چیز سے خاموشی اختیار کی یا فرمایا کہ مجھے بھلا دی گئی۔

تخریج: الصحیحة ۱۱۳۳۔ بخاری (۳۰۵۲، ۴۴۳۱)' مسلم (۱۶۳۷)' ابو داؤد (۳۰۲۹)' احمد (۱/ ۲۲۲)۔

۲۰۲۹: عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ، قَالَ: آخِرُ مَاتَكَلَّمَ بِهِ النَّبِيُّ ﷺ: ((اخرجوا ايهود أهل الحجاز و أهل نجران من جزيرة العرب، واعلموا أن شرار الناس الذين اتخذوا قبور أنبيائهم مساجد)). [الصحيحة:۱۱۳۲]

سیدنا ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آخری بات' جو نبی ﷺ نے ارشاد فرمائی' یہ تھی: ''حجازی اور نجرانی یہودیوں کو جزیرۂ عرب سے نکال دو اور جان لو کہ بدترین لوگ وہ ہیں جو اپنے انبیاء کی قبروں کو مسجدیں بنا لیتے ہیں۔''

تخریج: الصحیحة ۱۱۳۲۔ احمد (۱/ ۱۹۵)' الحمیدی (۸۵)' الطیالسی (۲۲۹)' دارمی (۲۴۹۸)' ابو یعلی (۸۷۲)۔

استحباب السفر بالليل

رات کو سفر کرنے کا استحباب

۲۰۳۰: عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِذَا أَخْصَبَتِ الْأَرْضُ فَانْزِلُوْا عَنْ ظُهْرِكُمْ، وَأَعْطُوْهُ حَقَّهُ مِنَ الْكَلَاءِ، وَإِذَا أَجْدَبَتِ الْأَرْضُ فَامْضُوْا عَلَيْهَا، وَعَلَيْكُمْ بِالدُّلْجَةِ، فَإِنَّ الْأَرْضَ تُطْوٰى بِاللَّيْلِ)). [الصحيحة:۶۸۲]

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب سرسبز و شاداب زمین آ جائے تو سواری سے نیچے اتر آیا کرو اور اسے چرنے دیا کرو اور جب قحط زدہ زمین آ جائے تو سوار ہو جایا کرو اور رات کو سفر کیا کرو کیونکہ رات کو زمین کی مسافت مختصر ہو جاتی ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۶۸۲۔ طحاوی فی المشکل (۱/ ۳۱)' بیہقی (۵/ ۲۵۶)' خطیب فی التاریخ (۸/ ۴۲۹)۔

اى الخيل خير

کون سا گھوڑا بہتر ہے

۲۰۳۱: عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ- رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ- قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا أَرَدْتَّ أَنْ تَغْزُوَ، اِشْتَرِ فَرَسًا أَدْهَمَ، أَغَرَّ، مُحَجَّلًا، مُطْلَقَ الْيُمْنٰى، فَإِنَّكَ تَغْنَمُ وَتَسْلَمُ)). [الصحيحة:۳۴۴۹]

سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر جہاد کرنے کا ارادہ ہے تو ایسا گھوڑا خرید کر رکھو جس کا رنگ کالا ہو' پیشانی اور ٹانگوں میں بیڑی کی جگہ سفید ہو اور اس کی ایک یا دونوں ٹانگوں میں سفید حلقہ نہ ہو۔ (اگر ایسا گھوڑا ہوا تو) تو مال غنیمت پاؤ گے اور سالم رہو گے۔''

تخریج: الصحیحة ۳۴۴۹۔ حاکم (۲/ ۹۲)' طبرانی فی الکبیر (۱۷/ ۲۹۳)۔

اذا اسلم الرجل احق بأرضه

جب کوئی شخص مسلمان ہو جاتا ہے' تو وہ اپنی زمین کا

زیادہ حق دار ہے

٢٠٣٢: عَنْ صَخْرِ بْنِ عِيلَةَ: إِنَّ قَوْماً مِنْ بَنِي سُلَيْمٍ فَرُّوا عَنْ أَرْضِهِمْ حِيْنَ جَاءَ الْإِسْلَامُ، فَأَخَذْتُهَا فَأَسْلَمُوْا، فَخَاصَمُوْنِي فِيهَا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَرَدَّهَا عَلَيْهِمْ، وَقَالَ: ((إِذَا أَسْلَمَ الرَّجُلُ فَهُوَ أَحَقُّ بِأَرْضِهِ وَمَالِهِ)).

[الصحيحة: ١٢٣٠]

سیدنا صخر بن عیلہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب اسلام کا ظہور ہوا تو بنو سلیم کے کچھ لوگ اپنی زمینیں چھوڑ کر بھاگ گئے' میں نے ان پر قبضہ کر لیا اور وہ مسلمان ہو (کر واپس آ) گئے اور اس بارے میں نبی ﷺ تک جھگڑا لے گئے۔ آپ ﷺ نے انھیں زمینیں واپس دلا دیں اور فرمایا: ''جب کوئی آدمی مسلمان ہو جاتا ہے تو وہ اپنی زمین اور مال کا زیادہ حقدار ہوتا ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۱۲۳۰- احمد (۴/ ۳۱۰)' ابن الاثیر فی اسد الغابة (۳/ ۱۲)' ابن سعد (۶/ ۳۱)' بخاری فی التاریخ (۴/ ۳۱۰'۳۱۱)' دارمی (۱۶۷۳) من طریق آخر عنه۔

٢٠٣٣: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا خَرَجْتَ مِنْ مَنْزِلِكَ فَصَلِّ رَكْعَتَيْنِ يَمْنَعَانِكَ مِنْ مَخْرَجِ السُّوْءِ، وَإِذَا دَخَلْتَ إِلَى مَنْزِلِكَ فَصَلِّ رَكْعَتَيْنِ يَمْنَعَانِكَ مِنْ مَدْخَلِ السُّوْءِ)). [الصحيحة: ١٣٢٣]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب تو اپنے گھر سے نکلنے لگے تو دو رکعت نماز ادا کر لیا کر' کیونکہ یہ تجھے برے نکلنے سے روک لیں گی اور جب تو اپنے گھر میں داخل ہونے لگے تو دو رکعت نماز پڑھ لیا کر' یہ تجھے برے داخلے سے روک لیں گی۔''

تخریج: الصحیحة ۱۳۲۳- المخلص فی حدیثه کما فی المنتقی منه (۱۲/ ۶۹/ ۱)' البزار (الکشف:۷۴۶)و (البحر الزخار: ۸۵۶۷)' بیهقی فی الشعب (۳۰۷۸)۔

الرفق بالحيوان

جانوروں کے ساتھ نرمی کرنا

٢٠٣٤: عَنْ سَوَادَةَ بْنِ الرُّبَيِّعِ، قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَسَأَلْتُهُ؟ فَأَمَرَلِي بِذَوْدٍ، ثُمَّ قَالَ لِي: ((إِذَا رَجَعْتَ إِلَى بَيْتِكَ فَمُرْهُمْ، فَلْيُحْسِنُوْا غِذَاءَ رِبَاعِهِمْ وَمُرْهُمْ فَلْيُقَلِّمُوْا أَظْفَارَهُمْ وَلَا يُبِطُلُوْا بِهَا ضُرُوْعَ مَوَاشِيهِمْ إِذَا حَلَبُوْا)).

[الصحيحة: ٣١٧]

سیدنا سوادہ بن ربیع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کے پاس آیا اور آپ سے سوال کیا۔ آپ ﷺ نے میرے لئے کچھ اونٹنیوں کا حکم دیا اور مجھے فرمایا: ''جب تو اپنے گھر پہنچے تو انھیں کہنا کہ موسم بہار میں پیدا ہونے والے ان کے بچوں کو اچھی غذا دیں' نیز انھیں کہنا کہ وہ اپنے ناخن تراش لیں تا کہ دودھ دوہتے وقت مویشیوں کے تھنوں کو تکلیف نہ ہو۔''

تخریج: الصحیحة ۳۱۷- احمد (۳/ ۴۸۴)' ابن الاثیر فی اسد الغابة (۲/ ۴۸۶)' بیهقی (۸/ ۱۴)۔

باب: فتنة الامة المال

باب: اس امت کا فتنہ مال و دولت ہے

٢٠٣٥: عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، عَنِ

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ

رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((إِذَا فُتِحَتْ عَلَيْكُمْ [خَزَائِنُ] فَارِسٍ وَالرُّوْمِ أَیُّ قَوْمٍ أَنْتُمْ؟ قَالَ عَبْدُالرَّحْمٰنُ بْنُ عَوْفٍ: نَقُوْلُ كَمَا أَمَرَنَا اللّٰهُ. قَالَ ﷺ: أَوْ غَيْرَ ذٰلِكَ تَتَنَافَسُوْنَ ثُمَّ تَتَحَاسَدُوْنَ، ثُمَّ تَتَدَابَرُوْنَ، ثُمَّ تَتَبَاغَضُوْنَ، أَوْ نَحْوَ ذٰلِكَ ثُمَّ تَنْطَلِقُوْنَ فِي مَسَاكِنِ الْمُهَاجِرِيْنَ، فَتَجْعَلُوْنَ بَعْضَهُمْ عَلٰى رِقَابِ بَعْضٍ)). [الصحيحة: ٢٦٦٥]

نے فرمایا: ”جب فارس (ایران) اور روم کے خزانے تمھارے لئے فتح کر لئے جائیں گے تو تم اس وقت کس قسم کے لوگ ہو گے؟“ سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف ؓ نے کہا: ہم وہی بات کہیں گے جس کا اللہ تعالی نے ہمیں حکم دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”کوئی اور بات بھی ہے؟ پہلے تو تم بڑھ چڑھ کر حصہ لو گے، پھر ایک دوسرے سے حسد کرو گے، پھر باہم قطع تعلق ہو کر ایک دوسرے سے دشمنی کرو گے، پھر ایک دوسرے سے منافرت رکھو گے اور اس قسم کی (قبیح عادتیں) اپناؤ گے اور پھر مہاجروں کے گھروں پر ہلہ بول دو گے اور ان کو ایک دوسرے سے لڑا دو گے۔“

تخریج: الصحیحۃ ۲۶۶۵۔ مسلم (۲۹۶۲)، ابن ماجہ (۳۹۹۶)۔

همية الإمامة

امامت کی اہمیت

۲۰۳۶: عَنْ أَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِذَا كَانُوْا ثَلَاثَةً [فِي سَفَرٍ] فَلْيَؤُمَّهُمْ أَحَدُهُمْ، وَأَحَقُّهُمْ بِالْإِمَامَةِ أَقْرَؤُهُمْ)). [الصحيحة: ٣٩٧٩]

سیدنا ابوسعید خدری ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تین آدمی سفر پر ہوں تو ان میں سے ایک دوسروں کو امامت کروائے اور اس کا حقدار وہی ہو گا جسے قرآن مجید زیادہ یاد ہو گا۔“

تخریج: الصحیحۃ ۳۹۷۹۔ مسلم (۶۷۲)، ابن حبان (۲۱۳۲)، نسائی (۷۸۳)، احمد (۳/ ۲۴)۔

صرار السريع بأرض المهلكة

ہلاکت والی زمین کے پاس سے جلدی گزرنا

۲۰۳۷: عَنْ أَبِي أُمَامَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((إِذَا مَرَرْتُمْ عَلٰى أَرْضٍ قَدْ أُهْلِكَتْ بِهَا أُمَّةٌ مِّنَ الْأُمَمِ، فَأَغْذُوْا السَّيْرَ)). [الصحيحة: ٣٩٤١]

سیدنا ابوامامہ ؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”جب تم ایسی زمین سے گزرو، جہاں کسی امت کی ہلاکت ہوئی ہو، تو تیز چلا کرو۔“

تخریج: الصحیحۃ ۳۹۴۱۔ ابوالشیخ فی الطبقات (۱۷۱)، وابو نعیم فی اخبار اصبھان (۲/ ۱۳۹)، طبرانی فی الکبیر (۸۰۲۹، ۸۰۲۸)۔

فضل من اهل دمشق

اہل دمشق کی فضیلت کا بیان

۲۰۳۸: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((إِذَا وَقَعَتِ الْمَلَاحِمُ بَعَثَ

سیدنا ابوہریرہ ؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”جب گھمسان کی جنگیں ہوں گی تو اللہ تعالی دمشق سے مخلص

اللّٰهُ بَعْثًا مِّنَ الْمَوَالِي [مِنْ دِمَشْقٍ] هُمْ أَكْرَمُ الْعَرَبِ فَرَسًا وَأَجْوَدُهُ سَلَاحًا يُؤَيِّدُ اللّٰهُ بِهِمُ الدِّيْنَ)). [الصحيحة:۲۷۷۷]

لوگوں کو بھیجے گا' وہ تمام عربوں میں عمدہ ترین شہسوار اور آلاتِ حرب کی مہارتِ تامہ رکھنے والے ہوں گے۔ اللہ ان کے ذریعے اپنے دین کو محکم کرے گا۔"

تخریج: الصحیحة ۲۷۷۷۔ ابن ماجه (۴۰۹۰)' حاکم (۴/ ۵۴۸)' ابن عساکر (۱/ ۱۹۸، ۱۹۹)۔

الرحمة على الدواب

جانوروں پر آسانی کرنے کا بیان

۲۰۳۹: عَنْ مُعَاذِ بْنِ أَنَسٍ مَرْفُوعاً: ((ارْكَبُوْا هٰذِهِ الدَّوَابَّ سَالِمَةً، وَابْتَدِعُوْهَا سَالِمَةً، وَلَا تَتَّخِذُوْهَا كَرَاسِيَّ)). [الصحيحة:۲۱]

سیدنا معاذ بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ان جانوروں پر سوار ہو اس حال میں کہ یہ صحت مند ہوں اور ان کو صحت و سالمیت کی حالت میں ہی چھوڑ دیا کرو اور ان کو کرسیاں نہ بنالو (یعنی خواہ مخواہ ان پر نہ بیٹھے رہو)۔"

تخریج: الصحیحة ۲۱۔ احمد (۳/ ۴۴۰)' حاکم (۱/ ۴۴۴)' بیهقی (۵/ ۲۲۵)۔

فضل الرمي

تیراندازی کی فضیلت

۲۰۴۰: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: مَرَّ النَّبِيُّ ﷺ عَلٰى قَوْمٍ يَرْمُوْنَ، فَقَالَ: ((ارْمُوْا [بَنِي إِسْمَاعِيْلَ] فَإِنَّ أَبَاكُمْ كَانَ رَامِيًا)). [الصحيحة:۱٤۳۹]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ صحابہ کی ایک جماعت' جو تیراندازی کر رہی تھی' کے پاس سے گزرے اور فرمایا: "اے اولادِ اسماعیل! تم تیراندازی کرو' اس لئے کہ تمہارا باپ بھی تیرانداز تھا۔"

تخریج: الصحیحة ۱۴۳۹۔ احمد بن محمد الزعفرانی فی فوائد ابی شعیب (۸۲/ ۱)' حاکم (۲/ ۹۴)' ابن حبان (۴۶۹۳)' من طریق آخر عنه۔

باب: من تعاليمه ﷺ كيفية المشي في السفر الطويل

باب: تعلیمات نبوی ﷺ میں طویل سفر کے لیے روانگی کی کیفیت کا بیان

الاستعانة بالنسل

تیز چلنے کے ساتھ مدد طلب کرو

۲۰٤۱: عَنْ جَابِرٍ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ خَرَجَ عَامَ الْفَتْحِ، ثُمَّ اجْتَمَعَ إِلَيْهِ الْمَشَاةُ مِنْ أَصْحَابِهِ وَصَفُّوْا لَهُ، وَقَالُوْا: نَتَعَرَّضُ لِدَعَوَاتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالُوْا: اشْتَدَّ عَلَيْنَا السَّفَرُ، وَطَالَتِ الشُّقَّةُ، قَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اسْتَعِيْنُوْا بِالنَّسْلِ

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ فتح مکہ والے سال نکلے' صحابہ آپ کے پاس جمع ہوئے' صف بنا کر کھڑے ہوئے پیادہ گئے اور کہنے لگے: ہم رسول اللہ ﷺ کی دعاؤں کے درپے ہوتے ہیں۔ انھوں نے کہا: سفر دشوار ہو گیا ہے اور مسافت لمبی ہے (کیا کریں؟) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تیز چلنے کی

فَإِنَّهُ يَقْطَعُ عَنْكُمُ الْأَرْضَ تُخْفُوْنَ لَهُ)) فَفَعَلْنَا ذٰلِكَ وَخِفْنَا لَهُ، وَذَهَبَ مَاكُنَّا نَجِدُ۔

[الصحيحة: ٢٥٧٤]

صورت میں مدد طلب کرو' اس طرح سفر بھی جلدی ہوگا اور تم لوگ آسانی بھی محسوس کرو گے۔" ہم نے ایسے ہی کیا ہمیں آسانی محسوس ہوئی اور جس چیز کا ہمیں احساس ہو رہا تھا وہ ختم ہوگئی۔

تخريج: الصحيحة ۲۵۷۴۔ ابن خزيمة (۲۵۳۶)' ابو يعلى (۱۸۸۱)۔

فضل الحراسة

۲۰۴۲: عَنْ سَهْلِ ابْنِ الْحَنْظَلِيَّةِ، أَنَّهُمْ سَارُوْا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ يَوْمَ حُنَيْنٍ، فَأَطْنَبُوْا حَتّٰى كَانَتْ عَشِيَّةٌ فَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ فَجَاءَ رَجُلٌ فَارِسٌ فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنِّي انْطَلَقْتُ بَيْنَ أَيْدِيْكُمْ حَتّٰى طَلَعْتُ جَبَلَ كَذَا وَكَذَا، فَإِذَا أَنَا بِهَوَازِنَ عَلٰى بَكْرَةِ آبَائِهِمْ بِظَعْنِهِمْ وَنَعَمِهِمْ وَشَائِهِمْ اجْتَمَعُوْا إِلٰى حُنَيْنٍ، فَتَبَسَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَقَالَ: **((تِلْكَ غَنِيْمَةُ الْمُسْلِمِيْنَ. غَداً إِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى.))** ثُمَّ قَالَ: **((مَنْ يَحْرُسُنَا اللَّيْلَةَ؟))** قَالَ: أَنَسُ بْنُ أَبِي مَرْثَدٍ الْغَنَوِيُّ: أَنَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ: فَارْكَبْ فَرَكِبَ فَرَساً لَهُ، فَجَاءَ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: **((اسْتَقْبِلْ هٰذَا الشِّعْبَ حَتّٰى تَكُوْنَ فِي أَعْلَاهُ وَلَا نُغَرَّنَّ مِنْ قِبَلِكَ اللَّيْلَةَ))** فَلَمَّا أَصْبَحْنَا، خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ إِلٰى مُصَلَّاهُ فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ قَالَ: هَلْ أَحْسَسْتُمْ فَارِسَكُمْ؟ قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! مَاأَحْسَسْنَاهُ، فَثُوِّبَ بِالصَّلَاةِ، فَجَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَهُوَ يُصَلِّي يَلْتَفِتُ إِلَى الشِّعْبِ، حَتّٰى إِذَا قَضٰى صَلَاتَهُ وَسَلَّمَ، قَالَ: **((أَبْشِرُوْا فَقَدْ جَاءَكُمْ فَارِسُكُمْ))** فَجَعَلْنَا نَنْظُرُ إِلٰى خِلَالِ الشَّجَرِ فِي الشِّعْبِ فَإِذَا هُوَ قَدْ جَاءَ حَتّٰى

چوکیداری کرنے کی فضیلت کا بیان

سیدنا سہل بن حنظلیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حنین والے دن صحابہ' رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چل رہے تھے' دیر تک چلتے رہے' حتی کہ شام ہوگئی۔ نماز کا وقت آ گیا۔ ایک گھوڑ سوار آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! میں آپ کے آگے آگے چلتا رہا اور فلاں فلاں پہاڑ کو عبور کرتا گیا' حتی کہ صبح سویرے ہوازن قبیلے تک پہنچ گیا' ان کے آباء اپنی بیویوں' اونٹوں اور بھیڑ بکریوں سمیت حنین میں جمع ہیں۔ رسول اللہ ﷺ مسکرائے اور فرمایا: "یہ مال تو کل مسلمانوں کی غنیمت بننے والا ہے' ان شاء اللہ تعالی۔" پھر فرمایا: "آج رات کون پہرہ دے گا؟" انس بن ابو مرثد غنوی نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "سوار ہو جا۔" وہ اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اس گھاٹی کی طرف چلنا شروع کر دے اور اس کی بلند چوٹی تک پہنچ جا' ہمیں آج رات تیری سمت سے کوئی دھوکا نہیں دیا جانا چاہیے۔" جب صبح ہوئی تو رسول اللہ ﷺ جائے نماز کی طرف نکلے' دو رکعت سنتیں پڑھیں اور پوچھا: "کیا تم نے اپنے گھوڑ سوار کو محسوس کیا؟" انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہمیں تو محسوس نہیں ہوا۔ پھر اقامت کہی گئی' رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھانا شروع کی اور نماز میں ہی اس گھاٹی کی طرف متوجہ ہوتے رہے' یہاں تک کہ نماز مکمل کی اور سلام پھیرا۔ پھر فرمایا: "خوش ہو جاؤ' تمھارا گھوڑ سوار آ گیا ہے۔" ہم نے گھاٹی کے درختوں کے بیچ سے دیکھنا شروع کر دیا۔ اچانک وہ پہنچ گیا' رسول اللہ ﷺ کے

وَقَفَ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَسَلَّمَ، فَقَالَ إِنِّي انْطَلَقْتُ حَتّٰى كُنْتُ فِي أَعْلَى هٰذَا الشِّعْبِ حَيْثُ أَمَرَنِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ، فَلَمَّا أَصْبَحْتُ طَلَعْتِ الشِّعْبَيْنِ كِلَيْهِمَا فَلَمْ أَرَ أَحَدًا فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((هَلْ نَزَلْتَ اللَّيْلَةَ؟)) قَالَ: لَا إِلَّا مُصَلِّيًا أَوْ قَاضِيًا حَاجَةً، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((قَدْ أَوْجَبْتَ فَلَا عَلَيْكَ أَلَّا تَعْمَلَ بَعْدَهَا)). [الصحيحة:٣٧٨]

سامنے کھڑا ہوا‘ سلام کیا اور کہا: رسول اللہ کے حکم کے مطابق میں گیا اور گھاٹی کی چوٹی تک پہنچ گیا‘ جب صبح ہوئی تو میں نے دو گھاٹیوں کو عبور کیا‘ لیکن کوئی آدمی مجھے نظر نہ آیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے پوچھا: ”کیا تو رات کو اپنی سواری سے اترا ہے؟“ اس نے کہا: نہیں‘ مگر نماز پڑھنے یا قضائے حاجت کرنے کے لئے۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا: ”تو نے (اپنے لئے جنت کو) واجب کر دیا ہے‘ آج کے بعد اگر عمل نہ بھی کرے تو کوئی حرج نہیں۔“

تخریج: الصحیحۃ ۳۷۸۔ ابوداؤد (۲۵۰۱)‘ نسائی فی الکبری (۸۸۷)‘ حاکم (۲/ ۸۳‘۸۴)‘ ابن خزیمۃ (۴۸۷)۔

باب: من ادبه ﷺ عند التوديع

باب: رخصت کرتے وقت کے آداب نبوی ﷺ

٢٠٤٣: عَنْ قَزَعَةَ، قَالَ: أَرْسَلَنِي ابْنُ عُمَرَ فِي حَاجَةٍ فَقَالَ: تَعَالَ حَتّٰى أُوَدِّعَكَ كَمَا وَدَّعَنِي رَسُولُ اللّٰهِ، وَأَرْسَلَنِي فِي حَاجَةٍ لَهُ، فَقَالَ: ((أَسْتَوْدِعُ اللّٰهَ دِينَكَ وَأَمَانَتَكَ وَخَوَاتِيمَ عَمَلِكَ)). [الصحيحة:١٤]

قزعہ کہتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے مجھے کسی کام کیلئے بھیجنا چاہا اور کہا: ادھر آؤ‘ تاکہ میں تجھے الوداع کہوں‘ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے الوداع کہہ کر اپنے ضرورت کے لئے بھیجا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا تھا: ”میں تیرے دین کو‘ تیری امانت کو اور تیرے آخری عمل کو اللہ کے سپرد کرتا ہوں۔“

تخریج: الصحیحۃ ۱۴۔ احمد (۲/ ۲۵‘۳۸)‘ ابوداؤد (۲۶۰۰)‘ حاکم (۲/ ۹۷)‘ ترمذی (۳۴۴۲‘۳۴۴۳)۔

دعاء استبداع

الوداع کرنے کی دعا

٢٠٤٤: عَنْ عَبْدِاللّٰهِ الْخَطْمِيِّ، قَالَ: ((كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَسْتَوْدِعَ الْجَيْشَ، قَالَ: أَسْتَوْدِعُ اللّٰهَ دِينَكَ وَأَمَانَتَكَ وَخَوَاتِيمَ عَمَلِكَ)).

سیدنا عبداللہ خطمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کسی لشکر کو الوداع کہنے کا ارادہ کرتے تو فرماتے: ”میں تیرے دین کو‘ تیری امانت کو اور تیرے آخری عمل کو اللہ کے سپرد کرتا ہوں۔“

تخریج: الصحیحۃ ۱۵۔ ابوداؤد (۲۶۰۱)‘ ابن السنی فی عمل الیوم واللیلۃ (۵۰۴)‘ نسائی فی عمل الیوم واللیلۃ (۵۰۷)۔

٢٠٤٥: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا وَدَّعَ أَحَدًا قَالَ: ((أَسْتَوْدِعُ اللّٰهَ دِينَكَ وَأَمَانَتَكَ وَخَوَاتِيمَ عَمَلِكَ))

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب نبی ﷺ کسی کو الوداع کہتے تو فرماتے: ”میں تیرے دین کو‘ تیری امانت کو اور تیرے آخری عمل کو اللہ کے سپرد کرتا ہوں۔“

تخریج: الصحیحۃ ۱۶۔ احمد (۲/ ۳۵۸) بھذا اللفظ‘ ابن ماجہ (۲۸۲۵)‘ نسائی فی عمل الیوم واللیلۃ (۵۰۸)‘ بلفظ

استوعکم الله الذی لا تضیع ودائعه۔

ملعون من قتله رسولٌ

۲۰٤٦: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوعاً: ((اِشْتَدَّ غَضَبُ اللّٰهِ عَلٰى قَوْمٍ فَعَلُوْا هٰذَا بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ حِيْنَئِذٍ يُشِيْرُ إِلٰى رُبَاعِيَتِهِ. اِشْتَدَّ غَضَبُ اللّٰهِ عَلٰى رَجُلٍ يَقْتُلُهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ)). [الصحيحة: ١٤٦٠]

جس کو رسول قتل کریں وہ لعنتی ہے

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے اپنے سامنے والے دانتوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: ''ان لوگوں پر اللہ تعالیٰ سخت ناراض ہوا جنھوں نے اپنے نبی کے ساتھ یہ کیا۔ اس آدمی پر بھی اللہ تعالیٰ سخت غضبناک ہوتا ہے جس کو اللہ کا رسول' جو جہاد کر رہا ہو' قتل کرتا ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۱۴۶۰۔ بخاری (۴۰۷۳) و مسلم (۱۷۹۳) واللفظ له۔

بيان الخفين

۲۰٤٧: عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ الْجُهَنِيِّ، قَالَ: خَرَجْتُ مِنَ الشَّامِ إِلَى الْمَدِيْنَةِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، فَدَخَلْتُ عَلٰى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، فَقَالَ: مَتٰى أَوْلَجْتَ خُفَّيْكَ فِي رِجْلَيْكَ؟ قُلْتُ: يَوْمَ الْجُمُعَةِ، قَالَ: فَهَلْ نَزَعْتَهُمَا؟ قُلْتُ: لَا، قَالَ: ((أَصَبْتَ السُّنَّةَ)). [الصحيحة: ٢٦٢٢]

خفین کے مسائل کا بیان

سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے شام سے مدینہ کی طرف جمعہ والے دن سفر شروع کیا۔ میں سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس آیا۔ انھوں نے پوچھا: تو نے اپنے پاؤں موزوں میں کب داخل کیے تھے؟ میں نے کہا: جمعہ کے دن۔ انھوں نے کہا: کیا ان کو اتارا بھی ہے؟ میں نے کہا: نہیں۔ انھوں نے کہا: تو نے سنت کی موافقت کی ہے۔

تخریج: الصحیحة ۲۶۲۲۔ طحاوی فی شرح المعانی (۱/ ۴۸)' دارقطنی (۱/ ۱۹۵'۱۹۶)' حاکم (۱/ ۱۸۰'۱۸۱)' بیهقی (۱/ ۲۸۰)۔

افضل الجهاد

۲۰٤٨: عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ مَرْفُوْعاً: ((أَفْضَلُ الْجِهَادِ عِنْدَاللّٰهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الَّذِيْنَ يُلْقَوْنَ فِي الصَّفِّ الْأَوَّلِ فَلَا يُلْفِتُوْنَ وُجُوْهَهُمْ حَتّٰى يُقْتَلُوْا أُولٰئِكَ يَتَلَبَّطُوْنَ فِي الْغُرَفِ الْعُلٰى مِنَ الْجَنَّةِ يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ رَبُّكَ، إِنَّ رَبَّكَ إِذَا ضَحِكَ إِلٰى قَوْمٍ فَلَا حِسَابَ عَلَيْهِمْ)). [الصحيحة: ٢٥٥٨]

افضل ترین جہاد

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کے ہاں افضل جہاد ان لوگوں کا ہے' جو پہلی صف میں دشمن کا مقابلہ کرتے ہیں اور پیچھے کو متوجہ نہیں ہوتے حتی کہ وہ شہید ہو جاتے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جنت کے اعلی بالا خانوں میں داخل ہوں گے۔ ان کی طرف تیرا ربّ دیکھتا ہے اور تیرا ربّ جب کسی قوم پر ہنس دے تو ان پر کوئی حساب کتاب نہیں ہوتا۔''

تخریج: الصحیحة ۲۵۵۸۔ طبرانی فی الاوسط (۳۱۴۳)۔

باب: كلمة الحق

۲۰٤۹: قالَ ﷺ: ((اَفْضَلُ الْجِهَادِ كَلِمَةُ عَدْلٍ (وَفِي رِوَايَةٍ: حَقٍّ) عِنْدَ سُلْطَانٍ جَائِرٍ)) وَرَدَ مِنْ حَدِيْثِ أَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ، وَأَبِي أُمَامَةَ وَطَارِقِ بْنِ شِهَابٍ، وَجَابِرِ ابْنِ عَبْدِاللّٰهِ وَالزُّهْرِيِّ مُرْسَلاً۔ [الصحيحة: ٤٩١]

باب: کلمہ حق کہنے کا بیان

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سب سے زیادہ فضیلت والا جہاد، ظالم بادشاہ کے سامنے کلمۂ عدل (یا کلمۂ حق) کہنا ہے۔'' یہ حدیث سیدنا ابوسعید خدری، سیدنا ابوامامہ، سیدنا طارق بن شہاب اور سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے اور امام زہری سے مرسلاً مروی ہے۔

تخریج: الصحیحۃ ۴۹۱۔ (۱) ابو سعید: ابوداؤد (۴۳۴۴)، ترمذی (۲۱۷۴)، ابن ماجه (۴۰۱۱)۔ (۲) ابو امامة: ابن ماجه (۴۰۱۲)، احمد (۵/ ۲۵۱، ۲۵۶)۔ (۳) طارق بن شهاب: نسائی (۴۲۱۴)، احمد (۴/ ۳۱۵)۔ (۴) جابر رضی اللہ عنہ: عقیلی فی الضعفاء (۳/ ۳۲۶)۔ (۵) عمیر اللیثی رضی اللہ عنہ: حاکم (۳/ ۶۳۶)۔

نوع آخر من افضل الجهاد

۲۰۵۰: عَنْ عَمْرِو بْنِ عَبَسَةَ مَرْفُوعاً: ((اَفْضَلُ الْجِهَادِ مَنْ عُقِرَ جَوَادُهُ وَأُهْرِيقَ دَمُهُ)). [الصحيحة: ٥٥٢]

افضل جہاد کی ایک اور قسم

سیدنا عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''افضل جہاد اس آدمی کا ہے جس کے گھوڑے کی کونچیں کاٹ دی جائیں اور اس کا خون بہا دیا جائے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۵۵۲۔ احمد (۴/ ۳۸۵)، ابن ماجه (۲۷۹۴)، عبد بن حمید (۳۰۱)۔

۲۰۵۱: عَنْ أَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ: أَنَّ رَجُلاً أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: أَيُّ النَّاسِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: ((اَفْضَلُ النَّاسِ (وَفِي رِوَايَةٍ: خَيْرُ النَّاسِ) رَجُلٌ يُجَاهِدُ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ بِمَالِهِ وَنَفْسِهِ، ثُمَّ مُؤْمِنٌ فِي شِعْبٍ مِّنَ الشِّعَابِ يَعْبُدُاللّٰهَ رَبَّهُ، وَيَدَعُ النَّاسَ مِنْ شَرِّهِ)). [الصحيحة: ١٥٣١]

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی، نبی ﷺ کے پاس آیا اور پوچھا: کون سے لوگ افضل ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''لوگوں میں سب سے افضل (یا بہتر) وہ آدمی ہے جو اللہ کے راستے میں اپنے مال اور جان کے ساتھ جہاد کرتا ہے۔ (اس کے بعد اس) مومن (کا درجہ ہے جو) کسی گھاٹی میں فروکش ہو کر اللہ تعالی کی عبادت کرتا ہے اور لوگوں کو کوئی تکلیف نہیں پہنچاتا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۵۳۱۔ بخاری (۲۷۸۶)، مسلم (۱۸۸۸)، ابوداؤد (۲۴۸۵)، ترمذی (۱۶۶۰)، نسائی (۳۱۰۷)، ابن ماجه (۳۹۷۸)، احمد (۳/ ۱۶)۔

باب: من الرفق بالحيوان

۲۰۵۲: عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ، قَالَ: أَرْدَفَنِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خَلْفَهُ ذَاتَ يَوْمٍ، فَأَسَرَّ إِلَيَّ حَدِيْثاً لَا أُحَدِّثُ بِهِ أَحَداً بِهِ أَحداً مِنَ النَّاسِ،

باب: جانوروں کے ساتھ نرمی کرنے کا بیان

سیدنا عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے سواری پر اپنے پیچھے بٹھا لیا اور میرے ساتھ رازداری سے ایک بات کی جو میں کسی سے بیان نہیں کروں گا اور رسول اللہ ﷺ کو

وَكَانَ أَحَبُّ مَااسْتَتَرَبِهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِحَاجَتِهِ هَدَفٌ أَوْ حَائِشُ النَّخْلِ، فَدَخَلَ حَائِطاً لِرَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ فَإِذَا جَمَلٌ، [فَلَمَّا رَأَى النَّبِيَّ ﷺ حَنَّ وَذَرَفَتْ عَيْنَاهُ، فَأَتَاهُ النَّبِيُّ ﷺ، فَمَسَحَ سِرَاتَهُ إِلَى سَنَامِهِ وَذِفْرَاهُ فَسَكَنَ]فَقَالَ: ((مَنْ رَبُّ هٰذَا الْجَمَلِ؟ لِمَنْ هٰذَا الْجَمَلُ؟)) فَجَاءَ فَتًى مِنَ الْأَنْصَارِ، فَقَالَ: لِي يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! فَقَالَ: ((أَلَاتَتَّقِي اللّٰهَ فِي هٰذِهِ الْبَهِيْمَةِ الَّتِي مَلَّكَكَ اللّٰهُ إِيَّاهَا؟ فَإِنَّهُ شَكَا إِلَيَّ أَنَّكَ تُجِيْعُهُ وَتُدْئِبُهُ)). [الصحيحة: ٢٠]

قضائے حاجت کے لئے کسی اونچی چیز (دیوار، ٹیلہ وغیرہ) یا کھجور کے جھنڈ کے ساتھ پردہ کرنا سب سے زیادہ پسند تھا۔ سو آپ ﷺ ایک انصاری آدمی کے باغ میں داخل ہوئے تو وہاں ایک اونٹ تھا۔ پس جب اونٹ نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تو بلبلایا اور اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ نبی ﷺ اس کے پاس آئے اور اس کی کوہان اور کان کے عقبی حصے پر ہاتھ پھیرا تو اس کو قرار آ گیا۔ آپ نے پوچھا: ”اس اونٹ کا مالک کون ہے؟ یہ اونٹ کس کا ہے؟“ پس ایک نوجوان انصاری آپ کے پاس آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! یہ میرا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”کیا تو اس جانور کے بارے میں، جس کا اللہ نے تجھ کو مالک بنایا ہے، اللہ سے نہیں ڈرتا؟ کیونکہ اس نے مجھ سے شکایت کی ہے کہ تو اسے بھوکا رکھتا ہے اور (مشقت زیادہ لے کر) تھکا دیتا ہے۔“

تخریج: الصحیحة ۲۰۔ ابوداؤد (۲۵۴۹)، احمد (۱/ ۲۰۴، ۲۰۵)، حاکم (۲/ ۹۹، ۱۰۰)، ابو یعلی (۶۷۸۷)، مسلم (۳۴۲، ۲۴۲۹) مختصراً بدون القصة۔

٢٠٥٣: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: مَرَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى رَجُلٍ وَاضِعٍ رِجْلَهُ عَلٰى صَفْحَةِ شَاةٍ، وَهُوَ يَحُدُّشَفْرَتَهُ، وَهِيَ تَلْحَظُ إِلَيْهِ بِبَصَرِهَا، فَقَالَ: ((أَفَلَا قَبْلَ هٰذَا؟ أَتُرِيْدُ أَنْ تُمِيْتَهَا مَوْتَتَيْنِ؟!)). [الصحيحة: ٢٤]

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک آدمی کے پاس سے گزرے، جو اپنا پاؤں بکری کے پہلو پر رکھ کر چھری تیز کر رہا تھا اور وہ اسے کن آنکھوں سے دیکھ رہی تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہ کام پہلے کیوں نہیں کر لیا؟ کیا تو اسے دو دفعہ ذبح کرنا چاہتا ہے؟“

تخریج: الصحیحة ۲۴۔ طبرانی فی الکبیر (۱۱۹۱۶)، والاوسط (۳۶۱۴)، بیہقی (۹/ ۲۳۱، ۲۳۳)۔

لا يعدل العمل بالجهاد

جہاد کے برابر کوئی عمل نہیں ہے

٢٠٥٤: عَنْ فُضَالَةَ، قَالَ: أَقْبَلَ رَجُلٌ فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ، مَا أَقْرَبُ الْعَمَلِ إِلَى الْجِهَادِ؟ قَالَ: ((أَقْرَبُ الْعَمَلِ إِلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ. الْجِهَادُ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ، وَلَا يُقَارِبُهُ شَيْءٌ، [إِلَّا مَنْ كَانَ مِثْلَ هٰذَا، وَأَشَارَ النَّبِيُّ

سیدنا فضالہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! اللہ تعالی آپ پر رحمت نازل فرمائے، (ذرا بتائیں کہ) جہاد کے قریب ترین عمل کون سا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالی کے سب سے زیادہ قریب عمل اس کے راستے میں جہاد کرنا ہے اور اس جیسا کوئی عمل نہیں ہے، ہاں جو اس طرح کا آدمی ہو۔“

ﷺ إِلَى قَائِمٍ لَا يَفْتُرُ مِنْ قِيَامٍ وَلَا صِيَامٍ]) [الصحيحة: ٣٩٣٨]

پھر نبی ﷺ نے قیام کرنے والے ایک آدمی کی طرف اشارہ کیا جو نہ قیام کرنے سے سست پڑتا ہے اور نہ روزے میں رکھنے میں غفلت برتتا ہے۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۹۳۸۔ بخاری فی التاریخ (۴/ ۱۵۲)۔

فضل الحراسة

چوکیداری کی فضیلت

٢٠٥٥: عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ۔ وَرُبَّمَا لَمْ يَرْفَعْهُ۔ قَالَ: ((أَلَا أُنَبِّئُكُمْ بِلَيْلَةٍ أَفْضَلَ مِنْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ؟ حَارِسُ الْحَرَسِ فِي أَرْضِ خَوْفٍ لَعَلَّهُ أَنْ لَا يَرْجِعَ إِلَى أَهْلِهِ))۔ [الصحيحة: ٢٨١١]

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کہ نبی ﷺ نے فرمایا (بسا اوقات وہ اس حدیث کو آپ ﷺ کی طرف منسوب نہیں کرتے تھے): ''کیا میں تمھیں ایسی رات کے بارے میں بتلاؤں جو شبِ قدر سے بھی زیادہ فضیلت والی ہے؟ (وہ رات جس میں) آدمی ایسی سرزمین میں پہرہ دے رہا ہو، جہاں خوف و دہشت ہو اور اسے یہ اندیشہ ہو کہ شاید وہ اپنے گھر والوں کی طرف نہ لوٹ سکے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۸۱۱۔ الرویانی فی مسندہ (۱۴۲۰)، حاکم (۲/ ۸۰، ۸۱)، بیہقی (۹/ ۱۴۹)۔

يساق الى الجنة فى امتى رجال فى السلال

میری امت کے کچھ افراد کو زنجیروں میں جکڑ کر داخل کیا جائے گا

٢٠٥٦: عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ، قَالَ: ضَحِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى اسْتَغْرَقَ ضِحْكاً ثُمَّ قَالَ: ((أَلَا تَسْأَلُوْنِي مِمَّا ضَحِكْتُ؟ قُلْنَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ مِمَّا ضَحِكْتَ؟ قَالَ: رَأَيْتُ نَاساً مِنْ أُمَّتِي يُسَاقُوْنَ إِلَى الْجَنَّةِ فِي السَّلَاسِلِ، مَا أَكْرَهَهَا إِلَيْهِمْ! قُلْنَا: مَنْ هُمْ؟ قَالَ: قَوْمٌ مِّنَ الْعَجَمِ يَسْبِيهِمُ الْمُهَاجِرُوْنَ فَيُدْخِلُوْنَهُمْ فِي الْإِسْلَامِ))۔ [الصحيحة: ٢٨٧٤]

سیدنا ابوطفیل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مسکرائے اور بہت مسکرائے، پھر فرمایا: ''کیا تم مجھ سے میری مسکراہٹ کے بارے میں دریافت کرو گے؟'' ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ کیوں ہنسے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے اپنی امت کے کچھ لوگ دیکھے، جنھیں زنجیروں میں جکڑ کر جنت کی طرف لے جایا جا رہا ہے، وہ جنت انھیں بڑی ہی ناپسند ہے!'' ہم نے کہا: وہ کون لوگ ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ عجمی لوگ ہیں، مہاجروں نے انھیں قیدی بنا کر اسلام میں داخل کر دیا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۸۷۴۔ ابو نعیم فی اخبار اصبہان (۲/ ۲۹۸)، البزار (الکشف: ۱۷۳۰) و (البحر: ۲۷۸۰)، الدولابی فی الکنی (۲/ ۱۰۲)۔

باب: من اعلام نبوته ﷺ

باب: نبی کریم ﷺ کی نبوت کی ایک نشانی

٢٠٥٧: عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ صُرَدٍ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ حِيْنَ أَجْلَى الْأَحْزَابَ [يَعْنِي يَوْمَ الْخَنْدَقِ] عَنْهُ: ((اَلْآنَ (وَفِي رِوَايَةٍ: اَلْيَوْمَ) نَغْزُوْهُمْ (يَعْنِي: مُشْرِكِي مَكَّةَ الَّذِيْنَ انْهَزَمُوْا فِي غَزْوَةِ الْخَنْدَقِ) وَلَا يَغْزُوْنَا،[نَحْنُ نَسِيْرُ إِلَيْهِمْ]))۔ [الصحيحة:٣٢٤٣]

سیدنا سلیمان بن صرد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جب غزوۂ خندق والے دن لشکروں کو بھگا دیا گیا تو میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''اب ہم (غزوۂ خندق میں شکست سے دوچار ہونے والے مشرکینِ مکہ سے) سے لڑنے کے لئے ان کے علاقے میں گھسیں گے' وہ ہم پر چڑھائی نہیں کریں گے' اب ہم ان کی طرف پیش قدمی کریں گے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۲۴۳۔ بخاری ۴۱۰۹'۴۱۱۰' احمد (۴/ ۲۶۲)' طبرانی فی الکبیر (۶۴۸۴'۶۴۸۵)۔

دعاء النوم

سونے کی دعا

٢٠٥٨: عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّهُ أَمَرَ رَجُلًا إِذَا أَخَذَ مَضْجَعَهُ قَالَ: ((**اَللّٰهُمَّ! [أَنْتَ] خَلَقْتَ نَفْسِي وَأَنْتَ تَوَفَّاهَا، لَكَ مَمَاتُهَا وَمَحْيَاهَا، إِنْ أَحْيَيْتَهَا فَاحْفَظْهَا، وَإِنْ أَمَتَّهَا فَاغْفِرْلَهَا، اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَسْأَلُكَ الْعَافِيَةَ**)). فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ: أَسَمِعْتَ هٰذَا مِنْ عُمَرَ؟ فَقَالَ: مِنْ خَيْرٍ مِنْ عُمَرَ! مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ۔[الصحيحة: ٣٩٩٨]

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کو حکم دیا کہ جب وہ اپنے بستر پر لیٹے تو کہے: اے اللہ! تو نے مجھے پیدا کیا اور تو ہی اس کو فوت کرے گا' تیرے لئے ہی اس کا مرنا اور زندہ رہنا ہے۔ اگر تو اس کو زندگی عطا کرے تو اس کی حفاظت کرنا اور اگر مار دے تو بخش دینا۔ اے اللہ! میں تجھ سے عافیت کا سوال کرتا ہوں۔ اس آدمی نے عبداللہ بن عمر سے پوچھا: کیا تو نے یہ کلمات اپنے باپ عمر رضی اللہ عنہ سے سنے ہیں؟ انھوں نے کہا: عمر سے اعلی شخصیت یعنی رسول اللہ ﷺ سے سنے ہیں۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۹۹۸۔ مسلم (۲۷۱۲)' احمد (۲/ ۷۹)' ابن حبان (۵۵۴۱)۔

باب: من هديه صلى الله عليه وسلم في الجهاد و اقتداء الصحابة في المعارك واستبسالهم فيها

باب: جہاد کے متعلق طریقہ نبوی ﷺ اور صحابہ کا لڑائیوں کی اس کی پیروی کرنا اور اس میں جان دینے کے لیے ہمہ وقت تیار رہنا

٢٠٥٩: عَنْ زِيَادِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ حَيَّةَ، قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبِي أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رِضْوَانُ اللّٰهِ عَلَيْهِ۔ قَالَ لِلْهُرْمُزَانِ: أَمَا إِذْ فُتَّنِي بِنَفْسِكَ فَانْصَحْ لِي۔ وَذٰلِكَ أَنَّهُ قَالَ لَهُ: ((تَكَلَّمْ لَا بَأْسَ)) فَأَمَّنَهُ، فَقَالَ الْهُرْمُزَانُ: نَعَمْ، إِنَّ فَارِسَ

زیاد بن جبیر بن حیہ کہتے ہیں کہ مجھے میرے والد گرامی نے بتایا بلاشبہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے ہرمزان کو کہا کہ جب تم نے مجھے اپنے مقابلہ میں کمزور جان ہی لیا ہے تو ہمیں کوئی نصیحت کرو اور اس کو یہ بھی کہا کہ جو کچھ کہنا چاہتے ہو کہو تم پر کوئی حرج نہیں اور تمھیں امان بھی دی جاتی ہے۔ ہرمزان نے کہا ٹھیک ہے۔ فارس

الْيَوْمَ رَأْسٌ وَجَنَاحَانِ. قَالَ: فَأَيْنَ الرَّأْسُ؟ قَالَ: نَهَاوَنْدُ مَعَ بُنْدَارٍ، قَالَ: فَإِنَّ مَعَهُ أَسَاوِرَةَ كِسْرَى وَأَهْلَ أَصْفَهَانَ. قَالَ: فَأَيْنَ الْجَنَاحَانِ؟ فَذَكَرَ الْهُرْمُزَانُ مَكَانًا نَسِيتُهُ، فَقَالَ الْهُرْمُزَانُ: اِقْطَعِ الْجَنَاحَيْنِ تُوهِنِ الرَّأْسَ فَيَقْطَعُهُ اللّٰهُ، فَإِذَا قَطَعَهُ اللّٰهُ عَنِّي انْقَطَعَ عَنِّي الْجَنَاحَانِ. فَأَرَادَ عُمَرُ أَنْ يَسِيرَ إِلَيْهِ بِنَفْسِهِ، فَقَالُوا: نُذَكِّرُكَ اللّٰهَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ أَنْ تَسِيرَ بِنَفْسِكَ إِلَى الْعَجَمِ، فَإِنْ أُصِبْتَ بِهَا لَمْ يَكُنْ لِلْمُسْلِمِينَ نِظَامٌ، وَلٰكِنِ ابْعَثِ الْجُنُودَ. قَالَ: فَبَعَثَ أَهْلَ الْمَدِينَةِ وَبَعَثَ فِيهِمْ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، وَبَعَثَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارَ، وَكَتَبَ إِلَى أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ أَنْ سِرْ بِأَهْلِ الْبَصْرَةِ، وَكَتَبَ إِلَى حُذَيْفَةَ بْنِ يَمَانٍ أَنْ سِرْ بِأَهْلِ الْكُوفَةِ، حَتّٰى تَجْتَمِعُوا بِنَهَاوَنْدَ جَمِيعًا، فَإِذَا اجْتَمَعْتُمْ فَأَمِيرُكُمُ النُّعْمَانُ بْنُ مُقَرِّنٍ الْمُزَنِيُّ، فَلَمَّا اجْتَمَعُوا بِنَهَاوَنْدَ أَرْسَلَ إِلَيْهِمْ بُنْدَارُ [الْعِلْجَ] أَنْ أَرْسِلُوا إِلَيْنَا يَا مَعْشَرَ الْعَرَبِ رَجُلًا مِنْكُمْ نُكَلِّمُهُ فَاخْتَارَ النَّاسُ الْمُغِيرَةَ بْنَ شُعْبَةَ قَالَ أَبِي: فَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَيْهِ رَجُلٌ طَوِيلٌ أَشْعَثُ أَعْوَرُ، فَأَتَاهُ فَلَمَّا رَجَعَ إِلَيْنَا سَأَلْنَاهُ؟ فَقَالَ لَنَا: إِنِّي وَجَدْتُ الْعِلْجَ قَدِ اسْتَشَارَ أَصْحَابَهُ فِي أَيِّ شَيْءٍ تَأْذَنُونَ لِهٰذَا الْعَرَبِيِّ؟ أَبِشَارَتُنَا وَبَهْجَتُنَا وَمُلْكُنَا؟ أَوْ نَتَقَشَّفُ لَهُ فَنُزَهِّدُهُ عَمَّا فِي أَيْدِينَا؟ فَقَالُوا: بَلْ نَأْذَنُ لَهُ بِأَفْضَلِ مَا يَكُونُ مِنَ الشَّارَةِ وَالْعُدَّةِ، فَلَمَّا رَأَيْتُمْ رَأَيْتُ تِلْكَ الْحِرَابَ وَالدَّرَقَ يَلْمَعُ مِنْهَا الْبَصَرُ،

والوں کے آج ایک سر اور دو بازو ہیں۔ (عمر رضی اللہ عنہ نے) پوچھا: سر کہاں ہے؟ اس نے کہا: بندار کے ساتھ نہاوند ہے اور اس کے ساتھ بصریٰ کے پرانے عجمی بھی ہیں اور اہل اصفہان بھی۔ انھوں نے پوچھا: بازو کہاں ہیں۔ ہرمزان نے جگہ کے بارے میں بتایا تھا لیکن میں بھول گیا۔ ہرمزان نے یہ بھی کہا کہ آپ ان کے بازوؤں کو کاٹ دیں۔ سر کمزور ہو جائے گا۔ عمرؓ نے کہا: اللہ کے دشمن تم جھوٹ کہتے ہو۔ ہم سر کا ارادہ کریں گے تو اللہ اس کو کاٹ دے گا تو جب اللہ سر کو کاٹ دے گا تو بازو خود بخود کٹ جائیں گے۔ عمرؓ نے اس جنگ میں خود جانے کا ارادہ فرمایا۔ لیکن صحابہ کرامؓ نے اللہ کا واسطہ دے کر عجم کی طرف جانے سے منع کر دیا اور کہا کہ اگر آپ کو کچھ ہو گیا تو مسلمانوں کا نظام نہیں چلے گا۔ بلکہ آپ لشکروں کو بھیج دیں تو انہوں نے مدینہ والوں کو بھیجا جن میں عبد اللہ بن عمر بن الخطابؓ تھے اور انصار و مہاجرین بھی۔ ابو موسیٰ اشعری کو لکھا کہ تم اہل بصریٰ کو لے کر چلو اور حذیفہ بن یمان کو لکھا کہ تم اہل کوفہ کو لے کر چلو۔ یہاں تک کہ تم سب نہاوند کے مقام پر جمع ہو جانا تو جب تم جمع ہو جاؤ تمہارا امیر نعمان بن مقرن المزنی ہو گا۔ جب وہ نہاوند میں جمع ہوئے تو ان کی طرف بندار (کافر تھا یا ایلچی) کو بھیجا کہ اے عرب کی جماعت ہماری طرف اپنے ایک آدمی کو بھیجو۔ ہم اس سے کلام کرنا چاہتے ہیں۔ لوگوں نے (اس کے جواب میں) مغیرہ بن شعبہ کو پسند کیا۔ میرے والد نے بیان کیا کہ میں اس کو دیکھ رہا ہوں۔ وہ ایسا پراگندہ' کمزور آدمی ہے تو وہ جب ان کے پاس آنے کے بعد ہمارے پاس واپس لوٹا۔ ہم نے اس سے پوچھا تو اس نے ہمیں بتایا کہ میں نے علج (ایلچی یا کافر) کو اپنے ساتھیوں سے مشورہ کرتے ہوئے پایا کہ تم نے اس عربی کو اپنے پاس کیوں بلایا ہے؟ کیا ہماری زیب و زینت' حسن و جمال اور ملک دکھانے کے لیے

وَرَأَيْتُهُمْ قِيَاماً عَلَى رَأْسِهِ، فَإِذَا هُوَ عَلَى سَرِيرٍ مِّنْ ذَهَبٍ وَعَلَى رَأْسِهِ التَّاجُ، فَمَضَيْتُ كَمَا أَنَا وَنَكَسْتُ رَأْسِي لِأَقْعُدَ مَعَهُ عَلَى السَّرِيرِ، فَقَالَ: فَدُفِعْتُ نُهِرْتُ فَقُلْتُ: إِنَّ الرُّسُلَ لَايُفْعَلُ بِهِمْ هٰذَا فَقَالُوا لِي: إِنَّمَا أَنْتَ كَلْبٌ، أَتَقْعُدُ مَعَ الْمَلِكِ؟ فَقُلْتُ: لَأَنَا أَشْرَفُ فِي قَوْمِي مِنْ هٰذَا فِيكُمْ، قَالَ: فَانْتَهَرَنِي وَقَالَ اجْلِسْ۔ فَجَلَسْتُ فَتُرْجِمَ لِي قَوْلُهُ؟ فَقَالَ: يَامَعْشَرَ الْعَرَبِ إِنَّكُمْ كُنْتُمْ أَطْوَلَ النَّاسِ جُوعاً، وَأَعْظَمَ النَّاسِ شِقَاءً، وَأَقْذَرَ النَّاسِ قَذَراً، وَأَبْعَدَ النَّاسِ دَاراً، وَأَبْعَدَهُ مِنْ كُلِّ خَيْرٍ، وَمَاكَانَ مَنَعَنِي أَنْ آمُرَ هٰذِهِ الْأَسَاوِرَةَ حَوْلِي أَنْ يَّنْتَظِمُوكُمْ بِالنُّشَابِ إِلَّا تَنْجِيساً لِجِيفِكُمْ لِأَنَّكُمْ أَرْجَاسٌ، فَإِنْ تَذْهَبُوا يُخَلَّى عَنْكُمْ، وَإِنْ تَأْبَوْا نُبَوِّئْكُمْ مَصَارِعَكُمْ۔ قَالَ الْمُغِيرَةُ: فَحَمِدْتُ اللّٰهَ وَأَثْنَيْتُ عَلَيْهِ وَقُلْتُ: وَاللّٰهِ مَا أَخْطَأْتَ مِنْ صِفَتِنَا وَنَعْتِنَا شَيْئًا، إِنْ كُنَّا لَأَبْعَدَ النَّاسِ دَاراً، وَأَشَدَّ النَّاسِ جُوعاً، وَأَعْظَمَ النَّاسِ شِقَاءً، وَأَبْعَدَ النَّاسِ مِنْ كُلِّ خَيْرٍ، حَتّٰى بَعَثَ اللّٰهُ إِلَيْنَا رَسُولاً فَوَعَدَنَا بِالنَّصْرِ فِي الدُّنْيَا، وَالْجَنَّةِ فِي الْآخِرَةِ، فَلَمْ نَزَلْ نَتَعَرَّفُ مِنْ رَّبِّنَا۔ مُذْ جَاءَ نَا رَسُولُهُ ﷺ۔ الْفَلَاحَ وَالنَّصْرَ حَتّٰى أَتَيْنَاكُمْ، وَإِنَّا وَاللّٰهِ نَرٰى لَكُمْ مُلْكاً وَعَيْشاً لَا نَرْجِعُ إِلٰى ذٰلِكَ الشَّقَاءِ أَبَداً حَتّٰى نَغْلِبَكُمْ عَلٰى مَافِي أَيْدِيكُمْ أَوْ نُقْتَلَ فِي أَرْضِكُمْ فَقَالَ: أَمَّا الْأَعْوَرُ فَقَدْ صَدَقَكُمُ الَّذِي فِي نَفْسِهِ۔ فَقُمْتُ مِنْ عِنْدِهِ وَقَدْ وَاللّٰهِ أَرْعَبْتُ الْعِلْجَ جَهْدِي،

یا ہم اس کی تنگی کو دیکھیں۔ تاکہ جو ہمارے پاس ہے۔ ہم اس سے بے نیاز ہو جائیں تو انہوں نے جواب دیا۔ کہ ہم نے زیب و زینت اور فوجی تعداد دکھانے سے بھی بڑھ کر مقصد کے لیے بلایا ہے تو جب میں نے ان کو ان کی برچھیوں اور ڈھالوں کو دیکھا تو ان کی وجہ سے ان کی آنکھیں چمک رہی تھیں اور وہ اس کے سر کے پاس کھڑے ہوئے تھے۔ وہ اپنے سونے کی کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے سر پر تاج تھا تو میں ایسے ہی چلا گیا اور میں نے بیٹھنے کے لیے اپنا سر جھکایا تاکہ اس کے ساتھ بیٹھ جاؤں تو مجھے روک لیا گیا اور ڈانٹ دیا گیا تو میں نے کہا کہ قاصدوں کے ساتھ ایسا تو نہیں کیا جاتا۔ انہوں نے مجھے کہا: کہ تو تو کتا ہے۔ بادشاہ کے ساتھ بیٹھتا ہے؟ میں نے کہا تمہارے بادشاہ سے بھی میری قوم میں میری عزت زیادہ ہے تو انہوں نے مجھے ڈانٹ دیا اور کہا بیٹھ جاؤ تو میں بیٹھ گیا۔ اس کی گفتگو میرے لیے ترجمہ کی گئی تو اس نے کہا۔ اے عربو تم لوگوں میں سب سے زیادہ بھوکے تھے اور سب سے زیادہ بدبخت تھے اور سب سے زیادہ گندے تھے۔ گھر بھی تمہارے دور تھے اور ہر اچھائی سے بھی دور تھے اور یہ جو پرانے عجمی میرے اردگرد بیٹھے ہیں' ان کو حکم دینے سے مجھے کوئی چیز مانع نہیں ہے کہ تمہیں تیروں سے سیدھا کریں اور تمہاری لاشوں کو لٹکا دیں۔ اس لیے کہ تم پلید ہو۔ تو اگر تو تم چلے جاؤ تمہارا راستہ چھوڑ دیا جائے گا اور اگر انکار کرو گے تو تمہاری قبروں کو ہم تیار کریں گے۔ مغیرہؓ کہتے ہیں کہ میں نے اللہ کی حمد و ثناء بیان کی اور میں نے کہا کہ تو نے ہماری صفات اور تعریف میں کوئی کمی نہیں کی۔ ہم گھر کے اعتبار سے لوگوں سے دور تھے۔ معیشت بھی ہماری کمزور تھی۔ سختی بھی ہم پر بہت تھی۔ خیر میں بھی ہم لوگوں سے دور تھے۔ حتیٰ کہ اللہ نے ہماری طرف ایک رسول بھیجا کہ جس نے دنیا میں (اللہ کی) مدد اور آخرت میں جنت کا ہم سے وعدہ کیا۔ اپنے

فَأَرْسَلَ إِلَيْنَا الْعِلْجَ: إِمَّا أَنْ تَعْبُرُوا إِلَيْنَا بِنَهَاوَنْدَ وَإِمَّا أَنْ نَعْبُرَ إِلَيْكُمْ. فَقَالَ النُّعْمَانُ: اعْبُرُوا فَعَبَرْنَا. فَقَالَ أَبِي: فَلَمْ أَرَ كَالْيَوْمِ قَطُّ إِنَّ الْعُلُوجَ يَجِيئُونَ كَأَنَّهُمْ جِبَالُ الْحَدِيدِ، وَقَدْ تَوَاثَقُوا أَنْ لَا يَفِرُّوا مِنَ الْعَرَبِ، وَقَدْ قُرِنَ بَعْضُهُمْ إِلَى بَعْضٍ حَتَّى كَانَ سَبْعَةٌ فِي قِرَانٍ، وَأَلْقَوْا حَسَكَ الْحَدِيدِ خَلْفَهُمْ وَقَالُوا: مَنْ فَرَّ مِنَّا عَقَرَهُ حَسَكُ الْحَدِيدِ. فَقَالَ الْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ حِينَ رَأَى كَثْرَتَهُمْ: لَمْ أَرَ كَالْيَوْمِ قَتِيلًا إِنَّ عَدُوَّنَا يَتْرُكُونَ أَنْ يَتَنَامُوا، فَلَا يُعْجَلُوا، أَمَا وَاللّٰهِ لَوْ أَنَّ الْأَمْرَ إِلَيَّ لَقَدْ أَعْجَلْتُهُمْ بِهِ. قَالَ: وَكَانَ النُّعْمَانُ رَجُلًا بُكَّاءً، فَقَالَ: قَدْ كَانَ. جَلَّ وَعَزَّ. يُشْهِدُكَ فَلَا يُحْزِنُكَ وَلَا يَعِيبُكَ مَوْقِفُكَ، وَإِنِّي وَاللّٰهِ مَا يَمْنَعُنِي أَنْ أُنَاجِزَهُمْ إِلَّا لِشَيْءٍ شَهِدْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ: ((**كَانَ إِذَا غَزَا فَلَمْ يُقَاتِلْ أَوَّلَ النَّهَارِ لَمْ يُعَجِّلْ حَتَّى تَحْضُرَ الصَّلَوَاتُ، وَتَهُبَّ الْأَرْوَاحُ، وَيَطِيبَ الْقِتَالُ**)) ثُمَّ قَالَ النُّعْمَانُ: اللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ أَنْ تُقِرَّ عَيْنِي بِفَتْحٍ يَكُونُ فِيهِ عِزُّ الْإِسْلَامِ وَأَهْلِهِ، وَذُلُّ الْكُفْرِ وَأَهْلِهِ. ثُمَّ اخْتِمْ لِي عَلَى إِثْرِ ذٰلِكَ بِالشَّهَادَةِ، ثُمَّ قَالَ: أَمِّنُوا رَحِمَكُمُ اللّٰهُ. فَأَمَّنَّا وَبَكَى فَبَكَيْنَا. فَقَالَ النُّعْمَانُ: إِنِّي هَازٌّ لِوَائِي فَتَيَسَّرُوا لِلسِّلَاحِ، ثُمَّ هَازُّهَا الثَّانِيَةَ، فَكُونُوا مُتَيَسِّرِينَ لِقِتَالِ عَدُوِّكُمْ بِإِزَائِكُمْ، فَإِذَا هَزَزْتُهَا الثَّالِثَةَ فَلْيَحْمِلْ كُلُّ قَوْمٍ عَلَى مَنْ يَلِيهِمْ مِنْ عَدُوِّهِمْ عَلَى بَرَكَةِ اللّٰهِ، قَالَ فَلَمَّا حَضَرَتِ

رب کے اس وعدے کو ہم ہمیشہ پرکھتے رہے ہیں۔ کامیابی اور مدد کی صورت میں جب سے اس کا رسولؐ ہمارے پاس آیا ہے۔ (اسی لیے) تمہارے پاس بھی آ گئے ہیں اور اللہ کی قسم ہم تمہارے ملک اور عیاشی کو دیکھ رہے ہیں۔ اس شقاوت کی طرف نہیں لوٹیں گے بلکہ جو تمہارے پاس ہے۔ اس پر غلبہ حاصل کریں گے یا پھر تمہاری زمین میں شہید ہو جائیں گے تو اس کافر نے کہا کہ اس کمزور آدمی نے اپنے دل کی بات کہہ دی ہے۔ میں اس کے پاس سے کھڑا ہوگیا۔ میری ہمت پر علج بھی ڈر گیا تھا تو اس نے علج کو ہماری طرف بھیجا کہ تم نہاوند میں آ کر ہمارا مقابلہ کرنا چاہتے ہو یا ہم تمہارا مقابلہ کرنے کے لیے آئیں (اس کے جواب میں) نعمانؓ نے کہا: چلو۔ ہم لڑائی کے لیے چل دیے (میرے والد نے بیان کیا) ایسی سخت لڑائی میں نے کبھی بھی نہیں دیکھی تھی۔ کافر اس طرح آتے تھے۔ گویا لوہے کے پہاڑ ہیں اور وہ ایک دوسرے سے بندھے ہوئے تھے تاکہ عربوں سے ڈر کر بھاگ نہ جائیں اور ایک رسی میں سات سات افراد ملے ہوئے تھے اور ان کے پیچھے لوہے کے تیز دھار کانٹے پھینکے ہوئے تھے اور انہوں نے کہا کہ جو بھی ہم سے بھاگا تو اس کو لوہے کے کانٹے ماردیں گے۔ مغیرہ بن شعبہؓ کہتے ہیں کہ میں نے جب ان کی کثرت دیکھی تو میں نے اتنے مقتول بھی کبھی نہ دیکھے تھے۔ ہمارے دشمنوں کی نیندیں حرام ہو چکی تھیں اور وہ جلدی بھی نہیں کر پا رہے تھے۔ اللہ کی قسم اگر معاملہ میرے ہاتھ میں ہوتا تو میں ان پر جلدی حملہ کر دیتا لیکن نعمان بڑے ہی رونے (نرم دل) والے شخص تھے۔ اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ تجھے بھی ان کی طرح شہادت دے گا۔ نیز اس جنگ میں انتظار کرنا تجھے پریشان نہ کرے اور بلاشبہ اللہ کی قسم ان کا مقابلہ کرنے میں مجھے کوئی چیز مانع نہیں ہے۔ سوائے اس کے کہ جو میں نے رسول اللہ کے عمل کا مشاہدہ کیا۔ آپؐ جب جہاد کے لیے

الصَّلَاةُ وَهَبَتِ الْأَرْوَاحُ كَبَّرَ وَكَبَّرْنَا۔ وَقَالَ: رِيحُ الْفَتْحِ وَاللّٰهِ إِنْ شَا اللّٰهُ، وَإِنِّي مُقَرِّنٌ فَسَجَّى عَلَيْهِ ثَوْباً وَأَخَذَ اللِّوَاءَ، فَتَقَدَّمَ ثُمَّ قَالَ: تَقَدَّمُوا رَحِمَكُمُ اللّٰهُ، فَجَعَلْنَا نَتَقَدَّمُ لَأَرْجُوَانَّ يُسْتَجِيبَ اللّٰهُ لِي، وَأَنْ يُفْتَحَ عَلَيْنَا، فَهَزَّ اللِّوَاءَ فَتَيَسَّرُوْا، ثُمَّ هَزَّهَا الثَّانِيَةَ، ثُمَّ هَزَّهَا الثَّالِثَةَ، فَحَمَلْنَا جَمِيعًا كُلُّ قَوْمٍ عَلَى مَنْ يَلِيهِمْ، وَقَالَ النُّعْمَانُ: إِنْ أَنَا أُصِبْتُ فَعَلَى النَّاسِ حُذَيْفَةُ بْنُ الْيَمَانِ فَإِنْ أُصِيبَ حُذَيْفَةُ فَفُلَانٌ، فَإِنْ أُصِيبَ فُلَانٌ [فَفُلَانٌ] حَتَّى عَدَّ سَبْعَةً آخِرُهُمُ الْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ، قَالَ أَبِي: فَوَاللّٰهِ مَاعَلِمْتُ مِنَ الْمُسْلِمِينَ أَحَداً يُحِبُّ أَنْ يَرْجِعَ إِلَى أَهْلِهِ حَتَّى يُقْتَلَ أَوْ يَظْفَرَ، فَثَبَتُوا لَنَا، فَلَمْ نَسْمَعْ إِلَّا وَقْعَ الْحَدِيدِ عَلَى الْحَدِيدِ، حَتَّى أُصِيبَ فِي الْمُسْلِمِينَ عِصَابَةٌ عَظِيمَةٌ۔

فَلَمَّا رَأَوْا صَبَرْنَا وَرَأَنَا لَانُرِيدُ أَنْ نَرْجِعَ انْهَزَمُوا، فَجَعَلَ يَقَعُ الرَّجُلُ فَيَقَعُ عَلَيْهِ سَبْعَةٌ فِي قِرَانٍ فَجَعَلْنَا نُقَدِّمُ اللِّوَاءَ فَنَقْتُلُهُمْ، وَنَهْزِمُهُمْ، فَلَمَّا رَأَى النُّعْمَانُ قَدِ اسْتَجَابَ اللّٰهُ لَهُ وَرَأَى الْفَتْحَ، جَاءَتْهُ نُشَابَةٌ فَأَصَابَتْ خَاصِرَتَهُ، فَقَتَلَتْهُ فَجَاءَ أَخُوهُ مَعْقِلُ بْنُ مُقَرِّنٍ فَسَجَّى عَلَيْهِ ثَوْباً وَأَخَذَ اللِّوَاءَ، فَتَقَدَّمَ ثُمَّ قَالَ: تَقَدَّمُوا رَحِمَكُمُ اللّٰهُ، فَجَعَلْنَا نَتَقَدَّمُ فَنَهْزِمُهُمْ وَنَقْتُلُهُمْ فَلَمَّا فَرَغْنَا وَاجْتَمَعَ النَّاسُ قَالُوا: أَيْنَ الْأَمِيرُ؟ فَقَالَ مَعْقِلُ بْنُ فَنَهْزِمُهُمْ وَنَقْتُلُهُمْ فَلَمَّا فَرَغْنَا وَاجْتَمَعَ النَّاسُ قَالُوا: أَيْنَ الْأَمِيرُ؟ فَقَالَ مَعْقِلٌ: هٰذَا أَمِيرُكُمْ قَدْ

نکلتے تو شروع دن میں لڑائی نہیں کرتے تھے اور نہ ہی جلدی کرتے تھے۔ یہاں تک کہ نمازوں کا وقت ہو جاتا اور ہوائیں چل پڑتیں اور لڑائی بھی آسان ہو جاتی۔ پھر اس کے بعد نعمان نے دعا کی۔ اے اللہ اس فتح کے ساتھ میری آنکھوں کو ٹھنڈک دے کہ جس سے مسلمانوں کو عزت ملے اور کافر ذلیل ہو جائیں پھر اس جنگ کے اختتام پر مجھے شہادت عطا فرما۔ اپنے ساتھیوں سے کہا تم اس پر آمین کہو' اللہ تم پر رحم کرے' تو ہم نے آمین کہی۔ وہ بھی رو پڑے اور ہم بھی رو پڑے۔ اس کے بعد نعمان نے کہا کہ میں اپنا جھنڈا لہراؤں گا تو تم اسلحہ کو تیار کر لینا اور جب دوبارہ لہراؤں گا تو تم لڑنے کے لیے تیار ہو جانا اپنے سامنے والے دشمنوں کے ساتھ۔ اور جب میں تیسری بار لہراؤں تو ہر شخص اللہ کی توفیق کے ساتھ اپنے قریب والے دشمن کے اوپر حملہ کر دے۔ تو جب نماز کا وقت ہو گیا' ہوا چل پڑی۔ اس نے بھی اور ہم نے بھی اللہ اکبر کہا۔ اس نے کہا: اللہ کی قسم یہ کامیابی والی ہوا ہے انشاء اللہ اور بلاشبہ مجھے اپنی فتح کی امید ہے دعا کی قبولیت کی تو اس نے جھنڈا لہرایا' لوگ مقابلے کے لیے تیار ہو گئے۔ پھر دوسری مرتبہ لہرایا' پھر تیسری مرتبہ لہرایا تو ہم میں سے ہر شخص نے اپنے سامنے والے کافر پر حملہ کر دیا۔ نیز نعمان نے یہ بھی کہا تھا کہ اگر میں شہید کر دیا جاؤں تو لوگ حذیفہ بن یمان کو امیر بنالیں اور اگر وہ بھی شہید کر دیے جائیں تو لوگ فلاں کو امیر بنائیں اگر وہ بھی شہید کر دیے جائیں تو فلاں کو یہاں تک کہ انہوں نے سات افراد کا نام لیا اور ان میں آخری مغیرہ بن شعبہؓ تھے۔ میرے والد نے بیان کیا کہ مسلمانوں میں سے کوئی بھی کامیابی یا شہادت کے بغیر اپنے گھر کی طرف جانا پسند نہیں کرتا تھا۔ وہ (کافر) بھی ہمارے مقابلہ میں ڈٹے رہے تو ہم بس لوہے پر لوہے کے گرنے کی آواز ہی سن رہے تھے۔ یہاں تک کہ مسلمانوں کی ایک بڑی جماعت شہید

أَقَرَّ اللّٰهُ عَيْنَهُ بِالْفَتْحِ، وَخَتَمَ لَهُ بِالشَّهَادَةِ. فَبَايَعَ النَّاسُ حُذَيْفَةَ بْنَ الْيَمَانِ، قَالَ: وَكَانَ عُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ. رِضْوَانُ اللّٰهِ عَلَيْهِ. بِالْمَدِينَةِ يَدْعُو اللّٰهَ، وَيَنْتَظِرُ مِثْلَ صَيْحَةِ الْحُبْلٰى، فَكَتَبَ حُذَيْفَةُ إِلٰى عُمَرَ بِالْفَتْحِ مَعَ رَجُلٍ مِّنَ الْمُسْلِمِينَ، فَلَمَّا قَدِمَ عَلَيْهِ قَالَ: أَبْشِرْيَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِيْنَ بِفَتْحٍ أَعَزَّ اللّٰهُ فِيهِ الْإِسْلَامَ وَأَهْلَهُ وَأَذَلَّ فِيهِ الشِّرْكَ وَأَهْلَهُ. وَقَالَ: النُّعْمَانُ بَعَثَكَ؟ قَالَ: احْتَسِبِ النُّعْمَانَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِيْنَ، فَبَكٰى عُمَرُ وَاسْتَرْجَعَ، فَقَالَ: وَمَنْ و يحَكَ؟ قَالَ: فُلَانٌ وَفُلَانٌ. حَتّٰى عَدَّ نَاسًا. ثُمَّ قَالَ: وَآخَرِيْنَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِيْنَ لَاتَعْرِفُهُمْ، فَقَالَ عُمَرُ. رِضْوَانُ اللّٰهِ عَلَيْهِ. وَهُوَ يَبْكِي: لَايَضُرُّهُمْ أَنْ لَّايَعْرِفَهُمْ عُمَرُ، لٰكِنِ اللّٰهَ يَعْرِفُهُمْ. [الصحيحة: ٢٨٢٦]

ہوچکی تھی۔ لیکن جب انہوں نے ہمارا صبر اور نہ ٹوٹنے کا عزم دیکھا تو وہ شکست کھا گئے۔ جب ان کا ایسا ایک آدمی گرتا تھا تو ساتوں اس پر گرتے تھے اور ساتوں ہی قتل ہوجاتے تھے اور پیچھے سے لوہے کے کانٹے بھی ان کو قتل کا سبب بن رہے تھے۔ نعمانؓ نے کہا جھنڈے کو آگے لاؤ تو ہم نے جھنڈے کو آگے بڑھایا ہم ان کو قتل کررہے تھے اور ان کو شکست دے رہے تھے۔

نعمان نے دعا کی قبولیت اور فتح دیکھی تو اچانک ایک تیر آیا اور ان کی کوکھ میں لگا۔ جس نے اس کو شہید کردیا تو اس کا بھائی معقل آیا۔ ان پر کپڑا ڈال دیا اور جھنڈا پکڑ کر آگے بڑھا اور لوگوں کو کہا۔ اللہ تم پر رحم کرے آگے بڑھو تو ہم آگے بڑھتے چلے گئے اور شکست دیتے اور قتل کرتے گئے۔ جب ہم جنگ سے فارغ ہوگئے۔ لوگ جمع ہوگئے۔ انہوں نے کہا امیر کہاں ہے؟ تو معقل نے کہا: یہ تمہارا امیر ہے کہ جس کی آنکھوں کو اللہ نے فتح کے ساتھ ٹھنڈا کیا ہے اور شہادت کے ساتھ اس کا خاتمہ کیا ہے۔

اس کے بعد لوگوں نے حذیفہ بن یمان کی بیعت کی۔ راوی نے بیان کیا (کہ دوسری جانب) عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ مدینہ میں اللہ سے دعائیں کر رہے تھے اور چیخنے والی حاملہ کی طرح انتظار کر رہے تھے (یعنی سخت بے صبری سے) حذیفہؓ نے ایک مسلمان شخص کے ذریعہ عمر رضی اللہ عنہ کی طرف فتح کا خط لکھا تو جب وہ اس کے پاس آیا۔ اس نے کہا: امیر المؤمنین فتح مبارک ہو۔ اللہ نے آج بھی اسلام اور مسلمانوں کو عزت دی ہے' شرک اور مشرکوں کو آج بھی ذلیل کیا ہے۔ (عمرؓ) نے پوچھا: تجھے نعمان نے بھیجا ہے؟ اس نے جواب دیا: امیر المؤمنین نعمان رضی اللہ عنہ شہید ہوچکے ہیں۔ تو عمرؓ رو پڑے اور انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور پوچھا۔ ہائے تجھ پر افسوس! اور کون کون اس نے جواب دیا کہ فلاں' فلاں (شہید ہوگئے ہیں) یہاں تک کہ اس نے کئی لوگوں کا نام لیا اور

کچھ لوگوں کے بارے میں کہا کہ امیر المؤمنین آپ ان کو نہیں جانتے تو عمر رضی اللہ عنہ نے روتے ہوئے جواب دیا کہ عمرؓ کا نہ جاننا ان کے لیے نقصان کا باعث نہیں بن سکتا۔ جبکہ اللہ تو ان کو پہچانتا ہے۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۸۲۶۔ ابن جریر الطبری فی التاریخ (۲/ ۲۳۵،۲۳) ابن حبان (۴۷۵۶) بخاری (۳۱۶۰،۳۱۵۹) مختصراً۔

الأكل بالجمع

۲۰۶۰: عَنْ أَبِي مُوسٰى، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنَّ الْأَشْعَرِيِّينَ إِذَا أَرْمَلُوْا فِي الْغَزْوِ، أَوْ قَلَّ طَعَامُ عِيَالِهِمْ بِالْمَدِيْنَةِ، جَمَعُوْا مَا كَانَ عِنْدَهُمْ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ، ثُمَّ اقْتَسَمُوْهُ بَيْنَهُمْ فِي إِنَاءٍ وَاحِدٍ بِالسَّوِيَّةِ، فَهُمْ مِنِّي وَأَنَا مِنْهُمْ)).

[الصحيحة: ٣٥٠٤]

اکٹھا کر کے کھانا

سیدنا ابوموسی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اشعری حضرات' جب جہاد (کے سفر) میں زادِ راہ ختم ہو جاتا ہے یا ختم ہونے کے قریب ہوتا ہے' یا مدینے میں (حالتِ قیام میں) ان کے اہل و عیال کا کھانا کم ہو جاتا ہے' تو ان کے پاس جو کچھ ہوتا ہے' سب ایک کپڑے میں جمع کر لیتے ہیں اور پھر اس کو برتنوں میں مساوی طور پر آپس میں تقسیم کر لیتے ہیں' پس یہ لوگ مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں۔“

تخریج: الصحیحۃ ۳۵۰۴۔ بخاری (۲۴۸۶) مسلم (۲۵۰۰) بیہقی (۱۰/ ۱۳۲) بغوی (۲۱۵۶)۔

حفاظة الله على من خرج في سبيله

۲۰۶۱: عَنْ حُمَيْدٍ (يَعْنِي: ابْنَ هِلَالٍ) قَالَ: كَانَ رَجُلٌ مِنَ الطُّفَاوَةِ طَرِيْقُهُ عَلَيْنَا فَأَتَى عَلَى الْحَيِّ فَحَدَّثَهُمْ قَالَ: قَدِمْتُ الْمَدِيْنَةَ فِي عِيْرٍ لَنَا، فَبِعْنَا بَضَاعَتَنَا (الْأَصْلَ: بياعتنا) ثُمَّ قُلْتُ: لَأَنْطَلِقَنَّ إِلَى هٰذَا الرَّجُلِ فَلَآتِيَنَّ مَنْ بَعْدِي بِخَبَرِهِ، قَالَ: فَانْتَهَيْتُ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَإِذَا هُوَ يُرِيْنِي بَيْتاً، قَالَ: ((إِنَّ امْرَأَةً كَانَتْ فِيْهِ (يَعْنِي: بَيْتاً فِي الْمَدِيْنَةِ) فَخَرَجَتْ فِي سَرِيَّةٍ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ، وتركت ثِنْتَيْ عَشَرَةَ عَنْزاً لَهَا وَصِيْصَتَهَا، كَانَتْ تَنْسُجُ بِهَا، قَالَ: فَفَقَدَتْ عَنْزاً مِنْ غَنَمِهَا وَصِيْصَتِهَا، فَقَالَتْ: يَا رَبِّ

جو اللہ کی راہ میں نکلے اس کی حفاظت اللہ کے ذمہ ہے

سیدنا حمید بن ہلال رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: طفاوہ قبیلے کا ایک آدمی' جو ہمارے پاس سے گزرتا تھا' اپنے قبیلے کے پاس آیا اور کہا: ہم اپنے سامانِ تجارت والے قافلے میں مدینہ آئے اور اپنا سامان فروخت کیا۔ پھر میں نے کہا: میں تو اس آدمی (رسول اللہ ﷺ) کے پاس ضرور جاؤں گا اور پچھلوں کو بھی آپ کے حالات سے آگاہ کروں گا۔ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچا' آپ نے مجھے ایک گھر دکھایا اور فرمایا: ”ایک عورت اس گھر میں رہائش پذیر تھی' وہ بارہ بکریاں اور کاتنے کا تکلا' جس کے ساتھ وہ بننے کا کام کرتی تھی' چھوڑ کر مسلمانوں کے ایک فوجی دستے میں ان کے ساتھ چلی گئی۔ (جب وہ واپس آئی تو دیکھا کہ) ایک بکری اور تکلا گم ہو گیا ہے۔ اس نے کہا: اے میرے ربّ! تو نے اپنے راستے میں نکلنے

إِنَّكَ قَدْ ضَمِنْتَ لِمَنْ خَرَجَ فِي سَبِيلِكَ أَنْ تَحْفَظَ عَلَيْهِ، وَإِنِّي قَدْ فَقَدْتُ عَنْزاً مِنْ غَنَمِي وَصِيصَتِي وَإِنِّي أَنْشُدُكَ عَنْزِي وَصِيصَتِي، قَالَ: فَجَعَلَ رَسُولُ اللّٰهِ يَذْكُرُهُ شِدَّةَ مَنَاشَدَتِهَا لِرَبِّهَا تَبَارَكَ وَتَعَالَىٰ. قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: فَأَصْبَحَتْ عَنْزُهَا وَمِثْلُهَا، وَصِيصَتُهَا وَمِثْلُهَا، وَهَاتِيكَ فَأْتِهَا فَاسْأَلْهَا إِنْ شِئْتِ)).

تخریج: الصحیحة ۲۹۳۵- احمد (۵/ ۶۷)-

والے کی حفاظت کی ضمانت دی ہے اور میری تو ایک بکری اور تکلا گم ہو گیا ہے۔ اب میں تجھے قسم کے ساتھ واسطہ دے کر تجھ سے اپنی بکری اور تکلا طلب کرتی ہوں۔'' پھر رسول اللہ ﷺ رب سے اس کے مطالبے کی شدت کا تذکرہ کرنے لگے اور فرمایا: ''اس کی بکری اور اس کی مثل ایک اور بکری اور اس کا تکلا اور اس کی مثل ایک اور تکلا اسے مل گیا۔ اگر تو چاہتا ہے تو اس کے پاس چلا جا اور اس سے پوچھ لے۔''

اول شئ يقض يوم القيامة عليه

۲۰۶۲: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ أَوَّلَ شَيْءٍ يُقْضَى يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَيْهِ: رَجُلٌ اسْتُشْهِدَ، فَأُتِيَ بِهِ، فَعَرَّفَهُ نِعَمَهُ فَعَرَفَهَا، قَالَ: فَمَا عَمِلْتَ فِيهَا؟ قَالَ: قَاتَلْتُ فِيكَ حَتّٰى اسْتُشْهِدْتُ. قَالَ: كَذَبْتَ وَلٰكِنَّكَ قَاتَلْتَ لِيُقَالَ: جَرِيءٌ، فَقَدْ قِيلَ ثُمَّ أُمِرَ بِهِ، فَسُحِبَ عَلَى وَجْهِهِ حَتّٰى أُلْقِيَ فِي النَّارِ. وَرَجُلٌ تَعَلَّمَ الْعِلْمَ وَعَلَّمَهُ، وَقَرَأَ الْقُرْآنَ فَأُتِيَ بِهِ فَعَرَّفَهُ نِعَمَهُ فَعَرَفَهَا، قَالَ: فَمَا عَمِلْتَ فِيهَا؟ قَالَ: تَعَلَّمْتُ الْعِلْمَ وَعَلَّمْتُهُ وَقَرَأْتُ فِيكَ الْقُرْآنَ. قَالَ: كَذَبْتَ وَلٰكِنَّ تَعَلَّمْتَ الْعِلْمَ لِيُقَالَ: عَالِمٌ وَقَرَأْتَ الْقُرْآنَ لِيُقَالَ: هُوَ قَارِئٌ فَقَدْ قِيلَ ثُمَّ أُمِرَ بِهِ، فَسُحِبَ عَلَى وَجْهِهِ حَتّٰى أُلْقِيَ فِي النَّارِ. وَرَجُلٌ وَسَّعَ اللّٰهُ عَلَيْهِ، وَأَعْطَاهُ مِنْ أَصْنَافِ الْمَالِ كُلِّهِ فَأُتِيَ بِهِ فَعَرَّفَهُ نِعَمَهُ فَعَرَفَهَا، قال: فَمَا عَمِلْتَ فيها؟ قال: ما تَرَكْتُ من سَبِيلٍ تُحِبُّ أَن يُنْفَقَ فِيهَا

جس چیز کا قیامت کے دن سب سے پہلے فیصلہ ہو گا

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''روزِ قیامت جن لوگوں کا سب سے پہلے فیصلہ کیا جائے گا (وہ یہ ہیں:) (۱) وہ آدمی جو شہید ہوا' اسے لایا جائے گا' اللہ تعالی اپنی نعمتوں کا تعارف کروائے گا اور وہ اقرار کرے گا' پھر اللہ تعالی پوچھے گا: تو نے کون سا عمل کیا ہے؟ وہ کہے گا: میں نے تیری خاطر لڑائی کی' حتی کہ شہید ہو گیا۔ اللہ تعالی فرمائے گا: تو جھوٹ بولتا ہے' تو تو اس لئے لڑا تھا تا کہ تجھے بہادر کہا جائے' وہ تو کہا جا چکا ہے' پھر اس کے بارے میں حکم ہو گا اور اسے چہرے کے بل گھسیٹ کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ (۲) وہ آدمی' جس نے علم سیکھا اور سکھایا اور قرآن مجید پڑھا' اسے لایا جائے گا' اللہ تعالی اسے اپنی نعمتوں کا تعارف کروائیں گے' وہ اقرار کرے گا۔ پھر اللہ تعالی پوچھے گا: کون سا عمل کر کے آیا ہے؟ وہ کہے گا: میں نے تیری خاطر علم سیکھا اور سکھایا اور قرآن مجید پڑھا۔ اللہ تعالی فرمائے گا: تو جھوٹا ہے' تو نے تو علم اس لئے حاصل کیا تھا تا کہ تجھے عالم کہا جائے اور قرآن مجید پڑھا' تا کہ تجھے قاری کہا جائے اور وہ کہہ دیا گیا۔ پھر اس کے بارے میں حکم دیا جائے گا اور اسے چہرے کے بل گھسیٹ کر آگ میں پھینک دیا جائے گا۔ (۳) وہ آدمی' جسے

إِلَّآأَنْفَقْتُ فِيهَا، لَكَ، قَالَ: كَذَبْتَ وَلٰكِنْ فَعَلْتَ لِيُقَالَ: هُوَ جَوَّادٌ فَقَدْ قِيلَ. ثُمَّ أُمِرَ بِهِ، فَسُحِبَ عَلٰى وَجْهِهِ ثُمَّ أُلْقِيَ فِي النَّارِ)).

اللہ تعالی نے رزق میں فراوانی دی اور ہر قسم کا مال عطا کیا۔ اس کو لایا جائے گا' اللہ تعالی اپنی نعمتوں کا تعارف کروائیں گے' وہ اقرار کرلے گا۔ پھر اللہ تعالی پوچھے گا: تو کون سا عمل کر کے لایا ہے؟ وہ کہے گا: میں نے ہر اس مصرف میں مال خرچ کیا جہاں خرچ کرنا تجھے پسند تھا۔ اللہ تعالی فرمائے گا: تو جھوٹا ہے' تو نے تو اس لئے کیا تھا تاکہ تجھے سخی کہا جائے اور وہ کہہ دیا گیا۔ پھر اس کے بارے میں حکم دیا جائے گا اور چہرے کے بل گھسیٹ کر جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔''

تخریج: الصحیحة ۳۵۱۸- مسلم (۱۹۰۵)' نسائی (۳۱۳۹)' احمد (۲/ ۳۲۲)-

ذكر الهجرة الحبشة

۲۰۶۳: عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا- زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ، أَنَّهَا قَالَتْ: لَمَّا ضَاقَتْ عَلَيْنَا مَكَّةُ، وَأُوْذِيَ أَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، وَفُتِنُوا، وَرَأَوْا مَا يُصِيبُهُمْ مِنَ الْبَلَاءِ وَالْفِتْنَةِ فِي دِيْنِهِمْ، وَأَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَايَسْتَطِيعُ دَفْعَ ذٰلِكَ عَنْهُمْ، وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي مَنَعَةٍ مِّنْ قَوْمِهِ وَعَمِّهِ لَايَصِلُ إِلَيْهِ شَيْءٌ مِمَّا يَكْرَهُ، مِمَّا يَنَالُ أَصْحَابَهُ، فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ بِأَرْضِ الْحَبَشَةِ مَلِكاً لَّا يُظْلَمُ أَحَدٌ عِنْدَهُ، فَالْحَقُوْا بِبِلَادِهِ حَتّٰى يَجْعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ فَرَجاً وَمَخْرَجاً مِمَّا أَنْتُمْ فِيْهِ)) فَخَرَجْنَا إِلَيْهَا أَرْسَالاً حَتّٰى اجْتَمَعْنَا وَنَزَلْنَا كَذَا فِي ((السُّنَنِ) وَقَدْ سَاقَهُ بِطُوْلِهِ فِي أَرْبَعِ صَفَحَاتٍ-

[الصحيحة: ۳۱۹۰]

ہجرت حبشہ کا بیان

زوجۂ رسول سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ جب مکہ (کی سرزمین) ہم پر تنگ ہو گئی' اصحابِ رسول کو تکالیف دی گئیں اور انھیں آزمایا گیا اور انھوں نے دیکھا کہ ہم اپنے دین کی وجہ سے جن آزمائشوں اور فتنوں میں مبتلا ہیں' (فی الحال) رسول اللہ ﷺ ان کو رفع دفع نہیں کر سکتے اور خود رسول اللہ ﷺ کو اپنی قوم اور چچا کی وجہ سے طاقت وعزت حاصل تھی' اس لئے آپ مکروہات' جن میں عام صحابہ مبتلا تھے' سے محفوظ تھے۔ (ایک دن) رسول اللہ ﷺ نے انھیں فرمایا: ''حبشہ میں ایک بادشاہ ہے' اس کی سلطنت میں کسی پر ظلم نہیں کیا جاتا' تم لوگ اس سے جا ملو' حتی کہ اللہ تعالی ان مصائب سے کشادگی اور راہِ فرار کی کوئی صورت پیدا کر دے۔'' ہم (نے اس تجویز پر عمل کیا اور) گروہوں کی شکل میں (مکہ سے) نکل پڑے اور ایک بہترین مقام پر اور بہترین پڑوسی کے پاس اکٹھے ہو گئے' اس نے ہم کو ہمارے دین پر امان دی اور ہمیں اس کی طرف سے کسی قسم کے ظلم کا اندیشہ نہ رہا...... راوی نے طویل حدیث ذکر کی' اسی طرح یہ روایت سنن میں ہے اور چار صفحات میں مکمل روایت بیان کی ہے۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۱۹۰۔ بیہقی فی السنن (۹/ ۹)، وفی الدلائل (۲/ ۳۰۱)، احمد (۱/ ۲۰۱، ۲۰۳)۔

تقرير الشعار

٢٠٦٤: عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((إِنَّ بُيِّتُّمْ فَلْيَكُنْ شِعَارُكُمْ: ﴿حٰمٓ﴾ لَا يُنْصَرُوْنَ)). [الصحيحة:٣٠٩٧]

خاص علامت پہچان کے لیے مقرر کرنا

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''اگر تم پر رات کو اچانک حملہ کر دیا جائے تو تمھارا شعار (تعارف کرانے کے لئے نشانِ خاص) "حٰمٓ لَایُنْصَرُوْن" (حم۔ کافروں کی مدد نہیں کی جائے گی۔) ہونا چاہیے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۰۹۷۔ ابوداؤد (۲۵۹۷)، ترمذی (۱۶۸۲)، ابن الجارود (۱۰۶۳)، حاکم (۲/ ۱۰۷)۔

افضل الجهاد ان تجاهد بنفسك

٢٠٦٥: عَنْ أَبِي ذَرٍّ، قَالَ: سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ: أَيُّ الْجِهَادِ أَفْضَلُ قَالَ: ((أَنْ تُجَاهِدَ نَفْسَكَ وَهَوَاكَ فِي ذَاتِ اللّٰهِ. عَزَّوَجَلَّ.)).

[الصحيحة:١٤٩٦]

اپنے نفس سے جہاد کرنا افضل جہاد ہے

سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کہ کون سا جہاد افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالی کی ذات کی خاطر تیرا اپنے نفس اور خواہش سے جہاد کرنا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۴۹۶۔ ابن ملہ فی الامالی (۲/ ۲)، ابو نعیم فی الحلیۃ (۲/ ۲۴۹)، دیلمی (۱/ ۱/ ۱۲۷)۔

عدم الاستعانة من المشرك

٢٠٦٦: عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ خَرَجَ يَوْمَ أُحُدٍ، حَتّٰى إِذَا جَاوَزَثَنِيَّةَ الْوَدَاعِ إِذَا هُوَ بِكَتِيبَةٍ خَشْنَاءَ، فَقَالَ: هٰؤُلَاءِ ؟ فَقَالُوْا: هذا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ أُبَيٍّ [ابنِ] سَلُوْلَ فِي سِتِّ مِئَةٍ مِّنْ مَوَالِيْهِ مِنَ الْيَهُوْدِ مِنْ أَهْلِ قَيْنُقَاعَ، وَهُمْ رَهْطُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ، قَالَ: وَقَدْ أَسْلَمُوْا؟ قَالُوْا: لَايَارَسُوْلَ اللّٰهِ۔ قَالَ: ((قُوْلُوْا لَهُمْ فَلْيَرْجِعُوْا، فَإِنَّا لَانَسْتَعِيْنُ بِالْمُشْرِكِيْنَ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ)). [الصحيحة: ١١٠١]

مشرک سے مدد طلب نہ کرنا

سیدنا ابو حمید ساعدی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ بروز اتوار نکلے اور ثنیہ وداع کو عبور کر گئے۔ آپ کو ہتھیاروں سے لیس ایک لشکر نظر آیا۔ آپ ﷺ نے پوچھا: ''یہ کون لوگ ہیں؟'' صحابہ نے کہا: یہ اپنے چھ سو قینقاع کے یہودی رفقاء جو عبد اللہ بن سلام کا قبیلہ ہیں، سمیت عبداللہ بن ابی بن سلول بن سلول ہے۔ آپ ﷺ نے پوچھا: ''آیا یہ لوگ مسلمان ہو گئے ہیں؟'' انھوں نے کہا: نہیں، اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے فرمایا: ''ان سے کہو کہ لوٹ جاؤ، میں مشرکوں کے خلاف مشرکوں سے مدد طلب نہیں کرتا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۱۰۱۔ ابن سعد (۲/ ۴۸)، حاکم (۲/ ۱۲۲)، طحاوی فی شرح المشکل (۳/ ۲۴۱)۔

باب: من الشهداء حكما

باب: اعزازی شہداء کا بیان

۲۰۶۷: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَاتَعُدُّوْنَ الشَّهِيْدَ؟)) قَالُوْا: الَّذِي يُقَاتِلُ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ حَتّٰى يُقْتَلَ قَالَ: ((إِنَّ الشَّهِيْدَ فِي أُمَّتِي إِذًا لَقَلِيْلٌ. اَلْقَتِيْلُ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ شَهِيْدٌ، وَالطَّعِيْنُ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ شَهِيْدٌ، وَالْغَرِيْقُ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ شَهِيْدٌ، وَالْخَارُّ عَنْ دَابَّتِهِ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ شَهِيْدٌ، وَالْمَجْنُوْبُ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ شَهِيْدٌ)). قَالَ: مُحَمَّدٌ (يَعْنِي: اِبْنَ إِسْحَاقَ) اَلْمَجْنُوْبُ: صَاحِبُ الْجَنْبِ۔

[الصحيحة: ۱٦٦٧]

سیدنا ابوہریرہ ﷜ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”تم کن کو شہید شمار کرتے ہو؟“ انھوں نے کہا: جو اللہ کی راہ میں لڑتا ہے اور قتل کر دیا جاتا ہے (وہ شہید ہے)۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تب تو میری امت میں شہداء کم ہوں گے (بلکہ بات یوں ہے کہ) اللہ کے راستے میں قتل ہونے والا شہید ہے، اللہ کے راستے میں نیزہ زدہ آدمی شہید ہے، ڈوب کر مر جانے والا شہید ہے، اللہ کے راستے میں اپنی سواری سے گر کر مر جانے والا شہید ہے اور اللہ کے راستے میں نمونیا سے مرنے والا آدمی شہید ہے۔“ محمد (یعنی ابن اسحاق) نے کہا: ”مَجْنُوْب“ سے مراد ”صَاحِبُ الْجَنْبِ“ ہے۔

تخریج: الصحیحۃ ۱٦٦٧۔ احمد (۲/ ۴۴۱)، ابن ابی شیبۃ (۵/ ۳۳۲)، بیھقی فی الشعب (۹۸۸۱)۔

باب: وجوب الوفاء بالنذر المباح

باب: مباح نذر پوری کرنا واجب ہے

۲۰۶۸: عَنْ بُرَيْدَةَ، قَالَ: خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ فِي بَعْضِ مَغَازِيْهِ، فَلَمَّا انْصَرَفَ، جَاءَ تْ جَارِيَةٌ سَوْدَاءُ، فَقَالَتْ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّي نَذَرْتُ إِنْ رَدَّكَ اللّٰهُ سَالِماً أَنْ اَضْرِبَ بَيْنَ يَدَيْكَ بِالدُّفِّ وَأَتَغَنّٰى، فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنْ كُنْتِ نَذَرْتِ فَاضْرِبِي وَإِلَّا فَلَا)) فَجَعَلَتْ تَضْرِبُ فَدَخَلَ أَبُوْ بَكْرٍ وَهِيَ تَضْرِبُ، ثُمَّ دَخَلَ عَلِيٌّ وَهِيَ تَضْرِبُ ثُمَّ دَخَلَ عُثْمَانُ وَهِيَ تَضْرِبُ، ثُمَّ دَخَلَ عُمَرُ، فَأَلْقَتِ الدُّفَّ تَحتَ اِسْتِهَا ثُمَّ قَعَدَتْ عَلَيْهِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ الشَّيْطَانَ لَيَخَافُ مِنْكَ يَا عُمَرُ! إِنِّي كُنْتُ جَالِسًا وَهِيَ تَضْرِبُ، فَدَخَلَ أَبُوْبَكْرٍ وَهِيَ تَضْرِبُ، ثُمَّ دَخَلَ عَلِيٌّ وَهِيَ تَضْرِبُ، ثُمَّ دَخَلَ عُثْمَانُ وَهِيَ تَضْرِبُ فَلَمَّا دَخَلْتَ أَنْتَ

سیدنا بریدہ ﷜ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کسی غزوے کے لئے نکلے۔ جب واپس آئے تو ایک سیاہ رنگ کی لڑکی آپ ﷺ کے پاس آئی اور کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے نذر مانی تھی کہ اگر اللہ تعالی نے آپ کو عافیت و سلامتی کے ساتھ لوٹایا تو میں آپ کے سامنے دف بجاؤں گی اور گاؤں گی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اگر تو نے (واقعی) نذر مانی ہے تو دف بجا لے، وگرنہ نہیں۔“ اس نے دف بجانا شروع کر دیا۔ سیدنا ابوبکر ﷜ تشریف لائے وہ دف بجاتی رہی، پھر سیدنا علی ﷜ تشریف لائے وہ بجاتی رہی، پھر سیدنا عثمان ﷜ تشریف لائے وہ بجاتی رہی۔ پھر سیدنا عمر ﷜ تشریف لائے تو اس نے اپنے سرین کے نیچے دف رکھ لیا اور اس پر بیٹھ گئی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اے عمر! شیطان تجھ سے ڈرتا ہے، میں بیٹھا ہوا تھا یہ دف بجاتی رہی، ابوبکر آئے یہ بجاتی رہی، پھر علی آئے یہ بجاتی رہی، پھر عثمان آئے یہ بجاتی رہی۔ عمر! جب تم داخل ہوئے تو اس نے دف رکھ دیا۔“

يَا عُمَرُ أَلْقِ الدَّفَّ)). [الصحيحة: ٢٢٦١]

تخریج: الصحیحۃ ۲۲۶۱۔ ترمذی (۳۶۹۰)‘ ابن حبان (۴۳۸۶)‘ احمد (۵/ ۳۵۳)‘ بیہقی (۱۰/ ۷۷)۔

نبض المومن شيطانه

٢٠٦٩: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوعاً: ((إِنَّ الْمُؤْمِنَ لَيُنْضِي شَيَاطِيْنَهُ، كَمَا يُنْضِي أَحَدُكُمْ بَعِيْرَهُ فِي السَّفَرِ)).

[الصحيحة:٣٥٨٦]

مومن کا شیطان کو تھکا دینا

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بیشک مومن اپنے شیطانوں کو اس طرح تھکا دیتا ہے‘ جس طرح تم میں سے ایک آدمی سفر میں اپنے اونٹ کو تھکا دیتا ہے۔“

تخریج: الصحیحۃ ۳۵۸۶۔ احمد (۲/ ۳۸۰)‘ ابن ابی الدنیا فی مکائد الشیطان (۲۰)۔

باب: جهاد اللسان

٢٠٧٠: عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّهُ قَالَ لِلنَّبِيِّ ﷺ إِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ قَدْ أَنْزَلَ فِي الشِّعْرِ مَاأَنْزَلَ، فَقَالَ: ((إِنَّ الْمُؤْمِنَ يُجَاهِدُ بِسَيْفِهِ وَلِسَانِهِ، وَالَّذِيْ نَفْسِي بِيَدِهِ لَكَأَنَّ مَا تَرْمُوْنَهُمْ بِهِ نَضْحُ النَّبْلِ)). [الصحيحة:١٦٣١]

باب: زبان کا جہاد

سیدنا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے کہا: بیشک اللہ تعالی نے اشعار کے بارے میں جو کچھ نازل کیا‘ وہ نازل کیا (تو اب شعروں کے بارے میں کیا خیال ہے؟) آپ ﷺ نے فرمایا: ”بلاشبہ مومن اپنی تلوار اور زبان دونوں سے جہاد کرتا ہے اور اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! جو کچھ تم انھیں زبان سے کہتے ہو (یعنی شعروں کے ذریعے دشمنوں کی مذمت کرتے ہو) وہ ان پر تیروں کے برسنے کی طرح (اثر کرتا ہے)۔“

تخریج: الصحیحۃ ۱۶۳۱۔ احمد (۶/ ۳۸۷)‘ طبرانی (۱۹/ ۷۶)‘ بیہقی (۱۰/ ۲۳۹)‘ من طریق آخر عنہ۔

باب: دوام الهجرة والجهاد

٢٠٧١: عَنْ جُنَادَةَ بْنِ أَبِي أُمَيَّةَ: أَنَّ رِجَالاً مِنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ: إِنَّ الْهِجْرَةَ قَدِ انْقَطَعَتْ، فَاخْتَلَفُوْا فِي ذٰلِكَ، قَالَ: فَانْطَلَقْتُ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ أُنَاسًا يَقُوْلُوْنَ: إِنَّ الْهِجْرَةَ قَدِ انْقَطَعَتْ: فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ الْهِجْرَةَ

باب: ہجرت اور جہاد کے باقی رہنے کا بیان

سیدنا جنادہ بن ابو امیہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ (ایک دفعہ) صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ ہجرت کا سلسلہ ختم ہو چکا ہے‘ اس بارے میں ان کی آراء میں اختلاف نظر آنے لگا۔ میں نبیٔ کریم ﷺ کے پاس گیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! کچھ لوگ کہتے ہیں کہ ہجرت منقطع ہو چکی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تک جہاد باقی ہے‘ ہجرت کا سلسلہ ختم نہیں ہوسکتا۔“

لَاتَنْقَطِعُ مَاكَانَ الْجِهَادُ)). [الصحيحة: ١٦٧٤]

تخریج: الصحيحة ۱۶۷۴- احمد (۴/ ۶۲'۵/ ۳۷۵)' طحاوی فی مشکل الآثار (۳/ ۲۵۷)۔

انتداب الله لمن خرج في سبيله

٢٠٧٢: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنْتَدَبَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ. لِمَنْ خَرَجَ فِي سَبِيْلِهِ. لا يَخْرُجُ إِلَّا جِهَاداً فِي سَبِيْلِي، وَإِيْمَاناً بِي، وَتَصْدِيْقاً بِرَسُوْلِي. فَهُوَ عَلَيَّ ضَامِنٌ أَنْ أُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ، أَوْ أُرْجِعَهُ إِلٰى مَسْكَنِهِ الَّذِي خَرَجَ مِنْهُ، نَائِلاً مَانَالَ مِنْ أَجْرٍ أَوْ غَنِيْمَةٍ وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ! مَامِنْ كَلْمٍ يُكْلَمُ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ، إِلَّا جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَهَيْئَتِهِ يَوْمَ كُلِمَ، لَوْنُهُ لَوْنُ دَمٍ، وَرِيْحُهُ رِيْحُ مِسْكٍ. وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ! لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ، مَاقَعَدْتُ خِلَافَ سَرِيَّةٍ تَغْزُوْ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ أَبَداً، وَلٰكِنِّي لَا أَجِدُ سِعَةً فَيَتَّبِعُوْنِي، وَلَا تَطِيْبُ أَنْفُسُهُمْ فَيَتَخَلَّفُوْنَ بَعْدِي: وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ! لَوَدِدْتُ أَنْ أَغْزُوَ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ فَأُقْتَلَ، ثُمَّ أَغْزُوْ فَأُقْتَلَ، ثُمَّ أَغْزُوْ فَأُقْتَلَ)). [الصحيحة: ٣٤٩٨]

جو اللہ کی راہ میں نکلے اس کی ضمانت کا بیان

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالی نے اس آدمی کی ضمانت اٹھائی ہے جو اس کے راستے میں نکلتا ہے اور (اللہ تعالی کہتا ہے کہ) جب یہ آدمی صرف میرے راستے میں جہاد کرنے' مجھ پر ایمان لانے اور میرے رسول کی تصدیق کرنے کی وجہ سے نکلتا ہے تو میں بھی ضمانت دیتا ہوں کہ اسے جنت میں داخل کروں گا یا اس کو اجر یا غنیمت' جو بھی اس نے حاصل کیا' سمیت اس کے گھر لوٹا دوں گا۔ (پھر آپ ﷺ نے فرمایا:) اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! جو زخم بھی اللہ کے راستے میں لگتا ہے تو زخمی جس حالت میں زخمی ہوا تھا' اسی حالت میں روزِ قیامت آئے گا' زخم سے بہنے والے خون کا رنگ تو وہی ہوگا جو خون کا ہوتا ہے' لیکن اس کی خوشبو کستوری کی طرح کی ہوگی۔ اس ذات کی قسم کا بیان جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے' اگر مسلمانوں پر گراں نہ گزرتا تو میں کبھی بھی اللہ کے راستے میں جہاد کرنے والے لشکر سے پیچھے نہ رہتا' لیکن میرے پاس (اسباب کی) وسعت نہیں کہ وہ سب میرے ساتھ آ سکیں اور مجھ سے پیچھے رہنا وہ پسند نہیں کرتے۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے! میں تو چاہتا ہوں کہ اللہ کے راستے میں جہاد کروں اور قتل کر دیا جاؤں' پھر (زندہ ہو کر) جہاد کروں اور قتل کر دیا جاؤں' پھر (زندہ ہو کر) جہاد کروں اور قتل کر دیا جاؤں۔''

تخریج: الصحيحة ۳۴۹۸- بخاری (۳۶)' مسلم (۱۸۷۶)' ابوعوانة (۵/ ۲۴)' احمد (۲/ ۲۳۱'۳۸۴)۔

مثل اعانة القوم على غير حق

٢٠٧٣: عَنْ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: اِنْتَهَيْتُ إِلَى النَّبِيِّ

قوم کی ناحق مدد کرنے والے کی مثال

سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کے پاس پہنچا' آپ

وَهُوَ فِي قُبَّةٍ حَمْرَاءَ ـ قَالَ عَبْدُالْمَلِكِ: مِنْ أَدَمٍ۔ فِي نَحْوٍ مِّنْ أَرْبَعِينَ رَجُلًا فَقَالَ: ((إِنَّكُمْ مَفْتُوحٌ عَلَيْكُمْ، مَنْصُورُونَ وَمُصِيبُونَ، فَمَنْ أَدْرَكَ ذٰلِكَ مِنْكُمْ فَلْيَتَّقِ اللّٰهَ وَلْيَأْمُرْ بِالْمَعْرُوفِ وَلْيَنْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَلْيَصِلْ رَحِمَهُ مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ، وَمَثَلُ الَّذِي يُعِينُ قَوْمَهُ عَلٰى غَيْرِ الْحَقِّ كَمَثَلِ بَعِيرٍ رَدِيٍّ فِي بِئْرٍ فَهُوَ يُنْزَعُ مِنْهَا بِذَنَبِهِ)). [الصحيحة: ١٣٨٣]

(چمڑے کے) سرخ خیمے میں تھے اور آپ کے پاس تقریباً چالیس آدمی بیٹھے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تمھیں فتوحات نصیب ہوں گی، تمھاری مدد کی جائے گی اور تم غنیمتیں حاصل کرو گے۔ جو آدمی ایسا زمانہ پالے وہ اللہ تعالی سے ڈرے، نیکی کا حکم دے، برائی سے رک جائے اور صلہ رحمی کرے۔ جس نے مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ بولا وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں تیار کرے۔ وہ آدمی جو اپنی قوم کی غیرحق بات پر مدد کرتا ہے، اس کی مثال اس اونٹ کی سی ہے جو کسی کنویں میں گرا دیا گیا اور پھر دم سے پکڑ کر کھینچا گیا۔''

تخریج: الصحیحة ۱۳۸۳۔ احمد (۱/ ۴۰۱)، ابو یعلی (۵۳۰۴)، ابو داؤد (۵۱۱۸)، ترمذی (۲۲۵۷)، مختصراً ببعضه۔

اعتباب في الخيل

گھوڑوں کے متعلق ڈانٹنے کا بیان

٢٠٧٤: عَنْ يَحْيٰى بْنِ سَعِيدٍ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ رُؤِيَ وَهُوَ يَمْسَحُ وَجْهَ فَرَسِهِ بِرِدَائِهِ، فَسُئِلَ عَنْ ذٰلِكَ؟ فَقَالَ: ((إِنِّي عُوتِبْتُ اللَّيْلَةَ فِي الْخَيْلِ)). [الصحيحة: ٣١٨٧]

یحیٰ بن سعید (مرسلاً) روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو اس حال میں دیکھا گیا کہ آپ اپنے گھوڑے کا چہرہ اپنی چادر سے پونچھ رہے تھے، جب آپ ﷺ سے اس کے بارے میں دریافت کیا گیا تو فرمایا: ''گزشتہ رات مجھے گھوڑوں کے بارے میں ڈانٹا گیا۔''

تخریج: الصحیحة ۳۱۸۷۔ مالك فی الموطا (۲/ ۴۶۸)، من یحیی بن سعید مرسلاً او معضلاً مسدد فی مسنده کما فی المطالب العالیة (۱۹۲۹)، سعید بن منصور (۳۳۳۸)، الطیالسی (۱۰۵۹)، ابوداؤد فی المراسیل (۲۹۱) من طرق مرسلة۔

شدة الوفاء بالعهد

عہد کو پورا کرنے کی شدت کا بیان

٢٠٧٥: عَنْ أَبِي رَافِعٍ قَالَ: بَعَثَتْنِي قُرَيْشٌ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ فَلَمَّا رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أُلْقِيَ فِي قَلْبِيَ الْإِسْلَامُ، فَقُلْتُ: يَارَسُولَ اللّٰهِ! إِنِّي وَاللّٰهِ لَا أَرْجِعُ إِلَيْهِمْ أَبَدًا۔ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنِّي لَا أَخِيسُ بِالْعَهْدِ، وَلَا أَحْبِسُ الْبُرُدَ وَلٰكِنِ ارْجِعْ فَإِنْ كَانَ الَّذِي فِي نَفْسِكَ الْآنَ فَارْجِعْ)).

[الصحيحة:٧٠٢]

سیدنا ابورافع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھے قریشیوں نے رسول اللہ ﷺ کے پاس بھیجا۔ جب میں نے آپ کو دیکھا تو میرے دل میں اسلام کی محبت ڈال دی گئی۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اللہ کی قسم! میں کبھی بھی ان کے پاس لوٹ کر نہیں جاؤں گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں عہد شکنی نہیں کرتا اور نہ خیانت کرتا ہوں۔ تم لوٹ جاؤ اور اگر دل میں وہی (قبولیتِ اسلام کی چاہت) رہی، جواب ہے تو لوٹ آنا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۷۰۲۔ ابوداؤد (۲۷۵۸)' نسائی فی الکبری (۸۶۷۳)' احمد (۶/ ۸)' حاکم (۳/ ۵۹۸)۔

الوصية رسول بأمور الخير

خیر کے کاموں کے متعلق رسول ﷺ کی وصیت کا بیان

۲۰۷۶: عَنْ أَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ، أَنَّ رَجُلًا جَاءَهُ فَقَالَ: أَوْصِنِي، فَقَالَ: سَأَلْتَ عَمَّا سَأَلْتُ عَنْهُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مِنْ قَبْلِكَ: ((أُوْصِيْكَ بِتَقْوَى اللّٰهِ، فَإِنَّهُ رَأْسُ كُلِّ شَيْءٍ، وَعَلَيْكَ بِالْجِهَادِ، فَإِنَّهُ رَهْبَانِيَّةُ الْإِسْلَامِ، وَعَلَيْكَ بِذِكْرِ اللّٰهِ وَتِلَاوَةِ الْقُرْآنِ فَإِنَّهُ رُوْحُكَ فِي السَّمَاءِ وَذِكْرُكَ فِي الْأَرْضِ)). [الصحيحة:٥٥٥]

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی میرے پاس آیا اور کہا: مجھے کوئی وصیت کریں۔ میں نے کہا: تو نے جو سوال مجھ سے کیا ہے' میں نے تجھ سے پہلے یہی سوال رسول اللہ ﷺ سے کیا تھا (اور آپ ﷺ نے فرمایا تھا): ''میں تجھے اللہ سے ڈرنے کی نصیحت کرتا ہوں کیونکہ یہ ہر چیز کی بنیاد ہے۔ جہاد کو لازم پکڑو کہ وہ اسلام کی رہبانیت ہے اور اللہ تعالی کے ذکر اور قرآن مجید کی تلاوت کا اہتمام کیا کرو کیونکہ وہ آسمان میں تیرے لئے باعثِ رحمت اور زمین میں تیرے لئے باعث تذکرہ ہیں۔''

تخریج: الصحیحۃ ۵۵۵۔ احمد (۳/ ۸۲)' ابن المبارك فی الزھد (۸۴۰)' ابن ابی عاصم فی الزھد (۴۳) مختصراً ابو یعلی (۱۰۰۰) من طریق عنه باختلاف یسیر۔

يغض للشهيد الا الدين

قرض کے علاوہ شہید کو معاف کر دیا جاتا ہے

۲۰۷۷: عَنْ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ مَرْفُوْعاً: ((أَوَّلُ يُهْرَاقُ دَمُ الشَّهِيْدِ يُغْفَرُلَهُ ذَنْبُهُ كُلُّهُ إِلَّا الدَّيْنَ)). [الصحيحة: ١٧٤٢]

سیدنا سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جونہی شہید کے خون کا پہلا قطرہ گرتا ہے تو اس کے تمام گناہ بخش دیئے جاتے ہیں' ماسوائے قرض کے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۷۴۲۔ طبرانی فی الکبیر (۵۵۵۲)' حاکم (۲/ ۱۹۱)' بیہقی (۹/ ۱۶۳'۱۶۴)۔

رخصة الصوم في السفر

سفر میں روزہ رکھنے کی رخصت کا بیان

۲۰۷۸: عَنْ حَمْزَةَ بْنِ عَمْرٍو: أَنَّهُ سَأَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الصِّيَامِ فِي السَّفَرِ؟ فَقَالَ: ((أَيُّ ذٰلِكَ عَلَيْكَ أَيْسَرُ فَافْعَلْ)). [الصحيحة:٢٨٨٤]

سیدنا حمزہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے سفر میں روزوں کے بارے میں سوال کیا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''(سفر میں روزہ رکھنے یا نہ رکھنے میں سے) جس چیز میں تیرے لئے آسانی ہو' وہ اختیار کر لے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۸۸۴۔ تمام الرازی فی الفوائد (۱۰۲۶)' طبرانی فی الکبیر (۲۹۸۸)' ابو نعیم فی المعرفة (۱۸۳۹)۔

لا تكلف الحيوان إلا بالضرورة

ضرورت کے بغیر جانور کو تکلیف نہ دی جائے

۲۰۸۹: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعاً: ((إِيَّاكُمْ أَنْ تَتَّخِذُوْا ظُهُوْرَ دَوَابِّكُمْ مَنَابِرَ، فَإِنَّ اللّٰهَ

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اپنی سواریوں کی پیٹھوں کو منبر سمجھ کر (ان پر) بیٹھے ہی نہ رہو' کیونکہ اللہ

تعالیٰ. إِنَّمَا سَخَّرَهَا لَكُمْ لِتَبْلُغَكُمْ إِلَى بَلَدٍ لَّمْ تَكُونُوا بَالِغِيهِ إِلَّا بِشِقِّ الْأَنْفُسِ، وَجَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ، فَعَلَيْهَا فَاقْضُوا حَاجَاتِكُمْ)).

[الصحيحة:۲۲]

تعالیٰ نے ان کو تمھارے لئے مسخر کیا ہے تاکہ یہ تمھیں ایسے شہر میں پہنچا دیں جہاں تم بغیر آدھی جان کے پہنچ ہی نہیں سکتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے تمھارے لئے زمین بنائی ہے، اس پر اپنی حاجتیں پوری کیا کرو۔“

تخریج: الصحیحۃ ۲۲۔ ابوداود (۲۵۶۷)، وعنه بغوی (۲۶۸۳)و البیھقی (۵/ ۲۵۵)، وفی الآداب (۹۳۴)، وفی شعب الایمان (۱۱۰۸۳)،من غیر طریق ابی داؤد۔

باب: فضل الرمی والشیب فی سبیل الله والعتق وغیره

باب:

۲۰۸۰: عَنْ أَبِي طَيْبَةَ، أَنَّ شُرَحْبِيلَ بْنَ السِّمْطِ دَعَا عَمْرَو بْنَ عَبَسَةَ السُّلَمِيَّ فَقَالَ: يَا ابْنَ عَبَسَةَ هَلْ أَنْتَ مُحَدِّثِي حَدِيثًا سَمِعْتَهُ أَنْتَ مِنْ رَسُولِ اللهِ لَيْسَ فِيهِ تَزَيُّدٌ وَلَا كَذِبٌ، وَلَا تُحَدِّثْنِيهِ عَنْ آخَرَ سَمِعَهُ مِنْهُ غَيْرُكَ؟ قَالَ: نَعَمْ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: ((أَيُّمَا رَجُلٍ رَمَى بِسَهْمٍ فِي سَبِيلِ اللهِ عَزَّوَجَلَّ. فَبَلَغَ مُخْطِئاً أَوْ مُصِيباً فَلَهُ مِنَ الْأَجْرِ كَرَقَبَةٍ يُعْتِقُهَا مِنْ وُلْدِ إِسْمَاعِيلَ. ۲. وَأَيُّمَا رَجُلٍ شَابَ شَيْبَةً فِي سَبِيلِ اللهِ فَهُوَ لَهُ نُورٌ. ۳. وَأَيُّمَا رَجُلٍ مُسْلِمٍ أَعْتَقَ رَجُلًا مُسْلِماً فَكُلُّ عُضْوٍ مِّنَ الْمُعْتَقِ بِعُضْوٍ مِّنَ الْمُعْتِقِ فِدَاءٌ لَهُ مِنَ النَّارِ. ۴. وَأَيُّمَا امْرَأَةٍ مُسْلِمَةٍ أَعْتَقَتِ امْرَأَةً مُسْلِمَةً، فَكُلُّ عُضْوٍ مِّنَ الْمُعْتَقَةِ بِعُضْوٍ مِّنَ الْمُعْتِقَةِ فِدَاءٌ لَهَا مِنَ النَّارِ. ۵. وَأَيُّمَا رَجُلٍ مُسْلِمٍ قَدَّمَ لِلّٰهِ عَزَّوَجَلَّ. مِنْ صُلْبِهِ ثَلَاثَةً لَمْ يَبْلُغُوا الْحِنْثَ، أَوِ امْرَأَةٍ فَهُمْ لَهُ سُتْرَةٌ مِّنَ النَّارِ. ۶. وَأَيُّمَا رَجُلٍ قَامَ إِلَى وُضُوءٍ يُرِيدُ الصَّلَاةَ فَأَحْصَى الْوُضُوءَ

ابوطیبہ بیان کرتے ہیں کہ شرحبیل بن سمط نے سیدنا عمرو بن عبسہ ﷛ کو بلایا اور کہا: ابن عبسہ! کیا تو ایسی حدیث بیان کرسکتا ہے جو تو نے خود رسول اللہ ﷺ سے سنی ہو، نہ اس میں زیادتی ہو اور نہ کوئی جھوٹ اور تو نے وہ کسی واسطے سے نہیں بلکہ نبی ﷺ سے براہِ راست سنی ہو؟ انھوں نے کہا: جی ہاں۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”(۱) جس آدمی نے اللہ کے راستے میں تیر پھینکا، وہ نشانے پر لگا یا نہ لگا، اسے حضرت اسماعیل ؑ کی اولاد سے ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب ملے گا۔ (۲) جو آدمی اللہ کے راستے میں بوڑھا ہو گیا تو یہ عمل اس کے لئے نور ہو گا۔ (۳) جس مسلمان مرد نے کسی مسلمان مرد کو آزاد کیا تو آزاد شدہ کے ہر ایک عضو کے بدلے آزاد کنندہ کا ہر عضو آگ سے آزاد ہو جائے گا۔ (۴) جس مسلمان عورت نے کسی معلمان عورت کو آزاد کیا تو آزاد شدہ عورت کے ہر عضو کے بدلے آزاد کنندہ کا ہر عضو جہنم سے آزاد ہو جائے گا۔ (۵) جس مسلمان مرد یا عورت نے اپنی اولاد میں سے تین نابالغ بچے آگے بھیج دیے (یعنی فوت ہو گئے) تو وہ اس کے لئے آگ کے سامنے آڑ بن جائیں گے (یعنی وہ جہنم میں داخل نہیں ہو گا)۔ (۶) جو آدمی نماز کے ارادے سے وضو کرنے کے لئے اٹھا اور وضو میں پانی کو اس کی جگہ تک پہنچایا تو وہ

إِلَى أَمَاكِنِهِ، سَلَّمَ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ أَوْ خَطِيئَةٍ لَهُ، فَإِنْ قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ رَفَعَهُ اللَّهُ بِهَا دَرَجَةً، وَإِنْ قَعَدَ قَعَدَ سَالِماً)). [الصحيحة:۱۷۵٦]

ہر گناہ یا خطا سے پاک ہو جائے گا۔ اب اگر وہ نماز پڑھتا ہے تو اللہ تعالی اس کا درجہ بلند کرے گا اور اگر ویسے ہی بیٹھ جاتا ہے تو (گناہوں سے) پاک ہو کر بیٹھے گا۔“

تخریج: الصحیحة ۱۷۵٦۔ احمد (۴/ ۳۸٦)، عبد بن حمید (۳۰۴) بھذا التمام۔

فضل شرب الماء بالحيوان العاطش

پیاسے جانور کو پانی پلانے کی فضیلت

۲۰۸۱: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوعاً: ((بَيْنَمَا رَجُلٌ يَمْشِي بِطَرِيقٍ، إِذِ اشْتَدَّ عَلَيْهِ الْعَطَشُ، فَوَجَدَ بِئْراً، فَنَزَلَ فِيهَا فَشَرِبَ وَخَرَجَ فَإِذَا كَلْبٌ يَلْهَثُ يَأْكُلُ الثَّرَى مِنَ الْعَطَشِ، فَقَالَ الرَّجُلُ: لَقَدْ بَلَغَ هٰذَا الْكَلْبَ مِنَ الْعَطَشِ مِثْلُ الَّذِي بَلَغَ مِنِّي، فَنَزَلَ الْبِئْرَ، فَمَلَأَ خُفَّهُ، ثُمَّ أَمْسَكَهُ بِفِيهِ حَتَّى رَقِيَ فَسَقَى الْكَلْبَ، فَشَكَرَ اللَّهُ لَهُ، فَغَفَرَ لَهُ فَقَالُوا: يَارَسُولَ اللَّهِ! وَإِنَّ لَنَا فِي الْبَهَائِمِ لَأَجْراً؟ فَقَالَ: فِي كُلِّ ذَاتِ كَبِدٍ رَطْبَةٍ أَجْرٌ)). [الصحيحة:۲۹]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ایک وقت میں ایک آدمی راستے پر چلا جا رہا تھا کہ اسے سخت پیاس لگی، اس نے ایک کنواں پایا، پس اس میں اتر کر اس نے پانی پیا، پھر باہر نکل آیا، وہیں ایک کتا تھا جو پیاس کے مارے زبان باہر نکالے (ہانپتے ہوئے) کیچڑ چاٹ رہا تھا، پس اس آدمی نے (دل میں) کہا کہ اس کتے کو بھی اسی طرح پیاس نے ستایا ہے جس طرح میں اس کی شدت سے بے حال ہو گیا تھا، چنانچہ وہ (دوبارہ) کنویں میں اترا اور اپنا موزہ پانی سے بھرا اور اسے اپنے منہ سے پکڑ کر اوپر چڑھ آیا اور کتے کو پانی پلایا، اللہ تعالی نے اس کے اس عمل اور جذبے کی قدر کی اور اسے معاف کر دیا۔ (یہ سن کر) صحابہؓ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا ہمارے لئے چوپایوں (پر ترس کھانے) میں بھی اجر ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”(ہاں) ہر تر جگر والے (جاندار کی خدمت اور دیکھ بھال) میں اجر ہے۔“

تخریج: الصحیحة ۲۹۔ مالك فی موطا (۲/ ۹۲۹، ۹۳۰)، بخاری (۲۳٦۳)، والادب المفرد (۳۷۸)، مسلم (۲۲۴۴)، ابو داؤد (۲۵۵۰)۔

۲۰۸۲: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوعاً: ((بَيْنَمَا كَلْبٌ يَطِيفُ بِرَكِيَّةٍ قَدْ كَادَ يَقْتُلُهُ الْعَطَشُ، إِذْ رَأَتْهُ بَغِيٌّ مِنْ بَغَايَا بَنِي إِسْرَائِيلَ، فَنَزَعَتْ مُوقَهَا، فَاسْتَقَتْ لَهَا بِهِ فَسَقَتْهُ إِيَّاهُ، فَغُفِرَلَهَا بِهِ)).

[الصحيحة:۳۰]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ایک وقت ایک کتا کنویں کے گرد چکر لگا رہا تھا، اسے پیاس مارے دے رہی تھی، کہ اچانک اسے بنی اسرائیل کی فاحشہ عورتوں میں سے ایک بدکار عورت نے دیکھا، بس اس نے اپنا موزہ اتارا اور اس کے ذریعے سے اس نے اس کے لئے (کنویں سے) پانی کھینچا اور اسے پلا دیا، پس اس کے اس عمل کی وجہ سے اسے بخش دیا گیا۔“

تخریج: الصحیحۃ ۳۰۔ بخاری (۳۳۶۷)' مسلم (۲۲۴۵'۱۵۵)' احمد (۲/ ۵۰۷)۔

فتوح المسلمین

۲۰۸۳: عَنْ نَافِعِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ۔ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ۔ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((تَغْزُوْنَ جَزِيْرَةَ الْعَرَبِ فَيَفْتَحُهَا اللّٰهُ، ثُمَّ فَارِسَ فَيَفْتَحُهَا اللّٰهُ، ثُمَّ تَغْزُوْنَ الرُّوْمَ فَيَفْتَحُهَا اللّٰهُ، ثُمَّ تَغْزُوْنَ الدَّجَّالَ فَيَفْتَحُهُ اللّٰهُ)).

[الصحيحة: ٣٢٤٦]

مسلمانوں کی فتوحات کا بیان

سیدنا نافع بن عتبہ بن ابو وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''تم جزیرۂ عرب کے باسیوں سے لڑائی کرو گے' اللہ تعالی فتح نصیب فرمائے گا' پھر فارس سے لڑائی ہوگی' وہ بھی فتح ہو جائے گا' پھر روم سے لڑائی ہوگی اللہ تعالی فتح دے گا اور پھر تم دجال سے لڑائی کرو گے' اس پر بھی اللہ تعالی فتح سے ہمکنار کرے گا۔''

ثلاث دعوات مستجابات

۲۰۸٤: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((ثَلَاثُ دَعَوَاتٍ مُسْتَجَابَاتٌ لَاشَكَّ فِيْهِنَّ: دَعْوَةُ الْوَالِدِ وَدَعْوَةُ الْمُسَافِرِ وَدَعْوَةُ الْمَظْلُوْمِ)). [الصحيحة: ٥٩٦]

تین دعائیں مقبول ہیں

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ''تین دعائیں مقبول ہیں' ان کی قبولیت میں کوئی شک نہیں: باپ کی دعا' مسافر کی دعا اور مظلوم کی دعا۔''

ثلاثة يحبهم الله

۲۰۸٥: عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((ثَلَاثَةٌ يُحِبُّهُمُ اللّٰهُ. عَزَّوَجَلَّ. وَيَضْحَكُ إِلَيْهِمْ، وَيَسْتَبْشِرُ بِهِمْ، الَّذِي إِذَا انْكَشَفَتْ فِئَةٌ، قَاتَلَ وَرَاءَهَا بِنَفْسِهِ لِلّٰهِ. عَزَّوَجَلَّ فَإِمَّا أَنْ يُقْتَلَ وَإِمَّا أَنْ يَنْصُرَهُ اللّٰهُ وَيَكْفِيْهِ، فَيَقُوْلُ اللّٰهُ: انْظُرُوْا إِلَى عَبْدِي كَيْفَ صَبَرَ لِي نَفْسَهُ؟ وَالَّذِي لَهُ امْرَأَةٌ حَسْنَاءُ، وَفِرَاشٌ لَيِّنٌ حَسَنٌ فَيَقُوْمُ مِنَ اللَّيْلِ [يَقُوْلُ] يَذَرُ شَهْوَتَهُ، فَيَذْكُرُنِي وَيُنَاجِيْنِي، وَلَوْشَاءَ رَقَدَ! وَالَّذِي يَكُوْنُ فِي سَفَرٍ، وَكَانَ مَعَهُ رَكْبٌ، فَسَهِرُوْا وَنَصَبُوْا، ثُمَّ هَجَعُوْا، فَقَامَ مِنَ السَّحَرِ فِي

تین قسم کے آدمیوں سے اللہ محبت کرتا ہے

سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالی تین قسم کے آدمیوں سے محبت کرتا ہے' ان پر ہنستا ہے اور ان سے خوش ہوتا ہے: (۱) وہ آدمی کہ (اس کی جماعت) فرار ہوگئی' لیکن وہ ان کے بعد اللہ کے لئے لڑتا رہا' قتل ہوگیا یا اللہ تعالی نے اس کی مدد کی اور اسے کفایت کی' اللہ تعالی (ایسے آدمی کے بارے میں) کہتا ہے؟ میرے بندے کی طرف دیکھو' وہ اپنے آپ سے کیسے صبر کروا رہا ہے؟ (۲) وہ آدمی کہ جس کی بیوی خوبصورت اور اس کے پاس بہترین نرم بستر ہے' لیکن وہ قیام کرنے کے لئے رات کو کھڑا ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالی کہتا ہے: (میرے بندے نے) اپنی شہوت کو ترک کر دیا ہے اور میرا ذکر کر رہا ہے اور مجھ سے سرگوشی کر رہا ہے' اگر یہ چاہتا تو سو بھی سکتا تھا۔ اور (۳) وہ

سَرَّآءَ أَوْ ضَرَّآءَ)). [الصحيحة: ٣٤٧٨]

آدمی جو قافلے سمیت سفر پر ہو' وہ رات کو کچھ حصہ جاگنے (اور چلنے) کی وجہ سے) چور ہو گئے ہوں اور (بالآخر) سو گئے ہوں' لیکن وہ خوشی و ناخوشی میں سحری کے وقت اٹھ کھڑا ہو (اور نماز پڑھنا شروع کر دے)۔"

تخریج: الصحیحۃ ۳۴۷۸۔ حاکم (۱/ ۲۵)' بیھقی فی الاسماء والصفات (ص: ۴۷۱' ۴۷۲)' والسیاق لہ۔

باب: سبب النهي عن السير وحده

باب: اکیلے سفر سے ممانعت کا سبب

٢٠٨٦: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ- رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا- قَالَ: خَرَجَ رَجُلٌ مِّنْ خَيْبَرَ، فَتَبِعَهُ رَجُلَانِ، وَرَجُلٌ يَتْلُوْهُمَا يَقُوْلُ: ((اِرْجِعَا)) حَتّٰى أَدْرَكَهُمَا فَرَدَّهُمَا، ثُمَّ لَحِقَ الْأَوَّلَ [قَالَ: إِنَّ هٰذَيْنِ شَيْطَانَانِ [وَإِنِّي لَمْ أَزَلْ بِهِمَا حَتّٰى رَدَدْتُهُمَا عَنْكَ، فَإِذَا أَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ] فَاقْرَأْ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ السَّلَامَ، وَأَعْلِمْهُ أَنَّا فِي جَمْعِ صَدَقَاتِنَا، [وَ] لَوْ كَانَتْ تَصْلُحُ لَهُ بَعَثْنَا بِهَا إِلَيْهِ، قَالَ: فَلَمَّا قَدِمَ [الرَّجُلُ] عَلَى النَّبِيِّ ﷺ حَدَّثَهُ، فَنَهٰى عِنْدَ ذٰلِكَ عَنِ الْخَلْوَةِ۔

[الصحيحة: ٢٦٥٨]

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی خیبر سے نکلا' دو آدمی اس کے پیچھے چل پڑے اور ایک ان دونوں کے پیچھے۔ (آخری آدمی) ان دو سے کہتا رہا: لوٹ آؤ۔ حتی کہ ان کو پا لیا اور واپس لوٹا دیا' پھر پہلے کو جا ملا اور اسے کہا: یہ دو شیطان تھے میں ان کو پھسلاتا رہا' حتی کہ ان کو واپس کر دیا۔ جب تو رسول اللہ ﷺ کے پہنچے تو آپ کو میرا اسلام دینا اور بتلانا کہ میں ادھر زکوۃ جمع کر رہا ہوں' اگر وہ آپ کے لئے مناسب ہے تو ہم بھیج دیں گے۔ جب وہ آدمی نبی ﷺ کے پاس پہنچا تو سارا واقعہ بیان کیا' اس وقت آپ ﷺ نے خلوت سے منع کر دیا۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۶۵۸۔ حاکم (۲/ ۱۰۲)' بیھقی فی الدلائل (۷/ ۱۱۲)' البزار (الکشف: ۲۰۲۲)۔

٢٠٨٧: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مَرْفُوْعاً: ((خَيْرُ الصَّحَابَةِ أَرْبَعَةٌ، وَخَيْرُ السَّرَايَا أَرْبَعُ مِئَةٍ، وَخَيْرُ الْجُيُوْشِ أَرْبَعَةُ الْآفٍ، وَلَا يُغْلَبُ اثْنَا عَشَرَ أَلْفاً مِنْ قِلَّةٍ)). [الصحيحة: ٩٨٦]

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "بہترین ساتھی چار ہیں' بہترین (چھوٹا) لشکر سو افراد کا ہے' بہترین (بڑا) لشکر چار ہزار کا ہے اور بارہ ہزار افراد کا لشکر محض تعداد کی قلت کی وجہ سے مغلوب نہیں ہو گا۔"

تخریج: الصحیحۃ ۹۸۶۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس روایت کی تصحیح سے رجوع کر لیا ہے۔ ضعیف سنن ابی داؤد (۱۰/ ۳۲۵)' الصحیحہ (۲/ ۶۸۲' ۶۸۴)۔

خير الناس في الفتن

فتنوں کے دور میں بہترین آدمی کا بیان

٢٠٨٨: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مَرْفُوْعاً: ((خَيْرُ النَّاسِ

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے

فِي الْفِتَنِ رَجُلٌ آخِذٌ بِعِنَانِ فَرَسِهِ أَوْ قَالَ: بِرَسَنِ فَرَسِهِ. خَلْفَ أَعْدَاءِ اللّٰهِ يُخِيفُهُمْ وَيُخِيفُونَهُ، أَوْ رَجُلٌ مُعْتَزِلٌ فِي بَادِيَتِهِ يُؤَدِّي حَقَّ اللّٰهِ الَّذِي عَلَيْهِ)). [الصحيحة: ٦٩٨]

فرمایا: ''فتنوں کے زمانے میں بہتر آدمی وہ ہوگا جو اپنے گھوڑے کی لگام تھام کر اللہ کے دشمنوں کے تعاقب میں رہے گا' وہ انھیں ڈرائے گا اور وہ اس کو خوفزدہ کریں گے یا وہ آدمی جو کسی ویرانے میں فروکش ہوگا اور اپنے اوپر عائد ہونے والے اللہ تعالی کے حقوق ادا کرتا رہے گا۔''

تخریج: الصحیحة ۶۹۸۔ حاکم (۴/ ۴۴۶)' ابو عمر والدانی فی الفتن (ق:۱۵۳/ ۱)۔

خير الناس منزلة

مقام ومرتبہ کے اعتبار سے بہترین شخص

۲۰۸۹: عَنْ أُمِّ مُبَشِّرٍ تَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((خَيْرُ النَّاسِ مَنْزِلَةً: رَجُلٌ عَلٰى مَتْنِ فَرَسِهِ، يُخِيفُ الْعَدُوَّ وَيُخِيفُونَهُ)). [الصحيحة:٣٣٣٣]

سیدہ ام مبشر رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مقام ومنزلت کے اعتبار سے بہترین آدمی وہ ہے جو اپنے گھوڑے کی کمر پر سوار ہو' وہ اپنے دشمنوں کو خوفزدہ کر رہا ہو اور وہ اسے ڈرا رہے ہوں۔''

تخریج: الصحیحة ۳۳۳۳۔ بیہقی فی الشعب (۴۳۹۱)' طبرانی فی الکبیر (۲۵/ ۱۰۴)' من طریق آخر۔

باب: فضل الرباط في سبيل الله

باب: اللہ کی راہ میں پہرہ دینے کی فضیلت

۲۰۹۰: عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ مَرْفُوعاً: ((رِبَاطُ يَوْمٍ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ أَفْضَلُ مِنْ قِيَامِ رَجُلٍ وَصِيَامِهِ فِي أَهْلِهِ شَهْراً)). [الصحيحة:١٨٦٦]

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایک دن سرحدی محاذ پر پہرہ دینا گھر میں رہ کر ایک مہینے کے قیام کرنے اور اس کے روزے رکھنے سے بہتر ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۱۸۶۶۔ ابو حزم احمد بن یعقوب الحنبلی فی الفروسیة (۱/ ۸/ ۱)' ابن ماجه (۲۷۷۰) بلفظ آخر۔

الراكب شيطان

ایک مسافر شیطان ہوتا ہے

۲۰۹۱: عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو مَرْفُوعاً: الرَّاكِبُ شَيْطَانٌ وَالرَّاكِبَانِ شَيْطَانَانِ وَالثَّلَاثَةُ رَكْبٌ))۔ [الصحيحة:٦٢]

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''ایک مسافر شیطان ہوتا ہے' دو مسافر بھی شیطان ہوتے ہیں' تین مسافر ہوں تو قافلہ بنتا ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۶۲۔ مالك فی الموطا (۲/ ۹۷۸)' ابو داؤد (۲۶۰۷)' ترمذی (۱۶۷۴)' احمد (۲/ ۱۸۶)۔

فوائد: مطلب یہ ہے کہ ایک یا دو مسافروں کو شیطان نقصان پہنچا سکتا ہے۔

السفر صحة

سفر صحت مندی ہے

۲۰۹۲: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((سَافِرُوا تَصِحُّوا

نبی ﷺ نے فرمایا: ''سفر کیا کرو تندرست رہو گے اور جہاد کیا کرو

وَاغْزُوْا تَسْتَغْنُوْا)). جَاءَ مِنْ حَدِيْثِ أَبِي هُرَيْرَةَ، وَابْنِ عُمَرَ، وَابْنِ عَبَّاسٍ وَأَبِي سَعِيْدٍ وَزَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ مُرْسَلًا۔ [الصحيحة:۳۳۵۲]

بے نیاز ہو جاؤ گے۔'' یہ حدیث سیدنا ابو ہریرہ' سیدنا عبداللہ بن عمر' سیدنا عبداللہ بن عباس' سیدنا ابو سعیدؓ اور زید بن اسلم سے مرسلاً مروی ہے۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۳۵۲- (۱) ابو ہریرۃ: احمد (۲/ ۳۲۸۰)- (۲) ابن عمر: طبرانی فی الاوسط (۷۲۹۶)' بیھقی (۷/ ۱۰۲)- (۳) ابن عباس: بیھقی (۷/ ۱۰۲)- (۴) ابو سعید خدری ؓ: ابن عدی فی الکامل (۳/ ۱۲۹۴)۔

باب: امراة افقه من الرجل

۲۰۹۳: عَنْ طَلْقِ بْنِ حَبِيْبِ الْبَصْرِيِّ، أَنَّ أَبَا طَلِيْقٍ حَدَّثَهُمْ: أَنَّ اِمْرَأَتَهُ أُمَّ طَلِيْقٍ أَتَتْهُ فَقَالَتْ لَهُ: حَضَرَ الْحَجُّ يَا أَبَا طَلِيْقٍ! وَكَانَ لَهُ جَمَلٌ وَنَاقَةٌ، يَحُجُّ عَلَى النَّاقَةِ، وَيَغْزُوْ عَلَى الْجَمَلِ، فَسَأَلَتْهُ أَنْ يُعْطِيَهَا الْجَمَلَ تَحُجُّ عَلَيْهِ؟ فَقَالَ: أَلَمْ تَعْلَمِي أَنِّي حَبَسْتُهُ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ؟ قَالَتْ: إِنَّ الْحَجَّ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ، فَأَعْطِنِيْهِ يَرْحَمُكَ اللّٰهُ! قَالَ: مَا أُرِيْدُ أُعْطِيْكَ، قَالَتْ: فَأَعْطِنِي نَاقَتَكَ وَحُجَّ أَنْتَ عَلَى الْجَمَلِ۔ قَالَ: لَا أُوْثِرُكِ بِهَا عَلَى نَفْسِي۔ قَالَتْ: فَأَعْطِنِي مِنْ نَفَقَتِكَ قَالَ: مَاعِنْدِيْ فَضْلٌ عَنِّي وَعَنْ عِيَالِي مَا أَخْرُجُ بِهِ وَمَا أَتْرُكُ (الْأَصْلَ: أُنْزِلَ) لَكُمْ، وَقَالَتْ: إِنَّكَ لَوْ أَعْطَيْتَنِي أَخْلَفَكَهَا اللّٰهُ۔ قَالَ: فَلَمَّا أَبَيْتُ عَلَيْهَا، قَالَتْ: فَإِذَا أَتَيْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَأَقْرِءْهُ مِنِّي السَّلَامَ، وَأَخْبِرْهُ بِالَّذِي قُلْتُ لَكَ، قَالَ: فَأَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَأَقْرَأْتُهُ مِنْهَا السَّلَامَ، وَأَخْبَرْتُهُ بِالَّذِي قَالَتْ أُمُّ طُلَيْقٍ، قَالَ: ((**صَدَقَتْ أُمُّ طُلَيْقٍ، لَوْ أَعْطَيْتَهَا الْجَمَلَ كَانَ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ، وَلَوْ أَعْطَيْتَهَا نَاقَتَكَ كَانَتْ وَكُنْتَ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَوْ أَعْطَيْتَهَا مِنْ نَفَقَتِكَ أَخْلَفَكَهَا اللّٰهُ**)) قَالَ:

باب: آدمی سے زیادہ سمجھ دار عورت کا بیان

طلق بن حبیب بصری سے روایت ہے کہ سیدنا ابوطلیق ؓ نے ان کو بیان کیا کہ میری بیوی ام طلیق رضی اللہ عنہا میرے پاس آئی اور کہا: ابوطلیق! حج کی تیاری کرو۔ میرے پاس ایک اونٹ اور ایک اونٹنی تھی۔ اونٹنی کو حج کے لئے اور اونٹ کو جہاد کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ اس نے مجھ سے اونٹ کا مطالبہ کیا تا کہ وہ حج کر سکے۔ میں نے کہا: کیا تو جانتی نہیں کہ میں نے اسے اللہ کی راہ کے لئے وقف کر دیا ہے؟ اس نے کہا: حج بھی اللہ کی راہ میں آتا ہے' بس تو مجھے دے دے' اللہ تجھ پر رحم کرے۔ میں نے کہا: میں نہیں چاہتا کہ تجھے دوں۔ اس نے کہا: تو پھر مجھے اونٹنی دے دو اور خود اونٹ پر حج کر لو۔ میں نے کہا: میں تجھے خود پر ترجیح نہیں دوں گا۔ اس نے کہا: تو پھر کوئی خرچ وغیرہ ہی دے دو۔ میں نے کہا: میرے پاس اتنا مال ہے ہی نہیں جو میری اور میرے اہل و عیال کی ضروریات سے زائد ہو۔ اس نے کہا: اگر تو مجھے دے گا تو اللہ تعالیٰ تجھے بہتر بدلہ عطا کرے گا۔ جب میں نے اس کا بھی انکار کیا تو اس نے کہا: جب تو رسول اللہ ﷺ کے پاس جائے تو آپ کو میرا اسلام دینا اور میں نے جو کچھ تجھے کہا' آپ کو بتلا دینا۔ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا' آپ کو اس کا سلام پہنچایا اور اس کی ساری باتیں بتلا دیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ام طلیق سچی ہے' اگر تو اسے اونٹ دے دیتا تو وہ اللہ کی راہ میں ہی ہوتا اور اگر اونٹنی دیتا تو تم دونوں اللہ کی راہ میں ہوتے اور اگر تو اسے کوئی

إِنَّهَا تَسْأَلُكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! مَايَعْدِلُ الْحَجَّ مَعَكَ]؟ قَالَ: ((عُمْرَةٌ فِي رَمَضَانَ))

[الصحيحة: ٣٠٦٩]

خرچ وغیرہ دے دیتا تو اللہ تجھے بہترین بدل عطا کرتا۔" میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! وہ آپ سے یہ سوال کر رہی تھی کہ کون سا عمل آپ کے ساتھ حج کرنے کے برابر ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "رمضان میں عمرہ کرنا۔"

تخریج: الصحیحۃ ۳۰۶۹۔ الدولابی فی الکنی (۱/ ۴۱)، ابو یعلی کما فی المطالب العالیۃ (۱۰۷۴)، طبرانی فی الکبیر (۲۳/ ۲۳۴)، البزار (الکشف: ۱۱۵۱)۔

وضع الانفال عند الأمير

امیر کے پاس مال غنیمت رکھ دینا

۲۰۹۴: عَنْ عُثْمَانَ بْنِ الْأَرْقَمِ بْنِ أَبِي الْأَرْقَمِ، عَنْ أَبِيْهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ۔ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ بَدْرٍ: ((ضَعُوْا مَاكَانَ مَعَكُمْ مِنَ الْأَنْفَالِ)) فَرَفَعَ أَبُوْ أُسَيْدٍ السَّاعِدِيُّ سَيْفَ ابْنِ عَائِذِ الْمَرْزُبَانِ، فَعَرَفَهُ الْأَرْقَمُ بْنُ أَبِي الْأَرْقَمِ، فَقَالَ: هَبْهُ لِي يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! فَأَعْطَاهُ إِيَّاهُ۔

[الصحيحة: ٢٩٠٣]

عثمان بن ارقم بن ابو ارقم اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بدر والے دن فرمایا: "تمھارے پاس جو مال غنیمت ہے، وہ رکھ دو۔" ابو اسید ساعدی رضی اللہ عنہ نے ابن عائذ مرزبان کی تلوار رکھ دی، ارقم بن ابو ارقم نے اسے پہچان لیا اور کہا: اے اللہ کے رسول یہ مجھے دے دیں۔ آپ ﷺ نے اسے دے دی۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۹۰۳۔ حاکم (۳/ ۵۰۴)، طبرانی فی الکبیر (۹۰۹)، والاوسط (۶۰۳۳)، ابو نعیم فی المعرفتہ (۲۴۰۴)۔

حبس الهرة عذاب

بلی کا روکنا عذاب کا سبب ہے

۲۰۹۵: عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ مَرْفُوْعاً: ((عُذِّبَتِ امْرَأَةٌ فِي هِرَّةٍ سَجَنَتْهَا حَتّٰى مَاتَتْ فَدَخَلَتْ فِيْهَا النَّارَ، لَاهِيَ أَطْعَمَتْهَا وَسَقَتْهَا إِذْ حَبَسَتْهَا، وَلَا هُوَ تَرَكَتْهَا تَأْكُلُ مِنْ خَشَاشِ الْأَرْضِ)). [الصحيحة: ٢٨]

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ایک عورت کو ایک بلی کی وجہ سے عذاب دیا گیا، اس نے اسے قید کر دیا تھا حتی کہ وہ مر گئی، پس وہ اس کی وجہ سے جہنم میں گئی۔ نہ اس نے اسے کھلایا پلایا جب کہ اس نے اسے قید کر رکھا تھا اور نہ اسے اس نے چھوڑا کہ وہ خود زمین کے کیڑے مکوڑے کھا لیتی۔"

تخریج: الصحیحۃ ۲۸۔ بخاری (۲۳۶۵)، الادب المفرد (۳۷۹)، مسلم (۲۲۴۲)، احمد (۲/ ۵۰۷)۔

بيان قصر الجنة

جنت کے محلات کا بیان

۲۰۹۶: عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((عُرِضَ عَلَيَّ مَاهُوَ مَفْتُوْحٌ

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب مجھ پر میری امت کے مفتوحہ علاقے پیش کئے گئے تو

لِأُمَّتِي بَعْدِي، فَسَرَّنِي فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿وَلَلْآخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْأُولٰى﴾ (الضحى: ۴) إِلٰى قَوْلِهِ ﴿فَتَرْضٰى﴾ أَعْطَاهُ اللّٰهُ فِي الْجَنَّةِ أَلْفَ قَصْرٍ مِّنْ لُؤْلُؤٍ، تُرَابُهَا الْمِسْكُ فِي كُلِّ قَصْرٍ مَا يَنْبَغِي لَهُ)). [الصحيحة: ٢٧٩٠]

میں بڑا خوش ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی: ﴿اور آخرت تیرے لئے دنیا سے بہتر ہے۔ اور تجھے تیرا رب بہت جلد (انعام) دے گا اور تو راضی (وخوش) ہو جائے گا۔﴾ (سورۂ ضحیٰ: ۴، ۵) اللہ تعالیٰ نے آپ کو موتیوں کے ایک ہزار محلات دیئے' جن کی مٹی کستوری ہے اور ہر ایک محل میں وہی کچھ ہے جو اسے جچتا ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۷۹۰۔ طبرانی فی الاوسط (۵۷۶)' والکبیر (۱۰۶۵۰)' بیھقی فی الدلائل (۷/ ۶۱)۔

فضل الصوم والهجرة والسجدة

روزہ۔ ہجرت اور سجدہ کی فضیلت

٢٠٩٧: عَنْ أَبِي فَاطِمَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((عَلَيْكَ بِالْهِجْرَةِ فَإِنَّ لَامِثْلَ لَهَا، عَلَيْكَ بِالصَّوْمِ فَإِنَّهُ لَامِثْلَ لَهُ، عَلَيْكَ بِالسُّجُوْدِ، فَإِنَّكَ لَاتَسْجُدُ لِلّٰهِ سَجْدَةً إِلَّا رَفَعَكَ اللّٰهُ بِهَا دَرَجَةً، وَحَطَّ عَنْكَ بِهَا خَطِيئَةً)).

سیدنا ابو فاطمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تو ضرور ہجرت کر' اس کی کوئی مثال نہیں۔ تو روزوں کا اہتمام کر' وہ بے مثال عبادت ہے اور سجدے کیا کر' کیونکہ جب بھی تو سجدہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ تیرا ایک درجہ بلند کرتا ہے اور ایک گناہ معاف کر دیتا ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۹۳۷۔ طبرانی فی الکبیر (۲۲/ ۳۲۲)' وفی الشامیین (۱۲۱۰)' بھذا اللفظ ' ابن ماجہ (۱۴۲۲)' نسائی (۳۱۷۲)' وفی الکبری (۸۶۹۸) مفرقاً۔

باب: الامر بالجهاد

باب: جہاد کرنے کا حکم

٢٠٩٨: عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ مَرْفُوعاً: ((عَلَيْكُمْ بِالْجِهَادِ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ. تَبَارَكَ وَتَعَالٰى. فَإِنَّهُ بَابٌ مِّنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ، يُذْهِبُ اللّٰهُ بِهِ الْهَمَّ وَالْغَمَّ)).

سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم اللہ تبارک وتعالیٰ کے راستے میں جہاد کرو' کیونکہ جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ (باب الجہاد) ہے اور اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے غم والم اور مصیبت و پریشانی کو دور کر دیتا ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۹۴۱۔ احمد (۵/ ۳۱۹)' حاکم (۲/ ۷۴'۷۵)' الھیثم بن کلیب فی مسندہ (۱۱۷۴)' الضیاء فی المختارۃ (۸/ ۲۹۱)۔

عليكم بالدلجة

رات کو سفر اختیار کیا کرو

٢٠٩٩: عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((عَلَيْكُمْ بِالدُّلْجَةِ، فَإِنَّ الْأَرْضَ تُطْوٰى بِاللَّيْلِ)).

سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم رات کو سفر کیا کرو' کیونکہ رات کو زمین سکڑ جاتی ہے (یعنی اس کی مسافت مختصر ہو جاتی ہے)۔''

تخریج: الصحیحۃ ۶۸۱۔ ابوداؤد (۲۵۷۱)' حاکم (۲/ ۱۱۴)' بیھقی (۵/ ۲۵۶)۔

الرمی خیر لعب

تیر اندازی بہترین کھیل ہے

۲۱۰۰: عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدِ [بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ] عَنْ أَبِيهِ مَرْفُوعاً: ((عَلَيْكُمْ بِالرَّمْيِ، فَإِنَّهُ خَيْرُ لَعِبِكُمْ)).

مصعب بن سعد بن ابو وقاص اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم تیر اندازی کیا کرو' کیونکہ یہ بہترین کھیل وتفریح ہے۔''

تخريج: الصحيحة ۶۲۸- ابو حفص المودب فى المنتقى من حديث ابن مخلد وغيره (۲۲۵/ ۲)' خطيب فى الموضح (۲/ ۳۰)' طبرانى فى الاوسط (۲۰۷۰)' البزار (الكشف: ۱۷۰۱)۔

باب: كيف المشي في السفر

باب:

۲۱۰۱: عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: شَكَا نَاسٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ الْمَشْيَ، فَدَعَا بِهِمْ فَقَالَ: ((عَلَيْكُمْ بِالنَّسَلَانِ)) فَنَسَلْنَا فَوَجَدْنَاهُ أَخَفَّ عَلَيْنَا)).

سیدنا جابر ؓ کہتے ہیں: لوگوں نے نبی ﷺ سے پیدل چلنے کی شکایت کی' آپ ﷺ نے انھیں بلایا اور فرمایا: ''تیز چلا کرو۔'' ہم نے تیز چلنا شروع کر دیا' اس میں ہمیں خفّت محسوس ہوئی۔

تخريج: الصحيحة ۴۶۵- ابن خزيمة (۲۵۳۷)' حاكم (۱/ ۴۴۳' ۲/ ۱۰۱)' ابو نعيم فى الطب (۲/ ۸/ ۱)۔

الاسلام قبل العمل

عمل کرنے سے پہلے اسلام قبول کرنا

۲۱۰۲: عَنِ الْبَرَاءِ- رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ- قَالَ: أَتَى النَّبِيَّ ﷺ رَجُلٌ [مِّنَ الْأَنْصَارِ]مُقَنَّعٌ بِالْحَدِيْدِ، فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أُقَاتِلُ أَوْ أُسْلِمُ؟ قَالَ: (([لَا،بَلْ] أَسْلِمْ ثُمَّ قَاتِلْ)) فَأَسْلَمَ ثُمَّ قَاتَلَ فَقُتِلَ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((عَمِلَ هٰذَا قَلِيْلاً وَأُجِرَ كَثِيْراً)). [الصحيحة:۲۹۳۲]

سیدنا براء ؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک انصاری آدمی ہتھیاروں سے لیس ہو کر نبی ﷺ کے پاس آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! میں لڑوں یا اسلام قبول کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں' بلکہ اسلام قبول کر پھر جہاد کرنا۔'' وہ مسلمان ہو گیا' پھر جہاد کیا اور شہید ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس نے بہت تھوڑا عمل کیا اور بہت زیادہ اجر وثواب حاصل کر لیا۔''

تخريج: الصحيحة ۲۹۳۲- بخارى (۲۸۰۸)' احمد (۴/ ۲۹۱' ۲۹۳)' مسلم (۱۹۰۰) من طريق آخر باختلاف۔

ذنب الصرافة

کہانت کا گناہ

۲۱۰۳: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعاً: ((الْعِرَافَةُ أَوَّلُهَا مَلَامَةٌ، وَآخِرُهَا نَدَامَةٌ وَالْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)). [الصحيحة: ۱۹۸۲]

سیدنا ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''کہانت (ایسا پیشہ ہے کہ اس) کے شروع میں ملامت ہوتی ہے' آخر میں ندامت و پشیمانی اور روزِ قیامت عذاب ہوتا ہے۔''

تخريج: الصحيحة ۱۹۸۲- ابو داؤد الطيالسى (۲۵۲۶)' ابو العباس الاصم فى حديثه (۳۰۱)' بيهقى (۱۰/ ۹۷)۔

تفسير الآية ولا تلقوا بايديكم إلى .

ولا تلقوا ......کی تفسیر

التهلكة

۲۱۰٤: قَالَ أَسْلَمُ أَبُو عِمْرَانَ: ((غَزَوْنَا مِنَ الْمَدِيْنَةِ نُرِيْدُ الْقُسْطُنْطِيْنِيَّةَ [وَعَلٰى أَهْلِ مِصْرَ عُقْبَةُ بْنُ عَامِرٍ] وَعَلَى الْجَمَاعَةِ عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيْدِ، وَالرُّوْمَ مُلْصِقُوْ ظُهُوْرَهُمْ بِحَائِطِ الْمَدِيْنَةِ، فَحَمَلَ رَجُلٌ [مِنَّا] عَلَى الْعَدُوِّ، فَقَالَ النَّاسُ: مَهْ مَهْ! الآيَةَ هٰكَذَا أَنْ حَمَلَ رَجُلٌ يُقَاتِلُ يَلْتَمِسُ الشَّهَادَةَ، أَوْ يُبْلِي مِنْ نَفْسِهِ! إِنَّمَا نَزَلَتْ هٰذِهِ الآيَةُ فِيْنَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ، لِمَا نَصَرَ اللّٰهُ نَبِيَّهُ، وَأَظْهَرَ الْإِسْلَامَ، قُلْنَا [بَيْنَنَا خَفِياً مِّنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ] هَلُمَّ نُقِيْمُ فِي أَمْوَالِنَا وَنُصْلِحُهَا فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى. ﴿وَأَنْفِقُوْا فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا تُلْقُوْا بِأَيْدِيْكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ (الْبَقَرة:١٩٥)﴾ فَالْإِلْقَاءُ بِالْأَيْدِي إِلَى التَّهْلُكَةِ: أَنْ نُقِيْمَ فِي أَمْوَالِنَا وَنُصْلِحُهَا وَنَدَعُ الْجِهَادَ، قَالَ: أَبُوْ عِمْرَانَ: فَلَمْ يَزَلْ أَبُوْ أَيُّوْبَ يُجَاهِدُ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ حَتّٰى دُفِنَ بِالْقُسْطُنْطِيْنِيَّةِ)). [الصحيحة:١٣]

اسلم ابوعمران نے کہا: ہم جہاد کی نیت سے مدینہ سے نکلے' قسطنطنیہ کا ارادہ تھا' اس وقت سیدنا عقبہ بن عامر ﷺ مصر کے گورنر' عبد الرحمٰن بن خالد بن ولید لشکر کے امیر تھے۔ رومی شہر پناہ کے بالکل قریب پہنچ چکے تھے۔ ہمارے ایک آدمی نے دشمن پر حملہ کر دیا۔ لوگوں نے کہا: رک جا' رک جا' لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ (بڑا تعجب ہے) یہ تو اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈال رہا ہے۔ سیدنا ابوایوب انصاری ﷺ نے کہا: ایک آدمی شہادت کی آرزو لے کر جہاد کرتا ہے یا وہ (اللہ کی راہ میں) پوری بہادری کا مظاہرہ کرتا ہے اور تم لوگ اسے اس آیت کا مصداق بنا کر روکتے ہو۔ یہ آیت ہم انصاریوں کے بارے میں نازل ہوئی اور وہ اس طرح کہ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی مدد کی اور اسلام کو ظہور بخشا' تو ہم نے رسول اللہ ﷺ سے دور ایک نجی مجلس میں کہا: آؤ اب اپنے مال مویشی میں رہ کر ان کی اصلاح کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی: ﴿اللہ کے راستے میں خرچ کرو اور اپنے ہاتھوں کو ہلاکت میں نہ ڈالو﴾ (سورۂ بقرہ: ۱۹۵) ہاتھوں کو ہلاکت میں ڈالنا یہ ہے کہ ہم مال مویشیوں میں رہ کر ان کی اصلاح کرنے میں مگن ہو جائیں اور جہاد ترک کر دیں۔ ابوعمران کہتے ہیں: اس کے بعد ابوایوب انصاری اللہ کے راستے میں جہاد کرتے رہے' حتی کہ قسطنطنیہ میں دفن ہوئے۔

تخریج: الصحیحۃ ۱۳۔ ابوداؤد (۲۵۱۲)' حاکم (۲/ ۲۷۵)' بیہقی (۶/ ۴۰۵'۹/ ۹۹)۔

الغزو غزوان

۲۱۰٥: عَنْ مُعَاذِبْنِ جَبَلٍ مَرْفُوْعاً: ((الْغَزْوُ غَزْوَانِ، فَأَمَّا مَنِ ابْتَغٰى وَجْهَ اللّٰهِ، وَأَطَاعَ الْإِمَامَ، وَأَنْفَقَ الْكَرِيْمَةَ، وَاجْتَنَبَ الْفَسَادَ فَإِنَّ نَوْمَهُ وَتَنَبُّهُهُ أَجْرٌ كُلُّهُ، وَأَمَّا مَنْ غَزَا فَخْراً

جنگ کی دو قسمیں ہیں

سیدنا معاذ بن جبل ﷺ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''غزوے کی دو قسمیں ہیں: (۱) جس نے (جہاد کر کے) اللہ کی رضامندی تلاش کی' حکمران کی اطاعت کی' عمدہ مال خرچ کیا اور فساد سے اجتناب کیا تو اس کا سونا اور جاگنا سب عبادت ہے اور

وَرِيَاءً وَسُمْعَةً، وَعَصَى الْإِمَامَ وَأَفْسَدَ فِي الْأَرْضِ فَإِنَّهُ لَا يَرْجِعُ بِكَفَافٍ)).
[الصحيحة: ۱۹۹۰]

(۲) جس نے فخر کرتے ہوئے، ریاکاری کرتے ہوئے اور شہرت کے حصول کے لئے (جہاد کیا)، حکمران کی نافرمانی کی اور زمین میں فساد برپا کیا تو وہ برابر سرابر بھی نہیں لوٹے گا (بلکہ برائیوں کا بوجھ لے کر آئے گا)۔"

تخریج: الصحیحۃ ۱۹۹۰۔ ابوداؤد (۲۵۱۵)، نسائی (۴۲۰۰)، وفی الکبری (۴۳۹۷)، ابن ابی عاصم فی الجہاد (۳۳؟)۔

اجتناب قتل المرأة والعسيف

عورت اور غلام کے قتل کرنے سے بچنا

۲۱۰۶: عَنْ عَبَّادِ بْنِ رُبَيِّعٍ، قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللهِ فِي غَزْوَةٍ، فَرَأَى النَّاسَ مُجْتَمِعِينَ عَلَى شَيْءٍ، فَبَعَثَ رَجُلًا فَقَالَ: أُنْظُرْ عَلَامَ اجْتَمَعَ هٰؤُلَاءِ؟ فَجَاءَ فَقَالَ: امْرَأَةٌ قَتِيلٌ: فَقَالَ: ((مَا كَانَتْ هٰذِهِ لِتُقَاتِلَ!)) قَالَ: وَعَلَى الْمُقَدَّمَةِ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ، فَبَعَثَ رَجُلًا فَقَالَ: ((قُلْ لِخَالِدٍ: لَا يَقْتُلَنَّ امْرَأَةً وَلَا عَسِيفًا)).
[الصحيحة: ۷۰۱]

سیدنا رباح بن ربیع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک غزوہ میں تھے، آپ نے کچھ لوگوں کو ایک چیز پر ہجوم کئے دیکھا اور ایک آدمی کو بھیجا کہ (جاؤ اور) دیکھ کر آؤ کہ لوگ کس چیز پر جمع ہیں؟ اس نے واپس آ کر کہا: مقتولہ عورت پر جمع ہیں۔ آپ نے فرمایا: "اس کو تو قتل نہیں کیا جانا چاہئے تھا۔" اس وقت ہراول دستے کے کمانڈر خالد بن ولید تھے، آپ نے ایک آدمی کے ذریعے پیغام بھیجا کہ: "خالد کو کہو کہ وہ عورت کو قتل کرے نہ کسی نوکر چاکر کو۔"

تخریج: الصحیحۃ ۷۰۱۔ ابوداؤد (۲۶۶۹)، نسائی فی الکبری (۸۶۲۵)، ابن ماجہ (۲۸۴۲)، احمد (۳/ ۴۸۸)، حاکم من طریق آخر بمعناہ۔

مشي بعد صلاة الصبح قليلا

صبح کی نماز کے بعد تھوڑا سا چلنا

۲۱۰۷: عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ مَرْفُوعاً: ((كَانَ إِذَا صَلَّى الْغَدَاةَ فِي سَفَرٍ مَشَى عَنْ رَاحِلَتِهِ قَلِيلًا)). [الصحيحة: ۲۰۷۷]

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب سفر میں نماز فجر ادا کرتے تو سواری سے اتر کر کچھ دیر چلتے۔"

تخریج: الصحیحۃ ۲۰۷۷۔ ابو عثمان البخیرمی (۲/ ۴/ ۲)، ابو نعیم فی الحلیۃ (۸/ ۱۸۰)، بیہقی (۵/ ۲۵۵)، طبرانی فی الاوسط (۷۹۴۷)۔

جرح واصبع رسول الله

رسول اللہ کی انگلی کے زخم کا بیان

۲۱۰۸: عَنْ جُنْدُبِ بْنِ سُفْيَانَ: ((أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ فِي بَعْضِ الْمَشَاهِدِ قَدْ دَمِيَتْ إِصْبَعُهُ فَقَالَ:

سیدنا جندب بن سفیان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کسی ایک اجتماع میں تھے جبکہ آپ کی انگلی خون آلود تھی، آپ نے فرمایا: "تو ایک انگلی ہی ہے جو خون آلود ہوئی ہے اور اللہ کے

هَلْ أَنْتِ إِلَّا إِصْبَعٌ دَمِيْتِ
وَفِي سَبِيْلِ اللّٰهِ مَا لَقِيْتِ

راستے میں اس تکلیف کا سامنا کرنا پڑا ہے۔"

تخریج: الصحیحة ۳۲۸۲۔ بخاری (۲۸۰۲)، مسلم (۱۷۹۶)، نسائی فی عمل الیوم واللیلة (۶۲۰)۔

لون لواء رسول الله

رسول کے جھنڈے کے رنگ کا بیان

۲۱۰۹: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مَرْفُوْعاً: ((كَانَ لِوَاءُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَبْيَضُ، وَرَايَتُهُ سَوْدَاءَ)). [الصحيحة: ۲۱۰۰]

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا (بڑے لشکر کا) جھنڈا سفید اور (چھوٹے لشکر کا) جھنڈا سیاہ ہوتا تھا۔

تخریج: الصحیحة ۲۱۰۰۔ ترمذی (۱۶۸۱)، ابن ماجه (۲۸۱۸)، حاکم (۲/ ۱۰۵)۔

استحباب النهض عند زوال الشمس

زوال شمس کے وقت دشمن سے مقابلہ کرنے کا استحباب

۲۱۱۰: عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى، قَالَ: ((كَانَ يُحِبُّ أَن يَنْهَضَ إِلَى عَدُوِّهِ عِنْدَ زَوَالِ الشَّمْسِ)). [الصحيحة: ۲۱۲٦]

سیدنا عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ زوالِ آفتاب کے وقت دشمن سے مقابلہ کرنے کو پسند کرتے تھے۔

تخریج: الصحیحة ۲۱۲۶۔ احمد (۴/ ۳۵۶)، بخاری (۲۹۶۵)، مسلم (۱۷۴۲)، من طریق آخر عنه بمعناه۔

استحباب القتال تحت راية القوم

قوم کے جھنڈے کے نیچے لڑنے کا استحباب

۲۱۱۱: عَنْ عُقْبَةَ بْنِ الْمُغِيْرَةِ، عَنْ جَدِّ أَبِيْهِ الْمخَارِقِ، قَالَ: لَقِيْتُ عَمَّاراً يَوْمَ الْجَمَلِ، وَهُوَ يَبُوْلُ فِي قَرْنٍ فَقُلْتُ: أُقَاتِلُ مَعَكَ فَأَكُوْنُ مَعَكَ؟ فَقَالَ: قَاتِلْ تَحْتَ رَايَةِ قَوْمِكَ، فَإِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ: ((كَانَ يَسْتَحِبُّ لِلرَّجُلِ أَنْ يُقَاتِلَ تَحْتَ رَايَةِ قَوْمِهِ)). [الصحيحة: ۳۱۱٦]

عقبہ بن مغیرہ اپنے پردادا مخارق سے روایت کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ میں جنگِ جمل والے دن سیدنا عمار رضی اللہ عنہ کو ملا اور وہ سینگ میں پیشاب کر رہے تھے۔ میں نے کہا: اگر میں نے آپ کے ساتھ لڑنا ہے تو آپ کے ساتھ ہو جاتا ہوں؟ انھوں نے کہا: اپنے قوم کے جھنڈے کے نیچے لڑ، کیونکہ رسول اللہ ﷺ آدمی کی اس بات کو پسند کرتے تھے کہ وہ اپنی قوم کے جھنڈے کے نیچے لڑے۔"

تخریج: الصحیحة ۳۱۱۶۔ احمد (۴/ ۲۶۳)، ابو یعلی (۱۶۴۱)، البزار (۱۷۰۰)، حاکم (۲/ ۱۰۵-۱۰۶)۔

باب: استحباب السفر يوم الخميس

باب: جمعرات کو سفر کرنے کا استحباب

۲۱۱۲: عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ مَرْفُوْعاً: ((كَانَ

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ

يَسْتَحِبُّ يَوْمَ الْخَمِيْسِ أَنْ يُسَافِرَ)).

جمعرات کو سفر کرنا پسند کرتے تھے۔

تخریج: الصحيحة ۲۱۲۸۔ ابو الشيخ فى اخلاق النبیﷺ (ص:۲۶۲)، طبرانی (۲۳/ ۲۵۹، ۲۶۰)، ابن عدی فی الکامل (۳/ ۸۷۹)، بخاری (۲۹۵۰)، مسلم (۲۷۶۹)، من حديث كعب بن مالك رضی اللہ عنہ۔

۲۱۱۳: عَنِ ابْنِ عُمَرَ مَرْفُوْعاً: ((كَانَ يُضَمِّرُ الْخَيْلَ يُسَابِقُ بِهَا)). [الصحيحة:۲۱۳۳]

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ گھوڑوں کی دوڑ کرانے کے لئے ان کی تضمیر کرتے تھے۔

تخریج: الصحيحة ۲۱۳۳۔ ابوداؤد (۲۵۷۶)، ابن ماجه (۲۸۷۷)، بنحوه احمد (۲/ ۸۶)۔

اخراج اليهود و النصارٰى من جزيرة العرب

جزیرۂ عرب سے یہود و نصاریٰ کو نکالنے کا بیان

۲۱۱٤: عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ مَرْفُوْعاً: ((لَئِنْ عِشْتُ لَأُخْرِجَنَّ الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى مِنْ جَزِيْرَةِ الْعَرَبِ، حَتّٰى لَا أَتْرُكَ فِيْهَا إِلَّا مُسْلِماً)). [الصحيحة: ۱۱۳٤]

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر میں زندہ رہا تو یہودیوں اور عیسائیوں کو جزیرۂ عرب سے نکال دوں گا اور یہاں صرف مسلمانوں کو رہنے دوں گا۔''

تخریج: الصحيحة ۱۱۳۴۔ مسلم (۱۷۶۷)، ابوداؤد (۳۰۳۱)، ترمذی (۱۶۰۶) و قد تقدم برقم (۱۶۵۴)۔

ذكر بني قريظة

بنو قریظہ والوں کا بیان

۲۱۱٥: عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ، عَنْ أَبِيْهِ، قَالَ: لَمَّا حَكَمَ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ فِي بَنِي قُرَيْظَةَ أَنْ يُقْتَلَ مَنْ جَرَتْ عَلَيْهِ الْمُوْسُ، وَأَنْ تُقْسَمَ أَمْوَالُهُمْ وَذَرَارِيُّهُمْ، فَقَالَ: رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَقَدْ حَكَمَ فِيْهِمْ [الْيَوْمَ] بِحُكْمِ اللّٰهِ الَّذِي حَكَمَ بِهِ مِنْ فَوْقِ سَبْعِ سَمَاوَاتٍ))

عامر بن سعد بن ابو وقاص اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ جب سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے بنو قریظہ کے بارے میں یہ فیصلہ دیا کہ جن (مردوں) کے زیر ناف بال نکل آئے ہیں، انھیں قتل کر دیا جائے اور ان کے مالوں اور بیوی بچوں کو تقسیم کر دیا جائے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''(سعد) نے ان کے بارے میں آج وہ فیصلہ کیا ہے جو اللہ تعالیٰ نے سات آسمانوں کے اوپر کیا ہے۔''

تخریج: الصحيحة ۲۷۴۵۔ نسائی فی الکبری (۸۲۲۳)، ابن سعد (۳/ ۴۲۶)، حاکم (۲/ ۱۲۴)، طحاوی (۳/ ۲۱۶)۔

باب: من مناقب علي رضی اللہ عنہ

باب: سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے مناقب کا بیان

۲۱۱٦: عَنْ هُبَيْرَةَ بْنِ مَرْيَمَ، قَالَ: سَمِعْتُ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ قَالَ: فَخَطَبَ النَّاسَ فَقَالَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ! فَقَدْ فَارَقَكُمْ أَمْسِ رَجُلٌ مَاسَبَقَهُ

ہبیرہ بن مریم کہتے ہیں کہ سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو خطبہ دیا اور کہا: لوگو! کل ایسے آدمی (سیدنا علی رضی اللہ عنہ) نے تم کو داغ مفارقت دیا ہے، کہ پہلے لوگ جس سے سبقت نہ لے جا سکے اور

الْأَوَّلُوْنَ، وَلَا يُدْرِكُهُ الْآخَرُوْنَ۔ ((لَقَدْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ يَبْعَثُهُ الْبَعْثَ فَيُعْطِيْهِ الرَّايَةَ، فَمَا يَرْجِعُ حَتّٰى يَفْتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِ، جِبْرِيْلُ عَنْ يَمِيْنِهِ، وَمِيْكَائِيْلُ عَنْ يَسَارِهِ، يَعْنِي عَلِيًّا۔ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ)) مَا تَرَكَ بَيْضَاءَ وَلَا صَفْرَاءَ إِلَّا سَبْعَ مِئَةِ دِرْهَمٍ فَضَلَتْ مِنْ عَطَائِهِ أَرَادَ أَنْ يَشْتَرِيَ بِهَا خَادِماً۔ [الصحيحة:٢٤٩٦]

بعد والے لوگ جس (کے مقام) کو نہ پا سکیں گے۔ جب رسول اللہ ﷺ کوئی لشکر بھیجتے تو انھیں جھنڈا تھماتے تھے' وہ اس وقت تک نہ لوٹتے جب تک فتح نہ ہو جاتی' ان کی دائیں جانب جبریل ہوتے تھے اور بائیں جانب میکائیل۔ ان کی مراد "سیدنا علی ؓ" تھے۔ انھوں نے درہم چھوڑا ہے نہ دینار' سوائے سات سو دراہم کے اور وہ بھی اس طرح بچ گئے کہ وہ ایک خادم خریدنا چاہتے تھے۔

تخریج: الصحيحة ۲۴۹۶۔ احمد (۱/ ۱۹۹)' نسائی فی الکبری (۸۴۰۸)' ابن حبان (۶۹۳۶)' طبرانی (۲۷۱۷)۔

فضل قيام ساعة فی سبيل اللّٰه

اللہ کی راہ میں تھوڑی ہی دیر ٹھہرنے کی فضیلت

٢١١٧: عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ مَرْفُوْعاً: ((لِقِيَامِ رَجُلٍ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ [سَاعَةً] أَفْضَلُ مِنْ عِبَادَةِ سِتِّيْنَ سَنَةً)). [الصحيحة:١٩٠١]

سیدنا عمران بن حصین ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "آدمی کا کچھ دیر کے لئے اللہ کے راستے میں ٹھہرنا ساٹھ سال کی عبادت سے بہتر ہے۔"

تخریج: الصحيحة ۱۹۰۱۔ عقیل فی الضعفاء (۱/ ۸۶)' خطیب فی التاریخ (۱۰/ ۲۹۵)' حاکم (۲/ ۶۸)' بیهقی (۹/ ۱۶۱) من طریق آخر عنه۔

فضل انفاق فی سبيل اللّٰه

اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کی فضیلت

٢١١٨: عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ: جَاءَ رَجُلٌ بِنَاقَةٍ مَخْطُوْمَةٍ، فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! هٰذِهِ النَّاقَةُ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ، قَالَ: ((لَكَ بِهَا سَبْعُ مِئَةِ نَاقَةٍ مَخْطُوْمَةٍ فِي الْجَنَّةِ)). [الصحيحة:٦٣٤]

سیدنا عبداللہ بن مسعود ؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نکیل شدہ اونٹنی لے کر آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! یہ اونٹنی اللہ کے راستے میں جہاد کیلئے ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "تیرے لئے اس کے بدلے جنت میں سات سو اونٹنیاں ہوں گی' سب کی سب مہار والی ہوں گی۔"

تخریج: الصحيحة ۶۳۴۔ ابو نعیم فی الحلية (۸/ ۱۱۶)' حاکم (۲/ ۹۰)' تنبیہ: مستدرك حاکم میں قدیم وجدید مطبوعہ نسخوں میں عن ابی مسعود (عقبہ بن عمرو ؓ) لیکن حافظ ابن حجر اتحاف المهرة (۱۰/ ۱۲۶۰۸)' میں ابن مسعود ؓ کے ترجمہ میں لائے ہیں۔ اور (۱۱/ ۱۴۰۰۷)' میں ابو مسعود ؓ کے ترجمہ میں دیگر مصادر ذکر کیے ہیں لیکن حاکم کا ذکر نہیں ہے۔ واللہ اعلم! ابو مسعود ؓ سے یہ حدیث مشہور ہے۔ دیکھئے مسلم (۱۸۹۲) نسائی (۳۱۸۹)' احمد (۴/ ۱۲۱) وغیرہ۔

اجر الغازی و الجاعل

لڑنے والے اور بنانے والے کے اجر کا بیان

٢١١٩: عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ

مَرْفُوْعاً : ((لِلْغَازِيْ أَجْرُهُ، وَلِلْجَاعِلِ أَجْرُهُ وَأَجْرُ الْغَازِيْ)). [الصحيحة:٢١٥٣]

ﷺ نے فرمایا: ''غازی کو اس کا اجر ملے گا اور بنانے والے کو اپنا اور غازی کا (یعنی دو) اجر ملتے ہیں۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۱۵۳۔ ابو داؤد (۲۵۲۶)' احمد (۲/ ۱۷۴)' ابو عوانۃ (۵/ ۱۲۰)' بیہقی (۹/ ۲۸)۔

احلت لنا الغنائم

غنیمتیں ہمارے لیے حلال کی گئیں ہیں

٢١٢٠: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعاً: ((لَمْ تَحِلَّ الْغَنَائِمُ لِأَحَدٍ سَوِدِ الرُّوسِ مِنْ قَبْلِكُمْ، كَانَتْ تَنْزِلُ نَارٌ مِّنَ السَّمَاءِ فَتَأْكُلُهَا)) فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ بَدْرٍ وَقَعُوْا فِي الْغَنَائِمِ قَبْلَ أَنْ تَحِلَّ لَهُمْ، فَأَنْزَلَ اللّٰهُ ﴿لَوْلَا كِتَابٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيْمَا أَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ (الْأَنْفَال:٦٨)﴾۔

[الصحيحة:٢١٥٥]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''تم سے پہلے کسی انسان کے لئے مالِ غنیمت حلال نہیں تھا' آسمان سے آگ نازل ہوتی اور مالِ غنیمت جلا دیتی تھی۔'' جس دن بدر کا معرکہ ہوا' لوگ غنیمتوں کے حلال ہونے سے پہلے ان کے حصول کے لئے ان پر ٹوٹ پڑے۔ اللہ تعالی نے یہ آیت اتاری: ﴿اگر پہلے ہی سے اللہ کی طرف سے بات لکھی ہوئی نہ ہوتی تو جو کچھ تم نے لیا ہے اس بارے میں تمھیں کوئی بڑی سزا ہوتی۔﴾ (سورۂ انفال: ۶۸)

تخریج: الصحیحۃ ۲۱۵۵۔ ترمذی (۳۰۸۵)' نسائی فی الکبری (۱۱۲۰۹)' ابن حبان (۴۸۰۶)' بیہقی (۶/ ۲۹۰'۲۹۱)۔

٢١٢١: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَمْ تَحِلَّ الْغَنَائِمُ لِمَنْ كَانَ قَبْلَنَا، ذٰلِكَ بِأَنَّ اللّٰهَ رَأٰى ضُعْفَنَا وَعِجْزَنَا فَطَيَّبَهَا لَنَا)).

[الصحيحة:٢٧٤٢]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہم سے پہلے لوگوں کے لیے غنیمتیں حلال نہیں تھیں۔ اللہ تعالی نے ہماری کمزوری اور بے بسی کی بنا پر ان کو ہمارے لئے حلال کر دیا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۷۴۲۔ احمد (۲/ ۳۱۷)' السلمی فی صحیفۃ ہمام (۸۷)' بیہقی (۶/ ۲۹۰)' عبدالرزاق (۹۴۹۲)۔

شجاعة الانصار للبدر

جنگ بدر کے لیے انصار کی بہادری کا بیان

٢١٢٢: عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: ((لَمَّا سَارَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِلٰى بَدْرٍ، خَرَجَ فَاسْتَشَارَ النَّاسَ، فَأَشَارَ عَلَيْهِ أَبُوْ بَكْرٍ. رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ. ثُمَّ اسْتَشَارَهُمْ فَأَشَارَ عَلَيْهِ عُمَرُ. رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ. فَسَكَتَ، فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ: إِنَّمَا يُرِيْدُ فَقَالُوْا: [تَسْتَشِيْرُنَا] يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ وَاللّٰهِ لَا نَقُوْلُ كَمَا قَالَتْ بَنُوْ إِسْرَائِيْلَ لِمُوْسٰى عَلَيْهِ

سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ بدر کی طرف چلے تو نکلے اور لوگوں سے مشورہ کیا' سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ایک مشورہ دیا۔ آپ ﷺ نے پھر مشورہ کیا' سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ایک مشورہ دیا' آپ خاموش ہو گئے۔ ایک انصاری نے کہا: (انصاریو!) نبی ﷺ تم سے مشورہ لینا چاہتے ہیں' انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ ہم سے مشورہ لینا چاہتے ہیں؟ اللہ کی قسم! ہم اس طرح نہیں کہیں گے جس طرح بنو اسرائیل نے حضرت موسی علیہ السلام سے کہا تھا:

السَّلَامُ. ﴿اِذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلاً اِنَّا هَاهُنَا قَاعِدُوْنَ (المائد:۲۴)﴾ وَلٰكِنَّ وَاللّٰهِ لَوضَرَبْتَ اَكْبَادَ الْاِبِلِ حَتّٰى تَبْلُغَ بَرْكَ الْغِمَادِ، لَكُنَّا مَعَكَ)). [الصحيحة:۳۳٤۰]

﴿(موسیٰ!) تو اور تیرا رب، تم دونوں جاؤ اور لڑو، ہم تو یہاں بیٹھنے والے ہیں﴾ (سورۂ مائدہ: ۲۴) اللہ کی قسم! اگر آپ برک الغماد تک سواریوں کو چلاتے رہیں تو ہم آپ کے ساتھ چلیں گے۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۳۴۰۔ نسائی فی الکبری (۸۵۸۰، ۱۱۴۱)، احمد (۶/ ۱۰۵، ۱۸۸)، ابو یعلی (۲۷۶۶، ۳۸۰۳، ۳۸۰۴)، ابن حبان (۴۷۲۱)۔

ترهيب من ظلم البهائم

جانوروں پر ظلم سے ڈرانا

۲۱۲۳: عَنْ اَبِي الدَّرْدَاءِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((لَوْغَفَرَلَكُمْ مَاتَأْتُوْنَ اِلَى الْبَهَائِمِ لَغُفِرَلَكُمْ كَثِيْراً)). [الصحيحة: ٥١٤]

سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”جو تم چوپائیوں سے (ظلم) کرتے ہو، اگر وہ بخش دیا جائے، (تو سمجھ لو کہ) بہت کچھ معاف کر دیا گیا ہے۔“

تخریج: الصحیحۃ ۵۱۴۔ احمد (۶/ ۴۴۱)، بیہقی فی الشعب (۵۱۸۸)، عبداللہ بن احمد فی الزایادات (۶/ ۴۴۱)، موقوفاً علی ابی الدرداء۔

ترهيب من السفر في الليل وحده

رات کو اکیلے سفر کرنے سے ڈرانے کا بیان

۲۱۲٤: عَنِ ابْنِ عُمَرَ مَرْفُوْعاً: ((لَوْ يَعْلَمُ النَّاسُ فِي الْوَحْدَةِ مَا اَعْلَمُ مَاسَارَ رَاكِبٌ بِلَيْلٍ وَحْدَهُ [اَبَداً])). [الصحيحة:٦١]

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اگر لوگوں کو پتہ چل جائے کہ تنہائی (کے کیا نقصانات) ہیں تو رات کو کوئی مسافر اکیلا سفر پر نہ نکلے۔“

تخریج: الصحیحۃ ۶۱۔ بخاری (۲۹۹۸)، ترمذی (۱۶۷۳)، ابن ماجہ (۳۷۶۸)، احمد (۲/ ۲۳، ۲۴)۔

كراهة خروج النساء للجهاد

عورتوں کے جہاد میں جانے کی کراہت کا بیان

۲۱۲٥: عَنْ اُمِّ كَبْشَةَ۔ امْرَأَةٍ مِّنْ بَنِي عَذْرَةَ۔ اَنَّهَا قَالَتْ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اِيْذَنْ لِي اَنْ اَخْرُجَ مَعَ جَيْشِ كَذَا وَكَذَا، قَالَ: ((لَا)) قَالَتْ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ اَنْ لَّا اُرِيْدَالْقِتَالَ، اِنَّمَا اُرِيْدُ اَنْ اُدَاوِيَ الْجَرْحٰى وَاَقُوْمَ عَلَى الْمَرْضٰى قَالَ: ((لَوْلَا اَنْ تَكُوْنَ سُنَّةً يُقَالُ: خَرَجَتْ فُلَانَةٌ، لَاَذِنْتُ لَكِ، وَلٰكِنِ اجْلِسِيْ فِي بَيْتِكِ)).

سیدہ ام کبشہ رضی اللہ عنہا، جو بنو عذرہ قبیلے کی خاتون ہیں، کہتی ہیں: اے اللہ کے رسول! مجھے (جہاد کے لئے) فلاں لشکر میں نکلنے کی اجازت دیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”نہیں۔“ اس نے کہا: اے اللہ کے نبی! میں لڑنا نہیں چاہتی، میرا ارادہ ہے کہ میں زخمیوں کی دوا دارو اور بیماروں کی دیکھ بھال کروں گی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اگر اس طرح کی رخصت ایک عام طریقہ بن جانے کا اندیشہ نہ ہوتا کہ فلاں نکل گئی ہے تو میں تجھے اجازت دے دیتا، بس تو اپنے

[الصحيحة: ٢٢٤٠]

گھر میں بیٹھی رہے۔''

تخریج: الصحیحة ۲۲۴۰۔ طبرانی فی الاوسط (۴۴۴۰)' ابن مهنده فی المعرفة (۲/ ۳۶۲/ ۳)' ابن ابی شیبة (۱۲/ ۵۶۲)' وانظر ما تقدم برقم (۲۰۲۷)۔

ذهاب الأجير للغزوة

٢١٢٦: عَنْ يَعْلَى بْنِ مُنْيَةَ، قَالَ: آذَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ بِالْغَزْوِ، وَأَنَا شَيْخٌ كَبِيْرٌ، لَيْسَ لِي خَادِمٌ، فَالْتَمِسُ أَجِيْراً يَكْفِيْنِي، وَأُجْرِي لَهُ، سَهْمَهُ، فَوَجَدتُّ رَجُلاً فَلَمَّا دَنَا الرَّحِيْلَ أَتَانِي فَقَالَ: مَاأَدْرِي مَاالسَّهْمَانِ وَمَا يَبْلُغُ سَهْمِي؟ فَسَمِّ لِي شَيْئًا، كَانَ السَّهْمُ أَوْ لَمْ يَكُنْ فَسَمَّيْتُ لَهُ ثَلَاثَةَ دَنَانِيْرَ، فَلَمَّا حَضَرَتْ غَنِيْمَتُهُ، أَرَدتُّ أَنْ أُجْرِيَ لَهُ سَهْمَهُ فَذَكَرْتُ الدَّنَانِيْرَ فَجِئْتُ النَّبِيَّ فَذَكَرْتُ لَهُ أَمْرَهُ، قَالَ: ((مَا أَجِدُ لَهُ فِي غَزْوَةٍ هٰذِهِ فِي الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ إِلَّا دَنَانِيْرَهُ الَّتِي سَمّٰى)).

[الصحيحة:٢٢٣٣]

جنگ کے لیے غلام لے جانے کا بیان

سیدنا یعلی بن منیہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاد کا اعلان کیا۔ میں بوڑھا آدمی تھا اور میرا کوئی خادم بھی نہیں تھا۔ میں نے ایک ایسا مزدور تلاش کیا' جو مجھے کفایت کر سکے اور اسے اس کا حصہ دے دیا جائے۔ مجھے ایک آدمی مل گیا' جب کوچ کا وقت قریب آیا تو وہ میرے پاس آیا اور کہا: میں نہیں جانتا کہ دو حصے کیا ہوتے ہیں اور میرا حصہ کتنا بنے گا؟ آپ میرے لئے (میرے حصے کا) تعین کر دیں' حصہ ملے یا نہ ملے۔ میں نے اس کے لئے تین دیناروں کا تعین کر دیا۔ جب غنیمت کی تقسیم ہوئی تو میں نے ارادہ کیا کہ اس کا حصہ اسے دے دوں' اچانک مجھے دینار یاد آ گئے۔ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور یہ معاملہ آپ کے سامنے پیش کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میرے نزدیک دنیا و آخرت میں اسے اس غزوے میں سے کچھ نہیں ملے گا' ماسوائے دیناروں کے' جن کا تعین کیا گیا تھا۔''

تخریج: الصحیحة ۲۲۳۳۔ ابوداؤد (۲۵۲۷)' حاکم (۲/ ۱۱۲)' بیهقی (۶/ ۳۳۱)' احمد (۴/ ۲۲۳)۔

ترك الجهاد عذاب

٢١٢٧: عَنْ أَبِي بَكْرٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَاتَرَكَ قَوْمٌ الْجِهَادَ إِلَّا عَمَّهُمُ اللّٰهُ بِالْعَذَابِ)). [الصحيحة:٢٦٦٣]

جہاد ترک کرنا عذاب کا سبب ہے

سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو لوگ جہاد ترک کر دیتے ہیں' اللہ تعالی ان پر عام عذاب بھیج دیتا ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۲۶۶۳۔ طبرانی فی الاوسط (۳۸۵۱)۔

باب: فضل الغباء في سبيل الله

٢١٢٨: عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ مُكَاتَباً لَهَا دَخَلَ عَلَيْهَا

باب: اللہ کی راہ میں پڑنے والے گرد و غبار کی فضیلت

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میرا مکاتب اپنی مکاتبت کا

بِبَقِيَّةِ مُكَاتَبَتِهِ، فَقَالَتْ لَهُ: أَنْتَ غَيْرُ دَاخِلٍ عَلَيَّ غَيْرَ مَرَّتِكَ هٰذِهِ، فَعَلَيْكَ بِالْجِهَادِ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَاخَالَطَ قَلْبُ امْرِئٍ رَهْجٌ، فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ إِلَّا حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ النَّارَ)). [الصحيحة:٢٢٢٧، ٢٥٥٤]

بقیہ حصہ لے کر میرے پاس آیا۔ میں نے اسے کہا: اس دفعہ کے بعد تو میرے ہاں نہیں آ سکتا (کیونکہ تو اب آزاد ہو چکا ہے)۔ تو اللہ کے راستے میں جہاد کر' کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''جس مسلمان کے دل پر اللہ کے راستے میں غبار لگ جاتا ہے' اللہ تعالیٰ اس پر آگ کو حرام قرار دیتے ہیں۔''

تخریج: الصحیحة ۲۲۲۷' ۲۵۵۴۔ احمد(۶/ ۸۵)' ابن ابی عاصم فی الجهاد (۱۲۲)' طبرانی فی الاوسط (۹۴۱۹)۔

فوائد: مکاتبت: آقا اور غلام کے درمیان ایک معاہدے کا نام ہے جس کے تحت غلام مقررہ رقم کی آخری قسط ادا کرنے کے بعد آزاد ہو جاتا ہے۔

٢١٢٩: عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَاعَلَى الْأَرْضِ مِنْ نَفْسٍ تَمُوْتُ، وَلَهَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ، تُحِبُّ أَن تَرْجِعَ إِلَيْكُمْ وَلَهَا الدُّنْيَا إِلَّا الْقَتِيْلُ [فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ] فَإِنَّهُ يُحِبُّ أَن يَّرْجِعَ فَيُقْتَلُ مَرَّةً أُخْرٰى)). [الصحيحة:٢٢٢٨]

سیدنا عبادہ بن صامت ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''زمین پر جو انسان بھی پایا جاتا ہے' جب وہ مرتا ہے اور اللہ کے ہاں اس کے لئے بہتر (انجام یعنی جنت) ہوتی ہے تو وہ واپس آنا پسند نہیں کرتا' اگر چہ اسے پوری دنیا ملتی ہو' ماسوائے اللہ کے راستے میں شہید ہونے والے کے' کیونکہ وہ چاہتا ہے کہ وہ لوٹ جائے اور اسے دوبارہ شہید کر دیا جائے۔''

تخریج: الصحیحة ۲۲۲۸۔ نسائی (۳۱۶۱)' احمد (۵/ ۳۱۸' ۳۲۲)' عبدالرزاق (۹۵۳۵)۔

باب: فضل الجهاد و اقراء الضيف

باب: جہاد اور مہمان نوازی کی فضیلت

٢١٣٠: عَنْ حَبِيْبِ بْنِ شِهَابِ الْعَنْبَرِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي يَقُوْلُ: أَتَيْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ أَنَا وَصَاحِبٌ لِّي، فَلَقِيْنَا أَبَا هُرَيْرَةَ عِنْدَ بَابِ ابْنِ عَبَّاسٍ، فَقَالَ: مَنْ أَنْتُمَا؟ فَأَخْبَرْنَاهُ فَقَالَ: انْطَلِقَا إِلَى نَاسٍ عَلَى تَمْرٍ وَمَاءٍ، إِنَّمَا يَسِيْلُ كُلُّ وَادٍ بِقَدْرِهِ، قَالَ: قُلْنَا كَثِيْرٌ خَيْرُكَ، اسْتَأْذِنْ لَنَا عَلَى ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: فَاسْتَأْذَنَ لَنَا فَسَمِعْنَا ابْنَ عَبَّاسٍ يُحَدِّثُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ فَقَالَ: خَطَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ تَبُوْكَ فَقَالَ: ((مَافِي النَّاسِ مِثْلُ رَجُلٍ آخِذٌ بِعِنَانِ فَرَسِهِ فَيُجَاهِدُ فِي سَبِيْلِ

حبیب بن شہاب عنبری کہتے ہیں کہ میں نے اپنے باپ سے سنا' وہ کہتے ہیں کہ میں اور میرا دوست سیدنا عبداللہ بن عباس ؓ کے پاس آئے' ہمیں ابن عباس کے دروازے پر سیدنا ابوہریرہ ؓ ملے۔ انھوں نے پوچھا: تم کون ہو؟ ہم نے اپنا تعارف کروایا۔ انھوں نے کہا: تم ان لوگوں کے پاس چلے جاؤ جو کھجوروں اور پانی پر ہیں' (یہاں تو) ہر آدمی کا بمشکل اپنا گزارا ہو رہا ہے۔ ہم نے کہا: تیرے خزانے زیادہ ہوں' بس ہمارے لئے سیدنا عبداللہ بن عباس ؓ سے اجازت طلب کیجئے۔ انھوں نے اجازت طلب کی' ہم نے ابن عباس کو رسول اللہ ﷺ کی حدیث بیان کرتے سنا: رسول اللہ ﷺ نے تبوک والے دن خطاب کیا اور فرمایا: ''جو آدمی

اللّٰہِ، وَيَجْتَنِبُ شُرُوْرَالنَّاسِ وَمِثْلَ رَجُلٍ بَادٍ فِي غَنَمِهِ، يَقْرِي ضَيْفَهُ، وَيُؤَدِّي حَقَّهُ)) قَالَ: قُلْتُ: أَقَالَهَا؟ قَالَ: قَالَهَا: قُلْتُ: أَقَالَهَا؟ قَالَ: قَالَهَا۔ فَكَبَّرْتُ اللّٰهَ، وَحَمِدْتُ اللّٰهَ وَشَكَرْتُهُ۔

[الصحيحة:٢٢٥٩]

اپنے گھوڑے کی لگام تھام کر اللہ کے راستے میں جہاد کرتا ہے اور لوگوں کی شرور سے شرارتوں سے بچتا ہے، وہ لوگوں میں بے مثال ہے۔ جو آدمی ایک ویرانے میں فروکش ہو کر اپنی بھیڑ بکریاں پالتا ہے، مہمان کی ضیافت کرتا ہے اور اس کا حق ادا کرتا ہے۔'' میں نے کہا: واقعی آپ ﷺ نے یہ باتیں ارشاد فرمائیں؟ انھوں نے کہا: (جی ہاں) ارشاد فرمائیں۔ میں نے پھر کہا: واقعی آپ نے یہ باتیں ارشاد فرمائیں؟ انھوں نے کہا: (جی ہاں) فرمائیں۔ میں نے پھر کہا: واقعی آپ ﷺ نے یہ باتیں ارشاد فرمائیں؟ انھوں نے کہا: (جی ہاں) فرمائیں۔ میں نے ''اَللّٰهُ اَكْبَرُ'' اور ''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ'' کہا اور اس کا شکریہ ادا کیا۔

تخریج: الصحيحة ۲۲۵۹۔ احمد (۱/ ۳۱۱)، حاكم (۲/ ۶۷)، طبرانی (۱۲۹۲۴)، ابن ابی عاصم فی الجهاد (۵۴؟؟)۔

حفظة النبيِّ في الخيانة

نبی ؐ کا خیانت کرنے سے محفوظ ہونا

٢١٣١: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: ﴿وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَغُلَّ (آل عمران:١٦١)﴾ قال: ما كان لنبي أن يتهمه أصحابه[الصحيحة:٢٧٨٨]

سیدنا عبد اللہ بن عباس ؓ کہتے ہیں: (ارشادِ باری تعالی ہے:) ﴿ناممکن ہے کہ نبی سے خیانت ہو جائے﴾ (سورۂ آلِ عمران: ۱۶۱) تو کسی نبی کے صحابہ اس پر الزام نہیں لگا سکتے۔

تخریج: الصحيحة ۲۷۸۸۔ البزار الكشف:۲۱۹۷) بهذا اللفظ، ابن جرير طبری (۴/ ۱۰۲)، طبرانی (۱۲۰۴۸، ۱۲۰۲۹)، ابوداؤد (۳۹۷۱)، ترمذی (۱۲)۔

ذكر أسارى هوازن

ھوازن کے قیدیوں کا بیان

٢١٣٢: عَنِ ابْنِ جَرْوَلٍ زُهَيْرِ بْنِ صُرَدٍ الْجُشَمِيِّ قَالَ: لَمَّا أَسَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ يَوْمَ حُنَيْنٍ۔ يَوْمَ هَوَازِنَ۔ وَذَهَبَ يُفَرِّقُ الشُّبَّانَ وَالسَّبِيَّ أَنْشَدْتُهُ هٰذَا الشِّعْرَ:

اُمْنُنْ عَلَيْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فِيْ كَرَمٍ
فَإِنَّكَ الْمَرْءُ نَرْجُوْهُ وَنَنْتَظِرُ
اُمْنُنْ عَلٰى بَيْضَةٍ قَدْ عَاقَهَا قَدَرٌ
مُعَرَّقًا شَمْلَهَا فِيْ دَهْرِهَا غِيَرُ

ابوجرول زہیر بن صرد جشمی کہتے ہیں: جب رسول اللہ ﷺ نے ہمیں غزوۂ حنین (ہوازن) کے دن قیدی بنایا، تو آپ نے نوجوانوں اور عورتوں کو علیحدہ علیحدہ تقسیم کرنا شروع کر دیا۔ میں نے اس وقت یہ اشعار پڑھے:

اے اللہ کے رسول! ہم پر احسان کرو، مہربانی ہو گی آپ ایسی شخصیت ہیں، جن سے ہمیں امید ہے اور (اپنی درخواست پوری ہونے کا) انتظار ہے۔
باعصمت عورتوں پر احسان کرو، جنھیں تقدیر نے پابند کر دیا ہے

أَبْقَتْ لَنَا الدَّهْرُ هَتَافاً عَلَى حَزَنٍ
عَلَى قُلُوبِهِمُ الْغَمَاءُ وَالْغُمَرُ
إِن لَّمْ تُدَارِكْهُمْ نَعْمَاءُ تَنْشُرُهَا
يَا أَرْجَحَ النَّاسِ حِلْماً حِيْنَ يَخْتَبِرُ
أُمْنُنْ عَلَى نِسْوَةٍ قَدْ كُنْتَ تَرْضِعُهَا
وَإِذْ يَزِيْنُكَ مَا يَأْتِي وَمَا تَذَرُ
لَاتَجْعَلَنَّ كَمَنْ شَالَتْ نُعَامَتَهُ
فَاسْتَبِقْ مِنَّا فَإِنَّا مَعْشَرٌ زَهَرُ
إِنَّا لَنَشْكُرُ لِلنُّعْمَاءِ إِذْ كَفَرَتْ
وَعِنْدَنَا بَعْدَ هٰذَا الْيَوْمِ مُدَّخَرٌ
فَأَلْبِسِ الْعَفْوَ مَنْ قَدْ كُنْتَ تَرْضَعَهُ
مِنْ أُمَّهَاتِكَ إِنَّ الْعَفْوَ مُشْتَهَرُ
يَاخَيْرَ مَنْ مَرَحَتْ كُمْتُ الْجِيَادِ بِهِ
عِنْدَ الْهِيَاجِ إِذَا مَا اسْتَوْقَدَ الشَّرُّ
إِنَّا نُؤَمِّلُ عَفْواً مِنْكَ نَلْبَسُهُ
هَادِيُ الْبَرِيَّةِ إِذْ تَعْفُوْ وَتَنْتَصِرُ
فَاعْفُ عَفَا اللّٰهُ عَمَّا أَنْتَ رَاهِبَةٌ
يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِذْ يَهْدِي لَكَ الظَّفَرُ

فَلَمَّا سَمِعَ هٰذَا الشِّعْرَ، قَالَ: **((مَا كَانَ لِي وَلِبَنِي عَبْدِالْمُطَّلِبِ، فَهُوَلَكُمْ))** وَقَالَتْ قُرَيْشٌ: مَا كَانَ لَنَا، فَهُوَ لِلّٰهِ وَلِرَسُوْلِهِ، وَقَالَتِ الْأَنْصَارُ: مَا كَانَ لَنَا، فَهُوَ لِلّٰهِ ولرسوله۔

[الصحيحة:٣٢٥٢]

جن کی شیرازہ بندی زمانے میں بکھر چکی ہے۔
زمانے نے ہمیں غمگین ہو کر چلانے پر مجبور کر دیا ہے
ہمارے دلوں پر سختی و مصیبت چھائی ہوئی ہے۔
اگر ان پر احسان نہیں کریں گے تو وہ بکھر جائیں گی
اے وہ ہستی جو کٹھن مرحلے میں بھی بردباری میں راجح ترین ہوتی ہے۔
ان عورتوں پر رحم کرو کہ جن کا تم دودھ پیتے تھے وہ تمھیں اس وقت مزین کر رہی تھیں' جب کچھ چیزیں اختیار کی جاتی ہیں اور کچھ کو ترک کر دیا جاتا ہے۔
تم ان کو اس طرح نہ کردو کہ جن کا شیرازہ بکھر چکا ہوتا ہے تم ہم پر احسان کرنے میں ہم سے سبقت لے جاؤ' ہم تو ایک ہی قوم ہیں۔
جن نعتوں کی ناشکری کی جاتی ہے' ہم ان کا شکریہ ادا کریں گے
اور ہم آج کے بعد آپ کے احسان مند ہوں گے۔
ان کو معاف کردو کہ جن کا تم دودھ پیتے تھے
یعنی اپنی ماؤں کو' بیشک اس معافی کو شہرت ملے گی۔
اے وہ بہترین شخصیت کہ سیاہ و سرخ گھوڑوں (کے سوار حفاظت کے لئے) جن کو گھیر لیتے ہیں اس وقت جب (جنگ میں) جوش و خروش اور چنگاریاں اٹھ رہی ہوتی ہیں۔
تم سے معافی (کے لباس) کی امید رکھتے ہیں' ہم وہ پہنیں گے
اے مخلوق کے ہادی! جب تم معاف کرو گے اور بازی مار جاؤ گے۔
تم معاف کردو' اللہ تمھارے لئے وہ امور معاف کر دے جن سے ڈرتے ہو روز قیامت' جب کامیابی تمھارے ہمرکاب ہوگی۔
جب آپ ﷺ نے یہ شعر سنا تو فرمایا جو میرا اور عبدالمطلب کا ہے وہ تمہارا ہی ہے۔ قریش نے کہا جو ہمارا ہے وہ اللہ اور اس کے رسول کا ہے' انصار نے بھی یہی کہا۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۲۵۲۔ طبرانی فی الکبیر (۵۳۰۳)، والاوسط (۴۶۲۷)، والصغیر (۱/ ۲۳۶، ۲۳۷)۔

الکبر تنقص الحکمۃ

٢١٣٣: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَا مِنْ آدَمِيٍّ إِلَّا فِي رَأْسِهِ حِكْمَةٌ بِيَدِ الْمَلَكِ، فَإِذَا تَوَاضَعَ قِيْلَ لِلْمَلَكِ: ارْفَعْ حِكْمَتَهُ وَإِذَا تَكَبَّرَ قِيْلَ لِلْمَلَكِ: ضَعْ حِكْمَتَهُ)). [الصحیحۃ:٥٣٨]

تکبر حکمت کو کم کر دیتا ہے

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہر آدمی کے سر میں قدر ومنزلت، جو فرشتے کے ہاتھ میں ہوتی ہے، پائی جاتی ہے۔ جب بندہ عاجزی اختیار کرتا ہے تو فرشتے سے کہا جاتا ہے کہ اس کی قدر ومنزلت کو بلند کر دے اور جب وہ تکبر کرتا ہے تو فرشتے کو کہا جاتا ہے کہ اس کی قدر ومنزلت کو پست کر دے۔“

تخریج: الصحیحۃ ۵۳۸۔ طبرانی فی الکبیر (۱۲۹۳۹)، بیہقی فی الشعب (۸۱۴۳)، البزار (الکشف: ۳۵۸۲) و (البحر: ۴۸۴۷)

باب: المصائب کفارات

باب: مصیبتیں اور پریشانیاں گناہوں کے کفارے کا باعث ہیں

٢١٣٤: عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَامِنْ رَجُلٍ يَجْرَحُ فِي جَسَدِهِ جِرَاحَةً فَيَتَصَدَّقُ بِهَا، إِلَّا كَفَّرَ اللّٰهُ عَنْهُ مِثْلَ مَاتَصَدَّقَ بِهِ)). [الصحیحۃ:٢٢٧٣]

سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”جب کوئی آدمی زخمی ہو جاتا ہے اور اسے معاف کر دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی معافی کے بقدر (اس کے گناہوں کو) مٹا دیتا ہے۔“

تخریج: الصحیحۃ ۲۲۷۳۔ احمد (۵/ ۳۱۶، ۳۲۹) ابن جریر فی تفسیرہ (۶/ ۰ نسائی فی الکبری (۱۱۱۴۶)، الضیاء فی المختارۃ (۸/ ۲۹۹)۔

کم یجد الشہید من مس القتل

٢١٣٥: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعاً: ((مَايَجِدُ الشَّهِيْدُ مِنْ مَسِّ الْقَتْلِ إِلَّا كَمَا يَجِدُ أَحَدُكُمْ مِنْ مَسِّ الْقَرْصَةِ)). [الصحیحۃ:٩٦٠]

شہید قتل سے کتنی تکلیف محسوس کرتا ہے؟

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”شہید، قتل سے اتنی ہی تکلیف محسوس کرتا ہے جتنی کہ تم میں سے کوئی شخص چیونٹی کے کاٹنے کی تکلیف محسوس کرتا ہے۔“

تخریج: الصحیحۃ ۹۶۰۔ نسائی (۳۱۶۳)، ترمذی (۱۶۶۸)، ابن ماجہ (۲۹۰۲)، بیہقی (۹/ ۱۶۴)۔

فضل الجہاد فی سبیل اللہ

٢١٣٦: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَثَلُ الْمُجَاهِدِ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ الصَّائِمِ

جہاد کی فضیلت کا بیان

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ کے راستے میں جہاد کرنے والے کی مثال اس روزے دار اور قیام

الْقَائِمِ الدَّائِمِ الَّذِی لَایَفْتُرُ مِنْ صَلَاةٍ، وَلَا صِیَامٍ حَتّٰی یَرْجِعَ)). [الصحيحة:٢٨٩٦]

کرنے والے آدمی کی طرح ہے جو نماز سے تھکتا ہے نہ روزے سے یہاں تک کہ مجاہد اپنے گھر لوٹ آئے۔"

تخریج: الصحیحة ۲۸۹۶۔ مالك فی الموطا (۳/ ۴۴۳)' احمد (۲/ ۴۵۶)' ابن حبان (۴۶۲۱)' بخاری (۲۷۸۵)' مسلم (۱۸۷۸)' من طریق آخر عنه بمعناه۔

خبر بفتح الحيرة

حیرہ کے فتح کی خبر کا بیان

٢١٣٧: عَنْ عَدِیِّ بْنِ حَاتِمٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مُثِّلَتْ لِیَ الْحِیْرَةُ کَأَنْیَابِ الْکِلَابِ، وَإِنَّکُمْ سَتَفْتَحُوْنَهَا)) فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ: هَبْ لِی یَارَسُوْلَ اللّٰهِ ابْنَةَ بَقِیْلَةَ فَقَالَ: ((هِیَ لَکَ)) فَأَعْطُوْهَا إِیَّاهُ فَجَاءَ أَبُوْهَا فَقَالَ: أَتَبِیْعُنِیْهَا؟ قَالَ: نَعَمْ۔ قَالَ: بِکَمْ؟ قَالَ: اَحْتُکُمْ مَاشِئْتُ، قَالَ: بِأَلْفِ دِرْهَمٍ، قَالَ: قَدْ أَخَذْتُهَا فَقِیْلَ: لَوْقُلْتَ ثَلَاثِیْنَ أَلْفًا؟ قَالَ: وَهَلْ عَدَدٌ أَکْثَرَ مِنْ أَلْفٍ؟ [الصحيحة:٢٨٢٥]

سیدنا عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میرے لئے حیرہ (مقام) کو کتوں کی کچلیوں سے تشبیہ دی گئی اور عنقریب اسے فتح کر لو گے۔" ایک آدمی کھڑا ہوا اور کہا: اے اللہ کے رسول! بنت بقیلہ مجھے عطا کر دیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "وہ اسے دے دو۔" اس کے باپ نے آ کر کہا: "کیا تو مجھے فروخت کر دے گا؟ اس نے کہا: جی ہاں۔ اس نے پوچھا: کتنی قیمت میں؟ اس نے کہا: من مانی کروں گا' ایک ہزار درہم قیمت میں۔ اس نے کہا: میں نے خرید لی ہے۔ کہا گیا کہ اگر میں تیس ہزار کہتا تو؟ اس نے کہا: بھلا ہزار سے بڑا کوئی عدد ہے؟

تخریج: الصحیحة ۲۸۲۵۔ ابن حبان (۶۶۷۴)' ابن ابی عاصم فی الآحاد و المثانی (۲۴۹۰)' طبرانی (۱۷/ ۸۱)۔

الخيل معقود في نواصيها الخير

گھوڑوں کی پیشانیوں میں خیر بندھی ہوئی ہے

٢١٣٨: عَنْ سَوَادَةَ بْنِ الرُّبَیِّعِ، قَالَ: أَتَیْتُ النَّبِیَّ ﷺ وَأَمَرَ لِی بِذَوْدٍ قَالَ لِی: ((مُرْ بَنِیْكَ أَنْ یُقَصُّوْا أَظَافِرَهُمْ عَنْ ضُرُوْعِ إِبِلِهِمْ وَمَوَاشِیْهِمْ)) وَقُلْ لَهُمْ: ((فَلْیَحْتَلِبُوْا عَلَیْهَا سَخَالَهَا، لَاتُدْرِکُهَا السَّنَةُ وَهِیَ عِجَافٌ)) قَالَ: ((هَلْ لَكَ مِنْ مَالٍ؟)) قُلْتُ: نَعَمْ، لِی مَالِی وَخَیْلٌ وَرَقِیْقٌ۔ قَالَ: ((عَلَیْكَ بِالْخَیْلِ، فَارْتَبِطْهَا، الْخَیْلُ مَعْقُوْدٌ فِی نَوَاصِیْهَا الْخَیْرُ)). [الصحيحة:١٩٣٦]

سیدنا سوادہ بن ربیع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا' آپ ﷺ نے میرے لئے کچھ اونٹوں کا حکم دیا اور مجھے فرمایا: "اپنے بیٹوں کو حکم دینا کہ اپنے ناخن کاٹ دیں تا کہ اونٹنیوں اور دوسرے مویشیوں کے تھنوں کو تکلیف نہ ہو' اور انھیں یہ بھی کہنا کہ وہ دودھ دوہیں اور ان کے بچوں کے لئے بھی چھوڑیں' کہیں ایسا نہ ہو کہ قحط سالی کی وجہ سے وہ لاغر و کمزور ہو جائیں۔" پھر آپ ﷺ نے پوچھا: "تیرے پاس کوئی مال ہے؟" میں نے کہا: جی ہاں' میرے پاس مال' گھوڑے اور غلام ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "گھوڑوں کو پالنے کا اہتمام کئے رکھ' ان کو سرحدی حفاظت کے لئے تیار رکھ۔ گھوڑے کی پیشانی کے ساتھ خیر وابستہ ہے۔"

تخریج: الصحیحۃ ۱۹۳۶۔ بخاری فی التاریخ الکبیر (۴/ ۱۸۴)، طبرانی فی الکبیر (۶۴۸۰)، البزار (۱۶۸۸)۔

معية الملائكة بابي بكر و عليّ

ابوبکرؓ و علیؓ کے ساتھ فرشتوں کی معیت

۲۱۳۹: عَنْ عَلِيٍّ، قَالَ: قَالَ لِي النَّبِيُّ ﷺ وَلِأَبِي بَكْرٍ۔ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ۔ يَوْمَ بَدْرٍ: ((مَعَ أَحَدِكُمَا جِبْرِيْلُ وَمَعَ الْآخَرِ مِيْكَائِيْلُ، وَإِسْرَافِيْلُ مَلَكٌ عَظِيْمٌ يَشْهَدُ الْقِتَالَ، أَوْ قَالَ: يَشْهَدُ الصَّفَّ)) [الصحيحة:٣٢٤١]

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھے اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو نبی ﷺ نے بدر والے دن فرمایا: ”تم میں ایک کے ساتھ جبریل اور دوسرے کے ساتھ میکائیل اور اسرافیل بھی بہت بڑا فرشتہ ہے جو جنگ میں (یا جنگ کی صف) میں شریک ہوتا ہے۔“

تخریج: الصحیحۃ ۳۲۴۱۔ احمد (۱/ ۱۴۷)، ابن ابی شیبۃ (۱۲/ ۲۱۶)، حاکم (۳/ ۶۸)، ابو یعلی (۳۴۰)۔

مقام احدكم في سبيل الله خير في ستين سنة

جہاد کے لیے کھڑا ہو جانا ہی ساٹھ سال کی عبادت سے بہتر ہے

۲۱۴۰: أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ مَرَّ بِشِعْبٍ فِيْهِ عُيَيْنَةُ مَاءٍ عَذْبٍ، فَأَعْجَبَهُ طِيْبُهُ، فَقَالَ: لَوْ أَقَمْتُ فِي هٰذَا الشِّعْبِ فَاعْتَزَلْتُ النَّاسَ، وَلَا أَفْعَلُ حَتّٰى أَسْتَأْمِرَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: ((لَا تَفْعَلْ، فَإِنَّ مَقَامَ أَحَدِكُمْ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ خَيْرٌ مِنْ صَلَاةٍ سِتِّيْنَ عَامًا خَالِيًا، أَلَا تُحِبُّوْنَ أَنْ يَغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ وَيُدْخِلَكُمُ الْجَنَّةَ؟ اُغْزُوْا فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ، مَنْ قَاتَلَ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ فُوَاقَ نَاقَةٍ وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ)). [الصحيحة:٩٠٢]

اصحاب رسول میں سے ایک آدمی ایک گھاٹی، جس میں میٹھے پانی کا چھوٹا سا چشمہ تھا، کے پاس سے گزرا، اس کی خوشبو اسے بڑی اچھی لگی۔ وہ (دل میں) کہنے لگا: اگر میں لوگوں سے الگ تھلگ ہو کر اسی گھاٹی میں فروکش ہو جاؤں تو ...... لیکن میں پہلے رسول اللہ ﷺ سے مشورہ کروں گا۔ جب اس نے یہ بات نبی ﷺ سے ذکر کی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”ایسے نہیں کرنا، کیونکہ اللہ کے راستے میں تمہارا ٹھہرنا ساٹھ سالوں کی انفرادی نماز سے بہتر ہے۔ کیا تم لوگ نہیں چاہتے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں بخش دیں اور تمہیں جنت میں داخل کر دیں؟ اللہ کے راستے میں جہاد کرو، جس نے اللہ کے راستے میں اونٹنی کے دو بار دوہنے کی درمیانی مدت کے لئے جہاد کیا تو اس کے لیے جنت واجب ہو گئی۔“

تخریج: الصحیحۃ ۹۰۲۔ ترمذی (۱۶۵۰)، احمد (۲/ ۵۲۴)، حاکم (۲/ ۶۸)، بیہقی (۹/ ۱۶۰)۔

أجر الفرس للاطراق

جفتی کے لیے گھوڑا دینے کے اجر کا بیان

۲۱۴۱: عَنْ أَبِي كَبْشَةَ الْأَنْمَارِيِّ، أَنَّهُ أَتٰى رَجُلًا فَقَالَ: أَطْرِقْنِي مِنْ فَرَسِكَ فَإِنِّي سَمِعْتُ

سیدنا ابو کبشہ انماری ایک آدمی کے پاس آئے اور کہا: مجھے جفتی کے لئے عاریۃً گھوڑا دو۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا:

رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ أَطْرَقَ فَرَسَهُ مُسْلِماً كَانَ لَهُ كَأَجْرِ سَبْعِيْنَ فَرَساً حَمَلَ عَلَيْهِ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ، فَإِنْ لَمْ تَعْقُبْ كَانَ لَهُ كَأَجْرِ فَرَسٍ يُحْمَلُ عَلَيْهَا فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ)). [الصحيحة: ٢٨٩٨]

''جس نے جفتی کے لئے کسی مسلمان کو عاریۃً گھوڑا دیا تو اسے اللہ کے راستے میں دیئے جانے والے ستر گھوڑوں کے ثواب جتنا اجر ملے گا۔ اگر اس جفتی کی وجہ سے اولاد نہ ہو تو اللہ تعالیٰ کے راستے میں دیئے جانے والے ایک گھوڑے کے ثواب کے برابر اجر ملے گا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۸۹۸۔ احمد (۴/ ۲۳۱)' ابن حبان (۴۶۷۹)' طبرانی (۲۲/ ۳۴۱)۔

اجر اغبار القوم فی سبیل الله

اللہ کی راہ میں غبار آلود قدم کا اُجر

٢١٤٢: عَنْ عِبَايَةَ بْنِ رُفَاعَةَ، قَالَ: أَدْرَكَنِي أَبُوْ عَبْسٍ وَأَنَاأَذْهَبُ إِلَى الْجُمُعَةِ، فَقَالَ: [أَبْشِرْ، فَإِنَّ خُطَاكَ هٰذِهِ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ] سَمِعْتُ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنِ اغْبَرَّتْ قَدَمَاهُ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ حَرَّمَهُ اللّٰهُ عَلَى النَّارِ)). [الصحيحة: ٢٢١٩]

عبایہ بن رفاعہ کہتے ہیں: میں جمعہ کی نماز کے لئے جا رہا تھا' مجھے سیدنا ابوعبس رضی اللہ عنہ ملے تو انہوں نے کہا: خوش ہو جا' تیرے یہ قدم اللہ کے راستے میں ہیں۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: ''جس آدمی کے قدم اللہ کے راستے میں خاک آلود ہوں گے' اللہ تعالیٰ اسے آگ پر حرام کر دے گا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۲۱۹۔ بخاری (۹۰۷)' ترمذی (۱۶۳۲)' نسائی (۳۱۱۸)' احمد (۳/ ۴۷۹)۔

فضل جرح فی سبیل الله

اللہ کی راہ میں لگنے والے زخم کی فضیلت

٢١٤٣: عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ جَرَحَ جَرْحًا فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ رِيْحُهُ رِيْحُ الْمِسْكِ، وَلَوْنُهُ لَوْنُ الزَّعْفَرَانِ، عَلَيْهِ طَابِعُ الشُّهَدَاءِ، مَنْ سَأَلَ اللّٰهَ الشَّهَادَةَ، مُخْلِصاً أَعْطَاهُ اللّٰهُ أَجْرَ شَهِيْدٍ وَإِنْ مَاتَ عَلَى فِرَاشِهِ)). [الصحيحة: ٢٥٥٦]

سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جسے اللہ کے راستے میں کوئی زخم لگا تو وہ روز قیامت اس حال میں آئے گا کہ اس (زخم سے بہنے والے خون کی) بو کستوری کی طرح کی اور رنگ زعفران کی طرح کا ہو گا' اس پر شہداء کی مہر ہو گی۔ جس نے اللہ تعالیٰ سے خلوص دل سے شہادت کا سوال کیا تو اللہ تعالیٰ اسے شہید کے اجر سے نواز دے گا' اگرچہ وہ بستر پر ہی مر جائے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۵۵۶۔ ابن حبان (۱۹۱د۳)' ابوداؤد (۲۵۴۱)' نسائی (۳۱۴۳)' ترمذی (۱۶۵۷)' باختلاف یسیر۔

اجر تجهیز الغازی

غازی کو تیار کرنے کا اجر

٢١٤٤: عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدِ الْجُهَنِيِّ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ جَهَّزَ غَازِيًا فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ، فَلَهُ مِثْلُ أَجْرِهِ، وَمَنْ خَلَفَ غَازِيًا فِي سَبِيْلِ

سیدنا زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس نے کسی غازی کو اللہ کی راہ میں تیار کیا (یعنی اسے جہاد کا ساز و سامان دیا)' اسے (اس غازی کے ثواب) جتنا اجر ملے گا

اللّٰهِ فِي أَهْلِهِ بِخَيْرٍ، وَأَنْفَقَ [عَلَى أَهْلِهِ] فَلَهُ مِثْلُ أَجْرِهِ)). [الصحيحة:٣٥٥٦]

اور جس نے کسی مجاہد کی اس کے گھر میں بھلائی کے ساتھ جانشینی کی یا اس کے اہل و عیال پر خرچ کیا تو اسے بھی (مجاہد کے اجر جتنا) ثواب ملے گا۔''

تخریج: الصحیحة ۳۵۵۶۔ طبرانی فی الکبیر (۵۲۳۴)' ابن ابی عاصم فی الاحاد (۲۵۵۳)' بهذا اللفظ بخاری (۲۸۴۳)' مسلم (۱۸۹۵)' ابوداؤد (۲۵۰۹)' ترمذی (۱۶۲۸)' من طریق آخر عنه بمعناه۔

٢١٤٥: عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ جَهَّزَ غَازِيًا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ فَلَهُ مِثْلُ أَجْرِهِ، وَمَنْ خَلَفَ غَازِيًا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ فِي أَهْلِهِ بِخَيْرٍ، وَأَنْفَقَ [عَلَى أَهْلِهِ] فَلَهُ مِثْلُ أَجْرِهِ)). [الصحيحة:٢٦٩٠]

سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس نے اللہ کے راستے میں کسی غازی کو تیار کیا' تو اسے اتنا ہی اجر ملے گا (جو غازی کو ملتا ہے) اور جس نے کسی مجاہد کی اس کے گھر میں بھلائی کے ساتھ جانشینی کی یا اس کے اہل و عیال پر خرچ کیا تو اسے بھی (مجاہد کے اجر جتنا) ثواب ملے گا۔''

تخریج: الصحیحة ۲۶۹۰۔ طبرانی فی الاوسط (۷۸۷۹)' وانظر الحدیث السابق۔

اجر من خرج للعمل ولم يفعل

جو کسی عمل کے لیے نکلا لیکن اس کو کر نہ سکا اس کے اجر کا بیان

٢١٤٦: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ خَرَجَ حَاجًّا فَمَاتَ كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ أَجْرَ الْحَاجِّ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَمَنْ خَرَجَ مُعْتَمِراً فَمَاتَ كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ أَجْرَ الْمُعْتَمِرِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَمَنْ خَرَجَ غَازِيًا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ فَمَاتَ كَتَبَ اللّٰهُ أَجْرَ الْغَازِيِّ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ)). [الصحيحة:٢٥٥٣]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو حج کرنے کے لئے نکلا اور فوت ہو گیا تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے قیامت کے دن تک حج کرنے والے کا ثواب لکھ دیتا ہے' جو عمرہ کی ادائیگی کے لئے نکلا اور فوت ہو گیا تو اللہ اس کے لئے قیامت کے دن تک عمرہ کرنے والے کا اجر لکھ دیتا ہے اور جو غازی اللہ کے راستے میں نکلا اور فوت ہو گیا تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے قیامت کے دن تک غازی کا اجر لکھ دیتا ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۲۵۵۳۔ ابویعلی (۶۳۵۰)' طبرانی فی الاوسط (۵۳۱۷)' بیهقی (۵/ ۲۶۲) و (۴۱۰۰)۔

اصابة المسك بقدر الغبار

غبار کے بقدر کستوری ملنے کا بیان

٢١٤٧: عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ رَاحَ رَوْحَةً فِي سَبِيلِ اللّٰهِ كَانَ لَهُ بِمِثْلِ مَا أَصَابَهُ مِنَ الْغُبَارِ مِسْكاً يَوْمَ الْقِيَامَةِ)). [الصحيحة: ٢٣٣٨]

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں چلا تو جتنا غبار اس پر پڑے گا' اسی کے بقدر اسے قیامت کے دن کستوری ملے گی۔''

تخریج: الصحیحة ۲۳۳۸۔ ابن ماجه (۲۷۷۵)' طرانی فی الاوسط (۱۳۸۱)' الضیاء فی المختارة (۲۱۹۲)۔

امساك من الطيرة شرك

برے شگون کی وجہ سے رکنا شرک ہے

۲۱٤۸: عَنْ فُضَالَةَ بْنِ عُبَيْدِ الْأَنْصَارِيِّ: ((مَنْ رَدَّتْهُ الطِّيَرَةُ، فَقَدْ قَارَفَ الشِّرْكَ))۔ [الصحيحة:۱۰٦٥]

سیدنا فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جو آدمی برے شگون کی وجہ سے (کسی کام سے) رک جاتا ہے' وہ شرک سے آلودہ ہو جاتا ہے۔

تخریج: الصحیحة ۱۰۶۵۔ عبدالله بن وهب فی الجامع (۶۵۶'۶۵۷)' احمد (۲/ ۲۲۰)' ابن السنی فی عمل الیوم و اللیلة (۲۹۳)' عن عبدالله بن عمر رضی اللہ عنہما۔

فضل الرمي في سبيل الله

اللہ کی راہ میں تیر پھینکنے کی فضیلت

۲۱٤۹: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ رَمٰى بِسَهْمٍ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ كَانَ لَهُ نُوْرًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ))۔ [الصحيحة:۲۵۵۵]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے اللہ کے راستے میں ایک تیر پھینکا تو یہ روزِ قیامت اس کے لئے نور ہو گا۔''

تخریج: الصحیحة ۲۵۵۵۔ البزار (الکشف: ۱۷۰۷)' بیهقی (۹/ ۱۶۱)' وفی الشعب (۴۳۴۱)' عن ابی نجیح رضی اللہ عنہ۔

ذم الرمي بالليل

رات کو تیر پھینکنے کی مذمت

۲۱۵۰: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ مَرْفُوْعاً: ((مَنْ رَمَانَا بِاللَّيْلِ فَلَيْسَ مِنَّا))۔ [الصحيحة:۲۳۳۹]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے رات کو ہم پر تیر پھینکا' وہ ہم میں سے نہیں۔''

تخریج: الصحیحة ۲۳۳۹۔ احمد (۲/ ۳۲)' الادب المفرد (۱۲۷۹)' ابن حبان (۵۶۰۷)۔

باب: افضل الشهداء

باب: افضل شہداء کا بیان

۲۱۵۱: عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ: ...... قُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ أَيُّ الشُّهَدَاءِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: ((مَنْ سُفِكَ دَمُهُ، وَعُقِرَ جَوَادُهُ))۔ [الصحيحة:۱۵۰٤]

سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا: اے اللہ کے نبی! کون سے شہداء افضل ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جس کا خون بہا دیا اور اس کے گھوڑے کی کونچیں کاٹ دی جائیں۔''

تخریج: الصحیحة ۱۵۰۴۔ احمد (۵/ ۲۶۵)' طبرانی فی الکبیر (۷۸۷۱)' مطولاً ابوداؤد (۱۴۴۹) نسائی (۲۵۲۸)'عن عبدالله بن حبشی رضی اللہ عنہ۔

نوع في الشهداء

شہداء کی اقسام کا بیان

۲۱۵۲: عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ مَرْفُوْعًا: ((مَنْ صُرِعَ عَنْ دَابَّتِهِ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ، فَهُوَ شَهِيْدٌ)) [الصحيحة: ۲۳٤٦]

سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جو اللہ کے راستے میں اپنی سواری سے گر کر فوت ہو گیا' وہ شہید ہو گا۔''

تخریج: الصحیحة ۲۳۴۶۔ الرویانی فی مسنده (۱۵۲)، ابو یعلی (۱۷۵۲)، طبرانی (۱۷/ ۳۲۳)، ابن ابی عاصم فی الجھاد (۲۳۷) من طریق آخر عنه۔

الرفق علی الطیر

۲۱۵۳: عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ، عَنْ أَبِيْهِ قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ فِي سَفَرٍ، فَانْطَلَقَ لِحَاجَةٍ، فَرَأَيْنَا حُمَرَةً مَعَهَا فَرْخَانِ، فَأَخَذْنَا فَرْخَيْهَا فَجَاءَ تِ الْحُمَرَةُ فَجَعَلَتْ تَفَرَّشُ، فَجَاءَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: ((مَنْ فَجَعَ هٰذِهِ بِوَلَدِهَا؟ رُدُّوْا وَلَدَهَا إِلَيْهَا)) وَرَأٰى قَرْيَةَ نَمْلٍ قَدْ حَرَقْنَاهَا، فَقَالَ: ((مَنْ حَرَّقَ هٰذِهِ؟)) قُلْنَا: نَحْنُ، قَالَ: ((إِنَّهُ لَا يَنْبَغِي أَنْ يُعَذِّبَ بِالنَّارِ إِلَّا رَبُّ النَّارِ)). [الصحیحة:۲۵]

پرندوں پر نرمی کا بیان

عبدالرحمٰن بن عبداللہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے۔ آپ ﷺ اپنی بشری حاجت کے لئے تشریف لے گئے، ہم نے (چڑیا کی طرح کا) ایک سرخ پرندہ دیکھا، اس کے ساتھ اس کے دو بچے تھے، ہم نے ان بچوں کو پکڑ لیا۔ تو وہ پرندہ (ان کے گرد منڈلانے اور اپنے بازو پھڑ پھڑانے لگا، اتنے میں نبی ﷺ تشریف لے آئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس پرندے کو اس کے بچوں کی وجہ سے کس نے رنج پہنچایا ہے؟ اسے اس کے بچے لوٹا دو اور آپ نے چیونٹیوں کی ایک بستی دیکھی جس کو ہم نے جلا دیا تھا، تو آپ نے پوچھا: یہ بستی کس نے جلائی ہے؟ ہم نے جواب دیا: ہم نے (جلائی ہے)۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''آگ کا عذاب دینا تو آگ کے ربّ کو ہی سزاوار ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۲۵۔ الادب المفرد (۳۸۲)، ابوداؤد (۲۶۷۵)، حاکم (۴/ ۲۳۹)۔

ذم الذی لا یجاهد

۲۱۵۴: عَنْ أَبِي أُمَامَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ لَّمْ يَغْزُ، أَوْ يُجَهِّزْ غَازِيًا، أَوْ يَخْلُفْ غَازِيًا فِي أَهْلِهِ بِخَيْرٍ، أَصَابَهُ اللّٰهُ. سُبْحَانَهُ. بِقَارِعَةٍ قَبْلَ يَوْمِ الْقِيَامَةِ)).[الصحیحة:۲۵٦۱]

جو جہاد نہیں کرتا اس کی مذمت کا بیان

سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے جہاد نہیں کیا، یا کسی غازی کو جہاد کا سامان دے کر تیار نہیں کیا یا کسی غازی کے پیچھے اس کے گھر والوں کی بہتر دیکھ بھال نہیں کی، تو اللہ تعالیٰ اسے قیامت سے پہلے کسی بڑی مصیبت یا حادثے سے دوچار کرے گا۔''

تخریج: الصحیحة ۲۵۶۱۔ ابوداؤد (۲۵۰۳)، ابن ماجه (۲۷۶۲)، بیهقی (۹/ ۴۸)۔

باب: فضل الرباط وقیام لیلة القدر فی المسجد الحرام

باب: پہرہ دینے اور مسجد حرام میں لیلۃ القدر میں قیام کرنے کی فضیلت

۲۱۵۵: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّهُ كَانَ فِي الرِّبَاطِ،

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں سرحدی پہرہ دے رہا تھا،

فَفَزِعُوْا، فَخَرَجُوْا إِلَى السَّاحِلِ، ثُمَّ قِيْلَ: لَا بَأْسَ، فَانْصَرَفَ النَّاسُ وَأَبُوْهُرَيْرَةَ وَاقِفٌ، فَمَرَّ بِهِ إِنْسَانٌ، قَالَ: مَايُوْقِفُكَ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ؟ فَقَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَوْقِفُ سَاعَةٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ خَيْرٌ مِّنْ قِيَامِ لَيْلَةِ الْقَدْرِ عِنْدَ الْحَجَرِ الْأَسْوَدِ)). [الصحيحة:١٠٦٨]

(اچانک) لوگ گھبرا گئے اور ساحل کی طرف نکل پڑے۔ پھر کہا گیا کہ کوئی بات نہیں ہے۔ لوگ پلٹ آئے اور سیدنا ابوہریرہ ؓ کھڑے رہے ایک آدمی ان کے پاس سے گزرا اور کہا: ابوہریرہ! آپ یہاں کیوں کھڑے ہیں؟ انھوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: ''اللہ کے راستے میں کچھ وقت ٹھہرنا حجرِ اسود کے پاس شب قدر کا قیام کرنے سے بہتر ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۰۶۸۔ عباس الترقفی فی حدیثہ (۴۱/ ۲)' ابن حبان (۵۶۰۳)' ابن عساکر فی اربعین الجھاد (۱۸)۔

النصر مع الصبر

مدد صبر کے ساتھ ہوتی ہے

٢١٥٦: عَنْ أَنَسٍ رَفَعَهُ: ((النَّصْرُ مَعَ الصَّبْرِ، وَالْفَرَجُ مَعَ الْكَرْبِ، وَإِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْراً وَإِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْراً)). [الصحيحة:٢٣٨٢]

سیدنا انس ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مدد صبر کے ساتھ ہوتی ہے' کشادگی' رنج وغم کے ساتھ ہوتی ہے اور بلاشبہ تنگی کے ساتھ آسانی ہوتی ہے اور بیشک تنگی کے ساتھ آسانی ہوتی ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۳۸۲۔ خطیب فی التاریخ (۱۰/ ۲۸۷)' دیلمی فی مسند الفردوس (۲۹۰۳)'ابن عساکر فی اربعین الجھاد (۱۸)۔

باب: سبب نزول (ومن يخرج في بيته مهاجرا)

باب: آیت (جو اپنے گھر سے مہاجر ہو کر نکلا) کا شان نزول

٢١٥٧: عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَامِ، قَالَ: ((هَاجَرَ خَالِدُ بْنُ حِزَامٍ إِلَى أَرْضِ الْحَبَشَةِ، فَنَهَشَتْهُ حَيَّةٌ فِي الطَّرِيْقِ فَمَاتَ فَنَزَلَتْ فِيْهِ: ﴿وَمَنْ يَخْرُجْ مِنْ بَيْتِهِ مُهَاجِراً إِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ أَجْرُهُ عَلَى اللّٰهِ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْراً رَحِيْماً(النساء:١٠٠)﴾ قَالَ الزُّبَيْرُ بْنُ الْعَوَامِ: وَكُنْتُ أَتَوَقَّعُهُ وَأَنْتَظِرُ قُدُوْمَهُ وَأَنَا بِأَرْضِ الْحَبَشَةِ، فَمَا أَحْزَنَنِي شَيْءٌ حُزْنَ وَفَاتِهِ حِيْنَ بَلَغَنِي، لِأَنَّهُ قَلَّ أَحَدٌ مِمَّنْ هَاجَرَ مِنْ قُرَيْشٍ إِلَّا مَعَهُ بَعْضُ أَهْلِهِ أَوْ

سیدنا زبیر بن عوام ؓ کہتے ہیں: خالد بن حرام نے حبشہ کی سرزمین کی طرف ہجرت کی' راستے میں ایک سانپ نے اسے ڈسا اور وہ فوت ہو گیا' پس یہ آیت نازل ہوئی: ﴿اور جو کوئی اپنے گھر سے اللہ تعالی اور اس کے رسول کی طرف نکل کھڑا ہوا' پھر اسے موت نے آ پکڑا تو بھی یقیناً اس کا اجر اللہ تعالی کے ذمہ ثابت ہو گیا اور اللہ تعالی بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔﴾ (سورۂ نساء: ۱۰۰) زبیر بن عوام کہتے ہیں کہ مجھے ان کی توقع تھی اور حبشہ میں میں ان کے آنے کا انتظار کر رہا تھا' جب مجھے ان کی وفات کی خبر ملی تو میں رنج وغم میں مبتلا ہو گیا' کیونکہ جو بھی قریش سے ہجرت کر کے گیا' اس کے ساتھ کوئی نہ کوئی بیوی بچہ یا رشتہ دار ہوتا تھا اور میرے

ذِی رَحِمَهٖ، وَلَمْ يَكُنْ مَعِيَ أَحَدٌ مِنْ بَنِي أَسَدِ بْنِ عَبْدِالْعَزِيزِ وَلَا أَرْجُوْ غَيْرَهُ)). [الصحيحة: ٣٢١٨]

ساتھ بنو اسد بن عبد العزی قبیلے کا کوئی آدمی نہ تھا اور نہ مجھے اس کے علاوہ کسی کی امید تھی۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۲۱۸۔ ابن ابی حاتم فی التفسیر (۳/ ۱۰۵۰)' ابو نعیم فی المعرفة (۲۳۶۵)' ابن سعد (۴/ ۱۱۹)۔

اهمية ذم الأعداء بالشعر

شعروں کے ساتھ دشمنوں کی مذمت کی اہمیت

٢١٥٨: عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ يُحَدِّثُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهٖ لَكَأَنَّمَا تَنْضَحُوْنَهُمْ بِالنَّبْلِ فِيْمَا تَقُوْلُوْنَ لَهُمْ مِنَ الشِّعْرِ)). [الصحيحة:١٩٤٩]

سیدنا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! (دشمنوں کی مذمت کرتے ہوئے) تم جو شعر کہتے ہو یہ (ان پر) تیر برسانے کی طرح ہیں۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۹۴۹۔ احمد (۳/ ۴۵۶)' بیہقی (۱۰/ ۲۳۹'۲۳۷)' طبرانی فی الکبیر (۱۹/ ۷۶)۔

باب: فضل السعي على نفسه وعياله

باب: اپنے اور اپنے اہل و عیال کے لیے روزی کمانے کی فضیلت

٢١٥٩: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: بَيْنَا نَحْنُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ إِذْ طَلَعَ شَابٌّ مِّنَ الثَّنِيَّةِ، فَلَمَّا رَأَيْنَاهُ رَمَيْنَاهُ بِأَبْصَارِنَا، فَقُلْنَا: لَوْ أَنَّ هٰذَا الشَّابُّ جَعَلَ شُبَابَهُ وَنَشَاطَهُ وَقُوَّتَهُ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ! فَسَمِعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ مَقَالَتَنَا فَقَالَ: ((وَمَا سَبِيْلُ اللّٰهِ إِلَّا مَنْ قُتِلَ؟ مَنْ سَعٰى عَلٰى وَالِدَيْهِ فَفِي سَبِيْلِ اللّٰهِ، وَمَنْ سَعٰى عَلٰى عِيَالِهٖ فَفِي سَبِيْلِ اللّٰهِ [وَمَنْ سَعٰى عَلٰى نَفْسِهٖ لِيُعِفَّهَا فَهُوَ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ] وَمَنْ سَعٰى مُكَاثِرًا فَفِي سَبِيْلِ الطَّاغُوْتِ، وَفِي رِوَايَةٍ: سَبِيْلُ الشَّيْطَانِ)). [الصحيحة: ٢٢٣٢]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے' اچانک ایک نوجوان پہاڑی راستے کو عبور کرتا ہوا آ رہا تھا' جب ہم نے اسے (ایک دفعہ) دیکھا تو پھر ٹکٹکی باندھ کر دیکھتے رہے۔ ہم نے کہا: کاش یہ نوجوان اپنی نوجوانی' مستعدی اور قوت کو اللہ کے راستے میں صرف کرتا۔ رسول اللہ ﷺ نے ہماری یہ بات سنی اور فرمایا: ''کیا اللہ کا راستہ یہی ہے کہ آدمی شہید ہو جائے؟ (نہیں' بلکہ) جس نے والدین کی خدمت کی وہ بھی اللہ کے راستے میں ہے' جس نے اپنے اہل و عیال کو پالا پوسا وہ بھی اللہ کی راہ میں ہے اور جس نے اپنے آپ کو پاکدامن رکھنے کے لئے کوشش کی وہ بھی اللہ کے راستے میں ہے اور جس نے مقابلہ بازی کے لئے کوشش کی تو وہ طاغوت (شیطان) کے راستے پر ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۲۳۲۔ البزار (الکشف: ۱۸۷۱)' ابو نعیم فی الحلیة (۶/ ۱۹۶'۱۹۷)' بیہقی (۹/ ۲۵)۔

كراهة في عريف

سردار بننے کی کراہت کا بیان

٢١٦٠: عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَابُدَّ لِلنَّاسِ مِنْ عَرِيْفٍ وَالْعَرِيْفُ فِي النَّارِ)). [الصحيحة:١٤١٧]

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لوگوں کے لئے سردار ہونا ضروری ہے' (لیکن) سردار ہوتا جہنم میں ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۱۴۱۷۔ ابوالشیخ فی الطبقات (۴۴) تعلیقاً' ابو نعیم فی اخبار اصبهان (۲/ ۱۴۸)' ابو یعلی (۴۱۳۶) من طریق آخر عنه۔

كراهة الوسم بالتحريق

جلا کر نشان لگانے کی کراہت کا بیان

٢١٦١: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: كَانَ الْعَبَّاسُ يَسِيْرُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ عَلٰى بَعِيْرٍ قَدْ وَسَمَهُ فِي وَجْهِهِ بِالنَّارِ، فَقَالَ: ((مَاهٰذَا الْمِيْسَمُ يَاعَبَّاسُ؟!)) قَالَ: مِيْسَمٌ كُنَّا نَسِمُهُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ: فَقَالَ: ((لَاتَسِمُوْا بِالْحَرِيْقِ)). [الصحيحة: ٣٠٥]

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے ساتھ ایک اونٹ پر جا رہے تھے' انھوں نے اس اونٹ کے چہرے کو داغ کر خاص نشان ڈالا ہوا تھا۔ آپ ﷺ نے پوچھا: ''عباس! یہ کون سی علامت ہے؟'' انھوں نے کہا: ہم جاہلیت میں یہ علامت لگاتے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''داغ کر علامت نہ لگایا کرو۔''

تخریج: الصحیحة ۳۰۵۔ طبرانی فی الکبیر (۱۱۹۸۳)' ولہ شاهد عند ابی یعلی (۶۶۹۵)' من حدیث العباس رضی اللہ عنہ۔

ذم الجلجل

گھونگھرو کی مذمت

٢١٦٢: عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ مُوْسٰى، قَالَ: كُنْتُ مَعَ سَالِمِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، فَمَرَّتْ رِفْقَةٌ لِأُمِّ الْبَنِيْنَ فِيْهَا أَجْرَاسٌ، فَحَدَّثَ سَالِمٌ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((لَا تَصْحَبُ الْمَلَائِكَةُ رَكْبًا مَعَهُمْ جَلْجَلٌ)) فَكَمْ تَرٰى فِي هٰؤُلَاءِ مِنْ جَلْجَلٍ؟ [الصحيحة:١٨٧٣]

ابوبکر بن موسیٰ کہتے ہیں کہ میں سالم بن عبداللہ بن عمر کے ساتھ تھا' ام البنین کا ایک قافلہ گزرا' اس سے گھنٹیوں کی آواز آ رہی تھی۔ سالم نے اپنے باپ سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''فرشتے اس قافلے کے ساتھ نہیں ہوتے جس کے ساتھ گھونگرو (اور چھوٹی گھنٹیاں) ہوں۔'' ان لوگوں (کے قافلے) میں بہت سارے گھونگرو ہیں۔

تخریج: الصحیحة ۱۸۷۳۔ نسائی (۵۲۲۳)' احمد (۲/ ۲۷)' ابو یعلی (۵۴۴۷)۔

الدعوة قبل القتال

لڑائی سے پہلے دعوت دینے کا بیان

٢١٦٣: عَنْ يَحْيٰى بْنِ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَمَّا بَعَثَ عَلِيًّا بَعَثَ خَلْفَهُ رَجُلًا فَقَالَ: اتَّبِعْ عَلِيًّا، وَلَا تَدْعُهُ مِنْ وَرَائِهِ، وَلٰكِنِ اتَّبِعْهُ وَخُذْهُ بِيَدِهِ وَقُلْ لَهُ: قَالَ

یحییٰ بن اسحاق بن عبداللہ بن ابوطلحہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو بھیجا تو ان کے پیچھے ایک اور آدمی بھیجا اور اسے فرمایا: ''اس کے پیچھے چلتا رہ اور اس کے پیچھے ہی رہنا ہے (بلکہ) تو اس کا تعاقب کر' ان کو پکڑ لے اور کہہ کہ رسول

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَقِمْ حَتّٰى يَأْتِيَكَ)) قَالَ: فَأَقَامَ حَتّٰى جَاءَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: ((لَاتُقَاتِلْ قَوْماً حَتّٰى تَدْعُوْهُمْ)). [الصحيحة: ٢٦٤١]

اللہ ﷺ فرما رہے ہیں: ''ٹھہر جا، یہاں تک آپ ﷺ آ جائیں۔'' وہ ٹھہر گئے، حتی کہ رسول اللہ ﷺ آئے اور فرمایا: ''اس وقت تک کسی قوم سے نہیں لڑنا، جب تک (اسلام کی) دعوت نہ پہنچا دے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۶۴۱۔ عبدالرزاق (۹۴۲۴)، مرسلاً او معضلاً، وصلہ ابن ابی شیبۃ (۱۲/ ۳۶۳)، عن علی رضی اللہ عنہ ولہ طریق آخر عن علی رضی اللہ عنہ البخاری فی التاریخ (۳/ ۳۷۷)، طبرانی فی الاوسط (۸۴۶۱)، عن انس رضی اللہ عنہ۔

اطاعة الرسول واجب في كل امر

ہر معاملہ میں اطاعت رسول ﷺ واجب ہے

٢١٦٤: عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ رَوَاحَةَ: أَنَّهُ كَانَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ فِي مَسِيْرِلَّهُ، فَقَالَ لَهُ: ((يَا ابْنَ رَوَاحَةَ! انْزِلْ، فَحَرِّكِ الرِّكَابَ)) فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَدْ تَرَكْتُ ذَاكَ، فَقَالَ لَهُ عُمَرُ: اسْمَعْ وَأَطِعْ قَالَ: فَرَمٰى نَفْسَهُ وَقَالَ:

اَللّٰهُمَّ لَوْلَا أَنْتَ مَا اهْتَدَيْنَا
وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّيْنَا
فَأَنْزِلَنْ سَكِيْنَةً عَلَيْنَا
وَثَبِّتِ الْأَقْدَامَ إِنْ لَّاقَيْنَا

[الصحيحة: ٣٢٨٠]

سیدنا عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھا۔ آپ ﷺ نے مجھے فرمایا: ''ابن رواحہ! نیچے اترو اور سواریوں کو بھگاؤ۔'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں تو یہ کام ترک کر چکا ہوں۔ (یہ سن کر) سیدنا عمر نے کہا: سن اور اطاعت کر۔ اس نے اپنے آپ کو نیچے گرا دیا اور کہا:

اے اللہ! اگر تو نہ ہوتا تو ہم نہ ہدایت پاتے
نہ صدقہ کرتے اور نہ نماز پڑھتے......
ہم پر سکینت نازل کر دے
اور جب (دشمنوں سے) آمنا سامنا ہو جائے تو ثابت قدم رکھنا۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۲۸۰۔ نسائی فی الکبریٰ (۸۲۵۱)، بیہقی (۱۰/ ۲۲۷)، نسائی فی الکبری (۸۲۵۰)، الضیاء فی المختارۃ (۲۶۴)، من حدیث عمر رضی اللہ عنہ وھو الصواب۔

باب: من بطولات الصحابيات

باب:

٢١٦٥: عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ أُمَّ سُلَيْمٍ كَانَتْ مَعَ أَبِي طَلْحَةَ يَوْمَ حُنَيْنٍ، فَإِذَا مَعَ أُمِّ سُلَيْمٍ خَنْجَرٌ، فَقَالَ أَبُو طَلْحَةَ: مَا هٰذَا مَعَكِ يَا أُمَّ سُلَيْمٍ؟ فَقَالَتِ: اتَّخَذْتُهُ، إِنْ دَنَا مِنِّي أَحَدٌ مِّنَ الْكُفَّارِ أَبْعَجُ بِهِ بَطْنَهُ، فَقَالَ أَبُو طَلْحَةَ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! أَلَا تَسْمَعُ مَاتَقُوْلُ أُمُّ سُلَيْمٍ؟ تَقُوْلُ كَذَا وَكَذَا فَقُلْتُ:

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حنین والے دن ام سلیم، ابوطلحہ کے ساتھ تھیں، ام سلیم کے پاس ایک خنجر بھی تھا، ابوطلحہ نے پوچھا: ام سلیم! یہ تیرے پاس کیا ہے؟ اس نے کہا: میں نے یہ اٹھایا ہوا ہے کہ اگر کوئی کافر میرے قریب ہوا تو میں اس کا پیٹ پھاڑ کر آنتیں نکال دوں گی۔ ابوطلحہ نے کہا: اے اللہ کے نبی! کیا آپ ام سلیم کی بات سن رہے ہیں؟ وہ ایسے ایسے کہہ رہی ہے۔ میں

يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أَقْتُلُ مِنْ بَعْدِنَا مِنَ الطُّلَقَاءِ انْهَزَمُوْا بِكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! فَقَالَ: ((يَا أُمَّ سُلَيْمٍ! إِنَّ اللّٰهَ. عَزَّوَجَلَّ. قَدْ كَفَانَا وَأَحْسَنَ)). [الصحيحة: ٣٢٦٠]

نے کہا: اے اللہ کے رسول! جب وہ شکست کھا جائیں گے تو جو آدمی اپنے لشکر سے ادھر ادھر ہوگا' میں اسے قتل کر دوں گی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ام سلیم! بیشک اللہ عز وجل نے ہمیں کفایت کیا ہے اور کیا خوب کیا ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۲۶۰۔ احمد (۳/ ۲۸۶)' ابن راھویه فی مسندہ (۴/ ۱۵/ ۱)' مسلم (۱۸۰۹)' ابو عوانة (۴/ ۳۱۷)۔

٢١٦٦: عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ: أَنَّ زَيْنَبَ بِنْتَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حِيْنَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ مُهَاجِراً اسْتَأْذَنَتْ أَبَا الْعَاصِ بْنَ الرُّبَيِّعِ زَوْجَهَا أَنْ تَذْهَبَ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَأَذِنَ لَهَا فَقَدِمَتْ عَلَيْهِ، ثُمَّ إِنَّ أَبَا الْعَاصِ لَحِقَ بِالْمَدِيْنَةِ، فَأَرْسَلَ إِلَيْهَا: أَنْ خُذِي لِي أَمَاناً مِنْ أَبِيْكِ فَخَرَجَتْ فَأَطَّلَعَتْ بِرَأْسِهَا مِنْ بَابِ حُجْرَتِهَا وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي الصُّبْحِ يُصَلِّي بِالنَّاسِ، فَقَالَتْ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ أَنَا زَيْنَبُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، وَإِنِّي قَدْ أَجَرْتُ أَبَا الْعَاصِ فَلَمَّا فَرَغَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنَ الصَّلَاةِ قَالَ: ((يَا أَيُّهَا النَّاسِ إِنِّي لَمْ أَعْلَمْ بِهٰذَا حَتّٰى سَمِعْتُمُوْهُ، أَلَا وَإِنَّهُ يُجِيْرُ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ أَدْنَاهُمْ)). [الصحيحة: ٢٨١٩]

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ ہجرت کر کے (مدینہ) چلے گئے تو آپ ﷺ کی بیٹی سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے اپنے خاوند ابو العاص بن ربیع سے رسول اللہ ﷺ کے پاس جانے کی اجازت طلب کی' اس نے اجازت دے دی۔ وہ آپ ﷺ کے پاس پہنچ گئیں' پھر ابو العاص بھی مدینہ پہنچ گئے اور سیدہ زینب کی طرف پیغام بھیجا کہ اپنے والد محترم سے میرے لئے امان حاصل کرو۔ میں نکلی اور اپنے حجرے سے جھانکا' تو دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ صبح کی نماز پڑھا رہے تھے۔ میں نے کہا: لوگو! میں زینب بنت رسول اللہ ہوں' میں نے ابو العاص کو پناہ دے دی ہے۔ جب رسول اللہ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا: ''لوگو! مجھے اس بات کا پتہ نہیں تھا' حتی کہ تم نے خود سن لی۔ آگاہ ہو جاؤ! کم سے کم درجہ مسلمان بھی کسی کو مسلمانوں پر پناہ دے سکتا ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۸۱۹۔ طبرانی فی الاوسط (۲۸۱۹)' و فی الکبیر (۲۳/ ۴۲۵)' حاکم (۴/ ۴۵)۔

تمني الشهيد بعد الشهادة

شہادت کے بعد شہید کی خواہش

٢١٦٧: عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: قَالَ لِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَاجَابِرُ! أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ اللّٰهَ. عَزَّوَجَلَّ. أَحْيَا أَبَاكَ فَقَالَ لَهُ: تَمَنَّ عَلَيَّ، فَقَالَ: أُرَدُّ إِلَى الدُّنْيَا فَأُقْتَلُ مَرَّةً أُخْرٰى! فَقَالَ: إِنِّي قَضَيْتُ الْحُكْمَ: أَنَّهُمْ إِلَيْهَا لَا يُرْجَعُوْنَ؟)). [الصحيحة: ٣٢٩٠]

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: ''جابر! کیا تجھے خبر نہیں ہوئی کہ اللہ تعالی نے تیرے باپ کو زندہ کر دیا ہے؟ (وہ اس طرح کہ) اللہ تعالی نے تیرے باپ سے کہا: کوئی آرزو کرو (میں پوری کروں گا)۔ تیرے باپ نے کہا: مجھے دنیا میں واپس لوٹا دیا جائے' دوبارہ قتل ہونا چاہتا ہوں۔ اللہ تعالی نے کہا: بیشک میں ایک فیصلہ کر چکا ہوں کہ (ایک دفعہ مر جانے والوں کو) دنیا کی طرف نہیں لوٹایا جائے گا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۲۹۰۔ احمد (۳/ ۳۶۱)، حاکم (۲/ ۱۱۹، ۱۲۰)، ابو یعلی (۲۰۰۲)، الحمیدی (۱۲۶۵)۔

سبب نزول (ومنهم من يقول إئذن لي......)

۲۱۶۸: عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((يَاجُدُّ! هَلْ لَكَ فِي جِلَادِ بَنِي الْأَصْفَرِ؟)) قَالَ جُدٌّ: أَوَ تَأْذَنُ لِي يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! فَإِنِّي رَجُلٌ أُحِبُّ النِّسَاءَ وَإِنِّي أَخْشٰى إِنْ أَنَا رَأَيْتُ بَنَاتَ بَنِي الْأَصْفَرِ أَنْ أُفْتَنَ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ۔ وَهُوَ مُعْرِضٌ عَنْهُ۔ ((قَدْ أَذِنْتُ لَكَ)) فَعِنْدَ ذٰلِكَ أَنْزَلَ اللّٰهُ: ﴿وَمِنْهُمْ مَنْ يَقُوْلُ ائْذَنْ لِي وَلَا تَفْتِنِّي أَلَا فِي الْفِتْنَةِ سَقَطُوْا(التَّوْبَة:٤٩)﴾ [الصحيحة:٢٩٨٨]

ان میں سے کچھ کہتے ہیں مجھے اجازت دے دیجیے۔ کا شان نزول

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: ''جُدّ بن قیس! کیا بنو الاصفر کے جلاد پر تیرا وار چل سکتا ہے؟'' جد نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا آپ مجھے (وہاں جانے کی) اجازت دے دیں گے (لیکن یہ بات یاد رہے کہ) میں عورتوں سے محبت کرتا ہوں اور مجھے اندیشہ ہے کہ بنو الاصفر کی بیٹیوں کو دیکھ کر میں فتنے میں نہ پڑ جاؤں؟ رسول اللہ ﷺ نے اس سے اعراض کرتے ہوئے اسے فرمایا: ''میں نے تجھے اجازت دے دی ہے۔'' اس وقت اللہ تعالی نے یہ آیت نازل کی: ﴿اور ان میں سے کوئی تو کہتا ہے: مجھے اجازت دیجئے، مجھے فتنے میں نہ ڈالیے۔ آگاہ ہو جاؤ وہ تو فتنے میں پڑ چکے ہیں﴾ (سورۂ توبہ:۴۹)۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۹۸۸۔ ابن ابی حاتم فی التفسیر (۵/ ۱۸۰۹)، ابن اسحاق فی السیرۃ (ابن ہشام (۴/ ۱۶۹، ۱۷۰)، ابن جریر فی التفسیر (۱۰/ ۱۰۴)، بیہقی فی الدلائل (۵/ ۲۱۳، ۲۱۴)۔

فوائد: بنو الاصفر: ایشائے کوچک اور قسطنطنیہ وغیرہ میں رہنے والے رومی باشندوں کا لقب ہے۔

(١٦) السِّيْرَةُ النَّبَوِيَّةُ وَفِيْهَا الشَّمَائِلُ

سیرت نبوی اور شمائل النبی ﷺ کا بیان

٢١٦٩ـ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أُتِيْتُ بِالْبُرَاقِ، وَهُوَ دَابَّةٌ أَبْيَضُ طَوِيْلٌ فَوْقَ الْحِمَارِ وَدُوْنَ الْبَغْلِ، يَضَعُ حَافِرَهُ عِنْدَ مُنْتَهٰى طَرْفِهِ، قَالَ: فَرَكِبْتُهُ حَتّٰى أَتَيْتُ بَيْتَ الْمَقْدِسِ، قَالَ: فَرَبَطْتُهُ بِالْحَلْقَةِ الَّتِي يَرْبِطُ بِهَا الْأَنْبِيَاءُ، قَالَ: ثُمَّ دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ فَصَلَّيْتُ فِيْهِ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ خَرَجْتُ فَجَاءَ نِي جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِإِنَاءٍ مِنْ خَمْرٍ وَإِنَاءٍ مِّنْ لَبَنٍ، فَاخْتَرْتُ اللَّبَنَ، فَقَالَ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ اخْتَرْتَ الْفِطْرَةَ ثُمَّ عُرِجَ بِنَا إِلَى السَّمَاءِ، فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيْلُ فَقِيْلَ: مَنْ أَنْتَ؟ قَالَ: جِبْرِيْلُ قِيْلَ: وَمَنْ مَعَكَ؟ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيْلَ: وَقَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ؟ قَالَ: قَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ، فَفُتِحَ لَنَا، فَإِذَا أَنَا بِآدَمَ، فَرَحَّبَ بِي وَدَعَا لِي بِخَيْرٍ، ثُمَّ عُرِجَ بِنَا إِلَى السَّمَاءِ الثَّانِيَةِ، فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقِيْلَ: مَنْ أَنْتَ؟ قَالَ: جِبْرِيْلُ قِيْلَ: وَمَنْ مَعَكَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ قِيْلَ: وَقَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ؟ قَالَ قَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ فُتِحَ لَنَا، فَإِذَا أَنَا بِابْنَيِ الْخَالَةِ: عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَيَحْيَى بْنُ

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے پاس براق لایا گیا، وہ گدھے سے بڑا، خچر سے چھوٹا سفید رنگ کا لمبا جانور ہے، وہ اپنے سم وہاں رکھتا ہے جہاں اُس کی نگاہ پہنچتی ہے، میں اُس پر سوار ہوا حتیٰ کہ بیت المقدس تک پہنچا اور میں نے اُس کو اُس حلقہ سے باندھ دیا جس حلقہ سے دوسرے پیغمبر باندھا کرتے تھے، پھر میں مسجد میں داخل ہوا اور دو رکعت نماز پڑھی ، پھر میں نکلا تو حضرت جبریل علیہ السلام ایک برتن شراب کا اور ایک برتن دودھ کا لے کر آئے ، چنانچہ میں نے دودھ کو پسند کیا، جبریل نے کہا: آپ نے فطرت کو پسند کیا ہے، پھر ہمیں آسمان کی طرف اٹھایا گیا، اور دروازہ کھولنے کا مطالبہ کیا، کہا گیا کہ کون ہے؟ کہا میں جبریل ہوں، کہا گیا تیرے ساتھ کون ہے؟ جبریل نے کہا محمد ﷺ! کہا گیا کیا انہیں بلایا گیا ہے؟ اُس نے کہا انہیں بلایا گیا ہے؟ تو ہمارے لیے دروازہ کھول دیا گیا تو میں حضرت آدم علیہ السلام کو دیکھا ، انہوں نے مجھے مرحبا کہا اور میرے لیے دعا کی۔ پھر ہمیں دوسرے آسمان کی طرف اٹھایا گیا۔ جبریل نے دروازہ کھولنے کا مطالبہ کیا تو پوچھا گیا کہ کون ہے؟ کہا جبریل! فرشتوں نے پوچھا تیرے ساتھ کون ہے؟ کہا محمد ﷺ! فرشتوں نے کہا: کیا انہیں بلایا گیا ہے؟ جبریل نے کہا انہیں بلایا گیا ہے، چنانچہ ہمارے لیے دروازہ کھول دیا گیا۔ تو

زَكَرِيَّا صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهِمَا، فَرَحَّبَا وَدَعَوَا لِي بِخَيْرٍ. ثُمَّ عُرِجَ بِي إِلَى السَّمَاءِ الثَّالِثَةِ، فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيْلُ فَقِيْلَ: مَنْ أَنْتَ؟ قَالَ: جِبْرِيْلُ قِيْلَ: وَمَنْ مَعَكَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ ﷺ قِيْلَ وَقَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ؟ قَالَ: قَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ فَفُتِحَ لَنَا فَإِذَا أَنَا بِيُوْسُفَ ﷺ: إِذَا هُوَ قَدْ أُعْطِيَ شَطْرَ الْحُسْنِ، فَرَحَّبَ وَدَعَالِي بِخَيْرٍ ثُمَّ عُرِجَ بِنَا إِلَى السَّمَاءِ الرَّابِعَةِ فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ قِيْلَ: مَنْ هٰذَا؟ قَالَ: جِبْرِيْلُ قِيْلَ: وَمَنْ مَعَكَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ قَالَ: وَقَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ؟ قَالَ: قَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ فَفُتِحَ لَنَا، فَإِذَا أَنَا بِإِدْرِيْسَ، فَرَحَّبَ بِي وَدَعَا لِي بِخَيْرٍ، وَقَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ. ﴿وَرَفَعْنَاهُ مَكَانًا عَلِيًّا﴾ ثُمَّ عُرِجَ بِنَا إِلَى السَّمَاءِ الْخَامِسَةِ فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيْلُ قِيْلَ: مَنْ هٰذَا؟ فَقَالَ: جِبْرِيْلُ قِيْلَ: وَمَنْ مَعَكَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ قِيْلَ: وَقَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ؟ قَالَ: قَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ، فَفُتِحَ لَنَا، فَإِذَا أَنَا بِهَارُوْنَ ﷺ، فَرَحَّبَ وَدَعَالِي بِخَيْرٍ ثُمَّ عُرِجَ بِنَا إِلَى السَّمَاءِ السَّادِسَةِ، فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ قِيْلَ: مَنْ هٰذَا؟ قَالَ: جِبْرِيْلُ قِيْلَ: وَمَنْ مَعَكَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ قِيْلَ: وَقَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ؟ قَالَ: قَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ، فَفُتِحَ لَنَا فَإِذَا أَنَا بِمُوْسٰى ﷺ فَرَحَّبَ وَدَعَا لِي بِخَيْرٍ ثُمَّ عُرِجَ بِنَا إِلَى السَّمَاءِ السَّابِعَةِ، فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيْلُ فَقِيْلَ: مَنْ هٰذَا؟ قَالَ: جِبْرِيْلُ قِيْلَ: وَمَنْ مَعَكَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ ﷺ قِيْلَ وَقَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ؟ قَالَ: قَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ، فَفُتِحَ

میں نے دونوں خالہ زاد بھائیوں عیسیٰ ابن مریم اور یحییٰ بن زکریا کو دیکھا، اُن دونوں نے خوش آمدید کہا اور میرے لیے بھلائی کی دعا کی، پھر ہمیں تیسرے آسمان کی طرف اٹھایا گیا اور جبریل نے دروازہ کھولنے کا مطالبہ کیا ۔فرشتوں نے کہا کون......؟ کہا جبریل۔ فرشتوں نے کہا تیرے ساتھ کون ہے ......؟ کہا محمد ﷺ! کہا گیا کیا انہیں بلایا گیا ہے؟ جبریل نے کہا: ہاں! انہیں بلایا گیا ہے، چنانچہ ہمارے لیے دروازہ کھول دیا گیا، وہاں میں نے حضرت یوسف ﷺ کو دیکھا، جبکہ وہ خوبصورتی کا آدھا حصہ دیئے گئے تھے۔ اُنہوں نے خوش آمدید کہا اور میرے لیے بھلائی کی دعا کی۔ پھر ہمیں چوتھے آسمان کی طرف اٹھایا گیا۔ اور جبریل نے دروازہ کھولنے کا مطالبہ کیا۔ کہا گیا کون......؟ کہا جبریل۔ پوچھا تیرے ساتھ کون ہے؟ کہا: محمد ﷺ! کہا گیا کیا انہیں بلایا گیا ہے؟ اُس نے کہا ہاں اُنہیں بلایا گیا ہے، تو دروازہ ہمارے لیے کھول دیا گیا۔ وہاں حضرت ادریس علیہ السلام کو دیکھا، انہوں نے خوش آمدید کہا اور میرے لیے خیر کی دعا کی۔ اللہ عزوجل نے فرمایا: اور ہم نے ادریس کا مقام و مرتبہ بلند کیا۔ پھر ہمیں پانچویں آسمان کی طرف اٹھایا گیا۔ اور دروازہ کھولنے کا مطالبہ کیا۔ کہا گیا کون؟ کہا جبریل! کہا گیا تیرے ساتھ کون ہے؟ کہا محمد ﷺ! کہا گیا کیا انہیں بلایا گیا ہے؟ جبریل نے جواب دیا ہے ہاں انہیں بلایا گیا ہے، چنانچہ ہمارے لیے دروازہ کھول دیا گیا۔ وہاں حضرت ہارون ﷺ کو دیکھا، انہوں نے مجھے خوش آمدید کہا اور میرے لیے خیر کی دعا کی۔ پھر ہمیں چھٹے آسمان کی طرف اٹھایا گیا اور چھٹے آسمان پر دروازہ کھولنے کا مطالبہ کیا۔ پوچھا گیا کون؟ کہا جبریل ۔ کہا گیا تیرے ساتھ کون ہے؟ کہا محمد ﷺ! پھر پوچھا گیا کیا انہیں بلایا گیا ہے؟ کہا ہاں! چنانچہ ہمارے لیے دروازہ کھول دیا گیا۔ وہاں میں نے حضرت موسیٰ ﷺ کو دیکھا اُنہوں نے خوش آمدید کہا

لَنَا، فَإِذَا أَنَا بِإِبْرَاهِيمَ مُسْنِداً ظَهْرَهُ إِلَى الْبَيْتِ الْمَعْمُوْرِ، وَإِذَا هُوَيَدْخُلُهُ كُلَّ يَوْمٍ سَبْعُوْنَ أَلْفَ مَلَكٍ لَايَعُوْدُوْنَ إِلَيْهِ، ثُمَّ ذَهَبَ بِي إِلَى السِّدْرَةِ الْمُنْتَهٰى، وَإِذَا وَرَقُهَا كَآذَانِ الْفِيَلَةِ، وَإِذَا ثَمَرُهَا كَالْقِلَالِ، قَالَ: فَلَمَّا غَشِيَهَا مِنْ أَمْرِ اللّٰهِ مَاغَشِيَ، تَغَيَّرَتْ، فَمَا أَحَدٌ مِنْ خَلْقِ اللّٰهِ يَسْتَطِيْعُ أَن يَّنْعَتَهَا، مِنْ حُسْنِهَا، فَأَوْحَى اللّٰهُ إِلَيَّ مَاأَوْحٰى، فَفَرَضَ عَلَيَّ خَمْسِيْنَ صَلَاةً فِي كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ، فَنَزَلْتُ إِلَى مُوْسٰى، فَقَالَ: مَافَرَضَ رَبُّكَ عَلَى أُمَّتِكَ ؟ قُلْتُ بِخَمْسِيْنَ صَلَاةً قَالَ ارْجِعْ إِلَى رَبِّكَ فَاسْأَلْهُ التَّخْفِيْفَ فَإِنَّ أُمَّتَكَ لَايُطِيْقُوْنَ ذٰلِكَ، فَإِنِّي قَدْ بَلَوْتُ بَنِي إِسْرَائِيْلَ وَخَبَرْتُهُمْ قَالَ: فَرَجَعْتُ إِلَى رَبِّي، فَقُلْتُ: يَارَبِّ ! خَفِّفْ عَلَى أُمَّتِي فَحَطَّ عَنِّي خَمْساً فَرَجَعْتُ إِلَى مُوْسٰى، فَقُلْتُ: حَطَّ عَنِّي خَمْساً قَالَ: إِنَّ أُمَّتَكَ لَايُطِيْقُوْنَ ذٰلِكَ فَارْجِعْ إِلَى رَبِّكَ فَاسْأَلْهُ التَّخْفِيْفَ قَالَ: فَلَمْ أَزَلْ أَرْجِعُ بَيْنَ رَبِّي تَبَارَكَ وَتَعَالَى. وَبَيْنَ مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ حَتّٰى قَالَ: يَامُحَمَّدُ! إِنَّهُنَّ خَمْسُ صَلَوَاتٍ كُلَّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ، لِكُلِّ صَلَاةٍ عَشْرٌ، فَذٰلِكَ خَمْسُوْنَ صَلَاةً، وَمَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا، كُتِبَتْ لَهُ حَسَنَةٌ، فَإِنْ عَمِلَهَا كُتِبَتْ لَهُ عَشْراً، وَمَنْ هَمَّ بِسَيِّئَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا، لَمْ يُكْتَبْ شَيْئاً، فَإِنْ عَمِلَهَا كُتِبَتْ سَيِّئَةٌ وَاحِدَةٌ قَالَ: فَنَزَلْتُ حَتّٰى انْتَهَيْتُ إِلَى مُوْسٰى فَأَخْبَرْتُهُ، فَقَالَ ارْجِعْ إِلَى

اور میرے لیے خیر کی دعا کی۔ پھر ہمیں ساتویں آسمان کی طرف اٹھایا گیا اور دروازہ کھولنے کا مطالبہ کیا۔ پوچھا گیا کون؟ کہا جبریل؟ کہا تیرے ساتھ کون ہے؟ کہا محمد ﷺ! کہا گیا کیا انہیں بلایا گیا ہے؟، جبریل نے کہا: ہاں انہیں بلایا گیا ہے۔ تو فرمایا دروازہ کھول دیا گیا۔ میں نے حضرت ابراہیم ؑ کو دیکھا ۔وہ بیت المعمور کے ساتھ ٹیک لگائے ہوئے تھے۔ اور بیت المعمور میں ہر روز ستر ہزار فرشتے جاتے ہیں اور پھر وہ اُس کی طرف کبھی نہیں لوٹتے۔ پھر جبریل مجھے سدرۃ المنتہیٰ کے پاس لے گئے اس کے پتے ہاتھی کے کانوں کی طرح تھے۔ اور اُس کا پھل مٹکوں کی مانند۔ پھر جب اُسکو اللہ کے حکم نے ڈھانکا تو اُس کا حال ایسا ہوگیا کہ مخلوق میں سے کوئی اُس کا حسن بیان نہیں کرسکتا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے میری طرف وحی کی جو میری طرف کرنا تھی۔ اور ہر دن رات میں مجھ پر پچاس نمازیں فرض کیں۔ میں اُتر کر موسیٰ ؑ کے پاس آیا تو انہوں نے کہا تیرے رب نے تیری امت پر کیا فرض کیا ہے؟ میں نے کہا: پچاس نمازیں۔ موسیٰ نے کہا: اپنے پروردگار کی طرف لوٹ اور کمی کا سوال کر۔ تیری امت اس کی طاقت نہیں رکھے گی۔ میں نے بنی اسرائیل کو آزمایا اور اُن کا امتحان لیا، آپ ﷺ نے کہا: میں اپنے پروردگار کی طرف لوٹا اور کہا اے میرے پروردگار میری امت کے لیے نمازوں میں کمی فرما۔ چنانچہ پانچ کم کردی گئیں۔ پھر میں موسیٰ کی طرف لوٹا اور کہا مجھ سے پانچ نمازیں کم کردی گئی ہیں، انہوں نے کہا: تیری امت اس کی طاقت نہیں رکھے گی۔ اپنے رب کی طرف لوٹ اور اس سے کمی کا سوال کر۔ آپ نے فرمایا: میں اسی طرح اپنے پروردگار اور موسیٰ کے درمیان آتا جاتا رہا یہاں تک کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا: اے محمد ﷺ! وہ دن رات میں پانچ نمازیں ہیں، ہر نماز میں دس کا ثواب ہے۔ تو وہی پچاس نمازیں ہوگئیں۔ اور جس نے نیکی

رَبِّكَ فَاسْأَلْهُ التَّخْفِيفَ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: فَقُلْتُ: قَدْ رَجَعْتُ إِلَى رَبِّي حَتَّى اسْتَحْيَيْتُ مِنْهُ)). [الصحيحة:٣٩٥٦]

کا ارادہ کیا اور کی نہیں اُس کے لیے ایک نیکی لکھ دی جاتی ہے اور اگر اُس نے وہ نیکی کر لی تو اُس کے لیے دس گنا ثواب لکھ دیا جاتا ہے۔ اور جس نے برائی کا ارادہ کیا اور اُس کو کیا نہیں، اُس کے لیے کچھ نہیں لکھا جاتا۔ اگر اُس نے برائی کر لی تو اُس کے لیے ایک برائی لکھ دی جاتی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں نیچے اترا یہاں تک کہ موسیٰ علیہ السلام تک پہنچا اور اُن کو بتلایا۔ انہوں نے کہا اپنے پروردگار کی طرف لوٹ جاؤ اور اُس سے مزید کمی کا سوال کرو۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے کہا: بے شک میں اپنے پروردگار کی طرف بار بار لوٹا ہوں یہاں تک کہ مجھے اُس سے شرم آ گئی۔

تخریج: الصحيحة ٣٩٥٦- مسلم (١٦٢)، ابو عوانة (١/ ١٢٦، ١٢٧)، احمد (٣/ ١٤٨)، بخاری (٣٥٧٠)، من طريق آخر۔

انتخاب تزويج عائشه لنبى من عندالله

نبی ﷺ کی شادی عائشہؓ سے انتخاب اللہ نے کیا

٢١٧٠- عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((أُرِيتُكِ فِي الْمَنَامِ مَرَّتَيْنِ، وَرَجُلٌ يَحْمِلُكِ فِي سَرَقَةٍ مِنْ حَرِيرٍ فَيَقُولُ: هٰذِهِ امْرَأَتُكَ، فَأَقُولُ: إِنْ يَكُ هٰذَا مِنْ عِنْدِاللهِ عَزَّوَجَلَّ يُمْضِهِ)). [الصحيحة:٣٩٨٧]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تو مجھے خواب میں دو مرتبہ دکھلائی گئی، اور ایک آدمی نے تجھے ریشم کے ٹکڑے میں اٹھایا اور کہہ رہا تھا یہ تمہاری بیوی ہے۔ میں نے کہا اگر یہی اللہ تعالیٰ کی طرف سے میری بیوی ہے تو وہ اُس کو میری بیوی بنا دے گا۔''

تخریج: الصحيحة ٣٩٨٧- بخاری (٣٨٩٥، ٥٠٧٨)، مسلم (٢٤٣٨)، احمد (٦/ ٤١، ١٦١)، واللفظ له۔

سؤال هرقل من ابى سفيان بالشام

شام میں ہرقل کے سوال ابوسفیان سے کا بیان

٢١٧١- عَنْ عُبَيْدِاللهِ بْنِ عَبْدِاللهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ، أَنَّ عَبْدَاللهِ بْنَ عَبَّاسٍ، أَخْبَرَهُ، أَنَّ أَبَا سُفْيَانَ بْنَ حَرْبٍ أَخْبَرَهُ: أَنَّ هِرَقْلَ أَرْسَلَ إِلَيْهِ فِي رَكْبٍ مِنْ قُرَيْشٍ، وَكَانُوا تُجَّاراً بِالشَّامِ فِي الْمُدَّةِ الَّتِي كَانَ رَسُولُ اللهِ مَادَّ فِيهَا أَبَا سُفْيَانَ وَكُفَّارَ قُرَيْشٍ، فَأَتَوْهُ وَهُمْ بِإِيلِيَاءَ، فَدَعَاهُمْ فِي مَجْلِسِهِ، وَحَوْلَهُ عُظَمَاءُ الرُّومِ، ثُمَّ دَعَاهُمْ وَدَعَا

عبیداللہ ؒ بن عبداللہ ؒ بن عتبہ بن مسعود سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے اُن کو خبر دی کہ ابوسفیان بن حرب نے اُن کو بتلایا کہ ہرقل نے ان کے پاس قریش کے قافلے میں ایک آدمی کو بلانے بھیجا اور اس وقت یہ تجارت کے لیے ملک شام گئے ہوئے تھے اور یہ وہ زمانہ تھا جب رسول اللہ ﷺ نے قریش اور ابوسفیان سے ایک وقتی معاہدہ کیا ہوا تھا، جب ابوسفیان اور دوسرے لوگ ہرقل کے پاس مقام ایلیا میں پہنچے جہاں ہرقل نے

بِتَرْجُمَانِهِ، فَقَالَ: أَيُّكُمْ أَقْرَبُ نَسَباً بِهٰذَا الرَّجُلِ الَّذِي يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ؟ فَقَالَ أَبُو سُفْيَانُ: فَقُلْتُ: أَنَا أَقْرَبُهُمْ نَسَباً فَقَالَ: أَدْنُوهُ مِنِّي، وَقَرِّبُوا أَصْحَابَهُ فَاجْعَلُوهُمْ عِنْدَظَهْرِهِ، ثُمَّ قَالَ لِتَرْجُمَانِهِ: قُلْ لَهُمْ: إِنِّي سَائِلٌ هٰذَا الرَّجُلَ، فَإِنْ كَذَبَنِي فَكَذِّبُوهُ، فَوَاللّٰهِ لَوْلَا الْحَيَاءُ مِنْ أَنْ يَأْثِرُوا عَلَيَّ كَذِبًا لَكَذَبْتُ عَنْهُ، ثُمَّ كَانَ أَوَّلُ مَا سَأَلَنِي عَنْهُ أَنْ قَالَ: كَيْفَ نَسَبُهُ فِيكُمْ؟ قَالَتْ: هُوَ فِينَا ذُو نَسَبٍ، قَالَ: فَهَلْ قَالَ هٰذَا الْقَوْلَ مِنْكُمْ أَحَدٌ قَطُّ قَبْلَهُ؟ قُلْتُ:لَا قَالَ: فَهَلْ كَانَ مِنْ آبَائِهِ مِنْ مَلِكٍ؟ قُلْتُ: لَا قَالَ: فَأَشْرَافُ النَّاسِ يَتَّبِعُونَهُ أَمْ ضُعَفَاؤُهُمْ؟ فَقُلْتُ: بَلْ ضُعَفَاؤُهُمْ قَالَ: أَيَزِيدُونَ أَمْ يَنْقُصُونَ؟ قُلْتُ: بَلْ يَزِيدُونَ، قَالَ: فَهَلْ يَرْتَدُّ أَحَدٌمِنْهُمْ سَخْطَةً لِدِينِهِ بَعْدَ أَنْ يَدْخُلَ فِيهِ؟ قُلْتُ: لَاقَالَ: فَهَلْ كُنْتُمْ تَتَّهِمُونَهُ بِالْكَذِبِ قَبْلَ أَنْ يَقُولَ مَا قَالَ؟ قُلْتُ: لَا قَالَ: فَهَلْ يَغْدِرُ؟ قُلْتُ، لَا، وَنَحْنُ مِنْهُ فِي مُدَّةٍ لَانَدْرِي مَاهُوَ فَاعِلٌ فِيهَا؟ قَالَ: وَلَمْ تُمْكِنِّي كَلِمَةٌ أُدْخِلُ فِيهَا شَيْئاً غَيْرَ هٰذِهِ الْكَلِمَةِ، قَالَ: فَهَلْ قَاتَلْتُمُوهُ؟ قَالَتْ: نَعَمْ، قَالَ: فَكَيْفَ كَانَ قِتَالُكُمْ إِيَّاهُ؟ قُلْتُ: الْحَرْبُ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُ سِجَالٌ، يَنَالُ مِنَّا، وَنَنَالُ مِنْهُ، قَالَ: مَاذَا يَأْمُرُكُمْ؟ قُلْتُ: يَقُولُ: اعْبُدُوا اللّٰهَ وَحْدَهُ وَلَاتُشْرِكُوا بِهِ شَيْئاً، وَاتْرُكُوا مَايَقُولُ آبَاؤُكُمْ، وَيَأْمُرُنَا بِالصَّلَاةِ وَالصِّدْقِ وَالْعَفَافِ وَالصِّلَةِ، فَقَالَ لِلتَّرْجُمَانِ: قُلْ لَهُ: سَأَلْتُكَ عَنْ نَسَبِهِ؟ فَذَكَرْتَ أَنَّهُ فِيكُمْ ذُو نَسَبٍ،

دربار طلب کیا تھا۔ اس کے گرد روم کے بڑے بڑے سردار بیٹھے ہوئے تھے۔ ہرقل نے ان کو اور اپنے ترجمان کو بلوایا۔ پھر ان سے پوچھا کہ تم میں سے کون شخص مدعی رسالت کا زیادہ قریبی عزیز ہے؟ ابوسفیان کہتے ہیں کہ میں بول اٹھا کہ میں اس کا سب سے زیادہ قریبی رشتہ دار ہوں۔ ہرقل نے حکم دیا کہ اس کو میرے قریب لاؤ اور اس کے ساتھیوں کو اس کے پیچھے کردو۔ پھر اپنے ترجمان سے کہا کہ ان لوگوں سے کہہ دو کہ میں ابوسفیان سے اس (حضرت محمد ﷺ) کے متعلق پوچھتا ہوں۔ اگر یہ مجھ سے کسی بات میں جھوٹ بولے تو تم اس کا جھوٹ ظاہر کردینا۔ خدا کی قسم! اگر مجھے یہ غیرت نہ آتی کہ یہ لوگ میرا جھوٹ پھیلائیں گے تو میں آپ ﷺ کی نسبت ضرور غلط گوئی سے کام لیتا۔ خیر پہلی بات جو ہرقل نے مجھ سے پوچھی وہ یہ کہ اس شخص کا خاندان تم لوگوں میں کیسا ہے؟ میں نے کہا وہ تو بڑے اونچے عالی نسب والے ہیں۔ کہنے لگا اس سے پہلے بھی کسی نے تم لوگوں میں ایسی بات کہی تھی؟ میں نے کہا نہیں، کہنے لگا: اچھا اس کے بڑوں میں کوئی بادشاہ ہوا ہے؟ میں نے کہا نہیں۔ پھر اس نے کہا، بڑے لوگوں نے اس کی پیروی اختیار کی ہے یا کمزوروں نے؟ میں نے کہا نہیں کمزوروں نے۔ پھر کہنے لگا، اس کے ماننے والے آئے دن بڑھتے ہیں یا اُن میں سے کوئی منحرف بھی ہوجاتا ہے؟ میں نے کہا نہیں۔ کہنے لگا، کیا اپنے اس دعویٰ نبوت سے پہلے کبھی اس نے جھوٹ بولا ہے؟ میں نے کہا نہیں۔ کہنے لگا کیا وہ وعدہ خلافی کرتا ہے؟ میں نے کہا نہیں۔ اور اب ہمارا اس سے ایک وقتِ مقررہ تک عہد ہے، معلوم نہیں وہ اس میں کیا کرنے والا ہے۔ میں اس بات کے سوا اور کسی بات میں کوئی کلمہ شامل نہ کرسکا۔ ہرقل نے کہا۔ کیا تمہاری اس سے کبھی جنگ بھی ہوئی ہے؟ میں نے کہا ہاں۔ بولا پھر تمہاری اور اس کی جنگ کا کیا حال ہوتا ہے؟ میں نے کہا

فَكَذٰلِكَ الرُّسُلُ تُبْعَثُ فِي نَسَبِ قَوْمِهَا، وَسَأَلْتُكَ: هَلْ قَالَ أَحَدٌ مِّنْكُمْ هٰذَا الْقَوْلَ. فَذَكَرْتَ أَن لَّا فَقُلْتُ: لَوْ كَانَ أَحَدٌ قَالَ هٰذَا الْقَوْلَ قَبْلَهُ لَقُلْتُ: رَجُلٌ يَأْتَسِي بِقَوْلٍ قِيلَ قَبْلَهُ، وَسَأَلْتُكَ : هَلْ كَانَ مِنْ آبَائِهِ مِنْ مَلِكٍ؟ فَذَكَرْتَ أَن لَّا، قُلْتُ: فَلَوْ كَانَ مِنْ آبَائِهِ مِنْ مَلِكٍ قُلْتُ: رَجُلٌ يَطْلُبُ مُلْكَ أَبِيهِ، وَسَأَلْتُكَ: هَلْ كُنْتُمْ تَتَّهِمُوْنَهُ بِالْكَذِبِ قَبْلَ أَنْ يَّقُوْلَ مَا قَالَ: فَذَكَرْتَ أَن لَّا فَقَدْ اَعْرِفُ أَنَّهُ لَمْ يَكُنْ لِيَذَرَ الْكَذِبَ عَلَى النَّاسِ، وَيَكْذِبُ عَلَى اللّٰهِ، وَسَأَلْتُكَ: أَشْرَافُ النَّاسِ اتَّبَعُوْهُ أَمْ ضُعَفَاؤُهُمْ؟ فَذَكَرْتَ أَنَّ ضُعَفَاءَ هُمُ اتَّبَعُوْهُ، وَهُمْ أَتْبَاعُ الرُّسُلِ، وَسَأَلْتُكَ: أَيَزِيْدُوْنَ أَمْ يَنْقُصُوْنَ؟ فَذَكَرْتَ أَنَّهُمْ يَزِيْدُوْنَ، وَكَذٰلِكَ أَمْرُ الْإِيْمَانِ حَتّٰى يَتِمَّ وَسَأَلْتُكَ: أَيَرْتَدُّ أَحَدٌ سَخْطَةً لِدِيْنِهِ بَعْدَ أَنْ يَّدْخُلَ فِيْهِ؟ فَذَكَرْتَ أَن لَّا وَكَذٰلِكَ الْإِيْمَانُ حِيْنَ تُخَالِطُ بَشَاشَتُهُ الْقُلُوْبَ، وَسَأَلْتُكَ: هَلْ يَغْدِرُ؟ فَذَكَرْتَ أَن لَّا وَكَذٰلِكَ الرُّسُلُ لَاتَغْدِرُ، وَسَأَلْتُكَ: بِمَا يَأْمُرُكُمْ؟ فَذَكَرْتَ أَنَّهُ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تَعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَاتُشْرِكُوْا بِهِ شَيْئًا، وَيَنْهَاكُمْ عَنْ عِبَادَةِ الْأَوْثَانِ، وَيَأْمُرُكُمْ بِالصَّلَاةِ وَ الصِّدْقِ وَالْعَفَافِ فَإِنْ كَانَ مَا تَقُوْلُ حَقًّا فَسَيَمْلِكُ مَوْضِعَ قَدَمَيَّ هَاتَيْنِ، وَقَدْ كُنْتُ أَعْلَمُ أَنَّهُ خَارِجٌ، لَمْ أَكُنْ أَظُنُّ أَنَّهُ مِنْكُمْ، فَلَوْ أَنِّي أَعْلَمُ أَنِّي اَخْلُصُ إِلَيْهِ، لَتَجَشَّمْتُ لِقَاءَهُ، وَلَوْ كُنْتُ عِنْدَهُ لَغَسَلْتُ عَنْ قَدَمِهِ۔ ثُمَّ دَعَا بِكِتَابِ رَسُوْلِ

''لڑائی ڈول کی طرح ہے۔ کبھی وہ ہم سے جیت لیتے ہیں اور کبھی ہم ان سے جیت لیتے ہیں۔ ہرقل نے پوچھا، وہ تمہیں کس بات کا حکم دیتا ہے؟ میں نے کہا، وہ کہتا ہے کہ صرف ایک اللہ ہی کی عبادت کرو، کسی کو اس کا شریک نہ بناؤ اور اپنے باپ دادا کی باتیں چھوڑ دو اور ہمیں نماز پڑھنے، سچ بولنے، پرہیز گاری اور صلہ رحمی کا حکم دیتا ہے۔ پھر ہرقل نے اپنے ترجمان سے کہا کہ ابوسفیان سے کہہ دے کہ میں نے تم سے اس کا نسب پوچھا تو تم نے کہا وہ ہم میں عالی نسب ہے اور پیغمبر اپنی قوم میں عالی نسب ہی بھیجے جایا کرتے ہیں۔ میں نے تم سے پوچھا کہ یہ بات تمہارے اندر اس سے پہلے کسی اور نے بھی کہی تھی، تو تم نے جواب دیا نہیں، تب میں نے کہا کہ اگر یہ بات اس سے پہلے کسی نے کہی ہوتی تو میں سمجھتا کہ اس شخص نے بھی اسی بات کی تقلید کی ہے جو پہلے کہی جا چکی ہے۔ میں نے تم سے پوچھا کہ اس کے بڑوں میں کوئی بادشاہ بھی گذرا ہے، تم نے کہا نہیں۔ تو میں نے کہا کہ ان کے بزرگوں میں سے کوئی بادشاہ ہوا ہوگا تو کہہ دوں گا کہ وہ شخص اپنے آباؤ اجداد کی بادشاہت اور ان کا ملک حاصل کرنا چاہتا ہے اور میں نے تم سے پوچھا کہ اس بات کے کہنے سے پہلے تم نے کبھی اس کو دروغ گوئی کا الزام لگایا ہے؟ تم نے کہا نہیں۔ تو میں نے سمجھ لیا کہ جو شخص آدمیوں کے ساتھ دروغ گوئی سے بچے وہ اللہ کے بارے میں کیسے جھوٹی بات کہہ سکتا ہے اور میں نے تم سے پوچھا کہ بڑے لوگ اس کے پیرو ہوتے ہیں یا کمزور آدمی۔ تم نے کہا کمزوروں نے اس کی اتباع کی ہے، تو یہی لوگ پیغمبروں کے متبعین ہوتے ہیں اور میں نے تم سے پوچھا کہ اس کے ساتھی بڑھ رہے ہیں یا کم ہو رہے ہیں، تم نے کہا وہ بڑھ رہے ہیں اور ایمان کی کیفیت یہی ہوتی ہے۔ حتیٰ کہ وہ کامل ہو جاتا ہے اور میں نے تم سے پوچھا کہ آیا کوئی شخص اس کے دین

اللّٰهِ الَّذِی بَعَثَ بِهِ دِحْيَةُ إِلٰى عَظِيمِ بُصْرٰى، فَدَفَعَهُ إِلٰى هِرَقْلَ، فَقَرَأَهُ فَإِذَا فِيهِ......((بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ مِنْ مُحَمَّدٍ عَبْدِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ: إِلٰى هِرَقْلَ عَظِيْمِ الرُّوْمِ، سَلَامٌ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى، أَمَّا بَعْدُ : فَإِنِّي أَدْعُوْكَ بِدِعَايَةِ الْإِسْلَامِ: أَسْلِمْ تَسْلَمْ: يُؤْتِكَ اللّٰهُ أَجْرَكَ مَرَّتَيْنِ فَإِنْ تَوَلَّيْتَ فَإِنَّ عَلَيْكَ إِثْمَ الْأَرِيْسِيِّيْنَ، وَ﴿يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلٰى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئاً وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَاباً مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوْا اشْهَدُوْا بِأَنَّا مُسْلِمُوْنَ﴾ قَالَ أَبُوْ سُفْيَانَ: فَلَمَّا قَالَ مَا قَالَ، وَفَرَغَ مِنْ قِرَاءَةِ الْكِتَابِ، كَثُرَ عِنْدَهُ الصَّخَبُ، وَارْتَفَعَتِ الْأَصْوَاتُ، وَأُخْرِجْنَا فَقُلْتُ لِأَصْحَابِي حِيْنَ أُخْرِجْنَا: لَقَدْ أَمِرَ أَمْرُ ابْنِ أَبِي كَبْشَةَ! إِنَّهُ يَخَافُهُ مَلِكُ بَنِي الْأَصْفَرِ، فَمَا زِلْتُ مُوْقِناً أَنَّهُ سَيَظْهَرُ، حَتّٰى أَدْخَلَ اللّٰهُ عَلَيَّ الْإِسْلَامَ وَكَانَ ابْنُ النَّاطُوْرِ۔ صَاحِبُ إِيْلِيَاءَ۔ وَهِرَقْلُ أُسْقُفًا عَلٰى نَصَارٰى الشَّامِ يُحَدِّثُ أَنَّ هِرَقْلَ حَيْثُ قَدِمَ إِيْلِيَاءَ أَصْبَحَ يَوْماً خَبِيْثَ النَّفْسِ، فَقَالَ بَعْضُ بَطَارِقَتِهِ: قَدِ اسْتَنْكَرْنَا هَيْئَتَكَ قَالَ ابْنُ النَّاطُوْرِ: وَكَانَ هِرَقْلُ حَزَّاءً يَنْظُرُ فِي النُّجُوْمِ، فَقَالَ لَهُمْ حِيْنَ سَأَلُوْهُ: إِنِّي رَأَيْتُ اللَّيْلَةَ۔ حِيْنَ نَظَرتُ فِي النُّجُوْمِ۔ مَلِكُ الْخِتَانِ قَدْ ظَهَرَ فَمَنْ يَخْتَتِنُ فِي هٰذِهِ الْأُمَّةِ؟ قَالُوْا: لَيْسَ يَخْتَتِنُ إِلَّا الْيَهُوْدُ، فَلَا يُهِمَّنَّكَ شَأْنُهُمْ، وَاكْتُبْ إِلٰى مَدَائِنِ مُلْكِكَ،

سے ناخوش ہو کر مرتد بھی ہو جاتا ہے۔ تم نے کہا نہیں، تو ایمان کی خاصیت بھی یہی ہے جن کے دلوں میں اس کی مسرت رچ بس جائے وہ اس سے لوٹا نہیں کرتے۔ اور میں نے تم سے پوچھا کہ آیا وہ کبھی عہد شکنی کرتے ہیں۔ تم نے کہا نہیں۔ پیغمبروں کا یہی حال ہوتا ہے، وہ عہد کی خلاف ورزی نہیں کرتے اور میں نے تم سے کہا کہ وہ تمہیں کن باتوں کا حکم دیتا ہے تو تم نے بتایا کہ وہ کہتا ہے کہ اللہ کی عبادت کرو، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ اور تمہیں بتوں کی پرستش سے روکتے ہیں۔ نماز سچ بولنے اور پرہیز گاری کا حکم دیتے ہیں۔ لہٰذا اگر یہ باتیں جو تم کہہ رہے ہو سچ ہیں تو عنقریب وہ اس جگہ کا مالک ہو جائے گا جہاں میرے یہ دونوں پاؤں ہیں۔ مجھے معلوم تھا کہ وہ آنے والا ہے۔ مگر مجھے یہ معلوم نہیں تھا کہ وہ تمہارے اندر ہوگا۔ اگر مجھے علم ہوتا کہ اس تک پہنچ سکوں گا تو اس سے ملاقات کے لیے میں ہر تکلیف برداشت کرتا۔ اگر میں اس کے پاس ہوتا تو اس کے پاؤں دھوتا۔ ہرقل نے رسول اللہ ﷺ کا خط منگوایا جو آپ نے دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کے ذریعہ حاکم بصریٰ کے پاس بھیجا تھا اور اس نے وہ ہرقل کے پاس بھیج دیا تھا۔ پھر اس کو پڑھا تو اس میں لکھا تھا: اللہ کے نام کے ساتھ جو نہایت مہربان اور رحم والا ہے۔ اللہ کے بندے اور اس کے پیغمبر محمد ﷺ کی طرف سے یہ خط ہے، شاہ روم کے لیے اس شخص پر سلام ہو جو ہدایت کی پیروی کرے۔ اس کے بعد میں آپ کے سامنے دعوت اسلام پیش کرتا ہوں۔ اگر آپ اسلام لے آئیں تو سلامتی نصیب ہوگی۔ اللہ آپ کو دوہرا ثواب دے گا اور اگر آپ روگردانی کریں گے تو آپ کی رعایا کا گناہ بھی آپ ہی پر ہوگا اور اے اہل کتاب! ایک ایسی بات پر آ جاؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان یکساں ہے۔ وہ یہ کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں اور کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہرائیں اور نہ ہم میں

فَيَقْتُلُوا مَنْ فِيهِمْ مِنَ الْيَهُودِ، فَبَيْنَمَا هُمْ عَلَى أَمْرِهِمْ، أُتِيَ هِرَقْلُ بِرَجُلٍ أَرْسَلَ بِهِ مَلِكُ غَسَّانَ يُخْبِرُ عَنْ خَبَرِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَلَمَّا اسْتَخْبَرَهُ هِرَقْلُ، قَالَ: اذْهَبُوا فَانْظُرُوا أَمُخْتَتِنٌ هُوَ أَمْ لَا؟ فَنَظَرُوا إِلَيْهِ، فَحَدَّثُوهُ أَنَّهُ مُخْتَتِنٌ وَسَأَلَهُ ﷺعنقریب غالب هو عَنِ الْعَرَبِ؟ فَقَالَ: هُمْ يَخْتَتِنُونَ، فَقَالَ هِرَقْلُ: هٰذَا مَلِكُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ قَدْ ظَهَرَ، ثُمَّ كَتَبَ هِرَقْلُ إِلَى صَاحِبٍ لَهُ بِرُومِيَّةَ، وَكَانَ نَظِيرَهُ فِي الْعِلْمِ، وَسَارَ هِرَقْلُ إِلَى حِمْصَ، فَلَمْ يَرِمْ حِمْصَ حَتَّى أَتَاهُ كِتَابٌ مِنْ صَاحِبِ يُوَافِقُ رَأْيَ هِرَقْلَ عَلَى خُرُوجِ النَّبِيِّ ﷺ وَأَنَّهُ نَبِيٌّ، فَأَذِنَ هِرَقْلُ لِعُظَمَاءِ الرُّومِ فِي دَسْكَرَةٍ لَهُ بِحِمْصَ ثُمَّ أَمَرَ بِأَبْوَابِهَا فَغُلِّقَتْ، ثُمَّ اطَّلَعَ فَقَالَ: يَا مَعْشَرَ الرُّومِ! هَلْ لَكُمْ فِي الْفَلَاحِ وَالرُّشْدِ، وَأَنْ يَثْبُتَ مُلْكُكُمْ، فَتُبَايِعُوا هٰذَا النَّبِيَّ؟ فَحَاصُوا حَيْصَةَ حُمُرِ الْوَحْشِ إِلَى الْأَبْوَابِ، فَوَجَدُوهَا قَدْ غُلِّقَتْ، فَلَمَّا رَأَى هِرَقْلُ نَفْرَتَهُمْ، وَأَيِسَ مِنَ الْإِيمَانِ قَالَ: رُدُّوهُمْ عَلَيَّ وَقَالَ: إِنِّي قُلْتُ مَقَالَتِي آنِفًا، أَخْتَبِرُ بِهَا شِدَّتَكُمْ عَلَى دِينِكُمْ فَقَدْ رَأَيْتُ، فَسَجَدُوا لَهُ وَرَضُوا عَنْهُ، فَكَانَ ذٰلِكَ آخِرَ شَأْنِ هِرَقْلَ۔))

[الصحيحة:٣٦٠٧]

سے کوئی کسی کو خدا کے سوا اپنا رب بنائے۔ پھر اگر وہ اہل کتاب منہ موڑ لیں تو تم ان سے کہہ دو کہ ہم تو ایک اللہ کے عبادت گزار ہیں۔ ابوسفیان کہتے ہیں: جب ہرقل نے جو کچھ کہنا تھا کہہ دیا اور خط پڑھ کر فارغ ہوا۔ تو اس کے اردگرد بہت شور بپا ہوگیا۔ بہت سی آوازیں بلند ہوئیں اور ہمیں باہر نکال دیا گیا۔ تب میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ ابوکبشہ کے بیٹے کا معاملہ تو بہت بڑھ گیا۔ اس سے بنی اصفر کا بادشاہ بھی ڈرتا ہے۔ مجھے اس وقت سے اس بات کا یقین ہوگیا کہ رسول آ کر رہیں گے حتیٰ کہ اللہ نے مجھے مسلمان کردیا۔ ابن ناطور ایلیاء کا حاکم ہرقل کا مصاحب اور شام کے نصاریٰ کا بڑا پادری بیان کرتا تھا کہ ہرقل جب ایلیاء آیا، ایک دن صبح کو افسردہ حال اٹھا تو اس کے درباریوں نے پوچھا کہ آج ہم آپ کی حالت بدلی ہوئی پاتے ہیں، ابن ناطور کا بیان ہے کہ ہرقل نجوی تھا، علم نجوم میں وہ پوری مہارت رکھتا تھا۔ اس نے اپنے ہم نشینوں کو بتایا کہ میں نے آج رات ستاروں پر نظر ڈالی تو دیکھا کہ ختنہ کرنے والوں کا بادشاہ ہمارے ملک پر غالب آ گیا ہے۔ اس زمانہ میں کون لوگ ختنہ کرتے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ یہود کے سوا کوئی ختنہ نہیں کرتا۔ سوان کی وجہ سے پریشان نہ ہوں۔ سلطنت کے تمام شہروں میں یہ حکم لکھ بھیجئے کہ وہاں جتنے یہودی ہوں سب قتل کردیئے جائیں وہ لوگ انہی باتوں میں مشغول تھے کہ ہرقل کے پاس ایک آدمی لایا گیا۔ جسے شاہ غسان نے بھیجا تھا۔ اس نے رسول اللہ ﷺ کے حالات بیان کئے۔ جب ہرقل نے سن لیے تو کہا کہ جا کر دیکھو وہ ختنہ کئے ہوئے ہے یا نہیں؟ انہوں نے دیکھا تو بتلایا کہ وہ ختنہ کیا ہوا ہے۔ ہرقل نے جب اس شخص سے عرب کے بارے میں پوچھا تو اس نے بتایا کہ وہ ختنہ کرتے ہیں۔ تب ہرقل نے کہا محمد ﷺ اس امت کے بادشاہ ہیں۔ جو پیدا ہوچکے ہیں۔ پھر اس نے اپنے

ایک دوست کو رومیہ خط لکھا اور وہ بھی علم نجوم میں ہرقل کی طرح دسترس رکھتا تھا پھر وہاں سے ہرقل حمص چلا گیا۔ ابھی حمص سے نکلا نہیں تھا کہ اس کے دوست کا خط آ گیا۔ اس کی رائے بھی محمد ﷺ کی بعثت کے متعلق ہرقل کے مطابق تھی کہ محمد ﷺ رسول ہیں۔ اس کے بعد ہرقل نے روم کے بڑے بڑے سرداروں کو اپنے حمص کے محل میں طلب کیا اور اس کے حکم سے محل کے دروازے بند کر دیئے گئے۔ پھر وہ باہر آیا اور کہا: ''اے رومیو! کیا تم میں ہدایت اور کامیابی کی طلب ہے؟ اگر تم اپنی سلطنت کی بقاء چاہتے ہو تو پھر اس نبی کی بیعت کر لو اور مسلمان ہو جاؤ۔'' پھر وہ لوگ وحشی گدھوں کی طرح دروازوں کی طرف دوڑے، مگر انہیں بند پایا۔ آخر جب ہرقل نے ان کی یہ نفرت دیکھی اور ان کے ایمان سے ناامید ہو گیا تو کہنے لگا کہ ان لوگوں کو میرے پاس لاؤ۔ تو اس نے کہا میں نے جو بات کہی تھی اس سے تمہاری دینی استقامت کی آزمائش تھی، وہ میں نے دیکھ لی۔ تب وہ سب کے سب اس کے سامنے سجدے میں گر پڑے اور اس سے راضی ہو گئے۔ یہ ہرقل کی آخری کیفیت تھی۔

تخریج: الصحیحة ۳۶۰۷۔ بخاری (۷، ۵۱)، مسلم (۱۷۷۳)، ترمذی (۲۷۱۷)، نسائی فی الکبری (۱۱۰۶۴)، احمد (۱/ ۲۶۳)۔

صفات النبیؐ فی الانجیل

نبیؐ کی انجیل میں بیان کردہ صفات

۲۱۷۲۔ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: ((إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ مَكْتُوْبٌ فِي الْإِنْجِيلِ: لَا فَظٌّ وَلَا غَلِيظٌ وَلَا سَخَّابٌ بِالْأَسْوَاقِ وَلَا يُجْزِئُ بِالسَّيِّئَةِ مِثْلَهَا، بَلْ يَعْفُوْ وَيَصْفَحُ))۔ [الصحيحة:۲۴۵۸]

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہتی ہیں: رسول اللہ ﷺ کے متعلق انجیل میں لکھا گیا ہے: آپ بدخلق تھے نہ سخت دل اور نہ بازاروں میں شور کرنے والے تھے اور نہ آپ برائی کا بدلہ برائی سے دیتے بلکہ معاف کرتے اور درگزر فرماتے۔

تخریج: الصحیحة ۲۴۵۸۔ حاکم (۲/ ۶۱۴)، ابن عساکر (۳/ ۲۱۹)، بیهقی فی الدلائل (۱/ ۳۷۸،۳۷۷)۔

كل شيء يعلم انى رسول الله

ہر چیز جانتی ہے کہ میں اللہ کا رسولؐ ہوں

۲۱۷۳۔ عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ يَعْلَى بْنِ مُرَّةَ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ جَدِّهِ، قَالَ: رَأَيْتُ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ ثَلَاثَةً

حضرت عمر بن عبداللہ بن یعلی بن مرہ اپنے باپ سے اور اُن کے باپ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ میں نے

اَشْيَاءَ مَارَآهَا أَحَدٌ قَبْلِي: أ- كُنْتُ مَعَهُ فِي طَرِيْقِ مَكَّةَ، فَمَرَّ عَلَى ابْنَةٍ مَعَهَا ابْنٌ لَّهَا بِهِ لَمَمٌ، مَارَأَيْتُ لَمَماً أَشَدَّ مِنْهُ فَقَالَتْ: يَارَسُوْلَ اللهِ! ابْنِي هٰذَا كَمَا تَرٰى؟ قَالَ: ((إِنْ شِئْتِ دَعَوْتُ لَهُ)) فَدَعَا لَهُ، ثُمَّ مَضٰى ب ـ فَمَرَّ عَلَيْهِ بَعِيْرٌ مَادٌّ جِرَانَهُ يَرْغُوْ،فَقَالَ((عَلَيَّ بِصَاحِبِ هٰذَا)) فَقَالَ: ((هٰذَا يَقُوْلُ: نُتِجْتُ عِنْدَهُمْ وَاسْتَعْمَلُوْنِي، حَتّٰى إِذَا كَبِرْتُ أَرَادُوْا أَن يَنْحَرُوْنِي)) ثُمَّ مَضٰى ج- فَرَأَى شَجَرَتَيْنِ مُتَفَرِّقَتَيْنِ، فَقَالَ لِي: ((اذْهَبْ فَمُرْهُمَا، فَلْتَجْتَمِعَا)) فَاجْتَمَعَتَا، فَقَضٰى حَاجَتَهُ، وَقَالَ: ((اذْهَبْ فَقُلْ لَهُمَا يَفْتَرِقَا)) ثُمَّ مَضٰى فَلَمَّا انْصَرَفَ مَرَّ عَلَى الصَّبِيِّ وَهُوَ يَلْعَبُ مَعَ الصِّبْيَانِ وَقَدْ هَيَّأَتْ لَهُ أُمُّهُ سِتَّةَ أَكْبُشٍ، فَأَهْدَتْ لَهُ كَبْشَيْنِ، وَقَالَتْ: مَا عَادَ إِلَيْهِ شَيْءٌ مِنَ اللَّمَمِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَامِنْ شَيْءٍ إِلَّا يَعْلَمُ أَنِّي رَسُوْلُ اللّٰهِ إِلَّا كَفَرَةُ أَوْ فَسَقَةُ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ)).[الصحيحة: ٣٣١١]

حضور ﷺ میں تین چیزیں ایسی دیکھی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی نے نہیں دیکھیں (۱) میں حضور ﷺ کے ساتھ مکہ کے راستے میں تھا تو آپ ایک لڑکی کے پاس سے گزرے۔ اس کے ساتھ اس کا بیٹا تھا جسے آسیب تھا، میں نے ایسا سخت آسیب کبھی نہیں دیکھا تو اس لڑکی نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ میرے اس بیٹے کا حال تو آپ دیکھ رہے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا اگر تو چاہتی ہے تو میں اس کے لیے دعا کر دیتا ہوں۔ پس آپ ﷺ نے اس کے لیے دعا فرمادی پھر تشریف لے گئے۔ (۲) پھر آپ ﷺ کے قریب سے ایک اونٹ گزرا جس کی گردن جھکی ہوئی تھی اور وہ بلبلا رہا تھا، پس آپ ﷺ نے فرمایا اس کے مالک کو میرے پاس لے کر آؤ (جب وہ آیا) تو آپ ﷺ نے فرمایا یہ اونٹ کہہ رہا ہے کہ میں اس مالک کے پاس ہی پیدا ہوا تھا۔ انہوں نے مجھے خوب استعمال کیا یہاں تک کہ جب میں بوڑھا ہو گیا تو انہوں نے مجھے ذبح کرنے کا ارادہ کرلیا تو آپ ﷺ آگے تشریف لے گئے۔ (۳) پھر آپ ﷺ نے دو علیحدہ علیحدہ درخت دیکھے تو مجھے فرمایا کہ جاؤ ان دونوں درختوں کو کہو کہ جڑ جائیں تو وہ دونوں مل گئے پھر آپ ﷺ قضائے حاجت سے فارغ ہوئے اور فرمایا کہ جاؤ اور ان دونوں درختوں کو کہو کہ علیحدہ علیحدہ ہو جائیں تو آپ ﷺ تشریف لے چلے پھر جب آپ ﷺ واپس لوٹے تو اسی بچے کے پاس سے آپ کا گزر ہوا وہ دوسرے بچوں کے ساتھ کھیل رہا تھا اور اس کی ماں نے اس کے لیے ٦ مینڈھے پال رکھے تھے تو آپ ﷺ کو ان میں سے دو مینڈھے ہدیۃً پیش کیے اور عرض کیا کہ اس کو بالکل آسیب نہیں ہوا، پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کوئی ایسی چیز نہیں ہے جو یہ نہ جانتی ہو کہ میں اللہ کا رسول ہوں سوائے کافروں یا فرمایا سوائے فاسق جنوں اور انسانوں کے۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۳۱۱۔ طبرانی فی الکبیر (۲۳۲/ ۲۶۱)، بیھقی فی الدلائل (۶/ ۲۲)۔

الدعا عندالطعام و الشراب

کھانے اور پینے کے وقت کی دعا

٢١٧٤۔ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ: ((كَانَ ﷺ إِذَا أَكَلَ أَوْ شَرِبَ قَالَ: الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَطْعَمَ وَسَقَى، وَسَوَّغَهُ وَجَعَلَ لَهُ مَخْرَجاً)) [الصحيحة:٧٠٥]

ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، آپ ﷺ جب کھاتے یا پیتے تو یہ دعا پڑھتے ﴿الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَطْعَمَ وَسَقَى، وَسَوَّغَهُ وَجَعَلَ لَهُ مَخْرَجاً﴾ تمام تعریفیں اُس ذات کیلئے جس نے کھلایا اور پلایا اور کھانے کو خوشگواری کے ساتھ حلق سے اتارا اور اُسکے نکلنے کی جگہ بنائی۔

تخریج: الصحیحة ۷۰۵۔ ابوداؤد (۳۸۵۱)' ابن حبان (۵۲۲۰)' ابن السنی فی عمل الیوم واللیلة (۴۶۴)۔

جلس الاحتباء

گوٹھ مار کر بیٹھنا

٢١٧٥۔ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ: ((كَانَ ﷺ إِذَا جَلَسَ احْتَبَى)) [الصحيحة:٨٧٢]

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، آپ ﷺ گوٹھ مار کر بیٹھتے تھے۔

تخریج: الصحیحة ۸۲۷۔ ابوداؤد (۴۸۴۶)' ترمذی فی الشمائل (۱۳۸)' بیہقی (۳/ ۲۳۸)۔

حالة غضب النبیؐ

نبیؐ کے غصہ کی حالت کا بیان

٢١٧٦۔ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ، قَالَ ((كَانَ ﷺ إِذَا غَضِبَ احْمَرَّتْ عَيْنَاهُ)) [الصحيحة:٢٠٧٩]

ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں جب آپ ﷺ غصے میں آتے تو آپ ﷺ کی آنکھیں سرخ ہو جاتیں۔

تخریج: الصحیحة ۲۰۷۹۔ ابوالشیخ فی اخلاق النبی ﷺ (۶۸)' طبرانی فی الکبیر (۱۰۹۷۱)۔

باب: من شمائله ﷺ

باب: شمائل نبوی کا بیان

٢١٧٧۔ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: ((كَانَ ﷺ إِذَا كَرِهَ شَيْئاً عَرَفْنَاهُ فِي وَجْهِهِ)). [الصحيحة:٢٠٨٥]

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں: آپ ﷺ جب کسی چیز کو ناپسند کرتے تھے تو ہم اُس چیز کی ناپسندیدگی آپ ﷺ کے چہرے سے پہچان لیتے تھے۔

تخریج: الصحیحة ۲۰۸۵۔ بخاری (۳۵۶۲)' والادب المفرد (۵۹۹)' مسلم (۲۳۲۰)' ابوداؤد الطیالسی (۲۲۲۲)۔

كيفية مشی النبیؐ

نبیؐ کے چلنے کی کیفیت کا بیان

٢١٧٨۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ((كَانَ ﷺ إِذَا مَشَى كَأَنَّهُ يَتَوَكَّأُ)). [الصحيحة:٢٠٨٣]

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، آپ ﷺ جب چلتے تو ایسے محسوس ہوتا گویا کہ آپ ٹیک لگائے ہوئے ہیں۔

تخریج: الصحیحة ۲۰۸۳۔ ابوداؤد (۴۸۶۳)' حاکم (۴/ ۲۸۱)' ابو الشیخ فی اخلاق النبی ﷺ (ص:۹۸)' ترمذی (۱۷۵۴)' مطولاً من طریق آخر عنه۔

كان النبي اذا مشى لم يلتفت

آپ ؐ جب چلتے تھے تو التفات نہیں کرتے تھے

۲۱۷۹۔ عَنْ جَابِرٍ: ((كَانَ ﷺ إِذَا مَشَى لَمْ يَلْتَفِتْ)) [الصحيحة:۲۰۸۶]

جابر ؓ سے روایت ہے، آپ چلتے تو التفات نہیں کرتے تھے۔

تخریج: الصحيحة ۲۰۸۶۔ حاكم (۴/ ۲۹۲)' ابن سعد (۱/ ۳۷۹)' ابن ابی حاتم فی العلل (۲/ ۲۴۸)۔

ذكر حالة نزول الوحي

وحی کے نزول کی حالت کا بیان

۲۱۸۰۔عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ، قَالَ: سَمِعْتُ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ يَقُولُ: ((كَانَ إِذَا نَزَلَ الْوَحْيُ عَلَيْهِ ﷺ ثَقُلَ لِذٰلِكَ، وَتَحَدَّرَ جَبِينُهُ عَرَقاً كَأَنَّهُ الْجُمَانُ، وَإِنْ كَانَ فِي الْبَرْدِ)).

سہل بن سعد سے روایت ہے کہتے ہیں میں نے زید بن ثابت سے سنا وہ کہہ رہے تھے جب آپ ﷺ پر وحی اترتی تو وہ آپ ﷺ پر بڑی بھاری ہوتی آپ ﷺ کی پیشانی سے پسینہ بہتا گویا موتی ہیں اگرچہ وحی کا نزول سردی میں ہوتا

تخریج: الصحيحة ۲۰۸۸۔ ابو نعيم الدلائل (۷۳)' طبرانی فی الكبير (۴۷۸۷)۔

ذكر عجز النبيؐ

نبی کی عاجزی کا بیان

۲۱۸۱۔ عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: سُئِلَتْ: مَاكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَعْمَلُ فِي بَيْتِهِ؟ قَالَتْ ((كَانَ بَشَراً مِنَ الْبَشَرِ: يُفْلِي ثَوْبَهُ، وَيَحْلِبُ شَاتَهُ وَيَخْدُمُ نَفْسَهُ)). [الصحيحة: ۶۷۱]

عائشہ ؓ سے روایت ہے، کہتی ہیں ان سے سوال کیا گیا کہ رسول اللہ ﷺ گھر میں کیا کام کاج کیا کرتے تھے؟ عائشہ ؓ نے کہا: آپ انسانوں میں سے ایک انسان تھے، اپنے کپڑوں میں سے کپڑے وغیرہ خود تلاش کرلیتے ، اپنی بکری کا دودھ دھو لیتے اور اپنی خدمت خود کرتے۔

تخریج: الصحيحة ۶۷۱۔ احمد (۶/ ۲۵۶)' الادب المفرد (۵۴۱)' ترمذی فی الشمائل (۳۳۵)' ابن حبان (۵۶۷۵)۔

ذكر جسم النبيؐ والاخلاق

نبیؐ کے جسم اور اخلاق کا بیان

۲۱۸۲۔ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ الْعَوْفِيِّ، قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا سَعِيْدِ الْخُدْرِيَّ عَنْ خَاتَمِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَ: ((كَانَ خَاتَمُ النُّبُوَّةِ فِي ظَهْرِهِ بَضْعَةً نَاشِرَةً)). [الصحيحة: ۲۰۹۳]

ابو نضرہ عوفی ؓ سے روایت ہے، کہتے ہیں میں نے ابو سعید خدری ؓ سے رسول اللہ ﷺ کی مہر کے متعلق سوال کیا ،انہوں نے کہا آپ ﷺ کی نبوت والی مہر آپ کی پشت مبارک میں ابھرا ہوا گوشت کا ایک ٹکڑا تھا۔

تخریج: الصحيحة ۲۰۹۳۔ ترمذی فی الشمائل (۲۱)' بخاری فی التاريخ (۴/ ۴۴)' احمد (۳/ ۶۹)' بيهقی فی الدلائل (۱/ ۲۶۵) من طريق آخر عنه۔

باب: من الشمائل المحمدية

باب: نبی کریم ﷺ کے شمائل کا بیان

۲۱۸۳۔عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: ((كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَبْيَضَ، كَأَنَّمَا صِيغَ مِنْ فِضَّةٍ رَجِلِ الشَّعْرِ)). [الصحيحة: ۲۰۵۳]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ کا رنگ ایسا سفید تھا گویا چاندی سے آپ کو بنایا گیا تھا۔ اور آپ کے بال تھوڑے گھنگریالے تھے۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۰۵۳۔ نبی کریم ﷺ کے شمائل کا بیان۔

ذكر جسم النبيؐ والاخلاق

نبیؐ کے جسم اور اخلاق کا بیان

۲۱۸۴۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ : ((كَانَ ﷺ شَبْحَ الذِّرَاعَيْنِ، أَهْدَبَ أَشْفَارِ الْعَيْنَيْنِ، بَعِيْدٌ مَابَيْنَ الْمَنْكِبَيْنِ، يُقْبِلُ جَمِيْعاً، وَيُدْبِرُ جَمِيْعاً لَمْ يَكُنْ فَاحِشاً وَلَا مُتَفَحِّشاً، وَلَا صَخَّابًا فِي الْأَسْوَاقِ)). [الصحيحة: ۲۰۹۵]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ آپ ﷺ لمبے بازوؤں والے اور لمبی پلکوں والے اور آپ ﷺ کے دونوں کندھوں کے درمیان فاصلہ زیادہ تھا۔ پورے وجود کے ساتھ متوجہ ہوا کرتے تھے اور پورے وجود کے ساتھ اعراض فرمایا کرتے تھے۔ آپ ﷺ بدخلق تھے نہ ہی بدزبان تھے اور نہ آپ ﷺ بازاروں میں چیختے تھے۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۰۹۵۔ احمد (۲/ ۳۲۸،۴۴۸)، ابن سعد (۱/ ۴۱۴)، طیالسی (۲۳۱۳)، بیہقی (۱/ ۱۸۱)۔

۲۱۸۵۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ: ((كَانَ ﷺ لَهُ حِمَارٌ يُقَالُ لَهُ: عُفَيْرٌ)). [الصحيحة: ۲۰۹۸]

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ کا ایک گدھا تھا، اُس کو عفیر کہا جاتا تھا۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۰۹۸۔ طحاوی فی مشکل الآثار (۱/ ۴۷۸)، ابن سعد (۱/ ۴۹۲)، طبرانی فی الکبیر (۱۰۲۷۴)۔

۲۱۸۶۔ عَنْ زِيَادِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: ((كَانَ لَا يُرَاجِعُ بَعْدَ ثَلَاثٍ)) [الصحيحة: ۲۱۰۸]

زیاد بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ تین دفعہ سے زیادہ مرتبہ دروازہ نہیں کھٹکھٹاتے تھے۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۱۰۸۔ عبدالباقی بن تانع فی معجم الصحابۃ (۳۸۳) مرسلاً۔ احمد (۳/ ۲۲۳) مطولاً عن ابن ابی حدرد الاسلمی رضی اللہ عنہ۔

۲۱۸۷۔ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ الْحَارِثِيِّ، قَالَ: ((كَانَ ﷺ يَجْلِسُ الْقُرْفُصَاءَ)). [الصحيحة: ۲۱۲٤]

ابوامامہ حارثی سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ قرفصا بیٹھتے تھے۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۱۲۴۔ طبرانی فی الکبیر (۷۹۴)، ابوالشیخ فی اخلاق النبی ﷺ (ص: ۲۶۷)۔

باب: عصمته ﷺ من الناس

باب:

۲۱۸۸۔ عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: ((كَانَ ﷺ يُحْرَسُ حَتّٰى نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ: ﴿وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ﴾ فَأَخْرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَأْسَهُ مِنَ الْقُبَّةِ، فَقَالَ لَهُمْ: يَاأَيُّهَا النَّاسُ!

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، کہتی ہیں، کہ رسول اللہ ﷺ کا پہرہ دیا جاتا تھا۔ یہاں تک کہ یہ آیت نازل ہوئی: ''اللہ تمہیں لوگوں سے بچائے گا'' (اس آیت کے نزول کے بعد) رسول اللہ ﷺ نے اپنا سر خیمے سے نکالا اور صحابہ سے فرمایا

انْصَرِفُوْا فَقَدْ عَصَمَنِيَ اللّٰهُ)).

[الصحيحة: ٢٤٨٩]

چلے جاؤ اللہ تعالیٰ نے مجھے بچالیا۔

تخریج: الصحیحة ۲۴۸۹۔ ترمذی (۲/ ۳۱۳)' ابن جریر (۶/ ۱۹۹)۔

كيفية مشي النبي

نبیؐ کے چلنے کی کیفیت کا بیان

٢١٨٩۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: ((كَانَ ﷺ يَمْشِي مَشْياً يُعْرَفُ فِيْهِ أَنَّهُ لَيْسَ بِعَاجِزٍ وَلَا كَسْلَانَ)). [الصحيحة: ٢١٠٤]

ابن عباس ؓ کہتے ہیں، آپ ﷺ کی چال سے پہچان لیا جاتا کہ آپ ﷺ عاجز یا سست نہیں ہیں۔

تخریج: الصحیحة ۲۱۰۴۔ المخلص فی الفوائد المنتقاۃ (۱۱/ ۵۸/ ۲)' ابو الحسن الحربی فی الحربیات (۲/ ۴۷/ ۲)۔

ذكر أيمان رسول الله

رسول اللہ کی قسم کا بیان

٢١٩٠۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ: ((كَانَتْ أَكْثَرُ أَيْمَانِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لَا وَمُصَرِّفِ الْقُلُوْبِ)).

[الصحيحة: ٢٠٩٠]

ابن عمر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی اکثر قسمیں ان الفاظ کے ساتھ ہوتیں: ﴿لَا وَمُصَرِّفِ الْقُلُوْبِ﴾ نہیں اور دلوں کو پھیرنے والے کی قسم۔

تخریج: الصحیحة ۲۰۹۰۔ ابن ماجه (۲۰۹۲)' نسائی (۳۷۹۳)' بنحوه۔

قوة جبرئيل

جبرائیل کی طاقت کا بیان

٢١٩١۔ عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيْهِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَمَّا انْتَهَيْنَا إِلَى بَيْتِ الْمَقْدِسِ، قَالَ جِبْرِيْلُ بِإِصْبَعِهِ فَخَرَقَ بِهِ الْحَجَرَ وَشَدَّبِهِ الْبُرَاقَ)). [الصحيحة: ٣٤٨٧]

حضرت ابن بریدا پنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب ہم بیت المقدس پہنچے تو جبریل نے اپنی انگلی سے اشارہ کرکے پتھر میں سوراخ کیا اور براق کو اُس کے ساتھ باندھ دیا۔

تخریج: الصحیحة ۳۴۸۷۔ ترمذی (۳۱۳۲)' ابن حبان (۴۷)' حاکم (۲/ ۳۶۰)۔

ذكر المعراج

واقعہ معراج کا بیان

٢١٩٢۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لَمَّا كَانَ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِي، وَأَصْبَحْتُ بِمَكَّةَ فَظِعْتُ بِأَمْرِي، وَعَرَفْتُ أَنَّ النَّاسَ مُكَذِّبِيَّ فَقَعَدَ مُعْتَزِلاً حَزِيْناً. قَالَ: فَمَرَّ عَدُوُّاللّٰهِ أَبُوْجَهْلٍ، فَجَاءَ حَتّٰى جَلَسَ إِلَيْهِ،

حضرت ابن عباس ؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس رات مجھے معراج کا سفر کرایا گیا اور میں نے صبح مکہ میں کی مجھے خوف ہوا کیونکہ میں جانتا تھا کہ لوگ میری تکذیب کریں گے، تو آپ علیحدہ پریشان ہو کر بیٹھ گئے۔ ابن عباس فرماتے ہیں کہ اللہ کے دشمن ابوجہل کا گذر آپ پر ہوا اور وہ آیا اور آپ

فَقَالَ لَهُ. كَالْمُسْتَهْزِئِ. هَلْ كَانَ مِنْ شَيْءٍ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ نَعَمْ قَالَ: مَاهُوَ؟ قَالَ: إِنَّهُ أُسْرِيَ بِيَ اللَّيْلَةَ. قَالَ: إِلَى أَيْنَ؟ قَالَ: إِلَى بَيْتِ الْمَقْدِسِ، قَالَ: ثُمَّ أَصْبَحْتَ بَيْنَ ظَهْرَ انَيْنَا؟ قَالَ: نَعَمْ فَلَمْ يَرَأَنَّهُ يُكَذِّبُهُ مُخَافَةَ أَنْ يَجْحَدَهُ الْحَدِيْثَ إِذَا دَعَا قَوْمَهُ إِلَيْهِ، قَالَ: أَرَأَيْتَ إِنْ دَعَوْتُ قَوْمَكَ تُحَدِّثُهُمْ مَاحَدَّثْتَنِي؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: نَعَمْ. فَقَالَ: هَيَّا مَعْشَرَ بَنِي كَعْبِ بْنِ لُؤَيٍّ! فَانْتَفَضَتْ إِلَيْهِ الْمَجَالِسُ، وَجَاءُ وا حَتّٰى جَلَسُوْا إِلَيْهِمَا، قَالَ: حَدِّثْ قَوْمَكَ بِمَا حَدَّثْتَنِي فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: إِنِّي أُسْرِيَ بِيَ اللَّيْلَةَ قَالُوْا: إِلَى أَيْنَ؟ قَالَ: إِلَى بَيْتِ الْمَقْدِسِ. قَالُوْا: ثُمَّ أَصْبَحْتَ بَيْنَ ظَهْرَ انَيْنَا؟ قَالَ: نَعَمْ قَالَ: فَمِنْ بَيْنِ مُصَفِّقٍ، وَمِنْ بَيْنِ وَاضِعٍ يَدَهُ عَلَى رَأْسِهِ مُتَعَجِّباً لِلْكَذِبِ، زَعَمَ! قَالُوْا: وَهَلْ تَسْتَطِيْعُ أَنْ تَنْعَتَ لَنَا الْمَسْجِدَ. وَفِي الْقَوْمِ مَنْ قَدْ سَافَرَ إِلَى ذٰلِكَ الْبَلَدِ وَرَأَى الْمَسْجِدَ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: فَذَهَبْتُ أَنْعَتُ، فَمَا زِلْتُ أَنْعَتُ حَتّٰى الْتَبَسَ عَلَيَّ بَعْضُ النَّعْتِ. قَالَ: فَجِيءَ بِالْمَسْجِدِ وَأَنَا أَنْظُرُ حَتّٰى وُضِعَ دُوْنَ دَارَ عِقَالٍ. أَوْعَقِيْلٍ. فَنَعَتُّهُ وَأَنَا أَنْظُرُ إِلَيْهِ. قَالَ: وَكَانَ مَعَ هٰذَا نَعْتٌ لَمْ أَحْفَظْهُ. قَالَ: فَقَالَ الْقَوْمُ: أَمَّا النَّعْتُ، فَوَاللّٰهِ! لَقَدْ أَصَابَ)).

[الصحيحة:۳۰۲۱]

ﷺ کے قریب بیٹھ گیا اور آپ سے بطور استہزاء کہا کہ کیا کوئی بات پیش آئی ہے ؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں۔ کہنے لگا کیا ہوا؟ آپ نے فرمایا کہ مجھے رات کو سفر کروایا گیا ہے۔ ابوجہل بولا کہاں تک؟ آپ ﷺ نے فرمایا بیت المقدس تک۔ ابوجہل نے کہا پھر آپ نے ہمارے درمیان صبح کی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں تو ابوجہل نے اس وقت تکذیب نہیں کی اس خوف سے کہ جب ابوجہل اپنی قوم کو جمع کرے گا تو ہوسکتا ہے کہ آپ ﷺ اپنی یہ بات ان کے سامنے کہنے سے انکار کردیں۔ ابوجہل بولا کہ اگر میں آپ کی قوم کو بلاؤں کیا آپ ان کو بھی یہ بات سنائیں گے، جو مجھے سنائی ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں چنانچہ ابوجہل نے آواز دی اے بنی کعب بن لوئی کی جماعت تو لوگ آکر ان دونوں کے پاس جمع ہوگئے اور بیٹھ گئے پھر ابوجہل نے حضور ﷺ سے کہا کہ اپنی قوم کو بھی وہ بات سنائیں جو آپ نے مجھے سنائی ہے تو آپ نے فرمایا مجھے رات سفر کروایا گیا تھا۔ لوگوں نے پوچھا کہاں کا سفر؟ آپ ﷺ نے فرمایا بیت المقدس کا تو لوگوں نے پوچھا کہ پھر آپ ﷺ نے صبح ہمارے درمیان کرلی؟ آپ نے فرمایا ہاں۔ ابن عباس فرماتے ہیں کہ ان میں سے بعض تالیاں پیٹنے لگے اور بعضوں نے تعجب میں جھوٹ سمجھتے ہوئے اپنے سروں پر ہاتھ رکھ لیا۔ انہوں نے کہا کہ آپ ہمارے لیے مسجد اقصیٰ کا وصف بیان کرسکتے ہیں اور قوم میں بعض ایسے لوگ بھی تھے جو وہاں کا سفر کرچکے تھے اور مسجد کو دیکھ چکے تھے۔ پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے ان کے سامنے مسجد کا وصف بیان کیا تو درمیان میں مجھے کچھ مشکل سی پیش آئی تو مسجد کو لایا گیا اور میں دیکھتا تھا حتیٰ کہ عقال یا فرمایا عقیل کے گھر کے قریب مسجد رکھ دی گئی۔ میں نے اسے دیکھتے ہوئے اس کا وصف بیان کردیا، ابن عباس فرماتے ہیں کہ اس وقت۔ اس حدیث کے ساتھ مسجد اقصیٰ کا وصف بھی تھا

مجھے یاد نہیں ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ قوم کہنے لگی کہ نقشہ تو اللہ کی قسم! انہوں نے بالکل ٹھیک کھینچا ہے۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۰۲۱۔ نسائی فی الکبری (۱۱۲۸۵)' احمد (۱/ ۳۰۹)' ابن ابی شیبۃ (۱۱/ ۴۶۱)۔

عجز النبیؐ

نبیؐ کی عاجزی کا بیان

۲۱۹۳۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ، قَالَ: كُنَّا فِي غَزْوَةِ بَدْرٍ كُلُّ ثَلَاثَةٍ مِنَّا عَلٰى بَعِيْرٍ، كَانَ عَلِيٌّ وَأَبُوْ لُبَابَةَ: زَمِيْلَي رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ: فَإِذَا كَانَ عِقْبَةُ النَّبِيِّ ﷺ قَالَا:اِرْكَبْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ! حَتّٰى نَمْشِيَ عَنْكَ فَيَقُوْلُ: ((مَا أَنْتُمَا بِأَقْوٰى عَلَى الْمَشْيِ مِنِّي، وَمَا أَنَا بِأَغْنٰى عَنِ الْأَجْرِ مِنْكُمَا)). [الصحیحۃ:۲۲۵۷]

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں ہم غزوہ بدر میں تھے ہم میں سے ہر تین آدمی ایک اونٹ پر تھے۔ علی اور ابولبابہ رضی اللہ عنہما رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سوار ہونے والے تھے، جب رسول اللہ ﷺ کی پیدل چلنے کی باری ہوتی تو یہ دونوں کہتے، یا رسول اللہ ﷺ آپ سوار ہوں آپ کی بجائے ہم پیدل چلیں گے، تو آپ ﷺ فرماتے کہ تم دونوں مجھ سے چلنے میں زیادہ قوت والے نہیں ہو اور نہ میں تم سے ثواب کا کم محتاج ہوں۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۲۵۷۔ احمد (۱/ ۴۱۱'۴۱۸)' ابن حبان (۴۷۳۳)' حاکم (۳/ ۲۰)۔

ما النبی الا خازن

نبیؐ صرف خزانچی ہیں

۲۱۹۴۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا أُوْتِيْكُمْ مِنْ شَيْءٍ وَمَا أَمْنَعُكُمُوْهُ إِنْ أَنَا إِلَّا خَازِنٌ:أَضَعُ حَيْثُ أُمِرْتُ)). [الصحیحۃ:۲۲۲۱]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں تمہیں کوئی خبر دیتا ہوں نہ کسی چیز سے محروم رکھتا ہوں۔ میں تو ایک خزانچی ہوں، ہر چیز کو وہاں رکھتا ہوں جہاں مجھے حکم دیا گیا ہے۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۲۲۱۔ ابوداؤد (۲۹۴۹)' احمد (۲/ ۳۱۴)' ابن حبان (۴۷۳۳)' حاکم (۳/ ۲۰)۔

شدة الایذاء علی النبی

نبی پر تکلیفوں کی سختی کا بیان

۲۱۹۵۔عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيْهِ رَفَعَهُ:((مَا أُوْذِيَ أَحَدٌ مَّا أُوْذِيْتُ فِي اللّٰهِ. عَزَّوَجَلَّ)) [الصحیحۃ: ۲۲۲۲]

ابن بریدہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں' انہوں نے اس حدیث کو مرفوعاً نقل کیا ہے: جس قدر مجھے اللہ کی راہ میں ستایا گیا اتنا کسی کو نہیں ستایا گیا۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۲۲۲۔ دیلمی فی مسند الفردوس (۶۲۹۵)' ابو نعیم فی الحلیۃ (۶/ ۲۳۳) عن انس رضی اللہ عنہ' ترمذی (۲۴۷۴)' ابن ماجہ (۱۵۱) عن بمعناہ۔

۲۱۹۶۔ عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: ((مَاتُوُفِّيَ حَتّٰى أَحَلَّ اللّٰهُ لَهُ أَنْ يَتَزَوَّجَ مِنَ النِّسَاءِ مَا شَاءَ)).

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہتی ہیں، نبی ﷺ کی وفات سے پہلے آپ کو اللہ تعالیٰ نے اجازت دے دی کہ جتنی چاہیں،

[الصحيحة: ٣٢٢٤]

عورتوں سے نکاح کریں، سورہ احزاب میں جو پابندی لگائی گئی تھی وہ اٹھالی گئی۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۲۲۴۔ نسائی (۳۲۰۷)، احمد (۶/ ۱۸۰)، حاکم (۲/ ۴۳۷)، بیہقی (۷/ ۵۴)۔

باب: من خلقه ﷺ

باب: اخلاق نبوی ﷺ کا بیان

٢١٩٧۔ عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: ((مَاضَرَبَ بِيَدِهِ خَادِماً قَطُّ وَلَا امْرَأَةً، وَلَا ضَرَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ بِيَدِهِ شَيْئاً قَطُّ، إِلَّا أَنْ يُجَاهِدَ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ، وَلَا خُيِّرَبَيْنَ أَمْرَيْنِ قَطُّ إِلَّا كَانَ أَحَبُّهُمَا إِلَيْهِ أَيْسَرُهُمَا، حَتّٰى يَكُوْنَ إِثْماً فَإِذَا كَانَ إِثْماً كَانَ أَبْعَدَ النَّاسِ مِنَ الْإِثْمِ، وَلَا انْتَقَمَ لِنَفْسِهِ مِنْ شَيْءٍ يُؤْتٰى إِلَيْهِ حَتّٰى تُنْتَهَكَ حُرُمَاتُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ فَيَكُوْنَ هُوَ يَنْتَقِمُ لِلّٰهِ۔ عَزَّوَجَلَّ))۔

[الصحيحة:٥٠٧]

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، کہتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے کبھی خادم کو مارا نہ ہی عورت کو۔ جہاد فی سبیل اللہ کے علاوہ رسول اللہ ﷺ نے کسی چیز کو اپنے ہاتھ سے نہیں مارا۔ آپ کو جب بھی دو باتوں کے درمیان اختیار دیا جاتا تو آپ دونوں میں سے آسان حکم کو پسند فرماتے۔ بشرطیکہ وہ آسانی گناہ نہ ہو۔ اور وہ گناہ ہوتا تو آپ لوگوں میں سے سب سے زیادہ گناہ سے دور رہنے والے تھے۔ اور آپ ﷺ نے کبھی اپنی ذات کے لیے انتقام نہیں لیا تھا۔ الا یہ کہ اللہ تعالیٰ کی حرمات کو پامال کیا گیا ہو۔ تو ایسی صورت میں آپ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے انتقام لیتے۔

تخریج: الصحیحۃ ۵۰۷۔ احمد (۶/ ۲۳۲)، عبدالرزاق (۱۷۹۴۲)، بخاری (۳۵۶۰)، مسلم (۲۳۲۸)، ابوداؤد (۴۷۸۶)، الروایات مطولۃ و مختصرۃ۔

٢١٩٨۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ: ((مَرَّالْمَلَأُ مِنْ قُرَيْشٍ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ: وَعِنْدَهُ صُهَيْبٌ، وَبِلَالٌ، وَعَمَّارٌ، وَخَبَّابٌ، وَنَحْوُهُمْ مِنْ ضُعَفَاءِ الْمُسْلِمِيْنَ، فَقَالُوْا: يَامُحَمَّدُ! اطْرُدْهُمْ، أَرَضِيْتَ هٰؤُلَاءِ مِنْ قَوْمِكَ، أَفَنَحْنُ نَكُوْنُ تَبَعاً لِهٰؤُلَاءِ؟! أَهٰؤُلَاءِ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِنْ بَيْنِنَا؟ فَلَعَلَّكَ إِنْ طَرَدْتَّهُمْ أَنْ نَأْتِيَكَ! قَالَ: فَنَزَلَتْ: ﴿وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهُ مَاعَلَيْكَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِنْ شَيْءٍ وَمَا مِنْ حِسَابِكَ عَلَيْهِمْ مِنْ شَيْءٍ فَتَطْرُدَهُمْ فَتَكُوْنَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ﴾.

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں، قریش کے سردار رسول اللہ ﷺ کے پاس سے گزرے اور آپ کے پاس صہیب، بلال، عمار، خباب اور ان جیسے کمزور مسلمانوں میں سے کچھ افراد بیٹھے ہوئے تھے، قریش کے سرداروں نے کہا: اے محمد! ان کو دھتکار دے، کیا تو اپنی قوم میں سے ان پر راضی ہوگیا ہے......؟ کیا ہم ان لوگوں کے پیروکار ہوں گے......؟ کیا ہمارے درمیان میں سے اللہ تعالیٰ نے ان پر احسان کیا ہے......؟ اگر تو ان کو دھتکار دے تو شاید ہم تیرے پاس آیا کریں۔ عبداللہ بن مسعود کہتے ہیں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ''جو صبح شام اللہ کی خوشنودی کے لیے اُسے پکارتے ہیں اُن کو مت دھتکاریئے۔ اُن کے حساب میں سے نہ کچھ آپ کے ذمہ ہے اور نہ آپ کے

)) [الصحيحة:٣٢٩٧]

حساب میں سے کچھ اُن کے ذمہ ہے۔ اگر آپ نے اُن کو دھتکارا تو آپ ظالموں میں سے ہو جائیں گے۔''

باب: قصة فتح مكة الرائعة واسلام ابى سفيان في اكمل رواية صحيحه

باب:

٢١٩٩۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: ((مَضَى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَاسْتَخْلَفَ عَلَى الْمَدِيْنَةِ أَبَارُهْمٍ كُلْثُوْمَ بْنَ حُصَيْنِ الْغِفَارِيَّ، وَخَرَجَ لِعَشْرٍ مَضَيْنَ مِنْ رَمَضَانَ، فَصَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، وَصَامَ النَّاسُ مَعَهُ، حَتّٰى إِذَا كَانَ (الْكَدِيْدُ) مَابَيْنَ (عُسْفَانَ) وَ(أَمَجَ أَفْطَرَ)) ثُمَّ مَضَى حَتّٰى نَزَلَ (مَرَّالظَّهْرَانِ) فِي عَشَرَةِ آلَافٍ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ مِنْ مُزَيْنَةَ وَسُلَيْمٍ، وَفِي كُلِّ الْقَبَائِلِ عُدَدٌ وَإِسْلَامٌ، وَأَوْعَبَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ: الْمُهَاجِرُوْنَ وَالْأَنْصَارُ، فَلَمْ يَتَخَلَّفْ مِنْهُمْ أَحَدٌ فَلَمَّا نَزَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ (مَرَّ الظَّهْرَانِ) وَقَدْ عَمِيَتِ الْأَخْبَارُ عَنْ قُرَيْشٍ، فَلَمْ يَأْتِهِمْ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ خَبَرٌ وَلَا يَدْرُوْنَ مَاهُوَ فَاعِلٌ؟ خَرَجَ فِي تِلْكَ اللَّيْلَةِ أَبُوْ سُفْيَانَ بْنُ حَرْبٍ، وَحَكِيْمُ بْنُ حِزَامٍ، وَبُدَيْلُ بْنُ وَرْقَاءَ يَتَحَسَّسُوْنَ وَيَنْظُرُوْنَ، هَلْ يَجِدُوْنَ خَبَراً أَوْ يَسْمَعُوْنَ بِهِ؟ وَقَدْ كَانَ الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِالْمُطَّلِبِ أَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ بِبَعْضِ الطَّرِيْقِ وَقَدْ كَانَ أَبُوْ سُفْيَانَ بْنُ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِالْمُطَّلِبِ، وَعَبْدُاللّٰهِ بْنُ أَبِي أُمَيَّةَ بْنِ الْمُغِيْرَةِ قَدْ لَقِيَا رَسُوْلَ اللّٰهِ [-أَيْضًا-] فِيْمَا بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِيْنَةِ فَالْتَمَسَا الدُّخُوْلَ عَلَيْهِ، فِيْهِمَا، فَقَالَتْ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اِبْنُ عَمِّكَ وَابْنُ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سفر پر تشریف لے گئے اور مدینہ منورہ پر ابورھم کلثوم بن حصین الغفاری کو نائب مقرر فرمایا، آپ رمضان کی بیس تاریخ کو نکلے آپ نے روزہ رکھا اور لوگوں نے بھی آپ کے ساتھ روزہ رکھا جب آپ (کدید) پہنچے جو عسفان اور اَمج کے درمیان ہے تو روزہ افطار فرمایا۔ آپ چلے یہاں تک کہ مرالظھران میں نزول فرمایا' دس ہزار مسلمانوں کے ساتھ جو قبیلہ مزینہ اور سلیم میں سے تھے اور ہر قبیلے میں سامان حرب اور اسلام تھا اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سارے مہاجرین اور انصار بھی تھے ان میں سے ایک بھی پیچھے نہیں رہا تھا، پس جب آپ مرالظھران پر اترے تو قریش کو آپ کی خبر نہیں تھی۔ ان کے پاس رسول اللہ کی کوئی خبر نہیں پہنچی تھی اور وہ نہ یہ جانتے تھے کہ رسول اللہ کیا کریں گے۔ اس رات ابوسفیان بن حرب اور حکیم بن حزام اور بدیل بن ورقاء نکلے کہ حقیقت حال معلوم کریں اور دیکھیں آپ کے بارے میں کوئی خبر ملتی ہے تو وہ سنیں۔ اور عباس بن عبدالمطلب حضور سے راستہ میں ہی آ ملے تھے اور ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب اور عبداللہ بن امیہ بن مغیرہ بھی مکہ اور مدینہ کے درمیان آئے اور حضور سے ملاقات کرنے کی کوشش کی۔ ام سلمۃ رضی اللہ عنہا نے ان دونوں کے بارے میں حضور سے بات کی۔ عرض کیا کہ یارسول اللہ آپ کے چچا کا بیٹا اور آپ کی پھوپھی کا بیٹا اور داماد ...... رسول اللہ نے فرمایا کہ مجھے ان کی کوئی حاجت نہیں ہے، میرے چچا کے بیٹے نے میری گستاخی کی ہے اور میرے داماد نے مجھے مکہ میں کہا جو

عَمَّتِكَ وَصِهْرُكَ قَالَ: لَاحَاجَةَ لِي بِهِمَا، أَمَّا ابْنُ عَمِّي فَهَتَكَ عِرْضِي وَأَمَّا ابْنُ عَمَّتِي وَصِهْرِي فَهُوَ الَّذِي قَالَ لِي بِمَكَّةَ مَا قَالَ فَلَمَّا أُخْرِجَ إِلَيْهِمَا بِذٰلِكَ وَمَعَ أَبِي سُفْيَانَ بَنِيٌّ لَهُ۔ فَقَالَ:وَاللّٰهِ لَيَأْذَنَنَّ لِي أَوْ لَآخُذَنَّ بِيَدِ ابْنِي هٰذَا، ثُمَّ لَنَذْهَبَنَّ فِي الْأَرْضِ حَتّٰى نَمُوتَ عَطِشًا وَجُوعًا، فَلَمَّا بَلَغَ ذٰلِكَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ رَقَّ لَهُمَا،ثُمَّ أَذِنَ لَهُمَا فَدَخَلَا وَأَسْلَمَا، فَلَمَّا نَزَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ (مَرَّالظَّهْرَانِ) قَالَ الْعَبَّاسُ: وَاصَبَاحَ قُرَيْشٍ! وَاللّٰهِ لَئِنْ دَخَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عُنْوَةً قَبْلَ أَنْ يَسْتَأْمِنُوهُ، إِنَّهُ لَهَلَاكُ قُرَيْشٍ إِلَى آخِرِ الدَّهْرِ قَالَ: فَجَلَسْتُ عَلٰى بَغْلَةِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ الْبَيْضَاءِ،فَخَرَجْتُ عَلَيْهَا حَتّٰى جِئْتُ الْأَرَاكَ فَقُلْتُ: لَعَلِّي أَلْقٰى بَعْضَ الْحَطَّابَةِ، أَوْ صَاحِبَ لَبَنٍ، أَوْ ذَا حَاجَةٍ يَأْتِي مَكَّةَ لِيُخْبِرَهُمْ بِمَكَانِ رَسُولِ اللّٰهِ لِيَخْرُجُوا إِلَيْهِ، فَيَسْتَأْمِنُونَهُ قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَهَا عَلَيْهِمْ عُنْوَةً، قَالَ: فَوَاللّٰهِ إِنِّي لَأَسِيرُ عَلَيْهَا وَأَلْتَمِسُ مَاخَرَجْتُ لَهُ، إِذَا سَمِعْتُ كَلَامَ أَبِي سُفْيَانَ وَبُدَيْلِ بْنِ وَرْقَاءَ وَهُمَا يَتَرَاجَعَانِ، وَأَبُو سُفْيَانَ يَقُولُ: مَارَأَيْتُ كَالْيَوْمِ قَطُّ نِيرَانًا وَلَا عَسْكَرًا قَالَ: يَقُولُ بُدَيْلٌ هٰذِهِ۔ وَاللّٰهِ۔ نِيرَانُ خُزَاعَةَ حَمَشَتْهَا الْحَرْبُ، قَالَ: يَقُولُ أَبُو سُفْيَانَ: خُزَاعَةُ وَاللّٰهِ أَذَلُّ وَأَلْأَمُ مِنْ أَنْ تَكُونَ هٰذِهِ نِيرَانُهَا وَعَسْكَرُهَا۔ قَالَ: فَعَرَفْتُ صَوْتَهُ فَقُلْتُ: يَا أَبَا حَنْظَلَةَ! فَعَرَفَ صَوْتِي فَقَالَ: أَبُو الْفَضْلِ؟ فَقُلْتُ: نَعَمْ قَالَ: مَالَكَ فِدَاكَ

کہا۔ جب ان کو آپ کی یہ بات پہنچائی گئی۔ ابوسفیان کے ساتھ اس کا ایک چھوٹا بیٹا بھی تھا۔ ابوسفیان بولا کہ اللہ کی قسم یا تو مجھے حضور اجازت دیں اگر نہیں تو میں اپنے بیٹے کا ہاتھ پکڑ لوں گا اور ہم صحرا میں نکل جائیں گے حتیٰ کہ ہم بھوک اور پیاس سے مرجائیں، جب حضور کو اس کی یہ بات پہنچی تو آپ ان کے لیے نرم ہوگئے، پھر انہیں اجازت دے دی وہ دونوں داخل ہوئے اور سلام کیا۔ جب رسول اللہ مرالظہران اترے تو عباس نے کہا ہائے قریش کی ہلاکت، اللہ کی قسم اگر رسول اللہ مکہ میں قریش کے امن طلب کرنے سے قبل زبردستی داخل ہوگئے تو یہ قریش کی ہمیشہ کے لیے ہلاکت ہوگی۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا پس میں حضور کے سفید خچر پر بیٹھا اور نکل پڑا یہاں تک کہ میں الأراک کے مقام تک پہنچ گیا میں نے سوچا کہ شاید میں کسی لکڑیاں کاٹنے والی جماعت یا گوالہ یا کسی ضرورت مند کو ملوں جو مکہ جائے اور ان کو حضور کے آنے کی خبر دی تاکہ وہ ان کے پاس آئیں اور پناہ مانگ لیں اس سے پہلے کہ حضور فاتحانہ انداز میں داخل ہوں۔ حضرت عباس فرماتے ہیں خدا کی قسم میں اسی فکر میں چلا جارہا تھا اور اپنی مراد ڈھونڈ رہا تھا کہ اچانک میں نے ابوسفیان اور بدیل بن ورقاء کو آپس میں بات چیت کرتے ہوئے سنا۔ ابوسفیان کہہ رہا تھا کہ میں نے آج تک اتنی بڑی آگ اور لشکر نہیں دیکھا۔ حضرت عباس نے فرمایا کہ بدیل کہہ رہا تھا خدا کی قسم یہ خزاعہ کی آگ ہے جس کو جنگ نے بھڑکا دیا ہے۔ حضرت عباس کہتے ہیں کہ ابوسفیان نے کہا خزاعہ تو خدا کی قسم ذلیل اور کمزور ہیں اتنی زیادہ آگ اور لشکر ان کا نہیں ہوسکتا۔ حضرت عباس فرماتے ہیں کہ میں نے اس کی آواز پہچان لی تو میں نے کہا اے ابوحنظلہ اس نے میری آواز پہچان لی اور کہا کہ ابوالفضل؟ میں نے کہا جی ہاں! ابوسفیان نے کہا میرے ماں باپ تم پر قربان ہوں، کیا بات ہے؟

أَبِي وَأُمِّي؟ فَقُلْتُ: وَيْحَكَ يَا أَبَا سُفْيَانَ! هٰذَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي النَّاسِ، وَاصَبَاحَ قُرَيْشٍ وَاللّٰهِ ! قَالَ: فَمَا الْحِيلَةُ فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي؟! قَالَ: قُلْتُ: وَاللّٰهِ لَئِنْ ظَفِرَ بِكَ لَيَضْرِبَنَّ عُنُقَكَ فَارْكَبْ مَعِي هٰذِهِ الْبَغْلَةَ حَتّٰى آتِيَ بِكَ رَسُولَ اللّٰهِ أَسْتَأْمِنُهُ لَكَ۔ قَالَ: فَرَكِبَ خَلْفِي وَرَجَعَ صَاحِبَاهُ، فَحَرَّكْتُ بِهِ، كُلَّمَا مَرَرْتُ بِنَا مِنْ نِيرَانِ الْمُسْلِمِينَ قَالُوا: مَنْ هٰذَا؟ فَإِذَا رَأَوْا بَغْلَةَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالُوا:عَمُّ رَسُولِ اللّٰهِ عَلٰى بَغْلَتِهِ حَتّٰى مَرَرْتُ بِنَارِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَالَ: مَنْ هٰذَا؟ وَقَامَ إِلَيَّ فَلَمَّا رَأٰى أَبَا سُفْيَانَ عَلٰى عَجُزِ النَّاقَةِ قَالَ: أَبُو سُفْيَانَ عَدُوُّ اللّٰهِ! اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَمْكَنَ مِنْكَ بِغَيْرِ عَقْدٍ وَلَا عَهْدٍ ، ثُمَّ خَرَجَ يَشْتَدُّ نَحْوَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَرَكَضْتُ الْبَغْلَةَ، فَسَبَقْتُهُ بِمَا تَسْبِقُ الدَّابَّةُ الْبَطِيئَةُ الرَّجُلَ الْبَطِيءَ، فَاقْتَحَمْتُ عَنِ الْبَغْلَةِ، فَدَخَلْتُ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَدَخَلَ عُمَرُ فَقَالَ: يَارَسُولَ اللّٰهِ! هٰذَا أَبُو سُفْيَانَ قَدْ أَمْكَنَ اللّٰهُ مِنْهُ بِغَيْرِ عَقْدٍ وَلَا عَهْدٍ، فَدَعْنِي فَلْأَضْرِبْ عُنُقَهُ، قَالَ: قُلْتُ: لَا وَاللّٰهِ لَايُنَاجِيهِ اللَّيْلَةَ رَجُلٌ دُونِي فَلَمَّا أَكْثَرَ عُمَرُ فِي شَأْنِهِ، قُلْتُ: مَهْلًا يَا عُمَرُ! وَاللّٰهِ لَوْكَانَ مِنْ رِجَالِ بَنِي عَدِيِّ بْنِ كَعْبٍ مَا قُلْتَ هٰذَا وَلٰكِنَّكَ عَرَفْتَ أَنَّهُ رَجُلٌ مِنْ رِجَالِ بَنِي عَبْدِمَنَافٍ! فَقَالَ: مَهْلًا يَا عَبَّاسُ! فَوَاللّٰهِ لَإِسْلَامُكَ يَوْمَ أَسْلَمْتَ كَانَ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ إِسْلَامِ الْخَطَّابِ لَوْ أَسْلَمَ، وَمَابِي إِلَّا أَنِّي قَدْ

میں نے کہا ابوسفیان تیرا ناس ہو یہ اللہ کے رسول علیہ السلام لوگوں کے ساتھ ہیں، واللہ ہائے قریش کی بری صبح۔ابوسفیان نے کہا میرے ماں باپ تجھ پر قربان تو پھر بچنے کا کیا طریقہ ہے؟ حضرت عباس فرماتے ہیں میں نے کہا اللہ کی قسم اگر وہ تم پر غالب آ گئے تو تمہاری گردن ماردیں گے، اس خچر پر میرے ساتھ سوار ہو جا۔ میں تجھے اللہ کے رسول کے پاس لے جاؤں اور تمہارے لیے امان طلب کرتا ہوں، حضرت عباس نے فرمایا وہ میرے پیچھے بیٹھ گیا اور اس کے دونوں ساتھی واپس لوٹ گئے، میں نے جانور کی باگ کھینچی اور جیسے ہی ہم مسلمانوں کی آگ کے پاس سے گزرے تو وہ کہتے یہ کون لوگ ہیں؟ جب اللہ کے رسول علیہ السلام کا خچر دیکھتے تو کہتے کہ رسول اللہ کے چچا ان کے خچر پر سوار ہیں۔ یہاں تک کہ میں عمر کی آگ پر گزرا تو انہوں نے کہا یہ کون ہے؟ اور وہ میری طرف آئے اور جب ابوسفیان کو خچر کے پچھلے حصے پر دیکھا تو عمر نے کہا یہ تو اللہ کا دشمن ابوسفیان ہے۔ الحمدللہ کہ اللہ تعالیٰ نے بغیر کسی عہد و پیمان کے اس کو ہماری گرفت میں دے دیا۔ پھر عمر تیزی سے حضور کی طرف گئے اور میں نے بھی جانور کو ایڑ لگائی میں عمر سے پہلے پہنچ گیا۔ جیسا کہ سست آدمی پر سست جانور بھی سبقت لے ہی جاتا ہے۔ میں خچر سے کود پڑا۔ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس پہنچا اور عمر بھی فوراً پہنچ گئے۔عمر جلدی سے بولے اور کہا یارسول اللہ! اللہ پاک نے بغیر کسی عہد و پیمان کے ابوسفیان کو ہماری گرفت میں دے دیا ہے، آپ جلدی اجازت مرحمت فرمادیں تا کہ میں اس کی گردن مار دوں۔ حضرت عباس کہتے ہیں میں نے کہا نہیں خدا کی قسم آج کی رات میرے علاوہ کوئی نبی ﷺ سے بات نہیں کرے گا۔ جب عمر نے اس معاملے پر اصرار کیا تو میں نے کہا عمر ٹھہر جا اور جلدی مت کر۔ خدا کی قسم اگر یہ بنو عدی بن کعب کا آدمی ہوتا تو تو ہرگز

عَرَفْتُ أَنَّ إِسْلَامَكَ كَانَ أَحَبَّ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنْ إِسْلَامِ الْخَطَّابِ[لَوْ أَسْلَمَ] فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ **اِذْهَبْ بِهِ إِلَى رَحْلِكَ يَا عَبَّاسُ! فَإِذَا أَصْبَحَ فَأْتِنِي بِهِ،** فَذَهَبْتُ بِهِ إِلَى رَحْلِي فَبَاتَ عِنْدِي، فَلَمَّا أَصْبَحَ غَدَوْتُ بِهِ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ا فَلَمَّا رَآهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: **وَيْحَكَ يَا أَبَاسُفْيَانَ! أَلَمْ يَأْنِ لَكَ أَنْ تَعْلَمَ أَنْ لَّاإِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ؟!** قَالَ: بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي، مَاأَكْرَمَكَ [وَأَحْلَمَكَ] وَأَوْصَلَكَ! وَاللّٰهِ لَقَدْ ظَنَنْتُ أَنْ لَّوْ كَانَ مَعَ اللّٰهِ غَيْرُهُ، لَقَدْ أَغْنَى عَنِّي شَيْئاً [بَعْدَ] قَالَ: **وَيْحَكَ يَا أَبَا سُفْيَانُ! أَلَمْ يَأْنِ لَكَ أَنْ تَعْلَمَ أَنِّي رَسُوْلُ اللّٰهِ؟** قَالَ: بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي مَاأَحْلَمَكَ وَأَكْرَمَكَ وَأَوْصَلَكَ! هٰذِهٖ وَاللّٰهِ۔ كَانَ فِي نَفْسِي مِنْهَا شَيْءٌ حَتَّى الْآنَ قَالَ الْعَبَّاسُ: وَيْحَكَ يَا أَبَا سُفْيَانَ! أَسْلِمْ وَاشْهَدْ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّداً رَسُوْلُ اللّٰهِ قَبْلَ أَنْ يُضْرَبَ عُنُقُكَ قَالَ: فَشَهِدَ بِشَهَادَةِ الْحَقِّ وَأَسْلَمَ قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّ أَبَا سُفْيَانَ رَجُلٌ يُحِبُّ هٰذَا الْفَخْرَ، فَاجْعَلْ لَهُ شَيْئًا۔ قَالَ: **نَعَمْ مَنْ دَخَلَ دَارَ أَبِي سُفْيَانَ، فَهُوَ آمِنٌ وَمَنْ أَغْلَقَ بَابَهُ، فَهُوَ آمِنٌ، وَمَنْ دَخَلَ الْمَسْجِدَ، فَهُوَ آمِنٌ.** فَلَمَّاذَهَبَ لِيَنْصَرِفَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: **يَا عَبَّاسُ! اَحْبِسْهُ بِمَضِيْقِ الْوَادِي عِنْدَ خَطْمِ الْجَبَلِ، حَتّٰى تَمُرَّ بِهِ جُنُوْدُ اللّٰهِ فَيَرَاهَا.** قَالَ فَخَرَجْتُ بِهِ حَتّٰى حَبَسْتُهُ حَيْثُ أَمَرَنِي رَسُوْلُ اللّٰهِ أَنْ أَحْبِسَهُ قَالَ: وَمَرَّتْ بِهِ

ایسا نہ کرتا مگر تجھے معلوم ہے کہ یہ قبیلہ بنو عبدمناف کا آدمی ہے۔ حضرت عمر نے کہا کہ اے عباس جلدی مت کر اللہ کی قسم آپ کا اسلام قبول کرنا جس دن آپ نے اسلام قبول کیا میرے نزدیک (اپنے باپ) خطاب کے اسلام سے زیادہ محبوب تھا اگر وہ اسلام قبول کر لیتے اور اس کی کوئی خاص وجہ نہ تھی بلکہ مجھے معلوم تھا کہ آپ کا اسلام قبول کرنا حضور کو خطاب کے اسلام قبول کرنے سے زیادہ محبوب تھا۔ پھر حضور نے فرمایا اے عباس اس کو اپنے خیمہ میں لے جاؤ اور جب صبح ہو تو اس کو میرے پاس لے آنا۔ میں ان کو اپنے خیمہ میں لے گیا اور انہوں نے میرے پاس رات گزاری۔ پس جب صبح ہوئی تو میں ان کو رسول اللہ کے پاس لے آیا۔ جب رسول اللہ نے ان کو دیکھا تو فرمایا۔ ابوسفیان تیرا بھلا ہو کیا ابھی یہ وقت نہیں آیا کہ تو گواہی دے کہ لا الہ الا اللہ؟ ابو سفیان نے کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ بہت زیادہ کرم کرنے والے بڑے حلیم اور سب سے زیادہ صلہ رحمی کرنے والے ہیں۔ خدا کی قسم میں نے جان لیا اگر اللہ کے علاوہ کوئی شریک ہوتا تو ضرور میری مدد کرتا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: تیرا ناس ہو، اے ابوسفیان کیا یہ وقت نہیں آیا کہ تو گواہی دے کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ ابوسفیان نے کہا میرے والدین آپ پر قربان آپ بڑے حلیم اور مہربان اور صلہ رحمی کرنے والے ہیں، اللہ کی قسم ابھی تک میں اس بارہ میں مطمئن نہیں ہوا۔ حضرت عباس نے فرمایا: اے ابوسفیان تیرا ناس ہو، اسلام قبول کر لے اور گواہی دے دے **لاالہ الا اللّٰہ محمدا رسول اللّٰہ** اس سے پہلے کہ تیری گردن تن سے جدا کر دی جائے۔ حضرت عباس فرماتے ہیں تو اس نے حق کی گواہی دی اور اسلام قبول کر لیا۔ میں نے کہا یارسول اللہ بے شک ابوسفیان ایسا آدمی ہے جو فخر کو پسند کرتا ہے۔ آپ ان کے لیے کوئی فخر کی چیز بنا دیں، تو آپ نے

الْقَبَائِلُ عَلَى رَايَاتِهَا، كُلَّمَا مَرَّتْ قَبِيلَةٌ قَالَ: مَنْ هٰؤُلَاءِ؟ فَأَقُولُ: (سُلَيْمٌ) فَيَقُولُ: مَالِي (سَلِيمٌ؟) قَالَ: ثُمَّ تَمُرُّ الْقَبِيلَةُ، قَالَ: هٰؤُلَاءِ؟ فَأَقُولُ: (مُزَيْنَةُ) فَيَقُولُ: مَالِي وَ (مُزَيْنَةُ)؟ حَتّٰى نَفَذَتِ الْقَبَائِلُ لَاتَمُرُّ قَبِيلَةٌ إِلَّا قَالَ مَنْ هٰؤُلَاءِ؟ فَأَقُولُ: بَنُو فُلَانٍ فَيَقُولُ: مَالِي وَلِبَنِي فُلَانٍ؟ حَتّٰى مَرَّرَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي كَتِيبَتِهِ الْخُضْرَاءِ فِيهَا الْمُهَاجِرُونَ وَالْأَنْصَارُ، لَايُرٰى مِنْهُمْ إِلَّا الْحَدَقُ مِنَ الْحَدِيدِ] قَالَ: سُبْحَانَ اللّٰهِ! مَنْ هٰؤُلَاءِ يَا عَبَّاسُ؟! قُلْتُ: هٰذَا رَسُولُ اللّٰهِ فِي الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ، قَالَ:مَالِأَحَدٍ بِهٰؤُلَاءِ قِبَلٌ وَلَا طَاقَةٌ وَاللّٰهِ يَا أَبَا الْفَضْلِ! لَقَدْ أَصْبَحَ مُلْكُ ابْنِ أَخِيكَ الْغَدَاةَ عَظِيماً قُلْتُ: يَا أَبَا سُفْيَانَ! إِنَّهَا النُّبُوَّةُ، قَالَ: فَنَعَمْ إِذًا قُلْتُ: النَّجَاءَ إِلٰى قَوْمِكَ۔ قَالَ: فَخَرَجَ حَتّٰى إِذَا جَاءَ هُمْ، صَرَخَ بِأَعْلٰى صَوْتِهِ يَامَعْشَرَ قُرَيْشٍ! هٰذَا مُحَمَّدٌ قَدْ جَاءَ كُمْ بِمَا لَاقِبَلَ لَكُمْ بِهِ، فَمَنْ دَخَلَ دَارَ أَبِي سُفْيَانَ فَهُوَ آمِنٌ، فَقَامَتْ إِلَيْهِ امْرَأَتُهُ هِنْدُ بِنْتُ عُتْبَةَ، فَأَخَذَتْ بِشَارِبِهِ فَقَالَتْ: اقْتُلُوا الدَّسِمَ الْأَحْمَشَ قُبِّحَ مِنْ طَلِيعَةِ قَوْمٍ! قَالَ: وَيْحَكُمْ لَاتَغُرَّنَّكُمْ هٰذِهِ مِنْ أَنْفُسِكُمْ، فَإِنَّهُ قَدْ جَاءَ مَالَا قِبَلَ لَكُمْ بِهِ، مَنْ دَخَلَ دَارَ أَبِي سُفْيَانَ، فَهُوَ آمِنٌ، قَالُوا: وَيْلَكَ وَمَاتُغْنِي دَارُكَ؟! وَإِلَى الْمَسْجِدِ))۔

[الصحيحة:٣٣٤١]

فرمایا ہاں جو ابوسفیان کے گھر میں داخل ہوگیا اس نے امن پا لیا' جس نے اپنا دروازہ بند کرلیا وہ محفوظ ہوگیا اور جو مسجد میں داخل ہوگیا وہ امن میں آ گیا۔ جب وہ وہاں سے واپس جانے کے لیے اٹھا تو حضور نے فرمایا: اے عباس اس کو پہاڑ کی بلندی پر تنگ جگہ پر لے جاؤ یہاں تک کہ اللہ کی فوج اس کے سامنے سے گزرے اور وہ ان کو دیکھ لے پھر میں اس کو لے کر نکلا اور جہاں آپ نے حکم دیا تھا وہاں روک لیا۔ حضرت عباس فرماتے ہیں تو اس کے سامنے سے قبائل اپنے اپنے جھنڈوں کے ساتھ گزرے۔ جب بھی کوئی قبیلہ گزرتا تو ابوسفیان پوچھتا: یہ کون لوگ ہیں، میں کہتا یہ قبیلہ سلیم ہے، تو کہتا مجھے کیا سلیم سے۔ عباس نے فرمایا پھر کوئی قبیلہ گزرتا تو پوچھتا یہ کون لوگ ہیں؟ میں کہتا کہ قبیلہ (مزینہ) کے لوگ ہیں تو کہتا مجھے کیا مزینہ سے۔ یہاں تک کہ تمام قبائل گزر گئے۔ ہر قبیلہ کے گزرنے پر وہ مجھ سے سوال کرتا یہ کون لوگ ہیں؟ میں کہتا یہ بنوفلاں ہیں تو کہتا میں نے کیا کرنا ہے بنو فلاں کا۔ یہاں تک کہ حضور اقدس اپنے بہت بڑے لشکر جس میں مہاجرین اور انصار تھے اور وہ سب لوہے کے ہتھیاروں سے مسلح تھے، ان کی صرف آنکھیں نظر آتی تھیں۔ ابوسفیان نے کہا سبحان اللہ! اے عباس! یہ کون لوگ ہیں؟ میں نے جواب دیا کہ رسول اللہ علیہ السلام مہاجرین اور انصار کے ساتھ ہیں۔ ابوسفیان نے کہا نہ کوئی ان کے سامنے ٹھہر سکتا ہے اور نہ ہی ان کا مقابلہ کرسکتا ہے۔ خدا کی قسم! اے ابوالفضل بے شک تیرے بھتیجے کی بادشاہت تو بہت بڑی ہوگئی۔ میں نے کہا اے ابوسفیان یہ نبوت ہے۔ حضرت ابوسفیان نے کہا تم نے بالکل ٹھیک کہا۔ میں نے کہا کہ اپنی قوم کی طرف بھاگ کر جا۔ حضرت عباس فرماتے ہیں پھر وہ جلدی سے نکلا یہاں تک کہ اپنی قوم کے پاس پہنچ گیا اور بلند آواز سے چلایا۔ اے قریش کے گروہ یہ دیکھو محمد تمہارے سر پہ آ پہنچے

ایسی طاقت کے ساتھ جس کا تم مقابلہ ہرگز نہیں کر سکتے۔ لہٰذا جو ابوسفیان کے گھر میں داخل ہو گیا اس کو پناہ مل گئی۔ اس کے پاس اس کی بیوی ہند بنت عتبہ آئی اور اس کی مونچھ پکڑ کر کہنے لگی کہ اس چربی والے جسم اور باریک پنڈلیوں والے کو قتل کر دو' یہ قوم کا بری اطلاع دینے والا ہے۔ حضرت ابوسفیان نے فرمایا: تم سب کا ناس ہو تم کو ہرگز یہ دھوکہ نہ دے تمہاری جانوں کے بارے میں' بے شک وہ ایسی طاقت کے ساتھ آئے ہیں' جس کا تم مقابلہ نہیں کر سکتے۔ جو ابوسفیان کے گھر میں داخل ہو گیا اس نے پناہ پائی انہوں نے کہا تو برباد ہو تیرا گھر کیا نفع دے گا............اور مسجد کی طرف۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۳۴۱۔ ابن اسحاق فی الیسرۃ (ابن ھشام (۴/ ۲۴،۱۷)' طبرانی فی الکبیر (۷۲۶۴)' والیساق لہ طبری فی التاریخ (۳/ ۱۱۴)' حاکم (۳/ ۴۳، ۴۴)' بیھقی فی الدلائل (۵/ ۳۲)۔

باب: نبینا صلی الله علیه وسلم اعدل الناس

باب: ہمارے نبی ﷺ سب لوگوں سے زیادہ انصاف کرنے والے تھے

۲۲۰۰۔ عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ: بَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ يُقَسِّمُ مَالاً إِذْ أَتَاهُ ذُوالْخُوَيْصِرَةِ رَجُلٌ مِنْ بَنِي تَمِيمٍ۔ فَقَالَ: يَامُحَمَّدُ! اِعْدِلْ، فَوَاللّٰهِ مَاعَدَلْتَ مُنْذُ الْيَوْمِ! فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((وَاللّٰهِ لَاتَجِدُوْنَ بَعْدِي أَعْدَلَ عَلَيْكُمْ مِنِّي)) ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَقَالَ عُمَرُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أَتَأْذَنُ لِي فَأَضْرِبَ عُنُقَهُ؟ فَقَالَ: لَا إِنَّ لَهُ أَصْحَاباً يَحْقِرُ أَحَدُكُمْ صَلَاتَهُ مَعَ صَلَاتِهِمْ...... الْحَدِيثَ)). [الصحيحة:٢٤٠٦]

ابوسعید خدری ؓ سے روایت ہے، کہتے ہیں، کہ ایک دن رسول اللہ جب مال تقسیم فرما رہے تھے، آپ کے پاس بنو تمیم کا ایک آدمی ذوالخویصرہ آیا اور اُس نے کہا اے محمد انصاف کر، اللہ کی قسم آج کے دن تو نے انصاف نہیں کیا۔ نبی ﷺ نے تین مرتبہ فرمایا: اللہ کی قسم میرے بعد تم اپنے لیے مجھ سے زیادہ کوئی عدل والا نہیں پاؤ گے۔ حضرت عمر نے کہا اے اللہ کے رسول کیا آپ مجھے اس کی گردن اتارنے کی اجازت دیں گے؟ آپ نے فرمایا: نہیں۔ اس کے ایسے ساتھی ہیں، اُن کی نمازوں کے مقابلہ میں تم میں سے ہر ایک اپنے نماز کو حقیر سمجھے گا۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۴۰۶۔ احمد (۳/ ۶۵)' بھذا اللفظ واصلہ عند البخاری (۶۱۶۳) ومسلم (۱۰۶۴) بغیر ھذا اللفظ نسائی (۴۱۰۶)'حاکم (۲/ ۱۴۶)' وغیرہ عن ابی برزۃ الاسلمی ؓ۔

ذكر العام الذى ولد النبى فيه

اس سال کا ذکر کہ جس میں نبیؐ پیدا ہوئے ہیں

۲۲۰۱۔ ((وُلِدَ النَّبِيُّ ﷺ عَامَ الْفِيلِ)) رُوِيَ مِنْ حَدِيثِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ، وَقَيْسِ بْنِ مَخْرَمَةَ۔ [الصحيحة: ۳۱۵۲]

نبی کریم ﷺ عام الفیل والے سال پیدا ہوئے۔عبداللہ عباس ؓ اور قیس بن مخرمہ سے اس حدیث کو روایت کیا گیا ہے۔

تخریج: الصحیحة ۳۱۵۲۔ (۱) ابن عباس: ابن سعد (۱/ ۱۰۱)' طبرانی (۱۲۴۳۲)' (۲) قیس بن مخرمة ؓ: ابن اسحاق فی السیرة (۱/ ۱۷۱)' ترمذی (۳۶۲۳)' حاکم (۲/ ۶۰۳)۔

جواز أجر المرأة

عورت کے پناہ دینے کا جواز

۲۲۰۲۔ عَنْ أُمِّ هَانِئٍ بِنْتِ أَبِي طَالِبٍ عَنْهَا، قَالَتْ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ فَتْحِ مَكَّةَ أَجَرْتُ رَجُلَيْنِ مِنْ أَحْمَائِي فَأَدْخَلْتُهُمَا بَيْتاً وَأَغْلَقْتُ عَلَيْهِمَا بَاباً، فَجَاءَ ابْنُ أُمِّي عَلِيُّ ابْنُ أَبِي طَالِبٍ، فَتَفَلَّتَ عَلَيْهِمَا بِالسَّيْفِ، قَالَتْ: فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَلَمْ أَجِدْهُ، وَوَجَدْتُ فَاطِمَةَ، فَكَانَتْ أَشَدَّ عَلَيَّ مِنْ زَوْجِهَا، قَالَتْ: فَجَاءَ النَّبِيُّ ﷺ وَعَلَيْهِ أَثَرُ الْغُبَارِ، فَأَخْبَرْتُهُ، فَقَالَ: ((يَا أُمَّ هَانِئٍ! قَدْ أَجَرْنَا مَنْ أَجَرْتِ، وَأَمِنَّا مَنْ أَمَنْتِ)). [الصحيحة: ۲۰۴۹]

ام ہانی بنت ابی طالب سے روایت ہے، کہتی ہیں: جب فتح مکہ کا دن تھا میں نے اپنے سسرال میں سے دو آدمیوں کو پناہ دی۔ اور اُن دونوں کو گھر میں داخل کیا اور انھیں دروازے کے اندر بند کردیا۔ چنانچہ میرا ماں جایا بھائی علی بن ابو طالب آیا، اُس نے اُن دونوں پر تلوار سونتی، کہتی ہیں میں نبی ﷺ کے پاس آئی تو آپ ﷺ مجھے نہ ملے اور میں نے حضرت فاطمہ کو پایا۔ اور وہ اپنے خاوند سے زیادہ مجھ پر سخت تھیں۔ کہتی ہیں اچانک نبی ﷺ آئے، اور آپ پر غبار کے نشانات تھے۔ میں نے آپ کو بتلایا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے ام ہانی جس کو تو نے پناہ دی اُس کو ہم نے پناہ دی اور جس کو تو نے امن دیا اُس کو ہم نے امن دیا۔

تخریج: الصحیحة ۲۰۴۹۔ احمد (۲/ ۳۴۱، ۳۴۳)' ترمذی (۱۵۷۹)' نسائی فی الکبری (۸۶۸۴)' بخاری (۳۱۷۱)' مسلم (صلاة المسافرین ۸۲/ ۳۳۶)' مختصراً۔

ترغيب دفع السيئة بالحسن

برائی کے جواب اچھے طریقے سے دینے کی ترغیب

۲۲۰۳۔ عَنْ رَبِيعَةَ الْأَسْلَمِيِّ، قَالَ: كُنْتُ أَخْدِمُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَأَعْطَانِي أَرْضًا، وَأَعْطَى أَبَابَكْرٍ أَرْضًا، وَجَاءَتِ الدُّنْيَا فَاخْتَلَفْنَا فِي عِذْقِ نَخْلَةٍ، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ- رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ- هِيَ فِي حَدِّ أَرْضِي وَقُلْتُ أَنَا هِيَ فِي حَدِّ وَكَانَ بَيْنِي وَبَيْنَ أَبِي بَكْرٍ كَلَامٌ، فَقَالَ لِي أَبُوبَكْرٍ كَلِمَةً كَرِهْتُهَا، وَنَدِمَ، فَقَالَ لِي: يَارَبِيعَةُ! رُدَّ عَلَيَّ مِثْلَهَا حَتّٰى

ربیعہ اسلمی ؓ سے مروی ہے انہوں نے کہا میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت کرتا تھا تو آپ نے مجھے زمین دی اور ابوبکر ؓ کو بھی زمین دی۔ ہم پر دنیا غالب آ گئی، تو ہم نے کھجور کے ایک درخت میں جھگڑا کیا۔ ابوبکر ؓ نے کہا یہ میری زمین کی حد میں ہے اور میں نے کہا یہ میری حد میں ہے! میرے اور ابوبکر ؓ کے درمیان سخت کلامی ہوئی تو ابوبکر ؓ نے ایسا کلمہ کہا جس کو میں نے ناپسند کیا' وہ بھی شرمندہ ہوئے اور انہوں نے مجھے کہا اے ربیعہ مجھے

يَكُوْنَ قِصَاصاً قُلْتُ: لَاأَفْعَلُ: فَقَالَ أَبُوْبَكْرٍ: لَتَقُوْلَنَّ، أَولَاسْتَعْدِيَنَّ عَلَيْكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قُلْتُ: مَاأَنَا بِفَاعِلٍ قَالَ: وَرَفَضَ الْأَرْضَ فَانْطَلَقَ أَبُوْبَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ -إِلَى النَّبِيِّ فَانْطَلَقْتُ أَتْلُوْهُ فَجَاءَ أُنَاسٌ مِنْ أَسْلَمَ فَقَالُوْا: رَحِمَ اللّٰهُ أَبَابَكْرٍ! فِي أَيِّ شَيْءٍ يَسْتَعْدِيْ عَلَيْكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ، وَهُوَ الَّذِيْ قَالَ لَكَ مَا قَالَ؟ فَقُلْتُ: أَتَدْرُوْنَ مَنْ هٰذَا؟ هٰذَا أَبُوْبَكْرٍ الصِّدِّيْقُ، وَهُوَ ثَانِي اثْنَيْنِ، وَهُوَ ذُوْ شَيْبَةِ الْمُسْلِمِيْنَ، فَإِيَّاكُمْ يَلْتَفِتُ فَيَرَاكُمْ تَنْصُرُوْنِيْ عَلَيْهِ فَيَغْضَبَ فَيَأْتِيَ رَسُوْلَ اللّٰهِ فَيَغْضَبَ لِغَضَبِهِ، فَيَغْضَبَ اللّٰهُ لِغَضَبِهِمَا، فَيَهْلِكَ رَبِيْعَةُ، قَالُوْا: فَمَا تَأْمُرُنَا؟ قَالَ: ارْجِعُوْا فَانْطَلَقَ أَبُوْبَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ۔ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَتَبِعْتُهُ وَحْدِيْ وَجَعَلْتُ أَتْلُوْهُ، حَتّٰى أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَحَدَّثَهُ الْحَدِيْثَ كَمَا كَانَ فَرَفَعَ إِلَيَّ رَأْسَهُ فَقَالَ: **((يَا رَبِيْعَةُ! مَالَكَ وَلِلصِّدِّيْقِ؟))** قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَانَ كَذَا وَكَانَ كَذَا فَقَالَ لِيْ كَلِمَةً كَرِهْتُهَا، فَقَالَ لِيْ: قُلْ كَمَا قُلْتُ لَكَ حَتّٰى يَكُوْنَ قِصَاصاً [فَأَبَيْتُ]؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: **((أَجَلْ فَلَا تَرُدُّ عَلَيْهِ وَلٰكِنْ قُلْ: غَفَرَاللّٰهُ لَكَ يَا أَبَا بَكْرٍ! وَزَادَ: [فَقُلْتُ: غَفَرَاللّٰهُ لَكَ يَا أَبَابَكْرٍ!))]** قَالَ: فَوَلّٰى أَبُوْ بَكْرٍ- رَحِمَهُ اللّٰهُ- وَهُوَ يَبْكِيْ۔

[الصحيحة: ۳۱۴۵]

یہی کلمہ کہوتا کہ بدلہ ہوجائے۔ میں نے کہا میں ایسا نہیں کروں گا۔ ابوبکر﷜ نے کہا تجھے ضرور کہنا پڑے گا، ورنہ میں رسول اللہ ﷺ سے فریاد کروں گا میں نے کہا میں ایسا (جملہ) نہیں کہوں گا۔ ربیعہ کہتے ہیں ابوبکر زمین چھوڑ کر نبی ﷺ کی طرف چلے گئے' میں بھی آپ کے پیچھے چل نکلا۔ بنواسلم قبیلہ کے چند لوگ آئے اورانہوں نے کہا ، اللہ ابوبکر ﷜ پر رحم کرے، کس چیز کے متعلق تیرے خلاف وہ رسول اللہ ﷺ سے فریاد کریں گے۔ حالانکہ اُس نے کہا جو کچھ تجھ سے کہا۔ میں نے کہا تم جانتے ہو یہ کون ہے؟ یہ ابوبکر صدیق﷜ ہیں۔ اور وہ غار میں آپ کے ساتھ دوسرے تھے۔ اور وہ مسلمانوں کے بزرگ ہیں۔ پس تم بچو کہ وہ توجہ کریں اور دیکھ لیں کہ تم ان کے خلاف میری مدد کررہے ہو تو وہ ناراض ہوجائیں۔ اور رسول اللہ ﷺ کے پاس جائیں۔ تو حضور ان کی ناراضی کی وجہ سے ناراض ہوجائیں۔ اور اُن دونوں کی ناراضی پر اللہ ناراض ہوجائے اور ربیعہ ہلاک ہوجائے۔ انہوں نے کہا،تو ہمیں کیا حکم دیتا ہے؟ کہا تم چلے جاؤ۔ ابوبکر﷜ رسول اللہ ﷺ کی طرف چلے اور میں بھی اکیلا آپ کے پیچھے چل پڑا۔ یہاں تک کہ ابوبکر ﷜ نبی ﷺ کے پاس آئے اور جیسی بات تھی ویسے ہی بیان کردی۔ آپ ﷺ نے اپنا سر میری طرف اٹھایا اور فرمایا: اے ربیعہ ﷜ تیرے اور صدیق ﷜ کے درمیان کیا معاملہ ہے؟ میں نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ اس اس طرح معاملہ تھا۔ تو ابوبکر ﷜ نے مجھے ایسا کلمہ کہا جس کو میں نے ناپسند کیا اور انہوں نے مجھے کہا مجھے بھی اسی طرح کا کلمہ کہو تا کہ بدلہ ہوجائے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ٹھیک ہے،وہ جملہ تو اُس پر نہ لوٹا بلکہ کہہ ،اے ابوبکر اللہ تجھے معاف کرے۔ چنانچہ میں نے کہا اے ابوبکر اللہ تجھے معاف کرے۔ چنانچہ ابوبکر روتے ہوئے چلے گئے۔

تخریج: الصحیحة ۳۱۴۵۔ احمد (۴/ ۵۸'۵۹)' طبرانی فی الکبیر (۴۵۷۷)' حاکم (۲/ ۱۷۲'۱۷۴)۔

باب: تنبؤه ﷺ بوفاته بعد عام وكلمة في زيارة القبر

باب:

٢٢٠٤۔ عَنْ عَاصِمِ بْنِ حُمَيْدٍ السُّكُوْنِيِّ: أَنَّ مُعَاذاً لَمَّا بَعَثَهُ النَّبِيُّ خَرَجَ مَعَهُ النَّبِيُّ يُوْصِيْهِ، وَمُعَاذٌ رَاكِبٌ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ يَمْشِي تَحْتَ رَاحِلَتِهِ، فَلَمَّا فَرَغَ قَالَ: ((يَا مُعَاذُ! إِنَّكَ عَسٰى أَنْ لَّا تَلْقَانِي بَعْدَ عَامِيْ هٰذَا [أَ] وَلَعَلَّكَ أَنْ تَمُرَّ بِمَسْجِدِي [هٰذَا أَ] وقَبْرِي)) فَبَكٰى مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ جُشَعاً لِفِرَاقِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((لَا تَبْكِ يَا مُعَاذُ! لَلْبُكَاءُ أَوْ إِنَّ الْبُكَاءَ مِنَ الشَّيْطَانِ)). [الصحيحة:٢٤٩٧]

عاصم بن حمید سکونی ﷺ سے روایت ہے، جب نبی ﷺ نے حضرت معاذ کو (یمن کی طرف) بھیجا تو وصیت کرتے ہوئے اُن کے ساتھ نکلے، حضرت معاذ سوار تھے، رسول اللہ ﷺ اُن کی سواری کے نیچے چل رہے تھے، جب آپ وصیت سے فارغ ہوئے تو آپ نے فرمایا اے معاذ: شاید اس سال کے بعد تو مجھ سے ملاقات نہ کر سکے۔ اور شاید تو میری اس مسجد اور قبر کے پاس سے گزرے۔ حضرت معاذ رسول اللہ ﷺ کی جدائی کی وجہ سے ہچکی باندھ کر رونا شروع ہو گئے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے معاذ نہ رو، رونا شیطان کی طرف سے ہے۔

تخریج: الصحیحة ۲۴۹۷۔ احمد (۵/ ۲۳۵)' طبرانی فی الکبیر (۲۰/ ۱۲۱)' ابن حبان (۶۴۷)' البزار (۲۶۴۷)۔

(١٧) الصيام والقيام

روزے اور قیام کا بیان

باب: فضل المفطر علی الصائم فی السفر

۲۲۰۵۔ عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ قَالَ: أُتِیَ النَّبِیُّ ﷺ بِطَعَامٍ وَهُوَ (بِمَرِّ الظَّهْرَانِ) فَقَالَ لِأَبِی بَكْرٍ وَعُمَرَ: ((اُدْنُوَا فَكُلَا)) فَقَالَا: إِنَّا صَائِمَانِ. فَقَالَ: ((ارْحَلُوا لِصَاحِبَيْكُمْ! وَاعْمَلُوا لِصَاحِبَيْكُمْ!)). [الصحيحة: ٨٥]

باب: سفر میں افطار کرنے والے کی روزہ دار پر فضیلت کا بیان

حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس کھانا لایا گیا اور آپ مرالظہران مقام پر تھے۔ آپ نے ابوبکر و عمر سے کہا، قریب ہو کر دونوں کھاؤ، انہوں نے کہا، ہم روزے دار ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اپنے ساتھیوں کے لیے سواری پر کجاوہ باندھو اور اُن کے لیے کام کرو۔

تخریج: الصحیحة ٨٥۔ ابن ابی شیبة (٣/ ١٥)، الفریانی فی الصیام (٤/ ٦٤/ ١)، نسائی (٢٢٦٦)۔

اهمية احصاء شعبان

۲۲۰۶۔ عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَحْصُوا هِلَالَ شَعْبَانَ لِرَمَضَانَ، وَلَا تَخْلِطُوا بِرَمَضَانَ، إِلَّا أَنْ يُوَافِقَ ذٰلِكَ صِيَامًا كَانَ يَصُومُهُ أَحَدُكُمْ، وَصُومُوا لِرُؤْيَتِهِ وَأَفْطِرُوا لِرُؤْيَتِهِ، فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَإِنَّهَا لَيْسَتْ تُغْمَى عَلَيْكُمُ الْعِدَّةُ)). [الصحيحة: ٥٦٥]

شعبان کے دنوں کو شمار کرنے کی اہمیت کا بیان

حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے، کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: رمضان کے لیے شعبان کے چاند کی گنتی کرو اور اُس کو رمضان کے ساتھ نہ ملاؤ۔ مگر یہ کہ وہ تم میں سے کسی ایک کے روزے کا دن ہو۔ چاند دیکھ کر روزے رکھو اور چاند دیکھ کر افطار کرو۔ اگر تم پر چاند ابر آلود ہو تو گنتی تم پر ابر آلود نہیں ہو سکتی۔

تخریج: الصحیحة ٥٦٥۔ دارقطنی (٢/ ١٦٢)، حاکم (١/ ٣٢٥)، بیہقی (٤/ ٢٠٦)، ترمذی (٦٨٧) باختصار۔

فوائد: رمضان کا چاند دیکھ کر روزہ رکھنا چاہیے، اسلامی مہینے 29 دن کے ہوتے ہیں اور کبھی 30 دن کے۔ شعبان کی 29 تاریخ کو اگر موسم کی خرابی کی وجہ سے مطلع ابر آلود ہو تو شعبان کے 30 دن مکمل کرنے چاہئیں۔ شک کی بنا پر روزہ رکھنا منع ہے۔ اور ویسے بھی ماہِ شعبان اور ماہِ رمضان کی گنتی میں حد درجہ احتیاط کرنی چاہیے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَتَحَفَّظُ مِنْ

شَعْبَانَ مَالَا يَتَحَفَّظُ مِنْ غَيْرِهِ رسول اللہ ﷺ جس قدر احتیاط و اہتمام سے ماہ شعبان کے دن شمار کیا کرتے تھے اور کسی ماہ کے نہیں کرتے تھے۔ اسی طرح رمضان کو شعبان سے نہیں ملانا چاہیے، اگر منگل کو یکم رمضان ہے تو استقبال رمضان کے لیے سوموار کا روزہ رکھنا درست نہیں۔ البتہ اگر کوئی شخص پابندی سے سوموار یا جمعرات کا روزہ رکھ رہا ہے تو اُس کے لیے سوموار کو روزہ رکھنا جائز ہے۔ یاد رہے! ماہ رمضان کے چاند کے متعلق ایک دیانت دار مسلمان کی گواہی کافی ہے جس طرح کہ صحیح روایات اور آئمہ کرام کی تحقیق سے واضح ہوتا ہے۔

تصفيد الشياطين فى رمضان

رمضان میں شیطانوں کو جکڑنے کا بیان

۲۲۰۷۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِذَا جَاءَ رَمَضَانُ فُتِحَتْ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ وَغُلِّقَتْ أَبْوَابُ النَّارِ، وَصُفِّدَتِ الشَّيَاطِينُ)).

[الصحيحة:۱۳۰۷]

حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے، بلاشبہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب رمضان آتا ہے تو جنت کے دروازوں کو کھول دیا جاتا ہے اور آگ کے دروازوں کو بند کر دیا جاتا ہے اور شیطان کو جکڑ دیا جاتا ہے۔

تخریج: الصحيحة ۱۳۰۷۔ مسلم (۱۰۷۹)' نسائی (۲۰۹۹)' احمد (۲/ ۳۵۷' ۳۷۸)' بخاری (۱۸۹۹)' باختلاف يسير۔

فوائد: یہ حدیث طیبہ ماہ رمضان کی عزت وعظمت پر دلالت کرتی ہے۔ اس ماہ میں جنت کے دروازے کھول کر جہنم کے دروازے کو بند کر دیا جاتا ہے۔ بعض حضرات اس حدیث کی مختلف توجیہات و تاویلات پیش کرتے ہیں کہ جنت کے دروازوں سے مراد رحمت و بخشش کے دروازے اور جہنم کے دروازوں سے مراد غضب کے دروازے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ ماہ رمضان میں رحمت و بخشش اور نوازشات کے تمام دروازے کھول دیتا ہے اور اپنے قہر وغضب کے تمام دروازے بند کر دیتا ہے۔ جبکہ صحیح اور حق یہی ہے کہ اس حدیث کو حقیقت پر ہی محمول کیا جائے کہ واقعۃً حقیقی جنت کے دروازوں کو کھولا جاتا ہے اور جہنم کے دروازوں کو بند کیا جاتا ہے اور اہل سنت کا اس پر اتفاق ہے کہ جنت وجہنم تیار ہو چکے ہیں، فَاتَّفَقَ اَهْلُ السُّنَّةِ عَلٰى اَنَّ الْجَنَّةَ وَالنَّارَ مَخْلُوْقَتَانِ مُوْجُوْدَتَانِ الْآنَ وَلَمْ يَزَلْ اَهْلُ السُّنَّةِ عَلٰى ذٰلِكَ (عقیدہ طحاویہ:420)

صوم رمضان ثلاثين

رمضان کے تیس روزوں کا بیان

۲۲۰۸۔ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا جَاءَ رَمَضَانُ فَصُمْ ثَلَاثِيْنَ، إِلَّا أَنْ تَرَى الْهِلَالَ قَبْلَ ذٰلِكَ)).

[الصحيحة:۱۳۰۸]

عدی بن حاتم ؓ سے روایت ہے، کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب رمضان آئے تو تیس روزے رکھ، الا یہ کہ تو چاند پہلے دیکھ لے۔

تخریج: الصحيحة ۱۳۰۸۔ طحاوی فی مشكل الآثار (۱/ ۲۱۰)' احمد (۴/ ۳۷۷)' طبرانی فی الکبیر (۱۷/ ۷۸)۔

باب: اللامساك عن الطعام قبل اذان

باب: صبح کی اذان سے قبل ہی کھانے سے ہاتھ روک

الصبح بدعة

لینا بدعت ہے

۲۲۰۹ـعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((إِذَا سَمِعَ أَحَدُكُمُ النِّدَاءَ وَالْإِنَاءُ عَلٰى يَدِهِ فَلَا يَضَعْهُ حَتّٰى يَقْضِيَ حَاجَتَهُ مِنْهُ))

[الصحيحة:۱۳۹٤]

ابو ہریرہ سے روایت ہے، کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی ایک اذان سنے اور برتن اُس کے ہاتھ میں ہو تو وہ اُس سے اپنی ضرورت پوری کرنے سے پہلے اُس کو نہ رکھے۔

تخریج: الصحیحة ۱۳۹۴۔ ابوداؤد (۲۳۵۰)' ابن جریر فی التفسیر (۲/ ۱۰۲)' احمد (۲/ ۴۲۳)' حاکم (۱/ ۴۲۶)۔

فوائد: طلوع فجر ہوتے ہی سحری کا وقت ختم ہوجاتا ہے، جس طرح غروب شمس سے قبل کھانے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اسی طرح طلوع فجر کے بعد ایک لقمہ کھانے سے بھی روزہ باقی نہیں رہتا۔ اس حدیث کے پیش نظر بعض احباب دورانِ اذان بلکہ اختتام اذان اور اس کے بعد تک سحری کھاتے رہتے ہیں جو کہ درست نہیں۔ اس حدیث کے متعلق چند اہم باتیں ذہن نشین رکھیں۔ (۱) اگرچہ شیخ الاسلام علامہ البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے لیکن ایک رائے کے مطابق یہ حدیث ضعیف ہے۔ (۲) قَالَ الْبَيْهَقِيُّ اِنْ صَحَّ هٰذَا يُحْمَلُ عِنْدَ الْجُمْهُوْرِ عَلٰى أَنَّهُ قَالَ حِيْنَ كَانَ الْمُنَادِيْ يُنَادِيْ قَبْلَ طُلُوْعِ الْفَجْرِ امام بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اگر یہ حدیث درست ہو تو جمہور کے ہاں اس کو اس معنی پر محمول کیا جائے گا یہ آپ کا فرمان اُس وقت ہے جب اذانِ فجر کہنے والا طلوع فجر سے پہلے اذان کہہ دے۔ (۳) بعض آئمہ فرماتے ہیں لَعَلَّ هٰذَا كَانَ فِيْ اَوَّلِ الْاَمْرِ ہوسکتا ہے یہ پہلے کی اجازت ہو۔ بہرصورت راجح یہی ہے کہ اپنے قریب اذان فجر سنتے ہی کھانا پینا چھوڑ دینا چاہیے کیونکہ اذانِ فجر طلوع فجر ہونے پر ہی کہی جاتی ہے۔ یادرہے! حدیث میں کہیں بھی سحری یا رمضان المبارک کی اذانِ فجر کا ذکر نہیں ہے۔ اس سے مراد غیر رمضان میں کسی بھی نماز کی اذان بھی ہوسکتی ہے کہ اذان ہوتے ہی کھانا نہیں چھوڑ دینا چاہیے بلکہ اپنی طلب کو پورا کرکے پھر نماز کی طرف نکلنا چاہیے۔

باب: متى يجوز صوم الفرض بنية النهار

باب:

۲۲۱۰ـ قَالَ ﷺ: ((أَذِّنْ فِيْ قَوْمِكَ أَوْفِي النَّاسِ يَوْمَ عَاشُوْرَاءَ: مَنْ [كَانَ] أَكَلَ فَلْيَصُمْ بَقِيَّةَ يَوْمِهِ [إِلَى اللَّيْلِ] وَمَنْ لَّمْ يَكُنْ أَكَلَ فَلْيَصُمْ)) وَرَدَ مِنْ حَدِيْثِ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ وَالرُّبَيِّعُ بِنْتِ مُعَوِّذٍ وَمُحَمَّدِ بْنِ صَيْفِيٍّ وَهِنْدِ بْنِ أَسْمَاءَ، وَأَبِيْ هُرَيْرَةَ، وَعَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ، وَرِجَالٌ لَّمْ يُسَمَّوْا مِنْ أَسْلَمَ، وَمَعْبَدِ الْقُرَشِيِّ، وَمُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ مُرْسَلًا۔[الصحيحة:۲٦۲٤]

آپ ﷺ نے فرمایا: اپنی قوم میں یا لوگوں میں عاشورہ والے دن اعلان کردے جس نے کھایا ہو وہ بقیہ دن کا رات تک روزہ رکھے اور جس نے نہیں کھایا وہ بھی روزہ رکھے۔ یہ حدیث سلمہ بن اکوع، ربیع بنت معوذ، محمد بن سیفی، ہند بن اسماء، ابوہریرہ، عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم سے وارد ہے اور قبیلہ اسلم کے کئی آدمیوں سے کہ اُن کا نام نہیں لیا گیا اور معبد قرشی اور محمد بن سیرین سے مرسلاً روایت کی گئی ہے۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۶۲۴۔ (۱) سلمة بن الاکوع: بخاری (۱۹۲۴)' مسلم (۱۱۳۵)' نسائی (۲۳۲۳)' احمد (۴/ ۵۰)۔ (۲) الربیع بنت معوذ: بخاری (۱۹۶۰)' مسلم (۱۱۳۶)۔ (۳) محمد بن صیفی: نسائی (۲۳۲۲)' ابن ماجه (۱۷۳۵)۔ (۴) هند بن اسماء: احمد (۳/ ۴۸۴)' طحاوی (۱/ ۳۳۶'۳۳۵)۔ (۵) ابوهریرة: احمد (۲/ ۳۵۹)۔ (۶) عبدالله بن عباس: احمد (۱/ ۲۳۲)' طبرانی فی الکبیر (۱۱۸۰۴)۔ (۷) رجال لم یسموا من اسلم: نسائی فی الکبری (۲۸۵۸) وفیه تصحیف۔ (۸) معبد القرشی ﷛: عبدالرزاق (۷۸۳۵)' طبرانی فی الکبیر (۲۰/ ۳۴۲)۔

باب: من تواضعه صلی الله علیه وسلم لربه: سجوده فی ماء وطین

باب:

۲۲۱۱۔ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أُنَیْسٍ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((أُرِیْتُ لَیْلَةَ الْقَدْرِ، ثُمَّ أُنْسِیْتُهَا، وَأُرَانِی صُبْحَهَا أَسْجُدُ فِی مَاءٍ وَطِیْنٍ)) قَالَ: فَمُطِرْنَا لَیْلَةَ ثَلَاثٍ وَعِشْرِیْنَ، فَصَلّٰی بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَانْصَرَفَ، وَإِنَّ أَثَرَ الْمَاءِ وَالطِّیْنِ عَلٰی جَبْهَتِهٖ وَأَنْفِهٖ۔ [الصحیحة:۳۹۸۵]

عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بے شک رسول اللہ نے فرمایا: میں لیلۃ القدر دکھایا گیا پھر اُس کو بھلا دیا گیا اور میں نے اُس کی صبح دیکھا کہ میں مٹی اور پانی میں سجدہ کر رہا ہوں۔ راوی نے کہا کہ تیئسویں رات کو بارش ہوئی ہمیں رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھائی جب آپ واپس لوٹے تو کیچڑ کے نشانات آپ کی پیشانی اور ناک پر تھے۔

تخریج: الصحیحة ۳۹۸۵۔ مسلم (۱۱۶۸)' بیهقی (۴/ ۳۰۹)' احمد (۳/ ۴۹۵)۔

فوائد: حدیث طیبہ سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کو اسی بات کا علم ہوتا تھا جو اللہ تعالیٰ آپ کو بتلا دیتے تھے۔ اور جس چیز کا علم اللہ سبحانہ وتعالیٰ آپ سے اٹھا لیتے وہ چیز آپ ﷺ کے لیے پھر نامعلوم ہوجاتی۔ جیسا کہ لیلۃ القدر کا واقعہ ہے۔ دیگر نصوص شرعیہ سے بھی یہی عقیدہ واضح ہوتا ہے کہ رسول اللہ کو ہر چیز کا علم نہیں تھا۔ اس لیے آپ کے متعلق یہ عقیدہ رکھنا کہ آپ کو مَاکَانَ وَمَایَکُوْنُ جو ہو چکا ہے اور جو ہونے والا ہے' سب کا علم تھا' قطعاً درست نہیں۔

نسیان لیلة القدر والالتماس فی العشر الغوابر

لیلۃ القدر کو بھولنے اور آخری عشرہ میں تلاش کرنے کا بیان

۲۲۱۲۔ عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((أُرِیْتُ لَیْلَةَ الْقَدْرِ، ثُمَّ أَیْقَظَنِی بَعْضُ أَهْلِی فَنَسِیْتُهَا، فَالْتَمِسُوْهَا فِی الْعَشْرِ الْغَوَابِرِ)). [الصحیحة: ۳۹۸۶]

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے لیلۃ القدر دکھائی گئی، پھر مجھے میری کسی بیوی نے بیدار کر دیا تو میں وہ بھلا دیا گیا، تم اُس کو آخری دس راتوں میں تلاش کرو۔

تخریج: الصحیحة ۳۹۸۶۔ مسلم (۱۱۶۶)' نسائی فی الکبری (۳۳۹۲)'ابن حبان (۳۶۷۸)' بیهقی (۴/ ۳۰۸)۔

باب: من لطفه صلی الله علیه وسلم

باب:

وحسن معاشرته للاصحابه

۲۲۱۳۔ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، قَالَ: مَرَّ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى نَهْرِ مَاءٍ وَهُوَ عَلَى بَغْلٍ، وَالنَّاسُ صِيَامٌ، وَالْمُشَاةُ كَثِيرٌ، فَقَالَ: ((اشْرَبُوا)) فَجَعَلُوا يَنْظُرُونَ إِلَيْهِ فَقَالَ: ((اشْرَبُوا فَإِنِّي أَيْسَرُكُمْ)) فَجَعَلُوا يَنْظُرُونَ إِلَيْهِ، فَحَوَّلَ وَرِكَهُ، فَشَرِبَ وَشَرِبَ النَّاسُ۔ [الصحيحة:۲۵۷۵]

ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ پانی کی ایک نہر کے پاس سے گزرے اور آپ خچر پر سوار تھے، لوگوں نے روزہ رکھا تھا اور پیدل چلنے والے بہت زیادہ تھے، آپ نے فرمایا: پیو، وہ آپ کی طرف دیکھنا شروع ہوگئے، آپ نے فرمایا: پی لو میں تم سب سے زیادہ قوت والا ہوں۔ وہ پھر آپ کی طرف دیکھنا شروع ہوگئے، چنانچہ آپ نے اپنی پشت پھیری اور پانی پیا اور پھر صحابہ نے بھی پانی پی لیا۔

تخریج: الصحیحة ۲۵۷۵۔ ابو یعلی (۱۰۸۱)' احمد (۳/ ۴۶۲۱)'ابن حبان (۳۵۵۶)۔

۲۲۱۴۔ عَنْ عَلِيٍّ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اُطْلُبُوْا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مِن رَمَضَانَ فَإِنْ غُلِبْتُمْ فَلَا تُغْلَبُوْا عَلَى السَّبْعِ الْبَوَاقِي)). [الصحيحة:۱۴۷۱]

حضرت علی سے روایت ہے، بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لیلۃ القدر رمضان المبارک کی آخری دس راتوں میں تلاش کرو، اگر اتنا نہ کرسکو تو آخری سات راتوں میں تو لازماً تلاش کرو۔

تخریج: الصحیحة ۱۴۷۱۔ عبداللہ بن احمد فی زوائد المسند (۱/ ۱۳۳)' وله شاهد عن ابن عمر رضی اللہ عنہ عند مسلم (۲۰۸/ ۱۱۶۵)'احمد (۲/ ۴۴)' وغیرهما۔

فوائد: ہر عبادت گزار کو بالخصوص طاق راتوں کا قیام ہرگز نہیں چھوڑنا چاہیے کیونکہ دلائل کی رو سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ لیلۃ القد طاق راتوں میں سے کسی ایک میں بھی ہوسکتی ہے۔ مگر افسوس کی بات ہے کہ مسلمان اس عظیم عبادت کی بجائے اس رات جشن ا چراغاں میں مصروف رہتے ہیں۔

افضل الصوم صوم داؤد

داؤد علیہ السلام کا روزہ سب سے بہترین روزہ ہے

۲۲۱۵۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَفْضَلُ الصَّوْمِ: صَوْمُ أَخِي دَاوُدَ، كَانَ يَصُوْمُ يَوْمًا، وَيُفْطِرُ يَوْمًا وَلَا يَفِرُّ إِذَا لَاقَى)). [الصحيحة: ۳۹۹۰]

عبداللہ بن عمر سے روایت ہے، کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سب سے بہترین روزہ میرے بھائی داؤد علیہ السلام کا رو ہے۔ وہ ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن افطار کرتے، اور جب وہ دشمن کا سامنا کرتے تو بھاگتے نہیں تھے۔

تخریج: الصحیحة ۳۹۹۰۔ ترمذی (۷۷۰)' احمد (۲/ ۱۶۴'۱۹۰)' بهذا اللفظ'بخاری (۳۴۱۹)' مسلم (۱۸۷/ ۱۱۵۹) من طریق آخر

اهمية اقامة الصفوف

صفوں کو سیدھا کرنے کی اہمیت کا بیان

۲۲۱۶۔ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ، قَالَ: أَقْبَلَ

نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں، رسول اللہ ﷺ

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى النَّاسِ بِوَجْهِهِ، فَقَالَ: ((أَقِيْمُوْا صُفُوْفَكُمْ (ثَلَاثًا) وَاللّٰهِ لَتُقِيْمُنَّ صُفُوْفَكُمْ أَوْ لَيُخَالِفَنَّ اللّٰهُ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ)). [الصحيحة:٣٢]

لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور آپ نے تین دفعہ فرمایا ''اپنی صفوں کو سیدھا کرو'' اللہ کی قسم البتہ تم ضرور ضرور اپنی صفوں کو سیدھا کرو گے، یا لازماً اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں میں مخالفت ڈال دے گا۔

تخريج: الصحيحة ٣٢- ابو داؤد (٦٦٢)' احمد (٤/ ٢٧٦)' ابن حبان (٢١٧٦)-

باب: سنة متروكة يجب احياؤها

باب: متروک سنت زندہ کرنا ضروری و واجب ہے

٢٢١٧- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: أُقِيْمَتِ الصَّلَاةُ فَأَقْبَلَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِوَجْهِهِ، فَقَالَ:((أَقِيْمُوْا صُفُوْفَكُمْ، وَتَرَاصُّوْا، فَإِنِّي أَرَاكُمْ مِنْ وَّرَاءِ ظَهْرِي)). [الصحيحة:٣١]

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں نماز کھڑی کی گئی، رسول اللہ ﷺ نے اپنا رخ انور ہماری طرف کیا اور فرمایا: اپنی صفوں کو سیدھا کرو اور باہم مل کر کھڑے ہو جاؤ، میں تم کو اپنے پیچھے سے دیکھتا ہوں۔

تخريج: الصحيحة ٣١- بخارى (٧١٩)' احمد (٣/ ١٨٢)' نسائى (٨١٥) و مسلم (٤٣٤) مختصراً-

باب: من الحزم الوتر قبل النوم

باب:

٢٢١٨- عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ: أَنَّهُ كَانَ يُصَلِّي الْعِشَاءَ الْآخِرَةَ فِي مَسْجِدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، ثُمَّ يُوْتِرُ بِوَاحِدَةٍ لَا يَزِيْدُ عَلَيْهَا، فَيُقَالُ لَهُ: أَتُوْتِرُ بِوَاحِدَةٍ لَا تَزِيْدُ عَلَيْهَا يَا أَبَا إِسْحَاقَ؟ فَيَقُوْلُ: نَعَمْ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ:((اَلَّذِي لَا يَنَامُ حَتّٰى يُوْتِرَ حَازِمٌ)).

[الصحيحة:٢٢٠٨]

سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے بارہ میں روایت ہے کہ وہ عشا کی نماز مسجد نبوی میں ادا فرماتے، اور ایک وتر سے زائد نہیں پڑھا کرتے تھے۔ ان کو کہا گیا اے ابو اسحاق تو ایک ہی وتر پڑھتا ہے، اس سے زائد نہیں پڑھتا۔ انہوں نے کہا ہاں: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، فرماتے تھے کہ جو سونے سے پہلے وتر پڑھ لیتا ہے' وہ احتیاط کرنے والا دانش مند ہے۔

تخريج: الصحيحة ٢٢٠٨- تقدم برقم ٩٦٣-

البركة في السحور والكيل

سحری اور ناپنے میں برکت ہے

٢٢١٩- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعًا: ((إِنَّ اللّٰهَ جَعَلَ الْبَرَكَةَ فِي السُّحُوْرِ وَالْكَيْلِ)).

[الصحيحة:١٢٩١]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً نقل کیا گیا ہے، بے شک اللہ تعالیٰ نے سحری اور ناپ میں برکت رکھی ہے۔

تخريج: الصحيحة ١٢٩١- مسلم (١٦٥/ ١١٥١)' نسائى (٢٢١٥/ ٢٢١٦)' احمد (٣/ ٥)' بهذا للفظ' بخارى (١٩٠٤' ٧٤٩٢)' بتقديم و تاخير-

فضل الصوم

۲۲۲۰۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَأَبِي سَعِيدٍ، قَالَا: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ يَقُولُ: إِنَّ الصَّوْمَ لِي، وَأَنَا أَجْزِيْ بِهِ. إِنَّ لِلصَّائِمِ فَرْحَتَيْنِ: إِذَا أَفْطَرَ فَرِحَ، وَإِذَا لَقِيَ اللّٰهَ فَجَزَاهُ فَرِحَ. وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ! لَخُلُوْفُ فَمِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَاللّٰهِ مِنْ رِيْحِ الْمِسْكِ)).

[الصحيحة:۳۵۱٦]

روزہ کی فضیلت کا بیان

ابو ہریرہ اور ابو سعید خدری رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، وہ دونوں کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ عزوجل فرماتا ہے یقیناً روزہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا۔ بلاشبہ روزے دار کے لیے دو خوشیاں ہیں، جب وہ افطار کرتا ہے خوش ہوتا ہے، اور جب وہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرے گا اور وہ اُس کو بدلہ دے گا تو وہ خوش ہو جائے گا۔ اُس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ روزے دار کے منہ کی بو اللہ کے ہاں کستوری کی خوشبو سے زیادہ عمدہ ہے۔

فوائد: دیگر اعمال کی جزاء بھی اللہ تعالیٰ ہی عطا فرماتے ہیں، لیکن روزے کا بالخصوص ذکر کر کے اُس کی عظمت و فضیلت کو بیان کیا گیا ہے۔ جب روزہ دار کے جسم سے نکلنے والا پسینہ اللہ تعالیٰ کے ہاں اس قدر محبوب ہے تو روزہ دار کے نیک اعمال اللہ تعالیٰ کے ہاں کس قدر عظیم مرتبہ رکھتے ہوں گے.........سبحان اللہ

فضل المتسحرين

۲۲۲۱۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّوْنَ عَلَى الْمُتَسَحِّرِيْنَ)). [الصحيحة:۳۴۰۹]

سحری کرنے والوں کی فضیلت کا بیان

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یقیناً اللہ اور اُس کے فرشتے سحری کھانے والوں پر درود بھیجتے ہیں۔

تخريج: الصحيحة ۳۴۰۹۔ ابن حبان (۳۴٦۷)' طبرانی فی الاوسط (٦۴۳۰)' ابو نعیم فی الحلية (۸/ ۳۲۰)۔

فوائد: اللہ تعالیٰ اور اس کے ملائکہ کے درود بھیجنے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر رحمت نازل فرماتا ہے، اُن کو عزت سے نوازتا ہے، اُن کو برکت عطا کرتا ہے اور اپنے بندوں کا تزکیہ کرتا ہے اور فرشتوں کے درود کا مطلب یہ ہے کہ فرشتے ایسے بندے کے لیے رحمت و بخشش کی دعا کرتے ہیں۔

باب: فضل المتسحرين

۲۲۲۲۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ مَرْفُوْعاً: ((إِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّوْنَ عَلَى الْمُتَسَحِّرِيْنَ)).

تخريج: الصحيحة ۱٦۵۴۔ انظر الحديث السابق۔

باب: سحری کرنے والوں کی فضیلت

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً نقل کیا گیا ہے، بلاشبہ اللہ تعالیٰ اور اُس کے فرشتے سحری کھانے والوں پر درود بھیجتے ہیں۔

باب: التفريق بين الشيخ والشاب في

باب: روزے کے معاملے میں بوڑھے اور جوان کے

الصیام

درمیان فرق کا بیان

۲۲۲۳۔ عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، قَالَ: كُنَّا عِنْدَالنَّبِیِّ ﷺ فَجَاءَ شَابٌّ فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰہِ أُقَبِّلُ وَأَنَا صَائِمٌ؟ قَالَ: ((لَا)) فَجَاءَ شَيْخٌ فَقَالَ: أُقَبِّلُ وَأَنَا صَائِمٌ؟ قَالَ: ((نَعَمْ)) قَالَ: فَنَظَرَ بَعْضُنَا إِلٰی بَعْضٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: ((إِنَّ الشَّيْخَ يَمْلِكُ نَفْسَهُ)). [الصحيحة: ١٦٠٦]

عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہتے ہیں ہم نبی ﷺ کے پاس تھے، ایک نوجوان آیا اور کہا اے اللہ کے رسول کیا میں روزے کی حالت میں بوسہ لے سکتا ہوں......؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں! پھر ایک بوڑھا آدمی آیا اور اُس نے کہا میں روزے کی حالت میں بوسہ لے سکتا ہوں......؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں۔ صحابی نے کہا: ہم نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا تو رسول اللہ نے فرمایا: بوڑھا اپنے نفس پر قابو رکھتا ہے۔

تخریج: الصحیحة ۱۶۰۶۔ احمد (۲/ ۱۸۵،۲۲۱)' ابنب عبدالحکم فی فتوح مصر (ص:۲۶۵)' طبرانی فی الکبیر (۱۳/ ۳۹)' خطیب فی الفقیہ والمتفقہ (۲/ ۱۹۳)۔

الرخصة فی یوم عاشوراء

دس محرم کا روزہ رکھنے کی رخصت

۲۲۲۴۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ أَهْلَ الْجَاهِلِيَّةِ كَانُوْا يَصُوْمُوْنَ يَوْمَ عَاشُوْرَاءَ، وَأَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ صَامَهُ وَالْمُسْلِمُوْنَ قَبْلَ أَنْ يُفْتَرَضَ رَمَضَانُ، فَلَمَّا افْتُرِضَ رَمَضَانُ قَالَ: رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: ((إِنَّ عَاشُوْرَا يَوْمٌ مِّنْ أَيَّامِ اللّٰہِ، فَمَنْ شَاءَ صَامَهُ، وَمَنْ شَاءَ تَرَكَهُ)). [الصحيحة: ٣٥٣١]

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، دورِ جاہلیت کے لوگ دس محرم کا روزہ رکھتے تھے، رمضان کے روزے فرض ہونے سے پہلے، رسول اللہ ﷺ اور صحابہ نے بھی اس دن کا روزہ رکھا۔ جب رمضان فرض کردیا گیا، آپ نے فرمایا: دس محرم کا دن اللہ کے دنوں میں سے ایک دن ہے جو چاہے وہ اس دن کا روزہ رکھے اور جو چاہے نہ رکھے۔

تخریج: الصحیحة ۳۵۳۱۔ مسلم (۱۱۲۶)' احمد (۲/ ۱۴۳)'ابن ابی شیبة (۳/ ۵۵)' بخاری (۴۵۰۱) مختصراً۔

عزم النبی لصوم التاسع

نبی ﷺ کا نویں محرم کا روزہ رکھنے کا عزم کرنا

۲۲۲۵۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مَرْفُوْعاً: ((إِنْ عِشْتُ إِنْ شَاءَ اللّٰہُ إِلٰی قَابِلٍ صُمْتُ التَّاسِعَ، مَخَافَةَ أَنْ يَفُوْتَنِيْ يَوْمُ عَاشُوْرَاءِ)). [الصحيحة: ٣٥٠]

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً روایت کیا گیا ہے، آپ نے فرمایا: اگر میں آئندہ سال تک زندہ رہا تو نو محرم کا روزہ رکھوں گا اس ڈر سے کہ کہیں دس محرم کا روزہ فوت نہ ہو جائے۔

تخریج: الصحیحة ۳۵۰۔

فوائد: بعض حضرات صرف 9 محرم کے روزے کے ہی قائل ہیں، جبکہ صرف نویں کا روزہ رکھنا لفظوں میں الجھنے والی بات ہے، احادیث طیبہ اور محدثین کرام کی فہم کے مطابق راجح یہی ہے کہ 9,10 محرم دونوں کا روزہ رکھا جائے گا بلکہ ایک صحیح موقوف روایت میں صراحت بھی موجود ہے جس سے سارے لفظی اشکالات حل ہوجاتے ہیں صُوْمُ التَّاسِعَ وَالْعَاشِرَ وَالْخَالِفُ الْيَهُوْدَ 9,10 کا

روزہ رکھو اور یہود کی مخالفت کرو۔ (الفتح الربانی: 1/189) شارح بخاری امام ابن حجر فرماتے ہیں الاحْتِیَاطُ یَوْمُ الصَّوْمِیْنَ احتیاط اسی میں ہے کہ دونوں روزے رکھے جائیں۔ (فتح الباری، جلد 4 صفحہ 311) امام شوکانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں جو شخص 10 محرم کا روزہ رکھنا چاہے اس کے لیے مناسب ہے کہ وہ 9 کا بھی روزہ رکھ لے۔ (السیل الجرار، جلد 2 صفحہ 148) نیز مفتیان دیار حرم کے نزدیک بھی افضل یہی ہے کہ دو روزے رکھے جائیں۔

قضاء الفضل ليس بواجب

نفلی روزے کی قضاء لازم نہیں ہے

۲۲۲۶۔ عَنْ أُمِّ هَانِي: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ شَرِبَ شَرَاباً فَنَاوَلَهَا لِتَشْرِبَ، فَقَالَتْ: إِنِّي صَائِمَةٌ وَلٰكِنْ كَرِهْتُ أَنْ أَرُدَّ سُؤْرَكَ فَقَالَ: ((إِنْ كَانَ قَضَاءٌ مِّنْ رَمَضَانَ فَاقْضِيْ يَوْماً مَكَانَهُ، وَإِنْ كَانَ تَطَوُّعاً فَإِنْ شِئْتِ فَاقْضِيْ وَإِنْ شِئْتِ فَلَاتَقْضِيْ)). [الصحيحة:٢٨٠٢]

ام ہانی رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، بے شک رسول اللہ ﷺ نے پانی پیا اور اسے بھی پینے کے لیے دیا۔ اُس نے کہا: میں روزے سے ہوں، لیکن میں ناپسند کرتی ہوں کہ آپ کا جوٹھا واپس لوٹاؤں، آپ ﷺ نے فرمایا: اگر یہ رمضان کے روزے کی قضا ہے تو اس کی جگہ دوسرے کسی دن قضا دے دینا اور اگر نفلی روزہ ہے تو اگر تو چاہتی ہے تو اس کی قضا دے وگرنہ رہنے دے۔

تخریج: الصحيحة ٢٨٠٢۔ احمد (٢/ ٣٤٣، ٣٤٤)، نسائى فى الكبرى (٣٣٠٥)، دارمى (١٧٣٥)، اطيالسى (١٦١٦)۔

باب: صوم ايام بيض

باب: ایام بیض کے روزوں کا بیان

۲۲۲۷۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: جَاءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِأَرْنَبٍ قَدْ شَوَاهَا، وَجَاءَ مَعَهَا بِأَدْمِهَا فَوَضَعَهَا بَيْنَ يَدَيْهِ، فَأَمْسَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَلَمْ يَأْكُلْ، وَأَمْسَكَ أَصْحَابُهُ فَلَمْ يَأْكُلُوا وَأَمْسَكَ الْأَعْرَابِيُّ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَايَمْنَعُكَ أَنْ تَأْكُلَ؟)) قَالَ إِنِّي أَصُوْمُ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ مِنَ الشَّهْرِ، قَالَ: ((إِنْ كُنْتَ صَائِماً فَصُمْ أَيَّامَ الْغُرِّ يَعْنِي: الْأَيَّامَ الْبِيْضِ)). [الصحيحة:١٥٦٧]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ ایک دیہاتی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بھنا ہوا خرگوش لے کر آیا اور اُس کے ساتھ اُس کا سالن بھی لایا اور اُس کو رسول اللہ ﷺ کے سامنے رکھ دیا۔ رسول اللہ ﷺ رک گئے اور آپ نے نہ کھایا اور صحابہ بھی رک گئے، انہوں نے بھی نہ کھایا اور دیہاتی بھی رک گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تجھے کھانے سے کس چیز نے منع کیا ہے؟ اُس نے کہا: میں مہینے میں تین دن کے روزے رکھتا ہوں، آپ نے فرمایا: اگر تو روزے رکھنا چاہتا ہے، تو ایام بیض کے روزے رکھا کر۔

تخریج: الصحيحة ١٥٦٧۔ نسائى (٢٤٢٣)، احمد (٢/ ٣٣٦، ٣٤٦)، ابن حبان (٣٦٥٠)۔

فوائد: ایام بیض کی وضاحت سنن ابی داود کی ایک صحیح روایت میں موجود ہے، حضرت ملحان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَأْمُرُنَا أَنْ نَصُوْمَ الْبِيْضَ ثَلَاثَ عَشْرَةَ وَأَرْبَعَ عَشْرَةَ وَخَمْسَ عَشْرَةَ قَالَ وَقَالَ هُنَّ كَهَيْئَةِ الدَّهْرِ "رسول اللہ ﷺ ہمیں ایام بیض چاند کی تیرہ، چودہ اور پندرہ تاریخ کو روزہ رکھنے کا حکم فرماتے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ زمانہ بھر کے روزوں کی مانند

ہے۔“

الإختيار صوم يوم عاشوراء

۲۲۲۸۔ عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ فِي يَوْمِ عَاشُوْرَاءَ: ((إِنَّ هٰذَا يَوْمٌ كَانَ يَصُوْمُهُ أَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ، فَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يَصُوْمَهُ فَلْيَصُمْهُ، وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يَتْرُكَهُ، فَلْيَتْرُكْهُ)).

دسویں محرم کے روزہ کا اختیار ہے

نافع سے روایت ہے کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اُن کو بیان کیا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے دس محرم کے روزے کے متعلق سنا۔ اس دن اہل جاہلیت روزہ رکھا کرتے تھے جو اس دن روزہ رکھنا پسند کرتا ہے وہ روزہ رکھے، اور جو نہ رکھنا چاہے نہ رکھے۔

تخریج: الصحیحۃ مسلم (۱۱۹/ ۱۱۶۲)' بیہقی (۴/ ۲۹۰)' بخاری (۱۸۹۲'۴۵۰۱)' من طریق آخر عنه وقد تقدم (۲۲۲۷)۔

التماس ليلة القدر في الخمس والسبع والتسع

۲۲۲۹۔ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ خَرَجَ يُخْبِرُ بِلَيْلَةِ الْقَدْرِ، فَتَلَاحَى رَجُلَانِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ، فَقَالَ: ((إِنِّي خَرَجْتُ لِأُخْبِرَكُمْ بِلَيْلَةِ الْقَدْرِ، وَإِنَّهُ تَلَاحَى فُلَانٌ وَفُلَانٌ، فَرُفِعَتْ، وَعَسَى أَنْ يَكُوْنَ خَيْرًا لَكُمْ، اِلْتَمِسُوْهَا فِي السَّبْعِ وَالتِّسْعِ وَالْخَمْسِ)). [الصحيحة:٣٥٩٢]

لیلۃ القدر کو ۲۵' ۲۷' ۲۹ راتوں کو تلاش کرنا

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں مجھے عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے خبر دی، رسول اللہ لیلۃ القدر کا بتلانے کے لئے نکلے۔ مسلمانوں میں سے دو آدمیوں نے جھگڑا کیا۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: میں تمہیں لیلۃ القدر کے متعلق بتلانے کے لیے نکلا تھا اور فلاں فلاں نے جھگڑا کیا تو وہ اٹھا لی گئی۔ ہوسکتا ہے تمہارے لیے بہتری ہو۔ اس کو پچیس، ستائیس اور انتیس ویں رات میں تلاش کرو۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۵۹۲۔ بخاری (۴۹'۲۰۲۳)' نسائی فی الکبری (۳۳۹۴)' احمد (۵/ ۳۱۳)۔

الاختيار في صوم السفر

۲۲۳۰۔ عَنْ حَمْزَةَ بْنِ عَمْرٍو: أَنَّهُ سَأَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الصِّيَامِ فِي السَّفَرِ؟ فَقَالَ: ((أَيُّ ذٰلِكَ عَلَيْكَ أَيْسَرُ فَافْعَلْ)).

[الصحيحة:٢٨٨٤]

سفر کے روزے میں اختیار ہے

حمزہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سفر میں روزہ رکھنے کے متعلق سوال کیا۔ آپ نے فرمایا: جو تیرے لیے آسان ہے وہ کرلے۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۸۸۴۔ تقدم برقم (۲۰۷۸)۔

فوائد: معلوم ہوا کہ جان بوجھ کر اپنے آپ کو مشقت میں ڈالنا نیکی وتقویٰ نہیں ہے۔ بلکہ مومن کو ہمیشہ آسان پہلو اختیار کرنا

چاہیے۔ تاکہ دین اور جسم دونوں کے تقاضے پورے رہیں۔

باب: فضل صوم شعبان

۲۲۳۱۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ (وَلَمْ يَقُلِ النَّسَائِي: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ) قَالَ: قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ أَرَاكَ تَصُوْمُ فِي شَهْرٍ لَّمْ أَرَكَ تَصُوْمُ فِي شَهْرٍ مِثْلَ مَاتَصُوْمُ فِيْهِ؟ قَالَ: ((أَيُّ شَهْرٍ؟)) قُلْتُ: شَعْبَانُ، قَالَ: ((شَعْبَانُ بَيْنَ رَجَبَ وَرَمَضَانَ، يَغْفَلُ النَّاسُ عَنْهُ، تُرْفَعُ فِيْهِ أَعْمَالُ الْعِبَادِ، فَأُحِبُّ أَنْ لَّا يُرْفَعَ عَمَلِي إِلَّا وَأَنَا صَائِمٌ)) قَالَ: أَرَاكَ تَصُوْمُ الْإِثْنَيْنِ وَالْخَمِيْسَ فَلَاتَدَعُهُمَا؟ قَالَ: ((إِنَّ أَعْمَالَ الْعِبَادِ......))الحديث۔ [الصحيحة:١٨٩٨]

باب: شعبان کے روزے کی فضیلت

ابوہریرہ، اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں اور امام نسائی نے ابوہریرہ کا نام ذکر نہیں کیا، وہ کہتے ہیں، میں نے کہا: اے اللہ کے رسول میں نے آپ کو دیکھا ہے، آپ ایک مہینے میں روزے رکھتے ہیں کہ کسی اور مہینے میں اس طرح آپ کو روزے رکھتے نہیں دیکھا۔ آپ نے فرمایا: وہ کونسا مہینہ ہے؟ میں نے کہا شعبان۔ آپ نے فرمایا: شعبان رجب اور رمضان کے درمیان ہے، لوگ اُس سے غفلت کرتے ہیں، اُس میں بندوں کے اعمال کو پیش کیا جاتا ہے اور میں پسند کرتا ہوں کہ میرا عمل روزے کی حالت میں ہی پیش کیا جائے۔ صحابی نے کہا میں آپ کو دیکھتا ہوں کہ آپ سوموار اور جمعرات کا روزہ رکھتے ہیں اور دونوں روزوں کو نہیں چھوڑتے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ان دنوں میں بندوں کے اعمال کو پیش کیا جاتا ہے۔

تخریج: الصحیحۃ ۱۸۹۸۔ نسائی (۲۳۵۹)؛ ؟ الطبری العباد فی الامالی (۳/ ۲)؛ ابن ابی شیبۃ (۳/ ۱۰۳)؛ الضیاء فی المختارۃ (۱۳۱۹؛۱۳۲۰)۔

الاجتناب من الوصال

۲۲۳۲۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ:((إِيَّاكُمْ وَالْوِصَالَ. مَرَّتَيْنِ. قِيْلَ: إِنَّكَ تُوَاصِلُ؟! قَالَ: إِنِّي أَبِيْتُ يُطْعِمُنِي رَبِّي وَيَسْقِيْنِي فَاكْلَفُوْا مِنَ الْعَمَلِ مَاتُطِيْقُوْنَ)). [الصحيحة:٣٦٠٤]

وصال کے روزوں سے اجتناب کرنا

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں، آپ نے دو مرتبہ فرمایا: وصال سے بچو۔ کہا آپ تو وصال کرتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: میں رات اس حال میں گزارتا ہوں، مجھے میرا رب کھلاتا اور پلاتا ہے۔ تم عمل کی اُتنی ہی تکلیف برداشت کرو جتنی تم طاقت رکھتے ہو۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۶۰۴۔ بخاری (۱۹۶۶)؛ مسلم (۱۱۰۳)؛ احمد (۲/ ۳۱۵)۔

فوائد: وصال یہ ہے کہ آدمی دو یا اُس سے زیادہ دن تک روزہ افطار نہ کرے، مسلسل روزہ رکھے۔ رات کو کچھ کھائے نہ سحری تناول کرے۔ اس عمل میں مشقت کا پہلو نمایاں ہے اس لیے رسول اللہ ﷺ نے سختی کے ساتھ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو روزے میں وصال کرنے سے منع فرمادیا۔ جمہور اہل علم میں اسے نبی اکرم ﷺ کی خصوصیت قرار دیا گیا ہے۔ امام ابوحنیفہ، امام مالک اور امام

شافعی رحمہم اللہ اسے مکروہ کہتے ہیں۔ جبکہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے سحری تک وصال کو جائز قرار دیا ہے۔ اس سلسلہ میں صحیح بخاری میں سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے ایک روایت بھی موجود ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''وصال نہ کرو اور اگر تم میں سے کوئی وصال کرنا ہی چاہتا ہے تو سحری تک کر لے۔''

باب: من آداب الافطار والسحور

باب: سحری افطار کے آداب کا بیان

۲۲۳۳۔ عَنْ أَنَسٍ مَرْفُوعاً: ((بَكِّرُوْا بِالْإِفْطَارِ، وَأَخِّرُوْا السَّحُوْرَ)).

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا گیا ہے: افطاری میں جلدی کرو اور سحری میں تاخیر کرو۔

تخریج: الصحیحة ۱۷۷۳۔ ابن عدی فی الکامل (۶/ ۲۳۲۳)' دیلمی (۲۰۸۳)۔

تحری لیلة القدر فی الوتر من العشر الآواخر

آخری عشرہ کی طاق راتوں میں لیلۃ القدر کو تلاش کرنا

۲۲۳۴۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا۔ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((تَحَرَّوْا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي الْوِتْرِ مِنَ الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ)).

[الصحیحة:۳۶۱۶]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: رمضان المبارک کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں لیلۃ القدر کو تلاش کرو۔

تخریج: الصحیحة ۳۶۱۶۔ بخاری (۲۰۱۷)' احمد (۶۵/ ۴۳)' مسلم (۱۱۶۷)' ترمذی (۷۹۲) من طریق آخر عنها۔

اجتناب من صوم السبت وحدی

اکیلے ہفتہ کے روزہ سے اجتناب کرنا چاہیے

۲۲۳۵۔ عَنْ عُبَيْدِ الْأَعْرَجِ، قَالَ: حَدَّثَتْنِي جَدَّتِي أَنَّهَا دَخَلَتْ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ وَهُوَ يَتَغَدّٰى وَذٰلِكَ يَوْمُ السَّبْتِ فَقَالَ: ((تَعَالَيْ فَكُلِيْ)) فَقَالَتْ: إِنِّيْ صَائِمَةٌ، فَقَالَ: لَهَا: ((أَصُمْتِ أَمْسِ؟)) فَقَالَتْ: لَا فَقَالَ: ((فَكُلِيْ، فَإِنَّ صِيَامَ يَوْمِ السَّبْتِ لَا لَكِ وَلَا عَلَيْكِ)).

[الصحیحة :۲۲۵]

عبید اعرج سے روایت ہے، کہتے ہیں مجھ سے میری دادی نے بیان کیا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس گئی اور آپ دوپہر کا کھانا کھا رہے تھے اور وہ ہفتے کا دن تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: آؤ کھانا کھاؤ۔ اُس نے کہا: میں روزے سے ہوں۔ آپ نے فرمایا: گزشتہ کل روزہ رکھا تھا......؟ اُس نے کہا نہیں۔ آپ ﷺ نے کہا پھر کھانا کھاؤ۔ ہفتے والے دن کے روزے کا ثواب ہے نہ عذاب۔

تخریج: الصحیحة ۲۲۵۔ احمد (۶/ ۳۶۸)۔

باب: من الطب النبوی

باب: طب نبوی کا بیان

۲۲۳۶۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، أَنَّ

عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، کہ ایک آدمی رسول

رَجُلًا جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ! أَتَأْذَنُ لِي أَنْ أَخْتَصِيَ؟ فَقَالَ ﷺ: ((خِصَاءُ أُمَّتِي الصِّيَامُ وَالْقِيَامُ)). [الصحيحة: ١٨٣٠]

اللہ ﷺ کے پاس آیا، اور کہا اے اللہ کے رسول ﷺ کیا آپ مجھے خصی ہونے کی اجازت دیتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: میری امت کا خصی ہونا روزہ اور قیام ہے۔

تخریج: الصحیحۃ ۱۸۳۰۔ احمد (۲/ ۱۷۳) بغوی فی شرح السنة (۲۲۳۸)' ابن عدی (۲/ ۸۵۴۸۵۵)۔

رخصة الصوم في السفر

سفر میں روزہ رکھنے کی رخصت کا بیان

۲۲۳۷۔عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: إِنَّ حَمْزَةَ بْنَ عَمْرٍو الْأَسْلَمِيَّ سَأَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ! إِنِّي رَجُلٌ أَسْرُدُ الصَّوْمَ، فَأَصُوْمُ فِي السَّفَرِ؟ قَالَ: ((صُمْ إِنْ شِئْتَ وَأَفْطِرْ إِنْ شِئْتَ)). [الصحيحة: ١٩٤]

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، کہتی ہیں بے شک حمزہ بن عمرو اسلمی نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا اور کہا اے اللہ کے رسول ﷺ، میں ایسا آدمی ہوں کہ ہمیشہ روزہ رکھتا ہوں، کیا میں سفر میں روزہ رکھوں......؟ آپ نے فرمایا: اگر چاہتا ہے تو رکھ لے اور اگر چاہتا ہے تو افطار کر لے۔

تخریج: الصحیحۃ ۱۹۴۔ بخاری (۱۹۴۳)' مسلم (۱۱۲۱)' ابوداؤد (۲۴۰۲)' ترمذی (۷۱۱)' ابن ماجه (۱۶۶۲)۔

باب: النهي عن صوم يوم الشك

باب: شک کے دن کے روزے کی ممانعت

۲۲۳۸۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((صُوْمُوْا لِرُؤْيَتِهِ، وَأَفْطِرُوْا الرُّؤْيَتَهُ، فَإِنْ حَالَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُ سَحَابٌ أَوْ ظُلْمَةٌ أَوْ هَبْوَةٌ، فَأَكْمِلُوْا الْعِدَّةَ، لَاتَسْتَقْبِلُوْا الشَّهْرَ اسْتِقْبَالاً وَلَا تَصِلُوْا رَمَضَانَ بِيَوْمٍ مِنْ شَعْبَانَ)). [الصحيحة: ١٩١٧]

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر ہی افطار کرو۔ اگر تمہارے اور چاند کے درمیان بادل، اندھیرا یا گردوغبار حائل ہو جائے تو پھر گنتی پوری کرو۔ مہینے کا استقبال نہ کرو اور نہ ہی رمضان کو شعبان کے دن کے ساتھ ملاؤ۔

تخریج: الصحیحۃ ۱۹۱۷۔ ابو عبید فی غریب الحدیث (۵۹/ ۴۱)' نسائی (۲۱۳۱)' احمد (۱/ ۲۲۶)۔

بيان حين الصوم

روزے کے وقت کا بیان

۲۲۳۹۔ عَنْ أَبِي الْمَلِيْحِ بْنِ أُسَامَةَ، عَنْ أَبِيْهِ مَرْفُوْعاً: ((صُوْمُوْا مِنْ وَضَحٍ إِلَى وَضَحٍ)).

ابوالملیح بن اُسامہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: روشنی سے روشنی تک روزہ رکھو۔

تخریج: الصحیحۃ ۱۹۱۸۔ طبرانی فی الاوسط (۲۹۲۱)' وفی الکبیر (۵۰۴)۔

باب: صوم النذر عن غير الوالدين

باب: نذر کے روزے والدین کے علاوہ کسی دوسرے کی طرف سے رکھنے کا بیان

٢٢٤٠ ـ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ امْرَأَةً أَتَتِ النَّبِيَّ ﷺ فَذَكَرَتْ لَهُ أَنَّ أُخْتَهَا نَذَرَتْ أَنْ تَصُومَ شَهْرًا وَأَنَّهَا رَكِبَتِ الْبَحْرَ فَمَاتَتْ وَلَمْ تَصُمْ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((صُومِي عَنْ أُخْتِكِ)). [الصحيحة:١٩٤٦]

ابن عباس سے روایت ہے، ایک عورت نبی کریم ﷺ کے پاس آئی اور اُس نے آپ سے ذکر کیا کہ اُس کی بہن نے ایک ماہ روزہ رکھنے کی منت مانی تھی، اُس نے بحری سفر کیا اور وہ بغیر روزے رکھے مرگئی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اپنی بہن کی طرف سے روزے رکھ۔

تخریج: الصحیحۃ ۱۹۴۶۔

فضل صيام ثلاثة ايام من كل شهر

ہر مہینے تین روزے رکھنے کی فضیلت

٢٢٤١ ـ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((صِيَامُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ صِيَامُ الدَّهْرِ وَإِفْطَارُهُ)). [الصحيحة:٢٨٠٦]

معاویہ بن قرہ اپنے باپ سے اور وہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ہر ماہ تین روزے رکھنا زمانہ بھر کے روزے اور افطار ہیں۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۸۰۶۔ احمد (۴/ ۱۹،۵/ ۳۴)' البزار (الکشف: ۱۰۵۹)' طبرانی فی الکبیر (۱۹/ ۲۶)۔

الصوم فى الشتاء الغنيمة الباردة

سردی میں روزے مفت کی غنیمت ہے

٢٢٤٢ ـ عَنْ عَامِرِ بْنِ مَسْعُودٍ مَرْفُوعًا: ((الصَّوْمُ فِي الشِّتَاءِ الْغَنِيمَةُ الْبَارِدَةُ)). [الصحيحة:١٩٢٢]

عامر بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مرفوعا نقل کیا گیا ہے، سردی میں روزے مفت کی غنیمت ہیں۔

تخریج: الصحیحۃ ۱۹۲۲۔ احمد (۴/ ۳۳۵) ابو عبید فی الغریب (۹۵/ ۲): مرسلا ' ترمذی (۷۹۷)' بیھقی (۴/ ۲۹۶،۲۹۷) من طریق آخر عنہ۔

٢٢٤٣ ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((الصَّوْمُ يَوْمَ تَصُومُونَ وَالْفِطْرُ يَوْمَ تُفْطِرُونَ، وَالْأَضْحٰى يَوْمَ تُضَحُّونَ)). [الصحيحة:٢٢٤]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، بے شک نبی ﷺ نے فرمایا: روزہ اُس دن جس دن تم روزہ رکھتے ہو۔ اور عید الفطر اُس دن جس دن تم افطار کرتے ہو۔ اور عید الاضحیٰ جس دن تم قربانی کرتے ہو۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۲۴۔ ترمذی (۶۹۷)' بیھقی (۴/ ۲۵۲)' بغوی فی شرح السنۃ (۱۷۲۶)۔

فضل السحور

سحری کھانے کی فضیلت

٢٢٤٤ ـ عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِيكَرِبَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((عَلَيْكُمْ بِغَدَاءِ السَّحُورِ، فَإِنَّهُ هُوَ الْغَدَاءُ الْمُبَارَكُ)). [الصحيحة:٣٤٠٨]

مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں، سحری کا کھانا ضرور کھاؤ۔ کیونکہ وہ بابرکت کھانا ہے۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۴۰۸۔ نسائی (۲۱۶۶)' وفی الکبری (۲۴۷۳)' احمد (۴/ ۱۳۲)، طبرانی (۲۰/ ۲۷۱)۔

فوائد: سحری کے کھانے کو مبارک غذا کہا گیا ہے، اس لیے برکت والی غذا سے محروم نہیں رہنا چاہیے۔ رسول اللہ ﷺ نے کئی ایک فرامین میں سحری کھانے کی ترغیب دیتے ہوئے اُس کا حکم بھی ارشاد فرمایا ہے۔ سنن نسائی میں حضرت ارباز بن ساریہ ؓ سے روایت ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ﴿هَلُمُّوْا إِلَى الْغَدَاءِ الْمُبَارَكِ﴾ ''مبارک کھانے کی طرف آؤ'' اور صحیح مسلم میں آپ ﷺ کا یہ فرمان بھی موجود ہے: ﴿فَصْلُ مَابَيْنَ صِيَامِنَا وَصِيَامِ أَهْلِ الْكِتَابِ أُكْلَةُ السَّحَرِ﴾ ''ہمارے اور اہل کتاب کے روزوں میں سحری کھانے کا فرق ہے۔'' یعنی اہل کتاب سحری تناول نہیں کرتے۔ اگر سحری کے وقت طبیعت کھانے پر آمادہ نہ ہو تو پانی کے چند گھونٹ ہی پی لینے چاہئیں تا کہ آدمی سحری کھانے والوں کے اجر و ثواب میں شریک ہو جائے۔ مسند احمد میں روایت ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ﴿اَلسَّحُوْرُ أُكْلُهُ بَرَكَةٌ فَلَا تَدَعُوْهُ وَلَوْ أَنْ يَجْرَعَ أَحَدُكُمْ جَرْعَةً مِنْ مَاءٍ﴾ ''سحری کھانا بابرکت ہے اس سے محروم نہ رہو خواہ تم میں سے کوئی پانی کا ایک گھونٹ ہی پی لے۔''

فضل رمضان

رمضان کی فضیلت کا بیان

٢٢٤٥ـ عَنْ عُرْفُجَةَ، قَالَ: كُنْتُ فِي بَيْتٍ فِيهِ عُتْبَةُ بْنُ فَرْقَدَ، فَأَرَدْتُ أَنْ أُحَدِّثَ بِحَدِيثٍ، وَكَانَ رَجُلٌ مِّنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ كَأَنَّهُ أَوْلَى بِالْحَدِيثِ مِنِّي فَحَدَّثَ الرَّجُلُ عَنِ النَّبِيِّ قَالَ: ((فِي رَمَضَانَ تُفَتَّحُ فِيهِ أَبْوَابُ السَّمَاءِ (وَفِي رِوَايَةٍ: الْجَنَّةِ) وَتُغْلَقُ فِيهِ أَبْوَابُ النِّيرَانِ، وَيُصَفَّدُ فِيهِ كُلُّ شَيْطَانٍ مَرِيدٍ، وَيُنَادِي مُنَادٍ (وَفِي رِوَايَةٍ: مَلَكٌ) كُلَّ لَيْلَةٍ: يَاطَالِبَ الْخَيْرِ هَلُمَّ وَيَاطَالِبَ الشَّرِّ أَمْسِكْ)). [الصحيحة:١٨٦٨]

عرفجہ سے روایت ہے، کہتے ہیں میں ایک گھر میں تھا، وہاں عتبہ بن فرقد تھے، میں نے حدیث بیان کرنے کا ارادہ کیا اور وہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ میں سے ایک آدمی تھا۔ گویا وہ حدیث بیان کرنے کا مجھ سے زیادہ حق دار تھا۔ پس آدمی نے نبی ﷺ سے حدیث بیان کی کہ آپ ﷺ نے فرمایا: رمضان میں آسمان...... ایک روایت کے مطابق جنت ...... کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازوں کو بند کر دیا جاتا ہے۔ اور ہر سرکش شیطان کو اس مہینہ میں جکڑ دیا جاتا ہے۔ اور ایک اعلان کرنے والا فرشتہ ہر رات اعلان کرتا ہے اے نیکی کے طلب گار آگے بڑھ اور اے برائی کے طلبگار باز آ جا۔

تخریج: الصحیحۃ ۱۸۶۸۔ نسائی (۲۱۱۰)، احمد (۴/ ۳۱۱، ۳۱۲)، طبرانی فی الکبیر (۱۷/ ۱۳۲، ۱۳۳)۔

ما قول النبی باللیل اذا تضور

جب نبی ﷺ کروٹ بدلتے تو کیا کہتے؟

٢٢٤٦ـ عَنْ عَائِشَةَ: ((كَانَ ﷺ إِذَا تَضَوَّرَ مِنَ اللَّيْلِ قَالَ: لَاإِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ، رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا الْعَزِيزُ الْغَفَّارُ)). [الصحيحة: ٢٠٦٦]

حضرت عائشہ سے روایت ہے، آپ ﷺ جب رات کو جاگ کر کروٹ بدلتے تو کہتے ﴿لَاإِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ، رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا الْعَزِيزُ الْغَفَّارُ﴾ اکیلے قوت و غلبہ والے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، زمین و آسمان اور جو اُس کے درمیان ہے وہ اُس کا رب ہے، غالب معاف کرنے والا۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۰۶۶۔ ابن نصر فی قیام اللیل (ص:۴۳)' حاکم (۱/ ۵۴۰)' ابن حبان (۵۵۳۰)۔

التسليم بين كل ركعتين بالتهجد

تہجد کی ہر دو رکعت میں سلام پھیرنا

۲۲۴۷۔ عَنْ عَائِشَةَ: ((كَانَ ﷺ إِذَا تَهَجَّدَ يُسَلِّمُ بَيْنَ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ)). [الصحيحة:۲۳٦۵]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، آپ ﷺ جب تہجد پڑھتے تو دو رکعتوں کے درمیان سلام پھیرتے۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۳۶۵۔ ابن نصر فی قیام اللیل (ص:۱۱۱)' عن ابی ایوب الانصاری بحذف الاسناد فی المختصر' اخرجه اسحاق بن راھویه فی مسنده: اخبرنا عیسی بن یونس ثنا واصل بن السائب عن ابی سورة عن ابی ایوب فذکره بلفظر المطالب العالیة المسندة للحافظ ابن حجر (۲/ ۱۹۸ ح۵۹۱/ ۱) وقال الحافظ: هذا اسناد ضعیف احمد (۵/ ۴۱۷)' والطبرانی فی الکبیر (۴۰۶۷)' وعبد بن حمید (۲۱۹)' من طریق واصل بهذا الاسناد مطولاً وبلفظ "ویسلم بین کل رکعتین" وسنده ضعیف جداً واصل ابو سورة هما ضعیفان واخرجه مسلم (۱۲۲/ ۷۳۶)' والبیهقی (۲/ ۴۸۶'۴۸۷)' من حدیث عائشة رضی اللہ عنہا بمعناه۔

باب: مراقبة غروب الشمس لتعجيل الافطار

باب: افطاری میں جلدی کے لیے غروب شمس کا خیال رکھنا

۲۲۴۸۔ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ: ((كَانَ ﷺ إِذَا كَانَ صَائِماً أَمَرَ رَجُلاً فَأَوْفَى عَلَى نَشْزٍ فَإِذَا قَالَ: قَدْ غَابَتِ الشَّمْسُ، أَفْطَرَ)).

[الصحيحة:۲۰۸۱]

سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، آپ جب روزے کی حالت میں ہوتے ایک آدمی کو حکم دیتے وہ اونچی جگہ کے اوپر کھڑا ہوتا جب وہ کہتا کہ سورج غروب ہوگیا ہے آپ ﷺ روزہ افطار فرمالیتے۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۰۸۱۔ حاکم (۱/ ۴۳۴)'ابن خزیمة (۲۰۶۱)' ابن حبان (۳۵۱۰)۔

اهمية الاعتكاف

اعتکاف کی اہمیت کا بیان

۲۲۴۹۔ عَنْ أَنَسٍ: ((كَانَ ﷺ إِذَا كَانَ مُقِيماً اعْتَكَفَ الْعَشْرَ الْأَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ، وَإِذَا سَافَرَ اعْتَكَفَ مِنَ الْعَامِ الْمُقْبِلِ عِشْرِينَ)).

[الصحيحة: ۱٤۱۰]

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، آپ ﷺ جب مقیم ہوتے تو رمضان المبارک کے آخری عشرہ کا اعتکاف کرتے، اور جب ان دنوں سفر کرتے تو آئندہ سال بیس دنوں کا اعتکاف کرتے۔

تخریج: الصحیحۃ ۱۴۱۰۔ احمد (۳/ ۱۰۴)' ابن حبان (۳۶۶۳)' ترمذی (۸۰۳)' ابن خزیمة (۲۲۲۶) بمعناه۔

فوائد: اعتکاف کا لغوی معنی ہے رُک کے رہنا، اور شرعی اصطلاح میں ایک خاص کیفیت و آداب سے کسی شخص کا خود کو مسجد میں روک لینا اعتکاف کہلاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ پابندی کے ساتھ رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں اعتکاف بیٹھتے تھے۔ بوجہ مجبوری کسی رمضان آپ کا اعتکاف رہ جاتا تو آپ آئندہ رمضان بیس دن اعتکاف بیٹھا کرتے تھے۔ امتِ مسلمہ کا اس پر اجماع ہے کہ اعتکاف مسنون و مستحب ہے فرض نہیں۔ البتہ اس میں کوئی شک نہیں کہ اعتکاف ایک بہت بڑی عبادت ہے۔ جس سے اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا

قرب نصیب ہوتا ہے۔

استحباب الإفطار قبل المغرب

مغرب سے پہلے افطار کرنے کا استحباب

٢٢٥٠۔ عَنْ أَنَسٍ: ((كَانَ ﷺ لَا يُصَلِّي الْمَغْرِبَ وَهُوَ صَائِمٌ حَتَّى يُفْطِرَ، وَلَوْ عَلَى شَرْبَةٍ مِنْ مَاءٍ)). [الصحيحة: ٢١١٠]

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، آپ ﷺ روزہ کی حالت میں افطاری سے قبل نمازِ مغرب نہیں پڑھا کرتے تھے، افطاری اگرچہ پانی کے گھونٹ سے کر لیتے۔

تخریج: الصحیحة ۲۱۱۰۔ ابن الاعرابی فی المعجم (۲۲۳۳)، طبرانی فی الاوسط (۸۷۸۸)، حاکم (۱/ ۴۳۲)۔

اهمية الصوم من ايام البيض

ایام البیض کے روزوں کی اہمیت

٢٢٥١۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: ((كَانَ ﷺ لَا يُفْطِرُ أَيَّامَ الْبِيضِ فِي حَضَرٍ وَلَا سَفَرٍ)).

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، سفر و حضر میں آپ ﷺ ایام بیض کے روزے نہیں چھوڑتے تھے۔

تخریج: الصحیحة ۵۸۰۔ نسائی (۲۳۴۷)، الضیاء المقدس (۱۰/ ۱۰۳، ۱۰۴)، طبرانی فی الکبیر (۱۲۳۲۰) من طریق آخر عنه۔

المباشرة في الصوم

روزہ کی حالت میں مباشرت کرنا

٢٢٥٢۔ عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ: ((كَانَ ﷺ يُبَاشِرُ وَهُوَ صَائِمٌ، ثُمَّ يَجْعَلُ بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا ثَوْبًا، يَعْنِي: الْفَرْجَ)).

سیدہ عائشہ سے روایت ہے، بے شک رسول اللہ ﷺ روزے کی حالت میں اپنی بیوی کے ساتھ لیٹتے تھے۔ اپنی اور بیوی کی شرمگاہ کے درمیان کپڑا رکھ لیتے تھے۔

تخریج: الصحیحة ۲۲۱۔ احمد (۶/ ۵۹)، ابن خزیمة (۱/ ۲۰۱/ ۲)، ولم اجده فی المطبوع ولم یعزه الحافظ ابن حجر فی اتحاف المهرة (۲۳۱۱۳) والله اعلم!

الافطار بالتمر

کھجور سے افطار کرنا

٢٢٥٣۔ عَنْ أَنَسٍ: ((كَانَ ﷺ يَبْدَأُ إِذَا أَفْطَرَ بِالتَّمْرِ)).

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، آپ ﷺ جب افطاری کرتے تو کھجور سے آغاز کرتے۔

تخریج: الصحیحة ۲۱۱۷۔ نسائی فی الکبری (۳۳۱۸) الفریابی فی الصیام (۴/ ۶۲/ ۲)، الضیاء فی المختارة (۱۵۷۰)۔

الاجتهاد في العشر الأواخر

آخری عشرہ میں خوب محنت کرنا

٢٢٥٤۔ عَنْ عَائِشَةَ: ((كَانَ ﷺ يَجْتَهِدُ فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مَا لَا يَجْتَهِدُ فِي غَيْرِهِ)).

[الصحيحة: ٢١٢٣]

عائشہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ عام دنوں کی بہ نسبت آخری عشرہ میں (عبادت میں) خوب محنت و کوشش کرتے۔

تخریج: الصحیحة ۲۱۲۳۔ مسلم (۱۱۷۵)، ترمذی (۷۹۶)، ابن ماجه (۱۷۶۷)، احمد (۶/ ۸۲، ۱۲۳)۔

رخصة الصوم في السفر

سفر میں روزہ کی رخصت

۲۲۵۵۔ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ: ((كَانَ ﷺ يَصُوْمُ فِي السَّفَرِ وَيُفْطِرُ، وَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ لَايَدَعُهُمَا، يَقُوْلُ: لَايَزِيْدُ عَلَيْهِمَا يَعْنِي: الْفَرِيْضَةَ)). [الصحيحة:۸۹۱]

ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، آپ ﷺ سفر میں روزہ رکھتے بھی تھے اور نہ بھی رکھتے تھے اور دو رکعتیں پڑھتے اُن کو چھوڑتے نہیں تھے اور ابن مسعود فرماتے تھے کہ آپ ان دو فرض رکعتوں سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے۔

تخريج: الصحيحة ۸۹۱۔ احمد (۱/ ۴۰۲،۴۰۲) طحاوی فی شرح معانی الآثار (۱/ ۳۳۳) ابو یعلی (۵۳۰۹)۔

۲۲۵۶۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ((كَانَ ﷺ يُفْطِرُ عَلَى رُطَبَاتٍ قَبْلَ أَنْ يُّصَلِّيَ، فَإِنْ لَّمْ يَكُنْ رُطَبَاتٌ فَعَلَى تَمَرَاتٍ فَإِنْ لَّمْ يَكُنْ حَسَاحَسَوَاتٍ مِّنْ مَاءٍ)).

[الصحيحة:۲۸٤۰]

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، آپ ﷺ نماز پڑھنے سے پہلے تازہ کھجوروں سے روزہ افطار فرماتے تھے۔ اگر تازہ کھجوریں نہ ہوتیں تو خشک کھجور سے روزہ افطار فرما لیتے۔ اگر یہ بھی نہ ہوتیں تو پانی کے چند گھونٹ پی لیتے۔

تخريج: الصحيحة ۲۸۴۰۔ ابو داؤد (۱۹۲۷)، مسلم (۱۱۰۶)، ابو داؤد (۲۳۸۲)، ترمذی (۷۶۹)، ابن ماجه (۱۶۸۴)۔

تقبيل الصائم بالاحتياط

احتیاط کے ساتھ روزے دار کا بوسہ لینے کا بیان

۲۲۵۷۔ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: ((كَانَ ﷺ يُقَبِّلُ وَهُوَ صَائِمٌ، وَيُبَاشِرُ وَهُوَ صَائِمٌ، وَكَانَ أَمْلَكَكُمْ لِإِرْبِهِ)).

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، کہتی ہیں، آپ ﷺ روزے کی حالت میں بوسہ لیتے تھے اور روزے کی حالت میں (اپنی بیوی کے ساتھ) لیٹ جاتے تھے اور آپ ﷺ اپنی خواہش پر تم سب سے زیادہ قابو رکھنے والے تھے۔

تخريج: الصحيحة : ۲۲۰

۲۲۵۸۔ عَنْ عَائِشَةَ: ((كَانَ ﷺ يُقَبِّلُنِي وَهُوَ صَائِمٌ وَأَنَا صَائِمَةٌ)). [الصحيحة:۲۱۹]

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، آپ ﷺ روزے کی حالت میں میرا بوسہ لیتے اور میں بھی روزے کی حالت میں ہوتی۔

تخريج: الصحيحة ۲۱۹۔ ابو داؤد (۲۳۸۴)، احمد (۶/ ۱۷۹)، نسائی فی الکبری (۳۰۵۰) ابن خزیمة (۲۰۰۴)، من طریق آخر۔

باب: سبب نزول آية (ولقد علمنا المستقدمين منكم ولقد علمنا المستاخرين)

باب: آیت کا شان نزول

۲۲۵۹۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: ((كَانَتِ امْرَأَةٌ

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، کہتے ہیں، ایک بہت ہی

تُصَلِّي خَلْفَ النَّبِيِّ [حَسْنَاءُ مِّنْ]أَجْمَلِ النِّسَاءِ، فَكَانَ نَاسٌ يُصَلُّوْنَ فِي آخِرِ صُفُوْفِ الرِّجَالِ فَيَنْظُرُوْنَ إِلَيْهَا، فَكَانَ أَحَدُهُمْ يَنْظُرُ إِلَيْهَا مِنْ تَحْتِ إِبِطِهِ [إِذَا رَكَعَ] وَكَانَ أَحَدُهُمْ يَتَقَدَّمُ إِلَى الصَّفِّ الْأَوَّلِ حَتّٰى لَا يَرَاهَا، فَأَنْزَلَ اللّٰهُ. عَزَّوَجَلَّ. هٰذِهِ الْآيَةَ: ﴿وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَقْدِمِيْنَ مِنكُمْ وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَأْخِرِيْنَ﴾)) [الصحيحة:٢٤٧٢]

خوبصورت عورت رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھا کرتی تھی اور کئی لوگ مردوں کی آخری صف میں نماز پڑھتے اور اُس کی طرف دیکھتے اُن میں سے کوئی جب رکوع کرتا تو اپنی بغل کے نیچے سے اُس کی طرف دیکھتا، اور اُن میں سے کوئی ایسا بھی ہوتا جو پہلی صف میں آگے جا کر نماز پڑھتا تا کہ اُس کو نہ دیکھے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں آیت نازل فرمادی ''ہم تم میں سے سبقت لے جانے والوں اور پیچھے رہنے والوں کو جانتے ہیں۔''

تخریج: الصحیحة ۲۴۷۲۔ ابوداؤد الطیالسی (۲۷۱۲)' ترمذی (۳۱۲۲)' نسائی (۸۷۱)' ابن ماجه (۱۰۴۶)۔

باب: صفة الفجر الذى يوجب الامساك

باب: فجر کی کیفیت کہ جس کے بعد سحری کھانے سے رکنا ہے

٢٢٦٠۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ النُّعْمَانِ السُّحَيْمِيِّ، قَالَ: أَتَانِي قَيْسُ بْنُ طَلْقٍ فِي رَمَضَانَ آخِرَ اللَّيْلِ بَعْدَ مَا رَفَعْتُ يَدِيَ مِنَ السُّحُوْرِ لِخَوْفِ الصُّبْحِ، فَطَلَبَ مِنِّي بَعْضَ الْإِدَامِ، فَقُلْتُ لَهُ: يَاعَمَّاهُ! لَوْكَانَ بَقِيَ عَلَيْكَ مِنَ اللَّيْلِ شَيْءٌ لَأَدْخَلْتُكَ إِلَى طَعَامٍ عِنْدِي وَشَرَابٍ، قَالَ: عِنْدَكَ؟ فَدَخَلَ فَقَرَّبْتُ إِلَيْهِ ثَرِيْدًا وَلَحْمًا وَنَبِيْذًا، فَأَكَلَ وَشَرِبَ، وَأَكْرَهَنِي فَأَكَلْتُ وَشَرِبْتُ، إِنِّي لَوَجِلٌ مِنَ الصُّبْحِ، ثُمَّ قَالَ: حَدَّثَنِي طَلْقُ بْنُ عَلِيٍّ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((كُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا يَهِيْدَنَّكُمُ السَّاطِعُ الْمُصْعِدُ فَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يَعْتَرِضَ لَكُمُ الْأَحْمَرُ)). [الصحيحة:٢٠٣١]

عبداللہ بن نعمان سحیمی سے روایت ہے، کہ میرے پاس قیس بن طلق رمضان میں رات کے آخری حصہ میں اُس وقت آئے جب میں نے صبح ہوجانے کے خوف سے اپنے ہاتھ سحری کھانے سے کھینچ لیے، تو قیس بن طلق نے مجھ سے کچھ کھانا مانگا میں نے اُس سے کہا اے میرے چچا اگر رات میں سے کچھ باقی ہے تو آپ میرے ساتھ کھانے اور پینے کے لئے تشریف لائیے تو اس نے کہا تمہارے پاس آؤں تو وہ داخل ہوئے تو میں نے اُن کے قریب ثرید، گوشت اور نبیذ رکھی تو انھوں نے کھایا اور پیا اور مجھے بھی مجبور کیا، اور میں نے بھی کھایا اور پیا، بے شک میں صبح ہوجانے سے خائف تھا، فرمایا: کہ قیس بن طلق نے مجھ سے فرمایا: کہ نبی ﷺ نے فرمایا: تم کھاؤ اور پیو، بلند پھیلی ہوئی روشنی تمہیں گھبراہٹ میں نہ ڈالے۔ پس تم کھاؤ اور پیو یہاں تک کہ سرخ روشنی پھیل جائے۔

تخریج: الصحیحة ۲۰۳۱۔ ابوداؤد (۲۳۴۸)' ابن خزیمة (۱۶۶۹)' ابن حبان (۲۰۸۵)۔

كراهة اكل الثوم والبصل

٢٢٦١ـ عَنْ أَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ، حَدَّثَ: أَنَّهُ ذُكِرَ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الثُّوْمُ وَالْبَصَلُ قِيْلَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! وَأَشَدُّ ذٰلِكَ كُلِّهِ الثُّوْمُ، أَفَتُحَرِّمُهُ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ : ((كُلُوْهُ وَمَنْ أَكَلَ مِنْكُمْ فَلَايَقْرَبْ هٰذَا الْمَسْجِدَ، حَتّٰى يَذْهَبَ رِيْحُهُ مِنْهُ)). [الصحيحة:٢٠٣٢]

لہسن اور پیاز کھانے کی کراہت کا بیان

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے حدیث بیان کی، بے شک رسول اللہ ﷺ کے پاس لہسن اور پیاز کا ذکر کیا گیا، اور کہا گیا اے اللہ کے رسول اس میں سب سے زیادہ سخت (بو کے اعتبار سے) لہسن ہے۔ کیا آپ اُس کو حرام قرار دیتے ہیں؟ نبی ﷺ نے فرمایا: اُس کو کھاؤ اور جو تم میں سے اُسے کھائے وہ اس مسجد کے قریب نہ آئے۔ یہاں تک کہ اُس سے اُس کی بو چلی جائے۔

فوائد: خوشبو اللہ، اُس کے ملائکہ اور اُس کے آخری حبیب حضرت محمد ﷺ کو بھی محبوب ہے، اُس کے مقابلہ میں بو ناگوار اور مکروہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے مسجد میں جاتے وقت پیاز، لہسن وغیرہ کھانے سے اس لیے منع فرمایا کہ ان کو کچا کھانے کے بعد منہ میں عجیب قسم کی مکروہ بو پیدا ہوتی ہے، جس سے نمازیوں اور ملائکہ کو تکلیف ہوتی ہے۔ دوسری حدیث میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ﴿مَنْ أَكَلَ الْبَصَلَ، وَالثُّوْمَ وَالْكُرَّاثَ، فَلَا يَقْرَبَنَّ مَسْجِدَنَا، فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ تَتَأَذّٰى مِمَّا يَتَأَذّٰى مِنْهُ بَنُوْ آدَمَ﴾ ''جو آدمی پیاز، لہسن اور گندنا (ایک بدبودار قسم کی سبزی) کھائے وہ ہماری مسجد کے قریب نہ آئے اس لیے کہ فرشتے بھی ان چیزوں سے تکلیف محسوس کرتے ہیں، جن سے انسانوں کو تکلیف ہوتی ہے۔ نیز جہاں کہیں بھی لوگوں کا اجتماع ہو وہاں بدبو والی اشیاء کھانے سے قطعاً پرہیز کرنا چاہیے۔ سگریٹ، حقہ، بیڑی وغیرہ یہ تمام چیزیں حد درجہ مکروہ اور ان کا استعمال ناجائز ہے۔

اى ليلة ليلة القدر

٢٢٦٢ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعاً: ((لَيْلَةُ الْقَدْرِ لَيْلَةُ سَابِعَةٍ أَوْ تَاسِعَةٍ وَعِشْرِيْنَ، إِنَّ الْمَلَائِكَةَ تِلْكَ اللَّيْلَةِ فِي الْأَرْضِ أَكْثَرُ مِنْ عَدَدِ الْحَصٰى)). [الصحيحة:٢٢٠٥]

کون سی رات لیلۃ القدر کی ہے

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً نقل کیا گیا ہے، لیلۃ القدر ستائیسویں یا انتیسویں رات ہے، کنکریوں کی تعداد سے زیادہ اس رات فرشتے زمین پر ہوتے ہیں۔

تخریج: الصحیحة ۲۲۰۵۔ ابوداؤد الطیالسی (۲۵۴۵)' احمد (۲/ ۵۱۹)' ابن خزیمة (۲۱۹۴)۔

اهمية قبول الرخصة

٢٢٦٣ـ عَنْ عَائِشَةَ ـ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا ـ قَالَتْ: صَنَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ أَمْراً فَتَرَخَّصَ فِيْهِ، فَبَلَغَ ذٰلِكَ نَاساً مِّنْ أَصْحَابِهِ، فَكَأَنَّهُمْ كَرِهُوْهُ تَنَزَّهُوْا عَنْهُ! فَبَلَغَهُ ذٰكَ فَقَامَ خَطِيْباً، فَقَالَ: ((مَابَالُ رِجَالٍ

رخصت کو قبول کرنے کی اہمیت

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، کہتی ہیں، رسول اللہ ﷺ نے ایک کام کیا اور اُس میں رخصت پر عمل کیا، جب یہ خبر آپ ﷺ کے صحابہ کو پہنچی تو گویا انہوں نے اُس رخصت کو ناپسند کیا اور اُس سے پرہیز کیا۔ آپ ﷺ کو پتہ چلا تو آپ ﷺ خطبہ دیتے ہوئے کھڑے

بَلَغَهُمْ عَنِّي أَمْرٌ تَرَخَّصْتُ فِيهِ، فَكَرِهُوهُ وَتَنَزَّهُوا عَنْهُ؟! فَوَاللّٰهِ لَأَنَا أَعْلَمُهُمْ بِاللّٰهِ، وَأَشَدُّهُمْ خَشْيَةً لَهُ)). [الصحيحة:٣٢٨]

ہوئے اور فرمایا: کیا ہے اُن لوگوں کو میری طرف سے رخصت والا حکم پہنچا، تو انہوں نے اُس کو ناپسند کیا اور اُس سے پرہیز کیا۔ اللہ کی قسم میں اُن سے زیادہ اللہ کو جاننے والا ہے اور اُن سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا ہوں۔

تخریج: الصحیحة ۳۲۸۔ مسلم (۲۳۵۶)' احمد (۶/ ۱۸۱٬۴۵)' اسحاق بن راھویہ (۱۳۶۰)' بھذا اللفظ' بخاری (۶۱۰۱ ۷۳۰۱) باختلاف یسیر۔

الامر بأكل السحور

سحری کھانے کا حکم

٢٢٦٤۔ عَنْ أَنَسٍ مَرْفُوعاً: ((مَنْ أَرَادَ أَنْ يَصُومَ فَلْيَتَسَحَّرْ بِشَيْءٍ))[الصحيحة:٢٣٠٩]

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعا نقل کیا گیا ہے جو روزہ رکھنا چاہتا ہو تو وہ کسی چیز کے ساتھ سحری ضرور کرے۔

تخریج: الصحیحة ۲۳۰۹۔ احمد (۳/ ۲۶۷٬۳۷۹)' ابن ابی شیبة (۳/ ۸)'ابو یعلی (۱۹۳۰)۔

من ذرعه القيء فلا يقض

جس کو قے آئے وہ قضاء نہ دے

٢٢٦٥۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوعاً: ((مَنْ ذَرَعَهُ الْقَيْءُ، فَلَا يَقْضِ)). [الصحيحة:٩٢٣]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعا نقل کیا گیا ہے، جس کو قے آئے وہ قضا نہ دے۔

تخریج: الصحیحة ۹۲۳۔ ابواسحاق الربی فی غریب الحدیث (۵/ ۵۵/ ۱)' احمد (۲/ ۴۹۸)' ابوداؤد (۲۳۸۰)' ترمذی (۷۲۰)' ابن ماجه (۱۶۷۶)' من طریق آخر عنه بمعناه۔

فوائد: اگر خود بخود قے آئے تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا، البتہ عمداً قے کرنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اہل علم کے ہاں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث پر عمل ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر روزہ دار کو خود قے آجائے تو اس پر قضا نہیں اور اگر وہ جان بوجھ کر قے کرے تو قضا دے۔ امام شافعی، امام ثوری، امام احمد رحمہم اللہ سمیت اکثر آئمہ اسی کے قائل ہیں۔ بلکہ امام ابن مندہ اور امام ابن حزم رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ اس پر اہل علم کا اجماع ہے کہ جان بوجھ کر قے کرنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

الأكل قبل خروج الفطر

عید الفطر کے لیے نکلنے سے پہلے کھانے کا بیان

٢٢٦٦۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: ((مِنَ السُّنَّةِ أَنْ يَطْعَمَ [يَوْمَ الْفِطْرِ] قَبْلَ أَنْ يَخْرُجَ وَلَوْ بِتَمْرَةٍ)). [الصحيحة: ٣٠٣٨]

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، کہتے ہیں: عید کے دن نکلنے سے پہلے کچھ کھانا سنت ہے، اگرچہ کھجور ہو۔

تخریج: الصحیحة ۳۰۳۸۔ البزار (الکشف: ۶۵۱)' ابن ابی شیبة (۲/ ۱۶۰) طبرانی فی الکبیر (۱۱۲۹۶)' والاوسط (۳۵۴)' من طریق آخر عنه بمعناه۔

فضل صوم يوم في سبيل الله

اللہ کی راہ میں ایک دن روزہ رکھنے کی فضیلت

٢٢٦٧۔ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ

عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، بے شک رسول اللہ ﷺ نے

قَالَ: ((مَنْ صَامَ يَوْماً فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ بَاعَدَاللّٰهُ مِنْهُ جَهَنَّمَ مَسِيْرَةَ مِئَةِ عَامٍ)).

[الصحيحة:٢٥٦٥]

فرمایا: جس نے اللہ کی راہ میں ایک دن کا روزہ رکھا، اللہ تعالیٰ جہنم کو اس سے سو سال کی مسافت تک دور کردے گا۔

تخريج: الصحيحة ٢٥٦٥- نسائى (٢٢٥٦)' ابن ابى عاصم فى الجهاد (١٦٩)' طبرانى فى الكبير (١٧/ ٣٣٥)-

٢٢٦٨- عَنْ أَبِي أُمَامَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ صَامَ يَوْماً فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ بَاعَدَاللّٰهُ مِنْهُ جَهَنَّمَ مَسِيْرَةَ مِئَةِ عَامٍ)). [الصحيحة:٥٦٣]

ابوامامہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے اللہ کی راہ میں ایک دن کا روزہ رکھا، اللہ اُس کے اور آگ کے درمیان خندق حائل کردے گا' جس طرح زمین و آسمان کے درمیان فاصلہ ہے۔

تخريج: الصحيحة ٥٦٣- ترمذى (١٦٢٤)' ابو حزم بن يعقوب الحنبلى فى كتاب الفروسية (١/ ٧/ ٢)' طبرانى (٧٩٢١)-

التمر نعم سحور المؤمن

کھجور مومن کی بہترین سحری ہے

٢٢٦٩- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((نِعْمَ سَحُوْرِ الْمُؤْمِنِ التَّمْرُ)). [الصحيحة:٥٦٢]

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔ ”کھجور مومن کی بہترین سحری ہے۔“

تخريج: الصحيحة ٥٦٢- ابوداؤد (٢٣٤٥)'ابن حبان (٣٤٣٥)' بيهقى (٤/ ٢٣٦'٢٣٧)-

الصيام الممنوعه

ممنوعہ روزوں کا بیان

٢٢٧٠-عَنْ أَنَسٍ: ((نَهَى ﷺ عَنْ صَوْمِ سِتَّةِ أَيَّامٍ مِّنَ السَّنَةِ: ثَلَاثَةِ أَيَّامِ التَّشْرِيْقِ، وَيَوْمِ الْفِطْرِ وَيَوْمِ الْأَضْحٰى، وَيَوْمِ الْجُمُعَةِ مُخْتَصَّةً مِّنَ الْأَيَّامِ)). [الصحيحة:٢٣٩٨]

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے سال میں چھ دنوں کے روزے سے منع فرمایا۔ تین ایام تشریق کے' ایک یوم فطر اور ایک یوم اضحیٰ کا اور دنوں میں سے جمعے کے دن کو روزے کے لیے خاص کرنا۔

تخريج: الصحيحة ٢٣٩٨- ابوداؤد الطيالسى (٢١٠٥)' طحاوى (١/ ٣٤٩'٣٣٠)' مختصراً ابو يعلى (٤١١١' ٤١١٧)-

فوائد: ١٢،١١ اور ١٣ ذوالحجہ کو ایام تشریق کہا جاتا ہے۔

٢٢٧١- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ،أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ: ((نَهَى عَنْ صِيَامِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ إِلَّا فِي أَيَّامٍ قَبْلَهُ أَوْ بَعْدَهُ)). [الصحيحة:١٠١٢]

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، بے شک رسول اللہ ﷺ نے جمعے والے دن کے روزے سے منع فرمایا،الا کہ اُس سے پہلے یا چند دن بعد روزے رکھے۔

تخريج: الصحيحة ١٠١٣- طحاوى فى شرح معانى الآثار (١/ ٣٣٩)' احمد (٢/ ٤٠٧) من طريق آخر عنه ابن ابى شيبة (٣/ ٤٤)' نسائى فى الكبرى (٢٧٥٧)' موقوفا على ابى هريرة رضی اللہ عنہ-

فضل رمضان

رمضان کی فضیلت کا بیان

۲۲۷۲ ـ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((هٰذَا رَمَضَانُ قَدْ جَاءَ كُمْ، تُفْتَحُ فِيْهِ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ وَتُغْلَقُ فِيْهِ أَبْوَابُ النَّارِ، وَتُسَلْسَلُ فِيْهِ الشَّيَاطِيْنُ)). [الصحيحة: ۳۵۷۰]

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ یہ رمضان تمہارے پاس آیا ہے اس میں جنت کے دروازوں کو کھولا جاتا ہے، جہنم کے دروازوں کو بند کردیا جاتا ہے، شیطانوں کو زنجیروں میں جکڑ دیا جاتا ہے۔

تخریج: الصحیحة ۳۵۷۰- نسائی (۲۱۰۵)' احمد (۳/ ۲۳۶)-

فوائد: رسول اللہ ﷺ سحری وافطاری میں کھجور کا اہتمام فرمایا کرتے تھے۔ اہل مدینہ اور دیگر عرب ممالک میں کھجور کو سب سے اعلیٰ اور عمدہ پھل تصور کیا جاتا ہے۔ یہ بدن کے لیے انتہائی نفع بخش ہوتی ہے۔ قوت میں اضافہ کرتی ہے، جسم کو شاداب بناتی ہے۔ توانائی اور غذایت کے لیے چند کھجوریں ہی کافی ہوتی ہیں۔ کھجور صحت کے لیے حد درجہ مفید اور اُس کا کھانا سنت نبوی ﷺ ہے۔

طعام السحور مبارك

سحری والا کھانا مبارک ہے

۲۲۷۳ ـ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((هَلُمَّ إِلَى الْغَدَاءِ الْمُبَارَكِ، يَعْنِي: السَّحُوْرَ)). [الصحيحة: ۲۹۸۳]

خالد بن معدان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سحری کے مبارک کھانے کی طرف آؤ۔

تخریج: الصحیحة ۲۹۸۳- نسائی (۲۱۶۷)' وفی الکبری (۲۴۷۵)' مرسلاً نسائی (۲۱۶۶)' واحمد (۴/ ۱۳۲)' موصولاً من طریق خالد بن معدان عن المقدام رضی اللہ عنہ۔

رخصة الصيام في السفر

سفر میں روزوں کی رخصت کا بیان

۲۲۷۴ ـ عَنْ حَمْزَةَ بْنِ عَمْرٍو الْأَسْلَمِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أَجِدُبِي قُوَّةً عَلَى الصِّيَامِ فِي السَّفَرِ، فَهَلْ عَلَيَّ جُنَاحٌ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((هِيَ رُخْصَةٌ مِّنَ اللّٰهِ فَمَنْ أَخَذَبِهَا فَحَسَنٌ وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يَصُوْمَ، فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ)). [الصحيحة: ۱۹۲]

حمزہ بن عمرو اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ میں سفر میں روزہ رکھنے کی طاقت رکھتا ہوں. کیا مجھ پر کوئی گناہ ہے......؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ اللہ کی طرف سے رخصت ہے، جس نے اس کو لیا اُس نے اچھا کیا اور جس نے روزہ رکھنا پسند کیا' اُس پر کوئی گناہ نہیں۔

تخریج: الصحیحة ۱۹۲- مسلم (۱۰۷/ ۱۱۲۱)' نسائی (۲۳۰۵)' بیہقی (۴/ ۲۴۳)-

تحريم صيام الدهر

پورے زمانے کے روزے رکھنے کی حرمت کا بیان

۲۲۷۵ ـ عَنْ كَهْمَسٍ الْهِلَالِيِّ، قَالَ: أَسْلَمْتُ فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَأَخْبَرْتُهُ بِإِسْلَامِي، فَمَكَثْتُ حَوْلًا وَقَدْ ضَمَرْتُ وَنَحَلَ جِسْمِي[ثُمَّ أَتَيْتُهُ]

حضرت کھمس ہلالی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب میں نے اسلام قبول کیا میں حضور نبی کریم کے پاس حاضر خدمت ہوا اور میں نے آپ کو اپنے اسلام کے بارے میں بتلایا، میں ایک سال

فَخَفَضَ فِيَّ الْبَصَرَ ثُمَّ رَفَعَهُ، قُلْتُ: أَمَا تَعْرِفُنِي؟ قَالَ: ((وَمَنْ أَنْتَ؟)) قُلْتُ: أَنَا كَهْمَسُ الْهِلَالِيُّ، قَالَ: ((فَمَا بَلَغَ بِكَ مَا أَرَى؟)) قُلْتُ: مَا أَفْطَرْتُ بَعْدَكَ نَهَاراً، وَلَا نِمْتُ لَيْلًا فَقَالَ: ((وَمَنْ أَمَرَكَ أَنْ تُعَذِّبَ نَفْسَكَ؟ صُمْ شَهْرَ الصَّبْرِ، وَمِنْ كُلِّ شَهْرٍ يَوْماً قُلْتُ: زِدْنِي، قَالَ: صُمْ شَهْرَ الصَّبْرِ، وَمِنْ كُلِّ شَهْرٍ يَوْمَيْنِ، قُلْتُ: زِدْنِي أَجِدُ قُوَّةً، قَالَ: صُمْ شَهْرَ الصَّبْرِ وَمِنْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ)). [الصحيحة:٢٦٢٣]

ٹھہرا اور میں دبلا ہوگیا اور میرا جسم کمزور پڑ گیا (پھر میں آپ ﷺ کے پاس آیا) آپ نے نگاہ کو جھکایا اور پھر بلند کیا میں نے کہا کیا آپ مجھے پہچانتے نہیں ہیں تو آپ نے فرمایا: (تم کون ہو) میں نے کہا میں کھمس ھلالی ہوں تو آپ نے فرمایا (تمہیں میں کس حال میں دیکھ رہا ہوں) میں نے کہا آپ کے پاس سے جانے کے بعد سے میں نے دن کو افطار کیا اور نہ ہی رات کو سویا تو آپ نے فرمایا تمہیں کس نے کہا تھا کہ اپنے آپ کو مشقت میں ڈالو۔ تم صبر کے مہینے میں روزے سے رہو اور ہر مہینے میں سے ایک دن۔ تو میں نے کہا کچھ بڑھایئے تو آپ نے فرمایا تم صبر کے مہینے (رمضان) میں روزہ سے رہو اور ہر مہینے میں دو دن تو میں نے کہا مزید بڑھایئے مجھ میں استطاعت ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم صبر کے مہینے میں روزہ سے رہو اور اس کے علاوہ ہر مہینے میں تین دن۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۶۲۳۔ بخاری فی التاریخ (۷/ ۲۳۸، ۲۳۹)، ابو داؤد الطیالسی (۳۲)، طبرانی فی الکبیر (۱۹/ ۱۹۴)۔

٢٢٧٦۔ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ مَرْفُوعاً: ((الْوِتْرُ بِاللَّيْلِ)). [الصحيحة:٢٤١٣]

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً نقل کیا گیا ہے، وتر رات کی نماز ہے۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۴۱۳۔ احمد (۳/ ۴)، ابو یعلی (۱۲۰۸) وعوانۃ (۲/ ۳۰۹)، بمعناہ۔

النهي عن صوم يوم الجمعة و حدها

اکیلے جمعہ کے دن روزہ رکھنے کی ممانعت

٢٢٧٧۔ عَنْ بَشِيرٍ، أَنَّهُ سَأَلَ رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ: أَصُومُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، وَلَا أُكَلِّمُ ذٰلِكَ الْيَوْمَ أَحَداً؟ قَالَ: ((لَا تَصُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ إِلَّا فِي أَيَّامٍ هُوَ أَحَدُهَا، وَأَمَّا أَنْ لَا تُكَلِّمَ أَحَداً، فَلَعَمْرِي لَأَنْ تَكَلَّمَ بِمَعْرُوفٍ وَتَنْهَى عَنْ مُنْكَرٍ خَيْرٌ مِنْ أَنْ تَسْكُتَ)). [الصحيحة:٢٩٤٥]

حضرت بشیر سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ سے پوچھا کہ میں جمعہ کے دن روزے سے رہوں اور اُس دن کسی سے بات نہ کروں گا، تو آپ نے فرمایا کہ تم جمعہ کے دن روزہ نہ رکھو مگر یہ کہ کئی دن کے روزے رکھو جن میں جمعہ کا دن بھی ہو اور رہا یہ کہ تم کسی سے بات نہیں کرو گے مجھے میری جان کی قسم کہ تم خیر کی بات کرو اور برائی سے منع کرو۔ یہ تمہارے چپ رہنے سے بہتر ہے۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۹۴۵۔ احمد (۵/ ۲۲۴، ۲۲۵)، بیہقی (۱۰/ ۷۵، ۷۶)، طبرانی فی الکبیر (۱۲۳۲)۔

النهي عن صوم السبت

صرف ہفتہ کے دن روزہ رکھنے کی ممانعت کا بیان

۲۲۷۸۔ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَاتَصُمْ يَوْمَ السَّبْتِ إِلَّا فِي فَرِيْضَةٍ وَلَوْ لَمْ تَجِدْ إِلَّا لِحَاءَ شَجَرَةٍ فَأَفْطِرْ عَلَيْهِ)).

ابوامامہ سے روایت ہے، وہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: فرضی روزے کے علاوہ ہفتے کو روزہ نہ رکھ۔ اگر تجھے درخت کی چھال ہی ملے اُس سے روزہ افطار کرلے۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۱۰۱۔ طبرانی فی الکبیر (۷۷۲۲)۔

باب: من حق الزوج علي الزوجة

باب: بیوی پر خاوند کے حق کا بیان

۲۲۷۹۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَاتَصُوْمُ الْمَرْأَةُ يَوْماً تَطَوُّعاً فِي غَيْرِ رَمَضَانَ وَزَوْجُهَا شَاهِدٌ إِلَّا بِإِذْنِهِ)). [الصحيحة:۳۹۵]

ابوہریرہ سے روایت ہے، وہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: کوئی عورت کسی دن اپنے خاوند کی موجودگی میں اُس کی اجازت کے بغیر رمضان کے علاوہ روزہ نہ رکھے۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۹۵۔ دارمی (۱۷۲۷)' بخاری (۵۱۹۲)' ابن ماجہ (۱۷۶۱)' ترمذیؒ (۷۸۲)' من هذا لطريق بغير هذا اللفظ۔

فوائد: بیوی کے ذمہ خاوند کی اطاعت ضروری ہے، ازدواجی زندگی میں خوشگواری اُسی صورت میں پیدا ہوتی ہے کہ بیوی اپنے خاوند کی حد درجہ فرمانبردار ہو۔

النهي عن صوم يوم الجمعة وحدها

صرف جمعہ کے دن روزہ رکھنے کی ممانعت

۲۲۸۰۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لَاتَصُوْمُوْا يَوْمَ الْجُمُعَةِ إِلَّا وَقَبْلَهُ يَوْمٌ أَوْ بَعْدَهُ يَوْمٌ)) [الصحيحة:۹۸۱]

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جمعے کے دن روزہ نہ رکھو، الا یہ کہ اُس سے ایک دن پہلے بھی روزہ رکھو یا اُس سے ایک دن بعد بھی روزہ رکھو۔

تخریج: الصحیحۃ ۹۸۱۔ ترمذی (۷۴۲)' ابن ماجہ (۱۷۲۳)' احمد (۲/ ۴۹۵)' بخاری (۱۹۸۵)' مسلم (۱۱۴۴)' بمعناه۔

۲۲۸۱۔ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَاوِصَالَ فِي الصِّيَامِ)). [الصحيحة:۲۸۹٤]

جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: روزے میں وصال نہیں۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۸۹۴۔ ابوداؤد الطیالسی (۱۷۶۵)' عبدالرزاق (۷۷۵۸)' بیہقی (۷/ ۳۱۹) من طريق آخر عنه۔

لا عدوى ولا طيرة

نہ بیماری متعدی ہوتی ہے اور نہ ہی نحوست ہے

۲۲۸۲۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعاً: ((لَا يُعْدِي شَيْءٌ شَيْئاً لَايُعْدِي شَيْئاً ((ثَلَاثاً)) فَقَامَ أَعْرَابِيٌّ فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّ النُّقْبَةَ تَكُوْنُ بِمِشْفَرِ الْبَعِيْرِ أَوْ بِعَجَبِهِ فَتَشْمَلُ الْإِبِلَ جَرْباً؟ قَالَ: فَسَكَتَ سَاعَةً، فَقَالَ: مَاأَعْدَى الْأَوَّلَ ؟

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً نقل کیا گیا ہے، نبی ﷺ نے تین مرتبہ ارشاد فرمایا: بیماری متعدی نہیں ہے۔ ایک دیہاتی کھڑا ہوا اُس نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ بے شک خارش، اونٹ کے ہونٹ یا اُس کی دم کی جڑ پر ہوتی ہے، پھر یہ خارش تمام اونٹوں میں پھیل جاتی ہے۔ ابوہریرہ نے کہا: آپ کچھ دیر کے لیے خاموش رہے

لَاعَدْوٰى وَلَا صَفَرَ وَلَاهَامَةَ خَلَقَ اللّٰهُ كُلَّ نَفْسٍ فَكَتَبَ حَيَاتَهَا وَمَوْتَهَا وَمُصِيْبَاتِهَا وَرِزْقَهَا)). [الصحيحة:١١٥٢]

پھر فرمایا: پہلے کو کس سے خارش ہوئی......؟ نہ بیماری متعدی ہے نہ صفر کا مہینہ اور نہ اُلو کی آواز منحوس ہے، ہر جان کو اللہ نے پیدا کیا ہے پھر ہر ایک کی زندگی، موت، مصیبتیں اور رزق لکھ دیا ہے۔

تخریج: الصحیحة ۱۱۵۲۔ احمد (۲/ ۳۲۷)' واللفظ له طحاوی (۳/ ۳۷۸)' ابو یعلی (۶۱۱۲)۔

(۱۸) الطب والعيادة

طب اور عیادت کا بیان

تكتب في المرض عمل الصحة

مرض میں صحت والے عمل لکھے جاتے ہیں

٢٢٨٣۔ عَنْ اَبِي بَكْرِ بْنِ عَيَّاشٍ، قَالَ: دَخَلْنَا عَلٰى اَبِي حُصَيْنٍ نَعُوْدُهُ،وَمَعَنَا عَاصِمٌ قَالَ: قَالَ اَبُوْ حُصَيْنٍ لِعَاصِمٍ: تَذْكُرُ حَدِيْثًا حَدَّثَنَاهُ الْقَاسِمُ بْنُ مُخَيْمِرَةَ؟ قَالَ: قَالَ: نَعَمْ، اَنَّهُ حَدَّثَنَا يَوْماً عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِذَا اشْتَكَى الْعَبْدُ الْمُسْلِمُ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى لِلَّذِيْنَ يَكْتُبُوْنَ :اُكْتُبُوْا لَهُ اَفْضَلَ مَا كَانَ يَعْمَلُ اِذَا كَانَ طَلْقاً، حَتّٰى اُطْلِقَهُ))

ابوبکر بن عیاش کہتے ہیں: ہم ابوحصین کے پاس ان کی بیمار پرسی کرنے کے لئے گئے' ہمارے ساتھ عاصم بھی تھے۔ ابوحصین نے عاصم سے کہا: کوئی حدیث یاد ہے' جو ہمیں قاسم بن مخیمرہ نے بیان کی ہو؟ اس نے کہا: جی ہاں' انھوں نے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب مسلمان آدمی بیمار ہوتا ہے تو اللہ تعالی کاتبین سے کہتے ہیں: یہ بندہ اپنی صحتمندی میں جو بہترین اعمال کرتا تھا' انھی کے مطابق (اس کا اجر وثواب) لکھتے جاؤ' یہاں تک میں اسے شفا عطا کر دوں۔''

تخریج: الصحیحة ۱۲۳۲۔ احمد (۲/ ۲۰۵)' ابو نعیم فی الحلیة (۸/ ۳۰۹)' البزار (الکشف: ۷۵۹)۔

فوائد: جہاں مختلف قسم کی آزمائشوں اور بیماریوں سے بندوں کو صبر آزما ساعات کا سامنا کرنا پڑتا ہے' وہاں ان کو اجر وثواب ملتا ہے' گناہوں کے اثرات زائل ہوتے ہیں اور درجات بلند ہوتے ہیں۔ یہ بھی اللہ تعالی کا عظیم احسان ہے کہ جب بندہ بیماری کی وجہ سے وہ نفلی عبادات برقرار نہیں رکھ سکتا' جو وہ صحت وتندرستی کے زمانے میں سرانجام دیتا تھا' تو اللہ تعالی اس کی زائد عبادات کے اجر وثواب میں کمی نہیں آنے دیتا ہے' بلکہ اس کی نیت وارادے کے مطابق اس کے نامۂ اعمال میں اس کے عبادت والے سلسلے کا اندراج ہوتا رہتا ہے' حالانکہ وہ عمل کرنے سے عاجز ہوتا ہے۔

اشتكار المؤمن تكفير للذنوب

مومن کی بیماری گناہوں کا کفارہ ہے

٢٢٨٤۔ عَنْ عَائِشَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((اِذَا اشْتَكَى الْمُؤْمِنُ اَخْلَصَهُ اللّٰهُ كَمَا يُخَلِّصُ الْكِيْرُ خَبَثَ الْحَدِيْدِ)) [الصحيحة:١٢٥٧]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب مومن بیمار ہوتا ہے تو اللہ تعالی اسے (گناہوں سے) یوں صاف کر دیتا ہے' جیسے دھونکنی لوہے کی میل کچیل کو دور کر دیتی ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۲۵۷۔ الادب المفرد (۴۹۷)' ابن ابی الدنیا فی المرض والکفارات (۲۲۷)' ابن حبان (۲۹۲۵)' طبرانی فی الاوسط (۵۳۴۷)۔

فوائد: بیماری کا آدمی کے اختیار سے کوئی تعلق نہیں' وہ اللہ تعالی کے فیصلہ کے مطابق بندے پر طاری ہو جاتی ہے' اس میں بندے کا ذاتی کوئی دخل نہیں ہوتا' لیکن اس کے باوجود اس کے گناہوں کا کفارہ بنتی ہے۔ سیدنا ابوسعید اور سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسلمان کو جو بھی تکان' بیماری' فکر' غم اور تکلیف پہنچتی ہے' حتی کہ کانٹا بھی چبھتا ہے تو اس کی وجہ سے اللہ تعالی اس کے گناہوں کو معاف کر دیتا ہے۔ [بخاری' مسلم]

ما يقال عند العيادة

عیادت کے وقت کیا کہا جائے گا

٢٢٨٥ـ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِﷺ:((اِذَا جَاءَ الرَّجُلُ يَعُوْدُ مَرِيْضًا فَلْيَقُلْ: اَللّٰهُمَّ اشْفِ عَبْدَكَ يَنْكَأُ لَكَ عَدُوًّا، اَوْ يَمْشِي لَكَ اِلَى صَلَاةٍ، وَفِي رِوَايَةٍ: اِلَى جَنَازَةٍ)) [الصحيحة:١٣٠٤]

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب آدمی مریض کی تیمارداری کے لئے آئے تو ان الفاظ میں دعا کرے: اے اللہ! اپنے بندے کو شفا دے' تا کہ تیرے دشمن کا مقابلہ کرے یا تیری رضامندی کی خاطر نماز کے لئے جائے (ایک روایت میں ہے کہ نماز جنازہ کی طرف جائے)۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۳۰۴۔ ابو داود (۳۱۰۷)' احمد (۲/ ۱۷۲)' حاکم (۱/ ۳۴۴)' ابن حبان (۲۹۷۴)۔

فوائد: معلوم ہوا کہ عیادت کے وقت مریض کے حق میں یہ دعا پڑھنی چاہئے: اَللّٰهُمَّ اشْفِ عَبْدَكَ يَنْكَأُ لَكَ عَدُوًّا، اَوْ يَمْشِي لَكَ اِلَى صَلَاةٍ.

باب: من الطب النبوى

باب: طب نبوی کا بیان

٢٢٨٦ـ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ، اَنَّ النَّبِيَّﷺ قَالَ: ((اِذَا حُمَّ اَحَدُكُمْ فَلْيَسُنَّ عَلَيْهِ الْمَاءَ الْبَارِدَ ثَلَاثَ لَيَالٍ مِّنَ السَّحَرِ)). [الصحيحة:١٣١٠]

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب کسی کو بخار ہو جائے تو تین رات سحری کے وقت اس پر ٹھنڈا پانی بہایا جائے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۳۱۰۔ حاکم (۴/ ۲۰۰'۴۰۱)' ابو یعلی (۳۷۹۴)' الضیاء فی المختارۃ (۲۰۴۳)' نسائی فی الکبری (۷۶۱۲)۔

فوائد: نبی کریم ﷺ کھجور کے ساتھ تربوز کھاتے اور فرماتے کہ ہم کھجور کی حرارت کے اثر کو تربوز کی برودت (ٹھنڈک) کے ذریعے اور تربوز کی برودت کے اثر کو کھجور کی حرارت کے ذریعے ختم کرتے ہیں۔ [صحیحہ: ۵۷] چونکہ بخار حرارت کا اثر رکھتا ہے' اس لئے پانی کے ذریعے اس پر قابو پانے کی تعلیم دی گئی ہے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ جب آپ ﷺ کی تکلیف بڑھ گئی تو آپ ﷺ نے فرمایا: (هريقوا على من سبع قرب۔) [بخاری] یعنی: مجھ پر پانی کے سات مشکیزے بہاؤ۔

ان العين حق

بلاشبہ نظر لگ جانا حق ہے

٢٢٨٧ـ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، قَالَ: اِنْطَلَقَ عَامِرُ

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ عامر بن ربیعہ اور سہل بن

بْنُ رَبِيْعَةَ وَسَهْلُ بْنُ حَنِيْفٍ يُرِيْدَانِ الْغُسْلَ قَالَ: فَانْطَلَقَا يَلْتَمِسَانِ الْخُمُرَ، قَالَ: فَوَضَعَ عَامِرٌ (كَذَا فِي ((الْمُسْنَدِ)) فِي ((الْمُسْتَدْرَكِ)): ((سَهْلٌ)) وَهُوَ الصَّوَابُ) جُبَّةً كَانَتْ عَلَيْهِ مِنْ صُوفٍ فَنَظَرْتُ اِلَيْهِ، فَاَصَبْتُهُ بِعَيْنِي، فَنَزَلَ الْمَاءَ يَغْتَسِلُ، قَالَ: فَسَمِعْتُ لَهُ فِي الْمَاءِ قَرْقَعَةً، فَاَتَيْتُهُ فَنَادَيْتُهُ ثَلَاثًا فَلَمْ يُجِبْنِي، فَاَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَاَخْبَرْتُهُ، فَجَاءَ يَمْشِي فَخَاضَ الْمَاءَ كَاَنِّي اَنْظُرُ اِلَى بَيَاضِ سَاقَيْهِ، قَالَ: فَضَرَبَ صَدْرَهُ بِيَدِهِ ثُمَّ قَالَ: **((اَللّٰهُمَّ اذْهَبْ عَنْهُ حَرَّهَا وَبَرْدَهَا وَوَصَبَهَا))**. قَالَ: فَقَامَ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: **((اِذَا رَاٰى اَحَدُكُمْ مِنْ اَخِيْهِ وَمِنْ نَفْسِهِ وَمِنْ مَالِهِ مَا يُعْجِبُهُ فَلْيُبَرِّكْهُ، فَاِنَّ الْعَيْنَ حَقٌّ))**.

[الصحيحة:٢٥٨٢]

حنیف دونوں غسل کرنے کے ارادے سے نکلے اور کوئی اوٹ تلاش کر رہے تھے۔ عامر (اور مستدرک کی روایت‘ جو کہ زیادہ درست ہے‘ کے مطابق سہل) نے اون کا جبہ اتارا‘ میں نے اسے دیکھا تو اسے میری نظر بد لگ گئی‘ وہ پانی میں اتر کر نہانے لگ گیا‘ میں نے پانی میں اس کے بڑبڑانے کی آواز سنی۔ میں اس کے پاس آیا‘ اسے تین دفعہ آواز دی‘ لیکن اس نے جواب نہ دیا۔ میں نبی ﷺ کے پاس آیا اور ساری بات بتائی۔ آپ ﷺ تشریف لائے اور پانی میں داخل ہو گئے‘ گویا کہ میں اب بھی آپ کی پنڈلیوں کی سفیدی دیکھ رہا ہوں۔ آپ نے اس کے سینے پر تین دفعہ ہاتھ مارا اور پھر یہ دعا دی: ”اے اللہ! اس کی گرمی‘ ٹھنڈک اور بیماری و لاغری دور کر دے۔“ پھر کھڑے ہوئے اور فرمایا: ”جب کسی کو اپنے بھائی کا وجود یا کوئی مال پسند آئے تو اس کے لئے برکت کی دعا کرے‘ کیونکہ نظر لگ جانا حق ہے۔“

تخریج: الصحیحة ۲۵۷۲۔ احمد (۴۴۷)‘ حاکم (۴/ ۲۱۵)‘ نسائی فی الکبری (۷۵۱۱‘ ۱۰۰۳۹)‘ ابن ماجه (۳۵۰۶) بنحوه۔

فوائد: معلوم ہوا کہ نظر لگ جانا حق ہے‘ بسا اوقات اسی لمحے اس کا اثر زائل ہو جاتا ہے‘ اپنے کسی بھائی کو اپنی نظر بد سے بچانے کا طریقہ یہ ہے کہ جب اس کی کوئی چیز پسند آئے تو فوراً اس کے لئے برکت کی دعا کی جائے۔ اس حدیث میں آپ ﷺ نے متاثرہ آدمی کے سینے پر تین دفعہ ہاتھ مارا اور دعا پڑھی۔ لیکن نظر بد کا علاج یہ بھی ہے کہ جس کی نظر لگی ہے اس کو غسل کروا کر پانی ایک برتن میں جمع کیا جائے‘ پھر وہی پانی نظر زدہ شخص کے سر اور کمر پر ڈال دیا جائے اور ایک روایت میں تو یہ حکم بھی موجود ہے کہ جب تم سے غسل طلب کیا جائے تو تم غسل کرو۔ [مسلم]

باب: اصل الحجر الصحي وان الطاعون عذاب لقوم وشهادة لآخرين

باب: حفظان صحت کے اصول اور طاعون ایک قوم کے لیے عذاب دوسری کے لیے شہادت

٢٢٨٨۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِذَا سَمِعْتُمْ بِالطَّاعُوْنِ فِي اَرْضٍ فَلَاتَدْخُلُوْهَا، وَاِذَا وَقَعَ بِاَرْضٍ وَاَنْتُمْ بِهَا فَلَا تَخْرُجُوْا مِنْهَا [فِرَارًا

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تمھیں پتہ چلے کہ فلاں علاقے میں طاعون کی بیماری پھیل گئی ہے‘ تو نہ اس کی طرف جاؤ اور نہ فرار ہوتے ہوئے اس سے نکلو۔“ اور ایک روایت میں ہے: ”اس

بنہ] وَفِي رِوَايَةٍ: إِنَّ هٰذَا الْوَجَعَ اَوِالسَّقَمَ رِجْزٌ عُذِّبَ بِهِ بَعْضُ الْاُمَمِ قَبْلَكُمْ،[اَوْطَائِفَةٌ مِنْ بَنِي اِسْرَائِيْلَ]، ثُمَّ بَقِيَ بَعْدُ بِالْاَرْضِ، فَيَذْهَبُ الْمَرَّةَ، وَيَاْتِي الْاُخْرٰى، فَمَنْ سَمِعَ بِهِ فِي اَرْضٍ فَلَا يَقْدِمُ عَلَيْهِ، وَمَنْ وَقَعَ بِاَرْضٍ وَهُوَ بِهَا، فَلَا يُخْرِجَنَّهُ الْفِرَارُ مِنْهُ)) جَاءَ مِنْ حَدِيْثِ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ، وَسَعْدِ بْنِ اَبِي وَقَاصٍ، وَعَبْدِالرَّحْمٰنِ بن عوفٍ، وَغَيْرُهُمْ۔

[الصحيحة:٢٩٣١]

تکلیف یا بیماری کے ذریعے سابقہ امتوں یا بنو اسرائیل کے ایک گروہ کو عذاب دیا گیا' پھر یہ کسی نہ کسی طرح زمین میں باقی رہا' کبھی ختم ہو جاتا تھا اور کبھی آ جاتا تھا۔ اب جس آدمی کو اس کے بارے میں پتہ چلے کہ فلاں علاقے میں یہ بیماری آ گئی ہے تو وہ وہاں نہ آئے اور جو اسی علاقے میں ہو تو وہ وہاں سے فرار ہوتے ہوئے نہ نکلے۔'' یہ حدیث سیدنا اسامہ بن زید' سیدنا سعد بن ابو وقاص اور سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہم وغیرہ سے مروی ہے۔

تخریج: الصحیحة ۲۹۳۱۔ (۱) اسامة بن زید: بخاری (۶۹۷۴)' مسلم (۲۲۱۸)' نسائی فی الکبری (۷۵۲۴)۔ (۲) سعد بن ابی وقاص: احمد (۱/ ۱۷۳'۱۷۵)۔(۳) عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ: بخاری (۵۷۲۹'۵۷۳۰)' مسلم (۲۲۱۹)' نسائی فی الکبری (۷۵۲۱)۔

فوائد: طاعون ایک وبائی بیماری ہے جس میں جلد میں پھوڑے کی طرح خطرناک ورم ہو جاتا ہے' اس سے انسان مر جاتا ہے۔ طاعون جس علاقے میں پھیل جائے' اس علاقے سے فرار اختیار کرنے سے اور دوسرے علاقوں کے لوگوں کو اس علاقے میں گھسنے سے منع کر دیا گیا۔ نیز آپ ﷺ کی امت کا جو فرد اس بیماری میں مبتلا ہو کر مرے گا' وہ شہید ہو گا۔

تداوی اذهاج الدم

بلڈ پریشر کا علاج

٢٢٨٩۔ عَنْ اَنَسٍ ،قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِذْهَاجَ بِاَحَدِكُمُ الدَّمُ فَلْيَحْتَجِمْ، فَاِنَّ الدَّمَ اِذَا تَبَيَّغَ بِصَاحِبِهِ يَقْتُلُهُ)). [الصحيحة:٢٧٤٧]

سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کسی کا خون بھڑکنے لگ جائے (یعنی بلڈ پریشر ہو جائے) تو وہ سینگی لگوائے' کیونکہ خون کے جوش مارنے سے آدمی مر سکتا ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۲۷۴۷۔ ابن جریر الطبری (۲/ ۱۰۶' ۱۲۷۷)۔

فوائد: سینگی لگوانا آپ ﷺ کی قولی اور فعلی سنت ہے' اس سے جسم کا خراب اور فاسد خون خارج ہو جاتا ہے' جسم کو راحت ملتی ہے اور خون صاف ہو جاتا ہے۔ ہمارے ہاں اس چیز کا رواج ختم ہوتا جا رہا ہے' دوبارہ اس کا احیاء ہونا چاہئے۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (الشفاء فی ثلاثة: فی شرطة محجم او شربة عسل او كية بنار اوانهى امتى عن الكى۔) [بخاری] یعنی: شفا تین چیزوں میں ہے: سینگی لگوانے میں' شہد پینے میں اور آگ سے داغنے میں' مگر میں اپنی امت کو آگ سے داغنے سے منع کرتا ہوں۔

باب: احادیث فی ان العین حق

باب: نظر لگنے کے حق ہونے سے متعلقہ احادیث

٢٢٩٠ ـعَنْ اُمِّ سَلَمَةَ، اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَاَى فِي

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ایک بچی

بَيْتِهَا جَارِيَةً فِي وَجْهِهَا سَفْعَةٌ، فَقَالَ: ((اسْتَرْقُوْالَهَا، فَإِنَّ بِهَا النَّظْرَةُ))

[الصحيحة:١٢٤٧]

دیکھی، جس کا چہرہ سرخی مائل سیاہ تھا اور فرمایا: ''اسے دم کرواؤ' اس کو کسی کی نظر لگ گئی ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۲۴۷۔ بخاری (۵۷۳۹)' واللفظ له مسلم (۲۱۹۷)۔

فوائد: اس میں نظرِ بد کے حق ہونے کے بیان ہے۔

٢٢٩١۔عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ قَيْسٍ، قَالَ: سُئِلَ أَبُوْهُرَيْرَةَ: سَمِعْتَ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، الطِّيَرَةُ فِي ثَلَاثٍ: فِي الْمَسْكَنِ وَالْفَرَسِ وَالْمَرْأَةِ؟ قَالَ: إِذًا أَقُوْلُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ [مَالَمْ يَقُلْ؟! وَلٰكِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ]، يَقُوْلُ: ((أَصْدَقُ الطِّيَرَةِ الْفَالُ، وَالْعَيْنُ حَقٌّ)).

[الصحيحة:٢٥٨٦]

محمد بن قیس سے روایت ہے کہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہا گیا: کیا تو نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا : فال تو تین چیزوں: گھر' گھوڑے اور بیوی میں ہوتی ہے؟ انھوں نے کہا: (اگر میں ہاں میں جواب دوں تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ) میں نے رسول اللہ ﷺ کی طرف وہ بات منسوب کر دی جو آپ نے نہیں فرمائی۔ البتہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یوں فرماتے سنا تھا: ''سب سے بہترین شگون اچھی فال ہے اور نظر لگ جانا بھی حق ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۵۸۶۔ احمد (۲/ ۲۸۹)' بخاری (۵۷۵۵)' مسلم (۲۲۲۳)'من طريق آخر عنه بمعناه۔

فوائد: دور جاہلیت میں بعض چیزوں سے برا شگون لیا جاتا تھا' مثلاً جب کوئی آدمی صبح کو سفر کے لئے نکلتا اور اس کے سامنے سے الو گزر جاتا تو وہ اس نیت سے سفر کا ارادہ ترک کر دیتا کہ یہ سفر منحوس ہوگا' آج کل اس کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ دوکاندار علی الصبح پہلے گاہک سے برے یا اچھے شگون کی علامت لیتے ہیں اور کوئی ادھار لینے والا یا زیادہ بحث کرنے والا آ جائے تو دوکاندار سمجھتا ہے کہ آج کا دن کاروباری لحاظ سے اچھا نہیں رہے گا۔ شریعت نے بدشگونی کی اس توہم پرستی کو یکسر ردّ کر دیا' کوئی ایسی چیز مؤثر بالذات نہیں ہے' نفع ونقصان اور خیر وشرّ کا مالک اللہ تعالیٰ ہے۔ اس باب میں اس موضوع پر احادیث آئیں گی۔ یہ بات یاد رہے کہ آدمی اچھی فال لے سکتا ہے' مثلاً آپ صبح کو کسی مقصد کے لئے نکلے' راستے میں چند نیک لوگوں سے ملاقات ہوئی' آپ نے اپنی روانگی کا مقصد بیان کیا' انھوں نے آپ کو خوب حوصلہ دیا اور برکت کی دعا کی۔ اس سے اپنے مقصد کے اچھا ہونے کا اندازہ لگانا درست ہے۔ اس کے باوجود انجام و عاقبت اللہ تعالیٰ کے سپرد ہوگا۔

لكل داءٍ دواء

ہر بیماری کی دواء ہے

٢٢٩٢۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَادَ مَرِيْضاً فَقَالَ: ((أَلَا تَدْعُوْ لَهُ طَبِيْبًا؟)). قَالُوْا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَاَنْتَ تَامُرُنَا هٰذَا؟ قَالَ: فَقَالَ: ((إِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ. لَمْ يَنْزِلْ

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک بیمار کی تیمار داری کے لئے تشریف لے گئے اور فرمایا: ''تم لوگ اس کے لئے کوئی طبیب کیوں نہیں بلاتے؟'' انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ بھی ہم کو یہ حکم دیں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

دَاءً إِلَّا أَنْزَلَ مَعَهُ دَوَاءً)) [الصحيحة:٢٨٧٣] ''اللہ تعالی نے جو بیماری اتاری ہے اس کی دوا بھی نازل کی ہے۔''

تخريج: الصحيحة ٢٨٧٣- ابن الحمامى الصوفى فى منتخب من سموعاته (١/٣٥)، احمد (٥/ ٣٧١)، من طريق آخر عن رجل من الانصار-

فوائد: جہاں اللہ تعالی نے اپنی حکمت و دانائی کے تقاضے کے مطابق مختلف قسم کی بیماریاں نازل کی ہیں، وہاں اپنے بندوں پر احسان کرتے ہوئے ان کے علاج کے اسباب بھی پیدا فرمائے ہیں۔ عصرِ حاضر میں مختلف بیماریوں کے مختلف قسم کے علاج کی تحقیقات سامنے آ رہی ہیں، جو سکون دہ بھی ہیں اور شافی بھی۔ معالج حضرات، ان کا تعلق حکمت سے ہو یا ایلو پیتھی سے یا ہومیو پیتھی سے، کو چاہئے کہ وہ مکمل تحقیق اور علم کے بعد میدان میں آئیں، تاکہ مناسب اور صحیح انداز میں انسانیت کی خدمت کر سکیں۔

لَحْمُ البقر داء

گائے کا گوشت بیماری ہے

٢٢٩٣- عَنْ زُهَيْرٍ (يَعْنِي: ابْنَ مُعَاوِيَةَ)، عَنِ امْرَأَتِهِ، أَنَّهَا سَمِعَتْ مُلَيْكَةَ بِنْتَ عَمْرٍو- وَذَكَرَ أَنَّهَا رَدَّتِ الْغَنَمَ عَلَى أَهْلِهَا فِي إِمْرَةِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ-رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ- أَنَّهَا وَصَفَتْ لَهَا مِنْ وَجَعٍ بِهَا سَمِعَنَ بَقَرٍ، وَقَالَتْ: إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((أَلْبَانُهَا شِفَاءٌ، وَسَمْنُهَا دَوَاءٌ، وَلُحُوْمُهَا دَاءٌ)). [الصحيحة:١٥٣٣]

زہیر بن معاویہ اپنے بیوی سے روایت کرتے ہیں، اس نے ملیکہ بنت عمر، جس نے اسے کسی تکلیف (کے علاج) کے لئے گائے کا گھی استعمال کرنے کی تجویز دی تھی۔ انھوں نے یہ چیز بھی ذکر کی کہ اس نے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی خلافت میں بکریاں ان کے مالکوں کو واپس کر دی تھیں۔ اور کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''گائیوں کا دودھ شفا ہے، ان کا گھی دوا ہے اور ان کا گوشت بیماری ہے۔''

تخريج: الصحيحة ١٥٣٣- بغوى فى حديث عمل بن الجعد (٢٦٨٣)، ابوداؤد فى المراسيل (٤٥٠)-

فوائد: امام البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ایک طرف تو آپ ﷺ نے گائے کے گوشت کو بیماری قرار دیا اور دوسری طرف گائے کی قربانی بھی کی۔ ممکن ہے کہ جواز پیش کرنے کے لئے یا کوئی دوسرا جانور میسر نہ ہونے کی وجہ سے ایسا کیا ہو، کیونکہ یہ تو نہیں ہو سکتا ہے کہ آپ ﷺ بیماری والی چیز پیش کر کے اللہ تعالی کا قرب حاصل کریں۔ لیکن حلیمی نے کہا کہ حجاز میں یبوست (یعنی خشکی) ہے اور گائے کے گوشت میں بھی یبوست ہوتی ہے اور دودھ اور گھی میں رطوبت ہوتی ہے۔ علاقے کی وجہ سے آپ ﷺ نے (گائے کے گوشت کو بیماری یعنی مضر قرار دیا)۔ یہ ایک مستحسن تاویل ہے۔ زاد المعاد میں اس روایت کو انتہائی ضعیف قرار دیا گیا ہے۔ واللہ اعلم

كراهة ان يقال طبيب

طبیب (علاج کرنے والا) کہنے کی کراہت کا بیان

٢٢٩٤- عَنْ أَبِي رِمْثَةَ، قَالَ: اِنْطَلَقْتُ مَعَ أَبِي نَحْوَ النَّبِيِّ ﷺ...... قَالَ: فَقَالَ لَهُ أَبِي: أَرِنِي هٰذَا الَّذِي بِظَهْرِكَ، فَإِنِّي رَجُلٌ طَبِيبٌ، قَالَ: ((اَللّٰهُ الطَّبِيبُ، بَلْ أَنْتَ رَجُلٌ رَفِيقٌ، طَبِيبُهَا الَّذِي

سیدنا ابو رمثہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں اپنے باپ کے ساتھ نبی ﷺ کے پاس گیا، میرے باپ نے آپ ﷺ سے کہا: یہ چیز (یعنی مہرِ نبوت) جو آپ کی کمر پر ہے، مجھے دکھاؤ، میں طبیب ہوں (اس کا علاج کرتا ہوں)۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ طبیب ہے، تو تو

خَلَقَهَا)). [الصحيحة:۱۵۳۷]

شفیق ہے اس کا طبیب وہی ہے جس نے اس کو پیدا کیا۔“

تخریج: الصحیحة ۱۵۳۷۔ ابوداؤد (۴۲۰۷)' احمد (۲/ ۲۲۶،۲۲۷)' الحمیدی (۸۶۶)۔

فوائد: ابو رمثہ کے باپ نے آپ ﷺ کی کمر جو چیز دیکھی وہ مہر نبوت تھی' نہ کہ کسی بیماری یا زخم کا نشان تھا۔ اس لئے آپ ﷺ نے انتہائی جامع جواب دیا کہ ہر بیماری کو دور کرنے والا اصل معالج تو اللہ تعالی ہے' اگر میری کمر پر کسی بیماری کے اثرات ہیں' جیسا کہ دیکھنے والے نے سمجھا ہے تو اللہ تعالی خود اس کا علاج کر لے گا۔ جو حقیقت میں علاج کی محتاج نہیں ہے' کیونکہ وہ آپ ﷺ کا معجزہ ہے۔

باب: تحريم التداوى بحرام

باب: حرام اشیاء سے علاج کی حرمت کا بیان

۲۲۹۵۔ عَنْ اَبُو الدَّرْدَاءِ مَرْفُوْعًا: ((اِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ الدَّاءَ وَالدَّوَاءَ، فَتَدَاوَوْا، وَلَا تَتَدَاوَوْا بِحَرَامٍ)). [الصحيحة: ۱۶۳۳]

سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بیشک اللہ تعالی نے بیماری اور اس کی شفا دونوں چیزیں نازل کی ہیں' سو تم علاج کیا کرو' لیکن حرام چیز کو بطور دوا استعمال نہ کرو۔“

تخریج: الصحیحة ۱۶۳۳۔ الدولابی فی الکنی (۲/ ۳۸)' والطبرانی کما فی المجمع (۵/ ۸۶)' ابوداؤد (۴/ ۳۸۷) من طریق آخر عنه۔

اهمية لبن البقر

گائے کے دودھ کی اہمیت کا بیان

۲۲۹۶۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((اِنَّ اللّٰهَ .عَزَّوَجَلَّ. لَمْ يَنْزِلْ دَاءً اِلَّا اَنْزَلَ لَهُ شِفَاءً اِلَّا الْهَرَمَ فَعَلَيْكُمْ بِاَلْبَانِ الْبَقَرِ، فَاِنَّهَا تَرِمُّ مِنْ كُلِّ شَجَرٍ)). [الصحيحة:۵۱۸]

سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالی نے بڑھاپے کے علاوہ ہر بیماری کا علاج نازل کیا ہے۔ گائیوں کا دودھ لازمی طور پر استعمال کیا کرو' کیونکہ یہ ہر قسم کا درخت چرتی ہے۔“

تخریج: الصحیحة ۵۱۸۔ ابوداؤد الطیالسی (۳۶۸)' حاکم (۴/ ۱۹۷)' البزار (الکشف: ۳۱۵۱)۔

فوائد: اگر بڑھاپے کی کیفیت کو دیکھا جائے تو یقینا اسے بیماری سے تعبیر کیا جا سکتا ہے' لیکن یہ ایسی بیماری ہے' جس کا کوئی علاج نہیں ہے۔

لكل داءٍ دواء الا الموت

موت کے علاوہ ہر بیماری کی دواء ہے۔

۲۲۹۷۔ عَنْ اَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ مَرْفُوْعاً: ((اِنَّ اللّٰهَ لَمْ يَنْزِلْ دَاءً اَوْلَمْ يَخْلُقْ دَاءً اِلَّا اَنْزَلَ اَوْ خَلَقَ لَهُ دَوَاءً، عَلِمَهُ مَنْ عَلِمَهُ، وَجَهِلَهُ مَنْ جَهِلَهُ اِلَّا السَّامُ، قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا السَّامُ؟ قَالَ: اَلْمَوْتُ)). [الصحيحة: ۱۶۵۰]

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بیشک اللہ تعالی نے جو بیماری نازل کی یا پیدا کی' اس کی دوا بھی پیدا کی' بعضوں کو اس کا علم ہو گیا اور بعضوں کو نہ ہو سکا' ماسوائے ”سَام“ کے۔“ انھوں نے کہا: ”سَام“ کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”موت ہے۔“

تخریج: الصحیحة ۱۶۵۰۔ حاکم (۴/ ۴۰۱) طبرانی فی الاوسط (۲۵۵۵)' البزار ((الکشف: ۳۰۱۶)' ابی ابی شیبة (۸/ ۲)'

الروايات مطولة و مختصرة۔

فوائد: موت اللہ تعالیٰ کا اٹل اور نا قابل تغیر فیصلہ ہے‘ اس کا کسی کی صحت اور بیماری اور احتیاط و بے احتیاطی سے کوئی تعلق نہیں۔

الشفاء فی العجوه

عجوہ کھجور میں شفاء ہے

۲۲۹۸۔ عَنْ عَائِشَةَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اِنَّ فِي عَجْوَةِ الْعَالِيَةِ شِفَاءٌ، اَوْ اِنَّهَا تِرِيْقَاقٌ اَوَّلَ الْبُكْرَةِ)). [الصحيحة:۳۵۳۹]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بیشک بالائی علاقے کی عجوہ کھجور میں شفا ہے یا اگر یہ کھجور نہار منہ کھائی جائے تو تریاق (زہر کو بے اثر کرنے والی دوا) کا اثر رکھتی ہے۔“

تخریج: الصحیحۃ ۳۵۳۹۔ مسلم (۲۰۴۸)‘ احمد (۶/ ۱۰۵‘۱۵۲)‘ نسائی فی الکبری (۷۵۵۹)۔

فوائد: عجوہ کھجور کی خاصیات کے بارے میں ماہرین مختلف تحقیقات پیش کر رہے ہیں۔ اس سے سب سے زیادہ فائدہ اس کو ہوگا جو آپ ﷺ کی اس حدیث پر یقین رکھ کر کھائے گا۔

الشفاء فی الاحتجام

سینگی لگوانے میں شفاء ہے

۲۲۹۹۔ عَنْ بُكَيْرٍ، اَنَّ عَاصِمَ بْنَ قَتَادَةَ حَدَّثَهُ، اِنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ عَادَ الْمُقْنَعَ، ثُمَّ قَالَ: لَا اَبْرَحُ حَتّٰى تَحْتَجِمَ، فَاِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((اِنَّ فِيْهِ شِفَاءً)). [الصحيحة:۸٦٤]

بکیر کہتے ہیں کہ عاصم بن قتادہ نے انھیں بیان کیا کہ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ مقنع کی تیمارداری کے لئے گئے اور کہا: میں یہیں بیٹھا رہوں گا جب تک تو سینگی نہیں لگوائے گا‘ کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”بیشک اس میں شفا ہے۔“

تخریج: الصحیحۃ ۸۶۴۔ بخاری (۵۶۸۳)‘ مسلم (۲۲۰۵)‘ احمد (۳/ ۳۳۵)‘ حاکم (۴/ ۲۰۸)۔

كراهة الكيّ

داغنے کی کراہت کا بیان

۲۳۰۰۔ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرِ الْجُهَنِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنْ كَانَ فِي شَيْءٍ شِفَاءٌ، فَفِي شُرْطَةِ مِحْجَمٍ، اَوْشَرْبَةِ عَسَلٍ، اَوْ كَيَّةٍ تُصِيْبُ اَلَمًا، وَاَنَا اَكْرَهُ الْكَيَّ وَلَا اُحِبُّهُ)). [الصحيحة:۴۰۳۵]

سیدنا عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اگر کسی چیز میں شفا ہوتی تو وہ سینگی لگوانے میں‘ شہد پینے میں یا داغنے میں ہوتی اور میں داغنے کو مکروہ سمجھتا ہوں اور اسے پسند نہیں کرتا۔“

تخریج: الصحیحۃ ۴۰۳۵۔ احمد (۴/ ۱۴۶)‘ طبرانی فی الکبیر (۱۷/ ۲۸۹۲۸۸)‘ وفی الاوسط (۹۳۳۵)‘ ابو یعلی (۱۷۶۵)۔

فوائد: داغ لگوانا مکروہ ہے‘ چونکہ آپ ﷺ نے بعض صحابہ کا علاج کرتے ہوئے ان کو داغا‘ اس لئے یہ جائز ہے۔ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے بازو کی ایک رگ میں دو مرتبہ داغ لگوایا۔ [ابن ماجہ] نیز

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک طبیب کو سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی طرف بھیجا۔ اس نے ان کی ایک رگ کاٹی، پھر انھیں داغ لگایا۔ [مسلم] رہا مسئلہ شہد سے علاج کرنے کا تو اللہ تعالیٰ نے اسے ﴿فِيْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ﴾ کے وصف سے نوازا ہے اور آپ ﷺ نے اپنے عہدِ مبارک میں بطورِ علاج شہد استعمال کروایا ہے۔ سینگی لگوانا یعنی پچھنے لگوانے کے بارے میں بحث ہو چکی ہے، یہ بھی مسنون طریقۂ علاج ہے۔

۲۳۰۱۔ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعاً: ((اِنْ كَانَ فِي شَيْءٍ مِمَّا تَدَاوَوْنَ بِهِ خَيْرٌ فَفِي الْحِجَامَةِ)). [الصحيحة: ٧٦٠]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جن چیزوں کو تم بطور علاج استعمال کرتے ہو، اگر ان میں کوئی بہتری ہوتی تو وہ سینگی لگوانے میں ہوتی۔''

تخریج: الصحیحۃ ۷۶۰۔ ابوداؤد (۳۸۵۷)، ابن ماجه (۳۴۷۶)، احمد (۲/۳۴۲، ۴۲۳)، حاکم (۴/ ۴۱۰)۔

اهمية العسل و الاحتجام

سینگی لگوانے اور شہد کی اہمیت

۲۳۰۲۔اِنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ عَادَ الْمُقَنَّعَ، ثُمَّ قَالَ: لَا اَبْرَحُ حَتّٰى تَحْتَجِمَ، فَاِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ : ((اِنْ كَانَ فِي شَيْءٍ مِّنْ اَدْوِيَتِكُمْ خَيْرٌ، فَفِي شَرْطَةِ مِحْجَمٍ، اَوْ شَرْبَةٍ مِنْ عَسَلٍ ، اَوْ لَذْعَةٍ بِنَارٍ ، وَمَا اُحِبُّ اَنْ اَكْتَوِيَ)). [الصحيحة: ٢٤٥]

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ مقنع کی بیمار پرسی کے لئے آئے اور کہا: میں یہیں بیٹھا رہوں گا جب تک تو پچھنے نہیں لگوائے گا، کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا: ''اگر تمھاری دواؤں میں بہتری ہوتی تو وہ سینگی لگوانے میں یا شہد پینے میں یا داغنے میں ہوتی اور میں داغنے کو پسند نہیں کرتا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۴۵۔ بخاری (۵۶۸۳، ۵۷۰۴)، مسلم (۷/ ۲۰۵)، احمد (۳/ ۳۴۳)، و قد تقدم برقم (۲۲۹۹)۔

بيان الشوم

نحوست کا بیان

۲۳۰۳۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ مَرْفُوْعًا: ((اِنْ يَكُ مِنَ الشُّوْمِ شَيْءٌ حَقٌّ، فَفِي الْمَرْاَةِ وَالْفَرَسِ وَالدَّارِ)). [الصحيحة: ٤٤٢]

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر کسی چیز میں نحوست کا ہونا درست ہوتا تو وہ بیوی، گھوڑے اور گھر میں ہوتا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۴۴۲۔ احمد (۲/ ۸۵)، مسلم (۷/ ۲۲۵)، بخاری (۵۷۵۳)، من طریق آخر عنه بمعناه۔

فوائد: علامہ البانیؒ اس کی شرح میں رقمطراز ہیں: اس حدیث کا مفہوم یہ ہوا کہ کسی چیز میں نحوست، بے برکتی اور بدشگونی نہیں ہوتی، کیونکہ معنی یہ ہے کہ اگر کسی چیز میں یہ نحوست ثابت ہوتی تو ان تین میں ضرور ہوتی، لیکن وہ تو سرے سے کسی چیز میں قطعی طور پر نہیں ہے۔ بعض روایات کو یوں بیان کیا گیا ہے کہ ''تین چیزوں میں نحوست ہے'' یا ''بے برکتی تو صرف تین چیزوں میں ہے''۔ دراصل یہ بعض راویوں کا اختصار اور تصرف ہے۔ واللہ اعلم۔

ماء زمزم مباركة و طعام

زمزم کا پانی مبارک بھی ہے اور کھانا بھی ہے

٢٣٠٤ـ عَنْ اَبِي ذَرٍّمَرْفُوعاً: ((اِنَّهَا مُبَارَكَةٌ، اِنَّهَا طَعَامُ طُعْمٍ. يَعْنِي: زَمْزَمَ)).

[الصحيحة:٣٥٨٥]

سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ برکت والا ہے اور یہ کھانے کا کھانا ہے۔'' آپ ﷺ کی مراد زمزم کا پانی تھا۔

تخریج: الصحیحة ۳۵۸۵۔ (۱) ابوذر: مسلم (۲۴۷۳)، احمد (۴/ ۱۷۴، ۱۷۵)، ابن حبان (۷۱۳۳)۔ (۲) ابن عباس رضی اللہ عنہما: طبرانی فی الکبیر (۱۱۱۶۷)، وفی الاوسط (۳۹۲۴) وقد تقدم (۱۵۵۰)۔

فوائد: نیز سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (ماء زمزم لما شرب له۔) [ابن ماجہ] یعنی: زمزم کا پانی (جس نیت اور مقصد کو سامنے رکھ کر) پیا جائے وہ پورا ہو جاتا ہے۔ معلوم ہوا کہ زمزم کا پانی انتہائی مبارک ہے اور یہ واحد پانی ہے جو کھانے کی کمی بھی پوری کرتا ہے، نیز یہ پانی جس جسمانی اور روحانی بیماری کو دور کرنے کے لئے پیا جائے، اس سے شفا ہوگی۔

باب: من معجزاته ﷺ

باب: معجزات نبوی کا بیان

٢٣٠٥ـ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ اَبِي يَقُوْلُ: ((تَفَلَ ﷺ فِي رِجْلِ عَمْرِو بْنِ مُعَاذٍ حِيْنَ قُطِعَتْ رِجْلُهُ، فَبَرَاَتْ)).

[الصحيحة:٢٩٠٤]

عبداللہ بن بریدہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے باپ سے سنا، وہ کہہ رہے تھے کہ سیدنا عمرو بن معاذ رضی اللہ عنہ کی ٹانگ کٹ گئی تھی، جب آپ ﷺ نے اس پر تھوکا تو وہ تندرست ہو گئی۔''

تخریج: الصحیحة ۲۹۰۴۔ ابن حبان (۶۵۰۹)، ابو نعیم فی المعرفة (۵۱۱۸)۔

فوائد: یہ نبی کریم ﷺ کا معجزہ تھا، جس کا اظہار غزوۂ خیبر کے موقع پر سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی آنکھ کے علاج کے لئے بھی ہوا تھا۔

باب: من الطب النبوی

باب: طب نبوی کا بیان

٢٣٠٦ـ عَنْ اُسَامَةَ بْنِ شَرِيْكٍ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((اَلْحَبَّةُ السَّوْدَاءُ شِفَاءٌ مِّنْ كُلِّ دَاءٍ اِلَّا السَّامُ)). [الصحيحة:١٨١٩]

سیدنا اسامہ بن شریک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کالے دانے یعنی کلونجی میں موت کے علاوہ ہر بیماری کا علاج ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۱۸۱۹۔ طبرانی فی الکبری (۴۹۱)۔

فوائد: مسلمانوں کے بہت ہی کم گھر ہوں گے جن میں اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہر بیماری سے شفا کا سبب بننے والی یہ نعمت موجود ہو۔ یہ ہماری مجموعی غفلت ہے۔ اگر فرمان نبوی ﷺ پر ایمان اور یقین ہو تو ہماری صحت بھی بہتر ہوگی اور ہمارا مال بھی ڈاکٹروں اور حکیموں کی دست برد سے محفوظ رہے گا۔

٢٣٠٧ـ عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: يَا نَافِعُ! قَدْ تَبَيَّغَ بِي الدَّمُ، فَالْتَمِسْ لِي حِجَاماً، وَاجْعَلْهُ رَفِيْقاً اِنِ اسْتَطَعْتَ ، وَلَا تَجْعَلْه شَيْخاً كَبِيْرًا، وَلَاصَبِياً

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: نافع! میرے خون میں حدت پیدا ہو گئی ہے، کوئی سینگی لگانے والا آدمی تلاش کر کے لاؤ، کوشش کرنا کہ وہ کوئی نرمی والا آدمی ہو، نہ بوڑھا ہو اور نہ بچہ۔ میں نے رسول

صَغِيْرًا، فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((اَلْحِجَامَةُ عَلَى الرِّيْقِ اَمْثَلُ،وَفِيْهِ شِفَاءٌ وَبَرَكَةٌ،وَتَزِيْدُ فِي الْعَقْلِ وَفِي الْحِفْظِ، فَاحْتَجِمُوْا عَلٰى بَرَكَةِ اللّٰهِ يَوْمَ الْخَمِيْسِ، وَاجْتَنِبُوْا الْحِجَامَةَ يَوْمَ الْاَرْبِعَاءِ، وَالْجُمُعَةِ، وَالسَّبْتِ ، وَيَوْمَ الْاَحَدِ تَحَرِّيًا، وَاحْتَجِمُوْا الْاِثْنَيْنِ وَالثُّلَاثَاءِ، فَإِنَّهُ الْيَوْمَ الَّذِي عَافَى اللّٰهُ فِيْهِ اَيُّوْبَ مِنَ الْبَلَاءِ، وَضَرَبَهُ بِالْبَلَاءِ يَوْمَاالْاَرْبِعَا ، فَإِنَّهُ لَايَبْدُو جُذَامَ وَلَا بَرَصَ إِلَّا يَوْمَ الْاَرْبِعَاءَ اَوْلَيْلَةَ الْاَرْبِعَاءَ)) [الصحيحة:٧٦٦]

اللہ ﷺ سے سنا: ''نہار منہ سینگی لگوانا افضل ہے' اس میں شفا اور برکت ہوتی ہے' عقل اور ضبط میں اضافہ ہوتا ہے۔ اللہ کا نام لے کر جمعرات والے دن سینگی لگواؤ۔ بدھ' جمعہ' ہفتہ اور اتوار کو سینگی لگوانے سے بچو' سوموار اور منگل کو پچھنے لگوایا کرو' کیونکہ اللہ تعالی نے اس دن میں حضرت ایوب علیہ السلام کو بیماری سے شفا دی تھی اور بدھ والے دن انھیں آزمائش میں مبتلا کیا تھا۔ کوڑھ پن اور پھلبہری تو بدھ والے دن یا رات کو ہی ظاہر ہوتی ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۷۶۶۔ ابن ماجہ (۳۴۸۷)' ابن عدی فی الکامل (۲/ ۷۱)' خطیب فی الفقیہ والمتفقہ (۲۲۴/ ۲)' حاکم (۴/ ۲۰۹) من طریق آخر۔

فوائد: حدیث اپنے مفہوم میں واضح ہے' یہ اللہ تعالی کا نظام ہے' جس کی وضاحت آپ ﷺ نے فرما دی ہے' ہمیں یہی زیب دیتا کہ جن حقائق کو بیان کیا گیا ہے ان پر ایمان لائیں۔

باب: فضل الحجامة

باب: سینگی لگوانے کی فضیلت

٢٣٠٨۔عَنْ سَمُرَةَ مَرْفُوْعاً:((خَيْرُ مَاتَدَاوَيْتُمْ بِهِ الْحِجَامَةَ)). [الصحيحة:١٠٥٣]

سیدنا سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''بہترین چیز جس سے تم علاج کرتے ہو' وہ پچھنے لگوانا ہیں۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۰۵۳۔ احمد (۵/ ۱۵۹)' حاکم (۴/ ۲۰۸)' ابوداؤد الطیالسی (۸۹۰)۔

٢٣٠٩۔عَنْ اَنَسٍ مَرْفُوْعًا: ((خَيْرُ مَاتَدَاوَيْتُمْ بِهِ الْحِجَامَةَ،وَالْقِسْطُ الْبَحْرِيُّ، وَلَا تُعَذِّبُوْا صِبْيَانَكُمْ بِالْغَمْزِ)). [الصحيحة:١٠٥٤]

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بہترین چیز جس سے تم علاج کرتے ہو' وہ سینگی لگوانا اور قسطِ بحری ہے۔ اپنے بچوں کو چوکا دے کر تکلیف نہ دو۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۰۵۴۔ احمد (۳/ ۱۰۷)' بخاری (۵۶۹۶)' مسلم (۱۵۷۷) مطولاً۔

فوائد: قسط: ہندوستان میں پیدا ہونے والی ایک خوشبودار لکڑی جو بطور دوا اور بطور بخور استعمال کی جاتی ہے۔

اگر بچے کے حلق کا کوا اتر جائے تو اسے انگلی سے چوکا دے کر اپنی جگہ پر نہ لایا جائے' کیونکہ اس سے بہت تکلیف ہوتی ہے۔ کوئی دوا دے کر اس کا علاج کر لیا جائے۔

باب: فضل الحجامة و أيامها

۲۳۱۰۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مَرْفُوْعاً: ((خَيْرُ يَوْمٍ تَحْتَجِمُوْنَ فِيْهِ سَبْعَ عَشْرَةَ، وَتِسْعَ عَشْرَةَ، وَإِحْدٰى وَعِشْرِيْنَ، وَمَا مَرَرْتُ بِمَلَإٍ مِّنَ الْمَلَائِكَةِ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِي إِلَّا قَالُوْا: عَلَيْكَ بِالْحِجَامَةِ يَا مُحَمَّدُ!)). [الصحيحة:۱۸۴۷]

باب: سینگی لگوانے کی فضیلت اور اس کے دن

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بہترین دن جس میں تمھیں سینگی لگوانی چاہیے، وہ (چاند کا) سترھواں، انیسواں اور اکیسواں دن ہے۔ میں معراج والی رات فرشتوں کے جس گروہ کے پاس سے گزرا، اس نے یہی کہا: اے محمد! سینگی لگوانے کا اہتمام ضرور کرنا۔''

تخريج: الصحيحة ۱۸۴۷۔ ترمذی (۲۰۵۳)، احمد (۱/ ۳۵۴)، واللفظ له حاکم (۴/ ۲۰۹، ۲۱۰)۔

لكل داء شفاء

۲۳۱۱۔ عَنْ رَجُلٍ مِّنَ الْأَنْصَارِ، قَالَ: عَادَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَجُلًا بِهِ جُرِحَ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اُدْعُوْا لَهُ طَبِيْبَ بَنِي فُلَانٍ)). قَالَ: فَدَعَوْهُ فَجَاءَ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! وَيُغْنِي الدَّوَاءَ شَيْئاً؟ فَقَالَ: ((سُبْحَانَ اللّٰهِ، وَهَلْ أَنْزَلَ اللّٰهُ مِنْ دَاءٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا جَعَلَ لَهُ شِفَاءً)).

ہر بیماری کی شفاء بھی ہے

ایک انصاری صحابی کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک زخمی کی بیمار پرسی کرنے کے لیے تشریف لے گئے اور فرمایا: ''اس کے لئے فلاں قبیلے کا طبیب بلاؤ۔'' انھوں نے اسے بلایا، وہ آ گیا اور کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! کیا دوا بھی کفایت کرتی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''سبحان اللہ! اللہ تعالی نے زمین میں جو بیماری نازل کی ہے، اس سے شفا حاصل کرنے لئے (دوا بھی) نازل کی ہے۔''

تخريج: الصحيحة ۵۱۷۔ احمد (۵/ ۳۷۱)۔

باب: من الطب النبوی

۲۳۱۲۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ مَرْفُوْعاً: ((شِفَاءُ عِرْقِ النَّسَا أَلْيَةُ شَاةٍ أَعْرَابِيَّةٍ، تُذَابُ، ثُمَّ تُقْسَمُ ثَلَاثَةَ أَجْزَاءٍ يَشْرِبُهُ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ عَلَى الرِّيْقِ، كُلَّ يَوْمٍ جَزْءاً)). [الصحيحة: ۱۸۹۹]

باب: طب نبوی کا بیان

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عرق النسا سے شفا حاصل کرنے کے لئے جنگلی بکری کے چوتڑ کو پگھلایا جائے، پھر اس کو تین حصوں میں تقسیم کیا جائے اور مریض نہار منہ تین دن یعنی ہر روز ایک حصہ پیے۔''

تخريج: الصحيحة ۱۸۹۹۔ ابن ماجه (۳۴۶۳)، حاکم (۴/ ۲۰۶)، ابن عساکر (۵۵/ ۲۴۱)، احمد (۳/ ۲۱۹)، من طريق آخر عنه بمعناه۔

فوائد: ران سے شروع ہونے والا جوڑوں کے درد کو عرق النسا کہتے ہیں۔

باب: فی الشؤم

۲۳۱۳۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ مَرْفُوْعاً: ((الشُّؤْمُ فِي الدَّارِ وَالْمَرْأَةِ وَالْفَرَسِ)).

باب: نحوست کا بیان

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''گھر، بیوی اور گھوڑے میں نحوست ہوتی ہے۔''

[الصحيحة:١٨٩٧]

تخریج: الصحیحۃ ۱۸۹۷۔ بخاری (۵۰۹۳)' والادب المفرد (۱۳۲)' مسلم (۲۲۲۵)' ابو داؤد (۳۹۲۲) وغیر ھم۔

فوائد: حدیث نمبر ۲۳۰۳ کے تحت اس موضوع پر بحث ہو چکی ہے۔

باب في العسل شفاء

٢٣١٤۔ عَنْ اَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ: اِنَّ اَخِي اسْتَطْلَقَ بَطْنُهُ۔ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ: اِسْقِهِ عَسَلاً۔ فَسَقَاهُ، ثُمَّ جَاءَ هُ فَقَالَ: اِنِّي سَقَيْتُهُ عَسَلاً، فَلَمْ يَزِدْهُ اِلَّا اسْطِلَاقاً۔ فَقَالَ لَهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ جَاءَ الرَّابِعَةَ، فَقَالَ: اِسْقِ عَسَلاً۔ فَقَالَ: لَقَدْ سَقَيْتُهُ فَلَمْ يَزِدْهُ اِلَّا اسْتِطْلَاقًا ۔فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((صَدَقَ اللّٰهُ وَكَذَبَ بَطْنُ اَخِيْكَ)). فَسَقَاهُ فَبَرَاَ۔

[الصحيحة: ٢٤٣]

شہد میں شفاء ہے

سیدنا ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی ﷺ کے پاس آیا اور کہا کہ میرے بھائی کو دست آ رہے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اسے شہد پلاؤ۔'' اس نے اسے شہد پلایا اور آ کر کہا: میں نے اسے شہد پلایا' لیکن اس وجہ سے اسہال میں مزید اضافہ ہوا ہے۔ آپ ﷺ نے تین دفعہ اسے یہی حکم دیا۔ وہ چوتھی دفعہ آ گیا' آپ ﷺ نے پھر فرمایا: ''اسے شہد پلاؤ۔'' اس نے کہا: میں نے اسے شہد پلایا' لیکن دست کی بیماری میں اضافہ ہی ہوا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ سچا ہے اور تیرے بھائی کا پیٹ جھٹلا رہا ہے (یعنی تیرے بھائی کا پیٹ شفا قبول کرنے کے لئے تیار ہی نہیں تھا)۔'' اس نے جا کر پھر شہد پلایا' (اب کی بار) وہ تندرست ہو گیا۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۴۳۔ مسلم (۲۲۱۷)' بخاری (۵۶۸۴)' حاکم (۴/ ۳۰۲)' جاختلاف یسیر۔

فوائد: امام البانی رحمہ اللہ اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں: ادویہ کی مقدار اور کیفیت کا اعتبار کرنا اور مرض اور مریض کی قوت کو مدنظر رکھنا طب کے اہم قواعد میں سے ہے۔ نیز آپ ﷺ کا فرمان ''اللہ تعالیٰ سچا ہے' دراصل تیرے بھائی کا پیٹ جھٹلا رہا ہے'' اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ یہ دوا بہر صورت نفع مند ہے اور بیماری کے باقی رہنے کا یہ مطلب نہیں کہ دواء میں اس سے متعلقہ خاصیات نہیں پائی جاتی۔ حقیقت یہ تھی کہ اس کے پیٹ میں فاسد مادہ بہت زیادہ تھا' جس کی وجہ سے اسے بار بار دوا پلانے کا حکم دیا۔

باب: فضل الطاعون وسببه الذى يجهله الطب

٢٣١٥۔عَنْ عَائِشَةَ مَرْفُوْعًا: ((اَلطَّاعُوْنُ شَهَادَةٌ لِاُمَّتِي، وَخِزَا اَعْدَائِكُمْ مِنَ الْجِنِّ ، غُدَّةٌ كَغُدَّةِ الْاِبِلِ، تُخْرِجُ بِالْاِبَاطِ وَالْمَرَاقِ، مَنْ مَاتَ فِيْهِ مَاتَ شَهِيْدًا، وَمَنْ اَقَامَ فِيْهِ[كَانَ] كَالْمُرَابِطِ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ، وَمَنْ

باب: طاعون کی فضیلت اور اس کے سبب کا بیان جس سے طب ناواقف ہے

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''طاعون میری امت کے لئے شہادت ہے اور جنوں میں سے تمھارے دشمنوں کے لئے ندامت و پشیمانی ہے۔ اس کا زخم اونٹ کی غدود کی طرح ہوتا ہے' جو بغل اور پیٹ کے نرم حصہ پر نکلتا ہے۔ جو اس بیماری کی وجہ سے مر جائے تو شہید ہو گا اور جو (اسی

فَرَمِنْهُ كَانَ كَالْفَارِّ مِنَ الزَّحْفِ)).

[الصحيحة:١٩٢٨]

علاقے میں) ڈٹا رہا، وہ اللہ کے راستے میں سرحد پر مقیم رہنے والے کی طرح ہے اور جس نے راہ فرار اختیار کی، وہ جنگ سے بھاگ جانے والے کی طرح ہے۔"

تخريج: الصحيحة ١٩٢٨- طبراني في الاوسط (٥٥٢٧)، ابو بكر بن خلاد في الفوائد (ق:٣٦/ ١) والسياق له.

فوائد: حدیث اپنے مفہوم میں مکمل طور پر واضح ہے۔

باب: فضل عيادة المريض والجلوس عنده

باب: مریض کی عیادت اور اس کے پاس بیٹھنے کی فضیلت

٢٣١٦- عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ مَرْفُوْعاً: ((عَائِدُ الْمَرِيْضِ فِي مِخْرَفَةِ الْجَنَّةِ، فَإِذَا جَلَسَ عِنْدَهُ غَمَرَتْهُ الرَّحْمَةُ)).

[الصحيحة:١٩٢٩]

سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مریض کی تیمارداری کرنے والا جنت کے باغ میں ہوتا ہے اور جب اس کے پاس بیٹھتا ہے تو رحمت اسے ڈھانپ لیتی ہے۔"

تخريج: الصحيحة ١٩٢٩- البزار (الكشف: ٧٧٤) و (البحر الزخار: ١٠٣٦)، ابن عدى (٤/ ١٣٨٧)، بلفظ آخر بمعناه۔

فوائد: اس میں عیادت کی فضیلت کا بیان ہے، جو کہ ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان پر حق ہے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: جو مسلمان بوقتِ صبح دوسرے مسلمان کی تیمارداری کرتا ہے، ستر ہزار فرشتے شام تک اس کیلئے دعائے رحمت کرتے ہیں اور اگر وہ بوقتِ شام عیادت کرتا ہے تو صبح تک ستر ہزار فرشتے اس کے نزولِ رحمت کی دعا کرتے ہیں۔ [ترمذی] لیکن ہمارے ہاں بڑی مصیبت یہ ہے کہ تیمارداری اور عیادت جیسا عظیم حق ادا کرنے کے لئے ہم اللہ تعالیٰ، رسول اللہ ﷺ اور اسلام کو بنیاد نہیں بناتے، بلکہ اپنے ذاتی تعلقات اور شخصی مراسم کو سامنے رکھتے ہیں۔ ہم اس شخص کی تیمارداری کرنے کے لئے جائیں گے، جس کے ساتھ ہمارا کوئی دنیوی تعلق ہے یا جو ہماری عیادت کرنے کے لئے آیا تھا۔ ایسے تعلق کو مسکراہٹوں اور احسانات کا تبادلہ کہتے ہیں۔ بیچ میں للّٰہیت کا فقدان ہے۔ ایسے لوگ شاذ و نادر ہی ہیں جو اپنے بھائی کی تیمارداری کرنے کے لئے اسلام کو بنیاد بناتے ہیں۔

باب: الرقية بكتاب الله

باب: قرآن مجید کے ساتھ دم کرنے کا بیان

٢٣١٧- عَنْ عَائِشَةَ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ دَخَلَ عَلَيْهَا وَامْرَاَةٌ تُعَالِجُهَا اَوْتَرْقِيْهَا، فَقَالَ: ((عَالِجِيْهَا بِكِتَابِ اللّٰهِ)). [الصحيحة:١٩٣١]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ میرے پاس آئے اور ایک عورت میرا علاج کر رہی تھی یا دم کر رہی تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "اللہ کی کتاب کے ساتھ اس کا علاج کرو۔"

تخريج: الصحيحة ١٩٣١- ابن حبان (٦٠٩٨)۔

فوائد: اللہ تعالیٰ کا کلام جسمانی اور روحانی بیماریوں کے لیے پیغامِ شفا ہے۔ عہدِ نبوی میں قرآن مجید کو بطورِ علاج دم کی شکل میں استعمال کیا گیا۔ ہمیں بھی چاہیے کہ جب ہم قرآن مجید سے علاج کریں تو نبوی طریقہ پر اکتفا کریں۔

فوائد الإثمد

اثمد سرمے کے فوائد کا بیان

۲۳۱۸۔ عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((عَلَيْكُمْ بِالْإِثْمِدِ عِنْدَ النَّوْمِ، فَإِنَّهُ يَجْلُوْ الْبَصَرَ، وَيُنْبِتُ الشَّعْرَ)).

[الصحيحة:٧٢٤]

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''تم سوتے وقت اِثمد سرمہ استعمال کیا کرو' کیونکہ وہ نظر کو جلا بخشتا ہے اور (پلکوں کے) بال اگاتا ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۷۲۴۔ ابن ماجه (۳۴۹۶)' القاضی الخلعی فی الفوائد (۲۰/ ۵۰/ ۱)' ترمذی فی الشمائل (۵۰) بغوی فی شرح السنة (۳۲۰۲) من طریق آخر عنه۔

فوائد: آجکل بھی سعودی عرب میں اثمد سرمہ پایا جاتا ہے' منگوا کر ضرور استعمال کرنا چاہئے۔

۲۳۱۹۔ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ مَرْفُوْعًا: ((عَلَيْكُمْ بِالْإِثْمِدِ، فَإِنَّهُ مُنْبِتَةٌ لِلشَّعْرِ مُذْهِبَةٌ لِلْقَذَى، مَصْفَاةٌ لِلْبَصَرِ)). [الصحيحة:٦٦٥]

سیدنا علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم اثمد سرمہ لازمی طور پر استعمال کیا کرو' یہ بال اگاتا' آنکھ میں پڑنے والے تنکے یا ذرے کو نکال دیتا ہے اور آنکھ کی صفائی کرتا ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۶۶۵۔ بخاری فی التاریخ (۸/ ۴۱۲)'طبرانی (۱۸۳)' ابو نعیم فی الحلیة (۳/ ۱۷۸)۔

اهمية لبن البقر

گائے کے دودھ کی اہمیت کا بیان

۲۳۲۰۔عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ مَرْفُوْعاً: ((عَلَيْكُمْ بِأَلْبَانِ الْبَقَرِ، فَإِنَّهَا تَرِمُّ مِنْ كُلِّ الشَّجَرِ، وَهُوَ شِفَاءٌ مِّنْ كُلِّ دَاءٍ)).

[الصحيحة:١٩٤٣]

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم لوگ گائیوں کا دودھ استعمال کیا کرو' کیونکہ یہ ہر قسم کا درخت کھاتی ہے' (اس کا دودھ) ہر بیماری سے شفا ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۱۹۴۳۔ حاکم (۴/ ۴۰۳)۔

فوائد: مطلب یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے زمین سے جتنی جڑی بوٹیاں اور درخت اگائے ہیں' ان میں ایسی خاصیات اور جواہر ہیں کہ وہ گائے کے دودھ میں شامل ہو کر ہر بیماری سے نجات دلانے کا سبب بنتے ہیں۔

الحبة السوداء شفاء من كل داءٍ الا الموت

کلونجی موت کے علاوہ ہر بیماری کا علاج ہے

۲۳۲۱۔عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعًا: ((عَلَيْكُمْ هٰذِهِ الْحَبَّةِ السَّوْدَاءِ فَإِنَّ فِيهَا شِفَاءٌ مِّنْ كُلِّ دَاءٍ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''تم کالے دانے یعنی کلونجی کا لازمی استعمال کرو' کیونکہ اس میں موت کے

اِلَّاالسَّامُ)). [الصحيحة:٨٦٣]

علاوہ ہر بیماری کی شفا ہے۔"

تخریج: الصحيحة ٨٦٣- ترمذى (٢٠٤١)' احمد (٢/ ٢٤١)' نسائى فى الكبرى (٧٥٧٨)' مسلم (٨٨/ ٢٢١٥)' ولم يسق لفظه۔

فوائد: ہمیں آپ ﷺ کے ارشاد پر ایمان وایقان رکھتے ہوئے چاہئے کہ اپنے روزانہ کے کھانوں میں کلونجی کا استعمال جاری رکھیں۔

باب: التداى بالحبة السوداء

باب: کلونجی کے ساتھ علاج کرنا

٢٣٢٢- عَنْ بُرَيْدَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((عَلَيْكُمْ بِهٰذِهِ الْحَبَّةِ السَّوْدَاءِ، وَهِيَ الشُّوْنِيْزُ، فَإِنَّ فِيْهَا شِفَاءٌ)).

[الصحيحة:٢٣٠٥]

سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تم کلونجی، جسے شونیز کہتے ہیں، استعمال کیا کرو، کیونکہ اس میں شفا ہے۔"

تخریج: الصحيحة ٢٣٠٥- احمد (٥/ ٣٥٤)' ابو يعلى كما فى اتحاف الخيرة (٥٢٨٦)' ابن ابى شيبة (٨/ ١٠)۔

باب: من الطب النبوى

باب: طب نبوی کا بیان

٢٣٢٣- عَنْ أَبِي أُبَيِّ ابْنِ أُمِّ حَرَامٍ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((عَلَيْكُمْ بِالسَّنٰى وَالسَّنُّوْتِ، فَإِنَّ فِيْهِمَا شِفَاءٌ مِنْ كُلِّ دَاءٍ إِلَّاالسَّامُ. قِيْلَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا السَّامُ؟ قَالَ: الْمَوْتُ)). [الصحيحة:١٧٩٨]

سیدنا ابوابی بن ام حرام رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: "تم سَنا (مہندی کی طرح کی بوٹی) اور شہد کا استعمال لازمی طور پر کیا کرو، کیونکہ اس میں "سام" کے علاوہ ہر بیماری کی شفا ہے۔" کہا گیا کہ "سام" کا کیا معنی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "موت۔"

تخریج: الصحيحة ١٧٩٨- ابن ماجه (٣٤٥٧)' حاكم (٤/ ٢٠١)' ابو نعيم فى المعرفة (٦٦٩٠)۔

فوائد: "سَنُّوت" کا معنی زیرہ اور پنیر بھی کیا گیا ہے۔

باب: الامر بعيادة المرضى واتباع الجنائز

باب: مریض کی عیادت اور جنازے میں شمولیت کا حکم

٢٣٢٤- عَنْ أَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ مَرْفُوْعاً: ((عُوْدُوْا الْمَرْضٰى، وَاتَّبِعُوْا الْجَنَائِزَ، تُذَكِّرْكُمُ الْآخِرَةَ)). [الصحيحة:١٩٨١]

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "بیماروں کی بیمار پرسی کیا کرو اور جنازوں کے پیچھے چلا کرو، تمھیں آخرت یاد آ جائے گی۔"

تخریج: الصحيحة ١٩٨١- ابويعلى (١١٢٠)' الادب المفرد (٥١٨)' ابن حبان (٢٩٥٥) ابن المبارك فى الزهد (٢٤٨)۔

فوائد: میت مکمل طور اخروی زندگی کے اوائل کی طرف منتقل ہو چکی ہوتی ہے۔ رہا مسئلہ مریض کا تو اس کی مرض، جس میں وہ اب مبتلا ہے، اس کی موت کا سبب بن سکتی ہے، نیز انسان کو اپنی صحت وتندرستی کا احساس بھی ہوتا ہے۔ اس لئے بیماروں کی بیمار پرسی اور میتوں کے پاس حاضری فکرِ آخرت کے احساسات پیدا کر سکتی ہے۔

نقصان العين

۲۳۲۵۔قالﷺ: ((اَلْعَيْنُ تَدْخُلُ الرَّجُلَ الْقَبْرَ، وَالْجَمَلَ الْقِدْرَ)). رُوِيَ حَدِيثُ جَابِرٍ، وَأَبِي ذَرٍّ۔ [الصحيحة: ۱۲٤۹]

نظر بد کے نقصانات

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نظر بد آدمی کو قبر میں اور اونٹ کو ہانڈی میں داخل کر دیتی ہے۔'' یہ حدیث سیدنا جابر اور سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہما سے روایت کی گئی ہے۔

تخریج: الصحیحۃ ۱۲۴۹۔ ابن عدی فی الکامل (۵/ ۱۸۳۱)' ابو نعیم فی الحلیۃ (۷/ ۹۰)' خطیب فی التاریخ (۹/ ۲۴۴)۔

فوائد: نظر بد کی حقیقت پر پہلے بحث ہو چکی ہے۔اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ نظرِ بد سے بڑا سا بڑا نقصان ہو سکتا ہے' آدمی مر سکتا ہے اور اونٹ ذبح کے مرحلے تک پہنچ سکتا ہے۔

العين حق

۲۳۲٦۔عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوعاً: ((اَلْعَيْنُ حَقٌّ)). [الصحيحة: ۱۲٤۸]

نظر بد لگنا حق ہے

سیدنا ابو ہریرہ ﷜ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نظر لگ جانا حق ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۲۴۸۔ بخاری (۵۷۴۰) مسلم (۲۱۸۷)' ابو داؤد (۳۸۷۹)' احمد (۲/ ۳۱۸)۔

۲۳۲۷۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مَرْفُوْعًا: ((اَلْعَيْنُ حَقٌّ، تَسْتَنْزِلُ الْحَالِقَ)). [الصحيحة: ۱۲۵۰]

سیدنا عبداللہ بن عباس ﷜ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نظر لگ جانا حق ہے' جو منحوس آدمی پر پڑتی ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۲۵۰۔ احمد (۱/ ۲۷۴)' حاکم (۴/ ۲۱۵)' طبرانی فی الکبیر (۱۲۸۴۳)۔

التداوی من العین

۲۳۲۸۔عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مَرْفُوعاً: ((اَلْعَيْنُ حَقٌّ، وَلَوْ كَانَ شَيْءٌ سَابِقُ الْقَدَرَ، سَبَقَتْهُ الْعَيْنُ، وَإِذَا اسْتُغْسِلْتُمْ فَاغْسِلُوْا)). [الصحيحة: ۱۲۵۱]

نظر بد سے علاج کا بیان

سیدنا عبداللہ بن عباس ﷜ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''نظر حق ہے' اگر کوئی چیز تقدیر سے سبقت لے جاتی تو وہ نظر ہوتی' جب تم سے (نظر کے علاج کے لئے) غسل کرنے کے مطالبہ کیا جائے تو غسل کر دیا کرو۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۲۵۱۔ مسلم (۲۱۸۸)' ترمذی (۲۰۶۲) مختصراً نسائی فی الکبری (۷۶۲۰)۔

فوائد: یہ بھی نظرِ بد کا علاج ہے کہ جس آدمی کی نظر لگی ہوئی تو وہ غسل کرے اور اس کا پانی ایک برتن میں جمع کر کے نظر زدہ آدمی کے سر اور کمر پر ڈالا جائے۔

الحبة السوداء شفاء من كل داء السام

کلونجی موت کے علاوہ ہر بیماری کا علاج ہے

۲۳۲۹۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ

سیدنا ابو ہریرہ ﷜ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اللّٰهِ ﷺ : ((فِي الْحَبَّةِ السَّوْدَاءِ شِفَاءٌ مِّنْ كُلِّ دَاءٍ إِلَّا السَّامُ)). [الصحيحة:٨٥٩]

''کالے دانے یعنی کلونجی میں موت کے علاوہ ہر بیماری کی شفا ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۸۵۹- بخاری (۵۶۸۸)، مسلم (۲۲۱۵)، ابن ماجہ (۳۴۴۷)، ترمذی (۲۰۴۱) بمعناہ۔

باب: فضل عجوة المدينة

باب: مدینہ طیبہ کی عجوہ کھجور کی فضیلت

٢٣٣٠ـ عَنْ عَائِشَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((فِي عَجْوَةِ الْعَالِيَةِ أَوَّلِ الْبُكْرَةِ عَلَى رِيقِ النَّفْسِ شِفَاءٌ مِّنْ كُلِّ سِحْرٍ أَوْ سَمٍّ)). [الصحيحة:٢٠٠٠]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''بالائی علاقے کی عجوہ کھجور کا نہار منہ استعمال کرنا ہر قسم کے جادو اور زہر سے شفا ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۰۰۰- احمد (۶/ ۷۷، ۱۰۵)، مسلم (۲۰۴۸)، وقد تقدم برقم (۲۲۹۸) مختصراً۔

الفرار من الطاعون

طاعون سے بھاگنے کا بیان

٢٣٣١ـ عَنْ عُمْرَةَ بِنْتِ قَيْسِ الْعَدَوِيَّةِ، قَالَتْ: دَخَلْتُ عَلَى عَائِشَةَ فَسَأَلْتُهَا عَنِ الْفِرَارِ مِنَ الطَّاعُونِ؟ فَقَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((الْفِرَارُ مِنَ الطَّاعُونِ كَالْفِرَارِ مِنَ الزَّحْفِ)). [الصحيحة:١٢٩٢]

عمرہ بنت قیس عدویہ کہتی ہیں کہ میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئی اور طاعون سے فرار ہونے کے بارے میں سوال کیا؟ انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''طاعون سے فرار اختیار کرنا جنگ سے بھاگ جانے کے مترادف ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۲۹۲- ابن سعد (۸/ ۴۹۰)، ابن راھویہ (۱۴۰۳)، ابو یعلی (۴۴۰۸)، احمد (۶/ ۸۳، ۲۵۵)۔

اين يحتجم و في الأيام

سینگی کہاں لگوائی جائے گی اور کن دنوں میں

٢٣٣٢ـ عَنْ أَنَسٍ: ((كَانَ ﷺ يَحْتَجِمُ عَلَى الْأَخْدَعَيْنِ وَالْكَاهِلِ، وَكَانَ يَحْتَجِمُ لِسَبْعَ عَشْرَةَ، وَتِسْعَ عَشْرَةَ، وَاحِدَى وَعِشْرِيْنَ)). [الصحيحة:٩٠٨]

سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ گردن کی دونوں جانب دو پوشیدہ رگوں اور پیٹھ کے بالائی حصے پر سینگی لگواتے تھے اور (چاند کی) سترھویں، انیسویں اور اکیسویں تاریخ کو پچھنے لگواتے تھے۔

تخریج: الصحیحۃ ۹۰۸- ترمذی (۲۰۵۱)، حاکم (۴/ ۲۱۰)، بغوی فی شرح السنۃ (۳۲۲۴)۔

٢٣٣٣ـ عَنِ ابْنِ عُمَرَ: ((كَانَ ﷺ يَحْتَجِمُ فِي رَأْسِهِ، وَيُسَمِّيْهِ أُمَّ مُغِيْثٍ)). [الصحيحة:٧٥٣]

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سر میں سینگی لگواتے تھے اور اسے ام مغیث کہتے تھے۔

تخریج: الصحیحۃ ۷۵۳- تمام الرازی فی الفوائد (۱۵۳)، خطیب فی التاریخ (۱۳/ ۹۵)، طبرانی فی الاوسط (۷۸۱۳)۔

٢٣٣٤ـ عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ: ((كَانَ

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ مجھے نظر

يَأْمُرُهَا اَنْ تَسْتَرْقِيَ مِنَ الْعَيْنِ)). [الصحيحة: ۲۰۲۱]

سے دم کروانے کا حکم دیتے تھے۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۰۲۱۔ مسلم (۵۵/ ۲۱۹۵)' احمد (۶/ ۶۳)' بخاری (۵۷۳۸)' ابن ماجہ (۳۵۱۲)' بنحوہ۔

التداوی من العین — نظر بد کا علاج

۲۳۳۵۔ عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: ((كَانَ ﷺ يُؤْمَرُ الْعَائِنَ فَيَتَوَضَّأُ، ثُمَّ يَغْتَسِلُ مِنْهُ الْمَعِيْنَ)). [الصحيحة: ۲۰۲۲]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نظرِ بد لگانے والے کو وضو کرنے کا حکم دیتے اور اس پانی سے اس آدمی کو غسل کرنے حکم دیتے جسے نظر بد لگی ہوتی۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۰۲۲۔ ابوداؤد (۳۸۸۰)' بیھقی (۹/ ۳۵۱)' ابن ابی شیبۃ (۸/ ۵۹)۔

۲۳۳۶۔ عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: ((كَانَتْ تَأْخُذُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ الْخَاصِرَةُ، فَاشْتَدَّتْ بِهِ جِدًّا، وَاَخَذَتْهُ يَوْماً، فَأُغْمِيَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، حَتّٰى ظَنَنَّا اَنَّهٗ قَدْ هَلَكَ عَلَى الْفِرَاشِ، فَلَدَدْنَاهُ، فَلَمَّا اَفَاقَ عَرَفْنَا قَدْ لَدَدْنَاهُ، فَقَالَ: كُنْتُمْ تَرَوْنَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ يُسَلِّطُ عَلٰي ذَاتِ الْجَنْبِ؟ مَاكَانَ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ لَهَا عَلَيَّ سُلْطَاناً، وَاللّٰهِ لَايَبْقٰى فِي الْبَيْتِ اَحَدٌ اِلَّا لُدَّمُوْهُ اِلَّا عَمِّي الْعَبَّاسُ . قَالَتْ: فَمَا بَقِيَ فِي الْبَيْتِ اَحَدٌ اِلَّا لُدَّ، فَإِذَا مَرْاَةٌ مِّنْ بَعْضِ نِسَائِهٖ تَقُوْلُ: اَنَاصَائِمَةٌ! قَالُوْا: تُرِيْنَ اَنَا نَدَعُكِ وَقَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: لَايَبْقٰى اَحَدٌ فِي الْبَيْتِ اِلَّا لُدَّ؟! فَلَدَدْنَاهَا وَهِيَ صَائِمَةٌ)). [الصحيحة: ۳۳۳۹]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو کوکھ کا درد ہو جاتا تھا' ایک دن بہت سخت درد ہوا' حتی کہ آپ ﷺ پر غشی طاری ہوگئی اور ہم یہ گمان کر بیٹھے کہ آپ اپنے بستر پر ہی فوت ہو گئے ہیں۔ ہم نے آپ کی زبان ایک طرف کر کے دوسری طرف دوا ڈالی۔ جب آپ کو افاقہ ہوا تو پہچان لیا کہ ہم نے دوائی ڈالی اور فرمایا: ''تمھارا خیال تھا کہ اللہ تعالی مجھے نمونیا میں مبتلا کرے گا؟ اللہ تعالی بیماری کو میرے خلاف راہ نہیں دے گا۔ اللہ کی قسم! گھر میں ہر فرد کی زبان ایک طرف کر کے دوسری طرف دوائی ڈالو ماسوائے میرے چچا عباس کے۔'' سیدہ عائشہؓ فرماتی ہیں: گھر میں موجود ہر فرد کے منہ میں دوا ڈالی گئی' آپ ﷺ کی ایک بیوی نے کہا: میں تو روزے دار ہوں۔ انھوں نے اسے کہا: دیکھ لے' ہم تو تجھے چھوڑ دیتے ہیں' لیکن رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ''گھر میں کوئی نہ بچے مگر اسے دوا ڈالی جائے''؟ تو پھر ہم نے اسے دوائی ڈالی' اس حال میں کہ وہ روزے دار تھی۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۳۳۹۔ احمد (۲/ ۱۱۸)' ابن سعد۔۲/ ۲۳۵)' ابو یعلی (۴۹۳۶)' علقہ البخاری تحت الحدیث (۴۴۶۸)۔

فوائد: جب آپ ﷺ کو افاقہ ہوا تو تادیبی طور پر سب کو وہ دوا کھلائی گئی' جو حاضرین نے آپ ﷺ کو دی تھی۔ چچا جان کا احترام و اکرام کرتے ہوئے ان کو مستثنی قرار دیا۔

باب: من الطب النبوی — باب: طب نبوی کا بیان

التداوی من لدغ العقرب بماء ملح

٢٣٣٧۔ عَنْ عَلِيٍّ، قَالَ: لُدِغَتِ النَّبِيَّ ﷺ عَقْرَبٌ وَهُوَ يُصَلِّي، فَلَمَّافَرَغَ قَالَ: ((لَعَنَ اللّٰهُ الْعَقْرَبَ، لَاتَدَعُ مُصَلِّيًا وَلَا غَيْرَهُ. ثُمَّ دُعَا بِمَاءٍ وَمِلْحٍ، وَجَعَلَ يَمْسَحُ عَلَيْهَا وَيَقْرَأُ. ﴿قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ﴾، وَ﴿قُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾، وَ﴿قُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾)).

[الصحيحة: ٥٤٨]

بچھو کے ڈسے کا علاج نمک اور پانی کے ساتھ کرنا

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک بچھو نے نبی ﷺ کو ڈنک مارا، اس حال میں کہ آپ نماز پڑھ رہے تھے۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا: ''اللہ تعالی بچھو پر لعنت کرے، یہ نمازی کو چھوڑتا ہے نہ غیر نمازی کو۔ پھر پانی اور نمک منگوایا، وہ متاثرہ جگہ پر لگاتے رہے اور ﴿قُلْ يَاأَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ﴾ ﴿قُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ اور ﴿قُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ پڑھتے رہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۵۴۸۔ طبرانی فی الصغیر (۲/ ۲۳)، ابو نعیم فی اخبار اصبھان (۲/ ۲۲۳)، ابو محمد الخلال فی فضائل "قل ھو اللہ احد" (ق:۲۰۲/ ۱)۔

فوائد: یہ بچھو کے ڈنک مارنے کا نبوی علاج ہے۔

النجاسات فحل بالشفاعة

٢٣٣٨۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو يَرْفَعُهُ: ((لَوْلَا مَامَسَّهُ مِنْ أَنْجَاسِ الْجَاهِلِيَّةِ، مَامَسَّهُ ذُوْعَاهَةٍ إِلَّا شُفِيَ، وَمَا عَلَى الْأَرْضِ شَيْءٌ مِّنَ الْجَنَّةِ غَيْرِهِ)). [الصحيحة: ٢٦١٩]

گندگیاں شفاء کی راہ میں رکاوٹ ہیں

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر جاہلیت کی نجاستوں نے اس (حجر اسود) کو نہ چھوا ہوتا تو جب آفت والا آدمی اسے چھوتا تو وہ صحت یاب ہو جاتا اور زمین پر صرف یہی (حجر اسود) ہے جو جنت سے ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۶۱۹۔ بیھقی (۵/ ۷۸)، وفی الشعب (۴۰۳۳)، عندہ "عبداللہ بن عمر" واللہ اعلم۔ مسدد فی مسندہ کما فی المطالب العالیۃ المندۃ (۱۲۴۱) واتحاف الخیدۃ (۳۳۴۹)۔

فوائد: معلوم ہوا کہ حجر اسود جنت سے اتارا گیا۔ نیز یہ حدیث گناہوں کی سنگینی پر دلالت کر رہی ہے کہ جنت سے اترنے والا پتھر بھی ان سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔ لہذا ہمیں خیال کرنا چاہئے کہ ہم گناہوں میں اس قدر نہ لتھڑ جائیں کہ جنت ہمیں قبول ہی نہ کرے۔

لكل داءٍ دواء

٢٣٣٩۔عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ: ((مَاأَنْزَلَ اللّٰهُ دَاءً، إِلَّاقَدْ أَنْزَلَ لَهُ شِفَاءً عَلِمَهُ مَنْ عَلِمَهُ وَجَهِلَهُ مَنْ جَهِلَهُ)).

[الصحيحة:٤٥١]

ہر بیماری کا علاج ہے

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالی نے جو بیماری نازل کی اس کی دوا بھی اتاری، کسی کو اس کا علم ہو گیا اور کسی کو نہ ہو سکا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۴۵۱۔ احمد (۱/ ۳۷۷، ۴۱۳)، ابن ماجہ (۳۴۳۸)، مختصراً الحمیدی (۹۰)۔

بكاء الصبي من العين

نظر بد کی وجہ سے بچے کا رونا

۲۳۴۰۔ عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: دَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ فَسَمِعَ صَوْتَ صَبِيٍّ يَبْكِي، فَقَالَ: ((مَالِصَبِيِّكُمْ هٰذَا يَبْكِي؟ فَهَلَّا اسْتَرْقَيْتُمْ لَهُ مِنَ الْعَيْنِ؟)).

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ نبی ﷺ داخل ہوئے اور بچے کے رونے کی آواز سنی اور پوچھا: ''اس بچے کو کیا ہوا' یہ کیوں رو رہا ہے؟ تم نے اسے نظر کا دم کیوں نہیں کروایا؟''

تخریج: الصحیحة ۱۰۴۸۔ احمد (۶/ ۷۲)' تفرد بهذا اللفظ وقد تقدم (۲۳۳۴)۔

يؤجر المؤمن من مصائبه

مومن کو اس کی مصیبتوں پر اجر دیا جاتا ہے

۲۳۴۱۔ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّهُمَا سَمِعَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَا يُصِيْبُ الْمُؤْمِنَ مِنْ وَصَبٍ، وَلَا نَصَبٍ ، وَلَا نَصَبٍ ،وَلَا سَقَمٍ ، وَلَاحَزَنٍ حَتّٰى الْهَمُّ يُهِمُّهُ، اِلَّا كُفِّرَ بِهِ مِنْ سَيِّئَاتِهِ)). [الصحيحة:۲۵۰۳]

سیدنا ابوسعید اور سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''مسلمان کو جو بھی بیماری' تکان' تکلیف اور غم پہنچتا ہے' حتی کہ وہ فکر جس کے لئے وہ فکر مند ہوتا ہے' تو اس کی وجہ سے اس کے گناہ معاف ہوتے ہیں۔''

تخریج: الصحیحة ۲۵۰۳۔ مسلم (۲۵۷۳)' ترمذی (۹۶۶)' احمد (۳/ ۲۴۳)' بخاری (۵۶۴۱)' بنحوه۔

فوائد: اس موضوع پر اسی باب میں بحث ہو چکی ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ وہ جب اپنے بندوں کو آزمائشوں میں مبتلا کرتا ہے تو اس وجہ سے ان کے درجات بلند کرتا ہے اور ان کے گناہ معاف کر دیتا ہے۔

من ايام التحجيم فيه شفاء

سینگی کے شفاء والے دنوں کا بیان

۲۳۴۲۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعًا: ((مَنِ احْتَجَمَ لِسَبْعَ عَشْرَةَ، وَتِسْعَ عَشْرَةَ، وَإِحْدٰى وَعِشْرِيْنَ، كَانَ شِفَاءً مِنْ كُلِّ دَاءٍ)).

[الصحيحة:۶۲۲]

سیدنا ابوہریرہ ﷜ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس نے (چاند کی) سترھویں' انیسویں اور اکیسویں تاریخ کو سینگی لگوائی' تو یہ اس کے لئے ہر بیماری سے شفا ہوگی۔''

تخریج: الصحیحة ۶۲۲۔ ابوداؤد (۳۸۶۱)' بیہقی (۹/ ۳۴۰)' حاکم (۴/ ۲۱۰)۔

لا شفاء في الحرام

حرام میں شفاء نہیں ہے

۲۳۴۳۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ تَدَوّٰى بِحَرَامٍ لَمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهُ فِيْهِ شِفَاءً)). [الصحيحة :۲۸۸۱]

سیدنا ابوہریرہ ﷜ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے حرام چیز کے ساتھ علاج کیا' اللہ تعالیٰ اس کے لئے اس میں شفا نہیں بنائے گا۔''

تخریج: الصحیحة ۲۸۸۱۔ ابو نعیم فی الطب (ق: ۱۴/ ۲)۔

فوائد: حرام چیز سے علاج کرنا منع ہے' اس موضوع پر اسی باب میں احادیث گزر چکی ہیں۔

جزء التطبب

زبردستی طبیب (ڈاکٹر) بننے کی سزا

۲۳٤٤۔عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ تَطَبَّبَ وَلَا يَعْلَمُ مِنْهُ طِبٌّ، فَهُوَ ضَامِنٌ)). [الصحيحة:٦٣٥]

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے (پوری واقفیت کے بغیر) علاج کیا اور وہ طب کے متعلق نہیں جانتا تھا تو وہ خود ذمہ دار ہوگا۔''

تخریج: الصحیحة ٦٣٥۔ ابوداؤد (٤٥٨٦)' نسائی (٤٨٣٤)' ابن ماجه (٣٤٦٦)' حاکم (٤/ ٢١٢)۔

فوائد: کسی کا علاج کرنا بہت بڑی ذمہ داری ہے' جب تک کوئی معالج مکمل مہارت حاصل نہیں کر لیتا' اس وقت تک اسے کسی کا علاج نہیں کرنا چاہیے' وگرنہ نقصان کی صورت میں وہ خود ذمہ دار ہوگا۔ یہ اللہ تعالی کے ہاں انسانیت کا احترام ہے کہ اگر کوئی کسی کا علاج کر کے اس کے ساتھ احسان کرنا چاہتا ہے تو انسانیت کو نقصان سے بچانے کے لئے اس میں یہ احسان کرنے کی صلاحیت بھی ہونی چاہیے۔

اجر العيادة

عیادت کرنے کا ثواب

۲۳٤٥۔عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ عَادَ مَرِيْضًا لَمْ يَزَلْ يَخُوْضُ فِي الرَّحْمَةِ حَتّٰى يَجْلِسَ، فَإِذَا جَلَسَ اِغْتَمَسَ فِيْهَا)). [الصحيحة: ٢٥٠٤]

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو کسی مریض کی تیمار داری کرنے کے لئے جاتا ہے' وہ (اللہ کی) رحمت میں داخل ہوتا رہتا ہے' یہاں تک کہ وہ بیٹھ جائے' اور جب بیٹھ جاتا ہے تو رحمت میں غوطہ زن ہو جاتا ہے۔''

تخریج: الصحیحة ٢٥٠٤۔ احمد (٣/ ٣٠٤)' ابن ابی شیبة (٣/ ٢٣٤)' بیهقی (٣/ ٣٨٠)۔

فوائد: اس میں مریض کی تیمارداری کی فضیلت بیان کی گئی' جو کہ ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان پر حق ہے۔

باب: من الطب النبوی

باب: طب نبوی کا بیان

کراهة النظر الى المجذوم

کوڑی کی طرف دیکھنے کی کراہت

۲۳٤٦۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مَرْفُوْعًا: ((لَا تُدِيْمُوا النَّظَرَ إِلَى الْمَجْذُوْمِيْنَ)). [الصحيحة:١٠٦٤]

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوڑھ زدہ مریضوں کی طرف زیادہ نہ دیکھا کرو۔''

تخریج: الصحیحة ١٠٦٤۔ بخاری فی التاریخ (١/ ١٣٨)' ابن ماجه (٣٥٤٣)' احمد (١/ ٢٣٣)۔

فوائد: مقصودِ حدیث یہ ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ دیکھنے والا کوڑھ زدہ مریض سے کراہت کرنا شروع نہ کر دے اور ایسے کرنا غلط ہے' کیونکہ وہ آزمائش اللہ تعالی کی طرف سے ہے' مریض کا اس میں کوئی قصور نہیں۔ اس خیال سے بچانے کے لئے شریعت نے سرے سے دیکھنے سے یا زیادہ دیکھنے سے منع کر دیا۔

الحمٰی تذهب خطایا بنی آدم

بخار بنی آدم کے گناہوں کو ختم کر دیتا ہے

۲۳۴۷۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ دَخَلَ عَلٰى اُمِّ السَّائِبِ اَوْ اُمِّ الْمُسَيَّبِ فَقَالَ: مَالَكِ يَا اُمَّ السَّائِبِ اَوْ يَا اُمَّ الْمُسَيَّبِ تُزَفْزِفِيْنَ؟ قَالَتْ: اَلْحُمّٰى لَابَارَكَ اللّٰهُ فِيْهَا! فَقَالَ: ((لَا تَسُبِّي الْحُمّٰى فَاِنَّهَا تُذْهِبُ خَطَايَا بَنِيْ آدَمَ كَمَا يُذْهِبُ الْكِيْرُ خَبَثَ الْحَدِيْدِ)). [الصحيحة: ۱۲۱۵]

سیدنا جابر بن عبد اللہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ام سائب یا ام مسیّب کے پاس گئے اور فرمایا: ''تجھے کیا ہو گیا ہے؟ تو کانپ رہی ہے۔'' اس نے کہا: بخار ہے اللہ اس میں برکت نہ کرے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''بخار کو گالی نہ دے' کیونکہ یہ بنو آدم کے گناہوں کو اس طرح مٹا دیتا ہے' جیسے دھونکنی آگ کی میل کچیل کو دور کر دیتی ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۲۱۵۔ الادب المفرد (۵۱۶)' مسلم (۲۵۷۵)' ابن سعد (۸/ ۳۰۸)۔

فوائد: پہلے بھی یہ بات ذکر کی جا چکی ہے کہ بیماریوں اور آزمائشوں کی وجہ سے تکلیف ضرور ہوتی ہے' لیکن یہ چیز تسلی بخش ہے کہ اللہ تعالی ان تکالیف کی وجہ سے خطائیں معاف کر دیتا ہے۔ نیز اس میں یہ وضاحت کی گئی ہے کہ بخار وغیرہ میں آدمی کا کوئی دخل نہیں ہوتا' یہ تو محض منجانب اللہ ہوتا ہے' لہٰذا شکوہ شکایت کیے بغیر اللہ تعالی کے اس فیصلے پر راضی ہونا چاہیے۔

باب: نفي الشؤم واثبات اليمن

باب: نحوست کی نفی اور خیر و برکت کے اثبات کا بیان

۲۳۴۸۔ عَنْ مِخْمَرِ بْنِ مُعَاوِيَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((لَاشُؤْمَ، وَقَدْ يَكُوْنُ الْيُمْنُ فِيْ ثَلَاثَةٍ: فِي الْمَرْاَةِ وَالْفَرَسِ وَالدَّارِ)). [الصحيحة: ۱۹۳۰]

سیدنا مخمر بن معاویہ ؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''کوئی نحوست نہیں' البتہ تین چیزوں یعنی بیوی' گھوڑا اور گھر میں خیر و برکت ہوتی ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۹۳۰۔ ابن ماجہ (۱۹۹۳)' ترمذی (۲۸۲۴)' طحاوی فی المشکل (۱/ ۳۱۴)' طبرانی (۲۰/ ۳۳۶)۔

فوائد: اگر کسی آدمی کی بیوی نیک' صالح اور اس کی فرمانبردار ہو' سواری سرکش نہ ہو' بلکہ مطیع و منقاد ہو اور خیر و بھلائی پر مشتمل کھلا گھر ہو تو اسے ذہنی سکون ملتا ہے اور دنیا و آخرت کے اعتبار سے بہترین نتائج موصول ہوتے ہیں۔

۲۳۴۹۔ عَنْ حَيَّةَ بْنِ حَابِسٍ التَّيْمِيِّ: حَدَّثَنِيْ اَبِيْ مَرْفُوْعاً: ((لَاشَيْءَ فِي الْهَامِ وَالْعَيْنُ حَقٌّ، وَاَصْدَقُ الطَّيْرِ الْفَالُ)). [الصحيحة: ۲۹۴۹]

حیہ بن حابس تیمی اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''الو میں کوئی نحوست نہیں ہے' نظر لگ جانا برحق ہے اور سب سے اچھا شگون نیک فال ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۹۴۹۔ الادب المفرد (۹۱۴)' ترمذی (۲۰۶۱)' احمد (۴/ ۶۷)' ابو یعلی (۵۸۳)۔

فوائد: دورِ جاہلیت میں الو کو ناکامی و نامرادی اور بدقسمتی و بدنصیبی کی نشانی سمجھا جاتا ہے' مضرت و مفسدت کے سلسلے میں کوئی چیز بھی متاثر بالذات نہیں ہے۔

۲۳۵۰۔عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوعاً: ((لَا يُوْرَدُ الْمُمَرِّضُ عَلَى الْمُصِحِّ)). [الصحيحة:۹۷۱]

سیدنا ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مریض کو صحتمند پر پیش نہ کیا جائے۔''

تخریج: الصحيحة ۹۷۱۔ بخاری (۵۷۷۰)، مسلم (۲۲۲۱)، ابو داؤد (۳۹۱۱)، ابن ماجه (۳۵۴۱)۔

فوائد: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (لاعدوی) [مسلم] یعنی: کوئی بیماری متعدی نہیں ہے۔ سیدنا ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (لاعدوی ...... وفر من المجذوم فرارك من الاسد۔) [بخاری] یعنی: کوئی بیماری متعدی نہیں ہے، ...... البتہ کوڑھ کے مریض سے اس طرح فرار اختیار کرو جیسے تم شیر سے بھاگتے ہو۔ ایک آدمی نے ایک خارشی اونٹ کو یہ سوچ کر علیحدہ باندھ دیا کہ اس کی وجہ سے دوسرے اونٹوں کو خارش نہ لگ جائے۔ آپ ﷺ نے اسے فرمایا: (فمن اعدی الاول؟) [بخاری، مسلم] یعنی: تو پھر پہلے اونٹ کو خارش کی بیماری کس نے لگائی؟ مذکورہ بالا چار احادیث میں بیماری کے متعدی ہونے کی نفی بھی کی گئی ہے اور اسے ثابت بھی کیا گیا ہے۔ بلاشبہ کوئی بیماری فی نفسہ متعدی ہونے کی صلاحیت نہیں رکھتی، اللہ تعالی ہی ہے جو ابتداءً بھی بیماری لگاتا ہے اور کبھی کسی کی بیماری کو کسی کے لئے سبب بھی بنا دیتا ہے۔ جن احادیث میں اس چیز کو ثابت کیا گیا، دراصل ان کے ذریعے ضعیف العقیدہ لوگوں کے عقیدہ کی حفاظت کی گئی، یعنی ایک آدمی عوام کے کہنے کے مطابق کسی متعدی بیماری میں مبتلا آدمی کی تیمارداری کے لئے یا کسی اور مقصد کے لئے اس کے پاس بیٹھتا ہے، اسی وقت میں اللہ تعالی اس کو بیمار کرنے کا فیصلہ کر دیتے ہیں، ایسے میں وہ یہ نہ سمجھ بیٹھے کہ اس مریض کی وجہ سے مجھے بیماری لگی ہے۔ اس کو اصطلاح میں ''باب سد الذرائع'' سے تعبیر کرتے ہیں۔ بیماری کے متعدی ہونے کی نفی کرنے والی احادیث کا تعلق مضبوط عقائد کے حاملین، جو ہر بیماری کو اللہ تعالی کی منسوب کرتے ہیں، سے ہے۔

التداوی بالنسیان

بھول کے علاج کا بیان

۲۳۵۱۔ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ اَبِي الْعَاصِ، قَالَ: شَكَوْتُ اِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ نِسْيَانَ الْقُرْآن، فَضَرَبَ صَدْرِيْ بِيَدِهٖ، فَقَالَ: ((يَا شَيْطَانُ اُخْرُجْ مِنْ صَدْرِ عُثْمَانَ[فَعَلَ ذٰلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ])). قَالَ عُثْمَانُ : فَمَا نَسِيْتُ مِنْهُ شَيْئًا بَعْدُ، اَحْبَبْتُ اَنْ اَذْكُرَهٗ۔ [الصحيحة:۲۹۱۸]

سیدنا عثمان بن ابو عاص ؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے قرآن مجید بھول جانے کی شکایت کی۔ آپ ﷺ نے میرے سینے پر ہاتھ مارا اور فرمایا: ''او شیطان! عثمان کے سینے سے نکل جا۔'' (آپ ﷺ نے ایسے تین دفعہ کیا)۔ عثمان کہتے ہیں: اس کے بعد مجھے کوئی لفظ نہ بھولا کہ جس کو یاد کرنا میں پسند کرتا تھا۔

تخریج: الصحيحة ۲۹۱۸۔ طبرانی فی الکبیر (۸۳۴۷) بیهقی فی الدلائل (۵/ ۳۰۸)، ابن ماجه (۳۵۴۸)، من طریق آخر عنه۔

فوائد: معلوم ہوا کہ شیطان مسلمان کے اندر گھس کر بھی اسے اعمال صالحہ سے روکنے کی مذموم کوشش کر سکتا ہے۔

سلف انفع للضعیف

چقندر کمزوری کے لیے بہت مفید ہے

۲۳۵۲۔ عَنْ اُمِّ الْمُنْذِرِ بِنْتِ قَيْسٍ الْاَنْصَارِيَّةِ، قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَمَعَهٗ عَلِيٌّ۔ عَلَيْهِ

سیدہ ام المنذر بنت قیس انصاریہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: رسول اللہ ﷺ سیدنا علی ؓ، جو ابھی ابھی صحت یاب ہوئے تھے لیکن

السَّلَامُ۔ وَعَلَى نَاقِهٍ وَلَنَا دَوَالِيٌّ مُعَلَّقَةٌ، فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَأْكُلُ مِنْهَا، وَقَامَ عَلِيٌّ لِيَأْكُلَ، فَطَفِقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ لِعَلِيٍّ: ((مَهْ، إِنَّكَ نَاقِهٌ))، حَتّٰى كَفَّ عَلِيٌّ۔ عَلَيْهِ السَّلَامُ۔ قُلْتُ: وَصَنَعْتُ شَعِيْرًا وَسِلْقًا، فَجِئْتُ بِهِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَا عَلِيُّ! أَصِبْ مِنْ هٰذَا، فَهُوَ أَنْفَعُ لَكَ)). [الصحيحة :۵۹]

بیماری کی وجہ سے کمزور تھے' کے ہمراہ میرے پاس آئے۔ کچھ نیم پختہ کھجوریں' جو پک گئی تھیں' لٹکی ہوئی تھیں۔ رسول اللہ ﷺ نے کھانا شروع کر دیا اور سیدنا علی بھی کھانے کے لئے کھڑے ہوئے' لیکن رسول اللہ ﷺ نے یوں کہہ کر منع کرنا شروع کر دیا: ''رک جاؤ' کیونکہ تم میں ابھی تک بیماری کی کمزوری باقی ہے۔'' آپؓ رک گئے۔ میں نے جو اور چقندر کا ایک کھانا تیار کیا اور آپ ﷺ کے پاس لے کر آئی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے علی! یہ کھانا کھا' یہ تیرے لئے زیادہ مفید ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۵۹۔ ابو داؤد (۳۸۵۶)' ترمذی (۲۰۳۷)' ابن ماجه (۳۴۴۲)' احمد (۶/ ۳۶۴)۔

فوائد: معلوم ہوا کہ مریض کے لئے بعض کھانے نامناسب ہیں اور جبکہ بعض کھانوں کا استعمال مناسب ہے' اس سلسلے میں مریض کو اپنے معالج کے نصائح پر عمل کرنا چاہئے۔ کہاوت ہے کہ سو علاج سے ایک پرہیز بہتر ہے۔

(۱۹) اَلطَّهَارَةُ وَالْوُضُوْءُ

طہارت اور وضوء کا بیان

۲۳۵۳۔عَنْ زَيْدِبْنِ حَارِثَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((أَتَاهُ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِيْ أَوَّلِ مَا أُوْحِيَ إِلَيْهِ، فَعَلَّمَهُ الْوُضُوْءَ وَالصَّلَاةَ، فَلَمَّا فَرَغَ مِنَ الْوُضُوْءِ، أَخَذَ غُرْفَةً مِنْ مَاءٍ فَنَضَحَ بِهَا فَرْجَهُ)) [الصحيحة:٨٤١]

زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں، جب وحی شروع ہوئی، تو آغاز میں ہی جبریل علیہ السلام آپ ﷺ کے پاس آئے، آپ کو وضو اور نماز کا طریقہ سکھلایا جب وضو سے فارغ ہوئے، پانی کا ایک چلو لیا اور اس کے ساتھ اپنی شرمگاہ پر چھینٹے مارے۔

تخریج: الصحيحة ۸۴۱۔ ابن ماجه (۴۶۳)؛ احمد (۴/ ۱۶۱)؛ حاكم (۳/ ۲۱۸)؛ بيهقى (۱/ ۱۶۱)۔

فوائد: سنن ابی داود، ابن ماجہ اور نسائی وغیرہ کی دیگر روایات میں صراحت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے وضو کے بعد چھینٹے مارنے کا معمول رسول اللہ ﷺ سے نقل کیا ہے۔اس لیے وضو کے بعد شرمگاہ والی جگہ پر چھینٹے مارنا مسنون ہے۔نیز پیشاب کے قطرات وغیرہ کا وسوسہ بھی ختم ہو جاتا ہے۔

اهمية إتمام الوضوء
مکمل وضوء کرنے کی اہمیت کا بیان

۲۳۵۴۔عَنْ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيْدِ، وَيَزِيْدِبْنِ أَبِيْ سُفْيَانَ، وَشُرَحْبِيْلِ بْنِ حَسَنَةَ، وَعَمْرِوبْنِ الْعَاصِ، كُلُّ هٰؤُلَاءِ سَمِعُوْا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((أَتِمُّوْا الْوُضُوْءَ، وَيْلٌ لِلْأَعْقَابِ مِنَ النَّارِ)) [الصحيحة:٨٧٢]

خالد بن ولید، یزید بن ابی سفیان، شرحبیل بن حسنہ، عمرو بن عاص رضی اللہ عنہم سے روایت ہے، انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ ﷺ نے فرمایا: تم وضو پورا کرو، (خشک) ایڑھیوں کے لیے آگ سے ہلاکت ہے۔

تخریج: الصحيحة ۸۷۲۔ ابن ماجه (۴۵۵)؛ ابن خزيمة (۶۶۵) مطولاً۔

فوائد: اس حدیث طیبہ سے واضح ہوا کہ وضو میں پاؤں دھونا فرض ہے۔بعض لوگ وضو میں پاؤں پر مسح کرتے ہیں جو کہ قطعاً درست نہیں، قرآنی آیت کی حقیقی تفسیر احادیث نبویہ کی روشنی میں کی جائے تو یہ بات بالکل عیاں ہوتی ہے کہ پاؤں پر مسح نہیں بلکہ پاؤں اچھی طرح دھونا فرض ہے۔بصورت دیگر وضو بھی نہیں ہوگا اور آدمی جہنم کی وعید کا مستحق ٹھہرے گا۔

مسائل المسح علی الخفين

خفین پر مسح کے مسائل

۲۳۵۵۔عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ ﷺ: ((إِذَا أَدْخَلَ أَحَدُكُمْ رِجْلَيْهِ فِي خُفَّيْهِ وَهُمَا طَاهِرَتَانِ فَلْيَمْسَحْ عَلَيْهِمَا، ثَلَاثٌ لِلْمُسَافِرِ، وَيَوْمٌ وَلَيْلَةٌ لِلْمُقِيمِ)) [الصحيحة:۱۲۰۱]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی ایک اس حال میں اپنے پاؤں موزوں میں داخل کرے کہ وہ دونوں پاک ہوں تو وہ اُن دونوں پر مسح کرے۔ تین دن مسافر کے لیے، ایک دن اور ایک رات مقیم کے لیے۔

تخریج: الصحیحۃ ۱۲۰۱۔ ابن ابی شیبۃ (۱/ ۱۲۳)۔

فوائد: موزوں پر مسح کرنا درست ہے۔ موزے اگر باوضو پہنے ہوں تو وضوٹوٹنے کے بعد دوبارہ وضو کے لیے موزے اتارنا ضروری نہیں۔ بلکہ موزوں کے اوپر والے حصہ پر مسح کر لینا تکمیل وضو کے لیے کافی ہے۔ مقیم کے لیے ایک دن اور رات اور مسافر کو تین دن تک موزوں پر مسح کی اجازت ہے اور یہاں یہ بات سمجھنا ازحد ضروری ہے کہ مسح کی ابتداء وضوٹوٹنے کے بعد پہلے مسح سے کی جائے گی۔ مثلاً زید نے بروز جمعہ 9 بجے صبح وضو کر کے موزے پہنے اب اس کا وضو مغرب تک برقرار رہا تو وہ ہفتہ 9 بجے تک نہیں بلکہ مغرب تک مسح کر سکتا ہے کیونکہ مدت کا آغاز حدث سے ہوگا۔

جرابوں پر مسح: موزوں کی طرح جرابوں پر مسح کرنا بھی درست ہے۔ ترمذی شریف میں حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تَوَضَّأَ النَّبِيُّ ﷺ وَمَسَحَ عَلَى الْجَوْرَبَيْنِ وَالنَّعْلَيْنِ نبی نے وضو کیا اور جرابوں اور جوتوں پر مسح کیا۔ اس حدیث کو امام ترمذی اور امام البانی سمیت کثیر محدثین نے صحیح قرار دیا ہے۔ حدیث سے معلوم ہوا کہ جرابوں اور جوتوں پر مسح جائز ہے۔ نیز جوتوں پر مسح کا مطلب یہ ہے کہ عرب کے جوتوں میں صرف تسمہ ہی لگا ہوا ہوتا تھا اور وہ جرابوں پر مسح کرنے میں رکاوٹ نہ تھا، جوتوں کی بناوٹ ہوائی چپل نما تھی، پاؤں کا اوپر والا حصہ تقریباً ننگا ہی رہتا تھا۔ صحابہ کرام میں حضرت انس، براء بن عازب، ابوامامہ اور حضرت ابومسعود رضی اللہ عنہم وغیرہ سے بھی جرابوں پر مسح کرنا ثابت ہے بلکہ جرابیں موزوں کے مدلول میں ہی شامل ہیں۔ علامہ دولابی رحمہ اللہ نے جید سند سے اپنی مشہور کتاب ''الکنی والاسماء'' میں نقل فرمایا ہے کہ جلیل القدر تابعی حضرت ارزق بن قیس کہتے ہیں، میں نے سیدنا انس کو دیکھا کہ اُن کا وضوٹوٹ گیا تو انہوں نے نیا وضو کرتے ہوئے اپنی اون کی جرابوں پر مسح کیا۔ میں نے کہا آپ ان پر بھی مسح کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: یہ بھی خفاف (یعنی موزے) ہے۔ اگرچہ اون کے ہیں۔ خادم رسول سیدنا انس رضی اللہ عنہ کی صراحت سے واضح ہوا کہ موزے صرف چمڑے ہی کے نہیں ہوتے بلکہ ہر اُس لفافے کو شامل ہیں جو اچھی طرح پاؤں کو ڈھانپ لے اور جرابیں لغوی و قیاسی لحاظ سے بھی موزوں کے مدلول سے خارج نہیں۔ نیز یاد رہے! احناف کے نزدیک بھی جرابوں پر مسح کرنا جائز ہے مگر وہ یہ شرط لگاتے ہیں کہ وہ بہت زیادہ موٹی مجلد یا منعل ہوں۔ امام ابو یوسف، امام محمد فرماتے ہیں جرابوں پر مسح جائز ہے، جبکہ موٹی ہوں باریک نہ ہوں۔ لیکن اُن کی یہ شرط خود ساختہ ہے جس کی دین میں کوئی حیثیت نہیں لہٰذا جس کو آپ جراب کہہ سکتے ہیں، اُس پر مسح کرنا جائز ہے۔ واللہ یهدی الی الحق

اهمية الوتر فی الوضوء وغیره

وضوء وغیرہ میں طاق کی اہمیت کا بیان

۲۳۵۶۔عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ مَرْفُوعًا: ((إِذَا

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً نقل کیا گیا ہے، جب تم میں سے کوئی ایک

سْتَجْمَرَ أَحَدُكُمْ فَلْيَسْتَجْمِرْ وِتْرًا، وَإِذَا اسْتَنْثَرَ فَلْيَسْتَنْثِرْ وِتْرًا)) [الصحيحة:١٢٩٥]

استنجا کرے تو وہ طاق استنجا کرے اور جب ناک جھاڑے تو طاق ناک جھاڑے۔

تخریج: الصحيحة ۱۲۹۵- حميدى (۹۵۷)' ابو نعيم فى المستخرج (۵۶۰)' بهذا اللفظ' مسلم (۲۳۷) مختصراً۔

الإستنشار ثلاثًا

تین مرتبہ ناک جھاڑنے کا بیان

٢٣٥٧ ـعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا اسْتَيْقَظَ أَحَدُكُمْ مِنْ مَنَامِهِ، فَتَوَضَّأَ، فَلْيَسْتَنْثِرْ ثَلَاثًا، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَبِيتُ عَلَى خَيْشُومِهِ)) [الصحيحة:٣٩٦١]

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ آپ ﷺ سے روایت کرتے ہیں، آپ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی نیند سے بیدار ہو اور وضو کرے تو اپنی ناک کو تین دفعہ جھاڑے۔ کیونکہ شیطان اُس کی ناک کی ہڈی پر رات گزارتا ہے۔

تخریج: الصحيحة ۳۹۶۱- بخارى (۳۲۹۵)' مسلم (۲۳۸)' ابو عوانة (۱/ ۲۴۸)' نسائى (۹۰)۔

تطهير الثوب من دم الحيض

حیض کے خون سے کپڑا صاف کرنے کا بیان

٢٣٥٨ ـعَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ، أَنَّهَا قَالَتْ: سَأَلَتِ امْرَأَةٌ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَتْ:أَرَأَيْتَ إِحْدَانَا إِذَا أَصَابَ ثَوْبَهَا الدَّمُ مِنَ الْحَيْضَةِ، كَيْفَ تَصْنَعُ فِيهِ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا أَصَابَ ثَوْبَ إِحْدَاكُنَّ الدَّمُ مِنَ الْحَيْضَةِ، فَلْتَقْرُصْهُ ثُمَّ لِتَنْضَحْهُ بِالْمَاءِ (وَفِي رِوَايَةٍ: ثُمَّ اقْرُصِيهِ بِالْمَاءِ، ثُمَّ انْضَحِي فِي سَائِرِهِ) ثُمَّ لِتُصَلِّي فِيهِ)) [الصحيحة:٢٩٩]

اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہتی ہیں کہ ایک عورت نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا اور کہا، کیا فرمان ہے آپ کا ہم میں سے اُس عورت کے متعلق جس کے کپڑوں کو حیض کا خون لگے، وہ کیا کرے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کسی ایک کے کپڑے کو حیض کا خون لگے تو وہ اُس کو کھرچے پھر اُس کو پانی کے ساتھ دھوئے اور ایک روایت میں ہے اُس کو پانی کے ساتھ کھرچے اور پھر سارے کو پانی کے ساتھ دھولے اور پھر اُسی میں نماز پڑھ لے۔

تخریج: الصحيحة ۲۹۹- بخارى (۳۰۷)' مسلم (۲۹۱)' ابوداؤد (۳۶۱)' مالك فى الموطا (۱/ ۶۱)۔

فوائد: حیض کا خون نجس ہے۔ کپڑے پر لگا ہو تو اُس میں نماز پڑھنا درست نہیں بلکہ اُس جگہ کو اچھی طرح کھرچتے ہوئے دھولینا چاہیے، اگر کھرچنے اور دھونے کے بعد خون کی رنگت یا خون کا نشان کپڑے پر باقی رہے تو یہ قابل مواخذہ نہیں بلکہ اُس میں نماز پڑھنا درست ہے۔

الوضوء من مس فرجه

اپنی شرمگاہ کو ہاتھ لگانے سے وضوء کرنا

٢٣٥٩ ـعَنْ بُسْرَةَ بِنْتِ صَفْوَانَ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا أَفْضَى أَحَدُكُمْ بِيَدِهِ إِلَى فَرْجِهِ فَلْيَتَوَضَّأْ))

بسرہ بنت صفوان رضی اللہ عنہا سے روایت ہے بے شک نبی ﷺ نے فرمایا: جب کوئی اپنا ہاتھ اپنی شرمگاہ کو لگائے تو وضو کرے۔

[الصحيحة:۱۲۳۵]

تخریج: الصحيحة ۱۲۳۵۔ نسائی (۴۴۶)' حاکم (۱/ ۱۳٦)' بیہقی (۱/ ۱۳۲)' بھذا للفظ۔

فوائد: اس مسئلہ میں اہل علم کا اختلاف ہے کہ شرمگاہ کو چھونے سے وضوٹوٹتا ہے یا نہیں؟ اختلاف کی وجہ ایک دوسری روایت ہے۔ مذکورہ حدیث میں تو یہی بیان ہے کہ وضو کرے لیکن سنن ابی داود، جامع ترمذی سنن نسائی سمیت دیگر کتابوں میں وارد صحیح حدیث کے مطابق معلوم ہوتا ہے کہ وضونہیں ٹوٹتا۔ حضرت طلق رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ جس نے وضو کے بعد اپنی شرمگاہ کو چھولیا تو وہ کیا کرے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: هَلْ هُوَ إِلَّا بَضْعَةٌ مِنْكَ وہ تیرے جسم کا ایک ٹکڑا ہی ہے۔ مطلب یہ کہ وضو کے بعد اگر شرم گاہ کو ہاتھ لگ جائے تو دوبارہ وضو کرنے کی ضرورت نہیں۔ بہرحال ہمارے نزدیک ان دونوں روایات کے درمیان تطبیق کی صورت یہی ہے کہ اگر شہوانی جذبات کے ساتھ ہاتھ لگے تو وضوٹوٹ جاتا ہے، بصورت دیگر وضو کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ، امام ابن قیم اور امام البانی رحمہم اللہ سمیت فقہا الحدیث کا یہی موقف ہے۔ بلکہ مشہور امام اہل حدیث علامہ محمد حامد الفقی رئیس جمعیة انصار السنة المحمدیہ مختصر سنن ابی داود: ۱/ ۱۳۵ کے حاشیہ میں فرماتے ہیں: وَالَّذِي تَطْمَئِنُّ إِلَيْهِ نَفْسُ الْفَقِيهِ أَنَّهُ لَا تَعَارُضَ بَيْنَ حَدِيثِ بُسْرَةَ وَحَدِيثِ طَلْقٍ وَذَلِكَ أَنَّ لِلْفَرْجِ مِنَ الرَّجُلِ وَالْمَرْأَةِ إِحْسَاسًا غَيْرَ إِحْسَاسِ بَقِيَّةِ الْأَعْضَاءِ فَمَنْ مَسَّهُ بِقَصْدِ إِيقَاظِ هَذَا الْإِحْسَاسِ الْخَاصِّ وَجَبَ عَلَيْهِ الْوُضُوءُ فَمَنْ مَسَّهُ كَمَا يَمَسُّ أَيَّ عُضْوٍ آخَرَ فَلَا وُضُوءَ عَلَيْهِ دونوں متعارض احادیث میں جس تطبیق پر فقیہ کا دل مطمئن ہوتا ہے وہ یہی ہے کہ اگر خاص شہوانی جذبات کے پیش نظر شرمگاہ کو ہاتھ لگا ہے تو اس سے دوبارہ وضو کرنا ضروری ہے اور اگر ایسی کیفیت نہیں بلکہ بلا قصد وارادہ جس طرح دوسرے عضو کو ہاتھ لگتا ہے، وہاں پر بھی ہاتھ لگ گیا تو اس سے دوبارہ وضو کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ بعض فقہاء احناف کے نزدیک لَا يَنْقُضُ الْوُضُوءَ وَلَوْ بِشَهْوَةٍ شہوانی جذبات سے ہاتھ لگنے پر بھی وضونہیں ٹوٹتا۔ لیکن ان کا یہ موقف صحیح اور راجح نہیں بلکہ حدیث شریف سے متصادم ہے۔

۲۳۶۰۔ قَالَ ﷺ: ((إِذَا الْتَقَى الْخِتَانَانِ، فَقَدْ وَجَبَ الْغُسْلُ)) وَرَدَ بِهَذَا اللَّفْظِ مِنْ حَدِيثِ عَائِشَةَ، وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ، وَغَيْرِهِمْ۔ [الصحيحة:۱۲٦۱]

آپ ﷺ نے فرمایا: جب دونوں شرمگاہیں مل جائیں تو غسل واجب ہو جاتا ہے۔ یہی الفاظ حضرت عائشہ، عبداللہ بن عمرو بن عاص، ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور ان کے علاوہ دیگر صحابہ سے منقول ہیں۔

تخریج: الصحيحة ۱۲٦۱۔ (۱) عائشة: احمد (٦/ ۲۳۹) و مسلم (۳۴۹) بمعناه۔ (۲) عبدالله بن عمرو: ابن ماجه (٦۱۱)' احمد (۲/ ۱۷۸)۔ (۳) ابو هريرة رضی اللہ عنہ: بيهقى (۱/ ۱٦۳) و مسلم (۳۴۸) بنحوه۔

فوائد: آغاز اسلام میں میاں بیوی کے لیے یہ آسانی تھی کہ اگر مباشرت کے وقت انزال نہیں ہوا تو غسل کرنا ضروری نہیں تھا بلکہ آپ کا ارشاد تھا کہ اَلْمَاءُ مِنَ الْمَاءِ پانی، پانی سے، یعنی غسل کا پانی منی کا پانی نکلنے پر واجب ہوتا ہے۔ سنن ابی داود، ابن ماجہ اور سنن بیہقی وغیرہ میں بسند صحیح صحابی رسول کا فرمان موجود ہے کہ آغاز اسلام میں محض دخول پر غسل اس لیے ضروری نہیں تھا کہ لوگوں کے پاس کپڑے بہت کم تھے۔ ﴿ثُمَّ أُمِرَ بِالْغُسْلِ وَنُهِيَ عَنْ ذَلِكَ﴾ پھر بعد میں غسل کا حکم دیا گیا اور پہلی رخصت سے منع کر دیا گیا اور مندرجہ

بالا حدیث سے ہی پہلا حکم منسوخ ہوا اور اب حکم یہ ہے کہ دخول پر غسل واجب ہو جاتا ہے۔

باب: وجوب التطهير من الغائط

۲۳۶۱۔قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا تَغَوَّطَ أَحَدُكُمْ، فَلْيَمْسَحْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، (وَفِي رِوَايَةٍ) : فَلْيَتَمَسَّحْ بِثَلَاثَةِ أَحْجَارٍ)) وَرَدَ مِنْ حَدِيْثِ جَابِرٍ، وَالسَّائِبِ بْنِ خَلَّادٍ، وَأَبِي أَيُّوْبَ الْأَنْصَارِيِّ۔ [الصحيحة:۳۳۱۶]

باب: قضائے حاجت کے بعد طہارت کا وجوب

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی قضائے حاجت کرے تو تین مرتبہ استنجاء کرے اور ایک روایت میں ہے کہ وہ تین پتھروں کے ساتھ استنجاء کرے۔ یہ الفاظ حضرت جابر، سائب بن خلاد، ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی حدیث میں وارد ہیں۔

تخريج: الصحيحة ۳۳۱۶۔ (۱) جابر: احمد (۳/ ۳۳۶)' ابن خزيمة (۷۶) بنحوه۔ (۲) السائب بن خلاد: بخاری فی التاريخ (۴/ ۱۵۱)' طبرانی (۶۶۲۳)' (۳) ابو ایوب رضی اللہ عنہ: طبرانی فی الكبير (۴۰۵۵)'وفی الاوسط (۳۱۷۰)۔

من ادب الخلاء

۲۳۶۲۔عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ:قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((إِذَا تَغَوَّطَ الرَّجُلَانِ، فَلْيَتَوَارَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا عَنْ صَاحِبِهِ، وَلَا يَتَحَدَّثَانِ عَلَى طَوْفِهِمَا، فَإِنَّ اللّٰهَ يَمْقُتُ عَلَى ذٰلِكَ)) [الصحيحة:۳۱۲۰]

بول و براز کے آداب

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب دو آدمی قضائے حاجت کے لیے جائیں تو اُن میں سے ہر ایک اپنے دوسرے ساتھی سے چھپ جائے اور پاخانہ کرتے وقت آپس میں باتیں نہ کریں کیونکہ اللہ تعالیٰ اس پر ناراض ہوتا ہے۔

تخريج: الصحيحة ۳۱۲۰۔ الوهم والايهام لا بن القطان (۵/ ۲۶۰)و اتحاف المهرة لابن حجر (۳۱۴۲)' من رواية ابن السكن۔

فوائد: بعض دیہاتوں میں باہر کھلی فضا میں قضائے حاجت کرتے ہوئے پردے اور خاموشی کا اہتمام نہیں کیا جاتا، جبکہ بے پردگی یا ایسی حالت میں گفت وشنید کرنا اللہ کی ناراضگی مول لینے کے مترادف ہے۔ یاد رہے! اکیلا آدمی بھی قضائے حاجت کرتے ہوئے کسی دوسرے سے ہم کلام ہو نہ باتوں کا جواب دے۔

فضل الوضوء و مشى إلى المسجد

۲۳۶۳۔عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا تَوَضَّأَ أَحَدُكُمْ فَأَحْسَنَ الْوُضُوْءَ، ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الْمَسْجِدِ، لَا يَنْهَزُهُ إِلَّا الصَّلَاةُ، لَمْ تَزَلْ رِجْلُهُ الْيُسْرَى تَمْحُوْ سَيِّئَةً، وَتَكْتُبُ الْأُخْرَى حَسَنَةً، حَتَّى يَدْخُلَ الْمَسْجِدَ)).

وضوء اور مسجد کی طرف چلنے کی فضیلت

ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی اچھی طرح وضو کرے پھر نماز ہی کے لیے مسجد کی طرف نکلے تو ہمیشہ اس کا بایاں پاؤں گناہ مٹاتا رہتا ہے اور دوسرا نیکی لکھتا جاتا ہے یہاں تک کہ وہ مسجد میں داخل ہو جاتا ہے۔

[الصحيحة:١٢٩٦]

تخریج: الصحیحة ۱۲۹۶۔ طبرانی فی الکبیر (۱۳۳۲۸)' حاکم (۱/ ۲۱۷)' بیھقی فی الشعب (۲۸۸۴)۔

ممانعة التشبيك في الوضوء

وضوء کے وقت تشبیک کی ممانعت

٢٣٦٤۔عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِذَا تَوَضَّأَ أَحَدُكُمْ لِلصَّلَاةِ، فَلَايُشَبِّكْ بَيْنَ أَصَابِعِهِ)) [الصحيحة:١٢٩٤]

ابوہریرہ ﷺ سے روایت ہے، بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی ایک نماز کے لیے وضو کرے تو وہ اپنی انگلیوں کے درمیان تشبیک نہ کرے۔

تخریج: الصحیحة ۱۲۹۴۔ طبرانی فی الاوسط (۸۴۲)' ابن خزیمة (۴۴۰)' حاکم (۱/ ۲۰۶) من طریق آخر عنه۔

امر الانتثار

ناک جھاڑنے کا حکم

٢٣٦٥۔عَنْ سَلَمَةَ بْنِ قَيْسٍ الْأَشْجَعِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا تَوَضَّأْتَ فَانْتَثِرْ، وَإِذَا اسْتَجْمَرْتَ فَأَوْتِرْ.)) [الصحيحة:١٣٠٥]

سلمہ بن قیس اشجعی ﷺ سے روایت ہے کہتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تو وضو کرے تو ناک جھاڑ اور جب استنجاء کرے تو طاق کر۔

تخریج: الصحیحة ۱۳۰۵۔ ترمذی (۲۷)' نسائی (۸۹)' ابن ماجه (۴۰۶)' احمد (۴/ ۳۳۹'۳۴۰)۔

استحباب تخليل الأصابع

انگلیوں کے خلال کا استحباب

٢٣٦٦۔عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِذَا تَوَضَّأْتَ فَخَلِّلْ أَصَابِعَ يَدَيْكَ وَرِجْلَيْكَ)).[الصحيحة:١٣٠٦]

ابن عباس ﷺ سے روایت ہے، بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تو وضو کرے تو اپنے ہاتھ اور پاؤں کی انگلیوں میں خلال کر۔

تخریج: الصحیحة ۱۳۰۶۔ ترمذی (۳۹)' احمد (۱/ ۲۸۷)' حاکم (۱/ ۱۸۲)۔

تحريم استقبال القلبة و ادبارها للحاجة

قضاء حاجت کے لیے قبلہ کی طرف منہ یا پیٹھ کرنا حرام ہے

٢٣٦٧۔عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ مَرْفُوْعاً: ((إِذَا جَلَسَ أَحَدُكُمْ عَلَى حَاجَتِهِ فَلَا يَسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ وَلَا يَسْتَدْبِرْهَا)) [الصحيحة:١٣٠١]

ابوہریرہ ﷺ سے مرفوعا نقل کیا گیا ہے: جب تم میں سے کوئی ایک قضائے حاجت کے لیے بیٹھے تو نہ وہ قبلہ کی طرف رخ کرے اور نہ ہی پیٹھ۔

تخریج: الصحیحة ۱۳۰۱۔ مسلم (۲۶۵)' ابوعوانة (۱/ ۲۰۰)' بھذا اللفظ' ابوداؤد (۸)' ابن ماجه (۳۱۲) مطولاً من طریق آخر۔

بيان من الختنة

ختنہ کا بیان

٢٣٦٨۔عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ

انس بن مالک ﷺ سے روایت ہے کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے

اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا خَفَضْتِ فَأَشِمِّي وَلَا تُنْهِكِي، فَإِنَّهُ أَسْرَى لِلْوَجْهِ، وَأَحْظَى لِلزَّوْجِ)).

[الصحيحة:۷۲۲]

(ایک عورت سے) فرمایا: جب تو ختنہ کرے تو معمولی سا ٹکڑا کاٹ دے اور جڑ سے نہ کاٹ کیونکہ یہ چہرے کو روشن کرتا ہے اور شوہر کے لیے لذت بخش ہوتا ہے۔

تخریج: الصحیحۃ ۷۲۲۔ الاو لابی فی الکنی (۲/ ۱۲۲)' خطیب فی التاریخ (۵/ ۳۲۷)' طرانی فی الاوسط (۲۲۷۴)۔

فوائد: عرب میں بچی کا بھی ختنہ کیا جاتا تھا اور اس حدیث میں ختنہ کرنے والی عورت کو ختنے کا طریقہ بیان کیا گیا ہے، کہ زیادہ عضو نہیں کاٹنا چاہیے۔

اجتناب الظل و الطريق بالحاجة

قضاء کے وقت سایہ دار جگہ اور راستوں سے بچنا

۲۳۶۹۔عَنْ سُرَاقَةَ بْنِ مَالِكِ بْنِ جُعْشُمٍ: أَنَّهُ كَانَ إِذَا جَاءَ مِنْ عِنْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حَدَّثَ قَوْمَهُ وَعَلَّمَهُمْ، فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ يَوْماً -وَهُوَ كَأَنَّهُ يَلْعَبُ- مَابَقِيَ لِسُرَاقَةَ إِلَّا أَنْ يُعَلِّمَكُمْ كَيْفَ التَّغَوُّطُ؟ فَقَالَ سُرَاقَةُ: ((إِذَا ذَهَبْتُمْ إِلَى الْغَائِطِ فَاتَّقُوْا الْمَجَالِسَ عَلَى الظِّلِّ وَالطَّرِيْقِ، خُذُوْا النَّبْلَ، وَاسْتَنْشِبُوْا عَلَى سُوْقِكُمْ وَاسْتَجْمِرُوْا وِتْراً)) [الصحيحة:۲۷۴۹]

سراقہ بن مالک بن جعشم سے روایت ہے جب وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس سے آئے اور اپنی قوم کو دین سکھلایا تو ایک دن اُن سے ایک آدمی نے بطور طنز کہا کہ اب تو سراقہ کے لیے صرف قضائے حاجت کا طریقہ ہی رہ گیا ہے کہ وہ ہمیں سکھلائے، تو حضرت سراقہ نے کہا جب تم قضائے حاجت کیلئے جاؤ تو سایہ دار جگہ اور راستوں پر بیٹھنے سے بچو اور چھوٹے چھوٹے کنکر ساتھ لو اور اپنی پنڈلی پر زور ڈالو اور طاق استنجاء کرو۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۷۴۹۔ طبرانی فی الاوسط (۵۱۹۴)۔

فوائد: اسلام ایک عالمگیر دین ہے اور ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ جب تک دین کے تمام آداب و مسائل مکمل نہیں ہوئے تب تلک اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کو اپنے ہاں نہیں بلایا جب دین مکمل ہوگیا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے گھریلو مسائل سے لے کر حکمرانی کے تمام قوانین سیکھ لئے اور اطراف عالم میں پھیل گئے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب علیہ السلام کو اپنے ہاں بلا لیا۔ اب الحمدللہ صحابہ کرام، تابعین عظام اور حضرات محدثین کی شب و روز کی محنتوں سے ہمارے پاس پورے کا پورا دین محفوظ ہے۔ حتیٰ کہ قضائے حاجت کے جمیع آداب کتبِ احادیث میں موجود ہیں۔ مگر صد افسوس! آج کل اپنی طرف سے دین میں اضافہ کیا جا رہا ہے اور لوگوں نے دین اسلام کے مقابلہ میں ایک نیا عقیدہ بدعت ایجاد کر رکھی ہے جو کہ سراسر گمراہی و ضلالت ہے۔

احتلام المرأة و صفتها

عورت کے احتلام اور اس کی صفت کا بیان

۲۳۷۰۔عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ أُمَّ سُلَيْمٍ سَأَلَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْمَرْأَةِ تَرَى فِي مَنَامِهَا مَايَرَى الرَّجُلُ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا رَأَتْ ذٰلِكَ

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بے شک ام سلیم رضی اللہ عنہا نے عورت کے بارہ میں رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا: کہ جب وہ کچھ دیکھے جو مرد دیکھتا ہے (یعنی احتلام کے نشانات)؟ رسول اللہ ﷺ نے

فَأَنْزَلَتْ فَعَلَيْهَا الْغُسْلُ)). فَقَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ أَيَكُوْنُ هٰذَا؟ قَالَ: ((نَعَمْ، مَاءُ الرَّجُلِ غَلِيْظٌ أَبْيَضُ، وَمَاءُ الْمَرْأَةِ رَقِيْقٌ أَصْفَرُ، فَأَيُّهُمَا سَبَقَ أَوْعَلَا أَشْبَهَهُ الْوَلَدُ)) [الصحيحة: ١٣٤٢]

فرمایا: جب عورت یہ دیکھے تو اس پر غسل لازم ہے۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: کیا عورت کو بھی ایسے (یعنی احتلام) ہوتا ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں، آدمی کی منی گاڑھی سفید ہوتی ہے اور عورت کی منی باریک زرد ہوتی ہے اور اُن دونوں میں سے جو سبقت لے جائے یا غالب آجائے تو اُسی پر بچے کی مشابہت ہوتی ہے۔

تخریج: الصحیحۃ ۱۳۴۲۔ مسلم (۳۰/ ۳۱۱)' ابو عوانۃ (۱/ ۲۸۹)' ابن ماجہ (۶۰۱)' احمد (۳/ ۱۲۱)۔

فوائد: اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ خاتون خانہ کو اپنے مخصوص مخفی مسائل بھی بوقت ضرورت عالم دین سے پوچھنے چاہئیں۔ اگر کوئی عورت شرم وحیاء کی وجہ سے خود نہیں پوچھ سکتی تو وہ کسی عمر رسیدہ خاتون کے ذریعے عالم دین سے دریافت کر سکتی ہے۔ کیونکہ مخفی مسائل میں شرم کرتے ہوئے سوال ہی نہ کرنا بسا اوقات گمراہی اور نقصان کا سبب بنتا ہے۔ ایک موقع پر رسول اللہ ﷺ نے انصار کی عورتوں کی تعریف کی اور فرمایا: نِعْمَ النِّسَاءُ نِسَاءُ الْأَنْصَارِ لَمْ يَكُنْ يَمْنَعُهُنَّ الْحَيَاءُ أَنْ يَسْأَلْنَ عَنِ الدِّيْنِ وَأَنْ يَتَفَقَّهْنَ فِيْهِ انصار کی عورتیں بہت اچھی تھیں، ان کو دین کے متعلق سوال کرنے اور دین کی سمجھ حاصل کرنے میں شرم وحیاء رکاوٹ نہیں ہوتی تھی۔ یاد رہے! عالم دین کو بھی تحریراً یا اشارے کنایہ میں بطریق احسن صحیح جواب دینا چاہیے۔

باب: من ادب الخلاء

باب: قضائے حاجت کے آداب

اجتناب التسليم عند الخلاء

قضاء حاجت کے وقت سلام کرنے سے اجتناب کرنا

۲۳۷۱۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ، أَنَّ رَجُلًا مَرَّ عَلَى النَّبِيِّ وَهُوَ يَبُوْلُ، فَسَلَّمَ عَلَيْهِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا رَأَيْتَنِي عَلَى مِثْلِ هٰذِهِ الْحَالَةِ، فَلَا تُسَلِّمْ عَلَيَّ، فَإِنَّكَ إِذَا فَعَلْتَ ذٰلِكَ، لَمْ أَرُدَّ عَلَيْكَ)) [الصحيحة: ١٩٧]

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، بے شک ایک آدمی رسول اللہ کے پاس سے اس حال میں گزرا کہ آپ پیشاب کر رہے تھے، تو اُس نے آپ پر سلام کیا، رسول اللہ نے (بعد میں) فرمایا: جب تو مجھے اس حال میں دیکھے تو مجھے سلام نہ کہہ، اگر تو نے ایسا کیا تو میں تجھے جواب نہیں دوں گا۔

تخریج: الصحیحۃ ۱۹۷۔ ابن ماجہ (۳۵۲)' ابن ابی حاتم فی العلل (۶۸)' ابن عدی فی الکامل (۷/ ۲۵۷۴)۔

فوائد: جب آدمی حالتِ بول و براز میں ہو تو اُس کو سلام کرنا مکروہ ہے اور کراہت وممانعت کی دلیل یہ ہے کہ آپ نے واضح طور پر فرمایا: فَلَا تُسَلِّمْ عَلَيَّ ایسی حالت ہو تو مجھے سلام نہ کر۔ اس موقع یا اس جیسی حالت کے موقع کے علاوہ دوسرے کسی موقع پر سلام کرنا مکروہ نہیں۔ بعض حنفی فقہاء وغیرہ نمازی پر یا تلاوت قرآن کرنے والے پر یا دعا مانگنے والے پر یا دوران خطبہ سلام کرنے کو مکروہ کہتے ہیں جو کہ قطعاً درست نہیں۔ اس لیے کہ کسی عمل کو مکروہ قرار دینے کے لیے شریعت سے دلیل دینا لازی وضروری ہے اور ایسی کوئی دلیل شریعت میں موجود نہیں کہ جس سے ان مواقع پر سلام کرنے کی کراہت وممانعت ہو البتہ ایسے مواقع پر جواز کی صحیح احادیث موجود

ہیں۔ تفصیل کے لیے ہماری کتاب ''آپ پر سلامتی ہو'' کا مطالعہ فرمائیں۔

خروج المحدث من الصلاة

بے وضوء کا نماز سے نکلنے کا بیان

٢٣٧٢۔عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ فَأَحْدَثَ، فَلْيُمْسِكْ عَلَى أَنْفِهِ، ثُمَّ لِيَنْصَرِفْ)) [الصحيحة:٢٩٧٦]

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ نبی پاک سے روایت کرتی ہیں، جب تم میں سے کوئی نماز پڑھے اور اس کا وضوٹوٹ جائے، تو وہ اپنی ناک پکڑے (اور صف سے) نکل جائے۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۹۷۶۔ ابن ماجه (۱۲۲۲)' ابو داؤد (۱۱۱۴)' دار قطنی (۱/ ۱۵۷)' ابن خزیمة (۱۰۱۹)۔

فوائد: ناک پکڑ کر صف سے نکلنے کا فائدہ یہ ہوگا کہ دوسرے نمازیوں کو معلوم ہو جائے گا کہ یہ شخص بے وضو ہو گیا ہے۔ بصورت دیگر بدگمانی کی کوئی شکل پیدا ہو سکتی ہے۔

مسح على الخفين

خفین پر مسح کا بیان

٢٣٧٣۔عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ الْجُهَنِيِّ، قَالَ: خَرَجْتُ مِنَ الشَّامِ إِلَى الْمَدِينَةِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، فَدَخَلْتُ عَلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، فَقَالَ: مَتَى أَوْلَجْتَ خُفَّيْكَ فِي رِجْلَيْكَ؟ قُلْتُ: يَوْمَ الْجُمُعَةِ، قَالَ: فَهَلْ نَزَعْتَهُمَا؟ قُلْتُ: لَا، قَالَ: ((أَصَبْتَ السُّنَّةَ)) [الصحيحة:٢٦٢٢]

عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ میں جمعہ والے دن شام سے مدینہ کی طرف نکلا اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس گیا۔ تو آپ نے کہا تو نے موزوں کو اپنے پاؤں میں کب پہنا؟ میں نے کہا جمعے والے دن، آپ نے فرمایا: کیا تو نے ان دونوں کو اتارا ہے؟ میں نے کہا نہیں۔ آپ نے فرمایا: تو نے سنت کو پایا ہے۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۶۲۲۔ طحاوی (۱۱/ ۴۸)' دار قطنی (۱/ ۱۹۶)' حاکم (۱/ ۱۸۰'۱۸۱)' بیهقی (۱/ ۲۸۰) و تقدم برقم (۲۰۴۷)۔

تاكيد السواك

مسواک کی تاکید کا بیان

٢٣٧٤۔عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((أَكْثَرْتُ عَلَيْكُمْ فِي السِّوَاكِ))

[الصحيحة:٢٩٩٥]

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے تمہیں مسواک کے متعلق بہت زیادہ تاکید کی۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۹۹۵۔ بخاری (۸۸۸)' نسائی (۶)' احمد (۳/ ۱۴۳)۔

الغسل الاحرام

احرام باندھنے کے لیے غسل کرنا

٢٣٧٥۔عَنْ صَفْوَانَ بْنِ أُمَيَّةَ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ مُتَضَمِّخٌ بِالْخَلُوقِ، عَلَيْهِ مُقَطَّعَاتٌ قَدْ أَحْرَمَ بِعُمْرَةٍ، فَقَالَ: كَيْفَ تَأْمُرُنِي

صفوان بن امیہ سے روایت ہے، کہتے ہیں ایک آدمی زعفران میں لتھڑا ہوا رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور اُس پر لباس بھی تھا اور اُس نے عمرے کا احرام بھی باندھا تھا، اُس نے کہا: اے اللہ کے

يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فِي عُمْرَتِي؟ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ-عَزَّوَجَلَّ-: ﴿وَأَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ﴾ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَيْنَ السَّائِلُ عَنِ الْعُمْرَةِ؟)) فَقَالَ: [هَا]أَنَا [ذَا] فَقَالَ: ((أَلْقِ [عَنْكَ]ثِيَابَكَ وَاغْتَسِلْ، وَاسْتَنْقِ مَااسْتَطَعْتَ، وَمَاكُنْتَ صَانِعاً فِي حَجَّتِكَ، فَاصْنَعْ فِي عُمْرَتِكَ)) [الصحيحة:٢٧٦٥]

رسول آپ مجھے میرے عمرہ کے بارے میں کیا حکم دیتے ہیں؟ تو اللہ تعالیٰ نے ﴿وَأَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ﴾ آیت نازل کی۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عمرہ کے متعلق سوال کرنے والا کہاں ہے؟ اُس نے کہا میں ہوں اللہ کے رسول، آپ ﷺ نے فرمایا: اپنے کپڑے اُتار دے اور غسل کر اور حسب استطاعت پاکی حاصل کر۔ اور جو تو اپنے حج میں کرنے والا ہے، وہی اپنے عمرہ میں کر۔

تخریج: الصحیحة ۲۷۶۵۔ طبرانی فی الاوسط (۱۸۳۶)' ابن ابی حاتم فی التفسیر (۱/ ۳۳۴)' ابن عبدالبر فی التمهید (۲/ ۲۵۱)۔

القاء شعر الكفر

کفر کے بال ختم کرنا

٢٣٧٦-عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، قَالَ: أُخْبِرْتُ عَنْ عُثَيْمِ بْنِ كُلَيْبٍ [الْجُهَنِّي] عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ: أَنَّهُ جَاءَ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: قَدْ أَسْلَمْتُ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَلْقِ عَنْكَ شَعْرَ الْكُفْرِ، يَقُوْلُ اِحْلِقْ)) قَالَ: وَأَخْبَرَنِي آخَرُ عَنْهُ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِآخَرَ: ((أَلْقِ عَنْكَ شَعْرَ الْكُفْرِ، وَاخْتَتِنْ)) [الصحيحة:٢٩٧٧]

ابن جریج سے روایت ہے کہتے ہیں مجھے عثیم بن کلیب جہنی کے متعلق خبر دی گئی وہ اپنے باپ، اپنے دادا سے بیان کرتے ہیں وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہا میں مسلمان ہوگیا ہوں، نبی کریم ﷺ نے اُس کو کہا: اپنے سے کفر کے بال پھینک دے، یعنی آپ اُسے بال مونڈھنے کا کہہ رہے تھے، ابن جریج کہتے ہیں، ایک دوسرے نے مجھے اُن کے متعلق خبر دی کہ نبی نے دوسرے کو کہا اپنے جسم سے کفر کے بال اتار اور ختنہ کر۔

تخریج: الصحیحة ۲۹۷۷۔ عبدالرزاق (۹۸۳۵)' ومن طریقه احمد (۳/ ۴۱۵) وابوداؤد (۳۵۶)' والبیهقی (۱/ ۱۷۲)۔

فوائد: دیگر روایات میں نو مسلم کے لیے غسل کرنے کا حکم بھی موجود ہے۔

التاكيد بالسواك

مسواک کرنے کی تاکید کا بیان

٢٣٧٧-عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((أُمِرْتُ بِالسِّوَاكِ حَتّٰى خِفْتُ عَلٰى أَسْنَانِي)) [الصحيحة: ١٥٥٦]

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے مسواک کا (اس قدر زیادہ حکم دیا) کہ مجھے اپنے دانتوں کا ڈر پیدا ہوگیا۔

تخریج: الصحیحة ۱۵۵۶۔ طبرانی فی الکبیر (۱۲۲۸۲) وفی الاوسط (۶۹۵۶)' الضیاء فی المختارة (۱۰/ ۲۹۴)۔

فوائد: مجھے اپنے دانتوں کا ڈر پیدا ہوگیا کا مطلب ہے کہ کہیں کثرت سے مسواک کرنے پر میرے دانت ہی نہ گر جائیں۔

مسح على الخفين ثلاثة أيام

تین دن تک خفین پر مسح کرنا

۲۳۷۸۔عَنْ خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اِمْسَحُوْا عَلَى الْخِفَافِ [ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ])) وَلَوْ اسْتَزَدْنَاهُ لَزَادَنَا۔

[الصحيحة:۱۵۵۹]

خزیمہ بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: موزوں پر تین دن تک مسح کرو اور اگر ہم زیادہ کا مطالبہ کرتے تو آپ ہمیں زیادہ دنوں کی اجازت مراحمت فرمادیتے۔

تخریج: الصحيحة ۱۵۵۹۔ احمد (۵/ ۲۱۳)' طبرانی فی الکبیر (۳۷۵۵)' ابن حبان (۱۳۳۲)۔

فضل الوضوء

وضوء کی فضیلت کا بیان

۲۳۷۹۔عَنْ حُذَيْفَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ حَوْضِي لَأَبْعَدُ مِنْ أَيْلَةَ إِلَى عَدَنٍ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَآنِيَتُهُ أَكْثَرُ مِنْ عَدَدِ النُّجُوْمِ، وَلَهُوَ أَشَدُّ بَيَاضًا مِّنَ اللَّبَنِ، وَأَحْلَى مِنَ الْعَسَلِ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! إِنِّي لَأَذُوْدُ عَنْهُ الرِّجَالَ كَمَا يَذُوْدُ الرَّجُلُ الْإِبِلَ الْغَرِيْبَةَ عَنْ حَوْضِهِ)). قِيْلَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ! أَتَعْرِفُنَا؟ قَالَ: ((نَعَمْ، تَرِدُوْنَ عَلَيَّ غُرًّا مُحَجَّلِيْنَ، مِنْ أَثَرِ الْوُضُوْءِ لَيْسَتْ لِأَحَدٍ غَيْرِكُمْ)) [الصحيحة:۳۵۲۶]

حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے حوض کی چوڑائی اس سے بھی زیادہ ہے جتنی ایلہ سے عدن تک کی مسافت ہے۔ اُس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، البتہ اس کے برتن ستاروں کی تعداد سے زیادہ ہیں اور البتہ وہ زیادہ سفید ہے دودھ سے، اور زیادہ میٹھا ہے شہد سے۔ اور قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، میں اُس سے آدمیوں کو اس طرح ہانکوں گا جس طرح آدمی اجنبی اونٹوں کو حوض سے ہانکتا ہے۔ کہا گیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ کیا آپ ہمیں پہچانیں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں، تم پیش ہوگے مجھ پر اور تمہارے پانچوں کلاں وضو کے نشانات سے چمک رہے ہوں گے۔ تمہارے علاوہ کسی دوسری امت کی یہ نشانی نہیں ہوگی۔

تخریج: الصحيحة ۳۵۲۶۔ مسلم (۲۴۸)' ابن ماجه (۴۳۰۲)' والسياق له ' ابن حبان (۷۲۴۱)۔

فوائد: دیگر روایات میں یہ صراحت موجود ہے کہ بدعتی لوگوں کو حوضِ کوثر سے دھتکار دیا جائے گا، جو دین میں نت نئے اضافے کرتے رہے اور جنہوں نے رحمتِ دو عالم حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی شریعت کو اپنے لیے عملاً کافی نہ سمجھا۔

ما يقال عند دخول الخلاء

بیت الخلاء میں داخل ہوتے وقت کیا کہا جائے گا

۲۳۸۰۔عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ رضی اللہ عنہ مَرْفُوْعًا: ((إِنَّ هٰذِهِ الْحُشُوْشَ مُحْتَضَرَةٌ، فَإِذَا أَتَى أَحَدُكُمُ الْخَلَاءَ فَلْيَقُلْ: أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ)) [الصحيحة: ۱۰۷۰]

زید بن ارقم سے مرفوعا نقل کیا گیا ہے، کہ بلاشبہ یہ قضائے حاجت والی جگہ جنات کے آنے جانے کی جگہ ہے، جب تم میں سے کوئی بیت الخلاء جائے تو وہ یہ ضرور کہے؟ اے اللہ میں خبیث جنوں اور جنیوں سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔

تخریج: الصحيحة ۱۰۷۰۔ ابوداؤد (۶)' ابن ماجه (۲۹۶)' احمد (۴/ ۳۶۹)' بیهقی (۱/ ۹۶)۔

فوائد: ایک روایت میں اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوْذُبِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ کے الفاظ ہیں۔ حدیث مبارکہ کا مضمون مطابق واقعہ ہے۔ حقیقتاً اکثر سرکش جنات کا مرکز و مسکن بیت الخلاء ہی ہوتے ہیں۔ بغیر دعا کے ایسی جگہ جانے سے اُن کے شر میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے، اس لیے شریعت مطہرہ نے قضائے حاجت اور طہارت کے دیگر آداب کے علاوہ بہترین دعا بھی سکھلائی، جسے پڑھ کر ہر قسم کے برے اثر سے محفوظ رہا جاسکتا ہے۔ یاد رہے! ناپاکی کی وجہ سے ہی لوگ وساوس اور برے اثرات کا شکار ہوتے ہیں۔

باب: وجوب نقض الشعر في غسل الحيض

باب: غسل حیض میں بالوں کو کھولنا ضروری ہے

۲۳۸۱۔عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَهَا فِي الْحَيْضِ: ((انْقُضِي شَعْرَكِ وَاغْتَسِلِي))

[الصحيحة: ۱۸۸]

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے بے شک نبی ﷺ نے اُن کو غسل حیض میں کہا کہ اپنے بال کھول اور غسل کر۔

تخریج: الصحيحة ۱۸۸۔ ابن ابی شیبة (۱/ ۷۹)، ابن ماجه (۶۴۱)۔

فوائد: غسل جنابت میں عورت کو بال نہ کھولنے کی اجازت ہے، صحیح مسلم کی مرفوع روایت میں صراحت ہے، ایک عورت نے کہا کہ اے اللہ کے رسول میں اپنے سر کے بال سخت باندھتی ہوں، تو کیا غسل جنابت پر انہیں کھولوں؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: إِنَّمَا يَكْفِيكِ أَنْ تَحْفِنِي عَلَيْهِ ثَلَاثًا تیرے لیے یہی کافی ہے کہ تین چلو سر پر ڈال لے۔ مگر غسل حیض میں بال کھولنے اور اچھی طرح جڑوں تک دھونے کا حکم ہے۔

احكام الاستحاضه

استحاضہ کے احکام

۲۳۸۲۔عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: إِنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ حُبَيْشٍ جَاءَتْ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَتْ: إِنِّي امْرَأَةٌ أُسْتَحَاضُ فَلَا أَطْهُرُ، أَفَأَدَعُ الصَّلَاةَ؟ قَالَ: ((إِنَّمَا ذٰلِكَ عِرْقٌ، وَلَيْسَتْ بِالْحَيْضَةِ، فَإِذَا أَقْبَلَتِ الْحَيْضَةُ، فَدَعِي الصَّلَاةَ فَإِذَا أَدْبَرَتْ، فَاغْسِلِي عَنْكِ الدَّمَ، [ثُمَّ تَوَضَّئِي لِكُلِّ صَلَاةٍ حَتّٰى يَجِيءَ ذٰلِكَ الْوَقْتُ] ثُمَّ صَلِّي))

[الصحيحة: ۳۰۱]

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، کہتی ہیں بے شک فاطمہ بنت حبیش رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کے پاس آئیں اور کہا میں استحاضہ والی عورت ہوں، پس پاک نہیں ہوتی، کیا میں نماز کو چھوڑ دوں؟ آپ نے فرمایا: بے شک یہ رگ ہے، اور حیض نہیں ہے، پس جب حیض آئے تو نماز کو چھوڑ دے اور جب چلا جائے تو اپنے سے خون کو دھو اور ہر نماز کے لیے وضو کر اور نماز پڑھ حتیٰ کہ پھر حیض کا وقت آجائے۔

تخریج: الصحيحة ۳۰۱۔ بخاری (۲۲۸)، مسلم (۳۳۳)، ابو داؤد (۲۸۲)، ترمذی (۱۲۵)، ابن ماجه (۶۲۱)۔

كراهة التسليم عند الخلاء

قضاء حاجت کے وقت سلام کرنے کی کراہت کا بیان

٢٣٨٣ ـعَنِ الْمُهَاجِرِ بْنِ قُنْفُذٍ: أَنَّهُ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ يَبُوْلُ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ، فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ حَتّٰى تَوَضَّأَ، ثُمَّ اعْتَذَرَ إِلَيْهِ فَقَالَ: ((إِنِّي كَرِهْتُ أَنْ أَذْكُرَ اللّٰهَ إِلَّا عَلٰى طُهْرٍ أَوْ قَالَ عَلٰى طَهَارَةٍ))

[الصحيحة:٨٣٤]

مہاجر بن قنفذ سے روایت ہے کہ وہ نبی ﷺ کے پاس اس حال میں آئے کہ آپ پیشاب کر رہے تھے، انھوں نے آپ کو سلام کیا، تو آپ ﷺ نے جواب نہیں دیا، یہاں تک کہ وضو فرمایا۔ پھر آپ نے عذر بیان کیا اور فرمایا کہ میں طہارت کے بغیر اللہ کا ذکر ناپسند کرتا ہوں۔

تخریج: الصحیحۃ ۸۳۴۔ ابوداؤد (۱۷)' نسائی (۳۸)' ابن ماجہ (۳۵۰)' احمد (۵/ ۸۰)۔

فوائد: اس حدیث سے استدلال کرتے ہوئے شیخ الاسلام علامہ البانی رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ بغیر وضو کے تلاوتِ قرآن کرنا بدرجہ اولیٰ مکروہ ہے، کیونکہ نبی ﷺ نے حدث کی حالت میں سلام کا جواب دینا پسند نہیں کیا۔ کیونکہ سلام اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ایک نام ہے۔ اگر آپ نے سلام کا جواب دینا پسند نہیں کیا تو ایسی حالت میں تلاوتِ قرآن کیسے پسند فرما سکتے ہیں۔ جبکہ تلاوتِ قرآن پوری کی پوری کلام الٰہی ہے۔ آپ رحمہ اللہ تعالیٰ اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں ﴿لَمَّا كَانَ ((اَلسَّلَامُ)) اسمًا مِنْ أَسْمَاءِ اللّٰهِ تَعَالٰى كَرِهَ النَّبِيُّ أَنْ يَذْكُرَهُ إِلَّا عَلٰى طَهَارَةٍ، فَدَلَّ ذٰلِكَ عَلٰى أَنَّ تِلَاوَةَ الْقُرْآنِ بِغَيْرِ طَهَارَةٍ مَكْرُوْهٌ مِنْ بَابِ أَوْلٰى فَلَا يَنْبَغِي إِطْلَاقُ الْقَوْلِ بِجَوَازِ قِرَائَتِهِ لِلْمُحْدِثِ كَمَا يَفْعَلُ بعضُ إخواننا اهلِ الحدِيثِ﴾ یقیناً اس حدیث کے مطابق شیخ الاسلام علامہ البانی رحمہ اللہ کی رائے قابلِ قدر ہے اور تلاوتِ قرآن کے لیے باوضو ہونا ہی بہتر ہے۔

اى الرجل أعظم الغنيمة

سب سے زیادہ غنیمت والا کون ہے

٢٣٨٤ ـعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ، قَالَ: بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَعْثًا، فَأَعْظَمُوا الْغَنِيْمَةَ، وَأَسْرَعُوا الْكَرَّةَ، فَقَالَ رَجُلٌ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! مَارَأَيْنَا بَعْثَ قَوْمٍ بِأَسْرَعَ كَرَّةً وَأَعْظَمَ غَنِيْمَةً مِنْ هٰذَا الْبَعْثِ، فَقَالَ: ((أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِأَسْرَعِ كَرَّةً وَأَعْظَمَ غَنِيْمَةً مِنْ هٰذَا الْبَعْثِ؟ رَجُلٌ تَوَضَّأَ فِي بَيْتِهِ فَأَحْسَنَ وُضُوْءَهُ، ثُمَّ تَحَمَّلَ إِلَى الْمَسْجِدِ فَصَلّٰى فِيْهِ الْغَدَاةَ، ثُمَّ عَقَّبَ بِصَلَاةِ الضُّحٰى، فَقَدْ أَسْرَعَ الْكَرَّةَ، وَأَعْظَمُ الْغَنِيْمَةَ))

[الصحيحة:٢٥٣١]

ابوہریرہ ﷺ سے روایت ہے کہتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے ایک لشکر بھیجا، تو وہ بہت زیادہ مالِ غنیمت لے کر جلد ہی واپس آ گیا، ایک آدمی نے کہا اے اللہ کے رسول ہم نے اس لشکر کے علاوہ کوئی لشکر نہیں دیکھا جو اتنی جلدی اتنا زیادہ مالِ غنیمت لے کر آیا ہو۔ آپ نے فرمایا: کیا میں تمہیں اس لشکر سے زیادہ جلدی لوٹنے والے اور زیادہ مالِ غنیمت لانے والے کی خبر نہ دوں؟ ایسا آدمی جس نے اپنے گھر میں اچھی طرح وضو کیا پھر مسجد میں صبح کی نماز ادا کی پھر اُس کے بعد چاشت کی نماز پڑھی تو وہ بہت جلد بہت زیادہ مالِ غنیمت کے ساتھ پلٹا۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۵۳۱۔ ابو یعلی (۶۵۵۹)' ابن حبان (۲۵۳۵)' ابن عدی (۲/ ۲۹۱)۔

فوائد: اس حدیثِ طیبہ کا مطلب یہ ہے کہ نماز فجر کے بعد صلوٰۃ چاشت تک بیٹھ کر اللہ تعالیٰ کا ذکر و اذکار کرنا اس قدر عظیم عمل ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو ڈھیروں ثواب عطا فرماتے ہوئے بلند درجات پر فائز کرتا ہے۔ دوسری روایت میں اجر و ثواب کی تعیین

بھی کی گئی ہے کہ ایسا شخص پورے حج وعمرے کا ثواب لے کر اپنے گھر لوٹتا ہے۔

۲۳۸۵۔قَالَ ﷺ: ((اَلْأُذُنَانِ مِنَ الرَّأْسِ))
رُوِيَ مِنْ حَدِيْثِ: أَبِي أُمَامَةَ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ، وَابْنِ عَمْرٍو، وَابْنِ عَبَّاسٍ، وَعَائِشَةَ، وَأَبِي مُوسَىٰ، وَأَنَسٍ، وَسَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ، وَعَبْدِاللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ۔
[الصحيحة:٣٦]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دونوں کان سر میں سے ہیں، یہ الفاظ حضرت ابوامامہ، ابوہریرہ، ابن عمرو، ابن عباس، وعائشہ، ابوموسیٰ، وانس، وسمرہ بن جندب، وعبداللہ بن زید ﷺ سے روایت کیے گئے ہیں۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۶۔ (۱) ابو امامۃ : ابوداؤد (۱۳۴)' ترمذی (۳۷)۔ (۲) ابو ھریرۃ: دارقطنی (۱/ ۱۰۱)' ابن ماجہ (۴۴۵)۔ (۳) ابن عمر: دارقطنی (۱/ ۹۷'۹۸)۔ (۴) ابن عباس: دارقطنی (۱/ ۱۰۱)۔ (۵) عائشۃ: دارقطنی (۱/ ۱۰۰)۔ (۶) ابو موسی: دارقطنی (۱/ ۱۰۲)' طبرانی فی الاوسط (۴۰۹۶)۔ (۷) انس: دارقطنی (۱/ ۱۰۴)۔ (۸) سمرۃ: تمام الرازی فی مسند المقلین من الامراء (۳)۔ (۹) عبداللہ بن زید ﷺ: ابن ماجہ: (۴۴۳)۔

فوائد: یعنی سر کے مسح میں کانوں کا مسح بھی شامل ہے۔ اور کانوں کے مسح کے لیے نیا پانی لینے کی ضرورت نہیں۔ سر کے مسح کے لیے لیا ہوا پانی ہی کانوں کے مسح کے لیے کافی ہے۔ جس روایت میں کانوں کے مسح کے لیے الگ پانی لینے کا ذکر ہے وہ حدیث ضعیف ہے۔

استحباب مبالغة في الوضوء
وضوء میں زیادتی کرنا مستحب ہے

۲۳۸۶۔عَنْ أَبِي حَازِمٍ، قَالَ: كُنْتُ خَلْفَ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ وَهُوَ يَتَوَضَّأُ لِلصَّلَاةِ، فَكَانَ يَمُدُّ يَدَهُ حَتّٰى يَبْلُغَ إِبْطَهُ، فَقُلْتُ لَهُ: يَا أَبَا هيرة! مَا هٰذَا الْوُضُوءُ؟ فَقَالَ: يَا بَنِي فَرُّوخَ! أَنْتُمْ هَاهُنَا؟ لَوْ عَلِمْتُ أَنَّكُمْ هَاهُنَا، مَاتَوَضَّأْتُ هٰذَا الْوُضُوءَ! سَمِعْتُ خَلِيلِي يَقُولُ: ((تَبْلُغُ الْحِلْيَةُ مِنَ الْمُؤْمِنِ حَيْثُ يَبْلُغُ الْوُضُوءُ))
[الصحيحة:٢٥٢]

ابو حازم سے روایت ہے، کہتے ہیں میں حضرت ابوہریرہ ﷺ کے پیچھے تھا اور وہ نماز کے لیے وضو کر رہے تھے، تو اپنے ہاتھ کو کھینچتے ہوئے بغل تک لے گئے، میں نے کہا اے ابوہریرہ یہ کیا وضو ہوا؟ آپ نے کہا: اے بنی فروخ تم ادھر ہو؟ اگر میں جان لیتا کہ تم ادھر ہی ہو تو میں اس طرح وضو نہ کرتا! میں نے اپنے دوست حضرت محمد رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ فرما رہے تھے: مومن کا زیور وہاں تک پہنچے گا جہاں تک وضو پہنچتا رہا۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۵۲۔ مسلم (۲۵۰)' ابوعوانۃ (۱/ ۲۴۴)' نسائی (۱۴۹)۔

فوائد: وضو میں بغل تک بازو کو دھونا یہ ضروری نہیں ہے بلکہ کہنیوں تک ہی دھونا چاہیے۔ مذکورہ حدیث میں خیر کے جذبہ سے حضرت ابوہریرہ ﷺ کا یہ ذاتی عمل تھا جو کہ ہمارے لیے وجوب کا باعث نہیں۔ اور مذکورہ روایت بھی وجوب پر دلالت نہیں کرتی۔ بلکہ استحباب پر دلالت کرتی ہے۔ جیسا کہ ابوہریرہؓ کا فرمانا کہ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ تم یہاں ہو تو میں ایسا نہ کرتا۔ گویا بغلوں تک دھونا ان کے نزدیک بھی ضروری نہیں ہے۔ اگر ایسا ہوتا تو وہ یہ نہ فرماتے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

باب: التميم بالارض
باب: تیمّم زمین کی مٹی کے ساتھ کرنے کا بیان

۲۳۸۷۔عَنْ سَلْمَانَ رضی اللہ عنہ مَرْفُوْعًا: ((تَمَسَّحُوْا بِالْأَرْضِ فَإِنَّهَا بِكُمْ بَرَّةٌ)) [الصحیحة:۱۷۹۲]

حضرت سلمان سے مرفوعاً نقل کیا گیا ہے، زمین سے تیمّم کرو وہ تمہارے ساتھ نیکی کرنے والی ہے۔

تخریج: الصحیحة ۱۷۹۲۔ ابو الشیخ فی لطبقات المحدثین با صبهان (۲۶۸)' طبرانی فی الصغیر (۱/ ۱۴۸)۔

صفة الوضوء

وضوء کرنے کا بیان

۲۳۸۸۔عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ، عَنْ أَبِيْهِ: أَنَّ أَبَا جُبَيْرٍ قَدِمَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِابْنَتِهِ الَّتِي كَانَ تَزَوَّجَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، فَأَمَرَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ بِوَضُوْءٍ، فَقَالَ: ((تَوَضَّأْ يَا أَبَا جُبَيْرٍ)) فَبَدَأَ أَبُوْ جُبَيْرٍ بِفِيْهِ، فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تَبْدَأْ بِفِيْكَ، فَإِنَّ الْكُفَّارَ يَبْدَأُ بِفِيْهِ)) ثُمَّ دَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِالْوَضُوْءِ فَغَسَلَ كَفَّيْهِ حَتّٰى أَنْقَاهُمَا، ثُمَّ تَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ ثَلَاثًا ، وَغَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا، وَغَسَلَ يَدَهُ الْيُمْنٰى إِلَى الْمِرْفَقِ [ثَلَاثًا] وَالْيُسْرٰى ثَلَاثًا ، وَمَسَحَ بِرَأْسِهِ وَغَسَلَ رِجْلَيْهِ۔

عبدالرحمٰن بن جبیر بن نفیر سے روایت ہے، وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں، کہ بے شک ابوجبیر رسول اللہ ﷺ کے پاس اپنی اُس بیٹی کے ساتھ آئے جس کے ساتھ رسول اللہ ﷺ نے شادی کی تھی، نبی ﷺ نے اُس کو وضو کا حکم دیا اور فرمایا: اے ابوجبیر وضو کرو، تو ابوجبیر نے اپنے منہ سے آغاز کیا، رسول اللہ نے اُس کو کہا تو اپنے منہ سے وضو کا آغاز نہ کر بے شک کافر منہ سے طہارت کا آغاز کرتے ہیں، پھر رسول اللہ نے وضو کا پانی منگوایا اور اپنی ہتھیلیوں کو دھویا، یہاں تک کہ اُنہیں اچھی طرح صاف کیا پھر کلی کی اور ناک میں پانی داخل کیا تین مرتبہ اور اپنے چہرے کو دھویا تین مرتبہ پھر اپنے دائیں بازو کو اور بائیں بازو کو دھویا کہنی تک تین مرتبہ اور اپنے سر کا مسح کیا اور اپنے پاؤں دھوئے۔

تخریج: الصحیحة ۲۸۲۰۔ ابن حبان (۱۰۸۹)' الدولابی فی الکنی (۱/ ۲۳)' بیهقی (۱/ ۴۶)۔

فوائد: ہر عمل کی طرح وضو میں بھی طریقہ نبویؐ اپنانا ہم پر لازم ہے۔ بعض فقہاء ان ابحاث میں الجھ جاتے ہیں کہ وضو میں کُلّی فرض ،سنت یا مستحب ہے، ناک میں پانی داخل کیے یا کُلّی کیے بغیر وضو ہوتا ہے یا نہیں ......؟ ہم سمجھتے ہیں کہ کتاب وسنت کی روشنی میں وضو اُسی شخص کا ہوگا جو رسول اللہ ﷺ کے طریقہ کے مطابق کرے گا اور جو شخص وضو میں کسی عضو کو اس لیے دھونے میں غفلت برتے کہ یہ فرض نہیں بلکہ سنت ہے تو یقیناً اُس کا وضو ناقص اور نامکمل ہے۔

استحباب الخلال

خلال کرنے کا استحباب

۲۳۸۹۔عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ مَرْفُوْعًا: ((حَبَّذَا الْمُتَخَلِّلُوْنَ مِنْ أُمَّتِي)) [الصحیحة:۲۵۶۷]

انس بن مالک سے مرفوعاً نقل کیا گیا ہے، میری امت میں خلال کرنے والوں کے لئے واہ واہ۔

تخریج: الصحیحة ۲۵۶۷۔ طبرانی فی الاوسط (۱۵۹۶)۔

فوائد: وضو میں ہاتھ پاؤں کی انگلیوں اور داڑھی کے بالوں کا خلال کرنا چاہیے۔ جس طرح کہ احادیث میں رسول اللہ ﷺ کا حکم موجود ہے۔ اور اس حدیث میں بھی رسول اللہ ﷺ نے خلال کرنے والوں پر خوشی کا اظہار کرتے ہوئے ان کی تعریف فرمائی ہے۔

تنقية الثوب من دم الحيض

حیض کے خون سے کپڑے کو صاف کرنے کا طریقہ

۲۳۹۰۔عَنْ أُمِّ قَيْسٍ بِنْتِ مِحْصَنٍ، قَالَتْ سَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ عَنْ دَمِ الْحَيْضِ يَكُوْنُ فِي الثَّوْبِ؟ قَالَ: ((حُكِّيْهِ بِضِلَعٍ، وَاغْسِلِيْهِ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ)) [الصحيحة: ۳۰۰]

ام قیس بنت محصن سے روایت ہے، کہتی ہیں میں نے نبی ﷺ سے حیض کے خون کے متعلق سوال کیا جو کپڑے میں ہوتا ہے، آپ نے فرمایا: اُس کو ہڈی کے ساتھ کھرچ اور اُس کو بیری کے پتوں والے پانی کے ساتھ دھو۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۰۰۔ ابوداؤد (۳۶۳)' نسائی (۲۹۵)' ابن ماجہ (۶۲۸)' احمد (۶/ ۳۵۵٬۳۵۶)۔

فوائد: بیری کے پتوں والے پانی سے دھونے کا مقصود صرف اچھی طرح صفائی وطہارت حاصل کرنا ہے اور بیری کے پتوں میں یہ خاصیت ہے کہ وہ میل کچیل کو اچھی طرح صاف کردیتے ہیں۔ اگر آج کسی پاؤڈر، صابن وغیرہ سے میل کچیل نکل جائے اور اچھی طرح طہارت حاصل ہو تو پانی میں بیری کے پتوں کا استعمال ضروری نہیں۔

۲۳۹۱۔عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: سَأَلَ رَجُلٌ النَّبِيَّ ﷺ عَنْ شَيْءٍ مِنْ أَمْرِ الصَّلَاةِ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((خَلِّلْ اَصَابِعَ يَدَيْكَ وَرِجْلَيْكَ، يَعْنِي: إِسْبَاغَ الْوُضُوْءِ، وَكَانَ فِيْمَا قَالَ لَهُ: إِذَا رَكَعْتَ فَضَعْ كَفَّيْكَ عَلَى رُكْبَتَيْكَ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ، وَإِذَا سَجَدْتَّ فَأَمْكِنْ جَبْهَتَكَ مِنَ الْأَرْضِ، حَتّٰى تَجِدَ حَجْمَ الْأَرْضِ)) [الصحيحة: ۱۳۴۹]

ابن عباس ؓ سے روایت ہے، کہتے ہیں ایک آدمی نے نبی ﷺ سے نماز کے معاملہ میں کسی چیز کے متعلق سوال کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اپنے ہاتھوں اور پاؤں کی انگلیوں کا خلال کر، یعنی مکمل وضو کر اور آپ کی اُن باتوں میں سے یہ بات بھی تھی، آپ نے فرمایا: جب تو رکوع کرے تو اپنی ہتھیلیوں کو اپنے گھٹنوں پر رکھ یہاں تک کہ تم مطمئن ہو اور جب تو سجدہ کرے اپنی پیشانی کو اچھی طرح زمین پر رکھ، یہاں تک کہ تو زمین کا حجم پائے۔

تخریج: الصحیحۃ ۱۳۴۹۔ احمد (۱/ ۲۸۷) و تقدم برقم (۲۳۶۲)۔

فوائد: اس حدیث میں اچھی طرح خلال اور وضو کرنے کے ساتھ ساتھ اطمینان سے رکوع وسجود کا حکم ہے اور رکوع وسجود میں ٹھہراؤ اور طمانیت کی اس قدر اہمیت ہے کہ جو رکوع وسجود کامل اطمینان سے نہیں کرتا، اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس کی نماز قبول ہی نہیں فرماتے بلکہ ایک روایت میں کوے کی طرح ٹھونگے مارنے والے نمازی کے لیے سخت وعید سنائی گئی ہے۔

مدة مسح علی الخفین

خفین پر مسح کرنے کی مدت کا بیان

۲۳۹۲۔عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ: ((رَخَّصَ لِلْمُسَافِرِ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ وَلَيَالِيهِنَّ، وَلِلْمُقِيْمِ يَوْماً وَلَيْلَةً - إِذَا تَطَهَّرَ فَلَبِسَ خُفَّيْهِ - أَنْ يَمْسَحَ عَلَيْهِمَا))

عبدالرحمٰن بن ابوبکرہ سے روایت ہے، وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں، وہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں، کہ بے شک آپ ﷺ نے مسافر کو تین دن اور تین راتوں کی اور مقیم کو ایک دن اور ایک رات کی رخصت دی ہے، جب وہ طہارت کی حالت میں

[الصحیحة:٣٤٥٥] موزے پہنے کہ اُن پر مسح کرتا رہے۔

تخریج: الصحیحة ۳۴۵۵۔ ابن خزیمة (۱۹۲)' طحاوی (۱/ ۵۰)' ابن ابی شیبة (۱/ ۱۷۹)' ابن ماجه (۵۵۶)۔

باب: تخير الاعمال

باب: بہترین اعمال کا انتخاب کرنا

٢٣٩٣-عَنْ ثَوْبَانَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((سَدِّدُوْا وَقَارِبُوْا، وَاعْمَلُوْا وَخَيِّرُوْا، وَاعْلَمُوْا أَنَّ خَيْرَ أَعْمَالِكُمُ الصَّلَاةُ، وَلَا يُحَافِظُ عَلَى الْوُضُوْءِ إِلَّا مُؤْمِنٌ))

[الصحیحة:١١٥]

ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: درست کام کرو اور میانہ روی اختیار کرو اور اعمال کرو اور بہترین اعمال کو پسند کرو اور جان لو تمہارے اعمال میں بہترین عمل نماز ہے اور وضو پر مومن ہی ہمیشگی کرتا ہے۔

تخریج: الصحیحة ۱۱۵۔ احمد (۵/ ۲۸۲)' دارمی (۶۵۶)' ابن حبان (۱۰۳۷)' المروزی فی الصلاۃ (۱۶۷)۔

الصلاة ثلاثة أثلاث

نماز تین حصوں پر مشتمل ہے

٢٣٩٤-عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((الصَّلَاةُ ثَلَاثَةُ أَثْلَاثٍ: الطُّهُوْرُ ثُلُثٌ، وَالرُّكُوْعُ ثُلُثٌ، وَالسُّجُوْدُ ثُلُثٌ، فَمَنْ أَدَّاهَا بِحَقِّهَا قُبِلَتْ مِنْهُ، وَقُبِلَ مِنْهُ سَائِرُ عَمَلِهِ، وَمَنْ رُدَّتْ عَلَيْهِ صَلَاتُهُ رُدَّ، عَلَيْهِ سَائِرُ عَمَلِهِ))

[الصحیحة:٢٥٣٧]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نماز تین حصوں پر مشتمل ہے۔طہارت تیسرا حصہ اور رکوع تیسرا حصہ اور سجدہ تیسرا حصہ۔ جس نے نماز کو اس کے آداب وحقوق کے ساتھ ادا کیا، تو اُس سے قبول کی جائے گی۔ اور اس کے دیگر اعمال بھی قبول کئے جائیں گے اور جس کی نماز رد کردی گئی اُس کے سارے اعمال رد کردیئے جائیں گے۔

تخریج: الصحیحة ۲۵۳۷۔ البزار (الکشف: ۳۴۹)' ابو الحسین الصیددی فی المعجم (ص: ۳۲۳'۳۲۴)۔

صفة اليتيم

یتیم کا بیان

٢٣٩٥-عَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ فِي التَّيَمُّمِ: ((ضَرْبَةٌ لِلْوَجْهِ وَالْكَفَّيْنِ))

[الصحیحة:٦٩٤]

عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بے شک رسول اللہ ﷺ نے تیمّم کے بارے میں فرمایا: ایک ضرب چہرے کے لیے اور ہتھیلیوں کے لیے۔

تخریج: الصحیحة ۶۹۴۔ ابن خزیمہ (۲۶۷)' احمد (۴/ ۲۶۳)' ابن الجارود (۱۲۶)' دارمی (۷۴۵)' ابوداؤد (۳۲۸)' ترمذی (۱۴۴) بمعناہ۔

فوائد: پانی نہ ملنے کی صورت میں امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتسلیم کو پانی مٹی سے تیمّم کرنے کی رخصت سے نوازا گیا ہے۔ جب تک پاک پانی میسر نہ ہو یا پانی میسر ہو لیکن آدمی کا مرض خطرناک موڑ پر ہو تو ایسی صورت میں تیمم سے پڑھی ہوئی نماز بھی اللہ تعالیٰ قبول فرما لیتے ہیں اور صحیح روایات میں تیمم کا طریقہ یہی ہے کہ ایک ہی دفعہ زمین پر ہاتھ مارا جائے اور پھر ہاتھوں اور چہرے کا مسح

کیا جائے۔ جن احادیث میں دو دفعہ زمین پر مارنے کا ذکر ہے وہ ثبوت کے لحاظ سے صحیح نہیں۔ نیز یاد رہے! حدثِ اصغر اور حدثِ اکبر یعنی جنابت وغیرہ میں بھی پانی نہ ملنے کی صورت میں تیمم سے عبادات کرنا بالکل درست ہے۔

باب: الاقتصاء في ماء الغسل والوضوء

باب: غسل اور وضوء میں پانی کے استعمال میں کفایت شعاری کا بیان

٢٣٩٦ـعَنِ ابْنِ عُمَرَ مَرْفُوعاً: ((اَلْغُسْلُ صَاعٌ، وَالْوُضُوْءُ مُدٌّ)) [الصحيحة:١٩٩١]

ابن عمر ﷛ سے مرفوعاً نقل کیا گیا ہے، غسل ایک صاع ہے اور وضو ایک مد سے ہے۔

تخريج: الصحيحة ۱۹۹۱۔ طبرانی فی الاوسط (۳۴۹۱)' ابن عدی فی الکامل (۲/ ٦۴۰)۔

فوائد: وضو کرتے ہوئے بلاضرورت پانی ضائع نہیں کرنا چاہیے اگر انسان نہرِ جاری پر بھی بیٹھا وضو کر رہا ہو تو وہاں بھی بقدرِ ضرورت ہی پانی استعمال کرنا چاہیے۔ اس حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک صاع پانی سے غسل فرمالیا کرتے تھے اور حجازی صاع موجودہ پیمانے کے مطابق تین لیٹر دو سو ملی لیٹر اور مد پانی کی مقدار آٹھ سو ملی لیٹر بنتی ہے۔ نیز ناپ تول اور ماپ کے پیمانوں کیلئے علامہ فاروق اصغر صارم رحمہ اللہ تعالی کی بہترین کتاب ''اسلامی اوزان'' کا مطالعہ فرمائیں۔

باب: من آداب الخلاء

باب: قضائے حاجت کے آداب

٢٣٩٧ـعَنِ ابْنِ عُمَرَ: ((كَانَ ﷺ إِذَا أَرَادَ حَاجَةً لَا يَرْفَعُ ثَوْبَهُ حَتّٰى يَدْنُوَ مِنَ الْأَرْضِ)) [الصحيحة: ١٠٧١]

ابن عمر ﷛ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب قضائے حاجت کا ارادہ فرماتے تو زمین کے قریب ہونے سے پہلے اپنا کپڑا نہیں اٹھاتے تھے۔

تخريج: الصحيحة ۱۰۷۱۔ ابوداؤد (۱۴)' بیهقی (۱/ ۹٦) عن ابی عمر ﷛' ترمذی (۱۴)' عن انس ﷛۔

فوائد: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بیت الخلاء میں داخل ہونے سے قبل ہی اپنے ازار بند کو پکڑ لینا یا کھولنا شروع کر دینا یہ خلافِ ادب ہے۔ مسلمان کو عین قضائے حاجت کے لیے بیٹھتے وقت ہی ازار بند کھولنا چاہیے۔ جس طرح کہ رسول اللہ ﷺ کا معمول مبارک تھا۔

استحباب الوضوء من الخلاء

بیت الخلاء سے نکل کر وضوء کرنے کا استحباب

٢٣٩٨ـعَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ: ((كَانَ إِذَا خَرَجَ مِنَ الْخَلَاءِ، تَوَضَّأَ)) [الصحيحة:٣٤٨١]

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، بے شک رسول اللہ ﷺ جب بیت الخلاء سے نکلتے تو وضو فرماتے۔

تخريج: الصحيحة ۳۴۸۱۔ احمد (٦/ ۱۸۹)' ابن ماجه (۳۵۴) وابن حبان (۱۴۴۱) بمعناه۔

فوائد: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ جب بھی بیت الخلاء سے نکلتے تو وضو فرماتے۔ یعنی آپ ہر وقت یا اکثر اوقات باوضو ہی رہتے۔ اور اس لیے بھی کہ رسول اللہ ﷺ نے باوضو رہنا مومن کی نشانی بیان کی ہے۔ اس سے اُن حضرات کا رد ہوتا ہے جو یہ کہتے ہیں کہ بے وضو تلاوت کرنا، قرآن کو چھونا جائز ہے۔ کیونکہ حدیث میں آتا ہے کہ آپ ﷺ ہر وقت اللہ کا ذکر کیا کرتے تھے۔ لہٰذ

آپ بے وضو بھی اللہ کا ذکر کرتے رہتے تھے۔ جبکہ اس روایت سے یہ استدلال قطعاً درست نہیں کیونکہ اگر آپ ﷺ ہر وقت اللہ کا ذکر کرتے تھے تو باوضو بھی رہا کرتے تھے۔

الابعاد للخلاء — بیت الخلاء کے لیے دور جانے کا بیان

۲۳۹۹۔عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ: ((كَانَ ﷺ إِذَا ذَهَبَ الْمَذْهَبَ أَبْعَدَ)) [الصحيحة:۱۱۵۹]

مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، آپ ﷺ جب قضائے حاجت کے لیے نکلتے تو دور چلے جاتے۔

تخریج: الصحیحة ۱۱۵۹۔ ابوداود (۱)، ترمذی (۲۰)، نسائی (۱۷)، ابن ماجه (۳۳۱)۔

فوائد: (مَذْهَبٌ) یا تو ظرف کا صیغہ ہے ''جانے کی جگہ'' مراد قضائے حاجت کی جگہ یا مصدر میمی ہے بمعنی ذہاب (جانا) یعنی جب آپ جاتے قضائے حاجت کے لیے جاتے۔ دونوں صورتوں میں معنی درست ہے۔ چونکہ عصر نبوی میں با قاعدہ گھروں میں الگ باپردہ بیت الخلاء کا زیادہ اہتمام نہیں تھا۔ جس طرح آج ہمارے ہاں ہے۔ اس لیے شرم وحیاء کے عظیم پیکر، سرکارِ دو عالم ﷺ قضائے حاجت کے لیے دور نکل جاتے اور زیادہ دور نکل جانے کا بنیادی مقصد تو یہی ہوتا کہ کسی کی نظر نہ پڑے اور قضائے حاجت کے وقت تنہائی میں ستر وحجاب کا مکمل لحاظ ہو اور اس کے ساتھ ساتھ زیادہ دور نکل جانے کا ایک یہ بھی فائدہ ہوتا ہے کہ آبادی کا خوشگوار ماحول تعفن اور بو وغیرہ سے بدمزہ نہیں ہوتا! لوگوں کے گھروں کے سامنے بول و براز کرنے والوں یا کوڑا کرکٹ پھینکنے والوں کو سیرتِ عالیہ سے سبق لینا چاہیے۔

وجوب الغسل بالإلتقاء الختانين — شرمگاہوں کے ملنے سے غسل کا واجب ہونا

۲۴۰۰۔عَنْ عَائِشَةَ: ((كَانَ ﷺ إِذَا الْتَقَى الْخِتَانَانِ اغْتَسَلَ)) [الصحيحة:۲۰۶۳]

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، جب دونوں ختان (یعنی شرمگاہیں) مل جاتے تو آپ ﷺ غسل کرتے۔

تخریج: الصحیحة ۲۰۶۳۔ احمد (۶/ ۱۲۳، ۲۲۷)، طحاوی (۱/ ۳۳)، اسحاق بن راھویه (۱۳۵۴)۔

ادارة الماء على المرفقين عند الوضوء — وضوء کرتے وقت کہنیوں پر پانی لگانے کا بیان

۲۴۰۱۔عَنْ جَابِرٍ: ((كَانَ ﷺ إِذَا تَوَضَّأَ أَدَارَ الْمَاءَ عَلَى مِرْفَقَيْهِ)). [الصحيحة:۲۰۶۷]

جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، آپ ﷺ جب وضو فرماتے تو پانی کو اپنی کہنیوں پر گھماتے۔

تخریج: الصحیحة ۲۰۶۷۔ دارقطنی (۱/ ۸۳)، بیهقی (۱/ ۵۶)۔

استحباب بريح الطيب — عمدہ خوشبو لگانے کا استحباب

۲۴۰۲۔عَنْ إِبْرَاهِيمَ مُرْسَلًا: ((كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُعْرَفُ بِرِيحِ الطِّيبِ إِذَا أَقْبَلَ))

ابراہیم رحمہ اللہ سے مرسل روایت ہے، کہ رسول اللہ ﷺ جب تشریف لاتے تو اپنی عمدہ خوشبو کی وجہ سے پہچانے جاتے تھے۔

[الصحيحة:۲۱۳۷]

تخریج: الصحیحۃ ۲۱۳۷۔ ابن سعد (۱/ ۳۹۹)' دارمی (۲۶)' عن ابراھیم النخعی مرسلاً' دارمی (۶۷)' بخاری فی التاریخ (۱/ ۳۹۹'۴۰۰)' عن جابر رضی اللہ عنہ۔

تنشيف الوضوء

وضوء کے پانی کو صاف کرنا

۲۴۰۳۔عَنْ عُرْوَةَ: ((كَانَ لَهُ ﷺ خِرْقَةٌ يَتَنَشَّفُ بِهَا بَعْدَ الْوُضُوْءِ))

[الصحيحة:۲۰۹۹]

عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، آپ ﷺ کے لیے ایک رومال تھا، جس سے آپ ﷺ وضو کے بعد ہاتھ خشک کرتے تھے۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۰۹۹۔ ترمذی (۵۳)' حاکم (۱/ ۱۵۴)' بیھقی (۱/ ۱۸۵)' من طریق عروۃ عن عائشۃ رضی اللہ عنہا۔

فوائد: پرانے پھٹے ہوئے کپڑے کے ٹکڑے کو "خرقة" کہتے ہیں اور تنشیف کا معنی ہے پچھنا، خشک کرنا، وضو کے بعد رومال وغیرہ سے اعضا خشک کرنا درست ہے، امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں وَقَدْ رَخَّصَ قَوْمٌ مِنْ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ وَمَنْ بَعْدَهُمْ فِي التَّمَنْدُلِ بَعْدَ الْوُضُوْءِ اہل علم صحابہ کرام سمیت ان کے بعد کئی اہل علم تابعین ومحدثین نے وضو کے بعد رومال یا تولیہ استعمال کرنے کی اجازت دی ہے۔ شارح ترمذی حضرت امام عبدالرحمٰن مبارکپوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ وَالْقَوْلُ الرَّاجِحُ عِنْدِيْ: هُوَ قَوْلُ مَنْ قَالَ بِجَوَازِ التَّنْشِيْفِ کہ میرے نزدیک زیادہ درست یہی موقف ہے کہ تولیہ وغیرہ کا استعمال جائز ہے۔

اهمية السواك

مسواک کی اہمیت کا بیان

۲۴۰۴۔عَنِ ابْنِ عُمَرَ: ((كَانَ ﷺ لَا يَنَامُ إِلَّا وَالسِّوَاكُ عِنْدَهُ، فَإِذَا اسْتَيْقَظَ بَدَأَ بِالسِّوَاكِ))

[الصحيحة: ۲۱۱۱]

ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، آپ ﷺ جب بھی سوتے تو مسواک اپنے پاس رکھتے اور جب بیدار ہوتے تو مسواک سے ابتداء کرتے۔

استحباب الوضوء من المطاهر

عام برتن یا حوض سے وضوء کرنے کا استحباب

۲۴۰۵۔عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ! اَلْوُضُوْءُ مِنْ جَرِّ جَدِيْدٍ مُخَمَّرٍ أَحَبُّ إِلَيْكَ، أَمْ مِنَ الْمَطَاهِرِ؟ قَالَ: ((لَا، بَلْ مِنَ الْمَطَاهِرِ، إِنَّ دِيْنَ اللّٰهِ يُسْرٌ، اَلْحَنِيْفِيَّةُ السَّمْحَةُ)) قَالَ: ((وَكَانَ يَبْعَثُ إِلَى الْمَطَاهِرِ، فَيُؤْتَى بِالْمَاءِ فَيَشْرَبُهُ، يَرْجُوْبَرَكَةَ أَيْدِي الْمُسْلِمِيْنَ)) [الصحيحة:۲۱۱۸]

ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں میں نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ ڈھانپے ہوئے مٹی کے نئے مٹکے سے وضو کرنا آپ کو زیادہ پسند ہے یا عام وضو کی بنی ہوئی جگہوں پر (یعنی حوض وغیرہ)۔ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں بلکہ میں عام برتن یا حوض سے وضو کرنا پسند کرتا ہوں۔ بلاشبہ اللہ کا دین آسان ہے، ہر طرح کی افراط وتفریط سے الگ بالکل آسان اور آپ ﷺ طہارت کی عام جگہوں کی طرف پانی لینے کے لیے بھیجتے اور آپ اُس کو پیتے اور وہ مسلمانوں کے ہاتھوں کی برکت کی امید رکھتے تھے۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۱۱۸۔ شیخ البانی رحمہ اللہ کا آخری حکم اس روایت کے ضعف کا ہے دیکھئے (سلسلۃ الضعیفۃ: ۶۴۷۹)' طبرانی فی الاوسط (۷۹۸)' ابو نعیم فی الحلیۃ (۸/ ۲۰۳)۔

فوائد: جَرِّ مٹکا ،حدید ،نیا، مُخمر، ڈھانکا ہوا۔اور "المطاھر" یہ "مِطْھَرَۃٌ" کی جمع ہے۔ کُلُّ إِنَاءٍ یُتَطَھَّرُ مِنْهُ ہر وہ برتن جس سے طہارت حاصل کی جائے۔

الوضوء مما مست النار

آگ سے پکی ہوئی چیز کی وجہ سے وضوء کرنا

۲۴۰۶۔عَنْ مَحْمُوْدِ بْنِ طَحْلَاءَ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي سَلَمَةَ: إِنَّ ظِئْرَكَ سُلَيْماً لَا يَتَوَضَّأُ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ؟ قَالَ: فَضَرَبَ صَدْرَ سُلَيْمٍ، وَقَالَ أَشْهَدُ عَلَى أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهَا كَانَتْ تَشْهَدُ عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ: ((كَانَ يَتَوَضَّأُ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ)) [الصحيحة:۲۱۲۱]

محمود بن طحلاء کہتے ہیں میں نے ابوسلمہ کو کہا: آپ کا سوتیلا باپ سلیم آگ سے پکی ہوئی چیز پر وضو نہیں کرتا۔ کہتے ہیں ابوسلمہ نے سلیم کے سینے پر مارا اور کہا میں آپ ﷺ کی بیوی ام سلمہ کے بارہ میں گواہی دیتا ہوں اور وہ رسول اللہ ﷺ کے بارہ میں گواہی دیتی تھیں کہ آپ ﷺ آگ پر پکی ہوئی چیز سے وضو کیا کرتے تھے۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۱۲۱۔ احمد (۶/ ۳۲۱)' طبرانی فی الکبیر (۲۳/ ۳۸۷)۔

فوائد: آغاز اسلام میں آگ پر پکی ہوئی چیزوں کے کھانے پر دوبارہ وضو کرنے کا حکم تھا، جو کہ بعد میں منسوخ کر دیا گیا، ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اَكَلَ كَتِفَ شَاةٍ ثُمَّ صَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ آپ ﷺ نے دستی کا گوشت کھایا پھر نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا۔ بلکہ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے بسند صحیح ابوداؤد شریف میں صراحت موجود ہے کہ كَانَ آخِرَ الْأَمْرَيْنِ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ تَرْكُ الْوُضُوْءِ مِمَّا غَيَّرَتِ النَّارُ رسول اللہ ﷺ کا آخری عمل یہی تھا کہ آپ ﷺ نے آگ پر پکی اشیاء کے کھانے پر دوبارہ وضو کرنا چھوڑ دیا تھا۔

صفة الوضوء واحدةً واحدةً

ایک ایک مرتبہ وضوء کے اعضاء دھونے کا بیان

۲۴۰۷۔عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ ((كَانَ ﷺ يَتَوَضَّأُ وَاحِدَةً وَاحِدَةً، وَثِنْتَيْنِ ثِنْتَيْنِ، وَثَلَاثاً ثَلَاثاً، كُلَّ ذٰلِكَ يَفْعَلُ)) [الصحيحة:۲۱۲۲]

معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، آپ ﷺ کبھی ایک ایک مرتبہ ،کبھی دو دو مرتبہ اور کبھی تین تین مرتبہ ، وضو میں اعضاء کو دھویا کرتے تھے۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۱۲۲۔ طبرانی فی الکبیر (۲۰/ ۶۸) وفی مسند الشامیین (۲۲۴۸)۔

فوائد: یہ شریعت کی طرف سے رخصت ہے، پانی کی قلت کے پیش نظر یا عمداً صرف ایک مرتبہ اعضاء دھو لینے سے وضو مکمل ہو جاتا ہے۔ البتہ دو دو مرتبہ اعضاء دھونا یہ ایک مرتبہ اعضاء کے دھونے سے زیادہ بہتر ہے بلکہ اس سے دوہرا اجر ملتا ہے اور تین تین مرتبہ اعضاء کو اچھی طرح دھونا یہ دونوں صورتوں سے افضل، اعلیٰ اور بہتر ہے۔ جس طرح کہ آگے حدیث مبارکہ میں صراحت سے فضیلت آرہی ہے۔

التيمم بالوقت

فوراً تیمّم کر لینے کا بیان

۲٤۰۸ـعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ : ((كَانَ يَخْرُجُ يُهْرِيقُ الْمَاءَ، يَتَمَسَّحُ بِالتُّرَابِ، فَأَقُوْلُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِﷺ! إِنَّ الْمَاءَ مِنْكَ قَرِيْبٌ؟ فَيَقُوْلُ: وَمَا يُدْرِيْنِي لَعَلِّي لَا أَبْلُغُهُ)) [الصحيحة:۲٦۲۹]

ابن عباس ﷺ سے روایت ہے،آپ ﷺ قضائے حاجت کے لیے نکلتے، استنجاء کرتے اور ساتھ ہی مٹی سے تیمّم کر لیتے، میں کہتا، اے اللہ کے رسول ﷺ! پانی تو آپ کے قریب ہے،آپ ﷺ فرماتے، کیا خبر کہ شاید میں پانی تک نہ پہنچ سکوں۔

تخریج: الصحیحة ۲۶۲۹۔

فوائد: اس حدیثِ طیبہ سے واضح ہوا کہ موت کی حقیقت آپ ﷺ پر کس قدر آشکارہ تھی اور آپ اپنی موت کو کس قدر قریب سمجھتے تھے کہ نیک عمل یا طہارت حاصل کرنے میں لمحہ بھر کی غفلت نہ فرماتے، مگر افسوس آج کل کے عاشقانِ رسول ﷺ ساری زندگی بے فکری اور موت سے غافل رہ کر گزار دیتے ہیں۔

کم الإبعاد للحاجة

قضاء حاجت کے لیے کتنا دور جانا چاہیے؟

۲٤۰۹ـعَنِ ابْنِ عُمَرَ : ((كَانَ يَذْهَبُ لِحَاجَتِهِ إِلَى الْمُغَمَّسِ)) قَالَ نَافِعٌ: (الْمُغَمَّسُ) مِيْلَيْنِ أَوْ ثَلَاثَةً مِنْ مَكَّةَ۔[الصحيحة:۱۰۷۲]

ابن عمر ﷺ سے روایت ہے، آپ ﷺ قضائے حاجت کے لیے مغمس کی طرف جاتے، نافع نے کہا: مغمس مکہ سے دو یا تین میل کے فاصلہ پر ہے۔

تخریج: الصحیحة ۱۰۷۲۔ ابو العباس السراج فی مسندہ (۱۷)' ابو یعلی (۵۶۰۰)' طبرانی فی الکبیر (۱۳۶۳۸)' وفی الاوسط (۴۹۰۰)۔

فوائد: پچھلی روایت میں ہم پڑھ چکے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ قضاءِ حاجت کے لیے دور نکل جاتے تھے۔ اس حدیث میں جگہ اور مسافت کی تعیین کی گئی ہے کہ آپ کم وبیش تین میل کے فاصلہ پر مغمس نامی جگہ پر تشریف لے جاتے، مغمس صاف اور گھنے درختوں والی جگہ تھی، ویسے بھی "غمیس" عربی زبان میں درختوں کے درمیان چھوٹی نالی کو کہتے ہیں۔

اهمية الخلال بالأصابع

انگلیوں کے خلال کرنے کی اہمیت کا بیان

۲٤۱۰ـعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ ﷺ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لَتُنْهِكُنَّ الْأَصَابِعَ بِالطُّهُوْرِ، أَوْ لَتُنْهِكَنَّهَا النَّارُ.)) [الصحيحة:۳٤۸۹]

عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے، کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: طہارت کرتے ہوئے انگلیوں کو خوب صاف کرو۔ وگرنہ اُن کو آگ خوب جلائے گی۔

تخریج: الصحیحة ۳۴۸۹۔ طبرانی فی الاوسط (۶۶۵۹۵) مرفوعاً وفی الکبیر (۹۲۱۲'۹۲۱۱)' موقوفاً علی ابن مسعود ﷺ۔

اهمية السواك

مسواک کی اہمیت کا بیان

۲٤۱۱ـعَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ رَفَعَهُ قَالَ: ((لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلَى أُمَّتِي، لَفَرَضْتُ عَلَى أُمَّتِي السِّوَاكَ كَمَا فُرِضَتْ عَلَيْهِمُ الْوُضُوْءِ))

عبدالرحمن بن ابی لیلی سے روایت ہے، وہ نبی ﷺ کے چند صحابہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: اگر میں اپنی امت پر مشقت نہ سمجھتا تو میں ان پر مسواک کو لازم کرتا جس طرح کہ ان پر وضو کو فرض کیا گیا ہے۔

[الصحيحة:٣٠٦٧]

تخریج: الصحيحة ٣٠٦٧- ابن ابی شیبة (١/ ١٧٠)' نسائی فی الکبری (٢٩٢٩)' حاکم (١/ ١٤٦)' عن ابی هریرة رضی اللہ عنہ۔

فوائد: متعدد احادیث میں رسول اللہ ﷺ نے مسواک کی اہمیت وفضیلت بیان فرمائی ہے اور آپ علیہ السلام کا معمول مبارک بھی یہی تھا کہ آپ ہر نماز بلکہ نوافل وغیرہ کے لیے بھی مسواک کا اہتمام فرماتے۔ ہمارے لیے اگرچہ ہر وضوء کے ساتھ مسواک کرنا فرض نہیں مگر اس کا یہ بھی مطلب ہرگز نہیں کہ مسواک کرنے میں حد درجہ لاپرواہی کی جائے جیسا کہ اکثر نمازیوں کا معمول ہے۔ بحیثیت غلام ہمیں اپنے پیارے آقا ومولا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی پیاری محبوب سنت پر ہر وضوء سے پہلے عمل کرنا چاہیے۔

غسل المرأة والزوج جميعا

٢٤١٢ـعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ مَيْمُونَةَ، قَالَتْ: أَجْنَبْتُ أَنَا وَرَسُولُ اللّٰهِ ﷺ، فَاغْتَسَلْتُ مِنْ جَفْنَةٍ، فَفَضَلَتْ فَضْلَةٌ، فَجَاءَ النَّبِيُّ ﷺ فَاغْتَسَلَ مِنْهَا، فَقُلْتُ:إِنِّي قَدِ اغْتَسَلْتُ مِنْهَا، فَقَالَ: ((لَيْسَ عَلَى الْمَاءِ جَنَابَةٌ))

میاں بیوی کے اکٹھا غسل کرنے کا جواز

ابن عباس رضی اللہ عنہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں، اُنہوں نے کہا: میں اور رسول اللہ ﷺ جنبی ہوئے تو میں نے بڑے ٹب سے غسل کیا اور اُس میں پانی بچ گیا، نبی ﷺ آئے اور اُسی ٹب سے آپ ﷺ نے بھی غسل کیا۔ میں نے کہا: اس سے تو میں نے غسل کیا تھا، آپ ﷺ نے فرمایا: پانی کو جنابت لاحق نہیں ہوتی۔

[الصحيحة: ٢١٨٥]

تخریج: الصحيحة ٢١٨٥- ابن سعد (٨/ ١٣٧)' احمد (٦/ ٣٣٠)' ابو یعلی (٧٠٩٨)۔

وجوب الغسل بالإنزال

٢٤١٣ـعَنْ خَوْلَةَ بِنْتِ حَكِيمٍ، أَنَّهَا سَأَلَتْ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْمَرْأَةِ تَرَى فِي مَنَامِهَا مَايَرَى الرَّجُلُ؟ فَقَالَ: ((لَيْسَ عَلَيْهَا غُسْلٌ حَتّٰى تُنْزِلَ، كَمَا أَنَّهُ لَيْسَ عَلَى الرَّجُلِ غُسْلٌ حَتّٰى يُنْزِلَ)) [الصحيحة:٢١٨٧]

انزال کی وجہ سے غسل واجب ہے

خولہ بنت حکیم سے روایت ہے انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے اُس عورت کے متعلق سوال کیا جو اپنے خواب میں وہی کچھ دیکھے جو آدمی دیکھتا ہے (یعنی احتلام)؟ آپ ﷺ نے فرمایا جس طرح بغیر انزال کے مرد پر غسل واجب نہیں' اسی طرح بغیر انزال کے عورت پر بھی غسل واجب نہیں ہوتا۔

تخریج: الصحيحة ٢١٨٧- ابن ماجه (٦٠٢)' احمد (٦/ ٤٠٩)' ابن ابی شیبة (١/ ٨٠'٨١)۔

الريح من ناقض الوضوء

٢٤١٤ـعَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ أَتَتْ سَلْمٰى مَوْلَاةُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ۔ أَوِ امْرَأَةُ أَبِي رَافِعٍ مَوْلٰى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ تَسْتَأْذِنُهُ عَلٰى أَبِي رَافِعٍ قَدْ ضَرَبَهَا، قَالَتْ: قَالَ

ہوا کا خارج ہونا ناقض وضوء ہے

زوجہ نبی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں، رسول اللہ ﷺ کی لونڈی یا رسول اللہ ﷺ کے غلام ابو رافع کی بیوی، رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی۔ وہ ابو رافع کے مارنے کی آپ سے شکایت کررہی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے ابو رافع سے کہا: تیرا اور اس کا کیا

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِأَبِي رَافِعٍ: ((مَالَكَ وَلَهَا يَاأَبَا رَافِعٍ؟)) قَالَ: تُؤْذِيْنِي يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ! فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((بِمَ آذَيْتِيْهِ يَاسَلْمٰى؟!)) قَالَتْ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ! مَاآذَيْتُهُ بِشَيْءٍ، وَلٰكِنَّهُ أَحْدَثَ وَهُوَ يُصَلِّيْ فَقُلْتُ لَهُ: يَاأَبَا رَافِعٍ! إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَدْ أَمَرَ الْمُسْلِمِيْنَ إِذَا خَرَجَ مِنْ أَحَدِهِمُ الرِّيْحُ أَنْ يَّتَوَضَّأَ. (وَقَالَ الطَّبَرَانِيُّ: إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ خَرَجَ مِنْهُ رِيْحٌ فَلْيُعِدِ الْوُضُوْءَ)) فَقَامَ فَضَرَبَنِي، فَجَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَضْحَكُ وَيَقُوْلُ: ((يَا أَبَا رَافِعٍ! إِنَّهَا لَمْ تَأْمُرْكَ إِلَّا بِخَيْرٍ))

[الصحيحة: ۳۰۷۰]

معاملہ ہے اے ابورافع؟ اُس نے کہا: اے اللہ کے رسول یہ مجھے تکلیف دیتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے سلمٰی تو نے اسے تکلیف کیوں دی؟ اس نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ میں نے اُس کو قطعاً تکلیف نہیں دی، لیکن بات یہ ہے نماز پڑھتے ہوئے اُس کو حدث ہوگیا (یعنی ہوا وغیرہ کا نکلنا) میں نے کہا اے ابو رافع: یقیناً رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کو یہ حکم کیا ہے کہ جب اُن میں سے کسی ایک کی ہوا خارج ہوتو وہ وضو کرے۔ (طبرانی کے الفاظ ہیں: کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس سے ہوا خارج ہو وہ وضو لوٹائے) اتنی بات پر اُس نے مجھے مارنا شروع کردیا۔ یہ ماجرا سن کر رسول اللہ ﷺ مسکرا پڑے اور فرمایا: اے ابو رافع: اُس نے تو تجھے بھلائی ہی کا حکم کیا تھا۔

فوائد: اپنی بیوی کی اچھی بات پر اسے مارنا یا ملامت نہیں کرنا چاہیے بلکہ خندہ پیشانی سے بیوی کی طرف سے کلمہ خیر قبول کرتے ہوئے اس کی حوصلہ افزائی کرنی چاہیے۔ اچھا شوہر اپنی اہلیہ کی اچھی باتوں کو اپنے لیے سرمایۂ حیات سمجھتا ہے۔ نیز مظلوم بیوی خاندان کے بڑے فرد کے سامنے اپنی پریشانی بیان کرسکتی ہے۔

الإستجمار ثلاثا

استنجاء تین مرتبہ کرنا

۲۴۱۵۔عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَفَعَهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ: ((مَنِ اسْتَجْمَرَ فَلْيَسْتَجْمِرْ ثَلَاثًا)).

[الصحيحة: ۲۳۱۲]

ابن عمر ﷺ نے رسول اللہ ﷺ کا ارشاد بیان کیا: کہ جو استنجاء کرے وہ تین مرتبہ استنجاء کرے۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۳۱۲۔ طبرانی فی الکبیر کما فی المجمع (۱/ ۲۱۱)۔

باب: الوضوء مماست النار

باب: آگ پر پکی چیز کھانے سے وضوء کرنا

۲۴۱۶۔عَنِ الْقَاسِمِ مَوْلٰى مُعَاوِيَةَ، قَالَ: دَخَلْتُ مَسْجِدَ دِمَشْقَ، فَرَأَيْتُ أُنَاسًا مُجْتَمِعِيْنَ، وَشَيْخًا يُحَدِّثُهُمْ، قُلْتُ: مَنْ هٰذَا؟ قَالُوْا: سَهْلُ ابْنُ الْحَنْظَلِيَّةِ، فَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ أَكَلَ لَحْمًا فَلْيَتَوَضَّأْ))

معاویہ کے غلام قاسم سے روایت ہے، کہتے ہیں میں دمشق کی مسجد میں داخل ہوا تو چند لوگوں کو اکٹھے دیکھا اور ایک بزرگ اُن سے حدیث بیان کررہے تھے، میں نے کہا یہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا: سھل بن حنظلیہ ہیں۔ میں نے سنا وہ کہہ رہے تھے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرمارہے تھے: جوگوشت کھائے وہ وضو

کرے۔ [الصحیحۃ:۲۳۲۲]

تخریج: الصحیحۃ ۲۳۲۲۔ احمد(۳/ ۱۰۸'۵/ ۲۸۹)' طبرانی (۵۶۲۲)' طحاوی (۱/ ۶۴)۔

فوائد: اونٹ کے علاوہ کسی دوسرے حلال جانور کا گوشت کھانے سے دوبارہ وضو کرنے کی ضرورت نہیں۔ البتہ اونٹ کا گوشت کھانے پر دوبارہ وضو کرنے پر اہل علم کا اختلاف ہے۔ امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: خلفائے راشدین، ابن مسعود، ابی بن کعب، ابن عباس، ابودرداء، ابوطلحہ، عامر بن ربیعہ اور حضرت ابوامامہ سمیت جمہور تابعین اور امام مالک، امام ابوحنیفہ اور امام شافعی کا یہی موقف ہے کہ اونٹ کا گوشت کھانے سے وضو نہیں ٹوٹتا اور یہ اہل علم اس حدیث سے استدلال کرتے ہیں کہ نبی علیہ السلام کا آخری عمل یہی تھا کہ آپ آگ سے پکی ہوئی چیز کھانے کے بعد دوبارہ وضو نہیں فرمایا کرتے تھے۔ جب کہ دوسری طرف صحیح مسلم میں حضرت جابر بن سمرہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ سے پوچھا کیا ہم بھیڑ بکریوں کا گوشت کھانے کے بعد وضو کریں؟، آپ ﷺ نے فرمایا: تمہاری مرضی۔ اگر چاہو تو کرلو اور اگر چاہو تو نہ کرو۔ پھر آپ علیہ السلام سے اونٹ کے گوشت کھانے کے بعد وضو کرنے کے متعلق پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں، تم اونٹ کا گوشت کھا کر وضو کرو۔ اس روایت کے پیش نظر بعض اہل علم کا کہنا ہے کہ اونٹ کا گوشت کھانے کے بعد دوبارہ وضو کرنا ضروری ہے۔ بہر حال دونوں طرف دلائل قوی ہیں۔ جمہور صحابہ کرام اور کثیر اہل علم کی طرح ہماری تحقیق بھی یہی ہے کہ اونٹ کا گوشت کھانے کے بعد وضو کرنا ضروری نہیں۔ البتہ مستحب (یعنی کر لینا بہتر) ہے۔ واللہ اعلم

فضل البيت طاهرا

وضوء کی حالت میں رات گزارنے کی فضیلت

٢٤١٧۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ بَاتَ طَاهِراً بَاتَ فِي شِعَارِهِ مَلَكٌ، لَا يَسْتَيْقِظُ سَاعَةً مِنَ اللَّيْلِ إِلَّا قَالَ الْمَلَكُ: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِعَبْدِكَ فُلَانٍ، فَإِنَّهُ بَاتَ طَاهِراً)).

[الصحیحۃ:٢٥٣٩]

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے طہارت کی حالت میں رات گزاری تو اُس کے بستر میں فرشتہ رات گزارتا ہے۔ جب بھی وہ رات کی کسی گھڑی میں کروٹ بدلتا ہے، تو فرشتہ کہتا ہے اے اللہ! اپنے فلاں بندے کو معاف کردے۔ اس نے طہارت کی حالت میں رات گزاری ہے۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۵۳۹۔ عبدالله بن المبارك فی مسنده (٦٥)' وفی الزهد (۱۲۴۴)' ابن حبان (۱۰۵۱) "وعنده عن ابن عمر"۔

فوائد: باوضو رہنے کے بے شمار فوائد ہیں۔ سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ آدمی شیطانی اثرات اور شہوانی جذبات سے محفوظ رہتا ہے۔ روحانیت بڑھتی ہے اور حالتِ وضو میں مومن عجیب سکون محسوس کرتا ہے۔ ایک روایت میں آنجناب ﷺ نے فرمایا: طَهِّرُوا الْأَجْسَادَ طَهَّرَكُمُ اللّٰهُ ان جسموں کو پاک رکھو اللہ تعالیٰ تمہیں پاکیزگی عطا فرمائے گا۔ سوتے وقت جو وضو کا اہتمام کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی نگرانی اور اس کے حق میں رحمت و بخشش کی دعا کے لیے فرشتہ مقرر فرمادیتے ہیں۔

فضل الوضوء والمشي إلى المسجد

وضوء اور مسجد کی طرف چلنے کی فضیلت

٢٤١٨۔عَنْ سَلْمَانَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِﷺ: ((مَنْ تَوَضَّأَ وَجَاءَ إِلَى الْمَسْجِدِ فَهُوَ زَائِرُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَحَقٌّ عَلَى الْمَزُوْرِ أَنْ يُكْرِمَ الزَّائِرَ)). [الصحيحة:١١٦٩]

سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے وضو کیا اور مسجد کی طرف آیا تو وہ اللہ کی زیارت کرنے والا ہے۔ اور جس کی زیارت کی جائے' اُس پر لازم ہے کہ وہ زیارت کرنے والے کی عزت و مہمان نوازی کرے۔

تخریج: الصحیحة ۱۱۶۹۔ ابو الحسن الصلف فی حدیثه (ق:۷۶/ ۱)' طبرانی فی الکبیر (۶۱۳۹'۶۱۴۵)' بمعناه۔

باب: التنزه من البول

باب: پیشاب کے چھینٹوں سے بچنا

٢٤١٩۔عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: ((مَنْ حَدَّثَكُمْ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَبُوْلُ قَائِماً، فَلَا تُصَدِّقُوْهُ، مَا كَانَ يَبُوْلُ إِلَّا قَاعِداً)) [الصحيحة:٢٠١]

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' کہتی ہیں جو تم سے یہ بیان کرے کہ رسول اللہ ﷺ کھڑے ہو کر پیشاب کیا کرتے تھے تو تم اُس کی تصدیق نہ کرو۔ آپ ﷺ ہمیشہ بیٹھ کر پیشاب کیا کرتے تھے۔

تخریج: الصحیحة ۲۰۱۔ نسائی (۲۹)' ترمذی (۱۲)' ابن ماجه (۳۰۷)' الطیالسی (۱۵۱۵)۔

فوائد: رسول اللہ ﷺ کا معمول مبارک یہی تھا کہ آپ بیٹھ کر پیشاب کیا کرتے تھے، بغیر عذر کے آپ نے کھڑے ہو کر پیشاب کبھی نہیں کیا۔ بعض مسلمان مغرب کی نقالی میں حیوانوں کی طرح کھڑے ہو کر پیشاب کرتے ہیں جو کہ سراسر سنت سے انحراف ہے۔

باب: من آداب قضاء الحاجة

باب: قضائے حاجت کے آداب کا بیان

٢٤٢٠۔عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِﷺ: ((مَنْ لَمْ يَسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ وَلَمْ يَسْتَدْبِرْهَا فِي الْغَائِطِ كُتِبَ لَهُ حَسَنَةٌ، وَمُحِيَ عَنْهُ سَيِّئَةٌ)) [الصحيحة:١٠٩٨]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں رسول اللہ نے فرمایا: جس نے قضائے حاجت کرتے وقت قبلہ کی طرف رُخ کیا نہ پیٹھ کی اُس کے لیے نیکی لکھ دی جاتی ہے اور اُس کا گناہ معاف کر دیا جاتا ہے۔

کراهة السرف بالوضوء

وضوء میں اسراف کی کراہت کا بیان

٢٤٢١۔عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رضی اللہ عنہ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ مَرَّ بِسَعْدٍ وَهُوَ يَتَوَضَّأُ، فَقَالَ: ((مَاهٰذَا السَّرَفُ يَاسَعْدُ؟)) قَالَ: أَفِي الْوُضُوْءِ سَرَفٌ؟ ! قَالَ: ((نَعَمْ، وَإِنْ كُنْتَ عَلَى نَهْرٍ جَارٍ)) [الصحيحة:٣٢٩٢]

عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ بے شک نبی ﷺ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے اور وہ وضو کر رہے تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: یہ کیا فضول خرچی ہے سعد؟ سعد رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا وضو میں بھی اسراف ہوتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں! اگرچہ تو جاری نہر پر بھی ہو۔

تخریج: الصحیحة ۳۲۹۲۔ احمد (۲/ ۲۲۱)' ابن ماجه (۴۲۵)۔

الوضوء شرط للصلاة

۲۴۲۲۔عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: دَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِوَضُوْءٍ، فَغَسَلَ وَجْهَهُ مَرَّةً، وَيَدَيْهِ مَرَّةً، وَرِجْلَيْهِ مَرَّةً مَرَّةً، وَقَالَ: ((**هٰذَا وُضُوْءٌ لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ-عَزَّوَجَلَّ- الصَّلَاةَ إِلَّا بِهِ**)) ثُمَّ دَعَا بِوَضُوْءٍ فَتَوَضَّأَ مَرَّتَيْنِ، وَقَالَ: ((**هٰذَا وَضُوْءُ مَنْ تَوَضَّأَ ضَاعَفَ اللّٰهُ لَهُ الْأَجْرَ مَرَّتَيْنِ**)) ثُمَّ دَعَا بِوَضُوْءٍ فَتَوَضَّأَ ثَلَاثًا، وَقَالَ: ((**هٰكَذَا وَضُوْءُ نَبِيِّكُمْ وَالنَّبِيِّيْنَ ﷺ قَبْلَهُ**)) أَوْ قَالَ: ((**هٰذَا وُضُوْئِي وَوُضُوْءُ الْأَنْبِيَاءِ قَبْلِي**))

[الصحيحة: ۲٦۱]

وضوء نماز کی قبولیت کی شرط ہے

انس ﷺ سے روایت ہے، کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے وضو کا پانی منگوایا اور اپنے چہرے، ہاتھوں اور پاؤں کو ایک ایک مرتبہ دھویا اور فرمایا: یہ وہ وضو ہے کہ اللہ اس کے بغیر نماز قبول ہی نہیں کرتا۔ پھر آپ ﷺ نے وضو کا پانی منگوایا، اور وضو کرتے ہوئے اعضاء کو دو دو مرتبہ دھویا اور فرمایا: یہ بھی وضو ہے۔ جس نے ایسا وضو کیا اللہ اُس کو دوہرا اجر عطا فرمائے گا۔ پھر آپ ﷺ نے وضو کا پانی منگوایا اور وضو میں اعضاء کو تین مرتبہ دھویا اور فرمایا: اسی طرح تمہارے نبی اور پہلے انبیاء کا وضو ہے۔ یا آپ ﷺ نے فرمایا: یہ میرا وضو اور مجھ سے پہلے انبیاء کا وضو ہے۔

تخریج: الصحیحۃ ۲٦۱۔ ابن شاھیین فی الترغب (۲٦۳/ ۲٦۱)۔

الوضوء ثلاثا ثلاثا

۲۴۲۳۔عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ جَدِّهِ [عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو] قَالَ: جَاءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ يَسْأَلُهُ عَنِ الْوُضُوْءِ؟ فَأَرَاهُ الْوُضُوْءَ ثَلَاثًا ثَلَاثًا، ثُمَّ قَالَ: ((**هٰكَذَا الْوُضُوْءُ، فَمَنْ زَادَ عَلَى هٰذَا فَقَدْ أَسَاءَ وَتَعَدّٰى وَظَلَمَ**))

[الصحیحۃ:۱۸۹]

تین مرتبہ وضوء کے اعضاء دھونا

عمرو بن شعیب سے روایت ہے، وہ اپنے باپ سے، اپنے دادا (عبداللہ بن عمرو) سے روایت کرتے ہیں، ایک دیہاتی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا، وہ آپ سے وضو کے بارے میں سوال کر رہا تھا؟ تو آپ نے اُس کو تین تین مرتبہ اعضاء دھو کر وضو کر کے دکھایا۔ پھر آپ ﷺ نے کہا: وضو اس طرح ہے، جس نے اس سے زیادہ دفعہ اعضاء کو دھویا' اُس نے برا کیا، زیادتی کی اور ظلم کیا۔

تخریج: الصحیحۃ نسائی (۱۴۰)' ابن ماجہ (۴۲۲)' ابوداؤد (۱۳۰)' بزیادۃ۔

ماء البحر طاهر

۲۴۲۴۔عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ! إِنَّا نَرْكَبُ الْبَحْرَ، وَنَحْمِلُ مَعَنَا الْقَلِيْلَ مِنَ الْمَاءِ فَإِنْ تَوَضَّأْنَا بِهِ، عَطِشْنَا، أَفَنَتَوَضَّأُ بِهِ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((**هُوَ الطَّهُوْرُ مَاؤُهُ، الْحِلُّ**

سمندر کا پانی پاک ہے

ابوہریرہ ﷺ سے روایت ہے، کہتے ہیں ایک آدمی نبی کے پاس ﷺ آیا اور اُس نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ ہم سمندری سفر کرتے ہیں، اور اپنے ساتھ تھوڑا بہت پانی بھی لیتے ہیں۔ اگر ہم اُسی سے وضو کریں تو ہم پیاسے ہو جاتے ہیں، تو کیا ہم سمندر کے پانی سے وضو کر لیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سمندر کا پانی پاک

مَيْتَتُهُ)) [الصحيحة: ٤٨٠]

ہے، اور اُس کا مردار حلال ہے۔

تخریج: الصحیحة ۴۸۰۔ مالك فی الموطا (۱/ ۲۲)' ابو داؤد (۸۳)' ترمذی (۶۹)' نسائی (۵۹)' ابن ماجه (۳۸۶)۔

فوائد: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سمندر کا پانی مطلقاً پاک ہے اور اس سے ہر قسم کی طہارت حاصل کی جاسکتی ہے اور یہ بھی واضح ہوا کہ مچھلی سمیت سمندر کے تمام مردار حلال ہیں جس طرح کہ حدیث کے عموم سے ثابت ہوتا ہے۔ امام مالک ،امام شافعی اور امام احمد رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین اسی کے قائل ہیں مگر امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ لَايَحِلُّ مِنْهَا إِلَّا السَّمَكُ صرف مچھلی ہی حلال ہے۔

اعجاب الريح الطيبة

عمدہ خوشبو کا اچھا لگنے کا بیان

٢٤٢٥ ـ عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّهَا صَنَعَتْ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ جُبَّةً مِنْ صُوفٍ سَوْدَاءَ، فَلَبِسَهَا فَلَمَّا عَرِقَ وَجَدَ رِيحَ الصُّوفِ، فَخَلَعَهَا، وَكَانَ يُعْجِبُهُ الرِّيحُ الطَّيِّبَةُ۔ [الصحيحة: ٢١٣٦]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے لیے کالے رنگ کا اونی جبہ تیار کیا۔ آپ ﷺ نے اُسے پہنا، جب پسینہ آیا آپ نے اون کی بو پائی، تو اُس کو اتار دیا۔ اور آپ ﷺ کو عمدہ خوشبو بہت پسند تھی۔

تخریج: الصحیحة ۲۱۳۶۔ ابو داؤد (۴۰۷۴)' احمد (۶/ ۱۴۴'۲۱۹)' حاکم (۴/ ۱۸۸'۱۸۹)' ابن سعد (۱/ ۴۵۳)۔

كفاية ثلاث ثيات للراس

سر کے لیے تین لپوں کے کافی ہونے کا بیان

٢٤٢٦ ـ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، قَالَتْ: قُلْتُ: يَارَسُولَ اللّٰهِ ﷺ! إِنِّي امْرَأَةٌ أَشُدُّ ضَفْرَ رَأْسِي، أَفَأَنْقُضُهُ لِغُسْلِ الْجَنَابَةِ؟ قَالَ: ((لَا، إِنَّمَا يَكْفِيكِ أَنْ تَحْثِيَ عَلٰى رَأْسِكِ ثَلَاثَ حَثَيَاتٍ، ثُمَّ تُفِيضِينَ عَلَيْكِ فَتَطْهُرِينَ)) [الصحيحة: ١٨٩]

ام سلمہ ؓ سے روایت ہے، کہتی ہیں، میں نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ: میں اپنے سر کے بال اچھی طرح گوندھتی ہوں، کیا میں اُن کو غسل جنابت کے لیے کھولوں؟ فرمایا: نہیں ۔ تیرے لیے یہی کافی ہے کہ تو اپنے سر پر تین چلو بھر کر ڈال لے۔ پھر سارے جسم پر پانی بہا لے اور طہارت حاصل کر لے۔

تخریج: الصحیحة ۱۸۹۔ مسلم (۳۳۰)' ابو داؤد (۲۵۱)' ترمذی (۱۰۳)' نسائی (۲۴۲)' احمد (۶/ ۳۱۴'۳۱۵)۔

٢٤٢٧ ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ سُئِلَ فَقِيلَ: يَارَسُولَ اللّٰهِ ﷺ! أَرَأَيْتَ الرَّجُلَ يُحْدِثُ وَيَمْسَحُ عَلٰى خُفَّيْهِ، أَيُصَلِّي؟ قَالَ: ((لَا بَأْسَ بِذٰلِكَ)) [الصحيحة: ٢٩٤٠]

ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے، بے شک رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا گیا اے اللہ کے رسول ﷺ! ایسے آدمی کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے جس کو حدث ہوتا ہے اور وہ وضو کرتا ہے۔ اور موزوں پر مسح کرتا ہے۔ کیا وہ نماز پڑھ لے۔ آپ نے فرمایا: ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

تخریج: الصحیحة ۲۹۴۰۔ ابن حبان (۱۳۳۴)۔

كراهة الاستمتاع بإهاب الميتة

مردار کے چمڑے اور پٹھوں سے فائدہ حاصل کرنے کی

وعصب

کراہت کا بیان

۲۴۲۸۔عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُكَيْمٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لَاتَسْتَمْتِعُوْا مِنَ الْمَيْتَةِ بِإِهَابٍ وَّلَا عَصَبٍ)) [الصحيحة:۲۸۱۲]

عبداللہ بن عکیم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مردار کے چمڑے اور پٹھوں سے فائدہ حاصل نہ کرو۔

تخریج: الصحیحة ۲۸۱۲۔ طبرانی فی الاوسط (۹۳۹۴)' ابن عدی فی الکامل (۴/ ۱۳۴۷)' ترمذی (۱۷۲۹)' نسائی (۴۲۶۱)' ابن ماجه (۳۶۱۳)' من طریق آخر عنه بنحوه۔

فوائد: راجح اور صحیح بات یہی ہے کہ کتے اور خنزیر کے علاوہ ہر مردار کا چمڑہ رنگنے سے پاک ہوجاتا ہے۔ صحیح مسلم شریف میں سیدنا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: إِذَا دُبِغَ الْإِهَابُ فَقَدْ طَهُرَ...... ''جب چمڑہ رنگ دیا جائے تو پاک ہوجاتا ہے۔'' اوپر حدیث میں جو منع کیا گیا ہے اس سے اُس چمڑے سے فائدہ اٹھانے کی ممانعت ہے جو رنگا ہوا نہ ہو۔ جب رنگ لیا جائے تو اُس سے فائدہ اٹھانا بالکل درست ہے۔ لیکن یاد رہے مردار کا چمڑہ کھانا بالاتفاق حرام ہے۔

كراهة البول في البيت والمغتسل

گھر اور غسل خانے میں پیشاب کرنے کی کراہت

۲۴۲۹۔عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ يَزِيْدَ، يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((لَايُنْقَعُ فِي طَسْتٍ فِي الْبَيْتِ، فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ لَاتَدْخُلُ بَيْتاً فِيْهِ بَوْلٌ وَلَا يُبَوْلَنَّ فِي مُغْتَسَلٍ)) [الصحيحة:۲۵۱٦]

عبداللہ بن یزید سے روایت ہے، وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں، کہ گھر میں تھال میں پیشاب نہ کیا جائے۔ کیونکہ فرشتے ایسے کمرے میں داخل نہیں ہوتے، جس میں پیشاب ہو اور نہ ہی کوئی غسل خانے میں پیشاب کرے۔

تخریج: الصحیحة ۲۵۱۶۔ طبرانی فی الاوسط (۲۰۹۸)۔

فوائد: جب پیشاب رکھنے کی وجہ سے رحمت کا فرشتہ نہیں آتا تو پھر پاخانہ وغیرہ رکھنے سے بالاولیٰ نہیں آئے گا بہتر یہی ہے گھر کو ہر قسم کی گندگی ونجاست سے کلیۃً پاک رکھا جائے۔ کیونکہ فرشتے گندگی اور بو سے تکلیف محسوس کرتے ہیں۔ نیز غسل خانے میں پیشاب کرنے سے اس لیے منع فرمایا کہ عصر نبویؐ میں عموماً غسل خانوں کی جگہ کچی ہوتی تھی، اُسی جگہ پیشاب کرکے پھر وہیں غسل کرنے سے آدمی ناپاک قطرات سے محفوظ نہیں رہ سکتا تھا، آج کل چونکہ فلش سسٹم اور نہانے کا علیحدہ علیحدہ اہتمام ہوتا ہے اس سے ناپاک چھینٹوں کے پڑنے کا کوئی خدشہ وغیرہ نہیں ہوتا۔ اس کے باوجود غسل والے حصے میں پیشاب کرنے سے گریز کرنا چاہیے۔

باب: الاقتصاد في ماء الوضوء

باب: وضوء کے پانی میں میانہ روی اختیار کرنا

۲۴۳۰۔قَالَ ﷺ: ((يُجْزِي مِنَ الْوُضُوْءِ مُدٌّ، وَمِنَ الْغُسْلِ صَاعٌ)) رُوِيَ مِنْ حَدِيْثِ عَقِيْلِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، وَجَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ وَأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، وَعَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا۔

آپ ﷺ نے فرمایا: وضو میں ایک مد پانی اور غسل میں ایک صاع پانی کفایت کرجاتا ہے۔ یہ حدیث عقیل بن أبی طالب، جابر بن عبداللہ، انس بن مالک اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی گئی ہے۔

[الصحيحة:٢٤٤٧]

تخریج: الصحیحة ۲۴۴۷- (۱) عقیل بن ابی طالب: ابن ماجه (۲۷۰)- (۲) جابر: حاکم (۱/ ۱۶۱)' ابن خزیمة (۱۱۷)- (۳) انس: (۳/ ۱۷۹)' ترمذی (۶۰۹)- (۴) ابن عباس رضی اللہ عنہما: طبرانی فی الاوسط (۷۵۵۱)- تیمم کرنے کا بیان جب تک پانی نہ ملے۔

جواز التيمم حتى ان تجدماءً

٢٤٣١- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: كَانَ أَبُو ذَرٍّ فِي غُنَيْمَةٍ لَهُ (بِالرَّبَذَةِ) فَلَمَّا جَاءَ قَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: ((يَا أَبَا ذَرٍّ)) فَسَكَتَ، فَرَدَّدَهَا عَلَيْهِ، فَسَكَتَ، فَقَالَ: ((يَا أَبَاذَرٍّ! ثَكِلَتْكَ أُمُّكَ)) قَالَ: إِنِّي جُنُبٌ، فَدَعَا لَهُ الْجَارِيَةَ بِمَاءٍ، فَجَاءَ تْهُ، فَاسْتَتَرَ بِرَاحِلَتِهِ وَاغْتَسَلَ، ثُمَّ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: ((يُجْزِئُكَ الصَّعِيدُ وَلَوْ لَمْ تَجِدِ الْمَاءَ عِشْرِينَ سَنَةً (وَفِي رِوَايَةٍ: عَشْرَ سِنِينَ) فَإِذَا وَجَدْتَهُ فَأَمِسَّهُ جِلْدَكَ))

[الصحيحة: ٣٠٢٩]

باب

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں، کہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ اپنی چند بکریوں کے ساتھ مقام ربذہ پر تھے، جب وہ واپس آئے تو نبی ﷺ نے اُن سے کہا: اے ابوذر! وہ خاموش رہے۔ آپ ﷺ نے بار بار کہا، لیکن وہ پھر خاموش رہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے ابوذر تیری ماں تجھے گم پائے۔ ابو ذر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں جنبی ہوں۔ آپ نے اُس کے لیے لونڈی کے ہاتھوں پانی منگوایا۔ وہ پانی لے آئی تو انہوں نے اپنی سواری کا پردہ کیا اور غسل کرلیا، پھر نبی ﷺ کے پاس آئے۔ تو اُن سے نبی ﷺ نے فرمایا: اگر تجھے بیس سال بھی پانی نہ ملے تو پاک مٹی کافی ہے۔ اور ایک روایت میں دس سال کے الفاظ ہیں۔ جب تو پانی پالے تو پھر اچھی طرح غسل کر۔

تخریج: الصحیحة ۳۰۲۹- طبرانی فی الاوسط (۱۳۵۵)' البزار (الکشف: ۳۱۰) مختصراً۔

إثم النخامة في القبلة

٢٤٣٢- عَنِ ابْنِ عَمْرٍو مَرْفُوعًا: ((يَجِيءُ صَاحِبُ النُّخَامَةِ فِي الْقِبْلَةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَهِيَ فِي وَجْهِهِ)) [الصحيحة:٢٢٣]

قبلہ کی طرف بلغم پھینکنے کا گناہ

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً نقل کیا گیا ہے، قبلہ کی طرف ناک صاف کرنے والا اس حالت میں آئے گا، کہ وہ بلغم اُس کے منہ پر ہوگی۔

تخریج: الصحیحة ۲۲۳- ابن حبان (۱۶۳۸)' ابن خزیمہ (۱۳۱۳)' البزار (الکشف: ۴۱۳)۔

فوائد: جس طرف منہ کر کے عبادت کی جائے اُس سمت کا ادب و احترام بھی لازمی وضروری ہے، یہی وجہ ہے کہ قبلہ کی طرف پیشاب یا قضائے حاجت کرنا شریعت میں سخت ممنوع ہے۔ اور اسی طرح قبلہ رخ تھوکنے یا بلغم پھینکنے کی قطعاً اجازت نہیں اور جو شخص ان آداب کو ملحوظ خاطر نہیں رکھتا قیامت کے روز اُسے شرمندگی کا سامنا کرنا ہوگا۔

باب: دم الحيض والدماء

٢٤٣٣- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ: أَنَّ خَوْلَةَ بِنْتَ

باب: حیض کے خون اور دیگر خونوں کا بیان

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، بے شک خولہ بنت یسار نبی ﷺ کے

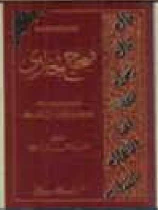
يَسَارٍ أَتَتِ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَتْ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ إِنَّهُ لَيْسَ لِي إِلَّاثَوْبٌ وَاحِدٌ، وَأَنَا أَحِيضُ فِيهِ، فَكَيْفَ أَصْنَعُ؟ قَالَ: إِنْ طَهُرْتِ فَاغْسِلِيهِ، ثُمَّ صَلِّي فِيهِ،فَقَالَتْ: فَإِنْ لَمْ يَخْرُجِ الدَّمُ؟ قَالَ: ((يَكْفِيكِ الْمَاءُ وَلَا يَضُرُّكِ أَثَرُهُ))

[الصحيحة: ۲۹۸]

پاس آئیں اور انہوں نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ! میرا ایک ہی کپڑا ہے اور اُسی میں مجھے حیض آتا ہے، میں کیا کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جب تو پاک ہو تو اُس کو دھو لے پھر اُسی میں نماز پڑھ لے۔ اُس نے کہا: اگر خون کپڑے سے دھونے کے بعد بھی نہ نکلے تو آپ نے فرمایا: تیرا پانی سے دھولینا کافی ہے۔ خون کے نشانات کا کوئی حرج نہیں۔

تخریج: الصحیحة ۲۹۸۔ ابو داؤد (۳۶۵)' احمد (۲/ ۳۸۰)' بیهقی (۲/ ۴۰۸)۔

مکتبہ قدوسیہ کی خدماتِ حدیث



اصح الکتب بعد کتاب اللہ

صحیح بخاری

تدوین حدیث، اصول حدیث، مقام حدیث اور حجیت حدیث کی وضاحت اور منکرین حدیث کے اشکالات کے رد میں جامع مقدمہ ● اختلافی مسائل میں فریقین کے دلائل اور ان کا انصاف پسندانہ تجزیہ ● فتح الباری عون المعبود، تحفۃ الاحوذی اور مرعاۃ المفاتیح وغیرہ شروحات سے منتخب علمی فوائد

۸ جلدوں پر مشتمل ● قیمت انتہائی مناسب

مسلک سلف صالحین کی روشنی میں بہترین تخریج عربی متن جلی خط میں اعراب کے ساتھ ترجمہ نہایت آسان، بامحاورہ اور عوام وخواص کے لیے یکساں مفید

حضرت مولانا محمد داود راز رحمہ اللہ

کے قلم سے فرمانِ نبوی کے صحیح ترین مجموعے کی لاجواب تشریح



تحقیق وتخریج کے ساتھ اردو زبان میں پہلی مرتبہ

سُنَن أبی داود

تحقیق:

محدث العصر علامہ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ

ترجمہ

ابو عمار عمر فاروق سعیدی

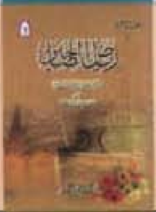
۳ جلدوں پر مشتمل خوبصورت طباعت

ضعیف احادیث کی نشان دہی اور اختصار کے ساتھ وجہ ضعف کا بیان

احادیث صحیح بخاری وصحیح مسلم کی تخریج

اردو میں سنن ابی داود کا پہلا معیاری نسخہ

انتہائی مناسب قیمت کے ساتھ



بہجۃ الناظرین

شرح

ریاض الصالحین

تشریح وتخریج

الشیخ سلیم بن عید الہلالی حفظہ اللہ

۲ جلدوں پر مشتمل ● قیمت انتہائی مناسب

★ جدید ترتیب کے ساتھ احادیث کی مکمل تحقیق وتخریج

★ غریب الحدیث کے عنوان سے مشکل الفاظ کے معانی

★ فقہ الحدیث کے عنوان کے تحت بیان کردہ حدیث کی بہترین شرح



صحیح بخاری وصحیح مسلم کی متفق علیہ احادیث کا مجموعہ

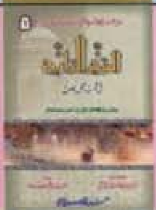
اللؤلؤ والمرجان

فیما اتفق علیہ الشیخان

مرتب

الشیخ فضیلۃ محمد فؤاد عبد الباقی رحمہ اللہ

ترجمہ مولانا محمد داود راز رحمہ اللہ ● مولانا عبد الرشید تونسوی رحمہ اللہ



اعمال صالحہ اور ان کے اجر وثواب سے متعلق احادیث نبویہ کا بے مثال مجموعہ

المتجر الرابح

فی ثواب العمل الصالح

حافظ امام ابو محمد شرف الدین عبد المومن خلف الدمیاطی

تحقیق وتخریج

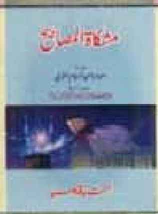
ڈاکٹر فیض المولی عبد اللہ بن حیش

ترجمہ

ڈاکٹر عبد الرحمٰن یوسف

آپ کی زندگی کا رخ بدل دینے والی کتاب ظاہری اور معنوی حسن سے مزین

۲ جلدوں پر مشتمل ● جاذبِ نظر



مشکاۃ المصابیح

ترجمہ وشرح

مولانا عبد السلام بستوی

تحقیق وتخریج

محدث العصر علامہ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ



اَحادیثِ قدسیہ

ترجمہ

الشیخ عبد الرشید تونسوی

تحقیق وفوائد

حافظ عمران ایوب لاہوری

سلسلہ

احادیث صحیحہ (اردو)

تحقیق:

فضیلۃ الشیخ محمد ناصر الدین البانی رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ وتبویب وفوائد

استاذ الحدیث ابو الحسن عبد المنان راسخ حفظہ اللہ

استاذ العلماء ابو میمون محفوظ احمد اعوان حفظہ اللہ

مکتبہ قدوسیہ

فہرست ابواب جلد سوم

علم سنت اور حدیث نبوی ﷺ

خوبصورت اور معیاری مطبوعات

کتاب وسنت
کی
نشرواشاعت
کے لیے
کوشاں

اشاعت —— 2009
اهتمام طباعت
ابوبکر قدوسی

مکتبہ قدوسیہ
رحمان مارکیٹ ⊙ غزنی سٹریٹ ⊙ اردو بازار ⊙ لاہور پاکستان

قدوسیہ اسلامک پریس
Ph: 42-37351124 , 37230585
E-mail: *maktaba_quddusia@yahoo.com*
Website: www.quddusia.com

فہرست ابواب جلد سوم

علم سنت اور حدیث نبوی ﷺ

فتنے' علاماتِ قیامت' جنگوں کے بارے میں

قرآن کے فضائل' دعائیں' اذکار اور دم

لباس اور زینت اور کھیل کود اور تصویریں

آغاز تخلیق' انبیاء علیہم السلام اور مخلوقات کے عجیب حالات

بیماری' جنازے کے مسائل اور قبروں کا بیان

فضائل و مناقب اور معائب و نقائص

نصیحتیں اور دل کو نرم کرنے والی احادیث

(۲۰) العِلْمُ وَالسُّنَّةُ وَالْحَدِيْثُ النَّبَوِيّ

علم سنت اور حدیث نبوی ﷺ

باب: الاختلاف ليس بمحسن

٢٤٣٤ـ عَنْ حُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ يُحَدِّثُ : أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَبَأَ لِابْنِ صَيَّادٍ (دُخَانًا) فَسَأَلَهُ عَمَّا خَبَأَهُ؟ فَقَالَ: دُخٌ، فَقَالَ: ((اخْسَأْ: فَلَنْ تَعْدُوَ قَدْرَكَ)) فَلَمَّا وَلَّى قَالَ النَّبِيُّ ((مَا قَالَ؟)) فَقَالَ بَعْضُهُمْ: دُخٌ. وَقَالَ بَعْضُهُمْ: بَلْ قَالَ: زُخٌ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((قَدِ اخْتَلَفْتُمْ وَأَنَا بَيْنَ أَظْهُرِكُمْ، وَأَنْتُمْ بَعْدِي أَشَدُّ اخْتِلَافًا))

[الصحيحة: ٣٢٥٦]

اختلاف کوئی اچھی چیز نہیں ہے

حسین بن علی سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں، نبی ﷺ نے ابن صیاد کے لیے لفظ (دخان) چھپایا اور جو اُس سے چھپایا اُس سے اُس کے متعلق پوچھا، ابن صیاد نے کہا: درخ (یعنی وہ پورا لفظ نہ بتا سکا) آپ نے فرمایا: ذلیل ہو جا۔ تو اپنی حیثیت سے آگے ہرگز نہیں بڑھ سکتا۔ جب وہ چلا گیا، نبی ﷺ نے فرمایا: اُس نے کیا کہا تھا......؟ بعض نے کہا: درخ اور بعض نے کہا: زرخ۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم نے میری موجودگی میں اختلاف کرلیا ہے۔ اور میرے بعد تم سخت اختلاف والے ہو جاؤ گے۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۲۵۶۔ عبدالرزاق (۲۰۸۱۸)' طبرانی فی الکبیر (۲۹۰۸)۔

فوائد: معلوم ہوا کہ اختلاف دور نبوی میں بھی ہوگیا تھا مگر اصل میں ایک قرآن اور آپ ﷺ کی ذات کے ہونے کے سبب تفرقے باز جماعتیں وجود میں نہیں آئیں اور آپ نے پیشین گوئی فرمائی کہ تم میرے بعد زیادہ اختلاف کرو گے لیکن اس کا حل وہی ہے کہ اصل ایک ہو تو یہ فرقے اور جماعتیں نہیں بنیں گی اور اس طرح سے ہونے والا اختلاف بھی نقصان دہ نہیں ہوگا۔

باب: اى الكلام اطيب

٢٤٣٥ـ عَنْ سَمُرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا حَدَّثْتُكُمْ حَدِيثًا، فَلَا تَزِيدُنَّ عَلَيَّ، وَقَالَ: أَرْبَعٌ مِنْ أَطْيَبِ الْكَلَامِ، وَهُنَّ مِنَ الْقُرْآنِ لَا يَضُرُّكَ بِأَيِّهِنَّ بَدَأْتَ: سُبْحَانَ اللهِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ، وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، وَاللهُ أَكْبَرُ، ثُمَّ قَالَ: لَا تُسَمِّيَنَّ

عمدہ ترین کلام کون سا ہے

سمرہ سے روایت ہے وہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: جب میں تم کو حدیث بیان کروں تو مجھ سے زیادتی کا مطالبہ نہ کرو۔ آپ ﷺ نے فرمایا: چار کلمات عمدہ کلام میں سے ہیں اور وہ قرآن کے الفاظ ہیں۔ تو نے ان کلمات میں سے جس سے بھی ابتداء کی تیرے لیے کوئی نقصان نہیں۔ سبحان اللہ،

غُلَامَكَ أَفْلَحَ وَلَا نَجِيْحاً وَلَا رَبَاحاً وَلَا يَسَارًا ، [فَإِنَّكَ تَقُوْلُ: أَثَمَّ هُوَ؟ فَلَايَكُوْنُ، فَيَقُوْلُ لَا]))۔ [الصحيحة:٣٤٦]

الحمدللہ، لا الہ الا اللہ، اللہ اکبر۔ پھر آپ نے فرمایا: اپنے غلام کا نام افلح، نجیح، رباح اور یسار نہ رکھ۔ تو پکارے گا؟ وہ کہاں ہیں؟ اگر وہ نہ ہوگا تو جواب والا کہے گا: نہیں۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۴۶۔ احمد (۵/ ۱۱)' ابوداؤد الطیالسی (۸۹۹'۹۰۰)' مسلم (۷/ ۲۱۳۴)' ابن ماجہ (۳۸۱۱) مختصراً۔

فوائد: جن مسنون الفاظ سے بھی اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ذکر کیا جائے گا اللہ تعالیٰ اُن کا اجر وثواب عطا فرماتے ہیں، لیکن بعض کلمات کو بعض پر فضیلت حاصل ہے۔ جس طرح کہ اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے سبحان اللہ، الحمدللہ، لا الہ الا اللہ اور اللہ اکبر کو عمدہ و افضل ذکر قرار دیا ہے۔ نیز افلح کا معنیٰ ہے کامیابی۔ اگر کسی کا نام افلح ہو تو پوچھا جائے افلح کدھر ہے؟ تو جواب ملے کہ وہ نہیں ہے، تو گویا کامیابی سے انکار ہوا۔ اس طرح کے نام رکھنے سے اجتناب کرنا چاہیے۔

باب: الكلام الذى تصرف قلوبكم فهو منى

جس کلام کو تمہارے دل اچھے جانیں وہ میری کلام ہے

٢٤٣٦۔عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ، أَوْ أَبِي أُسَيْدٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا سَمِعْتُمُ الْحَدِيْثَ عَنِّي تَعْرِفُهُ قُلُوْبُكُمْ، وَتَلِيْنُ لَهُ أَشْعَارُكُمْ وَأَبْشَارُكُمْ، وَتَرَوْنَ أَنَّهُ مِنْكُمْ قَرِيْبٌ، فَأَنَا أَوْلَاكُمْ بِهِ، وَإِذَا سَمِعْتُمُ الْحَدِيْثَ عَنِّي تُنْكِرُهُ قُلُوْبُكُمْ، وَتَنْفِرُ مِنْهُ أَشْعَارُكُمْ وَأَبْشَارُكُمْ، وَتَرَوْنَ أَنَّهُ مِنْكُمْ بَعِيْدٌ، فَأَنَا أَبْعَدُكُمْ مِنْهُ)) [الصحيحة: ٧٣٢]

ابوحمید یا ابو اسید سے روایت ہے' فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میرے بارے میں کوئی بات سنو جسے تمہارے دل مانتے ہوں اور تمہارے اندرون و بیرون اس کے لیے نرم ہوں اور تم اسے اپنے قریب سمجھو تو میں تم سے زیادہ اس کام کے لائق ہوں اور جب تم میرے بارے میں کوئی بات سنو جو تمہارے دلوں کو ناگوار لگے اور تمہارا اندرون و بیرون اس سے نفرت کرے اور تم اسے اپنے آپ سے بعید سمجھو تو میں اس سے تم سے زیادہ دور ہوں گا۔

تخریج: الصحیحۃ ۷۳۲۔ ابن سعد (۱/ ۳۸۷'۳۸۸)' عبدالغنی المقدسی فی العلم (۲/ ۴۳/ ۲)' ابن حبان (۶۳)۔

فوائد: تو ایسی بات جسے ہم اپنی ذات کے لیے پسند نہ کرتے ہوں تو اگر کوئی رسول اللہ ﷺ کے بارے میں ایسی بات بیان کرے تو سمجھنا چاہیے کہ وہ جھوٹا ہے۔

باب: بيان مدة المسح على الخفين

خفین پر مسح کی مدت کا بیان

٢٤٣٧۔عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرِ الْجُهَنِيِّ، قَالَ: خَرَجْتُ مِنَ الشَّامِ إِلَى الْمَدِيْنَةِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، فَدَخَلْتُ عَلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، فَقَالَ: مَتٰى أَوْلَجْتَ خُفَّيْكَ فِي رِجْلَيْكَ؟ قُلْتُ: يَوْمَ

عقبی بن عامر جہنی سے روایت ہے، کہتے ہیں: میں جمعہ والے دن شام سے مدینہ کی طرف نکلا، حضرت عمر بن خطاب کے پاس گیا، تو انہوں نے کہا: تو نے اپنے پاؤں میں موزے کب پہنے ہیں؟ میں نے کہا جمعے والے دن انہوں نے کہا: کیا تو نے ان کو اتارا

الْجُمُعَةِ، قَالَ: فَهَلْ نَزَعْتَهُمَا؟ قُلْتُ: لَا، قَالَ: ((أَصَبْتَ السُّنَّةَ))[الصحيحة: ٢٦٢٢]

تخریج: الصحیحۃ ۲۶۲۲۔ تقدم برقم (۲۰۴۷،۲۳۴۷،۲۳۴۳)۔

لا تقسم احد على شيءٍ

بيان الصغير عند الكبير

٢٤٣٨۔عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَجُلًا أَتَى رَسُولَ اللّٰهِ، فَقَالَ إِنِّي رَأَيْتُ اللَّيْلَةَ فِي الْمَنَامِ ظُلَّةً تَنْطِفُ بِالسَّمْنِ وَالْعَسَلِ، فَأَرَى النَّاسَ يَتَكَفَّفُونَ مِنْهَا، فَالْمُسْتَكْثِرُ وَالْمُسْتَقِلُّ، وَإِذَا سَبَبٌ وَاصِلٌ مِّنَ الْأَرْضِ إِلَى السَّمَاءِ، فَأَرَاكَ أَخَذْتَ بِهِ فَعَلَوْتَ، ثُمَّ أَخَذَبِهِ رَجُلٌ آخَرُ فَعَلَابِهِ، ثُمَّ أَخَذَهُ رَجُلٌ آخَرُه فَعَلَا بِهِ، ثُمَّ أَخَذَهُ رَجُلٌ فَانْقَطَعَ، ثُمَّ وَصَلَ، فَقَالَ أَبُوبَكْرٍ: يَارَسُولَ اللّٰهِ! بِأَبِي أَنْتَ وَاللّٰهِ لَتَدَعَنِّي فَأَعْبُرَهَا۔ فَقَالَ النَّبِيُّ لَهُ: ((اعْبُرْهَا)) قَالَ: أَمَّا الظُّلَّةُ، فَالْإِسْلَامُ، وَأَمَّاالَّذِي يَنْطِفُ مِنَ الْعَسَلِ السَّمْنُ، فَالْقُرْآنُ حَلَاوَتُهُ تَنْطِفُ، فَالْمُسْتَكْثِرُ مِنَ الْقُرْآنِ وَالْمُسْتَقِلُّ، وَأَمَّا السَّبَبُ الْوَاصِلُ مِنَ السَّمَاءِ إِلَى الْأَرْضِ، فَالْحَقُّ الَّذِي أَنْتَ عَلَيْهِ تَأْخُذُ بِهِ فَيُعْلِيكَ اللّٰهُ،ثُمَّ يَاخُذُ بِهِ رَجُلٌ فَيَعْلُوبِهِ ثُمَّ يَاخُذُ بِهِ رَجُلٌ آخَرُ فَيَعْلُوبِهِ ثُمَّ يَاخُذُ بِهِ رَجُلٌ فَيَنْقَطِعُ بِهِ ثُمَّ يُوصَلُ لَهُ فَيَعْلُوبِهِ، فَأَخْبِرْنِي يَارَسُولَ اللّٰهِ بِأَبِي أَنْتَ! أَصَبْتُ أَمْ أَخْطَأْتُ؟ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ :((أَصَبْتَ بَعْضًا، وَأَخْطَأْتَ بَعْضًا)) قَالَ: فَوَاللّٰهِ لَتُحَدِّثُنِي بِالَّذِي اخْطَأْتُ، قَالَ: ((لَا تُقْسِمْ)) [الصحيحة:١٢١]

ہے؟ میں نے کہا: نہیں۔ حضرت عمر نے کہا: تو نے پھر سنت کو پالیا۔

کسی کو کسی کام پر قسم نہ دینا

بڑے کی موجودگی میں چھوٹوں کا بیان کرنا

ابن عباس ﷛ سے روایت ہے ، ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا، اور اُس نے کہا: میں نے رات کو خواب میں ایک سائبان دیکھا، جس سے گھی اور شہد ٹپک رہا تھا اور میں نے لوگوں کو دیکھا وہ اُس سے چلو بھر کر لے رہے تھے، کچھ زیادہ کچھ تھوڑا اور جبکہ ایک رسہ زمین سے آسمان کی طرف پہنچ رہا تھا میں نے آپ کو دیکھا آپ نے اس کو پکڑا اور اوپر چڑھ گئے، پھر اس کو دوسرے آدمی نے پکڑا وہ بھی اس کے ساتھ چڑھ گیا، پھر اس کو تیسرے آدمی نے پکڑا وہ بھی اس کے ساتھ اوپر چڑھ گیا، پھر اس کو ایک آدمی نے پکڑا پس وہ رسہ ٹوٹ گیا، پھر جڑ گیا، حضرت ابوبکر نے کہا، اے اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ پر قربان جائیں، آپ مجھے اجازت دیں میں اس کی تعبیر بیان کروں۔ آپ ﷺ نے اُن کو کہا: تو اس کی تعبیر بیان کر، حضرت ابوبکر ﷛ نے فرمایا: سائبان اسلام ہے اور جو اس سے شہد اور گھی ٹپک رہا تھا وہ قرآن اور اس کی مٹھاس ٹپک رہی تھی، پس قرآن سے کچھ زیادہ حصہ لینے والے تھے اور کچھ کم اور جو آسمان سے زمین تک پہنچنے والا رسہ ہے پس وہ حق ہے، جس پر آپ قائم ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کے ذریعے سربلند فرمائے گا۔ پھر اس کو ایک آدمی پکڑے گا وہ بھی اس کے ساتھ بلندی پر فائز ہوگا، پھر اس کو ایک دوسرا آدمی پکڑے گا وہ اس کے ساتھ بلند ہوگا، پھر اس کو تیسرا آدمی پکڑے گا ، پس وہ ٹوٹ جائے گا۔ پھر اس کو جوڑا جائے گا، پس وہ اس کے ساتھ بلند ہوگا۔ اے اللہ کے رسول ﷺ!

میرے ماں باپ آپ پر قربان جائیں۔ مجھے بتلایئے میں نے صحیح تعبیر کی ہے یا غلط؟ نبی ﷺ نے فرمایا: کچھ صحیح اور کچھ غلط۔ ابوبکر نے کہا اللہ کی قسم! آپ مجھے میری غلطی ضرور بیان کریں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے ابوبکر قسم نہ دے۔

تخریج: الصحیحة ۱۲۱۔ بخاری (۷۰۴۶)' مسلم (۲۲۶۹)' ابوداؤد (۳۲۶۸)' ترمذی (۲۲۹۳)' ابن ماجه (۳۹۱۸)۔

باب: من اکثر منافق امتی

میری امت کے اکثر منافق کون ہیں

٢٤٣٩۔قَالَ ﷺ: ((أَكْثَرُ مُنَافِقِي أُمَّتِي قُرَّاؤُهَا)) وَرَدَ مِنْ حَدِيثِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، وَعُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ، وَعَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ، وَعَصْمَةَ بْنِ مَالِكٍ۔

آپ ﷺ نے فرمایا: میری امت کے زیادہ منافق قراء ہیں، یہ حدیث عبداللہ بن عمرو، عقبہ بن عامر، عبداللہ بن عباس اور عصمہ بن مالک رضی اللہ عنہم سے وارد ہے۔

تخریج: الصحیحة ۷۵۰۔ (۱) ابن عمرو: احمد (۲/ ۱۷۴)' ابن المبارك فی الزهد (۴۵۱)' بغوی (۳۹)۔ (۲) عقبه: احمد (۴/ ۱۵۱)' الفریابی فی صفة المنافق (۳۳)۔ (۳) ابن عباس: عقیلی فی الضعفاء ۱/ ۲۷۴)۔ (۴) عصمة بن مالك ﷺ: ابن عدی فی الکامل (۶/ ۲۰۴۱)۔

باب: اتباع السنة فرض فقط

سنت رسول ہی کی اتباع فرض ہے

٢٤٤٠۔عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ إِذَا أَمَرَهُمْ، أَمَرَهُمْ مِنَ الْأَعْمَالِ مَايُطِيقُوْنَ، قَالُوْا: إِنَّا لَسْنَا كَهَيْئَتِكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّ اللّٰهَ قَدْ غَفَرَلَكَ مَاتَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ؟! فَيَغْضَبُ حَتّٰى يُعْرَفَ الْغَضَبُ فِي وَجْهِهِ، ثُمَّ يَقُوْلُ : ((إِنَّ أَتْقَاكُمْ وَأَعْلَمُكُمْ بِاللّٰهِ أَنَا))

[الصحيحة:٢٥٠٢]

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، کہتی ہیں: رسول اللہ جب صحابہ کو حکم دیتے، تو اُن کاموں کے کرنے کا حکم دیتے، جن کی وہ طاقت رکھتے تھے، صحابہ نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ ہم آپ کی طرح نہیں، اللہ نے تو آپ کے اگلے پچھلے سارے گناہ معاف فرمادیئے ہیں، آپ ﷺ اس پر ناراض ہوجاتے، یہاں تک کہ غصہ آپ کے چہرے سے پہچان لیا جاتا۔ پھر آپ فرماتے: میں تم سے زیادہ ڈرنے والا اور اللہ کو جاننے والا ہوں۔

تخریج: الصحیحة ۲۵۰۲۔ بخاری (۲۰)' احمد (۶/ ۵۶'۶۱)۔

فوائد: عبادت کا طریق کار اور اس کی مقدار اتنی ہے جتنی نبی ﷺ نے کرکے بتا دی۔ اپنے آپ کو گناہ گار سمجھتے ہوئے اس حد سے تجاوز کرنا زیادہ مشقت جھیلنا یہ غیر مفید اور عبث کام ہے۔ اجر و ثواب تو دور کی بات' خدشہ ہے کہ کرنے والا گناہوں کا بوجھ نہ اٹھا لے۔

باب: خوف خصم المنافق

منافق کے (ناحق) جھگڑے کا خوف

۲٤٤١۔عَنْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ، قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ عُمَرَ وَهُوَ يَخْطُبُ النَّاسَ فَقَالَ فِي خُطْبَتِهِ، فَذَكَرَهُ مَرْفُوعاً: ((إِنَّ أَخْوَفَ مَاأَخَافُ عَلَى أُمَّتِي كُلُّ مُنَافِقٍ عَلِيمِ اللِّسَانِ)). [الصحيحة:١٠١٣]

ابو عثمان نہدی سے روایت ہے: کہتے ہیں میں عمر رضی اللہ عنہ کے پاس تھا اور وہ لوگوں کو خطبہ دے رہے تھے۔ انہوں نے اپنے خطبہ میں کہا اور اس بات کو مرفوعاً بیان کیا کہ (نبی ﷺ نے فرمایا) میں اپنی امت پر سب سے زیادہ خدشہ ہر منافق چرب زبان سے رکھتا ہوں۔

تخریج: الصحیحة ۱۰۱۳۔ احمد (۱/ ۲۲، ۴۴)' ابن بطة فی الدبانة (۹۴۱)' البزار (۳۰۵)۔

باب: ما يهلك بالامة
جو چیزیں امت کو ہلاک کر دیں گی

۲٤٤٢۔عَنْ طَلْحَةَ بْنِ مُصَرِّفٍ رَفَعَهُ: ((إِنَّ أَخْوَفَ مَاأَتَخَوَّفُهُ عَلَى أُمَّتِي آخِرَ الزَّمَانِ، ثَلَاثاً: إِيْمَاناً بِالنُّجُوْمِ، وَتَكْذِيْباً بِالْقَدَرِ، وَحَيْفَ السُّلْطَانِ)) [الصحيحة:١١٢٧]

طلحہ بن مصرف سے روایت ہے، انہوں نے مرفوع بیان کیا: آخر زمانہ میں اپنی امت پر تین چیزوں سے سب سے زیادہ ڈرتا ہوں (۱) ستاروں پر ایمان رکھنا۔ (۲) تقدیر کو جھٹلانا اور (۳) حکمران کا ظلم کرنا۔

تخریج: الصحیحة ۱۱۲۷۔ ابو عمرو الدانی فی الفتن (۲۳/ ۲۱)' طبرانی فی الکبیر (۸۱۱۳) عن ابی امامة رضی اللہ عنہ۔

باب: ذم من كثرة المسائل
زیادہ سوال کرنے کی مذمت

۲٤٤٣۔عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ أَعْظَمَ الْمُسْلِمِيْنَ [فِي الْمُسْلِمِيْنَ] جُرْماً: مَنْ سَأَلَ عَنْ شَيْءٍ لَّمْ يُحَرَّمْ [وَنَقَّرَ عَنْهُ] فَحُرِّمَ [عَلَى النَّاسِ] مِنْ أَجْلِ مَسْأَلَتِهِ)) [الصحيحة:٣٢٧٦]

عامر بن سعد بن ابی وقاص سے روایت ہے، وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں، بلاشبہ نبی ﷺ نے فرمایا: مسلمانوں میں جرم کے لحاظ سے سب سے بڑا مجرم وہ مسلمان ہے جس نے ایسی چیز کے متعلق سوال کیا جو حرام نہیں کی گئی تھی، اُس نے اُس کو کریدا۔ تو اُس کے سوال کی وجہ سے لوگوں پر حرام کر دی گئی۔

تخریج: الصحیحة ۳۲۷۶۔ بخاری (۷۲۸۹)' مسلم (۲۳۵۸)' ابو داؤد (۴۶۱۰)' احمد (۱/ ۱۷۶)۔

فوائد: معلوم ہوا کہ زیادہ باریکی میں جا کر بال کی کھال اتارنا کوئی تحقیق نہیں، ہمیشہ اعتدال ملحوظ خاطر رکھنا چاہیے اور صراحتہً جن چیزوں کو حرام کیا گیا ہے اُن سے اجتناب کرتے ہوئے جن کاموں کے کرنے کا حکم دیا گیا ہے، اُن پر عمل پیرا ہونا چاہیے۔

باب: شدة الوعيد بالكذب على النبي ﷺ
نبی ﷺ پر جھوٹ بولنے پر سخت ترین وعید

۲٤٤٤۔عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ الَّذِي يَكْذِبُ عَلَيَّ يُبْنَى لَهُ بَيْتٌ فِي

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو مجھ پر جھوٹ بولتا ہے اُس کے لیے آگ میں گھر بنایا جاتا ہے۔

النَّارِ)) [الصحيحة: ١٦١٨]

تخریج: الصحيحة ۱۶۱۸- احمد (۳/ ۳۲۲-۱۰۴۳)' ابن ابی شیبة (۸/ ۷۶۱)' طبرانی فی الکبیر (۱۳۱۵۴)۔

٢٤٤٥۔عَنْ أَنَسٍ مَرْفُوعاً: ((إِنَّ اللّٰهَ احْتَجَزَ التَّوْبَةَ عَنْ صَاحِبِ كُلِّ بِدْعَةٍ))

[الصحيحة:١٦٢٠]

حضرت انس سے مرفوع نقل کیا گیا ہے، اللہ تعالیٰ نے ہر بدعتی سے توبہ کو پردے میں رکھا ہے۔

تخریج: الصحيحة ۱۶۲۰- ابو الشیخ فی الطبقات (۷۵۳)' طبرانی فی الاوسط (۴۲۱۴)' بیهقی فی الشعب (۷۲۳۸)' الحروی فی ذم الکلام (۹۴۶)۔

فوائد: گناہگار کبھی نہ کبھی گناہ چھوڑ کر راہِ راست پر آ جاتا ہے۔مگر بدعتی چونکہ بدعت کو دین اور ثواب سمجھ کر کرتا ہے اس لیے اُس کو ساری زندگی بدعت سے توبہ نصیب نہیں ہوتی ۔ بلکہ شیطان بھی بدعتی کا مددگار ہوتا ہے اور آئے دن بدعت کو ترویج و تشہیر ملتی رہتی ہے۔جس طرح کہ ہمارے ملک میں عید میلاد النبی کا جلوس، گیارھویں شریف کا ختم اور دیگر بدعات کو بڑا مقام حاصل ہے۔لوگ اسی کو دین سمجھتے ہیں اور ان بدعتی امور کو اپنے لیے ذریعہ نجات گردانتے ہیں۔

باب: النهي عن التكلم في الولدان والقدر

(فوت شدہ) چھوٹے بچوں اور تقدیر کے بارے میں کلام کی ممانعت

٢٤٤٦۔عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((إِنَّ أَمْرَ هٰذِهِ الْأُمَّةِ لَا يَزَالُ مُقَارِباً أَوْ مُوَاتِياً حَتّٰى يَتَكَلَّمُوْا فِي الْوِلْدَانِ وَالْقَدَرِ)).

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں: اس امت کا معاملہ یقیناً معتدل اور (حق کے) موافق رہے گا حتیٰ کہ لوگ بچوں اور تقدیر کے بارے میں باتیں کرنے لگے۔

تخریج: الصحيحة ۱۶۷۵- طبرانی فی الکبیر (۱۲۷۶۴)' والاوسط (۳۰۹۸)' حاکم (۱/ ۳۳)۔

باب: الذم بيان القصص المحض

قصوں کو بیان کرنے کی مذمت

٢٤٤٧۔عَنْ خَبَّابٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ بَنِي إِسْرَائِيْلَ لَمَّا هَلَكُوْا قَصُّوْا))

[الصحيحة:١٦٨١]

خباب رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں: آپ نے فرمایا: جب بنی اسرائیل والے ہلاک ہوئے تو قصے بیان کرنے لگے۔

تخریج: الصحيحة ۱۶۸۱- طبرانی فی الکبیر(۳۷۰۵)' ابو نعیم فی الحلیة (۴/ ۳۶۲)۔

فوائد: بنی اسرائیل کے لوگوں کی ہلاکت کا سبب ان کا قصہ گوئی کرنا تھا۔شریعت کو سوچے سمجھے بغیر بجائے اس کے کہ عوام کو عمل پر ابھاریں بس قصوں سے محظوظ کرنے کی کوشش کرتے جیسا کہ موجودہ خطیبوں کا حال ہے۔

باب: من حسن اسلام المرء

کسی کا اچھا مسلمان ہونا

٢٤٤٨۔عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوعاً: ((إِنَّ لِلْإِسْلَامِ

ابو ہریرہؓ سے مرفوعا مروی ہے: (نبی ﷺ نے فرمایا) یقیناً اسلام کو

شِرَّةً، وَإِنَّ لِكُلِّ شِرَّةٍ فَتْرَةً، فَإِنْ [كَانَ] صَاحِبُهُمَا سَدَّدَ وَقَارَبَ فَارْجُوهُ، وَإِنْ أُشِيرَ إِلَيْهِ بِالْأَصَابِعِ فَلَا تَرْجُوهُ)). [الصحيحة:٢٨٥٠]

عمدگی حاصل ہے اور ہر عمدہ چیز کو کمزوری بھی لازم ہے تو اگر ان دونوں حالتوں والا درست رہے تو اسے اچھا شمار کرو اور اگر اس کی طرف انگلیوں سے اشارہ کیا جائے تو اسے اچھا شمار نہ کرو۔

تخریج: الصحیحة ۲۸۵۰- طحاوی فی مشکل الآثار (۲/ ۸۹)' تمام الرازی فی الفوائد (د۱۰۴۳)' ترمذی (۲۴۵۵)' ابن حبان (۳۴۹) من طریق آخر عنه۔

باب: الزمان فيه خطباء كثير

اس زمانے کا ذکر کہ جس میں خطیب زیادہ ہوں گے

٢٤٤٩ ـعَنْ حَرَامِ بْنِ حَكِيمٍ، عَنْ عَمِّهِ عَبْدِاللهِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: [إِنَّكُمْ أَصْبَحْتُمْ فِي زَمَانٍ كَثِيرٍ فُقَهَاؤُهُ، قَلِيلٍ خُطَبَاؤُهُ، قَلِيلٍ سُؤَّالُهُ، كَثِيرٍ مُعْطُوهُ، الْعَمَلُ فِيهِ خَيْرٌ مِنَ الْعِلْمِ، وَسَيَأْتِي زَمَانٌ قَلِيلٌ فُقَهَاؤُهُ، كَثِيرٌ خُطَبَاؤُهُ، كَثِيرٌ سُؤَّالُهُ، قَلِيلٌ مُعْطُوهُ، الْعِلْمُ فِيهِ خَيْرٌ مِنَ الْعَمَلِ)) [الصحيحة:٣١٨٩]

حرام بن حکیم سے روایت ہے، وہ اپنے چچا عبداللہ بن سعد سے اور وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: تم ایسے زمانہ میں ہو جس میں فقہا زیادہ اور خطباء کم ہیں۔ مانگنے والے کم' دینے والے زیادہ ہیں، اس زمانہ میں عمل علم سے بہتر ہے۔ اور عنقریب ایسا زمانہ آئے گا، اُس زمانہ کے فقہا کم ہوں گے اور خطباء زیادہ ہوں گے، مانگنے والے زیادہ ہوں گے اور دینے والے کم ہوں، اُس زمانہ میں علم عمل سے بہتر ہوگا۔

تخریج: الصحیحة ۳۱۸۹- طبرانی فی الکبیر کما فی المجمع (۱/ ۱۲۷)' وفی الشامیین (۱۲۲۵)' ابن عبد البر فی جامع بیان العلم (۷۷)' واخرجه الطبرانی (۳۱۱۱) من طریق آخر۔

باب: العلم بالتعلم

علم سیکھنے سے آتا ہے

٢٤٥٠ ـعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوعاً: ((إِنَّمَا الْعِلْمُ بِالتَّعَلُّمِ، وَالْحِلْمُ بِالتَّحَلُّمِ، وَمَنْ يَتَحَرَّ الْخَيْرَ يُعْطَهُ، وَمَنْ يَتَوَقَّ الشَّرَّ يُوقَهُ)) [الصحيحة:٣٤٢]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعا نقل کیا گیا ہے، (نبی ﷺ نے فرمایا) علم سیکھنے سے آتا ہے، اور حلم، بردبار بننے کی کوشش سے نصیب ہوتا ہے، اور جو بھلائی کا قصد کرتا ہے اُس کو بھلائی دے دی جاتی ہے اور جو برائی سے بچتا ہے اُس کو بچا لیا جاتا ہے۔

تخریج: الصحیحة ۳۴۲- خطیب فی تاریخه (۹/ ۱۲۷)' عن ابی هریرة رضی اللہ عنہ طبرانی فی الاوسط (۲۶۸۴)' عن ابی الدرداء۔

فوائد: یہ قدرت کا قانون ہے کہ کسی صلاحیت سے محروم شخص جب کسی صلاحیت کے حصول کے درپے ہو جاتا ہے تو اللہ اسے اس صلاحیت سے نواز دیتے ہیں۔

باب: مثل القرآن كأبل المعلقة

قرآن کی مثال بندھے ہوئے اونٹ کی طرح ہے

٢٤٥١ ـعَنِ ابْنِ عُمَرَ مَرْفُوعاً: ((إِنَّمَا مَثَلُ

ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مرفوعا مروی ہے: (نبی ﷺ نے فرمایا) صاحبِ

صَاحِبِ الْقُرْآنِ: كَمَثَلِ صَاحِبِ الْإِبِلِ الْمُعَقَّلَةِ، إِنْ عَاهَدَ عَلَيْهَا أَمْسَكَهَا، وَإِنْ أَطْلَقَهَا ذَهَبَتْ)) [الصحيحة: ۳۵۷۷]

قرآن کی مثال ایک بندھے ہوئے اونٹ کے مالک کی طرح ہے۔ اگر اس کا خیال رکھے گا تو اسے روکے رکھے گا اور اگر اسے چھوڑ دے گا تو وہ بھاگ جائے گا۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۵۷۷۔ بخاری (۵۰۳۱)، مسلم (۷۸۹)، ابن ماجه (۳۷۸۳)، نسائی (۹۴۳)۔

باب: الوعيد باختلاف الكتاب

کتاب میں اختلاف کرنا وعید ہے

۲۴۵۲۔عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: هَجَرْتُ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَوْماً قَالَ: فَسَمِعَ أَصْوَاتَ رَجُلَيْنِ اخْتَلَفَا فِي آيَةٍ، فَخَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ يُعْرَفُ فِي وَجْهِهِ الْغَضَبُ فَقَالَ: ((إِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ بِاخْتِلَافِهِمْ فِي الْكِتَابِ)) [الصحيحة: ۳۵۷۸]

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، کہتے ہیں: میں ایک دن دوپہر کے وقت رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا، آپ نے دو آدمیوں کی آواز سنی، جو ایک آیت میں جھگڑا کر رہے تھے، رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور آپ کے چہرے پر غصہ نمایاں تھا اور آپ نے فرمایا: تم سے پہلے لوگ بھی کتاب میں اختلاف کی وجہ سے ہلاک کر دیے گئے۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۵۷۸۔ مسلم (۲۶۶۶)، نسائی فی الکبری (۸۰۹۵)، احمد (۲/ ۱۹۲)۔

باب: بيان كل خير فرض على النبي

ہر چیز کے کام کی وضاحت نبیؐ پر فرض ہے

۲۴۵۳۔عن عبدالرحمن بن عبدرب الكعبة، قال: دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ، فَإِذَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ جَالِسٌ فِي ظِلِّ الْكَعْبَةِ، وَالنَّاسُ مُجْتَمِعُوْنَ عَلَيْهِ، فَأَتَيْتُهُمْ، فَجَلَسْتُ إِلَيْهِ، فَقَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ فِي سَفَرٍ، فَنَزَلْنَا مَنْزِلًا، فَمِنَّا مَنْ يُصْلِحُ خِبَاءَهُ، وَمِنَّا مَنْ يَنْتَضِلُ، وَمِنَّا مَنْ هُوَ فِي جَشَرَةٍ، إِذْ نَادَى مُنَادِي رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ: اَلصَّلَاةُ جَامِعَةٌ، فَاجْتَمَعْنَا إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((إِنَّهُ لَمْ يَكُنْ نَبِيٌّ قَبْلِي إِلَّا كَانَ حَقًّا عَلَيْهِ أَنْ يَدُلَّ أُمَّتَهُ عَلَى خَيْرِ مَا يَعْلَمُهُ لَهُمْ، وَيُنْذِرُهُمْ شَرَّ مَا يَعْلَمُهُ لَهُمْ، وَإِنَّ أُمَّتَكُمْ هٰذِهِ جُعِلَ عَافِيَتُهَا فِي أَوَّلِهَا وَسَيُصِيبُ آخِرَهَا بَلَاءٌ وَأُمُوْرٌ تُنْكِرُوْنَهَا، وَتَجِيءُ فِتْنَةٌ فَيُرَقِّقُ

عبدالرحمٰن بن عبد رب کعبہ کہتے ہیں: میں مسجد میں داخل ہوا تو سامنے عبداللہ بن عمروؓ کعبہ کے سائے میں بیٹھے ہوئے تھے اور لوگ ان کے پاس جمع تھے تو میں ان کے پاس آیا اور بیٹھ گیا تو وہ کہنے لگے: ہم کسی سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے تو ہم ایک جگہ اترے۔ ہم میں سے کچھ اپنے خیمے درست کرنے لگے' کچھ تیر اندازی اور کچھ جانور چرانے لگے کہ اچانک رسول اللہ ﷺ کی طرف سے کسی نے آواز لگائی "اَلصَّلَاةُ جَامِعَةٌ" تو ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس جمع ہوگئے۔ آپؐ نے فرمایا: یقیناً مجھ سے پہلے جتنے نبی تھے ان پر لازم تھا کہ وہ اپنی امت کی بھلائی پر رہنمائی کریں جو وہ ان کے لیے جانتے ہوں اور جسے وہ ان کے لیے برا سمجھیں ان سے ڈرائیں اور اللہ نے اس امت کے پہلے حصے کو عافیت دی ہے اور آخری حصے کو آزمائشوں اور ناگوار معاملات سے واسطہ پڑے گا اور فتنے آئیں گے اور ایک دوسرے سے

بَعْضُهَا بَعْضاً، وَتَجِيُّ الْفِتْنَةُ فَيَقُولُ الْمُؤْمِنُ: هٰذِهِ مُهْلِكَتِي، ثُمَّ تَنْكَشِفُ وَتَجِيُّ الْفِتْنَةُ، فَيَقُولُ الْمُؤْمِنُ: هٰذِهِ هٰذِهِ فَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يُزَحْزَحَ عَنِ النَّارِ وَيَدْخُلَ الْجَنَّةَ، فَلْتَأْتِهِ مَنِيَّتُهُ وَهُوَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَلْيَأْتِ إِلَى النَّاسِ الَّذِي يُحِبُّ أَنْ يُؤْتَى إِلَيْهِ وَمَنْ بَايَعَ إِمَاماً، فَأَعْطَاهُ صَفْقَةَ يَدِهِ، وَثَمَرَةَ قَلْبِهِ، فَلْيُطِعْهُ إِنِ اسْتَطَاعَ، فَإِنْ جَاءَ آخَرُ يُنَازِعُهُ، فَاضْرِبُوا عُنُقَ الْآخَرِ)) وَزَادَ فِي آخِرِهِ: ((فَدَنَوْتُ مِنْهُ، فَقُلْتُ لَهُ: أَنْشُدُكَ اللّٰهَ: آنْتَ سَمِعْتَ هٰذَا مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ؟ فَأَهْوٰى إِلَى أُذُنَيْهِ وَقَلْبِهِ بِيَدَيْهِ، وَقَالَ: سَمِعَتْهُ أُذُنَايَ، وَوَعَاهُ قَلْبِي، فَقُلْتُ لَهُ: هٰذَا ابْنُ عَمِّكَ مُعَاوِيَةُ يَأْمُرُنَا أَنْ نَأْكُلَ أَمْوَالَنَا بَيْنَنَا بِالْبَاطِلِ، وَنَقْتُلَ أَنْفُسَنَا. وَاللّٰهُ يَقُولُ: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ إِلَّا أَنْ تَكُونَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِنْكُمْ وَلَا تَقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيماً﴾ [النساء:۲۹] قَالَ: فَسَكَتَ سَاعَةً، ثُمَّ قَالَ: أَطِعْهُ فِي طَاعَةِ اللّٰهِ، وَاعْصِهِ فِي مَعْصِيَةِ اللّٰهِ)) [الصحيحة:۲٤۱]

آگے نکل جائیں گے' ایک فتنہ آئے گا مومن کہے گا: یہ مجھے ہلاک کردے گا پھر وہ دور ہوگا تو دوسرا آ جائے گا تو مومن کہے گا یہ والا' یہ والا ہے۔ تو جس کو پسند ہو کہ آگ سے بچا کر جنت میں داخل کردیا جائے تو وہ اپنی موت کو اس طرح آئے کہ اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہو' اور لوگوں میں سے جو اس کا آنا پسند کرے اس کے پاس آئے اور جو کسی امام کی بیعت کرے پھر اپنے ہاتھ کا سامان اور دل کی محبت اسے دے دے تو پھر ممکن حد تک اس کی اطاعت کرے اور اگر کوئی دوسرا آ کر اس (امام) سے جھگڑے تو اس دوسرے کی گردن اڑا دو اور اس (حدیث) کے آخر میں زائد الفاظ ہیں۔ پھر میں اس کے قریب ہوا اور اسے کہا: میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں! تو نے یہ اللہ کے رسولؐ سے سنا ہے تو اس نے ہاتھوں سے اپنے کانوں اور دل کی جانب اشارہ کیا اور کہا: اس کو میرے کانوں نے سنا اور دل نے سمجھا' تو میں نے اسے کہا: یہ تیرا چچا زاد ہمیں کہتا ہے کہ ہم اپنے مال آپس میں باطل طریقے سے کھائیں' اپنے آپ کو قتل کریں اور اللہ کہتا ہے: اے ایمان والو تم اپنے مال آپس میں باطل طریقے سے نہ کھاؤ مگر یہ کہ باہمی رضا مندی سے تجارت ہو' اور اپنے آپ کو قتل نہ کرو یقیناً اللہ تم پر رحم کرنے والا ہے'' کہتے ہیں: وہ تھوڑی دیر خاموش رہے پھر گویا ہوئے: اللہ کی اطاعت میں اس کی اطاعت کرو' اور اللہ کی نافرمانی میں اس کی نافرمانی کر۔

تخریج: الصحیحة ۲۴۱۔ مسلم (۱۸۴۴)' نسائی (۴۱۹۶)' ابن ماجه (۳۹۵۶)' احمد (۲/ ۱۹۱)۔

باب: الاجتهاد بأمر الاول يعنى التبليغ عندالفتنة

فتنوں کے وقت تبلیغ دین کی کوشش کرنا

۲٤٥٤۔عَنْ أَبِي وَاقِدِ اللَّيْثِيِّ، قَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ـ وَنَحْنُ جُلُوسٌ عَلَى بِسَاطٍ ـ: ((إِنَّهَا سَتَكُونُ فِتْنَةٌ)) قَالُوا: وَكَيْفَ نَفْعَلُ

ابو واقد لیثی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اور ہم چٹائی پر بیٹھے ہوئے تھے: عنقریب فتنے ہوں گے' انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول تب ہم کیا کریں؟ آپؐ نے چٹائی کی جانب ہاتھ

يَارَسُوْلَ اللّٰهِ؟! فَرَدَّ يَدَهُ إِلَى الْبِسَاطِ وَأَمْسَكَ بِهِ، فَقَالَ : ((تَفْعَلُوْنَ هٰكَذَا)) وَذَكَرَ لَهُمْ يَوْماً: ((إِنَّهَا سَتَكُوْنُ فِتْنَةٌ)) فَلَمْ يَسْمَعْهُ كَثِيْرٌ مِّنَ النَّاسِ، فَقَالَ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ: أَلَا تَسْمَعُوْنَ مَايَقُوْلُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ؟افَقَالُوْا: مَاقَالَ؟! قَالَ: ((إِنَّهَا سَتَكُوْنُ فِتْنَةٌ، فَقَالُوْا: كَيْفَ لَنَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ؟! أَوْ كَيْفَ نَصْنَعُ؟ قَالَ: تَرْجِعُوْنَ إِلٰى أَمْرِكُمُ الْأَوَّلِ)) [الصحيحة: ٣١٦٥]

بڑھایا اور اسے پکڑ لیا پھر کہا: تم ایسے کرنا اور ایک دن آپ نے بتایا: عنقریب فتنے ہوں گے بہت سے لوگ اسے سن نہ سکے تو معاذ بن جبلؓ نے کہا: تم رسول اللہ ﷺ کی بات نہیں سن رہے؟ انہوں نے کہا: آپ نے کیا کہا: کہتے ہیں: عنقریب فتنے ہوں گے تو انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسولؐ! ہم کیسے ہوں یا کیا کریں؟ فرمایا: تم اپنے پہلے معاملے کی طرف پلٹ آنا۔

تخریج: الصحیحة ٣١٦٥۔ طبرانی فی الکبیر (٣٣٠٧)' والاوسط (٨٦٧٣)' طحاوی فی مشکل الآثار (٢/ ٦٨)۔

فوائد: اسلام کا اولین معاملہ یہ تھا کہ اسلام کی دعوت دی جائے اور لڑائی سے گریز کیا جائے یعنی مسلمان نیک اعمال کے ساتھ دعوت برقرار رکھیں اور آپس کی لڑائیوں میں حصہ نہ لیں۔

باب: الامر بتبليغ الحديث

باب: حدیث کی تبلیغ واشاعت کا حکم

٢٤٥٥۔عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ مَرْفُوْعاً: ((إِنِّي أُحَدِّثُكُمْ بِالْحَدِيْثِ، فَلْيُحَدِّثِ الْحَاضِرُ مِنْكُمُ الْغَائِبَ)). [الصحيحة: ١٧٢١]

عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ مرفوعا بیان کرتے ہیں (نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا): میں تمہیں بات بیان کرتا ہوں تو جو تم میں سے موجود ہے وہ غائب کو بتادے۔

تخریج: الصحیحة ١٧٢١۔ ابو دیلمی (٢٠١)' طبرانی فی الکبیر کما فی المجمع (١/ ١٣٩)' و جامع المسانید لا بن کثیر (٤٩١٧)۔

باب: الورع

پرہیز گاری کا بیان

٢٤٥٦۔عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعاً: ((إِنِّي لَأَنْقَلِبُ إِلٰى أَهْلِي، فَأَجِدُ التَّمْرَةَ سَاقِطَةً عَلٰى فِرَاشِي، فَأَرْفَعُهَا لِآكُلَهَا، ثُمَّ أَخْشٰى أَنْ تَكُوْنَ صَدَقَةً! فَأُلْقِيْهَا)) [الصحيحة: ٣٤٥٧]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعا نقل کیا گیا ہے، (نبی کریم ﷺ نے فرمایا) میں اپنے اہل کی طرف لوٹتا ہوں اپنے بستر پر گری ہوئی کھجور پاتا ہوں، اُس کو کھانے کے لیے اٹھاتا ہوں پھر ڈرتا ہوں کہ کہیں صدقہ کی نہ ہو، پھر میں اُس کو پھینک دیتا ہوں۔

تخریج: الصحیحة ٣٤٥٧۔ بخاری (٢٠٥٥'٢٤٣٢)' مسلم (١٠٧٠)' احمد (٢/ ٣١٧)۔

باب: حجية الحديث في الاحكام

حدیث احکام میں حجت ہے

٢٤٥٧۔عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِيْ كَرِبَ الْكِنْدِيِّ مَرْفُوْعاً: ((أُوْتِيْتُ الْكِتَابَ وَمَا يَعْدِلُهُ (يَعْنِي: مِثْلَهُ) يُوْشِكُ شَبْعَانُ عَلٰى أَرِيْكَتِهِ يَقُوْلُ بَيْنَنَا

مقدام بن معدی کرب کندی رضی اللہ عنہ سے مرفوعا روایت ہے (نبی کریم ﷺ نے فرمایا) مجھے کتاب اور اس کے برابر چیز عطا کی گئی ہے قریب ہے کہ کوئی پیٹ بھرے اپنے تکیہ پر ٹیک لگائے ہوئے

وَبَيْنَكُمْ هٰذَا الْكِتَابُ، فَمَا كَانَ فِيْهِ مِنْ حَلَالٍ أَحْلَلْنَاهُ، وَمَا كَانَ[فِيْهِ] مِنْ حَرَامٍ حَرَّمْنَاهُ، إِلَّا وَإِنَّهُ لَيْسَ كَذٰلِكَ. أَلَا لَا يَحِلُّ ذُوْنَابٍ مِّنَ السِّبَاعِ، وَلَا الْحِمَارُ الْأَهْلِيُّ، وَلَا اللُّقَطَةُ مِنْ مَالِ مُعَاهِدٍ، إِلَّا أَنْ يُّسْتَغْنٰى عَنْهَا، وَأَيُّمَا رَجُلٍ أَضَافَ قَوْمًا فَلَمْ يَقْرُوْهُ فَإِنَّ لَهٗ أَنْ يُّعَقِّبَهُمْ بِمِثْلِ قِرَاهٖ)). [الصحيحة: ۲۸۷۰]

کہے: ہمارے تمہارے درمیان یہ کتاب (معتبر) ہے۔ جو اس میں حلال ہے ہم اسے حلال سمجھیں گے اور اس میں حرام کو حرام مگر ایسے نہیں ہے خبردار! درندوں میں سے کچلی والا اور گھریلو گدھا حلال نہیں اور نہ ہی ذمی کا گرا ہوا مال الا یہ کہ اس کی پروا نہ کی جائے اور جو کوئی بھی کسی قوم کا مہمان بنا اور انہوں نے اس کی مہمان نوازی نہ کی تو اسے حق ہے کہ انہیں اپنی مہمان نوازی کے بقدر سزا دے۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۸۷۰۔ عباس الترقفی فی حدیثہ (۴۶/ ۱)' طبرانی فی الکبیر (۲۰/ ۲۸۳)' طحاوی (۲/ ۳۲۱)' ابو داؤد (۳۸۰۴) بنحوہ۔

فوائد: معلوم ہوا کہ ہدایت اور نجات کے لیے صرف قرآن کافی نہیں جب تک حدیث نبوی ﷺ ساتھ نہیں ہوگی تو انسان ضلالت و گمراہی پر ہی قائم رہے گا۔ ان میں سے کسی ایک کا انکار اسلام سے انکار کے مترادف ہے۔

باب: التحذير من الاكثار من رواية الحديث بغير تثبت

باب: غور و فکر اور تحقیق کے بغیر روایت حدیث کی کثرت سے اجتناب کرنا

۲٤٥٨ـعَنْ أَبِي قَتَادَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((إِيَّاكُمْ وَكَثْرَةَ الْحَدِيْثِ عَنِّي، مَنْ قَالَ عَلَيَّ فَلَا يَقُوْلَنَّ إِلَّا حَقًّا أَوْ صِدْقًا، فَمَنْ قَالَ عَلَيَّ مَالَمْ أَقُلْ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ.)) [الصحيحة: ۱۷۵۳]

ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ نے سنا، آپ ﷺ فرما رہے تھے: مجھ سے زیادہ حدیثیں بیان کرنے سے بچو۔ جس نے میرے حوالہ سے بات کہی وہ حق سچ بات ہی کہے۔ جس نے میرے ذمہ وہ بات لگائی جو میں نے نہیں کہی' اُس نے اپنا ٹھکانا جہنم میں بنایا۔

تخریج: الصحیحۃ ۱۷۵۳۔ احمد (۵/ ۲۹۷)' ابن ماجہ (۳۵)' دارمی (۲۴۳)' حاکم (۱/ ۱۱۱)۔

باب: الاعتدال في العبادة

باب: عبادت میں میانہ روی کا بیان

۲٤٥۹ـعَنْ جَابِرٍ قَالَ: مَرَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ عَلٰى رَجُلٍ قَائِمٍ يُصَلِّي عَلٰى صَخْرَةٍ، فَأَتٰى نَاحِيَةَ مَكَّةَ، فَمَكَثَ مَلِيًّا، ثُمَّ أَقْبَلَ فَوَجَدَ الرَّجُلَ عَلٰى حَالِهٖ يُصَلِّي، فَجَمَعَ يَدَيْهِ ثُمَّ قَالَ: ((أَيُّهَا النَّاسُ عَلَيْكُمْ بِالْقَصْدِ، فَإِنَّ اللّٰهَ لَا يَمَلُّ حَتّٰى تَمَلُّوْا)) [الصحيحة: ۱۷٦۰]

جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ ایک ایسے آدمی کے پاس سے گزرے جو چٹان پر کھڑا نماز پڑھ رہا تھا۔ پھر آپ مکہ کے ایک کونے کی طرف آئے اور کچھ دیر ٹھہرے۔ پھر آپ متوجہ ہوئے تو آپ نے آدمی کو نماز ہی کی حالت میں پایا۔ آپ نے اپنے ہاتھوں کو اکٹھا کیا اور کہا اے لوگو! میانہ روی کو لازم پکڑو۔ اللہ تعالیٰ نہیں تھکتا تم تھک جاؤ گے۔

تخریج: الصحیحة ۱۷۶۰۔ ابن ماجه (۴۲۴۱)' ابو یعلی (۱۷۹۶)' ابن حبان (۳۵۷)۔

فوائد: تھوڑی عبادت جو پابندی کے ساتھ کی جائے' اُس زیادہ عبادت سے بہتر ہے جو ایک مرتبہ کرنے کے بعد آدمی اُس سے کنارہ کش ہو جائے۔ عبادت میں میانہ روی بہت ضروری ہے۔ جب آدمی اپنے آپ پر سختی کرتا ہے تو بالآخر وہ بہت جلد تھک جاتا ہے۔ جبکہ اللہ تعالیٰ کے اجر و ثواب والے خزانوں میں کبھی بھی کوئی کمی نہیں آتی۔

باب: شدة الوعيد باحداث البدعة

بدعات کے پیدا کرنے پر شدید ترین وعید کا بیان

۲٤٦٠۔عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوعاً: ((تَرِدُ عَلَيَّ أُمَّتِي الْحَوْضَ، وَأَنَا أَذُوْدُ النَّاسَ عَنْهُ: كَمَا يَذُوْدُ الرَّجُلُ إِبِلَ الرَّجُلِ عَنْ إِبِلِهِ، قَالُوا: يَانَبِيَّ اللّٰهِ أَتَعْرِفُنَا؟ قَالَ: نَعَمْ، لَكُمْ سِيْمَالَيْسَتْ لِأَحَدٍ غَيْرِكُمْ تَرِدُوْنَ عَلَيَّ غُرًّا مُحَجَّلِيْنَ مِنْ آثَارِ الْوُضُوْءِ. وَلَيُصَدَّنَّ عَنِّي طَائِفَةٌ مِنْكُمْ، فَلَايَصِلُوْنَ، فَأَقُوْلُ: يَارَبِّ ! هٰؤُلَاءِ مِنْ أَصْحَابِي؟ فَيُجِيْبُنِي مَلَكٌ فَيَقُوْلُ: وَهَلْ تَدْرِي مَاأَحْدَثُوْا بَعْدَكَ؟)) [الصحيحة:٢٩٥٢]

ابوہریرہؓ سے مرفوعاً روایت ہے: (نبی ﷺ نے فرمایا) تم میرے پاس حوض پر آؤ گے اور میں لوگوں کو اس سے ہٹاؤں گا جیسے کوئی آدمی کسی آدمی کے اونٹ کو اپنے اونٹوں سے دور کرتا ہے۔ انہوں نے کہا: اے اللہ کے نبیؐ آپ ہمیں پہچان لیں گے؟ فرمایا: ہاں' تمہاری دوسروں سے ہٹ کر ایک نشانی ہوگی تم میرے پاس وضوء والے چمکتے اعضاء کے ساتھ آؤ گے اور تمہارا ایک گروہ مجھ سے روک لیا جائے گا وہ پہنچ نہیں سکیں گے' میں کہوں گا: اے رب! یہ میرے ساتھی ہیں؟ فرشتہ جواب دے گا کہے گا آپ کو نہیں پتہ انہوں نے آپ کے بعد کیا کیا بدعات کی ہیں۔

تخریج: الصحیحة ۲۹۵۲۔ مسلم (۲۴۷)' ابو عوانة (۱/ ۱۳۷)' احمد (۲/ ۳۰۰'۴۰۸)' بخاری (۲۳۶۷) مختصراً۔

باب: تعلم لغة الاجانب و كتابتهم

غیر ملکی زبانیں سیکھنا اور ان کے ساتھ خط و کتابت کا بیان

۲٤٦١۔عَنْ خَارِجَةَ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ أَبِيْهِ، قَالَ: لَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ الْمَدِيْنَةَ، أُتِيَ بِي إِلَيْهِ، فَقَرَأْتُ عَلَيْهِ، فَقَالَ لِي: ((تَعَلَّمْ كِتَابَ الْيَهُوْدِ، فَإِنِّي لَاآمِنُهُمْ عَلَى كِتَابِنَا)) قَالَ: فَمَا مَرَّبِي خَمْسَ عَشَرَةَ، حَتّٰى تَعَلَّمْتُهُ، فَكُنْتُ أَكْتُبُ لِلنَّبِيِّ ﷺ وَأَقْرَأُكُتُبَهُمْ إِلَيْهِ))۔ [الصحيحة:١٨٧]

خارجہ بن زید سے روایت ہے' وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے کہا: جب نبی ﷺ مدینہ آئے تو مجھے آپ کے پاس لایا گیا، میں نے آپ پر قرأت کی تو آپ نے میرے لیے فرمایا: یہود کی کتاب سیکھو' میں اُن کو اپنی کتاب پر امن والا نہیں پاتا، انہوں نے کہا: پندرہ دن بھی نہ گزرے میں نے یہود کی کتاب سیکھ لی۔ میں نبی کریم ﷺ کا کاتب بھی اور اُن کی کتابیں بھی آپ پڑھتا تھا۔

تخریج: الصحیحة ۱۸۷۔ ابو داؤد (۳۶۴۵)' ترمذی (۲۷۱۵)' احمد (۵/ ۱۸۶)' حکم (۱/ ۷۵)۔

فوائد: گمراہ اور دین سے منحرف لوگ جو دین اسلام سے ہٹ کر دعوت دیں' ان کے لٹریچر کا مطالعہ کرنا درست نہیں جیسا کہ

آپ ﷺ نے عمرؓ کو تورات پڑھتے دیکھا تو انتہائی غصہ فرمایا لیکن ان کا جواب دینے یا رد کرنے کے لیے انہیں پڑھنا درست ہے۔

باب: الامر بتعلم الانساب

۲٤٦٢۔عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوعاً: ((تَعَلَّمُوا مِنْ أَنْسَابِكُمْ مَاتَصِلُوْنَ بِهِ أَرْحَامَكُمْ، فَإِنَّ صِلَةَ الرَّحِمِ مَحَبَّةٌ فِي الْأَهْلِ، مَثْرَاةٌ فِي الْمَالِ، مَنْسَأَةٌ فِي الْأَثَرِ)). [الصحيحة:٢٧٦]

باب: علم الانساب کی تعلیم حاصل کرنا

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً نقل کیا گیا ہے (نبی کریم ﷺ نے فرمایا)، اپنے نسب کا علم حاصل کرو، تاکہ تم اس کے ساتھ صلہ رحمی کرسکو۔ کیونکہ صلہ رحمی اہل میں محبت، مال میں برکت اور عمر میں اضافے کا باعث ہے۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۷۶۔ ترمذی (۱۹۷۹)' احمد (۲/ ۳۷۴)' حاکم (۴/ ۱۶۱)' السمعانی فی الانصاب (۱/ ۵)۔

باب: تعليم القرآن لأغراض الثلاث

۲٤٦٣۔عَنْ أَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ، أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: تَعَلَّمُوا الْقُرْآنَ، وَسَلُوا اللّٰهَ بِهِ الْجَنَّةَ قَبْلَ أَن يَتَعَلَّمَهُ قَوْمٌ يَسْأَلُوْنَ بِهِ الدُّنْيَا، فَإِنَّ الْقُرْآنَ يَتَعَلَّمُهُ ثَلَاثَةٌ: رَجُلٌ يُبَاهِي بِهِ وَرَجُلٌ يَسْتَأْكِلُ بِهِ، وَرَجُلٌ يَقْرَأُهُ لِلّٰهِ)) [الصحيحة:٢٥٨]

قرآن کو تین مقاصد کے حصول کے لیے سیکھنا

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے نبی اقدس ﷺ سے سنا آپ نے فرمایا: قرآن سیکھو اور اس کے بدلے جنت کا سوال کرو۔ اس سے پہلے کہ لوگ اس کو سیکھیں اور اُس کے بدلے دنیا کا سوال کریں۔ بلاشبہ قرآن کو تین طرح کے لوگ سیکھتے ہیں (۱) آدمی اُس کے ساتھ فخر کرتا ہے (۲) آدمی اس کے ذریعے مال بٹورتا ہے۔ (۳) آدمی اس کو اللہ کے لیے پڑھتا ہے۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۵۸۔ ابن نصر فی قیام اللیل (ص:۷۴)' ابو عبید فی فضائل القرآن (ص:۱۰۶)' الاجری فی اخلاق اهل القرآن (۴۰)۔

فوائد: قرآن پاک اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی پاک کلام ہے۔ اس پاک کلام کی تلاوت بھی اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے کرنی چاہیے۔ جو آدمی رضائے الٰہی کے لیے قرآن مجید کے ساتھ رشتہ مضبوط کرتا ہے' اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو دنیاوی بھلائیوں کے ساتھ ساتھ آخرت کی سعادتیں بھی نصیب فرمائے گا۔ قاریٔ قرآن یا عالم قرآن کا اصل اجر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے پاس ہے۔ لیکن اگر وہ سارا وقت خدمت قرآن میں گزارتا ہے اور دوست و احباب اس کی خدمت کرتے ہیں تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ بلکہ ایک روایت میں آپ ﷺ کا ارشاد موجود ہے اِنَّ اَحَقَّ مَا اَخَذْتُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا كِتَابُ اللّٰهِ یاد رہے! اسکے باوجود قاریٔ قرآن کو قرآن مجید کے ذریعے صرف دنیا نہیں کمانی چاہیے۔ بلکہ اس کے ذریعے لوگوں کی ہدایت اور تربیت کا خواہش مند رہنا چاہیے۔

باب: جواز برواية بني اسرائيل. مسلم يكالف بالكتاب والسنة

۲٤٦٤۔عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((حَدِّثُوْا عَنْ بَنِي إِسْرَائِيْلَ وَلَا

بنی اسرائیل سے وہ روایت بیان کرنے کا جواز جو قرآن وسنت کے خلاف نہ ہو

جابر بن عبداللہ سے روایت ہے، کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بنی اسرائیل سے بیان کرو' اس میں کوئی حرج نہیں، اگرچہ

حَرَجَ، فَإِنَّهُ كَانَتْ فِيهِمُ الْأَعَاجِيبُ)) ثُمَّ أَنْشَأَ يُحَدِّثُ، قَالَ: ((خَرَجَتْ طَائِفَةٌ مِّنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ حَتّٰى أَتَوْا مَقْبَرَةً لَهُمْ مِنْ مَقَابِرِهِمْ، فَقَالُوْا: لَوْصَلَّيْنَا رَكْعَتَيْنِ، وَدَعَوْنَا اللّٰهَ- عَزَّوَجَلَّ- أَن يُخْرِجَ لَنَا رَجُلاً مِمَّنْ قَدْ مَاتَ نَسْأَلُهُ عَنِ الْمَوْتِ، قَالَ: فَفَعَلُوْا، فَبَيْنَمَا هُمْ كَذٰلِكَ إِذْ أَطْلَعَ رَجُلٌ رَأْسَهُ مِنْ قَبْرٍ مِنْ تِلْكَ الْمَقَابِرِ، خَلَاسِيٌّ، بَيْنَ عَيْنَيْهِ أَثَرُ السُّجُوْدِ فَقَالَ: يَاهٰؤُلَاءِ مَاأَرَدتُّمْ إِلَيَّ؟ فَقَدْ مِتُّ مُنْذُ مِئَةِ سَنَةٍ، فَمَا سَكَنَتْ عَنِّي حَرَارَةُ الْمَوْتِ حَتّٰى كَانَ الْآنَ، فَادْعُوْا اللّٰهَ- عَزَّوَجَلَّ- لِي يُعِيْدُنِي كَمَا كُنْتُ)) [الصحيحة:٢٩٢٦]

اُن کی باتوں میں عجائب ہو۔ پھر آپ نے ایک قصہ بیان کرنا شروع کیا اور فرمایا: بنی اسرائیل کا ایک گروہ نکلا یہاں تک کہ وہ اپنے قبرستانوں میں سے ایک قبرستان میں آیا۔ انہوں نے کہا: اگر ہم دو رکعتیں پڑھ کر اللہ سے دعا کریں تو وہ ان مردوں میں سے ایک مردہ نکالے اور ہم اُس سے موت کے بارے میں سوال کریں۔ چنانچہ انہوں نے ایسا کیا۔ اچانک قبروں میں سے ایک قبر سے ایک آدمی نے اپنا سر باہر نکالا۔ سجدوں کی وجہ سے اُس کی دونوں آنکھوں کے درمیان کالا نشان تھا۔ اُس نے کہا: اے لوگو! تم مجھ سے کیا چاہتے ہو؟ میں سو سال سے یہاں ہوں اور اب تک مجھ سے موت کی حرارت ختم نہیں ہوئی۔ تم اللہ سے دعا کرو کہ وہ مجھے دوبارہ نہ لوٹائے میں جس طرح پہلے تھا۔

تخریج: الصحیحة ۲۹۲۶۔ احمد فی الزھد (۱۶، ۱۷)' ابن ابی شیبة (۹/ ۶۲) مختصراً (البزار (الکشف: ۱۹۲)۔

باب: الجنة بالعمل الصالح

اچھے عمل کا بدلہ جنت ہے

٢٤٦٥ ـعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: أَتٰى نَفَرٌ مِّنْ أَهْلِ الْبَادِيَةِ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ :فَقَالُوْا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّ أَهْلَ قُرَانٍ زَعَمُوْا أَنَّهُ لَايَنْفَعُ عَمَلٌ دُوْنَ الْهِجْرَةِ وَالْجِهَادُ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((حَيْثُمَا كُنْتُمْ، فَأَحْسَنْتُمْ عِبَادَةَ اللّٰهِ، فَأَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ)). [الصحيحة: ٣١٤٦]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دیہاتیوں کی ایک جماعت رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! اہل قرآن سمجھتے ہیں کہ ہجرت اور جہاد فی سبیل اللہ سے کم کوئی عمل نفع نہیں دے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم جہاں کہیں بھی ہو پس تم نے اچھے طریقے سے اللہ کی عبادت کی تو تم جنت کے ساتھ خوش ہو جاؤ۔

تخریج: الصحیحة ۳۱۴۶۔ الدولابی فی الکنی (۱/ ۱۷۹، ۱۸۰)' بیہقی (۹/ ۱۷)۔

فوائد: حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ اب قبول اعمال کے لیے اپنے علاقہ سے ہجرت کرنا ضروری نہیں، بلکہ جو شخص جہاں کہیں بھی ہو سنت اور اخلاص کے ساتھ اسلام کا پیروکار رہے، اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس پر رحمت فرماتے ہوئے، اُس کو اپنی جنت کا داخلہ نصیب فرمائیں گے۔

باب: فضل معلم الخير

بھلائی کی تعلیم دینے والے کی فضیلت

٢٤٦٦ ـعَنْ عَائِشَةَ مَرْفُوْعاً: ((الْخَلْقُ كُلُّهُمْ

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مرفوعا نقل کیا گیا ہے، (نبی

يُصَلُّوْنَ عَلٰى مُعَلِّمِ الْخَيْرِ حَتّٰى نِيْنَانِ الْبَحْرِ)). [الصحيحة: ١٨٥٢]

کریم ﷺ نے فرمایا) سمندر کی مچھلیوں سمیت ہر مخلوق بھلائی سکھلانے والے کے لیے خیر کی دعا کرتی ہے۔

تخریج: الصحیحۃ ۱۸۵۲۔ ابن عدی فی الکامل (۲/ ۶۱۲)' وعنه الجرجانی (ص:۲۲)' دیلمی (۲/ ۱۳۶)۔

فوائد: اس حدیث میں دین کے داعی، خادم اور عالم کی فضیلت بیان کی گئی ہے کہ ایسے خوش نصیب کے لیے تمام مخلوقات خیر کی دعائیں کرتی ہیں۔ لوگوں کو خیر سکھلانے سے مراد دین اسلام ہے کیونکہ سارے کا سارا دین خیر ہی خیر ہے۔ اس میں کوئی شر نہیں۔ اللہ تعالی نے بھی ایک مقام پر دین کے داعی کی عظمت ان الفاظ سے بیان فرمائی: ﴿وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلاً مِّمَّنْ دَعَا اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ﴾ ''بات کے اعتبار سے اُس شخص سے زیادہ اچھا اور بہتر کون ہوسکتا ہے جس نے اللہ کی طرف بلایا اور نیک عمل کیا۔ اور کہا کہ میں فرمانبرداروں میں سے ہوں۔''

باب: من يرد الله به خيراً يفقهه في الدين

اللہ جس سے خیر کا ارادہ کرتا ہے اسے دین کی سمجھ دیتا ہے

٢٤٦٧۔عَنْ يُوْنُسَ بْنِ مَيْسَرَةَ بْنِ حَلْبَسٍ، أَنَّهُ حَدَّثَهُ قَالَ: سَمِعْتُ مُعَاوِيَةَ بْنَ أَبِي سُفْيَانَ يُحَدِّثُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ: ((اَلْخَيْرُ عَادَةٌ، وَالشَّرُّ لَجَاجَةٌ، وَمَنْ يُرِدِ اللّٰهُ بِهِ خَيْراً يُفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ)) [الصحيحة: ٦٥١]

یونس بن میسرۃ کہتے ہیں میں نے معاویہ بن ابوسفیان سے سنا وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں: خیر عادت اور برائی ضد ہے' اور جس کے ساتھ اللہ بھلائی کا ارادہ کرے تو اسے دین میں سمجھ دے دیتا ہے۔

تخریج: الصحیحۃ ۶۵۱۔ ابن ماجه (۲۱۱)' ابن حبان (۳۱۰)' ابن عدی (۳/ ۱۰۰۵)' طبرانی (۱۹/ ۳۸۶)۔

باب: اجر الدال على الخير

نیکی کی طرف راہنمائی کرنے والے کا جواب

٢٤٦٨۔قَالَ ﷺ: ((اَلدَّالُّ عَلَى الْخَيْرِ كَفَاعِلِهِ)) وَرَدَ مِنْ حَدِيْثِ أَبِي مَسْعُوْدٍ الْبَدْرِيِّ، وَعَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ، وَسَهْلِ بْنِ سَعْدٍ، وَبُرَيْدَةَ بْنِ الْحَصِيْبِ، وَأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، وَعَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ وَعَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو۔

[الصحيحة: ١٦٦٠]

آپ ﷺ نے فرمایا: بھلائی پر رہنمائی کرنے والا، اُس کے کرنے والے کی طرح ہے۔ یہ حدیث ابومسعود بدری، عبداللہ بن مسعود، سہل بن سعد، بریدہ بن حصیب، انس بن مالک، عبداللہ بن عباس اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے وارد ہے۔

تخریج: الصحیحۃ ۱۶۶۰۔ (۱) ابو مسعود: احمد (۵/ ۲۷۳)' مسلم (۱۸۹۳) بمعناه' ابن حبان (۲۸۹)' خرائطی فی المکارم (ص:۱۶'۱۷)۔ (۲) ابن مسعود: البزار (الکشف: ۱۵۴)۔ (۳) سهل بن سعد: طحاوی فی مشکل الآثار (۱/ ۴۸۴)۔ (۴) بریدۃ: احمد (۵/ ۳۵۷)۔ (۵)انس: ترمذی (۲۶۷۰)۔ (۶) ابن عباس: بیهقی فی الشعب: (۷۶۵۷)۔ (۷) ابن عمر رضی اللہ عنہما: ابن عدی فی

الکامل (۳/ ۱۲۵۴)۔

فوائد: یعنی جس طرح نیکی کرنے والے کو اجر و ثواب ملتا ہے، اُسی طرح نیک عمل پر رہنمائی کرنے والا بھی اُسی قدر اجر و ثواب کا مستحق ٹھہرتا ہے۔ دین اسلام میں نیک کاموں کی طرف رہنمائی کرنا بذاتِ خود نیک عمل کرنے کے مترادف ہے۔ خوش نصیب ہیں جو نیک نیتی کے ساتھ لوگوں میں نیکی کی ترویج کرتے ہیں۔ اس حدیث سے اللہ تعالیٰ کی کمال شفقت اور محبت کا اندازہ بھی ہوتا ہے۔ کہ وہ اپنے بندے کو نوازنے میں کس قدر مہربان ہے۔

باب: التصور من العلم لا ینفع

جو علم فائدہ نہ دے اس سے پناہ طلب کرنا

٢٤٦٩ ـ عَنْ جَابِرٍ مَرْفُوْعاً: ((سَلُوْا اللّٰهَ عِلْماً نَافِعاً، وَتَعَوَّذُوْا بِاللّٰهِ مِنْ عِلْمٍ لَا يَنْفَعُ)) [الصحيحة:١٥١١]

جابر رضی اللہ عنہ سے مرفوعا نقل کیا گیا ہے، اللہ سے فائدہ مند علم کا سوال کرو اور ایسا علم جو فائدہ نہ دے اُس سے اللہ کی پناہ مانگو۔

تخریج: الصحیحة ۱۵۱۱۔ ابن ابی شیبة (۱۲/ ۱۰۵)' ابن ماجه (۳۸۴۳)' عبد بن حمید (۱۰۹۳)۔

فوائد: علم نافع وہ ہے جس سے اللہ کا قرب حاصل ہو، نیک اعمال کی توفیق نصیب ہو۔ علم کے مطابق کردار سازی کی سعادت ملے۔ ایسا علم جو اللہ سے دوری کا باعث ہو اور آدمی کو بے عمل یا بدعمل بنا دے۔ ایسا علم آدمی کے لیے بوجھ اور نقصان دہ ہے۔ ایسے علم کے ذریعے دنیا تو حاصل کی جاسکتی ہے لیکن آخرت نہیں سنواری جاسکتی۔ اور حقیقت میں نافع علم بھی وہی ہے کہ جس سے دنیا کے ساتھ ساتھ آدمی کی آخرت بھی سنور جائے۔

باب: لا یسئل شی ٔ احدًا والامام یخطب

امام کے خطبہ کے دوران کسی سے کوئی سوال نہ کیا جائے گا

٢٤٧٠ ـ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ، أَنَّهُ سَأَلَ أُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ وَنَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ يَخْطُبُ - عَنْ آيَةٍ مِّنْ كِتَابِ اللّٰهِ؟ فَأَعْرَضَ عَنْهُ، وَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ فَلَمَّا قَضٰى صَلَاتَهُ قَالَ: ((إِنَّكَ لَمْ تَجْمَعْ)) فَسَأَلَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ؟ فَقَالَ: ((صَدَقَ أُبَيٌّ)). [الصحيحة:٢٢٥١]

ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے ابی بن کعبؓ سے نبی ﷺ کے (جمعہ کے) خطبہ کے دوران قرآن کی کسی آیت کے بارے میں سوال کیا؟ تو انہوں نے ان سے رخ پھیر لیا اور کوئی جواب نہ دیا پھر جب آپ ﷺ نے نماز پڑھا لی تو (ابی بن کعبؓ) کہنے لگے تو نے جمعہ ادا نہیں کیا تو ابن مسعودؓ نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا تو آپ نے کہا اُبیؓ نے سچا کہا۔

تخریج: الصحیحة ۲۲۵۱۔ طبرانی فی الکبیر (۹۵۴۱)' عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ ' ابن حبان (۲۷۹۴)' ابو یعلی (۱۷۹۹)' عن جابر رضی اللہ عنہ

باب: من هم الغرباء

اجنبی (غرباء) کون ہیں؟

٢٤٧١ ـ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، قَالَ:

عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ ایک دن ہم بیٹھے

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ وَنَحْنُ جُلُوْسٌ: ((طُوْبٰى لِلْغُرَبَاءِ)) قِيْلَ: وَمَنِ الْغُرَبَاءُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((نَاسٌ صَالِحُوْنَ قَلِيْلٌ فِيْ نَاسِ سُوْءٍ كَثِيْرٍ، مَنْ يَّعْصِيْهِمْ أَكْثَرُ مِمَّنْ يُّطِيْعُهُمْ))

ہوئے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: غرباء کو خوشخبری ہو۔ کہا گیا: اے اللہ کے رسول غرباء کون ہیں؟ فرمایا: بہت سے برے لوگوں میں کچھ نیک لوگ ہیں ان کی بات نہ ماننے والے ماننے والوں سے زیادہ ہیں۔

تخریج: الصحیحۃ ۱۲۱۹۔ ابن المبارك فی الزهد (۷۷۵)' احمد (۲/ ۱۷۷'۲۲۲)' الاجری فی الغرباء (۶)۔

باب: الاقتصاد فی العبادة

باب: عبادت میں میانہ روی اختیار کرنے کا بیان

۲٤٧٢ ـعَنِ ابْنِ الْأَدْرَعِ، قَالَ: كُنْتُ أَحْرِسُ النَّبِيَّ ﷺ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَخَرَجَ لِبَعْضِ حَاجَتِهِ، قَالَ: فَرَآنِي فَأَخَذَ بِيَدِي، فَانْطَلَقْنَا، فَمَرَرْنَا عَلٰى رَجُلٍ يُصَلِّي يَجْهَرُ بِالْقُرْآنِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((عَسٰى أَنْ يَّكُوْنَ مُرَائِيًا)) قَالَ: قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! يَجْهَرُ بِالْقُرْآنِ، قَالَ: فَرَفَضَ يَدِي، ثُمَّ قَالَ: ((إِنَّكُمْ لَنْ تَنَالُوْا هٰذَا الْأَمْرَ بِالْمُغَالَبَةِ)) قَالَ: ثُمَّ خَرَجَ ذَاتَ لَيْلَةٍ وَأَنَا أَحْرُسُهُ لِبَعْضِ حَاجَتِهِ، فَأَخَذَ بِيَدِي، فَمَرَرْنَا بِرَجُلٍ يُصَلِّي بِالْقُرْآنِ، قَالَ: فَقُلْتُ: عَسٰى أَنْ يَّكُوْنَ مُرَائِيًا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((كَلَّا إِنَّهُ أَوَّابٌ)) قَالَ فَنَظَرْتُ فَإِذَا هُوَ عَبْدُاللّٰهِ ذُو النِّجَادَيْنِ۔ [الصحیحۃ: ۱۷۰۹]

ابن ادرع کہتے ہیں: میں ایک رات نبی ﷺ کا پہرہ دے رہا تھا۔ آپ اپنی ضرورت کے لیے نکلے' کہتے ہیں مجھے دیکھ کر آپ نے میرا ہاتھ پکڑ لیا' پھر ہم چلے اور ایک ایسے آدمی کے پاس سے گزرے جو بلند آواز سے قرآن پڑھ رہا تھا تو آپ نے فرمایا: امید ہے کہ یہ ریا کار ہو۔ کہتے ہیں: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اونچی قرآن پڑھ رہا ہے' کہتے ہیں: آپ نے میرا ہاتھ چھوڑ دیا پھر کہا: تم ہرگز اس معاملے (خیر) کو باہم غلبہ پانے سے حاصل نہیں کر سکتے۔ کہتے ہیں: پھر آپ ایک رات اپنے کسی کام کے لیے نکلے اور میں پہرہ دے رہا تھا تو آپ نے میرا ہاتھ پکڑا ہم ایک آدمی کے پاس سے گزرے جو نماز میں قرآن پڑھ رہا تھا کہتے ہیں: میں نے کہا: امید ہے یہ ریا کار ہو۔ آپ نے فرمایا: ہرگز نہیں یہ تو رجوع کرنے والا ہے کہتے ہیں: میں نے دیکھا تو وہ عبداللہ ذوالنجادین تھے۔

تخریج: الصحیحۃ ۱۷۰۹۔ احمد (۴/ ۳۳۷)' ابو نعیم فی المعرفۃ (۳۳۹۴)' ابن الاثیر فی اسد الغابۃ (۲/ ۲۲۱'۲۲۲)۔

باب: الامر بالتعليم والتبشير والتيسير والتعلم

باب: سکھانے یا بشارت دینے' آسانی کرنے اور بوقت غصہ برداشت کرنے کا حکم

۲٤٧٣ ـعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مَرْفُوْعًا: ((عَلِّمُوْا وَيَسِّرُوْا وَلَا تُعَسِّرُوْا، وَبَشِّرُوْا وَلَا تُنَفِّرُوْا وَإِذَا غَضِبَ أَحَدُكُمْ فَلْيَسْكُتْ)) [الصحیحۃ: ۱۳۷۵]

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوعا نقل کیا گیا ہے (نبی ﷺ نے فرمایا)، سکھاؤ اور آسانی کرو تنگی نہ کرو۔ خوشخبریاں دو اور نفرتیں نہ پھیلاؤ جب تم میں سے کسی ایک کو غصہ آئے تو وہ خاموش ہو جائے۔

تخریج: الصحیحۃ ۱۳۷۵۔ الادب المفرد (۱۲۳۰)' احمد (ا/ ۲۸۳'۲۳۹)' قضاعی فی مسند الشہاب (۷۶۴)۔

٢٤٧٤۔عَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ، قَالَ: وَعَظَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ مَوْعِظَةً ذَرَفَتْ مِنْهَا الْعُيُوْنُ، وَوَجِلَتْ مِنْهَا الْقُلُوْبُ، فَقُلْنَا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّ هٰذِهِ لَمَوْعِظَةُ مُوَدِّعٍ، فَمَا ذَا تَعْهَدُ إِلَيْنَا؟ قَالَ: ((قَدْ تَرَكْتُكُمْ عَلَى الْبَيْضَاءِ لَيْلُهَا كَنَهَارِهَا، لَايَزِيْغُ عَنْهَا بَعْدِي إِلَّا هَالِكٌ وَمَنْ يَعِشْ مِنْكُمْ فَسَيَرَى اِخْتِلَافًا كَثِيْرًا، فَعَلَيْكُمْ بِمَا عَرَفْتُمْ مِنْ سُنَّتِي، وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ الْمَهْدِيِّيْنَ، عَضُّوْا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ، وَعَلَيْكُمْ بِالطَّاعَةِ وَإِنْ عَبْداً حَبَشِيًّا، فَإِنَّمَا الْمُؤْمِنُ كَالْجَمَلِ الْأَنِفِ، حَيْثُمَا قِيْدَ انْقَادَ)).

[الصحيحة:٩٣٧]

عرباض بن ساریہؓ سے روایت ہے' کہتے ہیں: ہمیں رسول اللہؐ نے ایسی نصیحت کی جس سے آنکھیں بہہ پڑیں اور دل ڈر گئے' ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ تو جیسے رخصت ہونے والے کی نصیحت ہے' آپ ہمیں کیا وصیت کرتے ہیں؟ فرمایا میں نے تمہیں سفید ملت پر چھوڑا ہے کہ اسکی رات بھی دن کی مانند ہے اس سے صرف ہلاک ہونے والا ہی ٹیڑھا ہوگا اور تم میں سے جو زندہ رہا وہ عنقریب بہت سا اختلاف دیکھے گا' تو تم میرا معروف طریقہ اور ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کے معروف طریقے کو لازم پکڑنا' اسے مضبوطی سے تھامے رکھنا' اور تم پر فرمانبرداری لازم ہے اگرچہ (امیر) حبشی غلام ہی ہو' مؤمن تو نکیل والے اونٹ کی مانند ہے' اسے جدھر بھی ہانکا جائے وہ ہنک جاتا ہے۔

تخریج: الصحیحۃ ۹۳۷۔ ابن ماجہ (۴۳)' احمد (۴/ ۱۲۶/ ۱۲۶)' حاکم (ا/ ۹۶)۔

باب: الامر بكتابه العلم

علم کولکھ لینے کا حکم

٢٤٧٥۔قَالَ ﷺ: ((قَيِّدُوا الْعِلْمَ بِالْكِتَابِ)) رُوِيَ مِنْ حَدِيْثِ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، وَعَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، وَعَبْدِاللّٰهِ بْنِ الْعَبَّاسِ))

[الصحيحة:٢٠٢٦]

آپؐ نے فرمایا: علم کو دیکھ کر محفوظ کرو۔ یہ حدیث انس بن مالک اور عبداللہ بن عمرو اور عبداللہ بن عباس سے مروی ہے۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۰۲۶۔ (۱) انس: ابن عبدالبر فی جامع العلم (۳۶۹)' خطیب فی التاریخ (۱۰/ ۴۶)۔ (۲) ابن عمرو: حاکم (ا/ ۱۰۶)' خطیب فی تقیید العلم (ص:۶۸)' ابن عبدالبر (۳۸۶)۔ (۳) ابن عباس ؓ: ابن عدی فی الکامل (۲/ ۷۹۳)۔

باب: تقئيد العلم بالكتابة

علم کولکھ کر محفوظ کرنا

٢٤٧٦۔عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: ((كَانَ إِذَا اسْتَرَاثَ الْخَبَرُ تَمَثَّلَ فِيْهِ بِبَيْتِ طَرْفَةَ: وَيَأْتِيْكَ بِالْأَخْبَارِ مَنْ لَّمْ تُزَوِّدِ))

[الصحيحة:٢٠٥٧]

عائشہ ؓ کہتی ہیں: جب آپ خبر کو دیر سے سمجھ آنے والی پاتے تو اس میں آپ طرفہ کے شعر ''تمہارے پاس وہ خبریں لائیں گے جنہیں تم نے زادراہ نہیں دیا ہوگا'' کی مثال پیش کرتے۔

تخریج: الصحیحہ ۲۰۵۷۔ احمد(۶/ ۱۴۴۳۱)' الادب المفرد (۸۶۷)' ترمذی (۲۸۴۸)' وفی الشمائل (۲۴۲) من طریق آخر عنھا۔

فوائد: شعر پُر حکمت ہوتے ہیں جو کہ صفحات کی بحث کو دو سطروں میں سمیٹ دیتے ہیں جس سے مختصر وقت میں پورا خطاب سمجھا جاسکتا ہے اسی لیے نبی ﷺ بھی بات سمجھانے کے لیے شعر کو بطور تمثیل پیش کرتے تھے۔

باب: استقبال الخطيب من السنن المتروكة

بوقت خطبہ امام کی طرف متوجہ ہونا سنت متروکہ ہے

٢٤٧٧۔عَنْ مُطِيعِ الْغَزَالِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ: ((كَانَ ﷺ إِذَا صَعِدَ الْمِنبَرَ، أَقْبَلْنَا بِوُجُوهِنَا إِلَيْهِ)) [الصحيحة: ٢٠٨٠]

مطیع غزال اپنے باپ سے، اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں، آپ ﷺ جب منبر پر جلوہ افروز ہوتے تو ہم اپنے چہروں کے ساتھ ان کی طرف متوجہ ہوتے۔

تخریج: الصحیحہ ۲۰۸۰۔ بخاری فی التاریخ (۸/ ۴۷)' ابن حبان فی الثقات (۷/ ۵۱۸)' ترمذی (۵۰۹)' عن ابن مسعود ؓ بمعناہ۔

باب: يسلم الامام اذا صعد المنبر

امام جب منبر پر چڑھے تو سلام کرے

٢٤٧٨۔عَنْ جَابِرٍ: ((كَانَ ﷺ إِذَا صَعِدَ الْمِنبَرَ سَلَّمَ)) [الصحيحة:٢٠٨٦]

جابر ؓ سے روایت ہے: آپ ﷺ جب منبر پر چڑھتے تو سلام کہتے۔

تخریج: الصحیحہ ۲۰۷۶۔ ابن ماجہ (۱۱۰۹)' بیہقی (۳/ ۲۰۴/ ۲۰۵۷)' بغوی فی شرح السنۃ (۱۰۷۹)۔

فوائد: معلوم ہوا کہ خطاب سے قبل سلام کرنا چاہیے۔ بعض خطباء خطبہ یا تمہید کے بعد سلام کہتے ہیں جو کہ درست نہیں۔

باب: الوصية بطلاب الحديث

حدیث کے طلباء کے لیے وصیت کا بیان

٢٤٧٩۔عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ أَنَّهُ قَالَ: مَرْحَباً بِوَصِيَّةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ: ((كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُوْصِينَا بِكُمْ)) يَعْنِي طَلَبَةَ الْحَدِيثِ۔ [الصحيحة: ٢٨٠]

ابوسعید خدری ؓ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ کے وصیت شدگان کو خوش آمدید ہو: رسول اللہ ﷺ ہمیں تمہارے بارے وصیت کیا کرتے تھے یعنی حدیث کے طلبہ کے بارے میں۔

تخریج: الصحیحہ ۲۸۰۔ تمام الرازی فی الفوائد (۲۲/ ۱۴۲)' حاکم (۱/ ۸۸)' الرامھرمزی فی المحدث الفاصل (۲۱)۔

فوائد: حدیث کا جو لوگ علم حاصل کرنے آئیں تو ان کے اساتذہ اور درسگاہوں کے مہتمم حضرات کو انہیں خوش آمدید کہنا چاہیے کیونکہ یہ وصیت رسول ﷺ ہے۔

باب: كيف كان كلام النبيﷺ

نبی ﷺ کا کلام کیسا ہوا کرتا تھا

٢٤٨٠۔عَنْ عَائِشَةَ: ((كَانَ ﷺ كَلَامُهُ كَلَاماً فَصْلاً يَفْهَمُهُ كُلُّ مَنْ سَمِعَهُ))

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، آپ ﷺ ٹھہر ٹھہر کر گفتگو فرماتے، جو کوئی سنتا اُس کو سمجھ لیتا۔

[الصحيحة:٢٠٩٧]

تخریج: الصحیحة ۲۰۹۷۔ ابوداؤد (۴۸۳۹)' نسائی فی عمل الیوم واللیلة (۴۱۲)' احمد (۶/ ۱۳۸)' ابن سعد (۱/ ۲۷۵)۔

فوائد: یعنی بیان میں تیزی نہ ہوتی کہ سننے والا سمجھنے کی بجائے پریشان ہوجائے، بلکہ آپ بڑے تحمل سے ٹھہر ٹھہر کر گفتگو کرتے۔ خطباء کرام کو بھی آپ کے اس عمل کو اپنانا چاہیے۔ سامعین پر لفاظی کا بوجھ ڈالنا یا خطابت کے جوہر دکھلاتے ہوئے بے قابو ہوجانا قطعی طور پر درست نہیں۔ کیونکہ خطابت صرف فن ہی نہیں عبادت بھی ہے۔

باب: فی الرویا الحسنة

یہ باب اچھے خواب کے بارے میں ہے

٢٤٨١۔عَنْ أَنَسٍ : ((كَانَ ﷺ يُعْجِبُهُ الرُّؤْيَا الْحَسَنَةُ)) [الصحيحة:٢١٣٥]

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، آپ ﷺ اچھی خواب پسند فرماتے تھے۔

تخریج: الصحیحة ۲۱۳۵۔ احمد (۳/ ۱۳۴٬۲۵۷)'نسائی فی الکبری (۷۶۲۲)' ابو یعلی (۳۲۸۹)' ابن حبان (۶۰۵۴) الروایات مطولة و مختصرة۔

باب: الدعا بالعلم النافع

نفع دینے والے علم کی دعا کے بارے میں

٢٤٨٢۔عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَقُوْلُ: ((اَللّٰهُمَّ! انْفَعْنِي بِمَا عَلَّمْتَنِي، وَعَلِّمْنِي مَا يَنْفَعُنِي، وَارْزُقْنِي عِلْمًا تَنْفَعُنِي بِهِ)) [الصحيحة:٣١٥١]

انس سے روایت ہے نبی ﷺ فرمایا کرتے تھے: ”اے اللہ! مجھے نفع دے ساتھ اس کے جو تو نے مجھے سکھایا ہے، اور مجھے وہ سکھا جو مجھے نفع دے۔ اور مجھے ایسا علم عطا کر جو مجھے نفع دے۔

تخریج: الصحیحة ۳۱۵۱۔ حاکم (۱/ ۵۱۰)' بیہقی فی الدعوات الکبیر (۱۵۷٬۱۵۸)' طبرانی فی الدعاء (۱۴۰۵)۔

باب: من الکذب ان یحدث المرء بکل ما سمع

آدمی کا ہر سنی سنائی بات بغیر تحقیق آگے بیان کرنا بھی جھوٹ ہی ہے

٢٤٨٣۔عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((كَفٰى بِالْمَرْءِ إِثْمًا أَنْ يُّحَدِّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ)) [الصحيحة: ٢٠٢٥]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آدمی کے گنا ہگار ہونے کے لیے یہی کافی ہے کہ وہ جو سنے آگے بیان کردے۔

تخریج: الصحیحة ۲۰۲۵۔ مسلم فی المقدمة (۵)' ابوداؤد (۴۹۹۲)' حاکم (۱/ ۱۱۲)۔

فوائد: معلوم ہوا کہ بغیر تحقیق کے ہر بات کو آگے بیان کرنا درست نہیں بلکہ بات کی سچائی اور واقعہ کی حقیقت تک رسائی پانے کے بعد اُس کو آگے بیان کرنا چاہیے، نیز کسی کے عیب پر پردہ ڈالنا اللہ کے ہاں بہت پسندیدہ عمل ہے۔

باب: فضل الاطاعت الرسول

رسول کی اطاعت کی فضیلت

٢٤٨٤۔عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بے شک نبی ﷺ نے فرمایا: میری

((كُلُّ أُمَّتِي يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا مَنْ أَبَى)) قَالُوا: وَمَنْ يَأْبَى؟! قَالَ: ((مَنْ أَطَاعَنِي دَخَلَ الْجَنَّةَ، وَمَنْ عَصَانِي فَقَدْ أَبَى)) [الصحيحة:٣١٤١]

ساری امت جنت میں جائے گی مگر جس نے انکار کیا۔ پوچھا گیا کون انکار کرے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں داخل ہوگیا اور جس نے میری نافرمانی کی تحقیق اُس نے جنت میں جانے سے انکار کردیا۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۱۴۱۔ بخاری (۷۲۸۰)' احمد (۲/ ۳۶۱)' حاکم (۱/ ۵۵) مختصراً۔

باب: حصول الرزق والفضل المعونة اهل العلم

اہل علم کی معاونت سے اللہ کا فضل اور رزق کا حاصل ہونا

٢٤٨٥۔ عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: كَانَ أَخَوَانِ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ فَكَانَ أَحَدُهُمَا يَأْتِي النَّبِيَّ (وَفِي رِوَايَةٍ: يَحْضُرُ حَدِيثَ النَّبِيِّ ﷺ وَمَجْلِسَهُ) وَالْآخَرُ يَحْتَرِفُ، فَشَكَا الْمُحْتَرِفُ أَخَاهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ [فَقَالَ: يَارَسُولَ اللّٰهِ! [إِنَّ هٰذَا] أَخِي لَا يُعِينُنِي بِشَيْءٍ] فَقَالَ ﷺ: ((لَعَلَّكَ تُرْزَقُ بِهِ)) [الصحيحة:٢٧٦٩]

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں دو بھائی تھے، اُن میں سے ایک نبی ﷺ کے پاس آتا اور ایک روایت میں ہے نبی ﷺ کی مجلس حدیث میں بیٹھتا اور دوسرا محنت مزدوری کرتا تھا۔ محنت مزدوری کرنے والے نے اپنی اُس بھائی کی شکایت نبی ﷺ کے پاس لگائی اور کہا: اے اللہ کے رسول! یہ میرا بھائی میرے ساتھ بالکل معاونت نہیں کرتا، آپ ﷺ نے فرمایا: شاید تجھے اس کے سبب رزق دیا جاتا ہے۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۷۶۹۔ ترمذی (۲۳۴۶)' حاکم (۱/ ۹۳'۹۴)' ابن عبدالبر فی جامع بیان العلم (۲۱۸)۔

باب: اعظم آية كتاب الله

اللہ کی کتاب کی سب سے بڑی آیت کا بیان

٢٤٨٦۔ عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((أَيُّ آيَةٍ فِي كِتَابِ اللّٰهِ أَعْظَمُ؟)) فَقَالَ: اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ! يُكَرِّرُهَا مِرَاراً، ثُمَّ قَالَ أُبَيٌّ: آيَةُ الْكُرْسِيِّ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((لِيُهْنِكَ الْعِلْمُ أَبَا الْمُنْذِرِ! وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، إِنَّ لَهَا لِسَاناً وَشَفَتَيْنِ تُقَدِّسَانِ الْمَلِكَ عِنْدَ سَاقِ الْعَرْشِ)) [الصحيحة:٣٤١٠]

ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: قرآن کی کون سی آیت سب سے عظیم ہے؟ اس نے کہا: اللہ اور اس کے رسول زیادہ جانتے ہیں! آپؐ نے کئی دفعہ دہرایا' پھر ابی نے کہا: آیۃ الکرسی' تو نبیؐ نے فرمایا: ابو منذر! تمھیں علم مبارک ہو' اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! یقیناً اس کے لیے ایک زبان اور دو ہونٹ ہوں گے جو عرش کے پائے کے پاس بادشاہ کی پاکیزگی بیان کریں گے۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۴۱۰۔ عبدالرزاق (۶۰۰۱)' احمد (۵/ ۱۴۱'۱۴۲)' فضائل القرآن (۱۸۷)۔

باب: كيف رويا اللبن في المنام

خواب میں دودھ کا دیکھنا کیا ہے

٢٤٨٧ـعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَوْقُوفاً: ((اللَّبَنُ فِي الْمَنَامِ فِطْرَةٌ)) [الصحيحة:٢٢٠٧]

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے موقوفاً روایت ہے: خواب میں دودھ دیکھنا فطرت ہے۔"

تخریج: الصحیحۃ ۲۲۰۷۔ مجمع الزوائد (۷/ ۱۸۳)' موقوفاً' ابن ابی شیبۃ (۱۱/ ۷۷)' موقوفاً ایضا' البزار (الکشف: ۲۱۲۷) مرفوعاً

باب: بيان النبيؐ كل شي يوصل إلى الجنة و يباعد من النار

نبیؐ کا ہر اس چیز کو بیان کر دینا جو جنت کے قریب اور جہنم سے دور کرنے والی ہے

٢٤٨٨ـعَنْ أَبِي ذَرٍّ، قَالَ: تَرَكْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِﷺ وَمَا طَائِرٌ يُقَلِّبُ جَنَاحَيْهِ فِي الْهَوَاءِ إِلَّا وَهُوَ يُذَكِّرُنَا مِنْهُ عِلْماً قَالَ: فَقَالَ ﷺ: ((مَابَقِيَ شَيْءٌ يُقَرِّبُ مِنَ الْجَنَّةِ وَيُبَاعِدُ مِنَ النَّارِ إِلَّا وَقَدْ بُيِّنَ لَكُمْ)) [الصحيحة: ١٨٠٣]

ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم نے رسول اللہ ﷺ کو اس حال پر چھوڑا کہ جو بھی پرندہ ہوا میں پر پھڑ پھڑاتا تو آپ ہمیں اس کے بارے میں کوئی علمی نصیحت کرتے کہتے ہیں: آپؐ نے فرمایا: کوئی چیز نہیں بچی جو جنت سے قریب اور آگ سے دور کرنے والی ہو مگر تمہیں بیان کر دی گئی ہے۔

تخریج: الصحیحۃ ۱۸۰۳۔ طبرانی فی الکبیر (۱۶۴۷)' احمد (۵/ ۱۵۳'۱۶۲)' وابن حبان (۶۵) مختصراً بالشطر الاول۔

فوائد: پتہ چلتا ہے کہ آپ ﷺ نصیحت و دعوت پر کس قدر حریص تھے کہ جیسے ہی کوئی موقع ملتا آپ اسے ضائع نہ کرتے۔ ہر واقعے سے کوئی علمی نقطہ نکال کر نصیحت فرما دیتے۔

باب: السكوت مابين اهل الكتاب

جو اہل کتاب بیان کریں اس پر سکوت اختیار کریں

٢٤٨٩ـعَنِ ابْنِ أَبِي نَمْلَةَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ إِذْ دَخَلَ عَلَيْهِ رَجُلٌ مِّنَ الْيَهُوْدِ فَقَالَ: يَامُحَمَّدُ أَتَكَلَّمُ هٰذِهِ الْجَنَازَةُ؟ فَقَالَ النَّبِيُّﷺ :اَللّٰهُ أَعْلَمُ، فَقَالَ الْيَهُوْدِيُّ: أَنَا أَشْهَدُ أَنَّهَا تَكَلَّمُ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَاحَدَّثَكُمْ أَهْلُ الْكِتَابِ فَلَا تُصَدِّقُوْهُمْ وَلَاتُكَذِّبُوْهُمْ، وَقُوْلُوْا: آمَنَّا بِاللّٰهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ، فَإِنْ كَانَ حَقًّالَمْ تُكَذِّبُوْهُمْ، وَإِنْ كَانَ بَاطِلًا لَمْ تُصَدِّقُوْهُمْ)) [الصحيحة:٢٨٠٠]

ابن ابی نملہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں: وہ کہتے ہیں: میں نبیؐ کے پاس تھا جب آپ کے پاس یہودیوں کا کوئی آدمی آیا۔ اس نے کہا: اے محمدؐ! کیا اس جنازے سے بھی کلام کیا جائے گا؟ نبیؐ نے فرمایا: اللہ بہتر جانتا ہے تو یہودی نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ اس سے کلام کی جائے گی تو آپؐ نے فرمایا: تمہیں جو اہل کتاب بیان کریں نہ تم اس کی تصدیق کرو اور نہ تکذیب اور کہو: ہم اللہ' اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے' اگر وہ حق ہوا تو تم نے اسے جھٹلایا نہیں ہوگا اور اگر باطل ہوا تو تم نے اس کی تصدیق نہیں کی ہوگی۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۸۰۰۔ ابوداؤد (۳۶۴۴)' عبدالرزاق (۲۰۰۵۹)' احمد (۴/ ۱۳۶)' ابن حبان' (۶۲۵۷)۔

باب: التعفيف عن صاحب الحاجة

۲۴۹۰۔عَنْ عُبَادَةَ بْنِ شُرَحْبِيلٍ، قَالَ: أَصَابَتْنِي سَنَةٌ، فَدَخَلْتُ حَائِطاً مِنْ حِيطَانِ الْمَدِينَةِ، فَفَرَكْتُ سُنْبُلَةً فَأَكَلْتُ، وَحَمَلْتُ فِي ثَوْبِي، فَجَاءَ صَاحِبُهُ، فَضَرَبَنِي، وَأَخَذَ ثَوْبِي، فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ لَهُ: ((مَا عَلَّمْتَهُ إِذْ كَانَ جَاهِلاً وَلَا أَطْعَمْتَهُ إِذْ كَانَ سَاغِباً أَوْ جَائِعاً)) وَأَمَرَهُ، فَرَدَّ عَلَيَّ ثَوْبِي، وَأَعْطَانِي وَسْقًا أَوْ نِصْفَ وَسْقٍ مِّنْ طَعَامٍ [الصحيحة: ۲۲۲۹]

ضرورت مند سے درگزر کرنا

عبادۃ بن شرحبیل کہتے ہیں: مجھے قحط سالی نے آلیا' تو مدینہ کے کسی باغ میں داخل ہوا' اور ایک خوشہ توڑ کر کھالیا اور اپنے کپڑے میں بھی اٹھالیا' تو اس کا مالک آیا' اس نے مجھے مارا اور میرا کپڑا پکڑلیا' تو میں رسول اللہؐ کے پاس آیا آپؐ نے اسے کہا: جب وہ جاہل تھا تو نے اسے بتایا نہیں اور جب بھوکا تھا تو اسے کھلایا نہیں اور آپؐ نے اسے حکم دیا تو اس نے مجھے میرا کپڑا لوٹا دیا اور مجھے ایک یا آدھا وسق غلہ بھی عنایت فرمایا۔

تخریج: الصحيحة ۲۲۲۹۔ ابوداؤد (۲۶۲۰)۔ ابن ماجه (۲۲۹۸)' احمد (۴/ ۱۶۶'۱۶۷)' حاكم (۴/ ۱۳۳)۔

فوائد: بھوکا شخص باغ سے بھوک کے بقدر کھا تو سکتا ہے لیکن ساتھ نہیں لے جاسکتا جیسا کہ احادیث سے واضح ہوتا ہے۔ یہاں چونکہ صحابی باندھ کے لے جا بھی رہا تھا اور اسے مسئلے کا بھی پتہ نہیں تھا' اس لیے آپؐ نے کہا: اگر وہ لاعلم تھا تو نے اسے بتایا ہی نہیں۔

باب: التفرين في الطاعة بين امور الدين وامور الدنيا المحضة

۲۴۹۱۔عَنْ أَنَسٍ قَالَ: سَمِعَ رَسُولُ اللّٰهِ أَصْوَاتاً، فَقَالَ: ((مَا هٰذَا؟)) قَالُوا: يُلَقِّحُونَ النَّخْلَ، فَقَالَ: ((لَوْ تَرَكُوهُ فَلَمْ يُلَقِّحُوهُ لَصَلُحَ)) فَتَرَكُوهُ فَلَمْ يُلَقِّحُوهُ، فَخَرَجَ شِيصًا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَا لَكُمْ؟)) قَالُوا: تَرَكُوهُ لِمَا قُلْتَ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِذَا كَانَ شَيْءٌ مِّنْ أَمْرِ دُنْيَاكُمْ، فَأَنْتُمْ أَعْلَمُ بِهِ فَإِذَا كَانَ مِنْ أَمْرِ دِينِكُمْ، فَإِلَيَّ)) [الصحيحة: ۳۹۷۷]

دینی اور خالصتاً دنیاوی امور میں اطاعت میں فرق ہے

انس ؓ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے کچھ آوازیں سنیں' تو آپؐ نے کہا یہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا: وہ کھجوروں کی تابیر کررہے ہیں آپؐ نے فرمایا: اگر وہ اسے چھوڑ دیں اور تابیر نہ کریں تو صحیح ہے تو انہوں نے چھوڑ دیا اور تابیر نہیں کی تو ردی کھجور نکلی' تو نبیؐ نے کہا: تمہیں کیا ہوا؟ انہوں نے کہا: انہوں نے آپ کے کہنے کی وجہ سے چھوڑ دیا تھا' تو آپؐ نے فرمایا: جب تمہارا کوئی دنیاوی معاملہ ہو تو تمہیں زیادہ علم ہے اور جب دینی معاملہ ہو تو پھر میری طرف لاؤ۔

تخریج: الصحيحة ۳۹۷۷۔ احمد (۳/ ۱۵۲)' مسلم (۲۳۶۳)' ابن ماجه (۲۴۷۱)۔

فوائد: تابیر: نر کھجور کے بُور کو مادہ کھجور پر ڈالنا یا ایک دوسرے کی شاخوں کی پیوند کاری کرنا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ آپ عالم الغیب نہ تھے ورنہ آپ انہیں اس کام سے نہ روکتے۔

باب:مثل العالم الذی لا یبلغ

اس عالم کی مثال جو علم کی تبلیغ نہیں کرتا

۲٤۹۲ـعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَثَلُ الَّذِي يَتَعَلَّمُ الْعِلْمَ ثُمَّ لَا يُحَدِّثُ بِهِ، كَمَثَلِ الَّذِيْ يَكْنِزُ الْكَنْزَ فَلَا يُنْفِقُ مِنْهُ))

[الصحيحة:٣٤٧٩]

ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہؐ نے فرمایا: وہ بندہ جو علم حاصل کرے اور اسے بیان نہ کرے اس کی مثال ایسے شخص کی ہے جو خزانہ جمع کرے پھر اس سے خرچ نہ کرے۔

تخریج: الصحیحة ۳۴۷۹۔ طبرانی فی الاوسط (۶۹۳)' ابن عبدالبر جامع بیان العلم (۴۷۲)' ابو خیثمه فی العلم (۱۶۲)۔

باب:فضل طلب العلم

علم کے طلب کرنے کی فضیلت

۲٤۹۳ـعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: حَدَّثَ: صَفْوَانُ بْنُ عَسَّالٍ الْمُرَادِيُّ قَالَ: أَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَهُوَ مُتَّكِئٌ فِي الْمَسْجِدِ عَلٰى بُرْدٍ لَّهُ [أَحْمَرَ] فَقُلْتُ لَهُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ! إِنِّي جِئْتُ أَطْلُبُ الْعِلْمَ، فَقَالَ: ((مَرْحَباً بِطَالِبِ الْعِلْمِ، [إِنَّ] طَالِبَ الْعِلْمِ لَتَحُفُّهُ الْمَلَائِكَةُ وَتُظِلُّهُ بِأَجْنِحَتِهَا، ثُمَّ يَرْكَبُ بَعْضُهُمْ بَعْضاً، حَتّٰى يَبْلُغُوا السَّمَاءَ الدُّنْيَا، مِنْ حُبِّهِمْ لِمَا يَطْلُبُ)) قَالَ: قَالَ صَفْوَانُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! لَا نَزَالُ نُسَافِرُ بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِيْنَةِ، فَأَفْتِنَا عَنِ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ؟! فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ لِلْمُسَافِرِ، وَيَوْمٌ وَلَيْلَةٌ لِلْمُقِيمِ)).

[الصحيحة:٣٣٩٧]

عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں: صفوان بن عسال مرادی بیان کرتے ہیں: میں رسول اللہؐ کے پاس آیا اور وہ مسجد میں سرخ چادر پر تکیہ لگائے ہوئے تھے۔ میں نے آپ کو کہا: اے اللہ کے رسولؐ! میں علم کی تلاش میں آیا ہوں' تو آپؐ نے کہا: طالب علم کو خوش آمدید' یقیناً طالب علم کو فرشتے گھیرے ہوتے ہیں اور اسے پروں سے سایہ کیے رہتے ہیں' پھر بعض بعض پر سوار ہوجاتا ہے حتیٰ کہ آسمان دنیا تک پہنچ جاتے ہیں اس کی علم کی (تلاش کی) محبت کی وجہ سے۔ کہتے ہیں صفوان نے کہا: اے اللہ کے رسولؐ ہم ہمیشہ مکہ اور مدینہ کے درمیان سفر کرتے رہتے ہیں آپؐ ہمیں موزوں پر مسح کے بارے میں فتویٰ دیجیے؟ تو اسے رسول اللہ ﷺ نے کہا: مسافر کے لیے تین دن اور مقیم کے لیے ایک دن اور رات۔

تخریج: الصحیحة ۳۴۷۹۔ طبرانی فی الاوسط (۶۹۳)' ابن عبدالبر جامع بیان العلم (۴۷۲)' ابو خیثمة فی العلم (۱۶۲)۔

۲٤۹٤ـعَنْ جَابِرٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مُعَلِّمُ الْخَيْرِ يَسْتَغْفِرُ لَهُ كُلُّ شَيْءٍ حَتَّى الْحِيتَانُ فِي الْبِحَارِ)). [الصحيحة:٣٠٢٤]

جابرؓ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: خیر سکھلانے والے کے لیے ہر چیز بخشش طلب کرتی ہے حتیٰ کہ سمندروں میں مچھلیاں بھی۔

تخریج: الصحیحة ۳۰۲۴۔ طبرانی فی الاوسط (۶۲۱۵)۔

باب: فضل الرمي واستمراره

نشانہ بازی کی فضیلت اور اس پر ہمیشگی

٢٤٩٥۔عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ شَمَّاسَةَ: أَنَّ فُقَيْمًا اللَّخْمِيَّ قَالَ لِعُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ: تَخْتَلِفُ بَيْنَ هٰذَيْنِ الْغَرَضَيْنِ، وَأَنْتَ كَبِيرٌ يَشُقُّ عَلَيْكَ؟ اقَالَ عُقْبَةُ: لَوْلَا كَلَامٌ سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لَمْ أُعَانِ۔ قَالَ الْحَارِثُ: فَقُلْتُ لِابْنِ شَمَّاسَةَ: وَمَاذَاكَ؟ قَالَ: إِنَّهُ قَالَ: ((مَنْ عَلِمَ الرَّمْيَ ثُمَّ تَرَكَهُ، فَلَيْسَ مِنَّا، أَوْ قَدْ عَصٰى))[الصحيحة:٣٤٤٨]

عبدالرحمٰن بن شماسہ سے روایت ہے کہ فقیم لخمی نے عقبہ بن عامر کو کہا: تو ان دو اہداف کے درمیان چلتا رہتا ہے حالانکہ تو بوڑھا ہے اور تجھ پر یہ شاق ہے' عقبہؓ کہتے ہیں: اگر میں نے رسول اللہ کی بات نہ سنی ہوتی تو میں اسے نہ دیکھتا۔ حارث کہتے ہیں: میں نے ابن شماسہ کو کہا: وہ کیا ہے؟ کہتا ہے: آپؐ نے کہا: جس نے نشانہ بازی سیکھی پھر اسے چھوڑ دیا تو وہ ہم میں سے نہیں یا (کہا) اس نے نافرمانی کی۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۴۴۸۔ مسلم (۱۹۱۹)' ابو عوانۃ (۵/ ۱۰۲/ ۱۰۳)' بیہقی (۱۰/ ۱۳)۔

فوائد: جہاد اسلام میں ایسی اہمیت کا حامل ہے کہ اس میں ذرا سی بھی کوتاہی قابل برداشت نہیں۔ جو شخص اس غرض سے نشانہ بازی سیکھ کر چھوڑ دیتا ہے تو آپ ﷺ کے فرمان کے مطابق وہ ملت اسلامیہ کا فرد ہی نہیں۔ یعنی جہاد کی تیاری بقدر استطاعت فرض ہے اور پھر تیاری کو برقرار رکھنا یہ بھی فرض ہے۔

باب: التشديد على من كذب في حلمه

جس نے خواب کے سلسلہ میں جھوٹ بولا اس پر سختی کا بیان

٢٤٩٦۔عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ مَرْفُوْعاً: ((مَنْ كَذَبَ فِي حِلْمِهِ، كُلِّفَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَقْدَ شَعِيْرَةٍ)). [الصحيحة:٢٣٥٩]

علی بن ابوطالبؓ سے مرفوعاً مروی ہے: (نبی ﷺ نے فرمایا) جس نے اپنے خواب کے بارے میں جھوٹ بولا اسے قیامت والے دن جو کو گرہ لگانے کی تکلیف دی جائے گی۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۳۵۹۔ ترمذی (۲۲۸۲)' احمد (۱/ ۷۶/ ۹۰)' دارمی (۲۱۵۱)' حاکم (۴/ ۳۹۲)۔

فوائد: ایسا شخص نہ جو کو گرہ لگا سکے اور نہ ہی سزا سے چھٹکارہ حاصل کر سکے گا۔

باب: فضل تفقهه في الدين

دین میں فقاہت حاصل کرنے کی فضیلت

٢٤٩٧۔عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مَرْفُوْعاً: ((مَنْ يُرِدُاللّٰهُ بِهِ خَيْراً يُفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ)) [الصحيحة:١١٩٤]

ابن عباسؓ سے مرفوعاً روایت ہے: (نبی ﷺ نے فرمایا) اللہ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرے تو اسے دین کی سمجھ دے دیتا ہے۔

تخریج: الصحیحۃ ۱۱۹۴۔ ترمذی (۲۶۴۵)' دارمی (۲۲۵)' احمد (۱/ ۳۰۶)' طبرانی (۱۰۷۸۷)۔

٢٤٩٨۔عَنْ حُمَيْدٍ، قَالَ: سَمِعْتُ مُعَاوِيَةَ بْنَ أَبِي سُفْيَانَ خَطِيباً يَقُوْلُ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ

حمید کہتے ہیں میں نے معاویہؓ سے سنا وہ خطبہ دے رہے تھے کہ میں نے نبی ﷺ کو فرماتے سنا: اللہ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ

ﷺيَقُوْلُ:((مَنْ يُرِدُاللّٰهُ بِهٖ خَيْراً يُفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ، وَإِنَّمَا أَنَا قَاسِمٌ وَاللّٰهُ يُعْطِي، وَلَنْ تَزَالَ هٰذِهِ الْأُمَّةُ قَائِمَةٌ عَلٰى أَمْرِاللّٰهِ لَايَضُرُّهُمْ مَنْ خَالَفَهُمْ حَتّٰى يَأْتِيَ أَمْرُاللّٰهِ)) [الصحيحة:١١٩٥]

کرے اسے دین کی سمجھ دے دیتا ہے میں تو صرف تقسیم کرنے والا ہوں۔ اللہ دینے والا ہے' یہ امت ہمیشہ اللہ کے حکم پر سیدھی رہے گی' اسے کوئی مخالفت کرنے والا نقصان نہیں پہنچائے گا یہاں تک کہ اللہ کا حکم آ جائے۔

تخریج: الصحیحۃ ۱۱۹۵۔ بخاری (۷۱)' طحاوی فی المشکل (۲/ ۲۷۸)' طبرانی (۱۹/ ۳۲۹)' مسلم (الزکاۃ: ۱۰۰/ ۱۰۳۷)' الامارۃ (۱۷۳۔۱۷۵) مفرقاً۔

٢٤٩٩۔عَنْ مَعْبَدِ الْجُهَنِيِّ، قَالَ: كَانَ مُعَاوِيَةُ فَلَمَّا يُحَدِّثُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِﷺ شَيْئًا وَيَقُوْلُ هٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتُ قَلَّمَا يَدَعُهُنَّ أَوْ يُحَدِّثُ بِهِنَّ فِي الْجَمْعِ عَنِ النَّبِيِّ قَالَ: ((مَنْ يُّرِدِاللّٰهُ بِهٖ خَيْراً يُفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ، وَإِنَّ هٰذَا الْمَالَ حُلْوٌ خُضْرٌ فَمَنْ يَّأْخُذْهُ بِحَقِّهٖ يُبَارَكْ لَهٗ فِيْهِ، وَإِيَّاكُمْ وَالتَّمَادُحَ، فَإِنَّهُ الذَّبْحُ)) [الصحيحة:١١٩٦]

معبد جہنی کہتے ہیں: معاویہؓ جب بھی رسول اللہؐ سے کچھ بیان کرتے تو یہ کلمات ضرور کہتے اور کم ہی انہیں چھوڑتے یا انہیں جماعت کے اندر نبیؐ سے بیان کرتے کہتے: جس کے ساتھ اللہ بھلائی کا ارادہ کرلے اسے دین کی سمجھ دے دیتا ہے اور یقیناً یہ مال میٹھا و شاداب ہے' جس نے اسے حق کے ساتھ لیا تو اس کے لیے اس میں برکت کی جائے گی اور باہم (منہ پر) تعریف سے بچو' یہ ذبح کرنا ہے۔

تخریج: الصحیحۃ ۱۱۹۶۔ احمد (۴/ ۹۲۔۹۳)' طحاوی فی المشکل (۲/ ۲۷۹)' ابن ماجہ (۳۷۴۳) مختصراً اجداً۔

باب: هلاك من يفسر القرآن بغير السنة ومن يؤثر الدنيا على الآخرة

سنت کے بغیر قرآن کی تفسیر وتشریح اور آخرت پر دنیا کو ترجیح دینے والے کے لیے ہلاکت ہے

٢٥٠٠۔عُقْبَةَ بْنِ عَامِرِ الْجُهَنِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((هَلَاكُ أُمَّتِي فِي الْكِتَابِ وَاللَّبَنِ، قَالُوْا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! مَا الْكِتَابُ وَاللَّبَنُ؟ قَالَ: يَتَعَلَّمُوْنَ الْقُرْآنَ فَيَتَأَوَّلُوْنَهٗ عَلٰى غَيْرِمَا أَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ. وَيُحِبُّوْنَ اللَّبَنَ فَيَدَعُوْنَ الْجَمَاعَاتَ وَالْجُمَعَ، وَيَبْدُوْنَ)). [الصحيحة:٢٧٧٨]

عقبہ بن عامر جہنی کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا وہ کہتے تھے: میری امت کی ہلاکت کتاب اور دودھ کے سبب ہوگی۔ انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کتاب اور دودھ کیا ہے؟ کہا: قرآن سیکھیں گے اور اس کی تاویل اللہ کے نازل کردہ (حکم) سے ہٹ کر کریں گے اور دودھ پسند کریں گے اور (شہروں) کو چھوڑ کر دیہی زندگی اختیار کریں گے۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۷۷۸۔ احمد (۴/ ۱۵۵)' ابویعلیٰ (۱۷۴۶)' ابن عبدالحکم فی فتوح مصر (۲۹۳)۔

فوائد: اس امت کی بربادی کے دو سبب ہوں گے ایک قرآن کے مطابق خود بدلنے کی بجائے قرآن کو اپنی طبیعت کے مطابق

ڈھال لینا۔ دوسرا لوگ مال مویشی لے کر دیہاتوں میں جا بسیں گے اور اپنی ملی' معاشرتی ذمہ داریوں سے سبکدوش ہو جائیں گے۔

۲۵۰۱۔عَنِ النَّوَّاسِ بْنِ سَمْعَانَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَاتُجَادِلُوْا بِالْقُرآنِ، وَلَا تُكَذِّبُوْا كِتَابَ اللّٰهِ بَعْضَهُ بِبَعْضٍ، فَوَاللّٰهِ! إِنَّ الْمُؤْمِنَ لَيُجَادِلُ بِالْقُرْآنِ فَيُغْلَبُ، وَإِنَّ الْمُنَافِقَ لَيُجَادِلُ بِالْقُرْآنِ فَيَغْلِبُ)).

نواس بن سمعانؓ نبی سے روایت کرتے ہیں: آپ نے فرمایا: قرآن کے ذریعے جھگڑا نہ کرو اور نہ کتاب اللہ سے بعض کو بعض کے ذریعے جھٹلاؤ' اللہ کی قسم! مؤمن قرآن کے ساتھ جھگڑا کرے گا تو مغلوب ہو جائے گا اور منافق غالب آ جائے گا۔

[الصحيحة: ٣٤٤٧]

تخریج: الصحیحة ۳۴۴۷۔ طبرانی فی مسند الشامیین (۹۴۲)' دیلمی (۳/ ۱۶۰)' عن عبدالرحمن بن جبیر عن ابیه عن جده والمستغفری فی فضائل القرآن (۲۵۸)' عن جبیر بن نضیر مرسلاً۔

فوائد: مؤمن بحث کرتے وقت قرآن و حدیث کو منبع علم سمجھتے ہوئے ان سے استنباط و استدلال کرتا ہے جبکہ منافق دنیاوی علم کو فوقیت دیتے ہوئے ایسے ایسے حقائق گھڑتا ہے کہ قرآن و حدیث پر کار بند رہنے والا ان کا توڑ نہیں کر سکتا جس سے وہ مغلوب اور منافق غالب آ جاتا ہے۔

باب: القصد فی الأمور کلها

تمام امور میں درمیانہ انداز اپنانا

۲۵۰۲۔عَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَاتُشَدِّدُوْا عَلَى أَنْفُسِكُمْ، فَإِنَّمَا هَلَكَ مَنْ قَبْلَكُمْ بِتَشْدِيْدِهِمْ عَلَى أَنْفُسِهِمْ، وَسَتَجِدُوْنَ بَقَايَاهُمْ فِي الصَّوَامِعِ وَالدِّيَارَاتِ)).

سہل بن ابی امامہ اپنے باپ' وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں اور وہ نبی ﷺ سے' آپؐ نے فرمایا: اپنے نفس پر سختی نہ کرو' تم سے پہلے لوگ اپنے نفسوں پر سختی کرنے کے سبب ہلاک ہو گئے اور تم ان کے بقیہ (لوگوں) کو یہودیوں اور عیسائیوں کے عبادت خانوں میں پاؤ گے۔

[الصحيحة: ٣١٢٤]

تخریج: الصحیحة ۳۱۲۴۔ بخاری فی التاریخ (۴/ ۹۷)' طبرانی فی الکبیر (۵۵۵۱)' وفی الاوسط (۳۱۰۲)۔

فوائد: عبادت اسی قدر فائدہ مند جتنی بندہ آسانی اور ہمیشگی کے ساتھ کر سکے ورنہ یہ نقصان اور گمراہی کا باعث ہے جیسا کہ گرجاؤں کے موجودہ حالات شاہد ہیں۔

باب: عدم التصدیق والتکذیب لاهل الکتاب

اہل کتاب کی تصدیق یا تکذیب نہ کرنا

۲۵۰۳۔عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: كَانَ أَهْلُ الْكِتَابِ يَقْرَؤُوْنَ التَّوْرَاةَ بِالْعِبْرَانِيَّةِ وَيُفَسِّرُوْنَهَا

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اہل کتاب تورات کو عبرانی میں پڑھتے اور عربی میں اسلام والوں کے لیے اس کی تفسیر کرتے۔ رسول

بِالْعَرَبِيَّةِ لِأَهْلِ الْإِسْلَامِ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَاتُصَدِّقُوْا أَهْلَ الْكِتَابِ وَلَاتُكَذِّبُوْهُمْ، وَقُوْلُوْا: آمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْكُمْ))

اللہ ﷺ نے فرمایا: تم اہل کتاب کی نہ تصدیق کرو اور نہ تکذیب‘ اور کہو‘ ہم اللہ اور تم پر نازل کردہ (کتاب) پر ایمان لائے۔

تخریج: الصحیحة ۴۲۲۔ بخاری (۴۴۸۵‘۷۳۶۲‘۷۵۴۲)‘ نسائی فی الکبری (۱۱۳۸۷)۔

باب: حديث العترة وبعض طرقه

عترت والی حدیث اور اس کے بعض طرق

۲۰۰٤۔عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ فِي حَجَّتِهِ يَوْمَ عَرَفَةَ، وَهُوَ عَلَى نَاقَتِهِ الْقَصْوَاءِ يَخْطُبُ، فَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ: ((يَا أَيُّهَاالنَّاسُ! إِنِّي قَدْ تَرَكْتُ فِيْكُمْ مَا إِنْ أَخَذْتُمْ بِهِ لَنْ تَضِلُّوْا، كِتَابَ اللّٰهِ، وَعِتْرَتِي أَهْلَ بَيْتِي)). [الصحيحة:١٧٦١]

جابر بن عبد اللہؓ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو ان کے حج کے دوران عرفہ والے دن دیکھا‘ کہ آپ اپنی قصواء اونٹنی پر بیٹھے خطبہ دے رہے ہیں‘ میں نے آپ کو سنا‘ آپؐ کہہ رہے تھے: اے لوگو! میں تم میں ایسی چیز چھوڑے جارہا ہوں اگر تم اسے پکڑے رکھو تو ہرگز گمراہ نہیں ہو گے‘ اللہ کی کتاب‘ اور میرا خاندان‘ میرے گھر والے۔

تخریج: الصحیحة ۱۷۶۱۔ ترمذی (۳۷۸۶)‘ طبرانی (۲۶۸۰)‘ مسلم (۲۴۰۸)‘ احمد (۴/ ۳۶۶‘۳۶۷)‘ عن زید بن ارقم ؓ مطولاً۔

باب: لا فرق ولا احزاب في الاسلام وانما جماعة وخليفة

باب: اسلام میں کوئی فرقہ یا گروہ نہیں سوائے خلیفہ اور جماعت کے

۲۰۰٥۔قَالَ حُذَيْفَةُ بْنُ الْيَمَانِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَانَ النَّاسُ يَسْأَلُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ عَنِ الْخَيْرِ، وَكُنْتُ أَسْأَلُهُ عَنِ الشَّرِّ مَخَافَةَ أَنْ يُدْرِكَنِي، فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّا كُنَّا فِي جَاهِلِيَّةٍ وَشَرٍّ، فَجَاءَنَا اللّٰهُ بِهٰذَا الْخَيْرِ [فَنَحْنُ فِيْهِ]، [وَجَاءَ بِكَ] فَهَلْ بَعْدَ هٰذَا الْخَيْرِ مِنْ شَرٍّ [كَمَا كَانَ قَبْلَهُ؟]۔[قَالَ: ((يَاحُذَيْفَةُ تَعَلَّمْ كِتَابَ اللّٰهِ، وَاتَّبِعْ مَافِيْهِ، (ثَلَاثَ مَرَّاتٍ))). قَالَ:قُلْتُ : يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أَبَعْدَ هٰذَا الشَّرِّ مِنْ خَيْرٍ؟] قَالَ: ((نَعَمْ)) [قُلْتُ: فَمَا الْعِصْمَةُ مِنْهُ؟ قَالَ: ((السَّيْفُ))]. قُلْتُ: وَهَلْ بَعْدَ ذٰلِكَ الشَّرِّمِنْ

حذیفہ بن یمان ؓ کہتے ہیں: لوگ رسول اللہ ﷺ سے خیر کے بارے میں پوچھتے اور میں آپ سے شر کے بارے میں دریافت کرتا کہ کہیں مجھے آ نہ لے‘ میں نے کہا: اے رسول اللہ! ہم جاہلیت اور برائیوں میں مبتلا تھے کہ اللہ ہمارے پاس اس خیر کو لے آیا جس میں ہم موجود ہیں اور آپ کو لے آیا تو کیا اس خیر کے بعد بھی کوئی شر ہے جس طرح پہلے تھا؟ کہتے ہیں: اے حذیفہ! قرآن سیکھو اور اس میں موجود احکام کی پیروی کرو (تین مرتبہ کہا) کہتے ہیں: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا اس شر کے بعد کوئی خیر ہے؟ فرمایا ہاں‘ میں نے کہا: اس سے بچاؤ کس طرح ہے؟ کہا: تلوار۔ میں نے کہا: کیا اس شر کے بعد خیر بھی ہے؟ (ایک سند میں ہے میں نے کہا: کیا تلوار کے بعد کچھ بچے گا

خَيْرٍ؟ (وَفِي طَرِيقٍ: قُلْتُ: وَهَلْ بَعْدَ السَّيْفِ بَقِيَّةٌ؟) قَالَ: ((نَعَمْ، وَفِيهِ (وَفِي طَرِيقٍ: تَكُونُ إِمَارَةٌ (وَفِي لَفْظٍ: جَمَاعَةٌ) عَلَى أَقْذَاءٍ، وَهُدْنَةٌ عَلَى) دَخَنٍ)) قُلْتُ: وَمَا دَخَنُهُ؟ قَالَ: ((قَوْمٌ (وَفِي طَرِيقٍ أُخْرَى: يَكُونُ بَعْدُ أَئِمَّةٌ [يَسْتَنُّونَ بِغَيْرِ سُنَّتِي، وَ] يَهْدُونَ بِغَيْرِ هَدْيِي، تَعْرِفُ مِنْهُمْ، وَتُنْكِرُ، [وَسَيَقُومُ فِيهِمْ رِجَالٌ قُلُوبُهُمْ قُلُوبُ الشَّيَاطِينِ، فِي جُثْمَانِ إِنْسٍ])). (وَفِي أُخْرَى: الْهُدْنَةُ عَلَى دَخَنٍ مَاهِيَ؟ قَالَ: ((لَا تَرْجِعُ قلوب اقوام على الذى كانت عليه) قلت فهل بعد ذلك الخير من شر: قال: ((نَعَمْ، [فِتْنَةٌ عَمْيَاءُ صَمَّاءُ عَلَيْهَا دُعَاةٌ عَلَى أَبْوَابِ جَهَنَّمَ، مَنْ أَجَابَهُمْ إِلَيْهَا قَذَفُوهُ فِيهَا)) قُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ! صِفْهُمْ لَنَا۔ قَالَ: ((هُمْ مِنْ جِلْدَتِنَا، وَيَتَكَلَّمُونَ بِأَلْسِنَتِنَا)). قُلْتُ: [يَارَسُولَ اللهِ!] فَمَا تَأْمُرُنِي إِنْ أَدْرَكَنِي ذٰلِكَ؟ قَالَ: ((تَلْتَزِمُ جَمَاعَةَ الْمُسْلِمِينَ وَإِمَامَهُمْ، [تَسْمَعُ وَتُطِيعُ الْأَمِيرَ، وَإِنْ ضَرَبَ ظَهْرَكَ، وَأَخَذَ مَالَكَ، فَاسْمَعْ وَأَطِعْ])) قُلْتُ: فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُمْ جَمَاعَةٌ وَلَا إِمَامٌ؟ قَالَ: ((فَاعْتَزِلْ تِلْكَ الْفِرَقَ كُلَّهَا، وَلَوْ أَنْ تَعَضَّ بِأَصْلِ شَجَرَةٍ، حَتّٰى يُدْرِكَكَ الْمَوْتُ وَأَنْتَ عَلَى ذٰلِكَ)). (وَفِي طَرِيقٍ): ((فَإِنْ تَمُتْ يَا حُذَيْفَةُ وَأَنْتَ عَاضٌّ عَلَى جِذْلٍ خَيْرٌ لَكَ مِنْ أَنْ تَتَّبِعَ أَحَدًا مِنْهُمْ)). (وَفِي أُخْرَى): ((فَإِنْ رَأَيْتَ يَوْمَئِذٍ لِلّٰهِ عَزَّوَجَلَّ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً،

بھی)۔ کہا: ہاں' اس میں (ایک سند میں ہے) امارۃ ہوگی (ایک لفظ کے مطابق جماعت) برے لوگوں پر اور کینہ پر صلح میں نے کہا اس کا کینہ کیا ہے؟ کہا بعد میں ایک قوم ہوگی (ایک دوسری سند میں ہے کہ میرے بعد امام ہوں گے) جو میرے طریقے سے ہٹ کر طریقے اپنائیں گے اور میرے علاوہ کسی اور کی رہنمائی لیں گے' تو ان کی کچھ چیزوں کو پہچان لے گا اور کچھ کا انکار کرے گا ان میں کچھ آدمی کھڑے ہوں گے ان کے دل شیطانوں کی طرح ہوں گے جو کہ انسان کے جسم میں ہوں گے (دوسری سند میں ہے کینے پر صلح کیا ہے؟ کہا: قوموں کے دل پہلی حالت سے پلٹیں گے)۔ میں نے کہا: کیا خیر کے بعد بھی شر ہے؟ کہا: ہاں' اندھا بہرا فتنہ ہوگا' اس کے داعی جہنم کے دروازوں پر ہوں گے' جو ان کی بات قبول کرے گا وہ اسے جہنم میں پھینک دیں گے۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ان کی صفات ہمیں بیان کریں۔ فرمایا: وہ ہمارے جیسے ہماری زبان میں بات کرنے والے ہوں گے' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اگر میں انہیں پالوں تو آپ مجھے کیا حکم دیتے ہیں؟ کہا: تو مسلمانوں کی جماعت اور اس کے امام کو لازم پکڑنا' تو سنے ان کی اور پیروی کرے امیر کی' اگرچہ وہ تیری پیٹھ پر مارے تیرا مال چھین لے تو سن اور بات مان۔ میں نے کہا: اگر ان کی جماعت اور امام نہ ہو؟ کہا: ان سب فرقوں سے الگ رہنا اگرچہ تجھے کسی درخت کی جڑ کو پکڑنا پڑے یہاں تک کہ تجھے موت آلے اور تو اسی طرح ہو (ایک سند میں ہے) اے حذیفہ! اگرچہ تو جڑ کو پکڑے ہوئے فوت ہوجائے یہ تیرے لیے کسی کی پیروی کرنے سے بہتر ہے (دوسری سند میں ہے) اگر تو کوئی ان دنوں اللہ کا خلیفہ دیکھے تو اس کی پیروی کرنا اگرچہ تیری پیٹھ پر مارے اور تیرا مال چھین لے' اگر تجھے خلیفہ نظر نہ آئے تو بھاگ جانا زمین میں' حتیٰ کہ تجھے موت آلے اس حال میں کہ تو

فَالْزِمْهُ وَإِنْ ضَرَبَ ظَهْرَكَ وَأَخَذَ مَالَكَ، فَإِنْ لَّمْ تَرَ خَلِيْفَةً فَاهْرِبْ [فِي الْأَرْضِ] حَتّٰى يُدْرِكَكَ الْمَوْتُ وَأَنْتَ عَاضٍ عَلٰى جَذَلِ شَجَرَةٍ)) ۔[قَالَ: قُلْتُ: ثُمَّ مَاذَا؟ قَالَ: ((ثُمَّ يَخْرُجُ الدَّجَّالُ)) قَالَ: قُلْتُ: فَبِمَ يَجِيءُ؟ قَالَ: ((بِنَهْرٍ. أَوْ قَالَ: مَاءٌ وَنَارٌ. فَمَنْ دَخَلَ نَهْرَهُ حُطَّ أَجْرُهُ وَوَجَبَ وِزْرُهُ، وَمَنْ دَخَلَ نَارَهُ وَجَبَ أَجْرُهُ، وَحُطَّ وِزْرُهُ)) [قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ: فَمَا بَعْدَ الدَّجَّالِ؟ قَالَ: ((عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ))] قَالَ: قُلْتُ: ثُمَّ مَاذَا؟ قَالَ: ((لَوْأَنْتَجْتَ فَرَساً لَمْ تَرْكَبْ فُلُوَّهَا حَتّٰى تَقُوْمَ السَّاعَةُ))

[الصحيحة:۲۷۳۹]

درخت کی جڑ کو پکڑے ہوئے ہو۔ کہتے ہیں: میں نے کہا: پھر کیا ہوگا۔ پھر دجال نکلے گا؟ کہتے ہیں میں نے کہا: وہ کیا لے کر آئے گا؟ کہا: نہر یا کہا: پانی اور آگ' تو جو اس کی نہر میں داخل ہوا تو اس کا اجر ضائع ہو جائے گا اور گناہ لازم ہو جائے گا اور جو اس کی آگ میں داخل ہوا تو اس کا اجر لازم اور گناہ معاف ہو جائیں گے۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! دجال کے بعد کیا ہوگا؟ کہا: عیسیٰ بن مریم۔ کہتے ہیں میں نے کہا: پھر کیا؟ کہا: اگر گھوڑی بچہ دے تو اس بچے پر سواری نہیں کر سکے گا کہ قیامت قائم ہو جائے گی۔

تخريج: الصحيحة ۲۷۳۹۔ تقدم برقم (۱۷۶۹)۔

۲۵۰۶۔عَنْ أَبِي مُوْسٰى أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ بَعَثَهُ وَمُعَاذاً إِلَى الْيَمَنِ فَقَالَ: ((يَسِّرَا وَلَا تُعَسِّرَا، وَبَشِّرَا وَلَا تُنَفِّرَا وَتَطَاوَعَا وَلَا تَخْتَلِفَا)).

[الصحيحة:۱۱۵۱]

ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے انھیں اور معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن کی جانب بھیجا' تو فرمایا: آسانی کرنا تنگی نہ ڈالنا' خوشخبری دینا نفرت نہ دلانا' اکھٹے رہنا اختلاف نہ کرنا۔

تخريج: الصحيحة ۱۱۵۱۔ بخاری (۴۳۴۱٬۳۰۳۸)' مسلم (۱۷۳۳)' احمد (۴/ ۴۱۲٬۴۱۷)۔

فوائد: اسلام کا مزاج آسانی والا ہے کہ انسان کو جہاں تک ہو سکے شریعت کے دائرے کے اندر آسانی فراہم کی جائے جیسا کہ آپ ﷺ خود دو کاموں میں سے آسان کو اختیار کرتے اور اسی طرح لوگوں کو خوشخبریاں سنا کر اسلام کے قریب کرنا چاہیے نہ کہ مشکل احکام کا تذکرہ کرتے ہوئے انہیں دین اسلام سے برگشتہ کرنا چاہیے۔

○○○

(۲۱) الفتن واشراط الساعة والبعث

فتنے' علامات قیامت' جنگوں کے بارے میں

باب: قتل عمار من فئة الباغية

باغی گروہ عمار رضی اللہ عنہ کو قتل کرے گا

۲۵۰۷ـ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ،قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((اَبْشِرْ عَمَّارُ! تَقْتُلُكَ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ)) [الصحيحة: ۷۱۰]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عمار! خوش ہو جا' تجھے باغی گروپ قتل کرے گا۔''

تخریج: الصحيحة ۷۱۰- ترمذی (۳۸۰۰)' ابن عساكر (۴۶/ ۲۸۴'۲۹۴)' وابويعلى (۶۹۲۴)' عن ابی هريرة مسلم (۲۹۱۵)' احمد (۵/ ۳۰۶)' عن ابی سعید عن ابی قتادة رضی اللہ عنہ' بخاری (۴۴۷)۔

باب: قتل الحسين مظلوما

سیدنا حسین رضی اللہ عنہ مظلوم قتل کیے جائیں گے

۲۵۰۸ـ عَنْ أُمِّ الْفَضْلِ بِنْتِ الْحَارِثِ : اِنَّهَا دَخَلَتْ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنِّي رَاَيْتُ حُلْمًا مُنْكَرًا اللَّيْلَةَ ـقَالَ: ((وَمَا هُوَ؟)). قَالَتْ: اَنَّهُ شَدِيْدٌـقَالَ: ((وَمَاهُوَ؟)). قَالَ: رَاَيْتُ كَاَنَّ قِطْعَةً مِّنْ جَسَدِكَ قُطِعَتْ وَوُضِعَتْ فِي حِجْرِيْ ـقَالَ: ((رَاَيْتِ خَيْرًا، تَلِدُ فَاطِمَةُ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ غُلَامًا فَيَكُوْنُ فِي حِجْرِكِ)). فَوَلَدَتْ فَاطِمَةُ الْحُسَيْنَ، فَكَانَ فِي حِجْرِي كَمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ، فَدَخَلْتُ يَوْمَ اِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَوَضَعْتُهُ فِي حِجْرِهِ، ثُمَّ حَانَتْ مِنِّي اِلْتِفَاتَةٌ فَإِذَا عَيْنَا رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ تُهْرِيْقَانِ مِنَ الدُّمُوْعِ، قَالَتْ: فَقُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ!

سیدہ ام الفضل بنت حارث رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئیں اور کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے رات کو قبیح خواب دیکھا۔ آپ ﷺ نے پوچھا: ''وہ کیا ہے؟'' اس نے کہا: وہ بہت سخت ہے۔ آپ ﷺ نے پوچھا: ''آخر وہ ہے کیا؟'' اس نے کہا: مجھے ایسے لگا کہ آپ کے جسم کا ایک ٹکڑا کاٹ کر میری گود میں پھینکا گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو نے تو عمدہ خواب دیکھا ہے' (اس کی تعبیر یہ ہے کہ ان شاء اللہ میری بیٹی) فاطمہ کا بچہ پیدا ہو گا جو تیری گود میں ہو گا۔'' واقعی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا بچہ حسین پیدا ہو جو میری گود میں تھا' جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا۔ ایک دن میں رسول اللہ ﷺ کے پاس گئی اور حسین کو آپ کی گود میں رکھ دیا۔ جب آپ ﷺ کی طرف متوجہ ہوئی تو آپ کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔ میں نے

بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي مَالَكَ؟ فَقَالَ: ((أَتَانِي جِبْرِيْلُ. عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ، فَأَخْبَرَنِي إِنَّ أُمَّتِي سَتَقْتُلُ ابْنِي هٰذَا. فَقُلْتُ: هٰذَا؟ فَقَالَ: نَعَمْ، وَأَتَانِي بِتُرْبَةٍ مِّنْ تُرْبَتِهِ حَمْرَاءَ)) [الصحيحة: ٨٢١]

کہا: اے اللہ کے نبی! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں' آپ کو کیا ہو گیا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جبریل علیہ السلام میرے پاس آئے اور مجھے بتلایا کہ میری امت میرے اس بیٹے کو قتل کر دے گی۔'' میں نے کہا: یہ بیٹا (حسین)؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں' وہ میرے پاس اس علاقے کی سرخ مٹی بھی لائے۔

تخریج: الصحیحہ ۸۲۱۔ حاکم (۳/ ۱۷۶'۱۷۷)' بیہقی فی الدلائل (۶/ ۴۶۹)' طبرانی (۲۵/ ۲۷) مختصراً۔

باب: لا تخاصموا بالحبشية ابتداءً

حبشیوں سے لڑائی شروع مت کرو

٢٥٠٩۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((اُتْرُكُوا الْحَبَشَةَ مَا تَرَكُوكُمْ ؛ فَإِنَّهُ لَا يَسْتَخْرِجُ كَنْزَالْكَعْبَةِ إِلَّا ذُوالسُّوَيْقَتَيْنِ مِنَ الْحَبَشَةِ)). [الصحيحة: ٧٧٢]

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''حبشیوں کو اس وقت تک نہ چھیڑو' جب تک وہ تمھیں نہ چھیڑیں' کیونکہ کعبہ کے خزانے کو لوٹنے والا حبشہ کا چھوٹی پنڈلیوں والا آدمی ہوگا۔''

تخریج: الصحیحہ ۷۷۲۔ ابوداؤد (۴۳۰۹)' احمد (۵/ ۳۷۱)' حاکم (۴/ ۴۵۳)' خطیب فی التاریخ (۱۲/ ۴۰۳)۔

باب: قتل المسلم بعضها بعضًا

مسلمانوں کے ایک دوسرے کو قتل کے بارے میں

٢٥١٠۔عَنْ وَاثِلَةَ بْنِ الْاَسْقَعِ، قَالَ: خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((أَتَزْعُمُوْنِي مِنْ آخِرِكُمْ وَفَاةً؟! إِلَّا أَنِّي مِنْ أَوَّلِكُمْ وَفَاةً، وَتَتَّبِعُوْنِي أَفْنَادًا، يُهْلِكُ بَعْضُكُمْ بَعْضًا)). [الصحيحة: ٨٥١]

سیدنا واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا: ''کیا تم لوگ یہ خیال کرتے ہو کہ میں تم میں وفات کے لحاظ سے آخری ہوں؟ آگاہ رہو! میں تو بلحاظ وفات کے تم میں سب سے پہلا ہوں' پھر تم گروہوں کی شکل میں میرے پیچھے چلو گے اور تمھارے بعض لوگ بعضوں کو ہلاک کریں گے۔''

تخریج: الصحیحہ ۸۵۱۔ احمد (۴/ ۱۰۶)' ابو یعلی (۷۴۸۸)' ابن حبان (۶۶۴۶)' طبرانی (۲۲/ ۶۸)۔

سجود المؤمنين عند الله تعالى

مومنوں کا اللہ کے پاس سجدے میں گرنا

٢٥١١: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا جَمَعَ اللّٰهُ الْأَوَّلِي وَالْأُخْرٰى يَوْمَ الْقِيَامَةِ، جَاءَ الرَّبُّ، تَبَارَكَ وَ تَعَالٰى. إِلَى الْمُؤْمِنِيْنَ فَوَقَفَ عَلَيْهِمْ، وَالْمُؤْمِنُوْنَ عَلٰى كَوْمٍ. فَقَالُوْا لِعُقْبَةَ: مَا الْكَوْمُ؟ قَالَ: مَكَانٌ

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب اللہ تعالی روز قیامت اگلوں پچھلوں کو جمع کرے گا' تو وہ مومنوں کے پاس آئے گا' اس وقت مومن کسی اونچی جگہ پر ہوں گے۔ (راویوں نے عقبہ سے ''کوم'' کا معنی پوچھا تو انھوں نے اس کا معنی ''اونچی جگہ بتایا) اللہ تعالی پوچھے گا: (مومنو!) کیا تم

مُرْتَفِعٌ. فَيَقُوْلُ: هَلْ تَعْرِفُوْنَ رَبَّكُم؟ فَيَقُوْلُوْنَ: إِنْ عَرَّفَنَا نَفْسَهُ عَرَفْنَاهُ ثُمَّ يَقُوْلُ لَهُمُ الثَّانِيَةَ، فَيَضْحَكُ فِي وُجُوْهِهِمْ، فَيَخِرُّوْنَ لَهُ سُجَّدًا)). [الصحيحة: ٧٥٦]

اپنے رب کو پہچانتے ہو؟ وہ کہیں گے: اگر وہ اپنا تعارف کروا دے تو ہم پہچان لیں گے۔ پھر اللہ تعالی دوسری دفعہ بات کرے گا اور ان کے سامنے ہنسے گا' (یہ منظر دیکھ کر) وہ سجدے میں گر پڑیں گے۔"

تخریج: الصحیحۃ ۷۵۶۔ ابن خزیمۃ فی التوحید (ص:۲۳۴،۲۳۵)' الدارقطنی فی الرویۃ (الدر المنثور : ۶/ ۲۹۱)۔

باب: امتناع المنافقين عن السجدة

منافقوں کو سجدہ سے روک دیا جانا

٢٥١٢: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا جَمَعَ اللّٰهُ الْعِبَادَ بِصَعِيْدٍ وَاحِدٍ نَادَى مُنَادٍ: يَلْحَقُ كُلُّ قَوْمٍ بِمَا كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ. فَيَلْحَقُ كُلُّ قَوْمٍ بِمَا كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ، وَيَبْقَى النَّاسُ عَلَى حَالِهِمْ، فَيَأْتِيْهِمْ فَيَقُوْلُ: مَابَالُ النَّاسِ ذَهَبُوْا وَأَنْتُمْ هَاهُنَا؟ فَيَقُوْلُوْنَ: نَنْتَظِرُ إِلٰهَنَا. فَيَقُوْلُ: هَلْ تَعْرِفُوْنَهُ؟ فَيَقُوْلُوْنَ: إِذَا تَعَرَّفَ إِلَيْنَا عَرَفْنَا، فَيَكْشِفُ لَهُمْ عَنْ سَاقِهِ فَيَقَعُوْنَ لَهُ سُجُوْدًا، وَذٰلِكَ قَوْلُ اللّٰهِ تَعَالَى. ﴿يَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ وَيُدْعَوْنَ إِلَى السُّجُوْدِ فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ (الْقَلَم:٤٢)﴾ وَيَبْقَى كُلُّ مُنَافِقٍ فَلَا يَسْتَطِيْعُ أَنْ يَسْجُدَ ثُمَّ يَقُوْدُهُمْ إِلَى الْجَنَّةِ.))[الصحيحة: ٥٨٤]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب اللہ تعالی بندوں کو ایک جگہ پر اکٹھا کرے گا تو منادی کرنے والا آواز دے گا: ہر کوئی اپنے اپنے معبودوں کے ساتھ مل جائے۔ تمام لوگ اپنے اپنے معبودوں کے ساتھ مل جائیں گے۔ کچھ لوگ اپنی سابقہ حالت پر کھڑے رہیں گے۔ اللہ تعالی ان کے پاس آئے گا اور پوچھے گا: کیا وجہ ہے' لوگ چلے گئے ہیں اور تم یہیں کھڑے ہو؟ وہ کہیں گے: ہم اپنے معبود کا انتظار کر رہے ہیں۔ اللہ تعالی پوچھے گا: کیا تم اپنے معبود کو پہچانتے ہو؟ وہ کہیں گے: اگر وہ ہمیں اپنا تعارف کروا دے تو ہم پہچان لیں گے۔ اتنے میں اللہ تعالی اپنی پنڈلی سے پردہ اٹھائے گا' وہ سجدہ میں گر پڑیں گے۔ اللہ تعالی کے اس قول ﴿جس دن پنڈلی کھول دی جائے گی اور سجدے کے لئے بلائیں جائیں گے تو (سجدہ) نہ کر سکیں گے۔﴾ (سورۂ قلم: ۴۲) کا یہی مصداق ہے۔ منافق کھڑے کے کھڑے رہ جائیں گے اور سجدہ نہیں کر سکیں گے۔ پھر اللہ تعالی جنت کی طرف ان کی رہنمائی فرمائے گا۔"

تخریج: الصحیحۃ ۵۸۴۔ دارمی (۲۸۰۶)۔

باب: خمس لا يعلمهن الا الله

پانچ چیزوں کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا

٢٥١٣: عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ: ((قَالَ: جَلَسَ رَسُوْلُ اللّٰهِ مَجْلِسًا لَهُ، فَأَتَاهُ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَجَلَسَ بَيْنَ يَدَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ، وَاضِعًا كَفَّيْهِ عَلَى

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ ایک مجلس میں تشریف فرما تھے' حضرت جبریل علیہ السلام آ کر آپ کے سامنے یوں بیٹھے کہ اپنی ہتھیلیاں رسول اللہ ﷺ کے گھٹنوں پر رکھ دیں اور کہا:

رُكْبَتَي رَسُوْلِ اللّٰهِ فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ حَدِّثْنِي مَا الْإِسْلَامُ (قُلْتُ: فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ بِطُوْلِهِ وَفِيْهِ) قَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ فَحَدِّثْنِي مَتَى السَّاعَةُ؟ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: **سُبْحَانَ اللّٰهِ، خَمْسٌ مِّنَ الْغَيْبِ لَايَعْلَمُهُنَّ إِلَّا هُوَ: ﴿إِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ (لقمان:٣٤)﴾ الآية وَلٰكِنْ إِنْ شِئْتَ حَدَّثْتُكَ بِمَعَالِمِ لَهَا دُوْنَ ذٰلِكَ**، قَالَ: أَجَلْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ، فَحَدِّثْنِي، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: **((إِذَا رَأَيْتَ الْأَمَةَ وَلَدَتْ رَبَّتَهَا أَوْ رَبَّهَا، وَرَأَيْتَ أَصْحَابَ الشَّاءِ يَتَطَاوَلُوْنَ بِالْبُنْيَانِ، وَرَأَيْتَ الْحُفَاةَ الْجِيَاعَ، الْعَالَةَ كَانُوا رُؤُوْسَ الْإِنْسِ، فَذٰلِكَ مِنْ مَعَالِمِ السَّاعَةِ وَأَشْرَاطِهَا))** قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! ومن أَصْحَابُ الشَّاءِ وَالْحُفَاةُ الْجِيَاعُ الْعَالَةُ؟ قَالَ: **الْعَرَبُ**)).

اے اللہ کے رسول! مجھے اسلام کے بارے میں بتائیں ...... (راوی نے طویل حدیث ذکر کی' اس میں یہ الفاظ بھی تھے:) انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے بتائیں کہ قیامت کب آئے گی؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سبحان اللہ! پانچ امور کا تعلق علم غیب سے ہے' صرف اللہ تعالی ان کو جانتا ہے' (وہ پانچ چیزیں اس آیت میں مذکور ہیں:) ﴿بے شک اللہ تعالی ہی کے پاس قیامت کا علم ہے' وہی بارش نازل فرماتا ہے اور ماں کے پیٹ میں جو ہے اسے جانتا ہے' کوئی بھی نہیں جانتا کہ کل کیا کچھ کرے گا' نہ کسی کو یہ معلوم ہے کہ کس زمین میں مرے گا (یاد رکھو کہ) اللہ تعالی ہی پورے علم والا اور صحیح خبروں والا ہے۔﴾ (سورۂ لقمان: ٣٤) ہاں اگر تم چاہتے ہو تو میں تمھیں قیامت سے پہلے والی علامات کے بارے میں آگاہ کر دیتا ہوں۔'' انھوں نے کہا: جی ہاں' اے اللہ کے رسول! مجھے بیان کیجئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم دیکھو گے کہ لونڈی اپنے آقا کو جنم دے گی' بکریوں کے چرواہے (عالیشان) عمارتوں میں غرور و تکبر کریں گے۔ ننگے پاؤں' بھوکے اور فقیر افراد لوگوں کے سردار بن جائیں گے۔ یہ قیامت کی علامتیں اور شرطیں ہیں۔'' انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! بکریوں کے چرواہوں' ننگے پاؤں' بھوکوں اور فقیروں سے کون لوگ مراد ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''عرب لوگ۔''

تخريج: الصحيحة ١٣٤٥۔ احمد (١/ ٣١٨، ٣١٩) والبزار (الكشف: ٢٤) من طريق آخر عنه۔

فوائد: قیامت کا علم غیب سے تعلق رکھتا ہے جو کہ صرف اللہ کو معلوم ہے اور اس نے اس کے بارے میں کسی کو آگاہ نہیں کیا۔ ہاں رسول اللہ ﷺ کو اس کی نشانیاں بتائیں جس سے صاف ظاہر ہے کہ آپ عالم الغیب ہرگز نہیں تھے۔

باب: كراهة زخرفة المساجد والمصاحف

مساجد اور قرآن مجید کی غیر ضروری تزئین و آرائش کی ممانعت

٢٥١٤: عَنْ سَعِيْدِ بْنِ أَبِي سَعِيْدٍ مَرْفُوْعًا (مُرْسَلًا): ((إِذَا زَوَّقْتُمْ مَسَاجِدَكُمْ وَحَلَّيْتُمْ

سعید بن ابو سعید مرسلاً بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم لوگ مساجد کو مزین کرو گے اور مصاحف کو خوبصورت

مَصَاحِفَكُمْ، فَالدَّمَارُ عَلَيْكُمْ)). بناؤ گے تو تم پر ہلاکت و بربادی ہوگی۔"

تخریج: الصحیحة ١٣٥١۔ ابن ابی شیبة (١/ ١٠٠/ ٢)، مرسلاً وفی المطبوع عن سعید بن ابی سعید قال: قال ابی : اذا حلیتم مصاحفکم وزدقتم فالد مار علیکم (١٠/ ٥٣٥ ح٣٠٢٢٣)، لیس بمرفوع والله اعلم واخرجه ابن ابی داؤد فی المصاحف (ص:١٦٨)، من طریق سعید بن ابی سعید عن ابن عکب قال فذکره من قوله ولعله هو الصواب، ابن المبارك فی الزهد(٧٩٧)، ابو عبید فی فضائل القرآن (ص:٢٣٢)، ابو العباس المستغفری فی فضائل القرآن (٢١١)، وغیر هم عن ابی الدرداء موقوفا علیه و فی سنده انقطاع ورواه الحکیم فی النوادر عنه مرفوعاً (اتحاف السادة المتقین الزبیدی (٨/ ٣٨٦)، وله طریق آخر عنه وعن غیره فانظر المصاحف لا بن ابی داؤد (ص:١٦٨، ١٦٩)، ابن ابی شیبة وعبدالرزاق (٣/ ١٥٢، ١٥٣)۔

فوائد: مساجد صفائی اور سادگی کا نمونہ ہونا چاہئیں نہ کہ بیل بوٹوں اور نقش نگار سے مزین کیونکہ گھر کا مالک اسی کو پسند کرتا ہے۔

الخسف من علامات قرب الساعة

باب: زمین میں دھنسایا جانا قربِ قیامت کی علامات میں سے ہے

٢٠١٥: عَنْ بَقِيرَةَ امْرَأَةِ الْقَعْقَاعِ بْنِ أَبِي حَدْرَدٍ الْأَسْلَمِيِّ، قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ عَلَى الْمِنْبَرِ يَقُولُ: ((يَا هٰؤُلَاءِ! إِذَا سَمِعْتُمْ بِجَيْشٍ قَدْ خُسِفَ بِهِ قَرِيبًا، فَقَدْ أَظَلَّتِ السَّاعَةُ)).

[الصحيحة: ١٣٥٥]

قعقاع بن ابو حدرد اسلمی کی بیوی بیان کرتی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو منبر پر ارشاد فرماتے ہوئے سنا: "لوگو! جب تم قریب ہی کسی لشکر کے دھنسنے کے بارے میں سنو تو (اس کا مطلب یہ ہوگا کہ گویا) قیامت سایہ فگن ہو چکی ہے۔"

تخریج: الصحیحة ١٣٥٥۔ احمد (٦/ ٣٧٨، ٣٧٩)، الحمیدی (٣٥١)، طبرانی فی الکبیر (٢٣/ ٢٠٣)۔

باب: إفشاء الفساد قريباً من القيامة

قریب قیامت فساد کا پھیلنا

٢٠١٦: عَنْ عَائِشَةَ تَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ: ((إِذَا ظَهَرَ السُّوْءُ فِي الْأَرْضِ، أَنْزَلَ اللّٰهُ بِأَهْلِ الْأَرْضِ بَأْسَهُ، قَالَتْ: [عَائِشَةُ] وَفِيهِمْ أَهْلُ طَاعَةِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ؟ قَالَ: نَعَمْ، ثُمَّ يَصِيرُوْنَ إِلَى رَحْمَةِ اللّٰهِ تَعَالَى.)).

[الصحيحة: ٣١٥٦]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب زمین میں برائی عام ہو جائے گی تو اللہ تعالی اہل زمین پر اپنا عذاب نازل کرے دے گا۔" سیدہ عائشہ نے کہا: کیا ان میں اللہ تعالی کی اطاعت کرنے والے بھی ہوں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "ہاں، لیکن وہ اللہ کی رحمت کی طرف منتقل ہو جائیں گے۔"

تخریج: الصحیحة ٣١٥٦۔ احمد (٦/ ٤١)، ابن ابی شیبة (١٥/ ٤٢، ٤٣)، حمیدی (٢٦٤)، حاکم (٤/ ١٥٢٣)، بیهقی فی الشعب (٧٥٩٩)۔

فوائد: قانون قدرت کے مطابق جب عذاب آتا ہے تو سارے لوگ اس کی لپیٹ آجاتے ہیں لیکن ان کا حشر ان کی نیتوں کے مطابق ہوگا۔

باب: عموم البلاء اذا ظهر الفساد

فساد کے عام ہونے کے وقت سب پر عمومی مصیبت و آزمائش آئے گی

۲۰۱۷: عَنْ عَائِشَةَ مَرْفُوعاً: ((إِذَا ظَهَرَ السُّوْءُ فِي الْأَرْضِ أَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ بَأْسَهُ بِأَهْلِ الْأَرْضِ، وَإِنْ كَانَ فِيهِمْ صَالِحُوْنَ، يُصِيبُهُمْ مَاأَصَابَ النَّاسَ ثُمَّ يَرْجِعُوْنَ إِلَى رَحْمَةِ اللّٰهِ)). [الصحيحة: ۱۳۷۲]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب زمین میں برائی عام ہو جائے گی تو اللہ تعالی اہل زمین پر اپنا عذاب نازل کر دے گا۔ اگر ان میں نیک لوگ ہوئے تو وہ بھی اس عذاب میں مبتلا ہو جائیں گے‘ پھر اللہ تعالی کی رحمت کی طرف لوٹ آئیں گے۔“

تخريج: الصحيحة ۱۳۷۲- بيهقى فى الشعب (۷۵۹۹)‘ وانظر الحديث السابق-

باب: الوعيد من قال هلك الناس

اس شخص کی وعید کہ جو کہتا ہے لوگ ہلاک ہو گئے

۲۰۱۸: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِذَا قَالَ الرَّجُلُ: هَلَكَ النَّاسُ، فَهُوَ أَهْلَكُهُمْ)). [الصحيحة: ۳۰۷٤]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب کوئی آدمی یہ کہے کہ لوگ تباہ ہو گئے‘ تو وہ ان میں سب سے زیادہ تباہ ہونے والا ہے۔“

تخريج: الصحيحة ۳۰۷۴- الادب المفرد (۷۵۹)‘ مسلم (۲۶۲۳)‘ ابوداؤد (۴۹۸۳)‘ احمد (۲/ ۲۷۲)-

باب: الكافر فى النار بفداء المؤمن

کافر کو جہنم میں مومن کا فدیہ بنا کر ڈالا جائے گا

۲۰۱۹: عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِيهِ [أَبِي مُوْسَى الْأَشْعَرِيِّ] عَنِ النَّبِيِّ قَالَ: ((إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ يُبْعَثُ إِلَى كُلِّ مُؤْمِنٍ بِمَلَكٍ مَعَهُ كَافِرٌ فَيَقُوْلُ الْمَلَكُ لِلْمُؤْمِنِ: يَامُؤْمِنُ! هَاكَ هٰذَا الْكَافِرَ، فَهٰذَا فِدَاؤُكَ مِنَ النَّارِ)).

[الصحيحة: ۱۳۸۱]

ابو بردہ اپنے باپ ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب قیامت کا دن ہو گا‘ تو ہر مومن کے پاس ایک فرشتہ کافر کو لے کر آئے گا اور اسے کہے گا: اے مومن! لیجئے یہ کافر‘ یہ جہنم سے تیرا فدیہ ہے۔“

تخريج: الصحيحة ۱۳۸۱- ابن عساكر فى تاريخ دمشق (۶۹/ ۳۸‘۳۹)‘ مسلم (۲۷۶۷)‘ احمد (۴/ ۳۹۱)‘ ابو نعيم فى اخبار اصبهان (۲/ ۸۰) من طريق آخر عنه بمعناه-

باب: الدنو الشمس يوم القيامة

قیامت کے دن سورج کا قریب ہونا

۲۰۲۰: عَنِ الْمِقْدَادِ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ أُدْنِيَتِ

سیدنا مقداد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب قیامت کا دن ہو گا تو سورج کو لوگوں کے اتنا قریب کر دیا

الشَّمْسُ مِنَ الْعِبَادِ، حَتّٰى تَكُوْنَ قِيْدَ مِيْلٍ أَوِ اثْنَيْنِ، فَتَصْهَرُهُمُ الشَّمْسُ، فَيَكُوْنُوْنَ فِي الْعَرَقِ بِقَدْرِ أَعْمَالِهِمْ، فَمِنْهُمْ مَنْ يَأْخُذُهُ إِلٰى عَقِبَيْهِ، وَمِنْهُمْ مَنْ يَأْخُذُهُ إِلٰى رُكْبَتَيْهِ، وَمِنْهُمْ مَنْ يَأْخُذُهُ إِلٰى حَقْوَيْهِ، وَمِنْهُمْ مَنْ يَلْجِمُهُ إِلْجَاماً، فَرَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يُشِيْرُ بِيَدِهِ إِلٰى فِيْهِ، أَيْ يَلْجِمُهُ إِلْجَاماً))۔

[الصحيحة :١٣٨٢]

جائے گا کہ وہ ایک یا دو میلوں کے فاصلے پر آجائے گا۔ سورج (کی تپش) ان کو پگھلا دے گی' وہ اپنے اعمال کے بقدر پسینے میں شرابور ہوں گے' کسی کا پسینہ ایڑیوں تک ہوگا' کسی کا گھٹنوں تک' ان میں سے کچھ ایسے ہوں گے کہ ان کا پسینہ کمر تک ہوگا اور کسی کا منہ تک آ جائے گا۔'' پھر آپ ﷺ نے اپنے منہ کی طرف اشارہ کیا یعنی اس کے منہ تک آ جائے گا۔

تخریج: الصحیحة ١٣٨٢۔ مسلم (٢٨٦٤)' ترمذی (٢٤٢١)' احمد (٦/ ٣)۔

باب: الابعاد و عند الفتنة بين المسلمين

جب مسلموں کے درمیان فتنہ پیدا ہوتو فتنوں سے دور بھاگنا

٢٥٢١۔عَنْ عَدِيْسَةَ بِنْتِ أَهْبَانَ، قَالَتْ: ((لَمَّا جَاءَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ هٰهُنَا (الْبَصْرَةَ) دَخَلَ عَلٰى أَبِي، فَقَالَ: يَا أَبَا مُسْلِمٍ أَلَا تُعِيْنُنِي عَلٰى هٰؤُلَاءِ الْقَوْمِ؟ قَالَ: بَلٰى،قَالَ:فَدَعٰى جَارِيَةً لَّهُ فَقَالَ: يَا جَارِيَةُ أَخْرِجِي سَيْفِي،قَالَ: فَأَخْرَجَتْهُ فَسَلَّ مِنْهُ قَدْرَ شِبْرٍ فَإِذَا هُوَ خَشَبٌ! فَقَالَ: إِنَّ خَلِيْلِي وَابْنُ عَمِّكَ عَهِدَ إِلَيَّ: ((إِذَا كَانَتِ الْفِتْنَةُ بَيْنَ الْمُسْلِمِيْنَ فَاتَّخِذْ سَيْفًا مِنْ خَشَبٍ))، فَإِنْ شِئْتَ خَرَجْتُ مَعَكَ، قَالَ: لَا حَاجَةَ لِي فِيْكَ، وَلَا فِي سَيْفِكَ))۔ [الصحيحة: ١٣٨٠]

عدیسہ بنت اہبان کہتی ہیں کہ جب سیدنا علی ؓ بصرہ کی طرف سے آئے تو میرے باپ کے پاس آئے اور کہا: ابو مسلم! کیا تم ان لوگوں کے خلاف میری مدد کرو گے؟ انھوں نے کہا: کیوں نہیں' پھر اپنی لونڈی کو بلایا اور کہا: لونڈی! میری تلوار نکال لاؤ۔ وہ تلوار لے آئیں۔ انھوں نے ایک بالشت کے بقدر تلوار (میان سے) نکالی' وہ لکڑی کی تلوار تھی۔ پھر کہا: میرے دوست اور تیرے چچا زاد (محمد رسول اللہ ﷺ) نے مجھے یہ وصیت کی تھی: ''جب مسلمانوں میں فتنے ابھر آئیں گے تو لکڑی کی تلوار بنا لینا۔'' اب اگر تم چاہتے ہو تو میں (یہ لکڑی کی تلوار لے کر) تمھارے ساتھ آ جاتا ہوں۔ انھوں نے کہا: مجھے تیری اور تیری تلوار کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

تخریج: الصحیحة ١٣٨٠۔ ترمذی (٢٢٠٣)' ابن ماجه (٣٩٦٠)' واللفظ له احمد (٥/ ٦٩)' طبرانی فی الکبیر (٨٦٣)۔

باب: اذا دخل الكبر في امتي سبط عليهم شرارها

جب امت میں تکبر داخل ہوگا تو انکے بدترین لوگ ان پر مسلط کر دیے جائیں گے

٢٥٢٢۔عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ،قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ

سیدنا عبداللہ بن عمر ؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے

اللهِ ﷺ: ((اِذَا مَشَتْ اُمَّتِي الْمُطَيْطَاءَ، وَخَدَمُهَا اَبْنَاءُ الْمُلُوْكِ. اَبْنَاءُ فَارِسٍ وَالرُّوْمِ. سُلِّطَ شِرَارُهَا عَلٰى خِيَارِهَا)).

[الصحيحة:٩٥٦]

فرمایا: ''جب میری امت متکبرانہ چال چلے گی اور فارس وروم کے بادشاہوں کے بیٹے ان کے خادم ہوں گے تو بدترین لوگ بہترین لوگوں پر مسلط ہو جائیں گے۔''

تخریج: الصحیحة ۹۵۶۔ ابن المبارك فی الزهد (زوائد نعیم: ۱۷۸)' ترمذی (۲۲۶۱)' ابو نعیم فی الدلائل (۴۶۶)۔

ذكر المسيح والدجال عند الكعبة

مسیح اور دجال کا ذکر کعبہ کے ضمن میں

٢٥٢٣ ـ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اَرَانِي اللَّيْلَةَ عِنْدَ الْكَعْبَةِ، فَرَاَيْتُ رَجُلًا آدَمَ، كَاَحْسَنِ مَا اَنْتَ رَاءٍ مِّنْ اُدْمِ الرِّجَالِ، لَهٗ لِمَّةٌ كَاَحْسَنِ مَا اَنْتَ رَاءٍ مِنَ اللِّمَمِ ، قَدْ رَجَّلَهَا فَهِيَ تَقْطُرُ مَاءً، مُتَّكِئاً عَلٰى رَجُلَيْنِ اَوْعَلٰى عَوَاتِقِ رَجُلَيْنِ ،يَطُوْفُ بِالْكَعْبَةِ فَسَاَلْتُ: مَنْ هٰذَا؟ قِيْلَ: هٰذَا الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ . ثُمَّ اِذَا اَنَا بِرَجُلٍ جَعْدٍ قَطَطٍ،اَعْوَرِ الْعَيْنِ الْيُمْنٰي، كَاَنَّهَا عِنَبَةٌ طَافِيَةٌ، فَسَاَلْتُ: مَنْ هٰذَا؟ فَقِيْلَ لِي: هٰذَا الْمَسِيْحُ الدَّجَّالُ)).

[الصحيحة: ٣٩٨٣]

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے آج رات اپنے آپ کو خواب میں کعبہ کے پاس دیکھا' میں نے ایک گندمی رنگ کا آدمی دیکھا تھا' اس رنگ میں وہ انتہائی خوبصورت آدمی تھا' اس کی بہت خوبصورت زلفیں تھیں' اس نے کنگھی کر رکھی تھی اور ان سے پانی کے قطرے ٹپک رہے تھے' اس نے دو آدمیوں یا دو آدمیوں کے کندھوں پر ٹیک لگا رکھی تھی اور وہ بیت اللہ کا طواف کر رہا تھا۔ میں نے پوچھا: یہ آدمی کون ہے؟ کہا گیا کہ یہ مسیح بن مریم (علیہ السلام) ہیں۔ پھر اچانک میں نے ایک اور آدمی دیکھا جو چھوٹے گھونگریالے بالوں والا تھا' اس کی دائیں آنکھ کانی تھی اور وہ خوشۂ انگور میں ابھرے ہوئے دانے کی طرح لگتی تھی۔ میں نے پوچھا: یہ کون ہے؟ مجھے کہا گیا کہ یہ مسیح دجال ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۳۹۸۳۔ مالك فی الموطا (۲/ ۹۲۰)' بخاری (۵۹۰۲'۶۹۹۹)' مسلم (۱۶۹)' ابو عوانة (۱/ ۱۳۹)۔

٢٥٢٤ ـ عَنِ النَّضْرِ بْنِ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ اَبِيْهِ، قَالَ: سَاَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ اَنْ يَّشْفَعَ فِي يَوْمِ الْقِيَامَةِ، فَقَالَ: اَنَا فَاعِلٌ ـ قَالَ ـ قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! فَاَيْنَ اَطْلُبُكَ؟ قَالَ: ((اُطْلُبْنِي اَوَّلَ مَاتَطْلُبُنِي عَلٰى صِرَاطٍ. قَالَ: فَاِنْ لَّمْ اَلْقَكَ عَلَى الصِّرَاطِ؟ قَالَ: اُطْلُبْنِي عِنْدَ الْمِيْزَانِ. قَالَ: فَاِنْ لَّمْ اَلْقَكَ عِنْدَ الْمِيْزَانِ؟ قَالَ: فَاطْلُبْنِي عِنْدَ

نضر بن انس بن مالک اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں' وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے مطالبہ کیا کہ وہ قیامت والے دن میرے حق میں سفارش کریں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں کروں گا۔'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں آپ کو کہاں ملوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''سب سے پہلے مجھے پل صراط پر تلاش کرنا۔'' میں نے کہا: اگر آپ مجھے پل صراط پر نہ ملیں تو؟ آپ نے فرمایا: ''تو مجھے میزان کے پاس تلاش کرنا۔'' میں نے

الْحَوْضِ، فَإِنِّي لَا أُخْطِئُ هٰذِهِ الثَّلَاثَ الْمَوَاطِنِ)). [الصحيحة: ٢٦٣٠]

کہا: اگر میزان کے پاس بھی ملاقات نہ ہو سکے تو؟ آپ نے فرمایا: ''تو مجھے حوض پر تلاش کرنا' میں ان تین مقامات سے آگے پیچھے نہیں ہو سکتا۔

تخریج: الصحیحة ٢٦٣٠۔ ترمذی (٢٤٣٣)' احمد (٣/ ١٧٨)' الضیاء فی المختارة (٢٦٩١)۔

باب: من انجى الناس عند الفتنة
فتنوں کے وقت کون نجات پائے گا

٢٥٢٥۔ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((اَظَلَّتْكُمْ فِتَنٌ قِطَعِ اللَّيْلِ الْمُظْلِمِ، اَنْجَى النَّاسِ مِنْهَا صَاحِبُ شَاهِقَةٍ يَاْكُلُ مِنْ رِسْلِ غَنَمِهِ، اَوْرَجُلٌ مِّنْ وَرَاءِ الدُّرُوْبِ آخِذٌ بِعِنَانِ فَرَسِهِ يَاْكُلُ مِنْ فِي سَيْفِهِ)). [الصحيحة: ١٤٧٨]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: ''جب تم پر اندھیری رات کے ٹکڑوں کی طرح فتنے ٹوٹ پڑیں گے تو ان سے زیادہ نجات حاصل کرنے والے (دو قسم کے لوگ ہوں گے:) (١) (پہاڑوں کی) بلند و بالا چوٹیوں پر نکل جانے والا آدمی جو بکریوں کے ذریعے روزی کمائے گا اور (٢) وہ آدمی جو شاہراہِ حیات سے ہٹ کر اپنے گھوڑے کی لگام تھام کر (کسی سرحد پر فروکش ہو کر) اپنی تلوار کے (مالِ غنیمت کے) ذریعے روزی کمائے گا۔''

تخریج: الصحیحة ١٤٧٨۔ حاکم (٢/ ٩٢/ ٩٣)' عبدالرزاق (٢٠٧٣١)' موقوفا علی ابی ہریرة رضی اللہ عنہ۔

فوائد: فتن کے دور میں بچاؤ کی دو صورتیں ہیں یا بندہ معاشرے سے الگ ہو کر رب کی عبادت میں مشغول ہو جائے یا پھر تلوار لے کر دشمنانِ اسلام کے خلاف نکل آئے کیونکہ یہ قتال عیسی علیہ السلام کے نزول تک جاری رہے گا۔

باب: افتراق امتى على ثلاث و سبعين فرقة
میری امت کا تہتر فرقوں میں تقسیم ہو جانا

٢٥٢٦۔ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعاً: ((اِفْتَرَقَتِ الْيَهُوْدُ عَلٰى اِحْدٰى اَوِاثْنَتَيْنِ وَسَبْعِيْنَ فِرْقَةً، وَتَفَرَّقَتِ النَّصَارٰى عَلٰى اِحْدٰى اَوِثْنَتَيْنِ وَسَبْعِيْنَ فِرْقَةً، وَتَفْتَرِقُ اُمَّتِي عَلٰى ثَلَاثٍ وَسَبْعِيْنَ فِرْقَةً)). [الصحيحة: ٢٠٣]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہودی اکہتر یا بہتر فرقوں میں اور عیسائی اکہتر یا بہتر فرقوں میں بٹ گئے اور میری امت تہتر فرقوں میں تقسیم ہو جائے گی۔''

تخریج: الصحیحة ٢٠٣۔ ابوداود (٤٥٩٦)' ترمذی (٢٦٤٠)' ابن ماجه (٣٩٩١)' احمد (٢/ ٣٣٢)۔

باب: حرص الدنيا يبعد من الله
دنیا کا لالچ اللہ سے دور کر دیتا ہے

٢٥٢٧۔ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ مَرْفُوْعًا: ((اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَلَا يَزْدَادُ النَّاسُ عَلَى الدُّنْيَا اِلَّا حِرْصًا ، وَلَا يَزْدَادُوْنَ مِنَ اللّٰهِ اِلَّا بُعْدًا)).

[الصحيحة: ١٥١٠]

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت قریب آ چکی ہے، لیکن لوگوں میں (دن بدن) دنیا کی حرص بڑھے گی اور اللہ تعالی سے دوری میں اضافہ ہوگا۔''

تخریج: الصحیحة ١٥١٠۔ حاکم (٤/ ٣٢٤)، الدولابی فی الکنی (١/ ١٥٥)، ابو نعیم فی الحلیة (٧/ ٢٤٢)۔

باب: اکفاء الایدی عن الفتنة

فتنوں کے دور میں اپنے ہاتھ کو روکنا

٢٥٢٨۔ عَنْ اَبِي مُوْسٰى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((اَكْسِرُوا قِسِيَّكُمْ - يَعْنِي فِي الْفِتْنَةِ -، وَاقْطَعُوْا اَوْتَارَكُمْ ، وَالْزِمُوْا اَجْوَافَ الْبُيُوْتِ، وَكُوْنُوْا فِيْهَا كَالْخَيْرِ مِنِ ابْنَيْ آدَمَ)).

[الصحيحة: ١٥٢٤]

سیدنا ابوموسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ''فتنوں میں اپنی کمانیں توڑ دینا اور ان کی تانتیں کاٹ دینا، اپنے گھروں کے اندر ہی رہنا اور حضرت آدم (علیہ السلام) کے دو بیٹوں میں سے نیک بیٹے کی طرح (جنگ وجدل سے دست کش) ہو جانا۔''

تخریج: الصحیحة ١٥٢٤۔ ترمذی (٢٢٠٤)، بیهقی فی الشعب (٥٣٢٢)، ابوداؤد (٤٢٥٩)، ابن ماجه (٣٩٦١) مطولاً بمعناه۔

باب: من این تخرج الفتنة

فتنہ کہاں سے نکلے گا

٢٥٢٩۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ مَرْفُوْعًا: ((اَلَا اِنَّ الْفِتْنَةَ هَاهُنَا، اَلَا اِنَّ الْفِتْنَةَ هَاهُنَا [قَالَهَا مَرَّتَيْنِ اَوْثَلَاثًا]، مِنْ حَيْثُ يَطْلُعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ، [يُشِيْرُ [بِيَدِهِ] اِلَى الْمَشْرِقِ، وَفِي رِوَايَةٍ: الْعِرَاقِ])). [الصحيحة: ٢٤٩٤]

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''خبردار! فتنہ یہاں ہے، خبردار! فتنہ یہاں ہے (دو یا تین دفعہ فرمایا) یہاں سے شیطان کے سر کا کنارہ طلوع ہوگا۔'' آپ نے یہ فرماتے ہوئے مشرق یا عراق کی طرف اشارہ کیا۔

تخریج: الصحیحة ٢٤٩٤۔ بخاری (٣١٠٤، ٧٠٩٣)، مسلم (٢٩٠٥)، ترمذی (٢٢٦٨)، احمد (٢/ ١٨، ٩٣)۔

فوائد: عراق فتن کی سرزمین ہے جیسا کہ متعدد احادیث سے یہ بات ثابت ہے، قرب قیامت اکثر فتن کا ظہور یہیں سے ہوگا۔

تخرج الفتنة من العراق

فتنے عراق سے پیدا ہوں گے

٢٥٣٠۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَلَا اِنَّ الْفِتْنَةَ هَا هُنَا، مِنْ حَيْثُ يَطْلُعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ)). جَاءَ مِنْ حَدِيْثِ ابْنِ عُمَرَ، وَاَبِي مَسْعُوْدٍ الْاَنْصَارِيِّ، وَابْنِ عَبَّاسٍ، وَاَبِي هُرَيْرَةَ۔ [الصحيحة: ٣٠٩٧]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آگاہ رہو! بیشک فتنہ یہاں ہے، جہاں سے شیطان کے سر کا کنارہ نکلتا ہے۔'' یہ حدیث سیدنا ابن عمر، سیدنا ابومسعود انصاری، سیدنا ابن عباس اور سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہم سے مروی ہے۔

تخریج: الصحیحة ٣٠٩٧۔ (١) ابن عمر: بخاری (٣٢٧٩، ٥٢٩٦)، واللفظ له مسلم (٢٩٠٥)۔ (٢) ابو مسعود : بخاری

(۳۳۰۲'۳۳۹۸)' مسلم (۵۱)۔ (۳) ابن عباس: طبرانی فی الکبیر (۱۲۵۵۳)۔ (۴) ابوھریرۃ ﷺ: بخاری (۴۳۸۹)۔

باب: افتراق الملة و الفرقة الناجية وهي الجماعة

اس امت کا افتراق فرقہ ناجیہ جو کہ جماعت ہے

۲۰۳۱۔عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ اَبِي سُفْيَانَ، اَنَّهُ قَامَ فِينَا، فَقَالَ: أَلَا إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَامَ فِينَا، فَقَالَ: ((أَلَا إِنَّ مَنْ قَبْلَكُمْ مِنْ اَهْلِ الْكِتَابِ افْتَرَقُوْا عَلٰى ثِنْتَيْنِ وَسَبْعِيْنَ مِلَّةً، وَاِنَّ هٰذِهِ الْمِلَّةَ سَتَفْتَرِقُ عَلٰى ثَلَاثٍ وَسَبْعِيْنَ : ثِنْتَانِ وَسَبْعُوْنَ فِي النَّارِ، وَوَاحِدَةٌ فِي الْجَنَّةِ، وَهِيَ الْجَمَاعَةُ)).

[الصحيحة:۲۰٤]

سیدنا معاویہ بن ابوسفیان ﷜ ہم میں کھڑے ہوئے اور کہا: خبردار! رسول اللہ ﷺ ہم میں کھڑے ہوئے اور فرمایا: ''تم سے پہلے والے اہل کتاب بہتر فرقوں میں بٹ گئے اور اس دین والے تہتر فرقوں میں منقسم ہو جائیں گے۔ ان میں سے بہتر جہنم میں اور ایک' جو جماعت ہوگا' جنت میں جائے گا۔''

تخریج: الصحیحة ۲۰۴۔ ابوداؤد (۴۵۹۷'۹۴)' احمد (۴/ ۱۰۲)' حاکم (۱/ ۱۲۸)' دارمی (۲۵۲۱)۔

باب: فضل الزم البيت

گھر میں ہی رہنے کی فضیلت

۲۰۳۲۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اسْتَعْمَلَ رَجُلًا عَلٰى عَمَلٍ، فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ خِرْلِي۔ فَقَالَ: ((اِلْزَمْ بَيْتَكَ)).

[الصحيحة:۱۵۳۵]

سیدنا عبداللہ بن عمر﷜ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو کسی کام پر امیر بنایا' اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرے ساتھ بھلائی کرتے ہوئے (کوئی نفع مند چیز) بتائیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اپنے گھر میں ٹھہرے رہنا۔''

تخریج: الصحیحة ۱۵۳۵۔ ابن عدی فی الکامل (۶/ ۲۰۴۸)' ابن عساکر فی تاریخ دمشق (۶۲/ ۱۸۲)۔

باب: دعاؤه ﷺ لمكة و المدينة والشام بالبركة

مکہ' مدینہ اور شام کے لیے رسول اللہ ﷺ کی برکت کی دعا

۲۰۳۳۔عَنْ عَبْدِاللّٰهِ، اِنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَعَا فَقَالَ: ((اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي مَكَّتِنَا، اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي مَدِيْنَتِنَا، اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي شَامِنَا، وَبَارِكْ لَنَا فِي صَاعِنَا، وَبَارِكْ لَنَا فِي مُدِّنَا. فَقَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! وَفِي عِرَاقِنَا. فَاَعْرَضَ عَنْهُ، فَرَدَّدَهَا ثَلَاثًا، كُلُّ ذٰلِكَ ((يَقُوْلُ الرَّجُلُ: فِي

سیدنا عبداللہ ﷜ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے دعا کی اور فرمایا: ''اے اللہ! ہمارے مکہ میں ہمارے لئے برکت فرما۔ اے اللہ! ہمارے مدینہ میں ہمارے لئے برکت فرما۔ اے اللہ! ہمارے شام میں ہمارے لئے برکت فرما۔ اے اللہ! ہمارے صاع میں ہمارے لئے برکت فرما۔ اے اللہ! ہمارے مدّ میں ہمارے لئے برکت فرما۔'' ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! اور ہمارے

عِرَاقِنَا، فَيُعرِضُ عَنهُ، فَقَالَ: بِهَا الزَّلَازِلُ وَالْفِتَنُ وَفِيهَا يَطْلُعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ))

[الصحيحة:٦٤٧]

عراق میں۔ آپ ﷺ نے اس سے منہ پھیر لیا۔ اس نے تین دفعہ کہا کہ ہمارے عراق میں۔ آپ ﷺ ہر دفعہ اعراض کرتے رہے۔ پھر فرمایا: ''یہاں تو زلزلے اور فتنے ہوں گے اور یہاں سے شیطان کے سر کا کنارہ ابھرے گا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۲۴۶۔ یعقوب الفسوی فی المعرفۃ (۲/ ۷۴۶،۷۴۷،۷۴۸)، ابو نعیم فی الحلیۃ (۶/ ۱۳۳)، طبرانی فی الاوسط (۴۱۱۰)، بخاری (۷۰۹۴،۱۰۳۷) بنحوہ۔

فوائد: ایک پیمانے کا نام صاع ہے، جس کا وزن تقریباً 2 کلو 100 گرام ہوتا ہے اور مد، صاع کا چوتھا حصہ ہوتا ہے۔

باب: كثير الكافر على وجهه يوم القيامة

قیامت کے دن کافروں کو چہرے کے بل جمع کیا جائے گا

٢٥٣٤ـ عَنْ قَتَادَةَ: حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: أَنَّ رَجُلًا قَالَ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ! يُحْشَرُ الْكَافِرُ عَلَى وَجْهِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ؟ قَالَ: ((أَلَيْسَ الَّذِي أَمْشَاهُ عَلَى الرِّجْلَيْنِ فِي الدُّنْيَا قَادِرٌ عَلَى أَنْ يُمْشِيَهُ عَلَى وَجْهِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ؟)) قَالَ قَتَادَةُ: بَلَى وَعِزَّةِ رَبِّنَا!

[الصحيحة:٣٥٠٧]

قتادہ بیان کرتے ہیں کہ ہمیں سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے نبی! کیا قیامت والے دن کافر کو اس کے چہرے کے بل لایا جائے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جس ذات نے دنیا میں پیروں کے بل چلایا، کیا وہ آخرت میں چہرے کے بل چلانے پر قادر نہیں ہے؟'' قتادہ نے کہا: کیوں نہیں! ہمارے رب کی عزت کی قسم!

تخریج: الصحیحۃ ۳۵۰۷۔ بخاری (۴۷۶۰)، مسلم (۲۸۰۶)، نسائی فی الکبری (۱۱۳۶۷)، احمد (۳/ ۲۲۹)۔

باب: الانكار على البلتين الذين لا يسألون الله العافية

اللہ تعالیٰ سے عافیت نہ مانگنے والے مصیبت زدہ لوگوں پر رد کا بیان

٢٥٣٥ـ عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ مَرَّ بِقَوْمٍ مُبْتَلِينَ، فَقَالَ: ((أَمَا كَانَ هٰؤُلَاءِ يَسْأَلُونَ الْعَافِيَةَ؟)) [الصحيحة:٢١٩٧]

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ بیمار لوگوں کے پاس سے گزرے اور پوچھا: ''آیا یہ لوگ صحت و عافیت کا سوال نہیں کرتے تھے؟''

تخریج: الصحیحۃ ۲۱۹۷۔ البزار (الکشف: ۳۱۴۴) و (البحر الزخار: ۶۶۴۳)۔

فوائد: عافیت اللہ کی بہت بڑی نعمت ہے۔ آپ ﷺ بکثرت اللہ سے دنیا و آخرت کی عافیت طلب کیا کرتے تھے اور یہ ایک جامع دعا ہے۔

بيان الشفاعة

شفاعت کا بیان

۲۵۳۶۔ عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اُمَّتِیْ اُمَّةٌ مَرْحُوْمَةٌ، لَیْسَ عَلَیْهَا عَذَابٌ فِی الْاٰخِرَةِ، عَذَابُهَا فِی الدُّنْیَا: اَلْفِتَنُ وَالزَّلَازِلُ وَالْبَرَاكِیْنُ)) [الصحیحة:۹۵۹]

سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’میری امت پر رحم کیا گیا ہے، آخرت میں اس پر عذاب نہیں ہو گا، اس کا عذاب دنیا میں ہی ہے اور وہ فتنوں، زلزلوں اور آتشیں مادہ ابلنے کی صورت میں ہے۔‘‘

تخریج: الصحیحة ۹۵۹۔ ابوداؤد (۴۲۷۸)، احمد (۴/ ۴۱۰)، حاکم (۴/ ۴۴۴)۔

فوائد: سابقہ انبیاء کی امتیں جس طرح چند افراد چھوڑ کر عذاب کی مستحق ٹھہریں گی، اس کے برعکس امت محمدیہ اللہ کی رحمتوں کی مستحق ہوگی۔ ہاں کچھ افراد اپنی برائیوں کے سبب عذاب سے بھی دوچار ہوں گے جیسا کہ متعدد احادیث سے ثابت ہے۔

۲۵۳۷۔ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ النَّبِیُّ ﷺ: ((اِنَّ الرَّجُلَ یَشْفَعُ لِلرَّجُلَیْنِ وَلِلثَّلَاثَةِ، وَالرَّجُلَ لِلرَّجُلِ)) [الصحیحة:۲۵۰۵]

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’بعض آدمی دو دو اور تین تین افراد کے حق میں اور بعض صرف ایک آدمی کے حق میں سفارش کریں گے۔‘‘

تخریج: الصحیحة ۲۵۰۵۔ ابن خزیمة فی التوحید (ص:۳۱۵)، البزار (الکشف: ۳۴۷۳) و(البحر :۶۹۲۱) مختصراً، ابن جریر طبری (۲۹/ ۱۶۷) من طریق آخر عنه۔

باب: ملك امتي يبلغ مشارق الأرض و مضاربها

میری اُمت کی بادشاہت مشرق و مغرب تک پہنچ جائے گی

۲۵۳۸۔ عَنْ شِدَادِ بْنِ اَوْسٍ مَرْفُوْعاً: ((اِنَّ اللّٰهَ زَوٰی لِیَ الْاَرْضَ، فَرَاَیْتُ مَشَارِقَهَا وَمَغَارِبَهَا، وَاِنَّ اُمَّتِیْ سَیَبْلُغُ مُلْكُهَا مَا زُوِیَ لِیْ مِنْهَا)) الحدیث۔ [الصحیحة:۲]

سیدنا شداد بن اوس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’اللہ تعالیٰ نے میرے لئے زمین کو سکیڑا اور میں نے اس کے مشارق و مغارب کو دیکھا۔ جتنی زمین میرے سامنے سکیڑ کر پیش کی گئی، وہاں تک میری امت کی بادشاہت پہنچے گی۔‘‘

تخریج: الصحیحة ۲۔ مسلم (۲۸۸۰)، مطولاً ابوداؤد (۴۲۵۲)، ترمذی (۲۱۷۶)، ابن ماجه (۳۹۵۲)۔

باب: حديث البطاقة

پرچی (کاغذ کا ٹکڑا) والی حدیث کا بیان

۲۵۳۹۔ عَنْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اِنَّ اللّٰهَ سَیُخَلِصُ رَجُلًا مِنْ اُمَّتِیْ عَلٰی رُؤُوْسِ الْخَلَائِقِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ،

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ’’بیشک اللہ تعالیٰ روزِ قیامت میری امت میں سے ایک آدمی کو تمام مخلوقات کے سامنے لائے گا۔ اس

فَيُنْشَرُ عَلَيْهِ تِسْعَةٌ وَتِسْعِيْنَ سِجِلًّا، كُلُّ سِجِلٍّ مِثْلُ مَدِّ الْبَصَرِ، ثُمَّ يَقُوْلُ: أَتُنْكِرُ مِنْ هٰذَا شَيْئًا؟ أَظَلَمَكَ كَتَبَتِي الْحَافِظُوْنَ؟ فَيَقُوْلُ: لَا يَارَبِّ! فَيَقُوْلُ: أَفَلَكَ عُذْرٌ؟ فَيَقُوْلُ: لَا يَا رَبِّ! فَيَقُوْلُ: بَلٰى، إِنَّ لَكَ عِنْدَنَا حَسَنَةً، فَإِنَّهُ لَا ظُلْمَ عَلَيْكَ الْيَوْمَ. فَتُخْرَجُ بِطَاقَةٌ فِيْهَا: ((أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ))، فَيَقُوْلُ: أُحْضُرْ وَزْنَكَ، فَيَقُوْلُ: مَا هٰذِهِ الْبِطَاقَةُ مَعَ هٰذِهِ السِّجِلَّاتِ؟ فَقَالَ: إِنَّكَ لَا تُظْلَمُ. قَالَ: فَتُوْضَعُ السِّجِلَّاتُ فِيْ كَفَّةٍ، وَالْبِطَاقَةُ فِيْ كَفَّةٍ، فَطَاشَتِ السِّجِلَّاتُ وَثَقُلَتِ الْبِطَاقَةُ، فَلَا يَثْقُلُ مَعَ اِسْمِ اللّٰهِ شَيْءٌ))

[الصحيحة:۱۳۵]

کے سامنے ننانوے رجسٹر پھیلا دیئے جائیں گے (جن میں اس کے گناہوں کا اندراج ہوگا)، ہر رجسٹر تاحدِّ نگاہ ہوگا۔ اللہ تعالی پوچھے گا: کیا تو ان (گناہوں میں سے) کسی گناہ کا انکار کرسکتا ہے (کہ وہ تونے نہ کیا ہو)؟ کیا میرے کاتب اور محافظ فرشتوں نے تجھ پر کوئی ظلم کیا؟ وہ کہے گا: نہیں، اے میرے ربّ! اللہ تعالی پوچھے گا: آیا تیرے پاس کوئی عذر ہے؟ وہ کہے گا: نہیں، اے میرے ربّ! اللہ تعالی کہے گا: کیوں نہیں، ہمارے ہاں تیری ایک نیکی محفوظ ہے، آج تجھ پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔ پھر اس کے لئے ایک پرچہ نکالا جائے گا، جس پر "أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ" لکھا ہوگا۔ اللہ تعالی اسے کہے گا: میزان والی جگہ پر پہنچ۔ وہ کہے گا: ان رجسٹروں کے سامنے یہ پرچہ کیا کر سکتا ہے؟ اللہ تعالی کہے گا: آج تجھ پر کوئی ظلم نہیں ہوگا۔ پھر ترازو کے ایک پلڑے میں (ننانوے) رجسٹر رکھے جائیں اور دوسرے میں وہ پرچہ۔ (نتیجتًا) وہ رجسٹر (کم وزن ہونے کی وجہ سے) اوپر کو اٹھ جائیں گے اور پرچے (والا پلڑا) بھاری ہو جائے گا۔ اللہ تعالی کے نام کے مقابلے میں کوئی چیز وزنی نہیں ہوسکتی۔"

تخریج: الصحیحة ۱۳۵- ترمذی (۲٦۳۹)، ابن ماجه (۴۳۰۰)، احمد (۲/ ۲۱۳)، حاکم (۱/ ٦، ۵۲۹)۔

باب: يعطي المومن بحسنة في الدنيا والآخرة

مومن کو اس کی نیکی کا بدلہ دینا اور آخرت میں دیا جاتا ہے

٢٥٤٠ـ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ مَرْفُوْعًا: ((إِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مُؤْمِنًا حَسَنَتَهُ، يُعْطِي بِهَا (وَفِيْ رِوَايَةٍ: يُثَابُ عَلَيْهَا الرِّزْقَ فِي الدُّنْيَا)، وَيُجْزٰى بِهَا فِي الْآخِرَةِ، وَأَمَّا الْكَافِرُ، فَيُطْعَمُ بِحَسَنَاتِ مَا عَمِلَ بِهَا لِلّٰهِ فِي الدُّنْيَا، حَتّٰى إِذَا أَفْضٰى إِلَى الْآخِرَةِ، لَمْ يَكُنْ لَهُ حَسَنَةٌ يُجْزٰى بِهَا))

[الصحيحة:۵۳]

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "بیشک اللہ تعالی مومن پر اس کی نیکی کے سلسلے میں ظلم نہیں کرتا، اسے اس کی نیکی کی وجہ سے دنیا میں رزق عطا کرتا ہے اور آخرت میں اجر وثواب سے نوازتا ہے۔ رہا مسئلہ کافر کا تو اسے اس کی نیکیوں کا بدلہ دنیا میں چکا دیا جاتا ہے، جب وہ آخرت تک پہنچتا ہے تو اس کی کوئی نیکی باقی نہیں ہوتی کہ اسے جزا دی جائے۔"

تخریج: الصحیحة ۵۳۔ مسلم (۲۸۰۸۰)، احمد (۳/ ۱۲۵)، ابن حبان (۷۲۷)۔

باب: یبعث اللّٰه الریح من الیمن

اللہ ہوا کو یمن سے بھیجے گا

۲۰۴۱۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِﷺ: ((اِنَّ اللّٰهَ یَبْعَثُ رِیْحًا مِنَ الْیَمَنِ، اَلْیَنُ مِنَ الْحَرِیْرِ، فَلَا تَدَعُ اَحَدًا فِیْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِنْ اِیْمَانٍ اِلَّا قَبَضَتْهُ)) [الصحیحة:۱٦٥٩]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ یمن سے ریشم سے نرم ہوا بھیجے گا، جس کے دل میں بھی دانے برابر ایمان ہوا وہ اسے فوت کر دے گی۔

تخریج: الصحیحة ۱٦۵۹۔ مسلم (۱۱۷)، بخاری فی التاریخ (۵/ ۱۰۹)، حاکم (۴/ ۴۵۵)۔

باب: الوعید علی من لم ینهی عن المنکر

جس نے منکرات سے نہ روکا اس پر سختی ہوگی

۲۰۴۲۔ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ یَقُوْلُ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِﷺ یَقُوْلُ: ((اِنَّ اللّٰهَ یَسْاَلُ الْعَبْدَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ حَتّٰی لِیَقُوْلَ: فَمَا مَنَعَكَ اِذَا رَاَیْتَ الْمُنْكَرَ اَنْ تُنْكِرَهٗ، فَاِذَا لَقَّنَ اللّٰهُ عَبْدًا حُجَّتَهٗ قَالَ: اَیْ رَبِّ! وَثِقْتُ بِكَ، وَفَرِقْتُ مِنَ النَّاسِ)) [الصحیحة:۹۲۹]

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک اللہ تعالی بندے سے قیامت کے دن سوال کرے گا، حتی کہ یہ بھی پوچھے گا: جب تو نے برائی دیکھی تھی تو اس کا انکار کیوں نہیں کیا تھا؟ جب اللہ تعالی اپنے بندے کو اپنی حجت ذہن نشین کرائے گا تو وہ کہے گا: اے میرے رب! میں نے تجھ پر اعتماد کیا تھا اور لوگوں سے ڈر گیا تھا۔''

تخریج: الصحیحة ۹۲۹۔ ابن ماجه (۴۰۱۷)، ابن حبان (۷۳٦۸)، الحمیدی (۷۳۹)۔

فوائد: معلوم ہوا کہ قیامت کے روز برائی سے منع نہ کرنے کے بارے میں بھی پوچھا جائے گا۔ اگر کمزوری یا معقول عذر ہوا تو چھٹکارہ ممکن ہے ورنہ معاملہ خطرناک ہے۔

باب: یشرب الخمر بغیر اسمه

شراب کو اس کا نام تبدیل کر کے پیا جائے گا

۲۰۴۳۔ عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِﷺ یَقُوْلُ: ((اِنَّ اَوَّلَ مَا یُكْفَاُ یَعْنِیْ: الْاِسْلَامَ. كَمَا یُكْفَاُ. یَعْنِیْ: الْخَمْرَ)) فَقِیْلَ: كَیْفَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِﷺ! وَقَدْ بَیَّنَ اللّٰهُ فِیْهَا مَا بَیَّنَ؟ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِﷺ: ((یُسَمُّوْنَهَا بِغَیْرِ اِسْمِهَا)) [الصحیحة:۸۹]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پہلی چیز جسے اسلام سے نکال دیا جائے وہ شراب ہے (یعنی اس کے بارے میں اسلام کے حکم کی پروا نہیں کی جائے گی)۔'' کہا گیا: اے اللہ کے رسول! یہ کیسے ہوگا؟ حالانکہ اللہ تعالی نے پوری وضاحت فرما دی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''وہ اس کا نام تبدیل کر دیں گے۔''

تخریج: الصحیحة ۸۹۔ الدارمی (۲۱۰۶)' ابویعلی (۴۷۳۱)' وابن عدی (۶/ ۲۰۵۱) من طریق آخر عنه۔

فوائد: کسی حرام کو حلال کرنے کی غرض سے کسی قسم کی تاویل یا تدبیر کرنا یہ بھی خلاف شرع ہے جیسا کہ صحابہ نے پوچھا کہ شراب کا سرکہ بنا کر استعمال کر لیا جائے تو آپؐ نے سختی سے منع فرما دیا۔

باب: علامات الساعة

علامات قیامت کے بارے میں باب

٢٥٤٤ـ عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ، قَالَ: ((كُنَّا عِنْدَ عَبْدِ اللّٰهِ جُلُوْسًا، فَجَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ: قَدْ أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَقَامَ وَقُمْنَا مَعَهُ، فَلَمَّا دَخَلْنَا الْمَسْجِدَ، رَأَيْنَا النَّاسَ رُكُوْعًا فِي مُقَدَّمِ الْمَسْجِدِ، فَكَبَّرَ وَرَكَعَ، وَرَكَعْنَا، ثُمَّ مَشَيْنَا، وَصَنَعْنَا مِثْلَ الَّذِي صَنَعَ، فَمَرَّ رَجُلٌ يُسْرِعُ فَقَالَ: عَلَيْكَ السَّلَامُ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ! فَقَالَ: صَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ. فَلَمَّا صَلَّيْنَا وَرَجَعْنَا دَخَلَ عَلٰى أَهْلِهِ، جَلَسْنَا، فَقَالَ بَعْضُنَا لِبَعْضٍ: أَمَا سَمِعْتُمْ رَدَّهُ عَلَى الرَّجُلِ: صَدَقَ اللّٰهُ، وَبَلَّغَ رُسُلُهُ. أَيُّكُمْ يَسْأَلُهُ؟ فَقَالَ طَارِقٌ: أَنَا أَسْأَلُهُ. فَسَأَلَهُ حِيْنَ خَرَجَ، فَذَكَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((إِنَّ بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ: تَسْلِيْمُ الْخَاصَّةِ، وَفُشُوُّ التِّجَارَةِ، حَتّٰى تُعِيْنَ الْمَرْأَةُ زَوْجَهَا عَلَى التِّجَارَةِ، وَقَطْعُ الْأَرْحَامِ، وَشَهَادَةُ الزُّوْرِ، وَكِتْمَانُ شَهَادَةِ الْحَقِّ، وَظُهُوْرُ الْقَلَمِ)) [الصحيحة:٦٤٧]

طارق بن شہاب کہتے ہیں: ہم سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے' ایک آدمی آیا اور کہا: اقامت کہی جا چکی ہے' وہ کھڑے ہوئے اور ہم بھی کھڑے ہو گئے۔ جب ہم مسجد میں داخل ہوئے تو ہم نے دیکھا کہ لوگ مسجد کے اگلے حصے میں رکوع کی حالت میں ہیں۔ انھوں نے "اَللّٰهُ اَکْبَر" کہا اور (صف تک پہنچنے سے پہلے ہی) رکوع کیا' ہم نے بھی رکوع کیا' پھر ہم رکوع کی حالت میں چلے (اور صف میں کھڑے ہو گئے) اور جیسے انھوں نے کیا ہم کرتے رہے۔ ایک آدمی جلدی میں گزرا اور کہا: ابوعبدالرحمٰن! السلام علیکم۔ انھوں نے کہا: اللہ اور اس کے رسول نے سچ کہا۔ جب ہم نے نماز پڑھ لی اور واپس آ گئے' وہ اپنے اہل کے پاس چلے گئے۔ ہم بیٹھ گئے اور ایک دوسرے کو کہنے لگے: آیا تم لوگوں نے سنا ہے کہ انھوں نے اُس آدمی کو جواب دیتے ہوئے کہا: اللہ نے سچ کہا اور اس کے رسولوں نے (اس کا پیغام) پہنچا دیا؟ تم میں سے کون ہے جو ان سے ان کے کئے کے بارے میں سوال کرے؟ طارق نے کہا: میں سوال کروں گا۔ جب وہ باہر آئے تو انھوں نے سوال کیا۔ جواباً انھوں نے کہا کہ نبیٔ کریم ﷺ نے فرمایا: "قیامت سے پہلے مخصوص لوگوں کو سلام کہا جائے گا اور تجارت عام ہو جائے گی' حتی کہ بیوی تجارتی امور میں اپنے خاوند کی مدد کرے گی' نیز قطع رحمی' جھوٹی گواہی' سچی شہادت کو چھپانا اور لکھائی پڑھائی (بھی عام ہو جائے گی)۔"

تخریج: الصحیحة ۶۴۷۔ احمد (۱/ ۴۰۷'۴۰۸)' الادب المفرد (۱۰۴۹)' حاکم (۴/ ۴۴۶'۴۴۵)۔

باب: بیان ثلاثین کذابا و رجالا

تیس دجال اور کذابوں کا بیان

٢٠٤٥ـ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، اَنَّهُ كَانَ عِنْدَهُ رَجُلٌ مِّنْ اَهْلِ الْكُوْفَةِ، فَجَعَلَ يُحَدِّثُهُ عَنِ الْمُخْتَارِ، فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ: اِنْ كَانَ كَمَا تَقُوْلُ فَاِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((اِنَّ بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ ثَلَاثِيْنَ دَجَّالاً كَذَّابًا)). [الصحيحة:١٦٨٣]

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک کوفی آدمی بیٹھا ہوا تھا' اس نے مختار کے بارے میں آپ کو بتانا شروع کر دیا۔ سیدنا عبداللہ نے کہا: اگر بات ایسے ہی ہے جیسے تو کہہ رہا ہے تو میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''قیامت سے پہلے تیس انتہائی جھوٹے اور کذاب افراد ہوں گے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۶۸۳۔ احمد (۲/ ۱۱۷'۱۱۸)' ابو یعلی (۵۷۰۶)' وسعید بن منصور (۸۵۱)' بنحوہ' بخاری (۳۶۰۹)' مطولاً' مسلم (الفتن: ۸۴/ ۱۵۷) عن ابی ہریرۃ بنحوہ۔

فوائد: مختار کذاب نبوت کا دعویدار تھا۔

باب: من علامات الساعة ودلائل النبوة

قیامت کی نشانیوں اور نبوت کے کچھ دلائل کا بیان

٢٠٤٦ـ عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّ بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ سِنِيْنَ خُدَاعَةً، يُصَدَّقُ فِيْهَا الْكَاذِبُ، وَيُكَذَّبُ فِيْهَا الصَّادِقُ، وَيُؤْتَمَنُ فِيْهَا الْخَائِنُ، وَيَخُوْنُ فِيْهَا الْاَمِيْنُ، وَيَنْطِقُ فِيْهَا الرُّوَيْبِضَةُ. قِيْلَ: وَمَا الرُّوَيْبِضَةُ قِيْلَ : اَلْمَرْءُ التَّافِهُ يَتَكَلَّمُ فِيْ اَمْرِ الْعَامَّةِ)). [الصحيحة:٢٢٥٣]

سیدنا عوف بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت سے پہلے بڑے دھوکے باز زمانے آئیں گے' ان جھوٹوں کی تصدیق کی جائے گی اور صدیقوں کی تکذیب' خائن کو امین قرار دیا جائے گا اور امانتدار کو خائن اور ''رویبضہ'' قسم کے لوگ (عوام الناس کے مسائل پر) گفتگو کریں گے۔'' کہا گیا کہ ''رویبضہ'' سے کیا مراد ہے؟ جواب دیا گیا: اس سے مراد ذلیل و حقیر آدمی ہے جو عوام کے امور پر گفتگو کرے گا۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۲۵۳۔ البزار (الکشف: ۳۳۷۳) و (البحر: ۲۷۴۰)' طبرانی فی الکبیر (۱۸/ ۶۷)۔

٢٠٤٧ـ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ وَاَبِيْ مُوْسٰى، قَالَا: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ : ((اِنَّ بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ لَاَيَّامًا يَنْزِلُ فِيْهَا الْجَهْلُ ، وَيُرْفَعُ فِيْهَا الْعِلْمُ، وَيَكْثُرُ فِيْهَا الْهَرْجُ. [قَالَ اَبُوْ مُوْسٰى] :اَلْهَرْجُ: اَلْقَتْلُ [بِلِسَانِ الْحَبَشَةِ])). [الصحيحة:٣٥٢٢]

سیدنا عبداللہ اور سیدنا ابوموسی رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''قیامت سے قبل ایسے ایام بھی ہوں گے کہ ان میں جہالت عام ہو جائے گی' علم کا فقدان ہو جائے گا اور بکثرت قتل ہوں گے۔'' سیدنا ابوموسی کہتے ہیں: ''ہرج'' حبشی زبان کا لفظ ہے' اس کے معانی ''قتل'' کے ہیں۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۵۲۲۔ بخاری (۷۰۶۲'۷۰۶۶)' مسلم (۲۶۷۲)' ترمذی (۲۲۰۰)' ابن ماجہ (۴۰۵۰'۴۰۵۱)۔

باب: من اعلام نبوته ﷺ

دلائل نبوت کا بیان

٢٠٤٨ـ عَنْ اَبِي مُوْسٰى الْاَشْعَرِيِّ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اَنَّ بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ الْهَرَجُ، قَالُوْا: وَمَا الْهَرَجُ؟ قَالَ: اَلْقَتْلُ، اِنَّهُ لَيْسَ بِقَتْلِكُمُ الْمُشْرِكِيْنَ، وَلٰكِنْ قَتْلَ بَعْضِكُمْ بَعْضًا،[حَتّٰى يَقْتُلَ الرَّجُلُ جَارَهُ، وَيَقْتُلَ اَخَاهُ ، وَيَقْتُلُ عَمَّهُ، وَيَقْتُلُ ابْنَ عَمِّهِ] قَالُوْا: وَمَعَنَا عُقُوْلُنَا يَوْمَئِذٍ؟ قَالَ: اِنَّهُ لَيُنْتَزَعُ عُقُوْلُ اَهْلِ ذٰلِكَ الزَّمَانِ، وَيَخْلِفُ لَهُ هَبَاءٌ مِنَ النَّاسِ ،يَحْسِبُ اَكْثَرُهُمْ اَنَّهُمْ عَلٰى شَيْءٍ، وَلَيْسُوْا عَلٰى شَيْءٍ)). قَالَ اَبُوْ مُوْسٰى: ((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا اَجِدُلِي وَلَكُمْ مِنْهَا مَخْرَجًا اِنْ اَدْرَكَتْنِي وَاِيَّاكُمْ ـاِلَّا اَنْ نَخْرُجَ مِنْهَا كَمَا دَخَلْنَا فِيْهَا، لَمْ نُصِبْ مِنْهَا دَمًا وَلَا مَالًا))۔ [الصحيحة:١٦٨٢]

سیدنا ابوموسی اشعری ﷛ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت کے قبل "ھرج" ہو گا۔'' کسی نے پوچھا: "ھرج" کا کیا معنی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کا معنی قتل ہے' نیز اس سے مراد تمھارا مشرکوں کو قتل کرنا نہیں ہے' بلکہ آپس میں ایک دوسرے کو قتل کرنا ہے' (اور بات یہاں تک جا پہنچے گی کہ) آدمی اپنے پڑوسی کو' بھائی کو' چچا کو اور چچا زاد کو قتل کر ڈالے گا۔'' صحابہ نے کہا: کیا اس وقت ہم میں عقل باقی ہو گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اُس زمانے والوں کی عقلیں سلب کر لی جائیں گی' وہ بیوقوف لوگ ہوں گے' ان کی اکثریت اپنے آپ کو بزعمِ خود کسی حقیقت پر خیال کرے گی' لیکن وہ کسی حقیقت پر نہیں ہوں گے۔'' سیدنا ابوموسی نے کہا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر ایسے ایام ہم کو پا لیں تو ان سے راہِ فرار کا ایک ہی طریقہ ہو گا کہ جیسے ہم داخل ہوئے ایسے ہی وہاں سے نکل آئیں' نہ کسی کا خون بہائیں اور نہ کسی کا مال چھینیں۔

تخریج: الصحیحة ١٦٨٢۔ احمد (٤/ ٣٩١'٣٩٢)' ابو یعلی (٧٢٣٤) مختصراً' ابن ماجه (٣٩٥٩)' ابن ابی شیبة (٥/ ١٠٥'١٠٦)' (٣٩٥٩) من طریق آخر عنه۔

باب: حشر البهائم والقصاص بينها

روز قیامت جانوروں وغیرہ کا اٹھایا جانا اور ان کے مابین قصاص کا بیان

٢٠٤٩ـ عَنْ عُثْمَانَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اِنَّ الْجَمَّاءَ لَتَقُصُّ مِنَ الْقَرْنَاءِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)). [الصحيحة:١٥٨٨]

سیدنا عثمان ﷛ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بے شک روزِ قیامت بے سینگ جانور کو سینگ والے جانور سے قصاص دلایا جائے گا۔''

تخریج: الصحیحة ١٥٨٨۔ عبداللہ بن حمد فی زوائد المسند (١/ ٧٢)' البزار (البحر: ٣٨٧)۔

فوائد: قیامت کو اس قدر بے مثال عدل ہو گا کہ جانور بھی اس کی زد میں آئیں گے' ان کو قصاص دلا کر مٹا دیا۔

باب: بلد الدجال خراسان

دجال کا علاقہ خراسان ہے

٢٠٥٠ـ عَنْ اَبِي بَكْرِ الصِّدِّيْقِ، قَالَ: حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّ الدَّجَّالَ يَخْرُجُ مِنْ

سیدنا ابوبکر صدیق ﷛ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ہم سے بیان کیا: ''مشرقی سرزمین' جسے خراسان کہتے ہیں' سے دجال نمودار گا

أَرْضٍ بِالْمَشْرِقِ، يُقَالُ لَهَا: (خُرَاسَانُ)، يَتْبَعُهُ أَقْوَامٌ كَأَنَّ وُجُوهَهُمُ الْمَجَانُ الْمُطْرَقَةُ)).

اس کی پیروی کرنے والے لوگوں کے چہرے کوٹی ہوئی ڈھال کی طرح ہوں گے۔"

[الصحيحة: ١٥٩١]

تخریج: الصحیحۃ ۱۵۹۱۔ ترمذی (۲۲۳۷)، ابن ماجہ (۴۰۷۲)، احمد (۱/ ۴)، حاکم (۴/ ۵۲۷)۔

باب: السعيد من جنب الفتن

سعادت مند انسان وہ ہے جسے فتنوں سے بچایا گیا

٢٥٥١۔ عَنِ الْمِقْدَادِ بْنِ الْأَسْوَدِ مَرْفُوعًا: ((إِنَّ السَّعِيدَ لَمَنْ جُنِّبَ الْفِتَنَ، وَلَمَنِ ابْتُلِيَ فَصَبَرَ)).

[الصحيحة: ٩٧٥]

سیدنا مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "سعادت مند انسان وہ ہے جسے فتنوں سے بچا لیا گیا اور وہ جسے ابتلاء و آزمائش میں تو ڈال دیا گیا لیکن اس نے صبر کیا۔"

تخریج: الصحیحۃ ۹۷۵۔ ابوداؤد (۴۲۶۳)، ابو القسم الحنائی فی الثالث من الفوائد (۱/۸۲)، طبرانی (۲۰/ ۲۵۳)۔

باب: من اهوال يوم القيامة والاستغاثه بآدم

قیامت کی ہولناکیوں اور آدم علیہ السلام سے مدد چاہنے کا بیان

٢٥٥٢۔ عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: ((إِنَّ الشَّمْسَ تَدْنُوْ، حَتّٰى يَبْلُغَ الْعَرَقُ نِصْفَ الْأُذُنِ، فَبَيْنَا هُمْ كَذٰلِكَ اسْتَغَاثُوْا بِآدَمَ، فَيَقُوْلُ: لَسْتُ صَاحِبَ ذٰلِكَ، ثُمَّ بِمُوْسٰى، فَيَقُوْلُ كَذٰلِكَ، ثُمَّ بِمُحَمَّدٍ ﷺ، فَيَشْفَعُ بَيْنَ الْخَلْقِ، فَيَمْشِي حَتّٰى يَأْخُذَ بِحَلْقَةِ الْجَنَّةِ، فَيَوْمَئِذٍ يَبْعَثُهُ اللهُ مَقَامًا مَحْمُوْدًا، يَحْمَدُهُ أَهْلُ الْجَمْعِ كُلُّهُمْ)).

[الصحيحة: ٢٤٦٠]

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "بیشک سورج قریب ہوگا (اور اتنا قریب ہوگا کہ اس کی حرارت کی وجہ سے) بہنے والا پسینہ آدمی کے کان کے نصف تک پہنچ جائے گا، وہ اسی حالت میں حضرت آدم (علیہ السلام) کو مدد کے لئے پکاریں گے۔ وہ کہیں گے: میں اس کا اہل نہیں ہوں۔ پھر حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کو پکاریں گے، وہ بھی یہی جواب دیں گے۔ پھر جب وہ حضرت محمد ﷺ کو آواز دیں گے، تو آپ مخلوق کے لئے سفارش کریں گے، آپ چلیں گے اور جنت کے کڑے کو پکڑ لیں گے، اس دن اللہ تعالیٰ آپ کو مقامِ محمود پر اٹھائیں گے، تمام لوگ آپ کی تعریف کریں گے۔"

تخریج: الصحیحۃ ۲۴۶۰۔ ابن خزیمۃ فی التوحید (ص:۲۴۴)، بخاری (۱۴۷۵)۔

باب: أعظم الفتنة المال

سب سے بڑا فتنہ مال ہے

٢٥٥٣۔ عَنْ كَعْبِ عَيَّاضٍ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((إِنَّ لِكُلِّ أُمَّةٍ فِتْنَةً،

سیدنا کعب بن عیاض رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: "ہر امت کے لئے ایک فتنہ ہوتا ہے (یعنی

وَفِتْنَةُ أُمَّتِي الْمَالُ)). [الصحيحة:٥٩٢]

ایسی چیز جس کے ذریعے اس کو آزمایا جاتا ہے) اور میری امت کے لئے فتنہ (یعنی آزمائش) مال ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۵۹۲۔ ترمذی (۲۳۳۶)' بخاری فی التاریخ (۷/ ۲۲۲)' احمد (۴/ ۱۶۰)' حاکم (۴/ ۳۱۸)۔

فوائد: اس امت کے بڑے بڑے فتنوں میں سے ایک مال اور ایک حدیث کے مطابق دوسرا عورت ہے۔

باب: ان لله مأة رحمة

بلاشبہ اللہ کے پاس سو رحمتیں ہیں

٢٥٥٤۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((أَنَّ لِلّٰهِ مِئَةَ رَحْمَةٍ، قَسَّمَ رَحْمَةً [وَاحِدَةً] بَيْنَ أَهْلِ الدُّنْيَا وَسِعَتْهُمْ إِلَى آجَالِهِمْ، وَأَخَّرَ تِسْعًا وَتِسْعِينَ رَحْمَةً لِأَوْلِيَائِهِ، وَإِنَّ اللّٰهَ قَابِضٌ كُلَّ الرَّحْمَةِ الَّتِي قَسَّمَهَا بَيْنَ أَهْلِ الدُّنْيَا إِلَى التِّسْعِ وَالتِّسْعِينَ، فَيُكَمِّلُهَا مِئَةَ رَحْمَةٍ لِأَوْلِيَائِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)). [الصحيحة:١٦٣٤]

سیدنا ابو ہریرہ ﷛ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بے شک اللہ تعالی کے پاس سو رحمتیں ہیں' ایک رحمت کو اہل دنیا میں تقسیم کیا' وہ ان کو تا موت کافی ہے' اور ننانوے رحمتیں اپنے اولیاء کے لئے مؤخر کر رکھی ہیں اور جو رحمت اللہ تعالی نے اہل دنیا میں تقسیم کی تھی' اس کو بھی واپس کر کے اُن ننانوے کے ساتھ ملا دے گا اور اس طرح اپنے دوستوں کے لئے قیامت کے دن سو رحمتیں پوری کر دے گا۔''

تخریج: الصحیحة ۱۶۳۴۔ احمد (۲/ ۵۱۴)' حاکم (۱/ ۵۶' ۴/ ۲۴۸)' بخاری (۶۰۰۰)' مسلم (۲۷۵۲) من طریق آخر عنه بمعناه۔

باب: صفة الحوض

حوض کوثر کا بیان

٢٥٥٥۔ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ مَرْفُوعًا: ((إِنَّ لِي حَوْضًا مَا بَيْنَ الْكَعْبَةِ وَبَيْتِ الْمَقْدِسِ، أَبْيَضَ مِثْلَ اللَّبَنِ ، آنِيَتُهُ عَدَدَ النُّجُومِ، وَإِنِّي لَأَكْثَرُ الْأَنْبِيَاءِ تَبَعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ))

[الصحيحة:٣٩٤٩]

سیدنا ابو سعید خدری ﷛ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میرے حوض کی وسعت کی مسافت کعبہ سے بیت المقدس کی مسافت جتنی ہے' اس کا پانی دودھ کی طرح سفید ہے' اس کے آبخورے ستاروں کی تعداد کے بقدر ہیں اور قیامت والے دن میرے پیروکار سب انبیاء کے امتیوں سے زیادہ ہوں گے۔''

تخریج: الصحیحة ۳۹۴۹۔ ابن ماجه (۴۳۰۱)' ابن ابی شیبة (۱۳/ ۱۴۶)' ابن ابی عاصم فی السنة (۷۲۳)۔

باب: الماء والنار مع الدجال

آگ اور پانی دجال کے ساتھ ہوگا

٢٥٥٦۔ عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ قَالَ: قَالَ عُقْبَةُ بْنُ عَمْرٍو لِحُذَيْفَةَ: أَلَا تُحَدِّثُنَا مَا سَمِعْتَ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ؟! قَالَ: إِنِّي سَمِعْتُهُ يَقُولُ: ((إِنَّ مَعَ الدَّجَّالِ إِذَا خَرَجَ مَاءً وَنَارًا، فَأَمَّا الَّذِي يَرَى النَّاسُ أَنَّهَا النَّارُ، فَمَاءٌ بَارِدٌ، وَأَمَّا الَّذِي يَرَى

ربعی بن حراش کہتے ہیں: سیدنا عقبہ بن عمرو ﷛ نے سیدنا حذیفہ ﷛ سے کہا: کیا آپ ہم کو رسول اللہ ﷺ سے سنی ہوئی کوئی حدیث بیان کریں گے؟! انھوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''بیشک جب دجال نکلے گا تو اس کے ساتھ پانی اور آگ ہوں گے' جو چیز لوگوں کو آگ کی صورت میں نظر آئے گی وہ

النَّاسُ اَنَّهُ مَاءٌ بَارِدٌ، فَنَارٌ تَحْرِقُ، فَمَنْ اَدْرَكَ مِنكُمْ، فَلْيَقَعْ فِي الَّذِي يُرٰى اِنَّهَا نَارٌ، فَاِنَّهُ عَذْبٌ بَارِدٌ)). فَقَالَ:عُقْبَةُ: وَاَنَا قَدْ سَمِعْتُهُ، تَصْدِيقًا لِحُذَيْفَةَ۔ [الصحيحة:۳٥٤۲]

درحقیقت ٹھنڈا پانی ہوگی اور لوگ جس چیز کو ٹھنڈا پانی تصور کریں گے وہ حقیقت میں جلانے والی آگ ہوگی۔ اگر تم لوگ دجال کو پا لو تو اس میں گرنا جو تمھیں آگ کے روپ میں نظر آئے گی، کیونکہ وہ دراصل میٹھا اور ٹھنڈا پانی ہوگا۔'' سیدنا عقبہ نے سیدنا حذیفہ کی تصدیق کرتے ہوئے کہا: میں نے بھی یہ حدیث سنی تھی۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۵۴۲۔ بخاری (۳۴۵۰، ۷۱۳۰)، مسلم (۲۹۳۴)، احمد (۵/ ۳۹۵)۔

فوائد: معلوم ہوا دنیا میں پائی جانے والی بیشتر چیزوں کی حقیقت ظاہر کے برعکس ہوتی ہے جیسا کہ ابراہیم علیہ السلام کی مثال سے واضح ہے جب ان کے لیے آگ گلزار بن گئی۔

باب:من اشراط الساعة ان يسلم الرجل بالمعرفة

قیامت کی علامات میں سے معرفت کی بنا پر سلام کرنا بھی ہے

۲٥٥۷۔ عَنِ الْاَسْوَدِ بْنِ يَزِيْدَ، قَالَ: اُقِيْمَتِ الصَّلَاةُ فِي الْمَسْجِدِ، فَجِئْنَا نَمْشِي مَعَ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ، فَلَمَّا رَكَعَ النَّاسُ، رَكَعَ عَبْدُاللّٰهِ وَرَكَعْنَا مَعَهُ وَنَحْنُ نَمْشِي، فَمَرَّ رَجُلٌ بَيْنَ يَدَيْهِ فَقَالَ: اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَبَاعَبْدِالرَّحْمٰنِ ! فَقَالَ عَبْدُاللّٰهِ وَهُوَ رَاكِعٌ: صَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ۔ فَلَمَّا انْصَرَفَ سَاَلَهُ بَعْضُ الْقَوْمِ: لِمَ قُلْتَ حِيْنَ سَلَّمَ عَلَيْكَ الرَّجُلُ: صَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ؟ قَالَ: اِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((اِنَّ مِنْ اَشْرَاطِ السَّاعَةِ اِذَا كَانَتِ التَّحِيَّةُ عَلَى الْمَعْرِفَةِ. وَفِي رِوَايَةٍ :اَنْ يُسَلِّمَ الرَّجُلُ عَلَى الرَّجُلِ لَا يُسَلِّمُ عَلَيْهِ اِلَّا لِلْمَعْرِفَةِ)). [الصحيحة:٦٤٨]

اسود بن یزید کہتے ہیں: مسجد میں نماز کے لئے اقامت کہہ دی گئی، ہم سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھ مسجد کی طرف چل پڑے، لوگ رکوع کی حالت میں تھے، سیدنا عبداللہ نے (صف تک پہنچنے سے قبل ہی) رکوع کر لیا اور ہم بھی رکوع کے لیے جھک گئے اور رکوع کی حالت میں چل کر (صف میں کھڑے ہو گئے)۔ ایک آدمی سیدنا عبداللہ کے سامنے سے گزرا، اس نے کہا: ابو عبد الرحمٰن! السلام علیکم۔ سیدنا عبداللہ نے رکوع کی حالت میں ہی کہا: اللہ اور اس کے رسول نے سچ فرمایا۔ جب وہ نماز سے فارغ ہوئے تو بعض افراد نے سوال کیا: جب اُس آدمی نے آپ کو سلام کیا تو آپ نے یہ کیوں کہا: اللہ اور اس کے رسول نے سچ فرمایا؟ انھوں نے جوابًا کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''یہ چیز بھی علامات قیامت میں سے ہے کہ سلام (عام نہیں بلکہ) معرفت کی بنا پر ہوگا۔'' اور ایک روایت میں ہے: ''ایک آدمی دوسرے کو سلام تو کہے گا، لیکن معرفت کی بنا پر کہے گا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۶۴۸۔ احمد (۱/ ۳۸۷)، طبرانی فی الکبیر (۹۴۹۱)، طحاوی فی شرح المشکل (۲/ ۴۵/ ۳۸۵)۔

باب: من اعلام نبوته ﷺ

باب: نبوت کی نشانیوں کا بیان

٢٥٥٨ـ عَنْ عَمْرِو بْنِ تَغْلِبَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّ مِنْ اَشْرَاطِ السَّاعَةِ اَنْ يَّفِيْضَ الْمَالُ، وَيَكْثُرَ الْجَهْلُ، وَتَظْهَرَ الْفِتَنُ، وَتَفْشُوَ التِّجَارَةُ، [وَيَظْهَرَ الْعِلْمُ])). [الصحيحة:٢٧٦٧]

سیدنا عمرو بن تغلب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ چیز علامات قیامت میں سے ہے کہ مال پھیل جائے گا' جہالت عام ہو جائے گی' فتنے ابھر پڑیں گے' تجارت عام ہو جائے گی اور علم (یعنی پڑھائی لکھائی) عام ہو گی۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۷۶۷۔ نسائی (۴۴۶۱)' حاکم (۲/ ۷)' واللفظ له ابو داؤد الطیالسی (۱۱۷۱)۔

باب: من اشراط الساعة التماس العلم عند الأصاغير

ذلیل لوگوں کے پاس سے علم تلاش کرنا قیامت کی علامات میں سے ہے

٢٥٥٩ـ عَنْ اَبِي أُمَيَّةَ الْجَمَحِيِّ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: (اِنَّ مِنْ اَشْرَاطِ السَّاعَةِ اَنْ يُلْتَمَسَ الْعِلْمُ عِنْدَ الْاَصَاغِيرِ)۔ [الصحيحة:٦٩٥]

سیدنا ابو امیہ جمحی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ چیز علاماتِ قیامت میں سے ہے کہ حقیر و ذلیل لوگوں کے پاس علم تلاش کیا جائے گا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۶۹۵۔ ابن المبارک فی الزھد (۶۱)' ابو عمر و الدانی فی الفتن (۶۲/ ۲) اللالکائی فی شرح اصول السنۃ (۱۰۲)

عدم اهمية الصلاة عند الساعة

قیامت کے قریب نماز کی اہمیت کا نہ رہنا

٢٥٦٠ـ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ مَرْفُوْعًا: ((اِنَّ مِنْ اَشْرَاطِ السَّاعَةِ اَنْ يَّمُرَّ الرَّجُلُ فِي الْمَسْجِدِ لَا يُصَلِّي فِيْهِ رَكْعَتَيْنِ)). [الصحيحة:٦٤٩]

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ چیز بھی علاماتِ قیامت میں سے ہے کہ آدمی دو رکعت نماز پڑھے بغیر مسجد سے گزر جائے گا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۶۴۹۔ ابن خزیمۃ (۱۳۲۹)' طبرانی (۹۴۸۸'۹۴۸۹)۔

فوائد: جیسا کہ لوگ نماز' جماعت کے دوران مسجد میں آتے ہیں اور پیشاب پاخانہ کر کے یا پانی پی کر چل دیتے ہیں۔ یہ انتہائی شرمناک اور قبیح حرکت ہے جو کہ کسی مسلم کو زیبا نہیں۔

٢٥٦١ـ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ مَرْفُوْعًا: ((اِنَّ مِنْ اَشْرَاطِ السَّاعَةِ الْفُحْشُ وَالتَّفَحُّشُ، وَقَطِيْعَةُ الْاَرْحَامِ، وَاِءْ تِمَانُ الْخَائِنِ. اَحْسِبُهُ قَالَ: وَتَخْوِيْنُ الْاَمِيْنِ)). [الصحيحة: ٢٢٣٨]

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بدزبانی' فحش گوئی' قطع رحمی' خائن کو امین اور امانتدار کو خائن سمجھنا علامات قیامت میں سے ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۲۳۸۔ البزار (الکشف: ۳۴۱۳) و (البحر: ۷۵۱۸)' طبرانی فی الاوسط (۱۳۷۸)' الضیاء فی المختارۃ (۲۱۹۱)

صفة الدجال

دجال کا بیان

٢٥٦٢۔ عَنْ اَبِي قِلَابَةَ، قَالَ: رَاَيْتُ رَجُلًا بِالْمَدِيْنَةِ وَقَدْ طَافَ النَّاسُ بِهِ، وَهُوَ يَقُوْلُ: ((قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِﷺ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِﷺ، فَاِذَا رَجُلٌ مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّﷺ، قَالَ: فَسَمِعْتُهُ وَهُوَ يَقُوْلُ: ((اِنَّ مِنْ بَعْدِكُمُ الْكَذَّابُ الْمُضِلُّ، وَاِنَّ رَاْسَهُ مِنْ بَعْدِهِ حبك حبك حبك ثَلَاثَ مَرَّاتٍ. وَاِنَّهُ سَيَقُوْلُ: اَنَا رَبُّكُمْ، فَمَنْ قَالَ: لَسْتَ رَبَّنَا، لٰكِنْ رَبُّنَا اللّٰهُ، عَلَيْهِ تَوَكَّلْنَا ، وَاِلَيْهِ اَنَبْنَا، نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّكَ، لَمْ يَكُنْ لَهُ عَلَيْهِ سُلْطَانٌ)). [الصحيحة:٢٨٠٨]

ابوقلابہ کہتے ہیں: میں نے مدینہ میں ایک آدمی دیکھا، لوگ اس کے ارد گرد چکر لگا رہے تھے اور وہ کہہ رہا تھا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ وہ آدمی صحابیٔ رسول تھا اور میں نے اسے یہ کہتے ہوئے سنا: ''تمھارے بعد انتہائی جھوٹا اور گمراہ کن آدمی پیدا ہوگا، اس کے سر کے بال گھونگھریالے (یا بل دیئے ہوئے) ہوں گے، وہ کہے گا: میں تمھارا ربّ ہوں۔ جو آدمی اسے یوں جواب دے: تو ہمارا ربّ نہیں ہے، ہمارا ربّ تو اللہ ہے، ہم نے اس پر توکل کیا، اسی کی طرف رجوع کیا اور ہم تیرے شرّ سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں۔ تو اس پر اس کا کوئی بس نہیں چلے گا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۸۰۸۔ احمد (۵/ ۳۷۲)، احمد (۴/ ۲۰)، عبدالرزاق (۲۰۸۲۸)، حاکم (۴/ ۵۰۸)، عن ھشام بن عامر ﷛ بنحوہ

باب: اجر المتمسك بالسنة

سنت پر جمے رہنے والوں کے اجر کا بیان

٢٥٦٣۔عَنْ عُتْبَةَ بْنِ غَزْوَانَ اَخِي بَنِي مَازِنِ بْنِ صَعْصَعَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِﷺ قَالَ: ((اِنَّ مِنْ وَرَائِكُمْ اَيَّامَ الصَّبْرِ، لِلْمُتَمَسِّكِ فِيْهِنَّ يَوْمَئِذٍ بِمَا اَنْتُمْ عَلَيْهِ اَجْرُ خَمْسِيْنَ مِنْكُمْ قَالُوْا: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! اَوَمِنْهُمْ؟ قَالَ: بَلْ مِنْكُمْ)).

[الصحيحة: ٤٩٤]

بنو مازن بن صعصعہ کے بھائی سیدنا عتبہ بن غزوان ﷛ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تمھارے بعد والا زمانہ صبر آزما ہوگا، اس وقت (حق کو) تھامنے والے کو تمھارے پچاس آدمیوں کے اجر کے برابر ثواب ملے گا۔'' صحابہ نے کہا: اے اللہ کے نبی! کیا ان میں سے ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''بلکہ تم میں سے ہوگا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۴۹۴۔ ابن نصر فی السنۃ (۳۲)، طبرانی فی الکبیر (۱۷/ ۱۱۷) وفی الاوسط (۳۱۴۵)، ابوداؤد (۴۳۴۱)، ترمذی (۳۰۵۸)، ابن ماجہ (۴۰۱۴)، عن ابی ثعلبۃ ﷛ بمعناہ۔

فوائد: فتن کا ایسا دور مراد ہے کہ جب لوگ اسلام کو ظاہر کرتے شرمندگی محسوس کریں گے اور دین پر عمل انتہائی کٹھن ہوجائے گا تو اس وقت عمل کرنا صحابہ کے دور کے پچاس آدمیوں کے عمل کے برابر ہوگا۔

باب: يبعث الميت في ثيابه

مردہ اپنے انہی کپڑوں میں اٹھایا جائے گا جو وفات کے وقت پہنے ہوں گے

٢٥٦٤۔ عَنْ اَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ: اَنَّهُ لَمَّا حَضَرَهُ الْمَوْتُ دَعَا بِثِيَابٍ جُدُدٍ فَلَبِسَهَا ثُمَّ قَالَ:

جب سیدنا ابوسعید خدری ﷛ کی موت کا وقت آیا تو انھوں نے جدید کپڑے منگوا کر زیب تن کئے اور کہا: میں نے رسول اللہ

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ : ((اِنَّ الْمَيِّتَ يُبْعَثُ فِي ثِيَابِهِ الَّتِي يَمُوْتُ فِيهَا)).

[الصحيحة:١٦٧١]

ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''بیشک میت کو ان کپڑوں میں اٹھایا جائے گا جن میں وہ فوت ہوتا ہے۔''

تخریج: الصحیحة ١٦٧١- ابوداؤد (٣١١٤)' ابن حبان (٧٣١٦)' حاکم (١/ ٣٤٠)' بیہقی (٣/ ٣٨٤)۔

باب: قصة يأجوج ومأجوج ونقبهم السد آخر الزمان

٢٥٦٥ـ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعًا: ((اِنَّ يَأْجُوْجَ وَمَاجُوْجَ يَحْفِرُوْنَ كُلَّ يَوْمٍ، حَتّٰى اِذَا كَادُوْا يَرَوْنَ شُعَاعَ الشَّمْسِ، قَالَ الَّذِي عَلَيْهِمْ: اِرْجِعُوْا افَسَنَحْفِرُهُ غَدًا، فَيُعِيْدُهُ اللّٰهُ اَشَدَّ مَاكَانَ، حَتّٰى اِذَا بَلَغَتْ مُدَّتُهُمْ، وَاَرَادَا للّٰهُ اَنْ يَبْعَثَهُمْ عَلَى النَّاسِ حَفَرُوْا، حَتّٰى اِذَا كَادُوْ يَرَوْنَ شُعَاعَ الشَّمْسِ، قَالَ الَّذِي عَلَيْهِمْ: ارْجِعُوْا فَسَنَحْفِرُهُ غَدًا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى، وَاسْتَثْنَوْا، فَيَعُوْدُوْنَ اِلَيْهِ وَهُوَ كَهَيْئَتِهِ حِيْنَ تَرَكُوْهُ، فَيَحْفِرُوْنَهُ وَيَخْرُجُوْنَ عَلَى النَّاسِ، فَيُنَشِّفُوْنَ الْمَاءَ، وَيَتَحَصَّنُ النَّاسُ مِنْهُمْ فِي حُصُوْنِهِمْ، فَيَرْمُوْنَ بِسِهَامِهِمْ اِلَى السَّمَاءِ فَتَرْجِعُ عَلَيْهَا الدَّمُ الَّذِي اِجْفَظَّ، فَيَقُوْلُوْنَ: قَهَرْنَا اَهْلَ الْاَرْضِ وَعَلَوْنَا اَهْلَ السَّمَاءِ، فَيَبْعَثُ اللّٰهُ نَغَفًا فِي اَقْفَائِهِمْ فَيَقْتُلُوْنَ بِهَا.)) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ اِنَّ دَوَابَّ الْاَرْضِ لَتَسْمَنُ وَتَشْكَرُ شُكْرًا مِّنْ لُحُوْمِهِمْ)). [الصحيحة:١٧٣٥]

باب: یاجوج و ماجوج کا قصہ اور آخری زمانے میں ان کے دیوار میں نقب لگانے کا بیان

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک یاجوج ماجوج ہر روز (بڑے بند کو) کھودتے ہیں' جب وہ (غروب ہوتے ہوئے) سورج کی کرنوں کو دیکھتے ہیں تو ان کا سردار انھیں کہتا ہے: اب چلے جاؤ' کل (اس کو مکمل) کھود لیں گے۔ لیکن اللہ تعالی اسے پہلے سے سخت حالت میں لوٹا دیتا ہے' (یہ سلسلہ یوں ہی جاری رہے گا) حتی کہ ان کا (وہاں ٹھہرنے کا) وقت پورا ہو جائے گا اور اللہ تعالی ارادہ کر لے گا کہ اب ان کو لوگوں پر بھیج دیا جائے' وہ کھودنا شروع کریں گے' یہاں تک کہ (ڈوبتے) سورج کی کرنیں انھیں نظر آئیں گی' ان کا سردار ان کو کہے گا: اب چلے جاؤ' ہم ان شاءاللہ کل اس کی کھدائی مکمل کر لیں گے' (اس سے پہلے انھوں نے ان شاء اللہ نہیں کہا تھا' صرف اب کی بار کہا) جب وہ (صبح کو) آئیں گے تو اسے اسی حالت میں پائیں گے جس میں چھوڑ کر گئے تھے' وہ اسے مکمل طور پر کھود لیں گے اور لوگوں پر نکل پڑیں گے' پانی خشک کر دیں گے' لوگ مضبوط قلعوں میں پناہ گزیں ہو جائیں گے۔ وہ آسمان کی طرف اپنے تیر پھینکیں گے' ایسا کرنے کے بعد وہ کہیں گے: ہم نے اہل زمین کو زیر کر لیا ہے اور اور اہل آسمان کو بھی مغلوب کر لیا ہے۔ (بالآخر) اللہ تعالی ان کی گدیوں میں ایک کیڑا پیدا کرے گا' جس کی وجہ سے وہ مر جائیں گے۔'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! زمین کے جانور

ان کا گوشت کھا کر موٹے تازے ہوں گے اور (اللہ تعالی کا) شکریہ ادا کریں گا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۷۳۵۔ ترمذی (۳۱۵۳)، ابن ماجہ (۴۰۸۰)، احمد (۲/ ۵۱۰، ۵۱۱)، حاکم (۴/ ۴۸۸)۔

فوائد: ''ان شاء اللہ'' انتہائی بابرکت کلمہ ہے اس کا التزام بہت سی برکات کا موجب بن سکتا ہے۔

باب: إسراع الساعة

قیامت کے جلد آنے کا بیان

٢٥٦٦ ـ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ: مَتٰى تَقُومُ السَّاعَةُ؟ وَعِنْدَهُ غُلَامٌ مِنَ الْأَنْصَارِ ـ يُقَالُ لَهُ: مُحَمَّدٌ ـ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنْ يَعِشْ هٰذَا الْغُلَامُ، فَعَسٰى أَنْ لَّا يُدْرِكَهُ الْهَرَمُ حَتّٰى تَقُومُ السَّاعَةُ)). وَثَبَتَ مِنْ حَدِيثِ عَائِشَةَ ـ أَيْضًا ـ [الصحيحة: ٣٤٩٧]

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا: قیامت کب برپا ہوگی؟ اس وقت آپ ﷺ کے پاس محمد نامی انصاری بچہ موجود تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے جواب دیا: ''اگر یہ بچہ زندہ رہا تو ممکن ہے کہ اس کے بوڑھا ہونے سے پہلے قیامت قائم ہو جائے۔'' یہ حدیث سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی مروی ہے۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۴۹۷۔ مسلم (۲۹۵۳)، احمد (۳/ ۲۲۸)، والبخاری (۶۱۶۷) عن انس رضی اللہ عنہ بمعناہ مسلم (۲۹۵۲)، ابن ابی شیبۃ (۱۵/ ۱۶۸)، عن عائشۃ رضی اللہ عنہا بمعناہ۔

باب: الإنذار من الدجال

دجال سے ڈرانے کا بیان

٢٥٦٧ ـ عَنْ جُنَادَةَ بْنِ أَبِي أُمَيَّةَ الدَّوْسِيِّ، قَالَ: دَخَلْتُ أَنَا وَصَاحِبٌ لِّي عَلٰى رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْنَا: حَدِّثْنَا مَا سَمِعْتَ مِنْ رَّسُولِ اللّٰهِ ﷺ، وَلَا تُحَدِّثْنَا عَنْ غَيْرِهِ وَإِنْ كَانَ عِنْدَنَا مُصَدَّقًا ـ قَالَ: نَعَمْ، قَامَ فِينَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ فَقَالَ: ((أُنْذِرُكُمُ الدَّجَّالَ، أُنْذِرُكُمُ الدَّجَّالَ، أُنْذِرُكُمْ أُنْذِرُكُمُ الدَّجَّالَ، فَإِنَّهُ لَمْ يَكُنْ نَبِيٌّ إِلَّا وَقَدْ أَنْذَرَهُ مِنْهُ، وَإِنَّهُ فِيكُمْ أَيَّتُهَا الْأُمَّةُ، وَإِنَّهُ جَعْدٌ آدَمُ، مَمْسُوحُ الْعَيْنِ الْيُسْرٰى، وَإِنَّ مَعَهُ جَنَّةً وَنَارًا، فَنَارُهُ جَنَّةٌ وَجَنَّتُهُ نَارٌ، وَإِنَّ مَعَهُ نَهَرَ مَاءٍ وَجَبَلَ خُبْزٍ، وَإِنَّهُ يُسَلَّطُ عَلٰى نَفْسٍ فَيَقْتُلُهَا ثُمَّ يُحْيِيهَا، لَا

جنادہ بن ابو امیہ دوسی کہتے ہیں: میں اور میرا دوست ایک صحابیٔ رسول کے پاس گئے اور کہا: ہمیں ایسی حدیث بیان کرو، جو تم نے رسول اللہ ﷺ سے خود سنی ہو، کسی اور سے نہیں، اگرچہ وہ ہمارے ہاں صادق ہو۔ انھوں نے کہا: جی ہاں، رسول اللہ ﷺ ہم میں کھڑے ہوئے اور فرمایا: ''میں تمھیں دجال سے ڈراتا ہوں، میں تمھیں دجال سے ڈراتا ہوں، میں تمھیں دجال سے ڈراتا ہوں، کیونکہ ہر نبی نے اپنی امت کو اس سے آگاہ کیا۔ اے میری امت! وہ تم میں نکلے گا۔ وہ گھونگھریالے بالوں والا اور گندمی رنگ کا ہوگا، اس کی بائیں آنکھ مٹی ہوئی ہوگی، اس کے پاس جنت اور جہنم ہوگی۔ (درحقیقت) اس کی جہنم، جنت ہوگی اور اس کی جنت، جہنم ہوگی۔ اس کے پاس پانی کی نہر اور روٹیوں کا پہاڑ ہوگا۔ (اسے اتنی قدرت دی جائے گی کہ) ایک جان کو قتل کر کے اسے

يُسَلَّطُ عَلٰى غَيْرِهَا، وَاِنَّهُ يُمْطِرُ السَّمَاءُ وَلَا تَنْبُتُ الْاَرْضُ، اَنَّهُ يَلْبَثُ فِي الْاَرْضِ اَرْبَعِيْنَ صَبَاحًا حَتّٰى يَبْلُغَ مِنْهَا كُلَّ مِنْهَلٍ، وَاَنَّهُ لَا يَقْرُبُ اَرْبَعَةَ مَسَاجِدَ، مَسْجِدَ الْحَرَامِ، وَمَسْجِدَ الرَّسُوْلِ، وَمَسْجِدَ الْمَقْدَسِ وَالطُّوْرَ، وَمَاشَبَّهَ عَلَيْكُمْ مِنَ الْاَشْيَاءِ فَاِنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِاَعْوَرَ (مَرَّتَيْنِ))). [الصحيحة:٢٩٣٤]

زندہ کر سکے گا' مزید اس قسم کا تسلط نہیں دیا جائے گا' وہ آسمان سے بارش برسائے گا' لیکن زمین سے کوئی چیز نہیں اگے گی۔ وہ زمین میں چالیس دن ٹھہرے گا' لیکن ہر جگہ پر پہنچے گا۔ وہ چار مساجد کے قریب نہیں آ سکے گا: مسجد حرام' مسجد نبوی' مسجد مقدس اور کوہِ طور۔ اگر کچھ اختیارات کی وجہ سے تم پر (اس کی اللہ تعالی سے) مشابہت پڑنے لگے تو ذہن میں رکھنا کہ اللہ تعالی کانا نہیں ہے۔'' یہ بات دو دفعہ ارشاد فرمائی۔

تخریج: الصحیحة ۲۹۳۴۔ ابن ابی شیبة (۱۵/ ۱۴۷، ۱۴۸)' احمد (۵/ ۴۳۵)' وعبداللہ بن احمد السنة (۱۰۱۶)۔

فوائد: دجال اس قدر زبردست صفات سے متصف ہوگا کہ ایک علم رکھنے والا ایمان دار بندہ بھی اس کے کرتب دیکھ کر ڈول جائے گا۔ اسی لیے آپ ﷺ نے کہا کہ اللہ کانا نہیں یہ یاد رکھنا۔

باب: معیت الأمین عند الفتنة
فتنے کے وقت امانت دار کے ساتھ رہنا

٢٠٦٨ـ عَنْ مُوْسٰى بْنِ عُقْبَةَ، قَالَ: حَدَّثَنِي جَدِّي اَبُوْ حَبِيْبَةَ: اَنَّهُ دَخَلَ الدَّارَ وَعُثْمَانُ مَحْصُوْرٌ فِيْهَا، وَاَنَّهُ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ يَسْتَاذِنُ عُثْمَانَ فِي الْكَلَامِ، فَاَذِنَ لَهُ، فَقَالَ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: اِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((اِنَّكُمْ تَلْقَوْنَ بَعْدِي فِتْنَةً وَاخْتِلَافًا .اَوْ قَالَ: اخْتِلَافًا وَفِتْنَةً.)). فَقَالَ لَهُ قَائِلٌ مِّنَ النَّاسِ : فَمَنْ لَنَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ؟! قَالَ: ((عَلَيْكُمْ بِالْاَمِيْنِ وَاَصْحَابِهِ، وَهُوَ يُشِيْرُ اِلٰى عُثْمَانَ بِذٰلِكَ)). [الصحيحة:٣١٨٨]

موسی بن عقبہ کہتے ہیں: مجھے میرے نانا ابو حبیبہ نے بیان کیا کہ وہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر' جس میں وہ محصور تھے' داخل ہوئے' انھوں نے دیکھا کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے سیدنا عثمان سے کچھ باتیں کرنے کے لئے اجازت طلب کی۔ انھوں نے اجازت دے دی' وہ کھڑے ہوئے' اللہ تعالی کی حمد و ثنا بیان کی اور کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: ''تم لوگ میرے بعد فتنے اور اختلاف میں پڑ جاؤ گے۔'' کسی کہنے والے نے کہا: اے اللہ کے رسول! اس وقت (کون سا قائد) ہمارے حق میں بہتر ہوگا؟ آپ ﷺ نے سیدنا عثمان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: ''اس امین اور اس کے ساتھیوں کو لازم پکڑنا۔''

تخریج: الصحیحة ۳۱۸۸۔ احمد (۲/ ۳۴۵)' حاکم (۳/ ۹۹، ۴/ ۴۳۳)' ابن ابی شیبة (۱۲/ ۵۰)۔

باب: مقدمة الغم یوم الساعة
روز قیامت منہ کا بند ہونا

٢٠٦٩ـ عَنْ بَهْزِ بْنِ حَكِيْمِ بْنِ مُعَاوِيَةَ، عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ[مُعَاوِيَةَ بْنِ حِيْدَةَ] مَرْفُوْعًا: ((اِنَّكُمْ مَدْعُوُّوْنَ[يَوْمَ الْقِيَامَةِ] مُقَدَّمَةً اَفْوَاهُكُمْ

بہز بن حکیم بن معاویہ اپنے باپ سے اور وہ ان کے دادا سیدنا معاویہ بن حیدہ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک تم سب کو روزِ قیامت اس حال میں بلایا جائے گا کہ

بِالْفِدَامِ، ثُمَّ إِنَّ أَوَّلَ مَايُبِيْنُ (وَقَالَ مَرَّةً: يَتَرْجَمُ، وَفِي رِوَايَةٍ: يَعرِبُ) عَنْ أَحَدِكُمْ لَفْخِذُهُ وَكَفُّهُ)). [الصحيحة:۲۷۱۳]

تمھارے منہ' منہ بند کے ذریعے بند کر دیئے جائیں گے' پہلی چیز جو تمھاری طرف سے وضاحت یا ترجمانی کرے گی وہ تمھاری ران اور ہتھیلی ہوگی۔''

تخریج: الصحیحة ۲۷۱۳۔ نسائی فی الکبری (۱۱۴۶۹)' احمد (۵/ ۵۴) والیساق له ' حاکم (۴/ ۶۰۰)' عبدالرزاق (۲۰۱۱۵)۔

باب: هل هذا زمانه؟

کیا یہ وہی زمانہ ہے

۲۵۷۰۔عَنْ أَبِي ذَرٍّ مَرْفُوْعًا: ((إِنَّكُمُ الْيَوْمَ فِي زَمَانٍ كَثِيْرٍ عُلَمَاؤُهُ ، قَلِيْلٌ خُطَبَاؤُهُ مَنْ تَرَكَ عَشْرَ مَايَعْرِفُ فَقَدْ هَوٰى، وَيَأْتِي مِنْ بَعْدُ زَمَانٌ كَثِيْرٌ خُطَبَاءُ ہٗ ، قَلِيْلٌ عُلَمَاؤُهُ مَنِ اسْتَمْسَكَ بِعَشْرِ مَايَعْرِفُ فَقَدْ نَجَا)).[الصحيحة: ۲۵۱۰]

سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آج تمھارے زمانے میں علماء زیادہ ہیں اور خطباء کم' ایسے میں اگر کسی نے اپنے علم کے دسویں حصے پر بھی عمل نہ کیا تو وہ گمراہ ہو جائے گا اور بعد میں ایسا زمانہ بھی آئے گا کہ اس میں خطباء زیادہ ہوں گے اور علماء کم' اگر اُس زمانے میں کسی نے اپنے علم کے دسویں حصے پر بھی عمل کر لیا تو وہ نجات پا جائے گا۔''

تخریج: الصحیحة ۲۵۱۰۔ الحروی فی ذم الکلام (۱۰۰)' بخاری فی التاریخ (۲/ ۳۷۴)' احمد (۵/ ۱۵۵)' من طریق آخر عنه۔

باب: عدم اهمية المشرك

شرک کی اہمیت کا نہ ہونا

۲۵۷۱ ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ـرَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ـ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((إِنَّهُ لَيَأْتِي الرَّجُلُ الْعَظِيْمُ السَّمِيْنُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ، لَايَزِنُ عِنْدَ اللّٰهِ جَنَاحَ بَعُوْضَةٍ)). وَقَالَ: إِقْرَؤُوْا: ﴿فَلَانُقِيْمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَزْنًا﴾ [الْكَهْفُ:۱۰۵]

[الصحيحة:۳۵۸۱]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''یقیناً قیامت والے دن موٹا تازہ بڑا آدمی آئے گا' اللہ کے ہاں مچھر کے پر کے برابر بھی اس کا وزن نہ ہوگا' اگر چاہتے ہو تو یہ آیت پڑھ لو: ﴿پس قیامت کے دن ہم ان کا کوئی وزن قائم نہ کریں گے۔﴾ (سورۂ کہف: ۱۰۵)۔''

تخریج: الصحیحة ۳۵۸۱۔ بخاری (۴۷۲۹)' مسلم (۲۷۸۵)' بغوی فی شرح السنة (۴۳۲۷)۔

باب: الورود على الحوض

حوض کوثر پر وارد ہونے کا بیان

۲۵۷۲ ـ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ رَافِعٍ مَوْلٰى أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهَا قَالَتْ: كُنْتُ أَسْمَعُ النَّاسَ يَذْكُرُوْنَ الْحَوْضَ، وَلَمْ أَسْمَعْ ذٰلِكَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَلَمَّا كَانَ يَوْمًا مِنْ ذٰلِكَ وَالْجَارِيَةُ

زوجۂ رسول سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے ان کے غلام عبداللہ بن رافع بیان کرتے ہیں' وہ کہتی ہیں: میں لوگوں کو حوض کا تذکرہ کرتے ہوئے سنتی رہتی تھی' نبی کریم ﷺ سے اس موضوع پر کوئی حدیث براہِ راست نہیں سنی تھی' ایک دن میری لونڈی میری کنگھی

تَمَشِطُنِي ، فَسَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِﷺ يَقُوْلُ: ((اَيُّهَا النَّاسُ!)) فَقُلْتُ لِلْجَارِيَةِ: اسْتَاخِرِي عَنِّي، قَالَتْ: اِنَّمَا دَعَا الرِّجَالَ ، وَلَمْ يَدْعُ النِّسَاءَ!، فَقُلْتُ: اِنِّي مِنَ النَّاسِ! فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِﷺ: ((اِنِّي لَكُمْ فَرَطٌ عَلَى الْحَوْضِ ، فَاِيَّايَ! لَا يَاتِيَنَّ اَحَدُكُمْ فَيُذَبُّ عَنِّي كَمَا يُذَبُّ الْبَعِيْرُ الضَّالُّ، فَاَقُوْلُ: فِيْمَ هٰذَا؟ فَيُقَالُ: اِنَّكَ لَا تَدْرِيْ مَا اَحْدَثُوْا بَعْدَكَ ؟! فَاَقُوْلُ: سُحْقًا)). [الصحيحة:٣٩٤٤]

کر رہی تھی' میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: ''لوگو!'' میں نے لونڈی سے کہا: پیچھے ہٹ جاؤ۔ اس نے کہا: آپ ﷺ نے مردوں کو بلایا ہے' نہ کہ عورتوں کو۔ میں نے کہا: (آپ ﷺ نے لوگوں کو بلایا ہے اور) میں بھی ان میں سے ہی ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں حوض پر تم لوگوں کا پیش رو ہوں گا۔ میری اطاعت کرتے رہنا! کہیں ایسا نہ ہو کہ تم وہاں میرے پاس پہنچو اور تمھیں بھٹکے ہوئے اونٹ کی طرح (مجھ سے دور) دھتکار دیا جائے۔ میں پوچھوں: ایسے کیوں ہو رہا ہے؟ مجھے جواباً کہا جائے: آپ نہیں جانتے کہ ان لوگوں نے آپ کے بعد کون کون سی بدعات رائج کر دی تھیں۔ (یہ سن کر) میں کہوں گا: دور ہو جاؤ''۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۹۴۴۔ مسلم (۲۲۹۵)' نسائی فی الکبری (۱۱۴۶۰)' احمد ۶/ ۲۹۷۔

فوائد: بدعت کی تباہ کاریوں کی طرف اشارہ ہے کہ وہ کس طرح نمازوں اور سب نیکیوں کو برباد کرے گی۔

٢٥٧٣۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ۔رِضْوَانُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ۔، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِﷺ: ((اِنِّي مُمْسِكٌ بِحُجَزِكُمْ عَنِ النَّارِ، وَتَقَاحَمُوْنَ فِيْهَا تَقَاحُمَ الْفَرَاشِ وَالْجَنَادِبِ، وَيُوْشِكُ اَنْ اُرْسِلَ حُجَزَكُمْ،وَاَنَا فَرَطٌ لَكُمْ عَلَى الْحَوْضِ، فَتَرِدُوْنَ عَلَيَّ مَعًا وَاَشْتَاتًا، يَقُوْلُ: جَمِيْعًا، فَاَعْرِفُكُمْ بِاَسْمَائِكُمْ وَبِسِيْمَاكُمْ كَمَا يَعْرِفُ الرَّجُلُ الْغَرِيْبَةَ مِنَ الْاِبِلِ فِي اِبِلِهِ، فَيُذْهَبُ بِكُمْ ذَاتَ الشِّمَالِ، وَاُنَاشِدُ فِيْكُمْ رَبَّ الْعَالَمِيْنَ، فَاَقُوْلُ: يَا رَبِّ اُمَّتِي. فَيُقَالُ: اِنَّكَ لَاتَدْرِي مَااَحْدَثُوْا بَعْدَكَ، اِنَّهُمْ كَانُوْا يَمْشُوْنَ الْقَهْقَرٰى بَعْدَكَ فَلَا اَعْرِفَنَّ اَحَدَكُمْ يَاتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَحْمِلُ شَاةً لَهَا ثُغَاءٌ يُنَادِي :يَا مُحَمَّدُ ، يَامُحَمَّدُ! فَاَقُوْلُ : لَا اَمْلِكُ لَكَ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا ، قَدْ بَلَّغْتُ، وَلَا

سیدنا عبد اللہ بن عباس ﷺ' سیدنا عمر بن خطاب ﷺ سے روایت کرتے ہیں' کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں تم لوگوں کو آگ سے بچانے کے لئے تمھیں کمروں سے پکڑ رہا ہوں' لیکن تم پتنگوں اور اچھلی اڑتی ٹڈیوں کی طرح اس میں زبردستی گھسنا چاہتے ہو' ممکن ہے کہ میں تمھاری کمروں کو چھوڑ دوں۔ (یاد رکھو کہ) میں حوض پر تمھارا پیش رو ہوں گا' تم میرے پاس متحد ہو کر اور منتشر ہو کر (دونوں صورتوں میں) آؤ گے' میں تمھیں تمھارے ناموں اور علامتوں سے ایسے پہچان لوں گا جیسے کوئی آدمی اپنے اونٹوں میں گھسنے والے اجنبی اونٹ کو پہچان لیتا ہے۔ لیکن تمھیں بائیں طرف دھتکار دیا جائے گا اور میں تمھارے لئے جہانوں کے پالنہار سے اپیل کرتے ہوئے کہوں گا: اے میرے ربّ! میری امت (کو بچاؤ)۔ جواباً کہا جائے گا: تم نہیں جانتے کہ ان لوگوں نے تمھارے بعد کون کون سی بدعات رائج کر دی تھیں' تیرے بعد انھوں نے الٹے پاؤں چلنا شروع کر دیا تھا۔ میں تم میں سے کسی کو اس حال میں نہ دیکھوں کہ اس نے ممیاتی ہوئی بکری اٹھا رکھی ہو

اَعْرِفَنَّ اَحَدَكُمْ يَاتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَحْمِلُ بَعِيْرًالَّهُ رُغَاءٌ يُنَادِي: يَا مُحَمَّدُ ، يَامُحَمَّدُ! فَاَقُوْلُ: لَا اَمْلِكُ لَكَ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا، قَدْ بَلَّغْتُ، وَلَا اَعْرِفَنَّ اَحَدَكُمْ يَأْتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَحْمِلُ فَرَسًا لَهُ حَمْحَمَةٌ...... قَدْ بَلَّغْتُ وَلَا اَعْرِفَنَّ اَحَدَكُمْ يَاتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَحْمِلُ قَشْعًا مِنْ اَدَمٍ يُنَادِي: يَا مُحَمَّدُ ، يَا مُحَمَّدُ! فَاَقُوْلُ: لَا اَمْلِكُ لَكَ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا، قَدْ بَلَّغْتُ)).

[الصحيحة: ٢٨٦٥]

اور یہ آواز دے رہا ہو: اے محمد! اے محمد! (میری معاونت کرو) اور میں کہوں گا: میں تیرے لئے اللہ تعالی سے کسی چیز کا مالک نہیں ہوں، میں نے تو (تیرے تک) پیغام پہنچا دیا تھا۔ میں کسی کو اس حال میں نہ پہچانوں کہ اس نے بلبلاتا ہوا اونٹ اٹھا رکھا ہو اور آواز دے رہا ہو: اے محمد! اے محمد! (میرا سہارا بنو)۔ میں کہوں گا: میں تیرے لئے اللہ تعالی سے کسی چیز کا مالک نہیں ہوں، میں نے تو پیغام پہنچا دیا تھا (کہ ایسا نہ کرنا)۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ تم میں سے کسی نے روزِ قیامت ہنہناتا ہوا گھوڑا اٹھا رکھا ہو اور آواز دے رہا ہو: اے محمد! اے محمد! میں جواباً کہوں: میں تیرے لئے اللہ تعالی سے کسی چیز کا مالک نہیں ہوں۔ میں تم میں سے کسی کو قیامت والے دن اس حالت میں نہ دیکھوں کہ پرانی کھال کا ٹکڑا اٹھا رکھا ہو اور پکار رہا ہو: اے محمد! اے محمد! اور میں کہہ دوں: میں تیرے لئے کسی چیز کا مالک نہیں ہوں، میں نے تو (اللہ کا پیغام) تیرے تک پہنچا دیا تھا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۸۶۵۔ البزار (الکشف: ۹۰۰) و (البحر: ۲۰۴)، الرامھرمزی فی الامثال (۲۱، ۲۲)، یعقوب بن شبۃ فی مسند عمر (ص: ۸۴، ۸۵)۔

فوائد: معلوم ہوا کہ کسی کا حق غصب نہیں کرنا چاہئے، وگرنہ وہ عار و شنار اور ذلت و رسوائی کا سبب ٹھہرے گا، اگر کسی نے بندگانِ خدا کے حقوق میں کم و کاست کر رکھی ہے تو وہ جلدی جلدی تصفیہ کر لے۔

باب: اول آیة الساعة

قیامت کی پہلی نشانی کا بیان

٢٥٧٤۔عَنْ اَبِي اُمَامَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((اَوَّلُ الْآيَاتِ: طُلُوْعُ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا)).

[الصحيحة: ٣٣٠٥]

سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''(قیامت کی بڑی بڑی علامات میں) سب سے پہلی نشانی مغرب سے سورج کا طلوع ہونا ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۳۰۵۔ طبرانی فی الکبیر (۸۰۲۲)، خطیب فی التاریخ (۲/ ۱۵۶، ۵/ ۲۴)، ابن عدی فی الکامل (۶/ ۲۰۴۷)۔

باب: فضل من يغز و على مدينة قيصر

جو قیصر کے شہر پر حملہ کریں گے ان کی فضیلت کا بیان

٢٥٧٥۔عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ اَنَّ عُمَيْرَ بْنَ الْاَسْوَدِ الْعَنْسِيِّ، حَدَّثَهُ اَنَّهُ اَتٰى عُبَادَةَ بْنَ

خالد بن معدان کہتے ہیں کہ عمیر بن اسود عنسی نے ان کو بیان کیا کہ وہ سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور وہ اس وقت

الصَّامِتِ وَهُوَ نَازِلٌ فِيْ سَاحِلِ حِمْصٍ وَهُوَ فِي بِنَاءٍ لَّهُ وَمَعَهُ أُمُّ حَرَامٍ، قَالَ عُمَيْرٌ: فَحَدَّثَنَا أُمُّ حَرَامٍ أَنَّهَا سَمِعَتِ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ: ((أَوَّلُ جَيْشٍ مِنْ أُمَّتِي يَغْزُوْنَ الْبَحْرَ قَدْ أَوْجَبُوْا)). قَالَتْ: أُمُّ حَرَامٍ : قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَنَا فِيْهِمْ؟ قَالَ: ((أَنْتِ فِيْهِمْ)). ثُمَّ قَالَ: ((أَوَّلُ جَيْشٍ مِّنْ أُمَّتِي يَغْزُوْنَ مَدِيْنَةَ قَيْصَرَ مَغْفُوْرٌ لَّهُمْ)). فَقُلْتُ: أَنَا فِيْهِمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((لَا)).

[الصحيحة:٢٦٨]

سیدہ ام حرام ؓ سمیت حمص کے ساحل میں فروکش تھے۔ عمیر کہتے ہیں: ہمیں سیدہ ام حرام نے بیان کیا کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''سمندری جہاد کرنے والا میری امت کا پہلا لشکر (اپنے حق میں جنت کو) واجب کر لے گا۔'' سیدہ ام حرام نے کہا: اے اللہ کے رسول! آیا میں بھی ان لوگوں میں ہوں گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو ان میں ہو گی۔'' پھر فرمایا: ''قیصر کے شہر والوں سے جہاد کرنے والا میری امت کا پہلا لشکر مغفور (یعنی بخشا ہوا) ہو گا۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آیا میں ان میں ہوں گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں۔''

تخریج: الصحیحة ۲۶۸۔ بخاری (۲۹۲۴)' ابو نعیم فی الحلیة (۲/ ۶۲)۔

فوائد: سمندر کے غزوے کی اہمیت کے پیش نظر ان لوگوں کو معافی کے سرٹیفکیٹ عطاء کر دیے گئے کیونکہ نبی ﷺ سمندر کی اہمیت سے آگاہ تھے کہ جس کا سمندروں پر تسلط ہو گا وہی غالب ہو گا جیسا کہ حالات گواہ ہیں۔

باب: اول من يدعىٰ يوم القيامة آدم

قیامت کے دن سب سے پہلے آدم کو بلایا جائے گا

٢٥٧٦۔عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((أَوَّلُ مَنْ يَدَّعِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ: آدَمُ، فَتَرَاءَ ى ذُرِّيَّتُهُ، فَيُقَالُ: هٰذَا أَبُوْكُمْ آدَمُ، فَيَقُوْلُ: لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ! فَيَقُوْلُ: أَخْرِجْ بَعْثَ جَهَنَّمَ مِنْ ذُرِّيَّتِكَ، فَيَقُوْلُ: يَا رَبِّ! كَمْ أُخْرِجُ؟ فَيَقُوْلُ: أَخْرِجْ مِنْ كُلِّ مِئَةٍ تِسْعَةً وَّتِسْعِيْنَ، فَقَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِذْ أُخِذَ مِنَّا مِنْ كُلِّ مِئَةٍ تِسْعَةٌ وَّتِسْعُوْنَ، فَمَاذَا يَبْقَى مِنَّا؟ قَالَ: إِنَّ أُمَّتِي فِي الْأُمَمِ كَالشَّعْرَةِ الْبَيْضَاءِ فِي الثَّوْرِ الْأَسْوَدِ)).

[الصحيحة:٣٣٠٧]

سیدنا ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''قیامت والے دن سب سے پہلے حضرت آدم (علیہ السلام) کو بلایا جائے گا' وہ اپنی اولاد کو دیکھیں گے۔ انھیں بتلایا جائے گا کہ یہ تمھارے باپ آدم (علیہ السلام) ہیں۔ (اللہ تعالیٰ حضرت آدم کو آواز دیں گے)۔ وہ کہیں گے: میں حاضر ہوں' میں حاضر ہوں! اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: اپنی اولاد میں سے جہنم میں داخل ہونے والے لوگوں کو علیحدہ کر دو۔'' وہ پوچھیں گے: اے میرے ربّ! کتنوں کو علیحدہ کروں؟ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: ایک سو کی نفری میں سے ننانوے کو (جہنم کے لئے علیحدہ کر دو)۔'' صحابۂ کرام نے کہا: اے اللہ کے رسول! جب ہمارے سو میں سے ننانوے کو (دوزخ کے لئے) پکڑ لیا جائے گا' تو پیچھے بچے گا کیا؟ آپ ﷺ نے (تسلی دیتے ہوئے) فرمایا: ''بقیہ امتوں میں میری امت کی تعداد سیاہ رنگ کے بیل کی پشت پر سفید بالوں جتنی ہو گی۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۳۰۷۔ بخاری (۶۵۲۹)‘ احمد (۲/ ۳۷۸)۔

باب: من اعلام نبوته ﷺ الغيبية

باب: غیب کی خبر دینا نبوت کی نشانیوں میں سے ہے

۲۵۷۷۔ عَنْ أَبِي ذَرٍّ أَنَّهُ قَالَ لِيَزِيدَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ: ((أَوَّلُ مَنْ يُغَيِّرُ سُنَّتِي رَجُلٌ مِّنْ بَنِي أُمَيَّةَ)).

[الصحيحة:١٧٤٩]

سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ نے یزید بن ابوسفیان سے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ”سب سے پہلے میری سنت کو بدلنے والا فرد بنوامیہ میں سے ہوگا۔“

تخریج: الصحیحۃ ۱۷۴۹۔ ابن عاصم فی الاوئل (۶۳)‘ ابن ابی شیبۃ (۱۴/ ۱۰۲)‘ بیھقی فی الدلائل (۶/ ۴۶۷)‘ مطولاً وقال: وفی ھذا الاسناد ارسال بین ابی العالیۃ وابو ذر۔

فوائد: اس حدیث میں سنت سے مراد نظامِ خلافت ہے۔

باب: أول من يكس ابراهيم

سب سے پہلے ابراہیم کو (روزِ محشر) لباس پہنایا جائے گا

۲۵۷۸۔عَنْ عَائِشَةَ مَرْفُوْعًا: ((أَوَّلُ مَنْ يُكْسٰى خَلِيْلُ اللّٰهِ إِبْرَاهِيمُ ﷺ)).

[الصحيحة:١١٢٩]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے‘ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”(روزِ محشر) سب سے پہلے حضرت ابراہیم خلیل اللہ (علیہ السلام) کو لباس پہنایا جائے گا۔“

تخریج: الصحیحۃ ۱۱۲۹۔ البزار (الکشف: ۳۳۴۸)‘ ابن عساکر (۶/ ۳۳۳)‘ عن عائشۃ رضی اللہ عنہا ‘ بخاری (۶۵۲۶)‘ مسلم (۲۸۶۰)‘ مطولاً عن ابی عباس رضی اللہ عنہما۔

فوائد: یہ نمرود کی آگ میں ان کے کپڑے جلنے کا بدلہ ہوگا۔

باب: حديث الحوأب

قصہ حواب کی حدیث

۲۵۷۹۔ عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ: أَنَّ عَائِشَةَ لَمَّا أَتَتِ الْحَوْأَبَ، سَمِعَتْ نُبَاحَ الْكِلَابِ، فَقَالَتْ: مَا أَظُنُّنِي إِلَّا رَاجِعَةً، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَنَا: ((أَيَّتُكُنَّ تَنْبَحُ عَلَيْهَا كِلَابُ الْحَوْأَبِ)). فَقَالَ لَهَا الزُّبَيْرُ : تَرْجِعِيْنَ! عَسَى اللّٰهُ۔عَزَّوَجَلَّ۔ أَنْ يُّصْلِحَ بِكِ بَيْنَ النَّاسِ۔ [الصحيحة: ٤٧٤]

قیس بن ابوحازم بیان کرتے ہیں کہ جب سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا حواَب مقام پر آئیں تو کتوں کے بھونکنے کی آوازیں سنیں اور کہا: میں تو سمجھتی ہوں کہ مجھے واپس لوٹ جانا چاہئے‘ کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں فرمایا تھا: ”تم میں سے وہ کون ہے جس پر حواَب کے کتے بھونکیں گے۔“ سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ لوٹتی ہیں! ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کی وجہ سے لوگوں میں صلح کروا دے۔

تخریج: الصحیحۃ ۴۷۴۔ احمد (۶/ ۵۲‘۹۷)‘ ابن حبان (۱۸۳۱)‘ ابو یعلی (۴۸۶۸)‘ حاکم (۳/ ۱۲۰)۔

باب: اسراع الفتنة الساعة

قیامت کے فتنوں کے جلدی جلدی آنے کا بیان

۲۵۸۰۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَلْآيَاتُ خُرَزَاتٌ مَنْظُوْمَاتٌ فِي سِلْكٍ فَاِنْ يَقْطَعِ السِّلْكُ يَتْبَعْ بَعْضُهَا بَعْضًا)) [الصحيحة:۱۷٦۲]

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''علاماتِ قیامت تو ایک لڑی میں پروئے ہوئے منکوں کی طرح ہیں، اگر لڑی ٹوٹ جائے تو (منکے) لگاتار گرنا شروع ہو جاتے ہیں۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۷٦۲۔ احمد (۲/ ۲۱۹)، حاکم (۴/ ۴۷۳، ۴۷۴)، حاکم (۴/ ۵۴٦) عن انس رضی اللہ عنہ۔

فوائد: یعنی جب قیامت کی بڑی بڑی نشانیوں کا آغاز ہو گا تو وہ یکے بعد دیگرے مسلسل نمودار ہونا شروع ہو جائیں گی۔

باب: التغنية بالقرآن للخطاب من علامات الساعة

خطاب کے لیے قرآن کو گا گا کر پڑھنا علاماتِ قیامت سے ہے

۲۵۸۱۔ عَنْ عَلِيْمٍ ، قَالَ: كُنْتُ مَعَ عَابِسٍ الْغِفَارِيِّ عَلٰى سَطْحٍ ، فَرَاٰى قَوْمًا يَتَحَمَّلُوْنَ مِنَ الطَّاعُوْنِ فَقَالَ: مَا لِهٰؤُلَاءِ يَتَحَمَّلُوْنَ مِنَ الطَّاعُوْنِ؟! يَا طَاعُوْنُ! خُذْنِي اِلَيْكَ (مَرَّتَيْنِ)۔ فَقَالَ لَهٗ ابْنُ عَمٍّ لَهٗ ذُوْصُحْبَةٍ: لِمَ تَتَمَنَّى الْمَوْتَ وَقَدْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((لَا يَتَمَنَّيَنَّ اَحَدُكُمُ الْمَوْتَ، فَاِنَّهٗ عِنْدَ انْقِطَاعِ عَمَلِهٖ،[وَلَا يُرَدُّ فَيَسْتَعْتِبُ]))؟ فَقَالَ: ((بَادِرُوْا بِالْاَعْمَالِ خِصَالًا سِتًّا: اِمْرَةَ السُّفَهَاءِ، وَكَثْرَةَ الشُّرَطِ، وَقَطِيْعَةَ الرَّحِمِ، وَبَيْعَ الْحُكْمِ، وَاسْتِخْفَافًا بِالدَّمِ، وَنَشْوًا يَتَّخِذُوْنَ الْقُرْآنَ مَزَامِيْرَ، يُقَدِّمُوْنَ الرَّجُلَ لَيْسَ بِاَفْقَهِهِمْ وَلَا اَعْلَمِهِمْ، مَا يُقَدِّمُوْنَهٗ اِلَّا لِيُغَنِّيَهُمْ)). [الصحيحة:۹۷۹]

علیم کہتے ہیں: میں عابس غفاری کے پاس چھت پر بیٹھا ہوا تھا، انھوں نے کچھ لوگوں کو طاعون میں مبتلا دیکھا اور کہا: یہ لوگ طاعون میں مبتلا کیوں ہیں؟ اے طاعون! مجھ پر طاری ہو جا۔ (انھوں نے یہ بات دو دفعہ کی)۔ ان کے چچازاد، جو صحابی تھے، نے انھیں کہا: آپ موت کی تمنا کیوں کرتے ہیں، حالانکہ آپ نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''کوئی بھی موت کی تمنا نہ کرے کیونکہ موت اعمال کے سلسلے کو منقطع کر دینے والی چیز ہے، کسی کو (موت کے بعد اللہ کو) راضی کرنے کے لئے دوبارہ نہیں موقع نہیں دیا جائے گا۔'' نیز فرمایا: ''ان چھ امور سے پہلے پہلے اعمال کرلو: بیوقوفوں کی حکومت، پولیس کی کثرت، قطع رحمی، عہدوں اور فیصلوں کی خرید و فروخت، انسانی خون کی ارزانی، کیف و سرور والے لوگ جو قرآن مجید کو سریلی آواز میں پڑھنے کا اہتمام کریں گے، وہ ایسے آدمی کو مقدم کریں گے جو فقیہ ہو گا نہ عالم، صرف وجہ یہ ہو گی کہ وہ انھیں قرآن مجید گا گا کر سنائے گا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۹۷۹۔ احمد (۳/ ۴۹۴)، ابو عبید فی فضائل القرآن (ص: ۸۰، ۸۱)، طبرانی (۱۸/ ۳٦)۔

مبادرة الاعمال من قبل الفتن

فتنوں کے آنے سے پہلے پہلے اعمال میں جلدی کرنا

٢٥٨٢۔ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّهُ قَالَ: ((بَادِرُوْا بِالْاَعْمَالِ سِتًّا: طُلُوْعَ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا، وَالدَّجَّالَ، وَالدُّخَانَ، وَدَابَّةَ الْاَرْضِ، وَخُوَيْصَةَ اَحَدِكُمْ، اَمْرَ الْعَامَّةِ)). [الصحيحة:٧٥٩]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اِن چھ امور سے پہلے پہلے اعمال کر لو: مغرب سے سورج کا طلوع ہونا، دجال، دھواں، زمین کا چوپایہ، تجارت وصنعت اور عوام الناس کے امور (یعنی عام لوگوں کی بدحالی و پریشانی)۔''

تخریج: الصحیحة ۷۵۹۔ مسلم (۲۹۴۷)، احمد (۲/ ۳۲۴، ۴۰۷)۔

فوائد: دھواں کے تعین کے بارے میں دو اقوال ہیں: (۱) قیامت کے قریب آنے کی علامت ہے، ابھی تک ظہور پذیر نہیں ہوئی، اس کی ہیئت وحقیقت کا اللہ تعالی کو علم ہے۔ (۲) نبی کریم ﷺ کے دور میں نشانی ظاہر ہو چکی ہے۔ نبی ﷺ نے اہل مکہ کے معاندانہ رویے سے تنگ آ کر ان کے لئے قحط سالی کی بددعا کی، نتیجۃً ان پر قحط کا عذاب نازل کر دیا گیا، حتی کہ وہ ہڈیاں، کھالیں اور مردار وغیرہ کھاتے تھے، جب آسمان کی طرف دیکھتے تو بھوک اور کمزوری کی شدت کی وجہ سے انھیں دھواں سا نظر آتا تھا۔ زمین کا یہ چوپایہ قرب قیامت کی علامت ہے، یہ لوگوں سے کلام کرے گا۔

٢٥٨٣۔ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعًا: ((بَادِرُوْا بِالْاَعْمَالِ فِتَنًا كَقِطَعِ اللَّيْلِ الْمُظْلِمِ، يُصْبِحُ الرَّجُلُ مُؤْمِنًا، وَيُمْسِي كَافِرًا، اَوْيُمْسِي مُؤْمِنًا وَيُصْبِحُ كَافِرًا، يَبِيْعُ دِيْنَهُ بِعَرَضٍ مِنَ الدُّنْيَا)). [الصحيحة:٧٦٨]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اندھیری رات کی طرح چھا جانے والے فتنوں سے پہلے پہلے عمل کر لو، اُس وقت آدمی بوقتِ صبح مومن ہو گا اور شام کو کافر یا بوقتِ شام مومن ہو گا اور صبح کو کافر، وہ اپنے دین کو دنیوی ساز و سامان کے بدلے فروخت کر دے گا۔''

تخریج: الصحیحة ۷۵۸۔ مسلم (۱۱۸)، ترمذی (۲۱۹۵)، احمد (۲/ ۳۰۴، ۵۲۳)۔

باب: بحسب اصحابي القتل

میرے صحابہؓ کے قتل ہونے کا فتنہ ہی کافی ہے

٢٥٨٤۔ عَنْ اَبِي مَالِكٍ الْاَشْجَعِيِّ سَعْدِ بْنِ طَارِقِ [بْنِ اَشْيَمَ]، عَنْ اَبِيْهِ، اَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ: ((بِحَسْبِ اَصْحَابِي الْقَتْلُ)). [الصحيحة:١٣٤٦]

ابو مالک اشجعی سعد بن طارق بن اشیم اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میرے صحابہ کے لئے قتل ہونے کا فتنہ ہی کافی ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۱۳۴۶۔ احمد (۳/ ۴۷۲)، ابن ابی شیبة (۱۵/ ۹۲)، طبرانی فی الکبیر (۸۱۹۵)، البزار (۳۲۶۳)۔

بعثة الرسول في نسم الساعة

رسولؐ کی بعثت قیامت کے قریب ہوتی ہے

٢٥٨٥۔ عَنْ اَبِي جُبَيْرَةَ مَرْفُوْعًا: ((بُعِثْتُ فِي نَسَمِ السَّاعَةِ)). [الصحيحة:٨٠٨]

سیدنا ابوجبیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے قیامت کے قریب مبعوث کیا گیا ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۸۰۸۔ الدولابی فی الکنی (۱/ ۲۳)' ابن منده فی المعرفة (۲/ ۲۳۴/ ۲)' ابو نعیم فی المعرفة (۶۷۲۱)' واخرجه ابن ابی عمر فی مسنده من طریق قیس عن ابی جبیرة عن شیخة من الانصار انهم سمعوه یعنی النبی ﷺ (المطالب العالیه المسندة: ۴۵۰۳/ ۱)۔

۲۵۸۶۔ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدِ السَّاعِدِيِّ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((بُعِثْتُ وَالسَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ . وَضَمَّ اِصْبَعَيْهِ الْوُسْطٰي وَالَّتِي تَلِي الْاِبْهَامَ. وَقَالَ: مَثَلِي وَمَثَلُ السَّاعَةِ اِلَّا كَفَرَسَي رِهَانٍ ثُمَّ قَالَ: مَامَثَلِي وَمَثَلُ السَّاعَةِ اِلَّا كَمَثَلِ رَجُلٍ بَعَثَهُ قَوْمٌ طَلِيْعَةً فَلَمَّا خَشِيَ اَنْ يُسْبَقَ ، اَلَاحَ بِثَوْبِهِ: اُتِيْتُمْ اُتِيْتُمْ؟ اِنَّا ذَاكَ، اِنَّا ذَاكَ)).

[الصحيحة: ٣٢٢٠]

سیدنا سہل بن سعد ساعدی ﷛ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے اور قیامت کو ان دو انگلیوں کی طرح قریب قریب بھیجا گیا ہے۔'' پھر آپ ﷺ نے (تمثیل پیش کرتے ہوئے) شہادت والی اور بڑی انگلی کو آپس میں ملا دیا' نیز فرمایا: ''میری اور قیامت کی مثال مقابلے میں بھاگنے والے دو گھوڑوں کی طرح ہے (جو ایک دوسرے کے قریب ہوتے ہیں)۔'' پھر فرمایا: ''میری اور قیامت کی مثال اس آدمی کی طرح ہے' جسے لوگوں نے بطور جاسوس آگے بھیج دیا' اسے اندیشہ ہوا کہ دشمن تو مجھ سے پہلے پہنچ جائے گا تو اس نے کپڑا ہلایا اور کہا: تم دشمنوں کے سامنے آ گئے' تم دشمنوں کے سامنے آ گئے' میں یہ ہوں' میں یہ ہوں۔''

تخریج: الصحیحة ۳۲۲۰۔ ابن جریر الطبری فی تاریخه (۱/ ۸)' احمد(۵/ ۳۳۱)' بیهقی فی الشعب (۱۰۳۳۷)' بخاری (۴۹۳۶) و مسلم (۲۹۵۰) مختصراً بالطرف الاول فقط۔

باب: ومن الساعة تقاتلون قومًا نعالهم الشعر

قیامت سے پہلے تم ایسی قوم سے لڑو گے کہ جن کے جوتے بالوں کے ہوں گے

۲۵۸۷۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ ، تُقَاتِلُوْنَ قَوْمًا نِعَالُهُمُ الشَّعْرُ،وَهُوَ هٰذَاالْبَارِزُ. وَقَالَ سُفْيَانُ مَرَّةً: وَهُمْ اَهْلُ الْبَارِزِ))

جَاءَ مِنْ حَدِيْثِ اَبِي هُرَيْرَةَ، وَعَمْرِو بْنِ تَغْلَبَ، وَاَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ۔ [الصحيحة: ٣٦٠٩]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت سے قبل تم ایسے لوگوں سے قتال کرو گے جن کے جوتے بالوں کے ہوں گے اور یہی لوگ ہیں جو اسلام کے خلاف خروج کریں گے۔'' یہ حدیث سیدنا ابو ہریرہ' سیدنا عمرو بن تغلب اور سیدنا ابو سعید خدری ﷛ سے مروی ہے۔

تخریج: الصحیحة ۳۶۰۹۔ (۱) ابوهریرة: بخاری (۲۹۲۹'۳۵۹۱)' مسلم (۲۹۱۲)' ابوداؤد (۴۳۰۴)۔ (۲) عمرو بن تغلب: بخاری (۲۹۲۷'۳۵۹۲)' ابن ماجه (۴۰۹۸)۔ (۳) ابو سعید الخدری ﷛: احمد (۳/ ۳۱)' ابن ماجه (۴۰۹۹)۔

باب: من علامات الساعة المسخ والخسف

چہروں کا مسخ ہونا اور زمین کا دھنسنا علامات قیامت میں سے ہے

۲۵۸۸۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ مَسْخٌ، وَخَسْفٌ، وَقَذْفٌ)). [الصحيحة:۱۷۸۷]

سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت سے قبل (لوگوں کی) شکلیں بگڑیں گی، انھیں دھنسایا جائے گا اور ان پر سنگ باری کی جائے گی۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۷۸۷۔ ابن ماجه (۴۰۵۹)، ابو نعیم فی الحلیۃ (۷/ ۱۲۱)، ترمذی (۲۱۸۵) عن عائشۃ رضی اللہ عنہا۔

باب: من علامات الساعة ظهر الربا والزنى والخمر

زنا، سود اور شراب کا عام ہونا علامات قیامت میں سے ہے

۲۵۸۹۔ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ يَظْهَرُ الرِّبَا، وَالزِّنٰى، وَالْخَمْرُ)). [الصحيحة: ۳۴۱۵]

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''قیامت سے پہلے سود، زنا اور شراب عام ہو جائے گا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۴۱۵/ ۲۔ طبرانی فی الاوسط (۷۶۹۱، ۸۱۵۴)۔

۲۵۹۰۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((بَيْنَمَا أَنَا نَائِمٌ ، أُتِيتُ بِخَزَائِنِ الْأَرْضِ، فَوُضِعَ فِي يَدِي سِوَارَانِ مِنْ ذَهَبٍ، فَكَبُرَا عَلَيَّ وَأَهَمَّانِي، فَأُوْحِيَ إِلَيَّ: أَنْ انْفُخْهُمَا، فَنَفَخْتُهُمَا فَذَهَبَا، فَأَوَّلْتُهُمَا: الْكَذَّابَيْنِ اللَّذَيْنِ أَنَا بَيْنَهُمَا: صَاحِبَ صَنْعَاءَ، وَصَاحِبَ الْيَمَامَةِ)). [الصحيحة: ۳۶۱۱]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''میں سویا ہوا تھا، میرے پاس زمین کے خزانے لائے گئے، میرے ہاتھ میں سونے کے دو کنگن رکھ دیئے گئے، وہ مجھ پر گراں گزرے اور انھوں نے مجھے مغموم و بے چین کر دیا، میری طرف وحی کی گئی کہ پھونک مارو، میں نے پھونک ماری، وہ دونوں (میرے ہاتھ سے) ہٹ گئے۔ میں نے اس خواب کی یہ تاویل کی کہ ان سے مراد دو جھوٹے ہیں، کہ میں جن کے درمیان ہوں، (۱) صاحب صنعاء (یعنی اسود عنسی) اور (۲) صاحب یمامہ (یعنی مسیلمہ کذاب)۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۶۱۱۔ بخاری (۴۳۷۵، ۷۰۳۴)، مسلم (۲۲۷۴)، ابن ماجه (۳۹۲۲)، احمد (۲/ ۳۱۹)، واللفظ له۔

فوائد: اسود عنسی اور مسیلمہ جھوٹے مدعیان نبوت تھے۔

باب: لا تقوم الساعة وعلى الارض مؤمن

ایک بھی مومن کے زندہ ہوتے ہوئے قیامت قائم نہیں ہوگی

۲۵۹۱۔ عَنْ عَيَّاشِ بْنِ أَبِي رَبِيعَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ: ((تَجِي رِيْحٌ بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ ، تُقْبَضُ فِيهَا أَرْوَاحُ كُلِّ

سیدنا عیاش بن ابو ربیعہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''قیامت سے پہلے ایک ہوا چلے گی اور وہ ہر مومن کی روح قبض کر لے گی۔''

مُؤْمِنٍ)). [الصحيحة: ١٧٨٠

تخریج: الصحیحة ۱۷۸۰۔ احمد (۳/ ۴۲۰)' حاکم (۴/ ۴۸۹)' عبدالرزاق (۲۰۸۰۲)۔

باب: بيان خروج الدابة

چوپائے کے نکلنے کا بیان

٢٥٩٢۔ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ يَرْفَعُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ: ((تَخْرُجُ الدَّابَّةُ، فَتَسِمُ النَّاسَ عَلَى خَرَاطِيمِهِمْ، ثُمَّ يُعَمَّرُوْنَ فِيكُمْ حَتَّى يَشْتَرِي الرَّجُلُ الْبَعِيرَ، فَيَقُولُ: مِمَّنِ اشْتَرَيْتَهُ؟ فَيَقُوْلُ: اِشْتَرَيْتُهُ مِنْ اَحَدِ الْمُخَطَّمِيْنَ)). [الصحيحة: ٣٢٢]

سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایک چوپایہ نکلے گا' وہ لوگوں کی ناک پر ایک علامت لگائے گا اور وہ لمبی عمریں پائیں گے' حتی کہ ایک آدمی اونٹ خریدے گا۔ جب کوئی دوسرا اس سے پوچھے گا کہ تو نے یہ اونٹ کس سے خریدا ہے تو وہ جواب دے گا: میں نے یہ نشان زدہ لوگوں میں سے ایک آدمی سے خریدا تھا۔''

تخریج: الصحیحة ۳۲۲۔ احمد (۵/ ۲۶۸)' بخاری فی التاریخ (۶/ ۱۷۲)' بغوی فی الجعدیات (۲۹۱۹)۔

باب: اقامة الدين بسبعين عامًا

دین کا ستر سال تک قائم رہنا

٢٥٩٣۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ مَرْفُوْعًا: ((تَدُوْرُ رَحَى الْإِسْلَامِ بَعْدَ خَمْسٍ وَثَلَاثِيْنَ، أَوْسِتٍّ وَّثَلَاثِيْنَ، أَوْسَبْعٍ وَثَلَاثِيْنَ، فَإِنْ يَهْلِكُوْا فَسَبِيْلُ مَنْ هَلَكَ، وَإِنْ يَقُمْ لَهُمْ دِيْنُهُمْ يَقُمْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ عَامًا. قُلْتُ: (وَفِي رِوَايَةٍ: قَالَ عُمَرُ): يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! مِمَّا بَقِيَ أَوْ مِمَّا مَضَى؟ قَالَ مِمَّا مَضَى)) [الصحيحة: ٩٧٦]

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اسلام کی چکی پینتیس یا چھتیس یا سینتیس سالوں کے بعد گھومے گی (یعنی پوری آب وتاب کے ساتھ موجود رہے گا)' اگر پھر بھی کوئی (گمراہ رہ کر) ہلاک ہوا تو وہ پہلے ہلاک ہونے والوں کی طرح ہوگا اور اگر دین قائم رہا تو وہ ستر سال تک قائم رہے گا۔'' میں نے کہا اور ایک روایت کے مطابق سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے نبی! مستقبل میں ستر سال یا ماضی سمیت؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ماضی سمیت۔''

تخریج: الصحیحة ۹۷۶۔ ابوداود (۵/ ۲۶۸)' احمد (۱/ ۳۹۳)' حاکم (۴/ ۵۲۱)' ابو یعلی (۱۵۲۷۸)۔

فوائد: اسلام کی چکی 35 سال تک گھومنا یہ خلافت کے اختتام کی طرف اشارہ ہے اور اس کے بعد جو 70 سال دین قائم رہا یہ شرق ملوکیت بنو امیہ کے خاتمے کا دور ہے یعنی اختتام خلافت سے لے کر اس وقت تک۔

باب: ذهاب الخير

اچھے لوگوں کے جانے کا بیان

٢٥٩٤۔ عَنْ رُوَيْفِعِ بْنِ ثَابِتٍ الْاَنْصَارِيِّ۔ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ۔: اَنَّهُ قُرِّبَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ تَمْرٌ اَوْرُطَبٌ، فَاَكَلُوْا مِنْهُ حَتّٰى لَمْ يَبْقَوْا شَيْئًا اِلَّا نَوَاةً

سیدنا رویفع بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ خشک یا تر کھجوریں رسول اللہ ﷺ (اور صحابہ) کے سامنے پیش کی گئی۔ انھوں نے کھائیں اور گٹھلیوں اور ردی کھجوروں کے علاوہ کوئی چیز

وَمَا لَاخَيْرَ فِيْهِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((تَدْرُوْنَ مَاهٰذَا؟ تَذْهَبُوْنَ الْخَيْرُ فَالْخَيْرُ، حَتّٰى لَا يَبْقٰى مِنْكُمْ مِثْلَ هٰذَا . وَاَشَارَ اِلٰى نَوَاةٍ. وَمَا لَا خَيْرَ فِيْهِ)) [الصحيحة:١٧٨١]

باقی نہ رہی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم جانتے ہو کہ یہ کیا ہے؟ تم یعنی نیک اور محسن لوگ یکے بعد دیگرے فوت ہوتے رہیں گے' حتی کہ ان گٹھلیوں کی طرح کے ردّی اور چھٹے ہوئے لوگ باقی رہ جائیں گے۔''

تخریج: الصحیحة ۱۷۸۱- بخاری فی التاریخ (۳/ ۳۰۹)' ابن حبان (۷۲۲۵)' حاکم (۴/ ۴۳۴)' طبرانی (۴۴۹۲)۔

باب: مكتوب ك. ف. ر بين عين الدجال

دجال کی آنکھوں کے درمیان ک۔ف۔ر۔لکھا ہوگا

٢٥٩٥ـ عَنْ عُمَرَ بْنَ ثَابِتِ الْاَنْصَارِيِّ ، اَنَّهُ اَخْبَرَهُ بَعْضُ اَصْحَابِ النَّبِيِّ اَنَّ النَّبِيَّ قَالَ يَوْمَئِذٍ وَهُوَ يُحَذِّرُهُمْ فِتْنَتَهُ (يَعْنِي : الدَّجَّالَ): ((تَعَلَّمُوْا نَّهُ لَنْ يَرٰى اَحَدٌ مِّنْكُمْ رَبَّهُ حَتّٰى يَمُوْتَ، وَاَنَّهُ مَكْتُوْبٌ بَيْنَ عَيْنَيْهِ [ك ف ر] يَقْرَؤُهُ مَنْ كَرِهَ عَمَلَهُ)). [الصحيحة:٢٨٦٢]

عمر بن ثابت انصاری کہتے ہیں کہ مجھے ایک صحابیٔ رسول نے بیان کیا کہ ایک دن نبی ﷺ نے انھیں دجال سے آگاہ کرتے ہوئے فرمایا: ''جان لو کہ کوئی بھی اپنے ربّ کو مرنے سے پہلے نہیں دیکھ سکتا اور اس دجال کی آنکھوں کے درمیان [ک ف ر] لکھا ہوگا' اس کے عمل کو ناپسند کرنے والا ہر شخص یہ الفاظ پڑھ لے گا۔''

تخریج: الصحیحة ۲۸۶۲- مسلم (الفتن:۷۳۵۶/ ۱۶۹)' ترمذی (۲۲۳۶)' ابن مندہ فی المعرفة (۲/ ۲۸۷/ ۲)۔

باب: تعوذ من رأس السبعين و إمارة الصبيان

ستر سال کے بعد کے دور اور بچوں کی حکمت سے پناہ مانگنے کا بیان

٢٥٩٦ـ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((تَعَوَّذُوْا بِاللّٰهِ مِنْ رَّاسِ السَّبْعِيْنَ، وَاِمَارَةِ الصِّبْيَانِ)). [الصحيحة:١٣٩١]

سیدنا ابوہریرہ ؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''ستر سال کے بعد والے دور سے اور لڑکوں کی حکومت سے اللہ تعالی کی پناہ طلب کرو۔''

تخریج: الصحیحة ۱۳۹۱- احمد (۲/ ۳۲۶'۳۵۵)' ابن ابی شیبة (۵/ ۴۹)' البزار (الکشف: ۳۳۵۸)۔

فوائد: معلوم ہوا کہ امارت بڑی عمر کے لوگوں سونپنی چاہیے جو کہ تحمل اور بردباری سے کاروبارِ حکومت چلا سکیں کیونکہ نوجوان جوش میں حکمت کا دامن چھوڑ دیتے ہیں۔

باب: تقئ الأرض افلا ذ كبدها

زمین اپنے خزانے اگل دے گی

٢٥٩٧ـ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ

سیدنا ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اللّٰهِ ﷺ: ((تَقِيْ الْأَرْضُ أَفْلَاذَ كَبِدِهَا أَمْثَالَ الْأُسْطُوَانِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ، فَيَجِيءُ الْقَاتِلُ، فَيَقُوْلُ: فِي هٰذَا قَتَلْتُ، وَيَجِيءُ الْقَاطِعُ فَيَقُوْلُ: فِي هٰذَا قَطَعْتُ رَحْمِي، وَيَجِي، السَّارِقُ، فَيَقُوْلُ: فِي هٰذَا قُطِعَتْ يَدِي، ثُمَّ يَدَعُوْنَهُ، فَلَا يَأْخُذُوْنَ مِنْهُ شَيْئًا)).

[الصحيحة:٣٦١٩]

''زمین اپنے جگر کے ٹکڑوں (یعنی خزانوں) کو اگل دے گی' وہ سونے اور چاندی کے ستونوں کی صورت میں پڑے ہوں گے۔ قاتل آ کر کہے گا: اس کی خاطر میں نے قتل کیا تھا۔ قطع رحمی کرنے والا آئے گا اور کہے گا: اس کی وجہ سے میں نے قطع رحمی کی تھی۔ چور آ کر کہے گا: اس کی وجہ سے میرا ہاتھ کاٹا گیا تھا' پھر وہ (ان خزانوں کو) چھوڑ دیں گے اور کچھ بھی نہیں لیں گے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۶۱۹۔ مسلم (۱۰۱۳)' ترمذی (۲۲۰۸)' بغوی فی شرح السنۃ (۴۲۴۱)۔

باب: اسراع الفتنة بين يدى الساعة

قیامت سے قبل فتنوں کے جلدی آنے کا بیان

٢٥٩٨۔عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ مَرْفُوْعًا: ((تَكُوْنُ بَيْنَ يَدَيِّ السَّاعَةِ فِتَنٌ كَقِطَعِ اللَّيْلِ الْمُظْلِمِ، يُصْبِحُ الرَّجُلُ فِيْهَا مُؤْمِنًا وَيُمْسِي كَافِرًا، وَيُمْسِي مُؤْمِنًا وَيُصْبِحُ كَافِرًا، يَبِيْعُ أَقْوَامٌ دِيْنَهُمْ بِعَرَضِ الدُّنْيَا)). [الصحيحة:٨١٠]

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت کے قبل اندھیری رات کے ٹکڑوں کی طرح فتنے نمودار ہوں گے' آدمی بوقتِ صبح مومن ہو گا اور شام کو کافر اور بوقتِ شام مومن ہو گا اور صبح کو کافر' لوگ اپنے دین کو دنیوی ساز و سامان کے عوض فروخت کر دیں گے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۸۱۰۔ ترمذی (۲۱۸۷)' ابن ابی شیبۃ فی الایمان (۶۴)' حاکم (۴/ ۴۳۸'۴۳۹)۔

باب: ای الناس خير عندالفتنة

فتنوں کے وقت میں کون سے لوگ بہتر ہیں؟

٢٥٩٩۔عَنْ عَمْرِو بْنِ وَابِصَةَ السُّدِّي، عَنْ أَبِيْهِ، قَالَ: إِنِّي لَبِالْكُوْفَةِ فِي دَارِي، إِذْ سَمِعْتُ عَلٰى بَابِ الدَّارِ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ، أَ أَلِجُ؟ قُلْتُ: وَعَلَيْكَ السَّلَامُ، فَلُجْ۔ فَلَمَّا دَخَلَ إِذَا هُوَ عَبْدُاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ۔ قَالَ: فَقُلْتُ: يَا أَبَا عَبْدِالرَّحْمٰنِ! أَيَّةَ سَاعَةِ زِيَارَةُ هٰذِهِ؟ وَذٰلِكَ فِي نَحْرِ الظَّهِيْرَةِ، قَالَ: طَالَ عَلَيَّ النَّهَارُ فَتَذَكَّرْتُ مَنِ أَتَحَدَثُ إِلَيْهِ، قَالَ: فَجَعَلَ يُحَدِّثُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَأُحَدِّثُهُ۔ قَالَ: ثُمَّ أَنْشَا يُحَدِّثُنِي، فَقَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((تَكُوْنُ

عمرو بن وابصہ اسدی اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں' وہ کہتے ہیں: میں کوفہ میں اپنے گھر میں تھا' اچانک مجھے گھر کے دروازے سے آواز آئی: السلام علیکم' میں اندر آ جاؤں؟ میں نے کہا: وعلیکم السلام' آ جاؤ۔ جب وہ اندر آیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ تھے۔ میں نے کہا: ابوعبدالرحمٰن! آیا یہ ملاقات کا وقت ہے؟ یہ سخت دوپہر کا وقت تھا۔ انھوں نے کہا: دن نہیں گزر رہا تھا' مجھے خیال آیا کہ چلو گفتگو کر لیتے ہیں۔ پھر انھوں نے ایک دوسرے کو رسول اللہ ﷺ کی احادیث بیان کرنا شروع کر دیں' انھوں نے یہ حدیث بھی بیان کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''فتنوں کا (ایسا زمانہ شروع ہو گا کہ) اس میں سونے والے لیٹنے

فِتْنَةٌ، النَّائِمُ فِيهَا خَيْرٌ مِّنَ الْمُضْطَجِعِ، وَالْمُضْطَجِعُ فِيهَا خَيْرٌ مِّنَ الْقَاعِدِ، وَالْقَاعِدُ فِيهَا خَيْرٌ مِّنَ الْقَائِمِ، وَالْقَائِمُ خَيْرٌ مِّنَ الْمَاشِي، وَالْمَاشِي خَيْرٌ مِّنَ الرَّاكِبِ وَالرَّاكِبُ فِيهَا خَيْرٌ مِنَ الْمُجرِي، قَتْلَاهَا كُلُّهَا فِي النَّارِ قَالَ قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَتٰى ذٰلِكَ؟ قَالَ: ذٰلِكَ أَيَّامُ الْهَرَجِ. قُلْتُ: وَمَتٰى أَيَّامُ الْهَرَجِ؟ قَالَ: حِيْنَ لَا يَأْمَنُ الرَّجُلُ جَلِيْسَهُ. قَالَ: فَبِمَ تَأْمُرُنِي إِنْ أَدْرَكْتُ ذٰلِكَ الزَّمَانَ؟ قَالَ: أُكْفُفْ نَفْسَكَ وَيَدَكَ، وَادْخُلْ دَارَكَ. قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَرَأَيْتَ إِنْ دَخَلَ عَلَيَّ دَارِي؟ قَالَ: فَادْخُلْ بَيْتَكَ. قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَرَأَيْتَ إِنْ دَخَلَ عَلَيَّ بَيْتِي؟ قَالَ: فَادْخُلْ مَسْجِدَكَ، وَاصْنَعْ هٰكَذَا. وَقَبَضَ بِيَمِيْنِهِ عَلَى الْكُوْعِ. وَقُلْ: رَبِّيَ اللّٰهُ، حَتّٰى تَمُوْتَ عَلٰى ذٰلِكَ)).

[الصحيحة: ۳۲۵٤]

والے سے بہتر ہوگا' لیٹنے والا بیٹھنے والے سے بہتر ہوگا' بیٹھنے والا کھڑا ہونے والے سے بہتر ہوگا' کھڑا ہونے والا چلنے والے سے بہتر ہوگا' چلنے والا سوار سے بہتر ہوگا اور سوار دوڑنے والے سے بہتر ہوگا۔ ان کے سارے کے سارے مقتولین جہنم میں جائیں گے۔'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ایسے کب ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''قتل و غارت گری کے ایام میں ایسے ہوگا۔'' میں نے کہا: قتل کے ایام کب ہوں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب آدمی اپنے ہم نشیں سے خوفزدہ ہوگا۔ میں نے کہا: اگر میں ایسا زمانہ پالوں تو آپ میرے حق میں کیا حکم ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اپنے آپ کو اور اپنے ہاتھ کو قابو میں رکھنا اور اپنے گھر کے اندر رہنا۔'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اگر کوئی (فتنے باز) میرے گھر کے اندر بھی گھس آیا تو مجھے کیا کرنا ہوگا؟ آپ نے فرمایا: ''تو اپنے کمرے میں داخل ہو جانا۔'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اگر میرے کمرے میں گھس آئے تو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اپنی سجدہ گاہ میں داخل ہو جانا اور اس طرح کر لینا۔ پھر آپ نے دائیں ہاتھ سے کلائی کو پکڑ لیا۔ اور کہنا: میرا رب اللہ ہے (اسی حالت پر برقرار رہنا) حتی کہ تو مر جائے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۲۵۴۔ عبدالرزاق (۲۰۷۲۷)' احمد (۱/ ۴۴۸)' حاکم (۴/ ۴۲۶، ۴۲۷)۔

باب: دعاة الضلالة

۲٦۰۰۔عَنْ سُبَيْعٍ، قَالَ: أَرْسَلُوْنِي مِنْ مَاءٍ إِلَى الْكُوْفَةِ أَشْتَرِي الدَّوَابَّ، فَأَتَيْنَا الْكُنَاسَةَ، فَإِذَا هُوَ حُذَيْفَةُ فَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ: كَانَ أَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَسْأَلُوْنَهُ عَنِ الْخَيْرِ، وَأَسْأَلُهُ عَنِ الشَّرِّ، فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ: هَلْ بَعْدَ هٰذَا الْخَيْرِ شَرٌّ، كَمَا كَانَ قَبْلَهُ شَرٌّ؟ قَالَ: ((نَعَمْ))، قُلْتُ: فَمَا الْعِصْمَةُ مِنْهُ؟ قَالَ ((السَّيْفُ))، أَحْسِبُ: قَالَ:

باب: گمراہی کی طرف بلانے والوں کا بیان

سُبیع کہتے ہیں: لوگوں نے مجھے کچھ جانور خریدنے کے لئے پانی کے گھاٹ سے کوفہ کی طرف بھیجا' ہم ایک کوڑا خانہ کے پاس سے گزرے' ہم نے ایک آدمی دیکھا' اس کے ارد گرد لوگ جمع تھے' میرا دوست جانوروں کی طرف چلا گیا اور میں اس آدمی کے پاس آ گیا' میں کیا دیکھتا ہوں کہ وہ سیدنا حذیفہ ﷺ تھے' وہ کہہ رہے تھے: صحابۂ کرام' رسول اللہ ﷺ سے خیر کے بارے میں پوچھتے تھے اور میں شر کے بارے میں سوال کرتا تھا۔ میں نے کہا: اے

قُلْتُ: ثُمَّ مَاذَا؟ قَالَ: ((ثُمَّ تَكُوْنُ هُدْنَةٌ عَلٰی دَخَنٍ، ثُمَّ تَكُوْنُ دُعَاةُ الضَّلَالَةِ، قَالَ: فَإِنْ رَأَيْتَ يَوْمَئِذٍ خَلِيْفَةً فِي الْأَرْضِ فَالْزِمْهُ، وَإِنْ أَنْهَكَ جِسْمَكَ، وَأَخَذَ مَالَكَ، فَإِنْ لَّمْ تَرَهُ فَاهْرَبْ فِي الْأَرْضِ، وَلَوْ أَنْ تَمُوْتَ وَأَنْتَ عَاضٍ بِجَذْلِ شَجَرَةٍ)). قَالَ: قُلْتُ: ثُمَّ مَاذَا؟ قَالَ: ((ثُمَّ يَخْرُجُ الدَّجَّالُ......)) الحديث۔

[الصحيحة: ١٧٩١]

اللہ کے رسول! کیا اس خیر (یعنی اسلام) کے بعد پھر وہی شر منظرِ عام پر آئے گی جو اس سے پہلے تھی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جی ہاں۔“ میں نے کہا: اس سے بچنے کا کیا طریقہ ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تلوار۔“ میں نے کہا: پھر کیا ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”پھر بباطن لڑائی کے باوجود ظاہری صلح ہوگی‘ اس کے بعد ضلالت و گمراہی کی طرف پکارنے والے منظرِ عام پر آئیں گے‘ اگر ان دنوں میں تجھے کوئی خلیفہ نظر آ جائے تو اسے لازم پکڑ لینا‘ اگرچہ وہ تیرے جسم کو اذیت پہنچائے اور تیرا مال سلب کر لے اور اگر کوئی خلیفہ نظر نہ آئے تو زمین (کے کسی گوشہ کی طرف) بھاگ جانا‘ اگرچہ تجھے اس حال میں موت آ جائے کہ تو درخت کے تنے کے ساتھ چمٹا ہوا ہو۔“ میں نے کہا: پھر کیا ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”پھر دجال نمودار ہوگا ....“

تخریج: الصحیحۃ ۱۷۹۱۔ ابو داود (۴۲۴۷)‘ احمد (۵/ ۴۰۳)‘ ابن ابی شیبۃ (۸۱۰)‘ الطیالسی (۴۳)۔

باب: ثلاث اذا خرجن لا ينفع الايمان

تین چیزوں کے نکلنے کے بعد ایمان فائدہ نہیں دے گا

٢٦٠١۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((ثَلَاثٌ إِذَا خَرَجْنَ، ﴿لَا يَنْفَعُ نَفْسًا إِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ آمَنَتْ مِنْ أَوْ كَسَبَتْ فِي إِيْمَانِهَا خَيْرًا﴾[الانعام: ١٥٨]: طُلُوْعُ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا، وَالدَّجَّالُ، وَدَابَّةُ الْأَرْضِ)).

[الصحيحة: ٣٦٢٠]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”(جب قیامت کی) تین علامتیں نمودار ہوں گی تو ﴿کسی ایسے شخص کا ایمان اس کے کام نہ آئے گا جو پہلے سے ایمان نہیں رکھتا یا اس نے اپنے ایمان میں کوئی نیک عمل نہ کیا ہو۔﴾ (سورۂ انعام: ۱۵۸) (وہ تین نشانیاں یہ ہیں:) سورج کا مغرب سے طلوع ہونا‘ دجال اور زمین کا چوپایہ۔“

تخریج: الصحیحۃ ۳۶۲۰۔ مسلم (۱۵۸)‘ ترمذی (۳۰۷۲)‘ ابو عوانۃ (۱/ ۱۰۷)‘ احمد (۲/ ۴۴۵)۔

باب: كم المدينة حرم

مدینہ کی کتنی جگہ حرم ہے

٢٦٠٢۔ عَنْ عَدِيِّ بْنِ زَيْدٍ، قَالَ: ((حَمٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كُلَّ نَاحِيَةٍ مِّنَ الْمَدِيْنَةِ بَرِيْدًا

سیدنا عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ کو اس کی چہار اطراف سے ایک ایک برید (12 ہاشمی میل)

بَرِيْدًا لَا يُخْبَطُ شَجَرُهُ وَلَا يُعْضَدُ، إِلَّا مَا يُسَاقُ بِهِ الْجَمَلُ)). [الصحيحة:٣٢٣٤]

تک اس بات سے ممنوع قرار دیا کہ وہاں کے درختوں کے پتے (ڈنڈے وغیرہ کے ذریعے) جھاڑے جائیں یا انھیں کاٹا جائے، ہاں اونٹوں کو ہانکنے کے لئے (کوئی چھڑی وغیرہ) کاٹی جا سکتی ہے۔"

تخریج: الصحیحۃ ۳۲۳۴- ابو داؤد (۲۰۳۶)، طبرانی (۱۷/ ۱۱۱)۔

فوائد: ایک برید = 12 ہاشمی میل = 17 میل (پاکستانی) اور 1580 گز (یعنی: 28.803 کلومیٹر تقریباً)

باب: بيان الحوض ومن يرد عليه

حوض کوثر کا بیان اور جوان پر وارد ہوں گے

٢٦٠٣۔عَنْ ثَوْبَانَ مَرْفُوْعًا: ((حَوْضِي مَابَيْنَ عَدَنَ إِلَى عُمَّانَ، مَاؤُهُ أَشَدُّ بَيَاضًامِنَ الثَّلْجِ، وَأَحْلَى مِنَ الْعَسَلِ، وَأَكْثَرُ النَّاسِ وُرُوْدًا عَلَيْهِ فُقَرَاءُ الْمُهَاجِرِيْنَ، الشُّعْثُ رُؤُوْسًا، الدُّنْسُ ثِيَابًا، الَّذِيْنَ لَا يَنْكِحُوْنَ الْمُتَنَعِّمَاتِ، وَلَا تُفْتَحُ لَهُمْ أَبْوَابُ السُّدَدِ، الَّذِي يُعْطُوْنَ الْحَقَّ الَّذِي عَلَيْهِمْ، وَلَا يُعْطَوْنَ الَّذِيْ لَهُمْ)). [الصحيحة:١٠٧٢]

سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میرے حوض (کی وسعت) عدن سے عمان تک ہے، اس کا پانی برف سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے، وہاں آنے والوں میں اکثریت مہاجرین کی ہوگی، جو اب پراگندہ بالوں والے اور میلے کپڑے والے ہیں، وہ آسودہ حال عورتوں سے شادی نہیں کرتے، بند دروازے ان کے لئے نہیں کھولے جاتے اور وہ اپنی ذمہ داریاں ادا کرتے ہیں، لیکن ان کے حقوق پورے نہیں کئے جاتے۔"

تخریج: الصحیحۃ ۱۰۷۲- طبرانی فی الکبیر (۱۴۳۷)، ترمذی (۲۴۴۴)، ابن ماجہ (۴۳۰۳)، احمد (۵/ ۲۷۵، ۲۷۶)، من طریق آخر عنہ۔

فوائد: مال ایک فتنہ ہے اس سے وہی بندہ بچ سکتا ہے جس پر اللہ رحم کردے اسی لیے جنتیوں کی اکثریت فقراء میں سے ہوگی۔

باب: خروج الآيات بعضها على اثر بعض

علامات قیامت کے بعد دیگرے نمودار ہوں گی

٢٦٠٤۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((خُرُوْجُ الْآيَاتِ بَعْضُهَا عَلَى أَثَرِ بَعْضٍ، يَتَتَابَعْنَ كَمَا تَتَابِعُ الْخَرَزُ فِي النِّظَامِ)). [الصحيحة:٣٢١٠]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا "جیسے لڑی (ٹوٹنے سے) اس کے منکے پے در پے گرنا شروع ہو جاتے ہیں، ایسے ہی علاماتِ قیامت یکے بعد دیگرے تسلسل کے ساتھ نمودار ہوں گی۔"

تخریج: الصحیحۃ ۳۲۱۰- ابن حبان (۶۸۳۳)، طبرانی فی الاوسط (۴۲۸)، ابن الجوزی فی العلل (۲/ ۳۷۱)۔

باب: من صفات الدجال الاكبر

٢٦٠٥۔عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مَرْفُوْعًا: ((اَلدَّجَّالُ اَعْوَرُ، هَجَّانٌ اَزْهَرُ ((وَفِي رِوَايَةٍ: اَقْمَرُ))، كَاَنَّ رَاْسَهُ اَصِلَةٌ، اَشْبَهُ النَّاسِ بِعَبْدِ الْعُزَّى بْنِ قَطَنٍ، فَاِمَّا هَلَكَ الْهُلَّكُ، فَاِنَّ رَبَّكُمْ تَعَالٰى لَيْسَ بِاَعْوَرَ)). [الصحيحة:١١٩٣]

دجال اکبر کی بعض صفات کا بیان

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دجال کانا ہوگا' اس کا رنگ سفید ہوگا' گویا کہ اس کا سر چھوٹے مہلک سانپ (کے سر) کی طرح (یعنی اس کا سر بہت چھوٹا) ہوگا' لوگوں میں عبدالعزی بن قطن اس کے زیادہ مشابہ ہے' (مشابہت میں پڑ کر) ہلاک ہونے والے ہلاک ہوتے رہیں'
بیشک تمھارا ربّ کانا نہیں ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۱۹۳۔ احمد (۱/ ۲۴۰'۳۱۳)' ابن حبان (٦٧٩٦)' ابوداؤد الطیالسی (۲۶۷۸)' طبرانی (۱۱۷۱۲)۔

باب: الدجال حقيقة وصفة يمينه

٢٦٠٦۔عَنْ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ مَرْفُوْعًا: ((اَلدَّجَّالُ عَيْنُهُ خَضْرَاءُ كَالزُّجَاجَةِ، وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ)). [الصحيحة:١٨٦٣]

باب: دجال کا آنا حقیقت ہے نیز اس کی آنکھ کی خاصیت

سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دجال کی آنکھ شیشے کی طرح سبز ہوگی اور ہم عذابِ قبر سے اللہ تعالی کی پناہ طلب کرتے ہیں۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۸۶۳۔ احمد (۵/ ۱۲۳' ۱۲۴)' ابو نعیم فی اخبار اصبھان (۱/ ۲۹۴'۲۹۵)' وفی الحلیۃ (۴/ ۲۶۳)' الطیالسی (۵۴۴)۔

باب: من اشراط الساعة

٢٦٠٧۔عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ مَرْفُوْعًا: ((سِتٌّ مِّنْ اَشْرَاطِ السَّاعَةِ: مَوْتِي، وَفَتْحُ بَيْتِ الْمَقْدِسِ، وَمَوْتٌ يَاْخُذُ فِي النَّاسِ كَقُعَاصِ الْغَنَمِ، وَفِتْنَةٌ يَدْخُلُ حَرُّهَا بَيْتَ كُلِّ مُسْلِمٍ، وَاَنْ يُعْطَى الرَّجُلُ اَلْفَ دِيْنَارٍ فَيَتَسَخَّطُهَا، وَاَنْ تَغْدِرَ الرُّوْمُ فَيَسِيْرُوْنَ فِي ثَمَانِيْنَ بَنْدًا، تَحْتَ كُلِّ بَنْدٍ اثْنَا عَشَرَ اَلْفًا)). [الصحيحة:١٨٨٣]

قیامت کی بعض نشانیوں کا بیان

سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''علاماتِ قیامت چھ ہیں: میرا فوت ہونا' بیت المقدس کا فتح ہونا' بکری کے سینے کی بیماری کی طرح موت کا لوگوں کو دبوچنا' ہر مسلمان کے گھر کو متاثر کرنے والے فتنے کا ابھرنا' آدمی کا ہزار دینار کو خاطر میں نہ لانا (یعنی کم سمجھنا) اور روم کا غداری کرنا' وہ اسی (۸۰) جھنڈوں کے نیچے چلیں گے اور ہر جھنڈے کے نیچے بارہ ہزار افراد ہوں گے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۸۸۳۔ احمد (۵/ ۲۲۸)' الضیاء فی فضائل الشام (۲/ ۴۴/ ۲)' طبرانی (۲۰/ ۱۲۲)' ابن ابی شیبۃ

(۱۵/ ۱۰۴، ۱۰۵)۔

باب: الشام ارض المحشر

۲٦۰۸۔عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((سَتَخْرُجُ نَارٌ قَبْلَ يَوْمِ الْقِيَامَةِ مِنْ بَحْرِ حَضْرَمَوْتَ، تَحْشُرُ النَّاسَ، قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! فَمَا تَأْمُرُنَا؟ قَالَ: عَلَيْكُمْ بِالشَّامِ)). [الصحيحة:۲۷٦۸]

باب: شام (کا علاقہ) حشر کی زمین ہے

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عنقریب روزِ قیامت سے قبل بحرِ حضرموت سے آگ نکلے گی، وہ لوگوں کو جمع کرے گی۔'' صحابہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! (ایسے وقت کا سامنا کرنے کے لئے) آپ ہمیں کیا حکم دیں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''شام کو لازم پکڑنا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۸٦۸۔ ابن ابی شیبۃ (۱۵/ ۷۸)، احمد (۲/ ۹۹)، ابو یعلی (۵۵۵۱)، ابن حبان (۷۳۰۵)، ترمذی (۲۲۱۷) بنحوہ

باب: ستفتح عليكم الدنيا

۲٦۰۹۔عَنْ اَبِي جُحَيْفَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((سَتُفْتَحُ عَلَيْكُمُ الدُّنْيَا حَتّٰى تُنَجَّدَ الْكَعْبَةُ. قُلْنَا: وَنَحْنُ عَلٰى دِيْنِنَا الْيَوْمَ، قَالَ: وَاَنْتُمْ عَلٰى دِيْنِكُمُ الْيَوْمَ، قُلْنَا: فَنَحْنُ يَوْمَئِذٍ خَيْرٌ اَمِ الْيَوْمَ؟ قَالَ: بَلْ اَنْتُمُ الْيَوْمَ خَيْرٌ)). [الصحيحة:۱۸۸٤]

دنیا تم پر کھول دی جائے گی

سیدنا ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عنقریب تم دنیا کو فتح کرلو گے، حتی کہ کعبہ کو آراستہ کیا جائے گا۔'' ہم نے کہا: ہم تو اس وقت اپنے دین پر قائم ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم آج اپنے دین پر قائم ہو۔'' ہم نے کہا: ہم آج بہتر ہیں یا اس وقت ہوں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تم آج بہتر ہو۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۸۸۴۔ البزار (الکشف: ۳٦۷۱)، (البحر: ۴۲۲۷)، ابن ابی عاصم فی الزھد (۱/ ۱۸۹،۸٦)، طبرانی فی الکبیر (۲۲/ ۱۰۸)۔

باب: من اعلام النبوته ﷺ

۲٦۱۰۔عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَنِي سُلَيْمٍ عَنْ جَدِّهِ، اَنَّهُ اَتَى النَّبِيَّ ﷺ بِفِضَّةٍ قَالَ: هٰذِهِ مِنْ مَعْدَنٍ لَنَا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((سَتَكُوْنُ مَعَادِنُ يَحْضُرُهَا شِرَارُ النَّاسِ)). [الصحيحة: ۱۸۸۵]

(غیب کی خبر دینا) نبوت کی نشانیوں میں سے ہے

بنو سلیم کا ایک آدمی اپنے دادا سے روایت کرتا ہے کہ وہ نبی ﷺ کے پاس چاندی لے کر آیا اور کہا: یہ ہماری کان کی ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''عنقریب ان کانوں پر بدترین لوگ پہنچیں گے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۸۸۵۔ احمد (۵/ ۴۳۰)، واخرجہ الطبرانی فی الاوسط (۳۵۵٦)، وفی الصغیر (۱/ ۲۱۳)۔

۲٦۱۱۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ مَرْفُوْعًا: ((سَتَكُوْنُ هِجْرَةٌ بَعْدَ هِجْرَةٍ فَخِيَارُ

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس ہجرت کے بعد عنقریب ہجرت ہوگی، بہترین

أَهْلِ الْأَرْضِ أَلْزَمُهُمْ مُهَاجَرَ إِبْرَاهِيمَ، وَيَبْقَى فِي الْأَرْضِ شِرَارُ أَهْلِهَا، تَلْفِظُهُمْ أَرْضُوهُمْ، تَقْذِرُهُمْ نَفْسُ اللّٰهِ، وَتَحْشُرُهُمُ النَّارُ مَعَ الْقِرَدَةِ وَالْخَنَازِيْرِ)). [الصحيحة:٣٢٠٣]

اہل زمین وہ ہوں گے جو حضرت ابراہیم (علیہ السلام) کی ہجرت گاہ کو لازم پکڑے رکھیں گے' اس وقت زمین میں بدترین لوگ باقی رہ جائیں' ان کی زمین ان کو پھینک دے گی' اللہ تعالی ان سے نفرت کرے گا' آگ ان لوگوں کو بندروں اور خنزیروں کے ساتھ اکٹھا کرے گی۔"

تخریج: الصحیحۃ ۳۲۰۳۔ ابوداؤد (۲۴۸۲)' احمد (۲/ ۸۴'۱۹۸)' عبدالرزاق (۲۰۷۹۰)' حاکم (۴/ ۴۸۶'۴۸۷)۔

اخراج النار من المشرق

آگ کا مشرق سے نکلنے کا بیان

٢٦١٢۔ عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ سَلَامٍ أَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَقْدَمَهُ الْمَدِيْنَةَ، فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنِّي سَائِلُكَ عَنْ ثَلَاثِ خِصَالٍ، لَا يَعْلَمُهُنَّ إِلَّا نَبِيٌّ؟ قَالَ: ((سَلْ)). قَالَ: مَا أَوَّلُ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ؟ وَمَا أَوَّلُ مَا يَأْكُلُ مِنْهُ أَهْلُ الْجَنَّةِ؟ وَمِنْ أَيْنَ يُشْبِهُ الْوَلَدُ أَبَاهُ وَأُمَّهُ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَخْبَرَنِي بِهِنَّ جِبْرِيْلُ . عَلَيْهِ السَّلَامُ. آنِفًا)). قَالَ: ذٰلِكَ عَدُوُّ الْيَهُوْدِ مِنَ الْمَلَائِكَةِ! قَالَ: ((أَمَّا أَوَّلُ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ، فَنَارٌ تَخْرُجُ مِنَ الْمَشْرِقِ، فَتَحْشُرُ النَّاسَ إِلَى الْمَغْرِبِ، وَأَمَّا أَوَّلُ مَا يَأْكُلُ مِنْهُ أَهْلُ الْجَنَّةِ، زِيَادَةُ كَبِدِ الْحُوْتِ، وَأَمَّا شِبْهُ الْوَلَدِ أَبَاهُ وَأُمَّهُ، فَإِذَا سَبَقَ مَاءُ الرَّجُلِ مَاءَ الْمَرْأَةِ، نَزَعَ إِلَيْهِ الْوَلَدُ، وَإِذَا سَبَقَ مَاءُ الْمَرْأَةِ الرَّجُلَ، نَزَعَ إِلَيْهَا)). قَالَ: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَأَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ، وَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّ الْيَهُوْدَ قَوْمٌ بُهْتٌ، وَإِنَّهُمْ إِنْ يَعْلَمُوْا بِإِسْلَامِي يَبْهَتُوْنِي عِنْدَكَ، فَأَرْسِلْ إِلَيْهِمْ، فَاسْأَلْهُمْ عَنِّي: أَيُّ رَجُلٍ ابْنُ سَلَامٍ فِيْكُمْ؟ قَالَ: فَأَرْسَلَ إِلَيْهِمْ، فَقَالَ: ((أَيُّ رَجُلٍ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ میں تشریف لائے تو سیدنا عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے پاس آئے اور کہا: اے اللہ کے رسول! میں آپ سے تین چیزوں کے بارے میں سوال کروں گا' صرف نبی کو ان کا علم ہوتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "پوچھو۔" انھوں نے کہا: قیامت کی پہلی علامت کون سی ہے؟ جنتی لوگ سب سے پہلے کون سی چیز کھائیں گے؟ اور بچے کی اپنے باپ یا ماں سے مشابہت کیسے ہوتی ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جبریل (علیہ السلام) نے مجھے ابھی ابھی یہ باتیں بتلائی ہیں۔" انھوں نے کہا: یہ فرشتہ تو یہودیوں کا دشمن ہے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: "قیامت کی پہلی علامت یہ ہوگی کہ مشرق سے آگ نکلے گی' وہ لوگوں کو مغرب کی طرف اکٹھا کرے گی' جنتی لوگ سب سے پہلے مچھلی کے جگر کا بڑھا ہوا حصہ کھائیں گے اور رہا مسئلہ بچے کا اپنے باپ یا ماں سے مشابہ ہونا تو جب مرد کا مادۂ منویہ عورت کے پانی سے سبقت لے جاتا ہے تو بچے کی اس سے مشابہت ہو جاتی ہے اور جب عورت کا مادۂ منویہ مرد کے پانی پر غالب آ جاتا ہے تو اس سے مشابہت ہو جاتی ہے۔" سیدنا عبداللہ بن سلام نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ ہی معبودِ برحق ہے اور آپ اللہ کے رسول ہیں۔ مزید کہا: اے اللہ کے رسول! بیشک یہودی لوگ الزام تراش ہیں' جب انھیں میرے اسلام کا پتہ چلے

سَلَامٍ فِيكُمْ؟)) قَالُوا: خَيْرُنَا وَابْنُ خَيْرِنَا، وَعَالِمُنَا وَابْنُ عَالِمِنَا، وَأَفْقَهُنَا۔ قَالَ: ((أَرَأَيْتُمْ إِنْ أَسْلَمَ تُسْلِمُونَ؟)). قَالُوا: أَعَاذَهُ اللّٰهُ مِنْ ذٰلِكَ! قَالَ: فَخَرَجَ ابْنُ سَلَامٍ، فَقَالَ: أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ۔ قَالُوا: شَرُّنَا وَابْنُ شَرِّنَا، وَجَاهِلُنَا وَابْنُ جَاهِلِنَا۔ فَقَالَ ابْنُ سَلَامٍ، هٰذَا الَّذِي كُنْتُ أَتَخَوَّفُ مِنْهُ!

[الصحيحة:٣٤٩٣]

گا تو وہ مجھ پر جھوٹے الزامات دھریں گے۔ آپ اس طرح کریں کہ ان کو بلائیں اور میرے بارے میں یوں پوچھیں: تم میں یہ ابن سلام کون اور کیسا ہے؟ آپ ﷺ نے ان کو بلایا اور پوچھا: ''تم میں یہ عبداللہ بن سلام کون اور کیسا ہے؟'' انھوں نے کہا: وہ بہترین فرد ہے اور بہترین باپ کا بیٹا ہے اور وہ عالم ہے اور عالم باپ کا بیٹا ہے اور وہ بہت عظیم فقیہ ہے۔ آپ ﷺ نے ان سے پوچھا: ''اگر وہ مسلمان ہو جائے تو کیا تم بھی مسلمان ہو جاؤ گے؟ انھوں نے کہا: اللہ تعالی اسے اس طرح کرنے سے بچائے رکھے۔ اتنے میں سیدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نکلے اور کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ ہی معبودِ برحق ہیں اور محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں۔ یہ سن کر وہ کہنے لگ گئے: یہ بدترین آدمی ہے اور بدترین باپ کا بیٹا ہے اور جاہل ہے اور جاہل باپ کا بیٹا ہے۔ ابن سلام نے کہا: یہی بات ہے جس کا مجھے اندیشہ تھا۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۴۹۳۔ احمد (۳/ ۱۰۸)، بخاری (۳۳۲۹، ۳۹۳۸)، نسائی فی الکبری (۹۰۷۴)، من طریق آخری عنہ۔

باب: اليس هذا زمانه؟

کیا یہ وہی زمانہ نہیں ہے؟

٢٦١٣۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((سَيَأْتِي عَلَى النَّاسِ سَنَوَاتٌ خُدَّاعَاتٌ، يُصَدَّقُ فِيهَا الْكَاذِبُ، وَيُكَذَّبُ فِيهَا الصَّادِقُ، وَيُؤْتَمَنُ فِيهَا الْخَائِنُ، وَيُخَوَّنُ فِيهَا الْأَمِينُ، وَيَنْطِقُ فِيهَا الرُّوَيْبِضَةُ. قِيلَ: وَمَا الرُّوَيْبِضَةُ؟ قَالَ: الرَّجُلُ التَّافِهُ، يَتَكَلَّمُ فِي أَمْرِ الْعَامَّةِ)). [الصحيحة:١٨٨٧]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لوگوں پر عنقریب فریبی و مکاری والا زمانہ آئے گا، اس میں جھوٹے کو سچا اور سچے کو جھوٹا سمجھا جائے گا اور خائن کو امین اور امانتدار کو خائن قرار دیا جائے گا اور ''رویبضہ'' قسم کے لوگ (عامۃ الناس کے امور) میں گفتگو کریں گے۔'' پوچھا گیا کہ ''رویبضہ'' سے کیا مراد ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''معمولی اور کم عقل لوگ جو لوگوں کے امور پر بحث و مباحثہ کریں گے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۸۸۷۔ ابن ماجہ (۴۰۴۲)، احمد (۲/ ۲۹۱)، حاکم (۴/ ۴۶۵، ۵۱۲)۔

فوائد: علامات قیامت میں سے ہے کہ کم عقل لوگ حکمران بن کر لوگوں کے معاملات طے کریں گے جس کی مثال موجودہ جمہوری نظام سے بخوبی سمجھی جا سکتی ہے کہ جن کو بولنے کا سلیقہ نہیں ہوتا وہ دولت کے بل پر حکمران بن کر عوام کے لیے قانون سازی شروع کر دیتے ہیں۔

باب: سيصيب امتي داء الأمم

٢٦١٤۔ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((سَيُصِيْبُ اُمَّتِي دَاءُ الْاُمَمِ. فَقَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! وَمَا دَاءُ الْاُمَمِ؟ قَالَ: اَلْاَشَرُ، وَالْبَطَرُ، وَالتَّكَاثُرُ، وَالتَّنَاجُشُ فِي الدُّنْيَا، وَالتَّبَاغُضُ وَالتَّحَاسُدُ، حَتّٰى يَكُوْنَ الْبَغْيُ)). [الصحيحة: ٦٨٠]

میری امت کو بھی دوسری امتوں والی بیماری لگے گی

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''عنقریب میری امت کو بھی سابقہ امتوں کی بیماری لگ جائے گی۔'' صحابہ نے کہا: امتوں کی بیماری سے کیا مراد ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اترانا' تکبر کرنا' مال و دولت کی بہتات' دنیا میں مبالغہ و فریب' بغض کرنا' حسد کرنا اور بغاوت و ظلم۔''

تخریج: الصحیحۃ ۶۸۰۔ حاکم (۴/ ۱۶۸)' ابن ابی حاتم فی العلل (۲/ ۳۴۰)' طبرانی فی الاوسط (۹۰۱۳)۔

باب: من اعلام نبوته ﷺ

٢٦١٥۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((سَيَكُوْنُ فِي آخِرِ اُمَّتِي رِجَالٌ يَرْكَبُوْنَ عَلٰى سُرُوْجٍ كَاَشْبَاهِ الرِّحَالِ، يَنْزِلُوْنَ عَلٰى اَبْوَابِ الْمَسَاجِدِ، نِسَاؤُهُمْ كَاسِيَاتٌ عَارِيَاتٌ، عَلٰى رُؤُوسِهِنَّ كَاَسْنِمَةِ الْبُخْتِ الْعِجَافِ، اِلْعَنُوْهُنَّ مَلْعُوْنَاتٍ، لَوْكَانَتْ وَرَائَكُمْ اُمَّةٌ مِّنَ الْاُمَمِ لَخَدَمَهُنَّ نِسَاؤُكُمْ، كَمَا خَدَمَكُمْ نِسَاءُ الْاُمَمِ قَبْلَكُمْ)). [الصحيحة: ٢٦٨٣]

باب: نبوت کی نشانیوں کا بیان

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''میری امت کے آخری زمانے میں لوگ کجاووں کی طرح کی زینوں پر سوار ہوں' وہ مساجد کے دروازوں پر اتریں گے' ان کی عورتیں لباس پہننے کے باوجود ننگی ہوں گی' ان کے سر کمزور بختی اونٹوں کی کوہانوں کی طرح ہوں گے۔ ایسی عورتیں ملعون ہیں' ان پر لعنت کرنا۔ اگر تمھارے بعد کوئی اور امت ہوتی تو تمھاری عورتیں اس کی خدمت کرتیں جیسا کہ تم سے پہلے والی امتوں کی عورتوں نے تمھاری خدمت کی ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۶۸۳۔ احمد (۲/ ۲۲۳)' ابن حبان (۵۷۵۳)' طبرانی الصغیر (۲/ ۱۲۸)' والاوسط (۹۳۳۷)' مختصراً۔

باب: اجتناب مجالس علماء السوء

٢٦١٦۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ مَرْفُوْعًا: ((سَيَكُوْنُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ قَوْمٌ يَجْلِسُوْنَ فِي الْمَسَاجِدِ حَلَقًا حَلَقًا، اَمَامَهُمُ الدُّنْيَا فَلَا تُجَالِسُوْهُمْ، فَاِنَّهُ لَيْسَ لِلّٰهِ فِيْهِمْ حَاجَةٌ)) [الصحيحة: ١١٦٣]

علماء سوء کی مجالس سے اجتناب کرنے کا بیان

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عنقریب پچھلے زمانے میں ایسے لوگ ہوں گے جو مسجدوں میں حلقوں کی صورت میں بیٹھیں گے' ان کی سب سے بڑی فکر دنیا ہو گی' ایسے لوگوں کے پاس نہ بیٹھنا' اللہ تعالیٰ کو ایسوں کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۱۶۳۔ طبرانی فی الکبیر (۱۰۴۵۲)' ابو اسحاق المزکی فی الفوائد (۱/ ۱۴۹/ ۲)' الا جری فی الشریعتہ (۲۳۹)

فوائد: آج جس طرح لوگوں کی حالت ہے کہ ان کا مقصد حیات صرف دنیاوی خوشحالی رہ گئی ہے علماء سے وظیفہ بھی پوچھا جاتا ہے تو یہ کہ بتائیں رزق میں اضافے کے لیے کیا وظیفہ پڑھوں۔ (العیاذ باللہ)

باب: ایقاد الناس سبع سنین من قسی یأجوج و ماجوج

یاجوج و ماجوج کے کمانوں (وغیرہ) سے سات سال تک لوگوں کا ایندھن جلانا

۲٦۱۷۔ عَنِ النَّوَاسِ بْنِ سَمْعَانَ مَرْفُوعًا: ((سَيُوْقَدُ النَّاسُ مِنْ قِسِيِّ يَاجُوْجَ وَمَا جُوْجَ وَنِشَابِهِمْ وَأَتْرِسَتِهِمْ سَبْعَ سِنِيْنَ)). [الصحيحة: ١٩٤٠]

سیدنا نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لوگ یاجوج ماجوج کی کمانوں، تیروں اور ڈھالوں کو جلا کر سات سال تک (ایندھن حاصل کرتے رہیں گے)۔''

تخریج: الصحیحة ۱۹۴۰۔ ابن ماجه (۴۰۷۶)، ترمذی (۲۲۴۰)، مطولاً واصله فی صحیح مسلم (۲۹۳۷)، مطولاً۔

باب: صنفان من امتی لن تنالهما شفاعتی

میری امت کے دو قسم کے افراد کو میری شفاعت نہیں ملے گی

۲٦۱۸۔ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((صِنْفَانِ مِنْ أُمَّتِي لَنْ تَنَالَهُمَا شِفَاعَتِي: إِمَامٌ ظَلُوْمٌ غَشُوْمٌ وَكُلُّ غَالٍ مَارِقٍ)). [الصحيحة: ٤٧٠]

سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''میری امت کے دو قسم کے افراد کے حق میں میری شفاعت قبول نہیں ہو گی: انتہائی ظالم حکمران اور غلوّ کرتے کرتے دائرۂ مذہب سے خارج ہو جانے والا۔''

تخریج: الصحیحة ۴۷۰۔ ابو اسحاق العربی فی غریب الحدیث (۵/ ۱۳۰/ ۲)، الجرجانی فی الفوائد (۱۱۲/ ۱)، طبرانی فی الکبیر (۸۰۷۹)، والا وسط (۶۴۳)، من طریق آخر عنه۔

باب: صنفان من امتی لا یردان علی الحوض

میری امت کے دو قسم کے افراد حوض پر وارد نہیں ہوں گے

۲٦۱۹۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ جَدِّهِ مَرْفُوْعًا: ((صِنْفَانِ مِنْ أُمَّتِي لَا يَرِدَانِ عَلَيَّ الْحَوْضَ: اَلْقَدَرِيَّةُ، وَالْمُرْجِئَةُ)). [الصحيحة: ٢٧٤٨]

محمد بن عبد الرحمن بن ابو لیلی اپنے باپ سے، وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میری امت کے دو قسم کے افراد حوض پر نہیں آ سکیں گے: قدریہ اور مرجئہ۔''

تخریج: الصحیحة ۲۷۴۸۔ ابن ابی عاصم فی السنة (۹۴۹)، اللالکائی فی شرح السنة (۱۱۵۷/ ۹)، طبری فی التهذیب (۱۱۴۳/ ۴۲)۔

فوائد: قدریہ: تقدیرِ خداوندی کا منکر ایک فرقہ جو بندے کو اپنے افعال کا خالق مانتا ہے۔ مرجئہ: ایک فرقہ جو کسی مسلمان پر کوئی

حکم نہیں لگا تا بلکہ اسے قیامت تک کے لئے مؤخر کرتا ہے۔اس کا عقیدہ ہے کہ ایمان کے ساتھ معصیت کا کوئی نقصان نہیں، جیسا کہ کفر کے ساتھ نیکی کا کوئی فائدہ نہیں۔

باب: الوان الاتربة التي خلق منها آدم

مٹی کے مختلف رنگوں کا بیان جن سے آدم علیہ السلام کی تخلیق ہوئی

٢٦٢٠ـ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، قَالَ: جَاءَ اَعْرَابِيٌّ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: مَاالصُّوْرُ؟ قَالَ: ((الصُّوْرُ قَرْنٌ يُنْفَخُ فِيْهِ)). [الصحيحة: ١٥٨٠]

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک بدو نبی ﷺ کے پاس آیا اور پوچھا: صور کیا ہے؟ آپ ﷺ نے جواب دیا: ”صور ایک سینگ ہے جس میں پھونک ماری جائے گی۔“

تخریج: الصحیحة ١٥٨٠ـ ابن سعد (١/ ٣٣)' ابن عساكر فی تاریخ دمشق (٧/ ٦٢٩)ـ

باب: ما جسم الكافر يوم القيامة

کافر کا جسم قیامت کے دن کیسا ہوگا

٢٦٢١ـ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((ضَرَسُ الْكَافِرِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِثْلُ ((اُحُدٍ))، وَعَرِضَ جِلْدُهُ سَبْعُوْنَ ذِرَاعًا، وَعَضُدُهُ مِثْلَ ((الْبَيْضَاءِ))، وَفَخِذُهُ مِثْلَ ((وَرْقَانِ))، وَمَقْعَدُهُ مِنَ النَّارِ مَابَيْنِي وَبَيْنَ ((الرَّبْذَةِ)) [الصحيحة: ١١٠٥]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”روزِ قیامت کافر کی ڈاڑھ احد پہاڑ کی مانند ہو جائے گی' اس کا چمڑا ستر (٧٠) ہاتھ چوڑا ہو جائے گا' اس کا بازو بیضاء پہاڑ کی مانند اور ران ورقان پہاڑ کی مانند ہو گی اور ان کی مقعد یہاں سے ربذہ تک بڑی ہو گی۔“

تخریج: الصحیحة ١١٠٥ـ احمد (٢/ ٣٢٨)' حاكم (٣/ ٥٩٥)' ترمذی (٢٥٧٨)' من طریق آخر عنه۔

باب: يكون في هذه الامت خسف

اس امت میں خسف ہوگا

٢٦٢٢ـ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ،قَالَ: اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اسْتَيْقَظَ مِنْ مَنَامِهِ وَهُوَ يَسْتَرْجِعُ، فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَاشَانُكَ؟ قَالَ: ((طَائِفَةٌ مِّنْ اُمَّتِي يُخْسَفُ بِهِمْ، يُبْعَثُوْنَ اِلٰى رَجُلٍ، فَيَاْتِي مَكَّةَ، فَيَمْنَعُهُ اللّٰهُ مِنْهُمْ ، وَيَخْسِفُ بِهِمْ، مَصْرَعُهُمْ وَاحِدٌ، وَمَصَادِرُهُمْ شَتّٰى، اِنَّ مِنْهُمْ مَنْ يُكْرَهُ، فَيَجِيْءُ مُكْرَهًا)). [الصحيحة: ١٩٢٤]

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ”اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ“ کہتے ہوئے نیند سے بیدار ہوئے۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ کو کیا ہوا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”میری امت کے ایک گروہ کو دھنسایا جا رہا ہے' وہ ایک آدمی کی قیادت میں چلیں گے' وہ (ان کو لے کر) مکہ پر چڑھائی کر دے گا' اللہ تعالی مکہ کی حفاظت کرے گا اور ان سب کو زمین میں دھنسا دے گا' ان کی ہلاکت کی جگہ تو ایک ہی ہو گی اور (زمین سے دوبارہ)

نکلنے کے مقامات مختلف ہوں گے، کیونکہ ان میں کچھ لوگ (اپنی رضامندی سے نہیں بلکہ) مجبور ہو کر آئے تھے۔"

تخریج: الصحیحة ۱۹۲۴۔ احمد(۶/ ۲۵۹،۳۱۷) ابو یعلی (۷/ ۶۹۳)۔

فوائد: دور حاضر میں اس کی مثال کفار کی افواج سے بخوبی سمجھی جا سکتی ہے کہ جیسے ان میں ان ملکوں کے مسلمان باشندے فوج میں بھرتی جاتی ہیں۔ اب وہ فوج اگر کسی اسلامی مقدس مقام کی طرف پیش قدمی کرتی ہے تو اول تو انہیں ایسے لشکر سے الگ ہو جانا چاہیے ورنہ وہ اس حدیث کے مطابق مجبوری سے آئیں بھی تو ان سے یہ سلوک ہوگا۔

باب: طيب العيش بعد نزول عيسى عليه السلام

۲۶۲۳۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعًا: ((طُوْبٰى لِعَيْشٍ بَعْدَ الْمَسِيْحِ، طُوْبٰى لِعَيْشٍ بَعْدَ الْمَسِيْحِ، يُؤْذَنُ لِلسَّمَاءِ فِي الْقَطْرِ، وَيُؤْذَنُ لِلْأَرْضِ فِي النَّبَاتِ، فَلَوْ بَذَرْتَ حَبَّكَ عَلَى الصَّفَا لَنَبَتَ، وَلَا تَشَاحَّ وَلَا تَحَاسُدَ وَلَا تَبَاغُضَ، حَتّٰى يَمُرَّ الرَّجُلُ عَلَى الْأَسَدِ وَلَا يَضُرُّهُ، وَيَطَأُ عَلَى الْحَيَّةِ فَلَا تَضُرُّهُ، وَلَا تَشَاحَّ وَلَا تَحَاسُدَ وَلَا تَبَاغُضَ)).

[الصحيحة:۱۹۲۶]

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے بعد والی زندگی خوشگوار و پرآسائش ہوگی

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "حضرت عیسی (علیہ السلام) کے بعد والی زندگی کے لئے خوشخبری ہے، حضرت عیسی (علیہ السلام) کے بعد والی زندگی کے لئے خوشخبری ہے، آسمان کو برسنے کی اور زمین کو کھیتیاں اگانے کی (کھلی) اجازت دی جائے گی۔ اگر تم اس وقت پتھر پر بھی بیج کاشت کرو گے تو وہ اگ آئے گا۔ (لوگوں میں) ایک دوسرے سے فوقیت و برتری لے جانے کی کوئی تمنا نہیں ہوگی، حسد و بغض ختم ہو جائے گا اور (اتنا امن ہوگا کہ) آدمی شیر کے پاس سے گزر جائے گا، وہ اسے کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا اور آدمی سانپ کے اوپر گزر جائے گا، وہ اسے کوئی تکلیف نہیں دے گا۔ لوگوں میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوئی تڑپ باقی نہیں رہے گی اور نہ کوئی حسد و بغض ہوگا۔"

تخریج: الصحیحة ۱۹۲۶۔ ابو بکر الا نباری فی حدیثه (ج۱، ق ۲/ ۲۱) دیلمی (۳۹۴۳)، ابن المحب فی صفات رب العالمین (۲۲۴/ ۱)۔

باب: الساعة في يوم الجمعة

۲۶۲۴۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ مَرْفُوْعًا: ((عُرِضَتْ عَلَيَّ الْأَيَّامُ، فَعُرِضَ عَلَيَّ فِيهَا يَوْمُ الْجُمُعَةِ، فَإِذَا هِيَ كَمِرْآةٍ بَيْضَاءَ، وَإِذَا فِي

قیامت جمعہ کے دن واقع ہوگی

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مجھ پر دنوں کو (ان کی مخصوص صورتوں میں) پیش کیا گیا، ان میں جمعہ کا دن بھی تھا، وہ سفید شیشے کی طرح تھا اور اس کے

وَسَطِهَا نُكْتَةٌ سَوْدَاءُ، فَقُلْتُ: مَاهٰذِهِ؟ قِيْلَ السَّاعَةُ)). [الصحيحة:۱۹۳۳]

وسط میں کالا نکتہ تھا۔ میں نے کہا: یہ کیا ہے؟ مجھے کہا گیا کہ یہ قیامت ہے۔“

تخریج: الصحیحة ۱۹۳۳۔ طبرانی فی الاوسط (۷۳۰۳)' ابن ابی شیبة کما فی المطالب العالية المسذة (۲۹۱)' ابو نعیم فی الحلیته (۳/ ۷۳)۔

عقوبة هذه الأمة بالسيف

اس امت کی سزا تلوار ہے

٢٦٢٥۔ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((عُقُوْبَةُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ بِالسَّيْفِ)). [الصحيحة:١٣٤٧]

سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اس امت کی سزا تلوار ہے۔“

تخریج: الصحیحة ۱۳۴۷۔ خطیب فی التاریخ (۱/ ۳۱۷)' ابو یعلی (المطلاب العالیه: ۳۱۸۱) ابو یعلی (المطالب العلیه :۳۱۸۱) والطبرانی (المجمع :۷/ ۲۲۵) عن رجل من المهاجرین۔

فوائد: اللہ اس قوم کو عذاب کے ذریعے ہلاک نہیں کرے گا لیکن جب یہ امت نافرمانیاں کرے گی تو تلوار کے ذریعے اسے سزا دی جائے گی یعنی اگر یہ کفار کے ساتھ نہ لڑ رہے ہوں تو آپس میں لڑنا شروع کر دیں گے اور ایک دوسرے کو قتل کرنے لگیں گے۔

باب: من اشراط الساعة

بعض علامات قیامت کا بیان

٢٦٢٦۔ عَنْ حُذَيْفَةَ، قَالَ: سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ السَّاعَةِ؟ فَقَالَ: ((﴿عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّي لَا يُجَلِّيْهَا لِوَقْتِهَا إِلَّا هُوَ﴾[الاعراف: ١٨٧]، وَلٰكِنْ أُخْبِرُكُمْ بِمَشَارِيْطِهَا، وَمَا يَكُوْنُ بَيْنَ يَدَيْهَا: إِنَّ بَيْنَ يَدَيْهَا فِتْنَةً وَهَرَجًا. قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! الْفِتْنَةُ قَدْ عَرَفْنَاهَا فَالْهَرَجُ مَاهُوَ؟ قَالَ: بِلِسَانِ الْحَبَشَةِ: الْقَتْلُ، وَيُلْقٰى بَيْنَ النَّاسِ التَّنَاكُرُ فَلَا يَكَادُ اَحَدٌ اَنْ يَعْرِفَ اَحَدًا)).[الصحيحة: ٢٧٧١]

سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ سے قیامت کے بارے میں سوال کیا گیا؟ آپ نے جواباً یہ آیت پڑھی: ﴿اس کا علم میرے ربّ ہی کے پاس ہے' اس کے وقت پر اس کو سوائے اللہ کے کوئی اور ظاہر نہ کرے گا۔﴾ (سورۂ اعراف: ۱۸۷) پھر فرمایا: ”البتہ میں تمھارے لئے اس کی علامتوں اور اس سے پہلے امور کی نشاندہی کر دیتا ہوں۔ اس سے پہلے فتنہ اور ہرج ہو گا۔“ صحابہ نے کہا: ہمیں فتنے کے مفہوم کا تو علم ہے' ہرج سے کیا مراد ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہ حبشی زبان کا لفظ ہے' اس کے معنی ”قتل“ کے ہیں' اور (قیامت سے پہلے) لوگوں میں اجنبیت پائی جائے گی' کوئی کسی کو نہیں پہچانے گا۔“

تخریج: الصحیحة ۲۷۷۱۔ احمد (۵/ ۳۸۹)' طبرانی (المجمع :۷/ ۳۲۳)۔

باب: من ينجى من الفتن

فتنوں سے نجات کون پائے گا؟

٢٦٢٧۔ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ:

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

((غَشِيَتْكُمُ الْفِتَنُ قِطَعِ اللَّيْلِ الْمُظْلِمِ، أَنْجَى النَّاسِ فِيْهِ رَجُلٌ صَاحِبُ شَاهِقَةٍ يَأْكُلُ مِنْ رِسْلِ غَنَمِهِ، أَوْرَجُلٌ آخِذٌ بِعِنَانِ فَرَسِهِ مِنْ وَّرَاءِ الدُّرَبِ يَأْكُلُ مِنْ سَيْفِهِ)).

[الصحيحة:١٩٨٨]

''اندھیری رات کے ٹکڑوں کی طرح تمھیں فتنے ڈھانپ لیں گے' نجات پانے والا آدمی وہ ہوگا جو (پہاڑوں وغیرہ کی) بلندو بالا چوٹیوں پر فروکش ہو کر بکریوں کے دودھ پر گزارا کرتا رہے گا یا وہ آدمی جو اپنے گھوڑے کی لگام تھام کر شاہراہِ حیات سے پرے (مصروف جہاد ہوگا) اور اپنی تلوار (کی غنیموں) سے کھائے گا۔''

تخريج: الصحيحة ١٩٨٨- حاكم (٤/ ٥١٤)' وقد تقدم (٢٥٢٥)-

باب: فتح اليوم من ردم ياجوج و ماجوج مثل هذه

یاجوج و ماجوج کا سوراخ اتنا سا کھل چکا ہے

٢٦٢٨- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((فُتِحَ الْيَوْمَ مَنْ رَدْمِ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ مِثْلَ هٰذِهِ. وَعَقَدَ وُهَيْبُ تِسْعِيْنَ[وَضَمَّهُمَا])).

[الصحيحة:٣٠١٥]

سیدنا ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''آج یاجوج ماجوج کے بڑے بند میں اتنا سوراخ ہو گیا ہے۔'' وہیب نے (بات کو واضح کرتے ہوئے) نوے (۹۰) کی گرہ لگائی اور انگلی کو ملا دیا۔

تخريج: الصحيحة ٣٠١٥- بخاري (٧١٣٦)' مسلم (٢٨٨١)' احمد (٢/ ٣٥١)-

فوائد: عربوں کے ہاں نوے (۹۰) کی گرہ یہ ہے: انگشتِ شہادت کا سرا انگوٹھے کی جڑ پر رکھیں پھر انگوٹھے کو انگلی کے ساتھ ملا دیں (کہ اندر گول دائرے کا سوراخ بن جائے)۔

باب: ذكر فتنة الأحلاس

احلاس کے فتنہ کا بیان

٢٦٢٩- عَبْدُاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ يَقُوْلُ: ((كُنَّا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قُعُوْدٌ نَذْكُرُ الْفِتَنَ، فَأَكْثَرَ ذِكْرَهَا حَتّٰى ذَكَرَ فِتْنَةَ الْأَحْلَاسِ، فَقَالَ قَائِلٌ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! وَمَا فِتْنَةُ الْأَحْلَاسِ؟ قَالَ: ((فِتْنَةُ الْأَحْلَاسِ هِيَ فِتْنَةُ هَرَبٍ وَحَرْبٍ، ثُمَّ فِتْنَةُ السَّرَّاءِ دَخَلُهَا أَوْدَخَنُهَا مِنْ تَحْتِ قَدَمَيْ رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ بَيْتِي يَزْعُمُ أَنَّهُ مِنِّي، وَلَيْسَ مِنِّي، إِنَّمَا وَلِيِّيَ الْمُتَّقُوْنَ، ثُمَّ يَصْطَلِحُ النَّاسُ عَلٰى رَجُلٍ كَوَرِكٍ عَلٰى ضِلَعٍ، ثُمَّ فِتْنَةُ

سیدنا عبداللہ بن عمر ؓ کہتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے فتنوں کا تذکرہ کر رہے تھے' آپ نے بھی ''فتنۂ احلاس'' سمیت بہت سے فتنوں کا ذکر کیا۔ ایک آدمی نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! فتنۂ احلاس سے کیا مراد ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''فتنۂ احلاس سے مراد جنگ و جدل اور شکست و ریخت کا زمانہ ہے' پھر خوشحالی و آسودگی کا فتنہ ابھرے گا' اس کی ابتداء و انتہاء اور سرپرستی و ذمہ داری ایسے آدمی کے ہاتھ میں ہوگی' جو اپنے گمان کے مطابق مجھ سے ہوگا' حالانکہ وہ مجھ سے نہیں ہوگا' میرے دوست تو پرہیزگار لوگ ہیں' پھر لوگ برقرار نہ رہنے والی صلح کر

الدُّهَيْمَاءُ لَا تَدَعُ اَحَدًا مِّنْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ اِلَّا لَطَمَتْهُ لَطْمَةً، فَاِذَا قِيْلَ : اِنْقَطَعَتْ تَمَادَتْ، يُصْبِحُ الرَّجُلُ فِيْهَا مُؤْمِنًا وَيُمْسِي كَافِرًا، حَتّٰى يَصِيْرَ النَّاسُ اِلٰى فُسْطَاطَيْنِ: فُسْطَاطِ اِيْمَانٍ لَا نِفَاقَ فِيْهِ، وَفُسْطَاطِ نِفَاقٍ لَا اِيْمَانَ فِيْهِ، اِذَا كَانَ ذَاكُمْ فَانْتَظِرُوا الدَّجَّالَ مِنَ الْيَوْمِ اَوْغَدٍ)). [الصحيحة:٩٧٤]

لیں گے۔اس کے بعد بھیانک آفت ومصیبت پر مشتمل فتنہ نمودار ہوگا' وہ اس امت کے ہر فرد کو ہلا کر رکھ دے گا۔ جب کہا جائے گا کہ فتنہ ختم ہو چکا ہے' تو وہ حد سے بڑھ کر سامنے آئے گا۔ بندہ بوقتِ صبح مومن ہوگا اور شام کو کافر۔لوگ دو جماعتوں میں بٹ جائیں گے: ایک جماعت صاحبِ ایمان ہوگی' اس میں کوئی نفاق نہیں ہوگا اور دوسری جماعت صاحبِ نفاق ہوگی' اس میں کوئی ایمان نہیں ہوگا' جب معاملہ یہاں تک پہنچ جائے گا تو دجال کا انتظار کرنا' وہ اسی دن آ جائے گا' نہیں تو اگلے دن۔''

تخریج: الصحیحة ۹۷۴- ابو داؤد (۴۲۴۲)' احمد (۲/ ۱۳۳)' حاکم (۴/ ۴۶۷)-

باب: من ادعى النبوة بعده صلى الله عليه وسلم

جو رسول اللہ ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرے

٢٦٣٠۔ عَنْ حُذَيْفَةَ، اَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((فِي اُمَّتِي كَذَّابُوْنَ وَدَجَّالُوْنَ، سَبْعَةٌ وَعِشْرُوْنَ، مِنْهُمْ اَرْبَعَةُ نِسْوَةٍ، وَاِنِّي خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ، لَا نَبِيَّ بَعْدِي)) [الصحيحة:١٩٩٩]

سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''میری امت میں ستائیس آدمی انتہائی جھوٹے اور کذاب ہوں گے' ان میں سے چار عورتیں ہوں گی' (یاد رکھنا کہ) میں خاتم النبیین ہوں' میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔''

تخریج: الصحیحة ۱۹۹۹- احمد (۵/ ۳۹۶)' طحاوی فی المشکل (۴/ ۱۰۴)' طبرانی فی الکبیر (۳۰۲۶)' والاوسط (۵۴۴۶)-

الزام جماعة المسلمين وامامهم

مسلمانوں کی جماعت اور ان کے امام کو لازم پکڑنے کا بیان

٢٦٣١۔قَالَ حُذَيْفَةُ بْنُ الْيَمَانِ۔ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ۔: كَانَ النَّاسُ يَسْاَلُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْخَيْرِ، وَكُنْتُ اَسْاَلُهُ عَنِ الشَّرِّ مَخَافَةَ اَنْ يُّدْرِكَنِي، فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنَّا كُنَّافِي جَاهِلِيَّةٍ وَشَرٍّ، فَجَاءَ نَا اللّٰهُ بِهٰذَا الْخَيْرِ[فَنَحْنُ فِيْهِ]،[وَجَاءَ بِكَ]، فَهَلْ بَعْدَ هٰذَا الْخَيْرِ مِنْ شَرٍّ [كَمَا كَانَ قَبْلَهُ؟]،[قَالَ: ((يَا حُذَيْفَةُ تَعَلَّمْ

سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: لوگ رسول اللہ ﷺ سے خیر کے بارے میں سوال کرتے تھے اور میں شرّ کے بارے میں دریافت کرتا تھا تا کہ اس میں مبتلا نہ ہو جاؤں۔(ایک دن) میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم جاہلیت اور شرّ کا زمانہ گزار رہے تھے اللہ تعالی نے اسلام' جسے ہم نے قبول کیا' کو اور آپ کو ہماری طرف بھیجا۔ (اب سوال یہ ہے کہ) کیا اس خیر کے بعد پھر شرّ (کا غلبہ ہوگا) جیسا کہ پہلے تھا؟ آپ ﷺ نے تین دفعہ فرمایا:

كِتَابَ اللّٰهِ، وَاتَّبِعْ مَافِيْهِ، (ثَلَاثَ مَرَّاتٍ)، قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اَبَعْدَ هٰذَاالشَّرِّ مِنْ خَيْرٍ؟قَالَ: ((نَعَمْ)). [قُلْتُ: فَمَا الْعِصْمَةُ مِنْهُ؟ قَالَ: ((السَّيْفُ))]، قُلْتُ: وَهَلْ بَعْدَ ذٰلِكَ الشَّرِّ مِنْ خَيْرٍ؟ (وَفِي طَرِيْقٍ: قُلْتُ: وَهَلْ بَعْدَالسَّيْفِ بَقِيَّةٌ؟) قَالَ: ((نَعَمْ، وَفِيْهِ (وَفِي طَرِيْقٍ: تَكُوْنُ اَمَارَةٌ (وَفِي لَفْظٍ: جَمَاعَةٌ) عَلٰى اَقْذَاءٍ، وَهُدْنَةٌ عَلٰى) دَخَنٍ)). قُلْتُ: وَمَا دَخَنُهُ؟ قَالَ: ((قَوْمٌ (وَفِي طَرِيْقٍ اُخْرٰى: يَكُوْنُ بَعْدِي اَئِمَّةٌ [يَسْتَنُّوْنَ بِغَيْرِ سُنَّتِي وَ]، يَهْدُوْنَ بِغَيْرِ هَدْيِي، تَعْرِفُ مِنْهُمْ وَتُنْكِرُ،[وَسَيَقُوْمُ فِيْهِمْ رِجَالٌ قُلُوْبُهُمْ قُلُوْبُ الشَّيَاطِيْنِ، فِي جُثْمَانِ اِنْسٍ])). (وَفِي اُخْرٰى: اَلْهُدْنَةُ عَلٰى دَخَنٍ مَاهِيَ؟ قَالَ: ((لَاتَرْجِعُ قُلُوْبُ اَقْوَامٍ عَلَى الَّذِي كَانَتْ عَلَيْهِ)). قُلْتُ: فَهَلْ بَعْدَ ذٰلِكَ الْخَيْرِمِنْ شَرٍّ؟ قَالَ: ((نَعَمْ ،[فِتْنَةٌ عَمْيَاءُ صَمَّاءُ عَلَيْهَا]دُعَاةٌ عَلٰى اَبْوَابِ جَهَنَّمَ، مَنْ اَجَابَهُمْ اِلَيْهَا قَذَفُوْهُ فِيْهَا)). قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! صِفْهُمْ لَنَا ـ قَالَ: ((هُمْ مِنْ جِلْدَتِنَا، وَيَتَكَلَّمُوْنَ بِاَلْسِنَتِنَا)). قُلْتُ: [يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ!]فَمَا تَاْمُرُنِي اِنْ اَدْرَكَنِي ذٰلِكَ؟ قَالَ: ((تَلْتَزِمُ جَمَاعَةَالْمُسْلِمِيْنَ وَاِمَامَهُمْ،[[تَسْمَعُ وَتُطِيْعُ الْاَمِيْرَ، وَاِنْ ضُرِبَ ظَهْرُكَ، وَاُخِذَ مَالُكَ، فَاسْمَعْ وَاَطِعْ])). قُلْتُ: فَاِنْ لَّمْ يَكُنْ لَهُمْ جَمَاعَةٌ وَلَا اِمَامٌ؟ قَالَ: ((فَاعْتَزِلْ تِلْكَ الْفِرَقَ كُلَّهَا، وَلَوْ اَنْ تَعَضَّ بِاَصْلِ شَجَرَةٍ، حَتّٰى

"حذیفہ! اللہ کی کتاب پڑھ اور اس کے احکام پر عمل کر۔" میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا اُس شرّ کے بعد پھر خیر ہوگی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "ہاں۔" میں نے کہا: اس سے بچنے کا کیا طریقہ ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "تلوار۔" میں نے کہا: کیا اس شرّ کے بعد پھر خیر ہوگی؟ اور ایک روایت میں ہے کہ کیا تلوار کے بعد خیر کا کوئی حصہ باقی رہے گا؟ (یعنی لڑائی کے بعد اسلام باقی رہے گا؟) آپ ﷺ نے فرمایا: "ہاں۔" اور ایک روایت میں ہے کہ "امارت (اور جماعت) تو قائم رہے گی' لیکن معمولی چون و چرا اور دلوں میں نفرتیں اور کینے ہوں گے اور ظاہری صلح بباطن لڑائی ہوگی۔" میں نے کہا: کینے کا کیا مطلب ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "میرے بعد ایک قوم یا مختلف حکمران ہوں گے جو میری سنت پر عمل نہیں کریں گے اور میری سیرت کے علاوہ کوئی اور سیرت اختیار کریں گے' تو ان کے بعض امور کو اچھا سمجھے گا اور بعض کو برا اور ان میں ایسے لوگ بھی منظرِ عام پر آئیں گے جو انسانوں کے قالب میں ہوں گے' لیکن ان کے دل شیطانی ہوں گے۔" ایک روایت میں ہے: میں نے کہا: ظاہری صلح بباطن لڑائی اور دلوں میں کینہ' ان چیزوں کا کیا مطلب ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "لوگوں کے دل (ان خصائل حمیدہ) کی طرف نہیں لوٹیں گے' جن سے وہ پہلے متصف ہوں گے۔" میں نے کہا: کیا اس خیر کے بعد بھی شرّ ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "ہاں' اندھا دھند فتنہ ہوگا' اور (اس میں ایسے لوگ ہوں گے کہ گویا کہ) وہ جہنم کے دروازوں پر کھڑے داعی ہیں' جو آدمی ان کی بات مانے گا' وہ اس کو جہنم میں پھینک دیں گے۔" میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ایسے لوگوں کی صفات بیان فرمائیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "وہ ہماری نسل کے ہوں گے اور ہماری طرح باتیں کریں گے۔" میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اگر ایسا زمانہ مجھے پالے تو میرے

يُدْرِكَ الْمَوْتُ وَأَنْتَ عَلَى ذٰلِكَ)). (وَفِي طَرِيْقٍ): ((فَإِنْ تَمُتْ يَاحُذَيْفَةُ وَأَنْتَ عَاضٍ عَلَى جَذْلٍ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ اَنْ تَتَّبِعَ اَحَدًا مِنْهُمْ)).

(وَفِي أُخْرىٰ) : ((فَإِنْ رَأَيْتَ يَوْمَئِذٍ لِلّٰهِ عَزَّوَجَلَّ فِي الْأَرْضِ خَلِيْفَةً ، فَالْزَمْهُ وَإِنْ ضَرَبَ ظَهْرَكَ وَاَخَذَمَالَكَ، فَإِنْ لَّمْ تَرَ خَلِيْفَةً فَاهْرَبْ[فِي الْأَرْضِ]حَتّٰى يُدْرِكَ الْمَوْتُ وَأَنْتَ عَاضٍ عَلَى جَذْلِ شَجَرَةٍ)). [قَالَ: قُلْتُ: ثُمَّ مَاذَا؟ قَالَ:] ((ثُمَّ يَخْرُجُ الدَّجَّالُ)).

قَالَ: قُلْتُ: فَبِمَ يَجِيءُ؟ قَالَ: ((بِنَهْرٍ . اَوْقَالَ: مَاءٍ وَنَارٍ .فَمَنْ دَخَلَ نَهْرَهُ حُطَّ اَجْرُهُ، وَوَجَبَ وِزْرُهُ، وَمَنْ دَخَلَ نَارَهُ وَجَبَ اَجْرُهُ، وَحُطَّ وِزْرُهُ)). [قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ: فَمَا بَعْدَ الدَّجَّالِ؟ قَالَ: ((عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ)).]. قَالَ: فَقُلْتُ: ثُمَّ مَاذَا؟ قَالَ: ((لَوِانْتُجَتْ فَرَسًا لَمْ تُرْكَبْ فُلُوُّهَا حَتّٰى تَقُوْمَ السَّاعَةُ)).

[الصحيحة: ۲۷۳۹]

لئے کیا حکم ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”مسلمانوں کی جماعت اور ان کے حکمران کو لازم پکڑے رکھنا، امیر کی بات سننا اور ماننا۔ اگرچہ تیری پٹائی کر دی جائے اور تیرا مال لوٹ لیا جائے پھر بھی ان کی بات سننا اور اطاعت کرنا۔“ میں نے کہا: اگر سرے سے مسلمانوں کی جماعت ہو نہ حکمران (تو پھر میں کیا کروں)؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تمام فرقوں سے کنارہ کش ہو جانا، اگرچہ کسی درخت کے تنے کا ساتھ چمٹنا پڑے، یہاں تک کہ تجھے موت پا لے اور تو اسی حالت پر ہو۔“ اور ایک روایت میں ہے: ”حذیفہ! کسی درخت کے تنے کا ساتھ چمٹ کر مرنا اِن (حکمرانوں) کی اطاعت کرنے سے بہتر ہوگا۔“ اور ایک روایت میں ہے: ”اگر ان دنوں میں تجھے اللہ کی زمین میں کوئی خلیفہ مل جائے تو اس کو لازم پکڑنا، اگرچہ وہ تیری پٹائی کرے اور تیرا مال چھین لے اور اگر تجھے کوئی خلیفہ نظر نہ آئے تو کسی (گوشۂ) زمین میں بھاگ جانا، حتی کہ تجھے موت آ جائے اور تو کسی درخت کے تنے کے ساتھ چمٹا ہوا ہو۔“ میں نے کہا: پھر کیا ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”پھر دجال ظاہر ہوگا۔“ میں نے کہا: وہ کون سی علامت لے کر آئے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”نہر یا پانی اور آگ کے ساتھ آئے گا، جو اس کی نہر میں داخل ہوا اس کا اجر ضائع اور گناہ ثابت ہو جائے گا اور جو اس کی آگ میں داخل ہوا اس کا اجر ثابت ہو جائے گا اور اس کا جرم مٹ جائے گا۔“ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! دجال کے بعد کیا ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”عیسی بن مریم۔“ میں نے کہا: پھر کیا ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اگر اس وقت تیری گھوڑی کا بچہ پیدا ہوا تو وہ ابھی تک اس قابل نہیں ہوگا کہ تو اس پر سواری کر سکے، کہ قیامت قائم ہو جائے گی۔

تخریج: الصحیحة ۲۷۳۹۔ تقدم برقم: ۱۷۶۹۔

باب: الجهاد ماضٍ إلى يوم القيامة

جہاد قیامت تک جاری رہے گا

۲۶۳۲۔عَنْ سَلَمَةَ بْنِ نُفَيْلِ الْكِنْدِيِّ، قَالَ: كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَ رَجُلٌ: يَارَسُوْلَ اِذَا النَّاسُ الْخَيْلَ، وَوَضَعُوا السِّلَاحَ، وَقَالُوْا: لَاجِهَادَ، قَدْ وَضَعَتِ الْحَرْبُ اَوْزَارَهَا، فَاَقْبَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِوَجْهِهِ وَقَالَ: ((كَذَبُوْا، الْآنَ، الْآنَ جَاءَ الْقِتَالُ، وَلَا يَزَالُ مِنْ اُمَّتِي اُمَّةٌ يُقَاتِلُوْنَ عَلَى الْحَقِّ، وَيُزِيْغُ اللّٰهُ لَهُمْ قُلُوْبَ اَقْوَامٍ، وَيَرْزُقُهُمْ مِنْهُمْ حَتّٰى تَقُوْمَ السَّاعَةُ، وَحَتّٰى يَاْتِيَ وَعْدُاللّٰهِ، وَالْخَيْلُ مَعْقُوْدٌ فِي نَوَاصِيْهَا الْخَيْرُ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَهُوَ يُوْحٰى اِلَيَّ: مَقْبُوْضٌ غَيْرُ مُلَبَّثٍ، وَاَنْتُمْ تَتَّبِعُوْنِي اَفْنَادًا، يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ، وَعُقْرُ دَارِ الْمُؤْمِنِيْنَ بِالشَّامِ)). [الصحيحة:١٩٣٥]

سیدنا سلمہ بن نفیل کندی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھا ہوا تھا، ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! لوگوں نے گھوڑوں کو بے قیمت کر دیا ہے اور اسلحہ ترک کر دیا اور یہ کہنا شروع کر دیا ہے: اب کوئی جہاد نہیں رہا، اب لڑائی ختم ہو چکی ہے۔ رسول اللہ ﷺ اپنے چہرے کے ساتھ متوجہ ہوئے اور فرمایا: ''یہ لوگ خلافِ حقیقت بات کر رہے ہیں، اب اور اب قتال شروع ہوا ہے، میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ حق پر لڑتا رہے گا، اللہ تعالیٰ ان کے لئے لوگوں کے دلوں کو ٹیڑھا کرتا رہے گا اور ان سے اپنے بندوں کو (مالِ غنیمت کی صورت میں) رزق مہیا کرتا رہے گا، حتی کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ آ پہنچے گا۔ (یاد رکھو کہ) روزِ قیامت تک گھوڑے کی پیشانی میں خیر معلق رہے گی۔ میری طرف یہ وحی کی جا رہی ہے: میں فوت ہونے والا ہوں، ٹھہرنے والا نہیں ہوں، تم لوگ گروہوں کی صورت میں میرے پیچھے چلو گے اور تم ایک دوسرے کا خون کرو گے۔ (یاد رکھنا کہ) شام مومنوں کے گھروں کی اصل ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۹۳۵۔ نسائی (۳۵۹۱)، احمد (۴/ ۱۰۴)، طبرانی (۶۳۵۷)، ابن سعد (۷/ ۴۲۷،۴۲۸)۔

باب: مدينة هرقل تفتح اولا

ہرقل کا شہر پہلے فتح ہوگا

۲۶۳۳۔ عَنْ اَبِي قَبِيْلٍ، قَالَ: ((كُنَّا عِنْدَ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، وَسُئِلَ: اَيُّ الْمَدِيْنَتَيْنِ تُفْتَحُ اَوَّلًا: الْقُسْطُنْطِيْنِيَّةُ اَوْرُوْمِيَّةُ؟ فَدَعَا عَبْدُاللّٰهِ بِصَنْدُوْقٍ لَهُ حِلَقٌ، قَالَ: فَاَخْرَجَ مِنْهُ كِتَابًا، قَالَ: فَقَالَ عَبْدُاللّٰهِ: بَيْنَمَا نَحْنُ حَوْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ نَكْتُبُ، اِذْ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اَيُّ الْمَدِيْنَتَيْنِ تُفْتَحُ اَوَّلًا: اَقُسْطُنْطِيْنِيَّةُ اَوْ رُوْمِيَّةُ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَدِيْنَةُ هِرَقْلَ تُفْتَحُ اَوَّلًا))۔ يَعْنِي

ابو قبیل کہتے ہیں: ہم سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے پاس تھے، ان سے یہ سوال کیا گیا: کون سا شہر پہلے فتح ہو گا، قسطنطنیہ یا روم؟ سیدنا عبد اللہ نے صندوق منگوایا، اس کے ساتھ کڑے لگے ہوئے تھے۔ اس سے ایک کتاب نکالی۔ پھر انھوں نے کہا: ہم رسول اللہ ﷺ کے اردگرد بیٹھے لکھ رہے تھے، اچانک رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا گیا کہ کون سا شہر پہلے فتح ہوگا، قسطنطنیہ یا روم؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہرقل والا شہر (یعنی قسطنطنیہ) پہلے فتح ہو گا۔''

قِسْطَنْطِينِيَّةَ)). [الصحيحة:٤]

تخریج: الصحیحة ۴۔ احمد (۲/ ۱۷۶)' دارمی (۴۶۳)' ابن ابی شیبة (۵/ ۳۲۹)' حاکم (۳/ ۴۲۲)۔

باب: اثم القاتل

قاتل کا گناہ

٢٦٣٤ـ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ : أَنَّهُ سَأَلَهُ سَائِلٌ فَقَالَ: يَا أَبَا الْعَبَّاسِ! هَلْ لِلْقَاتِلِ مِنْ تَوْبَةٍ؟ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ـ كَالْمُتَعَجِّبِ مِنْ شَأْنِهِ ـ: مَاذَا تَقُولُ؟! فَأَعَادَ اللَّهُ مَسْأَلَتَهُ، فَقَالَ: لَهُ: مَاذَا تَقُولُ؟! مَرَّتَيْنِ أَوْثَلَاثًا۔ ثُمَّ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: أَنّٰى لَهُ التَّوْبَةُ؟! سَمِعْتُ نَبِيَّكُمْ ﷺ يَقُولُ: ((يَأْتِي الْمَقْتُوْلُ مُتَعَلِّقاً رَأْسُهُ بِإِحْدٰى يَدَيْهِ ، مُتَلَبِّباً قَاتِلَهُ بِيَدِهِ الْأُخْرٰى،تَشْخَبُ أَوْدَاجُهُ ،حَتّٰى يَأْتِيَ بِهِ الْعَرْشَ، فَيَقُوْلُ الْمَقْتُوْلُ لِرَبِّ الْعَالَمِيْنَ: هٰذَا قَتَلَنِي: فَيَقُوْلُ اللّٰهُ لِلْقَاتِلِ :تَعِسْتَ: وَيَذْهَبُ بِهِ إِلَى النَّارِ)). [الصحيحة:٢٦٩٧]

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے کسی نے سوال کیا: ابوالعباس! کیا قاتل توبہ کر سکتا ہے؟ سیدنا ابن عباس نے اس سے متعجب ہو کر پوچھا: تم کیا کہہ رہے ہو؟ اس نے اپنا سوال دوہرایا۔ انھوں نے پھر پوچھا: تم کیا کہہ رہے ہو؟ دو تین دفعہ ایسے ہوا۔ پھر سیدنا ابن عباس نے کہا: اس کی توبہ کیسے قبول ہو گی؟ میں نے تمھارے نبی ﷺ کو یہ فرماتے سنا: ”(روزِ قیامت) مقتول آئے گا' ایک ہاتھ سے اپنے سر کو سہارا دے رکھا ہو اور دوسرے ہاتھ سے قاتل کا گریبان پکڑا ہوا ہو گا' مقتول کی رگوں سے خون ابل رہا ہو گا' وہ اس کو عرش کے پاس لے آئے گا اور ربّ العالمین سے کہے گا: اس نے مجھے قتل کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ قاتل سے کہے گا: تو تو ہلاک ہو گیا ہے' پھر اسے جہنم کی طرف بھیج دیا جائے گا۔“

تخریج: الصحیحة ۲۶۹۷۔ طبرانی فی الکبیر (۱۰۷۴۲)' والاوسط (۴۲۲۹)' ترمذی (۳۰۲۹)' والنسائی (۴۰۱۰)۔

باب: الدعا اذا كثر الناس بالذهب والفضة

جب لوگوں کے پاس سونا چاندی (مال و دولت) زیادہ ہو جائے تو دعا کرے

٢٦٣٥ـ عَنْ شَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ، قَالَ: قَالَ لِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((يَا شَدَّادُ بْنُ أَوْسٍ! إِذَا رَأَيْتَ النَّاسَ قَدِ اكْتَنَزُوْا الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ، فَأَكْثِرْ هٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ: اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَسْأَلُكَ الثَّبَاتَ فِي الْأَمْرِ، وَالْعَزِيْمَةَ عَلَى الرُّشْدِ، وَأَسْأَلُكَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِكَ، وَعَزَائِمَ مَغْفِرَتِكَ ، وَأَسْأَلُكَ شُكْرَ نِعْمَتِكَ، وَحُسْنَ عِبَادَتِكَ، وَأَسْأَلُكَ قَلْباً سَلِيْماً، وَلِسَاناً صَادِقاً، وَأَسْأَلُكَ

سیدنا شداد بن اوس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: ”شداد بن اوس! جب تو لوگوں کو سونے اور چاندی کے خزانے جمع کرتے دیکھے تو یہ دعا بکثرت پڑھنا: ”اے اللہ! میں تجھ سے دین پر ثابت قدمی اور ہدایت پر پختگی کا سوال کرتا ہوں اور میں تجھ سے تیری رحمت کو واجب کرنے والے اور تیری مغفرت کو لازم کرنے والے امور کا سوال کرتا ہوں' میں تجھ سے تیری نعمتوں کا شکر ادا کرنے اور اچھے انداز میں عبادت کرنے کا سوال کرتا ہوں' میں تجھ سے قلب سلیم اور سچی زبان کا سوال کرتا

مِنْ خَيْرِ مَا تَعْلَمُ، وَأَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا تَعْلَمُ، وَأَسْتَغْفِرُكَ لِمَا تَعْلَمُ، إِنَّكَ أَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ)). [الصحيحة:۳۲۲۸]

ہوں اور میں تجھ سے ہر اس بھلائی کا سوال کرتا ہوں' جسے تو جانتا ہے' ہر اس برائی سے تیری پناہ چاہتا ہوں جو تیرے علم میں ہے اور تجھ سے (ان تمام گناہوں کی) بخشش چاہتا ہوں جو تیرے علم میں ہیں' بیشک تو غیبوں کو خوب جاننے والا ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۳۲۲۸۔ طبرانی فی الکبیر (۷۱۳۵)' ابو نعیم فی الحلیة (۱/ ۲۶۶)' ابن عساکر (۲۴/ ۳۶۰)۔

فوائد: اس حدیث میں اس دعا کی تعلیم دی گئی ہے: اَللّٰهُمَّ! إِنِّيْ أَسْأَلُكَ الثَّبَاتَ فِي الْأَمْرِ وَالْعَزِيْمَةَ عَلَى الرُّشْدِ' وَأَسْأَلُكَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِكَ وَعَزَائِمَ مَغْفِرَتِكَ' وَأَسْأَلُكَ شُكْرَ نِعْمَتِكَ وَحُسْنَ عِبَادَتِكَ' وَأَسْأَلُكَ قَلْبًا سَلِيْمًا وَلِسَانًا صَادِقًا' وَأَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِ مَا تَعْلَمُ' وَأَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا تَعْلَمُ وَ أَسْتَغْفِرُكَ لِمَا تَعْلَمُ' إِنَّكَ أَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ۔

باب: الناس يبعثون على نياتهم و اعمالهم

لوگوں کو ان کی نیتوں اور اعمال کے مطابق اٹھایا جائے گا

۲۶۳۶۔عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِذَا أَنْزَلَ سَطْوَتَهُ بِأَهْلِ الْأَرْضِ وَفِيْهِمُ الصَّالِحُوْنَ فَيَهْلِكُوْنَ بِهَلَاكِهِمْ ؟ فَقَالَ: ((يَا عَائِشَةُ! إِنَّ اللّٰهَ إِذَا أَنْزَلَ سَطْوَتَهُ بِأَهْلِ نَقْمَتِهِ وَفِيْهِمُ الصَّالِحُوْنَ ، فَيُصَابُوْنَ مَعَهُمْ ، ثُمَّ يُبْعَثُوْنَ عَلٰى نِيَّاتِهِمْ [وَأَعْمَالِهِمْ])) [الصحيحة:۲۶۹۳]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! جب اللہ تعالی اہل زمین پر اپنا عذاب نازل کرے گا تو ان میں نیکوکار لوگ بھی ہوں' آیا وہ بھی (برے لوگوں کے ساتھ) ہلاک ہو جائیں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''عائشہ! جب اللہ تعالی سزا کے مستحق لوگوں پر اپنا عذاب نازل کریں گے اور اگر ان میں نیک لوگ ہوئے تو وہ بھی ان کی طرح اسی عذاب میں مبتلا ہو جائیں گے' پھر انھیں ان کی نیتوں اور عملوں کے مطابق اٹھایا جائے گا۔''

تخریج: الصحیحة ۲۶۹۳۔ ابن حبان (۷۳۱۴)' بیهقی فی الشعب (۷۵۹۹)' بخاری (۲۱۱۸)' مسلم (۲۸۸۴)من طریق آخر عنه بمعناه

باب: لا يكون الطعام بين يدى الساعة

قیامت کے قریب کھانا نہیں ہوگا

۲۶۳۷۔ عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ذَكَرَ جُهْدًا شَدِيْدًا يَكُوْنُ بَيْنَ يَدَيِ الدَّجَّالِ، فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! فَأَيْنَ الْعَرَبُ يَوْمَئِذٍ؟ قَالَ: ((يَا عَائِشَةُ! اَلْعَرَبُ يَوْمَئِذٍ قَلِيْلٌ)). فَقُلْتُ: مَا يُجْزِي الْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَئِذٍ مِنَ الطَّعَامِ؟ قَالَ: ((مَا يُجْزِي الْمَلَائِكَةَ ، اَلتَّسْبِيْحُ وَالتَّكْبِيْرُ وَالتَّحْمِيْدُ وَالتَّهْلِيْلُ)). قُلْتُ:

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دجال کے زمانے کی شدید مزاحمتوں کا ذکر کیا۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اس وقت عرب کہاں ہوں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''عائشہ! ان دنوں میں عرب تھوڑے ہوں گے۔'' میں نے کہا: اس دن کون سی چیز مومنوں کو کھانے سے کفایت کرے گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو فرشتوں کو کفایت کرتی ہے' یعنی: تسبیح'

فَاَيُّ الْمَالِ يَوْمَئِذٍ خَيْرٌ؟ قَالَ: ((غُلَامٌ شَدِيْدٌ يُسْقِي اَهْلَهُ مِنَ الْمَاءِ، وَاَمَّا الطَّعَامُ فَلَا طَعَامَ)).

[الصحيحة:٣٠٨٩]

تکبیر' تحمید اور تہلیل۔'' میں نے کہا: ان دنوں میں کون سا مال بہتر ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ایسا خادم جو اپنے آقاؤں کو پانی پلا دے گا' رہا مسئلہ کھانے کا تو وہ تو (سرے سے) نہیں ہوگا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۰۷۹۔ احمد (۶/ ۷۵٬۷۶)' ابو یعلی (۴۶۰۷)۔

باب: ليس امر يعبد من دون الله فيه خير

اللہ کے علاوہ جس کی بھی عبادت کی جاتی ہے اس میں خیر نہیں ہے

٢٦٣٨- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: لَقَدْ عَلِمْتُ آيَةً مِّنَ الْقُرْآنِ مَا سَأَلَنِي عَنْهَا رَجُلٌ قَطُّ، فَلَا اَدْرِي اَعَلِمَهَا النَّاسُ فَلَمْ يَسْاَلُوْا عَنْهَا؟ اَمْ لَمْ يَفْطِنُوْا لَهَا فَيَسْاَلُوْا عَنْهَا ؟ ثُمَّ طَفِقَ يُحَدِّثُنَا، فَلَمَّا قَامَ تَلَاوَمْنَا اَنْ لَّانَكُوْنَ سَاَلْنَاهُ عَنْهَا! فَقُلْتُ: اِنَّا لَهَا اِذَارَاحَ غَدًا، فَلَمَّا رَاحَ الْغَدَ، قُلْتُ: يَا ابْنَ عَبَّاسٍ! ذَكَرْتَ اَمْسِ اَنَّ آيَةً مِّنَ الْقُرْآنِ لَمْ يَسْاَلْكَ عَنْهَا رَجُلٌ قَطُّ، فَلَا تَدْرِي اَعَلِمَهَا النَّاسُ فَلَمْ يَسْاَلُوْا عَنْهَا؟ اَمْ لَمْ يُفْطِنُوْا لَهَا؟ فَقُلْتُ: اَخْبِرْنِي عَنْ هَا وَعَنِ اللَّاتِي قَرَاْتَ قَبْلَهَا؟ قَالَ: نَعَمْ، اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لِقُرَيْشٍ: ((يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ ! اِنَّهُ لَيْسَ اَحَدٌ يُعْبَدُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فِيْهِ خَيْرٌ. وَقَدْ عَلِمَتْ قُرَيْشٌ اِنَّ النَّصَارٰى تَعْبُدُ عِيْسٰى ابْنَ مَرْيَمَ، وَمَا تَقُوْلُ فِي مُحَمَّدٍ، فَقَالُوْا: يَا مُحَمَّدُ! اَلَسْتَ تَزْعَمُ اَنَّ عِيْسٰى كَانَ نَبِيًّا وَعَبْدًا مِنْ عِبَادِ اللّٰهِ صَالِحًا؟! فَلَئِنْ كُنْتَ صَادِقًا فَاِنَّ آلِهَتَهُمْ لَكَمَا يَقُوْلُوْنَ. (اَلْاَصْلُ : تَقُوْلُوْنَ!)، قَالَ: فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: ﴿وَلَمَّا ضُرِبَ ابْنُ مَرْيَمَ مَثَلًا اِذَا قَوْمُكَ مِنْهُ يَصِدُّوْنَ﴾[الزخرف:٥٧]، قَالَ:

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے قرآن مجید کی ایک آیت پر غور و فکر کر کے اسے سمجھا ہے' لیکن اس کے بارے میں کسی نے مجھ سے کوئی سوال نہیں کیا۔ اب میں نہیں جانتا کہ آیا لوگ اس آیت کو سمجھ گئے ہیں' اس لئے سوال نہیں کرتے یا سرے سے وہ (استدلال یا مسئلہ) ان کے ذہن میں ہی نہیں آیا کہ اس کے بارے میں پوچھ لیں۔ پھر انھوں نے ہمیں احادیث بیان کرنا شروع کر دیں۔ جب وہ کھڑے ہوئے تو ہم اپنے آپ کو ملامت کرنے لگے کہ ہم اس آیت کے بارے میں سوال نہ کر سکے۔ میں نے کہا: جب وہ کل کو آئیں گے تو میں سوال کروں گا۔ جب وہ اگلے دن آئے تو میں نے کہا: ابن عباس! آپ نے کل ایک آیت کے بارے میں کہا تھا کہ اس کی بابت کسی نے آپ سے سوال نہیں کیا اور اب آپ نہیں جانتے کہ آیا لوگ سمجھ چکے ہیں اس لئے سوال نہیں کر رہے یا سرے سے وہ نقطہ ان کی سمجھ میں آ ہی نہ سکا؟ پھر میں نے کہا: اب آپ مجھے وہ آیت اور اس سے پہلے والی آیات بتلا دیں۔ انھوں نے کہا: جی ہاں' رسول اللہ ﷺ نے قریشیوں کو فرمایا: ''اے قریشیوں کی جماعت! اللہ تعالی کے علاوہ جس کی عبادت کی جاتی ہے' اس میں کوئی خیر نہیں۔ قریشیوں کو علم تھا کہ نصاری حضرت عیسی بن مریم (علیہ السلام) کی عبادت کرتے ہیں اور محمد (ﷺ) پر جرح کرتے ہیں۔ اس لئے انھوں نے کہا: اے محمد! کیا آپ کا یہ دعوی نہیں ہے کہ حضرت عیسی (علیہ السلام) نبی

قُلْتُ: مَا (يَصِدُّوْنَ)؟ قَالَ: يَضُجُّوْنَ. ﴿وَإِنَّهُ لَعَلَمٌ لِلسَّاعَةِ﴾[الزُّخرُف:٦١] قَالَ: هُوَ خُرُوْجُ (وَفِي رِوَايَةٍ: نُزُوْلُ عِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ. عَلَيْهِ السَّلَامُ. قَبْلَ يَوْمِ الْقِيَامَةِ)).

[الصحيحة:٣٢٠٨]

اور بندگانِ خدا میں سے ایک صالح بندے تھے؟ اگر آپ کی بات سچی ہے (کہ اللہ کے علاوہ کسی معبود میں کوئی خیر نہیں) تو (حضرت عیسیٰ علیہ السلام سمیت) ان کے معبودوں میں کوئی خیر نہیں ہوگی؟ اس وقت اللہ تعالی نے یہ آیات نازل فرمائیں: ﴿اور جب ابن مریم (علیہ السلام) کی مثال بیان کی گئی تو اس سے تیری قوم خوشی سے چیخنے لگی ہے۔﴾ (سورۂ زخرف: ۵۷) میں نے کہا: "يَصِدُّوْنَ" کا معنی شوروغل مچانا ہے ﴿اور یقیناً وہ (یعنی عیسی علیہ السلام) قیامت کی علامت ہے۔﴾ (سورۂ زخرف: ۶۱) اس سے مراد روزِ قیامت سے پہلے حضرت عیسی بن مریم علیہ السلام کا نزول ہے۔"

تخریج: الصحیحۃ ۳۲۰۸۔ احمد (۱/ ۳۱۷، ۳۱۸)، طبرانی (۱۲۷۴۰)، ابن حبان (۲۸۱۷)، مختصراً جداً۔

باب: من يخرب الكعبة

بیت اللہ کو کون لوگ خراب کریں گے؟

٢٦٣٩۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ أَبِي قَتَادَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((يُبَايَعُ لِرَجُلٍ بَيْنَ الرُّكْنِ وَالْمَقَامِ، وَلَنْ يَسْتَحِلَّ الْبَيْتَ إِلَّا أَهْلُهُ، فَإِذَا اسْتَحَلُّوْهُ فَلَا تَسْأَلْ عَنْ هَلَكَةِ الْعَرَبِ، ثُمَّ تَأْتِي الْحَبَشَةُ فَيُخَرِّبُوْنَهُ خَرَابًا لَا يُعَمَّرُ بَعْدَهُ أَبَدًا، وَهُمُ الَّذِيْنَ يَسْتَخْرِجُوْنَ كَنْزَهُ)).

[الصحيحة:٢٧٤٣]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، سیدنا ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ایک آدمی کی حجر اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان بیعت کی جائے گی۔ بیت اللہ کی حرمتوں کو پامال کرنے والے اسی کے خاندان کے افراد ہوں گے۔ جب وہ ایسا کریں گے تو پھر عربوں کی ہلاکت و بربادی محتاجِ بیان نہ رہے گی، پھر حبشی لوگ کعبہ کو ویران کر دیں گے اور اس کے بعد اسے آباد نہیں کیا جائے گا، یہی لوگ اس کے خزانے نکال لیں گے۔"

تخریج: الصحیحۃ ۲۷۴۳۔ احمد (۲/ ۲۹۱، ۳۱۲)، ابن ابی شیبۃ (۱۵/ ۵۲، ۵۳)، حاکم (۴/ ۴۵۲، ۴۵۳)، الطیالسی (۲۳۷۳)

٢٦٤٠۔ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ سَمْعَانَ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يُخْبِرُ أَبَا قَتَادَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((يُبَايَعُ لِرَجُلٍ بَيْنَ الرُّكْنَيْنِ وَالْمَقَامِ، وَلَنْ يَسْتَحِلَّ الْبَيْتَ إِلَّا أَهْلُهُ، فَإِذَا اسْتَحَلُّوْهُ، فَلَا يُسْأَلُ عَنْ هَلَكَةِ الْعَرَبِ، ثُمَّ تَأْتِي الْحَبَشَةُ فَيُخَرِّبُوْنَهُ خَرَابًا لَا يُعَمَّرُ بَعْدَهُ أَبَدًا، وَهُمُ الَّذِيْنَ يَسْتَخْرِجُوْنَ كَنْزَهُ)). [الصحيحة:٥٧٩]

سعید بن سمعان کہتے ہیں کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، سیدنا ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ایک آدمی کی حجر اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان بیعت کی جائے گی اور بیت اللہ کی حرمتوں کو پامال کرنے والے اسی کے خاندان میں سے ہوں گے۔ جب وہ بیت اللہ کی حرمتوں کو پامال کریں گے، تو پھر عربوں کی ہلاکت و بربادی عروج پر ہوگی، پھر حبشی آ کر اسے ویران کر دیں گے، پھر بیت اللہ کو آباد نہیں کیا جائے گا، یہی لوگ

کعبہ کے خزانے نکالیں گے۔‘‘

تخریج: الصحیحۃ ۵۷۹۔ انظر الحدیث السابق۔

باب: بعثة الناس يوم القيامة
قیامت کے دن لوگوں کو اٹھائے جانے کا بیان

٢٦٤١ـعَنْ سَوْدَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((يُبْعَثُ النَّاسُ حُفَاةً عُرَاةً غُرْلًا، يُلْجِمُهُمُ الْعَرَقُ، وَيَبْلُغُ شَحْمَةَ الْأُذُنِ، قَالَتْ: سَوْدَةُ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! وَاسَوْءَتَاهُ! يَنْظُرُ بَعْضُنَا إِلٰى بَعْضٍ؟! قَالَ: شَغَلَ النَّاسَ عَنْ ذٰلِكَ . وَتَلَا: ﴿يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ أَخِيهِ. وَأُمِّهِ وَأَبِيهِ. وَصَاحِبَتِهِ وَبَنِيهِ. لِكُلِّ امْرِئٍ مِنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَأْنٌ يُغْنِيهِ﴾[عبس: ٣٤-٣٧])). [الصحيحة: ٣٤٦٩]

زوجۂ رسول سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’(قیامت والے دن) جب لوگوں کو اٹھایا جائے گا تو وہ ننگے بدن، ننگے پاؤں اور غیر مختون (بغیر ختنے کے) ہوں گے، (ان کا پسینہ) ان کو لگام ڈال لے گا اور وہ ان کانوں کی لو تک پہنچ جائے گا۔‘‘ سیدہ سودہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہائے! شرمگاہیں نظر آئیں گی اور لوگ ایک دوسرے کو دیکھیں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ’’ایسا کام کرنے سے لوگ مشغول ہوں گے (یعنی اس وقت کی ہولناکی اور شدت انھیں ایک دوسرے کی طرف دیکھنے کی مہلت ہی نہیں دے گی)۔ پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿اس دن آدمی اپنے بھائی سے اور اپنی ماں اور اپنے باپ سے اور اپنی بیوی اور اپنی اولاد سے بھاگے گا۔ ان میں سے ہر ایک کو اس دن ایسی فکر دامن گیر ہوگی، جو اس کے لئے کافی ہوگی۔﴾ (سورۂ عبس: ۳۴-۳۷)

تخریج: الصحیحۃ ۳۴۶۹۔ طبرانی (۲۴/ ۳۴)، حاکم (۵۱۴، ۵۱۵)، بغوی فی التفسیر (۴/ ۴۵۰)۔

٢٦٤٢ـ عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ مَرْفُوعًا: ((يُبْعَثُ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، فَأَكُونُ أَنَا وَأُمَّتِي عَلٰى تَلٍّ، وَيَكْسُونِي حُلَّةً خَضْرَاءَ ثُمَّ يُؤْذَنُ لِي، فَأَقُولُ مَاشَاءَ اللّٰهُ أَنْ أَقُولَ، فَذَاكَ الْمَقَامُ الْمَحْمُودُ)). [الصحيحة: ٢٣٧٠]

سیدنا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’لوگوں کو قیامت کے دن اٹھایا جائے گا، میں اور میری امت ایک ٹیلے پر ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ مجھے سبز رنگ کی پوشاک پہنائیں گے۔ پھر مجھے اجازت دی جائے گی اور میں کہوں گا جو اللہ تعالیٰ چاہیں گے، یہی مقام محمود ہے۔‘‘

تخریج: الصحیحۃ ۲۳۷۰۔ احمد (۳/ ۴۵۶)، حاکم (۲/ ۳۶۳)، ابن حبان (۶۴۷۹)، ابن ابی عاصم فی السنۃ (۷۸۵)۔

اتباع اليهود بالدجال و عليهم الطيالسة
یہود کا دجال کی پیروی کرنا، اس حال میں کہ ان پر سبز چادریں ہوں گی

٢٦٤٣ـ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے

اللّٰہِ ﷺ: ((یَتْبَعُ الدَّجَّالَ مِنْ یَهُوْدِ اِصْبَهَانَ سَبْعُوْنَ اَلْفًا، عَلَیْهِمُ الطَّیَالِسَةُ)).

[الصحيحة: ٣٠٨٠]

فرمایا: ''اصفہان کے ستر ہزار یہودی دجال کے پیچھے لگیں گے (پیروی کریں گے) جن کے جسموں پر سبز رنگ کی چادریں ہوں گی۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۰۸۰۔ مسلم (۲۹۴۴)' ابن حبان (۶۷۹۸)' ابن عساکر (۲/ ۹۰)۔

باب: صفة الله الضحك

اللہ تعالیٰ کی صفت ہنسنے کا بیان

٢٦٤٤۔عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: ((یَتَجَلّٰی لَنَا رَبُّنَا عَزَّوَجَلَّ یَوْمَ الْقِیَامَةِ ضَاحِكًا)) [الصحيحة: ٧٥٥]

سیدنا ابوموسی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت والے دن ہمارے ربّ ہنستے ہوئے ہمارے سامنے نمودار ہوں گے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۷۵۵۔ احمد (۴/ ۴۰۷'۴۰۸)' مطولاً ابن خزیمۃ فی التوحید (ص:۲۳۶)' الاجری فی الشریعتہ (ص:۲۸۰)۔

باب: ترك الناس المدينة على خير

لوگوں کا مدینے کو خیر باد کہہ دینے کا بیان

٢٦٤٥۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ: ((یَتْرُکُوْنَ الْمَدِیْنَةَ عَلٰی خَیْرِ مَاکَانَتْ ، لَا یَغْشَاهَا اِلَّا الْعَوَافِیْ (یُرِیْدُ: عَوَافِیَ السِّبَاعِ وَالطَّیْرِ)، وَآخِرُ مَنْ یُحْشَرُ رَاعِیَانِ مِنْ مُزَیْنَةَ یُرِیْدُ اَنَّ الْمَدِیْنَةَ، یَنْعِقَانِ بِغَنَمِهِمَا، فَیَجِدَانِهَا وَحْشًا، حَتّٰی اِذَا بَلَغَا ثَنِیَّةَ الْوَدَاعِ خَرَّا عَلٰی وُجُوْهِهِمَا)).

[الصحيحة: ٦٨٣]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''لوگ مدینہ کو خیرآباد کہہ دیں گے' حالانکہ وہ ان کے لئے سب سے بہتر ہوگا' (درندے اور پرندے جیسے) روزی کے متلاشی جانور اس کو اپنی آماجگاہ بنالیں گے۔ سب سے آخر میں مزینہ قبیلے کے دو چرواہے اپنی بکریوں کو ڈانٹتے للکارتے مدینہ کی طرف آئیں گے' (جب پہنچیں گے تو) اسے اجاڑ اور ویران پائیں گا' حتی کہ جب وہ ثنیۂ وداع تک پہنچیں گے تو چہروں کے بل گر پڑیں گے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۶۸۳۔ بخاری (۱۸۷۴)' مسلم (۴۹۹)(۱۳۸۹)' احمد (۲/ ۲۳۴)۔

باب: تفسير الآية و كذالك جعلناكم امة وسطا

آیت: اور ہم نے تم کو درمیانی امت بنایا کی تفسیر

٢٦٤٦۔عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ الْخُدْرِیِّ مَرْفُوْعًا: ((یَجِیْءُ النَّبِیُّ وَمَعَهُ الرَّجُلَانِ، وَیَجِیْءُ النَّبِیُّ وَمَعَهُ الثَّلَاثَةُ، وَاَکْثَرُ مِنْ ذٰلِكَ وَاَقَلُّ ، فَیُقَالُ لَهٗ :هَلْ

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''روزِ قیامت کوئی نبی دو امتیوں کے ہمراہ آئے گا تو کوئی تین کے ہمراہ اور کسی کے ساتھ اس سے زیادہ یا اس سے کم افراد

بَلَّغْتَ قَوْمَكَ؟ فَيَقُوْلُ: نَعَمْ ، فَيُدْعٰى قَوْمُهُ، فَيُقَالُ: هَلْ بَلَّغَكُمْ هٰذَا؟ فَيَقُوْلُوْنَ: لَا . فَيُقَالُ: مَنْ شَهِدَ لَكَ؟ فَيَقُوْلُ مُحَمَّدٌ وَاُمَّتُهُ، فَتُدْعٰى اُمَّةُ مُحَمَّدٍ ،فَيُقَالُ: هَلْ بَلَّغَ هٰذَا؟ فَيَقُوْلُوْنَ : نَعَمْ.فَيَقُوْلُ: وَمَا عَلَّمَكُمْ بِذٰلِكَ؟ فَيَقُوْلُوْنَ: اَخْبَرَنَا نَبِيُّنَا بِذٰلِكَ اِنَّ الرُّسُلَ قَدْ بَلَّغُوْا، فَصَدَّقْنَاهُ، فَذٰلِكَ قَوْلُهُ. تَعَالٰى.: ﴿وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا﴾[البقرة:۱۴۳])). [الصحيحة:۲٤٤۸]

ہوں گے۔ نبی کو کہا جائے گا: کیا تم نے اپنی قوم تک پیغام پہنچا دیا تھا؟ وہ کہے گا: جی ہاں۔ پھر اس کی امت کو بلا کر اس سے پوچھا جائے گا: کیا تمھارے نبی نے تمھیں (اللہ کا) پیغام پہنچا دیا تھا؟ وہ کہیں گے: نہیں۔ نبی سے کہا جائے گا: تمھارے حق میں گواہی کون دے گا؟ وہ کہے گا: محمد (ﷺ) اور ان کی امت۔ سو حضرت محمد ﷺ کی امت کو بلایا جائے گا اور اسے کہا جائے گا: کیا اس نبی نے اپنی قوم تک (اللہ کا) پیغام پہنچا دیا تھا؟ وہ کہے گی: جی ہاں۔ اللہ تعالی پوچھے گا: تمھیں کیسے پتہ چلا؟ وہ کہے گی: ہمیں ہمارے نبی نے بتایا تھا کہ تمام رسولوں نے اپنی امتوں تک (اللہ کا) پیغام پہنچا دیا تھا اور ہم نے آپ کی تصدیق کی۔ اللہ تعالی کے اس فرمان کا یہی مصداق ہے: ﴿اور ہم نے اسی طرح تمھیں عادل امت بنایا ہے تا کہ تم لوگوں پر گواہ ہو جاؤ اور رسول (ﷺ) تم پر گواہ ہو جائیں۔﴾ (سورۂ بقرہ:۱۴۳)۔“

تخریج: الصحیحة ۲۴۴۸۔ ابن ماجه (۴۲۸۴)، نسائی فی الکبری (۱۱۰۰۷)، احمد (۳/ ۵۸)۔

باب: انتهال حرمة مكة

مکہ کی حرمت کے ٹوٹنے کا بیان

۲٦٤٧ـعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَـرَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُـ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((يُحْشَرُ النَّاسُ عَلٰى ثَلَاثِ طَرَائِقَ: رَاغِبِيْنَ وَرَاهِبِيْنَ، وَاثْنَانِ عَلٰى بَعِيْرٍ، وَثَلَاثَةٌ عَلٰى بَعِيْرٍ، وَاَرْبَعَةٌ عَلٰى بَعِيْرٍ، وَعَشَرَةٌ عَلٰى بَعِيْرٍ، وَتَحْشُرُ بَقِيَّتَهُمُ النَّارُ، تَقِيْلُ مَعَهُمْ حَيْثُ قَالُوْا، وَتَبِيْتُ مَعَهُمْ حَيْثُ بَاتُوْا، وَتُصْبِحُ مَعَهُمْ حَيْثُ اَصْبَحُوْا، وَتُمْسِيْ مَعَهُمْ حَيْثُ اَمْسَوْا)). [الصحيحة:۳۳۹٥]

سیدنا ابو ہریرہ ﷺ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”لوگوں کو تین حالتوں پر جمع کیا جائے گا: رغبت کرنے والے اور ڈرنے والے، دو دو آدمی ایک اونٹ پر، تین تین آدمی ایک اونٹ پر، چار چار آدمی ایک اونٹ پر اور دس دس آدمی ایک اونٹ پر سوار ہو کر آئیں گے، باقی لوگوں کو آگ اکٹھا کرے گی، جہاں وہ قیلولہ کریں وہ وہاں قیلولہ کرے گی، جہاں وہ رات گزاریں گے وہ وہاں رات گزارے گی، جہاں وہ صبح کریں گے وہ وہاں صبح کرے گی اور جہاں وہ شام کریں گے وہ وہاں شام کرے گی۔“

تخریج: الصحیحة ۳۳۹۵۔ بخاری (۶۵۲۲)، مسلم (۲۸۶۱)، نسائی (۲۰۸۷)۔

باب: يحشر الناس على ثلاث طرائق

لوگوں کو تین حالتوں میں جمع کیا جائے گا

۲٦٤٨ ـ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: اَتٰى عَبْدُاللّٰهِ

سعید بن عمرو سے روایت ہے کہتے ہیں: سیدنا عبداللہ بن عمرو ابن

بْنُ عُمَرٍو اِبْنَ الزُّبَيْرِ، وَهُوَ جَالِسٌ فِي الْحِجْرِ، فَقَالَ: يَا ابْنَ الزُّبَيْرِ! إِيَّاكَ وَالْإِلْحَادَ فِي حَرَمِ اللّٰهِ، فَإِنِّي أَشْهَدُ لَسَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((يَحُلُّهَا وَيَحِلُّ بِهِ رَجُلٌ مِنْ قُرَيْشٍ، لَوْ وُزِنَتْ ذُنُوبُهُ بِذُنُوبِ الثَّقَلَيْنِ لَوَزَنَتْهَا)). قَالَ: فَانْظُرْ أَنْ لَّاتَكُونَ [أَنْتَ] هُوَ يَا ابْنَ عَمْرٍو! فَإِنَّكَ قَدْ قَرَأْتَ الْكُتُبَ، وَصَحِبْتَ الرَّسُولَ ﷺ، قَالَ: فَإِنِّي أُشْهِدُكَ أَنَّ هٰذَا وَجْهِي إِلَى الشَّامِ مُجَاهِدًا۔ [الصحيحة: ٢٤٦٢]

زبیر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے، وہ حطیم میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اس نے کہا: ابن زبیر! اللہ کے حرم میں الحاد سے بچو، میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''قریش کا کوئی آدمی ادھر اترے گا اور اسے حلال کرے گا۔ اگر اس کے گناہوں کا جن وانس کے گناہوں سے وزن کیا جائے تو اس کے گناہ وزنی ہو جائیں گے۔'' اے ابن عمرو! تو غور و فکر کر، کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ آدمی تو ہی ہو۔ تو نے قرآن مجید پڑھا ہے اور رسول اللہ ﷺ کی صحبت اختیار کی ہے۔ انھوں نے کہا: میں تجھے گواہ بناتا ہوں کہ میرا چہرہ شام کی طرف ہے، میں جہاد کرنے کے لئے جا رہا ہوں۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۴۶۲۔ احمد (۲/ ۱۹۶، ۲۱۹)۔

فوائد: عبداللہ بن زبیر ؓ نے مکہ میں خلافت کا اعلان کر کے یزید کے خلاف خروج کیا تھا تو مقابلے میں حجاج بن یوسف نے مکہ میں چڑھائی کر دی تھی، اس کی طرف اشارہ ہے۔

باب: المهدى و بركته

مہدی اور اس کی برکات کا بیان

٢٦٤٩۔ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((يَخْرُجُ فِي آخِرِ أُمَّتِي الْمَهْدِيُّ، يُسْقِيهِ اللّٰهُ الْغَيْثَ، وَتُخْرِجُ الْأَرْضُ نَبَاتَهَا، وَيُعْطِي الْمَالَ صِحَاحًا، وَتَكْثُرُ الْمَاشِيَةُ، وَتَعْظُمُ الْأُمَّةُ، يَعِيشُ سَبْعًا أَوْ ثَمَانِيًا)). يَعْنِي حِجَّةً۔

سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میری امت کے آخری زمانے میں مہدی نکلیں گے، اللہ تعالی بارش نازل کرے گا، زمین کھیتیاں اگائے گی، وہ لوگوں کو بہترین مال عطا کریں گے، مویشی زیادہ ہو جائیں گے، امت کی تعداد بڑھ جائے گی اور وہ سات یا آٹھ سال تک زندہ رہے گی۔''

تخریج: الصحیحۃ ۷۱۱۔ حاکم (۴/ ۵۵۷، ۵۵۸)۔

باب: خروج اثنی عشرة الفًا من عدن ابين

عدن ابین سے بارہ ہزار افراد کے نکلنے کا بیان

٢٦٥٠۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَخْرُجُ مِنْ (عَدَنْ أَبْيَنَ) اِثْنَا عَشَرَ أَلْفًا، يَنْصُرُونَ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ هُمْ خَيْرٌ مَّنْ بَيْنِي وَبَيْنَهُمْ)). [الصحيحة: ٢٧٨٢]

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عدن ابین سے بارہ ہزار آدمی نکلیں گے، وہ اللہ اور اس کے رسول کی مدد کریں گے، وہ اپنے سے پہلے والی نسلوں سے بہتر ہوں گے۔''

تخریج: الصحیحة ۲۸۷-۳- احمد (۱/ ۳۲۳)' طبرانی (۱۱۰۲۹)' ابو یعلی (۲۴۱۵)۔

باب: تدارسوا القرآن قبل رفعه

قرآن مجید کو پڑھنا یاد رکھنا قبل اس سے کہ اٹھا لیا جائے

۲۶۵۱- عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ مَرْفُوْعًا: ((يَدْرُسُ الْإِسْلَامُ كَمَا يَدْرُسُ وَشْيُ الثَّوْبِ، حَتّٰى لَا يُدْرٰى مَاصِيَامٌ وَلَا صَلَاةٌ وَلَا نُسُكٌ وَلَا صَدَقَةٌ، وَلَيُسْرٰى عَلٰى كِتَابِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ. فِي لَيْلَةٍ، فَلَايَبْقٰى فِي الْأَرْضِ مِنْهُ آيَةٌ، وَتَبْقٰى طَوَائِفُ مِنَ النَّاسِ: الشَّيْخُ الْكَبِيْرُ وَالْعَجُوْزُ، يَقُوْلُوْنَ: اَدْرَكْنَا آبَاءَ نَا عَلٰى هٰذِهِ الْكَلِمَةِ (لَاإِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ)، فَنَحْنُ نَقُوْلُهَا)). قَالَ صِلَةُ بْنُ زُفَرٍ لِحُذَيْفَةَ، مَاتُغْنِي (لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَهُمْ لَا يَدْرُوْنَ مَا صَلَاةٌ وَلَا صِيَامٌ وَلَا نُسُكٌ وَلَا صَدَقَةٌ؟ فَأَعْرَضَ عَنْهُ حُذَيْفَةُ، ثُمَّ رَدَّهَا عَلَيْهِ ثَلَاثًا، كُلَّ ذٰلِكَ يُعْرِضُ عَنْهُ حُذَيْفَةُ، ثُمَّ اَقْبَلَ عَلَيْهِ فِي الثَّالِثَةِ، فَقَالَ: يَا صِلَةُ! تُنْجِيْهِمْ مِنَ النَّارِ ثَلَاثًا))۔ [الصحيحة:۸۷]

سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کپڑے کے بیل بوٹوں طرح اسلام (آہستہ آہستہ) مٹتا جائے گا' حتی کہ (لوگوں کو) یہ بھی معلوم نہیں ہو گا کہ نماز' روزہ' قربانی اور صدقہ (وغیرہ) کسے کہتے ہیں اور ایک رات میں ہی اللہ تعالی کی کتاب (کے حروف) کو مٹا دیا جائے گا' پس زمین میں ایک آیت بھی باقی نہیں رہے گی' اور لوگوں میں سے جو بوڑھے مرد اور بوڑھی خواتین بچیں گی' وہ کہیں گے: ہم نے اپنے آباؤ اجداد کو یہ کلمہ ”لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ“ کہتے سنا اور اب ہم بھی کہہ رہے ہیں۔“ صلہ بن زفر نے سیدہ حذیفہ سے کہا: ”لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ“ سے آپ کی کیا مراد ہے' حالانکہ وہ نماز' روزے' قربانی اور صدقہ سے تو ناواقف ہوں گے؟ سیدنا حذیفہ نے اس سے منہ پھیر لیا' اس نے تین دفعہ یہی سوال کیا' ہر دفعہ سیدہ حذیفہ اعراض کرتے رہے۔ تیسری دفعہ متوجہ ہوئے اور تین دفعہ کہا: صلہ! یہ کلمہ انھیں جہنم سے نجات دلائے گا۔

تخریج: الصحیحة ۸۷- تدار سوا القرآن قبل رفعه۔

فوائد: شہادتین کے ساتھ نماز' روزے کی ادائیگی بھی لازم ہے ورنہ انسان مسلمان نہیں ہو سکتا اور بخشش اور حصول جنت کے لیے یہ چیزیں لازم ہیں جیسا کہ ابو بکرؓ نے زکوۃ روکنے والوں سے قتال کا اعلان کر دیا تھا لیکن ایسی صورت کہ لوگوں سے دین چھن جائے اور وہ کلمہ کو بمشکل بچا پائیں تو پھر نجات کی امید کی جا سکتی ہے جیسا کہ حدیث سے واضح ہے۔

باب: ذهاب الصالحين و بقية صفالة

نیک لوگوں کے جانے اور بے کار لوگوں کے باقی رہنے کا بیان

۲۶۵۲- عَنْ مِرْدَاسٍ الْأَسْلَمِيِّ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((يَذْهَبُ الصَّالِحُوْنَ، الْاَوَّلُ

سیدنا مرداس اسلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”نیک لوگ' ایک ایک کر کے' اٹھ جائیں گے اور جَو یا کھجور

فَالْأَوَّلُ، وَيَبْقَى حُفَالَةٌ كَحُفَالَةِ الشَّعِيرِ وَالتَّمْرِ، لَا يُبَالِيهِمُ اللّٰهُ بَالَةً)). [الصحيحة:٢٩٩٣]

کے بھوسے کی مانند ردی قسم کے لوگ باقی رہ جائیں گے، جن کی اللہ تعالیٰ کے ہاں کوئی قدر و قیمت نہ ہوگی۔"

تخریج: الصحیحۃ ۲۹۹۳۔ بخاری (۶۴۳۴)، وفی التاریخ (۷/ ۴۳۴)، احمد (۴/ ۱۹۳)۔

باب: اولئك هم وقود النار

یہی لوگ آگ کا ایندھن ہیں

٢٦٥٣۔ عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِالْمُطَّلِبِ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَظْهَرُ هٰذَا الدِّيْنُ حَتّٰى يُجَاوِزُ الْبِحَارَ، وَحَتّٰى تُخَاضُ بِالْخَيْلِ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ، ثُمَّ يَاتِي اَقْوَامٌ يَقْرَؤُوْنَ الْقُرْآنَ، فَإِذَا قَرَأُوْا قَالُوْا: قَدْ قَرَانَا الْقُرْآنَ، فَمَنْ اَقْرَءُ مِنَّا؟ مَنْ اَعْلَمُ مِنَّا؟! ثُمَّ الْتَفَتَ اِلٰى اَصْحَابِهِ، فَقَالَ: هَلْ تَرَوْنَ فِي اُولٰئِكَ مِنْ خَيْرٍ؟ قَالُوْا: لَا، قَالَ: فَاُولٰئِكَ مِنْكُمْ، وَاُولٰئِكَ مِنْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ، وَاُولٰئِكَ هُمْ وَقُوْدُ النَّارِ)). [الصحيحة: ٣٢٣٠]

سیدنا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "یہ دین منظرِ عام پر آئے گا اور سمندروں سے تجاوز کر جائے گا، حتی کہ اللہ کے راستے میں گھوڑسواروں کی جماعت کو پانی پر لایا جائے گا، پھر ایسے لوگ آئیں گے جو قرآن پڑھیں گے اور اس کی تلاوت کر چکنے کے بعد کہیں گے: ہم نے قرآن مجید پڑھ لیا ہے، ہم سے زیادہ پڑھنے والا کون ہے؟ ہم سے زیادہ علم والا کون ہے؟" پھر اپنے صحابہ کی طرف متوجہ ہو کر پوچھا: تمھارا کیا خیال ہے کہ ان میں کوئی خیر و بھلائی ہوگی؟ انھوں نے کہا: نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "یہ لوگ تم میں سے ہوں گے، یہ لوگ اس امت میں سے ہوں گے اور یہ لوگ آگ کا ایندھن بنیں گے۔"

تخریج: الصحیحۃ ۳۲۳۰۔ ابن المبارک فی الزھد (۴۵۹)، ابو یعلی (۶۶۹۸)، البزار (الکشف: ۱۷۴)، طبرانی فی الکبیر (۲۵/ ۲۷، ۲۸)، عن ام الفضل ۲۔

باب: ذکر الیاجوج و ماجوج

یاجوج و ماجوج کا بیان

٢٦٥٤۔ عَنْ اَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((يُفْتَحُ يَاجُوْجُ وَمَاجُوْجُ، يَخْرُجُوْنَ عَلَى النَّاسِ كَمَا قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: ﴿مِنْ كُلِّ حَدَبٍ يَنْسِلُوْنَ﴾ فَيَغْشَوْنَ الْاَرْضَ، وَيَنْحَازُ الْمُسْلِمُوْنَ عَنْهُمْ اِلٰى مَدَائِنِهِمْ وَحُصُوْنِهِمْ، وَيَضُمُّوْنَ اِلَيْهِمْ مَوَاشِيَهُمْ، وَيَشْرَبُوْنَ مِيَاهَ الْاَرْضِ، حَتّٰى اَنَّ بَعْضَهُمْ لَيَمُرُّ بِالنَّهْرِ فَيَشْرَبُوْنَ مَافِيْهِ حَتّٰى

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "یاجوج ماجوج کھول دیئے جائیں گے اور وہ لوگوں پر نکل پڑیں گے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وہ ہر بلندی سے دوڑتے ہوئے آئیں گے﴾ (سورۂ انبیاء: ۹۶) وہ زمین میں پھیل جائیں گے، مسلمان ان سے بچنے کے لئے اپنے شہروں اور قلعوں میں سمٹ جائیں گے اور اپنے مویشی اپنے ساتھ لے جائیں گے۔ یاجوج ماجوج زمین کا پانی پی جائیں گے، (اور اتنا پانی پئیں گے کہ) ان کے بعض افراد ایک نہر کے پاس سے گزریں گے اور وہ

يَتْرُكُوْهُ يَبَسًا، حَتّٰى اِنَّ مِنْ بَعْدِهِمْ لَيَمُرُّ بِذٰلِكَ النَّهْرِ فَيَقُوْلُ: قَدْ كَانَ هَاهُنَا مَاءٌ مَرَّةً! حَتّٰى اِذَالَمْ يَبْقَ مِنَ النَّاسِ اِلَّا اَحَدٌ فِي حُصْنٍ اَوْمَدِيْنَةٍ قَالَ قَائِلُهُمْ: هٰؤُلَاءِ اَهْلُ الْاَرْضِ قَدْ فَرَغْنَا مِنْهُمْ ، بَقِيَ اَهْلُ السَّمَاءِ! قَالَ: ثُمَّ يَهُزُّ اَحَدُهُمْ حَرْبَتَهُ، ثُمَّ يَرْمِي بِهَا اِلَى السَّمَاءِ، فَتَرْجِعُ مُخْتَضِبَةً دَمًا لِلْبَلَاءِ وَالْفِتْنَةِ. فَبَيْنَمَا هُمْ عَلٰى ذٰلِكَ اِذْ بَعَثَ اللّٰهُ دُوْدًا فِي اَعْنَاقِهِمْ كَنَغَفِ الْجَرَادِ الَّذِي يَخْرُجُ فِي اَعْنَاقِهِمْ، فَيُصْبِحُوْنَ مَوْتٰى لَا يُسْمَعُ لَهُمْ حِسٌّ. فَيَقُوْلُ الْمُسْلِمُوْنَ: اِلَّا رَجُلٌ يَشْرِي نَفْسَهُ فَيَنْظُرُ مَافَعَلَ هٰذَا الْعَدُوُّ،قَالَ: يَتَجَرَّدُ رَجُلٌ مِنْهُمْ لِذٰلِكَ مُحْتَسِبًالِنَفْسِهِ قَدْ اَظُنُّهَا عَلٰى اَنَّهُ مَقْتُوْلٌ، فَيَنْزِلُ،فَيَجِدُهُمْ مَوْتٰى، بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ، فَيُنَادِي : يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِيْنَ: اَلَا اَبْشِرُوْا، فَاِنَّ اللّٰهَ قَدْ كَفَاكُمْ عَدُوَّكُمْ، فَيَخْرُجُوْنَ مِنْ مَدَائِنِهِمْ وَحُصُوْنِهِمْ، وَيَسْرَحُوْنَ مَوَاشِيْهِمْ، فَمَا يَكُوْنُ لَهَا رَعْيٌ اِلَّا لُحُوْمِهِمْ، فَتَشْكَرُ عَنْهُ كَاَحْسَنِ مَاتَشْكَرُ عَنْ شَيْءٍ مِنَ النَّبَاتِ اَصَابَتْهُ قَطُّ)).

[الصحيحة:۱۷۹۳]

اس کا سارا پانی پی جائیں اور نہر خشک ہو جائے گی۔ جب ان کے بعد والوں کا وہاں سے گزر ہو گا تو وہ کہیں گے کہ کسی دور میں یہاں پانی ہوتا تھا۔ جب قلعوں یا شہروں میں پناہ گزین لوگوں کے علاوہ کوئی اور انسان نہیں بچے گا (جو انھیں نظر آ سکے) تو وہ کہیں گے: یہ تھے اہل زمین' (ان کا قصہ تو تمام ہو چکا) ہم ان سے فارغ ہو گئے ہیں' اب اہل آسمان باقی ہیں۔ (ان پر غلبہ پانے کی سوچنی چاہیے) سو ان کا ایک فرد نیزے کو قدرے زور سے حرکت دے گا اور آسمان کی طرف پھینکے گا' وہ خون آلود لوٹے گا' یہ ان کے لئے ابتلاء و آزمائش اور فتنہ و فساد کا سبب بنے گا۔ وہ اسی حالت پر ہوں گے کہ اچانک اللہ تعالی ان کی گردنوں میں ٹڈی کی طرح کا کیڑا پیدا کر دیں گے' جس کی وجہ سے وہ (سب کے سب) مر جائیں اور ان کی طرف سے کوئی آہٹ سنائی نہیں دے گی۔ مسلمان کہیں گے: کیا کوئی آدمی ایسا ہے جو اپنے حق میں خطرہ مول لے کر دیکھے کہ دشمن کیا کر رہے ہیں؟ ایک آدمی اجر و ثواب کی نیت سے باہر نکلے گا' اس کو اپنے بارے میں یہی گمان ہو گا کہ وہ قتل کر دیا جائے گا۔ وہ (اپنے قلعے یا شہر سے) نیچے اترے گا اور انھیں مرا ہوا پائے گا' ان کے لاشے ایک دوسرے پر پڑیں ہوں گے۔ وہ پکارے گا: مسلمانوں کی جماعت! ذرا غور سے! خوش ہو جاؤ' اللہ تعالی نے تمھیں دشمنوں سے کفایت کیا ہے۔ وہ اپنے قلعوں اور شہروں سے نکلیں گے' اپنے مویشیوں کو چرائیں گے' ان کے گوشت کے علاوہ ان کا کوئی اور چارہ نہیں ہو گا' وہ گوشت کھا کر اتنے موٹے تازے ہو جائیں گے' جتنا کہ وہ بہترین چارہ کھا کر ہوتے تھے۔"

تخریج: الصحیحة ۱۷۹۳۔ ابن ماجه (۴۰۷۹)' احمد (۳/ ۷۷)' حاکم (۲/ ۲۴۵)' ابن حبان (۶۸۳۰)۔

باب: حشر البهائم والقصاص بينها

جانوروں کو زندہ کرنے اور ان کے مابین قصاص کا بیان

٢٦٥٥ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِﷺ قَالَ: ((يُقْتَصُّ الْخَلْقُ بَعْضُهُمْ مِنْ بَعْضٍ ، حَتّٰى الْجَمَّاءُ مِنَ الْقَرْنَاءِ، وَحَتّٰى الذَّرَّةُ)).

[الصحيحة:١٩٦٧]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''(قیامت والے دن) مخلوقات کو ایک دوسرے سے قصاص دلایا جائے گا' حتی کہ بے سینگ جانور کو سینگ والے جانور سے اور چیونٹی کو چیونٹی سے قصاص دلوایا جائے گا۔''

تخریج: الصحیحة ۱۹۶۷۔ احمد (۲/ ۳۶۳)' بھذا اللفظ' مسلم (۲۵۸۲)' ترمذی (۲۴۲۰)' مختصراً من طریق آخر عنه۔

٢٦٥٦ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعًا: ((يَقْضِي اللّٰهُ بَيْنَ خَلْقِهِ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ وَالْبَهَائِمِ، وَإِنَّهُ لَيُقِيْدُ يَوْمَئِذٍ لِجَمَّاءِ مِنَ الْقَرْنَاءِ،حَتّٰى إِذَالَمْ يَبْقَ تَبْعَةٌ عِنْدَ وَاحِدَةٍ لِأُخْرٰى قَالَ اللّٰهُ: كُوْنُوْا تُرَابًا، فَعِنْدَ ذٰلِكَ يَقُوْلُ الْكَافِرُ:﴿يَالَيْتَنِي كُنْتُ تُرَابًا﴾[النبا:٤٠])).

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالی اپنی مخلوقات یعنی جن و انس اور چوپائیوں کے مابین فیصلہ کریں گے اور وہ بے سینگ کو سینگ والے جانور سے قصاص دلائے گا' حتی کہ کسی کا کسی پر کوئی مطالبہ باقی نہیں رہے گا۔ اللہ تعالی (حیوانات کو) فرمائے گا: مٹی ہو جاؤ۔ اس وقت کافر کہے گا: ﴿ہائے کاش! میں (بھی) مٹی ہو جاتا﴾ (سورۂ نبا: ۴۰)۔''

تخریج: الصحیحة ۱۹۶۶۔ ابن جریر فی تفسیرہ (۳۰/ ۱۷'۱۸)۔

باب: الصوت الإلٰهي والايمان به

اللہ تعالیٰ کی آواز اور اس پر ایمان رکھنے کا بیان

٢٦٥٧ـ عَنْ أَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ مَرْفُوْعًا: ((يَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ. يَوْمَ الْقِيَامَةِ: يَا آدَمُ! فَيَقُوْلُ: لَبَّيْكَ رَبَّنَا! وَسَعْدَيْكَ ، فَيُنَادِي بِصَوْتٍ:إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُكَ أَنْ تُخْرِجَ مِنْ ذُرِّيَّتِكَ بَعْثًا إِلَى النَّارِ. قَالَ:يَارَبِّ!وَمَا بَعْثُ النَّارِ؟ مِنْ كُلِّ أَلْفٍ. أُرَاهُ قَالَ: تِسْعَ مِئَةٍ وَتِسْعَةً وَتِسْعِيْنَ، فَحِيْنَئِذٍ تَضَعُ الْحَامِلُ حَمْلَهَا، وَيَشِيْبُ الْوَلِيْدُ،﴿وَتَرَى النَّاسَ سُكَارٰى وَمَا هُمْ بِسُكَارٰى وَلٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِيْدٌ﴾ [الحج:٢] فَشَقَّ ذٰلِكَ عَلَى النَّاسِ حَتّٰى تَغَيَّرَتْ وُجُوهُهُمْ، فَقَالَ النَّبِيُّﷺ: مِنْ يَأجُوْجَ تِسْعُ مِئَةٍ وَتِسْعَةٌ وَّتِسْعِيْنَ، وَمِنْكُمْ وَاحِدٌ. ثُمَّ أَنْتُمْ فِي النَّاسِ كَالشَّعْرَةِ السَّوْدَاءِ فِي جَنْبِ

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالی قیامت والے دن فرمائے گا: اے آدم! وہ کہیں گے: اے ہمارے ربّ! میں حاضر ہوں۔ اللہ تعالی آواز دیں: بیشک اللہ تعالی تجھے حکم دیتا ہے کہ تم اپنی اولاد میں سے جہنم کے لئے (جہنمی) گروہ کو علیحدہ کر دو۔ وہ پوچھیں گے: اے میرے ربّ! آگ کے گروہ کی تعداد کیا ہے؟ اللہ تعالی فرمائیں گے: ایک ہزار کی نفری میں سے نوسو ننانوے (۹۹۹) کو (جہنم کے لئے علیحدہ کر دو)۔ (یہ ہولناک خبر سن کر) حاملہ عورتوں کے حمل ساقط ہو جائیں گے اور بچوں پر بڑھاپا چھا جائے گا' جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا: ﴿اور تو دیکھے گا کہ لوگ مدہوش دکھائی دیں گے' حالانکہ درحقیقت وہ مدہوش نہ ہوں گے' لیکن اللہ تعالی کا عذاب بڑا ہی سخت ہے۔﴾ (سورۂ حج: ۲) یہ بات صحابہ پر اتنی گراں گزری کہ ان کے چہرے بدل گئے۔ نبی ﷺ نے (ان کو حوصلہ دلاتے

النُّورِ الْأَبْيَضِ، أَوْ كَالشَّعْرَةِ الْبَيْضَاءِ فِي جَنْبِ الثَّوْرِ الْأَسْوَدِ، وَإِنِّي لَأَرْجُو أَنْ تَكُونُوا رُبُعَ أَهْلِ الْجَنَّةِ، فَكَبَّرْنَا، ثُمَّ قَالَ: ثُلُثَ أَهْلِ الْجَنَّةِ، فَكَبَّرْنَا، ثُمَّ قَالَ: شَطْرَ أَهْلِ الْجَنَّةِ،فَكَبَّرْنَا)). [الصحيحة: ۳۲۵۰]

ہوئے) فرمایا: ”(قیامت والے دن تناسب یہ ہے گا کہ) یاجوج ماجوج میں سے نو سو ننانوے افراد اور تم میں سے ایک فرد ہوگا' پھر (سابقہ امتوں کے) لوگوں کے مقابلے تمھاری تعداد اتنی ہو گی' جتنے کہ سفید رنگ کے بیل کی پشت پر سیاہ بال یا سیاہ رنگ کے بیل کی پشت پر سفید بال ہوتے ہیں۔ مجھے امید ہے کہ تم جنت کی آبادی کا چوتھائی حصہ ہو گے۔“ (یہ سن کر) ہم نے اللہ اکبر کہا۔ آپ نے فرمایا: ”(مجھے امید ہے کہ) تم جنت کی آبادی کا تیسرا حصہ ہو گے۔“ ہم نے اللہ اکبر کہا۔ پھر آپ نے فرمایا: ”جنت کی آدھی آبادی تم لوگ ہو گے۔“ (یہ سن کر) ہم نے اللہ اکبر کہا۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۲۵۰۔ بخاری (۴۷۴۱،۳۳۴۸)' مسلم (۲۲۲)' احمد (۳/ ۳۲،۳۳)۔

۲۶۵۸۔ عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((يَكْشِفُ رَبُّنَا عَنْ سَاقِهِ ، فَيَسْجُدُ لَهُ كُلُّ مُؤْمِنٍ وَمُؤْمِنَةٍ وَيَبْقَى مَنْ كَانَ يَسْجُدُ فِي الدُّنْيَا رِيَاءً وَسُمْعَةً، فَيَذْهَبُ يَسْجُدُ فَيَعُودُ ظَهْرُهُ طَبَقًا وَاحِدًا)). [الصحيحة:۵۸۳]

سیدنا ابوسعید خدری ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب ہمارا رب اپنی پنڈلی سے پردہ ہٹائے گا تو ہر مومن مرد اور عورت اسے سجدہ کریں گے' جو لوگ دنیا میں ریاکاری اور شہرت کے لئے سجدہ کرتے تھے وہ باقی رہ جائیں گے' ان میں سے ہر ایک سجدہ کرنے (کے لئے جھکنے) کی کوشش تو کرے گا' لیکن اس کی کمر ایک تختہ ہو جائے گی۔“

تخریج: الصحیحۃ ۵۸۳۔ بخاری (۴۹۱۹) بھذا للفظ' بخاری (۷۴۳۹) ومسلم (۱۸۳) مطولاً۔

باب: الخليفة الذى يحثى المال

اس خلیفہ کا بیان جو لوگوں کو لپیں بھر بھر کر مال دے گا

۲۶۵۹۔ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، قَالَ: كُنَّا عِنْدَ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ، فَقَالَ: يُوشِكُ أَهْلُ الْعِرَاقِ أَنْ لَّا يُجْبَى إِلَيْهِمْ قَفِيزٌ وَلَا دِرْهَمٌ ـ قُلْنَا: مِنْ أَيْنَ ذَاكَ؟ قَالَ: مِنْ قِبَلِ الْعَجَمِ يَمْنَعُونَ ذَاكَ ـ ثُمَّ قَالَ: يُوشِكُ أَهْلُ الشَّامِ أَنْ لَّا يُجْبَى إِلَيْهِمْ دِينَارٌ وَلَا مُدْيٌ۔ قُلْنَا: مِنْ أَيْنَ ذَاكَ؟ قَالَ: مِنْ قِبَلِ الرُّومِ ـ ثُمَّ سَكَتَ هُنَيَّةً، ثُمَّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَكُونُ فِي آخِرِ أُمَّتِي خَلِيفَةٌ، يَحْثِي الْمَالَ

ابونضرہ کہتے ہیں: ہم سیدنا جابر بن عبداللہ ؓ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ انھوں نے کہا: قریب ہے کہ اہل عراق کی طرف نہ ماپ والی چیز بھیجی جائے اور نہ تول والی۔ ہم نے کہا: ایسا کن کی طرف سے ہوگا؟ انھوں نے کہا: ایسا عجمیوں کی طرف سے ہوگا' وہ یہ چیزیں روک لیں گے۔ پھر فرمایا: قریب ہے کہ اہل شام کی طرف نہ تول والی چیز بھیجی جائے اور نہ ماپ والی۔ ہم نے کہا: ایسا کن کی طرف سے ہوگا؟ انھوں نے کہا: ایسا رومیوں کی طرف سے ہوگا۔ پھر انھوں نے تھوڑی دیر خاموش رہنے کے بعد کہا:

حَثِيًا، لَا يَعُدُّهُ عَدًّا)). قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي نَضْرَةَ وَأَبِي الْعَلَاءِ: أَتَرَيَانِ أَنَّهُ عُمَرُ ابْنُ عَبْدِالْعَزِيزِ؟ فَقَالَا: لَا۔[الصحيحة:٢٠٧٢، ٤٠٠١]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میری امت کے آخری زمانے میں ایک ایسا خلیفہ پیدا ہوگا' جو شمار کیے بغیر مال کے چلو بھر بھر کے (لوگوں کو) دے گا۔'' میں نے ابونضرہ اور ابو العلاء سے کہا: کیا تم عمر بن عبدالعزیز کو یہی خلیفہ تصور کر سکتے ہو؟ انھوں نے کہا: نہیں۔

تخریج: الصحيحة ۲۰۷۲'۴۰۰۱۔ مسلم (۲۹۱۳)' احمد (۳/ ۳۱۷)' ابن حبان (۶۶۸۲)۔

باب: شرطه آخر الزمان

باب:

٢٦٦٠۔ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ مَرْفُوعًا: ((يَكُونُ فِي هٰذِهِ الْأُمَّةِ فِي آخِرِ الزَّمَانِ رِجَالٌ مَعَهُمْ سِيَاطٌ كَأَنَّهَا أَذْنَابُ الْبَقَرِ، يَغْدُوْنَ فِي سَخَطِ اللّٰهِ، وَيَرُوْحُوْنَ فِي غَضَبِهٖ)). [الصحيحة:١٨٩٣]

سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس میری امت کے آخری زمانے میں ایسے لوگ (منظرِ عام پر) آئیں گے کہ ان کے پاس گائے کی دم کی طرح کوڑے ہوں گے۔ وہ صبح بھی اللہ تعالی کی ناراضگی میں کریں گے اور شام بھی اس کے غیظ و غضب میں۔''

تخریج: الصحيحة ۱۸۹۳۔ احمد (۵/ ۲۵۰)' حاكم (۴/ ۴۳۶)' طبرانی (۸۰۰۰)' ابن الا عرابی فی المعجم (۲۱۴۹)۔

فوائد: اس میں یہ اشارہ ہے کہ امر بالمعروف والنہی عن المنکر کا کام احسن انداز سے کیا جانا چاہیے کہ سختی کرکے لوگوں کو اسلام سے بدظن نہ کیا جائے۔

باب: ذكر اثنى عشرة اميرًا من قريش

قریش کے بارہ امراء کا بیان

٢٦٦١۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ مَرْفُوعًا: ((يَكُونُ مِنْ بَعْدِي اثْنَا عَشَرَ أَمِيْرٌ كُلُّهُمْ مِنْ قُرَيْشٍ)). [الصحيحة: ١٠٧٥]

سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میرے بعد بارہ امراء ہوں گے' وہ سارے کے سارے قریش سے ہوں گے۔''

تخریج: الصحيحة ۱۰۷۵۔ ترمذی (۲۲۲۳)' احمد (۵/ ۹۰'۹۴)' بخاری (۷۲۲۲)' مسلم (۱۸۲۱) من طريق آخر عنه بمعناه۔

فوائد: ایک حدیث میں ہے کہ آپ یہ الفاظ کہہ کر آ جاتے ہیں اور پھر لوگوں کے استفسار پر بتاتے ہیں اس کے بعد قتل و غارت ہوگی جس سے سمجھ آتی ہے کہ ان امراء کے دور میں حق کا بول بالا رہے گا۔

باب: نزول عيسى واجتماعه بالمهدى

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا نازل ہونا اور امام مہدی کے ساتھ اکٹھے ہونا

٢٦٦٢۔ عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب

((يَنْزِلُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ، فَيَقُولُ اَمِيرُهُمُ الْمَهْدِيُّ: تَعَالَ صَلِّ بِنَا، فَيَقُولُ لَا، اَنَّ بَعْضَهُمْ اَمِيرُ بَعْضٍ، تَكْرِمَةُ اللّٰهِ لِهٰذِهِ الْاُمَّةِ)). [الصحيحة:٢٢٣٦]

حضرت عیسی بن مریم (علیہ السلام) اتریں گے تو مسلمانوں کے امیر مہدی انھیں کہیں گے: آئیں اور نماز پڑھائیں۔ وہ کہیں گے: نہیں، تم ہی ایک دوسرے کے امام وامیر بن سکتے ہو، یہ اللہ تعالی کی طرف سے اس امت کی عزت وآبرو ہے۔“

تخریج: الصحیحۃ ۲۲۳۶۔ الحارث بن ابی اسامة فی سنده المنار المنیف لابن القیم: ص۱۴۷، ۱۴۸۔

يخرج الدجال من القراء

قرآن پڑھنے والوں میں سے ہی دجال نکلے گا

٢٦٦٣ـ عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((يَنْشَأُ نَشْءٌ يَقْرَؤُوْنَ الْقُرْآنَ، لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ، كُلَّمَا خَرَجَ قَرْنٌ قُطِعَ حَتّٰى يَخْرُجَ فِي اَعْرَاضِهِمُ الدَّجَّالُ)). [الصحيحة:٢٤٥٥]

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ”ایسے لوگ بھی پیدا ہوں گے جو قرآن مجید تو پڑھیں گے لیکن وہ ان کی ہنسلی کی ہڈی (یعنی حلق) سے نیچے نہیں اترے گا (یعنی وہ اس سے متاثر نہیں ہوں گے)، جب ان کی ایک لہر اٹھے گی تو اسے روک دیا جائے گا (یہ سلسلہ جاری رہے گا) حتی کہ ایسی صفات کے متصف لوگوں میں دجال نمودار ہوگا۔“

باب: تداعى الامم على المسلمين

مسلمانوں کے خلاف لوگوں کے ٹوٹ پڑنے کا بیان

٢٦٦٤ـ عَنْ ثَوْبَانَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يُوْشِكُ الْاُمَمُ اَنْ تُدَاعِي عَلَيْكُمْ كَمَا تُدَاعِي الْاَكَلَةُ اِلٰى قَصْعَتِهَا. فَقَالَ قَائِلٌ: وَمِنْ قِلَّةٍ نَحْنُ يَوْمَئِذٍ؟ قَالَ: بَلْ اَنْتُمْ يَوْمَئِذٍ كَثِيْرٌ، وَلٰكِنَّكُمْ غُثَاءٌ كَغُثَاءِ السَّيْلِ، وَلَيَنْزِعَنَّ اللّٰهُ مِنْ صُدُوْرِ عَدُوِّكُمُ الْمَهَابَةَ ((وَلَيَقْذِفَنَّ اللّٰهُ فِي قُلُوْبِكُمُ الْوَهْنَ. قَالَ قَائِلٌ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! وَمَا الْوَهْنُ؟ قَالَ:)) حُبُّ الدُّنْيَا وَكَرَاهِيَةُ الْمَوْتِ)). [الصحيحة:٩٥٨]

سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”عنقریب امتوں کے لوگ تم پر یوں ٹوٹ پڑیں گے، جیسے بسیار خور (کھانے کے) پیالے پر ٹوٹ پڑتے ہیں۔“ کہنے والے نے کہا: آیا ہم اس وقت تعداد میں کم ہوں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تمھاری بہت زیادہ تعداد ہوگی، لیکن تم سیلاب کے کوڑا کرکٹ کی طرح (ہلکے پھلکے) ہو جاؤ گے اور اللہ تعالی تمھارے دشمنوں کے دلوں سے تمھاری ہیبت نکال دے گا اور تمھارے دلوں میں ”وہن“ ڈال دے گا۔“ کہنے والے نے کہا: اے اللہ کے رسول! ”وہن“ کیا ہوتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”دنیا کی محبت اور موت سے کراہت کو ”وہن“ کہتے ہیں۔“

باب: بقية المومنين و الماء فى الشام

مومنوں اور پانی کا شام میں باقی رہنے کا بیان

٢٦٦٥ـ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ مَوْقُوْفًا عَلَيْهِ: ((يُوْشِكُ اَنْ تَطْلُبُوْا فِي قُرَاكُمْ هٰذِهِ طَسْتًا مِنْ مَاءٍ فَلَا

سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: قریب ہے کہ تم ان بستیوں میں پانی کا ایک پیالہ تلاش کرو، لیکن کامیاب نہ ہو سکو، یعنی سارے کا سارا

تَجِدُوْنَهُ، يَنْزَوِي كُلُّ مَاءٍ إِلَى عُنْصُرِهِ، فَيَكُوْنُ فِي الشَّامِ بَقِيَّةُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمَاءِ)). [الصحيحة:٣٠٧٨]

پانی اپنی اصل کی طرف سکڑ جائے گا اور باقی ماندہ مومن اور پانی شام میں ہوگا۔

فوائد: پانی کا شام کی جانب سکڑ جانا اور باقی زمین سے ختم ہو جانا جدید تحقیقات اس کی تصدیق کر رہی ہیں کہ زیر زمین پانی ہر سال گہرا ہو رہا اور اس کو بڑھانے کا کوئی ذریعہ کارگر نہیں ہو رہا۔

باب: يوشك ان يغلب على الدنيا لكع بن لكع

ہوسکتا ہے کہ دنیا پر کوئی کمینہ آدمی غالب آ جائے

٢٦٦٦۔ عَنْ رَجُلٍ مِّنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((يُوْشِكُ أَنْ يَّغْلِبَ عَلَى الدُّنْيَا لُكَعُ بْنُ لُكَعٍ، وَأَفْضَلُ النَّاسِ مُؤْمِنٌ بَيْنَ كَرِيْمَيْنِ)). [الصحيحة:١٥٠٥]

ایک صحابی رسول بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ممکن ہے کہ دنیا پر کوئی انتہائی کمینہ آدمی غالب آ جائے۔“ اور لوگوں میں سب سے بہتر دو شریفوں میں سے ایمان والا ہے۔

٢٦٦٧۔عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ، عَنْ أَبِيْهِ،قَالَ: كَانَ عَبْدُاللّٰهِ بْنِ وَزَّاحٍ قَدِيْمًا لَهُ صُحْبَةٌ، فَحَدَّثَنَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((يُوْشِكُ أَنْ يُّؤَمَّرَ عَلَيْهِمُ الرُّوَيْجِلُ، فَيَجْتَمِعَ إِلَيْهِ قَوْمٌ مُحَلَّقَةٌ أَقْفِيَتُهُمْ، بِيْضٌ قُمُصُهُمْ ، فَإِذَا أَمَرَهُمْ بِشَيْءٍ حَضَرُوْا)). فَشَاءَ رَبُّكَ أَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ وَزَّاحٍ وَلِّي عَلَى بَعْضِ الْمُدُنِ، فَاجْتَمَعَ إِلَيْهِ قَوْمٌ مِّنَ الدَّهَاقِيْنِ مُحَلَّقَةٌ أَقْفِيَتُهُمْ ، بِيْضٌ قُمُصُهُمْ، فَكَانَ إِذَا أَمَرَهُمْ بِشَيْءٍ حَضَرُوْا، فَيَقُوْلُ: صَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ! [الصحيحة:٣٤٢٤]

عبدالرحمٰن بن جبیر بن نفیر اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ بن وزاح رضی اللہ عنہ قدیم صحابی تھے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”قریب ہے کہ تم پر کسی کم اہمیت آدمی کو امیر بنا دیا جائے اور اس کے پاس ایسے لوگ جمع ہو جائیں جن کی گدیوں سے بال مونڈے ہوئے ہوں گے ان کی قمیصیں سفید رنگ کی ہوں گی جب وہ ان کو کسی چیز کا حکم دینے لگے گا تو وہ حاضر ہو جائیں گے۔“ اللہ کا کرنا کہ سیدنا عبداللہ بن وزاح بعض شہروں کے گورنر بنا دیے گئے جب ان کے پاس کسان لوگ آتے تھے جن کی گدیاں مونڈی ہوتیں اور ان کی قمیصیں سفید ہوتیں اور وہ ان کے حکم پر وہ حاضر ہو جاتے۔ تو وہ کہتے تھے: اللہ اور اس کے رسول نے سچ کہا۔

باب: معجزة النبيّ

نبیؐ کے معجزہ کا بیان

٢٦٦٨۔ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ، قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَامَ غَزْوَةِ تَبُوْكَ، فَكَانَ يَجْمَعُ

سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوہ تبوک والے سال نکلے آپ نمازیں جمع کر کے ادا کرتے

الصَّلَاةَ، فَصَلَّى الظُّهرَ وَالْعَصرَ جَمِيعًا، وَالْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ جَمِيعًا، حَتّٰى إِذَاكَانَ يَوْمًا أَخَّرَ الصَّلَاةَ، ثُمَّ خَرَجَ فَصَلَّى الظُّهرَ وَالْعَصرَ جَمِيعًا، ثُمَّ دَخَلَ ثُمَّ خَرَجَ بَعْدَ ذٰلِكَ، فَصَلَّى الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ جَمِيعًا، ثُمَّ قَالَ: ((إِنَّكُمْ سَتَأْتُوْنَ غَدًا إِنْ شَاءَ تَعَالٰى عَيْنَ تَبُوْكَ، وَإِنَّكُمْ لَنْ تَأْتُوْهَا حَتّٰى يُضْحِي النَّهَارَ، فَمَنْ جَاءَ هَا مِنكُمْ فَلَا يَمَسَّ مِنْ مَائِهَا شَيْئًا حَتّٰى آتِيَ)). فَجِئْنَاهَا وَقَدْ سَبَقَنَا إِلَيْهَا رَجُلَانِ، وَالْعَيْنُ مِثْلُ الشِّرَاكِ تَبِضُّ بِشَيْءٍ مِنْ مَاءٍ، قَالَ: فَسَأَلَهُمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: هَلْ مَسَسْتُمَا مِنْ مَائِهَا شَيْئًا؟ قَالَا: نَعَمْ. فَسَبَّهُمَا النَّبِيُّ ﷺ، وَقَالَ لَهُمَا مَاشَاءَ اللّٰهُ أَنْ يَقُوْلَ، قَالَ: ثُمَّ غَرَفُوْا بِأَيْدِيهِمْ مِنَ الْعَيْنِ قَلِيْلًا قَلِيْلًا حَتّٰى اجْتَمَعَ فِي شَيْءٍ، قَالَ: وَغَسَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْهِ يَدَيْهِ وَوَجْهَهُ، ثُمَّ أَعَادَهُ فِيْهَا، فَجَرَتِ الْعَيْنُ بِمَاءٍ مُنْهَمِرٍ(أَوْقَالَ: غَزِيْرٍ) حَتّٰى اسْتَسْقَى النَّاسُ، ثُمَّ قَالَ: ((يُوْشِكُ يَا مُعَاذُ إِنْ طَالَتْ بِكَ حَيَاةٌ أَنْ تَرٰى مَاهٰهُنَا قَدْ مُلِئَ جِنَانًا)). [الصحيحة: ۱۲۱۰]

تھے' یعنی ظہر اور عصر کی اور مغرب اور عشاء کی اکٹھی ادا کر لیتے تھے' ایک دن ایسا بھی آیا کہ نماز کو مؤخر کیا' پھر باہر تشریف لائے اور ظہر اور عصر کی نمازیں جمع کر کے پڑھیں' بعد ازاں اندر چلے گئے اور پھر جب تشریف لائے تو مغرب اور عشاء کی نمازیں جمع کر کے ادا کیں' پھر فرمایا: ''تم ان شاء اللہ کل تبوک کے چشمے پر پہنچ جاؤ گے' لیکن تم دن کے روشن ہونے کے بعد ہی پہنچو گے۔ (یاد رکھنا کہ) جو بھی وہاں پہنچے پانی کو میرے پہنچنے سے پہلے نہ چھوئے۔'' جب ہم اس چشمے کے پاس پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ دو آدمی ہم سے بھی سبقت لے جا چکے تھے۔ (ہم نے دیکھا کہ) تسمے کے بقدر چشمہ تھا اور تھوڑا تھوڑا پانی رس رہا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان دو آدمیوں سے پوچھا: ''آیا تم نے اس کے پانی کو چھوا ہے؟'' انھوں نے کہا: جی ہاں۔ آپ نے ان کو برا بھلا کہا' پھر صحابہ نے اس چشمے سے چلو بھر کر پانی ایک برتن میں جمع کیا۔ آپ ﷺ نے اس میں اپنے ہاتھ اور چہرہ دھویا' پھر اس پانی کو اس چشمے میں انڈیل دیا' چشمے کا پانی زور سے بہنا شروع ہو گیا' حتی کہ لوگوں نے پانی پی لیا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''معاذ! ممکن ہے کہ تیری زندگی لمبی ہو' (اگر ایسے ہوا تو) تو دیکھے گا کہ یہ جگہ باغات سے بھر جائے گی۔''

باب: ذكر الميزان

ترازو کا بیان

۲٦٦٩۔ عَنْ سَلْمَانَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((يُوْضَعُ الْمِيْزَانُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، فَلَوْوُزِنَ فِيْهِ السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ لَوَسِعَتْ، فَتَقُوْلُ الْمَلَائِكَةُ: يَارَبِّ! لِمَنْ يَزِنُ هٰذَا؟ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى: لِمَنْ شِئْتُ مِنْ خَلْقِي فَتَقُوْلُ الْمَلَائِكَةُ: سُبْحَانَكَ مَاعَبَدْنَاكَ حَقَّ عِبَادَتِكَ. وَيُوْضَعُ الصِّرَاطُ مِثْلَ حَدِّ

سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''قیامت والے دن (بڑے بڑے) ترازو رکھے جائیں گے' ان میں زمین و آسمان کا وزن بھی کیا جا سکے گا۔ فرشتے پوچھیں گے: یہ ترازو کس کے لئے وزن کرے گا؟ اللہ تعالی فرمائیں گے: میں اپنی خلقت میں سے جس کے لئے چاہوں گا۔ فرشتے کہیں گے: (اے اللہ!) تو پاک ہے' ہم کما حقہ تیری عبادت نہ کر سکے۔ پھر پل صراط نصب کیا جائے گا' جو استرے کی دھار کی طرح ہو گا۔

الْمُوْسٰی، فَتَقُوْلُ الْمَلَائِكَةُ: مَنْ تُجِيْزُ عَلٰى هٰذَا؟ فَيَقُوْلُ: مَنْ شِئْتُ مِنْ خَلْقِيْ. فَيَقُوْلُوْنَ: سُبْحَانَكَ مَاعَبَدْنَاكَ حَقَّ عِبَادَتِكَ)).

[الصحيحة: ٩٤١]

فرشتے پوچھیں گے: (اے اللہ!) تو کس کو یہ عبور کروائے گا؟ اللہ تعالی فرمائیں گے: میں اپنی مخلوق میں سے جس کو چاہوں گا۔" وہ کہیں گے: تو پاک ہے، ہم کما حقہ تیری عبادت نہ کر سکے۔"

باب: يوم القيامة كقدر ما بيان الظهر والعصر

قیامت کا دن ظہر اور عصر کے درمیانی وقت جتنا ہوگا

٢٦٧٠۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَقَدْرِ مَابَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ)). [الصحيحة: ٢٤٥٦]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ظہر اور عصر کے درمیانی وقفے جتنا قیامت کا دن ہوگا۔"

فوائد: یعنی قیامت کا دن باوجود اپنی طوالت کے ظہر اور عصر کے درمیانی وقفے جتنا طویل محسوس ہوگا حالانکہ اس کی طوالت پچاس ہزار سال ہوگی۔

باب: كيف هو صاحب القرن

سینگ والے کی حالت کا بیان

٢٦٧١۔ قَالَ ﷺ: ((كَيْفَ أَنْعَمُ وَقَدِ الْتَقَمَ صَاحِبُ الْقَرْنِ، وَحَنٰى جَبْهَتَهُ وَأَصْغٰى سَمْعَهُ، يَنْتَظِرُ أَنْ يُؤْمَرَ أَنْ يَنْفُخَ، فَيَنْفُخُ، قَالَ الْمُسْلِمُوْنَ: فَكَيْفَ نَقُوْلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: قُوْلُوْا: حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ، تَوَكَّلْنَا عَلَى اللّٰهِ رَبِّنَا. وَرُبَّمَا قَالَ سُفْيَانُ: عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا.)) رُوِيَ مِنْ حَدِيْثِ أَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ، وَابْنِ عَبَّاسٍ، وَزَيْدِ ابْنِ أَرْقَمَ، وَأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، وَجَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ، وَالْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ۔ [الصحيحة: ١٠٧٩]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میں (دنیوی زندگی میں) کیسے خوش و خرم رہ سکوں، اُدھر صور پھونکنے والا فرشتہ اپنے منہ میں صور لے چکا ہے، اس نے اپنی پیشانی جھکا دی ہے، اپنا کان (اللہ کے حکم کے انتظار میں) لگا دیا ہے۔ اب وہ نفخ کے حکم کا انتظار کر رہا ہے، (حکم ہوتے ہوئے صور) پھونک دے گا۔ مسلمانوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم (اس قلق و اضطراب میں) کیا کہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "یہ کہو: اللہ ہمیں کافی ہے، وہ بہترین کارساز ہے، ہم نے اپنے ربّ اللہ پر توکل کیا ہے۔" یہ حدیث ابوسعید خدری، عبداللہ بن عباس، زید بن ارقم، انس بن مالک، جابر بن عبد اللہ اور براء بن عازب رضی اللہ عنہم سے مروی ہے۔

باب: تفسير الآية يوم يقوم الناس لرب العالمين

جس دن سب لوگ رب العالمین کے سامنے کھڑے ہوں گے کی تفسیر

٢٦٧٢۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ۔

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ

رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: تَلَارَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْآيَةَ: ﴿يَوْمَ يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِيْنَ﴾[الْمُطَفِّفِيْنَ:٦]، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((كَيْفَ بِكُمْ اِذَا جَمَعَكُمُ اللّٰهُ كَمَا يُجْمَعُ النَّبْلُ فِي الْكِنَانَةِ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ، ثُمَّ لَايَنْظُرُ اللّٰهُ اِلَيْكُمْ؟)) [الصحيحة:٢٨١٧]

ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿جس دن سب لوگ ربّ العالمین کے سامنے کھڑے ہوں گے۔﴾ (سورۂ مطففین: ٦) اور فرمایا: ”تمھارا کیا بنے گا جب اللہ تعالیٰ تمھیں ترکش میں تیر جمع کرنے کی طرح پچاس ہزار سال کے لئے (میدانِ محشر میں) جمع کرے گا اور پھر تمھاری طرف دیکھے گا بھی نہیں۔“

باب: عليك بخاصتك في الفتن دون الناس

فتنوں کے دور میں لوگوں کو چھوڑ کر اپنی فکر کرو

٢٦٧٣۔ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((كَيْفَ بِكَ يَا عَبْدَاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو اِذَا بَقِيْتَ فِي حُثَالَةٍ مِّنَ النَّاسِ مَرَجَتْ عُهُوْدُهُمْ وَاَمَانَاتُهُمْ، وَاخْتَلَفُوْا، فَصَارُوْا هٰكَذَا: وَشَبَّكَ بَيْنَ اَصَابِعِهِ، قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! مَاتَاْمُرُنِي؟ قَالَ: عَلَيْكَ بِخَاصَّتِكَ، وَدَعْ عَنْكَ عَوَامَّهُمْ)) [الصحيحة:٢٠٦]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”عبداللہ بن عمرو! اس وقت تیرا کیا بنے گا جب تو گھٹیا اور ادنی درجے کے لوگوں میں باقی رہ جائے گا' ان کے عہد و پیمان اور امانت و دیانت میں کھوٹ پیدا ہو جائے گی' وہ اختلاف و افتراق میں پڑ جائیں گے اور وہ اس طرح خلط ملط ہو جائیں گے۔“ پھر آپ نے اشارہ کرتے ہوئے اپنے ہاتھوں کی انگلیوں کو ایک دوسرے میں داخل کر دیا۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ مجھے ایسے حالات میں کیا حکم دیں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اپنی فکر کرنا اور عوام الناس (کے معاملات میں) نہ پڑنا۔“

فوائد: جب ایسے فتن ہوں کہ ایمان بچانا مشکل ہو تو ایسی حالت میں ”امر بالمعروف والنھی عن المنکر“ کا فریضہ ترک کر کے فقط ایمان بچا لیا جائے تو یہی کافی ہے۔

باب: صفت فتنة لفتنة الدجال

تمام فتنے دجال کے فتنے کے لیے ہی بنائے گئے ہیں

٢٦٧٤۔ عَنْ حُذَيْفَةَ، قَالَ: ذُكِرَ الدَّجَّالُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((لَاَنَا لِفِتْنَةِ بَعْضِكُمْ اَخْوَفُ عِنْدِي مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ، وَلَنْ يَنْجُو اَحَدٌ مِمَّا قَبْلَهَا اِلَّا نَجَا مِنْهَا، وَمَا صُنِعَتْ فِتْنَةٌ مُنْذُ كَانَتِ الدُّنْيَا صَغِيْرَةٌ وَلَا كَبِيْرَةٌ اِلَّا

سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے دجال کا ذکر کیا گیا' آپ ﷺ نے فرمایا: ”دجال کی فتنے کی نسبت مجھے خود تمھارے بعض افراد کے فتنوں کا زیادہ ڈر ہے' جو آدمی دجال سے پہلے والے فتنوں سے نجات پا گیا وہ اس کے فتنے سے بھی چھٹکارا حاصل کر لے گا اور ابتداءِ دنیا سے جو چھوٹا بڑا فتنہ منظرِ عام

لِفِتْنَةِ الدَّجَّالِ)). [الصحيحة:٣٠٨٢]

پر آیا وہ فتنۂ دجال کی خاطر تھا۔"

٢٦٧٥۔عَنْ أَبِي حَرْبِ بْنِ أَبِي الْأَسْوَدِ، قَالَ: شَهِدْتُ عَلِيًّا وَالزُّبَيْرَ لَمَّا رَجَعَ الزُّبَيْرُ عَلَى دَابَّتِهِ يَشُقُّ الصُّفُوفَ ، فَعَرَضَ لَهُ ابْنُهُ عَبْدُاللّٰهِ،فَقَالَ: مَالَكَ ؟ فَقَالَ : ذَكَرَ لِي عَلِيٌّ حَدِيثًا سَمِعْتُهُ مِن رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((لَتُقَاتِلَنَّهُ وَأَنْتَ ظَالِمٌ لَّهُ)). فَلَا أُقَاتِلُهُ قَالَ: وَلِلْقِتَالِ جِئْتَ؟ إِنَّمَا جِئْتَ لِتُصْلِحَ بَيْنَ النَّاسِ وَيُصْلِحَ اللّٰهُ هٰذَا الْأَمْرَ بِكَ۔ قَالَ: قَدْ حَلَفْتُ أَن لَّا أُقَاتِلَ ۔ قَالَ: فَاعْتِقْ غُلَامَكَ جَرْجَسَ، وَقِفْ حَتّٰى تُصْلِحَ بَيْنَ النَّاسِ قَالَ: فَأَعْتِقْ غُلَامَهُ جَرْجَسَ، وَوَقَفَ فَاخْتَلَفَ أَمْرُ النَّاسِ فَذَهَبَ عَلَى فَرَسِهِ۔

[الصحيحة:٢٦٥٩]

ابوحرب بن ابواسود کہتے ہیں: میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ کے پاس موجود تھا۔ زبیر اپنی سواری پر صفوں کو چیرتے ہوئے واپس جا رہے تھے ان کا بیٹا عبداللہ رضی اللہ عنہ ان کے سامنے آیا اور پوچھا: آپ کو کیا ہو گیا؟ انھوں نے کہا: علی رضی اللہ عنہ نے مجھے ایسی حدیث بیان کی جو میں نے خود رسول اللہ ﷺ سے سنی تھی' آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو اس سے ضرور لڑے گا اور تو اس کے حق میں ظالم ہو گا۔'' سو میں اس سے قتال نہیں کرتا۔ سیدنا عبداللہ نے کہا: آپ لڑنے کے لئے تھوڑے آئے ہیں؟ آپ تو لوگوں کے مابین صلح کروانے کے لئے آئے ہیں' ممکن ہے کہ اللہ تعالی آپ کے ذریعے اس معاملے کا تصفیہ کر دے۔ انھوں نے کہا: میں نے تو قتال نہ کرنے کی قسم اٹھالی ہے۔ سیدنا عبداللہ نے کہا: (تو بطور کفارہ) جرجس نامی غلام کو آزاد کر دو اور لوگوں کے درمیان صلح کروانے تک یہیں ٹھہرے رہو۔ سو انھوں نے اپنے غلام جرجس کو آزاد کر دیا اور وہیں ٹھہر گئے' لیکن لوگوں کا معاملہ مختلف فیہ ہو گیا (اور صلح نہ ہو سکی) اس لئے وہ اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر چلے گئے۔

تخریج: الصحیحة ۲۶۵۹۔ حاکم (۳/ ۳۶۶)' ابو یعلی (۱/ ۱۹۱'۱۹۲)' احمد بن منیع' ابن راھویہ کما فی المطالب العالیة (۴۴۰۷'۴۴۰۸) بطریق عنه۔

باب: لياتين على امتي من العنا والضناء

میری امت پر مشقت اور بیماریاں ضرور آئیں گی؟

٢٦٧٦۔عَنْ حُذَيْفَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَيَأْتِيَنَّ عَلَى أُمَّتِي زَمَانٌ يَتَمَنَّوْنَ فِيهِ الدَّجَّالَ)). قُلْتُ: يَارَسُولَ اللّٰهِ بِأَبِي وَأُمِّي! مِمَّ ذَاكَ؟! قَالَ: ((مِمَّا يَلْقَوْنَ مِنَ الْعِنَاءِ أَوِ الضَّنَاءِ)).

[الصحيحة:٣٠٩٠]

سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میری امت پر ایسا (کٹھن) زمانہ آئے گا کہ وہ دجال کی تمنا کرنے لگ جائیں گے۔'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں! ایسے کیوں ہو گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ مشقت یا بیماری میں پڑنے کی وجہ سے (ایسی خواہش کرنے لگیں گے)۔''

تخریج: الصحیحة ۳۰۹۰۔ طبرانی فی الاوسط (۴۳۰۱)' البزار (الکشف : ۳۳۹۳) و (البحر :۲۸۴۹)۔

باب: قتل حسین رضی اللہ عنہ

سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے قتل ہونے کا بیان

۲٦٧٧۔ عَنْ عَائِشَةَ أَوْأُمِّ سَلَمَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِإِ حْدِهِمَا: ((لَقَدْ دَخَلَ عَلَي الْبَيْتِ مَلَكٌ لَمْ يَدْخُلْ عَلَيَّ قَبْلَهَا، فَقَالَ لِي: إِنَّ ابْنَكَ هٰذَا: حُسَيْنٌ مَقْتُولٌ ، وَإِنْ شِئْتَ أُرِيتُكَ مِنْ تُرْبَةِ الْأَرْضِ الَّتِي يُقْتَلُ بِهَا. قَالَ: فَأَخْرَجَ تُرْبَةً حَمْرَاءَ)). [الصحیحة:۸۲۲]

سیدہ عائشہ وسیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہما بیان کرتی ہیں کہ نبی ﷺ نے ان میں سے کسی ایک کو فرمایا: ''آج گھر میں میرے پاس ایسا فرشتہ آیا' جو پہلے کبھی نہیں آیا تھا' اس نے مجھے کہا: آپ کا یہ حسین بیٹا قتل ہو جائے گا' اگر آپ چاہتے ہیں تو میں اس کے مقتل کی مٹی آپ کو دکھا دیتا ہوں۔ پھر اس نے سرخ مٹی نکال (کر مجھے دکھائی)۔''

تخریج: الصحیحة ۸۲۲۔ احمد (٦/ ۲۹۴) وفی فضائل الصحابة (۱۵۳۳)' طبرانی فی الکبیر (۲۸۱۵)۔

باب: روية الله المؤمنين يوم القيامة

مومنوں کو اللہ کا دیدار ہو گا قیامت کے دن

۲٦٧٨۔ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، قَالَ: سَأَلْتُ جَابِرًا- رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ- عَنِ الْوُرُوْدِ؟ فَأَخْبَرَنِي أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ يَقُولُ: ((نَحْنُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَى كَوْمٍ فَوْقَ النَّاسِ ، فَتُدْعَى الْأُمَمُ بِأَوْثَانِهَا، وَمَا كَانَتْ تَعْبُدُ، الْأَوَّلُ فَالْأَوَّلُ، ثُمَّ يَأْتِينَا رَبُّنَا بَعْدَ ذٰلِكَ فَيَقُولُ: مَا تَنْتَظِرُوْنَ؟ فَيَقُولُوْنَ : نَنْتَظِرُ رَبَّنَا، فَيَقُولُ: أَنَا رَبُّكُمْ، فَيَقُوْلُوْنَ : حَتّٰى نَنْظُرَ إِلَيْكَ، فَيَتَجَلّٰى لَهُمْ يَضْحَكُ، فَيَتْبَعُوْنَهُ)). [الصحیحة:۲۷۵۱]

ابوزبیر کہتے ہیں: میں سیدنا جابر سے قیامت کے دن آنے کے بارے میں سوال کیا۔ انھوں نے جوابًا مجھے رسول اللہ ﷺ کی یہ حدیث بیان کی: ''ہم روزِ قیامت عام لوگوں سے بلند ایک ٹیلے پر ہوں گے' امتوں کو ان کے بتوں اور معبودوں سمیت پکارا جائے گا' وہ یکے بعد دیگرے آئیں گی' پھر ہمارا رب ہمارے پاس آئے گا اور پوچھے گا: تم لوگ کس چیز کا انتظار کر رہے ہو؟ ہم کہیں گے: ہم اپنے ربّ کا انتظار کر رہے ہیں۔ وہ فرمائے گا: میں تمھارا ربّ ہوں۔ ہم کہیں گے: (اپنے سامنے سے پردہ چاک کرو) تاکہ ہم تجھے دیکھ سکیں۔ سو اللہ تعالیٰ ہنستے ہوئے ان کے سامنے ظاہر ہوں گے اور وہ ان کے پیچھے چل پڑیں گے۔''

تخریج: الصحیحة ۲۷۵۱۔ احمد (۳/ ۳۴۵)' الدارمی فی الرد علی الجهمية (ص:۵۸)' مسلم (۱۹۱)' من طریق آخر عنه۔

باب: نعم الميتة ان يموت الرجل دون حقه

آدمی کی بہترین موت اپنے حق کے حصول کے لیے مرنا ہے

۲٦٧٩۔ قَالَ سَعْدٌ : إِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((نِعْمَ الْمِيتَةُ أَنْ يَّمُوْتَ الرَّجُلُ دُوْنَ

سیدنا سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''بہترین موت یہ ہے کہ آدمی اپنا حق وصول کرتا ہوا مارا

حَقِّهِ)). [الصحيحة:٦٩٧]

جائے۔''

تخریج: الصحیحة ۶۹۷- احمد (۱/ ۱۸۴)، ابو عمرو الدانی فی الفتن (۱۱۲) و ابو نعیم فی الحلیة (۸/ ۲۹۰)۔

باب: نعمت الأرض المدينة اذا خرج الدجال

جب دجال نکلے گا تو مدینہ بہترین زمین ثابت ہوگی

٢٦٨٠- عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ- رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا-، قَالَ: اَشْرَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى فَلَقٍ مِّنْ اَفْلَاقِ الْحَرَّةِ وَنَحْنُ مَعَهُ فَقَالَ: ((**نِعْمَتِ الْأَرْضُ الْمَدِيْنَةُ اِذَا خَرَجَ الدَّجَّالُ، عَلٰى كُلِّ نَقْبٍ مِّنْ اَنْقَابِهَا مَلَكٌ لَا يَدْخُلُهَا، فَاِذَا كَانَ كَذٰلِكَ رَجَفَتِ الْمَدِيْنَةُ بِاَهْلِهَا ثَلَاثَ رَجَفَاتٍ، لَا يَبْقٰى مُنَافِقٌ وَلَا مُنَافِقَةٌ اِلَّا خَرَجَ اِلَيْهِ، وَاَكْثَرُ . يَعْنِي. مَنْ يَخْرُجُ اِلَيْهِ النِّسَاءُ، وَذٰلِكَ يَوْمُ التَّخْلِيْصِ، وَذٰلِكَ يَوْمَ تَنْفِي الْمَدِيْنَةُ الْخَبَثَ كَمَا يَنْفِي الْكِيْرُ خَبَثَ الْحَدِيْدِ، يَكُوْنُ مَعَهُ سَبْعُوْنَ اَلْفًا مِّنَ الْيَهُوْدِ، عَلٰى كُلِّ رَجُلٍ مِنْهُمْ سَاجٌ وَسَيْفٌ مُحَلًّى ، فَتَضْرِبُ قُبَّتَهٗ بِهٰذَا الضَّرْبِ الَّذِي عِنْدَ مُجْتَمَعَ السُّيُوْلِ**)). ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((**مَاكَانَتْ فِتْنَةٌ. وَتَكُوْنُ حَتّٰى تَقُوْمَ السَّاعَةُ. اَكْبَرَ مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ، وَلَا مِنْ نَبِيٍّ اِلَّا حَذَّرَ اُمَّتَهٗ، وَلَاُخْبِرَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مَا اَخْبَرَهٗ نَبِيٌّ قَبْلِي**)) ثُمَّ وَضَعَ يَدَهٗ عَلٰى عَيْنِهٖ، ثُمَّ قَالَ: ((**اَشْهَدُ اَنَّ اللّٰهَ. عَزَّوَجَلَّ. لَيْسَ بِاَعْوَرَ**)).

[الصحيحة:٣٠٨١]

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے، آپ ﷺ حرہ کے ایک ٹیلے سے جھانکے اور فرمایا: ''جب دجال منظرِ عام پر آئے گا تو مدینہ بہترین سرزمین ثابت ہوگی، اس کی طرف آنے والے ہر راستے پر فرشتہ ہوگا، اس لئے دجال اس میں داخل نہیں ہو سکے گا۔ جب معاملہ یہ ہوگا تو مدینہ تین دفعہ اپنے باشندوں کو جھٹکا دے گا، ہر منافق مرد اور عورت (مدینہ کو خیر باد کہہ کر) دجال کی طرف نکل جائے گا، زیادہ تر جانے والی عورتیں ہوں گی، یہ "یوم التخلیص" ہوگا، اس دن مدینہ اپنے اندر پائی جانے والی خباثت کو نکال دے گا، جیسے دھونکنی لوہے کی میل کچیل کو صاف کر دیتی ہے۔ دجال کے ساتھ ستر ہزار (70,000) یہودی ہوں گے، ہر ایک نے زرہ زیبِ تن کی ہو گی اور ہر ایک کے پاس آراستہ کی ہوئی ایک تلوار ہوگی، جہاں پانی کے نالے جمع ہوتے ہیں وہاں اس کا ڈیرہ بنایا جائے گا۔'' پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہ (ماضی میں) ایسا فتنہ تھا اور نہ تا قیامت ہوگا، جو دجال کے فتنے سے سنگین ہو۔ ہر نبی نے اپنی امت کو اس سے متنبہ کیا اور میں تمھیں اس کی ایسی علامت بتاتا ہوں جو کسی نبی نے نہیں بتائی۔'' پھر آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ اپنی آنکھ پر رکھا اور فرمایا: ''میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کانا نہیں ہے (اور دجال کانا ہوگا)۔

تخریج: الصحیحة ۳۰۸۱- احمد (۳/ ۲۹۲) طبرانی فی الاوسط (۲۱۸۶)، من طریق آخر عنه۔

باب: انماط
چادروں کا بیان

۲٦٨١۔ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((هَلْ لَكُمْ مِنْ أَنْمَاطٍ؟)) قُلْتُ: وَأَنّٰى يَكُوْنُ لَنَا الْأَنْمَاطُ؟! قَالَ: ((أَمَا أَنَّهَا سَتَكُوْنُ لَكُمُ الْأَنْمَاطُ)). قَالَ جَابِرٌ: فَإِنَا أَقُوْلُ لَهَا۔ يَعْنِي: اِمْرَأَتَهُ۔: أَخِّرِي عَنَّا أَنْمَاطَكِ، فَتَقُوْلُ: أَلَمْ يَقُلِ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَنَّهَا سَتَكُوْنُ لَكُمُ الْأَنْمَاطُ؟)). فَأَدَعُهَا! [الصحيحة:٤٠٠٦]

سیدنا جابر ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تمھارے پاس چادریں (یا غالیچے) ہیں؟'' میں نے کہا: ہمارے پاس چادریں کہاں سے آئیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''آگاہ رہو! عنقریب تمھارے پاس ہوں گی۔'' سیدنا جابر کہتے ہیں: جب میں اپنی بیوی کو کہتا تھا کہ ان چادروں کو مجھ سے دور کر دے تو وہ کہتی تھی: کیا نبی ﷺ نے یہ نہیں فرمایا تھا: ''عنقریب تمھارے پاس چادریں ہوں گی۔'' میں یہ سن کر اس کو چھوڑ دیتا تھا۔

تخریج: الصحیحۃ ۴۰۰۶۔ بخاری (۳۶۳۱، ۵۱۶۱)، مسلم (۲۰۸۳)، ابو داود (۴۱۴۵)، نسائی (۳۳۸۸)، ترمذی (۲۷۷۴)۔

باب: انزال عیسی امام مقسط و حکم عادل
عیسیٰ کا نزول بطور امام منصف اور عادل حکمران کے

۲٦٨٢۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((وَالَّذِي نَفْسُ أَبِي الْقَاسِمِ بِيَدِهِ لَيَنْزِلَنَّ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ إِمَامًا مُقْسِطًا، وَحَكَمًا عَدْلًا، فَلَيَكْسِرَنَّ الصَّلِيْبَ، وَلَيَقْتُلَنَّ الْخِنْزِيْرَ، وَلَيُصْلِحَنَّ ذَاتَ الْبَيْنِ، وَلَيُذْهِبَنَّ الشَّحْنَاءَ وَلَيُعْرَضَنَّ عَلَيْهِ الْمَالُ فَلَا يَقْبَلُهُ، ثُمَّ لَئِنْ قَامَ عَلٰى قَبْرِي فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ، لَأُجِبْتُهُ)). [الصحيحة:٢٧٣٣]

سیدنا ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں ابو القاسم کی جان ہے! حضرت عیسی بن مریم (علیہ السلام) انصاف پسند امام اور عدل پسند حکمران بن کر ضرور نازل ہوں گے، وہ صلیب کو توڑ دیں گے، خنزیر کو قتل کر دیں گے، تعلقات میں صلح صفائی کریں گے، عداوت ختم ہو جائے گی، ان پر مال پیش کیا جائے گا لیکن وہ قبول نہیں کریں گے، اگر وہ میری قبر پر کھڑے ہوئے اور کہا: اے محمد! تو میں ان کو جواب دوں گا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۷۳۳۔ ابو یعلی (۶۵۷۷)، بخاری (۳۴۴۸)، مسلم (۱۵۵)، مختصر من طریق آخر۔

فوائد: امام البانی کہتے ہیں کہ اس کے آخری لفظ "لاجبته" یہ اصل میں "لأجيبنه" بدلا ہوا کہ میں اس کا جواب دوں گا لیکن اس میں بھی احتمال ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

باب: التبشیر بالتسدید و المقاربة
میانہ روی اور راہ راست پر چلنے سے خوشخبری کا بیان

۲٦٨٣۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: خَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ عَلٰى رَهْطٍ مِنْ أَصْحَابِهِ يَضْحَكُوْنَ وَيَتَحَدَّثُوْنَ،

سیدنا ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ صحابہ کے ایک گروہ کے پاس آئے، وہ ہنس رہے تھے اور گپ شپ لگا رہے

قَالَ: ((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! لَوْتَعْلَمُوْنَ مَااَعْلَمُ، لَضَحِكْتُمْ قَلِيْلًا، وَلَبَكَيْتُمْ كَثِيْرًا)). ثُمَّ انْصَرَفَ ﷺ، وَاَبْكَى الْقَوْمُ، وَاَوْحَى اللّٰهُ۔عَزَّوَجَلَّ۔ اِلَيْهِ: يَا مُحَمَّدُ! لِمَ تُقَنِّطُ عِبَادِيْ؟! فَرَجَعَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: ((اَبْشِرُوْا، وَسَدِّدُوْا، وَقَارِبُوْا)). [الصحيحة:٣١٩٤]

تھے۔آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر تم وہ کچھ جانتے ہوتے جو میں جانتا ہوں، تو تم ہنسنا کم کر دیتے اور بکثرت روتے۔“ پھر آپ ﷺ چلے گئے اور صحابہ نے رونا شروع کر دیا۔ اللہ تعالی نے آپ کی طرف وحی کی: اے محمد! تم میرے بندوں کو ناامید کیوں کر رہے ہیں؟ نبی کریم ﷺ واپس لوٹے اور کہا: ”خوش ہو جاؤ، راہِ راست پر چلتے رہو اور میانہ روی اختیار کرو۔“

تخریج: الصحیحۃ ۳۱۹۴۔ الادب المفرد (۲۵۵۴)، بیہقی فی الشعب (۱۰۵۸)، ابن حبان (۱۱۳)، بخاری (۶۴۸۵، ۶۶۳۷) مختصراً ببعضہ من طریق آخر۔

الرجل يكون الكافر بالسجدة

ایک آدمی سجدہ کرنے کے باوجود کافر ہوتا ہے

٢٦٨٤۔ عَنْ اَبِي بَكْرَةَ، قَالَ: اِنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ مَرَّبِرَجُلٍ سَاجِدٍ۔ وَهُوَ يَنْطَلِقُ اِلَى الصَّلَاةِ۔ فَقَضَى الصَّلَاةَ، وَرَجَعَ عَلَيْهِ وَهُوَ سَاجِدٌ، فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: ((مَنْ يَقْتُلُ هٰذَا؟)) فَقَامَ رَجُلٌ فَحَسَرَ عَنْ يَدَيْهِ فَاخْتَرَطَ سَيْفَهُ وَهَزَّهُ ثُمَّ قَالَ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! بِاَبِي اَنْتَ وَاُمِّي كَيْفَ اَقْتُلُ رَجُلًا سَاجِدًا يَشْهَدُ اَنْ لَااِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ؟ ثُمَّ قَالَ: ((مَنْ يَقْتُلُ هٰذَا؟)). فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ: اَنَا۔ فَحَسَرَ عَنْ ذِرَاعَيْهِ وَاخْتَرَطَ سَيْفَهُ وَهَزَّهُ حَتّٰى اَرْعَدَتْ يَدُهُ فَقَالَ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! كَيْفَ اَقْتُلُ رَجُلًا سَاجِدًا يَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْقَتَلْتُمُوْهُ لَكَانَ اَوَّلُ فِتْنَةٍ وَآخِرُهَا)). [الصحيحة:٢٤٩٥]

سیدنا ابو بکرہ ﷺ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نماز ادا کرنے کے لئے (مسجد کی طرف) جا رہے تھے، راستے میں ایک سجدہ ریز آدمی کے پاس سے گزر ہوا۔ جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے اور واپس لوٹے تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہ ابھی تک سجدے میں پڑا ہوا ہے۔ نبی کریم ﷺ وہاں کھڑے ہو گئے اور فرمایا: ”کون ہے جو اس کو قتل کر دے؟“ ایک آدمی کھڑا ہوا، آستین چڑھائے، تلوار سونتی اور اسے لہرایا، لیکن کہنے لگا: اے اللہ کے نبی! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، میں ایسے آدمی کو کیسے قتل کروں، جو سجدہ ریز ہے اور گواہی دے رہا ہے کہ اللہ ہی معبودِ برحق ہے اور محمد (ﷺ) اللہ کے بندے اور رسول ہیں؟ لیکن آپ ﷺ نے پھر فرمایا: ”کون اس کو قتل کرے گا؟“ وہی آدمی کھڑا ہوا، آستین چڑھائے، تلوار سونتی اور اس کو لہرایا، لیکن اس کے ہاتھ پر کپکپی طاری ہو گئی اور وہ کہنے لگا: اے اللہ کے نبی! میں ایسے آدمی کو کیسے قتل کروں جو سجدہ ریز ہے اور گواہی دے رہا ہے کہ اللہ ہی معبودِ برحق ہے اور محمد (ﷺ) اللہ کے بندے اور رسول ہیں؟ نبی ﷺ نے فرمایا: ”اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان

ہے! اگر تم اسے قتل کر دیتے تو یہ پہلا اور آخری فتنہ ہوتا۔"

تخریج: الصحیحة ۲۴۹۵۔ احمد (۵/ ۴۲)' ابن ابی عاصم فی السنة (۹۳۸)۔

فوائد: دوسری حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ یہ خارجی تھا یعنی مستقبل میں جو لوگ خروج کرنے والے تھے۔ اگر اسے قتل کر دیا جاتا تو دنیا میں امت مسلمہ فتنوں کا شکار نہ ہوتی۔

باب: من عجائب اشراط الساعة

۲٦٨٥۔ عَنْ اَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: عَدَّالَذِّئْبُ عَلٰى شَاةٍ فَاَخَذَهَا، فَطَلَبَهُ الرَّاعِي، فَانْتَزَعَهَا مِنْهُ، فَاقْعَى الذِّئْبُ عَلٰى ذَنَبِهٖ، قَالَ: اَلاتَتَّقِي اللّٰهَ؟! تَنْزَعُ مِنِّي رِزْقًا سَاقَهُ اللّٰهُ اِلَيَّ؟! فَقَالَ: يَا عَجَبِي! ذِئْبٌ مُقْعٍ عَلٰى ذَنَبِهٖ يُكَلِّمُنِي كَلَامَ الْاِنْسِ! فَقَالَ الذِّئْبُ: اَلَا اُخْبِرُكَ بِاَعْجَبَ مِنْ ذٰلِكَ؟ مُحَمَّدٌ ﷺ بِيَثْرِبَ، يُخْبِرُ النَّاسَ بِاَنْبَاءِ مَاقَدْ سَبَقَ! قَالَ: فَاَقْبَلَ الرَّاعِي يَسُوْقُ غَنَمَهُ حَتّٰى دَخَلَ الْمَدِيْنَةَ، فَزَوَاهَا لِي زَاوِيَةٍ مِّنْ زَوَايَاهَا ، ثُمَّ اَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَاَخْبَرَهُ، اَمَرَرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَنُوْدِيَ بِالصَّلَاةِ جَامِعَةً، ثُمَّ خَرَجَ، فَقَالَ لِلرَّاعِي: اَخْبِرْهُمْ ۔ فَاَخْبَرَهُمْ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((صَدَقَ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهٖ، لَاتَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يُكَلِّمَ السِّبَاعُ الْاِنْسَ، وَيُكَلِّمَ الرَّجُلُ عَذَبَةَ سَوْطِهٖ وَشِرَاكَ نَعْلِهٖ، وَيُخْبِرُهُ فَخِذُهُ بِمَا حَدَثَ اَهْلُهُ بَعْدَهُ)).

[الصحیحة:۱۲۲]

قیامت کی عجیب وغریب نشانیاں

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ایک بھیڑیے نے بکری پر حملہ کیا اور اس کو پکڑ لیا۔ چرواہے نے اس کا تعاقب کیا اور اس سے بکری چھین لی۔ بھیڑیا پچھلی ٹانگوں کو زمین پر پھیلا کر اور اگلی ٹانگوں کو کھڑا کر کے اپنی دم پر بیٹھ گیا اور کہنے لگا: کیا تو اللہ تعالی سے نہیں ڈرتا' اللہ نے مجھے جو رزق عطا کیا تھا' تو نے وہ چھین لیا ہے؟ چرواہا کہنے لگا: ہائے تعجب! بھیڑیا ہے' اپنی دم پر بیٹھا ہے اور انسانوں کی طرح گفتگو کر رہا ہے۔ اتنے میں بھیڑیا پھر بولا اور کہنے لگا: کیا میں تجھے اس سے تعجب انگیز بات نہ بتلاؤں؟ محمد ﷺ یثرب (مدینہ) میں آچکے ہیں اور ماضی کی خبریں بتاتے ہیں۔ (یہ سن کر) چرواہا اپنی بکریوں کو ہانکتے ہانکتے مدینہ میں داخل ہوا' بکریوں کو کسی گوشے میں جمع کیا اور رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور آپ ﷺ کو صورتحال سے آگاہ کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا اور لوگوں کو جمع کرنے کے لئے "الصلاة جامعة" کی صدا بلند کی گئی (لوگ جمع ہو گئے اور) آپ ﷺ لوگوں کے پاس تشریف لائے اور چرواہے کو سارا واقعہ بیان کرنے کا حکم فرمایا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے خود فرمایا: "اس نے سچ کہا' اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! قیامت کے برپا ہونے سے پہلے درندے لوگوں سے باتیں کریں گے' آدمی اپنی لاٹھی کی نوک اور جوتے کے تسمے سے ہم کلام ہوگا اور اس کی ران اسے بتلائے گی کہ اس کی بیوی نے اس کے بعد کیا کچھ کیا۔"

تخریج: الصحیحة ۱۲۲۔ احمد (۳/ ۸۳'۸۴)، ابن حبان (۶۴۹۴)' حاکم (۴/ ۴۶۷'۴۶۸)' مفرقاً' ترمذی (۲۱۸۱)' مختصراً دون

ذکر قصة الذئب۔

٢٦٨٦۔عَنْ اَبِي عَامِرٍ اَوْاَبِي مَالِكٍ الْاَشْعَرِيِّ، سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ: ((لَيَكُوْنَنَّ مِنْ اُمَّتِي اَقْوَامٌ يَسْتَحِلُّوْنَ الْحِرَّ وَالْحَرِيْرَ وَالْخَمْرَ وَالْمَعَازِفَ وَلَيَنْزِلَنَّ اَقْوَامٌ اِلَى جَنْبِ عَلَمٍ ،يَرُوْحُ عَلَيْهِمْ بِسَارِحَةٍ لَهُمْ،يَاْتِيْهِمْ لِحَاجَةٍ، فَيَقُوْلُوْنَ: اِرْجِعْ اِلَيْنَا غَدًا، فَيُبَيِّتُهُمُ اللّٰهُ، وَيَضَعُ الْعَلَمَ وَيَمْسَخُ آخَرِيْنَ قِرَدَةً وَخَنَازِيْرَ اِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ)). [الصحيحة:٩١]

سیدنا ابو عامر یا سیدنا ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: ''میری امت میں ایسے لوگ بھی پیدا ہوں گے جو زنا' ریشم' شراب اور آلاتِ موسیقی کو جائز و حلال سمجھیں گے' کچھ قومیں بلند پہاڑ کے دامن میں پڑاؤ ڈالیں گی' شام کو چرواہا اپنے مویشی لے کر ان کے پاس کسی حاجت کے لئے آئے گا' لیکن وہ کہیں گے: (آج لوٹ جاؤ) کل آنا۔ اللہ تعالی انھیں ہلاک کر دے گا اور پہاڑ کو ان پر دے مارے گا اور دوسروں کو روزِ قیامت تک بندروں اور خنزیروں کی صورتوں میں مسخ کر دے گا۔''

تخریج: الصحیحة ۹۱۔ بخاری (۵۵۹۰) تعلیقاً' طبرانی (۳۴۱۷)' بیہقی (۱۰/ ۲۲۱) موصولاً' ابوداؤد (۴۰۳۹) من طریق آخر عنه

٢٦٨٧۔ عَنْ اُمِّ حَبِيْبَةَ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ ، قَالَتْ: خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمًا فَزِعًا مُحْمَرًّا وَجْهُهُ يَقُوْلُ: ((لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، وَيْلٌ لِلْعَرَبِ مِنْ شَرٍّ قَدِ اقْتَرَبَ! فُتِحَ الْيَوْمَ مِنْ رَدْمِ يَاْجُوْجَ وَمَاْجُوْجَ مِثْلُ هٰذِهِ ، وَحَلَّقَ بِاِصْبَعِهِ الْاِبْهَامَ وَالَّتِي تَلِيْهَا، فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اَنَهْلِكُ وَفِيْنَا الصَّالِحُوْنَ؟ قَالَ: نَعَمْ اِذَا كَثُرَ الْخَبَثُ)). [الصحيحة:٩٨٧]

سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے روایت کرتی ہیں' وہ کہتی ہیں: رسول اللہ ﷺ ایک دن ہمارے پاس تشریف لائے' آپ گھبرائے ہوئے تھے اور آپ کا چہرہ سرخ تھا اور آپ کی زبان پر یہ کلمات تھے: ''لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ'' عربوں کے لئے اس شر کی وجہ سے ہلاکت ہے' جو قریب آ گئی ہے' آج یاجوج و ماجوج کی دیوار سے اتنا حصہ کھول دیا گیا ہے۔'' اور آپ نے اپنی دو انگلیوں (انگوٹھے اور اس کے ساتھ والی انگلی) سے حلقہ بنا کر دکھایا۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا ہم ہلاک ہو جائیں گے' جب کہ ہمارے اندر نیک لوگ بھی ہوں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں جب برائی عام ہو جائے گی۔''

تخریج: الصحیحة ۹۸۷۔ بخاری (۳۳۴۶)' مسلم (۲۸۸۰)' ابن حبان (۳۲۷)۔

باب: من هي الطائفة الظاهرة المنصورة؟

غالب و کامیاب رہنے والی جماعت کون سی ہے؟

ظهر طائفةٍ من امتي على الحق إلى الساعة

میری امت کے ایک گروہ کا حق پر قیامت تک قائم رہنا

٢٦٨٨۔ عَنْ عِمْرَانَ بْنَ حُصَيْنٍ مَرْفُوْعًا: ((لَاتَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ اُمَّتِي ظَاهِرِيْنَ عَلَى الْحَقِّ حَتّٰى تَقُوْمَ السَّاعَةُ)). [الصحيحة: ٢٧٠]

سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میری امت کا ایک گروہ تا قیامت حق پر (رہتے ہوئے غالب) رہے گا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۷۰۔ الرامھرمزی فی المحدث الفاصل (۲۷)' خطیب فی شرف اصحاب الحدیث (۴۱)' احمد (۵/ ۴۲۹)' ابوداود (۲۴۸۴)' من طریق آخر با ختلاف یسیر۔

فوائد: اس سے مراد وہ گروہ جو حق یعنی قرآن و حدیث کو تھامے ہوئے قتال کرتا رہے گا اور یہ کوئی حکومت یا حکمران نہیں بلکہ صالحین کا ایک گروہ ہوگا اور یہ دشمنوں اور مخالفین پر غالب رہیں گے۔

٢٦٨٩۔ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ شِمَاسَةَ الْمَهْرِيِّ، قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ مَسْلَمَةَ بْنِ مُخَلَّدٍ وَعِنْدَهُ عَبْدُاللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، فَقَالَ عَبْدُاللّٰهِ : لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ اِلَّا عَلٰى شِرَارِ الْخَلْقِ هُمْ شَرٌّ مِّنْ اَهْلِ الْجَاهِلِيَّةِ، لَا يَدْعُوْنَ اللّٰهَ بِشَيْءٍ اِلَّا رَدَّهُ عَلَيْهِمْ ـ فَبَيْنَمَا هُمْ عَلٰى ذٰلِكَ اَقْبَلَ عُقْبَةُ بْنُ عَامِرٍ فَقَالَ لَهُ مَسْلَمَةُ: يَا عُقْبَةُ اِسْمَعْ مَايَقُوْلُ عَبْدُاللّٰهِ۔ فَقَالَ عُقْبَةُ: هُوَ اَعْلَمُ، وَاَمَّااَنَا فَسَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((لَا تَزَالُ عِصَابَةٌ مِّنْ اُمَّتِي يُقَاتِلُوْنَ عَلٰى اَمْرِ اللّٰهِ قَاهِرِيْنَ لِعَدُوِّهِمْ لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ خَالَفَهُمْ حَتّٰى تَأْتِيَهُمُ السَّاعَةُ وَهُمْ عَلٰى ذٰلِكَ)). فَقَالَ عَبْدُاللّٰهِ: اَجَلْ، ثُمَّ يَبْعَثُ اللّٰهُ رِيْحًا كَرِيْحِ الْمِسْكِ، مَسُّهَا مَسُّ الْحَرِيْرِ، فَلَا تَتْرُكُ نَفْسًا فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِنَ الْاِيْمَانِ اِلَّا قَبَضَتْهُ ،ثُمَّ يَبْقٰى شِرَارُ النَّاسِ عَلَيْهِمْ تَقُوْمُ السَّاعَةُ۔ [الصحيحة: ١١٠٨]

عبد الرحمٰن بن شماسہ مہری کہتے ہیں: میں مسلمہ بن مخلد کے پاس تھا' سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما بھی ان کے پاس موجود تھے۔ سیدنا عبد اللہ نے کہا: قیامت بدترین لوگوں پر قائم ہوگی' وہ جاہلیت والے لوگوں سے بھی بدتر ہوں گے' وہ جب بھی اللہ تعالیٰ کو پکاریں گے اللہ تعالیٰ ان کی پکار کو مردود قرار دے گا۔ اتنے میں ان کے پاس سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ آ گئے' مسلمہ نے ان سے کہا: عقبہ! عبداللہ کی بات پر غور کرو' وہ کیا کہہ رہے ہیں۔ انھوں نے کہا: وہ مجھ سے زیادہ علم رکھتے ہیں' میں نے تو رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''میری امت کا ایک گروہ اللہ کے حکم کے مطابق قتال کرتا رہے گا' وہ اپنے دشمنوں پر غالب رہے گا اور اس کے مخالفین اسے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکیں گے' حتی کہ قیامت قائم ہو جائے گی اور وہ اسی حالت پر ہوگا۔'' یہ سن کر سیدنا عبداللہ نے کہا: جی ہاں' (لیکن اتنی بات ضرور ہے کہ) پھر اللہ تعالیٰ کستوری کی خوشبو جیسی ہوا بھیجے گا' وہ ریشم کی طرح (نرم نرم) محسوس ہوگی' جس نفس کے دل میں ایک دانے کے برابر ایمان ہوگا' وہ اسے فوت کر دے گی' پھر بدترین لوگ باقی رہ جائیں گے اور ان پر قیامت قائم ہوگی۔

تخریج: الصحیحۃ ۱۱۰۸۔ مسلم (۱۹۲۴)' حاکم (۴/ ۴۵۶' ۴۵۷)۔

باب: السوال الخمس من ابن آدم
پانچ سوال ابن آدم سے ضرور پوچھے جائیں گے

٢٦٩٠۔ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا تَزُوْلُ قَدَمُ ابْنِ آدَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ عِنْدِ رَبِّهِ حَتّٰى يُسْأَلَ عَنْ خَمْسٍ: عَنْ عُمُرِهِ فِيْمَا أَفْنَاهُ؟ وَعَنْ شَبَابِهِ فِيْمَا أَبْلَاهُ؟ وَمَالِهِ مِنْ أَيْنَ اكْتَسَبَهُ؟ وَفِيْمَا أَنْفَقَهُ؟ وَمَا ذَا عَمِلَ فِيْمَا عَلِمَ)). [الصحيحة:٩٤٦]

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''روزِ قیامت ابن آدم کے پاؤں اس وقت سے اللہ تعالی کے پاس سے نہیں کھسک سکیں گے، جب تک اس سے پانچ چیزوں کے بارے پوچھ گچھ نہ کر لی جائے گی، یعنی: (۱) اس نے اپنی عمر کہاں فنا کی؟ (۲) اس نے اپنی نوجوانی کہاں کھپائی؟ (۳) اس نے مال کہاں سے کمایا؟ (۴) اور کہاں خرچ کیا؟ اور (۵) اس نے اپنے علم کے مطابق کتنا عمل کیا؟''

تخریج: الصحیحۃ ۹۴۶- ترمذی (۲۴۱۶)، ابو یعلی (۵۲۵۸)، طبرانی فی الکبیر (۹۷۷۲)، والصغیر (۱/ ۲۶۹)۔

فوائد: علم، عمل کے بغیر ایسے ہی ہے جیسے کھانا بغیر نمک کے ہو، علم اور عالم کی انتہائی فضیلت ہے مگر یہ تب ہے جب ساتھ عمل ہو ورنہ یہ فائدے کی بجائے خسارے کا باعث بن سکتا ہے۔

باب: تحريم الغزو فى المكة إلى يوم القيامة
قیامت تک کے لیے مکہ میں لڑنا حرام ہے

٢٦٩١۔ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ مَالِكِ ابْنِ بَرْصَاءِ مَرْفُوْعًا: ((لَا تُغْزٰى هٰذِهِ (يَعْنِي: مَكَّةَ) بَعْدَ الْيَوْمِ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ [وَلَا يُقْتَلُ قُرَيْشِيٌّ بَعْدَ هٰذَا الْعَامِ صَبْرًا أَبَدًا])) [الصحيحة:٢٤٢٧]

سیدنا حارث بن مالک بن برصاء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آج کے بعد روزِ قیامت تک اس (یعنی مکہ) سے قتال نہیں کیا جائے گا اور کسی قریشی کو باندھ کر قتل نہیں کیا جائے گا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۴۲۷- ترمذی (۱۶۱۱)، احمد (۳/ ۴۱۲)، حاکم (۳/ ۶۲۷)، ابن سعد (۲/ ۱۴۵)۔

باب: روية امور العظام بين يدى الساعة
قیامت سے پہلے بڑے بڑے امور کے دیکھنے کا بیان

٢٦٩٢۔ عَنْ سَمُرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تَزُوْلَ الْجِبَالُ عَنْ أَمَاكِنِهَا، وَتَرَوْنَ الْأُمُوْرَ الْعِظَامَ الَّتِي لَمْ تَكُوْنُوْا تَرَوْنَهَا)). [الصحيحة: ٣٠٦١]

سیدنا سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک پہاڑ اپنی جگہ سے زائل نہیں ہو جائیں گے اور تم ایسے بڑے بڑے امور نہ دیکھ لو گے جو تم پہلے نہیں دیکھا کرتے تھے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۰۶۱- طبرانی فی الکبیر (۶۵۵۷)، و عبدالرزاق (۲۰۷۸۰)، عن الحسن البصری مرسلاً۔

باب: ان اطول الناس جوعًا يوم
زیادہ کھانے والے قیامت کے دن سب سے زیادہ

القيامة اكثرهم شبعًا

بھوکے ہوں گے

٢٦٩٣ـ عَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ، قَالَ: تَجَشَّأْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: ((مَاأَكَلْتَ يَا أَبَاجُحَيْفَةَ؟!. فَقُلْتُ: خُبْزٌ وَلَحْمٌ، فَقَالَ: ((إِنَّ أَطْوَلَ النَّاسِ جُوْعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ، أَكْثَرُهُمْ شِبْعًا فِي الدُّنْيَا)).

[الصحيحة:٣٣٧٢]

سیدنا ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے نبی ﷺ کے پاس ڈکار لیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''ابو جحیفہ! تم نے کیا کھایا ہے؟'' میں نے کہا: روٹی اور گوشت۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''روزِ قیامت وہ لوگ سب سے زیادہ بھوکے ہوں گے جو دنیا میں پیٹ بھر کر رہتے ہیں۔''

تخریج: الصحیحة ۳۳۷۲- طبرانی فی الکبیر (۲۲/ ۱۳۲)، البزار (البحر : ۴۲۳۷)- طبرانی فی الاوسط (۳۷۵۸)، بیهقی فی الشعب (۵۶۴۳)، من طریق آخر عنه-

فوائد: پیٹ جس قدر زیادہ بھرا ہوگا عمل میں اسی کے بقدر کوتاہی ہوگی۔ اسی لیے آپ ؐ نے فرمایا: ابن آدم کو پشت سیدھی رکھنے کے لیے چند لقمے ہی کافی ہیں، یعنی صرف اتنا کھانا کہ انسان اپنے واجبات بخوبی ادا کر سکے اسی لیے سمجھ دار جینے کے لیے کھاتا ہے نہ کہ کھانے کے لیے جیتا رہے۔

باب: طروق من قراء امتی من الاسلام

میری امت کے کچھ قرآن پڑھنے والوں کا اسلام سے نکل جانا

٢٦٩٤ـ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مَرْفُوْعًا: ((لَيَقْرَأَنَّ الْقُرْآنَ نَاسٌ مِنْ أُمَّتِي يَمْرُقُوْنَ مِنَ الْإِسْلَامِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ)).

[الصحيحة:٢٢٠١]

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میری امت کے بعض لوگ قرآن مجید تو لازماً پڑھیں گے، لیکن وہ دین اسلام سے (بیگانے ہوکر) یوں نکلیں گے جیسے تیر شکار سے پار ہو جاتا ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۲۲۰۱- ابن ماجه (۱۷۱)، احمد (۱/ ۲۵۶)، ابو یعلی (۳۳۵۴)، ابن ابی شیبة (۱۰/ ۵۳۵)-

باب: متى يكون الخسف فى هذه الامة؟

اس امت میں دھنسائے جانے کے واقعات کب ہوں گے؟

٢٦٩٥ـ عَنْ أَنَسٍ مَرْفُوْعًا: ((لَيَكُوْنَنَّ فِي هٰذِهِ الْأُمَّةِ خَسْفٌ، وَقَذْفٌ، وَمَسْخٌ، وَذٰلِكَ إِذَا شَرِبُوْا الْخُمُوْرَ، وَاتَّخَذُوْا الْقَيْنَاتِ، وَضَرَبُوْا بِالْمَعَازِفِ)). [الصحيحة:٢٢٠٣]

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس امت میں بھی دھنسنے، سنگ باری ہونے اور مسخ ہونے (جیسے امور نمودار ہوں گے) اور یہ اس وقت ہوگا جب لوگ شراب پئیں گے، گانے والیوں کا اہتمام کریں گے اور آلات موسیقی استعمال کریں گے۔''

تخریج: الصحیحة ۲۲۰۳- ابن ابی الدنیا فی ذم الملاحی(ق ۱۵۳/ ۱)-

باب: تکون فتن كقطع الليل المظلم

۲۶۹۶۔عَنِ ابْنِ عُمَرَ مَرْفُوْعًا: ((لَيَغْشَيَنَّ أُمَّتِي مِنْ بَعْدِي فِتَنٌ كَقِطَعِ اللَّيْلِ الْمُظْلِمِ، يُصْبِحُ الرَّجُلُ فِيهَا مُؤْمِنًا وَيُمْسِي كَافِرًا، وَيُمْسِي مُؤْمِنًا، وَيُصْبِحُ كَافِرًا، يَبِيعُ أَقْوَامٌ دِينَهُمْ بِعَرَضٍ مِنَ الدُّنْيَا قَلِيلٍ)). [الصحيحة:۱۲٦٧]

اندھیری رات کے ٹکڑوں کی طرح فتنے ہوں گے

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اندھیری رات کے ٹکڑوں کی طرح فتنے میری امت کو ڈھانپ لیں گے۔ بندہ بوقتِ صبح مومن ہوگا اور شام کو کافر اور بوقتِ شام مومن ہوگا اور صبح کو کافر۔ لوگ دنیوی معمولی ساز و سامان کے عوض اپنے دین کو فروخت کر دیں گے۔“

تخریج: الصحیحۃ ۱۲۶۷۔ حاکم (۴/ ۴۳۸)۔

باب: استحلال طائفة من امتي الخمر بغير اسمها

۲۶۹۷۔ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَيَسْتَحِلَّنَّ طَائِفَةٌ مِّنْ أُمَّتِي الْخَمْرَ بِاسْمٍ يُسَمُّوْنَهَا إِيَّاهُ (وَفِي رِوَايَةٍ: يُسَمُّوْنَهَا بِغَيْرِ اسْمِهَا)). [الصحيحة:۹۰]

میری امت کا ایک گروہ شراب کو اس کا نام بدل کر حلال کرے گا

سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میری امت کا ایک گروہ شراب کا نام تبدیل کر کے اسے جائز و حلال سمجھے گا۔“

تخریج: الصحیحۃ ۹۰۔ ابن ماجہ (۳۳۸۵)، احمد (۳۱۸)، ابن ابی شیبۃ (۸/ ۱۰۸)، البزار الکشف:۲۶۸۹)۔

باب: تبديل السيئات بالحسنات

۲۶۹۸۔عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَيَتَمَنَّيَنَّ أَقْوَامٌ لَوْ أَكْثَرُوْا مِنَ السَّيِّئَاتِ، قَالُوْا: بِمَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: الَّذِيْنَ بَدَّلَ اللّٰهُ سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ)). [الصحيحة:۲۱۷۷]

برائیوں کے نیکیوں کے ساتھ تبدیل ہونے کا بیان

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”(ایک وقت ایسا بھی آئے گا کہ اس میں) بعض لوگ یہ تمنا کریں گے کہ کاش انھوں نے زیادہ برائیاں کی ہوتیں۔“ صحابہ نے کہا: ”اے اللہ کے رسول! ایسے کیوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”وہ لوگ (یہ خواہش کریں گے) جن کی برائیوں کو نیکیوں میں تبدیل کر دیا جائے گا۔“

تخریج: الصحیحۃ ۲۱۷۷۔ حاکم (۴/ ۲۵۲)۔

فوائد: گناہوں کی بصورت نیکیاں یہ ہر بندے کے لیے نہیں بلکہ ان افراد کے لیے جن کی کوئی ادا رب رحیم کو پسند آ جائے گی۔ اس لیے زیادہ گناہ کرنے کی بجائے نیکیوں میں رغبت کرنی چاہیے۔

باب: تحريم آلات الطرب

آلات موسیقی کی حرمت کا بیان

۲۶۹۹۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَيَبِيْتَنَّ قَوْمٌ مِّنْ هٰذِهِ الْأُمَّةِ عَلٰى طَعَامٍ وَشَرَابٍ وَلَهْوٍ، فَيُصْبِحُوْا قَدْ مُسِخُوْا قِرَدَةً وَخَنَازِيْرَ)). [الصحيحة: ۱٦۰٤]

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس امت کے بعض افراد کھانے پینے اور لہو ولعب میں رات گزار دیں گے، جب صبح ہو گی تو وہ بندر اور خنزیر بن چکے ہوں گے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۶۰۴۔ ابو نعیم فی اخبار اصبھان (۲/ ۱۲۶) وفی الحلیۃ (۶/ ۲۹۶)، عبداللہ بن احمد فی زوائد المسند (۵/ ۳۲۹) مطولاً۔

باب: خروج النار من اليمن من جبل الوراق

یمن کے جبل وراق سے آگ کے نکلنے کا بیان

۲۷۰۰۔ عَنْ أَبِيْ ذَرٍّ، قَالَ: أَقْبَلْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَنَزَلْنَا (ذَا الْحُلَيْفَةِ)، فَتَعَجَّلَتْ رِجَالٌ إِلَى الْمَدِيْنَةِ، وَبَاتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَبِتْنَا مَعَهُ، فَلَمَّا أَصْبَحَ سَأَلَ عَنْهُمْ ؟ فَقِيْلَ: تَعَجَّلُوْا إِلَى الْمَدِيْنَةِ. فَقَالَ: ((تَعَجَّلُوْا إِلَى الْمَدِيْنَةِ وَالنِّسَاءِ ! أَمَا إِنَّهُمْ سَيَدَعُوْنَهَا أَحْسَنَ مَا كَانَتْ)). ثُمَّ قَالَ: ((لَيْتَ شِعْرِيْ ! مَتٰى تَخْرُجُ نَارٌ مِّنَ الْيَمَنِ مِنْ جَبَلِ الْوِرَاقِ، تُضِيْءُ مِنْهَا أَعْنَاقُ الْإِبِلِ بُرُوْكًا بِبُصْرٰى كَضَوْءِ النَّهَارِ)).

[الصحيحة: ۳۰۸۳]

سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ (سفر سے واپس آ رہے) تھے، ہم نے ذوالحلیفہ مقام میں پڑاؤ ڈالا، کچھ لوگوں نے مدینہ کی طرف جانے میں عجلت سے کام لیا، رسول اللہ ﷺ نے وہیں رات گزاری اور ہم بھی آپ کے ساتھ تھے۔ جب صبح ہوئی تو آپ ﷺ نے ان کے بارے میں پوچھا (کہ وہ کہاں ہیں)؟ بتلایا گیا کہ انھوں نے مدینہ کی طرف جانے میں جلدی کی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''انھوں نے مدینہ اور عورتوں کی طرف جانے میں جلدی کی ہے، عنقریب یہ لوگ مدینہ کو چھوڑ جائیں گے، حالانکہ وہ ان کے لئے بہت بہتر ہو گا۔'' پھر فرمایا: ''کاش میں جانتا ہوتا کہ جب یمن کے جبلِ وراق سے آگ نکلے گی، وہ بصری میں بیٹھے ہوئے اونٹوں کی گردنوں کو ایسے روشن کر دے گی، جیسے وہ دن کی روشنی میں نظر آتی ہیں۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۰۸۳۔ احمد (۵/ ۱۴۴)، ابن حبان (۲۸۴۱)، البزار (البحر (۴۰۳۰)۔

باب: من اعلام نبوته ﷺ

نبوت کی نشانیاں

۲۷۰۱۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: لَيَأْتِيَنَّ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ ،

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لوگوں پر ایسا وقت بھی آئے گا کہ ان کے دل عجمیوں کے

قُلُوبُهُمْ قُلُوبُ الْعَجَمِ۔[قُلْتُ: وَمَا قُلُوبُ الْعَجَمِ؟ قَالَ:]حُبُّ الدُّنْيَا، سُنَّتُهُمْ سُنَّةُ الْأَعْرَابِ، مَاآتَاهُمْ مِن رِزْقٍ جَعَلُوهُ فِي الْحَيْوَانِ، يَرَوْنَ الْجِهَادَ ضَرَرًا، وَالزَّكَاةَ مَغْرَمًا))۔ [الصحيحة:٣٣٥٧]

دلوں کی مانند ہو جائیں گے۔" میں نے کہا: عجمیوں کے دلوں سے کیا مراد ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "دنیا کی محبت' ان (یعنی عجمیوں) کا انداز بدوؤں کی طرح کا ہو گا' ان کو رزق کی جو صورتیں ملیں گی' وہ ان کو جانوروں پر لگا دیں گے' وہ جہاد کو تکلیف اور زکاۃ کو چٹی تصور کرتے ہیں۔"

تخریج: الصحيحة ٣٣٥٧- طبراني في الكبير (١٣/ ٣٥)' وابو يعلى (المطالب العالية المندة: (٤٤٨٨/ ١) مرفوعاً الحارث بن ابي اسامة (بغيته الباحث: ٢٨٩) موقوفاً على عبدالله بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ۔

باب:تبليغ الدين ما بلغ الليل و النهار

جہاں تک رات اور دن ہیں وہاں تک دین پہنچے گا

٢٧٠٢۔ عَنْ جَمْعٍ۔ مِنْهُمْ: اَلْمِقْدَادُ، وَأَبُو ثَعْلَبَةَ، وَتَمِيمُ الدَّارِيُّ۔ مَرْفُوعًا: ((لَيَبْلُغَنَّ هٰذَا الْأَمْرُ مَا بَلَغَ اللَّيْلُ وَالنَّهَارُ، وَلَا يَتْرُكُ اللّٰهُ بَيْتَ مَدَرٍ وَلَا وَبَرٍ إِلَّا أَدْخَلَهُ اللّٰهُ هٰذَا الدِّيْنَ، بِعِزِّ عَزِيْزٍ، أَوْبِذُلِّ ذَلِيْلٍ، عِزًّا يُعِزُّ اللّٰهُ بِهِ الْإِسْلَامَ، وَذُلًّا يُذِلُّ بِهِ الْكُفْرَ))۔ [الصحيحة:٣]

سیدنا مقداد' سیدنا ابو ثعلبہ' سیدنا تمیم داری اور دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "یہ دین وہاں تک پہنچے گا' جہاں تک رات اور دن کا سلسلہ جاری ہے۔ اللہ تعالی کوئی شہری اور دیہاتی گھر نہیں چھوڑیں گے' مگر اس میں عزیز کی عزت و آبرو کے ساتھ یا ذلیل کی توہین و ذلالت کے ساتھ اس دین کو پہنچا دیں گے' عزت وہ ہے جو اسلام کے ساتھ ملے اور ذلت وہ ہے جو کفر کے ساتھ ملے۔"

تخریج: الصحيحة ٣- ابن حبان (٦٦٩٩) عن المقداد رضی اللہ عنہ ابو عروبة في المنتقى من الطبقات (٢/ ١٠/ ١)' احمد (٤/ ١٠٣)' بيهقي (٩/ ١٨١)' حاكم (٤/ ٤٣٠)' عن تميم الداري رضی اللہ عنہ بهذا اللفظ۔

فوائد: اسلام کا پیغام دنیا کے ہر انسان تک پہنچ کر رہے گا کوئی تو اسے عزت سے تسلیم کر لے گا یا پھر انکار کی صورت میں ذلت سے دوچار ہو گا۔

باب:من اشراط الساعة ان ترفع الأشرار

علامات قیامت سے یہ بھی ہے کہ بدترین لوگوں کو اعلیٰ منصب دیے جائیں گے

٢٧٠٣۔عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِقْتِرَابُ (وَفِي رِوَايَةٍ: أَشْرَاطُ) السَّاعَةِ أَنْ تُرْفَعَ الْأَشْرَارُ، وَتُوضَعَ الْأَخْيَارُ، وَيُفْتَحَ الْقَوْلُ،وَيُخْزَنَ الْعَمَلُ، وَيُقْرَأَ بِالْقَوْمِ الْمُثْنَاةُ لَيْسَ فِيهِمْ أَحَدٌ يُنْكِرُهَا .قِيْلَ:

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "قیامت کے قریب ہونے کی علامت یہ ہے کہ بدترین لوگوں کو اعلی مناصب دیے جائیں گے' شریف لوگوں کو ذلیل سمجھا جائے گا' لوگ بڑی بڑی باتیں کریں گے' عمل محدود ہو جائے گا اور لوگوں میں مثناۃ (یعنی لکھائی پڑھائی) عام ہو گی' کوئی بھی اس

وَمَا الْمَثْنَاةُ؟ قَالَ: مَااسْتُكْتِبَ سِوَى كِتَابِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ .)). [الصحيحة: ۲۸۲۱]

کا انکار نہیں کر سکے گا۔" کہا گیا کہ مثناۃ سے کیا مراد ہے؟ فرمایا: "جو چیز قرآنی (علوم) کے علاوہ لکھی جائے۔"

تخريج: الصحيحة ۲۸۲۱۔ حاكم (۴/ ۵۵۴)' بيهقى فى الشعب (۵۱۹۹)' بتمامه۔

فوائد: آخری قطعۂ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ لوگوں میں اخبارات' ڈائجسٹ اور کہانیوں جیسی فضول چیزوں کا عام مطالعہ ہوگا' قرآنی علوم کی طرف توجہ دھرنے والا کوئی نہیں ہوگا۔

باب: قراء السلام على الغائب
غائب کو سلام کہنا

۲۷۰٤۔ عَنْ اَنَسٍ مَرْفُوعًا: ((مَنْ اَدْرَكَ مِنْكُمْ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ، فَلْيَقْرَئْهُ مِنِّي السَّلَامَ)). [الصحيحة: ۲۳۰۸]

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تم میں سے جو حضرت عیسیٰ بن مریم (علیہ السلام) کو پالے' تو انھیں میرا سلام پہنچائے۔"

تخريج: الصحيحة ۲۳۰۸۔ حاكم (۴/ ۵۴۵) عن انس و (۴/ ۵۹۵)' عن ابى هريرة رضی اللہ عنہ۔

باب: ما من عام الا و الذى بعده شر
ہر سال کے بعد آنے والا سال برا ہے

۲۷۰٥۔ عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ عَدِيٍّ، قَالَ: دَخَلْنَا عَلٰى اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ فَشَكَوْنَا اِلَيْهِ مَا نَلْقٰى مِنَ الْحَجَّاجِ، فَقَالَ: قَالَ ﷺ: ((مَا مِنْ عَامٍ اِلَّا وَالَّذِي بَعْدَهُ شَرٌّ مِّنْهُ حَتّٰى تَلْقَوْا رَبَّكُمْ)). [الصحيحة: ۱۲۱۸]

زبیر بن عدی کہتے ہیں: ہم سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور حجاج کی طرف سے ہونے والی تکلیف کا ذکر کیا۔ انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ہر سال کے بعد والا سال پہلے سے برا ہوگا' (یہ سلسلہ یونہی جاری رہے گا) حتی کہ تم اپنے رب سے جا ملو گے۔"

تخريج: الصحيحة ۱۲۱۸۔ ترمذى (۲۲۰۶)' بخارى (۷۰۶۸)' باختلاف يسير۔

باب: فتنة النساء اضر على الرجال
عورتوں کا فتنہ مردوں کے لیے سب سے زیادہ نقصان دہ ہے

۲۷۰٦۔ عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ[وَسَعِيْدَ بْنَ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ]، عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ: ((مَاتَرَكْتُ بَعْدِي فِتْنَةً اَضَرَّ عَلَى الرِّجَالِ مِنَ النِّسَاءِ)) [الصحيحة: ۲۷۰۷]

سیدنا اسامہ بن زید بن حارثہ اور سعید بن زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میں نے اپنے بعد مردوں کے حق میں' عورتوں سے زیادہ خطرناک فتنہ کوئی اور نہیں چھوڑا۔"

تخريج: الصحيحة ۲۷۰۷۔ بخارى (۵۰۹۶)' مسلم (۲۷۴۱)' ترمذى (۲۷۸۱)' ابن ماجه (۳۹۹۸)۔

فوائد: عورت جس طرح عقل وخرد پر حاوی ہو کر بندے کے اعصاب پر سوار ہو جاتی ہے اور بندے کو سوچنے سمجھنے کی صلاحیت سے

محروم کر دیتی ہے' دنیا میں کوئی چیز اس قدر خطرناک اور اس کے مساوی نہیں حتی کہ مال کی حرص بھی بندے کو عظیم گناہوں کا مرتکب کر دیتی ہے مگر اس کی ہلاکت آفرینیاں عورت کے مقابلے میں پھر بھی کم ہیں۔

باب: تصريف امتي الوضوء يوم القيامة

قیامت کے دن میری امت کی پہچان وضو ہوگا

۲۷۰۷۔عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ بُسْرٍ الْمَازِنِيِّ، عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((مَا مِنْ أُمَّتِي مِنْ أَحَدٍ إِلَّا وَأَنَا أَعْرِفُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ . قَالُوْا: وَكَيْفَ تَعْرِفُهُمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فِي كَثْرَةِ الْخَلَائِقِ؟ قَالَ: أَرَأَيْتَ لَوْ دَخَلْتَ صَيْرَةً فِيْهَا خَيْلٌ دُهْمٌ بُهْمٌ وَفِيْهَا فَرَسٌ أَغَرُّ مُحَجَّلٌ ، أَمَا كُنْتَ تَعْرِفُهُ مِنْهَا؟ قَالَ: بَلٰى .قَالَ: فَإِنَّ أُمَّتِي يَوْمَئِذٍ غُرٌّ مِّنَ السُّجُوْدِ، مُحَجَّلٌ مِنَ الْوُضُوْءِ)).

[الصحيحة:٢٨٣٦]

سیدنا عبداللہ بن بسر مازنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں اپنی امت کے ہر فرد کو قیامت والے دن پہچان لوں گا۔'' صحابہ نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! آپ انھیں کیسے پہچانیں گے حالانکہ مخلوقات بکثرت ہوں گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تو کسی اصطبل میں داخل ہو اور وہاں کالے سیاہ گھوڑے ہوں' لیکن ان میں ایک گھوڑے کی پیشانی اور ٹانگیں سفید ہوں تو کیا تو اس گھوڑے کو پہچان نہ لو گے؟'' اس نے کہا: کیوں نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو پھر سجدہ کرنے کی وجہ سے میری امت کی پیشانی اور وضو کرنے کی وجہ سے ہاتھ پاؤں چمکتے ہوں گے (اس امتیازی علامت کی وجہ سے میں انھیں پہچان لوں گا)۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۸۳۶۔ احمد (۴/ ۱۸۹)' الضياء فی المختارۃ (۹/ ۱۰۶) طبرانی فی الاوسط (۴)۔ ترمذی (۲۰۷)' مختصراً

باب: كل ميسر لما خلق له

جس کو جس کے لیے پیدا کیا گیا ہے اس کو اس کی توفیق بھی دی گئی ہے

۲۷۰۸۔ عَنْ أَبِي أَسْوَدِ الدِّيْلَمِيِّ، قَالَ: غَدَوْتُ عَلٰى عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ يَوْمًا مِنَ الْأَيَّامِ فَقَالَ: يَا أَبَا الْأَسْوَدِ فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ أَنَّ رَجُلًا مِّنْ جُهَيْنَةَ أَوْمِنْ مُزَيْنَةَ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَرَأَيْتَ مَا يَعْمَلُ النَّاسُ الْيَوْمَ وَيَكْدَحُوْنَ فِيْهِ، شَيْءٌ قُضِيَ عَلَيْهِمْ، أَوْمَضٰى عَلَيْهِمْ فِي قَدَرٍ قَدْ سَبَقَ، أَوْ فِيْمَا يَسْتَقْبِلُوْنَ مِمَّا أَتَاهُمْ بِهِ نَبِيُّهُمْ ﷺ وَاتَّخَذَتْ عَلَيْهِمْ بِهِ الْحُجَّةُ؟ قَالَ: بَلْ شَيْءٌ قُضِيَ عَلَيْهِمْ وَمَضٰى

ابواسود دیلمی کہتے ہیں: میں ایک صبح کو سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کے پاس گیا' انھوں نے مجھے کہا: ابو اسود! پھر یہ حدیث بیان کی کہ جہینہ یا مزینہ قبیلے کا ایک آدمی نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! لوگ جو عمل کر رہے ہیں اور مشقت اٹھا رہے ہیں۔ آیا پہلے ہی ان کا فیصلہ ہو چکا ہے اور تقدیر کا نفوذ ہو چکا ہے یا لوگ از سر نو اپنے نبی کی لائی ہوئی تعلیمات' جن کے ذریعے ان پر حجت قائم کر دی گئی ہے پر عمل کر رہے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''(ان اعمال کا) پہلے فیصلہ ہو چکا ہے اور تقدیر کا نفوذ ہو چکا ہے۔''

عَلَيهِم ۔ قَالَ: فَلِمَ يَعْمَلُوْنَ إِذًا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((مَنْ كَانَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ خَلَقَهٗ لِوَاحِدَةٍ مِنَ الْمَنْزِلَتَيْنِ يُهَيِّئُهٗ لِعَمَلِهَا، وَتَصْدِيقُ ذٰلِكَ فِي كِتَابِ اللّٰهِ عزوجل ﴿وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰاهَا. فَأَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوَاهَا﴾[الشَّمْسُ:۷۔۸])).

[الصحيحة:٢٣٣٦]

اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! تو پھر لوگ عمل کیوں کر رہے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالی نے جس فرد کو دو منازل (یعنی جنت و جہنم) میں سے جس منزل کے لئے پیدا کیا، اسے (اس کے مطابق) وہی عمل کرنے کی توفیق دے گا، میری اس حدیث کی تصدیق قرآن مجید میں موجود ہے: ﴿قسم ہے نفس اور اسے درست بنانے کی، پھر سمجھ دی اس کو برے کاموں کی اور (ان سے) بچ کر چلنے کی﴾ (سورۂ شمس:۷-۸)۔“

تخریج: الصحیحۃ ۲۳۳۶۔ احمد (۴/ ۴۳۸)، ابن جریر فی التفسیر (۳۰/ ۱۳۵)، ابو داؤد الطیالسی (۸۴۲)، مسلم (۲۶۵۰)، باختلاف یسیر۔

فوائد: تقدیر اللہ کی علمیت کا اظہار ہے نہ کہ بندہ لکھے کے مطابق مجبور ہے بلکہ بندے کو اختیار ہے کہ جو چاہے کر لے جیسا کہ حدیث سے واضح ہے۔

باب: فضل عشر آيات من اول سورة الكهف

سورۃ الکھف کی پہلی دس آیات کی فضیلت کا بیان

٢٧٠٩۔ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ حَفِظَ عَشْرَ آيَاتٍ مِّنْ أَوَّلِ سُوْرَةِ الْكَهْفِ، عُصِمَ مِنْ [فِتْنَةِ] الدَّجَّالِ)).

[الصحيحة:٥٨٢]

سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”جس نے سورۂ کہف کی ابتدائی دس آیات یاد کر لیں وہ دجال کے فتنے سے محفوظ رہے گا۔“

تخریج: الصحیحۃ ۵۸۲۔ احمد (۶/ ۴۴۹)، مسلم (۸۰۹)، ابو داؤد (۴۳۲۳)۔

باب: ومن علامات الساعة انتفاخ الأهلة

علامات قیامت میں سے چاند کا بڑا ہونا بھی ہے

٢٧١٠۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مِنْ اقْتِرَابِ السَّاعَةِ انْتِفَاخُ الْأَهِلَّةِ وَأَنْ يُرَى الْهِلَالُ لِلَيْلَةٍ، فَيُقَالُ هُوَ ابْنُ لَيْلَتَيْنِ)). [الصحيحة:٢٢٩٢]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”قیامت کے قریب (ہونے کی علامت یہ بھی ہے کہ) چاند بڑا ہو جائے گا، جب ایک رات کا چاند نظر آئے گا تو کہا جائے گا کہ یہ تو دو راتوں کا ہے۔“

تخریج: الصحیحۃ ۲۲۹۲۔ طبرانی فی الصغیر (۲/ ۱۴۴)، والاوسط (۶۸۶۰)، ومسند الشامیین (۳۳۵۶)۔

باب: المهدی من اهل البیت

مہدی اہل بیت میں سے ہوگا

٢٧١١ ـ عَنْ عَلِيٍّ مَرْفُوعًا: ((اَلْمَهْدِيُّ مِنَّا اَهْلِ الْبَيْتِ، يُصْلِحُهُ اللّٰهُ فِي لَيْلَةٍ)). [الصحيحة:٢٣٧١]

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مہدی ہم یعنی اہل بیت سے ہوگا، اللہ تعالیٰ اسے ایک رات میں درست کر دے گا۔''

تخریج: الصحیحة ۲۳۷۱۔ ابن ماجه (۴۰۸۵)، احمد (۱/ ۸۴)، ابو یعلی (۴۶۵)، ابن ابی شیبة (۱۵/ ۱۹۷)۔

فوائد: معلوم ہوا کہ مہدی پیدائشی امام نہیں ہوگا بلکہ عام گنہگار سید زادہ ہوگا لیکن اللہ ایک ہی رات میں اس کی کایا پلٹ دیں گے اور وہ لوگوں کا امام بن جائے گا۔

باب: المقام المحمود الشفاعة

شفاعت ہی مقام محمود ہے

٢٧١٢ ـ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوعًا: ((اَلْمَقَامُ الْمَحْمُوْدُ: الشَّفَاعَةُ)). [الصحيحة:٢٣٦٩]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''شفاعت، مقام محمود ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۲۳۶۹۔ احمد (۲/ ۴۷۸)، ترمذی (۳۱۳۷) بنحوه، ابو نعیم فی الحلیة (۸/ ۳۷۲)، ابن ابی عاصم فی السنة (۷۸۴)

باب: من المهدی

مہدی کون ہوگا؟

٢٧١٣ ـ عَنْ اَبِي سَعِيْدٍ، قَالَ: قَالَ ﷺ: ((مِنَّا الَّذِي يُصَلِّي عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ خَلْفَهُ)). [الصحيحة:٢٢٩٣]

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس کے پیچھے حضرت عیسیٰ بن مریم (علیہ السلام) نماز پڑھیں گے وہ ہم (یعنی اہل بیت) میں سے ہوگا۔''

تخریج: الصحیحة ۲۲۹۳۔ ابو نعیم فی کتاب المهدی کما فی الجامع الکبیر للسیوطی۔

فوائد: آپ کی مراد امام مہدی ہیں۔

باب: ومن علامات الساعة

قیامت کی کچھ علامات کا بیان

٢٧١٤ ـ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَاتَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تَظْهَرَ الْفِتَنُ، وَيَكْثُرَ الْكَذِبُ، وَتَتَقَارَبَ الْاَسْوَاقُ، وَيَتَقَارَبَ الزَّمَانُ، وَيَكْثُرَ الْهَرَجُ. قِيْلَ: وَمَا الْهَرَجُ؟ قَالَ: اَلْقَتْلُ)). [الصحيحة:٢٧٧٢]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت اس وقت قائم ہوگی جب فتنے ظاہر ہوں گے، جھوٹ عام ہو جائے گا، بازار تنگ ہو جائیں گے، وقت جلدی گزرے گا اور ہرج زیادہ ہوگا۔'' کہا گیا: ہرج کے کیا معانی ہیں؟ فرمایا: ''قتل۔''

تخریج: الصحیحة ۲۷۷۲۔ احمد (۲/ ۵۱۹)، ابن حبان (۶۷۱۸)۔

٢٧١٥۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعًا: ((لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تَعُوْدُ أَرْضُ الْعَرَبِ مُرُوْجًا وَأَنْهَارًا)). [الصحيحة:٦]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''قیامت اس وقت برپا ہوگی جب عربوں کی سرزمین سبزہ زاروں اور نہروں کی صورت اختیار کر لے گی۔''

تخریج: الصحیحۃ ٦۔ مسلم (الزکاۃ: ٦٠/ ١٥٧)' احمد (٣/ ٤١٧)' حاکم (٤/ ٤٧٧)۔

٢٧١٦۔ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ مَرْفُوْعًا: ((لَاتَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تُقَاتِلُوْا قَوْمًا صِغَارَ الْأَعْيُنِ، عِرَاضَ الْوُجُوْهِ، كَأَنَّ أَعْيُنَهُمْ حَدَقُ الْجَرَادِ، كَأَنَّ وُجُوْهَهُمُ الْمَجَانُّ الْمُطْرَقَةُ، يَنْتَعِلُوْنَ الشَّعْرَ، وَيَتَّخِذُوْنَ الدَّرَقَ، حَتّٰى يَرْبِطُوْا خُيُوْلَهُمْ بِالنَّخْلِ)). [الصحيحة:٢٤٢٩]

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس وقت تک قیامت قائم نہیں ہوگی جب تک تم چھوٹی آنکھوں اور چوڑے چہروں والوں سے قتال نہ کرلو گے' گویا کہ ان کی آنکھیں ٹڈی کی سیاہی کی طرح ہوں گی اور گویا کہ ان کے چہرے کوٹی ہوئی ڈھالوں کی طرح ہوں گے' وہ بالوں کے جوتے پہنیں گے' چمڑے کی ڈھالیں استعمال کریں گے اور اپنے گھوڑوں کو کھجوروں کے ساتھ باندھیں گے۔''

تخریج: الصحیحۃ ٢٤٢٩۔ احمد (٣/ ٣١)' ابن ماجہ (٤٠٩٩)' ابن حبان (٦٧٤٧)۔

٢٧١٧۔ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ مَرْفُوْعًا: ((لَاتَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى لَا يُحَجَّ الْبَيْتُ)). [الصحيحة:٢٤٣٠]

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس وقت تک قیامت قائم نہیں ہوگی' جب تک بیت اللہ کا حج چھوڑ نہ دیا جائے۔''

تخریج: الصحیحۃ ٢٤٣٠۔ ابو یعلی (٩٩٢)' ابن حبان (٦٧٥٠)' حاکم (٤/ ٤٥٣)' وعلقه البخاری (١٥٩٣) و بخاری (١٥٩٣)' بلفظ "لیحجن البیت و لیعتمرن بعد خروج یاجوج و ماجوج۔

٢٧١٨۔ عَنْ أَبِي مُوْسٰى، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((لَاتَقُوْمُ السَّاعَةُ، حَتّٰى يَقْتُلَ الرَّجُلُ جَارَهُ وَأَخَاهُ وَأَبَاهُ)). [الصحيحة:٣١٨٥]

سیدنا ابوموسی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی' جب تک آدمی اپنے پڑوسی' اپنے بھائی اور اپنے باپ کو قتل نہیں کرے گا۔''

تخریج: الصحیحۃ ٣١٨٥۔ الادب المفرد (١١٨)' دیلمی (٣/ ١٦٨)۔

٢٧١٩۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((لَاتَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَمُرَّ الرَّجُلُ بِقَبْرِ الرَّجُلِ فَيَقُوْلُ: يَا لَيْتَنِي مَكَانَهُ، مَابِهِ حُبُّ لِقَاءِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ.)) [الصحيحة:٥٧٨]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس وقت تک قیامت قائم نہیں ہوگی جب تک ایسا نہ ہو کہ آدمی کسی قبر کے پاس سے گزرے گا (حالانکہ اسے اللہ سے ملاقات کی چاہت نہیں ہوگی لیکن وہ) کہے گا: کاش میں اس کی جگہ پر ہوتا۔''

تخریج: الصحیحۃ ٥٧٨۔ احمد (٢/ ٥٣٠)۔ مالک فی الموطا (١/ ٢٤١)' بخاری (٧١١٥)' مسلم (الفتن: ٥٣/ ١٥٧) بنحوہ۔

فوائد: موت کی خواہش دنیاوی فتنوں سے گھبراہٹ کے باعث ہوگی کہ لوگ فوت ہو جانے والوں کو عافیت میں سمجھیں گے اور خود

بھی مرنے کی خواہش کریں گے۔

۲۷۲۰۔ عَنْ أَنَسٍ ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يُمْطَرَ النَّاسُ مَطَرًا عَامًا، وَلَا تُنْبِتُ الْأَرْضُ شَيْئًا)). [الصحيحة:۲۷۷۳]

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس وقت تک قیامت قائم نہیں ہوگی، جب تک ایسے نہیں ہوگا کہ عام بارش برسے گی لیکن زمین کوئی (کھیتی) نہیں اگائے گی۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۷۷۳۔ احمد (۳/ ۱۴۰)' ابو یعلی (۳۳۴۰)' بخاری فی التاریخ (۷/ ۳۶۲)' تعلیقاً' حاکم (۴/ ۵۱۳)۔

۲۷۲۱۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:((لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يُمْطَرَ النَّاسُ مَطَرًا، لَاتُكِنُّ مِنْهُ بُيُوْتُ الْمَدَرِ، وَلَا تُكِنُّ مِنْهُ إِلَّا بُيُوْتُ الشَّعْرِ)). [الصحيحة: ۳۲٦٦]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی، جب تک ایسے نہیں ہوگا کہ بارش برسے گی اور کوئی اینٹوں والا اور بالوں والا (یعنی پکا اور کچا) گھر اس سے نہیں بچ سکے گا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۲۶۶۔ احمد (۲/ ۲۶۲)' ابن حبان (۶۸۷۰)۔

۲۷۲۲۔ عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَاتَقُوْمُ السَّاعَةُ عَلٰى أَحَدٍ يَقُوْلُ: ، اَللّٰهُ اَللّٰهُ(وَفِي طَرِيْقٍ:لَاإِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ)). [الصحيحة:۳۰۱٦]

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایسے انسان پر قیامت قائم نہیں ہوگی جو اللہ' اللہ کہتا ہوگا (اور ایک روایت میں ہے: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه)۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۰۱۶۔ مسلم (۱۴۸)' ابو عوانۃ (۱/ ۱۰۱)' احمد (۳/ ۱۶۲)' ترمذی (۲۲۰۷)۔

۲۷۲۳۔عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَاتَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَبْنِيَ النَّاسُ بُيُوْتًا يُوَشُّوْنَهَا وَشْيَ الْمَرَاحِلِ)). [الصحيحة: ۲۷۹]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی، جب تک لوگ اپنے گھروں کو اسٹیج کی طرح مزین نہیں کریں گے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۷۹۔ الادب المفرد (۷۷۷)۔

باب: هل جاء زمانه؟

کیا وہ وقت آن پہنچا ہے؟

۲۷۲٤۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :((لَاتَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَتَسَافَدُوا فِي الطَّرِيْقِ تَسَافُدَ الْحَمِيْرِ. قُلْتُ: إِنَّ ذٰلِكَ لَكَائِنٌ؟ قَالَ:نَعَمْ، لَيَكُوْنَنَّ)).

سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی، جب تک ایسے نہیں ہوگا کہ لوگ گدھوں کی طرح راستوں میں باہم جفتی کریں گے۔'' میں نے کہا: کیا ایسے بھی ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں' ضرور

[الصحيحة:٤٨١] ہوگا۔''

تخریج: الصحیحة ۴۸۱۔ البزار (الکشف:۳۴۰۸)' ابن حبان (۶۷۶۷)' ابن ابی شیبة (۱۵/ ۶۴)' حاکم (۴/ ۴۵۷)' من طریق آخر موقوفاً علیه۔

باب: غزو الكعبة والخسف بالجيش الغازي

کعبۃ اللہ پر چڑھائی اور آنے والے لشکر کا زمین میں دھنسنا

٢٧٢٥ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا تَنْتَهِي الْبُعُوثُ عَنْ غَزْوِ هٰذَا الْبَيْتِ، حَتّٰى يُخْسَفَ بِجَيْشٍ مِّنْهُمْ)). [الصحيحة:٢٤٣٢]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لشکر بیت اللہ میں جنگ کرنے سے باز نہیں آئیں گے' حتی کہ ان کے ایک لشکر کو زمین میں دھنسا دیا جائے گا۔''

تخریج: الصحیحة ۲۴۳۲۔ نسائی (۲۸۸۱)' حاکم (۴/ ۴۳۰)' ابو نعیم فی الحلیة (۷/ ۲۴۴)۔

باب: المستقبل للاسلام

آنے والا کل اسلام کا ہی ہے

٢٧٢٦ـ عَنْ عَائِشَةَ مَرْفُوْعًا: ((لَا يَذْهَبُ اللَّيْلُ وَالنَّهَارُ حَتّٰى تُعْبَدَ اللَّاتُ وَالْعُزّٰى)) فَقَالَتْ عَائِشَةُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنْ كُنْتُ لَأَظُنُّ حِيْنَ أَنْزَلَ اللّٰهُ: ﴿هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُوْلَهُ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ﴾ [التوبة: ٣٣]إِنَّ ذٰلِكَ تَامًّا۔ قَالَ: ((أَنَّهُ سَيَكُوْنُ مِنْ ذٰلِكَ مَاشَاءَ اللّٰهُ)).

[الصحيحة:١]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس وقت شب و روز کا سلسلہ ختم نہیں ہوگا' جب تک لات وعزی کی عبادت نہیں کی جائے گی۔'' سیدہ عائشہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! جب اللہ تعالی نے یہ آیت نازل کی: ﴿اسی نے رسول کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا ہے کہ اسے دوسرے تمام مذہبوں پر غالب کر دے' اگرچہ مشرک برا مانیں۔﴾ (سورۂ توبہ: ۳۳) تو مجھے گمان ہوا کہ یہ دین اب مکمل رہے گا (اور کوئی خرابی پیدا نہیں ہوگی)۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب تک اللہ چاہے گا' دین مکمل رہے گا۔''

تخریج: الصحیحة ۱۔ مسلم (۲۹۰۷)' حاکم (۱/ ۴۴۶' ۴۴۷)' بیہقی (۹/ ۱۸۱)۔

فوائد: لات اور عزی مشرکین کے بت تھے جو کہ حجاز میں تھے تو پتہ چلا کہ قیامت سے قبل یہ امت دوبارہ شرک کی لعنت میں گرفتار ہو جائے گی۔ ایک روایت میں آپ نے فرمایا: قیامت سے قبل دوس قبیلے کی عورتیں ذوالخلصہ نامی بت کی دوبارہ پوجا کرنے لگیں گی (مفہوم) تو یہ عقیدہ کہ یہ امت دوبارہ شرک نہیں کرے گی' باطل اور کم فہمی پر مبنی ہے۔

باب: من علامات الساعة

قیامت کی بعض نشانیاں

٢٧٢٧ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعًا: ((لَا يَذْهَبُ

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اللَّيْلُ وَالنَّهَارُ، حَتّٰى يَمْلِكَ رَجُلٌ مِّنَ الْمَوَالِي يُقَالُ لَهُ: جَهْجَاهُ)). [الصحيحة: ٢٤٤١]

''شب و روز کا سلسلہ اس وقت تک ختم نہیں ہوگا، جب تک جہجاہ نامی غلام بادشاہ نہیں بنے گا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۴۴۱۔ مسلم (۲۹۱۱)، ترمذی (۲۲۲۹)، احمد (۲/ ۳۲۹)۔

باب: ذم الشيخ الزاني والعجوز الزانية

بوڑھے زانی اور زانیہ بوڑھی کی مذمت

٢٧٢٨۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا يَنْظُرُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَى الشَّيْخِ الزَّانِي، وَلَا إِلَى الْعَجُوْزِ الزَّانِيَةِ)).

[الصحيحة: ٣٣٧٥]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ بوڑھے زانی مرد کی طرف دیکھیں گے اور نہ بوڑھی زانیہ عورت کی طرف۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۳۷۵۔ طبرانی فی الاوسط (۸۳۹۶)۔

فوائد: جوانی میں خواہشات منہ زور ہوتی ہیں، آدمی کے بھٹک جانے کا اندیشہ ہوتا ہے اس لیے اس دور میں کیے گئے گناہ پر بندے کو کسی حد تک معذور سمجھا جا سکتا ہے لیکن بڑھاپے میں جب تمام خواہشات ماند پڑ جاتی ہیں اور آدمی ضبط نفس پر قادر ہو جاتا ہے تو اس دور میں کیا گیا زنا انتہائی شنیع فعل ہے۔

باب: الصابر على دينه كالقابض على الجمر

دین پر صبر کرنے والا آگ کے انگارے مٹھی میں پکڑنے والے کی طرح ہوگا

٢٧٢٩۔ عَنْ أَنَسٍ مَرْفُوْعًا: ((يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ الصَّابِرُ فِيْهِمْ عَلَى دِيْنِهِ كَالْقَابِضِ عَلَى الْجَمْرِ)). [الصحيحة: ٩٥٧]

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لوگوں پر ایسا زمانہ بھی آئے گا کہ اپنے دین پر صبر کرنے والا دہکتے ہوئے انگارے کو مٹھی میں بند کرنے والے کے مترادف ہو گا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۹۵۷۔ ترمذی (۲۲۶۰)، ابن بطۃ فی الابانۃ (۳۱)، ابن عدی فی الکامل (۵/ ۱۷۱۱)۔

باب: مرج الدين من علامات الساعة

دین کا فساد علامات قیامت میں سے ہے

٢٧٣٠۔ عَنْ مَيْمُوْنَةَ، قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ: ((كَيْفَ أَنْتُمْ إِذَا مَرِجَ الدِّيْنُ، [وَسُفِكَ الدَّمُ، وَظَهَرَتِ الزِّيْنَةُ، وَشُرِّفَ الْبُنْيَانُ]، وَظَهَرَتِ الرَّغْبَةُ، وَاخْتَلَفَتِ

سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ایک دن فرمایا: ''جب دین میں فساد آ جائے گی، خونریزی ہوگی، بناؤ سنگھار عام ہوگا، بڑی بڑی عمارتیں تعمیر کی جائیں گی، دنیا کی رغبت بڑھ جائے گی، بھائیوں میں اختلاف پڑ جائے گا اور بیت عتیق جلا دیا

الْإِخْوَانُ، وَحُرِّقَ الْبَيْتُ الْعَتِيقُ؟!)) [الصحيحة:٢٧٤٤]

جائے گا تو تمھارا کیا بنے گا؟''

تخریج: الصحیحة ۲۷۴۴- ابن ابی شیبة (۱۵/ ۴۷) و عنه الطبرانی فی الکبیر (۲۴/ ۲۶)' احمد (۶/ ۳۲۳)۔

باب: خروج المهدی حقیقة عند العلماء

امام مہدی کا آنا اہل علم کے نزدیک مسلمہ حقیقت ہے

٢٧٣١- عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ، عَنْ أَبِيهِ مَرْفُوعًا: ((لَتُمْلَأَنَّ الْأَرْضُ جَوْرًا وَظُلْماً، فَإِذَا مُلِئَتْ جَوْرًا وَظُلْماً بَعَثَ اللّٰهُ رَجُلاً مِّنِّي، اسْمُهُ إِسْمِي، فَيَمْلَؤُهَا قِسْطًا وَعَدْلاً، كَمَامُلِئَتْ جَوْرًا وَظُلْمًا)). [الصحيحة:١٥٢٩]

معاویہ بن قرہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''زمین ظلم وستم سے بھر جائے گی' جب ایسے ہوگا تو اللہ تعالی ایک آدمی بھیجے گا' وہ میرا ہم نام ہوگا' وہ ظلم وستم کی جگہ پر زمین میں عدل وانصاف عام کردے گا۔''

تخریج: الصحیحة ۱۵۲۹- البزار (الکشف:۳۳۲۵)و (البحر :۳۳۲۳) ابن عدی (۳/ ۹۶۵) ابو نعیم فی اخبار اصبهان (۲/ ۱۶۵)۔

باب: من یعجز الله هذه الأمة من نصف یوم

اللہ تعالیٰ اس امت کو آدھے دن سے محروم نہیں رکھے گا

٢٧٣٢- عَنْ أَبِي ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَنْ يُعْجِزَ اللّٰهُ هٰذِهِ الْأُمَّةَ مِّنْ نِصْفِ يَوْمٍ)). [الصحيحة:١٦٤٣]

سیدنا ابوثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالی اس امت کو نصف دن سے محروم نہیں رکھے گا۔''

تخریج: الصحیحة ۱۶۴۳- ابو داؤد (۴۳۴۸)' حاکم (۴/ ۴۲۴)' احمد (۴/ ۱۹۳)۔

فوائد: نصف دن سے مراد پانچ سو سال کا عرصہ ہے جیسے کہ ابوداؤد میں سعدؓ سے اسی معنی کی روایت ہے جس میں وہ نصف دن کو پانچ سو سے بیان کرتے ہیں اور جیسا کہ سورۃ الحج میں اللہ تعالیٰ ایک دن کو ہمارے ایک ہزار سال کے برابر قرار دیتے ہیں۔

❀❀❀

(۲۲) فضائل القرآن أدعية والاذكار والرقى

قرآن کے فضائل' دعائیں' اذکار اور دم

اس باب کی اکثر احادیث مبہم نہ ہونے کی وجہ سے محتاجِ وضاحت نہیں ہیں۔ اس باب میں دعا سے متعلقہ مختلف پہلوؤں پر مشتمل احادیث آئیں گی' ان کے مطالعہ کے دوران دعا سے متعلقہ اللہ تعالی کا یہ قانون ذہن نشین رکھیں:

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (ما من مسلم يدعو بدعوة ليس فيها اثم ولا قطيعة رحم الا اعطاه اله بها احدى ثلاث: اما ان يعجل له دعوته واما ان يدخر له في الآخرة واما ان يصرف عنه من السوء مثلها۔) قالوا: اذا نكثر۔ قال ﷺ: (الله اكثر۔) [مسند احمد] یعنی: جو مسلمان دعا کرتا ہے اور اس کی دعا گناہ اور قطع رحمی سے متعلقہ نہیں ہوتی تو اللہ تعالی اسے (جواباً) تین چیزوں میں سے ایک عطا کرتے ہیں: (۱) جلد ہی اسے (دنیا میں) اس کی دعا کا بدلہ دے دیتے ہیں (۲) اس کے ثواب کو آخرت تک ذخیرہ کر لیتے ہیں (۳) اس دعا کے بقدر کسی مکروہ چیز کو اس سے دور کر دیتے ہیں۔ صحابہ نے کہا: تو پھر تو ہم بہت زیادہ دعائیں کریں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کا فضل اس سے بھی زیادہ ہے۔

باب: الاجتهاد في الدعاء

دعا میں خوب محنت کرنا

۲۷۳۳۔عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّهُ قَالَ: ((اَتُحِبُّوْنَ اَنْ تَجْتَهِدُوْافِي الدُّعَاءِ؟ قُوْلُوْا: اَللّٰهُمَّ! اَعِنَّا عَلٰى شُكْرِكَ،وَذِكْرِكَ، وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ)). [الصحيحة: ٧٤٤]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم چاہتے ہو کہ دعا کرنے میں پوری کوشش کرو؟ (اگر چاہتے ہو تو) کہا کرو: اے اللہ! اپنا شکر کرنے' اپنا ذکر کرنے اور اچھے انداز میں عبادت کرنے پر ہماری مدد فرما۔''

تخریج: الصحيحة ۷۴۴۔ احمد (۲/ ۲۹۹)' وعنه ابو نعيم في الحلية (۹/ ۲۲۳)' حاكم (۱/ ۴۹۹)۔

فوائد: مقصودِ شریعت یہ ہے کہ اللہ تعالی کا شکر ادا کیا جائے' اس کا ذکر کیا جائے اور خوبصورت انداز میں اس کی عبادت کی جائے۔ ان تینوں چیزوں کو اس دعا میں جمع کر دیا گیا:

اَللّٰهُمَّ! اَعِنَّا عَلٰى شُكْرِكَ،وَذِكْرِكَ، وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ

باب: ليس الحجاب لدعوة المظلوم

مظلوم کی بد دعا کے لیے کوئی پردہ نہیں ہے

۲۷۳۴۔عَنْ خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ مَرْفُوْعًا: ((اِتَّقُوْا

سیدنا خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے

دَعْوَةَ الْمَظْلُوْمِ،فَإِنَّهَا تُحْمَلُ عَلَى الْغَمَامِ، يَقُوْلُ اللّٰهُ جَلَّ جَلَالُهُ : وَعِزَّتِي وَجَلَالِي لَأَنْصُرَنَّكَ وَلَوْ بَعْدَ حِيْنٍ)) [الصحيحة: ۸۷۰]

فرمایا: ''مظلوم کی بددعا سے بچو' کیونکہ اسے بادلوں پر اٹھا لیا جاتا ہے (یعنی فوراً قبول ہو جاتی ہے)۔ اللہ تعالی کہتے ہیں: میری عزت کی قسم اور میرے جلال کی قسم! میں تیری مدد ضرور کروں گا' اگرچہ کچھ وقت کے بعد کروں۔''

تخریج: الصحیحة ۸۷۰۔ بخاری فی التاریخ (۱/ ۱۸۶)' الدالابی فی الکنی (۲/ ۱۲۳)' طبرانی فی الکبیر (۳۷۱۸)۔

فوائد: مظلوم' وہ مسلم ہو یا غیر مسلم' کی پکار شرف قبولیت سے ہمکنار ہو کر ہی رہتی ہے' لہٰذا اگر ہم ایسے ''لولے لنگڑے'' بندوں سے اخلاق حسنہ والا پہلو اختیار نہیں کر سکتے تو کم از کم ان کے ساتھ ایسا رویہ بھی اختیار نہ کریں کہ ہم ان کی بددعاؤں کے حقدار بن جائیں۔

اس حدیث سے یہ مسئلہ بھی اخذ کیا جا سکتا ہے کہ بے بس' بے آسرا اور لاچار لوگوں کی ضرورتیں پوری کی جائیں' تاکہ وہ اپنے محسنین کے حق میں دعائیں کریں۔

۲۷۳۵۔عَنِ ابْنِ عُمَرَ ، قَالَ:قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِتَّقُوْا دَعْوَةَ الْمَظْلُوْمِ، فَإِنَّهَا تَصْعَدُ إِلَى السَّمَاءِ كَأَنَّهَا شِرَارٌ)). [الصحيحة: ۸۷۱]

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مظلوم کی بددعا سے بچو' یہ تو چنگاریوں کی طرح آسمان کی طرف اٹھتی ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۸۷۱۔ حاکم (۱/ ۲۹)' دیلمی (۳۰۷)۔

قل ھو اللّٰہ احد ثلث القرآن

قل ھو اللہ احد ایک تہائی قرآن ہے

۲۷۳۶۔عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ مَرْفُوْعاً: ((اِتَّقُوْا دَعْوَةَ الْمَظْلُوْمِ وَإِنْ كَانَ كَافِرٌ، فَإِنَّهُ لَيْسَ دُوْنَهَا حِجَابٌ)). [الصحيحة: ۷۶۷]

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''مظلوم اگرچہ وہ کافر ہو' کی بددعا سے بچو' کیونکہ اس کے سامنے کوئی پردہ حائل نہیں ہوتا۔''

تخریج: الصحیحة ۷۶۷۔ احمد (۳/ ۱۵۳)' ابو یعلی (اتحاف الخیرة: ۸۳۴۶) الضیاء فی المختارة (۲۷۴۹)۔

۲۷۳۷۔عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((احشدوا، فاني سَأَقْرَأُ عَلَيْكُمْ ثُلُثَ الْقُرْآنِ)) فَحَشَدَ مَنْ حَشَدَ، ثُمَّ خَرَجَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ فَقَرَأَ: ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ﴾، ثُمَّ دَخَلَ، فَقَالَ بَعْضُنَا لِبَعْضٍ: إِنِّي أَرَى هٰذَا خَبَرٌ جَاءَهُ مِنَ السَّمَاءِ، فَذَالِكَ الَّذِي أَدْخَلَهُ،ثُمَّ خَرَجَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((إِنِّي قُلْتُ لَكُمْ: سَأَقْرَأُ عَلَيْكُمْ ثُلُثَ الْقُرْآنِ،أَلَا إِنَّهَا تَعْدِلُ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جمع ہو جاؤ' میں تم پر ایک تہائی قرآن کی تلاوت کرنے لگا ہوں۔ جمع ہونے والے جمع ہو گئے' آپ ﷺ تشریف لائے اور ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ﴾ کی تلاوت کر کے واپس چلے گئے۔ ہم ایک دوسرے کو کہنے لگے: ایسا لگتا ہے کہ آسمان سے کوئی (نئی) خبر آئی ہے جس نے آپ ﷺ کو گھر میں داخل کر دیا ہے' پھر نبی کریم ﷺ تشریف لائے اور فرمایا: ''میں نے تمھیں کہا تھا کہ میں تم پر ایک تہائی قرآن کی تلاوت کروں گا۔ آگاہ ہو جاؤ! (سورۂ اخلاص)

ثُلُثَ الْقُرْآنِ)). [الصحیحۃ: ۲۹۷۸]

ایک تہائی قرآن کے برابر ہے (جس کی تلاوت میں کر چکا ہوں)۔"

تخریج: الصحیحۃ ۲۹۷۸۔ مسلم (۸۱۲)' ترمذی (۲۹۰۰)' احمد (۲/ ۴۲۹)۔

فوائد: سورۂ اخلاص ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ ایک تہائی قرآنِ مجید کے برابر ہے۔ اس حدیث کی سب سے بہترین تفسیر یہ ہے:

قرآنِ مجید تین اساسی مقاصد پر مشتمل ہے:

(۱) اوامر و نواہی: اللہ تعالی کے وہ عملی احکام جن میں واجبات' مستحبات' محرمات اور مکروہات کا ذکر ہے۔

(۲) اخبار و قصص: سابقہ انبیاء و رسل اور ان کی امتوں کے حالات و واقعات اور نیک و بد اعمال کی بنیاد پر وصول ہونے والے ثواب و عتاب کی تفاصیل۔

(۳) علم التوحید: اللہ تعالی کی ذات اور اس کے اسماء و صفات اور ان کے تقاضوں کی تفصیل۔

سورۂ اخلاص مجمل طور پر تیسری قسم "علم التوحید" پر مشتمل ہے' اس لئے اس کو قرآن کا تہائی حصہ قرار دیا گیا۔

باب: الدعوۃ بالیقین

یقین کے ساتھ دعا کرنے کا بیان

۲۷۳۸۔ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعًا: ((اُدْعُوا اللّٰهَ تَعَالٰی. وَاَنْتُمْ مُوْقِنُوْنَ بِالْإِجَابَةِ وَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَجِيْبُ دُعَاءً مِنْ قَلْبٍ غَافِلٍ لَاهٍ)). [الصحیحۃ: ۵۹۴]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالی سے دعا کیا کرو' اس حال میں کہ تمھیں اس کی قبولیت کا یقین ہو' جان لو کہ اللہ تعالی غافل اور بے پرواہ دل کی دعا قبول نہیں کرتا۔"

تخریج: الصحیحۃ ۵۹۴۔ ترمذی (۳۴۷۹)' حاکم (۱/ ۴۹۳)' ابن عدی فی الکامل (۴/ ۱۳۸۰)۔

فوائد: اس حدیث میں دعا کے دو آداب بیان کئے گئے: (۱) اللہ تعالی سے جو دعا کی جائے' اس کے بارے میں یہ یقین محکم ہو کہ وہ ضرور قبول کرے گا (۲) دعا کو مقصد حیات سمجھ کر اس کے دوران بے پرواہی' بے دلی' سستی' کاہلی اور غفلت کا مظاہرہ نہیں کرنا چاہئے' کیونکہ ایسا کرنا اللہ تعالی کے مقام و مرتبہ اور عظمت و سطوت کے منافی ہے۔ مکمل توجہ اور انہاک کے ساتھ اللہ تعالی کو پکارا جائے اور ایسا کرنا اس وقت تک بہت مشکل ہے' جب تک مسنون دعاؤں کا ترجمہ نہ آتا ہو۔

باب: دعوۃ الوجع

درد کی دعا

۲۷۳۹۔ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اِذَا اشْتَكَيْتَ فَضَعْ يَدَكَ حَيْثُ تَشْتَكِي،وَقُلْ: بِسْمِ اللّٰهِ،[وَبِاللّٰهِ]، اَعُوْذُ بِعِزَّةِ اللّٰهِ وَقُدْرَتِهِ مِنْ شَرِّ مَا اَجِدُ مِنْ وَجَعِي هٰذَا،ثُمَّ ارْفَعْ يَدَكَ ثُمَّ اَعِدْ ذٰلِكَ وِتْرًا)).

[الصحیحۃ: ۱۲۶۸]

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب تجھے تکلیف ہو تو اپنا ہاتھ تکلیف والی جگہ پہ رکھ اور یہ دعا پڑھ: اللہ کے نام کے ساتھ اور اللہ کے ساتھ' میں اللہ تعالی کی عزت و قدرت کی پناہ میں آتا ہوں' اس تکلیف سے' جسے میں محسوس کر رہا ہوں۔ پھر اپنا ہاتھ اٹھا لے اور یہ عمل طاق (تین یا پانچ یا سات ......) دفعہ کر۔"

تخریج: الصحیحۃ ۱۲۶۸۔ ترمذی (۳۵۸۸)' حاکم (۴/ ۲۱۹)' الضیاء فی المختارۃ (۱۷٦۷)' طبرانی فی الدعاء (۱۱۲۷)۔

۲۷٤۰۔عَنْ عَائِشَةَ: اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَجْمَعُ اَهْلَ بَيْتِهِ فَيَقُوْلُ: ((اِذَا اَصَابَ اَحَدَكُمْ غَمٌّ اَوْكَرْبٌ فَلْيَقُلْ: اَللّٰهُ، اَللّٰهُ رَبِّي لَا اُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا)). [الصحيحة:۲۷۵۵]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ اپنے گھر والوں کو جمع کرتے اور کہتے: "جب کسی کو کوئی غم و الم اور رنج وملال لاحق تو وہ کہے: اللہ' اللہ میرا رب ہے' میں اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتا۔"

تخریج: الصحیحۃ ۲۷۵۵۔ ابن حبان (۸٦۴)' طبرانی فی الاوسط (۵۲۸٦)۔

فوائد: پریشانی کے وقت یہ دعا پڑھنی چاہیے۔
اَللّٰهُ، اَللّٰهُ رَبِّي لَا اُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا۔

باب: دعوة الصبح

صبح کی دعا

۲۷٤۱۔عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِذَا اَصْبَحْتُمْ،وَقُوْلُوْا: اَللّٰهُمَّ بِكَ اَصْبَحْنَا،وَبِكَ اَمْسَيْنَا، وَبِكَ نَحْيَا، وَبِكَ نَمُوْتُ،[وَاِلَيْكَ النُّشُوْرُ]. وَاِذَا اَمْسَيْتُمْ، فَقُوْلُوْا: اَللّٰهُمَّ! بِكَ اَمْسَيْنَا، وَبِكَ نَحْيَا، وَبِكَ نَمُوْتُ، وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ)). [الصحيحة: ۲٦۳]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب تم صبح کرو تو کہو: اے اللہ! تیری قدرت سے ہم نے صبح کی اور شام کی' تیری قدرت سے ہی ہم جی رہے ہیں اور تیری قدرت سے ہی مریں گے اور تیری ہی طرف اکٹھے ہونا ہے۔ اور جب تم شام کرو تو کہو: اے اللہ! تیری قدرت سے ہم نے شام کی اور صبح کی اور تیری قدرت سے ہم جی رہیں اور تیری قدرت سے ہی ہم مریں گے اور تیری طرف ہی لوٹنا ہے۔"

تخریج: الصحیحۃ ۲٦۳۔ ابن ماجہ (۳۸٦۸)' ابن انس فی عمل الیوم واللیلۃ (۳۵)' ترمذی (۳۳۸۱) باختلاف یسیر۔

باب: دعوة اذا اوى إى الفراش

بستر پر لیٹنے کی دعا

۲۷٤۲۔عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ،قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَشَكَا اِلَيْهِ اَهَاوِيْلَ يَرَاهَا فِي الْمَنَامِ،قَالَ: ((اِذَا اَوَيْتَ اِلَى فِرَاشِكَ، فَقُلْ: اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ،مِنْ غَضَبِهِ، وَعِقَابِهِ، وَمِنْ شَرِّ عِبَادِهِ، وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِيْنِ،وَاَنْ يَحْضُرُوْنَ)).

[الصحيحة: ۲٦٤]

سیدنا محمد بن منکدر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور ان ہولناکیوں اور گھبراہٹوں کا شکوہ کیا' جو وہ خواب میں دیکھتا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "جب تو اپنے بستر پر لیٹے تو پڑھا کر: میں اللہ تعالی کے مکمل کلمات کی پناہ میں آتا ہوں' اس کے غضب سے' اس کی سزا سے' اس کے بندوں کے شرّ سے شیطانوں کے وسوسوں سے اور اس سے کہ وہ میرے قریب پھٹکیں۔"

تخریج: الصحیحۃ ۲٦۴۔ ابن السنی فی عمل الیوم واللیلۃ (د۷۴۳)' بن محمد بن المنکدر مرسلاً۔ ابوداؤد (۳۸۹۳)'

ترمذی (۳۵۲۸)' نسائی فی عمل الیوم واللیلۃ (۷۶۵)' ابن انس (۷۴۸) عن عبداللہ بن عمرو ؓ۔

فوائد: اگر برے خوابوں کی وجہ گھبراہٹ ہوتی ہو تو سوتے وقت یہ دعا پڑھی جائے:

أَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ، مِنْ غَضَبِهِ، وَعِقَابِهِ، وَمِنْ شَرِّ عِبَادِهِ، وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِيْنِ،وَاَنْ يَّحْضُرُوْنَ۔

باب: سؤال الإستكثار اذا تمنى

غیر معمولی تمنا کا سوال کرنا

٢٧٤٣ـ عَنْ عَائِشَةَ ـرَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَاـ، قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا تَمَنّٰى اَحَدُكُمْ فَلْيَسْتَكْثِرْ، فَإِنَّمَا يَسْأَلُ رَبَّهُ.عَزَّوَجَلَّ.)). [الصحيحة:١٢٦٦]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی آدمی (اللہ تعالی کے سامنے) اپنی کسی خواہش کا اظہار کرے تو وہ غیر معمولی تمناؤں کا اظہار کرے' کیونکہ وہ اپنے ربّ سے مانگ رہا ہوتا ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۲۶۶۔ عبد بن حمید فی المنتخب (۱۴۹۴)' طبرانی فی الاوسط (۲۰۶۱)۔

فوائد: اللہ تعالی سے دنیا و آخرت کی ہر قسم کی خیر و بھلائی کا کثرت سے اور زیادہ سے زیادہ سوال کیا جائے' کیونکہ وہ جو چاہے عطا کر سکتا ہے اور کوئی اسے ایسا کرنے سے روک نہیں سکتا۔ آج کل اکثر مساجد میں فرض نمازوں کے بعد اجتماعی صورت میں چند لحات کے لئے ہاتھ اٹھا کر اور ''اَللّٰهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ ......'' پڑھ کر یہ سمجھا جاتا ہے کہ دعا کے سارے تقاضے پورے ہو گئے ہیں' حالانکہ ایسا کرنا نبی کریم ﷺ سے ثابت بھی نہیں ہے۔ نیز بعض افراد کو دعا کرنے کی سرے سے کوئی رغبت نہیں ہوتی اور اگر وہ ایسا کرتے ہیں تو ایسی دعائیں پڑھتے ہیں' جن کے بارے میں انھیں علم ہی نہیں ہوتا کہ وہ اللہ تعالی سے کس چیز کا مطالبہ کر رہے ہیں۔ جب تک خلوت میں انتہائی توجہ کے ساتھ اور لمبی دعا نہیں کی جاتی' اس وقت تک اس عبادت کی روح اور حلاوت نصیب نہیں ہوتی۔

فضل دعاء الغائب للعائب

پیٹھ پیچھے دعا کرنے کی فضیلت کا بیان

٢٧٤٤ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا دَعَاالْغَائِبُ لِلْغَائِبِ، قَالَ لَهُ الْمَلَكُ: وَلَكَ بِمِثْلٍ)). [الصحيحة:١٣٣٩]

سیدنا ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب آدمی (اپنے مسلمان بھائی) کے لئے پیٹھ پیچھے دعا کرتا ہے تو فرشتہ اس کے لئے (دعا کرتے ہوئے) کہتا ہے: تیرے لئے بھی اس کی مثل ہو۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۳۳۹۔ ابن عدی فی الکامل (۲/ ۸۳۴)' مسلم (۲۷۳۲)' ابوداؤد (۱۵۳۴)' عن ابی الدرداء ؓ بمعناہ۔

فوائد: قبولیت دعا کی جتنی صورتیں قرآن و حدیث میں بیان کی گئی ہیں' ان میں سے ایک یہ ہے کہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان بھائی کے حق میں اس کی عدم موجودگی میں دعا کرے۔ سیدنا ابو درداء ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (دعوة المرء المسلم لأخيه بظهر الغيب مستجابة' عنده رأسه ملك موكل كلما دعا لأخيه بخير قال الملك الموكل به: آمين' ولك بمثل۔) [مسلم] مسلمان کی اپنے بھائی کے حق میں اس کی عدم موجودگی میں کی گئی دعا مقبول ہوتی ہے' ایسی صورت میں اس کے سر کے پاس ایک فرشتہ مقرر کیا جاتا ہے' جب بھی وہ اپنے بھائی کے لیے خیر و بھلائی کی دعا کرتا ہے تو وہ فرشتہ آمین کہہ کر (اس کے حق میں دعا کرتے ہوئے کہتا ہے:) اور تجھے بھی ایسی ہی (خیر و بھلائی) نصیب ہو۔

باب: اذا ذكرتم باللّٰه فانتهوا

جب تمہیں اللہ کا خوف دلایا جائے تو تم رک جایا کرو

۲۷٤٥۔عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ رَفَعَهُ: ((إِذَا ذُكِّرْتُمْ بِاللّٰهِ فَانْتَهُوْا)). [الصحيحة: ۱۳۱۹]

سیدنا ابوہریرہ ﷺ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جب تمہیں اللہ تعالیٰ کے نام پر وعظ و نصیحت کی جائے تو باز آ جاؤ۔“

تخریج: الصحیحۃ ۱۳۱۹۔ البزار (الکشف (۳۲۱۱) و (البحر: ۸۵۴۲) عن ابی ھریرۃ ﷺ۔

فوائد: اللہ تعالیٰ عظیم اور جلیل ذات والے ہیں، ان کا لحاظ کرنا ان کی شان و عظمت کا اوّلین تقاضا ہے۔ اس لئے جب اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے کر ہم سے کسی چیز کو کرنے یا نہ کرنے کا مطالبہ کیا جائے تو ہمیں وہ مطالبہ پورا کرنا چاہیے۔

۲۷٤٦۔عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا سَأَلَ أَحَدُكُمْ فَلْيُكْثِرْ، فَإِنَّمَا يَسْأَلُ رَبَّهُ)). [الصحيحة: ۱۳۲٥]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب کوئی آدمی اللہ تعالیٰ سے مانگے تو زیادہ سے زیادہ مانگے، کیونکہ وہ اپنے ربّ سے مانگ رہا ہے۔“

تخریج: الصحیحۃ ۱۳۲۵۔ ابن حبان (۸۸۹)، وانظر ما تقدم برقم (۲۷۴۳)۔

فوائد: اور اس کا ربّ زیادہ سے زیادہ اور اعلی سے اعلی دنیوی اور اخروی نعمتیں عطا کرنے پر قادر ہے۔

باب: الحض على سؤال الفردوس

جنت الفردوس کا سوال کرنے کی رغبت کا بیان

۲۷٤۷۔عن عرباض بن سارية عن رسول الله ﷺ انه قال: ((إِذَا سَأَلْتُمُ اللّٰهَ، فَسَلُوْهُ الْفِرْدَوْسَ، فَإِنَّهُ سِرُّ الْجَنَّةِ، يَقُوْلُ الرَّجُلُ مِنْكُمْ لِرَاعِيَةٍ: عَلَيْكَ بِسِرِّ الْوَادِي، فَإِنَّهُ أَمْرَعُهُ وَأَعْشَبُهُ)). [الصحيحة: ۳۹۷۲]

سیدنا عرباض بن ساریہ ﷺ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب اللہ تعالیٰ سے سوال کرو، تو جنۃ الفردوس کا سوال کرو، کیونکہ وہ جنت کا اعلی و افضل حصہ ہے۔ (دیکھو تو سہی کہ) مالک اپنے چرواہے سے کہتا ہے: (مویشیوں کو) وادی کے اعلی و افضل حصے میں لے جا، کیونکہ وہ زیادہ سرسبز و شاداب اور زیادہ گھاس والا ہے۔“

تخریج: الصحیحۃ ۳۹۷۲۔ بخاری فی التاریخ (۴/ ۱۴۶)، یعقوب الفسوی فی المعرفۃ (۲/ ۳۴۸)، البزار (الکشف: ۳۵۱۲)، طبرانی (۱۸/ ۲۵۴)۔

فوائد: نبی کریم ﷺ نے محسوس چیز کی مثال دے کر غیر محسوس چیز کو ذہنوں کے قریب کر دیا۔ ہمیں چاہیے کہ اللہ تعالیٰ سے جنت الفردوس کا سوال کیا کریں۔

باب: ما يقال اذا سمع الديك بالليل

رات کو مرغ کی آواز سن کر کیا کہا جائے؟

۲۷٤۸۔عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ۔رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ۔، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا سَمِعْتُمْ صِيَاحَ الدِّيَكَةِ [بِاللَّيْلِ]، فَاسْأَلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهِ، [وَارْ

سیدنا ابوہریرہ ﷺ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جب تم رات کو مرغ کو بانگ دیتے سنو تو اللہ تعالیٰ سے اس کے فضل کا سوال کرو اور اس کی طرف راغب ہو جاؤ، کیونکہ وہ فرشتے

غَبُوْالَیْہِ]، فَإِنَّھَا رَأَتْ مَلَکًا،وَإِذَا سَمِعْتُمْ نَھِیْقَ الْحِمَارِ[بِاللَّیْلِ]، فَتَعَوَّذُوابِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ فَإِنَّہٗ رَأٰی شَیْطَانًا)). [الصحیحۃ:۳۱۷۳]

کو دیکھ کر (بانگ دیتا ہے) اور جب تم رات کو گدھے کے ہانکنے کی آواز سنو تو شیطان سے بچنے کے لئے اللہ تعالی کی پناہ طلب کرو' کیونکہ وہ شیطان کو دیکھ کر (رینکتا ہے)۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۱۷۳۔ بخاری (۳۳۰۳)' مسلم (۲۷۲۹)' ابو داؤد (۵۱۰۵)' ترمذی (۳۴۵۵)۔

فوائد: مرغ کی بانگ سنتے وقت ''اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ'' اور گدھے کی رینک سنتے وقت'' اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ'' پڑھا جائے۔

باب: ھٰؤلاء الکلمات نجاۃ من النار

یہ کلمات آگ سے نجات کا ذریعہ ہیں

۲۷۴۹۔عَنْ أَبِي ھُرَیْرَۃَ وَأَبِي سَعِیْدٍ، أَنَّھُمَا شَھِدَا عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ قَالَ: ((إِذَاقَالَ الْعَبْدُ: لَا إِلٰہَ إِلَّا اللّٰہُ،وَاللّٰہُ أَکْبَرُ،قَالَ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ. صَدَقَ عَبْدِي،لَا إِلٰہَ إِلَّاأَنَا،وَأَنَا أَکْبَرُ،وَإِذَا قَالَ الْعَبْدُ: لَاإِلٰہَ إِلَّااللّٰہُ وَحْدَہٗ،قَالَ: صَدَقَ عَبْدِي لَا إِلٰہَ إِلَّا أَنَا وَحْدِي،وَإِذَاقَالَ: لَا إِلٰہَ إِلَّا اللّٰہُ لَا شَرِیْكَ لَہٗ،قَالَ: صَدَقَ عَبْدِي،لَا إِلٰہَ إِلَّا أَنَا، وَلَا شَرِیْكَ لِي،وَإِذَا قَالَ: لَاإِلٰہَ إِلَّا اللّٰہُ،لَہُ الْمُلْكُ، وَلَہُ الْحَمْدُ، قَالَ: صَدَقَ عَبْدِي،لَاإِلٰہَ إِلَّا أَنَا، لِيَ الْمُلْكُ،وَلِيَ الْحَمْدُ وَإِذَاقَالَ: لَا إِلٰہَ إِلَّااللّٰہُ،وَلَا حَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ إِلَّا بِاللّٰہِ،قَالَ: صَدَقَ عَبْدِي،لَاإِلٰہَ إِلَّا أَنَا،وَلَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ إِلَّا بِي،مَنْ رُزِقَھُنَّ عِنْدَ مَوْتِہٖ لَمْ تَمَسَّہُ النَّارُ.)) [الصحیحۃ:۱۳۹۰]

سیدنا ابو ہریرہ اور سیدنا ابو سعید ؓ نے رسول اللہ ﷺ پر گواہی دی کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب بندہ کہتا ہے: نہیں کوئی معبودِ برحق مگر اللہ اور اللہ سب سے بڑا ہے' تو اللہ تعالی کہتے ہیں: میرے بندے نے سچ کہا' کیونکہ میں ہی معبودِ برحق ہوں اور میں ہی سب سے بڑا ہوں۔ جب بندہ کہتا ہے: نہیں کوئی معبودِ برحق مگر اللہ' اس حال میں کہ وہ اکیلا ہے' تو اللہ تعالی کہتے ہیں: میرا بندہ سچا ہے' کیونکہ میں ہی معبودِ برحق ہوں' اس حال میں کہ میں اکیلا ہوں۔ جب بندہ کہتا ہے: نہیں کوئی معبودِ برحق مگر اللہ تعالی اور اس کا کوئی شریک نہیں' تو اللہ تعالی کہتے ہیں: میرا بندے نے سچ کہا' کیونکہ میں ہی سچا معبود ہوں اور میرا کوئی شریک نہیں۔ جب بندہ کہتا ہے: اللہ ہی سچا معبود ہے' بادشاہت اسی کی ہے اور تعریف بھی اسی کے لئے ہے تو اللہ تعالی کہتے ہیں: میرے بندہ صادق ہے' کیونکہ میں ہی معبودِ برحق ہوں' بادشاہت بھی میری ہے اور تعریف بھی میرے لئے ہے۔ جب بندہ کہتا ہے: اللہ ہی سچا معبود ہے اور گناہ سے بچنے کی قوت اور نیکی کرنے کی طاقت نہیں ہے مگر اس کی توفیق سے' تو اللہ تعالی کہتے ہیں: میرے بندے نے سچ کہا' کیونکہ میں ہی سچا معبود ہوں اور گناہ سے بچنے کی قوت اور نیکی کرنے کی طاقت نہیں ہے مگر میری توفیق سے۔ جس آدمی کو موت کے وقت یہ کلمات کہنے کی توفیق دی گئی' اسے

آگ نہیں چھو سکے گی۔“

تخریج: الصحیحۃ ۱۳۹۰۔ ترمذی (۳۴۳۰)' ابن ماجہ (۳۷۹۴)' ابن حبان (۸۵۱) حاکم (۱/ ۵)۔

فوائد: جہنم سے آزادی کا سبب بننے والے ذکر کی نشاندہی کی گئی ہے۔

باب: استحباب السلمة بقراة الفاتحة

سورۃ الفاتحہ کے ساتھ بسم اللہ پڑھنے کے استحباب کا بیان

۲۷۵۰۔عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ،قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِذَاقَرَاتُمْ: ((اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ)) فَاقْرَؤُوا: ((بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ))، اِنَّهَا اُمُّ الْقُرْآنِ، اُمُّ الْكِتَابِ، وَالسَّبْعُ الْمَثَانِيْ وَ ((بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ)) اِحْدَاهَا))

[الصحيحة: ۱۱۸۳]

سیدنا ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم ”اَلْحَمْدُ لِلّٰه“ (یعنی سورۂ فاتحہ) پڑھوتو ”بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم“ پڑھا کرو' کیونکہ یہ سورت امّ القرآن' امّ الکتاب اور سبعِ مثانی (یعنی بار بار پڑھی جانے والی سات آیات) ہیں اور ”بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم“ اس کی ایک آیت ہے۔“

تخریج: الصحیحۃ ۱۱۸۳۔ دار قطنی (۱/ ۳۱۲)بیہقی (۲/ ۴۵)۔

فوائد: معلوم ہوا کہ ”بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم“ سورۂ فاتحہ کی ایک آیت ہے' لیکن نبی کریم ﷺ جہری نمازوں میں سورۂ فاتحہ کی تلاوت کرتے وقت کبھی بسم اللہ جہراً پڑھتے تھے اور کبھی سرًّا۔

باب: فضل حلق الذكر

ذکر کی مجالس کی فضیلت کا بیان

۲۷۵۱۔عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اِذَا مَرَرْتُمْ بِرِيَاضِ الْجَنَّةِ فَارْتَعُوْا. قَالَ وَمَا رِيَاضُ الْجَنَّةِ؟قَالَ: حِلَقُ الذِّكْرِ)).

[الصحيحة:۲۵٦۲]

سیدنا انس بن مالک ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم لوگ جنت کے باغیچوں کے پاس سے گزرو تو استفادہ کرلیا کرو۔“ کسی نے پوچھا: جنت کے باغیچوں سے کے مراد ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”مجالسِ ذکرِ (الٰہی)“۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۵۶۲۔ ترمذی (۳۵۱۰)' بیہقی فی الشعب (۵۲۹)' احمد (۳/ ۱۵۰)۔

فوائد: جہاں اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جا رہا ہو' وہاں بیٹھنا روح کے لئے مفید ہے۔ یاد رہے کہ وعظ ونصیحت کی مجلس بھی اللہ تعالیٰ کے ذکر کی ایک صورت ہے۔

الدعاء ولنزول المنزل

کسی مقام پر پڑاؤ ڈالنے کی دعا

۲۷۵۲۔عَنْ خَوْلَةَ بِنْتِ حَكِيْمٍ ،قُلْتُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِذَا نَزَلَ اَحَدُكُمْ

سیدہ خولہ بنت حکیم رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب کوئی آدمی کسی مقام پر پڑاؤ ڈالے اور یہ دعا

مَنْزِلًا، فَلْيَقُلْ :أَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَاخَلَقَ، فَإِنَّهُ لَا يَضُرُّهُ شَيْءٌ حَتّٰى يَرْتَحِلَ مِنْهُ)). [الصحيحة: ٣٩٨٠]

پڑھے: میں اللہ کے مکمل کلمات کی پناہ میں آتا ہوں' ہر اس چیز کے شرّ سے جو اس نے پیدا کی۔ تو اسے وہاں سے کوچ کرنے تک کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکے گی۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۹۸۰۔ مسلم (۲۷۰۸) ترمذی (۳۴۳۷) ابن ماجہ (۳۵۴۷)' نسائی فی عمل الیوم واللیلۃ (۵۶۰)۔

فوائد: جب آدمی کسی مقام پر پڑاؤ ڈالے اور عصرِ حاضر میں جب آدمی کسی ہوٹل' گیسٹ ہاؤس یا کسی اور جگہ جہاں اس سے کچھ وقت گزارنا ہو' جائے تو یہ دعا پڑھے:

أَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَاخَلَقَ۔

باب: اهمية الرقى و بيان الكتابة

دم کی اہمیت اور کتابت کا بیان

٢٧٥٣۔عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ سُلَيْمَانَ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ الْقُرَشِيِّ، أَنَّ رَجُلًا مِّنَ الْأَنْصَارِ خَرَجَتْ بِهِ نَمْلَةٌ، فَدُلَّ عَلَى أَنَّ الشِّفَاءَ بِنْتَ عَبْدِاللّٰهِ تَرْقِي مِنَ النَّمْلَةِ، فَجَاءَ هَا، فَسَأَلَهَا أَنْ تَرْقِيَهُ، فَقَالَتْ: وَاللّٰهِ مَارَقَيْتُ مُنْذُ أَسْلَمْتُ، فَذَهَبَ الْأَنْصَارِيُّ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَأَخْبَرَهُ بِالَّذِي قَالَتْ الشِّفَاءُ، فَدَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الشِّفَاءَ، فَقَالَ: ((اِعْرِضِي عَلَيَّ))، فَعَرَضَتْهَا عَلَيْهِ، فَقَالَ: ((ارْقِيْهِ، وَعَلِّمِيْهَا حَفْصَةَ كَمَا عَلَّمْتِيْهَا الْكِتَابَ، وَفِي رِوَايَةٍ: الْكِتَابَةَ)).

[الصحيحة: ١٧٨]

ابوبکر بن سلیمان بن ابوحثمہ قریشی کہتے ہیں کہ ایک انصاری آدمی کو (پھنسی نکل آئی) اسے بتلایا گیا کہ سیدہ شفاء بنت عبداللہ رضی اللہ عنہا پھنسی کا جھاڑ پھونک کرتی ہیں۔ وہ ان کے پاس گیا اور مطالبہ کیا کہ اسے دم کریں۔ انھوں نے کہا: بخدا! میں نے جب سے اسلام قبول کیا' کسی کو دم نہیں کیا۔ وہ انصاری رسول اللہ ﷺ کے پاس چلا گیا اور شفاء کی ساری بات بتلا دی۔ آپ ﷺ نے شفاء کو بلایا اور اسے فرمایا: ''اپنا دم مجھ پر پیش کرو۔'' انھوں نے ایسے ہی کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''انصاری کو دم کر اور حفصہ کو اس دم کی تعلیم دے' جیسا کہ تو پہلے اسے کتابت سکھلا چکی ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۷۸۔ حاکم (۴/ ۵۶'۵۷)' احمد (۶/ ۳۷۲)' ابوداؤد (۳۸۸۷)' نسائی فی الکبری (۷۵۴۳) مختصراً۔

فوائد: امام البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں: اس حدیث کے ایک متن میں ان الفاظ کی زیادتی ہے: (ارقی' مالم یکن شرك بالله عزو جل۔) یعنی: دم کر' جب تک اللہ عز وجل کے ساتھ شرک نہ ہو۔............ اس حدیث میں دو فائدے ہیں: (۱) آدمی کا کسی دوسرے کو دم کرنا مشروع ہے' بشرطیکہ دم کے الفاظ میں شرک نہ پایا جاتا ہو۔ لیکن دم کروانا مکروہ ہے' جیسا کہ (سبقك بها عكاشه) والی حدیث سے معلوم ہوتا ہے۔ (۲) عورت لکھائی سیکھ سکتی ہے۔ [صحیحہ: ۱۷۸ کے تحت]

معلوم ہوا کہ جو دم قرآن مجید' مسنون دعاؤں' مسنون اذکار اور اللہ تعالی کے ذکر پر مشتمل ہے' وہ کرنا چاہئے۔

باب: الاستعاذة بالله من شر جار المقام

قیام گاہ کے برے پڑوسی سے اللہ کی پناہ طلب کرنا

۲۷۵۴۔عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((اِسْتَعِيْذُوْا بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّ جَارِ الْمَقَامِ، فَاِنَّ جَارَ الْمُسَافِرِ اِذَا شَاءَ اَنْ يُزَايِلَ زَايَلَ)). [الصحيحة: ۱۴۴۳]

سیدنا ابو ہریرہ ﷺ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''(اپنی مستقل) قیام گاہ کے پڑوسی کے شرّ سے اللہ تعالی کی پناہ طلب کرو، کیونکہ اگر آدمی مسافر ہو تو (برے پڑوسی) سے (آسانی سے) جدا ہو سکتا ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۴۴۳۔ حاکم (۱/ ۵۳۲)، احمد (۲/ ۳۴۶) الادب المفرد (۱۱۷) ابو یعلی (۶۵۳۶)۔

فوائد: نیک پڑوسی اللہ تعالی کی نعمت عظمی ہے، اس سے نہ صرف آدمی کو ذہنی سکون ملتا ہے، بلکہ اس کی عزتیں محفوظ رہتی ہے، کیونکہ نیک پڑوسی دوسرے پڑوسیوں کا بھی رکھوالا ہوتا ہے، اس کے برعکس برے پڑوسی کے نقصانات اور نحوستیں عیاں ہیں، اس سے اللہ تعالی کی پناہ طلب کرنی چاہئے۔

امام البانی ؒ نے اس حدیث کے مصداق سیدنا عقبہ بن عامر ﷺ کی یہ روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دعا پڑھتے تھے: اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ يَوْمِ السُّوْءِ، وَمِنْ لَيْلَةِ السُّوْءِ، وَمِنْ سَاعَةِ السُّوْءِ، وَمِنْ صَاحِبِ السُّوْءِ، وَمِنْ جَارِ السُّوْءِ فِيْ دَارِ الْمُقَامِ۔ یعنی: اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں برے دن سے، بری رات سے، بری گھڑی سے، برے ساتھی سے اور مستقل قیام گاہ کے برے پڑوسی سے۔ [صحیحہ: ۱۴۴۳ کے تحت بحوالہ طبرانی]

باب: الاستعاذة باللّٰه من العين — نظر بد سے اللہ کی پناہ مانگنا

۲۷۵۵۔ عَنْ عَائِشَةَ مَرْفُوْعًا: ((اِسْتَعِيْذُوْا اللّٰهَ تَعَالٰى مِنَ الْعَيْنِ، فَاِنَّ الْعَيْنَ حَقٌّ)). [الصحيحة: ۷۳۷]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بدنظری سے اللہ تعالی کی پناہ طلب کرو، بلاشبہ نظر حق ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۷۳۷۔ ابن ماجہ (۳۵۰۸)، حاکم (۴/ ۲۱۵)، الخرائطی فی المکارم (۵۰۳)۔

فوائد: نظرِ بد حق ہے، کئی احادیث میں نبی کریم ﷺ نے اظہار فرمایا ہے۔ بعض عقل پرست لوگ اس کی حقانیت کو تسلیم نہیں کرتے، اگر ان میں سے کسی کو نظر بد لگے تو وہ بھی تسلیم کر لیں۔

باب: تفسير الآية. غاسق اذا وقب — اس آیت کی تفسیر کا بیان

۲۷۵۶۔عَنْ عَائِشَةَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَخَذَ بِيَدِهَا، فَاَشَارَ بِهَا اِلَى الْقَمَرِ، فَقَالَ: ((اِسْتَعِيْذِيْ بِاللّٰهِ مِنْ هٰذَا، فَاِنَّهُ الْغَاسِقُ اِذَا وَقَبَ)). [الصحيحة: ۳۷۲]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑا اور اس کے ساتھ چاند کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا: ''اس سے اللہ تعالی کی پناہ طلب کر، ﴿غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ﴾ سے یہی مراد ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۷۲۔ ترمذی (۳۳۶۶)، احمد (۶/ ۶۱، ۲۰۶)، حاکم (۲/ ۵۴۰، ۵۴۱)، الطیالسی (۱۴۸۶)۔

الاسم الاعظم فی هذه سور فی القرآن — اسم اعظم قرآن کی ان سورتوں میں ہے

۲۷۵۷۔عَنْ اَبِي أُمَامَةَ مَرْفُوْعًا: ((اِسْمُ اللّٰهِ الْأَعْظَمُ فِي سُوَرٍ مِّنَ الْقُرْآنِ ثَلَاثٌ: فِي﴿البقرة﴾،و﴿آل عمران﴾، و﴿طه﴾)).

[الصحيحة:٧٤٦]

سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالی کا اسمِ اعظم قرآن مجید کی ان تین سورتوں میں ہے: سورۂ بقرہ' سورۂ آل عمران اور سورۂ طہ۔''

تخریج: الصحیحۃ ۷۴۶۔ یحیی بن معین فی التاریخ و العلل (۱۰/ ۱۵۲/ ۳)' ابن ماجہ (۳۸۵۶)' حاکم (۱/ ۵۰۶)۔

فوائد: سورۂ بقرہ کی ﴿والهكم اله واحد لا اله الا هو الرحمن الرحيم﴾ [۱۶۳]' سورۂ آل عمران کی ﴿الم لا اله الا هو الحى القيوم﴾ [۱'۲] اور سورۂ طہٰ کی ﴿انى انا الله إلا اله إلا انا﴾ [۱۴] والی آیت مراد ہے۔ سورۂ بقرہ اور آل عمران کی آیات کی وضاحت ترمذی اور ابن ماجہ کی روایت میں ہے۔

اسم اعظم سے مراد کونسا نام ہے؟ اس موضوع پر مختلف اذکار پر مشتمل احادیث موجود ہیں اور سب میں یکسانیت صرف لفظِ جلالہ ''اَللّٰہ'' ہے' باقی الفاظ میں فرق ہے' مذکورہ بالا تین آیات کو ہی دیکھ لیں کہ اشتراک صرف لفظِ جلالہ ''اللہ'' میں ہے' اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسم اعظم سے مراد لفظِ جلالہ ہی ہے اور یہ قول اس لئے بھی زیادہ درست معلوم ہوتا ہے کہ یہ اللہ تعالی کا واحد نام ہے جس کا اطلاق صرف اللہ تعالی پر کیا جاتا ہے' وگرنہ اللہ تعالی کے دیگر اسماء مثلاً سمیع' رحیم' کریم وغیرہ کا اطلاق لفظی طور پر مخلوق پر بھی ہوتا ہے' اگرچہ اس اشتراک میں معنی کی حقیقت کو کوئی دخل نہیں۔ مثلا اللہ تعالی بھی سمیع ہے اور بندہ بھی سمیع۔ لیکن دونوں کی سماعتوں میں فرق ہے۔ دوسرا قول یہ پیش کیا گیا ہے کہ مکمل خلوص کے ساتھ جس کا نام کا ذکر کیا جائے وہی اسم اعظم ہے۔

اس موضوع کی مختلف روایات سے یہ بات بھی سمجھ آتی ہے کہ جس آیت یا حدیث میں اللہ تعالی کو معبودِ برحق ثابت کیا گیا' وہ اسم اعظم ہے۔ واللہ اعلم

باب: لا بأس بالرقية الذى ليس فيه شرك

جس دم میں شرک نہیں ہے اس دم میں کوئی حرج نہیں

۲۷۵۸۔عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ الْاَشْجَعِيِّ،قَالَ: كُنَّا نَرْقِي فِي الْجَاهِلِيَّةِ،فَقُلْنَا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! كَيْفَ تَرٰى فِي ذٰلِكَ؟ فَقَالَ: ((اِعْرِضُوْا عَلَيَّ رِقَاكُمْ،لَابَاسَ بِالرُّقٰى مَالَمْ يَكُنْ فِيْهِ شِرْكٌ)).

[الصحيحة:١٠٦٦]

سیدنا عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم دورِ جاہلیت میں دم کیا کرتے تھے۔ (مسلمان ہونے کے بعد) پوچھا: اے اللہ کے رسول! آپ کا ان (دموں) کے بارے میں کیا خیال ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اپنے دم مجھ پر پیش کرو اور (یاد رکھو کہ) اس وقت تک دموں میں کوئی حرج نہیں جب تک وہ شرک پر مشتمل نہ ہوں۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۰۶۶۔ ابن وھب فی الجامع (۱۴/۷) وعنہ مسلم(۲۲۰۰) وابوداؤد (۳۸۸۶)۔

فوائد: جو دم قرآن مجید' مسنون دعاؤں' مسنون اذکار یا اللہ تعالی کے اسماء و صفات پر مشتمل ہوں' وہ بطور دم استعمال کئے جا سکتے ہیں۔ جن دموں کے کلمات میں شرک پایا جاتا ہو' وہ حرام ہیں۔

باب: افضل الذكر والشكر

ذکر اور شکر کا بیان

۲۷۵۹۔عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ،قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِﷺ يَقُوْلُ: ((اَفْضَلُ الذِّكْرِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ،وَاَفْضَلُ الشُّكْرِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ)). [الصحيحة:١٤٩٧]

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" سب سے زیادہ فضیلت والا ذکر ہے اور "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ" سب سے افضل کلمۂ شکر ہے۔"

تخريج: الصحيحة ۱۴۹۷۔ والخرائطى فى فضيلة الشكر (۷) بهذا اللفظ واخرجه الترمذى (۳۳۸۳)، وابن ماجه (۳۸۰۰)، وابن حبان (۸۴۶) بلفظ افضل الذكر لا اله الا الله و افضل الدعاء الحمد لله۔

فوائد: "لَااِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" کلمۂ توحید ہے، جو اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ صرف اللہ تعالی معبودِ برحق ہے، وہ اس لائق ہے کہ محض اس کی پرستش کی جائے، ماسوائے اللہ تمام قسم کے معبوذ معبودانِ باطلہ ہیں۔ ایمان کے بیشمار شعبوں میں "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" کو سب سے بلند مقام حاصل ہے، کیونکہ یہی ذکر ہے جس کا اقرار کرنے سے دائرۂ اسلام میں داخلہ نصیب ہوتا ہے اور جس کے انکار سے ارتداد و کفر کی صف میں کھڑا ہونا پڑتا ہے۔

"اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ" کلمۂ شکر ہے، اللہ تعالی ہی منعمِ حقیقی ہے، ہر قسم کے انعامات واحسانات کا سرچشمہ اسی کی ذات ہے، اسی بناء پر وہ تعریفوں کا مستحق ہے، جب انسان بطورِ تعظیم اللہ تعالی کی تعریف وتوصیف اور مدح وثناء بیان کرتا ہے تو اسے "حمد" کہتے ہیں۔

مذکورہ بالا دونوں کلموں کو اللہ تعالی اور نبی کریم ﷺ کے محبوب ترین کلمات، سب سے ممتاز اور دنیا و مافیہا سے بہتر اذکار قرار دیا گیا، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ" کہنے سے ترازو بھر جاتا ہے۔ [مسلم]

باب: فضل الحمادين

حمد باری تعالی بیان کرنے والوں کی فضیلت

۲۷۶۰۔عَنْ عِمْرَانَ بْنَ حُصَيْنٍ مَرْفُوْعًا: ((اَفْضَلُ عِبَادِاللّٰهِ تَعَالٰى يَوْمَ الْقِيَامَةِ الْحَمَّادُوْنَ)). [الصحيحة: ١٥٨٤]

سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "قیامت کے روز (اللہ تعالی کی) بہت زیادہ تعریف کرنے والے سب سے افضل لوگ ہوں گے۔"

تخريج: الصحيحة ۱۵۸۴۔ طبرانى فى الكبير (۱۸/ ۱۲۴، ۱۲۵) احمد (۴/ ۴۳۴)، موقوفا عليه۔

فوائد: اللہ تعالی اپنی حمد وثناء، تعریف وتوصیف اور مدح وستائش پسند ہے، اس لئے جو آدمی کثرت سے اللہ تعالی کی حمد بیان کرے گا، وہ اللہ تعالی کا محبوب بندہ بن جائے گا۔ سیدنا ابوموسی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (والحمد لله تملأ الميزان۔) [مسلم] یعنی: الحمد للہ کہنے سے ترازو بھر جاتا ہے۔

باب: افضل العبادة الدعاء

دعا کرنا افضل عبادت ہے

۲۷۶۱۔عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مَرْفُوْعًا: ((اَفْضَلُ الْعِبَادَةِ الدُّعَاءُ)). [الصحيحة:١٥٧٩]

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "دعا کرنا افضل عبادت ہے۔"

تخریج: الصحیحۃ ۱۵۷۹۔ حاکم (۱/ ۴۹۱)۔

فوائد: کوئی بڑے سے بڑا سرکش اور باغی انسان بھی جب اللہ تعالیٰ کے سامنے دستِ سوال دراز کرتا ہے تو اسے چاہتے نہ چاہتے ہوئے عاجزی وانکساری کا اظہار بھی کرنا پڑتا ہے اور دعا کے دوران ہی اسے تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ ایک ہستی ایسی بھی ہے جس کے سامنے اسے بھی اپنی گردن میں خم لانا پڑ گیا ہے۔ دوسری طرف اللہ تعالیٰ کو بھی یہ بات بڑی پسند ہے کہ بندہ اس سے مانگے۔ اللہ تعالیٰ سے مانگتے وقت جو کیفیت بندے پر طاری ہوتی ہے، شاید وہ کسی دوسری عبادت میں محسوس نہ کی جاتی ہو۔

باب: فضل التهليل عشية عرفة

عرفہ کی شام کو لا الہ الا اللہ الخ کہنے کی فضیلت

۲۷٦۲۔ عَنْ عَلِيٍّ مَرْفُوْعًا: ((اَفْضَلُ مَاقُلْتُ اَنَا وَالنَّبِيُّوْنَ عَشِيَّةَ عَرَفَةَ: لَااِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ،لَهُ الْمُلْكُ، وَلَهُ الْحَمْدُ،وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ)). [الصحيحة:۱۵۰۳]

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سب سے افضل کلمہ وہ ہے جو میں نے اور سابقہ انبیاء نے عرفہ کے دن کی شام کو کہا (اور وہ یہ ہے): نہیں کوئی معبودِ برحق مگر اللہ، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، بادشاہت اسی کی ہے، تعریف اسی کے لئے ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۵۰۳۔ عرفہ کی شام کو لا الہ الا اللہ الخ کہنے کی فضیلت۔

باب: نسيان النبيﷺ

نبیﷺ کے بھولنے کا بیان

۲۷٦۳۔ عَنِ ابْنِ اَبْزٰى،عَنْ اَبِيْهِ، اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اَغْفَلَ آيَةً، فَلَمَّا صَلّٰى قَالَ: ((فِي الْقَوْمِ اُبَيٌّ؟!)) فَقَالَ اُبَيٌّ: آيَةَ كَذَا نُسِخَتْ اَمْ نَسِيْتَهَا؟ قَالَ:((بَلْ اُنْسِيْتُهَا)). [الصحيحة:۲۵۷۹]

ابن ابزی اپنے باپ ابزی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ (ایک روز) نبی کریم ﷺ نے ایک آیت کو نظر انداز کر دیا، نماز سے فراغت کے بعد پوچھا: ''آیا لوگوں میں اُبی موجود ہے؟'' سیدنا اُبی رضی اللہ عنہ نے پوچھا: فلاں آیت منسوخ ہوگئی ہے یا آپ بھول گئے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''بلکہ مجھے بھلا دی گئی ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۵۷۹۔ ابو اسحاق الحربی فی الغریب (۵/ ۱۸۴/ ۲)، احمد (۳/ ۴۰۷)، بخاری فی جزء القراءۃ (۱۹۳)، نسائی فی الکبری (۸۲۴۰)۔

فوائد: نبی کریم ﷺ نماز میں مختلف انداز میں کئی دفعہ بھولے ہیں، بعض مثالوں کا تذکرہ "الاذان والصلوۃ" کے باب میں ہو چکا ہے۔ آپ ﷺ نے خود یہ وجہ بیان کی ہے کہ میں تمہاری طرح بشر ہوں اور بھول جاتا ہوں جیسے تم بھول جاتے ہو، اگر آئندہ ایسا ہو تو مجھے یاد کرا دیا کرو۔

امام البانی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں: قراءت میں التباس کے وقت امام کو لقمہ دینے کی اس حدیث میں واضح دلالت موجود ہے۔ بعض مسلک والوں کا خیال ہے مقتدی امام کو لقمہ دینے سے پہلے قراءت کی نیت کرے، اس رائے کو بیان کر دینا ہی اس کے مردود ہونے کے لئے کافی ہے۔ [صحیحہ: ۲۵۷۹ کے تحت]

باب: نزول السكينة عند تلاوة القرآن

تلاوت قرآن کے وقت سکینت کا نازل ہونا

٢٧٦٤۔ عَنِ الْبَرَاءِ، قَالَ: قَرَأَ رَجُلٌ سُوْرَةَ (الْكَهْفِ)، وَلَهُ دَابَّةٌ مَرْبُوْطَةٌ، فَجَعَلَتِ الدَّابَّةُ تَنْفِرُ، فَنَظَرَ الرَّجُلُ إِلَى سَحَابَةٍ قَدْ غَشِيَتْهُ أَوْ ضَبَابَةٍ، فَفَزِعَ، فَذَهَبَ إِلَى النَّبِيِّ، قُلْتُ: سَمَّى النَّبِيُّ ﷺ ذَاكَ الرَّجُلَ؟ قَالَ: نَعَمْ [قَالَ: فَذَكَرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ] فَقَالَ: ((اِقْرَأْ فُلَانُ! فَإِنَّهَا سَكِيْنَةٌ نَزَلَتْ لِلْقُرْآنِ، أَوْ عِنْدَ الْقُرْآنِ)) [الصحيحة:١٣١٣]

سیدنا براء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ایک آدمی سورۂ کہف کی تلاوت کر رہا تھا، (قریب ہی) اس کا چوپایہ باندھا ہوا تھا، چوپائے نے اچانک بدکنا شروع کر دیا، اس نے دیکھا کہ ایک بدلی اسے ڈھانپنے لگی ہے، وہ گھبرا گیا اور نبی کریم ﷺ کے پاس گیا۔ میں نے پوچھا: کیا نبی کریم ﷺ نے اس آدمی کا نام لیا تھا؟ انھوں نے کہا: جی ہاں، تو اس نے (آپ ﷺ کے پاس پہنچ کر) یہ ساری بات بتائی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''او فلاں! تو پڑھتا رہتا، یہ تو سکینت تھی جو قرآن (کی تلاوت) کے لئے نازل ہوئی۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۳۱۳۔ احمد (۴/ ۲۸۴)، بخاری (۳۶۱۴)، مسلم(۷۹۵)۔

٢٧٦٥۔ عَنْ أَنَسٍ مَرْفُوْعًا: ((اِقْرَأِ الْقُرْآنَ عَلَى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ كُلُّهَا شَافٍ كَافٍ)). [الصحيحة:٢٥٨١]

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قرآن کو سات لہجوں پر پڑھ سکتا ہے، ہر ایک لہجہ اطمینان بخش اور کفایت بخش ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۵۸۱۔ ابو اسحاق الحربی فی غریب الحدیث (۵/ ۱۴۲/ ۲)، احمد (۴/ ۱۱۴)، نسائی (۹۴۲) ابو عبید فی فضائل القرآن (ص:۳۳۶)، من طریق حمیدی عن انس عن ابی بن کعب رضی اللہ عنہ۔

فوائد: امام البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں: اس حدیث اور اس کے شواہد سے معلوم ہوا کہ "سبعة احرف" سے مراد سات لغات ہیں، جن کی مدد سے ایک لفظ یا ایک کلمہ کو سات لغات میں بیان کیا جا سکتا ہے، ان لغات میں الفاظ مختلف ہوتے ہیں اور معانی متحد۔ امام طبری نے اپنی تفسیر کے مقدمہ میں اس کی شافی کافی وضاحت کی ہے اور یہ بھی ثابت کیا کہ (عہدِ عثمان رضی اللہ عنہ میں) پوری امت ایک لغت میں متحد ہو گئی اور باقی چھ کو ترک کر دیا اور ایسا کرنے سے قرآن مجید کے کسی حصہ میں کوئی نسخ یا نقصان نہیں ہوا۔ آج قرآن مجید کی قراءت کا جو انداز اپنایا جاتا ہے، یہ وہی ہے جس پر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو جمع کیا تھا، بہر حال انھوں نے بڑی عمدہ، پائیدار اور مفید بحث کی ہے، اس کا مراجعہ کرنا چاہئے۔ [صحیحہ: ۲۵۸۱ کے تحت]

باب: في كم يختم القرآن

قرآن کتنے دنوں میں ختم کرنا چاہیے

٢٧٦٦۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَهُ: ((اِقْرَاءِ الْقُرْآنَ فِي أَرْبَعِيْنَ، [ثُمَّ فِي شَهْرٍ، ثُمَّ فِي عِشْرِيْنَ، ثُمَّ فِي خَمْسَ عَشْرَةَ، ثُمَّ فِي عَشْرٍ، ثُمَّ فِي سَبْعٍ، قَالَ: انْتَهٰى إِلَى

سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے مجھے فرمایا: ''چالیس دنوں میں قرآن مجید پڑھا کر، چلو تیس دنوں میں پڑھ لیا کر، چلو بیس دنوں میں سہی، نہیں تو پندرہ ایام میں، نہیں تو دس ایام میں سہی، یا پھر سات دنوں میں۔'' آپ ﷺ نے

سَبْعٍ]))۔ [الصحیحۃ:۱۵۱۲]

سات دنوں پر بات کو بند کر دیا۔

تخریج: الصحیحۃ ۱۵۱۲۔ ترمذی (۲۹۴۷)، ابو داؤد (۱۳۹۵)، نسائی فی الکبری (۸۰۶۸، ۸۰۶۹) بنحوہ مطولاً۔

فوائد: تین دنوں سے کم عرصہ میں قرآن مجید کی تلاوت مکمل کرنے سے منع کر دیا گیا ہے، آنے والی احادیث میں وضاحت ملے گی۔

باب: حکم من یختم القرآن فی اقل من ثلاث

تین دن سے کم میں قرآن مجید ختم کرنے والے کا حکم

۲۷۶۷۔عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو،قَالَ: ((قُلْتُ :یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ! فِي کَمْ اَقْرَاُ الْقُرْآنَ؟ قَالَ: اِقْرَاْہُ فِي کُلِّ شَھْرٍ،قَالَ: قُلْتُ: اِنِّي اَقْوٰی عَلٰی اَکْثَرَ مِنْ ذٰلِکَ،قَالَ: اِقْرَاْہُ فِي خَمْسٍ وَعِشْرِیْنَ......اِقْرَاْہُ فِي خَمْسَ عَشَرَۃَ...... اِقْرَاْہُ فِي سَبْعٍ، لَا یَفْقَھُہُ مَنْ یَقْرَؤُہُ فِي اَقَلَّ مِنْ ثَلَاثٍ))۔[الصحیحۃ: ۱۵۱۳]

سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے کتنے دنوں میں قرآن مجید کی تلاوت مکمل کرنی چاہیے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہر ماہ میں مکمل قرآن مجید پڑھ لیا کر۔'' میں نے کہا: میں اس سے زیادہ پڑھنے پر قدرت رکھتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تو پھر پچیس دنوں میں سہی۔'' ......''یا پھر بیس دنوں میں۔'' ......''چلو پندرہ دنوں میں سہی۔'' ......''نہیں تو سات دنوں میں، (اتنی بات ضرور ہے کہ) جس نے تین ایام سے کم عرصہ میں قرآن مجید کو مکمل کر لیا، اس نے سمجھا نہیں۔

تخریج: الصحیحۃ ۱۵۱۳۔ احمد ۲/ ۱۶۵، ۱۸۹ ابو داؤد (۱۳۹۰)، الطیالسی (۲۲۵۲)، ابن حبان (۷۵۸)، الروایات مطولۃ و مختصرۃ۔

فوائد: جہاں اس حدیث میں قرآن مجید کی تلاوت کی تکمیل کے لئے مدت کا تعین کر دیا ہے، وہاں اشارۃً اس چیز کو بھی واضح کر دیا گیا کہ تلاوتِ قرآن سے مقصود قرآن فہمی ہے۔ موجودہ دور میں فہمِ قرآن کی صلاحیت لوگوں میں شاذ و نادر ہے۔ ہر بندہ خود بھی بغیر سوچے سمجھے قرآن مجید کی تلاوت کر رہا ہے اور اپنی اولاد کو اسی انداز کا عادی بنا رہا ہے۔ یاد رہے کہ قرآن مجید ایسے سنہری قوانین وضوابط کا مجموعہ ہے، جن کی روشنی میں زندگی کو بہترین سانچے میں ڈھالا جا سکتا ہے اور قوانین کو بغیر سوچے سمجھے پڑھا نہیں جاتا، بلکہ ان کو سمجھ کر ان پر عمل کیا جاتا ہے۔

باب: القراءۃ بالمد المتصل

مدِ متصل کے ساتھ قراءت کرنا

۲۷۶۸۔عَنْ مُوْسَی بْنِ یَزِیْدَ الْکِنْدِيِّ،قَالَ: کَانَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ یُقْرِاُالْقُرْآنَ رَجُلًا، فَقَرَاَ الرَّجُلُ: ﴿اِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَا وَالْمَسَاکِیْنَ﴾ [التَّوْبَۃ: ٦٠] مُرْسَلَۃً، فَقَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ: مَاھٰکَذَا اَقْرَاَنِیْھَا رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ،قَالَ: کَیْفَ اَقْرَاَکَھَا یَا اَبَا عَبْدِالرَّحْمٰنِ؟ قَالَ: ((اَقْرَاَنِیْھَا: ﴿اِنَّمَا

موسیٰ بن یزید کندی کہتے ہیں: سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ایک آدمی کو قرآن مجید پڑھاتے تھے، (ایک دن) اس نے ﴿اِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسَاکِیْنِ﴾ کو خوش اسلوبی سے لیکن تیز تیز پڑھا۔ سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے مجھے اس طرح نہیں پڑھایا جس طرح تم پڑھ رہے ہو۔ اس نے کہا: اے ابو عبد الرحمن! آپ ﷺ نے آپ کو کیسے پڑھایا؟ انھوں نے کہا: آپ

الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسَاكِيْنِ﴾ فَمَدَّهَا)). [الصحيحة: ٢٢٣٧]

ﷺ نے مجھے ﴿إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسَاكِيْنِ﴾ کھینچ کھینچ کر اور لمبا لمبا کر کے پڑھایا۔

تخریج: الصحیحة ۲۲۳۷۔ طبرانی فی الکبیر (۸۶۷۷)' ابن الجزری فی النشر فی القراء ات العشر (۱/ ۳۱۳)۔

فوائد: ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿ورتل القرآن ترتیلا﴾ [سورۂ مزمل: ۴] یعنی: ''قرآن مجید کو صاف صاف اور عمدہ طریقہ پر پڑھا کرو۔''

لہذا ٹھہر ٹھہر کر قرآن مجید کی تلاوت کرنی چاہیے۔ نماز تراویح اور شبینہ کے مواقع پر قرآن مجید کو نبوی انداز کے مطابق نہیں پڑھا جاتا' ہر ایک کی یہ تمنا ہوتی ہے کہ مکمل قرآن مجید کی تلاوت کا لیبل لگنا چاہیے' قطع نظر اس بات سے کہ جس مبارک ہستی سے ہم نے قرآن مجید وصول کیا' ان کا تلاوت کرنے کا کیا انداز تھا۔ اس لیے زیادہ بہتر یہ ہے کہ قرآن کریم کی تلاوت تھوڑی کر لی جائے لیکن احسن طریقے سے پڑھا جائے۔

باب: من فضائل سورة البقرة

سورۂ بقرہ کی فضیلت کا بیان

٢٧٦٩ ـ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِقْرَءُوْا سُوْرَةَ الْبَقَرَةِ فِي بُيُوْتِكُمْ، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَدْخُلُ بَيْتًا يُقْرَأُ فِيْهِ سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ)). [الصحيحة: ١٥٢١]

سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اپنے گھروں میں سورۂ بقرہ کی تلاوت کیا کرو' کیونکہ جس گھر میں سورۂ بقرہ کی تلاوت کی جاتی ہے' اس میں شیطان نہیں گھستا۔''

تخریج: الصحیحة ۱۵۲۱۔ حاکم (۱/ ۵۶۱)' طبرانی (۸۶۴۲)' حاکم (۲/ ۲۶۰)' دارمی (۳۳۷۸)' عن ابی مسعود موقوفا علیه۔

فوائد: اس میں سورۂ بقرہ کی رحمت و برکت کا ذکر ہے۔

باب: التغني المحض ليس من آداب القرآن

صرف خوبصورت پڑھنا ہی آداب قرآن نہیں ہے

٢٧٧٠ ـ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَنَحْنُ نَقْرَأُ الْقُرْآنَ، وَفِيْنَا الْاَعْرَابِيُّ وَالْعَجَمِيُّ، فَقَالَ: ((اِقْرَءُوْا فَكُلٌّ حَسَنٌ، وَسَيَجِيْءُ اَقْوَامٌ يُقِيْمُوْنَهُ كَمَا يُقَامُ الْقِدْحُ، يَتَعَجَّلُوْنَهُ وَلَا يَتَاَجَّلُوْنَهُ)).

[الصحيحة: ٢٥٩]

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور ہم قرآن مجید کی تلاوت کر رہے تھے اور ہم میں بدو اور عجمی بھی بیٹھے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''پڑھو پڑھو' ہر کوئی درست پڑھ رہا ہے' عنقریب ایسے لوگ آئیں گے کہ وہ قرآن مجید کی (خوش اسلوبی سے) ادائیگی کو اتنی اہمیت دیں گے جتنی کہ تیر کے سیدھا کرنے کو دی جاتی ہے' لیکن اس کا بدلہ دنیا میں وصول کریں گے اور اس کے (اجر وثواب کو) آخرت تک مؤخر نہیں کریں گے۔''

تخریج: الصحیحة ۲۵۹۔ ابوداؤد (۸۳۰)، احمد (۳/ ۳۹۷)، بغوی فی شرح السنة (۱۰۹)۔

فوائد: یعنی قرآن مجید کے الفاظ کی ادائیگی اور ان کے مخارج کا بہت زیادہ خیال رکھا جائے گا، پرترنم اور سریلی آواز میں اور خوب اتار چڑھاؤ کے ساتھ تلاوت کی جائے گی، لیکن مقصود لوگوں کو خوش کر کے ان سے مال و دولت بٹورنا ہوگا۔ عصرِ حاضر میں ایسے لوگوں نے تلاوت قرآن مجید کو پیشہ بنا رکھا ہے۔ ان کی خلوتیں کیا، جلوتوں میں بھی قرآن حکیم کا ان کے وجود پر کوئی اثر دکھائی نہیں دیتا۔

باب: لكل حرف من القرآن عشر حسنات
قرآن کے ہر حرف کے بدلے دس نیکیاں ہیں

۲۷۷۱۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِقْرَؤُوا الْقُرْآنَ فَإِنَّكُمْ تُؤْجَرُوْنَ عَلَيْهِ، أَمَا إِنِّي لَا أَقُوْلُ ﴿الٓمٓ﴾ حَرْفٌ، وَلٰكِنْ أَلِفٌ عَشْرٌ، وَلَامٌ عَشْرٌ، وَمِيْمٌ عَشْرٌ، فَتِلْكَ ثَلَاثُوْنَ)). [الصحيحة: ٦٦٠]

سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "قرآن مجید پڑھا کرو، بلاشبہ تمھیں اجر و ثواب ملے گا۔ آگاہ رہو! میں یہ نہیں کہتا کہ "الٓمٓ" ایک حرف ہے، بلکہ "الف" کی دس نیکیاں علیحدہ ہیں، "با" کی علیحدہ اور "میم" کی علیحدہ، اس طرح "الٓمٓ" کی کل تیس نیکیاں ہوئیں۔"

تخریج: الصحیحة ۶۶۰۔ خطیب فی التاریخ (۱/ ۲۸۵)، دیلمی (۳۱۰)، الضیاء فی الجزو فیہ احادیث و حکایات (۹/ ۱)، ترمذی (۲۹۱۰)، بمعناہ۔

فوائد: ہر حرف کے بدلے دس نیکیاں ملتی ہیں اور "الٓمٓ" میں تین حروف ہیں۔

باب: القرآن يشفع يوم القيامة
قرآن قیامت کے دن سفارش کرے گا

۲۷۷۲۔ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((اِقْرَؤُوا الْقُرْآنَ، فَإِنَّهُ يَأْتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ شَفِيْعًا لِأَصْحَابِهِ، اِقْرَؤُوا الزَّهْرَاوَيْنِ: الْبَقَرَةَ وَسُوْرَةَ آلِ عِمْرَانَ، فَإِنَّهُمَا تَأْتِيَانِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَأَنَّهُمَا غَمَامَتَانِ، أَوْ كَأَنَّهُمَا غَيَايَتَانِ، أَوْ كَأَنَّهُمَا فِرْقَانِ مِنْ طَيْرٍ صَوَافَّ، تُحَاجَّانِ عَنْ أَصْحَابِهِمَا، اِقْرَؤُوا سُوْرَةَ الْبَقَرَةِ، فَإِنَّ أَخْذَهَا بَرَكَةٌ، وَتَرْكَهَا حَسْرَةٌ، وَلَا يَسْتَطِيْعُهَا الْبَطَلَةُ)). [الصحيحة: ٣٩٩٢]

سیدنا ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: "قرآن مجید پڑھا کرو، بلاشبہ یہ قیامت کے روز اپنے پڑھنے والوں کے حق میں سفارشی بن کر آئے گا۔ دو خوبصورت سورتیں: بقرہ اور آل عمران پڑھا کرو، کیونکہ یہ قیامت کے روز اس طرح آئیں گی، گویا کہ وہ دو بدلیاں یا دو سایہ دار چیزیں یا پر پھیلائے پرندوں کے دو غول ہیں، وہ اپنے پڑھنے والے کی طرف سے جھگڑا کریں گی۔ سورۂ بقرہ پڑھا کرو، کیونکہ اس کو سیکھنا باعث برکت اور اس کو ترک کرنا باعث حسرت ہے اور باطل پرست اس پر غالب نہیں آسکتے۔"

تخریج: الصحیحة ۳۹۹۲۔ مسلم (۲/ ۱۹۷)، احمد (۵/ ۲۴۹، ۲۵۱)، بیہقی (۲/ ۳۹۵)۔

فوائد: ہمیں چاہئے کہ ہم قرآن مجید کے ساتھ گہرا تعلق پیدا کریں، اس کی تلاوت کریں، اس کو سمجھیں اور اس پر عمل کریں، تاکہ قرآن مجید بالعموم اور سورۂ بقرہ اور سورۂ آل عمران بالخصوص ہمارے حق میں شہادت دیں۔
پہلے یہ حدیث گزر چکی ہے کہ جس گھر میں سورۂ بقرہ کی تلاوت کی جاتی ہے، اس میں شیطان نہیں گھستا اور ایسے گھر والوں اور یہ سورت تلاوت کرنے والوں پر باطل پرست اور جادوگر غالب نہیں آسکتے۔ اگر اس سورت سے روگردانی برتی گئی تو دنیا میں بھی نقصان اٹھانا پڑے گا اور آخرت میں اس کی برکتوں اور سفارشوں سے محرومی ہوگی۔

باب: قرأة القرآن بالائتلاف

قرآن کو مانوس ہونے تک پڑھنے کا بیان

۲۷۷۳۔عَنْ جُنْدُبِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ الْبَجَلِيِّ،قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِﷺ: ((اِقْرَؤُوْا الْقُرْآنَ مَا ائْتَلَفَتْ عَلَيْهِ قُلُوْبُكُمْ ، فَإِذَا اخْتَلَفْتُمْ فَقُوْمُوْا عَنْهُ)).
[الصحيحة: ۳۹۹۳]

سیدنا جندب بن عبد اللہ بجلی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”قرآن مجید اس وقت تک پڑھا کرو، جب تک تمہارے دل اس سے مانوس ہوتے رہیں، جب تمھیں اکتاہٹ محسوس ہو تو کھڑے ہو جائے۔“

تخریج: الصحيحة ۳۹۹۳۔ بخاری (۵۰۶۰، ۵۰۶۱)، مسلم (۲۶۶۷)، نسائی فی الکبری (۸۰۹۶)۔

فوائد: قرآن مجید کی تلاوت عبادت ہے، لہٰذا جب تک اس عبادت میں دل لگا رہے تو تلاوت کی جائے، وگرنہ نہیں۔ لیکن جس آدمی کا تلاوتِ قرآن کی طرف میلان ہی نہیں ہوتا، یا اسے اس کی تلاوت کے دوران کوئی لطف نہ آئے تو وہ اپنے ایمان کی تجدید کرے۔

باب: تحريم الاستكثار من القرآن والأكل به

قرآن کے ذریعہ سے مال اکٹھا کرنے اور کھانے کی حرمت کا بیان

۲۷۷٤۔عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ شِبْلٍ الْأَنْصَارِيِّ، اِنَّ مُعَاوِيَةَ قَالَ لَهُ: اِذَا اَتَيْتَ فُسْطَاطِي،فَقُمْ فَاَخْبِرْ مَا سَمِعْتَ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِﷺ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِﷺ يَقُوْلُ: ((اِقْرَؤُوْا الْقُرْآنَ،وَلَا تَاْكُلُوْا بِهِ وَلَا تَسْتَكْثِرُوْا بِهِ،وَلَا تَجْفُوْا عَنْهُ، وَلَا تَغْلُوْا فِيْهِ)).
[الصحيحة: ۲٦۰]

سیدنا عبد الرحمن بن شبل انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے انھیں کہا: جب تم میرے خیمے کے پاس پہنچو گے تو کھڑے ہو کر رسول اللہ ﷺ سے سنی ہوئی حدیث بیان کرنا۔ انھوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”قرآن مجید پڑھا کرو، نہ اس کو کھانے کا ذریعہ بناؤ، نہ اس کے ذریعے مالِ کثیر جمع کرو، نہ اس کے معاملے میں سنگدل ہو جاؤ اور نہ اس میں غلو اور تشدد کرو۔“

تخریج: الصحيحة ۲۶۰۔ احمد (۳/ ۴۲۸، ۴۴۴)، طحاوی (۲/ ۱۰)، طبرانی فی الاوسط (۲۵۹۵)۔

فوائد: قرآن مجید رشد و ہدایت کا سرچشمہ ہے، اس کو اسی مقصد کے لئے ہی استعمال کرنا چاہئے۔ سنگدل ہونے کا مطلب یہ ہے کہ قرآن مجید کی تلاوت ہو رہی ہو یا قرآن کی آیات کی روشنی میں وعظ و نصیحت کی جا رہی ہو، لیکن سننے والے پر اس کا کوئی اثر نہ ہو رہا ہو۔
قرآن مجید کی تعلیم پر اجرت لینا کیسا ہے؟

اس مسئلہ میں مختلف احادیث منقول ہیں، کچھ یہ ہیں:

(۱) سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (ان احق ما اخذتم علیه اجرا کتاب اللہ۔) [بخاری] یعنی: سب سے زیادہ جس چیز پر تم اجرت لینے کا حق رکھتے ہو وہ اللہ کی کتاب ہے۔

جب ایک صحابی نے ایک بستی کے سردار کو سورۂ فاتحہ پڑھ کر دم کیا اور اس کے عوض بکریوں کا ایک ریوڑ لیا۔ دوسرے صحابہ کرام نے ناپسند کیا اور اسے ڈانٹتے ہوئے کہا کہ تو نے اللہ تعالی کی کتاب پر اجرت لی۔ جب وہ نبی کریم ﷺ کے پاس پہنچے تو انھوں نے اس کی شکایت کی۔ جواباً آپ ﷺ نے یہ مذکورہ حدیث بیان کی۔

حافظ ابن حجرؒ نے کہا: واستدل منه للجمهور فی جواز الاجرة علی تعلیم القرآن۔ [فتح الباری] یعنی: اس حدیث سے جمہور کے لئے استدلال کیا گیا جو تعلم القرآن پر اجرت کے جواز کے قائل ہیں۔

(۲) بیوی کا حق مہر بیوی پر فرض ہے، اس کی تفصیل یوں کہ سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کا نکاح قرآن مجید کی تعلیم کو حق مہر ٹھہرا کر کر دیا، آپ ﷺ کے الفاظ یہ تھے: (اذهب فقد انکحتها بما معك من القرآن۔) [بخاری، مسلم] یعنی: جا، میں نے اس قرآن کے بدلے جو تیرے پاس ہے تیرے اس عورت کے ساتھ نکاح کر دیا ہے۔

معلوم ہوا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے خود قرآن مجید کی تعلیم کی اجرت دلوائی ہے۔ امام مالکؒ نے اس حدیث کا تحت لکھا: اس سے قرآن کی تعلیم پر اجرت لینا جائز ہوا۔ [فتح الباری]

لیکن درج ذیل حدیث اجرت لینے والوں کے حق میں بہت بڑی وعید ہے:

(۳) سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (من اخذ علی تعلیم القرآن قوسا، قلده الله قوسا من نار یوم القیامة۔) [صحیحہ: ۲۵۶] یعنی: جس نے قرآن مجید کی تعلیم دے کر کمان لی اللہ تعالی قیامت کے روز اس کے گلے میں آگ کی کمان ڈالے گا۔

مذکورہ بالا تین احادیث میں دو موضوعات بیان کیے گئے، جن میں شدید تناقض اور تعارض پایا جا رہا ہے۔ ان میں جمع و تطبیق کی یہ صورت ہے کہ قرآن مجید کی تعلیم کا اصل مقصود دین حنیف کی نشر و اشاعت اور لوگوں کی اصلاح ہو اور وہ خود بھی قرآنی احکام پر عمل پیرا ہو، اگر ایسی صورت میں لوگ معاوضہ دے دیں تو اس کو قبول کرنے میں کوئی حرج نہیں پہلی دو احادیث کا یہی مصداق ہے۔ لیکن اگر کسی آدمی کا قرآن کریم کی تعلیم سے اصل مقصود دنیا کی دولت اکٹھا کرنا ہے، لوگوں کی اصلاح سے اسے کوئی سروکار نہ ہو اور وہ خود قرآنی فرائض و واجبات کے وعظ سے اثر قبول نہ کرنے والا اور ان کی ادائیگی سے غافل ہو تو ایسے شخص کو تیسری حدیثِ مبارکہ کا مصداق بنایا جائے گا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

۲۷۷۵۔ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ شِبْلٍ،قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((اقْرَءُوْا الْقُرْآنَ، وَلَا تَغْلُوْا فِيْهِ، وَلَا تَجْفُوْا عَنْهُ،وَلَا تَاْكُلُوْا بِهِ،وَلَا تَسْتَكْثِرُوْا بِهِ)).

[الصحيحة: ٣٠٥٧]

سیدنا عبدالرحمن بن شبل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''قرآن مجید کی تلاوت کیا کرو، نہ اس میں غلو اور تشدد کرو، نہ اس کے معاملے میں سخت بنو، نہ اس کو کھانے کا ذریعہ بناؤ اور نہ اس کے ذریعے مالِ کثیر جمع کرو۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۰۵۷۔ احمد (۳/ ۴۲۸)، وانظر الحدیث السابق۔

فوائد: سابقہ حدیث میں بحث ہو چکی ہے۔

باب: قراءة المعوذات عقب الفرائض
فرائض کے بعد معوذات کی قرأت کا بیان

۲۷۷٦۔عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: ((اِقْرَؤُوا الْمُعَوِّذَاتِ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ)). [الصحيحة: ۱۵۱٤]

سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر نماز کے بعد معوّذات (سورۂ فلق اور سورۂ ناس) پڑھا کرو۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۵۱۴- ابو داؤد (۱۵۲۳)' احمد (۴/ ۱۵۹)' ابن حبان (۲۰۰۴)۔

باب: كثرة الصلاة على النبيّ يوم الجمعة و فضلها

جمعہ کے دن کثرت کے ساتھ نبیؐ پر درود پڑھنے اور اس کی فضیلت کا بیان

۲۷۷۷۔عَنْ اَنَسٍ مَرْفُوْعًا: ((اَكْثِرُوْا الصَّلَاةَ عَلَيَّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَلَيْلَةَ الْجُمُعَةِ، فَمَنْ صَلّٰى عَلَيَّ صَلَاةً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ عَشْرًا)). [الصحيحة: ۱٤۰۷]

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جمعہ کے دن اور رات کو کثرت سے مجھ پر درود پڑھا کرو' پس جو آدمی مجھ پر ایک دفعہ درود بھیجے گا' اللہ تعالی اس پر دس رحمتیں نازل کرے گا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۴۰۷- بیہقی (۳/ ۲۴۹)- ابن عدی فی الکامل (۳/ ۹۶۹) من طریق آخر عنہ۔

فوائد: نبی کریم ﷺ پر درود و سلام بھیجنا جہاں آپ ﷺ کے حق میں رحمت و سلامتی کی دعا ہے' وہاں یہ عمل کرنے والے کے لئے بھی سعادت ہے کہ اللہ تعالی اس پر اپنی رحمتیں اور سلامتی نازل فرماتے ہیں۔ نیز اس حدیث میں جمعہ کی ایک خصوصیت کا ذکر ہے کہ اس کی رات اور دن کو نبی کریم ﷺ پر بکثرت درود بھیجنا چاہیے۔

باب: من فضل الصلاة عليه ﷺ

نبی کریم ﷺ پر درود بھیجنے کی فضیلت

۲۷۷۸۔عَنْ اَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ مَرْفُوْعًا: ((اَكْثِرُوْا الصَّلَاةِ عَلَيَّ: فَاِنَّ اللّٰهَ وَكَّلَ بِي مَلَكًا عِنْدَ قَبْرِي، فَاِذَا صَلّٰى عَلَيَّ رَجُلٌ مِّنْ اُمَّتِي قَالَ لِي ذٰلِكَ الْمَلَكُ: يَا مُحَمَّدُ اِنَّ فُلَانَ بْنَ فُلَانٍ صَلّٰى عَلَيْكَ السَّاعَةَ)). [الصحيحة: ۱۵۳۰]

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھ پر کثرت سے درود بھیجا کرو' کیونکہ اللہ تعالی نے میری قبر کے پاس ایک فرشتہ مقرر کیا ہے' جب میرا امتی مجھ پر درود بھیجتا ہے تو وہ فرشتہ مجھے کہتا ہے: اے محمد! فلاں بن فلاں نے آپ پر ابھی درود بھیجا ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۵۳۰- دیلمی (۱/ ۱/ ۳۱)۔

فوائد: انسان موت کے بعد عالم برزخ میں منتقل ہو جاتا ہے' وہ ایک زندگی کا نام ہے' جو موت سے قیامت کے برپا ہونے تک جاری رہتی ہے۔ اس حدیث میں اسی زندگی کی ایک جھلک پیش کی گئی ہے' جس کی نوعیت و کیفیت اللہ تعالی ہی بہتر جانتے ہیں۔ ہمیں یہ ترغیب دلائی گئی ہے کہ آپ ﷺ کے حق میں کثرت سے رحمت کی دعا کریں' جسے درود کہا جاتا ہے۔

باب: الاكثار من الصلاة عليه صلى

نبی کریم ﷺ پر درود کی کثرت اور اس کا آپ ﷺ پر

الله عليه وسلم وعرضها عليه

پیش ہونا

۲۷۷۹۔ عَنْ أَوْسِ بْنِ أَوْسٍ مَرْفُوعًا: ((أَكْثِرُوْا عَلَيَّ مِنَ الصَّلَاةِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، فَإِنَّ صَلَاتَكُمْ مَعْرُوْضَةٌ عَلَيَّ. قَالُوْا: كَيْفَ تُعْرَضُ عَلَيْكَ وَقَدْ أَرِمْتَ ؟ قَالَ: إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى. حَرَّمَ عَلَى الْأَرْضِ أَنْ تَأْكُلَ أَجْسَادَ الْأَنْبِيَاءِ)).

[الصحيحة:١٥٢٧]

سیدنا اوس بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جمعہ کے روز مجھ پر کثرت سے درود پڑھا کرو، کیونکہ تمھارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔'' صحابہ نے پوچھا: آپ پر یہ چیز کیسے پیش کی جائے گی، آپ تو (مٹی میں) فنا ہو چکے ہوں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالی نے زمین پر انبیاء کے جسموں کو کھانا حرام قرار دیا ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۵۲۷۔ ابو اسحاق الحربی فی غریب الحدیث (۵/ ۱۴/ ۲)، ابوداود (۱۰۴۷) نسائی (۱۳۷۵)، ابن ماجہ (۱۰۸۵)، احمد (۴/ ۸)، عنه بنحوه۔

فوائد: اس میں انبیاء ورسل کے پاکیزہ اجسام کا قبروں میں محفوظ رہنے کا بیان ہے۔

دوسری طرف سیدنا ابوموسی رضی اللہ عنہ کی حدیث میں یہ وضاحت ہے کہ جب حضرت موسی علیہ السلام بنو اسرائیل کے ساتھ مصر سے چلے تو راستہ بھول گئے۔ .... ایک بڑھیا نے کہا: یہ جگہ کھودو اور حضرت یوسف علیہ السلام کی ہڈیاں نکال لو۔ جب انھوں نے ہڈیاں باہر نکالیں تو راستہ دن کی طرح روشن ہو گیا۔ [صحیحہ:۳۱۳]

امام البانی رحمہ اللہ نے سیدنا ابوموسی رضی اللہ عنہ کی یہ تاویل کی ہے کہ ''عظام'' یعنی ہڈیوں سے پورا جسم مراد لیا جاتا ہے، جیسا کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ سیدنا تمیم داری رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے کہا: الا اتخذ لك منبرا يا رسول الله! يجمع او يحمل عظامك؟ کہ کیا میں آپ کے لئے منبر نہ بناؤں جو آپ کی ہڈیوں یعنی آپ کے وجود کو سنبھالے رکھے۔...... اسے ابوداود نے روایت کیا۔ [صحیحہ:۳۱۳ کے تحت]

باب: كنز من كنوز الجنة

جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانے کا بیان

۲۷۸۰۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((أَكْثِرُوْا مِنْ قَوْلِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ، فَإِنَّهُ كَنْزٌ مِّنْ كُنُوْزِ الْجَنَّةِ)).

[الصحيحة:١٥٢٨]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ'' (برائی سے بچنے کی طاقت اور نیکی کرنے کی قوت نہیں ہے، مگر اللہ تعالی کی توفیق سے) کا زیادہ سے زیادہ ورد کیا کرو، کیونکہ یہ جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۵۲۸۔ احمد (۲/ ۳۳۳)، ترمذی (۳۶۰۱)، نسائی فی علم الیوم واللیلۃ (۱۳)، حاکم (۱/ ۲۱) من طریق آخری عنه۔

فوائد: انسان اس ذکر کے ذریعے اللہ تعالی کے سامنے عاجزی وانکساری کا اظہار کرتا ہے کہ وہ جو نیکیوں والے کام کرتا ہے اور برائیوں سے بچتا ہے، اس میں اس کا ذاتی کوئی کمال نہیں، بلکہ یہ تو اللہ تعالی کی تائید وتوفیق سے ہو رہا ہے۔

فضل التسبيح و التكبير و التحميد

۲۷۸۱۔ ((اَلَّا اُحَدِّثُكُم بِاَمرٍ اِن اَخَذتُم بِهٖ اَدرَكتُم مَن سَبَقَكُم، وَلَم يُدرِكُكُم اَحَدٌ بَعدَكُم، وَكُنتُم خَيرٌ مِّن اَنتُم بَينَ ظَهرَانَيهِ. اِلَّا مَن عَمِلَ مِثلَهٗ؟تُسَبِّحُونَ وَتَحمِدُونَ وَتُكَبِّرُونَ خَلفَ كُلِّ صَلَاةٍ ثَلَاثَةً وَثَلَاثِينَ)).

جَاءَ مِن حَدِيثِ اَبِي هُرَيرَةَ،وَاَبِي ذَرٍّ،وَاَبِي هُرَيرَةَ۔رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ۔،قَالَ: جَاءَ الفُقَرَاءُ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالُوا: ذَهَبَ اَهلُ الدُّثُورِ مِنَ الاَموَالِ بِالدَّرَجَاتِ العُلٰى،وَالنَّعِيمِ المُقِيمِ، يُصَلُّونَ كَمَا نُصَلِّي،وَيَصُومُونَ كَمَا نَصُومُ،وَلَهُم فَضلٌ مِّن اَموَالِهِم يَحُجُّونَ بِهَا وَيَعتَمِرُونَ، وَيُجَاهِدُونَ وَيَتَصَدَّقُونَ؟! قَالَ...... فَذَكَرَهٗ فَاختَلَفنَا بَينَنَا، بَعضُنَا: نُسَبِّحُ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ، وَنَحمِدُ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ، وَنُكَبِّرُ اَربَعًا وَثَلَاثِينَ، فَرَجَعتُ اِلَيهِ، فَقَالَ: تَقُولُ: سُبحَانَ اللّٰهِ،وَالحَمدُ لِلّٰهِ، وَاللّٰهُ اَكبَرُ،حَتّٰى يَكُونَ مِنهُنَّ كُلِّهِنَّ ثَلَاثٌ وَّثَلَاثُونَ۔

[الصحيحة:۳۳۰۸]

سبحان اللہ، الحمدللہ اور اللہ اکبر کہنے کی فضیلت

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کیا میں تمھیں ایسی چیز نہ بتلاؤں جس کے ذریعے تم اپنے سے پہلوں کو پا لو گے' بعد والے تمھارے (مرتبے کو) نہ پہنچ سکیں گے اور تم تمام لوگوں میں بہترین قرار پاؤ گے' مگر وہی شخص جو اسی طرح کا عمل کرے گا۔ (عمل یہ ہے:) تم لوگ ہر نماز کے بعد "سُبحَانَ اللّٰه' اَلحَمدُ لِلّٰه اور اَللّٰهُ اَكبَر" تینتیس تینتیس دفعہ کہا کرو۔“ یہ حدیث سیدنا ابوہریرہ' سیدنا ابوذر' سیدنا ابو درداء' سیدنا ابن عباس اور سیدنا ابن عمر ﷺ سے مروی ہے۔ سیدنا ابوہریرہ ﷺ کی حدیث' جسے ان سے ابو صالح نے روایت کیا ہے' یہ ہے: فقراء لوگ' نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور عرض کیا کہ بلند درجے اور ہمیشہ رہنے والی نعمتیں تو مال دار لوگ لے گئے' وہ نماز تو ہماری طرح پڑھتے ہیں اور روزہ بھی ہماری طرح رکھتے ہیں۔ لیکن ان کے لئے مالوں سے حاصل ہونے والی فضیلت زیادہ ہے' وہ حج کرتے ہیں' عمرہ کرتے ہیں' جہاد کرتے ہیں اور صدقہ کرتے ہیں۔ راوی کہتا ہے:...... (اوپر والی حدیث ذکر کی) (تسبیحات کی تعداد کے بارے میں) ہم اختلاف میں پڑ گئے' کوئی کہتا کہ تینتیس دفعہ "سُبحَانَ اللّٰه" تینتیس دفعہ "اَلحَمدُ لِلّٰه" اور چونتیس دفعہ "اَللّٰهُ اَكبَر" کہنا ہے (اور کوئی کچھ اور کہتا)۔ میں آپ ﷺ کے پاس گیا اور (سارا مسئلہ ذکر کیا تو) آپ ﷺ نے فرمایا: "سُبحَانَ اللّٰه' اَلحَمدُ لِلّٰه اور اَللّٰهُ اَكبَر" میں سے ہر ایک تینتیس تینتیس بار کہنا ہے۔“

تخریج: الصحیحة ۳۳۰۸۔ (۱) ابو هريرة: بخاری (۸۴۳)' مسلم (۵۹۵)۔ (۲) ابوذر: ابن ماجه (۹۲۷)' احمد (۵/ ۱۵۸)' (۳) ابوالدرداء: نسائی فی عمل اليوم والليلة (۱۴۹'۱۵۰)' احمد (۶/ ۴۴۶)' (۴) ابن عباس: ترمذی (۴۱۰)' نسائی (۱۳۵۴)' ابن عمر ﷺ: البزار (الکشف: ۳۰۹۴)۔

فوائد: اس حدیث میں اللہ کے مخصوص ذکر کا بیان ہے کہ جس کے ذریعے فقراء وغرباء' نیک مالدار لوگوں پر سبقت حاصل کر سکتے ہیں۔

۲۷۸۲۔عَن اَبِي اُمَامَةَ البَاهِلِيِّ: صدي بن عجلان مَرفُوعًا: ((اَلَا اُخبِرُكَ بِاَفضَلِ اَو اَكثَرِ

سیدنا ابوامامہ صدی بن عجلان باہلی ﷺ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کیا میں تجھے شب و روز کے مسلسل ذکر سے

مِنْ ذِكْرِكَ اللَّيْلَ مَعَ النَّهَارِ وَالنَّهَارَ مَعَ اللَّيْلِ؟ اَنْ تَقُوْلَ: سُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ مَاخَلَقَ، سُبْحَانَ اللّٰهِ مِلْءَ مَا خَلَقَ، سُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ مَا فِي الْاَرْضِ وَالسَّمَاءِ، سُبْحَانَ اللّٰهِ مِلْءَ مَافِي السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ، سُبْحَانَ اللّٰهِ مِلْءَ مَا خَلَقَ، سُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ مَا اَحْصٰی كِتَابُهُ، وَسُبْحَانَ اللّٰهِ مِلْءَ مَاءَ كُلِّ شَيْءٍ وَتَقُوْلُ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ، مِثْلَ ذٰلِكَ)). [الصحیحۃ:۲۵۷۸]

افضل ذکر نہ بتلاؤں؟ تو اس طرح ذکر کیا کر: میں اللہ کی پاکیزگی بیان کرتا ہوں، اس کی مخلوق کی گنتی کے برابر۔ میں اللہ کی اتنی پاکیزگی بیان کرتا ہوں جس سے اس کی مخلوقات بھر جائیں۔ میں اللہ کی پاکیزگی بیان کرتا ہوں ان چیزوں کی گنتی کے برابر جو زمین و آسمان میں ہیں۔ میں اللہ کی اتنی پاکیزگی بیان کرتا ہوں جس سے وہ چیزیں بھر جائیں جو زمین اور آسمان میں ہیں۔ میں اللہ کی پاکیزگی بیان کرتا ہوں جس سے اس کی مخلوقات بھر جائیں۔ میں اللہ کی پاکیزگی بیان کرتا ہوں ان چیزوں کی گنتی کے برابر جن کو اس نے اپنی کتاب میں شمار کیا اور میں اللہ کی اتنی پاکیزگی بیان کرتا ہوں جس ہر چیز بھر جائے۔ پھر تو اسی طرح "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ" کہے (یعنی دعا میں "سُبْحَانَ اللّٰهِ" کی جگہ "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ" لگا کر دعا کو مکمل کر لے)۔"

تخریج: الصحیحۃ ۲۵۷۸۔ نسائی فی عمل الیوم واللیلۃ (۱۶۶)، ابن حبان (۸۳۰)، احمد (۵/ ۲۴۹)، حاکم (۱/ ۵۳۱)۔

باب: افضل القرآن السورة الفاتحة

افضل قرآن سورۃ الفاتحہ ہے

۲۷۸۳ ـ عَنْ اَنَسٍ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ فِي مَسِيْرِهِ فَنَزَلَ، وَنَزَلَ رَجُلٌ اِلٰى جَانِبِهِ، قَالَ: فَالْتَفَتَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: ((اَلَا اُخْبِرُكَ بِاَفْضَلِ الْقُرْآنِ؟ فَتَلَا عَلَيْهِ: ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ﴾)). [الصحیحۃ:۱۴۹۹]

سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: نبی کریم ﷺ کسی سفر میں تھے، کہیں اترے اور ایک آدمی بھی آپ ﷺ کے پہلو میں اترا۔ نبی کریم ﷺ نے اس کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: ''کیا میں تجھے قرآن کے افضل حصے کے بارے میں نہ بتلاؤں؟ پھر اس پر ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ﴾ تلاوت کی۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۴۹۹۔ حاکم (۱/ ۵۶۰) الضیاء فی المختارۃ (۱۷۱۸)، بیھقی فی الشعب (۲۳۵۸)۔

فوائد: شاید یہی وجہ ہے کہ اس سورت کو ہر نمازی پر ہر نماز کی ہر رکعت میں فرض کر دیا گیا ہے۔

باب: من ادعية الكرب

تکلیف و پریشانی کے اذکار

۲۷۸۴ ـ عَنْ سَعْدٍ، قَالَ: كُنَّا جُلُوْسًا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: ((اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِشَيْءٍ اِذَا نَزَلَ بِرَجُلٍ مِّنْكُمْ كَرْبٌ اَوْبَلَاءٌ مِنْ بَلَايَا الدُّنْيَا دَعَا بِهِ يُفَرَّجُ عَنْهُ؟ فَقِيْلَ لَهُ: بَلٰى، فَقَالَ: دُعَاءُ

سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم نبی کریم ﷺ کے پاس بیٹھے تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا میں تمھیں ایسی دعا نہ بتلا دوں کہ جب کسی رنج و الم اور ابتلا و آزمائش میں مبتلا آدمی اسے پڑھے تو اس کی تکلیف دور ہو جائے؟'' کہا گیا: کیوں نہیں (ضرور بتلائیے)۔

ذِي النُّوْنِ﴿لَاۤاِلٰهَ اِلَّاۤ اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّي كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ﴾ [الانبياء۸۷])).

[الصحيحة: ١٧٤٤]

آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ مچھلی والے (حضرت یونس علیہ السلام) کی دعا ہے (یعنی:) ﴿نہیں کوئی معبود برحق مگر تو ہی تو پاک ہے بلاشبہ میں ظالموں میں سے تھا﴾ (سورۂ انبیاء: ۸۷)۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۷۴۴۔ حاکم (۱/ ۵۰۵)' ابن ابی الدنیا فی الفرج بعد الشدۃ (۱۳۴)' احمد (۱/ ۱۷۰)۔

فوائد: حضرت یونس علیہ السلام نے مچھلی کے پیٹ میں یہ دعا کی تھی:

﴿لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّي كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ﴾

اس دعا کی برکت سے اللہ تعالی نے ان کو سمندر میں تیرنے والی مچھلی کے پیٹ سے باہر نکال دیا تھا۔ ہمیں چاہئے کہ ہم بھی مشکل گھڑیوں میں اس دعا کا ورد کر کے اللہ تعالی کو پکاریں۔

باب: من ابواب الجنة لا حول ولا قوة إلا بالله

جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ لا حول ...... ہے

٢٧٨٥ ـ عَنْ قَيْسِ بْنِ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ: اَنَّ اَبَاهُ دَفَعَهُ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ يَخْدِمُهُ،قَالَ: فَمَرَّ بِي النَّبِيُّ ﷺ وَقَدْ صَلَّيْتُ فَضَرَبَنِي بِرِجْلِهِ وَقَالَ:((اَلَا اَدُلُّكَ عَلَى بَابٍ مِّنْ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ؟ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ))

[الصحيحة: ١٧٤٦]

سیدنا قیس بن سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میرا باپ نبی کریم ﷺ کی خدمت کیلئے مجھے آپ ﷺ کے پاس چھوڑ آیا۔ (ایک دن) نبی کریم ﷺ میرے پاس سے گزرے اور میں نماز پڑھ چکا تھا' آپ ﷺ نے مجھے اپنا پاؤں مارا اور فرمایا: ''کیا میں جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازے کی طرف تیری رہنمائی کروں؟ (اور وہ ہے یہ ذکر) ''لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ'' (برائی سے بچنے کی قوت اور نیکی کرنے کی طاقت نہیں ہے مگر اللہ تعالی کی توفیق سے)۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۷۴۶۔ ترمذی (۳۵۸۱)' احمد (۳/ ۴۲۲)' حاکم (۴/ ۲۹۰)۔

باب: سيد الاستغفار

بہترین استغفار کا بیان

٢٧٨٦ ـ عَنْ شَدَّادِ بْنِ اَوْسٍ،اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((اَلَا اَدُلُّكَ عَلَى سَيِّدِ الْاِسْتِغْفَارِ؟ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّي، لَاۤاِلٰهَ اِلَّاۤاَنْتَ خَلَقْتَنِي وَاَنَا عَبْدُكَ،[وَابْنُ عَبْدِكَ]، وَاَنَا عَلَى عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ، اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَاصَنَعْتُ،وَاَبُوْءُ

سیدنا شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''کیا میں تجھے سید الاستغفار بتلا دوں؟ (وہ یہ ہے:) ''اے اللہ! تو میرا رب ہے' تو نے مجھے پیدا کیا' میں تیرا بندہ اور تیرے بندے کا بیٹا ہوں اور میں اپنی استطاعت کے مطابق تیرے عہد و پیمان پر ہوں' میں تیری پناہ چاہتا ہوں اس برائی سے جو میں نے

لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ، وَاَعْتَرِفُ بِذُنُوبِي، فَاغْفِرْلِي ذُنُوبِي،اِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ اِلَّا اَنْتَ،لَا يَقُولُهَا اَحَدٌ حِيْنَ يُمْسِي اِلَّا وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ)). [الصحيحة:١٧٤٧]

کہ میں اپنے آپ پر تیری نعمت کا اقرار کرتا ہوں اور اپنے گناہوں کا بھی اعتراف کرتا ہوں' بلاشبہ کوئی بھی گناہوں کو نہیں بخش سکتا مگر تو ہی۔" جو آدمی شام کے وقت یہ دعا پڑھے گا اس کے لئے جنت واجب ہو جائے گی۔"

تخریج: الصحیحۃ ۱۷۴۷۔ ترمذی (۳۳۹۳)' بھذا اللفظ' بخاری (۶۳۲۳)' الادب المفرد (۶۱۷)' نسائی فی الکبری (۹۸۴۷) من طریق آخر عنہ۔

فوائد: درج ذیل ذکر کو سید الاستغفار کہتے ہیں' یعنی اللہ تعالی سے بخشش طلب کرنے کے لئے یہ ذکر سب سے بہترین اور افضل ہے:
اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّي،لَااِلٰهَ اِلَّااَنْتَ، خَلَقْتَنِي وَاَنَا عَبْدُكَ،وَابْنُ عَبْدِكَ، وَاَنَا عَلٰى عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ،اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَاصَنَعْتُ،وَاَبُوْءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ،وَاَعْتَرِفُ بِذُنُوبِي،فَاغْفِرلِي ذُنُوبِي،اِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ اِلَّا اَنْتَ۔

باب: فضل التسبيح والتحميد والتكبير

سبحان اللہ' الحمدللہ اور اللہ اکبر کہنے کی فضیلت کا بیان

٢٧٨٧۔عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ: اَنَّ فَاطِمَةَ اَتَتِ النَّبِيَّ ﷺ تَسْاَلُهُ خَادِمًا، وَشَكَتِ الْعَمَلَ، فَقَالَ: ((مَا اَلْفَيْتِيهِ عِنْدَنَا)) اِلَّا اَدُلُّكِ عَلٰى مَاهُوَ خَيْرٌ لَكِ مِنْ خَادِمٍ؟! تُسَبِّحِيْنَ ثَلَاثًا وَثَلَاثِيْنَ، وَتَحْمِدِيْنَ ،وَتُكَبِّرِيْنَ اَرْبَعًا وَثَلَاثِيْنَ حِيْنَ تَاْخُذِيْنَ مَضْجَعَكِ۔ [الصحيحة:٣٥٩٦]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نبی کریم ﷺ کے پاس آئیں اور اپنے کام کاج کا شکوہ کر کے ایک خادم کا مطالبہ کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "ہمارے پاس تو خادم نہیں ہے۔ البتہ میں تیری رہنمائی ایسی چیز کی طرف کر دیتا ہوں جو تیری لئے خادم سے بہتر ہوگی؟ جب تو اپنے بستر پر لیٹے تو تینتیس دفعہ "سُبْحَانَ اللّٰه" تینتیس دفعہ "اَلْحَمْدُ لِلّٰه" اور چونتیس دفعہ "اَللّٰهُ اَكْبَر" کہا کر۔"

تخریج: الصحیحۃ ۳۵۹۶۔ مسلم (۲۷۲۸)' بغوی فی شرح السنۃ (۱۳۲۱)۔

باب: ورد الفزع بالليل

رات میں گھبراہٹ کا وظیفہ

٢٧٨٨۔عَنْ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيْدِ، قَالَ: كُنْتُ اَفْزَعُ بِاللَّيْلِ، فَاَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقُلْتُ: اِنِّي اَفْزَعُ بِاللَّيْلِ فَاٰخُذُ سَيْفِي فَلَا اَلْقٰى شَيْئًا اِلَّا ضَرَبْتُهُ بِسَيْفِي،فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَلَااُعَلِّمُكَ كَلِمَاتٍ عَلَّمَنِي الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ؟قُلْ: اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ الَّتِي لَا يُجَاوِزُهُنَّ بِرٌّ

سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں رات کو گھبرا جاتا تھا' سو میں نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور کہا: مجھے رات کو گھبراہٹ ہوتی ہے میں اپنی تلوار پکڑ لیتا ہوں اور جو چیز میرے سامنے آتی ہے میں اسے قتل کر دیتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "کیا میں تجھے ایسے کلمات نہ سکھا دوں جو مجھے روح امین (جبریل علیہ السلام) نے سکھائے ہیں؟ تو کہا کر: میں اللہ تعالی کے مکمل کلمات' جن سے

وَلَا فَاجِرٌ، مِنْ شَرِّ مَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ وَمَا يَعْرُجُ فِيهَا،وَمِنْ شَرِّفِتَنِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ،وَمِنْ كُلِّ طَارِقٍ إِلَّا طَارِقًا يَطْرُقُ بِخَيْرٍ،يَا رَحْمٰنُ!)). [الصحيحة: ۲۷۳۸]

کوئی نیک تجاوز کر سکتا ہے نہ برا' کی پناہ میں آتا ہوں' ہر اس چیز کے شرّ سے جو آسمان سے نازل ہوتی ہے اور اس میں چڑھتی ہے اور شب و روز کے فتنوں کے شرّ سے اور رات کو آنے والے کے شرّ سے' مگر وہ جو خیر کے ساتھ آئے' اے رحمان!۔''

تخریج: الصحیحة ۳۷۳۸۔ طبرانی فی الاوسط (۵۴۱۱)' طبرانی فی الکبیر (۳۸۳۸)' والدعاء (۱۰۸۳) من طریق آخر عنه۔

فوائد: معلوم ہوا کہ ہر قسم کے شرّ سے بچنے کے لئے اللہ تعالی سے یہ دعا کی جائے:

أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللَّهِ التَّامَّاتِ الَّتِي لَا يُجَاوِزُهُنَّ بِرٌّ وَلَا فَاجِرٌ، مِنْ شَرِّ مَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ وَمَا يَعْرُجُ فِيهَا،وَمِنْ شَرِّفِتَنِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ،وَمِنْ كُلِّ طَارِقٍ إِلَّا طَارِقًا يَطْرُقُ بِخَيْرٍ،يَا رَحْمٰنُ!

باب: الساعة التي ترجى في يوم الجمعة

جمعہ کے دن دعا کی قبولیت کی گھڑی کا بیان

۲۷۸۹۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ مَرْفُوعًا: ((اِلْتَمِسُوا السَّاعَةَ الَّتِي تُرْجَى فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ بَعْدَ الْعَصْرِ إِلَى غَيْبُوبَةِ الشَّمْسِ)). [الصحیحة:۲۵۸۳]

سیدنا انس بن مالک ﷺ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جمعہ کے دن جس گھڑی (میں قبولیتِ دعا) کی امید کی جاتی ہے' اسے عصر سے غروب آفتاب تک تلاش کرو۔''

تخریج: الصحیحة ۲۵۸۳۔ ترمذی (۴۸۹)' ابن عدی (۶/ ۲۲۰۳) ابو نعیم فی اخبار اصبهان (۱/ ۱۷۶'۱۷۷)۔

فوائد: اس گھڑی کو ''ساعة الاجابة'' کہتے ہیں۔ یہ دن کی آخری گھڑی ہوتی ہے' جیسا کہ ابوداود' نسائی اور ترمذی کی روایات سے معلوم ہوتا ہے۔

باب: الظواب يا ذا الجلال والاكرام

مذکورہ ورد پر مصر رہنے کا بیان

۲۷۹۰۔ قَالَ ﷺ: ((أَلِظُّوا بِـ: يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ)). رُوِيَ مِنْ حَدِيثِ رَبِيعَةَ ابْنِ عَامِرٍ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ،وَأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ۔ [الصحیحة:۱۵۳۶]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''يَا ذَالْجَلَالِ وَالْإِكْرَام'' (اے عظمت و اکرام والے!) کا ورد کرنے پر مصرّ رہو۔'' یہ حدیث سیدنا ربیعہ بن عامر' سیدنا ابو ہریرہ اور سیدنا انس بن مالک ﷺ سے مروی ہے۔

تخریج: الصحیحة ۱۵۳۶۔ (۱) ربیعة بن عامر: احمد (۴/ ۱۷۷)' حاکم (۱/ ۴۹۸'۴۹۹)۔ (۲) ابو هریرة: حاکم(۱/ ۴۹۹)۔ (۳) انس ﷺ: ترمذی(۳۵۲۵)۔

باب: من اذكار آخر الصلاة العزيزة

باب: نماز کے بعد کے بعض اذکار کا بیان

۲۷۹۱۔ عَنْ رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ،قَالَ: سَمِعْتُ

ایک انصاری ﷺ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو نماز کے

رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ فِي دُبُرِ الصَّلَاةِ: ((اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِي،وَتُبْ عَلَيَّ، اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الْغَفُوْرُ [مِئَةَ مَرَّةً])) [الصحيحة: ٢٦٠٣]

آخر میں (یا اس کے بعد) یہ دعا سو دفعہ پڑھتے ہوئے سنا: ''اے اللہ! تو مجھے بخش دے' میری توبہ قبول کر' بیشک تو توبہ قبول کرنے والا' بخشنے والا ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۶۰۳۔ ابن ابی شیبۃ فی المسند (۹۴۳) وفی المصنف (۱۰/ ۲۳۵)' احمد (۵/ ۳۷۱)۔

فوائد: نبی کریم ﷺ بکثرت اللہ تعالی سے مغفرت اور توبہ کا سوال کرتے تھے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ نے نماز کے بعد سو دفعہ یہ دعا پڑھی:

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِي،وَتُبْ عَلَيَّ، اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الْغَفُوْرُ۔

باب: اصل فی الدعاء البطل العمر

باب: لمبی عمر پانے کی دعا کی اصل

٢٧٩٢۔عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ،قَالَ: اِنْطَلَقَتْ بِي اُمِّي اِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! خُوَيْدِمُكَ فَادْعُ اللّٰهَ لَهُ،فَقَالَ: ((اَللّٰهُمَّ اَكْثِرْ مَالَهُ،وَوَلَدَهُ، وَاَطِلْ عُمْرَهُ،وَاغْفِرْلَهُ)). قَالَ: فَكَثُرَ مَالِي، وَطَالَ عُمْرِي حَتّٰى قَدِا سْتَحْيَيْتُ مِنْ اَهْلِي،وَاَيْنعت ثِمَارِي وَاَمَّا لِرَابِعَةَ يَعْنِي: الْمَغْفِرَةَ۔ [الصحيحة:٢٥٤١]

سیدنا انس بن مالک ﷺ کہتے ہیں: میری ماں مجھے رسول اللہ ﷺ کے پاس لے گئی اور کہا: اے اللہ کے رسول! یہ آپ کا چھوٹا سا خادم ہے' اس کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا فرما دیں' آپ ﷺ نے یہ دعا دی: ''اے اللہ! اس کا مال اور اس کی اولاد زیادہ کر دے اس کو لمبی عمر عطا فرما اور اسے بخش دے۔'' سیدنا انس ﷺ کہتے ہیں: میرا مال زیادہ ہو گیا' میری عمر اتنی لمبی ہو گئی کہ میں اپنے اہل وعیال سے شرماتا تھا اور میرے پھل پک کر توڑنے کے قابل ہو گئے' اور چوتھی چیز ''مغفرت'' ہے' (اس کا بعد میں پتہ چلے گا)۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۵۴۱۔ ابو یعلی (۴۲۳۶)' الادب المفرد (۶۵۳)۔ واصلہ عنہ البخاری (۶۳۳۴ د۶۳۴۴) و مسلم (۶۶۰'۲۴۸۰)۔

فوائد: یہ حدیث اعلام نبوت میں سے ہے' آپ ﷺ نے چار دعائیں کیں' جن تین کا تعلق دنیا سے تھا' وہ تو پہلی صدی ہجری میں ہی پوری ہو گئی تھیں' مغفرت کا تعلق آخرت سے ہے' جس کی قبولیت کی ہی امید ہے۔

سیدنا انس ﷺ نے ایک سو تین (۱۰۳) یا ننانوے (۹۹) سال عمر پائی' اکانوے (۹۱) سن ہجری کو بصرہ میں سب سے آخر میں فوت ہونے والے صحابی آپؓ ہی تھے۔ ان کی زندگی میں ان کی اولاد کی تعداد سو (۱۰۰) کے لگ بھگ ہو گئی تھی۔ مال و دولت میں بھی اللہ تعالی نے بہت برکت ڈالی تھی۔

باب: دعاؤه ﷺ لانس

نبی کریم ﷺ کی سیدنا انس ﷺ کے لیے دعا

٢٧٩٣۔عَنْ اَنَسٍ،قَالَ: قَالَتْ اُمُّ سُلَيْمٍ : يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اُدْعُ اللّٰهَ لَهُ،تَعْنِي: اَنَسًا۔قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ! اَكْثِرْ مَالَهُ وَوَلَدَهُ،وَبَارِكْ لَهُ فِيْمَا

سیدنا انس ﷺ بیان کرتے ہیں کہ (میری ماں) ام سلیم نے کہا: اے اللہ کے رسول! اس (انس) کے لئے دعا فرما دیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ! اس کے مال اور اس کی اولاد میں اضافہ فرما

رَزَقْتَهُ)). [الصحيحة: ١٤٠]

اور تو نے اسے جو رزق عطا فرمایا اس میں برکت ڈال دے۔"

تخریج: الصحیحة ۱۴۰۔ ابوداؤد الطیالسی (۱۹۸۷)۔ بخاری (۶۳۷۸، ۶۳۷۴)' مسلم (۲۴۸۰) بنحوه۔

باب: الدعاء بإداء الدين

قرض کی ادائیگی کی دعا

٢٧٩٤۔عَنْ اَبِي وَائِلٍ، قَالَ: اَتٰى عَلِيًّا رَجُلٌ، فَقَالَ: يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ! اِنِّي عَجَزْتُ عَنْ مُكَاتَبَتِي فَاَعِنِّي۔ فَقَالَ عَلِيٌّ ۔رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ۔:اَلاَ اُعَلِّمُكَ كَلِمَاتٍ عَلَّمَنِيْهِنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَوْ كَانَ عَلَيْكَ مِثْلُ جَبَلِ صَبِيْرٍ دَنَانِيْرَ،لَاَدَّاهُ اللّٰهُ عَنْكَ؟قُلْتُ: بَلٰى۔قَالَ: قُلْ: ((اَللّٰهُمَّ! اكْفِنِي بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ،وَاَغْنِنِي بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ)). [الصحيحة:٢٦٦]

ابو وائل کہتے ہیں ایک آدمی سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا: اے امیر المومنین! میں اپنی مکاتبت سے عاجز آ گیا ہوں' آپ میری مدد کریں۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا میں تجھے وہ کلمات نہ سکھا دوں' جو رسول اللہ ﷺ نے مجھے سکھائے؟ اگر تجھ پر صیر پہاڑ کے برابر دیناروں کا قرضہ وغیرہ بھی ہوا تو اللہ تعالی ادا کر دے گا۔ اس نے کہا: کیوں نہیں' (ضرور سکھایئے)۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ دعا پڑھا کر: "اے اللہ! مجھے حرام مال سے بچا کر اپنے حلال (رزق) سے کفایت کر دے اور اپنے فضل سے مجھے دوسروں سے غنی کر دے۔"

تخریج: الصحیحة ۲۶۶۔ ترمذی (۳۵۶۳)' احمد (۱/ ۱۵۳)' حاکم (۱/ ۵۳۸)۔

فوائد: مکاتبت: آقا اور غلام کے درمیان معاہدہ جس کے تحت غلام مقررہ رقم کی آخری قسط ادا کرنے کے بعد آزاد ہو جاتا ہے۔
معلوم ہوا کہ مقروض آدمی کو یہ دعا پڑھنی چاہئے:
اَللّٰهُمَّ اكْفِنِي بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ،وَاَغْنِنِي بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ۔

باب: دعاء النبي بالبدر

بدر میں آپ ﷺ کی دعا کا بیان

٢٧٩٥۔عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ خَرَجَ يَوْمَ بَدْرٍفِي ثَلَاثِ مِئَةٍ وَخَمْسَةَ عَشَرَ،فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَللّٰهُمَّ اِنَّهُمْ حُفَاةٌ فَاحْمِلْهُمْ،اَللّٰهُمَّ اِنَّهُمْ عُرَاةٌ فَاكْسِهِمْ، اَللّٰهُمَّ اِنَّهُمْ جِيَاعٌ فَاَشْبِعْهُمْ)). ((فَفَتَحَ اللّٰهُ لَهُ يَوْمَ بَدْرٍ، فَانْقَلَبُوْا حِيْنَ انْقَلَبُوْا،وَمَا مِنْهُمْ رَجُلٌ اِلاَّ وَقَدْ رَجَعَ بِجَمَلٍ اَوْ جَمَلَيْنِ، وَاكْتَسَوْا، وَشَبِعُوْا)) [الصحيحة: ١٠٠٣]

سیدنا عبد اللہ بن عمرو سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ بدر والے دن تین سو پندرہ (فوجی صحابہ) کو لے کر نکلے اور یہ دعا فرمائی: "اے اللہ! یہ برہنہ پا ہیں' تو ان کو سواریاں دے دے۔ اے اللہ! یہ ننگے ہیں' تو ان کو لباس پہنا دے۔ اے اللہ! یہ بھوکے ہیں' تو ان کو سیر کر دے۔" سو اللہ تعالی نے بدر والے دن فتح نصیب فرمائی' پس وہ لوٹے' جب بھی لوٹے' ہر آدمی ایک یا دو اونٹ لے کر لوٹا' انھیں خلعتیں بھی ملے اور وہ سیر بھی ہوئے۔

تخریج: الصحیحة ۱۰۰۳۔ ابوداؤد (۲۷۴۷)' حاکم (۲/ ۱۳۲، ۱۳۳)۔

فوائد: معلوم ہوا کہ وسائل و ذرائع کو مدنظر رکھ کر یا نظر انداز کر کے کبھی بھی دعا سے مستغنی نہیں ہونا چاہئے' کیونکہ اللہ تعالی اسباب کا

محتاج نہیں ہے اور جو چاہے وہ کرنے پر قادر ہے۔ بدر کے موقع پر لشکرِ اسلام کی افرادی قوت اور آلات حرب کی قلت کے باوجود اللہ تعالی نے انہیں فتح و نصرت سے سرفراز کیا۔

۲۷۹۶۔عَنْ عَائِشَةَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَلَّمَهَا هٰذَا الدُّعَاءَ: ((اَللّٰهُمَّ اِنِّي اَسْاَلُكَ مِنَ الْخَيْرِ كُلِّهِ عَاجِلِهِ وَآجِلِهِ مَاعَلِمْتُ مِنْهُ وَمَالَمْ اَعْلَمْ، وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ الشَّرِّ كُلِّهِ عَاجِلِهِ وَآجِلِهِ مَاعَلِمْتُ مِنْهُ وَمَا لَمْ اَعْلَمْ، اَللّٰهُمَّ اِنِّي اَسْاَلُكَ مِنْ خَيْرِ مَاسَاَلَكَ عَبْدُكَ وَنَبِيُّكَ ...))

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے یہ دعا سکھائی: ''اے اللہ! میں تجھ سے ہر بھلائی کا سوال کرتا ہوں، وہ جلد ملنے والی ہو یا بدیر اور مجھے اس کا علم ہو یا نہ ہو اور میں تیری پناہ چاہتا ہوں ہر شرّ سے، وہ جلد طاری ہونے والا ہو یا بدیر اور وہ میرے علم میں ہو یا نہ ہو۔ اے اللہ! میں تجھ سے ہر اس خیر کا سوال کرتا ہوں، جس کا تجھ سے تیرے بندے اور نبی نے سوال کیا اور میں تیری پناہ چاہتا ہوں ہر اس شرّ سے، جس سے تیرے بندے اور نبی نے تیری پناہ چاہی۔ اے اللہ! میں تجھ سے جنت اور اس کے قریب کرنے والے قول و فعل کا سوال کرتا ہوں اور میں جہنم اور اس کے قریب کرنے والے قول و فعل سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ ہر فیصلہ، جو تو میرے بارے میں کرے، اسے میرے حق میں بہتر قرار دے۔''

تخریج: الصحیحة ۲۷۴۲۔ ابن ماجه (۳۸۴۶)، احمد (۶/ ۱۳۴)، ابو یعلی (۴۴۷۳)، ابن حبان (۸۶۹)۔

۲۷۹۷۔عَنْ مُرَّةَ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ،قَالَ: اَصَابَ النَّبِيَّ ﷺ ضَيْفًا، فَاَرْسَلَ اِلٰى اَزْوَاجِهِ يَبْتَغِي عِنْدَهُنَّ طَعَامًا،فَلَمْ يَجِدْ عِنْدَ وَاحِدَةٍ مِّنْهُنَّ،فَقَالَ: ((اَللّٰهُمَّ اِنِّي اَسْاَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ وَرَحْمَتِكَ،فَاِنَّهُ لَا يَمْلِكُهَا اِلَّا اَنْتَ)). فَاُهْدِيَتْ لَهُ شَاةٌ مَصْلِيَّةٌ، فَقَالَ: ((هٰذِهٖ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ،وَنَحْنُ نَنْتَظِرُ الرَّحْمَةَ)).

[الصحيحة:١٥٤٣]

سیدنا مرہ بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: نبیٔ کریم ﷺ کے پاس ایک مہمان آیا، آپ ﷺ نے کھانا لانے کے لئے ایک آدمی کو اپنی بیویوں کے پاس بھیجا، لیکن کسی کے پاس کھانا نہ ملا، سو آپ ﷺ نے یہ دعا کی: ''اے اللہ! میں تجھ سے تیرے فضل اور رحمت کا سوال کرتا ہوں، کیونکہ تو ہی اپنی رحمت کا مالک ہے۔'' آپ ﷺ کے پاس (جلد ہی) بھونی ہوئی بکری کا تحفہ لایا گیا۔ پس آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ اللہ کا فضل ہے اور ہم اس کی رحمت کا انتظار کر رہے ہیں۔''

تخریج: الصحیحة ۱۵۴۳۔ ابو نعیم فی الحلیة (۵/ ۳۶، ۷/ ۲۳۹)، من طریق الطبرانی (الکبیر: ۱۰۳۷۹)۔

فوائد: یہ دو جہانوں کے سردار کی معاشی کیفیت ہے، اگر اس دنیا کی اللہ تعالی کے ہاں کوئی قدر و قیمت ہوتی تو یقیناً آپ ﷺ کو بھی وسعت کے ساتھ رزق فراہم کیا جاتا۔ ہمیں چاہیے کہ ہم اپنی زندگی کا مقصد سمجھیں اور وقت کی گراں مایہ گھڑیوں کا جائزہ لیں اور دنیا کی رنگینیوں میں ہی غوطہ زن ہو کر اپنی حیات کی غرض و غایت سے غافل نہ ہو جائیں۔

الدعاء للنجاة من الامور المكروهية

٢٧٩٨۔عَنْ مِصْعَبٍ : كَانَ سَعْدٌ يَأْمُرُ بِخَمْسٍ،وَيَذْكُرُهُنَّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ كَانَ يَأْمُرُ بِهِنَّ : ((اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَعُوْذُبِكَ مِنَ الْبُخْلِ، وَأَعُوْذُبِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَأَعُوْذُبِكَ أَنْ أُرَدَّ إِلٰى أَرْذَلِ الْعُمُرِ،وَأَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا، وَأَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ)). وَزَادَ الْبُخَارِيُّ۔ بَعْدَ قَوْلِهِ: ((فِتْنَةَ الدُّنْيَا)).: يَعْنِي فِتْنَةَ الدَّجَّالِ۔ [الصحيحة:٣٩٣٧]

ناپسندیدہ امور سے بچنے کی دعاء

مصعب سے روایت ہے کہ سیدنا سعد ﷺ پانچ چیزوں کا حکم دیتے تھے اور کہتے تھے کہ نبی کریم ﷺ ان کا حکم دیتے تھے: ''اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں بخل سے' تیری پناہ چاہتا ہوں بزدلی سے' اس بات سے تیری پناہ چاہتا ہوں کہ مجھے ادھیڑ عمر کی طرف لوٹا دیا جائے' تیری پناہ چاہتا ہوں دنیوی فتنے سے اور تیری پناہ چاہتا ہوں عذابِ قبر سے۔'' امام بخاریؒ نے ''دنیوی فتنے'' کے الفاظ کے بعد ''فتنۂ دجال'' کا بھی ذکر کیا ہے۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۹۳۷۔ بخاری (۶۳۶۵' ۶۳۷۰) نسائی (۵۴۸۰'۵۴۸۱)' احمد (۱/ ۱۸۳'۱۸۶)۔

باب: كان من دعائه ﷺ

٢٧٩٩۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ۔رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ۔قَالَ: ((كَانَ مِنْ دُعَائِهِ ﷺ اَللّٰهُمَّ!إِنِّي أَعُوْذُبِكَ مِنْ جَارِ السُّوْءِ،وَمِنْ زَوْجٍ تُشَيِّبُنِي قَبْلَ الْمَشِيْبِ، وَمِنْ وَلَدٍ يَكُوْنُ عَلَيَّ رِبًّا، وَمِنْ مَالٍ يَكُوْنُ عَلَيَّ عَذَابًا،وَمِنْ خَلِيْلٍ مَاكِرٍعَيْنُهُ تَرَانِي، وَقَلْبُهُ يَرْعَانِي،أَنْ رَأَى حَسَنَةً دَفَنَهَا،وَإِذَا رَأَى سَيِّئَةً أَذَاعَهَا)). [الصحيحة:٣١١٧]

باب: رسول اللہ ﷺ کی ایک دعاء

سیدنا ابوہریرہ ﷺ کہتے ہیں: آپ ﷺ یہ دعا کیا کرتے تھے: ''اے اللہ! میں تیری پناہ طلب کرتا ہوں برے پڑوسی سے اور ایسی بیوی سے جو مجھے بڑھاپے سے پہلے بوڑھا کر دے اور ایسی اولاد سے جو میرا آقا بن بیٹھے اور ایسے مال سے جو میرے لئے باعثِ عذاب بن جائے اور ایسے چالباز دوست سے جس کی آنکھیں میری (مخالفت میں) تدبیر ہی کرتی رہیں اور وہ اس طرح کہ میری نیکی کو دباتا رہے اور برائی کو نشر کرتا رہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۱۱۷۔ طبرانی فی الدعا (۱۳۳۹)' دیلمی (۱/ ۱/ ۸۳) مختصراً۔

فوائد: جہاں شگفتہ مزاج اور صالح عورت کی وجہ سے خاوند کو سکون نصیب ہوتا ہے اور اس کے گھر میں برکتیں نازل ہوتی ہیں' وہاں بداخلاق' ناشکری' جھگڑالو اور زبان دراز عورت خاوند کی روح و جان پر ایسا برا اثر چھوڑتی ہے کہ وقت سے پہلے اس پر بڑھاپے کے آثار نمودار ہونے لگتے ہیں' وہ ذہنی طور پر گھر کی پریشانیوں سے آزاد ہی نہیں ہوسکتا ہے۔

٢٨٠٠۔عَنْ زَيْدِ بْنِ الْأَرْقَمِ،قَالَ: لَا أَقُوْلُ لَكُمْ إِلَّا كَمَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ،كَانَ يَقُوْلُ: ((اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَعُوْذُبِكَ مِنَ الْعِجْزِ وَالْكَسَلِ، وَالْجُبْنِ وَالْبُخْلِ، وَالْهَمِّ ، وَعَذَابِ الْقَبْرِ.

سیدنا زید بن ارقم ﷺ کہتے ہیں: میں وہی بات کرتا ہوں جو رسول اللہ ﷺ نے کی' آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ! میں تیری پناہ میں آتا ہوں بے بسی و لاچارگی اور سستی و کاہلی سے' بزدلی اور بخل سے اور بڑھاپے اور عذابِ قبر سے۔ اے اللہ! تو میرے نفس کو

اَللّٰهُمَّ! آتِ نَفْسِي تَقْوَاهَا،وَزَكِّهَا اَنْتَ خَيْرُ مَنْ زَكَّاهَا، اَنْتَ وَلِيُّهَا وَمَوْلَاهَا اَللّٰهُمَّ! اِنِّي اَعُوْذُبِكَ مِنْ عِلْمٍ لَا يَنْفَعُ،وَمِنْ قَلْبٍ لَا يَخْشَعُ،وَمِنْ نَفْسٍ لَا تَشْبَعُ،وَمِنْ دَعْوَةٍ لَا يُسْتَجَابُ لَهَا)). [الصحيحة: ٤٠٠٥]

تقویٰ عطا فرما اور اس کو پاک کر دے، تو بہترین ہستی ہے جو اسے پاک کر سکتی ہے، تو ہی اس کا نگرانِ کار اور پروردگار ہے۔ اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں ایسے علم سے جو فائدہ نہیں دیتا اور ایسے دل سے جو عاجزی و انکساری نہیں کرتا اور ایسے نفس سے جو سیر و سیراب نہیں ہوتا اور ایسی دعا سے جو قبول نہیں ہوتی۔''

تخریج: الصحیحة ۴۰۰۵۔ مسلم (۲۷۲۲) بغوی فی شرح السنة (۱۳۵۸)' نسائی (۵۴۶۰)' احمد (۴/ ۳۷۱)' بنحوہ۔

باب: الدعاء للنجاة من النار

آگ سے بچنے کی دعا

٢٨٠١۔عَنْ عَائِشَةَ،اَنَّهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَللّٰهُمَّ رَبَّ جِبْرَائِيْلَ،وَمِيْكَائِيْلَ، وَرَبَّ اِسْرَافِيْلَ، اَعُوْذُبِكَ مِنْ حَرِّالنَّارِ، وَعَذَابِ الْقَبْرِ)). [الصحيحة :١٥٤٤]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ! جرائیل و میکائیل کے ربّ! اسرافیل کے ربّ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں آگ کی تپش اور قبر کے عذاب سے۔''

تخریج: الصحیحة ۱۵۴۴۔ نسائی (۵۵۲۱)' بیہقی فی اثبات عذاب القبر (۱۸۲)' احمد (۶/ ۶۱)' من طریق آخر عنها وفیه قصه

٢٧٠٢۔((كَانَ يَدْعُوْ رَبَّهٗ فَيَقُوْلُ: اَللّٰهُمَّ! مَتِّعْنِي بِسَمْعِي وَبَصَرِي، وَاجْعَلْهُمَا الْوَارِثَ مِنِّي،وَانْصُرْنِي عَلٰى مَنْ ظَلَمَنِي، وَخُذْ مِنْهُ بِثَأْرِي)). رُوِيَ عَنْ جَمْعٍ مِنَ الصَّحَابَةِ، مِنْهُمْ: اَبُوْهُرَيْرَةَ،وَجَابِرُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ،وَعَلِيُّ بْنُ اَبِي طَالِبٍ،وَعَائِشَةُ، وَسَعْدُ ابْنُ زِرَارَةَ،وَاَنَسُ بْنُ مَالِكٍ، وَعَبْدُاللّٰهِ بْنِ الشِّخِّيْرِ۔ [الصحيحة:٣١٧٠]

رسول اللہ ﷺ اپنے ربّ سے یہ دعا کیا کرتے تھے: ''اے اللہ! تو مجھے اپنے کانوں اور آنکھوں سے مستفید ہونے کا موقع عطا فرما اور تا زندگی ان کو سلامت رکھ اور مجھ پر ظلم کرنے والے کے خلاف میری مدد فرما اور اس سے میرا انتقام لے۔'' یہ حدیث سیدنا ابوہریرہ' سیدنا جابر بن عبد اللہ' سیدنا علی بن ابو طالب' سیدہ عائشہ' سیدنا سعد بن زرارہ' سیدنا انس بن مالک' سیدنا عبد اللہ بن شخیر اور دوسرے صحابہ ﷡ سے مروی ہے۔

تخریج: الصحیحة ۳۱۷۰۔ (۱) ابوہریرة: ترمذی (۷/ ۳۶۰۴)' حاکم (۱/ ۵۲۳)۔ (۲) جابر: الادب المفرد (۶۴۹)' البزار (الکشف :۳۱۹۴)۔ (۳) علی: طبرانی فی الدعاء(۱۴۵۳)' حاکم (۱/ ۵۲۷)۔ (۴) عائشة: طبرانی فی الدعاء (۱۴۵۳)' بیہقی فی الشعب (۴۷۰۱)' الترمذی (۳۴۸۰) مختصراً۔ (۵) سعید بن زرارة: طبرانی فی الدعاء: (۱۴۴۸)۔ (۶) انس: حاکم (۴/ ۴۲۲)' ابن انس :(۱/ ۵۵۹)۔ (۷)عبداللہ بن الشخیر ﷛ البزار (الکشف:۳۱۹۵)' الضیاء فی المختارة (۹/ ۴۸۱)۔

٢٨٠٣۔عَنْ فَضَالَةَ بْنُ عُبَيْدٍ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ مَنْ آمَنَ بِكَ، وَشَهِدَ اِنِّي رَسُوْلُكَ فَحَبِّبْ اِلَيْهِ لِقَاءَ اللّٰهِ،وَسَهِّلْ عَلَيْهِ

سیدنا فضالہ بن عبید ﷛ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ! جو شخص تجھ پر ایمان لایا اور یہ بھی گواہی دی کہ میں تیرا رسول ہوں تو تو اس کے لئے اپنی ملاقات کو محبوب بنا دے اور اس

قَضَاءَ كَ،وَاقْلِلْ لَهُ مِنَ الدُّنْيَا،وَمَنْ لَّمْ يُؤْمِنْ بِكَ،وَيَشْهَدْ اَنِّيْ رَسُوْلُكَ،فَلَا تُحَبِّبْ اِلَيْهِ لِقَاءَ كَ، وَلَا تُسَهِّلْ عَلَيْهِ قَضَاءَ كَ ، وَاَكْثِرْ لَهُ مِنَ الدُّنْيَا)). [الصحيحة:١٣٣٨]

کے حق میں اپنا فیصلہ آسان کر دے اور دنیا کم کر دے اور جو تجھ پر ایمان نہیں لایا اور نہ یہ گواہی دی کہ میں تیرا رسول ہوں تو اس کے لئے اپنی ملاقات کو محبوب نہ بنا اور نہ اس کے حق میں اپنا فیصلہ آسان کر اور اس کو دنیا سے زیادہ سے زیادہ دے۔“

تخریج: الصحیحۃ ۱۳۳۸۔ ابن حبان (۲۰۸)، طبرانی فی الکبیر (۱۸/ ۳۱۳)۔

فوائد: اس میں اللہ تعالی پر اور رسول اللہ ﷺ کی رسالت پر ایمان کی فضیلت ہے۔

باب: الدعاء لسهل — آسانی کی دعاء

٢٨٠٤ـعَنْ اَنَسٍ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ لَا سَهْلَ اِلَّا مَا جَعَلْتَهُ سَهْلًا، وَاَنْتَ تَجْعَلُ الْحُزْنَ اِذَا شِئْتَ سَهْلًا)). [الصحيحة:٢٨٨٦]

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اے اللہ! کوئی چیز آسان نہیں ہے مگر جس کو تو آسان کر دے اور تو جب چاہتا ہے مشکل چیز کو بھی آسان کر دیتا ہے۔“

تخریج: الصحیحۃ ۲۸۸۶۔ ابن حبان (۹۷۴)، ابن السنی (۳۵۱)، الضیاء فی المختارۃ (۱۶۸۳)۔

فوائد: آسانیاں اور مشکلیں بنی آدم کی نگاہ میں آسانیاں اور مشکلیں ہوتی ہیں نہ کہ اللہ تعالی کے حق میں۔ وہ آسانیوں کو مشکل اور مشکلات کو آسان کر دیتا ہے۔ نماز پڑھنا کتنا آسان اور سکون بخش عمل ہے لیکن بعض لوگوں کے لیے یہ وبال جان سے کم نہیں۔ اسی طرح بعض غریب یا کم آمدنی والے لوگ صدقہ و خیرات کرنے کو آسان سمجھتے ہیں لیکن بعض مالداروں کے لئے ایسا کرنا وبال جان سے کم نہیں ہوتا۔ دراصل بیچ میں پس پردہ اللہ تعالی کے فیصلے ہوتے ہیں۔

٢٨٠٥ـقَالَ مُعَاوِيَةُ عَلَى الْمِنبَرِ: ((اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ، وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ، وَلَا يَنْفَعُ ذَالْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ،مَنْ يُرِدُ اللّٰهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ)). سَمِعْتُ هٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى هٰذَا الْمِنبَرِ. [الصحيحة:٢٥١٤]

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے منبر پر کہا: ”اے اللہ! جو تو عطا کر دے اسے کوئی روکنے والا نہیں اور جس چیز کو تو روک دے اسے کوئی عطا کرنے والا نہیں اور کسی مرتبے والے کو اس کا مرتبہ تجھ سے کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتا۔ اللہ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے اسے علم شریعت کی مہارت عطا کر دیتا ہے۔“ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے یہ کلمات رسول اللہ ﷺ سے اسی منبر پر سنے۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۵۱۴۔ مالک فی الموطا (۲/ ۹۰۰)، احمد (۴/ ۹۲، ۹۳)، طحاوی فی المشکل (۲/ ۲۷۸، ۲۷۹)۔

فوائد: معلوم ہوا کہ نعمتیں عطا کرنا یا سلب کرنا اللہ تعالی کا اختیار ہے، بندے کی کوشش و کاوش کا نتیجہ اللہ تعالی کے سپرد ہے۔ ہمیں چاہئے کہ کسی کو نقصان پہنچانے کی یا حرام اسباب کے ذریعے نفع پہنچانے کی کوشش نہیں کرنی چاہئے۔ فائدہ حاصل کرنے یا فائدہ پہنچانے کے لئے صرف جائز اور حلال ذرائع استعمال کرنے چاہئیں اور ایسے کرنا صرف اس وقت ممکن ہے کہ جب اللہ تعالی کے

بارے میں ہمارا عقیدہ مضبوط ہو کہ وہی کچھ ہوتا ہے جو منظورِ خدا ہوتا ہے۔ علم شریعت میں مہارت اور فقاہت اللہ تعالیٰ کا ممتاز اور عظیم احسان ہے۔

باب: الترغيب للتحميد

تعریف کرنے کی ترغیب کا بیان

٢٨٠٦۔ عَنِ الْاَسْوَدِ بْنِ سَرِيْعٍ، قَالَ: كُنْتُ شَاعِرًا، فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! امْتَدَحْتُ رَبِّي، فَقَالَ: ((اَمَا اِنَّ رَبَّكَ يُحِبُّ الْمَحَامِدَ)). وَمَا اسْتَزَادَنِي عَلٰى ذٰلِكَ۔ [الصحيحة: ٣١٧٩]

سیدنا اسود بن سریع رضی اللہ عنہ کہتے ہے: میں شاعر تھا، میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے اپنے ربّ کی تعریف کی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "خبردار! بلاشبہ تمھارا ربّ تعریفوں کو پسند کرتا ہے۔" آپ ﷺ نے اس سے زیادہ مجھے نہ کچھ نہ کہا۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۱۷۹۔ الادب المفرد (۸۵۹، ۸۶۱)، نسائی فی الکبری (۷۷۴۵)، احمد (۳/ ۴۳۵)، حاکم (۳/ ۶۱۴)۔

فوائد: اللہ تعالیٰ ہی حقیقت میں حمد و ثناء، تعریف و توصیف اور مدح و ستائش کا مستحق ہے، کیونکہ پوری کائنات میں ظہور پذیر ہونے والے کمالات اسی کی طرف منسوب ہوتے ہیں۔ انسان جن مہارتوں اور ہنرمندیوں سے متصف ہیں، وہ سارے کے سارے اللہ تعالیٰ نے عطا کئے ہیں۔ وہ اسمائے حسنی اور صفاتِ علیا سے متصف ہے، اس کی صفت کے جس پہلو کا جائزہ لیا جائے تو بے ساختہ کہنا پڑتا ہے: اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ۔

سیدنا ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (...... والحمد لله تملأ الميزان......) [مسلم]
یعنی: "اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ" کہنے کے (اجر و ثواب سے روزِ قیامت نصب کئے جانے والے) ترازو کا پلڑا ابھر جائے گا۔

باب: دعاء الصبح و المساء

صبح اور شام کی دعا

٢٨٠٧۔ عَنْ اَبِي مَالِكٍ الْاَشْعَرِيِّ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَمَرَنَا اَنْ نَقُوْلَ اِذَا اَصْبَحْنَا، وَاِذَا اَمْسَيْنَا، وَاِذَا اضْطَجَعْنَا عَلٰى فُرُشِنَا: ((اَللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ، عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ، اَنْتَ رَبُّ كُلِّ شَيْءٍ، وَالْمَلَائِكَةُ يَشْهَدُوْنَ اَنَّكَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ، فَاِنَّا نَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ اَنْفُسِنَا، وَمِنْ شَرِّ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ وَشِرْكِهِ، وَاَنْ نَقْتَرِفَ عَلٰى اَنْفُسِنَا سُوْءًا، اَوْنَجُرَّهُ اِلٰى مُسْلِمٍ)). [الصحيحة: ٢٧٦٣]

سیدنا ابو مالک اشعری سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ ہم صبح، شام اور بستر پر لیٹتے وقت کہیں: "اے اللہ! جو زمین و آسمان کو پیدا کرنے والا اور مخفی و ظاہر چیزوں کو جاننے والا ہے، تو ہر چیز کا پروردگار ہے اور فرشتے گواہی دیتے ہیں کہ تو ہی معبودِ برحق ہے، ہم تیری پناہ چاہتے ہیں اپنے نفسوں کے شرّ سے، شیطان کے شرّ سے، اس کی دعوتِ شرک سے اور اس بات سے کہ ہم اپنے نفسوں پر کسی برائی کا ارتکاب کریں یا کسی مسلمان کو اس میں مبتلا کر دیں۔"

تخریج: الصحیحۃ ۲۷۶۳۔ ابوداؤد (۵۰۸۳)، طبرانی فی الکبیر (۳۴۵۰)، وفی مسند الشامیین (۱۶۷۲)۔

باب: من رقاه صلى الله عليه وسلم

باب: رسول اللہ ﷺ کا ایک دم

۲۸۰۸۔عَنْ عَائِشَةَ، اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَرْقِي،يَقُوْلُ: ((اِمْسَحِ الْبَاسَ رَبَّ النَّاسِ،بِيَدِكَ الشِّفَاءُ، لَا يَكْشِفُ الْكَرْبَ اِلَّا اَنْتَ)). [الصحيحة:١٥٢٦]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ (یہ کلمات پڑھ کر مریض کا) علاج کرتے تھے: ''لوگوں کے ربّ! تکلیف کو دور کر دے' تیرے ہاتھ میں شفا ہے' تو ہی رنج و تکلیف کو ہٹا سکتا ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۱۵۲۶۔ احمد (۶/ ۵۰)' بخاری (۵۷۴۴)' مسلم (۴۹/ ۲۱۹۲) من طریق آخر عنها باختلاف۔

فوائد: معلوم ہوا کہ مریض کے پاس جا کر یہ دعا پڑھنی چاہیے:

اِمْسَحِ الْبَاْسَ رَبَّ النَّاسِ اِبِيَدِكَ الشِّفَاءُ، لَا يَكْشِفُ الْكَرْبَ اِلَّا اَنْتَ۔

باب: احب الكلام الى الله وابغضه اليه

باب: اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ و ناپسندیدہ کلام

۲۸۰۹۔عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ،قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّ اَحَبَّ الْكَلَامِ اِلَى اللّٰهِ اَنْ يَّقُوْلَ الْعَبْدُ: سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ ، وَتَبَارَكَ اسْمُكَ، وَتَعَالٰى جَدُّكَ، وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ، وَاِنَّ اَبْغَضَ الْكَلَامِ اِلَى اللّٰهِ اَنْ يَّقُوْلَ الرَّجُلُ لِلرَّجُلِ: اتَّقِ اللّٰهَ، فَيَقُوْلُ: عَلَيْكَ نَفْسَكَ)). [الصحيحة:٢٥٩٨، ٢٩٣٩]

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ محبوب کلام یہ ہے کہ بندہ کہے: اے اللہ! تو پاک ہے اپنی تعریف کے ساتھ' تیرا نام بابرکت ہے' تیرا مرتبہ بلند ہے اور تیرے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ ناپسندیدہ کلام یہ ہے کہ ایک آدمی دوسرے سے کہے: اللہ سے ڈر جا' اور وہ آگے سے جواب دے: تو اپنی فکر کر۔''

تخریج: الصحیحة ۲۵۹۸'۲۹۳۹۔ ابن منده فی التوحید (۱۲۳/ ۲)' الاصبهان فی الترغیب (۷۳۹)' نسائی فی عمل الیوم واللیلة (۸۴۹)۔

فوائد: جب کسی کو اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کی تلقین کی جائے تو اسے چاہیے کہ وہ یہ نصیحت قبول کر کے اپنی اصلاح کرے۔ آجکل جب کوئی آدمی کسی کو کسی برائی سے روکتا ہے تو وہ جواباً اس پر برس پڑتا ہے' اسے اس کی برائیوں کے طعنے دیتا ہے' دوسرے مجرموں کا ذکر کر کے اپنی پاکدامنی ثابت کرنے کی کوشش کرتا ہے اور کوئی تو کہہ دیتا ہے کہ نیکی و بدی کا معاملہ دل کا معاملہ ہے' بظاہر جو مرضی کرتے رہو' بس دل صاف ہونا چاہیے۔

باب: احسن الناس قراءة

باب: سب سے اچھی قراءت والا انسان

۲۸۱۰۔عَنْ عَائِشَةَ مَرْفُوْعًا: ((اِنَّ اَحْسَنَ النَّاسِ قِرَاءَةً الَّذِي اِذَا قَرَاَ رَاَيْتَ اَنَّهٗ يَخْشَى اللّٰهَ)). [الصحيحة: ١٥٧٣]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''قراءتِ قرآن کے سلسلے میں وہ آدمی سب سے اچھا ہے' کہ جب وہ تلاوت کر رہا ہو تو آپ سمجھیں کہ وہ اللہ تعالیٰ سے ڈر رہا ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۵۷۳۔ ابو نعیم فی اخبار اصبھان (۲/ ۵۸)۔ الضیاء فی المختارۃ (۱۱/ ۲۲۸) عن ابن عباس رضی اللہ عنہ بنحوہ۔

فوائد: بشرطیکہ سننے والے سلیم الفطرت، دنیوی آلائشوں سے پاک اور قرآن و حدیث کے مزاج کو سمجھنے والے ہوں، جو محض قاری کی سریلی آواز پر مست ہو جانے والے نہ ہوں، ایسے لوگوں کے لئے معیار قاری کا تقوی اور للّٰہیت ہے، قراء حضرات کا قدم نیکی و پارسائی میں جس قدر مضبوط ہو گا، سننے والے خدا شناس لوگوں پر ان کی آواز کا اتنا ہی اثر ہو گا۔

یاد رہے کہ قاری کی زبان سے نکلنے والے الفاظ میں اس کے نیک یا بد ہونے کی تاثیر موجود ہوتی ہے، سمجھنے والے ادراک کر لیتے ہیں۔

باب: القرأة القرآن علی الغیر

دوسروں پر قرآن کی تلاوت کرنے کا بیان

۲۸۱۱۔ عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ لَهُ: ((إِنَّ اللّٰهَ أَمَرَنِي أَنْ أَقْرَأَ عَلَيْكَ الْقُرْآنَ. فَقَرَأَ عَلَيْهِ: ﴿لَمْ يَكُنِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا﴾ [الْبَيِّنَة: ۱]، وَقَرَأَ فِيْهَا: ((إِنَّ ذَاتَ الدِّيْنِ الْحَنِيْفِيَّةُ الْمُسْلِمَةُ، لَا الْيَهُوْدِيَّةُ، وَلَا النَّصْرَانِيَّةُ، وَلَا الْمَجُوْسِيَّةُ، مَنْ يَعْمَلْ خَيْرًا فَلَنْ يُكْفَرَهُ)). وَقَرَأَ عَلَيْهِ: ((لَوْ أَنَّ لِابْنِ آدَمَ وَادِيًا مِنْ مَالٍ لَابْتَغَى إِلَيْهِ ثَانِيًا، وَلَوْ كَانَ لَهُ ثَانِيًا لَابْتَغَى ثَالِثًا......)) الخ [قَالَ: ثُمَّ خَتَمَهَا بِمَا بَقِيَ مِنْهَا])). [الصحیحۃ: ۲۹۰۸]

سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک اللہ تعالی نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تجھ پر قرآن مجید پڑھوں، پھر اس پر ﴿لَمْ يَكُنِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا﴾ (سورۂ بینہ: ۱) والی سورت پڑھی اور اس میں یہ آیت بھی تلاوت کی: (ترجمہ) ﴿بیشک یہ دین سیدھا مذہب اور ملتِ اسلام ہے، یہ نہ یہودیہ ہے نہ عیسائیت اور نہ مجوسیت، جو آدمی نیک عمل کرے گا اس کی بے قدری نہیں کی جائے گی﴾ اور یہ آیت بھی پڑھی تھی: (ترجمہ) ﴿اگر ابن کے آدم کے پاس مال کی ایک وادی ہو، تو وہ دوسری کو تلاش کرے گا، اگر اس سے دو وادیاں مل جائیں تو تیسری کے لالچ میں رہے گا ......﴾ [پھر حدیث کا بقیہ حصہ بیان کر کے حدیث کو ختم کر دیا]۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۹۰۸۔ ترمذی (۳۸۹۸)، احمد (۵/ ۱۳۱، ۱۳۲)، حاکم (۲/ ۲۲۴) الطیالسی (۵۳۹)۔

فوائد: اس حدیث میں جن آیات کا ذکر ہے، ان کی تلاوت منسوخ ہو چکی ہے۔

باب: دعاء السفر

سفر کی دعا

۲۸۱۲۔ عَنْ عَلِيِّ بْنِ رَبِيْعَةَ: أَنَّهُ كَانَ رِدْفًا لِعَلِيٍّ۔ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، فَلَمَّا وَضَعَ رِجْلَهُ فِي الرِّكَابِ قَالَ: بِسْمِ اللّٰهِ، فَلَمَّا اسْتَوٰى عَلٰى ظَهْرِ الدَّابَّةِ قَالَ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ (ثَلَاثًا)، وَاللّٰهُ أَكْبَرُ (ثَلَاثًا)، ﴿سُبْحَانَ الَّذِي سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِيْنَ﴾ [الزُّخْرُف: ۱۳] الآية: ثُمَّ قَالَ: لَا إِلٰهَ إِلَّا

علی بن ربیعہ کہتے ہیں کہ میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا ان کی سواری پر ردیف تھا، آپؓ نے جب اپنا پاؤں رکاب میں رکھا تو کہا: ''بِسْمِ اللّٰهِ'' اور جب سواری کی پیٹھ پر اطمینان سے بیٹھ گئے تو کہا: تمام تعریف اللہ کے لئے ہے، (تین دفعہ) اور اللہ سب سے بڑا ہے (تین دفعہ) ﴿اللہ پاک ہے جس نے یہ (سواری) ہمارے لئے مسخر کر دی، وگرنہ ہم تو اس پر قابو پانے والے نہیں تھے۔﴾ (سورۂ

أَنْتَ سُبْحَانَكَ،إِنِّي قَدْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ فَاغْفِرْ لِي ذُنُوبِي،إِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ ثُمَّ مَالَ إِلَى أَحَدِ شِقَّيْهِ فَضَحِكَ، فَقُلْتُ: يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ مَا يُضْحِكُكَ؟قَالَ: إِنِّي كُنْتُ رِدْفَ النَّبِيِّ ﷺ: فَصَنَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ كَمَا صَنَعْتُ فَسَأَلْتُهُ كَمَا سَأَلْتَنِي فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ **((إِنَّ اللّٰهَ لَيَعْجَبُ إِلَى الْعَبْدِ إِذَا قَالَ: لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ، إِنِّي قَدْ ظَلَمْتُ نَفْسِي، فَاغْفِرْلِي ذُنُوبِي، إِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ، قَالَ: عَبْدِي عَرَفَ إِنَّ لَهُ رَبًّا يَغْفِرُ وَيُعَاقِبُ.))** [الصحيحة:١٦٥٣]

زخرف:۱۳) پھر کہا: نہیں کوئی معبودِ برحق مگر تو ہی' تو پاک ہے' میں نے اپنے نفس پر ظلم کیا' تو میرے گناہ بخش دے' بے شک تو ہی گناہوں کو بخشنے والا ہے۔ پھر ایک جانب جھکے اور ہنس پڑے۔ میں نے پوچھا: اے امیر المومنین! آپ کیوں ہنسے ہیں؟ آپؓ نے کہا: میں نبی کریم ﷺ کا ردیف تھا' آپ ﷺ نے ایسے ہی کیا جیسے میں نے کیا' پھر میں نے آپ ﷺ سے سوال کیا' جیسے تو نے مجھ سے کیا ہے' تو آپ ﷺ نے مجھے جواب دیا: ''بلاشبہ اللہ تعالی اپنے بندے پر تعجب کرتا ہے جب وہ کہتا ہے: نہیں کوئی معبودِ برحق مگر تو ہی' میں نے اپنی جان پہ ظلم کیا' تو میرے گناہ بخش دے' بیشک تو ہی گناہوں کو بخشنے والا ہے۔ (بندے کے یہ کلمات سن کر) اللہ تعالی کہتا ہے: میرے بندے نے پہچان لیا ہے کہ اس کا ایک رب ہے جو اسے بخشتا اور سزا دیتا ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۱۶۵۳۔ حاکم (۲/ ۹۹٬۹۸)' ابوداؤد (۲۶۰۲)' ترمذی (۳۴۴۶)' احمد (۱/ ۹۷) من طریق آخر عنه بنحوه۔

فوائد: معلوم ہوا کہ سواری کی دعا یہ ہے:
بِسْمِ اللّٰهِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ﴿سُبْحَانَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِيْنَ﴾ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ، إِنِّیْ قَدْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَاغْفِرْ لِیْ ذُنُوْبِیْ إِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ إِلَّا أَنْتَ۔
نیز معلوم ہوا کہ اللہ تعالی کو یہ بات بہت پسند ہے کہ اس کا بندہ اس سے مغفرت طلب کرے۔

باب: رفعة بالقرآن و ضيعة به

قرآن کی وجہ سے بلندی اور ذلت بھی

۲۸۱۳۔عَنْ عَامِرِ بْنِ وَاثِلَةَ: أَنَّ نَافِعَ بْنَ عَبْدِالْحَارِثِ لَقِيَ عُمَرَ۔(عسفان)، وَكَانَ عُمَرُ يَسْتَعْمِلُهُ عَلَى مَكَّةَ، فَقَالَ: مَنِ اسْتَعْمَلْتَ عَلَى أَهْلِ الْوَادِيْ؟ فَقَالَ: ابْنَ أَبْزٰى۔ قَالَ: وَمَنِ ابْنُ أَبْزٰى؟ قَالَ: مَوْلًى مِنْ مَوَالِيْنَا۔ قَالَ: فَاسْتَخْلَفْتَ عَلَيْهِمْ مَوْلًى؟!قَالَ: إِنَّهُ قَارِئٌ لِكِتَابِ اللّٰهِ۔ عَزَّوَجَلَّ۔، وَإِنَّهُ عَالِمٌ بِالْفَرَائِضِ ۔قَالَ عُمَرُ: أَمَا إِنَّ نَبِيَّكُمْ ﷺ قَالَ: **((إِنَّ اللّٰهَ يَرْفَعُ بِهٰذَا الْكِتَابِ أَقْوَامًا،وَيَضَعُ بِهِ آخَرِيْنَ))**.

عامر بن واثلہ کہتے ہیں کہ نافع بن عبد الحارث' سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو عسفان مقام پر ملا۔ آپؓ نے اسے مکہ پر عامل مقرر کیا ہوا تھا۔ اس نے پوچھا: آپ نے اہلِ وادی پر کسی کو عامل مقرر کیا ہے؟ آپؓ نے کہا: ابن ابزی کو۔ اس نے پوچھا: ابن ابزی کون ہے؟ آپؓ نے کہا: ہمارا ایک غلام ہے۔ اس نے کہا: آپ نے غلام کو ان کا خلیفہ بنا دیا ہے؟ آپؓ نے کہا: وہ قرآن مجید کا قاری ہے اور فرائض کو جاننے والا ہے۔ آگاہ ہو جا! تمھارے نبی ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالی اس کتاب کے ذریعے کچھ قوموں کو بلند کرتے ہیں اور بعض کو ذلیل کر دیتے ہیں۔''

[الصحيحة: ٢٢٣٩]

تخریج: الصحيحة ٢٢٣٩- مسلم (٨١٧)، ابن ماجه (٢١٨)، دارمی (٣٣٦٨)-

فوائد: اسلامی نظام حکومت یا نظامِ خلافت میں جو مقام و مرتبہ اور فضیلت و برتری خلیفۂ رسول سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو حاصل ہے، وہ کسی فرد کی نگاہوں سے اوجھل نہیں ہے۔ دین پرستوں یا دنیا پرستوں کے اذہان وقلوب اچھے حکمران اور خلیفہ کی جتنی صفاتِ حمیدہ تصورات میں لا سکتے ہیں، وہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ میں بدرجۂ اتم موجود ہوتے ہیں۔ لیکن قابل غور بات یہ ہے کہ اس عظیم خلیفہ کا معیار دیکھیں کہ غلام کو گورنر اور مسئول مقرر کیا جا رہا ہے، اس بنا پر کہ وہ قاریٔ قرآن اور اللہ تعالی کے فرائض و واجبات کا زیادہ علم رکھنے والا ہے۔

یہی کتاب جس نے عرب کے بدوؤں کو بنو آدم کی قیادت و سیادت کی لگام تھمادی، اس کتاب کے حاملین کے سامنے روم اور فارس کی عظیم الشان سلطنتوں کو گھٹنے ٹیکنے پڑے۔ اگر پندرھویں صدی کے مسلمان بھی اللہ تعالی کی عظیم کتاب کی قیادت و رہنمائی میں چلنا شروع کر دیں تو وہ وقت دور نہیں ہوگا کہ جس میں عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے زمانے کی یاد تازہ ہو جائے گی۔

وہ زمانے میں معزز تھے صاحبِ قرآں ہو کر
اور ہم خوار ہوئے تارکِ قرآن ہو کر

باب: الدعاء للتجديد الإيمان
تجدید ایمان کے لیے دعا کرنا

٢٨١٤ - عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّ الْاِيْمَانَ لَيَخْلَقُ فِي جَوْفِ اَحَدِكُمْ كَمَا يَخْلَقُ الثَّوْبُ، فَاسْاَلُوا اللّٰهَ اَنْ يُّجَدِّدَ الْاِيْمَانَ فِي قُلُوْبِكُمْ)).

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کپڑے کی بوسیدگی کی طرح ایمان بھی تمھارے دل کے اندر بوسیدہ ہو جاتا ہے، اللہ تعالی سے سوال کیا کرو کہ وہ تمھارے دلوں میں ایمان کی تجدید کرتا رہے۔''

[الصحيحة: ١٥٨٥]

تخریج: الصحيحة ١٥٨٥- حاكم (١/ ٤) طبرانی فی الكبير (١٣/ ٣٦)-

فوائد: بلاشک وشبہ انسان زمان و مکان کے مختلف حالات وحوادث سے متاثر ہوتا ہے، بالخصوص اس دور میں جہاں خباثتوں اور نجاستوں کے ذرائع رقص کناں ہوں۔ جب مومن حالات سے متاثر ہوتا ہے تو اس کے ایمان میں کمزوری پیدا ہو جاتی ہے۔ ایسے میں چاہئے کہ مختلف نیکیوں کے ذریعے اور خاص طور پر خلوت اختیار کر کے اللہ تعالی سے ہم کلام ہو کر اس کو راضی کیا جائے اور ماضی کی کوتاہیاں مدنظر رکھ کر مستقبل میں راہِ مستقیم پر گامزن رہنے کا عزمِ مصمم کیا جائے۔

باب: معارضة القرآن
قرآن کا دور کرنے کا بیان

٢٨١٥ - عَنْ عَائِشَةَ، عَنْ فَاطِمَةَ - رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا - مَرْفُوْعًا: ((اِنَّ جِبْرِيْلَ كَانَ يُعَارِضُنِي الْقُرْآنَ كُلَّ سَنَةٍ مَرَّةً، وَاِنَّهُ عَارَضَنِي الْعَامَ مَرَّتَيْنِ، وَلَا اَرَاهُ اِلَّا حَضَرَ اَجَلِي، اِنَّكِ اَوَّلُ اَهْلِ بَيْتِي لِحَاقًا بِي، [فَاتَّقِي اللّٰهَ، وَاصْبِرِي،

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جبریل (علیہ السلام) مجھ سے ہر سال قرآن مجید کا ایک دفعہ دور کرتے تھے اور اس سال دو دفعہ کیا، یہی لگتا ہے کہ میری وفات کا وقت آ چکا ہے اور تو (فاطمہ) میرے اہلِ بیت کا پہلا فرد ہے جو سب سے پہلے مجھے ملے گی، لہٰذا اللہ

فَإِنِّي نِعْمَ السَّلَفُ أَنَا لَكِ])).
[الصحيحة:٣٥٢٤]

تعالی سے ڈرنا اور صبر کرنا' میں تیرے لئے بہترین میر سامان ہوں گا۔"

تخریج: الصحیحة ۳۵۲۴- بخاری (۶۲۸۵،۳۶۲۴)' مسلم (۲۴۵۰)' نسائی فی الکبری (۸۳۶۸) ابن ماجه (۱۶۲۱)۔

فوائد: یہ پیشین گوئی پوری ہوئی اور خانۂ نبوت میں سب سے پہلے اور آپ ﷺ کی وفات کے صرف چھ ماہ بعد سیدنا فاطمہ رضی اللہ عنہا بھی خالقِ حقیقی سے جا ملیں۔

باب: فضل الذين يذكرون الله بنعمة الله

ان لوگوں کی فضیلت جو اللہ کی نعمتوں کی وجہ سے اللہ کا ذکر کرتے ہیں

٢٨١٦ـعَنِ ابْنِ أَبِي أَوْفَى،قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِﷺ: ((اِنَّ خِيَارَ عِبَادِاللّٰهِ الَّذِيْنَ يُرَاعُوْنَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمَ وَالْأَظِلَّةَ، لِذِكْرِ اللّٰهِ.عَزَّوَجَلَّ.)) [الصحيحة:٣٤٤٠]

سیدنا ابن ابو اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالی کے بہترین بندے وہ ہیں جو اللہ تعالی کا ذکر کرنے کے لئے سورج' چاند' ستاروں اور سایہ دار چیزوں کو ملحوظ رکھتے ہیں۔"

تخریج: الصحیحة ۳۴۴۰- ابن شاهین فی الافراد (ق۵/ ۱)' البزار (الكشف :۳۶۶)' حاكم (۱/ ۵۱)' بیهقی (۱/ ۳۷۹)۔

فوائد: سورج' چاند اور ستارے اللہ تعالی کے وجود اور اس کی کاریگری' ہنر مندی اور قدرت پر دلالت کناں بہت بڑی نشانیاں ہیں' جن کو اپنے اپنے مداروں میں گھومتے گھومتے صدیاں بیت چکی ہیں' لیکن مجال ہے کہ کسی کے نظم و ترتیب میں کوئی فرق آئے۔ دن کو وقت کی نشاندہی کے لئے سورج' رات کو وقت کے تعین کے لئے اور خشکی و بحری سفروں کے دوران سمت معلوم کرنے کے لیے ستارے اور تاریخوں کی نشاندہی کے لئے چاند خادمِ انسانیت کی حیثیت سے موجود ہے۔ جب بصیرت و بصارت والے اس کی قسم کی نشانیوں پر نگاہ ڈالتے ہیں تو ان کو حکمتوں اور کمالات والا ربّ یاد آ جاتا ہے۔

ان من الرقية شرك

بعض دم شرک ہیں

٢٨١٧ـعَنْ قَيْسِ بْنِ السَّكَنِ الْاَ سَدِيِّ، قَالَ : دَخَلَ عَبْدُاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ ـرَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُـ عَلَى امْرَأَتِهِ فَرَاى عَلَيْهَا حَرْزًا مِّنَ الْحُمْرَةِ، فَقَطَعَهُ قَطْعًا عَنِيْفًا، ثُمَّ قَالَ: اِنَّ آلَ عَبْدِاللّٰهِ عَنِ الشِّرْكِ اَغْنِيَاءُ ـ وَقَالَ: كَانَ مِمَّا حَفِظْنَا عَنِ النَّبِيِّﷺ: ((اِنَّ الرُّقٰى وَالتَّمَائِمَ وَالتِّوَلَةَ،شِرْكٌ)).

[الصحيحة:٢٩٧٢]

قیس بن سکن اسدی کہتے ہیں: سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی کو دیکھا کہ اس نے خسرہ کی بیماری کی وجہ سے تعویذ پہنا ہوا تھا' آپؓ نے اسے سختی سے کاٹا اور کہا: عبد اللہ کی آل' شرک سے بیزار ہے' ہم نے رسول اللہ ﷺ سے یہ بات بھی یاد کی ہے کہ: "بلاشبہ جھاڑ پھونک' تعویذ اور حب کے اعمال شرک ہیں۔"

تخریج: الصحیحة ۲۹۷۲- حاكم (۴/ ۲۱۷)' طبرانی (۸۸۶۳)' من طريق آخر عنه وانظر الاتى الحديث۔

فوائد: تعویذات کے مقاصد اور غایات مختلف ہیں' اس لئے ان پر ایک حکم نہیں لگایا جا سکتا ہے' تفصیل درج ذیل ہے:
(۱) شرک اکبر: وہ تعویذات جو شیاطین اور دوسری مخلوقات سے مدد طلب کرنے پر مشتمل ہوں' وہ بلاشک وشبہ شرک ہیں' کیونکہ مدد کرنا صرف اللہ تعالی کی صفت ہے۔
(۲) حرام: وہ تعویذات' جو ایسے اسماء پر مشتمل ہوں جنہیں سمجھا نہ جا سکے' حرام ہیں اور یہ شرک اکبر کا مرتکب ہونے کا سبب بن سکتے ہیں۔
(۳) جو تعویذات قرآن کریم کی آیات یا مسنون اذکار وادعیہ یا اللہ تعالی کی اسماء وصفات پر مشتمل دوسرے بابرکت اور پاکیزہ کلمات پر مشتمل ہوں' ایسے تعویذات کو بھی ترک کر دینا ہی بہتر ہے' کیونکہ نبی کریم ﷺ نے یہ طریقۂ علاج نہیں اپنایا اور دوسری وجہ یہ ہے کہ ایسے تعویذات بھی مذکورہ بالا دو صورتوں کی کھینچنے کا سبب بنتے ہیں۔
رہا مسئلہ دم اور جھاڑ پھونک کا' تو جو دم قرآن وسنت یا اللہ تعالی کے اسماء وصفات پر مشتمل ہو' وہ مستحب ہے۔ لیکن اس باب میں یہ بات ذہن نشین رہے کہ دم کرنے والے کے لئے مستحب ہے کہ وہ لوگوں کو دم کرے' کیونکہ یہ احسان ہے اور دم کروانے والے کے حق میں دم کا مطالبہ کرنا جائز ہے' افضل نہیں۔ اس فرق کی تفصیل آگے آئے گی۔ اور جس دم میں غیر اللہ کو پکارا جائے اور غیر اللہ سے شفا طلب کی جائے تو یہ شرک اکبر ہوگا۔

۲۸۱۸۔عَنْ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((اِنَّ الرُّقٰى وَالتَّمَائِمَ وَالتِّوَلَةَ شِرْكٌ)). [الصحيحة: ۳۳۱]

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: ''بیشک جھاڑ پھونک' تعویذ اور حب کے اعمال شرک ہیں۔''

تخریج: الصحيحة ۳۳۱۔ ابو داؤد (۳۸۸۳)' ابن ماجه (۳۵۳۰)' احمد (۱/ ۳۸۱) وانظر الحديث السابق۔

فوائد: پچھلی حدیث میں اس حدیث کی تفصیل گزر چکی ہے۔

باب: الدعاء لتطهير القلب

دل کی طہارت کے لیے دعا کرنے کا بیان

۲۸۱۹۔عَنْ اَبِي أُمَامَةَ، قَالَ: ((اِنَّ فَتًى شَابًّا اَتَى النَّبِيَّ ﷺ، فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! ائْذَنْ لِي بِالزِّنٰى. فَاَقْبَلَ الْقَوْمُ عَلَيْهِ فَزَجَرُوْهُ، وَقَالُوْا: مَهْ مَهْ! فَقَالَ: اُدْنُهْ فَدَنَا مِنْهُ قَرِيْبًا. قَالَ: فَجَلَسَ. قَالَ: اَتُحِبُّهُ لِاُمِّكَ؟ قَالَ ((وَاللّٰهِ' جَعَلَنِيَ اللّٰهُ فِدَاءَكَ قَالَ: وَلَا النَّاسُ يُحِبُّوْنَهُ لِاُمَّهَاتِهِمْ' قَالَ:)) اَتُحِبُّهُ لِابْنَتِكَ؟ قَالَ لَا وَاللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! جَعَلَنِيَ اللّٰهُ فِدَاءَ كَ قَالَ: وَلَا النَّاسُ يُحِبُّوْنَهُ لِبَنَاتِهِمْ. قَالَ: اَفَتُحِبُّهُ لِاُخْتِكَ؟ قَالَ: لَا وَاللّٰهِ، جَعَلَنِيَ اللّٰهُ فِدَاءَ كَ قَالَ:

سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ایک نوجوان نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے زنا کی اجازت دیجئے۔ لوگ اس کی طرف متوجہ ہوئے' اسے ڈانٹ ڈپٹ کی اور کہا: رک جا' رک جا! آپ ﷺ نے فرمایا: ''ذرا قریب ہو۔'' وہ آپ کے قریب آیا اور بیٹھ گیا۔ آپ ﷺ نے اسے فرمایا: ''کیا تم اس چیز کو اپنی ماں کے لئے پسند کرتے ہو؟ اس نے کہا: مجھے اللہ آپ پر قربان کرے' نہیں' اللہ کی قسم! (نہیں)۔ آپ ﷺ نے فرمایا: لوگ بھی اپنی ماؤں کے لئے اس (خباثت) کو پسند نہیں کرتے' (اچھا یہ بتاؤ کہ) کیا تم اسے اپنی بیٹی کے لئے پسند کرو گے؟'' اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں آپ پر قربان ہوں' نہیں' اللہ کی قسم!

وَلَاالنَّاسُ يُحِبُّوْنَهٗ لِاَخَوَاتِهِمْ .قَالَ: اَفَتُحِبُّهٗ لِعَمَّتِكَ؟ قَالَ: لَا وَاللّٰهِ، جَعَلَنِيَ اللّٰهُ فِدَاءَ كَ قَالَ:وَلَا النَّاسُ يُحِبُّوْنَهٗ لِعَمَّاتِهِمْ .قَالَ:اَفَتُحِبُّهٗ لِخَالَتِكَ؟ قَالَ: لَا وَاللّٰهُ،جَعَلَنِيَ اللّٰهُ فِدَاءَ كَ قَالَ: وَلَا النَّاسُ يُحِبُّوْنَهٗ لِخَالَاتِهِمْ .قَالَ : فَوَضَعَ يَدَهٗ عَلَيْهِ،وَقَالَ: اَللّٰهُمَّ! اغْفِرْ ذَنْبَهٗ وَطَهِّرْ قَلْبَهٗ،وَحَصِّنْ فَرْجَهٗ. فَلَمْ يَكُنْ بَعْدَ ذٰلِكَ الْفَتٰى يَلْتَفِتُ اِلٰى شَيْءٍ)).

[الصحيحة: ۳۷۰]

(نہیں)۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اسی طرح لوگ ہیں کہ وہ بھی اپنی بیٹیوں کے لئے اس چیز کو ناپسند کرتے ہیں (اچھا یہ بتاؤ کہ) کیا تم اسے اپنی بہن کے لئے پسند کرو گے؟'' اس نے کہا: اللہ تعالی مجھے آپ پر قربان کر دے نہیں اللہ کی قسم! (نہیں)۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''لوگ بھی اس چیز کو اپنے بہنوں کے لئے ناپسند کرتے ہیں (اچھا یہ بتاؤ کہ) کیا تم اسے اپنی پھوپھی کے پسند کرو گے؟'' اس نے کہا: نہیں اللہ کی قسم! میں آپ پر قربان ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تیری طرح لوگ بھی اپنے پھوپھیوں کے لیے اسے ناپسند کرتے ہیں (اچھا یہ بتاؤ کہ) کیا تم اسے اپنی خالہ کے لئے پسند کرو گے؟'' اس نے کہا: میں آپ پر قربان ہوں نہیں اللہ کی قسم! (نہیں)۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''لوگ بھی اس چیز کو اپنی خالاؤں کے لئے ناپسند کرتے ہیں۔'' پھر آپ ﷺ نے اس پر اپنا ہاتھ رکھا اور یہ دعا دی: ''اے اللہ! اس کے گناہ بخش دے اور اس کا دل پاک کردے اور اس کی شرم گاہ کی حفاظت فرما۔'' اس کے بعد وہ نوجوان کسی چیز کی طرف متوجہ نہیں ہوتا تھا۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۷۰۔ احمد (۵/ ۲۵۶'۲۵۷)' طبرانی فی الکبیر (۷۶۷۹)' وفی الشامیین (۱۵۲۳)۔ ۱۲۸۷۔ ابن جریر فی تفسیرہ (۱/ ۴۵)' ابو الفضل الرازی فی معانی انزل القرآن علی سبعة احرف (ق ۶۸/ ۲)۔

فوائد: چونکہ نبی کریم ﷺ حکمت ودانائی کی صفت سے بدرجۂ اکمل واتم متصف تھے' آپ ﷺ کا ہر آدمی کو سمجھانے کا انداز مختلف تھا' جیسے مسجد میں پیشاب کرنے والے اور نماز میں کلام کرنے والے کو ایسے خوبصورت انداز میں سمجھایا کہ ان کے دلوں میں گھر کر گئے۔ یہ نوجوان جو فطرت سلیمہ کے مسخ ہو جانے کی وجہ سے زنا اور بدکاری کی اجازت طلب کر رہا تھا' آپ ﷺ کے حکیمانہ انداز نے اس کے جنسی ہیجان کو شکست وریخت سے دوچار کر دیا۔

باب: ان هذا القرآن انزل على سبعة احرف
بلاشبہ قرآن سات لہجوں میں نازل ہوا ہے

۲۸۲۰۔عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اِنَّ هٰذَا الْقُرْآنَ اُنْزِلَ عَلٰى سَبْعَةِ اَحْرُفٍ، فَاقْرَاُوْا وَلَا حَرَجَ،وَلٰكِنْ لَا تَخْتِمُوْا ذِكْرَ رَحْمَةٍ بِعَذَابٍ، وَّلَا ذِكْرَ عَذَابٍ بِرَحْمَةٍ)).

سیدنا ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ قرآن سات لہجوں پر نازل ہوا' اس کی تلاوت کیا کرو' (کسی لہجے میں) کوئی حرج نہیں' (اتنی بات ضرور ہے کہ) رحمت کے ذکر کو عذاب کے ساتھ اور عذاب کے ذکر کو رحمت کے ساتھ ختم نہ

[الصحیحة:١٢٨٧] کرو۔"

فوائد: قرآن مجید سات لغات پر نازل ہوا' اس کا مطلب یہ تھا کہ آیات کے الفاظ اور کلمات مختلف ہوتے تھے لیکن معنی ایک ہی ہوتا تھا' سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے امت کے لئے عظیم مصلحت کی خاطر صرف ایک لغت کو باقی رکھا اور باقی چھ لغات کو ضائع کر دیا۔ اب ہمارے پاس قرآن مجید کی صرف ایک لغت ہے' جو ہم تلاوت کرتے ہیں۔

باب: الذكر مكفرة للذنوب
گناہوں کو ختم کرنے والا ذکر

٢٨٢١۔ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: اَخَذَ النَّبِيُّ ﷺ غُصْنًا فَنَفَضَهُ، فَلَمْ يَنْتَفِضْ، ثُمَّ نَفَضَهُ فَلَمْ يَنْتَفِضْ، ثُمَّ نَفَضَهُ، فَانْتَفَضَ، فَقَالَ: ((اِنَّ سُبْحَانَ اللّٰهِ، وَالْحَمْدُلِلّٰهِ، وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، وَاللّٰهُ اَكْبَرُ، تَنْفُضُ الْخَطَايَا كَمَا تَنْفُضُ الشَّجَرَةُ وَرَقَهَا)). [الصحیحة:٣١٦٨]

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ٹہنی کو پکڑ کر ہلایا' لیکن سارے پتے نہ گرے' پھر ہلایا لیکن سارے پتے نہ گرے' پھر ہلایا تو سارے پتے گر گئے' پھر آپ ﷺ نے فرمایا: "بیشک "سُبْحَانَ اللّٰه' اَلْحَمْدُ لِلّٰه' لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه" اور "اَللّٰهُ اَکْبَر" گناہوں کو اس طرح زائل کر دیتے ہیں جس طرح کہ اس درخت (کی شاخ) نے پتوں کو زائل کر دیا ہے۔"

تخریج: الصحيحة ٣١٦٨۔ الادب الفرد (٦٣٤)' احمد (٣/ ١٥٢)' الحارث بن ابی اسامة (بغية الباحث: ١٠٤٤)' ترمذی (٣٥٣٣) من طريق آخر عنه۔

فوائد: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (لأن اقول: سبحان الله' والحمد لله' ولا اله الا الله' والله اكبر' احب الى مما طلعت عليه الشمس۔) [مسلم] یعنی: مجھے "سُبْحَانَ اللّٰهِ' وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ' وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ' وَاللّٰهُ اَکْبَرُ" کہنا ان تمام چیزوں سے محبوب ہے' جن پر سورج کی روشنی پڑتی ہے۔ یعنی ان چار کلمات کی اہمیت پوری دنیا سے زیادہ ہے۔

باب: فضل تغني بالقرآن
قرآن کو خوبصورت آواز میں پڑھنے کی فضیلت

٢٨٢٢۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ اَبِيهِ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ قَيْسٍ. اَوِالْاَشْعَرِيَّ. اُعْطِيَ مِزْمَارًا مِنْ مَزَامِيْرِ آلِ دَاوُدَ)). [الصحیحة:٣٥٣٢]

عبد اللہ بن بریدہ اپنے باپ سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "بیشک عبد اللہ بن قیس یا اشعری کو آل داود کے سُروں میں سے ایک سُر دی گئی ہے۔"

تخریج: الصحيحة ٣٥٣٢۔ مسلم (٧٩٣)' بخاری فی الادب المفرد (٨٠٥)' احمد (٥/ ٣٥١)۔

فوائد: یعنی وہ بڑی سریلی آواز میں تلاوت کرتے ہیں۔

باب: استحباب كثرة الاستغفار
کثرت سے استغفار کرنے کا استحباب

٢٨٢٣۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ: ((اِنْ كُنَّا لَنُعِدُّ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِي الْمَجْلِسِ يَقُوْلُ: ((رَبِّ! اغْفِرْلِي

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم شمار کرتے تھے' رسول اللہ ﷺ ایک ایک مجلس میں سو سو دفعہ یہ دعا پڑھا کرتے تھے: "اے

وَتُبْ عَلَيَّ،إِنْ أَنْتَ التَّوَّابُ الْغَفُوْرُ)). مِئَةَ مَرَّةٍ)) [الصحيحة:٥٥٦]

میرے ربّ! مجھے بخش دے اور مجھ پر رجوع فرما' بیشک تو توبہ قبول کرنے' بخشنے والا ہے۔

تخریج: الصحیحة ۵۵۶۔ احمد (۲/ ۲۱)' ترمذی (۳۴۳۴)' الادب المفرد (۶۱۸)' ابوداؤد (۱۵۱۶)' ابن ماجه (۳۸۱۴)۔

فوائد: نبیٔ کریم ﷺ اللہ تعالی سے مغفرت اور توبہ کا بکثرت سوال کرتے تھے۔

باب: فضل البقرة و خروج الشيطان من سماعها

سورة البقرة کی فضیلت اور شیطان کا اس کو سن کر گھر سے نکلنے کا بیان

٢٨٢٤۔عَنْ عَبْدِاللّٰهِ مَسْعُوْدٍ مَوْقُوْفًا وَمَرْفُوْعًا: ((إِنَّ لِكُلِّ شَيْءٍ سَنَامًا وَسَنَامُ الْقُرْآنِ سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ ، وَإِنَّ الشَّيْطَانَ إِذَا سَمِعَ سُوْرَةَ الْبَقَرَةِ خَرَجَ مِنَ الْبَيْتِ الَّذِي يُقْرَأُ فِيْهِ سُوْرَةُ﴿الْبَقَرَةِ﴾)). [الصحيحة:٥٨٨]

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ موقوفا اور مرفوعا روایت کرتے ہیں: ''ہر چیز کی ایک کوہان ہوتی ہے اور قرآن کی کوہان سورۂ بقرہ ہے اور جب شیطان سورۂ بقرہ کی تلاوت سنتا ہے تو وہ اس گھر سے نکل جاتا ہے جس میں سورۂ بقرہ کی تلاوت کی جاتی ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۵۸۸۔ حاکم (۱/ ۵۶۱)۔

فوائد: سورۂ بقرہ حق ہے اور شیطان باطل ہے' جہاں حق کا ظہور اور آمد ہو' باطل وہاں سے دم دبا کر بھاگ جاتا ہے۔

باب: فضل اهل الذكر

ذکر کرنے والوں کی فضیلت کا بیان

٢٨٢٥۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ :((إِنَّ لِلّٰهِ مَلَائِكَةً سَيَّاحِيْنَ فِي الْأَرْضِ، فُضُلاً عَنْ كُتَّابِ النَّاسِ [يَلْتَمِسُوْنَ أَهْلَ الذِّكْرِ]،فَإِذَا وَجَدُوْا قَوْمًا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ تَنَادَوْا هَلُمُّوْا إِلٰى بُغْيَتِكُمْ. فَيَجِيْئُوْنَ فَيَحُفُّوْنَ بِهِمْ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا، فَيَقُوْلُ اللّٰهُ: أَيَّ شَيْءٍ تَرَكْتُمْ عِبَادِي يَصْنَعُوْنَ؟ فَيَقُوْلُوْنَ :تَرَكْنَاهُمْ يَحْمَدُوْنَكَ، وَيُمَجِّدُوْنَكَ، وَيَذْكُرُوْنَكَ،فَيَقُوْلُ: هَلْ رَأَوْنِي، فَيَقُوْلُوْنَ: (لَا، فَيَقُوْلُ) فَكَيْفَ [لَوْرَأَوْنِي]؟ فَيَقُوْلُوْنَ: لَوْرَأَوْكَ لَكَانُوْا أَشَدَّ تَحْمِيْدًا وَتَمْجِيْدًا وَذِكْرًا،فَيَقُوْلُ:فَأَيَّ شَيْءٍ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ٔکریم ﷺ نے فرمایا: ''لوگوں کے اعمال لکھنے والے فرشتوں کے علاوہ کچھ اور فرشتے بھی ہیں جو اہلِ ذکر کی تلاش میں زمین میں گھومتے رہتے ہیں' جب وہ محو ذکر لوگوں کی جماعت کو پاتے ہیں تو ایک دوسرے کو بآواز بلند پکارتے ہیں: اپنے مقصود کی طرف آ جاؤ۔ سو وہ آتے ہیں اور انھیں آسمان دنیا تک گھیر لیتے ہیں۔ (جب یہ فرشتے واپس جاتے ہیں تو) اللہ تعالی پوچھتے ہیں: جب تم نے میرے بندوں کو الوداع کہا تو وہ کیا کر رہے تھے؟ وہ کہتے ہیں: جب ہم نے ان کو چھوڑا تو وہ تیری تعریف کر رہے تھے' تیری بزرگی بیان کر رہے تھے اور تیرا ذکر کر رہے تھے۔ (اللہ تعالی اور فرشتوں کی گفتگو مکالمے کی صورت میں پیش کی جاتی ہے) اللہ تعالیٰ کیا انھوں نے

يَطْلُبُوْنَ؟ فَيَقُوْلُوْنَ: يَطْلُبُوْنَ الْجَنَّةَ،فَيَقُوْلُ: هَلْ رَاَوْهَا؟ قَالَ: فَيَقُوْلُوْنَ : لَا،فَكَيْفَ لَوْرَاَوْهَا؟ فَيَقُوْلُوْنَ:لَوْ رَاَوْهَا كَانُوا اَشَدَّ عَلَيْهَا حِرْصًا،وَاَشَدَّ لَهَا طَلَبًا،قَالَ: فَيَقُوْلُ: وَمِنْ اَيِّ شَيْءٍ يَتَعَوَّذُوْنَ؟ فَيَقُوْلُوْنَ: مِنَ النَّارِ،فَيَقُوْلُ: وَهَلْ رَاَوْهَا؟ فَيَقُوْلُوْنَ: لَا، قَالَ: فَيَقُوْلُ: فَكَيْفَ لَوْرَاَوْهَا؟ فَيَقُوْلُوْنَ:لَوْرَاَوْهَا كَانُوْا اَشَدَّ مِنْهَا هَرَبًا،وَاَشَدَّ مِنْهَا خَوْفًا،قَالَ: فَيَقُوْلُ :اِنِّي اُشْهِدُكُمْ اَنِّي قَدْ غَفَرْتُ لَهُمْ،قَالَ: فَيَقُوْلُوْنَ فِيْهِمْ فُلَانًا الْخَطَّاءُ، لَمْ يُرِدْهُمْ،اِنَّمَا جَاءَ لِحَاجَةٍ؟! فَيَقُوْلُ اللّٰهُ:هُمُ الْقَوْمُ لَايَشْقٰى بِهِمْ جَلِيْسُهُمْ)). [الصحيحة: ٣٥٤٠]

مجھے دیکھا ہے؟ فرشتے: نہیں۔ اللہ تعالی: اگر وہ مجھے دیکھ لیں تو (ان کا رویہ کیا ہوگا)؟ فرشتے: اگر وہ تجھے دیکھ لیں تو تیری تعریف کرنے، بزرگی بیان کرنے اور ذکر کرنے میں زیادہ سختی اور پابندی کریں گے۔ اللہ تعالی: کون سی چیز ہے جو وہ طلب کر رہے تھے؟ فرشتے: وہ جنت کا مطالبہ کر رہے تھے۔ اللہ تعالی: کیا انھوں نے جنت دیکھی ہے؟ فرشتے: نہیں۔ اللہ تعالی: اگر وہ جنت دیکھ لیں تو؟ فرشتے: اگر وہ جنت دیکھ لیں تو ان کی حرص اور طلب بڑھ جائے گی۔ اللہ تعالی: کون سی چیز ہے جس سے وہ پناہ طلب کرتے تھے؟ فرشتے: آگ سے۔ اللہ تعالی: کیا انھوں نے آگ کو دیکھا ہے؟ فرشتے: نہیں۔ اللہ تعالی: اگر وہ آگ کو دیکھ لیں تو؟ فرشتے: اگر وہ دیکھ لیں تو اس سے دور بھاگنے میں زیادہ سخت اور اس سے زیادہ ڈریں گے۔ اللہ تعالی: (فرشتو!) میں تمھیں اس بات پر گواہ بناتا ہوں کہ میں نے ان کو بخش دیا ہے۔ فرشتے: ان میں فلاں آدمی تو خطا کار تھا، وہ کسی ضرورت کے لئے آیا تھا، اس کا مقصود ان کے ساتھ بیٹھنا نہیں تھا (تو اسے کیسے بخش دیا)؟ اللہ تعالی: وہ ایسی قوم ہیں کہ ان کا ہم نشین نامراد نہیں ہوتا۔"

تخریج: الصحیحۃ ۳۵۴۰۔ بخاری (۶۴۰۸)، مسلم (۲۶۸۹)، احمد (۲/ ۲۵۱، ۲۵۲)۔

فوائد: اللہ تعالی کے ذکر اور اس سے دعا مانگنے کی اہمیت واضح ہو رہی ہے۔

٢٨٢٦ ـ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ،قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّ مِمَّاتَذْكُرُوْنَ مِنْ جَلَالِ اللّٰهِ: التَّسْبِيْحُ وَالتَّهْلِيْلُ وَالتَّحْمِيْدُ، يَنْعَطِفْنَ حَوْلَ الْعَرْشِ، لَهُنَّ دَوِيٌّ كَدَوِيِّ النَّحْلِ، تَذْكُرُ بِصَاحِبِهَا،اَمَا يُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَكُوْنَ لَهُ. اَوْلَايَزَالُ لَهُ. مَن يُذَكِّرُبِهِ)).

[الصحيحة: ٣٣٥٨]

سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو تم تسبیح (سُبْحَانَ اللّٰه)، تہلیل (لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه) اور تحمید (اَلْحَمْدُ لِلّٰه) کی صورت میں اللہ تعالی کے جلال کا تذکرہ کرتے ہو تو یہ (اذکار) عرش کے ارد گرد عاجزی کرتے ہیں، شہد کی مکھی کی بھنبھناہٹ کی طرح ان کی آواز ہوتی ہے اور یہ اپنے (ذکر کرنے والے) صاحب کا تذکرہ کرتے ہیں۔ تو اب کیا تم لوگ نہیں چاہتے کہ تمھارا کوئی ایسا عمل ہو جو (عرش کے پاس) تمھاری یاد دلاتا رہے۔"

تخریج: الصحيحة ۳۳۵۸- ابن ماجه (۳۸۰۹)' احمد (۴/ ۲۷۱)' طبرانی فی الدعاء (۱۶۹۳)۔

فوائد: اس کا مطلب یہ ہوا کہ جب آدمی اللہ تعالی کی تسبیحات' تکبیرات' تہلیلات اور تحمیدات بیان کرتا ہے اور اس کا یہ عمل مخصوص وجود اختیار کر کے عرش کے ارد گرد گھومنا شروع کر دیتا ہے اور ذکر کرنے والے کا تذکرہ کرتا ہے۔

باب: القرآن أنزل على سبعة أحرف

قرآن سات لہجوں میں نازل ہوا ہے

۲۸۲۷۔ عَنْ اَبِي قَيْسٍ مَوْلٰى عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، قَالَ: سَمِعَ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ رَجُلًا يَقْرَأُ آيَةً مِّنَ الْقُرْآنِ،فَقَالَ: ((مَنْ اَقْرَأَكَهَا؟)) قَالَ: رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ،قَالَ: فَقَدْ اَقْرَأَنِيهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى غَيْرِ هٰذَا! فَذَهَبَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ اَحَدُهُمَا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ آيَةَ كَذَا وَكَذَا،ثُمَّ قَرَأَهَا،قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ هٰكَذَا اُنْزِلَتْ، فَقَالَ الْآخَرُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَرَأَهَا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: اَلَيْسَ هٰكَذَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((هٰكَذَا اُنْزِلَتْ)). فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِنَّ هٰذَا الْقُرْآنَ اُنْزِلَ عَلٰى سَبْعَةِ اَحْرُفٍ، فَاَيَّ ذٰلِكَ قَرَأْتُمْ اَحْسَنْتُمْ (وَفِي رِوَايَةٍ: اَصَبْتُمْ)،وَلَا تُمَارُوْا فِيْهِ، فَاِنَّ الْمِرَاءَ فِيْهِ كُفْرٌ))

[الصحيحة: ۱۵۲۲]

ابو قیس' جو عمرو بن عاص کے غلام تھے' بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے کسی آدمی کو قرآن مجید کی ایک آیت تلاوت کرتے سنا اور پوچھا: تجھے کس نے یہ آیت پڑھائی ہے؟ اس نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے۔ انھوں نے کہا: مجھے بھی رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت پڑھائی ہے' لیکن کسی اور انداز میں۔ وہ دونوں رسول اللہ ﷺ کے پاس گئے اور ایک نے کہا: اے اللہ کے رسول! فلاں آیت۔ پھر اس نے اس کی تلاوت کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ ایسے ہی نازل ہوئی (جیسے تو نے پڑھی ہے)۔ دوسرے نے کہا: اے اللہ کے رسول! - پھر اس نے وہی آیت (دوسرے انداز میں) پڑھی اور کہا:- اے اللہ کے رسول! کیا یہ آیت اس طرح نازل نہیں ہوئی (جس طرح میں نے پڑھی)؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اسی طرح نازل ہوئی ہے۔ پھر آپ ﷺ نے (حتمی فیصلہ دیتے ہوئے) فرمایا: ''بلاشبہ یہ قرآن مجید سات لہجوں پر نازل ہوا' جس لہجے پر پڑھو گے' درست پڑھو گے۔ (بس یاد رکھو کہ) قرآن مجید کے معاملے میں جھگڑنا نہیں' کیونکہ ایسا جھگڑا کفر ہے۔''

تخریج: الصحيحة ۱۵۲۲- احمد (۴/ ۲۰۴'۲۰۵) بیہقی فی الشعب (۲۲۶۶)' ابو عبید فی فضائل القرآن (ص:۳۳۷)۔

فوائد: دونوں صحابہ ایک آیت کے الفاظ کو مختلف انداز میں ادا کر رہے تھے' جبکہ دونوں کا معنی و مفہوم ایک تھا۔ سات لغات کا یہی مفہوم ہے۔ اب صرف ایک لغت باقی ہے' جس میں ہم قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہیں۔

باب: السجود فی صٓ

باب: سورۂ ص میں سجدۂ تلاوت کا بیان

۲۸۲۸۔ عَنْ اَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: رَاَيْتُ فِيْمَا يَرَى النَّائِمُ كَاَنِّي تَحْتَ شَجَرَةٍ، وَكَانَ الشَّجَرَةُ تَقْرَأُ ﴿ص﴾ : فَلَمَّا اَتَتْ عَلَى السَّجْدَةِ

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے خواب دیکھا کہ میں ایک درخت کے نیچے ہوں اور درخت سورۂ ص کی تلاوت کر رہا ہے' جب اس نے سجدہ والی آیت پڑھی تو اس نے سجدۂ تلاوت کیا

سَجَدَتْ، فَقَالَتْ فِي سُجُوْدِهَا: ((اَللّٰهُمَّ اكْتُبْ لِي بِهَا اَجْرًا، وَحُطَّ عَنِّي بِهَاوِزْرًا، وَاَحْدِثْ لِي بِهَا شُكْرًا، وَتَقَبَّلْهَا مِنِّي كَمَا تَقَبَّلْتَ مِنْ عَبْدِكَ دَاوُدَ سَجْدَتَهُ)). فَلَمَّا اَصْبَحْتُ غَدَوْتُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَاَخْبَرْتُهُ بِذٰلِكَ،فَقَالَ: سَجَدْتَ اَنْتَ يَا اَبَاسَعِيْدٍ؟ فَقُلْتُ: لَا،قَالَ: ((اَنْتَ كُنْتَ اَحَقَّ بِالسُّجُوْدِ مِنَ الشَّجَرَةِ)). فَقَرَاَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ سُوْرَةَ﴿ص﴾ حَتّٰى اَتٰى عَلَى السَّجْدَةِ،فَقَالَ فِي سُجُوْدِهِ مَاقَالَتِ الشَّجَرَةُفِي سُجُوْدِهَا۔

[الصحيحة: ٢٧١٠]

اور اس میں یہ دعا پڑھی: اے اللہ! میرے لئے اس سجدے کی وجہ سے اجر لکھ' اس کے ذریعے مجھ سے گناہ دور کر دے' اس کے ذریعے مجھے شکر کرنے کی ازسرِ نو توفیق دے اور یہ سجدہ مجھ سے اس طرح قبول کر' جس طرح کہ تو نے اپنے بندے داود (علیہ السلام) سے قبول کیا تھا' جب انھوں نے سجدہ کیا تھا۔ جب صبح ہوئی تو میں نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور ساری بات بتائی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے ابوسعید! کیا تو نے بھی سجدہ کیا تھا؟'' میں نے کہا: نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو تو درخت کی نسبت سجدہ کرنے کا زیادہ حقدار تھا۔'' پھر رسول اللہ ﷺ نے سورۂ ص کی تلاوت کی' یہاں تک کہ سجدہ والی آیت تک پہنچے (پھر سجدہ کیا اور) اس میں وہی دعا پڑھی جو درخت نے پڑھی تھی۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۷۱۰۔ابو یعلی (۱۰۶۹)' طبرانی فی الاوسط (۴۷۶۵)' ترمذی (۵۷۹)' ابن ماجہ (۱۰۵۳)' عن ابن عباس رضی اللہ عنہما۔

فوائد: معلوم ہوا کہ (سورۂ ص کے) سجدۂ تلاوت میں یہ دعا کرنی چاہئے:

اَللّٰهُمَّ اكْتُبْ لِي بِهَا اَجْرًا، وَحُطَّ عَنِّي بِهَاوِزْرًا، وَاَحْدِثْ لِي بِهَا شُكْرًا، وَتَقَبَّلْهَا مِنِّي كَمَا تَقَبَّلْتَ مِنْ عَبْدِكَ دَاوُدَ۔

باب: فضل المعوذتين
معوذتین کی فضیلت کا بیان

٢٨٢٩۔عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((اُنْزِلَ عَلَيَّ آيَاتٌ لَمْ يُرَمِثْلُهُنَّ [قَطُّ]: ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾اِلٰى آخِرِ سُوْرَةِ ،وَ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ اِلٰى آخِرِ السُّوْرَةِ)).

[الصحيحة:٣٤٩٩]

سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''مجھ پر ایسی آیات نازل ہوئیں جو (تعوذ کے باب میں) بے مثال ہیں' اور وہ ہیں: ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ سورت کے آخر تک اور ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾سورت کے آخر تک۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۴۹۹۔ مسلم (۸۱۴)' طبرانی فی الکبیر (۲۲/ ۷۵)' والاوسط (۳۷۵۲)' بیہقی (۹/ ۱۸۸)۔

فوائد: یہ سورتیں ''باب التعوّذ'' میں بے مثال ہیں۔ یعنی شیطانی اثرات وغیرہ سے پناہ طلب کرنے میں۔

باب: متى انزلت صحف السماوى
آسمانی کتابیں کب نازل کی گئیں؟

٢٨٣٠۔عَنْ وَاثِلَةَ مَرْفُوْعًا: ((اُنْزِلَتْ صُحُفُ اِبْرَاهِيْمَ اَوَّلَ لَيْلَةٍ مِّنْ رَّمَضَانَ،وَاُنْزِلَتِ التَّوْرَاةُ لِسِتٍّ مِنْ رَمَضَانَ، وَاُنْزِلَ الْاِنْجِيْلُ لِثَلَاثِ

سیدنا واثلہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''حضرت ابراہیم (علیہ السلام) کے صحیفے رمضان کی پہلی رات کو' تورات چھ رمضان کو' انجیل رمضان کے تیرہ دن گزرنے کے بعد

عَشَرَ لَيْلَةً خَلَتْ مِن رَّمَضَانَ، وَاُنْزِلَ الزَّبُوْرُ لِثَمَانَ عَشَرَةَ خَلَتْ مِن رَّمَضَانَ،وَاُنْزِلَ الْقُرْآنُ لِاَرْبَعٍ وَعِشْرِيْنَ خَلَتْ مِن رَّمَضَانَ)). [الصحيحة:۹٦١]

(یعنی چودھویں تاریخ) کو زبور اٹھارہ رمضان کو اور قرآن مجید چوبیس دن گزرنے کے بعد (یعنی پچیس) رمضان کو نازل ہوا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۹۶۱۔ الضعیفۃ: ۱۹۵۷۔

باب:فضل الصلاة على النبیؐ

نبی ﷺ پر درود بھیجنے کی فضیلت

۲۸۳۱ ـ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ اَبِي طَلْحَةَ، عَنْ اَبِيْهِ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ جَاءَ ذَاتَ يَوْمٍ وَالسُّرُوْرُ يُرٰى فِي وَجْهِهٖ، فَقَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اَنَّالَنَرَى السُّرُوْرَ فِي وَجْهِكَ ـفَقَالَ: ((اِنَّهٗ اَتَانِي مَلَكٌ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ! اَمَا يُرْضِيْكَ اَنَّ رَبَّكَ عَزَّوَجَلَّ يَقُوْلُ: اَنَّهٗ لَا يُصَلِّي عَلَيْكَ اَحَدٌ مِّنْ اُمَّتِكَ اِلَّا صَلَّيْتُ عَلَيْهِ عَشْرًا،وَاَلَّا يُسَلِّمُ عَلَيْكَ اَحَدٌ مِّنْ اُمَّتِكَ اِلَّا سَلَّمْتُ عَلَيْهِ عَشْرًا؟ قَالَ: بَلٰى)).[الصحيحة: ۸۲۹]

عبد اللہ بن ابوطلحہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک دن تشریف لائے اور آپ ﷺ کے چہرے پر مسرت و فرحت کے آثار نمایاں تھے۔ صحابہ نے کہا: ہم آپ کے چہرے کو پُر مسرت محسوس کر رہے ہیں' (کیا وجہ ہے؟) آپ ﷺ نے فرمایا: ''میرے پاس فرشتہ آیا اور کہا: اے محمد! کیا یہ بات آپ کو راضی کر دے گی کہ آپ کے ربّ نے کہا: آپ کی امت کا جو فرد آپ پر ایک دفعہ درود بھیجے گا میں اس پر دس رحمتیں نازل کروں گا اور آپ کی امت کا جو فرد آپ کے لئے سلامتی کی دعا کرے گا میں اس پر دس سلامتیاں نازل کروں گا؟ آپ نے فرمایا: کیوں نہیں' (یعنی میں راضی ہوں)۔''

تخریج: الصحیحۃ ۸۲۹۔ نسائی (۱۲۹۶)' دارمی (۲۷۷۶)' احمد (۴/ ۳۰)' حاکم (۲/ ۴۲۰)۔

فوائد: اس میں آپ ﷺ پر درود و سلام بھیجنے کی فضیلت کا بیان ہے۔

باب:فضل الاشعريين بقراءة القرآن

قرآن کی تلاوت کی وجہ سے اشعری قبیلہ کے لوگوں کی فضیلت

۲۸۳۲ ـعَنْ اَبِي مُوْسٰى، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنِّي لَاَعْرِفُ اَصْوَاتَ رِفْقَةَ الْاَشْعَرِيِّيْنَ بِالْقُرْآنِ حِيْنَ يَدْخُلُوْنَ بِاللَّيْلِ، وَاَعْرِفُ مَنَازِلَهُمْ مِنْ اَصْوَاتِهِمْ بِالْقُرْآنِ بِاللَّيْلِ وَاِنْ كُنْتُ لَمْ اَرَمَنَازِلَهُمْ حِيْنَ نَزَلُوْا

سیدنا ابوموسی ؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب اشعری قبیلہ کے لوگ رات کو قیام اللیل میں قرآنِ مجید کی تلاوت کرتے ہیں تو میں ان کی آوازیں پہچان لیتا ہوں' میں نے ان لوگوں کو دن کو گھروں سے نکلتے تو نہیں دیکھا' البتہ رات کو سنی جانے والی آوازوں کی وجہ سے ان کے گھروں کو پہچانتا (ضرور)

بِالنَّهَارِ، وَمِنْهُمْ حَكِيْمٌ: إِذَا لَقِيَ الْخَيْلَ. أَوْ قَالَ: الْعَدُوَّ. قَالَ لَهُمْ إِنَّ أَصْحَابِي يَأْمُرُوْنَكُمْ إِنْ تَنْظُرُوْهُمْ)). [الصحيحة: ۳۳۰۱]

ہوں۔ ان میں سے ایک حکیم ہے، جس کا جب (دشمنوں کے) لشکر سے سامنا ہوتا ہے تو انھیں کہتا ہے: میرے ساتھی تمھیں حکم دے رہے ہیں کہ تم ان کا انتظار کرو۔“

تخریج: الصحیحۃ ۳۳۰۱۔ بخاری (۴۲۳۲)، مسلم (۲۴۹۹)، ابو یعلی (۷۳۱۸)۔

فوائد: اس میں اشعری قبیلے کے لوگوں کی عظمت و منقبت کا بیان ہے۔

باب: ذهب الغضب بالتعوذ

اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم کہنے سے غصہ ختم ہو جانے کا بیان

۲۸۳۳۔ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ صُرَدٍ(۱)، قَالَ: اسْتَبَّ رَجُلَانِ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ، فَجَعَلَ أَحَدُهُمَا يَغْضَبُ، وَيَحْمَرُّ وَجْهُهُ، فَنَظَرَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ، فَقَالَ: ((إِنِّي لَأَعْلَمُ كَلِمَةً لَوْ قَالَهَا: لَذَهَبَ عَنْهُ مَا يَجِدُ، لَوْ قَالَ: أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ)). قَالَ: فَقَامَ إِلَى الرَّجُلِ رَجُلٌ مِمَّنْ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ، فَقَالَ: أَتَدْرِي مَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ آنِفًا؟ قَالَ: ((إِنِّي لَأَعْلَمُ كَلِمَةً لَوْ قَالَهَا لَذَهَبَ عَنْهُ مَا يَجِدُ، لَوْ قَالَ: أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ)). فَقَالَ لَهُ الرَّجُلُ: أَمَجْنُوْنًا تَرَانِي؟! [الصحيحة: ۳۳۰۳]

سیدنا سلیمان بن صرد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: نبی کریم ﷺ کے پاس دو آدمی باہم گالی گفتار کرنے لگے، ان میں سے ایک کو غصہ آیا اور اس کا چہرہ سرخ ہو گیا، نبی کریم ﷺ نے اس کی طرف دیکھا اور فرمایا: ”مجھے ایسے کلمے کا علم ہے کہ اگر یہ آدمی کہے تو جو غصہ محسوس کر رہا ہے، وہ ختم ہو جائے گا۔ کاش یہ کہتا: أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ۔“ نبی کریم ﷺ کی یہ بات سننے والا ایک آدمی کھڑا ہوا اور اسے کہا: کیا تو جانتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ابھی کیا کہا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”میں ایسا کلمہ جانتا ہوں کہ اگر یہ آدمی کہہ دے تو اس کا غصہ ختم ہو جائے گا، (اور وہ ہے:) أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ۔ آگے سے وہ آدمی کہنے لگا: آپ مجھے پاگل سمجھتے ہیں؟

تخریج: الصحیحۃ ۳۳۰۳۔ (۱) سلیمان بن صرد: بخاری (۶۰۴۸، ۶۱۱۵)، والادب المفرد (۴۳۴)، مسلم (۲۶۱۰)۔ (۲) معاذ: ابوداؤد (۴۷۸۰)، ترمذی (۳۴۴۸)۔ (۳) ابن مسعود: طبرانی فی الاوسط (۷۰۱۸) والصغیر (۲/ ۹۱)۔ (۴) ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نسائی فی عمل الیوم واللیلۃ (۳۹۱)۔

فوائد: معلوم ہوا کہ غصہ دور کرنے کے لئے ”أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ“ پڑھنا چاہئے۔

باب: وصية النبي

نبی ﷺ کی وصیت کا بیان

۲۸۳۴۔ عَنْ أَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ، أَنَّ رَجُلًا جَاءَهُ فَقَالَ: أَوْصِنِي، فَقَالَ: سَأَلْتَ عَمَّا سَأَلْتُ عَنْهُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مِنْ قَبْلِكَ، فَقَالَ: ((أُوْصِيْكَ

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میرے پاس ایک آدمی آیا اور کہا: مجھے کوئی وصیت کیجئے۔ میں نے کہا: تو نے مجھ سے وہی مطالبہ کیا ہے جو میں نے تجھ سے قبل رسول اللہ ﷺ سے

بِتَقْوَى اللّٰهِ،فَإِنَّهُ رَأْسُ كُلِّ شَيْءٍ، وَعَلَيْكَ بِالْجِهَادِ،فَإِنَّهُ رَهْبَانِيَّةُ الْإِسْلَامِ،وَعَلَيْكَ بِذِكْرِ اللّٰهِ وَتِلَاوَةِ الْقُرْآنِ،فَإِنَّهُ رُوْحُكَ فِي السَّمَاءِ وَذِكْرُكَ فِي الْأَرْضِ)). [الصحيحة:٥٥٥]

کیا تھا' آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں تجھے اللہ سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں' کیونکہ وہ ہر نیکی کی جڑ ہے' نیز جہاد کا اہتمام کر' کیونکہ وہ رہبانیتِ اسلام ہے اور اللہ تعالی کے ذکر اور قرآن مجید کی تلاوت کا التزام کر' کیونکہ یہ چیزیں آسمانوں میں تیری روح اور زمین میں تیرے تذکروں کا سبب ہیں۔''

تخریج: الصحیحة ۵۵۵۔ احمد۔۳/ ۸۲) ابن المبارك فی الزهد (۸۴۰)' ابن ابی عاصم فی الزهد (۴۳) مختصراً۔ ابو یعلی (۱۰۰۰) من طریق آخر عنه۔

٢٨٣٥۔عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ،قَالَ:جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يُرِيْدُ سَفَرًا فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَوْصِنِي،قَالَ: ((أُوْصِيْكَ بِتَقْوَى اللّٰهِ،وَالتَّكْبِيْرِ عَلَى كُلِّ شَرَفٍ)). [الصحيحة:١٧٣٠]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی' جو سفر کا ارادہ رکھتا تھا' رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے کوئی وصیت کیجئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں تجھے اللہ تعالی سے ڈرنے اور ہر بلند جگہ پر ''اَللّٰهُ اَكْبَر'' کہنے کی وصیت کرتا ہوں۔''

تخریج: الصحیحة ۱۷۳۰۔ ترمذی (۳۴۴۵)' ابن ماجه (۲۷۷۱)' احمد (۲/ ۳۲۵)' ابن ابی شیبة (۱۲/ ۵۱۷)۔

باب: من علامات اولیاء الله

باب: اولیاء اللہ کی خصوصیات

٢٨٣٦۔عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مَرْفُوْعًا: ((أَوْلِيَاءُ اللّٰهِ الَّذِيْنَ إِذَا رُؤُوْا ذُكِرَ اللّٰهُ)). [الصحيحة:١٧٣٣]

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالی کے اولیا وہ ہیں کہ جنھیں دیکھ کر اللہ یاد آ جاتا ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۱۷۳۳۔ المروزی فی زوائد الزهد لا بن المبارك (۲۱۸)' طبرانی (۱۲۳۲۵)' الضياء فی المختارة (۱۰/ ۱۰۹)۔

فوائد: سلیم الفطرت' طاہر القلب' دنیوی آلائشوں سے پاک اور قرآن و حدیث کا مزاج سمجھنے والے لوگ نیک و بد لوگوں کو ان کے چہروں کے خطوط سے پہچان لیتے ہیں۔ دل کے نیک اور پارسا ہونے کے آثار چہروں پر عیاں ہوتے ہیں۔ قرآن و حدیث کے پابند اور اللہ تعالی اور رسول اللہ ﷺ کے فرامین پر عمل پیرا لوگوں کو جو حسن اور نور نصیب ہوتا ہے' اسے عام آدمی پہچاننے سے قاصر ہوتے ہیں۔

باب: من انواع الصدقة

صدقہ کی اقسام کا بیان

٢٨٣٧۔عَنْ أَبِي ذَرٍّ: أَنَّ نَاسًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ قَالُوا لِلنَّبِيِّ ﷺ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! ذَهَبَ أَهْلُ الدُّثُوْرِ بِالْأُجُوْرِ، يُصَلُّوْنَ كَمَا نُصَلِّي،وَيَصُوْمُوْنَ كَمَا نَصُوْمُ، وَيَتَصَدَّقُوْنَ

سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اصحابِ نبی نے نبی کریم ﷺ کو کہا: اے اللہ کے رسول! اجر تو مالدار لوگ لے گئے' (وہ اس طرح کہ) وہ نماز تو ہماری طرح پڑھتے ہیں اور روزے بھی ہماری طرح رکھتے ہیں' لیکن وہ زائد مال کا صدقہ کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے

بِفُضُوْلِ اَمْوَالِهِمْ قَالَ: ((اَوَلَيْسَ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ مَاتَصَدَّقُوْنَ؟ اِنَّ بِكُلِّ تَسْبِيْحَةٍ صَدَقَةٌ، وَكُلُّ تَكْبِيْرَةٍ صَدَقَةٌ، وَكُلُّ تَحْمِيْدَةٍ صَدَقَةٌ، وَكُلُّ تَهْلِيْلَةٍ صَدَقَةٌ،وَاَمْرٌ بِالْمَعْرُوْفِ صَدَقَةٌ،وَنَهْيٌ عَنْ مُنْكَرٍ صَدَقَةٌ،وَفِي بِضْعِ اَحَدِكُمْ صَدَقَةٌ، قَالُوْا: اَيَاْتِي اَحَدُنَا شَهْوَتَهُ وَيَكُوْنُ لَهُ فِيْهَا اَجْرٌ؟ قَالَ: اَرَاَيْتُمْ لَوْ وَضَعَهَا فِي حَرَامٍ، اَكَانَ عَلَيْهِ فِيْهَا وِزْرٌ؟ فَكَذٰلِكَ اِذَا وَضَعَهَا فِي الْحَلَالِ ، كَانَ لَهُ اَجْرٌ)). [الصحيحة:٤٥٤]

فرمایا: ''کیا اللہ تعالی نے تمھیں ایسے اسباب نہیں دیئے کہ تم صدقہ کرسکو؟ (بالکل دیئے ہیں اوران کی تفصیل یہ ہے:) ہر دفعہ ''سُبْحَانَ اللّٰه'' کہنا صدقہ ہے' ہر دفعہ ''اَللّٰهُ اَكْبَر''کہنا صدقہ ہے' ہر دفعہ ''اَلْحَمْدُ لِلّٰه''کہنا صدقہ ہے' ہر دفعہ ''لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه''کہنا صدقہ ہے' نیکی کا حکم دینا صدقہ ہے' برائی سے منع کرنا صدقہ ہے اور بیوی سے استفادہ کرنا صدقہ ہے۔'' انھوں نے سوال کیا: ہم میں سے ایک آدمی اپنی شہوت کو پورا کرتا ہے اور اس میں اس کے لئے اجر ہے' (یہ کیسے)؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ذرا یہ بتاؤ کہ اگر آدمی اپنے عضوِ (مخصوص) کو حرام کام (زنا) کے لئے استعمال کرے تو کیا اسے گناہ ملے گا؟ (ضرور ملے گا)۔ اسی طرح اگر وہ اسے حلال کام کے لئے استعمال کرے تو اسے اجر ملے گا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۴۵۴۔ مسلم (۱۰۰۶)' الادب المفرد (۳۵)' احمد (۵/ ۱۶۷)۔

فوائد: کوئی ایسا فرد نہیں جس کو جنت میں لے جانے والے اسباب مہیا نہ کئے گئے ہوں' اگر مالدار لوگ صدقہ وخیرات کرتے ہیں تو غریب و نادار لوگوں کو رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالی کا ذکر کرنے کی تلقین کی ہے' جس کے ذریعے وہ اجر وثواب میں اس کے ہم پلہ کے آدمی بن سکتے ہیں۔ غور فرمائیں کہ ازدواجی تعلقات کو نیکی قرار دیا گیا ہے۔

باب: كيف يكسب الف حسنة

ایک ہزار نیکی کیسے حاصل کی جاسکتی ہے؟

٢٨٣٨۔عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ: حَدَّثَنِي قَالَ: كُنَّا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَ: ((اَيَعْجِزُ اَحَدُكُمْ اَنْ يَكْسِبَ كُلَّ يَوْمٍ اَلْفَ حَسَنَةٍ؟! فَسَاَلَهُ سَائِلٌ مِّنْ جُلَسَائِهِ: كَيْفَ يَكْسِبُ اَحَدُنَا اَلْفَ حَسَنَةٍ؟! قَالَ: يُسَبِّحُ مِئَةَ تَسْبِيْحَةٍ، فَيُكْتَبُ لَهُ اَلْفُ حَسَنَةٍ،اَوْ يُحَطُّ عَنْهُ اَلْفُ خَطِيْئَةٍ)). [الصحيحة:٣٦٠٢]

مصعب بن سعد اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں' انھوں نے کہا: ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس تھے' آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم ہر روز ہزار نیکیاں کمانے سے بے بس آ گئے ہو؟ ہم نشینوں میں سے ایک نے سوال کیا: ہزار نیکی کرنا کیسے ممکن ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر کوئی سو دفعہ ''سُبْحَانَ اللّٰه''کہہ دے تو اس کے لئے ہزار نیکیاں لکھی جائیں گی یا ہزار برائیاں معاف کر دی جائیں گی۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۶۰۲۔ مسلم (۲۶۹۸)' ترمذی (۳۴۶۳)' نسائی فی عمل الیوم واللیلۃ (۱۵۲)۔

فوائد: ہر نیکی کا ثواب دس گنا ہوتا ہے' اس لئے سو (۱۰۰) دفعہ ''سبحان اللہ'' کہنے والا ہزار (۱۰۰۰) نیکیوں کا مستحق ٹھہرتا ہے۔

باب: من امور المثقولة فی المیزان

ترازو میں وزنی اعمال کے بارے میں

۲۸۳۹۔عَنْ اَبِي سَلْمٰى مَوْلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِﷺ،اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِﷺ قَالَ: ((بَخٍّ بَخٍّ.وَاَشَارَ بِيَدِهِ لِخَمْسٍ.مَااَثْقَلَهُنَّ فِي الْمِيْزَانِ:سُبْحَانَ اللّٰهِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ،وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ،وَاللّٰهُ اَكْبَرُ،وَالْوَلَدُ الصَّالِحُ يَتَوَفّٰى لِلْمَرْءِ الْمُسْلِمِ فَيَحْتَسِبُهُ)). [الصحيحة:٤:١٢٠]

سیدنا ابو سلمی ﷺ، جو رسول اللہ ﷺ کے غلام تھے، سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''واہ! واہ!۔ اپنے ہاتھ سے پانچ کا اشارہ کیا۔ (یہ اذکار) ترازو میں کتنے بھاری ہوں گے: ''سُبْحَانَ اللّٰہِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ، لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ'' (اور پانچویں چیز) فوت ہونے والا کسی کا نیک بیٹا ہے، کہ اس کا باپ اللہ تعالیٰ سے ثواب کی امید رکھ کر صبر کرتا ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۲۰۴۔ ابن سعد (۷/ ۴۳۳)، ابن حبان (۸۳۳)، حاکم (۱/ ۵۱۱، ۵۱۲)۔

فوائد: اس میں ذکر کی اور نیک بیٹے کی وفات پر صبر کرنے کی فضیلت کا بیان ہے۔ صبر کا اولین تقاضا یہ ہے کہ پریشان کن خبر سنتے ہی ''الحمد للہ انا للہ وانا الیہ راجعون'' پڑھا جائے، واویلا نہ کیا جائے، چیخ و پکار سے گریز کیا جائے، گریبان چاک نہ کئے جائیں اور یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ سے اجر و ثواب وصول کرنے کے لئے کیا جائے۔

باب: جواز الدعاء علی الکفار

کفار کے لیے بد دعا کرنے کا جواز

۲۸٤۰۔عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ، قَالَ: بَيْنَمَا رَسُوْلُ اللّٰهِﷺ يُصَلِّي عِنْدَ الْبَيْتِ، وَاَبُوْ جَهْلٍ وَاَصْحَابٌ لَّهُ جُلُوْسٌ، وَقَدْ نَحَرْتُ جَزُوْرٌ بِالْاَمْسِ ، فَقَالَ اَبُوْ جَهْلٍ: اَيُّكُمْ يَقُوْمُ اِلٰى سَلَا جَزُوْرِ بَنِي فُلَانٍ فَيَاْخُذُهُ،فَيَضَعُهُ فِي كَتِفَيْ مُحَمَّدٍ اِذَاسَجَدَ؟ فَانْبَعَثَ اَشْقَى الْقَوْمِ، فَاَخَذَهُ، فَلَمَّا سَجَدَ النَّبِيُّﷺ، وَضَعَهُ بَيْنَ كَتِفَيْهِ،قَالَ: فَاسْتَضْحَكُوْا،وَجَعَلَ بَعْضُهُمْ يَمِيْلُ عَلٰى بَعْضٍ، وَاَنَا قَائِمٌ اَنْظُرُ،لَوْكَانَتْ لِي مَنْعَةٌ طَرَحْتُهُ عَنْ ظَهْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِﷺ،وَالنَّبِيُّﷺ سَاجِدٌ مَايَرْفَعُ رَاْسَهُ،حَتّٰى انْطَلَقَ اِنْسَانٌ فَاَخْبَرَ فَاطِمَةَ، فَجَائَتْ ۔هِيَ جُوَيْرِيَةٌ۔ فَطَرَحَتْهُ عَنْهُ،ثُمَّ اَقْبَلَتْ عَلَيْهِمْ تَشْتِمُهُمْ فَلَمَّا قَضَى النَّبِيُّﷺ صَلَاتَهُ، رَفَعَ صَوْتَهُ ثُمَّ دَعَاعَلَيْهِمْ، وَكَانَ اِذَا دَعَادَعَا ثَلَاثًا، وَاِذَا سَاَلَ سَاَلَ ثَلَاثًا۔ ثُمَّ قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ! عَلَيْكَ

سیدنا عبد اللہ بن مسعود ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بیت اللہ کے پاس نماز پڑھ رہے تھے، ابوجہل اور اس کے حواری وہاں بیٹھے ہوئے تھے اور ایک یوم قبل کچھ اونٹنیاں ذبح کی گئی تھیں۔ ابوجہل نے (موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے) کہا: کون ہے جو بنوفلاں کی ذبح شدہ اونٹنیوں کی جھلیاں لائے اور محمد (ﷺ) جب سجدہ کرے تو اس کے اوپر رکھ دے؟ (جواباً) ایک بدبخت ترین شخص اٹھا، جھلیاں اٹھا کر لایا اور جب آپ ﷺ نے سجدہ کیا تو اوپر رکھ دیں۔ (یہ دیکھ کر) وہ مضحکہ خیز ہنسی ہنسنے لگے اور ایک دوسرے پر گرنے لگے، میں کھڑا (سب کچھ) دیکھ رہا تھا، میں نے کہا: اگر میں صاحب قدرت ہوتا تو آپ ﷺ کی پیٹھ سے ہٹا دیتا۔ نبی کریم ﷺ سجدے میں پڑے رہے اور سر نہ اٹھایا۔ کسی آدمی نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو جا کر اطلاع دی۔ وہ، جو ابھی تک کم سن ہی تھیں، آئیں، انھیں ہٹایا، پھر ان پر متوجہ ہوئیں اور انھیں برا بھلا کہا۔ جب نبی کریم ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو بآواز بلند ان کے لئے بد دعائیں کیں، آپ ﷺ جب بد دعا

بِقُرَيْشٍ)) (ثَلَاثَ مَرَّاتٍ)۔ فَلَمَّا سَمِعُوْا صَوْتَهُ،ذَهَبَ عَنْهُمُ الضَّحِكُ،وَخَافُوْا دَعْوَتَهُ، ثُمَّ قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ عَلَيْكَ بِاَبِي جَهْلِ بْنِ هِشَّامٍ، وَعُتْبَةَ بْنَ رَبِيْعَةَ، وَشَيْبَةَ بْنَ رَبِيْعَةَ، وَالْوَلِيْدَ بْنَ عُقْبَةَ،وَاُمَيَّةَ بْنَ خَلَفٍ،وَعُقْبَةَ بْنَ اَبِي مُعَيْطٍ))، وَذَكَرَ السَّابِعَ وَلَمْ اَحْفَظْهُ۔ فَوَالَّذِي بَعَثَ مُحَمَّدًاﷺ بِالْحَقِّ، لَقَدْ رَاَيْتُ الَّذِيْنَ سَمّٰى صَرْعٰى يَوْمَ بَدْرٍ، ثُمَّ سُحِبُوْا اِلَى الْقَلِيْبِ: قَلِيْبَ بَدْرٍ۔ [الصحيحة:٣٤٧٢]

کرتے تو تین دفعہ کرتے اور اسی طرح جب (اللہ تعالیٰ سے) سوال کرتے تو تین دفعہ کرتے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ! قریش کی گرفت کر (یہ بددعا تین دفعہ کی)۔'' جب انھوں نے آپ ﷺ کی آواز سنی تو ان کی ہنسی رک گئی اور وہ خوفزدہ ہو گئے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ! ابوجہل بن ہشام، عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، ولید بن عقبہ، امیہ بن خلف اور عقبہ بن عامر کا مؤاخذہ (اور گرفت) کر۔'' ایک ساتویں آدمی کا نام بھی لیا تھا، مجھے وہ یاد نہیں رہا۔ اس ذات کی قسم جس نے محمد ﷺ کو حق کے ساتھ بھیجا! میں نے ان سب کو بدر والے دن گرا ہوا دیکھا، پھر انھیں گھسیٹ کر بدر کے کنویں میں ڈال دیا گیا۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۴۷۲۔ مسلم (۱۷۹۴)، بیہقی فی الدلائل (۲/ ۲۷۸)، بخاری (۲۴۰) مختصراً۔

فوائد: یہ رسول اللہ ﷺ کی گستاخی کرنے کا انجام ہے۔ بھلا جس کو اللہ تعالیٰ رفعتیں عطا کرنا چاہے، کون اس کا کیا بگاڑ سکتا ہے۔ ہمیں چاہیے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے سچے محب اور مطیع بن جائیں۔

باب: مشروعية السلام على القارئ

باب: بوقت تلاوت قرآن سلام کہنے کی مشروعیت کا بیان

٢٨٤١۔ عَنْ عُقْبَةَ بْنَ عَامِرٍ الْجُهَنِيِّ، قَالَ: كُنَّا جُلُوْسًا فِي الْمَسْجِدِ نَقْرَأُ الْقُرْآنَ فَدَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِﷺ فَسَلَّمَ عَلَيْنَا،فَرَدَدْنَا عَلَيْهِ السَّلَامَ، ثُمَّ قَالَ: ((تَعَلَّمُوْا كِتَابَ اللّٰهِ وَاقْتَنُوْهُ، وَتَغَنَّوْابِهِ، فَوَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ،لَهُوَ اَشَدُّ تَفَلُّتًا مِنَ الْمَخَاضِ مِنَ الْعُقُلِ)). [الصحيحة: ٣٢٨٥]

سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم مسجد میں بیٹھے قرآن مجید کی تلاوت کر رہے تھے، رسول اللہ ﷺ تشریف لائے، ہم پر سلام کہا، ہم نے آپ ﷺ کے سلام کا جواب دیا، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم اللہ کی کتاب کی تعلیم حاصل کرو، اس کو محفوظ رکھو اور ترنم اور غنا کے ساتھ تلاوت کیا کرو، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے! یہ قرآن رسی سے نکل کر بھاگنے والی اونٹنی سے بھی زیادہ تیزی سے (سینوں سے) نکل جانے والا ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۲۸۵۔ احمد (۴/ ۱۵۰)، الشجری فی الامالی (۱/ ۷۳)، طبرانی فی الکبیر (۱۷/ ۲۹۰)۔

فوائد: کتاب اللہ کی تعلیم حاصل کرنے کے تین انداز ہیں: (۱) ناظرہ (۲) حفظ (۳) ترجمہ و تفسیر۔ جو آدمی جس انداز میں تعلیم حاصل کر چکا ہے، اس کو برقرار رکھنا ضروری ہے۔

باب: التعوذ من أمور المكروهة

ناپسندیدہ چیزوں سے اللہ کی پناہ مانگنا

٢٨٤٢ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ،قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((تَعَوَّذُوْا بِاللّٰهِ مِنَ الْفَقْرِ، وَالْقِلَّةِ، وَالذِّلَّةِ ، وَأَنْ تَظْلِمَ، أَوْ تُظْلَمَ)).

[الصحيحة:١٤٤٥]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالی کی پناہ طلب کرو فقر و فاقہ سے، قلتِ مال سے، ذلت و رسوائی سے اور اس بات سے کہ تم پر ظلم کیا جائے یا تم ظلم کرو۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۴۴۵۔ نسائی (۵۴۶۳)، ابن ماجہ (۳۸۴۲)، احمد (۲/ ۵۴۰)، حاکم (۱/ ۵۳۱)۔

باب: فتح ابواب السماء بنصف الليل

آدھی رات کو آسمان کے دروازے کھلنے کا بیان

٢٨٤٣ـ عَنْ عُثْمَانَ بْنَ أَبِي الْعَاصِ الثَّقَفِيِّ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ:((تُفْتَحُ أَبْوَابُ السَّمَاءِ نِصْفَ اللَّيْلِ، فَيُنَادِي مُنَادٍ: هَلْ مِنْ دَاعٍ فَيُسْتَجَابَ لَهُ، هَلْ مِنْ سَائِلٍ فَيُعْطَى،هَلْ مِنْ مَكْرُوْبٍ فَيُفَرَّجَ عَنْهُ، فَلَا يَبْقَى مُسْلِمٌ يَدْعُوْ بِدَعْوَةٍ اسْتَجَابَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ لَهُ،اِلَّا زَانِيَةٌ تَسْعَى بِفَرْجِهَا، أَوْعَشَّارٌ)). [الصحيحة:١٠٧٣]

سیدنا عثمان بن ابو عاص ثقفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''نصف رات کو آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور ایک اعلان کرنے والا آواز لگاتا ہے: کوئی ہے پکارنے والا کہ اس کی دعا قبول کی جائے، کیا کوئی ہے سوال کرنے والا کہ اس کو عطا کیا جائے اور کیا کوئی ہے تکلیف زدہ کہ اس کی تکلیف دور کر دی جائے۔ کوئی ایسا مسلمان نہیں ہوتا کہ وہ دعا کرے اور اللہ تعالی اس کی دعا قبول نہ کرے، مگر زانی عورت جو اپنی شرمگاہ کے ذریعے کمائی کرتی ہے اور ٹیکس وصول کنندہ۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۰۷۳۔ طبرانی فی الاوسط (۲۷۹۰)۔ الشجری فی الامال (۱/ ۲۱۷)۔

فوائد: کسی کی رضامندی کے بغیر اس کا مال و دولت نہیں لیا جا سکتا، ٹیکس بھی اسی قسم کی ایک صورت ہے، عصر حاضر میں تو ٹیکسز کی بھرمار کر دی گئی ہے۔ مثلا: چھچھ ٹیکس، ڈریج ٹیکس، انکم ٹیکس، ملبہ ٹیکس، ٹال ٹیکس، ہاؤس ٹیکس، وہیل ٹیکس، وغیرہ وغیرہ۔ حکومت کا عوام الناس کی جائداد میں کوئی حق نہیں ہوتا۔

باب: دعاء النبی لامته

نبی کی دعاء اپنی امت کے لیے

٢٨٤٤ـ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ: تَلَاقَوْلَ اللّٰهِ ـ عَزَّوَجَلَّ ـ فِي إِبْرَاهِيْمَ: ﴿رَبِّ إِنَّهُنَّ أَضْلَلْنَ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ فَمَنْ تَبِعَنِي فَإِنَّهُ مِنِّي﴾ [إِبْرَاهِيْم: ١٦]، وَقَالَ عِيْسَى ـ عَلَيْهِ السَّلَامُ ـ: ﴿إِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَإِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ

سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے سورۂ ابراہیم کی یہ آیت تلاوت کی: ﴿اے میرے رب! انھوں نے بہت سے لوگوں کو گمراہ کر دیا، سو جو میری پیروی کرے گا وہ مجھ سے ہو گا۔﴾ (سورۂ ابراہیم: ۱۶) اور حضرت عیسی (علیہ السلام) نے فرمایا: ﴿(اے اللہ!) اگر تو ان کو عذاب دینا چاہے تو وہ تیرے

أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ﴾، [المائدة:١١٨]، فَرَفَعَ يَدَيْهِ وَقَالَ: ((اَللّٰهُمَّ! أُمَّتِي أُمَّتِي))، وَبَكٰى، فَقَالَ اللّٰهُ۔عَزَّوَجَلَّ۔: يَا جِبْرِيلُ! اِذْهَبْ إِلٰى مُحَمَّدٍ۔ وَرَبُّكَ أَعْلَمُ ۔فَسَلْهُ: مَا يُبْكِيكَ؟ فَأَتَاهُ جِبْرِيلُ ۔عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ۔فَسَأَلَهُ؟ فَأَخْبَرَهُ رَسُولُ اللّٰهِ بِمَا قَالَ۔ وَهُوَ أَعْلَمُ ۔فَقَالَ اللّٰهُ: يَا جِبْرِيلُ! اِذْهَبْ إِلٰى مُحَمَّدٍ ،فَقُلْ: إِنَّا سَنُرْضِيكَ فِي أُمَّتِكَ وَلَا نَسُوءُكَ۔ [الصحيحة:٣٥]

بندے ہیں اور اگر تو انھیں بخش دے تو تو غالب حکمت والا ہے۔﴾ (سورۂ مائدہ: ۱۱۸) پھر آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ اٹھائے اور فرمایا: ''اے اللہ! میری امت، میری امت۔'' آپ ﷺ رونے لگ گئے۔ (اُدھر) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے جبریل علیہ السلام محمد (ﷺ) کے پاس جاؤ اور ان سے دریافت کرو۔ حالانکہ تیرا رب جانتا ہے۔ کہ آپ کیوں روتے ہیں؟ اس نے آپ ﷺ سے پوچھا۔ آپ ﷺ نے اسے ساری بات بتائی۔ حالانکہ وہ جانتا تھا۔ سو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے جبریل! محمد (ﷺ) کی طرف جاؤ اور کہو: ہم تجھے تیری امت کے بارے میں راضی کر دیں گے اور تجھے کوئی تکلیف نہیں پہنچائیں گے۔''

تخریج: الصحيحة ۳۵۔ مسلم (۲۰۲)، نسائی فی الکبری (۱۱۲۶۹)، ابن حبان (۷۲۳۵)۔

فوائد: نبی کریم ﷺ اپنی امت کے حق میں انتہائی خیر خواہ اور غم خوار تھے، امت کا سکون آپ ﷺ کی مسکراہٹوں کا سبب بنتا تھا اور امت کی تکلیف آپ ﷺ پر گراں گزرتی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے بھی اس رحم دلی کا لحاظ کرتے ہوئے آپ ﷺ کی امت پر بیشمار احسانات کئے ہیں، آپ ﷺ کی امت پر سابقہ امتوں کی طرح عذاب نہیں آئے گا، آپ ﷺ کی امت کے لاکھوں افراد بغیر حساب و کتاب کے جنت میں داخل ہوں گے، جنت کی آبادی کا دو تہائی حصہ آپ ﷺ کی امت کے افراد ہوں گے، حشر کے میدان میں سب سے پہلے آپ ﷺ کی امت کا حساب و کتاب ہوگا۔ وغیرہ وغیرہ

باب: ثلاث دعوات لا ترد
تین دعائیں رد نہیں ہوتیں

٢٨٤٥۔ عَنْ أَنَسٍ مَرْفُوعًا: ((ثَلَاثُ دَعْوَاتٍ لَا تُرَدُّ: دَعْوَةُ الْوَالِدِ، وَدَعْوَةُ الصَّائِمِ، وَدَعْوَةُ الْمُسَافِرِ)). [الصحيحة:١٧٩٧]

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''۔تین دعائیں رد نہیں کی جاتیں: والد کی دعا، روزے دار کی دعا اور مسافر کی دعا۔''

تخریج: الصحيحة ۱۷۹۷۔ بیهقی (۳/ ۳۴۵)، الضیاء فی المتخارة (۲۰۵۷)۔

فوائد: اللہ تعالیٰ جس شخص کو جو موقع عطا فرمائے، اسے اس سے بھرپور فائدہ اٹھاتے ہوئے دعائیں کرنی چاہئیں۔ اللہ تعالیٰ نے سفر کی صعوبتوں کو مختلف وسائل کے ذریعے بہت آسان کر دیا ہے، ہمیں چاہئے تھا کہ ان آسانیوں پر اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کرتے۔ لیکن معاملہ اس کے برعکس ہوا اور ہم پر اکتاہٹ اور بوریت چھا گئی، اب ہم دورانِ سفر اپنی بوریت کو دور کرنے اور وقت گزارنے کے لئے وی سی آر، سی ڈی پلیئر، ٹیپ ریکارڈر جیسے مختلف شیطانی ساز و سامان استعمال کرتے ہیں۔ یہ تو بنو اسرائیل والی ناشکری لگتی ہے۔

باب: نوع آخر من ثلاث
تین افراد کی ایک اور قسم کا بیان

٢٨٤٦-عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((ثَلَاثَةٌ لَا يُرَدُّ دُعَاؤُهُمْ: الذَّاكِرُ اللّٰهَ كَثِيرًا، وَدَعْوَةُ الْمَظْلُومِ، وَالْإِمَامُ الْمُقْسِطِ)).

[الصحيحة:١٢١١]

تخریج: الصحیحة ۱۲۱۱- بیہقی فی الشعب (۵۸۸)-

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”تین افراد کی دعائیں رد نہیں ہوتیں: اللہ تعالی کا کثرت سے ذکر کرنے والے (کی دعا)، مظلوم کی دعا اور انصاف پرور امیر کی دعا۔“

باب: دعا الحفاظة من الشيطان و من كل شر

شیطان جنوں اور ہر قسم کے شر سے بچنے کی دعاء

٢٨٤٧-عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ، قَالَ: سَأَلَ رَجُلٌ عَبْدَالرَّحْمٰنِ بْنَ خُنْبُشٍ: كَيْفَ صَنَعَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ حِينَ كَادَتْهُ الشَّيَاطِينُ؟ قَالَ: ((جَاءَتِ الشَّيَاطِينُ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي الْأَوْدِيَةِ، وَتَحَدَّرَتْ عَلَيْهِ مِنَ الْجِبَالِ، وَفِيهِمْ شَيْطَانٌ مَعَهُ شُعْلَةٌ مِنْ نَارٍ يُرِيدُ أَنْ يُحَرِّقَ بِهَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: فَرُعِبَ، قَالَ جَعْفَرٌ: أَحْسِبُهُ قَالَ: جَعَلَ يَتَأَخَّرُ-قَالَ: وَجَاءَ جِبْرِيلُ-عَلَيْهِ السَّلَامُ-فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ! قُلْ قَالَ: مَا أَقُولُ؟ قَالَ: قُلْ: ((أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ الَّتِي لَا يُجَاوِزُ هُنَّ بَرٌّ وَلَا فَاجِرٌ، مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ وَذَرَأَ وَبَرَأَ، وَمِنْ شَرِّ مَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ، وَمِنْ شَرِّ مَا يَعْرُجُ فِيهَا، وَمِنْ شَرِّ مَا ذَرَأَ فِي الْأَرْضِ، وَمِنْ شَرِّ مَا يَخْرُجُ مِنْهَا، وَمِنْ شَرِّ فِتَنِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ، وَمِنْ شَرِّ كُلِّ طَارِقٍ إِلَّا طَارِقًا يَطْرُقُ بِخَيْرٍ يَا رَحْمٰنُ!)). فَطُفِئَتْ نَارُ الشَّيَاطِينِ، وَهَزَمَهُمُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ)).

[الصحيحة:٢٩٩٥]

ابو تیاح سے روایت ہے، ایک آدمی نے سیدنا عبد الرحمٰن بن خنبش رضی اللہ عنہ سے سوال کیا: جب شیاطین، رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تھے تو آپ ﷺ نے کیا کیا تھا؟ انھوں نے کہا: شیاطین پہاڑوں سے نیچے اتر کر وادیوں میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آگئے، ان میں ایک شیطان کے ہاتھ میں آگ کا شعلہ تھا، وہ رسول اللہ ﷺ کو اس کے ذریعے تکلیف دینا چاہتا تھا۔ لیکن وہ مرعوب ہو گیا اور (خود بخود) پیچھے ہٹنے لگ گیا۔ جبریل علیہ السلام آپ ﷺ کے پاس آئے اور کہا: اے محمد! کہو۔ آپ ﷺ نے پوچھا: میں کیا کہوں؟ انھوں نے کہا: کہو: ”میں اللہ تعالی کے کلماتِ تامّہ (جن میں کوئی نقص نہیں اور) جن سے نیک تجاوز کر سکتا ہے نہ بد، کی پناہ میں آتا ہوں ہر اس چیز کے شرّ سے جسے اس نے پیدا کیا اور اس چیز کے شرّ سے جو آسمان سے نازل ہوتی ہے اور اس چیز کے شرّ سے جو آسمان میں چڑھتی ہے اور اس چیز کے شرّ سے جسے اس نے زمین میں پیدا کیا اور اس چیز کے شرّ سے جو زمین سے نکلتی ہے اور رات اور دن کے فتنوں کے شرّ سے اور رات کو آنے والے کے شرّ سے الا یہ کہ وہ خیر کے ساتھ آئے، اے رحمٰن!“ (یہ دعا پڑھنے سے) شیطانوں کی آگ بجھ گئی اور اللہ تعالی نے انھیں شکست دے دی۔“

تخریج: الصحیحة ۲۹۵۵- احمد (۳/ ۴۱۹)، ابو یعلی (۶۸۴۴)، ابن السنی (۶۳۱) بیہقی فی الدلائل (۷/ ۹۵)-

فوائد: معلوم ہوا کہ شیاطین وغیرہ کے شر و فساد سے بچنے کے لئے یہ دعا پڑھنی چاہئے:

اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ الَّتِي لَا يُجَاوِزُ هُنَّ بَرٌّ وَلَا فَاجِرٌ، مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ وَذَرَأَ وَبَرَأَ، وَمِنْ شَرِّ مَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ، وَمِنْ شَرِّ مَا يَعْرُجُ فِيهَا، وَمِنْ شَرِّ مَا ذَرَأَ فِي الْاَرْضِ، وَمِنْ شَرِّ مَا يَخْرُجُ مِنْهَا، وَمِنْ شَرِّ فِتَنِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ، وَمِنْ شَرِّ كُلِّ طَارِقٍ اِلَّا طَارِقًا يَطْرُقُ بِخَيْرٍ يَا رَحْمٰنُ!

باب: حسن الصوت زينة القرآن

اچھی آواز قرآن کی زینت ہے

۲۸۴۸۔عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ قَيْسٍ، قَالَ: كُنْتُ رَجُلًا قَدْ اَعْطَانِيَ اللّٰهُ حُسْنَ الصَّوْتِ بِالْقُرْآنِ، فَكَانَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ يُرْسِلُ اِلَيَّ فَاَقْرَأُ عَلَيْهِ، قَالَ: فَكُنْتُ اِذَا فَرَغْتُ مِنْ قِرَاءَتِي قَالَ: زِدْنَا مِنْ هٰذَا فَاِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((حُسْنُ الصَّوْتِ زِيْنَةُ الْقُرْآنِ)). [الصحيحة:۱۸۱۵]

علقمہ بن قیس کہتے ہیں: میں ایسا آدمی تھا جسے اللہ تعالی نے قرآن مجید کی تلاوت کے سلسلہ میں حسنِ صوت سے نوازا تھا، سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ میری طرف پیغام بھیجتے، پھر میں ان کے سامنے تلاوت کرتا تھا۔ جب میں (معینہ) قراءت سے فارغ ہوتا تو وہ کہتے: مزید سناؤ، کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''حسنِ صوت، قرآن مجید کی زینت ہے۔''

تخريج: الصحيحة ۱۸۱۵۔ ابو نعيم في الاربعين الصوفية (۶۲/ ۱)، طبراني في الكبير (۱۰۰۲۳)۔ ابن عدي في الكامل (۶/ ۲۰۶۸)۔

فوائد: بلاشبہ خوبصورت آواز سے قرآن مجید کے حسن میں اضافہ ہوتا ہے اور تلاوت کرنے والوں اور سننے والوں میں مزید مزید تلاوت کرنے اور سننے کی تمنا پیدا ہوتی ہے۔ حدیث نمبر ۲۸۵۳ ملاحظہ فرمائیے۔

۲۸۴۹۔عَنْ اَبِي وَائِلٍ، قَالَ: ((خَطَبَنَا ابْنُ مَسْعُوْدٍ فَقَالَ: كَيْفَ تَاْمُرُوْنِي اَقْرَاُ عَلٰى قِرَاءَةِ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ بَعْدَ مَا قَرَاْتُ مِنْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِضْعًا وَّسَبْعِيْنَ سُوْرَةً، وَاِنَّ زَيْدًا مَعَ الْغِلْمَانِ لَهُ ذُؤَابَتَانِ؟!)). [الصحيحة:۳۰۲۷]

ابو وائل کہتے ہیں: سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیا، اس میں کہا: جب میں نے خود رسول اللہ ﷺ سے ستر چوہتر سورتیں پڑھیں، تو تم مجھے کیسے کہتے ہو کہ میں زید بن ثابت کی قراءت اختیار کروں، حالانکہ اس وقت زید لڑکوں کے ساتھ ہوتا تھا اور اس کی بالوں کی دولٹیں بھی تھیں؟

تخريج: الصحيحة ۳۰۲۷۔ نسائي (۵۰۶۷)، احمد (۱/ ۴۱۱)، ابن حبان (۷۰۶۳)۔ اصله عند البخاري (۵۰۰۰) و مسلم (۲۴۶۲)۔

فوائد: قرآن مجید چونکہ سات لغات پر نازل ہوا، اس لئے سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ دونوں کی قراءتیں درست تھیں۔ فرزندانِ امت کو نزاع و اختلاف سے بچانے کے لئے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے ایک لغت، جس پر اب قرآن مجید مشتمل ہے کے علاوہ باقی لغات ضائع کر دی تھیں۔

باب: فضل تعلم القرآن و تعليمه

قرآن کو سیکھنے اور سکھانے کی فضیلت

۲۸۵۰۔عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ اَبِيْهِ

مصعب بن سعد اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ

مَرْفُوْعًا: ((خِيَارُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ)). [الصحیحة: ۱۱۷۲]

ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے بہترین لوگ وہ ہیں جو قرآن مجید سیکھتے اور سکھاتے ہیں۔''

تخریج: الصحیحة ۱۱۷۲- ابن ماجه (۲۱۳)' دارمی (۳۳۴۲)' ابو یعلی (۸۱۴)' البزار (البحر الزخار: (۱۱۵۷)۔

فوائد: جہاں اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی حفاظت کی ضمانت دی' وہاں اس کو سرچشمۂ ہدایت و رشد بھی قرار دیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان دو عظیم اور عظیم تر امور کو سرانجام دینے کے لئے قرآن مجید کے معلّمین اور متعلّمین کا انتخاب کیا۔ چودہ سو اٹھائیس (۱۴۲۸) برس پہلے قرآن مجید کے نزول کی تکمیل ہو چکی تھی' لیکن کیا مجال کہ قرآن کریم کی درس و تدریس کرنے والوں نے اس کتابِ عظیم کی زیر زبر میں بھی فرق آنے دیا ہو۔

قرآن مجید کی حفاظت اور وضاحت دنیا و آخرت کے مبارک و مقدس شعبے ہیں' جن کو حافظینِ کرام نے ٹاٹوں اور فرشوں پر ٹخنے رگڑ رگڑ کر سرانجام دیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد تک اور ان کے بعد برسہابرس تک قرآن مجید کی بقا کے لئے وہ سعادت مند کام آئیں گے جو آج معاشرے میں گھٹیا مقام وصول کر کے اور روٹی کے خشک ٹکڑوں پر پل کر قرآن حکیم کی تعلیم کے حصول میں مگن ہیں اور کل اگلی نسلوں کو اپنا علم منتقل کر کے اس کتاب کے مالک کے پاس بطور میزبان پہنچ جائیں گے۔ سچ فرمایا صادق و امین ﷺ نے کہ مقام و مرتبہ اور شرف و منزلت ان لوگوں کو سزاوار ہے جو قرآن مجید پڑھنے یا پڑھانے میں مصروف ہیں۔

۲۸۵۱۔ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ مَرْفُوْعًا: ((خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ)). [الصحیحة:۱۱۷۳]

سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں بہترین شخص وہ ہے جو قرآن مجید سیکھتا اور سکھاتا ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۱۱۷۳- بخاری (۵۰۲۸)' ابوداؤد (۱۴۵۲)' ترمذی (۲۹۰۷)' ابن ماجه (۲۱۱)۔

فوائد: قرآن مجید وہ کلام ہے جسے جہانوں کے پالنہار نے ترتیب دیا' سید الملائکہ حضرت جبریل علیہ السلام کے واسطے سے سید البشر محمد رسول اللہ ﷺ تک پہنچایا۔ جیسے اللہ تعالیٰ کی ہستی ذات و صفات میں یکتا و یگانہ ہے' ایسے ہی اس کا کلام لاثانی' عدیم النظیر اور بے مثال ہے۔ یہ ربّ کریم کا وہ عظیم معجزہ ہے کہ گزشتہ سوا چودہ صدیوں میں کوئی بھی اس کی مثال پیش نہیں کر سکا۔ جن بد باطن ہرزوں نے ناکام کوشش کی' انہوں نے اپنے منہ پر تھوکا اور ان کے اِس بدنامِ زمانہ کردار سے قرآن پاک کے مقام و مرتبہ میں اضافہ ہو گیا۔

اس اعتبار سے یہ منفرد کلام ہے کہ جس کی تلاوت کرنے سے دلوں کو راحت و سکون نصیب ہوتا ہے' یہ اللہ تعالیٰ کا سب سے افضل ذکر ہے' انسانیت کی رشد و ہدایت کیلئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بشریت کے نام آخری اور لازوال پیغام ہے' اس کی موافقت کرنے والا دنیا و آخرت میں کامیاب و کامران ہوتا ہے اور اس کی مخالفت کرنے والا دونوں جہانوں میں رسوا و خوار ہوتا ہے۔

اِس کلامِ مقدس کے لفظ ''الٓمٓ'' کی تلاوت پر تیس نیکیاں ملتی ہیں' نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''روز قیامت صاحب قرآن سے کہا جائے گا: قرآن پڑھتا جا اور (جنت کے درجات پر) چڑھتا جا' اور اس طرح ٹھہر ٹھہر کر پڑھ جس طرح کہ تو دنیا میں پڑھتا تھا' تیرا مقام وہاں ہوگا' جہاں تیری آخری آیت کی تلاوت ختم ہوگی۔'' [ابوداود' ترمذی]

آیئے! ہم بھی اس مقدس کلام کی تعلیم و تعلّم کا سبب بنیں' ہدایت و نجات کا یہی واحد ذریعہ ہے' یہ بھی یاد رہے کہ صرف اور

صرف اس مبارک کلام کو یاد کر لینا مقصودِ الٰہی نہیں ہے بلکہ حفظ کرنے کے بعد اسے سمجھنا اور سمجھ کر عمل کرنا اشد ضروری ہے، جو لوگ اسے یاد نہیں کر سکتے وہ اس کو سمجھیں اور اس پر عمل کریں۔

٢٨٥٢۔ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((اَلدُّنْيَا مَلْعُوْنَةٌ،مَلْعُوْنٌ مَافِيْهَا، اِلَّاذِكْرُ اللّٰهِ وَمَا وَالَاهُ، اَوْعَالِمًا اَوْ مُعَلِّمًا)) [الصحيحة:٢٧٩٧]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''دنیا بھی ملعون ہے اور اس میں جو کچھ ہے وہ بھی ملعون ہے، سوائے اللہ تعالیٰ کے ذکر اور اس پر کاربند رہنے والوں کے یا عالم و متعلم کے۔''

تخریج: الصحیحة ۲۷۹۷۔ ترمذی (۲۳۲۳)، ابن ماجه (۴۱۱۲)۔

فوائد: دنیا میں جتنے علوم و معارف اور قسم قسما کی مخلوقات پائی جاتی ہیں، وہ سب کی سب فنا ہو جائیں گے، اگر کوئی چیز انسانیت کے ساتھ باقی رہے گی تو وہ اس کے اعمال ہوں گے۔ برے اعمال میں کسی قسم کا کوئی امتیاز نہیں۔ صرف نیک اعمال ہیں، جن کو دنیا میں قابل تعریف قرار دیا جا سکتا ہے اور یہی ہیں جو آخرت میں بھی انسان کے لئے باعثِ رحمت بنیں گے۔ اعمال صالحہ میں ذکر الٰہی اور شرعی علوم کی درس و تدریس کو بلند مقام حاصل ہیں، جن کا اس حدیث میں تذکرہ کیا گیا ہے۔

باب: أهمية حسن الصوت بالقرآن

قرآن اچھی آواز سے پڑھنے کی اہمیت

٢٨٥٣۔ عَنِ الْبَرَاءِ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((زَيِّنُوا الْقُرْآنَ بِاَصْوَاتِكُمْ، فَاِنَّ الصَّوْتَ الْحَسَنَ يَزِيْدُ الْقُرْآنَ حُسْنًا)). [الصحيحة:٧٧١]

سیدنا براء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قرآن مجید کو اپنی آوازوں کے ساتھ مزین کرو، بیشک خوبصورت آواز اس کے حسن میں اضافہ کرتی ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۷۷۱۔ تمام الرازی فی الفوائد (۱۰۷۱)، حاکم (۱/ ۵۷۵)، ابوداؤد (۱۴۶۸)، نسائی (۱۰۱۶) و ابن ماجه (۱۳۴۳)، مختصراً۔

فوائد: معلوم ہوا کہ خوش الحانی اور خوبصورت آواز میں قرآن مجید کی تلاوت کرنی چاہیے۔

باب: من الباقيات الصالحات

باقی رہنے والی نیکیوں کا بیان

٢٨٥٤۔ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((سُبْحَانَ اللّٰهِ، وَالْحَمْدُلِلّٰهِ، وَلَاۤاِلٰهَ اِلَّااللّٰهُ، وَاللّٰهُ اَكْبَرُ، مِنَ الْبَاقِيَاتِ الصَّالِحَاتِ)).[الصحيحة: ٣٢٦٤]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سُبْحَانَ اللّٰہِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ، لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اور اَللّٰہُ اَکْبَرُ باقی رہنے والی نیکیاں ہیں۔''

تخریج: الصحیحة ۳۲۶۴۔ ابن جریر فی تفسیره (۱۵/ ۱۶۶)، نسائی فی عمل الیوم واللیلة (۸۴۸)، حاکم (۱/ ۵۴۹) من طریق آخر عنه مطولاً۔

باب:فضل التحميد والتسبيح والتكبير والتهليل

سبحان الله' الحمد للہ' اللہ اکبر اور لا الہ الا اللہ کہنے کی فضیلت

۲۸۵۵۔عَنْ أُمِّ هَانِي بِنْتِ أَبِي طَالِبٍ: مَرَّبِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنِّي قَدْ كَبِرْتُ وَضَعُفْتُ۔ أَوْكَمَاقَالَتْ: مُرْنِي بِعَمَلٍ أَعْمَلُهُ وَأَنَا جَالِسَةٌ۔قَالَ: ((سَبِّحِي اللّٰهَ مِئَةَ تَسْبِيْحَةٍ، فَإِنَّهَا تَعْدِلُ لَكِ مِئَةَ رَقَبَةٍ تَعْتِقِيْنَهَا مِنْ وَلَدِ إِسْمَاعِيْلَ، وَاحْمِدِي اللّٰهَ مِئَةَ تَحْمِيْدَةٍ تَعْدِلُ لَكِ مِئَةَ فَرَسٍ مُسَرَّجَةٍ مُلْجَمَةٍ تَحْمِلِيْنَ عَلَيْهَا فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ، وَكَبِّرِي اللّٰهَ مِئَةَ تَكْبِيْرَةٍ،فَإِنَّهَا تَعْدِلُ لَكِ مِئَةَ بُدْنَةٍ مُقَلَّدَةٍ مُتَقَبَّلَةٍ، وَهَلِّلِي اللّٰهَ مِئَةَ تَهْلِيْلَةٍ. قَالَ ابْنُ خَلَفٍ : أَحْسِبُهُ قَالَ. تَمْلَأُ مَابَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ ، وَقَالَ لَا يُرْفَعُ يَوْمَئِذٍ لِأَحَدٍ عَمَلٌ، إِلَّا أَنْ يَأْتِيَ بِمِثْلِ مَاأَتَيْتِ بِهِ)). [الصحيحة: ١٣١٦]

سیدہ ام ہانی بنت ابو طالب رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ میرے پاس سے گزرے' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں بوڑھی اور کمزور ہوگئی ہوں' آپ مجھے ایسا عمل بتائیں جو میں بیٹھ کر کرسکوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''سو دفعہ ''سُبْحَانَ اللّٰه'' کہا کر' یہ ذکر تیرے لئے حضرت اسماعیل (علیہ السلام) کی اولاد کے ان سو غلاموں سے بہتر ہے جنھیں تو آزاد کرے۔ سو دفعہ ''اَلْحَمْدُ لِلّٰه'' کہا کر' یہ ذکر تیرے لئے ان سو زین شدہ اور لگام شدہ گھوڑوں سے بہتر ہے' جن کا تو اللہ کے راستے میں صدقہ کرے۔ سو دفعہ ''اَللّٰهُ اَكْبَر'' کہا کر' یہ ذکر تیرے لئے قلادے والی اللہ تعالی کے ہاں مقبول ان سو اونٹیوں سے بہتر ہے جنھیں مکہ میں ذبح کیا جائے۔ سو دفعہ ''لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه'' کہا کر' یہ ذکر آسمان و زمین کے درمیانی خلا کو (ثواب) سے بھر دے گا اور اس دن (اس عمل کے مقابلے) میں کوئی عمل نہیں ہوگا جو آسمان کی طرف بلند ہو' سوائے اس آدمی کے عمل کے جو تیری طرح کا عمل کرے۔''

تخریج: الصحیحة ۱۳۱۶۔ احمد (۶/ ۳۴۴)' بیهقی فی الشعب (۶۲۱)' نسائی فی الکبری (۱۰۶۸۰)' ابن ماجه (۳۸۱۰) مختصراً

فوائد: اس میں اللہ تعالی کے ذکر کی فضیلت ہے۔

باب:فضل الذكر

ذکر کرنے کی فضیلت

۲۸۶۵۔عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((سَبَقَ الْمُفَرِّدُوْنَ)). قَالُوْا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! وَمَنِ (الْمُفَرِّدُوْنَ)؟ قَالَ: ((الَّذِيْنَ يَهْتَرُوْنَ فِي ذِكْرِ اللّٰهِ.عَزَّوَجَلَّ.)) [الصحيحة:١٣١٧]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مفردون سبقت لے گئے ہیں۔'' صحابہ نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! مفردون کون ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو اللہ تعالی کا ذکر کرنے کے دلدادہ ہوتے ہیں۔''

تخریج: الصحیحة ۱۳۱۷۔ احمد (۲/ ۳۲۳)' حاکم (۱/ ۴۹۵' ۴۹۶) بیهقی فی الشعب (۱۵۰۵)۔

فوائد: ہمیں چاہئے کہ ہم بھی بکثرت اللہ تعالی کا ذکر کریں۔

باب: الشح لابن آدم

ابن آدم کے حرص و لالچ کا بیان

۲۸۵۷۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقْرَأُ فِي الصَّلَاةِ: ((لَوْ أَنَّ لِابْنِ آدَمَ وَادِيَ ذَهَبٍ لَابْتَغَى إِلَيْهِ ثَانِيًا، وَلَوْ أُعْطِيَ ثَانِيًا لَابْتَغَى إِلَيْهِ ثَالِثًا، وَلَا يَمْلَأُ جَوْفَ ابْنِ آدَمَ......)) الحديث۔ [الصحيحة: ۲۹۱۱]

عبداللہ بن بریدہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں، انھوں نے کہا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو نماز میں یہ آیت تلاوت کرتے سنا: ﴿اگر ابن آدم کو ایک وادی سونے کی مل جائے تو وہ دوسری کی تلاش شروع کر دے گا اور اگر دوسری بھی مل جائے تو وہ تیسری کو تلاش کرے گا۔ بس مٹی ہی ہے جو ابن آدم کا پیٹ بھر سکتی ہے ......﴾ آخر حدیث تک۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۹۱۱۔ طحاوی فی المشکل (۲/ ۴۱۹)، البزار (الکشف: ۳۶۳۴) و (البحر: ۴۴۴۳)۔

فوائد: ان آیات کی تلاوت منسوخ ہو چکی ہے۔ البتہ ان آیات میں جو مضمون بیان کیا گیا، وہ آپ ﷺ کی احادیث میں موجود ہے کہ مال کی کثرت سے انسان غنی نہیں ہوتا بلکہ اس کی حرص میں اضافہ ہوتا ہے۔

باب: فضل سورة الملك هي المانعة من عذاب القبر

سورۃ الملک کی فضیلت کہ وہ عذاب قبر سے مانع ہے

۲۸۵۸۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ [بْنِ مَسْعُوْدٍ] مَرْفُوْعًا: ((سورة تَبَارَكَ هِيَ الْمَانِعَةُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ)). [الصحيحة: ۱۱٤۰]

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "﴿تَبَارَكَ الَّذِیْ﴾ یعنی سورۂ ملک عذاب قبر کو روکنے والی ہے۔"

تخریج: الصحیحۃ ۱۱۴۰۔ ابو الشیخ فی الطبقات (۷۸۲)۔ حاکم (۲/ ۴۹۸)، موقوفا علیہ۔ ترمذی (۲۸۹۰)، عن ابن عباس مطولاً۔

فوائد: اس میں سورۂ ملک کی فضیلت ہے، آپ ﷺ رات کو سونے سے پہلے سورۂ ملک کی تلاوت کرتے تھے۔

باب: ذم الرياء بالقرآن

قرآن کو دکھلاوے کے لیے پڑھنے کی مذمت

۲۸۵۹۔ عَنْ عُقْبَةَ مَرْفُوْعًا: ((سَيَخْرُجُ قَوْمٌ مِّنْ أُمَّتِي يَشْرَبُوْنَ الْقُرْآنَ كَشُرْبِهِمُ الْمَاءَ)) [الصحيحة: ۱۷۷٦]

سیدنا عقبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "عنقریب میری امت میں ایسے لوگ بھی نکلیں گے جو پانی پینے کی طرح قرآن مجید کے گھونٹ بھریں گے۔"

تخریج: الصحیحۃ ۱۸۸۶۔ الفریابی فی فضائل القرآن (۱۰۹)، المستغفری فی فضائل القرآن (۸) طبرانی (۱۷/ ۲۹۸)، الرویانی فی مسندہ (۲۴۹)، وعندھم "اللبن" دون "الماء" واللہ اعلم!

فوائد: قرآن مجید کے نزول کا مقصد یہ ہے کہ اس کو سمجھ کر اس کے قوانین کو زندگی میں عملی طور پر نافذ کیا جائے۔ لیکن بعض لوگ قرآن مجید کی آیات کو اپنی زبانوں کا "چسکا" سمجھتے ہیں۔ ان کا مقصود قرآن مجید کی عوام کے ہاں مطلوبہ انداز میں تلاوت کر کے لوگوں کو خوش

کرنا' ان سے داد وصول کرنا اور دنیوی مال و دولت بٹورنا ہوتا ہے۔

باب: تشييب الواقعة والهود

سورۃ الواقعہ اور ھود کا بوڑھے کر دینے کا بیان

۲۸۶۰۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ أَبُوبَكْرٍ۔رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَدْ شِبْتَ؟ قَالَ: ((شَيَّبَتْنِي ﴿هُوْدٌ﴾، ﴿الْوَاقِعَةُ﴾، ﴿الْمُرْسَلَاتُ﴾، وَ﴿عَمَّ يَتَسَاءَلُوْنَ﴾، وَ﴿إِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ﴾)). [الصحيحة: ۹۵۵]

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ (جلدی) بوڑھے ہو گئے ہیں (کیا وجہ ہے)؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''سورۂ ہود' سورۂ واقعہ' سورۂ مرسلات' سورۂ نبا ﴿عَمَّ يَتَسَاءَلُوْنَ﴾ اور سورۂ تکویر ﴿إِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ﴾ نے مجھے بوڑھا کر دیا ہے۔''

تخريج: الصحيحة ۹۵۵۔ ترمذی (۳۲۹۷)' ابن سعد (۱/ ۴۳۵)' حاکم (۲/ ۳۴۴)۔

فوائد: اللہ تعالی نے ان سورتوں میں سابقہ انبیاء کا تذکرہ' ان کی امتوں کا انجام' علامات قیامت' قیامت کی ہولناکیوں کے جو مناظر بیان کئے ہیں' انھوں نے نبی کریم ﷺ کو مغموم کر دیا' یہی وجہ ہے آپ ﷺ عام عمر سے پہلے ہی بوڑھا ہونا شروع ہو گئے' کیونکہ پریشانیوں کی وجہ سے بڑھاپا جلدی طاری ہو جاتا ہے۔

نیز معلوم ہوا تلاوت قرآن کی روح یہ ہے کہ اسے سمجھ کر پڑھا جائے۔ لیکن صد افسوس! ہمارے معاشرے میں قرآن مجید کو سمجھ کر پڑھنے والے افراد عنقا ہو چکے ہیں۔ ہر کوئی بلا سمجھے تلاوت کر کے یہی خیال کرتا ہے کہ اس نے قرآن مجید کے تمام حقوق ادا کر دیئے ہیں۔ حالانکہ اسے معلوم نہیں کہ وہ کیا پڑھ رہا ہے۔

باب: آية الكرسي حفظ من كل شر

آیۃ الکرسی ہر شر سے حفاظت کا ذریعہ ہے

۲۸۶۱۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ أُبَيٍّ: أَنَّ أَبَاهُ أَخْبَرَهُ: أَنَّهُ كَانَ لَهُمْ جَرِيْنٌ فِيْهِ تَمْرٌ، وَكَانَ أُبَيٌّ يَتَعَاهَدُهُ، فَوَجَدَهُ يَنْقُصُ، فَحَرَسَهُ ، فَإِذَا هُوَبِدَابَّةٍ تُشْبِهُ الْغُلَامَ الْمُحْتَلِمَ، قَالَ: فَسَلَّمْتُ،فَرَدَّ السَّلَامَ ، فَقُلْتُ: مَنْ أَنْتَ أَجِنٌّ أَمْ إِنْسٌ؟ قَالَ: جِنٌّ! قَالَ: فَنَاوِلْنِي يَدَكَ، فَنَاوَلَنِي يَدَهُ، فَإِذَا هِيَ يَدُ كَلْبٍ وَشَعْرُ كَلْبٍ قَالَ: هٰكَذَا خُلِقَ الْجِنُّ؟ قَالَ: لَقَدْ عَلِمَتِ الْجِنُّ مَا فِيْهِمْ أَشَدُّ مِنِّي قَالَ لَهُ أُبَيٌّ: مَاحَمَلَكَ عَلٰى مَا صَنَعْتَ؟ قَالَ: بَلَغَنَا أَنَّكَ رَجُلٌ تُحِبُّ الصَّدَقَةَ، فَأَحْبَبْنَا أَنْ نُصِيْبَ مِنْ طَعَامِكَ۔ قَالَ: أُبَيٌّ : فَمَا

یحیی بن ابو کثیر کہتے ہیں: مجھے ابن ابی نے بیان کیا کہ اس کے باپ نے اسے بتلایا کہ ان کی کھجوریں کھلیان میں اکٹھی پڑی تھیں' وہ ان کی دیکھ بھال کرتے تھے' آپ نے دیکھا کہ ان میں کمی واقع ہو رہی ہے' اس لئے پہرہ دینا شروع کر دیا۔ اچانک ایک جاندار نظر آیا جو بالغ ہونے والے لڑکے کی طرح لگتا تھا۔ آپ نے اسے سلام کہا' اس نے سلام کا جواب دیا۔ آپ نے کہا: تو کون ہے' جن ہے یا انسان؟ اس نے کہا: میں جن ہوں۔ آپ نے کہا: مجھے اپنا ہاتھ پکڑاؤ۔ اس نے اپنا ہاتھ پکڑا دیا' وہ تو کتے کے ہاتھ اور بالوں کی طرح تھا۔ آپ نے اس سے پوچھا: کیا جنوں کی خلقت اس طرح ہے؟ اس نے کہا: جنوں کو علم ہے کہ ان میں مجھ سے زیادہ قبیح ہیں۔ آپ نے کہا: (کھجوریں اٹھانے پر)

يُجِيرُنَا مِنكُم ؟ قَالَ: هٰذِهِ الآيَة: آية ﴿الكرسي﴾۔ ثُمَّ غَدَا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَأَخْبَرَهُ، فَقَالَ: ((صَدَقَ الْخَبِيثُ))

[الصحيحة:٣٢٤٥]

تجھے کس چیز نے آمادہ کیا ہے؟ اس نے کہا: ہمیں یہ بات پہنچی کہ تجھے صدقہ کرنا پسند ہے، اس لئے ہم نے چاہا کہ تمہارے غلے سے کچھ لے جائیں۔ آپ نے کہا: ہم کس طرح تم سے محفوظ رہ سکتے ہیں؟ اس نے کہا: اس آیت یعنی آیۃ الکرسی کے ذریعے۔ دوسرے دن والد صاحب نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور سارا ماجرا سنایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”خبیث نے سچ کہا۔“

تخریج: الصحیحة ۳۲۴۵۔ نسائی فی عمل الیوم واللیلة (۹۶۰)، ابن حبان (۷۸۴)، بیہقی فی الدلائل (۷/ ۱۰۸،۱۰۹)۔

فوائد: معلوم ہوا کہ آیۃ الکرسی کے ذریعے جنوں اور شیطانوں سے محفوظ رہا جا سکتا ہے۔ گھروں میں بالعموم اور رات کو سوتے وقت بالخصوص اس کی تلاوت کا اہتمام کرنا چاہئے۔

باب: ترغيب الصلاة على الانبياء

نبیوں پر درود بھیجنے کی ترغیب کا بیان

٢٨٦٢ ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوعًا: ((صَلُّوا عَلَى أَنْبِيَاءِ اللّٰهِ وَرُسُلِهِ، فَإِنَّ اللّٰهَ بَعَثَهُمْ كَمَا بَعَثَنِي)). [الصحيحة: ٢٩٦٣]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالی کے تمام انبیاء و رسل پر درود بھیجا کرو، کیونکہ اللہ نے ان کو میری طرح ہی مبعوث فرمایا۔“

تخریج: الصحیحة ۲۹۶۳۔ عبدالرزاق (۳۱۱۸)، بیہقی فی الشعب (۱۳۱)۔

فوائد: اللہ تعالی نے قرآن مجید میں نبی کریم ﷺ پر اور آپ ﷺ نے دوسرے انبیاء و رسل پر درود و سلام بھیجنے کا حکم دیا ہے۔ لہذا ہمیں ان دونوں احکام کا اہتمام کرنا چاہئے۔ ہمارے ہاں عام طور پر سابقہ انبیاء کے لئے ”علیه السلام“ کہا جاتا ہے۔ لیکن اس جملے میں صرف سلام کی دعا کی گئی ہے، جبکہ آپ ﷺ نے رحمت اور سلام دونوں کا حکم دیا ہے، اس لئے سابقہ انبیاء کے لئے بھی ”صلى الله عليه وسلم“ یا اس کا مفہوم ادا کرنے والا جملہ کہنا چاہئے۔ یاد رہے کہ درود کا معانی رحمت کے ہیں۔

باب: فضل الصلاة على النبى ﷺ

نبی ﷺ پر درود بھیجنے کی فضیلت

٢٨٦٣ ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((صَلُّوا عَلَيَّ، فَإِنَّ صَلَاتَكُمْ عَلَيَّ زَكَاةٌ لَكُمْ، وَسَلُوا اللّٰهَ لِيَ الْوَسِيلَةَ)).

[الصحيحة:٣٢٦٨]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مجھ پر درود بھیجا کرو، کیونکہ مجھ پر درود بھیجنا تمھارے لئے باعث برکت ہے اور میرے لئے اللہ تعالی سے وسیلہ کا بھی سوال کیا کرو۔“

تخریج: الصحیحة ۳۲۶۸۔ نسائی الکبری (۷۶۳۱)، ابن ابی شیبة (۱۱/ ۷۸)، احمد (۵/ ۲۱۴،۲۱۵)۔

فوائد: جنت میں ایک مقام کا نام ”وسیلہ“ ہے، جس کا ذکر اذان کے بعد والی دعا میں کیا گیا ہے۔ جیسا کہ سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم اذان سنو تو (وہی کلمات دوہرایا کرو) اس کا جواب دیا کرو، پھر مجھ پر

درود بھیجا کرو' جو آدمی مجھ پر ایک دفعہ درود بھیجے گا' اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرمائے گا' پھر میرے لئے ''وسیلہ'' کا سوال کیا کرو۔ جنت میں ایک منزل کا نام وسیلہ ہے' وہ اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے صرف ایک بندے کا ٹھکانہ بنے گی اور مجھے امید ہے کہ میں وہی ہوں۔ جس نے میرے لئے وسیلے کا سوال کیا' اس کے لئے میری سفارش واجب ہو جائے گی۔ [مسلم]

باب: فی فضل الذکر وانه خیر العمل

باب: ذکر کی فضیلت کا بیان اور یہ بہترین عمل ہے

٢٨٦٤ـ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ بُسْرٍ الْمَازِنِيِّ، قَالَ: جَاءَ اَعْرَابِيَّانِ اِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ اَحَدُهُمَا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اَيُّ النَّاسِ خَيْرٌ؟ قَالَ: ((طُوْبٰى لِمَنْ طَالَ عُمُرُهُ، وَحَسُنَ عَمَلُهُ)). وَقَالَ الْاٰخَرُ: اَيُّ الْعَمَلِ خَيْرٌ؟ قَالَ: ((خَيْرُ الْعَمَلِ اَنْ تُفَارِقَ الدُّنْيَا وَلِسَانُكَ رَطْبٌ مِنْ ذِكْرِ اللّٰهِ)). [الصحيحة:١٨٣٦]

سیدنا عبداللہ بن بسر مازنی ﷺ بیان کرتے ہیں کہ دو بدو رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے' ان میں سے ایک نے کہا: کون سے لوگ بہتر ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''سعادت (اور خوشخبری) ہے اس آدمی کے لئے جس کی عمر لمبی ہو اور عمل اچھے ہوں۔'' دوسرے نے کہا: کون سا عمل افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''بہترین عمل یہ ہے کہ جب تو دنیا سے رخصت ہو تو تیری زبان اللہ تعالیٰ کے ذکر سے تر ہو۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۸۳۶۔ ابو نعیم فی الحلیۃ (۶/ ۱۱۱' ۱۱۲)' بغوی فی شرح السنۃ (۱۲۱۵)' ترمذی (۲۳۲۹' ۳۳۷۵) و ابن ماجه (۳۷۹۳)' مختصراً۔

فوائد: اس میں خیرات و حسنات پر مشتمل لمبی عمر اور ذکر کی فضیلت کا بیان ہے' ہمیں چاہئے کہ ذکرِ الٰہی جیسے اعمال کر کے اپنی زندگیوں کو برکت والا بنا لیں۔

باب: غنیمة مجالس الذکر الجنة

مجالس ذکر کی غنیمت جنت ہے

٢٨٦٥ـ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! مَاغَنِيْمَةُ مَجَالِسِ الذِّكْرِ؟ قَالَ: ((غَنِيْمَةُ مَجَالِسِ الذِّكْرِ، الْجَنَّةُ)).

[الصحيحة:٣٣٣٥]

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجالسِ ذکر کی غنیمت کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''مجالسِ ذکر کی غنیمت جنت ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۳۳۵۔ احمد (۲/ ۱۷۷' ۱۹۰)' طبرانی فی الکبیر (۱۳/ ۱۵)۔

فوائد: یعنی اللہ تعالیٰ کے ذکر اذکار کی مجالس میں بیٹھا جائے تو غنیمت میں جنت ملتی ہے۔

٢٨٦٦ـ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((قَالَ اللّٰهُ. تَبَارَكَ وَتَعَالٰى.: يَا ابْنَ آدَمَ! اِذَا ذَكَرْتَنِي خَالِيًا، ذَكَرْتُكَ خَالِيًا وَاِذَا ذَكَرْتَنِي

سیدنا عبداللہ بن عباس ﷺ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے ابن آدم! جب تو مجھے خلوت میں یاد کرے گا تو میں بھی تجھے خلوت میں یاد کروں گا اور جب تو کسی

فِي مَلَأٍ، ذَكَرْتُكَ فِي مَلَأٍ كَثِيرٍ مِّنَ الَّذِينَ تَذْكُرُنِي فِيهِمْ)). [الصحيحة: ۲۰۱۱]

گروہ میں میرا تذکرہ کرے گا تو میں بھی تیرا تذکرہ ایسی جماعت میں کروں گا' جو اس گروہ سے بہتر ہوگی جس میں تو میرا تذکرہ کرے گا۔"

تخریج: الصحیحۃ ۲۰۱۱۔ (البزار (الکشف: ۳۰۶۵)' و (البحر الزخار: ۵۱۳۸) بیہقی فی الشعب (۵۵۱)۔

فوائد: ہم جس انداز میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کریں گے' اسی انداز میں وہ ہمارا ذکر کرے گا۔ غور فرمائیں کہ ہمارا اللہ تعالیٰ کو یاد کرنا بھی ہمارے لئے سعادت ہے اور اللہ تعالیٰ کا ہمیں یاد کرنا اس سے بڑی سعادت ہے۔

باب: فضل التوحيد والاستغفار

باب: توحید باری تعالیٰ اور استغفار کی فضیلت

۲۸۶۷۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((قَالَ اللّٰهُ تَعَالَى: يَا ابْنَ آدَمَ! إِنَّكَ مَا دَعَوْتَنِي وَرَجَوْتَنِي، غَفَرْتُ لَكَ عَلَى مَا كَانَ فِيكَ وَلَا أُبَالِي، يَا ابْنَ آدَمَ! لَوْ بَلَغَتْ ذُنُوبُكَ عَنَانَ السَّمَاءِ، ثُمَّ اسْتَغْفَرْتَنِي، غَفَرْتُ لَكَ وَلَا أُبَالِي، يَا ابْنَ آدَمَ! إِنَّكَ لَوْ أَتَيْتَنِي بِقُرَابِ الْأَرْضِ خَطَايَا، ثُمَّ لَقِيتَنِي لَا تُشْرِكُ بِي شَيْئًا لَأَتَيْتُكَ بِقُرَابِهَا مَغْفِرَةً)). [الصحيحة: ۱۲۷]

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: "اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے ابن آدم! جب تک تو مجھے پکارتا اور مجھ سے پرامید رہے گا تو میں تجھے بخشتا رہوں گا' جو بھی گناہ ہوں گے اور کوئی پروا نہیں کروں گا۔ اے ابن آدم! اگر تیرے گناہ آسمان کی بلندیوں تک پہنچ جائیں' پھر تو مجھ سے بخشش طلب کرے تو میں پرواہ کئے بغیر تجھے بخش دوں گا۔ اے ابن آدم! اگر تو زمین کے لگ بھگ گناہ لے کر میرے پاس آئے اور اس حال میں مجھے ملے کہ میرے ساتھ شرک نہ کیا ہو تو میں تجھے (ان گناہوں کے) بقدر بخشش عطا کروں گا۔"

تخریج: الصحیحۃ ۱۲۷۔ ترمذی (۳۵۴۰)' احمد (۵/ ۱۷۲) عن ابی ذر رضی اللہ عنہ۔

فوائد: عوام الناس اس حدیث سے گناہوں میں لتھڑی ہوئی زندگی پر برقرار رہنے کا استدلال کرتے ہیں' یہ محض ان کی خام خیالی ہے۔ نبی کریم ﷺ کا مقصود ہمیں گناہ کرنے پر ابھارنا اور آمادہ کرنا نہیں۔ اس حدیث کا پس منظر یہ ہے کہ توبہ کی جائے اور ایسا کرنے میں قطعی طور پر دیر نہ کی جائے' وگرنہ کوئی انسان ہزار کوشش کے باوجود بتقاضۂ بشریت گناہوں سے معصوم نہیں رہ سکتا۔ جبکہ آخرت میں کامیابی و کامرانی کے لئے خطاؤں سے پاک وجود چاہئے' جس کا حل صرف یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کر کے اپنی خطائیں معاف کروالی جائیں۔ اس حدیث میں یہ قانون پیش کیا گیا ہے۔

باب: فضل التحميد

الحمد للہ کہنے کی فضیلت

۲۸۶۸۔ عَنْ سَلْمَانَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((قَالَ رَجُلٌ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيرًا، فَأَعْظَمَهَا الْمَلَكُ أَنْ يَكْتُبَهَا، وَرَاجَعَ فِيهَا رَبَّهُ

سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ایک آدمی نے "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيرًا" (تمام تعریف اللہ تعالیٰ کے لئے ہے' بہت زیادہ تعریف) کہا' اس کلمے کو لکھنا فرشتے پر گراں

عَزَّوَجَلَّ، فَقِيلَ لَهُ: اُكْتُبْهَا كَمَا قَالَ عَبْدِي كَثِيْرًا)). [الصحيحة:٣٤٥٢]

گزرا، اس نے اللہ تعالی سے مراجعہ کیا، اسے کہا گیا کہ جس طرح میرے بندے نے لفظ "کَثِیْرًا" کہا ہے تو اسی طرح لکھ لے۔"

تخریج: الصحیحۃ ۳۴۵۲۔ طبرانی فی الاوسط (۲۰۸۲)۔

فوائد: معلوم ہوا کہ "اَلْحَمْدُلِلّٰهِ کَثِیْرًا" کا کلمہ بے شمار اجر وثواب کا باعث بنتا ہے۔

باب: التوبة خير من كل شيء

توبہ ہر چیز سے بہتر نعمت ہے

٢٨٦٩۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: ((قَالَتْ قُرَيْشٌ لِلنَّبِيِّ ﷺ: اُدْعُ لَنَا رَبَّكَ اَنْ يَّجْعَلَ لَنَا الصَّفَا ذَهَبًا وَنُؤْمِنُ بِكَ! قَالَ: وَتَفْعَلُوْنَ؟ قَالُوْا: نَعَمْ .فَدَعَا، فَاَتَاهُ جِبْرِيْلُ فَقَالَ: اِنَّ رَبَّكَ يَقْرَأُعَلَيْكَ السَّلَامَ وَيَقُوْلُ: اِنْ شِئْتَ اَصْبَحَ لَهُمْ (الصَّفَا) ذَهَبًا،فَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ مِنْهُمْ، عَذَّبْتُهُ عَذَابًا لَاُعَذِّبُهُ اَحَدًا مِّنَ الْعَالَمِيْنَ،وَاِنْ شِئْتَ فَتَحْتُ لَهُمْ بَابَ التَّوْبَةِ وَالرَّحْمَةِ: قَالَ: بَلْ بَابُ التَّوْبَةِ وَالرَّحْمَةِ)).

[الصحيحة: ٣٣٨٨]

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: قریشیوں نے نبی کریم ﷺ سے کہا: آپ اپنے ربّ سے دعا کریں کہ صفا کا پہاڑ سونا بن جائے (اگر ایسا ہوا تو) ہم آپ پر ایمان لے آئیں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: (واقعی) تم ایسا کرو گے؟ انھوں نے کہا: جی ہاں۔ آپ ﷺ نے دعا کی، حضرت جبریل (علیہ السلام) تشریف لائے اور کہا: آپ کا رب آپ کو سلام دے رہا تھا، نیز فرمایا: اگر آپ کی چاہت ہو تو ان کے لئے صفا پہاڑی، سونا بن جائے گی، لیکن (اس معجزے) کے بعد جس نے کفر کیا، اسے ایسا عذاب دوں گا، جو جہانوں میں کسی کو نہیں دیا اور اگر آپ چاہتے ہیں تو میں ان کے لئے توبہ اور رحمت کا دروازہ کھلا رکھتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: (ٹھیک ہے، اس معجزہ کی بجائے) توبہ اور رحمت کا دروازہ چاہئے۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۳۸۸۔ حاکم (۱/ ۵۳، ۴/ ۲۴۰)، بیہقی فی الدلائل (۲/ ۲۷۲)، احمد (۱/ ۲۴۲، ۳۴۵)۔

فوائد: جب لوگوں کے مطالبات کے مطابق عظیم اور عیاں معجزات ظاہر کر دیئے جائیں اور ان کے ظہور کے بعد بھی لوگ بغاوتوں پر ڈٹے رہیں تو ان کے حق میں توبہ اور رحمت کے دروازے بند ہو جاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ نے قریشیوں کا مطالبہ نظر انداز کر دیا اور قیامت کے در و بام تک اپنی امت کے لئے اللہ تعالی کی رحمت کا دروازہ کھلے رہنے دیا، جس سے آج بھی فرزندانِ امت مستفید ہو رہے ہیں۔

باب: الدعاء من جمع الدنيا و الآخرة

دنیا اور آخرت کی بھلائیوں کی دعا

٢٨٧٠۔ عَنْ اَبِيْ مَالِكٍ الْاَشْجَعِيِّ، عَنْ اَبِيْهِ[طَارِقِ بْنِ اَشْيَمِ]، اَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ وَاَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ: كَيْفَ اَقُوْلُ حِيْنَ

ابو مالک اشجعی اپنے باپ سیدنا طارق بن اشیم رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! جب میں اپنے رب سے سوال کروں تو کیا کہوں؟

أَسْأَلُ رَبِّي؟ قَالَ: ((قُلْ: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ، وَارْحَمْنِيْ، وَعَافِنِيْ وَارْزُقْنِيْ، .وَيَجْمَعُ أَصَابِعَهُ إِلَّا الْإِبْهَامَ.فَإِنَّ هٰؤُلَاءِ تَجْمَعُ لَكَ دُنْيَاكَ وَآخِرَتَكَ)). [الصحيحة:١٣١٨]

آپ ﷺ نے فرمایا: "اس طرح کہا کر: اے اللہ! مجھے بخش دے، مجھ پر رحم فرما، مجھے عافیت دے اور مجھے رزق دے۔ پھر آپ ﷺ نے اپنی انگلیاں بند کیں سوائے انگوٹھے کے۔ (اور فرمایا:) یہ کلمات تیرے لئے تیری دنیا و آخرت کو جمع کر دیں گے۔"

تخریج: الصحيحة ١٣١٨۔ مسلم (٢٦٩٧)، ابن ماجه (٣٨٤٥)، احمد (٣/ ٤٧٢)۔

فوائد: درج ذیل دعا میں دنیا و آخرت کے خزینے پنہاں ہیں:

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ، وَارْحَمْنِيْ، وَعَافِنِيْ وَارْزُقْنِيْ

اے اللہ! مجھے بخش دے، مجھ پر رحم فرما، مجھے عافیت دے اور مجھے رزق دے۔

بخشش اور رحمت کا اصل تعلق آخرت سے ہے، رزق کا تعلق دنیا سے ہے جس کے پس منظر میں آخرت بھی سنور جاتی ہے اور عافیت کا تعلق دنیا و آخرت دونوں جہانوں سے ہے۔

باب: دعاء الصبح و المساء و اخذ المضجع

صبح و شام اور بستر پر لیٹنے کی دعا

٢٨٧١۔عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ أَبُوبَكْرِ الصِّدِّيْقُ۔ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ۔: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! مُرْنِي بِشَيْءٍ أَقُوْلُهُ إِذَا أَصْبَحْتُ وَإِذَا أَمْسَيْتُ، قَالَ: ((قُلْ: ((اَللّٰهُمَّ عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ، فَاطِرَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ، رَبَّ كُلِّ شَيْءٍ وَمَلِيْكَهُ، وَأَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ، أَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِيْ، وَشَرِّالشَّيْطَانِ وَشِرْكِهِ)). قُلْهُ إِذَا أَصْبَحْتَ، وَإِذَا أَمْسَيْتَ، وَإِذَا أَخَذْتَ مَضْجَعَكَ)). [الصحيحة: ٢٧٥٣]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے ایسی دعا کا حکم دیں، جسے میں صبح و شام پڑھا کروں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "یوں کہا کر: اے اللہ! غائب و حاضر کو جاننے والے! آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے والے! ہر چیز کے رب اور مالک! میں گواہی دیتا ہوں کہ نہیں کوئی معبودِ برحق مگر تو ہی، میں تیری پناہ چاہتا ہوں اپنے نفس کے شرّ سے اور شیطان کے شرّ اور اس کے شرک سے۔" جب تو صبح کرے اور شام کرے اور اپنے بستر پر لیٹے تو یہ دعا پڑھا کر۔"

تخریج: الصحيحة ٢٧٥٣۔ ابوداؤد (٥٠٦٧)، ترمذی (٣٣٩٢)، نسائی فی عمل اليوم والليلة (٧٩٥)، الادب المفرد (١٢٠٢)۔

باب: الكلم السبع من الخير

خیر والے سات کلمات

٢٨٧٢۔عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: جَاءَ أَعْرَابِيٌّ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! عَلِّمْنِي خَيْرًا، فَأَخَذَ النَّبِيُّ ﷺ بِيَدِهِ فَقَالَ: ((قُلْ : سُبْحَانَ اللّٰهِ،

سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ایک بدوی نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے کسی بہترین چیز کی تعلیم دیں۔ نبی کریم ﷺ نے اس کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا: "اس طرح کہا کرو: اللہ

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ، وَلَاإِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَاللّٰهُ أَكْبَرُ. فَعَقَدَ الْأَعْرَابِيُّ عَلٰى يَدِهِ، وَمَضٰى وَتَفَكَّرَ ثُمَّ رَجَعَ، فَتَبَسَّمَ النَّبِيُّ ﷺ، قَالَ: تَفَكَّرَ الْبَائِسُ. فَجَاءَ فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! سُبْحَانَ اللّٰهِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ، وَلَاإِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَاللّٰهُ أَكْبَرُ، هٰذَا لِلّٰهِ، فَمَا لِي؟ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: يَا أَعْرَابِيُّ! إِذَا قُلْتَ: سُبْحَانَ اللّٰهِ، قَالَ اللّٰهُ: صَدَقْتَ، وَإِذَا قُلْتَ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ، قَالَ اللّٰهُ: صَدَقْتَ، وَإِذَا قُلْتَ: لَاإِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، قَالَ اللّٰهُ صَدَقْتَ، وَإِذَا قُلْتَ: اَللّٰهُ أَكْبَرُ، قَالَ اللّٰهُ: صَدَقْتَ وَإِذَا قُلْتَ: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ، قَالَ اللّٰهُ: قَدْ فَعَلْتُ، إِذَا قُلْتَ: اَللّٰهُمَّ! ارْحَمْنِي، قَالَ اللّٰهُ: [قَدْ] فَعَلْتُ، وَإِذَا قُلْتَ: اَللّٰهُمَّ! ارْزُقْنِي، قَالَ اللّٰهُ: قَدْ فَعَلْتُ. فَعَقَدَ الْأَعْرَابِيُّ عَلٰى سَبْعٍ فِي يَدِهِ، ثُمَّ وَلّٰى)).

[الصحيحة: ۳۳۳٦]

پاک ہے، ساری تعریف اللہ کے لئے ہے، اللہ کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں، اللہ سب سے بڑا ہے۔" بدو نے (ان چار چیزوں کو) اپنی انگلیوں پر شمار کیا اور چل دیا، لیکن کچھ سوچنے کے بعد پھر واپس آ گیا۔ نبی کریم ﷺ مسکرائے اور فرمایا: "خستہ حال بدو سوچنے لگ گیا ہے۔" اس نے واپس آ کر کہا: اے اللہ کے رسول! اللہ پاک ہے، ساری تعریف اللہ کے ہے، اللہ ہی معبودِ برحق ہے اور اللہ سب سے بڑا ہے۔ یہ سارے (تعریفی) کلمات اللہ تعالی کے لئے ہیں، میرے لئے کیا ہے؟ نبی کریم ﷺ نے اسے فرمایا: "بدو! جب تو "سُبْحَانَ اللّٰہ" کہے گا تو اللہ تعالی کہے گا: "صَدَقْتَ" (تو نے سچ کہا)۔ جب تو "اَلْحَمْدُ لِلّٰہ" کہے گا تو اللہ تعالی کہے گا: "صَدَقْتَ"۔ جب تو "لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ" کہے گا تو اللہ تعالی کہے گا: "صَدَقْتَ"۔ جب تو "اَللّٰہُ اَکْبَر" کہے گا تو اللہ تعالی کہے گا: "صَدَقْتَ" اور جب تو "اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ" (اے اللہ! مجھے بخش دے) کہے گا تو اللہ تعالی کہے گا: میں نے بخش دیا۔ جب تو "اَللّٰھُمَّ ارْحَمْنِیْ" (اے اللہ! مجھ پر رحم فرما) کہے گا تو اللہ تعالی کہے گا: میں نے رحم کر دیا اور جب تو "اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِیْ" (اے اللہ! مجھے رزق دے) تو اللہ تعالی کہے گا: میں نے رزق دینے کا فیصلہ کر دیا۔ بدو نے اپنے ہاتھ پر یہ سات کلمات شمار کئے اور چل دیا۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۳۳٦۔ بیھقی فی الشعب (٦۱۹)، الضیاء فی المختارۃ (۱٦۱۳)۔

فوائد: اس حدیث سے یہ دعا ثابت ہوئی:

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَااِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ، اَللّٰھُمَّ ارْحَمْنِیْ، اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِیْ۔

باب: الدعاء حفظ من كل جن و شيطان

شیطان اور جنوں سے محفوظ رہنے کی دعا

۲۸۷۳۔عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ، قَالَ: قُلْتُ لِعَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ خَنْبَشٍ التَّمِيْمِيِّ۔ وَكَانَ [شَيْخًا] كَبِيْرًا۔: أَدْرَكْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ؟ قَالَ:

ابو تیاح کہتے ہیں کہ میں نے عبدالرحمن بن خنبش تمیمی، جو کہ عمر رسیدہ تھے، سے پوچھا: کیا آپ کو رسول اللہ ﷺ کی صحبت نصیب ہوئی ہے؟ انھوں نے کہا: جی ہاں۔ میں نے پوچھا: رسول اللہ

نَعَمْ ـقَالَ: قُلْتُ: كَيْفَ صَنَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَيْلَةَ كَادَتْهُ الشَّيَاطِيْنُ؟ فَقَالَ: إِنَّ الشَّيَاطِيْنَ تَحَدَّرَتْ تِلْكَ اللَّيْلَةَ عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنْ لَاوِدِيَة وَالشِّعَابِ، وَفِيْهِمْ شَيْطَانٌ بِيَدِهِ شُعْلَةٌ مِنْ نَارٍيُرِيْدُ أَنْ يُحْرِقَ بِهَا وَجْهَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ،فَهَبَطَ إِلَيْهِ جِبْرِيْلُ ـعَلَيْهِ السَّلَامُ ـ فَقَالَ:((يَا مُحَمَّدُ! قُلْ.قُلْتُ:وَمَا أَقُوْلُ؟ قَالَ قُلْ :أَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ الَّتِي لَا يُجَاوِزُ هُنَّ بَرٌّوَلَا فَاجِرٌ، مِنْ شَرِّمَا خَلَقَ، وَذَرَأَ،وَبَرَأَ، وَمِنْ شَرِّ مَايَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ، وَمِنْ شَرِّ مَا يَعْرُجُ فِيْهَا، وَمِنْ شَرِّ مَاذَرَأَفِي الْأَرْضِ وَبَرَأَ، وَمِنْ شَرِّ مَايَخْرُجُ مِنْهَا، وَمِنْ شَرِّ فِتَنِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ، وَمِنْ شَرِّكُلِّ طَارِقٍ إِلَّا طَارِقًا يَطْرُقُ بِخَيْرٍ يَا رَحْمٰنُ!)).((قَالَ: فَطَفِئَتْ نَارُهُمْ ، وَهَزَمَهُمُ اللّٰهُ.تَبَارَكَ وَتَعَالٰى.)). [الصحيحة: ٨٤٠]

ﷺ نے اس رات کو کیا کیا تھا جس رات شیاطین آپ ﷺ کے قریب آئے تھے؟ انھوں نے کہا: اس رات کو شیاطین مختلف وادیوں اور گھاٹیوں سے نبی ﷺ پر ٹوٹ پڑے' ان میں ایک ایسا شیطان بھی تھا جس کے ہاتھ میں آگ کا شعلہ تھا اور وہ رسول اللہ ﷺ کے چہرے کو جلانا چاہتا تھا۔ اتنے میں جبریل علیہ السلام آگئے اور کہا: اے محمد! کہیئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں کیا کہوں؟ انھوں نے کہا: یہ دعا پڑھیں: میں اللہ کے مکمل کلمات...... جن سے کوئی نیک تجاوز کر سکتا ہے نہ بد...... کی پناہ میں آتا ہوں ہر اس چیز کے شرّ سے جسے اس نے پیدا کیا اور اس چیز کے شرّ سے جو آسمان سے اترتی ہے اور اس چیز کے شرّ سے جو آسمان میں چڑھ جاتی ہے اور اس چیز کے شر سے جسے اس نے زمین میں پیدا کیا' اور اس چیز کے شر سے جو زمین سے نکلتی ہے' اور رات اور دن کے فتنوں کے شر سے اور رات کو آنے والے کے شرّ سے' الا یہ کہ وہ خیر کے ساتھ آئے' اے رحمٰن!'' (نتیجہ یہ نکلا کہ) ان کی آگ بجھ گئی اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے انھیں شکست دے دی۔

تخریج: الصحیحة ۸۴۰۔ تقدم تخریجه برقم (۲۸۴۷)۔

فوائد: اس حدیث میں شیاطین کے شرّ وفساد سے محفوظ رکھنے والی دعا کا بیان ہے۔

باب: فضل سورة الكافرون

سورة الکافرون کی فضیلت کا بیان

٢٨٧٤ـعَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((﴿قُلْ يَآيُّهَا الْكَافِرُوْنَ﴾ تَعْدِلُ رُبُعَ الْقُرْآنِ)). [الصحيحة:٥٨٦]

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''﴿قُلْ يَآيُّهَا الْكَافِرُوْنَ﴾ یعنی سورۂ کافرون' قرآن مجید کے ایک چوتھائی حصے کے برابر ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۵۸۶۔ حاکم (التلخیص: ۱/ ۵۶۶ واتحاف المهرة :۸/ ۲۹۱)' ابن عدی (۲/ ۵۶۷)' مطولاً ولیس فیه "عن نافع"۔

باب: دعاء ليلة القدر

لیلۃ القدر کی دعا

٢٨٧٥ ـ عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ : قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أَرَأَيْتَ إِنْ عَلِمْتُ أَيَّ لَيْلَةٍ لَيْلَةَ الْقَدْرِ مَاأَقُوْلُ فِيْهَا؟ قَالَ: ((قُوْلِيْ (وَفِي رِوَايَةٍ: تَقُوْلِيْنَ):

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ذرا بتایئے کہ اگر مجھے پتہ چل جائے کہ شب قدر فلاں رات ہے تو میں اس میں کون سی دعا مانگوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ، فَاعْفُ عَنِّي))۔

[الصحيحة:۳۳۳۷]

"(یہ دعا پڑھا کر) :اے اللہ تو معاف کرنے والا ہے معاف کرنے کو پسند کرتا ہے سو مجھے معاف فرمادے۔"

تخریج: الصحیحۃ ۳۳۳۷۔ ترمذی (۲۵۰۸)' نسائی فی عمل الیوم واللیلۃ (۸۷۲)' ابن ماجہ (۳۸۵۰)' احمد (۶/ ۱۷۰)۔

فوائد: شب قدر رمضان المبارک کے آخری عشرے کی طاق راتوں میں واقع ہوتی ہے۔ یہ رات امت کی خیر و بھلائی پر مشتمل ہے۔ اس کی عبادت ہزار ماہ کی عبادت سے بہتر ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قدر والی رات کا اللہ تعالی کی مغفرت اور معافی کے ساتھ گہرا تعلق ہے کہ آپ ﷺ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو اللہ تعالی سے معافی طلب کرنے کی تعلیم دے رہے ہیں۔

باب: القرآن قائد منجح

قرآن نجات دلانے والا رہنما ہے

۲۸۷۶۔ عَنْ جَابِرٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((اَلْقُرْآنُ شَافِعٌ مُشَفَّعٌ، وَمَاحِلٌ مُصَدَّقٌ، مَنْ جَعَلَهُ اَمَامَهُ، قَادَهُ اِلَى الْجَنَّةِ، وَمَنْ جَعَلَهُ خَلْفَ ظَهْرِهِ، سَاقَهُ اِلَى النَّارِ))۔

[الصحيحة:۲۰۱۹]

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "قرآن مجید سفارش کرے گا اور اس کی سفارش مانی جائے گی' یہ (اپنے پڑھنے والوں کے حق میں) بحث کرے گا اور اس کی تصدیق کی جائے گی' جس نے اس کو اپنے سامنے رکھا' یہ اس کی رہنمائی جنت کی طرف کرے گا اور جس نے اس کو اپنی پیٹھ پیچھے رکھا' یہ اسے ہانک کر جہنم میں لے جائے گا۔"

تخریج: الصحیحۃ ۲۰۱۹۔ ابن حبان (۱۲۴)' البزار (الکشف :۱۲۲)' طبرانی (۱۰۵۰)' عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ بنحوہ۔

فوائد: ہمیں چاہئے کہ قرآن مجید کے احکام کی روشنی میں زندگی گزاریں اور کوئی کام کرنے سے پہلے قرآنی تعلیمات سے اس کا اچھا یا برا ہونا معلوم کریں۔ کسی کی رہنمائی میں چلنے کا یہی معنی ہوتا ہے کہ اس کی ہر بات کو تسلیم کیا جائے۔

باب: القصاص ثلاثة

بیان کرنے والے تین طرح کے ہوتے ہیں

۲۸۷۷۔ عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَلْقُصَّاصُ ثَلَاثَةٌ: اَمِيْرٌ، اَوْ مَامُوْرٌ، اَوْ مُخْتَالٌ))۔ [الصحيحة:۲۰۲۰]

سیدنا عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "قصص بیان کرنے والے (واعظ و خطیب) تین اقسام کے ہوتے ہیں: (۱) امیر' (۲) مامور اور (۳) متکبر۔"

تخریج: الصحیحۃ ۲۰۲۰۔ ابن وھب فی الجامع (۵۶۵) بخاری فی التاریخ (۳/ ۲۲۳، ۲۲۴)' احمد (۶/ ۲۳، ۲۸)۔

باب: اهمية دعاء الصالحين

نیک لوگوں کی دعاء کی اہمیت کا بیان

۲۸۷۸۔ عَنْ اَنَسٍ: ((كَانَ اِذَا اجْتَهَدَ لِاَحَدٍ فِي الدُّعَاءِ قَالَ: جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ صَلَاةَ قَوْمٍ اَبْرَارٍ، يَقُوْمُوْنَ اللَّيْلَ وَيَصُوْمُوْنَ النَّهَارَ، لَيْسُوْا بِاَثَمَةٍ وَلَا فُجَّارٍ))۔ [الصحيحة:۱۸۱۰]

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کسی کے لئے دعا کرنے میں مبالغہ کرتے تو فرماتے: اللہ تعالی تمھیں نیک لوگوں کی دعائیں نصیب فرمائے' جو رات کو قیام اور دن کو روزہ رکھتے ہیں اور وہ گنہگار ہوں نہ بدکار۔"

تخریج: الصحیحة ۱۸۱۰۔ عبد بن حمید فی المنتخب (۱۳۵۸) الضیاء فی المختارة (۱۷۰۰)۔

فوائد: معلوم ہوا کہ نیک لوگوں کی دعائیں اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہیں۔

باب: الدعاء عند النوم

سوتے وقت کی دعاء

۲۸۷۹۔ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ ، قَالَ: ((كَانَ ﷺ إِذَا اَرَادَ اَن يَّنَامَ وَضَعَ يَدَهُ تَحْتَ خَدِّهِ الْأَيْمَنِ، وَيَقُوْلُ: اَللّٰهُمَّ قِنِيْ عَذَابَكَ يَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ)). وَرَدَ۔ اَيْضًا۔ مِنْ حَدِيْثِ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ، وَحَفْصَةَ بِنْتِ عُمَرَ۔ [الصحيحة:٢٧٥٤]

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ سوتے تو اپنا ہاتھ دائیں رخسار کے نیچے رکھتے اور یہ دعا پڑھتے: اے اللہ! جس دن تو اپنے بندوں کو اٹھائے گا، اس دن مجھے اپنے عذاب سے بچانا۔" یہ حدیث سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ اور سیدہ حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا سے بھی مروی ہے۔

تخریج: الصحیحة ۲۷۵۴۔ (۱) البراء بن عازب (الادب المفرد (۱۲۱۵)،نسائی فی عمل الیوم واللیلة (۷۵۳)، ترمذی (۳۳۹۹) بنحوہ۔ (۲) حذیفة: ترمذی (۳۳۹۸)، احمد (۵/ ۳۸۲)۔ (۳) حفصة بنت عمر رضی اللہ عنہا: ابوداؤد (۵۰۴۵)، احمد (۶/ ۲۸۷)۔

فوائد: معلوم ہوا کہ رات کو سوتے وقت دائیں پہلو پر لیٹا جائے اور دائیں رخسار کے نیچے دایاں ہاتھ کر یہ دعا پڑھی جائے۔

باب: ماذا یفعل الجنب من قبل النوم والأكل

جنبی آدمی نیند اور کھانے سے پہلے کیا کرے

۲۸۸۰۔ عَنْ عَائِشَةَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ: ((كَانَ إِذَا اَرَادَ اَن يَّنَامَ وَهُوَ جُنُبٌ، تَوَضَّأَ، وَإِذَا اَرَادَ اَنْ يَّأْكُلَ [وَهُوَ جُنُبٌ]، غَسَلَ يَدَيْهِ)). [الصحيحة:٣٩٠]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب جنابت کی حالت میں سونا چاہتے تو وضو کر لیتے اور اگر اس حالت میں کھانا کھانا چاہتے تو ہاتھ دھو لیتے تھے۔

تخریج: الصحیحة ۳۹۰۔ نسائی (۲۵۷)، احمد (۶/ ۱۱۹،۱۱۸)، ابن حبان (۱۲۱۸)۔

فوائد: معلوم ہوا کہ جنابت والے آدمی کو وضو کر کے سونا چاہئے، لیکن ایسا کرنا مستحب ہے، جیسا کہ سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ سے سوال کیا گیا کہ کیا کوئی آدمی جنابت کی حالت میں سو سکتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: (نعم، ویتوضأ ان شاء۔) [ابن خزیمہ، ابن حبان] یعنی: جی ہاں، اور اگر وہ چاہتا ہے تو وضو کر لے۔

باب: الدعاء قبل دخول القرية

بستی میں داخل ہونے سے پہلے کی دعا

۲۸۸۱۔ عَنْ اَبِيْ لُبَابَةَ بْنِ عَبْدِالْمُنْذِرِ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ: ((كَانَ إِذَا اَرَادَ دُخُوْلَ قَرْيَةٍ لَمْ يَدْخُلْهَا حَتّٰى يَقُوْلَ: اَللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمَاوَاتِ

سیدنا ابولبابہ بن عبد المنذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی بستی میں داخل ہونا چاہتے تو اس میں داخل ہونے سے پہلے یہ دعا پڑھتے تھے: "اے اللہ! سات آسمانوں اور ان کے

السَّبْعِ وَمَا اَظَلَّتْ، وَرَبَّ الْاَرْضِيْنَ السَّبْعِ وَمَا اَقَلَّتْ ،وَرَبَّ الرِّيَاحِ وَمَا اَذْرَتْ ، وَرَبَّ الشَّيَاطِيْنِ وَمَا اَضَلَّتْ، اِنِّي اَسْاَلُكَ خَيْرَهَا مَافِيْهَا، وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ مَافِيْهَا)). [الصحيحة:۲۷۵۹]

نیچے بسنے والی مخلوقات کے ربّ! سات زمینوں اوران پر بسنے والی مخلوقات کے ربّ' ہواؤں اور اس میں اڑنے والی چیزوں کے ربّ' شیطانوں اور ان کی وجہ سے گمراہ ہونی والی مخلوقات کے ربّ! میں تجھ سے اس بستی کی خیر اور جو کچھ اس میں ہے' اس کی خیر کا سوال کرتا ہوں اور میں تیری پناہ چاہتا ہے' اس بستی کے شرّ سے اور جو کچھ اس میں ہے' اس کے شرّ سے۔"

تخریج: الصحیحۃ ۲۷۵۹۔ طبرانی فی الاوسط (۷۵۱۲)' ابن خزیمۃ :(۲۵۶۵) وابن حبان (۲۷۰۹)' عن صھیب ﷺ نحوہ۔

فوائد: معلوم ہوا کہ کسی بستی میں داخل ہونے سے پہلے یہ دعا پڑھی جائے:

اَللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمَاوَاتِ السَّبْعِ وَمَا اَظَلَّتْ، وَرَبَّ الْاَرْضِيْنَ السَّبْعِ وَمَا اَقَلَّتْ ،وَرَبَّ الرِّيَاحِ وَمَا اَذْرَتْ ، وَرَبَّ الشَّيَاطِيْنِ وَمَا اَضَلَّتْ، اِنِّي اَسْاَلُكَ خَيْرَهَا وَخَيْرَ مَافِيْهَا، وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ مَافِيْهَا۔

باب: الدعاء اذا اشتدت الريح

سخت ہوا چلنے کے وقت کی دعا

۲۸۸۲۔ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ، قَالَ: ((كَانَ اِذَا اشْتَدَّتِ الرِّيْحُ يَقُوْلُ: اَللّٰهُمَّ لَقِحًا عَقِيْمًا)). [الصحيحة: ۲۰۵۸]

سیدنا سلمہ بن اکوع ﷺ بیان کرتے ہیں کہ جب سخت ہوا چلتی تو فرماتے: "اے اللہ! یہ ہوائیں مفید (یعنی نر اور مادہ درختوں کو باردار کرنے والی اور بارش برسانے والی) ہوں نہ کہ عدمِ افادیت والی۔"

تخریج: الصحیحۃ ۲۰۵۸۔ الادب المفرد (۷۱۸)' طبرانی فی الکبیر (۶۲۹۶)' والاوسط (۲۸۵۷)' حاکم (۴/ ۲۸۶)۔

باب: دعاء الصبح والمساء

صبح اور شام کی دعا

۲۸۸۳۔ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ: ((كَانَ ﷺ اِذَا اَصْبَحَ، قَالَ: اَللّٰهُمَّ! بِكَ اَصْبَحْنَا، وَبِكَ اَمْسَيْنَا، وَبِكَ نَحْيَا، وَبِكَ نَمُوْتُ، اِلَيْكَ النُّشُوْرُ. وَاِذَا اَمْسٰى، قَالَ: اَللّٰهُمَّ ! بِكَ اَمْسَيْنَا، وَبِكَ اَصْبَحْنَا، وَبِكَ نَحْيَا، نَمُوْتُ، وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ)). [الصحيحة:۲۶۲]

سیدنا ابوہریرہ ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ بوقتِ صبح یہ دعا پڑھتے: اے اللہ! تیرے (نام کے) ساتھ ہم نے صبح کی اور تیرے (نام کے) ساتھ ہم نے شام کی اور تیرے ساتھ ہم زندہ ہیں اور تیرے (نام کے) ساتھ ہم مریں گے اور (مرنے کے بعد) تیری ہی طرف اٹھ کر جانا ہے۔" اور شام کے وقت یہ دعا پڑھتے: "اے اللہ! ہم نے تیرے (نام کے ساتھ) شام کی اور تیرے (ہی نام کے ساتھ) ہم نے صبح کی اور تیرے (ہی نام کے) ساتھ ہم زندہ ہیں اور تیرے (ہی نام کے ساتھ) ہم مریں گے اور تیری ہی طرف لوٹ کر جانا ہے۔"

تخریج: الصحیحۃ ۲۶۲۔ الادب المفرد (۱۱۹۹)' ابوداؤد (۵۰۶۸)' ابن حبان (۹۶۴)' احمد (۲/ ۳۵۴)۔

باب:دعاء الفراش للنوم

سونے کے لیے لیٹتے وقت کی دعا

۲۸۸٤۔ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ : كَانَ ﷺ اِذَا اَوٰى اِلٰى فِرَاشِهٖ نَامَ عَلٰى شِقِّهِ الْاَيْمَنِ ثُمَّ قَالَ: اَللّٰهُمَّ اَسْلَمْتُ نَفْسِيْ اِلَيْكَ وَوَجَّهْتُ وَجْهِيَ اِلَيْكَ، وَفَوَّضْتُ اَمْرِيْ اِلَيْكَ، وَاَلْجَاْتُ ظَهْرِيْ اِلَيْكَ، رَغْبَةً وَرَهْبَةً اِلَيْكَ ،لَا مَلْجَاَ وَلَامَنْجَاَ مِنْكَ اِلَّا اِلَيْكَ، آمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِيْ اَنْزَلْتَ، وَنَبِيِّكَ الَّذِيْ اَرْسَلْتَ)) وَقَالَ ﷺ: ((مَنْ قَالَهُنَّ ثُمَّ مَاتَ تَحْتَ لَيْلَتِهٖ مَاتَ عَلَى الْفِطْرَةِ)). [الصحيحة: ۲۸۸۹]

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب اپنے بستر پر لیٹتے تو دائیں پہلو پر لیٹتے اور یہ دعا پڑھتے تھے: ''اے اللہ! میں نے اپنے نفس کو تیرے تابع کر دیا، اپنا چہرہ تیری طرف پھیر لیا، اپنا کام تیرے سپرد کر دیا، اپنی پشت تیری طرف جھکائی، تیری طرف رغبت کرتے ہوئے اور تجھ سے ڈرتے ہوئے، نہ تجھ سے پناہ کی کوئی جگہ ہے اور نہ بھاگ کر جانے کی مگر تیری ہی طرف، میں ایمان لایا تیری کتاب پر جو تو نے نازل کی اور تیرے نبی پر جو تو نے بھیجا۔'' نیز آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو آدمی یہ کلمات کہے اور اسی رات کو مر جائے تو وہ فطرتِ اسلام پر مرے گا۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۸۸۹۔ بخاری (۶۳۱۵) والادب المفرد (۱۲۱۳) بغوی فی شرح السنۃ (۱۳۱۶)، مسلم (۲۷۱۰)، من قولہ علیہ الصلوۃ والسلام۔

فوائد: رات کو سوتے وقت یہ دعا پڑھنی چاہیے، اگر کوئی آدمی یہ دعا پڑھنے کے بعد رات کو فوت ہو جاتا ہے تو وہ فطرتِ اسلام پر فوت ہو گا:
اَللّٰهُمَّ اَسْلَمْتُ نَفْسِيْ اِلَيْكَ وَوَجَّهْتُ وَجْهِيْ اِلَيْكَ، وَفَوَّضْتُ اَمْرِيْ اِلَيْكَ، وَاَلْجَاْتُ ظَهْرِيْ اِلَيْكَ، رَغْبَةً وَرَهْبَةً اِلَيْكَ ،لَا مَلْجَاَ وَلَامَنْجَاَ مِنْكَ اِلَّا اِلَيْكَ، آمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِيْ اَنْزَلْتَ، وَنَبِيِّكَ الَّذِيْ اَرْسَلْتَ۔

باب:الدعاء الأمر الحازب

سنگین معاملہ کی دعا

۲۸۸۵۔ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: ((كَانَ ﷺ اِذَا حَزَبَهٗ اَمْرٌ، قَالَ: يَاحَيُّ يَا قَيُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِيْثُ)). [الصحيحة:۳۱۸۲]

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب کوئی سنگین معاملہ درپیش ہوتا تو آپ ﷺ فرماتے: اے زندہ رہنے والے! اپنے بل پر قائم رہ کر اپنے ماسوا چیزوں کی حفاظت کرنے والے! میں تیری رحمت کے ذریعے تجھے مدد کے لئے پکارتا ہوں۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۱۸۲۔ ترمذی (۳۵۲۴) ابن السنی فی عمل الیوم واللیلۃ (۳۳۷) واللفظ لہ۔ حاکم (۱/ ۵۰۹)، بیہقی فی الدعوات (۱۷۰) عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ۔

باب: من هديه ﷺ في دعاء الاستسقاء

باب: دعاء استسقاء (طلب باران) کا مسنون طریقہ

۲۸۸٦۔ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: ((كَانَ ﷺ اِذَا دَعَا(يَعْنِيْ: فِي الْاِسْتِسْقَاءِ) جَعَلَ ظَاهِرَ كَفَّيْهِ مِمَّايَلِيْ وَجْهَهٗ)). [الصحيحة:۲٤۹۱]

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب (نمازِ استسقاء میں) دعا کرتے تو ہتھیلیوں کی پشت چہرے کی طرف کرتے۔

تخریج: الصحیحة ۲۴۹۱۔ ابو یعلی (۳۵۴۴) وا حمد (۳/ ۱۲۳) بھذا للفظ' مسلم (۸۹۶)' احمد (۳/ ۱۵۳)' من طریق آخر عنه بمعناہ۔

فوائد: ایسے موقع پر سیدھے ہاتھ اٹھا کر بھی دعا مانگنا درست ہے' جیسا کہ دوسری روایات سے معلوم ہوتا ہے۔

باب: ما یقال عند رؤیة ما یحب وما یکرہ

پسندیدہ اور ناپسندیدہ چیز دیکھ کر کیا کہا جائے

۲۸۸۷۔ عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: (كَانَ إِذَا رَاى مَايُحِبُّ، قَالَ: اَلْحَمْدُلِلّٰهِ الَّذِي بِنِعْمَتِهِ تَتِمُّ الصَّالِحَاتُ۔))، وَإِذَا رَاى مَايَكْرَهُهُ، قَالَ: ((اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى كُلِّ حَالٍ)). [الصحيحة: ٢٦٥]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب پسندیدہ چیز دیکھتے تو فرماتے: ''ساری تعریف اللہ کے لئے ہے جس کی نعمتوں سے نیک کام پورے ہوتے ہیں۔'' اور جب کوئی ناپسندیدہ چیز دیکھتے تو فرماتے: ''ساری تعریف اللہ کے لئے ہے ہر حال میں (یعنی ہر حال میں اللہ کا شکر ہے)۔''

تخریج: الصحیحة ۲۶۵۔ ابن ماجه (۳۸۰۳۔ ابن السنی (۳۷۷)' حاکم (۱/ ۴۹۹)۔

فوائد: جب کوئی پسندیدہ چیز نظر آئے تو یہ دعا پڑھی جائے:

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ الَّذِي بِنِعْمَتِهِ تَتِمُّ الصَّالِحَاتُ.

اور جب کوئی ناپسندیدہ اور مکروہ چیز نظر آئے تو یہ دعا پڑھی جائے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى كُلِّ حَالٍ.

باب: ورد روية الهلال

باب: نیا چاند دیکھنے کی دعاء

۲۸۸۸۔ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ،قَالَ: ((كَانَ إِذَا رَاى الْهِلَالَ قَالَ: اَللّٰهُمَّ اَهِلَّهُ عَلَيْنَا بِالْاَمْنِ وَالْاِيْمَانِ، وَالسَّلَامَةِ وَالْاِسْلَامِ، رَبِّي وَرَبُّكَ اللّٰهُ)). [الصحيحة: ١٨١٦]

سیدنا طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب نیا چاند دیکھتے تو فرماتے: ''اے اللہ! تو اسے ہم پر طلوع کر امن' ایمان' سلامتی اور اسلام کے ساتھ' (اے چاند!) میرا اور تیرا رب اللہ ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۱۸۱۶۔ ترمذی (۳۴۵۱)' حاکم (۴/ ۲۸۵)' احمد (۱/ ۱۶۲)' دارمی (۱۶۹۵)۔

فوائد: اس میں نئے چاند کو دیکھ کر پڑھی جانے والی دعا ہے۔

باب: ما یقول اذا راعه شي

آپ کو جب کوئی چیز گھبراہٹ میں ڈال دیتی تو کیا کہتے؟

۲۸۸۹۔ عَنْ ثَوْبَانَ، اَنَّ النَّبِيَّ: ((كَانَ إِذَا رَاعَهُ شَيْءٌ قَالَ: هُوَ اللّٰهُ رَبِّي لَا اُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا)). [الصحيحة: ٢٠٨٠]

سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب نبی کریم ﷺ کو کوئی چیز گھبرا دیتی تو فرماتے: ''وہ اللہ میرا رب ہے' میں اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتا۔''

تخریج: الصحیحة ۲۰۸۰۔ نسائی عمل الیوم واللیلة (۶۵۷)‘ ابن السنی (۳۳۵)‘ طبرانی فی الدعاء (۱۰۳۱)۔

باب: ما یقول عند السحر

سحری کے وقت کیا کہا جائے

۲۸۹۰۔ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: ((كَانَ اِذَا كَانَ فِي سَفَرٍ، فَاَسْحَرَ يَقُوْلُ: سَمِعَ سَامِعٌ بِحَمْدِ اللّٰهِ وَحُسْنِ بَلَائِهِ عَلَيْنَا، رَبَّنَا اَصْحِبْنَا، وَاَفْضِلْ عَلَيْنَا، عَائِذًا بِاللّٰهِ مِنَ النَّارِ)).

[الصحيحة:۲٦۳۸]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب سفر میں ہوتے اور سحری کا وقت ہوتا تو فرماتے: ”سننے والے نے اللہ تعالیٰ کی تعریف اور ہم پر اس کی حسنِ نعمت کی تشہیر کی‘ اے ہمارے ربّ! ہمارا ساتھی بن جا‘ ہم پر مہربانی فرما‘ اس حال میں کہ میں آگ سے بچنے کے لئے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگ رہا ہوں۔“

تخریج: الصحیحة ۲۶۳۸۔ مسلم (۲۷۱۸)‘ ابوداؤد (۵۰۸۶)‘ نسائی فی الکبری (۸۸۴۸)۔

باب: الدعاء اذا هجت ريح شديدة

سخت ہوا چلنے کے وقت کی دعا

۲۸۹۱۔ عَنْ اَنَسٍ، قَالَ: ((كَانَ ﷺ اِذَا هَجَتْ رِيحٌ شَدِيدَةٌ قَالَ: اَللّٰهُمَّ اِنِّي اَسْاَلُكَ مِنْ خَيْرِهَا وَخَيْرِ مَا اَرْسَلْتَ بِهِ، وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ مَااَرْسَلْتَ بِهِ)).

[الصحيحة:۲۷۵۷]

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب تند و تیز ہوا چلتی تو آپ ﷺ فرماتے: ”اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اس کی بھلائی کا اور اس چیز کی بھلائی کا جس کے ساتھ یہ بھیجی گئی ہے اور تیری پناہ چاہتا ہوں اس چیز کے شرّ سے جس کے ساتھ یہ بھیجی گئی ہے۔“

تخریج: الصحیحة ۲۷۵۷۔ الادب المفرد (۷۱۷) طحاوی فی مشکل الآثار (۱/ ۴۰۰)‘ ابو یعلی (۲۹۰۷)۔

باب: آداب توديع الجيش

باب: لشکر کو الوداع کرنے کے آداب

۲۸۹۲۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ زَيْدِ الْخَطْمِيِّ، قَالَ: ((كَانَ اِذَ اَوْدَعَ الْجَيْشَ قَالَ: اَسْتَوْدِعُ اللّٰهَ دِيْنَكُمْ ،وَاَمَانَتَكُمْ ، وَخَوَاتِيْمَ اَعْمَالِكُمْ)).

[الصحيحة: ۱٦۰۵]

سیدنا عبد اللہ بن زید خطمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی لشکر کو الوداع کرتے تو فرماتے: ”میں تمھارے دین‘ تمھاری امانت اور تمھارے اعمال کے خاتموں کو اللہ کے سپرد کرتا ہوں۔“

تخریج: الصحیحة ۱۶۰۵۔ المحاصل فی الدعاء (......) وقد تقدم برقم (د۲۰۴۴)۔

باب: اکثر دعاء رسول ﷺ

رسول ﷺ کی اکثر دعا یہ ہوا کرتی تھی

۲۸۹۳۔ عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ، قَالَ: قُلْتُ لِاُمِّ سَلَمَةَ: يَا اُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ! مَاكَانَ اَكْثَرُ دُعَاءِ رَسُوْلِ

شہر بن حوشب کہتے ہیں کہ میں نے سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا: اے ام المومنین! جب رسول اللہ ﷺ آپ کے پاس ہوتے

اللّٰهِ ﷺ اِذَاكَانَ عِنْدَكِ؟ قَالَتْ: ((كَانَ اَكْثَرُدُعَائِهٖ: يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ! ثَبِّتْ قَلْبِيْ عَلٰى دِيْنِكَ . فَقِيْلَ لَهُ فِيْ ذٰلِكَ؟ فَقَالَ: اِنَّهُ لَيْسَ آدَمِيٌّ اِلَّا وَقَلْبُهُ بَيْنَ اِصْبَعَيْنِ مِنْ اَصَابِعِ اللّٰهِ، فَمَنْ شَاءَ اَقَامَ، وَمَنْ شَاءَ اَزَاغَ))

[الصحيحة:۲۰۹۱]

تو کون سی دعا کثرت سے پڑھتے تھے؟ انھوں نے کہا: آپ ﷺ زیادہ تر یہ دعا کرتے تھے: ''اے دلوں کو الٹ پلٹ کرنے والے! میرے دل کو اپنے دین پر ثابت رکھ۔'' جب آپ ﷺ سے اس دعا کی وجہ پوچھی گئی تو فرمایا: ''ہر آدمی کا دل اللہ تعالی کی انگلیوں میں سے دو انگلیوں کے درمیان ہوتا ہے' وہ جس کو چاہے (ہدایت پر) ثابت رکھے اور جس کو چاہے گمراہ کر دے۔''

تخريج: الصحيحة ۲۰۹۱۔ ترمذی (۳۵۱۷)۔ ابن ابی شیبة فی الایمان (۵۶)' احمد (۶/ ۳۰۲'۳۱۵)۔

فوائد: معلوم ہوا کہ ضلالت اور گمراہی سے بچنے کے لئے ہر وقت اللہ تعالی سے ثابت قدمی اور دین پر استقامت کی دعا کرنی چاہئے۔اس دعا کو یاد کرنا اور سمجھنا کچھ مشکل نہیں۔مختصر اور آسان سی دعا ہے۔ہمیں چاہیے کہ اس کو اپنا معمول بنالیں۔

يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ! ثَبِّتْ قَلْبِيْ عَلٰى دِيْنِكَ۔

باب: سحر اليهود للنبى عليه وسلم ونزول المعوذتين

باب: یہودیوں کا نبی کریم ﷺ پر جادو کرنا اور جواباً معوذتین کا نازل ہونا

۲۸۹٤۔ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ۔ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: ((كَانَ رَجُلٌ [مِّنَ الْيَهُوْدِ] يَدْخُلُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ' [وَكَانَ يَاْمَنُهُ]' فَعَقَدَ لَهُ عَقْدًا' فَوَضَعَهُ فِيْ بِئْرِ رَجُلٍ مِنَ الْاَنْصَارِ،[فَاشْتَكٰى لِذٰلِكَ اَيَّامًا، ﷺ وَفِيْ حَدِيْثِ عَائِشَةَ: سِتَّةَ اَشْهُرٍ]، فَاَتَاهُ مَلَكَانِ يَعُوْدَانِهٖ، وَقَعَدَ اَحَدُهُمَا عِنْدَ رَاْسِهٖ، وَالْاُخَرُ عِنْدَ رِجْلَيْهِ، وَقَالَ اَحَدُهُمَا: اَتَدْرِيْ مَا وَجَعُهُ؟ قَالَ: فُلَانُ الَّذِيْ[كَانَ يَدْخُلُ عَلَيْهِ عَقَدَلَهُ عُقَدًا، فَاَلْقَا فِيْ بِئْرِ فُلَانِ الْاَنْصَارِيِّ، فَلَوْاَرْسَلَ[اِلَيْهِ] رَجُلًا، وَاَخَذَ [مِنْهُ] الْعُقَدَ لَوَجَدَ الْمَاءَ قَدْ اَصْفَرَ .[فَاَتَاهُ جِبْرِيْلُ فَنَزَلَ عَلَيْهِ .(الْمُعَوِّذَتَيْنِ)، وَقَالَ: اِنَّ رَجُلًا مِّنَ الْيَهُوْدِ سَحَرَكَ، وَالسِّحْرُ فِيْ بِئْرِ فُلَانٍ، قَالَ]فَبَعَثَ رَجُلًا (وَفِيْ طَرِيْقٍ اُخْرٰى:

سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک یہودی' نبی کریم ﷺ کے پاس آتا تھا' آپ ﷺ اس پر اعتماد کرتے تھے' اس نے (آپ ﷺ پر جادو کرنے کے لئے) گرہیں لگائیں اور اس عمل کو ایک انصاری کے کنویں میں رکھ دیا۔اس وجہ سے آپ ﷺ کچھ دن (سیدہ عائشہ کی حدیث کے مطابق چھ مہینے) بیمار رہے۔آپ ﷺ کی تیمارداری کرنے کے لئے دو فرشتے آئے' ایک آپ ﷺ کے سر کے پاس اور دوسرا ٹانگوں کے پاس بیٹھ گیا۔ایک نے دوسرے سے پوچھا: کیا تجھے علم ہے کہ آپ ﷺ کو کیا تکلیف ہے؟ اس نے جواب دیا: فلاں (یہودی)' جو آپ ﷺ کے پاس آیا کرتا تھا' نے گرہیں لگائیں اور فلاں انصاری کے کنویں میں اپنا عمل رکھ دیا' اگر وہ گرہیں لانے کے لیے کسی آدمی کو وہاں بھیجا جائے تو وہ کنویں کے پانی کو زرد پائے گا۔حضرت جبریل (علیہ السلام) آپ ﷺ کے پاس معوذتین (سورۂ فلق اور سورۂ ناس) لے کر تشریف لائے اور کہا: فلاں یہودی نے آپ پر جادو کیا ہے اور جادو کا عمل

فَبَعَثَ عَلِيًّا. رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ.) [فَوَجَدَ الْمَاءَ قَدْ اِصْفَرَّ]فَأَخَذَ الْعُقَدَ [فَجَاءَ بِهَا]، [فَأَمَرَهُ أَنْ يَحِلَّ الْعُقَدَ وَيَقْرَأَ آيَةً]،فَحَلَّهَا، [فَجَعَلَ يَقْرَأُ وَيَحِلُّ]، [فَجَعَلَ كُلَّمَا حَلَّ عُقْدَةً وَجَدَ لِذٰلِكَ خِفَّةً]فَبَرَأَ، (وَفِي الطَّرِيقِ الْأُخْرٰى: فَقَامَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ كَأَنَّمَا نَشَطَ مِنْ عِقَالٍ)، وَكَانَ الرَّجُلُ بَعْدَ ذٰلِكَ يَدْخُلُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَلَمْ يَذْكُرْ لَهُ شَيْئًا، وَلَمْ يُعَاتِبْهُ [قَطُّ حَتّٰى مَاتَ]))

[الصحيحة:٢٧٦١]

فلاں کنویں میں ہے۔ آپ ﷺ نے ایک آدمی (ایک روایت کے مطابق سیدنا علی رضی اللہ عنہ) کو بھیجا' انھوں نے دیکھا کہ پانی زرد ہو چکا تھا' وہ گرہیں لے کر واپس آ گئے۔ حضرت جبریل (علیہ السلام) نے آپ ﷺ کو حکم دیا کہ ایک ایک آیت پڑھ کر ایک ایک گرہ کھولتے جائیں' آپ ﷺ نے ایک گرہ کھولی' پھر ایک ایک آیت پڑھ کر گرہیں کھولتے گئے' جونہی گرہ کھلتی تھی' آپ ﷺ اپنے آپ کو ہلکا پھلکا محسوس کرتے تھے' بالآخر صحت یاب ہو گئے اور ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ ایسے کھڑے ہوئے' گویا کہ (رسیوں میں جکڑے ہوئے تھے) اور رسیاں کھول کر آزاد کر دیا ہو۔ وہی (یہودی جادوگر) اس وقوعہ کے بعد نبی کریم ﷺ کے پاس آتا تھا' لیکن آپ ﷺ نے اس کے سامنے کسی چیز کا ذکر نہیں کیا اور نہ اسے کبھی ڈانٹ ڈپٹ کی' یہاں تک کہ وہ مر گیا۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۷۶۱۔ طبرانی فی الکبیر (۵۰۱۱)' والسیاق لہ ' حاکم (۴/ ۳۶۰'۳۶۱) نسائی (۴۰۸۵) مختصرا احمد (۴/ ۳۶۷)۔

فوائد: جادو کا اثر برحق ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نبی کریم پر جادو ہو گیا تھا۔ سورۂ فلق اور سورۂ ناس کے ذریعے اس کے اثر کو باطل کر دیا گیا۔ نیز نبی کریم ﷺ کے اعلیٰ ترین اخلاق کا بھی پتہ چلتا ہے کہ اپنی جان کے دشمن کے مکر وفریب کو بھی اس پر ظاہر نہیں کیا نہ اسے شرمندہ کیا۔ اللھم صلی علی محمد۔

باب: اکثر دعائه فى آخر امره

آپ ﷺ کی آخری عمر میں یہ دعا اکثر ہوتی تھی

٢٨٩٥ - قَالَتْ: عَائِشَةُ: ((كَانَ ﷺ فِي آخِرِ أَمْرِهِ يُكْثِرُ مِنْ قَوْلِ: سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ، أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ،[قَالَتْ عَائِشَةُ:] فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! مَالِي أَرَاكَ تُكْثِرُ مِنْ قَوْلِ: سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ؟! قَالَ: أَنَّ رَبِّي أَخْبَرَنِي أَنِّي سَأَرَى عَلَامَةً فِي أُمَّتِي، وَأَمَرَنِي. إِذَا رَأَيْتُ تِلْكَ الْعَلَامَةَ. أَنْ أُسَبِّحَ بِحَمْدِهِ وَأَسْتَغْفِرُهُ، وَقَدْ

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہے: نبی کریم ﷺ اپنی زندگی کے آخر میں یہ دعا بکثرت پڑھتے تھے: ''اللہ پاک ہے اپنی تعریفوں کے ساتھ' میں اللہ سے بخشش طلب کرتا ہوں اور اس کی طرف توبہ کرتا ہوں۔'' میں نے کہا: کیا وجہ ہے کہ آپ ﷺ یہ دعا کثرت کے ساتھ پڑھتے ہیں: ''اللہ پاک ہے اپنی تعریفوں کے ساتھ' میں اللہ سے بخشش طلب کرتا ہوں اور اس کی طرف توبہ کرتا ہوں۔''؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میرے ربّ نے مجھے خبر دی تھی کہ میں عنقریب اپنی امت میں کوئی علامت دیکھوں گا اور یہ حکم

رَأَيْتُهَا﴿إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ . وَرَأَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُونَ فِي دِيْنِ اللَّهِ أَفْوَاجًا. [فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ إِنَّهُ كَانَ تَوَّابًا]﴾ [النصر:ا۔۳))] [الصحيحة:۳۱۵۷]

بھی دیا کہ جب وہ علامت نظر آ جائے تو کثرت سے تعریفوں سمیت میری تسبیح بیان کرنا اور مجھ سے بخشش طلب کرنا۔ پس تحقیق میں وہ علامت دیکھ چکا ہوں (اور وہ ہے یہ سورۂ نصر:) ﴿جب اللہ کی نصرت اور فتح آ پہنچے گی اور آپ دیکھ لیں گے کہ لوگ فوج در فوج دین میں داخل ہو رہے ہیں تو اپنے رب کی تعریفوں سمیت اس کی تسبیح بیان کرنا اور اس سے بخشش طلب کرنا' بیشک وہ توبہ قبول کرنے والا ہے۔﴾'' (سورۂ نصر:ا۔۳)

تخریج: الصحیحۃ ۳۱۵۷۔ احمد (۶/ ۳۵) الحسین المروزی فی زوائد الزھد (۱۱۳۰)' مسلم (۲۲۰/ ۴۸۴)' والبخاری (۴۹۶۷)' مختصراً۔

فوائد: سورۂ نصر درحقیقت آپ ﷺ کی وفات کے قریب ہونے کا اعلان تھی' جیسا کہ بعض صحابہ کرام بھی سمجھ گئے تھے۔ اسی سورت میں آپ ﷺ کو اپنے ربّ کی تسبیحات و تعریفات بیان کرنے اور اس سے بخشش طلب کرنے کا حکم دیا گیا اور وفات سے پہلے یہی امور زیب دیتے ہیں۔

باب: انزل القرآن على سبعة احرف

قرآن سات لہجوں میں داخل ہوا ہے

۲۸۹۶۔ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ، عَنْ رَسُوْلِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((كَانَ الْكِتَابُ الْأَوَّلُ يَنْزِلُ مِنْ بَابٍ وَاحِدٍ عَلَى حَرْفٍ وَاحِدٍ وَنَزَلَ الْقُرْآنُ مِنْ سَبْعَةِ أَبْوَابٍ عَلَى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ)). [الصحيحة:۵۸۷]

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پہلی کتابیں ایک دروازے سے ایک لہجے پر نازل ہوتی تھیں اور قرآن مجید سات دروازوں سے سات لہجوں پر نازل ہوا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۵۸۷۔ طحاوی فی مشکل الآثار (۴/ ۱۸۴'۱۸۵د)' حاکم (۱/ ۵۵۳)' ابن حبان (۷۴۵)۔

فوائد: قرآن مجید سات لہجوں یعنی سات لغات پر نازل ہوا' ان لغات کے الفاظ میں فرق ہوتا تھا' لیکن معنی و مفہوم ایک ہوتا ہے۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے فرزندانِ امت کو نزاع و اختلاف سے محفوظ کرنے کے لئے صرف ایک لغت کو باقی رہنے دیا۔

باب: دعاء رسول الله

رسول اللہ کی دعا کا بیان

۲۸۹۷۔ فَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: ((كَانَ مِنْ دُعَائِهِ ﷺ اللَّهُمَّ اغْفِرْلِي مَاقَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ ، وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ، وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّي ، إِنَّكَ أَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَالْمُؤَخِّرُ، لَاإِلٰهَ إِلَّا

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ یہ دعا بھی کرتے تھے: اے اللہ! مجھے بخش دے' یعنی میرے آگے کئے ہوئے اور پیچھے کئے ہوئے (گناہوں کو)' اور (ان گناہوں کو بھی بخش دے جو) میں نے مخفی طور پر اور اعلانیہ کئے اور (ان گناہوں

أَنْتَ)). [الصحیحة:٢٩٤٤]

کو) جو تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے۔ بیشک تو آگے کرنے والا ہے اور پیچھے کرنے والا ہے اور نہیں کوئی معبودِ برحق مگر تو ہی۔

تخریج: الصحیحة ۲۹۴۴۔ الادب المفرد (۶۷۳)' احمد (۲/ ۲۹۱'۵۱۴)' طبرانی فی الدعاء (۱۷۹۶)۔

باب: ختم القرآن فی اقل من ثلاث خلاف السنة

باب: تین راتوں سے کم میں ختم قرآن کرنا خلاف سنت ہے

٢٨٩٨۔ عَنْ عَائِشَةَ، قَالَ: ((كَانَ ﷺ لَا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ فِي أَقَلَّ مِنْ ثَلَاثٍ)) [الصحیحة:٢٤٦٦]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ تین دنوں سے کم میں قرآن مجید کی تلاوت مکمل نہیں کرتے تھے۔

تخریج: الصحیحة ۲۴۶۶۔ ابن سعد (۱/ ۳۷۶)۔ ابو شیخ فی اخلاق النبی ﷺ (ص:۲۸۰'۲۸۱)۔ ومن طریقه البغوی فی الانوار (۶۱۸)' وفیه "کان یقرأ القرآن فی اقل من ثلاث" محرف۔

فوائد: پہلے بھی اس مفہوم کی احادیث گزر چکی ہیں کہ تین دن سے کم وقت میں قرآن مجید ختم نہیں کرنا چاہئے۔ لیکن اس کی وجہ سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (لم یفقه من قرأ القرآن فی اقل من ثلاث۔) [ابوداود' ترمذی' نسائی] یعنی: جس نے قرآن کی تلاوت تین دنوں سے کم مدت میں مکمل کر لی وہ قرآن مجید کو سمجھ ہی نہ سکا۔

قرآن مجید کو تین ایام سے کم مدت میں ختم کرنے سے اس لئے روکا گیا کہ قاری بغیر سمجھے تلاوت کرتا جائے گا' لیکن افسوس کہ ہم تین نہیں' تیس یا تین سو دنوں میں بھی ختم کر لیں' پھر بھی ہمیں سمجھ نہیں آتا۔

٢٨٩٩۔ عَنْ جَابِرٍ: ((كَانَ ﷺ لَا يَنَامُ حَتّٰى يَقْرَأَ ﴿الٓمٓ تَنْزِيلُ﴾ السَّجْدَةَ وَ﴿تَبَارَكَ الَّذِي بِيَدِهِ الْمُلْكُ﴾)) [الصحیحة:٥٨٥]

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اس وقت تک نہیں سوتے تھے' جب تک سورۂ سجدہ ﴿الٓمٓ○تَنْزِيلُ﴾ اور سورۂ ملک ﴿تَبَارَكَ الَّذِي بِيَدِهِ الْمُلْكُ﴾ کی تلاوت نہ کر لیتے تھے۔

تخریج: الصحیحة ۵۸۵۔ ترمذی (۲۸۹۲) دارمی (۳۴۱۱)' احمد (۳/ ۳۴۰)' الادب المفرد (۱۲۰۹)۔

فوائد: ہمیں اس سنت مبارکہ پر عمل کرتے ہوئے سونے سے پہلے سورۂ ملک اور سورۂ سجدہ کی تلاوت کرنی چاہئے۔

باب: قرأته قبل النوم

نیند سے پہلے آپ کی قرأت کا بیان

٢٩٠٠۔ عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: ((كَانَ ﷺ لَا يَنَامُ حَتّٰى يَقْرَأَ ﴿الزُّمَرَ﴾ وَ﴿بَنِي إِسْرَائِيلَ﴾)). [الصحیحة: ٦٤١]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب تک سورۂ زمر اور سورۂ بنی اسرائیل کی تلاوت نہیں کر لیتے تھے' اس وقت تک سوتے نہیں تھے۔

تخریج: الصحیحة ۶۴۱۔ ترمذی (۲۹۲۰)' احمد (۶/ ۶۸)' ابن خزیمة (۱۱۶۳)' حاکم (۲/ ۴۳۴)۔

فوائد: سورہ زمر آٹھ اور سورۂ بنی اسرائیل بارہ رکوعات پر مشتمل ہے' ہمارے لئے یہ ایک مشکل عمل ہے' لیکن پارسا ہستیوں کو نیک

اعمال آسان محسوس ہوتے ہیں' اگرچہ وہ مشکل ہی ہوں۔ ہمیں چاہیے کہ روزانہ نہیں تو بسا اوقات اس سنت میں رسول اللہ ﷺ کی موافقت اختیار کر لیں۔

۲۹۰۱۔ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، قَالَ: ((كَانَ ﷺ يَتَوَسَّدُ يَمِينَهُ عِنْدَ الْمَنَامِ، ثُمَّ يَقُوْلُ: رَبِّ قِنِي عَذَابَكَ يَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ)). [الصحيحة:۲۷۰۳]

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سوتے وقت دایاں ہاتھ سر کے نیچے رکھتے اور یہ دعا پڑھتے: ''اے میرے ربّ! جس دن تو اپنے بندوں کو اٹھائے گا' اس دن مجھے اپنے عذاب سے بچانا۔''

تخریج: الصحیحة ۲۷۰۳۔ ترمذی فی الشمائل (۲۵۲)' نسائی فی عمل الیوم واللیلة (۷۵۵)' احمد (۴/ ۳۰۰)' ترمذی فی السنن (۳۳۹۹) نحوه۔

باب: من ادعية ﷺ

باب: نبی اکرم ﷺ کی ایک دعاء

۲۹۰۲۔ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ: ((كَانَ يَدْعُوْ: اَللّٰهُمَّ احْفَظْنِي بِالْإِسْلَامِ قَائِمًا، وَاحْفَظْنِي بِالْإِسْلَامِ قَاعِدًا، وَاحْفَظْنِي بِالْإِسْلَامِ رَاقِدًا، وَلَا تُشْمِتْ بِيَ عَدُوًّا حَاسِدًا، اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ مِنْ كُلِّ خَيْرٍ خَزَائِنُهُ بِيَدِكَ ، وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ كُلِّ شَرٍّ خَزَائِنُهُ بِيَدِكَ)).[الصحيحة:۱۵٤۰]

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ یہ دعا پڑھتے تھے: ''اے اللہ! قیام کی حالت میں اسلام کے ساتھ میری حفاظت فرما اور بیٹھک کی حالت میں اسلام کے ساتھ میری حفاظت فرما اور نیند کی حالت میں اسلام کے ساتھ میری حفاظت فرما۔ میری تکلیف سے میرے حاسد دشمن کو خوش نہ کرنا۔ اے اللہ! میں تجھ سے ہر اس خیر کا سوال کرتا ہوں جس کے خزانے تیرے ہاتھ میں ہیں اور تیری پناہ چاہتا ہوں ہر اس شرّ سے جس کے خزانے تیرے پاس ہیں۔''

تخریج: الصحیحة ۱۵۴۰۔ حاکم (۱/ ۵۲۵)' وابن حبان (۹۳۴) من طریق آخر عن ھاشم بن عبداللہ بن الزبیر مرسلاً مطولاً۔

۲۹۰۳۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، قَالَ: ((كَانَ ﷺ يَدْعُوْ بِهٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ: اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوْذُ بِكَ مِنْ غَلَبَةِ الدَّيْنِ، وَغَلَبَةِ الْعَدُوِّ، وَشَمَاتَةِ الْأَعْدَاءِ)) [الصحيحة:۱۵٤۱]

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ان کلمات کے ساتھ دعا کرتے تھے: ''اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں غلبۂ قرض سے' غلبۂ دشمن سے اور میری مصیبت پر دشمنوں کے خوش ہونے سے۔''

تخریج: الصحیحة ۱۵۴۱۔ نسائی (۵۴۷۷)' حاکم (۱/ ۱۰۴)' احمد (۲/ ۱۷۳)۔

۲۹۰٤۔ عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: ((كَانَ ﷺ يَذْكُرُ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ أَحْيَانِهِ)). [الصحيحة:٤٠٦]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہر وقت اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا کرتے تھے۔

تخریج: الصحیحة ۴۰۶۔ مسلم (۳۷۳)' ابو داؤد (۱۸)' ترمذی (۳۳۸۴)' ابن ماجه (۳۰۲)۔

فوائد: بندگانِ خدا کی سعادت اس میں ہے کہ وہ کثرت سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کریں۔ ذکر کرنے اور نہ کرنے والے کی زندہ اور مردہ کی مثال ہے، یہ ذکرِ الٰہی ہی ہے جس سے زندگی اپنے اصلی قالب میں ڈھلتی ہے، اگر اپنے آپ کو اس سعادت سے محروم رکھا جائے تو نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں: (من قعد مقعدا لم يذكر الله فيه كانت عليه من الله ترة ومن اضطجع مضجعا لايذكر الله فيه كانت عليه من الله ترة.) [ابوداود] یعنی: جو شخص کسی ایسی جگہ بیٹھا جس میں اس نے اللہ تعالیٰ کو یاد نہ کیا تو وہ (جگہ اور مجلس) اللہ کی طرف سے اس پر نقصان کا باعث ہوگی اور جو شخص کسی ایسی جگہ لیٹا جس میں اس نے اللہ کو یاد نہ کیا تو وہ لیٹنا اس پر اللہ کی طرف سے نقصان کا باعث ہوگا۔

۲۹۰۵۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ اَبْزىٰ، عَنْ اَبِيْهِ، قَالَ: ((كَانَ ﷺ [يُعَلِّمُنَا] اِذَا اَصْبَحَ [اَحَدُنَا اَنْ] يَقُوْلَ: اَصْبَحْنَا عَلٰى فِطْرَةِ الْاِسْلَامِ، وَكَلِمَةِ الْاِخْلَاصِ، وَدِيْنِ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ ﷺ وَمِلَّةِ اَبِيْنَا اِبْرَاهِيْمَ حَنِيْفًا [مُسْلِمًا] وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ)). [الصحيحة:۲۹۸۹]

عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابزی اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں صبح کے وقت یہ دعا پڑھنے کی تعلیم دی: ''ہم نے فطرتِ اسلام، کلمۂ اخلاص، اپنے نبی محمد ﷺ کے دین، اپنے باپ ابراہیم (علیہ السلام)، جو یکسو مسلمان تھے، نہ کہ مشرک، کی ملت پر صبح کی۔''

تخريج: الصحيحة ۲۹۸۹- نسائى فى عمل اليوم والليلة (۱۳۳/ ۱) ابن السنى (۳۲)، احمد (۳/ ۴۰۷)- ابن ابى شيبة (۹/ ۷۱)۔

باب: من تعويذه ﷺ للمريض

باب: مریض کے لیے مسنون دعاء

۲۹۰۶۔ عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: ((كَانَ ﷺ يَتَعَوَّذُ بِهٰذِهِ الْكَلِمَاتِ: ((اَللّٰهُمَّ رَبَّ النَّاسِ] اَذْهِبِ الْبَاْسَ، وَاشْفِ وَاَنْتَ الشَّافِيْ، لَاشِفَاءَ اِلَّاشِفَاؤُكَ، شِفَاءً لَايُغَادِرُ سَقَمًا)). فَلَمَّا ثَقُلَ فِيْ مَرَضِهِ الَّذِيْ مَاتَ فِيْهِ اَخَذْتُ بِيَدِهِ فَجَعَلْتُ اَمْسَحُهُ [بِهَا] وَاَقُوْلُهَا، فَنَزَعَ يَدَهُ مِنْ يَدِيْ، قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ، وَاَلْحِقْنِيْ بِالرَّفِيْقِ الْاَعْلٰى)) قَالَتْ: فَكَانَ هٰذَا آخِرَ مَاسَمِعْتُ مِنْ كَلَامِهِ ﷺ۔ [الصحيحة:۲۷۷۵]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ان کلمات کے ساتھ دم کرتے تھے: ''اے اللہ! لوگوں کے رب! بیماری کو ختم کردے اور شفا دے، تو شفا دینے والا ہے، تیری شفا کے علاوہ اور کوئی شفا نہیں، ایسی شفا (دے) جو کسی بیماری کو نہ چھوڑے۔'' جب آپ ﷺ کا مرض الموت شدت اختیار کر گیا تو میں آپ ﷺ کا ہاتھ پکڑ کر آپ پر پھیرنے اور یہ دعا پڑھنے لگی۔ آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ میرے ہاتھ سے کھینچ لیا اور یہ پڑھنے لگ گئے: ''اے اللہ! مجھے بخش دے اور مجھے رفیقِ اعلیٰ میں پہنچا دے۔'' سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: یہ آخری کلمات تھے جو میں نے آپ ﷺ سے سنے۔

تخريج: الصحيحة ۲۷۷۵- ابن ابى شيبة (۷/ ۴۰۳-۴۰۴)، مسلم (۲۱۹۱)، ابن ماجه (۱۶۱۹)، بنحوه، بخارى (۵۷۴۳، ۵۷۵۰)، مختصراً۔

فوائد: معلوم ہوا کہ یہ کلمات پڑھ کر مریض کو دم کرنا چاہیے:

اَللّٰهُمَّ رَبَّ النَّاسِ اَذْهِبِ الْبَاْسَ، وَاشْفِ وَاَنْتَ الشَّافِيْ، لَاشِفَاءَ اِلَّاشِفَاؤُكَ، شِفَاءً لَايُغَادِرُ سَقَمًا۔

۲۹۰۷۔ عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: ((كَانَ ﷺ يَقْرَأُ: ﴿اِنَّهُ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ﴾)). [الصحيحة:۲۸۰۹]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ آپ ﷺ یہ آیت (یوں) پڑھتے تھے: ﴿اِنَّهُ عَمِلَ غَيْرَ صَالِحٍ﴾

تخریج: الصحیحۃ ۲۸۰۹۔ بخاری فی التاریخ :(۱/ ۲۸۶٬۲۸۷)، حاکم (۲/ ۲۴۱)۔ ابوداؤد (۳۹۸۲)، ترمذی (۳۱۱۲)، عن ام سلمۃ ؓ۔

فوائد: جبکہ متداول قرآن مجید میں ﴿اِنَّهُ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ﴾ ہے، معلوم ہوا کہ اس جملے میں دو لہجے ہیں۔ پہلے قرآن مجید کے سات لغات پر نازل ہونے کا ذکر ہو چکا ہے، اس کی ایک مثال اس حدیث میں پیش کی گئی ہے کہ الفاظ مختلف ہیں لیکن معنی ایک ہے۔

باب: الدعاء عند ارادة النوم

نیند کا ارادہ کرتے وقت کی دعا

۲۹۰۸۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: ((كَانَ ﷺ يَقُوْلُ حِيْنَ يُرِيْدُ اَنْ يَّنَامَ : اَللّٰهُمَّ! فَاطِرَ السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضِ ! عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ! رَبَّ كُلِّ شَيْءٍ! وَاِلٰهَ كُلِّ شَيْءٍ! اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَنْتَ، وَحْدَكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ، وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُوْلُكَ، وَالْمَلَائِكَةُ يَشْهَدُوْنَ، اَللّٰهُمَّ! اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الشَّيْطَانِ وَشِرْكِهِ، وَاَعُوْذُ بِكَ اَنْ اَقْتَرِفَ عَلٰى نَفْسِيْ اِثْمًا، اَوْاَرُدَّهُ اِلٰى مُسْلِمٍ)).

[الصحيحة:۳۴۴۳]

سیدنا عبداللہ بن عمرو ؓ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ جب سونے کا ارادہ کرتے تو فرماتے: ”اے اللہ! آسمان و زمین کو پیدا کرنے والے! غائب و حاضر کو جاننے والے! ہر چیز کے رب! ہر چیز کے معبودِ برحق! میں گواہی دیتا ہوں کہ تو ہی معبودِ برحق ہے، تو اکیلا ہے، تیرا کوئی شریک نہیں، اور یہ کہ محمد (ﷺ) تیرے بندے اور رسول ہیں اور اس بات پر فرشتے بھی گواہی دیتے ہیں۔ اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں شیطان اور اس کے شرک سے اور میں تیری پناہ طلب کرتا ہوں اس بات سے کہ میں اپنے نفس پر برائی کا ارتکاب کروں یا کسی مسلمان سے برائی کروں۔“

تخریج: الصحیحۃ ۳۴۴۳۔ طبرانی فی الکبیر (۱۳/ ۴۰) وفی الدعاء (۲۹۳)، احمد (۲/ ۱۷۱) باختلاف یسیر۔

باب: الذكر بعد السلام قبل ان يرفع

سلام پھیرنے کے بعد اٹھنے سے پہلے کا ورد

۲۹۰۹۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، قَالَ: ((كَانَ ﷺ يَقُوْلُ فِيْ دُبُرِ الصَّلَاةِ اِذَا اَسْلَمَ قَبْلَ اَنْ يَّقُوْمَ، يَرْفَعُ بِذٰلِكَ صَوْتَهُ: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ، وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ، وَلَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، [وَ]لَا نَعْبُدُ اِلَّا اِيَّاهُ، لَهُ النِّعْمَةُ، وَلَهُ الْفَضْلُ، وَلَهُ الثَّنَاءُ الْحَسَنُ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ، وَلَوْكَرِهَ

سیدنا عبداللہ بن زبیر ؓ کہتے ہیں: جب رسول اللہ ﷺ نماز سے سلام پھیرتے تو کھڑے ہونے سے پہلے باآواز بلند یہ دعا پڑھتے: ”نہیں کوئی معبودِ برحق مگر اللہ تعالیٰ، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، بادشاہت اسی کے لئے ہے، تعریف اسی کے لئے ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے اور برائی سے بچنے کی طاقت اور نیکی کرنے کی قوت نہیں ہے مگر اسی کی توفیق سے، وہی معبودِ برحق ہے، ہم نہیں عبادت کرتے مگر اسی کی، نعمت اسی کیلئے ہے، فضل اسی کے لئے ہے، ثناءِ حسن اسی کیلئے ہے، نہیں کوئی معبود مگر وہی، ہم اسی کے لئے

الْكٰفِرُوْنَ)) [الصحيحة: ٣١٦٠]

بندگی کو خالص کرنے والے ہیں، اگرچہ کافر لوگ ناپسند کریں۔"

تخریج: الصحیحۃ ۳۱۶۰۔ طبرانی فی الدعاء (۶۸۱)، مسلم (۵۹۴)، ابو عوانہ (۲/ ۲۴۵)، بنحوہ۔

فوائد: آجکل لوگوں نے نماز باجماعت کے بعد اجتماعی طور پر کوئی ایک دعا خاص کی ہوئی اور مسنون اذکار ترک کر دیئے ہیں۔ ایک ذکر اس حدیث میں پیش کیا گیا ہے۔ غیر مسنون اذکار کی بجائے سنت نبوی ﷺ سے ثابت شدہ اذکار کرنے چاہئیں۔

باب: الدعاء التعويذ من جار السوء

برے پڑوسی سے پناہ مانگنے کی دعا

٢٩١٠۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ: ((كَانَ يَقُوْلُ فِيْ دُعَائِهِ: اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوْذُبِكَ مِنْ جَارِ السُّوْءِ فِيْ دَارِ الْمُقَامَةِ، فَإِنَّ جَارَ الْبَادِيَةِ يَتَحَوَّلُ)). [الصحيحة: ٣٩٤٣]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "اے اللہ! میں اپنی مستقل رہائش کے برے پڑوسی سے تیری پناہ طلب کرتا ہو، کیونکہ خیمہ نشیں کا پڑوسی تو (اِدھر اُدھر) منتقل ہو جاتا ہے۔"

تخریج: الصحیحۃ ۳۹۴۳۔ الادب المفرد (۱۱۷)، ابن حبان (۱۰۳۳)، حاکم (۱/ ۵۳۲)، طبرانی فی الدعاء (۱۳۴۰)۔

فوائد: گھر کے سربراہ کے بعد اس کا پڑوسی ہی اس کی عزتوں کا محافظ ہوتا ہے۔ بدکردار، جھگڑالو اور برے پڑوسی کے مفاسد ہر کوئی جانتا ہے۔ اس لئے آپ ﷺ برے پڑوسی سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرتے تھے۔

باب: سجدة النجم

سورۂ النجم کے سجدہ کا بیان

٢٩١١۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ: ((كُتِبَتْ عِنْدَهُ سُوْرَةُ ﴿النَّجْمِ﴾، فَلَمَّا بَلَغَ السَّجْدَةَ سَجَدَ، وَسَجَدْنَا مَعَهُ، وَسَجَدَتِ الدَّوَاةُ وَالْقَلَمُ)) [الصحيحة: ٣٠٣٥]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے پاس سورۂ نجم لکھی گئی، جب سجدہ والی آیت تک پہنچے تو آپ ﷺ نے اور ہم نے سجدہ کیا اور دوات اور قلم نے بھی سجدہ کیا۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۰۳۵۔ البزار (الکشف: ۷۵۳)، طحاوی (۱/ ۲۰۸)، دارقطنی (۱/ ۴۰۹) مختصراً۔

فوائد: کائنات کی ہر چیز اللہ تعالیٰ کے سامنے سجدہ ریز ہوتی اور اس کی تسبیح وتعریف بیان کرتی ہے، جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿ولله یسجد ما فی السموات وما فی الارض﴾ [سورۂ نحل: ۴۹] یعنی: "آسمانوں اور زمینوں میں جو کچھ ہے وہ اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرتا ہے۔"

مزید ارشاد فرمایا: ﴿وان من شیء الا یسبح بحمده ولكن لا تفقهون تسبيحهم﴾ [سورۂ اسراء: ۴۴] یعنی: "ہر چیز اس کی تعریف کے ساتھ اس کی تسبیح بیان کرتی ہے، لیکن تم لوگ ان کی تسبیح کو نہیں سمجھ پاتے۔"

انسان کے سامنے جتنی مخلوقات ہیں، وہ ان کی بندگی کا اندازہ نہیں جان سکتا، بسا اوقات اللہ تعالیٰ معجزانہ طور پر دکھا دیتے ہیں، جیسا کہ اس حدیث میں قلم اور دوات کے سجدہ کرنے کا ذکر ہے۔

باب: حبل الله هو كتاب الله

اللہ کی رسی اللہ کی کتاب ہے

٢٩١٢۔ عَنْ أَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ: قَالَ

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((كِتَابُ اللّٰهِ، هُوَ حَبْلُ اللّٰهِ الْمَمْدُوْدُ مِّنَ السَّمَاءِ إِلَى الْأَرْضِ)). [الصحيحة:٢٠٢٤]

فرمایا: ''اللہ کی کتاب' اس کی رسی ہے جسے آسمان سے زمین کی طرف لٹکایا گیا ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۲۰۲۴۔ ترمذی (۳۷۸۸)' احمد (۳/ ۱۴' ۱۷)' ابویعلی (۱۰۲۷)' ابن ابی عاصم فی السنة (۱۵۵۴)۔

فوائد: اب جو اس رسی کو مضبوطی سے پکڑ لے گا' وہ آسمانوں کی طرف چڑھ جائے گا اور جس نے غفلت کی' رفعتیں اس کے نصیبے میں نہ آسکیں گے۔ یاد رہے کہ مرنے کے بعد نیک آدمی کی روح آسمانوں میں چڑھ جاتی ہے' لیکن بد آدمی کے روح کے لئے آسمانوں کے دروازے کھولے ہی نہیں جاتے۔

باب: كل دعاءٍ محجوب بغير صلاة النبيّ
نبی ﷺ پر درود بغیر کوئی دعاء قبول نہیں ہوتی

٢٩١٣۔ عَنْ عَلِيٍّ مَرْفُوْعًا: ((كُلُّ دُعَاءٍ مَحْجُوْبٌ حَتّٰى يُصَلِّيَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ)). [الصحيحة:٢٠٣٥]

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس وقت تک دعا قبول نہیں ہوتی جب تک نبی کریم ﷺ پر درود نہیں بھیجا جائے۔''

تخریج: الصحیحة ۲۰۳۵۔ ابن مخلد فی المنتقی من حدیثه (۷۶/ ۱) اصبھانی فی الترغیب (ق۱۷۱/ ۲)' طبرانی فی الاوسط (۷۲۵) موقوفاً علیه۔

باب: كل شيءٍ لغو الا أربع
چار چیزوں کے سوا ہر چیز بے کار ہے

٢٩١٤۔ عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِيْ رَبَاحٍ، قَالَ: رَأَيْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ وَجَابِرَ بْنَ عُمَيْرٍ الْأَنْصَارِ يَيْنَ يَرْتَمِيَانِ، فَمَلَّ أَحَدُهُمَا فَجَلَسَ، فَقَالَ لَهُ الْآخَرُ: كَسِلْتَ؟ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ((كُلُّ شَيْءٍ لَيْسَ مِنْ ذِكْرِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ. فَهُوَ [لَغْوٌ وَ]لَهْوٌ أَوْ سَهْوٌ، إِلَّا أَرْبَعَ خِصَالٍ: مَشْيُ الرَّجُلِ بَيْنَ الْغَرَضَيْنِ، وَتَأْدِيْبُهُ فَرَسَهُ، وَمُلَاعَبَتُهُ أَهْلَهُ، وَتَعَلُّمُ السِّبَاحَةِ)). [الصحيحة:٣١٥]

عطاء بن ابو رباح کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا جابر بن عبد اللہ انصاری اور سیدنا جابر بن عمیر انصاری رضی اللہ عنہ کو تیر اندازی میں مقابلہ کرتے دیکھا' ایک اکتا کر بیٹھ گیا' دوسرے نے اسے کہا: تو سست پڑ گیا ہے؟ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''ذکرِ الٰہی کے علاوہ ہر چیز بے کار اور فضول ہے' ماسوائے ان چار چیزوں کے: (۱) آدمی کا دونوں مقاصد (دنیا و آخرت) کے درمیان چلنا' (۲) گھوڑے کو سدھانا' (۳) بیوی کے ساتھ کھیلنا (اور خوش طبعی کرنا) اور (۴) تیراکی سیکھنا۔''

تخریج: الصحیحة ۳۱۵۔ نسائی فی الکبری (۸۹۳۸)' طبرانی فی الکبیر (۱۷۸۵) و الاوسط (۸۱۴۳)۔

٢٩١٥۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((كَلِمَاتُ الْفَرَجِ : لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيْمُ

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا: یہ کلمات ہیں' جن سے کشادگی ہوتی ہے: نہیں کوئی معبود

الْكَرِيمُ، لَاإِلٰهَ إِلَّااللّٰهُ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ، لَاإِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ رَبُّ السَّمَاوَاتِ السَّبْعِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ)). [الصحيحة:٢٠٤٥]

برحق مگر اللہ تعالیٰ، وہ بردبار اور مہربان ہے، نہیں ہے کوئی معبودِ برحق مگر اللہ تعالیٰ، وہ بلند و بالا اور عظمت والا ہے، نہیں ہے کوئی معبودِ برحق مگر اللہ تعالیٰ، جو ساتوں آسمانوں کا ربّ اور عرشِ عظیم کا ربّ ہے۔"

تخریج: الصحيحة ٢٠٤٥- ابن ابى الدنيا فى الفرج بعد الشدة (٣٨) الخرائطى فى مغارم الا خلاق (٣٩٤)، احمد (١/ ...) من فعله ﷺ، واصل الحديث متفق عليه بخارى (٦٣٤٥)، مسلم (٢٧٣٠)۔

فوائد: معلوم ہوا کہ غم والم کی کیفیت ٹالنے اور آرام وسکون کی کیفیت حاصل کرنے کے لئے یہ ذکر کیا جائے:
لَاإِلٰهَ إِلَّااللّٰهُ الْحَلِيمُ الْكَرِيمُ، لَاإِلٰهَ إِلَّااللّٰهُ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ، لَاإِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ رَبُّ السَّمَاوَاتِ السَّبْعِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ

باب: فضل ذكر الله تعالى

اللہ تعالیٰ کے ذکر کی فضیلت کا بیان

٢٩١٦- عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَأَنْ أَقْعُدَ مَعَ قَوْمٍ يَذْكُرُونَ اللّٰهَ تَعَالَى مِنْ صَلَاةِ الْغَدَاةِ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أُعْتِقَ أَرْبَعَةً مِّنْ وَلَدِ إِسْمَاعِيلَ، وَلَأَنْ أَقْعُدَ مِنْ قَوْمٍ يَذْكُرُونَ اللّٰهَ مِنْ صَلَاةِ الْعَصْرِ إِلٰى أَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أُعْتِقَ أَرْبَعَةً)). [الصحيحة:٢٩١٦]

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "نمازِ فجر سے لے کر طلوعِ آفتاب تک ذکر کرنے والے لوگوں کے ساتھ بیٹھنا مجھے حضرت اسماعیل (علیہ السلام) کی اولاد سے چار غلام آزاد کرنے سے زیادہ محبوب ہے، اسی طرح نمازِ عصر سے غروبِ آفتاب تک ذکر کرنے والوں کے ساتھ بیٹھنا مجھے چار غلام آزاد کرنے سے زیادہ محبوب ہے۔"

تخریج: الصحيحة ٢٩١٦- ابوداؤد (٣٦٦٧)، طبرانى فى الدعاء (١٨٧٨) بيهقى فى الشعب (٥٦١، ٥٦٢)۔

فوائد: اس میں اللہ تعالیٰ کے ذکر کی فضیلت ہے۔ یاد رہے کہ حدیث کے مطابق مومن ایک غلام آزاد کرنے سے جہنم سے آزاد ہو جاتا ہے۔

باب: ذكر من الاسم الاعظم

اسمِ اعظم کا بیان

٢٩١٧- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ سَمِعَ رَجُلًا يَقُولُ: اَللّٰهُمَّ! لَكَ الْحَمْدُ، لَاإِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ وَحْدَكَ لَاشَرِيكَ لَكَ، الْمَنَّانُ، بَدِيعُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ، ذَاالْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ! فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَقَدْ سَأَلْتَ اللّٰهَ بِاسْمِ اللّٰهِ الْأَعْظَمِ: الَّذِي إِذَا دُعِيَ بِهِ أَجَابَ، وَإِذَا سُئِلَ بِهِ أَعْطٰى)). [الصحيحة:٣٤١١]

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک آدمی کو یوں کہتے سنا: اے اللہ! ساری تعریف تیرے لئے ہے، تو ہی معبودِ برحق ہے، تو اکیلا ہے، تیرا کوئی شریک نہیں، تو محسن (اور انعام نواز) ہے، تو آسمانوں اور زمین کا موجد ہے، اے جلال واکرام والے!۔ نبی کریم ﷺ نے (یہ دعا سن کر) فرمایا: تو نے اللہ تعالیٰ سے اس کے اسمِ اعظم کے ساتھ سوال کیا ہے، کہ جس کا واسطہ دے کر پکارا جائے تو وہ جواب دیتا ہے اور جس کے واسطہ

سے اس سے (کسی چیز کا) سوال کیا جائے تو وہ دیتا ہے۔

تخریج: الصحیحة ۳۴۱۱۔ ابن ابی شیبه (۱۰/ ۲۷۲)' احمد (۳/ ۱۲۰)' ابن ماجه (۳۸۵۸)۔

فوائد: اس باب کے اوائل میں اللہ تعالی کے اسم اعظم پر بحث ہو چکی ہے۔

باب: استحباب مردود لآيات القرآن

قرآن کی آیات کا جواب دینے کا استحباب

۲۹۱۸۔عَنْ جَابِرٍ قَالَ: خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِﷺ عَلٰى أَصْحَابِهِ، فَقَرَأَ عَلَيْهِمْ ((سُوْرَةَ الرَّحْمٰنِ)) مِنْ أَوَّلِهَا إِلٰى آخِرِهَا ، فَسَكَتُوْا، فَقَالَ: ((لَقَدْ قَرَأْتُهَا عَلَى الْجِنِّ لَيْلَةَ الْجِنِّ، فَكَانُوْا أَحْسَنَ مَرْدُوْدًا مِنْكُمْ ، كُنْتُ كُلَّمَا أَتَيْتُ عَلٰى قَوْلِهِ﴿ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ﴾، قَالُوْا: لَا بِشَيْءٍ مِنْ نِعَمِكَ رَبَّنَا نُكَذِّبُ، فَلَكَ الْحَمْدُ)).

[الصحيحة: ۱۲۵۰]

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ کے پاس تشریف لائے اور ان کے سامنے مکمل سورۂ رحمٰن کی تلاوت کی، وہ خاموشی (سے سنتے رہے)۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”میں نے یہی سورت جنوں والی رات کو ان پر تلاوت کی تھی، وہ تمھاری نسبت اچھا جواب دینے والے تھے، وہ اس طرح کہ جب میں ﴿فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ﴾ (تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت جھٹلاؤ گے) والی آیت پڑھتا تو وہ کہتے: اے ہمارے رب! ہم تیری کسی بھی نعمت کو نہیں جھٹلا سکتے اور تیرے لئے ہی تعریف ہے۔“

تخریج: الصحیحة ۲۱۵۰۔ ترمذی (۳۲۹۱) حاکم (۲/ ۴۷۳) المستغفری فی فضائل القرآن (۹۳۴)۔

فوائد: معلوم ہوا کہ تلاوت کے دوران آیات کے جوابات دینا درست ہے۔

باب: أجر أربع كلمات

چار کلمات کے ثواب کا بیان

۲۹۱۹۔عَنْ جُوَيْرِيَةَ: إِنَّ النَّبِيَّﷺ خَرَجَ مِنْ عِنْدِهَا بُكْرَةً حِيْنَ صَلَّى الصُّبْحَ، وَهِيَ فِي مَسْجِدِهَا ثُمَّ رَجَعَ بَعْدَ أَنْ أَضْحٰى وَهِيَ جَالِسَةٌ ، فَقَالَ: ((مَازِلْتِ عَلَى الْحَالِ الَّتِي فَارَقْتُكِ عَلَيْهَا؟)). قَالَتْ: نَعَمْ۔ قَالَ النَّبِيُّﷺ ((لَقَدْ قُلْتُ بَعْدَكِ أَرْبَعَ كَلِمَاتٍ، ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، لَوْ وُزِنَتْ بِمَا قُلْتِ مُنْذُ الْيَوْمِ لَوَزَنَتْهُنَّ .سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ، عَدَدَ خَلْقِهِ وَرِضَا نَفْسِهِ، وَزِنَةَ عَرْشِهِ، وَمِدَادَ كَلِمَاتِهِ)).[الصحيحة: ۱۲۵٦]

سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ صبح سویرے ہی صبح کی نماز پڑھ کر ان کے پاس سے چلے گئے، جب کہ ابھی وہ اپنی جائے نماز میں ہی بیٹھی ہوئی تھیں۔ پھر آپ ﷺ چاشت کا وقت ہو جانے کے بعد واپس آئے تو وہ وہیں بیٹھی ہوئی تھیں۔ آپ ﷺ نے پوچھا: ”تم اسی حالت میں ہو جس پر میں تمھیں چھوڑ کر گیا تھا؟“ انھوں نے کہا: ہاں۔ تو نبی ﷺ نے فرمایا: ”میں نے تمھارے پاس سے جانے کے بعد چار کلمے تین مرتبہ کہے، اگر ان کا وزن ان کلمات سے کیا جائے جو تم شروع دن سے کہہ رہی ہو تو وہ ان پر وزن میں بھاری ہوں گے۔ (اور وہ یہ ہیں:) ”سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ عَدَدَ خَلْقِهِ وَرِضَا نَفْسِهِ وَزِنَةَ

عَرْشِهِ وَمِدَادَ كَلِمَاتِهِ۔" (ہم اللہ تعالیٰ کی پاکیزگی اس کی تعریفوں کے ساتھ بیان کرتے ہیں، اس کی مخلوق کی تعداد کے برابر اور اس کے نفس کی رضامندی کے موافق اور اس کے عرش کے وزن کے مطابق اور اس کے کلمات کی سیاہی یا کثرت کے برابر)۔"

تخریج: الصحیحۃ ۱۲۵۶۔ مسلم (۲۷۲۶) ابوداود (۱۵۰۳) نسائی (۱۳۵۳)، ترمذی (۳۵۵۵)، ابن ماجہ (۳۸۰۸)۔

فوائد: اس حدیث میں ان کلمات کی فضیلت کا بیان ہے:

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ، عَدَدَ خَلْقِهِ وَرِضَا نَفْسِهِ، وَزِنَةَ عَرْشِهِ، وَمِدَادَ كَلِمَاتِهِ

اگر یہ کلمات تین دفعہ کہے جائیں تو ان کا ثواب نماز فجر سے اشراق کے وقت تک مسلسل ذکر کرنے سے زیادہ ہوتا ہے۔

باب: نسخ آیات القرآن

قرآن کی آیات کے منسوخ ہونے کا بیان

۲۹۲۰۔ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ۔رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: ((لَقَدْ كُنَّا نَقْرَأُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ: لَوْ كَانَ لِابْنِ آدَمَ وَادِيَانِ مِنْ ذَهَبٍ وَفِضَّةٍ لَابْتَغٰى إِلَيْهِمَا آخَرَ، وَلَا يَمْلَأُ بَطْنَ ابْنِ آدَمَ إِلَّا التُّرَابُ، وَيَتُوْبُ اللّٰهُ عَلٰى مَنْ تَابَ)). [الصحیحۃ: ۲۹۱۰]

سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے عہد میں یہ آیت بھی پڑھتے تھے: اگر ابن آدم کے پاس سونے اور چاندی کی دو وادیاں ہوں تو وہ ایک اور تلاش کرے گا، مٹی ہی ہے جو آدم کے بیٹے کا پیٹ بھر سکتی ہے اور اللہ تعالیٰ اس شخص کی توبہ قبول کرتا ہے جو اس کی طرف رجوع کرتا ہے۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۹۱۰۔ احمد (۴/ ۳۶۸)، والسیاق لہ، البزار (الکشف: ۳۶۳۹)، طبرانی فی الکبیر (۵۰۳۲)۔

فوائد: ان آیات کی تلاوت منسوخ ہو چکی ہے، لیکن احادیث میں ان کا مفہوم موجود ہے۔

باب: غراسة الجنة

جنت میں درخت لگانے کا بیان

۲۹۲۱۔ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ مَرْفُوْعًا: ((لَقِيْتُ إِبْرَاهِيْمَ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِيْ، فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ! اِقْرَأْ أُمَّتَكَ مِنِّي السَّلَامَ، وَأَخْبِرْهُمْ أَنَّ الْجَنَّةَ طَيِّبَةُ التُّرْبَةِ، عَذْبَةُ الْمَاءِ، وَأَنَّهَا قِيْعَانٌ، غِرَاسُهَا: سُبْحَانَ اللّٰهِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ، وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَاللّٰهُ أَكْبَرُ [وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ])). [الصحیحۃ: ۱۰۵]

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس رات مجھے معراج کرائی گئی، میری ملاقات حضرت ابراہیم (علیہ السلام) سے ہوئی، انھوں نے کہا: اے محمد ﷺ! اپنی امت کو میری طرف سے سلام پیش کرنا اور انھیں بتلا دینا کہ جنت کی مٹی پاکیزہ اور عمدہ ہے، اس کا پانی میٹھا ہے اور وہ ایک چٹیل میدان ہے اور "سُبْحَانَ اللّٰهِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ اور لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ" کہنا وہاں درخت لگانا ہے۔"

تخریج: الصحیحۃ ۱۰۵۔ ترمذی (۳۴۶۲)۔ احمد (۵/ ۴۱۸)، عن ابی ایوب رضی اللہ عنہ۔

فوائد: درج ذیل ذکر کرنے سے جنت میں ذکر کرنے والے کے لئے درخت لگائے جاتے ہیں:

سُبْحَانَ اللّٰهِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ، لَااِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ، لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ

باب: هموم الدنيا والآخرة ليس بنفاق

فکر دنیا اور آخرت منافقت نہیں ہے

۲۹۲۲ـ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: غَدَا اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! هَلَكْنَا وَرَبِّ الْكَعْبَةِ ـ قَالَ: ((وَمَا ذَاكَ؟)). قَالُوْا: النِّفَاقُ النِّفَاقُ!! قَالَ: ((اَلَسْتُمْ تَشْهَدُوْنَ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ؟)). قَالُوْا: بَلٰى ـ قَالَ: ((لَيْسَ ذَاكَ النِّفَاقُ)). ثُمَّ عَاوَدُوْهُ الثَّانِيَةَ، فَقَالُوْا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! هَلَكْنَا وَرَبِّ الْكَعْبَةِ ـ قَالَ: ((وَمَا ذَاكَ؟)) قَالُوْا: النِّفَاقُ النِّفَاقُ ـ قَالَ: ((اَلَسْتُمْ تَشْهَدُوْنَ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ؟)) قَالُوْا: بَلٰى ـ قَالَ: ((لَيْسَ ذَاكَ بِنِفَاقٍ)). ثُمَّ عَاوَدُوْهُ الثَّالِثَةَ، فَقَالُوْا مِثْلَ ذٰلِكَ، فَقَالَ لَهُمْ: ((لَيْسَ ذٰلِكَ بِنِفَاقٍ))، فَقَالُوْا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنَّا اِذَا كُنَّا عِنْدَكَ كُنَّا عَلٰى حَالٍ، وَاِذَا خَرَجْنَا مِنْ عِنْدِكَ هَمَّتْنَا الدُّنْيَا وَاَهْلُوْنَا ـ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَوْ اَنَّكُمْ اِذَا خَرَجْتُمْ مِنْ عِنْدِيْ تَكُوْنُوْنَ عَلٰى مِثْلِ الْحَالِ الَّتِيْ تَكُوْنُوْنَ عَلَيْهَا عِنْدِيْ، لَصَافَحَتْكُمُ الْمَلَائِكَةُ فِيْ طُرُقِ الْمَدِيْنَةِ)).

[الصحيحة: ۲۲۳۵]

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ صحابہ آپ ﷺ کے پاس آئے اور کہا: اے اللہ کے رسول! رب کعبہ کی قسم! ہم تو ہلاک ہو گئے ہیں۔ آپ ﷺ نے پوچھا: ''وہ کیسے؟'' انھوں نے کہا: ہمیں نفاق و منافقت کا اندیشہ ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم اللہ تعالی کے معبودِ برحق ہونے اور میرے رسول اللہ ہونے کی گواہی نہیں دیتے؟'' انھوں نے کہا: کیوں نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ نفاق تو نہیں ہے۔'' انھوں نے بات کو لوٹاتے ہوئے کہا: اے اللہ کے رسول! ربّ کعبہ کی قسم! ہم ہلاک ہو گئے ہیں۔ آپ ﷺ نے پوچھا: ''وہ کیسے؟'' انھوں نے کہا: ہمیں نفاق کا خطرہ ہے، نفاق کا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم لوگ اللہ تعالی کے معبودِ برحق ہونے اور میرے رسول اللہ ہونے کی شہادت نہیں دیتے؟'' انھوں نے کہا: کیوں نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ تو نفاق نہیں ہے۔'' انھوں نے تیسری دفعہ یہی بات دہرائی اور آپ ﷺ نے بھی وہی جواب دیا کہ ''یہ نفاق تو نہیں ہے۔'' انھوں نے تفصیل بیان کرتے ہوئے کہا: اے اللہ کے رسول! جب ہم آپ کے پاس ہوتے ہیں تو مخصوص (مذہبی) حالت پر ہوتے ہیں، لیکن جب آپ کے پاس سے چلے جاتے ہیں تو دنیا اور اہلِ دنیا ہم کو مغموم و فکرمند کر دیتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تم میرے پاس سے نکل کر بھی اسی (ایمان) حالت پر برقرار رہتے جس پر میری مجلس میں ہوتے ہو تو مدینہ کے راستے میں فرشتے تم سے مصافحہ کرتے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۲۳۵۔ الاسماعیل فی المعجم (ص: ۲۱۹)، ابو یعلی (۳۳۰۴)، ومن طریقہ الضیاء فی المختارۃ (۱۶۹۳)۔

فوائد: معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ کی مجلس اتنی بابرکت ہوتی تھی کہ صحابہ کرام کے ایمان وایقان میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ اگرچہ نیک لوگوں کی مجالس کا آپ ﷺ کی مجلس سے موازنہ نہیں کیا جاتا، لیکن احادیث کا تقاضا یہی ہے کہ نیک اور پارسا لوگوں کی صحبت میں کچھ وقت گزارنا چاہیے۔

باب: عدم احتراق القرآن في أهاب

چمڑے میں قرآن کے نہ جلنے کا بیان

٢٩٢٣ـ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((لَوْ جُعِلَ الْقُرْآنُ فِي إِهَابٍ، ثُمَّ أُلْقِيَ فِي النَّارِ، مَا احْتَرَقَ)). [الصحيحة:٣٥٦٢]

سیدنا عقبہ بن عامر ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر قرآن کو کسی چمڑے میں رکھ کر آگ میں پھینک دیا جائے تو وہ جلے گا نہیں۔''

تخریج: الصحیحة ۳۵۶۲۔ دارمی (۳۳۱۳)، احمد (۴/ ۱۵۱)، ابو یعلی (۱۷۴۵)، بیهقی فی الشعب (۲۶۹۹)۔

فوائد: امام البانی رقمطراز ہیں: مناوی نے ''فیض القدیر'' میں اس حدیث کو مفہوم واضح کرنے کے لئے لمبی اور بے فائدہ بحث کی۔ ظاہری معنی وہی ہے جو امام بیہقی جیسے محدثین نے مراد لیا، وہ ''شعب الایمان'' میں ابوعبداللہ بوشنجی کے حوالے سے کہتے ہیں: "یعنی ان من حمل القرآن وقرأہ لم تمسه النار۔" جس نے قرآن مجید حفظ کیا اور پھر اس کو پڑھتا رہا تو اسے جہنم کی آگ نہیں چھوئے گی۔

امام احمدؒ نے کہا، جیسا کہ "الأسماء" میں نقل کیا گیا ہے: ''وان مما لا شك فيه: ان المراد حامل القرآن وحافظه وتاليه لوجه الله تبارك وتعالى، لايبتغي عليه جزاء ولا شكورا الا من الله عزوجل والا كان كما قال ابو عبدالرحمن -وهو عبد الله بن يزيد المقرىء- كما في "مسند ابى يعلى": ((تفسيره: ان من جمع القرآن ثم دخل النار فهو شر من خنزير۔"

یعنی: بلاشک وشبہ اس کا مرادی معنی یہ ہے کہ قرآن مجید کا حافظ ہو اور اسے اللہ تعالی کی رضامندی کے حصول کے لئے پڑھتا ہو، صرف اللہ تعالی سے اس کے اجر اور قدردانی کا امیدوار ہے۔ وگرنہ وہ ابوعبدالرحمٰن عبداللہ بن یزید مقری کے قول کا مصداق بنے گا، جو ''مسند ابویعلی'' میں ہے کہ ''جس نے قرآن مجید حفظ کیا اور پھر جہنم میں داخل ہوا وہ تو خنزیر سے بھی بدتر ہے۔'' [صحیحہ: ۳۵۶۲ کے تحت]

باب: سبب نهي المرأة ان تصوم النافلة الا باذن الزوج

باب: شوہر کی اجازت کے بغیر بیوی کے نفلی روزے کی ممانعت کا سبب

٢٩٢٤ـ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: جَاءَتِ امْرَأَةُ صَفْوَانَ بْنِ الْمُعَطَّلِ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَنَحْنُ عِنْدَهُ، فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنَّ زَوْجِي صَفْوَانَ بْنَ الْمُعَطَّلِ يَضْرِبُنِي إِذَا صَلَّيْتُ، وَيُفَطِّرُنِي إِذَا صُمْتُ، وَلَا يُصَلِّي صَلَاةَ الْفَجْرِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ، قَالَ: وَصَفْوَانُ عِنْدَهُ، قَالَ: فَسَأَلَهُ عَمَّا قَالَتْ؟ فَقَالَ: يَارَسُولَ اللّٰهِ! أَمَّا قَوْلُهَا:

سیدنا ابوسعید خدری ﷺ بیان کرتے ہیں کہ صفوان بن معطل کی بیوی نبی کریم ﷺ کے پاس آئی اور کہا: اے اللہ کے رسول! جب میں نماز پڑھتی ہوں تو میرا خاوند صفوان مجھے مارتا ہے اور جب روزہ رکھتی ہوں تو افطار کروا دیتا ہے اور وہ نماز فجر بھی طلوع آفتاب کے بعد پڑھتا ہے۔ خود صفوان وہاں موجود تھا۔ جب آپ ﷺ نے اس سے اس کی بیوی کی شکایات کے متعلق دریافت کیا تو اس نے کہا: یہ جو کہہ رہی ہے کہ میں اسے نماز پڑھنے پر مارتا

((يَضْرِبُنِي إِذَا صَلَّيْتُ))، فَإِنَّهَا تَقْرَأُ سُوْرَتَيْنِ، فَقَدْ نَهَيْتُهَا عَنْهَا، قَالَ: فَقَالَ: ((لَوْ كَانَتْ سُوْرَةٌ وَّاحِدَةٌ لَكَفَتِ النَّاسَ)). وَأَمَّا قَوْلُهَا: ((يُفَطِّرُنِي)). فَإِنَّهَا تَصُوْمُ، وَأَنَا رَجُلٌ شَابٌّ، فَلَا أَصْبِرُ، قَالَ: فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَئِذٍ: ((لَا تَصُوْمَنَّ امْرَأَةٌ إِلَّا بِإِذْنِ زَوْجِهَا)). قَالَ: وَأَمَّا قَوْلُهَا: ((بِأَنِّي لَا أُصَلِّي حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ))، فَإِنَّا أَهْلُ بَيْتٍ قَدْ عُرِفَ لَنَا ذَاكَ، لَا نَكَادُ نَسْتَيْقِظُ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ، قَالَ: ((فَإِذَا اسْتَيْقَظْتَ فَصَلِّ)). [الصحيحة:۲۱۷۲]

ہوں، دراصل بات یہ ہے کہ یہ دو سورتوں کی تلاوت کرتی ہے اور میں نے اسے ایسا کرنے سے منع کیا ہوا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر ایک ہی سورت ہوتی تو وہ بھی تمام لوگوں کو کفایت کر جاتی۔'' خاوند نے کہا: رہا مسئلہ افطاری کرانے کا، تو حقیقت حال یہ ہے کہ میں نوجوان آدمی ہوں اور میں (ازدواجی تعلق سے) صبر نہیں کر سکتا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''آئندہ کوئی عورت، اپنے خاوند کی اجازت کے بغیر (نفلی) روزہ نہ رکھے۔'' خاوند نے کہا: اس نے یہ شکایت بھی کی ہے کہ میں نمازِ فجر طلوع آفتاب کے بعد پڑھتا ہوں، تو ہمارے خاندان کے بارے میں یہ چیز معروف ہے، ہم طلوعِ آفتاب سے قبل اٹھ ہی نہیں سکتے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب تو جاگے تو نماز پڑھ لیا کر۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۱۷۲۔

فوائد: اس حدیث سے دو اہم مسئلے معلوم ہوئے:

(۱) بیوی کو خاوند کی موجودگی میں اس کی اجازت کے بغیر نفلی روزہ نہیں رکھنا چاہیے۔

(۲) اگر کوئی آدمی کسی معقول عذر کی بنا پر نماز کے لیے بیدار نہ ہو سکے تو جب اس کی آنکھ کھلے وہ نماز پڑھ لے۔

باب: صبر یوسف

یوسف علیہ السلام کے صبر کا بیان

۲۹۲۵۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ۔ وَقَرَأَ هٰذِهِ الْآيَةَ: ﴿اِرْجِعْ إِلٰى رَبِّكَ فَاسْأَلْهُ مَا بَالُ النِّسْوَةِ اللَّاتِي قَطَّعْنَ أَيْدِيَهُنَّ إِنَّ رَبِّي بِكَيْدِهِنَّ عَلِيْمٌ﴾ [يوسف:۵۰] قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَوْ كُنْتُ أَنَا لَأَسْرَعْتُ الْإِجَابَةَ، وَمَا ابْتَغَيْتُ الْعُذْرَ)). [الصحيحة:۳۱۵۰]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت تلاوت کی: ﴿تو اپنے بادشاہ کے پاس لوٹ جا اور اس سے دریافت کر کہ ہاتھ کاٹنے والی عورتوں کا کیا معاملہ ہے، بیشک میرا ربّ ان کے مکر کو جاننے والا ہے۔﴾ (سورۂ یوسف: ۵۰) پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر میں ہوتا تو جلدی قبول کر لیتا اور عذر تلاش نہ کرتا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۱۵۰۔ احمد (۲/ ۳۴۶، ۳۸۹)، ابن جریر فی تفسیرہ (۱۲/ ۱۳۹)، حاکم (۲/ ۳۴۶، ۳۴۷)۔

فوائد: جب حضرت یوسف علیہ السلام نے دیکھا کہ بادشاہ اب مائل بہ کرم ہے، تو انہوں نے اس طرح محض عنایت خسروانہ سے جیل سے نکلنے کو پسند نہیں فرمایا، بلکہ اپنے کردار کی رفعت اور پاک دامنی کے اثبات کو ترجیح دی تا کہ دنیا کے سامنے آپ کے کردار کا حسن اور اس کی بلندی واضح ہو جائے۔ کیونکہ داعی الی اللہ کے لئے یہ عفت و پاک بازی اور رفعت کروار بہت ضروری ہے۔

اس حدیث میں نبی کریم ﷺ نے اپنی عاجزی کا اظہار کیا اور حضرت یوسف علیہ السلام کے صبر کی تعریف کی۔

باب: خير الناس من طال عمره و حسن عمله

لوگوں میں سب سے بہترین وہ ہے کہ جس کی عمر لمبی ہو اور عمل اچھا ہو

٢٩٢٦ ـ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ شَدَّادٍ: اَنَّ نَفَرًا مِنْ بَنِي عُذْرَةَ ثَلَاثَةً اَتَوُا النَّبِيَّ ﷺ فَاَسْلَمُوْا، قَالَ: فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((مَنْ يَكْفِيْنِيْهِمْ ؟)) قَالَ طَلْحَةُ: اَنَا۔قَالَ: فَكَانُوْا عِنْدَ طَلْحَةَ، فَبَعَثَ النَّبِيُّ ﷺ بَعْثًا، فَخَرَجَ فِيْهِ اَحَدُهُمْ فَاسْتُشْهِدَ، قَالَ: ثُمَّ بَعَثَ بَعْثًا، فَخَرَجَ فِيْهِمْ آخَرُ فَاسْتُشْهِدَ، قَالَ: ثُمَّ مَاتَ الثَّالِثُ عَلٰى فِرَاشِهِ، قَالَ طَلْحَةُ: فَرَاَيْتُ هٰؤُلَاءِ الثَّلَاثَةَ الَّذِيْنَ كَانُوْا عِنْدِيْ فِي الْجَنَّةِ، فَرَاَيْتُ الْمَيِّتَ عَلٰى فِرَاشِهِ اَمَامَهُمْ، وَرَاَيْتُ الَّذِيْ اُسْتُشْهِدَ اَخِيْرًا يَلِيْهِ، وَرَاَيْتُ الَّذِيْ اُسْتُشْهِدَ اَوَّلَهُمْ آخِرَ هُمْ،قَالَ: فَدَ خَلَنِيْ مِنْ ذٰلِكَ، قَالَ: فَاَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهُ ، قَالَ: فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((وَمَا اَنْكَرْتَ مِنْ ذٰلِكَ؟! لَيْسَ اَحَدٌ اَفْضَلَ عِنْدَاللّٰهِ مِنْ مُؤْمِنٍ يُعَمَّرُ فِي الْاِسْلَامِ ، لِتَسْبِيْحِهِ، وَتَكْبِيْرِهِ، وَتَهْلِيْلِهِ)). [الصحيحة:٦٥٤]

سیدنا عبد اللہ بن شداد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قبیلہ بنو عذرہ کے چند لوگ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور اسلام قبول کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”کون ان کو کفایت کرے گا؟“ طلحہؓ نے کہا: میں۔ وہ طلحہؓ کے پاس ٹھہرے رہے۔ ایک دن نبی کریم ﷺ نے ایک لشکر بھیجا، ان میں سے بھی ایک آدمی شریک ہوا اور شہید ہو گیا۔ (کچھ عرصے کے بعد) آپ ﷺ نے دوسرا لشکر بھیجا، ان میں سے بھی ایک دوسرا آدمی شریک ہوا اور وہ بھی شہید ہو گیا، پھر (کچھ عرصہ کے بعد) تیسرا آدمی اپنے بستر پر طبعی موت مر گیا۔ سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے خواب میں ان تینوں کو جنت میں دیکھا، کیا دیکھتا ہوں کہ اپنے بستر پر طبعی موت مرنے والا سب سے آگے ہے، اس کے پیچھے دوسرے نمبر پر شہید ہونے والا ہے اور آخر میں سب سے پہلے شہید ہونے والا ہے۔ مجھے (ان مراتب سے) بڑی تشویش ہوئی، میں نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور انھیں یہ خواب بیان کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تمھیں کو اس سے کیوں تعجب ہوا؟ وہ مومن سب سے افضل ہے، جسے اسلام کی زندگی نصیب ہوتی ہے، کیونکہ وہ (اپنی عمر میں) ”سُبْحَانَ اللّٰہِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ، لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ“ کہتا رہتا ہے۔“

تخریج: الصحیحۃ ۶۵۴۔ احمد (۱/ ۱۶۳)، الضیاء فی المتخارۃ (۸۳۰)، عبد بن حمید (۱۰۴) نسائی فی عمل الیوم واللیلۃ (۸۳۸)۔

فوائد: غور فرمائیں کہ بنو عذرہ کے تین آدمی مسلمان ہوئے، جو سب سے پہلے شہید ہوا وہ جنت میں ان تینوں میں سب سے پیچھے ہے، اس کے بعد شہید ہونے والا دوسرے نمبر آیا اور سب سے آخر میں طبعی موت مرنے والا جنت میں سب سے آگے ہے۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ سب سے آخر میں فوت ہونے والے نے اپنی زندگی سے استفادہ کیا اور ذکرِ الٰہی سمیت نیک اعمال کئے اور جو سب سے پہلے شہید ہوا اسے اعمالِ صالحہ کرنے کا موقع کم ملا تھا۔ معلوم ہوا کہ مومن کی زندگی کا لحہ لحہ قیمتی ہے، اس سے

استفادہ کرنا چاہیے۔

باب:الاستجار من النار سبع مرات

سات مرتبہ جہنم سے پناہ مانگنے کا بیان

۲۹۲۷۔عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِﷺ: ((مَا اسْتَجَارَ عَبْدٌ مِّنَ النَّارِ سَبْعَ مَرَّاتٍ فِي يَوْمٍ اِلَّا قَالَتِ النَّارُ: يَارَبِّ اِنَّ عَبْدَكَ فُلَانًا قَدِ اسْتَجَارَكَ مِنِّي فَأَجِرْهُ، وَلَا يَسْاَلُ اللّٰهَ عَبْدٌ الْجَنَّةَ فِي يَوْمٍ سَبْعَ مَرَّاتٍ، اِلَّا قَالَتِ الْجَنَّةُ: يَارَبِّ! اِنَّ عَبْدَكَ فُلَانًا سَأَلَنِي فَاَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ)). [الصحيحة:٢٥٠٦]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بندہ آگ سے بچنے کے لئے ایک دن میں سات دفعہ پناہ نہیں مانگتا مگر آگ کہتی ہے: اے میرے ربّ! تیرے فلاں بندے نے مجھ سے تیری پناہ طلب کی ہے' تو اسے پناہ دے دے۔ اسی طرح جب آدمی ایک دن میں اللہ تعالی سے سات دفعہ جنت کا سوال کرتا ہے تو جنت کہتی ہے: اے میرے ربّ! تیرے فلاں بندے نے تجھ سے میرا سوال کیا ہے' تو اسے جنت میں داخل کر دے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۵۰۶۔ ابو یعلی (۲۱۹۲) الضیاء فی صفة الجنة (۳/ ۸۹/ ۱) البزار (الکشف :۳۱۷۵)۔

فوائد: ہمیں چاہیے کہ دن میں صبح' شام یا کسی نماز کے بعد ایک وقت کا تعین کر لیں جس میں سات دفعہ جہنم سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگی جائے اور سات دفعہ جنت کا سوال کیا جائے۔

باب:دعاء النجاة من آفات الدنيا

دنیا کی مشکلات سے نجات کی دعاء

۲۹۲۸ ـ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِﷺ: ((مَا اَصَابَ اَحَدًا قَطُّ هَمٌّ وَلَا حُزْنٌ ، فَقَالَ: اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ عَبْدُكَ، وَابْنُ عَبْدِكَ ، وَابْنُ اَمَتِكَ ، نَاصِيَتِيْ بِيَدِكَ، مَاضٍ فِيَّ حُكْمُكَ، عَدْلٌ فِيَّ قَضَاؤُكَ، اَسْاَلُكَ بِكُلِّ اسْمٍ هُوَلَكَ ، سَمَّيْتَ بِهِ نَفْسَكَ، اَوْعَلَّمْتَهُ اَحَدًا مِّنْ خَلْقِكَ، اَوْاَنْزَلْتَهُ فِيْ كِتَابِكَ، اَوِاسْتَأْثَرْتَ بِهِ فِيْ عِلْمِ الْغَيْبِ عِنْدَكَ، اَنْ تَجْعَلَ الْقُرْآنَ رَبِيْعَ قَلْبِيْ، وَنُوْرَ صَدْرِيْ، وَجِلَاءَ حُزْنِيْ، وَذَهَابَ هَمِّيْ، اِلَّا اَذْهَبَ اللّٰهُ هَمَّهُ وَحُزْنَهُ ، وَاَبْدَلَهُ مَكَانَهُ فَرْجًا. قَالَ:فَقِيْلَ : يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اَلَا نَتَعَلَّمُهَا؟ فَقَالَ: بَلٰى، يَنْبَغِيْ لِمَنْ سَمِعَهَا اَنْ يَّتَعَلَّمَهَا)). [الصحيحة:١٩٩]

سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب بھی کسی کو کوئی فکر وغم اور رنج و ملال لاحق ہو اور وہ یہ دعا پڑھے: اے اللہ! میں تیرا بندہ ہوں' تیرے بندے کا بیٹا ہوں اور تیری بندی کا بیٹا ہوں' میری پیشانی تیرے ہاتھ میں ہے' میرے بارے میں تیرا حکم جاری ہے اور میرے بارے میں تیرا فیصلہ عدل والا ہے' میں تجھ سے تیرے ہر اس خاص نام کے ساتھ سوال کرتا ہوں جو تو نے خود اپنا نام رکھا ہے یا اسے اپنی کتاب میں نازل کیا ہے یا اپنی مخلوق میں سے کسی کو سکھلایا ہے یا علم الغیب میں اسے اپنے پاس رکھنے کو ترجیح دی ہے کہ تو قرآن کو میرے دل کی بہار اور میرے سینے کا نور اور میرے غم کو دور کرنے والا اور میرے فکر کو لے جانے والا بنا دے۔ تو اللہ تعالی اس کے فکر وغم اور رنج و ملال کو دور کر کے اس کے بدلے وسعت اور کشادگی عطا کرے گا۔'' کہا گیا: اے اللہ کے رسول! کیا ہم یہ کلمات سیکھ نہ لیں؟ آپ

ﷺ نے فرمایا: ''کیوں نہیں، ہر سننے والے کو یاد کر لینے چاہئیں۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۹۹۔ احمد (۱/ ۳۹۱)، ابو یعلی (۵۲۹۷)، ابن حبان (۲/ ۹۷۲)، حاکم (۱/ ۵۰۹، ۵۱۰)۔

فوائد: درج ذیل دعا میں ہر قسم کی پریشانی کا حل ہے:

اَللّٰهُمَّ! اِنِّيْ عَبْدُكَ، وَابْنُ عَبْدِكَ، وَابْنُ اَمَتِكَ، نَاصِيَتِيْ بِيَدِكَ، مَاضٍ فِيَّ حُكْمُكَ، عَدْلٌ فِيَّ قَضَاؤُكَ، اَسْأَلُكَ بِكُلِّ اسْمٍ هُوَلَكَ، سَمَّيْتَ بِهِ نَفْسَكَ، اَوْعَلَّمْتَهُ اَحَدًا مِّنْ خَلْقِكَ، اَوْاَنْزَلْتَهُ فِيْ كِتَابِكَ، اَوِاسْتَأْثَرْتَ بِهِ فِيْ عِلْمِ الْغَيْبِ عِنْدَكَ، اَنْ تَجْعَلَ الْقُرْآنَ رَبِيْعَ قَلْبِيْ، وَنُوْرَ صَدْرِيْ، وَجَلَاءَ حُزْنِيْ، وَذَهَابَ هَمِّيْ۔

أهمية الإستغفار

بخشش طلب کرنے کی اہمیت کا بیان

۲۹۲۹۔ عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى، قَالَ: جَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَنَحْنُ جُلُوْسٌ فَقَالَ: ((مَا اَصْبَحْتُ غَدَاةً قَطُّ اِلَّا اسْتَغْفَرْتُ اللّٰهَ فِيْهَا مِئَةَ مَرَّةٍ)). [الصحيحة: ١٦٠٠]

سیدنا ابوموسی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے، اس حال میں کہ ہم بیٹھے ہوئے تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب بھی میں صبح کرتا ہوں، اللہ تعالی سے سو دفعہ بخشش طلب کرتا ہوں۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۶۰۰۔ عقیلی فی الضعفاء (۴/ ۱۷۵)، مسلم (۲۷۰۲)، ترمذی (۳۵۹۳)۔

فوائد: نبی کریم ﷺ کی عفت و عصمت کسی سے پنہاں نہیں ہے، آپ ﷺ کو "قد غفر الله ما تقدم من ذنبك و ماتاخر" کا لقب ملا۔ لیکن اس کے باوجود ہر صبح کو سو سو دفعہ اللہ تعالی سے بخشش اور مغفرت کا سوال کرنے والے تھے۔ ہمیں چاہئے کہ رواجی سستی اور کاہلی کو ترک کر کے اپنی آخرت کی فکر کریں۔

باب: افضل الكلام سبحان الله و بحمده

سبحان اللہ وبحمدہ افضل کلام ہے

۲۹۳۰۔ عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ، قَالَ: سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَيُّ الْكَلَامِ اَفْضَلُ؟ قَالَ: ((مَا اصْطَفَى اللّٰهُ لِعِبَادِهِ: سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ)). [الصحيحة: ١٤٩٨]

سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا گیا کہ کون سا کلام (ذکر) افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالی نے جس کا انتخاب اپنے بندوں کے لئے کیا، یعنی: "سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ."''

فوائد: ''سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ'' میں اللہ تعالی کی تسبیح و تحمید کا بیان ہے، نبی کریم ﷺ نے اس کلمے کو اللہ کا سب سے زیادہ پسندیدہ کلام قرار دیا، آپ ﷺ نے فرمایا: "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ" ترازو کو بھر دیتا ہے اور "سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُلِلّٰهِ" آسمانوں اور زمین کے درمیانی حصے کو بھر دیتا ہے۔'' [مسلم] ہم کو بھی چاہئے کہ اللہ تعالی کی وسیع رحمت سے فیضیاب ہوتے ہوئے ان اذکار کا بکثرت اہتمام کریں۔

باب: ما من مجلس لم يذكر الله فيه

نہیں ہے کوئی مجلس کہ جس میں اللہ کا ذکر نہ کیا جاتا ہو

إلاترة عليهم

مگران پر نقصان ہوگی

۲۹۳۱۔عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعًا: ((مَاجَلَسَ قَوْمٌ مَجْلِسًا، فَلَمْ يَذْكُرُوْا اللّٰهَ فِيْهِ، اِلاَّكَانَ عَلَيْهِمْ تِرَةً، وَمَا مِنْ رَّجُلٍ مَشٰى طَرِيْقًا فَلَمْ يَذْكُرِاللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ . اِلاَّكَانَ عَلَيْهِ تِرَةً، وَمَا مِنْ رَجُلٍ آوٰى اِلٰى فِرَاشِهِ فَلَمْ يَذْكُرِ اللّٰهَ، اِلَّا كَانَ عَلَيْهِ تِرَةً)). [الصحيحة:۷۹]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی قوم ایسی مجلس میں نہیں بیٹھتی جس میں انھوں نے اللہ تعالی کو یاد نہ کیا ہو مگر وہ ان پر نقصان کا باعث ہوگا' جو آدمی جو کسی رستے میں چل رہا ہو اور اس میں اللہ کا ذکر نہ کرے تو یہ اس کے لئے باعثِ تکلیف ہوگا اور جو آدمی اپنے بستر پر سونے لگے اور اللہ تعالی کا ذکر نہ کرے تو یہ اس کے لئے گھبراہٹ کا باعث ہوگا۔''

تخريج: الصحيحة ۷۹۔ احمد (۲/ ۴۳۲)' ابن السنی (۳۷۶)' حاکم (۱/ ۵۵۰)۔

فوائد: اللہ تعالی کی تسبیحات' تہلیلات' تکبیرات اور تحمیدات بیان کر کے اس کا ذکر کرنا جہاں باعثِ اجرِ عظیم ہے' وہاں اس سے غفلت برتنا باعثِ حسرت وندامت ہے۔ انسان کو چاہیے کہ اپنے جسم کی مختلف حالتوں یعنی چلنے' کھڑا ہونے' بیٹھنے اور لیٹنے کے دوران اللہ تعالی کو کسی نہ کسی انداز میں یاد کرتا رہے۔

۲۹۳۲۔عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعًا: ((مَا جَلَسَ قَوْمٌ مَجْلِسًا لَمْ يَذْكُرُوْا اللّٰهَ فِيْهِ، وَلَمْ يُصَلُّوْا عَلٰى نَبِيِّهِمْ ، اِلَّا كَانَ عَلَيْهِمْ تِرَةً، فَاِنْ شَاءَ عَذَّبَهُمْ ، وَاِنْ شَاءَ غَفَرَلَهُمْ)). [الصحيحة:۷٤]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی قوم ایسی مجلس میں نہیں بیٹھی جس میں انھوں نے اللہ کو یاد کیا نہ اپنے نبی پر درود بھیجا' مگر وہ ان پر نقصان کا باعث ہوگی' پھر اگر اللہ تعالی چاہے تو انھیں عذاب دے اور اگر چاہے تو انھیں بخش دے۔''

تخريج: الصحيحة ۷۴۔ ترمذی (۳۳۸۰) حاکم (۱/ ۴۹۶)' احمد (۲/ ۴۴۶)' ابن السنی (۴۴۳)۔

فوائد: یعنی کسی مجلس میں اللہ تعالی کا ذکر نہ کرنا یا نبیِ کریم ﷺ کے لیے رحمت وسلامتی کی دعا نہ کرنا اللہ تعالی کے عذاب کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔ اللہ تعالی کی مرضی ہے کہ وہ اس غفلت کو معاف کردے یا اس کی وجہ سے مؤاخذہ کرے۔

باب: وجوب ذكر الله والصلاة على النبي ﷺ في كل مجلس

باب: ہر مجلس و محفل میں ذکرِ الٰہی اور درود پڑھنا لازمی ہے

۲۹۳۳۔عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعًا: ((مَا جَلَسَ قَوْمٌ مَجْلِسًا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ فِيْهِ، اِلَّا حَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ، وَتَغَشَّتْهُمُ الرَّحْمَةُ، وَنَزَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِيْنَةُ، وَذَكَرَهُمُ اللّٰهُ فِيْمَنْ عِنْدَهُ)). [الصحيحة:۷٥]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی قوم ایسی مجلس میں نہیں بیٹھی جس میں وہ اللہ تعالی کا ذکر کر رہے ہوں مگر انھیں فرشتے گھیر لیتے ہیں' ان کو رحمت ڈھانپ لیتی ہے' ان پر سکینت نازل ہوتی ہے اور اللہ تعالی ان کا ذکر ان لوگوں میں فرماتا ہے جو اس کے پاس ہوتے ہیں۔''

تخريج: الصحيحة ۷۵۔ مسلم (۲۷۰۰)' ترمذی (۳۳۷۸)' ابن ماجه (۳۷۹۱)' والسياق له۔

باب: فضل الاجتماع للذكر والعلم

باب: ذکر اور علم کے لیے اجتماع کی فضیلت

٢٩٣٤۔ عَنْ أَنَسٍ مَرْفُوْعًا: ((مَاجَلَسَ قَوْمٌ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ . اِلَّا نَادَاهُمْ مُنَادٍ مِنَ السَّمَاءِ: قُوْمُوْا مَغْفُوْرًا لَكُمْ ، قَدْ بُدِّلَتْ سَيِّئَاتُكُمْ حَسَنَاتٍ)). [الصحيحة: ٢٢١٠]

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو لوگ بھی اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے بیٹھتے ہیں، ایک منادی کرنے والا انھیں آسمان سے آواز دیتا ہے: کھڑے ہو جاؤ، تمھیں بخش دیا گیا ہے اور تمھاری برائیوں کو نیکیوں میں تبدیل کر دیا گیا ہے۔''

تخریج: الصحيحة ۲۲۱۰۔ طبرانی فی الاوسط (۱۷۵۹)، احمد (۳/ ۱۴۳)، ابو يعلى (۴۱۴۱)، البزار (الكشف :۳۰۶۱)۔

فوائد: سبحان اللہ! یہ اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے کی برکتیں ہیں۔

٢٩٣٥۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعًا: ((مَاقَعَدَ قَوْمٌ مَقْعَدًا لَمْ يَذْكُرُوْا فِيْهِ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ، وَيُصَلُّوْا عَلَى النَّبِيِّ، اِلَّا كَانَ عَلَيْهِمْ حَسْرَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَاِنْ دَخَلُوْا الْجَنَّةَ لِلثَّوَابِ)). [الصحيحة:٧٦]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو لوگ کسی مجلس میں بیٹھتے ہیں اور اس میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں نہ نبی ﷺ پر درود بھیجتے ہیں، تو یہ مجلس ان کے لئے قیامت کے روز باعثِ حسرت ہوگی، اگرچہ وہ (دوسرے اعمال کے) اجر و ثواب کی وجہ سے جنت میں داخل ہو جائیں۔''

تخریج: الصحيحة ۷۶۔ احمد (۲/ ۴۶۳)، ابن حبان (۵۹۱)، حاکم (۱/ ۴۹۲)۔

فوائد: کافر تو روز قیامت اپنی بداعمالیوں پر افسوس کریں گے ہی لیکن ایمان والے بھی حسرت کا شکار ہوں گے کہ کاش وہ لمحہ جو ہم نے غفلت میں گزار دیا، اس میں اللہ کا ذکر کیا ہوتا۔ تو آج ہمارے درجات مزید بلند ہوتے۔ اس کا واحد حل یہی ہے کہ ہر وقت اللہ کا ذکر کیا جائے۔

باب: من حياته ﷺ في البرزخ

باب: نبی اکرم ﷺ کی برزخی زندگی کا بیان

٢٩٣٦۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعًا: ((مَا مِنْ أَحَدٍ يُسَلِّمُ عَلَيَّ اِلَّا رَدَّ اللّٰهُ عَلَيَّ رُوْحِيْ حَتّٰى أَرُدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ)). [الصحيحة:٢٢٦٦]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''نہیں ہے کوئی آدمی جو میرے لئے سلامتی کی دعا کرتا ہو، مگر اللہ تعالیٰ میری روح مجھ پر لوٹاتے ہیں اور میں اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔''

تخریج: الصحيحة ۲۲۶۶۔ ابو داؤد (۲۰۴۱)، احمد (۲/ ۲۷۷)، بیهقی (۵/ ۲۴۵)، طبرانی الاوسط (۳۱۱۶)۔

فوائد: انسان کی وفات سے قبر سے دوبارہ اٹھنے تک کے وقت کو عالم برزخ کہتے ہیں، جو ایک مخصوص زندگی کا نام ہے اور احادیث میں بیان کی گئی جس کی مختلف کیفیتوں کا تعلق علم غیب سے ہے۔ ایک کیفیت کو اس حدیث میں بیان کیا گیا ہے کہ جب فرزندانِ امت آپ ﷺ کے لیے سلامتی کی دعا کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کی روح کو لوٹاتے ہیں اور آپ ﷺ ان کی سلامتیوں کا جواب دیتے ہیں۔

ہمارے ایمان و ایقان کا تقاضا یہ ہے کہ ہم اس صورت کو من وعن تسلیم کریں اور اپنے حق میں سعادت سمجھ کر آپ ﷺ پر زیادہ سے زیادہ سلام بھیجیں تا کہ ہمیں بھی آپ ﷺ کی دعاؤں کا شرف حاصل ہو سکے۔

اس موقع پر اس قسم کے نکات اٹھانے کی کوئی ضرورت نہیں کہ بار بار روح لوٹانے اور نکالنے سے آپ ﷺ کو تکلیف ہوتی ہوگی یا مسلمانان عالم دن کی ہر گھڑی میں درود و سلام بھیج رہے ہیں تو آپ ﷺ کس کس کا اور کیسے جواب دے سکتے ہیں یا اس حدیث کا مطلب یہ ہوا کہ آپ ﷺ دنیا والی زندگی کی طرح زندہ ہیں اور ہماری حرکات وسکنات آپ ﷺ کے سامنے ہیں۔ اس قسم کے تمام سوالات کم فہمی اور ذہنی کجی کی پیداوار ہیں۔

باب: أفضل الدعاء

افضل دعا کا بیان

۲۹۳۷۔ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَامِنْ دَعْوَةٍ يَدْعُوْ بِهَا الْعَبْدُ اَفْضَلَ مِنْ: اَللّٰهُمَّ اِنِّي اَسْاَلُكَ الْمُعَافَاةَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ)).

[الصحيحة: ١١٣٨]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بندے کی کوئی دعا اِس دعا سے افضل نہیں ہے: اے اللہ! میں تجھ سے دنیا و آخرت میں خیریت و عافیت کا سوال کرتا ہوں۔''

تخریج: الصحیحة ۱۱۳۸۔ ابن ماجه (۳۸۵۱)، ابو نعیم فی الحلیة (۲/ ۲۴۷)، عن معاذ رضی اللہ عنہ۔

فوائد: یہ دعا پڑھنا ثابت ہوا:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُكَ الْمُعَافَاةَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ.

(اے اللہ! میں دنیا و آخرت میں تجھ سے خیریت و عافیت کا سوال کرتا ہوں۔)

اگر انسان کو زندگی میں صحت و عافیت نصیب ہو جائے اور آخرت میں خیر و بھلائی، تو اس کے مطالبات و خواہشات کی تکمیل ہو جاتی ہے، اس دعا کی حقیقت کو سمجھ کر اسے اپنی زندگی کا معمول بنانا چاہیے۔

باب: أهمية الذكر في مجلس

مجلس میں اللہ تعالیٰ کے ذکر کی اہمیت

۲۹۳۸۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ ،قَالَ: رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَامِنْ قَوْمٍ اجْتَمَعُوْا فِي مَجْلِسٍ، فَتَفَرَّقُوْا وَلَمْ يَذْكُرُوْا اللّٰهَ، اِلاَّ كَانَ ذٰلِكَ الْمَجْلِسُ حَسْرَةً عَلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)).

[الصحيحة:٢٥٥٧]

سیدنا عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی قوم ایسی نہیں جو کسی مجلس میں بیٹھی ہو اور اللہ تعالیٰ کا ذکر کیے بغیر منتشر ہوگئی ہو مگر یہ مجلس اس کے لئے قیامت کے روز باعثِ حسرت ہوگی۔''

تخریج: الصحیحة ۲۵۵۷۔ طبرانی فی الاوسط (۳۷۵۶)، بیهقی فی الشعب (۵۳۳)۔

۲۹۳۹۔ عَنِ ابْنِ عَمْرٍو مَرْفُوْعًا: ((مَامِنْ قَوْمٍ جَلَسُوْا مَجْلِسًا لَمْ يَذْكُرُوْا اللّٰهَ فِيْهِ، اِلَّارَاَوْهُ حَسْرَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ)). [الصحيحة: ٨٠]

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں ہے کوئی قوم جو کسی مجلس میں بیٹھی ہو اور اس میں اللہ کا ذکر نہ کیا ہو مگر وہ اس بیٹھک کو قیامت کے روز حسرت تصور کرے گی۔''

تخریج: الصحیحۃ ۸۰۔ احمد (۲/ ۱۲۴)۔

۲۹۴۰۔ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعًا: ((مَا مِنْ قَوْمٍ يَقُوْمُوْنَ مِنْ مَجْلِسٍ لَايَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ فِيْهِ، اِلَّا قَامُوْا عَنْ مِثْلِ جِيْفَةِ حِمَارٍ، وَكَانَ عَلَيْهِمْ حَسْرَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ)). [الصحيحة: ٧٧]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی قوم کسی ایسی مجلس سے اٹھتی ہے جس میں انھوں نے اللہ کا ذکر نہ کیا ہو تو وہ مردار گدھے جیسی چیز سے اٹھتی ہے اور وہ مجلس قیامت کے روز ان کے لئے حسرت کا باعث ہوگی۔''

تخریج: الصحیحۃ ۷۷۔ ابوداؤد (۴۸۵۵)' طحاوی (۲/ ۳۶۷)' احمد (۲/ ۳۸۹)' حاکم (۱/ ۴۹۲)۔

باب: فضل ذكر الله تعالى بالوضوء

باوضوء ہو کر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے کی فضیلت

۲۹۴۱۔ عَنْ مُعَاذٍ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَبِيْتُ عَلٰى ذِكْرِ [اللّٰهِ] طَاهِرًا، فَيَتَعَارَ مِنَ اللَّيْلِ، فَيَسْاَلُ اللّٰهَ خَيْرًا مِّنْ [اَمْرِ] الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، اِلَّا اَعْطَاهُ اِيَّاهُ)).

[الصحيحة: ٣٢٨٨]

سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو مسلمان باوضو ہو کر اور اللہ تعالیٰ کا ذکر کرکے رات کو سو جاتا ہے' وہ رات کے کسی حصے میں اٹھ کر جب بھی اللہ تعالیٰ سے دنیا و آخرت کی خیر و بھلائی کا سوال کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے دے دیتا ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۲۸۸۔ ابوداؤد الطیالسی (۵۶۳)' نسائی فی عمل الیوم واللیلۃ (۸۰۵)' ابوداؤد (۵۰۴۲)' احمد (۵/ ۲۳۴)۔

باب: من اذكار الصباح والمساء

باب: صبح و شام کے اذکار

۲۹۴۲۔ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِفَاطِمَةَ ۔رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا۔: ((مَايَمْنَعُكِ اَنْ تَسْمَعِيْ مَا اُوْصِيْكِ [بِهٖ]؟ [اَنْ] تَقُوْلِيْ اِذَا اَصْبَحْتِ وَاِذَا اَمْسَيْتِ: يَا حَيُّ! يَاقَيُّوْمُ! بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِيْثُ، وَاَصْلِحْ لِيْ شَاْنِيْ كُلَّهٗ، وَلَا تَكِلْنِيْ اِلٰى نَفْسِيْ طَرْفَةَ عَيْنٍ اَبَدًا)).

[الصحيحة: ٢٢٧]

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو فرمایا: ''کون سا مانع ہے جو تجھے میری وصیت نہیں سننے دیتا؟ تو صبح و شام یہ دعا پڑھا کر: ''اے زندہ رہنے والے! اپنے بل بوتے پر قائم رہ کر اپنے ما سوا چیزوں کی حفاظت کرنے والے! میں تیری رحمت کے ذریعے تجھے مدد کے لئے پکارتا ہوں' تو میرے تمام معاملات کو سنوار دے اور مجھے لحہ بھر کے لئے بھی میرے سپرد نہ کر۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۲۷۔ ابن السنی (۴۸)' نسائی فی عمل الیوم واللیلۃ (۵۷۰)' البزار (الکشف :۳۱۰۷)' الضیاء فی لمختارۃ (۲۳۱۹)۔

باب: التسلم على النساء

عورتوں کو سلام کرنے کا بیان

۲۹۴۱۔ عَنْ جَرِيْرٍ، قَالَ: ((مَرَّ النَّبِيُّ ﷺ عَلٰى

سیدنا جریر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ عورتوں کے پاس سے

نِسْوَةٍ، فَسَلَّمَ عَلَيْهِنَّ)). [الصحيحة:٢١٣٩]

گزرے اور انھیں سلام کہا۔

تخریج: الصحیحة ۲۱۳۹۔ احمد (۴/ ۳۵۷، ۳۶۳)، ابن السنی (۲۲۱)، طبرانی فی الکبیر (۲۴۸۶)، ابویعلی (۷۴۰۶)۔

فوائد: معلوم ہوا کہ عورتوں کو بھی سلام کہنا چاہیے۔

باب: من اذكار لا يخيب قائلهن

کچھ اذکار کہ جن کا کہنے والا کبھی نامراد نہیں ہوتا

٢٩٤٤۔ عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ مَرْفُوْعًا: ((مُعَقِّبَاتٌ لَا يَخِيْبُ قَائِلُهُنَّ أَوْ فَاعِلُهُنَّ دُبُرَ كُلِّ صَلَاةٍ مَكْتُوْبَةٍ: ثَلَاثٌ وَثَلَاثُوْنَ تَسْبِيْحَةً، وَثَلَاثٌ وَثَلَاثُوْنَ تَحْمِيْدَةً، وَأَرْبَعٌ وَثَلَاثُوْنَ تَكْبِيْرَةً)). [الصحيحة:١٠٢]

سیدنا کعب بن عجرہ ﷛ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’ہر فرضی نماز کے بعد پڑھے جانے والے کچھ کلمات ہیں کہ ان کو کہنے والا یا کرنے والے نامراد نہیں ہوتا اور وہ تینتیس دفعہ ”سُبْحَانَ اللّٰہ“ تینتیس دفعہ ”اَلْحَمْدُ لِلّٰہ“ اور چونتیس دفعہ ”اَللّٰہُ اَکْبَر“ کہنا ہے۔‘‘

تخریج: الصحیحة ۱۰۲۔ مسلم (۵۹۶)، ابو عوانة (۲/ ۲۴۷، ۲۴۸)، نسائی (۱۳۵۰)، ترمذی (۳۴۱۲)۔

فوائد: آجکل لوگ فرضی نمازوں کے بعد اجتماعی کیفیت میں مختصر سی مروجہ دعا پر عمل پیرا ہیں، جونہی دعا ختم ہوتی ہے تو ہر نمازی مسنون اذکار کو ترک کر کے کھڑے ہو کر سنتیں ادا کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ ہمیں چاہیے کہ رواجی امور سے باز آ کر سنتوں پر عمل پیرا ہونے کی کوشش کریں۔

باب: الإستغفار من اذكار السرورة

کثرت استغفار خوش کرنے والے اُذکار میں سے ہے

٢٩٤٥۔ عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَامِ مَرْفُوْعًا: ((مَنْ أَحَبَّ أَنْ تَسُرَّهُ صَحِيْفَتُهُ، فَلْيُكْثِرْ فِيْهَا مِنَ الْإِسْتِغْفَارِ)). [الصحيحة: ٢٢٩٩]

سیدنا زبیر بن عوام ﷛ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’جو آدمی یہ بات پسند کرتا ہے کہ اس کا نامۂ اعمال اسے خوش کرے تو وہ کثرت سے استغفار کیا کرے۔‘‘

تخریج: الصحیحة ۲۲۹۹۔ الضیاء فی المختارة (۸۹۲)، طبرانی فی الاوسط (۸۴۳)۔

فوائد: حقیقی خوشی وہی ہے جو حشر کے میدان میں نامۂ اعمال وصول کرتے وقت ہوگی، اس خوشی میں اضافہ کرنے کے لئے کثرت سے استغفار کا اہتمام کرنا چاہیے۔

باب: مسابقة للأعمال و فضل ابن مسعود

ابن مسعود ﷛ کی فضیلت اور اعمال میں مقابلہ بازی کا بیان

٢٩٤٦۔ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ، قَالَ: ((دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْمَسْجِدَ وَهُوَ بَيْنَ أَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرَ، وَإِذَا ابْنُ مَسْعُوْدٍ يُصَلِّيْ، وَإِذْ هُوَ يَقْرَأُ (النِّسَاءَ

سیدنا عبد اللہ بن مسعود ﷛ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف لائے اور سیدنا ابوبکر ﷛ اور سیدنا عمر ﷛ کے درمیان بیٹھ گئے، (آپ ﷺ کیا دیکھتے ہیں کہ) ابن مسعود نماز پڑھ رہا تھا،

)، فَانْتَهٰى اِلٰى رَأْسِ الْمِئَةِ، فَجَعَلَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ يَدْعُوْ وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّيْ ، فَقَالَ: النَّبِيُّ ﷺ: اِسْأَلْ تُعْطَهُ، اِسْئَلْ تُعْطَهُ، ثُمَّ قَالَ:((مَنْ اَحَبَّ اَنْ يَقْرَاءَ الْقُرْآنَ غَضًّا كَمَا اُنْزِلَ، فَلْيَقْرَاهُ عَلٰى قِرَاءَ ةِ ابْنِ اُمِّ عَبْدٍ)) فَلَمَّا اَصْبَحَ غَدَا اِلَيْهِ اَبُوْبَكْرٍ .رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ. لِيُبَشِّرَهُ ، وَقَالَ لَهُ :مَاسَاَلْتَ اللّٰهَ الْبَارِحَةَ؟ قَالَ: قُلْتُ: اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْاَلُكَ اِيْمَانًالَا يَرْتَدُّ ، وَنَعِيْمًا لَا يَنْفَدُ، وَمُرَافَقَةَ مُحَمَّدٍ فِيْ اَعْلٰى جَنَّةِ الْخُلْدِ، ثُمَّ جَاءَ عُمَرُ. رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ.، فَقِيْلَ لَهُ: اِنَّ اَبَابَكْرٍ قَدْ سَبَقَ! قَالَ: يَرْحَمُ اللّٰهُ اَبَابَكْرٍ مَاسَبَقْتُهُ اِلٰى خَيْرٍ قَطُّ اِلَّا سَبَقَنِيْ اِلَيْهِ.)) [الصحيحة: ۲۳۰۱]

وہ سورۂ نساء کی تلاوت کر رہا تھا، سو (۱۰۰) آیت کی تلاوت کے بعد وہ نماز میں ہی قیام کی حالت میں دعا کرنے لگا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''سوال کر، تجھے دیا جائے گا، سوال کر، تجھے دیا جائے گا۔'' پھر فرمایا: ''جو چاہتا ہے کہ وہ قرآن مجید کو تروتازہ پڑھے جیسے وہ نازل ہوا، تو ابن ام عبد (یعنی ابن مسعود) کی قراءت پر پڑھے، جب صبح ہوئی تو سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ ابن مسعود کو خوشخبری دینے کے لئے گئے اور ان سے پوچھا کہ آپ نے گزشتہ رات کو کون سی دعا کی تھی؟ انھوں نے کہا: میں نے یہ دعا کی تھی: اے اللہ! میں تجھ سے ارتداد سے پاک ایمان، ختم نہ ہونے والی نعمت اور ہمیشہ والی جنت کے اعلی مقام میں محمد (ﷺ) کی رفاقت کا سوال کرتا ہوں۔ جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بشارت دینے کے لئے آئے تو انھیں کہا گیا کہ ابوبکر آپ سے سبقت لے چکے ہیں۔ یہ سن کر انھوں نے کہا: اللہ ابوبکر پر رحم فرمائے، میں جب بھی ان سے خیر و بھلائی میں مقابلہ کرتا ہوں تو وہ مجھ سے آگے بڑھ جاتے ہیں۔''

تخریج: الصحیحة ۲۳۰۱۔ ابن ماجه (۱۳۸)، احمد (۱/ ۷،۴۴۵)، ابن حبان (۷۰۶۶)، البزار (۱۳۱۲)، الروایات مطوله و مختصرة

فوائد: معلوم ہوا کہ نماز میں قیام کے دوران دعا مانگی جا سکتی ہے، نیز سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی قراءت کی افضلیت اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے بیان کے مطابق سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی عظمت کا بیان ہے۔

باب: من العالم

عالم کون ہے؟

۲۹۴۷۔ عَنْ عَائِشَةَ مَرْفُوْعًا: ((مَنْ اَخَذَ السَّبْعَ الْاُوَلَ مِنَ الْقُرْآنِ ، فَهُوَ حَبْرٌ)). [الصحيحة: ۲۳۰۵]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے قرآن مجید کی پہلی سات سورتیں سیکھ لیں وہ عالم ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۲۳۰۵۔ احمد (۶/ ۷۳، ۷۸)، طحاوی فی مشکل الآثار (۲/ ۱۵۳، ۱۵۴)، حاکم (۱/ ۵۶۴)۔

فوائد: قرآن مجید میں جتنے احکام و مسائل بیان کیے گئے ہیں، ان میں سے بیشتر پہلی سات سورتوں میں پائے جاتے ہیں۔

باب: اثم الأخذ المال على تعليم القرآن

قرآن کی تعلیم پر مال لینے کا گناہ

۲۹۴۸۔عَنْ اَبِي الدَّرْدَاءِ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ:۔ ((مَنْ اَخَذَ عَلٰى تَعْلِيمِ الْقُرْآنِ قَوْسًا، قَلَّدَهُ اللّٰهُ قَوْسًا مِنْ نَارٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)). [الصحيحة:۲۵۶]

سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے قرآن مجید کی تعلیم دے کر کمان لی' اللہ تعالی قیامت کے روز اس کے گلے میں آگ کی کمان ڈالے گا۔''

تخريج: الصحيحة ۲۵۶۔ ابو محمد المخلدى فى الفوائد (ق:۲۶۸/۱)' ابن عساكر فى التاريخ (۷/ ۱۹۱'۸/ ۳۰۹)' بيهقى (۶/ ۱۲۶)' مختصراً المرفوع منه و ذكر عن دصيم قال: حديث ابى الدرداء رضی اللہ عنہ النبى ﷺ من تقلد قوسا على تعليم القرآن' ليس له اصل۔

فوائد: یہ تعلیم القرآن پر اجرت لینے کے بارے میں سخت وعید ہے' اس باب کے اوائل میں اس مسئلہ پر مکمل بحث ہو چکی ہے۔

باب: استحباب الرقية لكل من فعلها

جو دم کر سکتا ہو' اس کے لیے دم کرنے کا استحباب

۲۹۴۹۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ ، قَالَ: ((اَرْخَصَ النَّبِيُّ ﷺ فِي رُقْيَةِ الْحَيَّةِ لِبَنِي عَمْرٍو)) قَالَ اَبُوالزُّبَيْرِ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ:(لَدَغَتْ رَجُلاً مِنَّا عَقْرَبٌ وَنَحْنُ جُلُوْسٌ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَ رَجُلٌ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اَرْقِي؟ قَالَ: ((مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ اَنْ يَّنْفَعَ اَخَاهُ، فَلْيَفْعَلْ)). [الصحيحة:۴۷۲]

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بنو عمر کو سانپ سے دم کرنے کی رخصت دی۔ ابو زبیر کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کو کہتے سنا کہ ایک بچھو نے ایک آدمی کو ڈس لیا اور ہم آپ ﷺ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔ ایک دوسرے آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں اسے دم کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو آدمی اپنے بھائی کو نفع پہنچا سکتا ہے وہ پہنچائے۔''

تخريج: الصحيحة ۴۷۲۔ مسلم (۲۱۹۹)' احمد (۳/ ۳۸۲)' الخرائطى فى مكارم الاخلاق (۵۰۹)۔

فوائد: جس انداز میں کسی کے ساتھ بھلائی کرنا ممکن ہو' کرنی چاہیے۔

۲۹۵۰۔ عَنْ مُغِيْرَةَ بْنِ شُعْبَةَ مَرْفُوْعًا: ((مَنِ اكْتَوٰى اَوِ اسْتَرْقٰى، فَقَدْ بَرِئَ مِنَ التَّوَكُّلِ)) [الصحيحة:۲۴۴]

سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''وہ آدمی توکل سے بری ہو گیا جس نے اپنے بدن پر داغ لگایا یا دم کرنے کو کہا۔''

تخريج: الصحيحة ۲۴۴۔ ترمذى (۲۰۵۵)' ابن ماجه (۳۴۸۹)' احمد (۴/ ۲۴۹)' حاكم (۴/ ۴۱۵)۔

فوائد: بلا شک و شبہ دم کروانا اور بدن پر داغ لگوانا جائز و مباح ہے۔ اس حدیث میں توکل کی اعلی قسم سے متصف لوگوں کا ذکر کیا گیا ہے جو ہر بیماری من جانب اللہ سمجھ کر اس کے علاج کو اسی اللہ کے سپرد کر دیتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے لئے دم کا مطالبہ کرنا یا داغ لگانا مکروہ ہے۔ ہاں اگر کوئی آدمی کسی ایسے بندے کو تکلیف میں دیکھ کر خود دم کر دے تو یہ اس کے توکل کے منافی نہیں ہو گا۔ امام البانی کہتے ہیں: اس حدیث سے پتہ چلا کہ داغ لگوانا اور دم کا مطالبہ کرنا مکروہ ہے' کیونکہ اول الذکر میں آگ کا عذاب پایا جاتا ہے اور مؤخر الذکر میں دوسرے کا محتاج بننا پڑتا ہے' جس کا فائدہ مظنون اور غیر راجح ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جو لوگ بغیر حساب و کتاب کے

جنت میں داخل ہوں گے، بخاری و مسلم میں سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ان کی صفات یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ دم کا مطالبہ نہیں کرتے، بدن پر داغ نہیں لگواتے، بدفال نہیں لیتے اور اپنے ربّ پر توکل کرتے ہیں۔ [صحیحہ: ۲۴۴ کے تحت]

باب: من أذكار بعد الوضوء

وضوء کے بعد کے اذکار کا بیان

۲۹۵۱۔ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ تَوَضَّأَ ثُمَّ قَالَ: سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، لَاۤاِلٰهَ اِلَّاۤاَنْتَ، اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ ، كُتِبَ فِيْ رِقٍّ، ثُمَّ طُبِعَ بِطَابِعٍ، فَلَمْ يُكْسَرْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ)).

[الصحيحة: ۲۳۳۳]

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے وضو کیا اور کہا: تو پاک ہے، اے اللہ! اپنی تعریفوں کے ساتھ، نہیں کوئی معبودِ برحق مگر تو ہی، میں تجھ سے بخشش طلب کرتا ہوں اور تیری طرف رجوع کرتا ہوں۔ تو ان کلمات کو ایک کاغذ میں لکھ کر اس پر مہر لگا دی جاتی ہے اور پھر روزِ قیامت تک اسے پھاڑا نہیں جا سکتا۔''

تخریج: الصحیحة ۲۳۳۳۔ نسائی فی عمل الیوم واللیلة (۸۱)، حاکم (۱/ ۵۶۴)، طبرانی فی الاوسط (۱۴۷۸)۔

فوائد: وضوء کے بعد کی عام دعا "اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ ......" کے بعد یہ دعا بھی پڑھنی چاہیے:

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، لَاۤاِلٰهَ اِلَّاۤاَنْتَ، اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ۔

باب: فضل الدعاء بدخول السوق

بازار میں داخل ہونے کی دعا کی فضیلت

۲۹۵۲۔ عَنْ عُمَرَ۔ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ۔ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ دَخَلَ سُوْقًا مِّنَ الْاَسْوَاقِ فَقَالَ: ((لَاۤاِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَاشَرِيْكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ ، وَلَهُ الْحَمْدُ ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ))، كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ اَلْفَ اَلْفِ حَسَنَةٍ، وَمَحَا عَنْهُ اَلْفَ اَلْفِ سَيِّئَةٍ)).[الصحيحة: ۳۱۳۹]

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''جس آدمی نے بازار میں داخل ہوتے وقت کہا: صرف اللہ ہی معبودِ برحق ہے، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، بادشاہت اسی کی ہے، تعریف اسی کے لئے ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ تو اللہ تعالی اس کے لئے دس لاکھ نیکیاں لکھ دیتا ہے اور اس کی دس لاکھ برائیاں مٹا دیتا ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۳۱۳۹۔ طبرانی فی الدعاء (۷۹۳)، عبداللہ بن احمد فی زوائد الزھد (ص:۲۱۴)، یا سقاط فی السند ترمذی (۳۴۲۹)، ابن ماجه (۲۲۳۵) من طریق آخر عنه۔

فوائد: اللہ تعالی رحمت کے لامتناہی خزینوں کا مالک ہے، یوں سمجھئے کہ جہاں لوگوں کے مطالبات اور خواہشات کی انتہا ہوتی ہے، وہاں اللہ تعالی کی دین کی ابتدا بھی نہیں ہوتی۔ اس لئے اس حدیث میں جو اجر وثواب بیان کیا گیا ہے، اس پر کسی کو کوئی تعجب نہیں ہونا چاہئے۔ ہمیں چاہئے کہ بازار میں داخل ہوتے رغبت کے ساتھ یہ دعا پڑھیں:

لَاۤاِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَاشَرِيْكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ ، وَلَهُ الْحَمْدُ ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔

باب:اثم الذی لا یصل علی النبی ﷺ

اس شخص کا گناہ کہ جو آپ ﷺ پر درود نہ پڑھے

۲۹۵۳۔ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعًا: ((مَنْ ذُكِرْتُ عِنْدَهُ، فَنَسِيَ الصَّلَاةَ عَلَيَّ، خَطِئَ بِهِ طَرِيْقَ الْجَنَّةِ)). [الصحيحة: ۲۳۳۷]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''وہ آدمی تو جنت کا راستہ بھٹک گیا جس کے سامنے میرا تذکرہ کیا گیا اور وہ مجھ پر درود بھیجنا بھول گیا۔''

تخریج: الصحیحة ۲۳۳۷۔

فوائد: جہاں کہیں بھی نبی کریم ﷺ کا تذکرہ سنا جائے' آپ ﷺ پر درود وسلام بھیجنا چاہیے۔

باب:من رأی مبتلی فلیقل

جس نے کسی مصیبت زدہ کو دیکھا تو وہ کہے

۲۹۵۴۔ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ رَاٰى مُبْتَلًى ، فَقَالَ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ عَافَانِيْ مِمَّا ابْتَلَاكَ بِهِ، وَفَضَّلَنِيْ عَلٰى كَثِيْرٍ مِمَّنْ خَلَقَ تَفْضِيْلًا ، لَمْ يُصِبْهُ ذٰلِكَ الْبَلَاءُ)). [الصحيحة:۶۰۲]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے کسی مصیبت زدہ آدمی کو دیکھ کر کہا: ساری تعریف اُس اللہ کے لئے ہے جس نے مجھے اس بیماری سے نجات دلائی جس میں تو مبتلا ہے اور اپنی کثیر مخلوق پر مجھے فضیلت دی۔ تو اسے یہ مصیبت لاحق نہیں ہوگی۔''

تخریج: الصحیحة ۶۰۲۔ ترمذی (۳۴۳۲)' طبرانی فی الاوسط (۴۷۲۱)۔ ابو نعیم فی الحلیة (۵/ ۱۳)' وفی اخبار اصبهان (۱/ ۲۷۱)' عن ابن عمر رضی اللہ عنہ۔

فوائد: کسی مصیبت زدہ آدمی کو دیکھ کر یہ دعا پڑھنی چاہیے' تا کہ اللہ تعالی کا شکر یہ بھی ادا ہو جائے اور اس بیماری سے نجات بھی مل جائے:
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ عَافَانِيْ مِمَّا ابْتَلَاكَ بِهِ، وَفَضَّلَنِيْ عَلٰى كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقَ تَفْضِيْلًا۔

باب:فضل التسبیح والتکبیر والتحمید بعد الصلاۃ

نماز کے بعد سبحان اللہ' الحمد للہ اور اللہ اکبر کی فضیلت کا بیان

۲۹۵۵۔ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعًا: ((مَنْ سَبَّحَ اللّٰهَ فِيْ دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ ثَلَاثًا وَثَلَاثِيْنَ، وَحَمِدَ اللّٰهَ ثَلَاثًا وَثَلَاثِيْنَ، وَكَبَّرَ اللّٰهَ ثَلَاثًا وَثَلَاثِيْنَ، فَتِلْكَ تِسْعٌ وَتِسْعُوْنَ ، ثُمَّ قَالَ تَمَامُ الْمِئَةِ: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ، وَلَهُ الْحَمْدُ،وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ،

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''جس نے ہر نماز کے بعد تینتیس دفعہ ''سُبْحَانَ اللّٰہ'' تینتیس دفعہ ''اَلْحَمْدُ لِلّٰہ''اور تینتیس دفعہ ''اَللّٰہُ اَکْبَر'' کہا' یہ کل ننانوے (۹۹) کلمات ہو گئے۔ ۱۰۰ ویں دفعہ کہا: اللہ ہی معبودِ برحق ہے' وہ اکیلا ہے' اس کا کوئی شریک نہیں' بادشاہت اسی کی ہے ساری تعریف اس کے لئے ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ تو اسے

غُفِرَتْ خَطَايَاهُ وَإِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ)). [الصحيحة:١٠١]

کے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے اگرچہ وہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔"

تخريج: الصحيحة ١٠١- مسلم (٥٩٧)، ابو عوانة (٢/ ٢٤٧)، احمد (٢/ ٣٧٣)-

فوائد: فرض نمازوں کے بعد اس ذکر کا اہتمام کرنا چاہئے:

تینتیس دفعہ "سُبْحَانَ اللّٰہِ" تینتیس دفعہ "اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ" اور تینتیس دفعہ "اَللّٰہُ اَکْبَرُ" سوویں دفعہ "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ، وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ"۔

باب: فضل القراءة في المصحف

باب: ناظرہ قرآن مجید پڑھنے کی فضیلت

٢٩٥٦- عَنْ عَبْدِاللّٰهِ[بْنِ مَسْعُوْدٍ]مَرْفُوْعًا: ((مَنْ سَرَّهُ اَنْ يُّحِبَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ فَلْيَقْرَأْ فِي ((الْمُصْحَفِ)). [الصحيحة:٢٣٤٢]

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو آدمی اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرنا پسند کرتا ہے، اسے قرآن مجید کی تلاوت "مصحف" سے دیکھ کر کرنی چاہئے۔"

تخريج: الصحيحة ٢٣٤٢- ابن شاهين في الترغيب (ق:٢٨٨/ ١)، ابن عدى (٢/ ٨٥٥)، ابو نعيم في الحلية (٧/ ٢٠٩)-

فوائد: جب آدمی دیکھ کر قرآن مجید کی تلاوت کرے گا تو غلطی کا امکان کم ہوگا اور دوسری وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے جہاں اس کی زبان تلاوت کرنے میں مصروف ہوگی، دل و دماغ اس کے معانی و مفاہیم سمجھنے میں لگے ہوں گے، وہاں اس کی نگاہ قرآن مجید کے الفاظ پر پڑ رہی ہوگی۔ واللہ اعلم۔

باب: الدعاء في الرخاء نجاة في الشدائد

خوشحالی میں دعا کرنا سختیوں میں نجات کا ذریعہ ہے

٢٩٥٧- عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعًا: ((مَنْ سَرَّهُ اَنْ يَّسْتَجِيْبَ اللّٰهُ لَهُ عِنْدَ الشَّدَائِدِ وَالْكُرَبِ، فَلْيُكْثِرِ الدُّعَاءَ فِي الرَّخَاءِ)). [الصحيحة:٥٩٣]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو آدمی اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اللہ تعالی سختیوں اور پریشانیوں میں اس کی دعائیں قبول کرے، اسے چاہئے کہ وہ فراخی وخوشحالی میں بکثرت دعا کرے۔"

تخريج: الصحيحة ٥٩٣- ترمذى (٣٣٨٢)، ابن عدى (٥/ ١٩٩٠)، عبدالغنى المقدسى فى الدعاء (١٤٤، ١٤٥)-

فوائد: زندگی کی خوشحالیاں اور تنگدستیاں ڈھلتی چھاؤں کی مانند ہیں، ہر انسان اپنی پوری زندگی میں خوشحال رہتا ہے نہ بدحال، بلکہ حالات بدلتے رہتے ہیں۔ ہمیں چاہئے کہ اپنی زندگیوں کی خوشحال گھڑیوں میں اللہ تعالی کو یاد رکھیں اور اپنے آپ کو کبھی بھی اس سے مستغنی نہ سمجھیں، تا کہ اللہ تعالی ہمیں تنگیوں اور پریشانیوں میں بے یار و مددگار نہ چھوڑ دے۔

٢٩٥٨- عَنِ ابْنِ عُمَرَ مَرْفُوْعًا:((مَنْ سَرَّهُ اَنْ يَّنْظُرَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ كَاَنَّهُ رَاْيَ الْعَيْنِ ،

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو آدمی روزِ قیامت کو حقیقی صورت میں دیکھنا چاہتا ہے وہ ﴿إِذَا

فَلْيَقْرَأْ: ﴿إِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ﴾، وَ﴿إِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ﴾، وَ ﴿إِذَا السَّمَاءُ انْفَطَرَتْ﴾)). [الصحيحة:١٠٨١]

﴿الشَّمْسُ كُوِّرَتْ﴾ یعنی سورۂ تکویر ﴿إِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ﴾ یعنی سورۂ انشقاق اور ﴿إِذَا السَّمَاءُ انْفَطَرَتْ﴾ یعنی سورۂ انفطار کی تلاوت کر لے۔"

تخریج: الصحیحة ۱۰۸۱۔ ترمذی (۳۳۳۳)' ابن نصر المروزی فی قیام اللیل (۵۸)' حاکم (۴/ ۵۷۶)' احمد (۲/ ۲۷)۔

فوائد: ان سورتوں روزِ قیامت کے مناظر کو انتہائی واشگاف الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔

باب: فضل الصلاة على النبيﷺ

نبی ﷺ پر درود بھیجنے کی فضیلت

٢٩٥٩ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِﷺ : ((مَنْ صَلَّى عَلَيَّ مَرَّةً وَاحِدَةً، كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ بِهَا عَشْرَ حَسَنَاتٍ)).

[الصحيحة:٣٣٥٩]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو مجھ پر ایک دفعہ درود بھیجتا ہے' اللہ تعالی اس کے لئے دس نیکیاں لکھتا ہے۔"

فوائد: اس میں نبی کریم ﷺ کے لئے دعائے رحمت کرنے کی فضیلت بیان کی گئی ہے۔

٢٩٦٠ـ عَنْ سَعِيدِ بْنِ عُمَيْرِ الْأَنْصَارِيِّ عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِﷺ: ((مَنْ صَلَّى عَلَيَّ مِنْ أُمَّتِي صَلَاةً مُخْلِصًا مِنْ قَلْبِهِ، صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ بِهَا عَشْرَ صَلَوَاتٍ، وَرَفَعَهُ بِهَا عَشْرَ دَرَجَاتٍ، وَكُتِبَ لَهُ بِهَا عَشْرَ حَسَنَاتٍ، وَمَحَا عَنْهُ عَشْرَ سَيِّئَاتٍ)).

[الصحيحة: ٣٣٦٠]

سعید بن عمیر انصاری اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میرا جو امتی خلوصِ نیت سے مجھ پر ایک دفعہ درود بھیجتا ہے' اللہ تعالی اس پر دس رحمتیں نازل کرتا ہے' اس کے دس درجے بلند کرتا ہے' اس کے لئے دس نیکیاں لکھتا ہے اور اس کی دس برائیاں مٹا دیتا ہے۔"

تخریج: الصحیحة ۳۳۶۰۔ نسائی فی عمل الیوم واللیلة (۶۴)۔ نسائی (۶۰)' بخاری فی التاریخ (۳/ ۵۰۲)' البزار (الکشف: ۳۱۶۰)' عن ابی بردة بن بیار رضی اللہ عنہ۔

فوائد: محمد رسول اللہ ﷺ ایسی عظیم ہستی ہیں کہ اگر ان کے حق میں درود و سلام' صلاۃ وتسلیم اور رحمت و برکت کی دعا کی جائے تو دعا کرنے والے پر اللہ تعالی کی دس رحمتیں نازل ہوتی ہیں' دس درجے بلند ہوتے ہیں' دس نیکیاں ملتی ہیں اور دس برائیاں معاف ہوتی ہیں۔

باب إثم تميمةٍ

تعویذ کے گناہ کا بیان

٢٩٦١ـ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرِ الْجُهَنِيِّ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِﷺ أَقْبَلَ إِلَيْهِ رَهْطٌ، فَبَايَعَ تِسْعَةً، وَأَمْسَكَ عَنْ وَاحِدٍ، فَقَالُوا: يَارَسُولَ اللّٰهِ! بَايَعْتَ تِسْعَةً

سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک جماعت (بیعت کرنے کے لئے) نبی ﷺ کے پاس آئی' آپ ﷺ نے نو (۹) افراد سے بیعت لے لی اور ایک سے نہ لی۔ انھوں نے کہا: اے

وَتَرَكْتَ هٰذَا؟ قَالَ: إِنَّ عَلَيْهِ تَمِيمَةً، فَأَدْخَلَ يَدَهُ، فَقَطَعَهَا ، فَبَايَعَهُ وَقَالَ: ((مَنْ عَلَّقَ تَمِيمَةً، فَقَدْ أَشْرَكَ)). [الصحيحة:٤٩٢]

اللہ کے رسول! آپ نے نو (۹) افراد سے بیعت لے لی اور ایک کو ترک کر دیا (کیا وجہ ہے)؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس نے تعویذ لٹکایا ہوا ہے۔'' اس نے اپنا ہاتھ داخل کیا اور تعویذ کاٹ دیا۔ پھر آپ ﷺ نے اس سے بیعت لی اور فرمایا: ''جس نے تعویذ لٹکایا اس نے شرک کیا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۴۹۲۔ احمد (۴/ ۱۵۶)، الحارث بن ابی اسامۃ (بغیۃ الباحث:۵۶۳)، حاکم (۴/ ۲۱۹)، طبرانی فی الکبیر (۱۷/ ۳۲۰)، مختصراً۔

فوائد: تعویذات کی جائز و ناجائز صورتوں کا تذکرہ ہو چکا ہے۔ جو تعویذ شیاطین یا دوسری مخلوقات سے مدد لینے پر مشتمل ہو وہ شرک اکبر ہے اور جو تعویذ غیر مفہمہ کلمات پر مشتمل ہو، وہ حرام ہے۔ اس حدیث کا مصداق تعویذات کی یہی دو صورتیں ہیں۔
تعویذات کی تیسری قسم وہ ہے جو قرآنی آیات، مسنون اذکار یا اللہ تعالی کے اسماء وصفات پر مشتمل ہوتے ہیں۔ بلا شک و شبہ یہ قسم شرک اور حرام امور میں داخل نہیں ہے، کیونکہ یہ اجتہادی مسائل میں داخل ہے، بہر حال اس کو ترک کرنا ہی افضل ہے۔ واللہ اعلم۔

باب: اجر بتعليم كتاب الله

اللہ کی کتاب کی تعلیم کے ثواب کا بیان

٢٩٦٢ـ عَنْ أَبِيْ مَالِكٍ الْأَشْجَعِيِّ، عَنْ أَبِيهِ[طَارِقِ بْنِ أَشْيَمَ]، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ عَلَّمَ آيَةً مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ، كَانَ لَهُ ثَوَابُهَا مَا تُلِيَتْ)).

ابو مالک اشجعی اپنے باپ طارق بن اشیم رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے کسی کو قرآن مجید کی ایک آیت کی تعلیم دی، تو جب تک اس کی تلاوت ہوتی رہے گی اسے ثواب ملتا رہے گا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۳۳۵۔ ابو سہل القطان فی حدیثہ عن شیوخہ (۴/ ۲۴۳/ ۲)۔

فوائد: اس میں قرآن مجید کے مدرسین کو بہت بڑی بشارت سنائی گئی ہے، اللہ تعالی اس شعبہ سے تعلق رکھنے والوں کو خلوص عطا فرمائے۔ آمین۔

باب: من اذكار الصباح

باب: صبح کے اذکار

٢٩٦٣ـ عَنِ الْمُنْذِرِ صَاحِبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، وَكَانَ يَكُوْنُ ـ(أَفْرِيقِيَّةَ) قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ قَالَ إِذَا أَصْبَحَ: ((رَضِيْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا، وَبِالْإِسْلَامِ دِيْنًا، وَبِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا))، فَأَنَا الزَّعِيْمُ، لَآخُذَنَّ بِيَدِهِ حَتّٰى أُدْخِلَهُ

صحابی رسول سیدنا منذر رضی اللہ عنہ، جو افریقہ میں تھے، بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: ''جس آدمی نے بوقتِ صبح یہ دعا پڑھی: میں اللہ کے رب ہونے، اسلام کے دین ہونے اور محمد (ﷺ) کے رسول ہونے پر راضی ہوں۔ تو میں اس بات کا ضامن وکفیل ہوں کہ اس کا ہاتھ پکڑے رکھوں گا، یہاں تک کہ اسے جنت

الْجَنَّةَ)). [الصحيحة:٢٦٨٦]

میں داخل کر دوں گا۔"

تخریج: الصحیحة ۲۶۸۶۔ طبرانی (۲۰/ ۳۵۵)' ومن طریقه ابو نعیم فی المعرفة (۵۷۰۷'۶۱۰۲)۔

فوائد: سبحان اللہ! نبی کریم ﷺ نے حشر کے میدان اپنی رفاقت حاصل کرنے کے تمام اسباب ہمیں عطا کر دیے ہیں۔ ہمیں چاہئے کہ ہم صبح کے وقت یہ دعا پڑھنے کا اہتمام کریں:

رَضِيتُ بِاللّٰهِ رَبًّا، وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا، وَبِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا۔

٢٩٦٤ ـ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ قَالَ إِذَا اَوٰى إِلٰى فِرَاشِهِ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ كَفَانِيْ وَآوَانِيْ. اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَطْعَمَنِيْ وَسَقَانِيْ ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ مَنَّ عَلَيَّ وَاَفْضَلَ اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ اَسْاَلُكَ بِعِزَّتِكَ اَنْ تُنَجِّيَنِيْ مِنَ النَّارِ، فَقَدْ حَمِدَ اللّٰهَ بِجَمِيْعِ مَحَامِدِ الْخَلْقِ كُلِّهِمْ)). [الصحيحة:٣٤٤٤]

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس آدمی نے بستر پر لیٹ کر یہ دعا پڑھی: ساری تعریف اس اللہ کے لئے ہے جو مجھے کافی ہوگیا اور جگہ دی' ساری تعریف اس اللہ کے لئے ہے جس نے مجھے کھلایا اور پلایا اور ساری تعریف اس اللہ کی ہے جس نے مجھ پر احسان کیا اور مہربانی کی۔ اے اللہ! میں تجھ سے تیری عزت کے واسطے سے سوال کرتا ہوں کہ تو مجھے آگ سے نجات دے دے۔ تو اس نے تمام مخلوقات کی بیان کردہ اللہ تعالی کی تعریفات کہہ ڈالیں۔"

تخریج: الصحیحة ۳۴۴۴۔ حاکم (۱/ ۵۴۵'۵۴۶)' ابن السنی (۷۱۴)' بیهقی فی الشعب (۴۳۸۲)۔

فوائد: اللہ تعالی کو اپنی تعریف و توصیف اور حمد و ثنا بہت پسند ہے اور در حقیقت وہی سبحان ہستی ہے جو تمام کمالات و جمالات کو محور ہے' اگر کسی انسان' فرشتے' جن یا کسی دوسری مخلوق میں کوئی کمال نظر آتا ہے تو وہ اُسی کی عطا ہے۔ اس حدیث میں جس دعا کی تعلیم دی گئی ہے اس میں اللہ تعالی کی تعریف اور بندے کی عاجزی کا انتہائی انداز اختیار کیا گیا ہے۔

باب: فضل الإستغفار

بخشش طلب کرنے کی فضیلت کا بیان

٢٩٦٥ ـ قَالَ ﷺ : ((مَنْ قَالَ: اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِيْ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ وَاَتُوْبُ إِلَيْهِ ، ثَلَاثًا غُفِرَتْ لَهُ ذُنُوْبُهُ، وَإِنْ كَانَ فَارًّا مِّنَ الزَّحْفِ)). جَاءَ مِنْ حَدِيْثِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ ، وَزَيْدٍ مَوْلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، وَاَبِيْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ، وَاَبِيْ هُرَيْرَةَ، وَاَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ ، اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، وَالْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ۔

[الصحيحة:٢٧٢٧]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس نے تین دفعہ یہ دعا پڑھی: میں اللہ سے بخشش طلب کرتا ہوں' جس کے علاوہ کوئی معبودِ برحق نہیں' وہ زندہ ہے اور قائم رکھنے والا ہے اور میں اس کی طرف رجوع کرتا ہوں تو اس کے گناہ بخش دیے جائیں گے' اگرچہ اس نے میدانِ جنگ سے فرار ہونے والے (کبیرہ) گناہ کا ارتکاب کیا ہو۔" یہ حدیث سیدنا عبد اللہ بن مسعود' مولائے رسول سیدنا زید' سیدنا ابوبکر صدیق' سیدنا ابو ہریرہ' سیدنا ابوسعید خدری' سیدنا انس بن مالک اور سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۷۲۷۔ (۱) ابن مسعود :حاکم (۱/ ۵۱۱)۔ (۲) زید مولی النبی ﷺ: ابوداؤد (۱۵۱۷)، ترمذی (۳۵۷۷)۔ (۳) ابوبکرالصدیق: ابن عدی فی الکامل (۵/ ۲۰۱۴)۔ (۴) ابو ہریرۃ: ابو نعیم اخبار اصبھان (۲/ ۳۰۳)۔ (۵) ابو سعید: طبرانی فی الدعاء (۱۷۸۴)، ابن عساکر (۵۴/ ۶۸)۔ (۶) انس: ابن عساکر فی تاریخ دمشق (۵۴/ ۸۷)، ابن عدی (۵/ ۲۰۱۴)۔ (۷) البراء رضی اللہ عنہ: ابن السنی (۳۴۴)۔

فوائد: اس میں استغفار اور توبہ کی برکتوں کا بیان ہے۔

باب: من أفضل الأذكار

فضیلت والے اذکار کا بیان

٢٩٦٦ـ عَنْ سَلْمَان الْفَارِسِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ قَالَ: اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أُشْهِدُكَ، وَأُشْهِدُ مَلَائِكَتَكَ وَحَمَلَةَ عَرْشِكَ، وَأُشْهِدُ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ: إِنَّكَ أَنْتَ اللّٰهُ، لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ، وَحْدَكَ، لَا شَرِيْكَ لَكَ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُوْلُكَ. مَنْ قَالَهَا مَرَّةً، أَعْتَقَ اللّٰهُ ثُلُثَهُ مِنَ النَّارِ، وَمَنْ قَالَهَا مَرَّتَيْنِ، أَعْتَقَ اللّٰهُ ثُلُثَيْهِ مِنَ النَّارِ، وَمَنْ قَالَهَا ثَلَاثًا، أَعْتَقَ اللّٰهُ كُلَّهُ مِنَ النَّارِ)).

[الصحيحة: ٢٦٧]

سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے یہ دعا پڑھی: اے اللہ! میں تجھے گواہ بناتا ہوں، تیرے فرشتوں اور (بالخصوص) حاملینِ عرش کو گواہ بناتا ہوں اور آسمانوں اور زمین کی تمام چیزوں کو گواہ بناتا ہوں کہ تو معبود ہے، تو ہی معبودِ برحق ہے، تو اکیلا ہے، تیرا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد (ﷺ) تیرے بندے اور رسول ہیں۔ جس نے یہ دعا ایک دفعہ پڑھی، اللہ تعالی اس کے وجود کے تیسرے حصے کو آگ سے آزاد کر دیں گے، جس نے دو دفعہ پڑھی، اللہ تعالی اس کے وجود کے دو تہائی حصے کو آگ سے آزاد کر دے گا اور جس نے تین دفعہ پڑھی اللہ تعالی اس کے تمام وجود کو آگ سے آزاد کر دے گا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۶۷۔ حاکم (۱/ ۵۲۳)۔

٢٩٦٧ـ عَنْ أَبِي أَيُّوْبَ الْأَنْصَارِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ قَالَ حِيْنَ يُصْبِحُ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ، وَلَهُ الْحَمْدُ، يُحْيِي وَيُمِيْتُ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ. عَشْرَ مَرَّاتٍ. كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ بِكُلِّ وَاحِدَةٍ قَالَهَا عَشْرَ حَسَنَاتٍ، وَحَطَّ عَنْهُ بِهَا عَشْرَ سَيِّئَاتٍ، وَرَفَعَهُ اللّٰهُ بِهَا عَشْرَ دَرَجَاتٍ، وَكُنَّ لَهُ كَعَشْرِ رِقَابٍ، وَكُنَّ لَهُ مَسْلَحَةً مِنْ أَوَّلِ النَّهَارِ إِلٰى آخِرِهِ، وَلَمْ يَعْمَلْ يَوْمَئِذٍ عَمَلًا يَقْهَرُ هُنَّ، فَإِنْ قَالَهَا

سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس نے صبح کے دس دفعہ یہ دعا پڑھی: اللہ ہی معبودِ برحق ہے، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، بادشاہت اسی کی ہے، ساری تعریف اسی کے لئے ہے، وہ زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ تو اللہ تعالی ہر ایک بار کے بدلے اس کے لئے دس نیکیاں لکھے گا، دس برائیاں معاف کرے گا، دس درجے بلند کرے گا، یہ کلمات اس کے لئے دس غلاموں کو آزاد کرنے (کے ثواب) کے برابر ہوں گے، نیز اس کی صبح سے شام تک حفاظت کریں گے اور اس دن اس آدمی کا کوئی عمل، اس عمل پر غالب نہیں

حِيْنَ يُمْسِيْ، فَكَذٰلِكَ)).

آ سکے گا۔ اگر بوقتِ شام یہ ذکر کیا تو یہی ثواب ملے گا۔"

تخریج: الصحیحة ۳۵۶۳،۱۱۴۔ احمد (۵/ ۴۲۰)، طبرانی (۳۸۸۳)۔

٢٩٦٨۔ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ قَالَ: رَضِيْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا، وَبِالْإِسْلَامِ دِيْنًا، وَبِمُحَمَّدٍ رَسُوْلًا، وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ)).

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس نے یہ کہا: میں اللہ کے ربّ ہونے، اسلام کے دین ہونے اور محمد (ﷺ) کے رسول ہونے پر راضی ہوں۔ تو اس کے لیے جنت واجب ہو جائے گی۔"

تخریج: الصحیحة ۳۳۴۔ ابوداود (۱۵۲۹) نسائی فی عمل الیوم واللیلة (۵)۔ ۶۴۔ ابن ابی شیبة (۱۰/ ۲۹۰)، ترمذی (۳۳۶۴)، ابن حبان (۸۲۶)، حاکم (۱/ ۵۰۱،۵۰۲)۔

باب: من فضل التسبيح

باب: سبحان اللہ کہنے کی فضیلت

٢٩٦٩۔ عَنْ جَابِرٍ مَرْفُوْعًا: ((مَنْ قَالَ: سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَبِحَمْدِهِ، غُرِسَتْ لَهُ نَخْلَةٌ فِي الْجَنَّةِ)). [الصحيحة:٦٤]

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: "جس نے یہ کلمہ پڑھا: اللہ پاک ہے، جو عظمتوں والا ہے، اپنی تعریفوں کے ساتھ۔ تو اس کے لئے جنت میں ایک کھجور کا درخت لگا دیا جائے گا۔"

فوائد: آیئے اپنے جنتی محل میں زیادہ سے زیادہ کھجوروں کے درخت لگواتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں جنت میں لے جانے والے اسباب جمع کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

باب: كفارة المجلس

باب: مجلس کی کوتاہیوں کا کفارہ

٢٩٧٠۔ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ مَرْفُوْعًا: ((مَنْ قَالَ: سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ، سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ، اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ، فَقَالَهَا فِيْ مَجْلِسِ ذِكْرٍ، كَانَتْ كَالطَّابِعِ يُطْبَعُ عَلَيْهِ، وَمَنْ قَالَهَا فِيْ مَجْلِسِ لَغْوٍ كَانَتْ كَفَّارَةً لَهُ)). [الصحيحة:٨١]

سیدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: "جس نے یہ کہا: اللہ پاک ہے اپنی تعریفوں کے ساتھ، اے اللہ! تو پاک ہے اپنی تعریفوں کے ساتھ، میں گواہی دیتا ہوں کہ تو ہی معبودِ برحق ہے، میں تجھ سے بخشش طلب کرتا ہوں اور تیری طرف رجوع کرتا ہوں۔ جس نے یہ کلمات محفلِ ذکر کے بعد کہے تو یہ اس ذکر پر لگائی جانے والی مہر ثابت ہوں گے اور جس نے بیہودہ اور فضول مجلس کے بعد کہے تو یہ اس مجلس کا کفارہ بن جائیں گے۔"

تخریج: الصحیحة ۸۱۔ طبرانی (۱۵۸۶)، حاکم (۱/ ۵۳۷)، نسائی فی عمل الیوم واللیلة (۴۲۴)۔

فوائد: اس ذکر کو کفارۂ مجلس کی دعا کہتے ہیں، ہمیں چاہئے کہ ہر مجلس کے اختتام پر اس دعا کا اہتمام کریں:

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ، سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ، اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ۔

باب: سبحان الله والحمدلله شجرة

سبحان اللہ، الحمدللہ جنت کے درخت ہیں

فی الجنة

۲۹۷۱۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ قَالَ: سُبْحَانَ اللّٰهِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ، وَلَاإِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَاللّٰهُ أَكْبَرُ، غَرَسَ اللّٰهُ بِكُلِّ وَاحِدَةٍ مِنْهُنَّ شَجَرَةً فِي الْجَنَّةِ)).

[الصحیحة: ۲۸۸۰]

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے کہا: اللہ پاک ہے، ساری تعریف اللہ کے لئے ہے، اللہ ہی معبودِ برحق ہے، اللہ سب سے بڑا ہے۔ تو اللہ تعالی اس کے لئے ہر کلمے کے عوض جنت میں درخت لگائے گا۔''

تخریج: الصحیحة ۲۸۸۰۔ طبرانی فی الاوسط (۸۴۷۰)، والدعاء (۱۶۸۶)۔

باب: التهليل مائة بعد الفجر

باب: نماز فجر کے بعد سو مرتبہ لا الہ الا اللہ الخ کہنے کا بیان

۲۹۷۲۔ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ مَرْفُوْعًا: ((مَنْ قَالَ فِي دُبُرِ صَلَاةِ الْغَدَاةِ: ((لَاإِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ، وَلَهُ الْحَمْدُ، يُحْيِي وَيُمِيْتُ، بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ)). مِئَةَ مَرَّةٍ، وَهُوَ ثَانٍ رِجْلَيْهِ، كَانَ يَوْمَئِذٍ أَفْضَلُ أَهْلِ الْأَرْضِ عَمَلًا إِلَّا مَنْ قَالَ مِثْلَ مَا قَالَ، أَوْزَادَ عَلَى مَاقَالَ)).

[الصحیحة: ۲٦٦٤]

سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے بعد از نماز فجر سو (۱۰۰) دفعہ یہ کلمہ کہا، اس حال میں اس کے پاؤں مڑے ہوئے ہوں: نہیں کوئی معبودِ برحق مگر اللہ، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، بادشاہت اسی کی ہے، ساری تعریف اسی کے لئے ہے، وہ زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے، اس کے ہاتھ میں بھلائی ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ تو وہ عمل کے لحاظ سے اہلِ زمین میں سب سے زیادہ افضل ہوگا، ہاں وہ آدمی جس نے اس کے برابر یا اس سے زیادہ عمل کیا (تو اس کا مقام زیادہ ہوگا)۔''

تخریج: الصحیحة ۲٦٦۴۔ طبرانی فی الکبیر (۸۰۷۵)، وفی الاوسط (۷۱۹٦)، ابن السنی (۱۴۳)۔

فوائد: ہم میں سے ہر ایک کو چاہئے کہ وہ ایک دن نمازِ فجر کے بعد یہ کلمہ اتنی کثرت سے کہے کہ اسے یہ ظن غالب ہو جائے کہ اس نے اس دن تمام اہل زمین کی بہ نسبت اس کلمے کا سب سے زیادہ ورد کیا ہے۔

۲۹۷۳۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ جَدِّهِ[عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو]، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَن قَالَ فِي يَوْمٍ مِئَتَى مَرَّةٍ[مِئَةً إِذَا أَصْبَحَ، وَمِئَةً إِذَا أَمْسَى]: ((لَاإِلٰهَ إِلَّااللّٰهُ وَحْدَهُ لَاشَرِيْكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ

عمرو بن شعیب اپنے باپ سے، وہ ان کے دادا سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے صبح کو سو (۱۰۰) دفعہ اور شام کو سو (۱۰۰) دفعہ یعنی کل دو سو (۲۰۰) دفعہ یہ کلمہ پڑھا: اللہ ہی معبودِ برحق ہے، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، بادشاہت اسی کی ہے، ساری تعریف اسی کے

عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ)). لَمْ يَسْبِقْهُ اَحَدٌ كَانَ قَبْلَهُ، وَلَا يُدْرِكُهُ اَحَدٌ كَانَ بَعْدَهُ، اِلَّا مَنْ عَمِلَ اَفْضَلَ مِنْ عَمَلِهِ)). [الصحيحة:٢٧٦٢]

لئے ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔تو (مقام و مرتبہ کے لحاظ سے) اس سے پہلے والے اس سے سبقت لے سکیں گے نہ بعد والے اس کے (مقام تک) رسائی حاصل کر سکیں گے، ہاں وہ آدمی جو اس سے زیادہ عمل کرے گا۔‘‘

تخریج: الصحیحۃ ۲۷۶۲۔ نسائی فی عمل الیوم اللیلۃ (۵۷۶،۵۷۷)، ابن السنی (۷۳)، احمد (۲/ ۱۸۵)، حاکم (۱/ ۵۰۰)۔

٢٩٧٤۔عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعًا: ((مَنْ قَالَ: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، اَنْجَتْهُ يَوْمٌ مِّنْ دَهْرِهِ، اَصَابَهُ ذٰلِكَ مَا اَصَابَهُ)). [الصحيحة:١٩٣٢]

سیدنا ابوہریرہ ﷺ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ’’جس نے ’’لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه‘‘ کہا، تو ایک دن یہ کلمہ اسے آفات و مصائب سے نجات دلائے گا، اس سے پہلے جو ہو چکا، وہ ہو چکا۔‘‘

تخریج: الصحیحۃ ۱۹۳۲۔ ابن الاعرابی فی معجمہ (۹۰۶)، ابو نعیم فی الحلیۃ (۵/ ۴۶)، بیہقی فی الشعب (۹۸)۔

فوائد: ہمیں چاہئے کہ کلمۂ توحید کا ورد بھی کیا کریں اور اس کے تقاضے بھی پورے کریں، تا کہ موت کے بعد فوراً حسنِ انجام سے ہم کنار ہو سکیں۔

باب: فضيلة التهليل عشر عقب الصبح والمغرب

باب: صبح و مغرب کی نماز کے بعد لا الہ الا اللہ الخ کہنے کی فضیلت

٢٩٧٥۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعًا: ((مَنْ قَالَ: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ، لَا شَرِيْكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ ، وَلَهُ الْحَمْدُ ،وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ، بَعْدَ مَا يُصَلِّي الْغَدَاةَ عَشَرَ مَرَّاتٍ، كَتَبَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ . لَهُ عَشَرَ حَسَنَاتٍ، وَمَحَا عَنْهُ عَشَرَ سَيِّئَاتٍ وَرَفَعَ لَهُ عَشَرَ دَرَجَاتٍ ، وَكُنَّ لَهُ بِعَدْلِ عِتْقِ رَقَبَتَيْنِ مِنْ وَلَدِ اِسْمَاعِيْلَ، فَاِنْ قَالَهَا حِيْنَ يُمْسِيْ، كَانَ لَهُ مِثْلَ ذٰلِكَ، وَكُنَّ لَهُ حِجَابًا مِّنَ الشَّيْطَانِ حَتّٰى يُصْبِحَ)). [الصحيحة: ١١٣]

سیدنا ابو ہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’جس نے بعد از نمازِ فجر دس دفعہ یہ کلمہ پڑھا: کوئی معبودِ برحق نہیں ہے مگر اللہ، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، بادشاہت اسی کی ہے، ساری تعریف اسی کے لئے ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ تو اللہ تعالی اس کے لئے دس نیکیاں لکھے گا، دس برائیاں معاف کرے گا، اس کے دس درجے بلند کرے گا اور ان کلمات کا ثواب حضرت اسماعیل (علیہ السلام) کی اولاد میں سے دو غلام آزاد کرنے کے برابر ہو گا۔ اگر شام کو بھی اسی طرح پڑھے تو یہی اجر و ثواب ملے گا، نیز یہ کلمات صبح تک شیطان سے اس کی حفاظت کریں گے۔‘‘

تخریج: الصحیحۃ ۱۱۳۔ الحسن بن عرفۃ فی جزئہ (۱۸) و من طریقہ الخطیب فی تاریخہ (۱۲/ ۳۸۹)۔

باب: فضل الحروف من كتاب اللّٰه

اللہ کی کتاب کے حروف کی فضیلت کا بیان

٢٩٧٦۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ، قَالَ: قَالَ

سیدنا عبد اللہ بن مسعود ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ قَرَأَ حَرْفًا مِّنْ كِتَابِ اللّٰهِ، فَلَهُ بِهِ حَسَنَةٌ، وَالْحَسَنَةُ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا، لَااَقُوْلُ: ﴿الٓمٓ﴾ حَرْفٌ، وَلٰكِنْ اَلِفٌ حَرْفٌ، وَلَامٌ حَرْفٌ وَمِيْمٌ حَرْفٌ)).

فرمایا: ''جس نے قرآن مجید کا ایک حرف پڑھا' اسے ایک نیکی ملے گی اور ایک نیکی دس نیکیوں کے برابر ہوتی ہے' میں یہ نہیں کہتا کہ ﴿الٓمٓ﴾ ایک حرف ہے' بلکہ ''الف'' ایک حرف ہے' ''لام'' ایک حرف ہے اور ''میم'' ایک حرف ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۳۳۲۷۔ بخاری فی التاریخ: (۱/ ۲۱۶)' ترمذی (۲۹۱۰)۔

فوائد: ''الٓمٓ'' کی تلاوت پر تیس نیکیاں ملیں گی۔ جب تک قرآن مجید کی تلاوت ہماری زندگی کا معمول نہیں بنتی' اس وقت تک ہم اس کی خیر و برکت سے کما حقہ مستفید نہیں ہو سکتے۔ جن احادیث میں صحابہ کے دریافت کرنے پر آپ ﷺ نے چالیس دنوں میں قرآن مجید کی تلاوت مکمل کرنے کی تلقین کی ہے' اس کی روشنی میں اسحاق بن ابراہیم کہتے ہیں:

ولا نحب للرجل ان یاتي علیه اکثر من اربعین یوما ولم یقرأ القرآن بهذ الحدیث۔

ہم اس حدیث کی روشنی میں کسی آدمی کے لئے یہ پسند نہیں کرتے کہ چالیس دن گزر جائیں اور اس نے مکمل قرآن مجید کی تلاوت نہ کی ہو۔ [ترمذی]

ہمیں بھی چاہئے کہ آپ ﷺ کے ناصحانہ حکم پر عمل کرتے ہوئے زیادہ سے زیادہ چالیس دنوں میں قرآن مجید کی تلاوت کی تکمیل کریں۔

باب: فضل سورة الكهف

سورۃ الکہف کی فضیلت کا بیان

۲۹۷۷۔ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ قَرَأَ ﴿سُوْرَةَ الْكَهْفِ﴾ [كَمَا اُنْزِلَتْ] كَانَتْ لَهُ نُوْرًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ، مِنْ مَقَامِهِ اِلٰى مَكَّةَ، وَمَنْ قَرَأَعَشَرَ آيَاتٍ مِّنْ آخِرِهَا. ثُمَّ خَرَجَ الدَّجَّالُ لَمْ يَضُرَّهُ، وَمَنْ تَوَضَّأَ فَقَالَ: سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ [اَشْهَدُ اَنْ] لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنْتَ، اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ ، كُتِبَ فِيْ رِقٍّ، ثُمَّ جُعِلَ فِيْ طَابِعٍ، فَلَمْ يُكْسَرْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ)). [الصحيحة: ٢٦٥١]

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے سورۂ کہف کی تلاوت کی' جس طرح کہ وہ نازل ہوئی' تو یہ پڑھنے والے کے لئے روزِ قیامت اس کی اقامت گاہ سے مکہ تک نور کا سبب بنے گی اور جس نے اس سورت کی آخری دس آیات پڑھیں اور پھر دجال نکل آیا تو اسے کوئی نقصان نہ پہنچا سکے گا اور جس نے وضو کر کے یہ دعا پڑھی: اے اللہ! تو پاک ہے اپنی تعریفوں کے ساتھ' میں گواہی دیتا ہوں کہ تو ہی معبودِ برحق ہے' میں تجھ سے بخشش طلب کرتا ہوں اور تیری طرف رجوع کرتا ہوں۔ تو یہ کلمات ایک ورق میں لکھ کر مہر شدہ (حفاظت گاہ) میں رکھ دیئے جاتے ہیں' جسے قیامت کے دن تک نہیں توڑا جا سکتا۔''

تخریج: الصحیحة ۲۶۵۱۔ نسائی فی عمل الیوم واللیلة (۸۱'۹۵۳)' طبرانی فی الاوسط (۱۴۷۸)' حاکم (۱/ ۵۶۴)۔

فوائد: اس میں سورۂ کہف کی مکمل اور آخری دس آیات کی تلاوت اور وضو کے بعد ایک دعا کی فضیلت کا بیان ہے۔

باب: ذم الذى يسأل الناس بقرأة القرآن

اس شخص کی مذمت کہ جو لوگوں سے قرآن کی قرأت کے بدلے سوال کرتا ہے

۲۹۷۸۔ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ الْحُصَيْنِ، أَنَّهُ مَرَّعَلٰى قَارِئٍ يَقْرَأُ، ثُمَّ سَأَلَ، فَاسْتَرْجَعَ، ثُمَّ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ قَرَأَالْقُرْآنَ ، فَلْيَسْأَلِ اللّٰهَ بِهِ، فَإِنَّهُ سَيَجِيءُ أَقْوَامٌ يَقْرَؤُوْنَ الْقُرْآنَ يَسْأَلُوْنَ بِهِ النَّاسَ)). [الصحيحة:۲۵۷]

سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ ایک قاریٔ قرآن کے پاس سے گزرے، وہ تلاوت کر کے لوگوں سے سوال کرتا۔ انھوں نے ﴿إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ﴾ پڑھا اور کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”جو قرآن مجید پڑھے وہ اس کے ذریعے اللہ تعالی سے سوال کرے۔ عنقریب ایسے لوگ آئیں گے کہ وہ قرآن مجید تو پڑھیں گے لیکن اس پر لوگوں سے سوال کریں گے۔“

تخریج: الصحیحۃ ۲۵۷۔ ترمذی (۲۹۱۷)، احمد (۴/ ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۹)، ابن ابی شیبۃ (۱۰/ ۴۸۰)، بیہقی فی الشعب (۲۶۲۸)۔

فوائد: قرآن کی تعلیم پر اجرت لی جاسکتی ہے یا نہیں؟ پہلے اس پر مکمل بحث ہو چکی ہے۔

باب: فضل قرأة الاخلاص عشر مرات

سورۂ اخلاص دس مرتبہ پڑھنے کی فضیلت

۲۹۷۹۔ عَنْ مُعَاذِ بْنِ أَنَسٍ الْجُهَنِيِّ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ قَرَأَ ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ﴾ حَتّٰى يَخْتِمَهَا عَشَرَ مَرَّاتٍ، بَنَى اللّٰهُ لَهُ قَصْرًا فِي الْجَنَّةِ)). فَقَالَ عُمَرُ: إِذَنْ نَسْتَكْثِرُ قُصُوْرًا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! فَقَالَ: ((اَللّٰهُ أَكْثَرُ وَأَطْيَبُ)). [الصحيحة:۵۸۹]

سیدنا معاذ بن انس جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ﴾ یعنی سورۂ اخلاص آخر تک دس مرتبہ پڑھے گا، اللہ تعالی اس کے لئے جنت میں ایک محل تعمیر کرے گا۔“ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! پھر تو ہم بہت سے محلات حاصل کر سکتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالی بھی بہت زیادہ اور بہت عمدہ عطا کرنے والا ہے۔“

تخریج: الصحیحۃ ۵۸۹۔ احمد (۳/ ۴۳۷)، ابن السنی (۶۹۷) مختصراً، عقیل فی الضعفاء (۲/ ۹۶)۔

فوائد: اس میں سورۂ اخلاص کی فضیلت وعظمت اور اللہ تعالی کی رحمت کی وسعت کا بیان ہے۔ اللہ تعالی نے جنت میں لے جانے والے تمام اسباب کی نشاندہی فرمادی ہے۔ دیکھئے! ہم اللہ تعالی کی رحمت سے کس قدر مستفید ہوتے ہیں۔

باب: ذم المجلس الذى لم يذكر الله فيه

جس مجلس میں اللہ کا ذکر نہ ہو اس کی مذمت کا بیان

۲۹۸۰۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعًا: ((مَنْ قَعَدَ مَقْعَدًا لَمْ يَذْكُرِ اللّٰهَ فِيْهِ، كَانَتْ عَلَيْهِ مِنَ اللّٰهِ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص کسی ایسی جگہ بیٹھا جس میں اس نے اللہ کو یاد نہ کیا تو وہ

تِرَةً، وَمَنِ اضْطَجَعَ مَضْجَعًا لَا يَذْكُرِ اللّٰهَ فِيهِ، كَانَتْ عَلَيْهِ مِنَ اللّٰهِ تِرَةً)). [الصحيحة:٧٨]

(جگہ اور مجلس) اللہ کی طرف سے اس پر نقصان کا باعث ہوگی اور جو شخص کسی ایسی جگہ لیٹا جس میں اس نے اللہ کو یاد نہ کیا تو وہ اس پر اللہ کی طرف سے نقصان کا باعث ہوگی۔"

تخريج: الصحيحة ٧٨- ابو داؤد (۴۸۵۶، ۵۰۵۹)، الحميدى (۱۱۵۸)، ابن السنى (۷۴۷)۔

فوائد: یہ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غفلت کا نتیجہ ہے۔ ہمارے جسم کو لیٹنے، بیٹھنے اور کھڑے ہونے کی صلاحیت حاصل ہونا اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا احسان ہے، جس پر وہ ہم سے اپنے ذکر کا مطالبہ کرتا ہے۔

باب: من لم يدع الله يغضب عليه

جو اللہ سے دعا نہ کرے اللہ اس پر ناراض ہوتا ہے

٢٩٨١- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوعًا: ((مَنْ لَّمْ يَدْعُ اللّٰهَ، يَغْضَبْ عَلَيْهِ)). [الصحيحة:٢٦٥٤]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ اس آدمی پر ناراض ہوتا ہے جو اس سے دعا نہیں کرتا۔"

تخريج: الصحيحة ۲۶۵۴- الادب المفرد (۶۵۸)، ترمذى (۳۳۷۳)، ابن ماجه (۳۸۲۷)، احمد (۲/ ۴۴۲)۔

فوائد: یہ صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے کہ جس سے مانگا جائے تو وہ راضی ہوتی ہے اور نہ مانگا جائے تو وہ ناراض ہوتی ہے۔

باب: من معجزاته ﷺ في حلب العنز

باب: بکری کا دودھ دوہنے میں نبی کریم ﷺ کا معجزہ

٢٩٨٢- عَنْ ثَوْبَانَ مَوْلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: نَزَلَ بِنَا ضَيْفٌ بَدَوِيٌّ، فَجَلَسَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَمَامَ بُيُوْتِهِ ، فَجَعَلَ يَسْأَلُهُ عَنِ النَّاسِ كَيْفَ هُمْ بِالْإِسْلَامِ؟ وَكَيْفَ حَدَبُهُمْ عَلَى الصَّلَاةِ؟ فَمَا زَالَ يُخْبِرُهُ مِنْ ذٰلِكَ بِالَّذِي يَسُرُّهُ حَتّٰى رَأَيْتُ وَجْهَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ نَضِرًا، فَلَمَّا انْتَصَفَ النَّهَارُ، وَحَانَ اَكْلُ الطَّعَامِ دَعَانِي مُسْتَخْفِيًا لَا يَأْلُوْ: اَنِ ائْتِ عَائِشَةَ- رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا- فَاَخْبِرْهَا اَنَّ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ضَيْفًا، فَقَالَتْ: وَالَّذِي بَعَثَهُ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ مَا اَصْبَحَ فِي يَدِي شَيْءٌ يَأْكُلُهُ اَحَدٌ مِنَ النَّاسِ، فَرَدَّنِي اِلٰى نِسَائِهِ ، كُلُّهُنَّ يَعْتَذِرْنَ بِمَا اعْتَذَرَتْ بِهِ عَائِشَةُ- رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا-، فَرَأَيْتُ لَوْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ خَسِيفٌ، فَقَالَ الْبَدَوِيُّ: اِنَّا اَهْلُ الْبَادِيَةِ مُعَانُوْنَ عَلٰى زَمَانِنَا، لَسْنَا

مولائے رسول سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہمارے پاس ایک بدوی مہمان آیا، رسول اللہ ﷺ اپنے گھروں کے سامنے بیٹھ گئے اور اس سے سوال کرنے لگے کہ لوگ قبولیتِ اسلام پر کس قدر خوش ہیں؟ نماز کا کتنا اہتمام کرتے ہیں؟ جواباً وہ آدمی خوش کن معروضات ذکر کرتا رہا یہاں تک آپ ﷺ کا چہرہ بارونق اور تروتازہ نظر آنے لگا۔ جب نصف دن گزر گیا اور کھانے کا وقت ہو گیا تو چپکے سے مجھے بلا کر فرمایا اور کوئی کوتاہی نہیں کی: عائشہ کے پاس جاؤ اور رسول اللہ ﷺ کے مہمان کے بارے میں بتلاؤ (تا کہ وہ کھانا بھیجیں)۔...... سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اس ذات کی قسم جس نے آپ ﷺ کو ہدایت اور دینِ حق کے ساتھ مبعوث فرمایا! میرے پاس کھانے کے لئے کوئی چیز نہیں ہے۔ (میں آپ ﷺ کی طرف لوٹا اور حقیقتِ حال سے آگاہ کیا۔) آپ ﷺ نے مجھے تمام بیویوں کے پاس بھیجا لیکن ہر ایک نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا والا عذر پیش کیا۔ رسول اللہ ﷺ کا رنگ ماند پڑ گیا۔ بدوی

بِأَهْلِ الْحَاضِرِ، فَإِنَّمَا يَكْفِي الْقَبْضَةُ مِنَ التَّمْرِيُشْرَبُ عَلَيْهَا مِنَ اللَّبَنِ وَالْمَاءِ، فَذٰلِكَ الْخَصَبُ! فَمَرَّتْ عِنْدَ ذٰلِكَ عَنْزٌلَنَا قَدْ أُحْتِلِيَتْ، لَنَا نُسَمِّيهَا (ثَمْرٌثَمْرٌ)، فَدَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِﷺ بِاسْمِهَا(ثَمْرٌ ثَمْرٌ) فَاَقْبَلَتْ إِلَيْهِ تُحَمْحِمُ، فَأَخَذَ بِرِجْلِهَا بِاسْمِ اللّٰهِ، ثُمَّ اعْتَقَلَهَا بِاسْمِ اللّٰهِ، ثُمَّ مَسَحَ سُرَّتَهَا بِاسْمِ اللّٰهِ،فَحَفَلَتِ (اَلْاَصْلُ: فَحُطَّتْ) فَدَعَانِيْ بِمِحْلَبٍ،فَاَتَيْتُهُ بِهِ، فَحَلَبَ بِاسْمِ اللّٰهِ، فَمَلَاهُ فَدَفَعَهُ إِلَى الضَّيْفِ ، فَشَرِبَ مِنْهُ شُرْبَةً ضَخْمَةً، ثُمَّ أَرَادَ أَنْ يَّضَعَهُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِﷺ: ((عُلَّ)). ثُمَّ أَرَادَ لَا يَّضَعَهُ،فَقَالَ لَهُ: ((عل))، فَكَرَّرَهُ عَلَيْهِ ،حَتّٰى امْتَلَا وَشَرِبَ مَاشَاءَ ، ثُمَّ حَلَبَ بِاسْمِ اللّٰهِ وَمَلَاهُ وَقَالَ: ((**اَبْلِغْ عَائِشَةَ هٰذَا**))، فَشَرِبَتْ مِنْهُ مَا بَدَالَهَا، ثُمَّ رَجَعْتُ إِلَيْهِ، فَحَلَبَ فِيْهِ بِاسْمِ اللّٰهِ، ثُمَّ أَرْسَلَنِيْ بِهِ إِلٰى نِسَائِهِ كُلَّمَا شَرِبَ مِنْهُ رَدَدْتُهُ إِلَيْهِ، فَحَلَبَ بِاسْمِ اللّٰهِ فَمَلَاهُ، ثُمَّ قَالَ: ((**اُدْفُعْهُ إِلَى الضَّيْفِ**)) فَدَفَعْتُهُ إِلَيْهِ قَالَ: بِسْمِ اللّٰهِ، فَشَرِبَ مِنْهُ مَاشَاءَ اللّٰهُ، ثُمَّ أَعْطَانِيْ، فَلَمْ آلُ أَنْ أَضَعَ شَفَتِيَّ عَلٰى دَرَجِ شَفَتِهِ، فَشَرِبْتُ شَرَاباً اَحْلٰى مِنَ الْعَسَلِ، وَاَطْيَبُ مِنَ الْمِسْكِ، ثُمَّ قَالَ: ((**اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لِاَهْلِهَا فِيْهَا**)). [الصحيحة:١٩٧٧]

نے کہا: ہم جنگل میں بسنے والے اور سختیاں جھیلنے والے ہیں، ہم شہری نہیں ہیں، بس ایک لپ کھجوریں کافی ہیں اور ان کے بعد پانی اور دودھ مل جائے، اسی کو ہم فراخی و خوشحالی کہتے ہیں۔ اتنے میں ہماری ایک بکری، جسے ہم ''ثمر ثمر'' کہہ کر پکارتے تھے، گزری اور وہ دوہی جا چکی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے ''ثمر ثمر'' کہہ کر بلایا، وہ ممیاتی ہوئی آپ ﷺ کی طرف آئی، آپ ﷺ نے بسم اللہ پڑھ کر اس کی ٹانگ پکڑی، بسم اللہ پڑھ کر اسے باندھا، پھر بسم اللہ پڑھ کر اس کے ناف کو چھوا، بکری کے تھنوں میں (از سر نو) دودھ جمع ہو گیا۔ آپ ﷺ نے مجھے برتن سمیت بلایا، میں برتن لے کر آیا، آپ ﷺ نے بسم اللہ پڑھ کر دودھ دوہا، برتن بھر گیا، مہمان کو پکڑایا، اس نے خوب سیر ہو کر پیا۔ جب اس نے برتن رکھنا چاہا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اور پیو۔'' پھر اس نے برتن رکھنے کا ارادہ کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اور پیو۔'' آپ ﷺ نے اسے بار بار ایسے ہی فرمایا۔ یہاں تک کہ وہ سیراب ہو گیا اور جتنا چاہا پیا، پھر آپ ﷺ نے بسم اللہ پڑھ کر دودھ دوہا اور فرمایا: ''عائشہ کو دے آؤ۔'' انھوں نے جتنا مناسب سمجھا پیا۔ میں آپ ﷺ کی طرف لوٹا، آپ ﷺ نے بسم اللہ پڑھ کر پھر دودھ دوہا اور مجھے اپنی بیویوں کے پاس بھیجنا شروع کر دیا، جب بھی وہ پی لیتیں تو میں آپ ﷺ کے پاس واپس آ جاتا اور آپ ﷺ بسم اللہ پڑھ کر دودھ دوہتے۔ (جب آپ ﷺ کی بیویوں سے فراغت ہوئی تو) آپ ﷺ نے فرمایا: ''مہمان کو دو۔'' میں نے اسے دیا، اس نے بسم اللہ پڑھ کر اپنی چاہت کے مطابق پیا، پھر آپ ﷺ نے (خود پینے کے بعد) مجھے دیا، جہاں آپ ﷺ نے اپنے ہونٹ رکھے، میں نے بھی اپنے ہونٹ بالکل وہیں رکھے اور شہد سے میٹھا اور کستوری سے زیادہ مہک دار مشروب پیا، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ! اس بکری والوں کے لئے اس میں برکت فرما۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۹۷۷۔ بخشل فی تاریخ و اسط (ص:۵۴، ۵۵)۔

فوائد: اس حدیث کے ترجمہ سے ہی کئی اسباق حاصل ہو رہے ہیں۔

باب: حرص ابن آدم

انسان کے لالچی ہونے کا بیان

٢٩٨٣۔ عَنْ اَبِي مُوسَى الْاَشْعَرِيِّ، قَالَ: نَزَلَتْ سُوْرَةٌ فَرُفِعَتْ، وَحَفِظْتُ مِنْهَا: ((لَوْاَنَّ لِابْنِ آدَمَ وَادِيَانِ مِنْ مَالٍ لَا بْتَغَى اِلَيْهِمَا ثَالِثًا،......)) الحدیث۔ [الصحیحۃ: ٢٩١٢]

سیدنا ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ایک سورت نازل ہوئی، پھر منسوخ ہوئی، مجھے اس سے یہ آیت یاد ہے: ﴿اگر ابن آدم کے پاس مال کی دو وادیاں ہوں تو وہ تیسری کو تلاش کرے گا......﴾

تخریج: الصحیحۃ ۲۹۱۲۔ طحاوی فی مشکل الآثار (۲/ ۴۱۸، ۴۱۹)، ابو عبید فی فضائل القرآن (ص:۱۹۲)، مسلم (۱۰۵۰)، مطولاً بمعناہ۔

فوائد: معلوم ہوا کہ جس سورت میں یہ آیت تھی، اس کی تلاوت منسوخ ہو گئی۔

باب: القرآن انزل علی سبعۃ احرف

قرآن سات لہجوں میں نازل کیا گیا ہے

٢٩٨٤۔ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ: مَاحَاكَّ فِي نَفْسِي شَيْءٌ مُنْذُ اَسْلَمْتُ، اِلَّا اَنِّي قَرَاْتُ آيَةً وَقَرَاَهَا آخَرُ غَيْرَ قِرَاتِي، فَقُلْتُ: اَقْرَاَنِيهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَقَالَ صَاحِبِي: اَقْرَاَنِيهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَاَتَيْنَاهُ فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اَقْرَاْتَنِي آيَةَ كَذَا ؟ قَالَ: ((نَعَمْ)) ۔ وَقَالَ صَاحِبِي: اَقْرَاْتَنِيهَا كَذَا؟ قَالَ: ((نَعَمْ، اَتَانِي جِبْرِيْلُ وَمِيكَائِيلُ، فَجَلَسَ جِبْرِيْلُ عَنْ يَمِيْنِي، وَجَلَسَ مِيكَائِيلُ عَنْ يَسَارِي فَقَالَ: اِقْرَاْ عَلَى حَرْفٍ فَقَالَ مِيكَائِيلُ: اسْتَزِدْهُ فَقَالَ: اِقْرَا الْقُرْآنَ عَلَى حَرْفَيْنِ .[قَالَ: اِسْتَزِدْهُ].حَتّٰى بَلَغَ سَبْعَةَ اَحْرُفٍ، [قَالَ:] وَكُلٌّ كَافٍ شَافٍ))۔ [الصحیحۃ:٨٤٣]

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ، سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، انھوں نے کہا: قبولیتِ اسلام کے بعد میرے دل میں کوئی وسوسہ پیدا نہیں ہوا، لیکن ایک دن ایسا ہوا کہ میں نے ایک آیت پڑھی اور ایک دوسرے آدمی نے وہی آیت کسی اور لہجے میں پڑھی۔ میں نے کہا: مجھے رسول اللہ ﷺ نے پڑھائی۔ اس آدمی نے کہا: مجھے بھی رسول اللہ ﷺ نے سکھائی۔ ہم دونوں آپ ﷺ کے پاس گئے۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ نے مجھے فلاں آیت اس لہجے میں پڑھائی تھی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں''۔ دوسرے آدمی نے کہا: کیا آپ نے فلاں آیت مجھے اس لہجے میں پڑھائی تھی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں، دراصل بات یہ ہے کہ میرے پاس جبریل اور میکائیل آئے، جبریل میری دائیں طرف اور میکائیل بائیں جانب بیٹھ گیا۔ جبریل نے مجھے کہا: قرآن مجید کی تلاوت ایک لہجے پر کرو۔ میکائیل نے کہا: اضافہ کرو۔ اس نے کہا: چلو دو لہجوں پر پڑھا کرو۔ اس نے کہا: اور اضافہ کرو (یہ سلسلہ جاری رہا) یہاں تک کہ بات سات لہجوں تک

جا پہنچی۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہر ایک لہجہ کفایت کرنے والا اور مطمئن کرنے والا ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۸۴۳۔ نسائی (۹۴۲)، احمد (۵/ ۱۱۴، ۱۲۲)، طحاوی فی المشکل ۴/ ۱۸۹)، ابوداؤد (۱۴۷۷، ۱۴۷۸)، من طریق آخر عنہ۔

فوائد: قرآن مجید سات لغات پر نازل ہوا تھا، اس کی مثالیں پہلے گزر چکی ہیں، اب صرف ایک لغت موجود ہے۔

باب: دعاء الأمن من الخوف

خوف سے مامون ہونے کی دعاء

۲۹۸۵۔ عَنْ أَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ ،قَالَ قُلْنَا يَوْمَ الْخَنْدَقِ، يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! هَلْ مِنْ شَيْءٍ نَقُوْلُهُ قَدْ بَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ، قَالَ: ((نَعَمْ، اَللّٰهُمَّ اسْتُرْ عَوْرَاتِنَا، وَآمِنْ رَوْعَاتِنَا)). قَالَ: فَضَرَبَ اللّٰهُ۔عَزَّوَجَلَّ۔وُجُوْهَ أَعْدَائِهِ بِالرِّيْحِ، فَهَزَمَهُمُ اللّٰهُ بِالرِّيْحِ۔ [الصحيحة:۲۰۱۸]

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم نے خندق والے دن کہا: اے اللہ کے رسول! کیا کوئی ذکر جو ہم (اپنی بے چینی دور کرنے کے لئے) کریں، کلیجے تو منہ کو آ گئے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جی ہاں، کہو: اے اللہ! میری خامیوں پر پردہ ڈال اور میری گھبراہٹوں کو امن دے۔'' اللہ تعالی نے دشمنوں پر (سخت اور تند و تیز) ہوا چلائی اور انھیں ہوا کے ذریعے شکست دے دی۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۰۱۸۔ احمد (۳/ ۳)، البزار (الکشف:۳۱۱۹)، طبرانی فی الکبیر (۳۷۱۰)، عن ضباب الخزاعی رضی اللہ عنہ۔

فوائد: سخت گھبراہٹوں کے وقت یہ دعا پڑھنی چاہیے:

اَللّٰهُمَّ اسْتُرْ عَوْرَاتِنَا، وَآمِنْ رَوْعَاتِنَا۔

باب: من صفات الاولياء

باب: اولیاء اللہ کی صفات کا بیان

۲۹۸۶۔عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي قَوْلِهِ: ﴿أَلَا إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ﴾قَالَ: ((هُمُ الَّذِيْنَ يُذْكَرُ اللّٰهُ لِرُؤْيَتِهِمْ)) [الصحيحة:۱٦٤٦]

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے اللہ تعالی کے اس فرمان ﴿خبردار! بیشک اللہ کے اولیا پر کوئی خوف نہ ہوگا اور نہ وہ غمزدہ ہوں گے﴾ کے بارے میں فرمایا: ''اللہ کے اولیا وہ لوگ ہیں، جنھیں دیکھ کر اللہ یاد آ جاتا ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۶۴۶۔ ابو نعیم فی اخبار اصبھان (۱/ ۲۳۱)، ابن صاعد فی زوائد الزھد لا بن المبارک (۲۱۸) وقد تقدم برقم (۲۸۳۶)۔

فوائد: سلیم الفطرت، طاہر القلب، دنیوی آلائشوں سے پاک اور قرآن و حدیث کا مزاج سمجھنے والے لوگ دوسرے لوگوں کے چہروں کے خطوط اور خد و خال سے ہی ان کے نیک یا بد ہونے کی پہچان کر لیتے ہیں۔ متقی اور پارسا لوگوں کے چہروں پر تقوی و پارسائی کا مخصوص نور ہوتا ہے، جس کا ظاہری حسن و جمال اور وضع قطع سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔

باب: النهي عن النشرة

غیر شرعی تعویذات سے ممانعت کا بیان

۲۹۸۷۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ النُّشْرَةِ؟ فَقَالَ:((هُوَ مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ))۔ [الصحيحة : ۲۷۶۰]

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ سے بیمار یا آسیب زدہ کے تعویذ کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ شیطانی عمل ہے۔''

تخریج: الصحيحة ۲۷۶۰۔ احمد (۳/ ۲۹۴)، ابو داؤد (۳۸۶۸)، بیهقی (۹/ ۳۵۱)۔

فوائد: امام البانی رحمہ اللہ نے لکھا: اس سے مراد غیر شرعی تعویذات ہیں، جو قرآنی آیات اور مسنون دعاؤں پر مشتمل نہیں ہوتے، یہی تعویذات ہیں جن کو دوسری احادیث میں علی الاطلاق شرک کہا گیا، بعض ایسی احادیث گزر چکی ہیں۔ بعض تعویذات مجہول المعنی کلمات اور بعض رموز کی شکل میں حروف مقطعات پر مشتمل ہوتے ہیں، جیسا کہ بعض دجال اور اور کذاب لوگوں کے تعویذوں میں دیکھا گیا ہے، ایسے تعویذات میں شرک مضمر ہوتا ہے۔ [صحیحہ: ۲۷۶۰ کے تحت]

باب: الوسيلة اعظم درجة عند اللّٰه

وسیلہ اللہ کے نزدیک سب سے بڑے درجہ کا نام ہے

۲۹۸۸۔ عَنْ اَبِیْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((اَلْوَسِيْلَةُ دَرَجَةٌ عِنْدَ اللّٰهِ، لَيْسَ فَوْقَهَا دَرَجَةٌ، فَسَلُوْا اللّٰهَ أَنْ يُؤْتِيَنِي الْوَسِيْلَةَ)). [الصحيحة: ۳۵۷۱]

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''وسیلہ اللہ کے ہاں (جنت کا سب سے اعلی) درجہ ہے، اس کے اوپر کوئی درجہ نہیں، تم میرے لئے اللہ تعالی سے اس وسیلے کا سوال کیا کرو۔''

تخریج: الصحيحة ۳۵۷۱۔ احمد (۳/ ۸۳)، طبرانی فی الاوسط (۲۶۳)۔

فوائد: اذان کے بعد پڑھی جانے والی دعا میں اسی وسیلہ مقام کا ذکر ہے۔

باب: المجادلة فی القرآن كفر

قرآن میں جھگڑا کرنا کفر ہے

۲۹۸۹۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو مَرْفُوْعًا: ((لَا تُجَادِلُوْا فِي الْقُرْآنِ، فَإِنَّ جِدَالًا فِيْهِ كُفْرٌ)). [الصحيحة: ۲٤۱۹]

سیدنا عبد اللہ بن عمرو سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قرآن میں مت جھگڑو، ایسا کرنا کفر ہے۔''

تخریج: الصحيحة ۲۴۱۹۔ ابو داؤد الطیالسی (۲۲۸۶)، بیهقی فی الشعب (۳۲۵۷)، ابن ابی شیبة (۱۰/ ۵۲۸)، الآجری فی الشریعته (۱۴۴)، من طریق آخر عنه۔

باب: الدعاء من الريح

ہوا کی دعا

۲۹۹۰۔ عَنْ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ مَرْفُوْعًا: ((لَا تَسُبُّوا الرِّيْحَ، فَإِذَا رَأَيْتُمْ مَاتَكْرَهُوْنَ فَقُوْلُوْا: اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِ هٰذِهِ الرِّيْحِ،

سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ''ہوا کو برا بھلا مت کہو، پس جب تم ایسی (آندھی) دیکھو جو تمہیں ناپسند ہو، تو یہ دعاء پڑھو: اے اللہ! ہم تجھ سے اس ہوا کی بھلائی کا اور اس

وَخَيْرَ مَافِيْهَا، وَخَيْرَ مَاأُمِرَتْ بِهِ وَنَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ هٰذِهِ الرِّيْحِ، وَشَرِّ مَافِيْهَا، وَشَرِّمَاأُمِرَتْ بِهِ)). [الصحيحة:٢٧٥٦]

بھلائی کا جو اس میں ہے اور اس بھلائی کا جس کا اسے حکم دیا گیا ہے‘ تجھ سے سوال کرتے ہیں اور ہم تیری پناہ مانگتے ہیں اس ہوا کی برائی سے اور اس چیز کی برائی سے جو اس میں ہے اور اس برائی سے جس کا اسے حکم دیا گیا ہے۔‘‘

تخریج: الصحیحة ۲۷۵۶۔ ترمذی (۲۲۵۳)‘ نسائی فی عمل الیوم واللیلة (۹۳۴)۔

فوائد: ہوائیں اور آندھیاں محض اللہ تعالی کے حکم کی پابند ہیں‘ لہذا ان کو برا بھلا کہنا اللہ تعالی پر اعتراض کرنے کے مترادف ہے۔ ہاں ممکن ہے کہ اللہ تعالی کی طرف سے ایسی ہواؤں میں کوئی شرّ یا خیر مضمر ہو‘اس لئے خیر کا سوال کیا جائے اور شرّ سے پناہ طلب کی جائے۔

باب: الكراهية من سب الشيطان

شیطان کو گالی دینے کی کراہت کا بیان

٢٩٩١۔عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعًا: ((لَاتَسُبُّوْا الشَّيْطَانَ، وَتَعَوَّذُوْا بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّهٖ)) [الصحيحة:٢٤٢٢]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے‘ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’تم شیطان کو برا بھلا مت کہو‘ بس اس کے شرّ سے اللہ تعالی کی پناہ طلب کرو۔‘‘

تخریج: الصحیحة ۲۴۲۲۔ ابو طاهر المخلص (۹/ ۱۹۶/ ۲)‘ دیلمی (۴/ ۱۴۸)‘ تمام الرازی فی الفوائد (۷۷۸)۔

فوائد: شیطان مسلمان کا سب سے بڑا دشمن ہے‘ جس کی کاوش وکوشش یہ ہے کہ مومن کو دنیا و آخرت دونوں جہانوں میں ناکام و نامراد بدبختوں کی صفوں میں کھڑا کیا جائے۔ لیکن شریعت کا مزاج دیکھیں کہ ایسے دشمن پر بھی سب وشتم کرنے سے منع کیا گیا‘ کیونکہ اس میں کوئی فائدہ نہیں اور دوسری بات یہ ہے کہ مومن کے لئے فحش گوئی اور بدگوئی ناپسند کی گئی ہے‘ اگرچہ وہ شیطان کے حق میں ہی ہو۔ لہذا رسول اللہ ﷺ کے حکم پر عمل کرتے ہوئے ایسے دشمن سے پناہ مانگی جائے۔

باب: الدعاء يرد القضاء

دعا تقدیر کو رد (تبدیل) کر دیتی ہے

٢٩٩٢۔ عَنْ سَلْمَانَ مَرْفُوْعًا: ((لَا يَرُدُّ الْقَضَاءَ إِلَّا الدُّعَاءُ، وَلَايَزِيْدُ فِي الْعُمُرِ إِلَّا الْبِرُّ)) [الصحيحة: ١٥٤]

سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے‘ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’دعا کے علاوہ کوئی چیز تقدیر کو ردّ نہیں کر سکتی اور نیکی ہی ہے جو عمر میں اضافہ کر سکتی ہے۔‘‘

تخریج: الصحیحة ۱۵۴۔ ترمذی (۲۱۳۹)‘ طحاوی فی المشکل (۴/ ۱۶۹)‘ عبدالغنی المقدسی فی الدعاء (۱۷۳‘۱۴۳)۔

فوائد: اگر قضا اور تقدیر سے مراد مکروہ چیز ہے‘ تو معاملہ واضح ہے کہ اللہ تعالی نے اس بندے کو دعا کرنے کی توفیق دی اور پھر اس دعا کی وجہ کسی مکروہ چیز کو ٹال دیا۔ اور یہ دعا کرنا اور اللہ تعالی کا مکروہ چیز کو ٹال دینا بھی تقدیر ہی ہے۔

عمر میں اضافہ ہونے کے دو مفاہیم ہیں: (۱) اللہ تعالی تقدیر کی بعض صورتوں کو معلق رکھتے ہیں‘ جیسے اگر یہ بندہ نیک ہوا تو اس کی عمر اتنی ہوگی اور برا ہونے کی صورت میں اتنی‘ جبکہ اللہ تعالی کو اس بندے کے نیک و بد ہونے کا علم ہے۔ (۲) جب عمر نیکیوں پر

مشتمل ہونے کی وجہ سے ضائع نہیں ہوتی تو ایسے معلوم ہوتا ہے کہ عمر ہی لمبی ہوگئی ہے۔

بہر حال اس حدیث سے دعا اور نیکیوں کی اہمیت واضح ہوتی ہے۔

باب: امتحان من لم تبلغه الدعوة يوم القيامة

۲۹۹۳۔ قَالَ ﷺ: ((يُؤْتٰى بِأَرْبَعَةٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، بِالْمَوْلُوْدِ، وَبِالْمَعْتُوْهِ، وَبِمَنْ مَاتَ فِي الْفَتْرَةِ، وَالشَّيْخِ الْفَانِيْ، كُلُّهُمْ يَتَكَلَّمُ بِحُجَّتِهِ. فَيَقُوْلُ الرَّبُّ تَبَارَكَ وَتَعَالَى. لِعُنُقٍ مِّنَ النَّارِ: اُبْرُزْ، فَيَقُوْلُ لَهُمْ: إِنِّي كُنْتُ أَبْعَثُ إِلَى عِبَادِيْ رُسُلًا مِّنْ أَنْفُسِهِمْ ، وَإِنِّي رَسُوْلُ نَفْسِي إِلَيْكُمْ، اُدْخُلُوْا هَذِهِ فَيَقُوْلُ مَنْ كُتِبَ عَلَيْهِ الشَّقَاءُ: يَارَبِّ! أَيْنَ نَدْخُلُهَا وَمِنْهَا كُنَّا نَفِرُّ؟ قَالَ: وَمَنْ كُتِبَ عَلَيْهِ السَّعَادَةُ يَمْضِيْ فَيَقْتَحِمُ فِيْهَا مُسْرِعًا، قَالَ: فَيَقُوْلُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى. أَنْتُمْ لِرُسُلِيْ أَشَدُّ تَكْذِيْبًا وَمَعْصِيَةً، فَيُدْخِلُ هٰؤُلَاءِ الْجَنَّةَ، وَهٰؤُلَاءِ النَّارَ)). رُوِيَ مِنْ حَدِيْثِ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، وَأَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ، وَمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ، وَالْأَسْوَدِ بْنِ سَرِيْعٍ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ۔

[الصحيحة:٢٤٦٨]

باب: جنہیں اسلام کی دعوت نہیں پہنچی قیامت کے دن ان کا امتحان لیا جائے گا

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”روزِ قیامت اِن چار افراد کو لایا جائے گا: بچہ، مجنون، دو رسولوں کے درمیانی وقفے میں مرنے والا اور بہت بوڑھا۔ ان میں سے ہر کوئی اپنی اپنی دلیلیں پیش کرے گا، اللہ تعالیٰ آگ کی گردن (یعنی لپٹ) سے فرمائے گا: نمایاں ہو، پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا: میں اپنے بندوں میں سے ان کی طرف رسول بھیجتا رہا اور اب میں اپنا قاصد خود ہوں اور کہتا ہوں کہ (اب سب کے سب) اس آگ میں داخل ہو جاؤ۔ بدبخت لوگ کہیں گے: اے ہمارے ربّ! ہم اس میں کیسے داخل ہوں، ہم تو اس سے دور بھاگتے تھے؟ سعادت مند لوگ (اللہ کے حکم پر عمل کرتے ہوئے) چل پڑیں گے اور اس میں جلدی جلدی اور زبردستی گھسیں گے۔ اتنے میں اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تم (آگ میں داخل نہ ہونے والے بدبخت) لوگ میرے رسولوں کو جھٹلانے اور ان کی نافرمانی کرنے میں بڑے دلیر تھے۔ اب یہ جنت میں داخل ہوں گے اور یہ آگ میں۔“ یہ حدیث سیدنا انس بن مالک، سیدنا ابو سعید خدری، سیدنا معاذ بن جبل، سیدنا اسود بن سریع اور سیدنا ابو ہریرہ ؓ سے مروی ہے۔

تخریج: الصحیحة ۲۴۶۸۔ (۱) انس: ابو یعلی (۴۲۲۴) البزار (الکشف: ۲۱۷۷)۔ (۲) ابو سعید: بغوی فی حدیث علی بن الجعد (۲۰۳۸)، البزار (الکشف: ۲۱۷۶)۔ (۳) معاذ: طبرانی فی الکبیر (۲۰/ ۸۳)، والاوسط (۷۹۵۱)۔ (۴) اسود بن سریع: احمد (۴/ ۲۴)، ابن حبان (۷۳۵۷)، وقد تقدم برقم (۹۳۵)۔ (۵) ابوہریرة ؓ: احمد (۴/ ۲۴)، ابن ابی عاصم فی السنة (۴۰۴۰)۔

باب: من الاذكار بعد الفريضة

۲۹۹۴۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ أَبُوْذَرٍّ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! ذَهَبَ أَهْلُ الدُّثُوْرِ بِالْأُجُوْرِ،

باب: فرض نماز کے بعد کے اذکار

سیدنا ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا ابو ذر ؓ نے کہا: اے اللہ کے رسول! اجر و ثواب تو مالدار لے گئے ہیں، (وہ اس طرح

يُصَلُّوْنَ كَمَا نُصَلِّي، وَيَصُوْمُوْنَ كَمَا نَصُوْمُ، وَلَهُمْ فُضُوْلُ اَمْوَالٍ يَتَصَدَّقُوْنَ بِهَا، وَلَيْسَ لَنَا مَالٌ نَتَصَدَّقُ بِهِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَاابَا ذَرٍّ! اَلَاأُعَلِّمُكَ كَلِمَاتٍ تُدْرِكُ بِهِنَّ مَنْ سَبَقَكَ، وَلَا يَلْحَقُكَ مَنْ خَلْفَكَ اِلَّا مَنْ اَخَذَ بِمِثْلِ عَمَلِكَ؟ تُكَبِّرُ اللّٰهَ دُبُرَ كُلِّ صَلَاةٍ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ، وَتَحْمَدُهُ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ، وَتُسَبِّحُهُ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ، وَتختمها ب: لَااِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ، لَاشَرِيْكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ، وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ، غُفِرَتْ لَهُ ذُنُوْبُهُ وَلَوْكَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ)). [الصحيحة:١٠٠]

کہ) وہ نماز تو ہماری طرح پڑھتے ہیں اور روزہ بھی ہماری طرح رکھتے ہیں' لیکن ان کے پاس زائد مال ہیں' وہ صدقہ کرتے ہیں اور ہمارے پاس مال نہیں کہ ہم صدقہ کریں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ابوذر! کیا میں تجھے ایسے کلمات نہ سکھا دوں کہ جن کے ذریعے تو سبقت لے جانے والے پہلے لوگوں کو پا لے گا اور بعد میں آنے والوں میں سے کوئی بھی تیرے مقام کو نہیں پہنچ سکے گا' البتہ وہ شخص جو تیری طرح عمل کرے گا۔ ہر نماز کے بعد تینتیس دفعہ ''اَللّٰهُ اَكْبَرُ'' تینتیس دفعہ ''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ'' اور تینتیس دفعہ ''سُبْحَانَ اللّٰهِ'' اور آخر میں یہ کلمہ پڑھے: نہیں کوئی معبودِ برحق مگر اللہ تعالیٰ' وہ اکیلا ہے' اس کا کوئی شریک نہیں' بادشاہت اسی کی ہے' ساری تعریف اسی کیلئے ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ جو آدمی یہ عمل کرے گا' اس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے' اگرچہ وہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۰۰۔ ابوداؤد (۱۵۰۴)' احمد (۲/ ۲۳۸)' ابن حبان (۲۰۱۵)۔

باب: ومن افضل الاذكار المعوذتان

معوذتین افضل اذکار میں سے ہے

٢٩٩٥ـ عَنِ ابْنِ عَائِشٍ الْجُهَنِيِّ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَهُ: ((يَا ابْنَ عَابِسٍ اَلَا اُخْبِرُكَ بِاَفْضَلِ مَا تَعَوَّذَ بِهِ الْمُتَعَوِّذُوْنَ؟ قَالَ: بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، قَالَ: ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾، وَ﴿قُلْ اَعُوْذُبِرَبِّ النَّاسِ﴾ هَاتَيْنِ السُّوْرَتَيْنِ)). [الصحيحة:١١٠٤]

سیدنا ابن عائش جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: ''ابن عابس! کیا میں تجھے وہ افضل (ذکر) نہ بتاؤں جس کے ساتھ پناہ مانگنے والے پناہ مانگتے ہیں؟'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیوں نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ دو سورتیں ہیں: سورۂ فلق ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ اور سورۂ ناس ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۱۰۴۔ نسائی (۵۴۳۴)' ابن سعد (۲/ ۲۱۲)' احمد (۴/ ۱۵۳)۔

فوائد: اس باب میں یہ حدیث گزر چکی ہے کہ ''باب التعوذ'' یعنی اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرنے اور کسی کو اللہ تعالیٰ کی پناہ میں دینے کے سلسلے میں یہ دو سورتیں بے مثال اور لاثانی ہیں۔ جب نبی کریم ﷺ پر جادو ہوا تھا تو ان ہی دو سورتوں کے ذریعے آپ ﷺ کا علاج کیا گیا تھا۔

باب: فضل التسبيح والتكبير

سبحان اللہ اور اللہ اکبر کہنے کی فضیلت

٢٩٩٦ـ عَنْ اُمِّ رَافِعٍ ـرَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَاـ، اَنَّهَا

سیدہ ام رافع رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے کہا: اے اللہ کے

قَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! دُلَّنِيْ عَلٰى عَمَلٍ يَأْجُرُنِيْ۔ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ۔ عَلَيْهِ؟ قَالَ: ((يَاأُمَّ رَافِعٍ! إِذَا قُمْتِ إِلَى الصَّلَاةِ، فَسَبِّحِي اللّٰهَ عَشْرًا، وَهَلِّلِيْهِ عَشْرًا، وَاحْمِدِيْهِ عَشْرًا، وَكَبِّرِيْهِ عَشْرًا،وَاسْتَغْفِرِيْهِ عَشْرًا،فَإِنَّكِ إِذَا سَبَّحْتِ عَشْرًا قَالَ: هٰذَا لِيْ، وَإِذَا هَلَّلْتِ قَالَ: هٰذَا لِيْ، وَإِذَا حَمِدْتِ قَالَ: هَذَالِيْ، وَإِذَ اكَبَّرْتِ قَالَ: هٰذَ لِيْ، وَإِذَ اسْتَغْفَرْتِ قَالَ: قَدْ غَفَرْتُ لَكِ)). [الصحيحة: ۳۳۳۸]

رسول! مجھے کوئی ایسا عمل بتائیں کہ اللہ تعالی مجھے اس پر اجر دے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”ام رافع! جب تو نماز کے لئے کھڑی ہو تو دس دفعہ ”سُبْحَانَ اللّٰه“ دس دفعہ ”لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰه“ دس دفعہ ”اَلْحَمْدُ لِلّٰه“ دس دفعہ ”اَللّٰهُ أَكْبَر“ اور دس دفعہ ”أَسْتَغْفِرُ اللّٰه“ کہہ۔ جب تو دس دفعہ ”سُبْحَانَ اللّٰه“ کہے گی تو اللہ تعالی کہے گا: یہ ذکر تو میرے لئے ہے، جب تو ”لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰه“ کہے گی تو اللہ تعالی کہے گا: یہ ذکر تو میرے لئے ہے۔ جب تو ”اَلْحَمْدُ لِلّٰه“ کہے گی تو وہ کہے گا: یہ ذکر میرے لئے ہے۔ جب تو ”اَللّٰهُ أَكْبَر“ کہے گی تو اللہ تعالی کہے گا: یہ ذکر تو میرے لئے ہے۔ اور جب تو ”أَسْتَغْفِرُ اللّٰه“ (میں اللہ سے بخشش طلب کرتی ہوں) کہے گی تو اللہ تعالی کہے گا: میں نے تجھے بخش دیا ہے۔“

تخریج: الصحیحۃ ۳۳۳۸۔ ابن السنی فی عمل الیوم واللیلۃ (۱۰۵)، دیلمی (۳/ ۳۱۱)، الحافظ ابن حجر فی نتائج الافکار (۱/ ۳۸۹، ۳۹۰)۔

فوائد: اس حدیث سے یہ دعائے استفتاح ثابت ہوئی:

سُبْحَانَ اللّٰهِ (دس مرتبہ) لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ (دس مرتبہ) اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ (دس مرتبہ) اَللّٰهُ أَكْبَرُ (دس مرتبہ) أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ (دس مرتبہ)

باب: الكراهية من لبس الحرير
ریشم کے پہننے کی کراہت کا بیان

۲۹۹۷۔ عَنْ ضَمْرَةَ بْنِ ثَعْلَبَةَ: أَنَّهُ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ وَعَلَيْهِ حُلَّتَانِ مِنْ حُلَلِ الْيَمَنِ،فَقَالَ: ((يَا ضَمْرَةُ! أَتَرٰى ثَوْبَيْكَ مُدْخِلَيْكَ الْجَنَّةَ؟)) فَقَالَ: لَئِنِ اسْتَغْفَرْتَ لِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! لَاأَقْعُدُ حَتّٰى أَنْزِعَهُمَا عَنِّيْ۔ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((اَللّٰهُمَّ! اغْفِرْ لِضَمْرَةَ بْنِ ثَعْلَبَةَ)). ((فَانْطَلَقَ سَرِيْعًا حَتّٰى نَزَعَهُمَا عَنْهُ)). [الصحيحة: ۳۰۱۸]

سیدنا ضمرہ بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں دو عمدہ یمنی پوشاکیں پہن کر نبی ﷺ کے پاس آیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”ضمرہ! تیرا کیا خیال ہے کہ یہ کپڑے تجھے جنت میں داخل کرنے والے ہیں؟“ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اگر آپ میرے لئے بخشش طلب کریں تو بیٹھنے سے پہلے اتار دیتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اے اللہ! ضمرہ بن ثعلبہ کو بخش دے۔“ (یہ دعا سنتے ہی) اس نے جلدی سے کپڑے اتار دیے۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۰۱۸۔ بخاری فی التاریخ (۴/ ۳۳۶، ۳۳۷)، احمد (۴/ ۳۳۸، ۳۳۹)، البزار (الکشف: ۲۷۰۰)، طبرانی (۸۱۵۸)۔

فوائد: ممکن ہے کہ ان پوشاکوں میں ریشم ہو یا وہ اتنی عمدہ ہوں کہ ان کی بنا پر پہننے والے کے بارے میں یہ خطرہ ہو کہ وہ فخر اور ریاکاری میں مبتلا ہو جائے گا۔

باب: قراءة (قل هو الله احد) والمعوذتين في كل ليلة

۲۹۹۸/م- عَنْ عَطَاءٍ ، قَالَ: دَخَلْتُ أَنَا وَعُبَيْدُ بْنُ عُمَيْرٍ عَلَى عَائِشَةَ -رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا-، فَقَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنِ عُمَيْرٍ: حَدِّثِينَا بِأَعْجَبِ شَيْءٍ رَأَيْتِيهِ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَبَكَتْ وَقَالَتْ: قَامَ لَيْلَةً مِّنَ اللَّيَالِي، فَقَالَ: ((يَا عَائِشَةُ! ذَرِيْنِي أَتَعَبَّدُ لِرَبِّي)). قَالَتْ: قُلْتُ: وَاللّٰهِ إِنِّي لَأُحِبُّ قُرْبَكَ، وَأُحِبُّ مَايَسُرُّكَ، قَالَتْ: فَقَامَ فَتَطَهَّرَ، ثُمَّ قَامَ يُصَلِّيْ، فَلَمْ يَزَلْ يَبْكِي حَتَّى بَلَّ حِجْرَهُ، ثُمَّ بَكَى، فَلَمْ يَزَلْ يَبْكِي حَتَّى بَلَّ الْأَرْضَ ،وَجَاءَ بِلَالٌ يُؤْذِنُهُ بِالصَّلَاةِ، فَلَمَّارَآهُ يَبْكِي قَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! تَبْكِي وَقَدْ غَفَرَاللّٰهُ لَكَ مَاتَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَاتَأَخَّرَ؟ قَالَ: ((أَفَلَا أَكُوْنُ عَبْدًاشَكُوْرًا، لَقَدْ نَزَلَتْ عَلَيَّ اللَّيْلَةَ آيَاتٌ، وَيْلٌ لِّمَنْ قَرَأَهَا وَلَمْ يَتَفَكَّرْ فِيْهَا﴿إِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ......﴾ الآية [آل عمران:۱۹۰])).

[الصحيحة:٦٨]

باب: سورۂ قل ھو اللہ احد' سورۂ فلق اور سورۂ الناس کی ہر رات کو تلاوت کرنا

عطاء کہتے ہیں: میں اور عبید بن عمیر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے' عبد اللہ بن عمیر نے کہا: رسول اللہ ﷺ کا کوئی تعجب انگیز عمل' جو آپ نے دیکھا ہو' بیان کریں۔ وہ رونے لگ گئیں اور کہا: آپ ﷺ ایک رات کو کھڑے ہوئے اور فرمایا: ''عائشہ! مجھے اپنے رب کی عبادت کرنے دو۔'' میں نے کہا: بخدا! میں آپ کی قربت کو پسند کرتی ہوں' لیکن وہ چیز بھی پسند ہے جو آپ کو خوش کرے۔ آپ ﷺ اٹھے' وضو کیا اور پھر نماز پڑھنا شروع کر دیا' آپ مسلسل روتے رہے یہاں تک کہ آپ کی گود بھیگ گئی' پھر روئے اور روتے رہے حتی کہ زمین تر ہو گئی۔ اتنے میں سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نمازِ فجر کی اطلاع دینے کے لئے آئے' جب انھوں نے آپ ﷺ کو روتا پایا تو کہا: اے اللہ کے رسول! آپ اتنا کیوں رو رہے ہیں' حالانکہ اللہ تعالی نے آپ کے اگلے پچھلے گناہ معاف کر دیئے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا میں اللہ تعالی کا شکر گزار بندہ نہ بن جاؤں' آج مجھ پر چند ایسی آیات نازل ہوئیں کہ اس آدمی کے لئے ہلاکت ہے جس نے ان کو پڑھا لیکن غور و فکر نہ کیا' آیات یہ ہیں: ﴿إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ ......﴾ (سورۂ آل عمران: ۱۹۰ تا ۲۰۰)۔''

تخریج: الصحیحة ٦٨- أبي الشيخ فی اخلاق النبی ﷺ (ص:۲۰۰،۲۰۱)' ابن حبان (۶۲۰)' ابو العباس المستغفری فی فضائل القرآن (۴۹۱)۔

فوائد: نبی کریم ﷺ اپنے آپ کو اللہ تعالی کا شکر گزار بندہ ثابت کرنے کے لیے اس قدر محنت کرتے تھے' کہ راتوں کے بیشتر حصے قیام کرتے اور روتے روتے گزر جاتے تھے۔ اس میں نبی کریم ﷺ کی فضیلت اور آپ کی خشیت و خوف کا بیان ہے۔ پوری آیت اس طرح ہے: ﴿ان فی خلق السماوات والارض واختلاف اللیل والنہار لآیات لاولی الالباب٥﴾ [سورۂ آل عمران: ۱۹۰] یعنی: ''بیشک آسمانوں اور زمینوں کی پیدائش میں اور رات دن کے ہیر پھیر میں یقیناً عقلمندوں کے لئے نشانیاں ہیں۔ سورۂ آل عمران کی (۱۹۰) اور بعد والی آیات میں غور و فکر کرنے والوں کے عبرتیں اور نصیحتیں ہیں۔

۲۹۹۸۔ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ، قَالَ: لَقِيتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ لِيْ: ((يَا عُقْبَةُ بْنُ عَامِرٍ! صِلْ مَنْ قَطَعَكَ، وَاَعْطِ مَنْ حَرَمَكَ ، وَاعْفُ عَمَّنْ ظَلَمَكَ)). قَالَ: ثُمَّ اَتَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ لِيْ : ((يَا عُقْبَةُ بْنُ عَامِرٍ! اَمْلِكْ لِسَانَكَ، وَابْكِ عَلٰى خَطِيئَتِكَ، وَلْيَسَعْكَ بَيْتُكَ)). قَالَ: ثُمَّ لَقِيتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ لِيْ۔ ((يَا عُقْبَةُ بْنَ عَامِرٍ اَلَا اُعَلِّمُكَ سُوَرًا مَا اُنْزِلَتْ فِي التَّوْرَاةِ وَلَا فِي الزَّبُوْرِ وَلَا فِي الْاِنْجِيلِ وَلَا فِي الْفُرْقَانِ مِثْلُهُنَّ ، لَا يَاْتِيَنَّ عَلَيْكَ لَيْلَةٌ اِلَّا قَرَاْتَهُنَّ فِيهَا، ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾، وَ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾، وَ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾)). [الصحيحة: ۲۸۶۱]

سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میری رسول اللہ ﷺ سے ملاقات ہوئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اے عقبہ بن عامر! جو تجھ سے قطع رحمی کرے، اس سے صلہ رحمی کر۔ جو تجھے محروم کرے، تو اسے عطا کر۔ جو تجھ پر ظلم کرے، تو اسے معاف کر۔“ میں پھر ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”عقبہ بن عامر! اپنی زبان کو قابو میں رکھ، اپنی غلطیوں پر رو اور تیرا گھر تجھے اپنے اندر سما لے (ضرورت کے بغیر گھر سے نہ نکل)۔“ بعد میں جب (تیسری دفعہ) ملاقات ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”عقبہ بن عامر! کیا میں تجھے ایسی سورتوں کی تعلیم دوں کہ ان جیسی سورتیں نہ تورات میں نازل ہوئیں، نہ زبور میں، نہ انجیل میں اور نہ قرآن مجید (کے بقیہ حصے) میں، ہر رات ان کی تلاوت ضرور کیا کر، وہ سورتیں یہ ہیں: سورۂ اخلاص ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ سورۂ فلق ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ اور سورۂ ناس ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾۔“

تخریج: الصحیحة ۲۸۶۱۔ احمد (۴/ ۱۵۸)۔

فوائد: حدیث کے پہلے نصف میں رسول اللہ ﷺ کی بیش قیمت چھ مفید نصائح ہیں اور دوسرے نصف میں سورۂ اخلاص، سورۂ فلق اور سورۂ ناس کی فضیلت وعظمت کا بیان ہے۔

باب: اكثر الدعاء بالعافية

عافیت کی اکثر دعا کرنا

۲۹۹۹۔ عَنْ عَبَّاسٍ ، اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِعَمِّهِ الْعَبَّاسِ: (يَا عَمِّ! اَكْثِرِ الدُّعَاءَ بِالْعَافِيَةِ) [الصحيحة: ۱۵۲۳]

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے چچا سیدنا عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ”اے میرے چچا جان! عافیت کی دعا بکثرت کیا کرو۔“

تخریج: الصحیحة ۱۵۲۳۔ طبرانی (۱۱۹۰۸)، حاکم (۱/ ۵۲۹)، الضیاء فی المختارة (۱۲/ ۲۹۹)۔

فوائد: صحت و عافیت اللہ تعالی کی بہت بڑی نعمت ہے، بلکہ تمام دنیوی نعمتوں سے مستفید ہونے کا اور اخروی کامیابی و کامرانی کا انحصار تندرستی پر ہے۔

باب: الدعاء بتثبيت القلب على الاسلام

اسلام پر دل کی ثابت قدمی کی دعاء

۳۰۰۰۔ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَقُوْلُ: ((يَا وَلِيَّ الْإِسْلَامِ وَاَهْلِهِ، ثَبِّتْنِي بِهِ حَتّٰى اَلْقَاكَ)). [الصحيحة:۱۸۲۳]

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے اسلام کے پاسبان! اے اسلام کے ضامن! میرے دل کو ثابت قدم رکھ، حتی کہ تجھ سے ملاقات ہو جائے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۸۲۳۔ طبرانی فی الاوسط (۲۲۹۰)، وعنہ الضیاء فی المختارۃ (۲۲۹۰)، ابو یعلی (اتحاف الخیرۃ:۸۴۲۲)

فوائد: اس میں دین پر استقامت اور ثابت قدمی کا سوال کیا گیا ہے، جو تمام خصائل حمیدہ کی بنیاد ہے۔

۳۰۰۱۔ عَنْ اَنَسٍ، قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((يَا وَلِيَّ الْإِسْلَامِ وَاَهْلِهِ، مَسِّكْنِي الْإِسْلَامَ حَتّٰى اَلْقَاكَ عَلَيْهِ)) [الصحيحة:۱٤۷٦]

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ یہ دعا کرتے تھے: ''اے اسلام کے پاسبان! اے اسلام کے ذمہ دار! مجھے توفیق دے کہ اسلام کو مضبوطی سے تھامے رکھوں، حتی کہ تجھے جا ملوں۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۴۷۶۔ السلفی فی الفوائد المنتقاۃ: (۲/ ۱۶۵/ ۱)، خطیب فی التاریخ (۱۱/ ۱۶۰) وانظر الحدیث السابق۔

باب: فضل صاحب القرآن و والديه

صاحب قرآن اور اس کے والدین کی فضیلت کا بیان

۳۰۰۲۔ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعًا: ((يَجِيءُ الْقُرْآنُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَالرَّجُلِ الشَّاحِبِ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهِ: هَلْ تَعْرِفُنِي؟ اَنَا الَّذِي كُنْتُ اُسْهِرُ لَيْلَكَ، وَاُظْمِيءُ هَوَاجِرَكَ، وَاِنَّ كُلَّ تَاجِرٍ مِّنْ وَّرَاءِ تِجَارَتِهِ، وَاَنَا لَكَ الْيَوْمَ مِنْ وَّرَاءِ كُلِّ تَاجِرٍ، فَيُعْطَى الْمُلْكَ بِيَمِيْنِهِ، وَالْخُلْدَ بِشِمَالِهِ، وَيُوْضَعُ عَلٰى رَاْسِهِ تَاجُ الْوَقَارِ، وَيُكْسٰى وَالِدَهُ حُلَّتَيْنِ لَا تَقُوْمُ لَهُمُ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا، فَيَقُوْلَانِ: يَا رَبِّ! اَنّٰى لَنَا هٰذَا؟ فَيُقَالُ: بِتَعْلِيْمِ وَلَدِكُمَا الْقُرْآنَ. وَاِنَّ صَاحِبَ الْقُرْآنِ يُقَالُ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ: اقْرَاْ وَارْقَ فِي الدَّرَجَاتِ، وَرَتِّلْ كَمَا كُنْتَ تُرَتِّلُ فِي الدُّنْيَا، فَاِنَّ مَنْزِلَكَ عِنْدَ آخِرِ آيَةٍ مَعَكَ)). [الصحيحة:۲۸۲۹]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قرآنِ مجید روزِ قیامت اجنبی آدمی کے روپ میں آئے گا اور صاحب قرآن سے پوچھے گا: کیا تو مجھے پہچانتا ہے؟ (پھر قرآن مجید اپنا تعارف پیش کرتے ہوئے کہے گا:) میں وہی ہوں جو تجھے راتوں کو بیدار اور دوپہروں کو پیاسا رکھتا تھا۔ اور یقیناً ہر تاجر اپنی تجارت کے پیچھے ہوتا تھا اور میں آج ہر تاجر کو چھوڑ کر تیرے لیے ہوں پھر اسے دائیں ہاتھ میں بادشاہت اور بائیں ہاتھ میں ہیشگی دی جائے گی، اس کے سر پر وقار کا تاج رکھا جائے گا، اور اس کے والدین کو دو عمدہ پوشاکیں پہنائی جائیں گی، وہ اس قدر بیش بہا ہوں گی کہ دنیا ومافیہا (کی قیمت) ان کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ وہ کہیں گے: اے ہمارے ربّ! یہ پوشاکیں کہاں سے؟ جواباً کہا جائے گا: بیٹے کو قرآن مجید سکھانے کی وجہ سے۔ صاحب قرآن کو روزِ قیامت کہا جائے گا کہ پڑھتا جا اور جنت کے درجے چڑھتا جا اور اس طرح ٹھہر ٹھہر کر پڑھ جس طرح تو دنیا میں ٹھہر ٹھہر کر پڑھتا تھا، پس تیرا مقام وہ ہو گا جہاں تیری آخری آیت (کی تلاوت ختم ہو گی)۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۸۲۹۔ طبرانی فی الاوسط (۵۷۶۰)، ابن ابی شیبۃ (۱۰/ ۴۹۲، ۴۹۳)، عن بریدۃ رضی اللہ عنہ۔

فوائد: اس میں صاحبِ قرآن کی فضیلت کا بیان ہے۔ عموماً صرف حافظِ قرآن کو ان احادیث کا اولین مصداق ٹھہرایا جاتا ہے، قطع نظر اس سے کہ آیا وہ قرآن مجید سمجھتا ہے یا نہیں یا اس کا اس کتابِ قانون پر عمل بھی ہے یا نہیں۔

خود اس حدیث میں صاحبِ قرآن کی یہ صفات بیان کی گئی ہیں کہ وہ رات کے قیام کو نیند پر ترجیح دیتا ہے اور اس کے احکام کے مطابق عمل کرتا ہے، جس کی صرف ایک مثال روزہ کا ذکر کیا گیا ہے۔

باب: فضل حافظ القرآن

باب: حافظ قرآن کی فضیلت

۳۰۰۳۔ عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو مَرْفُوْعًا: ((یُقَالُ لِصَاحِبِ الْقُرْآنِ :اقْرَاْ وَارْتَقِ، وَرَتِّلْ کَمَا کُنْتَ تُرَتِّلُ فِي الدُّنْیَا، فَإِنَّ مَنْزِلَتَكَ عِنْدَ آخِرِ آیَةٍ [کُنْتَ] تَقْرَاُبِھَا)). [الصحیحة: ۲۲٤۰]

سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''صاحب قرآن کو (روزِ قیامت) کہا جائے گا: پڑھتا جا اور جنت کے درجات چڑھتا جا اور اس طرح آہستہ آہستہ تلاوت کر، جیسا کہ تو دنیا میں کرتا تھا، پس تیرا مقام وہ ہوگا جہاں تیری آخری آیت کی تلاوت ختم ہوگی۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۲۴۰۔ ابو داود (۱۴۶۴)، ترمذی (۲۹۱۵)، احمد (۲/ ۱۹۲)، حاکم (۱/ ۵۵۲، ۵۵۳)۔

فوائد: اس حدیث میں قرآن اور صاحبِ قرآن کی فضیلت وعظمت کا بیان ہے، نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ قرآن مجید ٹھہر ٹھہر کر پڑھنا چاہئے۔

امام خطابی کہتے ہیں: بعض آثار سے ثابت ہوتا ہے کہ جنت کے درجات کی تعداد قرآن مجید کی آیتوں کے برابر ہے۔ قاری سے کہا جائے گا کہ جتنا قرآن آپ پڑھتے تھے، اتنے درجات چڑھ جاؤ۔ جو مکمل قرآن مجید کا قاری ہوگا وہ جنت کے منتہی درجے تک پہنچ جائے گا۔ [تحفۃ الاحوذی] اللہ تعالی ہمیں قرآن مجید کے ساتھ گہرا تعلق قائم کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

(۲۳) اللباس والزينة [واللهو] والصور

لباس اور زینت اور کھیل کود اور تصویریں

٣٠٠٤ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَتَانِي جِبْرِيْلُ. عَلَيْهِ السَّلَامُ. فَقَالَ: إِنِّي كُنْتُ أَتَيْتُكَ اللَّيْلَةَ، فَلَمْ يَمْنَعْنِي أَنْ أَدْخُلَ عَلَيْكَ الْبَيْتَ الَّذِي أَنْتَ فِيْهِ، إِلَّا أَنَّهُ كَانَ فِي الْبَيْتِ تِمْثَالُ رَجُلٍ، وَكَانَ فِي الْبَيْتِ قِرَامُ سِتْرٍ فِيْهِ تَمَاثِيْلُ، فَمُرْ بِرَأْسِ التِّمْثَالِ يُقْطَعُ فَيَصِيْرُ كَهَيْئَةِ الشَّجَرَةِ، وَمُرْبِالسِّتْرِ يُقْطَعُ (وَفِي رِوَايَةٍ: إِنَّ فِي الْبَيْتِ سِتْرًا فِي الْحَائِطِ فِيْهِ تَمَاثِيْلُ، فَاقْطَعُوْا رُؤُوْسَهَا، فَاجْعَلُوْهَا بِسَاطاً أَوْ سَائِدَ فَأَوْطِئُوْهُ، فَإِنَّا لَانَدْخُلُ بَيْتاً فِيْهِ تَمَاثِيْلُ) فَيُجْعَلُ مِنْهُ وِسَادَتَانِ تُوْطَآنِ، وَمُرْبِالْكَلْبِ فَيُخْرِبُ، فَفَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، وَإِذَا الْكَلْبُ جرو كَانَ لِلْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ. عَلَيْهِمَا السَّلَامُ. تَحْتَ نضد لَهُمَا. قَالَ: وَمَازَالَ يُوْصِيْنِي بِالْجَارِ حَتّٰى ظَنَنْتُ أَوْ رَأَيْتُ أَنَّهُ سَيُوَرِّثُهُ.)) [الصحيحة: ٣٥٦]

ابوہریرہؓ کہتے ہیں: رسول اللہؐ نے فرمایا: مجھے جبریلؑ نے آ کر بتایا کہ میں رات کو آپ کے پاس آیا تھا تو جس گھر میں آپ تھے مجھے ادھر داخل ہونے میں کوئی رکاوٹ نہیں تھی مگر یہ کہ آپ کے گھر میں کسی آدمی کی تصویر تھی اور گھر میں ایک پردے کی چادر تھی جس میں تصویریں تھیں تو آپ حکم دیجیے کہ تصویروں کے سر کاٹ دیے جائیں اور وہ درخت کی مانند ہو جائیں اور پردے کو کاٹنے کا کہہ دیجیے (ایک روایت میں ہے) گھر میں دیوار پر پردہ تھا جس میں تصاویر تھیں تو آپؐ ان کے سر کاٹ دیجیے اور ان کے گدے اور تکیے بنا لیجیے اور انہیں روند یے۔ کیونکہ ہم کسی تصویر والے گھر داخل نہیں ہوتے تو اس کے دو روندنے کے لیے تکیے بنا لیے جائیں اور کتے کے بارے میں کہیے کہ اسے نکال دیا جائے تو رسول اللہؐ نے ایسا ہی کیا وہاں حسن و حسین کا ایک پلہ تھا ان کے تخت کے نیچے۔ کہتے ہیں: وہ مجھے مسلسل پڑوسی کے متعلق وصیت کرتا رہا یہاں تک کہ مجھے گمان ہوا یا میں نے سمجھا کہ وہ اسے وارث بنا ڈالے گا۔

تخریج: الصحیحة ۳۵۶۔ احمد (۲/ ۳۰۵، ۴۷۸، ۴۳۰)، والسیاق له، ابوداؤد (۴۱۵۸)، ترمذی (۲۸۰۶)، ابن حبان (۵۸۵۴)۔

فوائد: تصویر بنانا بنوانا دونوں ہی حرام ہے ہاں بے جان اشیاء کی تصویر میں کوحرج نہیں یہ کبیرہ گناہ ہے ایسے گھر جہاں تصویر ہو رحمت کا فرشتہ داخل نہیں ہوتا اس لیے ایسے گھر میں نحوست اور شیاطین کا بسیرا رہتا ہے۔

٣٠٠٥ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ أَبُو

ابوہریرہؓ کہتے ہیں: ابوالقاسمؐ نے کہا: دونوں کو اکٹھا ...

الْقَاسِمِﷺ: ((أَحْفِهِمَا جَمِيْعاً، أَوْ أَنْعِلْهِمَا جَمِيْعاً، فَإِذَا لَبِسْتَ فَابْدَأْ بِالْيُمْنٰى، وَإِذَا خَلَعْتَ فَابْدَأْ بِالْيُسْرٰى)). [الصحيحة:١١١٧]

اکٹھا پہن۔ جب تو پہنے تو دائیں سے شروع کر اور جب اتارے تو بائیں سے۔

تخریج: الصحیحة ۱۱۱۷۔ احمد (۲/ ۴۰۹،۴۳۰)، ابن راھویه (۴۷،۴۳)، ابن حبان (۵۴۶۱) بهذا للفظ بخاری (۵۸۵۵،۵۸۵۶)، مسلم (۲۰۹۷)، بمعناه۔

فوائد: ایک جوتا پہن کر چلنا ممنوع ہے کیونکہ ایک حدیث کے مطابق یہ شیطان کا چلنا ہے مزید یہ خرابی چال کا بھی باعث ہے۔

باب: كراهية الترك ببعض شعر

کچھ بالوں کو چھوڑنے کی کراہت کا بیان

٣٠٠٦۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ النَّبِيَّﷺ رَأٰى صَبِيًّا قَدْ حُلِقَ بَعْضُ شَعْرِهِ، وَتُرِكَ بَعْضُهُ، فَنَهَاهُمْ عَنْ ذٰلِكَ وَقَالَ: ((اَحْلِقُوْهُ كُلَّهُ، أَوِ تْرُكُوْهُ كُلَّهُ)) [الصحيحة: ١١٢٣]

ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ بے شک نبی ﷺ نے کوئی بچہ دیکھا کہ اس کے کچھ بال مونڈھے ہوئے ہیں اور بعض چھوڑے ہوئے تو آپؐ نے اس سے روک دیا اور کہا: سارے مونڈھ ڈالو یا سارے چھوڑ دو۔

تخریج: الصحیحة ۱۱۲۳۔ احمد (۲/ ۸۸)، ابوداؤد (۴۱۹۵)، نسائی (۵۰۵۱)، مسلم (۲۱۲۰)، ولم یق لفظه۔

فوائد: بال ترشوانے کی کوئی صورت ہو جس میں بعض بال مونڈھ کر بعض کو چھوڑ دیا گیا ہو یہ حرام ہے۔ کیونکہ آپؐ نے اس سے روکا ہے۔

باب: استحباب الوتر بالاكتحال

سرمہ طاق ڈالنے کا استحباب

٣٠٠٧۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِﷺ قَالَ: ((إِذَا اكْتَحَلَ أَحَدُكُمْ فَلْيَكْتَحِلْ وِتْراً، وَإِذَا اسْتَجْمَرَ فَلْيَسْتَجْمِرْ وَتْراً)).

ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ یقیناً رسول اللہؐ نے فرمایا: جب کوئی سرمہ ڈالے تو وتر (طاق) ڈالے اور جب استنجاء کرے تو وتر ڈھیلہ استعمال کرے۔

تخریج: الصحیحة ۱۲۶۰۔ احمد (۲/ ۳۵۱،۳۵۶)۔

باب: من الآداب المهجورة فى الانتعال

باب:

٣٠٠٨۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعاً: ((إِذَا لَبِسْتَ نَعْلَيْكَ فَابْدَأْ بِالْيُمْنٰى، وَإِذَا خلعت فَابْدَأْ بِالْيُسْرٰى، وَلْيَكُنِ الْيُمْنٰى أَوَّلَ مَا تَنْتَعِلُ، وَالْيُسْرٰى آخِرُ مَا تَحْفِيْ، وَلَاتَمْشِ فِيْ نَعْلٍ وَّاحِدٍ، اِخْلَعْهُمَا جَمِيْعاً، أَوْ اَلْبِسْهُمَا جَمِيْعاً)). [الصحيحة: ٢٥٧٠]

ابوہریرہؓ سے مرفوعاً روایت ہے جب تو جوتا پہنے تو دائیں سے شروع کر اور جب اتارے تو بائیں سے اور لازم ہے کہ پہننے میں دایاں اور اتارنے میں بایاں پہلے ہو اور ایک جوتے میں مت چل، ان دونوں کو اکٹھا اتار دو یا اکٹھے پہنو۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۵۷۰۔ ابو عمر بن منده فی المنتخب من الفوائد (۲۶۵/ ۲)' احمد (۲/ ۲۴۵)' موقوفاً علی ابی ہریرۃ الحمیدی (۱۱۳۵)' مرفوعا' بخاری (۵۸۵۵'۵۸۵۲)' مسلم (۲۰۹۷) مختصراً۔

باب: الامر برفع الازار من الكعبين

۳۰۰۹۔عَنِ الشَّرِيدِ، قَالَ: أَبْعَدَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَجُلًا يَجُرُّ إِزَارَهُ، فَأَسْرَعَ إِلَيْهِ، أَوْ هَرْوَلَ فَقَالَ: ((ارْفَعْ إِزَارَكَ وَاتَّقِ اللّٰهَ)) قَالَ: إني أحنف تصطك ركبتاي، فقال: ((ارْفَعْ إِزَارَكَ فإن كل خَلْقَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ حَسَنٌ)) فَمَا رُؤِيَ ذٰلِكَ الرَّجُلُ بَعْدَ إِلَّا إِزَارُهُ يُصِيبُ أَنْصَافَ سَاقَيْهِ أَوْ إِلَى أَنْصَافِ سَاقَيْهِ۔

[الصحيحة:١٤٤١]

ٹخنوں سے اوپر تہبند اٹھانے کا حکم

شرید کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے تہہ بند گھسیٹنے والے پر لعنت کی' تو یہ جلدی سے اس کی طرف لپکے یا بھاگے اور کہا: اللہ سے ڈر اور اپنی چادر اوپر کر' وہ کہنے لگا: تو انہوں نے کہا: اپنی چادر اٹھا' یقیناً اللہ کی ساری مخلوق ہی اچھی ہے' پھر یہ آدمی نظر نہیں آیا مگر اس کا ازار (تہہ بند) آدھی پنڈلی تک ہوتا۔

تخریج: الصحیحۃ ۱۴۴۱۔ احمد (۴/ ۳۹۰)' طحاوی فی شرح المشکل (۲/ ۲۸۷)' الجزی فی غریب الحدیث (۵/ ۵۷/ ۲)۔

فوائد: ازار (چادر) یا شلوار' پاجامہ وغیرہ کو ٹخنوں سے اونچا رکھنا فرض ہے۔ جو شخص اس میں کوتاہی کرتا ہے اس کے لیے حدیث شریف میں سخت وعید آئی ہے جیسا کہ آپؐ نے فرمایا: کہ جو کپڑا ٹخنوں سے نیچے ہوگا جہنم میں جائے گا۔

باب: اكرام الشعر

۳۰۱۰۔عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((أَكْرِمُوا الشَّعْرَ)). [الصحيحة:]

بالوں کے خیال کرنے کا باب

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ یقیناً نبی ﷺ نے فرمایا: بالوں کی عزت کرو۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۲۶۔ ابن عدی (۳/ ۸۷۸)' ابو نعیم فی اخبار اصبهان (۲/ ۲۱۴)' البزار (الكشف :۲۹۷۴)۔

فوائد: بالوں کے اکرام سے مراد بالوں کا خیال رکھنا ان میں تیل لگانا اور کنگھا کرنا وغیرہ ہے۔

باب: ما يقول لمن لبس ثوبا جديدًا

۳۰۱۱۔عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، قَالَ: رَأَى النَّبِيُّ ﷺ عَلَى عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ۔ ثَوْبًا أَبْيَضَ، فَقَالَ: أَجَدِيدٌ ثَوْبُكَ هٰذَا أَمْ غَسِيلٌ؟ فَقَالَ: بَلْ غَسِيلٌ (وَفِي رِوَايَةٍ: جَدِيدًا) فَقَالَ:((الْبَسْ جَدِيدًا، وَعِشْ حَمِيدًا وَمُتْ شَهِيدًا)).

باب: نیا کپڑا پہننے والے کے لیے دعاء

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ نبیؐ نے عمرؓ پر سفید کپڑا دیکھا' تو کہا: کیا یہ نیا کپڑا ہے یا دھویا جا چکا ہے؟ تو وہ کہنے لگے: نہیں دھویا جاچکا ہے' (ایک روایت میں نئے کے لفظ ہیں) تو آپؐ نے کہا: ''نیا کپڑا پہن اور قابل تعریف زندگی گزار اور شہادت کی موت پا''۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۵۲۔ ابن ماجہ (۳۵۵۸)' ابن السنی (۲۶۲)' احمد (۲/ ۸۸)۔

باب: استحباب اکرام الشعر

بالوں کا خیال کرنے کا استحباب

٣٠١٢۔ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ الْجَحْشِيِّ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِأَبِيْ قَتَادَةَ: ((إِنِ اتَّخَذْتَ شَعْراً فَأَكْرِمْهُ)). [الصحيحة:٢٢٥٢]

سعید بن عبد الرحمٰن جحشی سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کو کہا: اگر تو بال رکھے تو ان کی عزت کرنا۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۲۵۲۔ عبدالرزاق (۲۰۵۱۶)' بیهقی فی الشعب (۶۴۵۷)' نسائی (۵۲۳۹) عن ابی قتادۃ رضی اللہ عنہ۔

باب: تفسير الشيب بغير السواد

باب: سفید بالوں کو خضاب لگانا لیکن کالے رنگ کے علاوہ

٣٠١٣۔ عَنْ أَبِيْ ذَرٍّ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ أَحْسَنَ مَاغُيِّرَبِهِ هٰذَا الشَّيْبُ، اَلْحِنَاءُ وَالْكَتَمُ)) [الصحيحة: ١٥٠٩]

ابوذر رضی اللہ عنہ، نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں' آپ نے فرمایا: سب سے بہترین چیز جس کے ذریعے بڑھاپے (سفید بال) کو بدلا جائے مہندی اور کتم (بوٹی) ہے۔

تخریج: الصحیحۃ ۱۵۰۹۔ ابوداؤد (۴۲۰۵)' نسائی (۵۰۹۵)' ترمذی (۱۷۵۳)' ابن ماجہ (۳۶۲۲)' احمد (۵/ ۱۴۷'۱۵۰)۔

فوائد: بڑھاپے کے سفید بالوں کو رنگنا مستحب ہے۔ آپ اس کا حکم دیتے اور اسے پسند فرماتے۔

باب: استحباب الرؤية بنعمة الله عليه

بندے پر اللہ کی نعمت کے دیکھے جانے کا استحباب

٣٠١٤۔ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ مَرْفُوْعاً: ((إِنَّ اللّٰهَ إِذَا أَنْعَمَ عَلٰى عَبْدٍ نِعْمَةً، يُحِبُّ أَنْ يَرٰى أَثَرَ نِعْمَتِهِ عَلٰى عَبْدِهِ)). [الصحيحة:١٢٩٠]

عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے یقیناً جب اللہ کسی بندے پر انعام کرے تو اس نعمت کے اثرات اپنے بندے پر دیکھنا چاہتا ہے۔

تخریج: الصحیحۃ ۱۲۹۰۔ ابن سعد (۴/ ۲۹۱)' احمد (۴/ ۴۳۸)' طحاوی فی المشکل (۴/ ۱۵۱)' بیهقی فی الشعب (۶۲۰۰)۔

فوائد: اگرچہ سادگی بھی ایمان کی علامت ہے مگر ساتھ ساتھ اللہ کی عطاء کردہ فراوانی کے آثار بھی بندے پر نظر آنے چاہئیں تاکہ معلوم ہو یہ کہ نعمت کا قدردان ہے اور مستحق ہے۔

٣٠١٥۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ اللّٰهَ. عَزَّوَجَلَّ. إِذَا أَنْعَمَ عَلٰى عَبْدٍ نِعْمَةً، يُحِبُّ أَنْ يَرٰى أَثَرَ النِّعْمَةِ عَلَيْهِ، وَيَكْرَهُ الْبُؤْسَ وَالتَّبَاؤُسَ، وَيُبْغِضُ السَّائِلَ الْمُلْحِفَ، وَيُحِبُّ الْحَيَّ الْعَفِيْفَ الْمُتَعَفِّفَ)).

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کہتے ہیں' آپ نے فرمایا: اللہ جب کسی بندے پر انعام کرتا ہے تو اس پر اس نعمت کے آثار دیکھنا پسند کرتا ہے اور وہ اس کے اظہار کو ناپسند کرتا ہے اور اصرار کرنے والے سوالی سے نفرت کرتا ہے اور پاک دامن بچنے والے شرمیلے آدمی سے محبت کرتا ہے۔

[الصحيحة:٥٣٢٠]

تخریج: الصحیحة ٥٣٢٠- بیهقی فی الشعب (٦٢٠٢)' السهمی فی تاریخ جرجان (ص:١٠١)- ابو نعیم فی اخبار اصبهان احمد (٢/ ٣١١)' مختصراً بالشطر الاول-

باب: ذم سبل الازار

چادر لٹکانے والے کی مذمت کا بیان

٣٠١٦- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ اللّٰهَ لَايَنْظُرُ إِلٰى مُسْبِلِ الْإِزَارِ)).

[الصحيحة:١٦٥٦]

ابن عباس رضی اللہ عنہما، نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں' کہ آپؐ نے فرمایا: یقیناً اللہ چادر (ٹخنوں سے نیچے) لٹکانے والے کی طرف نہیں دیکھے گا۔

تخریج: الصحیحة ١٦٥٦- نسائی (٥٣٣٤)' احمد (١/ ٣٢٢)' ابن ابی شیبة (٨/ ٣٨٨)' طبرانی (١٢٤١٤)-

باب: النهي عن لباس الكفار

باب: کفار کا لباس پہننے کی ممانعت

٣٠١٧- عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ رَأٰى عَلَيْهِ ثَوْبَيْنِ مُعَصْفَرَيْنِ فَقَالَ: ((إِنَّ هٰذِهِ مِنْ ثِيَابِ الْكُفَّارِ، فَلَاتَلْبَسْهَا)).

[الصحيحة:١٧٠٤]

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان پر دو عصفر (بوٹی) سے رنگے کپڑے دیکھے تو کہا: یہ کفار کے کپڑے ہیں انہیں نہ پہنا کرو۔

تخریج: الصحیحة ١٧٠٤- مسلم (٢٠٧٧)' احمد (٢/ ١٦٢' ٢٠٧)' ابن سعد (٤/ ٢٦٥)-

فوائد: اسلام میں صرف عصفر بوٹی سے رنگے کپڑے جو مالٹا رنگ کے ہوتے ہیں' ممنوع ہیں۔ اس کے علاوہ ہر رنگ استعمال کیا جا سکتا ہے۔ یہ رنگ ویسے بھی ہندو پنڈتوں کا مذہبی لباس ہے۔

باب: لبس الخاتم المنقش

نقش و نگار والی انگوٹھی پہننے کا بیان

٣٠١٨- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: اِتَّخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خَاتَماً وَّنَقَّشَ عَلَيْهِ نَقْشاً قَالَ: ((إِنَّا قَدِ اتَّخَذْنَا خَاتَماً، وَّنَقَّشْنَا فِيْهِ نَقْشاً، فَلَايَنْقُشْ أَحَدٌ عَلٰى نَقْشِهِ)). ثُمَّ قَالَ أَنَسٌ: فَكَأَنِّيْ أَنْظُرُ إِلٰى وَبِيْصِهِ فِيْ يَدِهِ۔ [الصحيحة:٣٥٥١]

انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ایک انگوٹھی بنوائی اور اس پر ایک نقش بنا ہوا تھا۔ کہتے ہیں: میں نے ایک انگوٹھی لی ہے اور اس میں ایک نقش بنوایا ہے تو کوئی بھی اس جیسا نقش نہ بنوائے۔ پھر انس کہتے ہیں: گویا میں اس کی چمک آپ کے ہاتھ میں دیکھ رہا ہوں۔

تخریج: الصحیحة ٣٥٥١- بخاری (٥٨٧٤)' نسائی فی الکبری (٩٥١٠' ٩٥١١)' ابن ماجه (٣٦٤٠)' مسلم (٢٠٩٢) مختصراً-

باب: السوال عند الطعام

کھانے کے وقت سوال کرنے کا بیان

٣٠١٩- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا۔ قَالَتْ:

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: سودہؓ پردے کی فرضیت کے بعد اپنے

خَرَجَتْ سَوْدَةُ بَعْدَمَا ضُرِبَ الْحِجَابُ لِحَاجَتِهَا۔ وَكَانَتِ امْرَأَةٌ جَسِيمَةٌ لَاتُخْفَى عَلَى مَنْ يَعْرِفُهَا۔ فَرَآهَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَقَالَ: يَاسَوْدَةُ! أَمَا وَاللّٰهِ! مَاتَخْفِينَ عَلَيْنَا، فَانْظُرِي كَيْفَ تَخْرُجِينَ؟! فَانْكَفَأَتْ رَاجِعَةً، وَرَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي بَيْتِي، وَإِنَّهُ لَيَتَعَشَّى وَفِي يَدِهِ عَرْقٌ، فَدَخَلَتْ فَقَالَتْ: يَارَسُولَ اللّٰهِ! إِنِّي خَرَجْتُ لِبَعْضِ حَاجَتِي، فَقَالَ لِي عُمَرُ كَذَا وَكَذَا، قَالَتْ: فَأَوْحَى اللّٰهُ إِلَيْهِ، ثُمَّ رُفِعَ عَنْهُ۔ وَإِنَّ الْعَرْقَ فِي يَدِهِ مَاوَضَعَهُ۔ فَقَالَ: ((**إِنَّهُ قَدْ أُذِنَ لَكُنَّ أَنْ تَخْرُجْنَ لِحَاجَتِكُنَّ**، وَفِي رِوَايَةٍ: **لِحَوَائِجِكُنَّ**))۔ [الصحيحة:٣١٤٨]

کسی کام کے لیے نکلیں اور وہ بڑے جسم والی عورت تھیں۔ کسی پہچاننے والے پر چھپ نہیں سکتیں تھیں تو عمر بن خطابؓ نے انہیں دیکھا' تو کہنے لگے: اے سودۃ! خبردار اللہ کی قسم! آپ ہم سے چھپ نہیں سکتیں۔ دیکھو تو آپ کیسے نکل رہی ہو؟ وہ واپس پلٹ آئیں اور رسول اللہ ﷺ میرے گھر تھے' اور آپ شام کا کھانا تناول کر رہے تھے اور آپ کے ہاتھ میں گوشت والی ہڈی تھی۔ وہ آئیں اور کہنے لگیں' اے اللہ کے رسول! میں اپنے کسی کام کے لیے نکلی تھی تو مجھے عمرؓ نے اس اس طرح کہا ہے۔ کہتی ہیں پھر اللہ نے آپ کی طرف وحی کی پھر وہ (وحی والی حالت) ختم ہوگئی اور ہڈی آپ کے ہاتھ ہی میں تھی آپ نے اسے رکھا نہیں تھا۔ کہا: یقیناً تمہیں اجازت دی گئی ہے کہ تم اپنی ضرورت کے لیے نکل سکتی ہو۔

تخریج: الصحيحة ۳۱۴۸۔ بخاری (۴۷۹۵٬۱۴۷)' مسلم (۲۱۷۰)' احمد (۶/ ۵۶)۔

فوائد: پردے کا حکم ان احکام میں سے ہے جن میں عمرؓ کی بارگاہ رب العالمین سے موافقت کی گئی یعنی عمرؓ نے خواہش کی تو یہ حکم اتر آیا۔ سودہؓ پردہ کر کے نکلیں مگر حضرت عمرؓ نے چاہا کہ ایسے بھی عورتیں نہ نکلیں اس لیے انہوں نے ان کو بات کی لیکن عورتوں کو اس کی اجازت مل گئی۔

باب: توفير اللحى و تقصير سبال

ڈاڑھی بڑھانے اور مونچھیں چھوٹی کروانے کا بیان

۳۰۲۰۔عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: ذُكِرَ لِرَسُولِ اللّٰهِ الْمَجُوسُ، فَقَالَ: ((**إِنَّهُمْ يُوَفِّرُونَ سِبَالَهُمْ، وَيَحْلِقُونَ لِحَاهُمْ، فَخَالِفُوهُمْ**)). ((فَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يجز سباله كَمَا تجز الشَّاةُ أَوِ الْبَعِيرُ))۔ [الصحيحة:٢٨٣٤]

ابن عمرؓ کہتے ہیں: رسول اللہ کو مجوس (آتش پرست) کے بارے میں بتایا گیا تو آپ نے کہا: یقیناً وہ مونچھیں بڑھاتے اور داڑھی مونڈھتے ہیں تو تم ان کی مخالفت کرو تو ابن عمرؓ اپنی مونچھ اس طرح کاٹتے تھے جس طرح بکری یا اونٹ کے بال کاٹے جاتے۔

تخریج: الصحيحة ۲۸۳۴۔ ابن حبان (۵۴۷۷)' بیہقی (۱/ ۱۵۱)' وفی الشعب (۶۴۴۸) ابو حامد الضرمی فی حدیثه (ق۲/ ۲)۔ وفعل ابن عمرؓ اخرجه ایضاً ابن ابی شیبة فی المصنف (۸/ ۵۶۶)۔

فوائد: مونچھ رکھنا اور داڑھی مونڈھنا یہ مجوسیوں کا فعل ہے ایسے شخص کی طرف نبیؐ نے دیکھنا گوارا نہیں کیا بلکہ اس سے منہ پھیر لیا تو ایسے بندے کی آپ کیسے سفارش کریں گے اور عذاب سے چھڑوائیں گے۔

كراهية التنعم

نزاکت اختیار کرنے کی کراہت کا بیان

۳۰۲۱۔عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَمَّا بَعَثَ بِهِ إِلَى الْيَمَنِ قَالَ: ((إِيَّايَ وَالتَّنَعُّمَ! فَإِنَّ عِبَادَاللّٰهِ لَيْسُوْا بِالْمُتَنَعِّمِيْنَ)). [الصحيحة:۳۵۳]

معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے انہیں یمن کی جانب بھیجا تو فرمایا: نزاکت سے بچو! یقیناً اللہ کے بندے نازک نہیں ہوتے۔

تخریج: الصحیحة ۳۵۳۔ احمد (۵/ ۲۴۳'۲۴۴)' ابو نعیم فی الحلیة (۵/ ۱۵۵)' طبرانی فی مسند الشامیین (۱۳۹۵)۔

فوائد: اسلام مسلمان سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ سخت جان' مصائب کو جھیلنے اور تنگیاں برداشت کرنے والا ہو' تا کہ دین اسلام کی سر بلندی کے لیے جب لڑائی کی نوبت آئے تو کفار کو ناکوں چنے چبوا سکے نہ کہ عورتوں کی طرح چھپ جائے اور آپ ﷺ نے فرمایا: المؤمن القوی خیر المؤمن الضعیف یعنی طاقتور مومن کمزور سے بہتر ہے۔

باب: حكم الباروكة

وگ لگانے کا حکم

۳۰۲۲۔ عَنْ مُعَاوِيَةَ مَرْفُوْعاً: ((أَيُّمَا امْرَأَةٍ أَدْخَلَتْ فِيْ شَعْرِهَا مِنْ شَعْرِ غَيْرِهَا فَإِنَّمَا تدخل زُوراً)). [الصحيحة:۱۰۰۸]

امیر المؤمنین معاویہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعا روایت ہے: جس بھی عورت نے اپنے بالوں میں دوسرے بال داخل کیے تو وہ فقط جھوٹ کو داخل کر رہی ہے۔

تخریج: الصحیحة ۱۰۰۸۔ احمد(۴/ ۱۰۱)' طبرانی (۲۰/ ۳۴۲)' الحافظ ابن حجر فی تغلیق التعلیق (۴/ ۴۸۱)۔ ۱۷۶۵۔ احمد (۳/ ۱۴۰'۲۴۹)' بیہقی فی الشعب (۶۱۳۶)' الضیاء فی المختارة (۲۰۰۳)۔

باب: منتهى الازار

ازار (تہبند' شلوار) کی آخری حد

۳۰۲۳۔ عَنْ أَنَسٍ مَرْفُوْعاً: ((الْإِزَارُ إِلَى نِصْفِ السَّاقِ، فَلَمَّا رَأَى شِدَّةَ ذٰلِكَ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ قَالَ: إِلَى الْكَعْبَيْنِ، لَاخَيْرَفِيْمَا أَسْفَلَ مِنْ ذٰلِكَ)). [الصحيحة: ۱۷٦۵]

انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعا روایت ہے کہ (نبی ﷺ نے فرمایا) تہہ بند نصف پنڈلی تک ہے' تو جب آپ کو یہ مسلمانوں پر سخت محسوس ہوا' تو کہا: ٹخنوں تک' اس سے نیچے کوئی بھلائی نہیں۔

باب: من عاقبة الخيلاء والتكبر

غرور وتکبر کا انجام

۳۰۲٤۔عَنْ كُرَيْبٍ، قَالَ: كُنْتُ أَقُوْدُ ابْنَ عَبَّاسٍ فِيْ زِقَاقِ أَبِيْ لَهَبٍ، وَّذٰلِكَ بَعْدَمَا ذَهَبَ بَصَرُهُ، فَقَالَ: سَمِعْتُ أَبِيْ يَقُوْلُ: سَمِعْتُ

کریب کہتے ہیں: میں ابن عباس رضی اللہ عنہ کی ابی لہب کی گلیوں میں رہنمائی کیا کرتا تھا' اور یہ ان کی نظر ختم ہو جانے کے بعد کی بات ہے' تو وہ کہتے ہیں: میں نے اپنے باپ کو کہتے سنا کہ میں رسول اللہ ﷺ

رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ: ((بَیْنَمَا رَجُلٌ فِیْ حُلَّۃٍ لَہٗ، وَھُوَ یَنْظُرُ فِیْ عِطْفَیْہِ إِذَا خَسَفَ اللّٰہُ بِہٖ فَھُوَ یَتَجَلْجَلُ فِیْھَا إِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ)). [الصحیحۃ:۱۵۰۷]

سے سنا وہ کہہ رہے تھے: کوئی آدمی لباس پہنے اس کے کناروں کو (تکبر سے) دیکھ رہا تھا کہ اللہ نے اچانک اسے دھنسا دیا اور وہ قیامت کے دن تک اس میں دھنستا ہی رہے گا۔

تخریج: الصحیحۃ ۱۵۰۷۔ البزار (الکشف: ۲۹۴۹)' ابو یعلی (۶۶۹۹)' با ختلاف فی المتن و (البحر :۱۲۹۰)۔

باب: البذازۃ من الایمان

سادگی ایمان کی علامت ہے

۳۰۲۵۔ عَنْ أَبِیْ أُمَامَۃَ: قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: ((اَلْبَذَاذَۃُ مِنَ الْإِیْمَانِ، یَعْنِیْ: اَلتَّقَشُّفُ)). [الصحیحۃ: ۳۴۱]

ابوامامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: خستہ حالی ایمان سے ہے' وہ بدحالی مراد لیتے تھے۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۴۱۔ ابن ماجہ (۴۱۱۸)' طبرانی فی الکبیر (۱/ ۲۷۲)' طحاوی فی المشکل (۱/ ۴۷۸)' ابو داؤد (۴۱۶۱)' بنحوہ

فوائد: صفائی' ستھرائی نعمتوں کا اظہار اگرچہ مطلوب افعال ہیں لیکن اس کے ساتھ ہی کبھی کبھار میلا کچیلا رہنا عوام کی حالت کو اپنانا یہ بھی شریعت کا مقصود ہے تا کہ تکبر اور کسی کی حقارت سے بچا جا سکے۔

باب: ثلاثۃ لا تقربھم الملائکۃ

تین قسم کے افراد کے قریب فرشتے نہیں آتے

۳۰۲۶۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: ((ثَلَاثَۃٌ لَاتَقْرَبُھُمُ الْمَلَائِکَۃُ: اَلْجُنُبُ، وَالسَّکْرَانُ وَالْمُتَضَمِّخُ بِالْخَلُوْقِ)).

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: فرشتے تین بندوں کے قریب نہیں پھٹکتے: جنبی' نشئی اور خلوق (خوشبو) لگائے ہوئے کے پاس۔

تخریج: الصحیحۃ ۱۸۰۴۔ البزار (الکشف: ۲۹۳۰)' بخاری فی التاریخ (۵/ ۷۴)۔

باب: رجلای المرأۃ من العورۃ

عورت کے پاؤں بھی پردہ والے امور میں سے ہیں

۳۰۲۷۔ عَنْ أُمِّ سَلَمَۃَ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ لَمَّا قَالَ فِیْ جَرِّ الذَّیْلِ مَاقَالَ: قَالَتْ: قُلْتُ: یَارَسُوْلَ اللّٰہِ! فَکَیْفَ بِنَا؟ قَالَ: ((جُرِّیْہِ شِبْرًا۔ فَقَالَتْ (أُمُّ سَلَمَۃَ): إِذَا تَنْکَشِفُ الْقَدَمَانِ، قَالَ: فَجُرِّیْہِ ذِرَاعًا۔ [الصحیحۃ:۴۶۰]

ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے (چادر کا) پلو لٹکانے کے بارے میں جو کہنا تھا کہہ لیا: تو کہتی ہیں: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم کیسے کریں؟ فرمایا: ایک بالشت لٹکاؤ۔ اُم سلمہ کہنے لگیں۔ تب بھی قدم ننگے ہوں تو فرمایا: ایک ہاتھ (درمیانی انگلی سے کہنی تک) لٹکاؤ۔

تخریج: الصحیحۃ ۴۶۰۔ ابو یعلی (۶۸۸۵)' نسائی (۵۳۳۸)' ابو داؤد (۴۱۱۷) و احمد (۶/ ۲۹۵) بنحوہ۔

باب: الحمام حرام علی النساء

حمام عورتوں پر حرام ہے

٣٠٢٨ـعَنْ سَبِيْعَةِ الْأَسْلَمِيَّةِ، قَالَتْ: دَخَلَ عَلَى عَائِشَةَ نِسْوَةٌ مِّنْ أَهْلِ الشَّامِ، فَقَالَتْ عَائِشَةُ: مِمَّنْ أَنْتُنَّ؟ فَقُلْنَ: مِنْ أَهْلِ حِمْصٍ: فَقَالَتْ: صَوَاحِبِ الْحَمَّامَاتِ؟ فَقُلْنَ: نَعَمْ. قَالَتْ عَائِشَةُ ـ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا ـ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((اَلْحَمَّامُ حَرَامٌ عَلٰى نِسَاءِ أُمَّتِيْ)) قَالَتِ امْرَأَةٌ مِّنْهُنَّ: فَلِيَ بَنَاتٌ أُمَشِّطُهُنَّ بِهٰذَا الشَّرَابِ؟ قَالَتْ: بِأَيِّ الشَّرَابِ؟ فَقَالَتْ: اَلْخَمْرِ! فَقَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا. أَفَكُنْتِ ـ طَيِّبَةَ النَّفْسِ أَنْ تَمْتَشِطِيْ بِدَمِ خِنْزِيْرٍ؟ قَالَتْ: لَا، قَالَتْ: فَإِنَّهُ مِثْلُهُ. [الصحيحة:٣٤٣٩]

سبیعہ اسلمیہ کہتی ہیں: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس شام کی عورتیں آئیں تو عائشہؓ نے کہا: تم کس قبیلے کی ہو؟ تو انہوں نے کہا: اہل حمص سے، کہتی ہیں: حمام والی؟ تو انہوں نے کہا: ہاں۔ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپؐ فرماتے تھے: حمام میری امت کی عورتوں پر حرام ہے۔ ان میں سے ایک عورت نے کہا: میری لڑکیاں ہیں۔ میں شراب سے (سر دھوکر) ان کے کنگھی کرتی ہوں؟ کہنے لگیں: کون سی شراب؟ کہتی ہیں: خمر (شراب) تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کیا تو خوش ہوگی کہ تو خنزیر کے خون سے کنگھی کرے؟ اس نے کہا نہیں، تو فرمایا: یہ بھی اس کی طرح ہی ہے۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۴۳۹۔ حاکم (۴/ ۲۸۹)۔

فوائد: حمام میں لوگ کپڑے اتار کر پسینہ لیتے تھے جس سے جسم کی فاسد رطوبات نکل آتیں اور پھر لوگ غسل کر کے باہر آجاتے اس میں چونکہ بے پردگی ہوتی تھی۔ اس لیے عورتوں کو روک دیا گیا۔ دور جدید میں بیوٹی پارلرز میں ایسے کام کیے جاتے ہیں۔ یہ سراسر شریعت کی مخالفت ہے۔

باب: قدما المرأة عورة

باب: عورت کے پاؤں پردہ ہیں

٣٠٢٩ـ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((ذَيْلُ الْمَرْأَةِ شِبْرٌ. قُلْتُ: إِذَنْ تَخْرُجَ قَدَمَاهَا؟ قَالَ: فَذِرَاعٌ، لَا يَزِدْنَ عَلَيْهِ)).

[الصحيحة:١٨٦٤]

ام سلمہ رضی اللہ عنہا، نبی ﷺ سے روایت کرتی ہیں، آپؐ نے فرمایا: عورت کا دامن ایک بالشت ہے۔ میں نے کہا: تب تو اس کے قدم نکل آئیں گے؟ کہا: پھر ایک ہاتھ (کہنی تک) اس سے زیادہ نہیں۔

تخریج: الصحیحۃ ۱۸۶۴۔ دارمی (۲۶۴۷)، احمد (۶/ ۲۹۵)، واخرجه ابوداؤد (۴۱۱۷)، والنسائی (۵۳۳۹)، فانظر الحدیث المتقدم (۳۰۲۷)۔ بنحوه۔

باب: حرمة الذهب والحرير للذكور والحلة على النساء

سونا اور ریشم مردوں کے لیے حرام ہے اور عورتوں کے لیے حلال ہے

٣٠٣٠ـعَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ مَرْفُوْعاً: ((اَلذَّهَبُ

زید بن ارقم سے مرفوعا مروی ہے: (نبی کریم ﷺ نے فرمایا) سو

وَالْحَرِيْرُ حَلَالٌ لِّإِنَاثِ أُمَّتِيْ، حَرَامٌ عَلٰى ذُكُوْرِهَا)). [الصحيحة:١٨٦٥]

اور ریشم میری امت کی خوشوں پر حلال اور اس کے مردوں پر حرام ہے۔

تخریج: الصحیحة ۱۸۶۵۔ سمویه فی الفوائد (۳۵/ ۱)' طحاوی فی شرح المعانی (۲/ ۲۴۵)' طبرانی (۵۱۲۵)۔

باب: كيف يؤتزر

تہبند کیسے باندھی جائے گی

٣٠٣١۔عَنْ عِكْرِمَةَ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: ((رَأَيْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ إِذَا تَزِرَ أَرْخَى مُقَدَّمَ إِزَارِهِ حَتّٰى تَقَعَ حَاشِيَتَاهُ عَلٰى ظَهْرِ قَدَمَيْهِ، وَيَرْفَعُ الْإِزَارَ مِمَّا وَرَاءَهُ، قَالَ: فَقُلْتُ لَهُ: لَمْ تَأْتَزِرُ هٰكَذَا؟ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَأْتَزِرُ هٰذِهِ الْأُزْرَةَ)). [الصحيحة:١٢٣٨]

عکرمہ، ابن عباس کے آزاد کردہ غلام کہتے ہیں: میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کو دیکھا جب وہ تہہ بند باندھتے تو اس کا اگلا حصہ لٹکاتے یہاں تک کہ اس کے کنارے ان کے قدموں کی پشت پر پڑتے اور پیچھے سے ازار کو اٹھا لیتے' کہتے ہیں میں نے انہیں کہا: آپ ایسے کیوں ازار باندھتے ہیں؟ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپؐ اس طرح ازار باندھتے۔

تخریج: الصحیحة ۱۲۳۸۔ ابن سعد (۱/ ۴۵۹)' بیهقی فی الشعب (۶۱۴۷)۔

باب:سيد ريحان اهل الجنة الحناء

جنتی خوشبوں کی سردار مہندی ہے

٣٠٣٢۔عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ عَمْرٍو مَرْفُوْعاً: ((سَيِّدُ رَيْحَانِ أَهْلِ الْجَنَّةِ، الْحَنَّاءُ))

[الصحيحة:١٤٢٠]

عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً روایت ہے کہ جنتی خوشبوؤں کی سردار مہندی ہے۔

تخریج: الصحیحة ۱۴۲۰۔ طبرانی فی الکبیر (المعجم :۵/ ۱۵۷)' عبدالغنی المقدسی فی السنن (۱۸۴/ ۲)۔ ابوالشیخ فی الطبقات (۱۱۶) خطیب فی التاریخ (۵/ ۵۶)'من طریق آخر عنه۔

باب: كراهية لبس الخاتم

انگوٹھی پہننے کی کراہت کا بیان

٣٠٣٣۔عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ النَّبِيَّ اتَّخَذَ خَاتَماً فَلَبِسَهُ، ثُمَّ قَالَ: ((شَغَلَنِيْ هٰذَا عَنْكُمْ مُنْذُ الْيَوْمِ، إِلَيْهِ نَظْرَةٌ، وَإِلَيْكُمْ نَظْرَةٌ ثُمَّ رَمٰى بِهِ)). [الصحيحة:١١٩٢]

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ یقیناً نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک انگوٹھی لے کر پہنی۔ پھر فرمایا: مجھے اس دن سے اس نے تم سے مصروف کر دیا کہ ایک نظر تمہاری اور ایک اس کی طرف ہوتی ہے' پھر آپ نے اسے پھینک دیا۔

تخریج: الصحیحة ۱۱۹۲۔ نسائی (۵۲۹۱)' بیهقی فی الشعب (۶۳۸۸)۔

باب:فضل الشيب

سفید بالوں کی فضیلت کا بیان

٣٠٣٤۔عَنْ فُضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ مَرْفُوْعاً:

فضالہ بن عبید سے مرفوعاً روایت ہے: (کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا)

((اَلشَّيْبُ نُوْرٌ فِيْ وَجْهِ الْمُسْلِمِ، فَمَنْ شَاءَ فَلْيَنْتِفْ نُوْرَهُ)). [الصحيحة:١٢٤٤]

سفید بال مسلمان کے چہرے کا نور ہے' تو جو چاہے اس نور کو اکھاڑ دے۔

تخریج: الصحیحۃ ۱۲۴۳۔ بیھقی فی الشعب (۶۳۷۸)۔

فوائد: سفید بال یہ اللہ کا نور ہیں ان کو اکھیڑنا مکروہ جبکہ ان کو رنگنا مستحب ہے۔

٣٠٣٥۔عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: قَالَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ: ((اَلشَّيْبُ نُوْرُ الْمُؤْمِنِ لَايَشِيْبُ رَجُلٌ شَيْبَةً فِي الْإِسْلَامِ إِلَّا كَانَتْ لَهُ بِكُلِّ شَيْبَةٍ حَسَنَةٌ، وَرُفِعَ بِهَا دَرَجَةٌ)).

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سفید بال مومن کا نور ہے۔ مومن کا جو بھی بال اسلام میں سفید ہوتا ہے اس کے ہر بال بدلے ایک نیکی ہوتی اور ایک درجہ بلند کر دیا جاتا ہے۔

تخریج: الصحیحۃ ۱۲۴۲۔ بیھقی فی الشعب (۶۳۷۸)۔

باب: الصورة رأس

تصویر سر کا نام ہے

٣٠٣٦۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اَلصُّوْرَةُ الرَّأْسُ، فَإِذَا قُطِعَ الرَّأْسُ، فَلَا صُوْرَةٌ)). [الصحيحة:١٩٢١]

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ یقیناً رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تصویر سر (کا نام) ہے' تو جب سر کاٹ دیا جائے تو تصویر (کا حکم باقی) نہیں ہے۔

تخریج: الصحیحۃ ۱۹۲۱۔ الاسماعیلی فی المعجم (۲/ ۲۶۲)۔

فوائد: جاندار کی تصویر حرام ہے ایسی جگہ پر رحمت کے فرشتے بھی نہیں آتے لیکن اگر تصویر کا سر کاٹ دیا جائے تو تصویر کا حکم ختم ہو جاتا ہے۔

باب: اثم الحرير

ریشم پہننے کا گناہ

٣٠٣٧۔عَنْ مُعَاذِبْنِ جَبَلٍ، قَالَ: رَأَى النَّبِيُّ ﷺ جُبَّةً مُجَيَّبَةً بِحَرِيْرٍ، فَقَالَ: ((طَوْقٌ مِنْ نَّارٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)). [الصحيحة:٢٦٨٤]

معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: نبی ﷺ نے ایک جبہ دیکا جس کا گریبان ریشم کا تھا' آپ نے فرمایا: قیامت کے دن آگ کا طوق ہوگا۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۶۸۴۔ البزار (الکشف :۲۹۹۹)و (البحر (۲۶۵۹)' طبرانی فی الاوسط (۷۹۹۶)' طبرانی فی الکبیر (۲۰/ ۱۱۸'۱۱۹) من طریق آخر عنه۔

باب: اهمية الاثمد

اثمد سرمہ کی اہمیت کا بیان

٣٠٣٨۔عَنْ عَوْنِ بْنِ مُحَمَّدِ ابْنِ الْحَنِيْفَةِ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ جَدِّهِ [عَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ]مَرْفُوْعاً: ((عَلَيْكُمْ بِالْإِثْمِدِ، فَإِنَّهُ مُنْبِتَةٌ لِلشَّعْرِ، مُذْهِبَةٌ

عون بن محمد ابن حنفیہ اپنے باپ' وہ اپنے دادا سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں مرفوعاً یعنی نبی کریم ﷺ نے فرمایا تم اثمد (سرمہ) کو لازم پکڑو یہ بال اگانے والا' تنکا نکالنے والا اور آنکھ کو صاف

لِلْقَذٰى، مُصَفَّاةٌ لِّلْبَصَرِ)). [الصحيحة:٢٦٤٢] کرنے والا ہے۔

تخریج: الصحیحة ۲۶۴۲۔ بخاری فی التاریخ (۸/ ۴۱۲)' ابو نعیم فی الحلیة (۳/ ۱۷۸)' طبرانی فی الکبیر (۱۸۳)' والاوسط (۱۰۶۸)۔

فوائد: اثمد انتہائی اعلیٰ درجے کا سرمہ ہے جو کہ آنکھ کی جملہ تکالیف کے لیے انتہائی مفید ہے۔

باب: اهمية السواك
مسواک کی اہمیت کا بیان

٣٠٣٩۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((عَلَيْكُمْ بِالسِّوَاكِ فَإِنَّهُ مَطْيَبَةٌ لِّلْفَمِ، وَمَرْضَاةٌ لِّلرَّبِّ)). [الصحيحة:٢٥١٧]

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ یقیناً نبی ﷺ نے فرمایا: مسواک کو لازم پکڑو کیونکہ یہ منہ کی صفائی اور رب کی رضا مندی کی باعث ہے۔

تخریج: الصحیحة ۲۵۱۷۔ احمد (۲/ ۱۰۸) طبرانی فی الاوسط (۷/ ۳۱۳۴)' ابن عساکر (۷/ ۴۱)۔

باب: استحباب تغيير الشيب
سفید بالوں کو تبدیل کرنے کا استحباب

٣٠٤٠۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوعاً: ((غَيِّرُوا الشَّيْبَ، وَلَا تَشَبَّهُوا بِالْيَهُودِ وَالنَّصَارٰى)). [الصحيحة: ٨٣٦]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے: سفید بال تبدیل کرو اور یہود ونصاریٰ کی مشابہت مت کرو۔

تخریج: الصحیحة ۸۳۶۔ احمد (۲/ ۲۶۱،۴۹۹)' ابن سعد (۱/ ۴۳۹)' ترمذی (۱۷۵۲) مختصراً۔

باب: ويل للمصورين
تصویر بنانے والوں کے لیے ہلاکت ہے

٣٠٤١۔ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ، قَالَ: دَخَلْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِي الْكَعْبَةِ، فَرَأٰى صُوَراً، قَالَ: فَدَعَا بِدَلْوٍ مِّنْ مَّاءٍ، فَأَتَيْتُهُ بِهِ، فَجَعَلَ يَمْحُوْهَا وَيَقُوْلُ: ((قَاتَلَ اللّٰهُ قَوْمًا يُّصَوِّرُوْنَ مَالَا يَخْلُقُوْنَ)) [الصحيحة:٩٩٦]

اسامہ ابن زید کہتے ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ کعبہ میں آیا۔ آپؐ نے وہاں تصویریں دیکھیں' کہتے ہیں: آپ نے پانی کا ڈول منگوایا' میں اسے لایا' تو آپؐ ان کو مٹانے لگے اور کہتے: اللہ ایسی قوم کو قتل کرے جو ایسی چیزوں کی تصویریں بناتے ہیں جنہیں وہ پیدا نہیں کرسکتے۔

تخریج: الصحیحة ۹۹۶۔ الضیاء فی المختارة (۱۳۳۶)' ابو داؤد الطیالسی (۶۲۳)' طبرانی فی الکبیر (۴۰۷)۔

باب: استحباب الخضرة
سبز رنگ کے استحباب کا بیان

٣٠٤٢۔ عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: ((كَانَ أَحَبُّ الْأَلْوَانِ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الْخُضْرَةَ)) [الصحيحة:٣٠٥٤]

انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کو رنگوں میں سے سب سے زیادہ سبز رنگ پسند تھا۔

تخریج: الصحیحة ۲۰۵۴۔ البزار (الکشف:۲۹۴۳) و (البحر :۷۲۳۴)، طرانی فی الاوسط (۵۷۲۷)، بیھقی فی الشعب (۶۳۲۸)۔

فوائد: سبز رنگ آپ ﷺ کا پسندیدہ رنگ تھا چنانچہ اس کو پسند کرنا اور اپنانا مستحب ہے لیکن اسے علامت بنالینا، ضروری ٹھہرالینا بدعت ہے جو کہ قابل ستائش نہیں۔

باب:سدل الصحامة بين كتفين

کندھوں کے درمیان پگڑی کا پلو لٹکانے کا بیان

۳۰۴۳۔عَنِ ابْنِ عُمَرَ: ((كَانَ إِذَا اعْتَمَّ سَدَلَ عَمَامَتَهُ بَيْنَ كَتِفَيْهِ)). [الصحيحة:۷۱۷]

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے: جب آپ ﷺ عمامہ باندھتے تو اسے اپنے کندھوں کے درمیان لٹکا لیتے۔

تخریج: الصحیحة ۷۱۷۔ ترمذی (۱۷۳۶) عقیل فی الضعفاء (۳/ ۲۱)۔

باب من شمائله

آپ ﷺ کے خصائل کا بیان

۳۰۴۴۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ، قَالَ: ((كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَدْ شَمَّطَ مُقَدَّمَ رَأْسِهِ وَلِحْيَتِهِ، فَإِذَا ادَّهَنَ وَمَشَّطَ لَمْ يَتَبَيَّنْ، وَإِذَا شَعَّثَ رَأْسَهُ تَبَيَّنَ، وَكَانَ كَثِيْرَ الشَّعْرِ وَاللِّحْيَةِ، فَقَالَ رَجُلٌ: وَجْهُهُ مِثْلُ السَّيْفِ؟ قَالَ: لَا: بَلْ كَانَ مِثْلَ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ مُسْتَدِيْرًا، قَالَ: وَرَأَيْتُ خَاتَمَهُ، عِنْدَ كَتِفِهِ مِثْلَ بِيْضَةِ الْحَمَّامَةِ يُشْبِهُ جَسَدَهُ)). [الصحيحة: ۳۰۰۵]

جابر بن سمرة رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کی داڑھی اور سر کا اگلا حصہ سیاہ سفید ہوگیا جب آپؐ تیل لگا کر کنگھی کرتے تو وہ (بال) واضح نہ ہوتے، اور جب آپ کا سر پراگندہ ہوتا تو واضح ہوتے اور آپ کے سر اور داڑھی کے بال گھنے تھے۔ کسی آدمی نے کہا: آپ کا چہرہ تلوار کی مانند تھا؟ کہا: نہیں، بلکہ سورج اور چاند کی طرح گول تھا، کہتے ہیں: اور میں نے آپ کی مہر دیکھی آپ کے کندھے کے پاس کبوتری کے انڈے کی مانند جو کہ جسم کی طرح تھی۔

تخریج: الصحیحة ۳۰۰۵۔ مسلم (۲۳۴۴)، احمد (۵/ ۱۰۴)۔

باب شيبه

آپ ﷺ سفید بالوں کا بیان

۳۰۴۵۔عَنِ ابْنِ عُمَرَ مَرْفُوْعًا: ((كَانَ شَيْبُهُ نَحْوَ عِشْرِيْنَ شَعْرَةً)) [الصحيحة:۲۰۹۶]

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً روایت ہے: آپ ﷺ کے تقریباً بیس بال سفید تھے۔

تخریج: الصحیحة ۲۰۹۶۔ ابو داؤد الطیالسی (۲۳۱۳)، احمد (۲/ ۳۲۸)، ابن سعد (۱/ ۴۱۴)، بیھقی (۱/ ۱۸۱)۔

باب:الأمر بمحو صور

تصویروں کو مٹانے کا حکم دینا

۳۰۴۶۔ عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: ((كَانَ فِي الْكَعْبَةِ صُوَرٌ، فَأَمَرَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ أَنْ يَمْحُوْهَا، فَبَلَّ عُمَرُ ثَوْبًا وَمَحَاهَا بِهِ، فَدَخَلَهَا ﷺ وَمَا

جابرؓ کہتے ہیں: کعبہ میں تصویریں تھیں، تو آپ ﷺ نے عمر رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ ان کو مٹا دیں تو عمرؓ نے اپنا کپڑا گیلا کر کے ان کو مٹا دیا۔ آپؐ اس میں ایسے داخل ہوئے کہ اس میں کچھ باقی نہ تھا۔

فِيهَا مِنْ شَيْءٍ)). [الصحيحة:٣١١٥]

تخريج: الصحيحة ٣١١٥- احمد (٣/ ٣٩٦)' بيهقى فى الادئل (٥/ ٧٣)' ابوعوانة (اتحاف المهرة:٣/ ٤٣٦)' ابوداود (٤١٥٦)' من طريق آخر عنه بنحوه۔

فوائد: آپ مکہ میں تیرہ سال رہے۔ کعبہ' بت' تصویریں سبھی کچھ موجود رہا۔ آپؐ نے انہیں کچھ نہ کہا لیکن جونہی اللہ نے آپ کو غلبہ عطا کیا' مکہ کی حکمرانی دی تو آپؐ نے پہلا کام کعبے کی صفائی کا کیا تو اس سے بخوبی سمجھا جاسکتا ہے کہ دعوت میں حکمت کو اپناتے ہوئے ایک مناسب وقت کے انتظار تک شرک اور کفر کے غلبے پر صبر کیا جاسکتا ہے۔

باب دهن شعره

آپ ﷺ کا بالوں کو تیل لگانے کا بیان

٣٠٤٧- عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ، وَذَكَرَ شَيْبَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((كَانَ فِي [مِفْرَقِ] رَأْسِهِ شَعَرَاتٌ إِذَا دَهَنَ رَأْسَهُ لَمْ يَتَبَيَّنْ، وَإِذَا لَمْ يَدْهِنْهُ تَبَيَّنَ)). [الصحيحة:٣٠٠٤]

جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کے سفید بالوں کا تذکرہ کیا۔ فرمایا: آپ کے سر کی مانگ میں کچھ (سفید) بال تھے جب آپؐ تیل لگاتے تو پتہ نہ چلتا اور جب تیل نہ لگا ہوتا تو پتہ چلتا۔

تخريج: الصحيحة ٣٠٠٤- ابوداود الطيالسى (٧٦٣)' مسلم (٢٣٤٤)' ترمذى فى الشمائل (٣٧)' نسائى (٥١١٧)۔

باب: جواز من لبس الثوب مصبوغة بالورس والزعفران

ورس اور زعفران سے رنگے کپڑے کو پہننے کا جواز

٣٠٤٨- عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: ((كَانَ لَهُ مِلْحَفَةٌ مَصْبُوغَةٌ بِالْوَرْسِ وَالزَّعْفَرَانِ،يَدُورُبِهَا عَلَى نِسَائِهِ، فَإِذَا كَانَتْ لَيْلَةُ هٰذِهِ رشتها بِالْمَاءِ، وَإِذَا كَانَتْ لَيْلَةُ هٰذِهِ رشتها، بِالْمَاءِ، وَإِذَا كَانَتْ لَيْلَةُ هٰذِهِ رشتها بِالْمَاءِ.))

انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: آپ ﷺ کی ورس و زعفران (بوٹی) سے رنگی ایک چادر تھی۔ آپؐ اسے لے کر اپنی عورتوں کے پاس جاتے جب اس کی رات ہوتی تو وہ اسے پانی سے تر کرتی' اور جب اس کی رات (کی باری) ہوتی تو یہ تر کرتی' اور جب اس کی ہوتی تو وہ تر کرتی۔

تخريج: الصحيحة ٢١٠١- خطيب فى تاريخه (١٣/ ٣٢٠)' ابو الشيخ فى اخلاق النبى ﷺ (ص:١٦٩)' بغوى فى الانوار (٨٣٨)من طريق آخر عنه بنحوه۔

باب وسادته

آپ ﷺ کے تکیہ مبارک کا بیان

٣٠٤٩-عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: ((كَانَ وِسَادَتُهُ الَّتِي يَنَامُ عَلَيْهَا بِاللَّيْلِ مِنْ أَدَمٍ حَشْوُهَا لِيفٌ)). [الصحيحة: ٢١٠٣]

عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: آپ ﷺ جس تکیے پر رات کو سوتے' وہ چمڑے کا تھا اور اس کی بھرائی (کھجور کے) پتوں سے ہوئی تھی۔

تخريج: الصحيحة ٢١٠٣- ابوداود (٤١٤٦)' ترمذى (١٧٦١)' وفى الشمائل (١٣٢٢)' احمد (٦/ ٤٨)' بخارى (٦٤٥٤) و مسلم

(۲۰۸۲) مختصراً۔

باب: امر كريم متروك في بعض البلاد

باب: اہم معاملے کو بعض شہروں میں ترک کر دینا

۳۰۵۰۔عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَبْدٍ : ((كَانَ ﷺ يَأْمُرُ بِتَغْيِيرِ الشَّيْبِ مُخَالَفَةً لِلْأَعَاجِمِ))

عقبہ بن عبد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: آپ ﷺ عجمیوں کی مخالفت میں سفید بالوں کو (رنگ کر) تبدیل کرنے کا حکم دیتے۔

[الصحيحة:٢١١٤]

تخريج: الصحيحة ۲۱۱۴۔ طبرانی (۱۷/ ۱۲۹)' عبدالغنی المقدسی فی السنن (۱۷۷/ ۱)۔

باب: رخصة الخفين للنساء

عورتوں کے لیے خفین پہننے کی رخصت کا بیان

۳۰۵۱۔عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ ((كَانَ يُرَخِّصُ لِلنِّسَاءِ فِي الْخُفَّيْنِ)).

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عورتوں کو موزے پہننے کی رخصت دیتے تھے۔

[الصحيحة:٢٠٦٥]

تخريج: الصحيحة ۲۰۶۵۔ احمد (۶/ ۳۵)' ابن خزیمة (۲۶۸۶)' ابو داؤد (۱۸۳۱)۔

باب: استحباب الإكتحال ثلاثا

تین سلائیاں سرمہ لگانے کا استحباب

۳۰۵۲۔عَنْ أَنَسٍ: ((كَانَ ﷺ يَكْتَحِلُ فِي عَيْنِهِ الْيُمْنٰى ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، وَالْيُسْرٰى مَرَّتَيْنِ)). [الصحيحة: ٦٣٣]

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: آپ ﷺ اپنی دائیں آنکھ میں تین سلائیاں سرمہ لگاتے اور بائیں میں دو۔

تخريج: الصحيحة ۶۳۳۔ ابن سعد (۱/ ۴۸۴)' مرسلاً' ابو الشیخ فی اخلاق النبی ﷺ (ص:۱۸۳)۔ بغوی فی شرح السنة (۳۰۲۵)' وفی الانوار (۱۰۹۵)' موصولاً۔

۳۰۵۳۔عَنْ أَنَسٍ ﷺ: ((كَانَ يَكْتَحِلُ وِتْرًا)).

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' آپ طاق سرمہ ڈالتے۔

[الصحيحة:٢٧٤٦]

تخريج: الصحيحة ۲۷۴۶۔ البزار (الکشف:۲۹۸۲) و (البحر :۶۴۷۵)' بیہقی فی الشعب (۶۴۲۸) الضیاء فی المختارة (۲۱۱۰)۔

۳۰۵۴۔ عَنْ سهل بْنِ سَعْدٍ: ((كَانَ ﷺ يُكْثِرُ دهن رَأْسَهُ، وَيُسَرِّحُ لِحْيَتَهُ بِالْمَاءِ))

سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ سر کو اکثر تیل لگاتے اور داڑھی کو پانی کے ساتھ سلجھاتے۔

[الصحيحة:٧٢٠]

تخريج: الصحيحة ۷۲۰۔ ابن الاعرابی فی المعجم :۶۱۲)' بیہقی فی الشعب (۶۴۶۵)۔

۳۰۵۵۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: ((كَانَ ﷺ يَلْبَسُ يَوْمَ الْعِيْدِ بُرْدَةً حَمْرَاءَ)) [الصحيحة:١٢٧٩]

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' آپ ﷺ عید والے دن سرخ چادر زیب تن کرتے۔

تخریج: الصحیحة ۱۲۷۹۔ طبرانی فی الاوسط (۷۶۰۵)' ابو الشیخ فی اخلاق النبی ﷺ (ص:۱۲۰)' بغوی فی الانوار (۱۷۷)۔

باب: كراهية الحليلة والحرير

ریشم اور زیور پہننے کی کراہت کا بیان

۳۰۵٦۔ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ، قَالَ: ((كَانَ ﷺ يَمْنَعُ أَهْلَهُ الْحِلْيَةَ وَالْحَرِيْرَ وَيَقُوْلُ: إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ حِلْيَةَ الْجَنَّةِ وَحَرِيْرَهَا فَلَاتَلْبَسُوْهَا فِي الدُّنْيَا)). [الصحيحة:٣٣٨]

عقبہ بن عامرؓ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ اپنے گھر والوں کو زیور اور ریشم سے منع کرتے تھے اور کہتے: اگر تم جنت کا زیور اور ریشم چاہتے ہو تو اسے دنیا میں نہ پہنو۔

تخریج: الصحیحة ۳۳۸۔ نسائی (۵۱۳۹)' ابن حبان (۵۴۸٦)' حاکم (۴/ ۱۹۱)' احمد (۴/ ۱۴۵)۔

فوائد: پیچھے ہم حدیث میں پڑھ چکے ہیں کہ آپ نے ریشم اور سونے کو اس امت کی عورتوں پر حلال قرار دیا ہے تو اس میں جو آپ اپنی بیویوں کو مخاطب ہیں یہ ان کے لیے خاص ہے عام عورتوں کو یہ حکم نہیں۔ واللہ اعلم۔

باب: كراهية الترجل في كل يوم

ہر روز کنگھی کرنے کی کراہت کا بیان

۳۰۵۷۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ شَقِيْقٍ، قَالَ: كَانَ رَجُلٌ مِّنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ عَامِلًا بِمِصْرَ، فَأَتَاهُ رَجُلٌ مِّنْ أَصْحَابِهِ، فَإِذَا هُوَ شَعِثُ الرَّأْسِ مشعان، قَالَ: مَالِيَ أَرَاكَ مشعانا وَأَنْتَ أَمِيْرٌ؟ قَالَ: ((كَانَ يَنْهَانَا عَنِ الْإِرْفَاهِ، قُلْنَا: وَمَا الْإِرْفَاهُ؟ اَلتَّرَجُّلُ كُلَّ يَوْمٍ)) [الصحيحة:٥٠٢]

عبداللہ بن شقیق کہتے ہیں: نبیؐ کے صحابہ میں سے ایک آدمی مصر کا گورنر تھا' اس کے پاس اس کے ساتھیوں میں سے کوئی آدمی اس وقت آیا جب وہ پراگندہ سر تھا۔ اس نے کہا: کیا بات ہے میں تمہیں امیر ہونے کے باوجود پراگندہ سر والا دیکھ رہا ہوں؟ کہا: آپ ﷺ نے ہمیں ارفاہ سے روکا ہوا ہے۔ اس نے پوچھا ارفاہ کیا ہے؟ کہا: روزانہ کنگھی کرنا۔

تخریج: الصحیحة ۵۰۲۔ نسائی (۵۰٦۱)' احمد (٦/ ۲۲)' ابوداؤد (۴۱٦۰)' عن فضالة بن عبيد رضی اللہ عنہ بمعناه۔

باب: تحريم اطالة الثوب تحت الكعبين

ٹخنوں سے نیچے لمبے کپڑے (لباس) کی حرمت

۳۰۵۸۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((كُلُّ شَيْءٍ جَاوَزَ الْكَعْبَيْنِ مِنَ الْإِزَارِ فِي النَّارِ)). [الصحيحة:٢٠٣٧]

ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ازار بند کی جو بھی چیز ٹخنوں سے تجاوز کر جائے وہ آگ میں جائے گی۔

تخریج: الصحیحة ۲۰۳۷۔ طبرانی (۱۱۸۷۸)' (۱۲۰٦۴)۔

باب: النساء الملعونة

لعنتی عورتوں کا بیان

۳۰۵۹۔عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ مَرْفُوْعاً: ((لَعَنَ اللّٰهُ الْوَاشِمَاتِ الْمُسْتَوْشِمَاتِ، [وَالْوَاصِلَاتِ] وَالنَّامِصَاتِ، وَالْمُتَفَلِّجَاتِ لِلْحُسْنِ، وَالْمُغَيِّرَاتِ خَلْقَ اللّٰهِ)). [الصحيحة:۲۷۹۲]

ابن مسعودؓ سے مرفوعاً روایت ہے: اللہ نے گودنے والی، گودوانے والی (بال) ملانے والی اور اکھاڑنے والی اور حسن کے لیے (دانت) کشادہ کروانے والی، اور اللہ کی تخلیق کو تبدیل کرنے والی پر لعنت کی ہے۔

تخريج: الصحيحة ۲۷۹۲- بخاری (۴۸۸۶' ۵۹۴۹)' مسلم (۲۱۲۵)' ابوداود (۴۱۶۹)' ترمذی (۲۷۸۲)' ابن ماجه (۱۹۸۹)۔

فوائد: سوئی کے ذریعے جسم میں سرمہ وغیرہ بھرنا اور بالوں کے ساتھ وگ یا پراندہ وغیرہ استعمال کرنا اور چہرے سے بال اکھاڑنا اور دانتوں کے درمیان کشادگی پیدا کرنا یہ سب ملعون، رب کی رحمت سے دوری والے کام ہیں۔

۳۰۶۰۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: ((لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِﷺ مَنْ يَّسِمَ فِي الْوَجْهِ)). [الصحيحة:۲۱٤۹]

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے چہرے پر داغنے والے پر لعنت کی ہے۔

تخريج: الصحيحة ۲۱۴۹- طبرانی فی الكبير (۱۱۹۲۶)' واصله عنه مسلم (۲۱۱۸)۔

باب: ذم تنزيع الثوب من غير بيتها

عورت کا اپنے گھر کے علاوہ کپڑے اتارنے کی مذمت

۳۰۶۱۔ عَنْ أُمِّ الدَّرْدَاءِ قَالَتْ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِﷺ لقيها يَوْماً، فَقَالَ: ((مِنْ أَيْنَ جِئْتِ يَا أُمَّ الدَّرْدَاءِ؟)) قَالَتْ: مِنَ الْحَمَّامِ، فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِﷺ: ((مَامِنْ اِمْرَأَةٍ تَنْزِعُ ثِيَابَهَا فِي غَيْرِ بَيْتِهَا، إِلَّا هُتِكَتْ مَابَيْنَهَا وَمَابَيْنَ اللّٰهِ مِنْ سِتْرٍ)) [الصحيحة:۳٤٤۲]

ام درداء کہتی ہیں کہ ایک دن اسے رسول اللہ ﷺ ملے اور کہنے لگے: اُم درداء کہاں سے آ رہی ہو؟ کہتی ہیں: حمام سے، تو رسول اللہ ﷺ نے انھیں کہا: جو بھی عورت اپنے گھر کے علاوہ کہیں کپڑے اتارتی ہے تو وہ اپنے اور اللہ کے درمیان پردے کو تار تار کر دیتی ہے۔

تخريج: الصحيحة ۳۴۴۲- احمد (۶/ ۳۶۲)' الدولابی فی الكنى (۲/ ۱۳۴)' طبرانی (۲۴/ ۲۵۵)۔

باب: فضل التواضع فی اللباس

لباس میں عاجزی کی فضیلت کا بیان

۳۰۶۲۔ عَنْ مُعَاذِ بْنِ أَنَسٍ الْجُهَنِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ تَرَكَ اللِّبَاسَ تَوَاضُعاً لِلّٰهِ وَهُوَ يَقْدِرُ عَلَيْهِ، دَعَاهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلٰى رُؤُوْسِ الْخَلَائِقِ حَتّٰى يُخَيِّرَ مِنْ أَيِّ حُلَلِ الْإِيْمَانِ شَاءَ يَلْبِسُهَا)). [الصحيحة:۷۱۸]

معاذ بن انس جہنی کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے اللہ کے لیے عاجزی کی وجہ سے لباس چھوڑ دیا حالانکہ وہ اس (خوبصورت) لباس پر قادر بھی تھا، تو اللہ قیامت والے دن اسے ساری مخلوق کے سامنے بلائے گا حتیٰ کہ اسے اختیار دیا جائے گا کہ ایمان کا جو حلہ چاہے پہن لے۔

تخريج: الصحيحة ۷۱۸- ترمذی (۲۴۸۱)' حاكم (۴/ ۱۸۳)' احمد (۳/ ۴۳۹)' ابو نعيم فی الحلية (۸/ ۴۸)۔

باب اکرام الشعر

بالوں کا خیال کرنے کا بیان

٣٠٦٣۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ كَانَ لَهُ شَعْرٌ فَلْيُكْرِمْهُ))

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک آپ ﷺ نے فرمایا: جس کے بال ہوں وہ لازماً ان کی عزت کرے۔

تخریج: الصحیحۃ ٥٠٠۔ ابوداؤد (۴۱۶۳)' طحاوی فی المشکل (۴/ ۳۲۱)' بیہقی فی الشعب (۶۴۵۵)۔

فوائد: اکرام کا مطلب ہے کہ اگر بال رکھے جائیں تو ان میں تیل لگایا جائے کنگھی کی جائے لیکن وقفے کے ساتھ۔ ہاں بال بڑے ہوں تو روزانہ کرنے کی اجازت بھی ملتی ہے جیسا کہ ایک صحابی کو آپ ﷺ نے اجازت مراحمت فرمائی تھی۔

باب: تحریم الحریر وآنیة الذھب والفضة

ریشم اور سونے چاندی کے برتنوں کی حرمت

٣٠٦٤۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ لَبِسَ الْحَرِيْرَ فِي الدُّنْيَا، لَمْ يَلْبَسْهُ فِي الْآخِرَةِ، وَمَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ فِي الدُّنْيَا، لَمْ يَشْرَبْهُ فِي الْآخِرَةِ، وَمَنْ شَرِبَ فِيْ آنِيَةِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ فِي الدُّنْيَا، لَمْ يَشْرَبْ بِهَا فِي الْآخِرَةِ، ثُمَّ قَالَ: لِبَاسُ أَهْلِ الْجَنَّةِ، وَشَرَابُ أَهْلِ الْجَنَّةِ، وَآنِيَةُ أَهْلِ الْجَنَّةِ)).

[الصحيحة:٣٨٤]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے دنیا میں ریشم پہنا' وہ آخرت میں نہیں پہنے گا اور جس نے دنیا میں شراب پی وہ آخرت میں نہیں پی سکے گا اور جس نے سونے چاندی کے برتنوں میں پیا وہ ان میں آخرت میں نہیں پیے گا' پھر فرمایا: اہل جنت کا لباس' شراب اور ان کے برتن۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۸۴۔ حاکم (۴/ ۱۴۱)' ابن عساکر فی تاریخ دمشق (۵۶/ ۱۱۲)۔

٣٠٦٥۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ، عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أُنَيْسٍ الْجُهَنِيِّ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((من لي بخالد بن نبيح؟)) رجل من هذيل، وهو يومئذ قبل (عرفة) ب (عرنه) قال عبدالله بن أنيس: أنا يارسول اللّٰه ﷺ! انعته لي،قال: ((إذا رأيته هبته)) قال: يارسول اللّٰه ﷺ! والذى بعثك بالحق ماهبت شيئاً قط۔ قال: فخرج عبدالله بن أنيس حتى أتى جبال (عرفة) قبل

محمد بن کعب' عبد اللہ بن انیس جہنی سے بیان کرتے ہیں کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: خالد بن نبیح جو کہ ہذیل کا آدمی تھا' کے بالمقابل کون میرا مددگار ہوگا؟ اور وہ ان دنوں پھٹے پاؤں والے جانور کے ساتھ عرفہ کی جانب رواں دواں تھا۔ عبد اللہ بن انیس کہنے لگے: میں' اے اللہ کے رسول! مجھے اس کی نشانی بتا دیجیے۔ کہا: جب تو اسے دیکھے گا تو ڈر جائے گا۔ کہنے لگے: اے اللہ کے رسول! اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے میں کبھی کسی شئی سے خوفزدہ نہیں ہوا۔ کہتے ہیں: عبد اللہ نکلے

أن تغيب الشمس، قال عبدالله: فلقيت رجلاً فرعبت منه حين رأيته، فعرفت حين رعبت منه أنه ماقال رسول اللهﷺ، فقال لی: من الرجل؟ فقلت: باغی حاجة هل من مبیت؟ قال: نعم فالحق، فرحت فی أثره فصلیت العصر رکعتین خفیفتین، وأشفقت أن یرانی، ثم لحقته، فضربته بالسیف، ثم خرجت، فأتیت رسول اللهﷺ ،فأخبرته، قال محمد بن کعب: فأعطاه رسول اللهﷺ مخصرة،فقال: **((تخصر بهذه حتی تلقانی، وأقل الناس المتخصرون))** قال محمد بن کعب: فلما توفی عبدالله بن أنیس أمربها فوضعت علی بطنه و کفنه، ودفن ودفنت معه۔

حتیٰ کہ عرفہ کے پہاڑ کے پاس آئے قبل اس کے کہ سورج غروب ہو۔ عبداللہ کہتے ہیں میں ایک آدمی کو ملا۔ میں نے جب اسے دیکھا تو خوفزدہ ہوگیا۔ جب میں ڈرا تو مجھے پتہ چل گیا کہ یہ وہی ہے جس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے بتایا تھا‘ اس نے پوچھا تو کون ہے؟ میں نے کہا: ضرورت کی تلاش میں ہوں۔ کیا کوئی رات گزارنے کا ٹھکانہ مل جائے گا؟ کہا: ہاں‘ ساتھ مل جاؤ‘ تو میں اس کے پیچھے ہولیا۔ اور عصر کی دو ہلکی سی رکعتیں ادا کیں اور مجھے ڈر بھی تھا کہ کہیں مجھے دیکھ ہی نہ لے۔ پھر میں اس کے ساتھ مل گیا‘ اور اسے تلوار دے ماری۔ پھر میں نکل کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور آپ کو خبر دی۔ محمد بن کعب کہتے ہیں: آپؐ نے اسے لاٹھی عطا کی اور فرمایا: مجھے ملنے تک اس لاٹھی کو استعمال کر اور کم لوگ ہی لاٹھی استعمال کرتے ہیں۔ محمد بن کعب نے کہا: جب ابن انیس فوت ہوئے تو انہوں نے اس کا حکم دیا تو وہ ان کے پیٹ اور کفن پر رکھ دی گئی اور انہیں اس کے ساتھ ہی دفن کردیا گیا۔

تخریج: الصحیحة ۲۹۸۱۔ ابو نعیم فی الحلیة (۲/ ۵'۶) واخبار اصبهان (۱/ ۱۸۹'۱۹۰)' طبرانی فی الکبیر (۱۳/ ۹۶'۹۷)۔

باب: وجوب رفع الازار الی ما فوق الکعبین

ٹخنوں سے اوپر تک تہبند‘ شلوار رکھنا واجب ہے

۳۰۶۶۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: دَخَلْتُ عَلَی النَّبِیِّﷺ وَعَلَیَّ إِزَارٌ یَتَقَعْقَعُ، فَقَالَ: **((مَنْ هٰذَا؟))** قُلْتُ: عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ: قَالَ: **((إِنْ کُنْتَ عَبْدَاللّٰهِ فَارْفَعْ إِزَارَكَ))** فَرَفَعْتُ إِزَارِیَ إِلٰی نِصْفِ السَّاقَیْنِ، فَلَمْ تَزَلْ إِزْرَتُهُ حَتّٰی مَاتَ۔

ابن عمرؓ کہتے ہیں: نبی ﷺ میرے پاس آئے اور میرا تہہ بند اوپر نیچے ہو رہا تھا۔ آپؐ نے فرمایا: یہ کون ہے؟ میں نے کہا: عبد اللہ بن عمرؓ۔ کہتے ہیں: اگر تو عبد اللہ ہے تو اپنا تہہ بند اوپر اٹھا لے۔ میں نے اپنا ازار نصف پنڈلی تک اٹھا لیا‘ چنانچہ ان کا ازار فوت ہونے تک ایسے ہی رہا۔

تخریج: الصحیحة ۱۵۶۸۔ احمد (۲/ ۱۴۱)' عبدالرزاق (۱۹۹۸۰)' طبرانی فی الاوسط (۴۳۳۷)۔

۳۰۶۷۔عَنْ حُذَیْفَةَ مَرْفُوعاً: **((مَوْضِعُ الْإِزَارِ إِلٰی أَنْصَافِ السَّاقَیْنِ وَالْعَضُلِیَّةِ، فَإِنْ أَبَیْتَ**

حذیفہؓ سے مرفوعاً روایت ہے: ازار کی جگہ نصف پنڈلی تک ہے‘ اگر تو انکار کرے تو پنڈلی سے نیچے تک اور ٹخنوں میں ازار کا کوئی

فَمِنْ وَّرَاءِ السَّاقِ، وَلَاحِقٌ لِّلْكَعْبَيْنِ فِي الْأَزَارِ)) — حق نہیں۔

تخریج: الصحیحة ۲۳۶۶۔ ترمذی (۱۷۸۳)، نسائی (۵۳۳۱)، ابن ماجه (۳۵۷۲)، احمد (۵/ ۳۸۲، ۳۹۶)۔

باب: كراهة ستر الجدر وزخرفها — دیواروں پر پردے لٹکانے اور ان کی تزئین و آرائش کی ممانعت

۳۰۶۸۔ عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ مُرْسَلاً: ((نَهَى ﷺ أَنْ تُسْتَرَ الْجُدُرُ))

علی بن حسین رضی اللہ عنہ سے مرسلاً روایت ہے کہ آپ ﷺ نے دیواروں پر پردے ڈالنے سے روکا۔

تخریج: الصحیحة ۲۳۸۴۔ بیهقی (۷/ ۲۷۲) عن علی بن الحسین مرسلاً بیهقی و ابوداؤد (۱۴۸۵) و عقیلی فی الضعفاء (۱/ ۱۷۹)، عن ابن عباس رضی اللہ عنہما، مسلم (۲۱۰۷)، عن عائشة رضی اللہ عنہا بمعناه۔

فوائد: دیوار کی زیب و زینت کی غرض سے ان پر پردے لٹکا دینا تا کہ دیکھنے میں خوبصورت معلوم ہوں، ممنوع ہے۔ لہٰذا اسراف کی بجائے جائز ضرورتوں پر پیسہ خرچ کرنا چاہیے۔

باب: النهي عن الانتعال قائمًا — کھڑے ہو کر جوتا پہننے کی ممانعت

۳۰۶۹۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: ((نَهَى ﷺ أَنْ يَنْتَعِلَ الرَّجُلُ قَائِماً)). [الصحیحة: ۷۸۹]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے کھڑے ہو کر جوتا پہننے سے آدمی کو روکا ہے۔

تخریج: الصحیحة ۷۸۹۔ ابن ماجه (۳۶۱۸) و ترمذی (۱۷۷۵) من طریق آخر عنه، ابوداؤد (۴۱۳۵)، عن جابر ترمذی (۱۷۷۶)، عن انس و ابن ماجه (۳۶۱۹)، عن ابن عمر رضی اللہ عنہ۔

باب: النهي عن الترجل في كل يوم — ہر روز کنگھی کرنے کی ممانعت کا بیان

۳۰۷۰۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ: ((نَهَى ﷺ عَنِ التَّرَجُّلِ إِلَّا غِبًّا)). [الصحیحة: ۵۰۱]

عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے روزانہ کنگھی کرنے سے روکا۔

تخریج: الصحیحة ۵۰۱۔ ابوداؤد (۴۱۵۹)، ترمذی (۱۷۵۶)، نسائی (۵۰۵۸)، احمد (۴/ ۸۶)۔

باب: النهي عن الخاتم الذهب والحديد — سونے اور لوہے کی انگوٹھی پہننے کی ممانعت

۳۰۷۱۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: ((نَهَى ﷺ عَنْ خَاتَمِ الذَّهَبِ، وَعَنْ خَاتَمِ الْحَدِيْدِ)). [الصحیحة: ۱۲٤۲]

عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے سونے اور لوہے کی انگوٹھی پہننے سے منع فرمایا۔

تخریج: الصحیحة ۲۳۴۲۔ بیھقی فی الشعب (۶۳۴۹)' الادب المفرد (۱۰۲۱) واحمد (۲/ ۱۶۳) بنحوه۔

باب: النهي عن مجلسين و ملبسين

دو مجلسوں اور دو لباسوں کی ممانعت کا بیان

۳۰۷۲۔ عن عبدالله بن بريدة، عن أبيه رضي الله عنه ((نَهَى ﷺ عَنْ مَجْلَسَيْنِ وَمَلْبَسَيْنِ، فَأَمَّا الْمَجْلَسَانِ: فَجُلُوْسٌ بَيْنَ الظِّلِّ وَالشَّمْسِ، وَالْمَجْلَسُ الْآخَرُ: أَنْ تَحْتَبِيَ فِيْ ثَوْبٍ يُفْضِيْ إِلَى عَوْرَتِكَ، وَالْمَلْبَسَانِ: أَحَدُهُمَا: أَ تُصَلِّيَ فِيْ ثَوْبٍ وَّلَا تَوَشَّحَ بِهِ. وَالْآخِرَةُ: أَنْ تُصَلِّيَ فِيْ سَرَاوِيْلَ لَيْسَ عَلَيْكَ رِدَاءٌ)). [الصحيحة: ٢٩٠٥]

عبداللہ بن بریدۃ اپنے باپ (بریدہ رضی اللہ عنہ) سے بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے دو مجلسوں اور دو لباسوں سے روکا' بہرحال دو مجلسیں سائے اور دھوپ میں بیٹھنا اور دوسری مجلس یہ کہ تو گوٹھ مار کر کپڑے میں بیٹھے جو کہ تیری شرمگاہ تک پہنچ رہا ہو اور دو لباس ان میں سے ایک یہ کہ تو ایسے کپڑے میں نماز پڑھے جس کو تو نے کندھے پر نہ لیا ہو اور دوسرا یہ کہ تو شلوار میں نماز پڑھے اور تم پر کوئی چادر نہ ہو۔

تخریج: الصحیحة ۲۹۰۵۔ حاکم (۴/ ۲۷۲)' ابن عدی فی الکامل (۴/ ۱۶۳۶' ۱۶۳۷)۔

باب: النهي عن الثوب المشبع حمرة

باب: گہرے سرخ رنگ کا کپڑا پہننے کی ممانعت

۳۰۷۳۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: ((نَهَى ﷺ عَنِ الْمِفْدَمِ)) [الصحيحة: ٢٣٩٥]

ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: آپ ﷺ نے گہرے سرخ رنگ کے کپڑے سے روکا۔

تخریج: الصحیحة ۲۳۹۵۔ ابن ماجه (۳۶۰۱)' احمد (۲/ ۹۹)' ابن ابی شیبة (۸/ ۱۸۲)' مطولاً۔

فوائد: پیچھے حدیث میں گزر چکا ہے کہ آپؐ عید پر سرخ چادر زیب تن کرتے تھے جبکہ اس حدیث میں آپؐ نے روکا ہے تو اس کا مطلب ہے کہ احتیاط بہتر ہے ہاں اگر سرخ رنگ پہن لیا جائے تو جواز ہے۔ واللہ اعلم۔

۳۰۷٤۔ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ مَرْفُوْعاً: ((نَهَى عَنْ ميثرة الْأرجوان)). [الصحيحة: ٢٣٩٦]

عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ آپ ﷺ نے سرخ رنگ کے گدیلوں سے منع کیا۔

تخریج: الصحیحة ۲۳۹۶۔ ترمذی (۲۷۸۸) بهذا اللفظ ابوداؤد (۴۰۴۸)' احمد (۴/ ۴۴۲)' بالفاظ معناه۔

باب: وجوب ستر العورة

ستر پوشی کے وجوب کا بیان

۳۰۷۵۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مَرْفُوْعاً: ((نُهِيْتُ عَنِ التَّعَرِّيْ)). ((وَذَاكَ قَبْلَ أَنْ يُنْزِلَ عَلَيْهِ النُّبُوَّةَ)). [الصحيحة: ٢٣٧٨]

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے: مجھے ننگا ہونے سے روک دیا گیا۔ یہ آپ پر نبوت نازل ہونے سے پہلے کی بات ہے۔

تخریج: الصحیحة ۲۳۷۸۔ ابوداؤد الطیالسی (۲۶۵۹)' حاکم (۴/ ۱۷۹)' مطولاً من طریق آخر بمعناه البزار (الکشف: ۱۱۵۸' ۱۱۵۹)' مطولاً من طریق ابن عباس عن العابس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نحوه۔

باب: من اللباس المحرم

حرام وممنوع لباس کا بیان

٣٠٧٦۔ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ، قَالَ: ((وَفَدَ الْمِقْدَامُ بْنُ مَعْدِیْ كَرِبَ عَلٰى مُعَاوِيَةَ، فَقَالَ لَهٗ: أَنْشُدُكَ بِاللّٰهِ هَلْ تَعْلَمُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنْ لُبُوْسِ جُلُوْدِ السِّبَاعِ، وَالرُّكُوْبِ عَلَيْهَا)) قَالَ: نَعَمْ۔ [الصحيحة: ١٠١١]

خالد بن معدان کہتے ہیں: مقدام بن معدی کرب' معاویہؓ کے پاس وفد لے کر گئے' اور اسے کہا: میں تجھے اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ کیا آپ کو پتہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے درندے کی کھال پہننے اور ان پر سوار ہونے سے روکا ہے؟ کہا: ہاں'

تخریج: الصحیحۃ ۱۰۱۱۔ ابوداؤد (۴۱۳۱)' نسائی (۴۳۶۰)' طحاوی فی مشکل الآثار (۴/ ۲۶۴)۔

فوائد: اس سے چونکہ تکبر پیدا ہوتا ہے اس لیے اس سے روک دیا گیا۔

٣٠٧٧۔ عَنْ أَبِیْ أُمَامَةَ، قَالَ: خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ عَلٰى قَوْمٍ مِّنَ الْأَنْصَارِ بِيْضٍ لِحَاهُمْ، فَقَالَ: ((يَامَعْشَرَ الْأَنْصَارِ، حَمِّرُوْا وَصَفِّرُوْا، وَخَالِفُوْا أَهْلَ الْكِتَابِ)) فَقَالُوْا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ أَهْلَ الْكِتَابِ يَقُصُّوْنَ عَثَانِيْنَهُمْ، وَيُوَفِّرُوْنَ سِبَالَهُمْ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((وَفِّرُوْا عَثَانِيْنَكُمْ، وَقُصُّوْا سِبَالَكُمْ، [وَخَالِفُوْا أَهْلَ الْكِتَابِ)) فَقَالُوْا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ إِنَّ أَهْلَ الْكِتَابِ يَتَخَفَّفُوْنَ وَلَا يَنْتَعِلُوْنَ، فَقَالَ: ((انْتَعِلُوْا وَتَخَفَّفُوْا، وَخَالِفُوْا أَهْلَ الْكِتَابِ)).

[الصحيحة: ١٢٤٥]

ابوامامہ ؓ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ سفید داڑھی والے انصار کے کچھ لوگوں کے پاس گئے اور کہا: اے انصار کی جماعت سرخ اور زرد رنگ اپناؤ اور اہل کتاب کی مخالفت کرو۔ انہوں نے کہا: اے رسول اللہ! یقیناً اہل کتاب اپنی داڑھیاں کاٹتے اور مونچھیں بڑھاتے ہیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: داڑھیاں بڑھاؤ اور مونچھیں کاٹو' اور اہل کتاب کی مخالفت کرو۔ انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اہل کتاب موزے پہنتے ہیں جوتے نہیں پہنتے' تو آپ ﷺ نے فرمایا: جوتے اور موزے دونوں پہنو اور اہل کتاب کی مخالفت کرو۔

تخریج: الصحیحۃ ۱۲۴۵۔ احمد (۵/ ۲۶۴)' بیہقی فی الشعب (۶۴۰۵)' طبرانی فی الکبیر (۷۹۲۴)۔

باب: امتناعه صلى الله عليه وسلم من دخول البيت المزين

نبی ﷺ کا زیب وآرائش والے گھر میں داخل نہ ہونے کا بیان

٣٠٧٨۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَتٰى فَاطِمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فَوَجَدَ عَلٰى بَابِهَا سِتْرًا، فَلَمْ يَدْخُلْ قَالَ: وَقَلَّمَا كَانَ يَدْخُلُ

عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ، فاطمہؓ کے پاس آئے' ان کے دروازے پر پردہ لٹکا دیکھا تو آپؐ داخل نہ ہوئے۔ کہتے ہیں: آپؐ کم ہی آتے مگر ان سے ابتداء کرتے۔

إلَّا بَدَأَ بِهَا، فَجاءَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَرَآهَا مُهْتَمَّةً، فَقَالَ: مَالَكِ؟ قَالَتْ: جَاءَ النَّبِيُّ إِلَيَّ، فَلَمْ يَدْخُلْ فَأَتَاهُ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ! إِنَّ فَاطِمَةَ اِشْتَدَّ عَلَيْهَا أَنَّكَ جِئْتَهَا فَلَمْ تَدْخُلْ عَلَيْهَا؟ قَالَ: ((وَمَا أَنَا وَالدُّنْيَا؟ وَمَا أَنَا الرَّقْمُ؟)) فَذَهَبَ إِلَى فَاطِمَةَ، فَأَخْبَرَهَا بِقَوْلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ فَقَالَتْ: قُلْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ: مَايَأْمُرُنِي بِهِ؟ قَالَ: ((قُلْ لَهَا فَلْتُرْسِلْ بِهِ إِلَى بَنِي فُلَانٍ)). [الصحيحة: ۲٤۲۱، ۳۱٤۰]

علیؓ آئے تو انہوں نے ان کو پریشان دیکھا' تو پوچھا: کیا ہوا؟ کہتی ہیں: نبی ﷺ میری طرف آئے تھے مگر اندر نہیں آئے' تو علیؓ آپ کے پاس چلے آئے اور کہا: اے اللہ کے رسول! فاطمہؓ کو یہ بات بڑی گراں گزری ہے کہ آپؐ اس کے پاس آئے مگر اندر داخل نہ ہوئے؟ کہا: میں اور دنیا اکٹھے نہیں ہوسکتے یا میں اور نقش و نگار دھاری دار کپڑا۔ تو وہ فاطمہؓ کی طرف گئے اور انہیں رسول اللہ ﷺ کی بات سے آگاہ کیا' تو وہ کہتی ہیں: رسول اللہ ﷺ سے پوچھیے کہ وہ ہمیں اس بارے میں کیا حکم دیتے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا: اسے کہنا کہ اسے فلاں شخص کی اولاد کی جانب بھیج دے۔

تخریج: الصحیحة ۲۴۲۱، ۳۱۴۰۔ ابوداؤد (۴۱۴۹)' احمد (۲/ ۲۱)' ابن ابی شیبة (۱۳/ ۲۳۹)' ابن حبان (۶۳۵۳)۔

باب: ويل للنساء من الأحمرين

دوسرخ چیزوں کی وجہ سے عورتوں کیلئے ہلاکت ہے

۳۰۷۹۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ قَالَ: ((وَيْلٌ لِلنِّسَاءِ مِنَ الْأَحْمَرَيْنِ: اَلذَّهَبِ وَالْمُعَصْفَرِ)). [الصحيحة: ۳۳۹]

ابوہریرہؓ، نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں: آپؐ نے فرمایا: دو چیزوں کی وجہ سے عورتوں کے لیے ہلاکت ہے: سونا اور معصفر بوٹی سے رنگا کپڑا۔

تخریج: الصحیحة ۳۳۹۔ ابن حبان (۵۹۶۸)' بیہقی فی الشعب (۶۱۹۰)۔

فوائد: یعنی سونا اور شوخ لباس ہی عورت کی ہلاکت و بربادی کا باعث ہوتے ہیں۔ یہی شوق عورت کو دین سے دور کر دیتا ہے اور ایسے تکلفات میں الجھ کر خواتین اپنی آخرت برباد کر بیٹھتی ہیں۔ اس لیے زیورات اور نمود و نمائش میں مقابلہ بازی سے گریز کرنا چاہیے۔

باب: تحريم الخاتم من الذهب

سونے کی انگوٹھی کی حرمت کا بیان

۳۰۸۰۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّهُ رَأَى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فِي يَدِهِ يَوْمًا خَاتَمًا مِّنْ ذَهَبٍ فَاضْطَرَبَ النَّاسُ الْخَوَاتِيْمَ فَرَمَى بِهِ وَقَالَ: ((لَا أَلْبَسُهُ أَبَدًا)). [الصحيحة: ۲۹۷۵]

انسؓ بن مالک سے روایت ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ میں ایک دن سونے کی انگوٹھی دیکھی تو لوگوں نے بھی انگوٹھیاں بنا لیں تو آپؐ نے اسے پھینک دیا' اور کہا: میں آئندہ اسے کبھی نہیں پہنوں گا۔

تخریج: الصحیحة ۲۹۷۵۔ ابن حبان (۵۴۹۲)' بھذا للفظ۔ مسلم (۲۰۹۳)' ابو عوانة (۵/ ۴۹۰)' احمد (۳/ ۲۰۶)' باختلاف یسیر۔

ذم المسبل

چادر لٹکانے کی مذمت کا بیان

٣٠٨١۔ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ مَرْفُوعاً: ((يَاسُفْيَانُ بْنُ سَهْلٍ! لَاتُسْبِلْ، فَإِنَّ اللَّهَ لَايُحِبُّ الْمُسْبِلِينَ)). [الصحيحة:٤٠٠٤]

مغیرۃ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے: اے سفیان بن سہل! چادر کو (ٹخنوں سے نیچے) نہ لٹکاؤ' کیونکہ اللہ چادر لٹکانے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

تخریج: الصحیحة ۴۰۰۴۔ ابن ابی شیبة (۸/ ۳۹۵)' ابن ماجه (۳۵۷۴)' احمد (۴/ ۲۵۰،۲۴۶)' ابن حبان (۵۴۴۲)۔

٣٠٨٢۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ فُلَانِ الْأَنْصَارِيِّ، قَالَ: بَيْنَا هُوَ يَمْشِي قَدْ أَسْبَلَ إِزَارَهُ، إِذْ لَحِقَهُ رَسُولُ اللَّهِ وَقَدْ أَخَذَ بِنَاصِيَةِ نَفْسِهِ وَهُوَ يَقُولُ: ((اَللّٰهُمَّ عَبْدُكَ ابْنُ عَبْدِكَ ابْنُ اَمَتِكَ)) قَالَ عَمْرٌو: قُلْتُ: يَارَسُولَ اللَّهِ! إِنِّي رَجُلٌ حَمْشُ السَّاقَيْنِ۔ فَقَالَ: ((يَا عَمْرُو! إِنَّ اللَّهَ عَزَّوَجَلَّ قَدْ أَحْسَنَ كُلَّ شَيْءٍ خَلَقَهُ. يَاعَمْرُو! وَضَرَبَ رَسُولُ اللَّهِ بِأَرْبَعِ أَصَابِعَ مِنْ كَفِّهِ الْيُمْنٰى تَحْتَ رُكْبَةِ عَمْرٍو فَقَالَ: وَهٰذَا مَوْضِعُ الْإِزَارِ، ثُمَّ رَفَعَهَا، [ثُمَّ ضَرَبَ بِأَرْبَعِ أَصَابِعَ تَحْتَ الْأَرْبَعِ الْأُوْلٰى ثُمَّ قَالَ: يَاعَمْرُو! هٰذَا مَوْضِعُ الْإِزَارِ]ثُمَّ رَفَعَهَا، ثُمَّ وَضَعَهَا تَحْتَ الثَّانِيَةِ، فَقَالَ: يَاعَمْرُو! هٰذَا مَوْضِعُ الْإِزَارِ)).

[الصحيحة:٢٦٨٢]

عمرو بن فلاں انصاری کہتے ہیں کہ وہ چلا جا رہا تھا کہ اس کا ازار لٹک گیا' جب اسے رسول اللہ ﷺ ملے اور انہوں نے اپنی پیشانی پکڑی ہوئی تھی اور وہ کہہ رہے تھے: اللہ! تیرا بندہ تیرے بندے اور بندی کا بندہ' عمرو کہتے ہیں: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں پنڈلیوں والا آدمی ہوں' تو آپؐ نے کہا: اے عمرو! بلاشبہ اللہ نے ہر چیز کی تخلیق اچھی کی ہے۔ اے عمرو! آپؐ نے اپنے دائیں ہاتھ کی چار انگلیاں عمرو کے گھٹنے کے نیچے رکھیں پھر فرمایا: یہ ازار بند کی جگہ ہے' پھر انہیں اٹھا لیا اور دوبارہ چار انگلیاں پہلی چار کے نیچے رکھیں' پھر کہا: اے عمرو! یہ ازار بند کا مقام ہے' پھر انہیں اٹھا کر دوسری چار کے نیچے انگلیاں رکھیں' پھر کہا: اے عمرو! یہ ازار کا مقام ہے۔

تخریج: الصحیحة ۲۶۸۲۔ احمد (۴/ ۲۰۰)۔ طبرانی فی الکبیر (۷۹۰۹)' وابو نعیم فی المعرفة (۵۱۴۲)' عن ابی امامة رضی اللہ عنہ وفیه اسم الصحابی عمرو بن زرارة۔

باب: حرمة الذهب للنساء اهل البيت

اہل بیت کی عورتوں کے لیے سونے کی حرمت کا بیان

٣٠٨٣۔ عَنْ ثَوْبَانَ، قَالَ: جَاءَتْ بِنْتُ هُبَيْرَةَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَفِي يَدِهَا فَتَخٌ مِنْ ذَهَبٍ (خَوَاتِيمُ ضِخَامٌ) فَجَعَلَ النَّبِيُّ ﷺ يَضْرِبُ يَدَهَا فَأَتَتْ فَاطِمَةُ تَشْكُو إِلَيْهَا۔ قَالَ ثَوْبَانُ فَدَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ عَلٰى فَاطِمَةَ وَأَنَا مَعَهُ وَقَدْ أَخَذَتْ مِنْ عُنُقِهَا

ثوبان کہتے ہیں: بنت ہبیرۃ نبی ﷺ کی جانب آئی اور اس کے ہاتھ میں سونے کا فتخ سونے کی (بڑی بڑی انگوٹھیاں) تھیں' تو آپؐ نے اس کے ہاتھ پر مارنا شروع کر دیا تو وہ فاطمہؓ کے پاس آ کر شکوہ کرنے لگی۔ ثوبانؓ کہتے ہیں: نبیؐ فاطمہ کے پاس آئے اور میں بھی آپ کے ساتھ تھا' اور اس نے اپنی گردن سے سونے

سَلْسَلَةٌ مِّنْ ذَهَبٍ، فَقَالَتْ: هٰذَا أَهْدٰى لِيْ أَبُوْ حَسَنٍ وَّفِيْ يَدِهَا السِّلْسَلَةُ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((يَافَاطِمَةُ! أَيَسُرُّكِ أَنْ يَّقُوْلَ النَّاسُ: فَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ فِيْ يَدِهَا سَلْسَلَةٌ مِّنْ نَارٍ؟!)) فَخَرَجَ وَلَمْ يَقْعُدْ، فَعَمَّدَتْ فَاطِمَةُ إِلَى السِّلْسَلَةِ فَبَاعَتْهَا، فَاشْتَرَتْ بِهَا نَسَمَةً فَأَعْتَقَتْهَا، فَبَلَغَ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: ((اَلْحَمْدُلِلّٰهِ الَّذِيْ نَجّٰى فَاطِمَةَ مِنَ النَّارِ)). [الصحيحة:٤١١]

کی زنجیر اتاری ہوئی تھی، کہتی ہیں: مجھے یہ ابوالحسن نے تحفے میں دی تھی اور اس کے ہاتھ میں زنجیر پکڑی تھی تو نبی ﷺ نے فرمایا: اے فاطمہ! کیا تجھے یہ بات اچھی لگے گی کہ لوگ کہیں فاطمہ بنت محمدؐ کے ہاتھ میں آگ کی زنجیر ہے؟ تو بیٹھے بغیر ہی نکل پڑے۔ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے زنجیر کو بیچ ڈالا، اور اس سے ایک غلام خرید کر آزاد کر دیا، نبیؐ تک یہ بات پہنچی، تو آپؐ نے فرمایا: ساری تعریفات اس ذات کی، جس نے فاطمہ کو آگ سے نجات دی۔

تخریج: الصحیحۃ ۴۱۱۔ نسائی (۵۱۴۳)، ابو الشیخ فی العظمۃ (۳۴۹)، دارقطنی فی الغرائب (ق:۲۲۴/ ۱)۔

فوائد: پیچھے حدیث کے تحت گزر چکا ہے کہ آپ ﷺ کے گھر والوں کے لیے سونے کا استعمال حرام تھا۔ آپؐ نے ان کو سو استعمال کرنے سے روک دیا۔

(۲۴) المبتدا والانبیاء وعجائب المخلوقات

آغاز تخلیق' انبیاء علیہم السلام اور مخلوقات کے عجیب حالات

٣٠٨٤۔عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ، قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((اَتَانِيْ جِبْرِيْلُ فِيْ خُضْرٍ مُّعَلَّقٌ بِهِ الدُّرُّ)). [الصحيحة: ٣٤٨٥]

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جبریل (علیہ السلام) میرے پاس ہرے رنگ کے لباس میں آئے' اس کے ساتھ موتی ٹانکے ہوئے تھے۔''

تخریج: الصحیحة ۳۴۸۵۔ احمد (۱/ ۴۰۷) ابو الشیخ فی العظمة (۳۴۹)' دار قطنی فی الغرائب (ق:۲۲۴/ ۱)۔

باب بکثرة الملائكة

فرشتوں کی کثرت کا بیان

٣٠٨٥۔ عَنْ حَكِيْمِ بْنِ حِزَامٍ ، قَالَ : بَيْنَمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ اَصْحَابِهِ اِذْ قَالَ لَهُمْ: ((اَتَسْمَعُوْنَ مَا اَسْمَعُ؟ قَالُوْا: مَانَسْمَعُ مِنْ شَيْءٍ قَالَ: اِنِّيْ لَاَسْمَعُ اَطِيْطَ السَّمَاءِ، وَمَا تُلَامُ اَنْ تَئِطَّ، وَمَا فِيْهَا مَوْضِعُ شِبْرٍ اِلَّا وَعَلَيْهِ مَلَكٌ سَاجِدٌ اَوْقَائِمٌ)). [الصحيحة:٨٥٢]

سیدنا حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ میں تشریف فرما تھے۔ اچانک آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم سن رہے ہو جو کچھ میں سن رہا ہوں؟'' انھوں نے کہا: ہم تو کوئی چیز نہیں سن رہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''بلاشبہ میں تو آسمان کے چرچرانے کی آواز سن رہا ہوں اور اسے چرچرانے پر ملامت بھی نہیں کیا جا سکتا' کیونکہ وہاں تو ایک بالشت کے بقدر بھی جگہ ایسی نہیں جہاں کوئی فرشتہ سجدہ یا قیام نہ کر رہا ہو۔

تخریج: الصحیحة ۸۵۲۔ طحاوی فی مشکل الآثار (۲/ ۴۳)' طبرانی فی الکبیر (۳۱۲۲)۔

فوائد: یہ نبی کریم ﷺ کا معجزہ تھا کہ آسمانوں کی چرچراہٹ سن لیتے تھے' نیز اس میں اللہ تعالی کے عبادت گزار فرشتوں کی کثرت کا بیان ہے۔

باب الاسراء

واقعہ معراج کا بیان

٣٠٨٦۔ عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اُتِيْتُ بِالْبُرَاقِ. وَهُوَ دَابَّةٌ

سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میرے پاس سفید رنگ کا لمبا سا جانور براق لایا گیا' (اس کی

أَبْيَضُ طَوِيْلٌ، يَضَعُ حَافِرَهُ عِنْدَ مُنْتَهٰى طَرَفِهِ. فَلَمْ نزايل ظَهْرَهُ أَنَا وَجِبْرِيْلُ حَتّٰى أَتَيْتُ بَيْتَ الْمَقْدِسِ، فَفُتِحَتْ لَنَا أَبْوَابُ السَّمَاءِ، وَرَأَيْتُ الْجَنَّةَ وَالنَّارَ)). قَالَ حُذَيْفَةُ: مَااسْمُكَ يَا أَصْلَعُ! فَإِنِّي أَعْرِفُ وَجْهَكَ وَلَا أَعْرِفُ إِسْمَكَ؟ فَقُلْتُ: أَنَا زِرُّبْنُ حُبَيْشٍ ـ قَالَ: وَمَا يُدْرِيْكَ أَنَّهُ قَدْ صَلّٰى؟ قَالَ: فَقُلْتُ: يَقُوْلُ اللّٰهُ ـ عَزَّوَجَلَّ ـ: ﴿ سُبْحَانَ الَّذِيْ أَسْرٰى بِعَبْدِهِ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى الَّذِيْ بَارَكْنَا حَوْلَهُ لِنُرِيَهُ مِنْ آيَاتِنَا إِنَّهُ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ﴾ ـ[الاسراء:١]قَالَ : فَهَلْ تَجِدُهُ صَلّٰى؟ لَوْ صَلّٰى لَصَلَّيْتُمْ فِيْهِ كَمَا تُصَلُّوْنَ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ: قَالَ زِرٌّ: وَّرَبَطَ الدَّابَّةَ بِالْحَلْقَةِ الَّتِيْ يَرْبِطُ بِهَا الْأَنْبِيَاءُ ـ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ ـ، قَالَ حُذَيْفَةُ: أَوَكَانَ يَخَافُ أَنْ تَذْهَبَ مِنْهُ وَقَدْ آتَاهُ اللّٰهُ بِهَا؟!)) ـ

[الصحيحة: ٨٧٤]

سبک رفتاری کا یہ عالم تھا کہ) وہ اپنا قدم اپنی منتہائے نگاہ تک رکھتا تھا۔ میں اور جبریل اس پر سوار ہوئے' حتی کہ بیت المقدس پہنچ گئے۔ ہمارے لئے آسمان کے دروازے کھول دیئے گئے اور میں نے جنت اور جہنم دونوں دیکھیں۔'' حذیفہ بن یمان نے کہا کہ آپ ﷺ نے بیت المقدس میں نماز ادا نہیں کی' زرن کہا: میں نے انھیں کہا: کیوں نہیں' آپ ﷺ نے تو نماز پڑھی تھی۔ حذیفہ نے کہا: گنجے! تیرا نام کیا ہے؟ میں تیرا چہرہ تو پہچانتا ہوں' لیکن مجھے تیرے نام کا علم نہیں ہے۔ میں نے کہا: میں زر بن حبیش ہوں۔ انھوں نے کہا: تجھے کیسے پتہ چلا کہ آپ ﷺ نے نماز پڑھی ہے؟ میں نے کہا: ارشاد باری تعالی ہے:'' پاک ہے وہ اللہ تعالی جو اپنے بندے کو رات ہی رات میں مسجد حرام سے مسجد اقصی تک لے گیا جس کے آس پاس ہم نے برکت دی رکھی ہے' اس لئے کہ ہم اسے اپنی قدرت کے بعض نمونے دکھائیں' یقیناً اللہ تعالی ہی خوب سننے دیکھنے والا ہے۔'' (سورۂ اسراء:۱) انھوں نے کہا: کیا اس میں تجھے کوئی نماز پڑھنے کا تذکرہ ملتا ہے؟ اگر آپ ﷺ نے نماز پڑھی ہوتی تو تم لوگ بھی نماز پڑھتے' جیسا کہ مسجد حرام میں پڑھتے ہو۔ زر کہتے ہیں: آپ ﷺ نے اپنی سواری اس کڑے کے ساتھ باندھ دی' جس کے ساتھ دوسرے انبیاء علیہم السلام باندھتے تھے۔ حذیفہ نے پوچھا: (آیا باندھنے کی وجہ یہ ہے کہ) آپ ﷺ کو خدشہ تھا کہ وہ کہیں بھاگ نہ جائے' حالانکہ اللہ تعالی اسے آپ ﷺ کے پاس لائے تھے۔

تخریج: الصحیحۃ ۸۷۴۔ احمد (۵/ ۳۹۲'۳۹۴)' ابو داؤد الطیالسی (۴۱۱)' بیہقی فی الدلائل (۲/ ۳۶۴)' ترمذی (۷/ ۳۱۴۷) بنحوہ

فوائد: سفرِ معراج کا ابتدائی مرحلہ اس حدیث میں بیان کیا گیا ہے۔ دوسری احادیث میں وضاحت ہے کہ آپ ﷺ نے بیت المقدس میں نماز پڑھی تھی۔

باب: احتجاج آدم و موسیٰ فی القدر

معاملہ تقدیر میں موسیٰ اور آدم علیہما السلام کے جھگڑے کا بیان

۳۰۸۷۔عَنْ اَنَسٍ عَنْ جُنْدُبٍ اَوْغَیْرِهٖ مِنَ الصَّحَابَةِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((اِحْتَجَّ آدَمُ وَ مُوْسٰى، فَحَجَّ آدَمُ مُوْسٰى)).
[الصحيحة:۹۰۹]

سیدنا انس بن جندب یا کوئی اور صحابی روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''حضرت آدم اور حضرت موسی علیهم السلام نے ایک دوسرے پر اعتراض کیا' حضرت آدم علیہ السلام حضرت موسی علیہ السلام پر غالب آ گئے۔

تخریج: الصحیحة ۹۰۹۔ خطیب فی تاریخه (۴/ ۳۱۹) بهذا اللفظ' احمد (۲/ ۴۶۴)'

فوائد: اس مباحثے کی تفصیل یہ ہے: سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''حضرت موسی علیہ السلام نے کہا: اے میرے رب! مجھے آدم دکھاؤ' جس نے ہمیں اور اپنے آپ کو جنت سے نکال دیا۔ اللہ تعالی نے ان کو آدم دکھائے۔ انھوں نے کہا: آپ ہمارے باپ آدم ہیں؟ حضرت آدم علیہ السلام نے کہا: جی ہاں۔ انھوں نے کہا: آپ وہی ہیں جن میں اللہ تعالی نے اپنی روح پھونکی' سارے کے سارے اسماء سکھلائے اور فرشتوں کو حکم دیا کہ وہ آپ کو سجدہ کریں؟ انھوں نے کہا: جی ہاں۔ حضرت موسی علیہ السلام نے کہا: سوکس چیز نے آپ کو اس بات پر اکسایا کہ آپ نے ہمیں اور اپنے آپ کو جنت سے نکال دیا؟ حضرت آدم علیہ السلام نے کہا: آپ کون ہیں؟ انھوں نے کہا: میں موسی ہوں۔ انھوں نے پھر پوچھا: آپ بنی اسرائیل کے وہی رسول ہیں' جن سے اللہ تعالے نے کسی قاصد کے بغیر (براہِ راست) پردے کے پیچھے سے کلام کی تھی؟ انھوں نے کہا: جی ہاں۔ حضرت آدم علیہ السلام نے کہا: کیا آپ کو (تورات میں) یہ بات نہیں ملی کہ میری پیدائش سے پہلے اللہ تعالی کی کتاب میں (میرا جنت سے نکلنا) لکھا جا چکا تھا۔ انھوں نے کہا: جی ہاں۔ حضرت آدم علیہ السلام نے پھر کہا: اللہ تعالی کا جو فیصلہ مجھ سے پہلے میرے بارے میں سبقت لے جا چکا ہے' کیا آپ مجھے اس پر ملامت کرتے ہیں؟'' یہ بات بیان کرنے کے بعد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''حضرت آدم علیہ السلام' حضرت موسی علیہ السلام پر غالب آ گئے' حضرت آدم علیہ السلام' حضرت موسی علیہ السلام پر غالب آ گئے۔'' (ابوداود' یہ حدیث بخاری و مسلم میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اختصار کے ساتھ مروی ہے۔)

باب اتيان الوحي واشدها

وحی کے آنے اور اس کی مشکل ترین حالت کا بیان

۳۰۸۸۔ عَنْ عَائِشَةَ: اَنَّ الْحَارِثَ بْنَ هِشَامٍ سَاَلَ النَّبِيَّ ﷺ: كَيْفَ يَاْتِيْكَ الْوَحْيُ؟ فَقَالَ: ((اَحْيَانًا يَاْتِيْنِيْ فِيْ مِثْلِ صَلْصَلَةِ الْجَرَسِ، وَهُوَ اَشَدُّ عَلَيَّ، ثُمَّ يُفْصَمُ عَنِّيْ وَقَدْ وَعَيْتُهُ، وَاَحْيَانًا مَلَكٌ فِيْ مِثْلِ صُوْرَةِ الرَّجُلِ، فَاَعِيْ مَايَقُوْلُ)). [الصحيحة:۳۹۵۸]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: سیدنا حارث بن ہشام رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ سے سوال کیا کہ آپ کے پاس وحی کے آنے کیا کیفیت ہوتی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کبھی تو وہ گھنٹی کی گونج کی طرح آتی ہے اور یہ کیفیت مجھ پر بڑی گراں گزرتی ہے' جب یہ کیفیت چھٹتی ہے تو میں وہ وحی یاد کر چکا ہوتا ہوں اور بسا اوقات ایسے بھی ہوتا ہے کہ میرے پاس فرشتہ انسانی شکل میں آتا' پھر جو کچھ وہ کہتا ہے' میں یاد کر لیتا ہوں۔''

تخریج: الصحیحة ۳۹۵۸۔ بخاری (۲/ ۳۲۱۵)' مسلم (۲۳۳۳)' ترمذی (۳۶۳۴)' نسائی (۹۳۵)۔

باب: اخراج الذرية من ظهر آدم

سیدنا آدم علیہ السلام کی پیٹھ سے ان کی اولاد نکالنے کا بیان

٣٠٨٩۔عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((اَخَذَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى. الْمِيْثَاقَ مِنْ ظَهْرِ آدَمَ. (نُعْمَانَ). يَعْنِيْ عَرَفَةَ. فَاَخْرَجَ مِنْ صُلْبِهِ كُلَّ ذُرِّيَّةٍ ذَرَاهَا، فَنَثَرَ هُمْ بَيْنَ يَدَيْهِ كَالذَّرِّ، ثُمَّ كَلَّمَهُمْ قُبُلًا قَالَ: ﴿اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوْا بَلٰى شَهِدْنَا اَنْ تَقُوْلُوْا يَوْمَ الْقِيَامَةِ اِنَّا كُنَّا عَنْ هٰذَا غَافِلِيْنَ. اَوْتَقُوْلُوْا اِنَّمَا اَشْرَكَ اٰبَاؤُنَا مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا ذُرِّيَّةً مِّنْ بَعْدِهِمْ اَفَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ الْمُبْطِلُوْنَ﴾ [الاعراف:١٧٢، ١٧٣])).

[الصحيحة:١٦٢٣]

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالی نے نعمان یعنی عرفہ مقام پر حضرت آدم علیہ السلام کی پشت سے عہد و پیمان لیا' (جس کی عملی صورت یہ تھی کہ) اللہ تعالی نے حضرت آدم کی پیٹھ سے ان کی تمام نسل کو نکالا اور اسے اپنے سامنے چھوٹی چھوٹی چیونٹیوں کی شکل میں بکھیر دیا' پھر ان سے آمنے سامنے گفتگو کی اور فرمایا: ''کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ سب نے کہا: کیوں نہیں' ہم تو اس چیز کی گواہی دیتے ہیں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ تم روزِ قیامت یہ کہہ دو کہ ہم تو اس سے غافل تھے یا یہ کہہ دو کہ ہمارے آباء ہم سے پہلے شرک کر چکے تھے اور ہم ان کی اولاد تھے (لہذا ہمیں ان کی ہی پیروی کرنا تھی) پس کیا ان غلط راہ والوں کے فعل پر تو ہم کو ہلاکت میں ڈال دے گا؟'' (سورۂ اعراف: ١٧٢' ١٧٣)۔

تخریج: الصحیحة ١٦٢٣۔ احمد(١/ ٢٧٢)' ابن جریر فی التفسیر (٩/ ١١٠)' ابن ابی عاصم فی السنة (٢٠٢)' حاکم (٢/ ٥٤٤)۔

باب جسم الملائكة

فرشتوں کے جسم کا بیان

٣٠٩٠۔عَنْ جَابِرٍ مَرْفُوْعًا: ((اُذِنَ لِيْ اَنْ اُحَدِّثَ عَنْ مَلَكٍ مِّنْ مَّلَائِكَةِ اللّٰهِ .تَعَالٰى. مِنْ حَمَلَةِ الْعَرْشِ ، مَابَيْنَ شَحْمَةِ اُذُنِهِ اِلٰى عَاتِقِهِ مَسِيْرَةُ سَبْعِ مِئَةِ سَنَةٍ)). [الصحيحة:١٥١]

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے اجازت دی گئی ہے کہ میں حاملینِ عرش فرشتوں میں ایک فرشتے کی (جسامت) یہ بیان کروں کہ اس کی کان کی لو سے کندھے تک کا فاصلہ سات سو سال مسافت کا ہے۔''

تخریج: الصحیحة ١٥١۔ ابوداؤد (٤٧٢٧)' طبرانی فی الاوسط (١٧٣٠' ٤٤١٨)' ابن عساکر (٣٦/ ٤٢)۔

فوائد: یہ اللہ تعالی کی قدرت کے مناظر ہیں۔ جس فرشتے کی کان کی لو اور اس کے کندھے کا درمیان کا فاصلہ سات سو سال کی مسافت کا ہو' اس کا وجود کتنا بڑا ہوگا۔ اللہ ہی ہے جو تعریف و توصیف اور حمد و ثنا کا مستحق ہے۔

باب :من الجنة و النار

جنت اور جہنم کہاں ہے؟

٣٠٩١۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ! اَرَاَيْتَ ﴿جَنَّةً عَرْضُهَا السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضُ﴾ فَاَيْنَ النَّارُ؟ قَالَ: ((اَرَاَيْتَ هٰذَا اللَّيْلَ الَّذِيْ قَدْ كَانَ اَلْبَسَ

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہا: اے محمد! آپ کا اس آیت کے بارے میں کیا خیال ہے کہ ''جنت کی چوڑائی آسمانوں اور زمین کے برابر ہے۔'' (اگر بات ایسے ہی ہے تو) جہنم کہاں ہوگی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تیرا

عَلَيْكَ كُلَّ شَيْءٍ أَيْنَ جَعَلَ؟ فَقَالَ: اللّٰهُ أَعْلَمُ۔ قَالَ فَإِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يَشَاءُ۔ [الصحيحة: ٢٨٩٢]

اس بارے میں کیا خیال ہے کہ رات' جو اپنے دورانیے میں تجھ پر ہر چیز خلط ملط کر دیتی ہے' اسے (دن کے وقت) کہاں رکھ دیا جاتا ہے؟'' اس نے کہا: اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے' وہ کر لیتا ہے' (لہٰذا اس موضوع پر سوچنے کی ضرورت ہی نہیں کہ جہنم کہاں ہوگی)۔''

تخریج: الصحیحة ۲۸۹۲- اسحاق بن راھویه فی مسنده (۴۳۷)' ابن حبان (۱۰۳)' البزار (الکشف :۲۱۹۶)-

فوائد: ماحصل یہ ہے کہ جس چیز کی حقانیت قرآن و حدیث کے مطابق ثابت ہو جائے' وہ ہمارے عقلی تقاضوں سے موافقت کرتی ہو یا مخالفت' اسے بہر صورت تسلیم کرنا اور نوعیت و کیفیت کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کرنا مومن کے ایمان کا تقاضا ہے۔

باب شدة تحريق النار

جہنم کی آگ کے جلانے کی شدت کا بیان

٣٠٩٢۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((اشْتَكَتِ النَّارُ إِلَى رَبِّهَا وَقَالَتْ: أَكَلَ بَعْضِي بَعْضًا، فَجَعَلَ لَهَا نَفَسَيْنِ: نَفَسًا فِي الشِّتَاءِ وَنَفَسًا فِي الصَّيْفِ، فَأَمَّا نَفَسُهَا فِي الشِّتَاءِ فَزَمْهَرِيرٌ، وَأَمَّا نَفَسُهَا فِي الصَّيْفِ فَسَمُومٌ)). [الصحيحة: ١٤٥٧]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب جہنم نے اپنے ربّ سے یہ شکوہ کیا کہ (شدت کی وجہ سے) میرا بعض' بعض کو کھا رہا ہے' تو اللہ تعالیٰ نے اسے دو سانس لینے کی اجازت دے دی۔ ایک سانس موسم سرما میں اور ایک موسم گرما میں۔ سو موسم سرما کی سردی کی شدت وہی سانس ہے اور گرمیوں کے موسم میں گرمی کی شدت بھی اسی سانس کا اثر ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۱۴۵۷- ترمذی (۲۵۹۲) والسیاق ابن ماجه (۴۳۱۹) بهذا اللفظ' بخاری (۵۳۷)' و مسلم (۶۱۷) من طریق آخر عنه بمنعاه-

فوائد: معلوم ہوا کہ جہنم میں دو قسم کے عذاب ہیں: گرمی کا عذاب اور سردی کا عذاب۔ ہم جو گرمی یا سردی محسوس کرتے ہیں' یہ جہنم کے سانس کے اثر کی وجہ سے ہوتی ہے۔

باب خبر مطعون علي رضی اللہ عنہ

علی رضی اللہ عنہ کو نیزہ مارے جانے کی خبر کا بیان

٣٠٩٣۔ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ أَنَسٍ (مُرْسَلًا): ((أَشْقَى الْأَوَّلِينَ عَاقِرُ النَّاقَةِ، وَأَشْقَى الْآخِرِينَ الَّذِي يُطْعِنُكَ يَا عَلِيُّ. وَأَشَارَ إِلَى حَيْثُ يُطْعَنُ)). [الصحيحة: ١٠٨٨]

عبداللہ بن انس رضی اللہ عنہ مرسلاً بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''پہلے لوگوں میں سب سے بڑا بدبخت وہ تھا جس نے (حضرت صالح کے معجزہ) کی اونٹنی کی ٹانگیں کاٹ دی تھیں اور اے علی! پچھلے لوگوں میں بد بخت ترین وہ ہوگا جو تجھ پر نیزے کا وار کرے گا۔'' پھر آپ ﷺ نے نیزے والی جگہ کی طرف اشارہ بھی کیا۔

تخریج: الصحیحة ۱۰۸۸۔ ابن سعد (۳/ ۳۵) مرسلاً، طبرانی فی الکبیر (۱۷۳)، حاکم (۳/ ۱۱۳)، عن علی رضی اللہ عنہ بعناہ احمد (۴/ ۲۶۳) عن عمار رضی اللہ عنہ۔

فوائد: سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا قاتل عبدالرحمٰن بن ملجم تھا۔

باب: ضوء الطريق بعظام يوسف بالليل

۳۰۹۴۔ عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى، قَالَ: اَتَى النَّبِيُّ ﷺ اَعْرَابِيًّا فَكَرَّمَهُ، فَقَالَ لَهُ: ((اِئْتِنَا)) فَاَتَاهُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ (وَفِيْ رِوَايَةٍ: نَزَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِاَعْرَابِيٍّ فَاَكْرَمَهُ، فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((تَعَهَّدْنَا اِئْتِنَا)). فَاَتَاهُ الْاَعْرَابِيُّ، فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:) ((سَلْ حَاجَتَكَ)). فَقَالَ: نَاقَةٌ بِرَحْلِهَا واعنزا يَحْلُبُهَا اَهْلِيْ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَعَجَزْتُمْ اَنْ تَكُوْنُوْا مِثْلَ عَجُوْزِ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ ؟[فَقَالَ اَصْحَابُهُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! وَمَا عَجُوْزُ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ؟]قَالَ: اِنَّ مُوْسٰى لَمَّا سَارَ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ مِنْ مِّصْرَ، ضَلُّوا الطَّرِيْقَ؟،فَقَالَ: مَاهٰذَا؟ فَقَالَ عُلَمَاؤُهُمْ[نَحْنُ نُحَدِّثُكَ:]اِنَّ يُوْسُفَ لَمَّا حَضَرَهُ الْمَوْتُ اَخَذَ عَلَيْنَا مَوْثِقًا مِّنَ اللّٰهِ اَنْ لَا نَخْرُجَ مِنْ مِّصْرَ حَتّٰى نَنْقُلَ عِظَامَهُ مَعَنَاهُ .قَالَ: فَمَنْ يَعْلَمُ مَوْضِعَ قَبْرِهٖ؟[وا: مَانَدْرِيْ اَيْنَ قَبْرُ يُوْسُفَ اِلَّا]عَجُوْزٌ مِّنْ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ ، فَبَعَثَ اِلَيْهَا، فَاَتَتْهُ، فَقَالَ: دُلُّوْنِيْ عَلٰى قَبْرِ يُوْسُفَ .قَالَتْ[لَاوَاللّٰهِ، لَا اَفْعَلُ]حَتّٰى تُعْطِيَنِيْ حُكْمِيْ .قَالَ:وَمَا حُكْمُكِ؟ قَالَ:اَكُوْنُ مَعَكَ فِي الْجَنَّةِ .فَكَرِهَ اَنْ يُعْطِيَهَا ذٰلِكَ، فَاَوْحٰى

رات کو راستے کا یوسف علیہ السلام کی ہڈیوں کی وجہ سے روشن ہو جانے کا بیان

سیدنا ابو موسی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ ایک بدو کے پاس گئے، اس نے آپ ﷺ کی بڑی عزت کی۔ آپ ﷺ نے اسے فرمایا: ''تم بھی ہمارے پاس آنا۔'' چنانچہ وہ آپ ﷺ کے پاس آیا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک بدو کے پاس ٹھہرے، اس نے آپ ﷺ کی بڑی آؤ بھگت کی۔ آپ ﷺ نے اسے فرمایا: ''تم نے ہماری بڑی دیکھ بھال کی ہے، ہمارے پاس بھی آنا۔'' چنانچہ وہ بدو ایک دن آپ ﷺ کے پاس آیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا: ''اپنی کسی ضرورت کا اظہار کرو (تاکہ میں اسے پورا کر دوں)۔'' اس نے کہا: کجاوہ سمیت ایک اونٹنی چاہئے اور کچھ بکریاں، تاکہ گھر والے دودھ دوہ سکیں۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم لوگ بنو اسرائیل کی بڑھیا کی طرح (بھی مطالبہ پیش کرنے سے) عاجز آ گئے ہو؟'' صحابہ نے عرض: اے اللہ کے رسول! یہ بنو اسرائیل کی بڑھیا (کا کیا واقعہ) ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب حضرت موسی علیہ السلام بنو اسرائیل کو لے کر مصر سے روانہ ہوئے تو وہ راستہ بھول گئے۔ آپ علیہ السلام نے پوچھا: یہ کیا ہو گیا ہے؟ ان کے علماء نے کہا: ہم بتاتے ہیں، جب حضرت یوسف علیہ السلام کی موت کا وقت آ پہنچا تو انھوں نے اللہ تعالی کا واسطہ دے کر ہم سے یہ عہد و پیمان لیا کہ اس وقت تک مصر سے نہ نکلنا، جب تک میری ہڈیاں بھی یہاں سے منتقل نہ کر دو۔ حضرت موسی علیہ السلام نے فرمایا: تو پھر ان کی قبر کے بارے کون جانتا ہے؟ علماء نے کہا: ہمیں تو حضرت

اللّٰهُ اِلَيْهِ اَنْ اَعْطِهَا حُكْمَهَا ، وَانْطَلَقَتْ بِهِمْ اِلٰى بُحَيْرَةَ، مَوْضِعَ مستقع ما، فَقَالَتْ: انضبوا هٰذَا لْمَاءِ فَانْضَبُوْا .قَالَتْ: اِحْفِرُوْا وَاسْتَخْرِجُوْا عِظَامَ يُوْسُفَ.فَلَمَّا اَقَلُّوْهَا اِلَى الْاَرْضِ،اِذَا الطَّرِيْقُ مِثْلَ ضَوْءِ النَّهَارِ)).

[الصحيحة:٣١٣]

یوسف علیہ السلام کی قبر کا علم نہیں ہے، ہاں بنو اسرائیل کی ایک بوڑھی عورت کو اس کا علم ہوسکتا ہے۔ آپ علیہ السلام نے اس کی طرف پیغام بھیجا اور وہ آ گئی۔ اسے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا: مجھے حضرت یوسف علیہ السلام کی قبر کے بارے میں بتاؤ۔ اس نے کہا: نہیں، اللہ کی قسم! میں اس وقت تک نہیں بتلاؤں گی، جب تک آپ میرا مطالبہ پورا نہیں کرتے۔ آپ نے پوچھا: تیرا مطالبہ کیا ہے؟ اس نے کہا: آپ کے ساتھ جنت میں رہنا چاہتی ہوں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو یہ ناگوار گزرا کہ اس کو یہ ضمانت دے دی جائے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی کی کہ اس بڑھیا کو اس کا مطالبہ ادا کر دو۔ تب وہ ان کو ایک بحیرہ کی طرف لے کر گئی، جہاں ایک جوہڑ تھا اور کہا: اس سے سارا پانی نکال دو۔ انھوں نے تمام پانی وہاں سے خشک کر دیا۔ پھر اس نے کہا: اب اس کو کھودو اور حضرت یوسف علیہ السلام کی ہڈیاں نکال لو۔ (ایسے ہی کیا گیا) جب انھوں نے ان ہڈیوں کو اٹھایا تو راستہ دن کی طرح روشن ہو گیا۔''

تخریج: الصحيحة ٣١٣- ابو يعلى (٧٢٥٠)، حاكم (٢/ ٤٠٤، ٤٠٥)-

باب حسن یوسف

یوسف علیہ السلام کے حسن کا بیان

٣٠٩٥- عَنْ اَنَسٍ مَرْفُوْعًا: ((اُعْطِيَ يُوْسُفُ شَطْرَ الْحُسْنِ)). [الصحيحة:١٤٨١]

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''حضرت یوسف علیہ السلام کو نصف حسن عطا کیا گیا تھا۔

تخریج: الصحيحة ١٤٨١- ابن ابى شيبة (٤/ ٣٩٢)، احمد (٣/ ٢٨٦)، حاكم (٢/ ٥٧٠)-

فوائد: حضرت یوسف حسن میں اپنی مثال آپ تھے۔ عزیز مصر کی بیوی ان کے حسن و جمال پر فریفتہ ہوگئی اور اس نے جن عورتوں کو دعوت دی تھی، جب حضرت یوسف علیہ السلام پر ان کی نگاہ پڑی تو ان کی جلوہ آرائی دیکھ کر ایک تو ان کی عظمت و جلال کا اعتراف کیا اور دوسرے ان پر بے خودی اور وارفتگی کی ایسی کیفیت طاری ہوئی کہ بجائے پھل کاٹنے کے چھریاں اپنے ہی ہاتھوں پر چلا دیں۔

باب: افتراق امة على ثلث و سبعين فرقة

امت کا تہتر فرقوں میں بٹ جانے کا بیان

٣٠٩٦- عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ مَرْفُوْعًا: ((اِفْتَرَقَتِ الْيَهُوْدُ عَلٰى اِحْدٰى وَسَبْعِيْنَ فِرْقَةً، فَوَاحِدَةٌ فِي الْجَنَّةِ وَسَبْعِيْنَ فِي النَّارِ،

سیدنا عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یہودی اکہتر فرقوں میں بٹ گئے، ان میں سے ایک جنت میں داخل ہوا اور باقی ستر جہنم میں۔ نصاریٰ بہتر فرقوں میں تقسیم

وَافْتَرَقَتِ النَّصَارٰى عَلَى اثْنَيْنِ وَسَبْعِيْنَ فِرْقَةً، فَوَاحِدَةٌ فِي الْجَنَّةِ وَاِحْدٰى وَسَبْعِيْنَ فِي النَّارِ، وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ لَتَفْتَرِقُنَّ اُمَّتِيْ عَلٰى ثَلَاثٍ وَّسَبْعِيْنَ فِرْقَةً، فَوَاحِدَةٌ فِي الْجَنَّةِ ، وَثِنْتَيْنِ وَسَبْعِيْنَ فِي النَّارِ، قِيْلَ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! مَنْ هُمْ؟ قَالَ :هُمُ الْجَمَاعَةُ)). [الصحيحة: ١٤٩٢]

ہو گئے' ان میں سے ایک جنت میں داخل ہوا اور باقی بہتر آتشِ دوزخ میں۔ اور اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے (اے میری امت!) تم لوگ تہتر فرقوں میں بٹ جاؤ گے' ان میں ایک جنت میں جائے گا اور بہتر جہنم میں۔'' کہا گیا: اے اللہ کے رسول! وہ (جنت میں داخل ہونے والے) کون ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جو جماعت کی شکل میں ہوں گے۔

تخریج: الصحيحة ۱۴۹۲- ابن ماجه (۳۹۹۲)' ابن ابی عاصم فی السنة (۶۳)' الالكائی فی شرح السنة (۱۴۹)۔

فوائد: عبدالقاہر تمیمی نے اس حدیث کی شرح میں لکھا: اربابِ علم جانتے ہیں کہ مذموم فرق سے آپ ﷺ کی مراد حلال وحرام کے حوالے سے فقہ کی فروعات میں اختلاف کرنے والے لوگ مراد نہیں ہیں' انھوں نے اختلافات کی وجہ سے ایک دوسرے کو فاسق اور کافر نہیں کہا۔ آپ ﷺ نے ان افراد کی مذمت کی' جنہوں نے اصولِ توحید' خیر وشرّ کی تقدیر' نبوت و رسالت کی شروط اور صحابہ کرام کے موالات جیسے اعتقادی مسائل میں اہل حق کی مخالفت کی' یہ افراد مختلف فرقوں میں بٹ کر ایک دوسرے کی تکفیر کرنے لگے۔ اس حدیث کا موضوع یہی لوگ ہیں۔ عہد صحابہ کے آخر میں ہی قدریوں کا معبد جہنی اور اس کے پیروکاروں سے اختلاف شروع ہو گیا تھا' پھر نزاع وخلاف میں اضافہ ہوتا رہا' حتی کہ بہتر فرقے پورے ہو گئے اور تہترواں فرقہ اہل السنۃ والجماعۃ ہے' جو کہ فرقۂ ناجیہ ہے۔ [تحفۃ الاحوذی] اگرچہ عصر حاضر میں مسلمانوں کا شیرازہ بکھر چکا ہے' کوئی بانظم جماعت موجود نہیں۔ ایسے میں اللہ تعالی سے مسلمان سلطنت کا سوال کیا جائے اور قرآن وحدیث پر براہ راست عمل کیا جائے۔

باب :هعيئة ابراهيم و موسٰى

ابراہیم اور موسیٰ علیہما السلام کی صورتوں کا بیان

٣٠٩٧۔عَنْ مُجَاهِدٍ، قَالَ: كُنَّا عِنْدَ ابْنِ عَبَّاسٍ۔رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا۔ فَذَكَرُوْا الدَّجَّالَ، فَقَالَ: اِنَّهُ مَكْتُوْبٌ بَيْنَ عَيْنَيْهِ: كَافِرٌ : قَالَ: فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: لَمْ اَسْمَعْهُ قَالَ ذٰلِكَ، وَلٰكِنَّهُ قَالَ: ((اَمَّا اِبْرَاهِيْمَ ، فَانْظُرُوْا اِلٰى صَاحِبِكُمْ ، وَاَمَّا مُوْسٰى، فَرَجُلٌ آدَمُ جَعْدٌ عَلٰى جَمَلٍ اَحْمَرَ مَخْطُوْمٍ بِخُلْبَةٍ، كَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلَيْهِ اِذَا انْحَدَرَ فِي الْوَادِيْ يُلَبِّيْ)). [الصحيحة:٣٤٩٢]

امام مجاہد کہتے ہیں: ہم سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ لوگ دجال کا تذکرہ کرنے لگے۔ ایک آدمی نے کہا: اس کی پیشانی پر لفظ ''کافر'' لکھا ہو گا۔ ابن عباس نے کہا: میں نے تو آپ ﷺ سے یہ بات نہیں سنی' البتہ یہ سنا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''(اگر تم) حضرت ابراہیم علیہ السلام (کی شکل و صورت کا اندازہ لگانا چاہتے تو) تو اپنے ساتھی (یعنی محمد ﷺ) کو دیکھ لو اور حضرت موسیٰ علیہ السلام گندم گوں رنگ کے تھے' ان کے بال گھونگھریالے تھے' جو منظر مجھے دکھایا گیا اس میں وہ سرخ رنگ کے اونٹ پر سوار تھے' جسے کھجور کے درخت کی رسّی کی لگام ڈالی گئی تھی اور وہ تلبیہ کہتے ہوئے وادی میں اتر رہے تھے۔''

تخریج: الصحیحة ۳۴۹۲- بخاری (۳۳۵۵، ۵۹۱۳) مسلم (۲۷۰/ ۱۶۶) احمد (۱/ ۲۷۷)۔

باب: الوان الاتربة التی خلق منها آدم

تخلیق آدم علیہ السلام والی مٹی کے مختلف رنگوں کا بیان

۳۰۹۸۔ عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ مَرْفُوْعًا: ((اِنَّ آدَمَ خُلِقَ مِنْ ثَلَاثِ تُرْبَاتٍ : سَوْدَاءُ ، وَبَیْضَاءُ، وَخُضْرَاءُ)). [الصحیحة: ۱۵۸۰]

سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بیشک حضرت آدم علیہ السلام تین قسم کی مٹی سے پیدا کئے گئے: کالی، سفید، سبز۔

تخریج: الصحیحة ۱۵۸۰- ابن سعد (۱/ ۳۴)، ابن عساکر فی تاریخ دمشق (۷/ ۳۶۹) وقد تقدم برقم (۲۶۲۰)۔

فوائد: اس حدیث کی مزید وضاحت یہ ہے: سیدنا ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (ان اللہ خلق آدم من قبضة قبضها من جمیع الارض فجاء بنو آدم علی قدر الارض، منھم الاحمر والابیض والاسود و بین ذالك والسھل والحزن والخبیث والطیب۔) [ابوداود، ترمذی] یعنی: بیشک اللہ تعالی نے حضرت آدم علیہ السلام کو ایک مٹھی (مٹی) سے پیدا کیا، جو اس نے زمین (کے مختلف حصوں سے) جمع کی۔ بنو آدم زمین کے (مختلف حصوں کے) مطابق پیدا ہوئے۔ کوئی سرخ ہے تو کوئی سفید، کوئی سیاہ ہے تو کوئی ملے جلے رنگ کا، کوئی نرم مزاج ہے تو کوئی سخت مزاج اور کوئی خبیث ہے تو کوئی طیب۔

باب: الضبان لعله من التی مسخت من بنی اسرائیل

سانڈ ہو سکتا ہے کہ یہ بنی اسرائیل کے مسخ شدہ افراد میں سے ہو

۳۰۹۹۔ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ حَسَنَةَ، قَالَ: کُنْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ فِیْ سَفَرٍ، فَاَصَبْنَا ضِبَانًا، فَکَانَتِ الْقُدُوْرُ تَغْلِیْ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ : ((اِنَّ اُمَّةً مِنْ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ مُسِخَتْ، وَاَنَا اَخْشٰی اَنْ تَکُوْنَ ھٰذِہِ :یَعْنِیْ: الضِّبَابَ)) قَالَ: ((فَاَکْفَاْنَا ھا وَاِنَّا لَجِیَاعٌ)). [الصحیحة: ۲۹۷۰]

سیدنا عبد الرحمٰن بن حسنہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھا، سانڈے ہمارے ہاتھ لگ گئے، (ان کو پکانا شروع کیا گیا اور) ہنڈیاں ابل رہی تھیں، اسی اثناء میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بنو اسرائیل کی ایک امت کی شکلیں مسخ ہو گئی تھیں اور مجھے خدشہ ہے کہ یہ جانور وہی نہ ہو۔'' یہ سن کر ہم نے ہنڈیاں انڈیل دیں، حالانکہ ہم بھوکے تھے۔

تخریج: الصحیحة ۲۹۷۰- ابن ابی شیبة (۸/ ۲۶۶)، احمد (۴/ ۱۹۶)، ابن حبان (۵۲۶۶) ابو یعلی (۹۳۱)۔

فوائد: امام البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کے جتنے متون نقل کئے ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ جانور حلال ہے، بوجوہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کھایا۔ ایک متن یہ ہے:

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک بدو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا: ہمارے ہاں سانڈے پائے جاتے ہیں اور وہی ہمارے اہل و عیال کا عام کھانا ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کوئی جواب نہ دیا۔ ہم نے اسے کہا: پھر سوال کرو۔ سو اس نے

دوبارہ سوال کیا، لیکن آپ ﷺ نے کوئی جواب نہ دیا، جب اس نے تیسری دفعہ سوال دوہرایا تو آپ ﷺ نے اسے آواز دی اور فرمایا: (یا اعرابی! ان الله لعن او غضب علی سبط من بنی اسرائیل فمسختهم دواب یدبون فی الارض، فلا ادری لعل هذا منها، فلست آکلها ولا انهی عنها۔) [مسلم] یعنی: بدو! بیشک اللہ تعالیٰ نے بنو اسرائیل کے ایک خاندان پر لعنت کی یا غصہ کیا اور ان کو زمین پر رینگنے والوں جانوروں کی صورت میں مسخ کر دیا، اب میں یہ نہیں جانتا کہ شاید یہ سانڈا ان میں سے ہو۔ لہذا میں نہ اسے کھاتا ہوں اور نہ اس سے منع کرتا ہوں۔

باب: أمر القتل بالوزغ

چھپکلی کے قتل کرنے کا حکم

۳۱۰۰۔ عَنْ نَافِعٍ عَنْ سَائِبَةَ مَوْلَاةٍ لِّلْفَاكِهِ بْنِ الْمُغِيرَةِ: اَنَّهَا دَخَلَتْ عَلٰى عَائِشَةَ، فَرَأَتْ فِيْ بَيْتِهَا رُمْحًا مَوْضُوْعًا فَقَالَتْ: يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ! مَا تَصْفِيْنَ بِهٰذَا الرُّمْحِ؟ قَالَ: نَقْتُلُ بِهِ الْاَوْزَاغَ، فَإِنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ اَخْبَرَنَا: ((اَنَّ اِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ، حِيْنَ اُلْقِيَ فِي النَّارِ، لَمْ تَكُنْ دَابَّةٌ اِلَّا تُطْفِئُ عَنْهُ غَيْرَ الْوَزَغِ، فَإِنَّهُ كَانَ يَنْفُخُ عَلَيْهِ)). ((فَاَمَرَ . عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ . بقتله)). [الصحيحة:۱۵۸۱]

امام نافع، فاکہ بن مغیرہ کی لونڈی سائبہ سے بیان کرتے ہیں کہ وہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئی اور ان کے گھر میں ایک نیزہ دیکھ کر پوچھا: اے ام المومنین! اس نیزے کو کیا کرتی ہو؟ انھوں نے کہا: ہم اس سے چھپکلیوں کو مارتی ہیں، کیونکہ نبیٔ کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا گیا تو ہر جانور نے اس آگ کو بجھانے (کے لئے کوشش) کی، سوائے اس چھپکلی کے، کہ یہ (آگ کو بھڑکانے کے لئے) پھونک مارتی تھی۔'' اس لئے آپ ﷺ نے اسے مارنے کا حکم دیا۔

فوائد: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (من قتل وزغا فی اول ضربه كتبت له مائة حسنة وفی الثانية دون ذالك وفی الثالثة دون ذالك۔) [مسلم] یعنی: جس نے چھپکلی کو پہلی ضرب میں مار دیا اسے سو نیکیاں ملیں گی، دو ضربوں سے مارنے والے کو اس سے کم اور تین ضربوں سے مارنے والے کو دوسرے سے بھی کم نیکیاں ملتی ہیں۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس سنت پر عمل کرنے کے لئے ایک نیزہ رکھا ہوا تھا۔

باب الديك العجيب

عجیب وغریب مرغ کا بیان

۳۱۰۱۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعًا: ((اِنَّ اللّٰهَ اَذِنَ لِيْ اَنْ اُحَدِّثَ عَنْ دِيْكٍ قَدْ مَرَقَتْ رِجْلَاهُ فِي الْاَرْضِ، وَعُنُقُهُ منثن تَحْتَ الْعَرْشِ، وَهُوَ يَقُوْلُ: سُبْحَانَكَ مَا اَعْظَمَكَ رَبَّنَا! فَيَرُدُّ عَلَيْهِ: مَا يَعْلَمُ ذٰلِكَ مَنْ حَلَفَ بِيْ كَاذِبًا)). [الصحيحة:۱۵۰]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک اللہ تعالیٰ نے مجھے اجازت دی ہے کہ میں ایک مرغے کی (ساخت) بیان کروں، جس کی ٹانگیں زمین میں گڑی ہوئی ہیں اور اس کی گردن عرش کے نیچے مڑی ہوئی ہے اور وہ کہتا ہے: اے ہمارے ربّ! تو پاک ہے، تو کتنا عظیم ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے جوابًا کہتے ہیں: وہ آدمی میری اس حقیقت کو نہیں جانتا جو میری جھوٹی قسم

اٹھاتا ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۱۵۰۔ طبرانی فی الاوسط (۷۳۲۰)' ابو الشیخ فی العظمة (۵۲۴)' ابو یعلی (۲۶۱۹)۔

فوائد: قدرت والا ہی اپنی قدرتوں کے مظاہر کے حقائق کو جانتا ہے۔

باب القدر

تقدیر کا بیان

۳۱۰۲۔ عَنْ اَبِيْ نَضْرَةَ، قَالَ: مَرِضَ رَجُلٌ مِّنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَدَخَلَ عَلَيْهِ اَصْحَابُهُ يَعُوْدُوْنَهُ ، فَبَكٰى ، فَقِيْلَ لَهُ: مَا يُبْكِيْكَ يَا عَبْدَاللّٰهِ؟ اَلَمْ يَقُلْ لَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((**خُذْ مِنْ شَارِبِكَ ثُمَّ اَقِرَّهُ حَتّٰى تَلْقَانِيْ؟**)) قَالَ: بَلٰى، وَلٰكِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((**اِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى قَبَضَ قَبْضَةً بِيَمِيْنِهِ، فَقَالَ: هٰذِهِ لِهٰذِهِ وَلَا اُبَالِيْ، وَقَبَضَ قَبْضَةً اُخْرٰى يَعْنِيْ: بِيَدِهِ الْاُخْرٰى، فَقَالَ: هٰذِهِ لِهٰذِهِ وَلَا اُبَالِيْ**)). فَلَا اَدْرِيْ فِيْ اَيِّ الْقَبْضَتَيْنِ اَنَا۔ [الصحيحة: ۵۰]

ابونضرہ کہتے ہیں: ایک صحابی بیمار ہو گئے' اس کے ساتھی اس کی تیمار داری کرنے کے لئے اس کے پاس گئے' وہ رونے لگ گیا۔ اس سے پوچھا گیا: اللہ کے بندے! کیوں رو رہے ہو؟ کیا رسول اللہ ﷺ نے تجھے یہ نہیں کہا تھا کہ ''اپنی مونچھیں کاٹ دو اور پھر اسی چیز پر برقرار رہنا' یہاں تک کہ مجھے آملو۔''؟ اس نے کہا: کیوں نہیں' (آپ ﷺ نے واقعی یہ بشارت مجھے دی تھی) لیکن میں نے آپ ﷺ کو یہ بھی فرماتے ہوئے سنا کہ ''بیشک اللہ تبارک وتعالی نے دائیں ہاتھ سے (اپنے بندوں کی) ایک مٹھی بھری اور فرمایا کہ اس مٹھی والے (جنت) کے لئے ہیں اور مجھے کسی کی کوئی پروانہیں ہے' پھر دوسرے ہاتھ سے دوسری مٹھی بھری اور فرمایا کہ اس مٹھی والے (جہنم) کے لئے ہیں اور میں کسی کی کوئی پروانہیں کرتا۔'' (میرے رونے کی وجہ یہ فکر ہے کہ) میں یہ نہیں جانتا کہ میں کس مٹھی میں ہوں گا۔

تخریج: الصحیحة ۵۰۔ احمد (۵/ ۶۸)' البزار (الکشف: ۲۱۴۳)' عن ابی موسی رضی اللہ عنہ ابو یعلی (۳۴۲۲) عن انس رضی اللہ عنہ۔

فوائد: اللہ تعالی کے علم کو تقدیر کہتے ہیں' ازل سے اسے علم ہے کہ فلاں فلاں جنت میں جائے گا اور فلاں فلاں جہنم میں۔ لیکن اس سے قطعاً یہ لازم نہیں آتا کہ ہم عمل کرنے سے غفلت برتیں' کیونکہ جو ہستی مستقبل کے تمام امور سے بخوبی آگاہ ہے' اسی نے اعمال صالحہ کرنے کا حکم دیا ہے اور انسان کو اچھے یا برے اعمال کرنے کے اختیارات سونپے ہیں۔

باب رحمة الله

اللہ کی رحمت کا بیان

۳۱۰۳۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ، عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((**اِنَّ اللّٰهَ حِيْنَ خَلَقَ الْخَلْقَ كَتَبَ بِيَدِهِ عَلٰى نَفْسِهِ: اِنَّ رَحْمَتِيْ تَغْلِبُ غَضَبِيْ**)).

[الصحيحة: ۱۶۲۹]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب اللہ تعالی نے مخلوقات کو پیدا کیا تو اپنے ہاتھ سے اپنے بارے میں لکھا کہ بیشک میری رحمت' میرے غضب پر غالب آجاتی ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۱۶۲۹۔ ترمذی (۳۵۴۳) واللفظ له' ابن ماجه (۴۲۹۵)' احمد (۲/ ۴۳۲)۔

فوائد: جنت اللہ تعالی کی رحمت کا سب سے بڑا شاہکار ہے۔ جو آدمی' وہ نیک ہو یا برا' جنت میں داخل ہو گا' وہ محض اللہ تعالی کی رحمت کی بنا پر داخل ہو گا۔

باب: تخلیق آدم علی صورته ایاه

آدم علیہ السلام کو بس اسی (آدم) کی صورت پر ہی پیدا کیا گیا ہے

۳۱۰۴۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ مَرْفُوْعًا: ((اِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ آدَمَ عَلٰی صُوْرَتِهٖ، وَطُوْلُهٗ سِتُّوْنَ ذِرَاعًا)). [الصحیحة: ۱۰۷۷]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بیشک اللہ تعالی نے حضرت آدم علیہ السلام کو اپنی صورت پر پیدا کیا اور ان کا قد ساٹھ ہاتھ تھا۔

تخریج: الصحیحة ۱۰۷۷۔ احمد (۲/ ۳۲۳)' عبد بن حمید (۱۴۲۷)' ابن خزیمة فی التوحید (۱/ ۹۲/ ۹۳)' بخاری (۳۳۲۶)و مسلم (۲۸۴۱)' من طریق آخر عنه و یاتی برقم (۳۱۵۳)۔

تخلیق آدم فی التربة المختلفة

آدم کی تخلیق مختلف مٹیوں سے ہوئی

۳۱۰۵۔ عَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ مَرْفُوْعًا: ((اِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ آدَمَ مِنْ قَبْضَةٍ قَبَضَهَا مِنْ جَمِیْعِ الْاَرْضِ ، فَجَاءَ بَنُوْ آدَمَ عَلٰی قَدْرِ الْاَرْضِ،جَاءَ مِنْهُمُ الْاَحْمَرُ وَالْاَ بْیَضُ وَالْاَ سْوَدُ، وَبَیْنَ ذٰلِكَ، وَالسهل والحزن، وَالْخَبِیْثُ وَالطَّیِّبُ)). [الصحیحة: ۱۶۳۰]

سیدنا ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بیشک اللہ تعالی نے ساری زمین سے ایک مٹھی بھری اور اس سے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا' یہی وجہ ہے کہ اولادِ آدم زمین کی مٹی کی نوعیت کے مطابق پیدا ہوئے ہیں' یعنی کوئی سرخ ہے' کوئی سفید ہے' کوئی سیاہ ہے اور کسی کی رنگتیں ان کے درمیان درمیان ہیں اور کوئی نرم ہے تو کوئی سخت اور کوئی خبیث ہے تو کوئی طیب۔''

تخریج: الصحیحة ۱۶۳۰۔ ابن سعد فی الطبقات (۱/ ۲۶)' الواحدی فی الوسط (۱/ ۱۱۴'۱۱۵)' احمد (۴/ ۴۰۶)' ابوداؤد (۴۶۹۳)' ترمذی (۲۹۵۵) بنحوه۔

باب: الهدیٰ و الضلالة من القدر

ہدایت اور ضلالت' تقدیر کی وجہ سے ہے

۳۱۰۶۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ مَرْفُوْعًا: ((اِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ خَلْقَهٗ فِیْ ظُلْمَةٍ وَّاَلْقٰی عَلَیْهِمْ مِّنْ نُوْرِهٖ ، فَمَنْ اَصَابَهٗ مِنْ ذٰلِكَ النُّوْرِ اِهْتَدٰی بِهٖ، وَمَنْ اَخْطَاهُ ضَلَّ)). قَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو: فَلِذٰلِكَ اَقُوْلُ: جُفَّ الْقَلَمُ بِمَا هُوَ

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بلاشبہ اللہ تعالی نے اپنی مخلوق کو اندھیرے میں پیدا کیا اور پھر اس پر اپنا نور ڈالا' جس کو وہ نور نصیب ہوا وہ ہدایت پا گیا اور جس سے تجاوز کر گیا' وہ گمراہ ہو گیا۔'' سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اسی لئے میں کہتا ہوں کہ جو کچھ ہونے والا ہے' قلم اسے

كَائِنٌ۔ [الصحيحة:١٠٧٦]

لکھ کر خشک ہو چکا ہے۔

تخریج: الصحیحۃ ۱۰۷۶- الاجری فی الشریعتہ (۳۳۷)، ابن حبان (۶۱۲۹)، احمد (۲/ ۱۷۶)، ترمذی (۲۶۴۲) بنحوہ من طریق آخر

باب: دخول الجنة والنار من القدر

جنت اور جہنم میں داخلہ تقدیر کی وجہ سے

٣١٠٧- عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ قَتَادَةَ اَسْلَمِيِّ مَرْفُوْعًا: ((اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ خَلَقَ آدَمَ، ثُمَّ اَخَذَ الْخَلْقَ مِنْ ظَهْرِهِ ، وَقَالَ: وَهٰؤُلَاءِ اِلَى الْجَنَّةِ وَلَا اُبَالِيْ ، وَهٰؤُلَاءِ اِلَى النَّارِ وَلَا اُبَالِيْ ،فَقَالَ قَائِلٌ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! فَعَلٰى مَاذَا نَعْمَلُ؟ قَالَ: عَلٰى مَوَاقِعِ الْقَدْرِ)). [الصحيحة:٤٨]

سیدنا عبد الرحمٰن بن قتادہ اسلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”بیشک اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا، پھر ان کی پیٹھ سے ان کی اولاد کو نکالا اور فرمایا: یہ جنت کے لئے ہیں اور میں بے پروا ہوں اور یہ جہنم کے لئے ہیں اور میں کوئی پروا نہیں کرتا۔“ کسی نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم کس چیز کے مطابق عمل کریں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تقدیر کے مطابق۔“

تخریج: الصحیحۃ ۴۸- ابو لیلی (۳۴۲۲)، الدولابی فی الکنی (۲/ ۴۸)، عقیلی فی الضعفاء (۱/ ۲۰۷)۔

فوائد: بلاشک وشبہ اللہ تعالیٰ نے بنو آدم کو نیکی و بدی کرنے کے اختیارات سونپ رکھے ہیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿انا هدینه السبیل اما شاکر و اما کفورا﴾ [سورۂ دہر: ۳] یعنی: ”ہم نے اسے راہ دکھائی اب خواہ وہ شکر گزار بنے، خواہ ناشکرا۔“ لیکن اللہ تعالیٰ کو یہ معلوم ہے کہ کون کیا عمل کرے گا اور کس کا کیا انجام ہوگا، پھر اس کو قلمی شکل دے دی، اس کو اللہ تعالیٰ کی تقدیر یا اس کا علم کہتے ہیں۔ یا یوں سمجھئے کہ اللہ تعالیٰ نے بنو آدم کے طرزِ حیات اور ان کے انجام کی پیشین گوئی کی جو حق ثابت ہوئی۔ اب کوئی انسان مجبور ہو کر نیک یا برے اعمال نہیں کر رہا، بلکہ اسے اختیار ہے، اس نے خود انتخاب کرنا ہے، یہ بات علیحدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اس کے انتخاب کا علم ہے۔ اب انسان کے عمل اور اللہ تعالیٰ کے علم میں من وعن موافقت ہے، اسی کو کہتے ہیں کہ انسان اللہ تعالیٰ کی تقدیر کے مطابق عمل کر رہا ہے۔

٣١٠٨- عَنْ اَنَسٍ مَرْفُوْعًا: ((اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ قَبَضَ قَبْضَةً، فَقَالَ: فِي الْجَنَّةِ بِرَحْمَتِيْ وَقَبَضَ قَبْضَةً، فَقَالَ: فِي النَّارِ وَلَا اُبَالِيْ)). [الصحيحة:٤٧]

سیدنا انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”بیشک اللہ تعالیٰ نے ایک مٹھی بھری اور فرمایا: یہ میری رحمت سے جنت میں ہوں گے اور دوسری مٹھی بھری اور فرمایا: یہ جہنم میں ہوں گے اور میں کوئی پروا نہیں کرتا۔“

فوائد: اس میں بھی اللہ تعالیٰ کے علم کا بیان ہے۔

باب ضحك السحاب و نطقه

بادلوں کے ہنسنے اور بولنے کا بیان

٣١٠٩- عَنْ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ سَعْدٍ، اَخْبَرَنِيْ اَبِيْ، قَالَ: كُنْتُ جَالِسًا جَنْبَ حُمَيْدِ ابْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ فِي الْمَسْجِدِ، فَمَرَّ شَيْخٌ جَمِيْلٌ مِّنْ بَنِيْ غِفَارٍ، وَفِيْ اُذُنَيْهِ صمم اَوْ قَالَ: وَقْرٌ، فَاَرْسَلَ اِلَيْهِ حُمَيْدٌ،

ابراہیم بن سعد کہتے ہیں: مجھے میرے باپ نے بتایا کہ وہ حمید بن عبد الرحمٰن کے ساتھ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے، اتنے میں وہاں سے بنو غفار کے ایک خوبصورت بزرگ، جو کچھ بہرے تھے، کا گزر ہوا۔ حمید نے انھیں بلوا بھیجا، جب وہ آئے تو حمید نے میرے باپ

فَلَمَّا اَقْبَلَ، قَالَ: يَا بْنَ اَخِي اَوْسِعْ لَهُ فِيمَا بَيْنِي وَبَيْنَكَ، فَإِنَّهُ قَدْ صَحِبَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ، فَجَاءَ حَتّٰی جَلَسَ فِيمَا بَيْنِي وَبَيْنَهُ، فَقَالَ لَهُ حُمَيْدٌ: هٰذَا الْحَدِيْثُ الَّذِيْ حَدَّثْتَنِيْ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ؟ فَقَالَ: الشَّيْخُ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ يُنْشِئُ السَّحَابَ فَيَنْطِقُ اَحْسَنَ النُّطْقِ، وَيَضْحَكُ اَحْسَنَ الضِّحْكِ)).

[الصحيحة: ١٦٦٥]

سے کہا: میرے اور اپنے درمیان اس بزرگ کے بیٹھنے کے لئے وسعت پیدا کرو کیونکہ یہ نبی کریم ﷺ کے صحابی ہیں۔ وہ آئے اور ان دونوں کے درمیان بیٹھ گئے۔ حمید نے انھیں کہا: وہ حدیث کون سی ہے جو آپ نے رسول اللہ ﷺ سے مجھے بیان کی ہے؟ انھوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: ''بیشک اللہ تعالی بادل پیدا کرتے ہیں، پھر وہ بادل حسین انداز میں بولتے ہیں اور خوبصورت انداز میں ہنستے ہیں۔''

تخریج: الصحیحة ۱۶۶۵۔ احمد (۵/ ۴۳۵)، ابن منده فی المعرفة (۲/۲۷۹/ ۱) الاجری فی الشریعة (۶۳۸)، بیھقی فی الاسماء (ص:۴۷۳)۔

فوائد: کائنات کی ہر مخلوق کا اللہ تعالی کے ساتھ مخصوص انداز میں تعلق ہوتا ہے، عام انسان اس تعلق کو نہیں سمجھ پاتے۔ کیونکہ ان کی عقل بھی محدود ہے اور علم بھی۔

باب: اول مخلوق

سب سے پہلے پیدا ہونے والی چیز کا بیان

۳۱۱۰۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مَرْفُوْعًا: ((اِنَّ اَوَّلَ شَيْءٍ خَلَقَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی الْقَلَمَ، وَاَمَرَهُ اَنْ يَكْتُبَ كُلَّ شَيْءٍ يَكُوْنُ)). [الصحيحة:١٣٣]

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالی نے سب سے پہلے قلم کو پیدا کیا اور اسے (مستقبل میں) ہونے والی ہر چیز کے لکھنے کا حکم دیا۔''

تخریج: الصحیحة ۱۳۳۔ ابویعلی (۲۳۲۹)، بیھقی فی الاسماء والصفات (ص:۲۷۱)۔

فوائد: امام البانی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں: کئی لوگوں کے دلوں میں یہ عقیدہ مضبوط ہو چکا ہے کہ سب سے پہلے اللہ تعالی نے محمد رسول اللہ ﷺ کا نور پیدا کیا، لیکن یہ عقیدہ بے بنیاد ہے اور عبدالرزاق کی حدیث کی سند معروف نہیں ہے۔...... نیز اس حدیث میں ان لوگوں کا بھی ردّ ہے جو اللہ تعالی کے عرش کو پہلی مخلوق تصور کرتے ہیں، لیکن اس مسئلہ میں آپ ﷺ سے کوئی معتبر نص منقول نہیں ہے۔ ......۔[صحیحہ:۱۳۳ کے تحت]

باب: اول من عبد الاصنام وغیر دین اسماعیل علیه السلام

سب سے پہلے بتوں کی عبادت اور دین اسماعیل علیہ السلام کو تبدیل کرنے والے کا بیان

۳۱۱۱۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((اِنَّ اَوَّلَ من سيب السوائب وَعَبَدَ الْاَصْنَامَ اَبُوْ خُزَاعَةَ عَمْرُو بْنُ ، وَاِنِّيْ رَاَيْتُهُ يَجُرُّ

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سب سے پہلے اونٹنیوں کو غیر اللہ کی منت کی وجہ سے آزاد چھوڑنے والا اور بتوں کی عبادت کرنے والا ابوخزاعہ عمرو بن

أَمْعَاءَهُ فِي النَّارِ)). [الصحيحة:١٦٧٧]

عامر ہے، میں نے اسے دیکھا کہ وہ جہنم میں اپنی انتڑیاں گھسیٹ رہا تھا۔"

تخریج: الصحیحة ۱۶۷۷۔ احمد (۱/ ۴۴۶)، بخاری (۳۵۲۱، ۴۶۲۳)، مسلم (۲۸۵۶)، عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ بنحوہ ولیس فیہ "وعبدالاصنام"۔

باب الخوف من الله

۳۱۱۲۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((اِنَّ ابْنَيْ اِسْرَائِيْلَ اسْتَخْلَفُوْا خَلِيْفَةً عَلَيْهِمْ بَعْدَ مُوْسٰى ﷺ فَقَامَ يُصَلِّيْ لَيْلَةً فَوْقَ بَيْتَ الْمَقْدَسِ فِي الْقَمَرِ، فَذَكَرَ اُمُوْرٌ كَانَ صَنَعَهَا،فَخَرَجَ، فتدلى بِسَبَبٍ،فَاَصْبَحَ السبب مُعَلَّقًا فِي الْمَسْجِدِ، وَقَدْ ذَهَبَ :قَالَ: فَانْطَلَقَ حَتّٰى اَتٰى قَوْمًا عَلٰى شط الْبَحْرِ، فَوَجَدَهُمْ يَضْرِبُوْنَ لَبِنًا، اَوْ يَصْنَعُوْنَ لَبِنًا، فَسَاَلَهُمْ :كَيْفَ تَاْخُذُوْنَ عَلٰى هٰذَا اللَّبِنِ؟ قَالَ: فَاَخْبَرُوْهُ، فلبن مَعَهُمْ، فَكَانَ يَاْكُلُ مِنْ عَمَلِ يَدِهِ، فَاِذَا كَانَ حِيْنَ الصَّلَاةَ قَامَ يُصَلِّيْ ، فَرَفَعَ ذٰلِكَ الْعُمَّالُ اِلٰى دَهْقَانِهِمْ، اِنَّ فِيْنَارَجُلاً يَفْعَلُ كَذَوَكَذَا، فَاَرْسَلَ اِلَيْهِ فَاَبٰى اَنْ يَّاْتِيَهُ،ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ اَنَّهُ جَاءَ يَسِيْرُ عَلٰى دَابَّتِهِ، فَلَمَّا رَاٰهُ فَرَّ، فَاتَّبَعَهُ فَسَبَقَهُ، فَقَالَ: اَنْظِرْنِيْ اُكَلِّمُكَ، قَالَ: فَقَامَ حَتّٰى كَلَّمَهُ،فَاَخْبَرَهُ خَبَرَهُ فَلَمَّا اَخْبَرَهُ اَنَّهُ كَانَ مَلِكًا، وَاَنَّهُ فَرَّمِنْ رَهْبَةِ رَبِّهِ، قَالَ: اِنِّيْ لَاَظُنُّنِيْ لَاحِقٌ بِكَ، قَالَ: فَاتَّبَعَهُ، فَعَبَدَا اللّٰهَ، حَتّٰى مَاتَا بِرُمَيْلَةَ)) مِصْرَ،قَالَ عَبْدُاللّٰهِ : لَوْ اَنِّيْ كُنْتُ ثُمَّ لَا هُتَدَيْتُ اِلٰى قَبْرِهِمَا بِصِفَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الَّتِيْ وَصَفَ لَنَا ۔ [الصحيحة:٢٨٣٣]

اللہ سے ڈرنے کا بیان

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "بنو اسرائیل نے حضرت موسی علیہ السلام کے بعد اپنے لئے ایک خلیفہ مقرر کیا، ایک دن وہ چاندنی رات کو بیت المقدس کے اوپر نماز پڑھنے لگ گیا اور وہ امور یاد کیے جو اس نے سرانجام دیئے تھے۔ پھر وہ وہاں سے نکلا اور رسی کے ساتھ لٹکا۔ اب مسجد میں رسی لٹکی رہی اور وہ وہاں سے چلا گیا اور سمندر کے کنارے پر ایسے لوگوں کے پاس پہنچ گیا جو کچی اینٹیں بنا رہے تھے۔ ان سے پوچھا کہ تم لوگ یہ اینٹیں بنانے کی کتنی اجرت لیتے ہو؟ انھوں نے (ساری صورتحال) بتائی۔ نتیجتاً اس نے بھی اینٹیں بنانا شروع کر دیں اور اپنے ہاتھ کی کمائی سے گزر بسر کرنے لگ گیا۔ جب نماز کا وقت ہوتا تو وہ نماز پڑھتا تھا۔ عُمّال نے یہ بات اپنے سردار تک پہنچادی کہ ایک آدمی ایسے ایسے کرتا ہے۔ اُس نے اِس کو بلایا، لیکن اِس نے اُس کے پاس جانے سے انکار کر دیا، ایسے تین دفعہ ہوا، بالآخر وہ سواری پر سوار ہو کر آیا، جب اس نے اس کو آتے ہوئے دیکھا تو بھاگنا شروع کر دیا، اس نے اس کا تعاقب کیا اور اس سے سبقت لے گیا اور کہا: مجھے اتنی مہلت دو کہ میں تمھارے ساتھ بات کر سکوں۔ چنانچہ وہ ٹھہر گیا، اِس نے اُس سے بات کی، اس نے ساری صورتحال واضح کی اور کہا کہ میں بھی ایک بادشاہ تھا، لیکن اپنے ربّ کے ڈر کی وجہ سے بھاگ آیا ہوں۔ اس نے یہ سن کر کہا: مجھے گمان ہے کہ میں بھی تمھارے ساتھ مل جاؤں گا، پھر وہ اس کے پیچھے چلا گیا اور وہ دونوں اللہ

تعالی کی عبادت کرنے لگے' حتی کہ مصر کے رمیلہ مقام پر فوت ہو گئے۔'' سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: اگر میں وہاں ہوتا تو ان کی قبروں کو ان صفات کی بنا پر پہچان لیتا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کی تھیں۔

تخریج: الصحیحة ۲۸۳۳۔ البزار (الکشف:۳۶۸۹) و (البحر :۱۹۹۰)' احمد (۱/ ۴۵۱)' ابو یعلی (۵۰۱۵' ۵۳۸۳)' طبرانی فی الکبیر(۱۰۳۷۰)' من طریق آخر عنه بمنعاہ۔

باب: لقد كان قصصهم عبرة لاولی الالباب

باب: پہلی قوموں کے قصے باعث عبرت ہے

۳۱۱۳۔ عَنْ اَبِي بُرْدَةَ، عَنْ اَبِيهِ[اَبِيْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ] مَرْفُوْعًا: ((اِنَّ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ كَتَبُوْا كِتَابًا فَاتَّبَعُوْهُ وَتَرَكُوا التَّوْرَاةَ)). [الصحيحة:٢٨٣٢]

ابو بردہ اپنے باپ سیدنا ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بیشک بنو اسرائیل نے خود ایک کتاب لکھی اور اس کی پیروی کرنے لگ گئے اور تورات کو ترک کر دیا۔''

تخریج: الصحیحة ۲۸۳۲۔ طبرانی فی الاوسط (۵۵۴۴)۔

فوائد: اللہ تعالی نے بھی ان کی اس قبیح خصلت کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا: ﴿فويل للذين يكتبون الكتاب بايديهم ثم يقولون هذا من عند الله ليشتروا به ثمنا قليلا فويل للهم مما كتبت ايديهم وويل لهم مما يكسبون٥﴾ [سورۂ بقرہ: ۷۹] یعنی: ''ان لوگوں کے لئے ہلاکت ہے جو اپنے ہاتھوں کی لکھی ہوئی کتاب کو اللہ تعالی کی طرف کی کہتے ہیں اور اس طرح دنیا کماتے ہیں۔ ان کے ہاتھوں کی لکھائی پر اور ان کی کمائی پر ہلاکت اور افسوس ہے۔'' شریعت سازی کرنا اور زمان و مکاں سے متاثر ہو کر فتووں میں تبدیلی لانا بنواسرائیل کے علمائے سوء کے بائیں ہاتھ کا کھیل تھا۔

باب: هل اصابنا ما اصابهم

باب:

۳۱۱٤۔ عَنْ رَبِيعِ بْنِ عُمَيْلَةَ، قَالَ: ثَنَا عَبْدُاللّٰهِ، مَاسَمِعْنَا حَدِيْثًا هُوَاَحْسَنُ مِنْهُ اِلَّا كِتَابَ اللّٰهِ۔ عَزَّوَجَلَّ۔ وَرِوَايَةً عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: ((اِنَّ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ لَمَّا طَالَ الْاَمَدُ وَقَسَتْ قُلُوْبُهُمْ اِخْتَرَعُوْا كِتَابًا مِّنْ عِنْدِ اَنْفُسِهِمْ ، اِسْتَهْوَتْهُ قُلُوْبُهُمْ ، وَاسْتَحْلَتْهُ اَلْسِنَتُهُمْ ، وَكَانَ الْحَقُّ يَحُوْلُ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ كَثِيْرٍ مِّنْ شَهَوَاتِهِمْ ،حَتّٰى نَبَذُوْا كِتَابَ اللّٰهِ

ربیع بن عمیلہ کہتے ہیں: سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ہمیں اتنی بہترین حدیث بیان کی' کہ ہم نے اسے قرآن مجید کے بعد حسین پایا' وہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب بنو اسرائیل کی مدت دراز ہوئی اور ان کے دل سخت ہو گئے تو انھوں نے خود ایک ایسی کتاب ترتیب دی' جو ان کے دلوں کو پسند اور زبانوں کو میٹھی لگتی تھی اور اس وقت حق بھی وہی ہوتا تھا جو ان کی شہوات کے ارد گرد منڈلاتا تھا۔ انھوں نے اللہ تعالی کی کتاب

وَرَاءَ ظُهُوْرِهِمْ كَاَنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ، فَقَالُوْا: (الْاَصْلُ: فَقَالَ)اعْرِضُوْا هٰذَا لْكِتَابَ عَلٰى بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ، فَاِنْ تَابَعُوْكُمْ عَلَيْهِ، فَاتْرُكُوْهُمْ ، وَاِنْ خَالَفُوْكُمْ فَاقْتُلُوْهُمْ،قَالَ: لَا، بَلْ اِبْعَثُوْا اِلٰى فُلَانٍ.رَجُلٌ مِّنْ عُلَمَائِهِمْ. فَاِنْ تَابَعَكُمْ فَلَنْ يَّخْتَلِفَ عَلَيْكُمْ بَعْدَهُ اَحَدٌ. فَاَرْسَلُوْا اِلَيْهِ فَدَعَوْهُ ، فَاَخَذَ وَرَقَةً فَكَتَبَ فِيْهَا كِتَابَ اللّٰهِ، ثُمَّ اَدْخَلَهَا فِيْ قَرْنٍ، ثُمَّ عَلَّقَهَا فِيْ عُنُقِهِ، ثُمَّ لَبِسَ عَلَيْهَا الثِّيَابَ، ثُمَّ اَتَاهُمْ،فَعَرَضُوْا عَلَيْهِ الْكِتَابَ فَقَالُوْا: تُؤْمِنُ بِهٰذَا؟ فَاَشَارَاِلٰى صَدْرِهِ. يَعْنِي الْكِتَابَ الَّذِيْ فِي الْقَرْنِ.فَقَالَ: آمَنْتُ بِهٰذَا ، وَمَا لِيَ لَا اُؤْمِنُ بِهٰذَا؟ فَخَلَّوْا سَبِيْلَهُ. قَالَ: وَكَانَ لَهُ اَصْحَابٌ يَغْشَوْنَهُ فَلَمَّا حَضَرَتْهُ الْوَفَاةُ اَتَوْهُ، فَلَمَّا نَزَعُوْا ثِيَابَهُ وَجَدُوْا الْقَرْنَ فِيْ جَوْفِهِ الْكِتَابُ، فَقَالُوْا: اَلَاتَرَوْنَ اِلٰى قَوْلِهِ: آمَنْتُ بِهٰذَا، وَمَا لِيَ لَا اُؤْمِنُ بِهٰذَا، فَاِنَّمَا عَنٰى.(هٰذَا) هٰذَا لْكِتَابَ الَّذِيْ فِي الْقَرْنِ قَالَ: فَاخْتَلَفَ بَنُوْ اِسْرَائِيْلَ عَلٰى بِضْعٍ وَّسَبْعِيْنَ فِرْقَةً، خَيْرُ مِلَلِهِمْ اَصْحَابُ اَبِي الْقَرْنِ)).

[الصحيحة:٢٦٩٤]

کو اپنی پیٹھوں کے پیچھے پھینک دیا' ایسے لگتا تھا کہ یہ لوگ کچھ بھی نہیں جانتے۔ پھر (ایک وقت ایسا بھی آیا کہ) انھوں نے کہا کہ یہ (خود ساختہ) کتاب بنواسرائیل پر پیش کرو' اگر وہ تمھاری پیروی کرنے لگیں تو انھیں کچھ نہ کہو اور اگر مخالفت کریں تو ان کو قتل کر دو۔ لیکن اس نے کہا: نہیں' بلکہ یوں کرو کہ فلاں عالم کے پاس پیغام بھیجو' اگر اس نے تمھاری پیروی کی تو اس کے بعد کوئی بھی اختلاف نہیں کرے گا۔ انھوں نے اس کی طرف کسی کو بھیج کر اسے بلایا۔ اس نے ایک ورق لیا' اس میں اللہ تعالی کی کتاب لکھی' پھر اسے ایک سینگ میں ڈال کر اپنی گردن میں لٹکا لیا اور اس کے اوپر کپڑے زیب تن کر لئے اور ان کے پاس پہنچ گیا۔ انھوں نے اس پر (اپنی من گھڑت) کتاب پیش کی اور کہا: کیا تو اس پر ایمان لاتا ہے؟ اس نے جوابًا اپنے سینے کی طرف یعنی سینگ کے اندر موجودہ کتاب کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا: میں اس پر ایمان لاتا ہوں اور میں بھلا اس پر ایمان کیوں نہ لاؤں۔ (اس کا مقصد سینگ میں پنہاں کتاب تھی' نہ کہ ان کی خود ساختہ کتاب' لیکن یہ لوگ اس کی بات سمجھ نہیں پا رہے تھے) بہرحال انھوں نے اس کو چھوڑ دیا۔ اس کے کچھ ساتھی تھے' جو اس کی مجلس میں بیٹھتے تھے' جب وہ فوت ہو گیا تو وہ آئے اور اس کے کپڑے اتارے' وہاں انھیں ایک سینگ نظر آیا جس کے اندر اصل کتاب تھی۔ اب (وہ اصل حقیقت سمجھے اور) کہا: جب اس بندے نے یہ کہا تھا کہ ''میں اس کتاب پر ایمان لایا ہوں اور ایمان کیوں نہ لاؤں'' تو اس کی مراد یہ کتاب تھی جو سینگ میں موجود ہے (جو کہ حق ہے)۔ سو بنو اسرائیل تہتر چوہتر فرقوں میں بٹ گئے' ان میں سب سے بہتر فرقے والے وہ لوگ ہیں جو اس سینگ والے کے ساتھی اور پیروکار تھے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۶۹۴۔ بیہقی فی الشعب (۷۵۸۹)۔

فوائد: معلوم ہوا کہ مجبوری کے وقت بظاہر باطل پرستوں کی موافقت کرنا جائز ہے' ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿ومن کفر باللہ من بعد ایمانہ الا من اکرہ وقلبہ مطمئن بالایمان ولکن من شرح بالکفر صدرا فعلیھم غضب من اللہ ولھم عذاب عظیم○﴾ [سورۂ نحل:۱۰۶] یعنی: ''جو شخص اپنے ایمان کے بعد اللہ تعالی سے کفر کرے' بجز اس کے جس پر جبر کیا جائے اور اس کا دل ایمان پر برقرار ہو' مگر جو لوگ کھلے دل سے کفر کریں ان پر اللہ تعالی کا غضب اور ان کے لئے بہت بڑا عذاب ہے۔'' امام قرطبیؒ نے کہا: اہل علم کا اس بات پر اجماع ہے کہ جس شخص کو کفر پر مجبور کیا جائے وہ جان بچانے کے لئے قولاً یا فعلاً کفر کا ارتکاب کر لے' جب کہ اس کا دل مطمئن ہو' تو وہ کافر نہیں ہوگا' نہ اس کی بیوی اس سے جدا ہوگی اور نہ اس پر دیگر احکام کفر لاگو ہوں گے۔ [فتح القدیر]

باب: ذم الذی لا یشکر بنعم اللہ — اس شخص کی مذمت کہ جو اللہ کی نعمتوں کا شکر ادا نہ کرے

۳۱۱۵۔عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ، اَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ: ((اِنَّ ثَلَاثَةً فِي بَنِي اِسْرَائِيْلَ: اَبْرَصَ، وَاَقْرَعَ، وَاَعْمٰى، فَاَرَادَ اللّٰهُ اَنْ يَبْتَلِيَهُمْ ، فَبَعَثَ اِلَيْهِمْ مَلَكًا، فَاَتَى الْاَبْرَصَ، فَقَالَ: اَيُّ شَيْءٍ اَحَبُّ اِلَيْكَ؟ قَالَ: لَوْنٌ حَسَنٌ ،وَيُذْهَبُ عَنِّي الَّذِي قَدْقَذِرَنِي النَّاسُ. قَالَ: فَمَسَحَهُ، فَذَهَبَ عَنْهُ قَذَرُهُ، وَاُعْطِيَ لَوْنًا حَسَنًا، وَجِلْدًا حَسَنًا، قَالَ: فَاَيُّ الْمَالِ اَحَبُّ اِلَيْكَ ، قَالَ: اَلْاِبِلُ. اَوْقَالَ: اَلْبَقَرُ،شَكَّ اِسْحَاقَ، اان الْاَبْرَصُ اَوِالْاَقْرَعُ قَالَ اَحَدُهُمَا: اَلْاِبِلُ،اَوْقَالَ: اَلْآخَرُ: قَالَ: فَاُعْطِيَ نَاقَةً عُشَرَاءَ،فَقَالَ: بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ فِيْهَا قَالَ: فَاَتَى الْاَقْرَعَ،فَقَالَ: اَيُّ شَيْءٍ، اَحَبُّ اِلَيْكَ؟ قَالَ: شَعْرٌ حَسَنٌ، وَيُذْهَبُ عَنِّي هٰذَا الَّذِي قَذِرَنِي النَّاسُ،قَالَ: فَمَسَحَهُ، فَذَهَبَ عَنْهُ، وَاُعْطِيَ شَعْرًا حَسَنًا، قَالَ: فَاَيُّ الْمَالِ اَحَبُّ اِلَيَّ؟ قَالَ: اَلْبَقَرُ،فَاُعْطِيَ بَقَرَةً حَامِلًا، فَقَالَ: بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ فِيْهَا! قَالَ: فَاَتَى الْاَعْمٰى،فَقَالَ اَيُّ شَيْءٍ اَحَبُّ اِلَيْكَ؟ قَالَ: اَنْ

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''بنی اسرائیل میں سے تین آدمی تھے' ایک برص (سفید داغوں) کے مرض میں مبتلا تھا' دوسرا گنجا اور تیسرا اندھا تھا۔ اللہ تعالی نے ان کو آزمانے کا ارادہ فرمایا' پس ان کی طرف ایک فرشتہ بھیجا' فرشتہ (پہلے) برص والے کے پاس آیا اور اس سے پوچھا' تجھے کون سی چیز سب سے زیادہ محبوب ہے؟ اس نے جواب دیا' اچھا رنگ' خوبصورت جسم' نیز یہ کہ مجھ سے (برص کی یہ بیماری) دور ہو جائے' جس کی وجہ سے لوگ مجھ سے گھن کھاتے ہیں۔ فرشتے نے اس کے جسم پر ہاتھ پھیرا' جس سے (اللہ کے حکم سے) اس کی گھن کھانے والی بیماری دور ہوگئی اور اسے خوبصورت رنگ دے دیا گیا' فرشتے نے اس سے پھر پوچھا' تجھے کون سا مال زیادہ پسند ہے؟ اس نے کہا: اونٹ یا کہا: گائے۔ (اس کی بابت اسحاق راوی کو شک ہوا' (اللہ کے حکم سے) اس کی گھن کھانے والی بیماری دور ہوگئی اور اسے خوبصورت رنگ دے دیا گیا' فرشتے نے اس سے پھر پوچھا' تجھے کون سا مال زیادہ پسند ہے؟ اس نے کہا: اونٹ یا کہا: گائے۔ (اس کی بابت اسحاق راوی کو شک ہوا' لیکن اتنی بات ضرور ہے کہ برص والے اور گنجے میں سے ایک نے اونٹ کا ذکر کیا اور ایک نے گائے کا)۔ چنانچہ اسے آٹھ دس مہینے

يَرُدَّ اللّٰهُ اِلَيَّ بَصَرِي، فَاَبْصُرُبِهِ النَّاسَ، قَالَ: فَمَسَحَهُ، فَرَدَّ اللّٰهُ اِلَيْهِ بَصَرَهُ، قَالَ: فَاَيُّ الْمَالِ اَحَبُّ اِلَيْكَ؟ قَالَ: اَلْغَنَمُ، فَاَعْطٰي شَاةً وَالِدًا، فَاُنْتِجَ هٰذَانِ ، وَوَلَّدَ هٰذَا، قَالَ: فَكَانَ لِهٰذَا وَادٍ مِّنَ الْاِبِلِ، وَلِهٰذَاوَادٍ مِّنَ الْبَقَرِ، وَلِهٰذَا وَادٍ مِّنَ الْغَنَمِ . قَالَ: ثُمَّ اَنَّهُ اَتَى الْاَبْرَصَ فِيْ صُوْرَتِهٖ وَہَيْئَتِهٖ ، فَقَالَ: رَجُلٌ مِسْكِيْنٌ قَدِ انْقَطَعَتْ بِيَ الْحِبَالُ فِيْ سَفَرِيْ، فَلَا بَلَاغَ لِّيْ الْيَوْمَ اِلَّا بِاللّٰهِ ثُمَّ بِكَ، اَسْاَلُكَ. بِالَّذِيْ اَعْطَاكَ اللَّوْنَ الْحَسَنَ، وَالْجِلْدَ الْحَسَنَ ، وَالْمَالَ. بَعِيْرًا اَتَبَلَّغُ عَلَيْهِ فِيْ سَفَرِيْ فَقَالَ: اَلْحُقُوْقُ كَثِيْرَةٌ، فَقَالَ لَهٗ: كَاَنِّيْ اَعْرِفُكَ، اَلَمْ تَكُنْ اَبْرَصَ يَقْذَرُكَ النَّاسُ؟! فَقِيْرًا فَاَعْطَاكَ اللّٰهُ؟! فَقَالَ: اِنَّمَا وُرِّثْتُ هٰذَا لِمَالَ كَابِرًا عَنْ كَابِرٍ! فَقَالَ: اِنْ كُنْتَ كَاذِبًا، فَصَيَّرَكَ اللّٰهُ اِلٰى مَا كُنْتَ .قَالَ: وَاَتَى الْاَقْرَعَ فِيْ صُوْرَتِهٖ ،فَقَالَ لَهٗ مِثْلَ مَاقَالَ لِهٰذَا، وَرَدَّ عَلَيْهِ مِثْلَ مَارَدَّ عَلٰى هٰذَا، فَقَالَ: اِنْ كُنْتَ كَاذِبًا، فَصَيَّرَكَ اللّٰهُ اِلٰى مَا كُنْتَ ! قَالَ: وَاَتَى الْاَعْمٰى فِيْ صُوْرَتِهٖ وَهَيْئَتِهٖ،فَقَالَ: رَجُلٌ مِّسْكِيْنٌ، وَابْنُ سَبِيْلٍ، اِنْقَطَعَتْ بِيَ الْحِبَالُ فِيْ سَفَرِيْ، فَلَا بَلَاغَ لِّيَ الْيَوْمَ اِلَّا بِاللّٰهِ ثُمَّ بِكَ،اَسْاَلُكَ. بَالَّذِيْ رَدَّ عَلَيْكَ بَصَرَكَ. شَاةً اَتَبَلَّغُ بِهَا فِيْ سَفَرِيْ . فَقَالَ: قَدْ كُنْتُ اَعْمٰى، فَرَدَّ اللّٰهُ اِلَيَّ بَصَرِيْ ، فَخُذْ مَاشِئْتَ، وَدَعْ مَاشِئْتَ، فَوَاللّٰهِ! لَا اَجْهَدُكَ الْيَوْمَ شَيْئًا اَخَذْتَهُ لِلّٰهِ! فَقَالَ: اَمْسِكْ مَالَكَ ، فَاِنَّمَا ابْتُلِيْتُمْ ، فَقَدْ رَضِيَ [اللّٰهُ]

کی گابھن اونٹنی دے دی گئی اور فرشتے نے اسے دعا دی کہ اللہ تعالیٰ تیرے لئے اس میں برکت عطا فرمائے۔ پھر وہ فرشتہ گنجے کے پاس آیا اور پوچھا: تجھے کون سی چیز سب سے زیادہ پسند ہے؟ اس نے کہا: اچھے بال' نیز یہ کہ میرا یہ (گنجا پن) ختم ہو جائے' جس کی وجہ سے لوگ مجھ سے نفرت کرتے ہیں' فرشتے نے اس کے جسم پر ہاتھ پھیرا' جس سے اس کا گنجا پن دور ہو گیا اور اسے (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) خوبصورت بال عطا کر دیئے گئے۔ فرشتے نے اس سے پوچھا' تجھے کون سا مال زیادہ پسند ہے؟ اس نے کہا: گائے۔ چنانچہ اسے ایک حاملہ گائے دے دی گئی اور دعا دی کہ اللہ تعالیٰ تیرے لئے اس میں برکت عطا فرمائے۔ اس کے بعد فرشتہ اندھے کے پاس آیا' اس سے پوچھا' تجھے کون سی چیز سب سے زیادہ پسند ہے؟ اس نے کہا: یہ کہ اللہ تعالیٰ مجھے میری بینائی واپس لوٹا دے' پس میں لوگوں کو دیکھوں۔ فرشتے نے اس پر ہاتھ پھیرا' پس اللہ تعالیٰ نے اس کی بینائی بحال کر دی' فرشتے نے اس سے پوچھا: تجھے کون سا مال زیادہ پسند ہے؟ اس نے کہا: بکریاں۔ چنانچہ اسے بچہ جننے والی ایک بکری دے دی گئی۔ اسی طرح سابقہ دونوں (برص والے اور گنجے) کے ہاں بھی دونوں جانوروں (اونٹنی اور گائے) کی نسل خوب بڑھی اور اس نابینا کے ہاں بھی بکری نے بچے دیئے۔ سو (برص والے کے ہاں) ایک وادی اونٹوں کی' گنجے کے ہاں ایک وادی گائیوں کی اور اس اندھے کے ہاں ایک وادی بکریوں کی ہو گئی۔ اب پھر فرشتہ برص والے کے پاس گیا' اس کی صورت اور ہیئت میں آیا اور کہا کہ میں مسکین آدمی ہوں' سفر میں میرے وسائل ختم ہو گئے ہیں' آج میرے وطن پہنچنے کا کوئی وسیلہ اللہ تعالیٰ کے اور پھر تیرے علاوہ کوئی نہیں' اس لئے میں تجھ سے اس ذات کے نام سے جس نے تجھے اچھا رنگ' خوبصورت جسم اور مال عطا کیا ہے' ایک اونٹ

عَنْكَ، وَسَخَطَ عَلَى صَاحِبَيْكَ))۔

[الصحيحة: ۳۵۲۳]

کا سوال کرتا ہوں‘ جس کے ذریعے میں اپنے سفر میں منزل مقصود تک پہنچ جاؤں۔ اس نے جواب دیا: (میرے ذمے پہلے ہی) بہت سے حقوق ہیں‘ یہ سن کر فرشتے نے اس سے کہا: گویا کہ میں تجھے پہچانتا ہوں‘ کیا تو وہی نہیں کہ جس کے جسم پر سفید داغ تھے‘ لوگ تجھ سے گھن کرتے تھے‘ تو فقیر تھا‘ اللہ تعالی نے تجھے مال سے نواز دیا؟ اس نے کہا: یہ مال تو مجھے باپ دادا سے ورثے میں ملا ہے‘ فرشتے نے کہا: اگر تو جھوٹا ہے تو اللہ تعالی تجھے ویسا ہی کر دے جیسا کہ تو تھا۔ اب فرشتہ گنجے کے پاس اس کی پہلی شکل وصورت میں آیا اور اس سے بھی وہی کہا جو (برص والے) کو کہا تھا اور اس گنجے نے بھی وہی جواب دیا جو اُس نے دیا تھا‘ جس پر فرشتے نے اسے بھی بد دعا دی‘ کہ اگر تو جھوٹا ہے تو اللہ تعالی تجھے ویسا ہی کر دے‘ جیسا کہ تو پہلے تھا۔ فرشتہ (پھر) اندھے کے پاس آیا اور کہا کہ میں مسکین اور مسافر آدمی ہوں‘ میرے وسائل سفر میں ختم ہو گئے ہیں‘ آج میرے لئے وطن پہنچنا‘ اللہ تعالی کی مدد پھر تیری مالی اعانت کے بغیر ممکن نہیں‘ اس لئے میں تجھ سے اس ذات کے نام سے‘ جس نے تیری بینائی تجھ پر لوٹا دی‘ ایک بکری کا سوال کرتا ہوں تا کہ اس کے ذریعے سے میں اپنے سفر میں منزلِ مقصود تک پہنچ جاؤں۔ اندھے نے کہا: بلاشبہ میں اندھا تھا‘ اللہ تعالی نے میری بینائی بحال کر دی (تیری سامنے بکریوں کا ریوڑ ہے‘ ان میں سے) جو چاہے لے لے اور جو چاہے چھوڑ دے‘ اللہ تعالی کی قسم! آج میں‘ جو تو اللہ کے لئے لے گا‘ اس میں تجھ سے جھگڑا نہیں کروں گا‘ یہ سن کر فرشتے نے اسے کہا: اپنا مال اپنے پاس ہی رکھ‘ بیشک تمھیں آزمایا گیا ہے (جس میں تو کامیاب رہا) پس اللہ تعالی تجھ سے راضی ہو گیا (اور تیرے دونوں ساتھی ناکام رہے) ان پر تیرا رب ناراض ہو گیا۔“

تخریج: الصحيحة ۳۵۲۳)۔ مسلم (۲۹۶۴)‘ ابن حبان (۳۱۴)‘ بیهقی (۷/ ۲۱۹)‘ بخاری (۳۴۶۴) بنحوه مطولاً۔

فوائد: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مال و دولت کی فراوانی بھی ایک آزمائش ہے۔ اس آزمائش میں کامیاب وہی ہوتا ہے جو مال

کے گھمنڈ میں مبتلا ہو کر' اللہ کو اور اپنی حقیقت کو نہیں بھولتا۔ بلکہ وہ اس دولت کو اللہ کی ضرورت مند مخلوق پر خرچ کر کے خوش ہوتا اور اللہ تعالیٰ کی نعمت کا عملی شکر ادا کرتا ہے اور اس کے برعکس رویہ اختیار کرنے والے ناکام قرار پاتے ہیں' کیونکہ اس رویے کی وجہ سے وہ جھوٹ' بخل اور تکبر کا ارتکاب کرتے ہیں' جو اللہ کی ناراضگی کا باعث ہیں۔

باب: اصل نبع ماء زمزم

باب:

٣١١٦۔عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ،عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((إِنَّ جِبْرِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامَ حِيْنَ رَكَضَ زَمْزَمَ بِعَقِبِهِ جَعَلَتْ أُمُّ إِسْمَاعِيْلَ تَجْمَعُ الْبَطْحَاءَ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: رَحِمَ اللّٰهُ هَاجِرًا، أُمَّ إِسْمَاعِيْلَ، لَوْ تَرَكَتْهَا كَانَ عَيْنًا مَعِيْنًا)).

[الصحيحة:١٦٦٩]

سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب جبریل علیہ السلام نے زمزم پانی نکالنے کے لئے اپنی ایڑھی پر زور دیا تو حضرت اسماعیل علیہ السلام کی ماں کشادہ وادی (پر بنیری بنا کر) اس کو جمع کرنے لگ گئی۔'' نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ امِ اسماعیل ہاجرہ پر رحم فرمائے' اگر وہ اس پانی کو چھوڑ دیتی تو یہ جاری چشمہ ہوتا۔''

تخريج: الصحيحة ١٦٦٩- عبدالله بن احمد فى زوائد المسند (٥/ ١٢١)' ابن حبان (٣٧١٣)' الضياء فى المختارة (١٢١٠)' نسائى فى الكبرى (٨٣٧٦)-

فوائد: ماءِ زمزم انتہائی بابرکت پانی ہے اور حدیثِ نبوی کی رو سے کھانے سے بھی کفایت کر جاتا ہے' اس پانی کی ابتدا کیسے اور کب ہوئی؟ اس حدیث میں اس سوال کا جواب دیا جا رہا ہے۔

باب: شهادة الله على الدين ان لم يكن شهيدًا

اگر کوئی گواہ نہ ہو' تو اللہ کو ہی قرض پر گواہ بنا لینے کا بیان

٣١١٧۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ رَجُلًا مِّنْ بَنِي إِسْرَائِيْلَ سَأَلَ رَجُلًا أَنْ يُسْلِفَهُ أَلْفَ دِيْنَارٍ ، فَقَالَ لَهُ: اِئْتِنِي بِشُهَدَاءَ أُشْهِدُهُمْ عَلَيْكَ، فَقَالَ: كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا • قَالَ: فَأْتِنِي بِكَفِيْلٍ .قَالَ: كَفٰى بِاللّٰهِ كَفِيْلًا. قَالَ: صَدَقْتَ . قَالَ: فَدَفَعَ إِلَيْهِ أَلْفَ دِيْنَارٍ إِلٰى أَجَلٍ مُّسَمًّى، فَخَرَجَ فِي الْبَحْرِ، وَقَضٰى حَاجَتَهُ وَجَاءَ الْأَجَلُ الَّذِي أَجَّلَ لَهُ، فَطَلَبَ مَرْكَبًا، فَلَمْ يَجِدْهُ، فَأَخَذَ خَشَبَةً فَنَقَرَهَا فَأَدْخَلَ فِيْهَا أَلْفَ دِيْنَارٍ، وَكَتَبَ صَحِيْفَةً إِلٰى صَاحِبِهَا

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بنو اسرائیل کے آدمی نے کسی دوسرے آدمی سے ایک ہزار دینا ادھار لینے کا سوال کیا۔ اس نے کہا: کوئی گواہ لاؤ' جسے میں تجھ پر گواہ بنا سکوں۔ اس نے کہا: اللہ ہی بطورِ گواہ کافی ہے۔ اس نے کہا: تو پھر کوئی کفیل لاؤ۔ اس نے کہا: اللہ ہی بطورِ کفیل کافی ہے۔ اس نے کہا: تو نے سچ کہا ہے۔ پس اس نے اسے ایک مقررہ وقت تک ایک ہزار دینار قرضہ دے دیا۔ وہ آدمی سمندر کی طرف روانہ ہو گیا' اپنی ضرورت پوری کی اور وہ مقررہ وقت بھی آ پہنچا۔ اس نے کوئی سواری تلاش کی' لیکن نہ مل سکی۔ سو اس نے ایک لکڑی لی اور اس میں کھدائی کر کے ایک ہزار دینار رکھ دیئے اور

ثُمَّ زَجَّجَ مَوْضِعَهَا، ثُمَّ اَتٰى بِهَا الْبَحْرَ فَقَالَ: اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ قَدْ عَلِمْتَ اِنِّيْ اسْتَسْلَفْتُ مِنْ فُلَانٍ اَلْفَ دِيْنَارٍ فَسَاَلَنِيْ شُهُوْدًا، وَسَاَلَنِيْ كَفِيْلًا، فَقُلْتُ: عَلِمْتَ اَنِّيْ اسْتَسْلَفْتُ مِنْ فُلَانٍ اَلْفَ دِيْنَارٍ فَسَاَلَنِيْ شُهُوْدًا، وَسَاَلَنِيْ كَفِيْلًا ،فَقُلْتُ: كَفٰى بِاللّٰهِ كَفِيْلًا ، فَرَضِيَ بِكَ وَجَهِدْتُّ اَنْ اَجِدَ مَرْكَبًا اَبْعَثُ اِلَيْهِ بِحَقِّهِ ، فَلَمْ اَجِدْ، وَاِنِّي اسْتَوْدَعْتُكَهَا، فَرَمٰى بِهَا فِي الْبَحْرِ! فَخَرَجَ الرَّجُلُ الَّذِيْ كَانَ اَسْلَفَهُ يَنْظُرُ لَعَلَّ مَرْكَبًا يُقَدِّمُ بِمَالِهِ، فَاِذَا هُوَ بِالْخَشَبَةِ الَّتِيْ فِيْهَا الْمَالُ، فَاَخَذَهَا حَطَبًا، فَلَمَّا كَسَّرَهَا وَجَدَ الْمَالَ وَالصَّحِيْفَةَ، فَاَخَذَهَا، فَلَمَّاقَدِمَ الرَّجُلُ قَالَ لَهُ: اِنِّيْ لَمْ اَجِدْ مَرْكَبًا يَخْرُجُ، فَقَالَ: اِنَّ اللّٰهَ اَدّٰى عَنْكَ الَّذِيْ بَعَثْتَ بِهِ فِي الْخَشَبَةِ، فَانْصَرَفَ بلالف راشد)). [الصحيحة: ٢٨٤٥]

ان کے مالک کی طرف ایک خط لکھا اور (لوہے وغیرہ کے ذریعے اس سوراخ کو) بند کر دیا' پھر وہ لکڑی لے کر سمندر کے پاس آیا اور کہا: اے اللہ! تو جانتا ہے کہ میں نے فلاں آدمی سے ایک ہزار دینا ادھار لیا تھا' جب اس نے مجھ سے گواہ اور ضامن کا مطالبہ کیا تو میں نے کہا تھا کہ اللہ ہی بطورِ کفیل کافی ہے۔ وہ (تیری کفالت پر) راضی ہو گیا اور اب میں نے سواری پانے کی کوشش تو کی تا کہ اس کا حق اس تک پہنچا دوں' لیکن مجھے سواری نہیں ملی۔ اب میں اس مال کو تیرے سپرد کرتا ہوں۔ پھر اس نے وہ لکڑی سمندر میں پھینک دی۔ اُدھر ادھار دینے والا آدمی اس غرض سے نکلا کہ شاید (کوئی سوار) کسی سواری پر سوار ہو کر (میرا قرضہ چکانے کے لئے) میرا مال لے کر آ رہا ہو۔ اچانک (اسے سمندر کے کنارے پر) ایک لکڑی نظر آئی جس میں اس کا مال تھا۔ اس نے ایندھن کا کام لینے کے لئے وہ لکڑی اٹھا لی' جب اسے توڑا تو اسے مال اور خط موصول ہوا' اس نے وہ لے لیا۔ جب قرضہ لینے والا آدمی بعد میں (ایک ہزار دینا لے کر) آیا تو اس نے کہا: مجھے کوئی سواری نہیں مل سکی تھی (لہذا اب یہ قرضہ چکانے آیا ہوں)۔ قرضہ دینے والے نے کہا: اللہ تعالی نے مجھ تک وہ چیز پہنچا دی' جو تو نے لکڑی میں بھیجی تھی۔ سو وہ کامیاب ہو کر واپس پلٹ گیا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۸۴۵۔ احمد (۲/ ۳۴۸)' الاصبھانی فی الترغیب (ص:۶۱۰)' بخاری (۲۲۹۱'۲۰۶۳) تعلیق الادب المفرد (۱۱۲۸)' ابن حبان (۶۴۸۷)۔

فوائد: جن لوگوں نے صدقِ دل سے اللہ تعالی کو شاہد اور کفیل بنایا' جواباً اللہ تعالی نے بھی شہادت اور کفالت کا حق ادا کر دیا۔

باب: ذم الخیانة

خیانت کی مذمت کا بیان

۳۱۱۸۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعًا: ((اِنَّ الشَّمْسَ لَمْ تُحْبَسْ عَلٰى بَشَرٍ اِلَّا لِيُوْشَعَ لَيَالِيَ سَارَ اِلٰى بَيْتِ الْمُقَدَّسِ (وَفِيْ رِوَايَةٍ: غَزَا نَبِيٌّ مِّنَ الْاَنْبِيَاءِ ، فَقَالَ لِقَوْمِهِ :لَا يَتَّبِعْنِيْ

ابو ہریرہؓ سے مرفوعا روایت ہے: یقیناً سورج کسی بندے کی وجہ سے روکا نہیں گیا سوائے یوشع کے جب وہ بیت المقدس کی جانب چلا' ایک روایت میں ہے نبیوں میں سے ایک نبی لڑائی کے لیے نکلا' تو اپنی قوم سے کہنے لگا: کوئی ایسا شخص میرے پیچھے نہ آئے

وَرَجُلٌ قَدْ مَلَّكَ بِضْعَ امْرَأَةٍ، وَهُوَ يُرِيْدُ اَنْ يَّبْنِيَ بِهَا، وَلَما يبن [بها]، وَلَا آخَرُ قَدْ بَنَى بُنْيَانًا ، وَلَمَّا يَرْفَعْ سُقُفَهَا ، وَلَا آخَرُ قَدِ اشْتَرٰى غَنَمًا اَوْ خلفات وَهُوَ مُنْتَظِرٌ وِّلَا دها)قَالَ فخرا ، فَاَدْنٰي لِلْقَرْيَةِ حِيْنَ صَلَاةَ الْعَصْرِ اَوْ قَرِيْبًا مِّنْ ذٰلِكَ (وَفِيْ رِوَايَةٍ: فَلَقِيَ الْعَدُوَّ عِنْدَ غُيُوْبَةِ الشَّمْسِ)، فَقَالَ لِلشَّمْسِ: اَنْتِ مَاْمُوْرَةٌ، وَّاَنَا مَاْمُوْرٌ، اَللّٰهُمَّ ! اِحْبِسْهَا عَلَيَّ شَيْئًا، فَحُبِسَتْ عَلَيْهِ، حَتّٰى فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِ، [فَغَنِمُوْا الْغَنَائِمَ]، قَالَ: فَجَمَعُوْا مَا غَنِمُوْا، فَاَقْبَلَتِ النَّارُ لِتَاْكُلَهُ، فَاَبَتْ اَنْ تُطْعِمَهُ، [وَكَانُوْ اِذَا غَنِمُوا الْغَنِيْمَةَ بَعَثَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهَا النَّارَ فَاَكَلَتْهَا]، فَقَالَ: فِيْكُمْ غُلُوْلٌ ، فَلْيُبَايِعْنِيْ مِنْ كُلِّ قَبِيْلَةٍ رَجُلٌ فَبَايَعُوْهُ،فَلَصَقَتْ يَدُرَجُلٍ بِيَدِهِ، فَقَالَ: فِيْكُمُ الْغُلُوْلُ فَلْتُبَايِعْنِيْ قَبِيْلَتُكَ . فَبَايَعَتْهُ. قَالَ: فَلَصَقَتْ بِيَدِ رَجُلَيْنِ اَوْثَلَاثَةٍ[يَدُهُ]، فَقَالَ: فِيْكُمُ الْغُلُوْلُ، اَنْتُمْ غَلَلْتُمْ.[قَالَ: اَجَلْ قَدْ غَلَلْنَا صُوْرَةً وَجْهَ بَقَرَةٍ مِّنْ ذَهَبٍ]، قَالَ: فَاَخْرَ جَوَالَهُ مِثْلَ رَاْسِ بَقَرَةٍ مِّنْ ذَهَبٍ ، قَالَ: فَوَضَعُوْهُ فِي الْمَالِ وَهُوَ بِالصَّعِيْدِ، فَاَقْبَلَتِ النَّارُ فَاَكَلَتْهُ، فَلَمْ تَحِلَّ الْغَنَائِمُ لِاَحَدٍ مِّنْ قَبْلِنَا، ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى. رَاٰى ضَعْفَنَا وَعَجْزَنَا فَطَيَّبَهَا لَنَا.(وَفِيْ رِوَايَةٍ: فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عِنْدَ ذٰلِكَ : اِنَّ اللّٰهَ اَطْعَمَنَا الْغَنَائِمَ رَحْمَةُ اللّٰهِ بِنَا وَتَخْفِيْفًا لِّمَا عَلِمَ مِنْ

جس نے ابھی شادی کی ہو اور اس کا تعلق قائم کرنے کا ارادہ ہو مگر وہ قائم کر نہ سکا ہو اور نہ کوئی دوسرا جس نے کوئی گھر بنانا شروع کیا ہے' لیکن ابھی تک چھت نہیں اٹھائی' وہ بھی ہمارے ساتھ نہ آئے اور جو آدمی بکریاں یا ایسے حاملہ جانور خرید چکا ہے' کہ جن کے بچوں کی ولادت کا اسے انتظار ہے' تو وہ بھی ہمارے ساتھ نہ آئے۔ (یہ اعلان کرنے کے بعد) وہ غزوہ کے لئے روانہ ہو گیا' جب وہ ایک گاؤں کے پاس پہنچا تو نماز عصر کا وقت ہو چکا تھا' یا قریب تھا۔ (اور ایک روایت میں ہے کہ کہ غروبِ آفتاب سے پہلے دشمنوں سے مقابلہ ہوا)۔ اس وقت اس نبی نے سورج سے کہا: تو بھی (اللہ تعالیٰ کا) مامور ہے اور میں بھی (اسی کا) مامور ہوں۔ اے اللہ! تو اس سورج کو میرے لئے کچھ دیر تک روک لے۔ اسے روک دیا گیا' (وہ جہاد میں مگن رہے' یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے فتح عطا کی اور کئی غنیمتیں حاصل ہوئیں۔ اس لشکر والوں نے (اس وقت کے شرعی قانون کے مطابق) غنیمتوں کا مال جمع کیا' اسے کھانے کے لئے آگ آئی' لیکن اس نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا۔ ان کا اصول یہ تھا کہ جب وہ غنیمت کے اموال حاصل کرتے تو اللہ تعالیٰ آگ بھیجتا جو وہ اموال کھا جاتی۔ اس نبی نے (آگ کے نہ کھانے کی وجہ بیان کرتے ہوئے) کہا: تم میں سے کسی نے خیانت کی ہے' لہذا ہر قبیلے سے ایک ایک آدمی میری بیعت کرے۔ انھوں نے بیعت کی۔ بیعت کے دوران ایک آدمی کا ہاتھ ان کے ہاتھ کے ساتھ چپک گیا۔ اس وقت انھوں نے کہا: تم میں خیانت ہے۔ اب تیرے قبیلے کا ہر آدمی میرے ساتھ بیعت کرے گا (تا کہ مجرم کا پتہ چل سکے)' انھوں نے بیعت شروع کی' بالآخر دو یا تین آدمیوں کے ہاتھ چپک گئے۔ نبی نے کہا: تم میں خیانت ہے' تم نے خیانت کی ہے۔ انھوں نے کہا: جی ہاں' ہم نے گائے کے چہرے کی مانند بنی ہوئی سونے کی ایک

ضُعْفِنَا)). [الصحيحة:٢٠٢]

مورتی کی خیانت کی ہے۔ پھر وہ گائے کے چہرے کی طرح کی بنی ہوئی چیز لے کر آئے اور اسے مٹی کے ساتھ مالِ غنیمت میں رکھ دیا، پھر آگ متوجہ ہوئی اور مالِ غنیمت کھا گئی۔ ہم (امتِ محمد ﷺ) سے پہلے کسی کے لئے بھی مالِ غنیمت حلال نہیں تھا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جب اللہ تعالی نے دیکھا کہ ہم ضعیف اور بے بس ہیں تو غنیموں کو ہمارے لئے حلال قرار دیا۔'' اور ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس وقت فرمایا: ''اللہ تعالی نے ہمارے ساتھ رحم کرتے ہوئے اور ہماری کمزوری کی بنا پر ہمارے ساتھ تخفیف کرتے ہوئے ہمیں غنیمت کا مال کھانے کی اجازت دے دی۔''

تخریج: الصحیحة ٢٠٢۔ احمد (٢/ ٣٢٥)، طحاوی فی مشکل الآثار (٢/ ١٠)، خطیب فی تاریخه (٧/ ٣٤، ٣٥)، احمد (٢/ ٣١٨)، عبدالرزاق (٩٤٩٢)، بخاری (٣١٢٤)، مسلم (١٧٤٧)، عند هم الرواية الثانية مطولاً۔

فوائد: نبی کریم ﷺ سے قبل کسی امت کے لئے مالِ غنیمت حلال نہیں تھا، یہ امتِ محمدیہ کی خصوصیت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے غنیمت کا مال حلال کر دیا۔

باب: فضيلة الاستغفار والذكر

استغفار اور ذکر کی فضیلت

٣١١٩۔ عَنْ اَبِي سَعِيْدٍ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اِنَّ الشَّيْطَانَ قَالَ: وَعِزَّتِكَ يَا رَبِّ! لَا اَبْرَحُ اُغْوِيْ عِبَادَكَ مَادَامَتْ اَرْوَاحُهُمْ فِيْ اَجْسَادِهِمْ . فَقَالَ الرَّبُّ .تَبَارَكَ وَتَعَالٰى : وَعِزَّتِيْ وَجَلَالِيْ، لَا اَزَالُ اَغْفِرُ لَهُمْ مَا اسْتَغْفَرُوْنِيْ)).[الصحيحة:١٠٤]

سیدنا ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک شیطان نے کہا تھا: اے میرے ربّ! تیری عزت کی قسم! جب تک تیرے بندوں کی روحیں ان کے جسموں میں رہیں گی، میں انھیں گمراہ کرتا رہوں گا اور ربّ تبارک وتعالی نے اس کے جواب میں کہا: مجھے میری عزت اور میرے جلال کی قسم! جب تک وہ مجھ سے بخشش طلب کرتے رہیں گے تو میں ان کو معاف کرتا رہوں گا۔''

تخریج: الصحیحة ١٠٤۔ حاکم (٤/ ٢٦١)، بیهقی فی الاسماء (ص:١٣٤)، احمد (٣/ ٢٩)، بغوی فی شرح السنة (١٢٩٣)، من طریق آخر نحوه۔

فوائد: ہر انسان یقینی طور پر بتقاضۂ بشریت غلطیوں کا مرتکب ہو گا اور شیطان کے ورغلانے سے ایسا ہو گا۔ لیکن اللہ تعالی نے استغفار اور توبہ کا دروازہ موت کا غرغرہ طاری ہونے تک کھلا رکھا ہوا ہے، ہمیں چاہیے کہ شیطان کو اپنے اوپر غالب نہ آنے دیں اور بار بار اللہ تعالی کی طرف رجوع کرتے رہیں۔

باب: ان الشیطان قد أیس أن یعبد بأرضکم هذه

شیطان اس زمین میں اپنی عبادت سے مایوس ہو گیا ہے

۳۱۲۰۔عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ،عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: ((اِنَّ الشَّیْطَانَ قَدْ اَیِسَ اَنْ یُّعْبَدَ بِاَرْضِکُمْ هٰذِهِ ، وَلٰکِنَّهٗ قَدْ رَضِیَ مِنْکُمْ بِمَا تَحْقِرُوْنَ)).

[الصحیحة: ٤٧١]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''بیشک شیطان اس بات سے ناامید ہو چکا ہے کہ تمہاری سرزمین (جزیرۂ عرب) میں اس کی عبادت ہو سکے، لیکن (جن برائیوں کو) تم لوگ حقیر سمجھتے ہو وہ تم سے ان کا ارتکاب کروا کر ہی راضی ہوتا رہے گا۔''

تخریج: الصحیحة ۴۷۱۔ احمد (۲/ ۳۶۸)، ابو نعیم فی الحیلة (۸/ ۲۵۶)، البزار (الکشف :۲۸۵۰)، بیهقی فی الشعب (۷۲۶۴)۔

فوائد: جزیرۂ عرب کے باسیوں سے شرک کے وقوع ہونے کے متعلق شیطان ناامید ہو چکا ہے، البتہ شرک کے علاوہ وہ مختلف گناہوں میں مبتلا کر سکے گا۔ چونکہ جزیرۂ عرب میں غیروں کی پوجا پاٹ ہوتی رہی اور اب بھی اس کی بعض صورتیں موجود ہیں، اس صورتحال کو دیکھ کر اس حدیث کے درج ذیل مفاہیم بیان کئے گئے ہیں: (۱) شیطان کسی مومن کو اس قدر گمراہ نہیں کر سکے گا کہ وہ بتوں کی عبادت شروع کر دے۔ (۲) شیطان کی چالبازیاں اس قدر کارگر ثابت نہ ہو سکیں گی کہ وہ یہودیوں اور عیسائیوں کی طرح آپ ﷺ کی امت کو اتنا گمراہ کر دے کہ وہ نماز بھی پڑھیں اور شیطان کی عبادت بھی کریں۔ (۳) شیطان اس بات سے ناامید ہو چکا ہے کہ وہ دین اسلام کو ہی مسخ کر دے، شرک و بدعت کا ڈنکا بجا دے اور جزیرۂ عرب اسلام کی آمد سے پہلے کی طرح ہو جائے۔ تیسرا معنی ہی راجح معلوم ہوتا ہے۔

باب: ذم المشی فی النعل الواحدة

ایک ہی جوتے میں چلنے کی مذمت کا بیان

۳۱۲۱۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اِنَّ الشَّیْطَانَ یَمْشِیْ فِی النَّعْلِ الْوَاحِدَةِ)).

[الصحیحة: ٣٤٨]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک شیطان ایک جوتا پہن کر چلتا ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۳۴۸۔ طحاوی فی مشکل الآثار (۲/ ۱۴۲)۔

فوائد: معلوم ہوا کہ مسلمان کو ایک جوتے میں نہیں چلنا چاہئے۔ جیسا کہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (لایمش احدکم فی نعل واحد، لینعلهما جمیعا او لیخلعهما جمیعا۔) [بخاری] یعنی: کوئی آدمی ایک جوتے میں نہ چلے، دونوں پہن لے یا دونوں اتار دے۔

باب سعة رحمة الله

اللہ کی رحمت کی وسعت کا بیان

۳۱۲۲۔ عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ مَرْفُوْعًا: ((اِنَّ صَاحِبَ

سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

الشِّمَالِ لَيَرْفَعُ الْقَلَمَ سِتَّ سَاعَاتٍ عَنِ الْعَبْدِ الْمُسْلِمِ الْمُخْطِي اَوِالْمُسِي ، فَاِنْ نَدِمَ وَاسْتَغْفَرَ اللّٰهَ مِنْهَا اَلْقَاهَا وَاِلَّا كَتَبَ وَاحِدَةً)). [الصحيحة:١٢٠٩]

''بائیں طرف والا فرشتہ (جو برائیاں لکھتا ہے) چھ گھڑیوں تک غلطی کرنے والے مسلمان بندے کی غلطی لکھنے سے اپنا قلم روکے رکھتا ہے' اگر (اس وقت کے اندر اندر ہی ایسا مسلمان) پچھتا کر اللہ تعالی سے بخشش طلب کرنا شروع کر دے تو قلم رکھ دیتا ہے (یعنی وہ گناہ سرے سے لکھا ہی نہیں جاتا اور اگر اتنے وقت میں بھی اسے ندامت کا موقع نہ ملے تو) وہ ایک برائی لکھ لیتا ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۱۲۰۹- طبرانی فی الکبیر (۷۷۶۵)' ابو نعیم فی الحلیة (۶/ ۱۲۴)' بیھقی فی الشعب (۷۰۵۱)۔

فوائد: یہ محض اللہ تعالی کی رحمت ہے کہ چھ گھڑیوں تک گناہ نامۂ اعمال میں لکھا ہی نہیں جاتا۔ لیکن جب بندہ غفلت کرتا ہے اور چھ گھڑیوں تک اپنے کئے پر کوئی توجہ نہیں کرتا تو وہ ایک گناہ لکھ لیا جاتا ہے۔ لیکن جب نیکی کی باری آتی ہے تو اس کا ارادہ کرنے پر ہی ایک نیکی لکھ لی جاتی ہے اور عملاً نیکی کرنے پر کم از کم دس گنا ثواب ملتا ہے۔

باب: استعداد صاحب الصور

صور پھونکنے والے فرشتے کی مستعدی کا بیان

٣١٢٣۔عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِﷺ : ((اِنَّ طَرَفَ صَاحِبَ الصَّوْرِ مُنْذُ وُكِّلَ بِهِ مُسْتَعِدٌّ يَنْظُرُ نَحْوَ الْعَرْشِ، مَخَافَةَ اَنْ يُّؤْمَرَ قَبْلَ اَنْ يَّرْتَدَّ اِلَيْهِ طَرْفُهُ، كَاَنَّ عَيْنَيْهِ كَوْكَبَانِ دُرِّيَّانِ)). [الصحيحة:١٠٧٨]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب سے صور پھونکنے کی ذمہ داری صور پھونکنے والے فرشتے کو سونپی گئی' اس وقت سے اس کی نگاہ پلکوں کی جھپک کے بغیر عرش کی طرف لگی ہوئی ہے' اس ڈر سے کہ کہیں پلکوں کی جھپک کے لوٹنے سے پہلے ہی حکم نہ دے دیا جائے۔ (ہمیشہ سے کھلی رہنے کی وجہ سے) اس کی آنکھیں دو چمکدار ستاروں کی مانند لگتی ہیں۔''

تخریج: الصحیحة ۱۰۷۸- حاکم (۴/ ۵۵۸'۵۵۹)۔

باب: فضيلة التوبة

توبہ کی فضیلت کا بیان

٣١٢٤ـ عَنْ اَبِي سَعِيْدٍ، قَالَ لَا اُحَدِّثُكُمْ اِلَّا مَاسَمِعْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِﷺ سَمِعَتْهُ اُذُنَايَ وَوَعَاهُ قلبي : ((ان عبداقتل تسعة وتسعين نفسا، ثم عرضت له التوبة، فَسَاَلَ عَنْ اَعْلَمِ اَهْلِ الْاَرْضِ؟ فَدَلَّ عَلٰى رَجُلٍ (وَفِي رِوَايَةٍ: رَاهِبٍ) فَاَتَاهُ فَقَالَ: اِنِّي قَتَلْتُ تِسْعَةً وَتِسْعِيْنَ

سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: کیا میں تمھیں وہ حدیث بیان نہ کروں جو میں نے رسول اللہ ﷺ سنی' میرے کانوں نے وہ حدیث سنی اور میرے دل نے اسے یاد کیا' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایک آدمی نے ننانوے افراد قتل کر دیئے' پھر اسے توبہ کا خیال آیا۔ اس نے روئے زمین کے سب سے بڑے عالم کی بابت لوگوں سے پوچھا؟ اسے ایک راہب (پادری) کا پتہ بتایا گیا۔ وہ اس کے

نَفْسًا، فَهَلْ لِي مِنْ تَوْبَةٍ؟ قَالَ: بَعْدَ قَتْلِ تِسْعَةٍ وَّتِسْعِيْنَ نَفْسًا؟! قَالَ: فَانْتَضٰى سَيْفَهُ فَقَتَلَهُ بِهِ، فَاَكْمَلَ بِهِ مِئَةً ثُمَّ عُرِضَتْ لَهُ التَّوْبَةُ، فَسَاَلَ عَنْ اَعْلَمِ اَهْلِ الْاَرْضِ؟ فَدُلَّ عَلٰى رَجُلٍ [عَالِمٍ]، فَاَتَاهُ فَقَالَ: اِنِّي قَتَلْتُ مِئَةَ نَفْسٍ فَهَلْ لِي مِنْ تَوْبَةٍ؟ فَقَالَ: وَمَنْ يَّحُوْلُ بَيْنَكَ وَبَيْنَ التَّوْبَةِ؟! اُخْرُجْ مِنَ الْقَرْيَةِ الْخَبِيْثَةِ الَّتِي اَنْتَ فِيْهَا اِلَى الْقَرْيَةِ الصَّالِحَةِ قَرْيَةَ كَذَا وَكَذَا، [فَاِنَّ بِهَا اُنَاسًا يَعْبُدُوْنَ اللّٰهَ، فَاعْبُدْ رَبَّكَ [مَعَهُمْ] فِيْهَا، [وَلَا تَرْجِعْ اِلٰى اَرْضِكَ فَاِنَّهَا اَرْضُ سُوْءٍ]، قَالَ: فَخَرَجَ اِلَى الْقَرْيَةِ الصَّالِحَةِ، فَعُرِضَ لَهُ اَجَلُهُ فِي [بَعْضِ الطَّرِيْقِ]، [فَنَاءَ بِصَدْرِهِ نَحْوَهَا]، قَالَ: فَاخْتَصَمَتْ فِيْهِ مَلَائِكَةُ الرَّحْمَةِ وَمَلَائِكَةُ الْعَذَابِ، قَالَ: فَقَالَ اِبْلِيْسُ: اَنَا اَوْلٰى بِهِ، اِنَّهُ لَمْ يَعْصِنِي سَاعَةً قَطُّ! قَالَ: فَقَالَتْ: مَلَائِكَةُ الرَّحْمَةِ: اِنَّهُ خَرَجَ تَائِبًا [مُقْبِلًا بِقَلْبِهِ اِلَى اللّٰهِ، وَقَالَتْ مَلَائِكَةُ الْعَذَابِ: اِنَّهُ لَمْ يَعْمَلْ خَيْرًا قَطُّ]. فَبَعَثَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ مَلَكًا [فِي صُوْرَةِ آدَمِيٍّ] فَاخْتَصَمُوْا اِلَيْهِ. قَالَ: فَقَالَ: اُنْظُرُوْا اَيَّ الْقَرْيَتَيْنِ كَانَ اَقْرَبَ اِلَيْهِ فَاَلْحِقُوْهُ بِاَهْلِهَا، [فَاَوْحَى اللّٰهُ اِلٰى هٰذِهِ اَنْ تَقَرَّبِي، وَاَوْحٰى اِلٰى هٰذِهِ اَنْ تَبَاعَدِي]، [فَقَاسُوْهُ، فَوَجَدُوْهُ اَدْنٰى اِلَى الْاَرْضِ الَّتِي اَرَادَ [بِشِبْرٍ]، فَقَبَضَتْهُ مَلَائِكَةُ الرَّحْمَةِ]، [فَغُفِرَ لَهُ]، قَالَ الْحَسَنُ: لَمَّا عَرَفَ الْمَوْتَ

پاس پہنچا اور پوچھا کہ وہ ننانوے آدمی قتل کر چکا ہے، کیا ایسے فرد کے لئے توبہ ہے؟ اس نے جواب دیا: کیا ننانوے افراد کے قتل کے بعد؟ (ایسے شخص کے لئے کوئی توبہ نہیں)۔ اس نے تلوار میان سے نکالی اور اسے قتل کر کے سو کی تعداد پوری کر لی۔ پھر اسے توبہ کا خیال آیا، اس نے لوگوں سے اہل زمین کے سب سے بڑے عالم کے بارے میں پوچھا۔ اس کے لئے ایک عالم کی نشاندہی کی گئی، وہ اس کے پاس گیا اور کہا: میں سو افراد قتل کر چکا ہوں، کیا میری لئے توبہ (کی کوئی گنجائش) ہے۔ اس نے کہا: تیرے اور تیری توبہ کے درمیان کون حائل ہو سکتا ہے؟ لیکن تو اس طرح کر کہ اس خبیث بستی سے نکل کر فلاں فلاں کسی نیک بستی کی طرف چلا جا۔ کیونکہ وہاں کے لوگ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں، تو بھی ان کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا اور اپنے علاقے کی طرف مت لوٹنا کیونکہ یہ بری سرزمین ہے۔ وہ نیک بستی کی طرف چل پڑا، لیکن راستے میں اسے موت آ گئی، وہ اپنے سینے کے سہارے سرک کر پہلی زمین سے دور ہو کر (تھوڑا سا) دوسری طرف ہو گیا۔ (اسے لینے کے لئے) رحمت کے فرشتے اور عذاب کے فرشتے دونوں ہی آ گئے اور ان کے مابین جھگڑا شروع ہو گیا۔ ابلیس نے کہا: میں اس کا زیادہ حقدار ہوں، اس نے کبھی بھی میری نافرمانی نہیں کی تھی۔ لیکن ملائکہ رحمت نے کہا: یہ تائب ہو کر آیا تھا اور دل کی پوری توجہ سے وہ اللہ تعالیٰ کی طرف آنے والا تھا اور ملائکہ عذاب نے کہا: اس نے کبھی کوئی نیک عمل نہیں کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتے کو ایک آدمی کی شکل میں بھیجا۔ انھوں نے اس کے سامنے یہ جھگڑا پیش کیا۔ اس نے کہا: دیکھو کہ کون سی بستی اس کے قریب ہے، اسی بستی والوں سے اس کو ملا دیا جائے۔ اُدھر اللہ تعالیٰ نے اس زمین کو (جہاں سے وہ آ رہا تھا) حکم دیا کہ تو دور ہو جا اور ارض صالحین کو (جس کی طرف وہ جا رہا تھا) حکم

اِحْتَفَزَ بِنَفْسِهِ (وَفِي رِوَايَةٍ: نَاءَ بِصَدْرِهِ) فَقَرُبَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ مِنْهُ الْقَرْيَةَ الصَّالِحَةَ، وَبَاعَدَ مِنْهُ الْقَرْيَةَ الْخَبِيْثَةَ، فَأَلْحَقُوْهُ بِأَهْلِ الْقَرْيَةِ الصَّالِحَةِ)). [الصحيحة: ٢٦٤٠]

دیا کہ تو قریب ہو جا۔ جب انھوں نے اس کی پیائش کی تو جس زمین کی طرف وہ جا رہا تھا' اسے (دوسری کی نسبت) ایک بالشت زیادہ قریب پایا۔ پس رحمت کے فرشتے اسے لے گئے اور اسے بخش دیا گیا۔'' حسن راوی کہتے ہیں: جب اسے موت کا علم ہوا تو وہ (نیک بستی کی طرف) سکڑ گیا' اور ایک روایت میں ہے کہ وہ اپنے سینے کے سہارے (نیک بستی کی طرف) سرک گیا۔ بہرحال اللہ تعالی نے اسے قریہ صالحہ کے قریب کر دیا اور قریہ خبیثہ سے دور کر دیا' تو ان فرشتوں نے اسے نیک بستی والے لوگوں میں شامل کر دیا۔''

تخریج: الصحیحة ۲۶۴۰۔ احمد (۳/ ۲۰' ۷۲)' بخاری (۳۴۷۰)' مسلم (۲۷۶۶)' بنحوه مختصراً۔

فوائد: اس سے معلوم ہوا کہ (۱) گناہ گار سے گناہ گارترین شخص کے لئے بھی توبہ کا دروازہ کھلا ہوا ہے اور اللہ تعالی ہر ایک کی توبہ قبول فرماتا ہے' بشرطیکہ خالص توبہ ہو۔ (۲) علماء کی ذمہ داری ہے کہ وہ مسئلہ بتلاتے وقت' سائل کی نفسیات اور اس کی مشکلات کو سامنے رکھیں اور ایسی حکمت عملی اختیار کریں کہ جس سے اللہ کے حکم میں بھی تبدیلی نہ آئے اور سائل بھی اللہ کی رحمت سے مایوس ہو کر گناہوں پر مزید دلیر نہ ہو۔ (۳) نیک لوگوں کی صحبت میں رہنا باعث برکت ہے اور برے لوگوں کے ساتھ رہنا باعث نحوست ہے اور (۴) بوقت ضرورت فرشتے اللہ تعالی کے حکم سے انسانی صورت میں آتے ہیں۔

باب: أوتد فرعون بأمراته

فرعون نے اپنی بیوی کو میخیں لگائیں

٣١٢٥۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ مَوْقُوْفًا: ((اِنَّ فِرْعَوْنَ اَوْتَدَ لِاِمْرَاَتِهِ اَرْبَعَةَ اَوْتَادٍ فِيْ يَدَيْهَا وَرِجْلَيْهَا، فَكَانُوْا اِذَا تَفَرَّقُوْا عَنْهَا ظَلَّلَتْهَا الْمَلَائِكَةُ، فَقَالَتْ: ﴿رَبِّ ابْنِ لِيْ عِنْدَكَ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ وَنَجِّنِيْ مِنْ فِرْعَوْنَ وَعَمَلِهِ وَنَجِّنِيْ مِنَ الْقَوْمِ الظَّالِمِيْنَ﴾، فَكُشِفَ لَهَا عَنْ بَيْتِهَا فِي الْجَنَّةِ)). [الصحيحة: ٢٥٠٨]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: فرعون نے اپنی بیوی کے دو ہاتھوں اور دو پاؤں کے لئے چار میخیں گاڑھیں۔ جب وہ (فرعونی) اس سے جدا ہوتے تھے تو فرشتے اس پر سایہ کر لیتے تھے' اس بیوی نے کہا: ﴿اے میرے ربّ! اپنے ہاں میرے لئے جنت میں گھر بنا اور مجھے فرعون اور اس کے عمل سے نجات دے اور مجھے ظالم لوگوں سے بھی چھٹکارا نصیب فرما﴾ سو اللہ تعالی نے جنت میں اس کے گھر سے پردہ ہٹا کر (اسے اس کا گھر دکھا دیا)۔''

تخریج: الصحیحة ۲۵۰۸۔ الادب المفرد (۷۰۵)' ترمذی (۳۱۱۶)' احمد (۲/ ۳۳۲)' حاکم (۲/ ۳۴۶' ۳۴۷)۔

فوائد: بندگان خدا پر آزمائشیں ضرور آتی ہیں' لیکن ان آزمائشوں پر صبر کرنے کی وجہ سے جو انہیں رحمت خداوندی نصیب ہوتی ہے وہ ان مصائب سے کہیں بڑھ کر ہوتی ہے۔

باب: فضيلة يوسف

یوسف علیہ السلام کی فضیلت کا بیان

٣١٢٦۔عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّ الْكَرِيْمَ بْنَ الْكَرِيْمِ ابْنِ الْكَرِيْمِ ابْنِ الْكَرِيْمِ يُوْسُفُ بْنُ يَعْقُوْبَ بْنِ اِسْحَاقَ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلِ الرَّحْمٰنِ. تَبَارَكَ وَتَعَالٰى.، لَوْ لَبِثْتُ فِي السِّجْنِ مَالَبِثَ يُوْسُفُ ثُمَّ جَاءَ نِي الدَّاعِيْ لَاَجَبْتُ، اِذْ جَاءَ هُ الرَّسُوْلُ فَقَالَ: ﴿فَاسْئَلْهُ مَابَالُ النِّسْوَةِ اللّٰتِيْ قَطَّعْنَ اَيْدِيَهُنَّ﴾، وَرَحْمَةُ اللّٰهِ عَلٰى لُوْطٍ اِنْ كَانَ يَاْوِيْ اِلٰى رُكْنٍ شَدِيْدٍ، اِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ: ﴿لَوْاَنَّ لِيْ بِكُمْ قُوَّةً اَوْ اٰوِيْ اِلٰى رُكْنٍ شَدِيْدٍ﴾، فَمَا بَعَثَ اللّٰهُ بَعْدَهُ مِنْ نَّبِيٍّ اِلَّا فِيْ ثَرْوَةٍ مِّنْ قَوْمِهِ)). [الصحيحة:١٦١٧]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”یوسف بن یعقوب بن اسحاق بن خلیلِ رحمٰن ابراہیم، کریم بن کریم بن کریم بن کریم تھے۔ اگر میں (محمد ﷺ) اتنا عرصہ جیل میں ٹھہرتا جتنا کہ حضرت یوسف علیہ السلام ٹھہرے تھے اور میرے پاس بلانے کے لئے داعی آتا تو میں (فوراً) اس کی بات قبول کرتا اور جب ان کے پاس قاصد آیا تو انھوں نے تو کہا: ﴿اس سے پوچھو کہ اب ان عورتوں کا حقیقی واقعہ کیا ہے جنہوں نے اپنے ہاتھ کاٹ لیے تھے﴾ [سورۂ یوسف: ۵۰] اور اللہ تعالیٰ حضرت لوط علیہ السلام پر رحمت کرے، وہ تو کسی مضبوط آسرے کا سہارا لینا چاہتے تھے۔ جب انھوں نے اپنی قوم سے کہا: ﴿کاش کہ مجھ میں تم سے مقابلہ کرنے کی قوت ہوتی یا میں کسی زبردست کا آسرا پکڑ پاتا﴾ [سورۂ ہود: ۸۰] سو ان کے بعد جب بھی اللہ تعالیٰ نے کوئی نبی بھیجا تو اسے اس کی قوم کے لوگوں کے انبوہ کثیر میں بھیجا۔“

فوائد: کریم بن کریم ...... کا مطلب یہ ہے کہ یہ چاروں ہستیاں معزز و مکرم بزرگ تھیں۔ حضرت یوسف کا ذکر کر کے آپ ﷺ اپنی عاجزی اور انکساری کا اظہار کرتے ہوئے ان کا صبر بیان کر رہے ہیں۔ ﴿لو ان لی بکم قوة او آوی الی رکن شدید﴾ میں قوت سے اپنے دست و بازو اور اپنے وسائل کی قوت یا اولاد کی قوت مراد ہے اور رکن شدید (مضبوط آسرا) سے خاندان، قبیلہ یا اسی قسم کا کوئی مضبوط سہارا مراد ہے۔ یعنی نہایت بے بسی کے عالم میں آرزو کر رہے ہیں کہ کاش! میرے اپنے پاس کوئی قوت ہوتی یا کسی خاندان اور قبیلے کی پناہ اور مدد مجھے حاصل ہوتی تو آج مجھے مہمانوں کی وجہ سے یہ ذلت و رسوائی نہ ہوتی، میں ان بدقماشوں سے نمٹ لیتا اور مہمانوں کی حفاظت کر لیتا۔

باب: الخمر جماع الإثم

شراب تمام برائیوں کی جڑ ہے

٣١٢٧۔ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ اَبِيْهِ: اَنَّ اَبَابَكْرِ الصِّدِّيْقَ وَعُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ وَنَاسًا مِّنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ جَلَسُوْا بَعْدَ وَفَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَذَكَرُوْا اَعْظَمَ الْكَبَائِرِ، فَلَمْ يَكُنْ عِنْدَهُمْ فِيْهَا عِلْمٌ [يَنْتَهُوْنَ اِلَيْهِ]،

سالم بن عبد اللہ بن عمر اپنے باپ سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ سیدنا ابو بکر صدیق، سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما اور دوسرے صحابہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد ایک مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے، وہ سب سے بڑے گناہوں کا تذکرہ کرنے لگے۔ لیکن ان کے پاس کوئی ایسی علمی بات نہ تھی، جس پر موضوع

فَاَرْسَلُوْنِي اِلٰی عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِو ابْنِ الْعَاصِ اَسْاَلُهٗ عَنْ ذٰلِكَ ، فَاَخْبَرَنِيْ: اِنَّ اَعْظَمَ الْكَبَائِرِ شُرْبُ الْخَمْرِ۔ فَاَتَيْتُهُمْ فَاَخْبَرْتُهُمْ، فَاَنْكَرُوْ ذٰلِكَ ، وَوَ ثَبُوْاِلَيْهِ جَمِيْعًا، [حَتّٰى اَتَوْهُ فِيْ دَارِهٖ]فَاَخْبَرَهُمْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((**اِنَّ مَلِكًا مِّنْ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ اَخَذَ رَجُلًا، فَخَيَّرَهٗ بَيْنَ اَنْ يَشْرُبَ الْخَمْرَ، اَوْيَقْتُلَ صَبِيًّا ، اَوْ يَزْنِيْ، اَوْيَاْكُلَ لَحْمَ الْخِنْزِيْرِ، وايقتلوه ان بي ، فَاخْتَارَ اَنْ يَّشْرِبَ الْخَمْرَ، وَاِنَّهٗ لَمَّا شَرِبَهَا لَمْ يَمْتَنِعْ مِّنْ شَيْءٍ اَرَادُوْ مِنْهُ، وَاَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَنَا حِيْنَئِذٍ: مَامِنْ اَحَدٍ يَّشْرَبُهَا فَتُقْبَلُ لَهٗ صَلَاةٌ اَرْبَعِيْنَ ليلة ولا يموت وفيحثانبة منها الاخر مت عليه الجنة وان مات فى الاربعين مَاتَ مَيْتَةً جَاهِلِيَّةً**)).[الصحيحة: ٢٦٩٥]

ختم ہو سکے۔ پس انھوں نے مجھ (عبد اللہ) کو سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا' تا کہ میں ان سے اس کے بارے میں سوال کر سکوں۔ انھوں نے مجھے بتایا کہ سب سے بڑا گناہ شراب نوشی ہے۔ میں ان کے پاس واپس آیا اور انھیں یہ بات بتلائی' لیکن انھوں نے اس بات کو تسلیم نہ کیا اور وہ سارے اٹھ کھڑے ہوئے' سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کے گھر پہنچے۔ اب کی بار انھوں نے تفصیل کے ساتھ بیان کرتے ہوئے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بنو اسرائیل کے ایک بادشاہ نے ایک آدمی کو پکڑا اور اسے شراب پینے' بچے کو قتل کرنے' زنا کرنے اور خنزیر کا گوشت کھانے میں اختیار دیتے ہوئے کسی (ایک جرم کا ارتکاب کرنے پر مجبور کیا)' وگرنہ اسے قتل کر دیا جائے گا۔ اس نے شراب پی لی۔ لیکن جب شراب پی تو وہ ان تمام جرائم سے نہ رک سکا جو وہ اس سے چاہتے تھے۔'' اس وقت رسول اللہ ﷺ نے ہمیں فرمایا تھا: ''جو آدمی شراب پیئے گا' چالیس دن اس کی نماز قبول نہ ہوگی' جو آدمی اس حال میں مرے گا کہ اس کے مثانے میں کچھ شراب ہو تو اس پر جنت حرام ہوگی اور اگر وہ (شراب نوشی کے بعد) چالیس دنوں کے اندر اندر مر گیا تو وہ جاہلیت والی موت مرے گا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۶۹۵۔ طبرانی فی الاوسط (۳۶۵)' حاکم (۴/ ۱۴۷)۔

فوائد: اس میں شراب کی قباحت اور شراب نوشی کی سنگینی کا بیان ہے۔ جس کی تفصیل "الأضاحي والذبائح والاطعمة والاشربة والعقيقه والرفق بالحيوان" کے باب میں موجود ہے۔

باب: محاججة موسى لآدم

باب: سیدنا موسیٰ کا سیدنا آدم علیہما السلام سے جھگڑنا

٣١٢٨۔عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ: ((**اِنَّ مُوْسٰى قَالَ: يَا رَبِّ اَرِنِيْ آدَمَ الَّذِيْ اَخْرَجَنَا وَنَفْسَهٗ مِنَ الْجَنَّةِ فَاَرَهُ اللّٰهُ آدَمَ، فَقَالَ: اَنْتَ اَبُوْنَا آدَمُ؟ فَقَالَ لَهٗ آدَمُ: نَعَمْ، فَقَالَ: اَنْتَ الَّذِيْ نَفَخَ اللّٰهُ فِيْكَ مِنْ رُّوْحِهٖ،**

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''موسیٰ علیہ السلام نے کہا: اے میرے رب! مجھے آدم دکھاؤ' جس نے ہمیں اور اپنے آپ کو جنت سے نکال دیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو آدم دکھائے۔ انھوں نے کہا: آپ ہمارے باپ آدم ہیں؟ آدم علیہ السلام نے کہا: جی ہاں۔ انھوں نے کہا: آپ وہی

وَعَلَّمَكَ الْاَسْمَاءَ كُلَّهَا، وَاَمَرَ الْمَلَائِكَةَ فَسَجَدُوْالَكَ ، قَالَ: نَعَمْ، قَالَ : فَمَا حَمَلَكَ عَلَى اَنْ اَخْرَجْتَنَا وَنَفْسَكَ مِنَ الْجَنَّةِ؟ فَقَالَ لَهُ آدَمُ: وَمَنْ اَنْتَ؟ قَالَ: اَنَا مُوْسٰى، قَالَ: اَنْتَ نَبِيُّ بَنِي اِسْرَائِيْلَ الَّذِيْ كَلَّمَكَ اللّٰهُ مِنْ وَّرَاءِ حِجَابٍ، لَمْ يَجْعَلْ بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ رَسُوْلًا مِّنْ خَلْقِهِ؟ قَالَ: نَعَمْ قَالَ: اَفَمَا وَجَدْتَّ اَنَّ ذٰلِكَ كَانَ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ قَبْلَ اَنْ اُخْلَقَ ؟ قَالَ: نَعَمْ ، قَالَ: فَمَا تَلُوْمُنِيْ فِيْ شَيْءٍ سَبَقَ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى. فِيْهِ الْقَضَاءُ قَبْلِيْ؟قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عِنْدَ ذٰلِكَ فَحَجَّ آدَمُ مُوْسٰى، فَحَجَّ آدَمُ مُوْسٰى)). [الصحيحة:١٧٠٢]

ہیں جن میں اللہ تعالی نے اپنی روح پھونکی' سارے کے سارے اسماء سکھلائے اور فرشتوں کو حکم دیا کہ وہ آپ کو سجدہ کریں؟ انھوں نے کہا: جی ہاں۔ موسی علیہ السلام نے کہا: سو کس چیز نے آپ کو اس بات پر اکسایا کہ آپ نے ہمیں اور اپنے آپ کو جنت سے نکال دیا؟ آدم علیہ السلام نے کہا: آپ کون ہیں؟ انھوں نے کہا: میں موسی ہوں۔ انھوں نے پھر پوچھا: آپ بنی اسرائیل کے وہی رسول ہیں' جن سے اللہ تعالیٰ نے کسی قاصد کے بغیر (براہِ راست) پردے کے پیچھے سے کلام کی تھی۔ انھوں نے کہا: جی ہاں۔ آدم علیہ السلام نے کہا: کیا آپ کو (تورات میں) یہ بات نہیں ملی کہ میری پیدائش سے پہلے اللہ تعالی کی کتاب میں (میرا جنت سے نکلنا) لکھا جا چکا تھا۔ انھوں نے کہا: جی ہاں۔ آدم علیہ السلام نے پھر کہا: اللہ تعالی کا جو فیصلہ مجھ سے پہلے میرے بارے میں سبقت لے جا چکا ہے' کیا آپ مجھے اس پر ملامت کرتے ہیں؟'' یہ بات بیان کرنے کے بعد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آدم علیہ السلام' موسی علیہ السلام پر غالب آ گئے' آدم علیہ السلام' موسی علیہ السلام پر غالب آ گئے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۷۰۲۔ ابوداود (۴۷۰۲) وعنہ البیہقی فی الاسماء (ص:۱۹۳) ابن خزیمۃ فی التوحید (ص:۹۴)۔

فوائد: امام البانی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں: علماء نے اس مباحثے اور اعتراض کی مختلف توجیہات پیش کی ہیں' میرے علم کے مطابق سب سے بہترین توجیہ شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ کی ہے' وہ کہتے ہیں: حضرت آدم علیہ السلام کے درخت (کا پھل) کھانے کی وجہ سے ان کی اولاد مصیبت میں پھنس گئی' اس بنا پر حضرت موسی علیہ السلام نے ان کو ملامت کیا۔ یہ طعن گناہ میں اللہ تعالی کے حق کی بنا پر نہیں تھا' کیونکہ حضرت آدم علیہ السلام نے اس گناہ سے توبہ کر لی تھی اور حضرت موسی علیہ السلام جانتے تھے کہ توبہ اور مغفرت کے بعد کسی کو گناہ کی وجہ سے ملامت نہیں کیا جا سکتا۔ غور فرمائیں کہ حضرت موسی نے یوں اعتراض کیا تھا: ''تجھے کس چیز نے ہمیں اور اپنے آپ کو جنت سے باہر نکالنے پر آمادہ کیا؟'' سوال یہ نہیں تھا کہ تو نے حکم کی مخالفت کیوں کی ہے؟ اور لوگ اس بات کے مکلف ہیں کہ انہیں جو مصائب لوگوں کے افعال کی وجہ سے یا کسی اور وجہ سے لاحق ہوتے ہیں' وہ تقدیر کے سامنے سر تسلیم خم کر دیں .... آپ خود فتاوی ابن تیمیہ کی آٹھویں جلد میں ''کتاب القدر'' اور مرقاۃ المفاتیح وغیرہ کا مطالعہ کر لیں۔ [صحیحہ:۱۷۰۲ کے تحت]

باب: من صبر الانبياء على الابتلاء

انبیاء علیہم السلام کا آزمائشوں مصیبتوں پر صبر کرنے کا بیان

۳۱۲۹۔عَنْ اَنَسٍ مَرْفُوْعًا: ((اِنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ اَيُّوْبَ ﷺ لَبِثَ بِهِ بَلَاؤُهُ ثَمَانَ عَشَرَةَ سَنَةً، فَرَفَضَهُ الْقَرِيْبُ وَالْبَعِيْدُ، اِلَّا رَجُلَيْنِ مِنْ اِخْوَانِهِ كَانَا يَغْدُوَانِ اِلَيْهِ وَيَرُوْحَانِ، فَقَالَ: اَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهِ ذَاتَ يَوْمٍ: تَعْلَمُ وَاللّٰهِ لَقَدْ اَذْنَبَ اَيُّوْبُ ذَنْبًا مَا اَذْنَبَهُ اَحَدٌ مِّنَ الْعَالَمِيْنَ، فَقَالَ لَهُ صَاحِبُهُ: وَمَا ذَاكَ؟ قَالَ: مُنْذُ ثَمَانَ عَشَرَةَ سَنَةٍ لَمْ يَرْحَمْهُ اللّٰهُ فَيَكْشِفُ مَابِهِ. فَلَمَّا رَاحَ اِلٰى اَيُّوْبَ، لَمْ يَصْبِرِ الرَّجُلُ حَتّٰى ذَكَرَ ذٰلِكَ لَهُ، فَقَالَ اَيُّوْبُ: لَا اَدْرِيْ مَاتَقُوْلَانِ، غَيْرَ اَنَّ اللّٰهَ. تَعَالٰى. يَعْلَمُ اِنِّيْ كُنْ تَامُرُ بِالرَّجُلَيْنِ يَتَنَازَعَانِ، فَيَذْكُرُ اَنَّ اللّٰهَ، فَاَرْجِعُ اِلٰى بَيْتِيْ فَاُكَفِّرُ عَنْهُمَا، كَرَاهِيَةً اَنْ يُذْكَرِ اللّٰهُ اِلَّا فِيْ حَقٍّ. قَالَ: وَكَانَ يَخْرُجُ اِلٰى حَاجَتِهِ، فَاِذَا قَضٰى حَاجَتَهُ، اَمْسَكَتْهُ اِمْرَاَتُهُ بِيَدِهِ حَتّٰى يَبْلُغَ، فَلَمَّا كَانَ ذَاتَ يَوْمٍ، اَبْطَاَ عَلَيْهَا، وَاَوْحٰى اِلٰى اَيُّوْبَ اَنْ ﴿اُرْكُضْ بِرِجْلِكَ هٰذَا مُغْتَسَلٌ بَارِدٌ وَشَرَابٌ﴾[ص:۴۲]فَاسْتَبْطَاَتْهُ، فَتَلَقَّتْهُ تَنْظُرُ وَقَدْ اَقْبَلَ عَلَيْهَا قَدْ اَذْهَبَ اللّٰهُ مَابِهِ مِنَ الْبَلَاءِ وَهُوَ اَحْسَنُ مَاكَانَ، فَلَمَّا رَاَتْهُ قَالَتْ: اَيْ بَارَكَ اللّٰهُ فِيْكَ! هَلْ رَاَيْتَ نَبِيَّ اله هٰذَاالْمُبْتَلٰى؟ وَاللّٰهِ عَلٰى ذٰلِكَ، مَارَاَيْتُ [اَحَدًا] اَشْبَهُ [بِهِ] مِنْكَ اِذَاكَانَ صَحِيْحًا! فَقَالَ: فَاِنِّيْ اَنَا هُوَ: وَكَانَ لَهُ اَنْدَرَانِ (اَيْ: بَيْدَرَانِ): اَنْدَرٌ لِّلْقُمْحِ، وَاَنْدَرٌ لِّلشَّعِيْرِ، فَبَعَثَ اللّٰهُ سَحَابَتَيْنِ، فَلَمَّا كَانَتْ اِحْدَاهُمَا عَلٰى

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کے نبی حضرت ایوب علیہ السلام اٹھارہ برس بیمار رہے۔ قریب و بعید کے تمام رشتہ دار بے رخی کر گئے' البتہ ان کے دو بھائی صبح و شام ان کے پاس آتے جاتے تھے۔ ایک دن ایک دوسرے کو کہنے لگا: آیا تو جانتا ہے' اللہ کی قسم! ایوب نے کوئی ایسا گناہ کیا ہے' جو جہانوں میں سے کسی فرد نے نہیں کیا؟ اس کے ساتھی نے کہا: وہ کون سا؟ اس نے کہا: (دیکھو) اٹھارہ سال ہو چکے ہیں' اللہ تعالیٰ نے اِس پر رحم نہیں کیا کہ اس کی بیماری دور کر دے۔ جب وہ بوقتِ شام ایوب کے پاس آئے تو ایک نے بے صبری میں وہ بات ذکر کر دی۔ حضرت ایوب علیہ السلام نے (ان کا الزام سن کر) کہا: جو کچھ تم کہہ رہے ہو' اس قسم کی کوئی بات میرے علم میں تو نہیں ہے' ہاں اتنا ضرور ہے کہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ دو آدمیوں کے پاس سے میرا گزر ہوتا تھا' وہ آپس میں جھگڑ رہے ہوتے تھے' وہ مجھے اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے دیتے اور میں اپنے گھر واپس چلا جاتا تھا اور اس وجہ سے ان دونوں کی طرف سے کفارہ ادا کر دیتا تھا کہ ان دونوں نے ناحق انداز میں اللہ تعالیٰ کا واسطہ نہ دیا ہو۔ حضرت ایوب علیہ السلام قضائے حاجت کے لئے باہر جاتے تھے' جب وہ قضائے حاجت کر لیتے تو ان کی بیوی ان کو ہاتھ سے پکڑ کر سہارا دیتی تھی' حتی کہ وہ اپنی جگہ پر پہنچ جاتے تھے۔ ایک دن وہ لیٹ ہو گئے اور (ان کی بیوی ان کے انتظار میں رہی) اور اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی کی: ﴿اپنا پاؤں مارو' یہ نہانے کا ٹھنڈا اور پینے کا پانی ہے﴾ [سورۂ ص: ۴۲] اُدھر ان کی بیوی سمجھ رہی تھیں کہ وہ دیر کر رہے ہیں۔ جب وہ واپس پلٹے تو اللہ تعالیٰ ان کی تمام بیماریاں دور کر چکے تھے اور وہ بہت حسین لگ رہے تھے۔ جب ان کی بیوی نے ان کو دیکھا تو (نہ پہچان سکی اور ان سے) پوچھا: اللہ تعالیٰ تجھ میں برکت پیدا کرے' کیا تو نے اللہ

أَنْدَرِ الْقَمْحِ، أَفْرَغَتْ فِيهِ الذَّهَبَ حَتَّى فَاضَ، وَأَفْرَغَتِ الْأُخْرَى فِي أَنْدَرِ الشَّعِيرِ الْوَرِقَ حَتَّى فَاضَ)). [الصحيحة:١٧]

تعالیٰ کے نبی، جو بیمار ہیں، کو دیکھا ہے؟ اللہ تعالیٰ اس بات پر گواہ ہیں کہ جب وہ نبی صحتمند تھے تو تجھ سے سب سے زیادہ مشابہت رکھتے تھے۔ انھوں نے کہا: میں وہی (ایوب) ہوں، (اب اللہ تعالیٰ نے مجھے شفا دے دی ہے)۔ حضرت ایوب علیہ السلام کے دو کھلیان تھے، ایک گندم کا تھا اور ایک جو کا۔ اللہ تعالیٰ نے دو بدلیاں بھیجیں، ایک بدلی گندم والے کھلیان پر آ کر سونا برسانے لگی اور دوسری جو والے کھلیان پر آ کر چاندی برسانے لگی، (اس طرح اللہ تعالیٰ نے صحت بھی دے دی اور مالِ کثیر بھی عطا کر دیا)۔"

تخریج: الصحیحة ۱۷۔ ابو یعلی (۳۶۱۷)، ابو نعیم فی الحلیة (۳/ ۳۷۴، ۳۷۵)، الضیاء فی المختارة (۲۶۱۶)، البزار (الکشف :۲۳۵۷)

فوائد: حدیثِ نبوی ہے: (الصبر ضیاء) یعنی: صبر روشنی ہے۔ [مسلم] صبر کا پھل میٹھا ہوتا ہے، حضرت ایوب علیہ السلام اٹھارہ سال بیمار رہے، بہر حال انھوں نے صبر کا دامن نہ چھوڑا، بالآخر اللہ تعالیٰ نے ان کے حق میں دنیا میں بھی خزینوں کے منہ کھول دیئے اور آخرت میں بھی نظر کرم فرمائے گا۔

باب: وصية نوح عليه السلام

سیدنا نوح علیہ السلام کی وصیت

٣١٣٠ـ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو ، قَالَ: كُنَّا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَجَاءَ رَجُلٌ مِّنْ أَهْلِ الْبَادِيَةِ عَلَيْهِ جُبَّةُ سِيْجَانٍ مَزْرُوْرَةٌ بِالدِّيْبَاجِ ، فَقَالَ: أَلَا إِنَّ صَاحِبَكُمْ هٰذَا قَدْ وَضَعَ كُلَّ فَارِسٍ ابْنَ فَارِسٍ. قَالَ: يُرِيْدُ أَنْ يَّضَعَ كُلَّ فَارِسٍ ابْنَ فَارِسٍ، وَيَرْفَعُ كُلَّ رَاعٍ ابْنَ رَاعٍ. قَالَ: فَأَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِمَجَامِعِ جُبَّتِهِ،وَقَالَ: أَلَا أَرٰى عَلَيْكَ لِبَاسَ مَنْ لَّا يَعْقِلُ ، ثُمَّ قَالَ: ((إِنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ نُوْحًا ﷺ لَمَّا حَضَرَتْهُ الْوَفَاةُ، قَالَ لِابْنِهِ: إِنِّي قَاصٌّ عَلَيْكَ الْوَصِيَّةَ: آمُرُكَ بِاثْنَتَيْنِ، وَأَنْهَاكَ عَنِ اثْنَتَيْنِ، آمُرُكَ (لَاإِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ)، فَإِنَّ السَّمَاوَاتِ السَّبْعَ وَالْأَرْضِيْنَ السَّبْعَ لَوْ وُضِعَتْ فِيْ كَفَّةٍ، وَوُضِعَتْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ فِيْ

سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس موجود تھے، کسی بستی کا باسی سیجان کا جبہ، جس کے بٹن ریشمی تھے، زیب تن کر کے آیا اور کہا: خبردار! تمھارے اس ساتھی (محمد ﷺ) نے گھڑسواروں کے مقام کو کم اور چرواہوں کی عزتوں کو بلند کر دیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کو جبہ کے گریبان سے پکڑا اور فرمایا: "کیا میں تجھ پر ان لوگوں کا لباس نہیں دیکھ رہا، جو بیوقوف ہیں۔" پھر فرمایا: "جب اللہ تعالیٰ کے نبی نوح علیہ السلام کی وفات کا وقت آ پہنچا تو انھوں نے اپنے بیٹے سے کہا: میں تیرے سامنے ایک وصیت بیان کرتا ہوں، میں تجھے دو چیزوں کا حکم دیتا ہوں اور دو چیزوں سے منع کرتا ہوں۔ میں تجھے "لا الہ الا اللہ" کا حکم دیتا ہوں، کیونکہ اگر ساتوں آسمانوں اور ساتوں زمینوں کو (ترازو کے) ایک پلڑے میں اور "لا الہ الا اللہ" کو دوسرے پلڑے میں رکھ دیا جائے تو "لا الہ الا اللہ" بھاری ہو جائے گا۔

كَفَّةٍ، رَجَحَتْ بِهِنَّ لَآاِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، وَلَوْاَنَّ السَّمَاوَاتِ السَّبْعَ وَالْاَرْضِيْنَ السَّبْعَ كُنَّ حَلَقَةً مُبْهَمَةً، اِلَّا قَصَمَتْهُمْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، وَسُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ، فَاِنَّهَا صَلَاةُ كُلِّ شَيْءٍ وَّبِهَا يُرْزَقُ الْخَلْقُ. وَاَنْهَاكَ عَنِ الشِّرْكِ وَالْكِبْرِ. قَالَ: قُلْتُ: اَوْ :قِيْلَ. :يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! هٰذَا الشِّرْكُ قَدْ عَرَفْنَاهُ ، فَمَا الْكِبْرُ؟ .قَالَ:. اَنْ يَّكُوْنَ لِاَ حَدِنِ نَعْلَانِ حَسَنَتَانِ لَهُمَا شِرَاكَانِ حَسَنَانِ؟ قَالَ: لَا . قَالَ: هُوَ اَنْ يَّكُوْنَ لِاَ حَدِنِ اَصْحَابٌ يَجْلِسُوْنَ اِلَيْهِ ؟ قَالَ: لَا .قِيْلَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! فَمَا الْكِبْرُ؟ سَفَهُ الْحَقِّ وَغَمْصُ النَّاسِ)). [الصحيحة:١٣٤]

اور ساتوں آسمان اور ساتوں زمینیں ایک بند کڑے کی شکل اختیار کر لیں تو اس کو بھی "لا الہ الا اللہ" توڑ دے گا' اور (دوسری چیز) "سبحان الله وبحمده" ہے' یہ کلمات ہر چیز کی نماز ہیں اور ان ہی کے ذریعے مخلوق کو رزق دیا جاتا ہے اور میں تجھے شرک اور تکبر سے منع کرتا ہوں۔'' میں نے یا کسی نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم شرک کو تو پہچانتے ہیں' تکبر کسے کہتے ہیں؟ کیا تکبر یہ ہے کہ آدمی کے جوتے اور ان کے تسمے اچھے ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں۔'' کسی نے کہا: تو کیا تکبر یہ ہے کہ آدمی کے دوست و یار ہوں' جو اس کے پاس بیٹھتے ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں۔'' پھر کسی نے کہا: اے اللہ کے رسول! تو پھر تکبر کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''حق کو جھٹلا دینا اور لوگوں کو حقیر سمجھنا (تکبر کہلاتا ہے)۔''

تخریج: الصحیحة ۱۳۴۔ الادب المفرد (۵۴۸)' احمد (۲/ ۱۶۹'۱۷۰)' بیهقی فی الاسماء (ص:۱۰۳)' البزار (الکشف:۲۹۹۸)۔

فوائد: اس میں "لاالہ الا اللہ" اور "سبحان الله وبحمده" کی فضیلت اور شرک وتکبر کی مذمت بیان کی گئی ہے۔

باب: إنة جذع النخل البقراقة النبیؐ

آپ ﷺ کی جدائی میں کھجور کے تنے کا رونا

٣١٣١۔عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَخْطُبُ اِلَى جِذْعِ نَخْلَةٍ، قَالَ: فَقَالَتِ امْرَاَةٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ۔ كَانَ لَهَا غُلَامٌ نَجَّارٌ۔ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اَنَّ لِيْ غُلَامًا نَجَّارًا،فَاٰمُرُهُ اَنْ يَّتَخِذَلَكَ مِنْبَرًاتَخْطُبُ عَلَيْهِ؟ قَالَ: ((بَلٰى))، قَالَ: فَاتَّخَذَ لَهٗ مِنْبَرًا، قَالَ: فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ، خَطَبَ عَلَى الْمِنْبَرِ. قَالَ: فَاِنَّ الْجِذْعَ الَّذِيْ كَانَ يَقُوْمُ عَلَيْهِ كَمَا يَئِنُ الصَّبِيُّ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((اِنَّ هٰذَا بَكٰى، لِمَ اَفَقَ مِنَ الذِّكْرِ)). [الصحيحة:٣٥٤٧]

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کھجور کے ایک تنے کا سہارا لے کر خطبہ ارشاد فرماتے تھے۔ ایک انصاری عورت' جس کا غلام بڑھئی تھا' نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرا غلام بڑھئی ہے' کیا میں اسے یہ حکم دے دوں کہ وہ آپ کے لئے ایک منبر بنائے' تا کہ آپ اس پر کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرما سکیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیوں نہیں''؟ پس اس نے منبر بنایا۔ جب جمعہ کا دن آیا اور آپ ﷺ منبر پر کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرمانے لگے' تو اس تنے نے بچے کی طرح رونا شروع کر دیا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب اس تنے نے ذکر (یعنی خطبہ کی باتیں) گم پائیں تو اس نے رونا شروع کر دیا۔''

تخریج: الصحیحة ۳۵۴۷۔ بخاری (۲۰۹۵' ۳۵۸۴)' احمد (۳/ ۳۰۰)' والسیاق له بیهقی فی الولد کل (۲/ ۵۶۰)۔

فوائد: انسان اور جن کے علاوہ اللہ تعالی کی جتنی مخلوقات ہیں' ان کا بھی اللہ تعالی کے ساتھ خاص تعلق ہوتا ہے' وہ اللہ تعالی کے سامنے سجدہ ریز ہوتی ہیں اور اس کی تسبیح و تعریف بیان کرتی ہیں۔ بسا اوقات ان کا یہ انداز انسان کو بھی دکھا دیا جاتا ہے۔

انا حظكم من الأنبياء

میں تمہارا حصہ ہوں نبیوں میں سے

٣١٣٢۔عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَنَا حَظُّكُمْ مِّنَ الْأَنْبِيَاءِ، وَأَنْتُمْ حَظِّي مِنَ الْأُمَمِ)). [الصحيحة:٣٢٠٧]

سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں انبیاء میں سے تمہارا حصہ ہوں اور تم امتوں میں سے میرا حصہ ہو۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۲۰۷۔ ابن حبان (۷۲۱۳) ابن شاهين فى الافراد (ق:۴/ ۱)' البزار (الکشف:۲۸۴۷)۔ ابو نعیم فی اخبار اصبهان (۲/ ۲۲۵،۲۲۴)۔

باب: من خصوصيات الانبياء في النوم

نیند کے معاملے میں انبیاء علیہم السلام کی خصوصیت

٣١٣٣۔ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّا مَعْشَرُ الْأَنْبِيَاءِ تَنَامُ أَعْيُنُنَا، وَلَا تَنَامُ قُلُوْبُنَا)) [الصحيحة: ١٧٠٥]

عطاء رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''ہم انبیاء کی جماعت کی آنکھیں سوتی ہیں اور دل نہیں سوتے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۷۰۵۔ ابن سعد فی الطبقات (۱/ ۱۷۱)' عن عطاء مرسلاً' بخاری (۳۵۷۰،۷۵۱۷)' من حدیث انس رضی اللہ عنہ فی الاسراء مطولاً بمعناه۔

فوائد: اس میں انبیا کا خاصہ بیان کیا گیا ہے۔

باب: نجح الآخرة بالاعمال لا بالنسب

آخرت کی کامیابی اعمال پر ہے نہ کہ نسب پر

٣١٣٤۔ عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ ، قَالَ: اِنْتَسَبَ رَجُلَانِ عَلَى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَ أَحَدُهُمَا: إِنَّ أَفُلَانُ ابْنُ فُلَانٍ، فَمَنْ أَنْتَ لَا أُمَّ لَكَ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنْتَسَبَ رَجُلَانِ عَلَى عَهْدِ مُوْسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ ، فَقَالَ أَحَدُهُمَا: إِنَّ أَفُلَانَ ابْنَ فُلَانٍ حَتَّى عَدَّ تِسْعَةً، فَمَنْ أَنْتَ لَا أُمَّ لَكَ؟! قَالَ: أَنَا فُلَانُ ابْنُ فُلَانٍ ابْنِ الْإِسْلَامِ ، قَالَ: فَأَوْحَى اللّٰهُ إِلَى مُوْسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ. إِنْ

سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں دو آدمیوں نے اپنا اپنا نسب نامہ بیان کیا۔ ایک نے کہا: میں تو فلاں بن فلاں ہوں' تیری ماں نہ رہے' تو کون ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دو آدمیوں نے حضرت موسی علیہ السلام کے زمانے میں اپنا اپنا نسب بیان کیا' ایک نے کہا: میں فلاں بن فلاں (نو پشتیں ذکر کر دیں) ہوں' تیری ماں نہ رہے تو کون ہے؟ اس نے کہا: میں فلاں بن فلاں بن اسلام ہوں۔ اللہ تعالی نے حضرت موسی علیہ السلام کی طرف وحی کی کہ نسب بیان کرنے والے ان دو

قُلْ لِهٰذَیْنِ الْمُنْتَسِبَیْنِ: اَمَّا اَنْتَ اَیُّهَا الْمنتمي اَوْلِمُنْتَسِبِ اِلٰی تِسْعَةَ فِي النَّارِ، فَاَنْتَ عَاشِرُهُمْ ، وَاَمَّا اَنْتَ یَا هٰذَا الْمُنْتَسِبِ اِلَی اثْنَیْنِ فِي الْجَنَّةِ، فَاَنْتَ ثَالِثُهُمَا فِي الْجَنَّةِ)).

[الصحیحة: ۱۲۷۰]

آدمیوں سے کہو: تو، جس نے نو پشتوں تک اپنا نسب بیان کیا ہے، تیری نو پشتیں بھی جہنم میں ہیں اور تو ان کا دسواں ہے۔ اور تو، جس نے دو پشتیں بیان کی ہیں، تیری دونوں پشتیں جنت میں ہیں اور تو ان تیسرا ہے، جو جنت میں جائے گا۔''

تخریج: الصحیحة ۱۲۷۰- احمد (۵/ ۱۲۸) وعنه الضیاء فی المختارة (۱۲۴۱) بیهقی فی الشعب (۵۱۳۳)۔

فوائد: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (ومن ابطأ به عمله لم یسرع به نسبه۔) [ابوداود، ترمذی، ابن ماجہ] یعنی: جس کو اس کے عمل نے پیچھے کر دیا، اس کا نسب اس کو آگے نہیں لے جا سکے گا۔

باب: الأمور الثلاث كذب على الله

تین چیزیں اللہ پر جھوٹ ہیں

۳۱۳۵- عَنْ مَسْرُوقٍ، قَالَ: كُنْتُ مُتَّكِئًا عِنْدَعائِشَةَ فَقُلْتُ: یَا اَبَا عائِشَةَ! ثَلاثٌ مَّن تَكَلَّمَ بِوَاحِدَةٍ مِّنْهُمْ فَقَدْ اَعْظَمَ عَلَى اللّٰهِ الْفِرْيَةَ، [قُلْتُ: مَا هُنَّ؟ قَالَتْ: مَنْ زَعَمَ اَنَّ مُحَمَّدًا صلی اللہ علیہ وسلم رَاٰی رَبَّهُ فَقَدْ اَعْظَمَ عَلَى اللّٰهِ الفریة]، قَالَ: وَكُنْتُ مُتَّكِئًا فَجَلَسْتُ، فَقُلْتُ: یَا اُمَّ الْمُؤْمِنِیْنَ! اَنْظِرِیْنِي وَلَا تَعْجِلِیْنِي ، اَلَمْ یَقُلِ اللّٰهُ-عَزَّوَجَلَّ- : ﴿وَلَقَدْ رَاٰهُ بِالْاُفُقِ الْمُبِیْنِ﴾[التكویر:۲۳]، ﴿وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰی﴾ [النجم:۱۳]؟! فَقَالَتْ: اَنَا اَوَّلُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ سَاَلَ عَنْ ذٰلِكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم؟ فَقَالَ: ((اِنَّمَا هُوَ جِبْرِیْلُ، لَمْ اَرَهُ عَلٰی صُوْرَتِهِ الَّتِي خَلَقَ عَلَیْهَا اِل اهَاتَیْنِ الْمَرَّتَیْنِ،رَاَیْتُهُ مُنْهَبِطًا مِنَ السَّمَاءِ ، سَادًا عُظْمُ خَلْقِهِ مَابَیْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ)) . فَقَالَتْ: اَوَلَمْ تَسْمَعْ اَنَّ اللّٰهَ یَقُوْلُ: ﴿لَاتُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ یُدْرِكُ الْاَبْصَارَ وَهُوَ اللَّطِیْفُ الْخَبِیْرُ﴾ [الانعام:

مسروق کہتے ہیں: میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس ٹیک لگا کر بیٹھا تھا۔ انھوں نے مجھے کہا: اے ابو عائشہ! تین ایسے امور ہیں کہ ان میں سے ایک کا قائل ہونے کا مطلب اللہ تعالی پر جھوٹا الزام لگانا ہوگا۔ میں نے کہا: وہ کون سے امور ہیں؟ انھوں نے کہا: جس آدمی کا یہ خیال ہو کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ربّ کو دیکھا تو اس نے اللہ تعالی پر جھوٹ بولا۔ میں ٹیک لگائے ہوئے تھا، یہ سن کر میں بیٹھ گیا اور کہا: اے ام المومنین! ذرا مجھے مہلت دیجئے اور جلدی مت کیجئے، کیا اللہ تعالی نے یہ نہیں فرمایا کہ ﴿اور تحقیق اس نے اس کو واضح افق میں دیکھا﴾ [سورۂ تکویر: ۲۳] ﴿اور تحقیق اسے تو ایک مرتبہ اور بھی دیکھا تھا﴾ [سورۂ نجم: ۱۳] (تو ان آیات سے معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ربّ تعالی کو دیکھا ہے)؟ سیدہ عائشہؓ نے کہا: اس امت میں میں نے سب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان آیات کے بارے میں سوال کیا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یہ جواب دیا: ''یہ تو جبریل تھا، میں نے اسے اس کی اصلی حالت میں دو مرتبہ دیکھا، میں نے اسے آسمان سے اترتے ہوئے دیکھا کہ اس کی بڑی جسامت نے آسمان و زمین کے درمیانی خلا کو بھر رکھا تھا۔'' پھر سیدہؓ نے کہا: کیا آپ

۱۰۳]؟! اَوَلَمْ تَسْمَعْ اِنَّ اللّٰهَ يَقُوْلُ: ﴿وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا اَوْ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ اَوْ يُرْسِلَ رَسُوْلًا فَيُوْحِيَ بِاِذْنِهٖ مَا يَشَآءُ اِنَّهٗ عَلِيٌّ حَكِيْمٌ﴾ [الشوری: ۵۱]؟! قَالَتْ: وَمَنْ زَعَمَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَتَمَ شَيْئًا مِّنْ كِتَابِ اللّٰهِ، فَقَدْ اَعْظَمَ عَلَى اللّٰهِ الْفِرْيَةَ، وَاللّٰهُ يَقُوْلُ: ﴿يٰٓاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَا اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ﴾ [المائدة: ٦٧] قَالَتْ: وَمَنْ زَعَمَ اَنَّهٗ يُخْبِرُ بِمَا يَكُوْنُ فِيْ غَدٍ، فَقَدْ اَعْظَمَ عَلَى اللّٰهِ الْفِرْيَةَ، وَاللّٰهُ يَقُوْلُ: ﴿قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ﴾ [النمل: ٦٥]۔

[الصحيحة: ٣٥٧٥]

نے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان نہیں سنا: ﴿آنکھیں اس اللہ کا ادراک نہیں کر سکتیں، لیکن وہ آنکھوں کا ادراک کر لیتا ہے اور وہ تو باریک بین اور باخبر ہے۔﴾ [سورۂ انعام: ۱۰۳] نیز آپ نے یہ ارشادِ باری تعالیٰ نہیں سنا: ﴿اور ناممکن ہے کسی بندے سے اللہ تعالیٰ کلام کرے مگر وحی کے ذریعہ یا پردے کے پیچھے سے یا کسی فرشتے کو بھیجے اور وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے جو چاہے وحی کرے، بیشک وہ برتر ہے، حکمت والا ہے۔﴾ [سورۂ شوریٰ: ۵۱] سیدہ نے کہا: اور جس نے یہ گمان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی کتاب میں سے بعض احکام چھپائے ہیں تو اس نے اللہ تعالیٰ پر جھوٹا الزام دھر دیا، حالانکہ اللہ تعالیٰ تو فرماتے ہیں: ﴿اے رسول! جو کچھ تیرے رب کی طرف تیری طرف نازل کیا گیا، اسے آگے پہنچا دو، اگر تم نے ایسے نہ کیا تو (اس کا مطلب یہ ہوگا کہ) تم نے اس کا پیغام نہیں پہنچایا۔﴾ [سورۂ مائدہ: ٦٧] پھر انھوں نے کہا: اور جس نے یہ گمان کیا کہ آپ ﷺ آئندہ کل میں ہونے والے امور کی خبر دیتے ہیں تو اس نے اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھا، حالانکہ اللہ تعالیٰ تو فرماتے ہیں: ﴿کہہ دیجئے کہ آسمانوں والوں میں سے زمین والوں میں سے سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی غیب نہیں جانتا﴾ [سورۂ نمل: ٦۵]

تخریج: الصحیحۃ ۳۵۸۵- مسلم (۱۷۷)، واللفظ لہ احمد (٦/ ۲۳٦/ ۲۴۱)، نسائی فی الکبری (۱۱۵۳۲)، ترمذی (۳۰٦۸)، بخاری (۳۲۳۴،۴۸۵۵) مختصراً۔

فوائد: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ کے حوالے سے تین باتیں بیان کی ہیں: (۱) آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کو نہیں دیکھا۔ (۲) آپ ﷺ نے تبلیغِ رسالت کا حق ادا کیا اور قرآن مجید کا کوئی حصہ مخفی نہیں رکھا۔ (۳) آپ ﷺ غیب نہیں جانتے تھے۔ اس کے باوجود اپنے باطل عقائد کی خاطر قرآن وسنت میں تحریف کرنے والے اللہ رب العزت پر جھوٹ بولنے سے باز نہیں آتے۔ جن آیات سے بعض لوگ رسول اللہ ﷺ کا اللہ رب العزت کو دیکھنے سے استدلال کرتے ہیں، خود نبی کریم ﷺ ان آیات مصداق جبرائیل علیہ السلام کو ٹھہراتے ہیں۔ اہل تعدف کے نزدیک نبی کریم ﷺ نے اسلام کی بعض تعلیمات کو امت سے مخفی رکھا اور وہ حضرت علی کے سینے میں منتقل کیں۔ اس حدیث سے ان لوگوں کا نبی کریم ﷺ پر بہتان اور الزام بھی واضح ہو رہا ہے۔ تیسرا مسئلہ علم غیب سے متعلق ہے۔ وہ لوگ جو نبی کریم ﷺ کو عالم الغیب نہ ماننے پر اہل حدیث کو گستاخ کہتے ہیں، ذرا سوچیں کہ ان کے اس ''عالی شان

فتوے" کی زد میں ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بھی آ رہی ہیں۔ اللہ رب العزت انہیں ہدایت دے۔

باب: رؤية النبی مقعده جزء الجنة

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنا جنت کا مقام دیکھنے کا بیان

٣١٣٦۔ عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقُوْلُ وَهُوَ صَحِيْحٌ:((أَنَّهُ لَمْ يُقْبَضْ نَبِيٌّ حَتّٰى يُرٰى مَقْعَدُهُ مِنَ الْجَنَّةِ، ثُمَّ يُخَيَّرَا))۔ فَلَمَّا نَزَلَ بِهٖ۔ وَرَأْسُهُ عَلٰى فَخِذِيْ ۔غُشِيَ عَلَيْهِ، ثُمَّ اَفَاقَ فَاَشْخَصَ بَصَرُهُ اِلٰى سَقْفِ الْبَيْتِ، ثُمَّ قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ ! اَلرَّفِيْقُ الْاَعْلٰى))۔ فَقُلْتُ: اِذَنْ، لَا يَخْتَارُنَا، وَعَرَفْتُ اَنَّهُ الْحَدِيْثُ الَّذِيْ كَانَ يُحَدِّثُنَا وَهُوَ صَحِيْحٌ۔ قَالَتْ: فَكَانَتْ آخِرُ يَخْتَارُنَا، وَعَرَفْتُ اَنَّهُ الْحَدِيْثُ الَّذِيْ كَانَ كَلِمَةٍ تَكَلَّمَ بِهَا: ((اَللّٰهُمَّ! اَلرَّفِيْقُ الْاَعْلٰى))۔ [الصحيحة:٣٥٨٠]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صحتمند تھے تو فرمایا کرتے تھے: "کسی نبی کو اس وقت تک موت نہیں آتی، جب تک اسے اس کا جنت میں ٹھکانہ نہ دکھا دیا جائے اور پھر (موت وحیات میں) اختیار نہ دے دیا جائے۔" جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سر میری ران پر تھا، تو آپ پر غشی طاری ہوگئی، پھر افاقہ ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چھت کی طرف ٹکٹکی باندھ کر دیکھنا شروع کر دیا اور یہ کہنے لگ گئے: "اے اللہ! مجھے رفیقِ اعلی تک پہنچا دے۔" اس وقت میں نے کہا: مطلب یہ ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (موت وحیات کے اختیار میں) ہمیں ترجیح نہیں دی، اور میں نے پہچان لیا کہ اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسی حدیث کا مصداق ہیں، جو ہمیں تندرستی کی حالت میں بیان کرتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری کلمہ یہ تھا: "اے اللہ! رفیقِ اعلی تک پہنچا دے۔"

تخریج: الصحیحة ۳۵۸۰۔ بخاری (۴۴۳۷، ۴۴۶۳، ۴۴۶۳)، واللفظ له مسلم (۸۷/ ۲۴۴۴)، احمد (۶/ ۸۸)۔

فوائد: یہ نبی کا خاصہ ہے کہ اسے موت وحیات میں سے کسی ایک کا انتخاب کرنے کا اختیار دیا جاتا ہے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اختیار دیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے موت کو ترجیح دی، جیسا کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے بیان سے واضح ہو رہا ہے۔

باب: فضيلة المثانی

مثانی کی فضیلت کا بیان

٣١٣٧۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((اُوْتِيَ مُوْسٰى ۔عَلَيْهِ السَّلَامُ۔ اَلْاَلْوَاحَ، وَاُوْتِيْتُ الْمَثَانِيَ))۔ [الصحيحة:٢٨١٣]

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "حضرت موسی علیہ السلام کو (تورات کی) تختیاں اور مجھے (قرآن کا) مثانی (حصہ) عطا کیا گیا۔"

تخریج: الصحیحة ۲۸۱۳۔ الا سماعیلی فی معجمه (ص:۲/ ۱۱۴، ۱۱۵)، بهذا اللفظ، سنن ابی داود (۱۴۵۹) والنسائی (۹۱۶)، مختصراً موقوفاً علی ابن عباس رضی اللہ عنہما۔

فوائد: حضرت موسی علیہ السلام کو تورات تختیوں کی صورت میں ملی تھی۔

المثانی: اس سے یا تو قرآن کریم کی شروع کی سات بڑی بڑی سورتیں مراد ہیں یا سورۂ فاتحہ جو سات آیات پر مشتمل ہے۔

باب: نوح اول الرسل

نوح علیہ السلام پہلے رسول ہیں

۳۱۳۸۔ عَنْ اَنَسٍ، اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ: ((اَوَّلُ نَبِیٍّ اُرْسِلَ نُوْحٌ)). [الصحیحة:۱۲۸۹]

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''حضرت نوح علیہ السلام پہلے نبی ہیں، جن کو بھیجا گیا۔''

تخریج: الصحیحة ۱۲۸۹۔ دیلمی (۱/ ۱/ ۹)، ابن عساکر فی تاریخه (۶۵/ ۱۸۵)۔

فوائد: حضرت نوح علیہ السلام سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام، حضرت شیث علیہ السلام اور حضرت ادریس علیہ السلام وغیرہ گزر چکے تھے، لہذا اس حدیث کے یہ مفاہیم بیان کئے جا سکتے ہیں: (۱) حضرت نوح علیہ السلام رسول تھے اور ان سے پہلے والے انبیاء تھے۔ (۲) حضرت نوح علیہ السلام اس اعتبار سے پہلے رسول ہیں کہ جب ان کو مبعوث کیا گیا تو سارے کے سارے لوگ کافر تھے، جب کہ آپ سے پہلے والے انبیا و رسل کا واسطہ مسلم و کافر دونوں سے پڑتا رہا۔ (۳) حضرت نوح علیہ السلام کی بعثت تمام اہل ارض کی طرف تھی، جبکہ آپ سے پہلے والے انبیا و رسل مخصوص اقوام کی طرف تشریف لاتے رہے۔

باب: ای الخلق اعجب ایمانًا

کون سی مخلوق ایمان میں تعجب انگیز ہے؟

۳۱۳۹۔ عَنْ اَنَسٍ، قَالَ: قَالَ النَّبِیُّ ﷺ: ((اَیُّ الْخَلْقِ اَعْجَبُ اِیْمَانًا؟ قَالُوْا: اَلْمَلَائِکَةُ. قَالَ: اَلْمَلَائِکَةُ کَیْفَ لَا یُؤْمِنُوْنَ؟! قَالُوْا: اَلنَّبِیُّوْنَ. قَالَ: اَلنَّبِیُّوْنَ یُوْحٰی اِلَیْهِمْ فَکَیْفَ لَا یُؤْمِنُوْنَ؟! قَالُوْا: اَلصَّحَابَةُ. قَالَ: اَلصَّحَابَةُ مَعَ الْاَنْبِیَاءِ فَکَیْفَ لَا یُؤْمِنُوْنَ؟! وَلٰکِنْ اَعْجَبَ النَّاسِ اِیْمَانًا: قَوْمٌ یَجِیْئُوْنَ مِنْ بَعْدِکُمْ فَیَجِدُوْنَ کِتَابًا مِنَ الْوَحْیِ، فَیُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَیَتَّبِعُوْنَهٗ، فَهُمْ اَعْجَبُ النَّاسِ اِیْمَانًا. اَوَّلُ الْخَلْقِ اِیْمَانًا.))

[الصحیحة:۳۲۱۵]

سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''کون سی مخلوق کا ایمان (اعلی و افضل ہونے میں) تعجب انگیز ہے؟'' صحابہ نے کہا: فرشتوں کا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''فرشتوں (کو کیا ہے کہ وہ) ایمان نہ لائیں، (کیونکہ سارے حقائق ان کے سامنے ہوتے ہیں)۔'' انھوں نے کہا: تو پھر انبیاء ہوں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''انبیاء کی طرف تو وحی کی جاتی ہے (جس کی وجہ سے ہر چیز ان پر عیاں ہو جاتی ہے) وہ ایمان کیوں نہ لائیں؟'' انھوں نے کہا: تو پھر صحابہ ہوں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''صحابہ تو انبیاء کے ساتھ ہوتے ہیں، (ان کے لئے کوئی شق مبہم نہیں رہتی اس لئے) انھیں ایمان قبول کرنے میں کیا وقت ہے؟ دراصل ایمان کے لحاظ سے سب سے زیادہ تعجب انگیز لوگ وہ ہیں، جو تمھارے بعد آئیں گے، ان کے ہاں وحی کی صورت ایک کتاب ہوگی، لیکن وہ اس پر ایمان لائیں گے اور اس کی پیروی کریں، یہ لوگ ہیں جن کا ایمان قابل تعجب ہے، (یعنی کوئی معجزہ یا کوئی علامت دیکھے بغیر ہی مشرف بایمان ہو گئے)۔

تخریج: الصحیحة ۳۲۱۵۔ ابو داود (۳۳۲۴)، احمد (۲/ ۴۰۶)، ابن حبان (۶۸۱۴، ۶۸۲۱)، حاکم (۲/ ۵۹۵)۔

فوائد: بلاشک و شبہ تمام انبیاء و رسل، تمام فرزندانِ امم سے علی الاطلاق افضل و اعلی ہیں۔ لیکن جزوی طور پر کسی امتی کو کسی خاص

وصف میں انفرادیت ہوسکتی ہے، جیسا کہ اس حدیث میں ایک وصف کی وضاحت کی گئی ہے۔

باب: الأنبياء إخوة لعلات

انبیاء اکرام آپس میں علاتی بھائی ہیں

۳۱۴۰۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ مَرْفُوعًا ((اَلْاَنْبِيَاءُ اِخْوَةٌ لِعَلَّاتٍ، اُمَّهَاتُهُمْ شَتّٰى، وينهم وَاحِدٌ، وَاَنَا اَوْلَى النَّاسِ بِعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ لِاَنَّهُ]لَيْسَ بَيْنِيْ وَبَيْنَهُ نَبِيٌّ ، وَاِنَّهُ نَازِلٌ، فَاِذَا رَاَيْتُمُوْهُ فَاعْرِفُوْهُ، رَجُلٌ مَرْبُوْعٌ، اِلَى الْحُمْرَةِ وَالْبَيَاضِ، بَيْنَ ممصرتين، كَاَنَّ رَاْسَهُ يَقْطُرُ ، وَاِنْ لَمْ يُصِبْهُ بَلَلٌ، فَيُقَاتِلُ النَّاسَ عَلَى الْاِسْلَامِ، فَيَدُقُّ الصَّلِيْبَ، وَيَقْتُلُ الْخِنْزِيْرَ، وَيَضَعُ الْجِزْيَةَ، وَيُهْلِكُ اللّٰهُ فِيْ زَمَانِهِ الْمِلَلَ كُلَّهَا اِلَّا الْاِسْلَامَ ، وَيُهْلِكُ اللّٰهُ الْمَسِيْحَ الدَّجَّالَ،[وَتَقَعُ الْاَمِنَةُ فِي الْاَرْضِ حَتّٰى تَرْتَعَ الْاُسُوْدُ مَعَ الْاِبِلِ، وَالنِّمَارُ مَعَ الْبَقَرِ، وَالذِّئَابُ مَعَ الْغَنَمِ، وَيَلْعَبُ الصِّبْيَانُ بِالْحَيَّاتِ لَاتَضُرُّهُمْ]، فَيَمْكُثُ فِي الْاَرْضِ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً ثُمَّ يُتَوَفّٰى، فَيُصَلِّيْ عَلَيْهِ الْمُسْلِمُوْنَ)).

[الصحيحة:۲۱۸۲]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''انبیاء علاتی بھائی ہیں' (یعنی ان کا باپ ایک ہے اور) مائیں مختلف ہیں اور ان کا دین ایک ہے اور میں حضرت عیسی بن مریم علیہ السلام کے سب سے زیادہ قریب ہوں کیونکہ میرے اور ان کے درمیان کوئی نبی نہیں ہے اور وہ (میری امت میں) اترنے والے ہیں۔ تم جب ان کو دیکھو تو پہچان لینا' وہ درمیانے قد کے ہیں' ان کا رنگ سرخی سفیدی مائل ہے' وہ دو سوتی چادروں میں ملبوس ہوں گے' جب وہ اتریں گے تو ایسے لگیں گے کہ گویا کہ ان کے سر سے پانی کے قطرے ٹپک رہے ہوں گے' اگرچہ ان کو گیلا نہیں کیا ہوگا' وہ لوگوں سے اسلام پر قتال کریں گے' صلیب توڑ دیں گے' خنزیر کو قتل کریں گے' جزیہ (کا تصور) ختم ہو جائے گا اور اللہ تعالی ان کے زمانے میں اسلام کے علاوہ تمام (باطل) مذاہب کو نیست و نابود کر دے گا اور مسیح دجال کو بھی ہلاک کر دے گا۔ اور (ان کے زمانے میں) زمین میں اتنا امن ہوگا کہ سانپ اونٹوں کے ساتھ' چیتے گائیوں کے ساتھ اور بھیڑیئے بکریوں کے ساتھ چریں گے اور بچے سانپوں کے ساتھ کھیلیں گے اور وہ انھیں کوئی نقصان نہیں پہنچائیں گے' حضرت عیسی علیہ السلام زمین میں چالیس سال قیام کرنے کے بعد فوت ہو جائیں گے اور مسلمان ان کی نمازِ جنازہ پڑھیں گے۔''

فوائد: علاتی بھائی ان کو کہتے ہیں جن کی مائیں مختلف ہوں اور باپ ایک۔ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ انبیاء کے دین کی بنیاد' جو توحید ہے' ایک رہی ہے' لیکن شریعت کی عملی فروعات میں اختلاف رہا ہے۔ حضرت عیسی علیہ السلام کے نزول کی پیشین گوئی کی گئی ہے۔

باب: الانبياء احياء في قبورهم

انبیاء کرام کا اپنی قبروں میں زندہ ہونے کا بیان

۳۱۴۱۔ عَنْ اَنَسٍ مَرْفُوْعًا: ((اَلْاَنْبِيَاءُ. صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ. اَحْيَاءٌ فِيْ قُبُوْرِهِمْ

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''انبیاء ۔ صلوات اللہ علیھم ۔ اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نماز بھی پڑھتے

يُصَلُّوْنَ)) [الصحيحة: ٦٢١]

ہیں۔"

تخریج: الصحيحة ٦٢١- البزار (الكشف: ٢٣٣٩) و (البحر :٦٨٨٨)' ابو يعلى (٣٤٢٥)' تمام الرازی فی الفوائد (٥٨)۔

فوائد: امام البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں: آپ کو علم ہونا چاہئے کہ اس حدیث میں انبیا کی جس زندگی کو ثابت کیا جا رہا ہے' وہ برزخی زندگی ہے' جس کا دنیوی زندگی سے کوئی تعلق نہیں' اس لئے جہاں ایسی احادیث پر ایمان لانا واجب ہے' وہاں دنیوی زندگی کو مدنظر رکھ کر عالم برزخ کی مثالیں یا اس کی تکییف وتشبیہ بیان کرنا بھی کسی کو زیب نہیں دیتا۔ بس یہی مؤقف ہے کہ مومن پر جس کو تسلیم کرنا فرض ہے۔ اس کی تفصیل یہ ہے: احادیث میں جتنا کچھ بیان ہوا اس پر ایمان لانا اور قیاس ورائے سے گریز کرنا۔ جیسا کہ بعض بدعتیوں کا طریق کار رہا' جنھوں نے بالآخر یہ دعوی کر دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر میں (دنیا والی) حقیقی زندگی میں ہیں' کھاتے پیتے ہیں اور اپنی بیویوں سے شب باشی بھی کرتے ہیں۔ حالانکہ یہ برزخی زندگی ہے جس کی حقیقت اللہ تعالی کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ اسراء والی رات کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت موسی علیہ السلام کو نماز پڑھتے دیکھنا بھی اسی حدیث کا شاہد ہے۔ [صحیحہ: ۶۲۱ کے تحت]

باب: خير القرون قرني

میرا زمانہ سب سے بہترین زمانہ ہے

٣١٤٢- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعًا: ((بُعِثْتُ مِنْ خَيْرِ قُرُوْنِ بَنِي آدَمَ قَرْنًا فَقَرْنًا، حَتّٰى بُعِثْتُ مِنَ الْقَرْنِ الَّذِي كُنْتُ فِيْهِ)). [الصحيحة: ٨٠٩]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مجھے اولادِ آدم کے سب سے بہترین زمانے میں مبعوث کیا گیا' زمانہ صدی در صدی گزرتا گیا' حتی کہ وہ صدی آگئی جس میں مجھے بحیثیت رسول بھیجا گیا۔"

تخریج: الصحيحة ٨٠٩- بخاری (٣٥٥٧)' احمد (٢/ ٣٧٣'٤١٧)۔

فوائد: معلوم ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ بہترین' بابرکت اور خیر و بھلائی کی منتہی صورتوں پر مشتمل تھا۔

باب: جواز الغسل عريانًا

برہنہ ہو کر غسل کرنے کا جواز

٣١٤٣- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((بَيْنَا أَيُّوْبُ يَغْتَسِلُ عُرْيَانًا، فَخَرَّ عَلَيْهِ جَرَادٌ مِّنْ ذَهَبٍ، فَجَعَلَ أَيُّوْبُ يَحْتَثِي فِي ثَوْبِهِ، فَنَادَاهُ رَبُّهُ: يَا أَيُّوْبُ! أَلَمْ أَكُنْ أَغْنَيْتُكَ عَمَّا تَرٰى؟! قَالَ: بَلٰى وَعِزَّتِكَ! وَلٰكِنْ، لَا غِنٰى بِي عَنْ بَرَكَتِكَ)). [الصحيحة: ٣٦١٣]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "حضرت ایوب علیہ السلام برہنہ حالت میں غسل کر رہے تھے' اسی اثناء میں ان پر سونے کی ٹکڑیاں گرنے لگیں' وہ ان کو اپنے کپڑے میں اکٹھا کرنے لگ گئے۔ اللہ تعالی نے ان کو آواز دی: ایوب! کیا میں نے تجھے ان چیزوں سے غنی نہیں کر دیا' جو تجھے نظر آ رہی ہیں؟ انھوں نے جوابًا فرمایا: کیوں نہیں' تیری عزت کی قسم! (تو نے مجھے غنی کیا ہے) لیکن میں تیری برکتوں سے غنی اور بے نیاز نہیں ہو سکتا۔"

تخریج: الصحيحة ٣٦١٣- بخاری (٢٧٩'٣٣٩١)' نسائی (٤٠٩)' احمد (٢/ ٣١٤)۔

فوائد: پیچھے حدیث میں گزرا ہے کہ جب اللہ تعالی نے ایوب کو صحت بخشی تو ان کے دو کھیت تھے ایک میں اللہ نے سونے اور

دوسرے میں چاندی کی بارش کر دی تو اسی کی طرف اشارہ کیا جا رہا ہے کہ کیا میں نے مجھے ان چیزوں سے غنی نہیں کر دیا؟

باب: البركة في نواحي الخيل
گھوڑے کی پیشانی میں برکت ہے

۳۱۴۴۔ عَنْ اَنَسٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((اَلْبَرَكَةُ فِيْ نَوَاصِي الْخَيْلِ)).

[الصحيحة: ۳٦۱٥]

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''گھوڑوں کی پیشانیوں میں برکت ہے۔''

تخریج: الصحيحة ۳٦۱۵۔ بخاری (۲۸۵۱، ۲٦۴۵) مسلم (۱۸۷۴) نسائی (۳٦۰۱) احمد (۳/ ۱۱۴)۔

فوائد: پیشانیوں سے مراد گھوڑے ہی ہیں۔ یعنی گھوڑے بابرکت جانور ہیں کیونکہ جہاد کے ساتھ ان کا گہرا تعلق ہے اور جہاد میں دنیا و آخرت کی بھلائیاں پائی جاتی ہیں۔

باب: بيت المعمور في السماء السابقه
ساتویں آسمان پر بیت المعمور ہے

۳۱۴٥۔ عَنْ اَنَسٍ مَرْفُوْعًا: ((اَلْبَيْتُ الْمَعْمُوْرُ فِي السَّمَاءِ السَّابِعَةِ، يَدْخُلُهُ كُلَّ يَوْمٍ اَلْفُ مَلَكٍ لَايَعُوْدُوْنَ اِلَيْهِ حَتّٰى تَقُوْمَ السَّاعَةُ)).

[الصحيحة: ٤٧٧]

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیت معمور ساتویں آسمان میں ہے، ہر روز اس میں ایک ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں اور قیامت کے قائم ہونے تک ان کی باری دوبارہ نہیں آتی۔''

تخریج: الصحيحة ۴۷۷۔ احمد (۳/ ۱۵۳) ابن جرير في التفسير (۲۷/ ۱۱) حاكم (۲/ ۴٦۸) تمام الرازي في الفوائد (٦۸) بخاری (۳۲۰۷) و مسلم (۱٦۲، ۱٦۳) مطولاً في حديث الاسراء وفيه "سبعون الف"۔

فوائد: بیت معمور ساتویں آسمان پر ایک عبادت خانہ ہے جو ہر وقت فرشتوں سے بھرا رہتا ہے، نیز اس میں فرشتوں کی کثرت کا بیان ہے، نیز یہ کہ وہ ہر وقت اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مگن رہتے ہیں اور ایسا کرنے کے حریص بھی ہیں۔

باب: حجة عيسٰى في هذه الآية. اذ قال الله يا عيسٰى
اس آیت میں عیسیٰ کی حجت کا بیان ہے

۳۱۴٦۔ عَنْ طَاوٗ، عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ مَوْقُوْفًا: ((تَلَقّٰى عِيْسٰى حُجَّتَهُ، فَلَقَّاهُ اللّٰهُ فِيْ قَوْلِهِ: ﴿وَاِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ اَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِيْ وَاُمِّيَ اِلٰهَيْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ﴾ [المائدة: ۱۱٦]. ثُمَّ رَفَعَ الْبَاقِيْ، فَقَالَ: قَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: فَلَقَّاهُ اللّٰهُ:

طاوس رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی حجت (اللہ تعالیٰ سے) سیکھی اور اللہ تعالیٰ نے انھیں سکھا دی، جس کا ذکر اس آیت میں ہے: ﴿اور جب اللہ تعالیٰ کہے گا: اے عیسیٰ بن مریم! کیا تو نے لوگوں کو کہا تھا کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ مجھے اور میری ماں کو اپنا معبود بنا لو﴾ [سورۂ مائدہ: ۱۱٦] پھر آیت کا باقی حصہ روک لیا۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ

﴿سُبْحَانَكَ مَايَكُوْنَ لِيْ اَنْ اَقُوْلَ مَالَيْسَ لِيْ بِحَقٍّ﴾[المائدة:۱۱۶]،الاٰئة كلها)).

[الصحيحة: ٢٤٥٤]

نے فرمایا کہ ''اللہ تعالی نے (حضرت عیسی علیہ السلام) کو یہ جواب سکھایا: ﴿تو پاک ہے، یہ تو مجھے زیب ہی نہیں دیتا کہ میں ایسی بات کروں جو میرے لیے حق نہ ہو، اگر میں نے کہا ہوگا تو تجھ کو اس کا علم ہوگا۔ تو تو میرے دل کے اندر کی بات بھی جانتا ہے اور میرے تیرے نفس میں جو کچھ ہے اس کو نہیں جانتا، تمام غیبوں کا جاننے والا تو ہی ہے۔﴾ [سورۂ مائدہ: ۱۱۶]۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۴۵۴۔ ترمذی (۳۰۶۲)، نسائی فی الکبری (۱۱۱۶۲)، موقوفاً علیہ الی تمام الآیۃ الاول ثم رفع الباقی۔

فوائد: یعنی اللہ تعالی روزِ قیامت حضرت عیسی علیہ السلام سے سوال کریں گے اور پھر اس کا جواب بھی ان کو الہام کر دیں گے۔

باب: تفسير (يسبح الرعد بحمده)

يسبح الرعد بحمده کی تفسیر

٣١٤٧- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ، قَالَ: اَقْبَلَتْ يَهُوْدُاِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالُوْا: يَا اَبَا الْقَاسِمِ! نَسْأَلُكَ عَنْ اَشْيَاءٍ اِنْ اَجَبْتَنَا فِيْهَا اِتَّبَعْنَاكَ وَصَدَّقْنَاكَ وَآمَنَّا بِكَ۔ قَالَ: فَاَخَذَ عَلَيْهِمْ مَّا اَخَذَ اِسْرَائِيْلُ عَلَى نَفْسِهِ، قَالُوْا: (اَللّٰهُ عَلَى مَانَقُوْلُ وَكِيْلٌ)۔ قَالُوْا: اَخْبِرْنَا عَنْ عَلَامَةِ النَّبِيِّ قَالَ: ((تَنَامُ عَيْنَاهُ وَلَا يَنَامُ قَلْبُهُ)). قَالُوْا: فَاَخْبِرْنَا كَيْفَ تُؤَنَّثُ الْمَرْاَةُ وَكَيْفَ تُذَكَّرُ؟ قَالَ: ((يَلْتَقِي الْمَاءَ انِ ، فِاِنْ عَلَامَاءُ الْمَرْاَةِ مَاءَ الرِّجَالِ اُنِّثَتْ، وَاِنْ عَلَا مَاءُ الرَّجُلِ مَاءَ الْمَرْاَةِ ذُكِّرَتْ)). قَالُوْا: صَدَقْتَ، فَاَخْبِرْنَا عَنِ الرَّعْدِ مَاهُوَ؟ قَالَ: ((اَلرَّعْدُ مَلَكٌ مِّنَ الْمَلَائِكَةِ مُوَكَّلٌ بِالسَّحَابِ، [بِيَدَيْهِ اَوْفِيْ يَدِهِ مِخْرَاقٌ مناريز جَرٌّ بِهِ السَّحَابَ]، وَالصَّوْتُ الَّذِيْ يُسْمَعُ مِنْهُ زَجْرُهُ السَّحَابَ اِذَا زَجَرَهُ حَتّٰى يَنْتَهِيْ اِلٰى حَيْثُ اَمَرَهُ)). [الصحيحة:١٨٧٢]

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: کچھ یہودی نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور کہا: اے ابو القاسم! ہم آپ سے کچھ چیزوں کے بارے سوالات کرنا چاہتے ہیں، اگر آپ نے (درست) جوابات دے دیئے تو ہم آپ کی پیروی کریں گے، آپ کی تصدیق کریں گے اور آپ پر ایمان لے آئیں گے۔ آپ ﷺ نے ان سے وہ عہد و پیمان لیا جو اسرائیل (یعقوب علیہ السلام) نے اپنے لئے اختیار کیا تھا۔ انھوں نے کہا: جو کچھ ہم کہہ رہے ہیں، اللہ تعالی اس پر محافظ و نگران ہے۔ (سوالات کا سلسلہ شروع ہوتا ہے) انھوں نے کہا: ہمیں نبی کی علامت کے بارے میں بتلایئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نبی کی آنکھیں سوتی ہیں، لیکن دل نہیں سوتا۔'' انھوں نے کہا: عورت کے بطن سے مذکر و مؤنث کیسے پیدا ہوتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''(مذکر و مؤنث) کے پانی ملتے ہیں، اگر عورت کا پانی مرد کے پانی پر غالب آ جائے تو مؤنث پیدا ہوتی ہے اور اگر مرد کا پانی عورت کے مادہ پر غالب آ جائے تو مرد پیدا ہو جاتا ہے۔'' انھوں نے کہا: ''رعد'' (بادلوں کی گرج یا کڑک) کے بارے میں ہمیں بتاؤ کہ وہ کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ایک فرشتے کا نام ''رعد'' ہے، بادلوں

کے معاملات اس کے سپرد ہیں' اس کے ہاتھوں میں آگ کی تلوار (یا کوڑا) ہوتا ہے' جس کے ذریعے وہ بادلوں کو اِدھر اُدھر لے جاتا ہے' اور جب وہ بادلوں کو (مخصوص انداز میں ڈانٹ ڈپٹ کر کے) متحرک کرتا ہے' تو اس وقت وہ آواز پیدا ہوتی ہے جو (ہمیں) سنائی دیتی ہے' حتی کہ وہ اس مقام تک ان کو پہنچا دیتا ہے' جہاں کا اس کو حکم ہوتا ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۱۸۷۲- ترمذی (۳۱۱۷)' احمد (۱/ ۲۷۴)' طبرانی فی الکبیر (۱۲۴۲۹)' الضیاء فی المختارة (۱۰/ ۶۷'۷۰)۔

فوائد: آپ ﷺ نے یہودیوں کے تمام سوالات کے جواب دیئے لیکن قوم یہود کی سرشت میں ہی عہد شکنی ہے' اس لیے وہ پھر بھی ایمان نہ لائے۔

باب: تنام عيناى ولا ينام قلبي

میری آنکھیں سوتیں ہیں دل جاگتا ہے

۳۱۴۸- عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((تَنَامُ عَيْنَايَ وَلَا يَنَامُ قَلْبِي)).

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''میری آنکھیں سوتی ہیں اور دل نہیں سوتا۔''

[الصحيحة:٦٩٦]

تخریج: الصحیحة ۶۹۶- ابن خزیمة (۴۸)' ابن حبان (۶۳۸۶)' احمد (۲/ ۲۵۱)۔

فوائد: اس میں نبی کریم ﷺ کا خاصہ ہے۔ سابقہ انبیاء بھی اس صفت سے متصف تھے۔

باب في سكرات الموت

موت کی سختی کا بیان

۳۱۹۴- عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((حَدِّثُوْا عَنْ بَنِي اِسْرَائِيْلَ وَلَا حَرَجَ، فَاِنَّهُ كَانَتْ فِيْهِمُ الْاَعَاجِيْبُ)). ثُمَّ اَنْشَاَ يُحَدِّثُ قَالَ: ((خَرَجَتْ طَائِفَةٌ مِّنْ بَنِي اِسْرَائِيْلَ حَتّٰى اَتَوْا مَقْبَرَةً لَّهُمْ مِّنْ مَّقَابِرِهِمْ، فَقَالُوْا: صَلَّيْنَا رَكْعَتَيْنِ، وَدَعَوْنَا لِاِلٰهِ. عَزَّوَجَلَّ. اَنْ يُّخْرِجَ لَنَا رَجُلاً مِّمَّنْ قَدْ مَاتَ نَسْاَلُهُ عَنِ الْمَوْتِ، قَالَ: فَفَعَلُوْا: فَبَيْنَمَا هُمْ كَذٰلِكَ اِذَا طَلَعَ رَجُلٌ رَاْسَهُ مِنْ قَبْرٍ مِّنْ تِلْكَ الْمَقَابِرِ، خَلَاسِيٌّ، بَيْنَ عَيْنَيْهِ اَثَرُ السُّجُوْدِ،

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بنو اسرائیل سے (ان کی احادیث) بیان کیا کرو' اس میں کوئی حرج نہیں ہے' کیونکہ ان میں بڑے تعجب انگیز واقعات پائے جاتے ہیں۔'' پھر آپ ﷺ نے یہ واقعہ بیان فرمایا: ''بنو اسرائیل کے کچھ لوگ نکلے اور کسی مقبرہ تک جا پہنچے۔ وہاں وہ کہنے لگے کہ اگر ہم دو رکعت نماز پڑھ کر اللہ تعالی سے دعا کریں کہ وہ ہمارے لئے کسی مردہ کو (قبر سے باہر) نکالے' تاکہ ہم اس سے موت کے بابت کچھ دریافت کر سکیں۔ پس انھوں نے ایسے ہی کیا' وہ اسی حالت و کفیت میں تھے کہ ایک آدمی نے اس قبرستان کی ایک قبر سے سر باہر نکالا' وہ گندم گوں رنگ کا تھا اور اس کی

فَقَالَ: يَا هٰؤُلَاءِ مَا أَرَدْتُمْ إِلَيَّ؟ فَقَدْ مِتُّ مُنْذُ مِئَةِ سَنَةٍ، فَمَا سَكَنَتْ عَنِّي حَرَارَةُ الْمَوْتِ حَتّٰى كَانَ الْآنَ، فَادْعُو اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ لِي يُعِيْدُنِي كَمَا كُنْتُ)). [الصحيحة: ٢٩٢٦]

پیشانی پر سجدوں کا نشان تھا۔ اس نے کہا: او لوگو! تم مجھ سے کیا چاہتے ہو؟ میری موت کے واقعہ کو سو سال بیت چکے ہیں' لیکن ابھی تک موت کی حرارت (کے آثار) ختم نہیں ہوئے' سو تم لوگ اللہ عز وجل سے دعا کرو جس حالت میں میں تھا' مجھے اسی میں لوٹا دے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۹۲۶۔ احمد فی الزھد (۸۸) ابن ابی شیبۃ (۹/ ۶۲)' دون القصۃ' البزار (الکشف:۱۹۲)۔

فوائد: حدیث اپنے مفہوم میں واضح ہے اور ہمارے لئے عبرت کا پیغام ہے کہ سو سال بیت جانے کے بعد بھی موت کی حرارت ٹھنڈی نہ پڑی۔

باب: ما مسخ انقرض

باب: مسخ شدہ قومیں ختم ہو گئیں

۳۱۵۰۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((اَلْحَيَّاتُ مَسْخُ الْجِنِّ، كَمَا مُسِخَتِ الْقِرَدَةُ وَالْخَنَازِيْرُ مِنْ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ)).

[الصحيحة: ١٨٢٤]

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سانپ' جنوں کی مسخ شدہ شکلیں ہیں' جیسا کہ بندر اور خنزیر (بعض) بنو اسرائیل کی مسخ شدہ شکلیں ہیں۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۸۲۴۔ ابن حبان (۵۶۴۰)' طبرانی فی الکبیر (۱۱۹۴۶) ابن ابی حاتم (فی العلل (۲/ ۲۹۰) عبداللہ بن احمد فی زوائد المسند (۱/ ۳۴۸) مختصراً' احمد (۱/ ۳۴۸) من طریق آخر مطولاً۔

فوائد: اس حدیث کا یہ مطلب نہیں کہ موجودہ تمام سانپ جنوں کی مسخ شدہ شکلیں ہیں۔ اس کا مفہوم یہ ہے کہ جیسے یہودیوں کو بندروں اور خنزیروں کی شکل میں مسخ کیا گیا' اسی طرح بعض جنوں کو سانپ کی شکلوں میں مسخ کیا گیا تھا۔ صحیح حدیث کے مطابق مسخ شدہ انسانوں یا جنوں کی آگے نسل نہیں چلتی۔ جیسا کہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ کی مجلس میں یہ بات ہونے لگی کہ بندر اور خنزیر کس کی مسخ شدہ شکلیں ہیں۔ یہ سن کر آپ ﷺ نے فرمایا: (ان اللہ لم یمسخ شیئا فیدع لہ نسلا او عاقبۃ' وقد کانت القردۃ والخنازیر قبل ذالک۔) [مسلم] یعنی: جب اللہ تعالی کسی مخلوق کو (دوسری مخلوق کی شکل میں) مسخ کرتے ہیں تو اس کی آگے نسل اور اولاد نہیں ہوتی (یعنی اسی مسخ شدہ شکلوں میں وہ ہلاک ہو جاتی ہے) اور بندر اور خنزیر (جن کے بارے میں تم باتیں کر رہے ہو' یہ تو مسخ شدہ قوموں سے) پہلے بھی تھے۔

باب الدواب الفواسق

فاسق جانوروں کا بیان

۳۱۵۱۔ عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اَلْحَيَّةُ فَاسِقَةٌ، وَالْعَقْرَبُ فَاسِقَةٌ، وَالْفَارَةُ فَاسِقَةٌ، وَالْغُرَابُ فَاسِقٌ)). [الصحيحة: ١٨٢٥]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سانپ فاسق (یعنی شر پسند) جانور ہے' بچھو فاسق جانور ہے' چوہیا فاسق جانور ہے اور کوا فاسق جانور ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۸۲۵۔ ابن ماجہ (۳۲۴۹)' احمد (۶/ ۲۰۹' ۲۳۸)' بیہقی (۹/ ۳۱۶)۔

فوائد: اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ جانور طبعی طور پر فسادی اور نقصان دہ ہیں، یہی وجہ ہے کہ ان کو حل و حرم میں قتل کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

باب: حصول الجنة والنار بالقدر

تقدیر کے مطابق جنت اور جہنم کا حاصل ہونا

٣١٥٢۔ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ مَرْفُوْعًا: ((خَلَقَ اللّٰهُ آدَمَ حِيْنَ خَلَقَهُ، فَضَرَبَ كَتِفَهُ الْيُمْنٰى، فَأَخْرَجَ ذُرِّيَّةً بَيْضَاءَ كَأَنَّهَا الذَّرُّ، وَضَرَبَ كَتِفَهُ الْيُسْرٰى، فَأَخْرَجَ ذُرِّيَّةً سَوْدَاءَ، كَأَنَّهُمُ الْحُمَمُ، فَقَالَ لِلَّذِيْ فِيْ يَمِيْنِهِ: إِلَى الْجَنَّةِ وَلَا أُبَالِيْ، وَقَالَ لِلَّذِيْ فِيْ كَتِفِهِ الْيُسْرٰى: إِلَى النَّارِ وَلَا أُبَالِيْ)). [الصحيحة:٤٩]

سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب اللہ تعالی نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو ان کے دائیں کندھے پر ضرب لگائی اور وہاں سے سفید رنگ کی اولاد نکالی، جو چھوٹی چیونٹیوں کی جسامت کی تھی۔ پھر بائیں کندھے پر ضرب لگائے اور کوئلوں کی طرح سیاہ اولاد نکالی۔ پھر دائیں طرف والی اولاد کے بارے میں کہا: یہ جنت میں جائیں گے اور میں کوئی پرواہ نہیں کرتا اور بائیں کندھے سے نکلنے والی اولاد کے بارے میں کہا: یہ جہنم میں جائیں گے اور میں بے پرواہ ہوں۔''

تخریج: الصحیحة ٤٩۔ احمد و ابنه فی زوائد المسند (٦/ ٤٤١)، البزار (الکشف ٢١٤٤) و (البحر: ٤١٤٣)۔

فوائد: تقدیر کے مسئلہ کی کئی دفعہ وضاحت ہو چکی ہے۔ اس حدیث کا یہ مطلب نہیں کہ انسان جنت یا جہنم میں داخل ہونے کے سلسلے میں مجبور ہے۔ اس حدیث میں اللہ تعالی نے انسانوں کے انجام کے بارے میں پیشین گوئی کی ہے، جو اس کے علم غیب پر دلالت کرتی ہے۔

باب: خلق الله آدم على صورته

اللہ نے آدم کو اسی کی صورت پر پیدا کیا

٣١٥٣۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعًا: ((خَلَقَ اللّٰهُ آدَمَ عَلٰى صُوْرَتِهِ، طُوْلُهُ سِتُّوْنَ ذِرَاعًا، فَلَمَّا خَلَقَهُ، قَالَ: اِذْهَبْ فَسَلِّمْ عَلٰى أُولٰئِكَ النَّفَرِ مِنَ الْمَلَائِكَةِ جُلُوْسٌ، فَاسْتَمِعْ مَا يُحَيُّوْنَكَ، فَإِنَّهَا تَحِيَّتُكَ وَتَحِيَّةُ ذُرِّيَّتِكَ. فَقَالَ: اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ. فَقَالُوْا: اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ. فَزَادُوْهُ: وَرَحْمَةُ اللّٰهِ، فَكُلُّ مَنْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ عَلٰى صُوْرَةِ آدَمَ، فَلَمْ يَزَلِ الْخَلْقُ يَنْقُصُ بَعْدَ حَتَّى الْآنَ)). [الصحيحة:٤٤٩]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالی نے حضرت آدم علیہ السلام کو اپنی صورت پر پیدا کیا، ان کا قد ساٹھ ہاتھ تھا۔ جب اللہ تعالی نے ان کی تخلیق کی تو فرمایا: جاؤ اور فرشتوں کی بیٹھی ہوئی اُس جماعت کو سلام کہو اور غور سے سنو کہ وہ آپ کو جواباً کیا کہتے ہیں، کیونکہ یہی (جملے) آپ اور آپ کی اولاد کا سلام ہوں گے۔ (وہ گئے اور) کہا: السلام علیکم۔ انھوں نے جواب میں کہا: السلام علیك ورحمة الله۔ یعنی ''ورحمة الله'' کے الفاظ کی زیادتی کی۔ جب آدمی بھی جنت میں داخل ہوگا وہ حضرت آدم علیہ السلام کی صورت (وجسامت) پر داخل ہوگا۔ لیکن (دنیا میں ولادتِ آدم سے) آج تک قد و قامت میں

کمی آتی رہی۔"

تخریج: الصحیحۃ ۴۴۹۔ بخاری (۳۳۲۶)، مسلم (۲۸۴۱)، احمد (۲/ ۳۱۵)۔

فوائد: معلوم ہوا کہ سلام کی بنیاد حضرت آدم علیہ السلام اور فرشتوں نے رکھی۔ انسان کا اصل قد ساٹھ ہاتھ ہے، عصر حاضر میں چھ سات فٹ قد کو حسن کی علامت سمجھا جاتا ہے۔ یہ محض ماحول سے متاثر ہونے کی وجہ سے ہے، وگرنہ اصل انسانی تخلیق کو دیکھا جائے تو موجودہ قد و قامت نقص ہے۔ بہر حال جنت میں داخل ہوتے وقت جنتی لوگ اپنے جد امجد حضرت آدم علیہ السلام کے قد آور سانچے میں ڈھل کر داخل ہوں گے اور تمام لوگ اسے حسن و جمال کی علامت سمجھیں گے۔

باب فی ای یوم من الأیام خلقت المخلوقات

کس دن میں کون سی مخلوق پیدا کی گئی

٣١٥٤۔عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: اَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِيَدِيَّ فَقَالَ: ((خَلَقَ اللّٰهُ التُّرْبَةَ يَوْمَ السَّبْتِ، وَخَلَقَ فِيْهَا الْجِبَالَ يَوْمَ الْاَحَدِ، وَخَلَقَ الشَّجَرَ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ، وَخَلَقَ الْمَكْرُوْهَ يَوْمَ الثُّلَثَاءِ، وَخَلَقَ النُّوْرَ يَوْمَ الْاَرْبِعَاءِ، وَبَثَّ فِيْهَا الدَّوَابَّ يَوْمَ الْخَمِيْسِ، وَخَلَقَ آدَمَ بَعْدَ الْعَصْرِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ آخِرَ الْخَلْقِ، مِنْ آخِرِ سَاعَةِ الْجُمُعَةِ فِيْمَا بَيْنَ الْعَصْرِ اِلَى اللَّيْلِ)).

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑا اور فرمایا: "اللہ تعالی نے سنیچر کو مٹی، اتوار کو پہاڑ، سوموار کو درخت، منگل کو مکروہ چیزیں، بدھ کو نور، جمعرات کو چوپائے پیدا کیے اور حضرت آدم علیہ السلام، جو کہ آخری مخلوق تھے، کو جمعہ کے روز بعد از وقتِ عصر پیدا کیا اور یہی جمعہ کی آخری گھڑی تھی، جو عصر سے رات (یعنی غروبِ آفتاب) تک ہوتی ہے۔"

تخریج: الصحیحۃ ۱۸۳۳۔ ابن معین فی التاریخ والعلل (ق:۹/ ۱ رقم ۲۱۰)، ابن مندہ فی التوحید (۵۸)، مسلم (۲۷۸۹) بنحوہ۔

باب: تخلیق الملائکۃ ولابلیس و آدم

فرشتوں، ابلیس اور آدم کی پیدائش کا بیان

٣١٥٥۔عَنْ عَائِشَةَ مَرْفُوْعًا: ((خُلِقَتِ الْمَلَائِكَةُ مِنْ نُوْرٍ، وَخُلِقَ اِبْلِيْسُ مِنْ نَارِ السَّمُوْمِ، وَخُلِقَ آدَمُ .عَلَيْهِ السَّلَامُ. مِمَّا قَدْ وُصِفَ لَكُمْ)). [الصحیحۃ:٤٥٨]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "فرشتوں کو نور سے، ابلیس کو جلا دینے والی آگ سے پیدا کیا گیا اور حضرت آدم علیہ السلام کے بارے میں پہلے وضاحت ہو چکی ہے۔"

تخریج: الصحیحۃ ۴۵۸۔ مسلم (۲۹۹۶)، ابن مندہ فی التوحید (۷۳)، احمد (۶/ ۱۶۸)۔

فوائد: یعنی حضرت آدم علیہ السلام کو مٹی سے پیدا کیا۔

باب: دفن المیت فی الطین

میت کو مٹی میں دفن کرنے کا بیان

۳۱۵۶۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ، اَنَّ حَبَشِيًّا دُفِنَ بِالْمَدِيْنَةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((دُفِنَ فِي الطِّيْنَةِ الَّتِيْ خُلِقَ مِنْهَا)). [الصحيحة:۱۸۵۸]

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب ایک حبشی کو مدینہ (کے قبرستان) میں دفن کیا گیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس مٹی سے اس کو پیدا کیا گیا تھا' اسی میں اس کو دفن کر دیا گیا۔“

تخریج: الصحیحۃ ۱۸۵۷۔ ابو نعیم فی اخبار اصبهان (۲/ ۳۰۴)' خطیب فی الموضع (۲/ ۱۰۴)' طبرانی فی الکبیر کما فی جامع المسانید (سند ابن عمر :۲۹۱۳)۔

باب: خير البرية ابراهيم

کائنات میں سب سے بہترین ابراہیم ہیں

۳۱۵۷۔ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: يَا خَيْرَ الْبَرِيَّةِ! فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((ذَاكَ إِبْرَاهِيْمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ.)). [الصحيحة: ۳۳٤٤]

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہا: اے مخلوقات میں سے بہترین؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ (وصف تو) حضرت ابراہیم علیہ السلام کا تھا۔“

تخریج: الصحیحۃ ۳۳۴۴۔ مسلم (۲۳۶۹)' ابو داؤد (۴۶۷۲)' ترمذی (۳۳۴۹)' نسائی فی الکبری (۱۱۶۹۲)۔

فوائد: نبی کریم ﷺ خود افضل الخلق ہیں' اللہ تعالی کے خلیل ہیں' میدانِ حشر میں آپ ہی لوگوں کے سردار ہوں گے اور حضرت آدم علیہ السلام سمیت تمام لوگ آپ ﷺ کے جھنڈے کے نیچے ہوں گے۔ اس حدیث میں آپ ﷺ نے محض عاجزی و انکساری کا اظہار کرتے ہوئے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ”خیر البریہ“ کہا ہے۔

باب: الخطباء القوالون

باب: بے عمل خطباء کا انجام

۳۱۵۸۔ عَنْ اَنَسٍ مَرْفُوْعًا: ((رَاَيْتُ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِيْ رِجَالًا تُقْرَضُ شِفَاهُهُمْ بِمَقَارِيْضَ مِنْ نَارٍ، فَقُلْتُ: مَنْ هٰؤُلَاءِ يَا جِبْرِيْلُ؟ فَقَالَ: الْخُطَبَاءُ مِنْ أُمَّتِكَ ، يَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَيَنْسَوْنَ اَنْفُسَهُمْ وَهُمْ يَتْلُوْنَ الْكِتَابَ اَفَلَا يَعْقِلُوْنَ ؟!)). [الصحيحة:۲۹۱]

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس رات مجھے اسراء کرایا گیا' میں نے کچھ لوگوں کو دیکھا کہ ان کے ہونٹ آگ کی قینچیوں کے ساتھ کاٹے جا رہے تھے۔ میں نے کہا: اے جبریل! یہ کون لوگ ہیں؟ انھوں نے کہا: یہ آپ کی امت کے خطیب لوگ ہیں جو لوگوں کو تو نیکیوں کا حکم دیتے ہیں' لیکن خود اپنے نفسوں کو بھلا دیتے ہیں' حالانکہ یہ کتاب کی تلاوت بھی کرتے ہیں' کیا ایسے لوگ عقل نہیں رکھتے۔“

تخریج: الصحیحۃ ۲۹۱۔ ابو یعلی (۴۱۶۰)' ابن حبان (۵۳)' احمد (۳/ ۱۲۰،۱۸۰) من طریق آخر عنہ۔

فوائد: خطباء و مبلغین کو چاہئے کہ وہ لوگوں کے سامنے جن واجبات و فرائض کا تذکرہ کرتے ہیں' ان پر خود عمل پیرا ہونے کی ہر ممکن کوشش کریں۔

باب سدرة المنتهى

سدرۃ المنتہی کا بیان

۳۱۵۹۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعًا: ((رُفِعَتْ لِي سِدْرَةُ الْمُنْتَهٰى فِي السَّمَاءِ السَّابِعَةِ، نبقها مِثْلَ قِلَالِ هَجَرٍ، وَوَرَقُهَا مِثْلَ آذَانِ الْفِيَلَةِ، يَخْرُجُ مِنْ سَاقِهَا نَهْرَانِ ظَاهِرَانِ، وَنَهْرَانِ بَاطِنَانِ، فَقُلْتُ: يَا جِبْرِيلُ! مَا هٰذَانِ؟ قَالَ: اَمَّا الْبَاطِنَانِ، فَفِي الْجَنَّةِ، وَاَمَّا الظَّاهِرَانِ فَالنِّيلُ وَالْفُرَاتُ)). [الصحيحة:۱۱۲]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: 'میرے لئے ساتویں آسمان میں سدرۃ المنتہی کو بلند کیا گیا' اس کے پھل (کی ساخت) ہجر علاقے کے مٹکوں جتنی تھی اور اس کے پتے ہاتھی کے کانوں کی طرح (بڑے بڑے) تھے۔اس کے تنے سے دو ظاہری اور دو باطنی نہریں پھوٹ رہی تھیں۔ میں نے کہا: اے جبریل! یہ دونہریں کیا ہیں؟ انھوں نے کہا: باطنی نہریں جنت میں جارہی ہیں اور ظاہری نہریں دریائے نیل اور دریائے فرات ہیں۔''

تخریج: الصحیحة ۱۱۲۔ احمد (۳/ ۱۶۴)' حاکم (۱/ ۸۱)' عبدالرزاق فی تفسیرہ (۲/ ۲۵۱'۲۵۲) عن انس رضی اللہ عنہ' بخاری (۳۲۰۷)' مسلم (۱۶۴) من حدیث انس عن مالك بن صعصعته رضی اللہ عنہ مطولاً فی حدیث الاسراء

فوائد: جس طرح انسان کی اصل جنت سے ہے' اسی طرح ممکن ہے کہ دریائے نیل اور دریائے فرات کی اصل جنت سے ہو' جیسا کہ ارشادِ نبوی ہے: (فجرت اربعة انهار من الجنة: الفرات والنيل' والسَّيحان و جَيحَان۔) [مسند احمد] یعنی: چار نہریں جنت سے پھوٹتی ہیں: فرات' نیل' سیحان' جیحان۔لیکن حقیقتِ حال یہ ہے کہ یہ دریا معروف چشموں سے پھوٹ رہے ہیں۔اس تعارض کو یوں دور کیا جائے گا کہ حدیث کا تعلق غیبی امور سے ہے' جس پر ایمان لانا اور اس کو تسلیم کرنا واجب ہے۔

۳۱۶۰۔عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ مَرْفُوْعًا: ((الرِّيْحُ تُبْعَثُ عَذَابًا لِقَوْمٍ، وَرَحْمَةً لِّآخَرِيْنَ)). [الصحيحة:۱۸۷٤]

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ایک قسم کی ہوا بھیجی جاتی ہے' لیکن وہ کسی قوم کے لئے عذاب اور کسی کے لئے رحمت بن کر آتی ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۱۸۷۴۔ دیلمی (۲/ ۱۷۹)' ابو داؤد (۵۰۹۷)' نسائی فی الکبری (۱۰۷۶۷)' ابن ماجه (۳۷۲۷)' عن ابی هریرة رضی اللہ عنہ بمعناه۔

فوائد: اللہ تعالی قادرِ مطلق ہے' نفعوں کو نقصان میں اور نقصانات کو نفع میں تبدیل کرنا اس کے اختیار کی بات ہے۔ یہ بھی اس کی قدرت کا مظاہرہ ہے کہ ہوا ایک ہے' لیکن وہ کسی کے لئے عذاب بن رہی ہے اور کسی کے لئے رحمت۔

باب: في تفسير (اى الاجلين قضيت)

باب: ای الاجلین کی تفسیر

۳۱۶۱۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم : ((سَأَلْتُ جِبْرِيْلَ عليه السلام: اَيَّ الْأَجَلَيْنِ قَضٰى مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ؟ قَالَ: اَكْمَلَهُمَا وَاَتَمَّهُمَا)). [الصحيحة: ۱۸۸۰]

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں نے جبریل سے سوال کیا کہ حضرت موسی علیہ السلام نے دو مدتوں میں سے کون سی مدت پوری کی تھی؟ انھوں نے جواب دیا: اکمل اور اتم مدت پوری کی تھی۔''

تخریج: الصحیحة ۱۸۸۰۔ ابو یعلی (۲۴۱۲)' ابن جریر فی تفسیرہ (۲۰/ ۴۴)' حاکم (۲/ ۴۰۷)۔

فوائد: اللہ تعالی کا کرنا کہ حضرت موسی علیہ السلام کا مکا لگنے سے قبطی مر گیا۔ وہ ایک آدمی کے مشورے پر عمل کرتے ہوئے وہاں سے نکل کر مدین کے ایسے مقام پر پہنچ گئے جہاں لوگ اپنے مویشیوں کو پانی پلا رہے تھے۔ وہاں سے ایک شعیب نامی بوڑھے آدمی کے گھر پہنچ گئے' اس آدمی نے ان کو کہا: ﴿قال انی ارید ان انكحك احدى ابنتي هٰتين على ان تاجرني ثماني حجج فان اتممت عشرا فمن عندك﴾ [سورہ قصص: ۲۷] یعنی: اس نے کہا: میں اپنی ان دونوں لڑکیوں میں سے ایک کو آپ کے نکاح میں دینا چاہتا ہوں' اس (مہر پر) کہ آپ آٹھ سال تک میرا کام کاج کریں' ہاں اگر آپ دس سال پورے کر دیں تو یہ آپ کی طرف سے بطورِ احسان کے ہوگا۔'' مذکورہ حدیث میں اس مدت کے بارے میں سوال کیا گیا ہے۔ یاد رہے کہ مذکورہ ''شیخ کبیر'' حضرت شعیب علیہ السلام نہیں تھے۔ یہ اور بزرگ تھے۔

باب: ما في الدنيا من انهار الجنة

دنیا میں بہنے والی بعض جنتی نہریں

۳۱٦۲۔ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعًا: ((سَيْحَانُ وَجَيْحَانُ وَالْفُرَاتُ وَالنِّيْلُ كُلٌّ مِّنْ اَنْهَارِ الْجَنَّةِ)). [الصحيحة: ۱۱۰]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سیحان' جیحان' فرات اور نیل میں سے ہر ایک جنت کی نہروں میں سے ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۱۱۰۔ مسلم (۲۸۳۹)' احمد (۲/ ۲۸۹'۴۴۰)۔

فوائد: ملاحظہ فرمایئے حدیث نمبر ۳۱۵۹ کے فوائد۔

تفسير :اذكرني عند ربك

اپنے مالک کے پاس میرا ذکر کرنا کی تفسیر کا بیان

۳۱٦۳۔عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مَرْفُوْعًا: ((عَجِبْتُ لِصَبْرِ اَخِي يُوْسُفَ وَكَرَمِهِ. وَاللّٰهُ يَغْفِرُلَهُ. حَيْثُ اُرْسِلَ اِلَيْهِ لِيَسْتَفْتِيْ فِي الرُّؤْيَا، وَلَوْ كُنْتُ اَنَا كَمْ اَفْعَلْ حَتّٰى اَخْرُجَ، وَعَجِبْتُ لِصَبْرِهِ وَكَرَمِهِ. وَاللّٰهُ يَغْفِرُلَهُ. اُتِيَ لِيَخْرُجَ فَلَمْ يَخْرُجْ حَتّٰى اَخْبَرَهُمْ بِعُذْرِهِ، وَلَوْ كُنْتُ اَنَا لَبَادَرْتُ الْبَابَ، وَلَوْلَا الْكَلِمَةُ لما لَبِثَ فِي السِّجْنِ حَيْثُ يَبْتَغِي الْفَرَجَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ، قَوْلُهُ: ﴿اُذْكُرْنِي عِنْدَ رَبِّكَ﴾ [يوسف: ۴۲])). [الصحيحة: ۱۹۴۵]

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مجھے اپنے بھائی حضرت یوسف علیہ السلام۔ اللہ تعالی ان کو معاف فرمائے۔ کے صبر اور کشادہ دلی پر بڑا تعجب ہے' جب ان کی طرف خواب کی تعبیر بیان کرنے کا پیغام بھیجا گیا۔ اگر میں وہاں ہوتا تو تعبیر بیان کرنے سے پہلے (جیل سے) باہر نکل آتا۔ بس ان کے صبر اور فیاضی پر بڑا تعجب ہے اور اللہ تعالی ان کو معاف فرمائے' ان کے پاس آدمی آیا تاکہ وہ باہر نکل آئیں لیکن وہ اس وقت تک نہ نکلے' جب تک ان پر اپنے عذر کی وضاحت نہیں کر دی۔ اگر میں ہوتا تو دروازے کی طرف لپک پڑتا۔ اگر ﴿اپنے آقا کے پاس میرا تذکرہ کرنا﴾ [سورۂ یوسف: ۴۲] والی بات نہ ہوتی تو وہ جیل میں نہ ٹھہرتے' جب کہ وہ غیر اللہ سے پریشانی کا ازالہ چاہ رہے تھے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۹۴۵۔ طبرانی فی الکبیر (۱۱۶۴۰)۔

فوائد: نبی کریم ﷺ نے عاجزی وانکساری کا اظہار کرتے ہوئے حضرت یوسف علیہ السلام کے صبر اور کشادہ دلی کی تعریف فرمائی تھی۔

فجرت أربعة الأنهار من الجنة

چار نہریں جنت سے نکلیں ہیں

٣١٦٤۔عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعًا: ((فُجِّرَتْ اَرْبَعَةُ اَنْهَارٍ مِّنَ الْجَنَّةِ : اَلْفُرَاتُ وَالنِّيْلُ وَالسَّيْحَانُ وَجَيْحَانُ)). [الصحيحة:١١١]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ چار نہریں جنت سے پھوٹتی ہیں: فرات' نیل' سیحان اور جیحان۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۱۱۔ احمد (۲/ ۲۶۱) ابو یعلی (۵۹۲۱)' الحمیدی (۱۱۶۳)۔

باب مالي ار ميكائيل من ضاحكاقط

میں نے میکائیل کو کبھی ہنستے نہیں دیکھا

٣١٦٥۔عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: ((قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِجِبْرِيْلَ . عَلَيْهِ السَّلَامُ . :مَالِيَ اَرَ مِيْكَائِيْلَ ضَاحِكًا قَطُّ؟ قَالَ مَاضَحِكَ مِيْكَائِيْلُ مُنْذُ خُلِقَتِ النَّارُ)).

[الصحيحة:٢٥٢٢]

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت جبریل علیہ السلام سے فرمایا: ''کیا وجہ ہے کہ میکائیل کبھی مجھے ہنستے دکھائی نہیں دیئے؟ انھوں نے کہا: جب سے (جہنم کی) آگ کو پیدا کیا گیا' اس وقت سے میکائیل نہیں ہنسے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۵۲۲۔ احمد (۳/ ۲۲۴)' وفی الزھد (۳۵۹)' الاجری فی الشریعتہ (۹۳۲)' ابن ابی الدنیا فی صفۃ النار (۲۱۹)۔

فوائد: میکائیل جہنم کی آگ کی وجہ سے اتنی حراست ودہشت میں کہ ان کے چہرے سے مسکرانے اور ہنسنے کے آثار مٹ گئے۔

باب: ابراهيم أول من ضاف الضيفان

ابراہیم پہلے شخص ہیں کہ جس نے مہمانوں کی میزبانی کی

٣١٦٦۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعًا: ((كَانَ اَوَّلُ مَنْ ضَيَّفَ الضَّيْفَانَ اِبْرَاهِيْمُ، وَهُوَ اَوَّلُ مَنِ اخْتَتَنَ عَلٰى رَاْسِ ثَمَانِيْنَ سَنَةً، وَّاخْتَتَنَ بِالْقَدُوْمِ)). [الصحيحة:]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''حضرت ابراہیم علیہ السلام پہلے فرد ہیں جنہوں نے مہمانوں کی میزبانی کی اور وہی ہیں جنھوں نے سب سے پہلے اسی (۸۰) سال کے بعد ختنہ کیا اور ختنہ بھی تیشے سے کیا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۷۲۵۔ ابن عساکر فی تاریخ دمشق (۶/ ۲۰۲)۔ اخرجہ الطبرانی فی الاوائل (۱۱۱۰) و ابن ابی عاصم فی الاوائل (۱۹۱۸)' مفرقاً واخرجہ ابن ابی الدنیا فی قوی الضعیف (۵)' و عنہ البیہقی فی الشعب (۹۶۱۵) مختصراً بالشطر الاول۔

باب: كان داؤد اعبد البشر

داؤد انسانوں میں سب سے زیادہ عبادت کرنے والے تھے

٣١٦٧ ۔ عَنْ اَبِي الدَّرْدَاءِ،قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ

سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اللہﷺ: ((كَانَ دَاوُدُ اَعْبَدَ الْبَشَرِ)). [الصحيحة:٧٠٧]

''حضرت داود علیہ السلام انسانوں میں سب سے زیادہ عبادت کرنے والے تھے۔''

تخریج: الصحیحة ۷۰۷۔ ترمذی (۳۴۹۰)' حاکم (۲/ ۴۳۳)' بخاری فی التاریخ (۱/ ۸۹)۔

تفسير :وان امرأة خافت من بعلها نشوزًا

اگر کسی عورت کو اپنے شوہر کی بے پرواہی کا خوف ہو ......کی تفسیر کا بیان

٣١٦٨۔عَنْ عُرْوَةَ، قَالَ: قَالَتْ عَائِشَةُ يَا ابْنَ أُخْتِيْ : ((كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِﷺ لَا يُفَضِّلُ بَعْضَنَا عَلَى بَعْضٍ فِي الْقَسْمِ مِنْ مكثة عِنْدَنَا، وَكَانَ قَلَّ يَوْمٌ اِلَّا وَهُوَ يَطُوْفُ عَلَيْنَا جَمِيْعًا، فَيَدْنُوْ مِنْ كُلِّ امْرَاَةٍ مِنْ غَيْرِ مَسِيْسٍ حَتّٰى يَبْلُغَ اِلَى الَّتِيْ هُوَ يَوْمُهَا، فَيَبِيْتُ عِنْدَهَا، وَلَقَدْ قَالَتْ سَوْدَةُ بِنْتُ زَمْعَةَ حِيْنَ اَسَنَّتْ وَفَرِقَتْ اَنْ يُفَارِقَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِﷺ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ يَوْمِيْ لِعَائِشَةَ فَقَبِلَ ذٰلِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِﷺ مِنْهَا، وَفِيْ ذٰلِكَ اَنْزَلَ اللّٰهُ ـتَعَالٰى ـ وَفِيْ اَشْبَاهِهَا اُرَاهُ قَالَ: ﴿وَاِنِ امْرَاَةٌ خَافَتْ مِنْ بَعْلِهَا نُشُوْزًا﴾[النساء: ١٢٨] [الصحيحة:١٤٧٩]

عروہ کہتے ہیں کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے مجھے کہا: میرے بھانجے! رسول اللہ ﷺ ہم (امہات المومنین) کے لئے دنوں کی تقسیم میں کسی کو دوسری پر فضیلت نہیں دیتے تھے' تقریباً ہر روز تمام بیویوں کے پاس جاتے تھے اور ہر بیوی کے قریب ہوتے تھے' لیکن جماع نہیں کرتے تھے' حتی کہ اس کے پاس پہنچ جاتے جس کا وہ دن ہوتا تھا اور اس کے پاس رات گزارتے تھے۔ جب سیدہ سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا عمر رسیدہ ہو گئیں اور انھیں کہ خدشہ پیدا ہوا کہ کہیں رسول اللہ ﷺ انھیں داغِ مفارقت نہ دے دیں' تو انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میری باری کا دن سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے لئے ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کی یہ پیشکش قبول کر لی' اسی قسم کے مسائل کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی: ﴿اگر کسی عورت کو اپنے شوہر کی بے پرواہی کا خوف ہو تو وہ......﴾ [سورۂ نساء: ۱۲۸]۔

تخریج: الصحیحة ۱۴۷۹۔ ابو داؤد (۲۱۳۵)' حاکم (۲/ ۱۸۶)' بیہقی (۷/ ۷۴'۷۵)' احمد (۶/ ۱۰۷)' مختصراً۔

فوائد: پوری آیت یہ ہے: ﴿وان امرأة خافت من بعلها نشوزا او اعراضا فلا جناح عليهما ان يصلحابينهما صلحا والصلح خيروا حضرت الانفس الشح﴾ [سورۂ نساء: ۱۲۸] یعنی: ''اگر کسی عورت کو اپنے شوہر کی بد دیانتی اور بے پرواہی کا خوف ہو تو دونوں آپس میں صلح کر لیں اس میں کسی پر کوئی گناہ نہیں۔ صلح بہتر چیز ہے اور طمع تو ہر ہر نفس میں شامل کر دی گئی ہے۔'' معلوم ہوا کہ اگر خاوند کسی وجہ سے اپنی بیوی کو ناپسند کرے اور اس سے دور رہنا اور اعراض کرنا معمول بنا لے یا ایک سے زائد بیویاں ہونے کی صورت میں کسی کم خوب صورت بیوی سے اعراض کرے تو عورت اپنا کچھ حق چھوڑ کر خاوند سے مصالحت کر لے تو ایسی مصالحت میں خاوند یا بیوی پر کوئی گناہ نہیں' کیونکہ صلح بہرحال بہتر ہے۔

باب: من قصص بنی اسرائیل

باب: بنی اسرائیل کا حصہ

۳۱۷۹۔ عَنْ اَبِي سَعِيدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((كَانَ فِيْ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ اِمْرَاَةٌ قَصِيْرَةٌ، فَصَنَعَتْ رِجْلَيْنِ مِنْ خَشَبٍ، فَكَانَتْ تَسِيْرُ بَيْنَ اِمْرَاَتَيْنِ قَصِيْرَتَيْنِ، وَاتَّخَذَتْ خَاتَمًا مِّنْ ذَهَبٍ، وَحَشَتْ تَحْتَ فِصِّهٖ اَطْيَبَ الطِّيْبِ: الْمِسْكِ، فَكَانَتْ اِذَا مَرَّتْ بِالْمَجْلِسِ، حَرَّكَتْهُ فَنَفَخَ رِيْحُهٗ .وَفِيْ رِوَايَةٍ:وَجَعَلَتْ لَهٗ غَلْقًا، فَاِذَا مَرَّتْ بِالْمَلَاِ اَوْ بِالْمَجْلِسِ، قَالَتْ بِهٖ ، فَفَتَحَتْهُ، فَفَاهُ رِيْحُهٗ)). [الصحيحة:٤٨٦]

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بنواسرائیل میں ایک کوتاہ قد عورت تھی' اس نے کھڑاؤں (لکڑی کے جوتے) بنوا لیے۔ اب وہ دو پست قد عورتوں کے درمیان چلتی تھی اور سونے کی ایسی انگوٹھی پہنتی تھی' جس کے نگینے میں بہترین خوشبو کستوری بھر لیتی تھی۔ جب کسی مجلس کے پاس سے گزرتی تو نگینے کو حرکت دیتی' سو خوشبو پھیل جاتی تھی۔'' اور ایک روایت میں ہے: ''اس نے نگینے کا ایک ڈھکن بنوایا ہوا تھا' جب کسی گروہ یا مجلس کے پاس سے گزرتی تو اسے کھول دیتی تھی اور خوشبو پھیل جاتی تھی۔''

تخریج: الصحیحۃ ۴۸۶۔ احمد (۳/ ۴۰)' مسلم (۲۲۵۲)' ابن حبان (۵۵۹۲)' نسائی (۵۱۲۲)'مختصراً۔

فوائد: اس حدیث میں واضح اشارہ موجود ہے کہ فاسق اور بدکردار عورتیں ایسے لباس کو ترجیح دیتی ہیں جو لوگوں کو ان کی طرف متوجہ کرے۔ اونچی ہیل والی جوتی اسی سلسلے کی کڑی ہے اور بعض عورتیں تو جوتے کا تلوا لوہے کا لگواتی ہیں' تاکہ چلتے وقت ''ٹک ٹک'' کی خوب آواز آئے۔ ممکن ہے کہ ایسا کرنا یہودی عورتوں کی ایجاد ہو' جیسا کہ حدیث سے اشارہ مل رہا ہے۔ بہر حال مسلمان عورتوں کو باطنی تقوی وطہارت پر توجہ دینی چاہئے اور اپنے خاوند کی رضا و رغبت کی تلاش میں رہنا چاہئے۔

باب: اثم الذی قتل نفسه

اس شخص کا گناہ کہ جس نے خودکشی کی

۳۱۸۰۔ عَنْ جُنْدُبِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ،قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((كَانَ فِيْمَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ رَجُلٌ جُرْحٌ، فَجَزِعَ فَاَخَذَ سِكِّيْنًا، فَحَزَّبِهَا يَدَهٗ، فَمَا رَقَاَ الدَّمُ حَتّٰى مَاتَ، قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: بَادَرَنِيْ عَبْدِيْ بِنَفْسِهٖ فَحَرَّمْتُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ)). [الصحيحة:١٤٨٥]

سیدنا جندب بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم سے پہلے والے لوگوں میں ایک آدمی زخمی ہو گیا' اس نے بیتابی کا اظہار کرتے ہوئے چھری سے اپنا ہاتھ کاٹ دیا اور خون نہ رکنے کی وجہ سے وہ فوت ہو گیا۔ اللہ تعالی نے فرمایا: میرا بندہ مجھ سے سبقت لے گیا ہے' (یعنی میری تقدیر پر راضی نہ ہوا اور خود فیصلہ کر دیا) لہذا میں نے اس پر جنت حرام کر دی ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۴۸۵۔ بخاری (۳۴۶۳)' مسلم (۱۱۳)' ابو یعلی فی المقارید (۳۹)' احمد (۴/ ۳۱۲)۔

فوائد: اس میں جسمانی تکالیف پر صبر کرنے کا بیان ہے۔

باب: كان امر الخلافة فی حمير اولا

شروع شروع میں خلافت حمیر قبیلہ میں تھی

۳۱۸۱۔ عَنْ ذِيْ مُخْبِرٍ مَرْفُوْعًا: ((كَانَ هٰذَا الْاَمْرُفِيْ حِمْيَرٍ، فَنَزَعَهُ اللّٰهُ عَنْهُمْ فَصَيَّرَهٗ فِيْ

سیدنا ذو مخبر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یہ (خلافت و ملوکیت والا) معاملہ حمیر قبیلے میں تھا' اللہ تعالی نے

قُرَيْشٍ)). [الصحيحة : ۲۰۲۲]

ان سے سلب کر کے قریش کے سپرد کر دیا۔"

تخریج: الصحیحة ۲۰۲۲۔ بخاری فی التاریخ (۳/ ۴۴)، احمد (۴/ ۹۱) ابن ابی عاصم فی السنة (۱۰۱۵)، طبرانی (۴۲۲۷)۔

فوائد: قریشی تقریباً ابتدائی چھ صدیوں تک حکومت کرتے رہے، بالآخر دین سے انحراف کرنے کی وجہ سے تاتاریوں نے ان کی سلطنت کو نیست و نابود کر دیا۔

باب :اول شأن النبوة

۳۱۸۲ ۔ عَنْ عُتْبَةَ بْنِ عَبْدِالسُّلَمِيِّ اَنَّهُ حَدَّثَهُمْ۔ وَكَانَ مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ۔ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَهُ رَجُلٌ: كَيْفَ كَانَ اَوَّلُ شَأْنِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((كَانَتْ حَاضِنَتِي مِنْ بَنِي سَعْدِ بْنِ بَكْرٍ، فَانْطَلَقْتُ اَنَا وَابْنٌ لَهَا فِي بَهْمٍ لَنَا، وَلَمْ نَاْخُذْ مَعَنَا زَادًا، فَقُلْتُ: يَا اَخِي! اِذْهَبْ فَأْتِنَا بِزَادٍ مِنْ عِنْدِ اُمِّنَا، فَانْطَلَقَ اَخِي، وَمَكَثْتُ عِنْدَ الْبَهْمِ ، فَاَقْبَلَ طَائِرَانِ اَبْيَضَانِ كَاَنَّهُمَا نَسْرَانِ ، فَقَالَ اَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهِ: اَهُوَ هُوَ؟ قَالَ الْآخَرُ: نَعَمْ .فَاَقْبَلَا يَبْتَدِرَانِي ، فَاَخَذَانِي فَبَطَحَانِي لِلْقَفَا، فَشَقَّا بَطْنِي، ثُمَّ اسْتَخْرَجَا قَلْبِي، فَشَقَّاهُ فَاَخْرَجَا مِنْهُ عَلَقَتَيْنِ سَوْدَاوَيْنِ، فَقَالَ اَحَدُهُمَا لِصَاحِبِ: اِئْتِنِي بِمَاءِ ثَلْجٍ، فَغَسَّلَ بِهِ جَوْفِي، ثُمَّ قَالَ: اِئْتِنِي بِمَاءِ بَرَدٍ، فَغَسَّلَ بِهِ قَلْبِي. ثُمَّ قَالَ: اِئْتِنِي بِالسَّكِينَةِ. فَذَرَّهُ فِي قَلْبِي .ثُمَّ قَالَ اَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهِ: حُصْهُ. فَحَاصَهُ وَخَتَمَ عَلَيْهِ بِخَاتَمِ النُّبُوَّةِ، ثُمَّ قَالَ اَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهِ: اِجْعَلْهُ فِي كَفَّةٍ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: فَاِذَا اَنْ اَنْظُرَ اِلَى الْاَلْفِ فَوْقِي اُشْفِقُ اَنْ يَخِرَّ عَلَيَّ بَعْضُهُمْ . فَقَالَ: لَوْ اَنَّ اُمَّتَهُ وُزِنَتْ بِهِ، لما بهم ،ثُمَّ انْطَلَقَا وَتَرَكَانِي. قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: وَفَرِقْتُ فَرَقًا شَدِيْدًا، ثُمَّ

نبوت ملنے کی ابتدائی حالت کا بیان

سیدنا عتبہ بن عبد سلمی رضی اللہ عنہ، جو اصحاب رسول میں سے تھے، نے بیان کیا کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ کے نبوی معاملے کی ابتدا کیسے ہوئی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "میری دایہ کا تعلق بنو سعد بن بکر قبیلے سے تھا، میں اور اس کا بیٹا بھیڑ بکریاں چرانے کے لئے باہر چلے گئے اور اپنے ساتھ زادِ راہ نہ لیا۔ میں نے کہا: میرے بھائی! جاؤ اور اپنی ماں سے اشیاءِ خوردنی لے آؤ۔ پس میرا بھائی چلا گیا اور میں بکریوں کے پاس ٹھہرا رہا۔ (میں کیا دیکھتا ہوں کہ) گدھ کی طرح کے دو سفید پرندے متوجہ ہوئے، ایک نے دوسرے سے کہا: کیا یہ آدمی وہی ہے؟ دوسرے نے کہا: جی ہاں۔ پھر وہ لپکتے ہوئے میری طرف متوجہ ہوئے، مجھے پکڑا اور گدی کے بل لٹا دیا، میرا پیٹ چاک کیا، میرا دل نکالا اور اسے چیرا دیا، اس سے گاڑھے خون کے دو سیاہ ٹکڑے نکالے۔ پھر ایک نے دوسرے سے کہا: برف والا پانی لاؤ۔ پس اس نے اس پانی سے میرا پیٹ دھویا، پھر کہا: اولوں والا پانی لاؤ۔ اس سے اس نے میرا دل دھویا اور پھر کہا: سکینت لاؤ۔ اس (اطمینان وسکون کو) میرے دل میں چھڑک دیا۔ پھر ایک نے دوسرے سے کہا: ٹانکے لگا دو۔ پس اس نے ٹانکے لگا دیئے اور اس پر مہر نبوت ثبت کر دی۔ پھر ایک نے دوسرے سے کہا: اس (محمد ﷺ) کو (ترازو کے) ایک پلڑے میں اور دوسرے میں اس کی امت کے ہزار افراد رکھو۔" رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (جب انھوں نے وزن کرنے کے لئے ترازو اٹھایا تو) میں نے

انْطَلَقْتُ اِلٰى اُمِّي، فَاَخْبَرْتُهَا بِالَّذِي لَقِيْتُ، فَاَشْفَقَتْ اَنْ يَكُوْنَ قَدِ الْتُبِسَ بِي، فَقَالَتْ: اَعِيْذُكَ بِاللّٰهِ فَرَحَلَتْ بَعِيْرًا لَّهَا، فَجَعَلَتْنِي عَلَى الرَّحْلِ، وَرَكِبَتْ خَلْفِي حَتّٰى بَلَغْنَا اِلٰى اُمِّي، فَقَالَتْ: اَدَّيْتُ اَمَانَتِي وَذِمَّتِي،وَحَدَّثَتْهَا بِالَّذِي لَقِيْتُ ، فَلَمْ يَرُعْهَا ذٰلِكَ، وَقَالَتْ: اِنِّي رَاَيْتُ حِيْنَ خَرَجَ مِنِّي.يَعْنِي:نُوْرًا.اَضَاءَ تْ مِنْهُ قُصُوْرُ الشَّامِ)). [الصحيحة:٣٧٣]

دیکھا کہ وہ ہزار آدمی (میرے مقابلے میں کم وزن ہونے کی وجہ سے) اتنے اوپر اٹھ گئے کہ مجھے یہ خطرہ محسوس ہونے لگا کہ وہ کہیں مجھ پر گر نہ پڑیں۔ پھر اس نے کہا: اگر ان کا وزن ان کی پوری امت سے کیا جائے تو یہ (محمد ﷺ) وزنی ثابت ہوں گے' پھر وہ چلے گئے اور مجھے چھوڑ گئے۔'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس وقت میں بہت زیادہ گھبرا گیا' اپنی دایہ کے پاس پہنچا اور سارا واقعہ اسے سنا دیا' اسے یہ اندیشہ ہونے لگا کہ کہیں آپ ﷺ کی عقل میں کوئی فتور نہ آ گیا ہو۔ اس نے کہا: میں تجھے اللہ تعالیٰ کی پناہ میں دیتی ہوں۔ پھر اس نے اونٹ پر کجاوہ رکھا' مجھے کجاوے پر بٹھایا اور خود میرے پیچھے سوار ہو گئی اور مجھے میری ماں (آمنہ) کے پاس پہنچا دیا اور میری ماں کو کہا: میں نے اپنی امانت اور ذمہ داری ادا کر دی ہے' پھر اسے وہ سارا واقعہ سنا دیا' جو مجھے پیش آیا تھا۔ لیکن (یہ ماجرا) میری ماں کو نہ گھبرا سکا' بلکہ انھوں نے کہا: جب یہ بچہ (میرے بطن سے) پیدا ہوا تھا تو میں ایک نور دیکھا تھا' جس سے شام کے محلات روشن ہو گئے تھے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۷۳۔ دارمی (۱۳)' حاکم (۲/ ۶۱۶' ۶۱۷)' احمد (۴/ ۱۸۴)۔

باب :في صبح موسٰى

موسیٰ علیہ السلام کی صبح کے بارے میں

٣١٧٣۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ مَرْفُوْعًا: ((كَاَنِّي اَنْظُرُ اِلٰى مُوْسٰى. عَلَيْهِ السَّلَامُ.فِيْ هٰذَا الْوَادِيْ مُحْرِمًا بَيْنَ قَطْوَانِيَتَيْنِ)).

[الصحيحة:٢٠٢٣]

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''گویا کہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اس وادی میں دو قطوانی چادروں کے احرام میں دیکھ رہا ہوں۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۰۲۳۔ ابو یعلی (۵۰۹۳)' طبرانی فی الکبیر (۱۰۲۵۵)' والاوسط (۶۴۸۳)' ابو نعیم فی الحلیۃ (۴/ ۱۸۹)۔

فوائد: ماضی کے جتنے حالات کی نبی کریم ﷺ کو بذریعہ وحی اطلاع دی گئی' ان میں سے ایک کا ذکر اس حدیث میں ہے' جس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو احرام کی حالت میں پیش کیا گیا۔

٣١٧٤۔عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((كَاَنِّي اَنْظُرُ اِلٰى مُوْسَى بْنِ عِمْرَانَ مُنْهَبِطًا

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''گویا کہ میں حضرت موسیٰ بن عمران علیہ السلام کو ہرشی پہاڑی راستے

مُنْثَنِيَةً هَرْشِي مَاشِيًا)) [الصحيحة:٢٩٥٨]

سے پیدل اترتے ہوئے دیکھ رہا ہوں۔"

تخریج: الصحیحة ۲۹۵۸۔ ابن حبان (۳۷۵۵)۔

باب: تحريم مصافحة النساء

باب: (غیر محرم) عورتوں سے مصافحہ کی حرمت

٣١٧٥۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((كُلُّ ابْنِ آدَمَ أَصَابَ مِنَ الزِّنَا لَا مَحَالَةَ، فَالْعَيْنُ زِنَاهَا النَّظْرُ، وَالْيَدُ زِنَاهَا اللَّمْسُ، وَالنَّفْسُ تَهْوِيْ وَتُحَدِّثُ وَيُصَدِّقُ ذٰلِكَ أَوْيُكَذِّبُهُ الْفَرْجُ)). [الصحيحة: ٢٨٠٤]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "آدم کے ہر بیٹے نے لامحالہ طور پر زنا کے کچھ حصے کا ارتکاب کرنا ہی ہے، پس آنکھ کا زنا دیکھنا ہے، ہاتھ کا زنا چھونا ہے، دل للچاتا ہے اور خواہش کرتا ہے اور شرمگاہ اس کی تصدیق کرتی ہے یا تکذیب۔"

تخریج: الصحیحة ۲۸۰۴۔ احمد (۲/ ۳۴۹، ۳۵۰)، ابن خزیمة (۳۰)، ابن حبان (۴۴۲۲)، بهذا اللفظ، بخاری (۶۲۴۳)، مسلم (۲۶۵۷)من طریق آخر عنه بمعناه۔

فوائد: یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ غیر محرم مرد و زن کا آپس میں مصافحہ کرنا یا ایک دوسرے کے سر پر یا کندھے پر ہاتھ پھیرنا یا ملاقات کے وقت ایسی عورت کا مرد کو بوسے دینا حرام ہے۔

باب: الأجر و البلاءُ سواءٌ للانبياء

انبیاء کا ثواب اور مشکلات برابر ہوتی ہیں

٣١٧٦۔ عَنْ عَائِشَةَ، قَالَ: دَخَلَتْ أُمُّ بِشْرٍ بِنْتَ الْبَرَاءِ بْنِ مَعْرُوْرٍ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِي مَرَضِهِ الَّذِيْ مَاتَ فِيْهِ وَهُوَ مَحْمُوْمٌ فَمَسَّتْهُ، فَقَالَتْ: مَاوَجَدْتُ مِثْلَ وَعْكٍ عَلَيْكَ عَلٰى أَحَدٍ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((كَمَا يُضَاعَفُ لَنَا الْأَجْرُ، كَذٰلِكَ يُضَاعَفُ عَلَيْنَا الْبَلَاءُ)).

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: سیدہ ام بشر بنت براء بن معرور رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کے پاس مرض الموت میں تشریف لائیں، اس حال میں کہ آپ ﷺ کو بخار تھا۔ اس نے آپ ﷺ کو چھوا اور کہا: جو (شدید) بخار آپ کو ہے، اتنا بخار تو میری نظر میں کسی کو نہیں ہوا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جیسے ہمارے لئے اجر و ثواب کئی گنا بڑھایا جاتا ہے، اسی طرح آزمائشیں بھی کئی گنا ہوتی ہیں۔"

تخریج: الصحیحة ۲۰۴۷۔ ابن سعد فی الطبقات (۸/ ۳۱۴)، احمد (۳/ ۹۴)، ابن ماجه (۴۰۲۴)، عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ بمعناه

فوائد: انبیاء علیہم السلام کو زیادہ تکلیفیں آتی ہیں، جن سے ان کے اجر و ثواب میں اضافہ ہوتا ہے۔ گویا آلام و مصائب کی زیادتی کمال ایمان کی علامت ہے، نہ کہ اللہ تعالی کی ناراضگی کی دلیل۔

باب: لم يبعث نبي الا بلسان قومه

نبی کو تو اس کی قوم کی زبان میں ہی بھیجا جاتا ہے

٣١٧٧۔ عَنْ أَبِيْ ذَرٍّ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَمْ يَبْعَثِ اللّٰهُ نَبِيًّا إِلَّا بَلُغَةِ قَوْمِهِ)).

سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالی نے کسی نبی کو مبعوث نہیں فرمایا، مگر اس کی قوم کی زبان

میں۔"

تخریج: الصحیحۃ ۲۵۶۱۔ احمد (۵/ ۱۵۸)۔

فوائد: نبی کا مقصد قوم کو سمجھانا ہوتا ہے اور ایسا کرنا صرف اس وقت ممکن ہے جب ان کو ان کی زبان میں سمجھایا جائے۔

باب: آدم خلق لا یتمالك

آدم ایسی مخلوق ہیں کہ جو اپنے آپ پر کنٹرول نہ کر سکیں گے

٣١٧٨۔ عَنْ اَنَسٍ مَرْفُوعًا : ((لَمَّا صَوَّرَ اللّٰهُ. تَبَارَكَ وَتَعَالٰى. آدَمَ ﷺ. تَرَكَهُ، فَعَجَّلَ اِبْلِيْسُ يُطَوِّفُ بِهِ يَنْظُرُ اِلَيْهِ، فَلَمَّا رَآهُ اَجْوَفَ ، قَالَ: ظَفِرْتُ بِهِ خَلْقٌ لَا يَتَمَالَكُ)) [الصحيحة:٢١٥٨]

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب اللہ تبارک وتعالی نے حضرت آدم علیہ السلام کی تصویر (ڈھانچہ) تیار کیا تو اسے یوں ہی پڑا ہوا چھوڑ دیا۔ ابلیس اس کے اردگرد گھوم کر اسے دیکھنے لگ گیا' جب اس نے دیکھا کہ یہ تو اندر سے خالی ہے تو کہا: میں اس کے مقابلے میں کامیاب ہو جاؤں گا' کیونکہ یہ ایسی مخلوق ہے جو اپنے آپ پر قابو نہیں پا سکے گی۔"

تخریج: الصحیحۃ ۲۱۵۸۔ عبداللہ بن احمد فی زوائد الزھد (۲۶۴)' ابن عساکر (۷/ ۲۷۲)' حاکم (۲/ ۵۴۲)' مسلم (۲۶۱۱)' مختصراً عن طریق آخر عنہ۔

فوائد: ابلیس نے حضرت آدم علیہ السلام کے ڈھانچے سے اندازہ لگا لیا تھا کہ اس کو اور اس کی اولاد کو ورغلانے میں کامیاب ہو جائے گا۔

باب: من قصة موسى مع الخضر عليهما السلام

باب: سیدنا موسیٰ و خضر علیہما السلام کا قصہ

٣١٧٩۔ عَنْ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ، اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((لَمَّا لَقِيَ مُوْسَى الْخَضِرَ. عَلَيْهِمَا السَّلَامُ. ، جَاءَ طَيْرٌ، فَاَلْقَى مِنْقَارَهُ فِي الْمَاءِ فَقَالَ الْخَضِرُ لِمُوْسَى: تَدْرِي مَا يَقُوْلُ هٰذَا الطَّيْرُ؟ قَالَ: وَمَا يَقُوْلُ؟ قَالَ: يَقُوْلُ: مَاعِلْمُكَ وَعِلْمُ مُوْسَى فِي عِلْمِ اللّٰهِ اِلَّا كَمَا اَخَذَ مِنْقَارِي مِنَ الْمَاءِ)). [الصحيحة: ٢٤٦٧]

سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خضر سے ملاقات ہوئی تو ایک پرندہ آیا اور اس نے پانی سے اپنی چونچ بھر لی۔ خضر نے موسیٰ سے کہا: کیا تجھے علم ہے کہ یہ پرندہ کیا کہنا چاہتا ہے؟ انھوں نے کہا: یہ کیا کہنا چاہتا ہے؟ خضر نے کہا: یہ مجھے کہہ رہا ہے کہ تیرا اور موسیٰ کا علم اللہ تعالیٰ کے علم کے مقابلے اتنا ہی ہے جتنا کہ (سمندر کے مقابلے میں) میری چونچ میں پانی ہے۔"

تخریج: الصحیحۃ ۲۴۶۷۔ حاکم (۲/ ۳۶۹)' واصلہ فی قصۃ الخضر و موسیٰ علیہما السلام عند البخاری (۱۱۲) وغیرہ۔

فوائد: حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام کی ملاقات کا مفصل ذکر سورۂ کہف میں موجود ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ کے علم کی

وسعت بیان کی گئی ہے۔

باب :التشميت

چھینک کا جواب دینے کا بیان

٣١٨٠۔ عَنْ أَنَسٍ مَرْفُوعًا: ((لَمَّا نَفَخَ اللّٰهُ فِي آدَمَ الرُّوحَ ، فَبَلَغَ الرُّوحُ رَأْسَهُ عَطَسَ، فَقَالَ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، فَقَالَ لَهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى: يَرْحَمُكَ اللّٰهُ)). [الصحيحة:٢١٥٩]

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب اللہ تعالی نے حضرت آدم علیہ السلام میں روح پھونکی اور وہ سر تک پہنچی تو وہ چھینکے اور "الحمد لله رب العالمين" کہا۔ اللہ تبارک وتعالی نے جواباً کہا: "يرحمك الله" (یعنی اللہ تجھ پر رحم کرے)۔''

تخریج: الصحيحة ٢١٥٩۔ ابن حبان (٦١٦٥)' والضياء فى المختارة (١٦٦٧)' مرفوعاً حاكم (٤/ ٢٦٣) موقوفاً۔

فوائد: مختلف احادیث میں ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر عائد ہونے والے حقوق بیان کئے گئے ہیں' ان میں سے ایک حق کی تفصیل یہ ہے کہ چھینکنے والا "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ" کہے' سننے والا "يَرْحَمُكَ اللّٰهُ" کہے اور پھر چھینکنے والا "يَهْدِيْكُمُ اللّٰهُ وَيُصْلِحُ بَالَكُمْ" کہے۔

باب: كل عباد محتاجون إلى رحمة الله

ہر بندہ اللہ کی رحمت کا محتاج ہے

٣١٨١۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَوْ أَنَّ اللّٰهَ يُوَاخِذُنِي وَعِيْسٰى بِذُنُوبِنَا(وَفِي رِوَايَةٍ: بِمَا جَنَتْ هَاتَانِ . يَعْنِي: الْإِبْهَامَ وَالَّتِي تَلِيهَا.)لَعَذَّبَنَا وَلَا (وَفِي الْأُخْرَى:وَلَمْ)يَظْلِمُنَا شَيْئًا)).

[الصحيحة: ٣٢٠٠]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اگر اللہ تعالی میرا اور حضرت عیسی علیہ السلام کا مؤاخذہ ہمارے گناہوں کی بنا پر کرے تو وہ ہمیں عذاب دے گا اور بالکل ظلم نہیں کرے گا۔'' اور ایک روایت میں ہے کہ ''اگر صرف گناہوں کی وجہ سے مؤاخذہ کرے کہ جن کا ارتکاب انگوٹھے اور شہادت کی انگلی نے کیا ہے۔''

تخریج: الصحيحة ٣٢٠٠۔ ابن حبان (٦٥٧'٦٥٩)' ابو نعيم فى الحلية (٨/ ١٣٢)' طبرانى فى الاوسط (٢٣١٥)' والبزار (الكشف : ٣٤٤٨)' من طريق آخر۔

فوائد: یہ اللہ تعالی کی وسیع رحمت ہے' جو لوگوں کی مغفرتوں کا سبب بنے گی' وگرنہ کوئی آدمی صرف اپنے اعمال صالحہ کی بنا پر جنت میں نہیں جا سکے گا۔

باب :عجز النبیؐ

نبی کی عاجزی کا بیان

٣١٨٢۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَوْلَبِثْتُ فِي السِّجْنِ مَالَبِثَ يُوسُفُ ثُمَّ جَاءَ الدَّاعِي لَأَجَبْتُهُ ، إِذَا جَاءَ الرَّسُولُ فَقَالَ ﴿ارْجِعْ إِلَى رَبِّكَ فَاسْأَلْهُ مَابَالُ النِّسْوَةِ اللَّاتِي قَطَّعْنَ أَيْدِيَهُنَّ إِنَّ رَبِّي بِكَيْدِهِنَّ عَلِيمٌ﴾، وَرَحْمَةُ اللّٰهِ

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اگر میں (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) اتنا عرصہ جیل میں ٹھہرتا جتنا کہ حضرت یوسف علیہ السلام ٹھہرے تھے اور میرے پاس بلانے کے لئے داعی آتا تو میں (فوراً) اس کی بات قبول کرتا اور جب ان کے پاس قاصد آیا تو انھوں نے تو کہا: ﴿اس سے پوچھو کہ اب ان عورتوں کا حقیقی

عَلٰی لُوْطٍ اِنَّ کَانَ لَیَاْوِیْ اِلٰی رُکْنٍ شَدِیْدٍ، اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖ ﴿لَوْ اَنَّ لِیْ بِکُمْ قُوَّةً اَوْ آوِیْ اِلٰی رُکْنٍ شَدِیْدٍ﴾، وَمَا بَعَثَ اللّٰهُ مِنْ بَعْدِهٖ مِنْ نَّبِیٍّ اِلَّا فِیْ ثَرْوَةٍ مِنْ قَوْمِهٖ)). [الصحیحة: ۱۸۶۷]

واقعہ کیا ہے جنھوں نے اپنے ہاتھ کاٹ لیے تھے' بیشک میرا رب ان کے مکر سے واقف ہے۔﴾ [سورۂ یوسف: ۵۰] اور اللہ تعالی حضرت لوط علیہ السلام پر رحمت کرے' وہ تو کسی مضبوط آسرے کا سہارا لینا چاہتے تھے۔ جب انھوں نے اپنی قوم سے کہا: ﴿کاش کہ مجھ میں تم سے مقابلہ کرنے کی قوت ہوتی یا میں کسی زبردست کا آسرا پکڑ پاتا﴾ [سورۂ ہود: ۸۰] سو ان کے بعد جب بھی اللہ تعالی نے کوئی نبی بھیجا تو اسے اس کی قوم کے لوگوں کے انبوہ کثیر میں بھیجا۔"

تخریج: الصحیحة ۱۸۶۷۔ احمد (۲/ ۳۳۲)' حاکم (۲/ ۵۶۱)' ابن جریر (۱۲/ ۱۳۹)' بالشطر الثانی فقط' ترمذی (۳۱۱۶)' من طریق آخر عنه (وقد تقدم برقم (۳۱۲۶)۔

فوائد: حضرت یوسف کا ذکر کر کے آپ ﷺ اپنی عاجزی اور انکساری کا اظہار کرتے ہوئے ان کا صبر بیان کر رہے ہیں۔ ﴿لو ان لی بکم قوة او آوی الی رکن شدید﴾ میں قوت سے اپنے دست و بازو اور اپنے وسائل کی قوت یا اولاد کی قوت مراد ہے اور رکن شدید (مضبوط آسرا) سے خاندان' قبیلہ یا اسی قسم کا کوئی مضبوط سہارا مراد ہے۔ یعنی نہایت بے بسی کے عالم میں آرزو کر رہے ہیں کہ کاش! میرے اپنے پاس کوئی قوت ہوتی یا کسی خاندان اور قبیلے کی پناہ اور مدد مجھے حاصل ہوتی تو آج مجھے مہمانوں کی وجہ سے یہ ذلت و رسوائی نہ ہوتی' میں ان بدقماشوں سے نمٹ لیتا اور مہمانوں کی حفاظت کر لیتا۔

حسن جذع النخل بفراقة رسول الله

رسول اللہ کی جدائیگی کی وجہ سے کھجور کے تنے کا رونا

۳۱۸۳۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَا: اِنَّ النَّبِیَّ ﷺ کَانَ یَخْطُبُ اِلٰی جِذْعٍ، فَلَمَّا اتَّخَذَ الْمِنْبَرَ ذَهَبَ اِلَی الْمِنْبَرِ، فَحَنَّ الْجِذْعُ، فَاَتَاهُ وَاحْتَضَنَهُ، فَسَکَنَ، فَقَالَ: ((لَوْ لَمْ اَحْتَضِنْهُ، لَحَنَّ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ)). [الصحیحة: ۱۲۷٤]

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اور سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک تنے کا سہارا لے کر خطبہ ارشاد فرماتے تھے' جب آپ ﷺ نے منبر کا اہتمام کیا تو وہ تنا رونے لگ گیا' آپ ﷺ اس کے پاس آئے اور اس کے ساتھ چمٹ گئے' پس وہ خاموش ہو گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "اگر میں اس کو گلے نہ لگاتا تو یہ روزِ قیامت تک روتا رہتا۔"

تخریج: الصحیحة ۱۲۷۴۔ بخاری فی التاریخ (۷/ ۲۷)' دارمی (۳۹)' ابن ماجه (۱۴۱۵)' احمد (۱/ ۲۴۹)۔

فوائد: پہلے یہ حدیث گزر چکی ہے کہ جب اس تنے نے اللہ تعالی کے ذکر پر مشتمل آپ ﷺ کے خطبے کی آواز کو گم پایا تو اس نے رونا شروع کر دیا۔

باب :الشفاعة حق

شفاعت حق ہے

۳۱۸۴۔ عَنْ اَبِي اُمَامَةَ، اَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((لَيَدْخُلَنَّ الْجَنَّةَ بِشَفَاعَةِ رَجُلٍ، لَيْسَ بِنَبِيٍّ ،مِثْلَ الْحَيَّيْنِ اَوْ مِثْلَ اِحْدَ الْحَيَّيْنِ رَبِيْعَةَ وَمُضَرَ، فَقَالَ رَجُلٌ :يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! وَمَا رَبِيْعَةُ مِنْ مُّضَرَ؟ فَقَالَ :اِنَّمَا اَقُوْلُ مَااَقُوْلُ)). [الصحيحة:۲۱۷۸]

سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ: ''ایک آدمی' جو نبی نہیں ہوگا' کی سفارش سے دو قبیلوں جتنے یا ربیعہ اور مضر میں سے ایک قبیلے جتنے لوگ جنت میں داخل ہوں گے۔'' ایک آدمی نے کہا: ربیعہ تو مضر قبیلے سے ہی ہے (وہ مستقل قبیلہ تو نہیں)؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو میں نے کہہ دیا سو کہہ دیا۔''

تخریج: الصحیحة ۲۱۷۸۔ احمد (۵/ ۲۶۱،۲۵۷)' ابن عساکر فی تاریخه (۴۱/ ۸۱)' طبرانی فی الکبیر (۷۶۳۸)' والآجری فی الشریعته (۸۱۷)' مختصراً۔

فوائد: عام نیک لوگ بھی اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کی اجازت سے سفارش کریں گے' مختلف احادیث میں اس کا ذکر موجود ہے۔

باب: من السنة ان یقول ''ما ادری''

باب: ''میں نہیں جانتا'' کہنا مسنون ہے

۳۱۸۵۔ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَااَدْرِي تُبَّعٌ اَلَعِيْنًا كَانَ اَمْ لَا؟ وَمَا اَدْرِي ذَالْقَرْنَيْنِ اَنَبِيًّا كَانَ اَمْ لَا؟ وَمَا اَدْرِي الْحُدُوْدُ كَفَّارَاتٌ اَمْ لَا؟)). [الصحيحة:۲۲۱۷]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں نہیں جانتا کہ تبع ملعون تھا یا کہ نہیں اور مجھے یہ علم بھی نہیں کہ ذوالقرنین نبی تھا یا کہ نہیں نیز میں یہ بھی نہیں جانتا کہ حدود (متعلقہ گناہوں کا) کفارہ ہوتی ہیں یا کہ نہیں۔''

تخریج: الصحیحة ۲۲۱۷۔ ابوداؤد (۴۶۷۴)' دون ذکر الحدود حاکم (۱/ ۳۶)' بیہقی (۸/ ۳۲۹)۔

فوائد: دوسری احادیث میں آپ ﷺ نے درج ذیل دو امور کی وضاحت تو کر دی ہے: (۱) سیدنا سہل بن سعد ساعدی' سیدنا عبداللہ بن عباس اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (لاتسبوا تبعا فانه کان قد اسلم۔) [صحیحہ: ۲۴۲۳] یعنی: تبع کو برا بھلا مت کہو' کیونکہ وہ مسلمان ہو گیا تھا۔ قرآن مجید میں جس تبع کا ذکر ہے اس سے مراد قوم سبا ہے' سبا میں حمیر قبیلہ تھا' یہ اپنے بادشاہ کو تبع کہتے تھے' تاریخ کا اتفاق ہے کہ بعض تبابعہ کو بڑا عروج حاصل رہا۔ (۲) سیدنا خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (من اصاب ذنبا اقیم علیه حد ذلك الذنب' فهو کفارته۔) [صحیحہ: ۲۳۱۷] یعنی: جس نے کسی گناہ کا ارتکاب کیا اور اس پر اس گناہ کی حد قائم کر دی گئی تو وہ حد اس کے لئے اس گناہ کا کفارہ ہو گی۔ ذوالقرنین ایک انصاف پسند اور عادل بادشاہ تھا' جس کا زمانہ ۵۳۹ء قبل مسیح ہے۔ اس کے نبی ہونے یا نہ ہونے کے بارے میں کوئی وضاحت نہیں ہے۔ کیا اس کے باوجود نبی کریم ﷺ کے متعلق کہا جائے گا کہ انہیں غیب کا علم تھا؟

باب: وما اهلك الله قومًا بعد نزول التوراة

تورات کے نزول کے بعد اللہ تعالیٰ نے کسی قوم کو ہلاک نہیں کیا

۳۱۸۶۔ عَنْ اَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ مَرْفُوْعًا:

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے

((وَمَا اَهْلَكَ اللّٰهُ قَوْمًا، وَّلَا قَرْنًا، وَلَا اُمَّةً، وَلَا اَهْلَ قَرْيَةٍ مُنْذُ اَنْزَلَ التَّوْرَاةَ عَلٰى وَجْهِ الْاَرْضِ بِعَذَابٍ مِّنَ السَّمَاءِ، غَيْرِ اَهْلِ الْقَرْيَةِ الَّتِيْ مُسِخَتْ قِرَدَةً، اَلَمْ تَرَاِلٰى قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى. ﴿وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتَابَ مِنْ بَعْدِ مَا اَهْلَكْنَا الْقُرُوْنَ الْاُوْلٰى بَصَائِرَ لِلنَّاسِ وَهُدًى وَّرَحْمَةً لَّعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ﴾))

[القصص:٤٣] [الصحيحة:٢٢٥٨]

فرمایا: ''اللہ تعالی نے جب تورات نازل کی' اس وقت سے روئے زمین پر بسنے والی کسی قوم' کسی نسل' کسی امت اور کسی بستی والوں کو آسمانی عذاب سے ہلاک نہیں کیا۔ البتہ ایک گاؤں والوں کو بندروں کی شکلوں میں مسخ کر دیا گیا تھا۔ کیا تم اللہ تعالی کے اس فرمان کی طرف نہیں دیکھتے: ﴿اور ان اگلے زمانہ والوں کو ہلاک کرنے کے بعد ہم نے موسی (علیہ السلام) کو ایسی کتاب عنایت فرمائی جو لوگوں کے لئے دلیل اور ہدایت و رحمت ہو کر آئی تھی تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں۔﴾ [سورۂ قصص: ۴۳]۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۲۵۸۔ حاکم (۲/ ۴۰۸)' البزار (الکشف: ۲۲۴۸)' ثعلبی فی تفسیرہ (۷/ ۲۵۱)۔

فوائد: فرعون' آل فرعون' قوم نوح' قوم عاد اور قوم ثمود وغیرہ کی ہلاکتوں کے بعد حضرت موسی علیہ السلام کو تورات دی گئی۔ نزول تورات کے بعد صرف ایک بستی دنیا میں ہی اللہ تعالی کے عذاب میں مبتلا ہوئی۔

باب: كل شيء يسبح الله عند طلوع الشمس

سورج کے طلوع ہوتے وقت ہر چیز اللہ کی تسبیح بیان کرتی ہے

٣١٨٧۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ عَبَسَةَ، عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَا تَسْتَقِلُّ الشَّمْسُ فَيَبْقٰى شَيْءٌ مِّنْ خَلْقِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَحِيْدَهُ، اِلَّا مَاكَانَ مِنَ الشَّيْطَانِ وَاَعْتٰى بَنِيْ آدَمَ، فَسَأَلْتُ عَنْ اَعْتٰى بَنِيْ آدَمَ؟ فَقَالَ: شِرَارُ الْخَلْقِ، اَوْقَالَ: شِرَارُ خَلْقِ اللّٰهِ)).

[الصحيحة: ٢٢٢٤]

سیدنا عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب بھی سورج طلوع ہوتا ہے تو اللہ تعالی کی ہر ایک مخلوق اس کی تسبیح بیان کرتی ہے' لیکن شیطان اور اولادِ آدم میں سے ''اعتی'' قسم کے لوگ نہیں کرتے۔'' میں نے سوال کیا کہ اولادِ آدم میں سے ''اعتی'' لوگوں سے کون مراد ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''بدترین انسان'' یا فرمایا: ''اللہ تعالی کی مخلوق میں سے بدترین کو (اعتی کہتے ہیں)۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۲۲۴۔ ابن السنی فی عمل الیوم واللیلۃ (۱۳۶) وعنہ الدیلمی (۴/ ۴۶)' وابو نعیم فی الحلیۃ (۲/ ۱۱۱)۔

فوائد: یعنی بد بخت لوگ غافل ہیں' سبق آموز نظامِ کائنات چل رہا ہے' لیکن وہ اس سے عبرت حاصل کرنے کی طرف متوجہ ہی نہیں ہوتے۔

باب: ما حبست الشمس إلا يوشع بن نون

یوشع بن نون کے علاوہ کسی کے لیے بھی سورج نہیں روکا گیا

٣١٨٨۔عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعًا: ((مَاحُبِسَتَ الشَّمْسُ عَلٰى بَشَرٍ قَطُّ، اِلَّا عَلٰى يُوْشَعَ بْنِ نُوْنٍ لَيَالِيَ سَارَ اِلٰى بَيْتِ الْمَقْدِسِ)). [الصحيحة:٢٢٢٦]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کسی بشر کے لئے کبھی بھی سورج کو نہیں روکا گیا' سوائے یوشع بن نون کے' یہ ان دنوں کی بات ہے جب وہ بیت المقدس کی طرف جا رہے تھے۔''

تخریج: الصحیحة ٢٢٢٦۔ احمد (٢/ ٣٢٥) خطیب فی تاریخه (٩/ ٩٩) وعنه ابن عساکر (٢٣/ ١٦٢)۔

فوائد: سورج اللہ تعالیٰ کے نظام کے مطابق صدہا صدیوں سے اپنے مدار میں گردش کر رہا ہے' اس کی آمد ورفت میں ایک لمحہ کا فرق نہیں آیا' صرف یوشع بن نون کے لئے سورج کو روک لیا گیا تھا' جو اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہوا۔

باب: من عظمة العرش والكرسي

باب: عرش اور کرسی کی عظمت و وسعت کا بیان

٣١٨٩۔ عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ الْغِفَارِيِّ، قَالَ دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ ، فَرَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَحْدَهُ، فَجَلَسْتُ اِلَيْهِ، فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اَيُّمَاآيَةٍ نَزَلَتْ عَلَيْكَ اَفْضَلُ؟ قَالَ: ﴿آيَةُ الْكُرْسِيِّ﴾: ((مَا السَّمَاوَاتُ السَّبْعُ فِي الْكُرْسِيِّ اِلَّاكَحَلَقَةٍ بِاَرْضٍ فَلَاةٍ، وَفَضْلُ الْعَرْشِ عَلَى الْكُرْسِيِّ كَفَضْلِ تِلْكَ الْفَلَاةِ عَلٰى تِلْكَ الْحَلَقَةِ)). [الصحيحة:١٠٩]

سیدنا ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں مسجد حرام میں داخل ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اکیلے دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر بیٹھ گیا۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کون سی آیت افضل ہے' جو آپ پر نازل ہوئی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''آیۃ الکرسی ہے''۔ (اللہ تعالیٰ کی اس وسیع) کرسی کے مقابلے میں سات آسمان اس طرح ہیں' جیسے بیابان زمین میں کوئی (چھوٹا سا) چھلا پڑا ہوا اور پھر کرسی کے مقابلے میں (اللہ تعالیٰ کے) عرش کی ضخامت اس طرح ہے جیسے اس چھلے کے مقابلے میں بیابان کا وجود ہے۔''

تخریج: الصحیحة ١٠٩۔ ابن ابی شیبة فی کتاب العرش (٥٨)' بیهقی فی الاسماء (ص:٢٩٠)' من طریق آخر ابن جریر فی تفسیره (٥/ ٣٩٩)۔

فوائد: وسعت وقدرت والا خود ہی اپنی قدرتوں اور وسعتوں کا اندازہ لگا سکتا ہے۔

باب: فلينظر الانسان مم خلق؟

باب: انسان کو اپنی تخلیق پر غور کرنا چاہیے

٣١٩٠۔ عَنْ بُسْرِ بْنِ جَحَّاشٍ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بَصَقَ يَوْمًا عَلٰى كَفِّهِ، وَوَضَعَ عَلَيْهِ اِصْبَعَهُ ثُمَّ قَالَ: ((يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى: يَا ابْنَ آدَمَ! اَنّٰى تُعْجِزُنِيْ وَقَدْ خَلَقْتُكَ مِنْ مِثْلِ هٰذِهِ، حَتّٰى اِذَا سَوَّيْتُكَ وَعَدَلْتُكَ مَشَيْتَ بَيْنَ بُرْدَيْنِ وَلِلْاَرْضِ مِنْكَ وئيد فَجَمَعْتَ

سیدنا بسر بن جحاش رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ہتھیلی میں تھوکا اور اس پر اپنی انگلی رکھی اور فرمایا: ''اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: اے آدم کے بیٹے! تو مجھے کیسے بے بس کر سکتا ہے' میں نے تو تجھے اس قسم کے مادے سے پیدا کیا' حتی کہ تجھے ٹھیک ٹھاک کیا اور پھر (درست اور) برابر بنایا۔ (جب تو بڑا ہوا تو) تو نے دو چادریں زیب تن کر لیں اور زمین میں خراماں خراماں

وَمَنَعْتَ ،حَتّٰی اِذَا بَلَغَتْ نَفْسُكَ هٰذِهِ. وَاَشَارَاِلٰی حَلْقِهِ. (وَفِيْ رِوَايَةٍ:حَتّٰی اِذَا بَلَغَتِ التَّرَاقِي) قُلْتَ: اَتَصَدَّقُ، وَاَنّٰی اَوَانُ التَّصَدُّقِ؟!)). [الصحيحة: ١٠٩٩]

چلنے لگا' پھر مال جمع کیا اور اسے اپنے پاس روکے رکھا' حتی کہ تیرا سانس حلق تک پہنچ گیا اور تو نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ اب میں صدقہ کرتا ہوں' لیکن اب صدقہ کرنے کا وقت کہاں؟'' ایک روایت میں ''حلق'' کی بجائے ''ہنسلی کی ہڈی'' کا ذکر ہے۔

تخریج: الصحیحة ۱۰۹۹۔ ابن ماجه (۲۷۰۷)' احمد (۴/ ۲۱۰)' ابن سعد (۷/ ۴۲۷)' وانظر ما تقدم ابرقم (۱۸۷۸)۔

فوائد: انسان کی حقیقت کیا ہے؟ اس کی بنیاد کیا ہے؟ وہ کیسے پروان چڑھا؟ اس کی زندگی کا کیا مقصد ہے؟ کس نے اس کو مال و دولت عطا کیا اور اس کی کیا حیثیت ہے؟ اس کی ابتداء و انتہاء کیا ہے؟ اس کا انجام و عاقبت کیا ہے؟ اگر کوئی آدمی ان امور پر مثبت انداز میں غور وفکر کرے تو اپنی اصلاح کئے بغیر کوئی چارۂ کار نہیں پائے گا۔ لیکن انسان کے طرزِ حیات کی شہادت تو یہ ہے کہ گویا اللہ تعالی کا اس پر کوئی احسان نہیں' وہ اپنی اصلیت کو بھول چکا ہے اور اگر چند سکے اس کے ہاتھ لگ جائیں تو پھر تو اس کی گردن خم لینے کے لئے تیار ہی نہیں ہوتی اور وہ ان تمام نعمتوں کو اپنی صلاحیتوں کا نتیجہ سمجھنا شروع کر دیتا ہے۔ اس حدیث مبارکہ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ انسان کو صحت و عافیت کے زمانے میں صدقہ و خیرات کا انتخاب کرنا چاہئے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ وہ کون سا صدقہ ہے جس کا اجر وثواب عظیم ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تو تندرست ہو' مال کی حرص بھی ہے' فقیری کا اندیشہ بھی ہو' امیری کی لالچ بھی ہو تو اس وقت صدقہ کرنا افضل ہے اور صدقہ کرنے میں دیر نہ کر (اور ایسا نہ ہونے پائے کہ) جب تیری روح تیرے حلق تک پہنچے تو تو یہ کہنا شروع کر دے کہ فلاں کے لئے اتنا (مال و دولت) اور فلاں کے لئے اتنا۔ اب تو وہ (تیرے) دوسرے ورثاء کا ہو چکا ہے اور (تیرا اختیار ختم ہو چکا ہے)۔ [بخاری' مسلم] لہٰذا ہمیں چاہئے کہ موت کا پیغام وصول کرنے سے پہلے صدقہ و خیرات کر لیں۔

باب: من فضل الحجامة

باب: سینگی لگوانے کی فضیلت

٣١٩١۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مَرْفُوْعًا: ((مَامَرَرْتُ لَيْلَةَ اُسْرِيَ بِيْ بِمَلَإٍ مِّنَ الْمَلَائِكَةِ اِلاَّ كُلُّهُمْ يَقُوْلُ لِيْ: عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدُ! بِالْحَجَامَةِ)).

[الصحيحة:٢٢٦٣]

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں اسراء والی رات فرشتوں کے جس گروہ کے پاس سے گزرا' اس نے مجھے یہی کہا کہ اے محمد! سینگی (پچھنے) ضرور لگوانا۔''

تخریج: الصحیحة ۲۲۶۳۔ ترمذی (۲۰۵۳)' ابن ماجه (۳۴۷۷)' احمد (۱/ ۳۵۴)' ابن جریر فی التهذیب (۲/ ۱۰۳)۔

فوائد: سینگی لگوانے سے جسم کا فاسد خون خارج ہو جاتا ہے اور آدمی کی طبیعت بحال ہو جاتی ہے' اس کی مزید وضاحت اور اس سے متعلقہ روایات ''الطب والعیادة'' کے باب میں گزر چکی ہے۔

باب: ما مسخت أمة قط فيكون لها نسل

جس قوم کو بھی مسخ کیا گیا اس کی نسل نہیں ہوئی

٣١٩٢۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ مَرْفُوْعًا: ((مَامُسِخَتْ اُمَّةٌ قَطُّ، فَيَكُوْنُ لَهَا نَسْلٌ)).

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس امت کو بھی (کسی دوسری شکل میں) مسخ کیا گیا' اس کی نسل نہیں ہوئی۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۲۶۴۔ طبرانی فی الاوسط (۲۲۹)' ابو یعلی (۶۹۶۷)' طبرانی فی الکبیر (۲۳/ ۳۲۵) عن ام سلمۃ رضی اللہ عنہا بمعناہ

فوائد: معلوم ہوا کہ آپ ﷺ کی نبوت سے پہلے جتنی امتوں کو مسخ کیا گیا اب ان کا کوئی نشان باقی نہیں ہے۔ بندر اور خنزیر وغیرہ کی مستقل جنسیں ہیں' کسی انسان کی مسخ شدہ شکلیں نہیں ہیں۔

باب: فضل يحيٰى بن زكريا

یحییٰ بن زکریا کی فضیلت کا بیان

٣١٩٣۔ قَالَ ﷺ: ((مَامِنْ اَحَدٍ مِّنْ وُّلْدِ آدَمَ اِلَّا قَدْ اَخْطَاَ اَوْهَمَّ بِخَطِيْئَةٍ، لَيْسَ يَحْيَى بْنُ زَكَرِيَّا)). رُوِيَ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ، وَعَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، اَوْ عَنْ اَبِيْهِ عَمْرٍو، وَّاَبِيْ هُرَيْرَةَ، وَالْحَسَنِ الْبَصْرِيِّ مُرْسَلًا، وَيَحْيَى بْنِ جَعْدَةَ مُرْسَلًا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''حضرت یحییٰ بن زکریا علیہ السلام کے علاوہ حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد میں سے ہر فرد نے کوئی نہ کوئی خطا کی یا پھر خطا کا ارادہ کیا۔'' یہ حدیث سیدنا عبد اللہ بن عباس' سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص یا ان کے باپ سیدنا عمرو' سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور حسن بصری رحمہ اللہ اور یحییٰ بن جعدہ سے مرسلاً روایت کی گئی ہے۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۹۸۴۔ (۱) ابن عباس: حاکم (۲/ ۵۹۱)' بیہقی (۱۰/ ۱۸۶)' احمد (۱/ ۲۵۴)۔ (۲) ابن عمرو: ابن جریر فی تفسیرہ (۳/ ۱۷۴)' البزار (الکشف: ۲۳۶۰)' عن ابی عمرو او عن ابیہ۔ (۳) ابو ھریرۃ: ابن ابی حاتم فی تفسیرہ (۲/ ۶۴۴)' طبرانی فی الاوسط (۶۵۵۲)۔

فوائد: اس میں حضرت یحییٰ بن زکریا علیہ السلام کی عفت و پاکدامنی کا بیان ہے۔

باب: اهمية الدعاء عند الركوب

سوار ہوتے وقت دعا کی اہمیت کا بیان

٣١٩٤۔ عَنْ اَبِيْ لَاسٍ الْخُزَاعِيِّ۔رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ۔ قَالَ: حَمَلَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى اِبِلٍ مِّنْ اِبِلِ الصَّدَقَةِ ضِعَافٍ لِّلْحَجِّ، فَقُلْنَا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ!مَاتَرٰى اَنْ تَحْمِلَنَا هٰذِهِ، فَقَالَ: ((مَامِنْ بَعِيْرٍ اِلَّا عَلٰى ذِرْوَتِهِ شَيْطَانٌ، فَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ اِذَا رَكِبْتُمُوْهَا كَمَا اَمَرَكُمْ، ثُمَّ امْتَهِنُوْهَا لِاَنْفُسِكُمْ، فَاِنَّمَا يَحْمِلُ اللّٰهُ)).

سیدنا ابو لاس خزاعی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم کمزور لوگ تھے' رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حج کے لئے صدقہ کے اونٹوں پر سوار کیا۔ ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول: آپ کا کیا خیال ہے' کیا آپ ہم کو اس (کوہان) پر سوار کر سکتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہر اونٹ کی کوہان پر شیطان ہوتا ہے' سو جب تم ان پر سوار ہونے لگو تو اللہ تعالی کا نام لیا کرو' جیسا کہ اس نے تم کو حکم دیا ہے' پھر ان کو اپنے لئے استعمال کرو' بلاشبہ اللہ تعالی ہی سواریاں عطا کرتا ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۲۷۱۔ ابن خزیمۃ (۲۳۷۷) حاکم ۱۰/ ۴۴۴) وعنہ البیہقی (۲/ ۲۵۲)' احمد (۴/ ۲۲۱)۔

باب: كمية المطر فى كل عام واحدة لكن تصريفه يختلف

۳۱۹۵۔عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: ((مَامِنْ عَامٍ بِأَكْثَرَ مَطَرًا مِنْ عَامٍ، وَلٰكِنِ اللّٰهُ يُصَرِّفُهُ بَيْنَ خَلْقِهِ[حَيْثُ يَشَاءُ]، ثُمَّ قَرَأَ: ﴿وَلَقَدْ صَرَّفْنَاهُ بَيْنَهُمْ [لِيَذَّكَّرُوْا]﴾[الفرقان:٥]الآية)).

[الصحيحة:۲٤٦١]

بارش کی مقدار ہر سال ایک ہی ہے لیکن اس کا تصرف مختلف ہے

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: یہ بات نہیں ہے کہ ایک سال کی نسبت دوسرے سال میں بارش زیادہ ہوتی ہے، (ہر سال بارش کی مقدار ایک ہی ہوتی ہے) لیکن اللہ تعالی اپنی مشیت کے مطابق اس کو ادلتے بدلتے رہتے ہیں۔ پھر انھوں نے یہ آیت پڑھی: ﴿اور بیشک ہم نے اسے ان کے درمیان طرح طرح سے بیان کیا تا کہ وہ نصیحت حاصل کریں﴾[سورۂ فرقان:۵]۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۴۶۱۔ ابن جریر فی تفسیرہ (۱۹/ ۱۵)، حاکم (۲/ ۴۰۳)، ابن ابی حاتم (۸/ ۲۷۰۶) موقوفاً۔

فوائد: معلوم ہوا کہ ہر سال نازل ہونے والی بارش کی مقدار ایک ہی ہوتی ہے، لیکن مقامات میں فرق آتا رہتا ہے۔ اگر ایک سال کسی علاقے میں بارش کی فراوانی ہوتی ہے تو وہاں کسی اگلے سال کے دوران قحط پڑ سکتا ہے، لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ بارش کی مقدار میں کمی آ گئی ہے۔

باب: انتم شهداء الله على الميت

۳۱۹٦۔عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: كُنْتُ قَاعِدًا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَمُرَّ بِجَنَازَةٍ، فَقَالَ:((هٰذِهِ الْجَنَازَةُ؟)) قَالُوْا جَنَازَةُ فُلَانِ الْفُلَانِيِّ كَانَ يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ، وَيَعْمَلُ بِطَاعَةِ اللّٰهِ وَيَسْعٰى فِيهَا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:((وَجَبَتْ وَجَبَتْ وَجَبَتْ))، وَبِجَنَازَةٍ أُخْرٰى فَقَالُوْا: جَنَازَةُ فُلَانُ الْفُلَانِيِّ كَانَ يَبْغَضُ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ، وَيَعْمَلُ بِمَعْصِيَةِ اللّٰهِ وَيَسْعٰى فِيهَا، فَقَالَ: ((وَجَبَتْ وَجَبَتْ وَجَبَتْ)). فَقَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَوْلُكَ فِي الْجَنَازَةِ وَالثَّنَاءِ عَلَيْهَا: أُثْنِيَ عَلَى الْأَوَّلِ خَيْرٌ، وَعَلَى الْآخِرِ شَرٌّ، فَقُلْتَ: فِيهَا: ((وَجَبَتْ وَجَبَتْ وَجَبَتْ))؟ فَقَالَ: ((نَعَمْ يَا أَبَا بَكْرٍ! إِنَّ اللّٰهَ مَلَائِكَةً تَنْطِقُ عَلَى أَلْسِنَةِ بَنِي آدَمَ بِمَا فِي

میت پر تم اللہ کے گواہ ہو

سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا، اسی اثناء میں وہاں سے ایک جنازہ گزارا گیا۔ آپ ﷺ نے پوچھا: ”یہ جنازہ کس کا ہے؟“ صحابہ نے کہا: یہ فلاں آدمی کا جنازہ ہے، جو اللہ تعالی اور اس کے رسول سے محبت کرتا تھا، اور اللہ تعالی کی اطاعت کرتا تھا اور اس معاملے میں کوشش کرتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”واجب ہو گئی، واجب ہو گئی، واجب ہو گئی۔“ اتنے میں ایک اور جنازہ گزارا گیا، اس کے بارے صحابہ نے کہا: یہ فلاں آدمی کا جنازہ ہے، جو اللہ تعالی اور اس کے رسول سے بغض رکھتا تھا اور اللہ تعالی کی نافرمانی کرتا تھا اور اس معاملے میں کوشش کرتا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”واجب ہو گئی، واجب ہو گئی، واجب ہو گئی۔“ صحابہ نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! ایک جنازے کی تعریف کی گئی اور دوسرے کی مذمت کی گئی، آپ نے دونوں کے بارے میں فرمایا: ”واجب ہو گئی، واجب ہو گئی، واجب

الْمَرْءِ مِنَ الْخَيْرِ وَالشَّرِّ)).

[الصحيحة:١٦٩٤]

ہو گئی۔''؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جی ہاں' ابو بکر! بے شک اللہ تعالی کے فرشتے خیر و شرّ کے معاملے میں بنو آدم کی زبانوں کی موافقت کرتے ہوئے بولتے ہیں۔''

تخریج: الصحیحة ۱۶۹۴۔ حاکم (۱/ ۳۷۷)' دیلمی (۱/ ۲/ ۲۵۸)' ابن ابی شریح الا نصاری فی جزء بیبی (۹؟؟)

فوائد: نبی کریم ﷺ نے مومنوں کو اللہ تعالی کا گواہ قرار دیا ہے' یہ لوگ جس میت کے بارے میں نیک ہونے کے شہادت دیتے ہیں' اللہ تعالی کے نزدیک بھی وہ نیک ہی ہوتا ہے۔

باب: النظير من خشية الله

اللہ کے ڈر کی ایک مثال

٣١٩٧ـ عَنْ جَابِرٍ مَرْفُوْعًا: ((مَرَرْتُ بِجِبْرِيْلَ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِيْ بَالْمَلَإِ الْأَ عْلٰى وَهُوَ كَالْحِلْسِ الْبَالِي مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ. عَزَّوَجَلَّ.)).

[الصحيحة:٢٢٨٩]

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں اسراء والی رات جبریل کی مصاحبت میں ایک اشرف فرشتے کے پاس سے گزرا' وہ اللہ تعالی کی خشیت کی وجہ سے بوسیدہ ٹاٹ کی طرح لگ رہا تھا۔''

تخریج: الصحیحة ۲۲۸۹۔ محمد بن العباس البزار فی حدیثه (۱۱۶/ ۲)' طبرانی فی الاوسط (۴۶۷۶)' ابن ابی عاصم فی السنة (۶۲۱)' من طریق آخر۔

باب: حياة البرزخ

برزخ کی زندگی کا بیان

٣١٩٨ـ عَنْ أَنَسٍ ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَرَرْتُ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِيْ عَلٰى مُوْسٰى فَرَأَيْتُهُ قَائِمًا يُصَلِّيْ فِيْ قَبْرِهِ[عِنْدَ الْكَثِيْبِ الْأَحْمَرِ])) [الصحيحة:٢٦٢٧]

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں اسراء والی رات حضرت موسی علیہ السلام کے پاس سے گزرا' میں نے ان کو دیکھا کہ وہ سرخ ٹیلے کے پاس نماز پڑھ رہے تھے۔''

تخریج: الصحیحة ۲۶۲۷۔ مسلم(۷/ ۱۰۲)' نسائی (۱۶۳۴)' احمد (۳/ ۱۲۰)۔

باب: رؤية النبى فى المنام

نبی کو خواب میں دیکھنے کا بیان

٣١٩٩ـ عَنْ أَبِيْ جُحَيْفَةَ، عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ رَّآنِيْ فِي الْمَنَامِ، فَكَأَنَّمَا رَآنِيْ فِي الْيَقْظَةِ، إِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَسْتَطِيْعُ أَنْ يَّتَمَثَّلَ بِيْ)). [الصحيحة:١٠٠٤]

سیدنا ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے مجھے خواب میں دیکھا' گویا کہ اس نے مجھے بیداری کی حالت میں دیکھا' کیونکہ شیطان میری صورت دھارنے کی سکت نہیں رکھتا۔''

تخریج: الصحیحة ۱۰۰۴۔ ابن ماجه (۳۹۰۴)' ابن حبان (۶۰۵۳)'ابو یعلی (۸۸۱)' طبرانی (۲۲/ ۱۱۱)۔

فوائد: امام البانی رحمہ اللہ اس حدیث کے مختلف طرق ذکر کر کے لکھتے ہیں: (۱) ان احادیث سے پتہ چلا کہ خواب میں نبی کریم ﷺ کا

دیدار کرنا ممکن ہے' اگرچہ دیدار کرنے والا آپ ﷺ کا ہم زمانہ نہ ہو' لیکن شرط یہ کہ وہ آپ ﷺ کو اس صورت میں دیکھے جس روپ میں آپ ﷺ اپنی حیاتِ مبارکہ میں تھے۔ جب کوئی آدمی امام ابن سیرین کے سامنے نبی کریم ﷺ کو دیکھنے کا خواب بیان کرتا تو وہ اسے کہتے: تو نے خواب میں جو شخصیت دیکھی ہے' اس کا حلیہ بیان کرو۔ اگر وہ ایسی شکل وصورت بیان کرتا جس کی آپ ﷺ کے حلیہ مبارک سے موافقت نہ ہوتی تو وہ اسے کہتے: تو نے آپ ﷺ کو نہیں دیکھا۔ جبکہ بعض لوگوں نے یہ شرط لگائی ہے کہ آپ ﷺ کو خواب میں دیکھنے والا شخص آپ ﷺ کو اس حالت میں دیکھے' جس پر آپ ﷺ فوت ہوئے تھے۔ لیکن ایسی شرط میں تنگی اور حرج ہے۔ (۲) ایسا خواب نبی کریم ﷺ کے عہدِ مبارک کے ساتھ خاص ہے' اس کا معنی یہ ہوگا کہ جو آدمی آپ ﷺ کو خواب میں دیکھے گا' اللہ تعالیٰ اسے ایسے اسباب مہیا کرے گا کہ وہ زندگی میں آپ ﷺ کا دیدار کر لے گا۔ لیکن یہ معنی بعید ہے' کیونکہ حدیث کے الفاظ میں عموم ہے' جسے کسی قرینہ کے بغیر کسی زمانے کے ساتھ خاص نہیں کیا جا سکتا ہے۔ [صحیحہ: ۲۷۲۹ کے تحت] حافظ ابن حجرؒ نے طویل بحث کے دوران کہا: اس بحث کا ماحصل چھ اقوال پر مشتمل ہے: (۱) یہ محض تشبیہ و تمثیل ہے۔ (۲) عنقریب وہ آپ ﷺ کا دیدار کرے گا۔ (۳) یہ آپ ﷺ کے عہد کے صحابہ کے ساتھ خاص ہے۔ (۴) وہ آپ ﷺ کو اس آئینے میں دیکھے جو آپ ﷺ استعمال کرتے تھے' لیکن یہ بعید تاویل ہے۔ (۵) وہ روزِ قیامت آپ ﷺ کا دیدار عام لوگوں کی بہ نسبت مخصوص انداز میں کرے گا۔ (۶) خواب دیکھنے والا آپ ﷺ کو دنیا میں حقیقت میں دیکھے گا اور آپ کے ساتھ ہم کلام ہوگا۔ [فتح الباری] اس کتاب کا مزید مراجعہ کیا جا سکتا ہے۔ معلوم ایسے ہوتا کہ اس حدیثِ مبارکہ کے ظاہری مفہوم اور عموم کو سامنے رکھتے ہوئے یہ کہا جائے کہ خواب دیکھنے والے سے آپ ﷺ کے حلیہ مبارک اور دوسری عادات و اطوار کے بارے میں پوچھا جائے۔ اگر اس کا جواب کتبِ احادیث میں بیان کی گئی صورتِ مبارکہ سے مکمل موافقت رکھتا ہو تو اس خواب کو حقیقت پر محمول کیا جائے اور اس حقیقت کی حقیقت کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیا جائے اور اگر موافقت نہ ہو تو معاملہ واضح ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

باب: فضيلة أبي ذر

ابو ذرؓ کی فضیلت کا بیان

۳۲۰۰۔ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعًا: ((مَنْ سَرَّهُ اَنْ يَّنْظُرَ اِلَى تَوَاضُعِ عِيْسٰى، فَلْيَنْظُرْ اِلَى اَبِي ذَرٍّ)). [الصحيحة: ٢٣٤٣]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تواضع دیکھ کر خوش ہونا چاہتا ہے' وہ (میرے صحابی) ابوذر کو دیکھ لے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۳۴۳۔ ابن سعد فی الطبقات (۴/ ۲۲۸)' ابن حبان (۷۱۳۵)' حاکم (۳/ ۳۴۲)' عن ابی ذر رضی اللہ عنہ نفسہ بمعناہ

فوائد: اس میں سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ کی عاجزی وانکساری کا بیان ہے۔

باب: فضيلة موسٰى بن عمران

موسیٰ بن عمران کی فضیلت کا بیان

۳۲۰۱۔ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((مُوْسٰى بْنُ عِمْرَانَ صَفِيُّ اللّٰهِ)). [الصحيحة: ٢٣٦٤]

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''حضرت موسی بن عمران علیہ السلام اللہ تعالیٰ کا انتخاب ہیں۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۳۶۴۔ حاکم (۲/ ۵۷۲)' دیلمی (۴/ ۷۵)۔

باب: اصل الحجر الاسود

باب: حجر اسود کی اصل حقیقت

۳۲۰۲۔عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((نَزَلَ الْحَجَرُ الْأَسْوَدَ مِنَ الْجَنَّةِ، أَشَدُّ بَيَاضًا مِّنَ الثَّلْجِ، فَسَوَّدَتْهُ خَطَايَا بَنِي آدَمَ)).

[الصحيحة:٢٦١٨]

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب حجر اسود جنت سے اترا تھا تو وہ برف سے زیادہ سفید تھا' لیکن بنوآدم کی خطاؤں نے اسے سیاہ کر دیا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۶۱۸۔ ترمذی (۸۷۷)' ابن خزیمۃ (۲۷۳۳)' احمد (۱/ ۳۰۷'۳۲۹)' نسائی (۲۹۳۴) مختصراً۔

فوائد: اگر جنتی چیزیں بنوآدم کے گناہوں سے متاثر ہو کر اپنی حالت برقرار نہیں رکھ سکتیں تو خود گنہگار انسان کا کیا بنے گا؟

باب: آدم نبی

آدم علیہ السلام نبی ہیں

۳۲۰۳۔ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ۔ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ۔: أَنَّ رَجُلًا قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَنَبِيٌّ كَانَ آدَمُ؟ قَالَ: ((نَعَمْ، مُعَلَّمٌ مُكَلَّمٌ)). قَالَ: كَمْ بَيْنَهُ وَبَيْنَ نُوحٍ؟ قَالَ: (عَشَرَةَ قُرُوْن))۔قَالَ: كَمْ كَانَ بَيْنَ نُوحٍ وَإِبْرَاهِيمَ؟ قَالَ: ((عَشَرَةَ قُرُوْنٍ)). قَالُوْا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! كَمْ كَانَتِ الرُّسُلُ؟ قَالَ: ((ثَلَاثُ مِئَةٍ وَخَمْسَةَ عَشَرَ، جَمًّا غَفِيرًا)).

[الصحيحة:٣٢٨٩]

سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا حضرت آدم علیہ السلام نبی تھے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں' وہ تعلیم دیے گئے تھے اور ان سے (اللہ تعالی کی طرف سے) کلام بھی کی گئی تھی۔'' اس نے کہا: ان کے اور حضرت نوح علیہ السلام کے مابین کتنا فاصلہ ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: 'دس صدیاں۔'' اس نے کہا: حضرت نوح علیہ السلام اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے درمیان کتنا فاصلہ ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''دس صدیاں۔'' پھر صحابہ نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! کل کتنے رسل ہو گزرے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تین سو پندرہ' جو کہ ایک جم غفیر ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۲۸۹۔ حاکم (۲/ ۲۶۲)' طبرانی فی الکبیر (۷۵۴۵)' والاوسط (۴۰۵)۔

باب: عدد الرسل والانبياء

باب: انبیاء اور رسولوں کی تعداد

۳۲۰٤۔ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ: أَنَّ رَجُلًا قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَنَبِيًّا كَانَ آدَمُ؟ قَالَ: (نَعَمْ مُكَلَّمٌ))۔ قَالَ: كَمْ بَيْنَهُ وَبَيْنَ نُوحٍ؟قَالَ: ((عَشَرَةَ قُرُوْنٍ)). قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! كَمْ كَانَتِ الرُّسُلُ؟ قَالَ:

سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا حضرت آدم علیہ السلام نبی تھے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جی ہاں' ان سے کلام بھی کی گئی تھی۔'' اس نے کہا: ان کے اور حضرت نوح علیہ السلام کے درمیان کتنا فاصلہ تھا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''دس صدیاں۔''

((ثَلَاثُ مِئَةٍ وَخَمْسَةَ عَشَرَ)). [الصحيحة:٢٦٦٨]

اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! کل کتنے رسول تھے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تین سو پندرہ۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۶۶۸۔ ابو جعفر ارزار فی مجلس من الامالی (ق:۱۷۸/۱)، ابن حبان (۶۱۹۰)، وانظر الحدیث السابق۔

باب: غروب الشمس تحت العرش

سورج عرش کے نیچے غروب ہوتا ہے

٣٢٠٥۔عَنْ أَبِيْ ذَرٍّ، قَالَ: كُنْتُ رَدِيْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ عَلٰى حِمَارٍ، وَالشَّمْسُ عِنْدَ غُرُوْبِهَا: فَقَالَ: ((هَلْ تَدْرِيْ أَيْنَ تَغْرُبُ هٰذِهِ؟ قُلْتُ: اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ قَالَ: فَإِنَّهَا تَغْرُبُ فِيْ عَيْنٍ حَامِيَةٍ تَنْطَلِقُ ، حَتّٰى تَخِرَّ لِرَبِّهَا.عَزَّوَجَلَّ .سَاجِدَةً تَحْتَ الْعَرْشِ، فَإِذَا حَانَ خُرُوْجُهَا أَذِنَ اللّٰهُ لَهَا أَنْ تَخْرُجَ ،فَتَطْلُعُ، فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يُّطْلِعَهَا حَيْثُ تَغْرُبُ حَبَسَهَا، فَتَقُوْلُ: يَارَبِّ! إِنَّ مَسِيْرِيْ بَعِيْدٌ، فَيَقُوْلُ لَهَا: اِطْلِعِيْ مِنْ حَيْثُ غِبْتِ، فَذٰلِكَ حِيْنَ﴿لَا يَنْفَعُ نَفْسًا اِيْمَانُهَا﴾[الانعام: ١٥٨])). [الصحيحة:٢٤٠٣]

سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں گدھے پر رسول اللہ ﷺ کا ردیف تھا، غروبِ آفتاب کا وقت تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تو جانتا ہے کہ یہ سورج کہاں غروب ہوتا ہے؟ میں نے کہا: اللہ تعالی اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ ایک رواں گرم چشمے میں غروب ہوتا ہے، (اور چلتا رہتا ہے، حتی کہ) عرش کے نیچے پہنچ کر اپنے ربّ کے سامنے سجدے کی حالت میں گر پڑتا ہے۔ جب اس کے طلوع ہونے کا وقت ہوتا ہے تو اللہ تعالی اسے طلوع ہونے کی اجازت دیتے ہیں، سو وہ طلوع ہوتا ہے۔ جب اللہ تعالی کا یہ ارادہ ہوگا کہ سورج (مشرق کی بجائے) مغرب سے طلوع ہو تو وہ اسے روک لے گا۔ سورج کہے گا: اے میرے ربّ! بیشک میری مسافت دور ہے۔ اللہ تعالی کہے گا: تو پھر مغرب سے ہی طلوع ہو جا، اور یہ اس وقت ہوگا جب ﴿کسی نفس کو اس کا ایمان نفع نہیں دے گا﴾ [سورۂ انعام: ۱۵۸]

تخریج: الصحیحۃ ۲۴۰۳۔ ابو داؤد (۴۰۰۲)، واللفظ لہ، احمد (۵/ ۱۶۵)، بخاری (۳۱۹۹)، مسلم (۱۵۹)، من طریق آخر باختلاف۔

فوائد: انسانی مشاہدے کے مطابق سورج غروب نہیں ہوتا، بلکہ ہر وقت زمین کے کسی نہ کسی حصے پر روشنی دے رہا ہوتا ہے۔ پہلے بھی اس قسم کی احادیث گزر چکی ہیں۔ دراصل مخلوقات کا اللہ تعالی کے ساتھ رابطہ غیبی امر سے تعلق رکھتا ہے، لہٰذا ہمیں چاہیے ان احادیث کی صدق و سچائی پر مکمل ایمان رکھیں۔

باب: كثرة الملائكة

فرشتوں کی کثرت کا بیان

٣٢٠٦۔عَنْ حَكِيْمِ بْنِ حِزَامٍ۔ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: بَيْنَمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَعَ أَصْحَابِهِ۔ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ۔ إِذْ قَالَ لَهُمْ : ((هَلْ تَسْمَعُوْنَ مَاأَسْمَعُ؟ قَالُوْا: مَانَسْمَعُ مِنْ شَيْءٍ قَالَ: إِنِّيْ

سیدنا حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم میں تشریف فرما تھے، اچانک آپ ﷺ یہ پوچھنے لگے: ''جو میں سن رہا ہوں، کیا تم بھی سن رہے ہو؟'' انھوں نے جواب دیا: ہم تو کچھ بھی نہیں سن رہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے تو آسمان کا

الْاَسْمَعُ اَطِيْطَ السَّمَاءِ وَمَا تُلَامُ اَنْ تَئِطَ، وَمَا فِيْهَا مَوْضِعُ شِبْرٍ اِلَّا وَعَلَيْهِ مَلَكٌ سَاجِدٌ، اَوْقَائِمٌ)). [الصحيحة: ۱۰٦۰]

چر چرانا سنائی دے رہا ہے' اور اسے یہی زیب دیتا ہے کہ وہ چر چراتا رہے' کیونکہ اس میں ایک بالشت کے بقدر جگہ بھی ایسی نہیں' جہاں کوئی فرشتہ سجدے یا قیام کی حالت میں نہ ہو۔"

تخریج: الصحیحۃ ۱۰۶۰۔ ابن نصر فی الصلاۃ (۲۵۰)' وقد تقدم برقم (۳۰۸۵)۔

فوائد: نبیٔ کریم ﷺ معجزانہ طور پر آسمانوں سے اٹھنے والی آوازیں سن لیتے تھے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ فرشتوں کی بہت زیادہ تعداد ہے۔

باب: من تواضعه ﷺ

باب: نبی کریم ﷺ کی تواضع وانکساری

۳۲۰۷۔ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: جَلَسَ جِبْرِيْلُ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَنَظَرَ اِلَى السَّمَاءِ، فَاِذَا مَلَكٌ يَنْزِلُ، فَقَالَ لَهُ جِبْرِيْلُ: هٰذَاالْمَلِكُ مَانَزَلَ مُنْذُخُلِقَ قَبْلَ اسَاعَةِ، فَلَمَّا نَزَلَ قَالَ: يَامُحَمَّدُ اَرْسَلَنِي اِلَيْكَ رَبُّكَ: اَمَلَكًا اَجْعَلُكَ اَمْ عَبْدًارَّسُوْلًا؟ قَالَ لَهُ جِبْرِيْلُ: تَوَضَّعْ لِرَبِّكَ يَا مُحَمَّدُ! فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لَا، بَلْ عَبْدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ))۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جبریل امین' نبی کریم ﷺ کے پاس بیٹھے اور آسمان کی طرف دیکھا' (کیا دیکھتے ہیں کہ) ایک فرشتہ اتر رہا تھا۔ پس جبریل نے آپ ﷺ کو بتایا کہ یہ فرشتہ اپنی ولادت سے لے کر آج تک کبھی نہیں اترا۔ جب وہ اتر چکا تو اس نے کہا: اے محمد! آپ کے رب نے مجھے آپ کی طرف بھیجا ہے' (میں یہ پوچھنے آیا ہوں کہ) میں (یعنی اللہ) آپ کو بادشاہ بناؤں یا بندہ جو رسول ہو؟ جبریل نے آپ ﷺ کو کہا: اے محمد! اپنے رب کے لئے عاجزی کا ثبوت دیجئے۔ سو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "نہیں' بلکہ (وہ مجھے) بندہ اور رسول بنا دے۔"

تخریج: الصحیحۃ ۱۰۰۲۔ احمد (۲/ ۲۳۱)' ابن حبان (۶۳۶۵)' ابو یعلی (۶۱۰۵)' البزار (الکشف: ۲۴۶۲)۔

۳۲۰۸۔ قَالَ ﷺ: ((لَا تَسُبُّوْا تُبَّعًا، فَاِنَّهُ كَانَ قَدْ اَسْلَمَ))۔ رُوِيَ مِنْ حَدِيْثِ سَهْلِ ابْنِ سَعْدِ السَّاعِدِيِّ، وَعَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ، مَرْفُوْعًا، وَوَهْبِ بْنِ مُنَبِّهٍ، مُرْسَلًا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تبع کو گالی نہ دیا کرو' کیونکہ وہ مسلمان ہو گیا تھا۔" یہ حدیث سیدنا سہل بن سعد ساعدی' سیدنا عبد اللہ بن عباس اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مرفوعا اور وہب بن منبہ سے مرسلا روایت کی گئی ہے۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۴۲۳۔ (۱) سهل بن سعد: احمد (۵/ ۳۴۰)' طبرانی فی الکبیر (۶۰۱۳)۔ (۲) ابن عباس: طبرانی فی الکبیر (۱۱۷۹۰)' والاوسط (۱۴۴۱)۔ (۳) عائشة رضی اللہ عنہا: حاکم (۲/ ۴۵۰)۔

فوائد: قرآن مجید میں جس تبع کا ذکر ہے اس سے مراد قوم سبا ہے' سبا میں حمیر قبیلہ تھا' یہ اپنے بادشاہ کو تبع کہتے تھے' تاریخ کا اتفاق ہے کہ بعض تابعہ کو بڑا عروج حاصل رہا۔

باب: تحريم قتل الجراد الا للاكل

باب: کھانے یا نقصان سے بچنے کے علاوہ ٹڈیوں کا

او دفع الضرر

شکار ممنوع ہے

۳۲۰۹۔ عَنْ اَبِيْ زُبَيْرِ النُّمَيْرِيِّ مَرْفُوْعًا: ((لَا تَقْتُلُوا الْجَرَادَ، فَإِنَّهُ جُنْدٌ مِّنْ جُنُوْدِاللّٰهِ الْأَعْظَمِ)). [الصحيحة:٢٤٢٨]

سیدنا ابو زبیر نمیری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ٹڈیوں کو قتل نہ کیا کرو' کیونکہ یہ اللہ تعالی کا عظیم لشکر ہیں۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۴۲۸۔ ابو محمد المخلدی فی الفوائد (ق:۲۸۹/ ۲)' ابن مندہ فی المعرفہ (۳۷/ ۲۰۱/ ۱)' طبرانی فی الاوسط (۹۲۷۳)' ابو نعیم فی المعرفۃ (۶۸۰۴)۔

فوائد: سانپ' بچھو' کوا' چیل اور چوہیا جیسے فاسق جانوروں کے علاوہ کسی مخلوق کو بلاوجہ قتل نہیں کیا جا سکتا۔

باب: النبی افضل من کل مخلوق

نبی ساری مخلوق سے افضل ہیں

۳۲۱۰۔ عَنْ اَبِيْ ذَرِّ الْغِفَارِيِّ، قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! كَيْفَ عَلِمْتَ اَنَّكَ نَبِيٌّ حِيْنَ استنبت، فَقَالَ: ((يَا اَبَا ذَرٍّ! اَتَانِيْ مَلَكَانِ وَاَنَا بِبَعْضِ بَطْحَاءَ مَكَّةَ، فَوَقَعَ اَحَدُهُمَا عَلَى الْاَرْضِ، وَكَانَ الْآخَرُ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ، فَقَالَ اَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهِ: هُوَ هُوَ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: فَزِنْهُ بِرَجُلٍ فَوُزِنْتُ بِهِ، فوزنة، ثُمَّ قَالَ: فَزِنْهُ بِعَشَرَةٍ، فَوُزِنْتُ بِهِمْ، فَرَجَحْتُهُمْ، ثُمَّ قَالَ: زِنْهُ بِمِئَةٍ فَوُزِنْتُ بِهِمْ، فَرَجَحْتُهُمْ، ثُمَّ قَالَ: زِنْهُ بِاَلْفٍ، فَوُزِنْتُ بِهِمْ، فَرَجَحْتُهُمْ، كَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلَيْهِمْ يَنْتَثِرُوْنَ عَلَيَّ مِنْ خِفَّةِ الْمِيْزَانِ، قَالَ: فَقَالَ اَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهِ: لَوْ وَزَنْتَهُ بِاُمَّةٍ لَرَجَحَهَا)).

[الصحيحة:٢٥٢٩]

سیدنا ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! جب آپ کو تاجِ نبوت پہنایا گیا تو آپ کو کیسے پتہ چلا کہ آپ نبی ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ابو ذر! میرے پاس دو فرشتے آئے اور میں اس وقت مکہ کی کسی وادی میں تھا' ان میں ایک زمین پر تھا اور دوسرا زمین و آسمان کے مابین۔ ایک نے دوسرے سے کہا: (جس شخصیت کی طرف ہم کو بھیجا گیا ہے) کیا یہ وہی ہے؟ دوسرے نے کہا: جی ہاں۔ اس نے کہا: ایک آدمی کے ساتھ ان کا وزن کرو' میرا وزن کیا گیا' لیکن میں بھاری رہا۔ اس نے پھر کہا: دس آدمیوں سے ان کا وزن کرو۔ میرا وزن کیا گیا' لیکن میں ان پر بھی بھاری ثابت ہوا۔ اس نے کہا: سو افراد کے ساتھ وزن کرو۔ میرا وزن کیا گیا' لیکن میرا وزن زیادہ رہا۔ اس نے کہا: ہزار افراد کے ساتھ وزن کرو۔ میرا وزن کیا' لیکن (اب کی بار بھی) میں ہی وزنی رہا اور ان (ہزار آدمیوں کی پلڑا ہلکا ہونے کی وجہ سے) اتنا اوپر اٹھ گیا کہ خفتِ میزان کی وجہ سے مجھ پر گرنے لگ گئے۔ (بالآخر) ایک نے دوسرے سے کہا: اگر تو ان کا وزن ان کی پوری امت سے کر دے تو یہ سب پر بھاری ثابت ہوں گے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۵۲۹۔ دارمی (۱۴)' البزار (الکشف: ۲۳۷۱)' ابو نعیم فی الدلائل (۱۶۷)' ابن جریر فی تاریخہ (۲/ ۳۰۴)۔

فوائد: اس میں نبی کریم ﷺ کی شان وعظمت کا بیان ہے۔

باب: کثرة الملائکة

٣٢١١ـ عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَافِي السَّمَاءِ الدُّنْيَا مَوْضِعُ قَدَمٍ اِلاَّ عَلَيْهِ مَلَكٌ سَاجِدٌ، اَوْقَائِمٌ ، فَذٰلِكَ قَوْلُ الْمَلاَئِكَةِ ﴿وَمَا مِنَّا اِلاَّ لَهُ مَقَامٌ مَّعْلُوْمٌ وَاِنَّا لَنَحْنُ الصَّافُّوْنَ. وَاِنَّا لَنَحْنُ الْمُسَبِّحُوْنَ﴾ [الصافات:١٦٤:١٦٦]))۔

[الصحيحة:١٠٥٩]

فرشتوں کی کثرت کا بیان

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آسمان دنیا میں ایک قدم کے بقدر جگہ بھی نہیں ہے' کہ جہاں کوئی فرشتہ سجدے یا قیام کی حالت میں نہ ہو' یہی بات فرشتوں کے اس قول کی مصداق ہے: ﴿ہم میں سے تو ہر ایک کی جگہ مقرر ہے۔ اور ہم تو (بندگی الٰہی میں) صف بستہ کھڑے ہیں۔ اور اس کی تسبیح بیان کر رہے ہیں۔﴾ [سورۂ صافات:١٦٤-١٦٦]

تخریج: الصحيحة ١٠٥٩۔ ابن نصر المروزی فی الصلاة (٢٥٣)' ابن جرير فی تفسيره (٢٣/ ٧١)۔

فوائد: معلوم ہوا کہ فرشتوں کی تعداد بہت زیادہ ہے' نیز یہ کہ وہ ہر وقت اللہ تعالی کی عبادت میں مصروف ہیں۔

(۲۵) المرض والجنائز والقبور

بیماری‘ جنازے کے مسائل اور قبروں کا بیان

باب: سبب القيام من الجنازة

٣٢١٢ ـ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: اَنَّ الْجَنَازَةَ الَّتِي قَامَ لَهَا النَّبِيُّ ﷺ كَانَتْ جَنَازَةُ يَهُودِيٍّ، وَاَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((اٰذَانِي رِيْحُهَا فَقُمْتُ)).

[الصحيحة:٣٢٤٩]

جنازہ سے کھڑے ہونے کی وجہ کا بیان

سیدنا عبد اللہ بن عباس ؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ جس جنازہ کے لئے کھڑے ہوئے تھے وہ یہودی کا جنازہ تھا اور فرمایا: ”مجھے اس کی بدبو سے تکلیف ہوئی‘ اس لئے میں کھڑا ہو گیا۔“

تخریج: الصحیحة ۳۲۴۹۔ ابن عدی فی الکامل (۱/ ۳۱۴)‘ طبرانی فی الاوسط (۶۷۲۸)‘ احمد (۱/ ۲۰۱) من طریق آخر۔

فوائد: اس میں برے آدمی کے لئے وعید ہے کہ قبر میں پہنچنے سے قبل ہی اس کی میت سے بدبو آنا شروع ہو جاتی ہے۔

باب: فضل الوعك

٣٢١٣ ـ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: اِنَّهُ عَادَ مَرِيْضًا ـ وَمَعَهُ اَبُوْ هُرَيْرَةَ ـ مِنْ وَعْكٍ كَانَ بِهِ، فَقَالَ[لَهُ]، رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَبْشِرْ، اِنَّ اللّٰهَ يَقُوْلُ: هِيَ نَارِيْ اُسَلِّطُهَا عَلٰى عَبْدِي الْمُؤْمِنِ فِي الدُّنْيَا، لِيَكُوْنَ حِظَّهُ مِنَ النَّارِفِي الْاٰخِرَةِ)). [الصحيحة:٥٥٧]

بخار کی فضیلت کا بیان

سیدنا ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ ایک مریض‘ جسے بخار تھا‘ کی تیمارداری کے لئے تشریف لے گئے، میں بھی آپ ﷺ کے ساتھ تھا، آپ ﷺ نے اسے فرمایا: خوش ہو جاؤ اللہ تعالی فرماتے ہیں: (یہ بخار) میری آگ ہے جسے میں اپنے مومن بندے پر دنیا میں مسلط کر دیتا ہوں تا کہ آخرت میں اسے ملنے والے عذاب کا بدل بن جائے

تخریج: الصحیحة ۵۵۷۔ احمد (۲/ ۴۴۰)‘ ابن ابی شیبة (۱/ ۴۴۵)‘ ابن ماجه (۳۴۷۰)‘ ترمذی (۲۰۸۸)۔

فوائد: ہر قسم کی ذہنی اور جسمانی بیماری اور تکلیف مومنوں کے گناہوں کا کفارہ بنتی ہے۔ لیکن اس پر صبر کرنا شرط ہے‘ کہ جیسا کہ سیدنا صہیب ؓ بیان کرتے ہیں: بينا رسول الله قاعد مع اصحابه، اذ ضحك، فقال: الا تسالوني مم اضحك؟ قالوا: يا رسول الله! ومم تضحك؟ قال: عجبت لا مر المومن، ان امره كله خير ان اصابه مايحب، حمدالله و كان له خير، وان اصابه مايكره فصبر، كان له خير، وليس كل احد امره كله خير الا المومن۔ [صحیحہ:۱۴۷] یعنی: رسول اللہ ﷺ صحابہ کرام میں

تشریف فرما تھے، اچانک آپ ﷺ مسکرا پڑے اور فرمایا: ''کیا تم مجھ سے سوال نہیں کرتے کہ میں کیوں مسکرایا ہوں؟'' صحابہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ کیوں ہنسے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے مؤمن کے معاملے پر بڑا تعجب ہے، اس کے ہر کام میں اس کے لئے بھلائی ہے، اگر اسے کوئی پسندیدہ چیز نصیب ہوتو وہ اللہ تعالی کی تعریف کرتا ہے اور یہ تعریف کرنا اس کے لیے بہتر ہے اور اگر وہ کسی مکروہ چیز کا سامنا کرتا ہے اور اس پر صبر کرتا ہے تو یہ بھی اس کے لئے بہتر ہے، مؤمن کے علاوہ کوئی بھی ایسا نہیں کہ اس کے ہر کام میں خیر ہو۔''

باب: ذهب الخطايا بالمرض

بیماری کی وجہ سے گناہوں کے ختم ہونے کا بیان

٣٢١٤ـ عَنْ أُمِّ الْعَلَاءِ، قَالَتْ: عَادَنِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَأَنَا مَرِيْضَةٌ فَقَالَ: ((اَبْشِرِيْ يَا أُمَّ الْعَلَاءِ ! فَإِنَّ مَرَضَ الْمُسْلِمِ يُذْهِبُ اللّٰهُ بِهِ خَطَايَاهُ ، كَمَا تُذْهِبُ النَّارُ خَبَثَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ)). [الصحيحة:٧١٤]

سیدہ ام العلا رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: میں بیمار تھی، رسول اللہ ﷺ میری تیمارداری کرنے کے لئے تشریف لائے اور فرمایا: ''ام العلا! خوش ہو جا، اللہ تعالی مسلمان کی بیماری کی وجہ سے اس کے گناہ اس طرح صاف کر دیتا ہے جیسے آگ سونے اور چاندی کے کھوٹ کو ختم کر دیتی ہے۔

تخريج: الصحيحة ۷۱۴۔ ابوداؤد (۳۰۹۲)' عبد بن حميد (۱۵۹۴)' طبرانی (۲۵/ ۱۴۱)۔

فوائد: اگرچہ بیماریوں اور آزمائشوں کو برداشت کرنا دل گردے کا کام ہے' لیکن اللہ تعالی نے خصوصی احسان کرتے ہوئے ان کو ہماری لغزشوں کے آثار کو زائل کرنے کا ایک بہانہ بنا دیا۔ بشرطیکہ ہم اللہ تعالی کے فیصلے پر راضی ہو کر صبر کریں۔

باب: الطاعون شهادة لأمتي

طاعون میری امت کے لیے شہادت ہے

٣٢١٥ـ عَنْ اَبِيْ عُسَيْبٍ مَوْلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مَرْفُوْعًا: ((اَتَانِيْ جِبْرِيْلُ بِالْحُمّٰى وَالطَّاعُوْنِ، فَأَمْسَكْتُ الْحُمّٰى بِالْمَدِيْنَةِ، وَأَرْسَلْتُ الطَّاعُوْنَ إِلَى الشَّامِ، فَالطَّاعُوْنُ شَهَادَةٌ لِأُمَّتِيْ وَرَحْمَةٌ لَهُمْ، وَرِجْسٌ عَلَى والْكَافِرِيْنَ)).

رسول اللہ ﷺ کے غلام ابوعسیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جبریل بخار اور طاعون لے کر میرے پاس آئے، میں نے بخار کو مدینہ میں روک لیا اور طاعون کو شام بھیج دیا۔ (یاد رہے کہ) طاعون کی موت میری امت کے لئے شہادت اور رحمت اور کافروں کے لئے عذاب ہے۔

تخريج: الصحيحة ۷۶۱۔ احمد (۵/ ۸۱)' ابن سعد (۷/ ۶۱)' ابن حبان فی الثقات (۵/ ۳۹۹)' طبرانی (۹۷۴)۔

فوائد: جو مسلمان طاعون کی بیماری میں مبتلا ہو کر مرے گا' وہ حکماً شہید ہوگا' لیکن اس کے کفن و دفن کے احکام عام میت کی طرح کے ہوں گے۔

طاعون ایک وبائی بیماری کو کہتے ہیں' جس سے جلد میں پھوڑے کی طرح خطرناک ورم ہو جاتا ہے اور متعلقہ مریض مر جاتا ہے۔

باب: وضع الحجر عند القبر للعلامة

علامت کے طور پر قبر کے سرہانے پتھر رکھنے کا بیان

٣٢١٦ـ عَنِ الْمُطَّلِبِ، قَالَ: لَمَّا مَاتَ عُثْمَانُ

مطلب بیان کرتے ہیں: جب سیدنا عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ فوت

بْنُ مَظْعُوْنٍ أُخْرِجَ بِجَنَازَتِهِ، فَدُفِنَ، فَأَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ رَجُلًا اَنْ يَّأْتِيَهُ بِحَجَرٍ، فَلَمْ يَسْتَطِعْ حَمْلَهُ، فَقَامَ اِلَيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَحَسَرَ عَنْ ذِرَاعَيْهِ، قَالَ كَثِيْرٌ: قَالَ الْمُطَّلِبُ : قَالَ الَّذِيْ يُخْبِرُنِيْ ذٰلِكَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ : كَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلٰى بَيَاضِ ذِرَاعَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حِيْنَ حَسَرَ عَنْهُمَا، ثُمَّ حَمَلَهَا فَوَضَعَهَا عِنْدَ رَأْسِهِ، وَقَالَ:((اَتَعَلَّمُ بِهَا قَبْرَ اَخِيْ، وَاَدْفِنُ اِلَيْهِ مَنْ مَّاتَ مِنْ اَهْلِيْ)). [الصحيحة:٣٠٦٠]

ہوئے تو دفن سے فراغت کے بعد نبی کریم ﷺ نے ایک آدمی کو ایک پتھر لانے کا حکم دیا' لیکن وہ نہ اٹھا سکا، یہ دیکھ کر آپ ﷺ خود اٹھے، اپنے بازوؤں سے کپڑا ہٹایا، کثیر (راوی حدیث) نے بیان کیا کہ صحابی رسول کہتے ہیں کہ گویا میں آپ ﷺ کے بازوؤں کی سفیدی کی طرف دیکھ رہا ہوں، آپ ﷺ نے وہ پتھر اٹھایا اور قبر پر سر والی جانب رکھ دیا اور فرمایا: ''یہ پتھر میرے بھائی کی قبر کی علامت ہے، میں اپنے کنبہ کے افراد اس کے ساتھ دفن کروں گا۔''

تخریج: الصحيحة ٣٠٦٠۔ ابوداؤد (٣٢٠٦) بیهقی (٣/ ٤١٢)' ابن شيبة في تاريخ المدينة (١/ ١٠٢)۔

فوائد: معلوم ہوا کہ پتھر وغیرہ کے ذریعے قبر پر کوئی نشانی لگائی جا سکتی ہے۔ لیکن قبر پر لکھا نہیں جا سکتا ہے کیونکہ آپ ﷺ نے لکھنے سے منع فرمایا۔

باب: وفاة النبي اعظم مصيبة للامة

نبی کی وفات امت کے لیے سب سے بڑی مصیبت ہے

٣٢١٧۔ عَنْ عَطَاءِ بْنِ اَبِيْ رِبَاحٍ مَرْفُوْعًا مُرْسَلًا: ((اِذَا اُصِيْبَ اَحَدُكُمْ بِمُصِيْبَةٍ فَلْيَتَذَكَّرْ مُصِيْبَتَهُ بِيْ، فَاِنَّهَا اَعْظَمُ الْمَصَائِبِ)). [الصحيحة:١١٠٦]

عطا بن ابو رباح مرسلاً بیان کرتے ہیں' کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی آدمی مصیبت میں مبتلا ہو تو وہ میری جدائی کی مصیبت کو یاد کر کے (اپنی مصیبت کا غم ہلکا کر لے) کیونکہ (میری امتی کے حق میں) سب سے بڑی مصیبت میری (وفات) ہے۔''

تخریج: الصحيحة ١١٠٦۔ ابن سعد (٢/ ٢٧٥)' الدارمي (٨٦)' مرسلاً بیهقی فی الشعب (١٠١٥٢)' ابو نعیم فی اخبار اصبهان (١/ ١٥٨)' عن ابن عباس ﷺ مرفوعاً۔

فوائد: نبی کریم ﷺ کی وفات امت مسلمہ کے حق میں سب سے بڑی آزمائش ہے' جو آدمی آپ ﷺ اور صحابہ کرام کی آپس کی محبت سے آگاہ ہو گا' اس پر یہ حقیقت عیاں ہو جائے گی۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اس وقت کہا تھا:

صبت على المصائب لو انها صبت على الايام صرن لياليا

مجھ پر اتنے مصائب ٹوٹ پڑے ہیں کہ اگر یہ مصائب دنوں پر پڑتے تو وہ راتوں کی سیاہیوں میں تبدیل ہو جاتے

ہمیں چاہئے کہ سب سے پہلے اپنی تکالیف کو اپنے گناہوں کا کفارہ سمجھیں اور اس آزمائش کا غم ہلکا کرنے کے لئے نبی

معظم کی وفات کا منظر اپنی آنکھوں کے سامنے لائیں۔

باب:تفسیر :یثبت اللّٰہ الذین آمنوا.... اللہ تعالیٰ ایماندار کو ثابت قدم رکھتا ہے۔کی تفسیر کا بیان

۳۲۱۸۔ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ مَّرْفُوْعًا: ((اِذَا اُقْعِدَ الْمُؤْمِنُ فِيْ قَبْرِهِ، اُتِيَ ثُمَّ شَهِدَ اَنْ لَّآاِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلَ اللّٰهِ، فَذٰلِكَ قَوْلُهُ:﴿يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ آمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ﴾[قَالَ: نَزَلَتْ فِيْ عَذَابِ الْقَبْرِ])) (وَفِيْ رِوَايَةٍ اُخْرٰى): ((اَلْمُسْلِمُ اِذَا سُئِلَ فِي الْقَبْرِ، يَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ، فَذٰلِكَ قَوْلُهُ: ﴿يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ آمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ﴾ [ابراهيم ۲۷])). [الصحيحة: ۳۹٦۳]

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب مومن کو قبر میں بٹھا دیا جاتا ہے اور فرشتے آتے ہیں تو وہ گواہی دیتا ہے کہ اللہ ہی معبودِ برحق ہے اور محمد اللہ کے رسول ہیں، اللہ تعالیٰ نے اسی بات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: ﴿اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو پکی بات کے ساتھ مضبوط رکھتا ہے﴾ یہ آیت عذاب قبر کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ایک روایت میں ہے: جب مسلمان سے قبر میں سوال کیا جاتا ہے تو وہ جوابًا گواہی دیتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں ہے اور محمد اللہ کے رسول ہیں، یہ باتِ اللہ تعالیٰ کے اس قول کی مصداق ہے: ﴿ایمان والوں کو اللہ تعالیٰ پکی بات کے ساتھ مضبوط رکھتا ہے، دنیا کی زندگی میں بھی اور آخرت کی زندگی میں بھی۔﴾

تخریج: الصحیحة ۳۹٦۳۔ بخاری (۱۳٦۹، ۴٦۹۹)، مسلم (۲۸۷۱)، ابوداؤد (۴۷۵۰)، ترمذی (۳۱۲۰)، ابن ماجه (۴۲٦۹)۔

فوائد: جو آدمی اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت وفرمانبرداری میں زندگی بسر کرتا ہے، اسے اللہ تعالیٰ قبر میں بھی ثابت قدم رکھتے ہیں اور وہ توحید و رسالت کی جو گواہی موت سے پہلے دیتا تھا، موت کے بعد بھی اسی پر برقرار رہتا ہے۔

باب:النهي عن الجلوس بالجنازة حتى توضع جب تک جنازہ کو رکھ نہ دیا جائے بیٹھنے کی ممانعت کا بیان

۳۲۱۹۔ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِذَا تَبِعْتُمْ جَنَازَةً، فَلَا تَجْلِسُوْا حَتّٰى تُوْضَعَ[فِي الْاَرْضِ])) . [الصحيحة:۳۹٦۷]

سیدنا ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب تم جنازے کے ساتھ چلو تو اس وقت تک نہ بیٹھو جب تک میت کو زمین پر نہ رکھ دیا جائے۔“

تخریج: الصحیحة ۳۹٦۷۔ مسلم (۹۵۹)، ابوداؤد (۳۱۷۳)، احمد (۳/ ۳۷، ۳۸)، بیہقی (۴/ ۲٦)، والزيادة له، بخاری (۱۳۱۰)، بنحوه

فوائد: لیکن یہ حکم منسوخ ہو چکا ہے، جیسا کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے عراق میں ایک جنازے پر حاضر لوگوں کو جنازے کے رکھے جانے کے انتظار میں کھڑے دیکھا تو کہا: (اجلسوا فان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قد امرنا بالجلوس بعد القيام۔) [طحاوی] یعنی: تم بیٹھ جاؤ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں کھڑے ہونے کا حکم دینے کے بعد بیٹھنے کا حکم دیا تھا۔

سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت تک کھڑے رہتے تھے، جب تک جنازے کو لحد میں نہ رکھ

دیا جاتا' پھر ایک یہودی عالم کا گزر ہوا اور اس نے کہا: هكذا نفعل۔ (ہم بھی اس طرح ہی کرتے ہیں)۔ یہ سن کر آپ ﷺ نے بیٹھنا شروع کر دیا اور فرمایا: (اجلسوا و خالفوهم۔) [ابوداود' ترمذی' ابن ماجہ] یعنی: بیٹھ جاؤ اور ان یہودیوں کی مخالفت کرو۔

باب: حضر الملائكة عند المؤمن والكافر للموت

موت کے وقت فرشتوں کا مؤمن اور کافر کے پاس آنے کا بیان

۳۲۲۰۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ، اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((اِذَا حَضَرَ الْمُؤْمِنَ اَتَتْهُ مَلَائِكَةُ الرَّحْمَةِ بِحَرِيْرَةٍ بَيْضَاءَ، فَيَقُوْلُوْنَ: اُخْرُجِيْ رَاضِيَةً مَّرْضِيًّا عَنْكِ، حَتّٰى اَنَّهُ لَيُنَاوِلُهُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا، حَتّٰى يَاْتُوْنَ بِهِ بَابَ السَّمَاءِ، فَيَقُوْلُوْنَ: مَااَطْيَبُ هٰذِهِ الرِّيْحُ الَّتِيْ جَاءَ تْكُمْ مِنَ الْاَرْضِ! فَيَاْتُوْنَ بِهِ اَرْوَاحَ الْمُؤْمِنِيْنَ، فَلَهُمْ اَشَدُّ فَرْحًا بِهٖ مِنْ اَحَدِكُمْ بِغَائِبِهِ يَقْدُمُ عَلَيْهِ، فَيَسْاَلُوْنَهُ: مَاذَافَعَلَ فُلَانٌ؟ مَا ذَا فَعَلَ فُلَانٌ؟ فَيَقُوْلُوْنَ: دَعُوْهُ فَاِنَّهُ كَانَ فِيْ غَمِّ الدُّنْيَا، فَاِذَا قَالَ: اَمَّا اَتَاكُمْ؟ قَالُوْا: ذَهَبَ بِهِ اِلٰى اُمِّهِ الْهَاوِيَةِ وَاِنَّ الْكَافِرَ اِذَا احْتُضِرَ اَتَتْهُ مَلَائِكَةُ الْعَذَابِ بِمِسْحٍ، فَيَقُوْلُوْنَ: اُخْرُجِيْ سَاخِطَةً مَّسْخُوْطًا عَلَيْكِ اِلٰى عَذَابِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ. فَتَخْرُجُ كَاَنْتَنِ رِيْحِ جِيْفَةٍ حَتّٰى يَاْتُوْنَ بِهِ بَابَ الْاَرْضِ، فَيَقُوْلُوْنَ: مَااَنْتَنَ هٰذِهِ الرِّيْحُ! حَتّٰى يَاْتُوْنَ بِهِ اَرْوَاحَ الْكُفَّارِ)).

[الصحيحة:۱۳۰۹]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب مومن کی موت کا وقت آتا ہے تو فرشتے سفید ریشمی کپڑا لے کر آتے ہیں اور کہتے ہیں: (اے روح!) اللہ تعالی کی رحمت و مہربانی کی طرف اور ایسے رب کی طرف نکل جو غصے میں نہیں ہے، اس حال میں کہ تو بھی خوش ہے اور تیرا رب تجھ پر خوش ہے۔ جب وہ روح نکلتی ہے تو کستوری کی پاکیزہ ترین خوشبو آتی ہے، فرشتے اسے وصول کر کے ایک دوسرے کو پکڑاتے رہتے ہیں، یہاں تک کہ آسمان کے دروازے تک پہنچ جاتے ہیں۔ آسمان کے فرشتے کہتے ہیں: کتنی پیاری خوشبو ہے جو زمین کی طرف سے آئی ہے۔ فرشتے اس روح کو مومنوں کی ارواح میں لے جاتے ہیں۔ اس کی آمد سے انھیں بہت خوشی ہوتی ہے جیسے پردیسی کے آنے سے ہم خوش ہوتے ہیں۔ پہلے سے موجود روحیں اس روح سے سوال کرتی ہیں: فلاں کیسے تھا؟ فلاں کی سنائیں؟ وہ جواب دیتی ہے: اسے چھوڑیئے، وہ تو دنیوی رنج و غم میں مبتلا تھا۔ (اور فلاں تو مجھ سے پہلے مر چکا تھا کیا اس کی روح) تمھارے پاس نہیں آئی؟ وہ کہتی ہیں: (نہیں' اور یہاں نہ پہنچنے کا مطلب یہ ہوا کہ) وہ اپنے ٹھکانے ''ہاویہ'' (جہنم) میں پہنچ چکی ہے۔ (مومن کے برعکس) جب کافر کی موت کا وقت آتا ہے تو عذاب والے فرشتے ایک ٹاٹ لے کر آتے ہیں اور کہتے ہیں: (اے روح!) اللہ کے عذاب کی طرف نکل، اس حال میں کہ تو بھی ناپسند کر رہی ہے اور تیرا رب بھی تجھ پر ناراض ہے، چنانچہ وہ نکلتی ہے اور اس سے سڑی ہوئی لاش کی طرح کی بدترین بدبو آتی ہے، فرشتے اسے وصول کر

کے زمین کے دروازے پر لے جاتے ہیں اور کفار کی ارواح میں پہنچا دیتے ہیں۔ (راستے میں ملنے والے) فرشتے کہتے ہیں: کتنی بدترین بدبو ہے!''

تخریج: الصحیحة ۱۳۰۹۔ نسائی (۱۸۳۴)' ابن حبان (۳۰۱۴)' حاکم (۱/ ۳۵۲'۳۵۳)۔

فوائد: حدیث اپنے مفہوم میں واضح ہے'اس میں نیک اور بدلوگوں کی موت کے واقعات اور بعدازموت ان کے انجام کو واضح کیا گیا ہے۔

باب: اغماض البصر للميت

میت کی آنکھوں کو بند کرنے کا بیان

۳۲۲۱۔ عَنْ شَدَّادِ بْنِ اَوْسٍ، قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِذَا حَضَرْتُمْ مَوْتَاكُمْ فَاَغْمِضُوا الْبَصَرَ، فَاِنَّ الْبَصَرَ يَتْبَعُ الرُّوْحَ، وَقُوْلُوْا خَيْرًا ، فَاِنَّ الْمَلَائِكَةَ تُؤَمِّنُ عَلٰى مَا قَالَ اَهْلُ الْبَيْتِ)). [الصحيحة:١٠٩٢]

سیدنا شداد بن اوس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم مرنے والے آدمی کے پاس موجود ہوتو عالم نزع میں اس کی آنکھیں بند کیا کرو، کیونکہ آنکھ روح کے پیچھے چلتی ہے اور (ایسی صورت میں) خیر وبھلائی والی بات کیا کرو کیونکہ فرشتے گھر والوں (کی دعاؤں یا بددعاؤں) پر آمین کہتے ہیں۔

تخریج: الصحیحة ۱۰۹۲۔ ابن ماجه (۱۴۵۵)' احمد (۴/ ۱۲۵)' حاکم (۱/ ۳۵۲)۔

فوائد: جب میت کی روح نکل رہی ہو یا نکل چکی ہوتو نبوی تعلیمات کے مطابق اس میت کے حق میں دعائیں کرنی چاہئیں کہ اس وقت اس کے حق میں کی گئی دعاؤں پر فرشتے آمین کہتے ہیں۔

باب: تفسيح قبر المؤمن

مومن کی قبر کی کشادگی کا بیان

۳۲۲۲۔ عَنْ جَابِرٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((اِذَا رَاَى [الْمُؤْمِنُ] مَا فُسِّحَ لَهُ فِيْ قَبْرِهِ، يَقُوْلُ: دَعُوْنِيْ اُبَشِّرُ اَهْلِيْ، فَيُقَالُ لَهُ: اُسْكُنْ)). [الصحيحة:١٣٤٤]

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبیٔ کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب مومن اپنی قبر کی کشادگی کو دیکھتا ہے تو وہ کہتا ہے: (فرشتو!) مجھے چھوڑ دو، میں گھر والوں کو خوشخبری سنانا چاہتا ہوں۔ لیکن اسے کہا جاتا کہ (اب) آرام کر۔''

تخریج: الصحیحة ۱۳۴۴۔ احمد (۳/ ۳۳۱)' ابو لیلی (۲۳۱۶)' ابن ابی عاصم فی السنة (۸۶۶)۔

باب: صيغة دعاء للمريض المسلم

باب: مسلمان مریض کے لیے دعائیہ الفاظ

۳۲۲۳۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِذَا عَادَ اَحَدُكُمْ مَرِيْضًا فَلْيَقُلْ: اَللّٰهُمَّ اشْفِ عَبْدَكَ يَنْكَأُ لَكَ عَدُوًّا، اَوْيَمْشِيْ لَكَ اِلٰى صَلَاةٍ)).

سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم مریض کی تیمار داری کروتو یہ دعا پڑھو: اے اللہ! اپنے بندے کو شفا دے تاکہ تیرے دشمن کو زخمی کرے اور تیرے لئے نماز کی طرف چل کر جائے۔''

[الصحيحة: ١٣٦٥]

تخریج: الصحيحة ١٣٦٥- ابوداؤد (٣١٠٧)' ابن حبان (٢٩٧٤)' حاكم (١/ ٣٤٤)' احمد (٢/ ١٨٢)۔

فوائد: مریض کی تیمارداری کرتے وقت یہ دعا پڑھنی چاہئے:

اللهم اشف عبدك ينكأ لك عدوا، او يمشي لك الى صلاة۔

معلوم ہوا کہ جہاد کرنا اور نماز پڑھنا مومن کی زندگی کے دو اہم مقاصد ہیں۔

باب: فضل عيادة المريض المسلم

باب: مسلمان مریض کی عیادت کی فضیلت

٣٢٢٤۔عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ لَيْلٰى، قَالَ: جَاءَ اَبُوْ مُوْسٰى اِلَى الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ يَعُوْدُهُ، فَقَالَ لَهُ عَلِيٌّ ـرَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ۔: اِنْ كُنْتَ جِئْتَ عَائِدًا فَاِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((اِذَا عَادَ الرَّجُلُ اَخَاهُ الْمُسْلِمَ مَشٰى فِيْ خُرَافَةِ الْجَنَّةِ حَتّٰى يَجْلِسَ، فَاِذَا جَلَسَ غَمَرَتْهُ الرَّحْمَةُ، فَاِنْ كَانَ غُدْوَةً صَلّٰى عَلَيْهِ سَبْعُوْنَ اَلْفِ مَلَكٌ حَتّٰى يُمْسِيْ، وَاِنْ كَانَ مَسَاءً صَلّٰى عَلَيْهِ سَبْعُوْنَ اَلْفِ مَلَكٌ حَتّٰى يُصْبِحَ)). [الصحيحة: ١٣٦٧]

عبدالرحمٰن بن ابولیلی کہتے ہیں: ابوموسیٰ' سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہ کی بیمارپرسی کرنے کے لئے آئے، سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا: تیمارداری کرنے کے لئے آئے ہیں یا مصیبت پر خوش ہونے کے لئے؟ انھوں نے کہا: تیمارداری کرنے کے لئے۔ یہ سن کر سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر آپ واقعی تیمارداری کرنے کے لئے آئے ہیں تو سنیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب آدمی اپنے مسلمان بھائی کی تیمارداری کرنے کے لئے جاتا ہے تو وہ جنت کے چنے ہوئے میووں میں چل رہا ہوتا ہے، جب وہ بیٹھ جاتا ہے تو رحمت اس کو ڈھانپ لیتی ہے۔ اگر یہ صبح کا وقت ہو تو شام تک اور شام کا وقت ہو تو صبح تک ستر ہزار فرشتے اس کے لئے دعائے رحمت کرتے رہتے ہیں۔

تخریج: الصحيحة ١٣٦٧- احمد (١/ ٨١)' ابوداؤد (٣٠٩٩) ابن ماجه (١٤٤٢)' حاكم (١/ ٣٤٩)۔

فوائد: ہمیں چاہئے کہ اپنے و پرائے' ادنیٰ و اعلیٰ' آشنا و نا آشنا' محسن و غیر محسن اور امیر و غریب کو مدنظر رکھے بغیر اسلام کے رشتے کو سامنے رکھ کر بیماروں کی تیمارداری کیا کریں' کیونکہ ایسا کرنے میں ہی للّٰہیت پائی جاتی ہے۔

باب: السوال اذا قبر الميت

جب میت کو قبر میں اتار دیا جاتا ہے اس سے سوالوں کا بیان

٣٢٢٥۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِذَا قُبِرَ الْمَيِّتُ، اَوْ قَالَ: اَحَدُكُمْ، اَتَاهُ مَلَكَانِ، اَسْوَدَانِ اَزْرَقَانِ، يُقَالُ لِاَحَدِهِمَا: اَلْمُنْكَرُ، وَالْآخَرِ: اَلنَّكِيْرُ، فَيَقُوْلَانِ: مَا كُنْتَ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب میت کو دفن کر دیا جاتا ہے تو اس کے پاس سیاہ رنگ کے اور نیلگوں آنکھوں والے دو فرشتے آتے ہیں، ایک کو ''منکر'' اور دوسرے کو ''نکیر'' کہتے ہیں۔ وہ اس سے سوال کرتے ہیں: تو اس

تَقُوْلُ فِيْ هٰذَا لرَّجُلِ؟ فَيَقُوْلُ: مَاكَانَ يَقُوْلُ هُوَ: عَبْدُاللّٰهِ وَرَسُوْلُهُ، اَشْهَدُ اَنْ لَّآاِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ، فَيَقُوْلَانِ: قَدْ كُنَّا نَعْلَمُ اَنَّكَ تَقُوْلُ هٰذَا، ثُمَّ يُفْسَحُ لَهُ فِيْ قَبْرِهِ سَبْعُوْنَ ذِرَاعًا فِيْ سَبْعِيْنَ، ثُمَّ يُنَوَّرُ لَهُ فِيْهِ، ثُمَّ يُقَالُ لَهُ: نَمْ، فَيَقُوْلُ: اَرْجِعُ اِلٰى اَهْلِيْ فَاُخْبِرُهُمْ؟ فَيَقُوْلَانِ: نَمْ كَنَوْمَةِ الْعَرُوْسِ الَّذِيْ لَايُوْقِظُهُ اِلَّا اَحَبُّ اَهْلِهِ اِلَيْهِ، حَتّٰى يَبْعَثَهُ اللّٰهُ مِنْ مَضْجَعِهِ ذٰلِكَ. وَاِنْ كَانَ مُنَافِقًا قَالَ: سَمِعْتُ النَّاسَ يَقُوْلُوْنَ ، فَقُلْتُ مِثْلَهُ، لَا اَدْرِيْ، فَيَقُوْلُوْنَ: قَدْ كُنَّا نَعْلَمُ اَنَّكَ تَقُوْلُ ذٰلِكَ، فَيُقَالُ لِلْاَرْضِ: اِلْتَئِمِيْ عَلَيْهِ، فَتَلْتَئِمُ عَلَيْهِ، فَتَخْتَلِفُ اَضْلَاعُهُ، فَلَايَزَالُ فِيْهَا مُعَذَّبًا حَتّٰى يَبْعَثَهُ اللّٰهُ مِنْ مَضْجَعِهِ ذٰلِكَ)).

[الصحيحة:۱۳۹۱]

شخصیت (محمد رسول اللہ ﷺ) کے بارے میں کیا کہتا ہے؟ وہ جواب دیتا ہے: جیسے وہ خود کہتے تھے کہ وہ اللہ کے بندے اور رسول ہیں، میں بھی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ ہی معبودِ برحق ہے اور محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں۔ یہ جواب سن کر فرشتے کہتے ہیں: ہمیں علم تھا کہ تو یہی جواب دے گا پھر اس کی قبر ستر مربع ہاتھ تک وسیع اور منور کر دی جاتی ہے اور اسے کہا جاتا ہے کہ سو جا۔ وہ آگے سے کہتا ہے: میں اپنے کنبے کی طرف لوٹ کر انھیں حقیقتِ حال کی خبر دینا چاہتا ہوں۔ لیکن وہ کہتے ہیں: تو اس دلہن کی نیند سو جا' جسے جگانے والا اس کا محبوب ترین فرد ہوتا ہے، اللہ تعالی ہی ایسے شخص کو اس کی آرام گاہ سے اٹھائیں گے۔ اگر یہ دفن ہونے والا منافق ہو تو فرشتوں کے سوال کے جواب میں کہتا ہے: میں لوگوں کی طرح کچھ کہہ تو دیتا تھا لیکن اب مجھے علم نہیں ہے۔ فرشتے کہتے ہیں: ہمیں تیرے اس جواب کا علم تھا، سو زمین کو حکم ہوتا ہے کہ اس پر تنگ ہو جا، پس وہ اتنی تنگ ہو جاتی ہے کہ اس کی پسلیاں ایک دوسرے میں پیوست ہو جاتی ہیں، ایسا شخص اسی عذاب میں مبتلا رہے گا حتی کہ اللہ تعالی اسے اس مقام سے اٹھائے گا۔

تخریج: الصحیحۃ ۱۳۹۱۔ ترمذی (۱۰۷۱)' ابن ابی عاصم فی السنۃ (۸۶۴)' ابن حبان (۳۱۱۷)' بیہقی فی اثبات عذاب القبر (۵۶)

فوائد: موت سے میدان حشر تک کی زندگی کو عالم برزخ کہتے ہیں' جس کا تعلق مکمل طور پر عالم غیب سے ہے۔ ہمارا رویہ یہ ہونا چاہئے کہ اس زندگی کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے جتنی کیفیتیں بیان کیں' ان میں غور وخوض کئے بغیر ان کو من وعن تسلیم کر لیں۔

باب: اذا مات العبد تلقاه اهل الرحمة من عباد الله

جب کوئی انسان فوت ہو جاتا ہے تو اللہ کے نیک بندے اس کا استقبال کرتے ہیں

۳۲۲۶۔ عَنْ اَبِيْ اَيُّوْبَ مَوْقُوْفًا: ((اِذَا قُبِضَتْ نَفْسُ الْعَبْدِ تَلَقَّاهُ اَهْلُ الرَّحْمَةِ مِنْ عِبَادِ اللّٰهِ كَمَا يَلْقَوْنَ الْبَشِيْرَ فِي الدُّنْيَا، فَيُقْبِلُوْنَ عَلَيْهِ لِيَسْاَلُوْهُ، فَيَقُوْلُ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ: اَنْظِرُوْا

سیدنا ابو ایوب ؓ کہتے ہیں: جب (مسلمان) بندے کی روح قبض کی جاتی ہے تو (پہلے فوت ہونے والے) اللہ تعالی کے مرحوم بندے اس کا استقبال کرتے ہیں جیسے دنیا میں لوگ خوشخبری دینے والے کو (خوشی میں) ملتے ہیں، جب وہ بندے اس سے سوال کرنا

أَخَاكُمْ حَتّٰى يَسْتَرِيحَ، فَإِنَّهُ كَانَ فِي كُرْبٍ ، فَيُقْبِلُوْنَ عَلَيْهِ، فَيَسْأَلُوْنَهُ: مَافَعَلَ فُلَانٌ؟ مَافَعَلَتْ فُلَانَةٌ؟هَلْ تَزَوَّجَتْ؟ فَإِذَا سَأَلُوْا عَنِ الرَّجُلِ قَدْ مَاتَ قَبْلَهُ قَالَ لَهُمْ :إِنَّهُ قَدْ هَلَكَ، فَيَقُوْلُوْنَ :إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ، ذَهَبَ بِهِ إِلٰى أُمِّهِ الْهَاوِيَةِ، فَبِئْسَتِ الْأُمُّ وَبِئْسَتِ الْمُرَبِّيَةُ: قَالَ: فَيُعْرَضُ عَلَيْهِمْ أَعْمَالُهُمْ، فَإِذَا رَأَوْا حَسَنًافَرِحُوْا وَاسْتَبْشَرُوْا وَقَالُوْا: هٰذِهِ نِعْمَتُكَ عَلٰى عَبْدِكَ فَأَتِمَّهَا، وَإِذَا رَأَوْا سُوْءً قَالُوْا:اَللّٰهُمَّ رَاجِعْ بِعَبْدِكَ)) .

[الصحيحة:٢٧٥٨]

چاہتے ہیں تو وہ ایک دوسرے کو کہتے ہیں کہ اپنے بھائی کو آرام کرنے دو، وہ دنیا کی بے چینی و پریشانی میں مبتلا تھا۔ بالآخر وہ پوچھتے ہیں کہ فلاں کیا کر رہا تھا؟ فلاں بہن کی سنائیں؟ آیا اس کی شادی ہوگئی تھی؟ جب وہ کسی ایسے آدمی کے بارے میں سوال کرتے ہیں جو اس سے پہلے مر چکا ہوتا ہے اور وہ جواب دیتا ہے کہ وہ تو مجھ سے پہلے مر گیا ہے، تو وہ کہتے ہیں: إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ، (وہ بندہ یہاں تو نہیں پہنچا) اس کا مطلب یہ ہوا کہ وہ اپنے ٹھکانے جہنم میں چلا گیا ہے۔ وہ برا ٹھکانہ ہے اور بری پرورش گاہ ہے۔ اللہ تعالی کے ان بندوں پر ان کے نیک اعمال پیش کئے جاتے ہیں، جب وہ اچھا عمل دیکھتے ہیں تو خوش ہوتے ہیں اور کہتے ہیں: اے اللہ! یہ تیری اپنے بندے پر نعمت ہے' تو اس کو پورا کر دے اور جب وہ برا عمل دیکھتے ہیں تو کہتے ہیں: اے اللہ! اپنے بندے پر رجوع کر۔

تخریج: الصحیحة ۲۷۵۸۔ ابن المبارك فی الزهد (۴۴۳) موقوفاً طبرانی فی الکبیر (۳۸۸۹)' والاوسط (۱۴۸)' والشامیین (۱۵۴۴) من طریق آخر عنه مرفوعاً۔

فوائد: معلوم ہوا کہ مرنے کے بعد نیک فوت شدگان کی آپس میں ملاقات ہوتی ہے اور وہ دنیا والوں کے بارے میں گفتگو کرتے ہیں۔

باب: الموت العبد أرض مختصة

بندے کی موت کے لیے زمین مختص ہے

٣٢٢٧ـ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِذَاكَانَ أَجَلُ أَحَدِكُمْ بِأَرْضٍ ، أَثْبَتَ اللّٰهُ لَهُ إِلَيْهَا حَاجَةً، فَإِذَا بَلَغَ أَقْصٰى أَثَرِهِ تَوَفَّاهُ، فَتَقُوْلُ الْأَرْضُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ: يَارَبِّ هٰذَا مَااسْتَوْدَعْتَنِيْ))۔

[الصحيحة: ١٢٢٢]

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آدمی نے زمین کے جس (علاقے) میں مرنا ہوتا ہے اللہ تعالی اس علاقے تک پہنچنے کے لئے کسی حاجت (کا بہانہ) بنا دیتے ہیں۔ جب وہ آدمی اپنی (زندگی) کے آخری نشانات تک پہنچتا ہے تو اسے موت آجاتی ہے۔ قیامت کے دن زمین کہے گی: اے میرے رب! یہ (وہ بندہ) ہے جو تو نے میرے سپرد کیا تھا۔''

تخریج: الصحیحة ۱۲۲۲۔ ابن ماجه (۴۲۶۳)' ابن ابی عاصم فی السنة (۳۴۶)' حاکم (۱/ ۴۱'۴۲)۔

فوائد: ہر کسی کی موت کے زمان و مکاں کا فیصلہ ہو چکا ہے' ہر کسی کے لئے کوئی نہ کوئی بہانہ بنتا ہے اور وہ اپنی جائے وقوعۂ موت تک پہنچ جاتا ہے۔

باب: فضل من مات له ولد فصبر

اس شخص کی فضیلت کہ جس کا بیٹا فوت ہوا اور اس نے صبر کیا

۳۲۲۸۔ عَنْ اَبِي مُوسَى الْاَشْعَرِيِّ مَرْفُوْعًا: ((إِذَا مَاتَ وَلَدُ الرَّجُلِ يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى لِمَلَائِكَتِهِ: اَقْبَضْتُمْ وَلَدَ عَبْدِي؟ فَيَقُوْلُوْنَ: نَعَمْ. فَيَقُوْلُ: اَقْبَضْتُمْ ثَمَرَةَ فُؤَادِهِ؟ فَيَقُوْلُوْنَ: نَعَمْ. فَيَقُوْلُ: فَمَا ذَا قَالَ عَبْدِي؟ قَالَ: حَمِدَكَ وَاسْتَرْجَعَ. فَيَقُوْلُ: اِبْنُوْا لِعَبْدِي بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ، وَسَمُّوْهُ بَيْتَ الْحَمْدِ)). [الصحيحة: ١٤٠٨]

سیدنا ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب بندے کا بچہ فوت ہو جاتا ہے تو اللہ تعالی اپنے فرشتوں سے فرماتا ہے تم نے میرے بندے کے بچے کی روح قبض کر لی؟ وہ کہتے ہیں: ہاں۔ اللہ تعالی پھر فرماتا ہے: تم نے اس کے دل کا پھل واپس لے لیا؟ وہ کہتے ہیں: ہاں۔ تو اللہ تعالی فرماتا ہے: میرے بندے نے کیا کہا؟ وہ بتلاتے ہیں کہ اس نے تیری حمد کی اور اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ پڑھا۔ پس اللہ فرماتا ہے: میرے بندے کے لئے جنت میں گھر بنا دو اور اس کا نام ''بَيْتُ الْحَمْد'' رکھو۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۴۰۸۔ الثقفی فی الثقفیات (۳/ ۱۵/ ۲)، ترمذی (۱۰۲۱)، ابن حبان (۲۹۴۸)، احمد (۴/ ۴۱۵)، من طریق آخر عنہ

فوائد: معلوم ہوا کہ اولاد اور ہر قریبی کی وفات پر صبر کا دامن تھام کر ''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ'' پڑھنا چاہئے۔

باب: دعاء النجاة من الألم

تکلیف سے نجات کی دعا

۳۲۲۹۔ عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا وَجَدَ اَحَدُكُمْ اَلَمًا فَلْيَضَعْ يَدَهُ حَيْثُ يَجِدُ اَلَمَهُ، ثُمَّ لِيَقُلْ سَبْعَ مَرَّاتٍ: اَعُوْذُ بِعِزَّةِ اللّٰهِ وَقُدْرَتِهِ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ مِّنْ شَرِّ مَا اَجِدُ)). [الصحيحة: ١٤١٥]

سیدنا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی آدمی تکلیف محسوس کرے تو اپنے ہاتھ کو تکلیف والی جگہ پر رکھے اور سات دفعہ یہ دعا پڑھے: أَعُوْذُ بِعِزَّةِ اللّٰهِ وَقُدْرَتِهِ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ مِّنْ شَرِّ مَا أَجِدُ (میں اللہ تعالی کے غلبے اور ہر چیز پر اس کی قدرت کی پناہ چاہتا ہوں ہر اس چیز کے شر سے جسے میں محسوس کرتا ہوں)۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۴۱۵۔ احمد (۶/ ۳۹۰)، الخرائطی فی مکارم الا خلاق (۴۹۵)، طبرانی فی الکبیر (۱۹/ ۹۲، ۹۳)، والدعاء (۱۱۳۴)

باب: اسراع الميت إلى المنتهى

میت کو اس کے مقام کی طرف جلدی لے جانے کا بیان

۳۲۳۰۔ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ مِهْرَانَ، اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ حِيْنَ حَضَرَهُ الْمَوْتُ: ((لَا

عبد الرحمن بن مہران کہتے ہیں کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے مرض الموت میں کہا: مجھ پر خیمہ نصب نہیں کرنا، نہ میری میت کے ساتھ

تَضْرِبُوْا عَلَيَّ فُسْطَاطًا، وَلَا تَتْبَعُوْنِي بِمجمر، وَاسْرِعُوْا بِي، فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((إِذَا وُضِعَ الرَّجُلُ الصَّالِحُ عَلٰى سَرِيْرِهِ، قَالَ: قَدِّمُوْنِي، وَإِذَا وُضِعَ الرَّجُلُ السُّوْءُ عَلٰى سَرِيْرِهِ، قَالَ: يَاوَيْلَهُ! أَيْنَ تَذْهَبُوْنَ بِي؟!))). [الصحيحة: ٤٤٤]

دھونی دان لے کر جانا ہے اور مجھے جلدی دفنانا ہے، کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: ''جب نیک بندے (کی میت) کو چارپائی پر رکھ دیا جاتا ہے تو وہ (میت) کہتی ہے: مجھے آگے لے کر جاؤ، مجھے آگے لے کر جاؤ۔ لیکن جب برے آدمی کی (میت) کو چارپائی پر رکھا جاتا ہے تو وہ (میت) کہتی ہے: ہائے! مجھے کہاں لے کر جا رہے ہو؟''

تخريج: الصحيحة ۴۴۴- نسائی (۱۹۰۹)، ابن حبان (۳۱۱۱)، احمد (۲/ ۲۹۲، ۵۰۰)، والسياق له۔

فوائد: اس میں میت کو جلدی دفنانے کا بیان ہے، ہمیں چاہئے کہ ان احادیث سے عبرت حاصل کریں، کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم بھی وہی میت بن جائیں جسے ندامت و حسرت کے علاوہ کچھ نصیب نہ ہو۔

باب: استحباب احسان الكفن للميت

میت کو اچھا کفن دینے کا استحباب

۳۲۳۱۔ عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا وَلِيَ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ فَلْيُحْسِنْ كَفَنَهُ، فَإِنَّهُمْ يُبْعَثُوْنَ فِي أَكْفَانِهِمْ، وَيَتَزَاوَرُوْنَ فِي أَكْفَانِهِمْ)). [الصحيحة: ١٤٢٥]

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی اپنے بھائی کو کفن دینے کا ذمہ دار بنے تو اچھا کفن دے، کیونکہ مردوں کو اپنے کفنوں میں اٹھایا جائے گا اور اسی لباس وہ ملاقاتیں کریں گے۔''

تخريج: الصحيحة ۱۴۲۵- خطيب فى التاريخ (۹/ ۸۰)، مسلم (۹۴۳)، ابوداؤد (۳۱۴۸) و احمد (۳/ ۲۹۵)، من حديث جابر رضی اللہ عنہ بلفظ: اذا كفن احدكم اخاه فليحسن كفنه (احكام الجنائز للشيخ ص:۵۸)۔

فوائد: اس حدیث میں گھٹیا اور ناقص کفن سے گریز کرنے کی تعلیم دی گئی ہے، بہرحال اس معاملے میں زیادہ غلو بھی نہیں ہونا چاہئے۔ متوسط درجے کے کپڑے میں کفن دینا چاہئے۔

باب: اهمية ذكر الموت

موت کو یاد کرنے کی اہمیت کا بیان

۳۲۳۲۔ عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أُذْكُرِ الْمَوْتَ فِي صَلَاتِكَ، فَإِنَّ الرَّجُلَ إِذَا ذَكَرَ الْمَوْتَ فِي صَلَاتِهِ لحري أَنْ يُحْسِنَ صَلَاتَهُ، وَصَلِّ صَلَاةَ رَجُلٍ لَا يَظُنُّ أَنَّهُ يُصَلِّي صَلَاةً غَيْرَهَا، وَإِيَّاكَ وَكُلَّ أَمْرٍ يُعْتَذَرُ مِنْهُ)).
[الصحيحة: ١٤٢١، ٢٨٣٩]

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اپنی نماز میں موت کو یاد کیا کر، کیونکہ جب آدمی موت کو نماز میں یاد کرتا ہے تو ممکن ہوتا ہے کہ وہ اپنی نماز کو اچھے انداز میں ادا کرے اور اس آدمی کی طرح نماز پڑھ جسے اس موقع کے بعد نماز پڑھنے کا گمان نہیں ہوتا اور ہر ایسے کام سے گریز کر، جس سے معذرت کرنا پڑتی ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۲۸۳۹۔ دیلمی فی مسند فردوس (۱/ ۲۶/ ۲)۔الضیاء فی المختارة (۲۱۹۹)' مختصراً بلفظ "ایاك و كل امر یعتذر منه" وعنده ابن ابی عاصم عن ابیه عن ابیه عن شبیب بن بشر به۔

فوائد: مقصودِ کلام یہ ہے کہ نماز کو عاجزی' انکساری اور خشوع وخضوع کے ساتھ ادا کیا جائے اور یہ صرف اس صورت میں ممکن ہے کہ آدمی ہر نماز کو اپنی زندگی کی الوداعی نماز سمجھے اور ایسا ممکن بھی ہے' کیونکہ کسی نہ کسی نماز کے بعد اس کو موت کا پیغام وصول کرنا پڑے گا۔

اس حدیث میں یہ تعلیم بھی دی گئی ہے کہ مومن کو سنجیدگی کے ساتھ زندگی گزارنی چاہئے۔کون سا کام اسے زیب دیتا ہے اور کون سا اس کے لیے نامناسب ہے؟ یہ فیصلہ قدم اٹھانے سے پہلے ہی کر لیا جائے' کیونکہ مومن کے یہ شایان شان نہیں کہ جذبات میں آ کر نازیبا حرکتیں کر کے بعد میں لوگوں سے معذرتیں کرنا شروع کر دے۔

باب:مات ابو طالب مشر کا

ابو طالب شرک کی حالت میں فوت ہوا

۳۲۳۳۔ عَنْ عَلِيٍّ، قَالَ: قُلْتُ لِلنَّبِيِّ ﷺ: إِنَّ عَمَّكَ الشَّيْخَ الضَّالَّ قَدْ مَاتَ [فَمَنْ يُوَارِيهِ؟]قَالَ: ((اذْهَبْ فَوَارِ أَبَاكَ قَالَ: [لَا أُوَارِيهِ، [إِنَّهُ مَاتَ مُشْرِكًا]. [فَقَالَ: اِذْهَبْ فَوَارِهِ]ثُمَّ لَا تُحَدِّثَنَّ[حَدَثًا]حَتّٰى تَأْتِيَنِي، فَذَهَبْتُ فَوَارَيْتُهُ، وَجِئْتُهُ [وَعَلَيَّ أَثَرُ التُّرَابِ وَالْغُبَارِ]، فَأَمَرَنِي فَاغْتَسَلْتُ: وَدَعَا لِي[بِدَعَوَاتٍ مَّا يَسُرُّنِي أَنَّ لِيَ بِهِنَّ مَا عَلَى الْأَرْضِ مِنْ شَيْءٍ])). [الصحيحة:١٦١]

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے نبی کریم ﷺ کو کہا کہ آپ کا گمراہ چچا (میرا باپ ابو طالب) مر گیا ہے، اب اسے کون دفن کرے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: آپ خود جا کر اپنے باپ کو دفن کرو۔ میں نے کہا: میں تو اسے دفن نہیں کروں گا کیونکہ وہ تو شرک کی حالت میں مرا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: بس آپ جاؤ اور اسے دفن کر کے کسی کو اس چیز کی خبر دیئے بغیر میرے پاس آ جاؤ۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں گیا، اپنے باپ کو دفن کیا اور فارغ ہو کر آپ ﷺ کے پاس واپس پلٹ آیا۔ آپ ﷺ نے مجھے غسل کرنے کا حکم دیا' میں نے غسل کیا اور آپ ﷺ نے میرے حق میں ایسی ایسی (بیش قیمت) دعائیں کیں کہ ان کے مقابلے میں مجھے زمین بھر کے خزانے بھی اچھے نہیں لگتے۔"

تخریج: الصحیحة ۱۶۱۔ ابو داؤد (۳۲۱۴)' نسائی (۲۰۰۸)'ابن سعد (۱/ ۱۲۳)' احمد (۱/ ۹۷)۔

فوائد: اس حدیث سے چار اہم اسباق حاصل ہوتے ہیں:

(۱) مسلمان کو چاہئے کہ وہ اپنے رشتہ دار مشرک کو دفنائے۔ ایسا کرنا شرک اور مشرک سے بغض کے منافی نہیں ہے۔

(۲) بیٹوں کا اپنے والدین کو دفن کرنا دنیوی حسنِ صحبت کا آخری مرحلہ ہے' دفنانے کے بعد وہ ان کے حق میں دعا و استغفار نہیں کر سکتا' کیونکہ ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿ماكان للنبي والذين آمنوا ان يستغفروا للمشركين ولو كانوا اولي قربى﴾ [سورۂ توبہ:۱۳] یعنی: "نبی اور مومنوں کو یہ زیب نہیں دیتا کہ وہ مشرکوں کے لئے دعائے مغفرت کریں' اگر چہ وہ قریبی ہی کیوں نہ ہوں۔"

(۳) کافر کو غسل دینا' کفن پہنانا اور اس کی نماز جنازہ پڑھنا مشروع نہیں کیونکہ نبی کریم ﷺ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو یہ حکم نہیں دیا تھا۔

(۴) مشرک کے دوسرے قرابتداروں کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ اس کی میت کے ساتھ چلیں' کیونکہ آپ ﷺ نے اپنے چچا کے ساتھ

بھی ایسے نہیں کیا۔ صرف اتنے لوگ جائیں جو اس کو دفن کر سکیں۔ [ملخص از صحیحہ: ۱۶۱ کے تحت]

باب: أربع من عمل الأحياء يجرى للأموات

زندہ افراد کے چار اعمال کا فائدہ مردوں کو بھی پہنچتا رہتا ہے

٣٢٣٤۔ عَنْ سَلْمَانَ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((أَرْبَعٌ مِّنْ عَمَلِ الْأَحْيَاءِ يَجْرِي لِلْأَمْوَاتِ: رَجُلٌ تَرَكَ عَقِبًا صَالِحًا فَيَدْعُوْ، فَيَبْلُغُهُ دُعَاؤُهُمْ . وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ جَارِيَةٍ، لَهُ مِنْ بَعْدِهِ أَجْرُهَا مَاجَرَتْ. وَرَجُلٌ عَلَّمَ عِلْمًا يُّعْمَلُ بِهِ مِنْ بَّعْدِهِ، فَلَهُ مِثْلُ أَجْرِ مَنْ عَمِلَ بِهِ، مِنْ غَيْرِ أَنْ يَّنْتَقِصَ مِنْ [أَجْرِ] عَمَلِهِ شَيْءٌ. وَرَجُلٌ مُّرَابِطٌ يُنْمٰى لَهُ عَمَلُهُ إِلٰى يَوْمِ الْحِسَابِ)).

[الصحيحة: ٣٩٨٤]

سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: ''زندوں کے چار اعمال کے ثواب کا سلسلہ مردوں کے لئے بھی جاری رہتا ہے (وہ چار اعمال یہ ہیں:) مردے کے ایسے جانشین جو اس کے لئے دعا کریں، ان کی دعا اسے پہنچتی ہے، مردہ صدقہ جاریہ کر جائے، جب تک (زندوں میں) اس کا سلسلہ جاری رہتا ہے اسے اجر ملتا رہتا ہے، مردہ آدمی کا ایسا علم سکھا جانا جس پر اس کے بعد عمل کیا جاتا ہو، عمل کرنے والے کے ثواب جتنا اجر اسے بھی ملتا ہے اور عامل کے اجر میں کوئی کمی نہیں آتی اور وہ مردہ جو سرحد پر پہرہ دیتے ہوئے مرا، قیامت تک اسے اس عمل کا اجر ملتا رہے گا۔''

تخريج: الصحيحة ٣٩٨٤- ابن ابى الدنيا فى كتاب العيال (٣٣٣)' والسياق له' طبرانى فى الكبير (٦١٨١)-

فوائد: یہ دراصل میت کے اپنے اعمال ہیں جو اس نے اپنی زندگی میں شروع کیے تھے' لیکن ان کے اثرات اس کی زندگی کے اختتام کے بعد بھی جاری ہیں۔ سوائے آخری عمل کے کہ وہ اس کی موت کے ساتھ ہی ختم ہو گیا' لیکن عظمتِ عمل کی وجہ سے اللہ تعالی اس کا ثواب بھی قیامت تک جاری رکھے گا۔ ہمیں چاہئے کہ اپنے بچوں پر توجہ دیں اور اچھے نہج پر ان کی تربیت کریں تا کہ والدین کی وفات کے بعد وہ ان کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھ سکیں۔

باب: الاستعاذة بالله من عذاب القبر

عذاب قبر سے اللہ کی پناہ مانگنے کا بیان

٣٢٣٥۔ عَنْ أُمِّ مُبَشِّرٍ، قَالَتْ: ((دَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَأَنَا فِي حَائِطٍ مِّنْ حَوَائِطِ بَنِي النَّجَّارِ، فِيْهِ قُبُوْرٌ مِّنْهُمْ قَدْ مَاتُوْا فِي الْجَاهِلِيَّةِ، فَسَمِعَهُمْ وَهُمْ يُعَذَّبُوْنَ، فَخَرَجَ وَهُوَ يَقُوْلُ: ((اسْتَعِيْذُوْا بِاللّٰهِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، قَالَتْ: قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَإِنَّهُمْ لَيُعَذَّبُوْنَ فِي قُبُوْرِهِمْ؟ قَالَ: نَعَمْ عَذَابًا تَسْمَعُهُ الْبَهَائِمُ))

سیدہ ام مبشر رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ میرے پاس آئے اور میں بنونجار کے کسی باغ میں تھی، وہاں جاہلیت میں مرنے والوں کی چند قبریں تھیں، انھیں جو عذاب ہو رہا تھا وہ آپ ﷺ کو سنائی دیا۔ سو آپ وہاں سے یہ فرماتے ہوئے نکلے: ''عذابِ قبر سے اللہ تعالی کی پناہ طلب کرو۔'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول؟ آیا ان کو قبروں میں عذاب ہو رہا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں! ایسا عذاب ہو رہا ہے جسے جانور بھی سنتے ہیں۔''

[الصحيحة:١٤٤٤]

تخریج: الصحیحة ۱۴۴۴۔ احمد (۶/ ۳۵۲)' ابن حبان (۳۱۲۵)' ابن ابی شیبة (۳/ ۳۷۴)' ابن عاصم فی السنة (۸۷۵)۔

فوائد: یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ کا گھوڑا چند قبروں کے پاس سے گزرتے وقت بدکنے لگ گیا۔

باب: تاخير الأصل إلى ستين سنة حجة على العبد

موت کو ساٹھ سال تک مؤخر کرنا۔ بندوں کے خلاف حجت ہے

٣٢٣٦۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ((أَعْذَرَ اللّٰهُ إِلَى امْرِئٍ، أَخَّرَ أَجَلَهُ حَتّٰى بَلَغَ سِتِّيْنَ سَنَةً)). [الصحيحة: ١٠٨٩]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالی نے اس آدمی کے لئے کوئی عذر باقی نہیں چھوڑا، جس کی موت کو اتنا مؤخر کر دیا کہ وہ ساٹھ سال کو پہنچ گیا۔''

تخریج: الصحیحة ۱۰۸۹۔ بخاری (۶۴۱۹)' احمد (۲/ ۲۷۵)' حاکم (۲/ ۴۲۸٬۴۲۷)'من طریق آخر عنه۔

فوائد: اس حدیث میں ساٹھ سال عمر پانے والے آدمی کو وعید سنائی گئی ہے کہ اسے اتنی لمبی عمر دی گئی کہ اس میں جنت کی تیاری کی جا سکتی ہے۔لیکن اس حدیث سے ساٹھ سال سے کم عمر والے اپنے حق میں کسی قسم کی گنجائش کا استدلال نہیں کر سکتے۔

باب: أعمار امتي ما بيان الستين إلى السبعين

میری امت کی عمریں ساٹھ سے ستر سال کے درمیان ہیں

٣٢٣٧۔عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعًا: ((أَعْمَارُ أُمَّتِيْ مَابَيْنَ السِّتِّيْنَ إِلَى السَّبْعِيْنَ، وَأَقَلُّهُمْ مَّنْ يَّجُوْزُ ذٰلِكَ)). [الصحيحة:٧٥٧]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میری امت کی عمریں ساٹھ سے ستر سال کے درمیان ہیں، کم ہی لوگ ایسے ہیں جو اس حد سے تجاوز کرتے ہیں۔''

تخریج: الصحیحة ۷۵۷۔ ترمذی (۳۵۵۰)' ابن ماجه (۴۲۳۶)' ابن حبان (۲۹۸۰)' حاکم (۲/ ۴۲۷)۔

باب: هلاكة العين

نظر بد کی ہلاکت کا بیان

٣٢٣٨ ۔ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ جَابِرٍ، عَنْ أَبِيْهِ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((أَكْثَرُ مَنْ يَّمُوْتُ مِنْ أُمَّتِيْ بَعْدَ كِتَابِ اللّٰهِ وَقَضَائِهِ وَقَدْرِهِ بِالْأَنْفُسِ. [يَعْنِيْ: بِالْعَيْنِ])).

[الصحيحة:٧٤٧]

عبدالرحمن بن جابر اپنے باپ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالی کی قضا و قدر کے بعد نظر بد اکثر لوگوں کی موت کا سبب بنتی ہے۔

تخریج: الصحیحة ۷۴۷۔ ابوداؤد الطیالسی (۱۷۶۰)' وعنه الطحاوی فی المشکل (۴/ ۷۷) ابن ابی عاصم فی السنة (۳۱۱)

فوائد: نظر بد حق ہے جیسا کہ سیدنا جابر اور سیدنا ابوذر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((اَلْعَيْنُ تُدْخِلُ الرَّجُلَ الْقَبْرَ، وَالْجَمَلَ الْقِدْرَ)

[صحیحہ: ۱۲۴۹] یعنی: نظر بد آدمی کو قبر میں اور اونٹ کو ہانڈی میں داخل کر دیتی ہے۔ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ نظر بد سے بڑے سے بڑا نقصان ہو سکتا ہے، آدمی مر سکتا ہے اور اونٹ ذبح کے مرحلے تک پہنچ سکتا ہے۔

نظر بد کا تفصیلی ذکر "الطب و العیادۃ" کے باب میں موجود ہے۔ متن میں مذکورہ روایت کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالی اپنے بندوں کی اموات کے لئے اسباب پیدا کرتے ہیں، نہ کہ یہ نظر بد بذاتِ خود کسی کو موت کے گھاٹ اتار دیتی ہے۔

باب: اكيس المؤمنين اكثرهم للموت ذاكرا

مومنوں میں سب سے زیادہ عقل مند وہ ہے جو موت کو زیادہ یاد کرتا ہے

۳۲۳۹۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ: اَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِيِّ ﷺ اَيُّ الْمُؤْمِنِيْنَ اَفْضَلُ ؟ قَالَ: ((اَحْسَنُهُمْ خُلُقًا)). فَاَيُّ الْمُؤْمِنِيْنَ اَكْيَسُ ؟ قَالَ: ((اَكْثَرُهُمْ لِلْمَوْتِ ذِكْرًا، وَاَحْسَنُهُمْ لَهُ اِسْتِعْدَادًا، اُولٰئِكَ الْاَكْيَاسُ)).

[الصحيحة: ۱۳۸٤]

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے نبی کریم ﷺ سے سوال کیا: کون سا مؤمن افضل ہے؟ آپ ﷺ نے جواب دیا: ''جس کا اخلاق سب سے زیادہ اچھا ہو۔'' اس نے پھر سوال کیا: کون سا مؤمن ذہین و فہیم ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جو موت کو زیادہ یاد کرنے والا اور بہترین انداز میں اس کی تیاری کرنے والا ہو، وہی عقلمند ہے۔''

تخريج: الصحيحة ۱۳۸۴- بيهقى فى الزهد الكبير (۴۵۶) ابن عدى فى الكامل (۳/ ۱۲۴۷)، ابن ماجه (۴۲۵۹) من طريق آخر عنه۔

فوائد: احادیثِ مبارکہ میں یہ عقلمندی اور دور اندیشی کا معیار ہے کہ جتنا زیادہ اخروی زندگی کی تیاری میں مگن ہے، وہ اتنا زیادہ عقلمند ہے۔ اس حدیث کا یہ مطلب قطعاً نہیں کہ دنیا سے قطع تعلق کر لی جائے، بال بچوں کو بے یارومددگار چھوڑ دیا جائے۔

اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ بندۂ خدا کی دنیوی زندگی کے تمام معاملات بھی قرآن و حدیث کے تقاضوں کے مطابق ہونے چاہئیں۔

باب: الانكار على المبتلين الذين لا يسألون الله العافية

باب:

۳۲٤۰۔ عَنْ اَنَسٍ، اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ مَرَّ بِقَوْمٍ مُّبْتَلِيْنَ، فَقَالَ: ((اَمَا كَانَ هٰؤُلَاءِ يَسْأَلُوْنَ الْعَافِيَةَ؟))

[الصحيحة: ۲۱۹۷]

سیدنا انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ آزمائش زدہ لوگوں کے پاس سے گزرے اور فرمایا: ''کیا یہ لوگ اللہ تعالی سے عافیت و صحت کا سوال نہیں کرتے تھے؟''

تخريج: الصحيحة ۲۱۹۷- تقدم برقم (۲۵۳۵)۔

فوائد: معلوم ہوا کہ اللہ تعالی سے صحت و عافیت کی دعا کرتے رہنا چاہئے۔

باب: كان النبيّ ارحم بالعيال

نبیؐ سب سے زیادہ اپنے اہل و عیال پر رحم دلی کرنے

والے تھے

۳۲٤۱۔ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: مَارَاَيْتُ اَحَدً كَانَ اَرْحَمُ بِالْعِيَالِ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، كَانَ اِبْرَاهِيْمُ مُسْتَرْ ضِعًا فِيْ عَوَالِي الْمَدِيْنَةِ، وَكَانَ يَنْطَلِقُ وَنَحْنُ مَعَهُ، فَيَدْخُلُ الْبَيْتَ، وَاِنَّ لَيُدَّخَنُ۔ وَكَانَ ظِئْرُهُ قِيْنًا۔ فَيَاْخُذُهُ ، فَيُقَبِّلُهُ، ثُمَّ يَرْجِعُ، (قَالَ عَمْرٌو): فَلَمَّا تُوُفِّيَ اِبْرَاهِيْمُ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّ اِبْرَاهِيْمَ ابْنِيْ، وَاِنَّهُ مَاتَ فِي الثَّدْيِ، وَاِنَّ لَهُ ظِئْرَيْنِ يُكَمِّلَانِ رَضَاعَتَهُ فِي الْجَنَّةِ)). [الصحيحة: ۲٤۹۳]

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے ایسا آدمی نہیں دیکھا جو نبی کریم ﷺ کی نسبت اپنے اہل و عیال سے زیادہ رحمدلی کرنے والا ہو۔ آپ ﷺ کے بیٹے ابراہیم دودھ پینے کے لئے مدینہ کی کسی بستی میں (ایک دایہ کے حوالے) تھے۔ آپ ﷺ (اپنے بیٹے کو ملنے کے لئے) جاتے، ہم بھی آپ ﷺ کے ساتھ ہوتے، گھر میں داخل ہوتے، حالانکہ گھر میں دھواں ہوتا کیونکہ ابراہیم کا پرورش کنندہ باپ لوہار تھا، اپنے بیٹے کو اٹھاتے، اسے بوسے دیتے اور پھر لوٹ آتے۔ عمرو بن سعید کہتے ہیں: جب ابراہیم فوت ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”میرا بیٹا ابراہیم شیرخواری کی عمر میں فوت تو ہو گیا ہے لیکن جنت میں دو دایاں اس کی مدتِ رضاعت کو پورا کریں گی۔“

تخریج: الصحیحة ۲۴۹۳۔ احمد (۳/ ۱۱۲)' مسلم (۲۳۱۶)' بیهقی فی الشعب (۱۱۰۱۱)' ابن سعد (۱/ ۱۳۶'۱۳۹) مفرقاً ' ابو یعلی (۴۱۹۵'۴۱۹۴)۔

باب: ان اشد الناس بلاء الانبياء
لوگوں میں سب سے زیادہ آزمائش انبیاء پر آتی ہے

۳۲٤۲۔ عَنْ حُصَيْنِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ ، قَالَ: سَمِعْتُ اَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ حُذَيْفَةَ يُحَدِّثُ عَنْ عَمَّتِهِ فَاطِمَةَ قَالَ: عُدْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فِيْ نِسْوَةٍ، وَاِذَا سُقَاءٌ مُعَلَّقٌ، وَمَاؤُهُ يَقْطُرُ عَلَيْهِ مِنْ شِدَّةِ مَايَجِدُ مِنْ حَرِّ الْحُمّٰى، فَقُلْنَا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! لَوْ دَعَوْتَ اللّٰهَ فَاَذْهَبَ عَنْكَ هٰذَا، فَقَالَ: ((اِنَّ اَشَدَّ النَّاسِ بَلَاءً الْاَنْبِيَاءُ، ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ، ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ)). [الصحيحة: ۱۱٦٥]

حصین بن عبدالرحمٰن، ابوعبیدہ بن حذیفہ سے اور وہ اپنی پھوپھی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا: میں رسول اللہ ﷺ کی تیمارداری کرنے کے لئے گئی، آپ ﷺ کے پاس چند عورتیں بیٹھی تھیں، بخار کی حرارت کی شدت کی وجہ سے ایک مشکیزے میں سے آپ ﷺ پر پانی ٹپک رہا تھا۔ ہم (عورتوں) نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ اللہ تعالی سے دعا کریں تاکہ وہ آپ کی تکلیف دور کر دے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”لوگوں میں سب سے زیادہ آزمائش انبیا پر آتی ہے پھر ان پر جو (مرتبے میں) ان کے قریب ہوتے اور پھر ان پر جو ان کے قریب ہوتے ہیں۔“

تخریج: الصحیحة ۱۱۶۵۔ ابن سعد (۸/ ۳۲۵'۳۲۶)'حاکم (۴/ ۴۰۴)' وقد تقدم برقم (۸۵)۔

فوائد: معلوم ہوا کہ جو ہستی تقویٰ وطہارت اور نیکی و پارسائی میں آگے ہوگی، اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسی قدر آزمائشیں بھی زیادہ آئیں گی۔ نیز یہ سبق بھی ملا کہ کسی آدمی کا بیمار رہنا، اس پر اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کی دلیل نہیں۔

باب: فضل الصبر علی الابتلاء

٣٢٤٣۔ عَنْ أَبِي الْأَشْعَثِ الصُّنْعَانِيِّ: أَنَّهُ رَاحَ إِلَى مَسْجِدِ دِمَشْقَ، وَهَجَّرَ بِالرَّوَاحِ، فَلَقِيَ شَدَّادُ بْنُ أَوْسٍ وَالصُّنَابِحِيُّ مَعَهُ، فَقُلْتُ: أَيْنَ تُرِيْدَانِ رَحِمَكُمَا اللّٰهُ؟ فَقَالَ: نُرِيْدُ هٰهُنَا، إِلَى أَخٍ لَّنَا مَرِيْضٍ نَعُوْدُهُ، فَانْطَلَقْتُ مَعَهُمَا حَتّٰى دَخَلْنَا عَلٰى ذٰلِكَ الرَّجُلِ، فَقَالَا لَهُ: كَيْفَ أَصْبَحْتَ؟ قَالَ أَصْبَحْتُ بِنِعْمَةِ اللّٰهِ وَفَضْلِهِ، فَقَالَ شَدَّادُ: أَبْشِرْ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَقُوْلُ: إِذَا ابْتَلَيْتُ عَبْدًا مِّنْ عِبَادِي مُؤْمِنًا، فَحَمِدَنِيْ وَصَبَرَ عَلٰى عَلٰى مَا ابْتَلَيْتُهُ بِهِ فَإِنَّهُ يَقُوْمُ مِنْ مَّضْجَعِهِ ذٰلِكَ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ مِنَ الْخَطَايَا، وَيَقُوْلُ الرَّبُّ لِلْحَفَظَةِ: إِنِّي أَنَا قَيَّدْتُ عَبْدِي هٰذَا وَابْتَلَيْتُهُ، فَأَجْرُوْا لَهُ مِنَ الْأَجْرِ مَا كُنْتُمْ تجرون لَهُ قَبْلَ ذٰلِكَ وَهُوَ صَحِيْحٌ)).

[الصحيحة: ٢٠٠٩]

باب: آزمائش و مصیبت میں صبر کی فضیلت

ابو اشعث صنعانی کہتے ہیں: میں مسجد دمشق کی طرف گیا اور اول وقت میں گیا، مجھے شداد بن اوس رضی اللہ عنہ ملے، ان کے ساتھ صنابحی بھی تھے۔ میں نے ان سے پوچھا: اللہ تم پر رحم کرے، کہاں کا ارادہ ہے؟ انھوں نے کہا: ہم اپنے ایک بھائی کی تیمارداری کرنے کے لئے ادھر جا رہے، (یہ سن کر) میں بھی ان کے ساتھ چل دیا۔ ہم اس مریض کے پاس پہنچ گئے۔ ان دونوں نے اس سے پوچھا: حالات کیسے ہیں؟ اس نے جواب دیا: اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے تندرست ہوں۔ سیدنا شداد رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: جب میں اپنے مؤمن بندے کو آزماتا ہوں اور وہ میری تعریف کرتے ہوئے میری آزمائش پر صبر کرتا ہے تو (شفایاب ہوکر) اپنے بستر سے اس دن کی طرح گناہوں سے پاک ہوکر اٹھتا ہے جس دن اس کی ماں نے اسے جنا تھا۔ مزید یہ کہ اللہ تعالیٰ اعمال لکھنے والے فرشتوں سے فرماتے ہیں: میں نے اپنے اس بندے کو پابند کر لیا ہے اور اسے آزما رہا ہوں، تم اس کی تندرستی کی حالت میں اس کے (اعمال پر) جو اجر لکھتے تھے اس کو برقرار رکھو (اگرچہ یہ عمل نہیں کر رہا)۔

تخریج: الصحیحة ۲۰۰۹۔ احمد (۴/ ۱۲۳)، ابو نعیم فی الحلیة (۹/ ۳۰۹، ۳۱۰)، طبرانی فی الکبیر (۷۱۳۶)، والاوسط (۴۷۰۶)۔

فوائد: یہ محض اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے کہ اس کا بندہ تو بیماری کی وجہ سے عبادات کا سلسلہ قائم نہیں رکھ سکتا، لیکن وہ اسے مکمل ثواب عطا کر رہا ہے۔

باب: السقم كفارة للذنب

٣٢٤٤۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((إِنَّ اللّٰهَ لَيَبْتَلِيْ عَبْدَهُ بِالسُّقْمِ، حَتّٰى يُكَفِّرَ ذٰلِكَ عَنْهُ كُلَّ ذَنْبٍ)).

بیماریاں گناہوں کا کفارہ ہیں

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: ''بلاشبہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو بیماریوں کے ذریعے آزماتا رہتا ہے، حتی کہ (ان آزمائشوں کو) اس کے تمام گناہوں کا کفار:

[الصحيحة:۳۳۹۳] بنا دیتا ہے۔‘‘

تخریج: الصحیحۃ ۳۳۹۳۔ حاکم (۱/ ۳۴۷، ۳۴۸)، طبرانی فی الکبیر (۱۵۴۸)، والاوسط (۸۷۴۰)، عن جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ۔

فوائد: آزمائشوں کے سلسلے صبر آزما ہوتے ہیں، بہر حال کامیاب وہی ہے، جو اللہ تعالیٰ کے فیصلوں پر رضامندی کا اظہار کرتا ہے۔ بے صبری کی صورت میں تکلیف بھی اٹھانا پڑتی ہے اور اجر وثواب سے بھی محروم ہونا پڑتا ہے۔

باب: بعضكم على بعض شهداء

تم ایک دوسرے پر گواہی دینے والے ہو

٣٢٤٥۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: مَرُّوْا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ بِجَنَازَةٍ فَأَثْنَوْا عَلَيْهَا خَيْرًا، فَقَالَ: وَجَبَتْ۔ ثُمَّ مَرُّوْا بِأُخْرَى فَأَثْنَوْا شَرًّا، فَقَالَ: وَجَبَتْ: ((إِنَّ بَعْضَكُمْ عَلَى بَعْضٍ شُهَدَاءُ)). [الصحيحة:٢٦٠٠]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ لوگوں نے نبی کریم ﷺ کے پاس گزرنے والے جنازے کی تعریف کی، آپ ﷺ نے فرمایا: ’’(جنت) واجب ہوگئی۔‘‘ لوگوں نے اس کے بعد گزرنے والے جنازے کی برائی بیان کی، (یہ سن کر) آپ ﷺ نے فرمایا: ’’(جہنم) واجب ہوگئی۔‘‘ اور پھر فرمایا: ’’تم لوگ ایک دوسرے کے بارے میں گواہی دینے والے ہو۔‘‘

تخریج: الصحیحۃ ۲۶۰۰۔ ابو داؤد (۳۲۳۳)، نسائی (۱۹۳۵)، احمد (۲/ ۲۶۶، ۴۷۰، ۴)، ابو داؤد الطیالسی (۲۳۸۸)۔

فوائد: معلوم ہوا کہ میت کے اچھا یا برے ہونے کے بارے میں مومنوں کی شہادت اللہ تعالیٰ کے ہاں معتبر ہوتی ہے۔

باب: أسرع البلايا من يحب رسول الله

جو رسول ﷺ سے محبت کرتا ہے اس پر آزمائش بہت جلد آنے کا بیان

٣٢٤٦۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الْمُغَفَّلِ، قَالَ: أَتَى رَجُلٌ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: وَاللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّي أُحِبُّكَ، فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ الْبَلَايَا أَسْرَعُ إِلَى مَنْ يُحِبُّنِي مِنَ السَّيْلِ إِلَى مُنْتَهَاهُ)). [الصحيحة:١٥٨٦]

سیدنا عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! بخدا! میں آپ سے محبت کرتا ہوں۔ سو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’مجھ سے محبت کرنے والوں پر آزمائشیں اس طرح ٹوٹ پڑتی ہیں جیسے سیلاب کا بہاؤ (تیزی کے ساتھ) اپنی انتہا کو پہنچتا ہے۔‘‘

تخریج: الصحیحۃ ۱۵۸۶۔ ابن حبان (۲۹۲۲)، ترمذی (۲۳۵۰) و البغوی فی شرح السنۃ (۴۰۶۷)، مطولاً وفیہ ”فان الفقر اسرع......“

باب: انتم شهداء الله على الأرض

تم زمین پر اللہ کے گواہ ہو

٣٢٤٧۔ عَنْ يَزِيْدِ بْنِ شَجَرَةَ، قَالَ: خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي جَنَازَةٍ، فَقَالَ النَّاسُ خَيْرًا، وَأَثْنَوْا عَلَيْهِ خَيْرًا، فَجَاءَ جِبْرَائِيْلُ، فَقَالَ: ((إِنَّ الرَّجُلَ لَيْسَ

سیدنا یزید بن شجرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ ایک جنازے کے ساتھ نکلے، لوگوں نے اس میت کے بارے میں اچھے کلمات کہے اور اس کی تعریف کی۔ اتنے میں جبرائیل امین آئے اور کہا: یہ

كَمَا ذَكَرُوْا، وَلٰكِنْ اَنْتُمْ شُهَدَاءُ اللّٰهِ فِي الْاَرْضِ، وَقَدْ غُفِرَلَهُ مَالَايَعْلَمُوْنَ)).

[الصحيحة:١٣١٢]

آدمی اس طرح تھا تو نہیں جیسے لوگ کہہ رہے ہیں، بہرحال تم زمین میں اللہ تعالی کے گواہ ہو، اس لئے اس نے (تمھاری گواہی کو دیکھ کر) اس کے وہ گناہ بھی معاف کر دیئے جو تم نہیں جانتے تھے۔''

تخريج: الصحيحة ١٣١٢- ابن منده فى معرفة الصحابة و ابو نعيم فى المعرفة (٦٦٢٩)-

فوائد: سبحان اللہ! اللہ تعالی نے اپنے بندوں کی زبانوں کی کتنی لاج رکھی کہ مرنے والا تو تعریف کا مستحق نہیں تھا، لیکن انھوں نے اس کو سراہا، اس لئے وہ رحمتِ خداوندی کا حقدار بن گیا۔

باب: فضل الصبر على البلاء

باب: مصیبت و آزمائش میں صبر کی فضیلت

٣٢٤٨- عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّ الرَّجُلَ لَيَكُوْنُ لَهُ عِنْدَ اللّٰهِ الْمَنْزِلَةُ، فَمَا يَبْلُغُهَا بِعَمَلٍ، فَمَا يَزَالُ اللّٰهُ يَبْتَلِيْهِ بِمَا يَكْرَهُ حَتّٰى يُبَلِّغَهُ اِيَّاهَا)).

[الصحيحة:١٥٩٩]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالی کے ہاں ایک آدمی کے بلند مرتبے کا فیصلہ کر دیا جاتا ہے اور وہ اپنے اعمال کے بل بوتے پر وہاں تک رسائی حاصل نہیں کر سکتا، لہذا اللہ تعالی (ایسی) آزمائشوں کے ساتھ آزماتا رہتا ہے جنھیں وہ ناپسند کرتا ہے، یہاں تک کہ وہ اپنے (معینہ) مرتبے تک پہنچ جاتا ہے۔''

تخريج: الصحيحة ١٥٩٩- ابويعلى (٦٠٩٥)، ابن حبان (٢٩٠٨)، حاكم (١/ ٣٤٤)-

باب: الشفاعة

شفاعت کا بیان

٣٢٤٩- عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((اِنَّ الرَّجُلَ يَشْفَعُ لِلرَّجُلَيْنِ، وَلِلثَّلَاثَةِ، وَالرَّجُلُ لِلرَّجُلِ)).

[الصحيحة:٢٥٠٥]

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبیٔ کریم ﷺ نے فرمایا: ''کوئی آدمی دو تین آدمیوں کی سفارش کرے گا تو کوئی صرف ایک کی۔''

تخريج: الصحيحة ٢٥٠٥- تقدم برقم (٢٥٣٧)-

فوائد: انبیاء، اولیا، شہداء، اتقیاء اور صلحاء سمیت تمام بندگانِ خدا میں سے ہر وہ بندہ سفارش کر سکے گا، جس کو اللہ تعالی کی طرف سے اجازت ملے گی۔ قرآن مجید میں کئی مقامات پر اس مضمون کو بیان کیا گیا ہے، جیسا کہ آیۃ الکرسی میں ہے: ﴿من ذا الذى يشفع عنده الا باذنه﴾ یعنی: ''کون ہے جو اللہ کی اجازت کے بغیر اس کے پاس سفارش کر سکے۔''

ہمارے ہاں سفارش کو بعض اولیاء کے ساتھ خاص کر دیا گیا ہے اور دنیا میں ان کے بارے میں یہ عقیدہ قائم کر لیا گیا کہ یہ مخصوص لوگ ہر صورت میں اللہ تعالی کے ہاں سفارش کریں گے۔

اس عقیدے کی بنیاد کسی قرآن کی آیت یا آپ ﷺ کی حدیث پر نہیں ہے۔ قیامت کے روز ہی پتہ چلے گا کہ کون کس کی

موافقت یا مخالفت میں بولے گا۔

باب: فضل الصبر على البلاء

مشکل پر صبر کرنے کی فضیلت کا بیان

۳۲۵۰۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: جَاءَتْ اِمْرَأَةٌ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَبِهَا لَمَمٌ، فَقَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اُدْعُ اللّٰهَ اَنْ يَّشْفِيَنِيْ، قَالَ. ((إِنْ شِئْتِ دَعَوْتُ اللّٰهَ لَكِ فَشَفَاكِ، وَإِنْ شِئْتِ صَبَرْتِ وَلَا حِسَابَ عَلَيْكِ)). [الصحيحة: ۲۵۰۲]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ایک عورت، جس پر جنونی کیفیت طاری تھی، نبی کریم ﷺ کے پاس آئی اور کہا: اے اللہ کے رسول! آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ وہ مجھے شفا عطا فرمائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اگر تو چاہتی ہے تو میں دعا کر دیتا ہوں اللہ تعالیٰ تجھے شفا دے دے گا اور اگر چاہتی ہے تو صبر کر لے، (اس کے نتیجے میں) تجھ پر کوئی حساب کتاب نہیں ہوگا۔“

تخریج: الصحيحة ۲۵۰۲۔ ابن حبان (۲۹۰۸)، البزار (الكشف: ۷۷۲)، بغوی فی شرح السنة (۱۴۲۳)۔

فوائد: معلوم ہوا کہ بیماری بھی بغیر حساب و کتاب کے جنت میں داخلے کا سبب بن سکتی ہے۔

باب: أنواع الشهداء

شہیدوں کی اقسام کا بیان

۳۲۵۱۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادِ الْأَلْهَانِيِّ، قَالَ: ذُكِرَ عِنْدَ أَبِي عِنَبَةَ الْخَوْلَانِيِّ الشُّهَدَاءُ، فَذَكَرُوْا الْمَبْطُوْنَ، وَالْمَطْعُوْنَ، وَالنُّفَسَاءَ، فَغَضِبَ أَبُوْ عِنَبَةَ وَقَالَ: حَدَّثَنَا أَصْحَابُ نَبِيِّنَا عَنْ نَبِيِّنَا ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((إِنَّ شُهَدَاءَ اللّٰهِ فِي الْأَرْضِ امناء الله فِي الْأَرْضِ فِيْ خَلْقِهِ، قُتِلُوْا أَوْ مَاتُوْا)).

[الصحيحة: ۱۹۰۲]

محمد بن زیاد الہانی کہتے ہیں: جب ابوعنبہ خولانی کے پاس شہادت کا (حکم رکھنے والے) لوگوں کا ذکر کیا گیا تو (حاضرین) نے پیٹ کے عارضے سے، طاعون سے مرنے والے لوگوں اور نفاس میں مرنے والی عورت کا ذکر کیا۔ لیکن ابوعنبہ کو غصہ آ گیا، انھوں نے کہا: ہمیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نبی کریم ﷺ سے بیان کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”خلقِ خدا کے حق میں دیانتدار لوگ اللہ تعالیٰ کے گواہ ہیں، وہ شہید ہوں یا طبعی موت مریں۔“

تخریج: الصحيحة ۱۹۰۲۔ احمد (۴/ ۲۰۰)۔

فوائد: ابوعنبہ نے جو حدیث صحابہ کرام کے واسطے سے بیان کی، اس کا اپنا مستقل مفہوم ہے اور جو بات ان کی مجلس میں بیان کی گئی اس کا مفہوم اور ہے کہ بعض فوت ہونے والے مسلمان شہادت کا حکم رکھتے ہیں، مثلاً: جل کر مرنے والے، دیوار کر نیچے آ کر مر جانے والا، پانی میں غرق ہو جانے والا، طاعون کی بیماری کی وجہ سے مرنے والا۔

باب: المصائب كفارات

باب: مصیبتیں اور پریشانیاں گناہوں کا کفارہ ہیں

۳۲۵۲۔ عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ طَرَقَهُ وَجَعٌ، يَّشْتَكِيْ، وَيَتَقَلَّبُ عَلٰى فِرَاشِهِ،

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو کوئی تکلیف لاحق ہو گئی جس کی وجہ سے آپ فریاد کرنے لگے اور

فَقَالَتْ: عَائِشَةُ: لَوْ صَنَعَ هٰذَا بَعْضُنَا لَوَجَدْتَّ عَلَيْهِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((اِنَّ الصَّالِحِيْنَ يُشَدَّدُ عَلَيْهِمْ، وَاِنَّهُ لَا يُصِيْبُ مُؤْمِنًا نَكْبَةٌ مِّنْ شَوْكَةٍ فَمَا فَوْقَ ذٰلِكَ اِلَّا حُطَّتْ بِهَا عَنْهُ خَطِيْئَةٌ، وَرُفِعَ بِهَا دَرَجَةٌ)). [الصحيحة: ١٦١٠]

پانسے پلٹنے لگے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اگر (تکلیف کی وجہ سے) اس طرح ہم میں سے کوئی کرتا تو آپ محسوس کرتے (لیکن خود کر رہے ہیں)۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''(بیماریوں کے معاملہ میں) نیکوکار لوگوں پر سختی کی جاتی ہے اور کانٹا چبھنے جیسی تکلیف سے بھی مؤمن کا گناہ معاف کر دیا جاتا ہے اور اس کا درجہ بلند کر دیا جاتا ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۶۱۰۔ احمد (۶/ ۱۶۰)، ابن حبان (۲۹۱۹)، حاکم (۴/ ۳۲۰) مختصراً۔

٣٢٥٣۔ عَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّ الْعَبْدَ اِذَا مَرِضَ اَوْحَى اللّٰهُ اِلٰى مَلَائِكَتِهِ :يَامَلَائِكَتِيْ اَنَا قَيَّدْتُّ عَبْدِيْ بِقَيْدٍ مِنْ قُيُوْدِيْ، فَاِنْ اَقْبِضْهُ اَغْفِرْ لَهُ، وَاِنْ اُعَافِهِ فَحِيْنَئِذٍ يَقْعُدُ وَلَا ذَنْبَ لَهُ)). [الصحيحة: ١٦١١]

سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب بندہ بیمار ہو جاتا ہے تو اللہ تعالی فرشتوں کو حکم دیتا ہے کہ اے میرے فرشتو! میں نے اپنے بندے کو اپنی کسی (آزمائش کی) بندھن میں مقید کر لیا ہے، اگر میں نے اس کو فوت کر دیا تو بخش دوں گا اور اگر (اس بیماری سے) عافیت دے دی تو یہ (شفایاب ہو کر) بیٹھے گا اور اس کا کوئی گناہ نہیں ہو گا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۶۱۱۔ طبرانی فی الکبیر (۷۶۹۷)، حاکم (۴/ ۳۱۳)۔

باب: فرق السلام للأحياء و الأموات

زندوں اور مردوں کے لیے سلام کرنے کے فرق کا بیان

٣٢٥٤۔ عَنْ اَبِيْ تَمِيْمَةَ الْهُجَيْمِيِّ، عَنْ رَّجُلٍ مِّنْ قَوْمِهِ، قَالَ: طَلَبْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَلَمْ اَقْدِرْ عَلَيْهِ، فَجَلَسْتُ، فَاِذَا نَفَرٌ هُوَ فِيْهِمْ وَلَا اَعْرِفُهُ، وَهُوَ يُصْلِحُ بَيْنَهُمْ ، فَلَمَّا فَرَغَ قَامَ مَعَهُ بَعْضُهُمْ فَقَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! فَلَمَّا رَاَيْتُ ذٰلِكَ قُلْتُ: عَلَيْكَ السَّلَامُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، عَلَيْكَ السَّلَامُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، عَلَيْكَ السَّلَامُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، قَالَ: ((اِنَّ ((عَلَيْكَ السَّلَامُ)) تَحِيَّةُ الْمَيِّتِ، اِنَّ ((عَلَيْكَ السَّلَامُ)) تَحِيَّةُ الْمَيِّتِ (ثَلَاثًا)، اِذَا لَقِيَ الرَّجُلُ اَخَاهُ الْمُسْلِمُ فَلْيَقُلْ: اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ

ابوتمیمہ ہجیمی سے روایت ہے کہ ہماری قوم کے ایک آدمی نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو تلاش کیا لیکن کامیاب نہ ہو سکا، (بالآخر) میں بیٹھ گیا۔ اچانک لوگوں کی ایک جماعت پر میری نگاہ پڑی، ان میں آپ ﷺ بھی تشریف فرما تھے لیکن میں آپ ﷺ کو پہچانتا نہیں تھا۔ ایک آدمی ان کے مابین صلح کروا رہا تھا، جب وہ فارغ ہوا تو بعض لوگ اس کے ساتھ چل دیئے اور کہا: اے اللہ کے رسول! یہ دیکھ کر میں آپ ﷺ کو پہچان گیا اور آپ ﷺ کو یوں سلام کہا: عَلَيْكَ السَّلَامُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ،عَلَيْكَ السَّلَامُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ،عَلَيْكَ السَّلَامُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ۔ (آپ پر سلامتی ہو اے اللہ کے رسول ...... تین دفعہ کہا) آپ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک ''عَلَيْكَ

اللّٰهِ))۔ ثُمَّ رَدَّ عَلَيَّ النَّبِيُّ ﷺ قَالَ: ((وَعَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَعَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ، وَعَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ)).[الصحيحة:٢٨٤٦]

السَّلَامُ‘‘ مُردوں کا سلام ہے۔ (آپ ﷺ نے یہ جملہ تین دفعہ ارشاد فرمایا) جب کوئی مسلمان اپنے بھائی کو سلام کہے تو ’’السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ‘‘ کہے۔ پھر آپ ﷺ نے میرے سلام کا جواب دیتے ہوئے فرمایا: ’عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ، وَعَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ، وَعَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللّٰه (اور تجھ پر بھی سلامتی اور اللہ کی رحمت ہو...... تین دفعہ فرمایا)۔‘‘

تخریج: الصحیحة ٢٨٤٦۔ ترمذی (٢٧٢١)، نسائی فی عملی الیوم واللیلة (٣١٩) مختصراً، ابوداؤد (٤٠٨٤)، (٣/ ١٨٦)، من طریق ابی تمیمة عن جابر بن سلیم رضی اللہ عنہ نحوه۔

فوائد: اس حدیث میں ”علیك السلام“ کو مردہ کا سلام کہا جا رہا ہے، جبکہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کے مطابق آپ ﷺ نے قبرستان میں داخل ہوتے وقت کہا: ”السلام علیکم اهل دار قوم مومنین......“

علامہ ابن قیمؒ نے ’’زاد المعاد‘‘ میں بظاہر ان دو متعارض احادیث میں تطبیق دیتے ہوئے کہا: آپ ﷺ کے طریقے کے مطابق مبتدی کو ”السلام علیك ورحمة الله“ کہنا چاہیے، نہ کہ ”علیك السلام“...... کچھ لوگوں نے مذکورہ بالا حدیث کو مشکل سمجھا اور سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کے متعارض قرار دیا۔ لیکن یہ ان کی غلطی ہے، جس کا نتیجہ تعارض کی صورت میں نکلا۔ آپ ﷺ کا مقصود یہ ہے کہ عام شعراء جب اپنے کلام میں مردوں کے لئے سلامتی کی دعا کرتے ہیں تو وہ ”علیك السلام“ کہتے ہیں، اس لئے آپ ﷺ نے زندہ لوگوں کے لئے اس انداز کو مکروہ سمجھا۔ [ملخص از تحفۃ الاحوذی]

باب: عظم الجزء مع عظم البلاء

بڑا ثواب بڑی مشکل کی وجہ سے ہے

٣٢٥٥۔ عَنْ أَنَسٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ عِظَمَ الْجَزَاءِ مَعَ عِظَمِ الْبَلَاءِ، إِنَّ اللّٰهَ إِذَا أَحَبَّ قَوْمًا ابْتَلَاهُمْ، فَمَنْ رَضِيَ فَلَهُ الرِّضٰى، وَمَنْ سَخِطَ فَلَهُ السُّخْطُ)).

[الصحيحة:١٤٦]

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ’’بدلے میں اضافہ آزمائش میں اضافے کے ساتھ ہے (یعنی آزمائش جتنی عظیم ہوگی، اس کا بدلہ بھی اسی حساب سے عظیم ہوگا) اور اللہ تعالی جب کسی قوم کو پسند فرماتا ہے تو ان کو آزمائش سے دوچار کر دیتا ہے، پس جو اس میں صبر و رضا کا مظاہرہ کرتا ہے، اس کے لئے (اللہ کی) رضا ہے اور جو اس کی وجہ سے اللہ سے ناراضی اور برہمی کا اظہار کرتا ہے، اس کے لئے (اللہ کی) ناراضی ہے۔‘‘

تخریج: الصحیحة ١٤٦۔ ترمذی (٢٣٩٦)، ابن ماجه (٤٠٣١)، بیهقی فی الشعب (٩٧٨٢)۔

فوائد: معلوم ہوا کہ آزمائش چھوٹی ہو یا بڑی، مختصر عرصے کے لئے آئے یا طویل عرصے کے لئے، ہر صورت میں اسے اللہ تعالی کا فیصلہ سمجھ کر اس پر رضامندی کا اظہار کیا جائے۔

باب: ضغطة القبر

باب: قبر کا میت کو بھینچنے کا بیان

٣٢٥٦۔ عَنْ عَائِشَةَ مَرْفُوْعًا: ((اِنَّ لِلْقَبْرِ ضَغْطَةً، فَلَوْ نَجَا اَوْ سَلِمَ اَحَدٌ مِّنْهَا لَنَجَا سَعْدُ بْنُ مَعَاذٍ)). [الصحيحة: ١٦٩٥]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”قبر ایک دفعہ تو تنگ کرتی ہی ہے، اگر اس کے دباؤ سے کوئی نجات پاتا یا سالم رہتا تو وہ سعد بن معاذ ہوتے۔“

تخريج: الصحيحة ١٦٩٥- بغوی فی حديث علی بن الجعد (١٥٤٨)' طحاوی فی مشكل الآثار (١/ ١٠٧)' احمد (٦/ ٥٥'٩٨)' من طريق آخر عنها۔

فوائد: اللہ تعالیٰ ہم پر قبر کا یہ دباؤ آسان کردے۔ (آمین)

باب: القيام للجنازة

جنازہ کے لیے کھڑے ہونے کا بیان

٣٢٥٧۔عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ ، عَنْ اَبِيْهِ، اَنَّهٗ شَهِدَ جَنَازَةً صَلّٰى عَلَيْهَا مَرْوَانُ بْنُ الْحَكَمِ، فَذَهَبَ اَبُوْهُرَيْرَةَ مَعَ مَرْوَانَ حَتّٰى جَلَسَا فِي الْمَقْبُرَةِ، فَجَاءَ اَبُوْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيّ فَقَالَ لِمَرْوَانَ : اَرِنِيْ يَدَكَ، فَاَعْطَاهُ يَدَهُ، فَقَالَ: قُمْ فَقَامَ، ثُمَّ قَالَ مَرْوَانُ لِاَبِيْ سَعِيْدٍ: لِمَ اَقَمْتَنِيْ؟ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا رَاٰى جَنَازَةً قَامَ حَتّٰى يَمُرَّ بِهَا، وَقَالَ: ((اِنَّ لِلْمَوْتِ فَزَعًا)). فَقَالَ: مَرْوَانُ : اَصَدَقَ يَا اَبَاهُرَيْرَةَ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: فَقَالَ: مَامَنَعَكَ اَنْ تُحَدِّثَنِيْ؟ قَالَ: كُنْتَ اِمَامًافَجَلَسْتَ فَجَلَسْتُ۔ [الصحيحة: ٢٨٥٢]

علا بن عبد الرحمٰن اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ ایک جنازے میں شریک ہوئے، مروان نے نمازِ جنازہ پڑھائی اور سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور مروان قبرستان میں جا کر بیٹھ گئے۔ سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ آئے اور مروان سے کہا: مجھے اپنا ہاتھ دکھاؤ۔ انھوں نے اپنا ہاتھ انھیں تھما دیا۔ انھوں نے اسے کہا: کھڑے ہو جاؤ۔ وہ کھڑا ہو گیا۔ پھر مروان نے ابو سعید سے کہا: آپ نے مجھے کیوں کھڑا کیا ہے؟ انھوں نے جواب دیا: جب رسول اللہ ﷺ جنازہ دیکھتے تو اس کے گزر جانے تک کھڑے ہو جاتے اور فرماتے: ”موت گھبرا دینے والی ہے۔“ مروان نے (تصدیق کرتے ہوئے) کہا: اے ابو ہریرہ! کیا ابو سعید سچ کہہ رہا ہے؟ انھوں نے کہا: جی ہاں۔ مروان نے کہا: تو آپ نے مجھے یہ حدیث بیان کیوں نہ کی؟ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: آپ حاکم ہیں، آپ بیٹھ گئے اور آپ کو دیکھ کر میں بھی بیٹھ گیا۔“

تخريج: الصحيحة ٢٨٥٢- ابن خزيمة فی حديث علی بن حجر (ج ٣ رقم ٣٥)' حاكم (١/ ٣٥٦)۔

فوائد: دوسری احادیث میں بھی جنازے کے لئے کھڑے ہونے کا حکم دیا گیا ہے' لیکن یہ حکم منسوخ ہو چکا ہے' جیسا کہ سیدنا علی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جنازے میں ہمیں کھڑے ہونے کا حکم دیا' پھر اس کے بعد آپ بیٹھنے لگے اور ہمیں بھی بیٹھنے کا حکم دے دیا۔ [ابوداود' ابن ماجہ]

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: قام و قعد۔ [نسائی] یعنی: رسول اللہ ﷺ پہلے کھڑے ہوتے تھے' پھر بیٹھنے لگ گئے تھے۔

باب: خروج الروح من المؤمن

۳۲۵۸۔ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((اِنَّ الْمُؤْمِنَ يَنْزِلُ بِهِ الْمَوْتُ وَيُعَايِنُ مَا يُعَايِنُ، فَوَدَّ لَوْخَرَجَتْ. يَعْنِي نَفْسَهُ. وَاللّٰهُ يُحِبُّ لِقَاءَهُ ، وَاِنَّ الْمُؤْمِنَ يُصْعَدُ بِرُوْحِهِ اِلَى السَّمَاءِ فَتَاْتِيْهِ اَرْوَاحُ الْمُؤْمِنِيْنَ فَيَسْتَخْبِرُوْنَهُ عَنْ مَعَارِفِهِمْ مِنْ اَهْلِ الْاَرْضِ ، فَاِذَا قَالَ: تَرَكْتُ فُلَانًا فِي الدُّنْيَا اَعْجَبَهُمْ ذٰلِكَ ، وَاِذَا قَالَ: اِنَّ فُلَانًا قَدْ مَاتَ، قَالُوْا: مَاجِيْءَ بِهِ اِلَيْنَا وَاِنَّ الْمُؤْمِنَ يُجْلَسُ فِي قَبْرِهِ فَيُسْاَلُ: مَنْ رَبُّهُ؟ فَيَقُوْلُ: رَبِّيَ اللّٰهُ فَيُقَالُ: مَنْ نَبِيُّكَ؟ فَيَقُوْلُ: نَبِيِّي مُحَمَّدٌ ﷺ قَالَ: فَمَا دِيْنُكَ؟ قَالَ: دِيْنِي الْاِسْلَامُ. فَيُفْتَحُ لَهُ بَابٌ فِي قَبْرِهِ فَيَقُوْلُ اَوْيُقَالُ: اُنْظُرْ اِلَى مَجْلِسِكَ ثُمَّ يَرَى الْقَبْرَ، فَكَاَنَّمَا كَانَتْ رَقْدَةً. فَاِذَا كَانَ عَدُوًّا لِلّٰهِ نَزَلَ بِهِ الْمَوْتُ وَعَايَنَ مَاعَايَنَ ، فَاِنَّهُ لَا يُحِبُّ اَنْ تَخْرُجَ رُوْحُهُ اَبَدًا، وَاللّٰهُ يُبْغِضُ لِقَاءَهُ، فَاِذَا جُلِسَ فِي قَبْرِهِ اَوْ اُجْلِسَ، فَيُقَالُ لَهُ: مَنْ رَبُّكَ ؟ فَيَقُوْلُ: لَا اَدْرِي! فَيُقَالُ: لَادَرَيْتَ. فَيُفْتَحُ لَهُ بَابٌ مِنْ جَهَنَّمَ، ثُمَّ يُضْرَبُ ضَرْبَةً تَسْمَعُ كُلُّ دَابَّةٍ اِلَّا الثَّقَلَيْنِ، ثُمَّ يُقَالُ لَهُ: نَمْ كَمَا يَنَامُ الْمَنْهُوْشُ. فَقُلْتُ لِاَبِي هُرَيْرَةَ، مَاالْمَنْهُوْشُ؟ قَالَ: اَلَّذِي يَنْهَشُهُ الدَّوَابُّ وَالْحَيَّاتُ. ثُمَّ يُضَيَّقُ عَلَيْهِ قَبْرُهُ)). [الصحيحة: ۲٦۲۸]

مومن کی روح کے نکلنے کا بیان

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب مومن پر عالمِ نزع طاری ہوتا ہے تو وہ مختلف حقائق کا مشاہدہ کر کے یہ پسند کرتا ہے کہ اب میری روح نکل جائے اور اللہ تعالی بھی اس کی ملاقات کو پسند کرتے ہیں۔ مومن کی روح آسمان کی طرف بلند ہوتی ہے اور (فوت شدگان) مومنوں کی ارواح کے پاس پہنچ جاتی ہے۔ وہ اس سے اپنے جاننے پہچاننے والوں کے بارے میں دریافت کرتی ہیں۔ جب وہ روح جواب دیتی ہے کہ فلاں تو ابھی تک دنیا میں ہی تھا (یعنی ابھی تک فوت نہیں ہوا) تو وہ خوش ہوتی ہیں اور جب وہ جواب دیتی ہے کہ (جس آدمی کے بارے میں تم پوچھ رہی ہو) وہ تو مر چکا ہے، تو وہ کہتی ہیں: اسے ہمارے پاس نہیں لایا گیا (اس کا مطلب یہ ہوا کہ اسے جہنم میں لے جایا گیا ہے)۔ مومن کو قبر میں بٹھا دیا جاتا ہے اور اس سے سوال کیا جاتا ہے کہ تیرا رب کون ہے؟ وہ جواب دیتا ہے: میرا رب اللہ ہے۔ پھر کہا جاتا ہے کہ تیرا نبی کون ہے؟ وہ جواب دیتا ہے: میرے نبی محمد ﷺ ہیں۔ پھر سوال کیا جاتا ہے کہ تیرا دین کیا ہے؟ وہ جواب دیتا ہے: میرا دین اسلام ہے۔ (ان سوالات و جوابات کے بعد) اس کی قبر میں ایک دروازہ کھولا جاتا ہے اور اسے کہا جاتا ہے کہ اپنے ٹھکانے کی طرف دیکھ۔ وہ اپنی قبر کی طرف دیکھتا ہے، پھر گویا کہ نیند طاری ہو جاتی ہے۔ جب اللہ کے دشمن پر عالم نزع طاری ہوتا ہے اور مختلف حقائق کا مشاہدہ کرتا ہے تو وہ نہیں چاہتا کہ اس کی روح نکلے اور اللہ تعالی بھی اس کی ملاقات کو ناپسند کرتا ہے۔ جب اسے قبر میں بٹھا دیا جاتا ہے تو پوچھا جاتا ہے کہ تیرا رب کون ہے؟ وہ جواب دیتا ہے: میں تو نہیں جانتا۔ اسے کہا جاتا ہے: تو نے جانا ہی نہیں۔ پھر (اس کی قبر میں) جہنم سے دروازہ کھولا جاتا ہے اور اسے ایسی ضرب

لگائی جاتی ہے کہ جن وانس کے علاوہ ہر چوپایہ اس کو سنتا ہے۔ پھر اسے کہا جاتا ہے کہ منہوش کی نیند سو جا"۔ میں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا: منہوش سے کیا مراد ہے؟ انھوں نے کہا: منہوش سے مراد وہ آدمی ہے جسے کیڑے مکوڑے اور سانپ ڈستے اور نوچتے رہتے ہیں۔ "پھر اس پر اس کی قبر تنگ کر دی جاتی ہے۔"

تخریج: الصحیحۃ ۲۶۲۸۔ البزار (الکشف :۸۷۴)۔

فوائد: جو کچھ اس حدیث میں بیان ہوا وہ عین حق ہے' کسی کو اس مسئلہ میں غور وخوض کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ اللہ تعالی اول الذکر سعادت مندوں میں ہمارا شمار فرمائے۔ اور ان سزا یافتہ لوگوں میں ہمیں شامل نہ فرمائے۔ (آمین)

باب :الانبیاء اشد الناس بلاءً

لوگوں میں انبیاء کرام پر سب سے کڑی مصیبتیں آتی ہیں

۳۲۵۹۔ عَنْ اَبِي عُبَيْدَةَ حُذَيْفَةَ، عَنْ عَمَّتِهِ فَاطِمَةَ اَنَّهَا قَالَتْ: اَتَيْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَعُوْدُهُ فِي نِسَائِهِ، فَاِذَا سَقَاءٌ مُعَلَّقٌ نَحْوَهُ، يَقْطُرُ مَائُوهُ عَلَيْهِ مِنْ شِدَّةِ مَا يَجِدُ مِنْ حَرِّ الْحُمّٰى، قُلْنَا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! لَوْدَعَوْتَ اللّٰهَ فَشَفَاكَ۔ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّ مِنْ اَشَدِّ النَّاسِ بَلَاءً الْاَنْبِيَاءُ، ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ، ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ، ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ)). [الصحيحة:١٤٥]

ابو عبیدہ بن حذیفہ اپنی پھوپھی فاطمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا: ہم رسول اللہ ﷺ کی تیمار داری کرنے کے لئے گئیں، آپ ﷺ اپنی بیویوں میں تشریف فرما تھے، آپ ﷺ کے اوپر ایک مشکیزہ لٹکا ہوا تھا، بخار کی حرارت کی وجہ سے اس کے قطرے آپ ﷺ پر ٹپک رہے تھے۔ ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! اگر آپ اللہ تعالی سے شفا کی دعا کریں تو وہ آپ کو شفا دے دے گا۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "لوگوں میں سے انبیاء پر سب سے کڑی آزمائشیں آتی ہیں، پھر ان پر جو مرتبے میں ان کے قریب ہوتے ہیں، پھر ان پر جو ان کے قریب ہوتے ہیں، پھر ان پر جو ان کے قریب ہوتے ہیں۔"

تخریج: الصحیحۃ ۱۴۵۔ احمد (۶/ ۳۶۹)' الحاملی فی الامال (۳/ ۴۴/ ۲)' وقد تقدم برقم (۸۵)۔

باب :اهمية الحجم

سینگی لگوانے کی اہمیت کا بیان

۳۲۶۰۔عَنْ سَمُرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّهُ قَالَ: ((اِنَّ خَيْرَ مَا تُدَاوِيَ بِهِ النَّاسُ، اَلْحَجْمُ)). [الصحيحة:١١٧٦]

سیدہ سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "سب سے بہترین چیز، جس سے لوگ علاج کرتے ہیں، سینگی لگوانا ہے۔"

تخریج: الصحیحۃ ۱۱۷۶۔ احمد (۵/ ۱۵'۹)' نسائی فی الکبیر (۷۵۹۶)' حاکم (۴/ ۲۰۸)' البزار (الکشف :۱۲۱۶)' تقدم برقم (۲۳۰۸)۔

فوائد: سینگی لگانے سے فاسد خون خارج ہو جاتا ہے اور انسان کی طبیعت ہشاش بشاش ہو جاتی ہے۔"الطب والعیادۃ" کے باب میں کئی احادیث میں سینگی لگانے کا حکم دیا گیا۔

باب: تعذیب المیت ببکاء اھلہ

میت کے گھر والوں کے رونے کی وجہ سے میت کو عذاب ہونے کا بیان

۳۲۶۱۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ اَبِيْ مُلَيْكَةَ، قَالَ: كُنْتُ عِنْدَعَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، وَنَحْنُ نَنْتَظِرُ جَنَازَةَ اُمِّ اَبَانَ ابْنَةِ عُثْمَانَ ابْنِ عَفَّانَ ، وَعِنْدَهُ عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ، فَجَاءَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَقُوْدُهُ قَائِدٌ، قَالَ: فَاَرَاهُ اَخْبَرَهُ بِمَكَانِ ابْنِ عُمَرَ، فَجَاءَ حَتّٰى جَلَسَ اِلٰى جَنْبِيْ، وَكُنْتُ بَيْنَهُمَا، فَاِذَا صَوْتٌ مِّنَ الدَّارِ، فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((اِنَّ الْمَيِّتَ لَيُعَذَّبُ بِبُكَاءِ اَهْلِهِ عَلَيْهِ)). فَاَرْسَلَهَا عَبْدُاللّٰهِ مُرْسَلَةً۔ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: كُنَّا مَعَ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ عُمَرَ، حَتّٰى اِذَا كُنَّا بِالْبَيْدَاءِ، اِذَا هُوَ بِرَجُلٍ نَازِلٍ فِيْ ظِلِّ شَجَرَةٍ، فَقَالَ لِيْ: اِنْطَلِقْ فَاعْلَمْ مَنْ ذَاكَ؟ فَانْطَلَقْتُ، فَاِذَا وَهُوَ صُهَيْبٌ، فَرَجَعْتُ اِلَيْهِ فَقُلْتُ: اِنَّكَ اَمَرْتَنِيْ اَنْ اَعْلَمَ لَكَ مَنْ ذَاكَ؟ وَاَنَّهُ صُهَيْبٌ فَقَالَ: مُرْهُ فَلْيُلْحِقْ بِنَا۔ فَقُلْتُ: اِنَّ مَعَهُ اَهْلَهُ! قَالَ: وَاِنْ كَانَ مَعَهُ اَهْلُهُ۔ وَرُبَّمَا قَالَ اَيُّوْبُ مَرَّةً: فَلْيُلْحِقْ بِنَا ـ! فَلَمَّا بَلَغْنَا الْمَدِيْنَةَ، لَمْ يَلْبَثْ اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْ اُصِيْبَ، فَجَاءَ صُهَيْبٌ ، فَقَالَ: وَا اَخَاهُ! وَا صَاحِبَاهُ! فَقَالَ عُمَرُ: اَلَمْ تَعْلَمْ۔ اَوْ لَمْ تَسْمَعْ۔ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّ الْمَيِّتَ لَيُعَذَّبُ بِبُكَاءِ اَهْلِهِ عَلَيْهِ))؟ اَفَاَمَّا عَبْدُاللّٰهِ فَاَرْسَلَهَا مُرْسَلَةً ، وَاَمَّا عُمَرُ فَقَالَ: ((بِبَعْضِ بُكَا......)). فَاَتَيْتُ عَائِشَةَ ۔ رَضِيَ اللّٰهُ

عبد اللہ بن ابو ملیکہ کہتے ہیں: میں سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے پاس تھا، ہم ام ابان بنت عثمان بن عفان کے جنازے کا انتظار کر رہے تھے، عمرو بن عثمان بھی آپ کے پاس تھے، اتنے میں سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ ایک رہنما کی رہنمائی میں تشریف لے آئے۔ میرا خیال ہے کہ ان کے رہنما نے انھیں سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں بتلایا۔ وہ آگے بڑھے اور میرے ساتھ بیٹھ گئے۔ اب میں سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ اور سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کے درمیان آ گیا۔ گھر سے (رونے کی) آواز آئی، عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ: ''میت کو اس پر اس کے اہل و عیال کے رونے کی وجہ سے عذاب ہوتا ہے۔'' سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم امیر المؤمنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک سفر میں تھے، جب بیدا مقام پر پہنچے تو آپ رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کو ایک درخت کے سائے میں دیکھا اور مجھے حکم دیا کہ چلو اور دیکھ کر آؤ کہ یہ آدمی کون ہے؟ میں گیا اور دیکھا کہ وہ صہیب ہے، واپس پلٹا اور آپ کو بتلایا کہ وہ صہیب ہے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اسے کہو کہ ہمارے ساتھ آ جائے۔ میں نے کہا کہ ان کے ساتھ بیوی بچے بھی ہیں۔ آپ نے فرمایا: بیشک بیوی بچے ہوں، بس اسے ہمارے ساتھ مل جانا چاہیے۔ جب ہم مدینہ پہنچے تو تھوڑے ہی دنوں کے بعد امیر المؤمنین پر قاتلانہ حملہ کر دیا گیا۔ صہیب آئے اور کہا: ہائے میرے بھائی! ہائے میرے ساتھی! سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا تو نے رسول اللہ ﷺ کی یہ حدیث نہیں سنی کہ: ''میت کو اس پر اس کے اہل و عیال کے رونے کی وجہ سے

عَنْهَا۔ فَذَكَرْتُ لَهَا قَوْلَ عُمَرَ؟ فَقَالَتْ: لَا وَاللّٰهِ! مَا قَالَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، اِنَّ الْمَيِّتَ يُعَذَّبُ بِبُكَاءِ اَحَدٍ! وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اِنَّ الْكَافِرَ لَيَزِيْدُهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ بِبُكَاءِ اَهْلِهِ عَذَابًا)) [قَالَتْ]: وَاِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ اَضْحَكَ وَاَبْكٰى، ﴿وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى﴾![فاطر: ١٨]، قَالَ اَيُّوْبُ : وَقَالَ ابْنُ اَبِي مُلَيْكَةَ: حَدَّثَنِي الْقَاسِمُ، قَالَ: لَمَّا بَلَغَ عَائِشَةَ۔ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا۔قَوْلُ عُمَرَ وَابْنِ عُمَرَ، قَالَتْ: اِنَّكُمْ لَتُحَدِّثُوْنِيْ عَنْ غَيْرِ كَاذِبِيْنَ، وَلَا مُكَذِّبِيْنَ، وَلٰكِنِ السَّمْعَ يُخْطِيءُ۔

عذاب ہوتا ہے۔'' (یہ سن کر) میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آیا اور سیدنا عمر ﷺ کی بیان کردہ حدیث ان کے سامنے رکھی۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اللہ کی قسم کی رسول اللہ ﷺ نے ایسی کوئی حدیث بیان نہیں کی کہ میت کو کسی کے رونے کی وجہ سے عذاب ہوتا ہے، رسول اللہ ﷺ نے تو یہ فرمایا تھا کہ: ''اللہ تعالی کافر کے عذاب میں اس پر اس کے اہل و عیال کے رونے کی وجہ سے اضافہ کرتے ہیں۔'' پھر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: وہی اللہ ہے جو ہنساتا اور رلاتا ہے ﴿اور کوئی بوجھ اٹھانے والا دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔﴾ جبکہ ایوب کی روایت' جو انھوں نے ابن ابوملیکہ سے اور انھوں نے قاسم سے روایت کی' میں ہے کہ جب سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو سیدنا عمر ﷺ اور سیدنا عبد اللہ بن عمر ﷺ کی حدیث کا پتہ چلا تو انھوں نے کہا: جن صحابہ سے تم مجھے احادیث بیان کر رہے ہو یہ نہ جھوٹے تھے اور نہ جھٹلائے گئے ہیں، لیکن سننے میں غلطی لگ سکتی ہے۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۵۱۱۔ بخاری (۱۲۸۷' ۱۲۸۸)' مسلم (۹۲۸' ۹۲۹)' احمد (۱/ ۴۱' ۴۲)' ابن حبان (۳۱۳۶)۔

فوائد: (ان المیت لیعذب ببکاء اھلہ علیہ.) یعنی: بیشک میت کو اس پر رونے کی وجہ سے عذاب ہوتا ہے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس حدیث کو سیدنا عمر ﷺ کی بھول چوک کا نتیجہ قرار دیا' حالانکہ بات اس طرح نہیں ہے۔ دراصل سیدہ کو اس حدیث کا علم نہیں تھا۔ یہی حدیث اسی مفہوم میں سیدنا عبد اللہ بن عمر اور سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہما سے بھی مروی ہے۔

لیکن یہ سوال اپنی جگہ پر برقرار ہے کہ اس میں میت کا کیا قصور ہے کہ نوحہ کرنے والوں کی وجہ سے اس کو عذاب میں مبتلا کر دیا جائے۔ قرآن مجید کا بھی قانون ہے کہ نیک یا بد اعمال میں کوئی کسی کا ذمہ دار نہیں ہوگا۔ اس چیز کو سامنے رکھ کر علمائے اسلام نے اس حدیث کے اشکال کو یوں دور کیا ہے:

مرنے والے کے سامنے اس کے گھر میں مردوں پر نوحہ کیا جاتا ہو اور اس نے اپنے گھر میں اس برے طریقے کو برقرار رکھا ہو اور خود بھی واویلا کر کے اسے رواج دیا ہو یا میت نوحہ کرنے کی وصیت کر گئی ہے۔ ان دو صورتوں میں مردہ واقعی اپنے اوپر کئے جانے والے نوحہ کے جرم کا ذمہ دار ٹھہرے گا' کیونکہ یہ اس کا اپنا فعل تصور ہوگا۔

اگر درج بالا دونوں صورتیں نہ ہوں تو ان شاء اللہ اس کو نوحہ کی وجہ عذاب نہیں ہوگا۔ واللہ اعلم بالصواب

باب: الصلاة على الميت بعد التدفين

تدفین کے بعد میت پر نماز پڑھنے کا بیان

٣٢٦٢۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ : اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ ((صَلّٰى عَلٰى مَيِّتٍ بَعْدَ مَوْتِهِ بِثَلَاثٍ)).

سیدنا عبداللہ بن عباس ﷺ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک میت پر اس کی موت سے تین دن بعد نماز جنازہ پڑھی۔

تخریج: الصحيحة ٣٠٣١- دار قطنی (٢/ ٧٨)' بیهقی (٤/ ٤٦)' خطیب فی تاریخه (٧/ ٤٥٥)۔

فوائد: دفنانے کے بعد بھی نماز جنازہ پڑھی جا سکتی ہے' اگرچہ تھوڑے دن گزرے ہوں یا زیادہ اور پہلے نماز جنازہ ادا کی جا چکی ہو یا نہیں۔ جیسا کہ آپ ﷺ نے جنگ احد میں شہید ہونے والوں پر آٹھ سال بعد نماز جنازہ پڑھی [بخاری' مسلم] سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے بیان کے مطابق آپ ﷺ کے عہد میں ایک آدمی رات کو فوت ہو گیا' صحابہ نے آپ ﷺ کو خبر نہ دی اور اس کی نماز جنازہ ادا کر کے اسے دفنا دیا۔ جب صبح کو آپ ﷺ کو علم ہوا تو آپ نے صحابہ سمیت قبر پر اس کی دوبارہ نماز جنازہ پڑھائی۔ [بخاری' مسلم] اسی طرح مسجد میں جھاڑو دینے والی خاتون کا واقعہ ہے کہ آپ ﷺ نے بعد میں اس کی قبر پر اس کی نماز جنازہ پڑھائی۔ [بخاری' مسلم]

معلوم ہوا کہ ایک سے زائد دفعہ اور دفنانے کے بعد بھی نماز جنازہ پڑھی جا سکتی ہے۔

باب: اهمية الاستعاذة من عذاب القبر و من الفتن

فتنوں اور عذاب قبر سے پناہ مانگنے کی اہمیت کا بیان

٣٢٦٣- عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ، قَالَ: بَيْنَمَا النَّبِيُّ ﷺ فِي حَائِطٍ لِبَنِي النَّجَّارِ عَلَى بَغْلَةٍ لَهُ- وَنَحْنُ مَعَهُ-، إِذْ حَادَتْ بِهِ، فَكَادَتْ تُلْقِيهِ، وَإِذَا أَقْبُرٌ سِتَّةٌ أَوْ خَمْسَةٌ أَوْ أَرْبَعَةٌ - شَكَّ الْجُرَيْرُ-، فَقَالَ: مَنْ يَعْرِفُ أَصْحَابَ هٰذِهِ الْأَقْبُرِ؟ فَقَالَ رَجُلٌ: أَنَا - وَقَالَ: فَمَتَى مَاتَ هٰؤُلَاءِ؟ قَالَ: مَاتُوا فِي الْإِشْرَاكِ، فَقَالَ: ((إِنَّ هٰذِهِ الْأُمَّةَ تُبْتَلَى فِي قُبُورِهَا، فَلَوْلَا أَنْ لَا تَدَافَنُوا، لَدَعَوْتُ اللّٰهَ أَنْ يُسْمِعَكُمْ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ الَّذِي أَسْمَعُ مِنْهُ، قَالَ زَيْدٌ: ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ، فَقَالَ: تَعَوَّذُوا بِاللّٰهِ مِنْ عَذَابِ النَّارِ. قَالُوا نَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ عَذَابِ النَّارِ. فَقَالَ: تَعَوَّذُوا بِاللّٰهِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ. قَالُوا: نَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ. قَالَ: تَعَوَّذُوا بِاللّٰهِ مِنَ الْفِتَنِ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ. قَالُوا نَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الْفِتَنِ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ. قَالَ: تَعَوَّذُوا بِاللّٰهِ مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ. قَالُوا: نَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ)).

سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ بنو نجار کے ایک باغ میں اپنے خچر پر سوار جا رہے تھے، اچانک خچر بدک گیا اور قریب تھا کہ آپ ﷺ گر جائیں۔ راوی حدیث جریر کے شک کے مطابق ادھر چار یا پانچ یا چھ قبریں تھیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ان قبر والوں کو کون جانتا ہے؟'' ایک آدمی نے کہا: میں جانتا ہوں۔ آپ ﷺ نے پوچھا: ''یہ لوگ کب مرے تھے؟'' اس نے کہا: شرک کی حالت میں۔ (یہ سن کر) آپ ﷺ نے فرمایا: ''(انسانوں کی) امت کو قبروں میں آزمایا جاتا ہے اور اگر تمہارے دفن نہ کرنے کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں اللہ تعالی سے دعا کرتا کہ جو عذاب قبر میں سنتا ہوں وہ تمہیں بھی سنا دے۔'' سیدنا زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: پھر آپ ﷺ ہماری طرف متوجہ ہوئے اور کہا: ''اللہ تعالی کی پناہ طلب کرو عذابِ قبر سے۔'' ہم نے کہا: ہم عذاب قبر سے بچنے کے لئے اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتے ہیں۔ آپ ﷺ نے پھر فرمایا: ''عذابِ قبر سے اللہ تعالی کی پناہ طلب کرو۔'' ہم نے کہا: ہم عذاب قبر سے اللہ کی پناہ طلب کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے پھر فرمایا: ''ظاہری اور باطنی فتنوں سے اللہ کی پناہ طلب کرو۔'' ہم نے کہا: ہم ظاہری اور باطنی فتنوں سے بچنے کے لئے اللہ تعالی کی پناہ طلب کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے پھر فرمایا: ''دجال کے

فتنے سے اللہ کی پناہ طلب کرو۔" ہم نے کہا: ہم دجال کے فتنے سے اللہ تعالی کی پناہ چاہتے ہیں۔

تخریج: الصحیحة ۱۵۹۔ مسلم (۲۸۶۷)، احمد (۵/ ۱۹۰)۔

باب: من الطب النبوی

باب:

٣٢٦٤۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعًا: ((اِنَّ هٰذِهِ الْحَبَّةِ السَّوْدَاءِ شِفَاءٌ مِّنْ كُلِّ دَاءٍ اِلَّا السَّامَ)). [الصحيحة: ١٠٦٩]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "بیشک اس کالے دانے (کلونجی) میں موت کے علاوہ ہر بیماری کا علاج ہے۔"

تخریج: الصحیحة ۱۰۶۹۔ ابوداؤد الطیالسی (۲۴۶۰)، احمد (۲/ ۲۶۸، ۵۳۸)، ابن راھویه فی مسنده (۱۲۳)، و قد تقدم من طریق آخر عنه (۲۳۲۱)۔

فوائد: ہمیں چاہئے کہ نبی کریم ﷺ کی حکمت و دانائی سے استفادہ کرتے ہوئے اپنے گھروں میں ایسی مبارک چیزوں کا استعمال مستقل طور پر کریں۔

باب: اشد الناس بلاءً الانبیاء ثم الصالحون

سب سے سخت مشکلات انبیاء پر پھر صالح لوگوں پر ہوتی ہیں

٣٢٦٥۔ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ يُوْعَكُ، فَوَضَعْتُ يَدَيَّ عَلَيْهِ، فَوَجَدْتُ حَرَّهُ بَيْنَ يَدَيَّ فَوْقَ اللِّحَافِ، فَقُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! مَا اَشَدُّهَا عَلَيْكَ! قَالَ: ((اِنَّا كَذٰلِكَ يُضَعَّفُ لَنَا الْبَلَاءُ وَيُضَعَّفُ لَنَا الْاَجْرُ)). قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اَيُّ النَّاسِ اَشَدُّ بَلَاءً؟ قَالَ: ((اَلْاَنْبِيَاءُ ثُمَّ الصَّالِحُوْنَ، اِنْ كَانَ اَحَدُهُمْ لَيُبْتَلٰي بِالْفَقْرِ حَتّٰى مَايَجِدُ اَحَدُهُمْ اِلَّا الْعَبَاءَةِ الَّتِيْ يَحْوِيْهَا، وَاِنْ كَانَ اَحَدُهُمْ لَيَفْرَحُ بِالْبَلَاءِ كَمَا يَفْرَحُ اَحَدُكُمْ بِالرَّخَاءِ)). [الصحيحة ١٤٤]

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نبی کریم ﷺ کے پاس گیا، آپ شدید بخار میں مبتلا تھے، میں نے اپنا ہاتھ آپ ﷺ پر رکھا، لحاف کے اوپر سے مجھے حرارت محسوس ہوئی۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ کو اتنا سخت بخار ہے! آپ ﷺ نے فرمایا: "ہمارے حق میں جہاں آزمائش دوگنا ہوتی ہے وہاں اجر بھی دوگنا ہوتا ہے۔" میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کن لوگوں پر آزمائش سب سے سخت ہوتی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "انبیاء پر اور ان کے بعد نیکوکار لوگوں پر، بسا اوقات ان پر فقر و فاقہ کی ایسی کڑی آزمائش پڑتی ہے کہ جسم ڈھانپنے کے لئے ایک چوغہ کے علاوہ کسی چیز کے مالک نہیں ہوتے، لیکن یہ لوگ ابتلا و امتحان پر اتنے ہی خوش ہوتے ہیں جتنا کہ خوشحالی پر۔"

تخریج: الصحیحة ۱۴۴۔ ابن ماجه (۴۰۲۴)، ابن سعد (۲/ ۲۰۸)، حاکم (۴/ ۳۰۷)۔

فوائد: معلوم ہوا کہ غربت کو اللہ تعالی کی ناراضگی کی علامت نہ سمجھا جائے، بلکہ یہ ایک کڑی آزمائش ہے، جس میں صبر کرنے والے ہی

کامیاب ہو سکتے ہیں۔

باب: النهي عن الأذى لصاحب القبر

۳۲۶۶۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ، قَالَ: رَآنِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى قَبْرٍ فَقَالَ: ((اَنْزِلْ عَنِ الْقَبْرِ، لَاتُؤْذِ صَاحِبَ هٰذَا الْقَبْرِ)).

[الصحيحة: ۲۹۶۰]

میت کو تکلیف دینے کی ممانعت کا بیان

سیدنا عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: مجھے رسول اللہ ﷺ نے ایک قبر پر دیکھ کر فرمایا: ''قبر سے نیچے اتر آؤ، اس قبر والے کو تکلیف نہ دو۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۹۶۰۔ احمد (اطراف المسند: ۶۷۹۰ واتحاف المهرة: ۱۲/ ۳۶۵)' طحاوی (۱/ ۵۱۵)' ابو نعیم فی المعرفة (۵۲۲۲)' ابن الاثیر فی اسدالغابة (۳/ ۲۱۲)۔

باب: دموع النبي

۳۲۶۷۔ عَنْ مَحْمُوْدِ بْنِ لَبِيْدٍ، قَالَ: اِنْكَسَفَتِ الشَّمْسُ يَوْمَ مَاتَ اِبْرَاهِيْمُ ابْنُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ: وَدَمَعَتْ عَيْنَاهُ فَقَالُوْا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ تَبْكِي وَاَنْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ، تَدْمَعُ الْعَيْنُ، وَيَخْشَعُ الْقَلْبُ، وَلَا نَقُوْلُ مَايُسْخِطُ الرَّبَّ، وَاللّٰهِ يَا اِبْرَاهِيْمُ اِنَّابِكَ لَمَحْزُوْنُوْنَ)).

[الصحيحة: ۱۷۳۲]

نبیؐ کے آنسو کا بیان

سیدنا محمود بن لبید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جس دن رسول اللہ ﷺ کے بیٹے ابراہیم فوت ہوئے' اس دن سورج کو گرہن لگ گیا تھا۔ آپ ﷺ کی آنکھیں اشکبار تھیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! رسول اللہ ہونے کے باوجود آپ بھی رو رہے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں تو بشر ہی ہوں، آنکھوں سے آنسو جاری ہیں، دل عاجزی و انکساری کی کیفیت میں ہے، لیکن ہم کوئی ایسی بات نہیں کریں گے جو ربّ کو ناراض کر دے۔ اے ابراہیم! بخدا! ہم تیرے (بچھڑنے کی) وجہ سے غم زدہ ہیں۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۷۳۲۔ ابن سعد فی الطبقات (۱/ ۱۴۲)۔

فوائد: رونے اور نوحہ کرنے میں فرق ہے' جس کی وضاحت آپ ﷺ نے خود فرما دی کہ رونے کے دوران زبان سے کوئی ایسا کلمہ نہیں کہا جائے گا جو اللہ تعالی کی ناراضگی کا سبب بنے۔ جب کوئی چیخ و پکار کرتا ہے' اول فول بکتا ہے' واویلا کرتا ہے' بین کرتا ہے وغیرہ وغیرہ تو ایسے انداز کو نوحہ کہتے ہیں۔

باب: المثل الطيب للمؤمن في المرض

۳۲۶۸۔ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ زُهْرٍ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اِنَّمَا مَثَلُ الْعَبْدِ الْمُؤْمِنِ حِيْنَ يُصِيْبُهُ الْوَعْكُ اَوِ الْحُمّٰى كَمَثَلِ حَدِيْدَةٍ

بیماری میں مؤمن کی عمدہ مثال کا بیان

سیدنا عبد الرحمٰن بن ازہر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مؤمن بندے کی مثال، جب وہ بخار میں مبتلا ہو جاتا ہے، اس لوہے کی طرح ہے جسے آگ میں پھینک دیا جاتا ہے، جس کی

تَدْخُلُ النَّارَ، فَيَذْهَبُ خَبَثُهَا، وَيَبْقَى طَيِّبُهَا)).

[الصحيحة:١٧١٤]

وجہ سے اس کا کھوٹ ختم ہو جاتا ہے اور کارآمد حصہ باقی رہ جاتا ہے۔"

تخریج: الصحیحة ۱۷۱۴۔ حاکم (۱/ ۳۴۸)، البزار (الکشف:۷۵۶)، و البحر (۳۴۵۶)، ابن عساکر (۳۶/ ۱۳۰)۔

باب: شدة المرض كفارة لخطايا

بیماری کی سختی گناہوں کا کفارہ ہے

٣٢٦٩۔ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ بَعْضِ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ وَيَحْسِبُهَا عَائِشَةَ، قَالَتْ: مَرِضَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَرَضًا اِشْتَدَّ مِنْهُ ضَجَرُهُ أَوْ وَجَعُهُ، قَالَتْ: فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنَّكَ لَتَجْزَعُ أَوْضَجِرَ، لَوْ فَعَلَتْهُ اِمْرَأَةٌ مِنَّا عَجِبْتَ مِنْهَا، قَالَ: ((أَوَ مَاعَلِمْتِ أَنَّ لِمُؤْمِنٍ يُشَدَّدُ عَلَيْهِ لِيَكُوْنَ كَفَّارَةً لِّخَطَايَاهُ)).

[الصحيحة:١١٠٣]

سیدنا ابو بردہ رضی اللہ عنہ نبی کریم کی کسی بیوی، غالبًا وہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا تھیں، سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بیمار ہو گئے، اس بیماری سے آپ ﷺ کو شدید گھٹن اور تکلیف ہوئی۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ گھبرا رہے ہیں اور بے تاب ہو رہے ہیں، اگر میں ایسا کرتی تو آپ مجھ پر تعجب کرتے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "کیا تجھے یہ علم نہیں ہے کہ مؤمن پر تکلیف اس لئے سخت ہوتی ہے تا کہ اس کے گناہوں کا کفارہ بن جائے۔"

تخریج: الصحیحة ۱۱۰۳۔ ابن سعد فی الطبقات (۲/ ۲۰۷)، ابن ابی فی المرض والکفارات (۲۳۸)، حاکم (۱/ ۳۴۶)، بیھقی فی الشعب (۹۷۸۱)، من طریق آخر عنھا بمعناہ۔

فوائد: چونکہ آپ ﷺ شدید تکلیف میں مبتلا تھے، اس لئے شدید گھٹن، تنگی اور تکلیف محسوس کر رہے تھے۔

باب: من اشد الناس بلاء؟

باب: سب سے سخت آزمائش والے لوگ کون ہیں

٣٢٧٠۔ عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: قُلْتُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ: أَيُّ النَّاسِ أَشَدُّ بَلَاءً؟ قَالَ: فَقَالَ: ((الْأَنْبِيَاءُ، ثُمَّ الْأَمْثَلُ فَالْأَمْثَلُ، يُبْتَلَى الرَّجُلُ عَلَى حَسَبِ (وَفِي رِوَايَةٍ: قَدْرِ) دِيْنِهِ، فَإِنْ كَانَ دِيْنُهُ صُلْبًا، اِشْتَدَّ بَلَاؤُهُ، وَإِنْ كَانَ فِي دِيْنِهِ رِقَّةٌ، اُبْتُلِيَ عَلَى حَسَبِ دِيْنِهِ، فَمَا يَبْرَحُ الْبَلَاءُ بِالْعَبْدِ، حَتَّى يَتْرُكَهُ يَمْشِي عَلَى الْأَرْضِ مَا عَلَيْهِ خَطِيئَةٌ)).

[الصحيحة: ١٤٣]

مصعب بن سعد اپنے باپ سیدنا سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، انھوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ کن لوگوں پر آزمائشیں سخت ہوتی ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "انبیاء پر، ان کے بعد نیکی میں سب سے افضل آدمی پر، ہر آدمی کو اس کے دین کے مطابق آزمایا جاتا ہے۔ اگر کوئی دین میں مضبوط ہے تو ابتلا و امتحان سخت ہوگا اور اگر دین میں کمزوری ہے تو اسی کے مطابق آزمائش ہوگی۔ آدمی پر آزمائشوں کا سلسلہ جاری رہتا ہے یہاں تک کہ وہ زمین پر اس حال میں چل رہا ہوتا ہے کہ اس پر کوئی گناہ نہیں ہوتا۔"

تخریج: الصحیحة ۱۴۳۔ ترمذی (۲۳۹۸)، ابن ماجہ (۴۰۲۳)، احمد (۱/ ۱۷۲، ۱۷۴)، حاکم (۱/ ۴۰، ۴۱)۔

باب: الدعاء لأهل القبور بالليل

۳۲۷۱۔ عَنْ عَائِشَةَ ، اَنَّهَا قَالَتْ: خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ذَاتَ لَيْلَةٍ ، فَاَرْسَلْتُ بَرِيْرَةً فِيْ اَثَرِهٖ لِتَنْظُرَ اَيْنَ ذَهَبَ، قَالَتْ: فَسَلَكَ نَحْوَ بَقِيْعِ الْغَرْقَدِ، فَوَقَفَ فِيْ اَدْنَى الْبَقِيْعِ، ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ، ثُمَّ انْصَرَفَ، فَرَجَعَتْ اِلَيَّ بَرِيْرَةُ، فَاَخْبَرَتْنِيْ، فَلَمَّا اَصْبَحْتُ سَاَلْتُهٗ؟ فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَيْنَ خَرَجْتَ اللَّيْلَةَ؟ قَالَ: ((**بُعِثْتُ اِلٰى اَهْلِ الْبَقِيْعِ لِاُصَلِّيَ عَلَيْهِمْ**)). [الصحيحة: ۱۷۷٤]

فوت شدگان کے لیے رات کو دعائیں کرنے کا بیان

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: رسول اللہ ﷺ ایک رات کو گھر سے نکلے، میں نے بریرہ کو آپ ﷺ کے پیچھے بھیج دیا تا کہ وہ دیکھ سکے کہ آپ ﷺ کہاں جا رہے ہیں۔ اس نے واپس آ کر مجھے یہ خبر دی کہ آپ ﷺ بقیع الغرقد (ایک قبرستان) کی طرف گئے، وہاں بقیع کی نشیبی جگہ میں کھڑے ہو گئے، پھر ہاتھ اٹھا کر (دعا مانگی) اور واپس پلٹ آئے۔ بوقت صبح میں نے خود آپ ﷺ سے پوچھا کہ گزشتہ رات آپ کہاں چلے گئے تھے؟ آپ ﷺ نے جواب دیا: ”مجھے بقیع قبرستان والوں کی طرف بھیجا گیا تا کہ ان کے لئے دعائے رحمت کروں۔“

تخریج: الصحیحة ۱۷۷۴۔ احمد (۶/ ۹۲)، مالك فی الموطا (۱/ ۲۴۲)، نسائی (۲۰۴۰)، ابن حبان (۳۷۴۸)۔

فوائد: معلوم ہوا کہ رات کو بھی قبرستان جا کر اہل مقبرہ کے لئے دعائیں کی جا سکتی ہیں۔

باب: ماذا يقول اذا مر بقبر كافر

۳۲۷۲۔ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ اَبِيْهِ، قَالَ: جَاءَ اَعْرَابِيٌّ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: اِنَّ اَبِيْ كَانَ يَصِلُ الرَّحِمَ، وَكَانَ ، وَكَانَ، فَاَيْنَ هُوَ؟ قَالَ: ((**فِي النَّارِ**)). فَكَاَنَّ الْاَعْرَابِيَّ وَجَدَ مِنْ ذٰلِكَ، فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! فَاَيْنَ اَبُوْكَ؟ قَالَ: ((**حَيْثُمَا مَرَرْتَ بِقَبْرِ كَافِرٍ، فَبَشِّرْهُ بِالنَّارِ**)). قَالَ: فَاَسْلَمَ الْاَعْرَابِيُّ بَعْدُ، فَقَالَ: لَقَدْ كَلَّفَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تَعَبًا: مَرَرْتُ بِقَبْرِ كَافِرٍ، اِلَّا بَشَّرْتُهٗ بِالنَّارِ۔ [الصحيحة: ۱۸]

باب: کسی کافر کی قبر پر سے گزرنے پر کیا کہنا چاہیے؟

عامر بن سعد اپنے باپ سیدنا سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک بدو نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور کہا: میرا باپ صلہ رحمی کرتا تھا اور وہ ایسا ایسا (یعنی عظیم) آدمی تھا، اب وہ (بعد از موت) کہاں ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”وہ آتش دوزخ میں ہے۔“ یہ سن کر بدو رنجیدہ ہوا اور یہ سوال کیا کہ آپ کے باپ کہاں ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جب بھی تو کسی کافر کی قبر کے پاس سے گزرے تو اسے جہنم کی آگ کی خوشخبری سنا دینا۔“ بعد میں وہ بدو مسلمان ہو گیا تھا اور کہتا تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے مشقت میں ڈال دیا ہے، اب میں کسی کافر کی قبر کے پاس نہیں گزرتا مگر اسے آگ کی خوشخبری سناتا ہوں۔

تخریج: الصحیحة ۱۸۔ طبرانی فی الکبیر (۳۲۶)، ابن السنی فی عمل الیوم واللیلة (۵۹۵)، الضیاء فی المختارة (۱۰۰۵)۔

فوائد: جب کوئی مسلمان کسی کافر یا مشرک کی قبر کے پاس سے گزرے تو اس کو آگ کی بشارت سنائے۔

باب: الحمى حظ المؤمن من النار

بخار مومن کے لیے آگ کا بدل ہے

۳۲۷۳۔ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ مَرْفُوعًا: ((اَلْحُمّٰى حَظُّ الْمُؤْمِنِ مِنَ النَّارِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)). [الصحيحة:۱۸۲۱]

سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مؤمن کے لئے بخار قیامت کے دن اس کے حصے کی آگ کا بدل ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۸۲۱۔ ابن ابی الدنیا فی المرض والکفارات (۱۶۰)' ابن عساکر فی تاریخ دمشق (۶۲/ ۲۱۷)۔

فوائد: یعنی گناہوں کی وجہ سے جو عذاب آخرت میں ہونا تھا وہ اللہ تعالی نے دنیا میں بخار وغیرہ کے ذریعے مومن سے ٹال دیا ہے۔

۳۲۷٤۔ عَنْ اَبِي اُمَامَةَ مَرْفُوعًا: ((اَلْحُمّٰى كِيرٌ مِّنْ جَهَنَّمَ فَمَا اَصَابَ الْمُؤْمِنُ مِنْهَا كَانَ حَظَّهُ مِنَ النَّارِ)). [الصحيحة:۱۸۲۲]

سیدنا ابوامامہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بخار جہنم کی دھونکنی ہے، جو مؤمن بھی بیمار ہوگا یہ اس کے حق میں جہنمی حصے کے بدلے میں ہوگا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۸۲۲۔ احمد (۵/ ۲۵۲'۲۶۴)' طحاوی فی المشکل (۳/ ۶۸)' بیہقی فی الشعب (۹۸۴۳)۔

باب: من فعل خمسًا فهو من اهل الجنة

جس نے پانچ کام کیے وہ جنتیوں میں سے ہے

۳۲۷۵۔ عَنْ اَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ مَرْفُوعًا: ((خَمْسٌ مَّنْ عَمِلَهُنَّ فِي يَوْمٍ كَتَبَهُ اللّٰهُ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ: مَنْ عَادَ مَرِيضًا، وَشَهِدَ جَنَازَةً، وَصَامَ يَوْمًا، وَرَاحَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، وَاَعْتَقَ رَقَبَةً)). [الصحيحة:۱۰۲۳]

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو آدمی ایک دن میں پانچ اعمال پر عمل کرے گا اللہ تعالی اسے جنت والوں میں لکھ دے گا، وہ پانچ اعمال یہ ہیں: مریض کی تیمارداری کرنا، جنازہ میں شریک ہونا، دن کا روزہ رکھنا، بروز جمعہ نماز جمعہ ادا کرنے کے لئے جانا اور غلام آزاد کرنا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۰۲۳۔ ابن حبان (۲۷۷۱)' وفی الثقات لہ (۶/ ۹۹'۱۰۰)' ابو یعلی (۱۰۴۴)۔

باب: اهمية التعوذ من عذاب القبر

عذاب قبر سے پناہ مانگنے کی اہمیت کا بیان

۳۲۷٦۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: ((دَخَلَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم نَخْلَ النَّبِي النَّجَّارِ، فَسَمِعَ اَصْوَاتَ رِجَالٍ مِّنْ بَنِي النَّجَّارِ مَاتُوا فِي الْجَاهِلِيَّةِ، يُعَذَّبُونَ فِي قُبُورِهِمْ، فَخَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَزِعًا، فَاَمَرَ اَصْحَابَهُ اَنْ يَتَعَوَّذُوا مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ))۔ [الصحيحة:۳۹۵٤]

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بنونجار کے ایک باغ میں داخل ہوئے اور جاہلیت میں مرنے والے بنونجار کے آدمیوں کی آوازیں سنیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے خائف و پریشان ہو کر نکلے اور اپنے صحابہ کو حکم دیا کہ عذاب قبر سے پناہ مانگا کرو۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۹۵۴۔ عبدالرزاق (۶۷۴۲) ومن طریقہ احمد (۳/ ۲۹۰،۲۹۲) وکتاب السنۃ لہ (۱۴۳۲)۔

فوائد: یہ نبی کریم ﷺ کا معجزہ تھا کہ آپ ﷺ کو قبر کا عذاب سنائی دیتا تھا' ہمیں چاہئے کہ چونکہ آپ ﷺ نے قبر کے عذاب کی آوازیں سنیں' اس لئے یقین محکم کرلیں کہ قبر میں عذاب ہوگا' جس سے بار بار پناہ مانگنی چاہئے۔

باب: فضيلة الاصحاب المتقدمين

پہلے پہلے ایمان لانے والے صحابہ کی فضیلت کا بیان

۳۲۷۷۔ عَنْ اَنَسٍ، قَالَ: كَانَ بَيْنَ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيْدِ وَبَيْنَ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ كَلَامٌ، قَالَ خَالِدٌ لِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ : تَسْتَطِيْلُوْنَ عَلَيْنَا بِاَيَّامٍ سَبَقْتُمُوْنَا بِهَا؟! فَبَلَغَنَا اَنَّ ذٰلِكَ ذُكِرَ لِلنَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ: ((دَعُوْا لِيْ اَصْحَابِيْ، فَوَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَوْ اَنْفَقْتُمْ مِّثْلَ اُحُدٍ اَوْ مِثْلَ الْجِبَالِ ذَهَبًا مَّا بَلَغْتُمْ اَعْمَالَهُمْ)). [الصحيحة:۱۹۲۳]

انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اور سیدنا عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے درمیان کچھ گڑ بڑ تھی، خالد نے عبدالرحمٰن سے کہا: اگر تم ہم سے پہلے ایمان لے آئے ہو تو اس کی وجہ سے ہم پر دست درازی کیوں کرتے ہو؟ یہ بات نبی کریم ﷺ تک پہنچی تو آپ ﷺ نے فرمایا: میری خاطر میرے صحابہ کو چھوڑ دو، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر تم احد پہاڑ یا پہاڑوں کے بقدر سونا بھی (فی سبیل اللہ) خرچ کر دو تو پھر بھی ان کے اعمال (کے مرتبے) تک رسائی حاصل نہیں کر سکو گے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۹۲۳۔ احمد (۳/ ۲۶۶)' الضیاۃ فی المختارۃ (۲۰۴۶)۔

فوائد: سابقین اولین صحابہ کرام نے جس ابتلاء وآزمائش کے دور میں اسلام کو سہارا دیا' وہ کسی سے مخفی نہیں ہے' اس وقت اسلام قبول کرنا نہایت دل گردے کا کام تھا اور ظالم انسانوں کی دشمنی مول لینے کے مترادف تھا' مشکل ساعتوں میں ان ہستیوں نے اسلام کی خدمت کی اور اسے اگلی نسلوں تک پہنچانے کے لئے عظیم کارنامے سرانجام دیئے۔ بعد والوں کی قربانیوں کا ان کے کردار کے ساتھ کوئی موازنہ نہیں کیا جا سکتا ہے۔

باب: رش الماء على القبر

قبر پر پانی چھڑکنے کا بیان

۳۲۷۸۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مُحَمَّدٍ ۔ يَعْنِيْ: ابْنَ عُمَرَ ۔، عَنْ اَبِيْهِ مُرْسَلًا: ((رَشَّ عَلٰى قَبْرِ ابْنِهٖ اِبْرَاهِيْمَ[الْمَاءَ])). [الصحيحة:۳۰۴۵]

عبداللہ بن محمد یعنی ابن عمر اپنے باپ سے مرسلاً روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے اپنے بیٹے ابراہیم کی قبر پر پانی چھڑکا۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۰۴۵۔ ابوداؤد فی المراسیل (۴۲۴)' وعنہ البیہقی (۳/ ۴۱۱)' مرسلا طبرانی فی الاوسط (۶۱۴۲)' موصولاً عن عائشۃ رضی اللہ عنہا۔

فوائد: مٹی جمانے کے لئے قبر پر پانی چھڑکا جا سکتا ہے۔

باب: الشفاء في ثلاثة

شفا تین چیزوں میں ہے

۳۲۷۹۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مَّرْفُوْعًا: ((اَلشِّفَاءُ فِيْ

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے

ثَلَاثَةٍ: فِيْ شَرْطَةِ مِحْجَمٍ، أَوْ شَرْبَةِ عَسْلٍ، وَأَكَيَّةٍ بِنَارٍ، وَأَنْهٰى أُمَّتِيْ عَنِ الْكَيِّ)). [الصحيحة:١١٥٤]

فرمایا: ''شفا تین چیزوں میں ہے: سینگی لگوانے میں، شہد پینے میں اور آگ سے داغنے میں، لیکن میں اپنی امت کو آگ سے داغنے سے منع کرتا ہوں۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۱۵۴۔ بخاری (۵۶۸۱)' ابن ماجہ (۳۴۹۱)' احمد (۱/ ۲۴۶٬۲۴۵)۔

فوائد: سینگی لگوانے سے جسم کا فاسد خون خارج ہو جاتا ہے' قرآن مجید کی شہادت کے مطابق شہد میں کئی بیماریوں کا علاج ہے۔ اپنے زخم کو آگ سے جلانا جائز ہے' لیکن مکروہ ہے۔ دوسری احادیث میں اس کی اجازت دی گئی ہے۔ مزید تفصیل ''الطب والعیادۃ'' کے باب میں موجود ہے۔ اس وقت طب نے ایسی ترقی نہیں کی تھی لیکن دور حاضر میں سرجری میں انسان جس قدر ترقی کر چکا ہے اس کے بعد آگ سے داغنے کی ویسے بھی ضرورت نہیں رہی۔ اس کی جدید شکلیں سامنے آ چکی ہیں۔

باب: صوت مزمار و بل ملعونان

بانسری اور ہلاکت کی آوازیں ملعون ہیں

۳۲۸۰۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ مَرْفُوْعًا: ((صَوْتَانِ مَلْعُوْنَانِ: صَوْتُ مِزْمَارٍ عِنْدَ نِعْمَةٍ، وَصَوْتُ وَيْلٍ عِنْدَ مُصِيْبَةٍ)). [الصحيحة:٤٢٧]

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دو آوازیں ملعون ہیں: خوشی کے وقت بانسری کی آواز اور مصیبت کے وقت ہلاکت و بربادی کی آواز۔''

تخریج: الصحیحۃ ۴۲۷۔ ابو بکر الشافعی فی الرباعیات (۲/ ۲۲/ ۱)۔ الضیاء فی المختارۃ (۲۲۰۰)' البزار (الکشف: ۷۹۵)' (البحر (۷۵۱۳) من طریق آخر۔

باب: امر المؤمن كله عجيب

مومن کا سارا ہی معاملہ عجیب ہے

۳۲۸۱۔ عَنْ صُهَيْبٍ، قَالَ: بَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَاعِدٌ مَعَ أَصْحَابِهِ، إِذْ ضَحِكَ، فَقَالَ: أَلَا تَسْأَلُوْنِيْ مِمَّ أَضْحَكُ؟ قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! وَمِمَّ تَضْحَكُ؟ قَالَ: ((عَجِبْتُ لِأَمْرِ الْمُؤْمِنِ، إِنَّ أَمْرَهُ كُلَّهُ خَيْرٌ، إِنْ أَصَابَهُ مَا يُحِبُّ، حَمِدَ اللّٰهَ وَكَانَ لَهُ خَيْرٌ، وَإِنْ أَصَابَهُ مَا يَكْرَهُ فَصَبَرَ، كَانَ لَهُ خَيْرٌ، وَلَيْسَ كُلُّ أَحَدٍ أَمْرُهُ كُلُّهُ خَيْرٌ إِلَّا الْمُؤْمِنُ)). [الصحيحة:١٤٧]

سیدنا صہیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ صحابہ کرام میں تشریف فرما تھے، اچانک آپ ﷺ مسکرا پڑے اور فرمایا: ''کیا تم مجھ سے سوال نہیں کرتے کہ میں کیوں مسکرایا ہوں؟'' صحابہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ کیوں ہنسے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے مومن کے معاملے پر بڑا تعجب ہے، اس کے ہر کام میں اس کے لئے بھلائی ہے، اگر اسے کوئی پسندیدہ چیز نصیب ہو تو وہ اللہ تعالیٰ کی تعریف کرتا ہے اور یہ تعریف کرنا اس کے بہتر ہے اور اگر وہ کسی مکروہ چیز کا سامنا کرتا ہے اور اس پر صبر کرتا ہے تو یہ بھی اس کے لئے بہتر ہے، مومن کے علاوہ کوئی بھی ایسا نہیں کہ اس کے ہر کام میں خیر ہو۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۴۷۔ دارمی (۲۷۸۰)' احمد (۶/ ۱۶)' مسلم (۲۹۹۹)۔

فوائد: وہ مومن اس حدیث کا مصداق ہے جو اللہ تعالیٰ کے احسانات پر اس کا شکر ادا کرتا ہے اور اس کی آزمائشوں پر صبر کرتا ہے۔

باب: من فضل الصبر على البلاء

مصیبت اور مرض پر صبر کی فضیلت

٣٢٨٢ـ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((عَجَبًا لِّلْمُؤْمِنِ، لَا يَقْضِي اللّٰهُ لَهُ شَيْئًا، إِلَّا كَانَ خَيْرًا لَّهُ)). [الصحيحة:١٤٨]

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مؤمن پر بڑا تعجب ہے، اللہ تعالیٰ آس کے لئے جو بھی فیصلہ کرتا ہے، اس میں اس کے لئے بہتری ہوتی ہے۔''

تخريج: الصحيحة ۱۴۸- عبدالله بن احمد فى زوائد المسند (۵/۲۴)' ابن حبان (۷۲۸)' احمد (۳/ ۱۷۷)' ابو يعلى (۴۲۱۷)' بيهقى فى الشعب (۹۹۵۱) من طريق آخر عنه-

فوائد: اگر اللہ تعالیٰ اس کے لئے کسی نعمت کا فیصلہ کرتا ہے تو وہ ''الحمد للہ'' کہے اور اس کے حق میں عرش والے کی طرف سے کوئی صبر آزما فیصلہ کیا جاتا ہے تو وہ "الحمد لله ، انا لله وانا اليه راجعون" پڑھے اور دونوں حالتوں میں اللہ تعالیٰ کے فیصلے سے غفلت نہ برتے۔

باب: فضل عدم شكوة

شکوہ وشکایت نہ کرنے کی فضیلت کا بیان

٣٢٨٣ـ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: إِذَا ابْتَلَيْتُ عَبْدِي الْمُؤْمِنَ وَلَمْ يَشْكُنِيْ إِلٰى عُوَّادِهِ، أَطْلَقْتُهُ مِنْ أُسَارِيْ ، ثُمَّ أَبْدَلْتُهُ لَحْمًا خَيْرًا مِّنْ لَحْمِهِ، وَدَمًا خَيْرًا مِّنْ دَمِهِ، ثُمَّ يَسْتَأْنِفُ الْعَمَلَ)). [الصحيحة:٢٧٢]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جب میں اپنے مؤمن بندے کو آزماتا ہوں اور وہ تیمارداری کرنے والوں کے سامنے میرا شکوہ نہیں کرتا تو اس کو اپنی قید سے آزاد کر دیتا ہوں، اس کے پہلے گوشت کے عوض بہترین گوشت عطا کرتا ہوں، اسی طرح اس کے پہلے خون کے بدلے بہترین خون دیتا ہوں اور وہ ازسرِنو عمل کرتا ہے۔''

تخريج: الصحيحة ۲۷۲- حاكم (۱/ ۳۴۹) ومن طريقه بيهقى (۳/ ۳۷۵)-

باب: جزاء الكريمتين الجنة

نابینا پن کا بدلہ جنت ہے

٣٢٨٤ـ عَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ مَرْفُوْعًا: ((قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: إِذَا قَبَضْتُ مِنْ عَبْدِيْ كَرِيْمَتَهُ وَهُوَ بِهَا ضَنِيْنٌ لَمْ أَرْضَ لَهُ ثَوَابًا دُوْنَ الْجَنَّةِ، إِذَا حَمِدَنِيْ عَلَيْهَا)). [الصحيحة:٢٠١٠]

سیدنا عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جب میں اپنے بندے کی دونوں آنکھوں (کی بینائی) سلب کر لیتا ہوں، جبکہ وہ اس کا حریص بھی ہو، تو میں (اس آزمائش کے بدلے) اس کو بطورِ ثواب جنت دیئے بغیر راضی نہیں ہوتا، بشرطیکہ وہ اس آزمائش پر میری تعریف کرے۔''

تخريج: الصحيحة ۲۰۱۰- ابو نعيم فى الحلية (۶/ ۱۰۳)' البزار (الكشف:۷۷۱)' طبرانى فى الكبير (۱۸/ ۲۵۷)-

فوائد: بلاشبہ آنکھیں بہت بڑی نعمت ہیں، لیکن یہ نعمت چھن جانے پر صبر کرنے کی وجہ سے جو صلہ ملتا ہے، وہ ان سے کہیں بیش قیمت ہے۔

باب: کل نفس ذائقة الموت

ہر جان نے موت کا مزہ چکھنا ہے

۳۲۸۵۔عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((قَالَ ۔تَبَارَكَ وَتَعَالٰی۔ لِلنَّفْسِ: اُخْرُجِيْ، قَالَتْ: لَا اَخْرُجُ اِلَّا وَاَنَا كَارِهَةٌ، [قَالَ: اُخْرُجِيْ وَاِنْ كَرِهْتِ])). [الصحيحة: ۲۰۱۳]

سیدنا ابوہریرہ ﷜ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ روح سے فرماتے ہیں: نکل۔ وہ کہتی ہے: مجھے تو نکلنا ناپسند ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: تو نکل اگرچہ تجھے نکلنا ناپسند ہو۔“

تخريج: الصحيحة ۲۰۱۳۔ بخاری فی الادب المفرد (۲۱۹)، والتاريخ (۳/ ۲۵۱) والبزار (الكشف: ۷۸۳)۔

فوائد: روح کے نکلنے کا انحصار کسی کی پسند یا ناپسند پر نہیں ہے، اللہ تعالیٰ نے ہر نفس کی موت کے جس زمان و مکان کا تعین کر دیا ہے، جونہی وہ نفس اس وقت اور مقام پر پہنچے گا تو اسے پیغام اجل وصول کرنا پڑے گا۔

باب: نسخ القيام للجنازة

جنازے کو دیکھ کر کھڑے ہونے کا منسوخ ہونا

۳۲۸۶۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: مَرَّ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ بِجَنَازَةٌ: فَقَامَ وَقَالَ: ((قُوْمُوْا!! فَاِنَّ لِلْمَوْتِ فَزِعًا)). [الصحيحة: ۲۰۱۷]

سیدنا ابوہریرہ ﷜ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے پاس سے ایک جنازہ گزرا، آپ ﷺ کھڑے ہو گئے اور فرمایا: ”کھڑے ہو جاؤ! کیونکہ موت میں گھبراہٹ پائی جاتی ہے۔“

تخريج: الصحيحة ۲۰۱۷۔ ابن ماجه (۱۵۴۳)، احمد (۲/ ۲۸۷، ۳۴۳)۔ ابن ابی شيبة (۳/ ۳۵۷)۔

فوائد: جنازہ دیکھ کر کھڑے ہونا منسوخ ہو چکا ہے، پہلے اس پر بحث ہو چکی ہے۔

باب: التدوي من اشتكاء الرأس والرجل

سر اور ٹانگ کے درد کا علاج

۳۲۸۷۔ عَنْ سَلْمٰى اِمْرَاَةِ اَبِيْ رَافِعٍ: ((كَانَ ﷺ اِذَا اشْتَكٰى اَحَدٌ رَاْسَهُ قَالَ: اِذْهَبْ فَاحْتَجِمْ، وَاِذَا شْتَكٰى رِجْلَهُ قَالَ: اِذْهَبْ فَاخْضِبْهَا بِالْحِنَاءِ)). [الصحيحة: ۲۰۵۹]

سیدہ سلمیٰ زوجہ ابو رافع رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ جب ہم میں سے کسی کے سر میں تکلیف ہوتی تو آپ ﷺ فرماتے: ”جاؤ، سینگی لگواؤ۔“ اور ٹانگ میں تکلیف ہوتی تو فرماتے: ”جاؤ، اس پر مہندی لگاؤ۔“

تخريج: الصحيحة ۲۰۵۹۔ احمد (۶/ ۴۶۲)، حاكم (۳/ ۲۰۶)، طبرانی فی الكبير (۲۴/ ۲۹۸) واللفظ له ابوداؤد (۳۸۵۸)، ترمذی (۲۰۵۴)، ابن ماجه (۳۵۰۲)، من طرق آخری عنها۔

فوائد: سینگی لگوانے سے جسم کا فاسد خون خارج ہو جاتا ہے اور مہندی میں درد کھینچنے کی صلاحیت پائی جاتی ہے۔

باب من رقية جبرائيل

جبرئیل کے دم کا بیان بیماری کے لیے

۳۲۸۸۔ عَنْ عَائِشَةَ مَرْفُوْعًا: ((كَانَ اِذَا اشْتَكٰى رَقَاهُ جِبْرِيْلُ فَقَالَ: بِسْمِ اللّٰهِ يُبْرِيْكَ،

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کہ رسول اللہ ﷺ جب بیمار ہوتے تو جبریل امین یہ دعا پڑھ کر آپ ﷺ کو دم کرتے: اللہ کے

مِنْ كُلِّ دَاءٍ يَشْفِيكَ، مِنْ شَرِّ حَاسِدٍ إِذَا حَسَدَ، وَمِنْ شَرِّ كُلِّ ذِي عَيْنٍ)). [الصحيحة: ٢٠٦٠]

نام کے ساتھ جو آپ کو صحت عطا کرتا ہے، وہ آپ کو ہر بیماری سے، ہر حسد کرنے والے کے شر سے، جب وہ حسد کرے، اور ہر نظرِ بد کے شر سے شفا دے۔"

تخریج: الصحیحۃ ۲۰۶۰۔ ابن سعد (۲/ ۲۱۳، ۲۱۴)' مسلم (۲۱۸۵)' احمد (۲/ ۱۶۰) من طریق آخر۔

فوائد: معلوم ہوا کہ یہ دعا پڑھ کر بیمار کو دم کرنا چاہئے:

بِسْمِ اللّٰهِ يُبْرِيكَ ، مِنْ كُلِّ دَاءٍ يَشْفِيكَ، مِنْ شَرِّ حَاسِدٍ إِذَا حَسَدَ، وَمِنْ شَرِّ كُلِّ ذِي عَيْنٍ۔

باب: من تعويذه ﷺ للمريض

مریض کن کلمات کے ساتھ پناہ مانگے

٣٢٨٩۔ عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: كَانَ يُعَوِّذُ بِهٰذِهِ الْكَلِمَاتِ: [اَللّٰهُمَّ رَبَّ النَّاسِ]أَذْهِبِ الْبَاسَ، وَاشْفِ وَأَنْتَ الشَّافِي، لَا شِفَاءَ إِلَّا شِفَاؤُكَ، شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا))۔فَلَمَّا ثَقُلَ فِي مَرَضِهِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ أَخَذْتُ بِيَدِهِ فَجَعَلْتُ أَمْسَحُهُ[بِهَا] وَأَقُولُهَا، فَنَزَعَ يَدَهُ مِنْ يَدَيَّ، وَقَالَ: ((اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِي، وَأَلْحِقْنِي بِالرَّفِيقِ الْأَعْلٰى)). قَالَتْ: فَكَانَ هٰذَا آخِرَ مَا سَمِعْتُ مِنْ كَلَامِهِ ﷺ۔[الصحيحة: ٢٧٧٥]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: رسول اللہ ﷺ ان کلمات کے ساتھ دم کرتے تھے: "اے اللہ! لوگوں کے پروردگار! تکلیف کو دور فرما دے، تو شفا عطا فرما، تو ہی شفا دینے والا ہے، تیری ہی شفا، شفا ہے، ایسی شفا دے جو بیماری کو نہ چھوڑے۔" جب نبی کریم ﷺ کے مرض الموت میں اضافہ ہو گیا تو میں آپ ﷺ کا ہاتھ پکڑ کر آپ ﷺ کے جسم پر پھیرتی اور یہ کلمات پڑھتی تھی، لیکن آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا اور یہ دعا کرنے لگ گئے: "اے اللہ! مجھے بخش دے اور مجھے رفیقِ اعلی میں پہنچا دے۔" سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ یہ آخری کلمات تھے جو میں نے آپ ﷺ کی زبان سے سنے۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۷۷۵۔ تقدم برقم (۲۹۰۶)۔

فوائد: یہ دعا پڑھ کا مریض کو دم کرنا مسنون عمل ہے:

اللهم رب الناس اذهب الباس، واشف وانت الشافي، لا شفاء الا شفاء ك، شفاء لا يغادر سقما۔

باب: جواز الأمل برقية حق

صحیح دم کر کے کچھ کھا لینے کے جواز کا بیان

٣٢٩٠۔ عَنْ خَارِجَةَ بْنِ الصَّلْتِ، عَنْ عَمِّهِ[عِلَاقَةَ بْنِ صِحَارٍ]: أَنَّهُ مَرَّ بِقَوْمٍ فَأَتَوْهُ، فَقَالُوا: إِنَّكَ جِئْتَ مِنْ عِنْدِ هٰذَا الرَّجُلِ بِخَيْرٍ ، فَارِقْ لَنَا هٰذَا الرَّجُلَ، فَأَتَوْهُ بِرَجُلٍ مَعْتُوهٍ فِي الْقُيُودِ، فَرَقَاهُ بِأُمِّ الْقُرْآنِ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ غُدْوَةً وَعَشِيَّةً

خارجہ بن صلت اپنے چچا سیدنا علاقہ بن صحار سے روایت کرتے ہیں کہ وہ ایک قوم کے پاس سے گزرے، اس قوم کے لوگ آپ کے پاس آئے اور کہا کہ تو اس شخصیت (رسول اللہ ﷺ) کے پاس سے خیر و بھلائی لے کر آیا ہے، ہمارے اس آدمی کو دم تو کر دے۔ پھر وہ بیڑیوں میں بندھا ہوا ایک آدمی لائے۔ میرے چچا نے اُم

كُلَّمَا خَتَمَهَا جَمَعَ بُزَاقَهُ ثُمَّ تَفَلَ، فَكَأَنَّمَا اُنْشِطَ مِنْ عُقَالٍ ، فَاَعْطَوْهُ شَيْئًا، فَاَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَذَكَرَهُ لَهُ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ : ((كُلْ، فَلَعُمْرِي لَمَنْ اَكَلَ بِرُقْيَةٍ بَاطِلٍ، لَقَدْ اَكَلْتَ بِرُقْيَةٍ حَقٍّ)).

[الصحيحة:٢٠٢٧]

القُرْآن (سورۂ فاتحہ) پڑھ کر صبح شام تین دفعہ دم کیا، یہ سورت پڑھ کر تھوک جمع کر کے اس پر تھوک دیتے۔ (وہ ایسا شفایاب ہوا کہ) گویا کہ اسے رسیاں کھول کر آزاد کر دیا گیا۔ انھوں نے (اس دم کے عوض) انھیں کچھ دیا۔ میرے چچا آپ ﷺ کے پاس آئے اور آپ ﷺ سے اس چیز کے بارے میں دریافت کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو کھا لے، میری عمر کی قسم! اس آدمی کے بارے میں کچھ کہا جائے گا جو باطل دم کے ذریعے کھائے، تو نے تو حق دم کے ساتھ کھایا ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۰۲۷۔ ابوداؤد (۳۴۲۰)' (۳۸۹۶)' نسائی فی عمل الیوم واللیلۃ (۱۰۳۲)' ابن السنی (۶۳۴)' احمد (۵/ ۲۱۰'۲۱۱)۔

فوائد: معلوم ہوا کہ سورۂ فاتحہ بہترین دم ہے' نیز یہ کہ دم کرنے کا معاوضہ لیا جا سکتا ہے۔ لیکن اسے ذریعہ معاش بنانا درست نہیں۔

جواز البكاء من غير صوت

آہ و بکا کے بغیر رونے کا جواز

٣٢٩١- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ، قَالَ: اَخَذَ النَّبِيُّ ﷺ بِنْتًا لَّهُ تَقْضِي، فَاحْتَضَنَهَا فَوَضَعَهَا بَيْنَ ثَدْيَيْهِ ، فَمَاتَتْ وَهِيَ بَيْنَ ثَدْيَيْهِ ، فَصَاحَتْ اُمُّ اَيْمَنَ، فَقِيْلَ : اَتَبْكِيْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ؟! قَالَتْ: اَلَسْتُ اَرَاكَ تَبْكِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((لَسْتُ اَبْكِيْ، اِنَّمَا هِيَ رَحْمَةٌ اِنَّ الْمُؤْمِنَ بِكُلِّ خَيْرٍ عَلٰى كُلِّ حَالٍ، اِنَّ نَفْسَهُ تَخْرُجُ مِنْ بَيْنِ جَنْبَيْهِ وَهُوَ يَحْمَدُ اللّٰهَ .عَزَّوَجَلَّ.)).

[الصحيحة:١٦٣٢]

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے اپنی بیٹی، جو عالم نزع میں مبتلا تھی، کو اٹھایا، اسے گود میں لیا اور پھر اپنے سینے کے ساتھ لگا لیا، اتنے میں وہ فوت ہوگئی۔ ام ایمن رضی اللہ عنہا چیخ و پکار کرنے لگی۔ اسے کہا گیا کہ کیا تو آپ ﷺ کی موجودگی میں روتی ہے؟ وہ آپ ﷺ سے مخاطب ہو کر کہنے لگی: اے اللہ کے رسول! کیا میں آپ کو روتا ہوا نہیں دیکھ رہی؟ آپ ﷺ نے جواباً فرمایا: ''میں رو نہیں رہا، یہ تو محض رحمت (کی علامت) ہے، مؤمن ہر حال میں خیر پر ہوتا ہے، اس کا سانس اس کے پہلوؤں سے نکل رہا ہوتا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کر رہا ہوتا ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۶۳۲۔ احمد (۱/ ۲۷۳'۲۷۴)' الضیاء فی المختارۃ (۱۳/ ۱۶۱'۱۶۳)' نسائی (۱۸۴۴)' ترمذی فی الشمائل (۳۱۸)۔

فوائد: رونے اور نوحہ کرنے میں فرق ہے' پہلے یہ بات گزر چکی ہے کہ آپ ﷺ اپنے فرزند سیدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ کی وفات پر رو رہے تھے' لیکن یہ بھی فرما رہے تھے کہ ہم اپنی زبان سے کوئی ایسا کلمہ نہیں کہیں گے جو اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا سبب بنے۔

باب: لعن اجناس من العصاة

ان نافرمان لوگوں کی اقسام جن پر لعنت ہے

٣٢٩٢- عَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ

سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ رسول اللہ ﷺ نے چہرہ

((لَعَنَ الْخَامِشَةَ وَجْهِهَا، وَالشَّاقَّةَ جَيْبَهَا، وَالدَّاعِيَةَ بِالْوَيْلِ وَالثُّبُوْرِ)). [الصحيحة:٢١٤٧]

نوچنے والی، گریبان چاک کرنے والی اور ہلاکت و بربادی کو پکارنے والی عورت پر لعنت کی ہے۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۱۴۷۔ ابن ماجه (۱۵۸۵)' ابن حبان (۳۱۵۶)' ابن ابی شیبة (۳/ ۲۹۰)' طبرانی (۷۵۹۱)۔

فوائد: یہ نوحہ اور واویلا کرنے کا انداز ہے' جس کو اپنانے والے پر رسول اللہ ﷺ نے لعنت فرمائی ہے۔

٣٢٩٣۔ عَنْ عَائِشَةَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِﷺ: ((لَعَنَ الْمُخْتَفِي وَالْمُخْتَفِيَةَ)). [الصحيحة:٢١٤٨]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کفن چور مرد اور عورت پر لعنت کی ہے۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۱۴۸۔ بیھقی (۸/ ۲۷۰)' وعقیلی فی الضعفاء (۴/ ۴۰۹) مرفوعاً عبدالرزاق (۱۸۸۸)' موقوفاً۔ ۲۱۵۱۔ طبرانی فی الکبیر (۱۰۴۱۷)۔

فوائد: میرے علم کے مطابق عصرِ حاضر میں اس قسم کے مجرم بہت کم پائے جاتے ہیں۔ اللہ تعالی ہر قسم کے جرم کو ناپید ہی کر دے۔

تلقين الموتى بلا اله الا الله

قریب الموت لوگوں کو لا الہ الا اللہ کی تلقین کرنے کا بیان

٣٢٩٤۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ رَفَعَهُ: ((لَقِّنُوْا مَوْتَاكُمْ: لَااِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، فَاِنَّ نَفْسَ الْمُؤْمِنِ تَخْرُجُ رَشْحًا، وَنَفْسُ الْكَافِرِ تَخْرُجُ مِنْ شَدْقِهٖ كَمَا تَخْرُجُ نَفْسُ الْحِمَارِ)). [الصحيحة: ٢١٥١]

سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبیٔ کریم ﷺ نے فرمایا: ''قریب المرگ لوگوں کو ''لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ'' کی تلقین کیا کرو، مؤمن کا نفس پسینے کے ٹپکنے کی طرح نکلتا ہے جبکہ کافر کا نفس گدھے کے سانس لینے کی طرح اس کی باچھوں سے نکلتا ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۱۵۱۔ طبرانی فی الکبیر (۱۰۴۱۷)۔

فوائد: معلوم ہوا کہ قریب المرگ لوگوں کو ''لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ'' کی تلقین کرنی چاہئے۔ عوام الناس میں مشہور کر دیا گیا ہے کہ قریب المرگ آدمی کے پاس بیٹھ کر کلمہ پڑھنا چاہئے' اسے تلقین نہیں کرنی چاہئے' کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ تلقین قبول کرنے سے انکار کر دے۔ یہ محض عوامی خیال ہے' جو حدیث سے متصادم ہے۔ اللہ تعالی اپنے بندوں کو ثابت قدمی اور استقامت نصیب کرتا ہے' حدیث کے واضح الفاظ موجود ہیں کہ ایسے لوگوں کو تلقین کی جائے۔ اگر عوام کا یہ خیال درست ہی سمجھا جائے تو ایسا شخص کلمہ پڑھنے والوں کو یہ بھی تو کہہ سکتا ہے کہ تم لوگوں نے کیا شور برپا کر رکھا ہے' اس صورت میں بھی اس کا انکار کرنا ممکن ہے۔ دراصل اللہ تعالی اپنے نیک بندوں کو ایسی تلقین قبول کرنے کی توفیق سے نوازتے ہیں' ہمیں چاہئے کہ ہم حدیث پر عمل کریں' ان شاء اللہ اس کے عمدہ نتائج برآمد ہوں گے۔

باب: ضمة القبر لا ينجو منها حتى الصبيان

قبر کے دبانے سے کوئی بھی محفوظ نہیں یہاں تک کہ بچے بھی

٣٢٩٥۔ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ عَنْ اَبِيْ اَيُّوْبَ۔

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ سیدنا ابوایوب رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں

رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا۔ اَنَّ صَبِيًّا دُفِنَ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَوْ اَفْلَتَ اَحَدٌ مِّنْ ضَمَّةِ الْقَبْرِ، لَاَفْلَتَ هٰذَا الصَّبِيُّ)). [الصحيحة: ٢١٦٤]

کہ ایک بچے کو دفنایا گیا اور آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر کسی کو قبر کے دبوچنے سے چھٹکارا مل سکتا ہوتا تو وہ یہ بچہ ہوتا۔''

تخریج: الصحيحة ۲۱۶۴۔ طبرانی فی الکبیر (۳۸۵۸)' طبرانی فی الاوسط (۲۷۷۴)' والضیاء فی المختارة (۱۸۲۴)' عن انس رضی اللہ عنہ۔

فوائد: معلوم ہوا کہ قبر ایک بار دبوچتی ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی حفظ وامان میں رکھے۔ (آمین)

جواز شرب البول واللبن من الإبل

اونٹوں کا دودھ اور پیشاب پینے کا جواز

٣٢٩٦۔ عَنْ اَنَسٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي حَدِيْثِ الرَّهْطِ العرنيين الَّذِيْنَ قَدِمُوْا عَلَيْهِ الْمَدِيْنَةَ فَاجْتَوَوْهَا، فَقَالَ: ((لَوْ خَرَجْتُمْ اِلٰى اِبِلِنَا، فَاَصَبْتُمْ مِنْ اَبْوَالِهَا وَاَلْبَانِهَا)). فَفَعَلُوْا فَصَحُّوْا، فَمَالُوْا عَلَى الرِّعَاءِ، فَقَتَلُوْهُمْ، وَاسْتَاقُوْا الْاِبِلَ، وَارْتَدُّوْا عَنِ الْاِسْلَامِ، فَاَرْسَلَ النَّبِيُّ ﷺ فِيْ آثَارِهِمْ، فَاُتِيَ بِهِمْ، فَقُطِعَ اَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلِهِمْ وَسُمِّلَ اَعْيُنُهُمْ، وَتُرِكُوْا بِالْحَرَّةِ حَتّٰى مَاتُوْا۔[الصحيحة: ٢١٧٠]

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے قبیلۂ عرنی کے افراد، جنھوں نے مدینہ کی آب و ہوا کو ناموافق پایا، سے فرمایا: ''اگر تم لوگ ہمارے اونٹوں کی طرف نکل جاؤ اور ان کا دودھ اور پیشاب پیو (تو اچھا ہوگا)۔'' انھوں نے ایسا ہی کیا، وہ تندرست ہو گئے۔ لیکن تندرست ہونے کے بعد وہ چرواہوں پر ٹوٹ پڑے، انھیں قتل کر دیا، اونٹ لے کر فرار ہو گئے اور اسلام سے مرتد ہو گئے۔ نبی کریم ﷺ نے ان کے تعاقب میں لوگوں کو بھیجا، انھیں پکڑ کر لایا گیا، ان کے ہاتھوں اور پاؤں کو کاٹ دیا، ان کی آنکھیں پھوڑ دیں اور انھیں حرہ میں پھینک دیا، وہیں وہ مر گئے۔

تخریج: الصحيحة ۲۱۷۰۔ ابو عبيد فی الغريب (۲۸/ ۲)' ابن ماجه (۳۵۰۳)' احمد (۳/ ۱۰۷'۲۰۵)' من طرق آخر عنه۔ بخاری (۶۸۰۴)' مسلم (۱۶۷۱)' من طريق آخر بمعناه۔

فوائد: معلوم ہوا کہ حلال جانوروں کا پیشاب پاک ہے' جسے کسی بیماری سے شفا حاصل کرنے کے لئے استعمال کیا جا سکتا ہے۔ بعض لوگوں نے حلال جانوروں کے پیشاب اور گوبر کو پلید اور نجس سمجھا ہے' لیکن وہ دلیل سے خالی ہیں' نیز یہ حدیث ان پر حجت ہے اور ان کے عمل سے بھی یہی پتہ چلتا ہے کہ گوبر پاک ہے' کیونکہ دیہاتوں میں اور شہروں کے بعض گھروں میں خشک گوبر جلایا جاتا ہے' عورت اپنے ہاتھوں سے گوبر توڑ کر آگ پر رکھتی' پھر اسی ہاتھ سے روٹی بنانا شروع کر دیتی ہے' ایسا بیسیوں دفعہ کیا جاتا ہے۔ کیا نجس چیز کے بارے میں ایسا کرنا ممکن ہے؟ نیز آپ ﷺ نے بکریوں کے باڑے میں نماز پڑھنے کی اجازت دی ہے' حالانکہ باڑے میں کوئی جگہ بھی بکریوں کے پیشاب وغیرہ سے خالی نہیں ہوتی۔

باب: الجاهليون يسوا من اهل الفترة

باب

٣٢٩٧۔ عَنْ اَنَسٍ، اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ مَرَّبِنَخْلٍ لِبَنِي النَّجَّارِ، فَسَمِعَ صَوْتًا، فَقَالَ: ((مَاهٰذَا؟)) قَالُوا: قَبْرُ رَجُلٍ دُفِنَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ۔ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَوْلَا اَنْ لَّا تَدَافَنُوْا لَدَعَوْتُ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ اَنْ يُّسْمِعَكُمْ [مِنْ] عَذَابِ الْقَبْرِ [مَااَسْمَعَنِي])). [الصحيحة: ١٥٨]

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ بنو نجار کی کھجوروں کے پاس سے گزرے، آپ ﷺ نے کچھ آوازیں سنیں اور پوچھا: ''یہ کیا ہے؟'' صحابہ کرام نے جواب دیا کہ ایک آدمی کی قبر ہے جو جاہلیت میں مرا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ تم لوگ (مردوں کو) دفن نہیں کرو گے تو میں اللہ عزوجل سے دعا کرتا ہے کہ عذاب قبر (کی جو آوازیں) میں سنتا ہوں وہ تمہیں بھی سنا دے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۵۸۔ احمد (۳/ ۲۰۱)' ابو یعلی (۳۷۲۷) ابن الاعرابی فی المعجم (۶۲۹)' مسلم (۲۸۶۸) من طریق آخر عنه۔

باب: من فضائل الحجر الاسود — حجر اسود کی فضیلت

٣٢٩٨۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو يَرْفَعُهُ: لَوْلَا مَامَسَّهُ مِنْ اَنْجَاسِ الْجَاهِلِيَّةِ، مَامَسَّهُ ذُوعَاهَةٍ اِلَّا شُفِيَ، وَمَا عَلَى الْاَرْضِ شَيْءٌ مِّنَ الْجَنَّةِ غَيْرُهُ))۔ [الصحيحة:٣٣٥٥]

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر اس (حجر اسود) کو جاہلیت کی نجاستوں نے نہ چھوا ہوتا تو اسے مس کرنے سے تکلیف والے آدمی کی تکلیف دور ہو جاتی، اس پتھر کے علاوہ زمین میں جنت کی کوئی چیز نہیں ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۳۵۵۔ تقدم برقم (۲۳۳۸)۔

فوائد: معلوم ہوا کہ جنتی چیزیں بابرکت ہوتی ہے اور ان کو چھونے سے شفا ملتی ہے۔ نیز گناہوں کی نحوست اور بے برکتی دیکھیں کہ جنت سے اتارا جانے والا پتھر بھی متأثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔ معلوم نہیں کہ خطاؤں کی نحوست گنہگاروں سے کیا سلوک کرے گی۔

٣٢٩٩۔ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرِ الْجُهَنِيِّ مَرْفُوْعًا: ((لَيْسَ مِنْ عَمَلِ يَوْمٍ اِلَّا وَهُوَ يُخْتَمُ عَلَيْهِ، فَاِذَا مَرِضَ الْمُؤْمِنُ قَالَتِ الْمَلَائِكَةُ: يَارَبَّنَا! عَبْدُكَ فُلَانٌ قَدْ حَبَسْتَهُ، فَيَقُوْلُ الرَّبُّ: اِخْتِمُوْا لَهُ عَلٰى مِثْلِ عَمَلِهِ حَتّٰى يَبْرَأَ اَوْيَمُوْتُ)).

[الصحيحة:٢١٣٩]

سیدنا عقبہ بن عامر جہنی سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس عمل کا اعتبار ہوتا ہے جس پر انسان کا خاتمہ ہوتا ہے، جب مؤمن بیمار ہو جاتا ہے تو فرشتے اللہ تعالیٰ سے کہتے ہیں: اے ہمارے ربّ! تو نے اپنے فلاں بندے کو (عمل کرنے سے) روک لیا ہے (اب اس کے بارے میں کیا کیا جائے؟) اللہ تعالی جواباً فرماتے ہیں: اس بندے کے شفایاب ہونے تک یا فوت ہونے تک اسی عمل کا اعتبار کرو جس پر یہ بندہ (بیمار ہونے سے پہلے) تھا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۱۳۹۔ ابن ابی الدنیا فی المرض والکفارات (۱۲)' احمد (۴/ ۱۴۶)' طبرانی فی الکبیر (۱۷/ ۲۸۴)' والاوسط (۳۲۵۷)' نحوه۔

فوائد: کوئی برا عمل کرنے سے قبل سوچنا چاہئے کہ اگر اس کے دوران یا اس سے متصل بعد موت آ گئی تو اللہ تعالی کے دربار میں کیا

بنے گا۔

باب: ود أهل العافية أن جلودهم قرضت بالمقاريض

صحت مند لوگ پسند کریں گے کہ ان کے چمڑوں کو قینچیوں کے ساتھ کاٹ دیا جائے

۳۳۰۰۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ مَرْفُوْعًا: ((لَيَوَدَّنَّ اَهْلُ الْعَافِيَةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اَنَّ جُلُوْدَهُمْ قُرِضَتْ بِالْمَقَارِيْضِ ، مِمَّ يَرَوْنَ مِنْ ثَوَابِ اَهْلِ الْبَلَاءِ)). [الصحيحة: ۲۲۰٦]

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''آزمائش زدہ لوگوں کے ثواب کو دیکھ کر صحت مند لوگ قیامت والے دن یہ تمنا کریں گے کہ کاش ہمارے چمڑوں کو قینچیوں سے کاٹ دیا جاتا۔''

تخریج: الصحیحة ۲۲۰٦۔ ترمذی (۲۴۰۲)' خطیب فی تاریخه (۴/ ۴۰۰)' ابن عساکر (۳۷/ ۳۱۲)' ابن ابی الدنیا (فی المرض والکفارات (۱۹۳)۔

باب: فضل الصبر على البلاء اذا لم يستغث بغير الله

جو آدمی مصیبت پر صبر اور غیر اللہ سے مدد بھی نہ مانگے اس کی فضیلت

۳۳۰۰/م۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: دَخَلْتُ عَلٰى أُمِّ عَبْدِاللّٰهِ بِنْتِ اَبِيْ ذُبَابٍ عَائِدًا لَّهَا مِنْ شِكْوٰى ، فَقَالَتْ: يَا اَبَا هُرَيْرَةَ! اِنِّيْ دَخَلْتُ عَلٰى أُمِّ سَلَمَةَ اَعُوْدُهَا مِنْ شِكْوٰي ، فَنَظَرَتْ اِلَىَّ قَرْحَةً فِيْ يَدَيَّ ، فَقَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَاابْتَلَى اللّٰهُ عَبْدًا بِبَلَاءٍ وَّهُوَ عَلٰى طَرِيْقَةٍ يَكْرَهُهَا، اِلَّا جَعَلَ اللّٰهُ ذٰلِكَ الْبَلَاءَ لَهٗ كَفَّارَةً وَّطُهُوْرًا، مَالَمْ يُنْزِلْ مَاأَصَابَهٗ مِنَ الْبَلَاءِ بِغَيْرِ اللّٰهِ، اَوْيَدْعُوَ غَيْرَ اللّٰهِ فِيْ كَشْفِهٖ)).

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ام عبد اللہ بنت ابو ذباب کو کوئی تکلیف تھی، میں تیمار داری کرنے کے لئے ان کے پاس گیا۔ انھوں نے کہا: اے ابو ہریرہ! ایک دفعہ میں سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا، جو کہ بیمار تھیں، کی تیمار داری کرنے کے لئے ان کے پاس گئی۔ انھوں نے میرے ہاتھ پر نکلا ہوا پھوڑا دیکھا تو کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: ''جب اللہ تعالی بندے کو آزماتا ہے اور وہ اپنی حالت و کیفیت کی بنا پر اسے ناپسند کرتا ہے تو اللہ تعالی اس تکلیف کو اس کے گناہوں کا کفارہ اور اسے پاک کرنے کا سبب بنا دیتا ہے، جب تک وہ لاحق ہونے والی بیماری (سے شفا حاصل کرنے کے لئے) اسے غیر اللہ کے در پر پیش نہیں کرتا یا اسے دور کرنے کے لئے غیر اللہ کو نہیں پکارتا۔''

تخریج: الصحیحة ۲۵۰۰۔ ابن ابی الدنیا فی المرض والکفارات (۴۳)۔ سند کے راوی ''حکم بن عبد اللہ'' کے عدم تعین کی بنا پر شیخ البانی رحمہ اللہ نے صحیح قرار دیا ہے بعد میں تحقیق ''حکم بن عبد اللہ بن سعد الایلی'' تعین ہو گیا تو روایت موضوع قرار پائی۔ دیکھئے (الضعیفة: ٦۱۱۳۰) واللہ اعلم!

فوائد: انسان بڑی سے بڑی آفت میں مبتلا تو ہو سکتا ہے' لیکن اس کا منصب اس کو یہ اجازت نہیں دیتا کہ وہ اس مصیبت سے نجات حاصل کرنے کے لئے غیروں کے دروازوں پر دستک دینا شروع کر دے۔ جس ہستی کی طرف سے آفت آئی ہے' وہی اس کو دور کرنے پر

قدرت تامہ رکھتی ہے۔ ہاں اگر کچھ عرصہ تک اس کو شفا نہ دے تو وہ صبر کرے' کیونکہ اللہ تعالی کے در پر دیر ہو سکتی ہے' اندھیر نہیں ہو سکتی۔

باب: اختلاج العرق والعين بذنب

رگ یا آنکھ کا نقصان کسی گناہ کی وجہ سے ہے

۳۳۰۱۔ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ مَرْفُوْعًا: ((مَااخْتُلِجَ عِرْقٌ وَلَا عَيْنٌ اِلَّا بِذَنْبٍ، وَمَا يَدْفَعُ اللّٰهُ عَنْهُ اَكْثَرُ)). [الصحيحة:۲۲۱۵]

سیدنا براء بن عازب سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب بھی کسی رگ یا آنکھ کو نقصان پہنچتا ہے تو وہ کسی نہ کسی گناہ کی بنا پر ہوتا ہے، لیکن جو تکالیف اللہ تعالی ویسے ہی ٹالتا رہتا ہے وہ کہیں زیادہ ہوتی ہیں۔''

تخريج: الصحيحة ۲۲۱۵۔ طبرانی فی الصغير (۲/ ۱۰۳)' ابو نعيم فی اخبار اصبهان (۲/ ۲۴۷)۔

فوائد: اللہ تعالی رحمت و رأفت کے وسیع سمندر کے مالک ہیں' وہ ہمیں اپنی رحمت کا مستحق بنا دیں۔ (آمین)

باب: تشفيع أربعين مؤمناً مقبولة

چالیس مومنوں کی شفاعت مقبول ہے

۳۳۰۲۔ عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: هَلَكَ ابْنٌ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ، فَقَالَ لِيْ: يَا كُرَيْبُ! قُمْ فَانْظُرْ هَلِ اجْتَمَعَ لِابْنِيْ اَحَدٌ؟ فَقُلْتُ: نَعَمْ، فَقَالَ: وَيْحَكَ كَمْ تَرَاهُمْ...... اَرْبَعِيْنَ؟ قُلْتُ: لَابَلْ اَكْثَرُ قَالَ: فَاَخْرِجُوْا بِابْنِيْ، فَاَشْهَدُ لَسَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَامِنْ اَرْبَعِيْنَ مِنْ مُّؤْمِنٍ يُشَفِّعُوْنَ لِمُؤْمِنٍ، اِلَّاشَفَّعَهُمُ اللّٰهُ فِيْهِ)). [الصحيحة:۲۲۶۷]

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے غلام کریب بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ کے بیٹے فوت ہو گئے، انھوں نے مجھے کہا: کریب! ذرا اٹھو اور دیکھ کر آؤ کہ کیا میرے بیٹے (کی نماز جنازہ) کے لئے کوئی آیا ہے؟ میں نے کہا: جی ہاں۔ انھوں نے کہا: او ہو! وہ ہیں کتنے ...... چالیس ہیں؟ میں نے کہا: چالیس سے بھی زیادہ ہیں۔ انھوں نے کہا: میرے بیٹے کی میت کو اٹھاؤ، میں شہادت دیتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: ''اگر چالیس مؤمن کسی مومن (کی مغفرت) کی سفارش کریں تو اللہ تعالی میت کے حق میں ان کی یہ سفارش قبول فرما لیتا ہے۔''

تخريج: الصحيحة ۲۲۶۷۔ ابن ماجه (۱۴۸۹)' طبرانی فی الكبير (۱۲۱۵۸)' مسلم (۹۴۸) من طريق آخر و باختلاف يسير۔

فوائد: بخشش کی دعا کرنے والے بھی صاحبِ ایمان ہوں اور مرنے والا بھی ایمان و ایقان سے متصف ہو کر مرا ہو تو توحید کی برکتیں رنگ لاتی ہیں اور بشری تقاضوں کو کالعدم کر دیتی ہیں۔ اللہ تعالی ہمیں توحید پرستوں کا جنازہ نصیب فرمائے۔ (آمین)

باب: الايذاء. مكفرة للذنوب

تکلیفیں گناہوں کا خاتمہ ہیں

۳۳۰۳۔ عَنْ مُعَاوِيَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَامِنْ شَيْءٍ، يُصِيْبُ الْمُؤْمِنَ فِيْ جَسَدِهٖ يُؤْذِيْهِ اِلَّاكَفَّرَ اللّٰهُ عَنْهُ مِنْ

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ: ''جب مؤمن کو کوئی تکلیف دہ چیز لاحق ہوتی ہے تو اللہ تعالی اسے اس کے گناہوں کا کفارہ بن دیتا ہے۔''

سَيِّئَاتِهِ)). [الصحيحة: ٢٢٧٦]

تخریج: الصحیحۃ ۲۲۷۶۔ حاکم (۱/ ۳۴۷)' احمد (۴/ ۹۸)' طبرانی فی الکبیر (۱۹/ ۳۵۹)' والاوسط (۵۸۴۳)۔

٣٣٠٤۔ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ مَرْفُوعًا: ((مَامِنْ عَبْدٍ يُصْرَعُ صُرْعَةً مِّنْ مَرَضٍ، إِلَّا بَعَثَهُ اللّٰهُ مِنْهَا طَاهِرًا)). [الصحيحة: ٢٢٧٧]

سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں ہے کوئی (مؤمن) بندہ جسے بیماریوں کی وجہ سے پچھاڑ دیا گیا ہو مگر قیامت کے دن اللہ تعالی اسے (گناہوں سے) پاک کر کے اٹھائیں گے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۲۷۷۔ الرویانی فی مسندہ (۱۲۷۰)' وعنه ابن عساکر (۲۲/ ۵۴) ابن ابی الدنیا فی الکفارات (۲۳)' بیہقی فی الشعب (۹۹۲۲)۔

باب: ذم المنكبين على الدنيا

باب:

٣٣٠٥۔عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((مَامِنْ مُؤْمِنٍ يُعَزِّي أَخَاهُ بِمُصِيبَةٍ، إِلَّا كَسَاهُ اللّٰهُ. سُبْحَانَهُ. مِنْ حُلَلِ الْكَرَامَةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)). [الصحيحة: ١٩٥]

محمد بن عمرو بن حزم روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جو مؤمن اپنے بھائی کی مصیبت پر اس کی تعزیت کرتا ہے، اللہ تعالی اسے قیامت کے دن عزت و شرافت کی عمدہ پوشاک پہنائے گا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۹۵۔ ابن حبان (۷۲)' بیہقی (۱۰/ ۱۹۴)۔

فوائد: تعزیت کے معانی تسلی دلانے کے ہیں۔ اپنے مومن بھائیوں کی تکالیف میں ان کا سہارا بننے کے لیے ہر جائز حربہ استعمال کرنا چاہیے۔ مثلاً میت کے کفن و دفن میں تعاون کرنا' اس کی نماز جنازہ میں شرکت کرنا' اس کے بچوں کے ساتھ پیار کرنا' اس کے قریبی رشتہ داروں کے چند دن کھانے کا اہتمام کرنا اور نبوی انداز اپناتے ہوئے اس کے لیے دعا کرنا۔ تعزیت کا تعلق صرف کسی کی وفات سے نہیں' بلکہ مومن جب بھی کسی قسم کی آفت میں مبتلا ہو جائے تو اس کی تسلی دلانے کو تعزیت کہتے ہیں۔

باب: فضل من مات له ثلاثه في الولد

اس کی فضیلت کہ جس کے تین بچے فوت ہوئے

٣٣٠٦۔ عَنْ أَبِي ذَرٍّ مَرْفُوعًا: ((مَا مِنْ مُسْلِمَيْنِ يَمُوتُ لَهُمَا ثَلَاثَةٌ مِّنَ الْوَلَدِ، لَمْ يَبْلُغُوا الْحِنْثَ، إِلَّا أَدْخَلَهُمَا اللّٰهُ الْجَنَّةَ بِفَضْلِ رَحْمَتِهِ إِيَّاهُمْ. وَمَا مِنْ مُسْلِمٍ يُنْفِقُ مِنْ زَوْجَيْنِ مِنْ مَالِهِ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ إِلَّا ابْتَدَرَهُ حَجَبَةُ الْجَنَّةِ [كُلُّهُمْ يَدْعُوهُ إِلَى مَاقِبَلَهُ)). [الصحيحة: ٢٢٦٠]

سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جن مسلمان والدین کے تین بیٹے، جو بالغ نہ ہوئے ہوں، فوت ہو جاتے ہیں' اللہ تعالی ان پر اپنی رحمت کرنے کی وجہ سے ایسے والدین کو جنت میں داخل کر دیتے ہیں اور جو مسلمان اپنے مال کا جوڑا اللہ کے راستے میں خرچ کرتا ہے، جنت کے دربان اس کی طرف لپک کر آتے ہیں اور اسے اپنی سمت والی نعمتوں کی طرف بلاتے ہیں۔''

تخریج: الصحیحة ۲۲۶۰۔ ابن حبان (۲۹۴۰، ۲۹۴۰، ۲۶۴۳)' ابو عوانة (۵/ ۹۹، ۱۰۰)' بیھقی (۹/ ۱۷۱)' احمد (۵/ ۱۵۱، ۱۵۹)۔

فوائد: مسلمانوں کے نابالغ بچے نہ صرف خود جنتی ہیں' بلکہ اپنے مسلمان والدین کو جنت میں داخل کرنے کا بہت بڑا سبب ہیں۔ والدین کو چاہئے کہ اپنے چھوٹے بچوں کی وفات پر صبر و برداشت کا دامن تھام کر رکھا کریں۔

جوڑے سے مراد یہ ہے کہ اگر اس کے پاس گائیں ہیں تو دو گائیں صدقہ کرے اور اگر اس کے پاس کوئی دوسرے مویشی ہیں تو ان میں سے دو کا صدقہ کرے۔ علی ہذا القیاس۔

باب: البلاء مکفرة للذنوب

مصیبتیں گناہوں کو ختم کرنے والی ہیں

۳۳۰۷۔عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوعًا: ((مَايَزَالُ الْبَلَاءُ بِالْمُؤْمِنِ وَالْمُؤْمِنَةِ فِي نَفْسِهِ، وَوَلَدِهِ، وَمَالِهِ، حَتَّى يَلْقَى اللّٰهَ وَمَا عَلَيْهِ خَطِيئَةٌ)). [الصحيحة: ۲۲۸۰]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مؤمن اپنی جان، اولاد اور مال کے معاملے میں ہمیشہ آزمائش میں رہتا ہے' یہاں تک کہ جب اللہ تعالی سے اس کی ملاقات ہوتی ہے تو اس کے گناہ معاف ہو چکے ہوتے ہیں۔''

تخریج: الصحیحة ۲۲۸۰۔ ترمذی (۲۳۹۹)' حاکم (۱/ ۳۴۶)' احمد (۲/ ۴۵۰)' ابو نعیم فی الحلیة (۷/ ۹۱)۔

باب: مثل المؤمن و مثل الموت

موت اور مومن کی مثال کا بیان

۳۳۰۸۔عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَثَلُ الْمُؤْمِنِ وَمَثَلُ الْمَوْتِ، كَمَثَلِ رَجُلٍ لَهُ ثَلَاثَةُ أَخِلَّاءٍ أَحَدُهُمْ مَالُهُ قَالَ: خُذْ مَاشِئْتَ . وَقَالَ الْآخَرُ: أَنَا مَعَكَ فَإِذَا مِتَّ أَنْزَلْتُكَ . وَقَالَ الْآخَرُ : أَنَا مَعَكَ ، وَأُخْرِجُ مَعَكَ. فَأَحَدُهُمْ مَالُهُ، وَلْآخِرُ أَهْلُهُ وَوَلَدُهُ وَالْآخِرُ عَمَلُهُ)). [الصحيحة: ۲٤۸۱]

سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مؤمن اور موت کی مثال اس شخص کی سی ہے جس کے تین دوست ہوں، ان میں سے پہلا دوست کہے: اپنی چاہت کے مطابق لے لے، دوسرا کہے: میں تیرے ساتھ ہوں لیکن جب تو مر جائے گا تو میں تجھے اتار دوں گا، تیسرا کہے: میں تیرے ساتھ ہوں اور تیرے ساتھ ہی نکلوں گا۔ پہلا دوست مال، دوسرا آل اولاد اور تیسرا عمل ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۲۴۸۱۔ البزار (الکشف: ۳۲۲۶) و (البحر: ۳۲۷۲)' حاکم (۱/ ۷۴، ۷۵)' طبرانی فی الاوسط (۷۳۹۲)۔

فوائد: مال کا تعلق سانس کی آمد و رفت تک رہتا ہے' جونہی سانس نکلا' مال پرایا ہو گیا۔ آل اولاد کا تعلق دفنانے تک ہے' جونہی وہ قبر میں اتار کر قبر مکمل کر دیں گے تو سمجھیں گے کہ انھوں نے میت کے حقوق ادا کر دیئے ہیں۔ لیکن عمل کی برکتوں کا تعلق دنیوی زندگی سے بھی ہے اور مرنے کے بعد والی تمام زندگیوں سے بھی۔

باب: فضل من مات له ثلاثة من اولاد وشرطه

جس کے تین بچے فوت ہو جائیں اس کی فضیلت اور اس کے حصول کی شرط کا بیان

۳۳۰۹۔ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ الْجُهَنِيِّ مَرْفُوْعًا: ((مَنْ أَثْكَلَ ثَلَاثَةً مِنْ صُلْبِهِ فَاحْتَسِبُهُمْ عَلَى اللّٰهِ وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ)). [الصحيحة:٢٢٩٦]

سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس کے تین بیٹے فوت ہو جائیں اور وہ اپنی اولاد کی وفات پر اللہ تعالی سے ثواب کی توقع کرتے ہوئے صبر کرے تو اس کے لئے جنت واجب ہو جاتی ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۲۹۶۔ ابن عساکر فی تاریخ دمشق (۵۴/ ۷۱)' احمد (۴/ ۱۴۴)' طبرانی فی الکبیر (۱۷/ ۳۰۰) من طریق آخر عنہ۔

فوائد: فوت ہونے والے نابالغ بچوں کی وفات تو والدین کے لئے باعث برکت ہوتی ہے' بشرطیکہ وہ صبر کے تقاضے پورے کریں۔ اس کا یہ معنی بھی نہیں کہ انہیں مبارک باد دی جائے یا وہ اس کی تمنا کریں۔ بات صرف اتنی ہے کہ اگر کسی کے ساتھ یہ حادثہ پیش آ جائے تو اس کو صبر کی تلقین کی جائے اور اس طرح کی خوش خبریوں والی احادیث سنا کر اس کی دلجوئی کی جائے تا کہ وہ صبر و تحمل کا مظاہرہ کر سکے۔

۳۳۱۰۔ عَنْ أَنَسٍ مَرْفُوْعًا: ((مَنِ احْتَسَبَ ثَلَاثَةً مِنْ صُلْبِهِ دَخَلَ الْجَنَّةَ، فَقَالَتْ: اِمْرَأَةٌ: أَوِ اثْنَانِ؟ قَالَ: أَوِ اثْنَانِ)) [الصحيحة:٢٣٠٢]

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو آدمی اپنے تین بیٹوں کے فوت ہو جانے پر ثواب کی امید میں صبر کرتا ہے تو جنت میں داخل ہو گا۔'' ایک عورت نے کہا: آیا دو بیٹوں پر بھی (یہی خوشخبری ہے)؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں دو بیٹوں پر بھی۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۳۰۲۔ بخاری فی التاریخ (۶/ ۴۲۱)' نسائی (۱۸۷۳)' ابن حبان (۲۹۴۳)۔

باب: من الطب النبوی

طب نبوی کا بیان

۳۳۱۱۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مَرْفُوْعًا: ((مَنْ بَاتَ وَفِي يَدِهِ غَمَرٌ، فَأَصَابَهُ شَيْءٌ فَلَا يَلُوْمَنَّ إِلَّا نَفْسَهُ)). [الصحيحة: ٢٩٥٦]

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو آدمی اس حال میں رات گزارے کہ اس کے ہاتھ پر گوشت کی چکناہٹ لگی ہے اور اسے اس وجہ سے کسی (جانور کے کاٹنے وغیرہ کی صورت میں) نقصان ہو جائے تو وہ صرف اپنے آپ کو ملامت کرے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۹۵۶۔ الادب المفرد (۱۲۱۹)' طبرانی فی الاوسط (۵۰۲)' البزار (الکشف: ۲۸۸۶)۔

فوائد: سبحان اللہ! شریعت نے ان تمام نسخوں کی نشاندہی کر دی ہے' جن میں دنیوی اور اخروی اور جسمانی اور روحانی فائدے پائے جاتے ہیں۔

باب: جواز صلاۃ الجنازۃ فی المسجد والافضل فی المصلی

مسجد میں نماز جنازہ کے جواز کا بیان تاہم جنازہ گاہ میں افضل ہے

٣٣١٢ـ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعًا: ((مَنْ صَلّٰى عَلٰى جَنَازَةٍ فِي الْمَسْجِدِ، فَلَيْسَ لَهُ شَيْءٌ)). [الصحيحة: ٢٣٥١]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے مسجد میں نماز جنازہ ادا کی اسے کوئی ثواب نہیں ملے گا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۳۵۱۔ ابو داؤد (۳۱۹۱)' ابن ماجہ (۱۵۱۷)' واللفظ لہ طحاوی (۱/ ۲۸۴)' احمد (۲/ ۴۴۴)۔

فوائد: اس حدیثِ مبارکہ کا مفہوم یہ ہے کہ اسے وہ ثواب نہیں ملے گا جو جنازہ گاہ میں ملتا ہے کیونکہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: واللہ لقد صلی رسول اللہ ﷺ علی ابنی بیضاء فی المسجد۔ [مسلم] یعنی: اللہ کی قسم! رسول اللہ ﷺ نے بیضاء کے دونوں بیٹوں کی نماز جنازہ مسجد میں پڑھی تھی۔

باب: فضل الستر علی المیت وتکفینه

میت کی عیب پوشی اور تکفین کی فضیلت

٣٣١٣ـ عَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ مَرْفُوْعًا: ((مَنْ غَسَّلَ مَيِّتًا فَسَتَرَهُ، سَتَرَهُ اللّٰهُ مِنَ الذُّنُوْبِ ، وَمَنْ كَفَّنَ مُسْلِمًا، كَسَاهُ اللّٰهُ مِنَ السُّنْدُسِ)). [الصحيحة:٢٣٥٣]

سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے میت کو غسل کو دیا اور اس کی پردہ پوشی کی تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں پر پردہ ڈال دے گا اور جس نے مسلمان کو کفن پہنایا تو اللہ تعالیٰ اسے باریک ریشمین کپڑے پہنائے گا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۳۵۳۔ ابن بشران فی الامالی الفوائد (۲/ ۱۳۷/ ۱)' طبرانی فی الکبیر (۸۰۷۷) بیہقی فی الشعب (۹۲۶۷)

فوائد: اگر میت کو غسل دینے والے کو دورانِ غسل کسی عیب کا پتہ چل جاتا ہے تو وہ اس پر پردہ ڈالتا ہے۔

باب: من مات علی شیء بعثه الله علیه

جو شخص جس حال میں فوت ہوگا' اس حالت میں اٹھے گا

٣٣١٤ـ عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ مَّاتَ عَلٰى شَيْءٍ بَعَثَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ)). [الصحيحة:٢٨٣]

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو آدمی جس حالت میں مرے گا اسے (قیامت کے دن) اسی حالت میں اٹھایا جائے گا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۸۳۔ حاکم (۴/ ۳۱۳)' ابو یعلی (۲۲۶۹)' احمد (۳/ ۳۳۱)۔

فوائد: اس کی وضاحت سیدنا فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ہوتی ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (من مات علی مرتبہ من ھذہ المراتب' بعث علیھا یوم القیامۃ؛ یعنی الغزو والحجاد۔) [مسند احمد] یعنی: جو ان مراتب میں سے کسی مرتبے پر مرا' وہ روزِ قیامت اسی پر اٹھایا جائے گا' آپ ﷺ کی مراد غزوہ اور جہاد تھا۔

لیکن متن میں مذکورہ حدیث عام ہے کہ جو آدمی جس اچھی یا بری حالت میں مرے گا وہ اسی حالت میں اٹھایا جائے گا۔ اللہ

تعالیٰ سے خیر و عافیت کا سوال کرنا چاہئے۔

باب: المؤمن مكفر

مومن کے گناہ معاف ہیں

۳۳۱۵۔ عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ مَرْفُوْعًا: ((اَلْمُوْمِنُ مُكَفِّرٌ)). [الصحيحة:۲۳٦۷]

سیدنا سعد بن ابو وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''(مختلف امور) مومن (کے گناہوں کا) کفارہ بنتے رہتے ہیں۔''

تخریج: الصحیحة ۲۳٦۷۔ حاکم (۱/ ۵۸، ۴/ ۲۵۱)، خطابی فی غریب الحدیث (۱۵۱/ ۱)، البزار (الکشف: ۱۹۰۷) و (البحر الزخار :۱۱۲۹) من طریق آخر عنه۔

۳۳۱٦۔ عَنْ عُقْبَةَ مَرْفُوْعًا: ((اَلْمَيِّتُ مِنْ ذَاتِ الْجَنْبِ، شَهِيْدٌ)). [الصحيحة:۲۳۷۲]

سیدنا عقبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نمونیا کی بیماری کی وجہ سے مرنے والا شہید ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۲۳۷۲۔ احمد (۴/ ۱۵۷)، الرویانی فی مسنده (۱۹۸)، طبرانی فی الکبیر (۱۷/ ۳۱۸)۔

فوائد: ایسی میت حکماً شہید ہوگی، اس کے کفن و دفن کے احکام عام میت والے ہوں گے، نہ کہ شہید فی سبیل اللہ کے۔

باب: عذاب القبر حق

عذاب قبر حق ہے

۳۳۱۷۔ عَنْ عَائِشَةَ : اَنَّ يَهُوْدِيَّةً دَخَلَتْ عَلَيْهَا، فَذَكَرَتْ عَذَابَ الْقَبْرِ، فَقَالَتْ لَهَا: اَعَاذَكِ اللّٰهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، فَسَاَلَتْ عَائِشَةُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنْ عَذَابِ الْقَبْرِ؟ فَقَالَ: ((نَعَمْ، عَذَابُ الْقَبْرِ حَقٌّ))، قَالَتْ عَائِشَةُ :((فَمَا رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ يُصَلِّيْ صَلَاةً بَعْدَ اِلَّا تَعَوَّذَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ)). [الصحيحة:۱۳۳۷]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: ایک یہودی عورت میرے پاس آئی اور عذابِ قبر کا تذکرہ کرتے ہوئے مجھے دعا دی کہ اللہ تعالیٰ تجھے عذابِ قبر سے محفوظ رکھے۔ جب میں نے رسول اللہ ﷺ سے عذابِ قبر (کے ہونے یا نہ ہونے) کے بارے میں پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں، عذابِ قبر حق ہے۔'' سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ اس (وقوعہ) کے بعد رسول اللہ ﷺ ہر نماز میں عذابِ قبر سے پناہ طلب کرتے تھے۔

تخریج: الصحیحة ۱۳۷۷۔ احمد (٦/ ۱۷۴)، بخاری (۱۳۷۲)، نسائی (۱۳۰۹)۔

باب: شده الحساب يوم القيامة

روز قیامت حساب و کتاب کی سختی کا بیان

۳۳۱۸۔ عَنِ الزُّبَيْرِ، قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ: ﴿ اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ﴾ [الزمر: ۱۰]، قَالَ الزُّبَيْرُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اَيُكَرَّرُ عَلَيْنَا مَايَكُوْنُ بَيْنَنَا فِي الدُّنْيَا مَعَ خَوَاصِ الذُّنُوْبِ؟ قَالَ: ((نَعَمْ، لَيُكَرَّرَنَّ عَلَيْكُمْ حَتّٰى يُرَدَّ اِلٰى كُلِّ ذِيْ

سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب یہ آیت ﴿اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ﴾ یعنی: ''تو بھی مرنے والا ہے اور وہ بھی مرنے والے ہیں۔'' نازل ہوئی تو میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا ہمیں مخصوص گناہوں کے ساتھ ساتھ آپس کی دنیوی رنجشوں کے نتائج بھگت لینے کے بعد (آخرت میں) دوبارہ جوابدہی کا سامنا کرنا

حَقٍّ حَقَّهُ)). [الصحيحة: ٣٤٠]

پڑے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں، تمھیں بار بار تکلیف دی جائے گی یہاں تک کہ ہر حقدار کو اس کا پورا پورا حق لوٹا دیا جائے گا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۴۰۔ ابو یعلی (۲۲۸)' البزار (البحر:۹۶۴)' احمد (۱/ ۱۶۱)' ترمذی (۳۲۳۶) بنحوہ۔

فوائد: اگر زندگی میں حقوق العباد میں کی گئی کم وکاست کا ازالہ مکمل طور پر نہیں کیا جاتا تو اللہ تعالی کی بارگاہِ عالیہ میں اس کا مکمل تصفیہ کیا جائے گا۔

باب: كراهية اتيان النساء بالجنائز

عورتوں کا جنازہ کے ساتھ آنے کی کراہت کا بیان

٣٣١٩ـ عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: ((اُنْهِي عَنْ اِتِّبَاعِ النِّسَاءِ الْجَنَائِزِ، وَقَالَ: لَيْسَ لَهُنَّ فِي ذٰلِكَ اَجْرٌ)). [الصحيحة: ٣٠١٢]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے عورتوں کو جنازوں کے پیچھے چلنے سے منع کیا اور فرمایا: ''اس چیز میں ان کے لئے کوئی اجر نہیں ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۰۱۲۔ ابن حبان فی الثقات (۶/ ۴۹۳)' عن عائشۃ رضی اللہ عنہا بیھقی (۴/ ۶۳)' طبرانی فی الاوسط (۸۴۰۵) عن ابن عمر۔

فوائد: لیکن عورتیں نماز جنازہ ادا کرسکتی ہیں جیسا کہ عباد بن عبد اللہ بیان کرتے ہیں کہ جب سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فوت ہوئے تو امہات المومنین نے یہ پیغام بھیجا کہ سعد کا جنازہ پہلے مسجد میں لے کر آئیں تا کہ وہ (ازواجِ مطہرات) ان کی نماز جنازہ پڑھ سکیں۔لوگوں نے ایسے ہی کیا۔ان کے حجروں پر جنازہ روک لیا گیا اور انھوں نے نماز جنازہ ادا کی۔ پھر لوگ جنازے کو لے کر مقاعد والے باب الجنائز سے نکل گئے۔لوگوں نے اس چیز کو معیوب سمجھا کہ مسجد میں نماز جنازہ پڑھی گئی۔ جب سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو اس اعتراض کا علم ہوا تو انھوں نے کہا: لوگ اپنی لاعلمی کی وجہ سے عیب نکالنے میں بڑی جلدی کرتے ہیں۔ اب ہم پر یہ عیب لگایا گیا کہ ہم نے مسجد میں نماز جنازہ کیوں پڑھی' حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے سہیل بن بیضا کی نماز جنازہ مسجد میں ہی پڑھی تھی۔ [مسلم]

باب: النهي عن سب الأموات

مردوں کو گالی دینے کی ممانعت کا بیان

٣٣٢٠ـ عَنْ زِيَادِ بْنِ عَلَاقَةَ عَنْ عَمِّهِ: اَنَّ الْمُغِيْرَةَ بْنَ شُعْبَةَ سَبَّ عَلِيَّ بْنَ اَبِي طَالِبٍ، فَقَامَ اِلَيْهِ زَيْدُ بْنُ اَرْقَمَ، فَقَالَ: يَا مُغِيْرَةُ! اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ((نَهٰى عَنْ سَبِّ الْاَمْوَاتِ؟)) فَلِمَ تَسُبُّ عَلِيًّا وَّقَدْ مَاتَ؟! [الصحيحة: ٢٣٩٧]

زیاد بن علاقہ اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں کہ سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے سیدنا علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہا، زید بن ثابت رضی اللہ عنہ' مغیرہ رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور کہا: اے مغیرہ! کیا تو نہیں جانتا کہ رسول اللہ ﷺ نے مردوں کو گالی دینے سے منع فرمایا؟ اب تو علی رضی اللہ عنہ پر ان کے فوت ہو چکنے کے بعد سب وشتم کیوں کرتا ہے؟

تخریج: الصحیحۃ ۲۳۹۷۔ حاکم (۱/ ۳۸۵)' احمد (۴/ ۳۶۹)' ابو نعیم فی اخبار اصبھان (۲/ ۱۵۳) من طریق آخر۔

فوائد: مرنے والے لوگ اپنے انجام سے ہمکنار ہو جاتے ہیں' اس لئے اگر ان کا تذکرۂ خیر نہیں ہوسکتا تو ان کے معائب ونقائص

بیان کرنے سے باز رہنا چاہیے، بالخصوص صحابہ کرام اور ان میں خاص طور پر اہل بیتِ رسول۔

باب: عذاب النائحة

میت پر بین کرنے والی عورت کا عذاب

۳۳۲۱۔ عَنْ أَبِي مَالِكٍ الْأَشْعَرِيِّ مَرْفُوعًا: ((اَلنَّائِحَةُ إِذَا لَمْ تَتُبْ قَبْلَ مَوْتِهَا تُقَامُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَعَلَيْهَا سِرْبَالٌ مِّنْ قَطِرَانٍ وَّدِرْعٌ مِّنْ جَرَبٍ)). [الصحيحة:١٩٥٢]

سیدنا ابو مالک اشعری ﷺ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر نوحہ کرنے والی عورت نے موت سے پہلے توبہ نہ کی تو اسے قیامت کے روز کھڑا کر دیا جائے گا اور اس پر ایک کرتا تارکول کا ہوگا اور ایک قمیص خارش کی۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۹۵۲۔ مسلم (۳/ ۴۵)، احمد (۵/ ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴)، حاکم (۱/ ۳۸۳) نحوہ۔

فوائد: اس کا مطلب یہ ہوا کہ نوحہ کرنا کبیرہ گناہ ہے، کیونکہ علمائے اسلام نے اس گناہ کو کبیرہ شمار کیا ہے جس پر اخروی عذاب کی وعید دی گئی ہو۔

باب التشديد على الدين

قرض پر سختی کا بیان

۳۳۲۲۔ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ، قَالَ: صَلَّى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الصُّبْحَ فَقَالَ: ((هَا هُنَا أَحَدٌ مِّنْ بَنِي فُلَانٍ؟ إِنَّ صَاحِبَكُمْ مَحْبُوْسٌ بِبَابِ الْجَنَّةِ بِدَيْنٍ عَلَيْهِ)). [الصحيحة:٣٤١٥]

سیدنا جابر بن سمرہ ﷺ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے نمازِ فجر پڑھائی اور فرمایا: ''کیا یہاں فلاں قبیلے کا کوئی آدمی موجود ہے؟ ...... تمھارا ساتھی قرضے کی وجہ سے جنت کے دروازے پر روک لیا گیا ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۴۱۵۔ ابوداؤد الطیالسی (۸۹۱)، طبرانی (۶۷۵۰)، حاکم (۲/ ۲۵)، ابوداؤد السجستانی (۳۳۴۱)، نسائی (۴۶۸۹) من طریق آخر عنہ مطولاً۔

فوائد: قرضے کا تعلق حقوق العباد سے ہے، اس لئے یہ اس وقت تک معاف نہیں ہوتا، جب تک قرض خواہ وصول نہیں کر لیتا یا معاف نہیں کر دیتا۔ دیکھیں متن میں مذکورہ میت کے پاس جنت کے تمام اسباب موجود ہیں۔ لیکن قرضہ کی ادائیگی نہ کرنے کی وجہ سے وہ جنت میں داخل نہیں ہوسکتا۔ ہمیں چاہیے اپنے طرز حیات کا جائزہ لیں اور لوگوں کے حقوق ان کو واپس کریں۔

باب: المرض كفارة للمؤمن الصابر

بیماری صبر کرنے والے مومن کے لیے کفارہ ہے

۳۳۲۳۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((وَصَبُ الْمُؤْمِنِ كَفَّارَةٌ لِّخَطَايَاهُ)). [الصحيحة:٢٤١٠]

سیدنا ابو ہریرہ ﷺ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: ''مؤمن کی تکلیف اس کے گناہوں کا کفارہ ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۴۱۰۔ ابن ابی الدنیا فی المرض والکفارات (۱۳۲، ۵۸)، حاکم (۱/ ۳۴۷)، وعنہ البیہقی فی الشعب (۹۸۳۵)۔

باب: الحمى تذهب الخطايا

بخار گناہوں کو ختم کر دیتا ہے

٣٣٢٤۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ : اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ دَخَلَ عَلٰى اُمِّ السَّائِبِ اَوْ اُمِّ الْمُسَيَّبِ، فَقَالَ: ((مَالَكِ يَا اُمَّ السَّائِبِ اَوْ يَا اُمَّ الْمُسَيَّبِ! تَزَفْزَفِيْنَ؟)) قَالَتْ: اَلْحُمّٰى لَا بَارَكَ اللّٰهُ فِيْهَا. فَقَالَ: ((اَلَا تَسُبِّي الْحُمّٰى، فَاِنَّهَا تُذْهِبُ خَطَايَا بَنِيْ آدَمَ كَمَا يُذْهِبُ الْكِيْرُ خُبْثَ الْحَدِيْدِ)). [الصحيحة: ٧١٥]

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ام سائب یا ام مسیب کے پاس آئے اور پوچھا: "ام سائب! تجھے کیا ہو گیا ہے؟ کانپ رہی ہے۔" انھوں نے جواب دیا: بخار ہے، اللہ اس کو بے برکتا کرے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "بخار کو برا بھلا مت کہہ، یہ تو بنی آدم کے گناہوں کو اس طرح صاف کر دیتا ہے جیسے دھونکنی لوہے کی کھوٹ کو دور کر دیتی ہے۔"

تخریج: الصحیحة ۷۱۵۔ مسلم (۲۵۷۵)' الادب المفرد (۵۱۶)' بیھقی (۳/ ۳۷۷)۔

فوائد: تمام قسم کی تکالیف اللہ تعالی کی طرف سے ہیں' اس لیے ان کو برا بھلا کہنا دراصل اللہ تعالی پر اعتراض ہے۔ کوئی بھی بیماری ہو' وہ اللہ تعالی کی منظوری کے بعد بندے پر حملہ کرتی ہے' لہٰذا بندے کے لئے ضروری ہے کہ وہ حلال وسائل کے ذریعے علاج کروائے اور صبر کرے۔

باب: لاتكرهوا مرضاكم على الطعام والشراب

مریضوں کو کھانے پینے پر مجبور نہ کرو

٣٣٢٥۔ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((لَا تُكْرِهُوْا مَرْضَاكُمْ عَلَى الطَّعَامِ وَالشَّرَابِ ، فَاِنَّ اللّٰهَ يُطْعِمُهُمْ وَيَسْقِيْهِمْ)). رُوِيَ مِنْ حَدِيْثِ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ الْجُهَنِيِّ، وَعَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ، وَعَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، وَجَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ۔ [الصحيحة: ٧٢٧]

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "مریضوں کو کھانے پینے پر مجبور نہ کیا کرو، اللہ تعالی انھیں کھلاتا پلاتا رہتا ہے۔" یہ حدیث عقبہ بن عامر جہنی، عبد الرحمٰن بن عوف، عبد اللہ بن عمر اور جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہم سے مروی ہے۔

تخریج: الصحیحة ۷۲۷۔ (۱) عقبة بن عامر: ترمذی (۲۰۴۰)' ابن ماجه (۳۴۴۴)۔ (۲) عبدالرحمن بن عوف: حاکم (۴/ ۴۱۰)' البزار (الکشف: ۳۰۱۸)۔ (۳) ابن عمر: عقیلی فی الضعفاء (۳/ ۴۷) ابن عدی (۵/ ۱۸۵۰)۔ (۴) جابر رضی اللہ عنہ: ابو نعیم فی الحیلة (۱۰/ ۵۰' ۵۱)۔

فوائد: اللہ تعالی مریضوں کو کھلاتا اور پلاتا ہے' اس کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالی ان کی ایسی مدد کرتا ہے اور بھوک اور پیاس کی تکلیف پر ایسا صبر عطا کرتا ہے کہ جس سے کھانے پینے کی کمی پوری ہو جاتی ہے۔ دراصل زندگی اور قوت کا مصدر اللہ تعالی کی ذات ہے' نہ کہ ماکول و مشروب اور صحت و عافیت۔ خلاصۂ کلام یہ ہوا کہ اللہ تعالی مریضوں کو ایسی قوتیں عطا کرتا ہے جو روح کی حفاظت اور جسم کو تقویت دینے میں کھانے پینے کے قائم مقام ہوتی ہیں۔

اس حدیث کی حقانیت کو یوں سمجھیں کہ ایک مریض دس دن کھانا نہیں کھاتا' لیکن جونہی وہ شفایاب ہوتا ہے تو دو تین دنوں کے اندر اندر اس کی صحت بحال ہو جاتی ہے اور دس دنوں کے وقفے کے آثار نظر ہی نہیں آتے۔ اس کے برعکس اگر کوئی صحت مند آدمی

تین چار دن کھانا پینا بند کر دے تو اس کی قوتیں جواب دے جاتی ہیں، وہ چلنے پھرنے سے قاصر آ جاتا اور اس کے پیٹ کا نظام تباہ ہو جاتا ہے۔ معلوم ہوا کہ مریض کے ساتھ اللہ تعالی کا کوئی خاص تعلق ہوتا ہے۔

باب: الحلف بصفات الله تعالى

اللہ تعالیٰ کی صفات کی قسم کھانا

٣٣٢٦- عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((يُؤْتَى بِأَشَدِّ النَّاسِ كَانَ بَلَاءً فِي الدُّنْيَا مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ، فَيَقُوْلُ أَصْبِغُوْهُ صِبْغَةً فِي الْجَنَّةِ، فَيَصْبِغُوْنَهُ فِيْهَا صِبْغَةً، فَيَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: يَا ابْنَ آدَمَ هَلْ رَأَيْتَ بُؤْسًا قَطُّ أَوْ شَيْئًا تَكْرَهُهُ؟ فَيَقُوْلُ: لَا وَعِزَّتِكَ مَارَأَيْتُ شَيْئًا أَكْرَهُهُ قَطُّ، ثُمَّ يُؤْتَى بِأَنْعَمِ النَّاسِ كَانَ فِي الدُّنْيَا مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَيَقُوْلُ: أَصْبِغُوْهُ فِيْهَا صِبْغَةً، فَيَقُوْلُ: يَا ابْنَ آدَمَ هَلْ رَأَيْتَ خَيْرًا قَطُّ، قُرَّةَ عَين قَطُّ؟ فَيَقُوْلُ: لَا وَعِزَّتِكَ مَارَأَيْتُ خَيْرًا قَطُّ، وَلَاقُرَّةَ عَيْنٍ قَطُّ)).

[الصحيحة:١١٦٧]

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دنیا میں سب سے زیادہ آزمائش زدہ شخص، جو جنتی ہوگا، کو لایا جائے گا۔ اللہ تعالی فرمائے گا: اس کو جنت کا چکر لگواؤ، تو فرشتے اسے جنت کا چکر لگوائیں گے۔ پھر اللہ تعالی پوچھے گا: آدم کے بیٹے! کیا تو نے دنیا میں کوئی تنگ حالی یا ناپسندیدہ چیز دیکھی ہے؟ وہ کہے گا: تیری عزت کی قسم! میں نے کوئی ایسی چیز نہیں دیکھی جو مجھے ناپسند ہو۔'' پھر دنیا کے سب سے زیادہ خوشحال شخص، جو جہنمی ہوگا، کو لایا جائے گا۔ اللہ تعالی فرمائے گا: اس کو ایک دفعہ جہنم میں ڈبوؤ۔ پھر اللہ تعالی پوچھے گا: آدم کے بیٹے! کیا تو نے کبھی کوئی اچھی یا باعثِ تسکین چیز دیکھی ہے؟ وہ کہے گا: تیری عزت کی قسم! آج تک میں نے کوئی خیر (سکون) اور آنکھوں کی ٹھنڈک نہیں دیکھی۔''

تخریج: الصحیحة ۱۱۶۷- احمد (۳/ ۲۵۳)، ابن ابی شیبة (۱۳/ ۲۴۸)، ابو یعلی (۳۵۲۱) بھذا اللفظ مسلم (۲۸۷۰) بنحوہ۔

فوائد: جنت جیسا عشرت کدہ پہلے والی بیماریوں، تنگدستیوں اور پریشانیوں کو بھلا دے گا۔ اس کے برعکس جہنم کی وادی آرام و سکون کی ماضی کی ساری صورتوں کو جہنمی کے ذہن سے نکال دے گی۔

باب ما يفعل فى القبر

قبر میں جو کیا کیا جاتا ہے اس کا بیان

٣٣٢٧- عَنْ أَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ: شَهِدْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ جَنَازَةً فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَا أَيُّهَا النَّاسُ! إِنَّ هٰذِهِ الْأُمَّةَ تُبْتَلٰى فِي قُبُوْرِهَا، فَإِذَا الْإِنْسَانُ دُفِنَ فَتَفَرَّقَ عَنْهُ أَصْحَابُهُ، جَاءَهُ مَلَكٌ فِي يَدِهِ مِطْرَاقٌ فَأَقْعَدَهُ، قَالَ: مَاتَقُوْلُ فِي هٰذَا الرَّجُلِ؟ فَإِنْ كَانَ مُؤْمِنًا، قَالَ: أَشْهَدُ أَنْ لَّاإِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ، فَيَقُوْلُ: صَدَقْتَ، ثُمَّ يُفْتَحُ لَهُ

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک جنازے میں حاضر ہوا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''لوگو! اس امت کو قبروں میں آزمایا جاتا ہے، جب کسی شخص کو دفن کر دیا جاتا ہے اور اس کے ساتھی واپس چلے جاتے ہیں تو ایک فرشتہ اس کے پاس آتا ہے، اس کے ہاتھ میں کوٹنے کا آلہ ہوتا ہے، وہ اس شخص کو بٹھا کر پوچھتا ہے: اس آدمی کے بارے میں تیرا کیا خیال ہے؟ اگر وہ مومن ہو تو جواب دیتا ہے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ ہی معبودِ برحق ہے اور محمد (ﷺ) اس کے بندے اور رسول ہیں۔ وہ

بَابٌ إِلَى النَّارِ فَيَقُوْلُ: هٰذَا كَانَ مَنْزِلُكَ لَوْ كَفَرْتَ بِرَبِّكَ ، فَأَمَّا إِذَا آمَنْتَ، فَهٰذَا مَنْزِلُكَ، فَيُفْتَحُ لَهُ بَابٌ فِي الْجَنَّةِ ،فَيُرِيْدُ أَنْ يَّنْهَضَ إِلَيْهِ، فَيَقُوْلُ لَهُ: اُسْكُنْ! وَيُفْسَحُ لَهُ فِي قَبْرِهِ. وَإِنْ كَانَ كَافِرًا أَوْ مُنَافِقًا، يَقُوْلُ لَهُ :مَا تَقُوْلُ فِي هٰذَاالرَّجُلِ؟ فَيَقُوْلُ: لَا أَدْرِي، سَمِعْتُ النَّاسَ يَقُوْلُوْنَ شَيْئًا ، فَيَقُوْلُ: لَادَرَيْتُ وَلَا تَلَيْتُ وَلَا اهْتَدَيْتَ! ثُمَّ يُفْتَحُ لَهُ بَابٌ إِلَى الْجَنَّةِ ، فَيَقُوْلُ: هٰذَا مَنْزِلُكَ لَوْ آمَنْتَ بِرَبِّكَ ، فَأَمَّا إِذْكَفَرْتَ بِهِ، فَإِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ أَبْدَلَكَ بِهِ هٰذَا، وَيُفْتَحُ لَهُ بَابٌ إِلَى النَّارِ، ثُمَّ يَقْمَعُهُ قَمْعَةً بِالْمِطْرَاقِ ، يَسْمَعُهَا خَلْقُ اللّٰهِ كُلُّهُمْ غَيْرَ الثَّقَلَيْنِ، فَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ:يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! مَاأَحَدٌ يَقُوْمُ عَلَيْهِ مَلَكٌ فِي يَدِهِ مِطْرَاقٌ إِلَّا هُبِلَ عِنْدَ ذٰلِكَ ؟! فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ﴿يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ آمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ﴾ [ابراهيم:٢٧])).

[الصحيحة:٣٣٩٤]

کہتا ہے: تو نے سچ کہا۔ پھر جہنم کی طرف سے ایک دروازہ کھول کر کہتا ہے کہ دیکھ اگر تو اپنے رب کے ساتھ کفر کرتا تو یہ تیرا ٹھکانہ ہوتا۔ اب جبکہ تو ایمان لایا ہے، تیری منزل یہ ہے، سو وہ جنت کی طرف سے ایک دروازہ کھول دیتا ہے۔ اب وہ شخص (جنت میں داخل ہونے کے لئے) اٹھنے کا ارادہ کرتا ہے، لیکن فرشتہ کہتا ہے: ٹھہر جا! پھر اس کی قبر کو وسیع کر دیتا ہے۔ اگر دفن کیا جانے والا کافر یا منافق ہو تو فرشتہ پوچھتا ہے کہ تو اس آدمی کے بارے میں کیا کہتا ہے؟ وہ جواب دیتا ہے کہ میں تو نہیں جانتا، میں نے لوگوں کو جو کچھ کہتے سنا' اسی طرح کہا تو تھا (لیکن اب میرے ذہن میں کوئی جواب نہیں ہے)۔ فرشتہ کہتا ہے: نہ تو نے سوجھ بوجھ حاصل کی، نہ تو نے پڑھا اور نہ تو نے ہدایت پائی۔ پھر فرشتہ جنت کی طرف سے ایک دروازہ کھول کر اسے کہتا ہے کہ یہ تیری منزل ہوتی بشرطیکہ تو اپنے رب پر ایمان لاتا، اب جبکہ تو کافر ہے' اللہ تعالی نے تجھے اس کے بدلے یہ ٹھکانہ دیا ہے اور وہ جہنم کی طرف سے دروازہ کھول دیتا ہے اور اس کے سر پر وہ آلہ (اس زور سے) مارتا ہے کہ جن وانس کے علاوہ ہر کوئی اس کی آواز کو سنتا ہے۔ یہ حدیث سن کر بعض لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! جو شخص بھی فرشتے کے ہاتھ میں وہ آلہ دیکھے گا وہ تو (دہشت کی وجہ سے) بے شعور سا ہو کر رہ جائے گا؟ رسول اللہ ﷺ نے جوابا یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ آمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ﴾ (سورۂ ابراہیم: ٢٧) یعنی: اللہ تعالی ایمان والوں کو پکی بات کے ساتھ ثابت قدم رکھتا ہے۔''

تخريج: الصحيحة ٣٣٩٤- احمد (٣/ ٣)' ابن جرير فى تفسيره (١٣/ ١٤٣)' ابن ابى عاصم فى السنة (٨٦٥)۔

فوائد: پہلے اس مفہوم کی احادیث گزر چکی ہیں۔ اس حدیث کے متن کا ترجمہ ہی اس کا مفہوم ادا کرنے کے لئے کافی ہے۔

باب: من كرب الموت
موت کی سختی کا بیان

٣٣٢٨- عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: لَمَّا قَالَتْ فَاطِمَةُ

سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کو موت کی تکلیف

ذٰلِكَ، يَعْنِيْ لَمَّا وَجَدَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ كَرْبِ الْمَوْتِ مَاوَجَدَ، قَالَتْ فَاطِمَةُ: وَاكُرْبَاهُ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((يَا بُنَيَّةُ! اَنَّهُ قَدْ حَضَرَ بِاَبِيْكِ مَالَيْسَ اللّٰهُ بِتَارِكٍ مِّنْهُ اَحَدًا لِّمُوَافَاةِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ)). [الصحيحة:١٧٣٨]

محسوس ہوئی تو سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: ہائے تکلیف! رسول اللہ ﷺ نے یہ سن کر فرمایا: ''میری پیاری بیٹی! تیرے باپ پر (وہ موت) غالب آنے والی ہے کہ قیامت کے دن تک پہنچانے کے لئے اللہ تعالی ہر کسی کو اس میں مبتلا کرے گا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۷۳۸- احمد (۳/ ۱۴۱)' ترمذی فی الشمائل (۳۷۹)' ابن ماجہ (۱۶۲۹)' ابو یعلی (۳۴۴۱)۔

فوائد: یعنی یہ تو اللہ تعالی کا فیصلہ ہے' جو ہر کس و ناکس کو تسلیم کرنا پڑے گا۔ جزع و فزع کرنے کچھ بن نہیں پاتا۔

باب: اتباع الميت ثلاثة

تین چیزیں میت کا پیچھا کرتی ہیں

٣٣٢٩- عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((يَتْبَعُ الْمَيِّتَ اِلٰى قَبْرِهِ ثَلَاثَةٌ: اَهْلُهُ وَمَالُهُ ، وَعَمَلُهُ،فَيَرْجِعُ اثْنَانِ وَيَبْقٰى وَاحِدٌ ، يَرْجِعُ اَهْلُهُ وَمَالُهُ، وَيَبْقٰى عَمَلُهُ)).

[الصحيحة:٣٣٥٥]

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تین چیزیں میت کے پیچھے جاتی ہیں، اس کے گھر والے، اس کا مال اور اس کا عمل۔ پس دو چیزیں واپس آجاتی ہیں اور ایک چیز اس کے ساتھ باقی رہ جاتی ہے۔ اس کے گھر والے اور اس کا مال ومنال واپس آجاتے ہیں اور اس کا عمل اس کے ساتھ باقی رہ جاتا ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۲۹۹- احمد (۳/ ۱۱۰)' ابن المبارک فی الزھد (۶۳۶)' الحمیدی (۱۱۸۶) والسیاق لہ بخاری (۶۵۱۴)' مسلم (۲۹۳۰)۔

فوائد: موجودہ دور میں ظاہر پرستی اور نمائشی طرز حیات پر کچھ زیادہ ہی توجہ دی جانے لگی ہے۔ ہر اعلی و ادنی کے ذہن میں دو چیزیں ہیں: مال و دولت اور یاری و برادری۔ مال و دولت میں اضافہ ہونا چاہئے اور یاری و برادری کا لحاظ کرنا چاہئے۔ لیکن ان دونوں چیزوں کا تعلق انسان کے سانس کی آمد و رفت تک ہے۔ اصل چیز عمل صالح ہے' جس کا اصل تعلق مرنے کے بعد شروع ہوتا ہے۔ یہ مطلب نہیں کہ برادری سے لاپرواہی کا اظہار کیا جائے۔ غرضِ کلام یہ ہے کہ زندگی کا اصل مقصود آخرت کی تیاری اور اعمال صالحہ میں اضافہ ہے۔ اگر خاندان کا لحاظ اور مال و دولت کے حصول کو قرآن و حدیث کے تابع کر لیا جائے تو وہ بھی نیک اعمال کی صورت اختیار کر لیتے ہیں۔

(۲۶) المناقب والمثالب

فضائل ومناقب اور معائب ونقائص

اس باب کی بیشتر احادیث کا مفہوم ان کے متون سے ہی واضح ہو جاتا ہے۔

باب: فضل النبیؐ بانه أول من يدخل الجنة

نبیؐ کی فضیلت اس وجہ سے کہ آپؐ جنت میں سب سے پہلے داخل ہوں گے

۳۳۳۰: عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((آتِيْ بَابَ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَأَسْتَفْتِحُ، فَيَقُوْلُ الْخَازِنُ: مَنْ أَنْتَ؟ فَأَقُوْلُ مُحَمَّدٌ: فَيَقُوْلُ: بِكَ أُمِرْتُ أَنْ لَّا أَفْتَحَ لِأَحَدٍ قَبْلَكَ)). [الصحيحة: ٧٧٤]

سیدنا انس بن مالک ؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں روزِ قیامت جنت کے دروازے پر آ کر اسے کھولنے کا کہوں گا۔ دربان پوچھے گا: آپ کون ہیں؟ میں جواب دوں گا: میں محمد ہوں۔ (یہ سن کر) وہ کہے گا: آپ کے بارے میں مجھے حکم دیا گیا کہ آپ سے قبل کسی کے لئے (جنت کا) دروازہ نہیں کھولنا۔“

تخریج: الصحيحة ۷۷۴- مسلم (۱۹۷)، احمد (۳/ ۱۳۶)، ابو عوانة (۱/ ۱۵۸، ۱۵۹)۔

فوائد: نبیٔ کریم ﷺ حشر کے میدان میں تمام لوگوں کے سردار ہوں گے اور جد امجد حضرت آدم علیہ السلام سمیت تمام لوگ آپ ﷺ کے جھنڈے کے نیچے ہوں گے۔ ظاہر ہے کہ ایسے اوصاف والا ہی جنت کے دروازے پر دستک دے سکتا ہے۔

باب: دعاء النبیؐ علی احد ليس له باهل طهور له

نبی ﷺ کا کسی کو بد دعا دینا کہ جس کا وہ حق دار نہیں وہ اس کے لیے گناہوں سے پاک ہے

۳۳۳۱: عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: كَانَتْ عِنْدَ أُمِّ سُلَيْمٍ يَتِيْمَةٌ، وَهِيَ أُمُّ أَنَسٍ، فَرَأَى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْيَتِيْمَةَ، فَقَالَ: ((آنْتِ هِيَهْ؟ لَقَدْ كَبُرْتِ لَا كَبُرَ سِنُّكِ.)) فَرَجَعَتِ الْيَتِيْمَةُ إِلٰى أُمِّ سُلَيْمٍ تَبْكِيْ، فَقَالَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ: مَالَكِ يَا بُنَيَّةُ؟ قَالَتِ

سیدنا انس بن مالک ؓ سے ہی روایت ہے کہ سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا، جو انس کی ماں تھیں، کے پاس ایک یتیم بچی تھی۔ (ایک دن) آپ ﷺ نے (کہیں) اس بچی کو دیکھا اور پوچھا: ”تو یہاں ہے؟ تیری عمر نہ بڑھنے پائے، تو تو بڑی ہو گئی ہے۔“ یتیمہ یہ سن کر روتی ہوئی ام سلیم کے پاس آئی۔ ام سلیم نے پوچھا: بیٹی! کیا ہوا؟

الْجَارِيَةُ: دَعَا عَلَيَّ نَبِيُّ اللّٰهِ أَنْ لَّايَكْبُرَ سِنِّيْ أَبَدًا أَوْ قَالَتْ: قَرْنِيْ فَخَرَجَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ مُسْتَعْجِلَةً تَلُوْثُ خِمَارَهَا حَتّٰى لَقِيَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ، فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِﷺ : ((مَالَكِ يَا أُمَّ سُلَيْمٍ؟)) فَقَالَتْ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! أَدَعَوْتَ عَلٰى يَتِيْمَتِيْ؟ قَالَ: ((وَمَا ذَاكِ يَا أُمَّ سُلَيْمٍ؟)) قَالَتْ: زَعَمَتْ أَنَّكَ دَعَوْتَ أَنْ لَّايَكْبُرَ سِنُّهَا وَلَايَكْبُرَ قَرْنُهَا۔ قَالَ: فَضَحِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِﷺ ثُمَّ قَالَ: ((يَا أُمَّ سُلَيْمٍ! أَمَا تَعْلَمِيْنَ أَنَّ شَرْطِيْ عَلٰى رَبِّيْ أَنِّيْ اِشْتَرَطْتُ عَلٰى رَبِّيْ فَقُلْتُ: إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ أَرْضٰى كَمَا يَرْضَى الْبَشَرُ، وَأَغْضَبُ كَمَا يَغْضَبُ الْبَشَرُ، فَأَيُّمَا أَحَدٍ دَعَوْتُ عَلَيْهِ مِنْ أُمَّتِيْ بِدَعْوَةٍ لَيْسَ لَهَا بِأَهْلٍ، أَنْ يَجْعَلَهَا لَهُ طَهُوْرًا وَزَكَاةً وَقُرْبَةً يُقَرِّبُهُ بِهَا مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ؟)).[الصحيحة: ٨٤]

بچی نے جواب دیا: اللہ کے نبی نے مجھے بددعا دی ہے کہ میری عمر بڑی یا میرا زمانہ طویل نہ ہونے پائے۔ ام سلیم نے جلدی جلدی چادر لپیٹی اور نکل پڑی، یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچ گئی۔ آپ ﷺ نے پوچھا: ”ام سلیم! تجھے کیا ہوا؟“ اس نے جواب دیا: اے اللہ کے نبی! کیا آپ نے میری یتیمہ کو بددعا دی ہے؟ آپ ﷺ نے پوچھا: ”وہ کون سی (ذرا تفصیل بتاؤ)؟“ اس نے کہا: میری یتیمہ کہتی ہے کہ آپ نے اسے اس کی عمر بڑی یا اس کا زمانہ لمبا نہ ہونے کی بددعا دی ہے۔ (یہ سن کر) آپ ﷺ مسکرا دیئے اور فرمایا: ”ام سلیم! کیا تو نہیں جانتی کہ میں نے اپنے ربّ سے شرط لگائی کہ میں بشر ہوں، عام دوسرے انسانوں کی طرح راضی بھی ہوتا ہوں اور ناراض بھی۔ سو میں جس امتی پر ایسی بددعا کر دوں جس کا وہ حقدار نہ ہو تو وہ (اللہ) اس بددعا کو اس کے حق میں اسے پاک کرنے والی، اس کا تزکیہ کرنے والی اور اسے روزِ قیامت اپنے قریب کر دینے والی بنا دے؟“

تخریج: الصحیحۃ ۸۴۔ مسلم (۲۶۰۳)۔

فوائد: یہ رحمۃ للعالمین کا لقب پانے والے کی عظمت و منقبت ہے کہ آپ ﷺ کی بددعائیں بھی فرزندانِ امت کے لئے باعثِ تزکیہ بن جاتی ہیں، بشرطیکہ وہ آدمی اُس بددعا کا مستحق نہ ہو۔

باب: فضيلة حب الانصار

انصار سے محبت کی فضیلت کا بیان

٣٣٣٢: عَنْ أَنَسٍ مَرْفُوْعًا ((آيَةُ الْإِيْمَانِ حُبُّ الْأَنْصَارِ، وَآيَةُ النِّفَاقِ بُغْضُ الْأَنْصَارِ)). [الصحيحة: ٦٦٨]

سیدنا انس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”انصار سے محبت ایمان کی علامت ہے اور ان سے بغض نفاق کی علامت ہے۔“

تخریج: الصحیحۃ ۶۶۸۔ بخاری (۱۷)، مسلم (۷۴)، نسائی (۵۰۲۲)۔

فوائد: انصار نے اپنے خون سے شجر اسلام کی آبیاری کی، اپنے شہر کو مرکز اسلام قرار دیا، رسول اللہ ﷺ مکہ میں یہ اعلان کرتے تھے کہ قریشیوں نے مجھے تبلیغ اسلام سے روک رکھا ہے، کون ہے جو مجھے پناہ دے تا کہ میں رب کا پیغام لوگوں تک پہنچا سکوں؟ انصاریوں نے مال و جان داؤ پر لگا کر اور دوستوں کی دشمنیاں مول کر آپ ﷺ کی آواز پر لبیک کہا۔ مہاجرین کو، جو اسلام کا سرمایہ تھے، کو اپنے گھروں اور جائدادوں میں حصہ دار قرار دیا۔ ان نفوس قدسیہ کی محبت کو ایمان کی علامت اور ان سے نفرت کو منافقت کی علامت قرار دیا

گیا۔ جو بد بخت اسلام کے سپوتوں اور ستونوں کا پاس لحاظ نہیں کرتا' اسے ایمان و ایقان کی نعمت کیسے نصیب ہوگی۔

خلافة أبي بكر حق

٣٣٣٣: عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: لَمَّا ثَقُلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لِعَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ: ((اِئْتِنِي بِكَتِفٍ أَوْ لَوْحٍ حَتّٰى أَكْتُبَ لِأَبِي بَكْرٍ كِتَابًا لَا يُخْتَلَفُ عَلَيْهِ فَلَمَّا ذَهَبَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ لِيَقُوْمَ قَالَ أَبَى اللّٰهُ وَالْمُؤْمِنُوْنَ أَنْ يُخْتَلَفَ عَلَيْكَ يَا أَبَا بَكْرٍ!))۔

[الصحيحة: ٦٩٠]

ابو بکر رضی اللہ عنہ کی خلافت حق ہے

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: جب رسول اللہ ﷺ کی بیماری بڑھ گئی تو (میرے بھائی) عبد الرحمٰن بن ابو بکر کو حکم دیا کہ ''کوئی تختی یا ہڈی لاؤ' میں ابو بکر کے حق میں کچھ لکھنا چاہتا ہوں تاکہ اس پر کسی کو اختلاف نہ ہو''۔ جب عبد الرحمٰن کھڑا ہونے لگا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے ابو بکر! اللہ تعالیٰ نے اور مؤمنوں نے اس بات سے انکار کر دیا ہے کہ تجھ پر اختلاف کیا جائے۔''

تخریج: الصحيحة ٦٩٠- احمد (٦/ ٤٧)' الحسن بن عرفة في جزئه (٣)' ابن سعد (٣/ ١٨٠)' مسلم (٢٣٨٧) من طريق آخر عنها۔

فوائد: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو اپنی بیماری کے دوران کہا: (ادعى لي ابابكر اباك واخاك حتى اكتب كتابا' فاني اخاف ان يتمنى متمن ويقول قائل: انا اولى' ويابى الله والمومنون الا ابا بكر۔) [مسلم] یعنی: اپنے باپ ابو بکر اور بھائی کو بلاؤ' تاکہ میں کچھ لکھ ہی دوں' کیونکہ مجھے خدشہ ہے کہ کوئی خواہش مند تمنا کر سکتا ہے اور کوئی کہہ سکتا ہے کہ وہ (خلافت کا) زیادہ حقدار ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ اور مومنین تو ابو بکر کے علاوہ ہر کسی کا انکار کرتے ہیں۔

یہ روایات اس بات کا قطعی ثبوت ہیں کہ آپ ﷺ کے خلیفۂ اول سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہی ہیں اور عملاً ایسے ہی ہوا کہ آپ ﷺ کی وفات کے بعد سقیفہ بنی ساعدہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ' ارباب حل و عقد اور پھر تمام مسلمانوں نے سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بیعت کی جو سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کی خلافت کا بین ثبوت ہے۔

باب: من خلقه صلى الله عليه وسلم وتواضعه وفضل الموفين

٣٣٣٤: عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: اِبْتَاعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ رَجُلٍ مِنَ الْأَعْرَابِ جَزُوْرًا۔ أَوْ جَزَائِرَ بِوَسْقٍ مِّنْ تَمْرِ الذُّخْرَةِ (وَتَمْرُ الذُّخْرَةِ: الْعَجْوَةُ) فَرَجَعَ بِهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِلٰى بَيْتِهِ وَالْتَمَسَ لَهُ التَّمْرَ فَلَمْ يَجِدْهُ، فَخَرَجَ إِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ لَهُ: ((يَا عَبْدَاللّٰهِ! إِنَّا قَدِ ابْتَعْنَا مِنْكَ جَزُوْرًا. أَوْ جَزَائِرَ. بِوَسْقٍ مِّنْ تَمْرِ الذُّخْرَةِ، فَالْتَمَسْنَاهُ فَلَمْ نَجِدْهُ)) قَالَ: فَقَالَ الْأَعْرَابِيُّ: وَاغَدْرَاهُ!

آپ ﷺ کے اخلاق اور تواضع کا بیان اور وقت پر ادائیگی کرنے والے کی فضیلت

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ایک وسق ذخرہ یعنی عجوہ کھجور کے عوض میں ایک بدّو سے ایک یا چند اونٹنیاں خریدیں۔ آپ ﷺ گھر کو لوٹے' کھجوریں تلاش کیں لیکن آپ ﷺ کو کچھ نہ ملا۔ آپ ﷺ اس بدّو کے پاس گئے اور فرمایا: ''او اللہ کے بندے! میں نے تجھ سے ایک وسق ذخرہ کھجور کے عوض اونٹنی خریدی' لیکن تلاش کرنے کے باوجود مجھے کھجور نہ مل سکی۔'' اس نے کہا: ہائے عہد شکنی! لوگوں نے اسے برا بھلا کہتے ہوئے کہا: اللہ تجھے ہلاک کرے، کیا رسول اللہ ﷺ عہد شکنی کر سکتے ہیں۔

قَالَتْ: فَهَمَّ النَّاسُ وَقَالُوا: قَاتَلَكَ اللّٰهُ، أَيُغْدِرُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ! قَالَتْ: فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: **((دَعُوْهُ فَإِنَّ لِصَاحِبِ الْحَقِّ مَقَالًا))** ثُمَّ عَادَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: **((يَا عَبْدَاللّٰهِ إِنَّا ابْتَعْنَا مِنْكَ جَزَائِرَ وَنَحْنُ نَظُنُّ أَنَّ عِنْدَنَا مَا سَمَّيْنَا لَكَ فَالْتَمَسْنَاهُ فَلَمْ نَجِدْهُ))** فَقَالَ الْأَعْرَابِيُّ: وَاغَدْرَاه! فَنَهَمَهُ النَّاسُ وَقَالُوا: قَاتَلَكَ اللّٰهُ، أَيُغْدِرُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: **((دَعُوْهُ فَإِنَّ لِصَاحِبِ الْحَقِّ مَقَالًا))** فَرَدَّدَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ذٰلِكَ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا فَلَمَّا رَآهُ لَايَفْقَهُ عَنْهُ قَالَ لِرَجُلٍ مِّنْ أَصْحَابِهِ: اِذْهَبْ إِلٰى خَوْلَةَ بِنْتِ حَكِيْمِ بْنِ أُمَيَّةَ فَقُلْ لَّهَا: رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ لَكِ: إِنْ كَانَ عِنْدَكِ وَسْقٌ مِنْ تَمْرِ الذُّخْرَةِ فَأَسْلِفِيْنَاهُ حَتّٰى نُؤَدِّيَهُ إِلَيْكِ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ فَذَهَبَ إِلَيْهَا الرَّجُلُ، ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ: قَالَتْ: نَعَمْ، هُوَ عِنْدِيْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! فَابْعَثْ مَنْ يَّقْبِضُهُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِلرَّجُلِ: اِذْهَبْ بِهِ فَأَوْفِهِ الَّذِيْ لَهُ، قَالَ: فَذَهَبَ بِهِ فَأَوْفَاهُ الَّذِيْ لَهُ، قَالَتْ: فَمَرَّ الْأَعْرَابِيُّ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ جَالِسٌ فِيْ أَصْحَابِهِ، فَقَالَ: جَزَاكَ اللّٰهُ خَيْرًا، فَقَدْ أَوْفَيْتَ وَأَطْيَبْتَ، قَالَتْ: فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: **((أُوْلٰئِكَ خِيَارُ عِبَادِ اللّٰهِ عِنْدَ اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ: الْمُوْفُوْنَ الْمُطَيِّبُوْنَ))**. [الصحيحة: ٢٦٧٧]

آپ ﷺ نے (اپنے صحابہ سے) فرمایا: ''اسے کچھ نہ کہو' صاحبِ حق آدمی باتیں کرتا رہتا ہے۔'' رسول اللہ ﷺ پھر لوٹ گئے اور واپس آ کر فرمایا: ''اللہ کے بندے! میں نے تجھ سے اونٹنی خریدی' میرا خیال تھا کہ میرے پاس طے شدہ قیمت ہوگی' لیکن تلاش کے باوجود کچھ نہ ملا۔'' اس بدّو نے کہا: ہائے! یہ تو دھوکہ بازی ہے! لوگوں نے اسے ڈانٹ ڈپٹ کی اور کہا: اللہ تیرا ستیاناس کرے' کیا اللہ کے رسول ﷺ دھوکہ کر سکتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کو چھوڑ دو' حقدار آدمی باتیں کرتا رہتا ہے۔'' آپ ﷺ نے دو تین دفعہ ایسے ہی کیا' لیکن کسی کو (اصل مقصد) سمجھ نہ آسکا۔ بالآخر آپ ﷺ نے ایک صحابی کو حکم دیتے ہوئے فرمایا: ''خولہ بنت حکیم بن امیہ کے پاس جاؤ اور اسے میرا پیغام دو کہ اگر تیرے پاس ایک وسق ذخرہ کھجور ہے تو مجھے بطور قرض دے دے' میں بعد میں ان شاء اللہ تجھے واپس کر دوں گا۔'' وہ صحابی گیا اور واپس آ کر کہا کہ خولہ کہتی ہے: جی ہاں! اے اللہ کے رسول! میرے پاس کھجوریں موجود ہیں' آپ کسی آدمی کو لینے کے لئے بھیج دیں۔ آپ ﷺ نے ایک صحابی کو حکم دیا کہ ''جاؤ اور اس کا قرضہ ادا کر دو۔'' وہ گیا اور اس کا قرضہ چکا دیا۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: وہ بدّو آپ ﷺ کے پاس سے گزرا جبکہ آپ ﷺ اپنے صحابہ میں تشریف فرما تھے اور اس نے کہا: اللہ تعالی آپ کو جزائے خیر دے' آپ نے قرض چکا دیا ہے اور بہت عمدہ انداز میں ادا کیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالی کے ہاں روزِ قیامت بہترین بندے وہ ہوں گے جو اچھے انداز میں ادائیگیاں کرتے ہیں۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۶۷۷۔ احمد (۶/ ۲۶۸'۲۶۹)' البزار (الکشف:۱۳۰۹)' عبد بن حمید (۱۴۹۷)' بیہقی (۶/ ۲۰)۔

فوائد: یہ ضروری نہیں کہ اینٹ کا جواب پتھر سے ہی دیا جائے' شرعی قاعدہ یہ ہے جارحانہ باتیں کرنے والے کا سبب دریافت کیا جائے کہ آیا وہ جو کچھ کہہ رہا ہے تو وہ بجا طور پر کہہ رہا ہے یا بے جا طور پر' پھر اس کے مطابق اس کی جوابی کارروائی کی جائے۔

قرضہ دینے والا محسن اور قرضہ لینے والا ممنون اور محتاج ہوتا ہے' لیکن ہمارے ہاں معاملہ بڑا عجیب ہے کہ قرض دینے والا قرضہ دینے کے بعد قرضہ لینے والا کا محتاج ہو کر رہ جاتا ہے' جب وہ اپنی رقم کا مطالبہ کرتا ہے تو جواباً اوٹ پٹانگ باتیں کی جاتی ہیں۔ ایسا کرنا شرعی مزاج کا تقاضا نہیں ہے۔ آپ ﷺ تو ان لوگوں کو تعریف کر رہے ہیں جو اچھے انداز میں قرضے چکاتے ہیں اور ہم سرے سے قرضہ ادا کرنے سے قاصر آ جاتے ہیں۔ قرض خواہ بے چارہ قرض واپس طلب کرنے پر مجرم بن جاتا ہے اور غاصب مقروض مظلوم بن جاتا ہے جو کہ درحقیقت قرض واپس نہ کر کے ظلم کا مرتکب ہو رہا ہوتا ہے۔

ایک وسق میں ساٹھ صاع ہوتے ہیں اور ایک صاع کا وزن دو کلو سو گرام ہوتا ہے۔

باب: دعوة ملوك الكفار إلى الاسلام

کافر حکمرانوں کو اسلام کی دعوت دینے کا بیان

٣٣٣٥: عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عُمَرَ الْأَسْلَمِيِّ بِأَسَانِيدَ لَهُ عَنْ جَمْعٍ مِّنَ الصَّحَابَةِ، قَالَ: دَخَلَ حَدِيْثُ بَعْضِهِمْ فِيْ حَدِيْثِ بَعْضٍ، قَالُوْا: وَبَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِﷺ عَبْدَاللّٰهِ ابْنَ حُذَافَةَ السَّهْمِيَّ، وَهُوَ أَحَدُ السِّتَّةِ، إِلٰى كِسْرٰى يَدْعُوْهُ إِلَى الْإِسْلَامِ وَكَتَبَ مَعَهُ كِتَابًا: قَالَ عَبْدُاللّٰهِ فَدَفَعْتُ إِلَيْهِ كِتَابَ رَسُوْلِ اللّٰهِﷺ فَقُرِئَ عَلَيْهِ، ثُمَّ أَخَذَهُ فَمَزَّقَهُ، فَلَمَّا بَلَغَ ذٰلِكَ رَسُوْلَ اللّٰهِﷺ قَالَ: اَللّٰهُمَّ مَزِّقْ مُلْكَهُ، وَكَتَبَ كِسْرٰى إِلٰى بَاذَانَ عَامِلِهِ عَلَى الْيَمَنِ أَنِ ابْعَثْ مِنْ عِنْدِكَ رَجُلَيْنِ جَلْدَيْنِ إِلٰى هٰذَا الرَّجُلِ الَّذِيْ بِالْحِجَازِ، فَلْيَأْتِيَانِيْ بِخَبَرِهِ، فَبَعَثَ بَاذَانُ زَهْرَمَانَهِ وَرَجُلًا آخَرَ وَكَتَبَ مَعَهُمَا كِتَابًا، فَقَدِمَا الْمَدِيْنَةَ، فَدَفَعَا كِتَابَ بَاذَانَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَتَبَسَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَدَعَاهُمَا إِلَى الْإِسْلَامِ وَفَرَائِصُهُمَا تَرْعَدُ وَقَالَ: اِرْجِعَا عَنِّيْ يَوْمَكُمَا هٰذَا حَتّٰى تَأْتِيَانِيَ الْغَدَ فَأُخْبِرُكُمَا بِمَا أُرِيْدُ فَجَاءَاهُ مِنَ الْغَدِ فَقَالَ لَهُمَا: **((أَبْلِغَا صَاحِبَكُمَا أَنَّ رَبِّيْ قَدْ قَتَلَ رَبَّهُ كِسْرٰى فِيْ هٰذِهِ اللَّيْلَةَ))**. [الصحيحة: ١٤٢٩]

محمد بن عمر اسلمی اپنی سندوں کے ساتھ چند ایک صحابہ' جن کی احادیث کے الفاظ ایک دوسرے میں خلط ملط ہو گئے ہیں' سے بیان کرتے ہیں' انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے سیدنا عبد اللہ بن حذافہ سہمی رضی اللہ عنہ' جو چھ میں سے ایک تھے' کو کسریٰ کی طرف اسلام کی دعوت دینے کے لئے بھیجا اور ایک خط بھی لکھا۔ عبد اللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے کسریٰ کو رسول اللہ ﷺ کا خط تھما دیا' وہ اس پر پڑھا گیا' اس نے خط پکڑا اور پھاڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ جب نبی کریم ﷺ کو اس صورتحال کا علم ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ! اس کی بادشاہت کے پرخچے اڑا دے۔'' پھر کسریٰ نے یمن کے گورنر باذان کی طرف خط لکھا کہ تو کوئی دو باہمت آدمی اس حجاز والے شخص (نبی کریم ﷺ) کے پاس بھیج تا کہ وہ ہمیں اس کی حقیقت سے آگاہ کریں۔ باذان نے اپنا میر منشی اور ایک دوسرا آدمی اپنے خط کے ہمراہ بھیجا۔ یہ دونوں مدینہ میں آئے' باذان کا خط نبی کریم ﷺ کو دیا' آپ ﷺ مسکرائے اور انھیں دعوتِ اسلام دی' اس حال میں کہ ان کے مونڈھوں کا گوشت کانپ رہا تھا۔ آپ ﷺ نے انھیں حکم دیا کہ ''تم دونوں آج چلے جاؤ' کل مجھے ملنا' میں تمھیں اپنے ارادے سے آگاہ کروں گا۔'' جب وہ دوسرے دن آئے تو آپ ﷺ نے انھیں فرمایا: ''میری بات اپنے لیڈر (باذان) تک پہنچا دو کہ اس

رات میرے ربّ نے اس کے ربّ کسریٰ کو ہلاک کر دیا ہے۔‘‘

تخریج: الصحیحة ۱۴۲۹- ابن سعد (۱/ ۲۵۹،۲۵۸) بدون السنه' ابن جریر فی تاریخه (۳/ ۱۵۴)' عن یزید بن حبیب مرسلاً' احمد (۵/ ۴۳)' بیهقی فی الدلائل (۴/ ۳۹۰)' عن ابی بکرة رضی اللہ عنہ مختصراً جداً۔

فوائد: مسلم حکمرانوں کو بھی چاہئے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی نیابت کا حق ادا کریں اور کفریہ مملکتوں کے وزراء و سلاطین کو اسلام کی طرف دعوت دیں اور انجام کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیں۔

باب: فضل هشام و عمرو بن العاص بانهما مومنان

ہشام اور عمرو بن عاص کی فضیلت کہ وہ دونوں مومن ہیں

۳۳۳۶: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَفَعَهُ: ((اِبْنَا الْعَاصِ مُؤْمِنَانِ: هِشَامٌ وَعَمْرٌو)). [الصحيحة: ١٥٦]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’عاص کے دونوں بیٹے ہشام اور عمرو مؤمن ہیں۔‘‘

تخریج: الصحیحة ۱۵۶- عفان بن مسلم فی حدیثه (ق:۲/۲۳۸) وعنه احمد (۲/ ۳۵۴)' ابن سعد (۴/ ۱۹۱)' حاکم (۳/ ۴۵۲)۔

باب: ابوبکر و عمرؓ سید اکهول اهل الجنة

جنتی بزرگوں کے سردار ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما ہیں

۳۳۳۷: قَالَ ﷺ: ((أَبُوبَكْرٍ وَ عُمَرُ سَيِّدَا كُهُولِ أَهْلِ الْجَنَّةِ مِنَ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ)) رُوِيَ عَنْ جَمْعٍ مِّنَ الصَّحَابَةِ، مِنْهُمْ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ، وَأَنَسُ بْنُ مَالِكٍ، وَأَبُو جُحَيْفَةَ، وَجَابِرُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ وَأَبُو سَعِيدِ الْخُدْرِيُّ۔

[الصحيحة: ٨٢٤]

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ’’ابو بکر اور عمر پہلوں اور پچھلوں میں سے جنت میں داخل ہونے والے عمر رسیدہ لوگوں کے سردار ہیں۔‘‘ یہ حدیث سیدنا علی بن ابو طالب' سیدنا انس بن مالک' سیدنا ابو جحیفہ' سیدنا جابر بن عبد اللہ اور سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہم سے روایت کی گئی ہے۔

تخریج: الصحیحة ۸۲۴- (۱) علی: ترمذی (۳۶۶۵)' ابن ماجه (۹۵)۔ (۲) انس: ترمذی (۳۶۶۴)' الضیاء فی المختارة (۲۵۱۰)۔ (۳) ابو جحیفة: ابن (۱۰۰)' ابن حبان (۶۹۰۴)۔ (۴) جابر: طرانی فی الاوسط (۸۸۰۳)۔ (۵) ابو سعید الخدری: طبرانی فی الاوسط (۴۴۲۸)' البزار (الکشف:۲۴۹۲)۔ (۶) ابن عمر رضی اللہ عنہما السهمی فی تاریخ جرجان (۷۷)۔

فوائد: یعنی جو لوگ عمر رسیدگی میں فوت ہو کر جنت میں داخل ہوتے ہیں' وگرنہ جنت میں تو سب جنتیوں کی عمریں' جوانیاں اور قد وقامت وغیرہ برابر ہوگا۔

۳۳۳۸: عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَبُوبَكْرٍ وَ عُمَرُ مِنْ هٰذَا الدِّيْنِ

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’دین اسلام میں ابو بکر اور عمر کی اہمیت سر میں کان اور آنکھ

كَمَنْزِلَةِ السَّمْعِ وَالْبَصَرِ مِنَ الرَّأْسِ)). [الصحيحة: ٨١٥]

کی سی ہے۔"

تخریج: الصحیحة ۸۱۵- طبرانی فی خطیب فی تاریخه (۸/ ۴۵۹، ۴۶۰) ابن الشاهین فی فضائل العشرة (۷۰)۔

فوائد: سر میں جو اہمیت کان اور آنکھ کی ہے' دین میں وہی اہمیت سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو حاصل ہے۔ جس دین میں ابوبکر وعمر کی کوئی اہمیت نہ ہو' اس دین کی مثال بھی بہرے اور نابینے آدمی کی مثال ہے۔

باب: فضل أبي سفيان بن حرب

ابوسفیان رضی اللہ عنہ بن حرب کی فضیلت کا بیان

٣٣٣٩: عَنْ أَبِي حِبَّةَ الْبَدْرِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَبُوْ سُفْيَانَ بْنُ الْحَارِثِ خَيْرُ أَهْلِيْ)). [الصحيحة: ٨٢٠]

سیدنا ابوحبہ بدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ابوسفیان بن حارث میرے خاندان کا بہترین فرد ہے۔"

تخریج: الصحیحة ۸۲۰- طبرانی (۲۲/ ۳۲۷)' وفی الاوسط (۶۵۴۲)' حاکم (۳/ ۲۵۵)۔

باب: من فضائل عمار بن ياسر

باب: سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کی فضیلت

٣٣٤٠: عَنْ بِلَالِ بْنِ يَحْيٰى، قَالَ: لَمَّا قُتِلَ عُثْمَانُ- رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ- أُتِيَ حُذَيْفَةُ فَقِيْلَ يَا أَبَا عَبْدِاللّٰهِ قُتِلَ هٰذَا الرَّجُلُ، وَقَدِ اخْتَلَفَ النَّاسُ فَمَا تَقُوْلُ؟ فَقَالَ: أَسْنِدُوْنِيْ، فَأَسْنَدُوْهُ إِلٰى صَدْرِ رَجُلٍ، فَقَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((أَبُوْ الْيَقْظَانِ عَلَى الْفِطْرَةِ، لَايَدَعُهَا حَتّٰى يَمُوْتَ، أَوْ يَمَسَّهُ الْهَرَمُ)). [الصحيحة: ٣٢١٦]

بلال بن یحییٰ کہتے ہیں: جب سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کیا گیا تو سیدنا حذیفہ کو خواب آیا' انھیں کہا گیا: اے ابوعبداللہ! عثمان کو تو شہید کر دیا گیا ہے اور لوگ اختلاف میں پڑ چکے ہیں' ایسے میں آپ کیا کہیں گے؟ انھوں نے کہا: مجھے سہارا دو۔ انھیں ایک آدمی کے سینے کا سہارا دیا گیا۔ انھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: "ابو الیقظان فطرتِ (اسلام) پر ہے اور اس کو مرنے تک یا انتہائی بوڑھا ہونے تک نہیں چھوڑے گا۔"

تخریج: الصحیحة ۳۲۱۶- البزار (الکشف: ۲۶۸۶) و(البحر: ۲۹۳۵)' ابن سعد (۳/ ۲۶۲، ۲۶۳)' ابن عساکر (۴۶/ ۲۸۱)۔

فوائد: سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کی کنیت ابوالیقظان تھی۔ وہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے اور ان ہی کے لشکر میں جنگِ صفین میں شہید ہو گئے۔ اس سے معلوم ہوا کہ شہادتِ عثمان کے بعد سیدنا علی رضی اللہ عنہ حق پر تھے۔

باب: فضل أهل بدر

اہل بدر کی فضیلت کا بیان

٣٣٤١: عَنْ مُعَاذِ بْنِ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ الزُّرَقِيِّ، عَنْ أَبِيْهِ، وَكَانَ أَبُوْهُ مِنْ أَهْلِ بَدْرٍ وَجَدُّهُ مِنْ أَهْلِ الْعَقَبَةِ- قَالَ: أَتٰى جِبْرِيْلُ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ:

معاذ بن رفاعہ بن رافع زرقی اپنے باپ' جو بدری تھے اور ان کے دادا اہل عقبہ میں سے تھے' سے روایت کرتے ہیں' انھوں نے کہا: کہ جبریل' نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور پوچھا: آپ لوگ

مَاتَعُدُّوْنَ أَهْلَ بَدْرٍ فِيْكُمْ؟ قَالَ: ((مِنْ أَفْضَلِ الْمُسْلِمِيْنَ)) قَالَ: وَكَذٰلِكَ مَنْ شَهِدَ فِيْنَا مِنَ الْمَلَائِكَةِ. [الصحيحة: ٢٥٢٨]

جنگِ بدر میں شریک ہونے والوں کو کیا سمجھتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''مسلمانوں میں سے افضل ترین۔'' جبریل نے کہا: اس جنگ میں جو فرشتے شریک ہوئے تھے وہ بھی اسی طرح (افضل ترین شمار کئے جاتے) ہیں۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۵۲۸۔ ابن ابی خیثمۃ فی التاریخ (۹۹۴)' بخاری (۳۹۹۲'۳۹۹۴)' وقد تقدم برقم (۲۰۲۴)۔

فوائد: اس میں غزوۂ بدر میں شریک ہونے والے صحابۂ کرام کا بیان ہے۔

باب: فضل سعد بن معاذ

سعد بن معاذ کی فضیلت کا بیان

٣٣٤٢: عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ أُكَيْدِرَ الدَّوْمَةَ بَعَثَ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ جُبَّةَ سُنْدُسٍ، فَلَبِسَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، فَتَعَجَّبَ النَّاسُ مِنْهَا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَتَعْجَبُوْنَ مِنْ هٰذِهِ؟ فَوَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ، لَمَنَادِيْلُ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ فِي الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِّنْهَا)) ثُمَّ أَهْدَاهَا إِلٰى عُمَرَ، فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! تَكْرَهُهَا وَأَلْبَسُهَا؟ قَالَ: ((يَاعُمَرُ! إِنَّمَا أَرْسَلْتُ بِهَا إِلَيْكَ لِتَبْعَثَ بِهَا وَجْهًا، فَتُصِيْبَ بِهَا مَالًا)) وَذٰلِكَ قَبْلَ أَنْ يُّنْهٰى عَنِ الْحَرِيْرِ))۔ [الصحيحة: ٣٣٤٦]

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اکیدر دومہ نے رسول اللہ ﷺ کی طرف ریشمی جبہ بھیجا' آپ ﷺ نے زیبِ تن کیا' لوگوں کو بڑا تعجب ہوا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تمھیں اس پر تعجب ہوتا ہے؟ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! جنت میں سعد بن معاذ کے رومال اس جبے سے بہتر ہیں۔'' پھر آپ ﷺ نے وہ جبہ سیدنا عمر کو بطور ہدیہ دے دیا۔ انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ اسے ناپسند کرتے ہیں تو میں کیسے پہنوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے عمر! میں نے تو تیری طرف بھیجا ہے' تاکہ تم کسی کو بیچ کر مال حاصل کرلو۔'' یہ واقعہ ریشم کے حرام ہونے سے پہلے کا ہے۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۳۴۶۔ البزار (الکشف: ۲۷۰۲) و (البحر: ۷۲۲۳)' مسلم (۲۴۶۹)' واخرجہ البخاری (۲۶۱۵) من طریق آخر مختصراً۔

فوائد: اس میں سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی منقبت کا بیان ہے۔

باب: فضل أبي بكر و بلال رضی اللہ عنہما

سیدنا ابوبکر صدیق اور سیدنا بلال رضی اللہ عنہما کی فضیلت کا بیان

٣٣٤٣: عَنْ عَمْرِو بْنِ عَبَسَةَ: أَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! مَنْ تَبِعَكَ عَلٰى هٰذَا الْأَمْرِ؟ قَالَ: ((حُرٌّ وَعَبْدٌ)) قُلْتُ: مَا الْإِسْلَامُ؟ قَالَ: ((طِيْبُ الْكَلَامِ، وَإِطْعَامُ الطَّعَامِ)) قُلْتُ: مَا الْإِيْمَانُ؟ قَالَ: ((اَلصَّبْرُ وَالسَّمَاحَةُ)) قَالَ:

سیدنا عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! کس کس نے اس دین کے معاملے میں آپ کی تابعداری کی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''آزاد نے اور غلام نے۔'' میں نے کہا: اسلام کسے کہتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''پاکیزہ کلام کرنا اور لوگوں کو کھانا کھلانا (اسلام ہے)۔'' میں نے

قُلْتُ: أَيُّ الْإِسْلَامِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: ((مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِّسَانِهِ وَيَدِهِ)) قَالَ: قُلْتُ: أَيُّ الْإِيْمَانِ أَفْضَلُ؟ قَالَ ((خُلُقٌ حَسَنٌ)) قَالَ: قُلْتُ: أَيُّ الصَّلَاةِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: ((طُوْلُ الْقُنُوْتِ)) قَالَ: قُلْتُ: أَيُّ الْهِجْرَةِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: ((أَنْ تَهْجُرَ مَا كَرِهَ رَبُّكَ عَزَّوَجَلَّ.)) قَالَ: قُلْتُ: أَيُّ الْجِهَادِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: ((مَنْ عُقِرَ جَوَادُهُ وَأُهْرِيقَ دَمُهُ)) قَالَ: قُلْتُ: أَيُّ السَّاعَاتِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: ((جَوْفُ اللَّيْلِ الْآخِرِ......)). [الصحيحة: ٥٥١]

کہا: ایمان کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”صبر کرنا اور نرم روی اختیار کرنا (ایمان ہے)۔“ میں نے کہا: کون سا اسلام افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”(وہ صاحبِ اسلام سب سے افضل ہے) جس کی زبان اور ہاتھ (کے شرّ) سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔“ میں نے کہا: کون سا ایمان افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”حسنِ اخلاق۔“ میں نے کہا: کون سی نماز افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”لمبے قیام والی۔“ میں نے کہا: کون سی ہجرت افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”ربّ کی ناپسندیدہ چیزوں کو چھوڑ دینا۔“ میں نے کہا: کون سا جہاد افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”(وہ مجاہد افضل ہے) جس کے گھوڑے کی کونچیں کاٹ دی جاتی ہیں اور جس کا خون بہا دیا جاتا ہے۔“ میں نے کہا: کون سا وقت افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”رات کا آخری حصہ (یا آخری رات کا درمیانہ حصہ)۔“

تخریج: الصحیحة ۵۵۱۔ احمد (۴/ ۳۸۵)، عبد بن حمید (۳۰۰)۔

فوائد: آزاد اور غلام سے مراد سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ اور سیدنا بلال حبشی رضی اللہ عنہ وغیرہما ہیں۔

باب: فضيلة أبي بكر و عمر رضی اللہ عنہما

سیدنا ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی فضیلت کا بیان

٣٣٤٤: قَالَ ﷺ: ((اُثْبُتْ حِرَاءُ! فَإِنَّهُ لَيْسَ عَلَيْكَ إِلَّا نَبِيٌّ، أَوْ صِدِّيْقٌ، أَوْ شَهِيْدٌ)) وَرَدَ مِنْ حَدِيْثِ سَعِيْدِ بْنِ زَيْدٍ وَعُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ، وَأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ وَبُرَيْدَةَ بْنِ الْحصيبِ وَأَبِيْ هُرَيْرَةَ۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”حرا! تھم جا، نہیں ہے تجھ پر مگر نبی یا صدیق یا شہید۔“ یہ حدیث سیدنا سعید بن زید، سیدنا عثمان بن عفان، سیدنا انس بن مالک، سیدنا بریدہ بن حصیب اور سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

تخریج: الصحیحة ۸۷۵۔ (۱) سعید بن زید: ابوداؤد (۴۶۴۸)، ترمذی (۳۷۵۷)، ابن ماجه (۱۳۴)۔ (۲) عثمان بن عفان: ترمذی (۳۶۹۹)، ابن حبان (۶۹۱۶)۔ (۳) انس: خطیب فی التاریخ (۵/ ۳۶۵) واخرجه البخاری (۳۶۷۵)، والترمذی (۳۶۹۷) وفیه۔ (۴) بریدة بن الحصیب: احمد (۵/ ۳۴۶)۔ (۵) ابوھریرة رضی اللہ عنہ: مسلم (۲۴۱۷)، ترمذی (۳۶۹۶)۔

فوائد: اس میں سیدنا ابوبکر صدیق اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہما کی عظمتوں کا بیان ہے، جنہیں بالترتیب صدیق اور شہید کے القاب سے نوازا گیا۔

باب: فضيلة عثمان و حيائه

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی فضیلت اور ان کی حیا کا بیان

٣٣٤٥: عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْعَاصِ، أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ : (زَادَ مُسْلِمٌ وَغَيْرُهُ: وَعُثْمَانَ) حَدَّثَاهُ: أَنَّ أَبَابَكْرٍ اسْتَأْذَنَ عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ وَهُوَ مُضْطَجِعٌ عَلَى فِرَاشِهِ لَابِسٌ مِرْطَ عَائِشَةَ فَأَذِنَ لِأَبِيْ بَكْرٍ وَهُوَ كَذٰلِكَ فَقَضٰى إِلَيْهِ حَاجَتَهُ ثُمَّ انْصَرَفَ ثُمَّ اسْتَأْذَنَ عُمَرُ فَأَذِنَ لَهُ وَهُوَ عَلَى تِلْكَ الْحَالِ، فَقَضٰى إِلَيْهِ حَاجَتَهُ ثُمَّ انْصَرَفَ۔ قَالَ عُثْمَانُ: ثُمَّ اسْتَأْذَنْتُ عَلَيْهِ فَجَلَسَ، وَقَالَ لِعَائِشَةَ: ((اجْمَعِيْ عَلَيْكِ ثِيَابَكِ)) فَقَضَيْتُ إِلَيْهِ حَاجَتِيْ ثُمَّ انْصَرَفْتُ، فَقَالَتْ عَائِشَةُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! مَالِيْ لَمْ أَرَكَ فَزِعْتَ لِأَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرَ۔ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا۔ كَمَا فَزِعْتَ لِعُثْمَانَ؟ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ عُثْمَانَ رَجُلٌ حَيِيٌّ وَإِنِّيْ خَشِيْتُ إِنْ أَذِنْتُ لَهُ عَلَى تِلْكَ الْحَالِ أَنْ لَّا يَبْلُغَ إِلَيَّ فِيْ حَاجَتِهِ)).

[الصحيحة: ١٦٨٧]

سعید بن عاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھ سے زوجۂ رسول سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور سیدنا عثمان (جیسا کہ مسلم وغیرہ کی روایت میں ہے) نے بیان کیا کہ سیدنا ابوبکر نے رسول اللہ ﷺ کے پاس آنے کی اجازت طلب کی' جبکہ آپ ﷺ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی چادر پہن کر اپنے بستر پر لیٹے ہوئے تھے' آپ ﷺ نے اسی حالت میں ابوبکر کو آنے کی اجازت دے دی' انھوں نے اپنا مدّعا بیان کیا اور چل دیے۔ پھر سیدنا عمر نے اجازت طلب کی' آپ ﷺ نے اسی حالت میں اجازت دے دی' انھوں نے اپنی ضرورت پوری کی اور چلے گئے۔ سیدنا عثمان کہتے ہیں: ان کے بعد میں نے آپ ﷺ کے پاس آنے کی اجازت طلب کی' آپ ﷺ بیٹھ گئے اور عائشہ سے فرمایا: ''اچھی طرح کپڑے لپیٹ لو۔'' (پھر مجھے اجازت دی) میں نے اپنا کام پورا کیا اور چلا گیا۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! کیا وجہ ہے کہ آپ نے ابوبکر اور عمر کے لئے وہ اہتمام نہیں کیا جو عثمان کے لئے کیا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''دراصل عثمان شرمیلا اور حیادار آدمی ہے' مجھے اندیشہ تھا کہ اگر اسی حالت میں اجازت دے دی تو وہ اپنی ضرورت کا اظہار نہیں کر سکے گا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۶۷۸۔ مسلم (۲۴۰۲)' الادب المفرد (۶۰۰)' احمد (۶/ ۱۵۵)۔

فوائد: چونکہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ انتہائی حیادار تھے' ان کی طبیعت میں صفتِ حیا بدرجۂ اتم پائی جاتی تھی' اس لیے آپ ﷺ نے بھی ان کی اس طبیعت کا لحاظ رکھا اور مزید سنجیدگی اختیار کی۔

باب: فضل الصحابة و التابعين و من تبعهم

صحابہؓ تابعینؒ اور تبع تابعینؒ کی فضیلت

٣٣٤٦: عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ، قَالَ: خَطَبَنَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ بِـ(الْجَابِيَةِ) فَقَالَ: إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَامَ فِيْنَا مَقَامِيْ فِيْكُمْ فَقَالَ: ((احْفَظُوْنِيْ فِيْ أَصْحَابِيْ، ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ، ثُمَّ الَّذِيْنَ

سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے جابیہ مقام پر ہم سے خطاب کیا اور کہا: رسول اللہ ﷺ ہمارے درمیان میری طرح کھڑے ہوئے اور فرمایا: ''میرے صحابہ کے بارے میں میرا خیال رکھنا' پھر ان لوگوں کے بارے میں بھی جو

يَلُوْنَهُمْ، ثُمَّ يَفْشُوا الْكَذِبُ، حَتّٰى يَشْهَدَ الرَّجُلُ، وَمَا يُسْتَشْهَدُ، وَيَحْلِفُ وَمَايُسْتَحْلَفُ)). [الصحيحة: ١١١٦]

ان کے بعد ہوں گے اور پھر ان لوگوں کے بارے میں بھی جو ان کے بعد ہوں گے۔ پھر جھوٹ عام ہو جائے گا' حتی کہ آدمی گواہی دے گا حالانکہ اس سے گواہی طلب نہیں کی جائے گی اور وہ قسم اٹھائے گا حالانکہ اس سے قسم کا مطالبہ نہیں کیا جائے گا۔"

تخریج: الصحیحة ۱۱۱۶۔ ابن ماجه (۲۳۶۳)' نسائی فی الکبری (۹۲۲۰)' احمد (۱/ ۲۶)' ابو داؤد الطیالسی (۳۱)' ابو یعلی (۱۴۳)۔

فوائد: اس میں صحابہ کرام' تابعین عظام اور تبع تابعین کے فضائل و مناقب کا بیان ہے کہ آپ ﷺ کی وجہ سے ان پاکیزہ ہستیوں کا خیال رکھا جائے۔ ہمیں چاہئے کہ ان مقدس زمانوں کے لوگوں سے بتقاضۂ بشریت ہونے والی لغزشوں کو نظر انداز کر دیں اور ان پر کسی قسم کی نقطہ چینی نہ کریں۔ ان کی شان و عظمت میں تو کوئی فرق نہیں آئے گا' لیکن ہماری آخرت برباد ہو جائے گی۔

شہادت اور قسم سے مراد جھوٹی شہادتیں اور قسمیں مراد ہیں' جیسا کہ آجکل عدالتوں میں بعض لوگ دنیوی مال و دولت کے عوض جھوٹی گواہیاں دینے کے لئے تیار رہتے ہیں۔

باب: ذم المنافقين و عبدالله بن أبي

منافقین اور عبداللہ بن اُبی منافق کی مذمت کا بیان

٣٣٤٧: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُوْلُ: لَمَّا تُوُفِّيَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ أُبَيٍّ دُعِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِلصَّلَاةِ عَلَيْهِ فَقَامَ إِلَيْهِ فَلَمَّا وَقَفَ عَلَيْهِ يُرِيْدُ الصَّلَاةَ تَحَوَّلْتُ حَتّٰى قُمْتُ فِيْ صَدْرِهِ فَقُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ أَعَلٰى عَدُوِّاللّٰهِ عَبْدِاللّٰهِ ابْنِ أُبَيِّ الْقَائِلِ يَوْمَ كَذَا؛ كَذَا وَكَذَا؟ يَعُدُّ أَيَّامَهُ قَالَ: وَرَسُوْلُ اللّٰهِ يَتَبَسَّمُ، حَتّٰى إِذَا أَكْثَرْتُ قَالَ: ((أَخِّرْ عَنِّيْ يَاعُمَرُ إِنِّيْ خُيِّرْتُ فَاخْتَرْتُ وَقَدْ قِيْلَ[لِيْ] ﴿اِسْتَغْفِرْلَهُمْ أَوْ لَاتَسْتَغْفِرْلَهُمْ وَأَنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً فَلَنْ يَّغْفِرَاللّٰهُ لَهُمْ﴾ (التوبه:٨٠) لَوْ أَعْلَمُ أَنِّيْ لَوْ زِدْتُّ عَلَى السَّبْعِيْنَ غُفِرَلَهُ، لَزِدْتُّ)) قَالَ: ثُمَّ صَلّٰى عَلَيْهِ وَمَشٰى مَعَهُ فَقَامَ عَلٰى قَبْرِهِ حَتّٰى فَرَغَ مِنْهُ۔ قَالَ: فَعَجَبٌ لِّيْ وَجُرْأَتِيْ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ فَوَاللّٰهِ مَاكَانَ إِلَّا يَسِيْرًا

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو کہتے ہوئے سنا کہ جب عبداللہ بن ابی (منافق) مرا تو رسول اللہ ﷺ کو اس کی نماز جنازہ کے لئے بلایا گیا' آپ چلے گئے اور جب نماز کے ارادے سے کھڑے ہوئے تو میں گھوم کر آپ ﷺ کے سامنے کھڑا ہو گیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! کیا اللہ تعالی کے دشمن عبداللہ بن ابی کی نمازِ جنازہ (پڑھنے لگے ہو)' جس نے فلاں فلاں دن ایسے ایسے کہا تھا؟ ان دنوں کو شمار بھی کیا' آپ ﷺ جواباً مسکرا دیئے۔ جب میں نے بہت زیادہ اصرار کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: "عمر! پیچھے ہٹ جاؤ' مجھے اختیار دیا گیا اور میں نے (اس اختیار کو) قبول کر لیا' مجھے (اللہ تعالی کی طرف سے) کہا گیا ہے: ﴿اے محمد! آپ ان کے لئے بخشش طلب کریں یا نہ کریں' اگر آپ ستر دفعہ بھی بخشش طلب کریں تو پھر بھی اللہ تعالی ان کو ہرگز معاف نہیں کرے گا﴾ (سورۂ توبہ: ۸۰) اگر مجھے علم ہوتا کہ ستر سے زائد دفعہ بخشش طلب کرنے سے اسے بخش دیا جائے گا تو میں زیادہ دفعہ کر دیتا۔" پھر آپ ﷺ نے نماز

حَتّٰى نَزَلَتْ هَاتَانِ الآيَتَانِ﴿وَلَا تُصَلِّ عَلٰى أَحَدٍ مِّنْهُمْ مَاتَ أَبَدًا وَلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهِ إِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ وَمَاتُوْا وَهُمْ فَاسِقُوْنَ﴾ (التوبہ:٨٤) قَالَ: فَمَا صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَعْدَهُ عَلٰى مُنَافِقٍ وَلَا قَامَ عَلٰى قَبْرِهِ حَتّٰى قَبَضَهُ اللّٰهُ۔

[الصحيحة: ١١٣١]

پڑھائی، اس کی میت کے ساتھ چلے اور فارغ ہونے تک اس کی قبر پر کھڑے رہے۔ مجھے رسول اللہ ﷺ پر جرأت کرنے پر بڑا تعجب ہوا، اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ اللہ کی قسم! تھوڑے وقت کے بعد ہی یہ دو آیات نازل ہوئیں: ﴿اے محمد! منافقوں میں سے جو بھی مرے، آپ اس کی نماز جنازہ کبھی نہ پڑھائیں اور نہ اس کی قبر پر کھڑے ہوں، انھوں نے اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ کفر کیا ہے اور فسق کی حالت میں مرے ہیں۔﴾ (سورۂ توبہ:۸۴) (ان آیات کے نزول کے بعد) آپ ﷺ نے کسی منافق کی نماز جنازہ نہ پڑھی اور نہ اس کی قبر پر کھڑے ہوئے، یہاں تک کہ آپ ﷺ فوت ہو گئے۔

تخریج: الصحیحۃ ۱۱۳۱۔ ترمذی (۳۰۹۷)، احمد (۱/ ۱۶)، بخاری (۱۳۶۶، ۴۶۷۱)، نسائی (۱۹۶۸) باختلاف یسیر۔

فوائد: نبی کریم ﷺ رحمۃ للعالمین تھے، اپنے دشمنوں کے حسنِ عاقبت کے بھی حریص تھے۔ بہرحال بعد میں معلوم ہوا کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا مشورہ زیادہ درست تھا۔

معلوم ہوا کہ کوئی مسلمان مشرک کی نمازِ جنازہ نہیں پڑھ سکتا ہے، آجکل جو لوگ برادریوں کا پاس و لحاظ کرتے ہوئے ایسا کرتے ہیں، انھیں چاہئے کہ وہ اللہ تعالی کے قرآن کو سامنے رکھیں کہ جس کی ہدایات پر عمل کرتے ہوئے آپ ﷺ نے مذکورہ بالا واقعہ کے بعد کسی مشرک کی نماز جنازہ پڑھی نہ کسی ایسے فرد کی قبر پر کھڑے ہوئے۔

باب: وصية الخير بالقبط

قبطیوں کے ساتھ خیر کی وصیت کا بیان

٣٣٤٨: عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا افْتَتَحْتُمْ مِصْرَ فَاسْتَوْصُوْا بِالْقِبْطِ خَيْراً، فَإِنَّ لَهُمْ ذِمَّةً وَّرَحِمًا))

سیدنا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب مصر کو فتح کر لو گے تو قبطیوں سے اچھا سلوک کرنا کیونکہ ان کے ساتھ عہد و پیمان اور رشتہ وقرابت ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۳۷۴۔ حاکم (۲/ ۵۵۳)، طحاوی فی مشکل الآثار (۳/ ۱۴۴)، طبرانی فی الکبیر (۱۹/ ۶۱) من طریق آخر۔

فوائد: حضرت اسماعیل علیہ السلام کی والدہ ماجدہ سیدہ ہاجرہ علیہا السلام اور ام المومنین ماریہ رضی اللہ عنہا دونوں کا تعلق قبطیوں سے تھا۔

باب: ذم بني أبي العاص

بنو ابوالعاص کی مذمت کا بیان

٣٣٤٩: قَالَ ﷺ: ((إِذَا بَلَغَ بَنُوْ أَبِي الْعَاصِ ثَلَاثِيْنَ رَجُلًا، اتَّخَذُوْا دِيْنَ اللّٰهِ دَخَلًا، وَعِبَادَاللّٰهِ خَوَلًا وَمَالَ اللّٰهِ. عَزَّوَجَلَّ. دُوَلًا))

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب بنو عاص کی تعداد تیس مردوں تک پہنچے گی تو یہ لوگ اللہ تعالی کے دین میں عیب و نقص نکالیں گے بندگانِ خدا کو غلام بنالیں گے اور اللہ تعالی کے مال کو آپس میں

وَرَدَ مِنْ حَدِيْثِ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، وَأَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ، وَأَبِيْ ذَرٍّ الْغِفَارِيِّ، وَمُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِيْ سُفْيَانَ، وَابْنِ عَبَّاسٍ۔ [الصحيحة: ٧٤٤]

اول بدل کریں گے۔'' یہ حدیث سیدنا ابو ہریرہ' سیدنا ابو سعید خدری' سیدنا ابوذر غفاری' سیدنا معاویہ بن سفیان اور سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم سے مروی ہے۔

تخریج: الصحیحة ۷۴۴۔ (۱) ابوھریرۃ: تمام الرازی فی الفوائد (۳۴۷)' بیھقی فی الدلائل (۶/ ۵۰۷)۔ (۲) ابو سعید: احمد (۳/ ۸۰)' طبرانی فی الاوسط (۷۷۸۱)۔ (۳) ابوذر: حاکم (۴/ ۴۷۹'۴۸۰)۔ (۴) معاویۃ رضی اللہ عنہ: ابن عساکر فی تاریخ دمشق (۳۹/ ۹۱'۹۲)' بیھقی فی الدلائل (۶/ ۵۰۸)۔

باب: امرا سکوت بذکر الصحابة

صحابہ اکرامؓ کے تذکرہ میں خاموش رہنے کا حکم

٤٤٥٠: قَالَ: ((إِذَا ذُكِرَ أَصْحَابِيْ فَأَمْسِكُوْا وَإِذَا ذُكِرَ النُّجُوْمُ، فَأَمْسِكُوْا، وَإِذَا ذُكِرَ الْقَدْرُ فَأَمْسِكُوْا)) رُوِيَ مِنْ حَدِيْثِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَثَوْبَانَ، وَابْنِ عُمَرَ، وَطَاؤُسٍ، مُرْسَلًا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب میرے صحابہ کا تذکرہ ہو تو خاموش رہنا' جب ستاروں کا ذکر ہو تو خاموش رہنا اور جب تقدیر کے مسئلے کا ذکر ہو تو خاموش رہنا۔'' یہ حدیث سیدنا عبداللہ بن مسعود' سیدنا ثوبان' سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم اور طاؤس سے مرسلاً روایت کی گئی ہے۔

تخریج: الصحیحة ۳۴۔ (۱) ابن مسعود: طبرانی (۱۰۴۴۸)' ابو نعیم فی الحلیة (۴/ ۱۰۸)۔ (۲) ثوبان: طبرانی (۱۴۲۷)۔ (۳) ابن عمر رضی اللہ عنہ: ابن عدی (۶/ ۲۱۷۲)' السھمی فی تاریخ جرجان (۳۱۵)۔

فوائد: معلوم ہوا کہ صحابہ کرام کے معائب و نقائص کو نظر انداز کر دو' علم نجوم میں دلچسپی نہ لو اور تقدیر کے بارے میں زیادہ غور وخوض نہ کرو۔

باب: فساد أهل الشام مصيبة

شام والوں کا فساد ایک مصیبت ہے

٣٣٥١: عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ، عَنْ أَبِيْهِ مَرْفُوْعًا: ((إِذَا فَسَدَ أَهْلُ الشَّامِ فَلَا خَيْرَ فِيْكُمْ، لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِّنْ أُمَّتِيْ مَنْصُوْرِيْنَ لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ خَذَلَهُمْ حَتّٰى تَقُوْمَ السَّاعَةُ)).

[الصحيحة: ٤٠٣]

سیدنا معاویہ بن قرہ اپنے باپ قرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب اہل شام میں فساد پیدا ہو جائے تو تم میں بھی کوئی خیر و بھلائی باقی نہ رہے گی۔ میری امت کی ایک جماعت کی ہمیشہ مدد کی جاتی رہے گی' انھیں رسوا کرنے (کی کوشش کرنے) والا قیامت برپا ہونے تک انھیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔''

تخریج: الصحیحة ۴۰۳۔ ترمذی (۲۱۹۲)' احمد (۳/ ۴۳۶)' ابوداود الطیالسی (۱۰۷۶)' ابن حبان (۷۳۰۲)۔

فوائد: جب شام میں بگاڑ اور فساد آجائے تو ان کا وہاں سکونت پذیر ہونا یا اس کی طرف متوجہ ہونے میں کوئی خیر و بھلائی نہیں ہوگی۔
عجیب حسنِ اتفاق ہے کہ اس حدیثِ مبارکہ کا محل متعین کرتے ہوئے ہر دور اور زمانہ نیز ہر طبقہ کے محدثین کرام متفق نظر آتے ہیں۔
امام احمد بن حنبل' امام بخاری' امام علی بن مدینی' یزید بن ہارون اور متاخرین میں سے خطیب بغدادی وغیرہ کوئی بھی اختلاف کرتا ہوا دکھائی نہیں دیتا۔ الفاظ اگرچہ مختلف ہیں مگر مفہوم ایک ہی ہے۔ ایسا زبردست اتفاق شاید ہی کسی حدیث کی توضیح و تعبیر دیکھنے میں آیا ہو۔ بعض لوگ اس

اختصاص پر چیں بچیں ہوتے ہیں اور اہل حدیث کے تذکرہ سے سخت کبیدہ خاطر ہوتے ہیں' مگر انہیں دو باتیں ذہن نشین کر لینی چاہئیں۔ ایک یہ کہ حدیث وسنت کے ساتھ والہانہ شغف' حدیث وسنت کے جملہ علوم کے ساتھ حد درجہ اعتناء وتوجہ' آپ ﷺ کی سیرت واخلاق اور غزوات وسرایا نیز حدیث پڑھنے پڑھانے میں یہ سب لوگوں سے فائق ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ صدر اول کے بعد امت مرحومہ کئی فرقوں میں بٹ گئی' ہر مذہب والوں نے اپنے اصول وفروع مقرر کر لئے اور مسلک کی رو رعایت کرتے ہوئے مخصوص احادیث سے استدلال کرنے لگے اور دوسری طرف نگاہ اٹھانا ہی گوارہ نہ کیا۔ مگر قربان جایئے اہل حدیث پر' ان کے ماتھے کا جھومر اور مانگ کا سیندور ہمیشہ فرمودۂ رسول ﷺ رہا ہے۔ انہوں نے فرمانِ رسول کو ہمیشہ سینے سے لگایا ہے' بشرطیکہ روایت کرنے والا عادل مسلم اور ثقہ ہو۔ اہل حدیث کسی دھڑے بندی اور گروہی تعصب کا شکار نہیں ہوئے۔ حدیثِ رسول ہی ان کا مطمح نظر رہا۔ فللہ الحمد۔

ہم اپنی گفتگو کو حنفی سرخیل عالم مولانا محمد عبدالحیٔ لکھنوی" کی بات پر ختم کرتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں: اگر کوئی شخص بنظرِ انصاف دیکھے' فقہ واصول کے سمندر میں تنگ نظری کے بغیر غوطہ خوری کرے تو اسے یقین کامل ہو جائے گا کہ اختلافی مسائل' خواہ ان کا تعلق اصول سے ہو یا فروع سے' ان میں محدثین کرام کا مؤقف محفوظ' قوی اور بادلائل ہے۔ میں نے جب اختلافی مسائل میں تحقیق وتدقیق سے کام لیا ہے تو محدثین کی بات ہی کو قرین انصاف پایا ہے۔

بھلا ایسا کیوں نہ ہو' وہ وارثانِ علوم نبوت اور نائبینِ شریعتِ محمدی ہیں۔ مولائے کریم ہمیں ان کی رفاقت کے شرفِ عظیم سے بہرہ ورفرمائیں اور ان کی محبت وکردار کو اپنانے کی توفیق عطا فرمائیں۔ (ملخص از صحیحہ: ۲۷۰ کے تحت)

باب فضل ابن مسعودؓ

سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان

۳۳۵۲: عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذْنُكَ عَلَيَّ أَنْ يُّرْفَعَ الْحِجَابُ وَأَنْ تَسْتَمِعَ لِسَوَادِيْ حَتّٰى أَنْهَاكَ)). [الصحيحة: ۱٤۲۷]

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب پردہ اٹھا دیا جائے اور تو میرا وجود دیکھ لے تو تجھے اجازت ہوگی' الا یہ کہ میں منع کر دوں۔''

تخریج: الصحيحة ۱۴۲۷۔ مسلم (۲۱۶۹)' ابن ماجه (۱۳۸)' احمد (۱/ ۳۹۴'۴۰۴)۔

فوائد: قرآن وحدیث کے مختلف دلائل کی روشنی میں کسی کے گھر میں داخل ہونے سے پہلے اجازت لینا ضروری ہے۔

اس حدیث میں نبی کریم ﷺ نے سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ کو اجازت دینے کا ایک مخصوص انداز بتلایا ہے۔

باب: فضل من اصحاب رسول الله

رسول اللہ ﷺ کے چند صحابہ اکرام رضی اللہ عنہم کی فضیلت کا بیان

۳۳۵۳: عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَرْحَمُ أُمَّتِيْ بِأُمَّتِيْ أَبُوْبَكْرٍ وَأَشَدُّهُمْ فِيْ أَمْرِ اللّٰهِ عُمَرُ، وَأَصْدَقُهُمْ حَيَاءً عُثْمَانُ، وَأَقْرَءُ هُمْ لِكِتَابِ اللّٰهِ أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ، وَأَفْرَضُهُمْ زَيْدُ

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میری امت پر سب سے زیادہ رحم کرنے والے ابوبکر' اللہ تعالیٰ کے احکام کے معاملے سب سے زیادہ سخت عمر' سب سے زیادہ حیا کرنے والے عثمان' اللہ تعالیٰ کی کتاب کو سب سے زیادہ

بْنُ ثَابِتٍ وَأَعْلَمُهُمْ بِالْحَلَالِ وَالْحَرَامِ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ، أَلَا وَإِنَّ لِكُلِّ أُمَّةٍ أَمِينًا، وَإِنَّ أَمِينَ هٰذِهِ الْأُمَّةِ أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ)).

[الصحيحة: ١٢٢٤]

پڑھنے والے ابی بن کعب، فرائض (یا علمِ میراث) کو سب سے زیادہ جاننے والے زید بن ثابت اور حلال وحرام کی سب سے زیادہ پہچان رکھنے والے معاذ بن جبل ہیں۔ آگاہ ہو جاؤ! ہر امت کا ایک امین ہوتا ہے اور اِس امت کا امین ابوعبیدہ بن الجراح ہے۔"

تخريج: الصحيحة ۱۲۲۴۔ ترمذی (۳۷۹۰)، ابن ماجه (۱۵۴)، حاکم (۳/ ۴۲۲)، بخاری (۳۷۴۴)، ومسلم (۲۴۱۹)، مختصراً بذکر ابی عبیدالله بن الجراح ؓ۔

فوائد: سات صحابہ کرام کی اعلی صفات بیان کی گئی ہیں۔

باب: من فضل عثمان وحيائه

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی فضیلت اور حیا کا بیان

٣٣٥٤: عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((أُرِيتُ مَا تَلْقَى أُمَّتِي مِنْ بَعْدِي، وَسَفْكَ بَعْضِهِمْ دِمَاءَ بَعْضٍ، وَكَانَ ذٰلِكَ سَابِقًا مِنَ اللّٰهِ كَمَا سَبَقَ فِي الْأُمَمِ قَبْلَهُمْ فَسَأَلْتُهُ أَنْ يُوَلِّيَنِي شَفَاعَةً فِيهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَفَعَلَ)).

[الصحيحة: ١٤٤٠]

سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مجھے وہ آفات ومصائب دکھا دیئے گئے ہیں جن میں میری امت مبتلا ہو جائے گی، وہ ایک دوسرے کو قتل کریں گے۔ دراصل یہ اللہ تعالی کی طرف سے سبقت کرنے والی چیز ہے، جیسا کہ سابقہ امتوں میں ہو چکا ہے۔ میں نے اللہ تعالی سے سوال کیا کہ مجھے ان (اپنے امتیوں) کے حق میں سفارش کرنے کا موقع دے دینا، اللہ تعالی نے میری دعا قبول کر لی۔"

تخريج: الصحيحة ۱۴۴۰۔ ابن ابی عاصم فی السنة (۸۰۰)، ابن بشرانی فی الدمالی (۲۶/ ۲)، طبرانی فی الکبیر (۲۳/ ۲۲۱)، فی الاوسط (۴۶۴۵)۔

فوائد: تاریخ گواہ ہے کہ آپ ﷺ کی یہ پیشین گوئی پوری ہوئی اور کئی فرزندان امت اپنوں یا اپنوں کا لبادہ اوڑھنے والوں کے ہاتھوں تلواروں کا لقمہ بنتے رہے۔

باب: اسامة احب الناس إلى رسول الله

رسول اللہ کو اسامہ سب سے زیادہ محبوب ہیں

٣٣٥٥: عَنِ ابْنِ عُمَرَ مَرْفُوعًا: ((أُسَامَةُ أَحَبُّ النَّاسِ، مَاحَاشَا فَاطِمَةَ وَلَا غَيْرَهَا)).

[الصحيحة: ٧٤٥]

سیدنا عبد اللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مجھے اسامہ (بن زید) سب سے زیادہ محبوب ہے، فاطمہ وغیرہ سے بھی زیادہ۔"

تخريج: الصحيحة ۷۴۵۔ حاکم (۳/ ۵۹۶)، احمد (۲/ ۹۶)، طبرانی فی الکبیر (۲/ ۲۳۴۷)، الطیالسی (۱۸۱۲)۔

باب: فضل سواد بن غزية و قصة

سواد بن غزیہ کی فضیلت اور اس کے واقعہ کا بیان

٣٣٥٦: عَنْ حِبَّانَ بْنِ وَاسِعِ بْنِ حِبَّانَ، عَنْ

حبان بن واسع بن حبان اپنی قوم کے چند بزرگوں سے روایت

أَشْيَاخٍ مِّنْ قَوْمِهِ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ يَعْدِلُ صُفُوْفَ أَصْحَابِهِ يَوْمَ بَدْرٍ، وَفِيْ يَدِهِ قَدَحٌ يَعْدِلُ بِهِ الْقَوْمَ،فَمَرَّ بِسَوَادِ بْنِ غَزِيَّةَ۔ حَلِيْفِ بَنِيْ عَدِيٍّ بْنِ النَّجَّارِ، وَهُوَ مُسْتَنْتِلٌ مِنَ الصَّفِّ فَطَعَنَ فِيْ بَطْنِهِ بِالْقَدَحِ وَقَالَ: ((اِسْتَوِ يَا سَوَادُ)) فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أَوْجَعْتَنِيْ وَقَدْ بَعَثَكَ اللّٰهُ بِالْحَقِّ وَالْعَدْلِ، فَأَقِدْنِيْ، قَالَ: فَكَشَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ عَنْ بَطْنِهِ، وَقَالَ: ((اسْتَقِدْ)) قَالَ: فَاعْتَنَقَهُ فَقَبَّلَ بَطْنَهُ، فَقَالَ: ((مَاحَمَلَكَ عَلٰى هٰذَا يَا سَوَادُ؟)) قَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! حَضَرَ مَاتَرٰى، فَأَرَدْتُ أَنْ يَّكُوْنَ آخِرُ الْعَهْدِ بِكَ: أَنْ يَّمَسَّ جِلْدِيْ جِلْدَكَ! فَدَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِخَيْرٍ وَقَالَ لَهُ: ((اِسْتَوِ يَا سَوَادُ)). [الصحيحة: ۲۸۳۵]

کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بدر والے دن صحابہ کی صفیں درست کیں، آپ ﷺ کے ہاتھ میں تیر تھا اس کے ذریعے صفیں سیدھی کر رہے تھے۔ آپ بنو عدی بن نجار کے حلیف سواد بن غزیہ کے پاس سے گزرے، وہ صف سے آگے بڑھے ہوئے تھے، آپ ﷺ نے اسے تیر کا چکا دیا اور فرمایا: ''سواد! سیدھے ہو جاؤ۔'' سواد نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ نے مجھے تکلیف دی ہے، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے تو آپ کو حق وعدل کے ساتھ بھیجا ہے، مجھے قصاص لینے دیجئے۔ آپ ﷺ نے اپنے پیٹ سے کپڑا اٹھایا اور فرمایا: ''قصاص لے لے۔'' میں آپ ﷺ کے ساتھ چمٹ گیا اور آپ ﷺ کے پیٹ کو بوسہ دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''سواد! ایسا کرنے پر تجھے کس چیز نے آمادہ کیا ہے؟'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! جو کچھ سامنے ہے آپ دیکھ رہے ہیں، میں نے چاہا کہ (زندگی کے اختتام میں) میری جلد آپ کی جلد کے ساتھ لگے۔ پھر آپ ﷺ نے میرے لئے خیر و بھلائی کی دعا کی اور فرمایا: ''سواد! سیدھے ہو جاؤ۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۸۳۵۔ ابن اسحاق فی السیرۃ (ابن ہشام :۲/ ۲۶۶)، ابو نعیم فی المعرفۃ (۳۵۵۶)، ابن الاثیر فی اسدالغابۃ (۲/ ۳۳۲)۔

فوائد: یہ صحابہ کرام کے دلوں میں نبی کریم ﷺ کی محبت تھی کہ موت کے دہانے پر کھڑے ہو کر بھی جس کی یاد ستاتی تھی۔

باب: وصية الخير بالانصار

انصار کے ساتھ بھلائی کی وصیت کا بیان

۳۳۵۷: عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ، قَالَ: بَلَغَ مُصْعَبَ بْنَ الزُّبَيْرِ عَنْ عَرِيْفِ الْأَنْصَارِ شَيْءٌ، فَهَمَّ بِهِ فَدَخَلَ عَلَيْهِ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ، فَقَالَ لَهُ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((اِسْتَوْصُوْا بِالْأَنْصَارِ خَيْرًا. أَوْ قَالَ: مَعْرُوْفًا. اِقْبَلُوْا مِنْ مُّحْسِنِهِمْ وَتَجَاوَزُوْا عَنْ مُّسِيْئِهِمْ)) فَأَلْقٰى مُصْعَبٌ نَفْسَهُ عَنْ سَرِيْرِهِ، وَأَلْزَقَ خَدَّهُ بِالْبِسَاطِ، وَقَالَ:

علی بن زید کہتے ہیں کہ انصار کے سردار کی طرف سے مصعب بن زبیر رضی اللہ عنہ کو کوئی (قابل اعتراض) بات پہنچی، انھوں نے اسے برا بھلا کہنے کا ارادہ کیا، اتنے میں سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ آ گئے اور ان سے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ: ''انصاریوں کے ساتھ خیر و بھلائی کرنے کی وصیت قبول کرو، نیکی کرنے والوں سے حسن سلوک کرو اور غلطی کرنے والوں سے درگزر کرو۔'' (یہ سن کر) سیدنا مصعب نے رضی اللہ عنہ اپنے آپ کو چارپائی سے نیچے گرا دیا

أَمْرُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَلَى الرَّأْسِ وَالْعَيْنِ، فَتَرَكَهُ۔ [الصحيحة: ۳۵۰۹]

اور اپنے رخسار کو زمین پر رکھ دیا اور کہا: رسول اللہ ﷺ کا ارشاد سر آنکھوں پر۔ پھر انصاری کو چھوڑ دیا۔

تخریج: الصحیحة ۳۵۰۹۔ احمد (۳/ ۲۴۱)' ابن سعد (۲/ ۲۵۳)' ابو یعلی (۳۹۹۸)۔

فوائد: اس حدیث میں نبی کریم ﷺ نے اپنے صحابہ کے بارے میں بالعموم اور انصار کے بارے میں بالخصوص ایک قاعدہ کلیہ پیش کر دیا کہ ان کے نیکوکار افراد سے حسنِ سلوک اور احترام و اکرام والا معاملہ کیا جائے اور اگر کسی میں بتقاضۂ بشریت کوئی عیب نظر آئے تو اس کو موضوعِ بحث نہ بنایا جائے اور اس کے معاملے کو اللہ تعالی کے سپرد کر کے خاموشی اختیار کی جائے' ظن غالب ہے کہ ان کی حسنات و خیرات ان کی لغزشوں پر غالب آ جائیں گی۔

سیدنا مصعب بن زبیر رضی اللہ عنہ کی احادیث کے سامنے عاجزی و انکساری کا انداز دیکھیں' ممکن ہے کہ انہی جذبات کی قدر کرتے ہوئے اللہ تعالی نے اپنے دین کو سہارا دینے اور رسول اللہ ﷺ کا دست و بازو بننے کے لئے ان نفوسِ قدسیہ کا انتخاب کیا اور ان کی عیب جوئی کرنے سے منع کر دیا۔

باب: القريش اسرع فناءً من قبائل العرب

عرب قبائل میں سب سے جلدی قریش ہلاک ہونے والے ہیں

۳۳۵۸: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعًا: ((أَسْرَعُ قَبَائِلِ الْعَرَبِ فَنَاءً قُرَيْشٌ، وَيُوْشِكُ أَنْ تَمُرَّ الْمَرْأَةُ بِالنَّعْلِ فَتَقُوْلُ: إِنَّ هٰذَا نَعْلُ قُرَشِيٍّ)). [الصحيحة: ۷۳۸]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عرب کے قبائل میں سب سے جلدی ہلاک ہونے والا قریش کا قبیلہ ہے' قریب ہے کہ ایک عورت بنجر زمین سے گزرے اور کہے کہ یہ قریشیوں کی زمین ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۷۳۸۔ احمد (۲/ ۳۳۶)' ابو یعلی (۶۲۰۵)' البزار (الکشف :۲۷۸۸)۔

فوائد: اس کی مزید وضاحت درج ذیل حدیث سے ہوتی ہے:

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: عائشہ! میری امت میں سے تیری قوم (قریش) کی سب سے جلدی میرے ساتھ ملاقات ہوگی۔ وہ کہتی ہیں: جب رسول اللہ بیٹھ گئے تو میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اللہ تعالی مجھے آپ پر قربان کرے' آپ نے داخل ہوتے ہی ایسی بات کی ہے' جس سے میں گھبرا گئی ہوں۔ آپ ﷺ نے پوچھا: وہ کیا؟ میں نے کہا: آپ کا خیال یہ ہے کہ میری قوم آپ کو سب سے جلدی ملے گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جی ہاں۔ میں نے کہا: وہ کیوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ خواہش پرست ہو جائیں گے اور ان کی امت ہی ان پر ٹوٹ پڑے گی۔ میں نے کہا: ان کے بعد یا اس وقت بقیہ لوگوں کا کیا حال ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: شہد کی مکھیوں کی طرح ہو جائیں گے اور ان کا طاقت ور کمزور پر ظلم و ستم کرتا رہے گا' یہاں تک کہ قیامت برپا ہو جائے گی۔ [مسند احمد]

باب: فضيلة اسلم و غفار

اسلم اور غفار قبائل کی فضیلت کا بیان

۳۳۵۹: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ:

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے

((أَسْلَمُ سَالَمَهَا اللّٰهُ، وَغِفَارُ غَفَرَ اللّٰهُ لَهَا، أَمَا إِنِّيْ لَمْ أَقُلْهَا، وَلٰكِنْ قَالَهَا اللّٰهُ. عَزَّوَجَلَّ)).

[الصحيحة: ٣٩٨٨]

فرمایا: ''اللہ تعالیٰ ''اسلم'' قبیلے کو سالم رکھے اور ''غفار'' قبیلے کو بخشے۔ خبردار! یہ میری بات نہیں ہے، بلکہ اللہ تعالیٰ کی ہے۔''

تخریج: الصحيحة ٣٩٨٨- مسلم (٢٥١٦)' حاكم (۴/ ۸۲)' بخاری (۳۵۱۴) مختصراً من طريق آخر عنه۔

فوائد: اس حدیث میں سالم اور غفار دونوں قبائل کے حق میں دعا کر کے ان کی منقبت کا اظہار کیا گیا ہے۔

باب: عمرو بن العاص مؤمن

سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ مومن ہیں

٣٣٦٠: عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ: سَمِعْتُ: رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ: ((أَسْلَمَ النَّاسِ وَآمَنَ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ)). [الصحيحة: ١٥٥]

سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: ''عمرو بن عاص لوگوں میں سب سے زیادہ سلامتی والا اور امن والا ہے۔''

تخریج: الصحيحة ١٥٥- الرويانی فی مسنده (۲۱۲،۲۱۹)' احمد (۴/ ۱۵۵)' ترمذی (۳۸۴۴)۔

فضيلة من قبائل العرب

عرب کے کچھ قبیلوں کی فضیلت کا بیان

٣٣٦١: عَنْ أَبِيْ أَيُّوْبَ الْأَنْصَارِيِّ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((أَسْلَمُ وَغِفَارُ وَأَشْجَعُ، وَمُزَيْنَةُ وَجُهَيْنَةُ وَمَنْ كَانَ مِنْ بَنِيْ كَعْبٍ مَوَالِيَّ دُوْنَ النَّاسِ وَاللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ مَوْلَاهُمْ)).

[الصحيحة: ١٤٥٥]

سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اسلم، غفار، اشجع، مزینہ، جہینہ اور بنو کعب کے قبائل دوسرے لوگوں کی نسبت مخلص دوست ہیں اور اللہ اور اس کا رسول ان کے دوست ہیں۔''

تخریج: الصحيحة ١۴۵۵- احمد (۵/ ۴۱۷،۴۱۸)' حاكم (۴/ ۸۲)' ترمذی (۳۹۴۰)' مسلم (۲۵۱۹) باختلاف يسير۔

باب: فضل دحية الكلبي

دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان

٣٣٦٢: عَنِ ابْنِ شُهَابٍ مُرْسَلًا: ((أَشْبَهُ مَارَأَيْتُ بِجِبْرَائِيْلَ دِحْيَةُ الْكَلْبِيُّ)).

[الصحيحة: ١١١١]

ابن شہاب مرسلاً بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے دحیہ کلبی کو جبریل کے سب سے زیادہ مشابہ پایا۔''

تخریج: الصحيحة ١١١١- ابن سعد (۴/ ۲۵۰) عن ابن شهاب الزهری مرسلاً' مسلم (۱۶۷)' احمد (۳/ ۳۳۴)' عن جابر رضی اللہ عنہ بمعناه

فوائد: حضرت جبریل علیہ السلام جب انسانی شکل میں نبی کریم ﷺ کے پاس آتے تھے تو ان کی شکل وصورت صحابی رسول سیدنا دحیہ رضی اللہ عنہ سے ملتی جلتی تھی۔

باب: فضيلة قوم يكونون بعد النبي

ایک قوم کی فضیلت جو کہ نبی کے بعد ہوں گے

٣٣٦٣: عَنْ أَبِي ذَرٍّ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَشَدُّ أُمَّتِي لِي حُبًّا قَوْمٌ يَكُوْنُوْنَ أَوْ يَخْرُجُوْنَ بَعْدِي يَوَدُّ أَحَدُهُمْ أَنَّهُ أَعْطَى أَهْلَهُ وَمَالَهُ وَأَنَّهُ رَآنِي)). [الصحيحة: ١٤١٨]

سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میری امت میں سے مجھ سے سب سے زیادہ محبت کرنے والے وہ لوگ ہوں گے جو میرے بعد پیدا ہوں گے، ان میں سے ہر ایک چاہے گا کہ مجھے دیکھنے کے لئے اپنے اہل و عیال اور مال و منال قربان کر دے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۴۱۸- احمد (۵/ ۱۵۶، ۱۷۰)، مسلم (۲۸۳۲)، عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ بمعناہ۔

فوائد: آپ ﷺ کی وفات کے بعد پیدا ہونے والے بعض فرزندانِ امت کے قابل قدر جذبات کا اظہار کیا گیا ہے، ہم بھی اس حدیث کا مصداق بن سکتے ہیں، اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے۔

باب: فضل عبداللّٰه بن الأرقم

عبداللہ رضی اللہ عنہ بن ارقم کی فضیلت کا بیان

٣٣٦٤: عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ- رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا- قَالَ: أَتَى النَّبِيَّ ﷺ كِتَابُ رَجُلٍ فَقَالَ لِعَبْدِاللّٰهِ بْنِ الْأَرْقَمِ: ((أَجِبْ عَنِّي)) فَكَتَبَ جَوَابَهُ ثُمَّ قَرَأَهُ عَلَيْهِ فَقَالَ: ((أَصَبْتَ وَأَحْسَنْتَ، اَللّٰهُمَّ وَفِّقْهُ)) فَلَمَّا وُلِّيَ عُمَرُ كَانَ يُشَاوِرُهُ- [الصحيحة:٢٨٣٨]

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کو ایک آدمی کا خط موصول ہوا، آپ نے عبداللہ بن ارقم کو حکم دیا کہ: ''میری طرف سے جواب دو۔'' انھوں نے جواب لکھا اور آپ ﷺ کو پڑھ کر سنایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو نے بہت خوب جواب لکھا ہے، اے اللہ! (عبداللہ) کو توفیق عطا فرما۔'' جب سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو وہ ان سے مشورہ کیا کرتے تھے۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۸۳۸- حاکم (۳/ ۳۳۵)، البزار (الکشف: ۱۸۵) و(البحر: ۲۷۴)۔

فوائد: سیدنا عبداللہ بن ارقم رضی اللہ عنہ کی سعادت بھی مسلم ہے، لیکن خلیفۂ رسول سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے انتخاب کا معیار قابل غور ہے کہ انھوں نے کس فرد کو مشاورت کے لئے منتخب کیا، جس کی اصابت و درستی کی تعریف کرتے ہوئے جس کی فقاہت میں اضافے کی نبی کریم ﷺ نے دعائیں کیں۔ بس یہی خوبیاں تھیں کہ اسلام نے سیدنا فاروق کو اپنا محسن تسلیم کیا۔ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَأَرْضَاهُ۔

باب: فضل أبي الدحداح

ابو دحداح کی فضیلت کا بیان

٣٣٦٥: عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّ رَجُلًا قَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّ لِفُلَانٍ نَخْلَةً، وَأَنَا أُقِيْمُ نَخْلِي بِهَا، فَمُرْهُ أَنْ يُعْطِيَنِي [إِيَّاهَا] [حَتّٰى]أُقِيْمَ حَائِطِي بِهَا فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَعْطِهَا إِيَّاهُ بِنَخْلَةٍ فِي الْجَنَّةِ)) فَأَبَى، وَأَتَاهُ أَبُو الدَّحْدَاحِ فَقَالَ: بِعْنِي نَخْلَكَ بِحَائِطِي، قَالَ: فَفَعَلَ، قَالَ:

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! (فلاں مقام پر) فلاں آدمی کی کھجور ہے، میں بھی اس کے ساتھ کھجوریں گاڑ رہا ہوں، آپ اسے کہیں کہ وہ کھجور مجھے دے دے تاکہ میں اپنے باغ کی دیوار بنا سکوں۔ آپ ﷺ نے اسے فرمایا: ''اسے وہ کھجور دے دے، تجھے بدلے میں جنت میں کھجور ملے گی۔'' لیکن اس نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا۔ ابو

فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّيْ قَدِ ابْتَعْتُ النَّخْلَةَ بِحَائِطِيْ، فَاجْعَلْهَا لَهُ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((كَمْ مِنْ عِذْقٍ دِوَّاحٍ لِأَبِي الدَّحْدَاحِ فِي الْجَنَّةِ. مِرَارًا.)) فَأَتَى امْرَأَتَهُ فَقَالَ: يَاأُمَّ الدَّحْدَاحِ! أُخْرُجِيْ مِنَ الْحَائِطِ فَإِنِّيْ بِعْتُهُ بِنَخْلَةٍ فِي الْجَنَّةِ فَقَالَتْ: قَدْرَبِحْتَ الْبَيْعَ أَوْ كَلِمَةً نَحْوَهَا۔ [الصحيحة: ٢٩٦٤]

دحداح اس کے پاس پہنچا اور کہا کہ کھجور کا درخت مجھے میرے باغ کے بدلے فروخت کردے‘ اس نے ایسے ہی کیا۔ ابودحداح آپ ﷺ کے پاس آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے فلاں کھجور کا درخت اپنے باغ کے عوض خرید لیا ہے‘ آپ یہ درخت اُس (ضرورت مند) آدمی کو دے دیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”ابو دحداح کے لئے جنت میں کئی بڑے بڑے اور لمبے لمبے کھجوروں کے گچھے ہیں۔“ آپ ﷺ نے یہ جملہ کئی دفعہ دہرایا۔ ابو دحداح اپنی بیوی کے پاس آیا اور کہا: اے ام دحداح! باغ سے نکل جا‘ میں نے اسے جنت کے کھجور کے درخت کے عوض فروخت کر دیا ہے۔ اس نے کہا: تو نے تو نفع مند تجارت کی ہے۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۹۶۴۔ احمد (۳/ ۱۴۶)‘ ابن حبان (۷۱۵۹)‘ حاکم (۲/ ۲۰)‘ (۳/ ۲۴۹)‘ طبرانی (۲۲/ ۳۰۰)۔

فوائد: سبحان اللہ! ابودحداح رضی اللہ عنہ کی رغبت اور ام دحداح کی مدح سرائی۔ ایسے جوڑے ہوں تو جنت میں جانا آسان ہو جاتا ہے۔

باب: سعبون الفايد خلون الجنة بغير حساب

ستر ہزار بغیر حساب کتاب کے جنت میں داخل ہوں گے

٣٣٦٦: عَنْ أَبِيْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أُعْطِيْتُ سَبْعِيْنَ أَلْفًا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ، وُجُوْهُهُمْ كَالْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ، وَقُلُوْبُهُمْ عَلٰى قَلْبِ رَجُلٍ وَاحِدٍ فَاسْتَزَدْتُ رَبِّيْ. عَزَّوَجَلَّ. فَزَادَنِيْ مَعَ كُلِّ وَاحِدٍ سَبْعِيْنَ أَلْفًا)) قَالَ أَبُوْ بَكْرٍ: فَرَأَيْتُ أَنَّ ذٰلِكَ آتٍ عَلٰى أَهْلِ الْقُرٰى، وَمُصِيْبٌ مِنْ حَافَّاتِ الْبَوَادِيْ۔ [الصحيحة: ١٤٨٤]

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے‘ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میری امت کے ستر ہزار افراد جنت میں بغیر حساب کے داخل ہوں گے‘ ان کے چہرے بدر والی رات کے چاند کی طرح چمکتے ہوں گے اور ان کے دل ایک انسان کے دل کی مانند ہوں گے۔ جب میں نے اپنے ربّ سے مزید مطالبہ کیا تو اس نے ہر ایک کے ساتھ مزید ستر ہزار افراد کا اضافہ کر دیا۔“ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔

تخریج: الصحیحۃ ۱۴۸۴۔ ابو یعلی (۷۳۳۴)‘ ابن ابی شیبۃ (۱/ ۲۹۴)‘ نسائی (۱۱۶۴)‘ ابن ماجه (۱۸۹۲)‘ احمد (۱/ ۴۰۸)‘ عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ ولفظ "ان رسول الله ﷺ علم فواتح الخير و جوامعه و جوامع الخير و فواتحه" وعند ابن ماجه و النسائی "وخواتمه"۔

فوائد: اس حدیث کے مطابق چار ارب‘ نوے کروڑ اور ستر ہزار (4,90,00,70,000) افراد حساب کتاب کے بغیر جنت میں

جائیں گے۔(سبحان اللہ)

باب:اهمية التشهد

تشہد کی اہمیت کا بیان

۳۳٦۷: عَنْ أَبِيْ مُوْسَى الْأَشْعَرِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أُعْطِيْتُ فَوَاتِحَ الْكَلِمِ وَخَوَاتِمَهُ، قُلْنَا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! عَلِّمْنَا مِمَّا عَلَّمَكَ اللّٰهُ. عَزَّوَجَلَّ. فَعَلَّمَنَا التَّشَهُّدَ)).

[الصحيحة: ۱۳۸۳]

سیدنا ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے انتہائی جامعیت پر دلالت کناں کلمات عطا کئے گئے ہیں۔'' ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! اللہ تعالی نے آپ کو جو تعلیمات دی ہیں ان میں سے ہمیں بھی کچھ سکھا دیں۔ آپ ﷺ نے ہمیں تشہد سکھایا۔

فوائد: نبی کریم ﷺ صاحبِ جوامع الکلم تھے، آپ ﷺ کے مختصر الفاظ میں زیادہ معنویت پائی جاتی تھی، تشہد اس کی بہترین مثال ہے۔

باب:من خواص النبیؐ

نبیؐ کی کچھ خصوصیات کا بیان

۱۹٦۸: عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((أُعْطِيْتُ مَالَمْ يُعْطَ أَحَدٌ مِّنَ الْأَنْبِيَاءِ فَقُلْنَا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! مَاهُوَ؟ قَالَ: نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ وَأُعْطِيْتُ مَفَاتِيْحَ الْأَرْضِ، وَسُمِّيْتُ أَحْمَدَ، وَجُعِلَ التُّرَابُ لِيْ طَهُوْرًا، وَجُعِلَتْ أُمَّتِيْ خَيْرَ الْأُمَمِ)).

[الصحيحة: ۳۹۳۹]

سیدنا علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے ایسی چیزیں بھی عطا کی گئیں جو کسی نبی کو نہیں دی گئیں۔'' ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! وہ کون سی ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''(لوگوں پر میرا) رعب (ڈال کر) میری مدد کی گئی، مجھے زمین کی چابیاں عنایت کی گئیں، میرا نام احمد رکھا گیا، مٹی کو میرے لئے پاک کرنے والا بنایا گیا اور میری امت کو بہترین امت قرار دیا گیا۔''

تخریج: الصحیحة ۳۹۳۹۔ احمد (۱/ ۹۸)، بیھقی (۱/ ۲۱۳، ۲۱۴)، ابن ابی شیبة (۱۱/ ۴۳۴)۔

فوائد: اس میں نبی کریم ﷺ کی خصوصیات کا بیان ہے۔

۳۳٦۹: عَنْ وَاثِلَةَ بْنِ الْأَسْقَعِ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أُعْطِيْتُ مَكَانَ التَّوْرَاةِ السَّبْعَ الطِّوَالَ، وَمَكَانَ الزَّبُوْرِ الْمِئِيْنَ، وَمَكَانَ الْإِنْجِيْلِ الْمَثَانِيَ، وَفُضِّلْتُ بِالْمُفَصَّلِ)).

[الصحيحة: ۱٤۸۰]

سیدنا واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے تورات کی جگہ ''طوالِ سبعہ''، زبور کی جگہ ''مئین''، انجیل کی جگہ ''مثانی'' اور ''مفصل'' سورتوں کے ساتھ مجھے فضیلت دی گئی۔''

تخریج: الصحیحة ۱۴۸۰۔ ابوداؤد الطیالسی (۱۰۱۲)، وعنه احمد (۴/ ۱۰۷)، طحاوی فی مشکل الآثار (۲/ ۱۵۴)، ابن جریر فی التفسیر (۱/ ۴۴)۔

فوائد: طِوَالِ سَبعَه: سورۂ بقرہ سے لے کر سورۂ توبہ تک سات لمبی سورتیں۔
مِئِین: سورۂ یونس سے لے کر سورۂ صافات تک۔
مَثَانِي: سورۂ صافات سے لے کر سورۂ حجرات تک۔
مُفَصَّل: سورۂ حجرات سے آخر قرآن تک۔

باب: فضل من آخر البقرة و أعطيتها
سورۂ بقرہ کی آخری آیات فضیلت اور مجھے ہی دی گئی ہیں

٣٣٧٠: عَنْ حُذَيْفَةَ مَرْفُوْعًا: ((أُعْطِيْتُ هٰذِهِ الْآيَاتِ مِنْ آخِرِ الْبَقَرَةِ، مِنْ كَنْزٍ تَحْتَ الْعَرْشِ، لَمْ يُعْطَهَا نَبِيٌّ قَبْلِيْ [وَلَا يُعْطَى مِنْهُ أَحَدٌ بَعْدِيْ])) [الصحيحة: ١٤٨٢]

سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے عرش کے نیچے ایک خزانے سے سورۂ بقرہ کی آخری آیات دی گئیں' اس قسم کی آیات نہ مجھ سے قبل کسی نبی کو دی گئیں اور نہ میرے بعد کسی کو دی جائیں گی۔''

تخریج: الصحیحة ۱۴۸۲۔ احمد (۵/ ۳۸۳)' نسائی فی الکبری (۸۰۲۲)' ابن خزیمة (۲۶۴'۲۶۳)' بیہقی (۱/ ۲۱۳)۔

فوائد: ان سے مراد سورۂ بقرہ کی آخری دو آیات ہیں' جو ﴿آمن الرسول بما انزل الیه من ربه والمؤمنون﴾ سے شروع ہوتی ہیں۔

٣٣٧١: عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ ﷺ ((أَفْضَلُ الْأَيَّامِ عِنْدَ اللّٰهِ يَوْمُ الْجُمُعَةِ)). [الصحيحة: ١٥٠٢]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالی کے نزدیک جمعہ کا دن افضل ترین ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۱۵۰۲۔ بیہقی فی الشعب (۳۷۱۰)' ترمذی (۳۳۳۹)' باختلاف۔

باب: امر الإقتداء من اصحاب النبي
نبیؐ کے کچھ صحابہ کی اقتدا کا حکم

٣٣٧٢: قَالَ ﷺ: ((اقْتَدُوْا بِالَّذِيْنَ مِنْ بَعْدِيْ مِنْ أَصْحَابِيْ أَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرَ، وَاهْتَدُوْا بِهَدْيِ عَمَّارٍ، وَتَمَسَّكُوْا بِعَهْدِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ)) رُوِيَ مِنْ حَدِيْثِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ وَ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ وَأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ۔ [الصحيحة: ١٢٣٣]

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''میرے بعد ابوبکر اور عمر کی اقتدا کرنا' عمار کی سیرت کو اختیار کرنا اور ابن مسعود کے عہد کو تھام لینا۔'' یہ حدیث سیدنا عبد اللہ بن مسعود' سیدنا حذیفہ بن یمان' سیدنا انس بن مالک اور سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی گئی ہے۔

تخریج: الصحیحة ۱۲۳۳۔ (۱) ابن مسعود: ترمذی (۳۸۰۵)' حاکم (۳/ ۷۵)۔ (۲) حذیفة: ترمذی (۳۶۶۲)' احمد (۵/ ۲۸۵)۔ (۳) انس: ابن عدی فی الکامل (۷/ ۲۶۵۴)۔ (۴) ابن عمر رضی اللہ عنہما: احمد بن صلیح وضاح دون الشطر الثانی' ابن عساکر (۳۲/ ۱۵۱)۔ (۵) ابو الدرداء رضی اللہ عنہ: ابن عساکر (۳۲/ ۱۵۱) من طریق الطبرانی فی مسند الشامیین (۹۱۲)۔

فوائد: دوسری احادیث کی روشنی میں صحابہ کرام کے ہر اس امر کی اطاعت کی جائے گی' جو بظاہر کسی آیت یا حدیث کے مخالف نہ ہو۔

باب: الامر بكتابه الحديث النبوى
حدیث نبوی کی کتابت کا حکم

٣٣٧٣: عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: كُنْتُ أَكْتُبُ كُلَّ شَيْءٍ أَسْمَعُهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ أُرِيْدُ حِفْظَهُ، فَنَهَتْنِي قُرَيْشٌ وَقَالُوْا: أَتَكْتُبُ كُلَّ شَيْءٍ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَشَرٌ يَتَكَلَّمُ فِي الْغَضَبِ وَالرِّضٰى! فَأَمْسَكْتُ عَنِ الْكِتَابِ فَذَكَرْتُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَأَوْمَأَ بِإِصْبَعِهِ إِلٰى فِيْهِ، فَقَالَ: ((اُكْتُبْ، فَوَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ مَا يَخْرُجُ مِنْهُ، إِلَّا حَقٌّ)). [الصحيحة:١٥٣٢]

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں جو کچھ رسول اللہ ﷺ سے سنتا تھا' اسے یاد کرنے کی غرض سے لکھ لیتا تھا' مجھے قریشیوں نے ایسا کرنے سے منع کر دیا اور کہا: کیا تو ہر بات لکھ لیتا ہے' جبکہ صورتحال یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ بشر ہیں' جو ناراضگی اور خوشی میں باتیں کرتے ہیں۔ میں نے لکھنا ترک کر دیا اور جب یہ (قریشیوں والی بات) رسول اللہ ﷺ کو بتائی تو آپ ﷺ نے اپنے منہ کی طرف انگلی سے اشارہ کیا اور فرمایا: ''لکھ' اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! میرے منہ سے سوائے حق کے کچھ نہیں نکلتا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۵۳۲۔ ابوداؤد (۳۶۴۶)' دارمی (۴۹۰)' احمد (۲/ ۱۶۲'۱۹۲)' حاکم (۱/ ۱۰۵'۱۰۶)۔

فوائد: حضرت محمد ﷺ رسالت ونبوت کے منصب پر فائز تھے' ہادیٔ عالم تھے' آپ ﷺ کی حرکات وسکنات قرآن مجید کی خاموش تفسیر کی حیثیت رکھتی تھیں' آپ ﷺ کی رضامندی میں اللہ تعالی کی مرضی شامل ہوتی تھی' آپ ﷺ کے فرمودات وارشادات قیامت کے در و بام تک لوگوں کی ہدایت ورشد پر مشتمل ہیں۔ جو ہستی ایسی صفات سے متصف ہو' اس کی مقدس زبان سے صرف حق ہی صادر ہو سکتا ہے۔ قصہ گو واعظین اور سامان اکل وشرب پر پلنے والے نبی کریم ﷺ کو نور کہتے ہیں لیکن حضرات صحابہ کا عقیدہ ملاحظہ فرمائیے کہ وہ نبی کریم ﷺ کو بشر قرار دے رہے ہیں اور خود نبی کریم ﷺ نے اس بات کی تردید بھی نہیں فرمائی۔ ورنہ وہ فرما سکتے تھے کہ میں تو نور ہوں بشر نہیں۔

باب: من خير دور الانصار

انصار کے بہترین گھرانوں کا بیان

٣٣٧٤: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ دُوْرِ الْأَنْصَارِ. أَوْ بِخَيْرِ الْأَنْصَارِ؟ قَالُوْا: بَلٰى يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: بَنُوْ النَّجَّارِ، ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ، بَنُوْ عَبْدِالْأَشْهَلِ، ثُمَّ الَّذِيْنَ بَنُوْ الْحَارِثِ بْنُ الْخَزْرَجِ، ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ، بَنُوْ سَاعِدَةَ، ثُمَّ قَالَ بِيَدَيْهِ، فَقَبَضَ أَصَابِعَهُ، ثُمَّ بَسَطَهُنَّ، كَالرَّامِيْ بِيَدِهِ. قَالَ: وَفِيْ دُوْرِ الْأَنْصَارِ كُلِّهَا خَيْرٌ)) جَاءَ مِنْ حَدِيْثِ أَنَسٍ، وَأَبِيْ أُسَيْدٍ السَّاعِدِيِّ وَأَبِيْ حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ، وَأَبِيْ هُرَيْرَةَ۔ [الصحيحة: ٣٤٥٩]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا میں تمھارے لئے انصار کے بہترین گھروں یا بہترین انصاریوں کا تعین نہ کر دوں؟'' صحابہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیوں نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''بنو نجار سب سے بہتر ہیں' ان کے بعد بنو عبد الاشہل' ان کے بعد بنو حارث بن خزرج اور ان کے بعد بنو ساعدہ۔'' پھر آپ ﷺ نے اپنی انگلیاں بند کیں اور کھولیں' جیسے کوئی چیز پھینک رہے ہیں اور فرمایا: ''سب انصاریوں کے گھروں میں خیر ہی خیر ہے۔'' یہ حدیث سیدنا انس' سیدنا ابو اسید ساعدی' سیدنا ابو حمید ساعدی اور سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

تخریج: الصحیحة ۳۴۵۹۔ (۱) انس: مسلم (۶۴۲۳، ۲۵۱۱)، ترمذی (۳۹۱۰)۔ (۲) ابو اسید الساعدی: بخاری (۳۷۸۹، ۳۸۰۷)، مسلم (۲۵۱۱)۔ (۳) ابو حمید الساعدی: بخاری (۳۷۹۱)، مسلم (الفضائل: ۱۱/ ۱۳۹۲)۔ (۴) ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ مسلم (۲۵۱۲)، نسائی فی الکبری (۸۳۴۳)۔

فوائد: اس حدیث میں انصاریوں کے فضائل ومناقب کا بیان ہے، جن کے گھروں میں خیر ہی خیر ہے۔

باب: إن وضيعتي الانصار

میری میراث اور جاگیر انصار ہیں

۳۳۷۵: عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((أَلَا إِنَّ لِكُلِّ شَيْءٍ تَرِكَةٌ وَضَيْعَةٌ وَإِنَّ تَرِكَتِي وَضَيْعَتِي الْأَنْصَارُ، فَاحْفَظُوْنِي فِيْهِمْ)) [الصحيحة: ۳٥٦٠]

سیدنا انس بن مالک کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس آئے اور فرمایا: ''آگاہ ہو جاؤ! ہر آدمی کی میراث اور جاگیر ہوتی ہے اور میری میراث اور جاگیر انصاری ہیں، ان کے بارے میں میرا خیال رکھنا۔''

تخریج: الصحیحة ۳۵۶۰۔ طبرانی فی الاوسط (۵۳۹۴)۔

فوائد: فرزندانِ امت کی میراث ان کے لواحقین میں تقسیم کر دی جاتی ہے، لیکن امتیوں کے سربراہ ﷺ کی روحانی میراث انصاریوں کی حفاظت کرنی ہے۔ یہ حدیث انصاریوں کی عظمتوں اور رفعتوں کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

باب: فضيلة الانصار

انصار کی فضیلت کا بیان

۳۳۷٦: عَنْ أَبِي قَتَادَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ عَلَى الْمِنْبَرِ لِلْأَنْصَارِ: ((أَلَا إِنَّ النَّاسَ دِثَارِيْ، وَالْأَنْصَارَ شِعَارِيْ، لو سلك الناس واديًا و سلكت الانصار شعبة لا تبعت شعبة الانصار، وَلَوْلَا الْهِجْرَةُ لَكُنْتُ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ، فَمَنْ وَلِيَ أَمْرَ الْأَنْصَارِ، فَلْيُحْسِنْ إِلَى مُحْسِنِهِمْ وَلْيَتَجَاوَزْ عَنْ مُسِيْئِهِمْ وَمَنْ أَفْزَعَهُمْ فَقَدْ أَفْزَعَ هٰذَا الَّذِيْ بَيْنَ هَاتَيْنِ، وَأَشَارَ إِلَى نَفْسِهِ ﷺ)).

[الصحيحة: ۹۱۷]

سیدنا ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو منبر پر انصاریوں کے حق میں یہ فرماتے ہوئے سنا: ''عام لوگ فوقانی لباس ہیں اور انصار تحتانی لباس (مخصوص لوگ) ہیں، اگر لوگ ایک وادی میں اور انصار کسی دوسری گھاٹی میں چل رہے ہوں تو میں انصاریوں کی گھاٹی میں چلوں گا، اگر ہجرت نہ ہوتی تو میں بھی انصاریوں میں سے ہوتا، جو آدمی انصار کے معاملات کا والی بنے وہ ان کے نیک لوگوں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئے اور غلطیاں کرنے والوں سے تجاوز کر جائے، جس نے ان کو خوفزدہ کیا اس نے ان دو پہلوؤں کے درمیان والی چیز کو خوفزدہ کر دیا۔'' آپ ﷺ نے یہ جملہ اپنی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا۔

تخریج: الصحیحة ۹۱۷۔ حاکم (۴/ ۷۹)، احمد (۵/ ۳۰۷)، طبرانی فی الاوسط (۸۸۹۲)۔

باب: فضل أبي بكر الصديق

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان

۳۳۷۷: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: ((أَلَا إِنِّيْ أَبْرَأُ إِلٰی كُلِّ خِلٍّ مِنْ خِلِّهٖ، وَلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيْلًا، لَاتَّخَذْتُ أَبَابَكْرٍ خَلِيْلًا، إِنَّ صَاحِبَكُمْ خَلِيْلُ اللّٰهِ)) جَاءَ مِنْ حَدِيْثِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَّ ابْنِ عَبَّاسٍ، وَأَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ، وَعَبْدِاللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، وَأَبِي الْمُعَلّٰى الْأَنْصَارِيِّ، وَجُنْدُبٍ الْبَجَلِيِّ، وَأَبِيْ هُرَيْرَةَ وَعَائِشَةَ وَأَنَسٍ، وَجَابِرٍ، وَأَبِيْ وَاقِدٍ وَالْبَرَاءِ۔ [الصحيحة: ۳۵۹۸]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''خبردار! میں ہر گہرے دوست کی دوستی سے بری ہو رہا ہوں، اگر میں نے کسی (بشر) کو خلیل بنانا ہوتا تو ابوبکر کا انتخاب کرتا، تمھارا ساتھی (نبی کریم ﷺ) اللہ تعالیٰ کا خلیل ہے۔'' یہ حدیث سیدنا عبد اللہ بن مسعود، سیدنا عبد اللہ بن عباس، سیدنا ابوسعید خدری، سیدنا عبد اللہ بن زبیر، سیدنا ابومعلّٰی انصاری، سیدنا جندب بجلی، سیدنا ابوہریرہ، سیدہ عائشہ، سیدنا انس، سیدنا جابر، سیدنا ابوواقد اور سیدنا براء ؓ سے مروی ہے۔

تخریج: الصحیحة ۳۵۹۸۔ (۱) ابن مسعود: مسلم (۲۳۸۳)، ترمذی (۳۶۵۵)۔ (۲) ابن الزبیر: بخاری (۳۶۵۸)۔ (۳) ابن عباس: بخاری (۴۶۷)، نسائی فی الکبری (۸۱۰۲)۔ (۴) ابو سعید: بخاری (۴۶۶)، مسلم (۲۳۸۲)۔ (۵) ابو المعلی: ترمذی (۳۶۵۹)، احمد (۳/ ۴۷۸)۔ (۶) جندب: مسلم (۵۳۲)۔ (۷) عائشة: احمد فی الفضائل (۵۶۵)۔ (۸) انس: طبرانی فی الشامیین (۱۵۴)، البزار (۲۴۸۴)۔ (۹) جابر: عبداللہ بن احمد فی الزوائد علی الفضائل: (۲۱)۔ (۱۰) ابو واقد: طبرانی (۳۲۹۷)۔ (۱۱) البزار: خطیب فی تاریخہ (۳/ ۱۳۴)۔ (۱۲)۔ ابوہریرة ؓ: ترمذی (۳۶۶۱)۔

فوائد: ''خلیل'' اس محبّ کو کہتے ہیں جو اپنے دل میں اپنے محبوب سے اتنی زیادہ سچی اور گہری محبت رکھتا ہو کہ اب مزید اس کے دل میں کسی کے لئے کوئی گنجائش باقی نہ رہی ہو۔ ایسی محبت کو ''خلّت'' کہتے ہیں اور محبت کا یہ انداز صرف اللہ تعالیٰ کے بارے میں اختیار کیا جا سکتا ہے، حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کو اللہ تعالیٰ سے جو شدید محبت (یعنی خلّت) تھی وہ ابوبکر ؓ سے نہ تھی، کیونکہ صدیق کا مقام مرتبہ اپنی جگہ پر مسلّم ہے، لیکن اللہ تعالیٰ، بہرحال اللہ تعالیٰ ہے۔ ہاں محمد رسول اللہ ﷺ نے ابوبکر ؓ کیلئے اسلامی مودّت ومحبت کا دعویٰ بحال رکھا، جس کا مرتبہ ''خلّت'' سے کم ہے۔ (حافظ ابن حجرؒ نے ''خلیل'' کے نو معانی ذکر کئے ہیں۔ دیکھیں: فتح الباری: حدیث ۳۶۵۷ کے تحت)

باب: التخويف من الله في قبط مصر

مصر کے قبطیوں کے بارے میں اللہ سے ڈرانے کا بیان

۳۳۷۸: عَنْ أُمِّ سَلِمَةَ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَوْصٰى عِنْدَ وَفَاتِهٖ فَقَالَ: ((اَللّٰهَ اَللّٰهَ فِيْ قِبْطِ مَصْرَ، فَإِنَّكُمْ سَتَظْهَرُوْنَ عَلَيْهِمْ وَيَكُوْنُوْنَ لَكُمْ عُدَّةً وَأَعْوَانًا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ))

سیدنا ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی وفات کے وقت نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: ''اللہ سے ڈرنا، اللہ سے ڈرنا مصر کے قبطیوں کے بارے میں، عنقریب تم ان پر غالب آ جاؤ گے اور وہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں تمھارے اعوان و انصار ہوں گے۔''

تخریج: الصحیحة ۳۱۱۳۔ طبرانی فی الکبیر (۲۳/ ۲۶۵)۔

فوائد: حضرت اسماعیل علیہ السلام کی والدہ ماجدہ سیدہ ہاجرہ علیہا السلام اور ام المومنین ماریہ رضی اللہ عنہا دونوں کا تعلق قبطیوں سے تھا' اس لئے آپ ﷺ نے ان کا لحاظ کیا اور دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ انھوں نے مومنوں کا اعوان وانصار بننا تھا۔

باب: فضيلة المدينة بأنه مبارك

مدینہ کی فضیلت اس حیثیت سے کہ وہ مبارک ہے

٣٣٧٩: عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ بِالْمَدِيْنَةِ ضِعْفَيْ مَاجَعَلْتَ بِمَكَّةَ مِنَ الْبَرَكَةِ)). [الصحيحة: ٣٩٩٧]

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ! تونے مکہ میں جو برکت نازل فرمائی اس کا دوگنا مدینہ میں نازل فرما دے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۹۹۷- بخاری (۱۸۸۵)' مسلم (۱۳۶۹)' احمد (۳/ ۱۴۳)۔

فوائد: حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مکہ مکرمہ کے لیے برکتوں کی دعائیں کی تھیں' آپ ﷺ نے مدینہ منورہ کے لئے مکہ مکرمہ کی نسبت دو گنی برکت کی دعا کی ہے۔ یاد رہے کہ برکت غیر محسوس انداز میں ہوتی ہے۔ ان دونوں شہروں میں اقامت کرنے والا فرد برکتوں کے اس فرق کو محسوس کرتا ہے۔

باب: دعاؤه ﷺ لمعاوية

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں نبی ﷺ کی دعا

٣٣٨٠: عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِيْ عُمَيْرَةَ الْمُزَنِيِّ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ فِيْ مُعَاوِيَةَ ((اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ هَادِيًا مَّهْدِيًّا وَاهْدِهِ، وَاهْدِ بِهِ)). [الصحيحة: ١٩٦٩]

سیدنا عبدالرحمٰن بن ابو عمیرہ مزنی سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا: ''اے اللہ! اسے ہدایت کی رہنمائی کرنے والا ہدایت یافتہ بنا دے' اس کو ہدایت دے اور اس کے ذریعے (دوسرے لوگوں کو) ہدایت دے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۹۶۹- الترقفی فی حدیثہ (ق:۴۵/۱)' بخاری فی التاریخ (۷/ ۳۲۷)' ترمذی (۳۸۴۲)' ابن سعد (۷/ ۴۸۷)۔

باب: اهمية عمر بن الخطاب

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی اہمیت کا بیان

٣٣٨١: عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ! أَعِزَّ الْإِسْلَامَ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ خَاصَّةً)). [الصحيحة: ٣٢٢٥]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ! عمر بن خطاب کے ذریعے اسلام کو غلبہ نصیب فرما۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۲۲۵- ابن حبان (۶۸۸۲)' بیہقی (۶/ ۳۷۰)' خطیب فی تاریخہ (۴/ ۵۴)' حاکم (۳/ ۸۳)۔

فوائد: اللہ تعالیٰ نے اس دعائے نبوی کی قدر کی اور سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ذریعے اسلام کو اقتدار عطا کیا۔

باب: فضل حذيفة و أمه

سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ اور ان کی ماں کی فضیلت کا بیان

۳۳۸۲: عَنْ حُذَيْفَةَ، قَالَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَصَلَّيْتُ مَعَهُ الْمَغْرِبَ فَلَمَّا فَرَغَ صَلَّى، فَلَمْ يَزَلْ يُصَلِّي حَتَّى صَلَّى الْعِشَاءَ ثُمَّ خَرَجَ، فَتَبِعْتُهُ قَالَ: ((مَنْ هٰذَا؟)) قُلْتُ: حُذَيْفَةُ، قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحُذَيْفَةَ وِلِأُمِّهِ)). [الصحيحة: ۲۵۸۵]

سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نبی کریم ﷺ کے پاس آیا' آپ ﷺ کے ساتھ نمازِ مغرب پڑھی' جب نماز سے فارغ ہوئے تو عشا کی نماز تک (نفلی) نماز پڑھتے رہے' جب نمازِ عشاء سے فارغ ہو کر نکلے تو میں بھی آپ ﷺ کے پیچھے چل دیا۔ آپ ﷺ نے پوچھا: ''یہ کون ہے؟'' میں نے کہا: حذیفہ۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ! حذیفہ اور اس کی ماں کو بخش دے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۵۸۵۔ ابن ابی الدنیا فی التھجد (۴۹۶)' ابن عساکر (۱۳/ ۱۸۷'۱۸۸)' احمد (۵/ ۴۰۴)' ترمذی (۳۷۸۱)' بمعناہ۔

باب: دعاؤه ﷺ لعائشة ولأمته

سیدنا عائشہ رضی اللہ عنہا اور امت کے لیے نبی اکرم ﷺ کی دعا

۳۳۸۳: عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: لَمَّا رَأَيْتُ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ طِيبَ النَّفْسِ، قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أُدْعُ اللّٰهَ لِيْ، قَالَ ((اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِعَائِشَةَ مَاتَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهَا وَمَاتَأَخَّرَ، وَمَا أَسَرَّتْ وَمَاأَعْلَنَتْ)) فَضَحِكَتْ عَائِشَةُ حَتَّى سَقَطَ رَأْسُهَا فِيْ حِجْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنَ الضَّحِكِ فَقَالَ: ((أَيَسُرُّكِ دُعَائِيْ؟)) فَقَالَتْ: وَمَالِيَ لَايَسُرُّنِيْ دُعَاؤُكَ؟ فَقَالَ: ((وَاللّٰهِ إِنَّهَا لَدَعْوَتِيْ لِأُمَّتِيْ فِيْ كُلِّ صَلَاةٍ)). [الصحيحة: ۲۲۵٤]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرحان وشاداں دیکھ کر کہا کہ اے اللہ کے رسول! میرے لئے اللہ تعالی سے دعا کر دیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ! عائشہ کے پہلے اور پچھلے اور اعلانیہ اور مخفی (سب) گناہ بخش دے۔'' (خوشی سے) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ہنسنا شروع کر دیا' یہاں تک کہ ان کا سر رسول اللہ ﷺ کی گود میں جا پڑا۔ آپ ﷺ نے پوچھا: ''کیا تجھے میری دعا نے خوش کر دیا ہے؟'' انھوں نے کہا: بھلا مجھے آپ کی دعا خوش کیوں نہ کرے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کی قسم! میں ہر نماز میں اپنی امت کے لئے یہ دعا کرتا ہوں۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۲۵۴۔ البزار (الکشف: ۲۶۵۸)' ابن ابی شیبۃ (۱۲/ ۱۳۲)' حاکم (۴/ ۱۱) عنہا بمعناہ۔

باب: الاصل فی الدعاء بطول العمر

عمر کے دراز ہونے کے لیے دعا کروانا

۳۳۸٤: عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: اِنْطَلَقَتْ بِيْ أُمِّيْ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَتْ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! خُوَيْدِمُكَ! فَادْعُ اللّٰهَ لَهُ، فَقَالَ: ((اَللّٰهُمَّ أَكْثِرْ مَالَهُ وَوَلَدَهُ، وَأَطِلْ عُمْرَهُ، وَاغْفِرْ لَهُ)) قَالَ: فَكَثُرَ مَالِيْ، وَطَالَ عُمْرِيْ حَتَّى قَدِ اسْتَحْيَيْتُ

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میری ماں مجھے رسول اللہ ﷺ کے پاس لے کر گئی اور کہا: اے اللہ کے رسول! یہ آپ کا چھوٹا سا خادم ہے' اس کے حق میں دعا کر دیجیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ! اس کے مال و اولاد میں فراوانی پیدا کر' اس کو لمبی عمر عطا فرما اور اسے بخش دے۔'' سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میرا مال

مِنْ أَهْلِيْ وَأَيْنَعَتْ ثِمَارِيْ وَأَمَّا الرَّابِعَةُ يَعْنِيْ الْمَغْفِرَةَ۔ [الصحيحة: ٢٥٤١]

بہت زیادہ ہو گیا' مجھے لمبی عمر نصیب ہوئی' حتی کہ میں اپنے اہل سے شرمانے لگتا اور میرے پھل پک گئے' (اب) چوتھی چیز مغفرت ہے (دیکھیں کیا بنتا ہے)۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۵۴۱۔ تقدم برقم (۲۷۹۲)۔

فوائد: یہ حدیث اعلام نبوت میں سے ہے' آپ ﷺ نے چار دعائیں کیں' جن میں سے تین کا تعلق دنیا سے تھا' وہ تو پہلی صدی ہجری میں ہی پوری ہو گئی تھیں' مغفرت کا تعلق آخرت سے ہے' جس کی قبولیت کی ہی امید ہے۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے ایک سو تین (۱۰۳) یا ننانوے (۹۹) سال عمر پائی' اکانوے (۹۱) سن ہجری کو بصرہ میں سب سے آخر میں فوت ہونے والے صحابی آپؓ ہی تھے۔ ان کی زندگی میں ان کی اولاد کی تعداد سو (۱۰۰) کے لگ بھگ ہو گئی تھی۔ مال و دولت میں بھی اللہ تعالی نے بہت برکت ڈالی تھی۔

باب: جواز الدعاء بطول العمر وكثرة المال والولد

لمبی عمر اور مال و دولت کی کثرت کی دعا کا جواز

٣٣٨٥: عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ مَرْفُوْعاً: ((اَللّٰهُمَّ أَكْثِرْ مَالَهُ، وَوَلَدَهُ، وَبَارِكْ لَهُ فِيْمَا أَعْطَيْتَهُ)). [الصحيحة: ٢٢٤١]

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ! اس کو کثرت سے مال اور اولاد عطا فرما اور تو نے اسے جو کچھ عطا کیا اس میں برکت فرما۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۲۴۱۔ بخاری (۶۳۳۴'۶۳۴۴'۶۳۷۸'۶۳۸۰)' مسلم (۲۴۸۱)' ترمذی (۳۸۲۹) وانظر ما تقدم برقم (۸۴۷'۲۷۹۳)۔

باب: فضل حسنؓ بن عليؓ

سیدنا حسن بن علیؓ کی فضیلت کا بیان

٣٣٨٦: عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ: مَارَأَيْتُ حَسَنًا قَطُّ إِلَّا فَاضَتْ عَيْنَايَ دُمُوْعًا وَذٰلِكَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَرَجَ يَوْمًا فَوَجَدَنِيْ فِي الْمَسْجِدِ فَأَخَذَبِيَدِيْ، فَانْطَلَقْتُ مَعَهُ، فَمَا كَلَّمَنِيْ حَتّٰى جِئْنَا سُوْقَ بَنِيْ قَيْنُقَاعٍ، فَطَافَ بِهِ وَنَظَرَ، ثُمَّ انْصَرَفَ وَأَنَا مَعَهُ حَتّٰى جِئْنَا الْمَسْجِدَ، فَجَلَسَ فَاحْتَبٰى ثُمَّ قَالَ: ((أَيْنَ لُكَاعُ؟ اُدْعُ لِيْ لُكَاعَ)) فَجَاءَ حَسَنٌ يَشْتَدُّ فَوَقَعَ فِيْ حِجْرِهِ، ثُمَّ أَدْخَلَ يَدَهُ فِيْ لِحْيَتِهِ، ثُمَّ جَعَلَ النَّبِيُّ ﷺ يَفْتَحُ فَاهُ، فَيُدْخِلُ فَاهُ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جب میں سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کو دیکھتا ہوں تو میری آنکھیں اشکبار ہو جاتی ہیں' وجہ یہ ہے کہ نبی ﷺ ایک دن باہر تشریف لائے' میں مسجد میں تھا' آپ نے میرا ہاتھ پکڑا' میں آپ کے ساتھ چل دیا' آپ نے مجھ سے کوئی بات نہیں کی' حتی کہ ہم بنو قینقاع بازار پہنچ گئے' آپ نے وہاں چکر لگایا اور ادھر ادھر دیکھا' پھر واپس پلٹ آئے اور میں بھی آپ کے ساتھ تھا' یہاں تک کہ ہم مسجد میں پہنچ گئے۔ آپ وہاں حبوہ باندھ کر بیٹھ گئے اور فرمایا: ''چھوٹا بچہ کدھر ہے؟ چھوٹے کو ذرا بلا کر لاؤ۔'' تو حسن رضی اللہ عنہ دوڑتا ہوا آیا' آپ کی گود میں گر پڑا اور اپنا ہاتھ آپ

فِيْ فِيْهِ، ثُمَّ قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أُحِبُّهُ فَأَحِبَّهُ، وَأَحِبَّ مَنْ يُّحِبُّهُ)). [الصحيحة: ٢٨٠٧]

کی ڈاڑھی میں داخل کرنے لگا۔ آپ ﷺ نے اپنا منہ کھول کر اس کے منہ کو اپنے منہ میں داخل کیا' (یعنی اس کے ہونٹوں کا بوسہ لیا) پھر فرمایا: ''اے اللہ! میں اسے محبت کرتا ہوں' تو اس سے بھی اور اس سے محبت کرنے والے سے بھی محبت کر۔''

تخریج: الصحیحة ۲۸۰۷۔ الادب المفرد (۱۱۸۳)' احمد (۱/ ۵۳۳)' حاکم (۳/ ۱۷۸)' مسلم (۵۷/ ۲۴۲۱)' نحوہ والبخاری (۵۸۸۴) مختصراً من طریق آخر۔

فوائد: اس میں سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کی شان وعظمت اور سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی رسول اللہ ﷺ سے والہانہ محبت کا بیان ہے۔

٣٣٨٧: عَنِ الْبَرَاءِ، قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَالْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ عَلَى عَاتِقِهِ وَيَقُوْلُ: ((اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أُحِبُّهُ فَأَحِبَّهُ)). [الصحيحة: ٢٧٨٩]

سیدنا براء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا' اس حال میں کہ سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہ ان کے کندھے پر تھے اور آپ فرما رہے تھے: ''اے اللہ! میں اس سے محبت کرتا ہوں' تو بھی اس سے محبت کر۔''

تخریج: الصحیحة ۲۷۸۹۔ بخاری (۳۷۴۹)' مسلم (۲۴۲۲)' احمد (۴/ ۲۸۳'۲۸۴)۔

باب: بعض ادعيته ﷺ

نبی کریم ﷺ کی دعا

٣٣٨٨: عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: لَمَّا قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْمَدِيْنَةَ وُعِكَ أَبُوْبَكْرٍ وَبِلَالٌ، قَالَتْ: فَدَخَلْتُ عَلَيْهِمَا فَقُلْتُ: يَا أَبَتِ كَيْفَ تَجِدُكَ؟ وَيَا بِلَالُ كَيْفَ تَجِدُكَ؟ قَالَتْ: فَكَانَ أَبُوْ بَكْرٍ إِذَا أَخَذَتْهُ الْحُمّٰى يَقُوْلُ:

كُلُّ امْرِيءٍ مُصَبَّحٌ فِيْ أَهْلِهِ
وَالْمَوْتُ أَدْنٰى مِنْ شِرَاكِ نَعْلِهِ

وَكَانَ بِلَالٌ إِذَا أَقْلَعَ عَنْهُ الْحُمّٰى يَرْفَعُ عَقِيْرَتَهُ وَيَقُوْلُ، وَفِيْ رِوَايَةٍ لِأَحْمَدَ: تَغَنّٰى فَقَالَ:

أَلَا لَيْتَ شِعْرِيْ هَلْ أَبِيْتَنَّ لَيْلَةً
بِوَادٍ وَحَوْلِيْ إِذْ خِرٌ وَّجَلِيْلُ
وَهَلْ أَرِدَنْ يَوْمًا مِيَاهَ مِجَنَّةٍ
وَهَلْ يَبْدُوَنْ لِيْ شَامَةٌ وَّطُفَيْلُ

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے تو ابوبکر اور بلال رضی اللہ عنہما بیمار ہو گئے' میں ان کے پاس گئی اور پوچھا: ابا جان! کیا حال ہے؟
بلال! کیسے محسوس کر رہے ہو؟ وہ کہتی ہیں جب ابوبکر بیمار ہوتے تو کہا کرتے تھے:

ہر کوئی صبح کے وقت اپنے اہل میں ہوتا ہے
اور موت اس کے جوتے کے تسمے سے بھی زیادہ قریب ہے

اور بلال جب بخار سے شفایاب ہوتے تو کمزور پنڈلی کو اٹھاتے اور گاتے ہوئے کہتے:

ہائے کاش! مجھے یہ پتہ چل جائے کہ کیا میں ایک رات گزاروں گا
وادی میں اور میرے ارد گرد اذخر اور جلیل قسم کے گھاس ہوں گے
میں مجنہ چشمے کے پانی پر جاؤں گا
کیا مجھے شام اور طفیل پہاڑ نظر آئیں گے

قَالَتْ عَائِشَةُ: فَجِئْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ فَأَخْبَرْتُهُ، فَقَالَ: ((اَللّٰهُمَّ حَبِّبْ إِلَيْنَا الْمَدِيْنَةَ كَحُبِّنَا مَكَّةَ أَوْ أَشَدَّ وَصَحِّحْهَا، وَبَارِكْ لَنَا فِيْ صَاعِهَا وَمُدِّهَا، وَانْقُلْ حُمَّاهَا فَاجْعَلْهَا بِالْجُحْفَةِ)) زَادَ أَحْمَدُ فِيْ رِوَايَةٍ: قَالَ: فَكَانَ الْمَوْلُوْدُ يُوْلَدُ بِالْجُحْفَةِ، فَمَا يَبْلُغُ الْحُلُمَ حَتّٰى تَصْرَعَهُ الْحُمّٰى۔ [الصحيحة: ٢٥٨٤]

سیدہ عائشہؓ فرماتی ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور ساری صورتحال سے آپ کو آگاہ کیا' آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ! ہم کو مدینہ سے مکہ کی طرح یا اس سے بھی زیادہ محبت کرنا نصیب فرما دے' اس کو بیماریوں سے پاک کر دے' ہمارے مدّ اور صاع میں برکت فرما اور اس میں پائے جانے والے بخار کو جحفہ میں منتقل کر دے۔'' مسند احمد کی روایت میں ہے: جب جحفہ میں کوئی بچہ پیدا ہوتا تو بلوغت سے پہلے ہی بخار اسے پچھاڑ دیتا تھا۔

تخریج: الصحيحة ٢٥٨٤۔ بخاری (١٨٨٩،٣٩٢٦)' مسلم (١٣٧٦)' مالك فی الموطا (٢/ ٨٩٠،٨٩١)۔

باب: فضل سعد بن أبی وقاص

سیدنا سعد بن ابی وقاص کی فضیلت کا بیان

٣٣٨٩: عَنْ عَائِشَةَ بِنْتِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيْهَا: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ بَيْنَ يَدَيْهِ طَعَامٌ، فَقَالَ: ((اَللّٰهُمَّ! سُقْ إِلٰى هٰذَا الطَّعَامِ عَبْدًا تُحِبُّهُ وَيُحِبُّكَ فَطَلَعَ سَعْدُ بْنُ أَبِيْ وَقَّاصٍ)). [الصحيحة: ٣٣١٧]

عائشہ بنت سعد اپنے باپ سے روایت کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے سامنے کھانا پڑا تھا' آپ نے فرمایا: ''اے اللہ! ایسے آدمی کو اس کھانے کی طرف لے آ جس سے تو محبت کرتا ہو اور وہ تجھ سے محبت کرتا ہو۔'' اتنے میں سیدنا سعد بن اُبی وقاص آ گئے۔

تخریج: الصحيحة ٣٣١٧۔ البزار (الكشف: ٢٥٨١) و (البحر: ١٢١٠)' حاكم (٣/ ٤٣٩)' ابن عساكر (٢٢/ ٢٢٣)' بسياق آخر ليس فيه ذكر الطعام۔

فوائد: معلوم ہوا کہ سعد بن ابو وقاص ؓ اللہ تعالی کے محب بھی ہیں اور محبوب بھی۔

باب: فضل معاويه

سیدنا امیر معاویہ ؓ کی فضیلت کا بیان

٣٣٩٠: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَللّٰهُمَّ عَلِّمْ مُعَاوِيَةَ الْكِتَابَ وَالْحِسَابَ، وَقِهِ الْعَذَابَ)) رُوِيَ مِنْ حَدِيْثِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ وَعَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ، وَعَبْدِالرَّحْمٰنِ ابْنِ أَبِيْ عُمَيْرَةَ الْمُزَنِيِّ وَمَسْلَمَةَ بْنِ مَخْلَدٍ وَمُرْسَلِ شُرَيْحِ بْنِ عُبَيْدٍ، وَمُرْسَلِ حَرِيْزِ ابْنِ عُثْمَانَ۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ! معاویہ کو حساب و کتاب سکھا دے اور اور اس کو عذاب سے بچا۔'' یہ حدیث سیدنا عرباض بن ساریہ' سیدنا عبد اللہ بن عباس' سیدنا عبد الرحمٰن بن ابو عمیرہ مزنی' سیدنا مسلمہ بن مخلد ؓ سے مروی ہے اور شریح بن عبید اور حریز بن عثمان سے مرسلاً روایت کی گئی ہے۔

تخریج: الصحيحة ٣٢٢٧۔ (١) العرباض بن سارية: ابن خزيمة (١٩٣٨)' ابن حبان (٧٢١٠)' احمد (٤/ ١٢٧)۔ (٢) ابن عباس: ابن عدى (٥/ ١٨١٠)' ابن عساكر (٦٢/ ٥٤)۔ (٣) عبدالرحمن بن ابى عميرة : بخارى فى التاريخ : (٧/ ٣٢٧)' ابن عساكر (٣٧/ ١٥٨)۔ (٤) مسلمة بن مخلد ؓ: احمد فى الفضائل (١٧٥٠)' ابن عساكر (٦٢/ ٥٥)۔

باب: فضل ابن عباسؓ

۳۳۹۱: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّهُ سَكَبَ لِلنَّبِيِّ ﷺ وَضُوْءً عِنْدَ خَالَتِهِ مَيْمُوْنَةَ، فَلَمَّا خَرَجَ قَالَ: ((مَنْ وَضَعَ لِيْ وَضُوْئِيْ؟)) قَالَتْ: ابْنُ أُخْتِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ! فَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ وَعَلِّمْهُ التَّاوِيْلَ)). ـ [الصحيحة: ۲۵۸۹]

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی فضیلت کا بیان

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کے لئے وضو کا پانی (ایک برتن میں) بھر کر رکھا' جبکہ آپ میری خالہ میمونہ کے گھر تھے۔ جب آپ باہر تشریف لائے تو پوچھا: ''وضو کے لئے یہ پانی کس نے رکھا ہے؟'' خالہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرے بھانجے نے رکھا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ! اس کو دین میں فقاہت عطا فرما اور (قرآن کی) تفسیر سکھا دے۔''

تخریج: الصحيحة ۲۵۸۹۔ طبرانی فی الکبیر (۱۲۵۰۶)' الضياء فی المختارة (۱۰/ ۱۶۹)' احمد (۱/ ۲۶۶' ۳۱۴)' بخاری (۱۴۳)' مسلم (۲۴۷۷)' مختصراً بدون الزيارة (وعلمة التاويل)۔

فوائد: جب سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کی یہ خدمت کرنا چاہی تو ان کے سامنے تین امور تھے: (۱) وہ بیت الخلاء میں پانی پہنچا ئیں یا (۲) آپ ﷺ کے قریب دروازے پر رکھ دیں' تاکہ آپ ﷺ وہاں سے آسانی کے ساتھ لے لیں یا (۳) کچھ بھی نہ کریں۔
غور و فکر کیا جائے تو یہی نظر آتا ہے کہ دوسرا فیصلہ زیادہ مناسب ہے' جسے سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے عملاً اپنایا۔ یہ ان کی ذہانت و ذکاوت پر دلالت کرتا ہے۔ اسی مناسبت سے آپ ﷺ نے ان کے لیے بیش قیمت دعا فرمائی۔

باب: ملعون من ظلم أهل المدينة

۳۳۹۲: عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ مَرْفُوْعًا: ((اَللّٰهُمَّ! مَنْ ظَلَمَ أَهْلَ الْمَدِيْنَةِ وَأَخَافَهُمْ، فَأَخِفْهُ، وَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِيْنَ، لَا يُقْبَلُ مِنْهُ صَرْفٌ وَلَا عَدْلٌ)).

[الصحيحة: ۳۵۱]

جس نے مدینہ والوں پر ظلم کیا وہ لعنتی ہے

سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ! جو اہل مدینہ پر ظلم کرے اور انھیں ڈرائے دھمکائے تو تو بھی اسے ڈرا دے' ایسے آدمی پر اللہ تعالیٰ' فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہوتی ہے' اس کی فرضی عبادت قبول ہو گی نہ نفلی۔''

تخریج: الصحيحة ۳۵۱۔ طبرانی فی الاوسط (۳۲۱۳)' ابن عساکر (۲۱/ ۸۲)' طبرانی فی الکبیر (۶۶۳۲)' عن السائب بن خلاد رضی اللہ عنہ نحوه۔

فوائد: مدینہ منورہ اسلام کا دارالخلافہ رہا' یہ شہر اور اس کے باسی نبی کریم ﷺ اور آپ کی دعوت کا سہارا بنے۔ اس شہر کو آپ ﷺ کی دعائیں حاصل ہیں' نیز آپ ﷺ نے اس کو حرمتوں والا قرار دیا ہے۔ وہاں کے باسیوں کو اور اس کے گردونواح میں رہنے والوں کو یہ حدیث ذہن نشین رکھنی چاہیے۔

باب: من فضل جعفر وعلي وزيد

۳۳۹۳: عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أُسَامَةَ عَنْ أَبِيْهِ، قَالَ: اجْتَمَعَ جَعْفَرٌ وَعَلِيٌّ وَزَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ، فَقَالَ

سیدنا جعفر' علی اور زید رضی اللہ عنہم کے فضائل

محمد بن اسامہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ سیدنا جعفر' سیدنا علی اور سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ جمع ہوئے' جعفر نے کہا: میں

جَعْفَرٌ: أَنَا أُحِبُّكُمْ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَقَالَ زَيْدٌ: أَنَا أَحَبُّكُمْ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالُوْا: انْطَلِقُوْا بِنَا إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى نَسْأَلَهُ، فَقَالَ أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ: فَجَاءُ وْا يَسْتَأْذِنُوْنَهُ، فَقَالَ: أُخْرُجْ فَانْظُرْ مَنْ هٰؤُلَاءِ؟ فَقُلْتُ: هٰذَا جَعْفَرٌ وَعَلِيٌّ وَزَيْدٌ، مَاأَقُوْلُ (أَبِيْ!) قَالَ: ائْذَنْ لَهُمْ، وَدَخَلُوْا، فَقَالُوْا: مَنْ أَحَبُّ إِلَيْكَ؟ قَالَ: فَاطِمَةُ قَالُوْا: نَسْأَلُكَ عَنِ الرِّجَالِ، قَالَ: ((أَمَّا أَنْتَ يَاجَعْفَرُ فَأَشْبَهَ خُلُقُكَ خُلُقِيْ وَأَشْبَهَ خَلْقِيْ خَلْقَكَ، وَأَنْتَ مِنِّيْ وَشَجَرَتِيْ وَأَمَّا أَنْتَ يَا عَلِيُّ فَخَتَنِيْ وَأَبُوْ وَلَدِيْ وَأَنَا مِنْكَ، وَأَنْتَ مِنِّيْ وَأَمَّا أَنْتَ يَا زَيْدُ فَمَوْلَايَ وَمِنِّيْ وَإِلَيَّ، وَأَحَبُّ الْقَوْمِ إِلَيَّ)).

[الصحيحة: ۱۵۵۰]

رسول اللہ ﷺ کو تم میں سے زیادہ محبوب ہوں۔ سیدنا زید نے کہا: میں رسول اللہ ﷺ کو تم دونوں سے بڑھ کر محبوب ہوں۔ انھوں نے کہا: چلو! رسول اللہ ﷺ کے پاس جا کر ان سے پوچھتے ہیں۔ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: وہ سب آئے' آپ سے اجازت طلب کی۔ آپ نے مجھے فرمایا: جاؤ اور دیکھو' کون ہیں؟ میں نے کہا: یہ جعفر' علی اور زید ہیں' میرے ابا جان! میں انھیں کیا کہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ان کو اندر آنے کی اجازت دے دو۔'' وہ سب اندر آ گئے اور کہا: آپ کو سب سے زیادہ محبوب کون ہے؟ آپ نے فرمایا: فاطمہ۔ انھوں نے کہا: ہم مردوں کے بارے میں سوال کر رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''جعفر! تمھارا اخلاق میرے اخلاق کے اور تمھاری جسمانی ساخت میری جسمانی ساخت کے مشابہ ہے اور تو مجھ سے اور میرے نسب میں سے ہے۔ علی! تم میرے داماد ہو' میرے بچوں (حسن وحسین) کے باپ ہو اور تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہو اور زید! تم میرے دوست ہو' تم مجھ سے ہو' میں تمھارا ذمہ دار ہوں' اور تم مجھے لوگوں میں محبوب ترین ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۱۵۵۰۔ احمد (۵/ ۲۰۴)' بخاری فی التاریخ (۱/ ۲۰۱۹)' حاکم (۳/ ۲۱۷)' طبرانی (۳۷۸)' مختصراً۔

فوائد: آپ ﷺ نے ہر ایک اس کا مخصوص مقام عطا کر دیا' جس کی روشنی میں ہر کوئی دوسرے سے بالاتر نظر آ رہا ہے۔

باب: عائشة زوجته ﷺ في الجنة

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا جنت میں بھی اور آپ ﷺ کی زوجہ ہیں

٣٣٩٤: عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ذَكَرَ فَاطِمَةَ قَالَتْ: فَتَكَلَّمْتُ أَنَا، فَقَالَ: ((أَمَا تَرْضَيْنَ أَنْ تَكُوْنِيْ زَوْجَتِيْ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ؟)) قُلْتُ: بَلٰى وَاللّٰهِ! قَالَ: ((فَأَنْتِ زَوْجَتِيْ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ)).

[الصحیحة: ۳۰۱۱]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا ذکر کیا' میں نے بھی ان کے بارے میں کوئی باتیں کر دیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم اس شرف پر راضی نہیں ہو گی کہ دنیا و آخرت میں میری بیوی ہو؟'' میں نے کہا: کیوں نہیں' اے اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا: ''تم دنیا و آخرت میں میری بیوی ہو۔''

تخریج: الصحيحة ٣٠١١- ابن حبان (٧٠٩٥)' حاكم (٤/ ١٠)' ترمذی (٣٨٨٠)'مختصراً من طريق آخر عنها-

فوائد: اس میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی کمال فضیلت بیان کی گئی ہے کہ وہ دنیا میں بھی ام المؤمنین ہیں اور آخرت میں بھی زوجۂ رسول ہی رہیں گی۔ نبی کریم ﷺ نے سیدہؓ کو یہ مژدہ اس وقت سنایا جب انھوں نے بتقاضۂ بشریت آپ ﷺ کی محبوب بیٹی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا پر کچھ نقد کیا تھا۔ معلوم ہوا کہ ہمیں یہ حق نہیں پہنچتا کہ ہم صحابہ کرام اور صحابیاتِ عظام کے ایک دوسرے پر آپس کے اعتراضات کو ان کا دور گزر جانے کے بعد موضوع بحث بنالیں۔ خدشہ ہے کہ کہیں ہم ایمان سے محروم نہ ہو جائیں۔

باب: وصيته ﷺ بالانصار في آخر خطبة له

انصار کے لیے آپ ﷺ کے آخری خطبہ میں وصیت

٣٣٩٥: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: [أُتِيَ النَّبِيَّ فَقِيلَ لَهُ: هٰذِهِ الْأَنْصَارُ رِجَالُهَا وَنِسَاؤُهَا فِي الْمَسْجِدِ يَبْكُونَ! قَالَ: ((وَمَا يُبْكِيهَا؟)) قَالَ: يَخَافُونَ أَنْ تَمُوتَ، قَالَ: خَرَجَ رَسُولُ اللهِ وَعَلَيْهِ مِلْحَفَةٌ مُتَعَطِّفًا بِهَا عَلَى مَنْكِبَيْهِ، وَعَلَيْهِ عِصَابَةٌ دَسْمَاءُ، حَتّٰى جَلَسَ عَلَى الْمِنْبَرِ، [وَكَانَ آخِرُ مَجْلِسٍ جَلَسَهُ] فَحَمِدَاللّٰهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: ((أَمَّا بَعْدُ أَيُّهَا النَّاسُ! إِنَّ النَّاسَ يَكْثُرُونَ، وَتَقِلُّ الْأَنْصَارُ، حَتّٰى يَكُونُوا كَالْمِلْحِ فِي الطَّعَامِ فَمَنْ وَلِيَ مِنْكُمْ أَمْرًا [مِنْ أُمَّةِ مُحَمَّدٍ فَاسْتَطَاعَ أَنْ] يَضُرَّ فِيهِ أَحَدًا أَوْ يَنْفَعَهُ، فَلْيَقْبَلْ مِنْ مُحْسِنِهِمْ وَيَتَجَاوَزْ عَنْ مُسِيئِهِمْ)).[الصحيحة: ٣٤٣٠]

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نبی ﷺ کے پاس آیا اور کہا: یہ انصاری خواتین و حضرات مسجد میں جمع ہو کر رو رہے ہیں۔ آپ نے پوچھا: ''وہ کیوں رو رہے ہیں؟'' اس نے کہا: انھیں آپ کی موت کا اندیشہ ہے۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نکل پڑے' ایک چادر آپ نے کندھوں پر ڈالی ہوئی تھی اور مٹیالے رنگ کی پگڑی باندھی ہوئی تھی' آپ منبر پر بیٹھ گئے' یہ آپ کی آخری مجلس تھی' آپ نے اللہ تعالی کی حمد و ثناء بیان کی اور پھر فرمایا: اما بعد؛ لوگو! لوگوں کی تعداد میں اضافہ اور انصار کی تعداد میں کمی واقع ہوتی چلی جائے گی' حتی کہ ان کی تعداد کھانے میں نمک کے برابر رہ جائے گی۔ (سنو!) تم میں سے جو آدمی بھی محمد کی امت کے امور کا والی بنے اور اسے کسی کو نفع یا نقصان دینے کی طاقت بھی ہو تو وہ انصاریوں کی اچھائیوں کو قبول کرے اور برائیوں سے درگزر کرے۔''

تخریج: الصحيحة ٣٤٣٠- بخاری (٣٦٢٨'٩٢٧)' حاكم (٢/ ٧٨'٧٩)' البزار (الكشف: ٢٧٩٨)-

فوائد: جہاں نبی کریم ﷺ نے انصاریوں کی قدر کرتے ہوئے انہیں عظیم بشارتیں سنائیں' وہاں انصاریوں نے بھی اپنے آپ کو وہ بشارتیں سننے کے قابل بنا رکھا تھا۔

باب: رخصة الصوم في السفر

سفر میں روزہ رکھنے کی رخصت کا بیان

٣٣٩٦: عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرًا يَقُولُ: مَرَّ النَّبِيُّ ﷺ بِرَجُلٍ يُقَلِّبُ ظَهْرَهُ لِبَطْنِهِ،

ابوزبیر' سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایسے آدمی کے پاس سے گزرے جو الٹ پلٹ ہو رہا تھا۔ آپ

فَسَأَلَ عَنْهُ؟ فَقَالُوْا: صَائِمٌ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ، فَدَعَاهُ فَأَمَرَهُ أَنْ يُفْطِرَ فَقَالَ: ((أَمَا يَكْفِيْكَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَمَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى تَصُوْمَ؟))

[الصحيحة: ۲٥۹٥]

نے اس کے بارے میں پوچھا؟ صحابہ نے کہا: اے اللہ کے نبی! یہ روزے دار ہے۔ آپ نے اسے بلا کر روزہ افطار کرنے کا حکم دیا اور فرمایا: ''کیا تجھے یہ کافی نہیں کہ تو رسول اللہ کے ساتھ اللہ کے راستے میں ہے (اور) تو نے روزہ بھی رکھنا شروع کر دیا؟''

تخریج: الصحیحة ۲۵۹۵۔ احمد (۳/ ۳۲۷)' ابو یعلی (۲۲۵۲)۔

فوائد: اس میں جہادی سفر اور رسول اللہ ﷺ کی صحبت کی فضیلت کا بیان ہے۔

باب: للخديجة قصر في الجنة

جنت میں خدیجہؓ کے لیے محل ہے

۳۳۹۷: قالﷺ: ((أُمِرْتُ أَنْ أُبَشِّرَ خَدِيْجَةَ بِبَيْتٍ [فِي الْجَنَّةِ]مِنْ قَصَبٍ لَا صَخَبَ فِيْهِ وَلَانَصَبَ)) وَرَدَ مِنْ حَدِيْثِ جَمْعٍ مِّنَ الصَّحَابَةِ مِنْهُمْ: عَبْدُاللّٰهِ بْنُ جَعْفَرٍ وَهٰذَا لَفْظُهُ، وَعَائِشَةُ وَأَبُوْ هُرَيْرَةَ وَعَبْدُاللّٰهِ بْنُ أَبِيْ أَوْفٰى۔

[الصحيحة: ۱٥٥٤]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے حکم دیا گیا کہ میں (اپنی بیوی) خدیجہ کو جنت میں یاقوت سے بنے ہوئے گھر کی خوشخبری سناؤں' جس میں شور وغل ہو گا نہ دکھ درد۔'' یہ حدیث سیدنا عبداللہ بن جعفر' سیدہ عائشہ' سیدنا ابو ہریرہ' سیدنا عبد اللہ بن ابو اوفی اور کئی ایک صحابہ ؓ سے مروی ہے۔

تخریج: الصحیحة ۱۵۵۴۔ (۱) عبداللہ بن جعفر: احمد (۱/ ۲۰۵)' حاکم (۳/ ۱۸۴'۱۸۵)۔ (۲) عائشة: احمد (۶/ ۲۷۹)' حاکم (۳/ ۱۸۵)۔ (۳) ابوہریرة: بخاری (۳۸۲۰)' مسلم (۲۴۳۲)۔ (۴) عبداللہ بن ابی اوفی ؓ: بخاری (۳۸۱۹)' مسلم (۲۴۳۳)۔

فوائد: سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نبوت کا ابتدائی دور ہی پا سکی تھیں' لیکن اس مختصر عرصے میں انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے وفاؤں کا وہ انداز اختیار کیا کہ نبوی دربار سے جنتوں اور بہشتوں کی بشارتیں وصول کر لی تھیں۔

باب: فضيلة المدينة

مدینہ کی فضیلت کا بیان

۳۳۹۸: عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((أُمِرْتُ بِقَرْيَةٍ تَأْكُلُ الْقُرٰى، يَقُوْلُوْنَ: يَثْرِبُ، وَهِيَ الْمَدِيْنَةُ، تَنْفِي النَّاسَ كَمَا يَنْفِي الْكِيْرُ خَبَثَ الْحَدِيْدِ)) وَفِيْ رِوَايَةٍ مِنْ طُرُقٍ أُخْرٰى عَنْهُ مَرْفُوْعًا بِلَفْظٍ: ((يَأْتِيْ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يَدْعُوْ الرَّجُلُ ابْنَ عَمِّهِ وَقَرِيْبَهُ: هَلُمَّ إِلَى الرَّخَاءِ هَلُمَّ إِلَى الرَّخَاءِ وَالْمَدِيْنَةُ خَيْرٌ لَّهُمْ لَوْكَانُوْا يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْ

سیدنا ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''مجھے ایسی بستی میں جانے کا حکم دیا گیا ہے جو دوسری بستیوں پر حاوی ہو جائے گی۔ صحابہ نے کہا: وہ یثرب (مدینہ) ہے' جو لوگوں سے برائیوں کو اس طرح دور کرتی ہے' جس طرح دھونکنی لوہے سے میل کچیل کو صاف کر دیتی ہے۔'' ایک اور روایت میں ہے: ''لوگوں پر ایسا زمانہ بھی آئے گا کہ آدمی اپنے چچا زاد یا کسی رشتہ دار کو یوں بلائے گا: (مدینہ کو چھوڑ و اور) خوشحالی کی طرف آؤ' آسودگی کی طرف آؤ' حالانکہ مدینہ میں ٹھہرنا ان

نَفْسِي بِيَدِهٖ، لَايَخْرُجُ مِنْهُمْ أَحَدٌ رَغْبَةً عَنْهَا إِلَّا أَخْلَفَ اللّٰهُ فِيهَا خَيْرًا مِّنْهُ، أَلَا إِنَّ الْمَدِينَةَ كَالْكِيرِ تُخْرِجُ الْخَبِيثَ، لَاتَقُومُ السَّاعَةُ حَتّٰى تَنْفِيَ الْمَدِينَةُ شِرَارَهَا كَمَا يَنْفِي الْكِيرُ خَبَثَ الْحَدِيدِ)). [الصحيحة: ٢٧٤]

کے لئے بہتر ہوگا' کاش انھیں اس حقیقت کا علم ہوتا۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! جب کوئی آدمی مدینہ سے بے رغبتی کرتے ہوئے یہاں سے نکلے گا تو اللہ تعالی اس کے بدلے اس سے بہترین فرد کو لے آئے گا۔ آگاہ رہو! مدینہ تو دھونکنی ہے جو خبیث لوگوں کو نکال دیتا ہے۔ قیامت اس وقت تک برپا نہیں ہوگی جب تک مدینہ اس طرح شرّ پسند لوگوں کی نفی نہیں کر دے گا جس طرح کہ بھٹی لوہے کی کھوٹ کو ختم کر دیتی ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۲۷۴۔ بخاری (۱۸۷۱'۱۸۷۲) مسلم (۱۳۸۲)' مالك (۲/ ۸۸۷)' احمد (۲/ ۲۳۷)۔

فوائد: اس میں مدینہ کے باسیوں کی عظمتوں کا بیان ہے' ان کو بھی چاہئے جہاں ان کی پناہ گاہ عظیم ہے' وہ اپنے آپ کو بھی عظیم تر ثابت کریں۔

باب: من فضائل عبد الرحمن بن عوف

سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی فضیلت

٣٣٩٩: عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ حَدَّثَهٗ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فَقَالَتْ لِي كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ لِي: ((أَمْرُكُنَّ مِمَّا يُهِمُّنِي بَعْدِي وَلَنْ يَّصْبِرَ عَلَيْكُنَّ إِلَّا الصَّابِرُونَ)) ثُمَّ قَالَتْ: فَسَقَى اللّٰهُ أَبَاكَ مِنْ سَلْسَبِيلِ الْجَنَّةِ، وَكَانَ عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ قَدْ وَصَلَهُنَّ بِمَالٍ، فَبِيعَ بِأَرْبَعِينَ أَلْفًا۔ [الصحيحة: ١٥٩٤]

سیدنا ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بیان کرتے ہیں کہ میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا' انھوں نے مجھے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میرے بعد پیش آنے والے تمھارے معاملے نے مجھے مغموم و بے چین کر رکھا ہے اور تم پر صبر کرنے والے ہی صبر کریں گے۔'' پھر سیدہ عائشہ نے ابوسلمہ سے کہا: اللہ تعالی تیرے باپ کو جنت کی سلسبیل سے مشروب پلائے۔ دراصل انھوں نے امہات المومنین سے صلہ رحمی کا ثبوت دیتے ہوئے انھیں (ایک باغ) دیا' جو چالیس ہزار کا فروخت کیا گیا تھا۔

تخریج: الصحیحة ۱۵۹۴۔ حاکم (۳/ ۳۱۲)۔

فوائد: امام البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کا ایک شاہد یہ بھی نقل کیا ہے: سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیویوں سے فرمایا: (ان الذی یحنو علیکن بعد هو الصادق البار' اللهم اسق عبد الرحمن بن عوف من سلسبیل الجنة۔) [حاکم] یعنی: (میری بیویو!) بیشک جو آدمی تم پر شفقت و مہربانی کرے گا' وہی سچا اور نیک ہوگا' اے اللہ! تو عبدالرحمٰن بن عوف کو جنت کی سلسبیل سے سیراب فرمادے۔

معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد آپ ﷺ کی بیویوں کا انتہائی درجے کا احترام و اکرام اور ان کے ساتھ

شفقت ورافت ہونی چاہئے۔ آج اگرچہ امہات المؤمنین موجود نہیں ہیں' لیکن ان کا ذکر خیر کرنا اور ان کے بشری تقاضوں کو سامنے رکھ کر ان پر کیچڑ نہ اچھالنا ہمارے ایمان وایقان کا تقاضا ہے۔

باب: من هديه ﷺ وتواضعه

آپ کی تواضع وانکساری کا بیان

٣٤٠٠: عَنْ جَابِرٍ قَالَ: خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ لِأَصْحَابِهِ: ((اِمْشُوْا أَمَامِيْ وَخَلُّوْا ظَهْرِيْ لِلْمَلَائِكَةِ)) [الصحيحة: ١٥٥٧]

سیدنا جابر ﷛ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لائے اور اپنے صحابہ سے فرمایا: ''تم لوگ میرے سامنے چلو اور میری پشت (والی سمت) کو فرشتوں کے لئے خالی کر دو۔''

تخريج: الصحيحة ١٥٥٧- ابو نعيم فى الحلية (٧/ ١١٧)' حاكم (٤/ ٢٨١)' ابن حبان (٦٣١٢) بنحوه- وانظر ما تقدم برقم (٣٦٧‘١٣١)-

فضل أبي عبيده بن الجراح

سیدنا ابوعبیدہ بن جراح ؓ کی فضیلت کا بیان

٣٤٠١: عَنْ عَبْدِالْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ، قَالَ: إِسْتَعْمَلَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ أَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ عَلَى الشَّامِ وَعَزَلَ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ، قَالَ: فَقَالَ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ: بُعِثَ عَلَيْكُمْ أَمِيْنُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ:((أَمِيْنُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ أَبُوْ عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ)) فَقَالَ أَبُوْ عُبَيْدَةَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((خَالِدٌ سَيْفٌ مِنْ سُيُوْفِ اللّٰهِ. عَزَّوَجَلَّ. نِعْمَ فَتَى الْعَشِيْرَةِ)).

عبدالملک بن عمیر کہتے ہیں کہ سیدنا عمر بن خطاب ﷛ نے ابوعبیدہ بن جراح ﷛ کو شام کا گورنر بنا کر بھیجا اور خالد بن ولید ﷠ کو معزول کر دیا۔ خالد ﷠ نے کہا: اس امت کے امین کو تمھارا امیر بنا کر بھیجا گیا ہے' میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''اس امت کا امین ابوعبیدہ بن جراح ہے۔'' سیدنا ابوعبیدہ نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''خالد' اللہ تعالی کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہے اور وہ اپنے قبیلے کا بہترین نوجوان ہے۔''

تخريج: الصحيحة ١٨٢٦- احمد (٤/ ٩٠)' وعنه ابن عساكر (٦١/ ٢٦٩)' ابن ابی شيبة (١٢/ ١٢٤)-

فوائد: سبحان اللہ! صحابہ کرام آپس میں شیر وشکر تھے' وہ ایک دوسرے کے بارے میں صاف دل تھے۔ دیکھئے کہ جب سیدنا عمر بن خطاب ﷛ نے بوجوہ عظیم فاتح اور سپہ سالار سیدنا خالد بن ولید ﷛ کو معزول کیا تو انھوں نے خلیفۂ وقت کے حکم پر لبیک کہتے ہوئے اپنے عہدے پر فائز ہونے والے کا کس والہانہ انداز میں استقبال کیا اور پھر انھوں نے سیدنا خالد کی عظمتوں کو کس انداز میں بیان کیا۔ یہ حقیقی محبتوں کے نتائج ہیں۔

باب حرمة المدينة

مدینہ کی حرمت کا بیان

٣٤٠٢: عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِبْرَاهِيْمُ حَرَّمَ مَكَّةَ، وَدَعَا

سیدنا عبداللہ بن زید ﷛ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''بیشک حضرت ابرہیم (؈) نے مکہ کو حرمت والا قرار دیا اور

لَهَا، وَحَرَّمْتُ الْمَدِينَةَ، كَمَا حَرَّمَ إِبْرَاهِيمُ مَكَّةَ وَدَعَوْتُ لَهَا فِيْ مُدِّهَا وَصَاعِهَا مِثْلَ مَادَعَا إِبْرَاهِيمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ لِمَكَّةَ)). [الصحيحة: ٣٥٠١]

اس کے لئے (برکت کی) دعا کی اور میں حضرت ابراہیم (علیہ السلام) کی طرح مدینہ کو حرمت والا قرار دیتا ہوں اور میں اس کے (ماپ کے پیمانے) مدّ اور صاع کے بابرکت ہونے کی دعا کرتا ہوں' جیسا کہ حضرت ابراہیم (علیہ السلام) نے مکہ کے لئے کی تھی۔"

تخریج: الصحیحة ۳۵۰۱۔ بخاری (۲۱۲۹)' مسلم (۱۳۶۰)' بیہقی (۵/ ۱۹۷)' احمد (۴/ ۴۰)۔

باب: ارسلت مبلغًا ولم ارسلت متعنتا

مجھے مبلغ بنا کر بھیجا گیا ہے نہ کہ تکلیف دینے والا بنا کر

٣٤٠٣: إِنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ: لَاتُخْبِرْ نِسَائَكَ أَنِّيْ اخْتَرْتُكَ فَقَالَ لَهَا النَّبِيُّ ﷺ ((إِنَّ اللّٰهَ أَرْسَلَنِيْ مُبَلِّغًا وَلَمْ يُرْسِلْنِيْ مُتَعَنِّتًا)). [الصحيحة: ١٥١٦]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے کہا: آپ نے اپنی بیویوں کو یہ نہیں بتلانا کہ میں نے آپ کو منتخب کیا ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے مجھے تبلیغ کرنے والا بنا کر بھیجا ہے' نہ کہ تکلیف دینے والے۔"

تخریج: الصحیحة ۱۵۱۶۔ مسلم (الطلاق: ۳۵/ ۱۴۷۵)' ترمذی (۳۳۱۸)۔

فوائد: اس حدیث میں اس واقعہ کی طرف اشارہ ہے جب امہات المومنین کی طرف سے نان نفقہ کے مطالبہ پر آپ ﷺ سخت کبیدہ خاطر ہوئے اور بیویوں سے علیحدگی اختیار کی۔ ایک ماہ کے بعد سورۂ احزاب کی نازل ہونے والی آیات پڑھ کر آپ ﷺ نے اپنی بیویوں کو اپنی زوجیت میں رہنے یا طلاق لینے کا اختیار دیا۔ اس کا آغاز سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے کیا' جنھوں نے آپ ﷺ کو اختیار کیا اور پھر انھوں نے کسی دوسری ام المومنین کو اپنے اقدام کے بارے میں نہ بتلانے کی التماس کی۔ لیکن آپ ﷺ نے ان کی اس التماس کو پورا نہ کرتے ہوئے جو کچھ فرمایا' اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر ضرورت پڑی تو یہ واقعہ بیان کرنے سے گریز نہ کیا جائے گا' کیونکہ ایسا کرنا خواہ مخواہ کا تکلف ہے۔

باب: المصطفى ﷺ

آپ ﷺ کی فضیلت

٣٤٠٤: عَنْ وَاثِلَةَ بْنِ الْأَسْقَعِ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((إِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى كِنَانَةَ مِنْ وُلْدِ إِسْمَاعِيْلَ وَاصْطَفٰى قُرَيْشًا مِنْ كِنَانَةَ وَاصْطَفٰى مِنْ قُرَيْشٍ بَنِيْ هَاشِمٍ، وَاصْطَفَانِيْ مِنْ بَنِيْ هَاشِمٍ)). [الصحيحة: ٣٠٢]

سیدنا واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے حضرت اسماعیل (علیہ السلام) کی اولاد میں سے کنانہ کو' کنانہ سے قریش کو' قریش سے بنی ہاشم کو اور بنو ہاشم میں سے مجھے منتخب کیا۔"

تخریج: الصحیحة ۳۰۲۔ مسلم (۲۲۷۶)' ترمذی (۳۶۰۶)' ابو یعلی (۷۴۸۵)' احمد (۴/ ۱۰۷)۔

فوائد: اس میں حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں آپ ﷺ کے بالا و برتر ہونے کا بیان ہے۔

باب: فضل اهل بدر

اہل بدر کی فضیلت کا بیان

٣٤٠٥: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوعًا: ((إِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ. (وَفِي لَفْظٍ: لَعَلَّ اللّٰهَ) اطَّلَعَ عَلَى أَهْلِ بَدْرٍ فَقَالَ: اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ)). [الصحيحة: ٢٧٣٢]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک اللہ تعالیٰ عزوجل نے بدر والوں پر نگاہ ڈالی اور فرمایا: جیسے چاہو عمل کرتے رہو، میں نے تمھیں بخش دیا ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۷۳۲- ابوداؤد (۴۶۵۴)، ابن حبان (۴۷۹۸)، حاکم (۴/ ۷۷، ۷۸)، احمد (۲/ ۲۹۵، ۲۹۶)۔

باب: ان الله لا يجمع امتي على الضلالة

اللہ میری امت کو گمراہی پر اکٹھا نہیں کرے گا

٣٤٠٦: عَنْ كَعْبِ بْنِ عَاصِمٍ الْأَشْعَرِيِّ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ: ((إِنَّ اللّٰهَ قَدْ أَجَارَ أُمَّتِي مِنْ أَنْ تَجْتَمِعَ عَلَى ضَلَالَةٍ)). [الصحيحة: ١٣٣١]

سیدنا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے میری امت کو ضلالت و گمراہی پر جمع ہونے سے محفوظ کرلیا ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۳۳۱- ابن ابی عاصم فی السنۃ (۸۲) و (۸۳)، عن انس رضی اللہ عنہ۔

فوائد: جب تک دین کا قیام اللہ تعالیٰ کو منظور رہا، اس وقت تک امت مسلمہ کسی ضلالت و گمراہی اور غلط فیصلے پر جمع نہ ہو سکے گی۔

باب: فضل ليلة النصف من شعبان

نصف شعبان کی رات کی فضیلت کا بیان

٣٤٠٧: عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ اللّٰهَ لَيَطَّلِعُ فِي لَيْلَةِ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ فَيَغْفِرُ لِجَمِيعِ خَلْقِهِ إِلَّا لِمُشْرِكٍ أَوْ مُشَاحِنٍ)) [الصحيحة: ١٥٦٣]

سیدنا ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک اللہ تعالیٰ نصف شعبان کی رات کو جھانکتے ہیں اور ساری مخلوق کو بخش دیتے ہیں، ما سوائے شرک کرنے والے اور باہم بغض و عداوت رکھنے والے کے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۵۶۳- ابن ماجہ (۱۳۹۰)، ابن ابی عاصم فی السنۃ (۵۱۰)۔

فوائد: شعبان کی نصف رات کو ''صلاۃ البراءۃ'' یا ''صلاۃ الالفیۃ'' یا سو (۱۰۰) رکعت نماز اور ہر رکعت میں دس بار سورۂ اخلاص پڑھنے کا اہتمام کیا جاتا ہے، عام طور پر اس رات کو چراغاں کیا جاتا ہے، پٹاخے چلائے جاتے ہیں اور فسق و فجور کے کام کئے جاتے ہیں۔ دین پسند افراد کی طرف سے اس رات کو خصوصی قیام کیا جاتا ہے اور دن کو روزہ رکھا جاتا ہے۔ اسی رات کو ہمارے ہاں شب براءت کہا جاتا ہے۔

مذکورہ بالا تمام امور عہدِ نبوی کے بعد کی ایجاد ہیں، سب سے پہلے اس رات کو نماز کا اہتمام بیت المقدس میں ۴۴۸ھ میں کیا گیا۔ اس رات کی فضیلت کے بارے میں متن میں مذکورہ روایت موجود ہے، لیکن حیرانگی کی بات یہ ہے، نصف شعبان کی رات کی

یہ فضیلت ہر سوموار اور جمعرات کو بھی حاصل ہے‘ جیسا کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (تعرض الاعمال فی کل اثنین و خمیس‘ فیغفر اللہ لکل امریء لایشرك باللہ شیئا‘ الا امرء کانت بینه وبین اخیه شحناء‘ فیقول: اترکوا ھذین حتی یصطلحا۔) [مسلم] یعنی: ہر سوموار اور جمعرات کو (اللہ تعالی کے سامنے) اعمال پیش کئے جاتے ہیں‘ سو وہ ہر اس شخص کو معاف کر دیتا ہے جو اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتا ہو‘ مگر وہ آدمی کہ اس کے اور اس کے بھائی کے مابین کوئی عداوت اور بغض ہو۔ ان کے بارے میں اللہ تعالی کہتا ہے: ان دونوں (کے گناہوں) کو رہنے دو‘ جب تک صلح نہ کر لیں۔

لیکن کوئی آدمی سوموار اور جمعرات کو وہ اہتمام نہیں کرتا جو نصف شعبان کے موقع پر کیا جاتا ہے۔ اس حدیث کو سامنے رکھ کر ایک مسلمان کو نصف شعبان کی رات کو کیا کرنا چاہئے‘ ہر ایک پر عیاں ہے کہ وہ عام راتوں کی طرح نماز پڑھے اور اس حدیث کے پہلے حصے کا مصداق بننے کے لئے اللہ تعالی کے حضور دعا کرے کہ اس نے اس رات کے دوران جتنے لوگوں کی بخشش کرنی ہے‘ اس کا شمار بھی انہی سعادت مندوں میں ہو جائے۔

باب: استحباب الشعر بنصرة الدين

دین کی نصرت میں شعر کہنے کا استحباب

۳۴۰۸: عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَضَعُ لِحَسَّانَ مِنْبَرًا فِي الْمَسْجِدِ يَقُوْمُ عَلَيْهِ قَائِمًا يُفَاخِرُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَوْ قَالَ: يُنَافِحُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَيَقُوْلُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ اللّٰهَ يُؤَيِّدُ حَسَّانَ بِرُوْحِ الْقُدُسِ مَا نَافَحَ أَوْ فَاخَرَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ)).

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ حسان رضی اللہ عنہ کے لئے مسجد میں منبر رکھتے تھے‘ وہ اس پر کھڑے ہو کر رسول اللہ ﷺ کی برتری ثابت کرنے اور آپ ﷺ کا دفاع کرنے میں (اشعار) پڑھتے تھے اور رسول اللہ ﷺ فرماتے: ”جب تک حسان رسول کے دفاع میں یا آپ کی برتری ثابت کرنے میں اشعار پڑھتا رہا‘ اللہ تعالی جبریل امین کے ذریعے اس کی مدد کرتا رہا۔“

تخریج: الصحیحة ۱۶۵۷۔ ترمذی (۲۸۴۶)‘ حاکم (۳/ ۴۸۷)‘ ابو یعلی (۴۵۹۱)‘ ابوداؤد (۵۰۱۵)‘ احمد (۶/ ۷۲)‘ من طریق آخر۔

فوائد: سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ شاعر اسلام اور شاعر رسول تھے‘ وہ اپنے کلام کے زور پر دشمنانِ رسول کو لاجواب کر دیتے تھے‘ اس سلسلے میں حضرت جبریل علیہ السلام کا تعاون بھی ان کو حاصل تھا۔

باب: من اشد الناس من رويته

آپ ﷺ کی رؤیت کا سب سے زیادہ شوق رکھنے والا کون ہے؟

۳۴۰۹: عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ أُنَاسًا مِنْ أُمَّتِيْ يَأْتُوْنَ بَعْدِيْ يَوَدُّ أَحَدُهُمْ لَوِ اشْتَرٰى رُؤْيَتِيْ بِأَهْلِهِ وَمَالِهِ)).

[الصحيحة: ١٦٨٦]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میرے بعد میری امت میں سے کچھ لوگ آئیں گے‘ ان کی چاہت ہو گی کہ وہ اپنے اہل و عیال اور مال و منال کا فدیہ دے کر میری زیارت کر لیں۔“

تخریج: الصحيحة ١٦٧٦۔ حاكم (٤/ ٨٦)' البزار (الكشف: ٢٨٤١)' مسلم (٢٨٣٢)' بمعناه وانظر ما تقدم برقم (٣٣٦٣)۔

فوائد: اس حدیث میں ان لوگوں کو سراہا گیا ہے جو آپ ﷺ کی وفات کے بعد مشرف بہ اسلام ہوں گے اور آپ ﷺ کے دیدار کے شدید خواہش مند ہوں گے' ہم بھی زمانہ کے اعتبار سے تو ایسے ہی لوگوں میں شمار ہوتے ہیں' اللہ تعالیٰ ہمیں سچا محبّ رسول بنا دے۔

باب: فضيلة الانصار بأنهم حبيب لرسول الله

انصاریوں کی فضیلت کہ وہ رسولؐ کے محبوب ہیں

٣٤١٠: عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَرَجَ يَوْمًا عَاصِبًا رَأْسَهُ فَتَلَقَّاهُ ذَرَارِيُّ الْأَنْصَارِ وَخَدَمُهُمْ، ذخرةُ الْأَنْصَارِ يَوْمَئِذٍ، فَقَالَ: ((وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ، إِنِّيْ لَأُحِبُّكُمْ)) (مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا) ثُمَّ قَالَ: ((إِنَّ الْأَنْصَارَ قَدْ قَضَوُا الَّذِيْ عَلَيْهِمْ وَبَقِيَ الَّذِيْ عَلَيْكُمْ، فَأَحْسِنُوْا إِلٰى مُحْسِنِهِمْ وَتَجَاوَزُوْا عَنْ مُسِيْئِهِمْ)).

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ ایک دن سر باندھ کر باہر تشریف لائے' انصاریوں کے بچے اور خدمتگار آپ کو ملے۔ آپ ﷺ نے دو یا تین دفعہ فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! بیشک میں تم سے محبت کرتا ہوں۔'' پھر فرمایا: ''انصاریوں نے اپنا ذمہ داریاں ادا کر دیں' تمہاری ذمہ داریاں باقی ہے' سو تم انصاریوں کی اچھائیاں قبول کر لینا اور ان کی برائیوں سے تجاوز کر جانا۔''

تخریج: الصحيحة ٩١٦۔ نسائى فى الكبرى (٨٣٢٨)' ابن حبان (٧٢٦٦)' احمد (٣/ ١٨٧)' ابو يعلى (٣٧٧٠)۔

فوائد: خدمتِ اسلام اور محبتِ رسول کی جتنی ذمہ داریاں انصاریوں پر عائد ہوتی تھیں' انھوں نے من وعن ادا کر دیں۔

باب: فضل الحسن والحسين بأنهما ريحانتا رسول الله

حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کی فضیلت کہ وہ دونوں رسول کے پھول ہیں

٣٤١١: عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِيْ نَعَيْمٍ، أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ ابْنَ عُمَرَ۔ [وَأَنَا جَالِسٌ] عَنْ دَمِ الْبَعُوْضِ يُصِيْبُ الثَّوْبَ؟ [فَقَالَ لَهُ: مِمَّنْ أَنْتَ؟ قَالَ: مِنْ أَهْلِ الْعِرَاقِ] فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ: [هَا]أُنْظُرُوْا إِلٰى هٰذَا يَسْأَلُ عَنْ دَمِ الْبَعُوْضِ؟ وَقَدْ قَتَلُوْا ابْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ! سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((إِنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ هُمَا رَيْحَانَتَايَ مِنَ الدُّنْيَا)). [الصحيحة: ٥٦٤]

عبدالرحمٰن بن ابونعیم کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے کپڑے کو مچھر کا خون لگ جانے کے بارے میں سوال کیا' میں بھی وہاں بیٹھا تھا۔ انھوں نے کہا: تیرا تعلق کہاں سے ہے؟ اس نے کہا: عراق سے۔ سیدنا ابن عمر نے کہا: دیکھو اس آدمی کو' یہ مچھر کے خون کے بارے میں سوال کرتا ہے؟ (یہ اتنے ظالم ہیں کہ) انھوں نے رسول اللہ ﷺ کے نواسے کو شہید کر دیا' حالانکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''بیشک حسن اور حسین میری دنیا کے خوشبودار پودے ہیں۔''

تخریج: الصحيحة ٥٦٤۔ بخارى (٥٩٩٤)' ترمذى (٣٧٧٠)' احمد (٢/ ٩٣'١١٤)۔

فوائد: اس میں سیدنا حسن اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہما کی منقبت کا بیان ہے۔

باب: علامات أولياء الله

اللہ کے ولیوں کی علامات

٣٤١٢: عَنْ أَبِي مَالِكٍ الْأَشْعَرِيِّ مَرْفُوْعًا: ((إِنَّ خِيَارَ عِبَادِ اللّٰهِ مِنْ هٰذِهِ الْأُمَّةِ الَّذِيْنَ إِذَا رُءُوْا ذُكِرَاللّٰهُ. تَعَالٰى. وَإِنَّ شِرَارَ عِبَادِاللّٰهِ مِنْ هٰذِهِ الْأُمَّةِ الْمَشَّائُوْنَ بِالنَّمِيْمَةِ، وَالْمُفَرِّقُوْنَ بَيْنَ الْأَحِبَّةِ، الْبَاغُوْنَ لِلْبُرَآءِ الْعَنَتَ)).

[الصحيحة: ٢٨٤٩]

سیدنا ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میری امت کے بہترین افراد وہ ہیں کہ انھیں دیکھ کر اللہ تعالی یاد آ جاتا ہے اور چغل خور، دوستوں میں جدائی ڈالنے والے اور بے قصور (و پاکدامن لوگوں) پر گناہوں کا الزام دھرنے والے میری امت کے بدترین افراد ہیں۔''

تخریج: الصحيحة ۲۸۴۹۔ الخرائطى فى مساوى الاخلاق (۲۳۵)، الادب المفرد (۳۲۳)، احمد (۶/ ۴۵۹)، عن اسماء بنت يزيد رضی اللہ عنہا۔ نحوه۔

فوائد: پہلے اس حقیقت کی وضاحت ہو چکی ہے کہ سلیم الفطرت، طاہر القلب اور قرآن و حدیث کا ذوق رکھنے والے دوسرے لوگوں کے چہروں سے ہی ان کے نیک یا بد ہونے کا اندازہ لگا لیتے ہیں۔ نیکی کی کثرت کی وجہ سے چہرہ نورانی ہوتا ہے اور برائی کی کثرت کی وجہ سے اور بعدا پن چہرے پر رقص کناں ہوتا ہے، سمجھنے والے سمجھ جاتے ہیں۔

باب: فضل قريش و دوس و الانصار و ثقف

قریش، دوس، انصار اور ثقف قبیلہ کی فضیلت

٣٤١٣: عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: أَهْدٰى رَجُلٌ مِنْ بَنِيْ فَزَارَةَ إِلَى النَّبِيِّ نَاقَةً مِنْ إِبِلِهِ الَّتِيْ كَانُوْا أَصَابُوْا بِـ(الْغَابَةِ) فَعَوَّضَهُ مِنْهَا بَعْضَ الْعِوَضِ، فَتَسَخَّطَهُ، فَسَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى هٰذَا الْمِنْبَرِ يَقُوْلُ: ((إِنَّ رِجَالًا مِنَ الْعَرَبِ يُهْدِيْ أَحَدُهُمُ الْهَدِيَّةَ، فَأُعَوِّضُهُ مِنْهَا بِقَدَرِ مَا عِنْدِيْ ثُمَّ يَتَسَخَّطُهُ، فَيَظَلُّ يَتَسَخَّطُ عَلَيَّ، وَأَيْمُ اللّٰهِ لَا أَقْبَلُ بَعْدَ مَقَامِيْ هٰذَا مِنْ رَجُلٍ مِّنَ الْعَرَبِ هَدِيَّةً إِلَّا مِنْ قُرَشِيٍّ أَوْ أَنْصَارِيٍّ، أَوْثَقَفِيٍّ، أَوْ دَوْسِيٍّ))۔

[الصحيحة: ١٦٨٤]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ بنو فزارہ کے ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ کو ایک اونٹنی، جو اسے جنگل میں ملی تھی، کا ہدیہ پیش کیا۔ آپ ﷺ نے اس کے ہدیے کا جواب دیا، لیکن اس نے آپ کے جوابی عطیے کو کم سمجھا اور ناراض ہونے لگ گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس منبر پر ارشاد فرمایا: ''بعض عرب مجھے ہدیہ پیش کرتے ہیں، میں حسب استطاعت ان کا جواب بھی دیتا ہوں، لیکن وہ میری چیز کو (معمولی سمجھ کر) خاطر میں نہیں لاتے اور ناراض ہونے لگ جاتے ہیں۔ اللہ کی قسم! میں آج کے بعد قریشی، انصاری، ثقفی اور دوسی کے علاوہ کسی عرب سے کوئی ہدیہ قبول نہیں کروں گا۔''

تخریج: الصحيحة ۱۶۸۴۔ الادب المفرد (۵۹۶)، ترمذى (۳۹۴۶) والسياق له، ابوداود (۳۵۳۷)۔

فوائد: ہدایا وتحائف کا مقصد آپس میں محبت کا فروغ ہونا چاہیے' یہ خصلت حمیدہ نہیں ہے کہ آدمی ہدیہ دے اس کے عوض کے لالچ میں پڑ جائے' اس طرح کرنے سے محبت میں اضافے کی بجائے نفرتوں کو موقع ملے گا۔ بعض لوگ طبعی اور خاندانی طور پر اعلی مزاج کے ہوتے ہیں ان کی اچھی تربیت ہوئی ہوتی ہے' وہ گھٹیا حرکتوں سے باز رہتے ہیں' اسی چیز کو مدنظر رکھ کر چند ایک قبیلوں کی تعریف کی ہے۔

باب: فضل نساء قريش

قریش کی عورتوں کی فضیلت کا بیان

٣٤١٤: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ خَطَبَ امْرَأَةً مِنْ قَوْمٍ يُقَالُ لَهَا سَوْدَةُ وَكَانَتْ مُصِيْبَةً كَانَ لَهَا خَمْسَةُ صِبْيَةٍ أَوْ سِتَّةٌ مِنْ بَعْلٍ لَهَا مَاتَ فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَايَمْنَعُكِ مِنِّيْ؟ قَالَتْ: وَاللّٰهِ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ مَا يَمْنَعُنِيْ مِنْكَ أَنْ لَّا تَكُوْنَ أَحَبَّ الْبَرِيَّةِ إِلَيَّ وَلٰكِنِّيْ أُكْرِمُكَ أَنْ يَضْغُوْا هٰؤُلَاءِ الصِّبْيَةُ عِنْدَ رَأْسِكَ بُكْرَةً وَعَشِيَّةً، قَالَ: فَهَلْ مَنَعَكِ مِنِّيْ شَيْءٌ غَيْرُ ذٰلِكِ؟ قَالَتْ: لَا وَاللّٰهِ قَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: **((يَرْحَمُكِ اللّٰهُ، إِنَّ خَيْرَ نِسَاءٍ رَكِبْنَ أَعْجَازَ الْإِبِلِ صَالِحُ نِسَاءِ قُرَيْشٍ أَحْنَاهُ عَلٰى وَلَدٍ فِيْ صِغَرٍ، وَأَرْعَاهُ عَلٰى بَعْلٍ بِذَاتِ يَدٍ))** [الصحيحة: ٢٥٢٣]

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سودہ نامی ایک عورت کو پیغامِ نکاح بھیجا' وہ بچوں والی تھی اور اس کے سابقہ فوت شدہ خاوند سے پانچ چھ بچے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے پوچھا: ''تجھے کون سی چیز مجھ سے نکاح کرنے سے روک رہی ہے؟'' اس نے کہا: اے اللہ کے نبی! اللہ کی قسم! آپ تمام مخلوقات میں مجھے سب سے زیادہ محبوب ہیں' دراصل وجہ یہ ہے یہ بچے صبح وشام آپ کے پاس شور وغل مچاتے رہیں گے اور اس طرح آپ کے احترام واکرام میں خلل پیدا ہوگا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''آیا اس کے علاوہ کوئی اور سبب بھی ہے جو تجھے روک رہا ہو؟'' اس نے کہا: اللہ کی قسم! کوئی نہیں۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تجھ پر رحم فرمائے' بہترین عورتیں جو اونٹوں کی پشتوں پر سوار ہوتی ہیں وہ قریشی عورتیں ہیں' جو اپنی اولاد کے بچپنے میں اس کا بہت خیال رکھنے والی اور اپنے خاوندوں کے مال و منال کی حفاظت کرنے والی ہیں۔''

تخریج: الصحیحة ۲۵۲۳۔ احمد (۱/ ۳۱۸'۳۱۹)' ابو یعلی (۲۶۸۶)' طبرانی فی الکبیر (۱۳۰۱۴)۔

فوائد: اس میں عورتوں کے دو خصائل حمیدہ کا تذکرہ کیا گیا ہے کہ وہ اپنے بچوں کی نگہداشت کرتی ہیں اور اپنے خاوندوں کی امانتوں میں خیانت کرنے سے باز رہتی ہیں۔

باب: فضل حسان و اهمية الشعر

حسان رضی اللہ عنہ کی فضیلت اور شعر کی اہمیت کا بیان

٣٤١٥: عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اُهْجُوْا قُرَيْشًا فَإِنَّهُ أَشَدُّ عَلَيْهَا مِنْ رَشْقٍ بِالنَّبْلِ)) فَأَرْسَلَ إِلَى ابْنِ رَوَاحَةَ فَقَالَ: اُهْجُهُمْ

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قریش کی مذمت کرو' یہ چیز ان پر تیروں کی بوچھاڑ سے سخت ہے۔'' پھر آپ نے سیدنا عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کی طرف

فَهَجَاهُمْ فَلَمْ يَرْضَ، فَأَرْسَلَ إِلَى كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ، ثُمَّ أَرْسَلَ إِلَى حَسَّانَ بْنِ ثَابِتٍ، فَلَمَّا دَخَلَ عَلَيْهِ قَالَ حَسَّانُ: قَدْ آنَ لَكُمْ أَنْ تُرْسِلُوْا إِلَى هٰذَا الْأَسَدِ الضَّارِبِ بِذَنَبِهِ، ثُمَّ أَدْلَعَ لِسَانَهُ فَجَعَلَ يُحَرِّكُهُ، فَقَالَ: وَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَأَفْرِيَنَّهُمْ بِلِسَانِيْ فَرْيَ الْأَدِيْمِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: **((لَاتَعْجَلْ فَإِنَّ أَبَا بَكْرٍ أَعْلَمُ قُرَيْشٍ بِأَنْسَابِهَا وَإِنَّ لِيْ فِيْهِمْ نَسَباً حَتّٰى يُلَخِّصَ لَكَ نَسَبِيْ))** فَأَتَاهُ حَسَّانُ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَدْ لَخَّصَ لِيْ نَسَبَكَ، وَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَأَسُلَّنَّكَ مِنْهُمْ كَمَا تُسَلُّ الشَّعْرَةُ مِنَ الْعَجِيْنِ، قَالَتْ عَائِشَةُ: فَسَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ لِحَسَّانَ: **((إِنَّ رُوْحَ الْقُدُسِ لَايَزَالُ يُؤَيِّدُكَ مَانَافَحْتَ عَنِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ))** سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ:((هَجَاهُمْ حَسَّانُ فَشَفٰى وَاشْتَفٰى)) قَالَ حَسَّانُ:

هَجَوْتَ مُحَمَّدًا فَأَجَبْتُ عَنْهُ
وَعِنْدَ اللّٰهِ فِيْ ذَاكَ الْجَزَاءُ
هَجَوْتَ مُحَمَّدًا بَرًّا حَنِيْفًا
رَسُوْلُ اللّٰهِ شِيْمَتُهُ الْوَفَاءُ
فَإِنَّ أَبِيْ وَوَالِدَهُ وَعِرْضِيْ
لِعِرْضِ مُحَمَّدٍ مِّنْكُمْ وِقَاءُ
ثَكِلْتُ بُنَيَّتِيْ إِنْ لَّمْ تَرَوْهَا
تُثِيْرُ النَّقْعَ مِنْ كَنَفَيْ كَدَاءِ
يُبَارِيْنَ الْأَعِنَّةَ مُصْعِدَاتٍ
عَلٰى أَكْتَافِهَا الْأَسَلُ الظِّمَاءُ

پیغام بھیجا: ''ان کی ہجو کرو۔'' انھوں نے ان کے عیوب تو بیان کئے لیکن آپ خوش نہ ہوئے۔ پھر آپ نے کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کی طرف اور ان کے بعد حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کی طرف پیغام بھیجا۔ جب حسان آئے تو انھوں نے کہا: اب تمھیں چاہئے کہ اس معاملے کو حملے کے لئے کمر بستہ شیر کے سپرد کر دو' پھر انھوں نے اپنی زبان باہر نکالی' اسے حرکت دی اور کہا: اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا! میں اپنی زبان کے ذریعے ان کو چمڑے کی طرح چاک کر دوں گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جلدی نہ کرو' قریش کے نسب کو سب سے زیادہ جاننے والے ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں' چونکہ میرا نسب بھی انھیں سے ملتا ہے' اس لئے وہ پہلے تجھ پر میرے نسب کی وضاحت کریں گے۔'' سیدنا حسان' سیدنا ابوبکر کے پاس گئے اور واپس آ کر کہا: اے اللہ کے رسول! انھوں نے میرے لئے آپ کی نسب کی وضاحت کر دی ہے' اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا! میں آپ کے نسب کو (ہجو سے) یوں باہر نکال دوں گا جس طرح آٹے سے بال کو کھینچ لیا جاتا ہے۔ سیدہ عائشہ فرماتی ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو حسان کے حق میں یہ فرماتے سنا: ''روحِ قدس (جبریل امین) تیری تائید کرتا رہے گا' جب تک تم اللہ اور اس کے رسول کا دفاع کرتے رہو گے۔'' وہ کہتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''حسان نے ان کی مذمت کر کے دل کو مطمئن کر دیا اور دشمن کو زیر کر دیا۔'' سیدنا حسان رضی اللہ عنہ نے کہا:

تو نے محمد (ﷺ) کی مذمت کی' میں نے ان کی طرف سے جواب دیا
اور اللہ تعالی کے ہاں اس عمل میں اجر و ثواب ہے
تو نے محمد (ﷺ) کی مذمت کی' حالانکہ وہ نیک اور یکسو ہیں
وہ اللہ کے رسول ہیں' ان کی عادت وفا ہے
بیشک میرا باپ' میری ماں اور میری عزت

تَظَلُّ جِيَادُنَا مُتَمَطِّرَاتٍ
تُلَطِّمُهُنَّ بِالْخُمُرِ النِّسَاءُ فَإِنْ
أَعْرَضْتُمُوا عَنَّا اعْتَمَرْنَا
وَكَانَ الْفَتْحُ وَانْكَشَفَ الْغِطَاءُ
وَإِلَّا فَاصْبِرُوا لِضِرَابِ يَوْمٍ
يُعِزُّ اللّٰهُ فِيهِ مَنْ يَشَاءُ
وَقَالَ اللّٰهُ قَدْ أَرْسَلْتُ عَبْدًا
يَقُولُ الْحَقَّ لَيْسَ بِهِ خِفَاءُ
وَقَالَ اللّٰهُ قَدْ يَسَّرْتُ جُنْدًا
هُمُ الْأَنْصَارُ عُرْضَتُهَا اللِّقَاءُ
يُلَاقِيْ كُلَّ يَوْمٍ مِنْ مَعَدٍّ
سِبَابٌ أَوْ قِتَالٌ أَوْ هِجَاءُ
فَمَنْ يَهْجُو رَسُولَ اللّٰهِ مِنْكُمْ
وَيَمْدَحُهُ وَيَنْصُرُهُ سَوَاءُ
وَجِبْرِيلٌ رَسُولُ اللّٰهِ فِينَا
وَرُوحُ الْقُدُسِ لَيْسَ لَهُ كِفَاءُ

[الصحيحة: ۱۱۸۰]

محمد (ﷺ) کی عزت کا تم سے دفاع کرنے والے ہیں
میں نے اپنے پیاروں کو گم پایا'
اگر چہ تم ان (لشکروں) کو نہیں دیکھ رہے
وہ کداء میں گرد وغبار اڑاتے ہوئے آرہے ہیں
انھوں نے لگامیں تھامی ہوئی ہیں اور وہ چڑھے آرہے ہیں
ان کے کندھوں پر پیاسے تیر سجے ہوئے ہیں
ہمارے لشکر رواں دواں ہیں
یہ عورتیں اپنے دوپٹوں کے ساتھ ان کا مقابلہ کریں گی
اگر تم راستے سے ہٹ جاؤ تو ہم عمرہ کر لیں گے
اور اس طرح فتح ہو جائے اور پردہ چاک ہو جائے گا
وگرنہ اس دن کی مار پر صبر کرو
جس دن اللہ تعالیٰ اپنی چاہت کے مطابق عزتیں دے گا
اللہ نے کہا: میں نے ایک بندے کو بطور رسول بھیج دیا ہے
وہ حق کہتا ہے' اس میں کوئی خفا نہیں ہے
اور اللہ نے کہا کہ میں لشکر چلا لایا ہوں
وہ انصار ہیں' میں نے ان کو لڑنے کے لئے پیش کر دیا ہے
وہ ہر روز معد قبیلہ سے وصول کرتے ہیں
گالیاں' جنگیں اور مذمتیں
اگر تم میں سے کوئی رسول اللہ کی مذمت کرے
یا مدح کرے یا نصرت کرے' اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا
اور ہم میں جبریل اللہ تعالیٰ کا قاصد ہے
وہ روح القدس ہے' اس کا مقابلہ کرنے والا کوئی نہیں

تخريج: الصحيحة ۱۱۸۰- مسلم (۲۴۹۰)' وانظر ما تقدم برقم (۳۴۰۸)-

باب: فضل حنظلة بن أبي عامر

سیدنا حنظلہ بن ابی عامر کی فضیلت کا بیان

۲٤۱٦: عَنْ يَحْيَى بْنِ عِبَادِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ [بْنِ الزُّبَيْرِ] عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ۔ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ۔ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ عِنْدَ قَتْلِ حَنْظَلَةَ

یحییٰ بن عباد بن عبداللہ بن زبیر اپنے باپ سے اور وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ سیدنا حنظلہ بن ابو عامر ﷺ اور ابو سفیان بن حارث کا مقابلہ ہوا اور شداد بن اسود نے ان کو تلوار

بْنِ أَبِي عَامِرٍ بَعْدَ أَنِ الْتَقَى هُوَ وَأَبُوْ سُفْيَانَ بْنُ الْحَارِثِ حِيْنَ عَلَاهُ شَدَّادُ بْنُ الْأَسْوَدِ بِالسَّيْفِ فَقَتَلَهُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ صَاحِبَكُمْ تُغَسِّلُهُ الْمَلَائِكَةُ)) فَسَأَلُوْا صَاحِبَتَهُ فَقَالَتْ: إِنَّهُ خَرَجَ لَمَّا سَمِعَ الْهَائِعَةَ وَهُوَ جُنُبٌ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لِذٰلِكَ غَسَّلَتْهُ الْمَلَائِكَةُ)).
[الصحيحة: ٣٢٦]

سے قتل کر ڈالا' اس وقت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''فرشتے تمھارے ساتھی (حنظلہ) کو (جنابت والا) غسل دے رہے تھے۔'' جب صحابہ نے ان کی بیوی سے صورتحال دریافت کی تو اس نے کہا: جب گھبرا دینے والی آواز آئی تو میرے خاوند (حنظلہ) جنبی تھے لیکن انھوں نے آواز (پر لبیک کہا اور غسل کئے بغیر جہاد کے لئے) چل دیئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بس' اسی وجہ سے فرشتے ان کو غسل دے رہے تھے۔''

تخریج: الصحیحة ۳۲۶۔ حاکم (۳/ ۲۰۴)' بیهقی فی السنن (۴/ ۱۵)۔

فوائد: اسی وجہ سے سیدنا حنظلہ کو غسیل الملائکہ کہا جاتا ہے۔ دراصل رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کا حسن انجام دنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔

باب: فضل معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ

معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان

٣٤١٧: قَالَ ﷺ: ((إِنَّ الْعُلَمَاءَ إِذَا حَضَرُوْا رَبَّهُمْ عَزَّوَجَلَّ. كَانَ مُعَاذٌ بَيْنَ أَيْدِيْهِمْ رَتْوَةً بِحَجَرٍ)) رُوِيَ مِنْ حَدِيْثِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، وَمُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ مُرْسَلًا، وَأَبِي عَوْنٍ مُرْسَلًا أَيْضًا وَالْحَسَنِ الْبَصْرِيِّ))۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب علماء اپنے ربّ کے پاس حاضر ہوں گے تو معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ ایک پتھر کی پھینک پر ان کے آگے آگے ہوں گے۔'' یہ حدیث سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اور محمد بن کعب' ابو عون اور حسن بصری سے مرسلاً روایت کی گئی۔

تخریج: الصحیحة ۱۰۹۱۔ ابن سعد ۲/ ۳۴۸ ۳/ ۵۹۰)' المحاملی فی الامالی(۳/ ۳۵/ ۱)' ابو نعیم فی الحلیة (۱/ ۲۲۸'۲۲۹۰)' والیساق له ابن عساکر (۶۱/ ۲۹۷)' من حدیث عمر رضی اللہ عنہ۔

فوائد: معلوم ہوا کہ حلت و حرمت سے متعلقہ شرعی احکام و مسائل کی معرفت میں سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ ممتاز مقام رکھتے ہیں کہ وہ روزِ قیامت اہل علم لوگوں کی قیادت کر رہے ہوں گے۔

باب: فضيلة عائشة على سائر النساء

تمام عورتوں پر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت کا بیان

٣٤١٨: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ فَضْلَ عَائِشَةَ عَلَى النِّسَاءِ، كَفَضْلِ الثَّرِيْدِ عَلَى سَائِرِ الطَّعَامِ)) وَرَدَ مِنْ حَدِيْثِ أَنَسٍ وَأَبِي مُوْسٰى وَعَائِشَةَ))۔[الصحيحة: ٣٥٣٥]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عورتوں پر عائشہ کی فضیلت اس طرح ہے جس طرح تمام کھانوں پر ثرید کی فضیلت ہے۔''
سیدنا انس' ابو موسیٰ اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہم نے یہ حدیث روایت فرمائی ہے۔

تخریج: الصحیحة ۳۵۳۵۔ (۱) انس: بخاری (۳۷۷۰)' مسلم (۲۴۴۶)' ترمذی (۳۸۸۷)۔ (۲) ابو موسیٰ: بخاری (۳۷۶۹)'

مسلم (۲۴۳۱)' ترمذی (۱۸۳۴)۔ (۳) عائشة رضی اللہ عنہا: نسائی فی الکبری (۸۸۹۶)۔

فوائد: ثرید ایک قسم کا زود ہضم اور بابرکت کھانا ہوتا ہے جسے دوسرے کھانوں پر ترجیح دی جاتی ہے۔ یہی معاملہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا ہے کہ وہ مسلم خواتین میں اعلی مقام رکھتی ہیں۔

باب: من فضل قريش

۳٤۱۹: عَنْ زَيْدِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ سَعِيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ مِنْ بَنِيْ عَدِيٍّ، عَنْ أَبِيْهِ، قَالَ: جِئْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ الْأَنْصَارِيَّ فِيْ فِتْيَانٍ مِنْ قُرَيْشٍ، فَدَخَلْنَا عَلَيْهِ بَعْدَ أَنْ كُفَّ بَصَرُهُ فَوَجَدْنَا حَبْلًا مُعَلَّقًا فِيْ السَّقْفِ وَأَقْرَاصًا مَطْرُوْحَةً بَيْنَ يَدَيْهِ أَوْ خُبْزًا فَكُلَّمَا اسْتَطْعَمَ مِسْكِيْنٌ قَامَ جَابِرٌ إِلٰى قُرْصٍ مِنْهَا وَأَخَذَ الْحَبْلَ حَتّٰى يَأْتِيَ الْمِسْكِيْنَ فَيُعْطِيَهُ، ثُمَّ يَرْجِعُ بِالْحَبْلِ حَتّٰى يَقْعُدَ، فَقُلْتُ لَهُ عَافَاكَ اللّٰهُ نَحْنُ إِذَا جَاءَ الْمِسْكِيْنُ أَعْطَيْنَا، فَقَالَ: إِنِّيْ أَحْتَسِبُ الْمَشْيَ فِيْ هٰذَا۔ ثُمَّ قَالَ: أَلَا أُخْبِرُكُمْ شَيْئًا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ؟ قَالُوْا: بَلٰى، قَالَ سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ: ((إِنَّ **قُرَيْشًا أَهْلُ أَمَانَةٍ، لَا يَبْغِيْهِمُ الْعَثَرَاتِ أَحَدٌ إِلَّا كَبَّهُ اللّٰهُ عَزَّ وَ جَلَّ. لِمِنْخَرَيْهِ**)).

[الصحيحة: ۱٦۸۸]

قریش کی فضیلت

زید بن عبدالرحمن بن سعید بن عمرو بن نفیل' جن کا بنو عدی قبیلہ سے تعلق تھا' اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں' وہ کہتے ہیں: میں کچھ قریشی جوانوں سمیت سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کے پاس آیا' اس وقت وہ نابینے ہو چکے تھے' ہم کیا دیکھتے ہیں کہ چھت کے ساتھ ایک رسی لٹک رہی ہے اور ان کے سامنے روٹیاں یا ان کے ٹکڑے پڑے ہیں۔ جب کوئی مسکین کھانا مانگتا ہے تو سیدنا جابر ایک ٹکڑا اٹھاتے ہیں' رسی کو پکڑ کر اس کی رہنمائی میں مسکین تک پہنچتے ہیں' اسے وہ ٹکڑا تھماتے ہیں اور رسی کی رہنمائی میں ہی واپس آکر بیٹھ جاتے ہیں۔ میں نے کہا: اللہ آپ کو عافیت دے' ہم یہ ٹکڑا (آسانی سے) مسکین کو پکڑا سکتے تھے (آپ نے ہمیں کہہ دینا تھا' خود کیوں تکلیف کی ہے)۔ انھوں نے کہا: دراصل میں اجر وثواب کی نیت سے چل کر گیا ہوں' پھر کہا: کیا میں تمھیں رسول اللہ ﷺ کی ایسی حدیث بیان نہ کروں' جو میں نے آپ ﷺ سے خود سنی؟ ہم نے کہا: کیوں نہیں' (ضرور بیان کرو)۔ انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک قریشی امانت والے ہیں' جو آدمی ان کے عیوب کی ٹوہ میں پڑ جائے گا' اللہ تعالی اسے نتھنوں کے بل (اوندھے منہ) گرا دے گا۔

تخريج: الصحيحة ۱٦۸۸۔ ابن عساكر فی تاريخ دمشق (۱۱/ ۲۷۲)۔

فوائد: دوسرے صحابہ کی طرح قریشیوں کی عیب جوئی کرنے سے منع کیا گیا۔

باب: عاقبة الابتداع والغلو فى الدين

۳٤۲۰: عَنْ عَمْرِو بْنِ سَلِمَةَ الْهَمْدَانِيِّ قَالَ: كُنَّا نَجْلِسُ عَلٰى بَابِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَبْلَ

دین میں بدعات اور غلو کرنے والوں کا انجام

عمرو بن سلمہ ہمدانی کہتے ہیں کہ ہم قبل از نماز فجر سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے گھر کے دروازے پر بیٹھا کرتے تھے۔ جب وہ

صَلَاةِ الْغَدَاةِ، فَإِذَا خَرَجَ مَشَيْنَا مَعَهُ إِلَى الْمَسْجِدِ، فَجَاءَ نَا أَبُو مُوسَى الْأَشْعَرِيُّ، فَقَالَ: أَخَرَجَ إِلَيْكُمْ أَبُو عَبْدِالرَّحْمٰنِ بَعْدُ؟ قُلْنَا: لَا فَجَلَسَ مَعَنَا حَتّٰى خَرَجَ، فَلَمَّا خَرَجَ قُمْنَا إِلَيْهِ جَمِيعًا فَقَالَ لَهُ أَبُو مُوسَى: يَا أَبَا عَبْدِالرَّحْمٰنِ! إِنِّي رَأَيْتُ فِي الْمَسْجِدِ آنِفًا أَمْرًا أَنْكَرْتُهُ، وَلَمْ أَرَ وَالْحَمْدُلِلّٰهِ إِلَّا خَيْرًا، قَالَ: فَمَا هُوَ؟ فَقَالَ: إِنْ عِشْتَ فَسَتَرَاهُ قَالَ: رَأَيْتُ فِي الْمَسْجِدِ قَوْمًا حِلَقًا جُلُوسًا يَنْتَظِرُوْنَ الصَّلَاةَ، فِي كُلِّ حَلْقَةٍ رَجُلٌ، وَفِي أَيْدِيهِمْ حَصًى، فَيَقُوْلُ: كَبِّرُوْا مِئَةً فَيُكَبِّرُوْنَ مِئَةً، فَيَقُوْلُ: هَلِّلُوْا مِئَةً، فَيُهَلِّلُوْنَ مِئَةً، وَيَقُوْلُ: سَبِّحُوْا مِئَةً فَيُسَبِّحُوْنَ مِئَةً، قَالَ: فَمَاذَا قُلْتَ لَهُمْ؟ قَالَ: مَا قُلْتُ لَهُمْ شَيْئًا اِنْتِظَارَ رَأْيِكَ، قَالَ: أَفَلَا أَمَرْتَهُمْ أَنْ يَعُدُّوْا سَيِّئَاتِهِمْ، وَضَمِنْتَ لَهُمْ أَنْ لَا يَضِيعَ مِنْ حَسَنَاتِهِمْ شَيْءٌ؟ ثُمَّ مَضَى وَمَضَيْنَا مَعَهُ، حَتّٰى أَتٰى حَلْقَةً مِنْ تِلْكَ الْحِلَقِ، فَوَقَفَ عَلَيْهِمْ، فَقَالَ: مَاهٰذَا الَّذِي أَرَاكُمْ تَصْنَعُوْنَ؟ قَالُوْا: يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ! حَصًى نَعُدُّ بِهَا التَّكْبِيْرَ وَالتَّهْلِيْلَ وَالتَّسْبِيْحَ، قَالَ: فَعُدُّوْا سَيِّئَاتِكُمْ فَأَنَا ضَامِنٌ أَنْ لَايَضِيعَ مِنْ حَسَنَاتِكُمْ شَيْءٌ، وَيْحَكُمْ يَا أُمَّةَ مُحَمَّدٍ! مَا أَسْرَعَ هَلَكَتَكُمْ! هٰؤُلَاءِ صَحَابَةُ نَبِيِّكُمْ ﷺ مُتَوَافِرُوْنَ، وَهٰذِهِ ثِيَابُهُ لَمْ تَبْلَ، وَآنِيَتُهُ لَمْ تُكْسَرْ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّكُمْ لَعَلٰى مِلَّةٍ هِيَ أَهْدٰى مِنْ مِلَّةِ مُحَمَّدٍ، أَوْ مُفْتَتِحُوْ بَابِ الضَّلَالَةِ؟ قَالُوْا: وَاللّٰهِ يَا أَبَا عَبْدِالرَّحْمٰنِ! مَا أَرَدْنَا إِلَّا الْخَيْرَ، قَالَ: وَكَمْ

نکلتے تو ہم ان کے ساتھ مسجد کی طرف چل پڑتے۔ ایک دن سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ ہمارے پاس آئے اور پوچھا: ابھی تک ابوعبد الرحمٰن (ابن مسعود) تمھارے پاس نہیں آئے؟ ہم نے کہا: نہیں۔ وہ بھی ہمارے ساتھ بیٹھ گئے (ہم انتظار کرتے رہے) حتی کہ سیدنا عبداللہ تشریف لائے' جب وہ آئے تو ہم بھی ان کی طرف کھڑے ہو گئے۔ ابوموسیٰ نے انھیں کہا: ابوعبدالرحمٰن! ابھی میں نے مسجد میں ایک چیز دیکھی ہے' مجھے اس پر بڑا تعجب ہوا' لیکن اللہ کے فضل سے وہ نیکی کی ہی ایک صورت لگتی ہے۔ انھوں نے کہا: وہ ہے کیا؟ ابوموسیٰ نے کہا: اگر آپ زندہ رہے تو خود بھی دیکھ لیں گے' میں نے دیکھا کہ لوگ حلقوں کی صورت میں بیٹھ کر نماز کا انتظار کر رہے ہیں' ان کے سامنے کنکریاں پڑی ہیں' ہر حلقے میں ایک (مخصوص) آدمی کہتا ہے: سو (۱۰۰) دفعہ "اَللّٰہُ اَکْبَر" کہو۔ یہ سن کر حلقے والے سو دفعہ "اَللّٰہُ اَکْبَر" کہتے ہیں۔ پھر وہ کہتا ہے سو دفعہ لا الہ الا اللہ کہو' پھر وہ سو دفعہ لا الہ الا اللہ کہتے ہیں' پھر وہ کہتا ہے: سو (۱۰۰) دفعہ "سُبْحَانَ اللّٰہ" کہو۔ یہ سن کر وہ سو دفعہ "سُبْحَانَ اللّٰہ" کہتے ہیں۔ انھوں نے پوچھا: اس عمل پر تو نے ان کو کیا کہا؟ ابوموسیٰ نے کہا: میں نے آپ کی رائے کے انتظار میں کچھ نہیں کہا۔ انھوں نے کہا: تو نے انھیں یہ کیوں نہیں کہا کہ وہ (ایسے نیک اعمال کو) برائیاں شمار کریں اور یہ ضمانت کیوں نہیں دی کہ ان کی نیکیاں (کبھی بھی) ضائع نہیں ہوں گی (لیکن وہ ہوں نیکیاں)؟ پھر وہ چل پڑے' ہم بھی ان کے ساتھ ہو لیے۔ ایک حلقے کے پاس گئے' ان کے پاس کھڑے ہوئے اور کہا: تم لوگ یہ کیا کر رہے ہو؟ انھوں نے کہا: اے ابوعبد الرحمٰن! یہ کنکریاں ہیں' ہم ان کے ذریعے تکبیرات' تہلیلات اور تسبیحات کو شمار کر رہے ہیں۔ انھوں نے کہا: ایسی (نیکیوں کو) برائیاں تصور کرو' میں ضمانت دیتا ہوں کہ تمھاری نیکیوں میں سے کسی نیکی کو

مَنْ مُرِيْدٍ لِلْخَيْرِ لَنْ يُصِيْبَهُ، إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ حَدَّثَنَا: ((إِنَّ قَوْمًا يَقْرَؤُوْنَ الْقُرْآنَ لَايُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ، يَمْرُقُوْنَ مِنَ الْإِسْلَامِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ)) وَايْمُ اللّٰهِ مَا أَدْرِيْ لَعَلَّ أَكْثَرَهُمْ مِنْكُمْ! ثُمَّ تَوَلّٰى عَنْهُمْ، فَقَالَ عَمْرُو بْنُ سَلِمَةَ: فَرَأَيْنَا عَامَّةَ أُولٰئِكَ الْحِلَقَ يُطَاعِنُوْنَا يَوْمَ النَّهْرَوَانِ مَعَ الْخَوَارِجِ۔ [الصحيحة: ۲۰۰۵]

ضائع نہیں کیا جائے گا (بشرطیکہ وہ نیکی ہو)۔ اے امتِ محمد! تمھارا ناس ہو، تم تو بہت جلد اپنی ہلاکت کے پیچھے پڑ گئے ہو، ابھی تک تم میں اصحابِ رسول کی بھرپور تعداد موجود ہے، ابھی تک تمھارے نبی کے کپڑے بوسیدہ نہیں ہوئے اور نہ ان کے برتن ٹوٹے ہیں۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! کیا تم لوگوں نے محمد (ﷺ) کے دین سے بہتر دین کو اپنا رکھا ہے یا ضلالت و گمراہی کا دروازہ کھول رہے ہو؟ انھوں نے کہا: اے ابو عبدالرحمٰن! ہمارا ارادہ تو نیکی کا ہی تھا۔ انھوں نے کہا: کتنے لوگ ہیں جو نیکی کا ارادہ تو کرتے ہیں، لیکن اس تک پہنچ نہیں پاتے۔ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں یہ حدیث بیان کی تھی: ''بعض لوگ قرآن مجید کی تلاوت تو کریں گے، لیکن وہ تلاوت ان کے گلے سے نیچے (دل میں) نہیں اترے گی، وہ (بیگانے ہو کر) دین سے یوں نکلیں گے جیسے تیر شکار سے آر پار ہو جاتا ہے۔'' اللہ کی قسم! مجھے تو کوئی سمجھ نہیں آ رہی، شاید تم میں سے اکثر لوگ (اسی حدیث کا مصداق) ہوں، پھر وہ وہاں سے چلے گئے۔ عمرو بن سلمہ کہتے ہیں: ہم نے ان حلقے والوں کی اکثریت کو دیکھا کہ وہ نہروان والے دن خوارج کے ساتھ مل کر ہم پر نیزہ زنی کر رہے تھے۔

تخریج: الصحيحة ۲۰۰۵- دارمی (۲۱۰)، تاریخ واسط (ص:۱۹۸)، ابن ابی شیبة (۱۵/ ۳۰۶)، طبرانی (۸۶۳۶) نحوہ

فوائد: سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ذکر کی کیفیت کو دیکھ کر ان کے عمل پر مردود ہونے کا فتوی دیا، کیونکہ اس اجتماعی ہیئت میں نبیٔ کریم ﷺ کے عہدِ مبارک میں ذکر نہیں کیا جاتا تھا۔ اگر اس دور میں ایک چیز بدعت تھی تو وہ آج بھی بدعت ہے۔

قرآن مجید سرچشمۂ رشد و ہدایت ہے، اس کے نزول کا اصل مقصد لوگوں کی اصلاح ہے اور یہ صرف اس صورت میں ممکن ہے کہ اس کتابِ عظیم کی تلاوت کی جائے اور اس کو سمجھ کر اس پر عمل کیا جائے۔ لیکن آپ ﷺ نے پیشین گوئی فرما دی کہ کچھ لوگ قرآن مجید انتہائی خوبصورت آواز میں پڑھیں گے، لیکن یہ سارا کچھ حلق کے اوپر تک ہوگا، ان کے دلوں میں قرآن مجید کا ذرا برابر اثر نہیں ہوگا۔ جیسے تیر شکار سے خون آلودہ ہوئے بغیر پار ہو جاتا ہے اور ایسے صاف لگتا ہے کہ گویا یہ کسی شکار میں پیوست ہوا ہی نہیں تھا، اسی طرح یہ لوگ خوش الحانی میں تلاوت تو کریں گے، لیکن ان کی جو حالت قبل از تلاوت ہوگی، وہی بعد از تلاوت ہوگی، یہ تلاوت کے دوران قرآن مجید سے متاثر نہیں ہوں گے۔

باب: من فضائل عمر بن الخطاب — سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی فضیلت

۳۴۲۱: عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ أَمَةً سَوْدَاءَ أَتَتِ النَّبِيَّ ﷺ وَرَجَعَ مِنْ بَعْضِ مَغَازِيهِ، فَقَالَتْ: إِنِّي كُنْتُ نَذَرْتُ: إِنْ رَدَّكَ اللّٰهُ صَالِحاً أَنْ أَضْرِبَ عِنْدَكَ بِالدُّفِّ! قَالَ: ((إِنْ كُنْتِ فَعَلْتِ فَافْعَلِيْ، وَإِنْ كُنْتِ لَمْ تَفْعَلِيْ فَلَا تَفْعَلِيْ)) فَضَرَبَتْ فَدَخَلَ أَبُو بَكْرٍ وَهِيَ تَضْرِبُ، وَدَخَلَ غَيْرُهُ وَهِيَ تَضْرِبُ، ثُمَّ دَخَلَ عُمَرُ، قَالَ: فَجَعَلَتْ دُفَّهَا خَلْفَهَا وَهِيَ مُقَنَّعَةٌ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ الشَّيْطَانَ لَيَفْرَقُ مِنْكَ يَا عُمَرُ! أَنَا جَالِسٌ هٰهُنَا، وَدَخَلَ هٰؤُلَاءِ، فَلَمَّا أَنْ دَخَلْتَ فَعَلَتْ مَافَعَلَتْ)). [الصحيحة: ۱۶۰۹]

عبد اللہ بن بریدہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ ایک غزوے سے واپس آئے تو سیاہ رنگ کی ایک لونڈی آپ ﷺ کے پاس آئی اور کہا: میں نے نذر مانی تھی کہ اگر اللہ تعالی نے آپ کو فاتح لوٹایا تو میں آپ کے پاس دف بجاؤں گی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اگر نذر مانی ہے تو ٹھیک ہے (دف بجا لے)، وگرنہ نہیں۔“ اس نے دف بجانا شروع کیا، ابوبکر ﷺ آئے وہ بجاتی رہی، دوسرے صحابہ آئے، وہ اسی حالت پر رہی۔ لیکن جب سیدنا عمر ﷺ آئے تو اس نے دف چھپانے کے لئے اسے اپنے پیچھے رکھ دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”عمر! بیشک شیطان تجھ سے ڈرتا ہے۔ میں اور یہ لوگ یہاں بیٹھے تھے (یہ دف بجاتی رہی) لیکن جب تم داخل ہوئے تو اس نے جو کچھ کیا وہ تمہارے سامنے ہے۔“

تخریج: الصحیحة ۱۶۰۹۔ احمد (۵/ ۳۵۳)، ترمذی (۳۶۹۰)، ابن حبان (۲۸۹۲) مختصراً، بیہقی (۱۰/ ۷۷)۔

فوائد: اس موقع پر اس لونڈی کا دف بجانا جائز تھا، تبھی تو نبی کریم ﷺ نے اجازت دی۔ یہ حضرت عمر ﷺ کا رعب اور ہیبت تھی، جس کا رسول اللہ ﷺ بھی لحاظ کرتے تھے۔

باب: من فضائل قريش

قریش کی فضیلت

۳۴۲۲: عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ لِلْقُرَشِيِّ مِثْلَيْ قُوَّةِ الرَّجُلِ مِنْ غَيْرِ قُرَيْشٍ)) فَقِيْلَ لِلزُّهْرِيِّ: بِمَ ذَاكَ؟ قَالَ بِنُبْلِ الرَّأْيِ۔ [الصحيحة: ۱۶۹۷]

سیدنا جبیر بن مطعم ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”قریشی خاندان کے فرد کی قوت کسی دوسری خاندان کے فرد سے دوگنا ہوتی ہے۔“ زہری سے کہا گیا کہ ایسے کس بناء پر ہے؟ انھوں نے کہا: عمدہ رائے کی بنیاد پر ہے۔

تخریج: الصحیحة ۱۶۹۷۔ طحاوی فی مشکل الآثار (۴/ ۲۰۳)، ابن ابی عاصم فی السنة (۱۵۰۸)، احمد (۴/ ۸۱، ۸۳)، حاکم (۴/ ۷۲)۔

فوائد: اس میں اہل قریش کی بصیرت و بصارت اور فہم و فراست کا بیان ہے۔

باب: اكثر الناس واردةً على حوضي

میرے حوض پر سب سے زیادہ لوگ وارد ہوں گے

۳۴۲۳: عَنْ سَمُرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ حَوْضًا وَإِنَّهُمْ يَتَبَاهَوْنَ أَيُّهُمْ أَكْثَرُ وَارِدَةً، وَإِنِّيْ أَرْجُوْ اللّٰهَ أَنْ أَكُوْنَ

سیدنا سمرہ ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہر نبی کا حوض ہوگا اور وہ اس پر آنے والے لوگوں کی اکثریت کی بنا پر باہم فخر کریں گے۔ مجھے امید ہے کہ میرے حوض پر آنے والوں کی

أَكْثَرُهُمْ وَارِدَةً))۔ [الصحيحة: ۱۵۸۹]

تعداد سب سے زیادہ ہوگی۔''

تخریج: الصحیحة ۱۵۸۹- بخاری فی التاریخ (۱/ ۴۴)' ترمذی (۲۴۴۳)' طبرانی فی الکبیر (۶۸۸۱)۔

فوائد: میدان حشر میں آپ ﷺ کی امت کی تعداد دوسرے تمام انبیاء کی امتوں سے زیادہ ہوگی' پہلے یہ حدیث گزر چکی ہے کہ جنتیوں کی کل ایک سوبیس صفیں ہوں' ان میں سے اسی صفیں آپ ﷺ کی امت کی ہوں گی۔

باب: الملائكة يبلغوني عن امتي السلام

فرشتے مجھے میری امت کا سلام پہنچاتے ہیں

۳۴۲۴: عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ مَرْفُوْعًا: ((إِنَّ لِلّٰهِ مَلَائِكَةً سَيَّاحِيْنَ فِي الْأَرْضِ يُبَلِّغُوْنِيْ عَنْ أُمَّتِيَ السَّلَامَ))۔ [الصحيحة: ۲۸۵۳]

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالی کے بعض فرشتے زمین میں گھومتے پھرتے رہتے ہیں' وہ مجھے میری امت کے افراد کا سلام پہنچاتے رہتے ہیں۔''

تخریج: الصحیحة ۲۸۵۳- نسائی (۱۲۸۳)' ابن حبان (۹۱۴)' حاکم (۲/ ۴۲۱)' احمد (۱/ ۴۴۱'۴۵۲)۔

فوائد: انسان' وہ نیک ہو یا بد' اپنی وفات سے لے کر حشر کے میدان میں حاضر ہونے تک عالم برزخ میں رہتا ہے' عالم برزخ ایک علیحدہ جہان کا نام ہے ایک مستقل زندگی کا نام ہے' جس کا تعلق علم غیب سے ہے اور جس کی ہیئت وکیفیت دنیوی زندگی سے مختلف ہے اور اس عالم کا دنیوی زندگی سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اسی برزخی زندگی کا ایک منظر اس حدیثِ مبارکہ میں بیان کیا گیا ہے' جس کی حقیقت اللہ تعالی ہی بہتر جانتے ہیں' ہمیں چاہیے کہ ہم آپ ﷺ پر کثرت کے ساتھ درود وسلام بھیجیں اور ان امور غیبیہ پر بلا کم و کاست ایمان لائیں۔ اپنی عقل کے گھوڑے دوڑانے سے گریز کریں۔ ایسی ٹھوکر نہ کھا بیٹھیں کہ وہ ہمیں کہیں کا نہ چھوڑے۔

باب: من جهاده صلى الله عليه وسلم في دعوته وصبره

دعوت اور صبر میں آپ کی کوشش

۳۴۲۵: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: إِنَّ الْمَلَأَ مِنْ قُرَيْشٍ اجْتَمَعُوْا فِي الْحِجْرِ، فَتَعَاقَدُوْا بِاللَّاتِ وَالْعُزّٰى وَمَنَاةَ الثَّالِثَةِ وَنَائِلَةَ وَإِسَافٍ لَوْ قَدْ رَأَيْنَا مُحَمَّدًا لَقَدْ قُمْنَا إِلَيْهِ قِيَامَ رَجُلٍ وَاحِدٍ فَلَمْ نُفَارِقْهُ حَتّٰى نَقْتُلَهُ، فَأَقْبَلَتْ ابْنَتُهُ فَاطِمَةُ- رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا- تَبْكِيْ حَتّٰى دَخَلَتْ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ فَقَالَتْ: هٰؤُلَاءِ الْمَلَأُ مِنْ قُرَيْشٍ قَدْ تَعَاقَدُوْا عَلَيْكَ لَوْ قَدْ رَأَوْكَ لَقَدْ قَامُوْا إِلَيْكَ فَقَتَلُوْكَ

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ قریشیوں کے اشراف حطیم میں جمع ہوئے' انھوں نے لات' عزیٰ' نائلہ اور اساف کے نام پر باہم معاہدہ کیا کہ اگر ہم نے محمد (ﷺ) کو دیکھا' تو سب کے سب یکبارگی اس پر ٹوٹ پڑیں گے اور اسے قتل کیے بغیر پیچھے نہیں ہٹیں گے۔ آپ ﷺ کی بیٹی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا روتی ہوئی آپ کے پاس آئی اور کہا: ان قریشی سرداروں نے باہم معاہدہ کیا کہ وہ جہاں بھی آپ کو دیکھیں گے' آپ پر یکبارگی حملہ کر کے آپ کو قتل کر ڈالیں گے' ان میں سے ہر آدمی آپ کے

فَلَيْسَ مِنْهُمْ رَجُلٌ إِلَّا قَدْ عَرَفَ نَصِيبَهُ مِنْ دَمِكَ۔ فَقَالَ: يَا بُنَيَّةُ أَرِينِي وَضُوءًا، فَتَوَضَّأَ ثُمَّ دَخَلَ عَلَيْهِمُ الْمَسْجِدَ، فَلَمَّا رَأَوْهُ قَالُوا: هَا هُوَ ذَا، وَخَفَضُوا أَبْصَارَهُمْ، وَسَقَطَتْ أَذْقَانُهُمْ فِي صُدُورِهِمْ، وَعَقَرُوا فِي مَجَالِسِهِمْ فَلَمْ يَرْفَعُوا إِلَيْهِ بَصَرًا وَلَمْ يَقُمْ إِلَيْهِ مِنْهُمْ رَجُلٌ! فَأَقْبَلَ رَسُولُ اللّٰهِ حَتّٰى قَامَ عَلٰى رُؤُوسِهِمْ فَأَخَذَ قَبْضَةً مِّنَ التُّرَابِ فَقَالَ: ((شَاهَتِ الْوُجُوْهُ)) ثُمَّ حَصَبَهُمْ بِهَا، فَمَا أَصَابَ رَجُلًا مِّنْهُمْ مِنْ ذٰلِكَ الْحَصٰى حَصَاةٌ إِلَّا قُتِلَ يَوْمَ بَدْرٍ كَافِرًا۔

[الصحيحة: ٢٨٢٤]

خون میں سے اپنے حصے کا فیصلہ کر چکا ہے۔ آپ نے فرمایا: ''میری بیٹی! وضو کے لئے پانی لاؤ۔'' آپ نے وضو کیا' ان کے پاس بیت اللہ میں چلے گئے۔ جب انھوں نے آپ کو دیکھا تو کہنے لگے: یہ وہ ہے۔ پھر اپنی آنکھوں کو پست کر لیا' سروں کو جھکا لیا' اور ان کی ٹھوڑیاں سینوں کو جا لگیں اور وہ اپنی اپنی جگہ پر جم گئے اور ان میں سے کسی نے آپ کو دیکھا نہ آپ کی طرف لپکا۔ رسول اللہ ﷺ ان کی طرف گئے' ان کے پاس کھڑے ہوئے' کنکریوں کی مٹھی بھری اور فرمایا: ''چہرے بھدے ہو گئے۔'' پھر وہ مٹھی ان پر پھینک دی' جس جس آدمی کو کوئی کنکری لگی' وہ بدر والے دن کفر کی حالت میں قتل ہو گیا۔

تخریج: الصحیحة ۲۸۲۴۔ احمد (۱/ ۳۰۳)' سعید بن منصور فی سننه (۲۹۱۳)' حاکم (۳/ ۱۵۷'۱۶۳)' مختصراً بیهقی فی الدلائل (۲/ ۲۷۷'۲۷۸)۔

فوائد: جس کی حفاظت اللہ تعالیٰ کا مطلوب ہو' کوئی اس کا کیا بگاڑ سکتا ہے۔ جن بدبختوں کے معاہدے ہی غیر اللہ کے نام پر ہوں وہ محمد رسول اللہ ﷺ کی راہ میں کیسے روڑے اٹکا سکتے تھے۔ نیز یہ سبق بھی حاصل ہوا کہ اسباب و وسائل کا استعمال بھی ضروری ہے' لیکن ان سے پہلے اللہ تعالیٰ پر توکل کو پائیدار کرنا ازحد ضروری ہے۔

٣٤٢٦: عَنْ أُمِّ سَلِمَةَ، قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيْهَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ فَقَالَ: يَا أُمَّهْ! قَدْ خِفْتُ أَنْ يُهْلِكَنِيْ كَثْرَةُ مَالِي، أَنَا أَكْثَرُ قُرَيْشٍ مَالًا؟ قَالَتْ: يَا بُنَيَّ! فَأَنْفِقْ، فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((إِنَّ مِنْ أَصْحَابِي مَنْ لَّا يَرَانِيْ بَعْدَ أَنْ أُفَارِقَهُ)) فَخَرَجَ فَلَقِيَ عُمَرَ، فَجَاءَ عُمَرُ فَدَخَلَ عَلَيْهَا، فَقَالَ: بِاللّٰهِ مِنْهُمْ أَنَا؟ قَالَتْ: لَا، وَلَنْ أُبْلِيَ أَحَدًا بَعْدَكَ۔ [الصحيحة: ٢٩٨٢]

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میرے پاس عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ آئے اور کہا: امی جان! میں قریش کا امیر ترین آدمی ہوں' مجھے ڈر لگ رہا ہے کہ مجھے میرے مال کی کثرت ہلاک نہ کر دے۔ انھوں نے کہا: میرے بیٹے! خرچ کر' کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''میرے بعض صحابہ ایسے بھی ہیں جو میری مفارقت کے بعد مجھے نہیں ملیں گے۔'' وہ وہاں سے نکل پڑے' سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو ملے (اور انھیں یہ حدیث سنائی)۔ سیدنا عمر' سیدہ ام سلمہ کے پاس آئے اور کہا: اللہ کی قسم! کیا میں بھی ان میں سے ہوں؟ انھوں نے کہا: نہیں۔ آپ کے بعد میں کسی کو مستثنیٰ نہیں کروں گی۔

تخریج: الصحیحة ۲۹۸۲۔ احمد (۶/ ۲۹۰)' البزار (الکشف: ۲۴۹۶)' طبرانی فی الکبیر (۲۳/ ۳۱۹)' ابو یعلی (۷۰۰۳)۔

باب: فضل من ينكر المنكر في آخر الزمان

آخری زمانے میں برائی کو برا سمجھنے والے کی فضیلت

۳۴۲۷: عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَضْرَمِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي مَنْ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ مِنْ أُمَّتِي قَوْمًا يُعْطَوْنَ مِثْلَ أُجُوْرِ أَوَّلِهِمْ يُنْكِرُوْنَ الْمُنْكَرَ)). [الصحيحة: ۱۷۰۰]

سیدنا عبدالرحمٰن بن حضرمی ؓ بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: ''میری امت میں ایسے لوگ بھی آئیں گے جنھیں پہلوں کی طرح ثواب ملے گا' (دراصل) وہ برائی کو برا سمجھیں گے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۷۰۰۔ احمد(۴/ ۶۲)۔

فوائد: کلی طور پر تو امت مسلمہ کے اولین' اس کے آخرین سے بہتر ہیں۔ لیکن متاخرین میں بعض جزوی افراد ایسے بھی ہوں گے' جن کا اجر وثواب پہلوں کے برابر ہوگا۔

باب: مثل المؤمن كمثل الشجرة لا يسقط ورقها

مومن کی مثال اس درخت کی ہے جس کے پتے نہیں گرتے

۳۴۲۸: عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ مِنَ الشَّجَرِ شَجَرَةً لَا يَسْقُطُ وَرَقُهَا، وَإِنَّهَا مَثَلُ الْمُسْلِمِ، فَحَدِّثُوْنِي مَاهِيَ؟ فَوَقَعَ النَّاسُ فِي شَجَرِ الْبَوَادِي. قَالَ عَبْدُاللّٰهِ: وَوَقَعَ فِي نَفْسِي أَنَّهَا النَّخْلَةُ، فَاسْتَحْيَيْتُ ثُمَّ قَالُوْا: حَدِّثْنَا مَا هِيَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟! قَالَ: هِيَ النَّخْلَةُ)). [الصحيحة: ۳۵٤٤]

سیدنا عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایک درخت ہے' اس کے پتے نہیں جھڑتے' مومن کی مثال اس درخت کی سی ہے' مجھے بتلاؤ کہ وہ کون سا درخت ہے؟'' لوگ جنگل کے مختلف درختوں میں غور وخوض کرنے لگ گئے۔ سیدنا عبداللہ کہتے ہیں: مجھے یہ خیال آ رہا تھا کہ وہ کھجور کا درخت ہے' لیکن میں بیان کرنے سے شرما رہا تھا۔ بالآخر صحابہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ خود ہمیں بیان کر دیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ کھجور کا درخت ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۵۴۴۔ بخاری (۶۱'۶۲'۱۳۱)' مسلم (۲۸۱۱)' ترمذی (۲۸۶۷)۔

فوائد: کھجور کے درخت کا پھل پکنے سے پہلے کئی مراحل میں کھایا جاتا ہے' اس کی گٹھلی جانوروں کے چاروں میں استعمال ہوتی ہے' آجکل کہا جاتا ہے کہ کھجور کی گٹھلی دل کے مریضوں کے لئے مفید ہے' یہ پھل تیار ہونے کے بعد عرصہ دراز تک خشک کھجور کی شکل میں باقی رہتا ہے۔ یہ درخت سال کے بارہ مہینے سرسبز رہتا ہے۔ اس کے پتوں سے چٹائیاں اور رسیاں بنائی جاتی ہے۔ غرضیکہ کسی نہ کسی انداز میں یہ درخت فائدہ پہنچاتا رہتا ہے۔

یہی مومن کی مثال ہے کہ اس کا وجود زمان و مکاں سے بالاتر ہو کر مبارک ہے' وہ ہر کس و ناکس اور ادنٰی و اعلیٰ کے ساتھ خوش خلقی کے ساتھ پیش آتا ہے' کسی فرد کو اس سے کوئی نقصان نہیں ہوتا اور نہ اس کے وجود سے کسی قسم کا خطرہ رہتا ہے۔ جہاں تک

ممکن ہو سکے بلا امتیاز لوگوں کو فائدہ پہنچاتا ہے۔ نیز وہ ایسے انداز میں زندگی گزارتا ہے کہ لوگ اس کے مرنے کے بعد بھی اس کی زندگی سے مستفید ہوتے رہتے ہیں۔

باب: فضل عليٌّ بن ابی طالب

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان

۳۴۲۹: عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: كُنَّا جُلُوسًا نَنْتَظِرُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَخَرَجَ عَلَيْنَا مِنْ بَعْضِ بُيُوتِ نِسَائِهِ، قَالَ: فَقُمْنَا مَعَهُ، فَانْقَطَعَتْ نَعْلُهُ فَتَخَلَّفَ عَلَيْهَا عَلِيٌّ يَخْصِفُهَا، فَمَضَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَمَضَيْنَا مَعَهُ ثُمَّ قَامَ يَنْتَظِرُهُ، وَقُمْنَا مَعَهُ، فَقَالَ ((إِنَّ مِنْكُمْ مَنْ يُقَاتِلُ عَلَى تَأْوِيلِ هٰذَا الْقُرْآنِ كَمَا قَاتَلْتُ عَلَى تَنْزِيلِهِ، فَاسْتَشْرَفْنَا وَفِينَا أَبُوبَكْرٍ وَعُمَرُ، فَقَالَ: لَا وَلٰكِنَّهُ خَاصِفُ النَّعْلِ)) قَالَ: فَجِئْنَا نُبَشِّرُهُ، قَالَ: وَكَأَنَّهُ قَدْ سَمِعَهُ۔[الصحيحة: ٢٤٨٧]

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم بیٹھے رسول اللہ ﷺ کا انتظار کر رہے تھے' آپ اپنی کسی بیوی کے گھر سے نکلے اور ہمارے پاس تشریف لائے۔ ہم کھڑے ہوئے (اور) آپ کے ساتھ چل دیئے' آپ کا جوتا ٹوٹ گیا' سیدنا علی رضی اللہ عنہ اس کو سینے کے لئے پیچھے رہ گئے۔ رسول اللہ ﷺ چلتے رہے اور ہم بھی آپ کے ساتھ چلتے رہے۔ ایک مقام پر سیدنا علی کے انتظار میں ٹھہر گئے' ہم بھی آپ کے ساتھ ٹھہر گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے بعض لوگ میری طرح اس قرآن کی تفسیر کے مطابق جہاد کرتے ہیں۔'' ہم جھانکنے لگ گئے اور ہم میں ابوبکر اور عمر بھی تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں' میری مراد جوتے کی سلائی کرنے والا (علی) ہے۔'' ہم سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو خوشخبری دینے کے لئے آئے' لیکن ایسے لگ رہا تھا کہ انھوں نے یہ بشارت خود سن لی تھی۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۴۸۷۔ نسائی فی خصائص علی رضی اللہ عنہ (۱۶۱)' وھو فی الکبری (۸۵۴۱)' ابن حبان (۶۹۳۷)' حاکم (۳/ ۱۲۲'۱۲۳)' احمد (۳/ ۳۳)۔

فوائد: اس میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی منقبت کا بیان ہے۔

باب: المضر فتنة

مضر قبیلہ ایک فتنہ ہے

۳۴۳۰: عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ، قَالَ: انْطَلَقْتُ أَنَا وَعَمْرُو بْنُ صُلَيْعٍ حَتَّى أَتَيْنَا حُذَيْفَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ يَقُولُ: ((إِنَّ هٰذَا الْحَيَّ مِنْ مُضَرَ، لَا تَدَعُ لِلّٰهِ فِي الْأَرْضِ عَبْدًا صَالِحًا إِلَّا فَتَنَتْهُ وَأَهْلَكَتْهُ، حَتَّى يُدْرِكَهَا اللّٰهُ بِجُنُودٍ مِنْ عِبَادِهِ فَيُذِلُّهَا حَتَّى لَا تَمْنَعَ ذَنَبَ تلعةٍ)).

[الصحيحة: ٢٧٥٢]

ابوطفیل کہتے ہیں کہ میں اور عمرو بن صلیع سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے' انھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: ''یہ مضر کا قبیلہ اللہ تعالیٰ کے ہر بندے کو فتنے میں مبتلا کرے گا اور اس کی ہلاکت کا سبب بنتا رہے گا' حتی کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے لشکروں کے ذریعے اس کو پا لے گا اور اسے ذلیل کر دے گا اور اونچی اونچی جگہوں کی آڑیں ان کا دفاع نہیں کر سکیں گی۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۷۵۲۔ احمد (۵/ ۳۹۰) البزار (الکشف :۳۳۶۰) حاکم (۴/ ۴۶۹، ۴۷۰)۔

باب: فضل النبیؐ بالنسب

نبی ﷺ کی فضیلت نسب کی بنیاد پر

۳۴۳۱۔عَنْ سَیَّابَةَ:اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ یَوْمَ حُنَیْنٍ: ((اَنَا ابْنُ الْعَوَاتِكِ)).

[الصحیحة:۱۵۶۹]

سیدنا سیابہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حنین والے دن فرمایا: ''میں شریف زادیوں کا بیٹا ہوں۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۵۶۹۔ بیہقی فی الدلائل (۵/ ۱۳۵، ۱۳۶) طبرانی فی الکبیر (۶۷۲۴)۔

فوائد: اس میں آپ ﷺ اپنی امہات کی پاکدامنی بیان کر رہے ہیں۔

باب: جواز تقبیل المرأة للصائم

روزے دار کے لیے بیوی کا بوسہ لینے کا جواز

۳۴۳۲۔عَنْ عَطَاءِ بْنِ یَسَارٍ،عَنْ رَجُلٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ،اَنَّ اَنَسًا الْاَنْصَارِيَّ اَخْبَرَ عَطَاءً:اَنَّهُ قَبَّلَ امْرَاَتَهُ عَلٰی عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ صَائِمٌ،فَاَمَرَ امْرَاَتَهُ،فَسَاَلَتِ النَّبِيَّ ﷺ عَنْ ذٰلِكَ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ:((اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَفْعَلُ ذٰلِكَ)). فَاَخْبَرَتْهُ امْرَاَتُهُ،فَقَالَ:اِنَّ النَّبِيَّ ﷺ يُرَخَّصُ لَهُ فِيْ اَشْيَاءَ، فَارْجِعِيْ اِلَيْهِ فَقُوْلِيْ لَهُ فَرَجَعَتْ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَتْ:قَالَ: اِنَّ النَّبِيَّ ﷺ يُرَخَّصُ لَهُ فِيْ اَشْيَاءَ فَقَالَ:((اَنَا اَتْقَاكُمْ لِلّٰهِ وَاَعْلَمُكُمْ بِحُدُوْدِ اللّٰهِ.)) [الصحیحة: ۳۲۹]

عطاء بن یسار' ایک انصاری سے روایت کرتے ہیں کہ انس انصاری رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں روزے کی حالت میں اپنی بیوی کا بوسہ لے لیا' پھر اس نے اپنی بیوی کو حکم دیا کہ وہ رسول اللہ ﷺ سے یہ مسئلہ دریافت کرے؟ اس نے آپ ﷺ سے پوچھا' نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''رسول اللہ ﷺ خود ایسا کرتے ہیں۔'' اس نے اپنے خاوند پر صورتحال کو واضح کیا' لیکن اس نے کہا: نبی ﷺ کو تو بعض مخصوص چیزوں کی رخصت دی جاتی ہے (جو عام مومنوں کے لئے نہیں ہوتی) لہذا تو دوبارہ جا اور آپ کے سامنے میرا یہ اشکال پیش کر۔ وہ دوبارہ نبی ﷺ کے پاس گئی اور کہا: میرا خاوند کہتا ہے کہ نبی ﷺ کو تو بعض چیزوں کی اجازت بطور اختصاص دے دی جاتی ہے (لیکن ہم......)؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں تم میں سب سے زیادہ اللہ تعالی سے ڈرنے والا اور اس کی حدود کو سب سے زیادہ جاننے والا ہوں۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۲۹۔ احمد (۵/ ۴۳۴) عبدالرزاق (۷۴۱۲) ابن حزم فی المحلی (۶/ ۲۰۷)۔

فوائد: نبی کریم ﷺ کے تمام افعال و اقوال اور عبادات و معاملات فرزندانِ امت کے لئے حجت ہیں' کسی کو یہ کہنے کا کوئی حق نہیں کہ یہ کام تو رسول اللہ ﷺ کے لئے تھا' ہمیں کوئی اور راستہ تلاش کرنا چاہیے۔

ہاں جہاں اللہ تعالی یا رسول اللہ ﷺ کی طرف سے وضاحت ہو جائے کہ فلاں چیز رسول اللہ ﷺ کے ساتھ خاص ہے' تو امت کے افراد کو ایسا کرنے کا کوئی حق حاصل نہ ہوگا۔ جیسے بیک وقت ایک نکاح میں چار سے زائد بیویاں' کسی عورت کا اپنے آپ کو

رسول اللہ ﷺ کے لئے ہبہ کر دینا یا کوئی اور امر۔

باب: من خصائصه وفضائله ﷺ

باب:

٣٤٣٣۔عَنْ اَنَسٍ مَرْفُوْعًا:((اَنَا اَوَّلُ مَنْ يَّاْخُذُ بِحَلْقَةِ بَابِ الْجَنَّةِ فَاُقَعْقِعُهَا)).

[الصحيحة:١٥٧٠]

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں وہ پہلی شخصیت ہوں جو جنت کے دروازے کا کنڈا پکڑ کر دستک دوں گا۔''

تخریج: الصحيحة ١٥٧٠- ترمذى (٣١٤٧)، دارمى (٥١)، الحميدى (١٢٣٨)، من حديث ابى سعيد رضی اللہ عنہ۔

فوائد: اس باب کی پہلی حدیث کا موضوع بھی یہی ہے۔ چونکہ روز قیامت آپ ﷺ تمام حاضرین محشر کے سردار ہوں گے، انبیاء سمیت تمام لوگ آپ ﷺ کے جھنڈے کے نیچے ہوں گے، ایسے مقام و مرتبہ والے کو ہی زیب دیتا ہے کہ جنت کے دروازے پر سب سے پہلے دستک دے۔

باب: سيادته ﷺ وتواضعه

آپ ﷺ کی سیادت اور تواضع کا بیان

٣٤٣٤۔قَالَ ﷺ ((اَنَا سَيِّدُ وُلْدِ آدَمَ)). وَرَدَ مِنْ حَدِيْثِ اَبِيْ هُرَيْرَةَ، وَجَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، وَاَنَسٍ، وَاَبِيْ سَعِيْدٍ، وَعَبْدِاللّٰهِ بْنِ سَلَّامٍ۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں اولادِ آدم کا سردار ہوں۔'' یہ حدیث سیدنا ابو ہریرہ، سیدنا جابر بن عبداللہ، سیدنا ابو سعید اور سیدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہم سے مروی ہے۔

تخریج: الصحيحة ١٥٧١- (١) ابوهريرة: ابن سعد (١/ ٢٠)، مسلم (٢٢٧٨) باتم منه- (٢) جابر: حاكم (٢/ ٦٠٤، ٦٠٥)- (٣) انس: بخارى فى التاريخ (٧/ ٤٠٠)، احمد (٣/ ١٤٤) من طريق آخر بمنعاه- (٤) ابو سعيد: ترمذى (٣٦١٥)، ابن ماجه (٤٣٠٨)- (٥) عبدالله بن سلام رضی اللہ عنہ: ابن حبان (٦٤٧٨)- (٦) واثلة بن الاسقع. ابن حبان (٦٢٤٢)-

باب: من تواضعه ﷺ

نبی کریم ﷺ کی تواضع کا بیان

٣٤٣٥۔عَنْ اَنَسٍ مَرْفُوْعًا: ((اَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدُاللّٰهِ،اَنَا عَبْدُاللّٰهِ وَرَسُوْلُهُ، مَا اُحِبُّ اَنْ تَرْفَعُوْنِيْ فَوْقَ مَنْزِلَتِيَ الَّتِيْ اَنْزَلَنِيْهَا اللّٰهُ)).

[الصحيحة:١٥٧٢]

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں محمد بن عبداللہ ہوں، میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں، میں نہیں چاہتا کہ جو مرتبہ اللہ تعالی نے مجھے عطا کیا ہے، تم مجھے اس سے بڑھا چڑھا کر پیش کرو۔''

تخریج: الصحيحة ١٥٧٢- بخارى فى التاريخ الصغير (١/ ١١)، نسائى فى عمل اليوم والليلة (٢٤٨)، احمد (٣/ ١٥٣، ٢٤١)، الضياء فى المختارة (١٦٢٦)، ابن حبان (٦٢٤٠) من طريق آخر عنه۔

فوائد: آپ ﷺ کو اللہ تعالی نے جو شان و عظمت عطا کی ہے، اسی پر اکتفا کرنا چاہئے اور آپ ﷺ کی ذات میں غلو نہیں کرنا چاہئے۔ جیسا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: (لاتطرونی كما اطرى عيسى بن مريم وقولوا: عبد الله ورسوله۔) [بخاری] یعنی: مجھے اس بڑھا چڑھا کر بیان نہ کرو جیسا کہ عیسی بن مریم کے ساتھ کیا گیا، بس اتنا کہہ دو کہ وہ اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔

باب: فضل سفينة

سیدنا سفینہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان

٣٤٣٦ـعَنْ سَفِينَةَ، قَالَ: كُنَّا [مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ] فِيْ سَفَرٍ،قَالَ:فَكَانَ كُلَّمَا اَعْيَا رَجُلٌ اَلْقَى عَلَيَّ ثِيَابَهُ،تُرْسًا اَوْسَيْفًا، حَتّٰى حَمَلْتُ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا كَثِيْرًا، قَالَ: فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((اَنْتَ سَفِيْنَةٌ)). [الصحيحة: ٢٩٥٩]

سیدنا سفینہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے' جب کوئی آدمی تھک جاتا تو اپنے کپڑے' ڈھال اور تلوار وغیرہ مجھ پر ڈال دیتا' حتی کہ اٹھاتے اٹھاتے مجھ پر بہت ساری چیزیں جمع ہو گئیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم تو ''سفینة'' (یعنی کشتی) ہو۔''

تخریج: الصحیحة ۲۹۵۹۔ حاکم (۳/ ۶۰۶)' احمد (۵/ ۲۲۰)' البزار (الکشف: ۲۷۳۲)' طبرانی (۶۴۳۰)۔

باب: من فضائل ابی بکر رضی الله عنه

سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی فضیلت

٣٤٣٧ـعَنْ عَائِشَةَ: اَنَّ اَبَابَكْرٍ دَخَلَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((اَنْتَ عَتِيْقُ اللّٰهِ مِنَ النَّارِ)).

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پاس تشریف لائے' آپ نے فرمایا: ''تم آگ سے اللہ تعالی کے آزاد کردہ ہو۔''

تخریج: الصحیحة ۱۵۷۴۔ ترمذی (۳۶۷۹)' طبرانی فی الکبیر (۹)۔

باب: فضل قريش

قریش کی فضیلت کا بیان

٣٤٣٨ـعَنْ عَامِرِ بْنِ شَهْرٍ،قَالَ:سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((اُنْظُرُوْا قُرَيْشًا،فَخُذُوْا مِنْ (وَفِيْ رِوَايَةٍ: فَاسْمَعُوْا) قَوْلَهُمْ، وَذَرُوْا فِعْلَهُمْ)). [الصحيحة: ١٥٧٧]

سیدنا عامر بن شہر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''قریش کو سامنے رکھو' ان کے اقوال سن کر (پیروی کرو) اوران کے افعال نظر انداز کر دو۔''

تخریج: الصحیحة ۱۵۷۷۔ طحاوی فی مشکل الآثار (۴/ ۲۰۵)' احمد (۴/ ۲۶۰)' ابن ابی عاصم فی السنة (۱۵۴۳)۔

فوائد: عام صحابہ کے بارے میں بھی یہی قانون ہے کہ ان کی حسنات وخیرات کو مدنظر رکھا جائے ان کے بشری تقاضوں کو نظر انداز کر دیا جائے۔ جو صحابہ کرام کے بارے میں اپنا قبلہ درست رکھنا چاہتا ہے' اس کے لئے اسی کلیے میں عافیت ہے کہ وہ صحابہ کرام کے معائب و نقائص کے سلسلے کو ہی بند کر دے۔

باب: العم والد

چچا والد ہوتا ہے

٣٤٣٩ـعَنْ اُمِّ الْفَضْلِ بِنْتِ الْحَارِثِ، قَالَتْ: بَيْنَا اَنَا مَارَّةٌ، وَالنَّبِيُّ ﷺ فِي الْحِجْرِ،فَقَالَ: ((يَا

سیدہ ام الفضل بنت حارث رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں آپ کے پاس سے گزری' جبکہ آپ حطیم میں تھے۔ آپ نے مجھے فرمایا:

أُمَّ الْفَضْلِ))، قُلْتُ لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ:((اِنَّكِ حَامِلٌ بِغُلَامٍ)) قَالَتْ:كَيْفَ وَقَدْ تَحَالَفَتْ قُرَيْشٌ: لَا تُوَلِّدُوْنَ النِّسَاءَ؟ قَالَ: ((هُوَ مَا اَقُوْلُ لَكِ، فَإِذَا وَضَعْتِ فَاْتِيْنِي بِهٖ)) فَلَمَّا وَضَعْتُهُ اَتَيْتُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ، فَسَمَّاهُ عَبْدَاللّٰهِ، وَاَلْبَاهُ مِنْ رِيْقِهٖ، ثُمَّ قَالَ:((اِذْهَبِيْ بِهٖ فَلَتَجِدِنَّهٗ كَيِّسًا)) قَالَتْ: فَاَتَيْتُ الْعَبَّاسَ،فَاَخْبَرْتُهٗ، فَتَلَبَّسَ، ثُمَّ اَتَى النَّبِيَّ ﷺ وَكَانَ رَجُلًا جَمِيْلًا، مَدِيْدَ الْقَامَةِ، فَلَمَّا رَاٰهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَامَ اِلَيْهِ فَقَبَّلَ بَيْنَ عَيْنَيْهِ، ثُمَّ اَقْعَدَهٗ عَنْ يَمِيْنِهٖ، ثُمَّ قَالَ: ((هٰذَا عَمِّيْ، فَمَنْ شَاءَ فَلْيُبَاهِ بِعَمِّهٖ)) قَالَ الْعَبَّاسُ: بَعْضَ الْقَوْلِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، قَالَ:((وَلِمَ لَا اَقُوْلُ، وَاَنْتَ عَمِّيْ، وَبَقِيَّةُ اٰبَائِيْ، وَالْعَمُّ وَالِدٌ)). [الصحيحة: ١٠٤١]

''ام الفضل!'' میں نے کہا: جی ہاں' اے اللہ کے رسول! ۔آپ نے فرمایا: ''تجھے تو بچے کا حمل ہوگیا ہے۔'' میں نے کہا: یہ کیسے ہو سکتا ہے' جب قریشیوں نے قسمیں اٹھائی ہیں کہ عورتیں بچہ نہیں جنیں گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہی ہوگا جو میں کہہ رہا ہوں' جب بچہ پیدا ہو تو میرے پاس لے آنا۔'' جب بچہ پیدا ہوا تو وہ آپ کے پاس لے آئی' آپ نے اس کا نام عبداللہ رکھا' اسے اپنے لعاب دہن کی گھٹی دی اور فرمایا: ''لے جاؤ' تم اسے عقلمند پاؤ گی۔'' وہ کہتی ہیں: میں سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کے پاس گئی اور ساری بات انھیں بتلا دی' انھوں نے کپڑے پہنے اور نبی کریم ﷺ کے پاس آ گئے' وہ خوبصورت اور دراز قد والے آدمی تھے۔ جب رسول اللہ ﷺ نے ان کو دیکھا تو ان کی طرف کھڑے ہوئے' ان کی پیشانی پر بوسہ دیا اور انھیں اپنی دائیں جانب بٹھا دیا' پھر فرمایا: ''یہ میرا چچا ہے' جو چاہتا ہے وہ اپنے چچا پر فخر کرے۔ سیدنا عباس نے کہا: اے اللہ کے رسول! اتنی تعریف نہ کریں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں ایسے کیوں نہ کہوں؟ حالانکہ آپ میرے چچا ہیں' میرے آباؤ اجداد کی نشانی ہیں اور چچا تو باپ ہی ہوتا ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۱۰۴۱۔ طبرانی فی الکبیر (۱۰۵۸۰)' خطیب فی التاریخ (۱/ ۶۳)' ابن الجوزی فی العلل (۱/ ۲۱۹)۔

باب: انا القاسم و اللّٰه یعطی

(آپ ﷺ نے فرمایا) میں قاسم ہوں اور دینے والا اللہ ہے

١٤٤٠ـ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ اَبِيْ سُفْيَانَ مَرْفُوْعًا: ((اِنَّمَا اَنَا مُبَلِّغٌ وَاللّٰهُ يَهْدِيْ، وَقَاسِمٌ وَاللّٰهُ يُعْطِيْ، فَمَنْ بَلَغَهٗ مِنِّيْ شَيْءٌ بِسُوْءِ رَغْبَةٍ وَحُسْنِ هُدًى، فَاِنَّ ذٰلِكَ الَّذِيْ يُبَارَكُ لَهٗ فِيْهِ، وَمَنْ بَلَغَهٗ عَنِّيْ شَيْءٌ بِسُوْءِ رَغْبَةٍ وَسُوْءِ هُدًى، فَذَاكَ الَّذِيْ يَاْكُلُ وَلَا يَشْبَعُ)). [الصحيحة: ١٦٢٨]

سیدنا معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں مبلّغ ہوں' ہدایت دینے والا اللہ ہے اور میں تقسیم کرنے والا ہوں' عطا کرنے والا اللہ ہے۔ اگر کسی آدمی کو میری جانب سے کوئی چیز حسنِ رغبت اور حسنِ ہدایت کے ساتھ مل جاتی ہے تو اس کے لئے اس میں برکت کی جائے گی اور اگر کسی کو سوءِ رغبت اور سوءِ ہدایت کے ساتھ کوئی چیز ملتی ہے تو وہ ایسا آدمی ہے جو کھاتا ہے' لیکن سیر نہیں ہوتا۔''

تخریج: الصحیحة ۱۶۲۸۔ احمد (۴/ ۱۰۱'۱۰۲)' بخاری فی التاریخ (۷/ ۱۰)' طبرانی (۱۹/ ۳۹۰)۔

فوائد: جو چیز آپ ﷺ کسی کو نہ دینا چاہیں' لیکن وہ لینے پر اصرار کرے اور آپ ﷺ اس کے اصرار کے سامنے مجبور ہو کر اسے دے دیں تو ایسی چیز مبارک نہیں ہوگی۔

باب: مثل المدينة كالكير

مدینہ کی مثال بھٹی کی ہے

٣٤٤١۔عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ:اَنَّ اَعْرَابِيًّا بَايَعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَلَى الْإِسْلَامِ، فَاَصَابَ الْاَعْرَابِيَّ وَعْكٌ بِالْمَدِيْنَةِ، فَاَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اَقِلْنِيْ بَيْعَتِيْ فَاَبٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، ثُمَّ جَاءَهُ فَقَالَ: اَقِلْنِيْ بَيْعَتِيْ، فَاَبٰى، ثُمَّ جَاءَهُ فَقَالَ:اَقِلْنِيْ بَيْعَتِيْ، فَاَبٰى، فَخَرَجَ الْاَعْرَابِيُّ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّمَا الْمَدِيْنَةُ كَالْكِيْرِ، تَنْفِيْ خَبَثَهَا، وَيَنْصَعُ طِيْبُهَا)) [الصحيحة: ٢١٧]

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک بدو نے اسلام پر رسول اللہ ﷺ کی بیعت کی' اسے مدینہ میں بخار ہو گیا' وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے میری بیعت واپس کر دو۔ آپ نے انکار کر دیا۔ وہ دوسرے مرتبہ آیا اور کہا: مجھے میری بیعت واپس کر دو۔ آپ ﷺ نے انکار کر دیا۔ وہ تیسری دفعہ آیا اور کہا کہ مجھے میری بیعت واپس کر دو' آپ ﷺ نے انکار کر دیا۔ (بالآخر اجازت نہ ملنے کے باجود) وہ بدو مدینہ سے نکل گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مدینہ تو دھونکنی اور بھٹی ہے' یہ خبیث چیز کی نفی کر دیتا ہے اور طیب چیز کو نکھارتا ہے۔''

تخريج: الصحيحة ٢١٧- بخاری (٧٢٠٩)' مسلم (١٣٨٣)'مالك فی الموطا (٢/ ٨٨٦)' ترمذی (٣٩٢٠)۔

فوائد: مدینہ منورہ میں وہی رہے گا' جس کے ایمان میں رسوخ ہوگا۔

باب: عائشة زوجة النبيّ فى الجنة

عائشہ رضی اللہ عنہا نبی ﷺ کی جنتی بیوی ہے

٣٤٤٢۔عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِنَّهُ لَيُهَوِّنُ عَلَيَّ الْمَوْتُ اَنْ اُرِيْتُكِ زَوْجَتِيْ فِي الْجَنَّةِ)). [الصحيحة:٢٨٦٧]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انھیں فرمایا: ''مجھ پر موت کی سختیاں آسان ہو رہی ہیں' کیونکہ جنت میں تم مجھے اپنی بیوی دکھائی دے رہی ہو۔''

تخريج: الصحيحة ٢٨٦٧- الحسين المروزی زوائد الزهد لابن المبارك (١٠٧٨)' طبرانی فی الكبير (٢٣/ ٣٩)' والاوسط (٣١٨٥)' الخلعی فی الفوائد (٢/ ٥٩/ ١)' احمد (٢/ ١٣٨) من طريق آخر عنها نحوه۔

فوائد: اس میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی عظیم منقبت بیان کی گئی ہے کہ وہ جنت میں نہ صرف آپ ﷺ کی بیوی ہوں گی' بلکہ آپ ﷺ اس چیز پر اتنے خوش ہیں کہ موت کے سکرات اور سختیاں بھی ہلکی محسوس ہو رہی ہیں۔

باب: من فضائل علي

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت

٣٤٤٣۔عَنْ عَلِيٍّ مَرْفُوْعًا: ((اِنَّهُ لَا يُحِبُّكَ اِلَّا مُؤْمِنٌ، وَلَا يُبْغِضُكَ اِلَّا مُنَافِقٌ)).

سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''(اے علی!) تجھ سے محبت کرنا والا مومن اور تجھ سے بغض رکھنے والا منافق ہوگا۔''

تخریج: الصحیحة ۱۷۲۰۔ مسلم (۷۸)' نسائی (۵۰۲۱)' ترمذی (۳۷۳۶)' ابن ماجه (۱۱۴)۔

باب: فضل المدينة

مدینہ کی فضیلت کا بیان

٣٤٤٤۔عَنْ سَهْلِ بْنِ حَنِيفٍ، قَالَ: أَهْوَى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِيَدِهِ إِلَى الْمَدِيْنَةِ، فَقَالَ: ((إِنَّهَا حَرَمٌ آمِنٌ)). [الصحيحة:٣٥٨٢]

سیدنا سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے مدینہ کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا: ''یہ حرم ہے' امن والا۔''

تخریج: الصحیحة ۳۵۸۲۔ مسلم (۱۳۷۵)' ابن ابی شیبة (۱۲/ ۱۸۲)' احمد (۳/ ۴۸۶)۔

٣٤٤٥۔قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((إِنَّهَا طَيْبَةٌ، تَنْفِي الْخَبَثَ، كَمَا تَنْفِي النَّارُ خَبَثَ الْفِضَّةِ)) جَاءَ مِنْ حَدِيْثِ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ، وَجَابِرٍ، وَأَبِي أُمَامَةَ، وَأَبِي قَتَادَةَ۔ [الصحيحة:٣٥٨٣]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ (مدینہ) طیبہ ہے' یہ (گناہوں کی) خباثت کی اس طرح نفی کرتا ہے جیسے آگ چاندی کے کھوٹ کو ختم کر دیتی ہے۔'' یہ حدیث سیدنا زید بن ثابت' سیدنا ابو ہریرہ' سیدنا جابر' سیدنا ابو امامہ اور سیدنا ابو قتادہ رضی اللہ عنہم سے مروی ہے۔

تخریج: الصحیحة ۳۵۸۳۔ (۱) زید بن ثابت: بخاری (۴۵۸۹)' مسلم (۱۳۸۴)' ترمذی (۳۰۲۸)' وانظر الرقم الآتی (۳۴۴۶)۔ (۲) ابوھریرۃ: بخاری (۱۸۷۱)' مسلم (۱۳۸۲)۔ (۳) جابر: احمد (۳/ ۲۹۲'۳۸۵)۔ (۴) ابو امامة: ابن ماجه (۳۰۷۷) مطولاً۔ (۵) ابو قتادة رضی اللہ عنہ: عمر بن شیبة فی تاریخ المدینة (۱/ ۱۶۳)۔

٣٤٤٦۔عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ فِي هٰذِهِ الآيَةِ: ﴿فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنَافِقِيْنَ فِئَتَيْنِ﴾ [النساء: ٨٨] قَالَ: رَجَعَ نَاسٌ مِّنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ يَوْمَ أُحُدٍ (وَفِي رِوَايَةٍ: مِنْ أُحُدٍ)، فَكَانَ النَّاسُ فِيهِمْ فَرِيْقَيْنِ، فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ يَقُوْلُ: اُقْتُلْهُمْ، وَفَرِيْقٌ يَقُوْلُ: لَا، فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ: ﴿فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنَافِقِيْنَ فِئَتَيْنِ﴾ فَقَالَ: ((إِنَّهَا طَيْبَةٌ، وَإِنَّهَا تَنْفِي الْخَبَثَ، كَمَا تَنْفِي النَّارُ خَبَثَ الْحَدِيْدِ)) [الصحيحة:٢١٨]

سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے اس آیت ﴿تمھیں کیا ہو گیا ہے کہ منافقوں کے بارے میں دو گروہ ہو رہے ہو﴾ (سورۂ نساء: ۸۸) کے بارے میں کہا: جب صحابہ کرام غزوۂ احد سے واپس لوٹے تو ان کے (منافقوں کے) بارے میں وہ دو فریقوں میں بٹ گئے۔ ایک کا خیال تھا کہ ان کو قتل کر دیا جائے اور دوسرے کا خیال تھا کہ قتل نہ کیا جائے۔ ان لوگوں کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی: ﴿تمھیں کیا ہو گیا ہے کہ منافقوں کے بارے میں دو گروہ ہو رہے ہو﴾ اس وقت آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ (مدینہ) طیبہ ہے' یہ خباثت کی نفی کرتا ہے' جیسے آگ لوہے کی میل کچیل کو صاف کر دیتی ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۲۱۸۔ بخاری (۴۵۸۹)' مسلم (۱۳۸۴)' ترمذی (۳۰۲۸)' نسائی فی الکبری (۱۱۱۳)۔

باب: اتخاذ خاتم منقش من فضة

چاندی کی نقش والی انگوٹھی بنانے کا بیان

٣٤٤٧۔عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے

رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اتَّخَذَ خَاتَمًا مِّنْ فِضَّةٍ، وَنَقَشَ فِيْهِ ((مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ)) وَقَالَ: ((إِنِّيْ اتَّخَذْتُ خَاتَمًا مِّنْ وَرِقٍ،وَنَقَشْتُ فِيْهِ: ((مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ)) فَلَا يَنْقُشَنَّ اَحَدٌ عَلٰى نَقْشِهِ)). [الصحيحة: ۳۳۰۰]

چاندی کی انگوٹھی بنوائی اور اس میں ''محمد رسول اللہ'' کے الفاظ کندہ کروائے اور فرمایا: ''میں نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی ہے' اس میں ''محمد رسول اللہ'' کا نقش بنوایا ہے۔ تم میں سے کوئی آدمی اپنی انگوٹھی پر یہ الفاظ کندہ نہ کروائے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۳۰۰۔ بخاری (۵۸۷۷)' مسلم (۲۰۹۲)' ابن ماجہ (۳۶۴۰)۔

فوائد: اگرچہ چاندی کی انگوٹھی سب کے لئے جائز ہے' لیکن جو نقش آپ ﷺ کا تھا' وہ آپ کی انگوٹھی کے ساتھ خاص تھا۔

۳٤٤٨۔((اِنِّيْ رَاَيْتُ فِيْ مَنَامِيْ، كَاَنَّ بَنِيْ الْحَكَمِ بْنِ اَبِي الْعَاصِ يَنْزُوْنَ عَلٰى مِنْبَرِيْ كَمَا تَنْزُوْ الْقِرَدَةُ)) وَرَدَ مِنْ حَدِيْثِ اَبِيْ هُرَيْرَةَ، وَثَوْبَانَ، وَمُرْسَلِ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ [وَلَفْظُ] حَدِيْثِ اَبِيْ هُرَيْرَةَ: اِنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ...... فَذَكَرَهُ قَالَ: فَمَا رُؤِيَ النَّبِيُّ ﷺ مُسْتَجْمِعًا ضَاحِكًا حَتّٰى تُوُفِّيَ۔ [الصحيحة: ۳۹٤۰]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے خواب میں دیکھا کہ بنوحکم بن ابوعاص میرے منبر پر بندروں کی طرح کود رہے ہیں۔'' یہ حدیث سیدنا ابو ہریرہ اور سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہما اور سعید بن مسیب سے مرسلاً روایت کی گئی ہے' سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اپنی حدیث میں مذکورہ بالا حدیث کے ساتھ یہ الفاظ بھی ذکر کئے: نبی کریم ﷺ کو ان کی وفات تک پورے زور سے ہنستے ہوئے نہیں دیکھا گیا۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۹۴۰۔ (۱) ابوہریرۃ: حاکم (۴/ ۴۸۰)' ابو یعلی (۶۴۶۱)۔ (۲) ثوبان رضی اللہ عنہ: طبرانی فی الکبیر (۱۴۲۵)۔

باب: بعثة النبيّ بالرحمة لا باللعنة

نبی کی بعثت رحمت کے ساتھ ہوتی ہے نہ کہ لعنت کے ساتھ

۳٤٤۹۔عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: قِيْلَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اُدْعُ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ. قَالَ: ((اِنِّيْ لَمْ اُبْعَثْ لَعَّانًا، وَاِنَّمَا بُعِثْتُ رَحْمَةً)).
[الصحيحة: ۳۹٤۵]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ کہا گیا: اے اللہ کے رسول! مشرکین کے حق میں بددعا کیجئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے لعنت کرنے والا نہیں' رحمت والا بنا کر بھیجا گیا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۹۴۵۔ مسلم (۲۵۹۹)' بخاری فی الادب المفرد (۳۲۱)۔

فوائد: رحمۃ للعالمین ہونے کا یہی تقاضا ہے کہ مشرکوں کے لیے ہدایت کی دعا کی جائے۔

باب: من شمائل ﷺ

شمائل نبوی ﷺ میں سے

۳٤۵۰۔عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ صحابہ نے کہا: اے اللہ کے

اللهِ! اِنَّكَ تُدَاعِبُنَا؟ قَالَ: ((اِنِّي لَا اَقُوْلُ اِلَّا حَقًّا)). [الصحيحة: ۱۷۲٦]

رسول! آیا آپ بھی ہمارے ساتھ مزاح کرتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں جو کچھ کہتا ہوں' وہ حق ہوتا ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۱۷۲۶۔ ترمذی (۱۹۹۰) والشمائل (۲/۲۳۷)' احمد (۲/ ۳۶۰)' بغوی فی شرح السنة (۳۶۰۲)۔

فوائد: آپ ﷺ کے مزاحیہ انداز بھی حقائق پر مشتمل ہوتے تھے۔یعنی آپ مذاق میں بھی جھوٹ نہیں بولتے تھے۔

اهتزاز العرش لموت سعد بن معاذ

سعد بن معاذؓ کی موت کی وجہ سے عرش کا ہچکولے کھانا

۳۴۵۱۔عَنْ اَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ مَرْفُوْعًا: ((اِهْتَزَّ الْعَرْشُ لِمَوْتِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ مِنْ فَرْحِ الرَّبِّ.عَزَّ وَ جَلَّ.)). [الصحيحة:۱۲۸۸]

سیدنا ابوسعید خدری ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب سعد بن معاذ ؓ کی موت پر ربّ تعالی خوش ہوئے تو عرش ہچکولے کھانے لگ گیا۔''

تخریج: الصحیحة ۱۲۸۸۔ تمام الرازی فی الفوائد (۱۶)' احمد (۳/ ۲۳)' والنسائی فی الکبیر (۸۲۸۹)' من هذا الطریق دون الزیادة "من فرح الرب عزوجل"۔

فوائد: اس میں سیدنا معاذؓ کی عظیم منقبت کا ذکر ہے۔

۳۴۵۲۔عَنْ اَنَسٍ :اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ۔ وَجَنَازَةُ سَعْدٍ مَوْضُوْعَةٌ۔ :((اِهْتَزَّلَهَا عَرْشُ الرَّحْمٰنِ)) فَطَفِقَ الْمُنَافِقُوْنَ فِيْ جَنَازَتِهِ، وَقَالُوْا: مَا اَخَفَّهَا فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: ((اِنَّمَا كَانَتْ تَحْمِلُهُ الْمَلَائِكَةُ مَعَهُمْ)) [الصحيحة: ۳۳٤۷]

سیدنا انس ؓ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا سعد ؓ کا جنازہ پڑا تھا' اسے دیکھ کر آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کے لئے تو رحمٰن کا عرش لہلہانے لگ گیا۔'' منافقوں نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ (سعد کی میت تو) کتنی ہلکی ہے۔ جب یہ بات نبی ﷺ تک پہنچی تو آپ نے فرمایا: ''دراصل لوگوں کے ساتھ فرشتے بھی سعد (کی چارپائی) اٹھانے میں (مدد کر رہے تھے)۔

تخریج: الصحیحة ۳۳۴۸۔ ابن حبان (۷۰۳۲)' ترمذی (۳۸۴۹)' عبد بن حمید (۱۱۹۲)' عبدالرزاق (۲۰۴۱۴)' مسلم (۲۴۶۷) مختصراً۔

باب:فضل اهل اليمن

اہل یمن کی فضیلت کا بیان

۳۴۵۳۔عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((اَهْلُ الْيَمَنِ اَرَقُّ قُلُوْبًا، وَاَلْيَنُ اَفْئِدَةً، وَاَنْجَعُ طَاعَةً)) [الصحيحة:۱۷۷۵]

سیدنا عقبہ بن عامر ؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''یمنی لوگ انتہائی رحمدل اور نرم دل ہیں اور اطاعت و فرمانبرداری کے ذریعے سب سے زیادہ فلاح یاب ہونے والے ہیں۔''

تخریج: الصحیحة ۱۷۷۵۔ احمد (۴/ ۱۵۴)' وفی الفضائل (۱۶۱۵)' طبرانی فی الکبیر (۱۷/ ۲۹۸)۔

باب:فضل طلحة بالجنة

سیدنا طلحہؓ کی فضیلت جنت کے ساتھ

٣٤٥٤ـ عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ، قَالَ: ((كَانَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ دِرْعَانِ يَوْمَ أُحُدٍ، فَنَهَضَ إِلَى الصَّخْرَةِ فَلَمْ يَسْتَطِعْ، فَأَقْعَدَ طَلْحَةَ تَحْتَهُ، فَصَعِدَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَيْهِ حَتَّى اسْتَوَى عَلَى الصَّخْرَةِ، فَقَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((أَوْجَبَ طَلْحَةُ)). [الصحيحة:٩٤٥]

سیدنا زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: احد والے دن نبی کریم ﷺ نے دو زرہیں پہن رکھی تھیں، آپ نے ایک چٹان پر چڑھنا چاہا لیکن اتنی استطاعت نہیں رہی تھی۔ سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ نیچے بیٹھ گئے، نبی ﷺ نے پہلے ان پر قدم رکھا اور پھر چٹان پر چڑھ گئے۔ اس وقت نبی ﷺ نے فرمایا: ''طلحہ نے (اپنے حق میں جنت کو) واجب کر دیا ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۹۴۵- ترمذی (۱۶۹۲)، وفی الشمائل (۱۰۳)، ابن حبان (۶۹۷۹)، احمد (۱/ ۱۶۵)، حاکم (۳/ ۳۷۴)۔

فوائد: صحابہ کرام نے آپ ﷺ کا احترام واکرام بجالانے میں انتہاء کردی اور اللہ تعالی نے بھی ان کی اداؤں کی لاج رکھتے ہوئے اجر وثواب کی گویا انتہا کردی۔ سبحان اللہ ﷺ اس پشت کی خوش نصیبی کے کیا کہنے کہ جس پر نبی کریم ﷺ نے قدم رکھے۔

باب: أول الناس هلاكا قريش

سب سے پہلے قریش ہلاک ہوں گے

٣٤٥٥ـ عَنْ عَائِشَةَ مَرْفُوعًا: ((أَوَّلُ النَّاسِ هَلَاكًا قُرَيْشٌ، وَأَوَّلُ قُرَيْشٍ هَلَاكًا أَهْلُ بَيْتِي)) [الصحيحة: ١٧٣٧]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قریش سب سے پہلے ہلاک ہوں گے اور قریشیوں میں میرے اہل بیت سب سے پہلے ختم ہوں گے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۷۳۷- ابراهیم بن طهمان فی مشیخته (۳۱)، احمد (۶/ ۷۴)، بالشطر الاول من طریق آخر مطولاً۔

باب: دعاء النبی علی احدٍ لیس له أهل فهو كفارة وأجر

نبی ﷺ کی کسی کو بد دعا جو کہ اس کا مستحق نہ تھا وہ اس کے لیے کفارہ اور اجر ہے

٣٤٥٦ـ عَنْ عَائِشَةَ ـ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا ـ قَالَتْ: دَخَلَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ رَجُلَانِ، فَكَلَّمَاهُ بِشَيْءٍ لَا أَدْرِي مَا هُوَ، فَأَغْضَبَاهُ، فَلَعَنَهُمَا، فَلَمَّا خَرَجَا، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! مَنْ أَصَابَ مِنَ الْخَيْرِ شَيْئًا مَا أَصَابَهُ هَذَانِ؟ قَالَ: ((وَمَا ذَاكِ؟)) قَالَتْ: قُلْتُ: لَعَنْتَهُمَا وَسَبَبْتَهُمَا قَالَ: ((أَوَ مَا عَلِمْتِ مَا شَارَطْتُ عَلَيْهِ رَبِّي؟ قُلْتُ اللَّهُمَّ! إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ، فَأَيُّ الْمُسْلِمِينَ لَعَنْتُهُ أَوْ سَبَبْتُهُ، فَاجْعَلْهُ لَهُ زَكَاةً

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس دو آدمی آئے، انھوں نے آپ سے کوئی بات کی، میں نہ سمجھ سکی، آپ ﷺ غصے میں آ گئے اور ان پر لعن طعن اور سب وشتم کیا۔ جب وہ چلے گئے تو میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! جو بھلائی ان بے چاروں کو ملی ہے، وہ تو کسی کے حق میں نہیں آئی ہو گی؟ آپ نے پوچھا: ''وہ کیسے؟'' میں نے کہا: آپ نے ان پر لعن طعن اور سب وشتم کیا (یہ ان کی بد بختی ہے)۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تجھے اس شرط کا علم نہیں، جو میں نے اپنے رب پر لگائی ہے؟ میں نے کہا: اے اللہ! میں بشر ہی تو ہوں، میں جس مسلمان پر لعن طعن کروں یا

وَّاَجْرًا)). [الصحيحة:٨٣]

اسے گالی گلوچ کروں' تو تو اس چیز کو اس کے حق میں باعثِ تزکیہ اور باعث اجر بنا دے۔''

تخریج: الصحیحة ۸۳۔ مسلم (۲۶۰۰)' احمد (۵/ ۴۵)۔

فوائد: یہ رحمۃ للعالمین ہیں کہ جن کی بددعائیں بھی دوسروں کے لئے باعث تزکیہ وطہارت اور باعث اجر وثواب تھیں۔

باب: فضيلة سيدنا عليؓ و حسن و حسين و فاطمة

سیدنا علیؓ، حسنؓ حسینؓ اور فاطمہ رضی اللہ عنہم کی فضیلت کا بیان

٣٤٥٧۔عَنْ اَبِي فَاخِتَةَ، قَالَ: قَالَ عَلِيٌّ زَارَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَبَاتَ عِنْدَنَا، وَالْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ نَائِمَانِ، فَاسْتَسْقَى الْحَسَنُ، فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِلٰى قِرْبَةٍ لَّنَا، فَجَعَلَ يَعْصِرُهَا فِي الْقَدَحِ، ثُمَّ يَسْقِيَهُ فَتَنَاوَلَهُ الْحُسَيْنُ لِيَشْرَبَ فَمَنَعَهُ، وَبَدَا بِالْحَسَنِ،فَقَالَتْ فَاطِمَةُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! كَاَنَّهُ اَحَبُّ اِلَيْكَ؟ فَقَالَ:((لَا،وَلٰكِنَّهُ اسْتَسْقٰى اَوَّلَ مَرَّةٍ)) ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنِّيْ، وَاِيَّاكِ، وَهٰذَيْنِ، وَهٰذَاالرَّاقِدَ.يَعْنِيْ عَلِيًّا.يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِيْ مَكَانٍ وَّاحِدٍ)) يَعْنِيْ: فَاطِمَةَ وَوَلَدَيْهَا: اَلْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ ـرَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ۔[الصحيحة:٣٣١٩]

ابو فاختہ سے روایت ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس آئے' ہمارے ہاں رات گزاری' حسن و حسین بھی سو رہے تھے۔ (رات کو) حسن نے پانی مانگا۔ رسول اللہ ﷺ ہمارے مشکیزے کی طرف گئے' اس سے پیالے میں پانی نکالا' پھر اسے پلانے کے لئے لے آئے' (حسن کی بجائے وہ پیالہ) حسین نے پینے کے لئے پکڑنا چاہا' لیکن آپ نے نہ پینے دیا' پھر حسن سے ابتدا کی۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اے اللہ کے رسول! ایسے لگتا ہے کہ حسن زیادہ محبوب ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ بات نہیں ہے' (دراصل) حسن نے پانی پہلے طلب کیا تھا (اس لئے پہلے پینے کا حق بھی اسی کا ہے)۔'' پھر فرمایا: ''میں' تو' یہ دونوں اور یہ سونے والے (یعنی علی رضی اللہ عنہ) روزِ قیامت ایک مقام میں ہوں گے۔'' ان دونوں سے مراد سیدہ فاطمہ کے بیٹے حسن و حسین ہیں۔ (رضی اللہ عنہم)

تخریج: الصحیحة ۳۳۱۹۔ ابوداؤد الطیالسی (۱۹۰)' طبرانی فی الکبیر (۲۶۲۲)' البزار (الکشف:۲۶۱۶)' ابو یعلی (۵۱۰)' من طریق آخر واحمد (۱/ ۱۰۱) نحوہ۔

باب غضب النبيؐ

نبیؐ کے غصہ کا بیان

٣٤٥٨۔عَنْ عَمْرِو بْنِ اَبِيْ قُرَّةَ، قَالَ:كَانَ حُذَيْفَةُ بِالْمَدَائِنِ، فَكَانَ يَذْكُرُاَشْيَاءَ قَالَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِاُنَاسٍ مِّنْ اَصْحَابِهٖ فِي الْغَضَبِ، فَيَنْطَلِقُ نَاسٌ مِّمَّنْ سَمِعَ ذٰلِكَ مِنْ

عمرو بن ابو قرہ کہتے ہیں کہ سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ مدائن میں تھے اور رسول اللہ ﷺ کے حوالے سے ایسی باتیں بیان کرتے جو انھوں نے غصے کی حالت میں کہی ہوتیں' کچھ لوگ یہ باتیں سن کر سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور سیدنا حذیفہ کا معاملہ ان کے سامنے

حُذَيْفَةَ، فَيَأْتُوْنَ سَلْمَانَ فَيَذْكُرُوْنَ لَهُ قَوْلَ حُذَيْفَةَ، فَيَقُوْلُ سَلْمَانُ: حُذَيْفَةُ أَعْلَمُ بِمَا يَقُوْلُ، فَيَرْجِعُوْنَ إِلَى حُذَيْفَةَ، فَيَقُوْلُوْنَ لَهُ: قَدْ ذَكَرْنَا قَوْلَكَ لِسَلْمَانَ: فَمَا صَدَّقَكَ وَلَا كَذَّبَكَ، فَأَتَى حُذَيْفَةُ سَلْمَانَ وَهُوَفِيْ مَبْقَلَةٍ، فَقَالَ يَاسَلْمَانُ! مَايَمْنَعُكَ أَنْ تُصَدِّقَنِيْ بِمَا سَمِعْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ؟ فَقَالَ سَلْمَانُ: إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَغْضَبُ فَيَقُوْلُ فِي الْغَضَبِ لِنَاسٍ مِّنْ أَصْحَابِهِ وَيَرْضٰى فَيَقُوْلُ فِي الرِّضَا لِنَاسٍ مِّنْ أَصْحَابِهِ، أَمَا تَنْتَهِيْ حَتّٰى تُوَرِّثَ رِجَالًا حُبَّ رِجَالٍ، وَرِجَالًا بُغْضَ رِجَالٍ، وَحَتّٰى تُوْقِعَ اخْتِلَافًا وَفُرْقَةً؟! وَلَقَدْ عَلِمْتَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ خَطَبَ فَقَالَ: ((**أَيُّمَا رَجُلٍ مِنْ أُمَّتِيْ سَبَبْتُهُ سَبَّةً، أَوْ لَعَنْتُهُ فِيْ غَضَبِيْ، فَإِنَّمَا أَنَا مِنْ وُلْدِ آدَمَ، أَغْضَبُ كَمَا يَغْضَبُوْنَ، وَإِنَّمَا بَعَثَنِيْ رَحْمَةً لِّلْعَالَمِيْنَ، فَاجْعَلْهَا عَلَيْهِمْ صَلَاةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ**)) وَاللّٰهِ لَتَنْتَهِيَنَّ أَوْلَأَ كْتُبَنَّ إِلَى عُمَرَ۔

[الصحيحة:۱۷۵۸]

ذکر کیا۔ انھوں نے کہا: حذیفہ اپنے اقوال کے بارے میں مجھ سے زیادہ جانتے ہیں۔ وہ لوگ حضرت حذیفہ کی طرف واپس پلٹے اور کہا: ہم نے تمھاری باتیں سیدنا سلمان کے سامنے رکھیں، انھوں نے تمھاری تصدیق کی ہے نہ تکذیب۔ سیدنا حذیفہ، سلمان کے پاس گئے، وہ اپنے کھیت میں تھے۔ انھوں نے کہا: سلمان! کیا وجہ ہے کہ تم نے رسول اللہ ﷺ سے میری سنی ہوئی باتوں کی تصدیق نہیں کی؟ سلمان نے کہا: بیشک رسول اللہ ﷺ غصے ہو جاتے تھے اور غصے کی حالت میں ہی اپنے صحابہ سے کلام کرتے تھے اور اسی طرح اور اسی حالت میں لوگوں سے گفتگو فرماتے تھے۔ اب تم نے جو انداز اختیار کر رکھا ہے، اس سے کچھ لوگوں میں بعض لوگوں کی محبت اور کچھ لوگوں میں بعض لوگوں کی نفرت پیدا ہو گی اور ان میں اختلاف و افتراق پڑ جائے گا اور تم جانتے ہو کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے خطبے میں ارشاد فرمایا تھا: ”میں اولادِ آدم سے ہی ہوں، میں نے اپنی امت کے جس فرد کو غصے کی حالت میں برا بھلا کہا یا اس پر لعن طعن کیا (تو یاد رہے کہ) مجھے عام انسانوں کی طرح غصہ آتا ہے، لیکن بہرحال مجھے رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجا گیا ہے۔ اے اللہ! تو (میری لعن طعن کو) ان لوگوں کے حق میں باعثِ رحمت بنا دے۔“ حذیفہ! اللہ کی قسم! اب تم یا تو اس طرح کرنے سے باز آ جاؤ یا پھر میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی طرف خط لکھ دوں گا۔

تخریج: الصحیحۃ ۱۷۵۸۔ ابوداود (۴۶۵۹)، اذالسیاق لہ احمد (۵/ ۴۳۷)، طبرانی (۶۱۵۶، ۶۱۵۷)۔

فضل عمر بن الخطاب

سیدنا عمر بن خطاب کی فضیلت کا بیان

۳۴۵۹۔عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَعْدٍ: عَنْ أَبِيْهِ، قَالَ اسْتَأْذَنَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ۔رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ۔عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، وَعِنْدَهُ نِسْوَةٌ مِنْ قُرَيْشٍ، يَسْأَلْنَهُ وَيَسْتَكْثِرْنَهُ، عَالِيَةً أَصْوَاتُهُنَّ عَلٰى صَوْتِهِ،

محمد بن سعد اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے پاس آنے کی اجازت طلب کی، اس وقت آپ کے پاس قریشی عورتیں بیٹھی تھیں، وہ آپ سے سوال کر رہی تھیں، کثرت کا مطالبہ کر رہی تھیں اور بلند آواز میں

فَلَمَّا اسْتَأْذَنَ عُمَرُ تَبَادَرْنَ الْحِجَابَ، فَأَذِنَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ، فَدَخَلَ وَالنَّبِيُّ ﷺ يَضْحَكُ، وَقَالَ:أَضْحَكَ اللّٰهُ سِنَّكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ بِأَبِيْ أَنْتَ وَأُمِّيْ؟! فَقَالَ:((عَجِبْتُ مِنْ هٰؤُلَاءِ اللَّاتِيْ كُنَّ عِنْدِيْ، لَمَّا سَمِعْنَ صَوْتَكَ تَبَادَرْنَ الْحِجَابَ)) فَقَالَ: أَنْتَ أَحَقُّ أَنْ يَهَبْنَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ،ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْهِنَّ، فَقَالَ:يَا عَدُوَّاتِ أَنْفُسِهِنَّ! أَتَهَبْنَنِيْ وَلَمْ تَهَبْنَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ؟ ! فَقُلْنَ: إِنَّكَ أَفَظُّ وَأَغْلَظُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ! قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((إِيْهٍ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ! وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ! مَا لَقِيَكَ الشَّيْطَانُ سَالِكًا فَجًّا، إِلَّا سَلَكَ فَجًّا غَيْرَ فَجِّكَ)). [الصحيحة:٣٦٠٢]

(اپنے مطالبات کا) اظہار کر رہی تھیں۔ جب سیدنا عمر نے اندر آنے کی اجازت لی تو انھوں نے جلدی جلدی پردہ کر لیا۔ نبی ﷺ نے سیدنا عمر کو اجازت دی' جب وہ داخل ہوئے تو آپ ﷺ ہنس رہے تھے۔ انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں اور اللہ تعالی آپ کو ہنسا تا رہے (بھلا مسکرانے کی کیا وجہ ہے)؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے ان عورتوں پر بڑا تعجب ہو رہا ہے' یہ میرے پاس بیٹھی تھیں' جب انھوں نے تمھاری آواز سنی تو جلدی جلدی پردہ کر لیا۔ انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ اس بات کے زیادہ مستحق ہیں کہ آپ سے ڈرا جائے۔ پھر وہ ان عورتوں پر متوجہ ہوئے اور کہا: اپنے نفسوں کی دشمنو! کیا تم مجھ سے ڈرتی ہو اور رسول اللہ ﷺ سے نہیں ڈرتی؟ انھوں نے کہا: آپ رسول اللہ کی نسبت زیادہ سخت رو ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ابن خطاب! بس کرو۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! جب شیطان تجھے کسی گلی میں چلتے دیکھتا ہے تو وہ (تجھ سے خوفزدہ ہو کر) دوسری گلی میں چلتا ہے۔''

فوائد: درحقیقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شخصیت میں ہیبت اور رعب تھا' آپ ﷺ بھی ان کے اس وصف کا خیال رکھتے تھے۔

باب :فضل علي

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان

٣٤٦٠۔عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: اِشْتَكَى النَّاسُ عَلِيًّا ـ رِضْوَانُ اللّٰهِ عَلَيْهِ ـ فَقَامَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِيْنَا خَطِيْبًا، فَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ: ((أَيُّهَا النَّاسُ! لَاتَشْكُوْا عَلِيًّا، فَوَاللّٰهِ إِنَّهُ لَأَخْشَنُ فِيْ ذَاتِ اللّٰهِ .أَوْفِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ. مِنْ أَنْ يُّشْكٰى))

[الصحيحة:٢٤٧٩]

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ لوگوں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی شکایت کی' رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے' خطبہ دیا اور یہ بھی کہا: ''لوگو! علی کی شکایت مت کیا کرو' اللہ کی قسم! وہ اللہ تعالی کی ذات یا اللہ تعالی کے راستے میں اس بات سے اعلی ہے کہ اس کی شکایت کی جائے۔''

تخریج: الصحیحة ۲۴۷۹۔ ابن اسحاق فی السیرة (ابن هشام : ۴/ ۲۵۰)' ومن طریقه احمد (۳/ ۸۶)' حاکم (۱/ ۶۸)۔

فوائد: اول تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ میں قابل اعتراض بات ہو نہیں سکتی اور اگر ہے تو اسے برداشت کیا جائے' کیونکہ ان کی فضیلت و منقبت' مقام و مرتبہ اور شان و عظمت ان کے بشری تقاضوں پر غالب ہیں۔

باب:ميمونة و أم الفضل و سلمیٰ و أسماء بنت عميس هن مؤمنات

میمونہ، ام فضل، سلمی اور اسماء بنت عمیس مومنہ بہنیں ہیں

٣٤٦١ـعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الْعَبَّاسِ مَرْفُوعًا: ((اَلْاَخَوَاتُ الْاَرْبَعُ: مَيْمُوْنَةُ، وَاُمُّ الْفَضْلِ، وَسَلْمٰى، وَاَسْمَاءُ بِنْتُ عُمَيْسٍ .اُخْتُهُنَّ لِاُمِّهِنَّ. مُؤْمِنَاتٌ)). [الصحيحة: ١٧٦٤]

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ چار بہنیں مومنہ ہیں: میمونہ، ام الفضل، سلمی، اسماء بن عمیس۔ مؤخر الذکر اول الذکر تینوں کی اخیافی (یعنی ماں کی طرف سے) بہن ہے۔''

تخريج: الصحيحة ۱۷۶۴۔ ابن سعد (۸/ ۱۳۸)، حاکم (۴/ ۳۲)، ابن عساکر (۳/ ۱۲۱)۔

باب: من فضائل الانصار

انصار کی فضیلت

٣٤٦٢ـعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اَلْاَنْصَارُ شِعَارٌ، وَالنَّاسُ دِثَارٌ، وَلَوْ اَنَّ النَّاسَ اسْتَقْبَلُوْا وَادِيًا اَوْشِعْبًا، وَاسْتَقْبَلَتِ الْاَنْصَارُ وَادِيًا، لَسَلَكْتُ وَادِيَ الْاَنْصَارِ، وَلَوْلَا الْهِجْرَةُ لَكُنْتُ اِمْرَاءً مِنَ الْاَنْصَارِ)).

سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''انصار تحتانی لباس (یعنی مخصوص) لوگ ہیں اور دوسرے لوگ فوقانی لباس (یعنی عام لوگ) ہیں۔ اگر عام لوگ ایک وادی میں چلیں اور انصار ایک میں تو میں انصاریوں کی وادی میں چلوں گا، اگر ہجرت نہ ہوتی تو میں بھی انصاری ہوتا۔''

تخريج: الصحيحة ۱۷۶۸۔ ابن ماجه (۱۶۴)، بخاری (۳۱۴۶، ۴۳۳۰، ۴۳۳۲)، مسلم (۱۰۵۹، ۱۰۶۱) من حديث انس و عبدالله بن زيد نحوه

٣٤٦٣ـقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَلْاَنْصَارُ كَرِشِيْ وَعَيْبَتِيْ، وَالنَّاسُ سَيَكْثُرُوْنَ وَيَقِلُّوْنَ، فَاقْبَلُوْا مِنْ مُحْسِنِهِمْ، وَتَجَاوَزُوْا عَنْ مُسِيْئِهِمْ)) جَاءَ مِنْ حَدِيْثِ اَنَسٍ، وَاُسَيْدِ ابْنِ حُضَيْرٍ، وَاَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ، وَكَعْبِ بْنِ مَالِكٍ۔[الصحيحة:٣٦٠٦]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''انصار میرے مخلص ساتھی اور ہمراز ہیں، دوسرے لوگ بڑھتے رہیں گے اور وہ گھٹتے، انصاریوں کی اچھائیاں قبول کرو اور ان کی برائیوں کو نظر انداز کر دو۔'' یہ حدیث سیدنا انس، سیدنا اسید بن حضیر، سیدنا ابو سعید خدری اور سیدنا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی گئی ہے۔

تخريج: الصحيحة ۳۶۰۶۔ (۱) انس: بخاری (۳۸۰۱)، واللفظ له مسلم (۲۵۱۰)، ترمذی (۳۹۰۷)۔ (۲) اسید بن حضير: نسائی فی الکبریٰ (۸۳۲۴)۔ (۳) ابو سعید: ترمذی (۳۹۰۴)، احمد (۳/ ۸۹)۔ (۴) کعب بن مالک رضی اللہ عنہ: حاکم (۴/ ۷۸)، طبرانی (۱۹/ ۷۹)۔

باب: من فضائل الانصار

انصار کی فضیلت

٣٤٦٤ـعَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ مَرْفُوْعًا:

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے

((اَلْاَنْصَارُ لَا يُحِبُّهُمْ اِلَّا مُؤْمِنٌ، وَلَا يُبْغِضُهُمْ اِلَّا مُنَافِقٌ، فَمَنْ اَحَبَّهُمْ اَحَبَّهُ اللّٰهُ، وَمَنْ اَبْغَضَهُمْ اَبْغَضَهُ اللّٰهُ)). [الصحيحة:١٩٧٨]

فرمایا: ''انصاریوں سے محبت کرنے والا مومن اور ان سے بغض سے رکھنے والا منافق ہی ہوسکتا ہے۔ اللہ اس سے محبت کرے جوان سے محبت کرتا ہے اور اس سے بغض رکھے جو ان سے بغض رکھتا ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۹۷۵۔ بخاری (۳۷۸۳)' مسلم (۷۵)' ترمذی (۳۹۰۰)' ابن ماجه (۱۶۳)' احمد (۴/ ۲۹۲)۔

فضل خديجة

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت کا بیان

٣٤٦٥۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((بَشِّرُوْا خَدِيْجَةَ بِبَيْتٍ فِيْ الْجَنَّةِ مِنْ قَصَبٍ، لَا صَخَبٌ فِيْهِ وَلَا نَصَبٌ)) جَاءَ مِنْ حَدِيْثِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ اَبِيْ اَوْفٰي، وَعَائِشَةَ وَاَبِيْ هُرَيْرَةَ، وَعَبْدِاللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ، وَرَجُلٍ مِّنَ الصَّحَابَةِ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''خدیجہ کو جنت میں یاقوت والے موتیوں کے گھر کی خوشخبری سنا دو' اس میں شور وغل ہوگا نہ تعب و تکان۔'' یہ حدیث سیدنا عبداللہ بن ابو اوفی' سیدہ عائشہ' سیدنا ابو ہریرہ' سیدنا عبداللہ بن جعفر اور ایک اور صحابی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۶۰۸۔ بخاری (۱۷۹۲'۳۸۱۹) واللفظ له و مسلم (۲۴۳۳)' عن عبدالله بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ' وقد تقدم برقم (۳۳۹۷) فانظره۔

فوائد: نبی کریم کی دعوت پر سب سے پہلے لبیک کہنے والی' گھبراہٹوں میں آپ ﷺ کا سہارا بننے والی اور آپ ﷺ پر اپنا سرمایہ لٹا دینے والی آپ کی وفادار بیوی سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا تھیں۔ اللہ تعالی نے ان کی قربانیوں کی قدر دانی کی اور انھیں جنت میں گھر کی بشارت سنوادی۔

باب: من بعوث الدعوة و كرامة لابى امامة

داعی بنا کر بھیجے جانے کی وجہ سے ابوامامہ کی عزت و تکریم اور فضیلت

٣٤٦٦۔ عَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ، قَالَ: ((بَعَثَنِيْ اِلٰي [قَوْمِيْ] (باهلة)،[فَانْتَهَيْتُ اِلَيْهِمْ وَاَنَا طَاوٍ]، فَاَتَيْتُ وَهُمْ عَلٰي طَعَامٍ، (وَفِيْ رِوَايَةٍ:يَاكُلُوْنَ دَمًا) فَرَجَعُوْا بِيْ وَاَكْرَمُوْنِيْ، [قَالُوْا: مَرْحَبًا بِالصَّدِيِّ بْنِ عَجْلَانَ، قَالُوْا بَلَغَنَا اَنَّكَ صَبَوْتَ اِلٰي هٰذَا الرَّجُلِ•قُلْتُ: لَا، وَلٰكِنْ اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ وَبِرَسُوْلِهِ، وَبَعَثَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِلَيْكُمْ اَعْرِضُ عَلَيْكُمُ الْاِسْلَامَ وَشَرَائِعَهُ]وَقَالُوْا: تَعَالَ كُلْ فَقُلْتُ: [وَيْحَكُمْ اِنَّمَا] جِئْتُ

سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے میری قوم ''باہلہ'' کی طرف (بحیثیت مبلغ) بھیجا' جب میں ان کے پاس پہنچا تو بھوکا تھا' اور وہ اس وقت کھانا بھی کھا رہے تھے' (ایک روایت میں ہے کہ وہ خون کھا رہے تھے)۔ انھوں نے میری طرف توجہ دھری اور میری عزت کی' انھوں نے کہا: صدی بن عجلان کو خوش آمدید۔ انھوں نے کہا: ہمیں یہ خبر موصول ہوئی ہے کہ تم اس آدمی (محمد ﷺ) کی طرف مائل ہو گئے ہو (کیا بات اسی طرح ہے)؟ میں نے کہا: نہیں' میں تو اللہ تعالی اور اس کے رسول پر ایمان لایا ہوں اور اب رسول اللہ ﷺ نے مجھے بھیجا ہے تاکہ

لِأَنْهَاكُمْ عَنْ هٰذَا، وَأَنَا رَسُوْلُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَتَيْتُكُمْ لِتُؤْمِنُوْا بِهِ [فَجَعَلْتُ أَدْعُوْهُمْ إِلَى الْإِسْلَامِ] فَكَذَّبُوْنِيْ وَزَبَرُوْنِيْ،[فَقُلْتُ لَهُمْ: وَيْحَكُمْ، اِئْتُوْنِيْ بِشَيْءٍ مِّنْ مَّاءٍ فَإِنِّيْ شَدِيْدُ الْعَطَشِ، قَالَ: وَعَلَيَّ عَمَامَتِيْ قَالُوْا: لَا وَلٰكِنْ نَدَعُكَ تَمُوْتُ عَطَشًا] فَانْطَلَقْتُ وَأَنَا جَائِعٌ ظَمْآنُ قَدْ نَزَلَ بِيْ جَهْدٌ شَدِيْدٌ،[قَالَ: فَاغْتَمَمْتُ، وَضَرَبْتُ رَأْسِيْ فِي الْعَمَامَةِ] فَنِمْتُ [فِي الرَّمْضَاءِ فِيْ جُهْدٍ شَدِيْدٍ] فَأَتَيْتُ فِيْ مَنَامِيْ بِشَرْبَةٍ مِنْ لَّبَنٍ [لَمْ يَرَ النَّاسُ أَلَذَّ مِنْهُ، فَأَمْكَنَنِيْ مِنْهَا]، فَشَرِبْتُ وَرَوِيْتُ وَعَظُمَ بَطْنِيْ، فَقَالَ الْقَوْمُ: أَتَاكُمْ رَجُلٌ مِنْ خِيَارِكُمْ وَأَشْرَافِكُمْ فَرَدَدْتُمُوْهُ، فَاذْهَبُوْا إِلَيْهِ فَأَطْعِمُوْهُ مِنَ الطَّعَامِ وَالشَّرَابِ مَا يَشْتَهِيْ. فَأَتَوْنِيْ بِطَعَامٍ! قُلْتُ: لَا حَاجَةَ لِيْ فِيْ طَعَامِكُمْ وَشَرَابِكُمْ، فَإِنَّ اللّٰهَ قَدْ أَطْعَمَنِيْ وَسَقَانِيْ، فَانْظُرُوْا إِلَى الْحَالِ الَّتِيْ أَنَا عَلَيْهَا،[فَأَرَيْتُهُمْ بَطْنِيْ] فَنَظَرُوْا، فَآمَنُوْا بِيْ وَبِمَا جِئْتُ بِهِ مِنْ عِنْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ [فَأَسْلَمُوْا عَنْ آخِرِهِمْ])). [الصحيحة: ٢٧٠٦]

میں تم پر اسلام اور اس کے شرعی قوانین پیش کروں۔ انھوں نے کہا: آؤ' کھانا کھاؤ۔ میں نے کہا: تمھارا ستیاناس ہو میں تو تمھیں اس (قسم کے کھانوں سے) منع کرنے کے لئے آیا ہوں' میں رسول اللہ ﷺ کا قاصد ہوں' میں تمھارے پاس آیا ہوں تا کہ تم لوگ مومن بن جاؤ' میں انھیں دعوتِ اسلام دیتا رہا اور وہ مجھے جھٹلاتے اور جھڑکتے رہے۔ میں نے انھیں کہا: تمھارا ناس ہو میں سخت پیاسا ہوں' پانی تو پلاؤ اور میری پگڑی مجھے واپس کرو۔ انھوں نے کہا: نہیں' ہم تجھے یوں ہی چھوڑے رکھیں گے' حتی کہ تو مر جائے گا۔ میں سخت بھوک اور پیاس کی حالت میں وہاں سے چل دیا' میں اس وقت بری طرح تھک ہار چکا تھا اور دم گھٹ رہا تھا' میں نے اپنا سر پگڑی میں دیا اور گرمی کی شدت میں تپتی ہوئی زمین پر سو گیا' خواب میں میرے پاس دودھ لایا گیا (اور اتنا لذیذ کہ) لوگوں نے اس جیسا لذت والا دودھ نہیں دیکھا ہو گا' مجھے اس کو پینے کا موقع دیا گیا' میں نے پیا اور سیراب ہو گیا اور میرا پیٹ بڑا ہو گیا۔ لوگوں نے (میری قوم سے) کہا: تمھارے پاس ایک اعلی واشرف آدمی آیا تھا' لیکن تم نے (اس کی کوئی عزت نہیں کی) اور اسے دھتکار دیا' جاؤ اور اسے اس کی چاہت کے مطابق کھانا کھلاؤ اور مشروب پلاؤ۔ وہ میرے پاس کھانا لائے' لیکن میں نے کہا: مجھے تمھارے کھانے پینے کی کوئی ضرورت نہیں' اللہ تعالیٰ نے مجھے کھلایا بھی ہے اور پلایا بھی ہے۔ یہ میرا وجود دیکھ لو۔ پھر میں نے ان کو اپنا (سیر وسیراب) پیٹ دکھایا' جب انھوں نے یہ (معجزانہ) صورتحال دیکھی تو وہ مجھ پر اور جو کچھ میں رسول اللہ ﷺ کی طرف سے لایا تھا' اس پر ایمان لے آئے اور سارے کے سارے مسلمان ہو گئے۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۸۰۶۔ طبرانی فی الکبیر (۸۰۹۹)' حاکم (۳/ ۶۴۱'۶۴۲)۔

فوائد: اس میں سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ کی کرامت کا بیان ہے' کہ جس کو دیکھ کر ان کی پوری قوم مشرف باسلام ہو گئی۔ دراصل نبی کریم ﷺ کی اطاعت و فرمانبرداری میں دنیا و آخرت کا عروج پنہاں ہے۔

باب قتل الحسين بشط الفرات

٣٤٦٧۔عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ نَجِيٍّ عَنْ اَبِیْهِ، اَنَّهٗ سَارَ مَعَ عَلِيٍّ وَکَانَ صَاحِبَ مِطْهَرَتِهٖ، فَلَمَّا حَاذٰی (نینوی) وَهُوَ مُنْطَلِقٌ اِلٰی صِفِّیْنَ، فَنَادٰی عَلِيٌّ:اِصْبِرْ اَبَا عَبْدِاللّٰہِ: اِصْبِرْ اَبَا عَبْدِاللّٰہِ بِشَطِّ الْفُرَاتِ، قُلْتُ: وَمَا ذَا؟ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَی النَّبِيِّ ﷺ ذَاتَ یَوْمٍ وَعَیْنَاهُ تَفِیْضَانِ، قُلْتُ: یَا نَبِيَّ اللّٰہِ اَغْضَبَكَ اَحَدٌ؟ مَا شَاْنُ عَیْنَیْكَ تَفِیْضَانِ؟ قَالَ: ((بَلْ قَامَ مِنْ عِنْدِيْ جِبْرِیْلُ مِنْ قَبْلُ، فَحَدَّثَنِيْ اَنَّ الْحُسَیْنَ یُقْتَلُ بِشَطِّ الْفُرَاتِ)). قَالَ: فَقَالَ: هَلْ لَّكَ اِلَيَّ اَنْ اُشِمَّكَ مِنْ تُرْبَتِهٖ؟ قَالَ: قُلْتُ: نَعَمْ، فَمَدَّ یَدَهٗ فَقَبَضَ قَبْضَةً مِنْ تُرَابٍ فَاَعْطَانِیْهَا، فَلَمْ اَمْلِكْ عَیْنَيَّ اَنْ فَاضَتَا۔ [الصحیحة:١١٧١]

فرات کے کنارے سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کا بیان

عبداللہ بن نجی اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ طہارت والے پانی کا برتن اٹھا کر سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ چل رہے تھے جب وہ صفین کی طرف جاتے ہوئے نینوی مقام تک پہنچے تو سیدنا علی نے آواز دی: ابوعبداللہ! ٹھہر جاؤ' دریائے فرات کے کنارے ٹھہر جاؤ۔ میں نے کہا: ادھر کیا ہے؟ انھوں نے کہا: میں ایک دن نبی ﷺ کے پاس گیا' اس حال میں آپ کی آنکھیں اشک بار تھیں۔ میں نے کہا: اے اللہ کے نبی! کسی نے آپ کو غصہ دلایا ہے؟ آپ کی آنکھیں کیوں آنسو بہا رہی ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''آپ کی آمد سے قبل جبریل امین میرے پاس سے اٹھ کر گئے ہیں' انھوں نے مجھے خبر دی ہے کہ حسین کو دریائے فرات کے کنارے قتل کر دیا جائے گا۔'' پھر آپ نے فرمایا: میں تجھے اس کی مٹی کی خوشبو سونگھاؤں؟ میں نے کہا: جی ہاں۔ آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ لمبا کیا' مٹی کی مٹھی بھری اور مجھے دے دی۔ میں اپنے آپ پر قابو نہ پا سکا اور رونے لگ گیا۔

تخریج: الصحیحة ۱۱۷۱۔ احمد (۱/ ۸۵)' البزار (البحر الزخار: ۸۸۴)' ابویعلی (۳۶۳)' طبرانی (۲۸۱۱)۔

فوائد: سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی میدانِ کربلا میں شہادت امت مسلمہ کے چہرے پر سیاہ دھبہ ہے۔ آپ ﷺ نے سیدنا جبریل علیہ السلام کے بتانے سے پہلے ہی پیشین گوئی فرما دی تھی۔

باب: خلافة عمر حق و بعد ابی بکرؓ

سیدنا عمرؓ کی خلافت حق ہے اور ابوبکرؓ کی خلافت کے بعد ہے

٣٤٦٨۔قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ ((بَیْنَمَا اَنَا عَلٰی بِئْرٍ اَنْزِعُ مِنْهَا، جَاءَنِيْ اَبُوْبَکْرٍ وَعُمَرُ، فَاَخَذَ اَبُوْبَکْرٍ الدَّلْوَ، فَنَزَعَ ذَنُوْبًا اَوْذَنُوْبَیْنِ، وَفِيْ نَزْعِهٖ ضُعْفٌ، وَاللّٰہُ یَغْفِرُلَهٗ! ثُمَّ اَخَذَهَا ابْنُ الْخَطَّابِ مِنْ یَدِ اَبِيْ بَکْرٍ، فَاسْتَحَالَتْ فِيْ یَدِهٖ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں ایک کنویں سے پانی کھینچ رہا تھا' میرے پاس ابوبکر آئے' انھوں نے ڈول پکڑا اور دو تین ڈول کھینچے اس کے کھینچنے میں کمزوری دکھائی دے رہی تھی اور اللہ تعالیٰ اسے بخش دے گا۔ پھر ابوبکر کے ہاتھ سے عمر بن خطاب نے پکڑ لیا' پھر تو وہ بہت بڑا ڈول ثابت ہوا' میں نے ایسا باکمال آدمی نہیں

غربًا، فَلَمْ اَرَ عَبْقَرِيًّا مِنَ النَّاسِ يَفْرِي فِرْيَهُ، فَنَزَعَ، حَتّٰى ضَرَبَ النَّاسُ بعطن)). جَاءَ مِنْ حَدِيْثِ ابْنِ عُمَرَ، وَاَبِيْ هُرَيْرَةَ، وَاَبِي الطُّفَيْلِ۔ [الصحيحة: ٣٦١٤]

دیکھا جو اس طرح کام کرتا ہو انھوں نے اتنا پانی کھینچا کہ لوگ اپنے اونٹوں کو سیراب کر کے پانی کے پاس ٹھیر گئے۔" یہ حدیث سیدنا عبداللہ بن عمر، سیدنا ابو ہریرہ اور سیدنا ابو طفیل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

تخریج: الصحیحة ۳۶۱۴۔ (۱) ابن عمر: بخاری (۳۶۳۴)، مسلم (۲۳۹۳)، ترمذی (۲۲۸۹)۔ (۲) ابو ہریرة: بخاری (۳۶۶۴)، مسلم (۲۳۹۲)۔ (۳) ابو الطفیل رضی اللہ عنہ: احمد (۵/ ۴۵۵)۔

فوائد: اس خواب کی تعبیر سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی بالترتیب خلافت ہے۔ اول الذکر کی کمزور اور ایک دو ڈول سے مراد یہ ہے کہ وہ زیادہ دیر تک مسلمانوں کی خدمت نہ کر سکیں گے اور جلدی فوت ہو جائیں گے۔ یہ ساری کی سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے پوری کر دی۔

فضل عمرؓ بدينه

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی دین کی وجہ سے فضیلت

٣٤٦٩۔عَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حَنِيْفٍ، عَنْ بَعْضِ اَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ، اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((بَيْنَمَا اَنَا نَائِمٌ، رَاَيْتُ النَّاسَ يُعْرَضُوْنَ عَلَيَّ وَعَلَيْهِمْ قُمُصٌ، مِنْهَا مَا يَبْلُغُ الثُّدِيَّ، وَمِنْهَا مَا يَبْلُغُ اَسْفَلَ مِنْ ذٰلِكَ، فَعُرِضَ عَلَيَّ عُمَرُ وَعَلَيْهِ قَمِيْصٌ يَجُرُّهُ، قَالُوْا: فَمَا اَوَّلْتَهُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟! قَالَ: اَلدِّيْنَ)). [الصحيحة: ٣٦١٢]

ابوامامہ بن سہل بن حنیف ایک صحابی رسول سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "میں سو رہا تھا، اچانک کیا دیکھتا ہوں کہ لوگ مجھ پر اس حال میں پیش کیے جانے لگے کہ انھوں نے قمیصیں پہنی ہوئی تھیں، کسی کی قمیص سینے تک لمبی تھی، کسی کی اس سے نیچے تک، اتنے میں عمر کو پیش کیا گیا، ان کی قمیص تو (اتنی لمبی تھی کہ) گھسٹ رہی تھی۔" صحابہ نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! اس خواب کی کیا تعبیر ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "(قمیصوں سے مراد) دین ہے۔"

تخریج: الصحیحة ۳۶۱۲۔ عبدالرزاق (۲۰۳۸۵) وعنہ احمد (۵/ ۳۷۳، ۳۷۴)، ترمذی (۲۲۸۶) بھذا الاسناد بخاری (۲۳، ۲۳۹۰)، مسلم (۲۳۹۰) بھذا الاسناد عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ۔

فوائد: سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نبوی شہادت کے مطابق دین اسلام سے مکمل طور پر مزین تھے۔

باب: افضل النساء

عورتوں میں سب سے افضل کون

٣٤٧٠۔عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: خَطَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي الْاَرْضِ اَرْبَعَةَ اَخْطُطٍ، ثُمَّ قَالَ: ((تَدْرُوْنَ مَا هٰذَا؟)) قَالُوْا: اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ اَعْلَمُ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَفْضَلُ نِسَاءِ اَهْلِ

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے زمین پر چار خطوط کھینچے پھر پوچھا: "کیا تم ان لکیروں کے بارے میں جانتے ہو؟" انھوں نے کہا: اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: "اہل جنت عورتوں میں سب

الْجَنَّةِ خَدِيجَةُ بِنْتُ خُوَيْلِدٍ، وَفَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ، وَمَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ، وَآسِيَةُ بِنْتُ مُزَاحِمٍ امْرَأَةُ فِرْعَوْنَ)). [الصحيحة: ۱۵۰۸]

سے افضل یہ چار ہیں: خدیجہ بنت خویلد، فاطمہ بنت محمد (ﷺ)، مریم بنت عمران اور فرعون کی بیوی آسیہ بنت مزاحم۔"

تخريج: الصحيحة ۱۵۰۸۔ احمد (۱/ ۲۹۳)، طحاوی فی مشکل الآثار (۱/ ۵۰)، حاکم (۲/ ۵۹۴)، طبرانی (۱۱۹۲۸)۔

باب: من زهده ﷺ وتواضعه

نبی کریم ﷺ کا زہد اور تواضع

۳۴۷۱۔عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ،قَالَ: ((تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَإِنَّ نَمِرَةً مِنْ صُوْفٍ تُنْسَجُ لَهُ)). [الصحيحة: ۲٦٨٧]

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جب رسول اللہ ﷺ فوت ہوئے تو اس وقت ان کے لئے اون کی دھاری دار چادر بنی جا رہی تھی۔

تخريج: الصحيحة ۲۶۸۷۔ بیہقی فی الشعب (۶۱۹۵)۔

باب: جواز هجاء المشركين دفاعًا عن النبی صلى الله عليه وسلم

نبی کریم ﷺ کے دفاع میں مشرکین کی ہجو کا جواز

۳۴۷۲۔عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ : أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أُتِيَ فَقِيْلَ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّ أَبَا سُفْيَانَ بْنَ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ يَهْجُوْكَ، فَقَامَ ابْنُ رَوَاحَةَ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ائْذَنْ لِّي فِيْهِ، فَقَالَ: أَنْتَ الَّذِيْ تَقُوْلُ: ((ثَبَّتَ اللّٰهُ......؟)) قَالَ: نَعَمْ، قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ!

فَثَبَّتَ اللّٰهُ مَاأَعْطَاكَ مِنْ حُسْنٍ
تَثْبِيْتَ مُوْسٰى وَنَصْرًا مِثْلَ مَانُصِرُوْا

قَالَ:((وَأَنْتَ يَفْعَلُ اللّٰهُ بِكَ خَيْرًا مِثْلَ ذٰلِكَ)) ثُمَّ وَثَبَ كَعْبٌ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ: ائْذَنْ لِّي فِيْهِ : قَالَ: ((أَنْتَ الَّذِيْ تَقُوْلُ: هَمَّتْ......)) قَالَ: نَعَمْ، قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ:

هَمَّتْ سَخِيْنَةُ ان تغالب ربها
فليغلبن مغالب الغلاب

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے کہا گیا: اے اللہ کے رسول! ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب آپ کی ہجو (مذمت) کر رہا ہے۔ سیدنا ابن رواحہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے اس کا جواب دینے کی اجازت دیجئے، آپ ﷺ نے پوچھا: "تم وہی ہو جو "ثبت اللہ ......" والا شعر کہتے ہو؟" انھوں نے کہا: جی ہاں۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول!

اللہ تعالی نے آپ کو جو حسن عطا کیا ہے، وہ آپ کو اس پر برقرار رکھے
جس طرح کہ موسی (علیہ السلام) کو ثابت قدم رکھا اور ایسی مدد فرمائے جس طرح کی ان کی مدد کی گئی تھی

آپ ﷺ نے فرمایا: "اور اللہ تعالی تیرے ساتھ اسی طرح کا خیرو بھلائی والا معاملہ فرمائیں گے۔" پھر سیدنا کعب رضی اللہ عنہ اچھل کر سامنے آئے اور کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے اس کا جواب دینے کی اجازت دیجئے۔ آپ نے پوچھا: تم وہی ہو جو "همت ......"

قَالَ:((اَمَا اِنَّ اللّٰهَ لَمْ يَنْسَ لَكَ ذٰلِكَ))
قَالَ: ثُمَّ قَامَ حَسَّانُ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اِيْذَنْ لِّيْ فِيْهِ، وَاَخْرَجَ لِسَانًا لَهُ اَسْوَدَ، فَقَالَ:يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اِيْذَنْ لِّيْ اِنْ شِئْتَ اَفْرَيْتُ بِهِ الْمَزَادَ فَقَالَ:((اِذْهَبْ اِلٰى اَبِيْ بَكْرٍ لِيُحَدِّثَكَ حَدِيْثَ الْقَوْمِ وَاَيَّامَهُمْ وَاَحْسَابَهُمْ، ثُمَّ اهْجُهُمْ وَجِبْرِيْلُ مَعَكَ)) [الصحيحة: ١٩٧٠]

والا شعر کہتے ہو؟" انھوں نے کہا: جی ہاں' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول!

آپ ﷺ نے فرمایا: "آگاہ رہو! اللہ تعالیٰ تمھارے اس شعر کو نہیں بھولے گا۔" پھر سیدنا حسان رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے اجازت دیجئے۔ پھر انھوں نے اپنی زبان نکالی' جس کا رنگ سیاہ تھا اور کہا: اے اللہ کے رسول! آپ مجھے اجازت دیں' اگر میں چاہوں تو ان کے (چمڑے کے) مشکیزے کو چاک کر دوں گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "پہلے ابوبکر کے پاس جاؤ' تا کہ وہ تجھے ان لوگوں کے قول و کردار' تاریخ و تذکرہ اور حسب و نسب پر آگاہ کر سکیں' پھر ان کی مذمت کرنا اور (یہ بھی یاد رکھو کہ) جبریل امین تمھارے ساتھ ہوں گے۔"

تخریج: الصحيحة ١٩٧٠- حاكم (٣/ ٣٨٨'٣٨٩)' ابن عساكر فى تاريخ مشق (٣/ ٢٨٦)-

فوائد: عہد نبوی میں دشمنوں کے حوصلے پست کرنے کے لئے اشعار کے ذریعے ان کی مذمت کی جاتی تھی اور یہ شعری مجموعے ان پر قیامت بن کر برس پڑتے تھے' جیسا کہ سیدنا کعب بن مالک بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَكَأَنَّمَا تَنْضَحُوْنَهُمْ بِالنَّبْلِ فِيمَا تَقُوْلُوْنَ لَهُمْ مِنَ الشِّعْرِ۔) [صحیحہ:١٩٤٩] یعنی: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! (دشمنوں کی مذمت کرتے ہوئے) جو شعر تم کہتے ہو یہ (ان پر) تیر برسانے کی طرح ہیں۔

٣٤٧٣- عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ، قَالَ: ((جَالَسْتُ النَّبِيَّ اَكْثَرَ مِنْ مِئَةِ مَرَّةٍ، فَكَانَ اَصْحَابُهُ ﷺ يَتَنَاشَدُوْنَ الشِّعْرَ، وَيَتَذَاكَرُوْنَ اَشْيَاءَ مِنْ اَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ، وَهُوَ سَاكِتٌ، فَرُبَمَا تَبَسَّمَ مَعَهُمْ))
[الصحيحة:٤٣٤]

سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ سو سے زیادہ دفعہ مجلس کی' آپ ﷺ کی موجودگی میں صحابہ اشعار پڑھتے تھے اور جاہلیت والے امور کا تذکرہ کرتے تھے' آپ خاموش بیٹھے رہتے یا بسا اوقات مسکرا دیتے تھے۔

تخریج: الصحيحة ٤٣٤- ترمذى (٢٨٥٩)' ابوداؤد الطيالسى (٧٧١)' احمد(٥/ ٨٦'٨٨)' مسلم (٦٧٠)' بمعناه فى اثناء حديث-

فوائد: اس کا مطلب یہ ہوا کہ ماضی کے واقعات کا تذکرہ کر کے کبھی کبھار گپ شپ لگائی جا سکتی ہے۔

فضل الانصار ولاسيما عبدالله بن عمرو بن حرام و سعد بن عباده

انصار اور خصوصاً عبداللہ بن عمرو بن حرام اور سعد بن عبادہ کی فضیلت کا بیان

٣٤٧٤-عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: اَمَرَ اَبِيْ

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میرے باپ نے مجھے خزیرہ

بِخَزِيرَةٍ فَصَنَعْتُ، ثُمَّ أَمَرَنِي فَأَتَيْتُ بِهَا النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: فَأَتَيْتُهُ وَهُوَ فِي مَنْزِلِهِ قَالَ: فَقَالَ لِيْ: مَاذَامَعَكَ يَا جَابِرُ؟ أَلَحْمٌ ذَا؟ قَالَ: قُلْتُ: لَاقَالَ: فَأَتَيْتُ أَبِيْ، فَقَالَ لِيْ: هَلْ رَأَيْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ؟ قُلْتُ: نَعَمْ قَالَ: فَهَلَّا سَمِعْتَهُ يَقُوْلُ شَيْئًا؟ قُلْتُ: نَعَمْ قَالَ لِيْ: مَاذَا مَعَكَ يَا جَابِرُ؟ أَلَحْمٌ ذَا؟ قَالَ: لَعَلَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يَّكُوْنَ اشْتَهٰى فَأَمَرَ بِشَاةٍ دَاجِنٍ، فَذُبِحَتْ، ثُمَّ أَمَرَ بِهَا فَشُوِيَتْ، ثُمَّ أَمَرَنِيْ فَأَتَيْتُ بِهَا النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ لِيْ: مَاذَا مَعَكَ يَا جَابِرُ؟ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ: ((جَزَى اللّٰهُ الْأَنْصَارَ عَنَّا خَيْرًا، وَلَا سِيَّمَا عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ حَرَامٍ وَسَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ))

[الصحيحة: ٤٦١]

(ایک کھانا جو قیمے اور آٹے سے بنایا جاتا ہے) تیار کرنے کا حکم دیا، جب میں نے وہ تیار کیا تو مجھے حکم دیا کہ یہ کھانا نبی ﷺ کے پاس لے جاؤ۔ میں تمہارے پاس گیا، آپ گھر میں ہی تھے، آپ نے پوچھا: ”جابر! آپ کے پاس کون سی چیز ہے؟ آیا گوشت ہے؟“ میں نے کہا: نہیں۔ میں اپنے باپ کے پاس واپس آ گیا، انھوں نے پوچھا: کیا رسول اللہ ﷺ سے تیری ملاقات ہوئی؟ میں نے کہا: جی ہاں۔ انھوں نے کہا: تو نے ان کی کوئی بات سنی؟ میں نے کہا: جی ہاں، آپ ﷺ نے مجھے فرمایا: ”جابر! تیرے پاس کیا ہے؟ آیا گوشت ہے؟“ انھوں نے کہا: ممکن ہے کہ رسول اللہ ﷺ گوشت کھانے کے خواہشمند ہوں۔ چنانچہ انھوں نے پالتو بکری کو ذبح کرنے کا حکم دیا، اسے ذبح کیا گیا، پھر اسے بھونا گیا، پھر میرے باپ نے مجھے حکم دیا کہ یہ نبی ﷺ کے پاس لے جاؤ، میں لے گیا، جب آپ نے مجھے دیکھا تو پوچھا: ”جابر! تیرے پاس کیا ہے؟“ میں نے بتایا (کہ گوشت ہے)۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالی ہماری طرف سے انصاریوں کو جزائے خیر دے، بالخصوص عبداللہ بن عمرو بن حرام اور سعد بن عبادہ کو۔“

تخریج: الصحیحۃ ۴۶۱۔ ابو یعلی (۲۰۷۹، ۲۸۰۱)، ابن السنی فی عمل الیوم واللیلۃ (۴۷۶) نسائی فی الکبری (۸۲۸۱)، ابن حبان (۷۰۲۰)۔

فوائد: سیدنا جابر کے باپ سیدنا عبداللہ ﷺ انصاری تھے۔ ان کی محبت کا عالم ملاحظہ ہو کہ نبی کریم ﷺ کے اس استفسار کہ ”تیرے پاس گوشت ہے؟“ پر انہوں نے بکری ذبح کر کے کھال اتار کر گوشت بنایا، پھر پکایا اور پھر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں بھیجا۔ اس سارے کام میں دو اڑھائی گھنٹے تو لگے ہوں گے۔ ان کی محبت حقیقی تھی، سطحی نہیں تھی۔ اس لیے انہوں نے یہ پوچھنے کی کوشش نہیں کہ کہ یا رسول اللہ! کیا آپ کو گوشت چاہیے؟ بلکہ گھر کا پالتو جانور ذبح کر دیا۔

باب: فضل الحسن و الحسین

سیدنا حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کی فضیلت کا بیان

٣٤٧٥۔ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ، قَالَ: وَفَدَ الْمِقْدَامُ بْنُ مَعْدِيْ كَرِبَ وَعَمْرُو بْنُ الْأَسْوَدِ إِلٰى مُعَاوِيَةَ، فَقَالَ مُعَاوِيَةُ لِلْمِقْدَامِ: أَعَلِمْتَ أَنَّ

خالد بن معدان کہتے ہیں کہ مقدام بن معدی کرب اور عمرو بن اسود رضی اللہ عنہما معاویہ ﷺ کے پاس گئے، معاویہ نے مقدام سے کہا: کیا تجھے پتہ ہے کہ حسن بن علی ﷺ فوت ہو گئے

الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ تُوُفِّيَ؟ فَرَجَّعَ الْمِقْدَامُ، فَقَالَ لَهُ مُعَاوِيَةُ: أَتَرَاهَا مُصِيبَةً؟ فَقَالَ: وَلِمَ لَا أَرَاهَا مُصِيبَةً، وَقَدْ وَضَعَهُ رَسُولُ اللّٰهِ فِي حِجْرِهِ وَقَالَ: ((اَلْحَسَنُ مِنِّي، وَالْحُسَيْنُ مِنْ عَلِيٍّ)) [الصحيحة:۸۱۱]

ہیں؟ انھوں نے "انا اللہ وانا الیہ راجعون" کہا۔ سیدنا معاویہ نے ان سے پوچھا: کیا آپ اس خبر کو آزمائش سمجھتے ہیں؟ انھوں نے کہا: میں اس واقعہ کو ابتلاء و آزمائش کیوں نہ سمجھوں‘ حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا حسن کو اپنی گود میں بٹھایا اور فرمایا: ’’حسن مجھ سے ہے اور حسین علی سے۔‘‘

تخریج: الصحیحۃ ۸۱۱۔ ابو داؤد (۴۱۳۱)‘ احمد (۳/ ۱۳۲)‘ بخاری فی التاریخ الصغیر (۱/ ۱۱۱)‘ طبرانی (۲۰/ ۲۶۹)۔

۳٤۷٦۔قَالَ ﷺ ((اَلْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ سَيِّدَا شَبَابِ أَهْلِ الْجَنَّةِ)) وَرَدَ مِنْ حَدِيثِ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، وَحُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ، وَعَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، وَعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، وَعَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ، وَعَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، وَالْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ، وَجَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، وَقُرَّةَ بْنِ إِيَاسٍ۔ [الصحيحة:۷۹٦]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’حسن اور حسین جنتی نوجوانوں کے سردار ہوں گے۔‘‘ یہ حدیث سیدنا ابو سعید خدری‘ سیدنا حذیفہ بن یمان‘ سیدنا علی بن ابو طالب‘ سیدنا عمر بن خطاب‘ سیدنا عبداللہ بن مسعود‘ سیدنا عبداللہ بن عمر‘ سیدنا براء بن عازب‘ سیدنا ابو ہریرہ‘ سیدنا جابر بن عبداللہ اور سیدنا قرہ بن ایاس رضی اللہ عنہم سے مروی ہے۔

تخریج: الصحیحۃ ۷۹۶۔ ترمذی (۳۷۶۸)‘ احمد (۳/ ۳)‘ حاکم (۳/ ۱۶۶‘۱۶۷)‘ من حدیث ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ ترمذی (۳۷۸۱) واحمد (۵/ ۳۹۱)‘ عن حذیفۃ رضی اللہ عنہ وابو نعیم (۴/ ۱۴۰) والخطیب (۱۲/ ۴) عن علی رضی اللہ عنہ وابو نعیم (۴/ ۱۳۹‘۱۴۰) والطبرانی (۲۵۹۸) عن عمر رضی اللہ عنہ والحاکم (۳/ ۱۶۷)‘ عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ والطبرانی (۲۶۰۵‘۲۶۱۲‘۲۶۱۷‘۲۶۱۸)‘ علی الترتیب عن ابی ہریرۃ وجابر قرۃ الزمنی واسامۃ رضی اللہ عنہم۔

فوائد: جو لوگ جوانی میں فوت ہوں گے ان کے سردار سیدنا حسن اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہما ہوں گے۔

۳٤۷۷۔عَنْ يَعْلَى بْنِ مُرَّةَ، قَالَ: قَالَ ﷺ: ((حُسَيْنٌ مِنِّي، وَأَنَا مِنْ حُسَيْنٍ، أَحَبَّ اللّٰهُ مَنْ أَحَبَّ حُسَيْنًا، حُسَيْنٌ سِبْطٌ مِنَ الْأَسْبَاطِ)). [الصحيحة:۱۲۲۷]

سیدنا یعلی بن مرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں‘ اللہ تعالی اس سے محبت کرے جو حسین سے محبت کرتا ہے‘ حسین نسلوں میں سے ایک نسل ہے۔‘‘

تخریج: الصحیحۃ ۱۲۲۸۔ بخاری فی التاریخ (۸/ ۴۱۵)‘ ترمذی (۳۷۷۵)‘ ابن ماجہ (۱۴۴)‘ احمد (۴/ ۱۷۲)۔

باب: فضل حضر موت

حضر موت کی فضیلت کا بیان

۳٤۷۸۔عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((حَضْرَمَوْتُ خَيْرٌ مِنْ بَنِي الْحَارِثِ)). [الصحيحة: ۳۰۵۱]

ابن شہاب سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’حضر موت‘ بنو حارث سے بہتر ہے۔‘‘

تخریج: الصحیحة ۳۰۵۱۔ ابن عبدالحکم فی فتوح مصر (ص:۱۲۴،۱۲۵)، عن ابن شہاب مرسلاً، احمد (۴/ ۳۸۷)، عن بخاری فی التاریخ (۴/ ۲۴۹) عمرو بن عبسة رضی اللہ عنہ موصولاً۔

فضل ابن مسعود و أبی بن کعب و معاذ بن جبل و سالم مولٰی أبی حذیفة

ابن مسعود، ابی بن کعب، معاذ بن جبل اور سالم مولا ابو حذیفہ رضی اللہ عنہم کی فضیلت کا بیان

۳٤۷۹۔عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((خُذُوْاالْقُرْآنَ مِنْ اَرْبَعَةٍ:مِنَ ابْنِ مَسْعُوْدٍ، وَاُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ، وَمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ، وَسَالِمٍ مَوْلٰى اَبِيْ حُذَيْفَةَ)).

[الصحيحة:۱۸۲۷]

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ان چار افراد سے قرآن مجید کی تعلیم حاصل کرو: عبداللہ بن مسعود، ابی بن کعب، معاذ بن جبل اور مولائے ابوحذیفہ، سالم۔“

تخریج: الصحیحة ۱۸۲۷۔ مسلم (۲۴۶۴)، ترمذی (۳۸۱۰)، بخاری (۳۷۵۸)۔

فوائد: یہ عظیم مفسرین قرآن تھے، آج بھی تفاسیر میں ان کے تذکرے موجود ہیں۔

فضل الصحابة و التابعين

صحابہؓ اور تابعین کی فضیلت کا بیان

۳٤۸۰۔عَنْ اَبِيْ نَضْرَةَ، عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَوْلَةَ، قَالَ: بَيْنَمَا اَنَا اَسِيْرُ بِالْاَهْوَازِ اِذَا اَنَا بِرَجُلٍ يَسِيْرُ بَيْنَ يَدَيَّ عَلٰى بَغْلٍ اَوْبَغْلَةٍ، فَاِذَا هُوَ يَقُوْلُ: اَللّٰهُمَّ ذَهَبَ قَرْنِيْ مِنْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ، فَاَلْحِقْنِيْ بِهِمْ، فَقُلْتُ: وَاَنَا فَاَدْخِلْ فِيْ دَعْوَتِكَ، قَالَ: وَصَاحِبِيْ هٰذَا اِنْ اَرَادَ ذٰلِكَ. ثُمَّ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((خَيْرُ اُمَّتِيْ قَرْنِيْ مِنْهُمْ،ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ.وَلَا اَدْرِيْ اَذَكَرَ الثَّالِثَ اَمْ لَا.ثُمَّ تَخَلَّفَ اَقْوَامٌ يَظْهَرُ فِيْهِمُ السِّمَنُ، يُهْرِيْقُوْنَ الشَّهَادَةَ وَلَا يُسْاَلُوْنَهَا)) قَالَ: وَاِذَا هُوَ بَرِيْدَةُ الْاَسْلَمِيُّ۔ [الصحيحة:۱۸٤۱]

ابونضرہ، عبداللہ بن مولہ سے روایت کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ میں اہواز میں چل رہا تھا، کیا دیکھتا ہوں کہ ایک آدمی میرے آگے آگے خچر پر سوار ہو کر یوں کہتے ہوئے جا رہا تھا: اے اللہ! اس امت میں سے میرا زمانہ ختم ہو گیا ہے، اب تو مجھے اُن (فوت شدگان سلف) کے ساتھ ملا دے۔ میں نے پیچھے سے کہا: اور میں بھی، تاکہ تیری دعا میں شریک ہو سکوں۔ اس نے کہا: اور میرا یہ ساتھی بھی، اگر اس کا ارادہ ہے تو۔ پھر اس نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میری امت کے سب سے بہتر وہ لوگ ہیں جو میرے زمانے میں (میرے ہم عصر) ہیں، پھر وہ لوگ جو ان کے بعد آئیں گے۔ مجھے یاد نہیں کہ آپ نے یہ الفاظ تیسری دفعہ فرمائے یا نہیں۔ پھر ایسے نااہل لوگ پیدا ہوں گے جن میں (دنیوی لذتوں میں رغبت کی وجہ سے) موٹاپا ظاہر ہو گا (یعنی وہ قسما قسم کے

کھانے پسند کریں گے) اور وہ مطالبے سے پہلے (جھوٹی) شہادتیں دینے میں جلد بازی سے کام لیں گے۔'' خچر پر سوار آدمی سیدنا بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ تھے۔

تخریج: الصحیحۃ ۱۸۴۱۔ احمد (۵/ ۳۵۰)'ابن ابی عاصم فی السنۃ (۱۴۷۳)۔

فوائد: دوسری روایات کی روشنی میں پہلے تین زمانے خیر القرون ہیں' پھر ان تین میں پہلا دوسرے سے اور دوسرا تیسرے سے بہتر ہے۔

٣٤٨١ـ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوعًا: ((خَيْرُ أُمَّتِي الْقَرْنُ الَّذِي بُعِثْتُ فِيْهِ، ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ، [ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ]. وَاللّٰهُ أَعْلَمُ أَذَكَرَ الثَّالِثَ أَمْ لَا. ثُمَّ يَخْلُفُ قَوْمٌ يُحِبُّوْنَ السَّمَانَةَ، يَشْهَدُوْنَ قَبْلَ أَنْ يُسْتَشْهَدُوْا)) [الصحیحۃ:١٨٣٩]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میری امت کے بہترین افراد وہ ہیں جن میں مجھے بھیجا گیا' پھر وہ جو ان کے بعد آئیں گے (یعنی تابعین)' پھر وہ جو ان کے بعد آئیں گے (یعنی تبع تابعین)۔ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ آپ ﷺ نے تیسری بار کا ذکر کیا تھا یا نہیں۔ پھر ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو موٹاپے کو پسند کریں گے اور وہ شہادت دیں گے' حالانکہ ان سے گواہی طلب نہیں کی جائے گی۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۸۳۹۔ مسلم (۲۵۳۴)' ابوداؤد الطیالسی ۲۵۵۰' احمد (۲/ ۲۲۸)۔

باب: خير القرون

بہترین زمانہ کون سا ہے؟

٣٤٨٢ـ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ مَرْفُوْعًا ((خَيْرُ أُمَّتِي الْقَرْنُ الَّذِي بُعِثْتُ فِيْهِ، ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ، ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ. وَاللّٰهُ أَعْلَمُ أَذَكَرَ الثَّالِثَ أَمْ لَا. ثُمَّ يَظْهَرُ قَوْمٌ يَشْهَدُوْنَ وَلَا يُسْتَشْهَدُوْنَ، وَيَنْذُرُوْنَ وَلَا يُوْفُوْنَ وَلَا يُؤْتَمَنُوْنَ، وَيَفْشُوْ فِيْهِمُ السِّمَنُ)).

[الصحیحۃ: ١٨٤٠]

سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میری امت کے بہترین افراد وہ ہیں جن میں مجھے مبعوث کیا گیا' پھر وہ لوگ جو ان کے بعد ہوں گے' پھر وہ لوگ جو ان کے بعد ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ تیسرے دفعہ کا ذکر کیا تھا یا نہیں۔ پھر ایسے لوگ آئیں گے جو گواہی دیں گے حالانکہ ان سے گواہی طلب نہیں کی جائے گی' وہ نذریں مانیں گے لیکن ان کو پورا نہیں کریں گے' وہ خیانت کریں گے اور امانت دار نہیں ہوں گے اور ان میں (دنیوی لذتوں میں رغبت کی وجہ سے) موٹاپا عام ہوگا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۸۴۰۔ مسلم (۲۱۵'۲۵۳۵)'ابوداؤد (۴۶۵۷)' بخاری (۲۶۵۱) من طریق آخر عنه۔

فوائد: معلوم ہوا کہ اس امت کے بہترین لوگ وہ تھے جن میں آپ ﷺ مبعوث ہوئے اور اس کے بعد یہ بہتری مسلسل روبہ زوال ہے حتیٰ کہ قرب قیامت بدترین لوگ رہ جائیں گے۔

خير أهل المشرق عبدالقيس

مشرق والوں میں بہترین قبیلہ عبدالقیس ہے

٣٤٨٣ـ عَنِ ابْنَ عَبَّاسٍ مَرْفُوْعًا: ((خَيْرُ أَهْلِ الْمَشْرِقِ عَبْدُ الْقَيْسِ، أَسْلَمَ النَّاسُ كَرْهًا، وَأَسْلَمُوْا طَائِعِيْنَ)). [الصحيحة:١٨٤٣]

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اہل مشرق میں سے بہترین قبیلہ عبدالقیس ہے' (دوسرے) لوگوں نے مجبوراً اسلام قبول کیا اور انھوں نے برضا ورغبت۔''

تخریج: الصحیحة ۱۸۴۳۔ ابن حبان (۷۲۹۴)' طبرانی (۱۲۹۷۰)' البزار (الکشف:۲۸۲۱)۔

باب: خير التابعين أويس

تابعین میں بہترین شخص سیدنا اویسؒ ہے

٣٤٨٤ـ عَنْ أَسِيْرِ بْنِ جَابِرٍ: أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ لِأُوَيْسٍالْقَرَنِيِّ: اِسْتَغْفِرْلِيْ قَالَ: أَنْتَ أَحَقُّ أَنْ تَسْتَغْفِرَ لِيْ، إِنَّكَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: إِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((خَيْرُ التَّابِعِيْنَ رَجُلٌ مِنْ قَرَنٍ يُقَالُ لَهُ أُوَيْسٌ)). [الصحيحة:٨١٢]

اسیر بن جابر بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اویس قرنی سے کہا: میرے لئے بخشش کی دعا کرو۔ انھوں نے کہا: آپ اس بات کے زیادہ حقدار ہیں کہ میرے لئے استغفار کریں' کیونکہ آپ اصحاب رسول میں سے ہیں۔ سیدنا عمر نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''قرن قبیلے کا اویس نامی آدمی بہترین تابعی ہوگا۔''

تخریج: الصحیحة ۸۱۲۔ مسلم (۲۵۴۲)' ابن سعد (۶/ ۱۱۳)' حاکم (۳/ ۴۰۴)۔

فوائد: صحابہ کرامؓ، نبی ﷺ کی تربیت کے باوصف تکبر سے کوسوں دور تھے۔ آپ ﷺ کے فرمان کے سبب اپنے سے کم تر رتبے والے کو بھی اپنے اوپر فوقیت دیتے تھے۔

باب: فضل الصحابة والتابعين و من تبعهم

صحابہ تابعین اور تبع تابعین کی فضیلت کا بیان

٣٤٨٥ـ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ((خَيْرُ النَّاسِ قَرْنِيَ الَّذِيْ أَنَا مِنْهُمْ، ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ، [ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ] ثُمَّ يَنْشَأُ أَقْوَامٌ يَفْشُوْا فِيْهِمُ السِّمَنُ، يَشْهَدُوْنَ وَلَا يُسْتَشْهَدُوْنَ، وَلَهُمْ لَغَطٌ فِيْ أَسْوَاقِهِمْ)). [الصحيحة:٣٤٣١]

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''میرے ہم عصر لوگ سب سے بہترین ہیں' پھر وہ جوان کے بعد ہوں گے' پھر وہ جوان کے بعد ہوں گے' پھر ایسی اقوام منظرِ عام پر آئیں گی جن میں (دنیوی لذتوں میں رغبت کی وجہ سے) موٹاپا عام ہوگا' وہ گواہی دیں گے حالانکہ ان سے گواہی طلب نہیں کی جائے گی اور وہ بازاروں میں شور وغل کریں گے۔''

تخریج: الصحیحة ۳۴۳۱۔ البزار (البحر الزخار: ۲۴۸)' ابوداؤد الطیالسی (۳۲)' ابن ابی عاصم فی الآحاد (۱۴۴۵)۔

٣٤٨٦۔عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ مَرْفُوْعًا: ((خَيْرُ النَّاسِ قَرْنِي، ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ، ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ، ثُمَّ يَجِيْ قَوْمٌ يَتَسَمَّنُوْنَ: يُحِبُّوْنَ السِّمَنَ، يَنْطِقُوْنَ الشَّهَادَةَ قَبْلَ اَنْ يُّسْأَلُوْهَا)) [الصحيحة:٦٩٩]

سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”سب سے بہترین لوگ میرے زمانے کے ہیں، پھر وہ جو ان کے بعد ہوں گے اور پھر وہ جو ان کے بعد ہوں گے۔ ان کے بعد ایسے موٹے موٹے لوگ پیدا ہوں گے، جو موٹاپے کو پسند کریں گے، وہ شہادتیں دیں گے حالانکہ ان سے ان کا مطالبہ نہیں کیا جائے گا۔“

تخریج: الصحیحۃ ۶۹۹۔ ترمذی (۲۲۲۱)، ابن حبان (۷۲۲۹)، حاکم (۳/ ۱۷۱)، احمد (۴/ ۴۲۶)۔

٣٤٨٧۔عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ مَرْفُوْعًا: ((خَيْرُ النَّاسِ قَرْنِي، ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ، ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ، ثُمَّ يَجِيْ قَوْمٌ تَسْبِقُ شَهَادَةُ اَحَدِهِمْ يَمِيْنَهُ، وَيَمِيْنُهُ شَهَادَتَهُ)). [الصحيحة:٧٠٠]

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بہترین لوگ میرے زمانے کے ہیں، پھر وہ جو ان کے بعد ہوں گے اور پھر وہ جو ان کے بعد ہوں گے۔ پھر ایسے لوگ آئیں گے جن کی شہادتیں ان کی قسموں سے اور ان کی قسمیں ان کی شہادتوں سے سبقت لے جائیں گی (یعنی گواہی کی ضرورت پڑے یا قسم کی، حقائق سے بے بہرہ ہونے کے باوجود وہ اگلنے کے لئے تیار ہیں)۔“

تخریج: الصحیحۃ ۷۰۰۔ بخاری (۲۶۵۲،۶۴۲۹)، مسلم (۲۵۳۳)، ترمذی (۳۸۵۹)، ابن ماجہ (۲۳۶۲)، احمد (۱/ ۳۷۸،۴۳۴)۔

باب: فضل نساء قريش

قریشی عورتوں کی فضیلت

٣٤٨٨۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعًا: ((خَيْرُ نِسَاءٍ رَكِبْنَ الْإِبِلَ صَالِحُ نِسَاءِ قُرَيْشٍ، اَحْنَاهُ عَلَى وَلَدِهِ فِي صِغَرِهِ، وَاَرْعَاهُ عَلَى زَوْجٍ فِي ذَاتِ يَدِهِ)). [الصحيحة:١٠٥٢]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بہترین عورتیں جو اونٹوں پر سوار ہوتی ہیں وہ قریش کی نیک عورتیں ہیں، وہ اپنے بچوں کے حق میں انتہائی شفیق اور خاوند کے مال ومنال کی سب سے زیادہ حفاظت کرنے والی ہیں۔“

تخریج: الصحیحۃ ۱۰۵۲۔ بخاری (۳۴۳۴)، مسلم (۲۵۲۷)، احمد (۲/ ۳۹۳)۔

فوائد: معلوم ہوا کہ بیوی کی دو خصوصیات انتہائی اہم ہیں: بچوں کے حق میں شفیق ہونا اور خاوند کی امانتوں کی حفاظت کرنا۔ یہی دو خصائل ہیں جن کی بنا پر قریشی عورتوں کی مدح سرائی کی گئی۔

باب الحض بالاحسان لاهل البيت

اہل بیت کے ساتھ احسان کرنے کی ترغیب

٣٤٨٩۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعًا: ((خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِاَهْلِي مِنْ بَعْدِي)).

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے بہتر وہ ہے جو میرے بعد میرے اہل کے حق میں

[الصحيحة:١٨٤٥] بہتر ہوگا۔''

تخریج: الصحیحة ۱۸۴۵۔ البزار (الکشف:۲۵۸۹) ابو نعیم فی اخبار اصبهان (۲/ ۲۹۳)' حاکم (۳/ ۳۱۱)۔

فوائد: آپ ﷺ کی بیویوں' بیٹیوں اور دوسرے اہل بیت کے ساتھ حسن سلوک کرنا آپ ﷺ کی اطاعت وفرمانبرداری کی ایک شق ہے۔

فضل دحية الكلبي و ذم عبدالعزى

دحیہ کلبیؓ کی فضیلت اور عبدالعزیٰ کی مذمت

٣٤٩٠۔عَنْ عَامِرِ الشَّعْبِيِّ، قَالَ: شَبَّهَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ثَلَاثَةً مِّنْ نَفَرٍ مِنْ أُمَيَّةَ فَقَالَ: ((دِحْيَةُ الْكَلْبِيُّ يُشْبِهُ جِبْرَائِيْلَ، وَعُرْوَةُ بْنُ مَسْعُوْدٍ الثَّقَفِيُّ يُشْبِهُ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ، وَعَبْدُ الْعُزّٰى يُشْبِهُ الدَّجَّالَ)). [الصحيحة:١٨٥٧]

عامر شعبی کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے بنوامیہ کے تین افراد کو تشبیہ دیتے ہوئے فرمایا: ''دحیہ کلبی حضرت جبرئیل کے مشابہ ہے' عروہ بن مسعود ثقفی حضرت عیسی بن مریم کے مشابہ ہے اور عبد العزیٰ دجال کے مشابہ ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۱۸۵۷۔ ابن سعد (۴/ ۲۵۰)' عن عامر الشعبی مرسلاً بخاری (۳۳۳۷)' مسلم (۱۷۱)' احمد (۲/ ۱۳۳۲)' عن ابن عمر ﷺ بذکر ابن قطن وهو عبدالعزی کما فی الفتح' مسلم (۱۶۷)وغیرہ عن جابر بذکر دحیة و عروة ﷺ ونظر ما تقدم (۳۳۶۲)۔

فوائد: بنومصطلق (خزاعہ) سے تعلق رکھنے والا ایک عبدالعزیٰ نامی آدمی تھا' اس کو ابن قطن کہتے تھے اور یہ دور جاہلیت میں مر گیا تھا۔

باب:فضل زيد بن حارثه

زید بن حارثہؓ کی فضیلت کا بیان

٣٤٩١۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيْهِ مَرْفُوْعًا: ((دَخَلْتُ الْجَنَّةَ فَاسْتَقْبَلَتْنِي جَارِيَةٌ شَابَّةٌ، فَقُلْتُ: لِمَنْ أَنْتِ؟ قَالَتْ: أَنَا لِزَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ)). [الصحيحة: ١٨٥٩]

عبداللہ بن بریدہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں جنت میں داخل ہوا' ایک نوجوان لڑکی نے میرا استقبال کیا' میں نے اسے کہا: تو کس کے لئے ہے؟ اس نے کہا: میں زید بن حارثہ کے لئے ہوں۔''

تخریج: الصحیحة ۱۸۵۹۔ ابن عساکر فی تاریخ دمشق (۲۱/ ۲۶۱) من طریق الرویانی۔

فوائد: سیدنا زید بن حارثہ ﷺ آپ ﷺ کے آزاد کردہ غلام تھے' اس میں ان کی منقبت کا بیان ہے۔

باب:فضل حارثة بن النعمان بأنه ابر الناس بأمه

حارثہ بن نعمان کی فضیلت کہ وہ اپنی ماں کے ساتھ سب سے زیادہ نیکی کرنے والا ہے

٣٤٩٢۔ عَنْ عَائِشَةَ مَرْفُوْعًا: ((دَخَلْتُ الْجَنَّةَ فَسَمِعْتُ فِيْهَا قِرَاءَةً، قُلْتُ: مَنْ هٰذَا؟ فَقَالُوْا: حَارِثَةُ بْنُ النُّعْمَانِ، كَذٰلِكُمُ الْبِرُّ، كَذٰلِكُمْ

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''میں جنت میں داخل ہوا' میں نے وہاں قراءت کی آواز سنی۔ میں نے پوچھا: یہ کون ہے (جس کی آواز آ رہی ہے)؟ انھوں نے

الْبِرُّ"،[وَكَانَ أَبَرَّ النَّاسِ بِأُمِّهِ])). [الصحيحة:٩١٣]

کہا: حارثہ بن نعمان ہے۔ یہی نیکی (اور حسنِ سلوک) ہے، یہی نیکی اور (حسنِ سلوک) ہے، وہ (حارثہ) اپنی ماں کے ساتھ بہت زیادہ حسنِ سلوک کرنے والا تھا۔"

تخریج: الصحیحۃ ۹۱۳۔ ابن الوھب فی الجامع (۱۴۷)، الحمیدی (۲۸۵)، احمد (۶/ ۳۶، ۱۵۱، ۱۵۲)، مستدرك (۳/ ۲۰۸)۔

فوائد: واقعی ماؤں کے قدموں تلے جنت ہے، سیدنا حارثہ رضی اللہ عنہ نے اپنے ماں کے ساتھ حسن سلوک کا مظاہرہ کیا، اللہ تعالی نے ان کے عمل کی قدر کی اور ایسا مرتبہ عطا کیا کہ جنت میں ان کے قرآن کی تلاوت کرنے کی آواز آرہی تھی۔

باب: ذكر الخير لحاتم

حاتم کا ذکر خیر

٣٤٩٣ـ عَنِ ابْنِ عَمْرٍو، قَالَ: ذُكِرَ حَاتِمٌ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: ((ذَاكَ رَجُلٌ اَرَادَ اَمْرًا فَاَدْرَكَهُ)). [الصحيحة: ٣٠٢٢]

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ کے پاس حاتم کا تذکرہ کیا گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "یہ آدمی جس کام کا ارادہ کر لیتا، اسے پا لیتا تھا۔"

تخریج: الصحیحۃ ۳۰۲۲۔ البزار (الکشف: ۹۲) و (البحر: ۶۱۲۷) تمام الرازی فی الفوائد (۱۵۱۵)، ابن عساکر (۱۲/ ۷۴)۔

باب: بيعة على الاسلام والإيمان والجهاد

اسلام، ایمان اور جہاد پر بیعت لینے کا بیان

٣٤٩٤ـ عَنْ مُجَاشِعِ بْنِ مَسْعُوْدٍ، قَالَ: أَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بِأَخِي مُجَالِدٍ بَعْدَ الْفَتْحِ، فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! جِئْتُكَ بِأَخِي مُجَالِدٍ لِتُبَايِعَهُ عَلَى الْهِجْرَةِ. فَقَالَ: ((ذَهَبَ أَهْلُ الْهِجْرَةِ بِمَا فِيْهَا)). فَقُلْتُ: فَعَلَى أَيِّ شَيْءٍ تُبَايِعُهُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((أُبَايِعُهُ عَلَى الْإِسْلَامِ وَالْإِيْمَانِ وَالْجِهَادِ)).

[الصحيحة:٦٦٢]

سیدنا مجاشع بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں فتح مکہ کے بعد اپنے بھائی کے ہمراہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! میں اپنی بھائی مجالد کو آپ کے پاس لایا ہوں تا کہ آپ ہجرت پر اس سے بیعت لیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "ہجرت والے تو ہجرت کا اجر وثواب لے کر سبقت لے جا چکے ہیں۔" میں نے کہا: تو آپ کس چیز پر اس سے بیعت لیں گے؟ آپ نے فرمایا: "میں اس سے اسلام، ایمان اور جہاد پر بیعت لوں گا۔"

تخریج: الصحیحۃ ۶۶۲۔ احمد (۳/ ۴۶۹)، طحاوی فی مشکل الآثار (۳/ ۲۵۲)، حاکم (۳/ ۳۱۶)، بخاری (۴۳۰۵، ۴۳۰۶) بھذا اللفظ والسند۔

فوائد: فتح مکہ سے پہلے مسلمانوں کے لئے ضروری تھا کہ وہ مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کریں، تا کہ مسلمانوں کے مرکز میں افراد کی قلت کی شکایت ختم ہو جائے۔ اب مکہ فتح ہو چکا ہے اور اسلام پھیل رہا ہے، اب مدینہ کی طرف ہجرت کی ضرورت نہیں۔ ہاں اسلام، ایمان اور جہاد جیسے عظیم اعمال موجود ہیں، ان کے ذریعے ہجرت کی کمی پوری کی جا سکتی ہیں۔ یاد رہے کہ اس حدیث کا تعلق مدینہ کی

طرف یا مکہ سے ہجرت کرنے کے ساتھ ہے۔ وگرنہ دار الکفر سے دار السلام کی طرف ہجرت کرنے کا اصول باقی ہے' جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (ان الهجرة لاتنقطع ما كان الجهاد.)[صحیحہ: ۱۶۷۴] یعنی: جب تک جہاد ہے اس وقت تک ہجرت منقطع نہیں ہو سکتی۔

باب: المسح على رأس الصغير والدعاء له بالرزق

چھوٹے بچے کے سر پر ہاتھ پھیرنا اور اس کے لیے رزق کی دعا کرنا

۳٤٩٥۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ، قَالَ:((ذَهَبَتْ بِي أُمِّي إِلَى النَّبِيِّ ﷺ [وَأَنَا غُلَامٌ] فَمَسَحَ عَلَى رَأْسِي، وَدَعَا لِي بِالرِّزْقِ، [وَفِي رِوَايَةٍ: بِالْبَرَكَةِ])) [الصحيحة:۲۹٤۳]

سیدنا عمرو بن حریث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میری امی جان مجھے نبی کریم ﷺ کے پاس لے گئیں' میں اس وقت بچہ تھا' آپ نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور میرے لئے رزق یا برکت کی دعا کی۔

تخریج: الصحیحة ۲۹۴۳۔ الادب المفرد (۶۳۲)' ابویعلی (۱۴۵۷٬۱۴۲۹)' بخاری فی التاریخ (۲/ ۱۹۰) من طریق آخر عنه۔

۳٤٩٦۔ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((رَأَتْ أُمِّي كَأَنَّهُ خَرَجَ مِنْهَا نُورٌ أَضَاءَتْ مِنْهُ قُصُورُ الشَّامِ)). [الصحيحة:١٩١٥]

سیدنا ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میری ماں نے دیکھا کہ ایک نور ان سے خارج ہوا' جس نے شام کے محلات کو روشن کر دیا۔''

تخریج: الصحیحة ۱۹۲۵۔ احمد (۵/ ۲۶۲)' ابن سعد (۱/ ۱۰۲)' طبرانی فی الکبیر (۷۷۲۹)۔

باب: فضل جعفر بن أبي طالب

سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان

۳٤٩٧۔ قَالَ ﷺ: ((رَأَيْتُ جَعْفَرَ بْنَ أَبِي طَالِبٍ مَلَكًا يَطِيرُ فِي الْجَنَّةِ، مَعَ الْمَلَائِكَةِ بِجَنَاحَيْنِ)) رُوِيَ مِنْ حَدِيثِ أَبِي هُرَيْرَةَ، وَابْنِ عُمَرَ، وَابْنِ عَبَّاسٍ، وَعَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، وَأَبِي عَامِرٍ، وَالْبَرَاءِ۔ [الصحيحة:١٢٢٦]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے جعفر بن ابو طالب کو بادشاہ کے روپ میں دیکھا' وہ جنت میں فرشتوں کے ساتھ دو پروں کے سہارے اڑ رہا تھا۔'' یہ حدیث سیدنا ابو ہریرہ' سیدنا عبداللہ بن عمر' سیدنا عبداللہ بن عباس' سیدنا علی بن ابو طالب' سیدنا ابو عامر اور سیدنا براء رضی اللہ عنہ سے روایت کی گئی ہے۔

تخریج: الصحیحة ۱۲۲۶۔ (۱) ابوہریرة: ترمذی (۳۷۶۳)' حاکم (۳/ ۲۰۹)۔ (۲) ابن عمر: بخاری (۳۷۰۹)' بمعناه بلفظ اخر۔ (۳) ابن عباس: حاکم (۳/ ۱۹۶٬۲۰۹)۔ (۴) علی: ابن سعد (۴/ ۳۹)۔ (۵) ابو عامر: ابن سعد (۲/ ۱۲۹)۔ (۶) البراء رضی اللہ عنہ: حاکم (۳/ ۴۰)۔

باب: ومن رؤية النبي

نبی ﷺ کے کچھ خوابوں کا بیان

٣٤٩٨۔عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((رَأَيْتُ غَنَمًا كَثِيْرَةً سَوْدَاءَ، دَخَلَتْ فِيْهَا غَنَمٌ كَثِيْرَةٌ بِيْضٌ، قَالُوْا فَمَا أَوَّلْتَهُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: اَلْعَجَمُ، يَشْرِكُوْنَكُمْ فِيْ دِيْنِكُمْ وَأَنْسَابِكُمْ))، قَالُوْا: اَلْعَجَمُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: لَوْكَانَ الْإِيْمَانُ مُعَلَّقًا بِالثُّرَيَّا لَنَالَهُ رِجَالٌ مِنَ الْعَجَمِ، وَأَسْعَدُهُمْ بِهِ النَّاسُ۔

[الصحيحة:١٠١٨]

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے خواب میں سیاہ رنگ کی بہت زیادہ بکریاں دیکھیں، ان میں بڑی تعداد میں سفید رنگ کی بکریاں داخل ہو گئیں۔'' صحابہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ نے اس خواب کی کیا تعبیر کی؟ آپ نے فرمایا: ''عجمی لوگ تمھارے دین اور نسب میں شریک ہوں گے۔'' انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! عجم؟ (یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں؟) آپ نے فرمایا: ''اگر ایمان ثریا ستارے کے ساتھ لٹکا ہوتا تو عجم کے بعض لوگ اس تک رسائی حاصل کر لیتے، (یاد رہے کہ) وہ انتہائی خوش بخت لوگ ہوں گے۔''

تخريج: الصحيحة ١٠١٨۔ حاكم (٤/ ٣٩٥)، ابو نعيم فى تاريخ اصبهان (١/ ٩، ١٠، ٢٠٩) من طريق آخر بمعناه۔

فوائد: بعض عجمی تو آپ ﷺ کی زندگی میں مسلمان ہو گئے تھے، جب فتوحات کا سلسلہ بڑھا تو عجمی لوگ جوق در جوق مشرف باسلام ہونے لگے۔

٣٤٩٩۔عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((رَأَيْتُ كَأَنِّيْ فِيْ دِرْعٍ حَصِيْنَةٍ، وَرَأَيْتُ بَقَرًا مُنَحَّرَةً، فَأَوَّلْتُ أَنَّ الدِّرْعَ الْحَصِيْنَةَ الْمَدِيْنَةُ، وَإِنَّ الْبَقَرَ هُوَ. وَاللّٰهِ. خَيْرٌ، فَقَالَ لِأَصْحَابِهِ: لَوْ أَنَّا أَقَمْنَا بِالْمَدِيْنَةِ فَإِنْ دَخَلُوْا عَلَيْنَا فِيْهَا قَاتَلْنَاهُمْ. فَقَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَاللّٰهِ مَادُخِلَ عَلَيْنَا فِيْهَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ، فَكَيْفَ يُدْخَلُ عَلَيْنَا فِيْهَا فِي الْإِسْلَامِ؟ قَالَ عَفَّانُ فِيْ حَدِيْثِهِ: فَقَالَ: شَأْنُكُمَا إِذًا، قَالَ: فَلَبِسَ لَأْمَتَهُ، قَالَ: فَقَالَ الْأَنْصَارُ: رَدَدْنَا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ رَأْيَهُ، فَجَاءُوْا فَقَالُوْا: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ شَأْنَكَ إِذًا، فَقَالَ: إِنَّهُ لَيْسَ لِنَبِيٍّ إِذَا لَبِسَ لَأْمَتَهُ أَنْ يَضَعَهَا حَتّٰى يُقَاتِلَ)).

[الصحيحة:١١٠٠]

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے اپنے آپ کو (خواب میں) دیکھا کہ میں ایک مضبوط زرہ میں ہوں اور ایک گائے ذبح ہوئی پڑی تھی۔ میں نے یہ تعبیر کی کہ مضبوط زرہ مدینہ ہے اور گائے - اللہ کی قسم! وہ خیر و بھلائی ہے۔'' پھر آپ نے اپنے صحابہ سے فرمایا: ''اگر ہم مدینہ میں ہی فروکش رہیں اور اگر وہ ہم پر چڑھائی کر دیں تو (اپنے شہر میں ہی ٹھہر کر) ان سے لڑیں گے۔'' صحابہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! جاہلیت میں بھی ہم پر اس شہر میں حملہ نہیں کیا گیا اور اب اسلام کے باوجود ایسا کیوں ہو؟ آپ نے فرمایا: ''(ٹھیک ہے) تمھاری بات سہی۔'' (یہ جواب عفان کی حدیث میں ہے) پھر آپ نے (جنگی) لباس پہنا۔ انصاریوں نے آپس میں کہا: ہم نے رسول اللہ ﷺ کی رائے کو تسلیم نہیں کیا (یہ خطرہ مول لینے والی بات ہے) سو وہ آئے اور کہا: اے اللہ کے نبی! آپ کی رائے پر عمل ہونا چاہیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

''جب نبی جنگی لباس پہن لیتا ہے تو اسے یہ زیب ہی نہیں دیتا کہ وہ لڑائی سے پہلے لباس اتار دے۔''

تخریج: الصحیحة ۱۱۰۰- احمد (۳/ ۳۵۱)' ابن سعد (۲/ ۴۵)' ابن ابی شیبة (۱۱/ ۶۸)' مختصراً نسائی فی الکبری (۷۶۴۷)' دارمی (۲۱۲۵)۔

فوائد: جب مشرکین مکہ جنگ بدر کے مقتولین کا بدلہ لینے غزوۂ احد کے موقع پر مدینہ کی طرف روانہ ہوئے تو آپ ﷺ نے صحابہ سے مشورہ کیا' بعض شہر کے اندر ہی رہ کر مقابلہ کا مشورہ دے رہے تھے' جبکہ بعض کا خیال تھا کہ میدان میں مقابلہ ہونا چاہئے۔ آپ ﷺ کے خواب کے مطابق مدینہ میں رہ کر لڑنا بہتر تھا۔ اسی مشاورت کی طرف اس حدیث میں اشارہ کیا گیا ہے۔

۳۵۰۰۔ عَنْ جَابِرٍ: ((رَأَيْتُنِي دَخَلْتُ الْجَنَّةَ، فَإِذَا أَنَا بِالرُّمَيْصَاءِ امْرَأَةِ أَبِي طَلْحَةَ، وَسَمِعْتُ خَشْفًا أَمَامِي، فَقُلْتُ: مَنْ هٰذَا يَا جِبْرِيلُ؟ قَالَ: هٰذَا بِلَالٌ، وَرَأَيْتُ قَصْرًا أَبْيَضَ بِفِنَائِهِ جَارِيَةٌ ٠قَالَ: قُلْتُ لِمَنْ هٰذَا الْقَصْرُ؟ قَالَ: لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، فَأَرَدْتُّ أَنْ أَدْخُلَ فَأَنْظُرَ إِلَيْهِ، قَالَ: فَذَكَرْتُ غَيْرَتَكَ. فَقَالَ عُمَرُ: بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَوَعَلَيْكَ أَغَارُ؟)) [الصحيحة: ١٤٠٥]

سیدنا جابر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے خواب میں دیکھا کہ میں جنت میں داخل ہوا' اچانک وہاں میری نگاہ ابوطلحہ کی بیوی رمیصا پر پڑی اور مجھے اپنے سامنے والی جانب سے کسی کے حرکت کرنے کی آواز سنائی دی۔ میں نے کہا: جبریل! یہ کون ہے؟ اس نے کہا: یہ بلال ہے۔ پھر میں نے ایک سفید محل دیکھا' اس کے صحن میں ایک لڑکی بھی موجود تھی۔ میں نے پوچھا: یہ کس کا محل ہے؟ اس نے جواب دیا: یہ عمر بن خطاب کا ہے۔ میں چاہا کہ اس میں داخل ہو جاؤں اور (اندر سے) دیکھوں' لیکن عمر! مجھے تیری غیرت یاد آ گئی۔'' سیدنا عمر ؓ نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں' کیا میں آپ پر غیرت کر سکتا ہوں؟

تخریج: الصحیحة ۱۴۰۵- بخاری (۳۶۷۹)' ابوداؤد الطیالسی (۱۷۱۹)' احمد (۳/ ۳۸۹'۳۷۲)' مسلم (۲۳۹۴) من طریق آخر عنه.

باب: فضل ابن ام عبد

اُم عبد کے بیٹے کی فضیلت کا بیان

۳۵۰۱۔عَنْ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((رَضِيْتُ لِأُمَّتِي مَا رَضِيَ لَهَا ابْنُ أُمِّ عَبْدٍ)) [الصحيحة: ١٢٢٥]

سیدنا عبداللہ بن مسعود ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے اپنی امت کے لئے وہی کچھ پسند کیا جو اس کے لئے ام عبد کے بیٹے نے کیا۔''

تخریج: الصحیحة ۱۲۲۵- حاکم (۳/ ۳۱۷' ۳۱۸) وعنه ابن عساکر فی المجلس (۲۸۰) من الاجالی (۳/ ۲) طبرانی فی الکبیر (۸۴۵۸)' وفی الاوسط (۶۸۷۵)۔

فوائد: اس حدیث کے شاہد' جو سنداً منقطع ہے' میں اس کی تفصیل یہ ہے کہ سیدنا عبداللہ بن مسعود نے آپ ﷺ کے حکم پر ایک دفعہ تقریر کی اور اس میں حمد وثنا بیان کرنے کے بعد کہا: یا ایھا الناس! ان اللہ عزوجل ربنا' وان الاسلام دیننا' وان القرآن

امامنا' وان البیت قبلتنا' وان هذا نبینا' واوما بیده الی النبی ﷺ رضینا ما رضی الله تعالی لنا ورسوله' وکرهنا ما کره الله تعالی لنا ورسوله۔ [صحیحہ: ۱۲۲۵ کے تحت] یعنی: لوگو! بیشک اللہ ہمارا رب ہے' اسلام ہمارا دین ہے' قرآن ہمارا امام ہے' بیت اللہ ہمارا قبلہ ہے' (نبی کریم کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) یہ ہمارا نبی ہے' جو کچھ اللہ اور اس کے رسول نے ہمارے لئے پسند کیا' ہم بھی اس پر راضی ہیں اور اللہ اور اس کے رسول نے جو کچھ ہمارے لئے ناپسند کیا' ہم نے بھی اسے ناپسند کیا۔

یہ سن کر آپ ﷺ نے فرمایا: میں نے اپنی امت کے لئے وہی کچھ پسند کیا جو ابن ام عبد یعنی عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے پسند کیا۔

باب: افضل بنات رسول الله زینب

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کی افضل بیٹی ہیں

۳۵۰۲۔ عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((زَيْنَبُ خَيْرُ (وَفِي رِوَايَةٍ: اَفْضَلُ) بَنَاتِي، اُصِيْبَتْ بِي)) فَبَلَغَ ذٰلِكَ عَلِيَّ بْنَ حُسَيْنٍ فَاَتَاهُ، قَالَ: حَدِيْثٌ يَبْلُغُنِي عَنْكَ تَنْتَقِصُ فِيْهِ فَاطِمَةُ؟! فَقَالَ عُرْوَةُ: مَا اُحِبُّ اَنَّ لِي كَذَا وَكَذَا، وَاَنِّي اَنْتَقِصُ فَاطِمَةَ حَقًّا هُوَ لَهَا، وَاَمَّا بَعْدَ ذٰلِكَ فَلَكَ عَلَيَّ اَنْ لَّا اُحَدِّثَ بِهِ اَبَدًا۔

[الصحيحة: ۳۰۷۱]

عروہ' سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''زینب میری افضل بیٹی ہے' اسے میری وجہ سے تکلیف پہنچی۔'' جب یہ حدیث علی بن حسین (بن فاطمہ) کو پہنچی تو وہ عروہ کے پاس آئے اور کہا: مجھے ایک حدیث موصول ہوئی ہے' اس میں (میری دادی) سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی تنقیص کی گئی ہے' اس کی کیا حقیقت ہے؟ عروہ نے کہا: میں نہیں چاہتا کہ مجھے اتنا کچھ (مال ودولت) مل جائے اور میں سیدہ فاطمہ کے حق میں تنقیص کروں۔ آج کے بعد میرا تجھ سے معاہدہ ہے کہ میں یہ حدیث بیان نہیں کروں گا۔

تخریج: الصحیحة ۳۰۷۱۔ طبرانی فی الاوسط (......) وفی الکبیر (۲۲/ ۴۳۱)' حاکم (۴/ ۴۳'۴۴)' البزار (۲۶۶۶)۔

فوائد: اس حدیث سے سیدہ زینب کی افضلیت ثابت ہوتی ہے' (نعوذ باللہ) آپ ﷺ کی کسی بیٹی کی تنقیص نہیں ہوتی۔

باب: فضل الزبیر بأنه حواری

سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ کی فضیلت کہ وہ مخلص دوست ہے

۳۵۰۳۔ عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَلزُّبَيْرُ اِبْنُ عَمَّتِي، وَحَوَارِيَّ مِنْ اُمَّتِي)).

[الصحيحة: ۱۸۷۷]

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''زبیر میری پھوپھی کا بیٹا ہے اور میری امت میں سے میرا مخلص دوست ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۱۸۷۷۔ احمد (۳/ ۳۱۴)' ابن ابی شیبة (۱۲/ ۹۲)' نسائی فی الکبری (۸۲۱۲)' بخاری (۳۷۱۹)' ومسلم (۲۴۱۵)' من طریق آخر مختصراً۔

باب: فی شفاعته ﷺ یوم القیامة

قیامت کے دن آپ ﷺ شفاعت کریں گے

۳۵۰۴۔ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعًا: ((سَاَلْتُ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ الشَّفَاعَةَ لِاُمَّتِي، فَقَالَ لِي: لَكَ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے اللہ تعالی سے اپنی امت کے حق میں شفاعت کرنے کا سوال

سَبْعُوْنَ اَلْفًا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ•فَقُلْتُ يَا اَللّٰهُ زِدْنِي، فَقَالَ: فَإِنَّ لَكَ هٰكَذَا، فَحَثَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَعَنْ يَمِيْنِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ)). [الصحيحة: ۱۸۷۹]

کیا۔ اللہ تعالی نے مجھے کہا: تیری امت کے ستر ہزار آدمی بغیر حساب کے جنت میں داخل ہوں گے۔ میں نے کہا: اے اللہ! میرے لئے اضافہ کیجئے۔ اللہ تعالی نے کہا: تجھے اتنے اور عطا کر دیتا ہوں۔'' پھر آپ ﷺ نے اپنے سامنے سے' دائیں جانب سے اور بائیں جانب سے چلو بھر کر تمثیل پیش کی۔

تخریج: الصحیحة ۱۸۷۹۔ بغوی فی حدیث علی بن الجعد (۲/ ۱۰۱۸ج ۲۹۵۰'۲۹۵۱)' الآجری فی الشریعته (۷۹۵)' من طریق هناد (الزهد (۱۷۸) وهو عند ابن ابی شیبة (۱۱/ ۴۸۲)۔

باب: فضل رسول اللّٰه

رسول اللہ کی فضیلت کا بیان

۳۵۰۵۔عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ،قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((سَأَلْتُ رَبِّيْ مَسْأَلَةً وَوَدِدْتُ أَنِّيْ لَمْ أَسْأَلْهُ، قُلْتُ: يَا رَبِّ! كَانَتْ قَبْلِيْ رُسُلٌ، مِنْهُمْ مَنْ سَخَّرْتَ لَهُ الرِّيَاحَ، وَمِنْهُمْ مَنْ كَانَ يُحْيِي الْمَوْتٰى،[وَكَلَّمْتَ مُوْسٰى] قَالَ: أَلَمْ أَجِدْكَ يَتِيْمًا فَآوَيْتُكَ؟ أَلَمْ أَجِدْكَ ضَالًّا فَهَدَيْتُكَ؟ أَلَمْ أَجِدْكَ عَائِلًا فَأَغْنَيْتُكَ؟ أَلَمْ أَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ، وَوَضَعْتُ عَنْكَ وِزْرَكَ؟ قَالَ: فَقُلْتُ: بَلٰى يَا رَبِّ![فَوَدِدْتُ أَنْ لَمْ أَسْأَلْهُ]))

[الصحیحة:۲۵۳۸]

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''میں نے اپنے رب سے ایک ایسا سوال کیا کہ بعد میں چاہا کہ نہ کیا ہوتا۔ میں نے کہا: اے میرے رب! مجھ سے پہلے کئی رسول ہو گزرے ہیں' تو نے کسی کے لئے ہواؤں کو مسخر کیا' کوئی (تیری توفیق سے) مردوں کو زندہ کرتا تھا اور تو نے موسیٰ سے (براہِ راست) کلام کی۔ اللہ تعالی نے کہا: کیا میں نے تجھ یتیم پا کر جگہ نہیں دی' تجھے راہ بھولا پا کر ہدایت نہیں دی' تجھے نادار پا کر تونگر نہیں بنا دیا' کیا میں نے تیرا سینہ نہیں کھول دیا اور تجھ پر سے تیرا بوجھ نہیں اتار دیا؟ میں نے کہا: کیوں نہیں' (اس طرح اللہ تعالی نے مجھے چپ کرا دیا)۔ میں نے چاہا کہ میں نے سوال نہ کیا ہوتا۔''

تخریج: الصحیحة ۲۵۳۸۔ حاکم (۲/ ۵۲۶)' والزیادتان له بیهقی فی الدلائل (۷/ ۶۲'۶۳)' طبرانی فی الکبیر (۱۲۲۸۹)' والاوسط (۳۶۶۴)۔

باب: سید الشهداء حمزة بن عبدالمطلب

سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ سید الشہداء ہیں

۳۵۰۶۔عَنْ جَابِرٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺقَالَ:((سَيِّدُ الشُّهَدَاءِ حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، وَرَجُلٌ قَامَ إِلٰى إِمَامٍ جَائِرٍ فَأَمَرَهُ وَنَهَاهُ، فَقَتَلَهُ)).

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا:''(دو بندگانِ خدا) شہیدوں کے سردار ہیں: (۱) حمزہ بن عبدالمطلب اور وہ آدمی جس نے ظالم حکمران کو (شریعت کے مطابق) حکم دیا اور (حرام

[الصحيحة:٣٧٤] امور سے) منع کیا، لیکن اس نے اسے قتل کر دیا۔"

تخریج: الصحيحة ٣٧٤- حاكم (٣/ ١٩٥)، طبرانى فى الاوسط (٣٠٩١)۔

باب: سيدات نساء اهل الجنة

جنتی عورتوں کی سردار عورتوں کا بیان

٣٥٠٧- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَفَعَهُ: ((سَيِّدَاتُ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ بَعْدَ مَرْيَمَ بِنْتِ عِمْرَانَ: فَاطِمَةُ، وَخَدِيْجَةُ، وَآسِيَةُ امْرَأَةُ فِرْعَوْنَ)).

[الصحيحة:١٤٢٤]

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "حضرت مریم بنت عمران کے بعد جنتی عورتوں کی سردار یہ (تین عورتیں ہیں:) فاطمہ، خدیجہ اور آسیہ، جو فرعون کی بیوی تھیں۔"

تخریج: الصحيحة ١٤٢٤- طبرانى فى الكبير (١٢١٧٩)، حاكم (٣/ ١٨٥)، عن عائشة رضی اللہ عنہا نحوه۔

باب: حلف المطيبين

حلف الفضول

٣٥٠٨- عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((شَهِدْتُ حَلْفَ الْمطيبين مَعَ عُمُوْمَتِي، وَأَنَا غُلَامٌ. فَمَا أُحِبُّ أَنَّ لِيْ حُمْرَ النَّعِمِ وَأَنِّي أَنْكُثُهُ)). [الصحيحة:١٩٠٠]

سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میں اپنے چچاؤں کے ساتھ حلف الفضول میں حاضر تھا اور میں اس وقت بچہ تھا۔ اب بھی میں ایسے عہد و پیمان کو سرخ اونٹوں کے عوض توڑنے کے لئے تیار نہیں۔"

تخریج: الصحيحة ١٩٠٠- الادب المفرد (٥٦٧)، ابن حبان (٤٣٧٣)، حاكم (٢/ ٢٢٠)، احمد (١/ ١٩٠، ١٩٣)۔

فوائد: حلف الفضول کے وقت آپ ﷺ کم سن تھے۔ اس میں قریش کے سرداروں نے فیصلہ کیا تھا کہ اگر کسی حقدار کو حق نہ مل رہا ہوگا تو اس کی مدد کی جائے گی۔ اس لیے آپ ﷺ اس حلف کو بہت پسند فرماتے تھے۔

باب: فضل النخع

نخع قبیلہ کی فضیلت کا بیان

٣٥٠٩- عَنْ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: ((شَهِدْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَدْعُوْ لِهٰذَا الْحَيِّ مِنَ (النَّخْعِ)، أَوْ قَالَ: يُثْنِيْ عَلَيْهِمْ، حَتّٰى تَمَنَّيْتُ أَنِّيْ رَجُلٌ مِنْهُمْ)) [الصحيحة:٣٤٣٥]

سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جب رسول اللہ ﷺ نے نخع قبیلے کو بلایا یا ان کی تعریف کی تو میں وہاں موجود تھا اور میں نے چاہا کہ میں اس قبیلے کا فرد ہوتا۔

تخریج: الصحيحة ٣٤٣٥- احمد (١/ ٤٠٣)، البزار (٢٨٣٠، الكشف) و (البحر: ١٨٤٨)، طبرانى (١٠٢١٢)۔

باب: فضل الشام

شام کی فضیلت کا بیان

٣٥١٠- عَنْ أَبِيْ أُمَامَةَ مَرْفُوْعًا: ((صَفْوَةُ اللّٰهِ مِنْ أَرْضِهِ الشَّامُ، وَفِيْهَا صَفْوَتُهُ مِنْ خَلْقِهِ

سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ کی زمین میں سے اس کا انتخاب شام کی سرزمین ہے اور شام

وَعِبَادِهِ، وَلَتَدْخُلَنَّ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِي ثُلَّةٌ لَا حِسَابَ عَلَيْهِمْ وَلَا عَذَابَ)). [الصحيحة: ۱۹۰۹]

میں کئی بندگانِ خدا اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ لوگ ہیں اور میری امت میں ایک ایسی جماعت بھی ہے جو بغیر حساب و کتاب اور عذاب و عتاب کے جنت میں داخل ہو گی۔"

تخریج: الصحیحة ۱۹۰۹۔ طبرانی فی الکبیر (۷۷۹۶)' عنه ابن عساکر تاریخ دمشق (۱/ ۹۳)' حاکم (۴/ ۵۰۹)' طبرانی (۷۷۱۸)' من طریق آخر عنه۔

فوائد: حدیث میں سرزمینِ شام اور اہل شام کو سراہا گیا ہے' ماضی میں یہ علاقہ اہل علم اور اہل تقویٰ لوگوں کی آماجگاہ بنا رہا۔

۳۵۱۱۔ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ مَرْفُوْعًا: ((طُوْبٰى لِلشَّامِ، إِنَّ مَلَائِكَةَ الرَّحْمٰنِ بَاسِطَةٌ أَجْنِحَتَهَا عَلَيْهِ)). [الصحيحة: ٥٠٣]

سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "شام کے لئے خوشخبری ہے' رحمٰن کے فرشتوں نے اس پر اپنے پر پھیلا رکھے ہیں۔"

تخریج: الصحیحة ۵۰۳۔ ترمذی (۳۹۵۴)' حاکم (۲/ ۲۲۹)' احمد (۵/ ۱۸۴)' ابن حبان (۱۱۴)۔

باب: فضل من آمن به صلى الله عليه وسلم ولم يره

جس نے نبی پر ایمان لایا اور آپ کو نہ دیکھا اس کی فضیلت کا بیان

۳۵۱۲۔ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ،قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((طُوْبٰى لِمَنْ رَآنِي وَآمَنَ بِي،وَطُوْبٰى سَبْعَ مَرَّاتٍ لِمَنْ لَّمْ يَرَنِي وَآمَنَ بِي)). [الصحيحة: ١٢٤١]

سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس نے میرا دیدار کیا اور مجھ پر ایمان لایا' اس کے لئے ایک دفعہ خوشخبری ہے اور اس (بندۂ خدا) کے لئے سات دفعہ خوشخبری ہے' جو مجھے دیکھے بغیر مجھ پر ایمان لایا۔"

تخریج: الصحیحة ۱۲۴۱۔ احمد (۵/ ۲۴۸'۲۵۷)' ابوداؤد الطیالسی (۱۱۳۲)' ابن حبان (۷۲۳۳)' ابن حبان (۷۲۳۲) عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ۔

فوائد: دیکھنے کے برعکس اَن دیکھے کسی چیز پر ایمان لے آنا' یہ زیادہ فضیلت کا باعث ہے۔

۳۵۱۳۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ بُسْرٍ صَاحِبِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((طُوْبٰى لِمَنْ رَآنِي، وَطُوْبٰى لِمَنْ رَاٰى مَنْ رَآنِي، وَلِمَنْ رَاٰى مَنْ رَاٰى مَنْ رَآنِي وَآمَنَ بِي)). [الصحيحة: ١٢٥٤]

صحابیٔ رسول سیدنا عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس نے مجھے دیکھا اس کے لئے خوشخبری ہے' جس نے میرے صحابی کو دیکھا اس کے لئے خوشخبری ہے اور جس نے میرے صحابی کو دیکھنے والے (یعنی تابعی) کو دیکھا اور مجھ پر ایمان لایا اس کے لئے بھی خوشخبری ہے۔"

تخریج: الصحیحة ۱۲۵۴۔ حاکم (۴/ ۸۶)' الضیاء فی المختارۃ (۹/ ۹۹)' ابو یعلی (اتحاف الخیرۃ: ۱۲۶)۔

فوائد: اس میں صحابیٔ تابعی اور تبع تابعی کی فضیلت کا بیان ہے۔

باب: عائشة زوجة النبيّ في الجنة

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا جنت میں نبی ﷺ کی بیوی ہے

٣٥١٤۔ عَنْ مُسْلِمِ الْبَطِيْنِ ،قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((عَائِشَةُ زَوْجِي فِي الْجَنَّةِ)).

[الصحيحة:١١٤٢]

سیدنا مسلم بطین رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”عائشہ جنت میں بھی میری بیوی ہوگی“

تخریج: الصحیحۃ ۱۱۴۲۔ ابن سعد (۸/ ۶۶)' عن مسلم بن مطین مرسلاً وله شاهد من حدیث عائشة رضی اللہ عنہا فانظر ما تقدم برقم (۳۳۹۴)۔

فوائد: اس میں ازواج مطہرات کے خلاف بدزبانی کرنے والے بد باطن لوگوں کا رد ہے کہ امہات المؤمنین جنتی ہیں اور اسلام پر فوت ہوئیں۔

باب: عثمان في الجنة

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ جنت میں ہوں گے

٣٥١٥۔عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ مَرْفُوْعًا: ((عُثْمَانُ فِي الْجَنَّةِ)). [الصحيحة:١٤٣٥]

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”عثمان جنت میں ہوں گے۔“

تخریج: الصحیحہ ۱۴۳۵۔ نسائی (۷۰۲)' ابن حبان (۱۱۲۳)' احمد (۳/ ۲۳)' ابن سعد (۵/ ۵۵۲)۔

فوائد: عثمان رضی اللہ عنہ کا جنتی ہونا ثابت ہوتا ہے۔ پھر بھی ان کے خلاف زبان طعن دراز کرنے اور قیامت اللہ تعالیٰ کو کیا جواب دیں گے؟

٣٥١٦۔ عَنْ ثَوْبَانَ مَوْلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺعَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((عِصَابَتَانِ مِنْ أُمَّتِي أَحْرَزَهُمَا اللّٰهُ مِنَ النَّارِ: عِصَابَةٌ تَغْزُوْ الْهِنْدَ، وَعِصَابَةٌ تَكُوْنُ مَعَ عِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ.))

[الصحيحة:١٩٣٤]

مولائے رسول سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے میری امت کی دو جماعتوں کی آگ سے حفاظت کی ہے: (۱) وہ جماعت جو ہند سے جہاد کرے گی (۲) وہ جماعت جو حضرت عیسیٰ بن مریم (علیہ السلام) کے ساتھ ہو گی۔“

تخریج: الصحیحۃ ۱۹۳۴۔ نسائی (۳۱۷۷)' احمد (۵/ ۲۷۸)' بخاری فی التاریخ (۶/ ۷۲)' طبرانی فی الاوسط (۶۷۳۷)۔

فوائد: غزوہ ہند میں حصہ لینے والوں اور عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھیوں کی فضیلت کا بیان ہے۔

باب: من خصائص علي رضی اللہ عنہ

امیر المؤمنین سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے خصائص

٣٥١٧۔ قَالَ ﷺ: ((عَلِيٌّ يَقْضِيْ دَيْنِيْ))

رُوِيَ مِنْ حَدِيْثِ: أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، وَحَبْشِيِّ بْنِ جَنَادَةَ، وَسَعْدِ بْنِ أَبِيْ وَقَّاصٍ۔

[الصحيحة:١٩٨٠]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میرا قرضہ علی چکائے گا۔“ یہ حدیث سیدنا انس بن مالک' سیدنا حبشی بن جنادہ اور سیدنا سعد بن ابو وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کی گئی ہے۔

تخریج: الصحیحۃ ۱۹۸۰۔ (۱) انس: (الکشف: ۲۵۵۵) و(البحر: ۶۶۴۹)۔ (۲) حبشی بن جنادۃ: احمد (۴/ ۱۶۴)' ترمذی

(۳۷۱۹)' ابن ماجه (۱۱۹)۔ (۳) سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نسائی فی الکبری (۸۴۷۹)۔

فوائد: اس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تعلقات کی گہرائی معلوم ہوتی ہے کہ اگر چہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ آپ کے وارث نہ تھے اور نہ ہی آپ نے کوئی میراث چھوڑی اس کے باوجود آپ انہیں اپنے قرض کا ذمہ دار ٹھہراتے ہیں جو کہ میت کے انتہائی قریبی کی ذمہ داری ہوتی ہے۔

فضل عمروؓ بن العاص

عمرو بن عاص کی فضیلت کا بیان

۳۵۱۸۔عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((عَمْرُو ابْنُ الْعَاصِ مِنْ صَالِحِيْ قُرَيْشٍ)) [الصحيحة:٦٥٣]

سیدنا طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''عمرو بن عاص قریش کے نیکو کار لوگوں میں سے ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۶۵۳۔ ترمذی (۳۸۴۵)' احمد (۱/ ۱۶۱)' ابن ابی عاصم فی الآحاد و المثانی (۷۹۹)' طبرانی فی الکبیر (۲۰۸)' وعنه الضیاء فی المختارة (۸۴۴) من طریق آخر۔

فوائد: عمروؓ بن العاص کہ جنہیں دشمنان اسلام طعن وتشنیع کا ہدف بناتے ہیں حالانکہ ان کے بارے میں زبان نبوت سے رجل صالح کا سرٹیفکیٹ جاری ہو چکا ہے۔

فضل العباسؓ

سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان

۳۵۱۹۔ قَالَ ﷺ:((اَلْعَبَّاسُ عَمُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، وَإِنَّ عَمَّ الرَّجُلِ صِنْوُ اَبِيْهِ)) وَرَدَ مِنْ حَدِيْثِ اَبِيْ هُرَيْرَةَ وَعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، وَالْحَسَنِ بْنِ مُسْلِمٍ الْمَكِّيِّ، وَعَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ، وَعَبْدِ الْمُطَّلِبِ بْنِ رَبِيْعَةَ بْنِ الْحَارِثِ۔ [الصحيحة:٨٠٦]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عباسؓ رسول اللہ کے چچا ہیں اور چچا باپ کی ہی ایک قسم ہے۔'' یہ حدیث سیدنا ابو ہریرہؓ سیدنا عمر بن خطابؓ سیدنا حسن بن مسلم مکیؒ سیدنا علی بن ابو طالب اور سیدنا عبدالمطلب بن ربیعہ بن حارث رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

تخریج: الصحیحة ۸۰۶۔ ترمذی (۳۷۶۱)' ابو بکر الشافعی فی الفوائد (الغیلانیات: ۲۶۸)' عن ابی ہریرة واصله عند مسلم (۹۸۳) واحمد (۲/ ۳۲۲)' وغیرهما ' ابو بکر الشافعی (......) عن عمر احمد (۱/ ۹۴)' ترمذی (۳۷۶۰' ۹۳' عن علی' احمد (۴/ ۱۶۵) عن عبدالمطلب بن ربیعته رضی اللہ عنہ۔

فوائد: جس طرح ماں کے بعد خالہ کا مرتبہ سب سے زیادہ ہے اسی طرح باپ کے بعد چچا کا ہے۔

فضل اهل الحجاز

اہل حجاز کی فضیلت کا بیان

۳۵۲۰۔ عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((غِلَظُ الْقُلُوْبِ وَالْجَفَاءُ فِي الْمَشْرِقِ، وَالْإِيْمَانُ فِيْ اَهْلِ الْحِجَازِ)).

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دلوں کی سختی و غلاظت اور اکھڑ مزاجی مشرق (والوں) میں اور ایمان اہل حجاز میں ہے۔''

[الصحيحة:٣٤٣٦]

تخريج: الصحيحة ٣٤٣٦- مسلم (٥٣)' ابوعوانة (١/ ٦٠)' ابن حبان (٧٢٩٦)' احمد (٣/ ٣٣٥)-

باب: من فضل فاطمة رضي الله عنها

٣٥٢١-عَنِ الْمِسْوَرِ:أَنَّهُ بَعَثَ إِلَيْهِ حَسَنُ بْنُ حَسَنٍ يَخْطُبُ ابْنَتَهُ، فَقَالَ لَهُ: قُلْ لَهُ: فَيَلْقَانِيْ فِيُ الْعَتَمِةِ، قَالَ: فَلَقِيَهُ، فَحَمِدَ اللّٰهَ الْمِسْوَرُ، وَأَثْنٰى عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: أَمَّا بَعْدُ، أَيْمُ اللّٰهِ، مَا مِنْ نَّسَبٍ وَلَا سَبَبٍ وَلَا صِهْرٍ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ نَسَبِكُمْ [وَسَبَبِكم] وَصِهْرِكُمْ، وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((**فَاطِمَةُ بِضْعَةٌ مِّنِّي، يَقْبِضُنِيْ مَا يَقْبِضُهَا، وَيَبْسُطُنِيْ مَا يَبْسُطُهَا، وَإِنَّ الْأَنْسَابَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ تَنْقَطِعُ غَيْرَ نَسَبِيْ وَسَبَبِيْ وَصِهْرِيْ**)) وَعِنْدَكَ ابْنَتُهَا، وَلَوْ زَوَّجْتُكَ لَقَبَضَهَا ذٰلِكَ، فَانْطَلَقَ عَاذِرًا لَهُ۔

[الصحيحة:١٩٩٥]

فاطمہؓ کی فضیلت کا بیان

مسور کہتے ہیں کہ حسن بن حسن نے میری بیٹی سے نکاح کرنے لئے مجھے پیغام بھیجا' میں نے قاصد سے کہا: اسے کہنا کہ وہ مجھے شام کو ملے۔ اس نے مسور سے (وقت کے مطابق) ملاقات کی۔ مسور نے اللہ تعالی کی حمد وثنا بیان کی اور کہا: اللہ کی قسم! مجھے کوئی نسبی اور ازدواجی رشتہ وقرابت تمھارے نسب وحسب اور نسبی و ازدواجی تعلق وقرابت سے بڑھ کر محبوب نہیں ہے۔ دراصل بات یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''فاطمہ میرے (بدن کا) ٹکڑا ہے' جو چیز اسے پریشان کرتی ہے وہ مجھے بھی پریشان کرتی ہے' جو چیز اسے خوش کرتی ہے وہ مجھے بھی خوش کرتی ہے اور قیامت والے دن سب احساب و انساب منقطع ہو جائیں گے' ماسوائے میرے نسب' رشتہ وقرابت اور دامادگی کے۔'' (اس حدیث کے بعد غور کرکہ) تیرے گھر سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی بیٹی ہے' اگر میں نے اپنی بیٹی سے بھی تیری شادی کر دی تو وہ پریشان ہوگی (ایسی صورت میں میرا اور میری بیٹی کا کیا بنے گا؟) حسن بن حسن نے اسے معذور سمجھا اور چل دیئے۔

تخريج: الصحيحة ١٩٩٥- احمد (٤/ ٣٢٣)' و من طريقه (٣/ ١٥٨)' طبرانى فى الكبير (٢٢/ ٤٠٥) مختصراً-

فوائد: معلوم ہوا عورت کائنات کی جیسی بھی عظیم ہستی ہو دوسری شادی سے پریشان ہو جانا ایک قدرتی معاملہ ہے۔ اسی لیے مسور نے اپنی بیٹی کا نکاح فاطمہ کی بیٹی پر نہ کیا۔ نیز سوائے دل میں اہل بیت کی خیر خواہی کا بھی پتہ چلتا ہے۔

باب: وجوه الفضل من قريش

٣٥٢٢-عَنْ أُمِّ هَانِيءٍ مَرْفُوْعًا: ((**فَضَّلَ اللّٰهُ قُرَيْشًا بِسَبْعِ خِصَالٍ. ١.فَضَّلَهُمْ بِأَنَّهُمْ عَبَدُوا اللّٰهَ عَشْرَ سِنِيْنَ لَا يَعْبُدُهُ إِلَّا قُرَشِيٌّ ٢.وَفَضَّلَهُمْ بِأَنَّهُ نَصَرَهُمْ يَوْمَ الْفِيْلِ وَهُمْ**

قریش کے فضل کی وجوہات کا بیان

سیدہ ام ہانی رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالی نے قریش کو سات خصائل کی بنا پر فضیلت دی ہے: (١) انھیں اس بنا پر فضیلت دی کہ انھوں نے دس سال تک اللہ تعالی کی عبادت کی' صرف قریشی اس کی عبادت کرتے تھے'

مُشْرِكُوْنَ .٣.وَفَضَّلَهُمْ بِأَنَّهُ نَزَلَتْ فِيهِمْ سُوْرَةٌ مِنَ الْقُرْآنِ لَمْ يَدْخُلْ فِيهِمْ غَيْرُ هُمْ ﴿لِإِيْلَافِ قُرَيْشٍ﴾ [قريش:١.۴]. وَفَضَّلَهُمْ بِأَنَّ فِيهِمُ النُّبُوَّةَ .٥.وَالْخِلَافَةَ .٦. وَالْحِجَابَةَ .٧.وَالسِّقَايَةَ)). [الصحيحة:١٩٤٤]

(۲) انھیں اس وجہ سے فضیلت دی کہ اس نے ہاتھیوں والے لشکر کے دن ان کی مدد کی' حالانکہ وہ مشرک تھے' (۳) انھیں اس بناء پر فضیلت دی کہ ان کے بارے میں قرآن مجید کی ایک مکمل سورت ﴿لِإِيْلَافِ قُرَيْشٍ﴾ نازل کی' اس میں کسی دوسرے کا تذکرہ نہیں کیا' انھیں اس وجہ سے فضیلت دی کہ ان میں (۴) نبوت' (۵) خلافت' (۶) محافظت ونگرانی اور (۷) حاجیوں کو پلانا ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۱۹۴۴- بخاری فی التاریخ الکبیر (۱/ ۳۴۱)' ابن عدی فی الکامل (۱/ ۲۶۰)' طبرانی (۲۳/ ۴۰۹)' حاکم (۴/ ۵۴) باختلاف فی السند۔

فوائد: قبیلہ قریش کے فضائل کا بیان ہے کہ وہ مومن دوسرے مؤمنوں کے مقابل کیوں زیادہ فضیلت والے ہیں۔

باب: فی کل قرن من امتی سابقون

میری امت میں ہر زمانے میں سبقت لے جانے والے پائے جائیں گے

٣٥٢٣ـعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((فِيْ كُلِّ قَرْنٍ مِنْ أُمَّتِيْ سَابِقُوْنَ)). [الصحيحة:٢٠٠١]

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''میری امت کے ہر زمانے میں سبقت لے جانے والے پائے جائیں گے۔''

تخریج: الصحیحة ۲۰۰۱- ابو نعیم فی الحلیة (۱/ ۸) وعند الدیلمی (۲/ ۳۳۳) معلقاً الذهبی فی تذکرة الحفاظ (۲/ ۱۳۲)۔

فوائد: یعنی ہر زمانے میں بڑھ چڑھ کر نیک اعمال کرنے والے موجود رہیں گے۔

٣٥٢٤ـعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو مَرْفُوْعًا: ((قَاتِلُ عَمَّارٍ وَسَالِبُهُ فِي النَّارِ)). [الصحيحة:٢٠٠٨]

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عمار کو قتل کرنے والا اور اس کا مال سلب کرنے والا جہنمی ہوگا۔''

تخریج: الصحیحة ۲۰۰۸- ابو محمد المخدی فی ثلاثة مجالس من الامالی (۷۵/ ۳۱)' حاکم (۳/ ۳۸۷) من طریق آخر عنه احمد (۴/ ۱۹۸)' ابن سعد (۳/ ۲۶۰'۲۶۱) والسیاق له عن ابی العادیه رضی اللہ عنہ۔

فوائد: عمار جنگ صفین میں علی کی جانب سے معاویہ کے خلاف لڑے تھے۔ جنگ کے دوران ابو الغادیہ جہنی نے جو کہ صحابی تھے' آپ کو قتل کیا۔ صحابہ کی آپس کی جنگوں کو اجتہادی غلطی قرار دے کر ہر ایک ثواب کا مستحق ٹھہرایا جاتا ہے اور یہ قاعدہ طے شدہ ہے لیکن یہاں پر اس صحابی کے بارے میں واضح حدیث آجانے کی بناء پر یہ قاعدہ محمول نہیں کیا جائے گا۔ (واللہ اعلم بالصواب)

باب: اول من جاء بالمصافحة الی المدینة

مدینۃ المنورۃ میں سب سے پہلے مصافحہ کرنے والے لوگ

٣٥٢٥ـعَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: لَمَّا جَاءَ أَهْلُ

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب اہل یمن آئے تو نبی

الْيَمَنِ قَالَ النَّبِيُّ: ((قَدْ أَقْبَلَ أَهْلُ الْيَمَنِ، وَهُمْ أَرَقُّ قُلُوبًا مِنْكُمْ [قَالَ أَنَسٌ] وَهُمْ أَوَّلُ مَنْ جَاءَ بِالْمُصَافَحَةِ)) [الصحيحة: ٥٢٧]

ﷺ نے فرمایا: ''یمنی لوگ آ گئے ہیں' یہ تم سے زیادہ نرم دل والے ہیں [انس نے کہا] یہ پہلے لوگ ہیں جنھوں نے مصافحہ کیا۔''

تخریج: الصحیحة ۵۲۷۔ الادب المفرد (۹۶۷)' احمد (۳/ ۲۱۲'۲۵۱) وفی الفضائل له (۱۶۵۷) ابوداؤد (۵۲۱۳) مختصراً۔

باب الحديبية وما فيها

صلح حدیبیہ اور جو کچھ اس میں ہوا اس کا بیان

٣٥٢٦۔عَنْ إِيَاسِ بْنِ سَلَمَةَ: حَدَّثَنِي أَبِي، قَالَ:١۔قَدِمْنَا الْحُدَيْبِيَةَ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، وَنَحْنُ أَرْبَعَ عَشْرَةَ مِئَةً، وَعَلَيْهَا خَمْسُونَ شَاةً لَا تُرْوِيهَا، قَالَ: فَقَعَدَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى جَبَا الرَّكِيَّةِ، فَإِمَّا دَعَا وَإِمَّا بَصَقَ فِيهَا، قَالَ: فَجَاشَتْ، فَسَقَيْنَا وَاسْتَقَيْنَا. قَالَ:٢۔ثُمَّ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ دَعَانَا لِلْبَيْعَةِ فِي أَصْلِ الشَّجَرَةِ، قَالَ: فَبَايَعْتُهُ أَوَّلَ النَّاسِ، ثُمَّ بَايَعَ وَبَايَعَ، حَتَّى إِذَا كَانَ فِي وَسَطٍ مِنَ النَّاسِ، قَالَ:((بَايِعْ يَا سَلَمَةُ)) قَالَ:قُلْتُ: قَدْ بَايَعْتُكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! فِي أَوَّلِ النَّاسِ! قَالَ:((وَأَيْضًا)) قَالَ:٣۔وَرَآنِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَزِلًا (يَعْنِي: لَيْسَ مَعَهُ سِلَاحٌ) قَالَ: فَأَعْطَانِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ حَجَفَةً أَوْ دَرَقَةً، ثُمَّ بَايَعَ حَتَّى إِذَا كَانَ فِي آخِرِ النَّاسِ، قَالَ: ((أَلَا تُبَايِعُنِي يَا سَلَمَةُ؟!)) قَالَ:قُلْتُ: قَدْ بَايَعْتُكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! فِي أَوَّلِ النَّاسِ وَفِي أَوْسَطِ النَّاسِ! قَالَ: ((وَأَيْضًا)) قَالَ: فَبَايَعْتُهُ الثَّالِثَةَ، ثُمَّ قَالَ لِي: ٤۔((يَاسَلَمَةُ! أَيْنَ حَجَفَتُكَ أَوْ دَرَقَتُكَ الَّتِي أَعْطَيْتُكَ؟)) قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! لَقِيَنِي عَمِّي عَامِرٌ عَزِلًا فَأَعْطَيْتُهُ إِيَّاهَا، قَالَ:فَضَحِكَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَقَالَ: ((إِنَّكَ كَالَّذِي قَالَ

ایاس بن سلمہ اپنے باپ سیدنا سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ (۱) ہم چودہ سو افراد رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حدیبیہ مقام پر آئے' وہاں ایک کنواں تھا' جس سے (پانی کی قلت کی وجہ سے) پچاس بکریاں سیراب نہیں ہو سکتی تھیں' رسول اللہ ﷺ اس کنویں کے کنارے پر بیٹھ گئے' دعا کی یا اس میں تھوکا' پانی زور سے نکل کر بہنے لگا' سو ہم نے پیا اور پلایا۔ (۲) پھر رسول اللہ ﷺ نے ہمیں بیعت کے لئے درخت کے تنے کے پاس بلایا' میں نے سب سے پہلے بیعت کی' پھر آپ مسلسل بیعت لیتے رہے' جب نصف لوگ بیعت کر کے سے فارغ ہو گئے تو آپ نے مجھے فرمایا: ''سلمہ! بیعت کرو۔'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں تو سب سے پہلے بیعت کر چکا ہوں۔ آپ نے فرمایا: ''ایک دفعہ پھر کر لو۔'' (۳) جب رسول اللہ ﷺ نے مجھے بغیر اسلحہ کے دیکھا تو مجھے ایک ڈھال دی' پھر بیعت لینا شروع کر دی' حتی کہ لوگ آخر تک پہنچ گئے۔ آپ نے مجھے فرمایا: ''سلمہ! کیا تم بیعت نہیں کرتے؟'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں سب سے پہلے اور پھر درمیان میں (دو دفعہ) بیعت کر چکا ہوں۔ آپ نے فرمایا: ''ایک دفعہ پھر کر لو۔'' سو میں نے تیسری دفعہ بیعت کی۔ (۴) پھر آپ نے مجھے فرمایا: ''سلمہ! وہ ڈھال کہاں ہے' جو میں نے تجھے دی تھی؟'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے میرے چچا ملے' ان کے پاس کوئی اسلحہ نہیں تھا' اس لئے میں نے ان کو دے دی۔ رسول اللہ ﷺ ہنس پڑے اور فرمایا: ''تم تو اس آدمی کی طرح

الْأَوَّل: اَللّٰهُمَّ! ابْغِنِي حَبِيبًا هُوَ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ نَفْسِي)) ٥۔ثُمَّ اِنَّ الْمُشْرِكِينَ رَاسَلُونَا الصُّلْحَ، حَتّٰى مَشٰى بَعْضُنَا فِيْ بَعْضٍ وَاصْطَلَحْنَا، قَالَ: وَكُنْتُ تَبِيعًا لِطَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِاللّٰهِ، اَسْقِيْ فَرَسَهٗ وَاَحُسُّهٗ وَاَخْدِمُهٗ، وَاٰكُلُ مِنْ طَعَامِهٖ، وَتَرَكْتُ اَهْلِيْ وَمَا لِيْ مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ﷺ، قَالَ: فَلَمَّا اصْطَلَحْنَا نَحْنُ وَاَهْلُ مَكَّةَ، وَاخْتَلَطَ بَعْضُنَا بِبَعْضٍ، اَتَيْتُ شَجَرَةً فَكَسَحْتُ شَوْكَهَا، فَاضْطَجَعْتُ فِيْ اَصْلِهَا، قَالَ: فَاَتَانِيْ اَرْبَعَةٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ مِنْ اَهْلِ مَكَّةَ، فَجَعَلُوْا يَقَعُوْنَ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَاَبْغَضْتُهُمْ، فَتَحَوَّلْتُ اِلٰى شَجَرَةٍ اُخْرٰى، وَعَلَّقُوْا سِلَاحَهُمْ وَاضْطَجَعُوْا، فَبَيْنَمَا هُمْ كَذٰلِكَ اِذْ نَادٰى مُنَادٍ مِّنْ اَسْفَلِ الْوَادِيْ: يَا لَلْمُهَاجِرِيْنَ! قُتِلَ ابْنُ زُنَيْمٍ، قَالَ: فَاخْتَرَطْتُ سَيْفِيْ، ثُمَّ شَدَدْتُ عَلٰى اُولٰئِكَ الْاَرْبَعَةِ وَهُمْ رُقُوْدٌ، فَاَخَذْتُ سِلَاحَهُمْ، فَجَعَلْتُهٗ ضِغْثًا فِيْ يَدِيْ، قَالَ:ثُمَّ قُلْتُ: وَالَّذِيْ كَرَّمَ وَجْهَ مُحَمَّدٍ، لَا يَرْفَعُ اَحَدٌ مِّنْكُمْ رَاْسَهٗ اِلَّا ضَرَبْتُ الَّذِيْ فِيْهِ عَيْنَاهُ قَالَ:ثُمَّ جِئْتُ بِهِمْ اَسُوْقُهُمْ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ٦۔وَجَاءَ عَمِّيْ عَامِرٌ بِرَجُلٍ مِّنَ الْعَبَلَاتِ يُقَالُ لَهٗ: مِكْرَزٌ،يَقُوْدُهٗ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ:((**دَعُوْهُمْ،يَكُنْ لَهُمْ بَدْءُ الْفُجُوْرِ وَثِنَاهُ**)) فَعَفَا عَنْهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، وَاَنْزَلَ اللّٰهُ: ﴿**وَهُوَ الَّذِيْ كَفَّ اَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ عَنْهُمْ بِبَطْنِ مَكَّةَ مِنْ بَعْدِ اَنْ اَظْفَرَكُمْ عَلَيْهِمْ**......﴾اَلْآيَةَ كُلَّهَا۔ قَالَ:٧۔ثُمَّ

ہو جس نے کہا: اے اللہ! مجھے ایسا محبوب عطا کر دے جو مجھے اپنے آپ سے بھی زیادہ محبوب ہو۔'' (۵) پھر مشرکوں نے ہم سے صلح کے موضوع پر خط و کتابت شروع کی' یہاں تک کہ ہم ایک دوسرے کے پاس جانے لگ گئے اور صلح ہو گئی۔ میں سیدنا طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کا تابع تھا' ان کے گھوڑے کو پانی پلاتا' کھریرے کے ذریعے اس کی گرد صاف کرتا اور ان کی خدمت کرتا تھا۔ انھیں کا کھانا کھا لیتا تھا اور جب اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہجرت کی تو اپنے اہل و عیال اور مال و منال کو پیچھے چھوڑ آیا تھا۔ جب ہماری اور اہل مکہ کی صلح ہو گئی اور ہم ایک دوسرے کے پاس جانے لگ گئے' تو میں ایک درخت کے نیچے آیا' اس کے کانٹے صاف کئے اور وہاں لیٹ گیا۔ میرے پاس مکہ کے چار مشرک آئے' انھوں نے رسول اللہ ﷺ کے حق میں نازیبا الفاظ کہنا شروع کر دیئے' میں ان سے بڑا متنفر ہوا' اس لئے میں ایک دوسرے درخت کی طرف چلا گیا۔ انھوں نے اپنا اسلحہ لٹکا دیا اور لیٹ گئے' وہ اسی حالت پر تھے کہ نچلی وادی سے یہ آواز سنائی دی: او مہاجرو! ابن زنیم کو قتل کر دیا گیا۔ میں نے اپنی تلوار سونت لی اور ان چار کی طرف دوڑ کر گیا' وہ سو رہے تھے' میں نے ان کا اسلحہ ضبط کر لیا اور اپنے ہاتھ میں پکڑ کر کہا: اس ذات کی قسم جس نے محمد (ﷺ) کی چہرے کو عزت والا بنایا! تم میں سے جو بھی سر اٹھائے گا میں اسے ماروں گا۔ پھر میں انھیں ہانک کر رسول اللہ ﷺ کے پاس لے آیا۔ (٦) میرا چچا عامر عبلات سے مکرز نامی آدمی کو ایک کمزور گھوڑے پر سوار کر کے رسول اللہ ﷺ کے پاس لایا' وہ کل ستر مشرک تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کی طرف دیکھا اور فرمایا: ''ان کو چھوڑ دو' برائی و بدکاری کی ابتدا بھی ان سے ہوئی اور انتہا بھی انہی پر ہو گی۔'' رسول اللہ ﷺ نے ان کو معاف کر دیا' اس وقت اللہ تعالی نے یہ آیت نازل کی: ﴿وہی ہے جس نے خاص

خَرَجْنَا رَاجِعِيْنَ إِلَى الْمَدِيْنَةِ، فَنَزَلْنَا مَنْزِلًا، بَيْنَنَا وَبَيْنَ بَنِيْ لِحْيَانَ جَبَلٌ، وَهُمُ الْمُشْرِكُوْنَ، فَاسْتَغْفَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِمَنْ رَقِيَ هٰذَا الْجَبَلَ اللَّيْلَةَ، كَأَنَّهُ طَلِيْعَةٌ لِلنَّبِيِّ ﷺ و أَصْحَابِهِ . قَالَ سَلَمَةُ: فَرَقِيْتُ تِلْكَ اللَّيْلَةَ مَرَّتَيْنِ أَوْثَلَاثًا ۸۔ ثُمَّ قَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ، فَبَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِظَهْرِهِ مَعَ رَبَاحٍ غُلَامِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، وَأَنَا مَعَهُ، وَخَرَجْتُ مَعَهُ بِفَرَسِ طَلْحَةَ أُنَدِّيْهِ مَعَ الظَّهْرِ، فَلَمَّا أَصْبَحْنَا؛ أذا عبد الرحمن الفزارى قد غادر على ظهر رَسُوْلِ اللّٰهِ، فَاسْتَاقَهُ أَجْمَعَ، وَقَتَلَ رَاعِيَهِ،قَالَ: فَقُلْتُ :يَا رَبَاحُ! خُذْ هٰذَا الْفَرَسَ فَأَبْلِغْهُ طَلْحَةَ بْنَ عُبَيْدِ اللّٰهِ، وَأَخْبِرْ رسول اللهﷺان المشركين قد اغاروا على سَرْحِهِ، قَالَ:ثُمَّ قُمْتُ عَلَى أَكَمَةٍ فَاسْتَقْبَلْتُ الْمَدِيْنَةَ، فَنَادَيْتُ ثَلَاثًا: يَا صَبَاحَاه! ثُمَّ خَرَجْتُ فِيْ آثَارِ الْقَوْمِ أَرْمِيْهِمْ بالنبل و ارتجز اقول:

انا ابن الاكوع　　والیوم یوم الرضع

فالحق رجلا منهم فاصل سهما في رحله،حتى خلص نصل السهم الى كتفه۔ قال: قلت:خذها۔

وانا ابن الاكوع　　والیوم یوم الرضع

قال: فو الله !مازلت ارمیهم اعقربهم،فاذا رجع الي فارس،اتیت شجرة فجلست في اصلها،ثم رمته فعقرت به،حتى اذا تضايق الجبل،فدخلوا في تضايقه،علوت الجبل فاخذت اردیهم بالحجارة! قال:فما زلت كذلك اتبعهم،حتى

مکہ میں کافروں کے ہاتھوں کو تم سے اور تمھارے ہاتھوں کو ان سے روک دیا' اس کے بعد کہ اس نے تمھیں ان پر غلبہ دے دیا تھا اور تم جو کچھ کر رہے ہو اللہ تعالی اسے دیکھ رہا ہے۔﴾ (سورۂ فتح: ۲۴) (۷) پھر ہم مدینہ کی طرف پلٹے' ایک جگہ پڑاؤ ڈالا' ہمارے اور بنولحیان' جو کہ مشرک تھے' کے درمیان ایک پہاڑ تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس رات کو اس پہاڑ پر چڑھنے والے کے لئے بخشش کی دعا کی' گویا کہ وہ نبی کریم ﷺ اور صحابۂ کرام کے پیش پیش تھا۔ سیدنا سلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں اس رات کو پہاڑ پر دو یا تین دفعہ چڑھا۔ (۸) پھر ہم مدینہ پہنچے' رسول اللہ ﷺ نے اپنی سواری اپنے غلام رباح کے ساتھ بھیجی' میں بھی اس کے ساتھ سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ کے گھوڑے پر نکلا' میں نے گھوڑے کو ایڑ لگاتے لگاتے پسینہ پسینہ کر دیا۔ جب صبح ہوئی تو پتہ چلا کہ عبد الرحمٰن فزاری نے دھوکہ کیا' اس نے آپ ﷺ کے چرواہے کو قتل کر دیا اور سواریوں کو ہانک کر لے گیا۔ میں نے کہا: رباح! یہ گھوڑا سیدنا طلحہ بن عبید اللہ کے پاس پہنچا دو اور رسول اللہ ﷺ کو یہ پیغام دو کہ مشرک ان کے مویشیوں کو لوٹ کر لے گئے ہیں۔ میں خود ایک ٹیلے پر کھڑا ہو گیا' مدینہ کی طرف متوجہ ہوا اور (لوگوں کو جمع کرنے کے لئے) تین دفعہ کہا: یاصباحاہ!۔ پھر میں ان لوگوں کے تعاقب میں نکل پڑا' میں انھیں تیر مارتا اور رجزیہ اشعار پڑھتے ہوئے کہتا:
میں اکوع کا بیٹا ہوں آج کا دن دودھ پینے والے (بہادروں) کا دن ہے

میں ایک آدمی کو پا لیتا اور اس کے تھیلے میں اس زور سے تیر مارتا کہ اس کے کندھے تک پہنچ جاتا۔ پھر میں کہتا: یہ لو اور میں اکوع کا بیٹا ہوں اور آج کا دن دودھ پینے والے (دلیروں) کا دن ہے۔
اللہ کی قسم! میں ان پر تیر پھینکتا رہا' ان کو حیران و ششدر کرتا رہا'

ماخلق الله من بعير من ظهر رسول الله ﷺ الا خلفته وراء ظهري،وخلوا بيني وبينه،ثم اتبعتهم ارميهم،حتى القوا اكثر من ثلاثين بردة وثلاثين رمحا يستخفون،ولا يطرحون شيئا الا جعلت عليه آراما من الحجارة يعرفها رسول الله ﷺ واصحابه،حتى اتوا متضايقا من ثنية،فاذاهم قد اتاهم فلا ن بن بدر الفزاري ، فجلسوا تيضحون(اي: يتغدون) و جلست على راس قرن،قال الفزاري:ما هذا الذي اري؟ قالوا:لقينا من هذا البرح، والله مافارقنا منذ غلس يرمينا،حتى انتزع كل شي في ايدينا،قال:فليقم اليه نفر منكم اربعة، قال: فصعد الي منهم اربعة في الجبل،قال:فلما امكنوني من الكلام،قال:قلت: هل تعرفونني؟ قالوا:لا ،من انت؟ قال:قلت: انا سلمة بن الاكوع،والذي كرم وجه محمد ﷺ! لا اطلب رجلا منكم الا ادركته،ولا يطلبني رجل منكم فيدركني،قال احدهم :انا اظن:

٩_قال:فرجعوا،فما برحت مكاني حتى رايت فوارس رسول الله ﷺ يتخللون الاشجار،قال: فاذا اولهم الاخرم الا سدي على اثره ابوا قتادة الا نصاري،وعلى اثره المقداد بن لا سود الكندي قال: فاخذت بعنان الاخرم . قال:فولوا مدبرين . قلت: يا اخرم! احذرهم لايقتطعوك حتى يلحق رسول الله ﷺ واصحابه . قال: يا سلمة! ان كنت تومن باالله

اگر کوئی گھوڑ سوار میری طرف پلٹتا تو میں کسی درخت کے تنے کے پاس بیٹھ جاتا اور اسے تیر مار کر حیران و پریشان کر دیتا۔ (چلتے چلتے) پہاڑ تنگ ہو گیا اور وہ اس کی تنگ جگہ میں داخل ہو گئے۔ میں پہاڑ پر چڑھ گیا اور پتھروں کو لڑھکانا شروع کر دیا۔ میں ان کا تعاقب کرتا رہا' حتی کہ رسول اللہ ﷺ کی تمام سواریوں کو اپنے پیچھے چھوڑ گیا'

پھر بھی میں ان کا پیچھا کرتا رہا اور ان کو تیر مارتا رہا' یہاں تک کہ انھوں نے اپنے آپ کو کم وزن (اور سامان گھٹانے) کے لئے تیس چادریں اور تیس نیزے پھینک دیئے۔ وہ جو چیز پھینکتے تھے میں اس پر علامتی پتھر رکھ دیتا تا کہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ اسے پہچان لیں۔ چلتے چلتے وہ ایک تنگ گھاٹی میں جا پہنچے وہاں ان کے پاس بدر فزاری کا ایک بیٹا بھی آ پہنچا۔ انھوں نے دوپہر کا کھانا کھانا شروع کیا اور میں پہاڑ یا ٹیلے کی چوٹی پر بیٹھ گیا۔ فزاری نے پوچھا: یہ کون ہے' جو مجھے نظر آ رہا ہے؟ انھوں نے کہا: ہمیں اس سے بڑی تکلیف ہوئی ہے' اللہ کی قسم! یہ صبح سے ہمارے تعاقب میں ہے اور ہم پر تیر بھی برساتا ہے' حتی کہ اس نے ہم سے ہر چیز چھین لی ہے۔ اس نے کہا: تم میں سے چار افراد اس کی طرف جائیں۔ سو وہ پہاڑ پر چڑھتے ہوئے میری طرف آئے۔ جب ان سے کلام کرنا ممکن ہوا تو میں نے کہا: کیا تم مجھے جانتے ہو؟ انھوں نے کہا: نہیں' تو کون ہے؟ میں نے کہا: میں سلمہ بن اکوع ہوں' اس ذات کی قسم جس محمد ﷺ کے چہرے کو معزز بنایا' میں تم میں سے جس کو چاہوں پا لوں گا اور تم میں سے کوئی مجھے نہیں پا سکتا۔ ان میں سے ایک نے کہا: میرا بھی یہی گمان تھا۔

(۹) وہ واپس چلے گئے' میں اپنی جگہ پر ٹھہرا رہا' حتی کہ مجھے رسول اللہ ﷺ کے گھوڑ سوار نظر آئے' وہ درختوں کے بیچ سے چڑھے آ رہے تھے' ان میں پہلا اخرم اسدی ؓ تھا' اس کے پیچھے ابو قتادہ

واليوم الآخر،وتعلم ان الجنة حق والنار حق،فلاتحل بيني وبين الشهادة! قال:فخليته،فالتقى هو وعبدالرحمن، قال:فعقت بعبد الرحمن فرسه،وطعنه عبدالرحمن فقتله،وتحول على فرسه۔ولح ابو قتادة فارس رسول اللهﷺبعبد الرحمن،فطعنه فقتله،فوالذي كرم وجه محمدﷺ! لتبعتهم اعدو على رجلي،حتيماری ورائي من اصحاب محمدﷺ ولا غبارهم شيئا،حتى يعدلوا قبل غروب الشمس الى شعب فيه ماه يقال له: (ذوقرد) ليشربوا منه وهم عطاش،قال: فنظروا الى اعدو وراهم، فخليتهم عنه(يعني:احليتهم عنه)،فما ذاقوا منه قطرة، قال:ويخرحون فيشتدون في ثنية،قال: فاعدوا فالحق رجلا منهم فاصله بسهم في نغض كتفه، قال: قلت: خذها۔ وانا ابن الاكوع واليوم يوم الرضع قال: يا ثكلته امه! اكوعه بكرة؟اقال:قلت:نعم يا عدو نفسه! اكوعك بكرة:قال: واردوا فرسين على ثنية،قال: فجئت بهما اسوقهما الى رسول اللهﷺ:۱۰۔قال: ولحقني عامر بسطيحة فيها مذقة من لبن وسطيحة فيها ماء،فتوضات وشربت،ثم اتيت رسول اللهﷺوهو على الماء الذي خليتهم عنه،فاذا رسول اللهﷺ قد اخذتلك الا بل، وكل شيء استنقذته من المشركين وكل رمح وبردة،واذا بلا ل نحر ناقة من الابل الذي

انصاری ﷛ اور اس کے پیچھے مقداد بن اسود کندی ﷛ تھا۔ میں نے اخرم کے گھوڑے کی لگام پکڑ لی۔ وہ سارے پیٹھ پھیر کر بھاگ گئے۔ میں نے کہا: اخرم! رسول اللہ ﷺ اور صحابۂ کرام کو ملنے تک احتیاط کرنا' کہیں یہ حائل نہ ہو جائیں۔ اس نے کہا: سلمہ! اگر تم اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہو اور جانتے ہو کہ جنت وجہنم حق ہیں' تو کوئی احتیاط میرے اور میری شہادت کے درمیان حائل نہیں ہوسکتی۔ میں نے ان کو جانے دیا' ان کا اور عبد الرحمٰن کا مقابلہ ہوا' انھوں نے اس کے گھوڑے کی کونچیں کاٹ دیں اور عبد الرحمٰن نے اخرم کو نیزہ مار کر شہید کر دیا اور اس کے گھوڑے پر بیٹھ گیا۔ اتنے میں رسول اللہ ﷺ کے گھوڑ سوار ابو قتادہ ﷛ عبد الرحمٰن پر جھپٹے اور اس کو نیزہ مار کر ہلاک کر دیا۔ اس ذات کی قسم جس نے محمد ﷺ کے چہرے کو معزز بنایا! میں ان کے پیچھے بھاگتا رہا' (اور اتنا آگے نکل گیا کہ) صحابۂ کرام اور ان کا گرد وغبار نظروں سے اوجھل ہو گیا۔ جب یہ مشرک لوگ غروب آفتاب سے قبل ایک گھاٹی میں پہنچے وہاں پانی تھا جسے ''ذوقرد'' کہتے تھے' یہ پیاسے تھے' انھوں نے پانی پینا چاہا' جب پیچھے پلٹ کر دیکھا تو میں ان کے پیچھے دوڑتا ہوا آ رہا تھا' وہ خوف اور ڈر کی وجہ سے وہاں سے نکل گئے اور پانی کا ایک قطرہ بھی نہ پیا۔ انھوں نے پہاڑی راستے میں دوڑنا شروع کر دیا' میں بھی دوڑتا گیا اور ان کے ایک آدمی کے مونڈھے میں تیر مارا اور کہا:

یہ لے اور میں اکوع کا بیٹا ہوں آج کمینوں کی ذلت کا دن ہے۔

اس نے کہا: تجھے تیری ماں گم پائے' تو صبح والا اکوع ہے؟ میں نے کہا: ایسے ہی ہے' اے اپنی جان کے دشمن! میں صبح والا ہی اکوع ہوں۔ انھوں نے اس راستے پر دو گھوڑے چھوڑ دیئے۔ میں ان دونوں کو رسول اللہ ﷺ کے پاس لے آیا۔ (۱۰)

استنقذت من القوم،واذا هو يشوي لرسول الله ﷺ من كبدها وسنا مها:قال: قلت: يا رسول الله! خلني فانتخب من القوم مئة رجل فاتبع القوم ،فلا يبقى منهم مخبر الا قتلته،قال:فضحك رسول الله ﷺ حتى بدت نواجذه في ضبوء النار :فقال:((**يا سلمة! اتراك كنت فاعلا؟**)) ،قلت: نعم ،والذي

اكرمك! لفقال: ((**انهم الان ليقرون في الرض غطفان**))**قال:فجاء رجل من غطفان))** ،فخرجوا هاربين۔ ١١۔فلما اصبحنا قال رسول الله ﷺ((**كان خير فرساننا اليوم ابو قتادة،وخير رجالتنا سلمة**)). قال:ثم اردفني رسول الله ﷺ وراء ه على العضباء راجعين الى المدينة:١٢۔قال: جبينما نحن نسير۔قال:وكان رجل من الانصار لا يسبق شدا۔قال: فجعل يقول:الا مسابق الى المدينة،هل من مسابق؟ فجعل يعيع ذلك۔قال فلما سمعت كلامه قلت:اما تكرم كريما ولا تها ب شريفا؟ قال:لا ،الا ان يكون رسول الله ﷺ،قال:قلت:يا رسول الله!بابي وامي ذرني فلا سابق الرحل! قال: ((**ان شئت**)) قال:اذهب اليك، وثنيت رجلي، فطفرت، فعدوت،قال:فربطت عليه شرفا اوشرفين استبقي نفسپ،ثم عدوت في اثره فربطت عليه شرفا او شرفين، ثم اني رفعت حتى

مجھے عامر ملے' ان کے پاس ایک مشک میں پانی ملا تھوڑا سا دودھ تھا اور ایک میں پانی۔ میں نے وضوء کیا اور پانی پیا' پھر میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا' اس وقت آپ اس پانی پر تھے' جس سے میں نے دشمنوں کو بھگا دیا تھا۔ میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ نے وہ تمام اونٹ اور نیزے چادروں جیسی تمام دوسری اشیاء' جو میں نے مشرکین سے چھینی تھیں' اپنے قبضے میں لے لی تھیں۔ سیدنا بلال ﷺ نے چھینی ہوئی ایک اونٹنی بھی ذبح کی اور اس کا کلیجہ اور کوہان کا گوشت آپ ﷺ کے لئے بھونا۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ مجھے جانے دیں' میں سو مردوں کا انتخاب کرتا ہوں' پھر ہم سب مشرکوں کے تعاقب میں چلتے ہیں' ان کا جو مخبر ملے گا اسے قتل کر دیں گے۔ رسول اللہ ﷺ ہنس پڑے' حتی کہ آپ کی ڈاڑھیں آگ کی روشنی میں نظر آنے لگیں۔ آپ نے فرمایا: ''سلمہ! کیا تم ایسا کر لو گے؟'' میں نے کہا: جی ہاں' اس ذات کی قسم جس نے آپ کو عزت دی! آپ نے فرمایا: ''غطفان میں ان کی میزبانی کی جائے گی۔'' بعد میں ایک آدمی غطفان سے آیا اور اس نے کہا: فلاں آدمی نے ان کے لئے اونٹ ذبح کئے تھے' جب وہ کھالیں اتار چکے تو انھیں اٹھتا ہوا گرد و غبار نظر آیا۔ وہ کہنے لگے: (ہمارا تعاقب کرنے والے لوگ) ہم تک پہنچ گئے ہیں' سو وہ بھاگ گئے۔ (۱۱) جب صبح ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آج کا بہترین گھوڑ سوار ابو قتادہ اور بہترین پا پیادہ سلمہ ہے۔'' پھر آپ ﷺ نے مجھے دو حصے دیئے' ایک گھوڑ سوار کا حصہ اور ایک پا پیادہ کا' آپ نے دونوں حصے میرے لئے جمع کر دیئے' پھر آپ نے مجھے اپنی ''عضباء'' اونٹنی پر بٹھایا اور واپس مدینہ کی طرف چل پڑے۔ (۱۲) ہم چل رہے تھے' ایک انصاری' جو تیز نہیں دوڑ سکتا تھا' نے یہ کہنا شروع کر دیا: کیا کوئی مدینہ تک دوڑ میں مقابلہ کرنے والا ہے؟ آیا کوئی مقابلہ کرنے والا ہے؟ اس نے بار بار

الحقه،قال: فاصكه بين كتفيه، قال:قلت: قد سبقت والله! قال:ان اظن،قال:فسبقته الى المدينة۔١٣۔قال: فوالله ! مالبثنا الا ثلاث ليال، حتى خرجنا الى خيبر مع رسول اللهﷺ:فجعل عمي عامر يرتجز بالقوم:

تالله لولا الله ما اهتدينا ولا تصدقنا ولا صلينا

ونحن عن فضلك مااستغنينا فثبت الاقدام ان لاقينا

وانزلنسكينة علينا

فقال رسول اللهﷺ: ((من هذا؟)) قال: اناعامر، قال: ((غفرلك ربك!)) قال: وما استغفر رسول اللهﷺ لانسان يخصه ال استشهد، قال: فنادى عمر ابن الخطاب وهو على جمل له:يا نبي الله! لولا متعتنا بعامر!١٤۔قال: فلما قدمنا خيبر،قال: خرج ملكهم مرحب بخطر بسيفه ويقول:

قد علمت خيبر اني مرحب

شاكي السلاح بطل مجرب

اذا الحروب اقبلت تلهب

قال:وبرز له عمي عامر،فقال:

قد علمت خيبر اني عامر

شاكي السلاح بطل مغامر

قال: فاختلفا ضربتين،فوقع سيف مرحب في ترس عامر،وذهب عامر يسفل له،فرجع سيفه على نفسه فقطع اكحله،فكانت فيها على

للکارا۔ جب میں نے اس کی بات سنی تو کہا: کیا تو معزز کی عزت نہیں کرتا ہے؟ کیا تو کسی ذی شرف کا رعب تسلیم نہیں کرتا؟ اس نے کہا: نہیں، الا یہ کہ وہ اللہ کے رسول ہوں۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، مجھے جانے دیجئے، میں اس آدمی سے مقابلہ کرنا چاہتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: ''جس طرح تیری مرضی ہے۔'' میں نے کہا: میں تیری طرف آ رہا ہوں، میں نے اپنی ٹانگوں کو مروڑا، چھلانگ لگائی اور دوڑ پڑا، بھاگتے بھاگتے ایک دو ٹیلوں کو عبور کر گیا، پھر میں اس کے پیچھے دوڑ پڑا، ایک دو ٹیلوں تک دوڑتا رہا، پھر تیز ہوا اور اس کو جا ملا، میں نے اس کی کمر پر اپنا ہاتھ مارا اور کہا: اللہ کی قسم! تو ہار گیا ہے۔ اس نے کہا: ابھی تک مجھے امید ہے۔ پھر میں مدینہ تک اس سے آگے نکل گیا۔ (۱۳) اللہ کی قسم! ہم صرف تین راتیں ٹھہرے تھے، بالآخر ہم خیبر کی طرف نکل پڑے، میرے چچا عامر نے یہ رجزیہ اشعار پڑھنا شروع کر دیئے:

اللہ کی قسم! اگر اللہ نہ ہوتا تو ہم ہدایت نہ پاتے

نہ صدقہ کرتے اور نہ نماز پڑھتے

اور ہم تیرے فضل سے غنی نہیں ہو سکتے

اگر دشمنوں سے ٹکر ہو جائے تو ہمیں ثابت قدم رکھنا اور ہم پر سکینت نازل کرنا

رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: ''یہ کون ہے؟'' انھوں نے کہا: میں عامر ہوں۔ آپ نے فرمایا: ''تیرا ربّ تجھے بخش دے۔'' انھوں نے کہا: جب بھی رسول اللہ ﷺ نے بالخصوص کسی انسان کے لئے بخشش طلب کی تو وہ شہید ہوا۔ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ، جبکہ وہ اونٹ پر تھے، پکارا: اے اللہ کے نبی! آپ نے ہمیں عامر کیساتھ مستفید کیوں نہ ہونے دیا (۱۴) جب ہم خیبر میں پہنچے تو ان کا بادشاہ مرحب اپنی تلوار کو لہراتے ہوئے نکلا اور کہنے لگا: خیبر بخوبی جانتا ہے کہ میں مرحب ہوں ہتھیار بند، سورما اور منجھا ہوا ہوں

نفسه فقطع اکحله،فکانت فیها نفسه۔ ۱۰۔قال سلمة:فخرجت،فاذا نفرمن اصحاب النبيﷺ یقولون:بطل عمل عامر،قتل نفسه ۔ قال رسول اللهﷺ((من قال **ذلك؟!**)) قال:قلت: ناس من اصحابك،قال **((کذب من قال ذلك! بل له اجره مرتین)).**

ثم ارسلني الی علي وهو أرمد، فقال: **((لأعطین الرایة رجلاً یحب الله ورسوله، أو یحبه الله ورسوله))** قال: فأتیت علیًا، فجئت به أقوده وهو أرمد، حتی أتیت به رسول اللهﷺ، فبسق في عینیه، فبرأ وأعطاه الرایة، وخرج مرحب، فقال:

فقد علمت خیبر أني مرحب
شاکي السلاح بطل مجرب
إذا الحروب أقبلت تلهب

فقالي علي:

أنا الذي سمتني أمي حیدره
کلیث غابات کریه المنظره
أو فیهم بالصاع کیل السندره

قال: فضرب رأس مرحب فقتله، ثم کان الفتح علی یدیه۔ [الصحیحة:۳۰۵۳]

جب لڑائیاں بھڑک اٹھتی ہیں تو میں متوجہ ہوتا ہوں

اس کے مقابلے کے لئے میرے چچا عامر رضی اللہ عنہ نکلے اور کہا:

خیبر اچھی طرح جانتا ہے کہ میں عامر ہوں
مکمل طور پر تیار ہوں' دلیر ہوں' جان کی بازی لگانے والا ہوں

تلوار کی ضربوں کا تبادلہ شروع ہوا' مرحب کی تلوار سیدنا عامر رضی اللہ عنہ کی ڈھال پر لگی' عامر جھکے اور ان کی اپنی تلوار سے ان کے بازو کی رگ کٹ گئی اور اسی میں ان کی شہادت ہوگئی۔ (۱۵) سلمہ نے کہا: میں نکلا اور اصحاب رسول کو یہ کہتے سنا: عامر کا عمل رائیگاں چلا گیا' اس نے تو خودکشی کر لی ہے۔ میں روتا ہوا نبی ﷺ کے پاس آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! کیا عامر کا عمل رائیگاں چلا گیا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: ''کون ایسی بات کر رہا ہے؟'' میں نے کہا: آپ کے صحابہ۔ آپ نے فرمایا: ''جس نے بھی یہ بات کہی' اس نے خلافِ حقیقت بات کی' عامر کو تو دو اجر ملیں گے۔'' پھر آپ نے مجھے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو بلانے کے لئے ان کی طرف بھیجا' وہ اس وقت آشوبِ چشم کے مریض تھے۔ آپ نے فرمایا: ''میں ایسے آدمی کو جھنڈا دوں گا جو اللہ اور رسول سے محبت کرتا ہے اور اللہ اور رسول اس سے محبت کرتے ہیں۔'' میں علی کے پاس آیا اور آنکھ میں تکلیف ہونے کے باوجود میں انھیں رسول اللہ ﷺ کے پاس لے آیا۔ آپ نے آن کی آنکھوں میں اپنا لعاب لگایا' وہ صحت یاب ہو گئے' پھر انھیں جھنڈا عطا کیا۔ اب کی بار مرحب نکلا اور کہا:

خیبر بخوبی جانتا ہے کہ میں مرحب ہوں
ہتھیار بند ہوں' سورما ہوں اور منجھا ہوا ہوں
جب لڑائیاں بھڑک اٹھتی ہیں تو میں متوجہ ہوتا ہوں

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا:

میں وہ ہوں جس کا نام ماں نے حیدر رکھا
جنگلوں کا شیر ہوں' ہولناک منظر والا ہوں
صاع و سندر کے ذریعے ماپ تول کر کے دشمنوں کو پورا پورا بدلہ

دیتا ہوں
سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے مرحب کے سر پر ضرب ماری اور ان کے ہاتھ پر (خیبر) فتح ہو گیا۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۵۵۳۔ مسلم (۱۸۹۷)' احمد (۴/ ۴۸)' ابو داؤد (۲۶۵۴۔۲۷۵۴) مفرقاً۔

فوائد: معلوم ہوا جنگ میں کوئی مجاہد بلا ارادہ اپنے ہتھیار سے ہی قتل ہو جائے تو اس کے لیے دوہری شہادت ہے۔

۳۵۲۷۔عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ اَبِي الْهُذَيْلِ قَالَ: كَانَ نَاسٌ مِّنْ رَبِيْعَةَ عِنْدَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ،فَقَالَ رَجُلٌ مِّنْ بَكْرِ بْنِ وَائِلٍ بَلْ تَنْتَهِيَنَّ قُرَيْشٌ اَوْلَيَجْعَلَنَّ اللّٰهُ هٰذَا الْاَ مْرَ فِيْ جَمْهُوْرٍ مِنَ الْعَرَبِ وَغَيْرِ هِمْ،فَقَالَ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ: كَذَبْتَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ((قُرَيْشٌ وُلَاةُ النَّاسِ فِي الْخَيْرِ وَالشَّرِّ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ)).

[الصحيحة:١٥٥]

عبداللہ بن ابو ہذیل نے کہا: ربیعہ قبیلہ کے کچھ لوگ سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے تھے۔ بکر بن وائل قبیلہ کے ایک شخص نے کہا: قریش قبیلہ کے افراد (ان کاروائیوں سے) باز آ جائیں یا اللہ تعالی اس (خلافت والے) معاملے کو عرب کی اکثریت یا کسی اور کے حوالے کر دے گا۔ سیدنا عمرو بن العاص نے کہا: تو جھوٹ بول رہا ہے' میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''قریش خیر وشرّ میں روزِ قیامت تک لوگوں کے حکمران رہیں گے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۱۵۵۔ ترمذی (۲۲۲۷)' احمد (۴/ ۲۰۳)' ابن ابی عاصم فی السنۃ (۱۰۰۹'۱۰۱۱)۔

فوائد: معلوم ہوا کہ امارۃ کے اصل مستحق قریش کے لوگ ہیں۔

۳۵۲۸۔ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ،قَالَ: تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَاَبُوْ بَكْرٍ فِيْ طَائِفَةٍ مِّنَ الْمَدِيْنَةِ،قَالَ: فَجَاءَ فَكَشَفَ عَنْ وَجْهِهٖ فَقَبَّلَهُ ، وَقَالَ: فِدَاكَ اَبِيْ وَاُمِّيْ مَا اَطْيَبَكَ حَيًّا وَّمَيِّتًا،مَاتَ مُحَمَّدٌ وَّرَبِّ الْكَعْبَةِ۔فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ (١)قَالَ: فَانْطَلَقَ اَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ يَتَقَاوَدَانِ حَتّٰى اَتَوْهُمْ، فَتَكَلَّمَ اَبُوْبَكْرٍ وَّلَمْ يَتْرُكْ شَيْئًا اُنْزِلَ فِي الْاَنْصَارِ وَلَا ذَكَرَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ شَانِهِمْ اِلَّا وَذَكَرَهُ، وَقَالَ: وَلَقَدْ عَلِمْتُمْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَوْ سَلَكَ النَّاسُ وَادِيًا، وَسَلَكَتِ الْاَنْصَارُ وَادِيًا، سَلَكْتُ وَادِيَ الْاَنْصَارِ)). وَلَقَدْ عَلِمْتَ يَا سَعْدُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ

سیدنا حمید بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جب رسول اللہ ﷺ فوت ہوئے تو ابو بکر رضی اللہ عنہ مدینہ کے کسی گوشے میں (ایک آبادی میں) تھے۔ جب وہ آئے تو آپ کے چہرے سے کپڑا اٹھایا' آپ کا بوسہ لیا اور کہا: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں' آپ کتنی پاکیزہ شخصیت ہیں' زندہ ہوں یا فوت شدہ۔ رب کعبہ کی قسم! محمد (ﷺ) فوت ہو گئے ہیں ......۔ پھر سیدنا ابوبکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما انصاریوں کے پاس گئے' سیدنا ابو بکر نے ان سے بات کی اور ان کے بارے میں نازل ہونے والی تمام آیات اور احادیث رسول ذکر کر دیں' نیز کہا: (انصاریو!) تم جانتے ہو کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر لوگ ایک وادی میں چلیں اور انصار دوسری وادی میں چلیں تو میں انصار کی وادی میں ان کے ساتھ چلوں گا۔'' سعد! تم جانتے ہو کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اور تم وہاں بیٹھے تھے:

قَالَ۔وَأَنْتَ قَاعِدٌ۔ ((قُرَيْشٌ وُلَاةُ هٰذَا الْأَمْرِ، فَبَرُّ النَّاسِ تَبَعٌ لِّبَرِّ هِمْ، وَفَاجِرُهُمْ تَبَعٌ لِّفَاجِرِهِمْ)). قَالَ: لَهُ سَعْدٌ : صَدَقْتَ، نَحْنُ الْوُزَرَاءُ وَأَنْتُمُ الْأُ مَرَاءُ۔ رُوِيَ مِنْ حَدِيْثِ أَبِيْ بَكْرِ الصِّدِّيْقِ، وَسَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ

[الصحيحة: ١١٥٦]

''قریش اس (خلافت کے) معاملے کے ذمہ دار و حقدار ہیں' نیکو کار لوگ نیک قریشیوں کے تابع فرمان ہوں گے اور برے لوگ برے قریشیوں کے ماتحت ہوں گے۔'' سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے کہا: تم سچ کہہ رہے ہو' ہم وزراء ہیں اور تم امراء ہو۔ یہ حدیث سیدنا ابو بکر صدیق اور سیدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔

تخریج: الصحیحة ۱۱۵۶۔ بخاری فی خلق افعال العباد (۵۰) الرویانی فی مسنده (۱۵۴۵) طبرانی فی الکبیر (۳۵۴۱)' احمد (۲/ ۱۰۶)' حاکم (۴/ ۸۵) من طریق آخر۔

فوائد: ثابت ہوا کہ شرعی طور پر قریش ہی حکمرانی وخلافت کے حقدار ہیں۔

باب: فضل المومنين الذين يأتون من بعد الصحابة

ان مومنوں کی فضیلت کا بیان کہ جو صحابہؓ کے بعد ہیں آئیں گے

٣٥٢٩۔ عَنْ صَالِحِ بْنِ جُبَيْرٍ، أَنَّهُ قَالَ: قَدِمَ عَلَيْنَا أَبُوْ جُمُعَةَ الْأَنْصَارِيُّ صَاحِبُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بَيْتَ الْمُقَدَّسِ لِيُصَلِّيَ فِيْهِ، وَمَعَنَا رِجَاءُ بْنُ حَيْوَةَ يَوْمَئِذٍ، فَلَمَّا انْصَرَفَ خَرَجْنَا مَعَهُ لِنُشَيِّعَهُ،فَلَمَّا أَرَدْنَا الْإِنْصِرَافَ،قَالَ:إِنَّ لَكُمْ عَلَيَّ جَائِزَةٌ وَحَقًّا،أُحَدِّثُكُمْ بِحَدِيْثٍ سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ۔قَالَ: فَقُلْنَا : هَاتِهِ يَرْحَمُكَ اللّٰهُ! قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، مَعَنَا مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ عَاشِرُ عَشَرَةٍ، قَالَ: فَقُلْنَا:يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! هَلْ مِنْ قَوْمٍ هُمْ أَعْظَمُ مِنَّا أَجْرًا، آمَنَّا بِكَ وَاتَّبَعْنَاكَ؟! بَلْ قَوْمٌ يَأْتُوْنَ مِنْ بَعْدِكُمْ، يَأْتِيْهِمْ كِتَابٌ بَيْنَ لَوْحَيْنِ، يُؤْمِنُوْنَ بِهِ وَيَعْمَلُوْنَ بِمَا فِيْهِ،أُولٰئِكَ أَعْظَمُ مِنْكُمْ أَجْرًا))۔

صالح بن جبیر کہتے ہیں کہ صحابیٔ رسول سیدنا ابو جمعہ انصاری رضی اللہ عنہ ہمارے پاس بیت المقدس میں نماز پڑھنے کے لئے آئے' ہمارے ساتھ رجاء بن حیوہ بھی تھے' جب وہ جانے لگے تو ہم ان کو رخصت کرنے کے لئے ان کے ساتھ نکلے' جب ہم نے واپس ہونا چاہا تو انھوں نے کہا: تمھارے لئے میرے پاس ایک انعام اور حق ہے' میں تمھیں رسول اللہ ﷺ کی ایک حدیث بیان کرتا ہوں۔ ہم نے کہا: اللہ تم پر رحم کرے' بیان کرو۔ انھوں نے کہا: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے' ہمارے ساتھ سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سمیت دس مزید صحابہ بھی تھے' ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا ایسے لوگ بھی ہیں جو اجر وثواب میں ہم سے بڑھ کر ہوں' ہم تو آپ پر (براہِ راست) ایمان لائے ہیں اور آپ کی اطاعت وفرمانبرداری کی ہے؟ آپ نے فرمایا: ''بھلا (تم ایمان کیوں نہ لاتے) کون سی چیز تمھارے راستے میں روڑے اٹکا سکتی تھی' رسول اللہ ﷺ تمھارے اندر موجود ہیں' (تمھارے سامنے) آسمان سے ان پر وحی نازل ہوتی ہے؟ (اجر وثواب میں افضل لوگ) وہ ہیں جو

تمھارے بعد آئیں گے' انھیں (یہ قرآن مجید) دو گتوں میں موصول ہوگا' وہ اس پر ایمان لائیں اور اس پر عمل کریں گے (حالانکہ انھوں نے مجھے دیکھا ہوگا نہ قرآن مجید کو نازل ہوتے ہوئے)' یہ لوگ اجر وثواب میں تم سے افضل واعلی ہوں گے۔''

فوائد: ایمان بالغیب کی فضیلت کا بیان ہے۔

باب: تدريج من اهل الجنة

جنت والوں کی حد بندی کا بیان

۳۵۳۰۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ، سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((اَلْقَائِمُ بَعْدِيْ فِي الْجَنَّةِ، [وَالَّذِيْ يَقُوْمُ بَعْدَهُ فِي الْجَنَّةِ]، وَالثَّالِثُ وَالرَّابِعُ فِي الْجَنَّةِ)).

[الصحيحة: ۲۳۱۹]

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میرے بعد شریعت پر عمل پیرا ہونے والا جنت میں جائے گا اور اس کے بعد شریعت کو اپنانے والا' اور اس کے بعد تیسرے دور کا آدمی اور اس کے بعد چوتھے دور کا آدمی سب جنت میں داخل ہوں گے۔''

تخريج: الصحيحة ۲۳۱۹۔ يعقوب الفسوى فى المعرفة (۳/ ۱۹۷)' ابن عساكر فى تاريخ دمشق (۴۱/ ۴۷)۔

فوائد: صحابی' تابعی' تبع تابعی اور تبع تبع تابعی کی فضیلت کا بیان ہے۔

باب: فضل خديجة و صديقتها

خدیجہؓ اور اس کی سہیلیوں کی فضیلت کا بیان

۳۵۳۱۔ عَنْ اَنَسٍ۔ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ۔ قَالَ: ((كَانَ اِذَا اُتِيَ بِالشَّيْءِ يَقُوْلُ: اِذْهَبُوْا بِهِ اِلٰى فُلَانَةٍ فَاِنَّهَا كَانَتْ صَدِيْقَةُ خَدِيْجَةَ، اِذْهَبُوْا اِلٰى بَيْتِ فُلَانَةٍ فَاِنَّهَا كَانَتْ تُحِبُّ خَدِيْجَةَ)).

[الصحيحة: ۲۸۱۸]

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کے پاس کوئی چیز لائی جاتی تو فرماتے: ''یہ چیز فلاں عورت کو دے آؤ' وہ (میری بیوی) خدیجہ کی سہیلی تھی۔ یہ چیز فلاں کے گھر پہنچا دو کیونکہ وہ خدیجہ سے محبت کرتی تھی۔''

تخريج: الصحيحة ۲۸۱۸۔ الادب المفرد (۲۳۲)' البزار (الكشف: ۱۹۰۴) و (البحر: ۶۸۶۸)' ابن حبان (۷۰۰۷)۔

فوائد: اپنے محسن ومحبوب کے اعزہ واقربہ کا خیال رکھنا' ان کی ضروریات پوری کرنا یہ بھی احسان کی ادائیگی سے متعلق ہے۔

باب: اشداء على الكفار رحماء بينهم

(صحابہؓ) کافروں پر سخت اور آپس میں نرم

۳۵۳۲۔ عَنْ بَكْرِ بْنِ عُبَيْدِاللّٰهِ، قَالَ: ((كَانَ اَصْحَابُهُ ﷺ يَتَبَادَحُوْنَ بِالْبِطِّيْخِ، فَاِذَا كَانَتِ الْحَقَائِقُ، كَانُوْا هُمُ الرِّجَالُ)).

[الصحيحة: ۴۵۳]

بکر بن عبداللہ کہتے ہیں کہ اصحابِ رسول تربوز (یا خربوزے) کے چھلکے (یا ان دونوں کی بیلیں) ایک دوسرے کو مار کر مزاح کرتے تھے' لیکن جب حقیقت میں (دشمنوں سے گھمسان کے رن) پڑتے تو وہ سخت جنگجو ثابت ہوتے۔

تخریج: الصحیحة ۳۳۵- بخاری فی الادب المفرد (۲۶۶)۔

فوائد: ہر حلقہ یاراں تو بریشم کی طرح نرم ...... رزم حق و باطل ہو تو فولاد ہے مومن۔ صحابہ کرامؓ اس کا عملی نمونہ تھے۔

باب: ومن خصائص النبی ﷺ

نبی ﷺ کی کچھ خصوصیات کا بیان

۳۵۳۳۔ عَنْ اَنَسٍ-رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ-، قَالَ: ((كَانَ ﷺ تَنَامُ عَيْنَاهُ، وَلَا يَنَامُ قَلْبُهُ)). [الصحيحة:۳۵۵۷]

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی آنکھیں سوتی تھیں اور دل بیدار رہتا تھا۔

تخریج: الصحیحة ۳۵۵۷- حاکم (۲/ ۴۳۱)' اهل حدیث شواهد فانظر ما تقدم برقم (۳۱۴۷'۳۱۴۸) وغیر هما۔

فوائد: یعنی آپ ﷺ کو سوتے ہوئے بھی احوال کی خبر رہتی تھی لہٰذا آپ کی نیند بھی نواقض وضو میں شمار نہیں ہوتی تھی۔

۳۵۳٤۔ عَنْ اَنَسٍ، قَالَ: ((كَانَ ﷺ ضُخْمَ الْيَدَيْنِ وَالْقَدَمَيْنِ، حُسْنُ الْوَجْهِ، لَمْ اَرَ بَعْدَ وَلَا قَبْلَهُ مِثْلَهُ)). [الصحيحة:۳۵۵۸]

سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ موٹے ہاتھوں اور پیروں والے اور خوبصورت چہرے والے تھے۔ میں نے آپ ﷺ سے پہلے اور آپ کے بعد آپ جیسا کوئی نہیں دیکھا۔

تخریج: الصحیحة ۳۵۵۸- بخاری (۵۹۰۶'۵۹۱۳)' احمد (۳/ ۱۲۵)' ابن سعد (۱/ ۴۱۳)۔

فوائد: یعنی آپ کے ہاتھ' پاؤں پر گوشت اور ریشم کی طرح نرم تھے۔

باب: فضيلة عثمان و حيائه

سیدنا عثمانؓ کی فضیلت اور ان کی حیا کا بیان

۳۵۳۵۔ عَنْ عَائِشَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ، قَالَتْ: ((كَانَ ﷺ كَاشِفًا عَنْ فَخِذِهِ، فَاسْتَاْذَنَ اَبُوْبَكْرٍ، فَاَذِنَ لَهُ، وَهُوَ عَلٰى ذٰلِكَ الْحَالِ، ثُمَّ اسْتَاْذَنَ عُمَرُ فَاَذِنَ لَهُ، وَهُوَ عَلٰى تِلْكَ الْحَالِ، ثُمَّ اسْتَاْذَنَ عُثْمَانُ فَاَرْخٰى عَلَيْهِ مِنْ ثِيَابِهِ، فَلَمَّا قَامُوْا، قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اِسْتَاْذَنَ عَلَيْكَ اَبُوْبَكْرٍ اَنْتَ عَلٰى ذٰلِكَ الْحَالِ...... (وَفِيْهِ) فَقَالَ: يَا عَائِشَةُ اَلَا اَسْتَحْيِي مِنْ رَّجُلٍ وَاللّٰهِ اِنَّ الْمَلَائِكَةَ لَتَسْتَحِيْ مِنْهُ)). [الصحيحة:۲۷۱۹]

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنی ران سے کپڑا ہٹا کر بیٹھے تھے' سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اندر آنے کی اجازت طلب کی' آپ نے اسی حالت میں اجازت دے دی' پھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اجازت طلب کی' آپ نے اسی حالت میں اجازت دے دی۔ جب سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے اجازت طلب کی تو آپ نے اپنا کپڑا نیچے لٹکا کر (ران کو ڈھانپ لیا)۔ جب یہ سارے لوگ چلے گئے تو میں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! ابوبکر نے آپ سے اجازت طلب کی' آپ اسی حالت پر تشریف فرما رہے...... (لیکن جب عثمان نے اندر آنا چاہا تو اس طرح پردہ کر لیا)؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''عائشہ! کیا میں اس آدمی سے حیا نہ کروں کہ اللہ کی قسم! فرشتے جس سے حیا کرتے ہیں۔''

تخریج: الصحیحة ۲۷۱۹- ابن راهویه فی مسند (۱۰۸/ ۱)' احمد (۶/ ۳۲)' وانظر ما تقدم برقم (۳۳۴۵)۔

باب: رؤية النبي في المنام

نبی ﷺ کو خواب میں دیکھنے کا بیان

۳۵۳۶۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ مَرْفُوْعًا: ((كَانَ ﷺ لَا يُخَيِّلُ عَلٰى مَنْ رَآهُ)).
[الصحيحة:۲۷۲۹]

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جو آدمی آپ ﷺ کو خواب میں دیکھتا، وہ محض خیالی چیز نہ ہوتی تھی۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۷۲۹۔ طبرانی فی الکبیر (۱۰۵۱۰)، احمد (۱/ ۴۵۹) من طریق آخر عنه بمنعاه۔

فوائد: خواب میں آپ کو دیکھنا ایسے ہی ہے جیسے آپ کو حقیقی طور پر دیکھا گیا ہو، کیونکہ شیطان آپ کی صورت میں نہیں آ سکتا لیکن شرط یہ ہے کہ حدیث کے مطابق ملنے والے اوصاف آپ میں موجود ہوں، کیونکہ شیطان جھوٹ ہر حال میں بول سکتا ہے۔

باب: فضل اسامة و الحسن

سیدنا اسامہؓ اور حسنؓ کی فضیلت کا بیان

۳۵۳۷۔ عَنْ أُسَامَةَ بِنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، أَنَّهُ ﷺ كَانَ يَأْخُذُهُ (۱) وَالْحَسَنُ، وَيَقُوْلُ: ((اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أُحِبُّهُمَا فَأَحِبَّهُمَا)).
[الصحيحة:۳۳۵۴]

سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مجھے اور سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کو پکڑ کر کہتے: ''اے اللہ! میں ان دونوں سے محبت کرتا ہوں، تو بھی ان سے محبت کر۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۳۵۴۔ بخاری (۳۷۳۵، ۳۷۴۷)، احمد (۵/ ۲۱۰)، ابن ابی شیبۃ (۱۲/ ۹۸)۔

فوائد:

فضل عليٌّ بأنه محبوب لرسول الله

سیدنا علیؓ کی فضیلت کہ وہ رسولؐ کے محبوب ہیں

۳۵۳۸۔ عَنْ أَبِي عَبْدِاللّٰهِ الْجَدَلِيِّ، قَالَ: قَالَتْ لِي أُمُّ سَلَمَةَ: أَيُسَبُّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَيْنَكُمْ عَلَى الْمَنَابِرِ؟! قُلْتُ: سُبْحَانَ اللّٰهِ! وَأَنّٰى يُسَبُّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ؟ قَالَتْ: أَلَيْسَ يُسَبُّ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ وَمَنْ يُحِبُّهُ؟ وَأَشْهَدُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُحِبُّهُ!(۲) [الصحيحة:۳۳۳۲]

ابو عبداللہ جدلی کہتے ہیں کہ مجھے سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: کیا رسول اللہ ﷺ کو تم لوگوں کی موجودگی میں منبروں پر برا بھلا کہا جا رہا ہے؟ میں نے کہا: سبحان اللہ! آپ کو کہاں برا بھلا کہا جا رہا ہے؟ انھوں نے کہا: کیا سیدنا علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ اور ان سے محبت کرنے والوں پر سب وشتم نہیں کیا جا رہا؟ اور میں گواہی دیتی ہوں کہ رسول اللہ ﷺ ان سے محبت کرتے تھے۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۳۳۲۔ طبرانی فی الاوسط (۵۸۲۸) وفی الصغیر (۲/ ۲۱)۔

فوائد: محبوب کو گالی گویا محب کو گالی ہے کہ جو بندہ اچھا نہیں تو اس کا چاہنے والا بھی ویسا ہی ہوگا اس لیے سیدنا علی رضی اللہ عنہ ہوں یا کوئی دوسرے صحابی، زبان سنبھال کر بات کرنی چاہیے کہ کہیں زندگی کی جمع پونجی نہ بیٹھیں۔

باب: ذكر معاش النبيؐ

نبیؐ کی معیشت کا بیان

٣٥٣٩۔ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَرْبِطُ الْحَجَرَ عَلٰى بَطْنِهِ مِنَ الْغَرَثِ۔ [الصحيحة:١٦١٥]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ بھوک کی وجہ سے اپنے پیٹ پر پتھر باندھتے تھے۔

تخریج: الصحيحة ١٦١٥- ابن الاعرابى فى معجمه (٢١)' ابن سعد (١/ ٤٠٠)' ابن ابى الدنيا فى الجوع (١٨٠)' ابن جرير الطبرى فى التهذيب (١/ ٢٩٠'ح ٤٨٧)' مسند ابن عباس رضی اللہ عنہ)مطولاً وله شاهد عن جابر رضی اللہ عنہ عند البخارى فى غزوة الخندق (٤١٠١)' وشاهد آخر عند الترمذى (٢٣٧١) والشمائل له (٣٧١) عن ابى طلحة رضی اللہ عنہ۔

باب: طلب الامان للتبليغ

تبلیغ دین کے لیے امان طلب کرنے کا بیان

٣٥٤٠۔ عَنْ جَابِرٍ: كَانَ ﷺ يَعْرِضُ نَفْسَهُ عَلَى النَّاسِ فِي الْمَوْقِفِ، فَيَقُوْلُ: ((اَلَا رَجُلٌ يَحْمِلُنِي اِلٰى قَوْمِهِ، فَاِنَّ قُرَيْشًا قَدْ مَنَعُوْنِي اَنْ اُبَلِّغَ كَلَامَ رَبِّي)). [الصحيحة: ١٩٤٧]

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ حج کے موسم میں اپنے آپ کو لوگوں پر پیش کرتے اور کہتے: ''آیا کوئی ایسا آدمی ہے جو مجھے (بحفاظت وضمانت) اپنی قوم کے پاس لے جائے' تاکہ میں اپنے ربّ کا پیغام لوگوں تک پہنچا سکوں' کیونکہ قریش نے مجھے ایسا کرنے سے روک دیا ہے۔''

تخریج: الصحيحة ١٩٤٧- بخارى فى خلق افعال العباد (٢٠٥)' ابوداؤد (٤٧٣٤)' ترمذى (٢٩٢٥)' ابن ماجه (٢٠١)۔

فوائد: معلوم ہوا دشمن کو دعوت دینے کے لیے کسی کا تحفظ یا امان حاصل کر لینا کوئی معیوب بات نہیں۔

باب: فضائل من قبائل العرب و من ذمها

عرب کے کچھ قبیلوں کی فضیلت اور کچھ کی مذمت کا بیان

٣٥٤١۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ عَبَسَةَ السُّلَمِيِّ، قَالَ: كَانَ يُعْرِضُ يَوْمًا خَيْلًا، وَعِنْدَهُ عُيَيْنَةُ بْنُ حَصَنِ بْنِ بَدْرٍ الْفَزَارِيُّ، فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَنَا اَفْرَسُ بِالْخَيْلِ مِنْكَ)). فَقَالَ عُيَيْنَةُ: وَاَنَا اَفْرَسُ بِالرِّجَالِ مِنْكَ! فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: ((وَكَيْفَ ذَاكَ؟)). قَالَ: خَيْرُ الرِّجَالِ رِجَالًا يَحْمِلُوْنَ سُيُوْفَهُمْ عَلٰى عَوَاتِقِهِمْ، جَاعِلِيْنَ رِمَاحَهُمْ عَلٰى مَنَاسِجِ خُيُوْلِهِمْ، لَابِسُو الْبُرُوْدَ مِنْ اَهْلِ نَجَدَ۔ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((كَذَبْتَ، بَلْ خَيْرُ الرِّجَالِ رِجَالُ اَهْلِ الْيَمَنِ، وَالْاِيْمَانُ يَمَانٌ

سیدنا عمرو بن عبسہ سلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ کے پاس عیینہ بن حصن بن بدر فزاری تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا: ''میں تیری نسبت گھوڑوں کے امور کا زیادہ ماہر ہوں۔'' عیینہ نے کہا: میں آپ کی بہ نسبت مردوں کے امور کا زیادہ ماہر ہوں۔ نبیٔ کریم ﷺ نے اس سے پوچھا: ''وہ کیسے؟'' اس نے کہا: نجدی لوگ سب سے بہتر ہیں' انھوں نے اپنی تلواریں اپنے کندھوں پر اٹھا رکھی ہیں' اپنے نیزوں کو اپنے گھوڑوں پر سجا رکھا ہے اور دھاری دار چادریں زیب تن کر رکھی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تو نے خلاف حقیقت بات کی ہے' یمنی لوگ سب سے بہتر ہیں' ایمان تو یمنی قبائل لخم' جذام اور عاملہ میں پایا جاتا ہے' حمیر کا ماکول

إِلَى لَخْمٍ وَجِذَامٍ وَعَامِلَةٍ، وَمَا كُوْلُ حَمِيْرٍ خَيْرٌ مِّنْ آكِلِهَا، وَحَضْرَمُوْتُ خَيْرٌ مِّنْ بَنِي الْحَارِثِ،وَقَبِيْلَةٌ خَيْرٌ مِّنْ قَبِيْلَةٍ، وَقَبِيْلَةٌ شَرٌّ مِّنْ قَبِيْلَةٍ،وَاللّٰهِ مَا أُبَالِي أَنْ يَّهْلِكَ الْحَارِثَانِ كِلَاهُمَا، لَعَنَ اللّٰهُ الْمُلُوْكَ الْأَرْبَعَةَ: جَمْدَاءَ، وَمَخْوُسَاءَ، وَمِشْرَخَاءَ، وَأَبْضَعَةَ، وَأُخْتَهُمُ الْعَمَرَّدَةَ)). ثُمَّ قَالَ: ((أَمَرَنِي رَبِّي.عَزَّوَجَلَّ. أَنْ أَلْعَنَ قُرَيْشًا مَرَّتَيْنِ،فَلَعَنْتُهُمْ. وَأَمَرَنِي أَنْ أُصَلِّيَ عَلَيْهِمْ، فَصَلَّيْتُ عَلَيْهِمْ مَرَّتَيْنِ)). ثُمَّ قَالَ: ((عَصِيَّةٌ عَصَتِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ غَيْرَ قَيْسٍ وَّجَعْدَةٍ وَعَصِيَّةٍ)) (١)۔ ثُمَّ قَالَ: ((لَأَسْلَمُ وَغِفَارُ وَمُزَيْنَةُ وَأَخْلَاطُهُمْ مِّنْ جُهَيْنَةَ، خَيْرٌ مِّنْ بَنِي أَسَدٍ وَّتَمِيْمٍ وَغَطْفَانَ وَهَوَازِنَ عِنْدَ اللّٰهِ. عَزَّوَجَلَّ.يَوْمَ الْقِيَامَ......)). ثُمَّ قَالَ: ((شَرُّ قَبِيْلَتَيْنِ فِي الْعَرَبِ نَجْرَانُ وَبَنُوْ تَغْلَبَ، وَأَكْثَرُ الْقَبَائِلِ فِي الْجَنَّةِ مَذْحَجَ وَمَا كُوْلَ)).

[الصحيحة:٢٦٠٦، ٣١٢٧]

قبیلہ آکل سے بہتر ہے اور حضرموت' بنو حارث سے بہتر ہے (اور ایسے ہوتا رہتا ہے کہ) ایک قبیلہ دوسرے کی نسبت اچھا ہوتا ہے اور ایک قبیلہ دوسرے کی نسبت برا ہوتا ہے۔ اللہ کی قسم! مجھے حارث کے دونوں قبائل کے ہلاک ہوجانے کی کوئی پروا نہیں۔ اللہ تعالی نے ان چار بادشاہوں پر لعنت کی ہے: جمداء' مخوساء' مشرخاء' ابضعہ اور ان کی بہن عمردہ۔'' پھر آپ نے فرمایا: ''میرے ربّ نے مجھے حکم دیا کہ میں قریشیوں پر دو دفعہ لعنت کروں اور پھر مجھے حکم دیا کہ میں ان کے لئے دعائے رحمت کروں' سو میں نے ان کے حق میں دو دفعہ دعائے رحمت کی۔'' پھر آپ نے فرمایا: ''عصیہ' قیس ' اور جعدہ قبیلوں نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی۔'' پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت والے دن اللہ تعالی کے ہاں اسلم' غفار' مزینہ اور ان کے جہینہ سے ملے جلے قبائل ان قبائل سے بہتر ہوں گے: بنو اسد' تمیم' غطفان اور ہوازن۔'' پھر فرمایا: ''نجران اور بنو تغلب عرب کے بدترین قبائل ہیں اور (دوسرے قبائل کی بہ نسبت) مذحج اور ماکول قبیلوں کی تعداد سب سے زیادہ جنت میں جائے گی۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۶۰۶'۳۱۲۷۔ احمد (۴/ ۳۸۷)' والسیاق لہ (۴/ ۳۸۷)' حاکم (۴/ ۸۱)'نسائی فی الکبری (۸۳۵۱) مختصراً الجملۃ الاخیرۃ۔

٣٥٤١/م۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِﷺ: ((كَانَ يَقُوْلُ أَنْ يَّقُوْلَ إِنَّ الْخَيْرَ خَيْرُ الْآخِرَةِ، أَوْقَالَ:

اَللّٰهُمَّ لَا خَيْرَ إِلَّاخَيْرَ الْآخِرَهِ
فَاغْفِرْ لِلْأَنْصَارِ وَالْمُهَاجِرَهِ

سیدنا انس بن مالک ﷛ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے: ''بھلائی تو آخرت کی ہی بھلائی ہے۔''
یا فرمایا: ''اے اللہ! بھلائی نہیں ہے مگر آخرت کی بھلائی
پس تو انصاریوں اور مہاجروں کو بخش دے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۱۹۸۔ احمد (۳/ ۱۶۹)' بخاری (۳۷۹۵'۳۷۹۶)'مسلم (۱۸۰۵)' ترمذی (۳۸۵۷)۔

فوائد: بلاتکلف مسجع' مقفی کلام میں کوحرج نہیں ہاں' تکلف برتتے ہوئے ایسی حرکت مذموم ہے۔

باب: فضل حاطب

٣٥٤٢ـ عَنْ جَابِرٍ: اَنَّ عَبْدًالْحَاطِبِ جَاءَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَشْكُوْ حَاطِبًا، فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! لَيَدْ خُلَنَّ حَاطِبٌ النَّارَ! فَقَالَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ((**كَذَبْتَ، لَا يَدْخُلُهَا، فَاِنَّهُ شَهِدَ بَدْرًا وَّالْحُدَيْبِيَّةَ**)). [الصحيحة: ٢٥١٩]

حاطب بن ابی بلتعہ کی فضیلت کا بیان

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حاطب کے غلام نے رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کر حاطب کی شکایت کی اور کہا: اے اللہ کے رسول! حاطب ہرصورت میں آگ میں داخل ہوگا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تو جھوٹ بولتا ہے' وہ آگ میں داخل نہیں ہوگا' کیونکہ وہ بدر اور حدیبیہ میں حاضر ہوا تھا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۵۱۹۔ مسلم (۲۴۹۵)' ابن حبان (۷۱۲۰)' احمد (۳/ ۳۴۹)۔

فوائد: زبان نبوت سے ثابت ہے کہ اللہ نے اہل بدر اور حدیبیہ والوں کو بخش دیا تھا۔

باب: فضيلة سعد

٣٥٤٣ـ عَنْ مَحْمُوْدِ بْنِ لَبِيْدٍ،قَالَ: لَمَّا اُصِيْبَ اَكْحَلُ سَعْدٍ يَوْمَ الْخَنْدَقِ، فَثَقُلَ،حَوَّلُوْهُ عِنْدَ امْرَاَةٍ يُقَالُ لَهَا رُفَيْدَةُ، وَكَانَتْ تدوي الجرحى،فَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ اِذَا مَرَّ بِهِ يَقُوْلُ: كَيْفَ اَمْسَيْتَ؟ وَاِذَا اَصْبَحَ، قَالَ: كَيْفَ اَصْبَحْتَ؟ فَيُخْبِرُهُ، حَتّٰى كَانَتِ اللَّيْلَةُ الَّتِيْ نَقَلَهُ قَوْمُهُ فِيْهَا، فَثَقُلَ، فَاحْتَمَلُوْهُ اِلٰى بَنِيْ عَبْدِ الْاَشْهَلِ اِلٰى مَنَازِلِهِمْ، وَجَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كَمَا كَانَ يَسْاَلُ عَنْهُ، وَقَالُوْا: قَدِ انْطَلَقُوْا بِهِ، فَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، وَخَرَجْنَا مَعَهُ، فَاَسْرَعَ الْمَشْيَ حَتّٰى تَقَطَّعَتْ شُسُوْعُ نِعَالِنَا، وَسَقَطَتْ اَرْدِيَتُنَا عَنْ اَعْنَاقِنَا، فَشَكَا ذٰلِكَ اِلَيْهِ اَصْحَابُهُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَتْعَبْتَنَا فِي الْمَشْيِ، فَقَالَ: اِنِّيْ اَخَافُ اَنْ تَسْبِقَنَا الْمَلَائِكَةُ اِلَيْهِ فَتَغْسِلُهُ، كَمَا غَسَلَ حَنْظَلَةَ، فَانْتَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِلَى الْبَيْتِ وَهُوَ يُغَسَّلُ، وَاُمُّهُ تَبْكِيْهِ، وَهِيَ تَقُوْلُ:

ويل   امك   سعدا

سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان

محمود بن لبید کہتے ہیں کہ جب سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کے بازو کی رگ میں زخم لگا اور وہ بڑھ گیا۔ لوگوں نے ان کو رفیدہ نامی عورت کے پاس منتقل کر دیا' کیونکہ وہ زخمیوں کا علاج کرتی تھی۔ نبی کریم ﷺ جب ان کے پاس گزرتے تو پوچھتے: ''شام کیسے گزری'' اور جب صبح کے وقت آتے تو کہتے: ''صبح کیسی گزری؟'' وہ اپنی صورتحال واضح کرتے۔ یہاں تک وہ رات آ گئی جس میں اس کی قوم نے اسے وہاں سے منتقل کر دیا اور اسے اٹھا کر بنو عبد الاشہل کے گھروں میں لے گئے۔ رسول اللہ ﷺ حسب عادت ان کا حال دریافت کرنے کے لئے تشریف لائے۔ انھوں نے بتلایا کہ وہ انھیں لے گئے ہیں۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ چل دیے اور ہم بھی آپ کے ساتھ ہو لئے' آپ اتنی تیزی سے چلے کہ ہمارے جوتوں کے تسمے ٹوٹ گئے اور ہمارے چادریں گردنوں سے گرنے لگ گئیں' صحابہ نے آپ سے شکایت کرتے ہوئے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ نے تو ہم کو تھکا دیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں ان کو غسل دینے میں فرشتے ہم سے سبقت نہ لے جائیں' جیسا کہ وہ اس سے پہلے حنظلہ کو غسل دے چکے ہیں۔ جب رسول اللہ ﷺ گھر تک پہنچے تو ان کو غسل دیا جا

حزامة وجدا

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((كُلُّ نَائِحَةٍ تَكْذِبُ، إِلَّا أُمُّ سَعْدٍ)) ثُمَّ خَرَجَ بِهِ، قَالَ: يَقُوْلُ لَهُ الْقَوْمُ أَوْ مَنْ شَاءَ اللّٰهُ مِنْهُمْ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا حَمَلْنَا مَيِّتًا أَخَفُّ عَلَيْنَا مِنْ سَعْدٍ، فَقَالَ: مَا يَمْنَعُكُمْ مِّنْ أَنْ يَّخِفَّ عَلَيْكُمْ،وَقَدْ هَبَطَ مِنَ الْمَلَائِكَةِ كَذَا وَكَذَا، وَقَدْ سُمِّيَ عدة كَثِيْرَةٌ لَمْ أَحْفَظُهَا لَمْ يَهْبِطُوْا قَطُّ قَبْلَ يَوْمِهِمْ قَدْ حَمَلُوْهُ مَعَكُمْ۔

[الصحيحة:١١٥٨]

رہا تھا اوران کی ماں رورہی تھی اور کہہ رہی تھی:

اوسعد! تیری ماں کی ہلاکت اور غم کی وجہ سے

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہرنوحہ کرنے والی جھوٹ بولتی ہے، ماسوائے ام سعد کے۔'' پھر اس کی میت کو لے کر نکلے، بعض لوگوں نے آپ ﷺ کو کہا: سعد کی میت بہت ہلکی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ ہلکی کیوں نہ ہو، کثیر تعداد میں فرشتے اترے، اتنے فرشتے کبھی بھی نازل نہیں ہوئے، وہ تمھارے ساتھ سعد کی میت کو اٹھا رہے تھے۔'' آپ نے فرشتوں کی تعداد بھی بتلائی تھی، لیکن مجھے یاد نہ رہی۔

تخریج: الصحیحۃ ۱۱۵۸۔ ابن سعد (۳/ ۴۲۷،۴۲۸)۔

فوائد: فرشتوں کے کندھا دینے والی بات حضرت سعدؓ کی عظمت پر دلالت کرتی ہے نیز جب منافقین نے مذاق کرتے ہوئے کہا کہ سعدؓ کی میت کس قدر ہلکی ہے تو جواباً آپ نے کہا کہ انہیں فرشتے اٹھا رہے ہیں جیسا کہ حدیث سے یہ بات ثابت ہے۔

٣٥٤٤۔ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ، قَالَ: ((كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ بِمَكَّةَ، فَخَرَجْنَا فِيْ بَعْضِ نَوَاحِيْهَا، فَمَا اسْتَقْبَلَهُ جَبَلٌ وَّلَا شَجَرٌ إِلَّا وَهُوَ يَقُوْلُ: اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ!))

[الصحيحة:٢٦٧٠]

سیدنا علی بن ابو طالب ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں مکہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا، ہم مکہ کی ایک جانب کی طرف نکلے، جو درخت اور پتھر آپ کے سامنے آتا، وہ کہتا: اے اللہ کے رسول! آپ پر سلامتی ہو۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۶۷۰۔ ترمذی (۳۶۲۶)، دارمی (۲۱)، ابو نعیم فی الدلائل (ص:۱۳۸)، حاکم (۲/ ۶۲۰)۔

باب: فضل من قبائل العرب

عرب کے کچھ قبیلوں کی فضیلت کا بیان

٣٥٤٥۔ عَنْ أَنَسٍ مَرْفُوْعًا: ((لَأَسْلَمُ وَغِفَارٌ، وَرِجَالٌ مِّنْ مُّزَيْنَةَ وَ جُهَيْنَةَ، خَيْرٌ مِّنَ الْحَلِيْفَيْنِ، غَطْفَانَ فَبَنِيْ عَامِرِ بْنِ صَعْصَعَةَ)). قَالَ: فَقَالَ عُيَيْنَةُ بْنُ بَدْرٍ: وَاللّٰهِ! اَلْآنَ أَكُوْنَ فِيْ هٰؤُلَاءِ فِي النَّارِ۔ يَعْنِيْ: غَطْفَانَ وَبَنِيْ عَامِرٍ۔ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَكُوْنَ فِيْ هٰؤُلَاءِ فِي الْجَنَّةِ۔

[الصحيحة:٣٢١٢]

سیدنا انس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اسلم، غفار، مزینہ قبیلے کے آدمی اور جہینہ اِن دو حلیف قبائل سے بہتر ہیں: غطفان اور بنو عامر بن صعصعہ۔'' عیینہ بن بدر نے کہا: اللہ کی قسم! غطفان اور بنو عامر کے ساتھ آگ میں جانا دوسروں کے ساتھ جنت میں رہنے سے مجھے زیادہ پسند ہے۔

تخریج: الصحیحة ۳۲۱۲۔ البزار (الکشف: ۲۸۱۴)' بخاری (۳۵۱۵'۳۵۱۴)' مسلم (۲۵۲۲)' ترمذی (۳۹۵۲)' عن ابی بکرة رضی اللہ عنہ بمعناہ۔

فوائد: تکبر' تعصب اور حزبیت ایسی بری خصلتیں ہیں کہ جن کا نتیجہ بربادی کے سواء کچھ نہیں نکلنے والا جیسا کہ عیینہ' انہی اوصاف کی بناء پر جہنم کو ترجیح دے رہا ہے جو کہ سراسر گھاٹے کا سودا ہے۔

باب: فضل أبي طلحة

سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان

٣٠٤٦۔ عَنْ اَنَسٍ مَرْفُوْعًا: ((لَصَوْتُ اَبِيْ طَلْحَةَ فِي الْجَيْشِ خَيْرٌ مِنْ فِئَةٍ)). [الصحيحة:١٩١٦]

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''لشکر میں ابوطلحہ کی آواز پوری جماعت سے بہتر ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۱۹۱۶۔ احمد (۳/ ۱۱۱'۱۱۲)' ابن سعد (۳/ ۵۰۵)' حاکم (۳/ ۳۵۲)۔

فوائد: فئہ سے مراد وہ گروہ ہے جو لشکر کے پیچھے ہوتا ہے اور لوگ خوفزدہ ہو کر ادھر پلٹتے ہیں' یعنی ابوطلحہ کی آواز کا جو طنطنہ و رعب لشکر میں ہوتا وہ فئہ سے کفایت کرتا ہے کافر ان کی آواز سے دہل جاتے ہیں۔

باب: عذاب أبي طالب

ابوطالب کو ملنے والے عذاب کا بیان

٣٠٤٧۔ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ذُكِرَ عِنْدَهُ عَمُّهُ اَبُوْ طَالِبٍ، فَقَالَ: ((لَعَلَّهُ تَنْفَعُهُ شَفَاعَتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ، فَيُجْعَلُ فِي ضَحْضَاحٍ مِّنْ نَّارٍ يَبْلُغُ كَعْبَيْهِ، يَغْلِي مِنْهُ دَمَاغُهُ)). [الصحيحة:٥٤]

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ان کے چچا ابوطالب کا ذکر کیا گیا' آپ نے فرمایا: ''ممکن ہے کہ میری سفارش اسے روزِ قیامت فائدہ دے اور اسے کم مقدار آگ میں ڈال دیا جائے' جو اس کے ٹخنوں تک پہنچے گی اور اس کی حرارت سے اس کا دماغ کھولنا شروع ہو جائے گا۔''

تخریج: الصحیحة ۵۴۔ بخاری (۳۸۸۵)' مسلم (۲۱۰) احمد (۳/ ۵۰'۵۱)۔

فوائد: کافر و مشرک کو اس کے عمل کا بدلہ دنیا میں دے کر اللہ ان کی آخرت کے لیے کچھ باقی نہیں رکھتا' اس لیے کفار کے کیے جانے والے عمل عبث و بیکار ہیں لیکن ابوطالب کے لیے ثابت ہے کہ انہیں عذاب میں کچھ تخفیف دی جائے گی۔ اس کے علاوہ کسی کے لیے یہ عقیدہ بلا دلیل رکھنا ناجائز و غلط ہے۔

باب: نزول الملائكة لموت سعد

سیدنا سعد رضی اللہ عنہ بن معاذ کی موت کی وجہ سے فرشتوں کا نازل ہونا

٣٠٤٨۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((لَقَدْ نَزَلَ لِمَوْتِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ سَبْعُوْنَ اَلْفِ مَلَكٍ، مَا وَطَئُوْا الْاَرْضَ قَبْلَهَا، وَقَالَ حِيْنَ

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سعد بن معاذ کی موت سے ستر ہزار فرشتے نازل ہوئے' اس سے قبل اتنی بڑی تعداد زمین پر نازل نہیں ہوئی۔'' جب ان کو

دُفِنَ: سُبْحَانَ اللّٰهِ! لَوِ انْفَلَتَ اَحَدٌ مِّنْ ضَغْطَةِ الْقَبْرِ، لَا نْفَلَتَ مِنْهَا سَعْدٌ،[وَلَقَدْ ضَمَّ ضَمَّةً، ثُمَّ اُفْرِجَ عَنْهُ])) [الصحيحة: ٣٣٤٥]

دفن کیا گیا تو آپ نے فرمایا: ''سبحان اللہ! اگر کوئی قبر کی گرفت سے بچ سکتا تو وہ سعد ہوتا' لیکن اسے بھی بھینچا گیا اور پھر کشادگی پیدا کر دی گئی۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۳۴۵۔ البزار (الکشف:۲۶۹۸)و (البحر :۵۷۴۷) ابن سعد فی الطبقات (۳/ ۴۳۰)' خطیب فی تاریخہ (۶/ ۲۵۰)' من طریق آخر عنہ۔

فوائد: اللہ کے بعض قوانین ایسے ہیں کہ ان میں کسی کے لیے کوئی استثناء نہیں جیسا سعدؓ کی ملاقات کے شوق میں رب عرش پر جھوم اٹھا لیکن وہ پھر بھی قبر کے بھینچنے سے محفوظ نہ رہ سکے کہ جس سے ہر میت کو واسطہ پڑتا ہے۔

باب: فضل المهاجرين

مہاجروں کی فضیلت کا بیان

٣٥٤٩۔عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ،عَنْ اَبِيْهِ،قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِﷺ: ((لِلْمُهَاجِرِيْنَ مَنَابِرٌ مِّنْ ذَهَبٍ يَجْلِسُوْنَ عَلَيْهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ،قَدْ اَمِنُوْا مِنَ الْفَزَعِ)).

[الصحيحة: ٣٥٨٤]

عبدالرحمٰن اپنے باپ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مہاجرین کے لئے قیامت والے دن سونے کے منبر ہوں گے' وہ ان پر بیٹھیں گے اور ہر قسم کی گھبراہٹ سے محفوظ ہوں گے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۵۸۴۔ ابن حبان (۷۲۶۲)' البزار (الکشف:۱۷۵۳)' حاکم (۴/ ۷۶)۔

فوائد: دین کے لیے ہجرت کرنے کی فضیلت کا بیان ہے۔

باب: تسمية ابى بكر الصديق

لقب صدیق کی وجہ تسمیہ

٣٥٥٠۔ عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: ((لَمَّا اُسْرِيَ بِالنَّبِيِّﷺ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصٰى، اَصْبَحَ يَتَحَدَّثُ النَّاسُ بِذٰلِكَ، فَارْتَدَّ نَاسٌ مِّمَّنْ كَانُوْا آمَنُوْا بِهٖ وَصَدَّقُوْهُ، وَسَعَوْا بِذٰلِكَ اِلٰى اَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، فَقَالُوْا: هَلْ لَّكَ اِلٰى صَاحِبِكَ يَزْعَمُ اَنَّهٗ اُسْرِيَ بِهِ اللَّيْلَةَ اِلٰى بَيْتِ الْمُقَدَّسِ؟ قَالَ: اَوَ قَالَ ذٰلِكَ؟ قَالُوْا: نَعَمْ قَالَ: لَئِنْ كَانَ قَالَ ذٰلِكَ، لَقَدْ صَدَقَ. قَالُوْا: اَوَ تُصَدِّقُهٗ اَنَّهٗ ذَهَبَ اللَّيْلَةَ اِلٰى بَيْتِ الْمُقَدَّسِ وَجَاءَ قَبْلَ اَنْ يُّصْبِحَ؟! قَالَ: نَعَمْ،اِنِّيْ لَاُصَدِّقُهٗ

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ کو مسجد اقصی تک سیر کرائی گئی اور صبح کے وقت لوگوں نے اس موضوع پر بات چیت کرنا شروع کی تو کچھ لوگ' جو آپ پر ایمان لا چکے تھے اور آپ کی تصدیق کر چکے تھے' مرتد ہو گئے' وہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا: یہ آپ کا ساتھی اس قسم کا دعوی کر رہا ہے کہ اسے آج رات بیت المقدس تک سیر کرائی گئی' اب آپ اس کے بارے میں کیا کہیں گے؟ سیدنا ابوبکر نے پوچھا: آیا آپ ﷺ نے یہ دعویٰ کیا ہے؟ انھوں نے کہا: جی ہاں۔ سیدنا ابوبکر نے کہا: اگر آپ ﷺ نے ایسی بات کی ہے تو آپ نے سچ فرمایا ہے۔ انھوں نے کہا: کیا تم تصدیق کرو گے کہ آپ اس رات بیت

فِيمَا هُوَ اَبْعَدُ مِنْ ذٰلِكَ، اُصَدِّقُهُ بِخَبَرِ السَّمَاءِ فِيْ غُدْوَةٍ اَوْ رَوْحَةٍ، فَلِذٰلِكَ سُمِّيَ اَبُوْبَكْرٍ: اَلصِّدِّيْقُ)). [الصحيحة:٣٠٦]

المقدس گئے اور صبح سے پہلے پہلے واپس بھی آ گئے ہیں؟ سیدنا ابوبکر صدیق نے کہا: جی ہاں' (غور کرو کہ) میں تو ان امور میں بھی آپ کی تصدیق کرتا ہوں جو (تمھاری سمجھ کے مطابق) اس (وقوعہ) سے مشکل بھی ہیں۔ میں تو صبح کے وقت آسمانی خبر یعنی وحی کی تصدیق کرتا ہوں اور اگر شام کو آ جائے تو پھر بھی تصدیق کرتا ہوں۔ اسی وجہ سے ابوبکر کو "صدیق" کہا گیا۔

تخریج: الصحیحة ۳۰۶۔ حاکم (۳/ ۶۲)' بیہقی فی الدلائل (۲/ ۳۶۱)۔

فوائد: ابوبکر تسلیم و رضا کے ایسے پتلے تھے کہ زبان نبوت سے نکلنے والی ہر بات کی بلا سوچے' بلا توقف تصدیق کر دیتے چنانچہ بارگاہ رسالت سے انہیں "صدیق" لقب ملا۔

باب: فضل جعفر

جعفر رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان

٣٥٥١۔ عَنْ جَابِرٍ قَالَ: ((لَمَّا قَدِمَ جَعْفَرٌ مِّنَ الْحَبْشَةِ عَانَقَهُ النَّبِيُّ ﷺ)). [الصحيحة:٢٦٥٧]

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ حبشہ سے آئے تو نبی ﷺ نے ان سے معانقہ کیا۔

تخریج: الصحیحة ۲۶۵۷۔ ابویعلی (۱۸۷۶)' طحاوی فی شرح معانی الآثار (۴/ ۲۸۱)۔

فوائد: دیر بعد ملاقات ہو تو معانقہ کرنا آپ کی سنت ہے۔

باب: فضل أهل اليمن

یمن والوں کی فضیلت کا بیان

٣٥٥٢۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: ((لَمَّا اُنْزِلَتْ: ﴿اِذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ﴾ [النصر١]، قَالَ: اَتَاكُمْ اَهْلُ الْيَمَنِ، هُمْ اَرَقُّ قُلُوْبًا، اَلْاِيْمَانُ يَمَانٍ، اَلْفِقْهُ يَمَانٍ، اَلْحِكْمَةُ يَمَانِيَّةٌ)). [الصحيحة:٣٣٦٩]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی: ﴿جب اللہ کی مدد اور فتح آ جائے گی﴾ (سورۂ نصر:۱) تو آپ ﷺ نے فرمایا: "تمھارے پاس اہل یمن آ گئے ہیں' وہ نرم دل والے ہیں اور یمنی ایمان' یمنی فقہ اور یمنی حکمت و دانائی (قابل فخر چیزیں ہیں)۔"

تخریج: الصحیحة ۳۳۶۹۔ عبدالرزاق فی تفسیرہ (۲/ ۴۰۴)' ومن طریقه احمد (۲/ ۲۷۷)'بخاری (۴۳۸۸'۴۳۹۰)' مسلم (۵۲) من طریق آخر عند بون ذکر الآیة۔

باب: فضل أبي موسىٰ وقومه

ابوموسیٰ اور اس کی قوم کی فضیلت کا بیان

٣٥٥٣۔ عَنْ عِيَاضٍ الْاَشْعَرِيِّ، قَالَ: ((لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ: ﴿يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا مَنْ يَّرْتَدَّ

سیدنا عیاض اشعری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی: ﴿اے ایمان والو! تم میں سے جو شخص اپنے دین سے پھر جائے تو

مِنكُمْ عَنْ دِينِهِ فَسَوْفَ يَأْتِي اللَّهُ بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ﴾[المائدة: ۵۴]، أَوْمَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِلَى أَبِي مُوسَى بِشَيْءٍ كَانَ مَعَهُ، فَقَالَ: ((هُمْ قَوْمُ هٰذَا))). [الصحيحة:۳۳٦۸]

اللہ تعالیٰ بہت جلد ایسی قوم کو لائے گا جو اللہ کی محبوب ہو گی اور وہ بھی اللہ سے محبت کرتی ہو گی۔﴾ (سورۂ مائدہ:۵۴) تو رسول اللہ ﷺ نے سیدنا ابوموسی رضی اللہ عنہ کی طرف کسی چیز کے ساتھ اشارہ کیا اور فرمایا: ''یہ وہ لوگ ہیں۔''

تخريج: الصحيحة ۳۳٦۸- حاكم (۲/ ۳۱۳)' ابن ابی شيبة (۱۲/ ۱۲۵)' ابن سعد (۴/ ۱۰۷) ابن جرير فی تفسير (۲/ ۱۸۳)-

فوائد: یہ اللہ کا قانون ہے کہ جب کوئی قوم اسلام کی روح کو فراموش کر کے اپنی عیاشیوں میں کھو جائے تو پھر اللہ اپنے کو قائم اور سر بلند رکھنے کے لیے کسی اور قوم کا انتخاب فرما لیتے ہیں جیسا کہ تاریخ میں اس کی مثال یوں ملتی ہے کہ جب اسلام کے متوالے فسق و فجور میں کھو گئے اور اسلامی احکامات پس پشت ڈالے تو منگولوں نے مسلمانوں کو کچل ڈالا اور اسلام کے نام لیواؤں کو مٹا ڈالا تو اللہ نے انہی لوگوں کو اسلام کی خدمت کے لیے چن لیا۔

باب: فضيلة اهل بدر والحديبية

بدر اور حدیبیہ والوں کی فضیلت کا بیان

۳۵۵۴- عَنْ جَابِرٍ مَرْفُوعًا: ((لَنْ يَدْخُلَ النَّارَ رَجُلٌ شَهِدَ بَدْرًا وَالْحُدَيْبِيَّةَ)). [الصحيحة:۲۱٦۰]

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو صحابی بدر اور حدیبیہ (کے واقعات) میں شریک ہوا وہ جہنم میں نہیں جائے گا۔''

تخريج: الصحيحة ۲۱٦۰- احمد (۳/ ۳۹٦)' ابو يعلی (۱۹۰۰)' ابن ابی عاصم فی الاحاد (۳۳۵) بهذا الاسناد وله طريق آخر عن جابر رضی اللہ عنہ تقدم برقم (۳۵۴۲)-

باب: استحباب التغيير الشعر بغير السواد

کالے رنگ کے علاوہ دوسرے رنگ سے بالوں کو رنگنے کا استحباب

۳۵۵۵- وَسُئِلَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ عَنْ خِضَابِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ؟ فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ لَمْ يَكُنْ شَابَّ إِلَّا يَسِيرًا، وَلٰكِنْ أَبَابَكْرٍ وَعُمَرَ بَعْدَهُ خضبا بِالْحِنَاءِ وَالْكَتَمِ قَالَ: وَجَاءَ أَبُوبَكْرٍ بِأَبِيهِ أَبِي قُحَافَةَ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ يَحْمِلُهُ، حَتّٰى وَضَعَهُ بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لِأَبِي بَكْرٍ: ((لَوْأَقْرَرْتَ الشَّيْخَ لَأَتَيْنَاهُ مَكْرُمَةً لِأَبِي بَكْرٍ- فَأَسْلَمَ وَلِحْيَتُهُ وَرَأْسُهُ كَالثَّغَامَةِ بَيَاضًا،فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ.

جب سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ ﷺ کے خضاب کے بارے میں پوچھا گیا' تو انھوں نے کہا: رسول اللہ کے چند بال ہی سفید ہوئے تھے' البتہ آپ کے بعد سیدنا ابوبکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما نے مہندی اور کتم (ایک پودا) کو خضاب کے لئے استعمال کیا۔ (یہ بات بھی یاد رہے کہ) جب ابوبکر اپنے باپ سیدنا ابو قحافہ رضی اللہ عنہ کو فتح مکہ والے دن رسول اللہ ﷺ کے پاس لائے تو آپ ﷺ نے ابوبکر سے فرمایا: ''اگر تم اپنے بزرگوں کو اپنے مقام پر ہی رہنے دیتے تو ہم ابوبکر کی عزت کرتے ہوئے ان کے پاس جاتے۔'' پھر انھوں نے اسلام قبول کر لیا' ان کی داڑھی اور سر کے

((غَيِّرُوْهُمَا وَجَنِّبُوْهُ السَّوَادَ)). [الصحيحة:٤٩٦]

بال ثغامہ بوٹی کی طرح سفید تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دونوں (یعنی داڑھی اور سر) کے بالوں کا رنگ بدل دو اور سیاہ رنگ سے اجتناب کرو۔''

تخریج: الصحیحۃ ۴۹۶۔ ... (۳/ ۱۶۰)' ابو یعلی (۲۸۳۱)' ابن حبان (۵۴۷۲)' حاکم (۳/ ۲۴۴)۔

فوائد: ثغامہ: ایک درخت جو پہاڑ کی چوٹی پر اگتا ہے' اس کا پھل اور پھول سفید ہوتے ہیں اور خشک ہونے کی صورت میں سفیدی بڑھ جاتی ہے۔

باب: في فضل اهل عمان في زمانه صلى الله عليه وسلم

اہل عمان کی فضیلت نبی کے زمانہ میں

۳۵۵۶۔ عَنْ اَبِيْ بَرْزَةَ، قَالَ: بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَسُوْلًا اِلٰى حَيٍّ مِنْ اَحْيَاءِ الْعَرَبِ فِيْ شَيْءٍ۔ لَا يَدْرِيْ مَهْدِيٌّ (۱)۔ مَاهُوَ؟۔ قَالَ: فَسَبُّوْهُ وَضَرَبُوْهُ، فَشَكَا ذٰلِكَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَ: ((لَوْ اَنَّكَ اَتَيْتَ اَهْلَ عَمَّانَ مَا سَبُّوْكَ وَلَا ضَرَبُوْكَ)). [الصحيحة:٢٧٣٠]

سیدنا ابو برزہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ نے ایک قاصد کو عرب کے ایک قبیلے کی طرف بھیجا۔ راویٔ حدیث مہدی بن میمون کو اس قبیلے کا علم نہ ہو سکا۔ اس قبیلے والوں نے اس قاصد کو گالی گلوچ کیا اور اس کی پٹائی بھی کی۔ اس نے واپس آ کر رسول اللہ ﷺ سے شکایت کی' آپ نے فرمایا: ''اگر تم عمان والوں کے پاس جاتے تو وہ تم کو برا بھلا کہتے نہ مارتے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۷۳۰۔ مسلم (۲۵۴۴)' ابن حبان (۷۳۱۰)' احمد (۴/ ۴۲۰'۴۲۳) واللفظ لہ۔

فوائد: اس میں عمان والوں کی شرافت کا بیان ہے۔

باب حفظ النبیؐ بالملائكة

نبی ﷺ کی حفاظت فرشتوں کے ذریعہ سے

۳۵۵۷۔ ... ابْنِ عَبَّاسٍ: قَالَ اَبُوْجَهْلٍ: لَئِنْ رَاَيْتُ مُحَمَّدًا ﷺ لَاَطَاَنَّ عَلٰى عُنُقِهِ، فَقِيْلَ: هُوَ ذَاكَ، قَالَ: مَا رَاٰهُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَوْ فَعَلَ، لَاَخَذَتْهُ الْمَلَائِكَةُ عِيَانًا، وَلَوْ اَنَّ الْيَهُوْدَ تَمَنَّوُا الْمَوْتَ، لَمَاتُوْا)). [الصحيحة:٣٢٩٦]

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ابوجہل نے کہا: اگر میں نے محمد (ﷺ) کو دیکھا تو اس کی گردن کو روند دوں گا۔ اسے کہا گیا کہ وہ محمد (ﷺ) ہے۔ وہ کہنے لگا: مجھے تو نظر نہیں آ رہا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر وہ ایسا کرتا تو فرشتے اس کو عیاناً پکڑ لیتے' اگر یہودیوں نے موت کی تمنا کی ہوتی تو وہ مر جاتے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۲۹۶۔ البزار (الکشف: ۲۱۸۹) و(البحر: ۴۸۱۴) واللفظ لہ ابن جریر (۱/ ۴۳۶)۔

فوائد: یعنی ابوجہل وقتی طور پر اندھا ہو گیا اور رسول اللہ ﷺ اسے دکھائی نہ دیے۔

باب: فضل البسملة

بسم اللہ کی فضیلت کا بیان

۳۵۵۸۔عَنْ مُوْسَى بْنِ طَلْحَةَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ أُحُدٍ أَصَابَنِيَ السَّهْمُ، فَقُلْتُ: حس، فَقَالَ: ((لَوْقُلْتَ: (بِسْمِ اللّٰهِ) ، لَطَارَتْ بِكَ الْمَلَائِكَةُ وَالنَّاسُ يَنْظُرُوْنَ إِلَيْكَ)).

[الصحيحة:٢١٧١]

موسیٰ بن طلحہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ غزوۂ اُحد والے دن مجھے ایک تیر لگا۔ میں نے کہا: ہائے۔ آپ نے فرمایا: ''اگر تم ''بِسْمِ اللّٰه'' کہتے تو فرشتے تجھے لے کر اڑ جاتے اور لوگ دیکھ رہے ہوتے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۱۷۱- طبرانی فی الکبیر (۲۱۴)' ابن شاھین فی السنة (۸۱)' حاکم (۳/ ۳۶۹) من طریق آخر عنه' نسائی (۳۱۵۱)' والبیھقی فی الدلائل (۳/ ۲۳۶'۲۳۷) عن جابر ﷺ بمعناہ۔

فوائد: اچانک آنے والی مصیبت پر افسوس یا نافرمانی والا جملہ ادا کرنے کی بجائے اللہ کے نام لینے کی عادت اپنانی چاہیے تا کہ برکات حاصل ہوں۔

باب: فضل اسامة بأنه محبوب لرسول الله

اسامہؓ کی فضیلت کہ وہ رسول اللہ کا محبوب ہے

۳۵۵۹۔ عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: عَثَرَ أُسَامَةُ بِعَتَبَةِ الْبَابِ، فَشُجَّ فِي وَجْهِهِ، فَقَالَ: رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: أَمِيطِي عَنْهُ الْأَذَى۔ فَتَقَذَّرْتُهُ؟ فَجَعَلَ يَمُصُّ عَنْهُ الدَّمَ وَيَمُجُّهُ عَنْ وَجْهِهِ ثُمَّ قَالَ: ((لَوْ كَانَ أُسَامَةُ جَارِيَةً لَكَسَوْتُهُ وَحَلَّيْتُهُ حَتَّى أُنَفِّقَهُ)).

[الصحيحة:١٠١٩]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ سیدنا اسامہ ﷺ دروازے کی دہلیز سے پھسلے اور گر پڑے' ان کا چہرہ زخمی ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: ''اس سے (خون وغیرہ) صاف کرو۔'' مجھے گھن سی محسوس ہوئی۔ آپ ﷺ خود ان کے چہرے سے خون چوس کر تھوک دیتے اور فرماتے: ''اگر اسامہ لڑکی ہوتا تو میں اسے پوشاک اور زیور پہناتا۔

تخریج: الصحیحۃ ۱۰۱۹- ابن ماجه (۱۹۷۲)' احمد (۶/ ۱۳۹'۲۲۲)' ابن سعد (۴/ ۴۳)' ابن یعلی (۴۵۹۷)۔

فوائد: اسامہؓ سے محبت کی دلیل ہے مرد چونکہ زیب وزینت کے لیے زیادہ چیزیں استعمال نہیں کرسکتا جب کہ اس کے بالمقابل لڑکی کے لیے زیادہ وسائل میسر ہوتے ہیں کہ وہ سولہ سنگھار کرسکے اس لیے آپؐ نے فرمایا کہ میں لاڈ سے اسے سجاتا' سنوارتا۔

باب: من فضل سلمان الفارسي

سلمان فارسی کی فضیلت

۳۵۶۰۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ،قَالَ: ((كُنَّا جُلُوْسًا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ إِذَا أُنْزِلَتْ عَلَيْهِ سُوْرَةُ (الْجُمُعَةِ) فَلَمَّا قَرَأَ: ﴿وَآخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا

سیدنا ابو ہریرہ ﷺ کہتے ہیں: ہم نبی ﷺ کے پاس بیٹھے تھے' اچانک آپ پر سورۂ جمعہ نازل ہوئی' جب آپ نے ﴿اور دوسروں کے لئے بھی انہی میں سے جو اب تک ان سے نہیں ملے﴾ (سورۂ

يَلْحَقُوْا بِهِمْ﴾ [الجمعة:٣]، قَالَ رَجُلٌ: مَنْ هٰؤُلَاءِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ فَلَمْ يُرَاجِعْهُ النَّبِيُّ ﷺ حَتّٰى سَأَلَهُ مَرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا، قَالَ: وَفِيْنَا سَلْمَانُ الْفَارِسِيُّ، قَالَ: فَوَضَعَ النَّبِيُّ ﷺ يَدَهُ عَلٰى سَلْمَانَ، ثُمَّ قَالَ: ((لَوْ كَانَ الْإِيْمَانُ عِنْدَ الثُّرَيَّا لَنَالَهُ رِجَالٌ مِّنْ هٰؤُلَاءِ)).

[الصحيحة:١٠١٧]

جمعہ:۳) والی آیت کی تلاوت فرمائی تو ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! اس سے مراد کون لوگ ہیں؟ آپ نے اسے کوئی جواب نہ دیا' حتی کہ اس نے دو تین دفعہ یہی سوال دوہرایا۔ بالآخر آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہم میں سلمان فارسی ہیں۔'' پھر آپ نے اپنا ہاتھ سیدنا سلمان ؓ پر رکھا اور فرمایا: ''اگر ایمان ثریا ستارے میں ہوتا تو اس قوم کے لوگ اس تک رسائی حاصل کر لیتے۔''

تخریج: الصحیحة ۱۰۱۷۔ بخاری (۴۸۹۷)' مسلم (۲۳۵۴۶)' ابن حبان (۷۳۰۸)۔

فوائد: محدثین وغیرہ کے حالات پڑھیں تو معلوم ہوگا کہ بہت سے لوگ جو فارس کے علاقے سے تعلق رکھتے تھے انہوں نے کس طرح تقویٰ وطہارت کو اپنایا اور علم و ایمان کے ستارے بن کے چمکے۔

٣٥٦١۔ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ مَرْفُوْعًا: ((لَوْ كَانَ بَعْدِيْ نَبِيٌّ، لَكَانَ عُمَرُ)). [الصحيحة:٣٢٧]

سیدنا عقبہ بن عامر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو وہ عمر (ؓ) ہوتا۔''

تخریج: الصحیحة ۳۲۷۔ ترمذی (۳۶۸۶)' حاکم (۳/ ۸۵)' احمد (۴/ ۱۵۴)' طبرانی (۱۷/ ۲۹۸)۔

ذم الحكم بن أبي العاص

حکم بن ابی عاص کی مذمت کا بیان

٣٥٦٢۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو،قَالَ: كُنَّا جُلُوْسًا عِنْدَالنَّبِيِّ ﷺ، وَقَدْ ذَهَبَ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ يَلْبِسُ ثِيَابَهُ لِيُلْحِقَنِيْ، فَقَالَ وَنَحْنُ عِنْدَهُ: ((لَيَدْخُلَنَّ عَلَيْكُمْ رَجُلٌ لَعِيْنٌ)). فَوَاللّٰهِ! مَازِلْتُ وَجِلًا اَتَشَوَّفُ دَاخِلًا وَخَارِجًا حَتّٰى دَخَلَ فُلَانٌ: اَلْحَكَمُ بْنُ اَبِي الْعَاصِيْ۔

[الصحيحة: ٣٢٤٠]

سیدنا عبداللہ بن عمر ؓ کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے' سیدنا عمرو بن عاص ؓ نے میرے ساتھ جانا تھا' اس لئے وہ کپڑے پہننے کے لئے چلے گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اب تم پر لعنتی آدمی داخل ہوگا۔'' اللہ کی قسم! میں قلق واضطراب میں مبتلا رہا (کہ کون اس وعید کا مستحق ٹھہرتا ہے) اور آنے جانے والوں پر نگاہ لگائے رکھی' حتی کہ حکم بن ابو عاصی داخل ہوا۔

تخریج: الصحیحة ۳۲۴۰۔ احمد (۲/ ۱۶۳)' البزار (الکشف:۱۶۲۵)۔

باب: فضيلة الانسان

انسان کی فضیلت کا بیان

٣٥٦٣۔ عَنْ سَلْمَانَ مَرْفُوْعًا: ((لَيْسَ شَيْءٌ خَيْرًا مِّنْ اَلْفٍ مِثْلَهُ اِلَّا الْاِنْسَانُ)).

[الصحيحة:]

سیدنا سلمان ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر کوئی چیز ہزار گنا بھی ہو تو وہ انسان سے بہتر نہیں ہو سکتی۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۱۸۳۔ تمام الرازی فی الفوائد (۹۷۳)، ابن بشران فی الامال (۱۹۷/ ۱)، طبرانی فی الکبیر (۶۰۹۵)، ابو الشیخ فی الامثال (۱۳۷)، ابو الشیخ (۱۳۹) عن ابن عمر رضی اللہ عنہ نحوہ۔

فوائد: کسی بھی چیز کا رتبہ ہزار گنا تک بڑھا دیا جائے وہ پھر بھی انسان کے مرتبے تک نہیں پہنچ سکتی اس میں انسان کے شرف کا بیان ہے کہ دنیا کی کوئی چیز اس سے زیادہ بلکہ برابر شرف والی بھی نہیں۔

باب: فضل أبي بكرؓ

سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان

٣٥٦٤۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مَرْفُوْعًا: ((مَا اَحَدٌ اَعْظَمُ عِنْدِيْ يَدًا مِّنْ اَبِيْ بَكْرٍ. رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، وَاسَانِيْ بِنَفْسِهٖ وَمَالِهٖ، وَاَنْكَحَنِيْ ابْنَتَهٗ)). [الصحيحة:٢٢١٤]

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی بھی نہیں جو مجھ پر ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بہ نسبت زیادہ احسان کرنے والا ہو، انھوں نے جان و مال کو میری حمایت میں صرف کر دیا اور اپنی بیٹی (عائشہ) کی مجھ سے شادی بھی کی۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۲۱۴۔ طبرانی فی الکبیر (۱۱۴۶۱)، ابن عدی (۱/ ۴۲۱)، ابن عساکر (۳۲/ ۴۱)، بخاری (۴۶۷) من طریق آخر عنہ بمعناہ۔

فوائد: ابوبکر رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان ہے بلکہ ایک حدیث میں آپ ﷺ کا فرمان ہے کہ دنیا کے ہر انسان کا احسان چکائے جا رہا ہوں سوائے ابوبکرؓ کے۔

باب: عذيمة النبي لتبليغ الدين

تبلیغ دین کے لیے آپؐ کے عزم کا بیان

٣٥٦٥۔ عَنْ عَقِيْلِ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ، قَالَ: جَاءَتْ قُرَيْشٌ اِلٰى اَبِيْ طَالِبٍ، فَقَالُوْا: اَرَاَيْتَ اَحْمَدَ؟ يُؤْذِيْنَا فِيْ نَادِيْنَا، وَفِيْ مَسْجِدِنَا، فَانْهَهٗ عَنْ اَذَانَا ـ يَا عَقِيْلُ! اِئْتِنِيْ بِمُحَمَّدٍ ـ فَذَهَبْتُ فَاَتَيْتُهٗ بِهٖ، فَقَالَ: يَا ابْنَ اَخِيْ! اِنَّ بَنِيْ عَمِّكَ زَعَمُوْا اَنَّكَ تُؤْذِيْهِمْ فِيْ نَادِيْهِمْ وَفِيْ مَسْجِدِهِمْ، فَانْتَهِ عَنْ ذٰلِكَ ـ قَالَ: فَلَحَظَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِبَصَرِهٖ (وَفِيْ رِوَايَةٍ: فَحَلَّقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِبَصَرِهٖ) اِلَى السَّمَاءِ، فَقَالَ: ((مَا اَنَا بِاَقْدَرَ عَلٰى اَنْ اَدَعَ لَكُمْ ذٰلِكَ عَلٰى اَنْ تَشْعَلُوْا لِيْ مِنْهَا شُعْلَةً)). يَعْنِيْ: الشَّمْسَ ـ فَقَالَ اَبُوْ طَالِبٍ: مَا كَذَبَ ابْنُ اَخِيْ، فَارْجِعُوْا۔ [الصحيحة:٩٢]

سیدنا عقیل بن ابو طالب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ قریشی ابوطالب کے پاس آئے اور کہا: آپ احمد (ﷺ) کو نہیں دیکھتے؟ وہ ہمیں ہماری مجالس اور مساجد میں تکلیف دیتا ہے، آپ اسے ایسی ایذا پہنچانے سے منع کر دیں۔ انھوں نے مجھے کہا: عقیل! محمد (ﷺ) کو بلاؤ۔ میں گیا اور ان کو بلا کر لے آیا۔ ابو طالب نے کہا: میرے بھتیجے! تیرے چچا زاد بھائیوں نے یہ شکایت کی ہے کہ تم انھیں مجلسوں اور مسجدوں میں تکلیف دیتے ہو، اس طرح کرنے سے باز آ جاؤ۔ رسول اللہ ﷺ نے کن انکھیوں سے آسمان کی طرف دیکھا اور فرمایا: ''اگر تم لوگ میرے لئے آسمان سے شعلہ (یعنی سورج) بھی لے آؤ تو میں ایسا کرنے سے نہیں رک سکتا۔'' یہ سن کر ابو طالب نے کہا: میرا بھتیجا (محمد ﷺ) جھوٹا نہیں ہے، تم سب یہاں سے چلے جاؤ۔

تخریج: الصحیحة ۹۲۔ ابو جعفر البختری فی حدیث ابی الفضل احمد بن ملاعب (۴۷/ ۴۱)' ابن عساکر (۴۳/ ۱۴۶)' من طریق ابی یعلی (۶۸۰۴)' بیھقی فی الدلائل (۲/ ۱۸۶' ۱۸۷)۔

فوائد: بلند مقصد' خالص نیت اور سچی لگن ہو تو انسان کے راستے میں آنے والی ہر رکاوٹ دور ہوتی چلی جاتی ہے۔ کفار نے آپ ﷺ کو دعوت سے روکنے کے لیے ترغیب و ترہیب کا ہر ہتھکنڈہ آزمالیا' لیکن آپ کی دعوت کو بند نہ کر سکے۔ انہوں نے آپ کے چچا ابوطالب کے ذریعے دباؤ ڈالنے کی کوشش کی مگر ان کی یہ تدبیر بھی ناکامی سے دوچار ہوئی اور ابوطالب آپ کی حمایت پر کمربستہ رہے۔

باب: من فضائل علي ومعنى الموالاة

۳۵٦٦۔ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ -رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ-، قَالَ: بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ جَيْشًا، وَاسْتَعْمَلَ عَلَيْهِمْ عَلِيَّ بْنَ اَبِيْ طَالِبٍ، فَمَضٰى فِي السَّرِيَّةِ، فَاَصَابَ جَارِيَةً، فَاَنْكَرُوْا عَلَيْهِ، وَتَعَاقَدُوْا اَرْبَعَةٌ مِّنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالُوْا: اِنْ لَّقِيْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَخْبَرْنَاهُ بِمَا صَنَعَ عَلِيٌّ، وَكَانَ الْمُسْلِمُوْنَ اِذَا رَجَعُوْا مِنْ سَفَرٍ بَدَاُوْا بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَسَلَّمُوْا عَلَيْهِ، ثُمَّ انْصَرَفُوْا اِلٰى رِحَالِهِمْ، فَلَمَّا قَدِمَتِ السَّرِيَّةُ سَلَّمُوْا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ ، فَقَامَ اَحَدُ الْاَرْبَعَةِ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اَلَمْ تَرَ اِلٰى عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ صَنَعَ كَذَا وَكَذَا، فَاَعْرَضَ عَنْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، ثُمَّ قَامَ الثَّانِيْ، فَقَالَ مِثْلَ مَقَالَتِهِ، فَاَعْرَضَ عَنْهُ، ثُمَّ قَامَ اِلَيْهِ الثَّالِثُ، فَقَالَ مِثْلَ مَقَالَتِهِ، فَاَعْرَضَ عَنْهُ، ثُمَّ قَامَ الرَّابِعُ فَقَالَ مِثْلَ مَا قَالُوْا، فَاَقْبَلَ اِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَالْغَضَبُ يُعْرَفُ فِيْ وَجْهِهِ فَقَالَ: ((**مَا تُرِيْدُوْنَ مِنْ عَلِيٍّ؟ اِنَّ عَلِيًّا مِنِّيْ، وَاَنَا مِنْهُ، وَهُوَ وَلِيُّ كُلِّ مُؤْمِنٍ بَعْدِيْ**)). [الصحيحة: ۲۲۲۳]

علیؓ کی فضیلت اور موالات کا معنی

سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو امیر بنا کر ایک لشکر بھیجا' وہ اپنی جماعت کے ہمراہ چلے گئے' سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ایک لونڈی لے لی' دوسرے لوگوں نے اس چیز کو اچھا نہ سمجھا اور چار اصحاب رسول نے آپس میں معاہدہ کیا کہ اگر ہم رسول اللہ ﷺ کو ملے تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے کیے پر آپ کو آگاہ کریں گے۔ (اس وقت یہ معمول تھا کہ) مسلمان جب سفر سے واپس آتے تو سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ کے پاس جاتے' آپ پر سلام کرتے' پھر اپنے گھروں کی طرف جاتے۔ جب یہ لشکر واپس آیا تو اس میں شریک افراد رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور نبی ﷺ کو سلام کیا۔ عہد و پیمان کے مطابق مذکورہ بالا چار افراد میں سے ایک کھڑا ہوا اور کہا: اے اللہ کے رسول! آپ کو علی کا پتہ نہیں؟ انھوں نے ایسے ایسے کیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے منہ پھیر لیا۔ پھر دوسرا کھڑا ہوا' اس نے بھی یہی بات کہی۔ آپ نے اس سے بھی اعراض کیا۔ پھر تیسرا کھڑا ہوا اور یہی بات کہی' رسول اللہ ﷺ نے اس سے بھی منہ پھیر لیا۔ پھر چوتھا کھڑا اور وہی بات کہی' آپ ﷺ اس کی طرف متوجہ ہوئے' آپ کے چہرے سے غیظ و غضب کا پتہ چل رہا تھا' اور فرمایا: ''تم علی کی شکایت کر کے کیا چاہتے ہو؟ بیشک علی مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں اور میرے بعد وہ ہر مومن کا دوست ہوگا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۲۲۳۔ ترمذی (۳۷۱۷)' نسائی فی الکبریٰ (۸۱۴۶)' ابن حبان (۶۹۳۹)' حاکم (۳/ ۱۱۰)' احمد (۴/ ۳۷)۔

فوائد: علیؓ سے محبت ایمان کی علامت ہے۔

باب: تحيير النبى بأرشد الأمرين

دو کاموں میں سے نبیؐ کا انتہائی ہدایت والے کام کو اختیار کرنا

۳۰۶۷۔ عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا خُيِّرَ عَمَّارٌ بَيْنَ اَمْرَيْنِ اِلَّا اخْتَارَ اَرْشَدَهُمَا)). [الصحيحة: ۸۳۵]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب بھی عمار کو دو امور میں سے ایک کو انتخاب کرنے کا اختیار دیا گیا تو انھوں نے انتہائی ہدایت والے معاملے کو اختیار کیا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۸۳۵۔ ترمذی (۳۷۹۹)' ابن ماجہ (۱۴۸)' حاکم (۳/ ۳۸۸)۔

فوائد: سیدنا عمار رضی اللہ عنہ کی دانائی کا تذکرہ اور امت کی راہنمائی ہے۔

باب: انا اكثر الانبياء صدق

میں تصدیق کے لحاظ سے سب نبیوں سے آگے ہوں

۳۰۶۸۔ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا صُدِّقَ نَبِيٌّ [مِنَ الْاَنْبِيَاءِ] مَا صُدِّقْتُ،اِنَّ مِنَ الْاَنْبِيَاءِ مَنْ لَّمْ يُصَدِّقْهُ مِنْ اُمَّتِهِ اِلَّا رَجُلٌ وَّاحِدٌ)) [الصحيحة: ۳۹۷]

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''انبیاء میں سے جس قدر لوگوں نے (بھاری تعداد میں) میری تصدیق کی' اتنی کسی کی نہیں کی گئی اور بعض انبیاء تو ایسے بھی گزرے ہیں کہ ان کی امتوں میں سے صرف ایک فرد نے ان کی تصدیق کی تھی۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۹۷۔ ابن حبان (۶۲۴۳)' مسلم (۱۹۶)' وابو عوانۃ (۱/ ۱۰۹)' وابن ابی شیبۃ (۱۱/ ۴۳۶)' بزیادۃ فی اولہ۔

باب: فضل معية الانصار

انصار کی معیت کی فضیلت کا بیان

۳۰۶۹۔ عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَا ضَرَّ امْرَاَةً نَزَلَتْ بَيْنَ بَيْتَيْنِ مِنَ الْاَنْصَارِ، اَوْنَزَلَتْ بَيْنَ اَبَوَيْهَا)). [الصحيحة: ۳۴۳۴]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کسی ایسی عورت نے نقصان نہیں اٹھایا' جو انصار کے دو گھروں کے درمیان یا اپنے والدین کے درمیان ٹھہری۔''

تخریج: الصحیحۃ ۳۴۳۴۔ ابن حبان (۷۲۶۷)' حاکم (۴/ ۸۳)' احمد (۶/ ۲۵۷)' وعنہ ابو نعیم فی الحلیۃ (۹/ ۲۲۴)۔

فوائد: گویا انصار کے درمیان رہائش رکھنا اپنے والدین کے ہاں رہائش رکھنے کی مانند ہے یعنی یہ انتہائی خیال رکھنے والے پر امن لوگ ہیں۔

باب: من معجزاته ﷺ

نبی کریم ﷺ کے معجزات کا بیان

۳۰۷۰۔ عَنِ الْمِنْهَالِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ يَعْلٰى، قَالَ:

منہال بن عمرو سیدنا یعلی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے

مَا اَظُنُّ اَنَّ اَحَدًا مِنَ النَّاسِ رَاٰی مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اِلَّا دُوْنَ مَارَاَیْتُ، فَذَكَرَ اَمْرَ الصَّبِيِّ، وَالنَّخْلَتَيْنِ، وَاَمْرَ الْبَعِيْرِ، اِلَّا اَنَّهُ قَالَ: ((مَا لِبَعِيْرِكَ يَشْكُوْكَ؟زَعَمَ اَنَّكَ سَانِيْهِ حَتّٰى اِذَا كَبُرَ تُرِيْدُ اَنْ تَنْحَرَهُ، [لَا تَنْحَرُوْهُ،وَاجْعَلُوْهُ فِي الْاِبِلِ يَكُوْنُ مَعَهَا])). [الصحيحة:٤٨٥]

کہا: میرا خیال ہے کہ جس کثرت سے میں نے رسول اللہ کو دیکھا' اتنا کسی نے نہیں دیکھا ہوگا' پھر انھوں نے بچے کا معاملہ' کھجور کے دو درختوں کا معاملہ اور اونٹ کا معاملہ ذکر کیا۔ اونٹ کے بارے میں آپ نے فرمایا: ''تیرے اونٹ کو کیا ہوا؟ وہ یہ شکایت کر رہا ہے کہ تم اسے سینچائی کے لئے رہٹ میں چلاتے رہے اور جب وہ بوڑھا ہو گیا تو تم اسے ذبح کرنا چاہتے ہو' اس کو ذبح نہ کرو اور اسے اونٹوں میں چھوڑ دو' ان کے ساتھ چلتا پھرتا رہے گا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۴۸۵۔ احمد (۴/ ۱۷۳)' حاکم (۲/ ۶۱۷'۶۱۸)' طبرانی فی الکبیر (۲۲/ ۲۶۴)' بیہقی فی الدلائل (۶/ ۲۰'۲۱)۔

فوائد: یہ رسول اللہ ﷺ کے معجزات کا بیان ہے۔ بچے کا معاملہ یہ ہے کہ ایک بچے کو سایہ تھا۔ عورت اسے آپؐ کے پاس لائی تو آپؐ نے دم کیا تو وہ نکل گیا۔ دوسرا کھجور کا معاملہ یہ ہے کہ آپؐ ایک سفر میں تھے کہ راستے میں قضائے حاجت کے لیے کوئی اوٹ نہ ملی تو آپؐ نے دو کھجوروں کو حکم دیا تو دونوں درخت آپس میں مل گئے تو آپؐ کے قضائے حاجت کے بعد اپنی جگہ پر لوٹ گئے۔

باب: فضل فاطمة رضى الله عنها واصل كلمة ''السلف'' و ''مرحبا''

فاطمہؓ کی فضیلت کا بیان

٣٥٧١۔ عَنْ عَائِشَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ، قَالَتْ: اِنَّا كُنَّا اَزْوَاجَ النَّبِيِّ عِنْدَهُ جَمِيْعًا، لَمْ تُغَادِرْ مِنَّا وَاحِدَةٌ،فَاَقْبَلَتْ فَاطِمَةُ۔ السَّلَامَ۔تَمْشِيْ،وَلا وَاللّٰهِ مَا تَخْفٰى مَشْيَتُهَا مَشْيَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ،فَلَمَّا رَآهَا رَحَّبَ بِهَا،قَالَ: ((مَرْحَبًا بِابْنَتِيْ)). ثُمَّ اَجْلَسَهَا عَنْ يَّمِيْنِهِ، اَوْ عَنْ شِمَالِهِ، ثُمَّ سَارَّهَا،فَبَكَتْ بُكَاءً شَدِيْدًا،فَلَمَّا رَاٰى حُزْنَهَا سَارَّهَا الثَّانِيَةَ، فَاِذَا هِيَ تَضْحَكُ،فَقُلْتُ لَهَا۔اَنَا مِنْ بَيْنَ نِسَائِهِ۔: خَصَّكِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِالسِّرِّ مِنْ بَيْنِنَا ثُمَّ اَنْتِ تَبْكِيْنَ! فَلَمَّا قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ سَاَلْتُهَا عَمَّ اسارك؟ قَالَتْ: مَا كُنْتُ لا فشي على رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ سره فلم اتوجي قلت: لها :

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ہم نبی کریم ﷺ کی بیویاں آپ کے پاس جمع تھیں' کوئی ایک بھی غیر حاضر نہیں تھی' سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا آپ کے پاس چل کر آ رہی تھیں' ان کے چلنے کا انداز بالکل رسول اللہ ﷺ والا تھا۔ جب آپ نے ان کو دیکھا تو یوں خوش آمدید کہا: ''میری بیٹی! مرحبا۔'' پھر ان کو اپنی دائیں یا بائیں جانب بٹھا لیا' آپ نے ان سے کوئی سرگوشی کی' وہ شد و مد سے رونے لگ گئیں۔ جب آپ نے ان کے غم و الم کو دیکھا تو دوسری دفعہ سرگوشی کی' اب کی بار انھوں نے ہنسنا شروع کر دیا۔ میں نے ان سے کہا' جبکہ میں آپ کی بیویوں میں بیٹھی تھی: رسول اللہ ﷺ نے تم سے کوئی راز دارانہ بات کی' لیکن تو نے رونا شروع کر دیا۔ جب رسول اللہ ﷺ اٹھ کر چلے گئے تو میں ان سے پوچھا: آپ ﷺ نے تم سے کیا سرگوشی کی ہے؟

عزمت عليك۔بن لبي عليك من الحق۔ لم االخبرتني۔قالت: اما الآن فنعم، فاخبرتني،قالت: اما حين سارني في الا مر الوال،فانه اخبرني ان جبريل كان يعارضه بالقرآن كل سنة مرة،وانه قد عارضني به العام مرتين،ولا ارى الا جل الا قد اقترب، فاتقي الله واصبري،فاني رايت، فلما راى جزعي سارني الثانية، قال: ((**يا فاطمة! الا ترضين ان تكوني سيدة نساء المومنين، اوسيد نساء هذه الامة**)). [فضحكت ضحكي الذي رايت]۔

[الصحيحة: ٢٩٤٨]

انھوں نے کہا: میں رسول اللہ ﷺ کا راز فاش نہیں کر سکتی۔ جب آپ فوت ہو گئے تو میں نے سیدہ فاطمہ سے کہا: میں تجھے تجھ پر اپنے حق کا واسطہ دے کر پوچھتی ہوں کہ اب تم مجھے ضرور بتاؤ گی۔ انھوں نے کہا: اب ٹھیک ہے، بتا دیتی ہوں۔ انھوں نے مجھے بتلایا کہ آپ نے پہلی دفعہ والی سرگوشی میں مجھے فرمایا: ''جبریل مجھ سے ہر سال ایک دفعہ قرآن مجید کا دور کیا کرتے تھے اور اس سال دو دفعہ کیا' ایسے معلوم ہوتا ہے کہ میری موت کا وقت قریب آ چکا ہے' لہذا اللہ سے ڈرنا اور صبر کرنا' میں تیرے لئے بہترین پیش رو ہوں گا۔'' یہ بات سن کر مجھے رونا آ گیا' آپ دیکھ ہی رہی تھیں۔ جب آپ ﷺ نے میری بے چینی اور گھبراہٹ کو دیکھا تو فرمایا: ''فاطمہ! اگر تمھیں (جنت میں) مومنوں کی عورتوں یا اس امت کی عورتوں کی سرداری دی جائے تو راضی ہو جاؤ گی؟'' یہ سن کر میں ہنس پڑی' آپ دیکھ ہی رہی تھیں۔

تخریج: الصحیحة ۲۹۴۸۔ بخاری (۶۲۸۶)' مسلم (۹۸/ ۲۴۵۰)' نسائی فی الکبری (۸۳۶۸)' ابن ماجه (۱۶۲۱)۔

حرمة المؤمن اعظم من حرمة الكعبة

مومن کی حرمت کعبہ کی حرمت سے بھی بڑی ہے

٣٥٧٢۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: نَظَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِلَى الْكَعْبَةِ قَالَ: ((**مَاأَعْظَمُ حُرْمَتَكِ!**)). وَفِي الطَّرِيْقِ الْأُخْرٰى: لَمَّا نَظَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِلَى الْكَعْبَةِ،قَالَ: ((**مَرْحَبًا بِّكَ مِنْ بَيْتٍ،مَاأَعْظَمَكَ، وَأَعْظَمَ حُرْمَتَكَ! وَلَلْمُؤْمِنِ أَعْظَمُ حُرْمَةً عِنْدَاللّٰهِ مِنْكَ، إِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ مِنْكَ وَاحِدَةً، وَحَرَّمَ مِنَ الْمُؤْمِنِ ثَلَاثًا: دَمَهُ، وَمَالَهُ، وَأَنْ يُّظَنَّ بِهِ ظَنَّ السَّوْءِ**)).

[الصحيحة: ٣٤٢٠]

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کعبہ کی طرف دیکھا اور فرمایا: ''تو کتنی عظیم حرمتوں والا ہے۔'' دوسری روایت میں ہے: جب رسول اللہ ﷺ نے کعبہ کی طرف دیکھا تو فرمایا: ''اے خانۂ خدا! تجھے مرحبا ہو' تو کتنا عظیم ہے' تیری حرمت کتنی عظیم ہے' لیکن اللہ تعالی کے ہاں ایک مومن کی حرمت تجھ سے بھی زیادہ ہے' بیشک اللہ تعالی نے تجھ سے ایک چیز کو اور مومن سے تین چیزوں یعنی خون' مال اور سوءِ ظن کو حرام قرار دیا ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۳۴۲۰۔ بیہقی فی الشعب (۶۷۰۶)' طبرانی فی الکبیر (۱۰۹۶۶)' من طریق آخر عنه ابن ابی شیبة (۹/ ۳۶۲)' موقوفاً عن ابن عباس رضی اللہ عنہما' ابن ماجه (۳۹۳۲)' عن عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بمعناه۔

فوائد: کعبہ میں فتنہ وفساد لڑائی کرنا حرام ہے۔ اس حدیث سے مؤمن کی حرمت کا اندازہ بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ ایک مومن کی حرمت کعبے سے بھی زیادہ ہے اس لیے کسی مؤمن کو ذلیل کرنے' اس کا مذاق اڑانے سے پہلے سوچ لینا چاہیے کہ آپ کتنے عظیم گناہ کے مرتکب ہو رہے ہیں۔

باب: فضل علمية معاذ بن جبل

سیدنا معاذؓ بن جبل کی فضیلت علم کا بیان

٣٥٧٣- عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ مَرْفُوْعًا: ((مَعَاذُ بْنُ جَبَلٍ اَعْلَمُ النَّاسِ بِحَلَالِ اللّٰهِ وَحَرَامِهِ)). [الصحيحة: ١٤٣٦]

سیدنا ابوسعید خدری ﷜ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالی کے حلال کردہ اور حرام کردہ امور کو سب سے زیادہ جاننے والے معاذ بن جبل ہیں۔''

تخریج: الصحیحة ۱۴۳۶- ابو نعیم فی الحلیة (۱/ ۲۲۸)' وعنه ابن عساکر (۶۱/ ۲۹۵)' ترمذی (۳۷۹۰)' ابن ماجه (۱۵۴)' عن انس﷜ وانظر ما تقدم برقم (۳۳۵۳)۔

فوائد: معاذ بن جبلؓ کی علمیت کا بیان ہے کہ آپؐ زبان نبوت سے انہیں حلال وحرام کا عظیم عالم قرار دے۔

باب: فضل عمار ايمانا

سیدنا عمارؓ کی فضیلت ایمان کے اعتبار سے

٣٥٧٤- عَنْ رَجُلٍ مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مُلِیَ عَمَّارٌ اِيْمَانًا اِلٰى مَشَاشِهِ)). [الصحيحة:٨٠٧]

نبی کریم ﷺ کے اصحاب میں سے ایک صاحب بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عمار کو ہنسلی کی ہڈیوں تک ایمان سے بھر دیا گیا ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۸۰۷- نسائی (۵۰۱۰)' حاکم (۳/ ۳۹۲'۳۹۳)' ابن ماجه (۱۴۷)' عن علی ﷜۔

باب: من فضل ابن مسعود

ابن مسعودؓ کی فضیلت

٣٥٧٥- عَنْ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: كُنْتُ اَجْتَنِيْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ مِنَ الْاَرَاكِ، قَالَ: فَضَحِكَ الْقَوْمُ مِنْ دِقَّةِ سَاقَيَّ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مِمَّ تَضْحَكُوْنَ؟ قَالُوْا: مِنْ دِقَّةِ سَاقَيْهِ فَقَالَ [وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ]هِيَ اَثْقَلُ فِي الْمِيْزَانِ مِنْ اُحُدٍ)). [الصحيحة: ٢٧٥٠]

سیدنا عبداللہ بن مسعود ﷜ کہتے ہیں کہ میں مسواک کے درخت سے رسول اللہ ﷺ کے لئے مسواک توڑ رہا تھا۔ لوگ میری باریک پنڈلیوں کو دیکھ کر ہنس پڑے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''تم کس چیز سے ہنس رہے ہو؟'' انھوں نے کہا: ان کی پنڈلیوں کی باریکی سے۔ آپ نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! ترازو میں یہ پنڈلی احد پہاڑ سے بھی زیادہ بھاری ہوگی۔''

تخریج: الصحیحة ۲۷۵۰- احمد (۱/ ۴۲۰'۴۲۱)' ابوداؤد الطیالسی (۳۵۵)' ابن سعد (۳/ ۱۵۵)' ابن حبان (۷۰۶۹)۔

فوائد: معلوم ہوا کہ مومن کے وجود کا بھی وزن ہوگا۔

٣٥٧٦- عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ: اَنَّهُ كَانَ يَجْتَنِيْ سِوَاكًا مِنَ الْاَرَاكِ،وَكَانَ دَقِيْقَ السَّاقَيْنِ،

سیدنا عبداللہ بن مسعود ﷜ بیان کرتے ہیں کہ وہ مسواک والے درخت سے ایک مسواک توڑ رہے تھے' وہ باریک پنڈلیوں والے

فَجَعَلَتِ الرِّيحُ تَكْفُؤُهُ، فَضَحِكَ الْقَوْمُ مِنْهُ،فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِﷺ: ((مِمَّ تَضْحَكُوْنَ؟)). قَالُوْا:يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! مِنْ دِقَّةِ سَاقَيْهِ! فَقَالَ: ((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ،لَهُمَا أَثْقَلُ فِي الْمِيْزَانِ مِنْ أُحُدٍ)). وَرَدَ مِنْ حَدِيْثِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ، وَعَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ۔ [الصحيحة:٣١٩٢]

تھے ہوا کی وجہ سے کپڑا ٹانگوں سے ہٹ رہا تھا' لوگ ہنس پڑے۔ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: ''کس چیز کو دیکھ کر ہنس رہے ہو؟'' انھوں نے کہا: اے اللہ کے نبی! ان کی پنڈلیوں کی باریکی کو دیکھ کر۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! یہ ترازو میں احد پہاڑ سے بھی زیادہ وزنی ہوں گی۔'' یہ حدیث سیدنا عبداللہ بن مسعود اور سیدنا علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہما سے روایت کی گئی ہے۔

تخريج: الصحيحة ٣١٩٢۔ (١) ابن مسعود: انظر الحديث السابق (٣٥٧٥)۔ (٢) علي رضی اللہ عنہ الادب المفرد (٢٣٧)' احمد (١/ ١١٤)'ابو يعلى (٢٧٩)۔

باب:فضل عليؓ

سیدنا علیؓ کی فضیلت کا بیان

٣٥٧٧۔ قَالَﷺ: ((مَنْ آذٰى عَلِيًّا فَقَدْ آذَانِي)). رُوِيَ مِنْ حَدِيْثِ عَمْرِو بْنِ شَاسٍ،وَسَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ، وَجَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ۔ [الصحيحة:٢٢٩٥]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے علی کو تکلیف دی' اس نے مجھے تکلیف دی۔'' یہ حدیث سیدنا عمرو بن شاس' سیدنا سعد بن ابو وقاص اور سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

تخريج: الصحيحة ٢٢٩٥۔ (١)عمرو بن شاس: احمد (٣/ ٤٨٣)' حاكم (٣/ ١٢٢)۔ (٢) سعد بن ابى وقاص: ابو يعلى (٧٧٠)' البزار (الكشف: ٢٥٦٢)۔ (٣) جابر رضی اللہ عنہ ابن عساكر (٤٥/ ١٥٥)' السهمى فى تاريخ جرجان (٣٢٥)۔

باب:فضل حب الانصار

انصار کی محبت کی فضیلت کا بیان

٣٥٧٨۔عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ مَرْفُوْعًا: ((مَنْ أَحَبَّ الْأَنْصَارَ أَحَبَّهُ اللّٰهُ،وَمَنْ أَبْغَضَ الْأَنْصَارَ أَبْغَضَهُ اللّٰهُ)). [الصحيحة:٩٩١]

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے انصاریوں سے محبت کی' اللہ اس سے محبت کرے گا اور جس نے انصاریوں سے بغض رکھا' اللہ اس سے بغض رکھے گا۔''

تخريج: الصحيحة ٩٩١۔ ابن ماجه (١٦٣)' والحديث متفق عليه بلفظ مختلف وقد تقدم برقم (٣٣٦٤)۔

فوائد: انصار سے محبت ایمان کا حصہ ہے۔

باب:فضل من حب علي

سیدنا علیؓ سے محبت کی فضیلت

٣٥٧٩۔ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، قَالَتْ: أَشْهَدُ أَنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِﷺيَقُوْلُ: ((مَنْ أَحَبَّ عَلِيًّا فَقَدْ أَحَبَّنِي، وَمَنْ أَحَبَّنِي فَقَدْ أَحَبَّ

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: میں گواہی دیتی ہوں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: ''جس نے علی سے محبت کی' اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی اس نے اللہ

اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ.، وَمَنْ اَبْغَضَ عَلِيًّا فَقَدْ اَبْغَضَنِي، وَمَنْ اَبْغَضَنِي فَقَدْ اَبْغَضَ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ.)). [الصحيحة:١٢٩٩]

سے محبت کی۔ اور جس نے علی سے بغض رکھا، اس نے مجھ سے بغض رکھا اور جس نے مجھ سے بغض رکھا اس نے اللہ سے بغض رکھا۔"

تخریج: الصحیحة ۱۲۹۹۔ المخلص فی الفوائد المنتقاة (۱۰/ ۱۱۵)، حاکم (۳/ ۱۳۰)، عن سلمان رضی اللہ عنہ۔

فوائد: سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے محبت اللہ کی محبت کا ذریعہ ہے جب کہ ان سے نفرت اللہ کی نفرت کا ذریعہ ہے۔

باب: فضل سیدنا حسن والحسین

سیدنا حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کی فضیلت کا بیان

٣٥٨٠۔عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَمَعَهُ حَسَنٌ وَّحُسَيْنٌ، هٰذَا عَلٰى عَاتِقِهِ،وَهٰذَا عَلٰى عَاتِقِهِ، وَهُوَ يَلْثِمُ هٰذَا مَرَّةً،وَّيَلْثِمُ وَهٰذَا مَرَّةً،حَتّٰى انْتَهٰى اِلَيْنَا، فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنَّكَ تُحِبُّهُمَا۔ فَقَالَ: **((مَنْ اَحَبَّهُمَا فَقَدْ اَحَبَّنِي، وَمَنْ اَبْغَضَهُمَا فَقَدْ اَبْغَضَنِي))**. [الصحيحة:٢٨٩٥]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے، اس حال میں آپ کے ساتھ حسن و حسین بھی تھے، ایک ایک کندھے پر تھا اور دوسرا دوسرے پر۔ کبھی ایک کا بوسہ لیتے اور کبھی دوسرے کو چومتے، حتی کہ ہمارے پاس پہنچ گئے۔ ایک آدمی نے آپ سے فرمایا: آپ ان سے محبت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: "جس نے ان سے محبت کی، اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے ان سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا۔"

تخریج: الصحیحة ۲۸۹۵۔ احمد (۲/ ۴۴۰)، وفی الفضائل (۱۳۸۶)، حاکم (۳/ ۱۶۶)، البزار (الکشف: ۲۶۲۷)۔

فوائد: حسن و حسین رضی اللہ عنہما سے محبت رسول اللہ ﷺ سے محبت کا اظہار ہے۔

باب: ذم التخويف اهل المدينة

مدینہ والوں کو ڈرانے کی مذمت کا بیان

٣٥٨١۔عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: **((مَنْ اَخَافَ اَهْلَ الْمَدِيْنَةِ، اَخَافَهُ اللّٰهُ))**. [الصحيحة: ٢٣٠٤، ٢٦٧١]

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس نے اہل مدینہ کو ڈرایا، اللہ اس کو خوف دلائے گا۔"

تخریج: الصحیحة ۲۳۰۴، ۲۶۷۱۔ ابن حبان (۳۷۳۸)، ابن البخاری فی ذیل تاریخ بغداد (۱۰/ ۴)، ابن عساکر (۶۱/ ۸۱)، عن جابر رضی اللہ عنہ، نسائی فی الکبری (۴۲۶۵)، احمد (۳/ ۵۵، ۵۴)، عن السائب بن خلد رضی اللہ عنہ۔

فوائد: اہل مدینہ پر اللہ کی خصوصی نوازش کی دلیل ہے۔

باب: ذم التخويف من الانصار

انصار کو ڈرانے کی مذمت کا بیان

٣٥٨٢۔عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ، عَنْ اَبِيْهِ: اَنَّهُ خَرَجَ يَوْمَ الْحَرَّةِ، فَكُبِّتَ (١)قَدَمُهُ [بِحَجَرٍ]، فَقَالَ: تَعِسَ مَنْ اَخَافَ رَسُوْلَ اللّٰهِ!

عبدالرحمٰن بن جابر بن عبداللہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ حرہ والے دن نکلے، جب ان کا پاؤں ایک پتھر سے ٹکرایا تو انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ کو ڈرانے والا ہلاک ہو جائے۔ میں

[قُلْتُ: وَمَنْ اَخَافَ رَسُوْلَ اللّٰهِﷺ؟] قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِﷺ: ((مَنْ اَخَافَ هٰذَا الْحَيَّ مِنَ الْاَنْصَارِ،فَقَدْ اَخَافَ مَابَيْنَ هٰذَيْنِ)). يَعْنِيْ: جَنْبَيْهِ۔ [الصحيحة:٣٤٣٣]

نے کہا: کس نے رسول اللہ ﷺ کو خوفزدہ کیا؟ انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے انصار کے اس قبیلے کو ڈرایا' اس نے میرے دل کو خوفزدہ کر دیا۔''

تخریج: الصحیحة ۳۴۳۳۔ الطیالسی (۱۷۶۰)' ومن طریقه البزار (الکشف: ۲۸۰۵)' والسیاق له طبرانی فی الاوسط (۵۲۹۳) من طریق آخر عنه۔

فوائد: نبی کریم ﷺ انصار کے ساتھ تعلقات کی گہرائی بیان کر رہے ہیں۔

باب: فضل الموت بالمدينة

مدینہ میں موت کی فضیلت کا بیان

٣٥٨٣۔ عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ اَبِيْ عُبَيْدٍ، اَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِﷺ يَقُوْلُ: ((مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ اَنْ لَّا يَمُوْتَ اِلَّا بِالْمَدِيْنَةِ فَلْيَمُتْ بِهَا، فَإِنَّهُ مَنْ يَّمُتْ بِهَا يُشْفَعُ لَهُ، اَوْ يُشْهَدُ لَهُ)). [الصحيحة:٢٩٢٨]

سیدہ صفیہ بنت ابو عبید ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو مدینہ میں فوت ہونے کی طاقت رکھتا ہے' اسے چاہیے کہ وہ مدینہ میں فوت ہو' کیونکہ جو یہاں فوت ہو گا' اس کی شفاعت کی جائے گی یا اس کی شہادت دی جائے گی۔''

تخریج: الصحیحة ۲۹۲۸۔ ابن حبان (۳۷۴۲)' طبرانی فی الکبیر (۲۴/ ۳۳۱)' بیهقی فی الشعب (۴۱۸۳)۔

باب: ذم الاهانة من قريش

قریش کو رسوا کرنے والوں کی مذمت کا بیان

٣٥٨٤۔قَالَﷺ: ((مَنْ اَهَانَ قُرَيْشًا، اَهَانَهُ اللّٰهُ)). رُوِيَ مِنْ حَدِيْثِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ، وَسَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ،وَاَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، وَعَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ۔ [الصحيحة:١١٧٨]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو قریش کو رسوا کرے گا' اللہ اس کو ذلیل کر دے گا۔'' یہ حدیث سیدنا عثمان بن عفان' سیدنا سعد بن ابو وقاص' سیدنا انس بن مالک اور سیدنا عبداللہ بن عباس ؓ سے مروی ہے۔

تخریج: الصحیحة ۱۱۷۸۔ (۱) عثمان: ابن حبان (۶۲۶۹)' البزار (۲۷۸۱)۔ (۲) سعد بن ابی وقاص: ترمذی (۳۹۰۵)' حاکم (۴/ ۷۴)۔ (۳) انس: البزار (۲۷۸۲)۔ (۴) ابن عباس ؓ: ابو نعیم فی اخبار اصبهان (۲/ ۱۰۹)۔

فوائد: قریش کے پسندیدہ قبیلہ ہونے کی دلیل ہے۔

باب: ملعون من سب اصحابي

جس نے میرے صحابہ کو گالی دی وہ لعنتی ہے

٣٥٨٥۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مَرْفُوْعًا: ((مَنْ سَبَّ اَصْحَابِيْ، فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ)). [الصحيحة:٢٣٤٠]

سیدنا عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے میرے صحابہ کو گالیاں دیں' اس پر اللہ تعالیٰ فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہو گی۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۳۴۰۔ طبرانی فی الکبیر (۱۲۷۰۹)، السھمی فی تاریخ جرجان (۲۳۴)، خطیب فی تاریخہ (۱۴/ ۲۴۱)، عن انس رضی اللہ عنہ۔

فوائد: فوت شدگان کو برا بھلا کہنا اسلام میں ویسے بھی جائز نہیں اس سے بڑھ کر صحابہؓ پر تبرا بازی کرنا حرام اور جہنم میں پہنچانے والی بات ہے۔ جب اللہ کی طرف سے انہیں (رضی اللہ عنہ ورضوا عنہ) رضا مندی کا سرٹیفکیٹ مل گیا ہے تو ہمیں ان کے بارے میں زبان درازی کرکے اپنی قبر کو اندھیرا نہیں کرنا چاہیے۔

باب: الحسين بن علي من اهل الجنة

حسین بن علیؓ جنتیوں میں سے ہیں

٣٥٨٦۔عَنْ جَابِرٍ مَرْفُوْعًا: ((مَنْ سَرَّهُ اَنْ يَّنْظُرَ اِلٰی رَجُلٍ مِّنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ، فَلْيَنْظُرْ اِلَی الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ)) [الصحيحة:٤٠٠٣]

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو کسی جنتی آدمی کو دیکھ کر خوش ہونا چاہتا ہے، وہ حسین بن علی کو دیکھ لے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۴۰۰۳۔ ابویعلی (۱۸۷۴) وعنہ ابن حبان (۱۹۶۶)۔

باب: من فضائل طلحة بن عبيد الله رضى الله عنه

طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کے فضائل کا بیان

٣٥٨٧۔عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: اِنِّيْ لَفِيْ بَيْتِيْ، وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَاَصْحَابُهُ بِالْفِنَاءِ، وَبَيْنِيْ وَبَيْنَهُمْ السِّتْرُ، اَقْبَلَ طَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدِاللّٰهِ،فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ سَرَّهُ اَنْ يَّنْظُرَ اِلٰی رَجُلٍ يَّمْشِيْ عَلَی الْاَرْضِ وَقَدْ قَضٰی نَحْبَهُ، فَلْيَنْظُرْ اِلٰی طَلْحَةَ)). [الصحيحة:١٢٥]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: میں اپنے حجرے میں تھی اور رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ کے ساتھ صحن میں تشریف فرما تھے، میرے اور ان کے درمیان ایک پردہ تھا۔ سیدنا طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ، آپ کی طرف آ رہے تھے، آپ نے فرمایا: ''جس کو یہ بات خوش کرتی ہے کہ وہ ایسے آدمی کو دیکھے جو اپنی نذر (باری) پوری کر کے زمین پر چل رہا ہو، وہ طلحہ کی طرف دیکھ لے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۲۵۔ ابن سعد (۳/ ۲۱۸)، ابو یعلی (۴۸۹۸)، ابو نعیم فی الحلیۃ (۱/ ۸۸)۔

فوائد: طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ نے احد والے دن نبی ﷺ کا دفاع کیا تھا۔ یہ آپؐ کے سامنے کھڑے ہو گئے۔ جو تیر آتا اسے اپنے ہاتھ پر روکتے حتیٰ کہ ان کا ہاتھ شل ہو گیا گویا کہ انہوں نے اسلام کی حفاظت کا حق ادا کر دیا۔

٣٥٨٨۔عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ سَرَّهُ اَنْ يَّنْظُرَ اِلٰی شَهِيْدٍ يَمْشِيْ عَلٰی وَجْهِ الْاَرْضِ، فَلْيَنْظُرْ اِلٰی طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِاللّٰهِ)). [الصحيحة:١٢٦۔]

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''جو آدمی روئے زمین پر چلتے ہوئے شہید کو دیکھ کر خوش ہوتا ہو، وہ طلحہ بن عبید اللہ کو دیکھ لے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۲۶۔ ترمذی (۳۷۳۹)، ابن ماجہ (۱۲۵) ابو داؤد الطیالسی (۱۷۹۴)۔

فوائد: سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ کی خدمات کے پیش نظر جو انہوں نے احد میں سرانجام دی تھیں انہیں چلتے پھرتے شہید کا لقب دیا گیا۔ ان کی خدمات کے اعتراف میں سیدنا ابوبکرؓ سیدنا طلحہؓ کو مرد میدان قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں: وہ سارا دن ہی طلحہ کا تھا۔

باب: طرق حدیث: من کنت مولاہ

حدیث من کنت مولاہ کے طرق کا بیان

۳۵۸۹۔ قَالَ ﷺ: ((مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ،فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ، اَللّٰهُمَّ وَالِ مَنْ وَّالَاهُ، وَعَادِ مَنْ عَادَاهُ)). وَرَدَ مِنْ حَدِيْثِ: زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ،وَسَعْدِ بْنِ اَبِي وَقَّاصٍ، وَبُرَيْدَةَ بْنِ الْحُصَيْبِ، وَعَلِيِّ بْنِ اَبِي طَالِبٍ، وَاَبِي اَيُّوْبَ الْاَنْصَارِيِّ، وَالْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، وَعَبْدِاللّٰهِ ابْنِ عَبَّاسٍ، وَاَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، وَاَبِي سَعِيْدٍ،وَّاَبِي هُرَيْرَةَ۔

[الصحيحة: ١٧٥٠]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس کا میں دوست ہوں، علی بھی اس کا دوست ہے۔ اے اللہ! تو علی کو دوست بنانے والے کا دوست بن جا اور اس سے دشمنی رکھنے والے کا دشمن بن جا۔'' یہ حدیث سیدنا زید بن ارقم، سیدنا سعد بن ابو وقاص، سیدنا بریدہ بن حصیب، سیدنا علی بن ابو طالب، سیدنا ابو ایوب انصاری، سیدنا براء بن عازب، سیدنا عبداللہ بن عباس، سیدنا انس بن مالک، سیدنا ابو سعید خدری اور سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم سے مروی ہے۔

تخريج: الصحيحة ١٧٥٠- (١) زيد بن ارقم: نسائى فى الكبرى (٨٤٦٤)، احمد (٤/ ٣٧٠)، ترمذى (٣٧١٣)مختصراً- (٢) سعد بن ابى وقاص: نسائى فى الكبرى (٨٣٩٧)، ابن ماجه (١٢١؟؟) مختصراً- (٣) بريدة: نسائى (٨٤٦٥)، احمد (٥/ ٣٤٧)، (٤) على : احمد (١/ ٨٤)، نسائى (٨٤٧٣)- (٥) ابوايوب: احمد (٥/ ٤١٩)، طبرانى (٤٠٢٥)- (٦) البراء: احمد (٤/ ٢٨١)،ابن ماجه (١١٦) مختصراً- (٧) ابن عباس: احمد (١/ ٣٣٠،٣٣١)، حاكم (٣/ ١٣٢)- (٨) انس: طبرانى فى الاوسط (٢٢٧٥)،والصغير (١/ ٦٤،٦٥)- (٩) ابوهريرة: انظر السابق (٨)، والطبرانى فى الاوسط (١١١٥)- (١٠) ابو سعيد الخدرى رضی اللہ عنہ طبرانى فى الاوسط وانظر السابق (٨)- (١١) عمار رضی اللہ عنہ : طبرانى فى الاوسط (٦٢٢٨)، وله طريق آخرى كثيرة نظر قطف الازهار المتناثرة فى الاخبار المتواترة السيوطى (ج١٠٢)-

فوائد: اس حدیث کی روشنی میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے محبت کا ثبوت دے کر ان سے محبت کر کے آپ ﷺ کی دعا کا مستحق بنا جا سکتا ہے۔

باب: ذم اليهود والنصارى

یہود و نصاریٰ کی مذمت کا بیان

۳۵۹۰۔قَالَ ﷺ: ((﴿اَلْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ﴾: اَلْيَهُوْدُ، وَ﴿اَلضَّآلِّيْنَ﴾: اَلنَّصَارٰى)). رُوِيَ مِنْ حَدِيْثِ: عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ الطَّائِيِّ، وَعَمَّنْ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ، وَاَبِي ذَرٍّ۔ [الصحيحة: ٣٢٦٣]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''(سورۂ فاتحہ میں) ﴿الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ﴾ سے مراد یہودی ہیں اور ﴿الضَّآلِّيْنَ﴾ سے مراد عیسائی ہیں۔'' یہ حدیث سیدنا عدی بن حاتم طائی، سیدنا ابو ذر اور ایک دوسرے صحابیٔ رسول رضی اللہ عنہم سے مروی ہے۔

تخريج: الصحيحة ٣٢٦٣- (١) عدى بن حاتم: ترمذى (٢٩٥٣،٢٩٥٤)، احمد (٤/ ٣٧٨،٣٧٩)- (٢) عن سمع النبى ﷺ: احمد (٥/ ٣٢،٣٣)، عبدالرزاق فى تفسيره (١/ ٣٧)-

باب: فضيلة من قبائل العرب

عرب کے قبیلوں کی فضیلتوں کا بیان

٣٥٩١ـعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعًا: ((اَلْمُلْكُ فِي قُرَيْشٍ، وَالْقَضَاءُ فِي الْأَنْصَارِ، وَالْأَذَانُ فِي الْحَبَشَةِ،وَالشِّرْعَةُ فِي الْيَمَنِ، وَالْأَمَانَةُ فِي الْأَزْدِ)). [الصحيحة:١٠٧٤]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بادشاہت قریشیوں میں، قضاء انصاریوں میں، اذان حبشیوں میں، راہِ مستقیم یمنیوں میں اور امانت ازدیوں میں ہوگی۔''

تخریج: الصحيحة ١٠٨٤۔ احمد (٢/ ٣٦٤) ابن ابی شيبة (١٢/ ١٧٢)، ترمذی (٣٩٣٦) مختصراً۔

فوائد: اس کا یہ مطلب نہیں ایک قبیلہ ایک صفت سے متصف ہے تو دوسری صفات سے محروم ہوگا بلکہ یہاں اغلبیت کی طرف اشارہ ہے کہ ان میں یہ اوصاف باقیوں کے معاملے میں زیادہ بہتر ہیں۔

٣٥٩٢ـعَنْ جَرِيْرٍ مَرْفُوْعًا: ((اَلْمُهَاجِرُوْنَ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، وَالطُّلَقَاءُ مِنْ قُرَيْشٍ، وَالْعُتَقَاءُ مِنْ ثَقِيْفٍ، بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ)). [الصحيحة:١٠٣٦]

سیدنا جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مہاجرین دنیا و آخرت میں ایک دوسرے کے دوست ہوں گے اور قریش اور ثقیف کے آزاد کئے ہوئے لوگ بھی دنیا و آخرت میں ایک دوسرے کو دوست ہوں گے۔''

تخریج: الصحيحة ١٠٣٦۔ طبرانی فی الکبير (٢٣٠٢)، الطيالسی (٦٧١)، ابن حبان (٧٢٦٠)۔

باب:نحن الآخرون الاولون

ہم آخر میں آنے والے ہیں حساب دینے میں پہلے ہوں گے

٣٥٩٣ـعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مَرْفُوْعًا: ((نَحْنُ آخِرُ الْأُمَمِ، وَأَوَّلُ مَنْ يُحَاسَبُ،يُقَالُ: أَيْنَ الْأُمَّةُ الْأُمِّيَّةُ وَنَبِيُّهَا؟ فَنَحْنُ الْآخِرُوْنَ الْأَوَّلُوْنَ)). [الصحيحة:٢٣٧٤]

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہم سب سے آخری امت ہیں، لیکن سب سے پہلے حساب کتاب ہمارا ہوگا۔ وہاں کہا جائے گا: امتِ امیہ اور اس کا نبی کہاں ہیں؟ ہم (دنیا میں) آخر میں آنے والے ہیں، (لیکن آخرت میں) سب سے پہلے حساب دینے والے ہوں گے۔''

تخریج: الصحيحة ٢٣٧٤۔ ابن ماجه (٤٢٩٠)، احمد (١/ ٢٨١، ٢٨٢)، ابو يعلى (٢٣٢٨) من طريق آخر عنه مطولاً جداً۔

فوائد: اُمّی: امی اس آدمی کو کہتے ہیں جو (دیکھ کر) پڑھ سکتا ہو نہ لکھ سکتا ہو، (یہ علیحدہ بات ہے کہ وہ علم و عمل اور حکمت و دانائی سے متصف ہو یا نہ ہو)۔

باب:فضيلة بن النضر بن كنانة

بنونضر بن کنانہ کی فضیلت کا بیان

٣٥٩٤ـعَنِ الحفشيش الْكِنْدِيِّ، قَالَ: قُلْتُ لِلنَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم أَنْتَ مِمَّنْ يَا رَسُوْلَ اللهِ؟ قَالَ: ((نَحْنُ

سیدنا خفشیش کندی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ کن لوگوں سے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''ہم بنونضر بن

بَنُو النَّضْرِ بْنِ كِنَانَةَ،لَا نقفو أُمَّنَا،وَلَا نَنْتَفِي مِنْ أَبِينَا.)). [الصحيحة: ٢٣٧٥]

کنانہ سے ہیں' ہم اپنی ماں پر تہمت لگاتے ہیں نہ اپنے باپ کی نفی کرتے ہیں۔"

تخریج: الصحیحۃ ۲۳۷۵- ابن مندہ فی المعرفۃ (۲/ ۲)' خطیب فی التاریخ (۷/ ۱۲۸)' طبرانی فی الکبیر (۲۱۹۱)۔

فوائد: نبی ﷺ نے اپنے خالص نسب کی طرف اشارہ فرمایا کہ جس میں کوئی ملاوٹ یا عیب نہیں۔

باب: ومن خصائصه

آپ ﷺ کی خصوصیات کا بیان

٣٥٩٥- عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ،عَنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُمْ قَالُوا لَهُ: أَخْبِرْنَا عَنْ نَفْسِكَ،قَالَ: ((نَعَمْ، أَنَا دَعْوَةُ أَبِي إِبْرَاهِيمَ،وَبُشْرٰى عِيْسٰى. عَلَيْهِمَا السَّلَامُ. وَرَأَتْ أُمِّي حِيْنَ حَمَلَتْ بِي أَنَّهُ خَرَجَ مِنْهَا نُورٌ أَضَائَتْ لَهُ قُصُورُ الشَّامِ،وَاسْتُرْضِعْتُ فِي بَنِي سَعْدِ بْنِ بَكْرٍ، فَبَيْنَا أَنَا فِي بهم لَنَا أَتَانِي،رَجُلَانِ،عَلَيْهِمَا ثِيَابٌ بَيْضٌ ، مَّعَهُمَا طَسْتٌ مِّنْ ذَهَبٍ مَمْلُوْءٌ ثَلْجًا، فَاضْجَعَانِيْ،فَشَقَّا بَطْنِي، ثُمَّ اسْتَخْرَجَا قَلْبِي فَشَقَّاهُ،فَأَخْرَجَا مِنْهُ عَلَقَةً سَوْدَاءَ، فَأَلْقَيَاهَا، ثُمَّ غَسَّلَا قَلْبِي وَبَطْنِي بِذٰلِكَ الثَّلْجِ،حَتّٰى إِذَا أَنْقَيَاهُ،رَدَّاهُ كَمَا كَانَ، ثُمَّ قَالَ أَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهِ زِنْهُ بِعَشَرَةٍ مِّنْ أُمَّتِهِ. فَوَزَنَنِي بِعَشَرَةٍ،فَوَزَنْتُهُمْ، ثُمَّ قَالَ: زِنْهُ مِئَةً. فَوَزَنَنِي بِمِئَةٍ، فَوَزَنْتُهُمْ، ثُمَّ قَالَ:زِنْهُ بِأَلْفٍ مِنْ أُمَّتِهِ فَوَزَنَنِي، ثُمَّ قَالَ : زِنْهُ بِأَلْفٍ، فَوَ زَنْتُهُمْ، فَقَالَ:دَعْهُ عَنْكَ فَلَوْ وَزَنْتَهُ بِأُمَّتِهِ، لَوَزَنَهُمْ)). [الصحيحة:١٥٤٥]

خالد بن معدان' اصحابِ رسول سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہمیں اپنے بارے میں بتلائیں۔ آپ نے فرمایا: جی ہاں' میں اپنے باپ ابراہیم (علیہ السلام) کی دعا اور عیسی (علیہ السلام) کی بشارت ہوں' جب میری ماں کو میرا حمل ہوا تو انھوں نے دیکھا کہ ایک نور ان سے نکلا جس نے شام کے محلات روشن کر دیئے' مجھے بنوسعد بن بکر قبیلے میں دودھ پلایا گیا۔ میں وہاں بکریاں چرا رہا تھا' میرے پاس دو آدمی آئے' انھوں نے سفید کپڑے پہن رکھے تھے' ان کے پاس برف سے بھری ہوئی سونے کی پلیٹ تھی' انھوں نے مجھے لٹا دیا' میرے پیٹ کو چاک کیا' پھر دل کو نکالا' اس کو پھاڑا اور اس سے سیاہ رنگ کا بستہ خون کا ٹکڑا نکال کر پھینک دیا' پھر میرے دل اور پیٹ کو برف سے دھویا' جب انھیں صاف کر لیا تو اپنی اپنی جگہ پر لوٹا دیا۔ پھر ان میں سے ایک نے کہا: ان کی امت کے دس افراد سے ان کا وزن کرو۔ سو انھوں نے دس افراد سے میرا وزن کیا' میں بھاری رہا۔ پھر اس نے کہا: ان کی امت کے سو افراد سے ان کا وزن کرو۔ سو اس نے سو (100) افراد سے میرا وزن کیا' میں وزنی رہا۔ پھر اس نے کہا: ہزار آدمیوں سے ان کا وزن کرو' سو اس نے ہزار افراد سے میرا وزن کیا' نتیجتًا میں بھاری رہا۔ (بالآخر) اس نے کہا: چھوڑ دو' اگر تم ان کی پوری امت سے ان کا وزن کرو تو پھر بھی یہ وزن میں غالب رہیں گے۔"

تخریج: الصحیحۃ ۱۵۴۵- الحافظ ابن کثیر فی البدایۃ (۲/ ۲۷۵)' ابن عساکر (۱/ ۱۲۹)' حاکم ۲/ ۶۰۰' ابن جریر فی تفسیرہ

(۳/ ۸۲)۔

فوائد: اللہ نے آپ ﷺ پر احسان کیا اور آپ کے دل کا فرشتوں کے ذریعے تزکیہ فرمایا جس سے آپ شیطانی حملوں سے محفوظ ہوگئے۔ نیز آپ کا وزن ساری امت سے زیادہ ہونا یہ آپ کی فضیلت کے اعتبار سے ہے کہ ساری امت کی نیکیاں فضائل مل کر بھی آپ کی نیکیوں وفضائل کے برابر نہیں ہوسکتے کیونکہ شریعت کا یہ قانون ہے (من دل علی خیر فله مثل اجر فاعله) جس نے نیکی کی رہنمائی کی اسے اس کے کرنے والے جتنا اجر ہے تو اس قاعدے کی رو سے آپ ساری کائنات سے افضل قرار پاتے ہیں۔

باب: انا دعوة ابراهيم و بشارة عيسى

میں ابراہیم کی دعا اور عیسیٰ کی بشارت ہوں

۳۵۹۶۔ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ: قِيلَ : يَا رَسُولَ اللّٰهِ! اَخْبِرْنَا عَنْ نَفْسِكَ۔قَالَ: ((نَعَمْ اَنَا دَعْوَةُ اِبْرَاهِيمَ، وَكَانَ آخِرُ مَنْ بَشَّرَ بِي عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ .عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ))

[الصحيحة:١٥٤٦]

سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ کسی نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہمیں اپنے بارے میں آگاہ کیجئے۔ آپ نے فرمایا: ''جی ہاں' میں ابراہیم (علیہ السلام) کی دعا ہوں اور سب سے آخر میں میری بشارت دینے والے حضرت عیسی بن مریم -علیہ السلام- تھے۔''

تخریج: الصحیحة ۱۵۴۶۔ ابن عساکر فی تاریخ دمشق (۳/ ۲۲۲)' احمد (۵/ ۲۶۲)' عن ابی امامة رضی اللہ عنہ بمعناه۔

فوائد: آپ ﷺ ابراہیم علیہ السلام کی دعا ہیں جو انہوں نے تعمیر کعبہ کے وقت مانگی تھی (ربنا وابعث فيهم رسولا) کہ ہمارے رب ان میں رسول بھیج اور عیسیٰ نے بشارت دی تھی کہ میرے بعد ایک احمد نامی نبی آئے گا' آپ ﷺ اس کی طرف اشارہ فرمارہے ہیں۔

فضل خالد فانه سيف من سيوف الله

خالد بن ولید کی فضیلت کہ وہ اللہ کی تلوار ہے

۳۵۹۷۔عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ،قَالَ: ((كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَجَعَلَ[النَّاسُ (۱)]يَمُرُّونَ،فَيَقُولُ رَسُولُ اللّٰهِ:((يَا اَبَا هُرَيْرَةَ مَنْ هٰذَا؟)) فَاَقُولُ: فُلَانٌ، فَيَقُولُ: ((نِعْمَ عَبْدُاللّٰهِ فُلَانٌ)). وَيَمُرُّ فَيَقُولُ: ((مَنْ هٰذَا يَا اَبَاهُرَيْرَةَ؟)) فَاَقُولُ: فُلَانٌ،فَيَقُولُ: ((بِئْسَ عَبْدُاللّٰهِ)). حَتّٰى مَرَّ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ، فَقُلْتُ: هٰذَا خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ يَا رَسُولَ اللّٰهِ۔ قَالَ: ((نِعْمَ عَبْدُاللّٰهِ خَالِدٌ،سَيْفٌ مِّنْ سُيُوفِ اللّٰهِ))))۔[الصحيحة:١٢٣٧]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے' لوگ آپ کے سامنے سے گزرنے لگ گئے اور آپ یوں پوچھنے لگ گئے: ''ابوہریرہ! یہ کون ہے؟'' میں کہتا کہ یہ فلاں آدمی ہے۔ آپ فرماتے: ''وہ تو اللہ تعالی کا نیک بندہ ہے۔'' اتنے میں کوئی اور گزرتا تو پوچھتے: ''ابوہریرہ! یہ کون ہے؟'' میں کہتا کہ فلاں آدمی ہے۔ آپ فرماتے: ''وہ تو برا آدمی ہے۔'' حتی کہ سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ گزرے۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ خالد بن ولید ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''خالد اللہ تعالی کا بہترین بندہ ہے' یہ تو اللہ تعالی کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہے۔''

تخریج: الصحیحة ۱۲۳۷۔ ابن عساکر (۱۸/ ۱۷۶)' احمد (۲/ ۳۶۰) والترمذی (۳۸۴۶) وابن ابی شیبة (۱۲/ ۱۲۳'۱۲۴) من

طریق آخر عنه۔

فوائد: کسی کی برائی کا ذکر کیے بغیر اس کے بارے میں اجمالاً خبردار کر دینا کہ یہ برا بندہ ہے تا کہ لوگ اس کی شرارتوں سے محفوظ رہ سکیں، جائز ہے۔ اس کو غیبت نہیں کہا جائے گا۔

باب: فضل الأزدية

ازدی لوگوں کی فضیلت کا بیان

۳۵۹۸۔عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعًا: ((نِعْمَ الْقَوْمُ الْأَزْدُ، طَيِّبَةٌ أَفْوَاهُهُمْ، بَرَّةٌ أَيْمَانُهُمْ، نَقِيَّةٌ قُلُوْبُهُمْ)). [الصحيحة: ۱۰۳۹]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ازدی لوگ بہترین قوم ہیں۔ وہ شیریں زبان، صاف دل اور قسمیں پوری کرنے والے ہیں۔“

تخریج: الصحيحة ۱۰۳۹۔ احمد (۲/ ۳۵۱)، ابن وهب فى الجامع (۴۵)۔

باب: عذاب أبي طالب

ابو طالب کے عذاب کا بیان

۳۵۹۹۔عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِالْمُطَّلِبِ أَنَّهُ قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! هَلْ نَفَعْتَ أَبَا طَالِبٍ بِشَيْءٍ فَإِنَّهُ يَحُوْطُكَ وَيَغْضَبُ لَكَ؟ قَالَ: ((نَعَمْ،هُوَ فِيْ ضَحْضَاحٍ مِنْ نَارٍ، وَلَوْلَا أَنَا (أَيْ: شَفَاعَتُهُ)، لَكَانَ فِي الدَّرْكِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ)). [الصحيحة:۵۵]

سیدنا عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: اے اللہ کے رسول! کیا آپ کے چچا ابو طالب کو آپ سے کوئی فائدہ ہوا ہے، کیونکہ وہ آپ کی حفاظت کرتا تھا اور آپ کی خاطر غصے ہوتا تھا؟ آپ نے فرمایا: ”جی ہاں، اب وہ کم مقدار آگ میں ہوگا، اگر میری شفاعت نہ ہوتی تو وہ جہنم کے نچلے طبقے میں ہوتا۔“

تخریج: الصحيحة ۵۵۔ بخاری (۶۲۰۸)، مسلم (۲۰۹)، احمد (۱/ ۲۰۶، ۲۰۷)۔

فوائد: ابو طالب کو آپ ﷺ کی خصوصی سفارش کام آئی، وگرنہ ان کا کوئی عمل ان کے کام نہ آسکا۔

باب: الناس تبع لقريش فى الخير والشر

لوگ خیر وشر میں قریش کے تابع ہیں

۳۶۰۰۔عَنْ جَابِرٍ مَرْفُوْعًا: ((اَلنَّاسُ تَبَعٌ لِقُرَيْشٍ فِي الْخَيْرِ وَالشَّرِّ)). [الصحيحة:۱۰۰۶]

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”لوگ خیر وشر میں قریشیوں کے ماتحت ہوں گے“ (یعنی اگر قریشی نیک ہوئے تو لوگ بھی نیک ہوں گے اور اگر قریشی برے ہوئے تو لوگ بھی برے ہوں گے)۔

تخریج: الصحيحة ۱۰۰۶۔ مسلم (۱۸۱۹)، احمد (۳/ ۳۳۱)۔

فوائد: عام لوگوں کے حق میں قریشی خیر وشر کا معیار ہیں۔

٣٦٠١۔عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ:((اَلنَّاسُ تَبَعٌ لِّقُرَيْشٍ فِيْ هٰذَا الشَّانِ، مُسْلِمُهُمْ تَبَعٌ لِّمُسْلِمِهِمْ، وَكَافِرُهُمْ تَبَعٌ لِّكَافِرِهِمْ)).

[الصحيحة:١٠٠٧]

سیدنا ابوہریرہ سے روایت ہے کہ لوگ اس (خلافت کے) معاملے میں قریشیوں کے تابع ہیں' مسلمان لوگ قریشی مسلمانوں کے تابع ہوں گے اور کافر لوگ قریشی کافروں کے تابع ہوں گے۔

تخریج: الصحیحۃ ١٠٠٧۔ بخاری (٣٤٩٥)' مسلم (١٨١٩)' احمد (٢/ ٢٤٢'٢٤٣)۔

باب: كل شيء يعلم أني رسول الله الا عاص الجن والانس

نافرمان جنوں اورانسانوں کے ہر چیز جانتی ہے کہ میں رسول اللہ ہوں

٣٦٠٢۔عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: اَقْبَلْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى دَفَعْنَا اِلٰى حَائِطٍ فِيْ بَنِيْ النَّجَّارِ،فَاِذَا فِيْهِ جَمَلٌ لَا يَدْخُلُ الْحَائِطَ اَحَدٌ اِلَّا شَدَّ عَلَيْهِ، فَذَكَرُوْا ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ، فَاَتَاهُ فَدَعَاهُ، فَجَاءَ وَاضِعًا مُشْفِرَهُ عَلَى الْاَرْضِ حَتّٰى بَرَكَ بَيْنَ يَدَيْهِ، فَقَالَ: ((هَاتُوا خِطَامًا)). فَخَطَمَهُ،وَدَفَعَهُ اِلٰى صَاحِبِهِ،ثُمَّ الْتَفَتَ فَقَالَ: ((مَا بَيْنَ السَّمَاءِ اِلَى الْاَرْضِ اَحَدٌ يَعْلَمُ اَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِلَّا عَاصِي الْجِنِّ وَالْاِنْسِ)).

[الصحيحة:١٧١٨]

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چلتے رہے' حتی کہ ہم بنونجار کے ایک باغ تک جا پہنچے' اس میں ایک اونٹ تھا' جو آدمی اس باغ میں داخل ہوتا وہ اونٹ اس پر ٹوٹ پڑتا تھا' لوگوں نے یہ بات نبی ﷺ کو بتائی' آپ اس کے پاس آئے اور اس کو بلایا' وہ اپنا ہونٹ زمین پر رگڑتا ہوا آیا' یہاں تک کہ آپ کے سامنے گھٹنے ٹیک دیئے۔ آپ نے فرمایا: ''لگام لاؤ۔'' آپ نے اسے لگام ڈالی اور اس کے مالک کو تھما دی' پھر ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ''زمین و آسمان کی ہر چیز جانتی ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں' ماسوائے نافرمان جنوں اور انسانوں کے۔''

تخریج: الصحیحۃ ١٧١٨۔ الدارمی (١٨)' ابن حبان فی الثقات (٤/ ٢٢٣)' احمد (٣/ ٣١٠)۔

فوائد: معلوم ہوا جمادات وحیوانات کو اتنا شعور دیا گیا ہے کہ وہ اللہ اور اس کے رسول کو پہچان سکیں۔

باب: فضل ابى عبيدة والحجة بخبر الآحاد

ابی عبیدہ کی فضیلت اور خبر آحاد کی حجت کا دلیل ہونا

٣٦٠٣: عَنْ اَنَسٍ: اَنَّ اَهْلَ الْيَمَنِ قَدِمُوْا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالُوْا: اِبْعَثْ مَعَنَا رَجُلًا يُعَلِّمُنَا السُّنَّةَ وَالْاِسْلَامَ، قَالَ: فَاَخَذَ بِيَدِهِ اَبِيْ عُبَيْدَةَ، قَالَ: ((هٰذَا اَمِيْنُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ)).

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ یمنی لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہا: ''ہمارے ساتھ کوئی ایسا آدمی بھیجیں جو ہمیں سنت اور اسلام کی تعلیم دے۔ آپ نے سیدنا ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا: ''یہ اس امت کا امین ہے۔''

[الصحيحة: ١٩٦٤]

تخریج: الصحيحة ١٩٦٣- مسلم (٢٤١٩)' (٣/ ٢٦٧)' احمد (٣/ ١٢٥)-

فوائد: ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کا مقام واضح ہوا نیز پتہ چلا کہ اسلام میں خبر واحد حجت ہے تبھی آپ ﷺ اکیلے ابوعبیدہ کو ان کی طرف بھیج رہے ہیں۔

باب: تعليم السنة والعقيدة

سنت اور عقیدہ کی تعلیم کا بیان

٣٦٠٤: عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّ أَهْلَ الْيَمَنِ لَمَّا قَدِمُوا عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ سَأَلُوهُ أَنْ يَبْعَثَ مَعَهُمْ رَجُلًا يُعَلِّمُهُمُ السُّنَّةَ وَالْإِسْلَامَ، قَالَ: فَأَخَذَ بِيَدِهِ أَبِيهِ عُبَيْدَةَ فَقَالَ: ((هٰذَا أَمِينُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ)). [الصحيحة: ١٢١٤]

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب اہل یمن رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور مطالبہ کیا کہ ہمارے ساتھ کوئی مبلّغ بھیجیں جو ہمیں سنت اور اسلام کی تعلیم دے تو آپ ﷺ نے سیدنا ابوعبیدہ بن جراح کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا: ''یہ اس امت کا امین ہے۔''

تخریج: الصحيحة ١٢١٤- انظر الحديث المقدم (٣٦٠٣)-

فضل سعد بن معاذ

سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان

٣٦٠٥: عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((هٰذَا الرَّجُلُ الصَّالِحُ الَّذِي فُتِحَتْ لَهُ أَبْوَابُ السَّمَاءِ، شُدِّدَ عَلَيْهِ، ثُمَّ فُرِّجَ عَنْهُ)) يَعْنِي: سَعْدُ بْنُ مَعَاذٍ- [الصحيحة: ٣٣٤٨]

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس نیک آدمی' جس کے لئے آسمان کے دروازے کھول دیے گئے' پر بھی قبر کو تنگ کر دیا گیا پھر کشادگی پیدا کر دی گئی۔'' آپ ﷺ کی مراد سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ تھے۔

تخریج: الصحيحة ٣٣٤٨- ابن حبان (٧٠٣٣)' احمد (٣/ ٣٢٨) والفضائل له (١٤٩٦)' حاكم (٣/ ٢٠٦)-

باب: فضل سالم مولى أبي حذيفة

ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ کے غلام سالم رضی اللہ عنہ کی فضیلت

٣٦٠٦: عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَتْ: أَبْطَأْتُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ لَيْلَةً بَعْدَ الْعِشَاءِ، ثُمَّ جِئْتُ فَقَالَ: ((أَيْنَ كُنْتِ؟)) قُلْتُ: كُنْتُ أَسْتَمِعُ قِرَاءَةَ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِكَ، لَمْ أَسْمَعْ مِثْلَ قِرَاءَتِهِ وَصَوْتِهِ مِنْ أَحَدٍ، قَالَتْ: فَقَامَ وَقُمْتُ مَعَهُ حَتّٰى اسْتَمَعَ لَهُ، ثُمَّ الْتَفَتَ إِلَيَّ فَقَالَ: ((هٰذَا سَالِمٌ مَوْلٰى أَبِي حُذَيْفَةَ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي جَعَلَ فِي أُمَّتِي مِثْلَ هٰذَا)). [الصحيحة: ٣٣٤٢]

زوجۂ رسول سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں (ایک رات) مجھے عہدِ رسول میں عشا کے بعد گھر پہنچنے میں تاخیر ہوگئی' جب میں آئی تو آپ ﷺ نے پوچھا: ''تم کہاں تھی؟'' میں نے کہا: میں ایک صحابی کی (مسحور کن) تلاوت سنتی رہی' اس قسم کی (حسین) قراءت اور آواز اس سے پہلے کسی سے نہیں سنی۔ آپ میری بات سن کر اٹھے اور چل پڑے' میں بھی آپ کے ساتھ چل دی' آپ نے اسی آدمی کی تلاوت غور سے سنی اور میری طرف متوجہ ہو کر کہا: ''یہ ابوحذیفہ کا غلام سالم ہے' ساری تعریف اس اللہ کی ہے جس نے میری امت میں اس قسم کے

افراد بھی پیدا کیے ہیں۔“

تخریج: الصحیحة ۳۳۴۲۔ ابن ماجه (۱۳۳۸) والسیاق له' احمد (۶/ ۱۶۵)' حاکم (۳/ ۳۲۵)۔

فوائد: اچھی آواز سے تلاوت کلام پاک کرنا ایک نعمت ہے کہ جس پر آپ ﷺ نے اللہ کا شکریہ ادا فرمایا۔

باب: فضل العباس بن عبدالمطلب

سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان

٣٦٠٧: عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِيْ وَقَّاصٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِلْعَبَّاسِ: ((هٰذَا الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِالْمُطَّلِبِ، أَجْوَدُ قُرَيْشٍ كَفًّا، وَأَوْصَلُهَا)). [الصحيحة: ٣٣٢٦]

سیدنا سعد بن ابو وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا: ”یہ عباس بن عبدالمطلب ہیں' قریش کے سب سے زیادہ سخی اور صلہ رحمی کرنے والے ہیں۔“

تخریج: الصحیحة ۳۳۲۶۔ احمد (۱/ ۱۸۵)' والفضائل له (۱۷۶۸)' ابو یعلی (۸۲۰)' نسائی فی الکبری (۸۱۷۴)۔

باب: فضل أبی بکرؓ و عمرؓ

سیدنا ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی فضیلت کا بیان

٣٦٠٨: عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ حنطب: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَأَى أَبَا بَكْرٍ وَّعُمَرَ، قَالَ: ((هٰذَانِ السَّمْعُ وَالْبَصَرُ)) [الصحيحة: ٨١٤]

سیدنا عبداللہ بن حنطب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے سیدنا ابوبکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھ کر فرمایا: ”یہ (میری امت کے) کان اور آنکھیں ہیں۔“ یعنی سر میں جو اہمیت کان اور آنکھ کی ہے وہ دین اسلام میں ان کی ہے۔

تخریج: الصحیحة ۸۱۴۔ ترمذی (۳۶۷۱)' حاکم (۳/ ۶۹)' ابن ابی حاتم فی العلل (۲/ ۳۸۵)۔

باب: من هبته ﷺ و تواضعه

آپ کی تواضع کا بیان

٣٦٠٩: عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِيْ حَازِمٍ: أَنَّ رَجُلًا أَتَى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَامَ بَيْنَ يَدَيْهِ، فَأَخَذَهُ مِنَ الرَّعْدَةِ أفكل، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((هَوِّنْ عَلَيْكَ، فَإِنِّيْ لَسْتُ بِمَلِكٍ، إِنَّمَا أَنَا ابْنُ امْرَأَةٍ مِّنْ قُرَيْشٍ كَانَتْ تَأْكُلُ الْقَدِيْدَ)). [الصحيحة: ١٨٧٦]

سیدنا قیس بن حازم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور آپ کے سامنے کھڑا ہو گیا' اس پر خوف اور کپکپی طاری ہو گئی' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ذرا پر سکون ہو جاؤ (اور فکر مت کرو)' میں بادشاہ نہیں ہوں' میں تو سوکھا گوشت کھانے والی قریشی عورت کا بیٹا ہوں۔“

تخریج: الصحیحة ۱۸۷۶۔ ابن سعد (۱/ ۲۳) مرسلاً' ابن ماجه (۳۳۱۲)' حاکم (۳/ ۴۷' ۴۸) موصولاً عن ابی مسعود رضی اللہ عنہ۔

فوائد: نبی ﷺ کی شخصیت باوجود سادگی اور دھیمے پن کے ہیبت کا مرقع تھی کہ کوئی آپ ﷺ سے آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات نہیں کر سکتا تھا۔

باب: قدم نبوته ﷺ

نبوت کا مقدم ہونے کا بیان

٣٦١٠: عَنْ مَيْسَرَةَ الْفَجْرِ، قَالَ: قُلْتُ: يَارَسُولَ اللّٰهِ! مَتٰى كُتِبْتَ نَبِيًّا؟ قَالَ: ((وَآدَمُ بَيْنَ الرُّوْحِ وَالْجَسَدِ)). [الصحيحة: ١٨٥٦]

سیدنا میسرہ فجر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ کو بطورِ نبی کب لکھا گیا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس وقت جب حضرت آدم (علیہ السلام) روح اور جسم کے درمیان تھے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۸۵۶۔ احمد (۵/ ۵۹)' وفی السنۃ لہ (۸۶۴)' ابن ابی عاصم فی السنۃ (۴۱۰)۔

فوائد: یعنی ابھی تک انسانیت کا آغاز ہی نہیں ہوا تھا کہ تقدیر میں میرے نبی ہونے کا فیصلہ ہو چکا تھا۔

باب: تحريم بغض اهل البيت

اہل بیت سے بغض رکھنا حرام ہونے کا بیان

٣٦١١: عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَا يُبْغِضُنَا أَهْلَ الْبَيْتِ أَحَدٌ إِلَّا أَدْخَلَهُ اللّٰهُ النَّارَ)). [الصحيحة: ٢٤٨٨]

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! جو آدمی ہم اہل بیت سے بغض رکھے گا' اللہ تعالیٰ اسے جہنم میں داخل کرے گا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۴۸۸۔ حاکم (۳/ ۱۵۰)' ابن حبان (۲۹۷۸)' البزار (الکشف: ۳۳۴۸) من طریق آخر عنہ۔

فوائد: اہل بیت سے محبت ایمان کا حصہ اور جنت میں داخلے کا سبب بھی ہے۔

باب: إخوان النبي الذين يأتون من بعده

نبیؐ کے بھائی وہ ہیں جو آپؐ کے بعد آئیں گے

٣٦١٢: عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((وَدِدْتُ أَنِّي لَقِيتُ إِخْوَانِي)) فَقَالَ أَصْحَابُهُ: أَوَ لَيْسَ نَحْنُ إِخْوَانُكَ؟ قَالَ: ((أَنْتُمْ أَصْحَابِي، وَلٰكِنْ إِخْوَانِي الَّذِيْ آمَنُوْا بِي وَلَمْ يَرَوْنِي)). [الصحيحة: ٢٨٨٨]

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں چاہتا ہوں کہ اپنے بھائیوں کو دیکھوں۔'' صحابہ نے کہا: کیا ہم آپ کے بھائی نہیں ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''تم میرے صحابہ ہو' میری بھائی وہ ہیں جو بن دیکھے مجھ پر ایمان لائیں گے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۲۸۸۸۔ احمد (۳/ ۱۵۵)' ابو یعلی (۳۳۹۰)' طبرانی فی الاوسط (۵۴۹۰)' من طریق آخر عنہ' مسلم (۲۴۹)' عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ بمعناہ۔

باب: فضيلة النبيّ

نبی ﷺ کی فضیلت کا بیان

٣٦١٣: عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((وُزِنْتُ بِأَلْفٍ مِنْ أُمَّتِي فَرَجَحْتُهُمْ، فَجَعَلُوْا يَتَنَاثَرُوْنَ عَلَيَّ مِنْ كَفَّةِ الْمِيْزَانِ)). [الصحيحة: ٣٣١٤]

سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میری امت کے ایک ہزار افراد سے میرا وزن کیا گیا' میں وزنی رہا (اور ان کا پلڑا اتنا اوپر کو اٹھ گیا کہ) وہ اس سے مجھ پر گرنا شروع ہو گئے۔''

باب: حب الانصار واجب والبغض حرام

انصار سے محبت واجب اور نفرت حرام ہے

٣٦١٤: عَنِ الْحَارِثِ بْنِ زِيَادٍ السَّاعِدِيِّ الْأَنْصَارِيِّ، أَنَّهُ أَتَى رَسُوْلَ اللّٰهِ يَوْمَ الْخَنْدَقِ وَهُوَ يُبَايِعُ النَّاسَ عَلَى الْهِجْرَةِ، فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ بَايِعْ هٰذَا، قَالَ: وَمَنْ هٰذَا؟ قَالَ: ابْنُ عَمِّيْ حَوْطُ بْنُ يَزِيْدَ أَوْ يَزِيْدُ بْنُ حَوْطٍ، قَالَ: فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا أُبَايِعُكَ إِنَّ النَّاسَ يُهَاجِرُوْنَ إِلَيْكُمْ وَلَا تُهَاجِرُوْنَ إِلَيْهِمْ، وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَا يُحِبُّ رَجُلٌ الْأَنْصَارَ حَتّٰى يَلْقَى اللّٰهَ. تَبَارَكَ وَتَعَالٰى. إِلَّا لَقِيَ اللّٰهَ. تَبَارَكَ وَتَعَالٰى. وَهُوَ يُحِبُّهُ وَلَا يَبْغَضُ رَجُلٌ الْأَنْصَارَ حَتّٰى يَلْقَى اللّٰهَ. تَبَارَكَ وَتَعَالٰى. إِلَّا لَقِيَ اللّٰهَ. تَبَارَكَ وَتَعَالٰى. وَهُوَ يَبْغَضُهُ)).

[الصحيحة: ١٦٧٢]

سیدنا حارث بن زیاد ساعدی انصاری ﷺ بیان کرتے ہیں کہ میں خندق والے دن رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا' آپ لوگوں سے ہجرت پر بیعت لے رہے تھے۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ان کی بھی بیعت لے لو۔ آپ نے پوچھا: ''یہ کون ہیں؟'' میں نے کہا: یہ میرے چچا کے بیٹے حوط بن یزید یا یزید بن حوط ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں آپ سے بیعت نہیں لوں گا' کیونکہ لوگ آپ کی طرف ہجرت کرتے ہیں' نہ کہ تم ان کی طرف کرتے ہو۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! جو آدمی اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرنے تک انصار سے محبت کرتا رہا تو وہ اللہ تعالیٰ کو اس حال میں ملے گا کہ وہ اس سے محبت کرنے والا ہوگا اور جو آدمی اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرنے تک انصار سے بغض کرتا رہا تو وہ اللہ تعالیٰ کو اس حال میں ملے گا کہ وہ اس سے بغض رکھنے والا ہوگا۔''

فوائد: آپ ﷺ نے انصار کو پیمانہ قرار دیا کہ ان سے محبت اللہ کی محبت اور ان سے نفرت اللہ کی نفرت کا باعث ہے۔

باب: دعاء النبی للمعاویة

معاویہ رضی اللہ عنہ کے لیے نبی ﷺ کی دعا

٣٦١٥: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بَعَثَ مُعَاوِيَةَ لِيَكْتُبَ لَهُ، قَالَ: إِنَّهُ يَأْكُلُ، ثُمَّ بَعَثَ إِلَيْهِ فَقَالَ: إِنَّه يَأْكُلُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَاأَشْبَعَ اللّٰهُ بَطْنَهُ)). [الصحيحة:٨٢]

سیدنا عبداللہ بن عباس ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا معاویہ ﷺ سے کچھ لکھوانے کے لئے اسے بلوا بھیجا۔ اس نے کہا وہ کھانا کھا رہا ہے۔ پھر پیغام بھیجا۔ اس نے کہا: وہ کھانا کھا رہا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ اس کے پیٹ کو سیر نہ ہی کرے۔''

فوائد: اہل عرب کی یہ عادت تھی کہ کسی کو برا بھلا کہنے کے لیے روزمرہ اور محاورے استعمال کرتے تھے جن کا وقوع پذیر ہونا مقصود نہیں ہوتا تھا اسی طرح کے یہ الفاظ ہیں یا پھر جیسا کہ آپ ﷺ نے دعا کی کہ اے اللہ جس پر میں بلاحق لعن طعن کروں تو تو اسے اس کے لیے رحمت بنا دے۔

باب: فضل العصابة التی ظاهرة علی الحق

اسی جماعت کی فضیلت کہ جو حق پر ہمیشہ قائم رہے گی

٣٦١٦: عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَامِرِ الْيَحْصَبِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ مُعَاوِيَةَ يُحَدِّثُ وَهُوَ يَقُوْلُ: إِيَّاكُمْ وَأَحَادِيْثُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، إِلَّا حَدِيْثًا كَانَ عَلٰى عَهْدِ عُمَرَ، فَإِنَّ عُمَرَ- رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ- كَانَ أَخَافُ النَّاسَ فِي اللّٰهِ- عَزَّوَجَلَّ- سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((لَا تَزَالُ أُمَّةٌ مِّنْ أُمَّتِيْ ظَاهِرِيْنَ عَلَى الْحَقِّ لَايَضُرُّهُمْ مَّنْ خَالَفَهُمْ حَتّٰى يَأْتِيَ أَمْرُاللّٰهِ وَهُمْ ظَاهِرُوْنَ عَلَى النَّاسِ)). [الصحيحة: ١٩٧١]

عبداللہ بن عامر یحصبی کہتے ہیں: میں نے سیدنا معاویہ ؓ کو کہتے سنا: رسول اللہ ﷺ کی احادیث بیان کرنے سے اجتناب کرو، صرف وہی احادیث بیان کرو جو سیدنا عمر ؓ کے زمانے میں روایت کی جاتی تھیں، کیونکہ ان کے دور میں لوگ اللہ تعالیٰ سے زیادہ ڈرنے والے تھے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: ''میری امت کی ایک جماعت حق پر قائم دائم رہے گی، اس کا مخالف اسے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گا، حتی کہ اللہ کا حکم آجائے گا اور وہ لوگوں پر غالب ہوں گے۔''

فوائد: عمر ؓ کے دور میں حدیث بیان کرنے میں انتہائی احتیاط سے کام لیا جاتا تھا کیونکہ حضرت عمرؓ خود اس چیز کا بڑا خیال رکھتے اور زیادہ احادیث بیان کرنے سے روکتے تھے۔

٣٦١٧: عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ مَرْفُوْعاً: ((لَاتَزَالُ طَائِفَةٌ مِّنْ أُمَّتِيْ ظَاهِرِيْنَ عَلَى الْحَقِّ حَتّٰى تَقُوْمَ السَّاعَةُ)). [الصحيحة: ١٩٥٩]

سیدنا عمر بن خطاب ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میری امت کا ایک گروہ قیامت کے برپا ہونے تک حق پر قائم رہے گا۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۹۵۶۔ ابوداؤد الطیالسی (۳۸)، حاکم (۴/ ۴۴۹)، دارمی (۲۴۳۸)، الضیاء فی المختارۃ (۱۲۷،۱۴۱)۔

٣٦١٨: عَنْ ثَوْبَانَ مَرْفُوْعاً: ((لَاتَزَالُ طَائِفَةٌ مِّنْ أُمَّتِيْ ظَاهِرِيْنَ عَلَى الْحَقِّ لَا يَضُرُّهُمْ مَّنْ خَذَلَهُمْ حَتّٰى يَأْتِيَ أَمْرُ اللّٰهِ وَهُمْ كَذٰلِكَ)). [الصحيحة: ١٩٥٧]

سیدنا ثوبان ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میری امت میں سے ایک جماعت حق پر قائم دائم رہے گی، ان کو رسوا کرنے والے انھیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکیں گے، یہاں تک اللہ تعالیٰ کا امر آ پہنچے گا اور وہ اسی حالت پر ہوں گے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۱۹۵۷۔ مسلم (۱۹۲۰)، ابوداؤد (۴۲۵۲)، ترمذی (۲۲۲۹)، ابن ماجہ (۱۰، ۳۹۵۲) مطولاً و مختصراً۔

فوائد: آپ ﷺ کی پیشین گوئی کے مطابق اہل حق کا گروہ قیامت تک قائم رہے گا انہیں کوئی چھوڑ دے تو ان کی بجائے وہ خود ہی بھٹک کر نقصان اٹھائے گا۔

٣٦١٩: عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ، أَنَّ سَلَمَةَ بْنَ نُفَيْلٍ أَخْبَرَهُمْ أَنَّهُ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: إِنِّي سَئَمْتُ الْخَيْلَ، وَأَلْقَيْتُ السِّلَاحَ، وَوَضَعَتِ الْحَرْبُ أَوْزَارَهَا، قُلْتُ: لَاقِتَالَ: قَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: ((اَلْآنَ جَاءَ الْقِتَالُ لَاتَزَالُ طَائِفَةٌ مِّنْ أُمَّتِيْ ظَاهِرِيْنَ

جبیر بن نفیر سے روایت ہے کہ سیدنا سلمہ بن نفیل ؓ نے ان کو بتایا کہ اس نے نبی ﷺ کے پاس آ کر کہا: میں نے گھوڑے کو اکتا دیا ہے، اسلحہ پھینک دیا ہے اور لڑائی اپنے ہتھیار رکھ چکی ہے، اب کوئی جہاد نہیں ہوگا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اب جہاد کا حکم آیا ہے، میری امت کا ایک گروہ لوگوں پر غالب رہے گا، اللہ تعالیٰ کچھ لوگوں

عَلَى النَّاسِ يَرْفَعُ اللّٰهُ قُلُوبَ أَقْوَامٍ يُقَاتِلُوْنَهُمْ، وَيَرْزُقُهُمُ اللّٰهُ مِنْهُمْ حَتّٰى يَأْتِيَ أَمْرُاللّٰهِ. عَزَّوَجَلَّ. وَهُمْ عَلٰى ذٰلِكَ، أَلَا إِنَّ عُقْرَ دَارِ الْمُؤْمِنِيْنَ الشَّامُ، وَالْخَيْلُ مَعْقُوْدٌ فِيْ نَوَاصِيْهَا الْخَيْرُ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ)). [الصحيحة:١٩٦١]

کے دل اسلام سے منحرف کر دے گا' وہ گروہ ان سے لڑے گا اور اللہ تعالیٰ ان کو ان سے (مالِ غنیمت کے ذریعے) رزق دے گا' حتی کہ اللہ تعالیٰ کا امر آ جائے گا اور وہ اسی حالت پر ہوں گے۔ آگاہ رہو! مومنوں کے گھروں کی اصل شام میں ہے اور روزِ قیامت تک گھوڑوں کی پیشانیوں میں خیر و بھلائی لکھ دی گئی ہے۔"

تخریج: الصحیحة ۱۹۶۱۔ احمد (۴/ ۱۰۴)' ابن ابی عاصم فی الآحاد (۲۴۶۰)' طبرانی (۶۳۵۸)۔

٣٦٢٠: عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعاً: ((لَاتَزَالُ طَائِفَةٌ مِّنْ أُمَّتِيْ قَوَّامَةٌ عَلٰى أَمْرِ اللّٰهِ لَايَضُرُّهَا مَنْ خَالَفَهَا)). [الصحيحة:١٩٦٢]

سیدنا ابوہریرہ ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میری امت کا ایک گروہ اللہ کے حکم پر قائم دائم رہے گا' اس کے مخالفین اسے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکیں گے۔"

تخریج: الصحیحة ۱۹۶۲۔ ابن ماجه (۷)' یعقوب الفسوی فی المعرفة (۲/ ۲۹۶'۲۹۷)' ابو نعیم فی الحلیة (۹/ ۳۰۷)' احمد (۲/ ۳۲۱) من طریق آخر بمعناہ۔

فوائد: اہل حق کا مخالف اپنی بربادی کے علاوہ انہیں کچھ نقصان نہ پہنچا سکے گا۔

٣٦٢١: عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَاتَزَالُ طَائِفَةٌ مِّنْ أُمَّتِيْ يُقَاتِلُوْنَ عَلَى الْحَقِّ حَتّٰى يَأْتِيَ أَمْرُ اللّٰهِ)) وَإِنِّيْ أَرَاكُمُوْهُمْ يَا أَهْلَ الشَّامِ۔ [الصحيحة: ١٩٥٨]

سیدنا زید بن ارقم ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ کا امر آنے تک میری امت کا ایک گروہ حق پر قتال کرتا رہے گا۔" اے اہل شام! میرا خیال ہے کہ وہ تم لوگ ہو۔

تخریج: الصحیحة ۱۹۵۸۔ ابوداؤد الطیالسی (۶۸۹)' احمد (۴/ ۳۶۹)' عبد بن حمید (۲۶۸)' طبرانی (۴۹۶۷)۔

٣٦٢٢: عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ مَرْفُوْعاً: ((لَاتَزَالُ طَائِفَةٌ مِّنْ أُمَّتِيْ يُقَاتِلُوْنَ عَلَى الْحَقِّ، ظَاهِرِيْنَ عَلٰى مَنْ نَّاوَأَهُمْ، حَتّٰى يُقَاتِلَ آخِرُهُمُ الْمَسِيْحَ الدَّجَّالَ)). [الصحيحة: ١٩٥٩]

سیدنا عمران بن حصین ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میری امت کی ایک جماعت حق پر جہاد کرتی رہے گی' دشمنی کرنے والوں پر غالب رہے گی' حتی کہ ان کے آخری افراد مسیح دجال کے ساتھ لڑیں گے۔"

تخریج: الصحیحة ۱۹۵۹۔ ابوداؤد (۲۴۸۴)' حاکم (۴/ ۴۵۰)' احمد (۴/ ۴۲۹'۴۳۷)۔

٣٦٢٣: عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ مَرْفُوْعاً: ((لَاتَزَالُ طَائِفَةٌ مِّنْ أُمَّتِيْ يُقَاتِلُوْنَ عَلَى الْحَقِّ ظَاهِرِيْنَ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، قَالَ: فَيَنْزِلُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ عليه السلام فَيَقُوْلُ أَمِيْرُهُمْ: تَعَالَ صَلِّ لَنَا، فَيَقُوْلُ لَا، إِنَّ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ أُمَرَاءُ،

سیدنا جابر بن عبداللہ ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میری امت کی ایک جماعت حق پر قتال کرتی ہوئی روزِ قیامت تک غالب رہے گی' جب حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نازل ہوں گے تو ان کا امیر ان کو کہے گا: آؤ' ہمیں نماز پڑھاؤ۔ وہ کہیں گے: نہیں' تم ہی ایک دوسرے کے امیر بن سکتے ہو' (میں

تَكْرِمَةُ اللّٰهِ هٰذِهِ الْأُمَّةِ)). [الصحيحة: ١٩٦٠]

جماعت نہیں کرواؤں گا) یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس امت کی عزت افزائی ہے۔"

تخریج: الصحیحة ۱۹۶۰۔ مسلم (۱۵۶)' احمد (۳/ ۳۸۴)۔

باب: بشرى لاهل الشام المؤمنين

اہل شام کے لیے مومن ہونے کی خوشخبری

٣٦٢٤: عَنْ عُمَيْرِ بْنِ الْأَسْوَدِ وَكَثِيرِ بْنِ مُرَّةَ الْحَضْرَمِيِّ، قَالَا: إِنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ وَابْنُ السِّمْطِ كَانَا يَقُوْلَانِ: لَايَزَالُ الْمُسْلِمُوْنَ فِي الْأَرْضِ حَتّٰى تَقُوْمَ السَّاعَةُ، وَذٰلِكَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ: ((لَاتَزَالُ مِنْ أُمَّتِيْ عِصَابَةٌ قَوَّامَةٌ عَلٰى أَمْرِ اللّٰهِ. عَزَّوَجَلَّ. لَايَضُرُّهَا مَنْ خَالَفَهَا، تُقَاتِلُ أَعْدَاءَ هَا، كُلَّمَا ذَهَبَ حَرْبٌ نَشَبَ حَرْبُ قَوْمٍ آخَرِيْنَ، يَزِيْغُ اللّٰهُ قُلُوْبَ قَوْمٍ لِيَرْزُقَهُمْ مِنْهُ، حَتّٰى تَأْتِيَهُمُ السَّاعَةُ، كَأَنَّهَا قِطَعُ اللَّيْلِ الْمُظْلِمِ، فَيَفْزَعُوْنَ لِذٰلِكَ حَتّٰى يَلْبَسُوْا لَهُ أَبْدَانُ الدُّرُوْعِ، وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: هُمْ أَهْلُ الشَّامِ، وَنَكَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِإِصْبَعِهِ، يُوْمِيْ إِلَى الشَّامِ حَتّٰى أَوْجَعَهَا)). [الصحيحة: ٣٤٢٥]

عمیر بن اسود اور کثیر بن مرہ حضرمی کہتے ہیں کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور ابن سمط کہتے تھے کہ مسلمان زمین میں قیامت کے برپا ہونے تک موجود رہیں گے' کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میری امت کی ایک جماعت اللہ کے حکم پر قائم دائم رہے گی' اس کا مخالف اسے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گا' وہ اپنے دشمنوں سے جہاد کرتی رہے گی' جب بھی ایک لڑائی ختم ہوگی تو دوسری جنگ چھڑ جائے گی' اللہ تعالیٰ لوگوں کے دلوں کو راہِ راست سے ہٹاتا رہے گا تاکہ ان سے (مالِ غنیمت کے ذریعے) ان کو رزق دیتا رہے' حتی کہ قیامت آ جائے گی' گویا کہ وہ اندھیری رات کے ٹکڑے ہوں گے' اس وجہ سے وہ گھبرا جائیں گے' حتی کہ وہ چھوٹی چھوٹی زرہیں پہنیں گے اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "یہ اہل شام ہیں۔" پھر آپ ﷺ نے شام کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اپنی انگلی کے ذریعے زمین کو کریدا (یعنی شام کی طرف خط کھینچا)' حتی کہ آپ کو تکلیف بھی ہوئی۔

تخریج: الصحیحة ۳۴۲۵۔ بخاری فی التاریخ (۴/ ۴۴۸)' یعقوب الفسوی فی المعرفة (۲/ ۲۹۶'۲۹۷)' و قد تقدم مختصراً برقم (۳۶۲۰)۔

فوائد: معلوم ہوا کہ جہاد کے لیے کسی حکمران یا حکومت کے ہونے کی شرط نہیں کیونکہ آپ ؐ نے فرمایا: حق پر قائم رہنے والا ایک گروہ لڑتا رہے گا۔ ایک جگہ سے لڑائی ختم ہوگی تو وہ دوسری جگہ شروع ہو جائے گی۔ کسی نہ کسی صورت اہل حق کی یہ جماعت لڑائی جاری رکھے گی۔ نیز شام سے مراد حجاز کا شمالی علاقہ ہے جس میں شام اردن فلسطین وغیرہ کے علاقے شامل ہیں۔

باب: بركة الصحابة والتابعين ومن تبعهم

صحابہ' تابعین اور تبع تابعین کی برکت کا بیان

٣٦٢٥: عَنْ وَاثِلَةَ بْنِ الْأَسْقَعِ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ

سیدنا واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے

اللّٰهِ: ((لَاتَزَالُوْنَ بِخَيْرٍ مَادَامَ فِيْكُمْ مَنْ رَّآنِيْ وَصَاحَبَنِيْ، وَاللّٰهِ! لَاتَزَالُوْنَ بِخَيْرٍ مَادَامَ فِيْكُمْ مَنْ رَّأى مَنْ رَّآنِيْ وَصَاحَبَ مَنْ صَاحَبَنِيْ وَاللّٰهِ! لَاتَزَالُوْن بِخَيْرٍ مَادَامَ فِيْكُمْ مَنْ رَّأى مَنْ رَأى مَنْ رَآنِيْ وَصَاحَبَ مَنْ صَاحَبَ مَنْ صَاحَبَ مَنْ صَاحَبَنِيْ)) [الصحيحة: ۳۲۸۳]

فرمایا: ''جب تک تم میں مجھے دیکھنے والے اور میری مصاحبت کرنے والے موجود رہیں گے' اس وقت تک تم خیر و بھلائی پر رہو گے۔ اللہ کی قسم! اس وقت تک تم خیر پر رہو گے' جب تک تمھارے اندر میرے صحابہ کو دیکھنے والا اور ان کی مصاحبت اختیار کرنے والا موجود رہے گا۔ اللہ کی قسم! اس وقت تک تم میں خیر رہے گی' جب تک تم میں میرے صحابہ کو دیکھنے والوں کو دیکھنے والا اور ان کی مصاحبت اختیار کرنے والا موجود رہے گا۔''

تخریج: الصحیحة ۳۲۸۳۔ ابن ابی شیبة (۱۲/ ۱۷۸)' ابن ابی عاصم فی السنة (۱۴۸۱)' والسیاق له وهو اتم ' طبرانی فی الکبیر (۲۲/ ۸۵)۔

فوائد: اس میں صحابہ' تابعین اور تبع تابعین کے زمانہ کو مبارک قرار دیا گیا ہے۔

باب: فضل الورقة — ورقہ کی فضیلت کا بیان

٣٦٢٦: عَنْ عَائِشَةَ مَرْفُوْعاً: ((لَاتَسُبُّوْا وَرَقَةَ فَإِنِّي رَأَيْتُ لَهُ جَنَّةً أَوْ جَنَّتَيْنِ)). [الصحيحة: ٤٠٥]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم ورقہ کو گالیاں نہ دیا کرو' کیونکہ میں نے اس کے لئے ایک باغ یا دو باغ دیکھے ہیں۔''

تخریج: الصحیحة ۴۰۵۔ حاکم (۲/ ۶۰۹)' البزار (الکشف: ۲۷۵۰)۔

فوائد: ورقہؓ حضرت خدیجہؓ کے چچا زاد تھے اور سب سے پہلے آپ کی علم کی بناء پر تصدیق کرنے والے یہی تھے اور بصورت زندگی آپ کی مرافقت کا بھی کہا تھا' تو حدیث سے ثابت ہوتا ہے وہ جنتی ہیں کیونکہ وہ اسلام کا اقرار کر چکے تھے۔

باب: الاحتراز من العدوّ وفضل الصحابة — صحابہ کی فضیلت اور دشمنوں سے احتراز کا بیان

٣٦٢٧: عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ بِالْحُدَيْبِيَّةِ فَقَالَ: لَاتُوْقِدُوْا نَاراً بِلَيْلٍ)) فَلَمَّا كَانَ بَعْدَ ذٰلِكَ، قَالَ: ((أَوْقِدُوْا، وَاصْطَنِعُوْا أَمَا إِنَّهُ لَايُدْرِكُ قَوْمٌ بَعْدَكُمْ صَاعَكُمْ وَلَا مُدَّكُمْ)). [الصحيحة: ١٠٤٧]

سیدنا ابو سعید خدری ؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حدیبیہ مقام پر فرمایا: ''رات کو آگ نہ جلایا کرو۔'' بعد میں ایک دن فرمایا: ''آگ جلاؤ اور کھانا تیار کرو' خبردار! تمھارے بعد والے تمھارے صاع اور مد (جیسے پیمانوں) کو نہیں پا سکیں گے۔''

تخریج: الصحیحة ۱۰۴۷۔ حاکم (۳/ ۳۶)' احمد (۳/ ۲۶)' نسائی فی الکبری (۸۸۵۴)' ابو یعلی (۹۸۴)۔

فوائد: رات کو آگ نہ جلانے کا حکم منسوخ ہو گیا۔

باب: من في الأرض اليوم لا يكون بعد المائة سنة

جو آج ہے وہ سو سال بعد نہیں ہوگا

٣٦٢٨: عَنْ نُعَيْمِ ابْنِ دُجَاجَةَ، أَنَّهُ قَالَ: دَخَلَ أَبُوْ مَسْعُوْدٍ عُقْبَةُ بْنُ عَمْرٍو الْأَنْصَارِيُّ عَلٰى عَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ، فَقَالَ لَهُ عَلِيٌّ: أَنْتَ الَّذِيْ تَقُوْلُ: لَايَأْتِيْ عَلَى النَّاسِ مِئَةُ سَنَةٍ وَّعَلَى الْأَرْضِ عَيْنٌ تَطْرُفُ؟ إِنَّمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَايَأْتِيْ عَلَى النَّاسِ مِئَةُ سَنَةٍ، وَعَلَى الْأَرْضِ عَيْنٌ تَطْرُفُ مِمَّنْ هُوَ حَيٌّ الْيَوْمَ)) والله إن رجاء هذه الأمة بعد مئة عام۔ [الصحيحة: ٢٩٠٦]

نعیم بن دجاجہ کہتے ہیں کہ سیدنا ابو مسعود عقبہ بن عمرو انصاری رضی اللہ عنہ سیدنا علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ کے پاس آئے، سیدنا علی نے ان سے کہا: تم ہو جو کہتے ہو کہ لوگوں پر ابھی تک سو برس نہیں گزریں گے کہ جھپکنے والی آنکھیں ختم ہو جائیں گی (تمام لوگ سو برس کی مدت میں فنا ہو جائیں گے)؟ حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے تو یہ فرمایا تھا کہ ''لوگوں پر ابھی تک سو سال نہیں گزریں گے کہ وہ جھپکنے والی آنکھ ختم ہو جائے گی جو آج زندہ ہے۔'' اللہ کی قسم! اس امت کی امید سو برس کے بعد بھی ہوگی۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۹۰۶۔ احمد (۱/ ۹۳)، ابو یعلی (۵۸۴)، الضیاء فی المختارۃ (۷۶۰)، طبرانی فی الاوسط (۵۸۵۵)۔

فوائد: اس میں نبی کریم ﷺ کا واضح فرمان ہے کہ اس وقت دنیا پر موجود ہر ذی نفس سو سال تک فوت ہو جائے گا تو خضر یا کسی اور کا آپ نے استثناء نہیں کیا۔

باب: بغض الانصار حرام

انصار سے بغض رکھنا حرام ہے

٣٦٢٩: قَالَ ﷺ: ((لَايُبْغِضُ الْأَنْصَارَ رَجُلٌ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ)) رُوِيَ مِنْ حَدِيْثِ أَبِيْ سَعِيْدٍ، وَأَبِيْ هُرَيْرَةَ، وَابْنِ عَبَّاسٍ))۔ [الصحيحة: ١٢٣٤]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو آدمی اللہ تعالی اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو وہ انصار سے بغض نہیں رکھ سکتا۔'' یہ حدیث سیدنا ابو سعید، سیدنا ابو ہریرہ اور سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم سے مروی ہے۔

تخریج: الصحیحۃ ۱۲۳۴۔ مسلم (۷۷)، ابو داؤد الطیالسی (۲۱۸۲)، احمد (۳/ ۳۴)، عن ابی سعید رضی اللہ عنہ مسلم (۷۶)، احمد (۲/ ۴۱۹)، عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ ترمذی (۳۹۰۶)، احمد (۱/ ۳۰۹) عن ابی عباس رضی اللہ عنہ۔

باب: الطائفة المنصورة

منصورہ گروہ کا بیان

٣٦٣٠: عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ مَرْفُوْعًا: ((لَايَزَالُ طَائِفَةٌ مِّنْ أُمَّتِيْ ظَاهِرِيْنَ حَتّٰى يَأْتِيَهُمْ أَمْرُ اللّٰهِ وَهُمْ ظَاهِرُوْنَ)). [الصحيحة: ١٩٥٥]

سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میری امت کا ایک گروہ (حق پر) غالب رہے گا، حتی کہ اللہ تعالی کا امر آ پہنچے گا اور وہ غالب ہوں گے۔''

تخريج: الصحيحة ١٩٥٥- بخاری (٣٦٤٠، ٣٦١١، ٧٣١١)، مسلم (١٩٢١)، ابو داؤد (۴/ ٢۴۴، ٢۴٨)۔

٣٦٣١: عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((لَايَحِلُّ لِأَحَدٍ يَحْمِلُ فِيْهَا السِّلَاحُ لِقِتَالٍ)) يَعْنِيْ: الْمَدِيْنَةَ۔ [الصحيحة: ٢٩٣٨]

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''کسی کے لئے حلال نہیں کہ وہ اس (مدینہ) میں لڑنے کے لئے اسلحہ اٹھائے۔''

تخريج: الصحيحة ٢٩٣٨- احمد (٣/ ٣۴٧)، مسلم (١٣٥٦)، بیہقی (۵/ ١۵۵)، من طريق آخر وفيه "مكة" دون "المدينة"۔

فوائد: مدینہ کو آپؐ نے حرم قرار دیا اس میں لڑائی، قتل و غارت حرام ہے۔

باب: لا يزال اهل المغرب ظاهرين حتى تقوم الساعة

مغرب والے قیامت قائم ہونے تک غالب آتے رہیں گے

٣٦٣٢: عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِيْ وَقَّاصٍ مَرْفُوْعاً: ((لَايَزَالُ أَهْلُ الْغَرْبِ ظَاهِرِيْنَ حَتّٰى تَقُوْمُ السَّاعَةُ)). [الصحيحة: ٩٦٥]

سیدنا سعد بن ابو وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اہل مغرب (یعنی اہل شام) قیامت کے برپا ہونے تک غالب رہیں گے۔''

تخريج: الصحيحة ٩٦٥- مسلم (١٩٢۵)، الدورقی فی مسند سعد (١١٢)، ابن الاعرابی فی المعجم (٢٩٨)۔

من اشقى الناس رجلان

بدبخت ترین لوگوں میں سے دو افراد کا بیان

٣٦٣٣: عَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كُنْتُ أَنَا وَعَلِيٌّ رَفِيْقَيْنِ فِيْ غَزْوَةِ ذِي الْعَشِيْرَةِ، فَلَمَّا نَزَلَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ وَأَقَامَ بِهَا، رَأَيْنَا نَاسًا مِّنْ بَنِيْ مُدْلَجٍ يَعْمَلُوْنَ فِيْ عَيْنٍ لَّهُمْ فِيْ نَخْلٍ، فَقَالَ لِيْ عَلِيٌّ: يَا أَبَا الْيَقْظَانِ: هَلْ لَّكَ أَنْ نَّأْتِيَ هٰؤُلَاءِ فَنَنْظُرُ كَيْفَ يَعْمَلُوْنَ؟ فَجِئْنَاهُمْ فَنَظَرْنَا إِلٰى عَمَلِهِمْ سَاعَةً، ثُمَّ غَشِيَنَا النَّوْمُ، فَانْطَلَقْتُ أَنَا وَعَلِيٌّ، فَاضْطَجَعْنَا فِيْ صَوْرٍ مِّنَ النَّخْلِ، فِيْ دَقْعَاءٍ مِنَ التُّرَابِ فَنِمْنَا، فَوَاللّٰهِ مَاأَيْقَظَنَا إِلَّا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُحَرِّكُنَا بِرِجْلِهِ، وَقَدْ تَتَرَّبْنَا مِنْ تِلْكَ الدَّقْعَاءِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((يَا أَبَا تُرَابٍ!)) لِمَا يَرٰى عَلَيْهِ مِنَ التُّرَابِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَلَا أُحَدِّثُكُمَا بِأَشْقَى النَّاسِ

سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ ہم دو غزوۂ ذی العشیرہ میں رفیق تھے، جب رسول اللہ ﷺ وہاں اترے اور قیام کیا تو ہم نے بنو مدلج قبیلے کے کچھ لوگوں کو دیکھا کہ وہ کھجوروں میں اپنے ایک چشمے میں کام کر رہے تھے۔ سیدنا علی نے مجھے کہا: ابو الیقظان! کیا خیال ہے کہ اگر ہم ان کے پاس چلے جائیں اور دیکھیں کہ یہ کیسے کام کرتے ہیں؟ ہم ان کے پاس چلے گئے اور کچھ دیر تک ان کا کام دیکھتے رہے، پھر ہم پر نیند غالب آ گئی۔ میں اور سیدنا علی کھجوروں میں چلے گئے اور مٹی میں لیٹ کر سو گئے۔ اللہ کی قسم! رسول اللہ ﷺ نے ہم کو اپنے پاؤں کے ساتھ حرکت دے کر جگایا اور ہم مٹی میں غبار آلود ہو چکے تھے۔ جب رسول اللہ ﷺ نے سیدنا علی پر مٹی دیکھی تو فرمایا: ''اے ابو تراب! (یعنی مٹی والے)'' پھر آپ نے فرمایا: ''کیا میں تمھارے لئے دو بدبخت ترین مردوں کی نشاندہی نہ کروں؟'' ہم نے کہا: اے اللہ

رَجُلَیْنِ؟)) قُلْنَا بَلٰی یَارَسُوْلَ اللّٰہِ! قَالَ: ((أُحَیْمِرُ ثَمُوْدُ الَّذِیْ عَقَرَ النَّاقَةَ، وَالَّذِیْ یَضْرِبُكَ عَلٰی هٰذِهِ (یَعْنِیْ: قَرْنِ عَلِیٍّ) حَتّٰی تبتل هٰذِهِ مِنَ الدَّمِ)). یَعْنِیْ: لِحْیَتَهٗ۔

[الصحیحة: ۱۷۴۳]

کے رسول! کیوں نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''احیمر ثمودی' جس نے اونٹنی کی کونچیں کاٹ دی تھیں اور وہ آدمی جو (اے علی!) تیرے سر پر مارے گا' حتی کہ تیری (داڑھی) خون سے بھیگ جائے گی۔''

تخریج: الصحیحة ۱۷۴۳۔ طحاوی فی مشکل الآثار (۱/ ۳۵۱'۳۵۲)' حاکم (۳/ ۱۴۰'۱۴۱)' احمد (۴/ ۲۶۳)' وانظر ما تقدم برقم (۳۰۹۳)۔

باب: معجزة النبی فی التمر

کھجوروں میں آپؐ کے معجزے کا بیان

۳۶۳۴: عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ، قَالَ: أَتَیْتُ النَّبِیَّ ﷺ بِتَمَرَاتٍ فَقُلْتُ: یَارَسُوْلَ اللّٰہِ! اُدْعُ اللّٰہَ فِیْهِنَّ بِالْبَرَكَةِ فَضَمَّهُنَّ (وَفِیْ رِوَایَةٍ: فَصَفَّهُنَّ بَیْنَ یَدَیْهِ) ثُمَّ دَعَا لِیْ فِیْهِنَّ بِالْبَرَكَةِ، فَقَالَ لِیْ: (([یَا أَبَا هُرَیْرَةَ] خُذْهُنَّ فَاجْعَلْهُنَّ فِیْ مِزْوَدِكَ هٰذَا، أَوْفِیْ هٰذَا الْمِزْوَدِ، كُلَّمَا أَرَدْتَّ أَنْ تَأْخُذَ مِنْهُ شَیْئًا، فَأَدْخِلْ یَدَكَ فِیْهِ فَخُذْهُ وَلَاتَنْثُرْهُ نَثْرًا)) فَقَدْ حَمَلْتُ مِنْ هٰذَا التَّمْرِ كَذَا وَكَذَا مِنْ وَسْقٍ (وَفِیْ طَرِیْقٍ: خَمْسِیْنَ وَسْقًا) فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَكُنَّا نَأْكُلُ مِنْهُ وَنُطْعِمُ، وَكَانَ لَایُفَارِقُ حِقْوِیْ حَتّٰی كَانَ یَقُوْمُ قَتْلُ عُثْمَانَ، فَإِنَّهُ انْقَطَعَ [عَنْ حِقْوِیْ فَسَقَطَ]۔

[الصحیحة: ۲۹۳۶]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس کچھ کھجوریں لے کر آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! آپ اللہ تعالی سے ان کی برکت کی دعا کریں۔ آپ نے ان کو اپنے سامنے رکھا اور برکت کی دعا کی' پھر فرمایا: ''ابوہریرہ! اٹھا لو اور اپنے تھیلے میں جمع کر لو' جب اس سے کھجوریں نکالنے کا ارادہ ہو تو اس کے اندر ہاتھ داخل کر کے نکال لینا اور انھیں بکھیرنا نہیں۔'' سیدنا ابوہریرہ کہتے ہیں: میں نے اللہ کے راستے میں اس تھیلے سے بہت سے (اور ایک روایت کے مطابق پچاس) وسق کھجوروں کے نکالے' ہم اس سے کھاتے رہتے تھے اور میں اس تھیلے کو اپنی کمر کے ساتھ رکھتا تھا' جب سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت والے دن وہ تھیلا میری کمر سے کٹ گیا اور وہ کھجوریں گر پڑیں۔

تخریج: الصحیحة ۲۹۳۶۔ ترمذی (۳۸۳۹)' ابن حبان (۶۵۳۲)' احمد (۲/ ۳۵۲)۔

فوائد: ایک وسق میں ساٹھ صاع ہوتے ہیں اور ایک صاع میں تقریباً 2 کلو 100 گرام ہوتے ہیں۔

باب: غضب النبیؐ لأبی بکر.

ابوبکر رضی اللہ عنہ کے لیے آپ ﷺ کے غصہ ہونے کا بیان

۳۶۳۵: عَنْ أَبِی الدَّرْدَاءِ، قَالَ: كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ النَّبِیِّ ﷺ إِذْ أَقْبَلَ أَبُوْبَكْرٍ آخِذًا بِطَرَفِ

سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کے پاس بیٹھا ہوا تھا' اچانک سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ تشریف لائے' انھوں نے اپنی چادر کا کنارہ

ثَوْبِهٖ حَتّٰى أَبْدٰى عَنْ رُكْبَتِهٖ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَمَّا صَاحِبُكُمْ فَقَدْ غَامَرَ)) فَسَلَّمَ وَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنِّيْ كَانَ بَيْنِيْ وَبَيْنَ ابْنِ الْخَطَّابِ شَيْءٌ، فَأَسْرَعْتُ إِلَيْهِ، ثُمَّ نَدِمْتُ فَسَأَلْتُهُ أَنْ يَّغْفِرَلِيْ، فَأَبٰى عَلَيَّ! فَأَقْبَلْتُ إِلَيْكَ فَقَالَ: ((يَغْفِرُاللّٰهُ لَكَ يَا أَبَا بَكْرٍ!)) (ثَلَاثًا) ثُمَّ إِنَّ عُمَرَ نَدِمَ، فَأَتٰى مَنْزِلَ أَبِيْ بَكْرٍ فَسَأَلَ: أَثَمَّ أَبُوْبَكْرٍ؟ فَقَالُوْا: لَا، فَأَتٰى إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَجَعَلَ وَجْهُ النَّبِيِّ يَتَمَعَّرُ حَتّٰى أَشْفَقَ أَبُوْبَكْرٍ، فَجَثَا عَلٰى رُكْبَتَيْهِ، فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! وَاللّٰهِ! أَنَا كُنْتُ أَظْلَمَ (مَرَّتَيْنِ) فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((يَا أَيُّهَا النَّاسُ! إِنَّ اللّٰهَ بَعَثَنِيْ إِلَيْكُمْ، فَقُلْتُمْ: كَذَبْتَ، وَقَالَ أَبُوْبَكْرٍ: صَدَقَ وَوَاسَانِيْ بِنَفْسِهٖ وَمَالِهٖ، فَهَلْ أَنْتُمْ تَارِكُوْلِيْ صَاحِبِيْ؟)) (مَرَّتَيْنِ) فَمَا أُوْذِيَ بَعْدَهَا. [الصحيحة: ٣١٤٤]

پکڑا ہوا تھا' حتی کہ اسے اپنے گھٹنے سے ہٹا دیا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''تمھارے ساتھی نے خود کو مصائب و مشکلات میں ڈال دیا ہے۔'' انھوں نے سلام کہا اور عرض کی: اے اللہ کے رسول! میری ابن خطاب سے کچھ گڑبڑ ہوگئی' میں نے جلدی میں کچھ کہہ دیا' پھر مجھے ندامت ہوئی' سو میں نے ان سے کہا کہ وہ مجھے معاف کر دیں' لیکن انھوں نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا' اس لئے اب میں آپ کی طرف آیا ہوں۔ آپ ﷺ نے تین دفعہ فرمایا: ''ابوبکر! اللہ تجھے معاف کرے۔'' اُدھر بعد میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو ندامت ہوئی' وہ سیدنا ابوبکر کے گھر گئے اور پوچھا: کیا ابوبکر ہیں؟ انھوں نے کہا: نہیں۔ وہ نبی ﷺ کے پاس آئے' آپ ﷺ کا چہرہ بدلتا گیا' حتی کہ ابوبکر ڈرنے لگ گئے' وہ گھٹنوں کے بل بیٹھ گئے اور کہا: اے اللہ کے رسول! اللہ کی قسم! میں زیادہ ظلم کرنے والا تھا۔ (دو دفعہ کہا)۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''لوگو! بیشک اللہ نے مجھے تمھاری طرف بھیجا ہے' لیکن تم نے مجھے (جھٹلاتے ہوئے) کہا: آپ جھوٹ بولتے ہیں۔ لیکن ابوبکر نے کہا: آپ سچے ہیں۔ ابوبکر نے اپنی جان و مال کو میری حمایت میں کھپا دیا' کیا تم میرے دوست کو میرے لیے چھوڑ دو گے؟'' (دو دفعہ فرمایا) اس کے بعد انھیں تکلیف نہیں پہنچائی گئی۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۱۴۴۔ بخاری (۳۶۶۱)' بیہقی (۱۰/ ۲۳۶)' ابن ابی عاصم فی السنۃ (۱۲۲۳) مختصراً۔

باب: انا رحمة و مهداة

میں تحفہ رحمت ہوں

٣٦٣٦: عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَا أَيُّهَاالنَّاسُ! إِنَّمَا أَنَا رَحْمَةٌ مُهْدَاةٌ)). [الصحيحة: ٤٩٠]

سیدنا ابوصالح رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لوگو! میں رحمت ہوں' جسے بھیجا گیا ہے۔''

تخریج: الصحیحۃ ۴۹۰۔ ابن سعد (۱/ ۱۹۲)' ابن الاعرابی (۱۰۸۸)' عن ابی صالح مرسلاً فی المعجم (۲۴۵۴)' ابن عدی فی الکامل (۴/ ۱۵۴۶)' حاکم (۱/ ۳۵)' بیہقی فی الدلائل (۱/ ۱۲۶) من طریق ابی صالح عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ موصولاً۔

باب: ان النبیؐ لا یحب المبالغة فی

بلاشبہ نبیؐ اپنی تعریف میں مبالغہ آرائی پسند نہ کرتے

تعریفه

۳٦٣٧: عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّ رَجُلاً قَالَ: يَامُحَمَّدُ! يَا سَيِّدَنَا وَابْنِ سَيِّدِنَا! وَخَيْرَنَا وَابْنِ خَيْرِنَا! فَقَالَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ: ((يَاأَيُّهَا النَّاسُ عَلَيْكُمْ بِتَقْوَاكُمْ، وَلَا يَسْتَهْوِيَنَّكُمْ (وَفِي رِوَايَةٍ: قُوْلُوْا بِقَوْلِكُمْ، وَلَا يَسْتَجْرِكُمْ) الشَّيْطَانُ أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ، عَبْدُاللّٰهِ وَرَسُوْلُهُ، وَاللّٰهِ اجب أَنْ تَرْفَعُوْنِيْ فَوْقَ مَنْزِلَتِيْ الَّتِيْ أَنْزَلَنِيَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ)).

[الصحيحة: ۱۰۹۷]

تھے

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے کہا: اے محمد! اے ہمارے سید! ہمارے سید کے بیٹے! ہم میں سے بہترین! اور ہم میں سے بہترین کے بیٹے! رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لوگو! تقوی اختیار کرو' کہیں ایسا نہ ہو کہ شیطان تمھارا دل موہ لے (ایک روایت میں ہے: اپنی درست بات پر پکے رہو' کہیں شیطان کے تابع نہ ہو جاؤ)۔ میں محمد بن عبداللہ ہوں' اللہ کا بندہ اور رسول ہوں' اللہ کی قسم! میں نہیں چاہتا کہ تم لوگ مجھے میرے مقام' جو اللہ تعالی نے مجھے عطا کیا ہے' سے بلند کر دو۔''

تخریج: الصحیحة ۱۰۹۷۔ احمد (۳/ ۲۴۱،۱۵۳)' نسائی فی عمل الیوم اللیلة (۲۴۹،۲۴۸)' ابن حبان (۲۴۰)' بیهقی فی الدلائل النبوة (۵/ ۴۹۸)۔

فوائد: غلو ایک ایسی خطرناک بیماری ہے جس نے قوموں کو راہ راست سے ہٹا کر ضلالت کی گہری گھاٹیوں میں پھینک دیا۔ اسی غلو کی بناء پر یہودیوں نے عزیر اور عیسائیوں نے عیسیٰ کو اللہ کا بیٹا قرار دیا اور خود کو ان کے چہیتے قرار دے کر عمل کو یکسر نظر انداز کر دیا۔ اسی طرح باوجود آپ کی تاکید کے کچھ لوگوں نے یہودیوں' عیسائیوں سے پیچھے رہنا گوارا نہ کیا اور غلو کے ایسے ایسے نکات بیان کیے اور ان پر اپنے مذہب کی ایسی عمارت تعمیر کی کہ اصل اسلام عضو معطل کی حیثیت اختیار کر گیا جیسے آپ کو نور من نور اللہ قرار دینا' آپ کی طرف علم غیب کی نسبت کرنا وغیرہ (اعاذنا اللہ منہ)

باب: النهي عن الغلو في تعظيمه ﷺ

نبی کی تعظیم میں غلو نہ کرنے کا بیان

۳٦٣٨: عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ، قَالَ: كُنَّا عِنْدَ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ فَجَاءَ قَوْمٌ مِنَ الْكُوْفِيِّيْنَ، فَقَالَ عَلِيٌّ: يَا أَهْلَ الْعِرَاقِ أَحِبُّوْنَا حُبَّ الْإِسْلَامِ، سَمِعْتُ أَبِيْ يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَا أَيُّهَا النَّاسُ! لَاتَرْفَعُوْنِيْ فَوْقَ قَدْرِيْ، فَإِنَّ اللّٰهَ اتَّخَذَنِيْ عَبْداً قَبْلَ أَنْ يَتَّخِذَنِيْ نَبِيًّا)) فَذَكَرَ لِسَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ فَقَالَ: وَبَعْدَمَا اتَّخَذَهُ نَبِيًّا۔ [الصحيحة: ۲۵۵۰]

یحییٰ بن سعید کہتے ہیں کہ ہم علی بن حسین کے پس بیٹھے تھے' کوفی لوگوں کی ایک جماعت آئی۔ علی نے کہا: عراقیو! ہم سے اسلام کے نام پر محبت کرو۔ میں نے اپنے باپ سے سنا' انھوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لوگو! مجھے میرے مقام سے بلند نہ کرنا' (یاد رکھنا کہ) اللہ تعالی نے مجھے نبی بنانے سے پہلے بندہ بنایا ہے۔'' میں نے یہ حدیث سعید بن مسیب کے سامنے ذکر کی' انھوں نے کہا: آپ ﷺ نبی بننے کے بعد بھی بندے تھے۔

تخریج: الصحیحة ۲۵۵۰۔ حاکم (۳/ ۱۷۹)۔

باب: جواز النكاح من غير كفو

غیر کفو میں نکاح کرنے کا جواز

٣٦٣٩: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ أَبَا هِنْدَ حَجَّمَ النَّبِيَّ فِي الْيَافُوخِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((يَا بَنِي بَيَاضَةَ! أَنْكِحُوا أَبَا هِنْدٍ، وَانْكِحُوا إِلَيْهِ)) وَكَانَ حَجَّاماً۔ [الصحيحة: ٢٤٤٦]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدنا ابو ہند رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ کو سر کے اوپر والے حصے پر سنگی لگائی۔ آپ نے فرمایا: ''بنو بیاضہ! ابو ہند کو نکاح دو اور اسے منگنی کا پیغام بھیجو۔'' وہ پچھنے لگانے والا تھا۔

تخریج: الصحیحة ۲۴۴۶۔ بخاری فی التاریخ (۱/ ۲۶۹)' ابوداؤد (۲۱۰۲)' ابن حبان (۴۰۶۷)' حاکم (۲/ ۴)۔

باب: وجوب الدفاع عن رسول الله صلى الله عليه وسلم

نبیؐ کے دفاع کرنے کا بیان

٣٦٤٠: عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ، أَنَّهُ سَمِعَ حَسَّانَ بْنَ ثَابِتٍ الْأَنْصَارِيَّ. يَسْتَشْهِدُ أَبَا هُرَيْرَةَ: أَنْشُدُكَ اللّٰهَ هَلْ سَمِعْتَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((يَاحَسَّانُ! أَجِبْ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، اللّٰهُمَّ أَيِّدْهُ بِرُوحِ الْقُدُسِ))؟ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ، نَعَمْ۔ [الصحيحة: ١٩٠٤]

ابوسلمہ بن عبد الرحمٰن بن عوف نے سیدنا حسان بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ سے سنا' انھوں نے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو قسم دیتے ہوئے کہا: میں تجھے اللہ کی قسم دیتا ہوں' کیا تم نے رسول اللہ ﷺ نے یہ فرماتے ہوئے سنا تھا: ''حسان! رسول اللہ کی طرف سے جواب دے' اے اللہ! روح القدس (جبریل امین) کے ذریعے اس کی مدد فرما۔'' سیدنا ابوہریرہ نے کہا: جی ہاں۔

تخریج: الصحیحة ۱۹۰۴۔ بخاری (۳۲۱۲)' مسلم (۲۴۸۵)' وانظر ما تقدم برقم (۲۰۲۶)۔

٣٦٤١: عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: كَانَ بِعَيْنَيْ صَفِيَّةَ خُضْرَةٌ، فَقَالَ لَهَا النَّبِيُّ ﷺ: ((مَاهٰذِهِ الْخُضْرَةُ بِعَيْنَيْكِ؟)) فَقَالَتْ: قُلْتُ لِزَوْجِي، إِنِّي رَأَيْتُ فِيمَا يَرَى النَّائِمُ قَمَراً وَقَعَ فِي حِجْرِي، فَلَطَمَنِي وَقَالَ: أَتُرِيدِينَ مَلِكَ يَثْرِبَ؟! قَالَتْ: وَمَاكَانَ أَبْغَضَ إِلَيَّ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ، قَتَلَ أَبِي وَزَوْجِي، فَمَا زَالَ يَعْتَذِرُ إِلَيَّ، فَقَالَ: ((يَاصَفِيَّةُ! إِنَّ أَبَاكِ أَلَّبَ عَلَيَّ الْعَرَبَ، وَفَعَلَ وَفَعَلَ......)) يَعْتَذِرُ لَهَا [قَالَتْ] حَتّٰى ذَهَبَ ذَاكَ مِنْ نَفْسِي۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کی آنکھوں میں سبزی تھی۔ نبی کریم ﷺ نے انھیں فرمایا: ''یہ آپ کی آنکھوں میں سبزی کیسے آ گئی؟'' انھوں نے کہا: میں نے اپنے خاوند سے کہا: میں نے خواب میں اپنی گود میں چاند گرا ہوا دیکھا۔ اس نے (یہ خواب سنتے ہی) مجھے تھپڑ مارا اور کہا: کیا تو یثرب (مدینہ) کا بادشاہ چاہتی ہے؟ انھوں نے کہا: مجھے رسول اللہ سے بڑھ کر کوئی چیز ناپسند نہیں تھی' کیونکہ آپ نے میرے باپ اور میرے خاوند کو قتل کیا تھا۔ لیکن رسول اللہ ﷺ عذر پیش کرتے رہے اور فرمایا: ''صفیہ! (دیکھو نا!) تیرے باپ نے عرب کو مجھ پر اکسایا

[الصحيحة: ٢٧٩٣]

اور یہ یہ (جرائم) کیے ......" آپ عذر پیش کرتے رہے۔ بالآخر انھوں نے کہا: (جو چیز میں محسوس کر رہی تھی) وہ میرے دل سے نکل گئی۔

تخریج: الصحيحة ۲۷۹۳۔ طبرانی فی الکبیر (۲۴/ ۶۷)' ابو یعلی (۷۱۱۹'۷۱۲۰)' مختصراً عن صفية ﷞۔

فوائد: آپؐ نے صفیہؓ کے ترش رویے کا جواب ترشی سے دینے کی بجائے ان کے ساتھ نرم رویہ اپناتے ہوئے ان کے دل میں جگہ پیدا کی حتیٰ کہ آپ انہیں ہر چیز سے زیادہ محبوب ہوگئے خاص کر جب آپؐ نے ان کے باپ اور خاوند کو قتل کیا تھا تو ایسی صورت میں یہ کام مشکل نظر آتا ہے مگر آپ کی معاملہ فہمی اور نرمی کے سبب یہ مرحلہ خوش اسلوبی سے طے ہوگیا' لہٰذا بندہ اپنی جھوٹی انانیت کی تسکین کی بجائے احسن طریقے سے معاملہ سلجھالے تو گھر جنت کے نمونے بن سکتے ہیں۔

باب: من فضائل جرير بن عبد الله البجلى رضى الله عنه

جریر بن عبداللہ البجلی کی فضیلت

٣٦٤٢: عَنْ قَيْسٍ، قَالَ: سَمِعْتُ جَرِيْرًا يَقُوْلُ: مَارَآنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مُنْذُ أَسْلَمْتُ إِلَّا تَبَسَّمَ فِيْ وَجْهِيْ، وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَدْخُلُ مِنْ هٰذَا الْبَابِ رَجُلٌ مِّنْ خَيْرِ ذِيْ يَمَنٍ، عَلٰى وَجْهِهِ مَسْحَةُ مَلِكٍ)) فَدَخَلَ جَرِيْرٌ۔

[الصحيحة: ٢٧٩٣]

قیس کہتے ہیں کہ سیدنا جریر ﷛ نے کہا: میرے اسلام لانے کے بعد جب بھی رسول اللہ ﷺ نے مجھے دیکھا' آپ مسکرا پڑے اور رسول اللہ ﷺ نے ایک موقع پر فرمایا: "اس دروازے سے یمن کا سب سے بہترین آدمی داخل ہوگا' اس کے چہرے پر بادشاہ کا نشان ہوگا۔" اتنے میں سیدنا جریر ﷛ داخل ہوئے۔

تخریج: الصحيحة ۳۱۹۳۔ الادب المفرد (۲۵۰)' نسائی فی الکبری (۸۳۰۲)' بخاری (۶۰۸۹)' ومسلم (۲۴۷۵)' وابن ماجه (۱۵۹)' مختصراً بذكر التبسم فقط۔

باب: من فضائل اهل اليمن

یمن والوں کے فضائل کا بیان

٣٦٤٣: عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ أَبِيْهِ، قَالَ: بَيْنَا نَحْنُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ بِطَرِيْقِ مَكَّةَ، إِذْ قَالَ: ((يَطَّلِعُ عَلَيْكُمْ أَهْلُ الْيَمَنِ كَأَنَّهُمُ السَّحَابُ، هُمْ خِيَارُ مَنْ فِي الْأَرْضِ، فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ: وَلَا نَحْنُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ؟! فَسَكَتَ، قَالَ: وَلَا نَحْنُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ؟ فَسَكَتَ، قَالَ: وَلَا نَحْنُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ؟! فَقَالَ

محمد بن جبیر بن مطعم اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں' وہ کہتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مکہ کے راستے میں چلے آرہے تھے۔ جب آپؐ نے فرمایا: یمنی تمہارے سامنے بادلوں کی مانند آئیں گے' وہ زمین والوں میں سے بہترین ہوں گے' تو کسی انصاری نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم بھی نہیں؟ آپ خاموش رہے' اس نے پھر کہا: ہم بھی نہیں اے اللہ کے رسولؐ! آپ خاموش رہے' اس نے کہا: ہم بھی نہیں اے اللہ کے رسول! تو

فِي الثَّالِثَةِ كَلِمَةٍ ضَعِيفَةٍ: إِلَّا أَنْتُمْ)).

آپ نے تیسری مرتبہ کمزور سا کلمہ کہا مگر تم

[الصحيحة: ٣٤٣٧]

تخريج: الصحيحة ٣٤٣٧- احمد (٤/ ٨٤)' وفى الفضائل (١٦١٣)' ابن ابى شيبة (١٢/ ١٨٣'١٨٣ ١٨٤) مختصراً' ابو يعلى (٧٤٠١)۔

فوائد: اہل یمن کی انصار چھوڑ کر باقی سب پر فضیلت کا بیان ہے۔

باب: من علامات النبوة

نبوت کی علامتوں میں سے ہے

٣٦٤٤: عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ بُسْرٍ: أَنَّ النَّبِيَّ قَالَ: لَهُ: ((يَعِيشُ هٰذَا الْغُلَامُ قَرْنًا)) فَعَاشَ مِئَةَ سَنَةً)).

عبد اللہ بن بسرؓ سے روایت ہے کہ انہیں نبی ﷺ نے کہا: یہ لڑکا ایک صدی جیے گا تو وہ سو سال زندہ رہے۔

[الصحيحة: ٢٦٦٠]

تخريج: الصحيحة ٢٦٦٠- بخارى فى التاريخ (١/ ٣٢٣)' حاكم (٤/ ٥٠٠)' بيهقى فى الدلائل (٦/ ٥٠٣)۔

فوائد: آپ ﷺ کی پیشین گوئی کا پورا ہونا بھی آپ کی نبوت کی علامت ہے۔

(۲۷) اَلْمَوَاعِظُ وَالرَّقَائِقُ

نصیحتیں اور دل کو نرم کرنے والی احادیث

باب: کفارۃ وأد البنات

باب:

۳۶۴۵۔ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ ﷺ فِیْ قَوْلِهٖ تَعَالٰی: ﴿وَإِذَا الْمَوْءُدَةُ سُئِلَتْ﴾ قَالَ: جَاءَ قَیْسُ بْنُ عَاصِمٍ إِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: یَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنِّیْ وَأَدْتُ ثَمَانِیَ بَنَاتٍ لِیْ فِی الْجَاهِلِیَّةِ؟ فَقَالَ: أَعْتِقْ عَنْ کُلِّ وَاحِدَةٍ مِنْهُنَّ رَقَبَةً قَالَ: إِنِّیْ صَاحِبُ إِبِلٍ؟ قَالَ: فَانْحَرْ (وَفِیْ رِوَایَةٍ: فَأَهْدِ إِنْ شِئْتَ) عَنْ کُلِّ وَاحِدَةٍ بَدَنَةً۔ [الصحیحۃ:۳۲۹۸]

حضرت عمر بن خطاب ﷺ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان (اور جب زندہ درگور کی گئی لڑکی سے پوچھا جائے گا) کے متعلق روایت ہے کہتے ہیں کہ قیس بن عاصم رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور اُنھوں نے کہا اللہ کے رسول ﷺ میں نے دورِ جاہلیت میں اپنی آٹھ بیٹیوں کو زندہ درگور کیا تھا، آپ ﷺ نے فرمایا: اُن میں سے ہر ایک کے بدلے گردن آزاد کر، اُس نے کہا میں اونٹوں والا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: پھر اونٹ ذبح کر اور ایک روایت میں ہے اگر تو چاہتا ہے تو ہر ایک کے بدلے اونٹ قربان کر۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۲۹۸۔ البزار (الکشف:۲۲۸۰)' طبرانی (۱۸/ ۳۳۳)' بیہقی (۸/ ۱۱۶)۔

فوائد: بیٹی اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے، اور پورے خاندان کے لیے باعث سعادت و برکت ہے مگر عرب کے لوگ، بے رحم اور سنگدل اپنی بیٹیوں کو حقیر سمجھے ہوئے انہیں زندہ زمین میں گاڑ دیتے تھے وہ اس قدر گھناؤنا جرم چند وجوہ کے پیش نظر کرتے تھے۔ (۱) غربت و افلاس اور تنگدستی (۲) غیر کو اپنا داماد بنانا اپنے لیے باعث عار سمجھتے تھے۔ (۳) قبائل میں جنگ و جدل عروج پر تھا جنگوں میں بیٹے تو معاون و مددگار ثابت ہوتے اور بیٹیاں بوجھ کا باعث بنتی تھیں۔ یعنی دورانِ جنگ اگر ایک قبیلہ دوسرے کی بیٹیوں کو قید کر لیتا تو وہ اُس کو اپنے لیے حد درجہ باعثِ ذلت سمجھتے۔ محسنِ انسانیت حضرت محمد ﷺ نے تشریف لا کر یہ ظلم بھی ختم کرایا اور اپنے دین میں بیٹی کو اونچا مقام و مرتبہ عطا کیا۔ مذکورہ حدیث میں سائل اپنی آٹھ بیٹیاں زندہ درگور کر چکا تھا گویا کہ یہ گناہ حد درجہ ناقابل معافی تھا مگر اسلام قبول کرنے پر معاف کر دیا گیا۔ اور آپ ﷺ نے اُسے ہر ایک بیٹی کے بدلے ایک ایک جان اللہ کی راہ میں قربان کرنے کا حکم صادر فرمایا۔

۳۶۴۶۔ عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ: ((اَلَّذِیْ یَطْعَنُ نَفْسَهٗ إِنَّمَا یَطْعَنُهَا فِی النَّارِ، وَالَّذِیْ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں: جو نیزہ مار کر اپنے آپ کو قتل کرتا ہے وہ دوزخ میں بھی نیزہ مارتا رہے

يَتَقَحَّمُ فِيهَا يَتَقَحَّمُ فِي النَّارِ، وَالَّذِي يَخْنِقُ نَفْسَهُ يَخْنِقُهَا فِي النَّارِ))[الصحيحة: ٣٤٢١]

گا اور جو گر کر اپنے آپ کو مارتا ہے وہ جہنم میں گرتا رہے گا اور جو شخص گلا گھونٹ کر اپنی جان ختم کرتا ہے وہ آگ میں بھی اپنا گلا گھونٹتا رہے گا۔

تخریج: الصحیحة ۳۴۲۱۔ احمد (۲/ ۴۳۵)' ابن حبان (۵۹۸۷)' طحاوی فی المشکل (۱/ ۷۳)' بخاری (۱۳۶۵)' مختصراً۔

فوائد: زندگی اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت اور امانت ہے، انسان اپنی زندگی کا آپ مالک نہیں۔ حالات کے جبر سے تنگ آ کر اپنے آپ کا خاتمہ کر لینا قطعاً جائز نہیں بلکہ یہ خدا تعالیٰ کا شریک بننے کے مترادف ہے، حتیٰ کہ میدان جہاد میں بھی جو مجاہد زخموں سے چور ہو اُسے خود اپنے آپ کو مارنے کی اجازت نہیں۔ بلکہ اسلام میں خودکشی حرام ہے، ارتکاب حرام سے اپنی دنیا و آخرت تاریک نہیں کرنی چاہیے، بلکہ صبر و تحمل اور نوافل کے ساتھ مشکلات کا مقابلہ کرنا چاہیے۔

باب: حسنات المؤمن والكافر يثابان عليها

باب:

٣٦٤٧ـ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ. لَا يَظْلِمُ الْمُؤْمِنَ حَسَنَةً يُثَابُ عَلَيْهَا الرِّزْقَ فِي الدُّنْيَا وَيُجْزٰى بِهَا فِي الآخِرَةِ، وَأَمَّا الْكَافِرُ فَيُعْطَى بِحَسَنَاتِهِ [مَا عَمِلَ بِهَا لِلّٰهِ] فِي الدُّنْيَا فَإِذَا لَقِيَ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَمْ تَكُنْ لَهُ حَسَنَةٌ يُعْطٰى بِهَا خَيْرًا.))

[الصحيحة: ٢٨٨٠]

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یقیناً اللہ عزوجل کسی مومن پر ایک نیکی بھی ظلم نہیں کرے گا۔ اس کا بدلہ دنیا میں دے گا اور آخرت میں بھی دے گا اور کافر کو اُس کی نیکیوں کا بدلہ دنیا میں دیا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ جب روز قیامت اللہ عز و جل سے اس کی ملاقات ہوگی تو اُس کے پاس کوئی نیکی نہ ہوگی جس کا اُسے بدلہ دیا جائے۔

تخریج: الصحیحة ۲۸۸۰۔ احمد (۳/ ۱۲۵)' والسیاق له' مسلم (۲۸۰۸) والزیادة له' قد تقدم برقم (۲۵۴۰)۔

بسط يد الله لتوبة العبد

اللہ کا ہاتھ پھیلانا بندہ کی توبہ قبول کرنے کے لیے

٣٦٤٨ـ عَنْ أَبِي مُوسٰى، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: قَالَ: ((إِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ يَبْسُطُ يَدَهُ بِاللَّيْلِ لِيَتُوبَ مُسِيءُ النَّهَارِ، وَيَبْسُطُ يَدَهُ بِالنَّهَارِ لِيَتُوبَ مُسِيءُ اللَّيْلِ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا)).[الصحيحة: ٣٥١٣]

ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نبی پاک ﷺ سے روایت کرتے ہیں، آپ نے فرمایا: بلاشبہ اللہ عزوجل رات کو اپنے ہاتھ پھیلاتے ہیں تاکہ دن میں گناہ کرنے والوں پر نظر کرم کریں اور اسی طرح دن کو اپنے ہاتھ کشادہ کرتے ہیں تاکہ رات کو گناہ کرنے والوں پر نظر کرم کریں۔ یہاں تک کہ سورج مغرب سے طلوع ہو جائے۔

تخریج: الصحیحة ۳۵۱۳۔ مسلم (۲۷۵۹)' بیهقی (۸/ ۱۳۶)' احمد (۴/ ۳۹۵' ۴۰۴)۔

فوائد: یہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی کمال رحمت وشفقت ہے کہ وہ توبہ سے صرف گناہ ہی معاف نہیں کرتا بلکہ سچی توبہ کرنے والے کی

سیئات کو حسنات بنا دیتا ہے اور ہمیشہ اپنے بندے کی توبہ کا منتظر رہتا ہے۔ نامراد ہیں وہ لوگ جنہیں موت سے قبل توبہ نصیب نہیں ہوتی۔ اللہ رب العزت کا ہاتھ پھیلانا اس کی صفات میں سے ہے۔ اس کی کیفیت کا اس کو علم ہے۔ ہم بلا کم و کاست اس پر ایمان لاتے ہیں۔

باب: الاهمية القلوب و الأعمال عنداللہ

اللہ کے ہاں دلوں اور اعمال کی اہمیت ہے

۳٦٤٩۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعًا: ((إِنَّ اللّٰهَ لَايَنْظُرُ إِلٰى [أَجْسَادِكُمْ، وَلَا إِلٰى] صُوَرِكُمْ وَأَمْوَالِكُمْ، وَلٰكِنْ [إِنَّمَا]يَنْظُرُ إِلٰى قُلُوْبِكُمْ [وَأَشَارَبِأَصَابِعِهِ إِلٰى صَدْرِهِ] وَأَعْمَالِكُمْ))

[الصحيحة:٢٦٥٦]

ابو ہریرہ سے مرفوع روایت ہے بلاشبہ اللہ تعالیٰ تمہارے جسموں، تمہاری صورتوں اور تمہارے مالوں کی طرف نہیں دیکھتا وہ صرف تمہارے دلوں کی طرف دیکھتا ہے۔ [آپ نے اپنی انگلی سے سینے کی طرف اشارہ کیا] اور اعمال کی طرف۔

تخریج: الصحیحة ۲۶۵۶۔ مسلم (۳۴/ ۲۵۶۴)، ابن ماجه (۴۱۴۳)، احمد (۲/ ۵۳۹)۔

باب: حب اللہ من العبد التقی الغنی الخفی

اللہ کی محبت پرہیز گار، مال دار اور چھپے رہنے والے بندے سے

۳٦٥٠۔ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: كَانَ سَعْدُ بْنُ أَبِيْ وَقَّاصٍ فِيْ إِبِلِهِ فَجَاءَهُ ابْنُهُ عُمَرُ فَلَمَّا رَآهُ سَعْدٌ قَالَ: أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّ هٰذَا الرَّاكِبِ فَنَزَلَ فَقَالَ لَهُ أَنْزَلْتَ فِيْ إِبِلِكَ وَغَنَمِكَ وَتَرَكْتَ النَّاسَ يَتَنَازَعُوْنَ الْمُلْكَ بَيْنَهُمْ فَضَرَبَ سَعْدٌ فِيْ صَدْرِهِ فَقَالَ: اسْكُتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ((إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْعَبْدَالتَّقِيَّ الْغَنِيَّ الْخَفِيَّ)) وَرَوَاهُ كَثِيْرُبْنُ زَيْدِ الْأَسْلَمِيُّ عَنِ الْمُطَّلِبِ، عَنْ عُمَرَبْنِ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيْهِ أَنَّهُ قَالَ: جَاءَهُ ابْنُهُ عَامِرٌ، فَقَالَ: أَيْ بُنَيَّ! أَفِي الْفِتْنَةِ تَأْمُرُنِيْ أَنْ أَكُوْنَ رَأْسًا؟ وَاللّٰهِ! حَتّٰى أُعْطٰى سَيْفًا، إِنْ ضَرَبْتُ مُسْلِمًا نَبَاعَنْهُ، وَإِنْ ضَرَبْتُ بِهِ كَافِرًا قَتَلَهُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ...... فَذَكَرَ

عامر بن سعد سے روایت ہے کہتے ہیں: سعد بن ابی وقاص اپنی اونٹوں میں تھے، اُن کے پاس اُن کا بیٹا عمر آیا، جب سعد نے اُس کو دیکھا تو کہا میں اس سوار کے شر سے اللہ کی پناہ میں آتا ہوں، پھر وہ اُترا اُس نے کہا تو لوگوں کو چھوڑ کر اپنے اونٹوں اور بکریوں میں رہ رہا ہے اور وہ حکومت کے لئے جھگڑ رہے ہیں۔ حضرتِ سعد نے اُس کے سینے پر مارا اور کہا: خاموش ہو جا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے: بلاشبہ اللہ تعالیٰ پرہیز گار، مالدار، چھپے آدمی سے محبت فرماتے ہیں، اور اس کو کثیر بن اسلمی نے مطلب سے اُس نے عمر بن سعد سے اُس نے اپنے باپ سے روایت کیا ہے کہ حضرتِ سعد کے پاس اُس کا بیٹا عامر آیا اور اُس نے کہا: اے میرے بیٹے! کیا تو مجھے فتنے میں جڑ بننے کا حکم دیتا ہے؟ اللہ کی قسم! حتیٰ کہ مجھے تلوار دی جائے اگر میں مسلمان کو ماروں تو اس سے اچٹ جائے اور اگر اسے کافر کو ماروں تو اسے قتل

الْحَدِيْثَ۔[الصحيحة:٣٥١٤] کردے میں رسول اللہؐ سے سنا وہ کہتے تھے:...... پھر حدیث ذکر کی۔

تخريج: الصحيحة ۳۵۱۴۔ مسلم (۲۹۶۵)' احمد (۱/ ۱۶۸)' بغوی فی شرح السنة (۴۲۲۸)۔

فوائد: سچا مسلمان بڑی محتاط زندگی بسر کرتا ہے، فتنوں سے ہمیشہ کنارہ کش رہتا ہے، نمود ونمائش اور شہرت سے نفرت کرتے ہوئے خلوص کے ساتھ اپنے اللہ کی عبادت میں لذت اور عظمت محسوس کرتا ہے۔ ناسمجھی کی وجہ سے اگر قتل و غارت کی فضا قائم ہو جائے تو پھر فتنے کا حصہ نہیں بننا چاہیے۔

باب: إدخال السرور على أخيه المؤمن من افضل الاعمال

اپنے مسلمان بھائی پر خوشی داخل کرنا افضل اعمال میں سے ہے

٣٦٥١۔عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِﷺسُئِلَ:اَیُّ الْعَمَلِ اَفْضَلُ؟ قَالَ: ((أَنْ تُدْخِلَ عَلٰى أَخِيْكَ الْمُؤْمِنِ سُرُوْرًا، أَوْ تَقْضِيَ عَنْهُ دَيْنًا، أو تُطْعِمَهُ خُبْزًا))

ابوہریرہ سے روایت ہے بے شک رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا گیا کہ کونسا عمل زیادہ افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ کہ تو اپنے مسلمان بھائی پر خوشی داخل کردے یا اُس کا قرض ادا کردے یا اُس کو روٹی کھلا دے۔

تخريج: الصحيحة ۲۷۵۱۔ الاصبهانی فی الترغيب (۲۱۴/ ۱)' ابن ابی الدنيا فی قضاء الحوائج (۱۱۲)۔

فوائد: افسوس! کہ آج اپنے مسلمان بھائی کو دکھ دینے والے، مقروض کو ذلیل کرنے والے اور مساکین کی غربت کا مذاق اڑانے والے زیادہ ہیں اور اُن کے ساتھ خیر خواہی کرنے والوں کی تعداد نہ ہونے کے برابر ہے، اللہ تعالیٰ ہمیں ایسے افضل اعمال کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

باب: ابتلاء العبد لرفع الدرجات

بندے کی آزمائش درجات کی بلندی کے لیے ہے

٣٦٥٢۔عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((إِنَّ الرَّجُلَ لَيَكُوْنُ لَهُ عِنْدَ اللّٰهِ الْمَنْزِلَةُ، فَمَا يَبْلُغُهَا بِعَمَلٍ، فَلَا يَزَالُ اللّٰهُ يَبْتَلِيْهِ بِمَا يَكْرَهُ حَتّٰى يُبَلِّغَهُ إِيَّاهَا))

ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ آدمی کیلئے اللہ کے ہاں ایک منزلت (بلند مرتبہ) ہوتا ہے، وہ وہاں عمل کے ساتھ نہیں پہنچتا، اللہ تعالیٰ ہمیشہ اُس کو ایسی چیزوں کے ذریعے آزماتے رہتے ہیں جن کو وہ ناپسند کرتا ہے یہاں تک کہ وہ اُس منزلت تک پہنچ جاتا ہے۔

تخريج: الصحيحة ۲۵۹۹۔ تقدم برقم (۳۲۲۸)۔

باب: ومن اهمية القلب

دل کی اہمیت کا بیان

٣٦٥٣۔ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ يَقُوْلُ: ((إِنَّ فِیْ ابْنِ آدَمَ مُضْغَةً إِذَا

نعمان بن بشیر سے روایت ہے کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا وہ فرما رہے تھے، بلاشبہ آدم کے بیٹے کے (جسم) میں

صَلُحَتْ صَلُحَ سَائِرُ جَسَدِهِ، وَإِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ سَائِرُ جَسَدِهِ، أَلَا وَهِيَ الْقَلْبُ))

ایک ٹکڑا ہے جب وہ صحیح ہو تو سارا جسم صحیح ہوتا ہے۔ اور جب اُس میں بگاڑ آجائے تو سارا جسم بگڑ جاتا ہے۔ خبردار وہ (ٹکڑا) دل ہے۔

تخریج: الصحیحة ۲۷۰۸۔ ابو داؤد الطیالسی (۷۸۸)' احمد (۴/ ۲۷۴)' الحمیدی (۲/ ۹۱۹)' بھذا للفظ بخاری (۵۲)' مسلم (۱۵۹۹)' مطولاً من طریق آخر۔

فوائد: انسانی وجود کا اہم ترین جز دل ہے، اگر یہ زندہ ہے تو انسان زندہ ہے، دل خرافات سے پاک ہو تو نیکی کے پھول کھلتے ہیں، اگر اس پر ہوس و نافرمانی کی گھٹائیں ہوں تو انسان ساری زندگی تاریکی میں رہتا ہے، دل کے بگاڑ سے ہی خاندان اور معاشرے کا ماحول بگڑتا ہے، اگر دل میں خیر خواہی و رواداری اور انسانیت کی خدمات کے جذبات ہوں تو امن و سلامتی اور بھلائی کی بہار پر کبھی خزاں نہیں آتی۔ یہی دل تجلیات کا مرکز ہے جس کا دل شیشے کی طرح شفاف اور ایمان و عمل کے جذبہ سے سرشار ہو تو اللہ تعالیٰ زندگی میں نور پیدا فرما دیتے ہیں اور اگر یہی دل لغویات و خرافات کی آماجگاہ بن جائے تو زندگی عذاب بن جاتی ہے۔ ہمیشہ اپنے دل کو ٹٹولتے رہیں، اس میں دنیا کی محبت کتنی ہے اور آخرت کی فکر کس قدر ہے؟ دنیا دار سے کس قدر پیار ہے اور پروردگار کی ملاقات کا کتنا انتظار ہے؟ جو شخص تنہائی میں بیٹھ کر دل کی دنیا کا جائزہ لیتا رہتا ہے اور ہمیشہ دل میں خیر کو جگہ دیتا ہے وہی دنیا و آخرت میں کامیاب ہوگا۔

باب: ومن أوصاف المؤمن

مومن کی (فطرتی) صفات کا بیان

٣٦٥٤۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ الْمُؤْمِنَ خُلِقَ مُفَتَّنًا تَوَّابًا نَسَّاءً إِذَا ذُكِّرَ تَذَكَّرَ)) [الصحيحة:٣١٣٢]

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک مومن فتنے میں ڈالا گیا، بہت زیادہ توبہ کرنے والا، بہت زیادہ بھولنے والا پیدا کیا گیا ہے۔ جب اُسے نصیحت کی جائے وہ نصیحت قبول کر لیتا ہے۔

تخریج: الصحیحة ۳۱۳۲۔ طبرانی فی الکبیر (۱۰۶۶۶)' ابن عدی فی الکامل (۳/ ۹۵۸)' ابو نعیم فی الحلیة (۳/ ۲۱۱)۔

فوائد: بسا اوقات نہ چاہتے بھی مومن فتنوں کا شکار ہو جاتا ہے، احتیاط کے باوجود بھٹک جاتا ہے، بہرصورت مومن نصیحت کو قبول کرنے والا اور بار بار توبہ کرنے والا ہوتا ہے، جبکہ فاسق و فاجر ضدی اور ہٹ دھرم ہوتا ہے۔

باب: مثل الذی یعمل السیئات ثم یعمل الحسنات

اس شخص کی مثال کہ جو برے اور پھر اچھے عمل کرتا ہے

٣٦٥٥۔ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ مَثَلَ الَّذِي يَعْمَلُ السَّيِّئَاتِ ثُمَّ يَعْمَلُ الْحَسَنَاتِ كَمَثَلِ رَجُلٍ كَانَتْ عَلَيْهِ دِرْعٌ ضَيِّقَةٌ قَدْ خَنَقَتْهُ ثُمَّ عَمِلَ حَسَنَةً

عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ اُس شخص کی مثال جو برائیاں کرتا ہے پھر نیک عمل کرتا ہے اُس آدمی کی مثال کی طرح ہے جس پر تنگ زرہ ہو اور اُس نے اُس کا گلا گھونٹ دیا ہو۔ پھر اُس نے نیک عمل کیا تو ایک کڑا

فَانْفَكَّتْ حَلْقَةٌ ثُمَّ عَمِلَ حَسَنَةً أُخْرٰى فَانْفَكَّتْ حَلْقَةٌ أُخْرٰى حَتّٰى يَخْرُجَ إِلَى الْأَرْضِ)) [الصحيحة:٢٨٥٤]

ٹوٹ گیا پھر دوسرا نیک عمل کیا تو دوسرا کڑا ٹوٹ گیا۔ یہاں تک کہ زرہ زمین پر گرگئی۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۸۵۴۔ احمد (۴/ ۱۴۵)' ابن المبارك فی الزهد (۱۷۰)' بغوی فی شرح السنة (۴۱۴۹)۔

باب: تغير الناس و النفاق

نفاق اور لوگوں کے بدلنے کا بیان

٣٦٥٦- عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ : ((إِنَّكُمْ لَتَعْمَلُوْنَ أَعْمَالًا هِيَ أَدَقُّ فِيْ أَعْيُنِكُمْ مِنَ الشَّعْرِ، كُنَّا نَعُدُّهَا عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنَ الْمُوْبِقَاتِ)) [الصحيحة:٣٠٢٣]

ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' کہتے ہیں بلاشبہ تم ایسے اعمال کرتے ہو وہ تمہاری نگاہوں میں بال سے زیادہ باریک ہیں (یعنی تم معمولی سمجھتے ہو) ہم اُن کو رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں ہلاک کردینے والے کاموں میں شمار کرتے تھے۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۰۲۳۔ احمد (۳/ ۳)' البزار (الکشف:۱۰۸)' بخاری (۶۴۹۲)' عن انس رضی اللہ عنہ۔

فوائد: دوسروں کی عزتوں پر حملے کرنا ،تہمت بازی ،مکروفریب، دورخا پن اور دیگر منہیات کو گناہ تصور کرنے کی بجائے، دل بہلانے کا ذریعہ سمجھا جاتا ہے، اورایسے کئی گناہ مسلمانوں کی پہچان بن چکے ہیں، اور یہی وہ خطرناک اور سنگین گناہ ہیں جو نیک اعمال کو بھی برباد کردیتے ہیں۔

باب: عائشة رضى الله عنها محفوظة غير معصومة

حضرت عائشہ کی معصومیت کا بیان

٣٦٥٧-عَنْ عَائِشَةَ فِيْ قِصَّةِ الْإِفْكِ قَالَ ﷺ: ((يَاعَائِشَةُ فَإِنَّهُ قَدْ بَلَغَنِيْ عَنْكِ كَذَا وَكَذَا، [إِنَّمَا أَنْتِ مِنْ بَنَاتِ آدَمَ] فَإِنْ كُنْتِ بَرِيْئَةً فَسَيُبَرِّئُكِ اللّٰهُ، وَإِنْ كُنْتِ أَلْمَمْتِ بِذَنْبٍ فَاسْتَغْفِرِي اللّٰهَ وَتُوْبِيْ إِلَيْهِ فَإِنَّ الْعَبْدَ إِذَا اعْتَرَفَ بِذَنْبِهِ ثُمَّ تَابَ إِلَى اللّٰهِ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَفِيْ رِوَايَةٍ: فَإِنَّ التَّوْبَةَ مِنَ الذَّنْبِ النَّدَمُ)) [الصحيحة: ٢٥٠٧]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے واقعہ افک کے متعلق روایت ہے' آپ ﷺ نے حمد و ثناء کے بعد فرمایا: اے عائشہ مجھے تیرے متعلق فلاں فلاں باتیں پہنچی ہیں ، بے شک تو آدم کی بیٹیوں میں سے ہے اگر تو بَری ہے تو عنقریب اللہ تعالیٰ تجھے بَری کردے گا اور اگر تو گناہ کا ارتکاب کرچکی ہے تو اللہ سے معافی مانگ اور اُس کی طرف رجوع کر، یقیناً بندہ جب اپنے گناہ کا اعتراف کرتے ہوئے اللہ کی طرف رجوع کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُس پر نظرِ کرم کردیتے ہیں اور ایک روایت میں ہے: یقیناً گناہ سے توبہ شرمندگی ہے۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۵۰۷۔ بخاری (۴۱۴۱)' مسلم (۲۷۷۰)' احمد (۶/ ۱۹۶)۔

فوائد: یہ طویل حدیث کا ٹکڑا ہے ،جس سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عالم الغیب نہیں تھے، اگر آپ عالم غیب ہوتے تو واقعہ افک میں کم وبیش چالیس دن خود پریشان ہوتے نہ اپنے اہل خانہ اور صحابہ کو پریشان رکھتے۔ اس جیسی

دیگر کئی احادیث سے بھی یہی عقیدہ مترشح ہوتا ہے کہ آپ کو حقائق سے آگاہی بذریعہ وحی ہوا کرتی تھی۔

٣٦٥٧۔عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((إِيَّاكَ وَالذُّنُوْبَ الَّتِي لَا تُغْفَرُ، (وَفِي رِوَايَةٍ: وَمَا لَا كَفَّارَةَ مِنَ الذُّنُوْبِ) فَمَنْ غَلَّ شَيْئًا أُتِيَ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَآكِلُ الرِّبَا، فَمَنْ أَكَلَ الرِّبَا بُعِثَ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَجْنُوْنًا يَتَخَبَّطُ ثُمَّ قَرَأَ: ﴿الَّذِيْنَ يَأْكُلُوْنَ الرِّبَا لَا يَقُوْمُوْنَ إِلَّا كَمَا يَقُوْمُ الَّذِيْ يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطَانُ مِنَ الْمَسِّ﴾)) [الصحيحة:٣٣١٣]

عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تو ایسے گناہوں سے بچ جو معاف نہیں ہوتے اور ایک روایت میں ہے جن گناہوں کا کفارہ نہیں۔ جس نے ذرہ برابر خیانت کی قیامت کے روز وہ اُسے لائے گا اور سود کھانے والا جس نے سود کھایا وہ اُس کے ساتھ قیامت کے روز پاگل، بدحواس اٹھایا جائے گا۔ پھر آپ نے قرآن کی آیت پڑھی: جو لوگ سود کھاتے ہیں وہ اُن لوگوں کی طرح کھڑے ہوں گے جن کو شیطان نے چھو کر بدحواس کر دیا۔

تخریج: الصحیحة ٣٣١٣۔ طبرانی فی الکبیر (١٨/ ٦٠)، خطیب فی التاریخ (٨/ ١٧٨، ١٧٩)۔

باب: اياكم و محضرات الذنوب

گناہوں کو معمولی جاننے سے بچو

٣٦٥٩۔ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِيَّاكُمْ وَمُحَقَّرَاتِ الذُّنُوْبِ [فَإِنَّمَا مَثَلُ مُحَقَّرَاتِ الذُّنُوْبِ] كَقَوْمٍ نَزَلُوْا فِيْ بَطْنِ وَادٍ فَجَاءَ ذَا بِعُوْدٍ، وَجَاءَ ذَا بِعُوْدٍ حَتَّى أَنْضَجُوْا خُبْزَتَهُمْ، وَإِنَّ مُحَقَّرَاتِ الذُّنُوْبِ مَتَى يُؤْخَذْ بِهَا صَاحِبُهَا تُهْلِكْهُ)) [الصحيحة:٣١٠٢]

سھل بن سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم اُن گناہوں سے بچو جن کو لوگ معمولی سمجھتے ہیں، معمولی سمجھے گئے گناہوں کی مثال ایسے لوگوں کی مانند ہے جو وادی کے درمیان میں اُترے، اُن میں سے ایک لکڑی لایا، پھر دوسرا لکڑی لایا یہاں تک کہ انہوں نے اپنی روٹی پکالی اور بے شک گناہوں کو معمولی سمجھنے والا جب پکڑا جاتا ہے تو وہ اُس کو ہلاک کر دیتے ہیں۔

تخریج: الصحیحة ٣١٠٢۔ احمد (٥/ ٣٣١)، الرویانی (١٠٦٥)، طبرانی فی الکبیر (٥٨٧٢) وقد تقدم (١٣٥٣)۔

فوائد: معمولی سے معمولی گناہ کو بھی حقیر نہیں جاننا چاہیے، کبھی کبھار چھوٹے گناہ پر بھی اللہ تعالیٰ پکڑ کر لیتے ہیں، افسوس ہے انسان پر کہ وہ بیماری کے ڈر سے قیمتی وخوش ذائقہ خوراک تو چھوڑ دیتا ہے مگر اللہ تعالیٰ کے ڈر سے گناہوں کو نہیں چھوڑتا۔

باب: الإثم حواز القلوب

گناہ دلوں پر غالب آ جاتا ہے

٣٦٦٠۔عَنْ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((الْإِثْمُ حَوَّازُ الْقُلُوْبِ وَمَا مِنْ نَظْرَةٍ إِلَّا وَلِلشَّيْطَانِ فِيْهَا مَطْمَعٌ)) [الصحيحة:٢٦١٣]

عبداللہ سے روایت ہے، کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: گناہ دلوں پر غالب آنے والا ہے اور ہر نظر میں شیطان کو بہت توقع ہوتی ہے (یعنی ورغلانے کی حد درجہ لالچ کرتا ہے)

تخریج: الصحیحۃ ۳۶۱۳۔ بیھقی فی الشعب (۵۴۳۴) مرفوعاً' بیھقی فی الشعب (۷۲۷۷)' طبرانی فی الکبیر (۸۷۴۸) ھناء فی الزھد (۹۳۴)' من طریق آخر عن عبداللہ موقوفاً علیہ۔

فوائد: دل کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے گوشت اور ہڈیوں کے خوبصورت غلاف میں محفوظ رکھا ہے، دل کو متاثر کرنے والی انسانی جسم میں دو چیزیں ہیں، آنکھ اور کان، ان دونوں میں عموماً آنکھ کا نظارہ ہی دل کے بھٹکنے کا ذریعہ بنتا ہے، جو شخص آنکھ کی بیماریوں کا اسیر ہو اور نظر بازی جس کا محبوب مشغلہ ہو تو سمجھ لیجیے نہ اُس کی عبادت میں لذت ہے اور نہ ہی اس کے کسی معاملہ میں برکت ہے اور نہ وہ ساری زندگی گناہوں کی دلدل سے باہر نکل سکتا ہے۔ کیونکہ نظر کی حفاظت سے آدمی کئی گناہوں سے محفوظ رہتا ہے اور اس کی آوارگی کی وجہ سے کئی فتنوں کا شکار ہو جاتا ہے۔ عربی کا مقولہ ہے مَنْ اَرْسَلَ طَرْفَهُ اَدْنٰى حَتْفَهُ جس نے اپنی نگاہ کو آوارہ چھوڑ دیا اُس کی ہلاکت کے دن قریب آ گئے۔

باب: ذم اللسان

زبان کی مذمت کا بیان

۳۶۶۱۔عَنْ مُعَاذِبْنِ جَبَلٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ: أَنُؤَاخَذُ بِكُلِّ مَانَتَكَلَّمُ بِهِ؟ فَقَالَ: ((ثَكِلَتْكَ أُمُّكَ يَامَعَاذُبْنُ جَبَلٍ! وَهَلْ يَكُبُّ النَّاسَ عَلٰى مَنَاخِرِهِمْ فِيْ جَهَنَّمَ إِلَّا حَصَائِدُ أَلْسِنَتِهِمْ؟)) [الصحيحة:۳۲۸٤]

معاذ بن جبل ﷺ سے روایت ہے کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا ہمارے ہر کلام کا مواخذہ کیا جائے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اے معاذ بن جبل تیری ماں تجھے روئے! لوگ جہنم میں اوندھے منہ صرف زبان کے کاٹے کی وجہ سے پھینکے جائیں گے۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۲۸۴۔ ابن البناء فی جزء السکوت ولزوم البیوت (۵۷/ ۵)' طبرانی فی الکبیر (۲۰/ ۱۲۷'۱۲۸)' ترمذی (۲۶۱۶)' ابن ماجہ (۳۹۷۳)' نسائی فی الکبری (۱۱۳۹۴)' احمد (۵/ ۲۳۱)' من طریق آخر عنہ مطولاً۔

باب: ومن وصية رسول الله ﷺ

رسول اللہ ﷺ کی وصیت کا بیان

۳۶۶۲۔عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ بَعَثَ مُعَاذًا إِلَى الْيَمَنِ، فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ! أَوْصِنِيْ قَالَ ((عَلَيْكَ بِتَقْوَى اللّٰهِ مَااسْتَطَعْتَ، وَاذْكُرِاللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ عِنْدَكُلِّ حَجَرٍ وَشَجَرٍ وَإِذَا عَمِلْتَ سَيِّئَةً فَأَحْدِثْ عِنْدَهَا تَوْبَةً، اَلسِّرُّ بِالسِّرِّ وَالْعَلَانِيَةُ بِالْعَلَانِيَةِ)) [الصحيحة:۳۳۲۰]

عطاء بن یسار کہتے ہیں بے شک نبی ﷺ نے معاذ کو یمن کی طرف بھیجا اُس نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے وصیت کریں، آپ ﷺ نے فرمایا: پرہیز گاری کو لازم پکڑ جتنی تو طاقت رکھتا ہے اور ہر پتھر اور درخت کے پاس اللہ کا ذکر کر اور جب تو برائی کرے اُسی وقت توبہ کر (برائی) چھپ کر کی گئی ہو تو چھپ کر توبہ کر، اعلانیہ کی گئی ہو تو اعلانیہ توبہ کر۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۳۲۰۔ احمد فی الزھد (۱۴۰)' طبرانی فی الکبیر (۲۰/ ۱۵۹)۔

فوائد: عام نیک آدمی کی نصیحت بھی فائدہ مند ہوتی ہے اور پھر آدمی جس قدر تجربہ کار اور باکمال ہوگا اُس کی وصیت بھی اُس قدر مفید ہوگی، ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی وصایا اُمت کے لیے عظیم سرمایہ ہیں، آپ کی وصیتیں تاریکی میں نور کا کام

دیتی ہیں اور یہی بنیادی نبوی اصول ہیں، جن سے نفرت کے بادل چھٹ جاتے ہیں خیر خواہی اور نیک نیتی پروان چڑھتی ہے اور مسلم معاشرہ امن وسلامتی اور الفت ومحبت کا گہوارہ بن جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں آپ ﷺ کی تمام وصایا پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

باب: فرق السلام بالحياة و المماة

زندہ اور مردوں کے سلام میں فرق کا بیان

٣٦٦٣۔عَنْ سَهْمِ بْنِ الْمُعْتَمِرِ عَنِ الْهُجَيْمِيِّ: أَنَّهُ قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ فَلَقِيَ النَّبِيَّ ﷺ فِيْ بَعْضِ أَزِقَّةِ الْمَدِيْنَةِ، فَوَافَقَهُ فَإِذَا هُوَا مُؤْتَزِرٌ بِإِزَارِ قُطْنٍ قَدِ انْتَثَرَتْ حَاشِيَتُهُ، وَقَالَ عَلَيْكَ السَّلَامُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِﷺ ! فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِﷺ : ((عَلَيْكَ السَّلَامُ تَحِيَّةُ الْمَوْتٰى)) فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أَوْصِنِيْ؟ فَقَالَ: ((لَاتَحْقِرَنَّ شَيْئًا مِنَ الْمَعْرُوْفِ أَنْ تَأْتِيَهُ، وَلَوْ أَنْ تَهَبَ صِلَةَ الْحَبْلِ، وَلَوْ أَنْ تُفْرِغَ مِنْ دَلْوِكَ فِيْ إِنَاءِ الْمُسْتَقِيْ وَلَوْ أَنْ تَلْقٰى أَخَاكَ الْمُسْلِمَ وَوَجْهُكَ بَسْطٌ إِلَيْهِ، وَلَوْ أَنْ تُؤْنِسَ الْوَحْشَانَ بِنَفْسِكَ وَلَوْ أَنْ تَهَبَ الشِّسْعَ.))

[الصحيحة:٣٤٢٢]

سہم بن معتمر ہجیمی سے روایت کرتے ہیں کہ وہ مدینہ آئے اور مدینہ کی کسی گلی میں رسول اللہ سے ملاقات ہوئی۔ اُس نے آپ کو پایا کہ آپ روئی کے ازار کا تہبند باندھے ہوئے تھے اور اُس کا کنارہ پھیلا ہوا تھا، ہجیمی نے کہا: آپ پر سلام ہو اے اللہ کے رسول! رسول اللہ نے فرمایا: علیک السلام ،مردوں کا سلام ہے ،اُس نے کہا: اے اللہ کے رسول مجھے وصیت فرمائیں، آپ نے فرمایا: کسی نیکی کو کرتے ہوئے اُس کو معمولی نہ سمجھ اگرچہ تو رسی کو جوڑنے کیلئے ٹکڑا ہبہ کردے یا اپنے ڈول میں سے پانی مانگنے والے کے برتن میں ڈال دے اور اگرچہ تو اپنے مسلمان بھائی کو کشادہ چہرے سے ملے اور خواہ کسی تنہا آدمی کی گھبراہٹ اُس کے ساتھ رہ کر دور کردے اور خواہ تو تسمہ ہبہ کردے۔

تخریج: الصحيحة ٣٤٢٢- نسائی فی الكبرى (٩٦٩٤)' احمد (٣/ ٤٨٢)'من طريق آخر واصل الحديث قد تقدم برقم (١٨٦٨'٤٤٢)-

باب: الإسلام يبدل السيئاتِ بالحسنات

اسلام برائیوں کو بھی نیکیوں میں تبدیل کردیتا ہے

٣٦٦٣/م-عَنْ أَبِيْ طَوِيْلٍ شَطْبِ الْمَمْدُوْدِ: أَنَّهُ أَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: أَرَأَيْتَ رَجُلًا عَمِلَ الذُّنُوْبَ كُلَّهَا، فَلَمْ يَتْرُكْ مِنْهَا شَيْئًا، وَهُوَ فِيْ ذٰلِكَ لَمْ يَتْرُكْ حَاجَةً وَلَادَاجَةً إِلَّا أَتَاهَا، فَهَلْ لَهُ مِنْ تَوْبَةٍ؟ قَالَ: ((فَهَلْ أَسْلَمْتَ؟)) قَالَ : أَمَّا أَنَا: فَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَاشَرِيْكَ لَهُ،

ابو طویل شطب ممدود سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہا: آپ کا ایسے آدمی کے بارے میں کیا خیال ہے جس نے تمام گناہ کئے ہیں ،گناہوں میں سے کوئی گناہ نہیں چھوڑا، اور اُس نے اس معاملہ میں کوئی چھوٹی بڑی خواہش نہیں چھوڑی جو پوری نہ کی ہو۔ کیا اُس کیلئے کوئی توبہ ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تو مسلمان ہوگیا ہے؟ اُس نے کہا: بے شک میں گواہی دیتا

وَأَنَّكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ، قَالَ: ((نَعَمْ، تَفْعَلُ الْخَيْرَاتِ وَتَتْرُكُ السَّيِّئَاتِ، فَيَجْعَلُهُنَّ اللّٰهُ لَكَ خَيْرَاتٍ كُلَّهُنَّ)) قَالَ: وَغَدَرَاتِيْ وَفَجَرَاتِيْ؟قَالَ: ((نَعَمْ)) قَالَ : اَللّٰهُ أَكْبَرُ! فَمَا زَالَ يُكَبِّرُ حَتّٰى تَوَارٰى۔[الصحيحة: ٣٣٩١]

ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں' وہ اکیلا ہے' اُس کا کوئی شریک نہیں اور بے شک آپ اللہ کے رسول ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ٹھیک ہے تو نیک اعمال کرتا رہ اور برائیاں چھوڑ دے۔ اللہ تعالیٰ تیرے تمام گناہوں کو نیکیاں بنادے گا۔ اُس نے کہا: میرے فریب اور میری بدکاریاں بھی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں! اُس نے کہا: اللہ اکبر، چنانچہ وہ اللہ اکبر کہتا ہوا غائب ہوگیا۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۳۹۱۔ البزار (الکشف:۳۲۴۴)' ابن ابی عاصم فی الآحاد (۲۷۱۸)' طبرانی فی الکبیر (۷۲۲۵)۔

فوائد: سبحان اللہ! یہ ہے سچی توبہ کرنے والے کی قدر! کہ اللہ تعالیٰ پلٹ کر اپنی طرف آنے والے اپنے بندے کو اس قدر پیار فرماتے ہیں کہ زندگی کے پہلے گناہوں کو بھی نیکیوں میں تبدیل فرما دیتے ہیں۔ اگر اب بھی کوئی اللہ سے دور رہے تو یہ اُس کی بدقسمتی ہے۔

باب: فضل من لقاء اللّٰه

اللہ سے ملاقات کے شوق کی فضیلت کا بیان

٣٦٦٤۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :((قَالَ اللّٰهُ -تَبَارَكَ وَتَعَالٰى- إِذَا أَحَبَّ عَبْدِيْ لِقَائِيْ أَحْبَبْتُ لِقَاءَهُ وَإِذَا كَرِهَ لِقَائِيْ كَرِهْتُ لِقَاءَهُ))

[الصحيحة:٣٥٥٤]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے جب بندہ میری ملاقات کو پسند کرتا ہے تو میں اُس کی ملاقات کو پسند کرتا ہوں اور جب میری ملاقات کو وہ ناپسند کرتا ہے میں اُس کی ملاقات کو ناپسند کرتا ہوں۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۵۵۴۔ مالك فی الموطا (۱/ ۲۴۰) ومن طریقه البخاری (۷۵۰۴) والنسائی (۱۸۳۶) واخرجه احمد (۲/ ۴۱۸)'مسلم (۲۶۸۵) من طریق آخر عنه۔

باب: تفسير الآية : كيف يهدى اللّٰه قومًا كفرو بعد ايمانهم

اللہ اس قوم کو کیسے ہدایت دے کہ جنھوں نے ایمان کے بعد کفر کیا کی تفسیر کا بیان

٣٦٦٥۔عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: ((كَانَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ أَسْلَمَ ثُمَّ ارْتَدَّ وَلَحِقَ بِالشِّرْكِ ثُمَّ تَنَدَّمَ، فَأَرْسَلَ إِلٰى قَوْمِهٖ:سَلُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ: هَلْ لَهٗ مِنْ تَوْبَةٍ فَجَاءَ قَوْمُهٗ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ: فَقَالُوْا إِنَّ فُلَانًا قَدْنَدِمَ، وَإِنَّهٗ أَمَرَنَا أَنْ نَسْأَلَكَ: هَلْ لَهٗ مِنْ تَوْبَةٍ؟ فَنَزَلَتْ ﴿كَيْفَ يَهْدِي اللّٰهُ قَوْمًا كَفَرُوْا بَعْدَ إِيْمَانِهِمْ......﴾إِلٰى قَوْلِهٖ

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' انصار قبیلہ سے ایک آدمی مسلمان ہوا پھر وہ مرتد ہوگیا اور مشرکوں سے جا ملا۔ پھر وہ شرمندہ ہوا اور اُس نے اپنی قوم کی طرف پیغام بھیجا کہ رسول اللہ ﷺ سے سوال کرو کیا اُس کیلئے توبہ ہے؟ چنانچہ اُس کی قوم رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور انہوں نے کہا: بے شک فلاں شرمندہ ہے اور اُس نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم آپ سے پوچھیں، کیا اُس کی کوئی توبہ ہے؟ پس یہ آیت نازل ہوئی: اللہ ایسی قوم کو کیسے ہدایت دے

﴿غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ [آل عمران: ٨٦-٨٩]
فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ[قَوْمُهُ] فَأَسْلَمَ.
[الصحيحة:٣٠٦٦]

جنہوں نے ایمان کے بعد کفر کیا.....غفورٌ رحیم تک۔قوم نے اُس کی طرف پیغام بھیجا وہ پھر مسلمان ہو گیا۔

تخریج: الصحيحة ٣٠٦٦- نسائی (٤٠٧٣) ابن جرير فی تفسيره (٣/ ٢٤١)۔

باب:ومن الكون مع صاحب البلاء

آزمائش والے آدمی کے ساتھ رہنے کا بیان

٣٦٦٦-عَنْ أَبِي ذَرٍّ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((كُنْ مَعَ صَاحِبِ الْبَلَاءِ تَوَاضُعًا لِرَبِّكَ وَإِيْمَانًا)) [الصحيحة:٢٨٧٧]

ابوذر کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آزمائش والے آدمی کے ساتھ رہ، اپنے رب کے سامنے عاجزی کرتے ہوئے اور اُس پر ایمان رکھتے ہوئے۔

تخریج: الصحيحة ٢٨٧٧- طحاوی فی شرح معانی الآثار (٢/ ٣٧٩)۔

فوائد: یقیناً جو شخص کسی معذور، مجبور یا آزمائش میں مبتلا آدمی کے ساتھ اچھا سلوک کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اُس کے ساتھ بھی بہتری کا معاملہ فرماتے ہوئے اُس کی دنیا وآخرت روشن فرما دیتے ہیں، مصیبت زدہ آدمی کو دیکھ کر راہِ فرار اختیار نہیں کرنی چاہیے بلکہ حتی المقدور اُس کی مدد کرتے ہوئے اُس کی ضروریات کا خیال رکھنا چاہیے۔دیگر کئی روایات میں بھی اس کی ترغیب اور فضیلت بیان کی گئی ہے۔

باب:عدم دخول الجنة بالعمل فقط

عمل کے ذریعہ سے ہی جنت میں داخل نہ ہونے کا بیان

٣٦٦٧-قَالَ ﷺ: ((لَنْ يُدْخِلَ أَحَدًا مِنْكُمْ عَمَلُهُ الْجَنَّةَ، [وَلَا يُنْجِيْهِ مِنَ النَّارِ]قَالُوْا وَلَا أَنْتَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: وَلَا أَنَا،-[وَأَشَارَ بِيَدِهِ هٰكَذَا عَلَى رَأْسِهِ]- إِلَّا أَنْ يَتَغَمَّدَنِيَ اللّٰهُ مِنْهُ بِفَضْلٍ وَرَحْمَةٍ [مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا] [فَسَدِّدُوْا وَقَارِبُوْا]، [وَأَبْشِرُوْا] [وَاغْدُوْا وَرُوْحُوْا، وَشَيْءٌ مِنَ الدُّلْجَةِ، وَالْقَصْدَ الْقَصْدَ تَبْلُغُوْا]، [وَاعْلَمُوْا اَنَّ أَحَبَّ الْعَمَلِ إِلَى اللّٰهِ أَدْوَمُهُ وَإِنْ قَلَّ] وَرَدَ عَنْ جَمْعٍ مِّنَ الصَّحَابَةِ- رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ، مِنْهُمْ أَبُوْ هُرَيْرَةَ، وَعَائِشَةُ، وَجَابِرٌ، وَأَبُوْسَعِيْدٍ الْخُدْرِيُّ، وأُسَامَةُ بْنُ شَرِيْكٍ.))

آپ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کسی ایک کو اُس کا عمل جنت میں داخل نہیں کرے گا اور نہ ہی اُس کو نجات دے گا۔صحابہ نے کہا: اور نہ ہی آپ کو اے اللہ کے رسول؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں! نہ ہی مجھے۔اور آپ نے اس طرح اپنے ہاتھ کے ساتھ سر پر اشارہ کیا مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ مجھ کو اپنے فضل و کرم سے ڈھانپ لیں گے۔دو یا تین مرتبہ آپ ﷺ نے فرمایا: پختگی اختیار کرو اور قریب قریب چلو اور خوش ہو جاؤ۔صبح و شام اور کچھ حصہ رات میں سے اللہ کی عبادت کرو۔میانہ روی ہی اختیار کرو منزل پر پہنچ جاؤ گے اور جان لو سب سے پیارا عمل اللہ کے ہاں ہمیشگی والا ہے اگر چہ وہ کم ہو۔یہ حدیث صحابہ کی ایک جماعت سے مروی ہے۔اُن میں ابوہریرہ، عائشہ، جابر، ابوسعید خدری اور اسامہ بن شریک شامل ہیں۔

[الصحيحة:۲۶۰۲]

تخریج: الصحیحۃ ۲۶۰۲۔ (۱) ابو ہریرۃ: بخاری (۶۴۶۳)، مسلم (۲۸۱۶)۔ (۲) عائشۃ: بخاری (۶۴۶۷)، مسلم (۲۸۱۸)۔ (۳) جابر: مسلم (۲۸۱۷)، احمد (۳/ ۳۳۷)۔ (۵) ابو سعید: احمد (۳/ ۵۲)۔ (۵) اسامۃ بن شریک رضی اللہ عنہ: طبرانی فی الکبیر (۴۹۳)۔

فوائد: نیک اعمال ہی موجب رحمت ہیں۔ جو آدمی جس قدر اخلاص سے نیک اعمال کرتا ہے، رحمت الٰہی اُس کے اُس قدر زیادہ قریب ہوتی ہے، اپنے نیک اعمال پر اترانے کی بجائے ہمیشہ اللہ کی رحمت کا طالب رہنا چاہیے۔ اکثر لوگ نیک اعمال پر گھمنڈ اور فخر کرتے ہوئے تواضع جیسی عظیم نعمت سے محروم ہوجاتے ہیں اور وہ اپنے نیک اعمال پر اتراتے ہوئے اپنے سے کم عمل لوگوں پر فتووں کی بوچھاڑ کردیتے ہیں۔ جبکہ ایسا کرنے سے جہاں آدمی کے اعمال برباد ہوتے ہیں وہاں ایسے شخص کو رحمت سے محروم کردیا جاتا ہے۔ اللہ ہمیں نیک اعمال کی توفیق عطا فرماتے ہوئے اپنی خاص رحمت کا مستحق بنائے۔ آمین ثم آمین!

باب: تبدیل السیئات بالحسنات

برائیوں کا نیکیوں کے ساتھ تبدیل ہوجانے کا بیان

۳۶۶۸۔عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ: ((لَيَتَمَنَّيَنَّ أَقْوَامٌ لَوْ أَكْثَرُوا مِنَ السَّيِّئَاتِ، قَالُوا: بِمَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: الَّذِيْنَ بَدَّلَ اللّٰهُ سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ)) [الصحيحة:۳۰۵۳]

ابوہریرہ سے روایت ہے کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کئی لوگ خواہش کریں گے کاش وہ زیادہ برائیاں کرتے، صحابہ نے کہا کیوں اے اللہ کے رسول ﷺ؟ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ وہ لوگ ہوں گے جن کی برائیوں کو اللہ تعالیٰ نے نیکیوں میں بدل دیا ہوگا۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۰۵۳۔ حاکم (۴/ ۲۵۲)، ثعلبی فی تفسیرہ (۷/ ۱۵۰)، ابن ابی حاتم (۸/ ۲۷۳۳)، موقوفا علی ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ سکن السیوطی ذکرہ مرفوعاً واللہ اعلم (الدر المنثور (۵/ ۸۰۷۹)۔

باب: من رویۃ اللہ جھرۃً

اللہ تعالیٰ کو سامنے دیکھنے کا بیان

۳۶۶۹۔عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: بَيْنَمَا هُوَ يُعَلِّمُهُمْ مِنْ أَمْرِدِيْنِهِمْ إِذْ شَخَصَتْ أَبْصَارُهُمْ، فَقَالَ: ((مَا أَشْخَصَ أَبْصَارَكُمْ عَنِّيْ؟ قَالُوا: نَظَرْنَا إِلَى الْقَمَرِ، قَالَ: فَكَيْفَ بِكُمْ إِذَا رَأَيْتُمُ اللّٰهَ جَهْرَةً؟)) [الصحيحة:۳۰۵۶]

ابوموسیٰ اشعری سے روایت ہے وہ نبی پاک ﷺ سے روایت کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: جب کہ آپ ﷺ صحابہ کو دین کی باتیں سکھلا رہے تھے، اچانک اُن کی آنکھیں اوپر اٹھ گئیں آپ ﷺ نے فرمایا: مجھ سے تمہاری آنکھیں اوپر کیوں اٹھی ہیں؟ انہوں نے کہا ہم نے چاند کی طرف دیکھا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: تمہاری کیا حالت ہوگی جب تم اللہ تعالیٰ کو سامنے دیکھ لوگے۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۰۵۶۔ ابوداؤد (۴۳۳۹)، ابن ماجہ (۴۰۰۹)، احمد (۴/ ۳۶۶)، ابن حبان (۳۰۰)۔

فوائد: اس حدیث اور دیگر نصوص قطعیہ کی روشنی میں یہ بات واضح ہوتی ہے کہ دیدارِ الٰہی برحق ہے، صحابہ و تابعین سمیت اس پر ائمہ اہل سنت کا اتفاق ہے۔ عقائد کی کتب میں ہے کہ وَالرُّؤْيَةُ حَقٌّ لِأَهْلِ الْجَنَّةِ اہل جنت کے لیے رویت الٰہی برحق ہے۔ قرآن مجید میں بھی صراحت سے موجود ہے ﴿وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ نَاضِرَةٌ إِلَىٰ رَبِّهَا نَاظِرَةٌ﴾ کئی چہرے اُس روز تر و تازہ ہوں گے اپنے پروردگار کی طرف دیکھنے والے۔ مگر گمراہ فرق میں سے جہمیہ، معتزلہ اور کچھ خوارج وغیرہ اس کے منکر ہیں اور دیدارِ الٰہی کو برحق نہیں سمجھتے۔ جبکہ

ان کا یہ موقف سراسر باطل ہے۔

باب: ذم القوم الذی لا ینھون عن المنکرات

اس قوم کی مذمت کہ جو گناہوں سے نہیں روکتی

۳۶۷۰۔عَنْ عُبَیْدِاللّٰهِ بْنِ جَرِیْرٍ، عَنْ أَبِیْهِ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَامِنْ قَوْمٍ یَعْمَلُ فِیْهِمْ بِالْمَعَاصِی، هُمْ أَکْثَرُ وَأَعَزُّ مِمَّنْ یَعْمَلُ بِهَا، ثُمَّ لَایُغَیِّرُوْنَهُ، إِلَّا یُوْشِكُ أَنْ یَعُمَّهُمُ اللّٰهُ بِعِقَابٍ))

[الصحیحة: ۳۳۵۳]

عبیداللہ بن جریر اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس قوم میں بھی برائیاں کی جائیں اور برائیاں کرنے والوں کی نسبت دوسرے لوگ زیادہ ہوں مگر وہ اُس برائی کو نہ روکیں تو عنقریب اللہ تعالیٰ سب کو عذاب دے دے گا۔

فوائد: کامیابی کے لیے صرف برائی سے بچنا ہی کافی نہیں بلکہ اگر اللہ تعالیٰ قوت و طاقت اور غلبہ نصیب فرمائے تو برائی کو روکنا، مٹانا اور ختم کرنا بھی ضروری ہے۔ جو لوگ اقتدار کے باوجود برائی کو روکتے نہیں ایسے لوگ بھی عذابِ الٰہی کی لپیٹ میں آ جاتے ہیں۔ جو شخص جہاں تک قدرت رکھے کم از کم وہاں تک برائی روکنے کی بھرپور کوشش کرنی چاہیے۔ اپنے گھر سے لے کر خاندان، برادری، اہل محلہ اور اہل شہر وغیرہ تمام کو برائی سے بچانے کے لیے محنت و کوشش جاری رکھنی چاہیے، یہی امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا تقاضا ہے اور ایسے لوگ ہی حقیقی کامیاب و کامران ہیں۔

باب: کراھیة البیت المذین بالتکلف

بہت زیادہ پر تکلف گھر بنانے کی کراہت کا بیان

۳۶۷۱۔عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ خَرَجَ فَرَأٰی قُبَّةً مُشْرِفَةً، فَقَالَ: ((مَاهٰذِهِ؟!)) قَالَ لَهُ أَصْحَابُهُ: هٰذِهٖ لِفُلَانٍ رَجُلٍ مِّنَ الْأَنْصَارِ فَسَکَتَ وَحَمَلَهَا فِیْ نَفْسِهٖ، حَتّٰی إِذَا جَاءَ صَاحِبُهَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یُسَلِّمُ عَلَیْهِ فِی النَّاسِ، أَعْرَضَ عَنْهُ صَنَعَ ذَالِكَ مِرَارًا حَتّٰی عَرَفَ الرَّجُلُ الْغَضَبَ فِیْهِ وَالْإِعْرَاضَ عَنْهُ فَشَکٰی ذَالِكَ إِلٰی أَصْحَابِهٖ وَقَالَ وَاللّٰهِ إِنِّیْ لَأُنْکِرُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالُوْا خَرَجَ فَرَأٰی قُبَّتَكَ فَرَجَعَ الرَّجُلُ إِلٰی قُبَّتِهٖ فَهَدَمَهَا حَتّٰی سَوَّاهَا بِالْأَرْضِ فَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ یَوْمٍ فَلَمْ یَرَهَا قَالَ((مَا فَعَلَتِ الْقُبَّةُ)) قَالُوْا

انس ﷺ سے روایت ہے بلا شبہ رسول اللہ ﷺ نکلے اور آپ نے ایک بلند گنبد دیکھا۔ فرمایا یہ کیا ہے؟ آپ ﷺ کے صحابہ نے کہا: یہ انصار کے فلاں آدمی کا ہے۔ آپ ﷺ خاموش رہے اور اس کو اپنے دل میں بٹھا لیا حتیٰ کہ جب اس کا مالک رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔ اس نے لوگوں کی موجودگی میں آپ کو سلام کہا، آپ نے اُس سے منہ پھیر لیا، اُس نے کئی مرتبہ سلام کیا اور آپ ﷺ نے ایسا کئی مرتبہ کیا حتیٰ کہ اُس آدمی نے آپ ﷺ کے چہرے پر غصے کے آثار دیکھ لئے اور آپ ﷺ کا منہ پھیرنا جان لیا۔ اُس نے آپ کے صحابہ کو اس بات کی شکایت کی اور کہا: اللہ کی قسم! میں رسول اللہ ﷺ کو ناآشنا دیکھ رہا ہوں۔ انہوں نے کہا: آپ باہر نکلے تھے اور تیرا گنبد دیکھا تھا۔ پس وہ آدمی فوراً اپنے گنبد کی طرف گیا اور اُس کو گرا دیا یہاں تک کہ زمین کے برابر

شَكَى إِلَيْنَا صَاحِبُهَا إِعْرَاضَكَ فَأَخْبَرْنَاهُ فَهَدَمَهَا فَقَالَ ((أَمَا إِنَّ كُلَّ بِنَاءٍ وَبَالٌ عَلَى صَاحِبِهِ إِلَّا مَالَا يَغْنِي إِلَّا مَالَا بُدَّمِنْهُ)).

[الصحيحة: ۲۸۳۰]

کر دیا۔ ایک دن رسول اللہ ﷺ نکلے اور اُس کو نہ دیکھا فرمایا: گنبد کو کیا کیا گیا ہے؟ صحابہ نے کہا اُس کے مالک نے ہمیں آپ کے منہ پھیرنے کی شکایت کی تھی ہم نے اُس کو خبر دی تو اُس نے اُس کو گرا دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: خبردار ہر عمارت اُس کے مالک پر وبال ہوگی مگر سوائے اُس کے جو ضروری ہے جس کے بغیر کوئی چارہ نہیں۔

تخریج: الصحیحة ۲۸۳۰۔ ابو داؤد (۵۲۳۷)' طحاوی فی المشکل (۱/ ۴۱۶)' ابو یعلی (۴۳۴۷) بیهقی فی الشعب۔

فوائد: دنیادار دولت مند لاکھوں روپیہ گھروں کی ٹیپ ٹاپ اور آرائش و زیبائش پر ضائع کر دیتے ہیں جو کہ سراسر اسراف و تبذیر ہے، اسی رقم سے کئی یتیموں اور بیواؤں کے گھر آباد ہو سکتے ہیں۔ یاد رہے! مسلمان کی عزت و سعادت، سادگی و قناعت اور ایثار میں پنہاں ہے۔ اگر عالی شان محلات میں رہنا عزت و سعادت کا باعث ہوتا تو نبی کل کائنات حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا مسکن سب سے زیادہ قیمتی ہوتا۔ مگر آپ باوجود اختیار اور وسائل کے سادہ سے بوریے پر آرام فرمایا کرتے تھے۔

باب: فضيلة السجود بالمغفرة

بخشش طلب کرنے کے لیے سجدہ کرنے کی فضیلت

۳۶۷۲۔عَنْ جَابِرٍ مَرْفُوْعًا: ((مَرَّ رَجُلٌ مِمَّنْ كَانَ قَبْلَكُمْ بِجُمْجُمَةٍ فَنَظَرَ إِلَيْهَا، فَحَدَّثَ نَفْسَهُ بِشَيْءٍ ثُمَّ قَالَ: يَارَبِّ! أَنْتَ أَنْتَ، وَأَنَا أَنَا، أَنْتَ الْعَوَّادُ بِالْمَغْفِرَةِ، وَأَنَا الْعَوَّادُ بِالذُّنُوْبِ وَخَرَّلِلّٰهِ سَاجِدًا، قِيْلَ لَهُ: اِرْفَعْ رَأْسَكَ، فَأَنْتَ الْعَوَّادُ بِالذُّنُوْبِ، وَأَنَا الْعَوَّادُ بِالْمَغْفِرَةِ، [فَرَفَعَ رَأْسَهُ، فَغَفَرَلَهُ].))

[الصحيحة: ۳۲۳۱]

جابر رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت ہے تم میں سے جو پہلی امتیں تھیں اُن میں سے ایک آدمی کھوپڑی کے پاس سے گزرا، اُس نے اُس کو دیکھا اور اپنے دل کو کسی سے مخاطب کیا پھر کہا: اے میرے پرور دگار! تو تُو ہے اور میں مَیں ہوں، تو بہت زیادہ بخشش کرنے والا ہے اور میں بہت زیادہ گناہ کرنے والا ہوں، اور وہ اللہ کے سامنے سجدہ میں گر گیا (غائب آواز میں) اُس کو کہا گیا اپنے سر کو اٹھا تو بہت زیادہ گناہوں کا عادی ہے اور میں بہت زیادہ بخشش کا عادی ہوں۔ اُس نے اپنے سر کو اٹھایا تو اُس کو معاف کر دیا گیا۔

تخریج: الصحیحة ۳۲۳۱۔ ابن عدی فی الکامل (۲/ ۵۷۰) خطیب فی التاریخ (۹/ ۴)' ابن عساکر فی تاریخ دمشق (۴/ ۱۳۳)۔

باب: كراهية من طلب الدنيا

دنیا کو طلب کرنے کی کراہت کا بیان

۳۶۷۳۔عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ طَلَبَ الدُّنْيَا أَضَرَّ بِالْآخِرَةِ وَمَنْ طَلَبَ الْآخِرَةَ أَضَرَّ بِالدُّنْيَا، فَأَضِرُّوْا بِالْفَانِي لِلْبَاقِي))

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے دنیا کو طلب کیا اُس نے آخرت میں تکلیف پائی اور جس نے آخرت کو طلب کیا اُس نے دنیا میں تکلیف پائی۔ فانی

[الصحيحة:٣٢٨٧] تکلیف برداشت کرلو باقی کے بدلے۔

تخریج: الصحیحة ۳۲۷۸۔ ابن ابی عاصم فی الزھد (۱۶۱)، وکیع فی الزھد (۷۰) وابن ابی شیبة (۳/ ۲۸۸،۲۸۷)، عن ابی مسعود رضی اللہ عنہ موقوفاً علیہ۔

باب: الاثم من غصب الأرض
زمین کو غصب کرنے کا گناہ

٣٦٧٤۔عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَائِلٍ عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ غَصَبَ رَجُلًا أَرْضًا ظُلْمًا، لَقِيَ اللّٰهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ))

علقمہ بن وائل رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے کسی آدمی سے ظلم کرتے ہوئے زمین چھینی وہ اللہ کو اس حال میں ملے گا کہ وہ اُس پر سخت غضب ناک ہوگا۔

تخریج: الصحیحة ۳۲۶۵۔ طبرانی فی الکبیر (۲۲/ ۱۷)۔

باب: من بریٔ ثلاثا دخل الجنة
جو تین چیزوں سے بچا وہ جنت میں داخل ہوگیا

٣٦٧٥۔عَنْ ثَوْبَانَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ فَارَقَ الرُّوْحُ الْجَسَدَ وَهُوَ بَرِيءٌ مِنْ ثَلَاثٍ دَخَلَ الْجَنَّةَ الْكِبْرِ، وَالدَّيْنِ، وَالْغُلُوْلِ))

[الصحيحة: ٢٧٨٥]

ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس کی جان اس حال میں نکلی کہ وہ تین چیزوں سے پاک ہے (وہ شخص) جنت میں داخل ہوگا۔ تکبر، قرض، خیانت۔

تخریج: الصحیحة ۲۷۸۵۔ احمد (۵/ ۲۸۲،۲۷۶)، ترمذی (۱۶۷۳)، ابن ماجه (۲۴۱۲)، ابن حبان (۱۹۸)، بیھقی (۵/ ۳۵۵)۔

باب: مثل الانسان وأجله و أمله
انسان اس کی زندگی اور آرزوؤں کی مثال کا بیان

٣٦٧٦۔عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ غَرَزَ بَيْنَ يَدَيْهِ عُوْدًا؟ ثُمَّ غَرَزَ إِلٰى جَنْبِهِ آخَرَ، ثُمَّ غَرَزَ الثَّالِثَ فَأَبْعَدَهُ، ثُمَّ قَالَ: ((هَلْ تَدْرُوْنَ مَاهٰذَا؟ قَالُوا: اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ! قَالَ: هٰذَا الْإِنْسَانُ، وَهٰذَا أَجَلُهُ، وَهٰذَا أَمَلُهُ، يَتَعَاطَى الْأَمَلَ، ثُمَّ يَخْتَلِجُهُ [الْأَجَلُ] دُوْنَ ذٰلِكَ))

[الصحيحة:٣٤٢٨]

ابوسعید خدری سے روایت ہے بے شک نبی ﷺ نے اپنے سامنے ایک لکڑی گاڑی پھر اپنے دوسرے پہلو کے پاس لکڑی کو گاڑی پھر تیسری لکڑی کو اُس سے دور گاڑا۔ پھر فرمایا: کیا تم جانتے ہو یہ کیا ہے؟ صحابہ نے کہا اللہ اور اُس کے رسول ﷺ بہتر جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ انسان ہے اور یہ اُس کی موت ہے اور یہ اُس کی آرزوئیں ہیں، وہ آرزوؤں کے پیچھے پڑا رہتا ہے اور موت اُس کو اس سے پہلے اچک لیتی ہے۔

تخریج: الصحیحة ۳۴۲۸۔ احمد (۳/ ۱۸)، ابن ابی الدنیا فی قصر الامل (۱۱) ابو نعیم فی الحلیة (۶/ ۳۱۱)، بغوی فی شرح السنة (۴۰۹۱)۔

باب: الدنیا أھون من السخلة المیتة
دنیا بکری کے مردہ بچے سے بھی زیادہ حقیر ہے

٣٦٧٧۔عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ، قَالَ: مَرَّ النَّبِيُّ ﷺ

ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں نبی ﷺ گندگی کے ڈھیر

بِدِمْنَةِ قَوْمٍ، فِيهَا سَخْلَةٌ مَيِّتَةٌ، فَقَالَ: ((مَا لِأَهْلِهَا فِيهَا حَاجَةٌ؟)) قَالُوا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ لَوْ كَانَ لِأَهْلِهَا فِيهَا حَاجَةٌ مَانَبَذُوهَا، فَقَالَ: ((وَاللّٰهِ لَلدُّنْيَا أَهْوَنُ عَلَى اللّٰهِ مِنْ هٰذِهِ السَّخْلَةِ عَلَى أَهْلِهَا فَلَا أُلْفِيَنَّهَا أَهْلَكَتْ أَحَدًا مِنْكُمْ))

[الصحيحة:٣٣٩٢]

کے پاس سے گزرے۔ وہاں بکری کا مردہ بچہ پڑا ہوا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا اس کے اہل کو اس کی ضرورت ہے؟ صحابہ نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ اگر اس کے اہل کو اس کی ضرورت ہوتی' وہ اس کو نہ پھینکتے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کی قسم جتنا یہ بکری کا مردہ بچہ اپنے مالکوں کی نگاہ میں حقیر ہے اللہ کے نزدیک دنیا اس سے بھی زیادہ حقیر ہے۔ پس میں تم کو نہ پاؤں تو اُس نے تم میں سے کسی ایک کو ہلاک کر دیا ہو۔

تخریج: الصحیحة ۳۳۹۲۔ البزار (الکشف :۳۶۹۰)' و(البحر :۶۱۱۳)۔ طبرانی فی الاوسط(۲۹۳۴)' عن ابن عمر ﷺ۔

فوائد: اس قدر حقیر اور عارضی دنیا کے لیے شب و روز محنت کرنا اور حد درجہ قیمتی و ابدی آخرت کے لیے کچھ نہ کرنا......! یقیناً ذلت و رسوائی کا سامان ہے۔ مسلمان بھائیو! دنیا کے لیے اتنی محنت کرو جتنا یہاں رہنا ہے۔ اور آخرت کے لیے اُتنی محنت کرو جتنا وہاں رہنا ہے۔

باب: لاحيف في الوصية

نبیؐ کی خوش مزاجی کا بیان

٣٦٧٨۔عَنْ ذَيَّالِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ حَنْظَلَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ حَنْظَلَةَ بْنَ حِذْيَمٍ- جَدِّي- إِنَّ جَدَّهُ حَنِيفَةَ قَالَ لِحِذْيَمٍ: اِجْمَعْ لِي بَنِيَّ فَإِنِّي أُرِيدُ أَنْ أُوصِيَ، فَجَمَعَهُمْ، فَقَالَ: إِنَّ أَوَّلَ مَاأُوصِي أَنَّ لِيَتِيمِي هٰذَاالَّذِي فِي حَجْرِي مِئَةً مِنَ الْإِبِلِ الَّتِي كُنَّا نُسَمِّيهَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ (الْمُطَيَّبَةَ) فَقَالَ حِذْيَمٌ: يَا أَبَتِ إِنِّي سَمِعْتُ بَنِيكَ يَقُولُونَ: إِنَّمَا نُقِرُّ بِهٰذَا عِنْدَ (فِي الْمَجْمَعِ: عَيْنٍ) أَبِينَا، فَإِذَا مَاتَ رَجَعْنَا فِيهِ! قَالَ: فَبَيْنِي وَبَيْنَكُمْ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ حِذْيَمٌ: رَضِينَا فَارْتَفَعَ حِذْيَمٌ وَحَنِيفَةُ وَحَنْظَلَةُ مَعَهُمْ غُلَامٌ، وَهُوَ رَدِيفٌ لِحِذْيَمٍ، فَلَمَّا أَتَوُا النَّبِيَّ ﷺ سَلَّمُوا عَلَيْهِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((وَمَا رَفَعَكَ يَا أَبَاحِذْيَمٍ؟)) قَالَ: هٰذَا وَضَرَبَ بِيَدِهِ عَلَى فَخِذِحِذْيَمٍ، فَقَالَ إِنِّي خَشِيتُ أَنْ يَفْجَأَنِي الْكِبَرُ أَوِ الْمَوْتُ، فَأَرَدْتُ أَنْ أُوصِيَ أَنَّ لِيَتِيمِي

ذیال بن عتبہ بن حنظلہ کہتے ہیں میں نے اپنے دادا حنظلہ بن حذیم سے سنا، کہتے ہیں کہ اُس کے دادا حنیفہ نے حذیم کو کہا میرے بیٹوں کو اکٹھا کر' میں وصیت کرنے کا ارادہ کرتا ہوں۔ پس اُس نے اُن کو اکٹھا کیا۔ حنیفہ نے کہا: سب سے پہلے جو میں وصیت کرتا ہوں وہ یہ ہے کہ میرے زیرِ پرورش یتیم کیلئے سو اونٹ ہیں۔ تم جاہلیت میں اُن کا نام مطیبہ رکھتے تھے۔ حذیم نے کہا: اے ابا جان میں نے آپ کے بیٹوں کو کہتے سنا ہے ہم صرف باپ کے پاس اس کا اقرار کرلیں گے اور جب وہ فوت ہوگیا تو ہم لوٹ جائیں گے، حذیفہ نے کہا: میرے اور آپ کے درمیان رسول اللہ ﷺ ہیں ،حذیم نے کہا: ہم اس بات پر راضی ہیں۔ چنانچہ حذیم ،حنیفہ اور اُن کے ساتھ وہ یتیم لڑکا تھا، وہ حذیم کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا، پس جب وہ رسول ﷺ کے پاس آئے ،انہوں نے آپ ﷺ پر سلام کیا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: اے ابو حذیم! کیسے آئے ہو، اُس نے کہا یہ اور حذیم کی ران پر ہاتھ مارا اور کہا میں ڈرتا ہوں کہ اچانک مجھے بڑھاپا اور موت آجائے، پس

هٰذَاالَّذِیْ فِی حَجْرِیْ مِئَةً مِّنَ الْاِبِلِ كُنَّا نُسَمِّيْهِ فِي الْجَاهِلِيَّةِ (الْمُطَيَّبَةُ فَغَضِبَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ حَتّٰى رَأَيْنَا الْغَضَبَ فِيْ وَجْهِهِ، وَكَانَ قَاعِدًا فَجَثَا عَلٰى رُكْبَتَيْهِ، وَقَالَ: ((لَا، لَا، لَا، اَلصَّدَقَةُ خَمْسٌ، وَإِلَّا فَعَشْرٌ، وَإِلَّافَخَمْسَ عَشَرَةَ، وَإِلَّا فَعِشْرُوْنَ، وَإِلَّا فَخَمْسٌ وَعِشْرُوْنَ، وَإِلَّا ثَلَاثُوْنَ، وَإِلَّا فَخَمْسٌ وَثَلَاثُوْنَ، فَإِنْ كَثُرَتْ فَأَرْبَعُوْنَ)) قَالَ فَوَدَّعُوْهُ، وَمَعَ الْيَتِيْمِ عَصًا، وَهُوَ يَضْرِبُ جَمَلًا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ :((عَظُمَتْ! هٰذِهِ هَرَاوَةُ يَتِيْمٍ!)) قَالَ حَنْظَلَةُ: فَدَنَا أَبِيْ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: إِنَّ لِیْ بَنِيْنَ ذَوِیْ لِحیً وَدُوْنَ ذٰلِكَ، وَإِنَّ ذَا أَصْغَرُهُمْ فَادْعُ اللهَ لَهُ، فَمَسَحَ رَأْسَهُ وَقَالَ: ((بَارَكَ اللهُ فِيْكَ، أَوْبُوْرِكَ فِيْكَ)) قَالَ ذَيَّالٌ: فَلَقَدْ رَأَيْتُ حَنْظَلَةَ يُؤْتَى بِالْإِنْسَانِ الْوَارِمِ وَجْهُهُ، أَوِالْبَهِيْمَةِ الْوَارِمَةِ الضَّرْعُ فَيَتْفُلُ عَلٰى يَدَيْهِ وَيَقُوْلُ: بِسْمِ اللهِ وَيَضَعُ يَدَهُ عَلٰى رَأْسِهِ، وَيَقُوْلُ: عَلٰى مَوْضِعِ كَفِّ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ فَيَمْسَحُهُ عَلَيْهِ، قَالَ ذَيَّالٌ: فَيَذْهَبُ الْوَرِمُ۔ [الصحيحة:٢٩٥٥]

میں نے ارادہ کیا ہے کہ میں وصیت کروں، بے شک میرے اس یتیم کے لئے جو میرے زیر پرورش ہے اُس کے لئے سو اونٹ ہیں۔ ہم جاہلیت میں اُن کا نام مطیبہ رکھتے تھے" یہ سن کر" فوراً رسول اللہ ﷺ غصے میں آ گئے حتیٰ کہ غصہ کے آثار ہم نے آپ کے چہرہ پر دیکھے۔ آپ ﷺ بیٹھے ہوئے تھے اور گھٹنوں کے بل بیٹھ گئے اور فرمایا: نہیں نہیں نہیں! صدقہ پانچ (اونٹوں کا) وگرنہ دس وگرنہ پندرہ وگرنہ بیس وگرنہ پچیس وگرنہ تیس وگرنہ پینتیس اگر بہت زیادہ تو چالیس ،تو اُس نے آپ ﷺ کو الوداع کیا اور یتیم کے پاس ایک لاٹھی تھی وہ اونٹ کو مار رہا تھا، نبی ﷺ نے فرمایا: گراں گزرا ہے یتیم کا یہ چلنا۔ حنظلہ نے کہا: میرا باپ نبی کے قریب ہوا اور اُس نے کہا: میرے باریش اور کم عمر والے بیٹے بھی ہیں۔ اور یہ اُن سب میں سے چھوٹا ہے۔ اس کے لئے اللہ سے دعا فرمادیں۔ آپ نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا: اللہ تجھ میں برکت فرمائے یا تجھ میں برکت کردی جائے۔ ذیال نے کہا: میں نے حنظلہ کو دیکھا اُس کے پاس سوزش زدہ چہرے والا انسان لایا جاتا یا سوزش زدہ تھنوں والا جانور لایا جاتا وہ اپنے ہاتھ پر تھوکتا اور بسم اللہ کہتے ہوئے اپنا ہاتھ اپنے سر پر رکھ دیتا اور کہتا: رسول اللہ ﷺ کی ہتھیلی کی جگہ پر پھر اس پر ہاتھ پھیر دیتا ذیال نے کہا سوزش دور ہو جاتی۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۹۵۵۔ احمد (۵/ ۶۷،۶۸)' طبرانی فی الکبیر(۳۴۹۹،۳۵۰۰)' ابن قانع فی معجم الصحابۃ ابوالقاسم البغوی فی معجم الصحابۃ (۵۴۰)'ابو نعیم فی المعرفۃ (۷/ ۲۲۳)۔

باب ضحك رسول اللهﷺ

نبیؐ کی خوش مزاجی کا بیان

٣٦٧٩۔عَنْ أَبِيْ ذَرٍّ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: ((يُؤْتٰى بِالرَّجُلِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيُقَالُ: اعْرِضُوْا عَلَيْهِ صِغَارَ ذُنُوْبِهِ فَتُعْرَضُ عَلَيْهِ وَيُخَبَّأُ عَنْهُ كِبَارُهَا، فَيُقَالُ: عَمِلْتَ يَوْمًا كَذَا وَكَذَا، كَذَا

حضرت ابوذر کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آدمی کو قیامت کے روز لایا جائے گا اور کہا جائے گا: اس پر اس کے چھوٹے گناہ پیش کرو اُس پر پیش کردیئے جائیں گے اور اُس کے بڑے گناہوں کو پوشیدہ رکھا جائے گا اور کہا جائے گا: کیا تو نے فلاں

وَكَذَا، وَهُوَ مُقِرٌّ لَايُنْكِرُ، وَهُوَ مُشْفِقٌ مِنَ الْكِبَارِ، فَيُقَالُ: أَعْطُوْهُ مَكَانَ كُلِّ سَيِّئَةٍ عَمِلَهَا حَسَنَةً قَالَ: فَيَقُوْلُ: إِنَّ لِيْ ذُنُوْبًا مَاأَرَهَا هٰهُنَا، قَالَ أَبُوْ ذَرٍّ: فَلَقَدْ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ضَحِكَ حَتّٰى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ)) [الصحيحة: ٣٠٥٢]

فلاں دن فلاں فلاں گناہ کئے تھے؟ وہ انکار نہ کرتے ہوئے اقرار کرلے گا اور بڑے گناہوں سے ڈر رہا ہوگا۔ کہا جائے گا: اس کے ہر گناہ کے بدلے جو اُس نے کیا ہے نیکی عطا کردو۔ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ کہے گا: میرے کچھ گناہ ایسے بھی ہیں جن کو میں نے یہاں نہیں دیکھا، ابوذر نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ،آپ ﷺ مسکرا پڑے، حتیٰ کہ آپ کی داڑھیں ظاہر ہوگئیں۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۰۵۲- وکیع فی الزھد (۳۶۷)' ومن طریقہ احمد (۵/ ۱۵۷)' وابوعوانۃ (۱/ ۱۷۰)' و مسلم (۱۹۰) ولم یسق لفظہ۔

باب: دخول الجنة برحمة الله

جنت میں داخلہ اللہ کی رحمت کی وجہ سے ہوگا

٣٦٨٠۔وَعَنْ أَسَدِ بْنِ كُرْزٍ، قَالَ: قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَا أَسَدُبْنَ كُرْزٍ! لَاتَدْخُلُ الْجَنَّةَ بِعَمَلٍ، وَلٰكِنْ بِرَحْمَةِ اللّٰهِ، [قُلْتُ: وَلَا أَنْتَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ] وَلَا أَنَا إِلَّا أَنْ يَتَلَافَانِيَ اللّٰهُ، أَوْيَتَغَمَّدَنِيَ [اللّٰهُ] مِنْهُ بِرَحْمَةٍ)) [الصحيحة:٣١٣٨]

اسد بن کرز کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے مجھے کہا: اے اسد بن کرز! تو عمل کی وجہ سے جنت میں داخل نہیں ہوگا لیکن اللہ کی رحمت کے ساتھ، میں نے کہا: اور نہ آپ اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ ﷺ نے فرمایا: اور نہ میں ہی۔ مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ مجھ کو اپنی طرف سے اپنی رحمت کے ساتھ ڈھانپ لیں گے۔

تخریج: الصحیحۃ ۳۱۳۸- بخاری فی التاریخ (۲/ ۴۹)' طبرانی فی الکبیر (۱۰۰۱)' ابو نعیم فی المعرفۃ (۹۰۲)۔

باب: فضل حفاظة الفرج

شرم گاہ کی حفاظت کی فضیلت کا بیان

٣٦٨١۔عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَاشَبَابَ قُرَيْشٍ! احْفَظُوْا فُرُوْجَكُمْ لَاتَزْنُوْا، أَلَا مَنْ حَفِظَ فَرْجَهُ فَلَهُ الْجَنَّةُ))

[الصحيحة:٢٦٩٦]

ابن عباس کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے قریش کے جوانو! اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرو، زنا نہ کرو، خبردار! جس نے اپنی شرمگاہ کی حفاظت کی اُس کے لئے جنت ہے۔

تخریج: الصحیحۃ ۲۶۹۶- طبرانی فی الاوسط (۶۸۴۲)' حاکم (۴/ ۳۵۸)' بیہقی فی الشعب (۵۴۶۹)۔

فوائد: پاک بازی بہت بڑی صفت ہے باحیاء انسان اللہ تعالیٰ کو بہت زیادہ محبوب ہوتا ہے، اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے پاک باز شخص کو جنت کی ضمانت دی ہے۔ اور بالخصوص موجودہ حالات میں بے حیائی و فحاشی اور زنا سے بچنا یقیناً اعلیٰ درجہ کی ولایت ہے، کیونکہ دنیادار حکمرانوں نے تحفظِ حقوق نسواں بل کے نام پر بدکاری کی تمام راہوں کو ہموار کردیا ہے اور تحفظ حقوق نسواں بل کی آڑ میں تحفظِ زنا بل اسمبلی سے پاس کروالیا ہے اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی خاص مدد سے عزت و عصمت، پاکبازی اور شرم و حیاء کے زیور سے آراستہ و پیراستہ فرمائے۔

٣٦٨٢۔عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ

عائشہ کہتی ہیں: رسول اللہ ﷺ نے مجھے کہا: اے عائشہ! حقیر سمجھے

ﷺ: ((یَاعَائِشَةُ إِیَّاكِ وَمُحَقَّرَاتِ الذُّنُوبِ، فَإِنَّ لَهَا مِنَ اللّٰهِ طَالِبًا)) [الصحيحة:٢٧٣١]

جانے والے گناہوں سے بچ۔ یقیناً اُن کے متعلق بھی اللہ کی طرف سے باز پرس ہوگی۔

تخریج: الصحیحة ۲۷۳۱۔ دارمی (۲۷۲۹)' ابن ماجه (۴۲۴۳)' ابن حبان (۵۵۶۸)' احمد (۶/ ۷۰، ۱۵۱)۔

فوائد: گزشتہ احادیث سمیت اس حدیث میں بھی آپ ﷺ نے گناہوں سے بچنے کی خصوصی تلقین فرمائی ہے اور حقیقت بھی یہی ہے کہ اگر انسان نیکیوں کے ساتھ ساتھ گناہ بھی کرتا رہے تو وہ تقویٰ کی معراج اور قربِ الٰہی کی دہلیز تک کبھی نہیں پہنچ سکتا۔ بلکہ ایسا شخص عملی منافق کہلاتا ہے اور کبھی کبھار ایسے شخص کو رحمتِ الٰہی سے محروم کردیا جاتا ہے۔ گناہوں کی بابت عدالتِ الٰہی میں باز پرس تو ضرور ہوگی مگر اُس روز کی شرمندگی سے پہلے دنیا میں ہی گناہوں کی نحوست اور برے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ اہل علم لکھتے ہیں اِنَّ لِلسَّیِّئَةِ سَوَادًا فِی الْوَجْهِ وَظُلْمَةً فِی الْقَلْبِ وَوَهْنًا فِی الْبَدَنِ وَنَقْصًا فِی الرِّزْقِ وَبُغْضَةً فِی قُلُوبِ الْخَلْقِ گناہ سے چہرہ سیاہ اور دل تاریک ہو جاتا ہے جسم میں کمزوری اور رزق میں کمی واقع ہوتی ہے اور (نیک) لوگوں کے دل میں گناہ کی وجہ سے نفرت پیدا ہوجاتی ہے۔ سنتِ نبوی اور جدید سائنس میں ایک ماہر پیتھالوجی کا تجزیہ ہے کہ: مسلمانوں کا یقین ہے کہ گناہ کا عذاب آخرت میں نہ صرف دوزخ کی شکل میں ملے گا بلکہ دنیا میں بھی اس کی نحوست کے اثرات ذہنی بیماریوں کی شکل میں سامنے آتے رہتے ہیں، بعض گناہوں کی نحوست کے اثرات بیماریوں کی شکل میں سامنے آتے ہیں اور بعض کی جسمانی بیماریوں کی صورت میں اور بعض گناہوں کی نحوست سے رزق میں تنگی بھی ہوجاتی ہے، جدید تحقیقات سے یہ بات ثابت ہوچکی ہے کہ گناہ سے پریشانی، تذبذب اور نفسیاتی امراض پیدا ہوتے ہیں۔ دراصل گناہ سے خون میں Histameen (ہسٹامین) کی زیادتی ہوجاتی ہے جس سے برین سیل بہت زیادہ متاثر ہوتے ہیں اور انسان بے شمار مہلک امراض میں مبتلا ہوجاتا ہے۔ مسلمان بھائیو! جب گناہ کے برے اثرات دنیا و آخرت میں اس قدر زیادہ ہیں تو پھر عقلمندی و دانائی کا یہی تقاضا ہے کہ ہر قسم کے گناہ سے دامن بچایا جائے اور خالص نیکیوں کے ساتھ زندگی بسر کی جائے۔

باب اذا خافنی فی الدنیا أمنته یوم القیمة

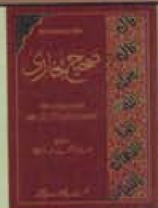
جو دنیا میں مجھ سے ڈرے گا آخرت میں میں اس کو امن دوں گا

٣٦٨٣۔عَنِ الْحَسَنِ مُرْسَلًا: ((یَقُولُ اللّٰهُ - عَزَّوَجَلَّ - وَعِزَّتِي لَا أَجْمَعُ عَلٰى عَبْدِي خَوْفَیْنِ وَلَا أَجْمَعُ لَهُ أَمْنَیْنِ، إِذَا أَمِنَنِي فِي الدُّنْیَا أَخَفْتُهُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ، وَإِذَا خَافَنِي فِي الدُّنْیَا أَمَّنْتُهُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ)) [الصحيحة:٢٦٦٦]

حسن سے مرسل روایت ہے اللہ عزوجل فرماتے ہیں: مجھے اپنی عزت کی قسم! میں اپنے بندے پر دو ڈر جمع نہیں کروں گا اور نہ ہی اُس کے لئے دو امن اکٹھے کروں گا۔ جو دنیا میں مجھ سے بے خوف رہا اُس کو آخرت میں خوف زدہ کروں گا اور جو دنیا میں مجھ سے ڈرتا رہا اُس کو قیامت کے دن میں بے خوف کروں گا۔

تخریج: الصحیحة ۲۶۶۶۔ ابن المبارك فی الزهد (۱۵۷)' والبزار (الکشف: ۳۲۳۲)' عن الحسن البصری مرسلاً (ابن صاعد فی زوائد الزهد (۱۵۸)' ابن حبان (۶۴۰)' البزار (الکشف: ۳۲۳۳) موصولاً عن ابی هریرة رضی اللہ عنہ۔

مکتبہ قدوسیہ کی خدماتِ حدیث



اصح الکتب بعد کتاب اللہ

صحیح بخاری

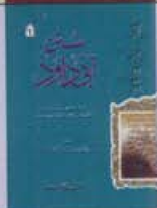
۸ جلدوں پر مشتمل ● قیمت انتہائی مناسب

تدوین حدیث، اصول حدیث، مقام حدیث اور حجیت حدیث کی وضاحت اور منکرین حدیث کے اشکالات کے رد میں جامع مقدمہ ● اختلافی مسائل میں فریقین کے دلائل اور ان کا انصاف پسندانہ تجزیہ ● فتح الباری عون المعبود، تحفۃ الاحوذی اور مرعاۃ المفاتیح وغیرہ شروحات سے منتخب علمی فوائد

مسلک سلف صالحین کی روشنی میں بہترین تشریح عربی متن جلی خط میں اعراب کے ساتھ ترجمہ نہایت آسان، بامحاورہ اور عوام اور خواص کے لیے یکساں مفید

حضرت مولانا محمد داود راز رحمہ اللہ

کے قلم سے فرامین نبوی کے صحیح ترین مجموعے کی لاجواب تشریح



تحقیق و تخریج کے ساتھ اردو زبان میں پہلی مرتبہ

سُنن اَبی داؤد

تحقیق:

محدث العصر علامہ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ

ترجمہ

ابوانس محمد سرور گوہر

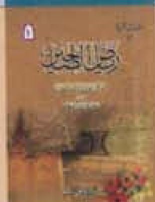
۳ جلدوں پر مشتمل خوبصورت طباعت

ضعیف احادیث کی نشاندہی اور اختصار کے ساتھ وجہ ضعف کا بیان

احادیث صحیح بخاری و صحیح مسلم کی تخریج

اردو میں سنن ابی داؤد کا پہلا معیاری نسخہ

انتہائی مناسب قیمت کے ساتھ



بہجۃ الناظرین

شرح

ریاض الصالحین

تشریح و تخریج

شیخ سلیم بن عید الہلالی حفظہ اللہ

۲ جلدوں پر مشتمل ● قیمت انتہائی مناسب

★ جدید ترجمے کے ساتھ احادیث کی مکمل تحقیق و تخریج

★ غریب الحدیث کے عنوان سے مشکل الفاظ کے معانی

★ فقہ الحدیث کے عنوان کے تحت بیان کردہ حدیث کی بہترین شرح



صحیح بخاری و صحیح مسلم کی متفق علیہ احادیث کا مجموعہ

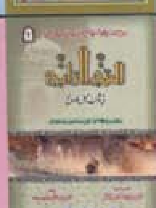
اللؤلؤ والمرجان

فیما اتفق علیہ الشیخان

مرتب

فضیلۃ الشیخ محمد فؤاد عبدالباقی رحمہ اللہ

ترجمہ مولانا محمد داؤد راز رحمہ اللہ و مولانا عبدالرشید تونسوی رحمہ اللہ



اعمال صالحہ اور ان کے اجر و ثواب سے متعلق احادیث نبویہ کا بے مثال مجموعہ

المتجر الرابح

فی ثواب العمل الصالح

حافظ امام ابومحمد شرف الدین عبدالمؤمن خلف الدمیاطی

تحقیق و تخریج

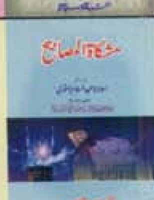
ڈاکٹر عبدالملک بن عبداللہ بن دہیش

ترجمہ

ڈاکٹر عبدالرحمن یوسف

آپ کی زندگی کا رخ بدل دینے والی کتاب ظاہری اور معنوی حسن سے مزین

۲ جلدوں پر مشتمل ● جاذب نظر



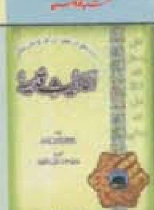
مشکاۃ المصابیح

ترجمہ و شرح

مولانا عبدالسلام بستوی

تحقیق و تخریج

محدث العصر علامہ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ



احادیثِ قدسیہ

ترجمہ:

الشیخ عبدالرشید تونسوی

تحقیق و فوائد

حافظ عمران ایوب لاہوری

سلسلہ احادیث صحیحہ (اُردو)

تصنیف

محدث کبیر محقق شہیر

علامہ محمد ناصر الدین البانی رحمہ اللہ

ترجمہ، تہذیب، شرح

فضیلۃ الشیخ ابو میمون محمد محفوظ اعوان حفظہ اللہ تعالیٰ

1

انصار السنہ پبلیکیشنز لاہور

سلسلہ احادیث صحیحہ (اردو)

جلد چہارم

تصنیف

مجدد دین محدث کبیر محقق شہیر علامہ محمد ناصر الدین البانی رحمہ اللہ

ترجمہ تبویب، شرح

فضیلۃ الشیخ ابو القاسم محمد محفوظ احمد حفظہ اللہ

نظر ثانی

فضیلۃ الشیخ محمد عبد اللہ سلیم حفظہ اللہ || فضیلۃ الشیخ قمر الزمان المدینی

فضیلۃ الشیخ محمد نعیم رضوان حفظہ اللہ

انصار السنہ پبلیکیشنز لاہور

اسلامی اکادمی، الفضل مارکیٹ، 17-اردو بازار لاہور

فون: 042-37357587

نام کتاب: سلسلہ احادیث صحیحہ (اردو)

تصنیف

مجدد دین محدث کبیر محقق شہیر علامہ محمد ناصر الدین البانی رحمہ اللہ

ترجمہ تبویب، شرح

فضیلۃ الشیخ ابوالقاسم محمد محفوظ احمد حفظہ اللہ

ناشر: ابو مومن منصور احمد حفظہ اللہ
اہتمام: محمد رمضان محمدی، محمد سلیم جلالی

اسلامی اکادمی، الفضل مارکیٹ، 17-اردو بازار لاہور فون: 042-37357587

Dar-us-Salam

486 ATLANTIC AVE, BROOKLYN, NY 11217
TEL(718) 625-5925 FAX:(718) 625-1511
E-Mail: darussalamny@hotmail.com
Web Site: www.darussalamny.com

فهرسة ابواب
سلسلة الاحاديث الصحيحة

جلد اوّل

جلد دوم

جلد سوم

جلد چہارم

جلد پنجم

جلد ششم

❁❁❁❁

فہرست

❁❁❁❁

اَلْأَخْلَاقُ وَالْبِرُّ وَالصِّلَةُ

اخلاق، نیکی کرنا، صلہ رحمی

الاخلاق : لغوی معنی: "الخُلُق" کی جمع ہے، عادت، طبیعت، مزاج، فطرت، طبعی خصلت

اصطلاحی تعریف:...... وہ قوت جس سے بسہولت اور بغیر سوچے اور فکر کیے افعال صادر ہوں۔

البِرّ : لغوی معنی: نیکی، حسن سلوک، اطاعت، احسان

اصطلاحی تعریف:...... خیر و بھلائی کے امور سر انجام دینے میں وسعت اختیار کرنا۔

الصلة : لغوی معنی: تعلق، رشتہ، رابطہ، عطیہ، انعام

اصطلاحی تعریف:...... نسبی اور سسرالی رشتہ داروں کے ساتھ احسان کرنا، ان کے ساتھ نرمی برتنا اور ان کے حالات کا خیال رکھنا۔

فقاہت فی الدین اور حسن اخلاق کن لوگوں کی صفات ہیں

(٢٣٤٧)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((خَصْلَتَانِ لَا تَجْتَمِعَانِ فِي مُنَافِقٍ: حُسْنُ سَمْتٍ، وَلَا فِقْهٌ فِي الدِّيْنِ۔)) (الصحيحة:٢٧٨)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دو خوبیاں منافق میں جمع نہیں ہوسکتیں: حسنِ اخلاق اور دین میں فقاہت۔''

تخريج: أخرجه الترمذي: ٢/ ١١٤

شرح:...... امام عبد الرحمٰن مبارکپوری اس حدیث کی شرح بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''نبی کریم ﷺ نے یہ فرما کر کہ ''دو خوبیاں منافق میں جمع نہیں ہوسکتیں'' مومنوں کو ترغیب دلائی ہے کہ وہ اپنے آپ کو ان دو صفات سے متصف کریں اور اس بات سے زجر و توبیخ کی ہے کہ ایسا نہ ہو کہ منافق کی طرح ان میں ایک خصلت ہو اور دوسری صفت نہ ہو۔ اس حدیث میں منافق سے مراد یا تو حقیقی منافق ہے جس کے اعتقاد میں نفاق ہوتا ہے، یا پھر مجازی منافق ہے، جو عمل صالح کے ذریعے ریاکاری کرتا ہے، اسی کو عملی نفاق کہتے ہیں۔ حدیث کے الفاظ "حُسْنُ سَمْتٍ" سے مراد اخلاق،

سیرت اور طریقہ ہے۔ طیبی نے کہا: نیکوکار کی صورت اور ہیئت کو اپنانا "حُسْـنُ سَمْتٍ" کہلاتا ہے۔ جبکہ میرک نے کہا: "سَمت" کا معنی طریقہ یعنی مقصد ہے، لیکن یہ بھی کہا گیا ہے کہ اہل خیر لوگوں کی ہیئت ہے۔ لیکن حافظ ابن حجر نے کہا: طرقِ خیر کو تلاش کرنا، صالحین کی سیرت کا اختیار کرنا اور ظاہری و باطنی معائب و نقائص سے اجتناب کرنا "حُسْنَ سَمتٍ" کہلاتا ہے اور یہی معنی بہترین معلوم ہوتا ہے۔

تورپشتی نے "فِـقْـه فِی الدِّیْن" کی وضاحت کرتے ہوئے کہا: دین میں فقاہت سے مراد وہ ملکہ ہے جو دل میں جگہ پکڑے، پھر زبان پر ظاہر ہو اور عملِ صالح کا فائدہ دیتے ہوئے بندے میں خشیت اور تقوی جیسی صفات پیدا کرے۔ رہا مسئلہ اس نام نہاد فقیہ کا جو فقہ کے ابواب کا مطالعہ اس مقصد کے پیشِ نظر کرتا ہے کہ اس کو عزت و شرف حاصل ہو اور روزی کے اسباب پیدا ہوں، تو وہ فقاہت فی الدین جیسے عظیم مرتبے سے کوسوں دور ہے، کیونکہ اس کی فقہ کا تعلق صرف زبان سے ہے، نہ کہ دل سے۔ جیسا کہ سیدنا علی کَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَهٗ نے کہا: "وَلٰـكِنِّیْ اَخْشٰی عَلَیْكُمْ كُلَّ مُنَافِقٍ عَـلِیْـمِ الـلِّسَانِ، " ...... مجھے تمہارے بارے میں زبان کے داؤ پیچ سے واقف اور چکنی چپڑی باتیں کرنے والے منافق سے ڈر لگتا ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ اس حدیث سے یہ مراد نہیں کہ منافق ان دو عظیم صفات میں سے ایک سے متصف ہوتا ہے اور دوسری سے عاری، بلکہ مومنوں کو اس بات پر آمادہ کیا جا رہا ہے کہ وہ ان دونوں خصائل کو اپنائیں اور ان کو متاثر کرنے والے اعمالِ قبیحہ سے اجتناب کریں، کیونکہ وہ بندہ منافق ہو گا جو ان دو خصلتوں سے غیر متصف ہو گا۔" (تحفہ الاحوذی)

فقاہت فی الاسلام کی برتری

(٢٣٤٨)۔ عَـنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ سُئِـلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: مَـنْ أَكْرَمُ النَّاسِ؟ قَالَ: ((أَتْقَاهُمْ لِلّٰهِ۔)) قَالُوْا: لَیْسَ عَنْ هٰذَا نَسْأَلُكَ؟ قَالَ: ((فَأَكْرَمُ النَّاسِ یُوْسُفُ نَبِیُّ الـلّٰـهِ ابْنُ نَبِیِّ اللّٰهِ ابْنِ نَبِیِّ اللّٰهِ ابْنِ خَلِیْلِ اللّٰهِ۔)) قَالُوْا: لَیْسَ عَنْ هٰذَا نَسْأَلُكَ؟ قَالَ: ((فَعَـنْ مَعَادِنِ الْعَرَبِ تَسْأَلُوْنِیْ؟ النَّاسُ مَعَادِنُ خِیَارُهُمْ فِی الْجَاهِلِیَّةِ خِیَارُهُمْ فِی الإِسْلَامِ، إِذَا فَقِهُوْا۔)) (الصحیحة:٣٩٩٦)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا گیا: لوگوں میں سب سے زیادہ معزز کون ہیں؟ آپ نے فرمایا: "جو اللہ تعالی سے سب سے زیادہ ڈرنے والا ہو۔" صحابہ نے کہا: ہم نے اس کے بارے میں تو سوال نہیں کیا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "تو پھر لوگوں میں سب سے زیادہ عزت والے اللہ کے نبی حضرت یوسف ہیں، جن کے باپ بھی نبی ہیں، دادا بھی نبی ہیں اور پڑدادا خلیل اللہ ہیں۔" صحابہ نے کہا: ہمارا سوال اس کے متعلق بھی نہیں ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "تو پھر تم عرب کی کانوں (یعنی مختلف لوگوں) کے متعلق سوال کر رہے ہو؟ لوگ تو کانیں ہیں، ان میں سے زمانۂ جاہلیت کے بہتر لوگ، اسلام میں بھی بہتر ہیں جبکہ انھیں دین کی سمجھ ہو۔"

تخریج: أخرجه البخاري:٣٣٨٣و ٤٦٩٠، ومسلم:٧/ ١٠٣، والبغوي في"شرح السنة":١٣/ ١٢٥، وأحمد: ٢/ ٤٣١

شرح:...... جس طرح کانیں ایک دوسرے سے مختلف ہوتی ہیں، کوئی عمدہ اشیا پر مشتمل ہوتی ہے تو کوئی ردّی چیزوں پر، اسی طرح لوگ بھی اخلاق و اعمال کے لحاظ سے مختلف ہوتے ہیں، یعنی کوئی اچھا ہوتا ہے تو کوئی برا۔ علاوہ ازیں شرف وفضل اور اخلاق و کردار کے اعتبار سے جولوگ زمانۂ جاہلیت میں ممتاز ہوں، اگر وہ دین میں فہم وفراست حاصل کر لیں تو مسلم معاشرے میں بھی ان کا سابقہ مقام ومرتبہ بحال رہے گا۔

نیز اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ تعالی کے ہاں سب سے زیادہ عزت والا آدمی وہ ہے جو خشیتِ الٰہی اور خوفِ خدا سے معمور ہو۔اس کے علاوہ حضرت یوسف علیہ السلام کی افضلیت کا پتہ چلتا ہے جن کے باپ حضرت یعقوب علیہ السلام، دادا حضرت اسحاق علیہ السلام اور پڑ دادا حضرت ابراہیم علیہ السلام سب اللہ تعالی کے پیغمبر تھے۔

صحابہ کے مابین رشتۂ اخوت

(٢٣٤٩)۔ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: آخَى صلى الله علیہ وسلم بَيْنَ الزُّبَيْرِ وَبَيْنَ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ۔ (الصحيحة:٣١٦٦)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے درمیان بھائی چارہ قائم کیا۔

تخريج: اخرجه البخاری فی "الادب المفرد": ٥٦٨، والبيهقی فی "السنن": ٦/ ٢٦٢

شرح:...... واضح رہے کہ سیدنا زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ اور سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ دونوں مہاجر صحابہ ہیں اور اس حدیث مبارکہ میں مذکورہ بھائی چارے کا قیام مکہ مکرمہ میں عمل میں لایا گیا تھا، جیسا کہ علامہ البانی رحمہ اللہ نے مذکورہ حدیث کی شرح کرتے ہوئے کہا: "قَالَ ابْنُ عَبْدِالْبَرِّ:كَانَتِ الْمُؤَاخَاةُ مَرَّتَيْنِ: مَرَّةً بَيْنَ الْمُهَاجِرِيْنَ خَاصَّةً وَذٰلِكَ بِمَكَّةَ وَمَرَّةً بَيْنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْأَنْصَارِ۔" ...... حافظ ابن عبد البر نے کہا: رشتۂ اخوت دو دفعہ قائم کیا گیا تھا: ایک دفعہ مکہ مکرمہ میں مہاجرین کے مابین اور دوسری دفعہ (مدینہ منورہ میں) مہاجرین اور انصار کے درمیان۔

اس حدیثِ مبارکہ سے یہ معلوم ہوا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ایک دوسرے کا دست و بازو بننے کے لیے گراں قدر قربانیاں پیش کیں کہ اگر کوئی مسلمان بے گھر اور بے آسرا ہے تو گھر بار والا صحابی نہ صرف اس کو اپنے گھر کا فرد قرار دے کر اس کا سہارا بن جاتا تھا، بلکہ اس کو ہر قسم کی ذہنی اور جسمانی تسکین پہنچانے کے لیے اپنی ساری صلاحیتیں صرف کر دیتا تھا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیاتِ مبارکہ میں اپنے پیروکاروں کے مابین دو دفعہ رشتۂ اخوت قائم کیا، یہ بھائی چارہ اسلام کے نام پر تھا، دوسری بار تو انصار نے اللہ تعالی کے نام پر مہاجرین کے لیے قربانیوں کی جو مثال پیش کی، کوئی بھی مذہب ایسے ایثار کی مثال پیش نہیں کرسکتا۔ یہ اسلام ہی ہے جس نے خون کے پیاسوں کو ایک دوسرے کی عزت وحرمت

کا محافظ بنا دیا۔

راستوں میں بیٹھنے کے حقوق

(٢٣٥٠)۔ عَنْ عُمَرَ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ: ((إِيَّاكُمْ وَالْجُلُوْسَ فِي الصُّعُدَاتِ (وَفِيْ رِوَايَةٍ: الطُّرُقِ) فَإِنْ كُنْتُمْ لَابُدَّ فَاعِلِيْنَ، فَأَعْطُوا الطَّرِيْقَ حَقَّهُ۔)) قِيْلَ: وَمَا حَقُّهُ؟ قَالَ: ((غَضُّ الْبَصَرِ، وَرَدُّ السَّلَامِ، وَإِرْشَادُ الضَّالِّ۔)) (الصحيحة:٢٥٠١)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''راستوں میں بیٹھنے سے بچو، اگر ایسا ضروری طور پر کرنا ہی پڑ جائے تو راستے کو اُس کا حق دیا کرو۔'' پوچھا گیا: اُس کا حق کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''نگاہ جھکا کر رکھنا، سلام کا جواب دینا اور ناواقف کی رہنمائی کرنا۔''

تخريج: أخرجه الطحاوي في "مشكل الآثار": ١/ ٥٨، والبزار في "مسنده": ٢/ ٤٢٥/ ٢٠١٨۔ كشف الأستار

شرح:...... اس حدیث مبارکہ میں اس حقیقت کا واضح ثبوت ہے کہ انسانیت کو ہر قسم کی تکلیف سے بچانے کے لیے صرف اسلام نے ٹھوس اقدامات کیے ہیں کہ عام راستوں اور گزرگاہوں کو معاشرے کی اجتماعی ملکیت قرار دیا۔ اس لیے ان پر مجلسیں جما کر بیٹھنا صحیح نہیں، اس سے گزرنے والوں کو تکلیف ہو سکتی ہے، بالخصوص پردہ دار عورتوں کو، جو لوگوں کے سامنے آنے یا ان کے سامنے سے گزرنے کو ناپسند کرتی ہیں۔ اگر کسی مجبوری کی بنا پر کسی گزرگاہ پر بیٹھنا ہی پڑ جائے تو ایسا انداز اختیار کیا جائے کہ گزرنے والوں کو کوئی تکلیف نہ ہو، مثلاً گزرنے والی عورتوں سے نظر بچا کر رکھنا، اچھی گفتگو کرنا، زیادہ بوجھ لادے ہوئے آدمی کی مدد کرنا، مظلوم اور مصیبت زدہ کے ساتھ تعاون کرنا، بھٹکے ہوئے کی رہنمائی کر دینا، سلام کا جواب دینا۔

اگر اسلام میں شاہراہوں اور گزرگاہوں کے حقوق یہ ہیں تو پھر ان پر تجاوزات قائم کر کے یا شادی بیاہ کے موقع پر ان کو بند کر کے یا لڑکوں کا سڑکوں پر کھیلیں شروع کر کے ہزاروں انسانوں کو تکلیف دینا کیسے جائز ہو سکتا ہے؟ لیکن بدقسمتی سے یہ چیز ہمارے ملک میں عام ہے۔ مزید کہا جا سکتا ہے کہ تنگ سڑکوں، موڑوں اور اترائی و چڑھائی پر (LTV) یعنی چھوٹی گاڑی والوں کو (HTV) یعنی بڑی ٹرانسپورٹ کا خیال رکھنا چاہیے، کیونکہ ٹریلر اور ٹرک وغیرہ کا سڑک سے اترنا مشکل ہوتا ہے۔

امام البانی رحمہ اللہ اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''یہ احادیث چند ایک اہم آدابِ اسلامی پر مشتمل ہیں، جن کا تعلق راستوں اور گھروں کے صحنوں میں بیٹھنے سے ہے۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ ان آداب کا احترام کریں، بالخصوص ان امور کا، جو فرض ہیں، مثلاً عورتوں سے نگاہوں کو پست کرنا کہ دوسری کئی احادیث میں بھی اس کا حکم دیا گیا

ہے اور اللہ تعالی فرماتے ہیں: ﴿قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ بِمَا يَصْنَعُوْنَ﴾ (سورۂ نور: ۳۰) ...... ''مسلمان مردوں سے کہو کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت رکھیں، یہی ان کے لیے پاکیزگی ہے، لوگ جو کچھ کرتے ہیں اللہ تعالی سب سے خبردار ہے۔''

غور کریں کہ اللہ تعالی کا یہ حکم امت اسلامیہ کی پہلی نسل یعنی صحابہ کرام کو براہِ راست دیا گیا، حالانکہ وہ مطہّر اور منوّر تھے اور ان کے لیے کسی عورت کے چہرے اور ہاتھوں کے علاوہ جسم کا کوئی اور حصہ دیکھنا ممکن ہی نہ تھا، جیسا کہ مختلف احادیث سے پتہ چلتا ہے، مثال کے طور پر خثعمی عورت کی حدیث اور بنتِ ہبیرہ وغیرہ کی حدیث ہے، جو میری تصنیفات (جلباب المرأة) اور (آداب الزفاف) میں مذکور ہیں۔

میں کہتا ہوں: جس زمانے میں صرف عورت کے چہرے اور ہاتھوں پر نگاہ پڑنا ممکن تھی، اس وقت بھی نگاہیں پست رکھنے کا حکم تھا۔ کوئی شک وشبہ نہیں کہ عصرِ حاضر میں اس حکم میں مزید تاکید پیدا ہو گئی ہے، جس میں عورتوں نے لباس بھی زیبِ تن کر رکھا ہے اور ننگی بھی ہیں۔ ان ہی عورتوں کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا: ''بعض عورتیں ایسی بھی ہوں گی کہ جو ملبوس ہونے کے باوجود برہنہ ہوں گی، وہ لوگوں کو اپنی طرف مائل کریں گی اور خود ان کی طرف مائل ہوں گی، ان کے سر بختی اونٹوں کی کوہانوں کی طرح ہوں گے۔ ایسی عورتیں جنت میں داخل نہیں ہوں گی ......'' (صحیحہ: ۱۳۲٦)

اس لیے بالعموم ہر مسلمان پر اور بالخصوص ہر مسلم نوجوان پر واجب ہے کہ وہ اپنی نظریں جھکا کر رکھا کرے، خاص طور پر (مختلف چوراہوں پر آویزاں) حیا سوز اور ہیجان انگیز تصاویر کو دیکھنے سے گریز کریں۔ ایسے دور میں نوجوانوں کو چاہئے کہ وہ ان فتنوں سے بچنے کے لیے پہلی فرصت میں شادی کریں اور استطاعت نہ ہونے کی صورت میں روزے رکھنے کا اہتمام کریں، اس سے بری خواہشات ختم ہو جاتی ہیں۔ سو میں اللہ تعالی سے سوال کرتا ہوں کہ وہ ہمیں اور تمام مسلمانوں کو اپنی اطاعت وفرمانبرداری کرنے کی توفیق دے اور اپنی نافرمانیوں سے محفوظ رکھے، بیشک وہ سننے والا اور جواب دینے والا ہے۔''

رسول اللہ ﷺ کا صحابہ کو کنیت سے پکارنا

(۲۳۵۱)۔ عَنْ حَمْزَةَ بْنِ صُهَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: قَالَ عُمَرُ لِصُهَيْبٍ: أَيُّ رَجُلٍ أَنْتَ، لَوْلَا خِصَالٌ ثَلَاثٌ فِيْكَ! قَالَ: وَمَاهُنَّ؟ قَالَ: اِكْتَنَيْتَ وَلَيْسَ لَكَ وَلَدٌ، وَانْتَمَيْتَ إِلَى الْعَرَبِ وَأَنْتَ مِنَ الرُّوْمِ وَفِيْكَ سَرَفٌ فِي الطَّعَامِ۔ قَالَ: أَمَّا قَوْلُكَ:

حمزہ بن صہیب، اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے کہا: تو بڑا اچھا آدمی ہے، کاش تجھ میں تین (نامناسب) صفات نہ ہوتیں۔ صہیب رضی اللہ عنہ نے کہا: وہ کون سی ہیں؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: تو نے کنیت رکھی ہوئی ہے، حالانکہ تیری اولاد نہیں ہے، تو عرب کی طرف منسوب ہوتا ہے، حالانکہ تو رومی ہے اور

اكْتَنَيْتَ وَلَمْ يُوْلَدْلَكَ: فَإِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ كَنَّانِي أَبَايَحْيٰى وَأَمَّا قَوْلُكَ: اِنْتَمَيْتَ إِلَى الْعَرَبِ وَلَسْتَ مِنْهُمْ، وَأَنْتَ رَجُلٌ مِنَ الرُّوْمِ، فَإِنِّي رَجُلٌ مِنَ النَّمْرِ بْنِ قَاسِطٍ فَسَبَتْنِي الرُّوْمِ مِنَ الْمَوْصِلِ بَعْدَ إِذْ أَنَا غُلَامٌ عَرَفْتُ نَسَبِي، وَأَمَّا قَوْلُكَ: فِيْكَ سَرَفٌ فِي الطَّعَامِ، فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((خِيَارُكُمْ مَنْ أَطْعَمَ الطَّعَامَ۔)) (الصحيحة: ٤٤)

تو لوگوں کو کھلانے میں اسراف سے کام لیتا ہے۔ حضرت صہیب رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ کا (یہ اعتراض کہ) کہ میں نے کنیت رکھی ہوئی ہے، حالانکہ میرا کوئی لڑکا نہیں ہے (تو اس کا جواب یہ ہے کہ) رسول اللہ ﷺ نے خود میری کنیت ابو یحییٰ رکھی تھی۔ آپ کا (دوسرا اعتراض کہ) میں نے اپنے آپ کو عربوں کی طرف منسوب کر رکھا ہے، حالانکہ میں ان میں سے نہیں ہوں، بلکہ رومی ہوں (تو اس کا جواب یہ ہے کہ) میں قبیلہ نمر بن قاسط سے ہوں، رومیوں نے مجھے موصل سے قید کرلیا، میں اس وقت نوجوان تھا اور اپنا نسب پہچانتا تھا اور آپ (کا یہ اعتراض کہ) میں کھانا کھلانے میں اسراف کرتا ہوں تو میں نے خود رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ: ''تم میں سے بہترین شخص وہ ہے، جو کھانا کھلائے۔''

تخريج: رواه لوين في "أحاديثه": ٢٥/ ٢، وابن سعد في "الطبقات": ٣/ ٢٢٧، والحاكم: ٤/ ٢٧٨، وصححه ووافقه الذهبي، والطبراني في "الكبير": ٨/ ٤٤/ ٧٣١٠، وابن عساكر: ٨/ ١٩٤، والضياء المقدسي في "الأحاديث المختارة": ١٦/ ١، والحافظ ابن حجر في "الأحاديث العاليات": ٢٥ وقال: حديث حسن، رواه ابن ماجه، وابويعلى والطبراني

شرح:...... علامہ البانی رحمہ اللہ اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''اس حدیث سے ثابت ہوا کہ اس آدمی کے لیے کنیت رکھنا بھی مشروع ہے، جس کی اولاد نہ ہو، بلکہ صحیح بخاری وغیرہ میں تو یہ بھی ثابت ہے کہ آپ ﷺ نے ایک چھوٹی سی بچی کو ایک خوبصورت کپڑا پہنایا اور فرمایا: ((هٰذَا سَنَا يَا أُمَّ خَالِدٍ! هٰذَا سَنَا يَا أُمَّ خَالِدٍ)) (اے ام خالد! یہ اچھی ہے۔ اے ام خالد! یہ اچھی ہے۔)

لیکن تمام مسلمان بالخصوص عجمی لوگ اس عربی اور اسلامی سنت کو ترک کر چکے ہیں، اولاد ہونے کے باوجود کم ہی لوگ ہیں جو کنیت رکھتے ہیں، چہ جائیکہ وہ جن کے ہاں اولاد ہی نہ ہو۔ حیرانی کی بات یہ ہے کہ کنیت کی بجائے عجیب عجیب اعزازی القاب کا انتخاب کیا جاتا ہے، مثلا مسٹر، جناب، بیگ، پاشا، سیّد، استاد، قبلہ وغیرہ۔ حالانکہ ان میں ایسے القاب بھی ہیں، جن سے اُس آدمی کا تزکیہ ہوتا ہے اور کئی احادیث کی روشنی میں ایسا نام یا لقب ممنوع ہے، (جیسے آپ ﷺ نے زکیّہ نام تبدیل کر کے زینب رکھا تھا)۔

مزید اس حدیث میں کھانا کھلانے کی فضیلت بیان ہوئی ہے، یہ حسین عادت اسلام کی آمد سے پہلے عربوں کے حق میں آئی تھی، اسلام نے اس عمل صالح میں مزید تاکید پیدا کر دی، مختلف احادیث شریفہ میں اس کی ترغیب دلائی گئی

ہے۔ اہل یورپ تو سرے سے اس خصلت سے غیر متعارف تھے اور نہ ان کو ذوق تھا، الا یہ کہ وہ لوگ جنہوں نے اسلام کے سامنے اظہارِ عجز اختیار کیا، جیسے البان کے باشندے۔

بڑا افسوس ہے کہ مسلم اقوام، یورپی اندازِ حیات اختیار کرنے کو ترجیح دے رہی ہیں، قطع نظر اس سے کہ وہ طرز زندگی اسلام کے موافق ہے یا مخالف۔ یہی وجہ ہے کہ وہ رواجی اور رسمی موقعوں کے علاوہ ضیافت و میزبانی کا سرے سے کوئی اہتمام نہیں کرتے۔ لیکن ہمارا مقصود کسی مخصوص موقع پر رواجی کھانا کھلانا نہیں، ہم تو اس بات کے قائل ہیں کہ جب ہمارا مسلمان دوست ہمارے پاس آتا ہے تو ہم پر واجب ہو جاتا ہے کہ اس کے لیے اپنے گھر کے دروازے کھول دیں اور اس کی میزبانی کا حق ادا کریں۔ احادیثِ صحیحہ کی روشنی میں مہمان کی تین دن تک ضیافت ہم پر حق ہے۔

عصرِ حاضر کی یہ بات بڑی خوش آئند ہے کہ بعض مسلمان عربی زبان پر نازاں ہیں، حالانکہ وہ احسن انداز میں اس زبان کا ملکہ ہی نہیں رکھتے۔ لیکن افسوس اس بات پر ہے کہ اس زبان کے نام نہاد دعویداروں میں جود و کرم اور عزت و غیرت جیسے عربی اخلاقِ کریمہ کی کوئی رمق باقی نہیں رہی، جو دراصل دوسری امتوں کے لیے لوازم زندگی اور بنیادی اجزا تھے، کسی نے کیا خوب کہا:

وَإِنَّمَا الْأُمَمُ الْأَخْلَاقُ مَا بَقِيَتْ فَأِنْ هُمْ ذَهَبَتْ أَخْلَاقُهُمْ ذَهَبُوْا

یعنی: ''جب تک اخلاق باقی ہوں، امتیں بھی باقی رہتی ہیں جب اخلاق ماند پڑ جائیں تو امتیں بھی کالعدم ہو جاتی ہیں۔''

لیکن رسول اللہ ﷺ نے اس سے بھی اچھا انداز اختیار کیا اور فرمایا: ((إِنَّمَا بُعِثْتُ لِأُتَمِّمَ مَكَارِمَ (وَفِي رِوَايَةٍ: صَالِحَ) الْأَخْلَاقِ .)) ...... ''مجھے تو صرف اس (مقصد) کے لیے مبعوث کیا گیا کہ اخلاقی اقدار کی تکمیل کر سکوں۔'' (صحیحہ : ٤٤)

شرم وحیا کے فقدان کا انجام

(٢٣٥٢)۔ عَنْ أَبِي مَسْعُوْدِ الْبَدَرِيِّ مَرْفُوْعاً: ((آخِرُمَا أَدْرَكَ النَّاسُ مِنْ كَلَامِ النُّبُوَّةِ الْأُوْلَى: إِذَا لَمْ تَسْتَحِي فَاصْنَعْ مَاشِئْتَ۔)) (الصحيحة:٦٨٤)

حضرت ابو مسعود بدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پہلی نبوت کے کلام سے لوگوں کو آخری بات یہ ملی ہے کہ جب تو حیا نہ کرے تو جو چاہے کرتا پھرے۔''

تخریج: اخرجه ابن عساكر فى "تاريخ دمشق" من حديث ابى مسعود البدرى۔ ورواه البخارى عن أبى مسعود بلفظ: ((ان مما ادرك الناس ......)) الى آخر ما هنا، وابوداود: ٤٧٩٧، وابن ماجه: ٤١٨٣، والطحاوى فى "المشكل" ١/ ٤٧٩، واحمد: ٤/ ١٢١

شرح:...... شریعت مطہرہ میں جس ''حیاء'' کی تعریف کی گئی ہے، حافظ ابن حجرؒ نے اس کی توضیح یوں کی ہے:

وَفِي الشَّرْعِ: خُلُقٌ يَبْعَثُ عَلَى اجْتِنَابِ الْقَبِيْحِ وَيَمْنَعُ مِنَ التَّقْصِيْرِ فِي حَقِّ ذِي الْحَقِّ۔ (فتح

الباری: ۱/ ۷۲) ..... شریعت میں (حیا سے مراد) وہ خصلت ہے جو قبیح چیز سے اجتناب کرنے اور کسی حقدار کے حق میں کمی کرنے سے باز رہنے پر آمادہ کرے۔

اس مفہوم میں حیا ایسی عظیم صفت ہے، جو منکرات وسیئات سے پرہیز کرنے اور تزکیہ نفس میں مؤمن کی سب سے بڑی معاون ہے اور اللہ تعالی اور اس کے بندوں کے حقوق کی پاسداری کرنے پر ابھارتی ہے اور ان ہر قسم کی کم و کاست کرنے سے روکتی ہے۔

مذکورہ حدیث میں "..... مِنْ كَلَامِ النُّبُوَّةِ الْأُوْلٰى" سے مراد یہ ہے کہ تمام انبیا ورسل کی شریعتوں میں شرعی حیا کی اہمیت بحال رہی۔

اس حدیثِ مبارکہ میں باحیا ہونے کی ترغیب دلائی گئی ہے، یعنی جب کوئی انسان حیائے شرعی کو ترک کر دیتا ہے تو وہ طبعی طور پر ایسے دہانے پر کھڑا ہو جاتا ہے، جہاں ہر قسم کی برائی کا ارتکاب کرنا اور ہر قسم کی نیکی کو ترک کرنا ممکن ہوتا ہے۔ اس حدیث پر اسلام کا مدار ہے، کیونکہ یہ حیا ہی ہے کہ جس کی بنا پر مومن فرض اور مستحب کو ترک کرنے سے اور حرام اور مکروہ کا ارتکاب کرنے سے باز رہتا ہے۔

نیز یہ بھی اشارہ ملتا ہے کہ جو آدمی استطاعت کے باوجود کوئی نیکی کرنے یا کسی برائی سے باز آنے کے سلسلے میں لوگوں سے شرم محسوس کرتا ہے، اسے حیادار نہیں کہا جا سکتا، بلکہ وہ بزدل اور ضعیف الایمان ہے، جو شریعت کی روشنی میں بے حیا ہے۔

شرم وحیا کی فضیلت

(۲۳۵۳)۔ قَالَ ﷺ: ((إِنَّ لِكُلِّ دِيْنٍ خُلُقاً، وَخُلُقُ الإِسْلَامِ الْحَيَاءُ۔)) رُوِيَ مِنْ حَدِيْثِ أَنَسٍ وَعَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ۔ (الصحيحة: ٩٤٠)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ہر دین کا ایک مزاج ہوتا ہے اور اسلام کا مزاج حیا ہے۔" یہ حدیث حضرت انس رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی گئی ہے۔

تخريج: ١۔أما حديث أنس؛ فأخرجه ابن ماجه: ٤١٨١، والخرائطي في "مكارم الأخلاق": ص٤٩، و الطبراني في "الصغير": ص٥، والبغوي في "حديث علي بن الجعد": ١٢/ ١٦٩/ ١، وابن المظفر في "الفوائد المنتقاة": ٢/ ٢١٦/ ٢، وأبوالحسن بن لؤلؤ في "حديث حمزة الكاتب": ٢٠٦/ ١، وأبو الحسن الحربي في "جزء فيه نسخة عبدالعزيز بن المختار عن سهيل بن أبي صالح عن أبي هريرة: ١٦٤/ ٢، والخطيب في "التاريخ": ٧/ ٢٣٩، والقضاعي في "مسند الشهاب": ٨٦/ ١، وابن عساكر: ٨/ ٤٤٦/ ٢و١٦/ ٣٩٢/ ٢

٢۔وأما حديث ابن عباس؛ فأخرجه الخرائطي، والعقيلي في "الضعفاء": ١٨٧، و الطبراني في "المعجم

الکبیر": ١٠/ ٣٨٩/ ١٠٧٨٠، وابن عدی فی "الکامل": ١٩٨/ ١، وأبونعیم فی "الحلیة": ٣/ ٢٢٠

شرح:...... یہ حدیث اس حقیقت کا بیّن ثبوت ہے کہ اہل اسلام کو انتہائی باحیا ہونا چاہئے، کیونکہ وہ جس دین کے پیروکار ہیں، اس کا مزاج ہی حیا ہے۔شرم وحیا کا مفہوم سابق عنوان کے تحت گزر چکا ہے۔

(٢٣٥٤)۔ عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((الْحَيَاءُ مِنَ الإِيْمَانِ وَالإِيْمَانُ فِي الْجَنَّةِ، وَالْبَذَاءُ مِنَ الْجَفَاءِ، وَالْجَفَاءُ فِي النَّارِ۔)) (الصحیحة:٤٩٥)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''حیاء، ایمان سے ہے اور ایمان جنت میں (لے جانے والا) ہے اور بدکلامی و بدزبانی، اکھڑ مزاجی (بدخلقی) سے ہے اور اکھڑ مزاجی آگ میں (لے جانے والی) ہے۔''

تخریج:أخرجه الترمذی: ١/ ٣٦١، وابن حبان:١٩٢٩، والحاکم: ١/ ٥٢-٥٣، وعبدالله بن وهب فی "الجامع" ٧٣، وأحمد: ٢/ ٥٠١، محمد بن مخلد العطار فی "المنتقی من حدیثه": ٢/ ١٩/ ٢، وابن عساکر فی "تاریخ دمشق": ٤/ ٣٣٥/ ١

شرح:...... اس حدیث میں جہاں شرم وحیا کو سراہا گیا اور ایمان کا جزو قرار دیا گیا ہے، وہاں بدکلامی اور بداخلاقی کی شدید مذمت بھی کی گئی ہے۔

(٢٣٥٥)۔ عَنْ عُمَرَ- رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ- قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰه ﷺ: ((اِسْتَحْيُوْا، فَإِنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَحْيِي مِنَ الْحَقِّ، لَاتَأْتُوْا النِّسَاءَ فِيْ أَدْبَارِهِنَّ۔)) (الصحیحة:٣٣٧٧)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''تم شرم کرو، بیشک اللہ تعالیٰ حق بیان کرنے سے نہیں شرماتا، عورتوں کو پشت سے استعمال مت کرو۔''

تخریج: أخرجه النسائي في "السنن الکبری": ٥/ ٣٢٢/ ٩٠٠٩، والبزار في مسنده "البحر الزخار": ١/ ٤٧٤/ ٣٣٩، والخرائطي في "مساویء الأخلاق": ٢٠٩- ٢١٠/ ٤٦٦، وأبویعلي في "المسند الکبیر": ٢/ ٣٤٤/ ٧٧٩- المقصد العلي

شرح:...... حیا ایسا ملکہ ہے جو حقوق اللہ اور حقوق العباد میں ہر قسم کی کم وکاست کرنے سے باز رکھتا ہے، اس مفہوم میں حیا کو اسلام کا مزاج اور ایمان کا حصہ قرار دیا گیا۔ آخری حدیث اس حقیقت کی غماز ہے کہ حیا کا ہی تقاضا ہے کہ عورت سے غیر فطری جماع نہ کیا جائے، کیونکہ ایسا کرنا اللہ تعالیٰ کی حدود کو پھلانگنے کے مترادف ہے، یاد رہے کہ بیوی کو پشت سے استعمال کرنا حرام ہے، جیسا کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((مَلْعُوْنٌ مَنْ اَتٰی امْرَأَةً فِی دُبُرِهَا۔)) ...... ''وہ شخص لعنتی ہے جو عورت سے اس کی پشت میں جماع کرتا ہے۔'' (ابوداود، ابن ماجہ) تاہم اس بات پر اتفاق ہے کہ آدمی اپنی بیوی کی پشت کی جانب سے یا کسی بھی طریقے سے صرف اس کی قبل (فرج) میں جماع کرسکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے کیسے شرمایا جائے؟

(٢٣٥٦)۔ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ يَزِيْدَ الأَنْصَارِيِّ: أَنَّ رَجُلاً قَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰه ﷺ أَوْصِنِي قَالَ: ((أُوْصِيْكَ أَنْ تَسْتَحْيِيَ مِنَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ كَمَا تَسْتَحِيْ رَجُلاً مِنْ صَالِحِيْ قَوْمِكَ۔)) (الصحيحة: ٧٤١)

حضرت سعید بن زید انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! مجھے نصیحت فرمائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں تجھے نصیحت کرتا ہوں کہ تو اللہ تعالیٰ سے اس طرح شرم و حیا کر جس طرح تو اپنی قوم کے نیکوکار شخص سے شرماتا ہے۔''

تخريج: أخرجه أحمد في "الزهد": صـ ٤٦، وأبو عروبة الحراني في "الطبقات": ٢/ ١٠/ ١ ـ المنتقى منه، والسلمي في "آداب الصحبة": ١٢/ ١، والبيهقي في "الشعب": ٢/ ٤٦٢/ ٢، و الخرائطي في "مكارم الأخلاق": صـ ٥٠

شرح:...... چونکہ انسان طبعی طور پر ظاہر پرست ہے اور غیبی اور معنوی امور پر ایمان لانے کی بہ نسبت موجودہ اور حسّی چیزوں کو جلدی تسلیم کرتا ہے۔ اس لیے آپ ﷺ نے اپنے امتیوں کو شرم و حیا کا پیکر بنانے کے لیے حسّی چیز کی مثال دی، جس کا ہر کوئی لحاظ کرتا ہے، لیکن آپ ﷺ کا مقصود اللہ تعالیٰ کا پاس و لحاظ کروانا ہے، جو انسان کے لیے معنوی چیز ہے۔

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ جیسے ہم اپنے بزرگوں کے سامنے کوئی ناشائستہ اور نامناسب حرکت کرنے سے گریز کرتے ہیں، بشرطیکہ کہ ہم ان کو باوقار سمجھ کران کے ادب و احترام کے تقاضے پورے کرنے والے ہوں، یہی معاملہ اللہ تعالیٰ سے کرنا چاہئے، جو ہماری حرکات و سکنات سے بخوبی آگاہ ہے۔

بے مقصد گفتگو اور بخل کا انجام

(٢٣٥٧)۔ عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ فَقَدَ كَعْباً فَسَأَلَ عَنْهُ؟ فَقَالُوْا: مَرِيْضٌ، فَخَرَجَ يَمْشِيْ حَتّٰى أَتَاهُ فَلَمَّا دَخَلَ عَلَيْهِ، قَالَ: ((أَبْشِرْيَا كَعْبُ!)) فَقَالَتْ أُمُّهُ: هَنِيْئاً لَكَ الْجَنَّةُ يَاكَعْبُ! فَقَالَ: ((مَنْ هٰذِهِ الْمُتَأَلِّيَةُ عَلَى اللّٰهِ؟)) قَالَ: هِيَ أُمِّي يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! فَقَالَ: ((مَا يُدْرِيْكِ يَا أُمَّ كَعْبٍ! لَعَلَّ كَعْباً قَالَ مَالَا يَعْنِيْهِ، أَوْ مَنَعَ مَالَا يُغْنِيْهِ۔))

حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے کعب کو گم پایا، تو ان کے بارے میں پوچھا (کہ وہ کہاں ہے)۔ صحابہ نے کہا: وہ بیمار ہے۔ آپ ﷺ پیدل نکل پڑے حتی کہ اُس کے پاس پہنچ گئے۔ جب آپ ﷺ اُس پر داخل ہوئے، تو فرمایا: ''اے کعب! خوش ہو جاؤ۔'' (یہ سن کر) اُس کی ماں نے کہا: اے کعب! تجھے جنت مبارک ہو۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ پر قسم اٹھانے والی یہ عورت کون ہے؟'' کعب نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ میری ماں ہے۔ آپ نے فرمایا: ''اے ام کعب! ممکن ہے کہ کعب نے کوئی

(الصحيحة: ٣١٠٣) بے مقصد بات کہی ہو یا ایسی چیز (کو خرچ کرنے سے) رک گیا ہو جو اسے غنی نہ کرتی ہو۔''

تخريج: أخرجه ابن أبي الدنيا في "الصمت": ٧٤/ ١١٠، والخطيب في "التاريخ": ٤/ ٢٧٣، والطبراني في "المعجم الاوسط": ٢/ ١٤٩/ ٧٢٩٩

شرح:...... ایک طرف نبی کریم ﷺ، سیدنا کعب رضی اللہ عنہ کو کوئی خوشخبری سنانا چاہتے ہیں، لیکن دوسری طرف جب سیدہ ام کعب رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کے الفاظ سے استدلال کرتے ہوئے اپنے بیٹے کو جنت کی مبارکباد پیش کی تو آپ ﷺ نے بے مقصد بات اور معمولی چیز کے بخل کے خدشے کی وجہ سے کعب کو یہ بشارت سنانے سے روک دیا۔

معلوم ہوا کہ لایعنی گفتگو، بے مقصد بات اور معمولی چیزوں کے بارے میں بخل کرنے جیسے جرائم بندے کی ہلاکت کا سبب بن کر اس کو جنت سے محروم کر سکتے ہیں۔ نیز اس حدیث سے یہ سبق بھی حاصل ہوتا ہے کہ کوئی امتی کسی آدمی کے حق میں جنت یا جہنم کا حتمی طور پر فیصلہ نہیں دے سکتا، البتہ اعمالِ صالحہ کی بنیاد پر نیکوکار لوگوں کے لیے انجامِ خیر کا حسن ظن رکھنا چاہیے۔

جھگڑالو شخص اللہ تعالی کو ناپسند ہوتا ہے

(٢٣٥٨)۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا۔ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((أَبْغَضُ الرِّجَالِ إِلَى اللّٰهِ الْأَلَدُّ الْخَصِمُ))(الصحيحة: ٣٩٧٠)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''لوگوں میں سے اللہ تعالی کے نزدیک سب سے زیادہ ناپسندیدہ وہ آدمی ہے جو سخت جھگڑالو ہو۔''

تخريج: أخرجه البخاري: ٤٥٢٣، ٧١٨٨، ومسلم: ٨/ ٥٧، والترمذي: ٢٩٧٦، والنسائي: ٢/ ٣١١، وابن حبان: ٥٦٦٧، والبيهقي: ١٠/ ١٠٨، وفي "الأسماء والصفات": ٥٠١، وأحمد: ٦/ ٥٥ و ٦٣ و ٢٠٥

شرح:...... مجادلہ اور مخاصمہ اس قدر قبیح صفت ہے کہ اللہ تعالی بھی ایسے موصوف سے بغض رکھتے ہیں، جھگڑا جیسا بھی ہو، بالآخر جھگڑالو کو قابل مذمت بنا کے ہی چھوڑتا ہے۔

جھگڑالو آدمی اپنی تمام تر صلاحیتیں کھو بیٹھتا ہے، فسق و فجور بکتا ہے، دوسروں کی حرمتیں پامال کرتا ہے، ضد اور ہٹ دھرمی پر تل جاتا ہے، اس میں تکبر اور نخوت جیسے شیاطین ابھر آتے ہیں، الغرض وہ آپے سے باہر ہو کر ''لمحوں نے خطا کی صدیوں نے سزا پائی'' کا مصداق بن جاتا ہے۔ شریعت اسلامیہ میں حتی الوسع اپنے حق کی خاطر بھی جھگڑا کرنے سے باز رہنے کی تلقین کی گئی ہے، جیسا کہ سیدنا ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''أَنَا زَعِيمٌ بِبَيْتٍ فِيْ رَبَضِ الْجَنَّةِ لِمَنْ تَرَكَ الْمِرَاءَ وَأَنْ كَانَ مُحِقًّا۔'' (ابوداود)...... ''میں اس شخص کے لیے جنت کی اطراف میں ایک گھر کا ضامن ہوں جس نے حق پر ہونے کے باوجود جھگڑا چھوڑ دیا۔''

جھگڑالو سے اللہ تعالی سب سے زیادہ نفرت فرماتے ہیں اور اگر غور کیا جائے تو لڑائی جھگڑے میں اتنی بڑی قباحتیں

ہیں کہ جن کی وجہ سے آدمی اللہ کا محبوب نہیں ٹھہر سکتا:

(۱) جھگڑالو شخص اپنی اصلیت و اوقات پر نظر نہیں رکھتا کہ اللہ تعالیٰ نے کس طرح پانی کی بوند سے اسے خوبصورت وجود عطا کرتے ہوئے عقلِ سلیم جیسی عظیم نعمت سے ہمکنار فرمایا، اس قدر عظیم احسان کے باوجود اگر کوئی شخص ہٹ دھرمی تعصب اور باہم دست و گریبان ہونے سے باز نہ آئے اور کبر و نخوت کا شکار رہے تو وہ کبھی بھی اللہ کا محبوب نہیں بن سکتا۔

(۲) لڑائی جھگڑا ایک ایسا گناہ ہے جس میں کئی گناہ شامل ہوجاتے ہیں، مثلاً ہاتھ اور زبان کا ناروا استعمال، بغض، حسد، تہمت اور گالم گلوچ وغیرہ۔ غرض کہ آدمی لڑائی جھگڑا کرتے ہوئے، ایمان و اسلام کی تمام اقدار کھو دیتا ہے، اور فسق و فجور تک پہنچ جاتا ہے۔ جس دل میں ایمان کی رتی ہو وہ شخص ضدی، ہٹ دھرم اور جھگڑالو نہیں ہوتا۔ نیز جس سے اللہ تعالیٰ بغض رکھے اُس پر کسی وقت بھی اپنا عذاب نازل فرما دیتے ہیں۔

چغل خوری کا مفہوم

(٢٣٥٩)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((أَتَدْرُوْنَ مَا الْعَضْهُ؟)) قَالُوْا: اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ قَالَ: ((نَقْلُ الْحَدِيْثِ مِنْ بَعْضِ النَّاسِ إِلٰى بَعْضٍ، لِيُفْسِدُوْا بَيْنَهُمْ۔)) (الصحيحة:٨٤٥)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم جانتے ہو کہ چغل خوری کیا ہے؟ صحابہ نے عرض کی: اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''لوگوں کے درمیان فساد ڈالنے کے لیے بعض کی باتیں بعض کو بیان کرنا۔''

تخريج: أخرجه البخاري في "الأدب المفرد": ٤٢٥، والطحاوي في "المشكل": ٣/ ١٣٩، والبيهقي في "السنن": ١٠/ ٢٤٦۔٢٤٧

(٢٣٦٠)۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ، قَالَ: إِنَّ مُحَمَّدًا ﷺ قَالَ: ((أَلَا أُنَبِّئُكُمْ مَا الْعَضْهُ؟ هِيَ النَّمِيْمَةُ الْقَالَةُ بَيْنَ النَّاسِ، وَفِيْ رِوَايَةٍ: اَلنَّمِيْمَةُ الَّتِيْ تُفْسِدُ بَيْنَ النَّاسِ۔)) (الصحيحة:٨٤٦)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: بلاشبہ حضرت محمد ﷺ نے فرمایا: ''کیا میں تم کو نہ بتلاؤں کہ 'عضہ' کیا ہے؟ یہ لوگوں کے درمیان چغلی کرنا ہے۔'' اور ایک روایت میں ہے: ''وہ چغلی جو لوگوں کے درمیان فساد برپا کر دے۔''

تخريج: أخرجه مسلم: ٨/ ٢٨، والدارمي: ٢/ ٣٠٠، والطحاوي في "المشكل": ٣/ ١٣٨، والبيهقي: ١٠/ ٢٤٦، وأحمد: ١/ ٤٣٧، وابن الدنيا في "الصمت": ١٤٢/ ٢٥٤ و٢٥٥/ ٥١٨

شرح:...... عصرِ حاضر میں ہر کوئی اپنے آپ کو بریٔ الذمہ اور معصوم قرار دے کر دوسرے پر شکوہ کناں نظر آتا ہے، شرعی تقاضا یہ ہے کہ جب بھی ہم کسی شخص کو موضوعِ گفتگو بنانے لگیں تو سوچ لینا چاہئے کہ آخر اس کلام کا مقصد کیا

ہے۔ کیا کسی بھائی پر جارحانہ کلام کرنے سے اس کے بارے میں سامعین کے دلوں میں نفرت و کدورت تو پیدا نہیں ہوگی اور اس سے بڑا معاشرتی فساد اور بگاڑ کوئی نہیں ہے کہ ایک آدمی کے بارے میں سوئے ظن پیدا کر دیا جائے۔ سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((لَا یَدْخُلُ الْجَنَّةَ نَمَّامٌ۔)) (بخاری، مسلم) ...... ''چغل خور جنت میں داخل نہیں ہوگا۔''

غیبت کا مفہوم

(٢٣٦١)۔ عَنِ الْمُطَّلِبِ بْنِ عَبْدِالْمَلِكِ بْنِ حَنْطِبِ الْمَخْزُوْمِيِّ مُرْسَلاً: أَنَّ رَجُلاً سَأَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَاالْغِيْبَةُ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَنْ تَذْكُرَ مِنَ الْمَرْءِ مَايَكْرَهُ أَنْ يَسْمَعَ۔)) قَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! وَإِنْ كَانَ حَقًّا؟ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا قُلْتَ بَاطِلاً فَذٰلِكَ الْبُهْتَانُ۔))

(الصحيحة: ١٩٩٢)

حضرت مطلب بن عبدالملک بن حنطب سے مرسلاً روایت ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا: غیبت کیا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کسی آدمی کی ایسی بات بیان کرنا، جس کو وہ سننا ناپسند کرے۔'' اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! اگرچہ وہ بات حق (اور درست) ہو؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اگر تو نے (کسی کے بارے میں) غیرحق بات کی تو وہ تو بہتان ہوگا (نہ کہ غیبت)۔''

تخريج: أخرجه مالك في"الموطأ": ٣/ ١٥٠۔ طبعة الحلبي، و روى ابن المبارك في "الزهد": ٧٠٤ نحوه

شرح:...... اس میں غیبت اور بہتان دونوں کے معنی و مفہوم اور شناعت و قباحت کو بیان کیا گیا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری کامیابی اور کامرانی کے لیے ہمارے سامنے ایک معیار رکھ دیا ہے کہ ہم کسی پر تبصرہ کرنے لگیں تو پہلے غور کریں کہ آیا اُس آدمی کی موجودگی میں یہ گفتگو کی جا سکتی ہے، اگر نہیں کی جا سکتی ہے تو فوراً رک جانا چاہئے۔

(٢٣٦٢)۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ جَدِّهِ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ أَنَّهُمْ ذَكَرُوْا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ رَجُلاً فَقَالُوْا: لَايَأْكُلُ حَتّٰى يُطْعَمَ، وَلَا يَرْحَلُ حَتّٰى يُرْحَلَ لَهُ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((اغْتَبْتُمُوْهُ۔)) فَقَالُوْا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّمَا حَدَّثْنَا بِمَا فِيْهِ۔ قَالَ: ((حَسْبُكَ إِذَا ذَكَرْتَ أَخَاكَ بِمَا فِيْهِ۔)) (الصحيحة:٢٦٦٧)

عمرو بن شعیب اپنے باپ سے، وہ ان کے دادا سے اور وہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ صحابہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک آدمی کا ذکر کرتے ہوئے کہا: وہ اس وقت تک نہیں کھاتا جب تک اسے کھلایا نہ جائے اور جب تک اُسے سوار نہ کیا جائے وہ سوار بھی نہیں ہوتا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم نے اُس کی غیبت کی ہے۔'' صحابہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم نے وہی (عیب) بیان کیا ہے جو اس میں موجود ہے۔ آپ نے فرمایا: ''(کسی کی غیبت کے لیے) تجھے یہی کافی ہے کہ تو اپنے بھائی کے اس (عیب) کا ذکر کرے جو اس میں ہے۔''

تخریج: اخرجه ابو الشيخ في "التوبيخ": ١٨٨ ، والاصبهاني في "الترغيب": ٥٨٠ ، والبيهقي في "الشعب": ٢/ ٣٠٤ـ ٢ ، والبغوي في "التفسير": ٧/ ٣٤٦

شرح:...... غور فرمائیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ایک آدمی کی طبعی سستی اور کاہلی کا ذکر کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بھی غیبت قرار دیا، معلوم ہوا کہ ہمیں کسی کی عدم موجودگی میں اس کی کسی قسم کی عیب جوئی کرنے کا کوئی حق حاصل نہیں ہے۔

غیبت کی مثالیں

(٢٣٦٣)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ، قَالَ: كَانَتِ الْعَرَبُ تَخْدِمُ بَعْضُهَا بَعْضًا فِي الأَسْفَارِ ، وَكَانَ مَعَ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ رَجُلٌ يَخْدِمُهُمَا ، فَنَامَا ، فَاسْتَيْقَظَا ، وَلَمْ يُهَيِّءْ لَهُمَا طَعَامًا ، فَقَالَ أَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهِ: إِنَّ هٰذا لَيُوَائِمُ نَوْمَ نَبِيِّكُمْ ﷺ (وَفِي رِوَايَةٍ: لَيُوَائِمُ نَوْمَ بَيْتِكُمْ) فَأَيْقَظَاهُ فَقَالَا: ائْتِ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْ لَهُ:إِنَّ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ يُقْرِئَانِكَ السَّلَامُ ، وَهُمَا يَسْتَأْدِمَانِكَ ، فَقَالَ: ((أَقْرِئْهُمَا السَّلَامَ ، وَأَخْبِرْهُمَا أَنَّهُمَا قَدِ ائْتَدَمَا)) فَفَزِعَا ، فَجَاءَا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! بَعَثْنَا إِلَيْكَ نَسْتَأْدِمُكَ ، فَقُلْتَ: قَدِ ائْتَدَمَا۔ فَبِأَيِّ شَيْءٍ ائْتَدَمْنَا؟ قَالَ: ((بِلَحْمِ أَخِيْكُمَا ، وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ إِنِّي لَأَرٰى لَحْمَهُ بَيْنَ أَنْيَابِكُمَا۔)) قَالَا: فَاسْتَغْفِرْلَنَا ، قَالَ: ((هُوَ فَلْيَسْتَغْفِرْلَكُمَا۔)) (الصحيحة:٢٦٠٨)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ عرب کے لوگ سفر میں ایک دوسرے کی خدمت کیا کرتے تھے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ و حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک آدمی تھا جو ان دونوں کی خدمت کیا کرتا تھا۔ (ایک دن) وہ دونوں سو کر بیدار ہوئے تو خادم نے اُن کے لیے کھانا تیار نہیں کیا تھا۔ اُن میں سے ایک نے اپنے ساتھی سے کہا: یہ خادم تمہارے نبی کی نیند کی موافقت کرتا ہے۔ اور ایک روایت میں ہے: تمہارے گھر کی نیند کی موافقت کرتا ہے۔ دونوں نے اُسے جگایا اور کہا: تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جا اور آپ کو کہہ کہ ابوبکر اور عمر آپ کو سلام کہتے ہیں اور وہ آپ سے سالن طلب کر رہے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میری طرف سے اُن دونوں کو سلام کہنا اور ان کو بتلانا کہ تم دونوں نے سالن کھا لیا ہے۔ پس ابوبکر و عمر یہ سن کر گھبرا گئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے اور کہا: اے اللہ کے رسول! ہم نے (فلاں آدمی کو) آپ کی طرف سالن لینے کے لیے بھیجا تھا اور آپ نے فرمایا کہ تم دونوں سالن کھا چکے ہو، (بھلا) ہم نے کس چیز کا سالن کھا لیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''اپنے بھائی کے گوشت کا، قسم ہے مجھے اس ذات کی کہ جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! میں اُس کا گوشت تمہاری کچلیوں کے درمیان دیکھ رہا ہوں۔'' حضرت ابوبکر و حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: ہمارے لیے بخشش طلب فرمائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس خادم کو ہی تمہارے لیے بخشش طلب کرنا چاہیے۔''

تخریج: أخرجه الخرائطی فی "مساوىء الأخلاق": ١٨٦، والضياء المقدسي في "المختارة": ٢/ ٣٣/ ٢

(٢٣٦٤)۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ أَنَّهُمْ ذَكَرُوْا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ رَجُلاً فَقَالُوْا: لَايَأْكُلُ حَتَّى يُطْعَمَ، وَلَا يَرْحَلُ حَتَّى يُرْحَلَ لَهُ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((اغْتَبْتُمُوْهُ۔)) فَقَالُوْا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّمَا حَدَّثْنَا بِمَا فِيْهِ۔ قَالَ: ((حَسْبُكَ إِذَا ذَكَرْتَ أَخَاكَ بِمَا فِيْهِ۔)) (الصحيحة:٢٦٦٧)

عمرو بن شعیب اپنے باپ سے، وہ ان کے دادا سے اور وہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ صحابہ نے رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک آدمی کا ذکر کرتے ہوئے کہا: وہ اس وقت تک نہیں کھاتا جب تک اسے کھلایا نہ جائے اور جب تک اُسے سوار نہ کیا جائے وہ سوار بھی نہیں ہوتا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''تم نے اُس کی غیبت کی ہے۔'' صحابہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم نے وہی (عیب) بیان کیا ہے جو اس میں ہے۔ آپ نے فرمایا: ''(کسی کی غیبت کے لیے) تجھے یہی کافی ہے کہ تو اپنے بھائی کے اس (عیب) کا ذکر کرے جو اس میں ہے۔''

تخریج: اخرجه ابو الشيخ في "التوبيخ": ١٨٨، والاصبهاني في "الترغيب": ٥٨٠، والبيهقي في "الشعب": ٢/ ٣٠٤۔٢، والبغوي في "التفسير": ٧/ ٣٤٦

شرح: ......اس حدیث میں سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے خادم کے بارے میں، جبکہ وہ سویا ہوا تھا، یہ کہا کہ یہ تو سفر میں بھی گھر والی نیند ہی سوتا ہے۔ ان کا مقصد یہ تھا کہ یہ پہلے بیدار ہوتا اور ہمارے لیے کھانا تیار کر کے رکھتا۔ لیکن نبی کریم ﷺ نے اس تبصرے کو بھی غیبت شمار کیا۔ آپ ﷺ نے جو یہ فرمایا کہ ''مجھے تمھارے دانتوں میں تمھارے بھائی کا گوشت نظر آ رہا ہے۔'' یہ درج ذیل آیت کے مفہوم کی طرف اشارہ کیا: ﴿وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ﴾ (سورۂ حجرات: ١٢) ......''اور نہ تم میں سے کوئی کسی کی غیبت کرے، کیا تم میں سے کوئی بھی اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانا پسند کرتا ہے، (بلکہ) تم کو تو اس سے گھن ہو گی۔''

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جس شخص کی غیبت کی گئی، وہی غیبت کرنے والوں کے لیے بخشش طلب کرے، تاکہ ان کا جرم بے اثر ہو جائے۔

عذاب سے نجات دلانے والے اور جنت میں داخل کرنے والے اعمال

(٢٣٦٥)۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَحَادَةَ، عَنْ رَجُلٍ، عَنْ زَمِيْلٍ لَهُ مِنْ بَنِي الْعَنْبَرِ، عَنْ أَبِيهِ وَكَانَ يُكَنّٰى أَبَا الْمُنْتَفِقِ قَالَ: أَتَيْتُ

محمد بن جحادہ ایک آدمی سے، وہ بنو عنبر قبیلہ والے اپنے ساتھی سے، وہ اپنے باپ ابو منتفق سے روایت کرتا ہے، وہ کہتے ہیں: میں مکہ آیا اور رسول اللہ ﷺ کے متعلق دریافت کیا۔

مَكَّةَ فَسَأَلْتُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ۔ فَقَالُوْا: هُوَ بِعَرَفَةَ فَأَتَيْتُهُ، فَذَهَبْتُ أَدْنُوْ مِنْهُ فَمَنَعُوْنِيْ، فَقَالَ: ((أُتْرُكُوْهُ۔)) فَدَنَوْتُ مِنْهُ، حَتّٰى إِذَا اخْتَلَفَتْ عُنُقُ رَاحِلَتِهِ وَعُنُقُ رَاحِلَتِيْ فَقُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ! نَبِّئْنِيْ بِمَا يُبَاعِدُنِيْ مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ، وَيُدْخِلُنِيَ الْجَنَّةَ۔ قَالَ: ((١) تَعْبُدُ (وَفِيْ رِوَايَةٍ: أَعْبُدِ) اللّٰهَ وَلَاتُشْرِكْ بِهِ شَيْئًا (٢) وَتُقِيْمُ الصَّلَاةَ الْمَكْتُوْبَةَ (٣) وَتُؤَدِّي الزَّكَاةَ الْمَفْرُوْضَةَ (٤) وَتَصُوْمُ رَمَضَانَ(٥) وَتَحُجُّ وَتَعْتَمِرُ (٦) وَانْظُرْ مَاتُحِبُّ مِنَ النَّاسِ أَنْ يَأْتُوْهُ إِلَيْكَ، فَافْعَلْهُ بِهِمْ، وَمَاكَرِهْتَ أَنْ يَأْتُوْهُ إِلَيْكَ، فَذَرْهُمْ مِنْهُ۔)) (الصحيحة:٣٥٠٨)

لوگوں نے کہا وہ عرفہ میں ہیں، میں آپ ﷺ کے پاس وہاں پہنچ گیا۔ جب میں آپ ﷺ کے قریب ہونے کا ارادہ کرتا تو صحابہ مجھے روک دیتے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کو چھوڑ دو۔'' میں آپ کے اتنا قریب ہوگیا کہ آپ کی سواری کی گردن میری سواری کی گردن سے مل گئی۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے ایسا عمل بتائیں جو مجھے اللہ کے عذاب سے دور کردے اور جنت میں داخل کردے؟ آپ نے فرمایا: ''(۱) اللہ کی عبادت کر واور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ (۲) فرض نماز قائم کرو (۳) زکوٰۃ ادا کرو (۴) ماہِ رمضان کے روزے رکھو (۵) حج و عمرہ ادا کرو (۶)(نیز اپنا) جائزہ لو کہ جو تم اپنے حق میں پسند کرو کہ لوگ تمہارے ساتھ ایسا سلوک کریں، تم بھی وہی (سلوک) ان کے ساتھ کرو اور جو تم ناپسند کرتے ہو کہ وہ تمہارے ساتھ ایسا کریں، تم بھی ان کے ساتھ ویسا (سلوک) نہ کرو۔''

تخريج: أخرجه الدّولابي في "الكنى": ١/ ٥٦، واحمد: ٦/ ٣٨٣

شــرح:...... حدیث مبارکہ میں عذاب سے بچنے اور جنت میں داخل ہونے کے لیے چھ اعمال کا تعین کیا گیا ہے، جو انتہائی واضح ہیں۔ چھٹا عمل اس باب سے متعلقہ ہے، جس میں مسلمانوں کی باہمی خیر خواہی کی فضیلت اور اس کی ترغیب کا بیان ہے، اگر مسلمان اس قطعہ حدیث پر عمل پیرا ہوں تو مسلم معاشرہ لوٹ کھسوٹ، چوری ڈکیتی، رشوت و بددیانتی، دجل وفریب اور جعل سازی جیسی موذی بیماریوں سے یکسر پاک ہو جائے اور محبت والفت اور اتحاد و یگانگت کی فضا عام ہو جائے۔ دین اور بانیٔ دین نے مسلمانانِ عالم کو بڑے سنہری اصول بتلائے ہیں، لیکن بدقسمتی سے مسلمان ان سب سے غافل ہیں اور یوں ذلت اور بداخلاقی کی اتھاہ گہرائیوں میں گرے ہوئے ہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ جو شخص جس خیر و بھلائی، آرام وسکون اور جسمانی اور ذہنی تسکین کو اپنے لیے پسند کرتا ہے، دوسرے بھائیوں کو بھی اس سے متصف کرنے کی کوشش کرے اور جس ضرر وشرّ کو ناپسند کرتا ہے، دوسرے مسلمانوں کو بھی اس سے دور رکھے۔

صلہ رحمی

(٢٣٦٦)۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَفَعَهُ: ((إِتَّقُوا اللّٰهَ وَصِلُوْا أَرْحَامَكُمْ۔))

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم اللہ تعالی سے ڈرو اور صلہ رحمی کرو۔''

(الصحيحة:٨٦٩)

تخريج: رواه ابن عساكر: ١٦/ ٧٤/ ٢

شرح:...... امام البانی رحمہ اللہ مذکورہ مقام پر اس حدیث کی وضاحت کرتے ہوئے رقمطراز ہیں: ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْ تَسَاءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ﴾ (سورۂ نساء: ١) یہ حدیث دراصل اس آیت کی تفسیر ہے، کیونکہ اس آیت کا معنی یہ ہے: ''اللہ تعالی سے ڈرو، جس کے نام پر ایک دوسرے سے سوال کرتے ہو اور رشتے ناطے توڑنے سے بھی بچو۔'' مفسر قرآن ابن جریر نے عربی زبان کے اسلوب کو سامنے رکھتے ہوئے ''وَالْاَرْحَامَ'' کے اسی معنی کو ترجیح دی ہے۔ آپ خود مراجعہ کر لیں۔

یعنی حدیث میں صلہ رحمی کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور آیت میں رشتے ناطے توڑنے سے منع کیا گیا ہے، دونوں کا حکم ایک ہے، جبکہ دونوں کے پہلے جملے میں اللہ تعالی سے ڈرنے کی تلقین کی گئی ہے۔

(٢٣٦٧)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ فِيْ مَرَضِهِ: ((أَرْحَامَكُمْ أَرْحَامَكُمْ۔))

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، بیشک نبی کریم ﷺ نے اپنی بیماری کے ایام میں فرمایا: ''قرابتوں (کا خیال رکھو)، رشتہ داریوں (کا خیال رکھو)۔''

(الصحيحة: ٧٣٦، ١٥٣٨)

٧٣٦:تخريج: رواه حبان: ٢٠٣٧، والحافظ العراقي في "المجلس ٨٦ من الأمالي"

١٥٣٨:تخريج: أخرجه ابن حبان: ٢٠٣٧

(٢٣٦٨)۔ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ سَعِيْدٍ، قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ، قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ ابْنِ عَبَّاسٍ، فَأَتَاهُ رَجُلٌ فَسَأَلَهُ: مَنْ أَنْتَ؟ قَالَ: فَمَتَّ لَهُ بِرَحِمٍ بَعِيْدَةٍ، فَأَلَانَ لَهُ الْقَوْلَ، فَقَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِعْرِفُوْا أَنْسَابَكُمْ تَصِلُوْا أَرْحَامَكُمْ، فَإِنَّهُ لَا قُرْبَ بِالرَّحِمِ إِذَا قُطِعَتْ وَإِنْ كَانَتْ قَرِيْبَةً، وَلَا بُعْدَ بِهَا إِذَا وُصِلَتْ وَإِنْ كَانَتْ بَعِيْدَةً۔))

اسحاق بن سعید سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: مجھ کو میرے باپ نے بیان کیا کہ وہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس تھا، اُن کے پاس ایک آدمی آیا، انھوں نے اُس سے پوچھا: تو کون ہے؟ اُس نے دور کی رشتے داری کا تعلق بیان کیا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اُس سے نرمی سے بات کی اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم اپنے نسب کی معرفت حاصل کرو، تاکہ صلہ رحمی کر سکو۔ کیونکہ رشتوں کے قریبی ہونے کا (کوئی مقصد نہیں) جب سرے سے قطع رحمی کر دی جائے اگرچہ وہ رشتے بہت ہی قریبی ہوں۔ اور رشتوں کے بعید ہونے (کا کوئی معنی نہیں) جب صلہ رحمی کی جائے، اگرچہ وہ بہت دور کی قرابتیں ہوں۔''

(الصحيحة: ٢٧٧)

تخریج: أخرجه ابو داود الطیالسی فی "مسنده": ٢٧٥٧، والحاکم: ٤/ ١٦١، والسمعانی فی "الأنساب": ١/ ٧

شرح:...... اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس رشتہ دار سے صلہ رحمی اختیار نہ کی جائے، اس سے قرابت کا اظہار کرنے کا کوئی فائدہ نہیں، کیونکہ رشتہ داری کی بنیاد صلہ رحمی پر ہے۔ ہمیں چاہئے کہ ہم اپنے معروف دوستوں کی بجائے اپنے قرابت داروں کے لیے ہمدردیاں وقف کریں۔

(٢٣٦٩)۔ عَنْ أَبِي ذَرٍّ، قَالَ: أَمَرَنِي خَلِيْلِي ﷺ بِسَبْعٍ: (١) أَمَرَنِي بِحُبِّ الْمَسَاكِيْنَ، وَالدُّنُوِّ مِنْهُمْ (٢) وَأَمَرَنِي أَنْ أَنْظُرَ، إِلَى مَنْ هُوَ دُوْنِي وَلَا أَنْظُرَ إِلَى مَنْ هُوَ فَوْقِي (٣) وَأَمَرَنِي أَنْ أَصِلَ الرَّحِمَ وَإِنْ أَدْبَرَتْ (٤) وَأَمَرَنِي أَنْ لَا أَسْأَلَ أَحَداً شَيْئًا (٥) وَأَمَرَنِي أَنْ أَقُوْلَ بِالْحَقِّ وَإِنْ كَانَ مُرًّا (٦) وَأَمَرَنِي أَنْ لَا أَخَافَ فِي اللّٰهِ لَوْمَةَ لَائِمٍ (٧) وَأَمَرَنِي أَنْ أُكْثِرَ مِنْ قَوْلِ "لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ" فَإِنَّهُنَّ مِنْ كَنْزٍ تَحْتَ الْعَرْشِ۔ وَفِي رِوَايَةٍ: فَإِنَّهَا كَنْزٌ مِنْ كُنُوْزِ الْجَنَّةِ۔)) (الصحيحة: ٢١٦٦)

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میرے خلیل ﷺ نے مجھے سات امور کا حکم دیا: "(۱) مسکینوں سے محبت کرنے اور اُن کے قریب رہنے کا حکم دیا (۲) اپنے سے کم تر شخص کو دیکھنے اور اپنے سے برتر شخص کی طرف توجہ نہ کرنے کا حکم دیا (۳) مجھے صلہ رحمی کرنے کا حکم دیا اگرچہ وہ رخ پھیرنے لگے (۴) مجھے حکم دیا کہ میں کسی سے کوئی سوال نہ کروں (۵) مجھے حکم دیا کہ میں حق بات کہوں اگر چہ وہ کڑوی ہو (۶) مجھے حکم دیا کہ میں اللہ کے معاملہ میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈروں اور (۷) مجھے حکم دیا میں کثرت سے "لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰه" پڑھوں۔ کیوں کہ یہ کلمات عرش سے نیچے والے خزانوں میں سے ہیں۔" اور ایک روایت میں ہے: "یہ کلمات جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے۔"

تخریج: أخرجه الامام أحمد: ٥/ ١٥٩، والسياق له، وابن حبان فی "صحيحه": ٢٠٤١، والطبرانی فی "المعجم الصغير": صـــ ١٥٧ ـهند والطبرانی فی "المعجم الصغير": ١٥٧، والخرائطی فی "مكارم الأخلاق": ٢٥، والبيهقی فی "السنن": ١٠/ ٩١، وكذا أبو نعيم فی "الحلية": ٢/ ٣٥٧، والخطيب فی "التاريخ": ٥/ ٢٥٤

شرح:...... اس حدیث میں نبی مُہربان ﷺ نے سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ کو سات بیش قیمت نصائح سے نوازا، ان میں سے ہر ایک امر ہماری زندگیوں میں انقلاب پیدا کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے اور ہر نصیحت پر عمل کرنے سے ایمان کی حقیقی شیریں نصیب ہوتی ہے۔

(٢٣٧٠)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ لَمَّا خَلَقَ الْخَلْقَ قَامَتِ الرَّحِمُ فَأَخَذَتْ بِحَقْوِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا فرمایا تو صلہ رحمی اللہ کی کمر پکڑ کر کھڑی ہوگئی۔ اللہ نے فرمایا: رک جا۔ صلہ رحمی

الرَّحْمٰنِ ، فَقَالَ: مَهْ؟ قَالَتْ: هٰذَا مَقَامُ الْعَائِذِ بِكَ مِنَ الْقَطِيْعَةِ ، قَالَ نَعَمْ أَمَا تَرْضَيْنَ أَنْ أَصِلَ مَنْ وَصَلَكِ ، وَأَقْطَعَ مَنْ قَطَعَكِ؟ قَالَتْ: بَلٰى يَارَبِّ! قَالَ: فَذَاكَ لَكِ.)) قَالَ أَبُوْهُرَيْرَةَ: ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِقْرَءُوْا إِنْ شِئْتُمْ: ﴿فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِنْ تَوَلَّيْتُمْ أَنْ تُفْسِدُوْا فِي الأَرْضِ وَتُقَطِّعُوْا أَرْحَامَكُمْ أُوْلٰئِكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فَأَصَمَّهُمْ وَأَعْمٰى أَبْصَارَهُمْ أَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْآنَ أَمْ عَلٰى قُلُوْبٍ أَقْفَالُهَا﴾.)) (الصحيحة:٢٧٤١)

نے کہا: قطع رحمی سے پناہ طلب کرنے والے کا یہ مقام ہے۔ اللہ نے فرمایا: ہاں۔کیا تو (اس منقبت پر) راضی نہیں ہو گی کہ جس نے تجھے ملایا میں بھی اُس کو ملاؤں گا اور جس نے تجھے کاٹا میں بھی اُسے کاٹ دوں گا؟ اس نے کہا: کیوں نہیں، اے میرے ربّ! اللہ تعالیٰ نے فرمایا: سو یہی (مقام) تیرا ہے۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تم چاہتے ہو تو قرآن کی یہ آیت پڑھ لو: اور تم سے یہ بھی بعید نہیں کہ اگر تم کو حکومت مل جائے تو تم زمین میں فساد برپا کر دو اور رشتے ناطے توڑ ڈالو۔ یہ وہی لوگ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ کی پھٹکار ہے اور جن کی سماعت اور آنکھوں کی بصارت اللہ تعالیٰ نے چھین لی ہے۔کیا یہ قرآن میں غور وفکر نہیں کرتے یا ان کے دلوں پر تالے لگ گئے ہیں۔

تخريج: أخرجه أحمد: ٢/ ٣٣٠، وأخرجه البخاري: ٤٨٣٢، ومسلم: ٨/ ٧

شرح:...... رحم (رشتے داری) کا اس طرح بولنا اور اللہ تعالیٰ سے مکالمہ کرنا اللہ تعالیٰ کے لیے کوئی مشکل بات نہیں ہے، وہ ہر ایک میں قوتِ گویائی اور ادراک وشعور پیدا کرنے پر قادر ہے، جیسے نبی کریم ﷺ جب منبر پر جلوہ افروز ہوئے تو جس تنے کے ساتھ ٹیک لگا کر خطبہ دیتے تھے، اس نے رونا شروع کر دیا۔

(٢٣٧١)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ الرَّحِمَ شَجْنَةٌ آخِذَةٌ بِحُجْزَةِ الرَّحْمٰنِ ، يَصِلُ مَنْ وَصَلَهَا ، وَيَقْطَعُ مَنْ قَطَعَهَا.)) (الصحيحة:١٦٠٢)

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''بلاشبہ صلہ رحمی رحمٰن کی کمر کو پکڑنے والی شاخ ہے۔وہ (اللہ) اس کو ملانے والے کو ملا لیتا ہے اور اس کو کاٹنے والے کو کاٹ دیتا ہے۔''

تخريج: أخرجه أحمد: ١/ ٣٢١، وابن أبي عاصم في "السنة": رقم ٥٣٨۔ بتحقيقي

(٢٣٧٢)۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو ، قَالَ: عَطَفَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِصْبَعَهُ فَقَالَ: ((إِنَّ الرَّحِمَ شَجْنَةٌ مِنَ الرَّحْمٰنِ عَزَّوَجَلَّ وَاصِلَةٌ۔ لَهَا لِسَانٌ ذَلِقٌ ، تَتَكَلَّمُ بِمَاشَاءَتْ ، فَمَنْ وَصَلَهَا وَصَلَهُ اللّٰهُ ، وَمَنْ قَطَعَهَا

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ہمارے لیے اپنی انگلی کو مروڑا اور فرمایا: ''صلہ رحمی رحمٰن سے ملی ہوئی شاخ ہے۔اُس کی ایک فصیح و بلیغ زبان ہے، جیسے چاہتی ہے کلام کرتی ہے۔جس نے اُس (صلہ رحمی) کو ملایا اللہ اُس کو ملائے گا اور جس نے اس کو کاٹ دیا اللہ تعالیٰ اس کو کاٹ

قَطَعَهُ اللّٰهُ۔)) (الصحيحة:٢٤٧٤)

دے گا۔''

تخریج: أخرجه الطيالسي في"مسنده":٢٥٥٠، و أخرج أحمد: ٢/ ١٨٩، ٢٠٩ نحوه

(٢٣٧٣)۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَجُلاً قَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّ لِيْ قِرَابَةً، أَصِلُهُمْ وَيَقْطَعُوْنَ، وَأُحْسِنُ إِلَيْهِمْ وَيُسِيْئُوْنَ، وَأَحْلُمُ وَيَجْهَلُوْنَ، قَالَ: ((إِنْ كَانَ كَمَا تَقُوْلُ فَكَأَنَّمَا تُسِفُّهُمُ الْمَلَّ، وَلَا يَزَالُ مَعَكَ مِنَ اللّٰهِ ظَهِيْرٌ مَا دُمْتَ عَلٰى ذٰلِكَ۔)) (الصحيحة:٢٥٩٧)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرے کچھ رشتہ دار ہیں، (صورتحال یہ ہے کہ) میں اُن سے صلہ رحمی کرتا ہوں، لیکن وہ قطع رحمی کرتے ہیں، میں اُن کے ساتھ حسنِ سلوک کرتا ہوں جبکہ وہ میرے ساتھ بدسلوکی کرتے ہیں اور میں (ان کے بارے میں) حکمت و دانائی سے کام لیتا ہوں جبکہ وہ جہالت سے پیش آتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اگر بات ایسے ہی ہے جیسا کہ تو کہہ رہا ہے تو تو اُن کے منہ میں گرم راکھ ڈال رہا ہے۔ جب تک تیری یہ کیفیت رہے گی، اللہ کی طرف سے ہمیشہ تیرے ساتھ ایک مددگار رہے گا۔''

تخریج: رواه أبو أسحاق الحربي في"الغريب": ٥/ ٦٤/ ٢، وأخرجه مسلم: ٧/ ٨، واحمد: ٢/ ٣٠٠

شرح:...... یہ حقیقی صلہ رحمی کے تقاضے ہیں جو یہ بندۂ خدا پورے کر رہا تھا، ایسا شخص اللہ تعالی کے ہاں کتنا معزز اورمکرم ہے کہ وہ اس کی تائید ونصرت کے لیے آسمانوں سے فرشتے نازل کرتا ہے۔

(٢٣٧٤)۔ عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَهَا: ((إِنَّهُ مَنْ أُعْطِيَ حَظَّهُ مِنَ الرِّفْقِ، فَقَدْ أُعْطِيَ حَظَّهُ مِنْ خَيْرِ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، وَصِلَةُ الرَّحِمِ، وَحُسْنُ الْخُلُقِ وَحُسْنُ الْجِوَارِ يَعْمُرَانِ الدِّيَارَ وَيَزِيْدَانِ فِي الْأَعْمَارِ۔)) (الصحيحة: ٥١٩)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو فرمایا: ''جس کو نرمی عطا کی گئی، اُس کو دنیا و آخرت کی خیر و بھلائی سے نواز دیا گیا اور صلہ رحمی، حسنِ اخلاق اور پڑوسی سے اچھا سلوک کرنے (جیسے امورِ خیر) گھروں (اور قبیلوں) کو آباد کرتے ہیں اور عمروں میں اضافہ کرتے ہیں۔''

تخریج: أخرجه أحمد: ٦/ ١٥٩، وابويعلى في "مسنده": ٨/ ٢٤/ ٤٥٣٠

شرح:...... عمر میں اضافہ ہونے کے دو مفاہیم ہیں: (۱) حقیقی طور پر عمر بڑھ جاتی ہے، جس کو اللہ تعالی کی معلّق تقدیر سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ (۲) عمر کی مقدار میں اضافہ نہیں ہوتا، لیکن اس میں اتنی برکت پیدا ہو جاتی ہے اور صلہ رحمی کرنے والے کی زندگی کا ہر پہلو فوائد سے یوں لبریز ہو جاتا ہے کہ دوسرے لوگ جو کام لمبی لمبی عمروں میں سرانجام نہیں دے سکتے، یہ لوگ اپنی مختصر عمروں میں ان سے ہمکنار ہو جاتے ہیں۔

(٢٣٧٥)۔ عَنْ سُوَيْدِ بْنِ عَامِرِ الْأَنْصَارِيِّ مَرْفُوعًا: ((بُلُّوْا أَرْحَامَكُمْ وَلَوْ بِالسَّلَامِ۔)) (الصحيحة:١٧٧٧)

حضرت سوید بن عامر انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''صلہ رحمی کو تروتازہ رکھو، اگرچہ سلام کے ذریعہ ہی ہو۔''

تخريج: أخرجه وكيع في "الزهد": ٢/ ٧٤/ ٢، وابن حبان في "الثقات": ١/ ٧٥، والقضاعي في "مسند الشهاب": ق ٥٥/ ١

شرح:...... معلوم ہوا سلام کو عام کرنے سے صلہ رحمی میں مضبوطی پیدا ہوتی ہے۔

(٢٣٧٦)۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو مَرْفُوْعاً: ((الرَّاحِمُوْنَ يَرْحَمُهُمُ الرَّحْمٰنُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى۔ اِرْحَمُوْا مَنْ فِي الْأَرْضِ يَرْحَمْكُمْ مَنْ فِي السَّمَاءِ وَالرَّحِمُ شَجْنَةٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ، فَمَنْ وَصَلَهَا وَصَلَهُ اللّٰهُ وَمَنْ قَطَعَهَا قَطَعَهُ اللّٰهُ۔)) (الصحيحة:٩٢٥)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ رحم کرنے والوں پر رحم کرے گا، لہٰذا تم زمین والوں پر رحم کرو تاکہ آسمان والا تم پر رحم کرے۔ (دراصل) رحم (یعنی صلہ رحمی) رحمٰن کی شاخ ہے۔ جس نے اُس کو ملایا، اللہ اُس کو ملائے گا اور جس نے اُس کو کاٹا، اللہ اُس کو کاٹ دے گا۔''

تخريج: رواه أبو داود: ٤٩٤١، والترمذي: ١/ ٣٥٠، وأحمد: ٢/ ١٦٠، والحميدي: ٥٩١، وعنه البخاري في "التاريخ/ الكنى": ٦٤/ ٥٧٤، وابن أبي شيبة في "المصنف": ٨/ ٥٢٦، و الحاكم: ٤/ ١٥٩ وصححه، ووافقه الذهبي، والخطيب في "التاريخ ٣/ ٢٦٠، والبيهقي في "شعب الايمان": ٧/ ٤٧٦/ ١١٠٤٨، وأبو الفتح الخرقي في "الفوائد الملتقطة": ٢٢٢۔٢٢٣

(٢٣٧٧)۔ عَنْ عَلِيٍّ، قَالَ: لَمَّا ضَمَمْتُ إِلَيَّ سِلَاحَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، وَجَدْتُّ فِي قَائِمِ سَيْفِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ رُقْعَةً فِيْهَا ((صِلْ مَنْ قَطَعَكَ وَأَحْسِنْ إِلٰى مَنْ أَسَاءَ إِلَيْكَ، وَقُلِ الْحَقَّ وَلَوْ عَلٰى نَفْسِكَ۔)) (الصحيحة: ١٩١١)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: جب میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہتھیار اپنے قبضہ میں لیے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار میں میں نے ایک رقعہ پایا اُس میں یہ تھا: ''جو تیرے ساتھ قطع رحمی کرے تو اُس کے ساتھ صلح رحمی کر، جو تیرے ساتھ برا معاملہ کرے تو اُس کے ساتھ اچھا سلوک کر اور حق بات کہہ اگرچہ وہ تیری ذات کے خلاف ہی ہو۔''

تخريج: رواه أبو عمرو بن السماك في "حديثه": ٢/ ٢٨/ ١

شرح:...... اس قسم کی احادیثِ مبارکہ پر عمل کرنا دل گردے کا کام ہے، خاندانی غیرت وحمیت اور انا کے جذبات کو کچل کر ہی اِن فرموداتِ نبوی پر عمل کرنا ممکن ہے۔ لیکن ہمارے ہاں یہ اصول بن چکا ہے کہ جو رشتہ دار ہم سے

ادب و احترام سے پیش آئے گا، ہم بھی اس سے حسنِ سلوک کریں گے۔ حقیقت میں یہ احسان کے بدلے احسان ہے۔ صلہ رحمی تو یہ ہے کہ آپ کا قریبی رشتہ دار بد اخلاق ہے، آپ سے بدسلوکی کرتا ہے اور آپ سے تعلق توڑنے پر تلا ہوا ہے، لیکن آپ صبر و تحمل اور عفو و درگزر سے کام لیتے ہیں اور بدسلوکی کا جواب حسن سلوک سے دیتے ہیں اور ترک تعلق کی کوششوں کے مقابلے میں تعلق برقرار رکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔

(٢٣٧٨)۔ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، قَالَ: اشْتَكَى أَبُو الرَّدَادِ اللَّيْثِيُّ فَعَادَهُ عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ، فَقَالَ: خَيْرُهُمْ وَأَوْصَلُهُمْ، وَمَا عَلِمْتَ أَبَا مُحَمَّدٍ؟ فَقَالَ: عَبْدُالرَّحْمٰنِ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((قَالَ اللّٰهُ: أَنَا اللّٰهُ، وَأَنَا الرَّحْمٰنُ، خَلَقْتُ الرَّحِمَ، وَشَقَقْتُ لَهَا مِنِ اسْمِي، فَمَنْ وَصَلَهَا وَصَلْتُهُ، وَمَنْ قَطَعَهَا بَتَتُّهُ۔)) (الصحيحة: ٥٢٠)

حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: حضرت ابورداد لیثی رضی اللہ عنہ بیمار ہو گئے، حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ اُن کی تیمارداری کرنے کے لیے آئے۔ ابورداد نے کہا: (یہ عبدالرحمن) سب سے بہتر اور سب سے بڑھ کر تعلق قائم کرنے والے ہیں۔ اے ابومحمد! تو نے کیا جانا ہے؟ عبدالرحمن نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں اللہ بھی ہوں اور میں رحمن بھی ہوں۔ میں نے رحم (یعنی قرابتداری) کو پیدا کیا اور اپنے نام سے اُس کا اشتقاق کیا۔ جس نے اُس کو ملایا میں اُس کو ملاؤں گا اور جس نے اُس کو کاٹا میں اُس کو کاٹ دوں گا۔''

تخريج: أخرجه أبوداود: ١٦٩٤، والترمذي: ١/ ٣٤٨، واحمد: ١/ ١٩٤

(٢٣٧٩)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَيْسَ شَيْءٌ أُطِيْعَ اللّٰهُ فِيْهِ أَعْجَلَ ثَوَابًا مِنْ صِلَةِ الرَّحِمِ وَلَيْسَ شَيْءٌ أَعْجَلَ عِقَابًا مِنَ الْبَغْيِ وَقَطِيْعَةِ الرَّحِمِ وَالْيَمِيْنِ الْفَاجِرِ تَدَعُ الدِّيَارَ بَلَاقِعَ۔)) (الصحيحة: ٩٧٨)

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کے (جن احکام کی) پیروی کی جاتی ہے اُن میں صلہ رحمی سے جلدی کسی چیز کا ثواب نہیں ملتا اور ظلم اور قطع رحمی کہ بہ نسبت کوئی (جرم ایسا نہیں کہ) جس کی سزا جلدی دی جاتی ہو اور جھوٹی قسم تو علاقوں کو ویران کر دیتی ہے۔

تخريج: أخرجه البيهقي في "السنن الكبرى": ١٠/ ٣٥

شرح:...... وہ مسلمان اس قسم کی احادیث سمجھنے سے قاصر رہے گا، جسے شرعی احکام کا علم نہیں اور جس کو نیکی کرنے اور برائی ترک کرنے پر روحانی خوشی نصیب نہیں ہوتی اور جسے نیکی کے ترک کرنے اور برائی کا ارتکاب کرنے سے کوئی ندامت و پشیمانی نہیں ہوتی۔

(٢٣٨٠)۔ عَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ، عَنِ

النَّبِيِّ قَالَ: ((مَامِنْ ذِيْ رَحِمٍ يَأْتِيْ رَحِمَهُ فَيَسْأَلُهُ فَضْلاً أَعْطَاهُ اللّٰهُ إِيَّاهُ فَيَبْخَلَ عَلَيْهِ إِلَّا أُخْرِجَ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ جَهَنَّمَ حَيَّةٌ يُقَالُ لَهَا: شُجَاعٌ يَتَلَمَّظُ فَيُطَوَّقُ بِهِ.)) (الصحيحة: ٢٥٤٨)

حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب کوئی رشتہ دار اپنے کسی قرابتدار کے پاس جا کر ایسی زائد چیز کا سوال کرتا ہے جو اللہ تعالی نے اسے عطا کی ہوتی ہے، لیکن وہ کنجوسی کرتا ہے (اور نہیں دیتا) تو ایسے آدمی کے لیے روزِ قیامت جہنم سے سانپ نکالا جائے گا، جو اپنی زبان نکالے ہوئے ہوگا اور جسے ''شجاع'' کہتے ہوں گے، اسے ایسے آدمی کا طوق قرار دیا جائے گا۔''

تخريج: أخرجه الطبراني في "الكبير": ١/ ٣٣٥/ ٢ ـ النسخة العتيقة، و"الأوسط": ٢/ ٤٢/ ١/ ٥٧٢٣

شرح:...... مختلف انداز میں پندرہ فرموداتِ نبویہ میں صلہ رحمی کی تاکید کی گئی ہے، صلہ رحمی کا مطلب یہ ہے کہ ننھیال اور ددھیال تمام رشتہ داروں سے حسنِ سلوک کیا جائے، ہر ممکنہ صورت میں ان کے ساتھ تعلق جوڑ کر رکھا جائے۔ اگر حقوق کی ادائیگی کے باوجود قرابتدار بداخلاقی کا مظاہرہ کریں اور تعلق توڑنے کی کوشش کریں تو پھر بھی صلہ رحمی کے تقاضوں کو پورا کیا جائے۔

ہم طبعی طور پر ''جیسا کرو گے ویسا بھرو گے'' کے مصداق بن جاتے ہیں، قریب اور دور کے رشتہ داروں کی تمیز کئے بغیر ہم نے یہ قانون رائج کر رکھا ہے کہ جو ہمارے سامنے مسکرائے گا، ہم بھی اس کے لیے مسکرائیں گے، جو ہمیں دعوت دے گا، ہم بھی اس کو دعوت دیں گے، جو ہمارے بڑوں کے جنازوں میں شریک ہوگا، ہم بھی اس کے بڑوں کے تعزیتی جلوسوں میں شریک ہوں گے۔ لیکن جس نے ہمارے حق کا خیال نہ رکھا، ہم سرے سے اس کے حقوق کی شناخت کرنے کے لیے ہی تیار نہیں ہوں گے۔

واضح رہے کہ یہ اندازِ زندگی انسان کا طرۂ امتیاز نہیں ہے، یہ محض مسکراہٹوں کا تبادلہ ہے، اس میں اللہ تعالی اور اس کے رسول کا نام نہیں پایا جاتا۔ سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((لَيْسَ الْوَاصِلُ بِالْمُكَافِئِ وَلٰكِنَّ الْوَاصِلَ الَّذِيْ إِذَا قُطِعَتْ رَحِمُهُ وَصَلَهَا.)) (بخاری) ......''جو شخص (کسی رشتے دار کے احسان) کے بدلے میں احسان کرتا ہے، وہ صلہ رحمی کرنے والا نہیں ہے، بلکہ اصل صلہ رحمی کرنے والا وہ ہے کہ جب اس سے قطع رحمی کی جائے (یعنی بداخلاقی و بدسلوکی سے پیش آیا جائے) تو وہ (آگے سے) صلہ رحمی کرے (یعنی حسنِ سلوک سے پیش آئے)۔''

صلہ رحمی کے حقیقی تقاضوں پر غور کریں، جو رشتے دار آپ سے ادب و احترام سے پیش آئیں اور حسنِ سلوک والا معاملہ کریں، ظاہر ہے کہ آپ بھی ان کے ساتھ ایسا ہی معاملہ کریں گے، لیکن یہ صلہ رحمی نہیں ہے، یہ احسان کے بدلے احسان ہے، جو ہماری شریعت میں مطلوب و مقصود ہے۔ اس کے برعکس آپ کا ایک قریبی رشتہ دار بداخلاق ہے، آپ

سے بدسلوکی کرتا ہے اور آپ سے تعلقات منقطع کرنے پر تلا رہتا ہے، لیکن آپ صبر و تحمل اور عفو و درگزر سے کام لیتے ہیں، بدسلوکی کا جواب حسنِ سلوک سے دیتے ہیں، ترکِ تعلق کی کوششوں کے مقابلے میں تعلق برقرار رکھتے ہیں۔ یہ اصل صلہ رحمی ہے، جس کا اسلام تقاضا کرتا ہے، اس میں فطرتی جذبات اور انانیت کو قربان کرنا پڑتا ہے۔ یاد رہے کہ جھوٹی انا کو شریعت کے تقاضوں پر قربان کر دینا بہت دل گردے کا کام ہے، لیکن کمالِ ایمان بھی یہی ہے۔

صلہ رحمی کو بحال رکھنے کا ایک طریقہ

(٢٣٨١)۔ عَنْ سُوَيْدِ بْنِ عَامِرِ الأَنْصَارِيْ مَرْفُوْعًا: ((بُلُّوْا أَرْحَامَكُمْ وَلَوْ بِالسَّلَامِ۔)) (الصحيحة:١٧٧٧)

حضرت سوید بن عامر انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”صلہ رحمی کو تروتازہ رکھو، اگرچہ سلام کے ذریعہ ہی ہو۔“

تخريج: أخرجه وكيع في "الزهد": ٢/ ٧٤/ ٢، وابن حبان في "الثقات": ١/ ٧٥، والقضاعي في "مسند الشهاب": ق ٥٥/ ١

شرح:...... شریعت نے نہ صرف صلہ رحمی کو برقرار رکھنے کے لیے، بلکہ مسلمانوں میں باہمی محبت کو فروغ دینے کے لیے ”اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُه“ کو کلیدی حیثیت دی ہے اور کم از کم یہی وہ حکمِ ربّانی ہے، جو انتہائی آسان بھی ہے اور مفید بھی۔ عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ بھائیوں اور باپ بیٹوں جیسے قریبی رشتہ داروں کے مابین سلام کا اہتمام نہیں کیا جاتا، شاید ایسے قرابتدار تادیر ایک دوسرے کا محبّ و محبوب نہ رہ سکتے ہوں۔

قطع رحمی کی نحوستیں

(٢٣٨٢)۔ عَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ، عَنِ النَّبِيِّ قَالَ: ((مَامِنْ ذِيْ رَحِمٍ يَأْتِيْ رَحِمَهُ فَيَسْأَلُهُ فَضْلًا أَعْطَاهُ اللّٰهُ إِيَّاهُ فَيَبْخَلَ عَلَيْهِ إِلَّا أُخْرِجَ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ جَهَنَّمَ حَيَّةٌ يُقَالُ لَهَا: شُجَاعٌ يَتَلَمَّظُ فَيُطَوَّقُ بِهِ۔)) (الصحيحة: ٢٥٤٨)

حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جب کوئی رشتہ دار اپنے کسی قرابتدار کے پاس جا کر ایسی زائد چیز کا سوال کرتا ہے جو اللہ تعالی نے اسے عطا کی ہوتی ہے، لیکن وہ کنجوسی کرتا ہے (اور نہیں دیتا) تو ایسے آدمی کے لیے روزِ قیامت جہنم سے سانپ نکالا جائے گا، جو اپنی زبان نکالے ہوئے ہو گا اور جسے ”شجاع“ کہتے ہوں گے، اسے ایسے آدمی کا طوق قرار دیا جائے گا۔“

تخريج: أخرجه الطبراني في "الكبير": ١/ ٣٣٥/ ٢_النسخة العتيقة، و"الأوسط": ٢/ ٤٢/ ١/ ٥٧٢٣

شرح:...... بخل و کنجوسی جیسا قبیح وصف بخیل و کنجوس کے حق میں ویسے بھی مہلک ثابت ہوتا ہے، لیکن اگر یہ خصلتِ بد کسی قرابتدار کے حقوق کی ادائیگی کے سامنے روڑے اٹکا دے تو اس کی مفسدت و منحوسیت میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ عصر حاضر میں تقریباً ہر شخص نے اپنی وفاؤں اور محبتوں کے لیے چند دوستوں کا انتخاب کر رکھا ہے، وہی اس کے

دستر خوان کی زینت بنتے ہیں اور وہ بھی صرف ان کی خوشی و غمی کو اپنے حق میں خوشی و غمی سمجھتا ہے۔ اسلام اور رشتہ داری کی بنا پر دوستی قائم کرنا معدوم ہو چکا ہے۔ بہرحال ہمارے مال و دولت میں سب سے زیادہ حق ہمارے رشتہ داروں کا ہے۔

قطع تعلقی کی سنگینی

(٢٣٨٣)۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَوْ أَنَّ رَجُلَيْنِ دَخَلَا فِي الإِسْلَامِ فَاهْتَجَرَا لَكَانَ أَحَدُهُمَا خَارِجًا مِنَ الإِسْلَامِ حَتّٰى يَرْجِعَ، يَعْنِيْ: الظَّالِمَ۔)) (الصحيحة:٣٢٩٤)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اگر دو آدمی اسلام میں داخل ہوں اور ایک دوسرے سے قطع تعلقی کر لیں تو اُن میں سے ایک (یعنی ظلم کرنے والا) اسلام سے خارج ہو جاتا ہے، یہاں تک کہ قطع تعلقی سے باز آ جائے۔“

تخريج: أخرجه البزار في "مسنده": صـ ٢٤٥۔ زوائده، والحاكم: ١/ ٢١، وابو نعيم فی "الحلية": ٤/ ١٧٣

شـــرح:...... کسی شرعی عذر کے بغیر بول چال بند کرنا اور ترکِ تعلق روا رکھنا گناہ اور زیادتی ہے۔ قطع رحمی، مقتضائے اخوت کے خلاف ہے۔ آجکل ہم لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی محبتوں کو پسِ پشت ڈالتے ہوئے اور اپنی برادریوں، خاندانوں، وڈیروں اور اپنے آباء و اجداد کی دوستیوں اور دشمنیوں کو مدنظر رکھتے ہوئے برس ہا برس تک مسلمان بھائیوں سے قطع تعلقی کیے رکھتے ہیں، جبکہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((لَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ اَنْ يَّهْجُرَ اَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثٍ، فَمَنْ هَجَرَ فَوْقَ ثَلَاثٍ، فَمَاتَ دَخَلَ النَّارَ۔)) (ابوداود) ...... ”کسی مسلمان کے لیے یہ حلال نہیں کہ وہ تین دنوں سے زیادہ اپنے بھائی سے تعلق منقطع رکھے، پس جو شخص تین ایام سے زیادہ تعلق منقطع رکھے گا اور اسی حالت میں مر جائے گا تو وہ جہنم میں داخل ہو گا۔“

معزز قارئین! اسلام نے ہمارے طبعی جذبات کا کتنا خیال رکھا، یہ کیسا دینِ فطرت ہے کہ ہمارے فطری امور و معاملات کی مناسب حد تک رعایت رکھی اور جھگڑا ہو جانے کے بعد تین ایام تک تعلق قائم نہ رکھنے پر گرفت نہیں کی اور تین دنوں کے اندر اندر صلح کرنے کی تلقین کی۔ اگر ہم اس حد کو پھلانگ جائیں گے اور زیادہ عرصہ تک تعلق منقطع رکھیں گے تو ہمارے اندر بغض و عداوت کے جذبات پیدا ہوں گے، معاشرتی فساد و بگاڑ میں اضافہ ہو گا، رشتے داریوں میں مستقل رخنہ اور دوستانہ تعلقات میں شدید خلل پیدا ہو گا۔

(٢٣٨٤)۔ عَنْ أَبِي خِرَاشٍ السُّلَمِيِّ، أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ هَجَرَ أَخَاهُ سَنَةً فَهُوَ كَسَفْكِ دَمِهِ۔)) (الصحيحة:٩٢٨)

حضرت ابو خراش سلمی سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ”جس نے ایک سال تک اپنے بھائی (سے تعلق منقطع رکھا اور اس) کو چھوڑے رکھا، تو یہ سزا کسی مسلمان کا خون بہانے کے مترادف ہے۔“

تخريج: أخرجه البخاري فی "الأدب المفرد": ٤٠٤ و٤٠٥، وأبوداود: ٢/ ٣٠٣۔تازية، و الحاكم:

٤/ ١٦٣، وأحمد: ٤/ ٣٢٠، وابن سعد في "الطبقات": ٧/ ٥٠٠، والبيهقي في "الشعب": ٥/ ٢٧٢/ ٦٦٣١

شرح:...... مسلمان کا قتل انتہائی گھناؤنا جرم اور کبیرہ گناہ ہے، بلکہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا مسلک تو یہ ہے کہ مسلمان کے قاتل کی توبہ بھی قبول نہیں ہوتی۔ مسلمان بھائی سے قطع تعلقی کو اس کے قتل کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے، یہ بہت بڑی وعید ہے۔ یا یوں کہیں کہ ترکِ تعلق بھی ایک طرح کا معنوی قتل ہے، جس سے دوسرے مسلمان کو سخت اذیت سے گزرنا پڑتا ہے، اس لیے اسے قتل کے مترادف قرار دیا گیا ہے۔ ہمیں چاہیئے کہ اپنے خاندانوں اور برادریوں کے بھوت کو اتار پھینکیں، برس ہا برس سے قائم دشمنیوں کو دوستیوں میں بدل کر اللہ تعالی کے ہاں ماجور ہوں۔

حسن اخلاق اور اس کی فضیلت

(٢٣٨٥)۔ عَنْ مَعْبَدٍ الْجُهَنِيِّ، قَالَ: كَانَ مُعَاوِيَةُ قَلَّمَا يُحَدِّثُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ شَيْئًا وَيَقُوْلُ هٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ قَلَّمَا يَدَعُهُنَّ أَوْ يُحَدِّثُ بِهِنَّ فِي الْجُمَعِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ، وَإِنَّ هٰذَا الْمَالَ حُلْوٌ خُضْرٌ فَمَنْ يَّأْخُذْهُ بِحَقِّهِ يُبَارَكْ لَهُ فِيْهِ، وَإِيَّاكُمْ وَالتَّمَادُحَ، فَإِنَّهُ الذَّبْحُ۔)) (الصحيحة:١١٩٦)

معبد جہنی کہتے ہیں کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے کم احادیث بیان کرتے تھے، اور ان کلمات کو تو کم ہی چھوڑتے تھے (یا راوی نے کہا کہ) جمعہ کے خطبوں میں بیان کرتے تھے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالی جس کے ساتھ خیر و بھلائی کا ارادہ کرتے ہیں، اس کو دین میں فقاہت عطا کر دیتے ہیں۔ یہ مال میٹھا، سرسبز و شاداب (اور پر کشش) ہے، جو اس کو اس کے حق کے ساتھ حاصل کرے گا، اس کے لیے اس میں برکت کی جائے گی اور تم لوگ ایک دوسرے کی تعریف کرنے سے بچو، کیونکہ ایسے کرنا ذبح کرنے کے (مترادف ہے)۔''

تخريج: أخرجه الطحاوي في "المشكل" ٢/ ٢٧٩، وأحمد: ٤/ ٩٢، ٩٣، ٩٨، ٩٩، ورواه ابن ماجه منه الجملة الاخيرة فقط

(٢٣٨٦)۔ عن أبي الدرداء عن النبي ﷺ: ((أَثْقَلُ شَيْءٍ فِي الْمِيْزَانِ الْخُلُقُ الْحَسَنُ۔)) (الصحيحة:٨٧٦)

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''ترازو میں سب سے بھاری عمل، اچھا اخلاق ہے۔''

تخريج: أخرجه أبوداود: ٢/ ٢٨٩، وأحمد: ٦/ ٤٤٢، ٤٤٦، ٤٤٨، ٤٥١، والغطريف في "حديثه": رقم ٨٩۔ منسوختي، والخرائطي في "مكارم الأخلاق": ص٩، والترمذي: ٣/ ١٤٦، ١٤٩

(٢٣٨٧)۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ

سُئِلَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَيُّ النَّاسِ خَيْرٌ؟ قَالَ: أَحْسَنُهُمْ خُلُقاً۔)) (الصحيحة: ١٨٣٧)

سے سوال کیا گیا: کون سے لوگ بہت بہتر ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''جو اخلاق کے لحاظ سے سب سے زیادہ اچھے ہیں۔''

تخريج: رواه الطبراني: رقم ١٣٣٢٦

(٢٣٨٨)۔ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ شَرِيْكٍ، قَالَ: كُنَّا جُلُوْسًا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ كَأَنَّمَا عَلَى رُؤُوْسِنَا الطَّيْرُ، مَايَتَكَلَّمُ مِنَّا مُتَكَلِّمٌ، إِذْ جَاءَهُ أُنَاسٌ فَقَالُوْا: مَنْ أَحَبُّ عِبَادِاللّٰهِ إِلَى اللّٰهِ؟ قَالَ: ((أَحْسَنُهُمْ خُلُقًا۔)) (الصحيحة:٤٣٢)

حضرت اسامہ بن شریک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس اس طرح بیٹھے ہوئے تھے، گویا کہ ہمارے سروں پر پرندے ہوں، ہم میں سے کوئی بھی کلام نہیں کر رہا تھا۔ اچانک چند لوگ آئے اور انہوں نے کہا: اللہ تعالی کے نزدیک اس کے بندوں میں سے زیادہ محبوب کون ہے؟ آپ نے فرمایا: ''جو اخلاق کے لحاظ سے بہت اچھے ہیں۔''

تخريج: هكذا اورده المنذرى: ٣/ ٢٥٩، والهيثمى: ٨/ ٢٤، برواية الطبرانى وقالا: ورواته محتج بهم فى الصحيح۔ واللفظ للاول منهما، وزاد: وابن حبان فى صحيحه، وفى رواية لابن حبان بنحوه؛ الا انه قال: قالوا: يَا رَسُوْلَ الله! فما خَيْرٌ مَا أُعْطِىَ الْإِنْسَانُ؟ قَالَ: ((خُلُقٌ حَسَنٌ۔)) ورواه الحاكم و البيهقى بنحو هذا......ثم الحديث اخرجه ابن ماجه: ٢/ ٣٣٩۔ ٣٤٠، والطيالسى: ١٢٣٣، واحمد: ٤/ ٢٧٨ باللفظ الثانى۔ والحديث عند ابن حبان: ٤٧٨۔ الموارد، ومعجم الطبرانى: ٤٧١

(٢٣٨٩)۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو: أَنَّ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ أَرَادَ سَفَرًا فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ أَوْصِنِيْ، قَالَ: ((أُعْبُدُ اللّٰهَ وَلَاتُشْرِكْ بِهٖ شَيْئًا۔)) قَالَ: يَانَبِيَّ اللّٰهِ! زِدْنِيْ۔ قَالَ: ((إِذَا أَسَأْتَ فَأَحْسِنْ۔)) قَالَ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! زِدْنِيْ، قَالَ: ((إِسْتَقِمْ، وَلْتُحْسِنْ خُلُقَكَ۔)) (الصحيحة:١٢٢٨)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت معاذ بن جبل نے سفر کا ارادہ کیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے کوئی وصیت فرما دیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو اللہ کی عبادت کر اور اُس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرا۔'' انہوں نے کہا، اے اللہ کے نبی مزید وصیت فرمائیں۔ آپ نے فرمایا: ''جب تو برائی کرے تو فوراً نیکی کر۔'' انھوں نے کہا: اے اللہ کے نبی! اور کوئی وصیت فرما دیں۔ آپ نے فرمایا: ''ثابت قدم رہ اور اپنے اخلاق کو اچھا کر۔''

تخريج: أخرجه ابن حبان: ١٩٢٢، والحاكم: ٤/ ٢٤٤، وابن حبان: ١٩٢٢، والطبرانى فى "الاوسط"

(٢٣٩٠)۔ عَنْ مُعَاذِبْنِ جَبَلٍ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بَعَثَهُ إِلَى قَوْمٍ، فَقَالَ: يَارَسُوْلَ

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے مجھے ایک قوم کی طرف بھیجا۔ میں نے کہا: اے اللہ کے

اللّٰهِ! أَوْصِنِيْ؟ قَالَ: ((أَفْشِ السَّلَامَ وَابْذُلِ الطَّعَامَ، وَاسْتَحْيِ مِنَ اللّٰهِ اسْتِحْيَاءَكَ رَجُلاً مِنْ أَهْلِكَ وَإِذَا أَسَأْتَ فَأَحْسِنْ، وَلْتُحْسِنْ خُلُقَكَ مَااسْتَطَعْتَ۔)) (الصحيحة:٣٥٥٩)

رسول! مجھے کوئی وصیت فرما دیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''سلام کو عام کرو، کھانا کھلاؤ، اللہ تعالی سے اتنا حیا کرو جتنا کہ تم اپنے گھر کے فرد سے کرتے ہو، جب گناہ ہو جائے تو (اس کا اثر ختم کرنے کے لیے) فوراً نیکی کرو اور حسبِ استطاعت اپنے اخلاق کو اچھا بناؤ۔''

تخريج: أخرجه ابن نصر المروزي في "الأيمان": ق ٢٢٦/ ١، والبزار: ٢١٧٢۔ كشف الأستار، والطبراني في "المعجم الكبير": ٨/ ٢٧٢ الا انه قال: ((واذا اسأت فأحسن؛ فان الحسنات يذهبن السيئات۔))

(٢٣٩١)۔ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدَرِيِّ مَرْفُوْعًا: ((أَكْمَلُ الْمُؤْمِنِيْنَ إِيْمَانًا أَحَاسِنُهُمْ أَخْلَاقًا، اَلْمُوَطَّؤُوْنَ أَكْنَافًا، اَلَّذِيْنَ يَأْلَفُوْنَ وَيُؤْلَفُوْنَ، وَلَا خَيْرَ فِيْمَنْ لَايَأْلَفُ وَلَا يُؤْلَفُ۔)) (الصحيحة:٧٥١)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایمان کے لحاظ سے مومنوں میں سے مکمل وہ ہیں جو اُن میں سے اخلاق کے لحاظ سے بہت بہتر ہوں، جو اپنے کندھے بچھا کر رکھتے ہوں اور جو محبت کرتے ہوں اور اُن سے محبت کی جاتی ہو اور ایسے شخص میں تو کوئی خیر ہی نہیں جو نہ خود محبت کرتا ہو اور نہ اُس سے محبت کی جاتی ہو۔''

تخريج: أخرجه الطبراني فى "معجمه الصغير": صـ ١٢٥، وفى "الأوسط": ٢/ ٢٦٨، ٢/ ٤٥٨٣ ومن طريقه أبونعيم فى "أخبار أصبهان": ٢/ ٦٧

(٢٣٩٢)۔ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ أَكْمَلَ الْمُؤْمِنِيْنَ إِيْمَانًا أَحْسَنُهُمْ خُلُقًا وَإِنَّ حُسْنَ الْخُلُقِ لَيَبْلُغُ دَرَجَةَ الصَّوْمِ وَالصَّلَاةِ۔)) (الصحيحة:١٥٩٠)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایمان کے لحاظ سے سب سے مکمل مومن وہ ہے، جو ان میں سے اخلاق کے اعتبار سے سب سے اچھا ہو اور بے شک حسنِ اخلاق، روزے اور نماز کے درجہ کو پہنچ جاتا ہے۔''

تخريج: أخرجه البزار في "مسنده": رقم ـ ٣٥ـ الكشف، وابو يعلى فى "مسنده": ٣/ ١٠٣١

(٢٣٩٣)۔ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ كَرِيْمٌ، يُحِبُّ الْكَرَمَ وَمَعَالِيَ الأَخْلَاقِ، وَيُبْغِضُ سَفْسَافَهَا)) (الصحيحة: ١٣٧٨)

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بلاشبہ اللہ تعالی مہربان ہے، مہربانی اور بلند اخلاق کو پسند کرتا ہے اور ردّی اخلاق سے نفرت کرتا ہے۔''

تخریج: أخرجه أبوالشيخ في "أحاديثه" ١٢/ ١، والحاكم: ١/ ٤٨، وأبونعيم في "الحلية" ٣/ ٢٥٥، ٨/ ١٣٣، والسلفي في "معجم السفر" ١٨/ ١

(٢٣٩٤)۔ عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ الرَّجُلَ لَيُدْرِكُ بِحُسْنِ خُلُقِهِ دَرَجَاتِ قَائِمِ اللَّيْلِ صَائِمِ النَّهَارِ۔)) (الصحيحة:٧٩٥)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بلاشبہ آدمی حسنِ اخلاق کی وجہ سے رات کو قیام کرنے والے اور دن کو روزہ رکھنے والے کے مرتبوں کو پالیتا ہے۔''

تخریج: أخرجه أبوداود: ٤٧٩٨، وابن حبان: ١٩٢٧، والحاكم: ١/ ٦٠، واحمد: ٦/ ١٣٣، ١٨٧

(٢٣٩٥)۔ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ الرَّجُلَ لَيُدْرِكُ بِحُسْنِ خُلُقِهِ دَرَجَةَ السَّاهِرِ بِاللَّيْلِ الظَّامِئُ بِالْهَوَاجِرِ۔)) (الصحيحة:٧٩٤)

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بلاشبہ آدمی اخلاقِ حسنہ کی وجہ سے رات کو بیدار رہ کر (قیام کرنے والے) اور دوپہر کی گرمیوں میں پیاس برداشت کرنے والے (روزدار) کا مرتبہ حاصل کر لیتا ہے۔''

تخریج: أخرجه تمام فی "الفوائد": ١٣/ ٢٣٤/ ١۔٢، والطبرانی فی "المعجم الکبیر" وفی "الجامع الصغیر"

(٢٣٩٦)۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((إِنَّ الْمُسْلِمَ الْمُسَدَّدَ لَيُدْرِكُ دَرَجَةَ الصَّوَّامِ الْقَوَّامِ بِآيَاتِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ لِكَرَمِ ضَرِيْبَتِهِ وَحُسْنِ خُلُقِهِ۔)) (الصحيحة:٥٢٢)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''راہِ راست پر گامزن مسلمان اپنے عمدہ مزاج اور حسنِ اخلاق کی وجہ سے بہت زیادہ روزے رکھنے والے اور اللہ تعالیٰ کی آیات کے ساتھ لمبا قیام کرنے والے کے مرتبے کو پالیتا ہے۔''

تخریج: أخرجه الامام أحمد: ٢/ ٢٢٠

(٢٣٩٧)۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو مَرْفُوعًا: ((إِنَّ مِنْ أَحَبِّكُمْ إِلَيَّ أَحْسَنَكُمْ أَخْلَاقًا۔)) (الصحيحة:٧٩٢)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''مجھے تم میں سے سب سے زیادہ محبوب وہ آدمی ہے، جو تم میں اخلاق کے لحاظ سے بہت عمدہ ہے۔''

تخریج: أخرجه أحمد: ٢/ ١٨٩، واخرجه البخاری: ٢/ ٤٤٥ بلفظ: ((اخلاقا))، وهو من رواية الشيخين فی الصحيحة رقم: ٢٨٦

(٢٣٩٨)۔ عَنْ جَابِرٍ مَرْفُوْعًا: ((إِنَّ مِنْ أَحَبِّكُمْ إِلَيَّ، وأَقْرَبِكُمْ مِنِّي مَجْلِسًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَحَاسِنَكُمْ أَخْلَاقًا، وَإِنَّ أَبْغَضَكُمْ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے تم میں سے سب سے زیادہ محبوب اور روزِ قیامت مجلس کے لحاظ سے میرے سب سے زیادہ قریبی وہ لوگ ہوں

إِلَيَّ وَأَبْعَدَكُمْ مِنِّي مَجْلِسًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ الثَّرْثَارُوْنَ وَالْمُتَشَدِّقُوْنَ وَالْمُتَفَيْهِقُوْنَ۔)) قَالُوْا: قَدْ عَلِمْنَا "الثَّرْثَارُوْنَ وَالْمُتَشَدِّقُوْنَ" فَمَا الْمُتَفَيْهِقُوْنَ؟ قَالَ: ((الْمُتَكَبِّرُوْنَ۔)) (الصحيحة:٧٩١)

گے جو تم میں سے اخلاق کے لحاظ سے بہت عمدہ ہوں اور تم میں سے میرے ہاں سب سے زیادہ نفرت والے اور روزِ قیامت مجھ سے سب سے زیادہ دور وہ لوگ ہوں گے جو فضول بولنے والے، گفتگو کے لیے باچھوں کو موڑنے والے اور تکبر کرنے والے ہوں۔'' صحابہ نے کہا: ہم "ثَـرْثَارُوْن" اور "مُتَشَدِّقُوْن" کا معنی تو سمجھتے ہیں، "مُتَفَيْقِهُوْن" سے کیا مراد ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تکبر کرنے والے۔''

تخريج: أخرجه الترمذي: ١/ ٣٦٣، والخطيب في "التاريخ": ٤/ ٦٣

شرح:...... اس حدیث میں حسنِ اخلاق کی ترغیب اور غیر ضروری، غیر محتاط اور تصنع و بناوٹ سے گفتگو کرنے اور اس کے ذریعے سے دوسروں پر رعب و برتری جتانے سے اجتناب کرنے کی تاکید کی گئی ہے۔ گویا کم بولنا اور سادگی سے گفتگو کرنا پسندیدہ ہے اور اس کے برعکس زیادہ بولنا اور وہ بھی دوسروں پر ہیکڑ جمانے کے لیے گفتگو میں تیزی و طراری اور تصنع اختیار کرنا سخت ناپسندیدہ ہے۔

(٢٣٩٩)۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعًا: ((إِنَّمَا بُعِثْتُ لأُتَمِّمَ مَكَارِمَ (وَفِي رِوَايَةٍ: صَالِحَ) الأَخْلَاقِ۔)) (الصحيحة: ٤٥)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے تو صرف اس (مقصد) کے لیے مبعوث کیا گیا کہ اخلاقی اقدار کی تکمیل کر سکوں۔''

تخريج: رواه البخاري في "الأدب المفرد": ٢٧٣، و"التاريخ الكبير": ٤/ ١/ ١٨٨، وابن سعد في "الطبقات": ١/ ١٩٢، والحاكم: ٢/ ٦١٣، وأحمد: ٢/ ٣٨١ وابن عساكر في "تاريخ دمشق": ٦/ ٢٦٧/ ١

شرح:...... نبی کریم ﷺ کی آمد سے پہلے اگرچہ انسانیت کا وجود انسان والا ہی تھا، لیکن اس کا طرزِ حیات جانوروں اور درندوں کی طرح انتہائی احمقانہ تھا، قتل و غارت گری عام تھی، بھائی بھائی کے خون کا پیاسا تھا، اس سے بڑی بربریت کیا ہو سکتی ہے کہ بیٹیوں کو زندہ درگور کر دیا جاتا تھا، لوگ برہنہ حالت میں بیت اللہ کا طواف کرتے تھے، جانور کو ذبح کرنے کی ضرورت پڑتی تو گردن پر چھری چلانے کے بجائے اس کے مختلف اعضا کاٹنا شروع کر دیتے تھے۔ تمام اخلاقی اقدار بری طرح پامال ہو چکی تھیں۔ اس سارے ماحول کو سنوارنے کے لیے محمد رسول اللہ ﷺ کا انتخاب کیا گیا، جو اپنی حیاتِ مبارکہ کے مقاصد میں بدرجۂ اکمل واتم کامیاب ہوئے۔

(٢٤٠٠)۔ عَنْ طَاوُسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ: ((إِنَّمَا يَهْدِيْ إِلَى أَحْسَنِ الأَخْلَاقِ اللّٰهُ، وَإِنَّمَا يَصْرِفُ

طاؤس سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے منبر پر ارشاد فرمایا: ''اللہ تعالیٰ ہی اچھے اخلاق کی طرف رہنمائی فرماتا ہے اور وہی ہے جو برے اخلاق کو دور کرتا

أَسْوَءَ هَا هُوَ۔)) (الصحيحة:٣٢٥٥)

ہے۔"

تخريج: رواه عبدالرزاق في"المصنف": ١١/ ١٤٦/ ٢٠١٥٦ مرسلا، وقد وصله الطبراني في "المعجم الكبير": ١١/ ١٧/ ١٠٨٩ ...... عن طاوس عن ابن عباس

(٢٤٠١)۔ عَنْ هَانِيءٍ: أَنَّهُ لَمَّا وَفَدَ عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ أَيُّ شَيْءٍ يُوْجِبُ الْجَنَّةَ؟ قَالَ: ((عَلَيْكَ بِحُسْنِ الْكَلَامِ، وَبَذْلِ الطَّعَامِ۔)) (الصحيحة: ١٩٣٩)

سیدنا ہانی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: جب میں وفد کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تو کہا: اے اللہ کے رسول! کون سا عمل جنت کو واجب کر دیتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "بس تو عمدہ کلام کرنے اور کھانا کھلانے کو لازم پکڑ۔"

تخريج: أخرجه البخاري في"خلق أفعال العباد" صـ ٧٩، وابن أبي الدنيا في"الصمت" ٢/ ٩/ ١، و الحاكم: ١/ ٢٣، والخطيب في"الموضح": ٢/ ٤، وابن حبان في "صحيحه": ١٩٣٧، ١٩٣٨

(٢٤٠٢)۔ عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَهَا: ((إِنَّهُ مَنْ أُعْطِيَ حَظَّهُ مِنَ الرِّفْقِ، فَقَدْ أُعْطِيَ حَظَّهُ مِنْ خَيْرِ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، وَصِلَةُ الرَّحِمِ، وَحُسْنُ الْخُلُقِ وَحُسْنُ الْجِوَارِ يَعْمُرَانِ الدِّيَارَ وَيَزِيْدَانِ فِي الْأَعْمَارِ۔)) (الصحيحة: ٥١٩)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اُن کو فرمایا: "جس کو نرمی عطا کی گئی، اُس کو دنیا و آخرت کی خیر و بھلائی سے نواز دیا گیا اور صلہ رحمی، حسنِ اخلاق اور پڑوسی سے اچھا سلوک (جیسے امورِ خیر) گھروں (اور قبیلوں) کو آباد کرتے ہیں اور عمروں میں اضافہ کرتے ہیں۔"

تخريج: أخرجه أحمد: ٦/ ١٥٩، وابويعلى في "مسنده": ٨/ ٢٤/ ٤٥٣٠

شرح:...... عمر میں اضافہ ہونے کے دو مفاہیم ہیں: (۱) حقیقی طور پر عمر بڑھ جاتی ہے، جس کو اللہ تعالیٰ کی معلّق تقدیر سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ (۲) عمر کی مقدار میں اضافہ نہیں ہوتا، لیکن اس میں اتنی برکت پیدا ہو جاتی ہے اور صلہ رحمی کرنے والے کی زندگی کا ہر پہلو فوائد سے یوں لبریز ہو جاتا ہے کہ دوسرے لوگ جو کام لمبی لمبی عمروں میں سرانجام نہیں دے سکتے، یہ لوگ اپنی مختصر عمروں میں ان سے ہمکنار ہو جاتے ہیں۔

(٢٤٠٣)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ أَكْثَرِ مَا يُدْخِلُ النَّاسَ الْجَنَّةَ؟ فَقَالَ: ((تَقْوَى اللّٰهِ وَحُسْنُ الْخُلُقِ، وَأَكْثَرُ مَا يُدْخِلُ النَّاسَ النَّارَ الْفَمُ وَالْفَرْجُ۔)) (الصحيحة:٩٧٧)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کون سی چیز بکثرت لوگوں کو جنت میں داخل کرے گی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "اللہ کا ڈر اور حسنِ خلق اور جو چیز سب سے زیادہ لوگوں کو جہنم میں داخل کرے گی، وہ منہ اور شرم گاہ ہے۔"

تخريج:أخرجه الترمذي: ١/ ٣٦١، وابن ماجه: ٢٦٤٦، وأحمد: ٢/ ٢٩١، ٣٩٢، ٤٤٢

(٢٤٠٤)۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((خِيَارُكُمْ أَحَاسِنُكُمْ أَخْلَاقًا۔)) (الصحيحة: ٢٨٦)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم میں سے بہترین لوگ وہ ہیں جو اخلاق کے لحاظ سے تم میں سب سے زیادہ اچھے ہوں۔''

تخريج: أخرجه البخاري: ٤/ ١٢١، عن حفص بن غياث، وفي"الأدب الفرد": ٢٧١، عن سفيان، ومسلم: ٧/ ٧٨، عن أبي معاوية ووكيع وابن نمير وأبي خالد الأحمر، والطيالسي

(٢٤٠٥)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((خِيَارُكُمْ إِسْلَامًا أَحَاسِنُكُمْ أَخْلَاقًا إِذَا فَقِهُوْا۔)) (الصحيحة:١٨٤٦)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''تم میں سے بلحاظ اسلام بہترین لوگ وہ ہیں، جو اخلاق کے اعتبار سے بہت اچھے ہیں، بشرطیکہ وہ دین میں سمجھ بوجھ حاصل کرلیں۔''

تخريج: أخرجه البخاري في"الأدب المفرد": ٢٨٥، وأحمد: ٢/ ٤٦٧، ٤٦٩، ٤٨١، واصله في "الصحيحين"

(٢٤٠٦)۔ عَنْ عَلِيٍّ، قَالَ: لَمَّا ضَمَمْتُ إِلَيَّ سِلَاحَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، وَجَدتُّ فِي قَائِمِ سَيْفِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ رُقْعَةً فِيْهَا ((صِلْ مَنْ قَطَعَكَ وَأَحْسِنْ إِلٰى مَنْ أَسَاءَ إِلَيْكَ، وَقُلِ الْحَقَّ وَلَوْ عَلٰى نَفْسِكَ۔)) (الصحيحة: ١٩١١)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: جب میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہتھیار اپنے قبضہ میں لیے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار میں میں نے ایک رقعہ پایا اُس میں لکھا تھا: ''جو تیرے ساتھ قطع رحمی کرے تو اُس کے ساتھ صلۂ رحمی کر، جو تیرے ساتھ برا معاملہ کرے تو اُس کے ساتھ اچھا سلوک کر اور حق بات کہہ اگرچہ وہ تیری ذات کے خلاف ہو۔''

تخريج: رواه أبو عمرو بن السماك في"حديثه": ٢/ ٢٨/ ١

(٢٤٠٧)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَا عَمِلَ ابْنُ آدَمَ شَيْئًا أَفْضَلَ مِنَ الصَّلَاةِ، وَصَلَاحِ ذَاتِ الْبَيْنِ وَخُلُقٍ حَسَنٍ۔)) (الصحيحة:١٤٤٨)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''آدم کے بیٹے نے کوئی ایسا عمل نہیں کیا جو نماز، باہمی اصلاح اور حسنِ اخلاق سے بہتر ہو۔''

تخريج: أخرجه البخاري في"التاريخ" ١/ ١/ ٦٣

(٢٤٠٨)۔ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: لَقِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَبَا ذَرٍّ، فَقَالَ: ((يَا أَبَا ذَرٍّ! أَلَا

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے ملے اور فرمایا: ''اے ابوذر!

أَدُلُّكَ عَلَى خَصْلَتَيْنِ هُمَا أَخَفُّ عَلَى الظَّهْرِ، وَأَثْقَلُ فِي الْمِيْزَانِ مِنْ غَيْرِ هِمَا؟)) قَالَ: بَلٰى يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((عَلَيْكَ بِحُسْنِ الْخُلُقِ، وَطُوْلِ الصَّمْتِ فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَاعَمِلَ الْخَلَائِقُ بِمِثْلِهِمَا۔)) (الصحيحة:١٩٣٨)

کیا میں تجھے دو خوبیوں سے آگاہ نہ کردوں، جن کی ادائیگی آسان ہے، لیکن وہ ترازو میں دیگر تمام نیکیوں سے بھاری ہوں گی؟'' انہوں نے کہا: جی ہاں! اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو حسنِ خلق اور طویل خاموشی کو لازم پکڑ۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! مخلوقات نے کوئی ایسا عمل نہیں کیا جو (ان دو نیکیوں کے) برابر ہو۔''

تخريج: أخرجه أبويعلي في "مسنده": ٢/ ٨٣٤، والطبراني في "الاوسط": ٧٢٤٥، وابن ابي الدنيا في "الصمت": ٤/ ٣٢/ ٢، والبزار: صـ ٣٢٩

(٢٤٠٩)۔ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ مَرْفُوْعاً: ((أَنَا زَعِيْمُ بَيْتٍ فِي رَبَضِ الْجَنَّةِ لِمَنْ تَرَكَ الْمِرَاءَ وَإِنْ كَانَ مُحِقًّا وَبَيْتٍ فِي وَسَطِ الْجَنَّةِ لِمَنْ تَرَكَ الْكَذِبَ وَإِنْ كَانَ مَازِحاً وَبَيْتٍ فِي أَعْلَى الْجَنَّةِ لِمَنْ حَسُنَ خُلُقُهُ۔)) (الصحيحة:٢٧٣)

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں اس شخص کے لیے جنت کے اطراف میں ایک گھر کا ضامن ہوں، جس نے حق پر ہوتے ہوئے بھی جھگڑا چھوڑ دیا (اور اپنے حق سے دستبردار ہو گیا) اور اس شخص کے لیے جنت کے درمیان میں ایک گھر کا ضامن ہوں جس نے مزاح کے طور پر بھی جھوٹ نہیں بولا اور اس شخص کے لیے جنت کے بلند ترین حصے میں ایک گھر کا ضامن ہوں جس کا اخلاق اچھا ہوا۔''

تخريج: رواه أبوداود في "سننه": ٤٨٠٠، وعنه البيهقي: ١٠/ ٢٤٩

شرح:...... حسن اخلاق سے مراد وہ تہذیب و شائستگی، شفقت و الفت، نرمی و گدازی، امانت و دیانت، شرافت و صداقت، حلم و بردباری، صبر و تحمل، مسرت و مسکراہٹ اور دیگر اخلاقی خصلتیں ہیں، جن سے نبی کریم قبل از نبوت اور بعد از نبوت بدرجۂ اتم و اکمل متصف تھے۔

درج بالا تیئس چوبیس روایات میں مختلف پیرایوں میں اخلاقِ حسنہ کی اہمیت بیان کی گئی ہے، حسنِ اخلاق انتہائی عظیم وصف ہے، جہاں نبی کریم ﷺ خود مکارمِ اخلاق سے متصف تھے، وہاں آپ ﷺ نے دوسروں پر بھی خوش خلقی کو اپنانے کے لیے بہت زور دیا ہے۔ اس صفت کے حاملین کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا محبوب اور ایمان و ایقان کے لحاظ سے کامل و اکمل قرار دیا۔ اس عمل کو بعثتِ نبوی کا مقصد اور موجب جنت ٹھہرایا گیا، یہ حسن اخلاق ہی ہے جس کے ذریعے دن کو روزہ رکھنے والوں اور رات کو قیام کرنے والوں کے مراتب تک رسائی حاصل کی جا سکتی ہے۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کی دس سال تک خدمت کی، لیکن اس طویل عرصے میں آپ ﷺ نے کبھی اف تک نہیں کہا، اگر کوئی کام کر دیا گیا تو اس کی بابت یہ نہیں کہا کہ یہ کیوں کیا ہے اور اگر کوئی کام رہ گیا تو اس کے بارے میں یہ نہیں پوچھا کہ فلاں کام کیوں نہیں کیا گیا۔ آپ کا یہ عمل حسنِ اخلاق کا عدیم النظیر، بے مثال اور اعلیٰ ترین نمونہ ہے۔ کاش! امت مسلمہ بھی اپنے پیغمبر کے ان مکارم اخلاق کو اختیار کر لیتی۔

حسن اخلاق روزِ قیامت سب سے زیادہ مفید ثابت ہو گا کیونکہ یہ دیگر تمام اعمال سے زیادہ بھاری ہو گا، ایمان اور حسنِ اخلاق میں تلازم ہے، یعنی جو اخلاق میں جتنا کامل ہو گا، ایمان میں بھی اتنا ہی کامل ہو گا۔ گویا کمالِ ایمان کے لیے حسنِ اخلاق میں کمال ضروری ہے۔

مذکورہ بالا احادیثِ مبارکہ میں اخلاقِ حسنہ کے حاملین کو محبوبِ خدا، محبوب رسول، لوگوں میں سب بہتر اور کامل ایمان، رات کو قیام کرنے والے اور دن کو روزے رکھنے والے کے قائم مقام قرار دیا گیا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ عمل اور بعثتِ نبوی کا مقصد ہے۔ نبی کریم ﷺ نے جن اعمالِ خیر کی وصیتیں فرمائیں، ان میں حسنِ اخلاق بھی داخل ہے۔ ان احادیث میں جن دوسرے امورِ خیر کا تذکرہ کیا گیا ہے، ان کی وضاحت اپنے اپنے مقام پر آئے گی۔ (ان شاء اللہ)

نبی کریم ﷺ سے منقول ایک دعائے استفتاح میں حسنِ اخلاق کے لیے یوں رہنمائی طلب کی گئی ہے: ((وَاهْدِنِيْ لِاَحْسَنِ الْاَخْلَاقِ لَايَهْدِيْ لِاَحْسَنِهَا اِلَّا اَنْتَ وَاصْرِفْ عَنِّيْ سَيِّئَهَا لَايَصْرِفُ سَيِّئَهَا اِلَّا اَنْتَ۔)) (مسلم) ...... ''اور بہترین اخلاق کی طرف میری رہنمائی فرما، کیونکہ بہترین اخلاق کی طرف رہنمائی نہیں کر سکتا مگر تو ہی اور برے اخلاق کو مجھ سے دور کر دے، کیونکہ تو ہی برے اخلاق کو مجھ سے پھیر سکتا ہے۔''

حسن اخلاق کی نبوی مثالیں

(۲٤۱۰)۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِيْ بَكْرٍ، عَنْ رَجُلٍ مِنَ الْعَرَبِ، قَالَ: زَحَمْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ حُنَيْنٍ، وَفِي رِجْلَيَّ نَعْلٌ كَثِيْفَةٌ، فَوَطِئْتُ عَلٰى رِجْلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَنَفَحَنِيْ نَفْحَةً بِسَوْطٍ فِي يَدِهِ وَقَالَ: ((بِسْمِ اللّٰهِ، أَوْجَعْتَنِيْ۔)) قَالَ: فَبِتُّ لِنَفْسِيْ لَائِمًا أَقُوْلُ: أَوْجَعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ فَبِتُّ بِلَيْلَةٍ كَمَا يَعْلَمُ اللّٰهُ، فَلَمَّا أَصْبَحْنَا إِذَا رَجُلٌ يَقُوْلُ: أَيْنَ فُلَانٌ؟ قَالَ: قُلْتُ: هٰذَا وَاللّٰهِ الَّذِيْ كَانَ مِنِّيْ بِالْأَمْسِ۔

عبداللہ بن ابوبکر، ایک عربی سے روایت کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں: حنین والے دن میں رسول اللہ ﷺ سے ٹکرا گیا اور میرے پاؤں میں کوئی بھاری جوتا تھا، میں نے تو رسول اللہ ﷺ کا پاؤں روند دیا۔ آپ کے ہاتھ میں کوڑا تھا، آپ نے اُس کے ساتھ مجھے چونکا دیا اور فرمایا: ''بِسْمِ اللّٰهِ، تو نے مجھے تکلیف دی۔'' اُس نے کہا: میں نے اپنے نفس کو ملامت کرتے ہوئے رات گزاری اور میں یہی کہتا رہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو تکلیف دی ہے اور اللہ جانتا ہے کہ میں نے (بڑی بے چینی سے) رات گزاری۔ جب صبح ہوئی تو ایک آدمی کہہ رہا تھا: فلاں شخص کہاں ہے۔ میں نے کہا: اللہ

قَالَ: فَانْطَلَقْتُ وَأَنَا مُتَخَوِّفٌ، فَقَالَ لِی رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: ((إِنَّكَ وَطِئْتَ بِنَعْلِكَ عَلٰی رِجْلِی بِالأَمْسِ فَأَوْجَعْتَنِی، فَنَفَحْتُكَ بِالسَّوْطِ، فَھٰذِہٖ ثَمَانُوْنَ نَعْجَةً فَخُذْھَا بِھَا۔)) (الصحیحة:۳۰۴۳)

کی قسم! (یہ اعلان) اسی چیز کے بارے میں ہے جو کل مجھ سے (سرزد) ہوئی تھی۔ میں چل تو پڑا لیکن سہما ہوا تھا، (جب ملاقات ہوئی تو) رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: ''تو نے کل اپنے جوتے سے میرا پاؤں روندا تھا اور مجھے تکلیف دی تھی اور میں نے پھر کوڑے کے ساتھ تجھے چونکا دیا تھا، (لو) یہ اسی (۸۰) دنبیاں، اُس کوڑے کے عوض لے لو۔''

تخریج: أخرجه الدارمي: ١/ ٣٤۔ ٣٥

شرح:...... حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ میں اخلاقِ حسنہ کا وصف بدرجۂ اتم واکمل پایا جاتا تھا، کہ آپ ﷺ نے انتقاماً یا اس صحابی کو متنبہ کرنے کے لیے اس کو اپنے کوڑے سے چونکا دیا، جو اس نے محسوس بھی نہیں کیا تھا، لیکن اسے راضی کرنے کے لیے اس کو اسی (۸۰) دنبیاں دے دیں۔

درجہ بدرجہ قرابتداروں سے حسنِ سلوک کا حکم

(۲۴۱۱)۔ عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِی كَرِبَ الْكِنْدِیِّ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ اللّٰہَ یُوْصِیْكُمْ بِأُمَّھَاتِكُمْ، ثُمَّ یُوْصِیْكُمْ بِآبَائِكُمْ، ثُمَّ یُوْصِیْكُمْ بِالأَقْرَبِ فَالأَقْرَبِ۔)) (الصحیحة:۱۶۶۶)

حضرت مقدام بن معدی کرب کندی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''بلاشبہ اللہ تعالیٰ تمہیں تمہاری ماؤں کے متعلق نصیحت کرتا ہے، پھر تمہیں تمہارے باپوں کے متعلق نصیحت کرتا ہے، پھر درجہ بدرجہ قریبی رشتہ داروں کے ساتھ (حسنِ سلوک کرنے کی) نصیحت کرتا ہے۔''

تخریج: أخرجه البخاري في "الأدب المفرد": ٦٠، وابن ماجه: ٣٦٦١، والحاكم: ٤/ ١٥١، وأحمد: ٤/ ١٣١ و ١٣٢

شرح:...... حسنِ سلوک، صلہ رحمی، شفقت ومحبت اور احترام واکرام کے سب سے زیادہ مستحق آدمی کے رشتہ دار ہوتے ہیں، جن میں والدین کو فوقیت و برتری حاصل ہے، لیکن آجکل اکثر لوگوں نے اپنے اپنے معیار کے مطابق دوست بنا لیے ہیں، دوستی نبھانے کے لیے مال و دولت تو کیا، قریب سے قریب تر رشتہ داروں کو بھی داؤ پہ لگا دیا جاتا ہے، والدین اپنے پردیسی بچوں کی ملاقاتوں اور ان کی مجلسوں کو ترستے رہتے ہیں، لیکن ان کی اولین ترجیح ان کے دوست ہوتے ہیں، اسی طرح باروزگار بچے اپنی آمدنی کو غیروں کی خوشی غمی پر صرف کرتے ہیں، لیکن والدین اور بہن بھائیوں کے سلسلے میں کنجوسی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ یہ شرعی احکام سے دوری کا نتیجہ ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تو والدین کا حق سب سے مقدم رکھا ہے، جیسا کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میرے حسنِ سلوک کا سب سے زیادہ مستحق کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تمہاری

ماں۔'' اس نے کہا: پھر کون؟ آپ نے فرمایا: ''تمہاری ماں۔'' اس نے پھر پوچھا: پھر کون؟ آپ نے ارشاد فرمایا: ''تمہاری ماں۔'' اس نے پھر کہا: پھر کون؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تمہارا باپ۔ پھر جو تمہارے سب سے زیادہ قریب ہو۔'' (بخاری، مسلم)

ہمیں چاہیئے کہ ہم اپنے تعلقات کی نظر ثانی کریں اور قرابتداروں کو اپنے احسانات و اکرامات اور تحائف و ہدایا کا اوّلین مستحق سمجھیں، ان کے لیے آسانیاں پیدا کریں، ان کے بچوں کی تعلیم و تربیت کا انتظام و انصرام کریں۔

تقوی اور حسن اخلاق کا فائدہ اور زبان اور شرمگاہ کا وبال

(٢٤١٢)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ أَكْثَرِ مَا يُدْخِلُ النَّاسَ الْجَنَّةَ؟ فَقَالَ: ((تَقْوَى اللّٰهِ حُسْنُ الْخُلُقِ، وَأَكْثَرُ مَا يُدْخِلُ النَّاسَ النَّارَ الْفَمُ وَالْفَرْجُ۔)) (الصحيحة:٩٧٧)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے اُس چیز کے بارے میں سوال کیا گیا جو بکثرت لوگوں کو جنت میں داخل کرے گی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کا ڈر اور حسن خلق اور جو چیز سب سے زیادہ لوگوں کو جہنم میں داخل کرے گی، وہ منہ اور شرم گاہ ہے۔''

تخريج: أخرجه الترمذي: ١/ ٣٦١، وابن ماجه: ٤٢٤٦، وأحمد: ٢/ ٢٩١، ٣٩٢، ٤٤٢

شرح:...... دنیا میں ایمان لانے کے بعد جو اللہ تعالیٰ کے بندوں کے ساتھ نرمی سے پیش آتے ہیں اور ہر معاملہ میں حسن سلوک کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ بھی اُن کے حساب میں نرمی فرماتے ہوئے اُن کو جنت عطا فرمائے گا۔ آپ ﷺ نے بڑی صراحت سے فرمایا کہ جو مجھے زبان اور شرم گاہ کی ضمانت دے کہ اِن دونوں کا ناجائز استعمال نہیں کرے گا، میں اُسے جنت کی بشارت و ضمانت دیتا ہوں۔ یاد رہے جو لوگ اپنی زبان کا ناجائز استعمال کرتے ہوئے حرام کاری کو اپنا محبوب مشغلہ بنا لیتے ہیں، یہی لوگ آگ میں جلائے جائیں گے۔

بدخلقی اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہے

(٢٤١٣)۔ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ كَرِيْمٌ، يُحِبُّ الْكَرَمَ وَمَعَالِيَ الْأَخْلَاقِ، وَيُبْغِضُ سَفْسَافَهَا۔)) (الصحيحة: ١٣٧٨)

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بلاشبہ اللہ تعالیٰ مہربان ہے، مہربانی اور بلند اخلاق کو پسند کرتا ہے اور ردّی اخلاق سے نفرت کرتا ہے۔''

تخريج: أخرجه أبو الشيخ في "أحاديثه" ١٢/ ١، والحاكم: ١/ ٤٨، وأبونعيم في "الحلية" ٣/ ٢٥٥، ٨/ ١٣٣، والسلفي في "معجم السفر" ١٨/ ١

شرح:...... بدخلقی اور بدمزاجی ایسی نحوست ہے کہ بڑی بڑی بارعب اور عبادت گزار ہستیوں کو معاشرے کے

ناکارہ افراد کی حیثیت سے دیکھا جاتا ہے، جیسا کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((وَلَا يُنْزَعُ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا شَانَهُ۔)) (مسلم)...... جس چیز سے (نرمی) نکال لی جاتی ہے، وہ عیب دار (اور معیوب) ہو جاتی ہے۔"

غیظ وغضب سے اجتناب کرنے کی نصیحت

(٢٤١٤)۔ عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ رَجُلاً قَالَ لِلنَّبِيِّ ﷺ: أَخْبِرْنِيْ بِكَلِمَاتٍ أَعِيْشُ بِهِنَّ، وَلَا تُكْثِرْ عَلَيَّ فَأَنْسَى، قَالَ: ((اِجْتَنِبِ الْغَضَبَ۔)) ثُمَّ أَعَادَ عَلَيْهِ، فَقَالَ: ((اِجْتَنِبِ الْغَضَبَ۔)) (الصحيحة: ٨٨٤)

ایک صحابی رسول بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے نبی کریم ﷺ سے کہا: میرے لیے ایسے امور کی نشاندہی کریں، جن کو میں اپنی زندگی میں اپنا لوں اور زیادہ (امور) بیان نہ کریں کیونکہ میں بھول جاتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "غیظ وغضب سے پرہیز کر۔" اس شخص نے پھر وہی سوال کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "(بس) تو غصے سے (ہی) اجتناب کر۔"

تخريج: أخرجه أحمد: ٥/ ٤٠٨، وابن ابي شيبة في "المصنف": ٨/ ٥٣٥/ ٥٤٣٨

شرح:...... غصہ کی دو قسمیں ہیں: (۱) محمود اور (۲) مذموم

محمود غصه وہ ہے جو اللہ تعالی اور اس کے دین کے لیے ہو، یعنی جب اللہ تعالی کی حرمتیں پامال کی جا رہی ہوں تو اسلامی غیرت وحمیت کا تقاضا یہ ہے کہ مسلمان کو غصہ آنا چاہئے، جیسا کہ نبی کریم ﷺ شرعی حدود و قیود سے اعراض کے وقت غصے میں آجاتے تھے۔

مذموم غصه سے روکا گیا ہے، اس سے مراد وہ غصہ ہے، جس میں انسان اپنے مزاج کی تیزی کی وجہ سے مبتلا ہو جاتا ہے یا اپنی ذاتی چودھراہٹ اور اَنا کی بنا پر یا برادری و خاندانی عصبیتوں کی وجہ سے ذاتی مسائل میں پھنس جاتا ہے اور اسلامی قوانین کی رو رعایت رکھے بغیر غیظ وغضب کے شعلے اگلنے لگتا ہے، اس غصے سے شیطانی مقاصد پورے ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ایسی حالت میں (اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ) پڑھنے کی تلقین کی ہے اور وجہ یہ بیان کی کہ اس کا جوش وغضب ختم ہو جائے گا۔ (بخاری، مسلم) ہمیں چاہئے کہ ہمارے غیظ وغضب، غیرت وحمیت اور صلح و صفائی کا معیار اللہ تعالی اور رسول اللہ ﷺ کے احکام ہوں۔

مذموم غصے کا علاج

(٢٤١٥)۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعًا: ((إِذَا غَضِبَ الرَّجُلُ، فَقَالَ: أَعُوْذُبِاللّٰهِ، سَكَنَ غَضَبُهُ۔)) (الصحيحة: ١٣٧٦)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "جب آدمی کو غصہ آجائے، تو وہ "أعوذ باللہ" کہے، اس سے اُس کا غصہ ختم ہو جائے گا۔"

تخريج: أخرجه السهمي في "تاريخ جرجان" صـ ٢٥٢ من طريق ابن عدي وهذا في "الكامل" ١/ ٢٩٧

شرح:...... چونکہ مذموم غصے کا تعلق شیطان سے ہے، اس لیے اس کو رفع دفع کرنے کے لیے رسول اللہ ﷺ نے شیطان سے پناہ مانگنے کی تلقین کی ہے تاکہ شیطان کے اثرات ختم ہو جائیں۔

پہلوان کون؟

(٢٤١٦)۔ عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ مَرَّ بِقَوْمٍ يَرْفَعُوْنَ حَجَراً، فَقَالَ: ((مَا يَصْنَعُ هٰؤُلَاءِ؟)) فَقَالُوْا يَرْفَعُوْنَ حَجَراً يُرِيْدُوْنَ الشِّدَّةَ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَفَلَا أَدُلُّكُمْ عَلٰى مَا هُوَ أَشَدُّ مِنْهُ؟)) أَوْ كَلِمَةً نَحْوَهَا ((اَلَّذِيْ يَمْلِكُ نَفْسَهُ عِنْدَ الْغَضَبِ۔)) وَفِيْ رِوَايَةٍ: أَنَّ النَّبِيَّ مَرَّ بِقَوْمٍ يَصْطَرِعُوْنَ، فَقَالَ: ((مَا هٰذَا؟)) قَالُوْا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! هٰذَا فُلَانٌ الصَّرِيْعُ، مَا يُصَارِعُ أَحَداً إِلَّا صَرَعَهُ۔ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَلَا أَدُلُّكُمْ عَلٰى مَنْ هُوَ أَشَدُّ مِنْهُ؟ رَجُلٌ ظَلَمَهُ رَجُلٌ، فَكَظَمَ غَيْظَهُ، فَغَلَبَهُ، وَغَلَبَ شَيْطَانَهُ، وَغَلَبَ شَيْطَانَ صَاحِبِهِ۔))

(الصحيحة:٣٢٩٥)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ کچھ لوگوں کے پاس سے گزرے جو پتھر اٹھا رہے تھے۔ آپ ﷺ نے پوچھا: ''یہ لوگ کیا کر رہے ہیں؟'' لوگوں نے کہا: یہ پتھر اٹھا رہے ہیں۔ ان کی مراد لوگوں کی مضبوطی (اور طاقت) بیان کرنا تھا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''کیا میں تمہیں ایسے شخص کے بارے میں نہ بتاؤں جو اس سے بھی زیادہ مضبوط ہے؟ یہ وہ شخص ہے جو غصے کے وقت اپنے نفس پر کنٹرول رکھتا ہے۔'' اور ایک روایت میں ہے کہ نبی کریم ﷺ ایسے لوگوں کے پاس سے گزرے، جو کشتی کر رہے تھے۔ آپ ﷺ نے پوچھا: ''یہ کیا ہے؟'' لوگوں نے کہا: یہ فلاں پہلوان ہے، جو کشتی میں ہر ایک کو پچھاڑ دیتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا میں تمہیں ایسا شخص نہ بتاؤں، جو اس سے بھی زیادہ طاقتور ہے۔ یہ وہ آدمی ہے، جس پر کسی شخص نے زیادتی کی ہو۔ لیکن وہ اپنا غصہ پی گیا ہو اور اس طرح (ظالم) پر، اپنے شیطان پر اور اپنے مقابل کے شیطان پر غالب آ گیا ہو۔'' یعنی اُس نے تینوں کو پچھاڑ دیا۔

تخريج: أخرجه البزار في "مسنده": ٢/ ٤٣٨/ ٢٠٥٣، ٢٠٥٤

(٢٤١٧)۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا تَعُدُّوْنَ الرَّقُوْبَ فِيْكُمْ؟)) قَالَ: قُلْنَا: اَلَّذِيْ لَا يُوْلَدُ لَهُ۔ قَالَ: ((لَيْسَ ذَاكَ بِالرَّقُوْبِ وَلٰكِنَّهُ الرَّجُلُ الَّذِيْ لَمْ يُقَدِّمْ مِنْ وَلَدِهِ شَيْئًا۔)) قَالَ: ((فَمَا

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم اپنے مابین کس کو ''رَقُوب'' یعنی لا ولد شمار کرتے ہو؟'' صحابہ نے کہا: جس کی اولاد نہیں ہوتی۔ آپ نے فرمایا: ''ایسے آدمی کو ''رَقُوب'' نہیں کہتے، بلکہ ایسے شخص کو کہتے ہیں جس نے اپنی اولاد میں سے (کوئی بچہ) آگے نہ

تَـعُـدُّوْنَ الصُّرَعَةَ فِيْكُمْ؟ ﷺ قَـالَ: قُلْنَا: الَّـذِيَ لَا يَـصْـرَعُهُ الرِّجَالُ ، قَالَ: ((لَيْسَ بِـذٰلِكَ ، وَلٰـكِـنَّـهُ الَّذِيْ يَمْلِكُ نَفْسَهُ عِنْدَ الْغَضَبِ۔)) (الصحيحة:٣٤٠٦)

بھیجا ہو (یعنی اس کا کوئی بچہ فوت نہ ہوا ہو)۔'' پھر فرمایا: ''تم کس کو زبردست پہلوان شمار کرتے ہو؟'' صحابہ نے کہا: جسے کوئی آدمی پچھاڑ نہ سکے۔ آپ نے فرمایا: ''ایسا شخص تو پہلوان نہیں ہوتا، بلکہ پہلوان تو وہ ہے جو غصے کے وقت اپنے نفس پر قابو پالے۔''

تخريج: أخرجه مسلم: ٨/ ٣٠، والبخاري في "الأدب المفرد": رقم ١٥٣، والبيهقي في "السنن" ٤/ ٦٨، و"الشعب": ٦/ ٣٠٦/ ٨٢٧٣، ٧/ ١٣٦/ ٩٧٥٦، وأحمد: ١/ ٣٨٢، وأبويعلي: ٩/ ٩٦-٩٧/ ٥١٦٢، ومن طريقه ابن حبان في "صحيحه": ٤/ ٢٦٤/ ٢٩٣٩

شرح:...... لوگ جسمانی لحاظ سے تنومند اور طاقتور شخص کو پہلوان سمجھتے ہیں، لیکن شریعتِ اسلامیہ کی روشنی میں اصل پہلوان وہ ہے جو غیظ وغضب کے وقت اپنے جذبات پر قابو رکھتا ہے اور کوئی ایسا اقدام نہیں کرتا، جس پر اسے بعد میں ندامت ہو۔ جیسے عام لوگ غصے کی حالت میں شیطانی اور دیوانی جذبات سے سرشار ہو کر اپنا بہت زیادہ نقصان کر دیتے ہیں اور پھر ندامت کے آنسو بہانا شروع کر دیتے ہیں۔

اللہ تعالی نے پرہیز گار لوگوں کی صفت یہ بیان کی ہے کہ وہ غصہ پی جانے والے اور لوگوں کو معاف کرنے والے ہیں، درج ذیل حدیث سے غصہ پی جانے کی اہمیت کو بآسانی سمجھا جا سکتا ہے۔

سیدنا معاذ بن انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((مَـنْ كَظَمَ غَيْظًا وَهُوَ قَادِرٌ عَلٰى اَنْ يُـنْـفِـذَهُ دَعَاهُ اللّٰهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالٰى عَلٰى رُؤُوْسِ الْخَلَائِقِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتّٰى يُخَيِّرَهُ مِنَ الْحُوْرِ الْـعِيْنِ مَا شَاءَ۔)) (ابوداود، ترمذی)...... ''جو شخص غصے کو پی جائے، حالانکہ وہ اسے نافذ کرنے پر قادر بھی ہو، اللہ تعالی قیامت والے دن اسے تمام مخلوقات کے سامنے بلائے گا اور اسے کہے گا کہ وہ جس حور عین کو چاہے اپنے لیے پسند کر لے۔''

اگر کسی سے کسی کی حق تلفی ہو جائے تو دونوں کا انداز کیا ہونا چاہیے؟

(٢٤١٨)۔ عَـنْ رَبِـيْـعَةَ الْأَسْـلَـمِيِّ ، قَالَ: كُـنْـتُ أَخْدُمُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ، فَأَعْطَانِيْ أَرْضًا وَأَعْـطٰـى أَبَـا بَكْرٍ أَرْضًا ، وَجَاءَ تِ الدُّنْيَا فَـاخْتَـلَفْنَا فِيْ عَذْقِ نَخْلَةٍ ، فَقَالَ أَبُوْبَكْرٍ: هِـيَ فِـيْ حَـدِّ أَرْضِـيْ! وَقُلْتُ أَنَا هِيَ فِيْ حَـدِّيْ! وَكَـانَ بَيْنِيْ وَبَيْنَ أَبِيْ بَكْرٍ كَلَامٌ ،

حضرت ربیعہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت کیا کرتا تھا، آپ نے مجھے زمین دی اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بھی زمین دی۔ ہم پر دنیا غالب آ گئی، کھجور کے ایک درخت کے بارے میں ہمارا جھگڑا ہو گیا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ میری زمین کی حد میں ہے۔ میں نے کہا: یہ میری حد میں ہے۔ میرے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے درمیان تخت

فَقَالَ لِيْ أَبُوْ بَكْرٍ كَلِمَةً كَرِهْتُهَا وَنَدِمَ فَقَالَ لِـيْ: يَـارَبِيْـعَةُ! رُدَّ عَلَيَّ مِثْلَهَا حَتَّى يَكُوْنَ قِصَاصاً، قُلْتُ: لاأَفْعَلُ، فَقَالَ أَبُوْبَكْرٍ: لَتَقُوْلَنَّ أَوْ لأَسْتَعْدِيَنَّ عَلَيْكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قُلْتُ:مَا أَنَا بِفَاعِلٍ۔ قَالَ: وَرَفَضَ الأَرْضَ فَانْطَلَقَ أَبُوْبَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَانْطَلَقْتُ أَتْلُوْهُ، فَجَاءَ أَنَاسٌ مِنْ أَسْلَمَ فَقَالُوْا: رَحِمَ اللّٰهُ أَبَا بَكْرٍ! فِـيْ أَيِّ شَـيْءٍ يَسْتَعْدِيْ عَلَيْكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، وَهُوَ الَّذِيْ قَالَ لَكَ مَا قَالَ؟ فَقُلْتُ: أَتَدْرُوْنَ مَنْ هٰذا؟ هٰذا أَبُوْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقُ، وَهُوَ (ثَانِيَ اثْنَيْنِ) وَهُوَ ذُوْ شَيْبَةِ الْمُسْلِمِيْنَ، فَإِيَّاكُمْ يَلْتَفِتُ فَيَرَاكُمْ تَنْصُرُوْنِّي عَلَيْهِ فَيَغْضَبَ، فَيَأْتِيَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَيَغْضَبَ لِغَضَبِهِ، فَيَغْضَبَ اللّٰهُ لِغَضَبِهِمَا، فَيَهْلَكَ رَبِيْعَةُ: قَالُوْا: فَمَا تَأْمُرُنَا؟ قَالَ: ارْجِعُوْا۔ فَانْطَلَقَ أَبُوْبَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ إِلٰـى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَتَبِعْتُهُ وَحْدِيْ وَجَعَلْتُ أَتْلُوْهُ حَتّٰى أَتَى النَّبِيَّ فَحَدَّثَهُ الْحَدِيْثَ كَمَا كَانَ فَرَفَعَ إِلَيَّ رَأْسَهُ فَقَالَ: ((يَا رَبِيْعَةُ! مَالَكَ وَلِلصِّدِيْقِ؟)) قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ! كَانَ كَذَا وَكَانَ كَذَا، فَقَالَ لِيْ كَلِمَةً كَرِهْتُهَا، فَقَالَ لِيْ: قُلْ كَمَا قُلْتُ لَكَ حَتّٰى يَكُوْنَ قِصَاصاً۔ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَجَلْ فَلا تَرُدَّ عَلَيْهِ وَلٰكِنْ قُلْ: غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ يَا أَبَا بَكْرٍ!

کلامی ہوئی تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ایسا کلمہ کہا جس کو میں نے ناپسند کیا اور وہ خود بھی شرمندہ ہوئے۔ (بالآخر) انھوں نے مجھے کہا: اے ربیعہ! مجھے یہی کلمہ کہو تا کہ بدلہ ہو جائے۔ لیکن میں نے کہا کہ میں ایسا نہیں کروں گا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: تجھے ضرور کہنا پڑے گا، ورنہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فریاد کروں گا۔ میں نے کہا: میں ایسا (جملہ) نہیں کہوں گا۔ ربیعہ کہتے ہیں: ابوبکر زمین چھوڑ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف چل دیے، میں بھی ان کے پیچھے چل پڑا۔ بنو اسلم قبیلہ کے چند لوگ آئے اور انھوں نے کہا: اللہ ابوبکر رضی اللہ عنہ پر رحم کرے، بھلا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کس چیز کے متعلق تیرے خلاف فریاد کریں گے۔ حالانکہ انھوں نے جو کچھ کہنا تھا وہ کہہ چکے۔ میں نے کہا: تم جانتے ہو کہ یہ کون ہے؟ یہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں، (غارِ ثور) کے دونوں میں سے دوسرے وہ تھے اور وہ مسلمانوں کے بزرگ ہیں۔ پس تم بچو (کہیں ایسا نہ ہو) کہ وہ تم کو اپنے خلاف میری مدد کرتے ہوئے دیکھ کر غصے ہو جائیں، پھر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جائیں اور آپ اس کے غصے کی وجہ سے ناراض ہو جائیں اور پھر اللہ تعالیٰ ان دونوں کی ناراضگی کی وجہ سے ناراض ہو جائے اور ربیعہ ہلاک ہو جائے۔ انھوں نے کہا: تو (پھر ایسے میں) تم ہمیں کیا حکم دیتے ہو؟ اس نے کہا: تم چلے جاؤ۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف چلے اور میں بھی اکیلا ہی ان کے پیچھے چل پڑا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور جیسی بات تھی ویسے ہی بیان کر دی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سر میری طرف اٹھایا اور فرمایا: ”اے ربیعہ تیرے اور صدیق کے مابین کیا معاملہ ہے؟“ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! معاملہ تو ایسے ایسے تھا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مجھے ایسا

غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ يَا أَبَابَكْرٍ.)) قَالَ: فَوَلّٰى أَبُوْبَكْرٍ رَحِمَهُ اللّٰهُ وَهُوَ يَبْكِي. (الصحيحة:٣٢٥٨)

کلمہ کہا جس کو میں نے ناپسند کیا، پھر انھوں نے مجھے یہ بھی کہا کہ میں بھی ان کو وہی بات کہہ دوں تا کہ لے چلے ہو جائے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ٹھیک ہے، تم نے اب (قصاصًا) وہ بات دوہرانی نہیں ہے، بلکہ یہ کہنا ہے کہ اے ابوبکر! اللہ تجھے معاف کر دے۔ اے ابوبکر! اللہ تجھے معاف کر دے۔'' جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ وہاں سے چلے تو وہ رو رہے تھے۔

تخريج: أخرجه أحمد: ٤/ ٥٨-٥٩، الطبراني في "المعجم الكبير": ٤٥٧٧

شرح:...... انبیاء ورسل جیسی معصوم ہستیوں کے بعد ہر انسان سے بتقاضائے بشریت غلطی کا امکان پایا جاتا ہے اور ہر کوئی طبعی طور پر غلط فہمی کا شکار ہو سکتا ہے' بہرحال نیک سیرت لوگ ایسی بشری لغزشوں کے اثرات کو ندامت کے آنسوؤں سے فوراً صاف کر دیتے ہیں، اس حدیثِ مبارکہ میں جہاں سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی مسلّمہ مرتبت ومنزلت اور عزت وعظمت کا اعتراف کیا گیا ہے، وہاں یہ وضاحت بھی کی گئی ہے کہ وہ بے حد رقیق القلب، اپنی بشری خطا تسلیم کرنے والے اور اس کے اثرات کو بے اثر کرنے میں پیش پیش تھے۔

ایک طرف جہاں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سیدنا ربیعہ رضی اللہ عنہ کے حق میں کوئی ناپسندیدہ بات کی تو وہاں فوراً اپنے آپ کو قصاص کے لیے بھی پیش کر دیا، تا کہ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے بندوں دونوں کے حقوق سے بری الذمہ ہو جائیں۔ اب مظلوم کے انداز پر غور کریں کہ جب یہ تنازعہ بارگاہِ نبوی میں پیش کیا گیا تو آپ ﷺ نے سیدنا ربیعہ رضی اللہ عنہ کو قصاص لینے سے رک جانے کی تلقین کی اور یہ بھی فرمایا کہ وہ نہ صرف ابوبکر کو معاف کریں بلکہ ان کے حق میں دعائے مغفرت بھی کریں۔ اگر محبتیں ''سچیاں اور سُچیاں'' ہوں تو ایسا اسلامی انداز اختیار کرنے میں کوئی رکاوٹ پیش نہیں آتی۔

خاموشی بہترین عمل ہے

(٢٤١٩)۔ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: لَقِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَبَا ذَرٍّ، فَقَالَ: ((يَا أَبَا ذَرٍّ! أَلَا أَدُلُّكَ عَلَى خَصْلَتَيْنِ هُمَا أَخَفُّ عَلَى الظَّهْرِ، وَأَثْقَلُ فِي الْمِيْزَانِ مِنْ غَيْرِهِمَا؟)) قَالَ: بَلٰى يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((عَلَيْكَ بِحُسْنِ الْخُلُقِ، وَطُوْلِ الصَّمْتِ فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَاعَمِلَ الْخَلَائِقُ بِمِثْلِهِمَا.)) (الصحيحة:١٩٣٨)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ، حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے ملے اور فرمایا: ''اے ابوذر! کیا میں تجھے دو خوبیوں سے آگاہ نہ کر دوں، جن کی ادائیگی آسان ہے، لیکن وہ ترازو میں دیگر تمام نیکیوں سے بھاری ہوں گی؟'' اُنھوں نے کہا: جی ہاں! اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو حسنِ خلق اور طویل خاموشی کو لازم پکڑ۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! مخلوقات نے کوئی ایسا عمل نہیں کیا جو (ان دو نیکیوں کے) برابر ہو۔''

تخریج: أخرجه أبويعلي في "مسنده": ٢/ ٨٣٤، والطبرانی فی "الاوسط": ٧٢٤٥، وابن ابی الدنیا فی "الصمت": ٤/ ٣٢/ ٢، والبزار: صـ ٣٢٩

شرح:...... خیر و بھلائی کے کام کرنا انسان کا ممتاز اور عظیم کمال ہے، اگر کوئی ایسا کرنے سے عاجز ہو جائے تو پھر گناہوں سے اجتناب کرتے ہوئے خاموشی اختیار کرنا بھی قابل تعریف ہے۔ یہ بات بھی مسلّم ہے کہ ہر وقت اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا ناممکن ہے، کیونکہ انسان بوریت اور اکتاہٹ میں مبتلا ہو جاتا ہے، تو پھر ایسی صورت میں خاموشی کو ترجیح دینی چاہیے تا کہ فضول گوئی سے بچا جا سکے۔ جیسا کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا اَوْ لِيَصْمُتْ۔)) (بخاری، مسلم) ......"جو شخص اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے، اسے بھلائی کی بات کرنا چاہیے یا پھر خاموش رہنا چاہیے۔"

حفاظتِ زبان کی تلقین اور اس کے وبال کا تذکرہ

(٢٤٢٠)۔ عَنِ الْحَسَنِ مُرْسَلاً: ((اِحْفَظْ لِسَانَكَ، ثَكِلَتْكَ أُمُّكَ مُعَاذُ! فَهَلْ يَكُبُّ النَّاسَ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ إِلَّا أَلْسِنَتُهُمْ۔)) (الصحيحة:١١٢٢)

حسن رضی اللہ عنہ سے مرسلاً مروی ہے: اے معاذ! تیری ماں تجھے گم پائے، تو اپنی زبان کی حفاظت کیا کر، کیونکہ لوگوں کو جہنم میں ان کی زبانوں کی وجہ سے ہی پھینکا جائے گا۔"

تخريج: أورده السيوطي هكذا في "ذيل الجامع الصغير" ق ٨/ ٢ من رواية الخرائطي في "مكارم الأخلاق" عن الحسن مرسلا وهو في "مسند أحمد" ٥/ ٢٣١، وقد أخرجه الترمذی وابن ماجه وغيرهما نحوه

شرح:...... زبان نہ صرف انسان کے احترام و اکرام اور ذلالت و رسوائی کا معیار قرار پا چکی ہے، بلکہ اخروی کامیابی و کامرانی اور ناکامی و نامرادی کا دارو مدار بھی اسی پر ہے، اس حدیث مبارکہ میں زبان کے خطرات کی نشاندہی کی گئی ہے کہ اگر حفاظتِ زبان کا اہتمام نہ کیا گیا تو یہ سارے اعمال کی بربادی کا سبب بن سکتی ہے اور انسان کو جنت میں داخل کرنے کی بجائے آتشِ دوزخ کا ایندھن بنا سکتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نجات کی بابت سوال کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حصولِ نجات کے لیے ان تین امور کا ذکر کیا: ((أَمْسِكْ عَلَيْكَ لِسَانَكَ وَلْيَسَعْكَ بَيْتُكَ وَابْكِ عَلٰى خَطِيْئَتِكَ۔)) (ترمذی) ......"اپنی زبان کو قابو میں رکھو، تمہارا گھر تم کو اپنے اندر سموئے رکھے اور اپنی خطاؤں پر رویا کرو۔"

معلوم ہوا کہ لوگوں سے بلاضرورت زیادہ میل جول اور ان سے بے مقصد گپ شپ میں انسان کے دین کو بہت سے خطرات لاحق ہو سکتے ہیں، اس لیے زیادہ اختلاط کی بجائے گھر میں رہا جائے اور اپنا وقت ذکر و اذکار، غور و فکر اور اہل و عیال کی خدمت میں صرف کیا جائے۔

(٢٤٢٠م)۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ مَرْفُوْعًا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

((اَلْمَمْلُوْكُ أَخُوْكَ؛ فَإِذَا صَنَعَ لَكَ طَعَامًا فَأَجْلِسْهُ مَعَكَ، فَإِنْ أَبٰى فَأَطْعِمْهُ، وَلَا تَضْرِبُوْا وُجُوْهَهُمْ۔))
(الصحيحة: ١٢٨٥)

فرمایا: ''غلام تمہارا بھائی ہے، پس جب وہ تیرے لیے کھانا بنائے تو اسے اپنے پاس بٹھا لے (تا کہ وہ بھی کھا لے)، اگر وہ انکار کرے دے تو اسے کھانا کھلا دیا کر اور ان کے چہروں پر نہ مارا کرو۔''

تخريج: أخرجه البخاري: ٦/ ٢١٤، والدارمي: ٢/ ١٠٧، وأحمد: ٢/ ٢٨٣، ٤٠٩، ٤٣٠

غلاموں اور خادموں کے حقوق

(٢٤٢١)۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ مَرْفُوْعًا: ((إِذَا أَتٰى أَحَدَكُمْ خَادِمُهُ بِطَعَامٍ قَدْ وَلِيَ حَرَّهُ وَمَشَقَّتَهُ وَمُؤْنَتَهُ فَلْيُجْلِسْهُ مَعَهُ، فَإِنْ أَبٰى فَلْيُنَاوِلْهُ أَكْلَةً فِيْ يَدِهِ۔))
(الصحيحة: ١٢٨٥)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم میں سے کسی کے لیے اس کا خادم کھانا لائے، چونکہ وہی کھانے کی حرارت اور محنت و مشقت برداشت کرتا ہے، اس لیے (مالک کو) چاہئے کہ وہ اسے اپنے ساتھ بٹھا لے، اگر وہ ایسا کرنے سے انکار کرے تو اسے اس کے ہاتھ میں کھانا تھما دے۔''

تخريج: أخرجه البخاري: ٦/ ٢١٤، والدارمي: ٢/ ١٠٧، وأحمد: ٢/ ٢٨٣، ٤٠٩، ٤٣٠

(٢٤٢٢)۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ مَرْفُوْعًا: ((إِذَا جَاءَ خَادِمُ أَحَدِكُمْ بِطَعَامِهِ قَدْ كَفَاهُ حَرَّهُ وَعَمَلَهُ، فَإِنْ لَمْ يُقْعِدْهُ مَعَهُ لِيَأْكُلَ، فَلْيُنَاوِلْهُ أُكْلَةً مِنْ طَعَامِهِ۔))
(الصحيحة: ١٠٤٣)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم میں سے کسی کا خادم اس کا کھانا لائے، تو چونکہ اس نے (کھانا پکانے کی) حرارت اور (مزید) محنت و مشقت برداشت کی ہوتی ہے، (اس لیے مالک کو چاہئے کہ اسے اپنے ساتھ بٹھا لے تا کہ وہ بھی کھانا تناول کر سکے) اگر وہ اسے کھانے کے لیے اپنے ساتھ نہ بٹھانا چاہے تو اسے کچھ کھانا تھما دیا کرے۔''

تخريج: رواه أحمد: ٢/ ٤٠٦ و ٤٦٤

(٢٤٢٣)۔ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ جَارِيَةَ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ: ((أَرِقَّاءَكُمْ، أَرِقَّاءَكُمْ، أَرِقَّاءَكُمْ، أَطْعِمُوْهُمْ مِمَّا تَأْكُلُوْنَ، وَاكْسُوْهُمْ مِمَّا تَلْبَسُوْنَ، فَإِنْ جَاءُوْا بِذَنْبٍ لَا تُرِيْدُوْنَ أَنْ تَغْفِرُوْهُ،

حضرت یزید بن جاریہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر ارشاد فرمایا: ''اپنے غلاموں کا خیال رکھنا، اپنے غلاموں کا خیال رکھنا، اپنے غلاموں کا خیال رکھنا۔ جیسا خود کھاتے ہو ویسا اُن کو بھی کھلاؤ۔ جیسا خود پہنتے ہو ویسا اُن کو بھی پہناؤ۔ اگر وہ کوئی ایسا گناہ کر بیٹھیں جو تم

فَبِيْعُوْا عِبَادَ اللّٰهِ وَلَا تُعَذِّبُوْهُمْ۔)) (الصحيحة: ٧٤٠)

معاف نہیں کرنا چاہتے تو اللہ کے اُن بندوں کو بیچ دو اور اُن کو عذاب نہ دو۔''

تخريج: أخرجه عبد الرزاق في "المصنف": ٩/ ٤٤٠/ ١٧٩٣٥، وعنه الطبراني في "المعجم الكبير": ٢٢/ ٢٤٣/ ٦٣٦، واحمد في "المسند": ٤/ ٣٥

(٢٤٢٤)۔ عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ جَلِيْدٍ الْحَجَرِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو يَقُوْلُ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! كَمْ نَعْفُوْ عَنِ الْخَادِمِ؟ فَصَمَتَ۔ ثُمَّ أَعَادَ عَلَيْهِ الْكَلَامَ، فَصَمَتَ۔ فَلَمَّا كَانَ فِي الثَّالِثَةِ، قَالَ: ((أُعْفُوْا عَنْهُ فِيْ كُلِّ يَوْمٍ سَبْعِيْنَ مَرَّةً۔)) (الصحيحة: ٤٨٨)

عباس بن جلید حجری سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ انھوں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا: ایک آدمی نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! ہم کتنی دفعہ خادم سے درگزر کریں۔ آپ ﷺ خاموش رہے۔ اُس نے پھر یہی جملہ دہرایا۔ لیکن آپ پھر خاموش رہے۔ جب اُس نے تیسری مرتبہ کہا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''روزانہ ستر بار درگزر کیا کرو۔''

تخريج: أخرجه أبوداود: ١٥٤٦، واحمد: ٢/ ١١١، ورواه الترمذي: ١/ ٣٥٣ لكنه لم يسق لفظه

شرح:...... اللہ تعالی نے اپنے بندوں کو روزیاں عطا کرنے کے دو انداز اختیار کئے ہیں: (۱) کسی کو براہِ راست اسبابِ رزق عطا کر دینا، جیسے ذاتی کاروبار یا ذاتی زمین وغیرہ (۲) اور کسی کو دوسرے بندے کے ذریعے رزق عطا کرنا، جیسے کسی کی ملازمت وغیرہ۔

بہرحال یہ تو ہر انسان کی بابت اللہ تعالی کی حکمتوں کے فیصلے ہیں، مندرجہ بالا موضوع پر مشتمل احادیث اس حقیقت کی غماز ہیں کہ اسلام نے عدل و انصاف اور اخوت و مساوات پر حد درجہ زور دیا ہے اور احترامِ انسانیت کا سب سے زیادہ خیال رکھا ہے۔ اگر ظاہری حقوق کا اعتبار کریں تو سب سے کم مرتبے والے غلام ہیں، لیکن اسلام نے ان کے ساتھ بھی حسنِ سلوک کرنے کا حکم دیا اور یہ بھی وضاحت کر دی کہ یہ سلوک اس طرح کیا جائے کہ مالکان جو خود کھائیں اور پہنیں، وہی اپنے غلاموں کو کھلائیں اور پہنائیں، ان کے معاملے میں عفو و درگذر کے پہلو کو وسیع رکھیں اور ان کی مجبوری و ماتحتی سے ناجائز فائدہ نہ اٹھائیں، کیونکہ وہ دین اور انسان ہونے کی حیثیت سے اپنے آقاؤں کے بھائی ہیں۔

یہ اسلام ہی ہے جس نے معاشرے میں امن و سکون کا ماحول قائم کرنے کے لیے طبقاتی نفرت کی بیخ کنی کی اور آجر و اجیر، آقا و غلام، حاکم و محکوم، محمود و ایاز اور مالک و مملوک کو ایک دوسرے کا بھائی، غمگسار اور ہمدرد قرار دیا۔

اگر حسن اخلاق اور احترام انسانیت کا ماحول عام ہو جائے اور ہر کوئی اپنی صلاحیتوں کو اللہ تعالی کی عطا سمجھ کر اس کا شکریہ ادا کرے تو غریب کو اپنی غربت میں، امیر کو اپنی امیری میں، غلام کو اپنی غلامی میں، آقا کو اپنی آقائی میں، عوام کو

اپنی ماتحتی میں اور حکمران کو اپنی حکمرانی میں حقیقی زندگی کا حقیقی لطف نصیب ہوگا۔

بظاہر انسانیت میں غلام اور لونڈی کا مرتبہ سب سے کم ہوتا ہے کہ یہ لوگ اپنے آپ کو صرف اپنے جیسے انسانوں کی خدمت کے لیے وقف پاتے ہیں، ان کی کوئی ذاتی جاگیر نہیں ہوتی، ساری کی ساری آمدن مالک کی ہوتی ہے۔ لیکن اسلام نے ان کے حقوق کا بھی تعین کر دیا، تاکہ ہر کوئی اپنی منزلت پر اللہ تعالی کا شکر گزار نظر آئے۔

محبّ کا محبوب کو اپنی محبت کی خبر دینا

(٢٤٢٥)۔ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ مَرْفُوعًا(مُرْسَلاً): ((إِذَا أَحَبَّ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ فِي اللّٰهِ فَلْيُبَيِّنْ لَهُ فَإِنَّهُ خَيْرٌ فِي الْالْفَةِ، وَأَبْقَى فِي الْمَوَدَّةِ۔))

(الصحيحة:١١٩٩)

تخريج: رواه وكيع في"الزهد" ٢/ ٦٧/ ٢

علی بن حسین سے مرسلاً روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کسی کو اپنے بھائی سے اللہ تعالی کے لیے محبت ہو تو وہ اس پر واضح کر دے، کیوں کہ یہ وضاحت الفت میں بہتری اور محبت کو تادیر رکھنے والی ہے۔''

(٢٤٢٦)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: مَرَّ رَجُلٌ بِالنَّبِيِّ ﷺ وَعِنْدَهُ نَاسٌ، فَقَالَ رَجُلٌ مِمَّنْ عِنْدَهُ: إِنِّي لَأُحِبُّ هَذَا لِلّٰهِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَعْلَمْتَهُ؟)) قَالَ: لَا۔ قَالَ: ((فَقُمْ إِلَيْهِ فَأَعْلِمْهُ۔)) فَقَامَ إِلَيْهِ فَأَعْلَمَهُ، فَقَالَ: أَحَبَّكَ الَّذِي أَحْبَبْتَنِي لَهُ، قَالَ: ثُمَّ رَجَعَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَأَخْبَرَهُ بِمَا قَالَ: فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَنْتَ مَعَ مَنْ أَحْبَبْتَ وَلَكَ مَا احْتَسَبْتَ۔)) (الصحيحة:٣٢٥٣)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نبی کریم ﷺ کے پاس سے گزرا، جبکہ آپ ﷺ کے پاس چند لوگ بیٹھے تھے۔ آپ کے پاس بیٹھے ہوئے آدمیوں میں سے ایک نے گزرنے والے آدمی کے بارے میں کہا: میں اللہ کے لیے اس سے محبت کرتا ہوں۔ نبی کریم نے پوچھا: ''کیا تو نے اس کو بتلایا ہے؟'' اُس نے کہا: نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اُس کو جا کر بتلاؤ۔'' وہ اُس کی طرف گیا اور اُس کو بتلایا۔ اس نے کہا: وہ ذات تجھ سے محبت کرے جس کے لیے تو مجھ سے محبت کرتا ہے۔ پھر وہ آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور اس کی کہی ہوئی بات آپ ﷺ کو بتلائی۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''تو اسی کے ساتھ ہوگا، جس کے ساتھ تو نے محبت کی، اور تو نے جس ثواب کی امید کی ہے، وہ تجھے ملے گا۔''

تخريج: رواه عبدالرزاق في"المصنف": ١١/ ٢٠٠/ ٢٠٣١٩، وعنه البيهقي في "الشعب": ٦/ ٤٨٩/ ٩٠١١، ورواه الترمذي: ٢٣٨٦ مختصرا اى بلفظ: ((المرء مع من أحب، وله ما اكتسب۔)) وأخرجه احمد: ٣/ ٢٢٦، ٢٨٣ بلفظ: ...... انس بن مالك قال: كنت عند رسول الله ﷺ في بيته، فجاء رجل فقال: يا رسول الله! متى الساعة؟ قال: ((أما انها قائمة، فما أعددت لها؟)) قال: والله يا رسول الله!

ما أعددت لها من كثير من عمل؛ غير اني أحب الله ورسوله۔ قال: ((فانك مع من أحببت، ولك ما احتسبت ......)) ومثل هذا الحديث في "الصحيحين" وغيرهما من حديث انس وابن مسعود لكن بلفظ: ((المرء مع من أحب۔))

شرح:...... محبت کی دو قسمیں ہیں: (۱) طبعی اور (۲) کسبی۔

طبعی محبت وہ ہے جو انسان کو طبعی طور پر اپنے قرابتداروں اور محسنوں سے ہوتی ہے، یہ محبت انسان کا کمال اور طرۂ امتیاز نہیں ہے، کیونکہ تقریبا تمام حیوانات بھی اس صفت سے متصف نظر آتے ہیں۔

کسبی محبت سے مراد مومنوں کا باہمی تعلق اور دوستی ہے، جیسا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بالخصوص مہاجرین و انصار کے مابین تھی، یہ دینی محبت صرف اللہ تعالی کے لیے ہوتی ہے، اس سے کوئی دنیوی مفاد اور غرض وابستہ نہیں ہوتی۔ ایسی محبت کو نہ صرف شریعتِ اسلامیہ میں سراہا گیا ہے، بلکہ ایمان و ایقان کی علامت قرار دیا گیا ہے، یاد رہے کہ ایسی محبت و الفت صرف نیک اور صالح لوگوں سے ہوتی ہے۔

اس حدیثِ مبارکہ میں یہ بتلایا گیا ہے کہ جب کسی کو کسی سے اللہ تعالی کی ذات کی وجہ سے محبت ہو تو وہ اسے اطلاع دے دے تا کہ دوسرا شخص بھی آگاہ ہو جائے اور محبت دو طرفہ ہو جائے۔

محبّ اپنے محبوب کے ساتھ ہوگا

(٢٤٢٧)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: مَرَّ رَجُلٌ بِالنَّبِيِّ ﷺ وَعِنْدَهُ نَاسٌ، فَقَالَ رَجُلٌ مِمَّنْ عِنْدَهُ: إِنِّي لَأُحِبُّ هَذَا لِلّٰهِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَعْلَمْتَهُ؟)) قَالَ: لَا۔ قَالَ: ((فَقُمْ إِلَيْهِ فَأَعْلِمْهُ۔)) فَقَامَ إِلَيْهِ فَأَعْلَمَهُ، فَقَالَ: أَحَبَّكَ الَّذِي أَحْبَبْتَنِي لَهُ، قَالَ: ثُمَّ رَجَعَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَأَخْبَرَهُ بِمَا قَالَ: فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَنْتَ مَعَ مَنْ أَحْبَبْتَ وَلَكَ مَا احْتَسَبْتَ۔)) (الصحيحة:٣٢٥٣)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نبی کریم ﷺ کے پاس سے گزرا، جبکہ آپ ﷺ کے پاس چند لوگ بیٹھے تھے۔ آپ کے پاس بیٹھے ہوئے آدمیوں میں سے ایک نے گزرنے والے آدمی کے بارے میں کہا: میں اللہ کے لیے اس سے محبت کرتا ہوں۔ نبی کریم نے پوچھا: ''کیا تو نے اس کو بتلایا ہے؟'' اُس نے کہا: نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اُس کو جا کر بتلاؤ'' وہ اُس کی طرف گیا اور اُس کو بتلایا۔ اس نے کہا: وہ ذات تجھ سے محبت کرے جس کے لیے تو مجھ سے محبت کرتا ہے۔ پھر وہ آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور اس کی کہی ہوئی بات آپ ﷺ کو بتلائی۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''تو اسی کے ساتھ ہوگا، جس کے ساتھ تو نے محبت کی اور تو نے جس ثواب کی امید کی ہے، وہ تجھے ملے گا۔''

تخريج: رواه عبدالرزاق في "المصنف": ١١/ ٢٠٠/ ٢٠٣١٩، وعنه البيهقي في "الشعب": ٦/ ٤٨٩/ ٩٠١١، ورواه الترمذي: ٢٣٨٦ مختصرا اى بلفظ: ((المرء مع من أحب، وله ما اكتسب۔))

وأخرجه احمد: ٣/ ٢٢٦، ٢٨٣ بلفظ: ..... انس بن مالك قال: كنت عند رسول الله ﷺ في بيته، فجاء رجل فقال: يا رسول الله! متى الساعة؟ قال: ((أما انها قائمة، فما أعددت لها؟)) قال: والله يا رسول الله! ماأعددت لها من كثير من عمل؛ غير اني أحب الله ورسوله۔ قال: ((فانك مع من أحببت، ولك ما احتسبت ......)) ومثل هذا الحديث في "الصحيحين" وغيرهما من حديث انس وابن مسعود لكن بلفظ: ((المرء مع من أحب۔))

شـــرح:...... اس میں اہل خیر وصلاح لوگوں کے ساتھ محبت رکھنے کی فضیلت کے علاوہ اللہ تعالی کے فضل وکرم کا بھی بیان ہے کہ وہ ان سے محبت رکھنے کی وجہ سے ان سے کم مرتبہ لوگوں کو بھی بلند تر درجوں پر فائز کر کے محبوبین کے ساتھ ملا دے گا۔ لیکن اس بشارت کے ساتھ ساتھ یہ حدیث ان لوگوں کے لیے وعید بھی ہے جو بدکردار لوگوں کے ساتھ خصوصی تعلق اور محبت رکھتے ہیں اور حقیقی محبت نہ ہونے کی صورت میں خوشامد، چاپلوسی اور دو رخی سے کام لیتے ہوئے پرخلوص محبتوں کے دعوے کرتے ہیں، ممکن ہے کہ ان کا حشر بھی ان کے ساتھ ہو۔

اللہ تعالی کے لیے محبت کا صلہ

(٢٤٢٨)۔ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ مَرْفُوْعاً: ((مَامِنْ رَجُلَيْنِ تَحَابَّا فِي اللّٰهِ بِظَهْرِ الْغَيْبِ، إِلَّا كَانَ أَحَبُّهُمَا إِلَى اللّٰهِ أَشَدَّهُمَا حُبًّا لِصَاحِبِهِ۔)) (الصحيحة:٣٢٧٣)

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب دو آدمی ایک دوسرے سے اللہ تعالی کے لیے غائبانہ طور پر محبت کرتے ہیں تو ان دونوں میں اللہ تعالی کو زیادہ محبوب وہ ہے جو اپنے بھائی سے دوسرے کی بہ نسبت زیادہ محبت کرنے والا ہوگا۔“

تخريج: أخرجه الطبراني في "المعجم الأوسط": ٢/ ٢١/ ٢/ ٥٤١٢، ٦/ ١٣٤/ ٥٢٧٥۔ط

شرح:...... اس محبت کی بنیاد محبوب کے پرہیزگار ونیکوکار ہونے پر ہے، جو محبت کسی سے اس کی ذات کی وجہ سے نہیں بلکہ ایمان وایقان اور عمل صالح کی وجہ سے کی جائے، وہ اللہ تعالی کے لیے ہوتی ہے، جیسا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مابین دوستی اور تعلق تھا، یہ دینی محبت صرف اللہ تعالی کے لیے تھی، اس میں کوئی دنیوی مفاد اور غرض وابستہ نہ تھی۔ جب اہل ایمان آپس میں دنیوی اغراض ومفادات سے بالا ہوکر اور محض اللہ تعالی کی ذات کو سامنے رکھ کر ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں تو وہ اللہ تعالی کے بھی محبوب بن جاتے ہیں۔

اللہ تعالی کے لیے کسی کی زیارت کا صلہ

(٢٤٢٩)۔ عَنْ أَنَسٍ مَرْفُوْعاً: ((مَامِنْ عَبْدٍ أَتَى أَخًا لَهُ يَزُوْرُهُ فِي اللّٰهِ نَادَى مُنَادٍ مِنَ السَّمَاءِ: أَنْ طِبْتَ وَطَابَتْ لَكَ الْجَنَّةُ،

حضرت انس سے روایت ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب کوئی آدمی اپنے بھائی کے پاس آتا ہے اور اللہ تعالی کے لیے اس سے ملاقات کرتا ہے تو آسمان سے پکارنے والا

وَإِلَّا قَالَ اللّٰهُ فِي مَلَكُوْتِ عَرْشِهِ: عَبْدِي زَارَ فِيَّ وَعَلَيَّ قِرَاهُ فَلَمْ أَرْضَ لَهُ بِقِرًى دُوْنَ الْجَنَّةِ۔)) (الصحيحة:٢٦٣٢)

پکارتا ہے: تم خوش رہو اور جنت تمہارے لیے پاکیزہ ہو جائے، وگرنہ اللہ تعالی اپنے عرش کی بادشاہی میں کہتا ہے: میرے بندے نے میری وجہ سے ملاقات کی ہے، اس کی میزبانی مجھ پر لازم ہے اور میں اس کے لیے جنت سے کم میزبانی (کا انداز) پسند ہی نہیں کرتا۔''

تخریج: أخرجه أبو يعلى في "مسنده": ٣/ ١٠٢٤، والبزار: ٢/ ٣٨٨۔٣٨٩، وأبو نعيم في "الحلية": ٣/ ١٠٧، والضياء في "المختارة": ق ٢٤٠/ ١

شرح:...... کسی کا اپنے رشتہ داروں یا دوستوں کا لحاظ کرتے ہوئے محبت کرنا یا ملاقات کرنا کوئی کمال نہیں، یہ صفت سرے سے مومن کا امتیاز نہیں ہے۔ مومن و مسلمان کا کمال اس میں ہے کہ وہ دوسری صالح انسانیت سے اللہ تعالی کے لیے محبت بھی کرے اور ملاقات بھی۔ ایسے سعادت مندوں کو آسمان کی رفعتوں سے فرشتے آواز دیتے ہیں اور ایسے لوگوں کے میزبان اللہ تعالی خود ہوتے ہیں۔

نرمی کی فضیلت

(٢٤٣٠)۔ عَنْ عَائِشَةَ مَرْفُوْعًا: ((إِذَا أَرَادَاللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ بِأَهْلِ بَيْتٍ خَيْرًا أَدْخَلَ عَلَيْهِمُ الرِّفْقَ۔)) (الصحيحة: ١٢١٩)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب اللہ تعالی کسی اہل بیت کے ساتھ خیر و بھلائی کا ارادہ کرتا ہے تو اُن کو نرمی عطا کر دیتا ہے۔''

تخریج: أخرجه احمد: ٦/ ٧١، ١٠٤، والبخاري في "التاريخ الكبير": ١/ ١/ ٤١٦، والبيهقي في "الشعب": ٢/ ٢٧٩/ ١، وفي "الاسماء و الصفات": صـ ١٥٥، والديلمي في "مسند الفردوس": ١/ ١/ ٩٦.

(٢٤٣١)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَفَعَهُ: ((اِسْمَحْ يُسْمَحْ لَكَ۔)) (الصحيحة:١٤٥٦)

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تو نرمی کر تا کہ تیرے ساتھ بھی نرمی کی جائے۔''

تخریج: رواه أحمد: ١/ ٢٤٨، وابن عساكر في "تاريخ دمشق": ١٧/ ٤٥٠/ ١، والضياء في "المختارة" ٦٣/ ١١/ ١

(٢٤٣٢)۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ، قَالَ. قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِمَنْ يَحْرُمُ عَلَى النَّارِ أَوْ بِمَنْ تَحْرُمُ عَلَيْهِ النَّارُ؟ عَلَى كُلِّ قَرِيْبٍ هَيِّنٍ سَهْلٍ۔))

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کیا میں تم کو ایسے شخص کے بارے میں نہ بتلاؤں، جو آگ پر حرام ہو یا آگ جس پر حرام ہو؟ جو ہر دلعزیز، نرمی کرنے والا اور آسانی کرنے والا ہو۔''

(الصحيحة: ٩٣٨)

تخريج: أخرجه الترمذي: ٢/ ٨٠، وابن حبان: ١٠٩٦و١٠٩٧، والخرائطي في "مكارم الأخلاق": ١١، ٢٣، وأحمد: ١/ ٤١٥، وأبويعلى: ٨/ ٤٦٧، والطبراني في "المعجم الكبير": ٣/ ٨٣/ ٢، وأبوالقاسم بن أبي القعنب في "حديث القاسم بن الأشيب": ٨/ ١، وأبوالقاسم القشيري في "الأربعين": ١٩٦/ ١، والبيهقي في "الشعب": ٦/ ٢٧٢/ ٨١٢٥، والبغوي في "شرح السنة": ٩٤/ ١

(٢٤٣٣)۔ (٩٧)۔ عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَهَا: ((إِنَّهُ مَنْ أُعْطِيَ حَظَّهُ مِنَ الرِّفْقِ، فَقَدْ أُعْطِيَ حَظَّهُ مِنْ خَيْرِ الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ، وَصِلَةُ الرَّحِمِ، وَحُسْنُ الْخُلُقِ وَحُسْنُ الْجِوَارِ يَعْمُرَانِ الدِّيَارَ وَيَزِيْدَانِ فِي الأَعْمَارِ۔))

(الصحيحة: ٥١٩)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اُن کو فرمایا: ''جس کو نرمی عطا کی گئی، اُس کو دنیا و آخرت کی خیر و بھلائی سے نواز دیا گیا اور صلہ رحمی، حسنِ اخلاق اور پڑوسی سے اچھا سلوک (جیسے امورِ خیر) گھروں (اور قبیلوں) کو آباد کرتے ہیں اور عمروں میں اضافہ کرتے ہیں۔''

تخريج: أخرجه أحمد: ٦/ ١٥٩، وابويعلى في "مسنده": ٨/ ٢٤/ ٤٥٣٠

(٢٤٣٤)۔ عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ شُرَيْحٍ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا عَنِ الْبَدَاوَةِ؟ فَقَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَبْدُوْ إِلٰى هٰذِهِ التِّلاعِ، وَإِنَّهُ أَرَادَ الْبَدَاوَةَ مَرَّةً، فَأَرْسَلَ إِلَيَّ نَاقَةً مُحَرَّمَةً مِنْ إِبِلِ الصَّدَقَةِ، فَقَالَ لِي: ((يَاعَائِشَةُ! أُرْفُقِي، فَإِنَّ الرِّفْقَ لَمْ يَكُنْ فِي شَيْءٍ قَطُّ إِلَّا زَانَهُ، وَلَا نُزِعَ مِنْ شَيْءٍ قَطُّ إِلَّا شَانَهُ۔))

(الصحيحة: ٥٢٤)

حضرت مقدام بن شریح رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں: میں نے حضرت عائشہ سے صحرائی زندگی کے بارے میں سوال کیا۔ انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ ان ٹیلوں پر جایا کرتے تھے، ایک دفعہ جب آپ ﷺ نے صحرائی زندگی کا ارادہ کیا تو میری طرف صدقہ کے اونٹوں میں سے ایک اونٹنی، جس پر ابھی تک سواری نہیں کی گئی تھی، بھیجی اور فرمایا: ''عائشہ! نرمی کرنا، کیونکہ جس چیز میں بھی نرمی ہوتی ہے، وہ اُس کو مزین کر دیتی ہے اور جس چیز سے نرمی چھین لی جائے، وہ اُس کو عیب دار بنا دیتی ہے۔''

تخريج: أخرجه أبوداود: ٢٤٧٨، والسياق له، وأحمد: ٦/ ٥٨/ ٢٢٢، وابن أبي شيبة في "المصنف": ١٢/ ٣٣٥/ ١٢٩٩٧، وهو عند مسلم: ٨/ ٢٢ دون فقرة التلاع

(٢٤٣٥)۔ عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ بْنِ مَعْمَرٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَاأُعْطِيَ أَهْلُ بَيْتٍ

حضرت عبیداللہ بن معمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس گھرانے کو نرمی عطا کر دی جائے

الـرِّفْـقَ إِلَّا نَـفَـعَهُـمْ، وَلَا مُـنِـعُـوْهُ إِلَّا ضَرَّهُمْ۔)) (الصحيحة:٩٤٢)

تو وہ ان کو فائدہ دے گی اور جس کو (نرمی) نہ دی جائے تو (سختی) اُن کو نقصان دے گی۔"

تخريج: رواه الطبراني في "المعجم الكبير": ٣/ ١٥٩/ ١، وابن منده في "المعرفة": ٢/ ٢٩/ ١

(٢٤٣٦)۔ عَـنْ عَـائِشَةَ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَهَا: ((يَاعَائِشَةُ! أُرْفُقِيْ، فَإِنَّ اللّٰـهَ إِذَا أَرَادَ بِأَهْلِ بَيْتٍ خَيْرًا دَلَّهُم عَلٰى بَابِ الرِّفْقِ۔)) (الصحيحة:٥٢٣)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انھیں فرمایا: "عائشہ! نرمی کیا کرو، کیونکہ جب اللہ تعالیٰ کسی گھر والوں کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرتے ہیں تو نرمی کے دروازے کی طرف ان کی رہنمائی کر دیتے ہیں۔"

تخريج: أخرجه أحمد: ٦/ ١٠٤، والبزار

شرح:...... درج بالا احادیث میں نرمی کو مسلمان کے حق میں نفع بخش، دنیا و آخرت کی خیر و بھلائی کا ضامن، اعمالِ خیر کی زینت اور جنت میں داخل ہونے اور جہنم سے دور رہنے کا سبب قرار دیا گیا ہے۔

نرمی ایسا زیور ہے کہ اس سے متصف شخص لوگوں میں بھی ہر دلعزیز اور مقبول ہوتا ہے اور اللہ تعالی کے ہاں بھی محبوب ہو جاتا ہے، نرمی جیسی صفت صبر و حلم، تحمل و برداشت اور عفوو درگزر کو جنم دیتی ہے کہ جن کی بنا پر دشمن بھی دوست بن جاتے ہیں، نرمی حکیم اور دانا لوگوں کی صفت ہے، وہ اس کی روشنی میں ہر انسان سے پیش آتے ہیں۔ جبکہ نرمی سے محروم آدمی لوگوں کی نگاہوں میں بھی معیوب چیز کی طرح حقیر ہو جاتا ہے اور عنداللہ بھی ناپسندیدہ ہوتا ہے۔

قیدیوں سے نرمی برتنا

(٢٤٣٧)۔ عَـنِ ابْـنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ بَـعَـثَ سَـرِيَّةً فَغَنِمُوْا وَفِيْهِمْ رَجُلٌ، فَقَالَ لَهُـمْ: إِنِّـي لَسْـتُ مِـنْهُـمْ، عَشِقْتُ امْرَأَةً فَلَـحِـقْتُهَا، فَدَعُوْنِيْ أَنْظُرْ إِلَيْهَا نَظْرَةً ثُمَّ اصْنَعُوْا بِيْ مَابَدَا لَكُمْ، فَنَظَرُوْا فَإِذَا امْرَأَةٌ طَوِيْلَةٌ أَدْمَاءُ فَقَالَ لَهَا: أَسْلِمِيْ حُبَيْشُ قَبْلَ نَفَادِ الْعَيْشِ۔

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے ایک لشکر بھیجا، اُنہوں نے مال غنیمت حاصل کیا، اُن میں ایک آدمی ایسا بھی تھا، جس نے لشکر والوں سے کہا: میں ان لوگوں میں سے نہیں ہوں، مجھے تو فلاں عورت سے عشق ہے، سو میں اس سے آملا۔ مجھے جانے دو تا کہ اسے ایک نظر دیکھ سکوں، پھر میرے ساتھ جو چاہنا کر گزرنا۔ پھر انہوں نے دیکھا کہ ایک دراز قد کی گندمی عورت ہے۔ اُس نے

أَرَأَيْـتِ لَـوْ تَبِـعْتُـكُـمْ فَلَـحِـقْتُكُـمْ
بِـحُـلْيَةَ أَوْ أَدْرَكْتُـكُـم بِـالْـخَـوَانِـقِ
أَمَـا كَـانَ حَـقٌّ أَنْ يُـنَـوَّلَ عَـاشِـقٌ
تَـكَـلَّفَ إِدْلَاجَ السُّـرٰى وَالْـوَدَائِـقِ؟

اُسے کہا: اے حبیش! زندگی ختم ہونے سے پہلے مان جا۔ کیا خیال ہے تیرا اگر میں تمہارا پیچھا کروں اور تمہیں حلیہ چشمے پر یا پہاڑوں کی تنگ گھاٹیوں میں جا ملوں، کیا عاشق کا یہ حق نہیں ہے کہ اُس کو رات بھر اور گرمی کی شدت میں چلنے کا انعام دیا جائے؟

قَالَتْ: نَعَمْ فَدَيْتُكَ ، فَقَدَّمُوْهُ فَضَرَبُوْا عُنُقَهُ ، فَجَاءَتِ الْمَرْأَةُ فَوَقَفَتْ عَلَيْهِ ، فَشَهِقَتْ شَهْقَةً ثُمَّ مَاتَتْ ، فَلَمَّا قَدِمُوْا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أُخْبِرَ بِذٰلِكَ فَقَالَ: ((أَمَا كَانَ فِيْكُمْ رَجُلٌ رَحِيْمٌ؟)) (الصحيحة:٢٥٩٤)

اس عورت نے کہا: میں نے اپنا آپ تجھ پہ فدا کر دیا ہے۔ انہوں نے اُسے آگے کیا اور اُس کی گردن کاٹ دی۔ پھر وہ عورت آئی، اُس پر کھڑی ہوئی اور زور سے چیخ ماری اور پھر وہ مرگئی۔ جب وہ لشکر رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تو آپ کو اس کے متعلق خبر دی۔ آپ نے فرمایا: ”کیا تم میں کوئی بھی رحم دل آدمی نہ تھا۔“

تخريج: رواه الطبراني في "حديثه عن النسائي": ١/٣١٦ ، وهو في "السير" للنسائي: ٢/ ٤٧/ ١، ورواه البيهقي في "دلائل النبوة": ٥/ ١١٧

شرح:...... جنگی قیدیوں کو قتل کر دیا جائے، یا فدیہ لے کر رہا کر دیا جائے؟ جواز کی حد تک دونوں میں سے کسی ایک شق کی گنجائش موجود ہے، لیکن بعض دفعہ حالات وظروف اور کفر و اسلام کی قوت و شوکت کے اعتبار سے کسی ایک صورت کو دوسری سے بہتر قرار دیا جا سکتا ہے۔

مذکورہ بالا حدیث کے سیاق و سباق سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرام کے لیے اِس آدمی کو قتل کرنا زیادہ مناسب نہ تھا، کیونکہ مذکورہ عشق، گناہ ہونے کے ساتھ ساتھ جنون کی حد تک مرض بھی ہے، بہرحال کوئی بھی عشق کی وجہ سے کی جانے والی باتوں کی بنا پر قتل کا مستحق نہیں ٹھہرتا، ممکن تھا کہ ان کے جذبات کی قدر کی جاتی اور ان کے ساتھ حسنِ اخلاق کا ایسا انداز اختیار کیا جاتا کہ وہ مسلمان ہو جاتے، یا ان کو بحیثیت غلام اور لونڈی، مجاہدین میں تقسیم کر دیا جاتا، یا فدیہ لے کر ان کو آزاد کر دیا جاتا۔ بہرحال قتل کرنا بھی جائز تھا، لیکن آپ ﷺ نے معافی کے پہلو کو پسند فرمایا۔

عورتوں سے نرمی کرنا

(٢٤٣٨)۔ عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ حُيَيٍّ: أَنَّ النَّبِيَّ حَجَّ بِنِسَائِهِ ، فَلَمَّا كَانَ فِي بَعْضِ الطَّرِيْقِ ، نَزَلَ رَجُلٌ فَسَاقَ بِهِنَّ فَأَسْرَعَ ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((كَذَاكَ سَوْقُكَ بِالْقَوَارِيْرِ۔)) فَبَيْنَمَا هُمْ يَسِيْرُوْنَ بَرَكَ بِصَفِيَّةَ بِنْتِ حُيَيٍّ جَمَلُهَا ، وَكَانَتْ مِنْ

حضرت صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنی بیویوں کے ساتھ حج کیا، دورانِ سفر ایک آدمی اترا، اور امہات المومنین کی سواریوں کو تیزی سے چلایا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”اس طرح شیشوں کو لے کر چلتے ہیں؟“ سو وہ چل رہے تھے کہ حضرت صفیہ بنت حیی کا اونٹ بیٹھ گیا، حالانکہ ان کی سواری سب سے اچھی تھی، وہ رونے

أَحْسَنِهِنَّ ظَهْراً فَبَكَتْ۔ وَجَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حِيْنَ أُخْبِرَ بِذٰلِكَ فَجَعَلَ يَمْسَحُ دُمُوْعَهَا بِيَدِهِ، وَجَعَلَتْ تَزْدَادُ بُكَاءً وَهُوَ يَنْهَاهَا، فَلَمَّا أَكْثَرَتْ زَبَرَهَا وَانْتَهَرَهَا، وَأَمَرَ النَّاسَ بِالنُّزُوْلِ فَنَزَلُوْا، وَلَمْ يَكُنْ يُرِيْدُ أَنْ يَنْزِلَ، قَالَتْ: فَنَزَلُوْا، وَكَانَ يَوْمِي، فَلَمَّا نَزَلُوْا ضُرِبَ خِبَاءُ النَّبِيِّ ﷺ وَدَخَلَ فِيْهِ، قَالَتْ: فَلَمْ أَدْرِ عَلَامَ أَهْجُمُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَخَشِيْتُ أَنْ يَكُوْنَ فِي نَفْسِهِ شَيْءٌ مِنِّي۔ قَالَتْ: فَانْطَلَقْتُ إِلٰى عَائِشَةَ فَقُلْتُ لَهَا: تَعْلَمِيْنَ أَنِّي لَمْ أَكُنْ أَبِيْعُ يَوْمِي مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِشَيْءٍ أَبَداً وَإِنِّي قَدْ وَهَبْتُ يَوْمِي لَكِ عَلٰى أَنْ تُرْضِي رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنِّي! قَالَتْ: نَعَمْ قَالَتْ: فَأَخَذَتْ عَائِشَةُ خِمَاراً لَهَا قَدْ ثَرَدَتْهُ بِزَعْفَرَانَ، فَرَشَّتْهُ بِالْمَاءِ لِيُذَكِّي رِيْحُهُ، ثُمَّ لَبِسَتْ ثِيَابَهَا، ثُمَّ انْطَلَقَتْ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَرَفَعَتْ طَرْفَ الْخِبَاءِ، فَقَالَ لَهَا: ((مَالَكِ يَا عَائِشَةُ؟! إِنَّ هٰذَا لَيْسَ بِيَوْمِكِ۔)) قَالَتْ: ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَشَاءُ فَقَالَ: مَعْ أَهْلِهِ فَلَمَّا كَانَ عِنْدَ الرَّوَاحِ، قَالَ لِزَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ: ((يَا زَيْنَبُ! أَفْقِرِيْ أُخْتَكِ صَفِيَّةَ جَمَلاً۔)) وَكَانَتْ مِنْ أَكْثَرِهِنَّ ظَهْراً، فَقَالَتْ: أَنَا أُفْقِرُ يَهُوْدِيَّتَكَ! فَغَضِبَ النَّبِيُّ ﷺ حِيْنَ سَمِعَ ذٰلِكَ مِنْهَا، فَهَجَرَهَا فَلَمْ

لگ گئیں۔ جب آپ ﷺ کو پتہ چلا تو آپ تشریف لائے اور اپنے ہاتھ سے ان کے آنسو پونچھنے لگ گئے، وہ اور زیادہ رونے لگیں اور آپ ﷺ ان کو منع کرتے رہے۔ جب وہ بہت زیادہ رونے لگ گئیں تو آپ ﷺ نے ان کو ڈانٹ ڈپٹ کی اور لوگوں کو اترنے کا حکم دے دیا، سو وہ اتر گئے، اگرچہ آپ ﷺ کا اترنے کا ارادہ نہیں تھا۔ وہ کہتی ہیں: صحابہ کرام اتر پڑے اور اس دن میری باری تھی۔ جب صحابہ اترے تو نبی ﷺ کا خیمہ نصب کیا گیا، آپ اس میں داخل ہوگئے۔ وہ کہتی ہیں: یہ بات میری سمجھ میں نہ آسکی کہ میں کیسے آپ ﷺ کے پاس گھس جاؤں اور مجھے یہ ڈر بھی تھا کہ (ممکن ہے کہ) آپ کے دل میں میرے بارے میں کوئی ناراضگی ہو۔ وہ کہتی ہیں: (بہرحال) میں حضرت عائشہ کے پاس گئی اور ان سے کہا: تم جانتی ہو کہ میں کسی چیز کے عوض اپنے دن کا سودا نہیں کروں گی، لیکن میں تجھے اپنی باری کا دن اس شرط پر ہبہ کرتی ہوں کہ تم رسول اللہ ﷺ کو مجھ سے راضی کروا دو۔ انھوں نے کہا: ٹھیک ہے۔ اب وہ کہتی ہیں: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے زعفران میں رنگی ہوئی چادر لی اور اس پر پانی چھڑکا تاکہ اس کی خوشبو تر و تازہ ہو جائے، پھر اپنے کپڑے زیب تن کئے، پھر رسول اللہ کی طرف چلی گئی اور (جا کر) خیمے کا ایک کنارہ اٹھایا۔ آپ ﷺ نے پوچھا: ”اے عائشہ! تجھے کیا ہوا؟ یہ دن تیرا تو نہیں ہے۔ انھوں نے کہا: یہ اللہ کا فضل ہے، وہ جسے چاہتا ہے، عطا کرتا ہے۔ آپ اپنی اہلیہ کے پاس ہی ٹھہرے رہے۔ جب شام ہوئی تو آپ ﷺ نے حضرت زینب بنت جحش سے فرمایا: ”اے زینب! اپنی بہن صفیہ کو ایک اونٹ مستعار دے دو۔“ دراصل ان کے پاس سواریاں زیادہ

يُكَلِّمُهَا حَتّٰى قَدِمَ مَكَّةَ وَأَيَّامَ مِنًى فِي سَفَرِهٖ حَتّٰى رَجَعَ إِلَى الْمَدِيْنَةِ، وَالْمُحَرَّمَ وَصَفَرَ، فَلَمْ يَأْتِهَا وَلَمْ يَقْسِمْ لَهَا، وَيَئِسَتْ مِنْهُ فَلَمَّا كَانَ شَهْرُ رَبِيْعِ الْأَوَّلِ، دَخَلَ عَلَيْهَا، فَرَأَتْ ظِلَّهُ، فَقَالَتْ: إِنَّ هٰذَا لَظِلُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَمَا يَدْخُلُ عَلَيَّ النَّبِيُّ ﷺ فَمَنْ هٰذَا؟ فَدَخَلَ النَّبِيُّ فَلَمَّا رَأَتْهُ قَالَتْ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! مَا أَدْرِي مَا أَصْنَعُ حِيْنَ دَخَلْتَ عَلَيَّ؟ قَالَتْ: وَكَانَتْ لَهَا جَارِيَةٌ وَكَانَتْ تُخَبِّئُهَا مِنَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَتْ: فُلَانَةُ لَكَ، فَمَشَى النَّبِيُّ ﷺ إِلَى سَرِيْرِ زَيْنَبَ وَكَانَ قَدْ رُفِعَ فَوَضَعَهُ بِيَدِهٖ، ثُمَّ أَصَابَ أَهْلَهُ، وَرَضِيَ عَنْهُمْ۔

(الصحيحة:٣٢٠٥)

تھیں۔لیکن زینب نے کہا: کیا میں آپ کی یہودیہ کو مستعار دے دوں؟ یہ بات سن کر آپ ﷺ اس سے ناراض ہو گئے اور قطع کلامی کر لی اور اس سے کوئی بات نہ کی، حتی کہ مکہ پہنچ گئے، پھر آپ کے سفر میں منی والے دن (بھی بیت گئے) یہاں تک کہ آپ ﷺ مدینہ واپس آ گئے اور محرم اور صفر کے (دو ماہ) بھی گزر گئے، لیکن آپ ﷺ نہ زینب کے پاس گئے اور نہ اس کے لیے کوئی باری تقسیم کی۔ وہ بھی آپ سے نااُمید ہو گئیں۔ جب ربیع الاوّل کا مہینہ آیا تو آپ اس کے پاس گئے۔ زینب نے آپ کا سایہ دیکھا اور کہا: یہ تو رسول اللہ ﷺ کا سایہ ہے اور آپ تو میرے پاس آتے ہی نہیں، سو یہ (سائے والا) کون ہو سکتا ہے؟ نبی کریم ﷺ ان کے پاس داخل ہوئے، جب زینب نے آپ کو دیکھا تو کہا: اے اللہ کے رسول! آپ کے آنے سے (مجھے اتنی خوشی ہوئی ہے) کہ مجھے سمجھ نہیں آتی میں کیا کروں۔ وہ کہتی ہیں: ان کی ایک لونڈی تھی، جس کو وہ نبی کریم ﷺ سے چھپا کر رکھتی تھیں۔ پھر اُس نے کہا: فلاں لونڈی آپ کے لیے ہے۔ پھر نبی کریم ﷺ حضرت زینب کی چارپائی کی طرف گئے، جسے اٹھا دیا گیا تھا، آپ نے اُس کو اپنے ہاتھ سے بچھایا، پھر اپنی اہلیہ سے مباشرت کی اور اُن سے راضی ہوئے۔

تخريج: أخرجه أحمد: ٦/ ٣٣٧

شرح:...... یہ حدیث پانچ اہم امور پر دلالت کر رہی ہے: (۱) حدیث کے شروع میں عورتوں کو شیشے سے تشبیہ دی گئی ہے، اس سے مراد عورتوں کی رقت، ضعف اور نزاکت ہے اور یہ مفہوم بھی بیان کیا گیا ہے کہ عام طور پر خواتین وفا پر دوام اختیار نہیں کر سکتیں اور بہت جلدی رضامندی کی حالت سے پھر جاتی ہیں، جیسے شیشہ جلدی ٹوٹ جاتا ہے۔ بہر حال یہ ایک بدیع استعارہ ہے، جس کے ذریعے عورتوں سے نرمی کرنے پر آمادہ کیا جا رہا ہے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ آپ ﷺ اپنی بیویوں کے حق میں کس قدر نرم تھے۔ (۲) بعض عورتوں کی عادت ہوتی ہے کہ انہیں رونے سے منع کیا جائے تو اُن کے جذبات اور بھڑک اٹھتے ہیں اور اُن کے آنسوؤں کی جھڑی شروع ہو جاتی ہے، جبکہ یہ اچھی عادت نہیں، خاتونِ خانہ کو اس قدر حساس اور نازک مزاج نہیں ہونا چاہیے بلکہ ہمت، حوصلے اور جرأت کا مظاہرہ کرنا چاہیے اور خواتین کو دنیاوی معاملات پر رونے کی بجائے خوفِ خدا اور فکرِ آخرت کی یاد میں جی بھر کر آنسو بہانے چاہییں۔

(۳) کسی دوسرے کو حقیر نہیں سمجھنا چاہیے، کسی کو حقیر سمجھنا بہت بڑا گناہ ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ((بِحَسْبِ امْرِئٍ مِنَ الشَّرِّ اَنْ يَّحْقِرَ اَخَاهُ الْمُسْلِمَ۔")) (ترمذی)...... "کسی آدمی کے برا ہونے کے لئے یہی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر خیال کرے۔" اور اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرتِ زینب کے حقارت آمیز جواب کو اس قدر ناپسند کیا کہ کئی ماہ تک اُن سے کلام تک نہ کیا' جس برے عمل پر آپ جیسی رحیم و شفیق شخصیت بھی اس قدر ناراض ہو جائے تو وہ یقیناً کوئی چھوٹا گناہ نہیں ہو سکتا۔ اس لئے نہ کسی مسلم کو حقیر سمجھا جائے اور نہ اس کو اس کے سابقہ مذہب پر طعن کیا جائے۔ (۴) بعض لوگ آپ ﷺ کے سائے کے منکر ہیں' حالانکہ آپ ﷺ اللہ تعالی کے برگزیدہ رسول اور بشر تھے' آپ ﷺ کا تعلق سلسلۂ انسانیت سے ہی ہے، اس لیے آپ کے سائے کا انکار درست نہیں اور یہ حدیث اس بات پر واضح دلیل ہے کہ آپ کا سایہ مبارک موجود تھا۔ نیز سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک رات نبی ﷺ نے ہمیں نماز پڑھائی اور نماز کی حالت میں اچانک اپنا ہاتھ آگے بڑھایا پھر جلدی سے پیچھے کر لیا ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول، آج خلافِ معمول ایسا کیوں ہوا؟ آپ نے فرمایا: بات یہ تھی کہ میرے سامنے جنت پیش کی گئی جب میں نے اس میں عمدہ پھل دیکھے تو چاہا کہ اس میں سے اُچک لوں، لیکن فوراً حکم ملا کہ پیچھے ہٹ جاؤ، پھر میں پیچھے ہٹ گیا، پھر مجھ پر جہنم پیش کی گئی ((حَتّٰى رَأَيْتُ ظِلِّي وَظِلَّكُمْ)) یہاں تک کہ میں نے اپنا اور تمہارا سایہ دیکھا۔ (مستدرك حاكم)

وفائے عہد اور نرم مزاجی کی فضیلت

(٢٤٣٩)۔ عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ مَرْفُوْعًا: ((إِنَّ خَيْرَ عِبَادِاللّٰهِ مِنْ هٰذِهِ الأُمَّةِ الْمُوَفُّوْنَ الْمُطَيَّبُوْنَ۔)) (الصحيحة:٢٨٤٨)

حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "بلاشبہ اس امت میں سے اللہ تعالی کے بہترین بندے وہ ہیں جو وعدہ پورا کرنے والے، نرم مزاج (اور خوش اخلاق) ہوں۔"

تخريج: رواه أبو محمد المخلدي في "الفوائد": ٤/ ٢٤١/ ٢، والبزار و الطبراني في "الصغير"

شـــرح:...... عہد و پیمان کی پاسداری نہ صرف اسلام کی پابندی ہے، بلکہ اس میں احترام انسانیت کا راز پنہاں ہے، وگرنہ وعدہ پورا نہ کرنے والے آدمی کی کیا حیثیت ہوتی ہے؟ ہر ایک پر عیاں ہے۔ بدعہدی منافقانہ خصلت ہے، اس سے گریز کرنا چاہئے۔ ہمیں چاہئے کہ وعدوں کا پاس و لحاظ کرتے ہوئے اور نرم مزاجی و خوش اخلاقی کو اپناتے ہوئے امتِ مسلمہ کے بہترین افراد بن جائیں۔

نرم و گداز دلوں کی فضیلت

(٢٤٤٠)۔ عَنْ أَبِي عَنَبَةَ الْخَوْلَانِي يَرْفَعُهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ: ((إِنَّ لِلّٰهِ آنِيَةً مِنْ أَهْلِ

حضرت ابو عنبہ خولانی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "بلاشبہ اللہ تعالی کے برتن ہیں، جن کا تعلق

الأَرْضِ وَآنِيَةُ رَبِّكُمْ قُلُوبُ عِبَادِهِ الصَّالِحِيْنَ، وَأَحَبُّهَا إِلَيْهِ أَلْيَنُهَا وَأَرَقُّهَا۔))

(الصحيحة: ١٦٩١)

اہل زمین سے ہے، تمہارے پروردگار کے برتن نیک لوگوں کے دل ہیں اور اُن میں سے اسے سب سے زیادہ پسندیدہ زیادہ نرمی اور شفقت والے ہیں۔''

تخريج: أخرجه الطبرني في "المعجم الكبير": ق ٤٠/ ١۔ المنتقي منه

شرح :...... اس میں نیکوکار لوگوں کی فضیلت ہے کہ ان کے دلوں کو اللہ تعالیٰ کے برتن قرار دیا گیا ہے۔

رحم دلی اور درگزر کرنے کی فضیلت

(٢٤٤١)۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ مَرْفُوْعًا: ((اِرْحَمُوْا تُرْحَمُوْا، وَاغْفِرُوْا يَغْفِرِ اللّٰهُ لَكُمْ، وَوَيْلٌ لِأَقْمَاعِ الْقَوْلِ، وَوَيْلٌ لِلْمُصِرِّيْنَ الَّذِيْنَ يُصِرُّوْنَ عَلٰى مَافَعَلُوْا وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ۔))

(الصحيحة: ٤٨٢)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''تم رحم کرو، تم پر رحم کیا جائے گا اور تم معاف کرو، (بدلے میں) اللہ تعالیٰ تم کو معاف کرے گا۔ اُن لوگوں کے لیے ہلاکت ہے جو بات سنتے ہوں لیکن اسے سمجھتے نہ ہوں (یعنی ان سنی کر دیتے ہوں) اور اصرار کرنے والوں کے لیے بھی ہلاکت ہے جو جاننے بوجھنے کے باوجود اپنے کیے پر اصرار کرتے ہیں۔''

تخريج: رواه البخاري في "الأدب المفرد": ٣٨٠، وأحمد: ٢/ ١٦٥، ٢١٩، وعبد بن حميد في "المنتخب من المسند": ٤٢/ ١، ويعقوب الفسوي في "التاريخ": ٢/ ٥٢٢، وعنه البيهقي في "شعب الايمان": ٧/ ٤٧٦/ ١١٠٥٢

شرح :...... امام البانی رحمہ اللہ مذکورہ مقام پر اس حدیث کی یوں وضاحت کرتے ہیں: ''أَقْمَاع'' کی واحد ''قِمَع'' ہے، اس کے معنی ''قیف'' کے ہیں، جو تنگ منہ والے برتن میں مائع چیز بھرنے کے لیے استعمال کی جاتی ہے۔ جو لوگ بات سنتے تو ہیں، لیکن نہ اس کو ذہن نشین کرتے ہیں اور نہ اس پر عمل کرتے ہیں، نبی کریم ﷺ نے ایسے لوگوں کو اس قیف سے تشبیہ دی ہے، کہ اس میں جو چیز بھی بہا دی جائے، وہ اس کو اپنے اندر محفوظ نہیں کرتی، بلکہ وہ ساری کی ساری اس کے نیچے رکھے ہوئے برتن میں بہہ جاتی ہے۔ گویا کہ ایسے لوگ سنی ان سنی کر کے شرعی احکام سے آگے کو یوں گزر جاتے ہیں، جیسے کوئی مائع چیز قیف سے آگے گزر جاتی ہے۔ زمخشری کہتے ہیں: حدیث کے الفاظ ''ویل لأقماع القول'' مجازی الفاظ میں سے ہیں، ان سے مراد وہ لوگ ہیں جو بات سنتے تو ہیں، لیکن اس کو اپنے ذہنوں میں محفوظ نہیں کرتے۔

عفو و درگزر اور رحم و کرم دراصل نرمی کا ہی نتیجہ ہیں، اس حدیثِ مبارکہ سے ان دو صفات کی عظمت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رحم اور معافی کا مستحق اس فرد کو ٹھہرایا ہے، جو مخلوقِ خدا کے حق میں رحمدل اور معاف کرنے والا ہو۔

عصرِ حاضر میں ہر آدمی نے اپنی زندگی کے لیے ایک معیار مقرر کر رکھا ہے اور ہر آدمی دلائل و براہین کا موازنہ کئے بغیر اپنے آپ کو اعلی و افضل اور جادۂ حق پر گامزن اور دوسرے کو کمتر سمجھتا ہے، قطعِ نظر اس بات سے کہ وہ نیک ہے یا بد، عالم ہے یا جاہل، فہمِ شریعت سے بہرہ ور ہے یا بے بہرہ۔ اس کے اس معیار کی وجہ سے عظیم سے عظیم وعظ و نصیحت بھی اس کے حق میں بے سود ثابت ہوتا ہے، حدیثِ مبارکہ میں ایسے لوگوں کے لیے نبیٔ مہربان ﷺ نے بددعا کی ہے۔ حدیث کا آخری جملہ گناہوں پر مصرّ رہنے والے لوگوں کے لیے وعید ہے، ہمارا معاشرہ اس مصیبت سے بھی دوچار ہو چکا ہے کہ جو آدمی جس غلطی کا مرتکب ہے، وہ اس پر برقرار ہے، مثلاً خوشی و غمی کے موقع پر بے ہودہ اور باطل رسمیں، تمباکو نوشی، ڈاڑھی شیو کرنا یا تراشنا، شلوار یا تہبند کو ٹخنوں سے نیچے لٹکانا، سونے کی انگوٹھی پہننا وغیرہ۔ اصرار سے مراد یہ ہے کہ آدمی گناہ کرتا رہے اور اسے گناہ ہی نہ سمجھے اس پر نادم نہ ہو یہ وصف مذموم ہے اور تکرار سے مراد یہ ہے کہ گناہ کے بعد توبہ کرے مگر پھر بتقاضائے بشریت گناہ ہو جائے یہ وصف مذموم نہیں۔

آپ ﷺ کی اہل و عیال کے ساتھ رحمدلی

(٢٤٤٢)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: كَانَ أَرْحَمَ النَّاسِ بِالْعِيَالِ وَالصِّبْيَانِ۔ (الصحيحة:٢٠٨٩)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ اہل و عیال اور بچوں پر لوگوں میں سے سب سے زیادہ رحم کرنے والے تھے۔

تخريج: رواه الرئيس عثمان بن محمد أبو عمرو في "حديثه":٢٠٨/١، ورواه ابو الشيخ في "اخلاق النبي ﷺ" صـــ ٦٥ دون لفظة: ((العيال))، وأخرجه مسلم: ٧/ ٧٦ بلفظ: ((العيال)) ودون لفظ: ((الصبيان))

شرح:...... اگر انسان اپنے اعزہ و اقارب اور دوستوں پر نگاہ دوڑائے تو اس کو اس کی رحمدلی اور حسنِ سلوک کے اولین مستحق اس کے اہل و عیال نظر آئیں گے اور ان کے بعد چھوٹے بچے، جو اپنے معصومیت کی بنا پر بڑوں کی نظرِ کرم کے منتظر ہوتے ہیں۔ ہمیں چاہئے کہ ہم بھی اپنے احسانات کا سلسلہ اپنے اہل خانہ اور بچوں سے شروع کریں، نہ کہ اپنے یاروں کو ترجیح دیتے ہوئے اولین حقداروں کو پامال کر دیں۔

مسلمان کا خواب اور خواب کی اقسام

(٢٤٤٣)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((١) إِذَا اقْتَرَبَ الزَّمَانُ لَمْ تَكَدْ رُؤْيَا الْمُسْلِمِ تَكْذِبُ (٢) وأَصْدَقُهُمْ رُؤْيَا أَصْدَقُهُمْ حَدِيْثًا(٣) وَرُؤْيَا الْمُسْلِمِ جُزْءٌ مِنْ سِتَّةٍ وأَرْبَعِيْنَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''(١) جب زمانہ (قیامت کے) قریب ہو جائے گا تو ایسا نہیں ہوگا کہ مسلمان کا خواب جھوٹا ثابت ہو (٢) اور زیادہ سچا خواب اس شخص کا ہوگا جو اُن میں سے گفتگو کے لحاظ سے زیادہ سچا ہوگا (٣) مسلمان کا خواب نبوّت کا چھیالیسواں

قَالَ: وَقَالَ: (٤) الرُّؤْيَا ثَلَاثَةٌ: فَالرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ بُشْرٰى مِنَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَالرُّؤْيَا تَحْزِيْنٌ مِنَ الشَّيْطَانِ وَالرُّؤْيَا مِنَ الشَّيْءِ يُحَدِّثُ بِهِ الْإِنْسَانُ نَفْسَهُ (٥) فَإِذَا رَأَى أَحَدُكُمْ مَا يَكْرَهُ فَلَا يُحَدِّثْهُ أَحَدًا، وَلْيَقُمْ فَلْيُصَلِّ قَالَ (٦) وَأُحِبُّ الْقَيْدَ فِي النَّوْمِ، وَأَكْرَهُ الْغُلَّ، الْقَيْدُ: ثَبَاتٌ فِي الدِّيْنِ۔)) (الصحيحة: ٣٠١٤)

حصہ ہے۔'' نیز آپ ﷺ نے فرمایا: ''(۴) خواب کی تین (اقسام) ہیں: نیک خواب اللہ تعالی کی طرف سے خوشخبری ہے، برا خواب شیطان کی طرف سے رنج وغم ہے اور (ان کے علاوہ) عام چیزوں سے متعلقہ خواب انسان کے اپنے خیالات ہیں۔ (۵) جب تم میں سے کوئی آدمی کوئی ناپسندیدہ خواب دیکھے تو کسی کو بیان نہ کرے اور کھڑا ہوکر نماز پڑھے (٦) میں خواب میں زنجیر کو پسند اور طوق کو ناپسند کرتا ہوں۔ دراصل زنجیر سے مراد دین میں ثابت قدمی ہے۔''

تخريج: أخرجه الأمام أحمد: ٢/ ٥٠٧، وروى الدارمى: ٢/ ١٤٥ الفقرة: ١، ٢، ٤، ٥، والترمذى: ٢٢٧١، و ابوداود: ٥٠١٩، ومسلم: ٧/ ٥٢، وأخرجه البخارى: ٤٠١٧ دون الجملة الاولى والثالثة

شرح:...... ''مسلمان کا خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے۔''

چونکہ محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد بالاتفاق رسالت ونبوت کا سلسلہ منقطع ہو چکا ہے، اس لیے اس حدیثِ مبارکہ سے بعض لوگوں کو اشکال سا ہوا، جس کو زائل کرنے کے لیے تین جوابات دیے گئے، آخری دو جوابات زیادہ معقول ہیں۔

(۱) نبی کریم ﷺ کا خواب حقیقی طور پر نبوت کا حصہ ہوتا ہے، جبکہ غیر نبی کا مجازی طور پر۔

(۲) اسلام میں بلا واسطہ پیشین گوئی کرنے کا ذریعہ صرف نبوت ہے، چونکہ خواب میں بھی اللہ تعالی کی طرف سے مستقبل کے کسی امر کی نشاندہی ہو جاتی ہے، اس لیے اس مشابہت کی وجہ سے اس کو نبوت کا چھیالیسواں حصہ کہا گیا۔ یہ بات بے مقصد اور غیر محدثانہ ہے امام بخاری وغیرہ کے خواب کا تذکرہ کرنا بہتر ہے۔

(۳) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو کئی مسائل میں اللہ تعالی کے فیصلوں سے موافقت حاصل ہوئی، لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ منصبِ نبوت پر فائز ہو گئے۔ بعینہ اسی طرح بسا اوقات خواب کی نبوت سے موافقت ہو سکتی ہے، لیکن اس کا معنی یہ نہیں کہ حقیقی نبوت کا حصہ ہے، جو ابھی تک باقی ہو۔

اس ضمن میں یہ حدیث ذہن نشین کر لینی چاہیے، سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((لَمْ يَبْقَ مِنَ النُّبُوَّةِ إِلَّا الْمُبَشِّرَاتُ۔)) قَالُوْا: وَمَا الْمُبَشِّرَاتُ؟ قَالَ: ((اَلرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ يَرَاهَا الْمُسْلِمُ أَوْ تُرٰى لَهُ۔)) (بخاری، مسلم) ...... ''نبوت میں سے صرف مبشرات باقی رہ گئی ہیں۔'' صحابہ نے پوچھا: مبشرات کیا ہوتی ہیں؟ آپ ﷺ نے جواب دیا: ''نیک خواب، جو مسلمان دیکھتا ہے، یا اس کے متعلق کسی اور کو دکھایا جاتا ہے۔''

اس حدیث میں خواب کی تین اقسام بیان کی گئیں ہیں:

(۱) ایسا خواب، جسے دیکھنے والا اپنے حق میں یا کسی کے حق میں بشارت خیال کرتا ہے اور تعبیر کرنے والے بھی اس کی موافقت کرتے ہوں، مثلا اذان سننا، نبی کریم ﷺ کو دیکھنا، تلاوت کرنا، وغیرہ۔

(۲) برا خواب، جس میں بندہ ڈر جاتا ہے یا کسی اعتبار سے وہ اس پر گراں گزرتا ہے، مثلا سر کٹ جانا، مختلف انداز میں ڈرایا جانا، کسی گناہ کی وجہ سے بے عزتی ہونا، وغیرہ۔ جیسا کہ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی بارگاہِ نبوت میں آیا اور کہا: میں نے خواب میں دیکھا کہ میرا سر قلم کیا جا رہا ہے۔ آپ ﷺ مسکرائے اور فرمایا: ''جب شیطان تم سے نیند کی حالت میں کھیلنا شروع کر دے تو لوگوں کو بیان مت کیا کرو۔'' (مسلم)

(۳) ایسے خواب، جن کو برا کہا جا سکتا ہے نہ اچھا، مثلا بعض لوگ دن کو کام کاج کے دوران جو کچھ کہتے ہیں، اسے اپنے خواب میں دوہراتے رہتے ہیں۔ ایسے خواب بے حقیقت ہوتے ہیں۔

حدیث کے آخری حصے میں بیڑی کو پسند اور طوق کو ناپسند کیا گیا ہے، دراصل اللہ تعالی نے قرآن میں مجید میں طوق کو جہنمیوں کی صفت قرار دیا ہے، اس لیے اس کو ناپسند کیا گیا اور بیڑی سے مراد ''دین میں ثابت قدمی'' ہے، یہ معنی اس لیے کیا گیا ہے کہ بیڑی کا محل پاؤں ہوتا ہے، جو کہ گناہوں سے رک جانے سے کنایہ ہے، مثلا ایمان بندے کو باطل کی طرف جانے سے روکتا ہے، گویا کہ یہی بیڑی ہے۔

اس حدیث سے ایک اور اہم سبق یہ ملتا ہے کہ لوگ جس آدمی کو صادق اور امین خیال کریں گے، اس کا خواب زیادہ سچا ہوگا۔

امام البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں: ایک حدیث میں خواب کو نبوت کا پچیسواں، ایک میں چھیالیسواں اور ایک میں سترہواں حصہ قرار دیا گیا ہے۔ ان تینوں احادیث میں کوئی تضاد اور منافات نہیں ہے، اس اختلاف کا تعلق خواب دیکھنے والوں سے ہے، جو جتنا نیک ہوگا، اتنا ہی اس کا خواب سچا ہوگا۔ (صحیحہ: ۱۸۶۹)

برا خواب دیکھنے والے کو درج امور میں سے کوئی ایک سرانجام دینا چاہیے:

(۱) نماز پڑھنا، جیسا کہ اس حدیث میں ہے۔

(۲) بائیں جانب تین دفعہ تھوکنا اور برے خواب سے اللہ تعالی کی پناہ طلب کرنا۔ (بخاری، مسلم)

(۳ بائیں طرف تین دفعہ تھوکنا، شیطان سے اللہ تعالی کی پناہ طلب کرنا اور اپنا پہلو بدل لینا۔ (مسلم)

یاد رہے کہ برا خواب کسی کو بیان نہیں کرنا چاہیے کیونکہ یہ آدمی کو کسی قسم کا نقصان نہیں دے سکتا۔ (بخاری، مسلم)

جھوٹا خواب بیان کرنا بھی جھوٹ ہے

(۲٤٤٤)۔ عَنْ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ مِنْ أَفْرَى الْفِرٰى أَنْ يُرِىَ عَيْنَيْهِ فِي الْمَنَامِ مَالَمْ تَرَيَا)) (الصحيحة:٣٠٦٣)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سب سے بڑا جھوٹ یہ ہے کہ آدمی خواب میں اپنی آنکھوں کو وہ کچھ دکھلائے جو (درحقیقت) انھوں نے نہ دیکھا ہو۔''

تخريج: أخرجه أحمد: ٢/ ٩٦ـ واللفظ له ـ، والبخاري: ٧٠٤٣

شرح:...... لوگ اپنی شہرت، ناموری اور نیک نامی کے لیے جھوٹے خوابوں کا سہارا لیتے ہیں، اس حدیث میں خلافِ حقیقت خواب بیان کرنے کو سب سے بڑا جھوٹ کہا گیا ہے۔

مسلمان پر اسلحہ سونتنا ملعون فعل ہے

(٢٤٤٥)۔ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِذَا شَهَرَ الْمُسْلِمُ عَلَى أَخِيهِ سِلَاحًا فَلَا تَزَالُ مَلَائِكَةُ اللّٰهِ تَلْعَنُهُ حَتّٰى يَشِيْمَهُ عَنْهُ۔))

(الصحيحة: ٣٩٧٣)

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، بلاشبہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی مسلمان اپنے بھائی پر اسلحہ سونتتا ہے تو فرشتے اُس پر لعنت کرتے رہتے ہیں، جب تک وہ اس کو میان میں داخل نہیں کر دیتا۔''

تخريج: أخرجه البزار في "مسنده": ٩/ ١٠٣/ ٣٦٤١، وأخرجه احمد: ٥/ ٤١ بلفظ: اتى رسول الله ﷺ على قوم يتعاطون سيفا مسلولا، فقال: ((لعن الله من فعل هذا، أوليس قد نهيت عن هذا؟)) ثم قال: ((اذا سل احدكم سيفه فنظر اليه، فاراد ان يناوله اخاه، فليغمده ثم يناوله اياه۔))

شرح:...... نیزہ، تلوار، بندوق، پستول، کلاشنکوف اور موزر وغیرہ سے کسی مسلمان بھائی کو ڈرانا حرام ہے اور بالقصد یا بطورِ مذاق کسی ہتھیار سے مسلمان کی طرف اشارہ کرنا نہایت خطرناک ثابت ہو سکتا ہے، کیونکہ ممکن ہے کہ شیطان وہ ہتھیار اس سے غیر ارادی طور پر چلوا دے اور وہ اس کی وجہ سے آتش دوزخ کا ایندھن بن جائے۔ جیسا کہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((لَا يُشِرْ اَحَدُكُمْ اِلٰى اَخِيْهِ بِالسِّلَاحِ فَإِنَّهُ لَا يَدْرِيْ لَعَلَّ الشَّيْطَانَ يَنْزِعُ فِيْ يَدِهٖ فَيَقَعَ فِيْ حُفْرَةٍ مِنَ النَّارِ۔)) (بخاری، مسلم)...... ''کوئی شخص اپنے بھائی کی طرف ہتھیار سے اشارہ نہ کرے، اس لیے کہ وہ نہیں جانتا کہ شاید شیطان اس کے ہاتھ سے چلوا دے اور وہ اس وجہ سے جہنم کے گڑھے میں جا گرے۔''

اسلام نے مسلمانوں کی جانوں کی حفاظت کا اس قدر اہتمام کیا ہے کہ اس کی طرف کسی نقصان دہ چیز سے اشارہ کرنے سے بھی روک دیا، لیکن یہ ہماری بدقسمتی ہے کہ آج کل ہتھیاروں کی نمائش اور ان کا بے جا استعمال بہت عام ہو گیا ہے، مسلمان بے محابا اسلحے کا استعمال کر رہے ہیں، جس سے کئی لوگوں کی گردنیں کٹ جاتی ہیں، کچھ لوگ شادی بیاہ کے موقع پر ہوائی فائرنگ کر کے دہشت پھیلاتے ہیں اور لوگوں کو ناگہانی موت کی نیند سلا دیتے ہیں۔ اللہ تعالی مسلمانوں کو ہدایت نصیب فرمائے۔ (آمین)

سوئے ظن کو طول دینا

(٢٤٤٦)۔ عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے

اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا ظَنَنْتُمْ فَلَا تُحَقِّقُوْا وَإِذَا حَسَدْتُمْ فَلَا تَبْغُوْا وَإِذَا تَطَيَّرْتُمْ فَامْضُوْا، وَعَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلُوْا، وَإِذَا وَزَنْتُمْ فَأَرْجِحُوْا۔)) (الصحيحة:٣٩٤٢)

فرمایا: ''جب تم کو (کسی کے بارے میں سوئے) ظن ہو جائے تو اس کی چھان بین مت کرو، جب تم کسی سے حسد کرنے لگو تو ظلم مت کرو اور جب تم کو (اپنے کسی کام کے بارے میں) بدشگونی ہو جائے تو (مت رکو اور) اپنے کام کو جاری رکھو اور اللہ پر بھروسہ کرو اور جب تم (لین دین کے وقت) وزن کرو تو ترازو کا پلڑا جھکا دیا کرو (یعنی چیز وزن سے کچھ زیادہ دے دیا کرو)۔''

تخريج: أورد هكذا السيوطي في "الجامع الصغير": و "الكبير" من رواية ابن ماجه عن جابر، وليس عند جابر الا الجملة الاخيرة فقط، ...... ومع ذالك؛ فانى أميل الى ثبوت الحديث بشواهده

شرح: ...... مسلمان کا دل و دماغ مختلف وساوس و خیالات کا مرکز اور اچھے اور برے رجحانات کا محور ہے، چونکہ ایسا ہونے میں انسان بے بس ہے، اس لیے شریعت مطہرہ نے مسلمان کے سینے میں جنم لینے والے گندے خیالات کو معاف کر دیا ہے۔ جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ((اِنَّ اللّٰهَ تَجَاوَزَ عَنْ اُمَّتِيْ مَا حَدَّثَتْ بِهٖ اَنْفُسُهَا مَا لَمْ تَتَكَلَّمْ اَوْ تَعْمَلْ بِهٖ۔)) (بخاری، مسلم) ...... ''اللہ تعالیٰ نے میری امت سے دل میں آنے والی باتوں کو معاف کر دیا ہے، البتہ ان پر گرفت ہوگی جن کا اظہار زبان سے کر دیا جائے یا ان پر عمل کیا جائے۔''

سوئے ظن بھی اسی قسم کی ایک بیماری ہے، بیٹھے بیٹھے کسی مسلمان بھائی کے بارے میں بدظنی ہو سکتی ہے، اس کا حل یہ ہے کہ فوراً ''اَعُوْذُ بِاللّٰه'' پڑھ کر ایسے خیال کو رفع دفع کر دیا جائے اور اس کی ٹوہ نہ لگائی جائی، جیسا کہ اس حدیث میں تلقین کی گئی ہے، یہ معاملہ حسد اور بدشگونی کا ہے۔ نیز اس حدیث میں یہ نصیحت کی گئی ہے کہ جب لین دین کرتے وقت کسی چیز کا وزن کیا جا رہا ہو تو معینہ مقدار سے زیادہ دے دینا چاہیے۔

مصافحہ کی فضیلت

(٢٤٤٧)۔ عَنْ عَبْدَةَ بْنِ أَبِيْ لُبَابَةَ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مَرْفُوْعًا: ((إِذَا لَقِيَ الْمُسْلِمُ أَخَاهُ الْمُسْلِمَ، فَأَخَذَ بِيَدِهٖ فَصَافَحَهُ، تَنَاثَرَتْ خَطَايَا هُمَا مِنْ بَيْنِ أَصَابِعِهِمَا كَمَا يَتَنَاثَرُ وَرَقُ الشَّجَرِ بِالشِّتَاءِ۔)) قَالَ عَبْدَةُ: فَقُلْتُ لِمُجَاهِدٍ: إِنَّ هٰذَا لَيَسِيْرٌ۔ فَقَالَ مُجَاهِدٌ: لَاتَقُلْ هٰذا، فَإِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى

عبدہ بن ابولبابہ، مجاہد سے اور وہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی مسلمان اپنے بھائی کو ملتا ہے اور اُس کا ہاتھ پکڑ کر اس سے مصافحہ کرتا ہے تو اُن کی انگلیوں کے بیچ سے اس طرح گناہ گرتے ہیں جس طرح موسم سرما میں درختوں کے پتے جھڑتے ہیں۔ عبدہ کہتے ہیں: میں نے مجاہد سے کہا: یہ عمل تو بہت معمولی ہے (اور اجر اتنا زیادہ)۔ مجاہد نے کہا:

قَالَ فِيْ كِتَابِهِ: ﴿لَوْ أَنْفَقْتَ مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيْعًا مَا أَلَّفْتَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ أَلَّفَ بَيْنَهُمْ﴾ (الأنفال:٦٣) فَعَرَفْتُ فَضْلَ عِلْمِهِ عَلٰى غَيْرِهِ۔ (الصحيحة:٢٠٠٤)

ایسا مت کہو، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں ارشاد فرمایا: اے نبی! اگر تم وہ سارے کا سارا بھی خرچ کر دیتے جو زمین میں ہے تو پھر بھی ان کے دلوں کو نہ جوڑ سکتے۔لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کے درمیان محبت پیدا کر دی۔ عبدہ کہتے ہیں: اس سے میں نے دوسرے (اہل علم) پر مجاہد کی فضیلت پہچان لی۔

تخريج: أخرجه بحشل في "تاريخ واسط": ١٦٥

شرح:...... اس حدیث میں بھی مسلمان کی فضیلت بیان کی گئی ہے کہ جس سے مصافحہ لینا گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے، دراصل یہ مصافحہ اس محبت کی بنا پر ہوگا، جس کی طرف مفسّر قرآن مجاہدؒ اشارہ کرنا چاہتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم قبولیت اسلام سے قبل نبی کریم ﷺ کے سخت دشمن تھے، لیکن وہ آپ کے دست و بازو اور محافظ و معاون بن گئے، صحابہ کرام کی صدیوں پرانی عداوتیں باہمی پیار و محبت میں تبدیل ہو گئیں۔ معلوم ہوا کہ مؤمنوں کی باہمی محبت کوئی آسان عمل نہیں، ہاں اگر اللہ تعالیٰ کی توفیق شامل حال ہو تو بڑی سے بڑی مشکل آسان ہو جاتی ہے۔

آجکل اللہ تعالیٰ کے فضل سے جن لوگوں کی مقبولیت عام ہو جاتی اور ان کے ملاقاتیوں میں اضافہ ہو جاتا ہے تو وہ استطاعت کے باوجود مصافحہ کی بجائے ہاتھ سے اشارہ کرنے اور لفظ ''جناب'' کہنے پر اکتفا کرتے ہیں، یہ اسلام سے عدم محبت اور غیروں کی نقالی ہے۔

فوت شدہ والدین کی طرف سے حج کرنا

(٢٤٤٨)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رُجُلاً أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: إِنَّ أَبِيْ مَاتَ وَلَمْ يَحُجَّ، أَفَأَحُجُّ عَنْهُ؟ قَالَ: ((أَرَأَيْتَ لَوْ كَانَ عَلٰى أَبِيْكَ دَيْنٌ أَكُنْتَ قَاضِيَهُ؟)) قَالَ: نَعَمْ قَالَ: ((حُجَّ عَنْ أَبِيْكَ۔)) (الصحيحة:٣٠٤٧)

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور کہا: میرا باپ فوت ہو گیا ہے اور اُس نے حج نہیں کیا، کیا میں اُس کی طرف سے حج ادا کر سکتا ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''(اس کے بارے میں) تیرا کیا خیال ہے کہ اگر تیرے باپ پر قرض ہوتا تو کیا تو اُس کی طرف سے اُس کی ادائیگی کرتا؟ اُس نے کہا: جی ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''(یہی معاملہ حج کا ہے، اس لیے) اپنے باپ کی طرف سے حج ادا کرو۔''

تخريج: أخرجه ابن حبان: ٦/ ١٢١/ ٣٩٧١۔ الأحسان من طريق حكيم بن سيف، و الطحاوي في "المشكل" ٣/ ٢٢١، والطبراني في "الكبير": ١٢/ ١٥/ ١٢٣٣٢، وأخرجه ابن ماجه: ٢٩٠٨، والطبراني في "المعجم الكبير": ٤/ ٣١/ ٣٥٤٨ لكن بلفظ: ...... عن ابن عباس قال: أخبرني حصين بن

عوف قال: قلت: يا رسول الله! ان ابى أدركه الحج ولا يستطيع ان يحج ......

شرح: ...... حدیث اپنے مفہوم میں واضح ہے کہ اولاد کو والدین کے قرضے اتارنے کی کوشش کرنی چاہئے، ان کا تعلق اللہ تعالیٰ کے حقوق سے ہو یا بندوں کے حقوق سے۔

چھ اعمال کی ضمانت پر جنت کی ضمانت

(٢٤٤٩)۔ عَنْ عَبَادَةَ مَرْفُوْعًا: ((أَضْمَنُوْا لِیْ سِتًّا مِنْ أَنْفُسِكُمْ اَضْمَنْ لَكُم الْجَنَّةَ: أُصْدُقُوْا إِذَا حَدَّثْتُمْ وَأَوْفُوْا إِذَا وَعَدْتُّمْ وَأَدُّوْا إِذَا ائْتُمِنْتُمْ وَاحْفَظُوْا فُرُوْجَكُمْ وَغُضُّوْا أَبْصَارَكُمْ وَكُفُّوْا أَيْدِيكُمْ۔)) (الصحيحة: ١٤٧٠)

حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم لوگ مجھے چھ چیزوں کی ضمانت دے دو میں تمہیں جنت کی ضمانت دیتا ہوں (١) جب بات کرو تو سچ بولو (٢) جب وعدہ کرو تو پورا کرو (٣) جب تمہارے پاس امانت رکھی جائے تو ادا کرو (٤) اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرو (٥) اپنی آنکھوں کو نیچا رکھو (٦) اور اپنے ہاتھوں کو روکے رکھو۔''

تخريج: رواه ابن خزيمة في"حديث علي بن حجر" ج ٣ رقم ٩١، وابن حبان: رقم ١٠٧، والحاكم: ٤/ ٣٥٨۔ ٣٥٩، والخرائطي في"المكارم" صـ ٣١، وأحمد: ٥/ ٣٢٣، والطبراني: ٤٩/ ١۔ منتقي منه، والبيهقي في"الشعب" ٢/ ٤٧/ ١

شرح: ...... اگر کوئی شخص ان چھ خصائل سے متصف ہوگا تو اسے ایمان و ایقان کی حقیقی مٹھاس اور شیریں نصیب ہوگی اور جنت کی ضمانت دی جائے گی۔

والدین کی عظمت

(٢٤٥٠)۔ عَنْ أُبَيِّ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّه قَالَ: ((مَنْ أَدْرَكَ وَالِدَيْهِ أَوْ أَحَدَهُمَا، ثُمَّ دَخَلَ النَّارَ مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ فَأَبْعَدَهُ اللّٰهُ وَأَسْحَقَهُ۔)) (الصحيحة:٥١٥)

حضرت ابی بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس نے اپنے ماں باپ دونوں یا کسی ایک کو پایا اور پھر آگ میں داخل ہو گیا تو اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو (اپنی رحمت سے) دور کر دے اور اسے ہلاک کر دے۔''

تخريج: أخرجه الامام أحمد: ٤/ ٣٤٤، ٥/ ٢٩، والطيالسي: ١٣٢١، والبيهقي فى "الشعب": ٦/ ١٩٦

(٢٤٥١)۔ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((اَلْوَالِدُ أَوْسَطُ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ۔)) (الصحيحة :٩١٤)

حضرت ابودردا رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''باپ جنت کے دروازوں میں سے بہترین دروازہ ہے۔''

تخريج: أخرجه الطيالسي في"مسنده": ٩٨١، وأحمد: ٥/ ١٩٦، وابن ماجه: ٢٠٨٩، ٣٦٦٣،

والحاكم: ٤/ ١٥٢، والحميدى فى "مسنده": ٣٩٥، ومن طريق الحميدى اخرجه الحاكم: ٤/ ١٥٢، والترمذى: ١/ ٣٤٧

(٢٤٥٢)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: مَرَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ عَلَى عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أُبَيِّ ابْنِ سَلُوْلٍ، وَهُوَ فِي ظِلِّ أَجَمَةٍ فَقَالَ: قَدْ غَبَّرَ عَلَيْنَا ابْنُ أَبِي كَبْشَةَ! فَقَالَ ابْنُهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ وَالَّذِي أَكْرَمَكَ وَأَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ! إِنْ شِئْتَ لَأَتَيْتُكَ بِرَأْسِهِ۔ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَا وَلٰكِنْ بَرَّ أَبَاكَ وَأَحْسِنْ صُحْبَتَهُ۔)) (الصحيحة:٣٢٢٣)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کا گزر عبد اللہ بن ابی بن سلول کے پاس سے ہوا، وہ ایک جھاڑی کے سائے میں تھا، اُس نے کہا: ابن ابی کبشہ (یعنی محمد ﷺ) نے ہم پر گرد وغبار اڑایا ہے۔ اُس کے بیٹے عبداللہ بن عبداللہ نے کہا: قسم ہے اُس ذات کی جس نے آپ ﷺ کو عزت دی اور آپ پر کتاب نازل کی! اگر آپ کی چاہت ہو تو میں اُس کا سر (قلم کر کے) آپ کے پاس لے آتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: ''نہیں، بلکہ تو اپنے باپ سے نیکی کر اور حسن صحبت سے پیش آ۔''

تخريج: أخرجه ابن حبان في "صحيحه": ٢٠٢٩، والبزار: ٣/ ٢٦٠/ ٢٧٠٨

شرح:...... اللہ تعالیٰ کے حقوق کے بعد والدین کا حق سب سے مقدم ہے، قرآن مجید میں کئی مقامات پر جہاں اللہ تعالیٰ کی الوہیت وعبودیت کا حکم دیا گیا، وہاں والدین کے ساتھ حسنِ سلوک سے پیش آنے کی تلقین بھی کی گئی۔ مسلمان والدین کے احترام واکرام کا اندازہ اس حقیقت سے لگایا جا سکتا ہے کہ اگر والدین مشرک اور کافر بھی ہوں، تب بھی ان کی خدمت اور ان سے حسنِ سلوک کرنا ضروری ہے، جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوْفًا﴾ (سورۂ لقمان: ١٥)......''دنیا کے کاموں میں بطریق احسن ان کا ساتھ دینا۔'' اس عنوان کی تیسری حدیث سے بھی یہی حقیقت عیاں ہوتی ہے۔

والدین کی رفعت ومنزلت کا اندازہ اس سے لگائیں کہ جو بچہ اپنی زندگی میں اپنے ماں باپ دونوں یا کسی ایک کو پا لیتا ہے اور پھر ان کی خدمت کر کے جنت میں داخل ہونے کے اسباب پیدا نہیں کرتا تو نبی مہربان ﷺ اس کے لیے ذلالت، ہلاکت اور رحمتِ الٰہی سے دوری کی بد دعا کرتے ہیں۔

اگر اس سلسلے میں شریعت خاموش ہی رہتی تب بھی عقل وشعور کا فیصلہ یہی ہوتا کہ ماں باپ کی نافرمانی کرنا مروّت نہیں اور ذوقِ سلیم اور وجدان بھی یہی کہتا اور انسانیت کا بھی یہی تقاضا ہوتا کہ جن پاک نفوس نے بچپن میں اولاد کے ساتھ حسنِ سلوک کیا، اولاد کو بھی چاہئے کہ وہ ﴿هَلْ جَزَاءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ﴾ کے تحت ان کے سامنے عاجزی وفرمانبرداری کے بازو بچھا دے۔

(٢٤٥٣)۔ عَنْ عَائِشَةَ مَرْفُوْعًا: ((دَخَلْتُ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے

الْجَنَّةَ فَسَمِعْتُ فِيْهَا قِرَائَةً، قُلْتُ: مَنْ هٰذَا؟ فَقَالُوْا: حَارِثَةُ بْنُ النُّعْمَان، كَذٰلِكُمُ الْبِرُّ، كَذٰلِكُمُ الْبِرُّ، وَكَانَ أَبَرَّ النَّاسِ بِأُمِّهِ۔)) (الصحيحة:٩١٣)

فرمایا: ''میں جنت میں داخل ہوا، میں نے وہاں قرائت کی آواز سنی۔ میں نے پوچھا: (جس کی آواز آ رہی ہے) یہ کون ہے؟ انھوں نے کہا: حارثہ بن نعمان ہے۔ یہی نیکی (اور حسنِ سلوک) ہے، یہی نیکی اور (حسنِ سلوک) ہے، وہ (حارثہ) اپنی ماں کے ساتھ بہت زیادہ حسنِ سلوک کرنے والا تھا۔''

تخریج: رواہ ابن وھب فی "الجامع": ٢٢، والحاکم: ٣/ ٢٠٨، والحمیدی: ١/ ١٣٦/ ٢٨٥، وابو یعلی: ٧/ ٣٩٩، واحمد: ٦/ ١٥١، ١٦٦

شرح:...... واقعی ماؤں کے قدموں تلے جنت ہے، سیدنا حارثہ رضی اللہ عنہ نے اپنے ماں کے ساتھ حسن سلوک کا مظاہرہ کیا، اللہ تعالی نے ان کے عمل کی قدر کی اور ایسا مرتبہ عطا کیا کہ جنت میں ان کی قرآن کی تلاوت کرنے کی آواز آ رہی تھی۔

والدین کے حکم پر بیوی کو طلاق

(٢٤٥٤)۔ عَنْ حَمْزَةَ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ أَبِيْهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَتْ تَحْتِي امْرَأَةٌ أُحِبُّهَا وَكَانَ عُمَرُ يَكْرَهُهَا، فَقَالَ عُمَرُ: طَلِّقْهَا۔ فَأَبَيْتُ، فَذَكَرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: ((أَطِعْ أَبَاكَ وَطَلِّقْهَا۔)) (الصحيحة:٩١٩)

حمزہ بن عبداللہ بن عمر اپنے باپ حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں: میری ایک بیوی تھی، جس سے میں محبت کرتا تھا اور (میرے باپ) حضرت عمر رضی اللہ عنہ اُس سے نفرت کرتے تھے۔ میرے باپ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس کو طلاق دے دو۔ لیکن میں نے انکار کر دیا۔ انہوں نے یہ بات نبی کریم ﷺ کو بتائی۔ آپ ﷺ نے مجھے فرمایا: ''اپنے باپ کی فرمانبرداری کرو اور اس کو طلاق دے دو۔''

تخریج: أخرجه أبوداود: ٥١٣٨، والترمذی: ١/ ٢٢٣، وابن ماجه: ٢٠٨٨، وابن حبان: ٢٠٢٤، ٢٠٢٥، والطحاوی فی "المشكل": ٢/ ١٥٩، والحاکم: ٢/ ١٩٧، وأحمد: ٢/ ٤٢، ٥٣، ١٥٧

شرح:...... اس حدیث میں والدین کی اطاعت کی ایک مثال بیان کی گئی ہے، امام مبارکپوری نے اس حدیث کی شرح بیان کرتے ہوئے لکھا: یہ واضح دلیل تقاضا کرتی ہے کہ جب باپ اپنے بیٹے کو طلاق دینے کا حکم دے تو وہ ان کے حکم پر اپنی بیوی کو طلاق دے دے، اگرچہ اس کو اپنی بیوی سے محبت ہو، کیونکہ یہ محبت والدین کے حکم کے سامنے عذر نہیں بن سکتی، اس حدیث میں صرف باپ کا ذکر ہے، لیکن ماں کے حکم کی بھی یہی حیثیت ہے، کیونکہ آپ ﷺ نے دوسری حدیث میں یہ وضاحت فرما دی ہے کہ بیٹے پر اس کے باپ کی بہ نسبت اس کی ماں کا حق زیادہ ہے۔ (تحفۃ الاحوذی)
ہاں اگر والدین کے حکم کی بنیاد دینی و اخلاقی بنیادوں پر نہ ہو تو ادب و احترام سے ان کو سمجھایا جائے تا کہ وہ بھی راضی ہو

جائیں اور خواہ مخواہ عورت پر بھی ظلم نہ ہو، وگرنہ والدین کے حکم کو بیوی پر ترجیح دے کر اس کو رخصت کر دیا جائے۔

لیکن افسوس کہ آجکل لوگوں نے والدین کے ساتھ حسنِ سلوک یا بدسلوکی سے پیش آنے کے لیے اپنے بیوی بچوں اور دوستوں کو معیار قرار دیا ہے، اپنے بیوی کے ہر قسم کے نازنخرے پورے کیئے جاتے ہیں، لیکن والدین پر ہونے والے اخراجات کو بوجھ سمجھا جاتا ہے، اگرچہ ان کی مقدار بھی کم ہوتی ہے۔

والدین کی رضامندی، اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے معیار

(٢٤٥٥)۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((رِضَى الرَّبِّ فِي رِضَى الْوَالِدِ، وَسَخَطُ الرَّبِّ فِي سَخَطِ الْوَالِدِ۔)) (الصحيحة:٥١٦)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کی رضامندی باپ کی رضامندی میں ہے اور اللہ کی ناراضگی باپ کی ناراضگی میں۔''

تخريج: أخرجه البخاري في "الأدب المفرد": ٢، والترمذي: ١/ ٣٤٦، وابن حبان: ٢٠٢٦، والحسن بن سفيان في "الأربعين": ق ٦٩/ ٢

شرح:...... جب تک اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہ ہو، اس وقت تک والدین کی اطاعت کرنا، ان کی خدمت کرنا اور ان کی رضامندی چاہنا مطلوبِ شریعت ہے۔ جب تک شریعت کے کسی حکم کی مخالفت نہ ہو، اس وقت تک والدین کا ہر مطالبہ پورا کر کے ان کو راضی کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَ اِنْ جَاهَدٰكَ عَلٰٓى اَنْ تُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا وَ صَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوْفًا﴾ (سورۂ لقمان: ١٥) ......''اور اگر وہ (والدین) تجھ پر اس بات کا دباؤ ڈالیں کہ تو میرے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرائے، جس کا تجھے علم نہ ہو تو ان کا کہنا نہ ماننا، ہاں دنیا میں ان کے ساتھ اچھی طرح پیش آنا۔''

غور فرمائیں کہ مشرک اور شرک پر مجبور کرنے والے والدین کے ساتھ بھی حسنِ سلوک کرنے کا درس دیا گیا ہے، مسلمان والدین کے مقام و مرتبہ کا خود اندازہ لگا لیں۔ یہ آیت اور حدیث والدین کی عظمت کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔

امام مبارکپوری رحمہ اللہ لکھتے ہیں: چونکہ اللہ تعالیٰ نے خود والدین کی اطاعت کرنے اور ان کی تکریم کرنے کا حکم دیا ہے، اس لیے جو اپنے والدین کو ناراض کرے گا، وہ حقیقت میں اللہ تعالیٰ کو ناراض کر دے گا، یہ سخت وعید ہے اور اس سے پتہ چلتا ہے کہ والدین کی نافرمانی کبیرہ گناہ ہے۔ (تحفۃ الاحوذی)

والدین کے نافرمان، شرابی، احسان جتلانے والے اور دیوث کی مذمت

(٢٤٥٦)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((ثَلَاثَةٌ لَا يَنْظُرُ اللّٰهُ إِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ: اَلْعَاقُّ لِوَالِدَيْهِ، وَمُدْمِنُ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ قیامت کے روز تین آدمیوں کی طرف نظر (رحمت) سے نہیں دیکھے گا: (۱) والدین کا نافرمان (۲)

الْخَمْرِ، وَالْمَنَّانُ عَطَاءَهُ، وَثَلَاثَةٌ لَا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ: الْعَاقُّ لِوَالِدَيْهِ، وَالدَّيُّوْثُ، وَالرَّجِلَةُ۔)) (الصحيحة:٣٠٩٩)

شراب کا عادی اور (۳) اپنے دیئے پر احسان جتلانے والا۔ جبکہ تین آدمی جنت میں داخل نہیں ہوں گے: (۱) والدین کا نافرمان (۲) دیوث اور (۳) مردوں سے مشابہت اختیار کرنے والی عورت۔''

تخريج: أخرجه البزار في "مسنده": ٢/ ٣٧٢۔ كشف الأستار

شرح:...... اس حدیث میں والدین کی نافرمانی، شراب نوشی، احسان جتلانے، اہل وعیال کے سلسلہ میں بے غیرتی اور عورتوں کا مردوں سے مشابہت اختیار کرنے کی مذمت کی گئی ہے، یہ کبیرہ گناہ ہیں اور ان کے مرتکبین اللہ تعالی کو سخت ناپسند ہیں۔

کائنات کا کوئی ذرہ اللہ تعالی کی نظروں سے اوجھل نہیں ہوسکتا، اس حدیث میں ''اللہ تعالی کے نہ دیکھنے'' سے مراد اعراض کرنا ہے، یعنی اللہ تعالی ایسے لوگوں کو لطف و کرم اور رحمت وشفقت والی نگاہ سے نہیں دیکھے گا۔

صدقہ وخیرات اور تحفہ و ہدیہ دینے کا اصول یہ ہے کہ ''نیکی کر دریا میں ڈال''۔ اس سے نہ صرف اجر وثواب ضائع ہو جاتا ہے، بلکہ یہ انتہا درجے کی کمینگی اور گھٹیا پن ہے کہ کسی کو کچھ دے تو دیا، لیکن لینے والے کو تاحیات جناب کے طعنے وصول کرنے پڑ جائیں۔ ایسا شخص عند اللہ مبغوض اور ناپسندیدہ ہے۔

دیوث سے مراد وہ شخص ہے جسے اپنے اہل وعیال کے سلسلہ میں غیرت وحمیت نہ ہو، وہ ان میں پائے جانے والی برائی و بے حیائی کو محسوس نہ کرے۔ مثلاً بیوی اور بیٹیوں کی بے پردگی، بالخصوص شادی بیاہ کے موقع پر ان کا بن سنور کر اپنے حسن کا اظہار کرنا، ان کو کھلے عام بازاروں میں جانے دینا، ان کا غیر محرم مردوں کے ساتھ عام میل جول برقرار رکھنا، گھر میں حیا سوز، فحاشی وعریانی، بے حیائی و بے شرمی اور عورتوں کے نیم برہنہ جسموں پر مشتمل ڈراموں کا موجود ہونا، وغیرہ وغیرہ۔

عورتوں کا مردوں سے مشابہت اختیار کرنا ان کے حق میں لعنتی عمل ہے، اس کا مفہوم یہ ہے کہ عورت مردانہ لباس اور مردانہ وضع قطع اور ہیئت اختیار کرے، مثلاً مردوں کی سی قمیص شلوار یا کوٹ پتلون یا بش شرٹ پتلون وغیرہ پہنے۔ دراصل اللہ تعالی نے مرد و زن دونوں میں ایک دوسرے سے مختلف فطری اوصاف رکھے ہیں، ان میں سے ہر ایک کو دوسرے کے ساتھ مشابہت اختیار کرنے سے بچنا چاہئے۔ اسی ذیل میں مغربی فکر و فلسفہ سے متأثر وہ خواتین بھی آ جاتی ہیں جو آج کل فطرت کے خلاف وہ تمام کام کرنے کی مذموم سعی کر رہی ہیں جو مردوں کے ساتھ مخصوص ہیں، جب کہ اللہ تعالی نے ان کو ان کاموں کا مکلّف نہیں بنایا ہے، بلکہ ان کو صرف مردوں کی ذمہ داری قرار دیا ہے، لیکن عورت نادانی اور مغرب کی نقالی میں ان پر بھی اپنا حق جتا کر انہیں اختیار کرنے پر تلی ہوئی ہے اور یوں اپنی نسوانیت پر ظلم کر رہی ہے اور اللہ تعالی کے ہاں بھی ملعون بن رہی ہے۔

برائی کا اثر زائل کرنا

(٢٤٥٧)۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو: أَنَّ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ أَرَادَ سَفَرًا فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ أَوْصِنِيْ، قَالَ: ((اُعْبُدِ اللّٰهَ وَلَاتُشْرِكْ بِهِ شَيْئًا۔)) قَالَ: يَانَبِيَّ اللّٰهِ! زِدْنِيْ۔ قَالَ: ((إِذَا أَسَأْتَ فَأَحْسِنْ۔)) قَالَ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! زِدْنِيْ، قَالَ: ((اِسْتَقِمْ، وَلْتُحْسِنْ خُلُقَكَ۔)) (الصحيحة:١٢٢٨)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت معاذ بن جبل نے سفر کا ارادہ کیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے کوئی وصیت فرما دیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو اللہ کی عبادت کر اور اُس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرا۔'' انہوں نے کہا، اے اللہ کے نبی! مزید وصیت فرمائیں۔ آپ نے فرمایا: ''جب تو برائی کرے تو فوراً نیکی کر۔'' انھوں نے کہا: اے اللہ کے نبی! اور کوئی وصیت فرما دیں۔ آپ نے فرمایا: ''ثابت قدم رہ، نیز تیرا اخلاق اچھا ہونا چاہئے۔''

تخريج: أخرجه ابن حبان: ١٩٢٢، والحاكم: ٤/ ٢٤٤، وابن حبان: ١٩٢٢، والطبراني في "الاوسط"

شرح:...... نبی کریم ﷺ نے سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو چار نصائح سے نوازا۔ سب سے پہلے اللہ تعالی کی عبادت کرنے کا حکم دیا اور اس کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانے سے منع کیا، جو ساری عبادات کا مرکز ومحور ہے، پھر ہر برائی کے بعد اس قدر نیکی کرنے کا حکم دیا کہ اس گناہ کا اثر ختم ہو جائے اور بندے کا نامۂ اعمال برائیوں سے صاف ہو جائے۔ انسان بتقاضائے بشریت خطا کے دہانے پر کھڑا ہے، اس سے ہر زمان و مکان میں گناہ ہونا ممکن ہے، ہزار کوششوں کے باوجود بھی بچنا محال ہے۔ اللہ تعالی نے بھی اس فطرتِ انسانی کا لحاظ تو کیا، لیکن ایسے گناہ کے اثرات کو زائل کرنے کے لیے اس کے بعد فوراً نیکی کرنے کا حکم دیا، تاکہ بندۂ خدا جلد از جلد اپنے آپ کو پاک صاف کر لے۔

تیسرے نمبر پر استقامت کا حکم دیا، جس کا مطلب ہے کہ اسلام کے اوامر ونواہی پر نہایت ثابت قدمی سے عمل کیا جائے اور فرائض وسنن اور مستحبات ومندوبات کو ادا کیا جائے اور محرمات ومنہیات سے اجتناب کیا جائے۔ محض زبان سے اظہار کر دینے کا نام ایمان نہیں ہے، بلکہ اصل ایمان وہی ہے جس کے ساتھ عمل بھی ہو، اس لیے کہ عمل ایمان کا ثمرہ اور نتیجہ ہے۔ عمل کے بغیر ایمان کا حال بے ثمر درخت کا سا ہے، جبکہ استقامت کمالِ ایمان کی علامت ہے۔

آخر میں نبی کریم ﷺ نے اخلاقِ حسنہ اختیار کرنے کی تلقین کی۔

سلام عام کرنا، کھانا کھلانا اور اللہ تعالی سے شرمانا

(٢٤٥٨)۔ عَنْ مُعَاذِبْنِ جَبَلٍ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بَعَثَهُ إِلَى قَوْمٍ، فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أَوْصِنِيْ؟ قَالَ: ((أَفْشِ السَّلَامَ وَابْذُلِ الطَّعَامَ، وَاسْتَحْيِ مِنَ اللّٰهِ اسْتِحْيَاءَ كَ

حضرت معاذ بن جبل ﷺ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے مجھے ایک قوم کی طرف بھیجا۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے کوئی وصیت فرما دیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''سلام عام کرو، کھانا کھلاؤ، اللہ تعالی سے اتنا حیا کرو جتنا کہ تم

رَجُلاً مِنْ أَهْلِكَ وَإِذَا أَسَأْتَ فَأَحْسِنْ ، وَلْتُحْسِنْ خُلُقَكَ مَااسْتَطَعْتَ۔)) (الصحيحة:٣٥٥٩)

اپنے گھر کے آدمی سے کرتے ہو، جب گناہ ہو جائے تو (اس کا اثر ختم کرنے کے لیے) فوراً نیکی کرو اور حسب استطاعت اپنے اخلاق کو اچھا کرو۔''

تخريج: أخرجه ابن نصر المروزي في "الأيمان": ق ٢٢٦/ ١ ، والبزار: ٢١٧٢ ـ كشف الأستار ، والطبراني في "المعجم الكبير": ٨/ ٢٧٢ الا انه قال: ((واذا اسأت فأحسن؛ فان الحسنات يذهبن السيئات ـ))

شرح :...... سلام عام کرنا اور لوگوں کو کھانا کھلانا جنت کا سبب بننے والے عظیم اعمال ہیں۔ اللہ تعالی سے شرم وحیا کرنے کو ایک مثال کے ذریعے سمجھایا گیا ہے کہ جیسے ایک باحیا آدمی کسی دوسرے رشتہ دار کے سامنے کوئی نامناسب کام کرنے سے بچتا ہے، بالکل ایسے ہی اسے چاہئے کہ وہ اللہ تعالی کے بارے میں اپنا اعتقاد پختہ کرے کہ وہ اس کی حرکات وسکنات کو دیکھ رہا ہے اور ہر گناہ اس کے حق میں انتہائی نامناسب کام ہے، لہٰذا جب اسے اس کا نفسِ امارہ کوئی گناہ کرنے پر آمادہ کرے تو وہ اللہ تعالی سے شرم کرتے ہوئے اس کا ارتکاب نہ کرے۔ یاد رہے کہ ''حیا'' وہ ملکہ ہے جو حقوق اللہ اور حقوق العباد میں کسی قسم کی کمی کرنے سے روکتا ہے۔

سلام میں پہل کرنے والا افضل ہے

(٢٤٥٩)۔ عَنْ أَبِيْ أَمَامَةَ ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ أَوْلَى النَّاسِ بِاللّٰهِ مَنْ بَدَأَهُمْ بِالسَّلَامِ۔)) (الصحيحة: ٣٣٨٢)

حضرت ابوامامہ ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لوگوں میں سے اللہ تعالی کے سب سے زیادہ نزدیک وہ ہے جو سلام کرنے میں پہل کرتا ہے۔''

تخريج: هو من حديث أبي أمامة رضي الله عنه ، وله عنه طرق: الأولي: عن أبي خالد وهب عن أبي سفيان الحمصي عن أبي أمامة: فأخرجه أبوداود: ٥١٩٧ ، ومن طريقه البيهقي في "شعب الأيمان": ٦/ ٤٣٣/ ٨٧٨٧الثانية: عن أبي فروة الرَّهاوي يزيد بن سنان عن سليم بن عامر عن أبي أمامة: فأخرجه الترمذي: ٢٦٩٤ بلفظ: قيل يا رسول الله! الرجلان يلتقيان أيهما يبدأ بالسلام؟ فقال: ((أولاهما بالسلام۔))الثالثة: عن عبدالله بن زَحر عن علي بن يزيد عن القاسم عن أبي أمامة: فأخرجه أحمد: ٥/ ٢٥٤ و ٢٦١/ ٢٦٤ و ٢٦٩ ، والطبراني في "المعجم": ٨/ ٢٣٧/ ٧٨١٤ ، ٧٨١٥ بلفظ: ((من بدأ بالسلام فهو أولى بالله عز وجل ورسوله۔))

شرح :...... ملاقات کے وقت ''اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُه'' کہہ کر عافیت وسلامتی اور رحمت وبرکت کی دعا کرنا اور امن وامان کا پیغام دینا اسلام کی امتیازی اور مسلّمہ خصوصیات میں سے ہے، سلام کہنے سے دونوں

مسلمانوں میں عاجزی کے جذبات پیدا ہوتے ہیں، جو جتنا عاجز ہوگا، وہ سلام میں پہل کرنے والا ہوگا، حدیثِ مبارکہ میں ایسے شخص کو اللہ تعالی کا قریبی قرار دیا گیا ہے، جو سلام کرنے میں پہل کرتا ہے۔

سلام نہ کرنے والا انتہائی بخیل ہے

(٢٤٦٠)۔ عَنْ جَابِرٍ: أَنَّ رَجُلاً أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: إِنَّ لِفُلَانٍ فِيْ حَائِطِيْ عِذْقًا، وَإِنَّهُ قَدْ آذَانِيْ وَشَقَّ عَلَيَّ مَكَانُ عِذْقِهِ، فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ، فَقَالَ: ((بِعْنِيْ عِذْقَكَ الَّذِيْ فِيْ حَائِطِ فُلَانٍ۔)) قَالَ: لَا۔ قَالَ: ((فَهَبْهُ لِيْ۔)) قَالَ: لَا۔ قَالَ: ((فَبِعْنِيْهِ بِعِذْقٍ فِي الْجَنَّةِ۔)) قَالَ: لَا۔ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا رَأَيْتُ الَّذِيْ هُوَ أَبْخَلُ مِنْكَ، إِلَّا الَّذِيْ يَبْخَلُ بِالسَّلَامِ۔)) (الصحيحة: ٣٣٨٣)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی، نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور کہا: فلاں آدمی کا میرے باغ میں کھجور کا درخت ہے اور اس نے مجھے بڑی تکلیف دے رکھی اور اس کے کھجور کے درخت کا وجود میرے لیے باعث تکلیف ہے۔ آپ ﷺ نے اس کی طرف پیغام بھیجا اور فرمایا: ''فلاں کے باغ میں جو تیرا درخت ہے وہ مجھے فروخت کر دے۔'' اس نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: ''تو پھر مجھے ہبہ کر دے۔'' اس نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: ''تو پھر جنت میں کھجور کے درخت کے عوض مجھے دے دے۔'' اس نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: میں نے تجھ سے بڑھ کر بخیل نہیں دیکھا، بجز اس شخص کے جو سلام (کے معاملہ) میں بخل کرتا ہے (وہ سب سے بڑا بخیل ہے)۔''

تخريج: أخرجه أحمد في"مسنده": ٣/ ٣٢٨، والبزار: ٢/ ٤١٧/ ٢٠٠٠، والحاكم في "المستدرك": ٢/ ٢٠، والبيهقي في "السنن": ٦/ ١٥٧

شرح:...... ''اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ'' اللہ تعالی کی طرف سے بابرکت اور پاکیزہ تحفہ ہے۔ اس کو محبت کا، محبت کو ایمان کا اور ایمان کو جنت کا ذریعہ قرار دیا گیا ہے، یہ ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان پر حق ہے۔ صحیح بخاری کی روایت کے مطابق اس کی ابتدا اس وقت سے ہوئی جب حضرت آدم علیہ السلام نے فرشتوں کو سلام کہہ کہ ان سے جواب موصول کیا۔ ''اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ'' کہنے والے کو دس ''اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰه'' کہنے والے کو بیس اور ''اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُه'' کہنے والے کو تیس نیکیاں ملتی ہیں۔ (ابوداود، ترمذی) سلام بہترین تحفہ ہے جو اہل اسلام بوقتِ ملاقات ایک دوسرے کو پیش کرتے ہیں اور ایک دوسرے کے لیے رحمت و سلامتی کی دعائیں کرتے ہیں، تمام آسمانی ادیان میں یہی سلام رائج رہا۔ کوئی تہذیب بھی اسلام کے اس قانون کا مماثل پیش نہ کر سکی۔ یہی وجہ ہے کہ سلام کا اہتمام نہ کرنے والے کو سب سے بڑا بخیل کہا گیا ہے۔

یہ ہماری بدقسمتی ہے کہ ہمارے ہاں یونیورسٹیز، کالجز اور سکولز میں سلام کا اہتمام نہیں کیا جاتا، بلکہ بچوں اور لڑکوں کو

غیروں کی نقالی اتارنے پر مجبور کیا جاتا ہے، نتیجتاً وہ کلمات ان کی فطرت میں رچ بس جاتے ہیں۔ مثلا استاد کی آمد پر کلاس کا مانیٹر (Stand up) کہہ کر تمام طلبہ کو استاد صاحب کے استقبال کرنے کے لیے کھڑا ہونے کی دعوت دیتا ہے، جواباً استاد صاحب (Sit down Thank you) کہہ دیتے ہیں۔ اغیار کی تہذیبوں سے مرعوب مسلمان اپنی ملاقاتوں کی ابتدا وانتہا میں "اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہُ" اور "وَعَلَیْکُمُ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہُ" کی بجائے (Good، Ok، By by، Good by، Ta ta، Hello، hi Excuse mehi، Good evening، Good noon، morning، آداب، شب بخیر، صبح بخیر، نامستے) وغیرہ جیسے الفاظ استعمال کرنے کو اپنی عزت وسرفرازی خیال کرتے ہیں۔ حالانکہ یہ الفاظ کسی معنویت پر دلالت نہیں کرتے۔ اسلام کے شعار سلام پر غور کریں کہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو دیکھتے ہی اس پر اللہ تعالی کی حفاظت وسلامت اور رحمت و برکت کے نزول کی دعا کرتا ہے اور پس پردہ اپنے غیر مضرّ ہونے کا اعلان کرتا ہے، پھر دوسرا اس احسان کا جواب دیتے ہوئے یہی دعائیہ کلمات دوہراتا ہے۔

معلوم نہیں کہ ہم آپس میں سلام کو عام کرنے سے کیوں جھجک محسوس کرتے ہیں؟ اور جب ہمارے چھوٹے بچے سلام کی بجائے بعض انگریزی زبان کے الفاظ بولتے ہیں، تو ہم فخر محسوس کیوں کرتے ہیں؟ واہ رے مسلمان!

بچوں کو سلام کہنا

(٢٤٦١)۔ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: مَرَّ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَنَحْنُ صِبْيَانٌ، فَقَالَ: ((اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَاصِبْيَانُ۔)) (الصحيحة:٢٩٥٠)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس سے گزرے، ہم بچے تھے، آپ نے فرمایا: ''اے بچو! اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ۔''

تخريج: أخرجه ابن أبي شيبة في "المصنف": ٨/ ٦٣٣/ ٥٨٢٦، وأحمد: ٣/ ١٨٣، وأخرجه ابن السني في "عمل اليوم والليلة": ٧٧/ ٢٢٣، وأبو نعيم في "الحلية": ٨/ ٣٧٨

شرح:...... اسلام کا اصل قانون یہ ہے کہ چھوٹا بڑے کو سلام کہے، کئی احادیث میں اس کی وضاحت موجود ہے، لیکن بچوں کی تربیت کرنے اور ان پر سلام کی اہمیت واضح کرنے کے لیے بڑوں کو یہ فریضہ ادا کرنا چاہئے، اس میں عاجزی وانکساری کا اظہار بھی ہے اور بچوں کی دلجوئی کا اہتمام بھی۔

مومن کو خوش کرنا عظیم عمل ہے

(٢٤٦٢)۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ مَرْفُوْعًا: ((أَفْضَلُ الْأَعْمَالِ أَنْ تُدْخِلَ عَلَى أَخِيْكَ الْمُؤْمِنِ سُرُوْرًا أَوْ تَقْضِيَ عَنْهُ دَيْنًا أَوْ تُطْعِمَهُ خُبْزًا۔)) (الصحيحة:١٤٩٤)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''افضل اعمال یہ ہیں کہ تو اپنے مومن بھائی کو خوش کرے یا اُس کا قرضہ ادا کر دے یا اُس کو روٹی کھلا دے۔''

تخریج: أخرجه ابن أبي الدنيا في "قضاء الحوائج" صـ ٩٨، والديلمي: ١/ ١/ ١٢٣

(٢٤٦٣)۔ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ عُيَيْنَةَ، عَنْ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ يَرْفَعُهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ: ((مِنْ أَفْضَلِ الْأَعْمَالِ إِدْخَالُ السُّرُوْرِ عَلَى الْمُؤْمِنِ، تَقْضِيْ عَنْهُ دَيْنًا، تَقْضِيْ لَهُ حَاجَةً، تُنَفِّسُ لَهُ كُرْبَةً۔((قَالَ سُفْيَانُ: وَقِيْلَ لِابْنِ الْمُنْكَدِرِ: فَمَا بَقِيَ مِمَّا يُسْتَلَذُّ؟ قَالَ: اَلْإِفْضَالُ عَلَى الْإِخْوَانِ۔

(الصحيحة: ٢٢٩١)

سفیان بن عیینہ، ابن منکدر سے روایت کرتے ہیں اور وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''مومن کو خوش کرنا، اُس کا قرضہ چکانا، اُس کی ضرورت پوری کرنا اور اس سے کسی مصیبت کو دور کرنا افضل اعمال میں سے ہیں۔'' سفیان کہتے ہیں: ابن منکدر سے کہا گیا کہ اب کوئی چیز ایسی بھی باقی رہ گئی ہے، جو لذیذ ہو؟ انہوں نے کہا: بھائیوں سے حسن سلوک کرنا۔

تخریج: أخرجه البيهقي في "شعيب الايمان": ٢/ ٤٥٢/ ٢

شرح:...... اس میں مومن کی عظمت کا بیان ہے کہ اس کو مسرت کے لمحات مہیا کرنا، اس کا قرضہ ادا کرنا اور اس کو کھانا کھلانا افضل اعمال میں سے شمار کیا گیا ہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایک دوسرے کو بشارتیں پہنچانے کے خوب حریص تھے، جیسا کہ سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف لائے اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے درمیان بیٹھ گئے، (آپ ﷺ کیا دیکھتے ہیں کہ) ابن مسعود نماز پڑھ رہے تھے، وہ سورۂ نساء کی تلاوت کر رہے تھے، سو (١٠٠) آیات کی تلاوت کے بعد وہ نماز میں ہی قیام کی حالت میں دعا کرنے لگا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ((اِسْأَلْ تُعْطَهْ، اِسْأَلْ تُعْطَهْ۔)) ثُمَّ قَالَ: ((مَنْ اَحَبَّ اَنْ يَقْرَءَ الْقُرْآنَ غَضًا كَمَا اُنْزِلَ، فَلْيَقْرَأْهُ عَلٰى قِرَاءَةِ ابْنِ أُمِّ عَبْدٍ۔)) ......''سوال کر، تجھے دیا جائے گا، سوال کر، تجھے دیا جائے گا۔'' پھر فرمایا: ''جو چاہتا ہے کہ وہ قرآن مجید کو تر و تازہ پڑھے، جیسے وہ نازل ہوا، تو ابن ام عبد (یعنی ابن مسعود) کی قرائت پر پڑھے۔'' جب صبح ہوئی تو سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ، ابن مسعود کو خوشخبری دینے کے لیے گئے اور ان سے پوچھا کہ آپ نے گزشتہ رات کون سی دعا کی تھی؟ انھوں نے کہا: میں نے یہ دعا کی تھی: اے اللہ! میں تجھ سے ارتداد سے پاک ایمان، ختم نہ ہونے والی نعمت اور ہمیشہ والی جنت کے اعلی مقام میں محمد (ﷺ) کی رفاقت کا سوال کرتا ہوں۔ جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بشارت دینے کے لیے آئے تو انھیں کہا گیا کہ ابوبکر آپ سے سبقت لے جا چکے ہیں۔ یہ سن کر انھوں نے کہا: اللہ ابوبکر پر رحم فرمائے، میں جب بھی ان سے خیر و بھلائی میں مقابلہ کرتا ہوں تو وہ مجھ سے آگے بڑھ جاتے ہیں۔''

ہمیں چاہئے کہ جب کسی مسلمان کو بشارت دینے کا معاملہ ہو تو اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا چاہئے، مثلا کسی امتحان میں کامیابی پر مبارکباد دینا، کسی کو اس کے بیٹے کی آمد کی خبر دینا۔

یہ بھی افضل اسلام ہے کہ آپ کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں، اگر آپ یہ درجہ طے کر کے

دوسرے بھائیوں کو چین وسکون اور مسرت وفرحت مہیا کرنا اور ان کی ضروریات پوری کرنا شروع کر دیتے ہیں تو پڑھیں: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس نے کسی مومن کی دنیوی تکالیف میں سے کوئی تکلیف دور کی، اللہ تعالی اس کی قیامت کی تکلیفوں میں سے کوئی بڑی تکلیف ٹال دے گا، جس نے کسی تنگدست اور بد حال بھائی پر آسانی کی، اللہ تعالی اس پر دنیا وآخرت میں آسانی فرمائے گا، جس نے کسی مسلمان کی پردہ پوشی کی، اللہ تعالی دنیا وآخرت میں اس کی پردہ پوشی فرمائے گا، اللہ تعالی اس وقت تک اپنے بندے کی مدد میں لگا رہتا ہے جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد میں لگا رہتا ہے۔'' (صحیح مسلم: ٢٦٩٩)

ہمیں چاہئے کہ ہم اپنے مسلمان بھائیوں کی زندگیوں کو خوشیوں سے بھر دیں، ان کی حاجات وضروریات کو پورا کریں، ان کی پریشانیاں دور کرنے کے لیے تگ ودو میں لگے رہیں، نیز کسی بھائی کو ہماری وجہ سے کوئی پریشانی وپشیمانی اور رنج وغم لاحق نہیں ہونا چاہئے، اس میں ہمارا اپنا فائدہ ہی ہے کہ ہماری آخرت سنور جائے گی۔

آجکل بعض لوگ بطورِ مذاق دوسروں کی کوئی چیز عارضی طور پر چھپا کر ان کو پریشان کرتے ہیں یا جھوٹ بول کر ان کو کسی دوسرے انداز سے تنگ کرتے ہیں۔ احادیثِ مبارکہ کی رو سے ایسا کرنا درست نہیں ہے۔

صلح کروانا بھی صدقہ ہے

(٢٤٦٤)۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو مَرْفُوْعًا: ((أَفْضَلُ الصَّدَقَةِ إِصْلَاحُ ذَاتِ الْبَيْنِ۔)) (الصحيحة:٢٦٣٩)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''آپس میں صلح کروانا نہایت افضل صدقہ ہے۔''

تخريج: رواه عبد بن حميد في "المنتخب من المسند": ٤٣/ ٢، والبزار: ٢٠٥٩، والطبراني في "المعجم الكبير" ورواه البخاري في "التاريخ": ٢/ ١/ ٢٧٠، والقضاعي: ١٠٤/ ٢، والبخاري فى "التاريخ الكبير": ٢/ ١/ ٢٧٠، والقضاعي: ١٠٤/ ٢

(٢٤٦٥)۔ عَنْ أَبِي أَيُّوْبَ الأَنْصَارِيْ مَرْفُوْعًا: ((أَلاأَدُلُّكَ عَلَى صَدَقَةٍ يُحِبُّ اللّٰهُ مَوْضِعَهَا؟ تُصْلِحُ بَيْنَ النَّاسِ، فَإِنَّهَا صَدَقَةٌ يُحِبُّ اللّٰهُ مَوْضِعَهَا۔)) (الصحيحة: ٢٦٤٤)

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا میں ایسے صدقے کی طرف تیری رہنمائی نہ کر دوں کہ اللہ تعالی جس کے مصرف کو بہت پسند کرتے ہیں؟ تم لوگوں کے مابین صلح کروایا کرو۔ یہ ایسا صدقہ ہے کہ اللہ اس کے مصرف کو پسند کرتے ہیں۔''

تخريج: أخرجه الأصبهاني في "الترغيب" ص٥٠، والطبراني فى "الكبير": ١/ ١٩٦/ ١، والطيالسى فى "مسنده": ٨١/ ٥٩٨

(٢٤٦٦)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے

قَالَ: ((مَا عَمِلَ ابْنُ آدَمَ شَيْئًا أَفْضَلَ مِنَ الصَّلَاةِ، وَصَلَاحِ ذَاتِ الْبَيْنِ وَخُلُقٍ حَسَنٍ.)) (الصحيحة:١٤٤٨)

فرمایا: ''آدم کے بیٹے نے کوئی ایسا عمل نہیں کیا جو نماز، باہمی صلح کروانے اور حسنِ اخلاق سے بہتر ہو۔''

تخريج: أخرجه البخاري في "التاريخ" ١/ ١/ ٦٣

شرح:...... اہل اسلام بھائی بھائی ہیں، انسانی لغزشوں کی وجہ سے کبھی کبھی یہ رشتۂ اخوت متأثر ہو جاتا ہے، جس کی بنا پر پورے مسلم معاشرے میں فساد اور بگاڑ پیدا ہو جاتا ہے، اس لیے صلح کروانے کو عظیم صدقہ شمار کیا گیا ہے، جو بعض مسلمان دوسرے مسلمانوں کے حق میں کرتے ہیں۔ ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿وَإِنْ طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَأَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا﴾ (سورۂ حجرات: ٩) ......''اگر مسلمانوں کے دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں تو ان کے مابین صلح کروا دیا کرو۔'' عہدِ نبوی میں عمرو بن عوف کی اولاد کے درمیان کچھ جھگڑا ہو گیا تھا، ان کے مابین صلح صفائی کروانے کے لیے رسول اللہ ﷺ خود کچھ صحابہ کو ساتھ لے کر تشریف لے گئے تھے۔ (بخاری، مسلم) معلوم ہوا کہ جب بعض مسلمان جھگڑ پڑیں تو دوسرے لوگ اس بات کے ذمہ دار ہوں گے کہ ان کے مابین صلح کروا دیں۔

نرم مزاج اور ہر دلعزیز لوگوں کی فضیلت

(٢٤٦٧)۔ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ مَرْفُوْعًا: ((أَكْمَلُ الْمُؤْمِنِيْنَ إِيْمَانًا أَحَاسِنُهُمْ أَخْلَاقًا، اَلْمُوَطَّؤُوْنَ أَكْنَافًا، اَلَّذِيْنَ يَأْلَفُوْنَ وَيُؤْلَفُوْنَ، وَلَا خَيْرَ فِيْمَنْ لَا يَأْلَفُ وَلَا يُؤْلَفُ.)) (الصحيحة:٧٥١)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایمان کے لحاظ سے مومنوں میں سے مکمل وہ ہیں جو اُن میں سے اخلاق کے لحاظ سے بہت بہتر ہوں، جو اپنے کندھے بچھا کر رکھتے ہوں اور جو محبت کرتے ہوں اور اُن سے محبت کی جاتی ہو اور ایسے شخص میں تو کوئی خیر نہیں جو نہ خود محبت کرتا ہو اور نہ اُس سے محبت کی جاتی ہو۔''

تخريج: أخرجه الطبراني في "معجمه الصغير": صـ١٢٥، وفي "الأوسط": ٢/ ٢٦٨، ٢/ ٤٥٨٣ ومن طريقه أبونعيم في "أخبار أصبهان": ٢/ ٦٧

شرح:...... نرمی انسانی زیور ہے، اس سے آراستہ لوگ ہر دلعزیز اور مقبول ہوتے ہیں، جیسا کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((اِنَّ الرِّفْقَ لَا يَكُوْنُ فِيْ شَيْءٍ اِلَّا زَانَهُ وَلَا يُنْزَعُ مِنْ شَيْءٍ اِلَّا شَانَهُ.)) (مسلم) ......''جس چیز میں نرمی ہوتی ہے وہ اسے زینت دار بنا دیتی ہے اور جس سے یہ نکال لی جاتی ہے اسے عیب دار کر دیتی ہے۔''

یہی وہ وصف ہے، جس کی بنا پر بندہ اخلاقِ حسنہ کا پیکر بنتا ہے اور لوگوں کا محبوب بھی بن جاتا ہے اور محبّ بھی۔ جب کوئی بندہ نرمی کی وجہ سے ان تمام صفات سے متصف ہوتا ہے تو اس کا ایمان بھی مکمل ہو جاتا ہے۔ معلوم ہوا کہ

''نرمی'' جیسی عظیم صفت مکملاتِ ایمان میں سے ہے۔

افضل لوگوں کا بیویوں کے ساتھ رویہ

(۲٤٦۸)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ: ((أَكْمَلُ الْمُؤْمِنِيْنَ إِيْمَانًا أَحْسَنُهُمْ خُلُقًا وَخِيَارُكُمْ خِيَارُكُمْ لِنِسَائِهِمْ۔)) (الصحیحة:۲۸٤)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایمان کے لحاظ سے مومنوں میں سے اکمل وہ ہیں جو ان میں سے اخلاق کے اعتبار سے بہت عمدہ ہیں اور تم میں سے اچھے لوگ وہ ہیں جو اپنی عورتوں کیلیے بہتر ہیں۔''

تخریج: أخرجه الترمذی: ۱/ ۲۱۷۔۲۱۸، وابن حبان: ٦/ ۱۸۸/ ٤۱۷٤۔الاحسان، وأحمد: ۲/ ۲۵۰و٤۷۲، وأبوداود (الشطر الاول منه): ٤٦۸۲، وابن أبی شیبة فی "المصنف": ۱۲/ ۱۸۵/ ۱، وأبونعیم فی "الحلیة": ۹/ ۲٤۸، والحاکم: ۱/ ۳

شرح:...... گھر بھی نظم ونسق پر مشتمل ایک چھوٹی سی مملکت ہے، جو معاشرے، محلے، شہر، ملک اور مذہب وملت کو سنوارنے میں کلیدی اہمیت کا حامل ہے۔ گھر کے سکون کا تعلق مال و دولت کی فراوانی، حسن و جمال اور متقی و پارسا حکمرانوں کے ساتھ نہیں ہے۔ بلکہ آل اولاد کی اصلاح وفلاح اور گھر کی خیر و برکت کا انحصار اس گھر کے اندر رہنے والے بادشاہ و ملکہ یعنی میاں بیوی کے بہترین تعلقات پر ہے اور ان تعلقات کی بہتری کا دارومدار خاوند پر ہے، اسی لیے آپ ﷺ نے بیوی کے ساتھ حسنِ معاملہ کرنے والے شخص کو سب سے بہتر قرار دے کر اسے اخلاقِ حسنہ سے متصف ہونے کی ترغیب دلائی ہے، تاکہ اس کا گھرانہ دنیا میں ہی جنت نظیر ماحول پیش کرنے لگے۔

رسول اللہ ﷺ کی بعثت کا مقصد

(۲٤٦۹)۔ عَنْ عِيَاضِ بْنِ حِمَارٍ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ذَاتَ يَوْمٍ فِيْ خُطْبَتِهِ: ((أَلَا إِنَّ رَبِّي أَمَرَنِي أَنْ أُعَلِّمَكُمْ مَا جَهِلْتُمْ مِمَّا عَلَّمَنِيْ يَوْمِيْ هٰذا، كُلُّ مَالٍ نَحَلْتُهُ عَبْدًا حَلَالٌ، وَإِنِّي خَلَقْتُ عِبَادِيْ حُنَفَاءَ كُلَّهُمْ، وَإِنَّهُمْ أَتَتْهُمُ الشَّيَاطِيْنُ فَاجْتَالَتْهُمْ عَنْ دِيْنِهِمْ، وَحَرَّمَتْ عَلَيْهِمْ مَا أَحْلَلْتُ لَهُمْ، وَأَمَرَتْهُمْ أَنْ يُشْرِكُوْا بِيْ مَالَمْ أُنَزِّلْ بِهِ سُلْطَانًا، وَإِنَّ اللّٰهَ نَظَرَ إِلَى أَهْلِ الْأَرْضِ فَمَقَتَهُمْ، عَرَبَهُمْ وَعَجَمَهُمْ، إِلَّا

حضرت عیاض بن حمار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، بے شک رسول اللہ ﷺ نے ایک دن خطبہ میں ارشاد فرمایا: ''خبردار! میرے ربّ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تم کو (ان امور کی) تعلیم دوں جو تم نہیں جانتے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے آج جن امور کی تعلیم دی ہے، ان میں سے یہ بھی ہیں کہ: ہر وہ مال جو میں نے بندے کو عطا کیا ہے، وہ حلال ہے، اور میں نے اپنے سب بندوں کو یکسو خالص مسلمان بنایا ہے، لیکن اُن کے پاس شیطان آئے اور انہوں نے اُن کو اُن کے دین سے دور کر دیا۔ (نتیجتاً) جو میں نے اُن کے لیے حلال کیا تھا، اُنہوں نے اُن پر حرام کر دیا اور اُن کو یہ حکم دیا کہ وہ میرے ساتھ

بَـقَـايَا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ وَقَالَ: إِنَّمَا بَعَثْتُكَ لأَبْتَلِيْكَ وَأَبْتَلِـي بِكَ، وَأَنْـزَلْتُ عَلَيْكَ كِتَـابًـا لَايَـغْسِـلُـهُ الْـمَـاءُ، وَتَقْرَؤُهُ نَائِمًا وَيَـقْـظَـانَ، وَإِنَّ الـلّٰـهَ أَمَرَنِيْ أَنْ أُحَرِّقَ قُـرَيْشًـا، فَقُلْتُ: رَبِّ! إِذًا يَثْلَغُوْا رَأْسِيْ، فَيَدَعُوْهُ خُبْزَةً قَالَ: اسْتَخْرِجْهُمْ كَمَا اسْتَخْرَجُوْكَ وَاغْـزُهُـمْ نُغْزِكَ، وَأَنْفِقْ فَسَنُنْفِقُ عَلَيْكَ، وَابْـعَثْ جَيْشًا نَبْعَثْ خَمْسَةً مِثْلَهُ، وَقَاتِلْ بِـمَـنْ أَطَـاعَكَ مَـنْ عَصَاكَ، قَالَ: وَأَهْلُ الْـجَـنَّةِ ثَلَاثَةٌ: ذُوْسُلْطَانٍ مُقْسِطٌ مُتَصَدِّقٌ مُـوَفَّـقٌ، وَرَجُلٌ رَحِيْمٌ رَقِيْقُ الْقَلْبِ لِكُلِّ ذِيْ قُـرْبٰـى وَمُـسْـلِـمٍ، وَعَـفِيْفٌ مُتَعَفِّفٌ مُتَـصَـدِّقٌ ذُوْ عَيَـالٍ۔ قَـالَ: وَأَهْلُ النَّـارِ خَمْسَةٌ: اَلضَّعِيْفُ الَّذِيْ لَازَبْرَلَهُ اَلَّذِيْ هُمْ فِيْـكُـمْ تَبَـعًـا لَايَتْبَـعُـوْنَ أَهْلاً وَلَا مَـالاً وَالْخَائِنُ الَّذِيْ لَا يَخْفٰى لَهُ طَمْعٌ وَإِنْ دَقَّ إِلَّا خَانَهُ، وَرَجُلٌ لَا يُصْبِحُ وَلَا يُمْسِيْ اِلَّا وَهُـوَ يُـخَادِعُكَ عَنْ أَهْلِكَ وَمَالِكَ وَذَكَرَ الْبُـخْـلَ أَوِالْكِذْبَ۔ وَالشِّنْظِيْرُ الْفَحَّاشَ، وَإِنَّ الـلّٰـهَ أَوْحٰـى إِلَـيَّ أَنْ تَوَاضَعُوْا حَتّٰى لَايَفْخَرَ أَحَدٌ وَلَا يَبْغِي أَحَدٌ عَلٰى أَحَدٍ۔))

(الصحیحۃ:۳۵۹۹)

شرک کریں، جس کی میں نے کوئی دلیل نازل نہیں کی۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے اہل زمین کی طرف دیکھا تو عرب و عجم سمیت تمام کو گناہگار پایا۔ سوائے اُن لوگوں کے جو اہل کتاب میں سے باقی تھے۔ اللہ تعالیٰ نے کہا: (اے محمد!) میں نے تجھے مبعوث کیا ہے، تا کہ تجھے آزماؤں اور تیرے ذریعے لوگوں کو آزماؤں۔ اب میں نے تجھ پر ایسی کتاب نازل کی ہے کہ جس کو پانی نہیں دھوسکتا، تم نیند اور بیداری (دونوں حالتوں) میں اس کی تلاوت کرتے ہو۔ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو یہ حکم دیا کہ میں قریش کو جلادوں۔ میں نے کہا: اے میرے پروردگار! وہ تو میرا سر پھوڑ دیں گے اور اُس کو (کچل کر) روٹی کی طرح بنا دیں گے۔ اللہ نے فرمایا: تو اُن کو نکال دے، جس طرح انہوں نے تجھے نکالا اور اُن سے جہاد کر، ہم تیری مدد کریں گے اور تو خرچ کر تجھ پر خرچ کیا جائے گا اور تو ایک لشکر بھیج ہم اس کی پانچ مثل بھیجیں گے اور اپنے فرمانبرداروں کے ساتھ مل کر اپنے نافرمانوں سے لڑ۔ اور جنتی لوگ تین طرح کے ہیں: (۱) منصف صاحبِ اقتدار، جو صدقہ کرنے والا ہو اور اسے نیک کاموں کی توفیق دی گئی ہو۔ (۲) ہر وہ شخص جو قریبی رشتہ دار اور مسلمان کے حق میں نرم دل اور رحمدل ہو۔ (۳) ہر وہ شخص جو پاک دامن ہو اور اہل وعیال کے باوجود مانگنے سے بچنے والا اور صدقہ کرنے والا ہو۔ اور دوزخ والے پانچ طرح کے لوگ ہیں: (۱) وہ کمزور شخص کہ جس کو بری بات سے بچنے کی توفیق نہیں، وہ تم میں (تمہارا) فرمانبردار ہے، وہ گھر بار چاہتا ہے نہ ہی مال۔ (۲) وہ خائن جس کی لالچ مخفی نہیں ہوتی، جب اُسے معمولی سی چیز میں خیانت کرنے کا موقع ملتا ہے تو وہ خیانت کر گزرتا ہے۔ (۳) وہ آدمی جو صبح و شام تیرے گھر بار اور مال و دولت کے بارے میں دھوکہ باز ثابت ہو۔ (۴) پھر آپ نے بخل یا جھوٹ اور (۵) فحش گو اور بد خلق کا ذکر کیا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ نے میری طرف وحی کی ہے کہ تم عاجزی کرو۔ کوئی دوسرے پر فخر نہ کرے اور نہ کوئی کسی پر زیادتی کرے۔“

تخریج: رواه مسلم: ٨/ ١٥٩ ـ والسياق له ـ، والنسائي في"الكبرى": ٨٠٧٠، ٨٠٧١، وعبدالرزاق: ٢٠٠٨٨، والطيالسي: ١٠٧٩، وابن حبان: ٦٥٣، ٦٥٤، وأحمد: ٤/ ١٦٢، ٢٦٦ـ والزيادة منه ـ، والبيهقي: ٩/ ٦٠، والطبراني في"الكبير": ١٧/ رقم: ٩٨٧، ٩٩٢، ٩٩٤، ٩٩٥ و ٩٩٦ و ٩٩٧، وابن قانع في"معجم الصحابة": ٢/ ٢٧٨ و ٢٧٩، وابن أبي عاصم في"الآحاد والمثاني": ١١٩٦، وقد روى ابوداود: ٤٨٩٥، وابن ماجه: ٤٢١٤ فقرة التواضع

شرح:...... حدیثِ مبارکہ اپنے مفہوم میں واضح ہے، آپ ﷺ نے جنتی اور جہنمی لوگوں کی قسمیں بنا کر ان کی وضاحت کر دی ہے، ہر انسان اس حدیث کو سامنے رکھ کر اپنے حق میں کامیابی وکامرانی یا ناکامی ونامرادی کا فیصلہ کر سکتا ہے۔ عدل وانصاف، صدقہ وخیرات، عفو ودرگزر، عاجزی وانکساری، عفت وپاکدامنی اور نرمی ورفاقت کو جنتی لوگوں کی صفات قرار دیا گیا ہے، جبکہ فحش گوئی وبدخلقی، دھوکہ وفراڈ، کنجوسی وبخیلی، خیانت ودروغ گوئی اور غربت کے باوجود نیکی کی توفیق نہ ہونے کو جہنمی لوگوں کی صفات قرار دیا گیا ہے۔

حدیث میں مذکور جملے ''تو ایک لشکر بھیج ہم اس کی پانچ مثل بھیجیں گے'' کی وضاحت یوں سمجھئے کہ غزوۂ بدر کے موقع پر مجاہدینِ اسلام کی تعداد تین سو تیرہ (۳۱۳) تھی اور بے سروسامانی کا یہ عالم تھا کہ دو گھوڑے تھے اور ستر اونٹ، جبکہ مقابلے کے لیے کافروں اور مشرکوں کا اسلحہ سے لیس ایک ہزار جنگجوؤں پر مشتمل لشکرِ جرار پورے غیظ وغضب اور جوش وخروش کے ساتھ چلا آ رہا تھا۔ یہ سن کر مسلمانوں کو تشویش ہوئی، لیکن اللہ تعالی نے ان کی دعا وفریاد پر مدد کے لیے تین ہزار فرشتوں کا وعدہ فرمایا، جو میدانِ بدر میں عملی طور پر اترے تھے اور اللہ تعالی نے مزید ضرورت کے پیشِ نظر اور صبر وتقوی کی شرط پر پانچ ہزار فرشتوں کے اتارنے کا وعدہ بھی کیا تھا۔ (دیکھئے سورۂ آل عمران: ۱۲۴، ۱۲۵)

میاں بیوی ایک دوسرے کے ہم راز ہیں

(٢٤٧٠)۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةُ، قَالَ: دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْمَسْجِدَ وَفِيْهِ نِسْوَةٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَوَعَظَهُنَّ وَذَكَّرَهُنَّ وَأَمَرَهُنَّ أَنْ يَتَصَدَّقْنَ وَلَوْ مِنْ حُلِيِّهِنَّ، ثُمَّ قَالَ: ((أَلَا هَلْ عَسَتِ امْرَأَةٌ أَنْ تُخْبِرَ الْقَوْمَ بِمَا يَكُوْنُ مِنْ زَوْجِهَا إِذَا خَلَا بِهَا؟ أَلَا هَلْ عَسٰى رَجُلٌ أَنْ يُخْبِرَ الْقَوْمَ بِمَا يَكُوْنَ مِنْهُ إِذَا خَلَا بِأَهْلِهِ؟)) فَقَامَتْ مِنْهُنَّ امْرَأَةٌ سَفْعَاءُ الْخَدَّيْنِ فَقَالَتْ: وَاللّٰهِ! إِنَّهُمْ لَيَفْعَلُوْنَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں داخل ہوئے، وہاں کچھ انصاری عورتیں موجود تھیں۔ آپ نے اُن کو وعظ کیا اور نصیحتیں فرمائیں، پھر اُن کو حکم دیا کہ وہ صدقہ کیا کریں، اگرچہ اپنے زیورات سے ہی کریں۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا کوئی ایسی عورت ہے جو لوگوں کو اپنے خاوند کے ساتھ تنہائی میں ہونے والے معاملات بتاتی ہو؟ کیا کوئی ایسا مرد ہے جو لوگوں کو اپنی بیوی کے ساتھ تنہائی والا معاملہ بتاتا ہے؟'' چنانچہ اُن عورتوں میں سے ایک غبار آلود رخساروں والی عورت کھڑی ہوئی اور کہا: اللہ کی قسم! مرد

وَإِنَّهُنَّ لَيَفْعَلْنَ! قَالَ: ((فَلَا تَفْعَلُوْا ذَلِكَ أَفَلَا أُنَبِّئُكُمْ مَا مَثَلُ ذَلِكَ؟ مَثَلُ شَيْطَانٍ أَتَى شَيْطَانَةً بِالطَّرِيْقِ، فَوَقَعَ بِهَا وَالنَّاسُ يَنْظُرُوْنَ.)) (الصحيحة:٣١٥٣)

بھی ایسا کرتے ہیں اور عورتیں بھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ایسا مت کرو۔ کیا میں تم کو اس کی مثال نہ بتلا دوں؟ ایسی باتیں بیان کرنے والا اُس شیطان کی مانند ہے جو سرِ راہ مؤنث شیطان کے ساتھ مباشرت کرے اور لوگ اُن کو دیکھ رہے ہوں۔''

تخريج: أخرجه الخرائطي في "مساوىء الأخلاق" ٣٩/ ٢، ورواه ابوداود وغيره وخرجته فى "الارواء": ٧/ ٧٣/ ٢٠١١

شرح:...... مباشرت کے وقت ہونے والے حالات و واقعات لوگوں کے سامنے بیان کرنا حرام ہیں، ایسا کرنا انتہا درجے کی بے مروّتی و بے حیائی ہے، اِس حدیث میں آپ ﷺ نے ایسے میاں بیوی کو شیطان اور شیطانہ کے ساتھ تشبیہ دی، جو وعید کے لیے کافی ہے، کیونکہ مومنوں کو بری مثال زیب نہیں دیتی۔ آپ ﷺ نے اس کی مزید مذمت کرتے ہوئے فرمایا: ((إِنَّ مِنْ أَشَرِّ النَّاسِ عِنْدَ اللّٰهِ مَنْزِلَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ الرَّجُلُ يُفْضِيْ إِلَى امْرَأَتِهِ وَتُفْضِيْ إِلَيْهِ ثُمَّ يَنْشُرُ سِرَّهَا.)) (مسلم١٤٣٧) ......''بے شک روزِ قیامت اللہ تعالیٰ کے ہاں مقام ومرتبہ کے لحاظ سے سب سے بدترین شخص وہ ہوگا جو بیوی سے صحبت کرتا ہے اور وہ اس سے ہم بستری کرتی ہے، پھر وہ شخص اس عورت (یعنی اپنی بیوی) کا راز پھیلا دیتا ہے۔'' سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث بیان کی۔

نبی کریم ﷺ کی انصار صحابہ سے محبت

(٢٤٧١)۔ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: مَرَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِحَيِّ بَنِي النَّجَّارِ، وَإِذَا جَوَارٍ يَضْرِبْنَ بِالدُّفِ يَقُلْنَ:

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ بنونجار کے قبیلہ سے گزرے اور بچیاں دف بجا کر یہ گا رہی تھیں: ہم بنونجار کی بچیاں ہیں:

نَحْنُ جَوَارٍ مِّنْ بَنِي النَّجَّارِ
يَا حَبَّذَا مُحَمَّدٌ مِّنْ جَارِ

''واہ! واہ! محمد ﷺ کیسے اچھے پڑوسی ہیں۔''

فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((اَللّٰهُ يَعْلَمُ أَنَّ قَلْبِيْ يُحِبُّكُنَّ.)) (الصحيحة:٣١٥٤)

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ میرا دل تم سے محبت کرتا ہے۔''

تخريج: أخرجه الطبراني في "المعجم الصغير": صـ١٥ ـ هندية ، ٢٥ ـ الروض النضير، والبيهقي في "دلائل النبوة": ٢/ ٥٠٨، وابو يعلى فى "مسنده": ٦/ ١٣٤/ ٣٤٠٩، وابن عدى فى "الكامل": ٣/ ١٥٩

شرح:...... نبی کریم ﷺ نے مکہ مکرمہ کی سرزمین میں دین الٰہی کی تبلیغ شروع کی، توحید وسنت کی دعوت جاری رکھی، لیکن لوگ نہ صرف شرک و بدعت پر ڈٹے رہے، بلکہ آپ ﷺ کا قلعہ قمع کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ ہونے دیا۔ ایک انصاری صحابی سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں (خلاصہ یہ ہے): اللہ کے رسول ﷺ مکہ میں تقریبا دس سال مقیم رہے، لوگوں کے گھروں، ڈیروں اور عکاظ و مجنہ کی مارکیٹوں میں جا کر نوائے حق بلند کرتے رہے، حج کے موقع پر آپ ﷺ نے منٰی کے مقام میں لوگوں سے فرمایا: ((مَنْ يُّؤْوِيْنِيْ؟ مَنْ يَّنْصُرُنِيْ؟ حَتّٰى أُبَلِّغَ رِسَالَاتِ رَبِّيْ وَلَهُ الْجَنَّةُ۔))..... ''کوئی ہے جو مجھے پناہ مہیا کرے؟ کون ہے جو میری مدد کرے؟ تاکہ میں اپنے ربّ کا پیغام پہنچا سکوں، (جو ایسا کرے گا) اسے جنت ملے گی۔''

یہ سلسلہ جاری رہا، حتی کہ ہم انصاری لوگ یثرب (یعنی مدینہ) سے اٹھ کھڑے ہوئے، ہم نے آپ ﷺ کو ٹھکانا مہیا کیا اور آپ کی سچائی کا اعلان کیا۔ ہم اکا دکا کر کے آپ ﷺ کے پاس پہنچتے، قرآن سنتے اور گھر واپس پلٹ کر یہ پیغام اپنے گھر والوں تک پہنچاتے۔ بالآخر ہم نے مشورہ کیا کہ کب تک یہ سلسلہ جاری رہے گا کہ رسول اللہ ﷺ مکہ کے پہاڑوں میں مارے مارے ٹھوکریں کھاتے رہیں اور شرک پرستوں سے ڈرتے رہیں، چنانچہ سوچے سمجھے منصوبے کے مطابق حج کے موقع پر ہم ستر انصاری عقبہ (گھاٹی) میں آپ ﷺ کے پاس پہنچ گئے اور آپ کی بیعت کی اور مدینہ منورہ میں تشریف لانے کی دعوت دی۔ (مسند احمد)

یہ انصار صحابہ رضی اللہ عنہم ہی تھے جو اسلام، بانیٔ اسلام اور اہل اسلام کا سہارا بنے اور سارے کفار سے اعلانِ جنگ کیا۔ جب رسول اللہ ﷺ جاں نثاروں سمیت ہجرت کی گھاٹیاں طے کر کے مدینہ منورہ جلوہ افروز ہوئے تو انصار صحابہ نے تائید و نصرت، محبت و الفت، اخوت و بھائی چارہ اور برادری و بھائی بندی کی جو مثال پیش کی، ماضی میں اس کی نظیر ملتی ہے نہ ہی مستقبل میں امید ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عبد الرحمٰن بن عوف انصاری رضی اللہ عنہ نے اپنے مہاجر بھائی سیدنا سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ سے کہا: تم میرا آدھا مال لے لو اور میری دو بیویاں ہیں، ان کو دیکھ لو، جو تمہیں پسند ہو، میں اسے طلاق دے دیتا ہوں، عدت گزرنے کے بعد شادی کر لینا۔ (بخاری) پھر دس سال کی طویل مدت تک یہ انصار، نبی کریم ﷺ کے دست و بازو بنے رہے۔ بس یہی وجوہات ہیں کہ آپ ﷺ کے دل میں ان لوگوں کی محبت تھی۔

نیز اس حدیث سے یہ ثابت ہوا کہ بچیاں دُف (ڈھولکی) بجا کر جائز کلام، وہ نظم ہو یا نثر، پڑھ سکتی ہیں، ہمیں بھی شادی بیاہ کے موقع پر ایسا ہی اندازِ خوشی اپنانا چاہئے، نہ کہ بے پردگی اور بے حیائی پر مشتمل باطل رسومات۔

جھوٹ سنگین جرم ہے

(٢٤٧٢)۔ عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: مَاكَانَ خُلُقٌ أَبْغَضَ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنَ الْكَذِبِ وَمَا اطَّلَعَ مِنْهُ عَلَى شَيْءٍ عِنْدَ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: رسول اللہ ﷺ کے نزدیک جھوٹ سے بڑھ کر کوئی عادت زیادہ نفرت و بغض والی نہیں تھی۔ جب آپ کو اپنے صحابہ میں سے کسی کے بارے میں

أَحَـدٍ مِـنْ أَصْـحَابِهِ ، فَيَبْخَلُ لَهُ مِنْ نَفْسِهِ حَتَّى يَعْلَمَ أَنْ قَدْ أَحْدَثَ تَوْبَةً۔

اس کا پتہ چلتا تو آپ اس سے میل ملاپ کم کر دیتے، حتی کہ معلوم ہو جاتا کہ اس نے توبہ کر لی ہے۔

(الصحيحة:٢٠٥٢)

تـخـريـج: أخرجه ابن سعد في"الطبقات"، وابن ابي الدنيا في "مكارم الأخلاق": صـ ٣٠، ورواه أحمد: ٦/ ١٥٢ نحوه

شرح:...... جھوٹ منافقانہ روش ہے، اس کا انجام جھوٹے آدمی سے نفرت کی صورت میں نکلتا ہے۔ جہاں صدق وصفا جیسے خصائل جنت کا سبب بنتے ہیں، وہاں جھوٹ اور دروغ گوئی جیسی قبیح عادتیں متعلقہ بندے کو اللہ تعالی کے ہاں بحیثیت کذاب پیش کرتی ہیں۔

جھوٹ اس لحاظ سے ایک ممتاز گناہ ہے کہ یہ جھوٹے آدمی کو کئی معصیتوں اور نافرمانیوں پر آمادہ کرتا ہے، جھوٹا آدمی وعدہ خلافیاں کر کے متعلقہ بندے کو اپنی مجبوریوں کی جھوٹی کہانیاں سنا کر مطمئن کر دے گا اور ایسے شخص کو بندوں سے متعلقہ کوئی گناہ کرتے وقت ندامت یا فکر نہیں ہوتی، کیونکہ اس میں اپنے آپ کو معصوم ظاہر کرنے کی صلاحیت ہوتی ہے۔

جھوٹ جیسے گناہ کی سنگینی کا اندازہ اس کی وجہ سے ہونے والے عذاب سے ہوتا ہے، جیسا کہ سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ایک طویل خواب سنایا، اس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو رحمت ونعمت اور عذاب وعقاب کے مختلف مناظر دکھائے گئے، اس خواب کا ایک پیرایہ یہ ہے: ((وَاَمَّا الرَّجُلُ الَّذِيْ اَتَيْتَ عَلَيْهِ يُشَرْشَرُ شِدْقُهُ اِلٰى قَفَاهُ وَمَنْخَرُهُ اِلٰى قَفَاهُ وَعَيْنُهُ اِلٰى قَفَاهُ، فَاِنَّهُ الرَّجُلُ يَغْدُوْ مِنْ بَيْتِهِ فَيَكْذِبُ الْكَذْبَةَ تَبْلُغُ الْآفَاقَ۔)) ......''اور وہ آدمی جس کے پاس سے آپ گزرے، جس کے جبڑے نتھنے اور اس کی آنکھ کو اس کی گدی تک چیرا جا رہا تھا، یہ وہ شخص ہے جو صبح اپنے گھر سے نکلتا ہے اور ایسا جھوٹ بولتا ہے، جو دنیا کے کناروں تک پھیل جاتا ہے۔'' (بخاری) عافانا اللہ تعالی۔

بطورِ مذاق جھوٹ بولنا منع ہے

(٢٤٧٣)۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَامِرٍ أَنَّهُ قَالَ: أَتٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ بَيْتِنَا وَأَنَا صَبِيٌّ، قَالَ: فَذَهَبْتُ أَخْرُجُ لِأَلْعَبَ، فَقَالَتْ أُمِّي: يَاعَبْدَاللّٰهِ! تَعَالَ أُعْطِيْكَ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ: ((وَمَا أَرَدْتِ أَنْ تُعْطِيَهُ؟)) قَالَتْ: أُعْطِيْهِ تَمْرًا، قَالَ: فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَمَا إِنَّكِ لَوْلَمْ تُعْطِهِ شَيْئًا كُتِبَتْ عَلَيْكِ

حضرت عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے گھر میں تشریف لائے، میں اس وقت بچہ تھا۔ جب میں کھیلنے کے لیے نکلنے لگا تو میری ماں نے کہا: اے عبداللہ! ادھر آؤ، میں تجھے کوئی چیز دیتی ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اسے کیا دینا چاہتی ہو؟'' اس نے کہا: میں اسے کھجور دوں گی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:''خبردار! اگر تو اُسے کچھ نہ دیتی تو یہ تیرے نامۂ اعمال

كَذِبَةٌ۔)) (الصحيحة:٧٤٨)

میں جھوٹ لکھا جاتا۔''

تخریج: أخرجه أبوداود: ٢/ ٣١٣، وأحمد: ٣/ ٤٤٧، والضياء المقدسي في"المختارة": ٥٨/ ١٨٤/ ١، والخرائطي أيضا في"مكارم الأخلاق": صـ٣٣

شرح:...... ماں کی گود بچے کی پہلی تعلیم گاہ اور تربیت گاہ ہے، اسی ادارے میں فطرتیں سنورتی یا بگڑتی ہیں، اگر چہ ہر بچہ فطرتِ اسلام پر پیدا ہوتا ہے، لیکن آپ ﷺ نے اس فطرت کے تحفظ کے لیے اتنے سخت اقدامات کئے کہ جھوٹ کی حقیقت سے ناواقف بچے کے ساتھ جھوٹ بولنے کو بھی جرم قرار دیا، اسی فطرت کو سالم رکھنے کے لیے بچے کو سات سال کی عمر میں نماز پڑھنے کا حکم دیا گیا، غور فرمائیں کہ ہمارے ہاں دس سال کی عمر کے بچے پر نماز فرض نہیں ہوتی، کیونکہ وہ نابالغ ہوتا ہے، لیکن یہ اس کی فطرت کے حفاظتی اقدامات کے تقاضے ہیں کہ نبی مہربان ﷺ نے دس برس کی عمر کے بعد بچے کو نماز کی عدمِ ادائیگی پر زدوکوب کرنے کا حکم دیا ہے۔ ہمیں چاہیے کہ اِن نبوی سنہری اصولوں کی روشنی میں اپنے بچوں کے قلوب واذہان کی تعمیر کریں۔

اسلام میں لوگوں کی اقسام

(٢٤٧٤)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: طَافَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى رَاحِلَتِهِ الْقَصْوَاءِ يَوْمَ الْفَتْحِ وَاسْتَلَمَ الرُّكْنَ بِمِحْجَنِهِ، وَمَا وَجَدَ لَهَا مُنَاخًا فِي الْمَسْجِدِ حَتّٰى أُخْرِجَتْ إِلٰى بَطْنِ الْوَادِيْ فَأُنِيْخَتْ، ثُمَّ حَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: ((أَمَّا بَعْدُ أَيُّهَا النَّاسُ، فَإِنَّ اللّٰهَ قَدْ أَذْهَبَ عَنْكُمْ عُبِّيَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ، النَّاسُ رَجُلَانِ: بَرٌّ تَقِيٌّ كَرِيْمٌ عَلٰى رَبِّهِ، وَفَاجِرٌ شَقِيٌّ هَيِّنٌ عَلٰى رَبِّهِ۔)) ثُمَّ تَلَا: ﴿يٰٓأَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثٰى وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوْا﴾ حَتّٰى قَرَأَ الْآيَةَ، ثُمَّ قَالَ: ((أَقُوْلُ هٰذَا وَأَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ لِيْ وَلَكُمْ۔)) (الصحيحة:٢٨٠٣)

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ والے دن اپنی قصوا اونٹنی پر طواف کیا اور اپنی لاٹھی کے ساتھ حجر اسود کا استلام کیا، اونٹنی کو مسجد میں بٹھانے کے لیے کوئی جگہ نہ ملی، اس لیے اس کو وادی کے ہموار حصے کی طرف لے جا کر بٹھا دیا گیا۔ پھر آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کی اور فرمایا: اے لوگو! بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے تم سے جاہلیت کی نخوت ختم کر دی ہے۔ اب لوگ دو طرح کے ہیں: (۱) نیک متقی اور اپنے رب کے ہاں بزرگی والے (۲) گناہگار، بدبخت اور اللہ تعالی کے ہاں حقیر۔'' پھر آپ نے یہ آیت پڑھی: اے لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تم کو مختلف ذاتوں اور قبیلوں میں تقسیم کر دیا تاکہ تم پہچانے جاؤ۔ پھر آپ نے پوری آیت تلاوت کی اور آخر میں فرمایا:''میں یہی کچھ کہنا چاہتا تھا، (اب) میں اللہ تعالی سے اپنے لیے اور تمہارے لیے بخشش طلب کرتا ہوں۔''

تخریج: أخرجه ابن حبان في"صحيحه": ٣٨١٧، وعبد بن حميد في"المنتخب في المسند": ق ١٠٥/

۲۔ والبغوی فی تفسیرہ: ۷/ ۳۴۹

شرح:...... اس حدیث میں نبی کریم ﷺ نے تمام نسلِ انسانیت کو دو حصوں میں تقسیم کر کے مومنوں کو چوکنا کر دیا ہے اور فیصلہ سامعین پر چھوڑ دیا ہے کہ وہ قرآن و حدیث کے احکام سے اپنے قول و کردار کا موازنہ کر کے اپنی شخصیت کے بارے میں فیصلہ کر سکتے ہیں کہ آیا اللہ تعالیٰ کی بارگاہِ عالیہ میں ان کو معزز سمجھا جائے گا یا ذلیل۔ جیسا کہ سیدنا انس، سیدنا ابوہریرہ اور سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((مَنْ اَرَادَ اَنْ يَّعْلَمَ مَالَهٗ عِنْدَ اللّٰهِ جَلَّ ذِكْرُهٗ فَلْيَنْظُرْ مَا لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ عِنْدَهٗ۔)) (الصحیحة: ۲۳۱۰) ...... ''جو یہ جاننا چاہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کا کیا مقام و مرتبہ ہے وہ یہ دیکھ کر (اندازہ کر لے) کہ اس کے ہاں اللہ تعالیٰ کا کتنا پاس ولحاظ ہے۔''

آخر میں نبی کریم ﷺ نے مندرجہ ذیل آیت کی تلاوت کر کے یہ باور کرانا چاہا کہ انسان کا طرۂ امتیاز اس کے نیک اعمال ہیں: ﴿يَاأَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثٰى وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ أَتْقَاكُمْ إِنَّ اللّٰهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ﴾ (سورۂ حجرات: ۱۳) ...... ''اے لوگو! ہم نے تم سب کو ایک ہی مرد و عورت (آدم و حواء) سے پیدا کیا اور تم کو مختلف جماعتیں اور قبیلے بنا دیا تا کہ تم آپس میں ایک دوسرے کو پہچانو۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تم سب میں سے باعزت وہ ہے جو سب سے زیادہ ڈرنے والا ہے۔ یقین مانو کہ اللہ تعالیٰ دانا اور باخبر ہے۔''

نبی کریم ﷺ، فرزندانِ امت کے باپ اور زوجاتِ رسول اُن کی مائیں ہیں

(۲۴۷۵)۔ عَنْ بِشْرِ بْنِ عَقْرَبَةَ، قَالَ: اسْتُشْهِدَ أَبِي مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي بَعْضِ غَزَوَاتِهِ، فَمَرَّ بِيَ النَّبِيُّ وَأَنَا أَبْكِي فَقَالَ لِي: ((أُسْكُتْ أَمَا تَرْضٰى أَنْ أَكُوْنَ أَنَا أَبُوْكَ، وَعَائِشَةُ أُمُّكَ؟))

(الصحیحة: ۳۲۴۹)

حضرت بشر بن عقربہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میرا باپ نبی کریم ﷺ کے ساتھ کسی غزوہ میں شہید ہو گیا، نبی کریم ﷺ میرے پاس سے گزرے اور میں رو رہا تھا۔ آپ نے مجھے کہا: ''خاموش ہو جاؤ، کیا تو اس بات پر راضی نہیں ہو گا کہ میں تیرا باپ ہوں اور عائشہ تیری ماں۔''

تخریج: أخرجه البخاري في "التاريخ": ۱/ ۲/ ۷۸، ومن طريقه: ابن عساكر في "تاريخ الدمشق": ۳/ ۳۷۷، والبزار فی "مسنده": ۲/ ۳۵۸/ ۱۹۱۰

شرح:...... نبی کریم ﷺ واقعی صاحبِ جوامع الکلم تھے، آپ کا کلام جامع مانع یعنی کئی معانی و مفاہیم پر مشتمل اور زوائد سے پاک ہوتا تھا۔ درج بالا حدیث میں جہاں نبی کریم ﷺ نے امت کے حق میں اپنی اور اپنی زوجاتِ محترمہ کی حیثیت بیان کی، وہاں ایک یتیم کو دلاسہ دیا، اس کے دل کی ڈھارس باندھی، اپنے آپ کو اس کے باپ کے قائم مقام قرار دیا، ہمدردی و خیر خواہی کا باندازِ احسن اظہار کیا اور بہترین انداز میں تعزیت کی۔ رہا مسئلہ بحیثیت رسالت

آپ ﷺ اور آپ کی بیویوں کے حقوق کا، تو وہ ہمارے آباء واجداد اور امہات وجدات سے کہیں زیادہ ہیں۔

نبی کا ظاہر اور باطن یکساں ہوتا ہے

(٢٤٧٦)۔ عَنْ سَعْدٍ قَالَ: لَمَّا كَانَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ اخْتَبَأَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعْدِ بْنِ أَبِي سَرْحٍ عِنْدَ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ، فَجَاءَ بِهِ حَتّٰى أَوْقَفَهُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ بَايِعْ عَبْدَ اللّٰهِ، فَرَفَعَ رَأْسَهُ فَنَظَرَ إِلَيْهِ ثَلَاثاً، كُلَّ ذٰلِكَ يَأْبٰى، فَبَايَعَهُ بَعْدَ ثَلَاثٍ، ثُمَّ أَقْبَلَ عَلٰى أَصْحَابِهِ، فَقَالَ: ((أَمَا كَانَ فِيْكُمْ رَجُلٌ رَشِيْدٌ، يَقُوْمُ إِلٰى هٰذَا حَيْثُ رَآنِيْ كَفَفْتُ يَدِيْ عَنْ بَيْعَتِهِ فَيَقْتُلَهُ؟)) فَقَالُوْا: مَانَدْرِيْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ مَافِيْ نَفْسِكَ، أَلَا أَوْمَأْتَ إِلَيْنَا بِعَيْنِكَ؟ قَالَ: ((إِنَّهُ لَايَنْبَغِيْ لِنَبِيٍّ أَنْ تَكُوْنَ لَهُ خَائِنَةُ الْأَعْيُنِ۔)) (الصحيحة:١٧٢٣)

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: فتح مکہ والے دن عبداللہ بن سعد بن ابی سرح، حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہم کے پاس چھپ گئے، وہ اُسے لے آئے اور رسول اللہ کے سامنے کھڑا کر دیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! عبداللہ سے بیعت لیں، آپ نے اپنا سر اٹھایا اور تین دفعہ اُس کی طرف دیکھا، ہر مرتبہ آپ انکار کر رہے تھے، تین دفعہ ایسا کرنے کے بعد آپ نے بیعت لے لی۔ پھر اپنے صحابہ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ”کیا تم میں ایسا کوئی سمجھدار آدمی نہیں تھا کہ جب وہ مجھے دیکھتا کہ میں اُس کی بیعت سے اپنا ہاتھ روک رہا ہوں تو کھڑا ہوتا اور اُس کو قتل کر دیتا؟“ صحابہ نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! ہم آپ کے دل کی بات نہیں جانتے۔ آپ نے ہماری طرف اپنی آنکھوں سے اشارہ کیوں نہیں کر دیا؟ آپ نے فرمایا: ”کسی نبی ﷺ کو زیب نہیں دیتا کہ وہ آنکھوں سے خیانت کرے۔“

تخریج: أخرجه أبوداود: ٢٦٨٣ و ٤٣٥٩، والنسائي: ٢/ ١٧٠، والحاكم: ٣/ ٤٥، وأبويعلي في "مسنده": ١/ ٢١٦۔ ٢١٧

شرح:...... امام البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کا ایک شاہد ذکر کیا ہے، اس کے متن سے اس کی مکمل وضاحت ہو جاتی ہے، سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں غزوۂ حنین میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شریک تھا، مشرک لوگ (مقابلہ کے لیے) نکلے اور ہم پر حملہ کر دیا، نتیجتًا ہم نے فرار اختیار کیا، اُن کے لشکر میں ایک ایسا آدمی بھی تھا، جو ہم پر حملہ آور ہوتا اور ہم کو چکنا چور کر دیتا تھا۔ بہر حال اللہ تعالی نے ان کو شکست دی اور پھر وہ آ کر آپ ﷺ کی اسلام پر بیعت کرنے لگ گئے۔ اتنے میں ایک صحابی نے کہا: میں نذر مانتا ہوں کہ اگر فلاں آدمی، جو صبح سے ہم کو مار رہا ہے، آیا تو میں اس کی گردن تن سے جدا کر دوں گا۔ رسول اللہ ﷺ (یہ سن کر) خاموش رہے، اتنے میں اُسی آدمی کو (بیعت کے لیے) لایا گیا، اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں اللہ تعالی کی طرف توبہ کرتا ہوں، لیکن رسول اللہ ﷺ رک گئے اور اس کی بیعت نہیں لے رہے تھے۔ (آپ ﷺ کا مقصد یہ تھا کہ نذر ماننے والا صحابی) اپنی نذر پورے کر لے اور وہ (نذر ماننے والا)

رسول اللہ ﷺ کے درپے ہونے لگ گیا تاکہ آپ ﷺ اسے اس کو قتل کرنے کا حکم دے دیں، کیونکہ آپ ﷺ کی موجودگی میں وہ اُس کو قتل کرنے سے ڈر رہا تھا۔ جب رسول اللہ ﷺ نے دیکھا کہ نذر ماننے والا تو کچھ نہیں کر رہا تو آپ ﷺ نے اس سے بیعت لے لی۔ اتنے میں اس آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! میری نذر (کا کیا بنے گا)؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں اس کی بیعت لینے سے اسی لیے رکا رہا، کہ تو اپنی نذر پوری کر لے (لیکن تو نے کچھ نہیں کیا)۔'' اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ آنکھ سے اشارہ ہی کر دیتے؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''کسی نبی کو یہ زیب نہیں دیتا کہ وہ آنکھ سے اشارہ کرے۔'' (مسند احمد، ابوداود)

شارح ابوداود عظیم آبادی صاحب ''کسی نبی کو یہ زیب نہیں دیتا کہ وہ آنکھ سے اشارہ کرے۔'' کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں: خطابی نے کہا: کسی نبی کے لیے یہ جائز و مباح نہیں کہ وہ اپنے ضمیر میں ایسی چیز پنہاں رکھے جو اس کے ظاہر کے خلاف ہو، کیونکہ اللہ تعالی نے اسے اظہارِ دین اور اعلانِ حق کے لیے مبعوث کیا، اس لیے کوئی چیز چھپانا اس کے لیے جائز نہیں، کیونکہ یہ دھوکہ ہوگا۔ اس لیے اس کے لیے یہ حلال نہیں کہ وہ ظاہری طور ایک آدمی کو امن دے رہا ہو اور باطنی طور پر اس عہد و پیمان کو توڑ رہا ہو۔ (عون المعبود)

جب آپ ﷺ نے نذر ماننے والے کی بات پر خاموشی کا اظہار کیا، تو اس کا مطلب یہ تھا کہ آپ ﷺ رضامند ہیں اور بیعت کرنے سے پہلے اُس آدمی کو قتل کرنا بھی جائز تھا، لیکن آپ ﷺ مخفی انداز میں اشارہ نہیں کر سکتے، کیونکہ منصبِ نبوت اس بات کا متقاضی نہیں ہے۔

سات ماموراتِ نبویہ

(٢٤٧٧)۔ عَنْ أَبِيْ ذَرٍّ، قَالَ: أَمَرَنِيْ خَلِيْلِيْ ﷺ بِسَبْعٍ: (((١) أَمَرَنِيْ بِحُبِّ الْمَسَاكِيْنَ، وَالدُّنُوِّمِنْهُمْ (٢) وَأَمَرَنِيْ أَنْ أَنْظُرَ إِلٰى مَنْ هُوَ دُوْنِيْ وَلَا أَنْظُرَ إِلٰى مَنْ هُوَ فَوْقِيْ (٣) وَأَمَرَنِيْ أَنْ أَصِلَ الرَّحِمَ وَإِنْ أَدْبَرَتْ (٤) وَأَمَرَنِيْ أَنْ لَا أَسْأَلَ أَحَداً شَيْئًا (٥) وَأَمَرَنِيْ أَنْ أَقُوْلَ بِالْحَقِّ وَإِنْ كَانَ مُرًّا (٦) وَأَمَرَنِيْ أَنْ لَا أَخَافَ فِي اللّٰهِ لَوْمَةَ لَائِمٍ (٧) وَأَمَرَنِيْ أَنْ أُكْثِرَ مِنْ قَوْلِ "لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ" فَإِنَّهُنَّ مِنْ كَنْزٍ تَحْتَ الْعَرْشِ۔ وَفِيْ رِوَايَةٍ: فَإِنَّهَا كَنْزٌ مِنْ

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میرے خلیل ﷺ نے مجھے سات امور کا حکم دیا: ''(۱) مسکینوں سے محبت کرنے اور اُن کے قریب رہنے کا حکم دیا (۲) اپنے سے کم تر شخص کو دیکھنے اور اپنے سے برتر شخص کی طرف توجہ نہ کرنے کا حکم دیا (۳) مجھے صلہ رحمی کرنے کا حکم دیا اگرچہ وہ رخ پھیرنے لگے (۴) مجھے حکم دیا کہ میں کسی سے کوئی سوال نہ کروں (۵) مجھے حکم دیا کہ میں حق بات کہوں اگرچہ وہ کڑوی ہو (۶) مجھے حکم دیا کہ میں اللہ کے معاملہ میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈروں اور (۷) مجھے حکم دیا میں کثرت سے "لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ" پڑھوں۔ کیوں کہ یہ کلمات عرش سے نیچے والے خزانوں میں سے ہیں۔'' اور ایک روایت میں ہے: ''یہ

كُنُوْزِ الْجَنَّةِ.)) (الصحيحة: ٢١٦٦) کلمات جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے۔''

تخریج: أخرجه الامام أحمد:٥/ ١٥٩، والسياق له، وابن حبان في "صحيحه":٢٠٤١، والطبراني في "المعجم الصغير": صـ ١٥٧ ـ هند، والخرائطي في "مكارم الأخلاق":٢٥، والبيهقي في "السنن":١٠/ ٩١، وكذا أبو نعيم في "الحلية":٢/ ٣٥٧، والخطيب في "التاريخ":٥/ ٢٥٤

شرح:...... حدیث مبارکہ اپنے مفہوم میں انتہائی واضح ہے۔ ان سات امور پر غور کریں اور اپنے کردار کا جائزہ لیں۔

انبیا کی عاجزی و انکساری

(٢٤٧٨)۔ عَنْ عَبْدَةَ بْنِ حَزْنٍ، قَالَ: تَفَاخَرَ أَهْلُ الإِبِلِ وَأَصْحَابُ الشَّاةِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((بُعِثَ مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ وَهُوَ رَاعِي غَنَمٍ وَبُعِثَ دَاؤدُ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَهُوَ رَاعِي غَنَمٍ، وَبُعِثْتُ أَنَا وَأَنَا رَاعِي غَنَمٍ بِأَجْيَادَ.)) (الصحيحة:٣١٦٧)

حضرت عبدہ بن حزن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اونٹوں والے اور بکریوں والے ایک دوسرے پر فخر کرنے لگے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''موسیٰ علیہ السلام کو مبعوث کیا گیا، وہ بکریاں چرانے والے تھے۔ داؤد علیہ السلام کو مبعوث کیا گیا، وہ بھی بکریاں چرانے والے تھے اور جب مجھے بعثت عطا کی گئی تو میں بھی مقامِ اجیاد میں بکریاں چرانے والا تھا۔''

تخریج: أخرجه البخاري في "التاريخ": ٣/ ٢/ ١١٣، و"الأدب المفرد": ٥٧٧، والدّولابي في "الكنى": ١/ ٩٢، والنسائي في "الكبرى"

شرح:...... اس حدیث میں انبیائے کرام کی سادگی و بے ریائی کا بیان ہے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ رقمطراز ہیں: ''ائمۂ دین کا خیال ہے کہ انبیائے کرام کے بکریاں چرانے کی وجہ یہ ہے کہ ان میں عاجزی و انکساری پیدا ہو جائے اور ان کے دل خلوت کے عادی بن جائیں اور ان کے لیے بکریوں کی تدبیر و انتظام سے لوگوں کی باگ ڈور سنبھالنا آسان ہو جائے، جبکہ امام کرمانی، امام خطابی سے نقل کرتے ہوئے کہتے ہیں: امام بخاری یہ واضح کرنا چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے نبوت و رسالت کے لیے دنیا کے پجاریوں اور عیش و عشرت میں مست لوگوں کا انتخاب نہیں کیا، بلکہ ایسے لوگوں کو اس نعمت سے نوازا جو تواضع کرنے والے ہوں، جیسے بکریوں کے چرواہے اور پیشہ ور لوگ۔ (فتح الباری)

رسول اللہ ﷺ کی عاجزی

(٢٤٧٩)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: كَانَ ﷺ يَجْلِسُ عَلَى الْأَرْضِ، وَيَأْكُلُ عَلَى الْأَرْضِ، وَيَعْتَقِلُ الشَّاةَ، وَيُجِيْبُ دَعْوَةَ الْمَمْلُوْكِ عَلٰى خُبْزِ الشَّعِيْرِ (الصحيحة: ٢١٢٥)

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ زمین پر بیٹھ جایا کرتے تھے، زمین پر بیٹھ کر ہی کھاتے تھے، بکری کا دودھ دوہ لیتے تھے اور جو کی روٹی کی دعوت دینے والے غلام کی دعوت قبول کر لیتے تھے۔

تخريج: أخرجه الطبراني في "الكبير": ٣/ ١٦٤/ ١، و رواه ابو الشيخ في "أخلاق النبي ﷺ": صـ ٦٣، و البغوي في "شرح السنة": ٤/ ٣/ ١ دون قوله: ((على خبز الشعير))

شرح:...... اس حدیث میں سب سے اہم بات معاشرے کے انتہائی کمتر فرد کی دعوت قبول کرنا ہے، آجکل اس سنتِ حسنہ سے مکمل بے رخی برتی جا رہی ہے اور بڑوں اور وڈیروں کی آنکھوں کے اشارے پر لوگ جوق در جوق جمع ہو جاتے ہیں۔ یہ نبوی سنتوں سے عدمِ محبت اور ظاہر پرستی، چاپلوسی اور خوشامد کا نتیجہ ہے۔ دوسرا ایک اہم سبق یہ ملتا ہے کہ دعوت قبول کرنے والوں کو دعوت میں پیش کی گئی چیزوں کی عیب جوئی نہیں کرنی چاہئے، بلکہ داعی کی طرف سے جو کچھ ملے، ذوق وشوق کا اظہار کرتے ہوئے نوش کر لینا چاہئے، کیونکہ عظیم المرتبت اور عالی منزلت محمد رسول اللہ ﷺ غلام کی دعوت پہ لبیک کہتے تھے جبکہ اس دعوت میں پیش کی جانے والی چیز صرف جو کی روٹی ہوتی تھی۔

(٢٤٨٠)۔ عَنْ أَبِي أَيُّوْبَ:كَانَ ﷺ يَرْكَبُ الْحِمَارَ وَيَخْصِفُ النَّعْلَ وَيَرْقَعُ الْقَمِيْصَ وَيَقُوْلُ: ((مَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِيْ فَلَيْسَ مِنِّيْ۔)) (الصحيحة: ٢١٣٠)

حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: آپ ﷺ گدھے پر سوار ہوتے تھے، جوتا سلائی کرتے تھے اور قمیص کو خود ہی پیوند لگا لیا کرتے تھے اور فرماتے تھے: ''جس نے میری سنت سے اعراض کیا وہ مجھ سے نہیں۔''

تخريج: رواه أبو الشيخ:١٢٨، والسهمي في "تاريخ جرجان":٣١٥

شرح:...... یہ نبی کریم ﷺ کی سادگی اور عاجزی ہے، جسے آپ ﷺ نے اپنی امت کے لیے طرزِ حیات بھی قرار دیا ہے۔ اگر کوئی انسان آپ ﷺ کی ان سنتوں کا اہتمام کرنے لگے تو اس کی زندگی کئی مشاکل اور تکلفات سے پاک ہو سکتی ہے۔ ایسے امور کو سرانجام دینے والا آدمی تکبر سے پاک ہو جائے گا اور اس کی عاجزی و فروتنی میں اضافہ ہوگا۔ جیسا کہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((مَا اسْتَكْبَرَ مَنْ أَكَلَ مَعَهُ خَادِمُهُ وَرَكِبَ الْحِمَارَ بِالأَسْوَاقِ، وَاعْتَقَلَ الشَّاةَ فَحَلَبَهَا۔)) (الصحيحة: ٢٢١٨) ...... ''وہ شخص متکبر نہیں ہے، جس کے ساتھ اُس کے خادم نے کھانا کھایا اور وہ بازاروں میں گدھے پر سوار ہوا اور بکری کی ٹانگوں کو باندھ کر اس کو دوہا۔''

اگر کسی آدمی کو زندگی کی روٹین میں ان امور کا موقع نہیں ملتا تو کبھی کبھار رسول اللہ ﷺ کی سنت سمجھ کر ان کو سرانجام دینا چاہئے۔

عاجزی وانکساری کی فضیلت

(٢٤٨١)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعاً: ((مَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰهِ رَفَعَهُ اللّٰهُ۔)) (الصحيحة:٢٣٢٨)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے اللہ کے لیے عاجزی کی، اللہ اُس کو رفعت عطا کرے گا۔''

تخریج: أخرجه أبو نعیم فی "الحلیة": ٨/ ٤٦، ورواه مسلم فی "صحیحه": ٨/ ٢١

شرح:...... تواضع کا مطلب ہے، ایک دوسرے کے ساتھ عاجزی، نرمی اور محبت سے پیش آنا اور حسب ونسب، مال و دولت، ثروت وحشمت، حسن و جمال، غلبہ و اقتدار اور دوسری اہلیتوں کی بنا پر کسی کو حقیر نہ سمجھنا اور کسی پر زیادتی نہ کرنا، کیونکہ اگر اللہ تعالی نے کسی کو عالی مرتبت بنایا ہے تو اس پر اسے اللہ تعالی کا شکر ادا کرنا چاہئے، نہ کہ اس کی وجہ سے اللہ تعالی کی مخلوق کی بے توقیری یا ان پر ظلم و زیادتی کرنا شروع کر دے۔

لیکن یہ حقیقت مدنظر رہے کہ آدمی نرمی و عاجزی اختیار کرنے سے بعض دفعہ یہ سمجھتا ہے کہ اس میں اس کی ذلت ہے، ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا، کیونکہ تواضع کا نتیجہ عزت وسرفرازی کے علاوہ کچھ نہیں ہے اور آخرت میں بھی اس کا حسن انجام واضح ہے کہ اسے بلند درجات سے نوازا جائے گا۔

عاجزی وانکساری اختیار کرنا

(٢٤٨٢)۔ عَنْ عِيَاضِ بْنِ حِمَارٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ خَطَبَهُمْ فَقَالَ: ((إِنَّ اللّٰهَ أَوْحٰى إِلَيَّ أَنْ تَوَاضَعُوْا حَتّٰى لَا يَفْخَرَ أَحَدٌ عَلٰى أَحَدٍ، وَلَا يَبْغِيَ أَحَدٌ عَلٰى أَحَدٍ۔)) (الصحيحة: ٥٧٠)

حضرت عیاض بن حمار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ لوگوں کو خطبہ دیا اور اس میں فرمایا: ''بیشک اللہ تعالی نے میری طرف وحی کی ہے کہ تم تواضع اختیار کرو اور کوئی کسی پر فخر کرے نہ ظلم۔''

تخریج: أخرجه مسلم: ٨/ ١٦٠، وابن ماجه: ٢/ ٥٤٥، وأبونعیم فی "الحلیة": ٢/ ١٧، والبیهقی: ١٠/ ٢٣٤، والطبرانی فی "الکبیر": ١٧/ ٢٦٤/ ١٠٠٠

شرح:...... تواضع کا مطلب ہے، ایک دوسرے کے ساتھ عاجزی وانکساری، نرمی ورحمدلی اور محبت والفت سے پیش آنا، حسب ونسب یا مال و دولت کی بنیاد پر کسی کو حقیر نہ سمجھنا اور نہ کسی پر ظلم و زیادتی کرنا۔ وجہ یہ ہے اگر اللہ تعالی نے کسی کو مقام و مرتبہ، مال و دولت حسب ونسب جیسی صلاحیتوں سے نوازا ہے، تو اس کو اس پر اللہ تعالی کا شکریہ ادا کرنا چاہئے، کیونکہ ان انعامات کے حصول میں اس کی صلاحیتیں کارفرما نہیں ہیں، بلکہ یہ محض اللہ تعالی کے احسان کا نتیجہ ہے، کہیں ایسا نہ ہو کہ اللہ تعالی کا یہ احسان اس کے لیے مضرّ ثابت ہو اس طرح کہ وہ اللہ تعالی کی مخلوق کو بنظر حقارت دیکھے یا ان پر ظلم و زیادتی کا ارتکاب کرنے لگے۔ نبی کریم ﷺ رفعت و منزلت اور عظمت و مرتبت کے انتہائی اعلی مراتب پر فائز تھے، کسی امتی کا آپ سے کوئی موازنہ نہیں کیا جا سکتا ہے، اس کے باوجود اللہ تعالی نے آپ ﷺ کو حکم دیا: ﴿وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ (سورۂ شعراء: ٢١٥) ......''(اے محمد!) اپنے پیروکار مومنوں سے نرمی سے پیش آؤ۔''

عاجزی وانکساری کی علامتیں

(۲۴۸۳)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا اسْتَكْبَرَ مَنْ أَكَلَ مَعَهُ خَادِمُهُ وَرَكِبَ الْحِمَارَ بِالأَسْوَاقِ، وَاعْتَقَلَ الشَّاةَ فَحَلَبَهَا۔))

(الصحيحة: ۲۲۱۸)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''وہ شخص متکبر نہیں ہے، جس کے ساتھ اُس کے خادم نے کھانا کھایا اور وہ بازاروں میں گدھے پر سوار ہوا اور بکری کی ٹانگوں کو باندھ کر اس کو دوہا۔''

تخريج: أخرجه البخاري في "الأدب المفرد": ۵۵۰، والديلمي: ۴/ ۳۳

شرح: ...... آپ ﷺ نے فرزندانِ امت کو بڑائی اور تکبر سے دور رہنے اور عاجزی اور انکساری سے متصف ہونے کی تلقین کی ہے۔ ہمیں چاہیے کہ کم از کم ایسے امور تو کر گزریں، جن کی بنا پر آپ ﷺ نے تکبر کی نفی کی ہے، نبی کریم ﷺ عظیم المرتبت ہونے کے باوجود زمین پر بیٹھ جاتے، زمین پر بیٹھ کر کھا لیتے، بکریوں کا دودھ دوہ لیتے، گدھے پر سوار ہو جاتے اور جوتوں اور کپڑوں کی خود مرمت کر لیتے تھے۔

کلمہ طیبہ سے گناہوں کے اثرات زائل ہو جاتے ہیں

(۲۴۸۴)۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ اللّٰهَ قَدْ غَفَرَ لَكَ كِذْبَكَ بِتَصْدِيْقِكَ (لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ)۔)) رُوِيَ مِنْ حَدِيْثِ أَنَسٍ، وَابْنِ عُمَرَ، وَابْنِ عَبَّاسٍ، وَالْحَسَنِ الْبَصَرِيِّ مُرْسَلًا۔ وَهٰذَا لَفْظُ حَدِيْثِ أَنَسٍ: عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِرَجُلٍ: ((يَا فُلَانُ! فَعَلْتَ كَذَا؟)) قَالَ: لَا وَالَّذِيْ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ! وَالنَّبِيُّ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَعْلَمُ أَنَّهُ قَدْ فَعَلَهُ فَقَالَ لَهُ...... فَذَكَرَهُ۔

(الصحيحة: ۳۰۶۴)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بے شک اللہ تعالیٰ نے تیرے جھوٹ کو ''لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ'' کی تصدیق کی وجہ سے معاف کر دیا ہے۔ یہ حدیث حضرت انس، حضرت عبد اللہ بن عمر، حضرت عبد اللہ بن عباس اور حسن بصری رضی اللہ عنہم سے مرسلاً روایت کی گئی ہے اور یہ الفاظ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث کے ہیں اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی سے فرمایا: ''اے فلاں! کیا تو نے اس طرح کیا ہے؟'' اُس نے کہا: نہیں! قسم ہے اُس ذات کی کہ جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں۔ لیکن نبی کریم ﷺ جانتے تھے کہ اُس شخص نے وہ کام کیا ہے۔ پھر آپ نے اُس کو یہ بات ارشاد فرمائی۔

تخريج: روي من حديث أنس، وابن عمر، وابن عباس، والحسن البصري مرسلا۔

۱۔ أما حديث أنس: فأخرجه عبد بن حميد في "المنتخب من المسند": ۳/ ۱۷۵/ ۱۳۷۴، وأبو يعلي في "مسنده": ۶/ ۱۰۴/ ۳۳۶۸، والبزار: ۴/ ۷/ ۳۰۶۸، والعقيلي في "الضعفاء": ۱/ ۲۱۳، والسياق له،

وابن عدي في "الكامل": ٢/ ٦٠٨، والبيهقي في "السنن": ١٠/ ٣٧

٢۔ وأما حديث ابن عمر: فأخرجه أحمد: ٢/ ٦٨، وأبويعلي: ١٠/ ٥٥/ ٥٦٩٠

٣۔ وأما حديث ابن عباس: فأخرجه أبوداود: ٣٦٢٠ عن أبي الأحوص۔ مختصرا۔ والحاكم: ٤/ ٩٥ عن عبدالوارث، وأحمد: ١/ ٢٩٩، ٣٢٢

٤۔ وأما حديث مرسل البصري: فأخرجه البيهقي

شرح:...... کلمۂ توحید جنت میں داخلے، جہنم سے دور رہنے اور گناہوں کی معافی کا سب سے بڑا ذریعہ ہے، ہاں ہر مسلمان کو چاہئے کہ وہ حسبِ استطاعت کلمۂ طیبہ کے تقاضے پورے کرتا رہے۔

ایمان، اللہ تعالیٰ کی محبت کی دلیل ہے

(٢٤٨٥)۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ اللّٰهَ قَسَمَ بَيْنَكُمْ أَخْلَاقَكُمْ كَمَا قَسَمَ بَيْنَكُمْ أَرْزَاقَكُمْ، وَإِنَّ اللّٰهَ يُعْطِي الدُّنْيَا مَنْ يُّحِبُّ وَمَنْ لَا يُحِبُّ، وَلَا يُعْطِي الْإِيْمَانَ إِلَّا مَنْ أَحَبَّ فَمَنْ ضَنَّ بِالْمَالِ أَنْ يُنْفِقَهُ، وَخَافَ الْعَدُوَّ أَنْ يُجَاهِدَهُ، وَهَابَ اللَّيْلَ أَنْ يُكَابِدَهُ، فَلْيُكْثِرْ مِنْ قَوْلِ: سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُلِلّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَاللّٰهُ أَكْبَرُ۔)) (الصحيحة: ٢٧١٤)

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے جس طرح تمہارے مابین تمہارے رزق کو تقسیم کیا ہے، اسی طرح تمہارے درمیان تمہارے اخلاق کو بھی تقسیم کر دیا ہے اور بلاشبہ اللہ تعالیٰ جس کو پسند کرتا ہے، اُسے بھی دنیا عطا کرتا ہے اور جسے نا پسند کرتا ہے اُسے بھی دے دیتا ہے اور ایمان صرف اُسے عطا کرتا ہے، جس کو پسند فرماتا ہے۔ پس جو شخص مال خرچ کرنے سے بخل کرے، دشمن کے ساتھ لڑنے سے ڈر جائے اور رات میں تکلیف و مشقت اٹھانے سے گھبرائے تو وہ کثرت سے یہ کلمات کہے: ''سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُلِلّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَاللّٰهُ أَكْبَرُ''۔

تخريج: أخرجه الأسماعيلي فى "المعجم": ١١٤/ ١، والبيهقى فى "شعب الايمان": ١/ ٣٤٨، وأخرجه البخارى فى "الادب المفرد": ٢٧٥، وابوداود فى "الزهد": ١٦٤/ ١٥٧، والطبرانى فى "الكبير": ٨٩٩٠ موقوفا، لكن لا يخفى انه فى حكم المرفوع

شرح:...... انسان، مسلم ہو یا کافر، اس کی ہر صلاحیت اللہ تعالیٰ کی عطا ہے، وہ ایمان و ایقان ہو یا قول و کردار، حسن و جمال ہو یا مال و دولت، حسب و نسب ہو یا عظمت و سطوت۔ یقیناً ہر آدمی کسی نہ کسی انداز میں اپنے آپ کو باصلاحیت سمجھتا ہے اور اس پر نازاں بھی رہتا ہے، لیکن اسے یہ خیال بھی ہونا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ صلاحیت اسے عاریۃً دی ہے، جو اس سے کسی وقت بھی سلب کی جا سکتی ہے۔ بہرحال ایمان و اسلام اس لحاظ سے ممتاز نعمتیں ہیں کہ اللہ

تعالیٰ کی محبت پر دلالت کرتی ہیں، اللہ تعالیٰ صرف اپنے محبوبوں کو ایمان کی نعمت سے مزین کرتے ہیں۔ کوئی دنیوی نعمت اللہ تعالیٰ کی رضامندی کی غماز نہیں ہو سکتی کیونکہ اللہ تعالیٰ ہر نیک و بد کو یہ صلاحیتیں عطا کرتا رہتا ہے، بلکہ اگر زمانہ ماضی اور بالخصوص خیر القرون کی شخصیات کی سوانح عمری کی ورق گردانی کی جائے تو معلوم ہوگا کہ اعلیٰ درجے کے ایمان دار لوگ زیادہ تر دنیوی نعمتوں سے محروم رہے ہیں۔ آخر میں "سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَاللّٰهُ أَكْبَرُ" کو بخیلی، بزدلی اور رات کو گھبرانے کا علاج قرار دیا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے مہلت کا انجام

(٢٤٨٦)۔ عَنْ أَبِيْ مُوْسٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ اللّٰهَ لَيُمْلِيْ لِلظَّالِمِ، حَتّٰى إِذَا أَخَذَهُ لَمْ يُفْلِتْهُ۔)) قَالَ: ثُمَّ قَرَأَ: ﴿وَكَذٰلِكَ أَخْذُ رَبِّكَ إِذَا أَخَذَ الْقُرٰى وَهِيَ ظَالِمَةٌ إِنَّ أَخْذَهُ أَلِيْمٌ شَدِيْدٌ﴾ (الصحيحة: ٣٥١٢)

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بے شک اللہ تعالیٰ ظالم کو مہلت دیتا رہتا ہے اور جب اُس کو پکڑنے کا ارادہ کرتا ہے تو وہ اُس سے بھاگ کر کہیں نہیں جا سکتا۔'' پھر آپ ﷺ نے قرآن کی یہ آیت پڑھی: اور اسی طرح تیرے پروردگار کی پکڑ ہے، جب وہ ظلم کرنے والی بستیوں کو پکڑتا ہے، بلاشبہ اُس کی پکڑ سخت دردناک ہے۔

تخريج: أخرجه البخاري: ٤٦٨٦، ومسلم: ٨/ ١٩، وابن حبان: ٧/ ٣٠٧/ ٥١٥٣، والترمذي: ٨/ ٢٧١، والنسائي في "السنن الكبرى": ٦/ ٣٦٥/ ١١٢٤٥، وابن ماجه: ٤٠١٨، والبيهقي: ٦/ ٩٤، والبغوي في "شرح السنة": ١٤/ ٣٥٨

شرح: ...... خوشحالی و آسودگی، مال و دولت کی فراوانی اور حکومت و سطوت جیسی صفات اللہ تعالیٰ کی رضامندی پر دلالت نہیں کرتیں، اللہ تعالیٰ کی پسند اور ناپسند کا تعلق انسان کے نیک و بد ہونے کے ساتھ ہے، وہ کبھی اس کا اظہار دنیا میں کر دیتا ہے اور کبھی نہیں بھی کرتا۔ اس حدیث میں اس بندے کے لیے وعید ہے، جو راہِ اعتدال اور صراطِ مستقیم سے کنارہ کش ہے، لیکن احکامِ الٰہی کو بالائے طاق رکھ کر مال و زر کی فراوانی اور فراخی و خوشحالی سے ایامِ حیات گزار رہا ہے، کیونکہ ممکن ہے اللہ تعالیٰ ایسے بندے کو ڈھیل دیے رکھے اور موت کے وقت اچانک اپنے عذاب کی گرفت میں لے لے۔

مذکورہ بالا حدیث میں جس آیت کا ذکر ہے، اس کا سیاق و سباق یہ ہے کہ پہلے اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام اور ان کی قوم کا ذکر کیا، جو قوم بالآخر عذابِ الٰہی میں گرفتار ہوئی اور پانی میں غرق ہو گئی، پھر قوم عاد کا ذکر کیا، جنہوں نے پیغمبرِ خدا حضرت ہود علیہ السلام کی سنی ان سنی کر دی اور "الريح العقيم" یعنی بادِ تند کے عذاب سے دوچار ہوئے، پھر قوم ثمود کا ذکر کیا، جنہوں نے اپنے خیر خواہ حضرت صالح علیہ السلام کو جھٹلا دیا اور ''صیحۃ'' یعنی چیخ اور زور کی کڑک کے عذاب میں

مبتلا ہو گئے، پھر حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کا ذکر کیا، جن کی بستی کو ان کے کرتوتوں کی وجہ سے زیر و زبر کر دیا اور ان پر کنکریلے پتھر برسائے جو تہ بہ تہ تھے، پھر حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم مدین کا ذکر کیا، جو زندگی کی رنگینیوں میں مگن رہے، حتی کہ سخت آواز کے عذاب نے ان کو دبوچ لیا اور ان کے دل پارہ پارہ ہو گئے، پھر حضرت موسی علیہ السلام کا ذکر کیا کہ جن کے مد مقابل فرعون اور فرعونیوں کو سمندر کا لقمہ بنا دیا۔ ان سب اقوام نے اللہ تعالی کی مہلت اور ڈھیل سے ناجائز فائدہ اٹھایا اور پچھلوں کے لیے سامانِ عبرت بن گئے، پھر اللہ تعالی نے مندرجہ بالا متن میں مذکورہ آیت کا ذکر کیا۔

گفتگو میں تصنّع

(٢٤٨٧)۔ عَنْ وَاثِلَةَ بْنِ الأَسْقَعِ، قَالَ: كُنْتُ فِيْ أَصْحَابِ الصُّفَّةِ، فَلَقَدْ رَأَيْتُنَا وَمَا مِنَّا إِنْسَانٌ عَلَيْهِ ثَوْبٌ تَامٌّ، وَأَخَذَ الْعَرَقُ فِيْ جُلُوْدِنَا طُرُقًا مِنَ الْغُبَارِ وَالْوَسَخِ، إِذْ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَ: ((لِيُبَشَّرْ فُقَرَاءُ الْمُهَاجِرِيْنَ۔)) إِذْ أَقْبَلَ رَجُلٌ عَلَيْهِ شَارَةٌ حَسَنَةٌ، فَجَعَلَ النَّبِيُّ لَايَتَكَلَّمُ بِكَلَامٍ إِلَّا كَلَّفَتْهُ نَفْسُهُ أَنْ يَأْتِيَ بِكَلَامٍ يَعْلُو كَلَامَ النَّبِيِّ ﷺ۔ فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ: ((إِنَّ اللّٰهَ لَايُحِبُّ هٰذَا وَضَرْبَهُ يَلْوُوْنَ أَلْسِنَتَهُمْ لِلنَّاسِ لَيَّ الْبَقَرَةِ لِسَانَهَا بِالْمَرْعٰى كَذٰلِكَ يَلْوِي اللّٰهُ أَلْسِنَتَهُمْ وَوُجُوْهَهُمْ فِي النَّارِ۔))

(الصحيحة:٣٤٢٦)

حضرت واثلہ بن اسقع سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں اصحاب صفہ میں سے تھا، میں نے دیکھا ہمارا یہ حال تھا کہ ہم میں سے کسی شخص کے پاس مکمل لباس نہیں تھا اور گرد و غبار اور میل کچیل کی وجہ سے پسینے سے ہمارے جسم پر لکیریں پڑ جاتی تھیں۔ (ایک دن) اچانک رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا: ''فقرا مہاجرین کے لیے خوشخبری ہو۔'' ہمارے پاس اچانک ایک اچھے لباس والا آدمی آیا، نبی کریم ﷺ جو کلام بھی ارشاد فرماتے، وہ تکلفاً آپ کی کلام سے افضل کلام کرتا۔ جب وہ چلا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک اللہ تعالی اس کو اور اس جیسے شخص کو ناپسند کرتا ہے۔ جو چراگاہ میں (چرنے والی) گائیوں کی طرح اپنی زبانوں کو لوگوں کے لیے مروڑتے ہیں، اللہ تعالی بھی ان کے چہروں اور زبانوں کو آگ میں مروڑے گا۔''

تخريج: أخرجه الطبراني في"المعجم الكبير": ٢٢/ ٧٠/ ١٧٠، وروى منه ابو نعيم فى "حلية الاولياء": ٢/ ٢١ الطرف الاول الى جملة البشارة، والبيهقى فى "شعب الايمان": ٤/ ٢٥١/ ٤٩٧٣ ما بعدها

شرح:...... اس حدیث میں غیر ضروری اور تصنّع و تکلف سے گفتگو کرنے اور اس ذریعے دوسروں پر برتری جتانے سے اجتناب کرنے کی تاکید کی گئی ہے، گویا کہ کم بولنا اور سادگی سے کلام کرنا پسندیدہ ہے اور اس کے برعکس زیادہ بولنا اور وہ بھی دوسروں پر ہیکڑی جمانے کے لیے گفتگو میں تیزی و طراری دکھانا اور خواہ مخواہ کی بناوٹ اختیار کرنا سخت ناپسندیدہ ہے، جیسا کہ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((وَإِنَّ أَبْغَضَكُمْ إِلَيَّ

وَاَبْعَدَكُمْ مِنِّيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الثَّرْثَارُوْنَ وَالْمُتَشَدِّقُوْنَ وَالْمُتَفَيْهِقُوْنَ۔)) (ترمذی) ...... ''اورتم میں سے مجھے سب سے زیادہ ناپسندیدہ اور مجھ سے سب سے زیادہ دور قیامت کے روز وہ ہوں گے جو بہت باتونی، تصنع سے باتیں کرنے والے اور تکبر سے باچھیں کھول کھول کر گفتگو کرنے والے ہوں گے۔''

جہنمی اور جنتی لوگوں کی صفات

(۲٤٨٨)۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ أَهْلَ النَّارِ كُلُّ جَعْظَرِيٍّ جَوَّاظٍ مُسْتَكْبِرٍ، جَمَّاعٍ مَنَّاعٍ، وَأَهْلُ الْجَنَّةِ الضُّعَفَاءُ الْمَغْلُوْبُوْنَ۔)) (الصحيحة:١٧٤١)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ فرمایا: ''ہر بدمزاج (و بدخلق)، اکڑ کر چلنے والا، متکبر، بہت زیادہ مال جمع کرنے والا اور بہت زیادہ بخل کرنے والا سب جہنمی لوگ ہیں اور کمزور اور مغلوب لوگ جنتی ہیں۔''

تخريج: أخرجه الحاكم: ٢/ ٤٩٩، وأحمد: ٢/ ١١٤

شرح: ...... اس حدیث میں بدخلقی و بدمزاجی، غرور و گھمنڈ، بڑائی و تکبر، شہرت و ناموری، مال و دولت اور کنجوسی و بخیلی کی مذمت کی گئی ہے اور ان صفات کے حاملین کو دوزخی کہا گیا ہے، جبکہ کمزور، غریب اور گوشۂ خمول میں رہنے والے لوگوں کی فضیلت بیان کی گئی ہے، جن کو معاشرے میں کوئی امتیازی مقام حاصل نہیں ہوتا، وہ مغلوب اور بے بس ہوتے ہیں اور کوئی بھی ان کو وقعت نہیں دیتا، لیکن وہ اللہ تعالی کے ہاں معزز و مکرم ہوتے ہیں۔

ہر عروج کو زوال ہے

(٢٤٨٩)۔ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: كَانَتْ نَاقَةٌ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ تُسَمَّى الْعَضْبَاءَ، وَكَانَتْ لَا تُسْبَقُ، فَجَاءَ أَعْرَابِيٌّ عَلٰى قَعُوْدٍ لَهُ، فَسَبَقَهَا، فَاشْتَدَّ ذٰلِكَ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ، وَقَالُوْا: سُبِقَتِ الْعَضْبَاءُ! فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ: أَنْ لَا يَرْفَعَ شَيْئًا مِنَ الدُّنْيَا إِلَّا وَضَعَهُ۔)) (الصحيحة: ٣٥٢٥)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کی ایک اونٹنی تھی، اس کو عضبا کہا جاتا تھا اور کوئی (دوسری اونٹنی) اس سے آگے نہیں گزر سکتی تھی۔ ایک بدو اپنے اونٹ پر آیا، وہ اُس سے آگے نکل گیا، یہ بات مسلمانوں پر بڑی گراں گزری، وہ کہنے لگے کہ عضبا تو پیچھے رہ گئی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بلاشبہ اللہ پر حق ہے کہ وہ دنیا میں جس چیز کو رفعت عطا کرے، اسے پست بھی کرے۔''

تخريج: أخرجه البخاري: ٦٥٠١، وابن حبان: ٧٠١، والنسائي: ٢/ ١٢٢، وأبوداود: ٤٨٠٢، والبيهقي في"الشعب": ٧/ ١٠٥١٠/٣٤١، وأحمد: ٣/ ١٠٣

شرح: ...... شارح ابوداود علامہ عظیم آبادی رحمہ اللہ صاحب نے کہا: اس حدیث میں دنیا سے بے رغبتی دلائی گئی ہے کہ

اس میں جو چیز بھی رفعت اختیار کرتی ہے، وہ بالآخر پست ہو جاتی ہے۔ حافظ منذری کہتے ہیں: بعض نے کہا کہ اس حدیث میں اللہ تعالیٰ کے ہاں دنیا کی قدر و منزلت بیان کی گئی ہے کہ یہ حقیر اور پست چیز ہے۔ درحقیقت نبی کریم ﷺ اپنی امت کو متنبہ کرنا چاہتے ہیں کہ وہ دنیا کے مال و متاع کی بنا پر فخر و مباہاۃ کرنا ترک کر دیں اور ہر اہل دین و دانش کو چاہئے کہ وہ دنیا سے بے رغبتی اختیار کرے اور اس کو پا کر دوسروں پر برتری جتانا چھوڑ دے، کیونکہ دنیوی ساز و سامان بہت قلیل ہے اور اس کا حساب و کتاب بڑا طویل ہے۔ (عون المعبود)

مؤمنانہ صفات اور منافقانہ خصائل اور دونوں کے تقاضے

(٢٤٩٠)۔ عَنْ إِيَاسِ بْنِ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ الْمُزَنِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قُرَّةَ الْمُزَنِيِّ، قَالَ: كُنَّا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَذُكِرَ عِنْدَهُ الْحَيَاءُ فَقَالُوْا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اَلْحَيَاءُ مِنَ الدِّيْنِ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ الْحَيَاءَ وَالْعَفَافَ وَالْعِيَّ۔ عِيَّ اللِّسَانِ لَا عِيَّ الْقَلْبِ۔ وَالْفِقْهَ مِنَ الإِيْمَانِ، وَإِنَّهُنَّ يَزِدْنَ فِي الآخِرَةِ وَيَنْقُصْنَ مِنَ الدُّنْيَا، وَمَا يَزِدْنَ فِي الآخِرَةِ أَكْثَرُ مِمَّا يَنْقُصْنَ مِنَ الدُّنْيَا وَإِنَّ الشُّحَّ وَالْفُحْشَ وَالْبَذَاءَ مِنَ النِّفَاقِ، وَإِنَّهُنَّ يَنْقُصْنَ مِنَ الآخِرَةِ، وَيَزِدْنَ فِي الدُّنْيَا، وَمَايَنْقُصْنَ مِنَ الآخِرَةِ أَكْثَرُ مِمَّا يَزِدْنَ مِنَ الدُّنْيَا۔)) قَالَ إِيَاسٌ: فَحَدَّثْتُ بِهِ عُمَرَ بْنَ عَبْدِالْعَزِيْزِ، فَأَمَرَنِيْ فَأَمْلَيْتُهَا عَلَيْهِ، ثُمَّ كَتَبَهُ بِخَطِّهِ، ثُمَّ صَلَّى بِنَا الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ وَإِنَّهَا لَفِيْ كَفِّهِ مَايَضَعُهَا۔

(الصحيحة: ٣٣٨١)

ایاس بن معاویہ بن قرۃ مزنی اپنے باپ سے، وہ ان کے دادا قرہ بن مزنی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس تھے، حیا کا تذکرہ ہونے لگا۔ صحابہ نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا حیا بھی دین کا حصہ ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بلاشبہ حیا، پاک دامنی، عجز و عاجزی اور سمجھ بوجھ ایمان سے ہیں (عجز و عاجزی سے مراد زبان کا عجز ہے، نہ کہ دل کا)۔ ان امور سے آخرت (کے معاملے) میں جو اضافہ ہوتا ہے وہ دنیا میں ہونے والی کمی سے زیادہ ہے۔ بلاشبہ بخل، بدکاری اور بدگوئی نفاق میں سے ہے، یہ چیزیں آخرت کا نقصان کرتی ہیں اور دنیا میں زیادتی کرتی ہیں۔ لیکن ان امور سے آخرت (کے معاملے) میں ہونے والی کمی دنیا میں ہونے والے اضافے سے زیادہ ہے۔'' ایاس نے کہا: میں نے یہ حدیث عمر بن عبدالعزیز سے بیان کی، پھر ان کے حکم پر اس کی املا کی، پھر انہوں نے یہ حدیث اپنے خط سے لکھی، پھر جب انہوں نے ہمیں ظہر اور عصر کی نمازیں پڑھائیں تو وہ خط ان کی ہتھیلی میں تھا، اُس کو رکھا نہیں تھا۔

تخریج: أخرجه يعقوب بن سفيان الفَسَوِيّ في "المعرفة": قال: ١/ ٣١١، والبيهقي في "الآداب": ١٣٢/ ١٩٩، و"الشعب": ٦/ ١٣٤، و"السنن الكبرى": ١٠/ ١٩٤، والبخاري في "التاريخ": ٤/ ١/ ١٨١،

والطبرانی فی "المعجم الكبير": ١٩/ ٢٩

شرح:...... شرم وحیا، عفت و پاکدامنی، عاجزی وانکساری اور دین میں فقہ وفقاہت جیسی صفات سے اہل ایمان لوگ متصف ہوتے ہیں، بعض اوقات ان خصائل کی وجہ سے ظاہری اور وقتی طور پر دنیوی منزلت ومرتبت میں کمی آتی ہے، لیکن اخروی زندگی سنور جاتی ہے، جس کی اہمیت دنیا کی زندگی سے کہیں زیادہ ہے۔ جبکہ منافق لوگ بدگوئی وفحش گوئی، بخیلی و کنجوسی اور بدکاری و بدکرداری جیسی مذموم صفات کو اپناتے ہیں، اگرچہ ان صفات کی بنا پر منافقوں پر دنیوی چمک ومک کے لشکارے پڑتے ہیں، لیکن مرنے کے بعد کی زندگی کا جو خسارہ ہو جاتا ہے، اس کی تلافی نہیں ہوتی۔

ہمیں چاہئے کہ اگر شرعی احکام پر عمل کرنے کی وجہ سے دنیوی جاہ وجلال اور مقام و مرتبہ میں کمی آتی ہے، تو اس کی پرواہ نہ کریں، کیونکہ اخروی زندگی کے مقابلے میں ایسا نقص کوئی وقعت نہیں رکھتا ہے، یہ زندگی چند ایام پر مشتمل ہے، جو چند لمحات میں گزر جائیں گے، اس لیے ابدی اور سرمدی حیاتِ آخرت کو انتہائی عارضی اور غیر پائیدار زندگی پر ترجیح دینی چاہئے۔

والدین کے حق میں اولاد کی دعا کی برکتیں

(٢٤٩١)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوعًا: ((إِنَّ الرَّجُلَ لَتُرْفَعُ دَرَجَتُهُ فِي الْجَنَّةِ، فَيَقُوْلُ: أَنَّى لِي هٰذَا؟ فَيُقَالُ: بِاسْتِغْفَارِ وَلَدِكَ لَكَ۔)) (الصحيحة:١٥٩٨)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بلاشبہ ایک آدمی کا جنت میں درجہ بلند کیا جاتا ہے، وہ کہتا ہے، یہ مجھے کیسے مل گیا؟ (جوابًا) کہا جاتا ہے: تیرے بچے کا تیرے حق میں استغفار کرنے کی وجہ سے۔''

تخريج: أخرجه ابن ماجه: ٣٦٦٠، وأحمد: ٢/ ٥٠٩، وابن أبي شيبة في "المصنف": ١٢/ ٤٤/ ١، والأصبهاني في "الترغيب": ٨٥/ ٢، والبغوي في "شرح السنة" ٢/ ٨٤/ ٢، والضياء في "المنتقي من مسموعاته بمرو": ٥٥/ ١

شرح:...... اولاد اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے، اولاد جہاں دنیا میں باعثِ اعزاز ٹھہرتی ہے، وہاں اخروی زندگی میں یہ اپنے والدین لیے کے مفید ہوسکتی ہے، بشرطیکہ والدین اپنی اولاد کی تعلیم وتربیت کی ذمہ داریاں ادا کریں۔ چشمِ فلک شاہد ہے کہ جن لوگوں نے صرف اپنے بچوں کی دنیوی تعلیم ومنصب اور دنیوی مال و دولت پر توجہ دی، ایسی اولاد والدین کی زندگی میں بھی ان کے لیے پریشانی کا سبب بنتی ہے اور ان کے مرنے کے بعد ان کو سب سے پہلے بھلا دینے والی ہوتی ہے۔ اولاد کے لیے دنیوی اسباب وذرائع جمع کرنا قابل مذمت نہیں ہے، لیکن دنیا کو ہی سب کچھ سمجھ لینا اور دینی تعلیمات کی طرف توجہ نہ دینا ہر اعتبار سے مذموم اقدام ہے۔ مثلا عصر حاضر میں ہر کوئی اپنے بچے کے لیے نہ صرف اچھے سکول کا انتخاب کرتا ہے، بلکہ سکول کے تمام تقاضے بھی پورے کرتا ہے، مقررہ اوقات پر سکول تک بچوں کو پہنچانا، بہت زیادہ فیسیں ادا کرنا، گھر میں ٹیوشن کا اہتمام کرنا، سکول کی میٹنگز میں شرکت کرنا، وغیرہ۔ لیکن ایسے والدین

بچوں کے صوم و صلاۃ، دینی تعلیم و تربیت اور قرآن و حدیث کی تعلیم پر کوئی توجہ نہیں دیتے؟ کیا شام کو نماز کی حاضری لگاتے ہیں، کیا نماز کے اوقات میں مساجد میں اپنے بچوں کی خبر لیتے ہیں؟ اگر جواب منفی میں موصول ہو تو کہنا پڑے گا کہ ایسے والدین اپنی اولاد کے حق میں بہت بڑے ظالم ہیں کہ ان کی آخرت پر کوئی توجہ نہیں کر رہے، یہ اس لائق ہیں کہ اولاد بھی ان کے ساتھ بے وفائی کرے اور ایسا ہی ہوگا۔

مذکورہ حدیث میں اولاد کی والدین کے حق میں دعاؤں کا نتیجہ دیکھیں کہ ان کے درجات بلند ہو جاتے ہیں اور ان کو خبر تک نہیں ہوتی۔

دلوں کو دلوں سے راہ ہوتی ہے

(٢٤٩٢)۔ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ: أَنَّ أَبَاه قَالَ: رَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ كَأَنِّي أَسْجُدُ عَلَى جَبْهَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَأَخْبَرْتُ بِذٰلِكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَ: ((إِنَّ الرُّوْحَ لَتَلْقَى الرُّوْحَ وَفِيْ رِوَايَةٍ: اِجْلِسْ وَاسْجُدْ وَاصْنَعْ كَمَا رَأَيْتَ)) وَأَقْنَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ هٰكَذَا قَالَ عَفَّانُ بِرَأْسِهِ إِلَى خَلْفٍ فَوَضَعَ جَبْهَتَهُ عَلٰى جَبْهَةِ النَّبِيِّ ﷺ۔ (الصحيحة:٣٢٦٢)

حضرت عمارہ بن خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اس کے باپ نے کہا: میں نے خواب میں دیکھا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی پیشانی پر سجدہ کر رہا ہوں۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس چیز کی خبر دی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یقیناً روح، روح سے ملاقات کرتی ہے''۔ ایک روایت میں ہے: ''بیٹھ اور سجدہ کر اور اُس طرح کر جس طرح تو نے دیکھا۔'' رسول اللہ نے اپنا سر اس طرح جھکایا (اس کیفیت کو بیان کرنے کے لیے عفان نے اپنا سر پیچھے کی طرف کیا)، پھر اُس نے اپنی پیشانی رسول اللہ کی پیشانی پر رکھی۔

تخريج: أخرجه النسائي في "السنن الكبرى": ٤/ ٣٨٤/ ٧٦٣١، وابن أبي شيبة في "المصنف": ١١/ ٧٨/ ١٠٥٦٤، وأحمد: ٥/ ٢١٤، ٢١٥، وابن سعد: ٤/ ٣٨٠، والطبراني في "المعجم الكبير": ٤/ ٩٧/ ٣٧١٧

شرح:...... آپ ﷺ نے سیدنا خزیمہ رضی اللہ عنہ کو یہ موقع عطا کیا کہ وہ اپنے خواب کو حقیقت کے روپ میں دیکھ لے، یاد رہے کہ یہ سجدہ اللہ تعالیٰ کے لیے تھا، اس میں آپ ﷺ کے چہرے کی حیثیت اس چٹائی اور مصلّی کی تھی، جس پر سجدہ کیا جاتا ہے۔ چونکہ نیند موت کی ہی ایک قسم ہے، اس میں روح بندے کے جسم سے ایک خاص انداز میں خارج ہو جاتی ہے کہ اس کا تعلق جسم سے یک گنا برقرار بھی رہتا ہے، ممکن ہے کہ آپ ﷺ بھی اس وقت سوئے ہوئے ہوں اور آپ ﷺ کی روح اور سیدنا خزیمہ رضی اللہ عنہ کی روح کی آپس میں ملاقات ہو گئی ہو، جیسا کہ حدیثِ نبوی کے مطابق مرنے کے بعد مومنوں کی روحیں ایک مقام پر جمع ہو کر آپس میں ایک دوسرے کی معرفت حاصل کرتی ہیں اور دوسروں کے متعلق باتیں کرتی ہیں۔

مسئولیت وامارت

(٢٤٩٣)۔ عَنْ حُمَيْدٍ، قَالَ: عَنْ رَجُلٍ، قَالَ: اسْتَعْمَلَ النَّبِيُّ ﷺ رَجُلاً عَلٰى سَرِيَّةٍ، فَلَمَّا مَضٰى وَرَجَعَ إِلَيْهِ قَالَ لَهُ: ((كَيْفَ وَجَدْتَّ الإِمَارَةَ؟)) فَقَالَ: كُنْتُ كَبَعْضِ الْقَوْمِ، كُنْتُ إِذَا رَكِبْتُ رَكِبُوْا، وَإِذَا نَزَلْتُ نَزَلُوْا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ صَاحِبَ السُّلْطَانِ عَلٰى بَابِ عَنَتٍ، إِلَّا مَنْ عَصَمَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ۔)) فَقَالَ الرَّجُلُ: وَاللّٰهِ! لَا أَعْمَلُ لَكَ وَلَا لِغَيْرِكَ أَبَدًا۔ فَضَحِكَ النَّبِيُّ حَتّٰى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ۔ (الصحيحة:٣٢٣٩)

حمید سے روایت ہے، وہ ایک آدمی سے روایت کرتے ہیں، کہ: رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو لشکر کا امیر مقرر کیا، وہ چلا گیا اور جب آپ کی طرف واپس لوٹا تو آپ ﷺ نے اُس سے پوچھا: ''تم نے امارت کو کیسا پایا؟'' اُس نے کہا: بس میں بعض لوگوں کی طرح ہی رہا، جب میں سوار ہوتا تو وہ بھی سوار ہو جاتے اور جب میں اترتا تو وہ بھی اتر جاتے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بے شک امیر راہِ گناہ پر ہوتا ہے، مگر جس کو اللہ تعالیٰ بچالے۔'' اس آدمی نے کہا: اللہ کی قسم! میں (آئندہ) آپ کا عامل بنوں گا نہ کسی اور کا۔ رسول اللہ ﷺ ہنس پڑے، یہاں تک کہ آپ ﷺ کی داڑھیں ظاہر ہونے لگیں۔

تخريج: أخرجه الطبراني في "المعجم الكبير": ٤/ ٥٥/ ٣٦٠٣

شرح:...... امارت وخلافت اور حکومت وسلطنت یا اس کا کوئی بھی منصب بہت بڑی ذمہ داری ہے، اس سے عہدہ برآ ہونا نہایت مشکل امر ہے۔ ایسا مسئول ہر وقت بے انصافی اور غلطی کے دہانے پر کھڑا رہتا ہے۔ بالخصوص عصر حاضر میں کہ ملک، صوبے اور ڈویژن کو چھوڑیں ایک شہر کی امارت کی ذمہ داریاں ادا کرنا محال اور ناممکن نظر آتا ہے، موجودہ ایم، این، اے یا ایم، پی، اے یا ضلع ناظم اور تحصیل ناظم کی صورتحال عیاں ہے کہ یہ لوگ حلف اٹھاتے وقت کیا کیا اقرار کرتے ہیں اور ذمہ داریاں ادا کرتے وقت کیا کیا گھپلے کرتے ہیں۔ ہاں جو جائز و ناجائز کا لحاظ کرے، عدل و انصاف کرے، اپنے اور بیگانے میں پردۂ امتیاز حائل نہ ہونے دے، اپنے عاملوں کو عہدہ دیتے وقت صلاحیتوں کا خیال رکھے، نہ کہ قرابتداریوں کا تو منصب قبول کرنے میں کوئی حرج نہیں، لیکن یہ حقوق ادا کرنا جو کے دودانوں میں گرہ لگانے کے مترادف ہے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((مَنْ جُعِلَ قَاضِيًا بَيْنَ النَّاسِ فَقَدْ ذُبِحَ بِغَيْرِ سِكِّيْنٍ۔)) (ابوداود، ترمذی، ابن ماجہ)...... ''جسے لوگوں کے مابین قاضی بنا دیا گیا وہ ایسے ہی ہے جیسے اسے بغیر چھری کے ذبح کر دیا گیا۔'' اور سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((إِنَّكُمْ سَتَحْرِصُوْنَ عَلَى الْإِمَارَةِ وَسَتَكُوْنُ نَدَامَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَنِعْمَتِ الْمُرْضِعَةُ وَبِئْسَتِ الْفَاطِمَةُ۔)) (بخاری)...... ''تم لوگ لازماً حکومت کی حرص وطمع کرو گے، لیکن وہ روزِ قیامت باعث ِ ندامت ہوگی۔ سو دودھ پلانے والی تو اچھی ہے، لیکن دودھ چھڑانے والی بڑی بری ہے۔''

''دودھ پلانے والی'' سے مراد دنیا میں حکومت کرتے ہوئے مال وزر، جاہ ومنصب، عزت وکرامت، حکم وفرمان کا نفاذ، اپنوں کو عزتیں عطا کرنا اور بیگانوں کو دبانا اور دیگر مختلف فوائد ہیں، جن کی بنا پر بندے کو اپنی زندگی میں بڑا لطف آتا ہے۔ ''دودھ چھڑانے والی'' سے مراد روزِ قیامت کا حساب وکتاب اور باز پرس ہے، جس سے اہل حکومت لوگوں کا عہدہ برآ ہونا بہت مشکل ہوگا۔

بندگانِ خدا کا صبر وتحمل اور رحم وکرم

(٢٤٩٤)۔ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ، قَالَ: لَمَّا قَسَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ غَنَائِمَ حُنَيْنٍ (بِالْجِعْرَانَةِ) ازْدَحَمُوْا عَلَيْهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ: ((إِنَّ عَبْداً مِنْ عِبَادِ اللّٰهِ بَعَثَهُ اللّٰهُ إِلٰى قَوْمِهِ، فَكَذَّبُوْهُ وَشَجُّوْهُ، فَكَانَ يَمْسَحُ الدَّمَ عَنْ جَبْهَتِهِ وَيَقُوْلُ: اَللّٰهُمَّ! اغْفِرْ لِقَوْمِيْ، فَإِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ۔)) قَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ: فَكَأَنِّيْ أَنْظُرُ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ يَحْكِي الرَّجُلَ يَمْسَحُ عَنْ جَبْهَتِهِ۔))

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ نے مقام جعرانہ پر حنین کا مالِ غنیمت تقسیم کیا، صحابہ نے آپ کے ارد گرد بہت بھیڑ کر دی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کے بندوں میں سے ایک بندہ تھا، اللہ نے اسے اس کی قوم کی طرف بھیجا، انہوں نے اُس کی تکذیب کی اور اُس کا سر پھوڑ دیا۔ وہ اپنی پیشانی سے خون صاف کر رہا تھا اور کہہ رہا تھا: اے اللہ میری قوم کو معاف کر دے کیونکہ وہ جانتے نہیں ہیں۔'' ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: گویا کہ اب بھی میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھ رہا ہوں، جبکہ آپ ﷺ اس آدمی کی نقل اتارتے ہوئے اپنی پیشانی پونچھ رہے تھے۔

الصحيحة: (٣١٧٥)

تخريج: أخرجه البخاري في "الأدب المفرد": ٧٥٧، وأحمد: ١/ ٤٣٧، ٤٥٦، والحديث أخرجه البخاري: ٣٤٧٧، ومسلم: ٥/ ١٧٩ وغيرهما مختصرا

شرح:...... یہ چیز وارثینِ علمِ نبوت اور مبلّغ ومربی احباب کے لیے کلیدی حیثیت رکھتی ہے کہ وہ تبلیغ ودعوت کی راہ میں تکلیفیں برداشت کریں اور لوگوں کی بداخلاقی اور بدسلوکی کے مقابلے میں عفو ودرگزر سے کام لیں اور جاہلوں سے جاہلوں والا معاملہ نہ کریں۔ یہ اخلاقی خوبی اور کردار کی بلندی، ایک داعیٔ دین کے لیے انتہائی ضروری ہے۔ اس حدیث پر عمل کرنا آسان ہوسکتا ہے، بشرطیکہ اگر ہم دوسرے لوگوں پر احسان کرنا چاہتے ہوں تو وہ اللہ تعالی کے لیے کریں، نہ کہ ان لوگوں کی شخصیت کو دیکھ کر، کیونکہ اگر ایسے لوگوں کی طرف سے بہترین انداز میں صلہ نہ ملا تو معاملہ اللہ تعالی کے سپرد کر دیا جائے گا اور اُن لوگوں سے پھر بھی رابطہ بحال رکھا جائے گا اور ان کی ہدایت ورشد کی دعا کی جائے گی، کیونکہ بیچ میں اللہ تعالی کی ذات کا معاملہ ہے، لیکن اگر کسی احسان کے لیے کسی کی شخصیت کو مدنظر رکھا جائے گا تو مذکورہ بالا حدیث پر عمل کرنا ناممکن ہوگا۔

اللہ اور اس کے رسول کا محبوب بننا کیسے ممکن ہے؟

(٢٤٩٥)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ، قَالَ: نَزَلَ بِالنَّبِيِّ أَضْيَافٌ مِنَ الْبَحْرَيْنِ فَدَعَا النَّبِيُّ ﷺ بِوَضُوْئِهِ ، فَتَوَضَّأَ فَبَادَرُوْا إِلٰى وَضُوْئِهِ فَشَرِبُوْا مَا أَدْرَكُوْهُ مِنْهُ وَمَا انْصَبَّ مِنْهُ فِي الأَرْضِ فَمَسَحُوْا بِهِ وُجُوْهَهُمْ وَرُؤُوْسَهُمْ وَصُدُوْرَهُمْ ، فَقَالَ لَهُمُ النَّبِيُّ مَادَعَاكُمْ إِلٰى ذٰلِكَ؟ قَالُوْا: حُبًّا لَكَ ، لَعَلَّ اللّٰهَ يُحِبُّنَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ!۔ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ أَنْ يُحِبَّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ فَحَافِظُوْا عَلٰى ثَلَاثِ خِصَالٍ: صِدْقِ الْحَدِيْثِ وَأَدَاءِ الأَمَانَةِ ، وَحُسْنِ الْجِوَارِ ، فَإِنَّ أَذَى الْجَارِ يَمْحُو الْحَسَنَاتِ كَمَا تَمْحُو الشَّمْسُ الْجَلِيْدَ۔))

(الصحيحة:٢٩٩٨)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: بحرین سے آنے والے مہمان نبی کریم ﷺ کے ہاں ٹھہرے، آپ نے وضو کا پانی منگوایا اور وضو کیا، وہ آپ کے وضو کے پانی کی طرف لپکے، اُس میں سے انہوں نے جو پانی پایا، پی لیا اور جو زمین پر گرا ہوا تھا اُسے اپنے چہروں، سروں اور سینوں پر مل لیا۔ نبی کریم ﷺ نے اُن سے پوچھا: ''کس چیز نے تم کو ایسا کرنے پر اکسایا ہے؟'' انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ کی محبت نے۔ شاید (محبت کے اسی انداز کی بنا پر) اللہ تعالیٰ ہم سے محبت کرنے لگے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تم پسند کرتے ہو کہ اللہ اور اس کا رسول تم سے محبت کریں تو ان تین خصلتوں کی حفاظت کرو: (۱) سچی بات (۲) امانت کی ادائیگی اور (۳) اچھا پڑوسی بننا۔ (یاد رہے کہ) پڑوسی کو تکلیف دینا نیکیوں کو اس طرح زائل کرتا ہے جس طرح سورج برف کو زائل کر دیتا ہے۔''

تخريج: رواه الخلعي في "الفوائد": ١٨/ ٧٣/ ١

شرح:...... ایک عربی ضرب المثل ہے: "إِنَّ الْمُحِبَّ لِمَنْ يُحِبُّ مُطِيْعٌ۔" ......محبّ اپنے محبوب کا فرماں بردار ہوتا ہے۔

محبت کا تعلق نعرہ بازی اور ظاہری دعوی سے نہیں ہے۔ محبّ کی زبان نہیں، اس کی ادائیں محبوب کا تعین کرتی ہیں۔ یا یوں سمجھیں کہ ہم اپنے دوستوں کے سامنے ان سے محبتوں کا اظہار نہیں کرتے، بلکہ عملی طور پر ان کے تعلق کے تقاضے پورے کرتے ہیں، ان کی خوشی غمی میں شریک ہوتے ہیں، ان کے مطالبات پورے کرتے ہیں اور جو کچھ وہ کہہ دیں ان کی زبان اور شخصیت کا ہر ممکنہ لحاظ کرتے ہیں۔ ہمارے دوست سمجھ جائیں گے کہ ہم ان کے حق میں مخلص ہیں۔

محبت کا یہی اصول رسول اللہ ﷺ کے بارے میں مستعمل ہوگا، یعنی عملاً آپ کی سنتوں کا احترام کیا جائے گا، کوئی کام کرنے یا نہ کرنے کی اجازت آپ ﷺ سے طلب کی جائے گی۔ اس حدیث میں آپ ﷺ نے تین اعمال کی نشاندہی کی کہ اگر ان کو سرانجام دیا جائے تو اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ دونوں کی محبت نصیب ہوگی: سچی گفتگو کرنا، امانت ادا کرنا اور پڑوسیوں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنا۔

اللہ تعالیٰ کے اولیا کی صفات

(٢٤٩٦)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ: رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا۔ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ لِلّٰهِ عِبَادًا لَيْسُوْا بِأَنْبِيَاءٍ وَلَا شُهَدَاءٍ، يَغْبِطُهُمُ الشُّهَدَاءُ وَالْأَنْبِيَاءُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، لِقُرْبِهِمْ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى وَمَجْلِسِهِمْ مِنْهُ فَجَثَا أَعْرَابِيٌّ عَلٰى رُكْبَتَيْهِ فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ! صِفْهُمْ لَنَا وَجَلِّهِمْ لَنَا۔ قَالَ: قَوْمٌ مِنْ أَفْنَاءِ النَّاسِ، مِنْ نُزَّاعِ الْقَبَائِلِ، تَصَادَقُوْا فِي اللّٰهِ، فَتَحَابُّوْا فِيْهِ، يَضَعُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَنَابِرَ مِنْ نُوْرٍ، يَخَافُ النَّاسُ وَلَا يَخَافُوْنَ، هُمْ أَوْلِيَاءُ اللّٰهِ۔ عَزَّوَجَلَّ۔ اَلَّذِيْنَ ﴿لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ﴾۔)) (الصحيحة:٣٤٦٤)

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کے بعض بندے ایسے بھی ہیں، جو انبیا ہیں نہ شہداء، لیکن شہدا و انبیا اُن پر رشک کریں گے،اس کی وجہ ان کا اللہ تعالیٰ سے قرب اور اس کے ساتھ مجلس ہوگی۔ ایک اعرابی اپنے گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! ہمارے لیے ان کی صفات بیان کرو اور ان کو واضح کرو۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ غیر معروف قبائل کے نامعلوم النسب لوگ ہوں گے، جو اللہ تعالیٰ کے لیے باہم دوستی رکھیں گے اور اسی کے لیے ایک دوسرے سے محبت کریں گے، قیامت کے روز اللہ عزوجل اُن کے لیے نور کے منبر رکھے گا۔ دوسرے لوگ خوفزدہ ہوں گے، لیکن ان کو کوئی خوف نہیں ہوگا۔ یہی لوگ اللہ تعالیٰ کے اولیا ہیں کہ (فرمانِ الٰہی کے مطابق) جن پر نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔''

تخريج: أخرج الحاكم في "المستدرك": ٤/ ١٧٠

شرح:...... اس میں صرف اللہ تعالیٰ کے لیے اور اس کی جلالت وعظمت کی خاطر آپس میں محبت کرنے والوں کی عظیم منقبت کا بیان ہے، جو ان کو روزِ قیامت عند اللہ حاصل ہوگی۔

یادرہے کہ محبت کی دو قسمیں ہیں: (۱) طبعی اور (۲) کسبی۔

طبعی محبت وہ انسان کو طبعی طور پر اپنے قرابتداروں اور محسنوں سے ہوتی ہے، یہ محبت انسان کا کمال اور طرۂ امتیاز نہیں، کیونکہ تقریبا تمام حیوانات بھی اس صفت سے متصف نظر آتے ہیں۔

کسبی محبت سے مراد مومنوں کا آپس میں تعلق اور دوستی ہے، جیسا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بالخصوص مہاجرین وانصار کے مابین تھی، یہ دینی محبت صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ہوتی ہے، اس سے کوئی دنیوی مفاد اور غرض وابستہ نہیں ہوتی۔ ایسی محبت کو نہ صرف شریعتِ اسلامیہ میں سراہا گیا ہے، بلکہ ایمان وایقان کی علامت قرار دیا گیا ہے، یادرہے کہ ایسی محبت و الفت صرف نیک اور صالح لوگوں سے ہوتی ہے۔

انبیا و رسل کا مقام و مرتبہ تمام امتیوں سے زیادہ ہوگا، اس حدیث میں رشک کرنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ اِن لوگوں

کے حالات کو اچھا سمجھیں گے اور ان پر خوش ہوں گے، کیونکہ قاموس میں "غِبْطَة" کا معنی "حُسْنُ الْحَالِ وَالْمَسَرَّة" بیان کیا گیا ہے۔ نیز اس کا دوسرا مطلب یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اس سے مراد اُن کی فضیلت وعظمت اور عالی مرتبت و منزلت بیان کرنا ہے، یعنی اللہ تعالیٰ کی جلالت وعظمت کی خاطر ایک دوسرے سے محبت کرنے والوں کا مقام و مرتبہ اس کے ہاں روزِ قیامت اتنا عالی شان ہوگا کہ انبیا کرام، باوجود اس بات کے کہ وہ جلالت وعظمت کے اعلیٰ مقام پر فائز ہوں گے، کو بھی رشک ہوگا۔

تصنع اور تکلف سے گفتگو کرنا ناپسندیدہ ہے

(۲٤۹۷)۔ عَنْ جَابِرٍ مَرْفُوْعًا: ((إِنَّ مِنْ أَحَبِّكُمْ إِلَيَّ ، وأَقْرَبِكُمْ مِنِّي مَجْلِسًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَحَاسِنُكُمْ أَخْلَاقًا ، وَإِنَّ أَبْغَضَكُمْ إِلَيَّ وَأَبْعَدَكُمْ مِنِّي مَجْلِسًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ الثَّرْثَارُوْنَ وَالْمُتَشَدِّقُوْنَ وَالْمُتَفَيْهِقُوْنَ ، قَالُوْا: قَدْ عَلِمْنَا "الثَّرْثَارُوْنَ وَالْمُتَشَدِّقُوْنَ" فَمَا الْمُتَفَيْهِقُوْنَ؟ قَالَ: ((الْمُتَكَبِّرُوْنَ۔)) (الصحيحة:۷۹۱)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے تم میں سے سب سے زیادہ محبوب اور روزِ قیامت مجلس کے لحاظ سے میرا سب سے زیادہ قریبی وہ ہوگا جو تم میں اخلاق کے لحاظ سے بہت عمدہ ہو اور تم میں سے مجھے سب سے زیادہ نفرت والے اور روزِ قیامت مجھ سے سب سے زیادہ دور وہ لوگ ہوں گے جو فضول بولنے والے، گفتگو کے لیے باچھوں کو موڑنے والے اور تکبر کرنے والے ہوں۔'' صحابہ نے کہا: ہم "ثَرْثَارُوْن" اور "مُتَشَدِّقُوْن" کا معنی تو سمجھتے ہیں، "مُتَفَيْهِقُوْن" سے کون لوگ مراد ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تکبر کرنے والے۔''

تخريج: أخرجه الترمذي: ١/ ٣٦٣، والخطيب في "التاريخ": ٤/ ٦٣

شرح:...... اس حدیث میں حسنِ اخلاق کی ترغیب اور غیر ضروری اور غیر محتاط اور تصنع و بناوٹ سے گفتگو کرنے اور اس کے ذریعے سے دوسروں پر رعب و برتری جتانے سے اجتناب کرنے کی تاکید کی گئی ہے۔ گویا کم بولنا اور سادگی سے گفتگو کرنا پسندیدہ ہے اور اس کے برعکس زیادہ بولنا اور وہ بھی دوسروں پر ہیکڑ جمانے کے لیے گفتگو میں تیزی وطراری اور تصنع اختیار کرنا سخت ناپسندیدہ ہے۔

زیادہ آزمائشوں میں مبتلا ہونے والے لوگ

(۲٤۹۸)۔ عَنْ حُصَيْنِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ: سَمِعْتُ أَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ حُذَيْفَةَ يُحَدِّثُ عَنْ عَمَّتِهِ فَاطِمَةَ ، قَالَتْ أَتَيْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ نَعُوْدُهُ فِي نِسَاءٍ ، فَإِذَا سِقَاءٌ مُعَلَّقٌ نَحْوَهُ ،

حصین بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے ابوعبیدہ بن حذیفہ سے سنا، وہ اپنی پھوپھی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں، وہ کہتی ہیں: ہم چند عورتیں رسول اللہ ﷺ کی تیمار داری کرنے کے لیے آپ ﷺ کے پاس

يَقْطُرُ مَاؤُهُ عَلَيْهِ (وَفِيْ رِوَايَةٍ: عَلَى فُؤَادِهِ) مِنْ شِدَّةِ مَا يَجِدُ مِنْ حَرِّ الْحُمّٰى ، قُلْنَا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! لَوْ دَعَوْتَ اللّٰهَ فَشَفَاكَ ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ مِنْ أَشَدِّ النَّاسِ بَلاءً الْأَنْبِيَاءُ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ، ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ، ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ۔)) (الصحيحة:٣٢٦٧)

گئیں، بخار کی حرارت کی شدت کی وجہ سے ایک مشکیزہ آپ کی طرف لٹکا ہوا تھا، اس کا پانی آپ پر اور ایک روایت کے مطابق آپ ﷺ کے دل پر گر رہا تھا۔ ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! اگر آپ اللہ سے دعا کریں تو آپ کو شفا دے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لوگوں میں سب سے سخت آزمائش انبیا پر آتی ہے، پھر اُن پر جو (مرتبے میں) ان کے قریب ہوں، پھر ان پر جو ان کے قریب ہیں، اور پھر ان پر جو ان کے قریب ہوں۔''

تخريج: أخرجه النسائي في "السنن الكبرى": ٤/ ٣٥٥/ ٧٤٩٦ و ٣٧٩، والحاكم: ٤/ ٤٠٤، وأحمد: ٦/ ٣٦٩، ومن طريقه الحافظ المزي في "التهذيب": ٣٤/ ٥٥، وابن سعد في "الطبقات": ٣٢٥، والطبراني في "المعجم الكبير": ٢٤/ ٢٤٥/ ٦٢٩

شرح:...... انبیا علیہم السلام کو زیادہ تکالیف آتی ہیں، ان سے ان کے اجر و ثواب اور مقام و مرتبہ میں اضافہ ہوتا ہے، گویا مسلمان پر آلام و مصائب کی زیادتی کمال ایمان کی علامت ہے، نہ کہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کی دلیل۔ انبیا و رسل کے بعد جو جس قدر زیادہ متقی و پارسا ہوگا، ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے درجات کی بلندی کے لیے ان کو مختلف آزمائشوں میں مبتلا کر دے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا مسلمان پر احسان ہے کہ وہ جس غم، فکر اور تکلیف میں مبتلا ہوتا ہے، وہ اس کے لیے گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے۔

بڑی مفسدت سے بچنے کے لیے چھوٹی مفسدت کا ارتکاب کرنا درست ہے

(٢٤٩٩)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعًا: ((إِنَّ مُوْسٰى كَانَ رَجُلاً حَيِيًّا سِتِّيْرًا لَا يُرٰى مِنْ جِلْدِهِ شَيْءٌ اسْتِحْيَاءً مِنْهُ ، فَآذَاهُ مَنْ آذَاهُ مِنْ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ ، فَقَالُوْا: مَا يَسْتَتِرُ هٰذَا التَّسَتُّرَ إِلَّا مِنْ عَيْبٍ بِجِلْدِهِ إِمَّا بَرَصٍ وَإِمَّا أُدْرَةٍ وَإِمَّا آفَةٍ ، وَإِنَّ اللّٰهَ أَرَادَ أَنْ يُبَرِّئَهُ مِمَّا قَالُوْا لِمُوْسٰى ، فَخَلَا يَوْمًا وَحْدَهُ ، فَوَضَعَ ثِيَابَهُ عَلَى الْحَجَرِ ، ثُمَّ اغْتَسَلَ فَلَمَّا فَرَغَ أَقْبَلَ إِلٰى ثِيَابِهِ لِيَأْخُذَهَا ، وَإِنَّ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک موسیٰ علیہ السلام بڑے ہی شرم والے اور بدن ڈھانپنے والے شخص تھے، ان کی حیا کی وجہ سے اُن کے بدن کا کوئی حصہ دیکھا نہیں جا سکتا تھا، بنو اسرائیل کے جن لوگوں نے آپ علیہ السلام کو تکلیف پہنچائی تھی، انہوں نے کہا: یہ آدمی اپنے کسی جسمانی عیب کی وجہ سے اتنا پردہ کرتا ہے، یا تو پھلبہری ہے یا خصیتین بڑھے ہوئے ہیں یا کوئی اور آفت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ان کی لگائی ہوئی تہمت سے بری کرنے کا ارادہ کیا۔ ایک دن موسیٰ علیہ السلام خلوت میں گئے

الْحَجَرَ عَدَا بِثَوْبِهِ، فَأَخَذَ مُوْسٰى عَصَاهُ وَطَلَبَ الْحَجَرَ، فَجَعَلَ يَقُوْلُ: ثَوْبِي حَجَرُ! ثَوْبِي حَجَرُ! حَتَّى انْتَهٰى إِلٰى مَلَإٍ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيْلَ فَرَأَوْا عُرْيَانًا أَحْسَنَ مَاخَلَقَ اللّٰهُ وَأَبْرَأَهُ مِمَّا يَقُوْلُوْنَ، قَالُوْا: وَاللّٰهِ مَا بِمُوْسٰى مِنْ بَأْسٍ وَقَامَ الْحَجَرُ، فَأَخَذَ ثَوْبَهُ فَلَبِسَهُ وَطَفِقَ بِالْحَجَرِ ضَرْبًا بِعَصَاهُ، فَوَاللّٰهِ! إِنَّ بِالْحَجَرِ لَنَدَبًا مِنْ أَثَرِ ضَرْبِهِ، ثَلَاثًا أَوْ أَرْبَعًا أَوْ خَمْسًا فَذٰلِكَ قَوْلُهُ: ﴿يَاأَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لَاتَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ آذَوْا مُوْسٰى فَبَرَّءَهُ اللّٰهُ مِمَّا قَالُوْا وَكَانَ عِنْدَاللّٰهِ وَجِيْهًا﴾.)) (الاحزاب: ٦٩) (الصحيحة: ٣٠٧٥)

اور کپڑے اتار کر ایک پتھر پر رکھے، پھر غسل کیا۔ جب فارغ ہوئے تو کپڑے لینے کے لیے گئے۔ (لیکن ہوا یہ کہ) پتھر آپ کے کپڑوں سمیت بھاگ پڑا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی لاٹھی اٹھائی اور پتھر کے پیچھے یہ کہتے ہوئے دوڑ پڑے اے پتھر! میرے کپڑے دے جا۔ اے پتھر! میرے کپڑے دے جا۔ (دوڑتے دوڑتے) وہ بنی اسرائیل کے ایک گروہ کے پاس پہنچ گئے۔ انہوں نے آپ کو برہنہ حالت میں دیکھا اور اللہ کی مخلوق میں آپ کو سب سے حسین اور اپنے لگائے ہوئے عیب سے مکمل بری پایا۔ انہوں نے خود کہا: اللہ کی قسم! موسیٰ میں تو کوئی نقص نہیں ہے۔ وہاں پتھر ٹھہر گیا، آپ (علیہ السلام) نے اپنے کپڑے لیے اور پہنے اور لاٹھی سے پتھر کو مارنا شروع کر دیا۔ اللہ کی قسم! اس پتھر پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مارنے کی وجہ سے تین یا چار یا پانچ نشانات بھی تھے اور یہ واقعہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان (کا مصداق ہے): 'اے ایمان والو! اُن لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ، جنہوں نے موسیٰ کو تکلیف دی تو اللہ نے اُسے اُس (تہمت) سے بری قرار دیا جو انہوں نے لگائی تھی اور وہ اللہ کے ہاں بڑی وجاہت و مرتبت والے تھے۔''

تخریج: أخرجه البخاري: ٢٧٨، ٣٤٠٤، ٤٧٩٩، والسياق له، ومسلم: ١/ ٨٣، ٧/ ٩٩، وأبوعوانة: ١/ ٢٨١، والزيادة لهما، والترمذي: ٣٢١٩، وأحمد: ٢/ ٣٢٤، ٣٩٢، ٥١٤، ٥٣٥

شرح:...... حضرت موسیٰ علیہ السلام بڑے حسین وجمیل اور ہر قسم کے داغ وعیب سے پاک تھے، وہ نہایت باحیا ہونے کی وجہ سے اپنا جسم ننگا نہ ہونے دیتے تھے۔ بنو اسرائیل کو شبہ ہوا اور وہ کہنے لگے کہ لگتا ہے کہ موسیٰ کے جسم میں پھلبہری کا داغ یا کوئی اور عیب ہے، جس کی وجہ سے یہ ہر وقت لباس میں ڈھکا چھپا رہتا ہے۔ ان کی باتوں سے حضرت موسیٰ علیہ السلام تکلیف محسوس کرتے تھے، لیکن صبر و برداشت کا دامن تھامے رکھتے تھے، بالآخر اللہ تعالیٰ نے معجزانہ انداز میں ان کو ہر قسم کے الزام اور شبہ سے بری کر دیا۔ پتھر کا دوڑنا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اس کو مارنا معجزاتی طور پر تھا۔

حافظ ابن حجرؒ لکھتے ہیں: ''اس حدیث سے معلوم ہوا کہ علاج معالجہ کے لیے یا کسی عیب سے براءت کے اظہار کے لیے شرمگاہ کو دیکھنا جائز ہے، جیسے جب میاں بیوی میں سے کوئی ایک دوسرے کے پردے والے اعضا پر پھلبہری جیسی بیماری کا دعوی کر رہا ہو، جبکہ دوسرا انکار کر رہا ہو، تو فیصلہ کرنے کے لیے اس بیماری کا جائزہ لیا جا سکتا ہے۔ نیز یہ بھی پتہ

چلا کہ انبیا کی تخلیق ہر اعتبار سے مکمل ہوتی ہے اور جو بندہ کسی نبی کی طرف کسی نقص اور خرابی کی نسبت کرتا ہے وہ اس نبی کو تکلیف دیتا ہے اور ایسے آدمی کے حق میں کفر کا خطرہ لگتا ہے۔'' (فتح الباری)

اس قسم کی احادیث سے فقہائے اسلام نے یہ قانون صادر کیا کہ جہاں دو قسم کی مفسدتیں اور خرابیاں جمع ہو جائیں، تو کم درجہ والی مفسدت کو اختیار کر لینا چاہئے۔ ایک طرف بنی اسرائیل کے طرح طرح کے اعتراضات تھے، کوئی کہتا تھا کہ موسیٰ علیہ السلام پھلبہری میں مبتلا ہیں، کوئی کہتا کہ ان کے خصیتین پھولے ہوئے ہیں، کوئی کسی اور آفت کا نام لیتا تھا، ان الزامات سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شخصیت مجروح ہوتی تھی، دعوت و تبلیغ متاثر ہوتی تھی اور لوگ دور ہوتے تھے۔ دوسری طرف حضرت موسیٰ علیہ السلام کو برہنہ کر کے ان تمام عیوب سے پاک ظاہر کرنا تھا۔ یہ دونوں مفسدتیں ہیں، لیکن نبی کی شان کا خیال رکھتے ہوئے ان کو ننگا دکھانے کو ترجیح دی گئی۔ یہ معاملہ ایسے ہی ہے جیسے ڈاکٹر صاحبان اور حکیم حضرات بعض بیماریوں کی تشخیص اور ان کے علاج کے لیے بعض مریض خواتین و حضرات کے پردے والے مقامات کا جائزہ لیتے ہیں۔

واللہ اعلم بالصواب

رسول اللہ ﷺ ہر کسی کا مطالبہ پورا کرنے والے تھے

(٢٥٠٠)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: أَنَّ هَوَازِنَ جَاءَ تْ يَوْمَ حُنَيْنٍ بِالنِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ وَالإِبِلِ وَالْغَنَمِ، فَصَفُّوْهُمْ صُفُوْفًا لِيُكْثِرُوْا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ، فَالْتَقَى الْمُسْلِمُوْنَ وَالْمُشْرِكُوْنَ، فَوَلَّى الْمُسْلِمُوْنَ مُدْبِرِيْنَ كَمَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَنَا عَبْدُاللّٰهِ وَرَسُوْلُهُ۔)) وَقَالَ: ((يَا مَعْشَرَ الأَنْصَارِ! أَنَا عَبْدُاللّٰهِ وَرَسُوْلُهُ۔)) فَهَزَمَ اللّٰهُ الْمُشْرِكِيْنَ، وَلَمْ يُطْعَنْ بِرُمْحٍ، وَلَمْ يُضْرَبْ بِسَيْفٍ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ يَوْمَئِذٍ: ((مَنْ قَتَلَ كَافِراً فَلَهُ سَلْبُهُ۔)) فَقَتَلَ أَبُوْ قَتَادَةَ يَوْمَئِذٍ عِشْرِيْنَ رَجُلاً، وَأَخَذَ أَسْلَابَهُمْ، فَقَالَ أَبُوْ قَتَادَةَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! ضَرَبْتُ رَجُلاً عَلٰى حَبْلِ الْعَاتِقِ، وَعَلَيْهِ دِرْعٌ لَهُ فَأُعْجِلْتُ عَنْهُ أَنْ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: ہوازن قبیلہ کے لوگ حنین والے دن عورتوں، بچوں، اونٹوں اور بکریوں سمیت آ گئے۔ اُن کو قطاروں میں کھڑا کر دیا تا کہ رسول اللہ ﷺ کے مقابلہ میں اپنی کثرت کو ظاہر کریں۔ مسلمانوں اور مشرکوں کے درمیان مڈبھیڑ ہوئی تو مسلمان پیٹھ پھیر کر بھاگ گئے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں اللہ کا بندہ اور اُس کا رسول ہوں۔'' مزید فرمایا: ''انصار کی جماعت! میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔'' اللہ تعالیٰ نے مشرکین کو شکست دے دی، نہ کسی کو نیزے کا زخم لگا تھا اور نہ تلوار کی چوٹ، نبی کریم ﷺ نے اُس دن فرمایا: ''جس نے کسی کافر کو قتل کیا تو اُس (مقتول) سے چھینا ہوا مال اُسی (قاتل) کے لیے ہو گا۔'' ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے اُس دن بیس آدمی قتل کئے اور اُن کا مال و متاع بھی لے لیا۔ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے ایک آدمی کے کندھے کے پٹھے پر تلوار

آخُذَ سَلْبُهُ، فَانْظُرْ مَنْ هُوَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ؟ فَقَالَ رَجُلٌ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أَنَا أَخَذْتُهَا، فَأَرْضِهِ مِنْهَا، فَأَعْطِنِيْهَا! فَسَكَتَ النَّبِيُّ ﷺ، وَكَانَ لَايُسْأَلُ شَيْئًا إِلَّا أَعْطَاهُ أَوْ سَكَتَ۔ فَقَالَ عُمَرُ: لَا وَاللّٰهِ، لَايُفِيْءُ اللّٰهُ عَلَى أَسَدٍ مِنْ أُسْدِهِ وَيُعْطِيْكَهَا! فَضَحِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ۔

(الصحيحة:٢١٠٩)

ماری اور اُس پر زرہ تھی۔ اس کا چھینا ہوا مال میرے پکڑ نے سے پہلے کسی اور نے لے لیا۔ اے اللہ کے رسول! ذرا دیکھو، وہ شخص کون ہے؟ ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے وہ مال لے لیا تھا۔ آپ قتادہ کو اپنے پاس سے راضی کر دیں اور وہ مال میرے پاس ہی رہنے دیں۔ نبی کریم ﷺ خاموش ہوگئے اور آپ سے جس چیز کا بھی مطالبہ کیا جاتا، آپ دے دیتے تھے، یا پھر خاموش ہو جاتے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: نہیں، اللہ کی قسم! (ایسے نہیں ہو گا کہ) اللہ تعالی نے اپنے شیروں میں سے ایک شیر کو مال دیا ہو اور آپ ﷺ تجھے دے دیں۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ مسکرا پڑے۔

تخريج: أخرجه الحاكم:٢/ ١٣٠، وأخرجه ابو الشيخ فى "اخلاق النبى ﷺ": صـ ٥٢ مختصرا ودون قوله ((او سكت))، وأخرج مسلم: ٧/ ٧٤ نحوه

شرح:...... نبی کریم ﷺ کی بارگاہ عالیہ میں سائلین کو نفی میں جواب نہیں ملتا تھا، اس حدیث کے آخری حصے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ انتہائی سخی تھے اور حسبِ استطاعت ہر کسی کا مطالبہ پورا کر دیتے تھے۔

اس حدیث میں غزوۂ حنین کا ذکر ہے، جس کی ابتدا میں لشکرِ اسلام کو شکست ہوئی، جیسا کہ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم تہامہ کی وادیوں میں سے وادیٔ حنین میں جا رہے تھے، یہ وادی بڑی وسیع وعریض تھی، اس میں اوپر نیچے ٹیلے اور چھوٹی چھوٹی ڈھلوانی پہاڑیاں تھیں، ہم اوپر نیچے چڑھتے اور اترتے ہوئے آگے کی طرف بڑھ رہے تھے، صبح کا اندھیرا قدرے باقی تھا۔ ہماری ارد گرد کی گھاٹیوں میں دشمنانِ اسلام چھپ کر بیٹھے ہوئے تھے، ہر تنگ مقام پر وہ مورچہ زن تھے اور چاروں طرف سے جمع ہو چکے تھے اور حملے کے لیے تیار بیٹھے تھے، جبکہ ہم بالکل بے خبر اور اپنے دھیان میں چلے جا رہے تھے۔ اچانک دشمنوں نے زوردار حملہ کر دیا۔ سب مجاہدین شکست کھاتے ہوئے واپس پلٹنے لگ گئے، کسی کو دوسرے کی خبر نہ تھی اور سب بھاگے چلے جا رہے تھے، عجیب سی بھگدڑ مچ گئی تھی، البتہ مہاجروں اور انصاریوں کا ایک گروہ رسول اللہ ﷺ کے ارد گرد موجود تھا۔ (مسند احمد) اس کے بعد دوبارہ صف بندی کی گئی، پھر مجاہدین نے ڈٹ کر مقابلہ کیا اور فتحیاب ہوئے۔

اللہ تعالی نے اس منظر کو ان الفاظ میں بیان کیا: ﴿لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ فِيْ مَوَاطِنَ كَثِيْرَةٍ وَيَوْمَ حُنَيْنٍ إِذْ أَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنْكُمْ شَيْئًا وَّضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الْأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّيْتُمْ مُّدْبِرِيْنَ۔

ثُمَّ اَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَعَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَاَنْزَلَ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا وَعَذَّبَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَذٰلِكَ جَزَآءُ الْكٰفِرِيْنَ﴾ (سورۂ توبہ: ۲۵، ۲٦) ..... ''بلاشبہ اللہ تعالیٰ کتنے ہی مواقع پر تمہاری مدد فرما چکا، اب اس نے حنین کے دن بھی تمہاری مدد فرمائی کہ جب تمہاری کثرتِ تعداد نے تمہیں گھمنڈ میں مبتلا کر دیا تھا، پھر یہ تعداد تمہارے کسی کام نہ آئی اور حنین کی زمین کھلی ہونے کے باوجود تم پر تنگ ہوگئی اور تم پیٹھ دکھا کر بھاگے چلے جا رہے تھے۔ ہاں! پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول پر اور مومنوں پر اطمینان کی نعمت نازل فرمائی اور غیبی لشکر کے ساتھ تمہاری مدد کی۔ اللہ تعالیٰ نے کافروں کو (تمہارے ہاتھوں سے) عذاب دیا۔ کافروں کے کرتوتوں کا یہی بدلہ ہے۔''

حدیثِ مبارکہ میں اسی آیت کا ذکر ہے، نیز اس حدیث میں یہ وضاحت بھی کر دی گئی ہے کہ مقتول کافر سے چھینا ہوا مال قاتل مسلمان کو ملے گا، جیسا کہ سیدنا عوف بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَضٰی بِالسَّلْبِ لِلْقَاتِلِ۔ (مسلم) ..... نبی کریم ﷺ نے (مسلمان) قاتل کے لیے (اس کے مقتول سے) چھینے ہوئے مال کا فیصلہ فرمایا۔

اچانک پہنچنے والی تکلیف پر ''بِسْمِ اللّٰہ'' پڑھنا چاہیے

(۲۰۰۱)۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِیْ بَكْرٍ، عَنْ رَجُلٍ مِنَ الْعَرَبِ، قَالَ: زَحَمْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ حُنَيْنٍ، وَفِیْ رِجْلَیَّ نَعْلٌ كَثِيْفَةٌ، فَوَطِئْتُ عَلٰی رِجْلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَنَفَحَنِیْ نَفْحَةً بِسَوْطٍ فِیْ يَدِهٖ وَقَالَ: ((بِسْمِ اللّٰهِ، أَوْجَعْتَنِیْ۔)) قَالَ: فَبِتُّ لِنَفْسِیْ لَائِمًا أَقُوْلُ: أَوْجَعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ فَبِتُّ بِلَيْلَةٍ كَمَا يَعْلَمُ اللّٰهُ، فَلَمَّا أَصْبَحْنَا إِذَا رَجُلٌ يَقُوْلُ: أَيْنَ فُلَانٌ؟ قَالَ: قُلْتُ: هٰذَا وَاللّٰهِ الَّذِیْ كَانَ مِنِّیْ بِالْأَمْسِ۔ قَالَ: فَانْطَلَقْتُ وَأَنَا مُتَخَوِّفٌ، فَقَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّكَ وَطِئْتَ بِنَعْلِكَ عَلٰی رِجْلِیْ بِالْأَمْسِ فَأَوْجَعْتَنِیْ، فَنَفَحْتُكَ بِالسَّوْطِ، فَهٰذِهٖ ثَمَانُوْنَ نَعْجَةً فَخُذْهَا بِهَا۔)) (الصحيحة:۳۰٤۳)

عبداللہ بن ابوبکر، ایک عربی سے روایت کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں: حنین والے دن میں رسول اللہ ﷺ سے ٹکرا گیا اور میرے پاؤں میں بھاری جوتا تھا، میں نے رسول اللہ ﷺ کا پاؤں روند دیا۔ آپ کے ہاتھ میں کوڑا تھا، آپ نے اُس کے ساتھ مجھے چونکا دیا اور فرمایا: ''بسم اللہ تو نے مجھے تکلیف دی۔'' اُس نے کہا: میں نے اپنے نفس کو ملامت کرتے ہوئے رات گزاری اور میں یہی کہتا رہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو تکلیف دی ہے اور اللہ جانتا ہے کہ میں نے (بڑی بے چینی سے) رات گزاری۔ جب صبح ہوئی تو ایک آدمی کہہ رہا تھا: فلاں شخص کہاں ہے۔ میں نے کہا: اللہ کی قسم! (یہ اعلان) اسی چیز کے بارے میں ہے جو کل مجھ سے (سرزد) ہوئی تھی۔ میں چل تو پڑا لیکن سہا ہوا تھا، (جب ملاقات ہوئی تو) رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: ''تو نے کل اپنے جوتے سے میرا پاؤں روندا تھا اور مجھے تکلیف دی تھی اور میں نے پھر کوڑے کے ساتھ تجھے چونکا دیا تھا، (لو) یہ

اسی (۸۰) دنبیاں، اُس کوڑے کے بدلے لے لو۔''

تخریج: أخرجه الدارمي: ۱/ ۳٤۔ ۳۵

شرح:...... معلوم ہوا کہ آدمی کو جو تکلیف اچانک لاحق ہو، اس پر ''بسم اللہ'' پڑھنی چاہئے، جیسے گرنا، جسم کا کوئی حصہ کٹ جانا یا روندا جانا۔ نیز یہ حدیث آپ ﷺ کے حسنِ اخلاق کی اعلی مثال ہے کہ جس کو اپنے کوڑے سے چونکا دیا تھا، اسے راضی کرنے کے لیے اسی دنبیاں دے دیں۔

حکمرانوں کے حقوق ادا کرنا

(۲۵۰۲)۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ: قَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ بَعْدِيْ أَثَرَةً وَأُمُوْرًا تُنْكِرُوْنَهَا۔)) قَالُوْا: فَمَا تَأْمُرُنَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((أَدُّوْا إِلَيْهِمْ حَقَّهُمْ، وَسَلُوا اللّٰهَ حَقَّكُمْ۔)) (الصحيحة:۳۵۵۵)

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں فرمایا: ''بے شک تم میرے بعد حق تلفی دیکھو گے اور ایسے کام بھی دیکھو گے جن کا تم انکار کرو گے۔'' صحابہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! ایسے میں آپ ہمیں کیا حکم دیں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ان کا حق ادا کر دینا اور اپنے حق کا سوال اللہ تعالی سے کرنا۔''

تخریج: أخرجه البخاري: ۷۰۵۲، ومسلم: ٦/ ۱۷۔ ۱۸، والترمذي: ۲۱۹۰، وأبونعيم في"حلية الأولياء": ٤/ ١٤٦، وأحمد: ۱/ ٤۳۳، والطبراني في"المعجم الكبير": ۱۰۰۷۳

شرح:...... معلوم ہوا کہ عوام کی حق تلفی کی صورت میں ان کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ اپنے امراو حکام کے حقوق میں کم وکاست کرنا شروع کر دیں، کیونکہ ہر ایک سے اس کی ذمہ داریوں کے بارے میں سوال ہوگا، جیسا کہ سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ سیدنا سلمہ بن یزید جعفی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا: اے اللہ کے نبی! اس بارے میں آپ کیا کہیں گے کہ اگر ہم پر ایسے (برے) حکمران مسلط ہو جائیں کہ وہ ہم سے تو اپنا حق مانگیں، لیکن ہمیں ہمارا حق نہ دیں، ایسے میں ہمارے لیے آپ کا حکم کیا ہے؟ آپ ﷺ نے ان سے اعراض فرما لیا۔ لیکن جب انہوں نے پھر یہی سوال کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((اِسْمَعُوْا وَاَطِيْعُوْا فَاِنَّمَا عَلَيْهِمْ مَا حُمِّلُوْا وَعَلَيْكُمْ مَا حُمِّلْتُمْ۔)) (مسلم) ...... ''تم ان کی بات سنو اور مانو، کیونکہ ان کے ذمہ وہ بوجھ ہے جو انھیں اٹھوایا گیا ہے (یعنی عدل وانصاف) اور تمہارے ذمے وہ بوجھ ہے جو تمہیں اٹھوایا گیا ہے (یعنی اطاعت وفرمانبرداری)۔''

مطلب یہ ہے کہ حاکم اور رعایا، دونوں کی اپنی اپنی ذمہ داریاں ہیں، جو بھی اس میں کوتاہی کرے گا اس کا بوجھ اسی پر ہوگا، جس کا خمیازہ اسے روزِ قیامت بھگتنا پڑے گا، لیکن اس بات کی اجازت نہیں کہ اگر حاکم اپنی ذمہ داریوں کی ادائیگی میں کوتاہی کرے تو رعایا بھی سمع واطاعت سے انکار کر دے، اس لیے کہ کوتاہی کا علاج کوتاہی نہیں ہے، اس سے تو مزید فساد ہوگا۔ بنابریں ملک کے مفاد عامہ کے لیے حکمرانوں کے لیے ظلم کو برداشت کرنا، ان کے خلاف خروج وبغاوت

سے بہتر ہے۔ تاہم قانون جس حد تک تنقید کرنے اور اصلاح کی آواز بلند کرنے کی اجازت دے، اس حد تک ظلم کے خلاف آواز بلند کرنی چاہئے۔ البتہ یہ یاد رہے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ ادا کرنا، خروج و بغاوت سے مختلف چیز ہے اور امتِ مسلمہ کے لیے حسبِ استطاعت اس کا اہتمام ضروری ہے۔

نیک و بد ہم نشینوں کی مثال

(٢٥٠٣)۔ عَنْ أَبِيْ مُوْسٰی: عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((إِنَّمَا مَثَلُ الْجَلِيْسِ الصَّالِحِ وَالْجَلِيْسِ السُّوْءِ: كَحَامِلِ الْمِسْكِ وَنَافِخِ الْكِيْرِ، فَحَامِلُ الْمِسْكِ، إِمَّا أَنْ يُّحْذِيَكَ، وَإِمَّا أَنْ تَبْتَاعَ مِنْهُ، وَإِمَّا أَنْ تَجِدَ مِنْهُ رِيْحًا طَيِّبَةً، وَنَافِخُ الْكِيْرِ، إِمَّا أَنْ يُّحْرِقَ ثِيَابَكَ، وَإِمَّا أَنْ تَجِدَ مِنْهُ رِيْحًا خَبِيْثَةً۔)) (الصحيحة:٣٢١٤)

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اچھے ساتھی اور برے ساتھی کی مثال کستوری اٹھانے والے اور بھٹی پھونکنے والے کی ہے۔ کستوری اٹھانے والا یا تو تجھے کستوری تحفۃً دے دے گا یا تو اُس سے خرید لے گا (اور یہ دونوں صورتیں نہ ہونے کی صورت میں کم از کم) تو اُس سے اچھی خوشبو تو پالے گا۔ (رہا مسئلہ) بھٹی جھونکنے والے کا تو یا تو وہ تیرے کپڑے جلا دے گا یا تو اُس سے گندی ہوا پائے گا۔''

تخريج: أخرجه البخاري: ٢١٠١، ٥٥٣٤، ومسلم: ٨/ ٣٧، وابن حبان: ١/ ٣٨٦/ ٥٦٢، ٥٧٨، والبيهقي في "الشعب": ٧/ ٥٤/ ٩٤٣٥، وأحمد: ٤/ ٤٠٤

شرح:...... اس حدیث میں نیکوں کی صحبت اختیار کرنے اور برے لوگوں کی ہم نشینی سے اجتناب کرنے کی تلقین کی گئی ہے۔ کیونکہ نیک لوگوں کی صحبت میں عطر فروش کی طرح فائدہ ہی فائدہ ہے، کہ ان کے ساتھ رہنے سہنے اور اٹھنے بیٹھنے سے انسان ان کے اثرات قبول کرے گا اور آہستہ آہستہ ان کے سانچے میں ڈھل جائے گا اور بروں کی صحبت بھٹی جلانے پر مامور شخص کی طرح ہے کہ اس سے انسان کو نقصان ہی پہنچے گا، فائدہ کوئی نہیں۔

کھانا کھلانا جنت کا سبب ہے

(٢٥٠٤)۔ عَنْ هَانِئٍ: أَنَّهُ لَمَّا وَفَدَ عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ أَيُّ شَيْءٍ يُوْجِبُ الْجَنَّةَ؟ قَالَ: ((عَلَيْكَ بِحُسْنِ الْكَلَامِ، وَبَذْلِ الطَّعَامِ۔)) (الصحيحة: ١٩٣٩)

حضرت ہانی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: جب میں وفد کی صورت میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تو کہا: اے اللہ کے رسول! کون سا عمل جنت کو واجب کر دیتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم عمدہ کلام کرنے اور کھانا کھلانے کو لازم پکڑو۔''

تخريج: أخرجه البخاري في "خلق أفعال العباد" صـ ٧٩، وابن أبي الدنيا في "الصمت" ٢/ ٩/ ١، والحاكم: ١/ ٢٣، والخطيب في "الموضح": ٢/ ٤، وابن حبان في "صحيحه": ١٩٣٧، ١٩٣٨

شرح:...... اس حدیث میں شیریں کلام کرنے اور لوگوں کو کھانا کھلانے کی ترغیب دلائی گئی ہے، یہ دونوں چیزیں باہمی محبت کا سبب بنتی ہیں اور مومنوں کا آپس میں محبت کرنا جنت میں لے جانے کا بہت بڑا سبب ہے۔

گھروں کی آبادی اور عمروں میں اضافہ

(٢٥٠٥)۔ عَنْ عَائِشَةَ ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَهَا: ((إِنَّهُ مَنْ أُعْطِيَ حَظَّهُ مِنَ الرِّفْقِ ، فَقَدْ أُعْطِيَ حَظَّهُ مِنْ خَيْرِ الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ ، وَصِلَةُ الرَّحِمِ ، وَحُسْنُ الْخُلُقِ وَحُسْنُ الْجِوَارِ يَعْمُرَانِ الدِّيَارَ وَيَزِيْدَانِ فِي الأَعْمَارِ۔)) (الصحيحة: ٥١٩)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ان سے فرمایا: ''جس کو نرمی عطا کی گئی، اُس کو دنیا و آخرت کی خیر و بھلائی سے نواز دیا گیا اور صلہ رحمی، حسنِ اخلاق اور پڑوسی سے اچھے سلوک (جیسے امورِ خیر) گھروں (اور قبیلوں) کو آباد کرتے ہیں اور عمروں میں اضافہ کرتے ہیں۔''

تخريج: أخرجه أحمد: ٦/ ١٥٩ ، وابويعلى فى "مسنده": ٨/ ٢٤/ ٤٥٣٠

شرح:...... نرمی ایسا زیور ہے کہ اس سے متصف شخص لوگوں میں بھی ہر دلعزیز اور مقبول اور اللہ تعالی کے ہاں بھی محبوب ہو جاتا ہے، نرمی جیسی صفت صبر و حلم، تحمل و برداشت اور عفو و درگزر کو جنم دیتی ہے کہ جن کی بنا پر دشمن بھی دوست بن جاتے ہیں، نرمی حکیم اور دانا لوگوں کی صفت ہے، وہ اسی کی روشنی میں ہر انسان سے پیش آتے ہیں۔ جبکہ نرمی سے محروم آدمی لوگوں کی نگاہوں میں بھی معیوب چیز کی طرح حقیر ہو جاتا ہے اور عند اللہ بھی ناپسندیدہ۔

علاوہ ازیں صلہ رحمی، اخلاقِ حسنہ اور بہترین پڑوس نہ صرف باعثِ تسکین ہیں، بلکہ انسان کی زندگی میں اصل روح بھر دیتی ہیں، بشرطیکہ یہ تینوں اعمال اللہ تعالی کو خوش کرنے کے لیے کئے جائیں، نہ کہ بندوں کو راضی کرنے کے لیے۔ عمر میں اضافہ ہونے کے دو مفہوم ہیں: (۱) حقیقی طور پر عمر بڑھ جاتی ہے، جس کو اللہ تعالی کی معلّق تقدیر سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ (۲) عمر کی مقدار میں اضافہ نہیں ہوتا، لیکن اس میں اتنی برکت پیدا ہو جاتی ہے اور صلہ رحمی کرنے والے کی زندگی کا ہر پہلو فوائد سے یوں لبریز ہو جاتا ہے کہ دوسرے لوگ جو کام لمبی لمبی عمروں میں سرانجام نہیں دے سکتے، یہ لوگ اپنی مختصر عمروں میں ان سے ہمکنار ہو جاتے ہیں۔

غلام سے پردہ ضروری نہیں

(٢٥٠٦)۔ عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ أَتَى فَاطِمَةَ بِعَبْدٍ كَانَ قَدْ وَهَبَهُ لَهَا، قَالَ: وَعَلَى فَاطِمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا ثَوْبٌ إِذَا قَنَعَتْ بِهِ رَأْسَهَا لَمْ يَبْلُغْ رِجْلَيْهَا، وَإِذَا غَطَّتْ بِهِ رِجْلَيْهَا لَمْ يَبْلُغْ رَأْسَهَا، فَلَمَّا رَأَى النَّبِيُّ ﷺ: مَا تَلْقَى، قَالَ: ((إِنَّهُ لَيْسَ عَلَيْكِ بَأْسٌ، إِنَّمَا هُوَ أَبُوْكِ وَغُلَامُكِ۔))

(الصحيحة:٢٨٦٨)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک غلام، لے کر آئے جو آپ نے انہیں ہبہ کیا تھا۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا پر ایک کپڑا تھا، جب وہ اُس کے ساتھ اپنا سر ڈھانپتیں تو پاؤں تک نہیں پہنچتا تھا اور جب پاؤں پر ڈالتیں تو وہ سر تک نہیں پہنچتا تھا۔ جب نبی کریم ﷺ نے اُن کی پریشانی دیکھی تو فرمایا: ''(اگر پردہ مکمل نہ ہو تو) کوئی حرج نہیں، کیونکہ (یہاں) صرف تیرا باپ اور تیرا غلام ہیں۔''

تخريج: رواه الضياء في "المختارة": ١/٤١

شرح:...... امام البانی رحمہ اللہ اس حدیث کی شرح بیان کرتے ہوئے اسی مقام پر لکھتے ہیں: یہ حدیث اس مسئلہ کی واضح دلیل ہے کہ عورت اپنے باپ کے سامنے اپنے سر اور ٹانگوں سے پردہ ہٹا سکتی ہے، یہی معاملہ غلام کا ہے۔ اس حدیث میں مسٹر ابوالاعلی مودودیؒ کا ردّ بھی ہے، جنھوں نے اپنی کتاب (الحجاب: ص: ۲۸۹، ۲۹۰) میں یہ وضاحت کی کہ عورت اپنے باپ، چچے، بھائی، بیٹے اور دوسری عورتوں کے سامنے بھی اپنے چہرے اور ہتھیلیوں کے علاوہ کوئی دوسرا عضو بے پردہ نہیں کر سکتی۔

رسول اللہ ﷺ کی مصلحت پسندی

(٢٥٠٧)۔ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَسَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قِسْمًا فَقُلْتُ: وَاللّٰهِ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! لَغَيْرُ هٰؤُلَاءِ كَانَ أَحَقَّ بِهِ مِنْهُمْ؟ قَالَ: ((إِنَّهُمْ خَيَّرُوْنِي بَيْنَ أَنْ يَسْأَلُوْنِي بِالْفُحْشِ، أَوْ يُبَخِّلُوْنِيْ، فَلَسْتُ بِبَاخِلٍ۔))

(الصحيحة:٣٥٨٩)

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے کوئی چیز تقسیم کی۔ میں نے کہا: اللہ کی قسم! اے اللہ کے رسول! دوسرے لوگ اس کے زیادہ حقدار تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''(درحقیقت) ان لوگوں نے مجھے (دو امور کا) اختیار دیا: یا تو مجھ سے بدتمیزی سے مانگتے یا پھر مجھے بخیل کہتے اور میں بخیل نہیں ہوں۔''

تخريج: رواه مسلم: ٣/١٠٣، وأحمد: ١/٢٠ و ٣٥

شرح:...... اگرچہ دوسرے لوگ زیادہ مستحق تھے، لیکن آپ ﷺ نے دو چیزوں کو ملحوظِ خاطر رکھتے ہوئے ان کے مابین مال تقسیم کر دیا: (۱) اگر ان کو نہ دیا جاتا تو یہ بدتمیزی پر اتر آتے یا (۲) یا پھر آپ ﷺ کو بخیلی کا طعنہ دیتے، حالانکہ آپ ﷺ اس وصف سے کوسوں دور تھے۔

آپ ﷺ سے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی رضا مندی یا ناراضگی کی علامت

(۲۵۰۸)۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنِّي لأَعْرِفُ غَضَبَكِ وَرِضَاكِ۔)) قَالَتْ: قُلْتُ: وَكَيْفَ تَعْرِفُ ذٰلِكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((إِنَّكِ إِذَا كُنْتِ رَاضِيَةً، قُلْتِ: بَلٰى وَرَبِّ مُحَمَّدٍ وَإِذَا كُنْتِ سَاخِطَةً، قُلْتِ: لَا، وَرَبِّ إِبْرَاهِيْمَ۔)) قَالَتْ: قُلْتُ: أَجَلْ لَا أَهْجُرُ إِلَّا اسْمَكَ۔ (الصحيحة:۳۳۰۲)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں تیری ناراضگی اور رضامندی کو پہچان لیتا ہوں۔'' وہ کہتی ہیں: میں نے کہا کہ اے اللہ کے رسول! آپ کیسے پہچان لیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''جب تم راضی ہوتی ہو تو ''ربِّ محمد کی قسم!'' کہتی ہو اور جب ناراض ہوتی ہو تو ''ربِّ ابراہیم کی قسم! کہتی ہو۔'' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: میں نے کہا: جی ہاں، (لیکن) میں صرف آپ کا نام لینا ہی چھوڑتی ہوں (دل میں کوئی ناراضگی نہیں ہوتی)۔

تخريج: رواه البخاري: ۵۲۲۸ و۶۰۷۸، ومسلم: ۷/ ۱۳۵

شرح:...... میاں بیوی کا رشتہ ویسے بھی نباہ و وفا اور محبت و الفت پر مشتمل ہوتا ہے، لیکن رسول اللہ ﷺ اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا میں یہ اوصاف بدرجۂ اتم و اکمل پائے جاتے تھے۔ بہر حال سیدہ عائشہ بشر تھیں، بتقاضائے بشریت خطا ممکن ہے، جس کی نشاندہی اس حدیث میں بھی کی گئی ہے اور ساتھ ساتھ اس کا ازالہ بھی کر دیا گیا۔ یعنی جب آپ ﷺ نے اپنی زوجۂ محترم کی رضامندی و ناراضگی کو بھانپ لینے کا اظہار کیا تو انھوں نے یوں مطمئن کیا کہ یہ صرف لفظوں کا ہیر پھیر ہوتا ہے، ان کا دل آپ ﷺ کے بارے میں بالکل صاف اور آپ ﷺ پر رضامند ہونا ہے۔

عوام الناس کی تعریف یا مذمت کی اہمیت

(۲۵۰۹)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ قَالَ: رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَهْلُ الْجَنَّةِ مَنْ مَلَأَ اللّٰهُ أُذُنَيْهِ مِنْ ثَنَاءِ النَّاسِ خَيْرًا، وَهُوَ يَسْمَعُ، وَأَهْلُ النَّارِ مَنْ مَلَأَ أُذُنَيْهِ مِنْ ثَنَاءِ النَّاسِ شَرًّا، وَهُوَ يَسْمَعُ۔)) (الصحيحة:۱۷۴۰)

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے فرمایا: ''جنتی شخص وہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جس کے کانوں کو لوگوں کی طرف سے اچھی تعریف سناتا ہے اور وہ سن رہا ہوتا ہے اور جہنمی وہ شخص ہے کہ اللہ تعالیٰ جس کے کانوں میں لوگوں کی طرف سے شر ڈالتا ہے اور وہ سن رہا ہوتا ہے۔''

تخريج: أخرجه ابن ماجه: ۴۲۲۴، والطبراني في "المعجم الكبير": رقم ۱۲۷۸۷، وأبونعيم في "الحلية": ۳/ ۸۰، والبيهقي في "الشعب": ۲/ ۳۴۲/ ۱

شرح:...... اس تعریف سے مراد مومنوں کی کسی کے نیک یا بد ہونے کی شہادت ہے، اس کی وضاحت سیدنا انس رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ حدیث سے ہوتی ہے، وہ کہتے ہیں: نبی کریم ﷺ کے پاس سے ایک جنازہ گزارا گیا، لوگوں

نے اس کی تعریف کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''واجب ہو گئی، واجب ہو گئی، واجب ہو گئی۔'' پھر کوئی دوسرا جنازہ گزارا گیا تو لوگوں نے اس کی مذمت کی (اور اس کو برا بھلا کہا)۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''واجب ہو گئی، واجب ہو گئی، واجب ہو گئی۔'' سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، آپ نے پہلے جنازے کی تعریف پر بھی ''واجب ہو گئی'' فرمایا اور دوسرے جنازے کی مذمت پر بھی ''واجب ہو گئی'' فرمایا؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((مَنْ اَثْنَیْتُمْ عَلَیْهِ خَیْرًا وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ وَمَنْ اَثْنَیْتُمْ عَلَیهِ شَرًّا وَجَبَتْ لَهُ النَّارُ۔ اَلْمَلَائِکَةُ شُهَدَاءُ اللّٰهِ فِی السَّمَاءِ وَاَنْتُمْ شُهَدَاءُ اللّٰهِ فِی الْاَرْضِ (وَفِی رِوَایَةٍ: وَالْمُؤْمِنُوْنَ شُهَدَاءُ اللّٰهِ فِی الْاَرْضِ) اِنَّ لِلّٰهِ مَلَائِکَةً تَنْطِقُ عَلٰی اَلْسِنَةِ بَنِی آدَمَ بِمَا فِی الْمَرْءِ مِنَ الْخَیرِ وَالشَّرِّ۔)) (بخاری، مسلم، مسند احمد)

...... ''تم لوگوں نے جس جنازے کی تعریف کی، اس کے لیے جنت واجب ہو گئی اور جس کا تذکرۂ شرّ کیا، اس پر آگ واجب ہو گئی۔ آسمان میں اللہ تعالی کے گواہ فرشتے ہیں اور زمین میں تم ہو (اور ایک روایت میں ہے: زمین میں اللہ کے گواہ مؤمن ہیں)۔ بیشک اللہ تعالی کے کچھ فرشتے ہیں جو بندے کے اچھا یا برا ہونے (کی شہادت دینے میں) بنو آدم کی زبانوں (کی موافقت کرتے ہوئے) بولتے ہیں۔''

اگرچہ ریاکاری اور نمود و نمائش کے لیے عمل کرنا نہ صرف ناجائز ہے، بلکہ وبالِ جان اور زحمت ہے۔ لیکن جس بندۂ خدا کا عمل پرخلوص ہوگا، اگرچہ وہ مخفی ہی کیوں نہ ہو، اللہ تعالی ایسے آدمی کی زندگی میں بھی اور وفات کے بعد بھی اس کا تذکرۂ حسنہ کرواتے رہتے ہیں۔

چھ مجرم

(٢٥١٠)۔ عَنْ فُضَالَةَ بْنِ عُبَیْدٍ مَرْفُوْعًا: ((ثَلَاثَةٌ لَاتَسْأَلْ عَنْهُمْ: رَجُلٌ فَارَقَ الْجَمَاعَةَ، وَعَصَی إِمَامَهُ وَمَاتَ عَاصِیًا، وَأَمَةٌ أَوْ عَبْدٌ أَبَقَ فَمَاتَ، وَامْرَأَةٌ غَابَ عَنْهَا زَوْجُهَا قَدْ کَفَاهَا مُؤْنَةَ الدُّنْیَا، فَتَبَرَّجَتْ بَعْدَهُ، فَلَا تَسْأَلْ عَنْهُمْ۔ وَثَلَاثَةٌ لَاتَسْأَلْ عَنْهُمْ: رَجُلٌ نَازَعَ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ رِدَاءَهُ فَأَنَّ رِدَائَهُ الْکِبْرِیَاءُ، وَإِزَارَهُ الْعِزَّةُ، وَرَجُلٌ شَكَّ فِی أَمْرِ اللّٰهِ وَالْقَنُوْطُ مِنْ رَحْمَةِ اللّٰهِ۔)) (الصحیحة:٥٤٢)

حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تو تین آدمیوں کے (عذاب کے) بارے میں سوال نہ کر: (١) ایسا آدمی جو جماعت سے علیحدہ ہو گیا ہو اور امام کی نافرمانی کی ہو اور اسی حالت میں مر گیا ہو (٢) ایسی لونڈی یا غلام جو (اپنے مالک سے) بھاگ گیا ہو اور اسی حالت میں مر گیا ہو اور (٣) ایسی عورت کہ اُس کا شوہر اس کے دنیوی اخراجات پورے کر کے غائب ہوا ہو اور وہ (اس کی عدم موجودگی میں) بن سنور کر باہر نکلی ہو۔ ان کے بارے میں تو مت پوچھ۔ اسی طرح تین آدمی ہیں (ان کے عذاب کے بارے میں بھی) مت دریافت کر: (١) ایسا آدمی جس نے اللہ سے اُس کی چادر چھیننے (کی کوشش کی ہو) اور اللہ کی چادر کبریائی ہے اور اُس کا ازار عزت

(وطاقت) ہے (۲) ایسا آدمی جس نے اللہ کے حکم میں شک کیا ہو اور (۳) ایسا شخص جو اللہ کی رحمت سے ناامید ہو گیا ہو۔"

تخریج: أخرجه البخاري في "الأدب المفرد": ٥٩٠، وابن حبان: ٥٠، والحاكم: ١/ ١١٩ دون الشطر الثاني، وأحمد: ٦/ ١٩، وابن أبي عاصم في "السنة": ٨٩، والبزار في "مسنده": ١/ ٦١/ ٨٤، الكشف، والأصبهاني في "الترغيب": ٩٤٦ و ٢٣٣٤، وابن عساكر في "مدح التواضع وذم الكبر": ٥/ ٨٨/ ١

شرح:...... حدیثِ مبارکہ اپنے مفہوم میں واضح ہے، اس میں خلیفۂ وقت کی نافرمانی کرنے والے آدمی، آقا کی اجازت کے بغیر بھاگ جانے والے غلام یا لونڈی، خاوند کی عدم موجودگی میں بناؤ سنگھار کرنے والی عورت، تکبر کرنے والے شخص، حکم الٰہی میں شک کرنے والے آدمی اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس ہونے والے آدمی کی سخت مذمت کی گئی ہے اور یہ بتلایا گیا ہے کہ ان کا عذاب شدید ہوگا۔

بدکلامی کا نتیجہ

(۲۵۱۱)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَلْحَيَاءُ مِنَ الإِيْمَانِ وَالإِيْمَانُ فِي الْجَنَّةِ، وَالْبَذَاءُ مِنَ الْجَفَاءِ، وَالْجَفَاءُ فِي النَّارِ۔)) (الصحيحة:٤٩٥)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "حیاء، ایمان سے ہے اور ایمان جنت میں (لے جانے والا) ہے اور بد کلامی و بد زبانی، اکھڑ مزاجی (اور بدخلقی) سے ہے اور اکھڑ مزاجی آگ میں (لے جانے والی) ہے۔"

تخريج: أخرجه الترمذي: ١/ ٣٦١، وابن حبان: ١٩٢٩، والحاكم: ١/ ٥٢-٥٣، وعبدالله بن وهب في "الجامع" ٧٣، وأحمد: ٢/ ٥٠١، محمد بن مخلد العطار في "المنتقى من حديثه": ٢/ ١٩/ ٢، وابن عساكر في "تاريخ دمشق": ٤/ ٣٣٥/ ١

شرح:...... شریعت مطہرہ میں جس "حیا" کی تعریف کی گئی ہے، حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس کی توضیح یوں کی ہے: وَفِي الشَّرْعِ: خُلُقٌ يَبْعَثُ عَلَى اجْتِنَابِ الْقَبِيْحِ وَيَمْنَعُ مِنَ التَّقْصِيْرِ فِيْ حَقِّ ذِي الْحَقِّ۔ (فتح الباري: ١/ ٧٢) ...... شریعت میں (حیا سے مراد) وہ خصلت ہے جو قبیح چیز سے اجتناب کرنے اور کسی حقدار کے حق میں کمی کرنے سے باز رہنے پر آمادہ کرے۔

اس مفہوم میں حیا ایسی عظیم صفت ہے، جو منکرات وسیئات سے پرہیز کرنے اور تزکیہ نفس میں مؤمن کی سب سے بڑی معاون ہے اور اللہ تعالیٰ اور اس کے بندوں کے حقوق کی پاسداری کرنے پر ابھارتی ہے اور ان میں کسی قسم کی کم و کاست کرنے سے روکتی ہے۔

جہاں حیا خیر ہے۔ وہاں بدکلامی، بدزبانی، اکھڑ مزاجی، سخت پن اور بدخلقی شرّ ہی شرّ ہے، جیسا کہ سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ

بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((مَا مِنْ شَيْءٍ أَثْقَلُ فِي مِيزَانِ الْمُؤْمِنِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَإِنَّ اللّٰهَ يُبْغِضُ الْفَاحِشَ الْبَذِيَّ.)) (ترمذی، وله شواهد) ..... ''قیامت والے دن مومن بندے کی میزان میں حسن اخلاق سے زیادہ بھاری کوئی چیز نہیں ہوگی اور یقیناً اللہ تعالی بد زبان اور بے ہودہ گوئی کرنے والے کو ناپسند کرتا ہے۔''

بدزبان، فحش گو اور اکھڑ مزاج معاشرے میں اپنا مقام کھو بیٹھتا ہے اور اس کے شرّ سے بچنے کے لیے لوگ اس کے قریب جانے سے بچتے ہیں۔ نتیجتاً وہ معاشرے کا ایک ناکارہ پرزہ بن کر رہ جاتا ہے۔

میدانِ حشر میں حقوق العباد میں کی گئی کم و کاست کا تصفیہ

(٢٥١٢)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوعاً: ((رَحِمَ اللّٰهُ عَبْداً كَانَتْ لِأَخِيهِ عِنْدَهُ مَظْلِمَةٌ فِي عِرْضٍ أَوْ مَالٍ، فَجَاءَهُ فَاسْتَحَلَّهُ قَبْلَ أَنْ يُؤْخَذَ وَلَيْسَ ثَمَّ دِيْنَارٌ وَلَا دِرْهَمٌ، فَإِنْ كَانَتْ لَهُ حَسَنَاتٌ، أُخِذَ مِنْ حَسَنَاتِهِ، وَإِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهُ حَسَنَاتٌ، حَمَلُوْا عَلَيْهِ مِنْ سَيِّئَاتِهِمْ.))

(الصحيحة: ٣٢٦٥)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ اس آدمی پر رحم کرے کہ جس نے اپنے بھائی کی عزت یا مال (کے معاملے میں) ناانصافی کی ہو اور پھر اس کے پاس جا کر معذرت کر لی ہو، قبل اس کے کہ (وہ دن آ جائے جس میں) اس کا مؤاخذہ کیا جائے اور جہاں دینار ہو گا نہ درہم۔ (وہاں تو معاملہ یوں حل کیا جائے گا کہ) اگر اُس (ظالم) کے پاس نیکیاں ہوئیں تو اُس سے نیکیاں لے لی جائیں گی اور اگر اُس کے پاس نیکیاں نہ ہوئیں، تو (مظلوم) لوگ اپنی برائیاں اُس پر ڈال دیں گے۔''

تخريج: أخرجه الترمذي: ٢/ ٦٨، وابن جرير الطبري: ٢/ ٢٨/ ٢٧٥، وأبويعلي: ٤/ ١٥٤١، وأخرجه البخاري: ٤/ ٢٣٨ بلفظ: ((من كانت عنده مظلمة لأخيه؛ فليتحلله منها؛ فانه ليس ثم دينا و لا درهم ......)) الحديث، ليس فيه ((رحم الله عبدا))

شرح:..... معلوم ہوا کہ اگر دنیا میں کی گئی دست درازیاں دنیا میں ہی معاف نہ کروالی گئیں یا ان کی تلافی نہ کر دی گئی تو آخرت میں ان کا معاملہ نہایت خطرناک ہوگا، لیکن ہمارے ماحول میں حقوق العباد کی کوئی پروا نہیں کی جاتی، جو کہ باعثِ ہلاکت امر ہے۔ ہمارے ہاں انسان کو بحیثیت انسان نہیں دیکھا جاتا، بلکہ کسی سے حسنِ سلوک یا بدسلوکی کرنے کے لیے رشتوں اور دوستیوں کا تعین کیا جاتا ہے اور مسکراہٹوں کے تبادلے ہوتے ہیں، حالانکہ ایسا کرنا سرے سے انسان کا امتیاز ہی نہیں ہے۔

یہ اسلام ہی ہے، جس نے دوسرے مذاہب کی بہ نسبت احترامِ انسانیت کا سب سے زیادہ درس دیا ہے، یہ حدیث اس حقیقت کا منہ بولتا ثبوت ہے کہ غریب و نادار عوام کو ظلم و ستم اور قہر و جبر کی چکی میں پیسنے والے وڈیروں کو متنبہ رہنا چاہئے کہ عنقریب ان کی گرفت کا وقت بھی آنے والا ہے، بس ان ظالموں کو دی گئی مہلت کے اختتام کا انتظار ہے۔

سخت دل لوگ خسارے میں

(٢٥١٣)۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ حَبِيْبٍ أَنَّه قَالَ لِسَعِيْدِ بْنِ خَالِدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عُثْمَانَ: أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((خَابَ عَبْدٌ وَخَسِرَ لَمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ تَعَالٰى فِيْ قَلْبِهِ رَحْمَةً لِلْبَشَرِ۔)) (الصحيحة:٤٥٦)

عمرو بن حبیب نے سعید بن خالد بن عمرو بن عثمان سے کہا: کیا آپ کو معلوم نہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایسا بندہ ناکام و نامراد ہوا جس کے دل میں اللہ تعالیٰ نے انسانیت کے لیے نرمی نہیں رکھی۔''

تخریج: أخرجه الدولابی: ١/ ١٧٣، وابن عساکر فی "تاریخ دمشق": ٧/ ١١٣/ ٢

شرح:...... جہاں نرمی کو مسلمان کے حق میں نفع بخش، دنیا و آخرت کی خیر و بھلائی کا ضامن، اعمالِ خیر کی زینت اور جنت میں داخل ہونے اور جہنم سے دور رہنے کا سبب قرار دیا گیا ہے۔ وہاں سختی کو اس کے لیے انتہائی مضر اور خطرناک بیماری قرار دیا گیا ہے۔ نرمی سے محروم آدمی لوگوں کی نگاہوں میں بھی معیوب چیز کی طرح حقیر ہو جاتا ہے اور عند اللہ بھی ناپسندیدہ۔ سیدنا جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((مَنْ يُحْرَمِ الرِّفْقَ يُحْرَمِ الْخَيْرَ كُلَّهُ۔)) (مسلم) ...... ''جو شخص نرمی سے محروم کر دیا گیا وہ ہر قسم کی بھلائی سے محروم کر دیا گیا۔''

غور فرمائیں کہ شریعت میں موذی جانور کو قتل کرنے، بطور قصاص قاتل کو قتل کرنے اور میدانِ جنگ میں دشمن کو قتل کرنے کا حکم دیا گیا ہے، لیکن اس معاملے میں بھی نرمی برتنے اور اچھا طریقہ اپنانے کی تعلیم دی گئی ہے، یعنی اسلام نے اپنے دشمن کو قتل کرتے وقت بھی پہلے اس کے ہاتھ، پیر، ناک، کان وغیرہ کاٹ کر مثلہ کرنے کی اجازت نہیں۔ اسی طرح جانور کو ذبح کرتے وقت چھری تیز کر کے جانور کو راحت پہنچانے کا حکم دیا گیا ہے۔

دنیا میں ہی مظلوم سے معذرت کرنا

(٢٥١٤)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعاً: ((رَحِمَ اللّٰهُ عَبْداً كَانَتْ لِأَخِيْهِ عِنْدَهُ مَظْلِمَةٌ فِي عِرْضٍ أَوْ مَالٍ، فَجَاءَهُ فَاسْتَحَلَّهُ قَبْلَ أَنْ يُؤْخَذَ وَلَيْسَ ثَمَّ دِيْنَارٌ وَلَا دِرْهَمٌ، فَإِنْ كَانَتْ لَهُ حَسَنَاتٌ، أُخِذَ مِنْ حَسَنَاتِهِ، وَإِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهُ حَسَنَاتٌ، حَمَلُوْا عَلَيْهِ مِنْ سَيِّئَاتِهِمْ۔)) (الصحيحة: ٣٢٦٥)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ اس آدمی پر رحم کرے کہ جس نے اپنے بھائی کی عزت یا مال (کے معاملے میں) ناانصافی کی ہو اور پھر اس کے پاس جا کر معذرت کر لی ہو، قبل اس کے کہ (وہ دن آ جائے جس میں) اس کا مؤاخذہ کیا جائے اور جہاں دینار ہو گا نہ درہم۔ (وہاں تو معاملہ یوں حل کیا جائے گا کہ) اگر اُس (ظالم) کے پاس نیکیاں ہوئیں تو اُس سے نیکیاں لے لی جائیں گی اور اگر اُس کے پاس نیکیاں نہ ہوئیں، تو (مظلوم) لوگ اپنی برائیاں اُس پر ڈال دیں گے۔''

تخریج: أخرجه الترمذي: ٢/ ٦٨، وابن جرير الطبري: ٢/ ٤٨/ ٢٧٥، وأبويعلي: ٤/ ١٥٤١، وأخرجه البخاري: ٤/ ٢٣٨ بلفظ: ((من كانت عنده مظلمة لأخيه؛ فليتحلله منها؛ فانه ليس ثم دينا و لا درهم)) الحديث، ليس فيه ((رحم الله عبدا))

شرح:...... معلوم ہوا کہ اگر دنیا میں کی گئی دست درازیاں دنیا میں ہی معاف نہ کروالی گئیں یا ان کی تلافی نہ کر دی گئی تو آخرت میں ان کا معاملہ نہایت خطرناک ہوگا، لیکن ہمارے ماحول میں حقوق العباد کی کوئی پروانہیں کی جاتی، جو کہ باعثِ ہلاکت امر ہے۔ یہ بہت بڑی وعید ہے کہ ظالم کے ظلم وستم کی معافی یا عدمِ معافی کا تعلق متعلقہ مظلوم سے ہے اور واضح ہے کہ روزِ قیامت کون کس کو معاف کرے گا۔

یہ اسلام ہی ہے، جس نے دوسرے مذاہب کی بہ نسبت احترامِ انسانیت کا سب سے زیادہ درس دیا ہے، یہ حدیث اس حقیقت کا منہ بولتا ثبوت ہے کہ غریب و نادار عوام کو ظلم وستم اور قہر و جبر کی چکی میں پیسنے والے وڈیروں کو متنبہ رہنا چاہئے کہ عنقریب ان کی گرفت کا وقت بھی آنے والا ہے، بس ان ظالموں کو دی گئی مہلت کے اختتام کا انتظار ہے۔

متقی، ہدایت یافتہ، حاکم، عالم، معزز، غنی اور حقیر لوگوں کی علامات

(٢٥١٥)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((سَأَلَ مُوْسٰى رَبَّهُ عَنْ سِتِّ خِصَالٍ كَانَ يَظُنُّ أَنَّهَا لَهُ خَالِصَةٌ، وَالسَّابِعَةُ لَمْ يَكُنْ مُوْسٰى يُحِبُّهَا: (١) قَالَ: يَا رَبِّ! أَيُّ عِبَادِكَ أَتْقٰى؟ قَالَ: الَّذِي يَذْكُرُ وَلَا يَنْسٰى (٢) قَالَ: فَأَيُّ عِبَادِكَ أَهْدٰى؟ قَالَ: الَّذِي يَتَّبِعُ الْهُدٰى (٣) قَالَ: اَيُّ عِبَادِكَ أَحْكَمُ؟ قَالَ الَّذِي يَحْكُمُ لِلنَّاسِ كَمَا يَحْكُمُ لِنَفْسِهِ (٤) قَالَ: فَأَيُّ عِبَادِكَ أَعْلَمُ؟ قَالَ: الَّذِي لَا يَشْبَعُ مِنَ الْعِلْمِ، يَجْمَعُ عِلْمَ النَّاسِ إِلٰى عِلْمِهِ (٥) قَالَ: فَأَيُّ عِبَادِكَ أَعَزُّ؟ قَالَ: الَّذِي إِذَا قَدَرَ غَفَرَ (٦) قَالَ: فَأَيُّ عِبَادِكَ أَغْنٰى؟ قَالَ: الَّذِي يَرْضٰى بِمَا يُؤْتٰى۔٧۔قَالَ: فَأَيُّ عِبَادِكَ أَفْقَرُ؟ قَالَ: صَاحِبٌ مَنْقُوْصٌ۔ قَالَ رَسُوْلُ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: موسیٰ (علیہ السلام) نے اپنے رب سے چھ چیزوں کے بارے میں دریافت کیا اور ان کا خیال یہ تھا کہ یہ ان کے لیے خاص ہیں اور ساتویں چیز کو حضرت موسیٰ ناپسند کرتے تھے۔ (١) موسیٰ علیہ السلام نے کہا: اے میرے رب! تیرا کون سا بندہ بہت زیادہ متقی ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جو مجھے یاد رکھتا ہے اور بھولتا نہیں۔ (٢) موسیٰ علیہ السلام نے کہا: تیرا کون سا بندہ بہت زیادہ ہدایت یافتہ ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جو (میری) ہدایت کی پیروی کرتا ہے۔ (٣) موسیٰ نے کہا: تیرا کون سا بندہ سب سے زیادہ منصف ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جو لوگوں کے لیے اسی طرح فیصلہ کرتا ہو، جس طرح اپنی ذات کے لیے فیصلہ کرتا ہے۔ (٤) موسیٰ نے کہا: تیرا کون سا بندہ زیادہ علم والا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے کہا: جو علم سے سیر نہیں ہوتا اور لوگوں کے علم کو اپنے علم کی طرف جمع کرتا ہے۔ (٥) موسیٰ نے کہا: تیرا کونسا بندہ زیادہ معزز ہے؟ اللہ تعالیٰ نے کہا: جو

اللهِ لَيْسَ الْغِنٰى عَنْ ظَهْرٍ إِنَّمَا الْغِنٰى غِنَى النَّفْسِ وَإِذَا أَرَادَاللّٰهُ بِعَبْدٍ خَيْراً، جَعَلَ غِنَاهُ فِي نَفْسِهِ، وَتُقَاهُ فِي قَلْبِهِ، وَإِذَا أَرَادَاللّٰهُ بِعَبْدٍ شَرًّا جَعَلَ فَقْرَهُ بَيْنَ عَيْنَيْهِ۔)) (الصحيحة: ٣٣٥٠)

(مقابل پر) قدرت پانے کے بعد معاف کر دے۔ (۶) موسیٰ نے کہا: تیرا کون سا بندہ بہت زیادہ مالدار ہے؟ اللہ تعالیٰ نے کہا: جسے (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) جو کچھ دیا جائے وہ اس پر راضی ہو جائے۔ (۷) موسیٰ نے کہا: تیرا کونسا بندہ سب سے زیادہ فقیر ہے؟ اللہ تعالیٰ نے کہا: جو صاحب (یعنی مالدار اپنے مال کو) کم سمجھنے والا (اور مزید طلب کرنے والا ہو)''۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مالداری (اور بے نیازی) کو غنی نہیں کہتے، غنی تو دل کا ہوتا ہے، جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کے حق میں خیر و بھلائی کا ارادہ کرتا ہے تو اُس کے نفس میں غنی اور دل میں تقویٰ پیدا کر دیتا ہے اور جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کے حق میں شرّ کا ارادہ کرتا ہے تو اس کی فقیری کو اس کی پیشانی پر رکھ دیتا ہے۔''

تخريج: أخرجه ابن حبان في "صحيحه": ٤٠ / ٨٦- موارد، والخرائطي في "مكارم الأخلاق": ١ / ٢٧٤ / ٣٦٩، والديلمي: ١ / ١ / ٩٢ و ٢ / ٢ / ١٠٢ / ٢، وابن عساكر في "التاريخ": ١٧ / ٣٦٧

شرح:...... یہ حدیث مبارکہ اس بات پر دلالت کناں ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والا متقی، احکامِ الٰہی کی پیروی کرنے والا ہدایت یافتہ، عوام الناس اور اپنے سے متعلقہ فیصلہ کرتے وقت اپنی ذات کا لحاظ نہ کرنے والا منصف، علمِ شرعی سے سیراب نہ ہونے والا بڑا عالم، طاقت و قدرت کے باوجود معاف کر دینے والا معزز اور قوی اور اپنی قلیل یا کثیر روزی پر راضی ہو جانے والا مالدار ہے۔ اگر کسی کو رغبت ہو تو وہ بآسانی ان چھ صفات سے متصف ہو سکتا ہے۔ یہ حدیث ان لوگوں کے وعید بھی ہے جو چند احکامِ الٰہی کے کاربند ہونے کی بنا پر اپنے آپ کو تقوی و پارسائی کی صفِ اول کا فرد سمجھنے لگتے ہیں اور دوسروں کی عیب جوئی اور نقص زنی شروع کر دیتے ہیں، ایسے لوگوں کو چاہئے کہ وہ اس حدیث میں بیان کردہ چھ امور کو اپنائیں۔ نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ بے سرمایا آدمی کو فقیر نہیں کہتے، بلکہ اصل فقیر وہ ہوتا ہے جو مال و دولت کی بہتات کے باوجود اس کو کم سمجھنے والا اور مزید پاپڑ بیلنے کے لیے حریص و بخیل کی طرح ہاتھ پاؤں مارنے والا ہو۔

مسلمان سے لڑنا کفر اور اس کو گالی دینا فسق ہے

(٢٥١٦)۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((سِبَابُ الْمُسْلِمِ أَخَاهُ فُسُوْقٌ، وَقِتَالُهُ كُفْرٌ، وَحُرْمَةُ مَالِهِ كَحُرْمَةِ دَمِهِ۔)) (الصحيحة: ٣٩٤٧)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مسلمان کا اپنے بھائی کو گالی دینا فسق ہے اور اُس کو قتل کرنا کفر ہے اور اس کے مال کی حرمت اُس کے خون کی حرمت کی طرح ہے۔''

تخريج: هو من حديث عبدالله بن مسعود، وله عنه طريقان:

الأولي: عن أبراهيم الهجري عن أبي الأحوص عنه: فأخرجه أحمد: ١ / ٤١٦

الأخرى: فأخرجه الطبراني في "المعجم الكبير": ١٠/ ١٩٧/ ١٠٣١٦

ولجملة الحرمة طريق ثالث عند البزار: ٢/ ١٣٤/ ١٣٧٢، وأخرج الشيخان الجملة الاولى منه فقط

شرح:...... یہ حدیثِ مبارکہ ان لوگوں کے لیے سخت وعید ہے کہ جن کی زبانیں فحش گوئی و یاوہ گوئی، بدکلامی و بد زبانی، سب وشتم اور گالی گلوچ کی عادی بن چکی ہیں، جن کو کسی کے بارے میں کوئی ''پھکڑ'' کہنے سے پہلے سوچنے کی زحمت نہیں ہوتی۔ مثلا ماں بہن کی گالی دینا، حرامی کہنا، بے غیرت کہنا، لعنتی کہنا اور برے القاب سے پکارنا، وغیرہ۔ ایسے لوگ فاسق اور فاجر ہیں۔

حافظ ابن حجرؒ نے کہا: کفر کا اطلاق کرنا مبالغہ آرائی ہے، جس کی غرض و غایت سامع کو ایسا اقدام کرنے سے اجتناب کرنے پر آمادہ کرنا ہے۔ یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ کفر کا اطلاق تشبیہ کے طور پر کیا گیا ہے، کیونکہ دراصل ایسا کرنا کافروں کا کام ہے۔ اس حدیثِ مبارکہ کا ایک خاص سبب بھی بیان کیا گیا ہے، جیسا امام بغویؒ اور امام طبرانیؒ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عمرو بن نعمان بن مقرن مزنی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انصاریوں کی ایک مجلس میں تشریف لے گئے، ان میں ایک ایسا انصاری آدمی بھی تھا، جو بدزبانی اور سب وشتم کرنے میں معروف تھا، وہاں پہنچ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((سِبَابُ الْمُسْلِمِ أَخَاهُ فُسُوْقٌ، وَقِتَالُهُ كُفْرٌ۔)) ......''مسلمان کا اپنے بھائی کو گالی دینا فسق ہے اور اُس کو قتل کرنا کفر ہے۔'' یہ سن کر اس آدمی نے کہا: اللہ کی قسم! آئندہ میں کسی آدمی کو گالی نہیں دوں گا۔ (فتح الباری)

یہ مومن کی قدر و قیمت ہے کہ اس کا مال اور عزت بھی اس کے وجود کی طرح معزز ہیں۔

ہر انسان کا نصیب اس کی گردن میں ہے

(٢٥١٧)۔ عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((طَائِرُ كُلِّ إِنْسَانٍ فِيْ عُنُقِهِ۔)) تَفْسِيْرُ: ﴿وَكُلَّ إِنْسَانٍ أَلْزَمْنَاهُ طَائِرَهُ فِيْ عُنُقِهِ﴾ (الصحيحة:١٩٠٧)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ''ہر انسان کے خیر یا شرّ کا حصہ اُس کے گلے میں لگا دیا گیا ہے۔'' یہ اللہ کے فرمان ''اور ہم نے ہر انسان کی برائی بھلائی کو اس کے گلے لگا دیا ہے'' کی تفسیر ہے۔

تخريج: أخرجه أحمد: ٣/ ٣٤٢، ٣٤٩، ٣٦٠

شرح:...... ''طائر'' کے معنی پرندے کے ہیں اور ''عنق'' کے معنی گردن کے۔ حافظ ابن کثیر نے ''طائر'' سے مراد انسان کے عمل لیے ہیں۔ ''فی عنقہ'' کا مطلب ہے اس کے اچھے یا برے عمل، جس پر اس کو اچھی یا بری جزا دی جائے گی، گلے کے ہار کی طرح اس کے ساتھ ہوں گے۔ یعنی اس کا ہر عمل لکھا جا رہا ہے، اللہ تعالی کے ہاں اس کا پورا پورا ریکارڈ محفوظ ہوگا، روزِ قیامت اس کے مطابق اس کا فیصلہ کیا جائے گا اور امام شوکانی نے طائر سے مراد انسان کی قسمت لی ہے جو اللہ تعالی نے اپنے علم کے مطابق پہلے سے ہی لکھ دی ہے۔

امام البانی رحمہ اللہ مذکورہ مقام پر رقمطراز ہیں: ابن جریر رحمہ اللہ نے کہا کہ "اللہ تعالی کہتے ہیں: ہر انسان کے لیے جو فیصلہ کیا گیا ہے، وہ ہم نے اس کے گلے میں لگا دیا ہے، بہر صورت اسے اس کی ادائیگی کرنا پڑے گی، اس میں اس کے لیے سعادت ہو یا بدبختی۔ آیت کے الفاظ ((اَلْزَمْنٰهُ طَائِرَهٗ)) ایک ضرب المثل ہے، جس سے عرب لوگ اچھا شگون لیتے تھے، یا بری فال اور وہ اس طرح کہ اگر کوئی پرندہ وغیرہ کسی کی بائیں جانب سے آکر دائیں جانب کو اس طرح گزرتا کہ اس کا دایاں حصہ آدمی کے سامنے ہو تو اس سے نیک فال مراد لی جاتی تھی، لیکن اگر کوئی پرندہ کسی دائیں جانب سے بائیں جانب کو گزرتا تو اسے بدفالی کی علامت سمجھا جاتا۔ سو اللہ تعالی نے ان کو آگاہ کیا کہ اس نے ہر انسان کی برائی بھلائی کو اس کے گلے میں لگا دیا ہے۔ وہ نحوست و شقاوت بھی ہو سکتی ہے، جس کا انجام آتشِ دوزخ ہے اور سعادت و نیک بختی بھی ہو سکتی ہے، جس کا نتیجہ جنت و بہشت ہے۔"

سفید بالوں کو رنگنا

(۲۵۱۸)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: دَخَلَتْ يَهُوْدُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَسَأَلَ عَنْهُمْ؟ فَقَالُوْا: يَهُوْدُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! وَهُمْ لَايَصْبِغُوْنَ الشَّعْرَ، فَقَالَ: ((غَيِّرُوْا سِيْمَا الْيَهُوْدِ وَلَا تُغَيِّرُوْا بِسَوَادٍ۔)) (الصحيحة:٣٣٢٤)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: کچھ یہودی، رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے، آپ نے اُن کے بارے میں دریافت کیا، صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ یہودی ہیں اور یہ اپنے بالوں کو نہیں رنگتے۔ آپ نے فرمایا: "یہودیوں کی نشانی کو بدل دو، لیکن سیاہ رنگ سے مت بدلو۔"

تخريج: أخرجه الطبري في "تهذيب الآثار": ٤٩٣/ ٩٢٦۔ الجزء المفقود، وروى الطبراني في "الاوسط": ١/ ١٢٧/ ١٤٢ نحوه

شرح:...... معلوم ہوا کہ داڑھی اور سر کے سفید بالوں کو زرد یا سرخ رنگ کے ساتھ رنگنا چاہئے، جیسا کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اِنَّ الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى لَا يَصْبِغُوْنَ، فَخَالِفُوْهُمْ۔))(بخاری، مسلم)

"یہودی اور عیسائی نہیں رنگتے، سو تم ان کی مخالفت کرو۔"

البتہ ان کو سیاہ کرنا منع ہے، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے باپ کے سر اور داڑھی کے سفید بالوں کے بارے میں ارشاد فرمایا: ((غَيِّرُوْا هٰذَا وَاجْتَنِبُوْا السَّوَادَ۔)) (مسلم)....."اس کے سفید بالوں کا رنگ بدل دو اور ان کو سیاہ کرنے سے بچو۔"

آجکل بالوں کو کالا کرنے کا کاروبار عام ہے، لیکن احادیث کی روشنی میں اس کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ یاد رہے کہ اس سلسلے میں خالص سیاہ رنگ کے علاوہ کوئی رنگ استعمال کیا جا سکتا ہے، وہ مہندی کا رنگ ہو یا کوئی اور۔

اولاد سے مساوی سلوک کرنا

(٢٥١٩)۔ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: كَانَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ رَجُلٌ، فَجَاءَ ابْنٌ لَهُ فَقَبَّلَهُ وَأَجْلَسَهُ عَلٰى فَخِذِهِ، ثُمَّ جَاءَتْ بِنْتٌ لَهُ فَأَجْلَسَهَا إِلٰى جَنْبِهِ، قَالَ: ((فَهَلَّا عَدَلْتَ بَيْنَهُمَا؟)) (الصحيحة:٣٠٩٨)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ایک آدمی، رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا، اُس کے پاس اُس کا بیٹا آیا، اُس نے اُس کو بوسہ دیا اور اسے اپنی ران پر بٹھا لیا، پھر اُس کی بیٹی پہنچ گئی، اُس نے اُس کو اپنے پہلو میں بیٹھا لیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو نے ان دونوں کے درمیان انصاف کیوں نہیں کیا؟''

تخريج: أخرجه الطحاوي في "شرح المعاني": ٢/ ٢٤٦، وابن عساكر في "التاريخ": ٤/ ٦٠١۔ مصورة المدينة

شرح:...... والدین کو چاہئے کہ وہ اولاد کے درمیان عدل و مساوات کا اہتمام کریں، کسی ایک بچے کے ساتھ ترجیحی سلوک سے دوسرے بچوں پر بہت برا اثر پڑتا ہے اور بعض دفعہ وہ اس ناانصافی سے تنگ آ کر گھر چھوڑ جاتے ہیں، جس سے وہ خود بھی پریشان ہوتے ہیں، والدین کے لیے بھی پریشانی کا سبب بنتے ہیں اور بالآخر خاندان ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو جاتا ہے۔ سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میرے والد صاحب مجھے نبی کریم ﷺ کے پاس لے آئے اور کہا: میں نے اپنے اس بیٹے کو ایک غلام بطورِ عطیہ دیا ہے۔ آپ ﷺ نے پوچھا: ''کیا تیرے اور بیٹے بھی ہیں؟'' انھوں نے کہا: جی ہاں۔ آپ ﷺ نے پھر پوچھا: ''کیا تو نے ہر بیٹے کو اس قسم کا عطیہ دیا ہے؟'' انھوں نے کہا: جی نہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''پھر مجھے گواہ مت بناؤ کیونکہ (یہ ظلم ہے اور) میں ظلم پر گواہ نہیں بنتا۔'' (بخاری، مسلم)

یہ تو ممکن ہے کہ والدین کے دل میں بعض بچوں کا احترام یا پیار زیادہ ہو، لیکن وہ اس کا اظہار نہیں کر سکتے، بظاہر ان کو اپنی اولاد کے مابین مساوات قائم کرنا پڑے گی، وگرنہ وہ اپنی اولاد کے حق میں ظالم قرار پائیں گے اور ان کو بغاوت پر آمادہ کریں گے۔

منافق کی علامتیں

(٢٥٢٠)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ مَرْفُوْعًا: ((فِي الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ، إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ، وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ، وَإِذَا ائْتُمِنَ خَانَ۔)) (الصحيحة:١٩٩٨)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''منافق میں تین (خامیاں) ہوتی ہیں: جب وہ بات کرتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے، جب وعدہ کرتا ہے تو خلاف ورزی کرتا ہے اور جب اُس کے پاس امانت رکھی جاتی ہے تو خیانت کرتا ہے۔''

تخريج: أخرجه البخاري في "التاريخ": ٤/ ٢/ ٣٨٦، والبزار: رقم۔ ٨٧، والطبراني في "الأوسط": ٨٠٨٠

شرح:...... زبان سے ایمان و اسلام کا اظہار اور دل میں اسلام کے خلاف بغض و عناد رکھنا، نفاق کہلاتا ہے، یہ اعتقادی نفاق ہے۔ نفاق کی دوسری قسم عملی نفاق ہے اور وہ یہ ہے کہ دل میں تو ایمان ہی ہو، لیکن منافقوں والی مذکورہ خصلتیں اس میں پائی جائیں۔ بدقسمتی سے آج مسلمانوں کی اکثریت عملی نفاق میں مبتلا ہے اور منافقین کے یہ خصائل ان میں عام پائے جاتے ہیں۔ اس منافقانہ کردار اور اخلاق و عمل کی کوتاہیوں نے مسلمانوں کو دنیا بھر میں ذلیل و رسوا اور اسلام کو بے اثر کر رکھا ہے۔

منافقوں کے تین طور طریقے اس حدیث میں بیان کئے گئے ہیں، ان اطوار کو منافقین کی صفات اس لیے بتلایا گیا ہے کہ عام طور پر یہ صفات انہی میں پائی جاتی ہیں، تاہم یہ عملی نفاق ہے، کفر نہیں ہے، جبکہ اعتقادی نفاق کفر ہے، لیکن یہ بھی بہت خطرناک ہے اس سے بھی بچنا چاہئے۔

قیلولہ کرنے کا حکم اور وجہ

(٢٥٢١)۔ عَنْ أَنَسٍ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:((قِيْلُوْا فَإِنَّ الشَّيَاطِيْنَ لَاتَقِيْلُ۔)) (الصحيحة:١٦٤٧)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قیلولہ کیا کرو کیونکہ شیاطین قیلولہ نہیں کرتے۔''

تخريج: أخرجه أبونعيم في "الطب": ١٢ / ١ نسخة السفر جلاني، وفي "أخبار أصبهان": ١/ ٩٥، ٣٥٣، ٢/ ٦٩، والطبرانى فى "الاوسط": رقم: ٢٧٢٥ ج١/ ٣/ ١

شرح:...... دوپہر کی مختصر نیند کو قیلولہ کہتے ہیں، اس نیند سے جسم کو کمال کی استراحت نصیب ہوتی ہے اور نمازِ عشا تک یا اس کے بعد تک نمازیں ادا کرنے میں اور دوسرے معاملات نپٹانے میں طبیعت کو کوئی گرانی محسوس نہیں ہوتی۔

یتیم کی کفالت کا اجر و ثواب

(٢٥٢٢)۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعًا: ((كَافِلُ الْيَتِيْمِ لَهُ أَوْ لِغَيْرِهِ أَنَا وَهُوَ كَهَاتَيْنِ فِي الْجَنَّةِ إِذَا اتَّقَى اللّٰهَ۔)) وَأَشَارَ مَالِكٌ بِالسَّبَّابَةِ وَالْوُسْطٰى۔ (الصحيحة: ٩٦٢)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اپنے یا کسی غیر کے یتیم کی پرورش کرنے والا اور میں جنت میں ان دو انگلیوں کی طرح (قریب قریب) ہوں گے، بشرطیکہ وہ اللہ سے ڈرنے والا ہو۔'' امام مالک نے انگشتِ شہادت اور درمیان والی انگلی سے اشارہ کیا۔

تخريج: أخرجه مسلم: ٨/ ٢٢١، والبيهقى فى "الشعب": ٧/ ٤٧١/ ١١٠٣٠، وأحمد: ٢/ ٣٧٥

شرح:...... اسلام واحد مذہب ہے، جس نے احترامِ انسانیت کا سب سے زیادہ درس دیا۔ یہ اسلام ہی ہے کہ جس نے معاشرے میں کسی فرد کے احساسِ محرومی کو برداشت نہیں کیا اور مالداروں سے کو خبردار کیا کہ ان کے مال و دولت میں یتیموں، مسکینوں، بے کسوں، بیواؤں، ضرورت مندوں اور معذوروں کا حق ہے، جو ان پر قرض ہے۔ اسلام نے

معاشرے کے بے سہارا افراد کی امداد اور خیرخواہی کا حق ادا کر دیا ہے، اگر کوئی بچہ اور لڑکا اپنے بچپن اور لڑکپن میں والدین کے دستِ شفقت کے سائے سے محروم ہو جاتا ہے تو اسلام یہ تقاضا کرتا ہے کہ معاشرے کے دوسرے افراد اس بچے اور لڑکے کے ساتھ اعانت اور شفقت کا وہ انداز اختیار کریں کہ اسے والدین کے فوت ہو جانے کا احساس ہی نہ رہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ عبادت صرف نماز پڑھ لینا اور روزہ رکھ لینا ہی نہیں ہے، بلکہ ہر عمل صالح عبادت ہے اور یتامی وضعفا ومساکین کی خبر گیری بھی عبادت ہے۔

جنت میں نبی کریم ﷺ کی رفاقت اور آپ کا قرب، بہت بڑا اعزاز ہے، جو یتیم کے ساتھ حسنِ سلوک کرنے والے کو ملے گا۔ اسی لیے اس گھر کو بہترین گھر قرار دیا گیا جس میں یتیم کے ساتھ اچھا برتاؤ کیا جاتا ہے اور اسے بدترین گھر قرار دیا گیا جس میں یتیم کے ساتھ بدسلوکی والا معاملہ کیا جاتا ہے۔

انسان کا امتیاز اسی میں ہے کہ وہ نہ صرف اپنے جیسے انسانوں کے حق میں بلکہ جانوروں کے حق میں بھی دل میں نرمی رکھتا ہو اور اس کے تقاضے پورے کرتا ہو، وگرنہ صرف اپنے بچوں کے ناز نخرے پورے کرنے کا وصف تو کئی حیوانات میں بھی پایا جاتا ہے۔ اسلام نے انسان کو اجتماعی کفالت اور خبر گیری کا انتظام عطا کیا ہے، جس کے تحت یتیم بھی محرومی اور احساس کمتری کا شکار نہیں ہو سکتا۔

کیا شعر وشاعری قابل نفرت ہے

(٢٥٢٣)۔ عَنْ نَوْفَلِ بْنِ أَبِي عَقْرَبٍ، قَالَ: قِيْلَ لِعَائِشَةَ: أَكَانَ يُتَسَامَعُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الشِّعْرُ؟ قَالَتْ: كَانَ أَبْغَضَ الْحَدِيْثِ إِلَيْهِ۔ (الصحيحة:٣٠٩٥)

نوفل بن ابوعقرب کہتے ہیں: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا: کیا رسول اللہ ﷺ کے پاس اشعار سنے جاتے تھے؟ انہوں نے کہا: یہ تو آپ کے نزدیک سب سے زیادہ نفرت والی بات تھی۔

تخريج: أخرجه الطيالسي في "مسنده" ١٤٩٠، وعنه البيهقي في "السنن": ١٠/ ٢٤٥، وابن ابى شيبة فى "المصنف": ٨/ ٧٢٢/ ٦١٤٢، واحمد: ٦/ ١٣٤، ١٤٨، ١٨٨

شرح:...... اس حدیث میں اشعار کی مذمت اشعار ہونے کی وجہ سے نہیں کی گئی، بلکہ ان میں بیان کئے گئے برے پہلو کی بنا پر کی گئی ہے، کیونکہ شعر یا نثر ہونے کی وجہ سے کسی کلام کی مذمت یا تعریف نہیں کی جا سکتی۔ جیسا کہ سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((اَلشِّعْرُ بِمَنْزِلَةِ الْكَلَامِ، حَسَنُهُ كَحَسَنِ الْكَلَامِ، وَقَبِيْحُهُ كَقَبِيْحِ الْكَلَامِ۔)) (دارقطنی، صحیحہ: ٤٤٧) ......"اشعار، عام (نثر) کلام کی طرح ہی ہیں، یعنی اچھے اشعار، اچھے کلام اور برے اشعار، برے کلام کی طرح ہیں۔"

معلوم ہوا کہ کوئی کلام نثر یا شعر ہونے کی وجہ سے قابل تعریف یا قابل مذمت نہیں ہوتا، بلکہ اس کے اچھا یا برا ہونے کا دارومدار اس میں بیان کئے گئے مفہوم پر ہے۔

سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((إِنَّ مِنَ الشِّعْرِ لَحِكْمَةً۔)) (بخاری، صحیحہ: ۲۸۵۱)...... ''بعض اشعار، حکمت و دانائی پر مشتمل ہوتے ہیں۔''

ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جن آیات اور احادیث میں اشعار کی مذمت کی گئی ہے، اس سے مراد برے اشعار ہیں۔ وگرنہ کوئی شعر، شعر ہونے کی وجہ سے قابل مذمت نہیں ہوتا، بلکہ اگر اس میں اچھا مفہوم بیان کیا گیا ہے تو وہ اچھا ہے اور اگر اس میں برا مفہوم بیان کیا گیا ہے تو وہ برا ہے۔

جس کلام میں دوسروں کی توہین کی گئی ہو، فتنہ وفساد کی آگ بھڑکائی گئی ہو، شرک و بدعت کو فروغ دیا گیا ہو یا اس میں کسی انداز میں شریعت کے اصولوں کی مخالفت کی گئی ہو، تو وہ کلام قابل مذمت ہوگا، وہ شعر ہو یا نثر ہو۔

اس کے برعکس جو کلام اللہ تعالی کی حمد و ثنا پر مشتمل ہو، اس میں نبی کریم ﷺ کے اوصافِ حمیدہ کا بیان ہو، اس میں نیکی کی ترغیب اور برائی سے نفرت دلائی گئی ہو یا وہ کسی انداز میں شریعت کے اصولوں کی موافقت کر رہا ہو، تو وہ کلام قابل تعریف ہوگا، وہ شعروں کی صورت میں ہو یا نثر کی صورت میں۔

اچھے اشعار پڑھنے کی چند مثالیں:

نبی کریم ﷺ کی موجودگی میں سیدنا حسان رضی اللہ عنہ مسجد نبوی میں اشعار پڑھا کرتے تھے۔ (بخاری، مسلم)

سیدنا برا بن عازب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب خندق والے روز مٹی منتقل کر رہے تھے تو یہ اشعار پڑھ رہے تھے:

وَاللّٰهِ لَوْلَا أَنْتَ مَا اهْتَدَيْنَا وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّيْنَا
فَأَنْزِلَنْ سَكِينَةً عَلَيْنَا وَثَبِّتِ الْأَقْدَامَ إِنْ لَاقَيْنَا
إِنَّ الْأُلَى قَدْ بَغَوْا عَلَيْنَا إِذَا أَرَادُوْا فِتْنَةً أَبَيْنَا

''اللہ کی قسم اگر آپ نہ ہوتے تو ہمیں ہدایت نہ ملتی نہ ہم صدقہ کرتے اور نہ ہی نماز پڑھتے۔ (اے اللہ!) ہم پر سکینت نازل فرما اور اگر (دشمن سے) مڈبھیڑ ہو جائے تو ہمیں ثابت قدم رکھنا بے شک ظالموں نے ہم پر زیادتی کی ہے جب وہ (ہمارے دین میں) فتنہ ڈالنا چاہیں گے، تو ہم انکار کر دیں گے۔'' (بخاری، مسلم)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب مہاجرین و انصار خندق کھود رہے تھے تو یہ شعر پڑھتے تھے: ((نَحْنُ الَّذِيْنَ بَايَعُوْا مُحَمَّدًا عَلَى الْجِهَادِ مَابَقِيْنَا اَبَدًا .)) ......ہم وہ ہیں جنھوں نے محمد ﷺ کی بیعت کی ہے کہ جب تک زندہ رہیں گے جہاد کرتے رہیں گے۔'' اور آپ ﷺ یہ کہتے ہوئے ان کو جواب دیتے: ((اَللّٰهُمَّ لَا عَيْشَ اِلَّا عَيْشُ الْآخِرَة فَاغْفِرْ لِلْاَنْصَارِ وَالْمُهَاجِرَة .)) ......''اے اللہ! زندگی تو آخرت کی ہی ہے سو تو انصاریوں اور مہاجروں کو بخش دے۔'' (بخاری، مسلم)

سیدنا شرید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کی سواری پر آپ کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا، آپ نے مجھ سے پوچھا:

کیا تجھے امیہ بن صلت کے اشعار یاد ہیں؟ میں نے کہا: جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: سناؤ۔ سو میں نے ایک شعری مجموعہ سنایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اور سناؤ۔ میں نے مزید اشعار سنائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اور سناؤ۔ حتی کہ میں نے آپ ﷺ کو سو (۱۰۰) شعری مجموعے سنا دیے۔ (مسلم)

سیدنا جندب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب ایک جنگ میں آپ ﷺ کی انگلی زخم کی وجہ سے خون آلود ہو گئی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ((هَلْ أَنْتِ إِلَّا إِصْبَعٌ دَمِيتِ وَفِي سَبِيلِ اللّٰهِ مَا لَقِيتِ)) ...... ''تو ایک انگلی ہی ہے جو خون آلود ہو گئی ہے جو مصیبت تجھے پہنچی ہے یہ اللہ تعالی کے راستے میں ہے۔'' (بخاری، مسلم)

(بلکہ سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ تو بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((إِنَّ مِنَ الشِّعْرِ لَحِكْمَةً۔)) (بخاری) ...... ''بعض شعر تو حکمت بھرے ہوتے ہیں۔'') یہ روایت پیچھے بھی اسی شرح میں گزر چکی ہے۔

لہٰذا یہ کہنا پڑے گا کہ جہاں بھی شعری کلام کی مذمت ہو وہ اس میں بیان کردہ مضمون کی بنا پر ہو گی، نہ کہ شعر ہونے کی وجہ سے۔

گھر والوں سے اجازت لینے کا طریقہ

(٢٥٢٤)۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ بُسْرٍ صَاحِبِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: كَانَ إِذَا جَاءَ الْبَابَ يَسْتَأْذِنُ لَمْ يَسْتَقْبِلْهُ يَقُوْلُ: يَمْشِيْ مَعَ الْحَائِطِ حَتّٰى يَسْتَأْذِنَ فَيُؤْذَنُ لَهُ أَوْ يَنْصَرِفُ۔ (الصحيحة:٣٠٠٣)

صحابیٔ رسول حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جب آپ دروازے کے پاس آتے تو اجازت طلب کرتے اور سامنے کھڑے نہیں ہوتے تھے۔ وہ کہتے ہیں: آپ دیوار کے ساتھ چلتے، حتی کی اجازت لے لیتے، پھر یا تو آپ کو اجازت دی جاتی یا پھر آپ پلٹ جاتے تھے۔

تخريج: أخرجه الأمام أحمد: ٤/ ١٨٩، وابنه عبدالله: ٤/ ١٨٩، والبخاري في "الادب المفرد": ١٠٧٨، وابوداود: ٥١٨٦

شرح: ...... شریعتِ اسلامیہ میں کسی گھر میں داخل ہونے سے پہلے اجازت لینے کے جن آداب کا تعین کیا گیا ہے، ان میں سے ایک یہ ہے کہ گھر والوں پر نظر ڈالنے سے پہلے اجازت طلب کی جائے، مزید وضاحت سیدنا عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ کی روایت سے ہوتی ہے، وہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کسی کے گھر دروازے کے پاس پہنچتے تو دروازے کو اپنے سامنے نہیں رکھتے تھے، بلکہ اس کے دائیں یا بائیں جانب کھڑے ہو کر اجازت لینے کے لیے کہتے: السلام علیکم، السلام علیکم۔ یہ انداز اختیار کرنے کی وجہ یہ ہے کہ اس زمانے میں دروازوں پر پردے آویزاں نہیں ہوتے تھے۔ (ابوداود)

دستک دینے کا طریقہ

(٢٥٢٥)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: كَانَ بَابُهُ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ

يُقْرَعُ بِالْأَظَافِيرِ۔ (الصحيحة:٢٠٩٢) کا دروازہ ناخنوں سے کھٹکھٹایا جاتا تھا۔

تخريج: أخرجه البخاري في "الأدب المفرد": ١٠٨٠، وفي "التاريخ": ١/ ١/ ٢٢٨، وأبونعيم في "أخبار أصفهان": ٢/ ١١٠، ٣٦٥، والبزار: ٢٠٠٨۔ كشف الاستار

شرح:...... یہ کمال وقار اور سنجیدگی ہے، معلوم ہوتا ہے اس کی وجہ یہ ہوگی کہ دستک دینے والے کو گمان ہوگا کہ آپ ﷺ اور آپ کے اہل خانہ محو آرام ہوں، اگر وہ جاگ رہے ہوں گے تو اس معمولی دستک کی آواز سن لیں گے، وگرنہ دستک دینے والا واپس چلا جائے گا۔

اجازت سے پہلے کسی کے گھر میں جھانکنا منع ہے

(٢٥٢٦)۔ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ كَشَفَ سِتْراً فَأَدْخَلَ بَصَرَهُ فِي الْبَيْتِ قَبْلَ أَنْ يُّؤْذَنَ لَهُ، فَرَأَى عَوْرَةَ أَهْلِهِ، فَقَدْ أَتَى حَدًّا لَا يَحِلُّ لَهُ أَنْ يَأْتِيَهُ لَوْ أَنَّهُ حِيْنَ أَدْخَلَ بَصَرَهُ اسْتَقْبَلَهُ رَجُلٌ فَفَقَأَ عَيْنَهُ مَاعَيَّرْتُ عَلَيْهِ، وَإِنْ مَرَّ الرَّجُلُ عَلَى بَابٍ لَاسِتْرَ لَهُ غَيْرِ مُغْلَقٍ فَنَظَرَ فَلَا خَطِيْئَةَ عَلَيْهِ، إِنَّمَا الْخَطِيْئَةُ عَلَى أَهْلِ الْبَيْتِ۔)) (الصحيحة:٣٤٦٣)

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے (کسی کے گھر کا) پردہ اٹھایا اور اجازت سے پہلے گھر میں دیکھنے لگا اور گھر والوں کی پردہ والی چیزوں کو دیکھ لیا تو اس نے ایسی حد کا ارتکاب کیا، جو اس کے لیے حلال نہیں تھی۔ اگر (اسی دوران) جبکہ وہ دیکھ رہا ہوتا ہے کوئی آدمی اس کے سامنے آتا ہے اور اس کی آنکھ پھوڑ دیتا ہے تو میں اس پر کوئی عیب نہیں لگاؤں گا۔ ہاں اگر کوئی شخص ایسے دروازے کے پاس سے گزرتا ہے، جس پر نہ کوئی پردہ ہوتا ہے اور نہ وہ بند ہوتا ہے تو ایسے گھر کے اندر دیکھنے میں دیکھنے والے پر کوئی گناہ نہیں ہوگا، البتہ گھر والوں پر گناہ ہوگا۔“

تخريج: أخرجه الترمذي: ٢٧٠٧، واحمد: ٥/ ١٨١

شرح:...... قرآن وحدیث میں کسی کے گھر داخل ہونے سے پہلے اجازت لینے پر زور دیا گیا ہے، حتی کہ اپنے ماں باپ کے گھر میں بھی اجازت طلبی کے بغیر داخل ہونا ممنوع ہے۔

انسان اپنے گھر کے خلوت خانے میں مختلف ایسے کاموں میں مصروف ہوتا ہے، جن کی بابت وہ یہ پسند نہیں کرتا کہ کوئی اس کو ایسی حالت میں دیکھے۔ علاوہ ازیں عورتیں بھی اپنے کام کاج میں لگی ہوتی ہیں اور پردے کی طرف ان کی توجہ نہیں ہوتی۔ اگر کسی کے گھر کے اندر داخل ہوتے وقت اجازت طلب کرنا ضروری نہ ہوتا تو بہت سوں کی پردہ دری ہوتی اور نامحرم عورتوں پر نظر پڑتی۔ ان دونوں قباحتوں کے سد باب کے لیے اجازت طلب کرنے کو ضروری قرار دیا گیا۔

دراصل اجازت کو ضروری قرار دینے کی بنیاد نظر پر ہے، جیسا کہ سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے گھر کے دروازے کے سوراخ سے اندر دیکھنے لگا، آپ ﷺ کے پاس کنگھا تھا، اس کے

ساتھ اپنے سر میں خارش کر رہے تھے۔ جب آپ ﷺ نے اسے دیکھا تو فرمایا: ((لَوْ اَعْلَمُ اَنَّكَ تَنْظُرُنِي لَطَعَنْتُ بِهِ فِي عَيْنَيْكَ اِنَّمَا جُعِلَ الْاِسْتِئْذَانُ مِنْ اَجْلِ الْبَصَرِ۔)) (بخاری، مسلم) ...... ''اگر مجھے پتہ چل جاتا کہ تو میری طرف دیکھ رہا ہے تو میں نے یہ (کنگھا) تیری آنکھوں میں مار دینا تھا۔ نظر کی وجہ سے ہی تو اجازت کا طلب کرنا مقرر کیا گیا ہے۔''

نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر پردوں کے باوجود جھانکنے والے کو گھر کے مالک کی طرف سے کوئی نقصان پہنچا تو وہ هدر اور رائیگاں ہوگا، اس کا کوئی قصاص نہیں لیا جائے گا، جیسا کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((لَوْ اَنَّ امْرَأً اِطَّلَعَ عَلَيْكَ بِغَيْرِ اِذْنٍ فَخَذَفْتَهُ بِحَصَاةٍ فَفَقَأْتَ عَيْنَهُ مَا كَانَ عَلَيْكَ جُنَاحٌ۔)) (بخاری، مسلم) ...... ''اگر کوئی آدمی بغیر اجازت کے آپ کے (گھر میں) جھانکے اور آپ اسے کنکری مار کر اس کی آنکھ پھوڑ دیں تو آپ پر کوئی گناہ نہیں۔'' نیز یہ حدیث یہ درس بھی دیتی ہے کہ گھر باپردہ ہونے چاہئیں، تاکہ لوگوں کی نگاہوں سے محفوظ رہیں، دوسری احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کسی کے گھر کے سامنے پردہ یا دروازہ نہیں ہے تو اجازت لینے والے کو ایک طرف کھڑے ہو کر اجازت طلب کرنی چاہئے، نہ کہ دروازے کے سامنے کھڑے ہو کر۔ جیسا کہ سیدنا عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جب آپ ﷺ دروازے کے پاس آتے تو اجازت طلب کرتے اور سامنے کھڑے نہیں ہوتے تھے۔ وہ کہتے ہیں: آپ دیوار کے ساتھ چلتے، حتی کی اجازت لے لیتے، پھر یا تو آپ کو اجازت دی جاتی یا پھر آپ پلٹ جاتے تھے۔ (الصحیحه: ٣٠٠٣)

آپ ﷺ کے پیچھے فرشتوں کا چلنا

(٢٥٢٧)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ: كَانَ إِذَا مَشٰى مَشٰى أَصْحَابُهُ أَمَامَهُ، وَتَرَكُوْا ظَهْرَهُ لِلْمَلَائِكَةِ۔ (الصحيحة :٢٠٨٧)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ جب چلتے تو آپ ﷺ کے صحابہ آپ ﷺ کے آگے چلتے، آپ کی پیٹھ کو فرشتوں کے لیے چھوڑ دیتے۔

تخريج: أخرجه ابن ماجه:١/ ١٠٨، والحاكم:٤/ ٢٨١

شرح:...... اس میں نبی کریم ﷺ کی منقبت کا بیان ہے۔

فاسق کے بیانات کی تحقیق کرنا

(٢٥٢٨)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَ بَعَثَ الْوَلِيْدَ بْنَ عُقْبَةَ ابْنِ أَبِي مُعَيْطٍ إِلَى بَنِي الْمُصْطَلِقِ لِيَأْخُذَ مِنْهُمُ الصَّدَقَاتِ وَأَنَّهُ لَمَّا أَتَاهُمُ الْخَبَرُ فَرِحُوْا، وَخَرَجُوْا لِيَتَلَقَّوْا رَسُوْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ولید بن عقبہ بن ابی معیط کو بنو مصطلق کی طرف صدقات کی وصولی کے لیے بھیجا۔ جب اُن لوگوں کو ان کی آمد کی خبر ہوئی تو وہ بہت خوش ہوئے اور رسول اللہ ﷺ کے قاصد کے استقبال کے لیے باہر نکلے، لیکن

وَأَنَّهُ لَمَّا حُدِّثَ الْوَلِيْدُ أَنَّهُمْ خَرَجُوْا يَتَلَقَّوْنَهُ رَجَعَ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّ بَنِي الْمُصْطَلِقِ قَدْ مَنَعُوْا الصَّدَقَةَ۔ فَغَضِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ مِنْ ذٰلِكَ غَضَباً شَدِيْداً فَبَيْنَمَا هُوَ يُحَدِّثُ نَفْسَهُ أَنْ يَغْزُوَهُمْ إِذْ أَتَاهُ الْوَفْدُ، فَقَالُوْا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّا حُدِّثْنَا أَنَّ رَسُوْلَكَ رَجَعَ مِنْ نِصْفِ الطَّرِيْقِ، وَإِنَّا خَشِيْنَا أَنْ يَكُوْنَ إِنَّمَا رَدَّهُ كِتَابٌ جَاءَهُ مِنْكَ لِغَضَبٍ غَضِبْتَهُ عَلَيْنَا، وَإِنَّا نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ غَضَبِ اللّٰهِ وَغَضَبِ رَسُوْلِهِ۔ وَأَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اسْتَعْتَبَهُمْ وَهَمَّ بِهِمْ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ عُذْرَهُمْ فِي الْكِتَابِ ﴿يٰأَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا إِنْ جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَاءٍ فَتَبَيَّنُوْا أَنْ تُصِيْبُوْا قَوْماً بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰى مَافَعَلْتُمْ نَادِمِيْنَ﴾۔ (الحجرات: ٦)

(الصحيحة:٣٠٨٨)

جب ولید کو ان کے استقبال کے طور پر باہر نکلنے کا بتلایا گیا تو وہ رسول اللہ کے پاس واپس لوٹ آئے اور کہا: اے اللہ کے رسول! بنومصطلق نے صدقہ روک لیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کو اس پہ بہت غصہ آیا، ابھی آپ ان کے خلاف جہاد کا سوچ ہی رہے تھے کہ (بنومصطلق) کا وفد آپ کے پاس پہنچ گیا اور انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہمیں پتہ چلا ہے کہ آپ کا قاصد نصف طریق سے واپس لوٹ آیا ہے اور ہم ڈر گئے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ ﷺ کو ہم پر غصہ آیا ہو، جس کی وجہ سے آپ ﷺ نے قاصد کو رقعہ لکھ کر واپس بلا لیا ہو، ہم تو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے غصہ سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو راضی کیا، حالانکہ آپ ﷺ (ان کے خلاف جنگ کرنے کا) ارادہ کر چکے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے (اپنی) کتاب میں اُن کا عذر نازل فرمایا۔ ''اے ایمان والو! اگر کوئی فاسق تمہیں کوئی خبر دے تو تم اُس کی اچھی طرح تحقیق کر لیا کرو، کہیں ایسا نہ ہو کہ نادانی میں کسی قوم کو نقصان پہنچا دو پھر اپنے کئے پر پریشان ہونا پڑے۔''

تخريج: أخرجه ابن جرير الطبري في "التفسير": ٢٥/ ٧٨، والبيهقي في "سننه": ٩/ ٥٤

شرح:...... اس حدیث میں ایک نہایت اہم اصول کی نشاندہی کی گئی ہے اور وہ یہ کہ ہر فرد اور حکومت کی یہ ذمہ داری ہے کہ اس کے پاس جو بھی خبر یا اطلاع آئے، بالخصوص بدکردار، فاسق اور مفسد قسم کے لوگوں کی طرف سے، تو پہلے اس کی تحقیق کی جائے، تاکہ غلط فہمی میں کسی کے خلاف کوئی کاروائی نہ ہو۔ عصر حاضر میں چونکہ گپ شپ کو بڑا پسند کیا جاتا ہے، لیکن اس کا اکثر حصہ اسی نوعیت کا ہوتا ہے کہ جو کسی نے سنی ہوتی ہے، اسے بڑے زور شور کے ساتھ بیان کرتا ہے اور یوں ایک آدمی کی طرف کئی غلط باتیں منسوب کر دی جاتی ہیں اور معاشرے میں ان کا شہرہ ہو جاتا ہے، حالانکہ وہ بے چارہ نہ صرف بری ہوتا ہے، بلکہ اسے کانوں کان خبر ہی نہیں ہوتی۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((كَفٰى بِالْمَرْءِ كَذِبًا اَنْ يُحَدِّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ۔)) (مسلم) ......''آدمی کے جھوٹا ہونے کے لیے یہ بات کافی ہے کہ جو سنے اسے (بغیر تحقیق کے) بیان کر دے۔''

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ ہر سنی ہوئی بات، تحقیق کے بغیر آگے بیان کرنا یا اسے صحیح سمجھ لینا درست نہیں۔ عین ممکن ہے کہ وہ جھوٹی ہو اور یہ بھی اس کو بیان کر کے جھوٹوں میں شامل ہو جائے۔ اس لیے پہلے ہر بات کی تحقیق ضروری ہے۔ محدثین نے احادیث کی صحت وسقم کو پرکھنے کے لیے اسی آیت سے استدلال کرتے ہوئے راویٔ حدیث کی عدالت کی شرط لگائی ہے اور اس بنا پر انھوں نے کاذب، متہم بالکذب، فاسق، مبتدع اور مجہول راوی کی روایات کو تسلیم نہیں کیا۔ مزید اس حدیث میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عظمت ومنقبت کا بیان ہے کہ ان کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس قدر شدید محبت تھی کہ آپ کے قاصد کی آمد پر بہت خوش ہوئے اور اس کا استقبال کرنے کے لیے باہر نکل آئے، نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معصیت ونافرمانی سے انتہائی دور رہنے والے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا صحابہ کی معاونت کرنا

(٢٥٢٩)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَحِيْماً، كَانَ لَا يَأْتِيْهِ أَحَدٌ إِلَّا وَعَدَهُ، وَأَنْجَزَ لَهُ إِنْ كَانَ عِنْدَهُ، وَجَاءَ أَعْرَابِيٌّ فَأَخَذَ بِثَوْبِهِ، فَقَالَ: إِنَّمَا بَقِيَ مِنْ حَاجَتِي يَسِيْرَةٌ، وَأَخَافُ أَنْسَاهَا، فَقَامَ مَعَهُ حَتّٰى فَرَغَ مِنْ حَاجَتِهِ، ثُمَّ أَقْبَلَ فَصَلّٰى۔ (الصحيحة: ٢٠٩٤)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رحم کرنے والے تھے۔ جو کوئی بھی آپ کے پاس آتا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اُس سے وعدہ کر لیتے تھے اور اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کوئی چیز ہوتی تو فوراً پورا کر دیتے تھے۔ (ایک دفعہ) ایک بدّو، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کپڑا پکڑ لیا اور کہا: میری تھوڑی سی ضرورت باقی ہے اور مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں بھول نہ جاؤں۔ سو آپ اُس کے ساتھ چلے، حتی کہ اُس کی ضرورت سے فارغ ہوئے، پھر تشریف لائے اور نماز پڑھی۔

تخريج: أخرجه البخاري في "الأدب المفرد": ٢٧٨، وفي التاريخ: ٢/ ٢١١٢،

شرح:...... چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرزندانِ امت کے حق میں سب سے بڑے ہمدرد اور غمخوار تھے، یہی وجہ ہے کہ آپ عام بدوؤں کی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے ان کے ساتھ چلے جاتے تھے، یہی حقیقی محبت کا پرتو ہے۔ لیکن افسوس عصر حاضر کی امتِ مسلمہ پر ہے کہ اول تو غریبوں کے ساتھ چلنے کے لیے کوئی تیار ہی نہیں ہوتا، اگر کوئی ان کے تقاضے پورے کرتا بھی ہے تو اس کی بنیاد دنیوی ترجیحات اور اپنی تعلق داری پر ہوتی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کیسے ممکن ہے؟

(٢٥٣٠)۔ عَنْ خَادِمٍ لِلنَّبِيِّ رَجُلٍ أَوِ امْرَأَةٍ قَالَ: كَانَ مِمَّا يَقُوْلُ لِلْخَادِمِ: ((أَلَكَ حَاجَةٌ؟)) قَالَ: حَتّٰى كَانَ ذَاتَ يَوْمٍ فَقَالَ:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم یا خادمہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: آپ صلی اللہ علیہ وسلم خادم کو جو کچھ کہا کرتے تھے، اس میں سے ایک بات یہ تھی: (آپ پوچھتے): ''کیا تیری کوئی ضرورت

يَـا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ! حَـاجَتِي۔ قَالَ: ((وَمَا حَـاجَتُكَ؟)) قَـالَ: حَـاجَتِي أَنْ تَشْفَعَ لِي يَوْمَ الْـقِيَـامَةِ، قَـالَ: ((وَمَنْ دَلَّكَ عَلٰى هٰـذَا؟)) قَالَ: رَبِّي۔ قَالَ: ((أَمَا لَا، فَأَعِنِّي بِكَثْرَةِ السُّجُوْدِ۔)) (الصحيحة:٢١٠٢)

ہے؟'' بالآخر ایک دن خادم نے کہا: اے اللہ کے رسول! میری ایک حاجت ہے۔ آپ ﷺ نے پوچھا: ''تیری کیا حاجت ہے؟'' اس نے کہا: میری حاجت یہ ہے کہ آپ روزِ قیامت میری شفاعت فرمائیں۔آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس (مطالبے پر) تیری رہنمائی کس نے کی؟'' اُس نے کہا: میرے پروردگار نے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیوں نہیں!تو پھرتو سجدوں کی کثرت سے میری مدد کر۔''

تخريج: أخرجه أحمد في "مسنده":٣/ ٥٠٠

شـــرح:...... یہ حدیث تین اہم اسباق پر دلالت کرتی ہے: (۱) خادموں،نوکروں چاکروں اور ماتحت لوگوں کی ضروریات کا خیال رکھنا چاہئے،صرف ان کی معینہ تنخواہ یا مزدوری پر اکتفا نہیں کرنا چاہئے۔ (۲) مومن اور مسلمان کو ذی شعور، دوررس اور ہوشمند ہونا چاہئے اور جہاں تک ممکن ہو سکے اخروی زندگی کو دنیوی زندگی پر ترجیح دینی چاہئے۔ دیکھئے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے اپنے خادم سے اس کی ضرورت دریافت کی تو اس نے امورِ آخرت کو مقدم کرتے ہوئے آپ ﷺ کی شفاعت کا سوال کیا، حالانکہ اس کے لیے صرف دنیا یا دنیا و آخرت دونوں کا مطالبہ کرنا بھی ممکن تھا۔ (۳) رسول اللہ ﷺ کی سفارش کے حصول کے لیے اللہ تعالیٰ کے سامنے جبینِ نیاز کو جھکانا پڑتا ہے،صرف دعوے ناکافی ہیں۔

یہ حدیث اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ فرضی نمازوں کی ادائیگی کے بعد نفلی نماز کا بکثرت اہتمام کرنا شفاعتِ رسول کے حصول کا بہت بڑا ذریعہ ہے۔

دربارِ نبوی میں لوگوں کا احترام

(٢٥٣١)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: كَانَ ﷺ لَا يُدْفَعُ عَنْهُ النَّاسُ، وَلَا يُضْرَبُوْا عَنْهُ۔ (الصحيحة:٢١٠٧)

ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں آپ ﷺ سے لوگوں کو دھکیلا جاتا تھا نہ مارا جاتا تھا۔

تخريج: أخرجه الطبراني في "الكبير":٣/ ٩٠/ ١، وابوداود: ١٨٨٥، واحمد: ٣٧٠٧

شرح:...... یعنی جس طرح عام دنیا دار قائدین کے حواری اپنے قائد کے نزدیک جُوں تک نہیں رینگنے دیتے بلکہ عقیدت سے قریب ہونے والے کو بھی دھکے کھانے پڑتے ہیں، ہر طرف سے ''اوئے، اوئے، ہٹ جاؤ، دفع ہو جاؤ'' کی آوازیں سنائی دیتی ہیں۔ آپ ﷺ کے صحابہ اس طرح لوگوں کو نہیں دھکیلتے تھے۔ بلکہ ہر آنے والے شخص کو حسن ادب سے آپ ﷺ سے ہم کلام ہونے کا موقع دیا جاتا تھا۔

آپ ﷺ کا ضعیف صحابہ کا خیال رکھنا

(٢٥٣٢)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ: كَانَ ﷺ يَتَخَلَّفُ فِي الْمَسِيْرَةِ فَيُزْجِيْ الضَّعِيْفَ، وَيُرْدِفُ وَيَدْعُوْلَهُمْ۔ (الصحيحة: ٢١٢٠)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، آپ ﷺ چلنے میں پیچھے رہتے، کمزور کو چلاتے اور اپنے پیچھے بٹھاتے تھے اور صحابہ کے لیے دعا کرتے تھے۔

تخريج: أخرجه أبوداود:١/ ٤١١، والحاكم:٢/ ١١٥

شــــرح:...... یہ بات تو عنقا بن چکی ہے کہ عہدے دار اور ارباب اقتدار لوگ بھی انسانیت کی خدمت کرتے ہوں، ہمارے ہاں سب سے زیادہ دوری معاشرے کے اعلی اور ادنی فرد کے مابین ہوتی ہے، یہ ناممکن ہے کہ کوئی گورنر، ضلع ناظم، جج، میئر، ناظم، ایم این اے یا کوئی ایم پی اے کسی ذاتی مقصد کے بغیر اپنی گاڑی میں امتِ مسلمہ کے کسی غریب، نادار اور معاشرے کے کمتر فرد کو بٹھا لے۔

حضرت محمد ﷺ رسالت و نبوت کے سب سے عظیم منصب پر فائز تھے، لیکن آپ کا سب سے مضبوط تعلق غریبوں، یتیموں اور بے سہارا لوگوں سے تھا، آپ عمر رسیدہ مردوں اور بڑھیا عورتوں کے خدمتگار تھے، غلام اور انتہائی بے کس لوگ آپ کی مجلس کی زینت تھے اور عظیم لوگوں کو یہی زیب دیتا ہے۔ کسی نے کیا خوب کہا:

وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا مرادیں غریبوں کی برلانے والا
مصیبت میں غیروں کے کام آنیوالا وہ اپنے پرائے کا غم کھانے والا
فقروں کا ملجا ضعیفوں کا ماوی یتیموں کا والی غلاموں کا مولی

(٢٥٣٣)۔ عَنْ خَادِمٍ لِلنَّبِيِّ رَجُلٍ أَوِ امْرَأَةٍ قَالَ: كَانَ مِمَّا يَقُوْلُ لِلْخَادِمِ: ((أَلَكَ حَاجَةٌ؟)) قَالَ: حَتّٰى كَانَ ذَاتَ يَوْمٍ فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ! حَاجَتِي۔ قَالَ: ((وَمَا حَاجَتُكَ؟)) قَالَ: حَاجَتِي أَنْ تَشْفَعَ لِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ، قَالَ: ((وَمَنْ دَلَّكَ عَلٰى هٰذَا؟)) قَالَ: رَبِّيْ۔ قَالَ: ((أَمَا لَا، فَأَعِنِّي بِكَثْرَةِ السُّجُوْدِ۔)) (الصحيحة:٢١٠٢)

نبی کریم ﷺ کے خادم یا خادمہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: آپ ﷺ خادم کو جو کچھ کہا کرتے تھے، اس میں سے یہ بات تھی: (آپ پوچھتے:) ''کیا تیری کوئی ضرورت ہے؟'' بالآخر ایک دن خادم نے کہا: اے اللہ کے رسول! میری ایک حاجت ہے۔ آپ ﷺ نے پوچھا: ''تیری کیا حاجت ہے؟'' اس نے کہا: میری حاجت یہ ہے کہ آپ روزِ قیامت میری شفاعت فرمائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس (مطالبے پر) تیری رہنمائی کس نے کی؟'' اُس نے کہا: میرے پروردگار نے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیوں نہیں! تو پھر تو سجدوں کی کثرت سے میری مدد کر۔''

تخریج: أخرجه أحمد فی "مسنده": ٣/ ٥٠٠

شرح:...... اس حدیث سے تین اہم امور کی نشاندہی ہوتی ہے: (۱) خادموں، نوکروں چاکروں اور ماتحت لوگوں کی ضروریات کا خیال رکھنا چاہئے، صرف ان کی معینہ تنخواہ یا مزدوری پر اکتفا نہیں کرنا چاہئے، رسول اللہ ﷺ کا مقام و مرتبہ مسلّم تھا، لیکن یہ عظیم منصب آپ کو بے بس و بے کس لوگوں کی خدمت سے پیچھے نہ رکھ سکا۔ (۲) مومن اور مسلمان کو ذی شعور، دور رس اور ہوشمند ہونا چاہئے اور جہاں تک ممکن ہو سکے اخروی زندگی کو دنیوی زندگی پر ترجیح دینی چاہئے۔ دیکھئے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے اپنے خادم سے اس کی ضرورت دریافت کی تو اس نے امورِ آخرت کو مقدم کرتے ہوئے آپ ﷺ کی شفاعت کا سوال کیا، حالانکہ اس کے لیے صرف دنیا یا دنیا و آخرت دونوں کا مطالبہ کرنا ممکن تھا۔ (۳) رسول اللہ ﷺ کی سفارش کے حصول کے لیے اللہ تعالیٰ کے سامنے جبینِ نیاز کو جھکانا پڑتا ہے، صرف دعوے ناکافی ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کا اپنی ضروریات خود پوری کرنا

(٢٥٣٤)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: كَانَ ﷺ يَجْلِسُ عَلَى الْأَرْضِ، وَيَأْكُلُ عَلَى الْأَرْضِ، وَيَعْتَقِلُ الشَّاةَ، وَيُجِيْبُ دَعْوَةَ الْمَمْلُوْكِ عَلَى خُبْزِ الشَّعِيْرِ۔ (الصحيحة: ٢١٢٥)

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ زمین پر بیٹھ جایا کرتے تھے، زمین پر بیٹھ کر ہی کھاتے تھے، بکری کا دودھ دوہ لیتے تھے اور جو کی روٹی پہ غلام کی دعوت قبول کر لیتے تھے۔

تخریج: أخرجه الطبرانی فی "الکبیر": ٣/ ١٦٤/ ١، و رواه ابو الشیخ فی "أخلاق النبی ﷺ": صـ ٦٣، و البغوی فی "شرح السنة": ٤/ ٣/ ١ دون قوله: ((علی خبز الشعیر))

(٢٥٣٥)۔ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ: كَانَ ﷺ يَرْكَبُ الْحِمَارَ وَيَخْصِفُ النَّعْلَ وَيَرْقَعُ الْقَمِيْصَ وَيَقُوْلُ: ((مَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّيْ۔)) (الصحيحة: ٢١٣٠)

حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: آپ ﷺ گدھے پر سوار ہوتے تھے، جوتا سلائی کرتے تھے اور قمیص کو خود ہی پیوند لگا لیا کرتے تھے اور فرماتے تھے: ''جس نے میری سنت سے اعراض کیا وہ مجھ سے نہیں۔''

تخریج: رواه أبو الشیخ: ١٢٨، والسهمی فی "تاریخ جرجان": ٣١٥

شرح:...... صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنی زندگیاں نبی کریم ﷺ کی خدمت کے لیے وقف کر دی تھیں، جبکہ بیویوں اور خادموں کی تعداد بھی موجود تھی، لیکن اس کے باوجود بھی گھر کے کئی امور آپ ﷺ خود سرانجام دیتے تھے، ہمیں بھی چاہئے کہ اپنی خدمت کا سارا بوجھ اپنے خادموں اور بیویوں پر مت ڈالیں، بلکہ ان کے آرام کے اوقات کا خیال رکھیں۔

نیز یہ نبی کریم ﷺ کی سادگی اور عاجزی تھی، جسے آپ ﷺ نے اپنی امت کے لیے طرزِ حیات بھی قرار دیا۔ اگر کوئی انسان آپ ﷺ کی ان سنتوں کا اہتمام کرنے لگے تو اس کی زندگی کئی مشاکل اور تکلّفات سے پاک ہو سکتی ہے۔ ایسے امور کو سرانجام دینے والا آدمی تکبر سے پاک ہو جائے گا اور اس کی عاجزی و فروتنی میں اضافہ ہوگا۔ اگر کسی آدمی کو زندگی کی روٹین میں ان امور کا موقع نہیں ملتا تو کبھی کبھار رسول اللہ ﷺ کی سنت سمجھ کر ان کو سرانجام دینا چاہئے۔

رسول اللہ ﷺ کا خندق کھودنے میں خود شریک ہونا

(٢٥٣٦)۔ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، قَالَ: كَانَ يَوْمَ الْأَحْزَابِ (وَفِي رِوَايَةٍ: يَوْمَ الْخَنْدَقِ) يَنْقُلُ مَعَنَا التُّرَابَ، وَلَقَدْ وَارَى التُّرَابُ بَيَاضَ بَطْنِهِ (وَفِي رِوَايَةٍ: شَعْرَ صَدْرِهِ) وَكَانَ رَجُلاً كَثِيرَ الشَّعْرِ وَهُوَ يَرْتَجِزُ بِرِجْزِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ رَوَاحَةَ وَهُوَ:

حضرت برا بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ غزوۂ احزاب اور ایک روایت کے مطابق غزوہ خندق والے دن ہمارے ساتھ مٹی اٹھا رہے تھے، مٹی نے آپ ﷺ کے پیٹ مبارک کی سفیدی کو (اور ایک روایت کے مطابق سینۂ مبارک کے بالوں کو) چھپا دیا تھا، آپ ﷺ بہت زیادہ بالوں والے تھے اور اس وقت آپ حضرت عبداللہ بن رواحہ کے (درج ذیل) رجزیہ اشعار پڑھ رہے تھے:

وَاللّٰهِ لَوْلَا أَنْتَ مَا اهْتَدَيْنَا
وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّيْنَا
فَأَنْزِلَنْ سَكِيْنَةً عَلَيْنَا
وَثَبِّتِ الْأَقْدَامَ إِنْ لَاقَيْنَا
إِنَّ الْأُلٰى قَدْ أَبَوْا عَلَيْنَا
إِذَا أَرَادُوْا فِتْنَةً أَبَيْنَا أَبَيْنَا

''اللہ کی قسم! اگر آپ نہ ہوتے تو ہمیں ہدایت نہ ملتی
نہ ہم صدقہ کرتے اور نہ ہی نماز پڑھتے
(اے اللہ!) ہم پر سکینت نازل فرما
اور اگر (دشمن سے) مڈبھیڑ ہو جائے تو ہمیں ثابت قدم رکھنا
بے شک ظالموں نے ہم پر زیادتی کی ہے
جب وہ (ہمارے دین میں) فتنہ ڈالنا چاہیں گے، تو ہم انکار کر دیں گے، انکار کر دیں گے۔''

وَيَرْفَعُ بِهَا صَوْتَهُ۔ (وَفِي رِوَايَةٍ: "بَغَوْا" مَكَانَ "أَبَوْا") (الصحيحة:٢٤٣٢)

یہ جملہ کہتے وقت آپ ﷺ اپنی آواز بلند کرتے تھے۔

تخريج: أخرجه البخاري: رقم ٢٨٣٧، ٤١٠٦، ٦٦٢٠، ٧٢٣٦۔ والروايتان مع الزيادات له۔ ومسلم: ٥/ ١٨٧۔ ١٨٨، والدارمي: ٢/ ٢٢١، وابن حبان: ٤٥١٨۔ الأحسان، والبيهقي: ٧/ ٤٣، وفي"الدلائل": ٣/ ٤١٣۔ ٤١٤، وابن أبي شيبة: ١٤/ ٤١٩، وأحمد: ٤/ ٢٨٢، ٢٨٥، ٢٩١، ٣٠٠، ٣٠٢، والطيالسي أيضا: ٩٧/ ٧١٢، وأبويعلي: ٣/ ١٧١٦

شرح :...... غزوۂ خندق کے موقع پر خندق کھودنا انتہائی کٹھن مرحلہ تھا، آپ ﷺ نے کھدائی کے عمل میں بنفس نفیس شرکت کی اور اس طرح صحابۂ کرام کی حوصلہ افزائی فرمائی۔ عصر حاضر میں مختلف تنظیموں اور اداروں کے امرا اور مسئولین خدمتِ خلق کی اس سعادت سے نہ صرف یکسر محروم نظر آتے ہیں، بلکہ ایسے امور سے اپنے آپ کو بالاتر سمجھتے ہیں۔ اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ درست مفہوم پر مشتمل اشعار پڑھنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

ابتدائے رات کو بچوں کی حفاظت کرنا

(٢٥٣٧)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((كُفُّوْا صِبْيَانَكُمْ عِنْدَ فَحْمَةِ الْعِشَاءِ وَإِيَّاكُمْ وَالسَّمَرَ بَعْدَ هَدْأَةِ الرِّجْلِ فَإِنَّكُمْ لَاتَدْرُوْنَ مَايَبُثُّ اللّٰهُ مِنْ خَلْقِهِ۔ فَأَغْلِقُوْا الأَبْوَابَ وَأَطْفِئُوا الْمِصْبَاحَ وَأَكْفِئُوا الإِنَاءَ وَأَوْكُوا السِّقَاءَ۔)) (الصحيحة: ٣٤٥٤)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”رات کی ابتدائی تاریکی کے وقت اپنے بچوں کو (گھروں میں) روکے رکھو اور رات کو لوگوں کے سو جانے کے بعد گفتگو سے بچو، کیونکہ تم نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ اپنی کون سی مخلوق کو (زمین پر) پھیلا دیتا ہے۔ (رات کو) دروازے بند کر دیا کرو، چراغ بجھا دیا کرو اور برتن الٹے کر دیا کرو اور مشکیزے کا منہ بند کر دیا کرو۔“

تخريج: أخرج الحميدي في"مسنده": ٥٣٥/ ١٢٧٣، وأخرجه مسلم: ٦/ ١٠٧ الا انه لم يسق لفظه؛ وقال: "بنحو حديث زهير" يعني الذى قبله۔، وابوداود: ٢٦٠٤، واحمد: ٣/ ٣١٢، ورواه الشيخان ببعضه

شرح :...... اس حدیثِ مبارکہ میں بیان کئے گئے آداب کی وضاحت درجذیل حدیث میں کی گئی ہے: سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”برتن ڈھانپ دیا کرو، مشکیزے کا منہ باندھ دیا کرو، دروازہ بند کر دیا کرو اور چراغ بجھا دیا کرو، کیونکہ شیطان نہ تو بند مشکیزہ کھولتا ہے، نہ بند کیا ہوا دروازہ کھولتا ہے اور نہ ڈھانکے ہوئے برتن سے ڈھکن ہٹاتا ہے۔ اگر برتن پر ڈھکن دینے کے لیے کوئی چیز نہ ملے تو اس پر کوئی لکڑی ہی رکھ دی جائے یا پھر اس پر اللہ تعالیٰ کا اسم مبارک پڑھ دیا جائے اور (چراغ) بجھانے کی وجہ یہ ہے کہ (بسا اوقات) چوہیا (اس کی

بتی کھینچ کر ایسی جگہ پر پھینک دیتی ہے کہ) جس سے گھر (اور ایک روایت کے مطابق اہل خانہ کے کپڑے) جل جاتے ہیں۔'' اور ایک روایت میں ہے: ''جب رات کے آنے کا وقت قریب ہو تو اپنے بچوں کو (گھروں میں) روک لیا کرو، کیونکہ اس وقت شیطان منتشر ہو رہے ہوتے ہیں، جب رات کا کچھ (ابتدائی) حصہ گزر جائے تو ان کو آزاد کر سکتے ہو۔'' ایک اور روایت میں ہے: ''جب سورج غروب ہو جائے تو بچوں اور (اونٹوں اور بکریوں وغیرہ) کو روک لیا کرو، یہاں تک رات کے ابتدائی اندھیرے کا وقت گزر جائے، جب سورج غروب ہوتا ہے تو اس وقت شیطان بکھر رہے ہوتے ہیں۔'' ایک دوسری روایت میں ہے: ''برتنوں کو ڈھانک دیا کرو اور مشکیزوں کے منہ باندھ دیا کرو، کیونکہ سال میں ایک رات ایسی ہوتی ہے، جس میں ایک وبا (بیماری) نازل ہوتی ہے اور ہر نہ ڈھانکے ہوئے برتن اور نہ منہ بند کئے ہوئے مشکیزے میں داخل ہو جاتی ہے۔'' (یہ تمام روایات صحیح مسلم میں سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہیں۔) سیدنا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مدینہ منورہ میں رات کو ایک گھر جل گیا، جب اس کی ساری صورت حال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے رکھی گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یہ آگ تمہاری دشمن ہے، جب سونے لگو تو اس کو بجھا دیا کرو۔'' (صحیح مسلم) سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب سونے لگو تو گھروں میں آگ کو جلتا ہوا مت چھوڑا کرو۔'' (صحیح مسلم)

یہ شریعتِ اسلامیہ کی انسانیت کے ساتھ خیر خواہی ہے کہ ہر لحاظ سے اس کے جان و مال کے تحفظ کے لیے مختلف قوانین وضع کیے ہیں۔ ان آداب کے اسباب بھی بیان کر دیے گئے ہیں، مزید اگر انسان غور کرے تو دروازوں کا کھلا رہنا چوری کا سبب بن سکتا ہے، برتنوں اور مشکیزوں کا کھلا رہنا کئی کیڑوں مکوڑوں کے گندے اثرات اور ضرر رساں جراثیموں کا سبب بن سکتا ہے۔

چونکہ دن کی بہ نسبت رات کو شیاطین کا شر و فساد زیادہ ہوتا ہے، اس لیے وہ ابتدائے رات سے ہی اپنی اپنی ڈیوٹیاں سنبھالنے کے لیے نقل و حرکت شروع کر دیتے ہیں، ایسے اوقات میں بچوں کا محفوظ مقامات پر ٹھہرنا زیادہ مناسب معلوم ہوتا ہے۔ عصر حاضر میں بچوں اور لڑکوں میں برائی کی زیادتی اور نیکی کی کمی کے رجحان کا شدید شکوہ ہے، شاید اس کی وجہ یہی ہو کہ تقریبا تمام بچے غروبِ آفتاب کے وقت اور اس کے بعد تک میدانوں، پارکوں، بازاروں اور گلیوں میں ہوتے ہیں۔

گھر میں رات کو چراغ بجھانے کی وجہ آگ ہے، بجلی کی لائٹ اور بلب وغیرہ کو اس پر قیاس نہیں کیا جا سکتا ہے، ان کو ضرورت کے مطابق آن رکھا جا سکتا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حسن و حسین رضی اللہ عنہما کا خیال رکھنا

(٢٥٣٨)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: كُنَّا نُصَلِّي مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الْعِشَاءَ، فَإِذَا سَجَدَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نمازِ عشا ادا کر رہے تھے، اچانک

وَثَبَ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ عَلٰى ظَهْرِهِ، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ أَخَذَهُمَا بِيَدِهِ مِنْ خَلْفِهِ أَخْذًا رَفِيْقًا فَوَضَعَهُمَا وَضْعًا رَفِيْقًا فَإِذَا عَادَ عَادَا فَلَمَّا صَلَّى وَضَعَهُمَا عَلٰى فَخِذَيْهِ وَاحِدًا هٰهُنَا وَوَاحِدًا هٰهُنَا، قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: فَجِئْتُهُ، فَقُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أَلَا أَذْهَبُ بِهِمَا إِلٰى أُمِّهِمَا؟ قَالَ: ((لَا)) فَبَرَقَتْ بَرْقَةٌ فَقَالَ: أَلْحِقَا بِأُمِّكُمَا، فَمَا زَالَا يَمْشِيَانِ فِي ضَوْئِهَا حَتّٰى دَخَلَا إِلٰى أُمِّهِمَا۔ (الصحيحة:٣٣٢٥)

حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما آپ کی پشت پر چڑھ گئے۔ جب آپ سر مبارک اٹھاتے تو ان کو پیچھے سے نرمی سے پکڑ لیتے اور بڑی ہی شفقت سے ان کو زمین پر رکھ دیتے۔ پھر جب آپ سجدہ کرتے تو وہ پھر چڑھ جاتے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ لیتے تو اُن کو اپنی ران پر بٹھا لیتے، یعنی ایک کو (ایک ران پر) اور دوسرے کو (دوسری ران پر)۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! کیا میں ان دونوں کو ان کی ماں کے پاس نہ لے جاؤں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''نہیں''۔ اتنے میں جب بجلی چمکنے لگی تو آپ نے فرمایا: ''تم دونوں اپنی ماں کے پاس چلے جاؤ۔'' پھر وہ بجلی کی روشنی میں چلتے رہے یہاں تک کہ اپنی ماں کے پاس چلے گئے۔

تخريج: أخرجه الحاكم: ٣/ ١٦٧۔ والسياق له۔ ومن طريقه البيهقي في "الدلائل": ٦/ ٧٦، وأحمد في "المسند": ٢/ ٥١٣، وابنه عبدالله في زوائد على "فضائل الصحابة": لأبيه: ٢/ ٧٨٥/ ١٤٠١، والطبراني في "المعجم الكبير": ٣/ ٤٥/ ٢٦٥٩، والعقيلي في "الضعفاء": ٤/ ٩، وابن عدي في "الكامل": ٦/ ٨١، ورواه البزار في "مسنده": ٣/ ٢٢٧/ ٢٦٢٩ مختصرا

شرح:...... اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاقِ عالیہ کا تذکرہ ہے کہ نماز کے دوران بھی بچوں سے شفقت اور نرمی والا سلوک روا رکھا۔ معلوم ہوا کہ مسجد میں بچوں کے آجانے میں کوئی حرج نہیں، ہاں ان کو سمجھانا اور مسجد کے آداب کی تعلیم دینا بزرگوں کی ذمہ داری ہے۔ آجکل اگر دورانِ نماز کوئی بچہ معمولی سا شور کر دے تو سلام کے بعد اس کو سمجھانے والے مسجد کی چھت کو سر پر اٹھا لیتے ہیں اور مسجد میں بے چینی پر مشتمل عجیب سا شور وغل شروع ہو جاتا ہے۔

نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ نماز میں ضرورت کے مطابق نقل وحرکت کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں، عصر حاضر میں اگر کوئی آدمی نماز سے پہلے موبائل بند کرنا بھول جاتا ہے اور دورانِ نماز گھنٹی بجنا شروع ہو جاتی ہے تو اسے چاہئے کہ وہ جیب سے موبائل نکال کر بند کر دے تا کہ نمازیوں کی عبادت میں خلل نہ آئے۔

افضل لوگوں کی صفات

(٢٥٣٩)۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: قِيْلَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أَيُّ النَّاسِ أَفْضَلُ؟

قَالَ: ((كُلُّ مَخْمُوْمِ الْقَلْبِ، صُدُوْقِ اللِّسَانِ.)) قَالُوْا: صُدُوْقُ اللِّسَانِ نَعْرِفُهُ فَمَا مَخْمُوْمُ الْقَلْبِ؟ قَالَ: ((التَّقِيُّ النَّقِيُّ لَا إِثْمَ فِيْهِ وَلَا بَغْيَ وَلَا غِلَّ، وَلَا حَسَدَ.)) (الصحيحة:٩٤٨)

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: آپ ﷺ سے پوچھا گیا کہ اے اللہ کے رسول! کون سے لوگ افضل ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہر مخموم القلب اور سچی زبان والا۔'' صحابہ نے کہا: ہم سچی زبان والے کو تو پہچانتے ہیں، مخموم القلب سے کیا مراد ہے؟ آپ نے فرمایا: ''ایسا دل جو (اللہ سے) ڈرنے والا اور صاف ہو، اُس میں گناہ ، بغاوت، خیانت اور حسد نہ ہو۔''

تخريج: رواه ابن ماجه: ٤٢١٦، وابن عساكر: ١٧/ ٢٩/ ٢

شرح:...... سچائی، خوفِ خدا اور صفائے قلب، یہ تین خصائلِ حمیدہ ممتاز انسانوں کی صفات ہیں۔ جو فرد ان تین اوصاف سے عاری ہوگا، شاید وہ مقامِ انسانیت کو پہنچانے سے بھی قاصر رہے۔ یہی اوصافِ حمیدہ ہیں جن کی وجہ سے انسان خیر و بھلائی کی طرف مائل اور شرّ و فساد سے متنفر ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر صدق و سچائی جیسی خصلت انسان کو جھوٹ، دروغ گوئی، بدکلامی، فحش گوئی، سب و شتم، لعن طعن اور چغلی غیبت جیسے اوصافِ ذمیمہ سے دور رہنے پر آمادہ کرتی ہے، اسی طرح اگر دل میں خوفِ خدا اور خشیتِ الٰہی ہو تو دل نفاق، بغض، حسد، کینہ اور کدورت جیسے گناہوں سے پاک رہتا ہے۔

پڑوسیوں کے حقوق

(٢٥٤٠)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ مَرْفُوْعًا: ((لَيْسَ بِمُؤْمِنٍ لَايَأْمَنُ جَارُهُ غَوَائِلَهُ.)) (الصحيحة:٢١٨١)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''وہ شخص مومن نہیں، جس کی شرارتوں سے اس کا پڑوسی امن میں نہیں ہے۔''

تخريج: أخرجه ابن نصر في "الصلاة": ١٤١/ ٢، والحاكم: ٤/ ١٦٥

شرح:......انسان کی عزت و حرمت، مال و دولت اور جان و جیون کو دوسرے انسان کے شرّ سے بچانے کے لیے بہت سخت قوانین وضع کئے گئے ہیں۔ انسانیت کے احترام کا اس سے بڑا لحاظ کیا ہو سکتا ہے کہ صرف پڑوس کی بنا پر اسے حسنِ سلوک کا اوّلین مستحق ٹھہرا دیا جائے اور تحائف و ہدایا کا پہلا حقدار قرار دیا جائے۔ اس سے بڑی بشارت کیا ہو سکتی ہے کہ پڑوسیوں کے حق میں بہتری کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے ہاں آدمی کے مقام و مرتبہ میں اضافہ ہو جائے۔

(٢٥٤١)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا يَسْتَقِيْمُ إِيْمَانُ عَبْدٍ حَتّٰى يَسْتَقِيْمَ قَلْبُهُ، وَلَا يَسْتَقِيْمُ قَلْبُهُ حَتّٰى

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کسی آدمی کا ایمان اس وقت تک درست نہیں ہو سکتا، جب تک اُس کا دل درست نہیں

یَسْتَقِیْمَ لِسَانُهُ وَلَا یَدْخُلُ رَجُلٌ الْجَنَّةَ لَا یَأْمَنُ جَارُهُ بَوَائِقَهُ۔))

(الصحیحة: ٢٨٤١)

ہوتا اور کسی کا دل اس وقت تک صحیح نہیں ہوسکتا، جب تک اس کی زبان راہِ راست پر نہیں آ جاتی اور ایسا شخص تو جنت میں داخل نہیں ہوگا کہ جس کے شرور سے اُس کا ہمسایہ امن میں نہیں ہوتا۔''

تخریج: أخرجه أحمد: ٣/ ١٩٨، وابن أبي الدنيا في"الصمت": رقم ٩، والخرائطي في"المكارم": رقم ٤٤٢، والقضاعي في"مسندالشهاب": ق٧٥/ ١

شرح:...... اگر کوئی ہمسایہ اپنے کسی ہمسائے کی بدسلوکی کی وجہ سے تنگ ہے تو اس میں مرکزی کردار ظالم کی زبان کا ہوگا، اس حدیث میں پڑوسی کی خیر و بھلائی کو کامیابی و کامرانی کا معیار قرار دیا گیا ہے، وہ اس طرح کہ ایمان کی بنیاد دل کی راستی پر ہے، دل کی درستی کا دارمدار زبان کی اصلاح پر ہے اور زبان کی خیر و شرّ کا تعلق پڑوسی کے ساتھ حسنِ سلوک یا بدسلوکی سے ہے۔

(٢٥٤٢)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ مَرْفُوْعًا: ((کَمْ مِنْ جَارٍ مُتَعَلِّقٌ بِجَارِهِ یَقُوْلُ: یَارَبِّ! سَلْ هٰذَا لِمَ أَغْلَقَ عَنِّی بَابَهُ وَمَنَعَنِی فَضْلَهُ۔))

(الصحیحة:٢٦٤٦)

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کتنے ہی پڑوسی (ایسے ہوں گے جو) اپنے پڑوسی (کے حقوق کے سلسلے میں) لٹکے ہوئے ہوں گے۔ پڑوسی کہے گا: اے میرے رب! اس سے سوال کرو کہ اس نے اپنا دروازہ مجھ سے کیوں بند کر دیا تھا اور بچا ہوا مال مجھ سے کیوں روک لیا تھا۔''

تخریج: أخرجه ابن أبى الدنيا فى"مكارم الأخلاق": ص٨٥ رقم ٣٤٥، والأصبهانى فى"الترغيب": ص٢٢٣۔الجامعة، والبخارى فى "الادب المفرد": ١١١

شرح:...... آج کے مفاد پرستانہ اور ابن الوقتی دور میں ہمسائیوں کے حقوق کو پس پشت ڈال دیا گیا ہے، ان کے حقوق کی ادائیگی تو کجا، سرے سے ان کی شناخت ہی نہیں کی جاتی۔ گلی کے ایک کونے میں صفِ ماتم بچھی ہوتی ہے تو دوسرے کونے پہ شادی کی رسومات رقص کناں ہوتی ہیں۔ حالانکہ ان کے حقوق کا تو یہ عالم ہے کہ سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میرے خلیل حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے وصیت کرتے ہوئے فرمایا: ((إِذَا طَبَخْتَ مَرَقًا فَأَكْثِرْ مَاءَهَا ثُمَّ انْظُرْ أَهْلَ بَیْتٍ مِنْ جِیْرَانِكَ، فَأَصِبْهُمْ مِنْهَا بِمَعْرُوْفٍ۔)) (مسلم) ...... ''جب تم شوربے (والا سالن) پکاؤ تو اس میں پانی زیادہ کر لیا کرو، پھر اپنے پڑوسیوں کا کوئی گھر دیکھو اور ان کو بھلائی کے ساتھ اس میں سے کچھ حصہ پہنچاؤ۔''

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((لَا یَمْنَعْ جَارٌ جَارَهُ أَنْ یَغْرِزَ خَشَبَةً

فِـيْ جِدَارِهٖ۔)) (بخاری، مسلم) ...... ''کوئی پڑوسی اپنے پڑوسی کو دیوار میں لکڑی گاڑنے سے نہ روکے۔'' یعنی اگر کوئی ہمسایہ چھپر وغیرہ کا شہتیر اپنے ہمسائے کے مکان کی دیوار پر رکھنا چاہتا ہے تو اس کو نہیں روکا جا سکتا۔

بہرحال یہ حدیث ہمسائیوں کے حقوق میں کم و کاست کرنے والوں کے لیے سخت وعید ہے کہ ایسے لوگ اپنے ہمسائیوں سے روزِ قیامت اپنا حق وصول کریں گے۔

(٢٥٤٣)۔ عَـنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مَرْفُوْعاً: ((مَنْ بَـنٰى بِنَاءً فَلْيَدْعَمْهُ حَائِطَ جَارِهٖ وَفِي لَفْظٍ: مَـنْ سَـأَلَـهُ جَـارُهُ أَنْ يَـدْعَمَ عَلٰى حَائِطِهٖ فَلْيَدَعْهُ۔)) (الصحيحة:٢٩٤٧)

حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جو آدمی کوئی عمارت تعمیر کرے تو وہ اپنے پڑوسی (کے گھر) کی دیوار پر تعمیر کر لے۔'' اور ایک روایت کے لفظ یہ ہیں: ''جو آدمی اپنے پڑوسی سے یہ مطالبہ کرے کہ وہ اس کی دیوار پر (اپنی عمارت کو) سہارا دینا چاہتا ہے تو وہ اس کو (یہ کام) کرنے دے۔''

تـخـريـج: أخرجه ابن ماجه :٢٣٣٧، وابن جرير الطبري في"تهذيب الآثار":٢/ ١/ ٧٧٢ـ٧٧٤، ٧٧٧، والطحاوي في"المشكل الآثار": ٣/ ١٥٠، والبيهقي : ٦/ ٦٩، وأحمد: ١/ ٢٣٥، ٢٥٥، ٣٠٣، ٣١٧، والطبراني: ١١/ ١١٧٣٦

شـــرح :...... اس حدیث کی وضاحت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ والی روایت میں ہو چکی ہے۔ ماضی قریب میں دیہاتی لوگ اس حدیث پر عمل کرنے میں بہت آگے تھے، اگر کوئی چار دیواروں والا کمرہ تعمیر کرنا چاہتا تو اسے صرف دو یا تین دیواروں کی تکمیل درکار ہوتی تھی، کیونکہ ایک دو اطراف سے ہمسائیوں کے مکانات ہوتے تھے، جو اس کے کمرے کا آسرا بن جاتے تھے۔ اسطرح کرنے سے محبت بھی بڑھتی تھی، صدقہ جاریہ بھی ہوتا تھا اور ایک دو دیواروں کا خرچہ بھی بچ جاتا تھا۔ لیکن جوں جوں مال و دولت میں اضافہ ہوتا گیا اور مکانات کی تعمیر میں تکلف بڑھتا گیا، توں توں ایثار کی یہ صورتیں ماند پڑتی گئیں، بالخصوص شہری زندگی میں، کہ جہاں حرص و طمع اور قبضہ وغصب کا اتنا عروج ہوتا ہے کہ کوئی ہمسایہ دوسرے کو اپنے گھر کی دیوار میں سنگ بھی نہیں ملانے دیتا، جس کی وجہ سے ان احادیث کی مخالفت بھی ہوتی ہے، حقیقی محبت بھی مفقود ہو جاتی ہے اور لاکھوں روپے کا سیمنٹ، ریت اور اینٹیں ضائع ہو جاتی ہیں۔

کسی پر لعنت کرنا کبیرہ گناہ ہے

(٢٥٤٤)۔ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ قَالَ: كُنَّا إِذَا رَأَيْـنَـا الـرَّجُلَ يَلْعَنُ أَخَاهُ رَأَيْنَاهُ أَنْ قَدْ أَتٰى بَابًا مِنَ الْكَبَائِرِ۔ (الصحيحة:٢٦٤٩)

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: جب ہم کسی آدمی کو دیکھتے کہ وہ اپنے بھائی پر لعنت کر رہا ہو تو ہمارا خیال ہوتا تھا کہ اس نے کبیرہ گناہوں میں سے ایک گناہ کا ارتکاب کیا ہے۔

تخریج: أخرجه الطبراني في "الأوسط": ٣/ ٢٧٦/ ١۔ مجمع البحرین، وفي "الکبیر" بنحوه

شرح:...... کسی معین شخص بالخصوص مؤمن آدمی یا کسی چیز کے لیے لعنت، پھٹکار، خدا کی مار، اللہ تعالیٰ کی خیر و رحمت سے دوری اور اس کے عتاب و غضب کی بد دعا کرنا سخت منع ہے۔ بیشتر لوگ ہنسی مذاق یا سنجیدگی میں دوسرے مسلمان بھائیوں کو لعنتی جیسے قبیح القاب سے پکارنے سے اجتناب نہیں کرتے، جبکہ سیدنا ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((لَعْنُ الْمُؤْمِنِ كَقَتْلِهِ۔)) (بخاری، مسلم) ...... ''مومن پر لعنت کرنا اس کو قتل کرنے کے برابر ہے۔'' اگر کوئی آدمی ایسے الفاظ کہنے سے گریز نہیں کرتا تو خود اس کے ملعون ہونے کا خطرہ ہے، جیسا کہ سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا لَعَنَ شَيْئًا صَعِدَتِ اللَّعْنَةُ إِلَى السَّمَاءِ، فَتُغْلَقُ أَبْوَابُ السَّمَاءِ دُونَهَا، ثُمَّ تَهْبِطُ إِلَى الْأَرْضِ، فَتُغْلَقُ أَبْوَابُهَا دُونَهَا۔ ثُمَّ تَأْخُذُ يَمِينًا وَ شِمَالًا فَإِذَا لَمْ تَجِدْ مَسَاغًا رَجَعَتْ إِلَى الَّذِيْ لُعِنَ، فَإِنْ كَانَ أَهْلًا لِذَالِكَ، وَإِلَّا رَجَعَتْ إِلَى قَائِلِهَا۔)) (ابو داود) ...... ''جب بندہ کسی چیز پر لعنت کرتا ہے کہ تو لعنت آسمان کی طرف چڑھتی ہے، لیکن اس کے لیے آسمان کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں، پھر وہ زمین کی طرف اترتی ہے تو اس کے دروازے بھی اس کے ورے بند کر دیے جاتے ہیں۔ پھر دائیں اور بائیں سمت اختیار کرتی ہے، پھر جب کوئی گنجائش نہیں پاتی تو اس کی طرف لوٹتی ہے جس پر لعنت کی گئی ہوتی ہے۔ پس اگر وہ چیز اس لعنت کی مستحق ہو (تو اسی پر پڑتی ہے) وگرنہ وہ لعنت کرنے والے کی طرف لوٹ آتی ہے۔'' (اور یوں لعنت کرنے والا خود اپنی لعنت کا حقدار بن جاتا ہے)۔

لیکن یہ بات ذہن نشین رہے کہ کسی تعیین کے بغیر کافروں، فاسقوں اور بدکاروں کے حق میں لعنت کی بد دعا کی جا سکتی ہے، جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے چوری کرنے والے، والدین پر لعنت کرنے والے، غیر اللہ کے نام پر ذبح کرنے والے، تصویر بنانے والے، سود کھانے والے، مردوں سے مشابہت کرنے والی عورتوں اور عورتوں سے مشابہت اختیار کرنے والے مردوں کے لیے لعنت کی بد دعا کرنا ثابت ہے۔

بہر حال کسی شخص کا نام لے کر لعنت کرنا جائز نہیں، چاہے وہ بظاہر ظالم ہو، جھوٹا ہو، قطع رحمی کرنے والا ہو یا قاتل ہو، کیونکہ ممکن ہے کہ جس شخص پر اس کے ظلم یا جھوٹ یا کسی اور گناہ کی وجہ سے لعنت کی جا رہی ہے، اس نے اپنے گناہ سے توبہ کر لی ہو یا آئندہ کر لے گا اور اس طرح اللہ تعالیٰ کے ہاں ظالم یا جھوٹا نہیں رہے گا اور یہ بھی ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ اس گناہ کو بغیر توبہ کے معاف کر دے۔ اس لیے کسی بھی گنہگار مسلمان کے لیے، چاہے وہ کتنا ہی بڑا گناہ گار کیوں نہ ہو، اس پر اس کی زندگی میں اور اس کے مرنے کے بعد لعنت کرنا جائز نہیں۔ صرف یہ کہنا جائز ہے کہ جھوٹوں پر یا ظالموں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو۔ کیونکہ اس انداز میں صرف وہ لوگ داخل ہوتے ہیں جو مرنے سے پہلے اور مرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کے ہاں جھوٹے اور ظالم ہی قرار پاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے ہاں ملعون لوگ

(٢٥٤٥)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ ذَبَحَ لِغَيْرِ اللّٰهِ، لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ غَيَّرَ تُخُوْمَ الأَرْضِ، لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ كَمِهَ الأَعْمٰى عَنِ السَّبِيْلِ، لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ سَبَّ (وَفِيْ رِوَايَةٍ: عَقَّ) وَالِدَيْهِ، لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ تَوَلّٰى غَيْرَ مَوَالِيْهِ لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ وَقَعَ عَلٰى بَهِيْمَةٍ لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ عَمِلَ عَمَلَ قَوْمِ لُوْطٍ لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ عَمِلَ عَمَلَ قَوْمِ لُوْطٍ، لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ عَمِلَ عَمَلَ قَوْمِ لُوْطٍ۔)) (الصحيحة: ٣٤٦٢)

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ ایسے شخص پر لعنت کرے جس نے غیر اللہ کیلیے ذبح کیا، اللہ ایسے شخص پر لعنت کرے جس نے زمین کے نشانات بدلے، اللہ ایسے شخص پر لعنت کرے جس نے اندھے کو رستے سے بھٹکا دیا، اللہ ایسے شخص پر لعنت کرے جس نے اپنے والدین کی نافرمانی کی یا ان کو گالی دی، اللہ ایسے غلام پر لعنت کرے جس نے اپنے آقا کے علاوہ کسی دوسرے کو اپنا مالک بنایا، اللہ ایسے شخص پر لعنت کرے جس نے چوپائے سے بدفعلی کی، اللہ ایسے شخص پر لعنت کرے جس نے قوم لوط والا عمل کیا، اللہ ایسے آدمی پر لعنت کرے جس نے قوم لوط والا عمل کیا اور اللہ ایسے فرد پر لعنت کرے جس نے قوم لوط والا عمل کیا۔"

تخريج: أخرجه الحاكم: ٤/ ٣٥٦۔ والسياق له۔، والبيهقي في"السنن": ٨/ ٢٣١ و "الشعب": ٤/ ٢٥٤/ ٥٣٧٣، وأحمد: ١/ ٢١٧، ٣٠٩، ٣١٧، ۔والرواية الأخرى له۔، وعبد بن حميد: ١/ ٥١٣/ ٥٨٧، وأبويعلي: ٤/ ٤١٤۔ ٤١٥/ ٢٥٣٩، ومن طريقه ابن حبان: ٤٣/ ٥٣، والطبراني في"المعجم الكبير": ١١/ ٢١٨/ ١٧٥٤٦

شرح:...... لعنت سے مراد اللہ تعالیٰ کی پھٹکار، خدا کی مار، اللہ تعالیٰ کی خیر و رحمت سے دوری اور اس کے عتاب و غضب کی بد دعا کرنا ہے۔ اس حدیث میں غیر اللہ کے نام پر ذبح کرنے، زمین کے نشانات بدلنے، نابینے کو رستہ بھٹکانے، والدین کو برا بھلا کہنے، غلام کا اپنے آقا کو بدلنے، چوپائے سے بدفعلی کرنے اور لواطت یعنی مرد کا مرد سے برائی کرنے کی قباحت و شناعت کا بیان ہے کہ ایسے بدنصیبوں کے حق میں لعنت کی بد دعا کی گئی ہے۔

زمین کے نشانات سے مراد دو مختلف مالکوں کی زمینوں کے درمیان حد فاصل اور راستوں کی علامتیں ہیں۔ یہ حدیث اسلام کی عالمگیریت اور ہر دور سے اس کی مکمل ہم آہنگی کا منہ بولتا ثبوت ہے، اگرچہ زمانہ قدیم میں بھی مسافر کی صحیح راہنمائی کے لیے شاہراہوں پر کچھ نشانات لگائے جاتے تھے، بہرحال عصر حاضر کی پختہ سڑکوں پر موڑوں کی نشاندہی، فاصلوں کے تعین، اترائی و چڑھائی کی نشاندہی اور مختلف آبادیوں اور شہروں کے نام اور ان کی طرف تیروں کے نشانات نے اس حدیثِ مبارکہ کی اہمیت میں بے پناہ اضافہ کر دیا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ عہد یا ۔بند کی بہ نسبت زمین کی

قیمت میں بہت زیادہ اضافہ ہوا ہے، اس لیے حد بندی زیادہ ضروری امر ہو گیا ہے، شریعتِ اسلامیہ نے ایسی پابندیاں روزِ اول سے ہی نافذ کر دی تھیں۔

نیز سنگِ میل وغیرہ کو بدلنا اور اندھے کو غلط راستے پر لگا دینا اس حقیقت پر دلالت کرتا ہے کہ اسلام نے احترامِ انسانیت کا سب سے زیادہ خیال رکھا۔ حدیثِ مبارکہ کے آخری جملے میں لواطت کی قباحت کا بیان ہے، زمین کے کئی خطوں میں بسنے والے لوگ اس غیر فطرتی اور انتہائی گندے فعل میں مبتلا ہیں، بہرحال ایسا کرنے والے ملعون ہیں اور اسلام کے نزدیک ان کی سزا قتل ہے۔

انصار کی میزبانی کا اعلیٰ انداز

(٢٥٤٦)۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَجُلاً أَتَى النَّبِيَّ فَقَالَ: أَصَابَنِي الْجُهْدُ (وَفِيْ رِوَايَةٍ: إِنِّيْ مَجْهُوْدٌ) فَبَعَثَ إِلٰى نِسَائِهِ، فَقُلْنَ: وَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ! مَا مَعَنَا إِلَّا الْمَاءُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ يَضُمُّ۔ أَوْ يُضِيْفُ۔ هٰذَا يَرْحَمُهُ اللّٰهُ؟)) فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ: يُقَالُ لَهُ: أَبُوْ طَلْحَةَ أَنَا۔ فَانْطَلَقَ بِهِ إِلٰى امْرَأَتِهِ فَقَالَ: أَكْرِمِيْ ضَيْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لَا تَدَّخِرِيْ شَيْئًا فَقَالَتْ: وَاللّٰهِ! مَا عِنْدَنَا إِلَّا قُوْتٌ لِلصِّبْيَانِ۔ فَقَالَ: هَيِّئِيْ طَعَامَكِ، وَأَصْلِحِيْ سِرَاجَكِ، وَنَوِّمِيْ صِبْيَانَكِ إِذَا أَرَادُوْا عَشَاءً، فَهَيَّأَتْ طَعَامَهَا، وَأَصْلَحَتْ سِرَاجَهَا، وَنَوَّمَتْ صِبْيَانَهَا ثُمَّ قَامَتْ كَأَنَّهَا تُصْلِحُ سِرَاجَهَا فَأَطْفَأَتْهُ وَجَعَلَا يُرِيَانِهِ أَنَّهُمَا يَأْكُلَانِ: وَأَكَلَ الضَّيْفُ وَبَاتَا طَاوِيَيْنِ، فَلَمَّا أَصْبَحَ غَدَا إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((لَقَدْ ضَحِكَ اللّٰهُ۔ أَوْ عَجِبَ۔ مِنْ فِعَالِكُمَا بِضَيْفِكُمَا اللَّيْلَةَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور کہا: میں غربت (وافلاس) میں مبتلا ہو گیا ہوں (اور ایک روایت میں ہے کہ اس نے کہا: میں مفلس ہوں)۔ آپ نے اپنی بیویوں کی طرف پیغام بھیجا، انھوں نے جواب دیا: اُس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا؟ ہمارے ہاں پانی کے علاوہ کچھ نہیں۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اس کی میزبانی کرے گا، اللہ تعالیٰ اُس پر رحم کرے گا۔'' ایک انصاری صحابی، جس کو ابوطلحہ کہا جاتا تھا، نے کہا: میں کروں گا۔ وہ اس مہمان کو لے کر اپنی بیوی کے پاس پہنچے اور کہا: رسول اللہ کے مہمان کی عزت کرو اور کوئی چیز بچا کر نہ رکھو۔ اس کی بیوی نے کہا: اللہ کی قسم! ہمارے ہاں صرف بچوں کے لیے آب و دانہ ہے۔ ابوطلحہ نے کہا: اس طرح کرو کہ کھانا تیار رکھو، دیا جلا کے رکھو اور بچے جب شام کے کھانے کا ارادہ کریں تو اُنھیں سلا دینا۔ چنانچہ اُس نے اپنا کھانا تیار کیا، چراغ جلایا اور بچوں کو سلا دیا۔ پھر وہ چراغ کو درست کرنے کے بہانے اٹھی اور اس کو (جان بوجھ کر) بجھا دیا، پھر (اندھیرے میں) وہ دونوں (میاں بیوی) مہمان کو یہ باور کراتے رہے کہ وہ بھی اسکے ساتھ کھا رہے ہیں۔ چنانچہ مہمان نے کھانا کھایا اور ان دونوں نے

وَأَنْزَلَ اللّٰهُ: ﴿وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰى أَنْفُسِهِمْ وَلَوْكَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهِ فَأُوْلٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ﴾ (الصحيحة:٣٢٧٢)

بھوک کی حالت میں رات گزاری۔ جب صبح ہوئی تو وہ (ابو طلحہ) رسول اللہ ﷺ کے پاس گئے، آپ نے فرمایا: ''تم نے رات کو اپنے مہمان کے ساتھ جو معاملہ کیا ہے اللہ تعالیٰ اُس پر ہنسے ہیں یا اس پر تعجب کیا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے (ان کی یہ اچھی خصلت بیان کرتے ہوئے) یہ آیت نازل فرمائی: اور وہ (دوسرے حاجتمندوں کو) اپنے نفسوں پر ترجیح دیتے ہیں، اگرچہ اُن کو سخت بھوک ہو اور جو لوگ نفسوں کی بخیلی سے بچ گئے، وہی کامیاب ہو گئے ہیں۔''

تخريج: أخرجه البخاري: ٣٧٩٨ و ٤٨٨٩، وفي"الأدب المفرد": ٧٤٠، ومسلم: ٢٠٥٤، والترمذي: ٣٣٠٤ـ مختصرا ـ، وكذا النسائي في"السنن الكبرى":٦/ ٤٨٦/ ١١٥٨٢، والبيهقي أيضا: ٤/ ١٨٥، وفي"الأسماء": أيضا: صـ٤٦٩

شرح:...... سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ اور ان کی حرم پاک نے میزبانی کی جو اعلیٰ مثال پیش کی، رہتی دنیا تک یہ اوراق کی زینت بنتی رہے گی۔ یہ لوگ واقعی اس سعادت کے مستحق تھے کہ اسلام ان کے کندھوں کا سہارا لے کر اگلی نسلوں تک منتقل ہوتا۔ ابوطلحہ کی بیوی پر میرے ماں باپ قربان ہوں، وہ اپنے خاوند کی کس قدر تابع فرمان خاتون تھی کہ چھوٹے چھوٹے بچوں کو بھوکا سلانا تو گوارا کر لیا، لیکن اپنے سرتاج کے حکم سے ذرہ برابر پہلوتہی نہ برتی۔ یہی عظیم لوگ تھے کہ جن کے قول وکردار کو مفسرین قرآن نے ''اسبابِ نزولِ قرآن'' کے دامن میں قلمبند کر لیا۔

آپ ﷺ پر ابلیس کا حملہ اور ناکامی

(٢٥٤٧)ـ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَامَ فَصَلّٰى صَلَاةَ الصُّبْحِ وَهُوَ خَلْفَهُ، فَقَرَأَ، فَالْتَبَسَتْ عَلَيْهِ الْقِرَاءَةُ، فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ صَلَاتِهِ قَالَ: ((لَوْ رَأَيْتُمُوْنِيْ وَإِبْلِيْسَ فَأَهْوَيْتُ بِيَدِيْ، فَمَا زِلْتُ أَخْنُقُهُ حَتّٰى وَجَدْتُ بَرْدَ لُعَابِهِ بَيْنَ إِصْبَعَيَّ هَاتَيْنِ: الْإِبْهَامَ وَالَّتِيْ تَلِيْهَا، وَلَوْلَا دَعْوَةُ أَخِيْ سُلَيْمَانَ، لَأَصْبَحَ مَرْبُوْطًا بِسَارِيَةٍ مِنْ سَوَارِي الْمَسْجِدِ يَتَلَاعَبُ بِهِ صِبْيَانُ الْمَدِيْنَةِ، فَمَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ أَنْ لَايَحُوْلَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ أَحَدٌ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے اور نماز فجر ادا کی اور وہ (ابوسعید) آپ کے پیچھے تھے، آپ نے قرأت فرمائی تو آپ پر قرأت خلط ملط ہونے لگی۔ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو آپ نے فرمایا: ''کاش کہ تم مجھے اور ابلیس کو دیکھتے، میں نے اپنا ہاتھ بڑھایا اور اُس کا گلا گھونٹتا رہا، حتی کہ مجھے انگوٹھے اور اس کے ساتھ والی انگلی کے درمیان اس کے لعاب کی ٹھنڈک محسوس ہوئی۔ اگر میرے بھائی سلیمان (علیہ السلام) کی دعا نہ ہوتی تو وہ اس حال میں صبح کرتا کہ مسجد کے ستونوں میں سے کسی ستون کے ساتھ بندھا ہوتا اور مدینے کے بچے اُس کے ساتھ کھیل رہے ہوتے۔ تم میں سے جس میں یہ استطاعت ہو کہ

فَلْيَفْعَلْ۔)) (الصحيحة:١ ٣٢٥) (دورانِ نماز) اس کے اور اس کے قبلہ کے مابین کوئی چیز حائل نہ ہو تو وہ ایسا ہی کرے۔"

تخريج: أخرجه أحمد: ٣/ ٨٢، ومن هذا الوجه رواه ابوداود: ٦٩٩ مختصرا

شرح:...... اگرچہ نبی کریم ﷺ شیطانی حملوں سے مکمل محفوظ تھے۔ جیسا کہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((مَا مِنْكُمْ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا وَقَدْ وَكَّلَ اللّٰهُ بِهِ قَرِيْنَهُ مِنَ الْجِنِّ۔)) قَالُوْا: وَاِيَّاكَ؟ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((وَاِيَّايَ، اِلَّا اَنَّ اللّٰهَ اَعَانَنِيْ عَلَيْهِ فَاَسْلَمَ، فَلَا يَأْمُرُنِيْ اِلَّا بِخَيْرٍ۔)) (مسلم) ......"اللہ تعالیٰ نے تم میں سے ہر آدمی کے ساتھ ایک شیطان مقرر کر دیا ہے (جو اسے برائی پر آمادہ کرتا ہے)۔" صحابہ نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! کیا آپ کے ساتھ بھی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "میرے ساتھ بھی ہے، لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کے خلاف میری مدد کی، جس کی وجہ سے وہ مطیع ہو گیا، پس وہ مجھے صرف خیر و بھلائی کا ہی حکم دیتا ہے۔"

لیکن ابلیس اپنے خبثِ باطن کا اظہار کرتا رہتا تھا اور نتیجتاً ناکام و نامراد ہو کر واپس لوٹتا تھا، جیسا کہ اس حدیثِ مبارکہ سے معلوم ہوتا ہے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام نے یہ دعا کی تھی: ﴿وَهَبْ لِيْ مُلْكًا لَّا يَنْۢبَغِيْ لِاَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِيْ﴾ (ص:٣٥)......"اور (اے اللہ!) مجھے ایسی بادشاہت عطا فرما، جو میرے بعد کسی کے لیے لائق نہ ہو۔"

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے کہا: اس حدیث سے اشارہ ملتا ہے کہ آپ ﷺ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کی رعایت کرتے ہوئے ابلیس کو چھوڑ دیا تھا، لیکن یہ بھی احتمال ہے حضرت سلیمان علیہ السلام کی خصوصیت یہ ہو کہ وہ جو کام چاہتے جنوں سے کروا لیتے تھے۔ (فتح الباری)

چھوٹوں سے پیار اور بڑوں کا احترام

(٢٥٤٨)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: جَاءَ شَيْخٌ يُرِيْدُ النَّبِيَّ ﷺ، فَأَبْطَأَ الْقَوْمُ عَنْهُ أَنْ يُوَسِّعُوْا لَهُ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ يَرْحَمْ صَغِيْرَنَا، وَيُوَقِّرْ كَبِيْرَنَا۔)) (الصحيحة:٢١٩٦)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک بوڑھا نبی کریم ﷺ کے پاس آیا، لوگوں نے اُس کو جگہ دینے میں تاخیر کی، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "جس نے ہمارے چھوٹوں پر رحم نہ کیا اور ہمارے بڑوں کی عزت نہ کی وہ ہم میں سے نہیں۔"

تخريج: أخرجه الترمذي: ١/ ٣٤٩

شرح:...... اسلام اس لحاظ سے یکتا و یگانہ حیثیت کا مالک ہے کہ اس نے بزرگوں کے احترام و اکرام اور چھوٹوں سے محبت و شفقت کرنے پر سب سے زیادہ زور دیا ہے۔ کوئی مذہب بسیار کوشش کے باوجود اپنے پیروکاروں کے دلوں

میں بڑوں کے احترام اور چھوٹوں سے شفقت کے جذبات پیدا نہ کر سکا۔ مغربی تہذیب تو اخلاقِ حسنہ سے اس قدر عاری ہے کہ وہاں بڑی عمر کے لوگوں کو (Old Houses) میں جمع کر کے ان کو زندگی کے حقیقی لطف اور اپنے بچوں پہ نگاہِ شفقت ڈالنے سے محروم کر دیا جاتا ہے، جبکہ اسلام اس فرد کو اپنے تمدن کا باشندہ ہی نہیں سمجھتا جو بزرگوں کی بزرگی اور بچوں سے حسنِ سلوک کا لحاظ نہیں کرتا۔

((فَلَيْسَ مِنَّا)) کے لفظی معانی ''وہ ہم میں سے نہیں'' کے ہیں، یہ جملہ کسی شخص سے نفرت، بیزاری اور براءت کا اظہار کرنے کے لیے بولا جاتا ہے، اس جملہ کے مفہوم سے چند احتمالات پیدا ہوتے ہیں کہ ''وہ ہم میں سے نہیں'' سے کیا مراد ہے؟ کیا اس کا معنی یہ ہے کہ اس کا تعلق ہماری امت سے نہیں یا وہ صادق اور کامیاب مسلمانوں میں سے نہیں یا وہ ہمارے طریقے پر نہیں یا وہ ہمارے حکم اور فیصلے پر نہیں یا وہ ان لوگوں میں سے ہے جو ہماری سفارش کے مستحق نہیں؟

اس سلسلہ میں محدثین کرام اور سلف صالحین کی توجیہات وتشریحات کا مطالعہ فرمائیں۔

(۱) امام ابن حجر، عبدالرحمٰن مبارکپوری اور دیگر کئی اہل علم کہتے ہیں: "ليس منا اى من اهل سنتنا و طريقتنا، وليس المراد به اخراجه عن الدين، ولكن فائدة ايراده بهذا اللفظ المبالغة فى الردع عن الوقوع فى مثل ذلك" ...... ''وہ ہم میں سے نہیں'' سے مراد یہ ہے کہ وہ ہماری سنت اور طریقے پر نہیں، اس سے مراد اس آدمی کو دینِ اسلام سے خارج کرنا نہیں، ان الفاظ کا فائدہ ایسی برائیوں سے ڈانٹ ڈپٹ کرنا ہے۔

(۲) بعض اہل علم کہتے ہیں: "فَلَيْسَ مِنَّا أَيْ لَيْسَ عَلٰى دِيْنِنَا الكَامِلِ۔" ...... ''ہم میں سے نہیں'' سے مراد یہ ہے کہ وہ ہمارے مکمل دین پر نہیں، بلکہ اس کا دین ناقص ہے)۔

(۳) بعض علمائے دین کہتے ہیں: "ليس منا اى ليس من أدبنا أوليس مِثْلَنَا۔" ...... وہ ہم میں سے نہیں سے مراد یہ ہے کہ وہ ہمارے (معینہ) آداب پر نہیں یا وہ ہماری طرح کا (مکمل) مسلمان نہیں۔

جبکہ امام سفیان بن عیینہ مذکورہ بالا تمام مفاہیم ومطالب کو ناپسند کرتے تھے اور کہتے تھے کہ حدیث میں وارد ہونے والے ایسے الفاظ کی تاویل کرنے سے باز رہنا چاہئے تاکہ لوگوں کے قلوب واذہان میں اس کا اثر بھی زیادہ ہو اور لوگوں کو ایسے جرائم سے باز رہنے کا فائدہ بھی ہو۔

بہرحال یہ الفاظ متعلقہ امر کی قباحت و شناعت پر دلالت کرتے ہیں، یہ الفاظ صاحبِ شریعت ﷺ کی طرف سے بہت سخت وعید ہیں، ایسے امور سے اجتناب کرنے کی ہر ممکنہ کوشش کرنی چاہئے۔

مسجد میں قبلہ والی سمت میں تھوکنا

(٢٥٤٩)۔ عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَأٰى نُخَامَةً فِيْ قِبْلَةِ الْمَسْجِدِ، فَغَضِبَ حَتّٰى

احْمَرَّ وَجْهُهُ، فَجَاءَتْهُ امْرَأَةٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَحَكَّتْهَا، وَجَعَلَتْ مَكَانَهَا خَلُوْقًا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا أَحْسَنَ هٰذَا!)) (الصحيحة: ٣٠٥٠)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے مسجد کے قبلہ میں کھنگار دیکھا، آپ ﷺ کو سخت غصہ آیا، حتی کہ آپ ﷺ کا چہرہ سرخ ہو گیا۔ سو ایک انصاری عورت آئی، اُس نے اُس کو کھرچ دیا اور اُس کی جگہ ''خلوق'' خوشبو لگا دی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ کتنا اچھا کام ہے!''

تخريج: أخرجه النسائي: ١/ ١١٩، وابن ماجه: ٧٦٢

شرح:...... یہ حدیث دو مسائل پر دلالت کرتی ہے: (۱) مسجد میں تھوکنا (۲) قبلہ والی سمت میں تھوکنا۔ بلا شک وشبہ اگر ضرورت پڑ جائے تو مسجد میں تھوکنا جائز ہے، سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مسجد کی قبلہ والی سمت میں تھوک دیکھی، وہ آپ پر بڑی ہی گراں گزری، بہر حال آپ ﷺ نے اس کو صاف کیا اور فرمایا: ((إِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا قَامَ فِي صَلَاتِهِ فَإِنَّمَا يُنَاجِي رَبَّهُ، فَلَا يَبْزُقَنَّ فِي قِبْلَتِهِ وَلٰكِنْ عَنْ يَسَارِهِ أَوْ تَحْتَ قَدَمِهِ۔)) (بخاری) ......''جب تم میں کوئی آدمی نماز میں کھڑا ہوتا ہے تو وہ اپنے ربّ سے سرگوشی کر رہا ہوتا ہے، اس لیے وہ قبلہ والی سمت میں نہ تھوکا کرے، البتہ بائیں جانب یا اپنے پاؤں کے نیچے تھوک سکتا ہے۔'' پھر (تیسرا طریقہ بیان کرتے ہوئے) آپ ﷺ نے اپنی چادر کا کنارہ پکڑا، اس میں تھوکا اور اس کو مل دیا اور فرمایا: ''یا پھر اس طرح کر لیا کرے۔''

اس موضوع پر دلالت کرنے والی کئی ایک احادیث ہیں، لیکن درج بالا حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ رخصت اس وقت ہے جب آدمی نماز پڑھ رہا ہو اور اسے مجبوراً تھوکنا پڑ جائے۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((اَلْبُزَاقُ فِي الْمَسْجِدِ خَطِيْئَةٌ وَكَفَّارَتُهَا دَفْنُهَا۔)) (بخاری) ......''مسجد میں تھوکنا گناہ ہے اور اس کا کفارہ تھوک کو دفن کر دینا ہے۔''

دورِ حاضر میں مساجد میں بچھی ہوئی قالینوں اور چٹائیوں کی صفائی کا بھی یہی تقاضا ہے کہ تھوکنے سے گریز کیا جائے۔ رہا مسئلہ قبلہ والی سمت میں تھوکنے کا، تو وہ بھی منع ہے، جیسا کہ مذکورہ بالا حدیث سے پتہ چلتا ہے، نیز اس موضوع پر کئی دوسری احادیث موجود ہیں۔

خلوق: ایک قسم کی خوشبو ہے جس کا بیشتر حصہ زعفران پر مشتمل ہوتا ہے۔ نیز اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر مسجد میں کوئی گندی چیز پڑی ہو تو اسے صاف کر کے وہاں کوئی خوشبو لگا دی جائے۔

امتِ مسلمہ کے حق میں ضرر رساں امور

(٢٥٥٠)۔ عَنْ أَبِي الْأَعْوَرِ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَا أَخَافُ عَلٰى أُمَّتِي إِلَّا

حضرت ابو الاعور رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اپنی اُمت کے بارے میں مجھے صرف تین چیزوں

ثَلَاثًا شُحٌّ مُطَاعٌ، وَهَوًى مُتَّبَعٌ، وَإِمَامُ ضَلَالٍ۔)) (الصحيحة:٣٢٣٧)

کا ڈر ہے: (۱) بخیلی، جس کے تقاضے پورے کر دیے جائیں، (۲) خواہشِ نفس جس کی پیروی کی جائے اور (۳) گمراہ امام۔"

تخريج: أخرجه البزار في"مسنده": ٢/ ٢٣٨/ ١٦٠٢، والدولابي في"الكنى": ١/ ١٦، وابن منده في"المعرفة": ٢/ ٦٢/ ٢، وابن عساكر في"تاريخ دمشق": ١٣/ ٤٦٢

شرح:...... اپنے مال کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ نہ کرنا اور لوگوں کے مال کو ناجائز طریقے سے ہڑپ کر جانا بخل اور شح کہلاتا ہے، بخیل و کنجوس آدمی نہ صرف آخرت میں نقصان اٹھاتا ہے، بلکہ دنیا میں بھی بے وقار ہو کر رہ جاتا ہے، کئی احادیث میں اس قبیح خصلت کی مذمت کی گئی ہے۔

نفسانی خواہشات کی پیروی کرنے اور شتر بے مہار کی طرح من پسند زندگی گزارنے کے مفاسد نہایت عیاں ہیں، ایسا آدمی اپنی اخروی زندگی کا خسارہ مول لے لیتا ہے۔ آپ ﷺ نے مومن کو نکیل شدہ اونٹ سے تشبیہ دی ہے، یعنی وہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کے احکام کا پابند ہوتا ہے، اس کی اپنی کوئی مرضی نہیں ہوتی۔

کسی مسلمان کے حق میں گمراہ اور ظالم امام اور حکمران کا شرّ سب سے زیادہ ہے، عصرِ حاضر میں جو خطے ظالم بادشاہوں کے زیرِ تسلط ہیں، وہاں کے مسلمانوں کی زندگی آزمائش کے علاوہ کچھ نہیں ہے، اگر وہ ایسے حکمرانوں کا ساتھ دیں تو دین سے بیزار ہونا پڑتا ہے اور ان کے درباروں سے دور رہنے کی صورت میں انتہائی ابتلا و امتحان والی زندگی گزارنا پڑتی ہے، یا پھر موت کے گھاٹ اترنا پڑتا ہے۔

آپ ﷺ کا بعض افراد کے بارے میں سوئے ظن رکھنا

(٢٥٥١)۔ عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: مَا أَظُنُّ فُلَانًا وَفُلَانًا يَعْرِفَانِ مِنْ دِيْنِنَا الَّذِيْ نَحْنُ عَلَيْهِ شَيْئًا۔ زَادَ ابْنُ عُفَيْرٍ: (قَالَ اللَّيْثُ: كَانَا رَجُلَيْنِ منافقين) وَزَادَ يَحْيٰى فِي أَوَّلِهِ: دَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ ﷺ يَوْمًا، فَقَالَ: ((مَا أَظُنُّ فُلَانًا وَفُلَانًا يَعْرِفَانِ مِنْ دِيْنِنَا الَّذِي نَحْنُ عَلَيْهِ شَيْئًا۔)) (الصحيحة:٣٠٧٧)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ کہتی ہیں: میرا خیال ہے کہ جس دین پر ہم ہیں، فلاں اور فلاں کو اس کا کوئی علم نہیں ہے۔ ابن عفیر نے (اپنی روایت میں) یہ الفاظ زیادہ کئے: لیث نے کہا کہ وہ دونوں آدمی منافق تھے اور یحییٰ نے اُس کے شروع میں اضافہ کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ ایک دن میرے پاس آئے اور فرمایا: "میرا خیال ہے کہ جس دین پر ہم ہیں، فلاں اور فلاں آدمی اس دین پر کاربند نہیں ہیں۔"

تخريج: أخرجه البخاري: ٦٠٦٧، ٦٠٦٨

شرح:...... یہ دو منافق تھے، ان کے طرزِ حیات نے نبی کریم ﷺ کے سامنے جو انداز پیش کیا، اس سے

آپ ﷺ کو ان کی حقیقت کا اندازہ ہو گیا تھا۔

حسن صحبت

(٢٥٥٢)۔ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ إِذَا بَلَغَهُ عَنِ الرَّجُلِ شَيْءٌ لَمْ يَقُلْ: مَا بَالُ فُلَانٍ يَقُوْلُ وَلٰكِنْ يَقُوْلُ: ((مَابَالُ أَقْوَامٍ يَقُوْلُوْنَ كَذَا وَكَذَا۔)) (الصحيحة: ٢٠٦٤)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: جب آپ کو کسی آدمی کے بارے میں کوئی ناگوار بات موصول ہوتی تو آپ اس طرح نہیں کہتے تھے کہ فلاں کو کیا ہوا ہے کہ وہ اس طرح کی باتیں کرتا ہے، بلکہ آپ فرماتے: ''لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ وہ اس طرح کی باتیں کر رہے ہیں۔''

تخريج: أخرجه أبو داود: ٢/ ٢٨٨ ـ تازية، وعنه البيهقي في "الدلائل": ١/ ٢٣٧، وأخرجه مسلم: ٧/ ٩٠ واحمد بلفظ: ...... ما بال اقوام يرغبون عما رخص لي فيه؟! فوالله لانا اعلمهم بالله، واشدهم له خشية۔

شرح: ...... امام ابوداود نے اس حدیث پر ''باب فی حسن العشرۃ'' قائم کی، اسی بنا پر ہم نے ''حسن صحبت'' کا باب باندھا ہے۔ نبی کریم ﷺ کا مقصود امت کی اصلاح تھی، نہ کہ طعن و تشنیع۔ اہل اسلام کو چاہئے کہ جہاں تک ممکن ہو سکے، اسی اصول کو اپنائیں۔ مشہور ضرب المثل ''سانپ بھی مر جائے اور لاٹھی بھی بچ جائے'' کا یہی مفہوم ہے۔ شارح ابوداود شیخ عظیم آبادیؒ لکھتے ہیں: اس حدیث میں آپ ﷺ نے متعلقہ آدمی کی طرف مکروہ چیز کو منسوب کرنے سے بچاؤ اختیار کیا ہے، کیونکہ اس کے بغیر آپ ﷺ کا مقصود پورا ہو رہا ہے، (اور وہ ہے اس شخص اور حاضرین مجلس کی اصلاح)۔ (عون المعبود)

قارئین کرام! غور فرمائیں کہ ہمارے نبی ﷺ حکمت و دانائی سے متصف تھے، وہ لوگوں پر کیچڑ اچھالنے اور ان کے عیوب کی نشاندہی کرنے سے کس قدر باز رہنے والے تھے۔ مگر کسی کے گناہ اور عیب پر ہمارا ردّعمل اتنا جارحانہ ہوتا ہے کہ وہ آدمی ندامت و شرمندگی کی بجائے اپنے گناہ پر ڈٹ جاتا ہے۔ ہم عیب جوئی کیوں کرتے ہیں؟ ہمیں دوسروں کی حقیقی اصلاح و تربیت کا لحاظ کیوں نہیں ہے؟ ہم سرِ عام اپنے بھائیوں کے عیوب کو مدنظر رکھ کر ان پر سب وشتم کیوں کرتے ہیں؟ نبیٔ مہربان ﷺ تو اصل مجرم کا نام لینا ہی گوارا نہیں کرتے تھے، لیکن اس کے دل میں گھر کر جاتے تھے۔

اصل بے اولاد کون؟

(٢٥٥٣)۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا تَعُدُّوْنَ الرَّقُوْبَ فِيْكُمْ؟)) قَالَ: قُلْنَا: الَّذِيْ لَا يُوْلَدُ لَهُ۔ قَالَ: ((لَيْسَ ذَاكَ بِالرَّقُوْبِ وَلٰكِنَّهُ الرَّجُلُ الَّذِيْ لَمْ يُقَدِّمْ مِنْ وَلَدِهِ شَيْئًا۔)) قَالَ: ((فَمَا

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم اپنے مابین کس کو ''رَقُوب'' شمار کرتے ہو؟'' صحابہ نے کہا: جس کی اولاد نہیں ہوتی۔ آپ نے فرمایا: ''ایسے آدمی کو ''رَقُوب'' نہیں کہتے، بلکہ ایسے شخص کو کہتے ہیں جس نے اپنی اولاد میں سے (کوئی بچہ) آگے نہ بھیجا ہو۔''

تَعُدُّوْنَ الصُّرَعَةَ فِيْكُمْ؟ قَالَ: قُلْنَا: الَّذِيَ لَايَصْرَعُهُ الرِّجَالُ، قَالَ: ((لَيْسَ بِذَلِكَ، وَلٰكِنَّهُ الَّذِيْ يَمْلِكُ نَفْسَهُ عِنْدَ الْغَضَبِ.)) (الصحيحة:٣٤٠٦)

پھر فرمایا: ''تم کس کو زبردست پہلوان شمار کرتے ہو؟'' صحابہ نے کہا: جسے کوئی آدمی پچھاڑ نہ سکے۔ آپ نے فرمایا: ''ایسا شخص تو پہلوان نہیں ہوتا، بلکہ پہلوان تو وہ ہے جو غصے کے وقت اپنے نفس پر قابو پا لے۔''

تخريج: أخرجه مسلم: ٨/ ٣٠، والبخاري في "الأدب المفرد": رقم ١٥٣، والبيهقي في "السنن" ٤/ ٦٨، و"الشعب": ٦/ ٣٠٦/ ٨٢٧٣، ٧/ ١٣٦/ ٩٧٥٦، وأحمد: ١/ ٣٨٢، وأبويعلي: ٩/ ٩٦۔ ٩٧/ ٥١٦٢، ومن طريقه ابن حبان في "صحيحه": ٤/ ٢٦٤/ ٢٩٣٩

شرح:......رقوب: وہ مرد یا عورت ہے جس کی اولاد نہ ہو۔

نابالغ بچوں کا فوت ہو جانا مسلمان والدین کے لیے کسی خوشخبری سے کم نہیں ہے، جیسا کہ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک عورت رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور کہا: اے اللہ کے رسول! آپ کی باتیں تو مرد ہی لے گئے (یعنی ان کا سننا سنانا ان ہی کے حصے میں آتا ہے)، آپ اپنی طرف سے ایک دن ہمارے لیے بھی مقرر فرما دیں، تا کہ ہم آپ کے پاس آئیں اور آپ ہمیں ان باتوں کی تعلیم دیں جو اللہ تعالی نے آپ کو سکھلائی ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: فلاں فلاں دن تم جمع ہو جانا۔ پس وہ اکٹھی ہوگئیں اور آپ ﷺ ان کے پاس تشریف لے گئے اور ان کو ان امور کی تعلیم دی جو اللہ تعالی نے آپ کو سکھلائے تھے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ((مَا مِنْكُنَّ مِنَ امْرَأَةٍ تُقَدِّمُ ثَلَاثَةً مِنَ الْوَلَدِ إِلَّا كَانُوْا لَهَا حِجَابًا مِنَ النَّارِ.)) ...... ''تم میں سے جو عورت اپنے تین بچے آگے بھیج دے (یعنی فوت ہو جائیں) تو وہ اس کے لیے جہنم کی آگ سے رکاوٹ بن جائیں گے۔'' ایک عورت نے سوال کیا: اور دو بچوں کا کیا حکم ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''دو کا بھی یہی حکم ہے۔'' (بخاری، مسلم)

جس آدمی کی اولاد نہ ہو، یا اولاد تو ہو لیکن بالغ ہوگئی ہے، وہ روزِ قیامت اس شرف سے محروم رہے گا، گویا کہ بالغ اولاد کے والدین بھی بے اولاد ہیں۔

لوگ جسمانی لحاظ سے تنومند اور طاقتور شخص کو پہلوان سمجھتے ہیں، لیکن شریعتِ اسلامیہ کی روشنی میں اصل پہلوان وہ ہے جو غیظ وغضب کے وقت اپنے جذبات پر قابو رکھتا ہے اور کوئی ایسا اقدام نہیں کرتا، جس پر اسے بعد میں شریعت کی روشنی میں ندامت ہو۔ جیسے عام لوگ غصے کی حالت میں شیطانی اور دیوانی جذبات سے سرشار ہو کر اپنا بہت زیادہ نقصان کر دیتے ہیں اور پھر ندامت کے آنسو بہانا شروع کر دیتے ہیں۔

اللہ تعالی نے پرہیز گار لوگوں کی صفت یہ بیان کی ہے کہ وہ غصہ پی جانے والے اور لوگوں کو معاف کرنے والے ہیں۔ درج ذیل حدیث سے غصہ پی جانے کی اہمیت کو بآسانی سمجھا جا سکتا ہے، سیدنا معاذ بن انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((مَنْ كَظَمَ غَيْظًا وَهُوَ قَادِرٌ عَلَى أَنْ يُنْفِذَهُ دَعَاهُ اللّٰهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى

عَلٰی رُؤُوْسِ الْخَلَائِقِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ حَتّٰی یُخَیِّرَهٗ مِنَ الْحُوْرِ الْعِیْنِ مَا شَاءَ۔)) (ابو داود، ترمذی) ......
''جو شخص غصے کو پی جائے، جبکہ وہ اسے نافذ کرنے پر قادر بھی ہو، اللہ تعالیٰ قیامت والے دن اسے تمام مخلوقات کے سامنے بلائے گا اور اسے کہے گا کہ وہ جس حور عین کو چاہے اپنے لیے پسند کر لے۔''

بغاوت اور قطع رحمی سنگین جرائم ہیں

(۲۵۵٤)۔ عَنْ أَبِیْ بَکْرَةَ مَرْفُوْعًا: ((مَا مِنْ ذَنْبٍ أَجْدَرَ أَنْ یُّعَجِّلَ اللّٰهُ تَعَالٰی لِصَاحِبِهِ الْعُقُوْبَةَ فِی الدُّنْیَا مَعَ مَایَدَّخِرُ لَهٗ فِی الْآخِرَةِ۔ مِنَ الْبَغْیِ وَقَطِیْعَةِ الرَّحِمِ۔)) (الصحیحة:۹۱۸)

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بغاوت (وظلم) اور قطع رحمی سے بڑھ کر کوئی ایسا گناہ نہیں کہ جس کے بارے میں زیادہ مناسب یہ ہو کہ اللہ تعالیٰ اس کے مرتکب کو دنیا میں بھی سزا دینے میں جلدی کرے اور آخرت میں بھی (عذاب دینے کے لیے) اس (گناہ) کو ذخیرہ کر لے۔''

تخریج: أخرجه ابن المبارك فی "الزهد": ۷۲٤، والبخاری فی "الأدب المفرد": صـ۱۲، وأبوداود: ۲/ ۳۰۱۔ ۳۰۲، والترمذی: ۲/ ۸۳، وابن ماجه: ۲/ ۵۵۲، وابن حبان: ۲۰۳۹، والحاکم: ۲/ ۳۵٦و ٤/ ۱٦۲۔ ۱٦۳، والبغوی فی "حدیث ابن الجعد": ۷/ ۷۰/ ۱، وأحمد: ۵/ ۳٦، ۳۸

شرح:...... ہمارے معاشرے میں انسانیت دو طبقوں میں منقسم ہے: (۱) ابتدائے حیات سے الجھنوں میں الجھی ہوئی اور (۲) ابتدائے زندگی سے عیش و عشرت میں پلی ہوئی۔

پہلی قسم کو راحت و استراحت کا، جبکہ دوسری قسم کو کلفت و مشقت کا کوئی اندازہ نہیں ہوتا ہے۔

ایک دوسرے لحاظ سے بھی دو قسمیں ہیں: (۱) مجبور و مقہور و مظلوم اور (۲) ظالم و جابر و بد معاش

پہلے طبقے کو آزادی و خود مختاری کا اور دوسرے کو اللہ تعالیٰ کی بندگی اور بندوں کی غلامی کا کوئی احساس نہیں ہوتا۔

مذکورہ بالا حدیث کی حقانیت ان چار طبقوں کے لیے غیر واضح ہے، یہ اور اس قسم کی دوسری احادیث اس بندے کے لیے سبق آموز ہو سکتی ہیں، جس کو نیکی کی وجہ سے ذہنی تسکین نصیب ہوتی ہو اور برائی کی وجہ سے قلق و اضطراب ہوتا ہے اور وہ اپنے نقصانات کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرنے والا اور ان کے اسباب پر غور کرنے والا ہو۔

صلہ رحمی اور تمام رشتہ داروں سے تعلق قائم رکھنا بہت بڑی نیکی اور عظیم خصلت ہے، لیکن اس وصف سے عاری ہونے کا اور پھر اس کے انجام بد کا احساس صرف اُس فرد کو ہوگا جو شریعت کی روشنی میں کچھ زمانے تک صلہ رحمی کے تمام تقاضے پورے کرتا ہے۔ یہی معاملہ ظلم اور بغاوت ہے کہ "لِکُلِّ عُرُوْجٍ زَوَالٌ" کے تحت ظالموں کو اپنی زندگی میں ہی بے بسی، لاچارگی، ذہنی اذیت اور حقارت کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ ابوجہل و فرعون جیسے جابروں کی مثالیں کافی ہیں۔ ہر ملک کے ظالم حکمران کی آخری زندگی پر غور کریں، شاید وہ اس بات کے متمنی ہوں کہ کاش ان کے نصیبے میں مسندِ حکومت

سرے سے نہ آتا۔

غرور وتکبر اللہ تعالی کو ناپسند ہے

(۲۵۵۵)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَلِيْمٍ أَوْسُلَيْمٍ، قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَإِذَا هُوَ جَالِسٌ مَعَ أَصْحَابِهِ، فَقُلْتُ: أَيُّكُمُ النَّبِيُّ؟ قَالَ: فَإِمَّا أَنْ يَكُوْنَ أَوْمَأَ إِلَى نَفْسِهِ وَإِمَّا أَنْ يَكُوْنَ أَشَارَ إِلَيْهِ الْقَوْمُ، قَالَ: فَإِذَا هُوَ مُحْتَبٍ بِبُرْدَةٍ قَدْ وَقَعَ هُدْبُهَا عَلَى قَدَمَيْهِ، قَالَ: فَقُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أَجْفُوْ عَنْ أَشْيَاءَ فَعَلِّمْنِي۔ قَالَ: ((اتَّقِ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ وَلَا تَحْقِرَنَّ مِنَ الْمَعْرُوْفِ شَيْئاً وَلَوْ أَنْ تُفْرِغَ مِنْ دَلْوِكَ فِي إِنَاءِ الْمُسْتَسْقِي، وَإِيَّاكَ وَالْمَخِيْلَةَ! فَإِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى لَايُحِبُّ الْمَخِيْلَةَ، وَإِن امْرُءٌ شَتَمَكَ وَعَيَّرَكَ بِأَمْرٍ يَعْلَمُهُ فِيْكَ، فَلَا تُعَيِّرْهُ بِأَمْرٍ تَعْلَمُهُ فِيْهِ، فَيَكُوْنُ لَكَ أَجْرُهُ وَعَلَيْهِ إِثْمُهُ وَلَا تَشْتِمَنَّ أَحَداً۔)) (الصحيحة: ۷۷۰)

حضرت جابر بن سَلِیم یا سُلَیم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں نبی کریم ﷺ کے پاس آیا، آپ ﷺ صحابۂ کرام میں تشریف فرما تھے۔ میں نے کہا: تم میں نبی کون ہے؟ جواباً آپ ﷺ نے خود اپنی طرف یا لوگوں نے آپ کی طرف اشارہ کیا۔ آپ ﷺ گھٹنوں اور کمر کے گرد چادر باندھ کر اور گھٹنے کھڑے کر کے سرین کے بل بیٹھے تھے، چادر کا کنارہ آپ ﷺ کے پاؤں پر لگ رہا تھا۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں کچھ چیزوں کے بارے میں تندمزاج ہوں، آپ مجھے سکھا دیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ سے ڈر جا، کسی نیکی کو حقیر مت جان، اگرچہ وہ پانی مانگنے والے کے برتن میں پانی ڈالنے کی صورت میں ہی کیوں نہ ہو، تکبر سے اجتناب کر، کیونکہ اللہ تعالی تکبر کو پسند نہیں کرتا، اگر کوئی آدمی تجھے گالی دے اور تجھے تیرے کسی عیب، جسے وہ جانتا ہے، کی بنا پر عار دلائے، تو تو اسے اُس برائی کی بنا پر عار مت دلا جسے تو جانتا ہے، اس طرح کرنے سے اس کا اجر تجھے ملے گا اور اس کے گناہ کا وبال اسی پر ہوگا اور (یہ بھی یاد رکھ کہ) کسی کو گالی نہیں دینا۔''

تخريج: أخرجه أحمد: ٥/ ٦٣، هذا الحديث صحيح بدون قوله: ((اتق الله))

شرح:...... یہ حدیث مبارکہ مختلف نبوی پند ونصائح پر مشتمل ہے، اس میں تکبر سے گریز کرنے اور عاجزی و انکساری اور بندگی وغلامی اختیار کرنے کی تلقین کی گئی ہے۔ تکبر اللہ تعالی کی صفت ہے، اس لیے وہ یہ پسند نہیں کرتا کہ کوئی مخلوق اس کی صفت کو اختیار کرنے کی کوشش کرے۔

غرور وتکبر کا وبال

(۲۵۵٦)۔ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، قَالَ: زَعَمَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ حَنْظَلَةَ: أَنَّ عَبْدَاللّٰهِ

قاسم بن محمد سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: حضرت عبداللہ بن حنظلہ رضی اللہ عنہ کا خیال ہے کہ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ

بْنَ سَلَامٍ مَرَّ فِي السُّوقِ، وَعَلَيْهِ حُزْمَةٌ مِنْ حَطَبٍ، فَقِيْلَ لَهُ: أَلَيْسَ اللّٰهُ قَدْ أَغْنَاكَ عَنْ هٰذَا؟ قَالَ: بَلٰى، وَلٰكِنْ أَرَدْتُّ أَنْ أَدْفَعَ بِهِ الْكِبْرَ، سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((لَايَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ مِنْ كِبْرٍ۔)) (الصحيحة: ٣٢٥٧)

ایندھن کے کام آنے والی لکڑیوں کا گٹھا اٹھائے بازار سے گزرے، کسی نے (ان پر اعتراض کرتے ہوئے ان کو) کہا: کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس سے بے پرواہ نہیں کیا؟ انہوں نے کہا: کیوں نہیں، لیکن میرا ارادہ ہے کہ اس کے ذریعے (اپنے نفس) سے تکبر کو دور کروں، کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''ایسا شخص جنت میں داخل نہیں ہوگا جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی تکبر ہوا۔''

تخریج: أخرجه عبدالله بن أحمد في "زوائد الزهد": صـ ١٨٢، والأصبهاني في "الترغيب": ٦٥/١، ١/ ٢٧٠/ ٦٦٠ط۔ والزيادة له۔ وكذا الطبراني في "الكبير": ١٣/ ١٤٧/

(٢٥٥٧)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: اَلْكِبْرِيَاءُ رِدَائِي وَالْعِزَّةُ إِزَارِيْ فَمَنْ نَازَعَنِيْ وَاحِدًا مِنْهُمَا أُلْقِيْهِ فِي النَّارِ۔)) (الصحيحة: ٥٤١)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تکبر (اور بڑائی) میری چادر ہے اور عزت (اور غلبہ) میرا ازار ہے، جس نے ان دونوں (اوصاف) میں سے کسی ایک کو مجھ سے کھینچنا چاہا، میں اُس کو آگ میں پھینک دوں گا۔''

تخریج: أخرجه أحمد: ٢/ ٢٤٨، وابوداود: ٤٠٩٠، وابن ماجه: ٤١٧٤، واخرجه مسلم في "صحيحه": ٨/ ٣٥عن ابي سعيد الخدري و ابي هريرة مرفوعا

شرح:...... کسی شخص کا مال و دولت، دولت و ثروت، حسن و جمال، جاہ و منصب، حکومت و سلطنت، غلبہ و اقتدار، علم و فضل، حسب و نسب، سرداری و سربراہی یا احترام و اکرام کی بنا پر اپنے آپ کو دوسروں سے برتر اور دوسروں کو اپنے سے کم تر سمجھنا اور حق بات ماننے سے ہٹ دھرمی کا ارتکاب کرنا اور ان دنیوی صفات کی بنا پر بعض سنتوں پر عمل نہ کرنا تکبر کہلاتا ہے۔ سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((اِنَّ اللّٰهَ جَمِيْلٌ يُحِبُّ الْجَمَالَ، اَلْكِبْرُ بَطَرُ الْحَقِّ وَ غَمْطُ النَّاسِ)) (مسلم) ......''(اچھے کپڑے زیب تن کرنا اور اچھے جوتے پہننا تو قابل تعریف چیز ہے کیونکہ) اللہ تعالیٰ خود بھی خوبصورت ہے اور حسن و جمال کو پسند بھی کرتا ہے، تکبر تو یہ ہے کہ حق بات کو ٹھکرا دیا جائے اور لوگوں کو حقیر سمجھا جائے۔''

اس حدیث میں بیان کئے گئے تکبر کے مفہوم کو سیدنا سمرہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کی روایت سے سمجھنا قدرے آسان ہو جاتا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ کے پاس اپنے بائیں ہاتھ سے کھانا کھایا۔ آپ ﷺ نے اسے فرمایا: ((كُلْ بِيَمِيْنِكَ۔)) ......''دائیں ہاتھ سے کھاؤ۔'' اس نے کہا: اس کی میرے اندر طاقت نہیں ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا: ''(اگر تجھے طاقت نہیں تو) تو اس کی طاقت نہ ہی رکھے۔'' دراصل اس کو صرف تکبر نے آپ کی بات ماننے سے روکا تھا۔ راوی کا بیان ہے کہ اس کے بعد وہ آدمی اپنے دائیں ہاتھ کو اپنے منہ کی طرف نہیں اٹھا سکا۔ (مسلم) یہ ہے تکبر اور اس کا وبال کہ پوری زندگی کے لیے دائیں ہاتھ سے کھانا پینا نصیب نہ ہوا۔

ہمیں چاہئے کہ ہم اپنی صلاحیتیں اور قابلیتیں اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کریں اور ان کے تقاضے پورے کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کا شکر بجا لائیں اور عاجزی و فروتنی کے جذبات سے سرشار ہو کر بندگانِ خدا اور خلقِ خدا کا احترام کریں۔

کھینچنے سے مراد ان صفات سے متصف ہونے کی کوشش کرنا یا دعویٰ کرنا ہے۔ کیونکہ قوت و غلبہ، تکبر و بڑائی اور عظمت و کبریائی جیسی صفات صرف اللہ تعالیٰ کی ہیں۔ اگر کسی فرد کو قوت یا عظمت یا مقام و مرتبہ حاصل ہے، وہ اللہ تعالیٰ کی عطا ہے۔ اس لیے ایسے آدمی کو چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کا شکر بجا لاتے ہوئے اس کی اطاعت کرے اور اپنی عظمت و کبریائی کے ڈنکے بجانے اور شریعت سے اعراض کرنے سے باز رہے۔ ہاں جو بھی ایسا کرے گا، اس کا انجام آتش دوزخ ہوگا۔ اس حدیث میں ان لوگوں کے لیے سخت تنبیہ ہے جو اپنی قوت و طاقت پر نازاں رہتے ہیں اور لوگوں کے سامنے متکبرانہ انداز اختیار کرتے ہیں۔

سیدنا عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے غرور، گھمنڈ اور شیخی کے جذبات کو مسخ کرنے کے لیے بہترین کلیہ استعمال کیا ہے، بلکہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((مَا اسْتَكْبَرَ مَنْ أَكَلَ مَعَهُ خَادِمُهُ وَرَكِبَ الْحِمَارَ بِالْأَسْوَاقِ، وَاعْتَقَلَ الشَّاةَ فَحَلَبَهَا.)) (الصحيحة: ٢٢١٨) ...... ''وہ شخص متکبر نہیں ہے، جس کے ساتھ اُس کے خادم نے کھانا کھایا اور وہ بازاروں میں گدھے پر سوار ہوا اور بکری کی ٹانگ کو اپنی ٹانگ میں پھنسا کر اس کو دوہا۔'' اس حدیث کا مطلب یہ ہوا کہ جو آدمی ایسے کام کرنے سے عار محسوس کرتا ہے، اسے اپنے ضمیر میں تکبر کا خطرہ محسوس کرنا چاہئے۔

خود پسندی و خودسری کا وبال

(٢٥٥٨)۔ عَنْ يُونُسَ بْنَ الْقَاسِمِ الْيَمَامِيِّ، أَنَّ عِكْرَمَةَ بْنَ خَالِدِ بْنِ سَعِيْدِ بْنِ الْعَاصِ الْمَخْزُوْمِيَّ حَدَّثَهُ: أَنَّهُ لَقِيَ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَقَالَ لَهُ: يَا أَبَا عَبْدِالرَّحمنِ! إِنَّا بَنُوْ الْمُغِيْرَةِ قَوْمٌ فِيْنَا نَخْوَةٌ فَهَلْ سَمِعْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ فِي ذٰلِكَ شَيْئًا؟ فَقَالَ لَهُ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَا مِنْ

یونس بن قاسم یمامی سے روایت ہے کہ عکرمہ بن خالد بن سعید بن عاص مخزومی نے اسے بیان کیا کہ وہ عبداللہ بن عمر بن خطاب سے ملے اور کہا: اے ابوعبدالرحمن! ہم بنو مغیرہ ہیں، ہم میں بڑائی (اور غرور) ہے، تو کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ سے اس کے بارے میں کچھ سنا ہے؟ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے اسے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ ﷺ فرما رہے تھے: ''جو شخص بڑا بنتا ہے اور اکڑ کر چلتا ہے وہ اللہ کو اس حال میں ملے گا کہ وہ

رَجُلٍ يَتَعَاظَمُ فِي نَفْسِهِ، وَيَخْتَالُ فِي مِشْيَتِهِ، إِلَّا لَقِيَ اللّٰهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ.)) (الصحيحة:٢٢٧٢)

اس پر سخت غضبناک ہوگا۔"

تخريج: أخرجه البخاري في"الأدب المفرد":٥٤٩، والحاكم:١/ ٦٠، وأحمد:٢/ ١١٨

(٢٥٥٩)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ تَعَظَّمَ فِي نَفْسِهِ أَوِ اخْتَالَ فِي مِشْيَتِهِ لَقِيَ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ.)) (الصحيحة:٥٤٣)

حضرت عبد اللہ بن عمر ﷺ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "جو شخص بڑا بنا اور اور اکڑ کر چلا، وہ اللہ کو اس حال میں ملے گا کہ وہ اس پر سخت غضبناک ہوگا۔"

تخريج: أخرجه البخاري في"الأدب المفرد": ٥٤٩، والحاكم: ١/ ٦٠، وأحمد: ٢/ ١١٨

شرح:...... یہ احادیث اس حقیقت پر دلالت کرتی ہیں کہ خوش پوشا کی، حسن و جمال، طاقت و توانائی، قد و قامت یا دوسری صلاحیتوں کی بنا پر خود پسندی، عجب بندی، اعجابِ نفس، اکڑنا، اترا کر چلنا، اپنے آپ کو بڑا سمجھنا اور تکبر میں مبتلا ہونے سے اجتناب کرنا ازحد ضروری ہے، بلکہ ان احسانات سے محروم انسانیت کو مدنظر رکھ کر ان نعمتوں پر اللہ تعالی کا شکر یہ ادا کیا جائے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ اللہ تعالی ہماری دنیوی ضروریات باندازِ احسن پوری کرنے کے لیے ہم پر اپنے انعامات کی بارش کر دے، لیکن ہمارے دل و دماغ کی کج روی کی وجہ وہ ہمارے لیے حفاظتِ نفس کی بجائے وبالِ جان اور رحمت کی بجائے زحمت بن جائیں۔ مزید وضاحت کے لیے درج ذیل حدیث ذہن نشین کر لیں:

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((بَيْنَمَا رَجُلٌ يَمْشِي فِي حُلَّةٍ تُعْجِبُهُ نَفْسُهُ مُرَجِّلٌ رَأْسَهُ يَخْتَالُ فِي مِشْيَتِهِ إِذْ خَسَفَ اللّٰهُ بِهِ فَهُوَ يَتَجَلْجَلُ فِي الْأَرْضِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ.)) (بخاری، مسلم)...... "ایک دفعہ کی بات ہے کہ ایک آدمی ایک پوشاک میں ملبوس چلا جا رہا تھا، اس کے نفس نے اسے خود پسندی (عجب) میں مبتلا کر دیا تھا، بالوں میں کنگھی کئے اور اپنی چال میں اتراتے ہوئے جا رہا تھا، کہ اللہ تعالی نے اسے زمین میں دھنسا دیا، سو وہ روزِ قیامت تک زمین میں دھنستا چلا جائے گا۔"

قارئین کرام! غور فرمائیں کہ ہماری شریعت میں اچھا لباس پہننے اور بالوں میں کنگھی کرنے کی ترغیب دلائی گئی ہے، لیکن اس آدمی کے لیے یہ امور غضب الٰہی کا موجب بن گئے، کیونکہ اس کے دماغ میں ٹیڑھ پن تھا۔

ہر کس و ناکس کے لیے امورِ خیر کا تعین

(٢٥٦٠)۔ عَنْ مَالِكِ بْنِ مَرْثَدٍ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ: قَالَ أَبُوْ ذَرٍّ: قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! مَاذَا يُنْجِي الْعَبْدَ مِنَ النَّارِ؟ قَالَ: ((الإِيْمَانُ

مالک بن مرثد اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے کہا کہ اے اللہ کے رسول! کون سی چیز بندے کو آگ سے نجات دلاتی ہے؟

بِـالـلّٰهِ)) قُلْتُ: يَانَبِيَّ اللّٰهِ! إِنَّ مَعَ الإِيْمَانِ عَـمَـلٌ؟ قَـالَ: ((يَرْضَخُ مِمَّا رَزَقَهُ اللّٰهُ۔)) قُـلْـتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أَرَأَيْتَ إِنْ كَانَ فَقِيْراً لَايَـجِـدُ مَـا يَـرْضَـخُ بِـهِ؟ قَـالَ: ((يَـأْمُرُ بِـالْـمَعْرُوْفِ وَيَنْهٰى عَنِ الْمُنْكَرِ۔)) قُلْتُ: يَـارَسُـوْلَ الـلّٰـهِ! أَرَأَيْـتَ إِنْ كَـانَ عَيِّـيًـا لَايَسْتَطِيْعُ أَنْ يَأْمُرَ بِمَعْرُوْفٍ وَلَا يَنْهٰى عَنْ مُـنْـكَـرٍ؟ قَالَ: ((يَصْنَعُ لِأَخْرَقَ۔)) قُلْتُ: أَرَأَيْتَ إِنْ كَانَ أَخْرَقَ لَايَسْتَطِيْعُ أَنْ يَّصْنَعَ شَيْـئًـا؟ قَـالَ: ((يُـعِيْـنُ مَـغْلُوْبـاً۔)) قُلْتُ: أَرَأَيْتَ إِنْ كَانَ ضَعِيْفاً لَا يَسْتَطِيْعُ أَنْ يُعِيْنَ مَـظْـلُـوْمـاً؟ فَقَالَ: ((مَاتُرِيْدُ أَنْ تَتْرُكَ فِيْ صَـاحِـبِكَ مِـنْ خَيْـرٍ تُـمْسِكُ الأَذٰى عَنِ الـنَّـاسِ۔)) فَقُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِذَا فَعَلَ ذٰلِكَ دَخَـلَ الْـجَـنَّةَ؟ قَـالَ: ((مَامِنْ مُسْلِمٍ يَـفْـعَلُ خَصْلَةً مِنْ هٰؤُلَاءِ إِلَّا أَخَذَتْ بِيَدِهٖ حَتّٰى تُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ۔))

(الصحيحة: ٢٦٦٩)

آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ پر ایمان لانا۔'' میں نے کہا: اے اللہ کے نبی! کیا ایمان کے ساتھ عمل بھی ضروری ہے؟'' آپ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے اُسے جو رزق عطا کیا ہے، وہ اُس میں سے خرچ کرے۔'' میں نے کہا! اے اللہ کے رسول! اگر وہ فقیر ہو اور اس کے پاس کوئی ایسی چیز نہ ہو جو (اللہ تعالیٰ کے راستے میں) دے۔ آپ نے فرمایا: ''تو پھر وہ نیکی کا حکم دے اور برائی سے منع کرے۔'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اگر وہ ایسا کرنے سے بھی عاجز ہو اور نیکی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے کی طاقت نہ رکھتا ہو۔ آپ نے فرمایا: ''کسی بے ہنر (اور جاہل) کو کوئی ہنر سکھا دے۔'' میں نے کہا: اگر وہ خود بے ہنر ہو اور کچھ بھی کرنے کی طاقت نہ رکھتا ہو۔ آپ نے فرمایا: ''تو پھر کسی مغلوب (اور مظلوم) کی مدد کر دیا کرے۔'' میں نے کہا: اگر وہ خود ضعیف ہو اور مظلوم کی مدد کرنے کی طاقت نہ رکھتا ہو؟ آپ نے فرمایا: ''تو تو اپنے بھائی میں کوئی خیر و بھلائی چھوڑنا ہی نہیں چاہتا۔ (ایسے ضعیف آدمی کو چاہیے کہ) وہ لوگوں کو تکلیف نہ پہنچنے دے۔'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! جب کوئی آدمی یہ عمل کرے گا تو وہ جنت میں داخل ہو جائے گا؟ آپ نے فرمایا: جو مسلمان بھی ان خصلتوں میں سے کسی خصلت پر عمل کرے گا تو وہ خصلت اس کا ہاتھ پکڑے رکھے گی، حتی کہ اس کو جنت میں داخل کر دے گی۔''

تخريج: أخرجه الطبراني في "الكبير": ١/ ٨٢/ ٢، وأخرج ابن حبان: ٨٦٣، والحاكم: ١/ ٦٣ وعنه البيهقي في "الشعب": ٣/ ٢٠٣ نحوه

شرح:...... اس حدیث سے معلوم ہوا کہ شریعت نے کسی ادنی سے ادنی شخص کی عملی تشنگی کو باقی نہیں رہنے دیا، بلکہ ہر ایک کے لیے مختلف امورِ خیر کا تعین کر دیا۔

مسلمان کا قرضہ ادا کرنا افضل عمل ہے

(۲۵٦۱)۔ عَنْ سُفْيَانَ بْنَ عُيَيْنَةَ ، عَنْ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ يَرْفَعُهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ: ((مِنْ أَفْضَلِ الْأَعْمَالِ إِدْخَالُ السُّرُوْرِ عَلَى الْمُؤْمِنِ ، تَقْضِي عَنْهُ دَيْناً، تَقْضِي لَهُ حَاجَةً، تُنَفِّسُ لَهُ كُرْبَةً۔)) قَالَ سُفْيَانُ : وَقِيْلَ لِابْنِ الْمُنْكَدِرِ: فَمَا بَقِيَ مِمَّا يُسْتَلَذُّ؟ قَالَ: اَلْإِفْضَالُ عَلَى الْإِخْوَانِ۔

(الصحيحة: ۲۲۹۱)

سفیان بن عیینہ، ابن منکدر سے روایت کرتے ہیں اور وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''مومن کو خوش کرنا، اُس کا قرضہ چکانا، اُس کی ضرورت پوری کرنا اور اس سے کسی مصیبت کو دور کرنا افضل اعمال میں سے ہیں۔'' سفیان کہتے ہیں: ابن منکدر سے کہا گیا کہ اب کوئی چیز ایسی بھی باقی رہ گئی ہے، جو لذیذ ہو؟ انہوں نے کہا: بھائیوں سے حسنِ سلوک کرنا۔

تخريج: أخرجه البيهقي في "شعب الايمان": ۲/ ٤٥٢/ ۲

شرح:...... قرضہ، جو مقروض ادا نہ کر سکتا ہو، بہت بڑی آزمائش ہوتا ہے۔ اس سے اس کا اعتماد متزلزل ہو جاتا ہے، اس کا وقار مجروح ہو جاتا ہے، وہ وعدہ خلافی میں معروف ہو جاتا ہے اور اسے قرضخواہوں کے مختلف اعتراضات جھیلنا پڑتے ہیں۔ اس لیے مومن کے قرضہ کی ادائیگی کو افضل عمل قرار دیا گیا ہے۔

نیز مومن کو مسرت کے لمحات مہیا کرنے کی فضیلت کا بیان ہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایک دوسرے کو بشارتیں پہنچانے کے خوب حریص تھے، جیسا کہ سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف لائے اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے درمیان بیٹھ گئے، (آپ ﷺ کیا دیکھتے ہیں کہ) ابن مسعود نماز پڑھ رہا تھا، وہ سورۂ نساء کی تلاوت کر رہا تھا، سو (۱۰۰) آیات کی تلاوت کے بعد وہ نماز میں ہی قیام کی حالت میں دعا کرنے لگا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ((اِسْأَلْ تُعْطَهُ، اِسْئَلْ تُعْطَهُ۔)) ثُمَّ قَالَ: ((مَنْ اَحَبَّ اَنْ يَقْرَءَ الْقُرْآنَ غَضًّا كَمَا اُنْزِلَ ، فَلْيَقْرَأْهُ عَلٰى قِرَاءَةِ ابْنِ أُمِّ عَبْدٍ۔)) ...... ''سوال کر، تجھے دیا جائے گا، سوال کر، تجھے دیا جائے گا۔'' پھر فرمایا: ''جو چاہتا ہے کہ وہ قرآنِ مجید کو تر و تازہ پڑھے، جیسے وہ نازل ہوا، تو ابن ام عبد (یعنی ابن مسعود) کی قرأت پر پڑھے۔'' جب صبح ہوئی تو سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ، ابن مسعود کو خوشخبری دینے کے لیے گئے اور ان سے پوچھا کہ آپ نے گزشتہ رات کون سی دعا کی تھی؟ انھوں نے کہا: میں نے یہ دعا کی تھی: اے اللہ! میں تجھ سے ارتداد سے پاک ایمان، ختم نہ ہونے والی نعمت اور ہمیشہ والی جنت کے اعلی مقام میں محمد (ﷺ) کی رفاقت کا سوال کرتا ہوں۔ جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بشارت دینے کے لیے آئے تو انھیں کہا گیا کہ ابوبکر آپ سے سبقت لے چکے ہیں۔ یہ سن کر انھوں نے کہا: اللہ ابوبکر پر رحم فرمائے، میں جب بھی ان سے خیر و بھلائی میں مقابلہ کرتا ہوں تو وہ مجھ سے آگے بڑھ جاتے ہیں۔''

ہمیں چاہئے کہ جب کسی مسلمان کو بشارت دینے کا معاملہ ہو تو اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔

مسلمان کا مال ناحق غصب کرنے کا انجام

(٢٥٦٢)۔ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ ثَعْلَبَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنِ اقْتَطَعَ مَالَ امْرِئٍ مُسْلِمٍ بِيَمِيْنٍ كَاذِبَةٍ، كَانَتْ نُكْتَةٌ سَوْدَاءُ فِي قَلْبِهِ، لَا يُغَيِّرُهَا شَيْءٌ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ۔))

(الصحيحة:٣٣٦٤)

حضرت ابوامامہ بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''جس شخص نے جھوٹی قسم اٹھا کر کسی مسلمان کا مال چھین لیا، اُس کے دل پر ایک ایسا سیاہ نقطہ لگے گا کہ جس کو قیامت تک کوئی چیز تبدیل نہیں کر سکے گی۔''

تخريج: أخرجه الحاكم: ٤/ ٢٩٤، والطبراني في "المعجم الكبير": ١/ ٢٥٠/ ٨٠١

شرح:...... اللہ تعالی نے مسلمان کی جان، مال اور عزت کو حرمت والا قرار دیا ہے۔ جو شخص، مسلمان کے کسی حق کو پامال کرے گا، اس کی معافی اس وقت تک نہیں ہوگی، جب تک وہ مسلمان اسے معاف نہ کر دے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((مَنْ كَانَتْ عِنْدَهُ مَظْلَمَةٌ لِأَخِيْهِ مِنْ عِرْضِهِ أَوْ مِنْ شَيْءٍ فَلْيَتَحَلَّلْهُ مِنْهُ الْيَوْمَ قَبْلَ أَنْ لَّا يَكُوْنَ دِيْنَارٌ وَلَا دِرْهَمٌ۔ إِنْ كَانَ لَهُ عَمَلٌ صَالِحٌ أُخِذَ مِنْهُ بِقَدْرِ مَظْلَمَتِهِ وَإِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهُ حَسَنَاتٌ أُخِذَ مِنْ سَيِّئَاتِ صَاحِبِهِ فَحُمِلَ عَلَيْهِ۔)) (بخاری) ...... ''جس آدمی پر بھی دوسرے مسلمان بھائی کا، اس کی عزت و آبرو سے متعلق یا کسی اور چیز سے متعلق کوئی حق ہو (یعنی اس کی بے عزتی کر کے یا کوئی اور زیادتی کر کے ظلم کیا ہو) تو اس کو چاہئے کہ آج ہی دنیا میں اس کا ازالہ کر کے اس حق سے عہدہ برآ ہو جائے، قبل اس کے کہ وہ دن آ جائے جس میں ازالے کے لیے کسی کے پاس دینار و درہم نہیں ہوں گے اور وہاں ازالے کی صورت یہ ہوگی کہ اگر اس (ظالم) کے پاس اعمالِ صالحہ ہوں گے تو وہ اس کے ظلم کے بہ قدر لے لیے جائیں گے اور (مظلومین میں تقسیم کر دیے جائیں گے) اور اگر اس کے پاس نیکیاں نہیں ہوں گی، تو اس کے ساتھی (صاحبِ حق) سے برائیاں لے کر اس ظالم پر لاد دی جائیں گی۔''

واضح ہے کہ اگر کسی بندے کی معافی کو کسی دوسرے بندے کے سپرد کر دیا گیا، جبکہ معاف نہ کرنے میں مظلوم کا فائدہ بھی ہو، تو کون معاف کرے گا۔

بڑے بڑے ڈاکو اور چور اپنی ڈکیتیوں اور چوریوں کا آغاز معمولی قیمت کی چیزوں سے کرتے ہیں، جن کا نتیجہ مسلمانوں کی گردنیں کاٹنے کی صورت میں جا نکلتا ہے۔ شاید ایسے انسان کے لیے جس نحوست کی نشاندہی اس حدیث میں کی گئی ہے، اسی کا اثر ہوتا ہو کہ بالآخر دل سیاہ ہو کر حق و باطل کے فرق سے عاری ہو جاتا ہے۔

مسلمان کے سفید بالوں کی فضیلت

(٢٥٦٣)۔ عَنْ فَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ، أَنَّ

حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، نبی کریم ﷺ

النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ شَابَ شَيْبَةً فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ (وَفِي رِوَايَةٍ: فِي الْإِسْلَامِ) كَانَتْ لَهُ نُوراً يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔)) قَالَ رَجُلٌ عِنْدَ ذٰلِكَ: فَإِنَّ رِجَالاً يَنْتِفُوْنَ الشَّيْبَ۔ فَقَالَ: ((مَنْ شَاءَ فَلْيَنْتِفْ نُوْرَهُ۔))

(الصحيحة:٣٣٧١)

نے فرمایا: ''جو اللہ کی راہ میں یا اسلام میں بوڑھا ہو گیا، تو یہ اُس کے لیے روزِ قیامت نور ہوگا۔'' اس موقع پر ایک آدمی نے کہا: کئی لوگ تو اپنے سفید بالوں کو اکھاڑ دیتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو چاہتا ہے اپنا نور اکھاڑ تا رہے۔''

تخريج: أخرجه أحمد: ٦/ ٢٠، والطبراني في "المعجم الكبير": ١٨/ ٣٠٤، والبزار: ٣/ ٣٧١/ ٢٩٧٣، والبيهقي في "الشعب": ٥/ ٢١٠/ ٦٣٨٨

شرح:...... شیو کرنا ویسے بھی ملعون فعل اور سنگین جرم ہے، بہر حال جب بال سفید ہو جائیں اور عمر بڑی ہو جائے تو اس جرم کی نوعیت میں مزید شدت پیدا ہو جاتی ہے۔

اس سے بڑی سعادت کیا ہو سکتی ہے کہ بالوں کے سفید ہونے میں مسلمان کا اپنا کوئی دخل یا ارادہ نہیں، لیکن جو آدمی ان کو اپنا حسن سمجھتا ہے اور ان پر صبر کرتا ہے تو یہ اس کے لیے روزِ قیامت نور کا سبب ہوں گے۔ (سبحان اللہ) جو شخص اللہ تعالی کے عطا کیے ہوئے اس شرف کو قبول نہیں کرتا اور ان کو اکھاڑنا شروع کر دیتا ہے یا ان پر کالا رنگ ملنا شروع کر دیتا ہے، تو وہ اس فضل اور نور کا انکار کر رہا ہے جو اللہ تعالی اسے بغیر کسی مطالبے کے عطا کرنا چاہتے ہیں۔

اس حدیث میں ان عمر رسیدہ لوگوں کے لیے سخت وعید ہے کہ جن کی داڑھی کے تمام یا زیادہ بال سفید ہوتے ہیں، لیکن وہ ان کو استرے کے حوالے کر دیتے ہیں۔

یاد رہے کہ آپ ﷺ نے سفید بالوں کو مہندی وغیرہ سے رنگنے اور کالے رنگ سے اجتناب کرنے کی تعلیم دی ہے، لہٰذا مہندی وغیرہ لگانے سے اس فضیلت میں کوئی فرق نہیں آئے گا۔

مدینہ منورہ میں سکونت اختیار کرنے کی فضیلت

(٢٥٦٤)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ مَوْلَاةً لَهُ أَتَتْهُ فَقَالَتْ: اِشْتَدَّ عَلَيَّ الزَّمَانُ وَإِنِّي أُرِيْدُ أَنْ أَخْرُجَ إِلَى الْعِرَاقِ؟ قَالَ: فَهَلَّا الشَّامُ أَرْضُ الْمَنْشَرِ (وَفِي (التَّارِيْخ) الْمَحْشَرِ)؟ إِصْبِرِي لُكَاعُ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ يَقُوْلُ: ((مَنْ صَبَرَ عَلٰى شِدَّتِهَا وَلَأْوَائِهَا كُنْتُ لَهُ شَهِيْداً أَوْ شَفِيْعاً يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔))

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: اُن کی لونڈی اُن کے پاس آئی اور کہا: مجھ پر وقت بہت سخت ہو گیا ہے اور میں عراق جانے کا ارادہ کرتی ہوں۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: تم شام کی طرف کیوں نہیں جاتی، جو حشر کی جگہ ہے؟ ارے بیوقوف! صبر کر۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ فرما رہے تھے: ''جس نے اس (مدینہ) کی سختی اور تنگی پر صبر کیا، میں روزِ قیامت اُس کا گواہ یا سفارشی ہوں

يَعْنِي: الْـمَدِيْنَةَ وَفِي لَفْظٍ: ((لَا يَصْبِرُ عَلَى لَأْوَائِهَا وَشِدَّتِهَا أَحَدٌ إِلَّا كُنْتُ......)) (الصحيحة: ٣٠٧٣)

گا۔''اور ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں:''جو کوئی اس (مدینہ) کی سختی اور تنگی پر صبر کرے گا تو میں ......''(اس کے لیے قیامت کے روز سفارشی ہوں گا)

تخریج: أخرجه الترمذي: ٣٩١٨، وابن عساكر في "تاريخ دمشق": ١/ ١٦٩ ـ طبع المجمع العلمي، وابو يعلى فى "مسنده": ١٠/ ١٦٦/ ٢٧٨٩، واحمد: ٢/ ١٥٥، ومسلم: ٤/ ١١٩

شرح:...... مدینہ منورہ کی اہمیت اس سے زیادہ ہے کہ اس کو بیان کیا جائے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس شہر کو حرمت والا قرار دیا۔ (بخاری، مسلم) رسول اللہ ﷺ نے مدینہ، مدینہ کے پھلوں اور مدینہ کے پیمانوں کے مبارک ہونے اور مکہ مکرمہ کی نسبت دوگنا برکتوں کی دعا کی ہے۔ (مسلم) نبی کریم ﷺ نے مدینہ منورہ کے محبوب ہونے کی دعا کی۔ (بخاری، مسلم) مدینہ اپنے باسیوں کی ارواح کو شرور سے یوں پاک کر دیتا ہے، جیسے بھٹی لوہے کی میل کچیل کو ختم کر دیتی ہے۔ (بخاری، مسلم) مدینہ کی طرف جانے والے راستوں پر پہرہ دینے والے فرشتے ہیں، جو دجال کو مدینہ میں داخل نہیں ہونے دیں گے۔ (بخاری، مسلم) جب آپ ﷺ سفر سے واپس آتے اور مدینہ منورہ کے قریب پہنچتے تو اس شہر سے محبت کی وجہ سے سواری کو تیز چلاتے۔ (بخاری)

سچ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ آپ مدینہ میں رہنے والے فرمانبرداروں کے حق میں شاہد اور گنہگاروں کے حق میں سفارشی ہوں گے۔

نبی کریم ﷺ کی طرف جھوٹی بات منسوب کرنا

(٢٥٦٥)۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ قَالَ عَلَيَّ مَالَمْ أَقُلْ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ)) وَرَدَمِنْ حَدِيْثِ جَمْعٍ مِنَ الصَّحَابَةِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ بِهٰذَا اللَّفْظِ: عُثْمَانَ وَ أَبِي هُرَيْرَةَ وَ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ وَ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ وَ الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَامِ، وَ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ وَ ابْنِ عُمَرَ وَ وَاثِلَةَ بْنِ الْأَسْقَعِ وَ أَبِي مُوْسَى الْغَافِقِيِّ۔ (الصحيحة: ٣١٠٠)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''جس نے میری طرف ایسی بات منسوب کی جو میں نے نہ کہی ہو تو وہ جہنم میں اپنا ٹھکانہ بنا لے۔'' یہ روایت ان الفاظ کے ساتھ صحابہ کی ایک جماعت سے مروی ہے۔ (اس جماعت سے مراد) حضرت عثمان، حضرت ابو ہریرہ، حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت عقبہ بن عامر، حضرت زبیر بن عوام، حضرت سلمہ بن اکوع، حضرت واثلہ بن اسقع اور حضرت ابوموسیٰ غافقی رضی اللہ عنہم ہیں۔

تخريج: ورد من حديث جمع من الصحابة رضي الله عنهم، وانا اذكر بعضهم:

(١): عثمان رضي الله عنه: أخرجه البخاري في "التاريخ": ٣/ ٢/ ٢٠٩، والطحاوي في "مشكل الآثار": ١/ ١٦٦، وأحمد: ١/ ٦٥، والبزار: ١/ ١١٣/ ٢٠٥

(٢): أبو هريرة رضي الله عنه: وله عنه طرق:

الأولى: عن محمد بن عمرو: فأخرجه ابن ماجه: ٣٤، وابن حبان: رقم ٢٨ ـ الأحسان

الثانية: عن بكر بن عمرو عن أبي عثمان مسلم بن يسار عن أبي هريرة به: فأخرجه ابن أبي شيبة في "المصنف": ٨/ ٧٦٢، والبخاري في "الأدب المفرد": ٢٥٩، والطحاوي: ١/ ١٧١، والحاكم: ١/ ١٠٢، ومن طريقه البيهقي: ١٠/ ١١٢، وأحمد: ٢/ ٣٢١

(٣): عبدالله بن عمرو: فأخرجه أحمد: ٢/ ١٥٨ و١٧١

(٤): عن عقبة بن عامر: فأخرجه أحمد: ٤/ ١٥٩ و ٢٠١، والطبراني في "الكبير": ٧١/ ٣٠١، ٣٠٥/ ٨٣٢، ٨٤٣

(٥): الزبير بن العوام: فأخرجه ابن حبان: ٦٩٨٢ ـ المؤسسة، والحاكم: ٣/ ٣٦١

(٦): سلمة بن الأكوع: فأخرجه البخاري: ١٠٩

(٧): ابن عمر رضي الله عنهما: أخرجه البزار: ١/ ١١٥/ ٢١١ بلفظ: ((ومن افرى الفرى من قال على ما لم اقل ـ)) وتقدم فى الصحيحة تحت الحديث: ٣٠٦٣

(٨): واثلة بن االأسقع: فأخرجه البخاري: ٣٥٠٩، والطبراني في "مسند الشامين": صـ ٢١١، ٣٦٩

شرح: ...... یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے اقوال کے بارے میں محتاط رہنا چاہیے اور ہر سنی سنائی حدیث بغیر تحقیق کے آپ ﷺ کی طرف منسوب نہیں کرنی چاہیے۔ اس سلسلے میں محدثین نے حدیث کے صحت اور ضعف کو پرکھنے کے لیے جو اصول مرتب کئے ہیں، ان کو مدنظر رکھ کر فیصلہ کرنا چاہیے۔

مومن بھولا بھالا ہوتا ہے

(٢٥٦٦)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((الْمُؤْمِنُ غِرٌّ كَرِيْمٌ وَالْفَاجِرُ خِبٌّ لَئِيمٌ۔))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مومن بھولا بھالا اور بزرگی والا ہوتا ہے اور فاجر آدمی مکار، (دغاباز) اور کمینہ (اور رذیل) ہوتا ہے۔''

(الصحيحة: ٩٣٥)

تخريج: أخرجه البخاري فى "الأدب المفرد": ٤١٨، وأبوداود: ٤٧٩٠، والترمذى: ١/ ٣٥٦، الحاكم: ١/ ٤٣، والعقيلى فى "الضعفاء": صـ٥٦، وابن عدى فى "الكامل": ٣٣/ ٢، و البيهقى فى "الشعب": ٦/ ٢٧٣/ ٨١١٧، واحمد: ٢/ ٣٩٤

شرح: ...... امام البانی رحمہ اللہ مذکورہ مقام پر رقمطراز ہیں: ابوجعفر طحاوی رحمہ اللہ نے کہا: ''عرب لوگ اس شخص کو ''غِرّ'' کہتے ہیں، جس میں فتنہ وفساد اور مکاری و چالاکی جیسا کوئی وصف نہ پایا جائے، اس کا ظاہر اور باطن ایک ہو۔ ظاہر ہے کہ جو

آدمی ایسے اوصاف سے متصف ہو گا، دوسرے مسلمان اس کی زبان اور ہاتھ سے امن میں رہیں گے اور یہی مومنوں کی صفات ہیں۔

جبکہ فاجر ایسے شخص کو کہا جاتا ہے، جس کے ظاہر اور باطن میں تضاد ہو، کیونکہ ایسے آدمی کا باطن مکروہ ہوتا ہے اور اس کا ظاہر باطن کے مخالف ہوتا ہے، یعنی وہ منافق کی طرح ہوتا ہے جو بظاہر ایسی چیز سے متصف ہوتا ہے، جو پسندیدہ ہوتی ہے اور وہ اسلام ہے، جس پر لوگ اس کی تعریف کرتے ہیں، لیکن اس کے باطن میں اسلام کی مخالفت ہوتی ہے، یعنی کفر، جس کی مسلمان مذمت کرتے ہیں۔''

ہمیں چاہئے کہ حدیثِ مبارکہ میں مومن اور فاجر کے مابین پیش کئے گئے موازنہ کو سمجھیں اور مومن والی صفات سے متصف رہنے اور فاجر والی صفات سے دور رہنے کی کوشش کریں۔

مومن کے ''بھولا بھالا'' ہونے سے مراد یہ ہے کہ وہ مکروفریب، افترا و کذب، ابن الوقتی اور ظاہر و باطن میں پائے جانے والے فرق سے پاک ہوتا ہے، کسی کی عیب جوئی نہیں کرتا اور نہ کسی کی ٹوہ اور جاسوسی میں رہتا ہے، وہ مستقل مزاج ہوتا ہے اور وقت کی تیز ہوائیں اس کے رخ کو بدلنے میں ناکام رہتی ہیں۔ یہ مطلب نہیں کہ وہ سمجھدار یا دور اندیش نہیں ہوتا۔

مکروفریب کا انجام جہنم ہے

(٢٥٦٧)۔ قَالَ ﷺ: ((الْمَكْرُ وَالْخَدِيْعَةُ فِي النَّارِ۔)) رُوِيَ مِنْ حَدِيْثِ قَيْسِ بْنِ سَعْدٍ، وَأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ، وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ، وَمُجَاهِدٍ وَالْحَسَنِ۔ (الصحيحة:١٠٥٧)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مکر اور دھوکا آگ میں ہیں۔'' یہ حدیث حضرت قیس بن سعد، حضرت انس بن مالک، حضرت ابو ہریرہ اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم اور مجاہد اور حسن سے روایت کی گئی ہے۔

تخريج: ١ ـ أما حديث قيس: فأخرجه ابن عدي في "الكامل" ٥٨/ ٢، والبيهقي في "الشعب": ٢/ ١٠٥/ ٢

٢ ـ وأما حديث أنس: فأخرجه الحاكم: ٤/ ٦٠٧

٣ـ وأما حديث أبي هريرة؛ فأخرجه البزار: ١٨ ـ زوائده، والعقيلي في "الضعفاء" ٢٦٨، وابن عدي في "الكامل" ٢٣٦/ ٢، وأبونعيم في "أخبار أصبهان" ١/ ٢٠٩

٤ ـ وأما حديث ابن مسعود: فأخرجه ابن حبان: ١١٠٧، والطبراني في "المعجم الصغير" صـ ١٥٣ و "المعجم الكبير" ٣/ ٦٩/ ١، وأبونعيم في "الحلية" ٤/ ١٨٨

٥ ـ وأما حديث مجاهد: فرواه ابن وهب في "الجامع" صـ ٧٦

٦ ـ وأما حديث الحسن: فقد رواه ابن المبارك في "البر والصلة"

شـــــرح:...... اگرچہ ہمارے ہاں چالاک اور ہوشیار اسے سمجھا جاتا ہے جو ابن الوقت ہو، اپنے آپ کو وقت کی ہواؤں کے مطابق ڈھال لیتا ہو، دو رخا ہو، جھوٹ اور دروغ گوئی کا ماہر ہو، ہر انسان کو ڈیل کرنے کے داؤ پیچ جانتا ہو، صدق وصفا کے ماحول میں سچا اور افترا و کذب کے ماحول میں جھوٹا دکھائی دینے لگے اور مکر وفریب اس کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہو۔

لیکن ایسا انسان شریعت کی نظر میں انتہائی کمینہ اور ذلیل قرار پاتا ہے، معزز وہ ہے جو مستقل مزاجی اور ایک زبان سے متصف ہو، اگر شریعت کے مطابق وقت کے دھارے کی بغاوت کرنا پڑے تو وہ ڈٹ جاتا ہے اور شریعت کے تقاضے کے مطابق اگر دشمن کے لیے نرمی کرنا پڑے تو وہ موم بن جاتا ہے۔ الغرض اس کا مزاج اللہ تعالی اور رسول اللہ ﷺ کے احکام کے تابع ہوتا ہے۔

مومن کی صفات

(٢٥٦٨)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ مَرْفُوْعاً: ((اَلْمُؤْمِنُوْنَ هَيِّنُوْنَ لَيِّنُوْنَ، مِثْلُ الْجَمَلِ الْأَنِفِ الَّذِي إِنْ قِيْدَ انْقَادَ، وَإِنْ سِيْقَ انْسَاقَ وَإِنْ أَنَخْتَهُ عَلَى صَخْرَةٍ اسْتَنَاخَ۔)) (الصحيحة: ٩٣٦)

حضرت عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مومن باوقار (وسنجیدہ) اور نرم ہوتے ہیں، جیسا کہ مانوس اونٹ ہوتا ہے کہ اگر اس کی لگام پکڑ کر اس کے آگے آگے چلا جائے تو وہ پیچھے پیچھے چل پڑتا ہے اور اگر اس کو پیچھے سے ہانکا جائے تو بھی وہ چل پڑتا ہے اور اگر تو اُس کو کسی چٹان پر بٹھا دے تو وہ بیٹھ جاتا ہے۔“

تخريج: رواه العقيلى فى "الضعفاء": ٢١٤، والبيهقى فى "الشعب": ٦/ ٢٧٣/ ٨١٢٩

شـــرح:...... دراصل دنیا کی زندگی ایک دن مستقل طور پر ختم ہو جائے گی اور اپنے باسیوں کو جنت وجہنم کی طرف منتقل کر دے گی، دنیا کی حقیقت کو سمجھنے والا آدمی بالآخر یہ نتیجہ نکالتا ہے کہ یہاں کی غیر مختارانہ اور مجبورانہ زندگی ہی بہتر ہے، تاکہ مرنے کے بعد تو آزادی مل سکے، نتیجتًا وہ اللہ تعالی اور رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کی طرف مائل ہو جاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس حقیقت کو یوں بیان کیا: ((اَلدُّنْيَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّةُ الْكَافِرِ۔)) (مسلم) ......”دنیا مومن کے لیے قید خانہ اور کافر کے لیے جنت ہے۔“ یعنی ایک مومن شہوات وخواہشات نفس سے بچتا ہوا جس طرح مومنانہ ومتقیانہ زندگی گزارتا ہے، وہ ایسے ہے جیسے وہ قید خانے میں ہے اور وہ قواعد وضوابط کے شکنجے میں جکڑا ہوا ہے، جب کہ کافر ہر قید اور ضابطے سے آزاد اور خواہشات وشہوات کی لذتوں میں منہمک رہتا ہے، اس معنی میں دنیا کی زندگی گویا اس کے لیے جنت ہے۔

ہمیں چاہئے کہ ہم اپنی اور اپنی دنیا کی عاقبت کو سمجھیں کہ ہم پیدا ہونے سے پہلے کیا تھے، اب کیا ہیں اور مرنے کے بعد کیا ہوں جائیں گے اور کہاں جائیں گے۔ شاید نتیجہ یہ نکلے کہ نبیٔ مہربان کے مذکورہ بالا فرمان کا مصداق بن

کر جلوت و خلوت، خوشحالی و تنگ حالی اور مزاح و سنجیدگی ہر حال میں احکامِ شریعت اپنائیں اور رسول اللہ ﷺ کے مومنوں کے حق میں بیان کردہ معیار پر پورے اتریں۔ اس سلسلے میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور سلف صالحین کے سوانح عمری کا مطالعہ مفید رہتا ہے۔

انصار کی فضیلت

(٢٥٦٩)۔ عَنْ عَاصِمِ بْنِ سُوَيْدِ بْنِ يَزِيْدَ بْنَ جَارِيَةَ الْأَنْصَارِيِّ، قَالَ: ثَنَا يَحْيٰى ابْنُ سَعِيْدٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: أَتٰى أُسَيْدُ بْنُ الْحُضَيْرِ النَّقِيْبُ الْأَشْهَلِيُّ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ فَكَلَّمَهُ فِي أَهْلِ بَيْتٍ مِّنْ بَنِي ظُفْرٍ عَامَّتُهُمْ نِسَاءٌ، فَقَسَمَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ قَسَمَهُ بَيْنَ النَّاسِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((تَرَكْتَنَا يَاأُسَيْدُ! حَتّٰى ذَهَبَ مَا فِي أَيْدِيْنَا، فَإِذَا سَمِعْتَ بِطَعَامٍ قَدْ أَتَانِي فَأْتِنِي فَاذْكُرْ لِي أَهْلَ ذَاكَ الْبَيْتِ، أَوِ اذْكُرْ لِي ذَاكَ۔)) فَمَكَثَ مَاشَاءَ اللّٰهُ، ثُمَّ أَتٰى رسولَ الله ﷺ طَعَامٌ مِنْ خَيْبَرَ: شَعِيْرٌ وَتَمْرٌ، فَقَسَّمَ النَّبِيُّ ﷺ فِي النَّاسِ، قَالَ: ثُمَّ قَسَّمَ فِي الْأَنْصَارِ فَأَجْزَلَ، قَالَ: ثُمَّ قَسَّمَ فِيْ أَهْلِ ذٰلِكَ الْبَيْتِ فَأَجْزَلَ، فَقَالَ لَهُ أُسَيْدٌ شَاكِرًا لَهُ: جَزَاكَ اللّٰهُ أَيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَطْيَبَ الْجَزَاءِ أَوْ خَيْرًا يَشُكُّ عَاصِمٌ۔ قَالَ: فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: ((وَأَنْتُمْ مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ! فَجَزَاكُمُ اللّٰهُ خَيْرًا۔ أَوْ: أَطْيَبَ الْجَزَاءِ فَإِنَّكُمْ ۔مَا عَلِمْتُ۔ أَعِفَّةٌ صُبُرٌ، وَسَتَرَوْنَ بَعْدِيْ أَثَرَةً فِي الْقَسْمِ وَالْأَمْرِ، فَاصْبِرُوْا

عاصم بن سوید بن یزید بن جاریہ انصاری سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: مجھے یحییٰ بن سعید نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے، وہ کہتے ہیں: بنو اشہل قبیلہ کے سردار حضرت اسید بن حضیر، رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور بنو ظفر کے ایک گھرانے کے متعلق بات کی، اس قبیلہ کے عام افراد عورتیں تھیں (یعنی مرد کم تھے)۔ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں میں کوئی مال تقسیم کیا اور کچھ حصہ بنو ظفر کو بھی دیا۔ (اسید کی بات سن کر) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اسید! (بات یہ ہے کہ) پہلے تم نے ہم سے رابطہ نہیں کیا اور جو کچھ ہمارے پاس تھا وہ ختم ہو چکا ہے۔ اب تم لوگ جب غلہ کے بارے میں سنو کہ مجھے وصول ہوا ہے تو میرے پاس آ جانا اوران گھر والوں کا معاملہ یاد کروانا۔'' پس جتنا اللہ تعالی کو منظور تھا، حضرت اسید ٹھہرے رہے۔ پھر رسول اللہ ﷺ کے پاس خیبر سے غلہ لایا گیا، جس میں جو اور کھجوریں تھیں۔ نبی کریم ﷺ نے وہ لوگوں میں تقسیم کر دیے۔ راوی کہتا ہے: پھر آپ ﷺ نے انصار میں تقسیم فرمایا اوران کو بہت زیادہ دیا اور پھر بنو ظفر کے گھر والوں میں تقسیم کیا اور اُنہیں بھی بہت زیادہ دیا۔ حضرت اُسید رضی اللہ عنہ نے آپ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا: اے اللہ کے رسول! اللہ آپ کو عمدہ اور بہترین بدلہ عطا فرمائے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے اُسید رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''اے انصار کی جماعت! اللہ تمہیں بھی عمدہ اور بہترین جزا عطا فرمائے، کیونکہ تم لوگ میرے علم کے مطابق

حَتّٰی تَلْقَوْنِیْ عَلَی الْحَوْضِ۔))
(الصحیحۃ:٣٠٩٦)

پاکدامن اور صبر کرنے والے ہو، (لیکن اتنا یاد رکھو کہ) تم میرے بعد عنقریب ہی مال کی تقسیم اور ولایت (وحکومت کے معاملات) میں حق تلفی دیکھو گے، سو صبر کرنا، یہاں تک کہ حوض پر مجھے آملو۔''

تخریج: أخرجه ابن حبان في "صحيحه": ٧٢٧٧۔ الأحسان، والحاكم: ٤/ ٧٩، وابن عدي في "الكامل": ٥/ ١٨٧٩، ومن طريقه: البيهقي في "شعب الأيمان": ٦/ ٥٢٠/ ٩١٣٦، وكذا النسائي في "فضائل الصحابة": ٢٤٠، ورواه البخاري بلفظ: ((انكم ستلقون بعد أثرة؛ فاصبروا حتى تلقونی)) وزاد فی طریق آخر: ((علی الحوض۔))

شرح:...... اس میں انصاریوں کی منقبت کا بیان ہے کہ دنیا میں بھی آپ ﷺ نے ان کا بہت زیادہ خیال رکھا اور آخرت میں بھی وہ آپ ﷺ کے ساتھ ہوں گے۔

قبل از قیامت ظاہر ہونے والی برائیاں

(٢٥٧٠)۔ عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((وَالَّذِی نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِهٖ! لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰی یَظْهَرَ الْفُحْشُ وَالْبُخْلُ، وَیَخُوْنَ الأَمِیْنُ، وَیُؤْتَمَنَ الْخَائِنُ، وَیَهْلِكَ الْوُعُوْلُ، وَتَظْهَرَ التُّحُوْتُ۔)) قَالُوْا: یَارَسُوْلَ اللّٰهِ! وَمَا الْوُعُوْلُ وَمَاالتُّحُوْتُ؟ قَالَ: ((الْوُعُوْلُ: وُجُوْهُ النَّاسِ وَأَشْرَافُهُمْ، وَالتُّحُوْتُ: الَّذِیْنَ كَانُوْا تَحْتَ أَقْدَامِ النَّاسِ لَایُعْلَمُ بِهِمْ۔))
(الصحیحۃ: ٣٢١١)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اُس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے! قیامت اس وقت قائم ہوگی، جب بے حیائی اور بخل ظاہر ہو جائے گا، امین کو خائن اور خائن کو امین بنا لیا جائے گا، وعول ہلاک ہو جائیں گے اور تحوت منظرِ عام پر آ جائیں گے۔'' صحابہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! وعول اور تحوت کسے کہتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''وعول سے مراد سردار اور معزز لوگ ہیں اور تحوت سے مراد وہ لوگ ہیں، جو لوگوں کے پاؤں تلے تھے اور اُن کو کوئی نہیں جانتا تھا۔''

تخریج: أخرجه البخاري في "التاريخ": ١/ ٩٨/ ٢٧٥، ومن طريقه: ابن حبان: رقم ١٨٨٦۔موارد، والحاكم: ٤/ ٥٤٧، والطبراني في "المعجم الأوسط": ١/ ٢٢٠/ ١/ ٣٩٢٠

شرح:......اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے ظہور قیامت سے قبل عام ہونے والی برائیوں کا تذکرہ فرمایا ہے:
(١) بے حیائی عام ہو جائے گی، بلاشبہ اس وقت فحاشی وعریانی اور بے حیائی و بے شرمی اپنے عروج پر ہے۔ کیبل، ڈش

اور بے ہودہ ڈائجسٹ اور اخبارات کے ذریعے فحاشی وعریانی کو گھر گھر پہنچایا جا رہا ہے۔ اکثر مسلمانوں کی وہ رات بڑی بے چینی سے گزرتی ہے، جس میں وہ فحاشی و عریانی اور بے حیائی کے مناظر نہ دیکھ سکیں۔ اعلی طبقے سے ادنی طبقے تک تقریباً ہر فرد غیر محرم عورتوں سے اپنا جی بہلاتا ہے۔ مخلوط تعلیم، سٹیج ڈراموں اور میراتھن ریس کے بعد اب حکومت نے تحفظِ حقوق نسواں بل کی آڑ میں فحاشی کی راہوں کو مزید ہموار بنا دیا ہے۔

(۲) اسی طرح معاشرے میں بخیل افراد کی بھی کثرت ہے، ہر طرف بخل کا جال بچھا ہوا ہے۔ ایک وقت ایسا بھی تھا کہ جس میں بھوکوں کو کھلانا، بے لباس لوگوں کو ملبوسات مہیا کرنا، محتاجوں کی ضروریات پوری کرنا، یتیموں اور بیواؤں کی خبر گیری کرنا اور مفلس مسلمانوں کی حتی المقدور مدد کرنا جیسی خوبیاں مسلم معاشرہ کی پہچان ہوتی تھیں، مگر آج کل کرجود و سخاوت دم توڑ گئی ہے، بخل کا بھوت رقص کناں ہے اور اکثر لوگ اپنے مفاد کی حد تک مخلص ہیں۔

(۳) جہاں تک خیانت و بددیانتی کا ذکر ہے، تو ہر شعبہ ان بدخصلتوں سے بری طرح متاثر ہو چکا ہے۔ عوام کیا، حکمران کیا، ہر کوئی ایک دوسرے پر شکوہ کناں ہے اور اپنی اصلاح کرنے کا کوئی بھی نام نہیں لیتا، نا اہل لوگوں کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے اور منصب کے اہل اور ممتاز لوگوں کو پس پشت ڈال دیا جاتا ہے۔ منبر و محراب کی انتظامیہ سے لے کر صدارت و وزارت تک ہر طبقہ نااہل، نالائق، جاہل اور دنیا کے حریصوں سے مزین ہو چکا ہے۔ ظہورِ قیامت سے قبل رونما پذیر ہونے والی نشانیاں ہر زندہ ضمیر شخص کے سامنے ہیں۔ ایسے حالات میں خوف خدا اور خشیت الٰہی سے متصف لوگوں کو اپنی آخرت کی فکر کرنی چاہئے تاکہ مرتے وقت یا روزِ قیامت ذلت وخواری کا سامنا نہ کرنا پڑے۔

سبیل اللہ کی اقسام

(۲۵۷۱)۔عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ جُلُوسٌ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، إِذْ طَلَعَ عَلَيْنَا شَابٌّ مِنَ الثَّنِيَّةِ فَلَمَّا رَأَيْنَاهُ (وَفِي رِوَايَةٍ: رَمَيْنَاهُ) بِأَبْصَارِنَا، قُلْنَا: لَوْأَنَّ هٰذَا الشَّابَّ جَعَلَ شَبَابَهُ وَنَشَاطَهُ وَقُوَّتَهُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ۔ قَالَ فَسَمِعَ مَقَالَتَنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَ: ((وَمَاسَبِيلُ اللّٰهِ إِلَّا مَنْ قُتِلَ؟ مَنْ سَعَى عَلَى وَالِدَيْهِ، فَفِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَمَنْ سَعَى عَلَى عِيَالِهِ، فَفِي سَبِيلِ اللّٰهِ، وَمَنْ سَعَى عَلَى نَفْسِهِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، اچانک پہاڑی راستے سے ایک نوجوان آتے ہوئے دکھائی دیا، جب ہم نے اُس کو دیکھا تو کہا: کاش یہ نوجوان اپنی شباب و نشاط اور قوت و طاقت کو اللہ کی راہ میں وقف کر دیتا۔ جب رسول اللہ ﷺ نے ہمارے بات سنی تو فرمایا: ''کیا اللہ کی راہ میں وہی ہے جو شہید کر دیا جائے؟ جس نے اپنے والدین کے لیے محنت کی وہ اللہ کی راہ میں ہے، جس نے اپنے اہل وعیال کے لیے محنت کی وہ بھی اللہ کی راہ میں ہے، جس نے اپنے آپ کو پاکدامن رکھنے کے لیے تگ و دو کی وہ بھی اللہ کی راہ میں

لِيُعِفَّهَا ، فَفِي سَبِيْلِ اللّٰهِ ، وَمَنْ سَعٰى عَلَى التَّكَاثُرِ فَفِي سَبِيْلِ الشَّيْطَانِ وَفِي رِوَايَةٍ: الطَّاغُوْتِ.)) (الصحيحة:٣٢٤٨)

ہے۔ ہاں جس نے مال زیادہ اکٹھا کرنے کے لیے محنت کی وہ شیطان اور ایک روایت کے مطابق طاغوت کی راہ میں ہے۔''

تخريج: أخرجه البزار في "مسنده": ٢/ ٣٧٠/ ١٨٧١ـ الكشف ، والطبراني في "المعجم الأوسط": ١/ ٢٥٤/ ٤٣٧٢ ، ومن طريقه: أبو نعيم في "الحلية": ٦/ ١٩٦ـ ١٩٧ ، والبيهقي في "السنن": ٩/ ٢٥ و "الشعب": ٦/ ٤١٢/ ٨٧١١ ، ٧/ ٢٩٩/ ١٠٣٧٧

شرح: ......اسلام اپنے پیرکاروں کوخود کفیل ہونے کا اورکسی کے سامنے دستِ سوال نہ پھیلانے کا درس دیتا ہے، یہ عالمگیر مذہب اس بات کو قطعا برداشت نہیں کرتا کہ کوئی انسان اپنے والدین، اہل و عیال اور دوسرے محتاج قرابنداروں سے غافل ہو کر رہبانیت اور صوفیت کواختیار کر لے۔لیکن اس حدیث میں آپ ﷺ نے اپنے حکیمانہ اوصاف سے متصف ہوتے ہوئے یہ وضاحت بھی کر دی ہے کہ اپنی، والدین کی اور اہل خانہ کی دنیوی ضروریات پوری کرنے کے لیے ہر انسان اتنی تگ و دوضرور کرے کہ دوسروں کا محتاج نہ رہے، یہ معنی نہیں کہ مال کی بہتات اور دولت کی کثرت کے پیچھے پڑ جائے اور اپنی تخلیق کا مقصد ہی بھول جائے، جیسا کہ آج کل اکثر انسانوں کی صورتحال ہے۔

قارئین کرام! صحابہ کرام نے رسول اللہ ﷺ سے یہ حدیث براہِ راست سنی اور اس پر انھوں نے عمل بھی کیا، وہ بڑے پیمانے پر تجارت کرتے تھے، شام اور مصر تک ان کے تجارتی قافلے سفر کرتے تھے، وہ بڑے بڑے زمیندار اور جاگیردار تھے، وہ والدین اور رشتہ داروں کے حقوق ادا کرنے میں ہم سے ہزار گنا آگے تھے۔لیکن جب صوم وصلاۃ کی باری آتی، جب تعلیم وتعلم کی کلاس ہوتی، جب صدقہ و خیرات کا وقت آتا، جب عمرہ و حج اور جہاد کے سفروں کا اعلان ہوتا، تو یہی تاجر اور جاگیردار ان عبادات کی ادائیگی میں بھی صفِ اول میں کھڑے ہوتے تھے۔ اسلیے ہم اس قسم کی احادیثِ مبارکہ سے استدلال کر کے جو دنیا میں مگن ہو گئے ہیں اور عبادات سے سرے سے غافل ہو گئے ہیں یا ان سے سرسری تعلق قائم کرنے والے بن گئے ہیں۔اس قسم کی کوئی گنجائش نہیں۔

معلوم ہوا کہ یہ احادیث ہمیں دین و دنیا دونوں میں اعتدال کا درس دیتی ہیں، نہ یہ کہ ہم عیسائیت کے پیروکاروں کی طرح راہب اور پادری بن کر دنیا سے کنارہ کش ہو جائیں اور نہ یہ کہ دنیا کے چنگل میں پھنس کر اپنے مذہب سے بیگانے ہو جائیں۔ میں نے ایک بے نماز تاجر سے نماز کے موضوع پر بات کی، جواباً اس نے کہا کہ بیوی بچوں کی خدمت کرنا اوران کے لیے کمائی کرنا اوران کے حقوق ادا کرنا بھی عبادت ہے،ضروری نہیں کہ نماز بھی ادا کی جائے۔

اجر کب ملتا ہے؟

(٢٥٧٢)ـ عَنْ أَبِي ذَرٍّ مَرْفُوعًا: ((لَا أَجْرَ إِلَّا عَنْ حِسْبَةٍ ، وَلَا عَمَلَ إِلَّا بِنِيَّةٍ.))

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: '' (کسی عمل کا) کوئی اجر وثواب نہیں،الا یہ کہ وہ اللہ

(الصحیحۃ:٢٤١٥) تعالی سے اجر کی توقع رکھتے ہوئے کیا جائے اور (اسی طرح) نیت کے بغیر بھی کوئی عمل نہیں۔''

تخریج:أخرجه الدیلمی:٤/ ٢٠٦

شرح:...... عبادات کی قبولیت کے لیے شرطِ اوّل یہ ہے کہ وہ اللہ تعالی سے ثواب کے حصول کی امید رکھتے ہوئے اور اس کی اطاعت سمجھ کر کی جائیں۔ اس میں ان لوگوں کو تنبیہ کی گئی ہے جو عمل کرتے وقت ریاکاری، دکھلاوے، نمود ونمائش، زمانہ سازی اور منافقت کو ملحوظِ خاطر رکھتے ہیں یا وہ کسی اپنے جیسے انسان سے ڈر کر کوئی عمل کرتے ہیں۔ ایسے لوگ متنبہ رہیں کہ نہ صرف ان کو اجر وثواب سے محروم رکھا جائے گا، بلکہ ایسے اعمال ان کے لیے وبالِ جان ثابت ہوں گے۔

یہ نیت ہی ہے جو غیر معمولی اعمال کو ناکارہ اور معمولی اعمال کو عظیم تر بنا دیتی ہے، یہی وجہ ہے کہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی روایت ((انما الاعمال بالنیات)) کو امام احمد اور امام علی بن مدینی نے مکمل اسلام کا تیسرا حصہ قرار دیا اور امام شافعی نے کہا کہ ستر فقہی ابواب کا تعلق اس حدیث سے ہے اور امام عبد الرحمٰن بن مہدی نے کہا کہ مصنفین کو ہر باب کے شروع میں یہ حدیث لکھنی چاہیے۔ شاید اسی بنا پر کہا جاتا ہے کہ ''نية المؤمن خير من عمله۔''......مومن کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہوتی ہے۔ (ملاحظہ ہو: فتح الباری)

مہمان نوازی سے محروم، خیر و بھلائی سے محروم

(٢٥٧٣)۔ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ مَرْفُوْعًا: ((لَا خَيْرَ فِيمَنْ لَا يُضِيفُ۔)) (الصحیحۃ:٢٤٣٤)

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس بندے میں بھی کوئی خیر و بھلائی نہیں، جو مہمان نوازی نہیں کرتا۔''

تخریج: أخرجه أحمد:٤/ ١٥٥، والرویانی فی ''مسنده'': ق ٤٢/ ٢

شرح:...... اسلام انسانیت کی تکریم اور غمگساری کا خواہاں ہے، اسی خواہش کا تقاضا ہے کہ مہمان کی عزت کی جائے، اس کا خندہ پیشانی سے استقبال کیا جائے، حسبِ استطاعت اور خوش دلی سے اس کی مہمانی کی جائے اور اس کے آرام وراحت کا خیال رکھا جائے۔

اسلام نے نہ صرف مہمانی پر زور دیا، بلکہ اس کے تمام آداب مقرر کر دیے اور جہاں مہمان نوازی کو اللہ تعالی اور یوم آخرت پر ایمان لانے کا تقاضا قرار دیا، وہاں مہمان کو بھی تنبیہ کر دی کہ وہ اپنے میزبان کے پاس اتنا نہ ٹھہرے کہ وہ اس سے تنگ آ جائے۔

بہر حال مہمان نوازی سے جی چرانا خیر و بھلائی سے محرومی کا باعث ہے، مہمان خیر و برکت کا باعث بنتا ہے، جب سیدنا ابو طلحہ رضی اللہ عنہ اور ان کی بیوی نے خود کو اور اپنے بچوں کو بھوکا رکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مہمان کی میزبانی کا حق ادا کیا

تو ان کے اندازِ میزبانی پر اللہ تعالی مسکرائے اور یہ آیات نازل فرما دیں: ﴿وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰى أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَأُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ﴾ (سورۂ حشر: ۹) ... ''اور وہ (دوسرے حاجتمندوں کو) اپنے نفسوں پر ترجیح دیتے ہیں، اگرچہ اُن کو سخت بھوک ہو اور جو لوگ نفسوں کی بخیلی سے بچ گئے، وہی کامیاب ہو گئے ہیں۔'' (الصحيحة: ٣٢٧٢)

اس سے بڑی سعادت کیا ہو سکتی ہے کہ اللہ تعالی بندے کے عمل پر تعجب کرے اور مسکرائے اور رہتی دنیا تک اپنے کلام میں اس کا تذکرہ کر دے۔ لہٰذا ہمیں خوشنودیٔ الٰہی کے حصول کے لیے، فقر و فاقہ سے نہ ڈرتے ہوئے فراخ دلی سے مہمان کی خدمت کرنی چاہئے، اللہ تعالی خیر و برکت کے دروازے کھول دے گا۔ غور فرمائیں کہ میزبانی کے وصف سے محروم شخص کو نبی کریم ﷺ نے بے برکتا اور خیر سے محروم قرار دیا ہے۔

قارئین کرام! یہ بات ذہن نشین کر لینی چاہئے کہ ہم لوگ معرفت اور عدم معرفت کو سامنے رکھ کر مہمانوں کی میزبانی میں بہت زیادہ فرق کرتے ہیں۔ مثلا ایک مہمان کی پر تکلف خدمت کی، ایک کو ''صلح شلح'' پہ ٹال دیا، ایک کو اتنا کمتر سمجھا کہ اسے چائے وائے کا ''ست'' کرنا بھی گوارہ نہ کیا اور کسی کے لیے تو گھر سے نکلنا ہی مناسب نہ سمجھا اور بچے یا خادم کے ذریعے اسے کوئی پیغام بھیج دینا ہی کافی سمجھ لیا۔

احباب! یہ فرق کیوں ہے؟ کیا اس لیے نہیں کہ پہلے سے جناب کی دوستی تھی، دوسرے سے کچھ دعا وسلام تھا اور تیسرا اجنبی تھا۔

کیا ایسی میزبانی میں اللہ تعالی اور رسول اللہ ﷺ کا نام دکھائی دیتا ہے؟ کیا اسلام کے رشتے کو مد نظر رکھا گیا ہے؟ کیا مہمان کی یہ خدمتیں بطورِ مہمان ہیں یا ذاتی تعلق کی بنا پر؟ میزبانی کے ایسے انداز سے ہمیں باز آ جانا چاہئے، یہ مسکراہٹوں کے تبادلے اور دنیاداری ہے۔

بندہ کب تک یتیم رہتا ہے؟

(٢٥٧٤)۔ عَنْ ذِيَالِ بْنِ عُبَيْدٍ، قَالَ: سَمِعْتُ جَدِّي حَنْظَلَةَ يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا يُتْمَ بَعْدَ احْتِلَامٍ، وَلَا يُتْمَ عَلٰى جَارِيَةٍ إِذَا هِيَ حَاضَتْ۔)) (الصحيحة: ٣١٨٠)

ذیال بن عبید سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے اپنے دادا حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بالغ ہونے کے بعد کوئی یتیمی نہیں اور (اسی طرح) جب لڑکی کو حیض آ جائے تو اس پر بھی یتیمی (کا حکم) نہیں رہتا۔''

تخريج: أخرجه الطبراني في "الكبير": ٤/ ١٦/ ٣٥٠٢

شرح: ...... امام ابوداود نے ''سنن'' میں متن کے پہلے جملے پر ''بَابُ مَا جَاءَ مَتٰى يَنْقَطِعُ الْيُتْمُ'' کا عنوان قائم کیا ہے اور شارح ابوداود عظیم آبادی صاحب نے ''لَا يُتْمَ بَعْدَ احْتِلَامٍ'' (بالغ ہونے کے بعد کوئی یتیمی نہیں) کی شرح

کرتے ہوئے کہا: ابن ارسلان کہتے ہیں کہ جب یتیم بچہ یا بچی بلوغت کی ایسی عمر تک پہنچ جائیں، جس میں عام لوگ بالغ ہو جاتے ہیں، تو ان پر حقیقی معنی میں یتیم کا لفظ نہیں بولا جا سکتا اور وہ بالغ افراد کے حکم میں آ جائیں گے، احتلام ہو یا نہ ہو۔ ہاں مجازی طور پر ان کو بالغ ہونے کے بعد بھی یتیم کہا جا سکتا ہے، جیسے آپ ﷺ کو بڑا ہونے کے بعد اس لیے ''یتیم ابی طالب'' کہا جاتا رہا کہ انھوں نے آپ کی پرورش کی تھی۔ (عون المعبود)

حسد، خیر و بھلائی کا دشمن ہے

(٢٥٧٥)۔ عَنْ ضَمُرَةَ بْنِ ثَعْلَبَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَایَزَالُ النَّاسُ بِخَیْرٍ مَالَمْ یَتَحَاسَدُوْا۔)) (الصحیحۃ: ٣٣٨٦)

حضرت ضمرہ بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لوگ اس وقت تک خیر و بھلائی پر رہیں گے جب تک ایک دوسرے سے حسد نہیں کریں گے۔''

تخریج: أخرجه الطبراني في "المعجم الكبير": ٨/ ٣٦٩/ ٨١٥٧

شرح:...... کسی شخص کا دوسرے کی خوش حالی پر جلنا اور یہ تمنا کرنا کہ اس کی نعمت و خوشحالی ختم ہو جائے اور وہ اسے مل جائے حسد کہلاتا ہے۔ آپ ﷺ نے سختی سے حسد سے منع فرمایا ہے، بلکہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((اِیَّاکُمْ وَالْحَسَدَ فَاِنَّ الْحَسَدَ یَأْکُلُ الْحَسَنَاتِ کَمَا تَأْکُلُ النَّارُ الْحَطَبَ۔)) (ابو داود) فیہ راوٍ مجھول، لکن لہ شاھد عن انس عند ابن ماجہ وفیہ عیسی بن ابی عیسی ضعیف۔...... ''حسد سے بچو، اس لیے کہ حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے، جیسے آگ لکڑی کو کھا جاتی ہے۔''

حسد ایک قبیح وصف ہے جس سے بغض، کینہ، کدورت، باہمی دشمنی اور قطع تعلقی جیسی صفات بد جنم لیتی ہیں۔ خود حسد کرنے والا ذہنی اذیت اور قلبی بے سکونی میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ نتیجتاً مسلم معاشرہ میں شرّ و فساد جنم لیتا ہے اور لوگ خیر و بھلائی سے محروم ہو جاتے ہیں۔

دراصل حسد، اللہ تعالی کی تقسیم پر راضی نہ ہونے کی ایک صورت ہے، کیونکہ ہم کسی آدمی سے اس کی جن خوبیوں اور نعمتوں کی بنا پر حسد کرتے ہیں، وہ اللہ تعالی نے اس کو عطا کی ہوتی ہیں، لہٰذا ہمیں اللہ تعالی کی تقسیم پر راضی ہو کر کسی کے بارے میں یہ تمنائے بد نہیں کرنی چاہئے کہ وہ اپنی خوبیوں سے محروم ہو جائے۔

دل کو راہِ راست پر لانے کے لیے زبان کا کردار

(٢٥٧٦)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا یَسْتَقِیْمُ إِیْمَانُ عَبْدٍ حَتّٰی یَسْتَقِیْمَ قَلْبُهُ، وَلَا یَسْتَقِیْمُ قَلْبُهُ حَتّٰی یَسْتَقِیْمَ لِسَانُهُ وَلَا یَدْخُلُ رَجُلٌ الْجَنَّةَ لَا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کسی آدمی کا ایمان اس وقت تک درست نہیں ہو سکتا، جب تک کہ اُس کا دل درست نہیں ہوتا اور کسی کا دل اس وقت تک صحیح نہیں ہو سکتا، جب تک اس

يَأمَنُ جَارُهُ بَوَائِقَه۔)) (الصحيحة: ٢٨٤١)

کی زبان راہِ راست پر نہیں آ جاتی اور ایسا شخص جنت میں داخل نہیں ہوگا کہ جس کے شرور سے اُس کا ہمسایہ امن میں نہیں ہوتا۔''

تخريج: أخرجه أحمد: ٣/ ١٩٨، وابن أبي الدنيا في "الصمت": رقم ٩، والخرائطي في "المكارم": رقم ٤٤٢، والقضاعي في "مسند الشهاب": ق ٧٥/ ١

شرح: ...... حدیثِ مبارکہ کا مفہوم یہ ہے کہ دل اور زبان اچھا یا برا ہونے میں ایک دوسرے کے لازم ملزوم ہیں۔ اگر زبان صراطِ مستقیم پر گامزن نظر آئے گی، تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ دل بھی راہِ راست پر ہے اور زبان کے برا ہونے کا یہ مطلب ہے کہ دل بھی اچھا نہیں ہیں۔ جب یہ دونوں مرکزی اعضا خیر و بھلائی پر جمع ہو جائیں تو ایمان مکمل ہو جاتا ہے۔

اگر کوئی ہمسایہ اپنے کسی ہمسائے کی بدسلوکی کی وجہ سے تنگ ہے تو اس میں مرکزی کردار ظالم کی زبان کا ہوگا، اس حدیث میں پڑوسی کی خیر و بھلائی کو کامیابی و کامرانی کا معیار قرار دیا گیا ہے، وہ اس طرح کہ ایمان کی بنیاد دل کی راستی پر ہے، دل کی درستی کا دارمدار زبان کی اصلاح پر ہے اور زبان کی خیر و شرّ کا تعلق پڑوسی کے ساتھ حسنِ سلوک یا بدسلوکی سے ہے۔

امہات المومنین کے حق میں مہربان لوگ سچے اور صابر تھے

(٢٥٧٧)۔ قَالَ عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((لَا يَعْطِفُ عَلَيْكُنَّ بَعْدِي إِلَّا الصَّادِقُوْنَ الصَّابِرُوْنَ۔)) قَالَ عَبْدُالرَّحْمٰنِ: فَبِعْتُ مِنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ سَعْدِ ابْنِ أَبِي سَرْحٍ شَيْئًا۔ قَدْ سَمَّاهُ ۔ بِأَرْبَعِيْنَ أَلْفًا فَقَسَمْتُهُ بَيْنَهُنَّ۔ يَعْنِي: بَيْنَ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ وَرَحِمَهُنَّ اللّٰهُ۔ (الصحيحة: ٣٣١٨)

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ (اپنی بیویوں سے) فرما رہے تھے: ''میرے بعد تم پر وہی لوگ مہربان و مشفق ہوں گے، جو سچے اور صابر ہوں گے۔'' عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے عبداللہ بن سعد بن اَبی سرح کو ایک چیز (یعنی باغ) چالیس ہزار کا فروخت کیا اور وہ (ساری رقم) نبی کریم ﷺ کی زوجات میں تقسیم کر دی، اللہ تعالیٰ اُن پر رحم فرمائے۔

تخريج: أخرجه البزار في "مسنده": ٣/ ٢١٠/ ٢٥٩٠ ۔ كشف، وابن عساكر في "التاريخ": ١٠/ ١٣٢

شرح: ...... سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف کو اس فرمانِ نبوی کا مصداق بننے کی سعادت نصیب ہوئی، جنھوں نے امہات المومنین کو باغ دیا جو چالیس ہزار دینار کا فروخت کیا گیا تھا، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سیدنا عبدالرحمٰن کے بیٹے سے کہا کرتی تھیں: فَسَقَى اللّٰهُ أَبَاكَ مِنْ سَلْسَبِيْلِ الْجَنَّةِ وَقَدْ كَانَ وَصَلَ أَزْوَاجَ النَّبِيِّ ﷺ بِمَالٍ بِيْعَتْ

بِـأَرْبَـعِيْنَ أَلْفًا۔ (ترمذی) ......اللہ تعالیٰ تیرے باپ (عبدالرحمٰن) کو جنت کی سلسبیل (چشمہ) سے سیراب کرے، جس نے نبی کریم ﷺ کی بیویوں کو ایک مال (باغ) دے کر ان کے ساتھ بھلا کیا، وہ باغ چالیس ہزار کا فروخت کیا گیا تھا۔

دورخا آدمی امانتدار نہیں ہوتا

(۲۵۷۸)۔ عَـنْ أَبِـي هُـرَيْـرَةَ۔ رَضِيَ اللّٰهُ عَـنْهُ۔ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَـالَ: ((لَايَنْبَغِيْ لِذِي الْوَجْهَيْنِ أَنْ يَكُوْنَ أَمِيْنًا۔))

(الصحیحة:۳۱۹۷)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''دورخے بندے کو زیب نہیں دیتا کہ وہ امین بھی ہو۔''

تـخـر یـــج: أخرجه البخاري في "الأدب المفرد": ۳۱۳، و احمد: ۲/ ۲۸۹، والبیهقی فی "السنن": ۱۰/ ۲٤٦، و"الشعب": ٤/ ۲۲۹/ ٤۸۸۰

شــــرح:......دورخے شخص سے مراد ایسا آدمی ہے جو ایک گروہ کے پاس جائے تو اسے باور کرائے کہ وہ اس کا خیر خواہ اور اس کے حق میں مخلص ہے اور دوسرے کا مخالف، لیکن جب دوسرے گروہ کے پاس جائے تو وہاں ان کے لیے باوفا ہونے کا تاثر دے۔ یہ بدترین شخص ہے، ایسا شخص جھوٹا ہوتا ہے اور اپنی زندگی میں ہی اپنا وقار کھو بیٹھتا ہے۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((وَتَجِدُوْنَ شَرَّ النَّاسِ ذَا لْوَجْهَيْنِ ، الَّذِيْ يَأْتِيْ هٰـؤُلَاءِ بِوَجْهٍ وَهٰؤُلَاءِ بِوَجْهٍ۔)) (بخاری، مسلم) ......''تم لوگوں میں سب سے زیادہ بدتر دورخے شخص کو پاؤ گے، جو ایک رخ کے ساتھ اِن کے پاس اور دوسرے رخ کے ساتھ اُن کے پاس جاتا ہے۔'' ...... ان کے سامنے اِن کا دوست اور اُن کا دشمن اور اُن کے پاس اُن کا دوست اور اِن کا دشمن۔ سچ فرمایا نبی کریم ﷺ نے ایسا شخص امانتدار نہیں ہوسکتا ہے، امانتدار بننے کے لیے تو اپنوں کے لحاظ اور غیروں کے عدم لحاظ کو بھی بالائے طاق رکھنا پڑتا ہے۔ ممکن ہے کہ آپ کے امین ہونے کی وجہ سے ایسا شخص آپ کے پاس امانت رکھ دے، جس کو آپ کے بڑے، دشمن سمجھتے ہوں۔ لیکن دورخا آدمی ایسی ذمہ داری ادا کرنے سے کوسوں دور ہوتا ہے۔

مومن کو متنبہ رہنا چاہئے کہ وہ مستقل مزاج ہوتا ہے، اس کا معیار شریعت ہے، وہ اپنوں اور بیگانوں کے فرق سے بالاتر ہوتا ہے، جو آدمی شریعت کی روشنی میں اچھا ہے، وہ اس کے نزدیک اچھا ہونا چاہئے اور جو شخص شریعت اسلامیہ کے نزدیک برا ہے، وہ اس کے نزدیک بھی برا ہونا چاہئے۔ مومن کو چاہئے کہ برے لوگوں کی اصلاح کرے، نہ کہ دوسرے لوگوں کے سامنے ان سے دشمنی کا اظہار کر کے اس کے عیوب کو اچھالتا پھرے۔

مومن لعن طعن کرنے والا نہیں ہوتا

(۲۵۷۹)۔ عَـنِ ابْـنِ عُـمَـرَ ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، نبی کریم ﷺ

قَالَ: ((لَايَنْبَغِي لِلْمُؤْمِنِ أَنْ يَكُوْنَ لَعَّانًا۔)) (الصحيحة:٢٦٣٦)

نے فرمایا: ''مومن کے لیے یہ مناسب نہیں کہ وہ لعن طعن کرنے والا ہو۔''

تخريج: أخرجه البخاري في "الأدب المفرد": ٣٠٩، والترمذي: ٢٠٢٠، والحاكم: ١/ ٤٧، وعنه البيهقي في "الشعب الايمان": ٢/ ٩١/ ٢، وابن أبي الدنيا في "الصمت": ٢/ ١٤/ ٢ و ٤/ ٤٠/ ٢

شرح:...... کسی کے لیے خدا کی مار، پھٹکار اور اللہ تعالی کی خیر و رحمت سے دوری کی بددعا کرنا لعنت کہلاتا ہے۔ بیشتر لوگ ہنسی مذاق یا سنجیدگی میں دوسرے مسلمان بھائیوں کو لعنتی کہنے یا ان کے لیے لعنت کی بددعا کرنے سے گریز نہیں کرتے، جبکہ سیدنا ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((لَعْنُ الْمُؤْمِنِ كَقَتْلِهٖ۔)) (بخاری، مسلم)...... ''مومن پر لعنت کرنا اس کو قتل کرنے کے برابر ہے۔''

زبان کی حفاظت مومن کا عظیم وصف ہے، کسی انسان کی شخصیت کا پتہ دینے کے لیے اس کی زبان ہی کافی ہے۔ لعن طعن، سب و شتم اور گالی گلوچ ایمان اور صدق کے منافی امور ہیں۔

خاوند کا بیوی کی تمنائیں پوری کرنا
گانے اور موسیقی کی حقیقت اور حکم

(٣٥٨٠)۔ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ، دَخَلَ الْحَبَشَةُ الْمَسْجِدَ يَلْعَبُوْنَ، فَقَالَ لِي: ((يَا حُمَيْرَاءُ! أَتُحِبِّيْنَ أَنْ تَنْظُرِيْ إِلَيْهِمْ؟)) فَقُلْتُ: نَعَمْ، فَقَامَ عَلَى الْبَابِ، وَجِئْتُهُ، فَوَضَعْتُ ذَقَنِيْ عَلَى عَاتِقِهِ فَأَسْنَدْتُ وَجْهِي إِلَى خَدِّهِ، قَالَتْ وَمِنْ قَوْلِهِمْ يَوْمَئِذٍ: أَبَا الْقَاسِمِ طَيِّبًا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((حَسْبُكِ؟)) فَقُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! لَا تَعْجَلْ فَقَامَ لِي۔ ثُمَّ قَالَ: ((حَسْبُكِ؟)) فَقُلْتُ: لَاتَعْجَلْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَتْ: وَمَالِي حُبُّ النَّظْرِ إِلَيْهِمْ، وَلٰكِنِّي أَحْبَبْتُ أَنْ يَبْلُغَ النِّسَاءَ مَقَامُهُ لِي، وَمَكَانِيْ مِنْهُ۔ (الصحيحة:٣٢٧٧)

زوجۂ رسول حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ کہتی ہیں: حبشی لوگ مسجد میں داخل ہوئے اور کھیلنے لگ گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا: ''حمیرا! ان کو دیکھنا پسند کرو گی؟'' میں نے کہا: جی ہاں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم دروازے پر کھڑے ہو گئے، میں آئی اور اپنی ٹھوڑی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کندھے پر رکھ دی اور اپنا چہرہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رخسار کے ساتھ لگا دیا۔ وہ کہتی ہیں: اس دن انھوں نے (جو کچھ کہا تھا) اس میں یہ بات بھی تھی:

اے ابوقاسم! (اللہ تعالی آپ کو) طیب (بنا دے)۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے پوچھا: ''کافی ہے؟'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! جلدی مت کیجیے۔ سو آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے لیے کھڑے رہے اور (کچھ دیر بعد پھر) فرمایا: ''اب کافی ہے؟'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! جلدی نہ کریں۔ وہ کہتی ہیں: (دراصل) مجھے اُن کی طرف دیکھنے کا شوق نہیں تھا، میں تو یہ چاہتی تھی کہ عورتوں کو پتہ چل جائے کہ

میرے نزدیک آپ ﷺ کا کیا مرتبہ ہے اور آپ ﷺ کے نزدیک میری کیا قدر ہے۔

تخریج: أخرجه النسائي في "السنن الكبرى": ٥/ ٣٠٧/ ٨٩٥١، والطحاوي في "مشكل الآثار": ١/ ١١٧، والترمذي: ٣٦٩١، وأخرجه البخاري: ٩٥٠، ومسلم: ٣/ ٢٢ مختصرا

شرح: ...... اس سے معلوم ہوا کہ خاوند کو اپنی بیوی کی جائز ضروریات پوری کرنی چاہئیں، اگرچہ ان کا تعلق بیوی کے طبعی مزاج سے ہی ہو۔ امام بخاریؒ نے اس حدیث پر ''باب حسن المعاشرة مع الاهل'' کا عنوان قائم کی ہے۔

(٢٥٨١)۔ عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ: أَنَّ امْرَأَةً جَاءَتْ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَ: ((يَا عَائِشَةُ! أَتَعْرِفِيْنَ هٰذِهِ؟)) قَالَتْ: لَا يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! قَالَ: ((هٰذِهِ قَيْنَةُ بَنِي فُلَانٍ، تُحِبِّيْنَ أَنْ تُغَنِّيَكِ؟)) قَالَتْ: نَعَمْ۔ قَالَ: فَأَعْطَاهَا طَبَقًا فَغَنَّتْهَا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((قَدْ نَفَخَ الشَّيْطَانُ فِي مِنْخَرَيْهَا۔)) (الصحيحة: ٣٢٨١)

حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ایک عورت رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی۔ آپ ﷺ نے پوچھا: ''عائشہ! تم اسے جانتی ہے؟'' انھوں نے کہا: اے اللہ کے نبی! نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ بنو فلاں کی مغنیہ ہے، کیا تم چاہتی ہو کہ وہ تمہارے لیے گائے؟'' انھوں نے کہا: جی ہاں۔ چنانچہ آپ ﷺ نے اس کو تھال دیا، سو اُس نے اُس پر گایا۔ پھر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''بلاشبہ شیطان نے اس کے نتھنوں میں پھونک ماری ہے۔''

تخریج: أخرجه أحمد: ٣/ ٤٤٩

شرح: ...... اردو زبان بولنے والے عجمی لوگ، عربی زبان کے الفاظ ''مُغَنِّیَة، غِنَاء، تُغَنِّي، غَنَّتْ'' وغیرہ سمجھنے میں شبہات میں مبتلا ہو گئے ہیں، کیونکہ عام طور پر ان الفاظ کا معانی ''گانے والی، گانا، گاتی ہے، اس نے گایا'' کیا جاتا ہے اور ہمارے ہاں گویوں کے فحش، بے ہودہ اور بے حیائی و بے شرمی پر مشتمل کلام کو بھی ''گانا'' کہا جاتا ہے۔

قارئین کرام! بعض نام نہاد اور جدت پسند عجمی علما اس لفظی شبہ میں پڑ گئے اور ''غِنَاء'' والے الفاظ پر مشتمل احادیث کی روشنی میں پاکستان میں گائے جانے والے گانوں اور موسیقی وغیرہ کو جائز قرار دیا، حالانکہ ان کا یہ نظریہ محض عربی زبان سے ناواقفیت اور علم حدیث سے جہالت پر مبنی ہے۔

اصل میں عربی زبان کے لفظ ''غِنَاء'' کے معانی ''کسی کلام کو سریلی آواز میں کر پڑھنے کے ہیں، وہ کلام نثر ہو یا شعر، جائز ہو یا ناجائز، جیسے ہمارے ہاں حمد، نعت، نظم یا شعری کلام لے اور سریلی آواز کے ساتھ پڑھنے کا رواج ہے''۔ عربی زبان کے ان الفاظ کا ترجمہ اردو زبان میں لفظ ''گانا'' سے کیا گیا، جس سے ان لوگوں کو شبہ ہوا۔ یہ لوگ عربی زبان سمجھنے سے کورے تھے، اس لیے انھوں نے اپنی مادری زبان میں کیے گئے ترجمہ سے استدلال کر کے مروّجہ گانوں اور موسیقی وغیرہ کو جائز قرار دیا۔ جیسا کہ ماہنامہ ''اشراق'' مارچ ۲۰۰۴ء کے صفحہ (۳۳) پر ایک ''روشن خیال'' نے جرأت کرتے ہوئے لکھا ہے: ''بعض روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ ماہر فن مغنی اور مغنیات، رقاص اور رقاصائیں عرب میں

موجود تھیں اور نبی ﷺ ان کے فن سے لطف اندوز ہونے کو معیوب نہیں سمجھتے تھے۔'' انا للہ وانا الیہ راجعون ، یہ گھٹیا اور جہالت محض پر مشتمل کلام اس قابل نہیں کہ اس کا ردّ کیا جائے، ہر صاحبِ بصیرت خود سمجھ سکتا ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ جن احادیثِ مبارکہ میں موسیقی، فحش کلام اور مروّجہ گانوں کا سختی سے ردّ کیا گیا ہے، معلوم نہیں کہ یہ احادیث ان لوگوں کی نظروں سے اوجھل تھیں یا پھر......

اس حدیثِ مبارکہ سے یہ استدلال کرنا درست ہے کہ بسا اوقات تھال پر ہاتھ مار کر کوئی جائز کلام سر لگا کر پڑھنا اور سننا جائز ہے، جیسا کہ پاکستان کے دیہی علاقوں کے میں شادی بیاہ کے موقع پر بعض عورتیں اپنا کلام پیش کرتی ہیں، جس میں وہ اپنے رشتہ داروں کی اعلی صفات کا تذکرہ کرتی ہیں، یا بعض سکولوں میں بعض بچے مخصوص انداز میں نعتیں، نظمیں اور ترانے پیش کرتے ہیں۔ لیکن بنیادی شرط یہ ہے کہ ایسے کلام میں بے حیائی، بے شرمی، سب و شتم، بیہودگی اور فحش گوئی کا تذکرہ نہ ہو، وگرنہ وہ کلام حرام ہوگا۔

ناجائز کلام اور ساز و موسیقی کے حرام ہونے کے چند دلائل یہ ہیں:

ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿وَ مِنَ النَّاسِ مَنۡ یَّشۡتَرِیۡ لَهۡوَ الۡحَدِیۡثِ لِیُضِلَّ عَنۡ سَبِیۡلِ اللّٰهِ بِغَیۡرِ عِلۡمٍ﴾ (سورۂ لقمان: ٦) ...... ''اور بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو لغو باتوں کو مول لیتے ہیں تا کہ بے علمی کی وجہ سے لوگوں کو اللہ تعالی کی راہ سے بہکا دیں۔''

اس آیتِ مبارکہ میں ''لھو الحدیث'' سے مراد انسان کو خیر و بھلائی سے غافل کر دینے والی اشیا ہیں، مثلا: گانا بجانا، گانے کے آلات، ساز و موسیقی، نغمہ و سرود، جنسی اور سنسنی خیز لٹریچر، بے حیائی کے پرچارک اخبارات و جرائد وغیرہ وغیرہ۔

سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((فِیۡ هٰذِهِ الۡأُمَّةِ خَسۡفٌ وَ مَسۡخٌ وَقَذۡفٌ)) ......''اس امت میں زمین میں دھنسنا، شکلیں بگڑنا اور پتھر برسنا بھی ہوں گے۔''

ایک مسلمان نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! ایسے کب ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ((إِذَا ظَهَرَتِ الۡقَیۡنَاتُ وَالۡمَعَازِفُ وَشُرِبَتِ الۡخُمُوۡرُ)) ...... جب گانے والیاں اور آلاتِ موسیقی (اور باجے) عام ہوں گے اور (اعلانیہ) شراب نوشی کی جائے گی۔ (جامع ترمذی)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((صَوۡتَانِ مَلۡعُوۡنَانِ: صَوۡتُ مِزۡمَارٍ عِنۡدَ نَعۡمَةٍ، وَصَوۡتُ وَیۡلٍ عِنۡدَ مُصِیۡبَةٍ)) (راوہ ابو بکر الشافعی فی الرباعیات ٢/ ٢٢/ ١) ......

''دو آوازیں ملعون ہیں: خوشی کے وقت بانسری کی آواز اور مصیبت کے وقت ہلاکت و بربادی کی آواز۔''

امام البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کا یہ شاہد پیش کیا ہے: سیدنا جابر بن عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: نبی کریم ﷺ اپنے بیٹے ابراہیم کی طرف جا رہے تھے، آپ نے میرا ہاتھ پکڑا اور میں آپ کے ساتھ چل پڑا۔ (میں نے

کیا دیکھا کہ) سیدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ موت وحیات کی کشمکش میں تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اپنی گودی میں لیا، اتنے میں ان کی روح پرواز کر گئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رونا شروع کر دیا۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ روتے ہیں، حالانکہ آپ نے تو رونے سے منع کر رکھا ہے؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں نے رونے سے منع نہیں کیا، میں نے تو ان دو بری اور احمقانہ آوازوں سے روکا ہے: (۱) نعمت کے وقت لہو ولعب اور شیطان کی بانسریوں پر مشتمل آواز اور (۲) مصیبت کے وقت منہ پیٹنا اور گریبان چاک کرنا۔ (رہا مسئلہ رونے اور آنسو بہانے کا تو) یہ تو رحمت ہے اور جو کسی پر رحمت نہیں کرتا، اس پر رحمت نہیں کی جاتی ......''

((سكت عليه الحاكم والذهبي ورجال اسناده ثقات، الا ان ابن ابى ليلى سيىء الحفظ فمثله يستشهد به ويعتضد)) (صحيحه: ٤٢٧)

امام البانی نے مزید لکھا: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ گانا گانے والے (اور بے خودی اور مستی کا سبب بننے والے) آلات حرام ہیں، کیونکہ بانسریوں سے مراد وہ آلہ ہے جس کے ذریعے بانسری بجائی جاتی ہے، اس طرح کئی اور احادیث ہیں جو ابن حزم پر ردّ کرنے کے لیے کافی ہیں، ایک حدیث صحیحہ کے نمبر (۹۰) میں گزر چکی ہے۔ (صحیحہ: ۴۲۷)

جنتی اور جہنمی افراد کی اقسام

(٢٥٨٢)۔ عَنْ عِيَاضِ بْنِ حِمَارٍ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ذَاتَ يَوْمٍ فِيْ خُطْبَتِهِ: ((أَلَا إِنَّ رَبِّي أَمَرَنِيْ أَنْ أَعَلِّمَكُمْ مَاجَهِلْتُمْ مِمَّا عَلَّمَنِيْ يَوْمِيْ هٰذَا، كُلُّ مَالٍ نَحَلْتُهُ عَبْدًا حَلَالٌ، وَإِنِّي خَلَقْتُ عِبَادِيْ حُنَفَاءَ كُلَّهُمْ، وَإِنَّهُمْ أَتَتْهُمُ الشَّيَاطِيْنُ فَاجْتَالَتْهُمْ عَنْ دِيْنِهِمْ، وَحَرَّمَتْ عَلَيْهِمْ مَا أَحْلَلْتُ لَهُمْ، وَأَمَرَتْهُمْ أَنْ يُشْرِكُوْا بِيْ مَالَمْ أُنْزِلْ بِهِ سُلْطَانًا، وَإِنَّ اللّٰهَ نَظَرَ إِلٰى أَهْلِ الْأَرْضِ فَمَقَتَهُمْ، عَرَبَهُمْ وَعَجَمَهُمْ، إِلَّا بَقَايَا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ وَقَالَ: إِنَّمَا بَعَثْتُكَ لِأَبْتَلِيَكَ وَأَبْتَلِيَ بِكَ، وَأَنْزَلْتُ عَلَيْكَ كِتَابًا لَايَغْسِلُهُ الْمَاءُ، وَتَقْرَؤُهُ نَائِمًا وَيَقْظَانَ، وَإِنَّ اللّٰهَ أَمَرَنِيْ أَنْ أُحَرِّقَ

حضرت عیاض بن حمار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن خطبہ میں ارشاد فرمایا: ''خبردار! میرے ربّ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تم کو (ان امور کی) تعلیم دوں جو تم نہیں جانتے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے آج جن امور کی تعلیم دی ہے، ان میں سے یہ بھی ہیں کہ: ہر وہ مال جو میں نے بندے کو عطا کیا ہے، وہ حلال ہے، اور میں نے اپنے سب بندوں کو یکسر خالص مسلمان بنایا ہے، لیکن اُن کے پاس شیطان آئے اور انہوں نے اُن کو اُن کے دین سے دور کر دیا۔ (نتیجتًا) جو میں نے اُن کے لیے حلال کیا تھا، اُنہوں نے اُن پر حرام کر دیا اور اُن کو حکم دیا کہ وہ میرے ساتھ شرک کریں، جس کی میں نے کوئی دلیل نازل نہیں کی۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے اہل زمین کی طرف دیکھا تو عرب وعجم سمیت تمام کو گناہگار پایا۔ سوائے اُن لوگوں کے جو اہل کتاب میں سے باقی تھے۔ اللہ تعالیٰ نے کہا: (اے محمد!) میں نے تجھے مبعوث

قُرَيْشًا، فَقُلْتُ: رَبِّ! إِذًا يَثْلَغُوْا رَأْسِي، فَيَدَعُوْهُ خُبْزَةً قَالَ: اسْتَخْرِجْهُمْ كَمَا اسْتَخْرَجُوْكَ وَاغْزُهُمْ نُغْزِكَ، وَأَنْفِقْ فَسَنُنْفِقُ عَلَيْكَ، وَابْعَثْ جَيْشًا نَبْعَثْ خَمْسَةً مِثْلَهُ، وَقَاتِلْ بِمَنْ أَطَاعَكَ مَنْ عَصَاكَ، قَالَ: وَأَهْلُ الْجَنَّةِ ثَلَاثَةٌ: ذُوْ سُلْطَانٍ مُقْسِطٌ مُتَصَدِّقٌ مُوَفَّقٌ، وَرَجُلٌ رَحِيْمٌ رَقِيْقُ الْقَلْبِ لِكُلِّ ذِيْ قُرْبَى وَمُسْلِمٍ، وَعَفِيْفٌ مُتَعَفِّفٌ مُتَصَدِّقٌ ذُوْ عِيَالٍ۔ قَالَ: وَأَهْلُ النَّارِ خَمْسَةٌ: اَلضَّعِيْفُ الَّذِيْ لَا زَبْرَلَهُ الَّذِيْ هُمْ فِيْكُمْ تَبَعًا لَا يَتْبَعُوْنَ أَهْلًا وَلَا مَالًا وَالْخَائِنُ الَّذِيْ لَا يَخْفَى لَهُ طَمْعٌ وَإِنْ دَقَّ إِلَّا خَانَهُ، وَرَجُلٌ لَا يُصْبِحُ وَلَا يُمْسِي إِلَّا وَهُوَ يُخَادِعُكَ عَنْ أَهْلِكَ وَمَالِكَ وَذَكَرَ الْبُخْلَ أَوِالْكِذْبَ۔ وَالشِّنْظِيْرُ الْفَحَّاشُ، وَإِنَّ اللّٰهَ أَوْحَى إِلَيَّ أَنْ تَوَاضَعُوْا حَتَّى لَا يَفْخَرَ أَحَدٌ وَلَا يَبْغِي أَحَدٌ عَلَى أَحَدٍ۔))

(الصحيحة:٣٥٩٩)

کیا ہے، تا کہ تجھے آزماؤں اور تیرے ذریعے لوگوں کو آزماؤں۔ اب میں نے تجھ پر ایسی کتاب نازل کی ہے کہ جس کو پانی نہیں دھوسکتا، تم نیند اور بیداری (دونوں حالتوں) میں اس کی تلاوت کرتے ہو۔ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو حکم دیا کہ میں قریش کو جلا دوں۔ میں نے کہا: اے میرے پروردگار! وہ تو میرا سر پھوڑ دیں گے اور اُس کو (کچل کر) روٹی کی طرح بنا دیں گے۔ اللہ نے فرمایا: تو اُن کو نکال دے، جس طرح انہوں نے تجھے نکالا اور اُن سے جہاد کر، ہم تیری مدد کریں گے اور تو خرچ کر تجھ پر خرچ کیا جائے گا اور تو ایک لشکر بھیج، ہم اس کا پانچ گنا بھیجیں گے اور اپنے فرمانبرداروں کے ساتھ مل کر اپنے نافرمانوں سے لڑ۔ اور جنتی لوگ تین طرح کے ہیں: (۱) منصف صاحبِ اقتدار، جو صدقہ کرنے والا ہو اور اسے نیک کاموں کی توفیق دی گئی ہو۔ (۲) ہر وہ شخص جو قریبی رشتہ دار اور مسلمان کے حق میں نرم دل اور رحمدل ہو۔ (۳) ہر وہ شخص جو پاک دامن ہو اور اہل وعیال کے باوجود مانگنے سے بچنے والا اور صدقہ کرنے والا ہو۔ اور دوزخ والے بھی پانچ طرح کے لوگ ہیں: (۱) وہ کمزور شخص کہ جس کو بری بات سے بچنے کی توفیق نہیں، وہ تم میں فرمانبردار ہے، وہ گھر بار چاہتا ہے نہ مال۔ (۲) وہ خائن جس کی لالچ مخفی نہیں ہوتی، جب اُسے معمولی سی چیز میں خیانت کرنے کا موقع ملتا ہے تو وہ خیانت کر گزرتا ہے۔ (۳) وہ آدمی جو صبح و شام تیرے گھر بار اور مال و دولت کے بارے میں دھوکہ باز ثابت ہو۔ (۴) پھر آپ نے بخل یا جھوٹ اور (۵) فحش گو اور بدخلق کا ذکر کیا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ نے میری طرف وحی کی ہے کہ تم عاجزی کرو، کوئی دوسرے پر نہ فخر کرے اور نہ کوئی کسی پر زیادتی کرے۔''

تخريج: رواه مسلم: ٨/ ١٥٩۔ والسياق له۔، والنسائي في "الكبرى": ٨٠٧٠، ٨٠٧١، وعبدالرزاق: ٢٠٠٨٨، والطيالسي: ١٠٧٩، وابن حبان: ٦٥٣، ٦٥٤، وأحمد: ٤/ ١٦٢، ٢٦٦۔ والزيادة منه، والبيهقي: ٩/ ٦٠، والطبراني في "الكبير": ١٧/ رقم: ٩٨٧، ٩٩٢، ٩٩٤، ٩٩٥ و ٩٩٦ و

٩٩٧، وابن قانع في"معجم الصحابة": ٢/ ٢٧٨ و ٢٧٩، وابن أبي عاصم في"الآحاد والمثاني": ١١٩٦، وقد روى ابوداود: ٤٨٩٥، وابن ماجه: ٤٢١٤ فقرة التواضع

شــــرح :...... اس حدیثِ مبارکہ میں اِن اوصاف کو جنت کا سبب قرار دیا گیا ہے: عدل و انصاف کرنا، صدقہ و خیرات کرنا، نیکیاں کرنا، نرمی و رحمدلی اختیار کرنا، عفت و پاکدامنی اختیار کرنا، دست سوال نہ پھیلانا۔

جبکہ درج ذیل افراد کو جہنمی قرار دیا گیا ہے:

ضعیف بھی ہو اور برا بھی، خیانت کرنے والا، دھوکہ باز، بخیل، جھوٹا، بدگو اور بدخلق۔

آخر میں آپ ﷺ نے تواضع اختیار کرنے کا حکم اور ظلم و بغاوت اور فخر و غرور سے منع فرمایا ہے۔

تواضع کا مطلب ہے، ایک دوسرے کے ساتھ عاجزی و انکساری، نرمی و رحمدلی اور محبت و الفت سے پیش آنا، حسب و نسب یا مال و دولت کی بنیاد پر کسی کو حقیر نہ سمجھنا اور نہ کسی پر ظلم و زیادتی کرنا، کیونکہ اگر اللہ تعالی نے کسی کو مقام و مرتبہ، مال و دولت حسب و نسب جیسی صلاحیتوں سے نوازا ہے، تو اس پر اس کو اللہ تعالی کا شکریہ ادا کرنا چاہئے، کیونکہ ان انعامات کے حصول میں اس کی صلاحتیں کارفرما نہیں ہیں، بلکہ یہ محض اللہ تعالی کے احسان کا نتیجہ ہے، کہیں ایسا نہ ہو کہ اللہ تعالی کا یہ احسان اس کے لیے مضرّ ثابت ہو وہ اس طرح کہ وہ اللہ تعالی کی مخلوق کو بنظر حقارت دیکھنے لگے یا ان پر ظلم و زیادتی کا ارتکاب کرنے لگے۔ نبی کریم ﷺ رفعت و منزلت اور عظمت و مرتبت کے انتہائی اعلی مراتب پر فائز تھے، کسی امتی کا آپ سے کوئی موازنہ ہی نہیں کیا جا سکتا، اس کے باوجود اللہ تعالی نے آپ ﷺ کو حکم دیا: ﴿وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ (سورهٔ شعراء: ٢١٥) ......''(اے محمد!) اپنے پیروکار مومنوں سے نرمی سے پیش آؤ۔''

لیکن یہ حقیقت مدنظر رہے کہ آدمی نرمی و عاجزی اختیار کرنے میں بعض دفعہ یہ سمجھتا ہے کہ اس میں اس کی ذلت ہے، ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا، کیونکہ تواضع کا نتیجہ عزت و سرفرازی کے علاوہ کچھ نہیں ہے اور آخرت میں یقینا اس کا حسن انجام واضح ہے کہ اسے بلند درجات سے نوازا جائے گا۔

دنیوی نعمتیں رضائے ربّانی کی دلیل نہیں

(٢٥٨٣)۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ اللّٰهَ قَسَمَ بَيْنَكُمْ أَخْلَاقَكُمْ كَمَا قَسَمَ بَيْنَكُمْ أَرْزَاقَكُمْ، وَإِنَّ اللّٰهَ يُعْطِي الدُّنْيَا مَنْ يُّحِبُّ وَمَنْ لَايُحِبُّ، وَلَا يُعْطِي الْإِيْمَانَ إِلَّا مَنْ أَحَبَّ فَمَنْ ضَنَّ بِالْمَالِ أَنْ يُنْفِقَهُ، وَخَافَ الْعُدُوَّ أَنْ

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالی نے جس طرح تمہارے مابین تمہارا رزق تقسیم کیا ہے، اسی طرح تمہارے درمیان تمہارا اخلاق بھی تقسیم کر دیا ہے اور بلاشبہ اللہ تعالی جس کو پسند کرتا ہے، اُسے بھی دنیا عطا کرتا ہے اور جسے ناپسند کرتا اُسے بھی دے دیتا ہے اور ایمان صرف اُسے عطا کرتا ہے، جس کو پسند فرماتا ہے۔

يُجَاهِدَهُ، وَهَابَ اللَّيْلَ أَنْ يُكَابِدَهُ، فَلْيُكْثِرْ مِنْ قَوْلِ: سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُلِلّٰهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهَ، وَاللّٰهُ أَكْبَرُ.)) (الصحيحة:٢٧١٤)

پس جو شخص مال خرچ کرنے سے بخل کرے، دشمن کے ساتھ لڑنے سے ڈر جائے اور رات کو تکلیف و مشقت اٹھانے سے گھبرائے تو وہ کثرت سے یہ کلمات کہے: "سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُلِلّٰهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَاللّٰهُ أَكْبَرُ"۔

تخريج: أخرجه الأسماعيلي في "المعجم": ١١٤/١، والبيهقي في "شعب الايمان": ١/ ٣٤٨، وأخرجه البخاري في "الادب المفرد": ٢٧٥، وابوداود في "الزهد": ١٦٤/ ١٥٧، والطبراني في "الكبير": ٨٩٩٠ موقوفا، لكن لا يخفى انه في حكم المرفوع

شرح:...... انسان، مسلم ہو یا کافر، کی ہر صلاحیت اللہ تعالیٰ کی عطا ہے، وہ ایمان و ایقان ہو یا قول و کردار، حسن و جمال ہو یا مال و دولت، حسب و نسب ہو یا عظمت و سطوت۔ یقیناً ہر آدمی کسی نہ کسی انداز میں اپنے آپ کو باصلاحیت سمجھتا ہے اور اس پر نازاں بھی رہتا ہے، لیکن اسے خیال بھی ہونا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ صلاحیت اسے عاریۃً دی ہے، جو اس سے کسی وقت بھی سلب کی جا سکتی ہے۔ بہرحال ایمان و اسلام اس لحاظ سے ممتاز نعمتیں ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی محبت پر دلالت کرتی ہیں، اللہ تعالیٰ صرف اپنے محبوبوں کو ایمان کی نعمت سے مزین کرتے ہیں۔ کوئی دنیوی نعمت اللہ تعالیٰ کی رضامندی کی غماز نہیں ہو سکتی کیونکہ اللہ تعالیٰ ہر نیک و بد کو یہ صلاحیتیں عطا کرتا رہتا ہے، بلکہ اگر زمانۂ ماضی اور بالخصوص خیر القرون کی شخصیات کی سوانح عمری کی ورق گردانی کی جائے تو معلوم ہوگا کہ اعلیٰ درجے کے ایمان دار لوگ زیادہ تر دنیوی نعمتوں سے محروم رہے ہیں۔

آخر میں "سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُلِلّٰهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَاللّٰهُ أَكْبَرُ" کو بخیلی، بزدلی اور رات کو گھبرانے کا علاج قرار دیا گیا ہے۔

❀❀❀❀

الآدَابُ وَالاِسْتِئْذَانُ

آداب اور اجازت طلب کرنا

الآداب: لغوی معنی: "الادب" کی جمع ہے، سلیقہ، تہذیب، شائستگی، اچھا طریقہ

اصطلاحی تعریف:..... وہ علم و ہنر جس سے آخرت کی تکمیل یا دنیا کا فائدہ ہوتا ہو یا اخلاقی قواعد وضوابط کو آداب کہتے ہیں۔ یا ایسے امور کی معرفت، جن کی روشنی میں تمام غلطیوں سے بچا جاسکتا ہو۔

الاستئذان: لغوی معنی: اجازت طلب کرنا

اصطلاحی تعریف:..... غیر مملوکہ محل میں داخل ہونے کے لیے اجازت طلب کرنا۔

کسی نیکی کو حقیر نہ سمجھا جائے

عار دلانا اور سب و شتم کرنا منع ہے

(٢٥٨٤)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَلِيمٍ أَوْ سُلَيْمٍ، قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَإِذَا هُوَ جَالِسٌ مَعَ أَصْحَابِهِ، فَقُلْتُ: أَيُّكُمُ النَّبِيُّ؟ قَالَ: فَإِمَّا أَنْ يَكُونَ أَوْمَا إِلَى نَفْسِهِ وَإِمَّا أَنْ يَكُونَ أَشَارَ إِلَيْهِ الْقَوْمُ، قَالَ: فَإِذَا هُوَ مُحْتَبٍ بِبُرْدَةٍ قَدْ وَقَعَ هُدْبُهَا عَلَى قَدَمَيْهِ، قَالَ: فَقُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أَجْفُوْ عَنْ أَشْيَاءَ فَعَلِّمْنِي۔ قَالَ: ((اتَّقِ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ وَلَا تَحْقِرَنَّ مِنَ الْمَعْرُوْفِ شَيْئًا وَلَوْ أَنْ تُفْرِغَ مِنْ دَلْوِكَ فِي إِنَاءِ الْمُسْتَسْقِي، وَإِيَّاكَ وَالْمَخِيْلَةَ!فَإِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى لَا يُحِبُّ

حضرت جابر بن سَلِیم یا سُلَیم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں نبی کریم ﷺ کے پاس آیا، آپ ﷺ صحابۂ کرام میں تشریف فرما تھے۔ میں نے کہا: تم میں نبی کون ہے؟ جواباً آپ ﷺ نے خود اپنی طرف یا لوگوں نے آپ کی طرف اشارہ کیا۔ آپ ﷺ گھٹنوں اور کمر کے گرد چادر باندھ کر اور گھٹنے کھڑے کر کے سرین کے بل بیٹھے تھے، چادر کا کنارہ آپ ﷺ کے پاؤں پر لگ رہا تھا۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں کچھ چیزوں کے بارے میں تندمزاج ہوں، آپ مجھے سکھا دیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "اللہ سے ڈر جا، کسی نیکی کو حقیر مت جان، اگر چہ وہ پانی مانگنے والے کے برتن میں پانی ڈالنے کی صورت میں ہی کیوں

الْـمَخِيْلَةَ ، وَإِن امْرُءٌ شَتَمَكَ وَعَيَّرَكَ بِأَمْرٍ يَـعْـلَمُهُ فِيْكَ ، فَلَا تُعَيِّرْهُ بِأَمْرٍ تَعْلَمُهُ فِيْهِ ، فَيَـكُـوْنُ لَكَ أَجْرُهُ وَعَلَيْهِ إِثْمُهُ وَلَا تَشْتِمَنَّ أَحَداً۔)) (الصحيحة: ٧٧٠)

نہ ہو، تکبر سے اجتناب کر، کیونکہ اللہ تعالی تکبر کو پسند نہیں کرتا، اگر کوئی آدمی تجھے گالی دے اور تجھے تیرے کسی عیب، جسے وہ جانتا ہے، کی بنا پر عار دلائے، تو تو اسے اُس برائی کی بنا پر عار مت دلا جسے تو جانتا ہے، اس طرح کرنے سے اس کا اجر تجھے ملے گا اور اس کے گناہ کا وبال اسی پر ہوگا اور (یہ بھی یاد رکھ کہ) کسی کو گالی نہیں دینا۔''

تخريج: أخرجه أحمد: ٥/ ٦٣ ، هذا الحديث صحيح بدون قوله: ((اتق الله))

شرح:...... آپ ﷺ نے ایسے چار نصائح کی نشاندہی کی ہے، جو کسی انسان میں اللہ تعالی کی بندگی و غلامی اور عاجزی و فروتنی کے جذبات پیدا کرنے کے لیے کافی و شافی ہیں۔''تقوی'' سے مراد ''خوفِ خدا'' ہے، جو ہر نیکی کرنے اور ہر برائی سے بچنے کے لیے نسخۂ کیمیا ہے۔ اگر کوئی بشر تمام فرائض و واجبات اور مندوبات و مستحبات کی ادائیگی کرنا چاہتا ہو اور محرمات و مکروہات سے اجتناب کرنا چاہتا ہو تو وہ ''تقوی'' کا سہارا لے۔

پانی ہر انسان کی بنیادی اور انتہائی اہم ضرورت ہے، لیکن اس نعمت کی کثرت نے اس کی اہمیت کو کم کر دیا ہے، بہر حال کسی کو پانی مہیا کرنا انتہائی آسان اور بیش اجر والی نیکی ہے، جسے آپ ﷺ نے بطورِ مثال پیش کیا۔ اس کے ساتھ ساتھ آپ ﷺ نے تکبر سے گریز کرنے کی تلقین کی ہے، کیونکہ تکبر، متکبر کو جنت سے محروم کرنے اور جہنم میں داخل کرنے کا بہت بڑا سبب ہے۔

یاد رہے کہ کسی شخص کا مال و دولت، دولت و ثروت، حسن و جمال، جاہ و منصب، حکومت و سلطنت، غلبہ و اقتدار، علم و فضل، حسب و نسب، سرداری و سربراہی یا احترام و اکرام کی بنا پر اپنے آپ کو دوسروں سے برتر اور دوسروں کو اپنے سے کم تر سمجھنا اور حق بات ماننے سے ہٹ دھرمی کا ارتکاب کرنا اور ان دنیوی صفات کی بنا پر بعض سنتوں پر عمل نہ کرنا تکبر کہلاتا ہے۔ سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((اِنَّ اللّٰهَ جَمِيْلٌ يُحِبُّ الْجَمَالَ ، اَلْكِبْـرُ بَـطَرُ الْحَقِّ وَ غَمْطُ النَّاسِ)) (مسلم) ......''(اچھے کپڑے زیب تن کرنا اور اچھے جوتے پہننا تو قابل تعریف چیز ہے کیونکہ) اللہ تعالی خود بھی خوبصورت ہے اور حسن و جمال کو پسند بھی کرتا ہے، تکبر تو یہ ہے کہ حق بات کو ٹھکرا دیا جائے اور لوگوں کو حقیر سمجھا جائے۔''

تکبر کی ایک مثال سمجھنے کے لیے سیدنا سمرہ رضی اللہ عنہ کی روایت کا سہارا لیتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ کے پاس اپنے بائیں ہاتھ سے کھانا کھایا۔ آپ ﷺ نے اسے فرمایا: ((كُـلْ بِيَـمِيْنِكَ۔)) ......''دائیں ہاتھ سے کھاؤ۔'' اس نے کہا: اس کی میرے اندر طاقت نہیں ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''(اگر تجھے طاقت نہیں تو) تو اس کی طاقت نہ ہی رکھے۔'' دراصل اس کو صرف تکبر نے آپ کی بات ماننے سے روکا تھا۔ راوی کا بیان ہے کہ اس کے

بعد وہ آدمی اپنے دائیں ہاتھ کو اپنے منہ کی طرف نہیں اٹھا سکا۔ (مسلم) یہ ہے تکبر اور اس کا وبال کہ پوری زندگی کے لیے دائیں ہاتھ سے کھانا پینا نصیب نہ ہوا۔

آخر میں آپ ﷺ نے کسی کو اس کے جرم کی بنا پر عار دلانے اور کسی کو گالی گلوچ کرنے سے منع فرمایا، جو حقیقت میں کسی سنجیدہ شخص کی صفات نہیں ہو سکتیں۔

تین نیکیاں اور تین برائیاں

(٢٥٨٥)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ: أَنَّهُ قَالَ: ((آمُرُكُمْ بِثَلَاثٍ وَأَنْهَاكُمْ عَنْ ثَلَاثٍ آمُرُكُمْ أَنْ تَعْبُدُوْا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهِ شَيْئًا، وَتَعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعاً وَلَا تَفَرَّقُوْا وَتُطِيْعُوْا لِمَنْ وَلَّاهُ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ أَمْرَكُمْ، وَأَنْهَاكُمْ عَنْ قِيْلٍ وَّقَالٍ، وَكَثْرَةِ السُّؤَالِ وَإِضَاعَةِ الْمَالِ۔)) (الصحيحة:٦٨٥)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں تمھیں تین چیزوں کا حکم دیتا ہوں اور تین چیزوں سے منع کرتا ہوں: میں تمھیں حکم دیتا ہوں کہ اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ اور سب کے سب اللہ کے دین پر مضبوطی سے ڈٹے رہو اور فرقوں میں مت پڑو اور جس کو اللہ تعالی تمہارا حکمران بنا دے، اس کی اطاعت کرو اور میں تمھیں فضول باتوں، کثرتِ سوال اور فضول خرچی سے منع کرتا ہوں۔''

تخريج: أخرجه ابن حبان: ١٥٤٣، ورواه مسلم: ٥/ ١٣٠، واحمد: ٢/ ٣٢٧، ٣٦٠، ٣٦٧

شرح:...... حدیثِ مبارکہ کے پہلے حصے میں توحید کو اختیار کرنے، شرک سے اجتناب کرنے، اللہ تعالی کی رسی کو مضبوطی سے پکڑنے، امرا و حکام کی اطاعت کرنے اور عدم تفریق کی تاکید کی گئی ہے، جبکہ دوسرے حصے میں تین ایسے امور سے منع کیا گیا ہے، جن میں ہر خاص و عام بری طرح مبتلا ہے۔ بے فائدہ بحث و مباحثہ، غیروں پر طعن و تشنیع، چغلی و غیبت اور عیب جوئی پر مشتمل گپ شپ غیر محسوس انداز میں عام ہے۔ اسی طرح کثرتِ سوال کی کئی شکلیں وجود پا چکی ہے، کوئی گلی کوچوں میں گھوم کر، کوئی مساجد میں اعلان کر کے اور کوئی کسی اور بہانے لوگوں پر تکیہ کر بیٹھا ہے اور جن افراد کو اللہ تعالی نے وسعت سے روزیاں عطا کر رکھی ہیں، وہ خرچ کرنے کے بارے میں منصوبہ بندی کرنے سے عاجز ہیں اور وقت کے تقاضوں کے مطابق اپنے مال و دولت کی نمائش کرنے کے لیے ہر گھاٹ میں اسے کھپائے جا رہے ہیں، قطع نظر اس بات سے کہ وہ حلال ہے یا حرام۔

نماز اور غلاموں کے بارے میں اللہ تعالی سے ڈرنا

(٢٥٨٦)۔ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَقُوْلُ فِي مَرَضِهِ: ((اتَّقُوْا اللّٰهَ فِي الصَّلَاةِ وَمَامَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ۔))

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ مرض الموت کے دوران فرمایا: ''نماز اور اپنے غلاموں (اور مالوں) کے بارے میں اللہ تعالی سے ڈرتے رہنا۔'' آپ ﷺ

وَجَعَلَ يُكَرِّرُهَا۔ (الصحيحة:٨٦٨) نے یہ کلمات بار بار دوہرائے۔

تخریج:أخرجه الخطیب فی"تاریخ بغداد": ١٠/ ١٦٩، والطحاوی فی "مشکل الآثار: ٤/ ٢٣٥

شرح:...... اس میں نماز، غلاموں اور مالوں کی طرف توجہ مبذول کرائی گئی ہے کہ ان تین امور کے بارے میں خاص طور پر اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا چاہیے۔نماز کے بارے میں خوفِ خدا کا مطلب یہ ہے کہ اس فریضے کو کما حقہ ادا کیا جائے، غلاموں کی بابت اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کا مطلب یہ ہے کہ ان کے حقوق ادا کئے جائیں، ان کے کھانے پینے، لباس اور آرام کا مکمل خیال رکھا جائے اور مالوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ کو یاد رکھنے کا مفہوم یہ ہے کہ فضول خرچی نہ کی جائے، حرام امور میں خرچ کرنے سے مکمل گریز کیا جائے اور مال و دولت کی بنا پر اپنے آپ کو برتر اور دوسروں کو کمتر نہ سمجھا جائے۔

بابرکت کھانا

(٢٥٨٧)۔ عَنْ جَابِرٍ مَرْفُوْعاً: ((أَحَبُّ الطَّعَامِ إِلَى اللّٰهِ مَاكَثُرَتْ عَلَيْهِ الأَيْدِيْ۔)) (الصحيحة:٨٩٥)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کے ہاں محبوب کھانا وہ ہے جس کو کھانے والے زیادہ ہوں۔''

تخريج: رواه أبو يعلي الموصلي في"مسنده": ق١١٥/ ١، وأبو الحسن السكري الحربي في "الثاني من الفوائد": ١٦٠/ ٢، وأبو القاسم بن الجراح الوزير في"السابع من الثاني من الأمالي": ١٣/ ١، وأبو نعيم في"أخبار أصبهان": ٢/ ٩٦، والبيهقي في"الشعب": ٧/ ٩٨

شرح:...... ذہن نشین کر لیں کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہونے والی برکت غیر محسوس ہوتی ہے۔مل کر کھانے میں برکت ہے، اس طرح تھوڑا کھانا بھی زیادہ آدمیوں کو کافی ہو جاتا ہے، علاوہ ازیں اس طرح باہم الفت و محبت میں بھی اضافہ ہوتا ہے۔

شاید آپ نے تجربہ کیا ہو کہ اگر چار افراد کا کھانا ان میں علیحدہ علیحدہ تقسیم کر دیا جائے تو وہ چار ہی سیر ہوں گے، لیکن اگر چھ سات افراد اسی کھانے کو اجتماعی شکل میں کھائیں تو یہی کھانا ان کو چار کی طرح ہی کفایت کرے گا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کی صداقت کا عملی طور پر تجربہ ہو جائے گا، جیسا کہ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((طَعَامُ الْوَاحِدِ يَكْفِيْ الْاِثْنَيْنِ وَطَعَامُ الْاِثْنَيْنِ يَكْفِيْ الْاَرْبَعَةَ وَطَعَامُ الْاَرْبَعَةِ يَكْفِيْ الثَّمَانِيَةَ۔)) (مسلم) ......''ایک آدمی کا کھانا دو، دو کا چار کو اور چار کا کھانا آٹھ افراد کے لیے کافی ہے۔''

بہر حال وہ شخص ان احادیث کا مفہوم سمجھ پائے گا، جس کا مقصد بسیار خوری اور زبان کا ''چسکا'' نہ ہو۔

ٹیک لگا کر کھانا کیسا ہے؟

(٢٥٨٨)۔ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قُلْتُ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: میں نے کہا: اے اللہ کے

يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! كُلْ جَعَلَنِيَ اللّٰهُ فِدَاكَ مُتَّكِئًا، فَإِنَّهُ أَهْوَنُ عَلَيْكَ فَأَحْنٰى رَأْسَهُ حَتّٰى كَادَ أَنْ تُصِيْبَ جَبْهَتُهُ الْأَرْضَ وَقَالَ: ((بَلْ آكُلُ كَمَا يَأْكُلُ الْعَبْدُ وَأَجْلِسُ كَمَا يَجْلِسُ الْعَبْدُ۔)) (الصحيحة:٥٤٤)

رسول! اللہ تعالیٰ مجھے آپ پر قربان کرے، ٹیک لگا کر کھا لیا کرو، کیونکہ اس میں آپ کے لیے زیادہ آسانی ہے۔ (یہ سن کر) آپ ﷺ نے اپنا سر اس قدر جھکایا کہ قریب تھا کہ آپ کی پیشانی زمین کو چھونے لگتی اور فرمایا: ''میں تو بندے کی طرح کھاؤں گا اور بندے کی طرح ہی بیٹھوں گا۔''

تخريج: رواه البغوى فى"شرح السنة": ٣/ ١٨٧/ ٢، وابن سعد: ١/ ١/ ٢٨١، وابو يعلى: ٤٩٢٠

(٢٥٨٩)۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: مَارُئِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَأْكُلُ مُتَّكِأً قَطُّ وَلَا يَطَأُ عَقِبَهُ رَجُلَانِ۔ (الصحيحة:٢١٠٤)

حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نہ تو رسول اللہ ﷺ کو ٹیک لگا کر کھانا کھاتے ہوئے دیکھا گیا اور (نہ یہ دیکھا گیا کہ) دو آدمی آپ ﷺ کے پیچھے چل رہے ہوں (اور آپ ﷺ ان کے آگے ہوں)۔

تخريج: أخرجه أبوداود:٢/ ١٤٠، وأحمد:٢/ ١٦٥، ١٦٧، وابن سعد:١/ ٣٨٠، وأبو الشيخ فى"أخلاق النبى ﷺ ":٢١٣

(٢٥٩٠)۔ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَاتَأْكُلْ مُتَّكِئاً وَلَا عَلٰى غِرْبَالٍ، وَلَاتَتَّخِذَنَّ مِنَ الْمَسْجِدِ مُصَلًّى لَا تُصَلِّي إِلَّا فِيْهِ، وَلَا تَخُطَّ رِقَابَ النَّاسِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَيَجْعَلُكَ اللّٰهُ لَهُمْ جَسْراً يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔)) (الصحيحة:٣١٢٢)

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ٹیک لگا کر نہ کھانا، چھانے ہوئے آٹے کی روٹی نہ کھانا، مسجد میں کوئی جگہ مقرر نہیں کرنا کہ اسی میں ہی نماز پڑھی جائے اور جمعہ کے دن لوگوں کی گردنیں نہ پھلانگنا، وگرنہ اللہ تعالیٰ روزِ قیامت تجھے لوگوں کے لیے پل بنا دے گا۔''

تخريج: أخرجه ابن عساكر في"تاريخ دمشق": ١٣/ ٣٩١، و رواه الطبرانى فى "المعجم الاوسط": ١/ ٣/ ٣٣ مختصرا بلفظ: ((لاتأكل متكئا، ولاتخط رقاب الناس يوم الجمعة۔))

شرح:……ان احادیث میں درج ذیل آداب کی تعلیم دی گئی ہے:

(۱) ٹیک لگا کر کھانا کھانے سے گریز کرنا، عجز و انکساری اور بندگی و غلامی کا یہی تقاضا ہے۔

(۲) صحابہ کرام کا آپ ﷺ کے آگے چلنا

(۳) چھانے ہوئے آٹے کی روٹی نہ کھانا

(۴) نماز کے لیے مسجد میں ایک ہی جگہ کا تعین نہ کرنا، بلکہ پہلے آنے والے جہاں بیٹھ جائیں ان کو نہ اٹھایا جائے۔

(۵) خطبۂ جمعہ کے دوران لوگوں کی گردنیں نہ پھلانگنا

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا آپ ﷺ کے آگے چلنے کہ وجہ اس حدیث میں مذکور ہے:
سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: كَانَ أَصْحَابُهُ يَمْشُوْنَ أَمَامَهُ إِذَا خَرَجَ وَيَدَعُوْنَ ظَهْرَهُ لِلْمَلَائِكَةِ۔ (ابن ماجہ، صحیحہ: ٤٣٦) ...... صحابۂ کرام آپ ﷺ کے سامنے چلتے تھے اور آپ ﷺ کی پشت فرشتوں کے لیے چھوڑ دیتے تھے۔

جبکہ سیدنا جابر کی دوسری روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے صحابہ سے فرمایا: ((امشوا امامی وخلوا ظهری للملائكة۔)) (صحیحہ: ١٥٥٧، الحلية لابی نعيم: ٧/١١٧) ...... ''میرے آگے چلا کرو اور میری پشت کو فرشتوں کے لیے خالی چھوڑ دیا کرو۔''

برتن میں رکھے ہوئے کھانے کی چوٹی سے کھانا ناپسندیدہ ہے

(٢٥٩١)۔ عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي رَافِعٍ، عَنْ جَدَّتِهِ سَلْمٰى، قَالَتْ: كَانَ يَكْرَهُ أَنْ يُؤْخَذَ مِن رَأْسِ الطَّعَامِ۔ (الصحيحة:٣١٢٥)

حضرت عبید اللہ بن علی بن ابو رافع اپنی دادی سلمی سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ناپسند کرتے تھے کہ (برتن وغیرہ میں رکھے ہوئے) کھانے کی چوٹی سے کھانا کھایا جائے۔''

تخريج: أخرجه الطبراني في "المعجم الكبير": ٢٤/ ٢٩٧/ ٧٥٤

شرح: ...... اس میں کھانا کھانے کا ایک ادب بیان کیا گیا ہے کہ پیالے کی ایک جانب سے کھایا جائے، نہ کہ اس کی چوٹی سے، اس کی مزید وضاحت سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ہوتی ہے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((اَلْبَرَكَةُ تَنْزِلُ وَسَطَ الطَّعَامِ فَكُلُوْا مِنْ حَافَتَيْهِ وَلَا تَأْكُلُوْا مِنْ وَسَطِهِ۔)) (ابوداود: ٣٧٧٢، ترمذی: ١٨٠٦، ابن ماجه: ٣٢٧٧) ...... ''کھانے کے درمیان میں برکت اترتی ہے، اس لیے تم اس کے دونوں کناروں سے کھایا کرو اور درمیان سے نہ کھایا کرو۔''

کھڑا ہو کر کھانا پینا کیسا ہے؟

(٢٥٩٢)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ: ((كُنَّا نَشْرَبُ وَنَحْنُ قِيَامٌ، وَنَأْكُلُ وَنَحْنُ نَمْشِي عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ۔)) (الصحيحة:٣١٧٨)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں کھڑے ہو کر (بھی) کھا پی لیتے تھے۔

تخريج: أخرجه ابن أبي شيبة في "المصنف": ٨/ ٢٠٥/ ٤١٧٠، واحمد: ٢/ ١٠٨، والترمذی: ٦/ ١٤٨/ ١٨٨٠، والطحاوی فی "شرح المعانی": ٢/ ٣٥٨، والبيهقی فی "السنن": ٧/ ٢٨٣، والطيالسی فی "مسنده": ٢٥٨/ ١٠٩٤

شرح :......اس موضوع پر سب سے پہلے مختلف احادیث نوٹ کریں:

(۱) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((لَا یَشْرَبَنَّ اَحَدٌ مِنْكُمْ قَائِمًا فَمَنْ نَسِیَ فَلْیَسْتَقِئْ۔)) (مسلم: ۲۰۲۶) ......''کوئی بھی کھڑے ہوکر پانی نہ پیئے، اگر وہ بھول کر (پی لے) تو قے کر دے۔''

(۲) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی آدمی کو کھڑے ہوکر پانی پیتے دیکھا تو فرمایا: ''قے کر دے۔'' اس نے کہا: کیوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کیا تو پسند کرتا ہے کہ تیرے ساتھ بلی پانی پیئے؟'' اس نے کہا: نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اب تیرے ساتھ تو اس نے پیا ہے جو بلی سے زیادہ برا ہے اور وہ شیطان ہے۔'' (مسند احمد، صحیحہ: ۱۷۵ کے تحت)

(۳) سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ: اِنَّ النَّبِیَّ ﷺ زَجَرَ عَنِ الشُّرْبِ قَائِمًا۔ (مسلم: ۲۰۲٤) ...... نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہوکر پانی پینے سے ڈانٹا ہے۔ سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے انہی الفاظ کے ساتھ اپنی روایت بیان کی ہے۔ (مسلم: ۲۰۲۵)

(۴) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((لَوْ یَعْلَمُ الَّذِیْ یَشْرَبُ وَهُوَ قَائِمٌ مَا فِیْ بَطْنِهِ، لَاسْتَقَاءَ۔)) (مسند احمد، صحیحه: ۱۷۶) ......''اگر کھڑے ہوکر پانی پینے والے کو پتہ چل جائے کہ اس کے پیٹ میں کیا ہے تو وہ قے کر دے۔''

بہرحال ان احادیث مبارکہ کے مقابلے میں کھڑے ہوکر پانی پینے کے دلائل بھی موجود ہیں۔ اس تضاد اور تناقض کو کیسے ختم کیا جائے؟ اس کا جواب دیتے ہوئے امام البانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: جن احادیث میں کھڑے ہوکر پانی پینے سے منع کیا گیا ہے، ان کی نہی کا تقاضا یہ ہے کہ کھڑے ہوکر پانی پینا حرام ہے، الا یہ کہ کوئی عذر ہو۔ علمائے کرام نے ان مختلف احادیث میں جمع و تطبیق پیدا کرنے کی کوشش کی ہے، جمہور کا خیال ہے: نہی کو کراہت پر محمول کیا جائے اور بیٹھ کر پانی پینے کو مستحب سمجھا جائے، یعنی کھڑے ہوکر پانی پینا جائز ہے اور قے کرنے کے حکم کو استحباب پر محمول کیا جائے گا۔ جبکہ امام ابن حزم نے کہا: کھڑے ہوکر پانی پینا حرام ہے۔ ایسے معلوم ہوتا ہے کہ یہی مسلک راجح اور اقرب الی الصواب ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جن احادیث میں قے کرنے کا حکم دیا گیا اور منع کرنے کے لیے لفظ ''زَجَرَ'' استعمال کیا گیا، وہ کراہت کے ساتھ موافقت نہیں کرتیں، کیونکہ قے کرنے میں شدید مشقت ہوتی ہے اور شریعت میں مستحب کام کی مخالفت کرنے والے کو اس قسم کی وعید نہیں سنائی جاتی اور اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا: ''تیرے ساتھ تو شیطان نے پیا ہے۔'' بھی کھڑے ہوکر پانی پینے سے شدید نفرت دلانے کا تقاضا کرتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس قسم کے سخت حدیثی جملے مستحب کو ترک کرنے کی بنا پر نہیں کہے جاتے۔

جن احادیث میں کھڑے ہوکر پانی پینے کا ذکر ہے، ان کو عذر پر محمول کیا جائے، جیسے جگہ کا تنگ ہونا یا مشکیزہ کا لٹکا

ہوا ہوتا، جبکہ بعض احادیث میں اس قسم کے اشارے بھی موجود ہیں۔ واللہ اعلم۔ پھر میں نے علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی بحث پڑھی، وہ بھی میرے مسلک سے ملتی جلتی ہے، آپ خود (المجموع: ٣٢/ ٢٠٩، ٢١٠) کا مطالعہ کر لیں۔

(صحیحہ: ١٧٧)

قارئین کرام! اگر آپ مختلف احادیث کی بنا پر حتمی فیصلہ نہ کر سکیں تو احتیاط کا تقاضا یہ ہوگا کہ پانی بیٹھ کر پیا جائے تاکہ مذکورہ بالا احادیث میں بیان کی گئی وعیدوں کے لاحق ہونے کا خطرہ ٹل جائے۔ واللہ اعلم

مختلف احادیث میں تضاد کو دور کرنے کے لیے فقہائے اسلام نے درج ذیل تطبیقات بھی پیش کی ہیں:

(۱) زیادہ احتیاط والا معاملہ یہ ہے کہ نہی اور وعید پر مشتمل احادیث کو مدنظر رکھ کر بیٹھ کر پانی پیا جائے۔

(۲) جب "حظر" اور "اباحت" میں تعارض آ جائے تو "حظر" کو عملی طور پر مقدم سمجھا جاتا ہے، لہٰذا بیٹھ کر پانی پینا چاہیے۔

(۳) جب دو متعارض احادیث میں سے ایک کا تعلق "البراءة الاصلية" سے ہو اور دوسری اس کے مخالف ہو تو مخالف کو مؤخر سمجھ کر اس پر عمل کیا جاتا ہے، لہٰذا بیٹھ کر پانی پینا چاہیے۔ (۴) بیٹھ کر پانی پینا افضل ہے، لیکن کھڑے ہو کر بھی جائز ہے۔

اگر نبی کریم ﷺ کی بیان کردہ وعیدوں کو مدنظر رکھا جائے تو دلی اطمینان کا تقاضا یہی ہے کہ بیٹھ کر پانی پینے کا اہتمام کیا جائے۔ واللہ اعلم بالصواب

محبوب لوگ اور محبوب اعمال

(۲۵۹۳)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: إِنَّ رَجُلاً جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أَيُّ النَّاسِ أَحَبُّ إِلَى اللّٰهِ وَأَيُّ الأَعْمَالِ أَحَبُّ إِلَى اللّٰهِ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَحَبُّ النَّاسِ إِلَى اللّٰهِ تَعَالَىٰ أَنْفَعُهُمْ لِلنَّاسِ، وَأَحَبُّ الأَعْمَالِ إِلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ سُرُوْرٌ يُدْخِلُهُ عَلَى مُسْلِمٍ، أَوْيَكْشِفُ عَنْهُ كُرْبَةً، أَوْيَقْضِي عَنْهُ دَيْناً أَوْ يَطْرُدُ عَنْهُ جُوْعاً، وَلَأَنْ أَمْشِيَ مَعَ أَخٍ فِي حَاجَةٍ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَعْتَكِفَ فِي هٰذَا الْمَسْجِدِ (يَعْنِي: مَسْجِدَ الْمَدِيْنَةِ) شَهْراً

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: ایک آدمی نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! کون سے لوگ اللہ تعالیٰ کو زیادہ محبوب ہیں اور کون سے اعمال اللہ تعالیٰ کو زیادہ پسند ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''وہ لوگ اللہ تعالیٰ کو زیادہ محبوب ہیں جو دوسرے لوگوں کے لیے زیادہ فائدہ مند ہوں اور اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے زیادہ پسندیدہ اعمال یہ ہیں کہ مسلمان کا اپنے بھائی کو خوش کرنا، اس سے کوئی تکلیف دور کرنا، اس کا قرضہ چکانا اور اسے کھانا کھلانا۔ (دیکھیں) مجھے کسی بھائی کی ضرورت پوری کرنے کے لیے اس کے ساتھ چلنا اس مسجدِ نبوی میں ایک مہینہ اعتکاف کرنے سے زیادہ محبوب ہے۔ (اور یاد رکھو کہ)

وَمَنْ كَفَّ غَضَبَهُ سَتَرَ اللّٰهُ عَوْرَتَهُ، وَمَنْ كَظَمَ غَيْظَهُ وَلَوْ شَاءَ أَنْ يُمْضِيَهُ أَمْضَاهُ مَلَأَ اللّٰهُ قَلْبَهُ رَجَاءً يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَمَنْ مَشٰى مَعَ أَخِيْهِ فِي حَاجَةٍ حَتّٰى تَتَهَيَّأَ لَهُ، أَثْبَتَ اللّٰهُ قَدَمَهُ يَوْمَ تَزُوْلُ الْأَقْدَامُ، وَإِنَّ سُوْءَ الْخُلُقِ يُفْسِدُ الْعَمَلَ كَمَا يُفْسِدُ الْخَلُّ الْعَسَلَ۔)) (الصحيحة:٩٠٦)

جس نے اپنے غضب کو روک لیا اللہ تعالی اس کی خامیوں پر پردہ ڈالے گا، جو آدمی اپنے غصے کو نافذ کرنے کے باوجود پی گیا، اللہ تعالی روزِ قیامت اس کے دل کو امیدوں سے بھر دے گا۔ جو اپنے بھائی کے ساتھ اس کی ضرورت پوری کرنے کے لیے چلا، اللہ تعالی اس کو اُس دن ثابت قدم رکھے گا جس دن قدم ڈگمگا جائیں گے اور بدخلقی اعمال کو یوں تباہ کرتی ہے جیسے سرکہ، شہد میں بگاڑ پیدا کر دیتا ہے۔''

تخریج: أخرجه الطبراني في "المعجم الكبير": ٣/ ٢٠٩/ ٢، وابن عساكر في "التاريخ": ١٨/ ١/ ٢

شرح:...... اس حدیث میں آپ ﷺ نے محبوب اعمال اور محبوب عاملین کا تذکرہ کرتے ہوئے آٹھ نیکیوں کا ذکر کیا ہے اور آٹھوں خصلتوں کا تعلق انسان کے حقوق سے ہے۔ یہ کسی شخص کی سعادت ہوگی کہ دوسروں کے دکھوں میں شریک ہو، دوسروں کا سہارا بنے اور اپنے ساتھ زیادتی کی صورت میں صبر کرے۔ اس سے بڑا اجر کیا ہو سکتا ہے کہ آج غصہ پی جانے کے عوض میدانِ حشر میں دل کو سکون اور امید نصیب ہو اور آج کسی بھائی کی ضرورت پورا کرنے کی وجہ سے روزِ قیامت قدموں میں رسوخ پیدا ہو جائے، جس دن ہر کسی کے پاؤں پھسل رہے ہوں گے۔ آخر میں بدخلقی کی مذمت کرتے ہوئے اسے اعمالِ صالحہ کے حق میں ضرر رساں قرار دیا ہے۔

دوسروں کے لیے اسی چیز کو ترجیح دینا، جو خود کو پسند ہو

(٢٥٩٤)۔ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ أُسَيْدٍ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَهُ: ((أَحِبَّ لِلنَّاسِ مَا تُحِبُّ لِنَفْسِكَ۔)) (الصحيحة: ٧٢)

حضرت یزید بن اسید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: ''جو چیز اپنے لیے پسند کرتے ہو، وہی لوگوں کے لیے پسند کرو۔''

تخریج: رواه البخاري في "التاريخ الكبير": ٢/ ٤/ ٣١٧/ ٣١٥٥، وعبد بن حميد في "المنتخب من المسند": ٥٣/ ٢، وابن سعد: ٧/ ٤٢٨، والقطيعي في "الجزء المعروف بالألف دينار": ٢٩/ ٢، والحاكم: ٤/ ١٦٨

شرح:......اس سے مراد ہر وہ خیر و بھلائی ہے، جو بندہ اپنے لیے پسند کرتا ہے۔ یعنی اگر ایک آدمی اخروی مقاصد کو پورا کرنے والا اور دنیوی نعمتوں سے متصف ہو، تو اسے چاہئے کہ وہ کوشش کرے کہ اس کے باقی اسلامی بھائی بھی ان صلاحیتوں سے متصف ہوں یا کم از کم اس چیز کی تمنا تو کرے۔

ذہن نشین رہے کہ محبت کی دو قسمیں ہیں: (۱) طبعی اور (۲) کسبی۔

طبعی محبت انسان کو طبعی طور پر اپنے قرابتداروں اور محسنوں سے ہوتی ہے، یہ محبت انسان کا کمال اور طرۂ امتیاز

نہیں، کیونکہ تقریباً تمام حیوانات بھی اس صفت سے متصف نظر آتے ہیں۔

کسبی محبت سے مراد مومنوں کا آپس میں تعلق اور دوستی ہے، جیسا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بالخصوص مہاجرین و انصار کے مابین تھی، یہ دینی محبت صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ہوتی ہے، اس سے کوئی دنیوی مفاد اور غرض وابستہ نہیں ہوتی۔ ایسی محبت کو نہ صرف شریعتِ اسلامیہ میں سراہا گیا ہے، بلکہ ایمان و ایقان کی علامت قرار دیا گیا ہے، یاد رہے کہ ایسی محبت و الفت صرف نیک اور صالح لوگوں سے ہوتی ہے۔

اس حدیث میں جس محبت اور پسند کا حکم دیا گیا ہے، وہ کسبی محبت ہے، کیونکہ زیادہ تر یہ دیکھا گیا ہے کہ جن لوگوں کے پاس اعلی دنیوی وسائل موجود ہیں، وہ یہ نہیں چاہتے کہ دوسرے لوگ بھی ایسے وسائل سے متصف ہو سکیں۔ اس لیے اس حدیث پر عمل کرتے ہوئے اس کے تمام تقاضے پورے کرنے کے لیے اپنے آپ کو مجبور کیا جائے گا۔ مثلا دوسرے بھائیوں کو ایسے مشورے دینا کہ وہ اعلی صلاحیتوں سے کیسے متصف ہو سکتے ہیں، ان کو اپنی اولاد کی تعلیم و تادیب کے لیے کیا کرنا چاہئے اور اسی طرح دوسروں کے لیے خیر و بھلائی کی دعائیں کرنا۔

اس حدیث مبارکہ کا اشد تقاضا یہ بھی ہے کہ حسد، کینہ، بغض، کدورت اور دھوکہ دہی جیسے مذموم خصائل سے اجتناب کیا جائے اور ایک مسلمان جس شرّ وفساد کو اپنے لیے ناپسند کرتا ہے، اسے دوسروں کے لیے بھی ناپسند کرے۔

اچھا شگون لینا

دورِ جاہلیت میں بعض اسباب کے ذریعے سے نیک شگونی یا بدشگونی لینا عام تھا، مثلا سفر کا ارادہ کرنے والا کسی پرندے کو اڑاتا، اگر وہ دائیں جانب اڑ جاتا، تو وہ اسے سفر بخیر کی علامت سمجھتے ہوئے سفر شروع کر دیتا، اور اگر وہ پرندہ بائیں جانب اڑ جاتا تو وہ اسے منحوس سفر کی علامت سمجھ کر اپنا ارادہ ترک کر دیتا۔ کئی اور علامتیں بھی مقرر تھیں۔ یہ سب امور ممنوع اور حرام ہیں۔ محض کسی بات کے اتفاقیہ طور پر صحیح نکل آنے سے ان تمام خرافات کا جواز ثابت نہیں ہوگا۔ جلبِ منفعت یا دفعِ مضرت میں ان چیزوں کی کوئی تاثیر نہیں۔ یہ سب ظن و تخمین اور اٹکل پچو کی باتیں ہیں، جن پر اعتبار اور اعتماد کرنا جہالت، گمراہی اور توہم پرستی ہے۔

لیکن شریعت نے اچھی بات سن کر اچھا شگون لینے کو جائز قرار دیا ہے، جس کی بنا پر انسان اللہ تعالیٰ سے حسنِ ظن قائم کر لیتا ہے، جو ایک مستحسن امر ہے، جیسا کہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((لَا عَدْوٰی وَلَا طِیَرَةَ وَیُعْجِبُنِی الْفَأْلُ۔)) ...... ''نہ کوئی بیماری متعدی ہے اور نہ کوئی بدشگونی (کی حقیقت ہے)، لیکن مجھے ''فال'' اچھی لگتی ہے۔'' صحابہ نے پوچھا: ''فال'' کیا ہوتی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((کَلِمَةٌ طَیِّبَةٌ۔)) ...... ''اچھی بات (کا سننا اور اس سے خیر کی امید وابستہ کر لینا)۔ (بخاری، مسلم)

ایک روایت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نیک فال کو ((اَلْکَلِمَةُ الْحَسَنَةُ۔)) فرمایا، جس پر امام کرمانی نے لکھا: اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے فطرت میں نیک فال کی محبت رکھ دی ہے، جیسا کہ خوش کن منظر اور صاف پانی کو دیکھنے

سے راحت محسوس ہوتی ہے، اگر چہ اس پانی کو استعمال نہ کیا ہو۔ (عون المعبود)

مثال کے طور پر کوئی شخص کسی جائز کاروبار یا سفر کا ارادہ کرتا ہے، اس کا ہر دوست بالخصوص نیک بزرگ اس کے اس اقدام کو سراہتے ہیں، اس کیلیے دعائے خیر کرتے ہیں اور اس کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں یا اس کام کے لیے استعمال ہونے والے تمام اسباب بآسانی میسر ہو جاتے ہیں۔ وہ ان تمام امور سے یہ نتیجہ نکالتا ہے کہ ایسے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا یہ کام اللہ تعالی کو پسند ہے، نتیجتاً وہ اللہ تعالی کے بارے میں حسنِ ظن قائم کر لیتا ہے، اس کو اچھا شگون کہتے ہیں، بہر حال مستقبل میں اسے اللہ تعالی کی طرف سے کسی قسم کی آزمائش کا خطرہ بھی رہتا ہے۔ معلوم ہوا کہ نیک شگون محض حسنِ ظن کا دوسرا نام ہے، نہ کہ مستقبل میں خطرات کے ٹل جانے کی گارنٹی ہے۔

مسلمان کا شیوہ اچھی فال لینا ہے، نہ کہ بدشگونی لینا، اس لیے جب کوئی مسلمان کسی جائز کام کا عزم کر لیتا ہے تو کوئی بدشگونی اسے نہیں روک سکتی، کیونکہ اس کا یہ پختہ عقیدہ ہوتا ہے کہ نفع و نقصان کے معاملات میں حقیقی مؤثر صرف اللہ تعالی ہے۔ دراصل اچھی فال لینے کو مستحسن قرار دے کر پسِ پردہ اس امر کی بھی ترغیب دلائی گئی ہے کہ ہر مسلمان کو دوسرے مسلمانوں اور ان کے جائز اقدامات کے بارے میں اچھی بات ہی منہ سے نکالنی چاہئے اور اچھی بات ہی سننی چاہئے، جس سے لوگ نیک فال اخذ کریں اور ایسی بات کرنے سے اجتناب کرنا چاہئے کہ جس سے لوگ کراہت محسوس کریں اور اس سے ان کے دلوں میں بدفالی کا اندیشہ پیدا ہو۔

واضح ہو گیا ہے کہ مسلمان بدشگونی اور بد فالی لیتے ہوئے اپنے عزم کو منحوس نہیں سمجھتا، بلکہ مستقبل کے امور اور نفع و نقصان کو اللہ تعالی کے سپرد کر کے اپنے ارادے کی عملی تکمیل کی طرف گامزن رہتا ہے، یہ بات ذہن نشین رہے کہ بسا اوقات بدشگونی پر مشتمل فرسودہ خیالات کسی کو اپنے گھیراؤ میں لے سکتے ہیں، لیکن اسے اللہ تعالی پر بھروسہ کرتے ہوئے ان کو اپنے دل و دماغ سے نکال پھینکنا چاہئے، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((ذَالِكَ شَيْءٌ يَجِدُوْنَهُ فِي صُدُوْرِهِمْ ، فَلَا يَصُدُّهُمْ۔)) (مسلم) ...... ''یہ (بدشگونی) ایسی چیز ہے جسے لوگ اپنے سینوں میں محسوس تو کرتے ہیں، لیکن یہ ان کو اپنے کاموں (اور منصوبوں) سے نہ روکنے پائے۔''

(٢٥٩٥)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ سَمِعَ كَلِمَةً فَأَعْجَبَتْهُ ، فَقَالَ: ((أَخَذْنَا فَأْلَكَ مِنْ فِيْكِ۔))

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک بات سنی، وہ آپ ﷺ کو بڑی پسند آئی، سو آپ نے فرمایا: ''ہم نے تیرے نیک شگون کو معتبر سمجھا ہے۔''

(الصحيحة:٧٢٦)

تخريج: أخرجه أبوداود: ٢/ ١٥٨-١٥٩ ، وأحمد: ٢/ ٣٨٨ ، وابن السني: ٢٨٦ ، والحسن بن علي الجوهري: ٢٨/ ١

شرح:...... وضاحت نہیں ہے کہ یہ بات کس امر کے بارے میں تھی، البتہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: إِنَّ

النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُعْجِبُهُ إِذَا خَرَجَ لِحَاجَتِهِ أَنْ يَسْمَعَ: يَا رَاشِدُ يَا نَجِيحُ۔ (ترمذی)...... جب آپ ﷺ کسی حاجت کے سلسلہ میں نکلتے تو پسند کرتے کہ (اپنے اس خروج کے بارے میں لوگوں سے یہ کہتے ہوئے) سنیں: اے راہِ مستقیم کو پانے والے! اے (اپنی حاجت میں) کامیاب ہونے والے۔

یعنی آپ ﷺ کی یہ تمنا ہوتی تھی کہ کوئی آدمی آپ کی اس تگ و دو کو سراہے اور آپ کو آپ کی حاجت پوری ہونے کا مژدہ سنائے۔

(٢٥٩٦)۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيْهِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا أَبْرَدْتُّمْ إِلَيَّ بَرِيْداً فَابْعَثُوْهُ حَسَنَ الْوَجْهِ حَسَنَ الْإِسْمِ۔)) (الصحيحة:١١٨٦)

عبد اللہ بن بریدہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میری طرف پیغام رساں بھیجو تو خوش رو اور خوش اسم آدمی کا انتخاب کیا کرو۔“

تخريج: أخرجه البزار في "مسنده" صـ ٢٤٢۔ زوائده

(٢٥٩٧)۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيْهِ مَرْفُوْعاً: ((إِذَا أَبْرَدْتُّمْ إِلَيَّ بَرِيْدًا فَابْعَثُوْهُ حَسَنَ الْوَجْهِ، حَسَنَ الْإِسْمِ۔)) (الصحيحة:٤٠٣٤)

عبد اللہ بن بریدہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میری طرف کوئی پیغام رساں بھیجو تو خوبصورت چہرے اور خوبصورت نام والے آدمی کو بھیجا کرو۔“

تخريج: أخرجه البزار في "مسنده"

شرح:...... قانونِ فطرت ہے کہ خوش ہیئت، خوش رو، خوش لباس، خوش اخلاق اور خوش اسم انسان سے ملاقات کر کے طبعی مسرت محسوس ہوتی ہے اور ایسی شخصیت کے بارے میں یہی حسنِ ظن ہوتا ہے کہ وہ کسی پریشانی کا باعث نہیں بنے گی، بلکہ اس کی مجلس یا اس کا پیغام خوش آئند اور مسرت رساں ہوگا۔ ایسی صفات سے متصف آدمی کوئی پیغام لے کر آرہا ہو تو اس کے بارے میں یہی حسنِ ظن قائم کیا جا سکتا ہے کہ یہ کسی فتح کا مژدہ سنائے گا یا کسی اور خوشکن خبر کا سبب بنے گا۔ یہی معاملہ نبی کریم ﷺ کا تھا کہ آپ کو نیک شگون اور اچھی فال اچھی لگتی تھی۔

اجازت لینے کا طریقہ

(٢٥٩٨)۔ عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَنِي عَامِرٍ: أَنَّهُ اسْتَأْذَنَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: أَأَلِجُ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِخَادِمِهِ: ((أُخْرُجِيْ إِلَيْهِ، فَإِنَّهُ لَا يُحْسِنُ الْإِسْتِئْذَانَ، فَقُوْلِي: فَلْيَقُلْ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ، أَأَدْخُلُ۔))

بنو عامر قبیلے کا ایک آدمی بیان کرتا ہے کہ اس نے نبی کریم ﷺ سے اجازت طلب کرتے ہوئے کہا: میں اندر آ سکتا ہوں؟ آپ ﷺ نے اپنی خادمہ کو حکم دیتے ہوئے فرمایا: ”اس آدمی کا اجازت طلب کرنے کا انداز اچھا نہیں ہے، اس لیے اس کے پاس جا کر اسے بتلاؤ کہ یوں کہہ کر (اجازت

(الصحيحة: ١١٧٠) طلب کیا کر): السلام علیکم، میں داخل ہو سکتا ہوں؟"

تخريج: أخرجه أحمد: ٥/ ٣٦٨و ٣٦٩، وأبوداود: ٢/ ٣٣٩، والبخاري في "الادب المفرد": ١٠٨٤

(٢٥٩٩)- عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَنِي عَامِرٍ: أَنَّهُ اسْتَأْذَنَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ فِي بَيْتٍ فَقَالَ: أَلِجُ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أُخْرُجْ إِلَى هٰذَا فَعَلِّمْهُ الْإِسْتِئْذَانَ، فَقُلْ لَهُ: قُلْ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ أَدْخُلُ.)) فَسَمِعَهُ الرَّجُلُ فَقَالَ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ، أَأَدْخُلُ؟ فَأَذِنَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ فَدَخَلَ. (الصحيحة: ٨١٩)

نبی کریم ﷺ گھر میں تشریف فرما تھے کہ بنو عامر قبیلے کے ایک آدمی نے اجازت طلب کرتے ہوئے کہا: میں اندر آ جاؤں؟ آپ ﷺ نے (اپنے خادم) سے فرمایا: "اس شخص کے پاس جاؤ اور اسے اجازت طلب کرنے کا طریقہ سکھاؤ اور اسے بتلاؤ کہ ان الفاظ کے ساتھ اجازت طلب کرنی چاہئے: السلام علیکم، کیا میں اندر آ جاؤں؟۔" اس آدمی نے یہ ساری بات سن لی اور (عمل کرتے ہوئے) کہا: السلام علیکم، میں اندر آ سکتا ہوں؟ پس آپ ﷺ نے اسے اجازت دے دی اور وہ اندر آ گیا۔

تخريج: أخرجه ابن شيبة: ٨/ ٦٠٦/ ٥٧٢٤ وعنه أبوداود: ٥١٧٧، وعنه وعن غيره البيهقي في "السنن": ٨/ ٣٤٠، والنسائي: ٢٨٠/ ٣١٦

شرح: ...... معلوم ہوا کہ اجازت لینے والا یوں کہے: اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ، کیا میں اندر آ سکتا ہوں؟ آجکل لوگ اجازت طلب کرنے کے لیے صرف (May, I come in sir?) کہتے ہیں، ایسوں کو پہلے اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ کہنا چاہئے، تاکہ نبیٔ مہربان کہ سنتِ مبارکہ پر عمل ہو سکے اور رحمت و سلامتی کی دعا کا تبادلہ بھی ہو جائے۔

انسان اپنے خلوت خانے میں بعض ایسے جائز امور میں مصروف ہوتا ہے کہ وہ نہیں چاہتا کہ کوئی اسے اس حالت میں دیکھے۔ عورتوں کے بالخصوص غیر محرم عورتوں کے اور میاں بیوی کے معاملات تو بالکل واضح ہیں، بعض اوقات کسی مرد کے پاس بھی بعض وجوہات کی بنا پر بغیر اجازت کے جانا مناسب نہیں ہوتا۔ ایک شخص کا واقعہ ہے کہ وہ ہمیشہ چادر وغیرہ سے پردہ کر کے شلوار تبدیل کیا کرتا تھا، کوئی دوسرا فرد ہو یا نہ ہو، ایک دن اس نے خلوت میں پردہ کئے بغیر کپڑے تبدیل کرنا شروع کئے، اچانک ایک آدمی باہر سے بلا اجازت گھس آیا، نتیجتاً دونوں کو ندامت ہوئی۔

اسلام نے اس قسم کی ندامتوں سے بچنے کے لیے اجازت کا اصول سختی کے ساتھ رائج کیا ہے۔

(٢٦٠٠)- عَنْ رَجُلٍ مِّنْ بَنِي عَامِرٍ جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: أَأَلِجُ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِلْجَارِيَةِ: ((أُخْرُجِي فَقُوْلِي لَهُ: قُلْ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ، أَأَدْخُلُ، فَإِنَّهُ لَمْ يُحْسِنِ

بنو عامر قبیلے کا ایک آدمی نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور کہا: میں اندر آ جاؤں؟ نبی ﷺ نے اپنی لونڈی سے فرمایا: "اس آدمی نے اچھے انداز میں اجازت طلب نہیں کی، لہٰذا جاؤ اور اسے کہو کہ یوں کہا کرو: السلام علیکم، میں اندر آ سکتا ہوں۔"

اَلاِسْتِئْذَانَ۔)) قَالَ: فَسَمِعْتُهَا قَبْلَ أَنْ تَخْرُجَ إِلَى الْجَارِيَةُ فَقُلْتُ: اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ، أَأَدْخُلُ؟ فَقَالَ: ((وَعَلَيْكَ أُدْخُلْ۔)) قَالَ: فَدَخَلْتُ فَقُلْتُ: بِأَيِّ شَيْءٍ جِئْتَ؟ فَقَالَ: ((لَمْ آتِكُمْ إِلَّا بِخَيْرٍ، أَتَيْتُكُمْ لِتَعْبُدُوْا اللّٰهَ وَحْدَهُ لَاشَرِيْكَ لَهُ، وَتَدَعُوْا عِبَادَةَ اللَّاتِ وَالْعُزّٰى، وَتُصَلُّوْا فِي اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ خَمْسَ صَلَوَاتٍ، وَتَصُوْمُوْا فِي السَّنَةِ شَهْراً، وَتَحُجُّوْا هٰذَا الْبَيْتَ، وَتَأْخُذُوْا مِنَ مَالِ أَغْنِيَائِكُمْ فَتَرُدُّوْهَا عَلٰى فُقَرَائِكُمْ۔ لَقَدْ عَلِمَ اللّٰهُ خَيْراً، وَإِنَّ مِنَ الْعِلْمِ مَالَا يَعْلَمُهُ إِلَّا اللّٰهُ، خَمْسٌ لَّايَعْلَمُهُنَّ إِلَّا اللّٰهُ ﴿إِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ وَمَاتَدْرِي نَفْسٌ مَاذَا تَكْسِبُ غَدًا وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوْتُ﴾)) (الصحيحة:٢٧١٢)

اس آدمی نے خود یہ بات سن لی اور لونڈی کے پہنچنے سے پہلے کہا: السلام علیکم، میں اندر آ سکتا ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”وعلیک (اور تجھ پر بھی ہو)، آ جاؤ۔“ میں آپ کے پاس گیا اور پوچھا: آپ کون سی چیز لے کر آئے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”میں تمھارے پاس خیر ہی لے کر آیا ہوں، میں تمھارے پاس اس لیے آیا ہوں کہ تم اللہ تعالی کی عبادت کرو، جو اکیلا ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں اور لات اور عزی (جیسے بتوں) کی عبادت ترک کر دو اور دن رات میں پانچ نمازیں پڑھو اور سال میں ماہِ (رمضان) کے روزے رکھو اور بیت اللہ کا حج کرو اور غنی لوگوں سے (زکوۃ کا) مال لے کر اسے فقرا میں تقسیم کر دو۔ بیشک اللہ تعالی نے خیر و بھلائی پر مشتمل باتیں سکھائی ہیں اور وہ بھی علم ہے جو صرف اللہ تعالی ہی جانتا ہے، پانچ چیزیں ہیں جو صرف اللہ تعالی جانتا ہے: ”بیشک اللہ تعالی ہی کے پاس قیامت کا علم ہے، وہی بارش نازل فرماتا اور جو ماں کے پیٹ میں ہے اسے وہی جانتا ہے، کوئی بھی نہیں جانتا کہ وہ کل کیا کچھ کرے گا، نہ کسی کو یہ معلوم ہے کہ وہ کس زمین میں مرے گا۔ یاد رکھو کہ اللہ تعالی ہی پورے علم والا ہے اور صحیح خبروں والا ہے۔“ (سورۂ لقمان:۳۴)۔“

تخريج: أخرجه البخاري في "الأدب المفرد": ١٠٨٤، وأحمد: ٥/ ٣٦٨

شرح:...... امام البانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اجازت لینے کی ابتدا سلام سے ہونی چاہیے، یہ موضوع کئی احادیث سے ثابت ہوتا ہے۔

جو آدمی سلام کہنے سے پہلے اجازت لیتا ہے، اس کے بارے میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: لا يؤذن له حتى يبدأ بالسلام۔ ...... اسے اس وقت تک اجازت نہ دی جائے، جب تک سلام سے ابتدا نہ کرے۔ (الأدب المفرد للبخاري: ١٠٦٦)

امام عطا کہتے ہیں: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: جب کوئی آدمی السلام علیکم کہے بغیر کہے: میں اندر آ جاؤں۔ تو تم کہو: نہیں، پہلے چابی لاؤ۔ میں نے کہا: چابی سے مراد سلام ہے؟ انھوں نے کہا: جی ہاں۔ (الأدب المفرد للبخاري:

١٠٦٧ و ١٠٨٣)۔ (صحيحه: ٢٧١٢)

(٢٦٠١)۔ عَنْ كَلْدَةَ بْنِ حَنْبَلٍ ، قَالَ: إِنَّ صَفْوَانَ بْنَ أُمَيَّةَ بَعَثَهُ بِلَبَنٍ وَلِبَأً ، وَضَغَابِيْسَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَالنَّبِيُّ ﷺ بِأَعْلَى الْوَادِيْ ، قَالَ: فَدَخَلْتُ عَلَيْهِ وَلَمْ أُسَلِّمْ وَلَمْ أَسْتَأْذِنْ ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ : ((إِرْجِعْ فَقُلْ: اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ أَأَدْخُلُ؟)) (الصحيحة:٨١٨)

کلدہ بن حنبل کہتے ہیں: صفوان بن امیہ نے مجھے دودھ، کھیس اور چھوٹے کھیرے دے کر نبی کریم ﷺ کے پاس بھیجا، آپ ﷺ وادی کے اوپر والے حصے میں تھے، میں نے سلام کہا اور اجازت طلب کئے بغیر آپ ﷺ کے پاس چلا گیا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''واپس لوٹ جا اور (پہلے) اس طرح کہہ: السلام علیکم، کیا میں اندر آ جاؤں؟''

تخريج: أخرجه أحمد: ٣/ ٤١٤ ، وأبوداود: ٥١٧٦ ، والترمذي: ٢/ ١١٨-١١٩ ، والنسائي في "عمل اليوم": ٢٧٩/ ٣١٥ ، والبيهقي في "الشعب": ٦/ ٤٣٩-٤٤٠

شرح:...... معلوم ہوا کہ اگر کوئی آدمی مکمل طریقے سے اجازت طلب نہ کرے، تو تربیت کے لیے اسے واپس بھیجا جائے، تاکہ آئندہ کے لیے اسے تنبیہ ہو جائے۔

(٢٦٠٢)۔ عَنْ جَابِرٍ مَرْفُوْعاً: ((لَا تَأْذَنُوْا لِمَنْ لَمْ يَبْدَأْ بِالسَّلَامِ۔)) (الصحيحة:٨١٧)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو سلام سے ابتدا نہیں کرتا، اسے اجازت مت دو۔''

تخريج: رواه أبونعيم في "أخبار أصبهان": ١/ ٣٥٧ ، وابو يعلى

شرح:...... سلام، اسلام کا سنہری اصول ہے، جس میں ایک مسلمان دوسرے کے لیے سلامت و سلامتی اور رحمت و برکت کی دعا کرتا ہے اور پس پردہ اپنے غیر مضرّ ہونے کی خبر دیتا ہے۔ سلام کی اہمیت کو سامنے رکھتے ہوئے اور اس سے اعراض کرنے والے کو تنبیہ کرنے کے لیے آپ ﷺ نے یہ شعار نہ اپنانے والے کو اجازت دینے سے منع فرما دیا۔

(٢٦٠٣)۔ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ وَغَيْرِهِ ، قَالَ أَبُوْ سَعِيْدٍ كُنْتُ فِي مَجْلِسٍ مِنْ مَجَالِسِ الْأَنْصَارِ ، إِذْجَاءَ أَبُوْ مُوْسَى كَأَنَّهُ مَذْعُوْرٌ ، فَقَالَ: اسْتَأْذَنْتُ عَلَى عُمَرَ ثَلَاثاً فَلَمْ يُؤْذَنْ لِيْ ، فَرَجَعْتُ ، فَقَالَ: مَامَنَعَكَ؟ قُلْتُ: اسْتَأْذَنْتُ ثَلَاثاً فَلَمْ يُؤْذَنْ لِي فَرَجَعْتُ ، وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا

ابوسعید وغیرہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ نے کہا: میں انصاریوں کی مجلس میں بیٹھا تھا، اچانک حضرت ابوموسی رضی اللہ عنہ، جو خوفزدہ اور سہمے ہوئے تھے، وہاں پہنچے اور کہا: میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس جانے کے لیے تین دفعہ اجازت طلب کی، لیکن مجھے اجازت نہ دی گئی، اس لیے میں واپس چل دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے پوچھا: تجھے کس چیز نے روک دیا ہے؟ میں نے کہا: میں نے تین دفعہ اجازت

اسْتَـأْذَنَ أَحَـدُكُـمْ ثَلاثـاً فَلَمْ يُؤْذَنْ لَـهُ، فَـلْيَـرْجِـعْ۔)) فَـقَالَ: وَاللّٰهِ! لَتُقِيمَنَّ عَلَيْهِ بَيِّـنَةً۔ أَمِـنْـكُمْ أَحَدٌ سَمِعَهُ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ؟ فَـقَالَ أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ: وَاللّٰهِ! لا يَقُومُ مَعَكَ إِلَّا أَصْـغَـرُ الْـقَوْمِ، فَكُنْتُ أَصْغَرَ الْقَوْمِ، فَـقُـمْتُ مَعَهُ، فَأَخْبَرْتُ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ ذٰلِكَ۔ (الصحيحة: ٣٤٧٤)

طلب کی، لیکن مجھے اجازت نہ دی گئی، اس لیے واپس جانے لگا، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی آدمی (کسی سے) تین دفعہ اجازت طلب کرے اور اسے اجازت نہ ملے تو وہ واپس چلا جائے۔'' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: بخدا! تجھے اس حدیث پر شاہد پیش کرنا پڑے گا، (وگرنہ......)۔ اب تم یہ بتاؤ کہ کیا کسی نے یہ حدیث نبی کریم ﷺ نے سنی ہے؟ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم! اس مجلس میں سے تیرے ساتھ وہی کھڑا ہوگا جو سب سے چھوٹا ہے۔ میں (ابو سعید) سب سے چھوٹا تھا۔ میں ان کے ساتھ گیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بتلایا کہ میں نے بھی یہ حدیث نبی کریم ﷺ سے سنی تھی۔

تـخـريـــج: أخرجه البخاري: ٦٢٤٥، ومسلم: ٦/ ١٧٧۔ ١٧٩، وأبوداود: ٥١٨٠۔ ٥١٨٤، والترمذي: ٢٦٩٠، والدارمي: ٢/ ٢٧٤، وابن ماجه: ٣٧٠٦، وابن حبان: ٥٧٧٦، وأحمد: ٣/ ٦، ١٩

شــرح:...... معلوم ہوا کہ تین دفعہ اجازت طلب کی جائے، جواب نہ ملنے کی صورت میں گھر والوں کو زیادہ تنگ نہ کیا جائے اور واپس چلے جانا چاہیے، موجودہ دور میں سلام نہ سنائی دینے کی صورت میں تین دفعہ گھنٹی بجائی جائے۔ البتہ گھر والوں کو چاہیے کہ ان کی گھنٹی کی آواز ایسی نہ ہو جس سے شریعت نے منع کر رکھا ہے۔

(٢٦٠٤)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: كُنْتُ أَخْدِمُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَكُنْتُ أَدْخُلُ عَلَيْهِ بِغَيْرِ إِذْنٍ فَجِئْتُ ذَاتَ يَوْمٍ فَدَخَلْتُ عَلَيْهِ، فَـقَـالَ: ((وَرَاءَ كَ يَـا بُـنَـيَّ! إِنَّهُ قَدْ حَدَثَ أَمْرٌ، فَلا تَدْخُلْ عَلَيَّ إِلَّا بِإِذْنٍ۔)) (الصحيحة: ٢٩٥٧)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت کیا کرتا تھا اور بلا اجازت آپ کے پاس چلا جاتا تھا۔ ایک دن میں آیا اور (حسبِ عادت) سیدھا اندر چلا گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''بیٹا! پیچھے چلے جاؤ۔ نیا حکم نافذ ہو چکا ہے، (آئندہ) اجازت کے بغیر مجھ پر داخل نہ ہونا۔''

تخريج: أخرجه البخاري في "الأدب المفرد": ٨٠٧، والطحاوي في "شرح المعاني": ٢/ ٣٩٣، وأحمد: ٣/ ١٩٩، ٢٠٩، ومن طريقه الحافظ المزّي في "تهذيب الكمال": ١١/ ٢٣٩، والبيهقي في "الشعب": ٦/ ١٦٤۔ ١٦٥

محبوب ترین نام

(٢٦٠٥)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ: وُلِدَ لِـرَجُلٍ هُنَا غُلَامٌ، فَقَالُوْا: مَانُسَمِّيْهِ؟ فَقَالَ

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ایک آدمی کا بچہ پیدا ہوا۔ لوگ کہنے لگے کہ اس کا کیا نام رکھیں؟ نبی کریم ﷺ

النَّبِيُّ ﷺ: ((سَمُّوْهُ بِأَحَبِّ الْأَسْمَاءِ إِلَيَّ حَمْزَةَ بْنِ عَبْدِالْمُطَّلِبِ۔)) نے فرمایا: ''اس کا وہ نام رکھو، جو مجھے سب سے زیادہ محبوب ہے، یعنی حمزہ بن مطلب۔''

(الصحيحة:٢٨٧٨)

تخريج: أخرجه الحاكم :٣/ ١٩٦

شرح:...... امام البانی رحمہ اللہ نے درج بالا اور درج ذیل احادیث میں جمع وتطبیق کی یہ صورت پیش کی ہے کہ پہلے آپ نے سیدنا جابر والی حدیث بیان کی، اس کے بعد سیدنا عبد الوهاب اور سیدنا انس والی احادیث کی وحی موصول ہوئی۔ (صحیحه : ٢٨٧٨)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اَحَبُّ الْأَسْمَاءِ اِلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ: عَبْدُ اللّٰهِ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ))(مسلم)

''اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ محبوب نام عبداللہ اور عبدالرحمٰن ہیں۔''

سیدنا انس کی اِس حدیث میں ''والحارث'' کا بھی ذکر ہے (الكامل لابن عدی : ٢/٨، مسند لا بن عدی : ٧٣٩/٢، صحيحه : ٩٠٤)

سیدنا ابووهب جشمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((تَسَمَّوْا بِأَسْمَاءِ الْاَنْبِيَاءِ وَأَحَبُّ الْأَسْمَاءِ اِلَى اللّٰهِ عَبْدُ اللّٰهِ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ وَاَصْدَقُهَا حَارِثٌ وَ هَمَّامٌ، وَاَقْبَحُهَا حَرْبٌ وَ مُرَّةَ۔)) (ابوداود، نسائی)...... انبیا کے ناموں پہ نام رکھا کرو اور اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ پسندیدہ نام عبداللہ اور عبدالرحمٰن ہیں اور سب سے سچے نام ہمام اور حارث ہیں اور سب سے قبیح نام حرب اور مرہ ہیں۔''

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ آپ ﷺ کو ''حمزہ'' نام بہت پسند تھا، لیکن بعد میں اللہ تعالیٰ کے جو پیغامات وصول ہوئے، ان میں درج ذیل ناموں کو پسندیدہ قرار دیا گیا:

عبداللہ، عبدالرحمٰن، انبیائے کرام کے نام، ہمام، حارث۔ بہرحال اول الذکر دو نام ہر لحاظ سے برتر اور فائق ہیں۔

عبداللہ اور عبدالرحمٰن کی احبیت کا معاملہ واضح ہے کہ ان ناموں میں اللہ تعالیٰ کے اوصافِ واجبہ اور بندوں کے وصف عبودیت کا ذکر ہے، حارث کے معانی ''کمائی کرنے والے'' اور ہمّام کے معانی ''غموں والا، ارادے کا پکا، صاحبِ عزم وہمت، کام کو کر گزرنے والا'' کے ہیں۔ جو آدمی ان صفات سے متصف ہوگا اور اس کا نام بھی یہی ہوگا، تو یہ نام اس کے حق میں سچے قرار پائیں گے۔ انبیائے کرام اور رسل عظام کے اسمائے مبارکہ کی فضیلت بھی واضح ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی برگزیدہ اور منتخب ہستیاں تھیں۔ لہٰذا اپنے بچوں کا نام رکھتے وقت ان کے اسما کا انتخاب کیا جائے۔ جبکہ حرب کے معانی ''لڑائی'' اور مرہ کے معانی ''کڑوا، تلخ'' کے ہیں، یہ الفاظ معنی کے اعتبار سے مناسب نام معلوم نہیں ہوتے اور ان میں خوش فالی کی کوئی علامت نہیں پائی جاتی۔

بدترین نام

(٢٦٠٦)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((أَخْنَعُ اسْمٍ عِنْدَ اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ رَجُلٌ تَسَمّٰى مَلِكَ الْأَمْلَاكِ۔)) (الصحيحة:٩١٥)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''سب سے برا نام، جس پر روزِ قیامت اللہ تعالی کے ہاں شرمندگی ہو گی، یہ ہے کہ آدمی اپنے آپ کو ''مَلِکُ الْأَمْلَاک'' (بادشاہوں کا بادشاہ) کہلوائے۔''

تخريج: أخرجه أحمد: ٢/ ٢٤٤، والحميدي: ١١٢٧، ومسلم: ٦/ ١٧٤، وأبوداود: ٢/ ٣٠٩، من طريق أحمد، والحاكم: ٤/ ٢٧٤، وأخرجه البخاري: ١٠/ ٤٨٥ ايضا، والترمذي: ٤/ ٢٩

شرح:...... اللہ تعالی کو عجز وانکساری بہت پسند اور فخر وغرور اور تکبر سخت ناپسند ہے۔ بادشاہوں کا بادشاہ کہلانے میں عاجزی کے بجائے تکبر کا اظہار ہے۔ علاوہ ازیں یہ صفت صرف اللہ تعالی کی ہے، اس سے دوسروں کو متصف کرنا کسی لحاظ سے مستحسن نہیں ہے۔

امام مبارکپوریؒ نے کہا: امام حمیدی نے ''اَخْنَعُ'' کا معنی ''سب سے زیادہ ذلیل'' کیا ہے اور امام سفیان نے ''مَلِكُ الْاَمْلَاكِ'' کا معنی ''شاہانِ شاہ'' بیان کر کے یہ تنبیہ کی ہے کہ حدیث مبارکہ کا مفہوم یہ نہیں کہ صرف لفظ ''مَلِكُ الْاَمْلَاكِ'' منع ہے، بلکہ جو لفظ ایسے معنوں پر مشتمل ہوگا، وہ کسی بھی زبان کا ہو، اس حدیث کی روشنی میں اس کا استعمال مخلوق کے لیے منع ہوگا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سخت وعید ہونے کی وجہ سے ''مَلِكُ الْاَمْلَاكِ'' نام رکھنا حرام ہے اور اس لفظ پر قیاس کرتے ہوئے ''خَالِقُ الْخَلْق''، ''اَحْكَمُ الْحَاكِمِيْن''، ''سُلْطَانُ السَّلَاطِيْن'' اور ''اَمِيْرُ الْاُمَرَاءِ'' نام رکھنا بھی ممنوع ہے، بلکہ یہ بھی کہا گیا ہے کہ جو اسماء اللہ تعالی کے ساتھ خاص ہیں، اس حدیث پر قیاس کرتے ہوئے مخلوق کو ان کے ساتھ موسوم نہیں کیا جا سکتا، جیسے رحمٰن، قدوس، جبّار۔ (تحفة الاحوذي)

یہ نام کیوں ممنوع ہے، اس کی وجہ اس حدیث میں بیان کی گئی ہے: ((أَغْيَظُ رَجُلٍ عَلَى اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَاَخْبَثُهُ، وَاَغْيَظُهُ عَلَيْهِ، رَجُلٌ كَانَ يُسَمّٰى مَلِكَ الْأَمْلَاكِ، لَا مَلِكَ اِلَّا اللّٰهُ۔)) (مسلم) ...... ''روزِ قیامت اللہ تعالی کے نزدیک سب سے زیادہ ناراضگی والا، خبیث ترین اور سب سے زیادہ غیظ وغضب کا مستحق وہ آدمی ہو گا جو اپنا نام ''ملک الاملاک'' (بادشاہوں کا بادشاہ) رکھتا ہے، حالانکہ اللہ تعالی کے علاوہ کوئی بادشاہ نہیں ہے۔''

اچھے اور برے لوگوں کی علامتیں

(٢٦٠٧)۔ عَنْ أَبِي سَعِيْدِ الضَّحَّاكِ بْنِ قَيْسِ الْفِهْرِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((إِذَا أَتَى الرَّجُلُ الْقَوْمَ

حضرت ابو سعید ضحاک بن قیس فہری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''جب کوئی آدمی کسی قوم کے پاس جاتا ہے اور وہ (رضامندی کا

فَقَالُوْا: مَرْحَباً فَمَرْحَباً بِهٖ يَوْمَ يَلْقٰى رَبَّهٗ وَإِذَا أَتَى الرَّجُلُ الْقَوْمَ، فَقَالُوْا لَهٗ قَحْطاً فَقَحْطًا لَهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔)) (الصحيحة:١١٨٩)

اظہار کرتے ہوئے) اسے خوش آمدید کہتے ہیں، تو جس دن ایسا آدمی اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرے گا اس دن بھی اسے خوش آمدید کہا جائے گا اور اگر کوئی آدمی کسی قوم کے پاس جائے اور وہ (ناخوشگواری کا اظہار کرتے ہوئے) اسے دھتکار دے تو روزِ قیامت بھی اسے دھتکار دیا جائے گا۔''

تخريج: أخرجه الحاكم: ٣/ ٥٢٥، والطبراني في "الكبير" و "الاوسط"

شرح:...... دراصل اس حدیث میں فرزندانِ امت کی شہادت کا ذکر ہے، کہ جس کو وہ اچھا سمجھتے ہیں، اللہ تعالیٰ بھی اس کو اچھا سمجھتے ہیں اور جس کو وہ برا سمجھتے ہیں، اللہ تعالیٰ بھی اس کو برا سمجھتا ہے، جیسا کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((أَيُّمَا مُسْلِمٍ شَهِدَ لَهٗ أَرْبَعَةٌ بِخَيْرٍ أَدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ۔)) ...... ''جس مسلمان کی خیر و بھلائی کی شہادت چار مسلمان دے دیں، اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں داخل کر دے گا۔'' (بخاری) پھر آپ ﷺ نے تین اور دو افراد کا بھی تذکرہ کیا۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب صحابہ نے ایک میت کا تذکرۂ خیر اور دوسرے کا تذکرۂ شر کیا تو اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((مَنْ اَثْنَيْتُمْ عَلَيْهِ خَيْرًا وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ وَمَنْ اَثْنَيْتُمْ عَلَيْهِ شَرًّا وَجَبَتْ لَهُ النَّارُ، اَنْتُمْ شُهَدَاءُ اللّٰهِ فِي الْاَرْضِ، اَنْتُمْ شُهَدَاءُ اللّٰهِ فِي الْاَرْضِ، اَنْتُمْ شُهَدَاءُ اللّٰهِ فِي الْاَرْضِ (وَفِي رِوَايَةٍ: وَالْمُؤْمِنُوْنَ شُهَدَاءُ اللّٰهِ فِي الْاَرْضِ)) (بخاری، مسلم) ...... ''جس میت کی تم نے اچھی تعریف کی، اس کے لیے جنت واجب ہو گئی اور جس کا تم نے تذکرۂ شر کیا، اس کے لیے آگ واجب ہو گی۔ (دراصل) تم لوگ زمین میں اللہ تعالیٰ کے گواہ ہو، تم لوگ زمین میں اللہ تعالیٰ کے گواہ ہو، تم لوگ زمین میں اللہ تعالیٰ کے گواہ ہو (اور ایک روایت میں ہے: مومن زمین میں اللہ تعالیٰ کے گواہ ہیں)۔''

اگرچہ اس حدیثِ مبارکہ کا تعلق میت سے ہے، لیکن مقصودِ کلام فرزندانِ امت کی گواہی ہے۔ ہاں امام البانی نے ان گواہوں سے مراد اس میت کے حالات کو پہچاننے والے اہل علم، اہل صلاح اور سچے مسلمان لیے ہیں۔ (احکام الجنائز) بہرحال اتنی بات ضرور ہے کہ اس شہادت کی بنیاد اسلامی عادات و خصائل کی بنا پر ہے۔ یعنی نماز، روزہ، تلاوت، ذکر و اذکار، احترامِ انسانیت، خدمتِ انسانیت، صدقہ و خیرات، اخلاقِ حسنہ اور غریب نوازی جیسے اسلامی احکام کو اپنانے کی وجہ سے لوگوں کی شہادت کا مستحق بننا۔

ظاہری مرتبت کا پاس و لحاظ کرنا

(٢٦٠٨)۔ قَالَ: ((إِذَا أَتَاكُمْ كَرِيْمُ قَوْمٍ فَأَكْرِمُوْهُ۔)) رُوِيَ مِنْ حَدِيْثِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب تمھارے پاس کسی قوم کا کوئی معزز آدمی آئے تو اس کی عزت کیا کرو۔'' یہ حدیث حضرت

عُمَرَ، وَجَرِيرُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ الْبَجَلِيِّ، وَجَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ، وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ، وَمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ، وَعَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ، وَأَبِي رَاشِدٍ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدٍ، وَأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ۔

(الصحيحة:١٢٠٥)

عبد اللہ بن عمر، حضرت جریر بن عبد اللہ بجلی، حضرت جابر بن عبد اللہ، حضرت ابو ہریرہ، حضرت عبد اللہ بن عباس، حضرت معاذ بن جبل، حضرت عدی بن حاتم، حضرت ابو راشد عبد الرحمٰن بن عبد اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہم سے مروی ہے۔

تخريج: (١)أما حديث ابن عمر؛ فأخرجه ابن ماجه: ٢/ ٤٠٠، وابن عدى: ١٧٨/ ١، والبيهقى: ٨/ ١٦٨

(٢)۔ أما حديث جرير؛ فأخرجه الطبرانى فى "المعجم الكبير": ١/ ١٠٩/ ١، ١/ ١١٣/ ١ و "المعجم الصغير": صـ ١٦٤، وابن عدى: ق ١٠٢/ ١، والبيهقى، والخطيب فى "التاريخ": ١/ ١٨٨، وابو نعيم فى "الحلية": ٥/ ٢٠٥

(٣)۔ وأما حديث جابر؛ فأخرجه الحاكم: ٤/ ٢٩١

(٤)۔ وأما حديث أبى هريرة؛ فأخرجه ابن عدى: ق ١١٢/ ٢، والبزار فى "مسنده": صـ ٢٣٩

(٥)۔ وأما حديث ابن عباس؛ فأخرجه الطبرانى فى "المعجم الكبير": ١/ ١٣٦/ ٢، والعقيلى فى "الضعفاء": ٣٢٢

(٦)۔ وأما حديث معاذ؛ فأخرجه ابن عدى: ٢٢٠/ ٢

(٧)۔ وأما حديث عدى بن حاتم؛ فأخرجه القضاعى: ٦٥/ ٢، والعقيلى: ٤٥١، وابن عساكر فى "تاريخ دمشق": ١١/ ٢٤٧/ ٢

(٨)۔ وأما حديث راشد؛ فأخرجه الدولابى فى "الكنى": ٢/ ٣١، وابن عساكر فى "تاريخ دمشق": ١٠/ ٢١/ ٢۔ ٢٢/ ١

(٩)۔ وأما حديث أنس؛ فرواه ابن ابى حاتم: ٢/ ٢٤٢

شرح:...... جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شاہِ روم ہرقل کی طرف خط لکھا تو اسے ''عظیم الروم'' کا لقب دیا تھا۔ اسلام نے اہل اسلام کے لیے دورِ جدید کے تمام تقاضے پورے کئے ہیں اور احترامِ انسانیت کا سب مذاہب سے بڑھ کر درس دیا ہے۔

ظاہر بات ہے کہ قوموں اور خاندانوں کے سربراہ اور معزز لوگ اپنے آپ کو عزت وعظمت اور اکرام و احترام کا مستحق سمجھتے ہیں اور اگر ان کے مقام و مرتبے کا خیال نہ رکھا جائے تو وہ اس چیز کو شدت سے محسوس کرتے ہیں۔ اسلام نے ان کی اس طبیعت کا خیال رکھا اور عوام الناس کی بہ نسبت ان کے ساتھ تکلف برتنے کا حکم دیا۔ اس معاملے میں اسلام

کی خواہش تو یہی ہوگی کہ ایسے لوگ اہل اسلام سے متاثر ہو کر مشرف باسلام ہو جائیں یا کم از کم اسلام کے خلاف ہرزہ سرائی کرنا ترک کر دیں۔

محبوب کو محبت کی خبر دینا

(٢٦٠٩)۔ عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِيْ كَرِبَ مَرْفُوْعاً ((إِذَا أَحَبَّ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ فَلْيُعْلِمْهُ أَنَّهُ يُحِبُّهُ۔)) (الصحيحة :٤١٧)

حضرت مقدام بن معدی کرب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی اپنے بھائی سے محبت کرے تو اسے بتلا دینا چاہئے کہ وہ اس سے محبت کرتا ہے۔“

تـخـريـج: أخرجه البخاري في "الأدب المفرد": ٥٤٢، وأبوداود: ٢/ ٣٣٣، والترمذي: ٢/ ٦٣، وابن حبان: ٢٥١٤، والحاكم: ٤/ ١٧١، وأحمد: ٤/ ١٣٠، وابن السني: ١٩٣

(٢٦١٠)۔ عَنْ أَبِيْ ذَرٍّ مَرْفُوْعاً: ((إِذَا أَحَبَّ أَحَدُكُمْ صَاحِبَهُ فَلْيَأْتِهِ فِي مَنْزِلِهِ، فَلْيُخْبِرْهُ بِأَنَّهُ يُحِبُّهُ لِلّٰهِ عَزَّوَجَلَّ۔)) (الصحيحة:٧٩٧)

حضرت ابوذر سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب تم میں کوئی اپنے ساتھی سے محبت کرے تو وہ اس کے گھر جائے اور اسے بتلا دے کہ وہ اس سے اللہ عزوجل کے لیے محبت کرتا ہے۔“

تـخـريـج: رواه ابن المبارك في "الزهد": ٨٨/ ١ من الكواكب٥٧٥ و٧١٢۔طبع الهند، ومن طريقه أحمد: ٢/ ١٤٥

(٢٦١١)۔ عَنْ مُجَاهِدٍ، قَالَ: لَقِيَنِي رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ، فَأَخَذَ بِمَنْكِبَيَّ مِنْ وَّرَائِي، قَالَ: أَمَا إِنِّي أُحِبُّكَ، قُلْتُ: أَحَبَّكَ الَّذِي أَحْبَبْتَنِي لَهُ، فَقَالَ لَوْلَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِذَا أَحَبَّ الرَّجُلُ الرَّجُلَ فَلْيُخْبِرْ أَنَّهُ أَحَبَّهُ۔)) لَمَا أَخْبَرْتُكَ۔ قَالَ: ثُمَّ أَخَذَ يَعرِضُ عَلَيَّ الْخِطْبَةَ، قَالَ: أَمَا إِنَّ عِنْدَنَا جَارِيَةً، أَمَا إِنَّهَا عَوْرَاءُ۔ (الصحيحة:٤١٨)

مجاہد (تابعی) کہتے ہیں: ایک صحابیٔ رسول کی مجھ سے ملاقات ہوئی، اس نے پیچھے سے میرے کندھے پکڑے اور کہنے لگا: آگاہ رہو! میں تم سے محبت کرتا ہوں۔ میں نے کہا: وہ ذات تجھ سے محبت کرے کہ جس کی خاطر تو نے مجھ سے محبت کی ہے۔ صحابی رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث نہ سنی ہوتی تو تجھے اپنی محبت کی اطلاع نہ دیتا: ”جب کسی آدمی کو کسی سے محبت ہو تو وہ اسے بتا دے کہ وہ اس سے محبت کرتا ہے۔“ مجاہد کہتے ہیں: پھر صحابیٔ رسول نے مجھ پر ایک رشتہ پیش کرتے ہوئے کہا کہ ہمارے پاس ایک بچی ہے لیکن وہ کانی ہے۔

تخريج: أخرجه البخاري في "الأدب المفرد": ٧٩

شرح :...... اطلاع دینے کا مقصد یہ ہے کہ دوسرا شخص بھی آگاہ ہو جائے تا کہ یہ محبت دوطرفہ ہو جائے اور دونوں ایک دوسرے کے محبّ بھی بن جائیں اور محبوب بھی۔ اس شرعی محبت کے تقاضے یہ ہوتے ہیں کہ جس سے محبت ہو اس کی دینی رہنمائی کا اہتمام کیا جائے اور اس کی ہر ممکن اصلاح اور خیر خواہی کی جائے۔

امام خطابی نے اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے لکھا: دراصل یہ حدیث باہمی محبت و مودت اور چاہت و الفت کو اختیار کرنے پر آمادہ کر رہی ہے کیونکہ جب ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو یہ اطلاع دے گا کہ وہ اس سے اللہ تعالی کے لیے محبت کرتا ہے تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ بھی اس کی طرف مائل ہوگا اور اِس کے لیے اس کی محبت بھی کھنچی چلی آئے گی۔ مزید اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ اُسے علم ہوگا کہ یہ اس کا محبّ اور چاہنے والا ہے، تو وہ اس کی نصیحت قبول کرے گا، اس کے عیوب اور لغزشوں کو نہیں اچھالے گا، وگرنہ ممکن ہے کہ وہ اس کے بارے میں سوئے ظن میں مبتلا ہو جائے، جس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ وہ اس کی باتیں قبول نہیں کرے گا اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ دونوں میں بغض اور عداوت پیدا ہو جائے۔ (عون المعبود)

دعا کے آداب

(٢٦١٢)۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ: إِذَا أَرَادَ أَحَدُكُمْ أَنْ يَّسْأَلَ فَلْيَبْدَأْ بِالْمَدْحَةِ وَالثَّنَاءِ عَلَى اللّٰهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ، ثُمَّ لِيُصَلِّ عَلَى النَّبِيِّ ثُمَّ لِيَسْأَلْ بَعْدُ فَإِنَّهُ أَجْدَرُ أَنْ يَنْجَحَ۔ مَوْقُوْفٌ فِي حُكْمِ الْمَرْفُوْعِ۔ (الصحيحة: ٣٢٠٤)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جب کوئی آدمی (اللہ تعالی سے) سوال کرنے لگے تو وہ پہلے اللہ تعالی کی حمد و ثنا، جو اس کے لائق ہے، بیان کرے، پھر نبی ﷺ پر درود بھیجے، اس کے بعد دعا کرے۔ اس طرح کرنے سے ممکن ہوگا کہ وہ کامیاب ہو جائے (اور اپنی مطلوبہ چیز پا لے)۔ یہ موقوف حدیث، مرفوع کے حکم میں ہے۔

تخريج: فأخرجه عبدالرزاق في"المصنف": ١/ ٤٤١/ ١٩٦٤٢، ومن طريقه: الطبراني في"المعجم الكبير": ٩/ ١٧٠/ ٨٧٨٠

شرح :...... معلوم ہوا دعا کرنے والے کو چاہئے کہ وہ سب سے پہلے اللہ تعالی کی حمد و ثنا بیان کرے، پھر رسول اللہ ﷺ پر رحمت و برکت اور درود و سلام بھیجے، پھر اللہ تعالی سے اپنی دنیوی و اخروی ضروریات کا مطالبہ کرے، ایسا کرنے سے دعا کی قبولیت کا امکان زیادہ ہوگا۔

دعا نہ کرنے والا انتہائی عاجز اور غافل ہے

(٢٦١٣)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعاً: ((أَعْجَزُ النَّاسِ مَنْ عَجَزَ عَنِ الدُّعَاءِ وَأَبْخَلُ النَّاسِ مَنْ بَخِلَ بِالسَّلَامِ۔)) (الصحيحة:٦٠١)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”سب سے زیادہ بے بس وہ ہے جو دعا کرنے سے عاجز آ جائے اور سب سے بڑا بخیل وہ ہے جو سلام کرنے میں بخل سے کام لے۔“

تخریج: رواہ عبد الغنی المقدسی فی "کتاب الدعاء": ۱۴۱/ ۲، والطبرانی فی "المعجم الأوسط": ۲/ ۴۲/ ۵۷۲۱

شرح:...... اللہ تعالی اس اعتبار سے منفرد ہستی ہے کہ وہ اس بات پر زور دیتی ہے کہ لوگ اس کے سامنے دست سوال پھیلاتے رہیں اور وہ ان کے مطالبات پورے کرتی رہے۔ لیکن اگر کوئی شخص اس کی وسیع و عریض رحمت کے باوجود اُس سے مانگنے پر توجہ نہیں دھرے گا تو وہ یقیناً بے بس اور انتہائی کاہل تصور ہو گا۔

"اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ" اللہ تعالی کی طرف سے بابرکت اور پاکیزہ تحفہ ہے۔ اس کو محبت کا، محبت کو ایمان کا اور ایمان کو جنت کا ذریعہ قرار دیا گیا ہے، یہ ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان پر حق ہے۔ صحیح بخاری کی روایت کے مطابق اس کی ابتدا اس وقت سے ہوئی جب حضرت آدم علیہ السلام نے فرشتوں کو سلام کہا اور ان سے جواب بھی موصول کیا۔ "اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ" کہنے والے کو دس "اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہ" کہنے والے کو بیس اور "وَبَرَکَاتُہ" کا اضافہ کرنے والے کو تیس نیکیاں ملتی ہیں۔ (ابوداود، ترمذی) اسلام نے اپنے پیروکاروں کو ملاقات کے وقت یہ بہترین تحفہ عطا کیا ہے، جس میں ایک دوسرے کے لیے رحمت و سلامتی کی دعائیں کی جاتی ہیں، تمام آسمانی ادیان میں یہی سلام رائج رہا۔ کوئی تہذیب بھی اسلام کے اس قانون کا مماثل پیش نہ کر سکی۔ یہی وجہ ہے کہ سلام کا اہتمام نہ کرنے والے کو سب سے بڑا بخیل کہا گیا ہے۔

لیٹنے کے آداب

(۲۶۱۴)۔ عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: ((إِذَا اسْتَلْقَى أَحَدُكُمْ عَلٰى ظَهْرِهِ فَلَا يَضَعْ إِحْدٰى رِجْلَيْهِ عَلَى الْأُخْرٰى۔)) (الصحیحۃ: ۱۲۵۵)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب آدمی پیٹھ کے بل چت لیٹا ہوا ہو تو ایک ٹانگ کو دوسری پر نہ رکھے۔"

تخریج: أخرجه الترمذي: ۲/ ۱۲۷، والطحاوی فی "شرح المعانی": ۲/ ۳۶۰، واخرجه مسلم: ۶/ ۱۵۴ ولفظه: ((لایستلقین احدکم، ثم یضع احدی رجلیه علی الاخری۔))

(۲۶۱۵)۔ عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: نَهٰى أَنْ يَضَعَ (وَفِي رِوَايَةٍ: يَرْفَعَ) الرَّجُلُ إِحْدٰى رِجْلَيْهِ عَلَى الْأُخْرٰى۔ زَادَ فِي الرِّوَايَةِ الْأُخْرٰى۔ وَهُوَ مُسْتَلْقٍ عَلٰى ظَهْرِهِ۔ (الصحیحۃ: ۳۵۶۷)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس بات سے منع فرمایا کہ آدمی اپنی ایک ٹانگ کو دوسری ٹانگ پر رکھے۔ دوسری روایت میں ہے: اس حال میں کہ جب وہ پیٹھ کے بل چت لیٹا ہوا ہو۔

تخریج: أخرجه أبو داود في "سننه": ۴۸۶۵، وأخرجه مسلم، وأحمد: ۳/ ۳۴۹

شرح:...... آپ ﷺ نے ان احادیث مبارکہ میں جس صورت سے منع فرمایا ہے، یہ نہی اُس شخص کے لیے ہے جس کا ستر کھلنے اور بے پردگی ہونے کا اندیشہ ہو، اگر پردے کا مکمل اہتمام کیا ہوا ہو تو پھر اس طرح لیٹنے اور ٹانگ پر ٹانگ رکھنے میں کوئی حرج نہیں، جیسا کہ سیدنا عبد اللہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو مسجد میں چت لیٹے ہوئے دیکھا، آپ ﷺ نے اپنی ٹانگ دوسری ٹانگ پر رکھی ہوئی تھی۔ (بخاری، مسلم)

سلام عام کرنا

سلام کی ابتدا حضرت آدم علیہ السلام سے ہوئی، جیسا کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب اللہ تعالی نے حضرت آدم کو پیدا کیا تو فرمایا: جاؤ اور فرشتوں کی جماعت کو سلام کہو، پھر جو وہ جواب دیں، اسے غور سے سننا، کیونکہ وہی تیرا اور تیری امت کا سلام ہو گا۔ پس حضرت آدم نے جا کر السلام علیکم کہا اور فرشتوں نے السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہہ کر جواب دیا، یعنی انھوں نے ورحمۃ اللہ کا اضافہ کیا۔ (بخاری، مسلم)

ہر آسمانی دین میں یہی سلام رائج رہا، اسلام نے اس کو بدرجہ اکمل برقرار رکھا اور اس میں ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کے الفاظ کی زیادتی کو مستحب قرار دیا۔

قارئین کرام! اس موضوع پر جو احادیث آپ کے مطالعہ میں آئیں گی، شاید آپ کو یہ نظریہ قائم کرنا پڑے کہ ان کے بیسویں حصے پر بھی آپ کا عمل نہیں، آج کل گہری دوستی کا دعوی کرنے والوں کی مجالس سے تو یہ سنت مکمل طور پر رخصت ہو چکی ہے۔ (اللہ کی پناہ) بہر حال احادیث مبارکہ کے مطالعہ کے دوران اپنے طرزِ حیات کا ان سے ضرور موازنہ کریں۔

(٢٦١٦)۔ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ مَرْفُوْعاً: ((إِذَا اصْطَحَبَ رَجُلَانِ مُسْلِمَانِ فَحَالَ بَيْنَهُمَا شَجَرٌ أَوْ حَجَرٌ أَوْ مَدَرٌ فَلْيُسَلِّمْ أَحَدُهُمَا عَلَى الْآخَرِ وَيَتَبَادَلَانِ السَّلَامَ۔)) (الصحيحة: ٣٩٦٢)

حضرت ابو دردا رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب دو مسلمان آدمی اکٹھے جا رہے ہوں اور (چلتے چلتے) ان کے درمیان کوئی درخت یا کوئی پتھر یا کوئی مکان (یا ٹیلہ) حائل ہو جائے، تو وہ (جونہی دوبارہ ملیں) ایک دوسرے کو سلام دیں۔''

تخريج: أخرجه البيهقي في "شعب الأيمان": ٦/ ٤٥١/ ٨٨٦٠

(٢٦١٧)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِذَا لَقِيَ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ فَلْيُسَلِّمْ عَلَيْهِ، فَإِنْ حَالَتْ بَيْنَهُمَا شَجَرَةٌ أَوْ جِدَارٌ أَوْ حَجَرٌ ثُمَّ لَقِيَهُ فَلْيُسَلِّمْ عَلَيْهِ أَيْضًا۔)) (الصحيحة:١٨٦)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی شخص اپنے بھائی کو ملے تو اسے سلام کہے، اگر ان کے درمیان کوئی درخت یا دیوار یا پتھر حائل ہو جائے اور دوبارہ ملے تو پھر وہ اسے سلام کہے۔''

تخریج: رواہ أبوداود: ٥٢٠٠

شـرح:...... اس حدیث میں تھوڑے سے وقفے اور فاصلے پر بار بار سلام کرنے کا اثبات ہے، اس حدیث پر امام ابوداود نے یہ باب قائم کیا ہے: باب فی الرجل یفارق الرجل ثم یلقاہ أیسلم علیه؟ ...... اگر ایک آدمی دوسرے آدمی سے جدا ہو کر دوبارہ ملے، تو کیا وہ سلام کہے گا؟ (ابوداود)

امام البانی رحمہ اللہ مذکورہ مقام پر رقمطراز ہیں: "مُسِیْءُ الصَّلَاۃ" والی مشہور حدیث، جو سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، اس حدیث کا شاہد ہے اور وہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں داخل ہوئے، اتنے میں ایک آدمی داخل ہوا، اس نے (جلدی جلدی) نماز پڑھی اور پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور سلام کہا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے سلام کا جواب دیا اور فرمایا: چلے جاؤ اور دوبارہ نماز پڑھو، کیونکہ تم نے نماز نہیں پڑھی۔ وہ آدمی چلا گیا، لیکن پہلے کی طرح ہی نماز پڑھی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ گیا اور سلام کہا، (اس نے ایسے تین دفعہ کیا)۔

نواب صدیق حسن خان نے "نزل الابرار ص: ٣٥٠۔٣٥١" میں اس حدیث سے استدلال کرتے ہوئے کہا: جب ایک آدمی دوسرے کو سلام کہتا ہے، اور معمولی جدائی کے بعد جب دوبارہ ملاقات ہوتی ہے، تو اس کے لیے مسنون طریقہ یہ ہے کہ وہ دوبارہ سلام کہیں، ایسا دو دفعہ کرنا پڑے یا تین دفعہ یا زیادہ مرتبہ۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ والی حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مسجد میں بیٹھے ہوئے لوگوں کو سلام کہا جائے، یہی عمل مشروع ہے، اس کی مزید تائید اس حدیث سے بھی ہوتی ہے، جس میں یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسجدِ قبا تشریف فرما تھے، جب انصاری لوگ آئے تو انھوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کہا، یہ حدیث پہلے گزر چکی ہے۔

لیکن افسوس اس بات پر ہے کہ اِن دلائل کے باوجود بعض متعصب لوگ اس سنت کی کوئی پروا نہیں کرتے، وہ مسجد میں داخل ہوتے ہیں اور اہل مسجد پر سلام نہیں کرتے، اس پر مستزاد یہ کہ وہ ایسا کرنا مکروہ خیال کرتے ہیں۔ ہم نے جو کچھ بیان کیا ہے، شاید ان کے لیے اور دوسروں کے لیے باعثِ نصیحت بن جائے اور نصیحت لوگوں کو فائدہ ہی دیتی ہے۔ (صحیحہ: ١٨٦)

(٢٦١٨)۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اُعْبُدُوْا الرَّحْمٰنَ، وَأَطْعِمُوْا الطَّعَامَ، وَأَفْشُوْا السَّلَامَ، تَدْخُلُوْا الْجَنَّةَ بِسَلَامٍ۔))

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "رحمٰن کی عبادت کرتے رہو، کھانا کھلاتے رہو اور سلام عام کر دو، تم سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔"

(الصحیحة: ٥٧١)

تخریج: أخرجه البخاری فی "الأدب المفرد": ٩٨١، والترمذی: ٢/ ٣٤٠، والدارمی: ٢/ ١٠٩، وابن ماجه: ٣٦٩٤، وابن حبان: ١٣٦٠، وأحمد: ٢/ ١٧٠ و ١٩٦، وأبونعیم فی "الحلیة": ١/ ٢٨٧

(٢٦١٩)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعاً: ((أَعْجَزُ النَّاسِ مَنْ عَجَزَ عَنِ الدُّعَاءِ وَأَبْخَلُ النَّاسِ مَنْ بَخِلَ بِالسَّلَامِ۔)) (الصحيحة:٦٠١)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سب سے زیادہ بے بس وہ ہے جو دعا کرنے سے عاجز آ جائے اور سب سے بڑا بخیل وہ ہے جو سلام کرنے میں بخل سے کام لے۔''

تخریج: رواہ عبد الغنی المقدسی فی "کتاب الدعاء": ٢/ ١٤١، والطبرانی فی "المعجم الأوسط": ٢/ ٤٢/ ٥٧٢١

شرح:...... اللہ تعالی کی ہستی اس اعتبار سے منفرد ہے کہ اگر اس سے نہ مانگا جائے تو وہ ناراض ہوتی ہے، لیکن اس وسیع و عریض رحمت کے باوجود اگر کوئی انسان اُس سے مانگنے پر توجہ نہیں دھرتا تو وہ یقیناً بے بس اور انتہائی کاہل ہے۔

"اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ" اللہ تعالی کی طرف سے بابرکت اور پاکیزہ تحفہ ہے۔ اس کو محبت کا، محبت کو ایمان کا اور ایمان کو جنت کا ذریعہ قرار دیا گیا ہے، یہ ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان پر حق ہے۔ صحیح بخاری کی روایت کے مطابق اس کی ابتدا اس وقت سے ہوئی جب حضرت آدم علیہ السلام نے فرشتوں کو سلام کہا اور ان سے جواب بھی موصول کیا۔ "اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ" کہنے والے کو دس "اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰه" کہنے والے کو بیس اور "اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُه" کہنے والے کو تیس نیکیاں ملتی ہیں۔ (ابوداود، ترمذی) اسلام نے اپنے پیرکاروں کو ملاقات کے وقت یہ بہترین تحفہ عطا کیا ہے، جس میں ایک دوسرے کے لیے رحمت و سلامتی کی دعائیں کی جاتی ہیں، تمام آسمانی ادیان میں یہی سلام رائج رہا۔ کوئی تہذیب بھی اسلام کے اس قانون کا مماثل پیش نہ کر سکی۔

(٢٦٢٠)۔ عَنِ الْبَرَاءِ مَرْفُوْعاً: ((أَفْشُوْا السَّلَامَ تَسْلَمُوْا)) (الصحيحة:١٤٩٣)

حضرت براء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''سلام عام کرو، سلامتی سے رہو گے۔''

تخريج: رواه البخاري في "الأدب المفرد" ٤٧٧/ ١٢٦٦، وأحمد: ٤/ ٢٨٦، وأبو يعلي: ١٠١/ ٢، وابن حبان: ١٩٣٤، وأبونعيم في "أخبار أصبهان" ١/ ٢٧٧، وكذا العقيلي في "الضعفاء": ٣٦٥، وأبو حامد بن بلال النيسابوري في أحاديثه: ١٥/ ١، وعبد الرحيم الشرابي في "أحاديث أبي اليمان وغيره" ٨٣/ ١، والقضاعي: ٦١/ ١ عن قنان بن عبدالله عن عبدالرحمن بن عوسجة عن البراء مرفوعا۔ ومن هذا الوجه رواه الضياء في "المنتقي من مسموعاته بمرو" ٧١/ ١

شرح:...... ظاہر بات ہے کہ مسلمان بوقتِ ملاقات ایک دوسرے کے لیے سلامت و سلامتی اور رحمت و برکت کی دعائیں کریں گے تو نتیجتاً سلامتیاں ہی نصیب ہوں گے، دوسری احادیث کی روشنی میں سلام کی وجہ سے محبت بڑھے گی، ایمان میں اضافہ ہوگا اور جنت میں داخلہ نصیب ہوگا۔

(٢٦٢١)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ مَرْفُوْعاً: ((أَفْشُوْا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ

السَّلَامَ، وَأَطْعِمُوْا الطَّعَامَ، وَكُوْنُوْا إِخْوَاناً كَمَا أَمَرَكُمُ اللّٰهُ۔)) (الصحيحة:١٥٠١)

نے فرمایا: ''سلام عام کرو، کھانا کھلایا کرو اور اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق بھائی بھائی بن جاؤ۔''

تخريج: رواه النسائي في "القضاء" من "السنن الكبرى" له ٤/ ٤/ ٢، وابن ماجه: ٣٢٥٢، وأبو الحسن الحربي في "الحربيات" ١/ ١٨/ ١، وابن عدي في "الكامل" ١٥٧/ ١

(٢٦٢٢)۔ عَنْ زُرَارَةَ بْنِ أَوْفَى: حَدَّثَنِي عَبْدُاللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ قَالَ: لَمَا قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ الْمَدِيْنَةَ انْجَفَلَ النَّاسُ قِبَلَهُ وَقِيْلَ: وَقَدْ قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، قَدْ قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ، قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ (ثَلَاثاً) فَجِئْتُ فِي النَّاسِ لِأَنْظُرَ، فَلَمَّا تَبَيَّنْتُ وَجْهَهُ عَرَفْتُ أَنَّ وَجْهَهُ لَيْسَ بِوَجْهِ كَذَّابٍ، فَكَانَ أَوَّلُ شَيْءٍ سَمِعْتُهُ تَكَلَّمَ بِهِ اَنْ قَالَ: ((يَا أَيُّهَا النَّاسُ! أَفْشُوْا السَّلَامَ، وَأَطْعِمُوْا الطَّعَامَ، وَصِلُوْا الْأَرْحَامَ، وَصَلُّوْا بِاللَّيْلِ وَالنَّاسُ نِيَامٌ، تَدْخُلُوْا الْجَنَّةَ بِسَلَامٍ۔)) (الصحيحة:٥٦٩)

زرارہ بن اوفی کہتے ہیں کہ مجھے حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب نبی کریم ﷺ مدینہ میں آئے تو لوگ آپ ﷺ کی طرف امڈ آئے اور کہا جانے لگا: رسول اللہ ﷺ آ گئے ہیں، رسول اللہ ﷺ آ گئے ہیں، رسول اللہ ﷺ آ گئے ہیں۔ میں بھی آپ کو دیکھنے کے لیے آیا۔ جب میں نے آپ کا چہرہ بغور دیکھا تو سمجھ گیا کہ یہ جھوٹے آدمی کا چہرہ نہیں ہے۔ پہلی حدیث، جو آپ ﷺ نے ارشاد فرمائی اور میں نے سنی، یہ تھی: ''اے لوگو! سلام عام کرو، لوگوں کو کھانا کھلاؤ، رحموں کو ملاؤ (یعنی رشتہ داریوں کے حقوق ادا کرو) اور اس وقت اٹھ کر (تہجد کی) نماز پڑھو جب لوگ سوئے ہوئے ہوں، تم جنت میں سلامتی کے ساتھ داخل ہو جاؤ گے۔''

تخريج: أخرجه الترمذي: ٢/ ٧٩، والدارمي: ١/ ٣٤٠، وابن ماجه: ١٣٣٥، ٣٢٥١، وابن نصر في "قيام الليل": ١٧، والحاكم: ٣/ ١٣، ٤/ ١٦٠، وأحمد: ٥/ ٤٥١، وابن سعد في "الطبقات": ١/ ٢٣٥، وابن أبي شيبة في "المصنف": ٨/ ٥٣٦، ٦٢٤، ١٤/ ٩٥، والضياء في "المختارة": ٥٨/ ١٧٦/ ١-٢

شرح:...... سیدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ یہودیوں کے عالم تھے، بعد میں مشرّف باسلام ہو گئے تھے، انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے جو حدیث سب سے پہلے سنی اس میں سلام کو عام کرنے کا حکم تھا۔

(٢٦٢٣)۔ عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ السَّلَامَ إِسْمٌ مِنْ أَسْمَاءِ اللّٰهِ تَعَالىٰ وَضَعَهُ فِيالأَرْضِ، فَأَفْشُوْا السَّلَامَ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کے اسمائے (حسنی) میں ایک نام ''سلام'' ہے، جسے اللہ نے زمین میں نازل کیا، پس تم

بَيْنَكُمْ۔)) (الصحيحة: ١٨٤) آپس میں سلام کو عام کرو۔"

تخريج: رواه البخاري في "الأدب المفرد": ٩٨٩

شرح: ...... اللہ تعالیٰ کا ایک نام "سَلَام" ہے، اللہ تعالیٰ نے اسی لفظ کو مسلمانوں کے لیے بطورِ شعار زمین میں نازل فرما دیا اور اہلِ زمین کی ذمہ داری لگائی کہ وہ اس کو خوب پھیلا دیں۔

امام البانی رحمہ اللہ مذکورہ مقام پر لکھتے ہیں: آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ سلام کو عام کرنے کا جو حکم دیا گیا ہے، اس کا دائرہ بڑا ہی وسیع ہے، لیکن بعض افراد نے اس سنت سے بے توجہی و لاپرواہی اختیار کرتے ہوئے یا پھر اپنی جہالت و بے علمی کی بنا پر سلام کے دائرے کو تنگ کر دیا ہے۔ مثلا نمازی کو سلام کہنا، اکثر لوگوں کا یہ خیال ہے کہ نمازی کو سلام کہنا غیر شرعی ہے، بلکہ امام نوویؒ نے "الاذکار" میں کراہت کا لفظ بھی استعمال کیا ہے، حالانکہ صحیح مسلم کی شرح میں کہتے ہیں: "نمازی کا اشارہ کر کے سلام کا جواب دینا مستحب ہے۔" اور یہی سنت ہے، کئی احادیث نے یہ وضاحت کی ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ ﷺ کو نماز کی حالت میں سلام کہا، آپ ﷺ نے ان کے اس فعل کو برقرار رکھا اور ان کے سلام کا جواب بھی دیا......

(٢٦٢٤)۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ مَرْفُوْعاً: ((إِنَّ السَّلَامَ اسْمٌ مِنْ أَسْمَاءِ اللّٰهِ وَضَعَهُ اللّٰهُ فِي الْأَرْضِ، فَأَفْشُوْهُ فِيْكُمْ، فَإِنَّ الرَّجُلَ إِذَا سَلَّمَ عَلَى الْقَوْمِ فَرَدُّوْا عَلَيْهِ كَانَ لَهُ عَلَيْهِمْ فَضْلُ دَرَجَةٍ، لِأَنَّهُ ذَكَّرَهُمْ، فَإِنْ لَّمْ يَرُدُّوْا عَلَيْهِ رَدَّ عَلَيْهِ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِنْهُمْ وَأَطْيَبُ۔)) (الصحيحة: ١٦٠٧)

حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "سلام اللہ کے ناموں میں سے ایک نام ہے، جسے اس نے زمین میں نازل کیا، اس کو آپس میں پھیلاؤ۔ جب آدمی لوگوں پر سلام کرتا ہے اور وہ اسے جواب دیتے ہیں، تو سلام کرنے والے کو ان پر فضیلت حاصل ہوتی ہے، کیونکہ وہ ان کو یاد کراتا ہے اور اگر وہ جواب نہ دیں تو اسے ایسے (بندگانِ خدا) جواب دیتے ہیں جو ان سے بہتر اور پاکیزہ ہوتے ہیں۔"

تخريج: رواه الطبراني: رقم ١٠٣٩١، والبزار في "مسنده": رقم: ١٩٩٩، وابن حبان في "روضة العقلاء": صـ ٥٩

شرح: ...... امام البانی رحمہ اللہ نے کہا: "سلام کو عام کرنے کا مطلب یہ ہوا کہ نماز ادا کرنے والے، قرآن کی تلاوت کرنے والے اور کھانا کھانے والے کو بھی سلام کیا جائے۔"

اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ کیا وجہ ہے کہ بعض لوگوں نے اس سلسلے میں خود ساختہ قوانین وضع کیے اور انہی کے ہو کر رہ گئے، حالانکہ آپ ﷺ تو نماز میں بھی اشارہ کر کے سلام کا جواب دیتے تھے۔ ایک دفعہ میں چند ایسے افراد کے پاس گیا جو کھانا کھا رہے تھے، میں نے ان کو سلام کہا، آگے سے کسی نے جواب نہ دیا، ایک صاحب نے یہ کہنے کی جرأت کی کہ "کھانا کھانے والوں کو سلام نہیں کہنا چاہئے۔"

قارئین کرام! غور فرمائیں کہ کھانا کھانے والے نہ صرف گپ شپ سے محظوظ ہوتے ہیں، بلکہ بعض تو اول فول بکنے سے بھی باز نہیں رہتے، لیکن سلام کہنے یا سلام کا جواب دینے پر اتنی پابندی کیوں ہے؟

(٢٦٢٥)۔ عَنْ هَانِئٍ بْنِ يَزِيْدَ: قَالَ: قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! دُلَّنِي عَلٰى عَمَلٍ يُدْخِلُنِيَ الْجَنَّةَ، فَقَالَ: ((إِنَّ مِنْ مُوْجِبَاتِ الْمَغْفِرَةِ: بَذْلُ السَّلَامِ، وَحُسْنُ الْكَلَامِ)) (الصحيحة:١٠٣٥)

حضرت ہانی بن یزید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ایسا عمل بتائیں جو مجھے جنت میں داخل کر دے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سلام عام کرنا اور اچھا کلام کرنا ایسے اعمال ہیں جو بخشش کو واجب کر دیتے ہیں۔''

تخريج: رواه الخرائطي في "مكارم الأخلاق" صـ ٢٣

شـــرح:...... اگر سلام کے اجر وثواب سے متعلقہ وارد ہونے والی احادیث کا مطالعہ کیا جائے تو واقعی یہ عمل اللہ تعالی کی مغفرت کو واجب کرنے والا معلوم ہوتا ہے، یہ اسلام کا ہی خاصہ ہے کہ ملاقات کے وقت ایک دوسرے کے لیے سلامتیوں کی دعائیں بھی کی جائیں اور اللہ تعالی کی بخشش کا مستحق بھی ٹھہرا جائے۔

(٢٦٢٦)۔ عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ الْمُؤْمِنَ إِذَا لَقِيَ الْمُؤْمِنَ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ، وَأَخَذَ بِيَدِهِ فَصَافَحَهُ تَنَاثَرَتْ خَطَايَا هُمَا كَمَا يَتَنَاثَرُ وَرَقُ الشَّجَرِ۔)) (الصحيحة:٥٢٦، ٢٦٩٢)

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب ایک مومن دوسرے مومن سے ملتا ہے، اسے سلام کہتا ہے اور اس سے مصافحہ کرتا ہے تو اس کے گناہ درخت کے پتوں کی طرح جھڑ جاتے ہیں۔''

٥٢٦: تخريج: ذكره المنذري في "الترغيب": / ٢٧٠، ثم الهيثمي في "المجمع": ٨/ ٣٦ من رواية الطبراني في "الاوسط"

٢٦٩٢: تخريج: أخرجه الطبراني في "الأوسط": رقم۔ ٢٤٣۔ مصورتي

شـــرح:...... یہ مؤمن کا مقام و مرتبہ ہے کہ اس کو سلام کہنے اور اس سے مصافحہ کرنے سے گناہ جھڑنا شروع ہو جاتے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود بعض لوگ دور سے ہاتھ سے اشارہ کرنے اور ''جناب، ملک صاحب، گجر صاحب، چودھری صاحب، ڈاکٹر صاحب، وغیرہ'' کہنے پر اکتفا کرتے ہیں، حالانکہ محض اشاروں سے سلام و دعا کرنا یہودیوں کا انداز ہے۔ ہاں اگر مصافحہ نہ کر سکنے کی کوئی مجبوری ہو تو اشارہ کیا جا سکتا ہے، بشرطیکہ اشارے کے ساتھ السلام علیکم کہا جائے۔ جیسا کہ سیدہ اسما رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز مسجد سے گزرے اور وہاں عورتوں کی ایک جماعت بیٹھی ہوئی تھی، پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ کے اشارے سے سلام کیا۔ (ترمذی)

امام نوویؒ نے کہا: یہ اس صورت پہ محمول ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے الفاظ اور اشارہ دونوں کو جمع فرمالیا، یعنی منہ سے

السلام علیکم کے الفاظ ادا فرمائے اور ہاتھ کے ساتھ اشارہ بھی فرمایا اور اس تطبیق کی تائید ابوداود کی اس روایت سے ہوتی ہے، جس میں "فَسَلَّمَ عَلَيْنَا" (آپ نے ہمیں سلام کہا) کے الفاظ ہیں۔ (ریاض الصالحین)

(٢٦٢٧)۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((اَلسَّلَامُ اِسْمٌ مِنْ أَسْمَاءِ اللّٰهِ وَضَعَهُ فِي الْأَرْضِ، فَأَفْشُوْهُ بَيْنَكُمْ، فَإِنَّ الرَّجُلَ الْمُسْلِمَ إِذَا مَرَّ بِقَوْمٍ فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ فَرَدُّوْا عَلَيْهِ، كَانَ لَهُ عَلَيْهِمْ فَضْلُ دَرَجَةٍ فَإِنْ لَّمْ يَرُدُّوْا عَلَيْهِ رَدَّ عَلَيْهِ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِّنْهُمْ وَأَطْيَبُ۔)) (الصحيحة: ١٨٩٤)

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''سلام'' اللہ کا نام ہے، جسے اس نے زمین میں اتارا، پس تم آپس میں اسے عام کر دو، جب کوئی مسلمان آدمی کسی گروہ کے پاس سے گزرتا ہے اور ان پر سلام کرتا ہے اور وہ اس کے سلام کا جواب دیتے ہیں، تو سلام دینے والے کو ان پر فضیلت حاصل ہوتی ہے اور اگر وہ جواب نہ دیں تو اسے ایسی (ہستیاں) جواب دیتی ہیں جو ان سے زیادہ بہتر اور پاکیزہ ہوتی ہیں۔''

تخريج: أخرجه البزار: رقم۔ ١٩٩٩، والطبراني في "الكبير": ١٠٣٩١، ١٠٣٩٢

شرح: ...... جس کا تعلق اللہ تعالی سے گہرا اور پختہ ہوتا ہے، اس میں تواضع اور فروتنی بھی زیادہ ہوتی ہے، اس لیے سلام میں پہل کرنے کی سعادت بھی اسی کے حصے میں آتی ہے۔ چونکہ تبادلۂ سلام کا سبب سلام میں ابتدا کرنے والا ہی ٹھہرتا ہے، اس لیے اس کا اجروثواب سلام کا جواب دینے والوں کی بہ نسبت زیادہ ہے۔ اگر کسی کو اس کے سلام کا جواب موصول نہیں ہوتا، تو ایسے میں گھبرانے کی کوئی ضرورت نہیں، کیونکہ اللہ تعالی اس مجلس میں بیٹھے ہوئے لوگوں کی بہ نسبت پاکیزہ ہستیوں کو جواب دینے کا حکم دے دیتے ہیں۔

(٢٦٢٨)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَلسَّلَامُ قَبْلَ السُّؤَالِ، فَمَنْ بَدَأَكُمْ بِالسُّؤَالِ قَبْلَ السَّلَامِ فَلَا تُجِيْبُوْهُ۔)) (الصحيحة:٨١٦)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''سوال کرنے سے پہلے سلام ہوتا ہے، جس نے سلام سے پہلے سوال کرنا شروع کر دیا، اس کی فرمائش پوری نہ کرو۔''

تخريج:أخرجه ابن عدى فى "الكامل": ٢/٣٠٣

شرح: ...... معلوم ہوا کہ سلام نہ کرنے والے کے مطالبات پورے نہ کئے جائیں۔ یہ حدیث سلام کا اہتمام نہ کرنے والوں کے حق میں کسی وعید سے کم نہیں ہے۔

(٢٦٢٩)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَمُرُّ بِالْغِلْمَانِ فَيُسَلِّمُ عَلَيْهِمْ وَيَدْعُوْ لَهُمْ بِالْبَرَكَةِ۔))

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بچوں کے پاس سے گزرتے، انھیں سلام کہتے اور ان کے لیے برکت کی دعا کرتے۔

(الصحيحة:١٢٧٨)

تخريج: رواه ابن عساكر: ١٧/ ٤٤٥/ ٢، وأخرجه البخاري ١١/ ٢٧، ومسلم: ٧/ ٥، بلفظ: انه (انس) مر على صبيان، فسلم عليهم، وقال: كان النبي ﷺ يفعله۔

شرح:...... بچوں کو سلام کرنے میں بھی تواضع کا اظہار اور ان کی دلجوئی کا اہتمام ہے۔ علاوہ ازیں سلام کی اہمیت بھی ان پر واضح ہوتی ہے اور سب سے بڑھ کر یہ سنتِ رسول اور اسوہ پیغمبر ہے۔ اس لیے اس پر عمل کرنا ضروری ہے۔

یاد رہے کہ شریعت کا اصل قانون یہ ہے کہ چھوٹا بڑے کو سلام کہے، لیکن اس حدیثِ مبارکہ سے معلوم ہوتا ہے کہ بچوں کی تربیت کے لیے یہ فریضہ بڑوں کو ادا کرنا چاہیے۔

عورتوں کو سلام کہنا

(٢٦٣٠)۔ عَنْ جَرِيْرٍ، قَالَ: مَرَّ النَّبِيُّ ﷺ عَلٰى نِسْوَةٍ، فَسَلَّمَ عَلَيْهِنَّ۔))

(الصحيحة: ٢١٣٩)

سیدنا جریر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ عورتوں کے پاس سے گزرے اور انھیں سلام کہا۔

تخريج: أخرجه أحمد: ٤/ ٣٥٧، ٣٦٣، وابن السنى فى "عمل اليوم" ٢٢١، والطبرانى فى "الكبير": ١/ ١١٨

شرح:...... معلوم ہوا کہ عورتوں کو بھی سلام کہنا چاہیے، یہ صرف مردوں کی خاصیت نہیں ہے۔

سلام میں "وَمَغْفِرَتُهٗ" کا اضافہ

(٢٦٣١)۔ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ، قَالَ: كُنَّا إِذَا سَلَّمَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَيْنَا قُلْنَا: وَعَلَيْكَ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ وَمَغْفِرَتُهٗ۔

(الصحيحة:١٤٤٩)

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جب نبی کریم ﷺ ہمیں سلام دیتے تو ہم جوابا کہتے: وَعَلَيْكَ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ وَمَغْفِرَتُهٗ (اور آپ پر سلامتی ہو اور اللہ کی رحمت ہو، اس کی برکتیں ہوں اور اس کی مغفرت ہو)۔

تخريج: أخرجه البخاري في "التاريخ الكبير" ١/ ١/ ٣٣٠

شرح:...... اس حدیثِ مبارکہ سے پتہ چلا کہ سلام کہنے والے کو زیادہ سے زیادہ "اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ" کہنا چاہیے، البتہ جواب دینے والا "وَمَغْفِرَتُهٗ" کا اضافہ کرسکتا ہے۔ بعض لوگ جواب دیتے وقت "وجنت حلاله وجهنم حرامه" جیسے الفاظ کا اضافہ کرتے ہیں، شاید بارگاہِ ربّانی میں اس انداز کو سنت کے ساتھ مذاق سمجھ لیا جائے۔

بچوں کو سلام کہنا

(٢٦٣٢)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَمُرُّ بِالْغِلْمَانِ فَيُسَلِّمُ عَلَيْهِمْ وَيَدْعُوْ لَهُمْ بِالْبَرَكَةِ۔ (الصحيحة:١٢٧٨)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بچوں کے پاس سے گزرتے، انھیں سلام کہتے اور ان کے لیے برکت کی دعا کرتے۔

تخریج: رواه ابن عساكر: ١٧/ ٤٤٥/ ٢، وأخرجه البخاري: ١١/ ٢٧، ومسلم: ٧/ ٥، بلفظ: انه (انس) مر علی صبیان، فسلم علیهم، وقال: کان النبی ﷺ یفعله۔

شرح:...... عام دوسرے افراد کہ بہ نسبت بچوں کو سلام کرنے میں زیادہ تواضع کا اظہار اور ان کی دلجوئی کا اہتمام ہے۔ علاوہ ازیں ان پر بھی سلام کی اہمیت واضح ہوتی ہے۔ شریعت کا اصل قانون یہ ہے کہ چھوٹا بڑے کو سلام کہے، لیکن اس حدیثِ مبارکہ سے معلوم ہوتا ہے کہ بچوں کی تربیت کے لیے یہ فریضہ بڑوں کو ادا کرنا چاہیے۔

کلام سے پہلے سلام

(٢٦٣٣)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَلسَّلَامُ قَبْلَ السُّؤَالِ، فَمَنْ بَدَأَكُمْ بِالسُّؤَالِ قَبْلَ السَّلَامِ فَلَا تُجِيْبُوْهُ۔)) (الصحيحة:٨١٦)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”سوال کرنے سے پہلے سلام ہوتا ہے، جس نے سلام سے پہلے سوال کرنا شروع کر دیا، اس کی فرمائش پوری نہ کرو۔“

تخریج: أخرجه ابن عدی فی "الكامل": ٣٠٣/ ٢

شرح:...... اس میں سلام نہ کرنے والے کے لیے وعید ہے کہ اس کا مطالبہ ہی پورا نہ کیا جائے۔

مجلس سے جاتے وقت سلام کہنا

(٢٦٣٤)۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ مَرْفُوْعاً: ((إِذَا انْتَهٰى أَحَدُكُمْ إِلَى الْمَجْلِسِ، فَلْيُسَلِّمْ فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَقُوْمَ، فَلْيُسَلِّمْ، فَلَيْسَتِ الْأُوْلٰى بِأَحَقَّ مِنَ الآخِرَةِ۔)) (الصحيحة:١٨٣)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی شخص مجلس میں پہنچے تو سلام کرے اور جب اٹھ کر جانے لگے تب بھی سلام کرے، کیونکہ پہلا سلام دوسرے سے زیادہ فائق نہیں ہے (بلکہ دونوں کی اہمیت برابر ہے)۔“

تخریج: رواه البخاري في "الأدب المفرد": ١٠٠٧و١٠٠٨، وأبوداود: ٥٢٠٨، والترمذي: ٢/ ١١٨، والنسائي في "عمل اليوم والليلة": ٣٦٩-٣٧١، وكذا ابن السني في "عمله": ٤٤٤، والطحاوي في "المشكل": ٢/ ١٣٩، وابن حبان: ١٩٣٢و١٩٣٣، وأحمد: ٢/ ٢٣٠و٢٨٧و٤٣٩، والحميدي:

١١٦٢ ، وأبو يعلى في "مسنده": ٣٠٦/ ١ ، والفاكهي في "حديثه عن أبي يحى بن أبي ميسرة": ١/ ٥/ ٢

شـــرح :...... پہلا سلام تو وہ ہے جو مجلس میں پہنچتے وقت کیا جائے اور دوسرا وہ ہے جو مجلس سے اٹھتے وقت کیا جائے، دونوں سلام ضروری ہیں، ایک کی اہمیت دوسرے سے زیادہ یا ایک دوسرے سے فائق نہیں ہے، بلکہ دونوں ہی ضروری ہیں۔

امام البانی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں: بعض علاقوں میں مجلس سے جاتے وقت سلام کہنے کا کوئی اہتمام نہیں کیا جاتا، اہل علم اور طلبہ کو چاہیے کہ وہ اس سنت کا احیا کریں۔ جب علما و مشائخ، کلاس روم میں طلبہ کے پاس آئیں تو وہ سلام کہیں، اسی طرح واپس جاتے وقت بھی سلام کا اہتمام کریں، کیونکہ پہلا سلام دوسرے کی بہ نسبت زیادہ ضروری نہیں۔

سلام کے آداب

(٢٦٣٥)۔ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ شُبْلٍ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ: ((لِيُسَلِّمِ الرَّاكِبُ عَلَى الرَّاجِلِ وَلْيُسَلِّمِ الرَّاجِلُ عَلَى الْقَاعِدِ وَلْيُسَلِّمِ الْأَقَلُّ عَلَى الْأَكْثَرِ فَمَنْ أَجَابَ السَّلَامَ فَهُوَ لَهُ، وَمَنْ لَّمْ يُجِبْ فَلَاشَيْءَ لَهُ۔)) (الصحيحة: ٢١٩٩)

حضرت عبد الرحمن بن شبل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''سوار، پیدل چلنے والے کو، پیدل چلنے والا بیٹھنے والے کو اور قلیل تعداد والے کثیر تعداد والوں کو سلام کہا کریں۔ جس نے سلام کا جواب دیا تو اسے ثواب ملے گا اور جس نے جواب نہ دیا وہ اجر سے محروم رہے گا۔''

شــرح :...... اس موضوع پر دلالت کرنے والی اور بعد میں آنے والی احادیث کا خلاصہ یہ ہے کہ سوار پیدل چلنے والے کو، پیدل چلنے والا بیٹھنے والے کو، تھوڑی تعداد والے زیادہ تعداد والوں کو اور چھوٹی عمر والا بڑی عمر والے کو سلام کہے۔ ہمیں بھی چاہیے کہ دنیوی عہدوں اور رتبوں کو نظرانداز کر کے دربارِ نبوت کے مقرر کردہ طریقوں کے مطابق سلام کہیں۔ البتہ تربیت کے لیے بڑی عمر والے، چھوٹوں کو سلام کہہ سکتے ہیں، جیسا کہ نبی کریم ﷺ بچوں پر سلام کیا کرتے تھے۔

(٢٦٣٦)۔ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((يُسَلِّمُ الرَّاكِبُ عَلَى الْمَاشِيْ، وَإِذَا سَلَّمَ مِنَ الْقَوْمِ أَحَدٌ أَجْزَأَ عَنْهُمْ۔)) (الصحيحة: ١١٤٨)

حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سوار، پیدل چلنے والے کو سلام کرے گا اور جماعت میں سے ایک آدمی کا سلام کرنا سب کو کفایت کر جائے گا۔''

تخريج: أخرجه مالك: ٣/ ١٣٢

شــرح :...... اسلام، سہولتوں اور آسانیوں پر مشتمل مذہب ہے، یقیناً جماعت میں ہر ایک کو سلام کہنے اور ہر ایک کا جواب دینے میں مشقت تھی، تو یہ سہولت پیدا کر دی گئی کہ اگر ایک فرد سلام کہہ دے تو سب کا فریضہ ادا ہو جائے گا۔ یہ

قانون سلام کہنے والی اور سلام کا جواب دینے والی دونوں جماعتوں کے بارے میں ہے۔

(٢٦٣٧)۔ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ شُبْلٍ ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((يُسَلِّمُ الرَّاكِبُ عَلَى الرَّاجِلِ، وَالرَّاجِلُ عَلَى الْجَالِسِ، وَالْأَقَلُّ عَلَى الْأَكْثَرِ، فَمَنْ أَجَابَ السَّلَامَ كَانَ لَهُ وَمَن لَّمْ يُجِبْ فَلَا شَيْءَ لَهُ۔)) (الصحيحة: ١١٤٧)

حضرت عبد الرحمٰن بن شبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''سوار، پیدل چلنے والے کو، پیدل چلنا والا بیٹھے ہوئے کو اور قلیل تعداد والے کثیر تعداد والوں کو سلام کریں۔ جس نے سلام کا جواب دیا اسے اجر ملے گا اور جس نے جواب نہ دیا اسے اجر نہیں ملے گا۔''

تخريج: أخرجه البخاري في: الأدب المفرد" صـ ١٤٤ ، وأحمد: ٣/ ٤٤٤

(٢٦٣٨)۔ عَنْ فُضَالَةَ بْنُ عُبَيْدٍ مَرْفُوْعاً: ((يُسَلِّمُ الْفَارِسُ عَلَى الْمَاشِيْ، وَالْمَاشِيْ عَلَى الْقَاعِدِ وَالْقَلِيْلُ عَلَى الْكَثِيْرِ۔)) (الصحيحة: ١١٥٠)

حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''سوار پیدل چلنے والے کو، پیدل چلنے والا بیٹھنے والے اور کم تعداد والے زیادہ تعداد والوں کو سلام کریں۔''

تخريج: أخرجه البخاري في "الأدب المفرد" ١٤٥ ، والترمذي: ٢/ ١١٨ ، وأحمد: ٦/ ١٩

(٢٦٣٩)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعاً: ((يُسَلِّمُ الرَّاكِبُ عَلَى الْمَاشِيْ، وَالْمَاشِي عَلَى الْقَاعِدِ، وَالْقَلِيْلُ عَلَى الْكَثِيْرِ۔)) (الصحيحة: ١١٤٥)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''سوار، پیدل چلنے والے کو، پیدل چلنے والا بیٹھے ہوئے کو اور کم تعداد والے زیادہ تعداد والوں کو سلام کریں۔''

تخريج: أخرجه البخاري: ٧/ ١٢٧ ، ومسلم: ٧/ ٢ ، والبخاري أيضا في "الأدب المفرد" ١٤٤ و ١٤٥ ، وأبوداود: ٢/ ٣٤٣ ، وأحمد: ٢/ ٣٢٥ و ٥١٠

(٢٦٤٠)۔ عَنْ جَابِرٍ مَوْقُوْفًا: يُسَلِّمُ الرَّاكِبُ عَلَى الْمَاشِيْ، وَالْمَاشِيْ عَلَى الْقَاعِدِ، وَالْمَاشِيَانِ أَيُّهُمَا يَبْدَأُ بِالسَّلَامِ فَهُوَ أَفْضَلُ۔ (الصحيحة: ١١٤٦)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ موقوفاً بیان کرتے ہیں: سوار پیدل چلنے والے پر، پیدل چلنے والا بیٹھے ہوئے پر سلام کرے اور دو چلنے والوں میں سے جو سلام کرنے میں پہل کرے گا وہ افضل ہو گا۔

تخريج: أخرجه البخاري في "الأدب المفرد" ١٤٣ و ١٤٤ و ١٤٥ ، وابن حبان: ١٩٣٥

شرح:۔۔۔۔۔ ظاہر بات ہے کہ اسی باب کی دوسری احادیث کی روشنی میں یہ کہنا پڑے گا کہ اگر دو چلنے والوں کی عمروں میں فرق ہے تو چھوٹا بڑے کو سلام کہے گا اور ہم عمر ہونے کی صورت میں سلام میں پہل کرنے والا افضل ہو گا،

کیونکہ جس کا تعلق اللہ تعالیٰ سے گہرا اور پختہ ہوگا، اس میں تواضع اور فروتنی بھی زیادہ ہوگی، اس لیے سلام میں پہل کرنے کی سعادت بھی اسی کے حصے میں آئے گی۔

(٢٦٤١)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعاً: ((يُسَلِّمُ الصَّغِيْرُ عَلَى الْكَبِيْرِ، وَالْمَارُّ عَلَى الْقَاعِدِ، وَالْقَلِيْلُ عَلَى الْكَثِيْرِ۔)) (الصحيحة:١١٤٩)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''چھوٹا بڑے کو، چلنے والا بیٹھے ہوئے کو اور قلیل تعداد والے کثیر تعداد والوں کو سلام کریں۔''

تخريج: أخرجه البخاري: ٧/ ١٢٧، وأبوداود: ٢/ ٣٤٢۔ ٣٤٣، والترمذي: ٢/ ١١٨، و صححه، وأحمد: ٢/ ٣١٤

(٢٦٤٢)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِذَا لَقِيَ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ فَلْيُسَلِّمْ عَلَيْهِ، فَإِنْ حَالَتْ بَيْنَهُمَا شَجَرَةٌ أَوْ جِدَارٌ أَوْ حَجَرٌ ثُمَّ لَقِيَهُ فَلْيُسَلِّمْ عَلَيْهِ أَيْضاً۔)) (الصحيحة:١٨٦)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی شخص اپنے بھائی کو ملے تو اسے سلام کہے، اگر ان کے درمیان کوئی درخت یا دیوار یا پتھر حائل ہو جائے اور دوبارہ ملے تو پھر اسے سلام کہے۔''

تخريج: رواه أبوداود: ٥٢٠٠

شرح:...... اس میں تھوڑے سے وقفے اور فاصلے پر بار بار سلام کرنے کا اثبات ہے، اس حدیث پر امام نوویؒ نے یہ باب قائم کیا ہے: بَابُ اِسْتِحْبَابِ إِعَادَةِ السَّلَامِ عَلَى مَنْ تَكَرَّرَ لِقَاؤُهُ عَلَى قُرْبٍ بِأَنْ دَخَلَ ثُمَّ خَرَجَ ثُمَّ دَخَلَ فِي الْحَالِ أَوْ حَالَ بَيْنَهُمَا شَجَرَةٌ وَنَحْوُهَا۔ ...... بار بار سلام کے دوہرانے کے مستحب ہونے کا بیان، جیسے کوئی مل کر اندر گیا، پھر فوراً باہر آ گیا، باہر سے اندر گیا یا ان کے درمیان درخت اور اس قسم کی کوئی چیز حائل ہو گئی تو پھر سلام کرنا۔ (ریاض الصالحین)

(٢٦٤٣)۔ عَنْ أَبِي تَمِيْمَةَ الْهُجَيْمِيِّ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ قَوْمِهِ، قَالَ: طَلَبْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَلَمْ أَقْدِرْ عَلَيْهِ، فَجَلَسْتُ، فَإِذَا نَفَرٌ هُوَ فِيْهِمْ، وَلَا أَعْرِفُهُ، وَهُوَ يُصْلِحُ بَيْنَهُمْ فَلَمَّا فَرَغَ قَامَ مَعَهُ بَعْضُهُمْ، فَقَالُوْا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! فَلَمَّا رَأَيْتُ ذٰلِكَ قُلْتُ: عَلَيْكَ السَّلَامُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! عَلَيْكَ

ابو تمیمہ ہجیمی اپنی قوم کے ایک آدمی، جو صحابی تھے، سے روایت کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں: میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تلاش کیا، لیکن کامیاب نہ ہو سکا، میں بیٹھ گیا، اچانک ایک جماعت پر میری نظر پڑی، اس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی تھے، لیکن میں تو آپ کو جانتا نہیں تھا اور آپ ان کے درمیان صلح کروا رہے تھے، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم فارغ ہو کر چلے تو بعض لوگ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چل دیے، جب انھوں نے

السَّلامُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! عَلَيْكَ السَّلامُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((إنَّ عَلَيْكَ السَّلامُ تَحِيَّةُ الْمَيِّتِ۔)) ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيَّ فَقَالَ: ((إذَا لَقِيَ الرَّجُلُ أَخَاهُ الْمُسْلِمَ فَلْيَقُلْ: السَّلامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ۔)) ثُمَّ رَدَّ عَلَيَّ النَّبِيُّ ﷺ قَالَ: ((وَعَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَعَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ، وَعَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ۔)) (الصحيحة:١٤٠٣)

''یا رسول اللہ'' کہہ کر (آپ کو پکارا) تو مجھے یقین ہو گیا کہ یہی اللہ کے رسول ہیں۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! علَیک السّلام (آپ پر سلامتی ہو)، اے اللہ کے رسول! آپ پر سلامتی ہو، اے اللہ کے رسول! آپ پر سلامتی ہو۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''علَیک السّلام کے الفاظ کے ذریعے مردوں کو سلام کہا جاتا ہے۔'' پھر میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ''جب کوئی آدمی اپنے بھائی کو ملے تو کہے: اَلسَّلامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُه'' پھر آپ ﷺ نے میرے سلام کا جواب دیتے ہوئے کہا: ''اور تجھ پر سلام اور اللہ کی رحمت ہو، اور تجھ پر سلام اور اللہ کی رحمت ہو، اور تجھ پر سلام اور اللہ کی رحمت ہو۔''

تخريج: أخرجه الترمذي: ٣/ ٣٩٤، وابن السني في "عمل اليوم والليلة" ٢٣٣، ورواه ابوداود: ٢/ ١٦٤٤ بلفظ: ((لاتقل عليك السلام، فان عليك السلام تحية الموتى۔))

شرح:...... اس حدیث مبارکہ میں ''عَلَيْكَ السَّلَام'' کو مردوں کا سلام قرار دے کر اس سے منع کر دیا گیا ہے اور "السلام علیکم ......" کہنے کی تلقین کی گئی ہے، جبکہ آپ ﷺ نے ایک قبرستان میں جا کر خود "السلام علیکم......" ہی کہا؟

امام مبارکپوریؒ نے تطبیق کی یہ صورت بیان کی ہے: امام خطابی کہتے ہیں: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مردے کو "عَلَيْكَ السَّلَام" کہا جائے، جیسا کہ عام لوگوں کا معمول ہے، لیکن اشکال یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ خود ایک قبرستان میں تشریف لے گئے اور "السلام علیکم اهل دار قوم مؤمنین......" کہا اور زندوں کو سلام کہنے کا بھی یہی انداز ہے۔

دراصل دورِ نبوی میں اور اس سے پہلے والے لوگ جب اپنے مردوں کا تذکرہ کرتے ہوئے ان کو سلام پیش کرتے تھے تو وہ "عَلَيْكَ" سے شروع کرتے، نہ کہ "اَلسَّلام" سے۔ یہ حقیقت ان کے اشعار میں بھی بیان کی گئی ہے، مثلا ایک شاعر نے ایک میت کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا:

عَلَيْكَ سَلامٌ اللّٰهِ قَيْسُ بْنَ عَاصِمٍ وَ رَحْمَتُهٗ إنْ شَاءَ اَنْ يَّتَرَحَّمَا

اور شماخ نے کہا:

عَلَيْكَ سَلَامٌ مِنْ اَمِيْرٍ وَ بَارَكَتْ يَدُ اللّٰهِ فِيْ ذَاكَ الْاَدِيْمِ الْمُمَزَّقِ

ان دونوں اشعار میں مردوں کا تذکرہ کیا گیا اور ان کو سلام پیش کرتے ہوئے لفظ "عَلَيْكَ" کو مقدم کیا گیا ہے، نہ کہ "اَلسَّلَام" کو۔ نبی کریم ﷺ نے اس رواج کی مخالفت کی اور "السلام علیکم ......" کہنے کی تلقین کی۔ وگرنہ شریعتِ اسلامیہ میں زندوں اور مردوں کو سلام کہنے کا ایک ہی انداز ہے، یعنی دونوں کو سلام کہنے کے لیے لفظ "السلام ......" سے شروع کیا جائے۔ واللہ اعلم۔

حافظ ابن قیمؒ نے اپنی کتاب "زاد المعاد" میں کہا: آپ ﷺ کا پسندیدہ طریقہ یہ تھا کہ سلام میں پہل کرنے والا "السلام علیکم ورحمة الله" کہے۔ یہ بات آپ کو ناپسند تھی کہ سلام میں ابتدا کرنے والا "علیك السلام" کہے، جیسا کہ سیدنا ابو جری ہجیمی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نبی کریم ﷺ کے پاس گیا اور "علیك السلام" کہا، لیکن آپ ﷺ نے فرمایا: ''علیک السلام'' نہ کہہ، کیونکہ یہ تو مردوں کا سلام ہے۔

لیکن بعض لوگوں نے اس حدیث کو اشکال والا قرار دیا اور ان کو یہ وہم ہونے لگا کہ آپ ﷺ خود تو مردوں کو ''السلام علیکم'' کہتے، اور اس حدیث میں مردوں کو ''علیک السلام'' کہنے کی تعلیم دے رہے ہیں۔ دراصل انھوں نے ''علیک السلام'' کو آپ ﷺ کا شرعی فیصلہ سمجھ لیا اور پھر ان کی غلطیوں کا یہ نتیجہ نکلا کہ انھوں نے آپ ﷺ کے قول اور عمل میں تعارض کا دعوی کر دیا۔

حالانکہ آپ ﷺ کا "علیك السلام" سے منع کرنا اس دور کے ایک خاص واقعہ کی طرف اشارہ تھا، یعنی جب شعرا مردہ لوگوں کا تذکرہ کرتے تو ان الفاظ کے ذریعے ان کو سلام کہتے تھے اور نبی کریم ﷺ نے یہ ناپسند سمجھا کہ آپ کے صحابہ بھی آپ کو اسی انداز میں سلام کہیں۔ (تحفۃ الاحوذی)

نیز اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ سلام میں پہل کرنے والا جتنی دفعہ سلام کہے، اتنی دفعہ اس کو جواب دیا جائے، جیسا کہ صحابی نے تین دفعہ سلام کہا اور آپ ﷺ نے تین دفعہ ہی جواب دیا۔

(٢٦٤٤)۔ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا مَرَّ رِجَالٌ بِقَوْمٍ فَسَلَّمَ رَجُلٌ عَنِ الَّذِيْنَ مَرُّوْا عَلَى الْجَالِسِيْنَ، وَرَدَّ مِنْ هٰؤُلَاءِ وَاحِدٌ، أَجْزَأَ عَنْ هٰؤُلَاءِ وَعَنْ هٰؤُلَاءِ۔))

(الصحيحة:١٤١٢)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب کچھ لوگ کسی قوم کے پاس سے گزریں اور گزرنے والوں میں سے ایک سلام کہہ دے اور بیٹھنے والوں میں سے ایک جواب دے دے تو ان کی طرف سے بھی کفایت کرے گا اور اُن کی طرف سے بھی۔''

تخریج: أخرجه أبو نعيم في "الحلية" ٨/ ٢٥١

شرح: ...... اس میں سلام کہنے والے اور جواب دینے والے زیادہ لوگوں کے لیے ایک سہولت کا ذکر کیا گیا ہے کہ اگر ایک جماعت میں سے ایک فرد سلام کہہ دے اور دوسری جماعت میں سے ایک فرد جواب دے دے، تو سب کا

فریضہ ادا ہو جائے گا۔

یہودیوں کا اندازِ سلام

(٢٦٤٥)۔ عَنْ جَابِرٍ مَرْفُوعاً: ((تَسْلِيْمُ الرَّجُلِ بِإِصْبَعٍ وَاحِدَةٍ يُشِيْرُ بِهَا فِعْلُ الْيَهُوْدِ۔)) (الصحيحة:١٧٨٣)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''آدمی کا ایک انگلی سے اشارہ کر کے سلام دینا یہودیوں کا انداز ہے۔''

تخريج: رواه أبو يعلي في "مسنده": ١/١٠٩، والعقيلي: ٢٩٤، والطبراني في "الأوسط": ٤٥٩٨، وأخرجه الديلمي: ٤/ ١٥٠ بلفظ: ((لاتسلموا تسليم اليهود والنصارى، فان تسليمهم بالاكف والرؤس والاشارة۔))

شرح:......امام البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کے طرق ذکر کرتے ہوئے کہا: پھر میں نے ایک اور حدیث دیکھی، جس کے متن کے الفاظ اس متن کی بہ نسبت مکمل ہیں، وہ یہ ہے:

((لَاتُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمَ الْيَهُوْدِ وَالنَّصَارٰى، فَإِنَّ تَسْلِيْمَهُمْ بِالْاَكُفِّ وَالرُّؤُوْسِ وَالْاِشَارَةِ۔)) أخرجه الديلمي ...... ''یہودیوں اور عیسائیوں کی طرح سلام نہ کیا کرو، ان کا سلام تو ہتھیلی، سروں اور اشاروں سے ہوتا ہے۔''

اسلامی شعار یہ ہے کہ زبان سے سلام کہا جائے اور گلے لگ کر معانقہ کیا جائے یا پھر ہاتھوں سے مصافحہ کیا جائے۔ لیکن بعض لوگ دور سے ہاتھ کے ساتھ اشارہ کرنے اور ''جناب، ملک صاحب، گجر صاحب، چودھری صاحب، ڈاکٹر صاحب، وغیرہ'' کہنے پر اکتفا کرتے ہیں، حالانکہ سلام و دعا کا یہ انداز یہودیوں اور عیسائیوں کا ہے۔ ہاں اگر مصافحہ نہ کر سکنے کی کوئی مجبوری ہو تو اشارہ کیا جا سکتا ہے، بشرطیکہ اشارے کے ساتھ السلام علیکم کہا جائے۔ جیسا کہ سیدہ اسما رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز مسجد سے گزرے اور وہاں عورتوں کی ایک جماعت بیٹھی ہوئی تھی، پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ کے اشارے سے سلام کیا۔ (ترمذی) امام نوویؒ نے کہا: یہ اس صورت پہ محمول ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے الفاظ اور اشارہ دونوں کو جمع فرما لیا، یعنی منہ سے السلام علیکم کے الفاظ ادا فرمائے اور ہاتھ کے ساتھ اشارہ بھی فرمایا اور اس تطبیق کی تائید ابوداود کی اس روایت سے ہوتی ہے، جس میں "فَسَلَّمَ عَلَيْنَا" (آپ نے ہمیں سلام کہا) کے الفاظ ہیں۔ (ریاض الصالحین) البتہ اتنا کہا جا سکتا ہے کہ کافی فاصلے پر دور دور کھڑے آدمی یا مختلف گاڑیوں میں بیٹھے ہوئے آدمی ایک دوسرے کو سلام کہنا چاہیں تو زبان سے سلام کے الفاظ ادا کرتے ہوئے اشارہ کر سکتے ہیں۔ واللہ اعلم۔

سلام اور مصافحہ کی فضیلت

(٢٦٤٦)۔ عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ الْمُؤْمِنَ إِذَا لَقِيَ

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب ایک مومن دوسرے مومن کو ملتا

الْمُؤْمِنَ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ، وَأَخَذَ بِيَدِهِ فَصَافَحَهُ تَنَاثَرَتْ خَطَايَاهُمَا كَمَا يَتَنَاثَرُ وَرَقُ الشَّجَرِ.)) (الصحيحة:٥٢٦، ٢٦٩٢)

ہے، اسے سلام کہتا ہے اور اس سے مصافحہ کرتا ہے تو اس کے گناہ درخت کے پتوں کی طرح جھڑ جاتے ہیں۔"

٥٢٦: تخريج: ذكره المنذري في "الترغيب": / ٢٧٠، ثم الهيثمي في "المجمع": ٨/ ٣٦ من رواية الطبراني في "الاوسط"

٢٦٩٢: تخريج: أخرجه الطبراني في "الأوسط": رقم۔ ٢٤٣۔ مصورتي

(٢٦٤٧)۔ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَا مِنْ مُسْلِمَيْنِ يَلْتَقِيَانِ فَيَتَصَافَحَانِ إِلَّا غُفِرَ لَهُمَا قَبْلَ أَنْ يَتَفَرَّقَا.)) (الصحيحة:٥٢٥)

حضرت برا بن عازب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو دو مسلمان باہم ملاقات کریں اور مصافحہ کریں تو قبل اس کے کہ وہ جدا ہوں، ان کو بخش دیا جاتا ہے۔"

تخريج: أخرجه أبو داود: ٥٢١٢، والترمذي: ٢/ ١٢١، وابن ماجه: ٣٧٠٣، وأحمد: ٤/ ٢٨٩/ ٣٠٣، وابن عدي: ١/٣١

شرح:...... معلوم ہوا کہ اگر کسی مؤمن کو دوسرے مؤمن سے سلام اور مصافحہ کرنے کا موقع مل جائے تو وہ اسے اپنے حق میں سعادت خیال کرے، نہ کہ مصیبت۔

ملاقات کے وقت مصافحہ اور معانقہ کرنا اور بوسہ لینا

(٢٦٤٨)۔ ((لَا وَلٰكِنْ تَصَافَحُوْا، يَعْنِي: لَايَنْحَنِيْ لِصَدِيْقِهِ وَلَا يُقَبِّلُهُ حِيْنَ يَلْقَاهُ.)) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَجُلٌ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أَحَدُنَا يَلْقَى صَدِيْقَهُ أَيَنْحَنِي لَهُ؟ قَالَ: فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لَا)) قَالَ: فَيَلْتَزِمُهُ وَيُقَبِّلُهُ؟ قَالَ: ((لَا)) قَالَ: فَيُصَافِحُهُ؟ قَالَ: ((نَعَمْ، إِنْ شَاءَ.)) هٰذَا السِّيَاقُ لِأَحْمَدَ، وَكَذَا التِّرْمِذِيِّ، لٰكِنْ لَيْسَ عِنْدَهُ ((إِنْ شَاءَ.)) (الصحيحة: ١٦٠)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "نہیں، البتہ مصافحہ کر لیا کرو۔" یعنی کوئی آدمی بوقتِ ملاقات اپنے دوست کے لیے نہ جھکے اور نہ اس کا بوسہ لے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! جب کوئی آدمی اپنے دوست سے ملتا ہے تو کیا اسے اس کے لیے جھکنا چاہئے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "نہیں۔" اس نے پھر پوچھا: کیا اس کا معانقہ کرے اور اس کا بوسہ لے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "نہیں۔" اس نے تیسری بار پوچھا: کیا اس سے مصافحہ کرے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "ہاں، اگر چاہے تو۔" یہ سیاقِ حدیث امام احمد کا روایت کردہ ہے، امام ترمذی نے بھی اسی طرح کی روایت بیان کی ہے، البتہ ان کی روایت

میں "أَنْ شَاءَ" (اگر چاہے تو) کے الفاظ نہیں ہیں۔

تخریج: رواه الترمذی: ٢/ ١٢١، وابن ماجه: ٣٧٠٢، والبیهقی: ٧/ ١٠٠، وأحمد: ٣/ ١٩٨

(٢٦٤٩)۔ عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: كَانَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ ﷺ إِذَا تَلَاقَوْا تَصَافَحُوْا وَإِذَا قَدِمُوْا مِنْ سَفَرٍ تَعَانَقُوْا۔ (الصحیحة:٢٦٤٧)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صحابۂ کرام باہمی ملاقات کے وقت مصافحہ کرتے اور جب سفر سے آتے تو معانقہ کرتے۔

تخریج: رواه الطبرانی فی "المعجم الأوسط": ١/ ٨/ ١/ ٩٩ ۔بترقیمی

شرح:...... امام البانی رحمہ اللہ نے فقہ الحدیث پر بحث کرتے ہوئے کہا: ملاقات کے وقت معانقہ کرنا درست ہے، کیونکہ اس سلسلے میں آپ ﷺ کی نہی ثابت نہیں ہے، اس لیے ضروری ہوگا کہ اصل کو دیکھتے ہوئے اس کو مباح سمجھا جائے، اس پر مستزاد یہ کہ بعض احادیث اور آثار سے بھی معانقہ کا ثبوت ملتا ہے، جیسا کہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب صحابہ کرام (حضر میں) ملاقات کرتے تو مصافحہ کرتے تھے اور سفر سے واپسی کی صورت میں معانقہ کرتے تھے۔ (المعجم الاوسط للطبرانی و رجاله رجال الصحیح کما قال المنذری (٣/ ٢٧٠) والهیثمی (٨/ ٣٦) اور امام بیہقی رحمہ اللہ نے صحیح سند کے ساتھ امام شعبی رحمہ اللہ کا یہ قول نقل کیا ہے: جب محمد رسول اللہ ﷺ کے صحابہ (حضر میں) ملاقات کرتے تو مصافحہ کرتے اور جب سفر سے واپس آتے تو ایک دوسرے سے معانقہ کرتے۔

امام بخاری نے "الأدب المفرد ٩٧٠" میں اور امام احمد (٣/٤٩٥) نے سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے، وہ کہتے ہیں: مجھے پتہ چلا ہے کہ (شام میں) ایک آدمی ہے، وہ رسول اللہ ﷺ کی ایک حدیث بیان کرتا ہے، (اس سے براہِ راست سننے کے لیے) میں نے ایک اونٹ خریدا، اس پر اپنا پلان کسا اور روانہ ہو گیا، ایک مہینہ کی مسافت طے کرنے کے بعد شام پہنچ گیا، وہ آدمی سیدنا عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ تھے، میں نے دربان سے کہا: عبداللہ بن انیس کو کہو کہ جابر آیا ہے۔ انھوں نے پوچھا: عبداللہ کا بیٹا جابر؟ میں نے کہا: جی ہاں۔ پھر وہ میری طرف آئے اور ہم نے ایک دوسرے سے معانقہ کیا......۔ اس حدیث کی سند حسن ہے، جیسا کہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے کہا، امام بخاری نے اس کو معلق ذکر کیا ہے۔ نیز جب نبی کریم ﷺ سیدنا ابن تیہان رضی اللہ عنہ کے باغ میں تشریف لے گئے تو انھوں نے آپ سے معانقہ کیا تھا۔ (مختصر الشمائل: ١١٣)(صحیحه: ١٦٠)

امام البانی رحمہ اللہ حدیث نمبر (٢٦٤٧) کی فقہ پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں: اس حدیث سے دو مسائل کا استنباط کیا جا سکتا ہے: (١) ملاقات کے وقت مصافحہ کرنا اور (٢) سفر سے واپسی پر معانقہ کرنا۔

ان دو مسائل پر نبی کریم ﷺ سے مختلف شواہد موجود ہیں۔ مصافحہ کرنے کے بارے میں تو آپ ﷺ کی فعلی اور قولی کئی احادیث پائی جاتی ہے، سلسلہ صحیحہ کے ١٦٠، ٥٢٩، ٥٣٠، ٢٠٠٤، ٢٤٨٥ نمبروں میں اس موضوع سے متعلقہ احادیث موجود ہیں، مزید آپ "الترغیب ٣/ ٢٧٠۔٢٧١) اور ابن مفلح کی "الآداب الشرعیة ٢/ ٢٧٧" دیکھ سکتے ہیں۔

رہا مسئلہ معانقہ کا، تو سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: جب سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ واپس آئے تو آپ ﷺ نے ان سے معانقہ کیا۔ یہ حدیث صحیح ہے اور صحیحہ (۲۶۵۷) میں موجود ہے۔

میں کہتا ہوں: اس حدیث سے مزید یہ بات سمجھ آتی ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضر اور سفر کے آداب ملاقات میں فرق کرتے تھے، یعنی حضر میں مصافحہ کرنے پر اکتفا کرتے تھے، جبکہ سفر سے واپسی پر معانقہ کرتے تھے۔ اس روایت کو مدنظر رکھتے ہوئے میں بھی حضر میں معانقہ کرنے میں حرج محسوس کرتا تھا، بالخصوص اس حدیث کے پیش نظر، جس کی تخریج میں نے سلسلہ صحیحہ کی پہلی جلد کے نمبر (۱۶۰) میں کی ہے، اس حدیث میں آپ ﷺ نے ملاقات کے وقت جھکنے، معانقہ کرنے اور بوسہ لینے سے منع فرما دیا۔ پھر جب میں نے اس جلد کو طباعت کے لیے تیار کیا اور اس حدیث کی نظر ثانی کی، تو واضح ہوا کہ متن کے الفاظ "الالتـزام" یعنی معانقہ کرنے کا ذکر متابعات اور شواہد میں نہیں ہے، اس لیے میں نے وہ الفاظ جدید طبع سے حذف کر دیے۔

جب مجھے معلوم ہو گیا کہ حدیث (۱۶۰) میں معانقہ والے الفاظ ضعیف ہیں، تو حضر میں معانقہ کرنے کے بارے میں جو تردّد تھا، وہ ختم ہو گیا (الحمدللہ)۔ اس کی مزید تائید "الشمائل المحمدیہ" کی اس حدیث سے ہوتی ہے کہ جب نبی کریم ﷺ ابن تیہان انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر کی طرف نکلے تو انھوں نے آپ ﷺ سے معانقہ کیا تھا۔ لیکن ذہن نشین رہے کہ ان دلائل سے حضر میں بعض اوقات معانقہ کرنے کا جواز ملتا ہے، نہ کہ دوام اور ہمیشگی کے ساتھ، جیسا کہ مصافحہ کا معاملہ ہے۔

حضر اور سفر میں مصافحہ اور معانقہ کا فرق کرنے کے بارے میں امام بغوی نے بڑی عمدہ بحث کی ہے، میں مناسب سمجھتا ہوں کہ ان کا کلام نقل کر دوں۔ وہ "شـرح السنة ۱۲ / ۲۹۳" میں سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ کی حدیث ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں: جب کسی سے معانقہ کرنا اور کسی کا بوسہ لینا خوشامد یا تعظیم کی بنا پر ہوں تو مکروہ ہیں۔ لیکن الوداع کہتے وقت، سفر سے واپسی پر، زیادہ عرصہ ملاقات نہ ہونے کی صورت میں اور اللہ تعالی کے لیے شدید محبت کی وجہ سے معانقہ کرنا درست ہے۔

اگر کوئی کسی کا بوسہ لینا چاہے تو وہ منہ پر بوسہ نہ دے، البتہ ہاتھ، سر اور پیشانی کا بوسہ لینا جائز ہے۔ لیکن حضر میں بوسہ لینے سے پرہیز کرنا ہی بہتر ہے، کیونکہ اس طرح کرنے سے اس کی کثرت ہو جائے گی اور پھر ہر کوئی اس کا مستحق بھی نہیں ہوتا۔ دوسری بات یہ ہے کہ بوسہ لینے والا بعض افراد کا بوسہ لیتا ہے اور بعض کا نہیں لیتا۔ جن کا نہیں لیا جائے گا وہ محسوس کریں گے اور یہ سمجھ بیٹھیں گے کہ وہ ان کے حق میں تقصیر کر رہا ہے اور اُن کو ان پر ترجیح دے رہا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ مصافحہ ہی مکمل سلام ہے۔

آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ امام طحاوی کے بیان کے مطابق امام ابوحنیفہ، ان کے شاگرد امام محمد اور امام مالک وغیرہ معانقہ کو مکروہ خیال کرتے ہیں اور امام ابو یوسف جائز سمجھتے ہیں۔

"الآداب الشرعية ٢/ ٢٧٨" میں ہے: امام مالک کے نزدیک سفر سے آنے والے کا معانقہ کرنا مکروہ ہے۔ انھوں نے اس کو بدعت شمار کیا اور نبی کریم ﷺ کے سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ کے ساتھ معانقہ کو آپ ﷺ کا خاصہ قرار دیا۔

لیکن جب امام سفیان نے ان پر اعتراض کرتے ہوئے کہا: آپ کسی دلیل کے بغیر معانقہ کو نبی کریم ﷺ کے ساتھ خاص کیوں کرتے ہیں؟ تو امام مالک خاموش ہو گئے۔

قاضی ابو یوسف کہتے ہیں: خاموشی کا مطلب یہ ہے کہ انھوں نے امام سفیان کا قول تسلیم کر لیا ہے اور اس مسئلہ میں ان کی موافقت کی ہے اور یہی بات درست ہے، (کہ آپ ﷺ کا فعل ہر امتی کے لیے عام ہوتا ہے) جب تک کوئی دلیل تخصیص پر دلالت نہ کرے۔

امام بغوی نے کسی کے منہ پر بوسہ لینے کو مکروہ سمجھا ہے، شیخ ابن مفلح نے "الآداب الشرعية ٢/ ٢٧٥" میں اس کراہت کی توجیہ بیان کرتے ہوئے کہا: منہ کا بوسہ لینا مکروہ ہے، کیونکہ عزت و کرامت کی خاطر تو ایسے نہیں کیا جاتا۔

میں سمجھتا ہوں کہ سلف صالحین کا بوسے کو رواج نہ دینا بھی اس کے مکروہ ہونے کی ایک دلیل ہے، کیونکہ وہ لوگ خیر و بھلائی کے امور میں ہم سے سبقت لے جانے والے تھے، کسی نے کیا خوب کہا:

وَكُلُّ خَيْرٍ فِي اتِّبَاعِ مَنْ سَلَفَ وَكُلُّ شَرٍّ فِي ابْتِدَاعِ مَنْ خَلَفَ .

......سلف (صالحین) کی پیروی میں خیر ہی خیر ہے اور ہر شرّ بعد میں آنے والوں کی ایجاد ہے

لیکن قصہ گو ڈاکٹر حلبی پر بڑی حیرانی ہوئی ہے کہ اس نے سلفی علمائے کرام اور ان کے منہج کو اختیار کرنے والوں پر ردّ کرنے کے لیے اپنے آپ کو وقف کر رکھا ہے، وہ ان کی لغزشوں کی ٹوہ میں لگا رہتا ہے اور ان کے وہ اقوال و فتاوی تلاش کرتا رہتا ہے، جو اس کے گمان کے مطابق دوسرے علما کے اقوال کے مخالف ہوتے ہیں۔ لیکن یہ بیچارہ اپنے آپ کو بھول گیا اور اپنے گریبان میں نہ جھانک سکا۔ میں نے خود اس کی ایک کیسٹ سنی ہے، اس نے اس میں منہ کا بوسہ لینے کو مشروع ثابت کیا ہے اور وضاحت کی ہے کہ یہ بھی پیشانی اور ہاتھ کی طرح ہی ہے اور ان کے مابین کوئی فرق نہیں ہے۔

غور فرمائیں کہ یہ آدمی علما و فقہا کے اقوال کے ذریعے سلف صالحین کے اقوال کا ردّ کر رہا ہے اور جس چیز کی مخالفت کرنا چاہتا ہے، خود اسی میں ملوث نظر آتا ہے، کیونکہ وہ علما و فقہا بھی سلف صالحین میں سے ہی تھے، جن کے اقوال کا یہ سہارا لیتا ہے۔ اگر ان میں سے کسی نے یہ "مایہ ناز" قیاس کیا ہوتا تو وہ بھی اس کو شہرت دیتا، اس کی بڑھکیں مارتا، اس کو واضح کرتا، اس کا واویلا کرتا اور اس موضوع پر مختلف علما کے اقوال جمع کرنے کے لیے اپنی توانیاں صرف کر دیتا۔ رہا مسئلہ ڈاکٹر حلبی کا، تو اس کی سلف صالحین سے مخالفت کی کوئی پرواہ نہیں۔ اللہ تعالی اس کی اصلاح فرمائے اور اس کو ہدایت دے۔

سلسلہ صحیحہ کی حدیث (٢٦٥٧) پر بحث کرتے ہوئے امام البانی رحمہ اللہ نے کہا: سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ حبشہ سے واپس آئے تو نبی کریم ﷺ نے ان سے معانقہ کیا۔ یہ روایت صحیح ہے، سلسلہ صحیحہ (٢٦٥٧) میں موجود ہے۔

سیدنا ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ حبشہ سے واپس آئے تو انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی کا بوسہ لیا۔ پھر ابو جحیفہ نے کہا: میں نہیں جانتا کہ مجھے جعفر کی آمد پر زیادہ خوشی ہونی چاہئے یا فتح خیبر پر؟ یہ حدیث بھی صحیح ہے، طبرانی نے اس کو انس بن سلم کی سند سے "المعجم الكبير ٢٢/ ١٠٠/ ٢٤٤" میں روایت کیا ہے، دیکھیں: صحیحہ: ٦/ ١/ ٣٣٥

فائدہ:...... کافی عرصہ سے میرا خیال یہ تھا کہ پیشانی کا بوسہ لینا ناجائز ہے، کیونکہ سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ والی حدیث مرسل ہونے کی وجہ سے ضعیف تھی اور اس کا کوئی معتبر شاہد بھی نہیں تھا۔ لیکن جب "المعجم الكبير" شائع ہوئی اور میں نے اس میں انس بن سلم والی سند اور اس پر ابن عساکر کی بحث دیکھی، تو میرے لیے واضح ہو گیا کہ یہ حدیث تو مرسل حدیث کا قوی شاہد ہے۔ میں نے ضروری سمجھا کہ امانتِ علمی کا حق ادا کرتے ہوئے اس کو صحیحہ میں نشر کرنا چاہئے، تاکہ میری طرح اس شاہد سے بے خبر رہنے والے علما کو اس کا پتہ چل جائے۔ آخر میں یہی کہوں گا کہ اللہ تعالی کی تعریف ہے، جس نے اس معاملے میں ہماری رہنمائی فرمائی، اگر اس نے ہماری رہنمائی نہ کی ہوتی تو ہم میں تو اس مقام تک پہنچنے کی صلاحیت نہ تھی۔

سلسلہ صحیحہ کی حدیث نمبر (١٦٠) پر بحث کرتے ہوئے امام البانی رحمہ اللہ نے کہا: کسی کے ہاتھ کا بوسہ لینا تو جائز ہے، کیونکہ کئی احادیث و آثار میں اس کا ذکر موجود ہے، ان کا مجموعہ اس حقیقت پر دلالت کرتا ہے کہ یہ چیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور سلف صالحین سے ثابت ہے۔ ہمارا خیال ہے کہ درج ذیل شروط کے ساتھ عالم کے ہاتھ پر بوسہ دیا جا سکتا ہے:

(١) اس کو رواج نہ بنا لیا جائے کہ عالم بوسہ کے لیے ہاتھ پھیلانے اور طلبہ اس کے ہاتھ کا بوسہ لے کر تبرّک حاصل کرنے پہ ہی لگے رہیں۔ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک ہاتھ کا بوسہ شاذ و نادر ہی لیا گیا اور جو چیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں کبھی کبھار کی جاتی رہی ہو، اس کو تسلسل اور دوام کے ساتھ نہیں کیا جا سکتا، یہ عام فقہی قاعدہ ہے۔

(٢) بوسہ لینے کا یہ نتیجہ نہ نکلے کہ عالم تکبر میں آ جائے اور اپنے آپ کو کچھ سمجھنے لگ جائے، جیسا کہ آجکل ہو رہا ہے۔

(٣) کہیں ایسا نہ ہونے پائے کہ بوسہ لینے سے مصافحہ والی سنت مفقود ہو جائے، کیونکہ مصافحہ کرنا مشروع ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی فعلی سنت ہے اور مصافحہ کرنے والوں کے گناہوں کے جھڑ جانے کا سبب ہے۔ لہٰذا بوسہ، جو کہ جائز ہے، کی وجہ سے مصافحہ کی سنت میں کوئی فرق نہیں آنا چاہئے۔

امام البانی رحمہ اللہ نے سلسلہ ضعیفہ میں یہ حدیث نقل کی ہے: ((اِنَّمَا یَفْعَلُ هٰذَا (یَعْنِیْ تَقْبِیْلَ الْیَدِ) الْأَعَاجِمُ بِمُلُوْكِهَا ، وَاِنِّیْ لَسْتُ بَمَلِكٍ ، اِنَّمَا اَنَا رَجُلٌ مِنكُمْ)) ...... "عجمی لوگ اپنے بادشاہوں (کے ہاتھوں کا بوسہ لیتے ہیں)، میں (محمد) بادشاہ نہیں ہوں، میں تو تم میں سے ہی ایک آدمی ہوں، (لہٰذا میرے ہاتھ کا بوسہ نہ لیا کرو)۔"

یہ حدیث موضوع اور من گھڑت ہے، ملاحظہ ہو: الضعيفة: ٥٧٤

امام صاحب اس حدیث پر فقہی بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں: بعض صحابہ کا نبی کریم ﷺ کے ہاتھ کا بوسہ لینا اور آپ کا ان کو برقرار رکھنا ثابت ہے۔سلف صالحین بھی اپنے بزرگوں کے ساتھ ایسا کرتے رہے ہیں، اس سلسلے میں کئی آثار موجود ہیں، آپ ابوسعید ابن اعرابی کی کتاب "القُبَل والمعانقة" اور امام بخاریؒ کی کتاب "الأدب المفرد صـ ١٤٢" میں یہ روایات دیکھ سکتے ہیں۔

لیکن اس رخصت کا یہ معنی نہیں کہ بوسہ لینے کو رواج بنا لیا جائے اور ہر ملاقات میں اسی کو اپنایا جائے، جیسا کہ بعض لوگ ایسا کرتے ہیں، یہ انداز آپ ﷺ کی سیرت کے موافق نہیں ہے۔ انتہائی شاذ و نادر واقعات ہیں، جن میں سیرتِ طیبہ کے تمام تقاضوں کی معرفت نہ رکھنے والے بعض صحابہ نے آپ ﷺ کا بوسہ لیا۔ بہر حال بوسہ آپ ﷺ کو مصافحہ کی طرح پسند نہیں تھا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کے مقرب اور آپ کے مقام و مرتبہ کو پہنچاننے والے سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور عشرہ مبشرہ جیسے صحابہ سے آپ کے مبارک ہاتھ کا بوسہ لینا ثابت نہیں ہے۔

لیکن بعض بزرگوں کا عمل اس کے مخالف ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ وہ لوگ آپ ﷺ کی قولی اور فعلی سنتوں کو قبیح سمجھتے ہیں اور وہ ہے مصافحہ کرنا۔ بڑی عجیب بات ہے کہ جب ان بزرگوں کے ہاتھوں کا بوسہ نہ لیا جائے تو وہ سخت غضبناک ہو جاتے ہیں اور مصافحہ نہ کرنے پر ان کو غصہ نہیں آتا، حالانکہ بوسہ لینے کا صرف جواز ملتا ہے اور مصافحہ مستحب ہے اور اس میں بہت زیادہ اجر وثواب ہے۔ دراصل یہ محبتِ نفس اور اتباعِ خواہش کا نتیجہ ہے۔ ہم اللہ تعالی سے حمایت وسلامتی کا سوال کرتے ہیں۔

مختلف احادیث و آثار کی روشنی امام البانی رحمہ اللہ کی طویل بحثوں کا خلاصہ یہ ہے:

(۱) ملاقات کے وقت مصافحہ مسنون اور مستحب ہے۔

(۲) سفر سے واپسی پر معانقہ کرنا مسنون ہے۔

(۳) حضر میں بھی معانقہ کرنا مسنون ہے، لیکن مصافحہ کی طرح اس کو رواج نہیں دینا چاہئے۔

(۴) علما وفضلا کے ہاتھ کا بوسہ لینا جائز ہے، لیکن اس سلسلے میں تسلسل اور دوام سے پرہیز کرنا چاہئے۔

(۵) منہ پر بوسہ نہیں لینا چاہئے۔

(۶) بیوی بچوں کا بوسہ لینا درست ہے۔

درج ذیل حدیث سے بوسہ لینے کا استدلال کرنا درست ہے، لیکن تسلسل سے گریز کرنا چاہیے، کیونکہ آپ ﷺ نے بھی شاذ و نادر موقعوں پر اس کا اہتمام کیا۔

(٢٦٥٠)۔ عَنْ أُمِّ الْفَضَلِ بِنْتِ الْحَارِثِ، قَالَتْ: بَيْنَا أَنَا مَارَّةٌ، وَالنَّبِيُّ ﷺ فِي الْحِجْرِ، فَقَالَ: ((يَا أُمَّ الْفَضَلِ!))،

حضرت ام الفضل بنت حارث رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں آپ ﷺ کے پاس سے گزری، جبکہ آپ حطیم میں تھے۔ آپ نے مجھے فرمایا: ''ام الفضل!'' میں نے کہا: جی ہاں، اے اللہ

قُلْتُ لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((اِنَّكِ حَامِلٌ بِغُلَامٍ۔)) قَالَتْ: كَيْفَ وَقَدْ تَحَالَفَتْ قُرَيْشٌ: لَا تُوَلِّدُوْنَ النِّسَاءَ؟ قَالَ: ((هُوَ مَا اَقُوْلُ لَكَ، فَاِذَا وَضَعْتِ فَاْتِيْنِيْ بِهٖ۔)) فَلَمَّا وَضَعْتُهُ اَتَيْتُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ، فَسَمَّاهُ عَبْدَاللّٰهِ، وَاَلْبَاهُ مِنْ رِيْقِهٖ، ثُمَّ قَالَ: ((اِذْهَبِيْ بِهٖ فَلَتَجِدَنَّهُ كَيِّسًا۔)) قَالَتْ: فَاَتَيْتُ الْعَبَّاسَ، فَاَخْبَرْتُهُ، فَتَلَبَّسَ، ثُمَّ اَتَى النَّبِيَّ ﷺ وَكَانَ رَجُلًا جَمِيْلًا، مَدِيْدَ الْقَامَةِ، فَلَمَّا رَاٰهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَامَ اِلَيْهِ فَقَبَّلَ بَيْنَ عَيْنَيْهِ، ثُمَّ اَقْعَدَهُ عَنْ يَمِيْنِهٖ، ثُمَّ قَالَ: ((هٰذَا عَمِّيْ، فَمَنْ شَاءَ فَلْيُبَاهِ بِعَمِّهٖ۔)) قَالَ الْعَبَّاسُ: بَعْضَ الْقَوْلِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((وَلِمَ لَا اَقُوْلُ، وَاَنْتَ عَمِّيْ، وَبَقِيَّةُ اٰبَائِيْ، وَالْعَمُّ وَالِدٌ۔))

(الصحيحة: ١٠٤١)

کے رسول!۔ آپ نے فرمایا: ''تجھے تو بچے کا حمل ہو گیا ہے۔'' میں نے کہا: یہ کیسے ہو سکتا ہے، جب کہ قریشیوں نے قسمیں اٹھائی ہیں کہ عورتیں بچہ نہیں جنیں گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہی ہو گا جو میں کہہ رہا ہوں، جب بچہ پیدا ہو تو میرے پاس لے آنا۔'' چنانچہ جب بچہ پیدا ہوا تو وہ آپ کے پاس لے آئی، آپ نے اس کا نام عبداللہ رکھا، اسے اپنے لعاب دہن کی گھٹی دی اور فرمایا: ''لے جاؤ، تم اسے عقلمند پاؤ گی۔'' وہ کہتی ہیں: میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے پاس گئی اور ساری بات انھیں بتلا دی، انھوں نے اپنا لباس زیب تن کیا اور نبی کریم ﷺ کے پاس آ گئے، وہ خوبصورت اور دراز قد آدمی تھے۔ جب رسول اللہ ﷺ نے ان کو دیکھا تو ان کی طرف کھڑے ہوئے، ان کی پیشانی پر بوسہ دیا اور انھیں اپنی دائیں جانب بٹھا لیا، پھر فرمایا: ''یہ میرا چچا ہے، جو چاہتا ہے وہ اپنے چچا پر فخر کرے۔'' حضرت عباس نے کہا: اے اللہ کے رسول! اتنی تعریف نہ کریں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں ایسے کیوں نہ کہوں؟ حالانکہ آپ میرے چچا ہیں، میرے آباؤ اجداد کی نشانی ہیں اور چچا تو باپ ہی ہوتا ہے۔''

تخريج: أخرجه الطبراني في "المعجم الكبير" ٣/ ٨٤/ ١-٢

مصافحہ کیسے کیا جائے؟

بوقتِ الوداع مقیم اور مسافر کی دعائیں

(٢٦٥١)- عَنْ عَبْدِاللّٰهِ الْخَطَمِيِّ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَسْتَوْدِعَ الْجَيْشَ، قَالَ: ((أَسْتَوْدِعُ اللّٰهَ دِيْنَكَ وَأَمَانَتَكَ وَخَوَاتِيْمَ عَمَلِكَ۔))

(الصحيحة: ١٥)

سیدنا عبداللہ خطمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کسی لشکر کو الوداع کہنے کا ارادہ کرتے تو فرماتے: ''میں تیرے دین کو، تیری امانت کو اور تیرے آخری عمل کو اللہ کے سپرد کرتا ہوں۔''

تخريج: رواه أبو داود: ٢٦٠١، والنسائي في "عمل اليوم والليلة": ٥٠٧، وابن السني في "عمل اليوم

والليلة": ٤٩٨ ، والحاكم: ٢/ ٩٧-٩٨

(٢٦٥٢)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا وَدَّعَ أَحَداً قَالَ: ((أَسْتَوْدِعُ اللّٰهَ دِيْنَكَ وَأَمَانَتَكَ وَخَوَاتِيْمَ عَمَلِكَ۔))

(الصحيحة:١٦)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب نبی کریم ﷺ کسی کو الوداع کہتے تو فرماتے: ''میں تیرے دین کو، تیری امانت کو اور تیرے آخری عمل کو اللہ کے سپرد کرتا ہوں۔''

شرح:...... امام البانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: یہ احادیث کئی فوائد پر مشتمل ہیں، ان میں سے بعض یہ ہیں:

(اول)...... بوقتِ الوداع مقیم یہ دعا پڑھے: أَسْتَوْدِعُ اللّٰهَ دِيْنَكَ وَأَمَانَتَكَ وَخَوَاتِيْمَ عَمَلِكَ۔ اور مسافر یوں جواب دے: أَسْتَوْدِعُكُمُ اللّٰهَ الَّذِيْ لَا تَضِيْعُ وَدَائِعُهُ۔

(دوم)...... ایک ہاتھ سے مصافحہ کرنا، کئی احادیث میں اس کا ذکر موجود ہے اور لغت میں لفظ ''مصافحہ'' ایک ہاتھ ملانے پر دلالت کرتا ہے، جیسا کہ (لسان العرب) میں ہے: ''ایک ہاتھ سے پکڑنے کو "المصافحة" کہتے ہیں، "التصافح" کا بھی یہی معنی ہے۔ "الرجل يصافح الرجل" کا معنی یہ ہے کہ آدمی اپنی ہتھیلی دوسرے کی ہتھیلی میں رکھے۔ اسی سے ملاقات کے وقت مصافحہ کرنے والی حدیث ہے، لفظ "مصافحة" بابِ مفاعلہ سے ہے، جس کا معنی ہے کہ ہتھیلی ہتھیلی کے ساتھ ملائی جائے اور چہرہ دوسرے چہرے پر متوجہ کیا جائے۔''

میں (البانی) کہتا ہوں کہ مصافحہ کے یہی معانی بعض احادیث سے بھی ثابت ہوتے ہیں۔ جیسا کہ سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((إِنَّ الْمُؤْمِنَ إِذَا لَقِيَ الْمُؤْمِنَ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ، وَأَخَذَ بِيَدِهِ فَصَافَحَهُ تَنَاثَرَتْ خَطَايَا هُمَا كَمَا يَتَنَاثَرُ وَرَقُ الشَّجَرِ۔)) (صحيحه: ٥٢٦، ٢٦٩٢)

...... ''جب ایک مومن دوسرے مومن کو ملتا ہے، اسے سلام کہتا ہے اور اس سے مصافحہ کرتا ہے تو اس کے گناہ درخت کے پتوں کی طرح جھڑ جاتے ہیں۔''

علامہ منذری (۳/۲۷۰) نے کہا: طبرانی نے اوسط میں یہ حدیث روایت کی ہے اور میرے علم کے مطابق اس کے رواۃ غیر مجروح ہیں۔

میں (البانی) کہتا ہوں کہ یہ حدیث اپنے شواہد کی بنا پر درجۂ صحت تک پہنچ جاتی ہے، ایک شاہد سیدنا انس رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے، جسے ضیا مقدسی نے (المختارة: ق ٢٤٠/ ١ ـ ٢) میں روایت کیا اور منذری نے اس کو امام احمد وغیرہ کی طرف منسوب کیا ہے۔

یہ تمام احادیث اس حقیقت پر دلالت کرتی ہیں کہ مصافحہ میں سنت یہ ہے کہ ایک ہاتھ کو پکڑا جائے، دو ہاتھوں سے مصافحہ کرنا خلافِ سنت ہے، اگرچہ بعض مشائخ میں بھی اس کا رواج پایا جاتا ہے۔

(سوم)...... بعض لوگ کہتے ہیں کہ ملاقات کے وقت تو مصافحہ کرنا سنت ہے، لیکن مفارقت کے وقت بدعت ہے۔

یہ فرق بے دلیل ہے۔

ہاں یہ بات درست ہے کہ ملاقات کے وقت مصافحہ کرنے پر دلالت کرنے والی احادیث اُن روایات کی بہ نسبت کثیر اور قوی ہیں، جن سے مفارقت کے وقت مصافحہ کرنا ثابت ہوتا ہے۔ جو آدمی فقیہ ہو، وہ کم از کم ان روایات سے یہ نتیجہ نکالے گا کہ ملاقات کے وقت مصافحہ کرنے کا مرتبہ زیادہ ہے، اس لیے یہ سنت ہے اور دوسرا مستحب ہے۔ لیکن دوسرے مصافحہ کو بدعت کہنا بے دلیل بات ہے۔

نمازوں کے بعد مروّجہ مصافحے کا التزام کرنا بلا شک و شبہ بدعت ہے، ہاں اگر دو ایسے آدمی نماز باجماعت ادا کر رہے ہیں، جو اس سے پہلے نہیں ملے تو ان کا مصافحہ کرنا سنت ہوگا، (لیکن ملاقات کی وجہ سے، نہ کہ نماز سے فارغ ہونے کی وجہ سے)۔ (صحیحہ: ١٦)

ملاقات کے وقت جھکنا

(٢٦٥٣)۔ ((لَا وَلٰكِنْ تَصَافَحُوْا، يَعْنِي: لَايَنْحَنِيْ لِصَدِيْقِهِ وَلَا يُقَبِّلُهُ حِيْنَ يَلْقَاهُ۔)) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَجُلٌ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أَحَدُنَا يَلْقٰى صَدِيْقَهُ أَيَنْحَنِي لَهُ؟ قَالَ: فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا)) قَالَ: فَيَلْتَزِمُهُ وَيُقَبِّلُهُ؟ قَالَ: ((لَا)) قَالَ: فَيُصَافِحُهُ؟ قَالَ: ((نَعَمْ، إِنْ شَاءَ۔)) هٰذَا السِّيَاقُ لِأَحْمَدَ، وَكَذَا التِّرْمِذِيِّ، لٰكِنْ لَيْسَ عِنْدَهُ ((إِنْ شَاءَ۔))

(الصحيحة: ١٦٠)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں، البتہ مصافحہ کر لیا کرو۔'' یعنی کوئی آدمی بوقتِ ملاقات اپنے دوست کے لیے نہ جھکے اور نہ اس کا بوسہ لے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! جب کوئی آدمی اپنے دوست سے ملتا ہے تو کیا اس کے لیے جھکنا چاہیے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں۔'' اس نے پھر پوچھا: کیا اس سے معانقہ کرے اور اس کا بوسہ لے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں۔'' اس نے تیسری بار پوچھا: کیا اس سے مصافحہ کرے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں، اگر چاہے تو۔'' یہ سیاقِ حدیث امام احمد کا روایت کردہ ہے، امام ترمذی نے بھی اسی طرح کی روایت بیان کی ہے، البتہ ان کی روایت میں ''أَنْ شَاءَ'' (اگر چاہے تو) کے الفاظ نہیں ہیں۔

تخريج: رواه الترمذي: ٢/ ١٢١، وابن ماجه: ٣٧٠٢، والبيهقي: ٧/ ١٠٠، وأحمد: ٣/ ١٩٨

شرح: ...... امام البانی رحمہ اللہ نے کہا: میں (پچھلے باب میں مذکورہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ والی روایت کی وجہ سے) حضر میں معانقہ کو درست نہیں سمجھتا تھا، بالخصوص صحیحہ کی حدیث نمبر (١٦٠) کی وجہ سے، جس میں آپ ﷺ نے جھکنے، معانقہ کرنے اور بوسہ لینے سے منع فرمایا، (ان کی مراد اس باب والی حدیث ہی ہے)، لیکن جب صحیحہ کی پہلی جلد طباعت کے مراحل میں داخل ہوئی اور میں نے نظر ثانی کی، تو معلوم ہوا کہ اس حدیث میں لفظ ''الالتزام'' یعنی معانقہ کرنے والے

الفاظ کا متابعات اور شواہد میں کوئی ذکر نہیں، اس لیے میں نے جدید طبع سے یہ الفاظ حذف کر دیے۔ (صحیحہ: ۲۶۴۷)

معلوم ہوا کہ اس حدیث میں دو امور سے منع کیا گیا ہے: (۱) ملاقات کے وقت جھکنا اور (۲) بوسہ لینا

باب ''ملاقات کے وقت مصافحہ اور معانقہ کرنا اور بوسہ لینا'' میں بوسہ لینے کے جواز اور عدم جواز پر مکمل بحث موجود ہے۔ رہا مسئلہ جھکنے کا، تو بعض لوگ طبعی طور پر اور بعض مجبوری کی بنا پر ملاقات کرتے وقت دوسرے لوگوں کے سامنے جھکتے ہیں، ان کا یہ انداز خلافِ سنت ہے۔

مصافحہ کا نبوی انداز

(٢٦٥٤)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ :كَانَ إِذَا صَافَحَ رَجُلاً لَمْ يَتْرُكْ يَدَهُ، حَتّٰى يَكُوْنَ هُوَ التَّارِكُ لِيَدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ۔ (الصحيحة:٢٤٨٥)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی سے مصافحہ کرتے تو اس وقت تک اس کا ہاتھ نہ چھوڑتے، جب تک وہ خود آپ ﷺ کا ہاتھ ترک نہ کرتا۔

تخريج: أخرجه والخطيب في "الموضح":٢/ ٢٢٥ـ مصورة حلب، والترمذي: ٢/ ٨٠، وابن ماجه:٣٧١٦، وابن سعد في "الطبقات":١/ ٣٧٨، والبغوي في "شرح السنة": ١٣/ ٢٤٥/ ٣٦٨٠ـ المكتب الأسلامي، وأبو الشيخ في "أخلاق النبي ﷺ": صـ ٢٥، و ابن حبان:٢١٣٢

شرح:...... اس میں رسول اللہ ﷺ کی عاجزی اور تواضع کا بیان ہے۔ عصرِ حاضر کی صورت اس سے یکسر مختلف ہے، آجکل اللہ تعالی کے لیے مصافحہ و معانقہ کرنے کا فقدان ہے، عام لوگ یا تو محبتوں کے مقابلے میں محبتوں کا اظہار کرتے ہیں، یا پھر جن کے سامنے مجبور ہوں، ان سے تکلف کے ساتھ مصافحہ لینے یا معانقہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ تعارف نہ ہونے کی صورت میں یا تو سرے سے مصافحہ نہیں کیا جاتا یا پھر دوسرے کے ہاتھ کو چھونے یا انگلیوں کے اگلے پوروں کے ساتھ مصافحہ کرنے کو عافیت خیال کیا جاتا ہے۔ ایسے لوگ سیرتِ طیبہ سے کنارہ کشی کر رہے ہیں۔

غیر مسلموں کو سلام کہنا

(٢٦٥٥)۔ عَنْ أَبِي بَصْرَةَ الْغِفَارِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا مَرَرْتُمْ بِالْيَهُوْدِ فَلَا تُسَلِّمُوْا عَلَيْهِمْ وَإِذَا سَلَّمُوْا عَلَيْكُمْ فَقُوْلُوْا: وَعَلَيْكُمْ۔)) (الصحيحة: ٢٢٤٢)

حضرت ابو بصرہ غفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم یہودیوں کے پاس سے گزرو تو انھیں سلام نہ کہو اور اگر وہ تمھیں سلام کہیں تو جواب میں صرف ''وَعَلَيْكُمْ'' (اور تم پر بھی ہو) کہو۔''

تخريج: أخرجه الفسوي في "المعرفة":٢/ ٤٩١، ورواه احمد: ٦/ ٣٩٨ بلفظ: قال لهم يوما: ((انی راكب الى يهود، فمن انطلق معى، فان سلموا عليكم، فقولوا: وعليكم۔)) فانطلقنا، فلما جئناهم

سلموا علينا، فقلنا: وعليكم۔)) هكذا رواه الطبراني في "الكبير": ٢/ ٣١١/ ٢١٦٢

(٢٦٥٦)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا لَقِيْتُمُ الْمُشْرِكِيْنَ (وَفِي رِوَايَةٍ: أَهْلَ الْكِتَابِ) فَلَا تَبْدَؤُوْهُمْ بِالسَّلَامِ، وَإِذَا لَقِيْتُمُوْهُمْ فِي طَرِيْقٍ فَاضْطَرُّوْهُمْ إِلٰى أَضْيَقِهَا۔))

(الصحيحة:١٤١١)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا: ''جب تم مشرکوں (اور ایک روایت کے مطابق اہل کتاب) سے ملو تو انھیں سلام کرنے میں پہل نہ کرو اور اگر کسی راستے میں ان سے ملاقات ہو جائے تو انھیں تنگ راستے کی طرف مجبور کر دو۔''

تخريج: أخرجه مسلم: ٧/ ٥، وأبوداود: ٢/ ٦٤٢، وأحمد: ٢/ ٣٤٦، ٤٥٩، وابن السني في "عمل اليوم والليلة" ٣٣٧، والبخاري في "الادب المفرد: ١١١١، والترمذي: ٣/ ٣٨٨

(٢٦٥٧)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ مَرْفُوْعاً: ((لَا تَبْدَؤُوا الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى بِالسَّلَامِ، وَإِذَا لَقِيْتُمْ أَحَدَهُمْ فِي طَرِيْقٍ، فَاضْطَرُّوْهُمْ إِلٰى أَضْيَقِهِ۔))

(الصحيحة:٧٠٤)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہودیوں اور عیسائیوں کو سلام کرنے میں پہل نہ کرو، اگر راستے میں کسی (یہودی یا عیسائی) سے ٹکراؤ ہو جائے تو اسے تنگ راستے کی طرف مجبور کر دو۔''

تخريج: أخرجه مسلم، والبخاري في "الأدب المفرد"، وأحمد وغيرهم، وهو مخرج في "ارواء الغليل": ١٢٧١

شرح:...... امام البانی رحمہ اللہ نے اس حدیثِ مبارکہ پر سیر حاصل بحث کرتے ہوئے کہا: اس مقام پر یہ حدیث لکھنے کی غرض و غایت یہ ہے کہ ہم اہل حدیث بھائیوں کی ایک مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے، کسی نے یہ سوال کیا کہ غیر مسلم کو سلام کہنے میں پہل کرنا کیسا ہے؟

میں نے اِس حدیث سے استدلال کرتے ہوئے نفی میں جواب دیا، لیکن ایک بھائی نے کہا: اس حدیث کا تعلق اس وقت سے ہے جب آدمی راستے میں چل رہا ہو۔ جب وہ اس کے گھر یا دوکان میں آئے تو اس کو سلام کہا جا سکتا ہے، اس کے بعد تو اس موضوع پر مناقشہ طول پکڑتا گیا، ہر ایک نے اپنی اپنی رائے کا اظہار کیا۔ میں اس نقطے پر ڈٹا رہا کہ حدیث کے الفاظ "لاتبدؤوا" (پہل نہ کرو) مطلق ہیں، راستے کے ساتھ مقید نہیں ہیں اور حدیث کا دوسرا جملہ "وَإِذَا لَقِيْتُمْ أَحَدَهُمْ فِيْ طَرِيْقٍ" (جب تم ان کو راستے میں ملو) "لَاتَبْدَؤُوْا" کو مقید نہیں کر سکتا۔ نیز میں نے اس جملے سے مزید سہارا لیتے ہوئے کہا کہ غیر مسلموں کو تنگ راستے کی طرف مجبور کرنے کا مطلب یہ ہے کہ کفر کی وجہ سے اُن کا احترام نہ کریں، لہٰذا مناسب ہوگا کہ سلام میں پہل نہ کی جائے، تاکہ ان کی تعظیم لازم نہ آئے، یہ مفہوم بھی "لَاتَبْدَؤُوْا" کے

عام ہونے کا تقاضا کرتا ہے، اس مجلس میں ہونے والی بحث کا خلاصہ یہ تھا، پھر کئی روایات میرے مطالعہ میں آئیں، جن سے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ والی حدیث کو تقویت ملی۔

پھر امام البانی رحمہ اللہ نے مختلف شواہد و متابعات ذکر کیے، ہم صرف اہم اہم کا ذکر کریں گے۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شاہِ روم ہرقل کو خط لکھا تو سلام سے ابتدا نہیں کی تھی، بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خط کا آغاز یوں کیا تھا:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ، مِنْ مُحَمَّدٍ عَبْدِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ اِلٰى هِرَقْلَ عَظِيْمِ الرُّوْمِ سَلَامٌ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى ...... (بخاری، مسلم)

اگر نہی کا تعلق راستے سے ہی ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ''سلام علیک'' لکھتے، نہ کہ "السلام علی من اتبع الھدی"

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک یہودی لڑکے کی تیمارداری کے لیے گئے اور اسے سلام نہیں کہا، بلکہ فرمایا: ((اَسْلِمْ ......)) ......مسلمان ہو جا......۔ (بخاری)

اگر سلام سے منع والی حدیث کا تعلق راستے سے ہوتا تو یقیناً آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہودی لڑکے کو سلام کہتے، کیونکہ وہ راستے میں تو نہیں تھا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے چچا ابو طالب کی مرض الموت کے دوران اس کے پاس تشریف لائے تو اسے سلام نہیں کہا، بلکہ فرمایا: ((يَا عَمِّ! قُلْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ......)) (اے چچا جان! لا الہ الا اللہ کہو)۔ (بخاری، مسلم)

ان روایات سے معلوم ہوا کہ اہل کتاب کو علی الاطلاق سلام نہیں کہا جا سکتا، وہ راستے میں ہوں یا گھر وغیرہ میں۔

سوال:...... غیر مسلم کو سلام تو نہیں کہا جا سکتا، مگر کیا اس طرح کی بات شروع کی جا سکتی ہے: صبح کیسی ہوئی؟ شام کیسی ہوئی؟ کیا حال ہے؟ وغیرہ وغیرہ

جواب:...... مجھے تو ایسے معلوم ہوتا ہے کہ ایسے کرنا جائز ہے، کیونکہ مذکورہ بالا احادیث میں سلام میں پہل کرنے سے منع کیا گیا اور جب مطلق طور پر سلام کا ذکر کیا جائے تو اس سے مراد اسلام کا شعار ''السلام علیکم'' ہی ہوتا ہے، جو اللہ تعالیٰ کے نام پر مشتمل ہے، جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((اَلسَّلَامُ اِسْمٌ مِنْ اَسْمَاءِ اللّٰهِ وَضَعَهُ فِي الْاَرْضِ، فَاَفْشُوْا السَّلَامَ بَيْنَكُمْ)) یعنی: ''اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ایک نام ''سلام'' بھی ہے، اللہ تعالیٰ نے اس کو زمین میں نازل کر دیا، لہٰذا تم آپس میں سلام کو عام کر دو۔'' (اخرجه البخاری فی الادب المفرد ٩٨٩ و تقدم برقم: ١٨٤)

میرے اس قول کی تائید علقمہ رضی اللہ عنہ کے اس قول سے بھی ہوتی ہے:

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے دہاقین کو اشارے سے سلام کیا۔ (بخاری)

امام بخاری نے اس موقوف حدیث پر یہ باب قائم کیا: مَنْ سَلَّمَ عَلَى الذِّمِّيْ اِشَارَةً (ذمیوں کو اشارہ کے ساتھ سلام کرنا)

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اشارے کے ساتھ سلام کرنے کو جائز قرار دیا ہے، کیونکہ سلام کا یہ انداز مسلمانوں کے ساتھ خاص نہیں ہے، یہی حکم مذکورہ بالا الفاظ کا ہے۔

فقہ حنبلی کی بعض کتب میں ہے کہ پہل کرتے ہوئے کافر کو یہ الفاظ کہنا بھی منع ہیں: صبح کیسے ہوئی؟ شام کیسے ہوئی؟ آپ کیسے ہیں؟ کیا حال ہے؟

لیکن میرے علم میں ایسی کوئی حدیث نہیں، جو اس مسلک پر دلالت کرے، البتہ ''منار السبیل'' میں اتنا کہا گیا ہے کہ سلام پر قیاس کرتے ہوئے ان الفاظ سے بھی منع کیا گیا ہے۔

میں (البانی) کہتا ہوں: یہ تو قیاس مع الفارق ہے، کیونکہ سلام جن فضائل پر مشتمل ہے، یقیناً وہ ان الفاظ میں نہیں پائے جاتے۔

خلاصہ بحث یہ ہے کہ کسی غیر مسلم کو سلام کہنے میں پہل نہیں کی جا سکتی، البتہ ملاقات کے وقت کوئی دوسرا لفظ کہا جا سکتا ہے۔

غیر محرم عورتوں سے مصافحہ کرنا منع ہے

(٢٦٥٨)۔ عَنْ أُمَيْمَةَ بِنْتِ رَقِيْقَةَ، أَنَّهَا قَالَتْ: أَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فِي نِسْوَةٍ نُبَايِعُهُ عَلَى الإِسْلَامِ، فَقُلْنَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! نُبَايِعُكَ عَلٰى أَن لَّانُشْرِكَ بِاللّٰهِ شَيْئاً، وَلَا نَسْرِقَ، وَلَانَزْنِيَ، وَلَا نَقْتُلَ أَوْلَادَنَا، وَلَا نَأْتِيَ بِبُهْتَانٍ نَفْتَرِيْهِ بَيْنَ أَيْدِيْنَا وَأَرْجُلِنَا، وَلَا نَعْصِيْكَ فِي مَعْرُوْفٍ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((فِيْمَا اسْتَطَعْتُنَّ وَأَطَقْتُنَّ۔)) قَالَتْ: فَقُلْنَ: اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَرْحَمُ بِنَا مِنْ أَنْفُسِنَا، هَلُمَّ نُبَايِعْكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنِّي لَا أُصَافِحُ النِّسَاءَ، إِنَّمَا قَوْلِي لِمِئَةِ امْرَأَةٍ كَقَوْلِي لِامْرَأَةٍ وَاحِدَةٍ۔)) (الصحيحة: ٥٢٩)

حضرت امیمہ بنت رقیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: میں چند عورتوں کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے پاس آپ کی بیعت کرنے کے لیے آئی۔ ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم اس بات پر آپ کی بیعت کرتی ہیں کہ ہم اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گی، چوری نہیں کریں گی، زنا نہیں کریں گی، اپنی اولاد کو قتل نہیں کریں گی، بہتان نہیں گھڑیں گی اور نیکی کے معاملے میں آپ کی نافرمانی نہیں کریں گی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''(ٹھیک ہے) لیکن طاقت وقدرت کے مطابق۔'' ہم نے کہا: اللہ اور اس کا رسول تو ہم پر ہمارے نفسوں کی بہ نسبت بھی زیادہ رحم کرنے والے ہیں۔ اے اللہ کے رسول! اب آؤ (اور ہاتھ بڑھاؤ) تاکہ ہم بیعت کر سکیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں عورتوں سے مصافحہ نہیں کرتا، میرا تو سو عورتوں سے قول واقرار، ایک عورت سے قول واقرار کی طرح ہے۔''

تخريج: أخرجه مالك: ٢/ ٩٨٢/ ٢، وعنه النسائي في "عشرة النساء": من "السنن الكبرى": له: ٢/ ٩٣/ ٢

و في "المجتبى": ٢/ ١٨٤، والترمذي: ١/ ٣٠٢، وابن ماجه: ٢٨٧٤، وكذا ابن حبان: ١٤، وأحمد: ٦/ ٣٥٧

شرح:...... امام البانی رحمہ اللہ مذکورہ مقام میں لکھتے ہیں: .... خلاصۂ کلام یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیعت لیتے وقت یا ملاقات کرتے وقت کسی عورت سے مصافحہ نہیں کیا، کسی صحیح حدیث سے یہ مصافحہ ثابت نہیں ہے۔ جن لوگوں نے واضح اور صریح احادیث کو پسِ پشت ڈالتے ہوئے سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے مصافحہ کرنے کی گنجائش جس انداز میں نکالی، وہ کسی مومن کو زیب نہیں دیتا، حالانکہ ام عطیہ کی حدیث میں مصافحہ کرنے کا ذکر ہی نہیں ہے۔ دوسری طرف غیر محرم عورت سے مصافحہ کرنے پر شدید وعید بھی موجود ہے۔

جیسا کہ سیدنا معقل بن یسار رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((لَأَنْ يُطْعَنَ فِيْ رَأْسِ رَجُلٍ بِمِخْيَطٍ مِنْ حَدِيْدٍ خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَمَسَّ امْرَأَةً لَا تَحِلُّ لَهُ۔)) (صحيحه: ٢٢٦، وقال الالباني: رواه الرويانى فى مسنده ٢٢٧/ ٢) ...... ''کسی مرد کے سر میں لوہے کی سوئی کا ٹھونس دیا جانا اس سے بہتر ہے کہ وہ ایسی عورت کو چھوئے، جو اس کے لیے حلال نہ ہو (یعنی غیر محرم ہو)۔''

امام البانی رحمہ اللہ نے اس مقام پر لکھا: اس حدیث میں غیر محرم عورت کو چھونے والے آدمی کے لیے سخت وعید ہے۔ یہ حدیث عورتوں سے مصافحہ کرنے کی حرمت پر دلالت کرتی ہے، کیونکہ مصافحہ میں بھی مس کرنا یعنی چھونا پڑتا ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ اس زمانہ میں بعض علماء سمیت اکثر مسلمان، عورتوں سے مصافحہ کرنے کی آزمائش میں پڑے ہوئے ہیں۔ اگر یہ لوگ ایسا کرنے کو دل سے ہی برا جانتے ہوتے تو جرم کی سنگینی میں کمی آ جاتی، لیکن صورتحال یہ ہے کہ وہ تو مختلف حیلوں اور تاویلوں کے ذریعے ملاقات کے اس انداز کو جائز قرار دینے کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں۔ ہمیں یہ خبر موصول ہوئی ہے کہ مصر کے شہر ازہر میں اسلام کی ایک عظیم شخصیت کو عورتوں سے مصافحہ کرتے ہوئے دیکھا گیا۔ بس ہم تو بارگاہِ ربانی میں اسلام کی اجنبیت کا شکوہ ہی کر سکتے ہیں۔

قارئین کرام! چچا زاد، پھوپھی زاد، ماموں زاد اور خالہ زاد بہن بھائی غیر محرم رشتہ دار ہیں، لیکن اس کے باوجود بعض برادریوں اور خاندانوں میں غیر محرم لڑکوں اور لڑکیوں کی ملاقات کا انداز ناگفتہ بہ ہے، اگر لڑکیاں کچھ بڑی ہوں تو وہ رشتہ دار لڑکوں کے بوسے لے کر ملاقات کرتی ہیں، بلکہ بے غیرتی کی انتہا تو یہ ہے کہ بعض جدت پرستوں کے ہاں تو خواتین و حضرات کا معانقہ بھی مروّج ہو چکا ہے۔ (اللہ کی پناہ) ذہن نشین کر لیں اسلام نے غیر محرم مردوں اور عورتوں کو زبانی کلامی سلام و دعا کرنے کی تعلیم دی ہے۔ آجکل بعض لوگ کہتے ہیں کہ دل میں تقوی اور پرہیزگاری ہونی چاہئے، بظاہر پردے کی کوئی ضرورت نہیں اور ملاقات کرتے وقت کندھوں یا سروں پر ہاتھ پھیرنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ ایسے بد باطن لوگوں کو نبیٔ مہربان صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ طیبہ کا مطالعہ کرنا چاہئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تقوی و طہارت کی رفعتوں پر جلوہ افروز ہونے کے باوجود بھی بیعت کرتے وقت عورتوں سے مصافحہ نہیں کرتے تھے۔

آنکھ اور ہاتھ کا زنا

(۲٦٥٩)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((كُلُّ ابْنِ آدَمَ أَصَابَ مِنَ الزِّنَا لَا مَحَالَةَ، فَالْعَيْنُ زِنَاهَا النَّظَرُ، وَالْيَدُ زِنَاهَا اللَّمْسُ، وَالنَّفْسُ تَهْوٰى وَتُحَدِّثُ وَيُصَدِّقُ ذٰلِكَ أَوْيُكَذِّبُهُ الْفَرْجُ۔)) (الصحيحة: ٤ ٢٨٠)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آدم کے ہر بیٹے نے لامحالہ زنا کے کچھ حصے کا ارتکاب کرنا ہے، پس آنکھ کا زنا دیکھنا ہے، ہاتھ کا زنا چھونا ہے، دل للچاتا ہے اور خواہش کرتا ہے اور شرمگاہ اس کی تصدیق کرتی ہے یا تکذیب۔''

تخريج: أخرجه الامام أحمد: ٢/ ٣٤٩، وجاء الحديث عن ابى هريرة بالفاظ مختلفة من طرق عدة، بعضها فى "الصحيحين" وقد خرجتها فى "الارواء": ١٧٨٧

شرح:...... یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ غیر محرم مرد وزن کا آپس میں مصافحہ کرنا یا ایک دوسرے کے سر پر یا کندھے پر ہاتھ پھیرنا یا ملاقات کے وقت بوس و کنار کرنا حرام ہے۔
رہا مسئلہ نظر کا تو بے پردگی کی وجہ سے یہ جرم اتنا عام ہو چکا ہے کہ بحیثیتِ گناہ اس کی معرفت ہی ختم ہو چکی ہے، اللہ تعالی محفوظ رکھے۔

مسلمانوں کی باہمی محبت اور رحمدلی

(۲٦٦٠)۔ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ مَرْفُوْعاً: ((مَثَلُ الْمُؤْمِنِيْنَ فِي تَوَادِّهِمْ وَتَرَاحُمِهِمْ وَتَعَاطُفِهِمْ، مَثَلُ الْجَسَدِ، إِذَا اشْتَكٰى مِنْهُ عُضْوٌ تَدَاعٰى لَهُ سَائِرُ الْجَسَدِ بِالسَّهْرِ وَالْحُمّٰى۔)) (الصحيحة:١٠٨٣)

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایک دوسرے کے ساتھ محبت کرنے میں، ایک دوسرے کے ساتھ رحم کرنے میں اور ایک دوسرے کے ساتھ شفقت و نرمی کرنے میں مومنوں کی مثال ایک جسم کی طرح ہے۔ کہ جب (جسم) کا کوئی ایک عضو درد کرتا ہے تو سارا جسم اس کی وجہ سے بیداری اور بخار میں مبتلا رہتا ہے۔''

تخريخ: أخرجه مسلم: ٨/ ٢٠، وأحمد: ٤/ ٧٠، والطيالسي: رقم ٧٩٠، واخرجه البخاري: ١٠/ ٣٦٠ بلفظ: ((ترى المؤمنين......))

شرح:...... اس میں مسلمانوں کی حرمتوں کی تعظیم، ان کے مال و متاع اور روح و جان کی حفاظت، ان کے تمام حقوق کی ادائیگی اور ان پر شفقت و رحمت کرنے کا بیان ہے۔
اگر آنکھ دکھتی ہے تو سارا جسم بے آرامی کی کیفیت میں مبتلا ہو جاتا ہے، کیونکہ اس کا آنکھ کے ساتھ شدید تعلق ہوتا ہے۔ یہی مثال دو، دوسو، دو ہزار اور دو لاکھ مومنوں کی ہے کہ ایک کی تکلیف پر سب کراہنے لگتے ہیں۔

مسلمان کو اذیت پہنچانا باعثِ لعنت ہے

(٢٦٦١)۔ قَالَ ﷺ: ((مَنْ آذَى الْمُسْلِمِيْنَ فِي طُرُقِهِمْ وَجَبَتْ عَلَيْهِ لَعْنَتُهُمْ۔)) يُرْوٰى مِنْ حَدِيْثِ مُحَمَّدِ ابْنِ الْحَنَفِيَّةِ وَعَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ أُسَيْدٍ، وَعَنْ أَبِي ذَرٍّ۔ (الصحيحة:٢٢٩٤)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے مسلمانوں کو راستے کے معاملے میں تکلیف دی، تو اس پر ان کی لعنت ثابت ہو جائے گی۔'' یہ حدیث حضرت محمد بن حنفیہ، حضرت حذیفہ بن اسید اور حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

تخريج: رواه أبو بكر الشافعي في"مسند موسى بن جعفربن محمد الهاشمي":٧١/ ٢، والطبراني في "الكبير"

شرح:...... اس میں بھی مسلمان کی حرمت کا بیان ہے۔ ہر صاحب کو چاہئے کہ وہ اپنی زبان، دل و دماغ، قول و کردار اور صلاحیت و قابلیت کی نقل و حرکت کو پرکھے، آیا اس کی وجہ سے کوئی مسلمان کسی تکلیف میں مبتلا تو نہیں ہے۔

مسلمان کی ساکھ برقرار رکھنا عظیم عمل ہے

(٢٦٦٢)۔ عَنِ الْمُسْتَوْرِدِ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ أَكَلَ بِرَجُلٍ مُسْلِمٍ أَكْلَةً، فَإِنَّ اللّٰهَ يُطْعِمُهُ مِثْلَهَا مِنْ جَهَنَّمَ، وَمَنِ اكْتَسٰى بِرَجُلٍ مُسْلِمٍ ثَوْباً فَإِنَّ اللّٰهَ يَكْسُوْهُ مِثْلَهُ فِي جَهَنَّمَ وَمَنْ قَامَ بِرَجُلٍ مُسْلِمٍ مَقَامَ سُمْعَةٍ، فَإِنَّ اللّٰهَ يَقُوْمُ بِهِ مَقَامَ سُمْعَةٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔)) (الصحيحة: ٩٣٤)

حضرت مستورد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس نے کسی مسلمان کا ایک لقمہ ناحق کھایا تو اللہ تعالی اسے اس کے بقدر جہنم کا کھانا کھلائیں گے، جس نے کسی مسلمان کا کپڑا ناحق پہنا تو اللہ تعالی اسے اس کے بقدر جہنم کا کپڑا پہنائیں گے اور جس نے اپنے مسلمان بھائی کی ساکھ برقرار رکھی، (اس کے عوض) اللہ تعالی روزِ قیامت اس کی ساکھ برقرار رکھے گا۔''

تخريج: رواه الحاكم: ٤/ ١٢٧، ١٢٨، وأحمد: ٢٢٩، والطبراني في"الأوسط": ٢٨٠٣ بترقيمي، والدينوري في"المنتقى من المجالسة": ١٦٢/ ١، والبخاري في "الادب المفرد": ٢٤٠، وابوداود: ٤٨٨١

شرح:...... حدیثِ مبارکہ کے پہلے دو جملوں میں مسلمان کے مال اور آخری جملے میں اس کی عزت کی حرمت کو بیان کیا گیا ہے۔ مال کی حرمت کا اندازہ لگائیں کہ کسی مسلمان کی اجازت کے بغیر اس کا ایک لقمہ ناجائز طریقے سے کھانے پر جہنم کا کھانا کھلانے کی دھمکی دی جا رہی ہے۔

رہی بات مسلمان کی عزت کی، تو اللہ تعالی ہی بہتر جانتے ہیں کہ کیا وجہ ہے آجکل دوسرے مسلمانوں کی عیب جوئی کرنے میں ہر کوئی پیش پیش نظر آتا ہے، کوئی بھی اپنے مسلمان بھائی کا مثبت پہلو دیکھنے کے لیے تیار نہیں ہے، ہر کوئی اس

میں پائے جانے والے معائب و نقائص پر کڑی نظر رکھتا ہے، حالانکہ ہر بندے کے گناہوں کا تعلق اللہ تعالیٰ سے ہے، ممکن ہے کہ ہم جس شخص پر اس کے عیوب کی وجہ سے انقد کرتے ہوں، اللہ تعالیٰ نے سرے سے اس کو معاف کر دیا ہو۔

اصل وجہ یہ ہے کہ عصر حاضر کا مسلمان عملی میدان میں پیچھے رہ گیا ہے، اب وہ اپنے آپ کو تسلی دینے اور اپنے آپ کو برتر ثابت کرنے کے لیے دوسرے مسلمانوں کے عیوب کا ذکر کرتا ہے۔

قارئین کرام! میں نے ایک آدمی کو آزمایا، اس کو بہترین نمازی، قرآن کریم کی تلاوت کے ساتھ منسلک، سنن رسول کی پابندی کرنے والا، معاشرے کے فضول رسم و رواج سے دور رہنے والا، اولاد کی فکر کرنے والا، وعظ و نصیحت کرنے والا اور کئی خوبیوں سے متصف پایا۔ لیکن اس نے ایک بندے سے قرضہ لیا اور حالات کے مندہ پڑ جانے کی وجہ سے وقت پر ادائیگی نہ کر سکا۔ اب وہ بندۂ خدا اس ایک خامی کی وجہ سے قرض خواہ کے نزدیک اپنی تمام نیکیوں کو خاک میں ملا چکا ہے، اس پر مستزاد یہ کہ مقروض اُس کی بشری خامیوں کو نشر کرنے میں مصروف ہو گیا۔ آخر ایسا کیوں ہے؟ صرف اپنے آپ کو نام نہاد عظیم مسلمان ثابت کرنے کے لیے۔ ہمیں چاہئے کہ ضرورت کے وقت بھی دوسرے کے عیوب پر پردہ ڈالیں اور اپنے بھائیوں کے محاسن بیان کریں، اگر ایسے کریں گے تو اللہ تعالیٰ ہماری لغزشوں پر روزِ محشر پردہ ڈالے گا۔

مسلمان کی بے عزتی کرنا سنگین جرم ہے

مسلمان کی عزت کعبۃ اللہ سے زیادہ ہے

(٢٦٦٣)۔ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ زَيْدٍ مَرْفُوْعاً: ((أَرْبٰى الرِّبَا شَتْمُ الْأَعْرَاضِ۔)) (الصحيحة:١٤٣٣)

حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سب سے بڑی زیادتی یہ ہے کہ کسی (مسلمان) کی آبروریزی کی جائے۔''

تخريج: رواه الهيثم بن كليب في "المسند" ٣٠/ ٢

شرح:...... اللہ تعالیٰ نے مسلمان کی جان، عزت اور مال و دولت کو حرمت والا قرار دیا ہے، کسی مسلمان کو ظاہری و باطنی کسی بھی قسم کی اذیت نہ پہنچانے کو اسلام کہا گیا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر حرم مکی میں کھڑے ہو کر دس ذوالحجہ کو یہ اعلان کیا تھا، جبکہ مقام بھی حرمت والا تھا، مہینہ بھی حرمت والا تھا اور دن بھی حرمت والا تھا: ((فَـإِنَّ دِمَـاءَ كُمْ وَاَمْوَالَكُمْ وَاَعْرَاضَكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ ، كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا فِيْ بَلَدِكُمْ هٰذَا فِيْ شَهْرِكُمْ هٰذَا۔)) (بخاري، مسلم) ...... ''بے شک (تمہارے درمیان آپس میں) تمہارے خون، تمہارے مال اور تمہاری عزتیں اسی طرح حرام ہیں جس طرح تمہارے اس شہر اس مہینے اور اس دن کی حرمت ہے۔''

قارئین کرام! اگر آپ مزید غور کریں تو درج ذیل حدیث کسی مسلم و مومن کا مقام و مرتبہ سمجھانے میں کافی حد تک ممد و معاون ہو سکتی ہے، سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبہ کی طرف دیکھا اور فرمایا: ((مَا اَعْظَمَ حُرْمَتَكَ!)) وَفِي الطَّرِيْقِ الْاُخْرٰى: لَمَّا نَظَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَى الْكَعْبَةِ ، قَالَ: ((مَرْحَبًا بِكَ

مِنْ بَيْتٍ، مَا أَعْظَمَكَ، وَأَعْظَمَ حُرْمَتَكَ! وَلَلْمُؤْمِنُ أَعْظَمُ حُرْمَةً عِنْدَ اللّٰهِ مِنْكَ، إِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ مِنْكَ وَاحِدَةً، وَحَرَّمَ مِنَ الْمُؤْمِنِ ثَلَاثًا: دَمَهُ، وَمَالَهُ، وَأَنْ يُظَنَّ بِهِ ظَنَّ السَّوْءِ.)) (صحيحه: ۳۴۲۰) ......''(اے کعبہ!) تو کتنی عظیم حرمتوں والا ہے۔'' دوسری روایت میں ہے: جب رسول اللہ ﷺ نے کعبہ کی طرف دیکھا تو فرمایا: ''اے خانۂ خدا! تجھے مرحبا ہو، تو کتنا عظیم ہے، تیری حرمت کتنی عظیم ہے، لیکن اللہ تعالی کے ہاں ایک مومن کی حرمت تجھ سے زیادہ ہے، بیشک اللہ تعالی نے تیری ایک چیز کو اور مومن کی تین چیزوں یعنی خون، مال اور سوئے ظن کو حرام قرار دیا ہے۔''

لیکن ہائے افسوس! ہمارے معاشرے میں احترام و اکرام، مودّت و محبت اور دوستی و یاری کا معیار کسی کا ایمان و ایقان اور اسلام و استسلام نہیں رہا، بلکہ ہم یا تو اپنے بڑوں کی یاریوں کو برقرار رکھیں گے یا پھر کسی کے مال و منال اور جاہ و منصب کو کسوٹی بنائیں گے۔ فقر و فاقہ اور تنگ دستی و بدحالی میں مبتلا لوگوں سے ملاقات کرتے وقت تو ہمارے چہروں پر مسکراہٹ کا اظہار نہیں ہو سکتا، لیکن جب کوئی دنیا دار اور جاگیر دار ہمارے گھر کا رخ کرے گا تو اس کو استقبال کرنے کے لیے پرتکلف انداز اختیار کیا جائے گا اور حیثیت سے بڑھ کر اس کی ضیافت کی جائے گی۔ بہرحال ایسا کرنا کسی انسان کا بحیثیتِ انسان کوئی کمال نہیں۔

غیر مسلموں کے سلام یا بددعاؤں کا جواب کیسے دیا جائے؟

(۲۶۶۴)۔ عَنْ أَبِي بَصْرَةَ الْغِفَارِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا مَرَرْتُمْ بِالْيَهُوْدِ فَلَا تُسَلِّمُوْا عَلَيْهِمْ وَإِذَا سَلَّمُوْا عَلَيْكُمْ فَقُوْلُوْا: وَعَلَيْكُمْ.)) (الصحيحة: ۲۲۴۲)

حضرت ابو بصرہ غفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم یہودیوں کے پاس سے گزرو تو انھیں سلام نہ کہو اور اگر وہ تمھیں سلام کہیں تو جواب میں صرف ''وَعَلَیْکُمْ'' (اور تم پر بھی ہو) کہو۔''

تخريج: أخرجه الفسوي في "المعرفة": ۲/ ۴۹۱، ورواه احمد: ۶/ ۳۹۸ بلفظ: قال لهم يوما: ((اني راكب الى يهود، فمن انطلق معي، فان سلموا عليكم، فقولوا: وعليكم.)) فانطلقنا، فلما جئناهم سلموا علينا، فقلنا: وعليكم.)) هكذا رواه الطبراني في "الكبير": ۲/ ۳۱۱/ ۲۱۶۲

(۲۶۶۵)۔ عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: كَانَ نَاسٌ يَأْتُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مِنَ الْيَهُوْدِ، فَيَقُوْلُوْنَ: السَّامُ عَلَيْكَ۔ فَيَقُوْلُ: ((وَعَلَيْكُمْ.)) فَفَطِنَتْ بِهِمْ عَائِشَةُ فَسَبَّتْهُمْ، (وَفِي رِوَايَةٍ: قَالَتْ عَائِشَةُ: بَلْ عَلَيْكُمُ السَّامُ وَالذَّامُ) فَقَالَ رَسُوْلُ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: یہودی لوگ آپ ﷺ کے پاس آکر (السلام علیکم کی بجائے) اَلسَّامُ عَلَیْکُمْ (تم پر ہلاکت اور موت واقع ہو) کہتے تھے۔ آپ ﷺ جوابًا فرماتے: ''وَعَلَیْکُمْ (اور تم پر بھی ہو)۔'' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ان کی یہ بات سمجھ گئیں اور انھیں برا بھلا کہا (اور ایک روایت میں ہے کہ انھوں نے کہا: بلکہ تم پر ہلاکت اور مذمت

اللّٰهِ ﷺ: ((مَهْ يَا عَائِشَةُ! لَاتَكُوْنِي فَاحِشَةً فَإِنَّ اللّٰهَ لَايُحِبُّ الْفُحْشَ وَلَا التَّفَحُّشَ.)) قَالَتْ: فَقُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ كَذَا وَكَذَا فَقَالَ: ((أَلَيْسَ قَدْ رَدَدْتُّ عَلَيْهِمْ؟)) فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: ﴿وَإِذَا جَاؤُوْكَ حَيَّوْكَ بِمَا لَمْ يُحَيِّكَ بِهِ اللّٰهُ﴾ إِلٰى آخِرِ الْآيَةِ. (الصحيحة:۲۷۲۱)

ہو)۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''عائشہ! رہنے دو، ناپسندیدہ باتیں نہ کیا کرو، بلاشبہ اللہ تعالی بدگوئی اور بدزبانی کو ناپسند کرتا ہے۔'' انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! وہ تو آپ کو یوں کہہ رہے تھے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا میں نے ان کو (اچھے انداز میں) جواب دے نہیں دیا۔'' پھر اللہ تعالی نے یہ آیت اتاری: ﴿اور جب وہ تیرے پاس آتے ہیں تو تجھے ان لفظوں میں سلام کہتے ہیں جن لفظوں میں اللہ تعالی نے نہیں کہا﴾...... آیت کے آخر تک (سورۂ مجادلہ: ۸)

تخريج: أخرجه ابن راهويه في "مسنده": ٤/ ١٦٨/ ١، وأخرجه مسلم: ٧/ ٥ من طريق ابن راهويه، وأحمد: ٦/ ٢٢٩، ورواه ابن ماجه: ٢/ ٣٩٧ مختصرا، والنسائي في "السنن الكبرى": ٦/ ٤٨٢/ ١١٥٧١

(٢٦٦٦). عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ دَخَلَ يَهُوْدِيٌّ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: السَّامُ عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدُ! فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((وَعَلَيْكَ)) فَقَالَتْ عَائِشَةُ: فَهَمَمْتُ أَنْ أَتَكَلَّمَ، فَعَلِمْتُ كَرَاهِيَةَ النَّبِيِّ ﷺ لِذٰلِكَ، فَسَكَتُّ، ثُمَّ دَخَلَ آخَرُ فَقَالَ: السَّامُ عَلَيْكَ، فَقَالَ: ((عَلَيْكَ)) فَهَمَمْتُ أَنْ أَتَكَلَّمَ، فَعَلِمْتُ كَرَاهِيَةَ النَّبِيِّ ﷺ لِذٰلِكَ، ثُمَّ دَخَلَ الثَّالِثُ فَقَالَ: السَّامُ عَلَيْكَ: فَلَمْ أَصْبِرْ حَتّٰى قُلْتُ: وَعَلَيْكَ السَّامُ وَغَضَبُ اللّٰهِ وَلَعْنَتُهُ إِخْوَانَ الْقِرَدَةِ وَالْخَنَازِيْرِ! أَتُحَيُّوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ بِمَا لَمْ يُحَيِّهِ اللّٰهُ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ اللّٰهَ لَايُحِبُّ الْفُحْشَ وَلَا التَّفَحُّشَ، قَالُوْا قَوْلًا فَرَدَدْنَا عَلَيْهِمْ، إِنَّ الْيَهُوْدَ قَوْمٌ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک یہودی، رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور (السلام علیکم کی بجائے) کہا: اے محمد! اَلسَّامُ عَلَيْكُمْ (یعنی آپ پر موت اور ہلاکت ہو)۔ آپ ﷺ نے یوں جواب دیا: ''وَعَلَيْكَ (اور تجھ پر بھی ہو)۔'' حضرت عائشہ کہتی ہیں: میں نے بات تو کرنا چاہی لیکن مجھے معلوم تھا کہ آپ ﷺ ناپسند کریں گے، اس لیے میں خاموش رہی۔ دوسرا یہودی آیا اور کہا: اَلسَّامُ عَلَيْكُم (آپ پر موت اور ہلاکت پڑے)۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''وَعَلَيْكَ (اور تجھ پر بھی ہو)۔'' اب کی بار بھی میں نے کچھ کہنا چاہا لیکن آپ ﷺ کے ناپسند کرنے کی وجہ سے (خاموش رہی)۔ پھر تیسرا یہودی آیا اور کہا: اَلسَّامُ عَلَيْكُم۔ مجھ سے صبر نہ ہو سکا اور میں یوں بول اٹھی: بندرو اور خنزیرو! تم پر ہلاکت ہو، اللہ کا غضب ہو اور اس کی لعنت ہو۔ اللہ تعالی نے جس انداز میں رسول اللہ ﷺ کو سلام نہیں کہا، کیا تم وہ انداز اختیار کرنا چاہتے ہو؟ رسول

حُسُدٌ، وَإِنَّهُمْ لَا يَحْسُدُوْنَنَا عَلَى شَيْءٍ كَمَا يَحْسُدُوْنَنَا عَلَى السَّلَامِ، وَعَلَى آمِين۔)) (الصحيحة:٦٩١)

اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ بدزبانی اور فحش گوئی کو پسند نہیں کرتا، ان (یہودیوں) نے ''اَلسَّامُ عَلَيْكَ'' کہا اور ہم نے بھی (بدگوئی سے بچتے ہوئے صرف ''وَعَلَيْكَ، کہہ کر) جواب دے دیا۔ دراصل یہودی حاسد قوم ہے اور (ہماری کسی) خصلت پر اتنا حسد نہیں کرتے جتنا کہ سلام اور آمین پر کرتے ہیں۔''

تخریج: أخرجه ابن خزيمة في "صحيحه": ١/ ٧٣/ ٢، واخرجه ابن ماجه: ١/ ٢٨١ مقتصرا على الجملة الاخيرة

شرح:...... ان احادیثِ مبارکہ سے معلوم ہوا کہ جب اہل کتاب ''السلام علیکم'' کہیں یا اس لفظ کو تبدیل کر کے کوئی بددعا کریں تو ان کے جواب میں ''وعلیکم'' (اور تم پر بھی ہو) کہہ دیا جائے۔ جمہور کا یہی مسلک ہے، حافظ ابن حجرؒ نے اسی کی تائید کرتے ہوئے درج ذیل روایت نقل کی:

سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: اَمَرَنَا اَنْ لَا نَزِيْدَ عَلَى اَهْلِ الْكِتَابِ وَعَلَيْكُمْ۔'' (مسند احمد ٣/١١٣، قال ابن حجر: سنده جيد) ...... ہمیں حکم دیا گیا کہ اہل کتاب (کے سلام کا جواب دیتے وقت) ''وعلیکم'' کے علاوہ کچھ نہ کہیں۔ (فتح الباری)

جبکہ امام البانی رحمہ اللہ نے کہا: جن احادیث میں اہل کتاب کے سلام کا جواب دینے کے لیے صرف ''وعلیکم'' کہنے کی تعلیم دی گئی ہے، وہ اس صورت پر محمول ہیں کہ جب ان کے سلام کے الفاظ صریح نہ ہوں (کہ وہ ''السلام'' کہہ رہے ہیں یا ''السام'')۔ وگرنہ جب یقین ہو کہ انھوں نے ''السلام علیکم'' ہی کہا ہے تو ان کے جواب میں بھی ''وعلیکم السلام'' کہا جائے گا، کیونکہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَإِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِأَحْسَنَ مِنْهَآ اَوْ رُدُّوْهَا﴾ (سورۂ نساء: ٨٦) ...... ''اور جب تمہیں سلام کہا جائے تو تم اس سے اچھا جواب دو یا انہی الفاظ کو لوٹا دو۔''

اس آیت کریمہ میں یہ حکم دیا گیا ہے کہ جب کوئی سلام کہے تو بہتر الفاظ میں اس کو جواب دیا جائے یا پھر کم از کم اس کے کہے ہوئے الفاظ دوہرا دیے جائیں۔

نیز درج ذیل حدیثِ رسول ﷺ پر غور کریں: ((اِذَا سَلَّمَ عَلَيْكُمُ الْيَهُوْدُ، فَاِنَّمَا يَقُوْلُ اَحَدُهُمْ: اَلسَّامُ عَلَيْكُمْ، فَقُلْ: وَعَلَيْكَ)) (بخاری، مسلم) ...... جب کوئی یہودی تم کو سلام کہے تو جواب میں صرف ''وعلیك'' کہا کرو، کیونکہ وہ ''السام علیکم'' (تم پر ہلاکت اور موت واقع ہو) کہتے ہیں۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صرف ''وعلیکم'' اس وقت کہا جائے گا جب وہ ''السلام علیکم'' کے بجائے ''السام علیکم'' کہیں۔ (صحیحہ: ٢٢٤٢)

حقیقت یہ ہے کہ جب اہل کتاب واضح طور پر "السلام علیکم" (تم پر سلامتی ہو) کہیں، اور ان کے جواب میں "وعلیکم" (اور تم پر بھی ہو) کہا جائے یا "وعلیکم السلام" (اور تم پر بھی سلامتی ہو) کہا جائے، دونوں کا مفہوم تو ایک ہی ہوگا۔ بہر حال اس باب کی پہلی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جواب میں "وعلیکم" ہی کہا جائے۔

قارئین کرام! محمد رسول اللہ ﷺ کی معصومیت اور حکمت کا اندازہ لگائیں کہ یہودی لوگ آپ ﷺ کے لیے سلامت و سلامتی اور رحمت و برکت کی بجائے موت و ہلاکت کی بد دعائیں کر رہے ہیں، لیکن آپ ﷺ ان کی بد خلقی اور خبث باطنی کا جواب دینے میں اپنی زبانِ مبارک کو نازیبا الفاظ سے کیسے پاک رکھتے ہیں۔ ایسی دانا ہستیوں کو یہی زیب دیتا ہے کہ "لاٹھی بھی بچ جائے اور سانپ بھی مر جائے"۔ آج ہمیں اپنے مخالفین کی بد دعا، گالی گلوچ اور سب و شتم کا جواب کیسے دینا چاہئے؟

مزید سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کے آخری جملے پر بحث کرتے ہوئے امام البانی رحمہ اللہ نے لکھا: ان دو احادیث میں یہ اشارہ موجود ہے کہ سلام کی طرح امام کے پیچھے مقتدیوں کو بلند آواز سے آمین کہنا چاہئے، کیونکہ جہر سے ہی یہودیوں کے غصے اور حسد کو ہوا ملے گی۔ یہ بڑی واضح بات ہے، مزید آپ خود غور و فکر کریں۔ (صحیحہ: ۶۹۲)

مجلس کے آداب

(٢٦٦٧)۔ عَنْ مُصْعَبِ بْنِ شَيْبَةَ عَنْ أَبِيْهِ مَرْفُوْعاً: ((إِذَا انْتَهٰى أَحَدُكُمْ إِلَى الْمَجْلِسِ فَإِنْ وُسِّعَ لَهُ فَلْيَجْلِسْ وَإِلَّا فَلْيَنْظُرْ أَوْسَعَ مَكَانٍ يَرَاهُ فَلْيَجْلِسْ فِيْهِ۔)) (الصحيحة: ١٣٢١)

مصعب بن شیبہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب کوئی آدمی مجلس میں پہنچے اور اس کے لیے وسعت پیدا کر دی جائے تو وہ بیٹھ جائے، بصورتِ دیگر دیکھے کہ کون سی جگہ زیادہ وسیع ہے، وہاں جا کر بیٹھ جائے۔"

تخريج: رواه السلفي في "الطيوريات" ٦٥/ ١، وابن عساكر: ٨/ ٧٧/ ٢، والطبراني والبيهقي في "الشعب"

شرح: ......اس باب کی احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نہ کوئی کسی کو اس کی مجلس سے اٹھائے اور نہ کوئی کسی کے لیے اٹھے۔ لہٰذا مجلس میں آنے والے لوگوں کو مخصوص "پروٹوکول" کا منتظر نہیں ہونا چاہیے، بلکہ جہاں ان کو جگہ ملے، وہیں بیٹھ جانا چاہیے۔

(٢٦٦٨)۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا قَامَ أَحَدُكُمْ مِنْ مَجْلِسِهِ ثُمَّ رَجَعَ إِلَيْهِ، فَهُوَ أَحَقُّ بِهِ۔)) (الصحيحة: ٣٩٧٥)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب تم میں سے کوئی شخص کسی مجلس سے اٹھے اور پھر واپس آ جائے تو وہی اس جگہ کا زیادہ حقدار ہو گا۔"

تخريج: أخرجه مسلم: ٧/ ١٠، والبخاري في "الأدب المفرد": ١١٣٢، و أبوداود: ٤٨٥٣، وابن ماجه: ٣٧١٧، وابن خزيمة: ١٨٢١، وابن حبان: ٥٧٨، وأحمد: ٢/ ٢٦٣، ٢٨٣، ٣٤٢، ٣٨٩، ٤٤٦، ٤٤٧، ٤٨٣، ٥٢٧، ٥٣٧

شرح:...... شریعت نے کسی مجلس میں پہلے آنے والوں کا اتنا خیال رکھا ہے کہ اگر وہ بعض وجوہات کی بنا پر عارضی طور پر وہاں سے اٹھ بھی جاتے ہیں، تب بھی کسی کو ان کے مقام پر قبضہ جمانے کی اجازت نہیں۔

(٢٦٦٩)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِذَا كَانَ ثَلَاثَةٌ جَمِيْعاً فَلَا يَتَنَاجَ اثْنَانِ دُوْنَ الثَّالِثِ۔))

(الصحيحة:١٤٠٢)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تین آدمی اکٹھے ہوں، تو دو آدمی تیسرے کو چھوڑ کر آپس میں سرگوشی نہ کریں۔''

تخريج: أخرجه بهذا اللفظ أحمد: ٢/ ٣٥١ وقد جاء هذ الحديث من طرق عن جمع آخر من الصحابة منهم عبد الله بن عمر، عبد الله بن مسعود۔

١ ـ أما حديث ابن عمر، فله عنه طرق؛

الأولى: عن نافع عنه به: فأخرجه مالك: ٣/ ١٥١ ـ ١٥٢، وعنه البخاري: ١١/ ٦٨، و كذا في "الأدب المفرد" ١١٦٨، ومسلم: ٧/ ١٢، وأحمد: ٢/ ٧١، ٣٢، ١٢١، ١٢٣، ١٢٦، ١٤١، ١٤٦

الثانية: عن عبدالله بن دينار عنه مرفوعا: فأخرجه مالك: ٣/ ١٥١ واللفظ له، وابن ماجه: ٢/ ٤١٥، وأحمد: ٢/ ٩، ٦٠، ٦٢، ٧٣، ٧٩

الثالثة: عن أبي صالح ـ ذكوان ـ عنه مثله: فأخرجه البخاري في "الأدب المفرد" ١١٧٠، وأبوداود: ٢/ ٥٦٢، وأبويعلي في "مسنده" ٣/ ١٣٥١، وأحمد: ٢/ ١٨، ٤٢، ١٤١

الرابعة: عن يحي بن حبان عنه: فأخرجه أحمد: ٢/ ٣٢

الخامسة: عن سعيد المقبري عنه مرفوعا بمعناه: فأخرجه أخرجه: ٢/ ١١٤، ١٣٨

٢ ـ وأما حديث ابن مسعود: فأخرجه البخاري: ١١/ ٦٨ و في "الأدب المفرد" ١١٦٩، ومسلم: ٧/ ١٣، وأبوداود والترمذي: ٤/ ٢٧ ـ تحفة، والدارمي: ٢/ ٢٨٢، وابن ماجه و أحمد: ١/ ٣٧٥، ٤٢٥، ٤٣٠، ٤٣١، ٤٣٨، ٤٤٠، ٤٦٠، ٤٦٤، ٤٦٥

شرح:...... جب تین افراد ایک ساتھ ہوں یا ہم سفر ہوں، تو ایسے موقع و مقام پر تیسرے کو چھوڑ کر صرف دو افراد کا باہم رازدارانہ انداز میں گفتگو کرنا ممنوع ہے، کیونکہ اس سے تیسرے کی دلآزاری ہوتی ہے یا وہ بدگمانی میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((إِذَا كُنْتُمْ ثَلَاثَةً، فَلَا يَتَنَاجَى

اثْنَانِ دُوْنَ الْآخَرِ حَتّٰى تَخْتَلِطُوْا بِالنَّاسِ، مِنْ اَجْلِ اَنَّ ذٰالِكَ يُحْزِنُهٗ۔)) ...... ''جب تم تین آدمی ہو تو تیسرے کو چھوڑ کر دو آدمی سرگوشی نہ کریں، حتی کہ تم لوگوں سے گھل مل جاؤ، کیونکہ ایسا کرنے سے (تیسرا آدمی) غمگین ہو گا۔''

اس حدیثِ مبارکہ میں جہاں اس انداز میں سرگوشی کرنے سے منع کرنے کی وجہ بیان کی گئی ہے، وہاں یہ بھی بتلایا گیا ہے کہ اگر لوگ زیادہ ہوں تو دو افراد کا آپس میں سرگوشی کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

(٢٦٧٠)۔ عَنْ سَعِيْدِ الْمَقْبُرِيِّ، قَالَ: جَلَسْتُ إِلٰى ابْنِ عُمَرَ وَمَعَهُ رَجُلٌ يُحَدِّثُهُ، فَدَخَلْتُ مَعَهُمَا: فَضَرَبَ بِيَدِهِ صَدْرِيْ وَقَالَ: أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِذَا تَنَاجَى اثْنَانِ فَلَا تَجْلِسْ إِلَيْهِمَا حَتّٰى تَسْتَأْذِنَهُمَا۔))

(الصحيحة:١٣٩٥)

سعید مقبری کہتے ہیں: ایک آدمی، حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے گفتگو کر رہا تھا، میں بھی وہاں جا کر بیٹھ گیا، ابن عمر نے اپنا ہاتھ میرے سینے میں مارا اور کہا: کیا تجھے علم نہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب دو آدمی علیحدہ گفتگو کر رہے ہوں تو اجازت کے بغیر ان کے پاس مت بیٹھو۔''

تخريج: أخرجه أحمد: ٢/ ١١٤

شرح: ...... شریعتِ اسلامیہ کا امتیازی وصف اعتدال ہے۔ جہاں بعض مصلحتوں کی بنا پر اکٹھے تین افراد میں سے دو کو علیحدہ ہو کر صلاح و مشورہ کرنے سے منع کیا گیا ہے، وہاں اگر پہلے ہی سے کسی مقام پر دو افراد رازدارانہ انداز میں گفت و شنید کر رہے ہوں تو بعد میں آنے والے افراد کو بغیر اجازت ان کی مجلس میں بیٹھنے کی اجازت نہیں دی گئی۔

قارئینِ کرام! آپ کا ذاتی تجربہ ہو گا کہ بسا اوقات مختلف وجوہات کی بنا پر آپ بھی نہیں چاہتے ہوں گے کہ کوئی آدمی آپ کی مجلس میں گھس کر آپ کے مخفی سلسلۂ کلام کو منقطع کر دے۔ نبی مہربان صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے سے ہی آپ کے حق میں فیصلہ کر دیا ہے۔

(٢٦٧١)۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ مَرْفُوْعاً: نَهٰى أَنْ يَّجْلِسَ الرَّجُلُ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ إِلَّا بِإِذْنِهِمَا۔

(الصحيحة:٢٣٨٥)

حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے بلا اجازت دو آدمیوں کے درمیان بیٹھنے سے منع فرمایا ہے۔

تخريج: رواه أبو الحسن السكري الحربي في الثاني من "الفوائد": ١٥٩/ ٢، والبيهقي في "٣/ ٢٣٢، وكذا رواه أبو عبد الله بن منده في "الأمالي": ٤٠/ ١، وأبو القاسم الجلبي السراج في "حديث ابن السقاء": ٧/ ٨٢/ ١

شرح:...... ظاہر ہے کہ ایک آدمی دوسرے کے پاس بلاوجہ نہیں بیٹھتا، اس لیے دو شخصوں کے درمیان گھس کر بیٹھنے سے منع کر دیا گیا ہے، الا یہ کہ وہ اجازت دے دیں۔

(٢٦٧٢)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ، قَالَ: ((كُنَّا إِذَا انْتَهَيْنَا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ جَلَسَ أَحَدُنَا حَيْثُ يَنْتَهِي۔)) (الصحيحة: ٣٣٠)

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب ہم نبی کریم ﷺ کے پاس پہنچتے تو جہاں مجلس ختم ہوتی وہیں بیٹھ جاتے تھے۔

تخريج: أخرجه زهير بن حرب في "العلم": ١٠٠ بتحقيقي، والبخاري في "الأدب المفرد": ١١٤١، وأبوداود: ٤٨٢٥، والترمذي: ٢/ ١٢١، وأحمد: ٥/ ٩١، ١٠٧ ـ ١٠٨، وابنه عبدالله في "زوائده": ٥/ ٩٨، وابن حبان: ١٩٥٥ ـ موارد

شرح:...... بعد میں آنے والے وڈیروں یا خیر و بھلائی کی رغبت رکھنے والے صوفی مزاج لوگوں کی یہ عادت ہوتی ہے کہ وہ لوگوں کی گردنیں پھلانگتے ہوئے آگے بڑھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بابرکت مجالس میں ایسا نہیں ہوتا تھا، وہاں جس کو جہاں جگہ ملتی تھی، وہ وہیں بیٹھ جاتا تھا۔

امام البانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: اس حدیث میں عہد نبوی کے ایک ادبِ مجلس کا ذکر کیا گیا ہے۔ عصر حاضر میں اہل علم سمیت اکثر لوگ اس کو ترک کر چکے ہیں۔ وہ ادب یہ ہے کہ جب کوئی آدمی کسی مجلس میں پہنچے تو جہاں مجلس ختم ہو رہی ہے، وہیں بیٹھ جائے، اگرچہ اسے دروازے کی دہلیز پر بیٹھنا پڑے، وہ اس چیز کا انتظار نہ کرے کہ لوگ اس کے لیے کھڑے ہوں تاکہ وہ آگے جا سکے، جیسا کہ متکبر سرداروں اور بڑائی خور لوگوں کا وطیرہ ہے، نبی کریم ﷺ نے ایسا کرنے سے صراحت کے ساتھ منع کیا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ((لَا يُقِيْمُ الرَّجُلُ الرَّجُلَ مِنْ مَقْعَدِهِ ثُمَّ يَجْلِسُ فِيْهِ، وَلٰكِنْ تَفَسَّحُوْا وَتَوَسَّعُوْا)) ...... ''کوئی آدمی دوسرے آدمی کو اس کی مجلس سے کھڑا مت کرے اور پھر وہاں خود بیٹھ جائے، (البتہ تم کو چاہئے کہ) کھلے ہو جاؤ اور وسعت پیدا کرو۔'' (مسلم) اور صحیح مسلم کی ایک روایت میں ہے: جب کوئی آدمی سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے لیے اپنی مجلس سے کھڑا ہوتا تو وہ وہاں نہیں بیٹھتے تھے، کیونکہ آپ ﷺ نے اس سے منع فرما دیا کہ مجلس میں بیٹھا ہوا آدمی کسی کی خاطر کھڑا ہو۔ دیکھیں صحیحہ: ۲۲۸۔ (صحیحہ: ۳۳۰)

(٢٦٧٣)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ مَرْفُوْعاً: ((لَا يَقُوْمُ الرَّجُلُ لِلرَّجُلِ مِنْ مَجْلِسِهِ وَلٰكِنِ افْسَحُوْا يَفْسَحِ اللّٰهُ لَكُمْ۔)) (الصحيحة: ٢٢٨)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''کوئی آدمی کسی کے لیے اپنی نشست سے کھڑا نہ ہو، بلکہ مجلس میں گنجائش پیدا کر لیا کرو، اللہ تعالی تمھارے لیے وسعت پیدا کر دے گا۔''

تخريج: أخرجه الامام أحمد في "مسنده": ٢/ ٤٨٣، وهو عند مسلم بلفظ: نهى النبي ﷺ ان يقيم الرجل من المجلس ثم يجلس فيه۔

شرح :...... اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مجلس میں بیٹھے ہوئے لوگوں کو دوسروں کی خاطر کھڑے نہیں ہونا چاہئے، ہاں ان کے بیٹھنے کے لیے گنجائش پیدا کر دینی چاہئے۔

امام البانی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں: اس حدیث میں واضح دلالت موجود ہے کہ یہ آداب اسلامیہ میں سے نہیں ہے کہ کوئی آدمی کسی کے احترام کی وجہ سے مجلس سے کھڑا ہو جائے اور وہ اس کی جگہ میں بیٹھ جائے، بلکہ اسے چاہئے کہ آنے والے کے لیے وسعت پیدا کرے۔ جب لوگ زمین پر بیٹھے ہوں تو مجلس میں وسعت پیدا کرنا ممکن ہوگا اور کرسیوں کی صورت میں ناممکن ہے۔ بہرحال کسی کی خاطر کھڑا ہونے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث کی مخالفت ہوگی۔ یہی وجہ ہے کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ یہ ناپسند کرتے تھے کہ کوئی آدمی اپنی مجلس سے کھڑا ہو اور وہ وہاں بیٹھ جائیں۔ مذکورہ بالا حدیث کے الفاظ "لَا يَقُوْمُ الرَّجُلُ لِلرَّجُلِ......" (کوئی آدمی کسی کے لیے کھڑا نہ ہو) کم از کم کراہت پر دلالت کرتے ہیں، کیونکہ یہاں نفی بمعنی نہی ہے، وگرنہ نہی کا اصل تقاضا تو تحریم ہے۔ واللہ اعلم۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی ایک حدیث ان الفاظ کے ساتھ گزر چکی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((لَا يُقِيْمُ الرَّجُلُ الرَّجُلَ مِنْ مَقْعَدِهٖ ثُمَّ يَجْلِسُ فِيْهِ)) ......"کوئی آدمی دوسرے آدمی کو اس کی جگہ سے کھڑا کر کے اس کی جگہ پر مت بیٹھے۔" (مسلم)

ذہن نشین رہے کہ ان دونوں احادیث میں کوئی تعارض نہیں ہے، کیونکہ اُس میں دوسرے کو اٹھانے سے اور اِس میں دوسرے کے خود اٹھنے سے منع کیا گیا ہے۔

(٢٦٧٤)۔ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا يَجْلِسُ الرَّجُلُ بَيْنَ الرَّجُلِ وَابْنِهٖ فِي الْمَجْلِسِ۔))

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "کوئی آدمی اپنے بیٹے کی موجودگی میں کسی آدمی کی گود میں نہ بیٹھے۔"

(الصحيحة:٣٥٥٦)

تخريج: أخرجه الطبراني في "المعجم الأوسط": ٤/ ٣٥٨۔ ٣٥٩/ ٤٤٢٩

شرح :...... قارئین کرام! آپ کو علم ہوگا کہ سنجیدہ، مہذب اور باوقار لوگ اپنے بچوں اور بچیوں کے سامنے کسی قسم کے ناشائستہ قول وفعل کا اظہار کرنے سے گریز کرتے ہیں۔ دراصل بزرگوں اور بچوں کے مابین شرم وحیا کا ایک پردہ حائل ہوتا ہے، ناجائز تو ناجائز، وہ جائز امور میں بھی ایک دوسرے سے جھجک محسوس کرتے ہیں۔ سبحان اللہ! ہمارے محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طبعی مزاج کو اپنی شریعتِ مطہرہ میں شامل کر کے اس کو برقرار رکھا۔

آجکل والدین اور ان کی اولاد میں بے حد بے تکلفی پائی جاتی ہے، والدین اپنے بچوں کو بے جا سہولتیں مہیا کرتے ہیں، جن میں موبائل، کمپیوٹر، ٹی وی، کیبل نیٹ ورک، وی سی آر، سی ڈی پلیر وغیرہ شامل ہیں۔ دوسری طرف ہماری قوم جدید وسائل کو بے جا استعمال کرنے کی عادی بن چکی ہے۔ ان سب امور کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ نوجوان مرد و زن اپنے

بڑوں کے حق میں بے حیا بن جاتے ہیں، ان کی گستاخیاں کرتے ہیں، اپنی ضروریات کو ان کی حاجات پر ترجیح دیتے ہیں،نوجوان اپنی بیوی بچوں کو بوڑھے والدین پر ترجیح دیتے ہیں اور چھوٹے بڑے کی تمیز ختم ہو جاتی ہے۔ ان سب بداخلاقیوں کے ذمہ دار والدین خود ہیں، جو اپنے بچوں کی تربیت ونگہداشت کرنے میں اپنی ذمہ داریوں سے غفلت برتتے ہیں۔

(٢٦٧٥)۔ عَنْ جَابِرٍ مَرْفُوْعاً: ((لَايُقِيْمَنَّ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ ثُمَّ لِيُخَالِفَ إِلٰى مَقْعَدِهِ فَيَقْعُدَ فِيْهِ، وَلٰكِنْ يَقُوْلُ: افْسَحُوْا۔)) (الصحيحة:١٣٠٢)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''کوئی آدمی جمعہ والے دن اپنے بھائی کو کھڑا کر کے اس کی نشست پہ نہ بیٹھے بلکہ اسے کہنا چاہئے: مجلس میں وسعت پیدا کرو۔''

تخريج: أخرجه مسلم: ٧/ ١٠، وأحمد: ٣/ ٢٩٥، ٣٤٢

شرح:...... مذکورہ بالا احادیث سے ثابت ہو چکا ہے کہ کسی مجلس میں کسی کو اس کے مقام سے نہ اٹھایا جائے، اس حدیث مبارکہ میں خصوصیت کے ساتھ جمعہ مبارکہ کی مجلس کا ذکر کیا گیا ہے۔

وسیع مجلس بہترین ہوتی ہے

(٢٦٧٦)۔ عَنْ عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِى عَمْرَةَ الْأَنْصَارِيِّ، قَالَ: أُوْذِنَ أَبُوْ سَعِيْدٍ بِجَنَازَةٍ فِى قَوْمِهِ، فَكَأَنَّهُ تَخَلَّفَ حَتّٰى أَخَذَ النَّاسُ مَجَالِسَهُمْ، ثُمَّ جَاءَ فَلَمَّا رَآهُ الْقَوْمُ تَسَرَّبُوْا عَنْهُ، فَقَامَ بَعْضُهُمْ لِيَجْلِسَ فِى مَجْلِسِهِ، فَقَالَ: أَلَا إِنِّى سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((خَيْرُ الْمَجَالِسِ أَوْسَعُهَا۔)) (الصحيحة:٨٣٢)

عبد الرحمن بن ابو عمرہ انصاری کہتے ہیں: حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ کو اس کی قوم کے ایک جنازے کی خبر دی گئی، انھوں نے ذرا دیر کی تا کہ لوگ اپنی اپنی جگہ پر آ جائیں۔ جب وہ آئے اور لوگوں نے دیکھا تو وہ آگے پیچھے ہونے لگے اور بعض افراد اس لیے کھڑے ہو گئے کہ ان کی نشست پہ آپ تشریف رکھیں۔ آپ نے فرمایا: آگاہ ہو جاؤ! میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''وسیع مجلس سب سے بہتر ہوتی ہے۔''

تخريج: رواه البخاري في "الأدب المفرد": ١١٣٦، وأبوداود: ٤٩٢٠، والحاكم: ٤/ ٢٦٩، والبيهقي في "الشعب": ٦/ ٣٠٠/ ٨٢٤١، وأحمد: ٣/ ١٨/ ٦٩، وعبدابن حميد في "المنتخب من المسند": ١/١٠٨، و القضاعي في "مسند الشهاب": ١/١٠٠

شرح:...... کشادہ مجلس میں جہاں بیٹھنے والے راحت اور سکون محسوس کرتے ہیں، وہاں باہر سے آنے والے افراد کے لیے نہ کوئی دشواری ہوتی ہے اور نہ گفتگو متاثر ہوتی ہے۔ ایسی مجلس میں سامعین کو توجہ اور انہماک کے ساتھ بات سننے کا موقع ملتا ہے۔ اس کے برعکس تنگ مجلس میں بیٹھنے والوں کو گھٹن اور تنگی محسوس ہوتی ہے، نیز آنے والے افراد زیادہ

پریشانی کا سبب بنتے ہیں اور ان کی وجہ سے گفتگو بھی متاثر ہوتی ہے۔

خطبۂ جمعہ کے لیے بیٹھے ہوئے لوگوں کی گردنیں پھلانگنا منع ہے

(٢٦٧٧)۔ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تَأْكُلْ مُتَّكِئًا وَلَا عَلَى غِرْبَالٍ، وَلَا تَتَّخِذَنَّ مِنَ الْمَسْجِدِ مُصَلًّى لَا تُصَلِّي إِلَّا فِيْهِ، وَلَا تَخُطَّ رِقَابَ النَّاسِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَيَجْعَلُكَ اللّٰهُ لَهُمْ جِسْرًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔)) (الصحيحة:٣١٢٢)

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ٹیک لگا کر نہ کھانا، چھانے ہوئے آٹے کی روٹی نہ کھانا، مسجد میں کوئی جگہ مقرر نہ کرنا کہ اسی میں ہی نماز پڑھی جائے اور جمعہ کے دن لوگوں کی گردنیں نہ پھلانگنا، وگرنہ اللہ تعالی روزِ قیامت تجھے لوگوں کے لیے پل بنا دے گا۔''

تخريج: أخرجه ابن عساكر في "تاريخ دمشق": ١٣/ ٣٩١، و رواه الطبراني في "المعجم الاوسط": ١/ ٣/ ٣٣ مختصرا بلفظ: ((لا تأكل متكئا، ولا تخط رقاب الناس يوم الجمعة۔))

شرح:...... شریعتِ اسلامیہ نے شرف و وقار، متانت و سنجیدگی، سکونت و تسکین اور ٹھہراؤ کو ترجیح دی ہے۔ جیسا کہ ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿وَاقْصِدْ فِيْ مَشْيِكَ وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ إِنَّ أَنْكَرَ الْأَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيْرِ﴾۔ (سورۂ لقمان: ١٩) ......''اپنی رفتار میں میانہ روی اختیار کر اور اپنی آواز پست رکھا کر۔ یقیناً گدھے کی آواز بدترین آواز ہے۔''

اس آیتِ کریمہ کا مفہوم یہ ہے کہ نہ تو چال میں اتنی سست روی ہو کہ دیکھنے والا بیمار خیال کرے اور نہ اتنی تیزی ہو کہ شرف و وقار کے خلاف نظر آئے۔ دوسرے حصے میں چیخ چیخ کر اور چلا چلا کر باتیں کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ دوسرے مقام پر ارشاد ہوا: ﴿وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْأَرْضِ هَوْنًا﴾۔ (سورۂ فرقان: ٦٣) ...... ''اور رحمٰن کے بندے تو وہ ہیں جو وقار اور سکونت کے ساتھ چلتے ہیں......''

قارئینِ کرام! آپ غور فرمائیں کہ جب کوئی اور بالخصوص باوقار آدمی کسی مجلس میں بیٹھے ہوئے لوگوں کی گردنیں پھلانگ پھلانگ کر اور سلنگے بھرتا ہوا آگے کو بڑھ رہا ہو تو وہ کتنا برا لگتا ہے اور پہلے سے تشریف رکھنے والے کو کتنی ایذا دیتا ہے۔ ایسا آدمی صرف ہماری نگاہوں میں برا نہیں، بلکہ شریعت نے بھی اس اکھڑ مزاجی اور بدخلقی کو پسند نہیں کیا ہے اور مذکورہ بالا حدیث میں سخت وعید کا مستحق ٹھہرایا۔

یہ منع ہے کہ آدمی کے جسم کے بعض حصے پر دھوپ اور بعض پر سایہ پڑ رہا ہو

(٢٦٧٨)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ أَبُو الْقَاسِمِ ﷺ: ((إِذَا كَانَ أَحَدُكُمْ فِي الْفَيْءِ، فَقَلَصَ عَنْهُ الظِّلُّ وَصَارَ بَعْضُهُ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ابوالقاسم ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی آدمی سائے میں بیٹھا ہو اور سایہ سمٹ جانے کی وجہ سے اس کے بعض وجود پر دھوپ پڑنے لگے اور بعض پر

فِی الشَّمْسِ وَبَعْضُهُ فِی الظِّلِّ فَلْيَقُمْ۔)) (الصحيحة: ٨٣٧)

سایہ، تو وہ وہاں سے اٹھ جائے۔‘‘

تخريج: أخرجه أبوداود: ٤٨٢٢، والحميدي في "المسند": ١١٣٨، واحمد: ٢/ ٣٨٣

(٢٦٧٩)۔ عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهٰى أَنْ يَجْلِسَ بَيْنَ الضَّحِّ وَالظِّلِّ وَقَالَ: ((مَجْلِسُ الشَّيْطَانِ۔)) (الصحيحة: ٨٣٨، ٣١١٠)

صحابی رسول بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے آدمی کو اس طرح بیٹھنے سے منع فرمایا کہ اس کے جسم کا کچھ حصہ دھوپ میں ہو اور کچھ سائے میں اور فرمایا: ’’یہ تو شیطان کی بیٹھک ہے۔‘‘

٨٣٨: تخريج: أخرجه أحمد: ٣/ ٤١٣

٣١١٠: تخريج: أخرجه أحمد: ٣/ ٤١٣

شرح:...... شارح ابوداود علامہ عظیم آبادی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: جب انسان کے بعض حصے پر دھوپ اور بعض پر سایہ پڑ رہا ہو تو وہ وہاں سے کھڑا ہو جائے اور مکمل سائے میں یا مکمل دھوپ میں بیٹھ جائے، کیونکہ اگر وہ وہیں بیٹھا رہا تو اس کے مزاج میں فساد پیدا ہو جائے گا، کیونکہ اس کا جسم دھوپ اور سائے جیسی دو متضاد چیزوں کی لپیٹ میں آ جائے گا۔ لیکن مناسب یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس بیٹھک سے منع کرنے کے لیے جو علت بیان کی ہے کہ یہ تو شیطان کی بیٹھک ہے، اسی پر اکتفا کیا جائے۔ (عون المعبود)

(٢٦٨٠)۔ عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: رَآنِي النَّبِيُّ ﷺ وَأَنَا قَاعِدٌ فِي الشَّمْسِ، فَقَالَ: ((تَحَوَّلْ إِلَى الظِّلِّ۔)) (الصحيحة: ٨٣٣)

حضرت قیس بن ابو حازم اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں: میں دھوپ میں بیٹھا تھا، آپ ﷺ نے مجھے دیکھا اور فرمایا: ’’سائے میں بیٹھ جا۔‘‘

تخريج: أخرجه الحاكم: ٤/ ٢٧١

شرح:...... اگرچہ امام ابوداود نے بھی اس حدیث پر ’’بَابٌ فِي الْجُلُوْسِ بَيْنَ الشَّمْسِ وَالظِّلِّ‘‘ قائم کیا ہے، لیکن اس میں تو صرف دھوپ میں کھڑا ہونے والے کو سائے میں آ جانے کا حکم دیا گیا ہے۔

مجلس امانت ہوتی ہے

(٢٦٨١)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ مَرْفُوْعاً: ((إِذَا حَدَّثَ الرَّجُلُ بِالْحَدِيْثِ ثُمَّ الْتَفَتَ فَهِيَ أَمَانَةٌ۔)) (الصحيحة: ١٠٩٠)

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ’’جب کوئی آدمی بات کرے، پھر ادھر ادھر دیکھنے لگے (کہ کوئی سن یا دیکھ تو نہیں رہا) تو اس کی بات امانت ہوگی۔‘‘

تخريج: أخرجه أبوداود: ٢/ ٢٩٧، والترمذي: ١/ ٣٥٥، والطحاوي في "مشكل الآثار" ٤/ ٣٣٥۔ ٣٣٦، وأحمد: ٣/ ٣٢٤۔ ٣٢٥، ٣٧٩۔ ٣٨٠ و ٣٩٤، أبويعلي: ٢/ ٥٩١

شرح:...... امام مبارکپوری رحمہ اللہ نے اس حدیثِ مبارکہ کی شرح کرتے ہوئے لکھا: اگر کوئی آدمی کسی دوسرے شخص کے ساتھ گفتگو کر رہا ہو اور وہ گفتگو کے دوران دائیں بائیں دیکھے، تو اس سے یہ سمجھنا پڑے گا کہ وہ راز کی بات کرنا چاہتا ہے اور اسے دوسرے لوگوں سے مخفی رکھنا چاہتا ہے۔ ایسی گفتگو امانت ہوگی اور اس کو راز رکھنا واجب ہوگا۔ ابن ارسلان نے کہا: متکلم کے ادھر ادھر دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اسے اس بات کا خطرہ ہے کہ کوئی اس کی بات سن نہ لے، وہ صرف اپنے ہم مجلس تک اپنے راز کو محفوظ رکھنا چاہتا ہے۔ دراصل وہ ادھر ادھر دیکھ کر اپنے مخاطب کو یہ کہنا چاہتا ہے کہ وہ اس کی گفتگو سنے، اس کو راز اور امانت سمجھے۔ (تحفۃ الاحوذی)

لیکن ہمارے ہاں تاکید کے باوجود مخصوص مجالس کو امانت نہیں سمجھا جاتا اور بات کو بتنگڑ بنا کر نشر کر دیا جاتا ہے۔

کفارۂ مجلس کی دعا

(٢٦٨٢)۔ عَنْ عَائِشَةَ مَرْفُوعاً: كَانَ إِذَا جَلَسَ مَجْلِساً أَوْ صَلّٰى صَلَاةً تَكَلَّمَ بِكَلِمَاتٍ فَسَأَلَتْهُ عَائِشَةُ عَنِ الْكَلِمَاتِ؟ فَقَالَ: ((إِنْ تَكَلَّمَ بِخَيْرٍ كَانَ طَابِعاً عَلَيْهِنَّ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَإِنْ تَكَلَّمَ بِغَيْرِ ذٰلِكَ كَانَ كَفَّارَةً لَّهُ: سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ، وَأَتُوبُ إِلَيْكَ۔)) (الصحيحة:٣١٦٤)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی مجلس میں تشریف رکھتے یا نماز پڑھتے تو چند کلمات (پر مشتمل دعا) پڑھتے تھے۔ میں نے ایک دن ان کلمات کے بارے میں دریافت کیا۔ تو جواباً آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اگر کوئی آدمی اُس مجلس میں خیر و بھلائی والی بات کرے تو یہ کلمات اس کے لیے روزِ قیامت تک مہر ثابت ہوں گے لیکن اگر کوئی اور (برا) کلام کرے تو یہ کفارہ بن جائیں گے۔ (وہ کلمات یہ ہیں:) تو پاک ہے، اے اللہ! اپنی تعریفوں کے ساتھ، نہیں ہے کوئی معبودِ برحق مگر تو ہی، میں تجھ سے بخشش طلب کرتا ہوں اور تیری طرف توبہ کرتا ہوں۔''

تخريج: أخرجه النسائي في "عمل اليوم والليلة": ٣٠٩/ ٤٠٠، ومن طريقه: الحافظ في آخر كتابه "فتح الباري": ١٣/ ٥٤٦، واحمد: ٦/ ٧٧، والبيهقى فى "شعب الايمان": ١/ ٤٣٥/ ٦٢٩، واحمد: ٦/ ٧٧، و الطبرانى فى "الدعاء": ٣/ ١٦٥٦، وأخرجه النسائى: ٣٩٨ أيضا، والحاكم: ١/ ٤٩٦ دون قوله: أو صلى صلاة

شرح:...... پہلی بات تو یہ ہے کہ مسلمان کو زمان و مکان سے بالاتر ہو کر ہر وقت لغویات سے اجتناب کرنا چاہیے، بہرحال بسیار کوشش کے باوجود انسان سے خطا ہونا ممکن ہے۔ اس حدیثِ مبارکہ میں طبائع بشریہ کو مدنظر رکھتے

ہوئے ہر مجلس کے بعد یہ دعا پڑھنے کی تلقین کی گئی ہے: سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ ، لَاإِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ ، أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوْبُ إِلَيْكَ۔..... ''تو پاک ہے، اے اللہ! اپنی تعریفوں کے ساتھ، نہیں ہے کوئی معبودِ برحق مگر تو ہی، میں تجھ سے بخشش طلب کرتا ہوں اور تیری طرف توبہ کرتا ہوں۔''

یہ دعا اس مجلس میں کی گئی نیکیوں کی قبولیت اور برائیوں کی معافی کا سبب ہے۔

گھر اور گھر میں موجودہ اشیا کی حفاظت کے آداب

ابتدائے رات اور رات کو گھروں سے باہر نہ نکلنا

(٢٦٨٣)۔ عَنْ جَابِرِبْنِ عَبْدِاللّٰهِ مَرْفُوْعاً: ((إِذَا كَانَ جُنْحُ اللَّيْلِ ، فَكُفُّوْا صِبْيَانَكُمْ ، فَإِنَّ الشَّيَاطِيْنَ تَنْتَشِرُ حِيْنَئِذٍ ، فَإِذَا ذَهَبَتْ سَاعَةٌ مِنَ الْعِشَاءِ فَخَلُّوْهُمْ۔)) (الصحيحة:٤٠)

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب رات کے آنے کا وقت قریب ہو جائے تو اپنے بچوں کو روک لیا کرو، کیونکہ اس وقت شیطان منتشر ہو رہے ہوتے ہیں اور تاریکی کا ابتدائی حصہ بیت جانے کے بعد انھیں چھوڑ دیا کرو۔''

تخريج:أخرجه البخاري: ٢/ ٣٢٢و٤/ ٣٦_٣٧، ومسلم: ٦/ ١٠٦، وأبوداود: ٣٧٣٣، واحمد: ٣/ ٣٨٨

شرح:...... مسند احمد کے الفاظ میں یہ زیادتی ہے: ((فَإِنَّ لِلْجِنِّ اِنْتِشَارًا وَ خَطْفَةً۔)) یعنی ''اس وقت شیطان منتشر ہو رہے ہوتے ہیں اور جھپٹے مار رہے ہوتے ہیں۔''

(٢٦٨٤)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ ، قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((إِذَا سَمِعْتُمْ نُبَاحَ الْكَلْبِ بِاللَّيْلِ أَوْ نُهَاقَ الْحَمِيْرِ ، فَتَعَوَّذُوْا بِاللّٰهِ ، فَإِنَّهُمْ يَرَوْنَ مَالَا تَرَوْنَ ، وَأَقِلُّوْا الْخُرُوْجَ إِذَا هَدَأَتِ الرِّجْلُ ، فَإِنَّ اللّٰهَ يَبُثُّ فِي لَيْلِهِ مِنْ خَلْقِهِ مَايَشَاءُ وَأَجِيْفُوْا الْأَبْوَابَ وَاذْكُرُوْا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا ، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَايَفْتَحُ بَاباً أُجِيْفَ وَذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ ، وَغَطُّوْا الْجِرَارَ ، وَأَكْفِئُوْا الآنِيَةَ ، وَأَوْكُوْا الْقِرَبَ۔)) (الصحيحة:٣١٨٤)

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: ''جب تم رات کو کتے کی بھونک یا گدھے کی ہینگ سنو تو اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرو، کیونکہ وہ ایسی چیزیں دیکھتے ہیں جو تم نہیں دیکھتے۔ جب لوگ سو جائیں تو باہر نہ نکلا کرو، کیونکہ اللہ تعالیٰ رات کے وقت مختلف مخلوقات کو منتشر کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا نام لے کر دروازے بند کیا کرو، کیونکہ شیطان وہ دروازہ نہیں کھولتا، جسے اللہ کا نام لے کر بند کیا گیا ہو اور گھڑے ڈھانپ دیا کرو، برتن اوندھے کر دیا کرو اور مشکیزوں کو ڈوری سے باندھ دیا کرو۔''

تخريج: أخرجه أبويعلي في"مسنده": ٤/ ٢١٠، ومن طريقه: ابن حبان: ٥٤٩٣، والشطر الثاني من

الحديث له طرق اخرى عن جابر رضي الله عنه، بعضها في "الصحيحين"، خرجتها في "الارواء": ١/ ٨٠

(٢٦٨٥)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ مَرْفُوْعاً: ((أَقِلُّوْا الْخُرُوْجَ بَعْدَ هَدْأَةِ الرِّجْلِ، فَإِنَّ لِلّٰهِ دَوَابًّا يَبُثُّهُنَّ فِي الأَرْضِ فِي تِلْكَ السَّاعَةِ۔)) (الصحيحة:١٥١٨)

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''لوگوں کے سو جانے کے بعد باہر نکلنا کم کر دیا کرو، کیونکہ اس وقت اللہ تعالیٰ اپنی بعض مخلوقات کو زمین میں پھیلاتا ہے۔''

تخريج: أخرجه البخاري في "الأدب المفرد" ١٢٣٣، ١٢٣٥، وأبوداود: ٥١٠٤، واحمد: ٣/ ٣٠٦، ٣٥٥

شرح:...... (الهدأة) کے معانی ''نقل وحرکت کے بند ہو جانے'' کے ہیں، یعنی جب لوگوں کا چلنا پھرنا اور راستوں پر آمد و رفت ختم ہو جائے۔

(٢٦٨٦)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((كُفُّوْا صِبْيَانَكُمْ عِنْدَ فَحْمَةِ الْعِشَاءِ وَإِيَّاكُمْ وَالسَّمَرَ بَعْدَ هَدْأَةِ الرِّجْلِ فَإِنَّكُمْ لَا تَدْرُوْنَ مَا يَبُثُّ اللّٰهُ مِنْ خَلْقِهِ۔ فَأَغْلِقُوْا الأَبْوَابَ وَأَطْفِئُوا الْمِصْبَاحَ وَأَكْفِئُوا الإِنَاءَ وَأَوْكُوا السِّقَاءَ۔)) (الصحيحة: ٣٤٥٤)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''رات کی ابتدائی تاریکی کے وقت اپنے بچوں کو (گھروں میں) روکے رکھو اور رات کو لوگوں کے سو چکنے کے بعد گفتگو سے بچو، کیونکہ تم نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ اپنی کون سی مخلوق کو (زمین پر) پھیلا دیتا ہے۔ (رات کے دوران) دروازے بند کیا کرو، چراغ بجھا دیا کرو اور برتن الٹے کر دیا کرو اور مشکیزے کا منہ بند کر دیا کرو۔''

تخريج: أخرج الحميدي في "مسنده": ٥٣٥/ ١٢٧٣، وأخرجه مسلم: ٦/ ١٠٧ الا انه لم يسق لفظه؛ وقال: "بنحو حديث زهير" يعني الذى قبله۔، وابوداود: ٢٦٠٤، واحمد: ٣/ ٣١٢، ورواه الشيخان ببعضه

(٢٦٨٧)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ الأَنْصَارِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((غَطُّوْا الإِنَاءَ وَأَوْكُوْا السِّقَاءَ، فَإِنَّ فِي السَّنَةِ لَيْلَةً يَنْزِلُ فِيْهَا وَبَاءٌ لَا يَمُرُّ بِإِنَاءٍ لَمْ يُغَطَّ وَلَا سِقَاءٌ لَمْ يُوْكَ، إِلَّا وَقَعَ فِيْهِ مِنْ ذٰلِكَ الْوَبَاءِ۔)) (الصحيحة:٣٠٧٦)

حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: ''(رات کو) برتنوں کو ڈھانپ دیا کرو اور مشکیزوں کو ڈوری سے باندھ دیا کرو، کیونکہ سال میں ایک ایسی رات ہوتی ہے جس میں ایک وبا نازل ہوتی ہے، وہ ہر اس برتن، جسے ڈھانپا نہ گیا ہو، اور جس مشکیزے، جس پر ڈوری نہ باندھی گئی ہو، کے پاس سے گزرتی ہے، اس میں داخل ہو جاتی ہے۔''

تخريج: أخرجه الأمام أحمد: ٣/ ٣٥٥، ومسلم: ٦/ ١٠٧، وابو عوانة: ٥/ ٣٣٤

شرح:......مذکورہ بالا احادیث میں گھر اور گھر والوں سے متعلقہ درج ذیل آداب بیان کیے گئے ہیں:

(۱) رات کی ابتدائی تاریکی کے دوران بچوں کو گھروں میں پابند رکھنا، (۲) لوگوں کے سو چکنے کے بعد گفتگو سے پرہیز کرنا۔

(۳) رات کو گھروں کے دروازے بند رکھنا۔

(۴) چراغ بجھا دینا۔

(۵) برتنوں پر ڈھکن دینا یا ان کو الٹا کر دینا۔

(٦) مشکیزوں اور ٹینکیوں وغیرہ کے منہ بند کر دینا۔

ان آدابِ اسلامیہ کے اسباب ان ہی احادیث میں بیان ہو چکے ہیں، البتہ رات کو چراغ بجھانے کی وجہ کی تفصیل یہ ہے:

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''برتن ڈھانپ دیا کرو، مشکیزہ کا منہ باندھ دیا کرو، دروازہ بند کر دیا کرو اور چراغ بجھا دیا کرو، کیونکہ شیطان نہ تو بند مشکیزہ کھولتا ہے، نہ بند کیا ہوا دروازہ کھولتا ہے اور نہ ڈھانپے ہوئے برتن سے ڈھکن ہٹاتا ہے۔ اگر برتن پر ڈھکن دینے کے لیے کوئی چیز نہ ملے تو اس پر کوئی لکڑی رکھ دی جائے یا پھر اس پر اللہ تعالی کا اسمِ مبارک پڑھ دیا جائے اور (چراغ) بجھانے کی وجہ یہ ہے کہ (بسا اوقات) چوہیا (اس کی بتی کھینچ کر ایسی جگہ پر پھینک دیتی ہے کہ) جس سے گھر (اور ایک روایت کے مطابق اہل خانہ کے کپڑے) جل جاتے ہیں۔''

سیدنا ابو موسی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مدینہ منورہ میں رات کی تاریکی میں ایک گھر جل گیا، جب اس کی ساری صورتحال رسول اللہ ﷺ کے سامنے رکھی گئی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ آگ تمہاری دشمن ہے، پس جب سونے لگو تو اس کو بجھا دیا کرو۔'' (صحیح مسلم) سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب سونے لگو تو گھروں میں آگ کو جلتا ہوا مت چھوڑا کرو۔'' (صحیح مسلم)

یہ شریعتِ اسلامیہ کی انسانیت کے ساتھ خیر خواہی ہے کہ ہر لحاظ سے ان کے جان و مال کے تحفظ کے قوانین وضع کیے ہیں۔ ان آداب کے اسباب بھی بیان کر دیے گئے ہیں، مزید اگر انسان غور کرے تو دروازوں کا کھلا رہنا چوری کا سبب بن سکتا ہے، برتنوں اور مشکیزوں کا کھلا رہنا کئی کیڑوں مکوڑوں کے گندے اثرات اور ضرر رساں جراثیموں کا سبب بن سکتا ہے۔

چونکہ دن کی بہ نسبت رات کو شیطانوں کا شر و فساد زیادہ وہوتا ہے، اس لیے وہ ابتدائے رات سے ہی اپنی اپنی ڈیوٹیاں سنبھالنے کے لیے نقل وحرکت شروع کر دیتے ہیں، ایسے اوقات میں بچوں کا محفوظ مقامات پر ٹھہرنا زیادہ مناسب معلوم ہوتا ہے۔ عصر حاضر میں بچوں اور لڑکوں میں برائی کی زیادتی اور نیکی کی کمی کے رجحان کا شدید شکوہ ہے، شاید اس کی

وجہ یہی ہو کہ تقریبا تمام بچے غروبِ آفتاب کے وقت اور اس کے بعد تک میدانوں، پارکوں، بازاروں اور گلیوں میں ہوتے ہیں۔

گھر میں رات کو چراغ بجھانے کی وجہ آگ ہے، بجلی کی لائٹ اور بلب وغیرہ کو اس پر قیاس نہیں کیا جا سکتا، ان کو ضرورت کے مطابق آن رکھا جا سکتا ہے، البتہ بجلی اور گیس والے ہیٹر کو بند کرنا اور انگیٹھیوں میں جلتے کوئلوں کو بجھا دینا ضروری ہے، کیونکہ یہ کئی نقصانات کا سبب بن سکتے ہیں، جیسا کہ ان کی وجہ سے ہونے والی آکسیجن کی کمی کئی اموات کا سبب بنی ہے۔

رات کو آگ کے آثار ختم کر دینا

(٢٦٨٨)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ، قَالَ: جَاءَ تْ فَأْرَةٌ فَأَخَذَتْ تَجُرُّ الْفَتِيْلَةَ ، فَذَهَبَتِ الْجَارِيَةُ تَزْجُرُهَا ، فَقَالَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ: دَعِيْهَا ، فَجَاءَ تْ بِهَا فَأَلْقَتْهَا بَيْنَ يَدَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَلَى الْخُمْرَةِ الَّتِي كَانَ عَلَيْهَا قَاعِداً ، فَأَحْرَقَتْ مِنْهَا مِثْلَ مَوْضِعِ دِرْهَمٍ ، فَقَالَ ﷺ : ((إِذَا نِمْتُمْ فَأَطْفِئُوْا سُرُجَكُمْ ، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَدُلُّ مِثْلَ هٰذِهِ عَلٰى هٰذَا فَيُحَرِّقُكُمْ۔))

(الصحيحة:١٤٢٦)

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ ایک چوہیا آئی اور چراغ کی بتی کو کھینچنے لگی، ایک بچی اسے دھتکارنے اور بھگانے لگی، آپ ﷺ نے اس بچی سے فرمایا: ''اسے چھوڑ دے۔'' وہ چوہیا بتی لے کر آئی اور اس چٹائی پر ڈال دیا، جس پر آپ ﷺ تشریف فرما تھے، ایک درہم کے بقدر چٹائی جل گئی۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم سوؤ تو چراغ بجھا دیا کرو، کیونکہ شیطان اس قسم کے جانوروں کو ایسی (شرارتیں) کرنے پر اکساتا ہے اور اس طرح یہ تمھیں جلا دیں گے۔''

تخريج: أخرجه أبوداود: ٥٢٤٧، وابن حبان: ١٩٩٧، والحاكم: ٤/ ٢٨٤

شرح:...... قارئین کرام! آپ نے دیکھا ہوگا کہ رات کو تنور، چولھے یا انگیٹھی وغیرہ میں باقی رہ جانے والی آگ کی وجہ سے بڑے بڑے حادثات پیش آئے ہیں، جن میں کئی جانیں لقمۂ اجل بن گئیں اور کروڑوں کا مال جل کر راکھ ہو گیا۔ یہ آدابِ اسلامیہ سے غفلت کے نتائج ہیں۔ شریعتِ اسلامیہ کی انسانیت کے ساتھ خیر خواہی کا تقاضا یہ ہے کہ ہر لحاظ سے ان کے جان و مال کے تحفظ کے قوانین وضع کئے ہیں، حالانکہ جس عہد پارینہ میں یہ ضوابط حیطۂ تحریر میں لائے جا رہے تھے، اس وقت ان کی مخالفت کی وجہ سے زیادہ نقصانات کا خدشہ نہیں تھا۔ دراصل یہ اسلام کی عالمگیریت ہے کہ جس نے پندرھویں صدی کے لوگوں کے ساتھ ہمدردی کا ثبوت دینے کے لیے اپنی حیات کی ابتدا میں عالمگیر قوانین وضع کر دیے تھے۔

رات کے چھا جانے کے بعد گفتگو سے اجتناب کیا جائے

(٢٦٨٩)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((إِيَّاكَ وَالسَّمَرَ بَعْدَ هَدْأَةِ اللَّيْلِ فَإِنَّكُمْ لَاتَدْرُوْنَ مَايَأْتِي اللّٰهُ مِنْ خَلْقِهِ۔)) (الصحيحة:١٧٥٢)

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”رات چھا جانے کے بعد رات کو گفتگو کرنے سے بچو، کیونکہ تم نہیں جانتے کہ اللہ تعالی اپنی کس مخلوق کو لانے والے ہیں۔“

تخريج: أخرجه الحاكم: ٤/ ٢٨٤

شرح:......(الهدأة) کے معانی ”نقل وحرکت کے بند ہو جانے“ کے ہیں، یعنی جب لوگوں کا چلنا پھرنا اور راستوں پر آمد و رفت ختم ہو جائے۔

آجکل لوگوں نے رات کو تاخیر کا جو سلسلہ اپنا رکھا ہے، اس کی وجہ سے جہاں وہ اس حدیث مبارکہ کی مخالفت کرتے ہیں، وہاں نمازِ فجر ترک کر کے کئی نحوستوں اور بے برکتیوں کا سبب ٹھہرتے ہیں۔ ہمیں چاہئے کہ ہم اپنے معمولات کو قرآن و حدیث کی روشنی میں ترتیب دیں اور نمازِ عشا کی ادائیگی کے بعد سونے کا اہتمام کریں، اگر درس و تدریس اور تعلیم و تعلّم وغیرہ کی صورت میں واقعی کوئی مجبوری ہو تو شریعت نے گنجائش دی ہوئی ہے۔ بہر حال رات کو بے مقصد گپ شپ لگانا مکروہ و ناپسندیدہ ہے۔

بعض افراد کے لیے شب کی گفتگو کا جواز

(٢٦٩٠)۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ مَرْفُوْعاً: ((لَاسَمْرَ إِلَّا لِمُصَلٍّ أَوْ مُسَافِرٍ۔)) (الصحيحة:٢٤٣٥)

حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”صرف نمازی اور مسافر لوگ شب کو گفتگو کر سکتے ہیں۔“

تخريج: أخرجه الطيالسي: ١/ ٧٣/ ٢٩٤، وأحمد: ١/ ٤١٢

شرح:......عام حالات میں رات کو دیر تک جاگتے رہنا اور گپ لگانا مکروہ ہے، لیکن نماز اور سفر کی وجہ سے بیدار رہا جا سکتا ہے۔

نماز میں تھوکنا

(٢٦٩١)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَأَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ، أَنَّهُمَا أَخْبَرَاهُ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ رَأَى نُخَامَةً فِي جِدَارِ الْمَسْجِدِ فَتَنَاوَلَ حَصَاةً فَحَكَّهَا ثُمَّ قَالَ: ((إِذَا تَنَخَّمَ أَحَدُكُمْ فَلَا يَتَنَخَّمَنَّ قِبَلَ وَجْهِهِ وَلَا عَنْ

حضرت ابو ہریرہ اور حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہما نے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مسجد کی دیوار پر بلغم دیکھی، اسے سنگ ریزے کے ساتھ کھرچا اور پھر فرمایا: ”اگر کوئی آدمی (نماز میں) تھوکے تو وہ اپنے چہرے کے سامنے والی سمت میں نہ تھوکے اور نہ دائیں طرف، اسے چاہئے کہ وہ

يَـمِيْـنِهٖ وَلْيَبْصُقْ عَنْ يَسَارِهٖ أَوْتَحْتَ قَدَمِهِ الْيُسْرٰی۔)) (الصحيحة: ١٢٧٤)

بائیں طرف یا بائیں پاؤں کے نیچے تھوک لیا کرے۔''

تخـريـــج: أخرجه أحمد: ٣/ ٥٨و ٨٨و ٩٣، والبخاري: ١/ ٤٠٤۔ ٤٠٥و مسلم: ٢/ ٧٦، وابن ماجه: ١/ ٢٥٦۔٢٥٧

شرح:...... عصر حاضر میں مساجد کی خوبصورت عمارتوں اور اس میں بچھی ہوئی خوبصورت چٹائیوں اور قالینوں کی وجہ سے درج بالا حدیث کو سمجھنے میں دقت پیش آئی ہے۔ یہ احادیث اس وقت بیان کی گئی تھیں، جب مساجد کا فرش مٹی اور ریت ہوتا تھا اور ان میں بچھانے کے لیے صفیں بھی نہیں ہوتی تھیں۔ درحقیقت مسئلہ یوں ہے کہ بوقتِ ضرورت مسجد میں تھوکنا جائز ہے، جیسا کہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسجد کی قبلہ والی سمت میں تھوک دیکھی، جو آپ پر بڑی گراں گزری، بہرحال آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو صاف کیا اور فرمایا: ((اِنَّ اَحَـدَکُمْ اِذَا قَامَ فِيْ صَلَاتِهٖ فَـاِنَّـمَا يُنَاجِيْ رَبَّهٗ، فَلَا يَبْزُقَنَّ فِيْ قِبْلَتِهٖ وَلٰكِنْ عَنْ يَّسَارِهٖ اَوْ تَحْتَ قَدَمِهٖ۔)) (بخاری) ......''جب تم میں کوئی آدمی نماز میں کھڑا ہوتا ہے تو وہ اپنے ربّ سے سرگوشی کر رہا ہوتا ہے، اس لیے وہ قبلہ والی سمت میں نہ تھوکا کرے، البتہ بائیں جانب یا اپنے پاؤں کے نیچے تھوک سکتا ہے۔'' پھر (تیسرا طریقہ بیان کرتے ہوئے) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی چادر کا کنارہ پکڑا، اس میں تھوکا اور اس کو مل دیا اور فرمایا: ''یا پھر اس طرح کر لیا کرے۔''

اس موضوع پر دلالت کرنے والی کئی احادیث ہیں، لیکن درج ذیل حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ رخصت اس وقت ہے جب آدمی نماز پڑھ رہا ہو اور اسے مجبوراً تھوکنا پڑ جائے۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ((اَلْبُـزَاقُ فِي الْمَسْجِدِ خَطِيْئَةٌ وَكَفَّارَتُهَا دَفْنُهَا۔)) (بخاری) ......''مسجد میں تھوکنا گناہ ہے اور اس کا کفارہ تھوک کو دفن کر دینا ہے۔''

رہا مسئلہ قبلہ والی سمت میں تھوکنے کا، تو وہ منع ہے، جیسا کہ مذکورہ بالا حدیث سے پتہ چلتا ہے، نیز اس موضوع پر دلالت کرنے والی دوسری احادیث بھی موجود ہیں۔

بہرحال مساجد کی موجودہ صورتحال کو سامنے رکھتے ہوئے اس رخصت پر عمل کرنے سے گریز کرنا ہی بہتر ہے

نیک اور برے خواب اور دونوں کے احکام اور اقسام

(٢٦٩٢)۔ عَـنْ اَبِـيْ هُـرَيْـرَـةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا رَأَی أَحَدُكُمُ الرُّؤْيَا تُـعْجِبُهُ فَلْيَذْكُرْهَا، وَلْيُفَسِّرْهَا، وَإِذَا رَأَی أَحَـدُكُـمُ الرُّؤْيَا تَسُوْءُهُ، فَلَا يَذْكُرْهُ، وَلَا يُفَسِّرْهَا۔)) (الصحيحة: ١٣٤٠)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''اگر کوئی پسندیدہ خواب دیکھے تو وہ اسے بیان کرے اور اس کی تعبیر کی بھی وضاحت کر دے اور اگر ناپسندیدہ خواب دیکھے تو نہ اسے بیان کرے اور نہ اس کی تعبیر کی وضاحت کرے۔''

تخریج: أخرجه ابن عبد البر في " التمهيد" ١/ ٢٨٧ـ ٢٨٨

(٢٦٩٣)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ مَرْفُوعاً: ((الرُّؤْيَا ثَلاثٌ، فَالْبُشْرٰى مِنَ اللّٰهِ، وَحَدِيْثُ النَّفْسِ، وَتَخْوِيْفٌ مِنَ الشَّيْطَانِ، فَإِذَا رَأٰى أَحَدُكُمْ رُؤْيَاً تُعْجِبُهُ فَلْيَقُصَّهَا إِنْ شَاءَ، وَإِذَا رَأٰى شَيْئاً يَكْرَهُهُ فَلا يَقُصَّهُ عَلٰى أَحَدٍ وَلْيَقُمْ يُصَلِّي۔)) (الصحيحة:١٣٤١)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''خواب تین قسم کے ہوتے ہیں: اللہ کی طرف سے خوشخبری، نفس کے خیالات اور شیطانی ڈراوا۔ جب کوئی آدمی پسندیدہ خواب دیکھے تو وہ اسے بیان کر سکتا ہے اور اگر ناپسندیدہ خواب دیکھے تو کسی کو بیان نہ کرے اور کھڑے ہو کر نماز پڑھے۔''

تخریج: رواه أحمد: ٢/ ٣٩٥، وابن أبي شيبة في "المصنف" ١٢/ ١٩٣/ ٢، وعنه ابن ماجه: ٢/ ٤٤٩، وأخرجه مسلم: ٧/ ٥٢، واحمد: ٢/ ٢٦٩ ايضا دون قوله: ((فاذا رأى أحكم رؤيا تعجبه فليقصها ان شاء))

(٢٦٩٤)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((إِذَا رَأٰى أَحَدُكُمْ رُؤْيَاً يَكْرَهُهَا فَلْيَتَحَوَّلْ، وَلْيَتْفُلْ عَنْ يَسَارِهِ ثَلاثاً، وَلْيَسْأَلِ اللّٰهَ مِنْ خَيْرِهَا، وَلْيَتَعَوَّذْ مِنْ شَرِّهَا۔)) (الصحيحة:١٣١١)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب کوئی آدمی ناپسندیدہ خواب دیکھے تو وہ اپنا پہلو بدل لے (جس پر وہ لیٹا ہو) اور تین دفعہ بائیں جانب تھوکے اور اللہ تعالی سے اس (خواب) کی خیر کا سوال کرے اور اس کی شرّ سے پناہ طلب کرے۔''

تخریج: أخرجه ابن ماجه: ٢/ ٤٥٠

(٢٦٩٥)۔ أَبُوْ سُفْيَانَ عَنْ جَابِرٍ قَالَ: أَتَى النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم رَجُلٌ وَهُوَ يَخْطُبُ، فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! رَأَيْتُ الْبَارِحَةَ ـ فِيْمَا رَأٰى النَّائِمُ ـ كَأَنَّ عُنُقِيْ ضُرِبَتْ وَسَقَطَ رَأْسِيْ فَتَدَحْرَجَ فَاتَّبَعْتُهُ، فَأَخَذْتُهُ فَأَعَدْتُهُ فَضَحِكَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ: ((إِذَا لَعِبَ الشَّيْطَانُ بِأَحَدِكُمْ فِي مَنَامِهِ، فَلايُحَدِّثْ بِهِ النَّاسَ۔)) (الصحيحة:٣٩٦٨)

حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ، حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔ اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! گزشتہ رات میں نے خواب دیکھا کہ میری گردن قلم کر دی گئی، سر گر پڑا اور لڑھک گیا، میں اس کے پیچھے چلا، اس کو پکڑا اور اسے اس کی جگہ پر لوٹا دیا، (اس خواب کے بارے میں آپ کا خیال ہے)؟ جواباً نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے اور فرمایا: ''جب شیطان کسی کے ساتھ نیند میں کھیلے تو وہ (ایسا خواب) لوگوں کے سامنے بیان نہ کرے۔''

تخریج: أخرجه مسلم: ٧/ ٥٥، وابن ماجه: ٣٩١٢، وأحمد: ٣/ ٣١٥

شرح:...... درج بالا احادیث سے معلوم ہوا کہ خواب کی تین اقسام ہیں:

(۱) ایسا خواب، جسے دیکھنے والا اپنے حق میں یا کسی کے حق میں بشارت خیال کرتا ہے اور تعبیر کرنے والے بھی اس کی موافقت کرتے ہوں، مثلا اذان سننا، نبی کریم ﷺ کو دیکھنا، تلاوت کرنا، وغیرہ۔

(۲) برا خواب، جس میں بندہ ڈر جاتا ہے یا کسی اعتبار سے اس پر گراں گزرتا ہے، مثلا سر کٹ جانا، مختلف انداز میں ڈرایا جانا، کسی گناہ کی وجہ سے بے عزتی ہونا، وغیرہ۔

(۳) ایسے خواب، جن کو برا کہا جا سکتا ہے یا نہ اچھا، مثلا بعض لوگ دن کو کام کاج کے دوران جو کچھ کہتے ہیں، اسے اپنے خواب میں دوہراتے رہتے ہیں۔ ایسے خواب بے حقیقت ہوتے ہیں۔

برا خواب دیکھنے کے احکام یہ ہیں:

(۱) برا خواب کسی کے سامنے بیان نہ کیا جائے۔

(۲) برے خواب کے بعد پہلو بدل لیا جائے، بائیں طرف تین دفعہ تھوکا جائے اور اس کے شرّ سے اللہ تعالی کی پناہ طلب کی جائے۔

(۳) نماز پڑھی جائے۔

خواب کس کے سامنے بیان کیا جائے

(٢٦٩٦)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّـهُ كَانَ يَقُوْلُ: ((لَا تَقُصُّوْا الرُّؤْيَا إِلَّا عَلٰى عَالِمٍ أَوْ نَاصِحٍ۔)) (الصحيحة:١١٩)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”صرف کسی عالم یا خیر خواہ کے سامنے اپنا خواب بیان کرو۔“

تخريج: أخرجه الترمذي: ٢/ ٤٥، والدارمي: ٢/ ١٢٦

شرح:...... سیدنا ابورزین عقیلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((وَلَا تُحَدِّثْ بِهَا إِلَّا لَبِيْبًا أَوْ حَبِيْبًا۔)) (ترمذی، ابوداود، ابن ماجہ) ...... ”صرف عقلمند یا اپنے محبّ کے سامنے اپنا خواب بیان کرو۔“

امام مبارکپوری رحمہ اللہ لکھتے ہیں: عقلمند کے سامنے خواب بیان کرنے کی وجہ یہ ہے کہ وہ اس کی بہترین تعبیر پیش کرے گا اور بری تعبیر ہونے کی صورت میں خاموش رہے گا، رہا مسئلہ محبّ کا، تو وہ صرف خوش کن تعبیر ہی بیان کرے گا۔ (تحفة الاحوذي)

دراصل اسلام میں پیشین گوئی کرنے کا ذریعہ صرف نبوت ہے، جس کا سلسلہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد منقطع ہو چکا ہے۔ لیکن آپ ﷺ کی تصدیق کے مطابق خواب میں بھی اللہ تعالی کی طرف سے مستقبل کے کسی امر کی نشاندہی ہو جاتی ہے، اس لیے اس مشابہت کی وجہ سے اس کو نبوت کا چھیالیسواں حصہ کہا گیا ہے۔ جیسا کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((وَرُؤْيَـا الْمُسْلِمِ جُزْءٌ مِنْ سِتَّةٍ وأَرْبَعِيْنَ جُزْءًا

مِنَ النُّبُوَّةِ۔)) (صحیحہ: ۳۰۱٤) ..... ''مسلمان کا خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے۔''

مثلاً دسمبر ۲۰۰۷ء کو پاکستان کی سابق وزیر اعظم بے نظیر ایک قاتلانہ حملے کی وجہ سے وفات پا گئیں، جب اس کی تدفین ہوئی تو سرگودھا کی ایک خاتون نے ہمیں بتلایا کہ وہ چند روز قبل ہو بہو یہی منظر بذریعہ خواب دیکھ چکی تھی۔ اس قسم کے خوابوں کی سینکڑوں مثالیں موجود ہیں۔

قارئین کرام! آپ کو علم ہو یا نہ ہو، آپ سے متعلقہ مستقبل میں پیش آنے والے امور کا فیصلہ تقدیر خداوندی میں ہو چکا ہے، وہ آپ کے حق میں خوشکن ثابت ہوں یا پریشان کن، مثلاً اولاد کی خوشخبری یا فوتگی کی غمی، کاروبار میں اضافہ یا اس کا مندا پڑنا، وغیرہ وغیرہ۔ کسی عقلمند یا محب ومحبوب کے سامنے خواب بیان کرنے کی وجہ یہ ہے کہ اگر وہ کسی خوشخبری پر مشتمل ہے تو وہ آپ پر وضاحت کر دے گا تاکہ آپ برمسرّت انداز میں منتظر رہیں اور اگر وہ کسی آزمائش پر مشتمل ہو تو وہ اس کی تعبیر کو آپ سے مخفی رکھے گا، تاکہ آپ وقت سے پہلے پریشان نہ ہوں، ہاں اگر آزمائش آ جائے تو صبر وتحمل کے ساتھ اس کو برداشت کیا جائے۔

ذہن نشین رہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو کئی مسائل میں اللہ تعالیٰ کے فیصلوں سے موافقت حاصل ہوئی، لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ منصب نبوت پر فائز ہو گئے۔ بعینہ اسی طرح بسا اوقات مستقبل کی پیشین گوئی کرنے میں خواب کی امورِ نبوت سے موافقت ہو سکتی ہے، لیکن اس کا معنی یہ نہیں کہ وہ حقیقی نبوت کا حصہ ہے، جو ابھی تک باقی ہو۔

خواب کی تعبیر کی اہمیت

(۲٦۹۷)۔ عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ الرُّؤْيَا تَقَعُ عَلٰى مَاتُعَبَّرُ، وَمِثْلُ ذٰلِكَ مَثَلُ رَجُلٍ رَفَعَ رِجْلَهُ فَهُوَ يَنْتَظِرُ مَتٰى يَضَعُهَا، فَإِذَا رَأٰى أَحَدُكُمْ رُؤْيَا، فَلَا يُحَدِّثْ بِهَا إِلَّا نَاصِحًا أَوْ عَالِمًا۔)) (الصحیحة: ۱۲۰)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''خواب، تعبیر کے مطابق واقع ہوتی ہے۔ اس کی مثال یوں سمجھیں کہ ایک آدمی نے اپنی ٹانگ اٹھالی، اب وہ اس انتظار میں ہے کہ اسے کب زمین پر رکھے۔ جب کوئی آدمی خواب دیکھے تو اسے صرف کسی خیر خواہ یا اہل علم کے سامنے بیان کرے۔''

تخریج: أخرجه الحاكم: ٤/ ۳۹۱

شرح:...... امام البانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: اس حدیث میں یہ وضاحت کی گئی ہے کہ خواب، تعبیر کے مطابق واقع ہوتا ہے، اس لیے رسول اللہ ﷺ نے ہماری رہنمائی فرمائی ہے کہ ہم اپنا خواب کسی عالم یا خیر خواہ کے سامنے بیان کریں، کیونکہ یہی دو ہستیاں ہیں جو اس کی تاویل کرتے وقت بہترین تعبیر کا انتخاب کریں گے، پھر وہ اسی کے مطابق وقوع پذیر ہوگی۔ لیکن بلا شک وشبہ یہ قید لگانا درست ہے کہ اس خواب میں کسی نہ کسی طرح اس تعبیر کی گنجائش پائی جاتی ہو۔ بصورت دیگر وہ تعبیر محض خطا قرار پائے گی اور اس کی کوئی تاثیر نہیں ہوگی۔ (واللہ اعلم)

امام بخاری رحمہ اللہ نے "صحیح البخاری" کی "کتاب التعبیر" میں اسی مفہوم کی طرف اشارہ کرتے ہوئے یہ باب قائم کیا ہے: "بَابُ مَنْ لَمْ یَرَ الرُّؤْیَا لِأَوَّلِ عَابِرٍ إِذَا لَمْ یُصِبْ" ۔۔۔۔ اگر پہلا معبّر تعبیر کرنے میں حق بجانب نظر نہ آئے تو خواب اس کی تعبیر کے مطابق نہیں ہوگا۔ (صحیحہ: ۱۲۰)

پھر امام بخاری رحمہ اللہ نے اس باب میں سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی ایک حدیث ذکر کی، جس میں سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تعبیر کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((اَصَبْتَ بَعْضًا وَ أَخْطَأْتَ بَعْضًا۔)) ۔۔۔۔ "تم خواب کے بعض حصے کی تعبیر کرنے میں حق بجانب ہو اور بعض میں غلطی کی ہے۔"

اس حدیثِ مبارکہ سے معلوم ہوا کہ تعبیر کرنے والے پہلے شخص سے غلطی ہو سکتی ہے۔

رخصت ہونے کے لیے مہمان کا میزبان سے اجازت لینا

(۲۶۹۸)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا زَارَ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ، فَجَلَسَ عِنْدَهُ، فَلَا يَقُوْمَنَّ حَتّٰى يَسْتَأْذِنَهُ۔)) (الصحيحة:۱۸۲)

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب کوئی آدمی اپنے بھائی کی زیارت کے لیے جائے اور اس کے پاس بیٹھ جائے تو وہاں سے بلا اجازت نہ اٹھے۔"

تخریج: رواه أبو الشيخ في "تاريخ أصبهان": ۱۱۳

شرح:۔۔۔۔ اس حدیث میں عظیم اسلامی آداب میں سے ایک ادب کی طرف توجہ مبذول کرائی گئی ہے اور وہ یہ کہ میزبان سے اجازت طلب کیے بغیر مہمان کو نہیں جانا چاہئے۔ اکثر لوگوں نے اس نبوی نصیحت سے بے رخی اختیار کی ہے کہ وہ اجازت طلب کیے بغیر مجلس سے اٹھ کر چلے جاتے ہیں، بلکہ بعض تو سلام بھی نہیں کہتے۔

اس ادبِ اسلامی کے مختلف اسباب میں سے ایک سبب یہ معلوم ہوتا ہے کہ بسا اوقات میزبان اپنے مہمانوں کی ضیافت کا اہتمام کر رہا ہوتا ہے یا اس کی دلی تمنا ہوتی ہے کہ وہ ان کی خدمت سے محروم نہ رہے۔ لیکن اس ادب کا خیال نہ رکھنے کی وجہ سے اس کی حسرت، حسرتوں میں بدل جاتی ہے۔

مہمان کا ماکول ومشروب کی بابت کوئی سوال نہ کرنا

(۲۶۹۹)۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمْ عَلٰى أَخِيْهِ الْمُسْلِمِ، فَأَطْعَمَهُ مِنْ طَعَامِهِ، فَلْيَأْكُلْ وَلَا يَسْأَلْهُ عَنْهُ وَإِنْ سَقَاهُ مِنْ شَرَابِهِ فَلْيَشْرَبْ مِنْ شَرَابِهِ، وَلَا يَسْأَلْهُ عَنْهُ۔)) (الصحيحة: ٦٢٧)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب کوئی آدمی اپنے مسلمان بھائی کے پاس جائے اور وہ اسے کھانا کھلائے تو وہ کھانا کھا لے اور اس کے بارے میں مت پوچھے، اسی طرح اگر وہ کوئی مشروب پیش کرے تو وہ پی لے اور اس کے بارے میں نہ پوچھے۔"

تخريج: أخرجه الحاكم: ٤/ ١٢٦، وأحمد: ٢/ ٣٩٩، وأبو يعلى: ٦٣٥٨، والطبراني في "الأوسط": ٣/ ٢١٩/ ٢٤٦١ط و٢/ ٢٣/ ٢/ ٥٤٣٨ بترقيمي، والخطيب: ٣/ ٨٧، والديلمي في "مسند الفردوس": ١/ ١/ ١١٣۔مختصره

شرح:...... امام البانی رحمہ اللہ اس مقام پر رقمطراز ہیں: اس حدیثِ مبارکہ کا مصداق وہ مسلمان بھائی ہوگا، جس کے بارے میں غالب گمان یہ ہو کہ اس کا مال حلال ہے اور وہ حرام چیزوں سے اجتناب کرنے والا ہے، وگرنہ ضیافت میں پیش کی گئی چیزوں کی حلت وحرمت کے بارے میں سوال کرنا ضروری ہے۔ مثال کے طور پر جو مسلمان بلادِ کفر میں سکونت پذیر ہیں اور وہ کھانے کے لیے گوشت پیش کرتے ہیں تو ان سے پوچھا جائے گا کہ یہ کون سے جانور کا گوشت ہے اور آیا اس کو اسلامی طریقے کے مطابق ذبح کیا گیا ہے یا ویسے ہی قتل کر دیا گیا (جیسا کہ بعض ممالک میں تکبیر کے بغیر اور بجلی کے کرنٹ سے جانور کو قتل کر کے کھایا جاتا ہے)۔(صحیحہ: ٦٢٧)

امام صاحب کی فقہ الحدیث کی تائید اس روایت سے ہوتی ہے:

عَنْ أُمِّ عَبْدِاللّٰهِ أُخْتِ شَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ: أَنَّهَا بَعَثَتْ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ بِقَدْحِ لَبَنٍ عِنْدَ فِطْرِهِ، وَذٰلِكَ فِي طُوْلِ النَّهَارِ وَشِدَّةِ الْحَرِّ، فَرَدَّ إِلَيْهَا رَسُوْلَهَا: ((أَنّٰى لَكِ هٰذَا اللَّبَنُ؟)) فَقَالَتْ: مِنْ شَاةٍ لِّي، فَرَدَّ إِلَيْهَا رَسُوْلَهَا: ((أَنّٰى لَكِ هٰذِهِ الشَّاةُ؟)) قَالَتْ: اِشْتَرَيْتُهَا مِنْ مَالِي فَشَرِبَ، فَلَمَّا كَانَ مِنَ الْغَدِ أَتَتْ أُمُّ عَبْدِاللّٰهِ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَتْ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! بَعَثْتُ إِلَيْكَ بِذٰلِكَ اللَّبَنِ مُرْثِيَةً لَكَ مِنْ طُوْلِ النَّهَارِ وَشِدَّةِ الْحَرِّ، فَرَدَدْتَّ إِلَيَّ فِيْهِ الرَّسُوْلَ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أُمِرَتِ الرُّسُلُ قَبْلِي أَلَّا تَأْكُلَ إِلَّا طَيِّبًا وَلَا تَعْمَلَ إِلَّا صَالِحاً۔)) (الزهد للامام احمد، مستدرك الامام حاكم،الصحيحة: ١١٣٦)

حضرت ام عبد اللہ رضی اللہ عنہا، جو حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ کی بہن تھیں، نے طویل دن اور سخت گرمی کی وجہ سے افطاری کے وقت نبی کریم ﷺ کی طرف دودھ کا ایک پیالہ بھیجا، لیکن آپ ﷺ نے اس کے قاصد کو واپس کر دیا اور فرمایا کہ (پوچھ کر آؤ کہ) یہ دودھ کہاں سے لیا؟ اس نے جواب بھیجا کہ میری اپنی بکری کا دودھ ہے۔ آپ ﷺ نے قاصد کو دوبارہ واپس کر دیا کہ (یہ پوچھ کر آؤ کہ) وہ بکری کہاں سے لی ہے؟ اس نے کہا: میں نے اپنے مال سے خریدی ہے۔ پھر آپ ﷺ نے (اتنی چھان بین کے بعد) وہ پی لیا۔ دوسرے دن ام عبد اللہ رضی اللہ عنہا خود رسول اللہ ﷺ کے پاس آئیں اور کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے طویل دن اور سخت گرمی کی وجہ سے آپ پر ترس کھاتے ہوئے (کل) دودھ کا پیالہ بھیجا تھا، لیکن آپ نے میرے قاصد کو میری طرف (کچھ پوچھنے کے لیے) پلٹا دیا، (ایسا کرنے کی کیا ضرورت تھی)؟۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھ سے قبل رسولوں کو یہی حکم دیا گیا کہ وہ طیّب (یعنی حلال) چیز کھائیں اور صرف نیک عمل کریں۔''

کسی کے سامنے اس کی تعریف کرنا کیسا ہے؟

(٢٧٠٠)۔ قَالَ ﷺ: ((إِذَا رَأَيْتُمُ الْمَدَّاحِيْنَ فَاحْثُوْا فِي وُجُوْهِهِمُ التُّرَابَ۔)) وَرَدَ مِنْ حَدِيْثِ الْمِقْدَادِ بْنِ الْأَسْوَدِ، وَعَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، وَأَبِيْ هُرَيْرَةَ، وَعُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ۔

(الصحيحة:٩١٢)

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب تم اپنی تعریف کرنے والوں کو دیکھو تو ان کے چہروں پر مٹی پھینکو۔'' یہ حدیث حضرت مقداد بن اسود، حضرت عبد اللہ بن عمر، حضرت ابو ہریرہ اور حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

تخريج: ١۔أما حديث المقداد؛ فأخرجه مسلم: ٨/ ٢٢٨، وأبوداود: ٢/ ٢٩٠، وأحمد: ٦/ ٥، والترمذي: ٣/ ٢٨٤، وابن ماجه: ٢/ ٤٠٧، وأبونعيم في"الحلية": ٤/ ٣٧٧، والبخاري في"الأدب المفرد": ٣٣٩

٢۔وأما حديث ابن عمر؛ فأخرجه البخاري في"الأدب المفرد": ٣٤٠، وابن حبان في "صحيحه": ٧/ ٥١٠/ ٥٧٣٩، ٥٧٤٠، ٥٧٤٠ـالاحسان، والخطيب في"التاريخ": ١١/ ١٠٧، ٧/ ٣٣٨، وأبونعيم في"الحلية": ٦/ ١٢٧، ٩٩، وابن عساكر في"تاريخه": ١٧/ ١٤٤٨/ ١

٣۔وأماحديث أبي هريرة؛ فأخرجه الترمذي: ٣/ ٢٨٥

٤۔وأماحديث عبادة؛ فأخرجه ابن عساكر في"تاريخ دمشق": ٨/ ٨٦٤

(٢٧٠١)۔ عَنْ مُعَاوِيَةَ مَرْفُوْعاً: ((إِيَّاكُمْ وَالتَّمَادُحَ، فَإِنَّهُ الذَّبْحُ۔))

(الصحيحة:١٢٨٤)

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایک دوسرے کی تعریف کرنے سے بچو، کیونکہ یہ ذبح کرنے کے مترادف ہے۔''

تخريج: أخرجه ابن ماجه: ٢/ ٤٠٧

شرح:...... امام البانی رحمہ اللہ نے اس حدیثِ مبارکہ کے جو مختلف متابعات و شواہد ذکر کیے ہیں، ان سے معلوم ہوتا ہے کہ سیدنا مقداد رضی اللہ عنہ اور سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اس حدیثِ مبارکہ سے استدلال کرتے ہوئے تعریف کرنے والوں کے چہروں پر مٹی پھینکی تھی۔

امام مبارکپوری رحمہ اللہ نے اس حدیث پر بحث کرتے ہوئے دو مفاہیم پیش کیے ہیں: (۱) زیادہ بہتر یہ ہے کہ اس حدیث کو اس کے ظاہری معنی پر محمول کیا جائے، جیسا کہ راویٔ حدیث سیدنا مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ نے کیا، وگرنہ (۲) اگر تاویل کی جائے تو اس کا معنی یہ ہوگا کہ تعریف کرنے والے کو ناکام و نامراد بنا دیا جائے، اس کی امیدوں پر پانی پھیر دیا جائے، تعریف کرنے کی وجہ سے اسے کچھ نہ دیا جائے، تاکہ اس کی زجر و توبیخ ہو سکے اور اسے ایسا کرنے سے روکا جا

سکے۔

باقی تمام تاویلوں میں بُعد پایا جاتا ہے۔ (یاد رہے کہ تعریف کرنے والے کو "مادح" اور جس کی تعریف کی جائے اس کو "مَمدُوح" کہتے ہیں۔) امام غزالی رحمہ اللہ نے کہا: کسی کی تعریف کرنے میں چھ آفات پائی جاتی ہیں، چار کا تعلق مادح سے ہے اور دو کا ممدوح سے۔

(۱) تعریف کرنے والا افراط سے کام لیتے ہوئے ایسی صفات کا تذکرہ بھی کر دیتا ہے، جن سے درحقیقت متعلقہ فرد متصف نہیں ہوتا، سو وہ جھوٹا قرار پاتا ہے۔ (۲) مادح تعریف کرتے وقت ظاہری طور پر ایسی محبت و مودّت کا اظہار کرتا ہے، جو اس کے باطن میں نہیں ہوتی، سو وہ منافق قرار پاتا ہے۔ (۳) بسا اوقات مادح تحقیق کیے بغیر باتیں کر جاتا ہے اور اس طرح اپنے آپ کو خطرے میں ڈال دیتا ہے۔ (۴) بعض اوقات ممدوح ظالم ہوتا ہے، لیکن مادح اس کی تعریف کر کے اس کو خوش کر دیتا ہے اور اس طرح اللہ تعالیٰ کا نافرمان ٹھہرتا ہے۔ (۵) تعریف و توصیف کی وجہ سے ممدوح میں تکبر اور بڑائی جیسی بیماریاں پیدا ہو سکتی ہے اور (٦) بسا اوقات یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ممدوح اپنی تعریف پر اتنا اترائے کہ اس کا عمل ضائع ہو جائے۔ (تحفۃ الاحوذی)

قارئین کرام! اس قسم کی سخت وعیدوں کے باوجود عصر حاضر میں سامعین و حاضرین کے سامنے سجائے گئے سٹیج پر ایک دوسرے کی تعریف کرنے میں حد سے تجاوز کیا جاتا ہے، اس سٹیج پر مذہبی قائدین تشریف فرما ہوں یا سیاسی لیڈر۔ ایسے ہی الیکشن، جلسے جلوس اور کانفرنسوں کے مواقع پر جو اشتہار شائع کیے جاتے ہیں، ان میں بھی قائدین کے القاب و اوصاف بیان کرنے میں غلوّ سے کام لیا جاتا ہے۔ (فالعیاذ باللہ)

دعا کے دوران ہاتھوں کی کیفیت

(۲۷۰۲)۔ عَنْ مَالِكِ بْنِ يَسَارٍ السَّكُوْنِيِّ الْعَوْفِيِّ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِذَا سَأَلْتُمُ اللّٰهَ فَسَأَلُوْهُ بِبُطُوْنِ أَكُفِّكُمْ وَلَا تَسْأَلُوْهُ بِظُهُوْرِهَا۔)) (الصحيحة: ٥٩٥)

حضرت مالک بن یسار سکونی عوفی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب تم (ہاتھ اٹھا کر) اللہ تعالیٰ سے سوال کرو تو سیدھے ہاتھوں سے سوال کیا کرو، نہ کہ الٹے ہاتھوں سے۔"

تخريج: أخرجه أبوداود: ١٤٨٦، وكذا البغوي، وابن أبي عاصم، وابن السكن، والمعمري في "اليوم والليلة": وابن قانع كما في "الاصابة"، وابن عساكر: ١٢/ ٢٣٠۔٢٣١

شرح:...... ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا دعا کی قبولیت کا باعث ہے، جیسا کہ سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((إِنَّ رَبَّكُمْ حَيِيٌّ كَرِيْمٌ يَسْتَحْيِيْ مِنْ عَبْدِهِ إِذَا رَفَعَ يَدَيْهِ إِلَيْهِ أَنْ يَرُدَّهُمَا صِفْرًا۔)) (ابوداود)...... "بلاشبہ تمہارا رب بہت حیادار اور سخی ہے، جب اس کا بندہ ہاتھ اٹھا کر (اس سے مانگتا ہے) تو وہ اس کے ہاتھوں کو خالی واپس لوٹانے سے شرماتا ہے۔"

مذکورہ بالا حدیثِ مبارکہ میں دعا کے دوران ہاتھ اٹھانے کی ایک کیفیت بیان کی گئی ہے کہ ان کو سیدھا رکھا جائے، لیکن دوسری طرف آپ ﷺ نے الٹے ہاتھوں دعا سے کرنے کی تعلیم بھی دی ہے، جیسا کہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے بارش کے لیے دعا فرمائی، تو اپنی ہتھیلیوں کی پشتیں آسمان کی طرف کیں۔ (مسلم)

امام نووی رحمہ اللہ اس موضوع پر مشتمل احادیث میں تطبیق دیتے ہوئے کہتے ہیں: ہمارے کئی اصحاب اور بعض دوسرے علما نے اس حدیث سے استدلال کرتے ہوئے کہا ہے کہ جب قحط جیسی مصیبت کے ٹل جانے کے لیے دعا کی جائے تو ہتھیلیوں کی پشتیں آسمان کی طرف ہونی چاہئیں، لیکن جب کسی چیز کے حصول کا سوال کیا جائے تو ہاتھوں کو سیدھا رکھنا چاہیے۔ (شرح مسلم نووی) جیسا کہ اس باب کی حدیث پر بحث کرتے ہوئے شارح ابوداود علامہ عظیم آبادی رحمہ اللہ نے کہا ہے: اللہ تعالی سے سوال کرنے والے، کسی چیز کا مطالبہ کرنے والے اور کوئی چیز لینے کا انتظار کرنے والے کی ہیئت و کیفیت یہی ہونی چاہیے کہ اس کے ہاتھ سیدھے ہوں۔ (عون المعبود)

جبکہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: "اَلْمَسْأَلَةُ اَنْ تَرْفَعَ يَدَيْكَ حَذْوَ مَنْكِبَيْكَ اَوْ نَحْوَهُمَا وَالْاِسْتِغْفَارُ اَنْ تُشِيْرَ بِاِصْبَعٍ وَاحِدَةٍ وَالْاِبْتِهَالُ اَنْ تَمُدَّ يَدَيْكَ جَمِيْعًا ، وَفِيْ رِوَايَةٍ: وَالْاِبْتِهَالُ هٰكَذَا۔" وَرَفَعَ يَدَيْهِ وَجَعَلَ ظُهُوْرَهُمَا مِمَّا يَلِيْ وَجْهَهٗ۔ (ابو داود)..... (عام) سوال کرتے وقت ہاتھوں کو کندھوں کے برابر تک اٹھایا کرو، ایک انگلی سے اشارہ کرتے ہوئے استغفار کیا کرو اور اللہ تعالی سے گڑگڑا کر دعا کرتے وقت ہاتھوں کو (خوب) کھینچ کر (بلند کیا جائے)۔ دوسری روایت میں ہے: اللہ تعالی سے گڑگڑا کر دعا کرنے کا انداز ایسا ہوتا ہے۔ پھر انھوں نے ہاتھ اٹھائے اور ان کی پشتیں اپنے چہرے کی طرف رکھیں۔

سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ کے اس قول سے امام نووی کی تفسیر کی تائید ہوتی ہے۔

کتے کی بھونک اور گدھے کی رینگ سن کر اللہ کی پناہ طلب کرنا

(٢٧٠٣)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ ، قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((إِذَا سَمِعْتُمْ نُبَاحَ الْكَلْبِ بِاللَّيْلِ أَوْ نُهَاقَ الْحَمِيْرِ ، فَتَعَوَّذُوْا بِاللّٰهِ ، فَإِنَّهُمْ يَرَوْنَ مَالَا تَرَوْنَ ، وَأَقِلُّوا الْخُرُوْجَ إِذَا هَدَأَتِ الرِّجْلُ ، فَإِنَّ اللّٰهَ يَبُثُّ فِي لَيْلَةٍ مِنْ خَلْقِهِ مَايَشَاءُ وَأَجِيْفُوْا الْأَبْوَابَ وَاذْكُرُوْا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا ، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَايَفْتَحُ بَابًا أُجِيْفَ وَذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ ، وَغَطُّوْا

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''جب تم رات کو کتے کی بھونک یا گدھے کی رینگ سنو تو اللہ تعالی کی پناہ طلب کرو، کیونکہ وہ ایسی چیزیں دیکھتے ہیں جو تم نہیں دیکھتے۔ جب لوگ سو جائیں تو باہر نہ نکلا کرو، کیونکہ اللہ تعالی رات کے اس وقت میں اپنی مرضی کے مطابق مختلف مخلوقات کو منتشر کرتا ہے اور اللہ تعالی کا نام لے کر دروازے بند کیا کرو، کیونکہ شیطان وہ دروازہ نہیں کھولتا، جسے اللہ کا نام لے کر بند کیا گیا ہو اور گھڑے ڈھانپ دیا کرو، برتن اوندھے کر دیا کرو اور مشکیزوں کو ڈوری سے

الْـجِـرَارَ، وَأَكْـفِـئُـوْا الآنِيَةَ، وَأَوْكُـوْا الْقِرَبَ۔)) (الصحيحة:٣١٨٤) باندھ دیا کرو۔"

تـخـريـــج: أخـرجـه أبويعلي في "مسنده": ٤/ ٢١٠، ومن طريقه: ابن حبان: ٥٤٩٣، والشطر الثانی من الحديث له طرق اخری عن جابر رضی اللہ عنہ، بعضها فی "الصحيحين"، خرجتها فی "الارواء": ١/ ٨٠

شــرح:...... رات کو کتے کی بھونک پر پناہ طلب کرنے کا حکم دیا گیا ہے،لیکن گدھے کی ہینگ پر اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرنا رات کے ساتھ خاص نہیں ہے، جیسا کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((وَإِذَا سَمِعْتُمْ نَهِيْقَ الْحِمَارِ فَتَعَوَّذُوْا بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ فَإِنَّهَا رَأَتْ شَيْطَانًا۔)) (بخاری: ٣٣٠٣، مسلم: ٢٧٢٩) ...... "جب تم گدھے کی ہینگ سنو،تو شیطان سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کیا کرو، کیونکہ وہ شیطان کو دیکھ کر (ہینگتا ہے)۔"

(٢٧٠٣م)۔ عَـنْ أَبِـيْ ذَرّ رضـي الله عنه مَـرْفُـوْعـاً: ((مَـنْ لاءَ مَـكُـمْ مِنْ خَدَمِكُمْ فَـاَطْعِمُوْهُمْ مِمَّا تَأْكُلُوْنَ، وَأَلْبِسُوْهُمْ مِمَّا تَـلْبَسُـوْنَ، وَمَنْ لَّا يُلَائِمُكُمْ مِنْ خَدَمِكُمْ فَبِيْـعُـوْا، وَلَا تُـعَـذِّبُـوْا خَـلْـقَ الـلّٰـهِ عَزَّوَجَلَّ۔)) (الصحيحة: ٧٣٩)

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تمہارے جو غلام تمہاری (طبیعت کے) موافق ہوں تو ان کو اس میں سے کھلایا کرو جو خود کھاتے ہو اور وہ لباس پہنایا کرو جو خود پہنتے ہو اور جو غلام تمہاری موافقت نہ کریں تو ان کو بیچ دیا کرو اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق کو عذاب نہ دیا کرو۔"

تخريج: أخرجه أحمد: ٥/ ١٦٨و١٧٣، وكذا أبوداود: ٢/ ٣٣٧

فوائد:..... اس حدیث سے ان لوگوں کو بھی سبق حاصل کرنا چاہیے جو اپنے ملازموں اور خادموں کی پٹائی کرتے رہتے ہیں، یا کم از کم ان کو گالی گلوچ نکالتے رہتے ہیں، جبکہ یہ رویہ عام ہوتا جا رہا ہے۔

خادموں اور غلاموں کے حقوق

روزی عطا کرنے کے انداز

(٢٧٠٤)۔ عَـنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضي الله عنه مَرْفُوْعاً: ((إِذَا صَـنَـعَ خَـادِمُ أَحَـدِكُمْ طَعَاماً فَوَلِيَ حَرَّهُ وَمَشَقَّتَهُ فَلْيَدْعُهُ، فَلْيَأْكُلْ مَعَهُ فَإِنْ لَّمْ يَدْعُهُ فَلْيُنَاوِلْهُ مِنْهُ۔)) (الصحيحة: ٢٥٦٩)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب تمھارا خادم تمھارے لیے کھانا تیار کرتا ہے تو وہ گرمی برداشت کرتا ہے اور مشقت اٹھاتا ہے، اس لیے آدمی کو چاہیے کہ اسے بلائے تاکہ وہ اس کے ساتھ کھائے، اگر کوئی اس طرح نہ کرے تو اسے کھانے کے لیے کچھ پکڑا دے۔"

تـخـريـــج: أخـرجـه أحمد: ٢/ ٤٨٣، وأخرجه مسلم: ٥/ ٩٤، وابوداود: ٢/ ١٤٩، واحمد: ٢/ ٢٧٧

ایضا بلفظ: ((اذا صنع لأحدكم خادمه طعاما ثم جاء ه به وقد ولی حره ودخانه فلیقعد معه فلیأکل، فان کان الطعام مشفوها قلیلا فلیضع فی یده منه اکلة او اکلتین۔))

شرح:...... اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو روزی مہیا کرنے کے لیے دو انداز اختیار کئے ہیں: (۱) براہ راست اسبابِ رزق عطا کر دینا، جیسے ذاتی کاروبار یا ذاتی زمین وغیرہ اور (۲) کسی کو لوگوں کے ذریعے رزق عطا کرنا، جیسے کسی کی ملازمت وغیرہ۔

بہر حال یہ تو ہر انسان کی بابت اللہ تعالیٰ کی حکمتوں کے فیصلے ہیں، اسلام نے عدل و انصاف اور اخوت و مساوات پر حد درجہ زور دیا ہے اور احترامِ انسانیت کا سب سے زیادہ خیال رکھا ہے۔ اگر ظاہری حقوق کا اعتبار کریں تو غلام معاشرے کے سب سے کم مرتبے والے لوگ ہیں، لیکن اسلام نے ان کے ساتھ بھی حسنِ سلوک کرنے کا حکم دیا ہے اور یہ بھی وضاحت کر دی ہے کہ یہ سلوک اس طرح کیا جائے کہ مالکان جو خود کھائیں اور پہنیں، وہی اپنے غلاموں کو کھلائیں اور پہنائیں، ان کے معاملے میں عفو و درگذر کے پہلو کو وسیع رکھیں اور ان کی مجبوری و ماتحتی سے ناجائز فائدہ نہ اٹھائیں، کیونکہ وہ دین اور انسان ہونے کی حیثیت سے اپنے آقاؤں کے بھائی ہیں۔

قارئین کرام! اللہ تعالیٰ نے امیر طبقے سے شکر وتشکر وصول کرنے کے لیے غریب طبقے کو وجود بخشا ہے، ہمیں چاہئے کہ ہم خادموں اور غلاموں کی معینہ تنخواہ کو ہی ان کے حق میں کافی نہ سمجھیں، بلکہ موقع محل کے مطابق ان کی دلجوئی کرتے رہیں۔

چہرے پر مارنے سے اجتناب کرنا

(۲۷۰۵)۔ عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ مَرْفُوْعاً: ((إِذَا ضَرَبَ أَحَدُكُمْ فَلْيَجْتَنِبِ الْوَجْهَ فَإِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ آدَمَ عَلٰى صُوْرَتِهِ۔)) (الصحیحة:٨٦٢)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب کوئی آدمی کسی کو سزا دے تو چہرے پر مارنے سے گریز کرے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم کو اس کی صورت پر پیدا کیا۔''

تخریج: أخرجه أحمد: ٢/ ٢٤٤، واخرج البخاری: ٥/ ١٨٢/ ٢٥٥٩، ومسلم: ٨/ ٣١ منه الشطر الاول بلفظ: ((اذا قاتل احدکم اخاه ....)) ولیس عند البخاری: ((اخاه))

شرح:...... یہ حدیث احترامِ انسانیت کا منہ بولتا ثبوت ہے، ہر سلیم الفطرت شخص تسلیم کرتا ہے کہ تربیتی مراحل میں بعض اوقات سزاؤں کا مرحلہ بھی ناگزیر ہو جاتا ہے، شریعتِ اسلامیہ نے نہ صرف اس ضابطے کو برقرار رکھا، بلکہ مقامِ انسانیت کو مجروح ہونے سے بچایا۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے کہا: امام نووی رحمہ اللہ کہتے ہیں: علمائے کرام کا خیال ہے کہ چہرہ نرم و نازک اور پیاری چیز ہے، تمام محاسن کا مجموعہ ہے، یہ حواس خمسہ (دیکھنا، سونگنا، چکھنا، سننا، چھونا) کے اکثر حصے پر بھی مشتمل ہے، یہ اندیشہ ہے

کہ کسی ضرب کی وجہ سے چہرہ بھدا، بھونڈا اور بدشکل دکھائی دے اور دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ مارنے سے نہ صرف بھونڈا پن اور عیب داری نظر آئے گی، بلکہ وہ انتہائی واضح لگے گی۔ ان وجوہات کی بنا پر شریعتِ اسلامیہ نے چہرے پر مارنے سے منع کر دیا ہے۔ (فتح الباری: ٥/ ٢٢٩)

حافظ ابن حجر دوسرے مقام پر اس حدیث مبارکہ کے فوائد بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو ان کی صورت پر پیدا کیا، اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کو جس صورت پر پیدا کیا گیا، جنت میں اور جنت سے اترنے کے بعد، بلکہ وفات تک وہی صورت قائم رہی یا اس کا مطلب یہ ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کو ابتدائے تخلیق سے ایک وجود عطا کر دیا گیا، جبکہ ان کی اولاد اپنی تخلیق کے دوران کئی مراحل سے گزرتی ہے۔

اس حدیثِ مبارکہ میں آخرت کے منکر اور زمانے کی بقا کے قائلین دہریوں کا ردّ ہے، جن کا خیال ہے کہ انسان نطفے سے پیدا ہوتا ہے اور نطفہ انسان سے نکلتا ہے اور اس کی کوئی ابتدا نہیں، بلکہ ازل سے انسانی تخلیق کا یہ نظام چل رہا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث میں وضاحت کی کہ اللہ تعالیٰ نے خود انسانِ اوّل حضرت آدم علیہ السلام کو ان کی صورت پر پیدا کیا۔ نیز اس حدیث میں ماہرینِ علمِ طبیعات کا بھی ردّ ہے، جن کا خیال ہے کہ انسان، ایک فطرت اور اس کی تاثیر کا فعل ہے۔ یہ حدیث قدریوں کا بھی ردّ کرتی ہے جو تقدیرِ خداوندی کے منکر ہیں اور اس بات کے قائل ہیں کہ انسان اپنے افعال کی تخلیق خود کرتا ہے، نہ کہ اللہ تعالیٰ۔ (فتح الباری: ١١/ ٤)

امام البانی رحمہ اللہ نے کہا: اس حدیث میں "عَلٰی صُوْرَتِہٖ" میں "ہ" ضمیر کا مرجع لفظِ آدم ہے، نہ کہ لفظِ اللہ، کیونکہ یہی قریب ہے اور صحیح بخاری کی سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ والی روایت میں اس کی یوں وضاحت کی گئی ہے: ((خَلَقَ اللّٰهُ آدَمَ عَلٰی صُوْرَتِهٖ طُوْلُهٗ سِتُّوْنَ ذِرَاعًا.)) ..... "اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم کو اس کی صورت پر پیدا کیا اور ان کا قد ساٹھ ہاتھ تھا۔" یہ حدیث صحیحہ (۴۴۹) میں گزر چکی ہے۔

رہا مسئلہ اس حدیث کا: ((خَلَقَ اللّٰهُ آدَمَ عَلٰی صُوْرَةِ الرَّحْمٰنِ.)) ..... "اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم کو رحمٰن کی صورت پر پیدا کیا۔"

تو یہ منکر ہے، میں نے اس کی تفصیل (سلسلة الاحاديث الضعيفة: ١١٧٥، ١١٧٦) میں بیان کی ہے اور شیخ تویجری رحمہ اللہ جیسے ہم عصروں کی تصحیح کا ردّ بھی کیا ہے۔ (صحيحه: ٢/ ٨٦)

دوسرے مقام پر رقمطراز ہیں: یہ روایت ان لوگوں کے قول کی تائید کرتی ہے، جو لفظِ آدم کو "ہ" ضمیر کا مرجع بناتے ہیں، اس حدیث کا مفہوم یہ ہے: اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو جس ہیئت پر پیدا کیا تھا، اسی پر ان کو وجود بخشا، یعنی ان کو اپنی اولاد کی طرح نہ اپنی تخلیق کے دوران مختلف احوال سے گزرنا پڑا اور نہ رحموں میں پہلے نطفہ، پھر علقہ، پھر مضغہ، پھر عظام اور لحم اور خلق تامّ جیسے مراحل طے کرنا پڑے، بلکہ جونہی اللہ تعالیٰ نے ان میں روح پھونکی تو ان کو کامل و مکمل، معتدل و مناسب اور ٹھیک و درست بنا دیا۔

امام ابن حبان رحمہ اللہ نے اس حدیث پر مفصل اور مفید گفتگو کی ہے، آپ اس کا مراجعہ کر لیں۔ (صحیحہ : ٤٤٩)
خلاصۂ کلام یہ ہے کہ کسی انسان کو سزا دیتے وقت اس کے چہرے کا احترام کیا جائے، لیکن اس کے باوجود بعض لوگ اپنے ملازموں کو اور بعض آباء و اساتذہ اپنے بچوں اور شاگردوں کو سزا دیتے وقت چہرے پر تھپڑ مارتے ہیں۔ ایسے کرنے سے اس حدیث کی مخالفت ہوگی۔

چھینک کے آداب

(٢٧٠٦)۔ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ قَالَ: دَخَلْتُ عَلٰى أَبِي مُوْسٰى فِي بَيْتِ ابْنَةِ أُمِّ الْفَضْلِ، فَعَطَسْتُ وَلَمْ يُشَمِّتْنِي وَعَطَسَتْ فَشَمَّتَهَا، فَرَجَعْتُ إِلٰى أُمِّي فَأَخْبَرْتُهَا، فَلَمَّا جَاءَ هَا قَالَتْ: عَطَسَ ابْنِي عِنْدَكَ فَلَمْ تُشَمِّتْهُ، وَعَطَسَتْ فَشَمَّتَّهَا؟ فَقَالَ: إِنَّ ابْنَكَ عَطَسَ فَلَمْ يَحْمَدِاللّٰهَ تَعَالٰى فَلَمْ أُشَمِّتْهُ وَإِنَّهَا عَطَسَتْ وَحَمِدَتِ اللّٰهَ فَشَمَّتُّهَا، وَسَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((إِذَا عَطَسَ أَحَدُكُمْ فَحَمِدَاللّٰهَ فَشَمِّتُوْهُ)) فَقَالَتْ: أَحْسَنْتَ أَحْسَنْتَ۔ (الصحيحة:٣٠٩٤)

حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں حضرت ابو موسی رضی اللہ عنہ کے پاس گیا، وہ بنت ام الفضل کے گھر میں تھے، جب مجھے چھینک آئی تو ابو موسی نے مجھے "يَرْحَمُكَ اللّٰه" کہہ کر) دعا نہیں دی، لیکن جب بنت ام الفضل کو چھینک آئی تو انھوں نے اسے دعائیہ جواب دیا۔ میں نے واپس جا کے اپنی ماں کو ساری بات بتا دی۔ جب ابو موسی، میری ماں کے پاس آئے تو انھوں نے پوچھا: میرے بیٹے نے چھینکا تو تو نے "يَرْحَمُكَ اللّٰه" نہیں کہا اور جب فلاں کو چھینک آئی تو تو نے اسے دعا دی، (اس فرق کی کیا وجہ ہے)؟ انھوں نے کہا: تیرے بیٹے نے چھینکا تو تھا لیکن اس نے "اَلْحَمْدُ لِلّٰه" نہیں کہا تھا، اس لیے میں نے دعائیہ کلمات نہیں کہے اور ام الفضل کی بیٹی نے چھینکا اور "اَلْحَمْدُ لِلّٰه" کہا، اس لیے میں نے "يَرْحَمُكِ اللّٰه" کہا اور میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے: ''جب کسی کو چھینک آئے اور وہ "اَلْحَمْدُ لِلّٰه" کہے تو تم (يَرْحَمُكَ اللّٰه کہہ کر) اسے دعا دیا کرو اور اگر وہ "اَلْحَمْدُ لِلّٰه" نہ کہے تو تم بھی اسے دعا نہ دو۔'' (یہ حدیث سن کر) اس نے کہا: تو نے اچھا کیا، بہت اچھا کیا۔

تخريج: أخرجه ابن أبي شيبة في "المصنف": ٨/ ٦٨٣/ ٦٠٢٥، وعنه البيهقي في "الشعب": ٧/ ٢٥/ ٩٣٣٠، وأحمد: ٤/ ٤١٢، وأخرجه مسلم: ٨/ ٢٢٥، والبخاري فى "الادب المفرد": ٩٤١، والحاكم: ٤/ ٢٦٥

(٢٧٠٧)۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ ذِي الْجَنَاحَيْنِ كَانَ ﷺ إِذَا عَطَسَ حَمِدَاللّٰهَ فَيُقَالُ لَهُ: يَرْحَمُكَ اللّٰهُ۔ فَيَقُوْلُ:

حضرت عبداللہ بن جعفر ذو الجناحین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب چھینکتے تو "اَلْحَمْدُ لِلّٰه" کہتے۔ تو جب جواباً "يَرْحَمُكَ اللّٰه" کہا جاتا تو آپ فرماتے:

((يَهْدِيكُمُ اللّٰهُ وَيُصْلِحُ بَالَكُمْـ)) (الصحيحة: ٢٣٨٧) "يَهْدِيْكُمُ اللّٰهُ، وَيُصْلِحُ بَالَكُمْ (اللہ تمھیں ہدایت دے اور تمھارے حالات کی اصلاح فرمائے)۔"

تخريج: أخرجه أحمد: ١/ ٢٠٤، والطبراني

شرح:...... چھینک کے آداب یہ ہیں کہ چھینکنے والا "اَلْحَمْدُ لِلّٰہ" (ساری تعریف اللہ تعالی کی ہے) کہے۔ "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی كُلِّ حَال" کہنا بھی درست ہے (ترمذی)، جواب میں "يَرْحَمُكَ اللّٰه" (اللہ تعالی تجھ پر رحم فرمائے) کہا جائے، پھر چھینکنے والا "يَهْدِيْكُمُ اللّٰهُ، وَيُصْلِحُ بَالَكُمْ" (اللہ تعالی تم کو ہدایت دے اور تیرے حال کی اصلاح فرمائے) کہے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْعُطَاسَ ـ)) (بخاری) ......"اللہ تعالی چھینک کو پسند کرتا ہے۔"

امام مبارکپوری رحمہ اللہ لکھتے ہیں: چھینک دماغ کے ہلکا پن اور جسمانی قوتوں کے نکھار کا سبب بنتی ہے اور اس آدمی کو اطاعت و فرمانبرداری پر آمادہ کرتی ہے۔ چھینکنے والا یہ ادب بھی ذہن نشین کر لے کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب چھینکتے تھے تو اپنے ہاتھ یا کپڑے سے چہرے کو ڈھانپ لیتے اور اس طرح اپنی آواز کو پست کرتے۔ (ترمذی، ابو داود)

تین دفعہ چھینکنے والے کا جواب

(٢٧٠٨)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعًا: ((إِذَا عَطَسَ أَحَدُكُمْ فَلْيُشَمِّتْهُ جَلِيْسُهُ، فَإِنْ زَادَ عَلٰى ثَلَاثٍ فَهُوَ مَزْكُوْمٌ، وَلَا يُشَمَّتُ بَعْدَ ذٰلِكَ ـ)) (الصحيحة: ١٣٣٠)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو کوئی چھینکے تو اس کا ہم نشیں (يَرْحَمُكَ اللّٰه کہہ کر) اسے دعا دے، اگر اسے تین سے زیادہ چھینکیں آئیں تو (اس کا مطلب یہ ہوگا کہ) اسے زکام ہے، ایسی صورت میں وہ (يَرْحَمُكَ اللّٰه) نہ کہے۔"

تخريج: أخرجه ابن السني في "عمل اليوم والليلة" ٢٥١، وابن عساكر في "تاريخ دمشق" ٢/ ٣٩١/ ٢، وابن السني: ٢٥٠، وأخرجه ابوداود: ٢/ ٦٠٣۔ الحلبية، لكن احال على لفظ قبله بمعناه

شرح:...... دراصل چھینک آدمی کی خوش مزاجی، سکون اور ہلکا پن کی علامت ہوتی ہے، ایسی چھینک کو قابل تعریف سمجھا گیا ہے، لیکن تین دفعہ چھینکنے کا مطلب یہ ہوگا کہ ان کی بنیاد کوئی بیماری ہے۔ اس لیے تین دفعہ کے بعد "يَرْحَمُكَ اللّٰه" نہیں کہنا چاہیے۔

سنن ابو داود میں اس حدیث کے الفاظ یہ ہیں: ((شَمِّتْ اَخَاكَ ثَلَاثًا فَمَا زَادَ فَهُوَ زُكَامٌ ـ)) ......"تم اپنے بھائی کو تین دفعہ "يَرْحَمُكَ اللّٰہ" کہو، اگر اسے اس سے زیادہ دفعہ چھینک آئے تو وہ زکام (کی علامت) ہوگی۔"

منافق کو سیّد کہنا غضب الٰہی کا سبب ہے

(۲۷۰۹)۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيْهِ مَرْفُوْعاً: ((إِذَا قَالَ الرَّجُلُ لِلْمُنَافِقِ يَاسَيِّدُ فَقَدْ أَغْضَبَ رَبَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى۔)) (الصحيحة:۱۳۸۹)

عبد اللہ بن بریدہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس، نے منافق کو''اے میرے سردار'' کہہ کر بلایا اس نے اپنے رب کو ناراض کر دیا۔''

تخريج: أخرجه الحاكم: ٤/ ٣١١، وأبونعيم في"أخبار أصبهان" ٢/ ١٩٨، والخطيب: ٥/ ٤٥٤

(۲۷۱۰)۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيْهِ مَرْفُوْعاً: ((لَاتَقُوْلُوْا لِلْمُنَافِقِ: سَيِّدُنَا، فَإِنَّهُ إِنْ يَكُ سَيِّدَكُمْ فَقَدْ أَسْخَطْتُمْ رَبَّكُمْ عَزَّوَجَلَّ۔)) (الصحيحة:۳۷۱)

عبداللہ بن بریدہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: 'منافق کو یوں نہ کہو: اے ہمارے سردار۔ کیونکہ اگر ایسا شخص تمہارا سردار ہوا تو یقیناً تم اپنے رب عزوجل کو (اپنے آپ پر) ناراض کر دو گے۔''

تخريج: أخرجه أبو داود: ٢/ ٣١١، والبخاري في"الأدب المفرد": ٧٦٠، وأحمد: ٥/ ٣٤٦۔ ٣٤٧، وابن السني في"وعمل اليوم والليلة": ٣٨٥، والبيهقي في"الشعب": ٢/ ٥٨/ ٢، ونعيم بن حماد في"زوائد الزهد": ١٨٦، والنسائي

شرح:...... علامہ عظیم آبادی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: اگر تم منافق کو سید کہو گے تو اس سے اس کی تعظیم لازم آئے گی، حالانکہ وہ عزت وعظمت کا مستحق نہیں ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ وہ کسی طرح بھی تمہارا سید نہیں ہو سکتا، اس لیے اس کے لیے یہ لقب استعمال کرنا محض جھوٹ اور نفاق ہوگا۔ نیز اس حدیث مبارکہ کا یہ مفہوم بھی درست ہوگا کہ اگر تم کسی منافق کو اپنا سید تسلیم کرو گے، تو تم پر ضروری ہوگا کہ اس کی اطاعت بھی کرو اور اگر تم نے اس کی اطاعت کی تو اپنے رب کو ناراض کر دو گے۔ ابن اثیر نے کہا: منافق کو سید نہ کہا کرو، کیونکہ اگر تم نے اس کو اپنا سید قرار دیا تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ تم خود اس سے کمتر ہو اور اللہ تعالیٰ تمہارے اس مرتبے کو پسند نہیں کرے گا۔ (عون المعبود)

خطبہ جمعہ کے آداب

(۲۷۱۱)۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا قُلْتَ لِلنَّاسِ: أَنْصِتُوْا وَهُمْ يَتَكَلَّمُوْنَ، فَقَدْ أَلْغَيْتَ عَلٰى نَفْسِكَ۔)) يَعْنِي: يَوْمَ الْجُمُعَةِ۔ (الصحيحة:۱۷۰)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''(جب امام جمعہ کے دن خطبہ دے رہا ہے اور) تو باتیں کرنے والے لوگوں کو کہے کہ چپ ہو جاؤ، تو یہ تیرا لغو اور بیہودہ کام شمار ہوگا۔''

تخريج. رواه الامام أحمد: ٢/ ٣١٨ واخرجه الشيخان بلفظ: ((اذا قلت لصاحبك انصت يوم الجمعة

والامام یخطب، فقد لغوت۔))

شرح:...... دورانِ خطبہ تمام سامعین کی توجہ خطیب کی طرف ہونی چاہیے، خطبہ کے دوران باتیں کرنے والے کو خاموش کرانا معقول بات ہے، لیکن سامعین کو اتنا اختیار بھی نہیں دیا گیا۔ بڑا افسوس ہے کہ عصر حاضر میں اکثر مساجد میں اس ادب کی سخت مخالفت کی جاتی ہے۔ مصافحہ کرنا، حال احوال پوچھنا، کم درجہ لوگوں کو جھڑک دینا اور موبائل فون سننے کے لیے چلے جانا وغیرہ جیسے امور عام ہیں۔ (اللہ کی پناہ)

امام البانی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں: اس حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں گفت وشنید اور محفل ومجلس کے ایک ادب کی مخالفت کرنے سے باز رہنے کی تلقین کی ہے اور وہ یہ ہے کہ کسی کے کلام میں انقطاع پیدا نہ کیا جائے، بلکہ قوم کے سرداروں سمیت حاضرین کو متکلم کی بات مکمل ہونے تک خاموش رہنا چاہئے اور ہر کسی کو اپنی اپنی باری پر بولنا چاہئے، اس ادب کی وجہ سے مجلس کے فوائد میں اضافہ ہوگا۔ بالخصوص جب کوئی مجلس علم شریعت پر مشتمل ہوگی۔ لیکن بڑا افسوس ہے کہ اکثر باحثین اس ادبِ شرعی سے غفلت برتتے ہیں۔ ہم اس کی طرف ان کی توجہ مبذول کرانا چاہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام آداب سے مزین فرمائے۔ (صحیحہ: ١٧٠)

امام بخاری رحمہ اللہ نے اس موضوع پر یہ حدیث روایت کی ہے: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((اِذَا قُلْتَ لِصَاحِبِكَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ: اَنْصِتْ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ فَقَدْ لَغَوْتَ۔)) ...... ''جب تم اپنے ساتھی کو کہو کہ خاموش ہو جا، جبکہ امام خطبہ دے رہا ہو، تو (تمہارا کہنا) لغو قرار پائے گا۔''

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس حدیثِ مبارکہ پر بحث کرتے ہوئے لکھا ہے: مفسرین کے اقوال کا لب لباب یہ ہے کہ ہر غیر مستحسن کلام کو لغو کہتے ہیں۔ رہا مسئلہ اس حدیثِ مبارکہ میں لغو کے مفہوم کا، تو نضر بن شمیل کہتے ہیں کہ جمعہ کے اجرو ثواب سے محرومی مراد ہے، یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس سے مراد جمعہ کی فضیلت کا باطل ہو جانا یا جمعہ کا ظہر میں تبدیل ہو جانا ہے۔ میرا خیال ہے کہ یہ سب اقوال قریب المعنی ہیں، البتہ آخری قول کی تائید ابوداود اور ابن خزیمہ کی اس حدیث سے ہوتی ہے: سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے لغو بات کی اور لوگوں کی گردنیں پھلانگیں تو اس کی (جمعہ کے بجائے) ظہر کی نماز ہوگی۔'' اس کے ایک راوی ابن وھب نے کہا: اس کا معنی یہ ہے کہ اس کی نمازِ جمعہ تو ہو جائے گی، لیکن وہ جمعہ کی فضیلت سے محروم رہے گا مسند احمد میں ہے: سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے کسی کو کہا: خاموش ہو جا، تو اس نے کلام کی اور جس نے کلام کی اس کا کوئی جمعہ نہیں۔'' ابوداود میں بھی اسی قسم کی روایت موجود ہے۔ مسند احمد اور مسند بزار میں ہے، سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے جمعہ کے روز کلام کی، جبکہ امام خطبہ دے رہا ہو، تو وہ اس گدھے کی طرح ہے جس نے کتابیں اٹھا رکھی ہوں اور جو (اسے خاموش کرانے کے لیے) اس کو کہے گا کہ چپ ہو جا، تو اس کا بھی کوئی جمعہ نہیں ہوگا۔ سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی موقوف روایت اس کا قوی شاہد ہے، جو جامع حماد بن

سلمہ میں ہے۔ علما کہتے ہیں: ان احادیث کا مطلب یہ ہے کہ اس کا جمعہ ناقص ہوگا، کیونکہ اس بات پر اجماع ہو چکا ہے کہ ایسے آدمی کا فریضۂ جمعہ ساقط ہو جائے گا۔ (فتح الباری: ٢/ ٥٢٦)

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ سامعین و حاضرین کو مکمل توجہ اور انہماک کے ساتھ جمعۂ مبارکہ کا خطبہ سننا چاہئے، وگرنہ وہ اس فریضے کے اجر وثواب سے محروم رہیں گے۔

خطبہ کے آداب

(٢٧١٢)۔ عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعاً: ((كُلُّ خُطْبَةٍ لَيْسَ فِيْهَا تَشَهُّدٌ، فَهِيَ كَالْيَدِ الْجَذْمَاءِ۔)) (الصحيحة: ١٦٩)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہر وہ خطبہ، جس میں تشہد نہ ہو، کٹے ہوئے ہاتھ کی طرح ہے۔''

تخريج: أخرجه البخاری فی "التاريخ": ٤/ ١/ ٢٢٩، وأبوداود: ٤٨٤١، والترمذی: ١/ ٢٠٦، وابن حبان: ٥٧٩و١٩٩٤، والبيهقی: ٣/ ٢٠٩، وأحمد: ٢/ ٣٠٢و٣٤٣، والحربی فی "غريب الحديث": ٥/ ٨٢/ ١، و أبو نعيم فی "الحلية": ٩/ ٤٣

شرح:...... امام البانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: مناوی نے "فيض القدير" میں کہا: اس حدیث میں لفظ ''تشہد'' سے مراد شہادتین ہیں، یعنی اللہ تعالی کی الوہیت اور اس کے رسول کی رسالت کی گواہی دینا۔ التحیات کی طرح جز بول کر کل مراد لیا ہے۔ قاضی نے کہا: کلمۂ شہادت ادا کرنا تشہد کا اصل معنی ہے اور تشہد کا نام تشہد رکھنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ دو شہادتوں پر مشتمل ہے، پھر اس لفظ کے استعمال میں وسعت اختیار کی گئی اور اللہ تعالی کی حمد و ثنا پر بھی اس کا اطلاق ہونے لگا۔

لیکن میں (البانی) کہتا ہوں: اس حدیث میں تشہد سے مراد خطبۂ حاجت ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جس کی تعلیم دیا کرتے تھے۔ میری مراد یہ خطبہ ہے: إِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ، نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا، مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ، وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهٗ، وَاَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ رَسُوْلُهٗ۔......

میرے دعوی کی دلیل سیدنا جابر رضی اللہ عنہ والی حدیث ہے، جس کے الفاظ یہ ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ ارشاد فرمانے کے لیے کھڑے ہوتے اور اللہ تعالی کی حمد وثنا بیان کرتے، جیسے اس کو لائق ہے۔ پھر فرماتے: مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ، وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهٗ، اِنَّ خَيْرَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ ......

اور ایک روایت میں ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خطبہ میں تشہد کے بعد فرماتے: اِنَّ اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ ...... (مسند احمد)

دیکھیے، دوسری روایت میں "اِنَّ اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ" سے پہلے والے الفاظ کو تشہد کہا گیا، اگرچہ صراحت کے

ساتھ اس کا ذکر نہیں کیا گیا، لیکن دوسری روایت میں "فَيَحْمَدُ اللّٰهَ وَيُثْنِيْ عَلَيْهِ" کہہ کر تشہد کی طرف اشارہ کیا ہے۔

خطبۂ حاجت سے متعلقہ دوسری احادیث اس بات کی وضاحت کرتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی ثنا، شہادتین کو بھی شامل ہے۔ اس لیے ہم نے کہا: اس باب کی حدیث میں خطبۂ حاجت والے تشہد کی طرف اشارہ کیا گیا ہے، اس مفہوم میں یہ حدیث سیدنا جابر رضی اللہ عنہ والی حدیث کے ساتھ متفق ہو جاتی ہے۔

حدیث کے الفاظ "كَالْيَدِ الْجَذْمَاءِ" کے معانی ''کٹے ہوئے ہاتھ'' کے ہیں۔ یعنی جو خطبہ، اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا پر مشتمل نہیں ہوگا، وہ کٹے ہوئے ہاتھ کی طرح ہوگا، جس کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔

میں (البانی) کہتا ہوں: شاید یہی سبب ہے کہ اکثر تقاریر، دروس اور لیکچرز غیر مؤثر اور بے سود ثابت ہوتے ہیں، کیونکہ اس حدیث کے مطابق ان کی ابتدا تشہد سے نہیں کی جاتی، حالانکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کو اس کی تعلیم دینے کے بڑے حریص تھے۔ جو خطبا اس سنت سے غافل ہیں، شاید وہ اس حدیث مبارکہ سے سبق حاصل کریں اور اپنے نقصان کی تلافی کر لیں۔ (صحیحہ: ١٦٩)

مسلمان کے مال پر ناحق قبضے کا انجامِ بد

(٢٧١٣)۔ عَنِ الْمُسْتَوْرِدِ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ أَكَلَ بِرَجُلٍ مُسْلِمٍ أَكْلَةً، فَإِنَّ اللّٰهَ يُطْعِمُهُ مِثْلَهَا مِنْ جَهَنَّمَ، وَمَنِ اكْتَسَى بِرَجُلٍ مُسْلِمٍ ثَوْباً فَإِنَّ اللّٰهَ يَكْسُوهُ مِثْلَهُ فِي جَهَنَّمَ وَمَنْ قَامَ بِرَجُلٍ مُسْلِمٍ مَقَامَ سُمْعَةٍ، فَإِنَّ اللّٰهَ يَقُوْمُ بِهِ مَقَامَ سُمْعَةٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔)) (الصحيحة: ٩٣٤)

حضرت مستورد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے کسی مسلمان کا ایک لقمہ ناحق کھایا تو اللہ تعالیٰ اسے اس کے بقدر جہنم کا کھانا کھلائیں گے، جس نے کسی مسلمان کا کپڑا ناحق پہنا تو اللہ تعالیٰ اسے اسی کے بقدر جہنم کا کپڑا پہنائیں گے اور جس نے اپنے مسلمان بھائی کی ساکھ برقرار رکھی، (اس کے عوض) اللہ تعالیٰ روزِ قیامت اس کی ساکھ برقرار رکھے گا۔''

تخریج: رواه الحاكم: ٤/ ١٢٧، ١٢٨، وأحمد: ٢٢٩، والطبراني في "الأوسط": ٢٨٠٣ بترقيمي، والدينوري في "المنتقى من المجالسة": ١٦٢/ ١، والبخاري في "الادب المفرد": ٢٤٠، وابوداود: ٤٨٨١

شرح:...... اس میں مسلمان کے مال اور عزت کی تعظیم کا بیان ہے۔ اگرچہ عصر حاضر میں اکثر لوگ دوسروں کے حقوق غصب کرنے اور ان کی توہین کرنے میں مصروف نظر آتے ہیں، بہرحال کامیاب وکامران وہی ہے جو مسلمان کے مال وعزت دونوں کا دفاع کرے۔

مخفی انداز میں لوگوں کی ضروریات پوری کرنا اور اس کی وجہ

(٢٧١٤)۔ قَالَ ﷺ: ((اسْتَعِيْنُوْا عَلٰى

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مخفی انداز میں ضرورت مندوں کی

إنْجَاحِ الْحَوَائِجِ بِالْكِتْمَانِ، فَإِنَّ كُلَّ ذِي نِعْمَةٍ مَحْسُوْدٌ.)) رُوِيَ مِنْ حَدِيْثِ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ، وَعَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَأَبِي بُرْدَةَ مُرْسَلاً. (الصحيحة:١٤٥٣)

ضرورتیں پوری کیا کرو، کیونکہ ہر خوشحال آدمی پر حسد کیا جاتا ہے۔'' یہ حدیث حضرت معاذ بن جبل، حضرت علی بن ابو طالب، حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت ابو ہریرہ اور حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہم سے مرسلاً روایت کی گئی ہے۔

تخريج: (١)۔ أما حديث معاذ؛ فأخرجه العقيلي في"الضعفاء" صـ ١٥١، والطبراني في"المعجم الصغير" صـ ٢٤٦۔ هندية، و "الكبير" أيضاء و "الأوسط" والروياني في"مسنده" ق ١/٢٥٠، والخلعي في "الفوائد" ٢/٥٨/٢، وابن عدي في"الكامل" ١/١٨٢، وأبونعيم في "الحلية" ٥/ ٢١٥و ٦/ ٩٦، والقضاعي: ١/٦٠، والبيهقي في"شعب الأيمان" ٢/ ١/٢٩١، والكلاباذي في"مفتاح المعاني" ١/٣٥ رقم ٤٥، ، ابن عدى: ٢/ ٩٦

(٢)۔ وأما حديث على؛ فرواه الخلعى فى "الفوائد"

(٣)۔ وأما حديث عبد الله بن عباس؛ فأخرجه الخطيب فى "التاريخ": ٨/ ٥٦

(٤)۔ وأما حديث ابى هريرة؛ فرواه ابن حبان فى "روضة العقلاء": صـ ١٨٧، والسهمى فى "تاريخ جرجان": صـ ١٨٢

(٥)وأما حديث أبى بردة؛ فأخرجه ابو عبد الرحمن السلمى فى "آداب الصحبة" صـ ٢٦

شرح:...... ریاکاری اور نمود ونمائش جرم ہے، اللہ تعالی سے توفیق طلب کرنے کے بعد اس سے بچنے کا واحد حل اعمالِ خیر کو مخفی انداز میں سرانجام دینا ہے، جس کی اس حدیثِ مبارکہ میں تعلیم دی گئی ہے۔ البتہ اس حدیث میں ایک دوسری وجہ بھی بیان کی گئی ہے کہ ہمارے معاشرے میں عام طور پر ایک دوسرے کو برداشت کرنے کی صلاحیتیں کم ہوتی ہے، بعض اوقات ایک آدمی کی آسودگی وخوش حالی دوسروں پر گراں گزرتی ہے، نتیجتاً وہ حسد کرنے لگتے ہیں اور محبت و مودّت مفقود ہو جانا شروع ہو جاتی ہے اور اسلامی معاشرے میں نفرتوں اور غیبتوں کی فضا عام ہو جاتی ہے، جس کی وجہ سے ہماری آخرت خطرے میں پڑ جاتی ہے۔

جوتے پہن کر چلنا چاہیے

(٢٧١٥)۔ عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ فِي غَزْوَةٍ غَزَوْنَاهَا: ((اسْتَكْثِرُوْا مِنَ النِّعَالِ، فَإِنَّ الرَّجُلَ لَايَزَالُ رَاكِباً مَا انْتَعَلَ)) (الصحيحة:٣٤٥)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایک غزوہ میں یہ فرماتے ہوئے سنا: ''زیادہ تر جوتوں میں ہی چلا کرو، کیونکہ جب تک آدمی جوتے پہنے ہوئے ہوتا ہے، وہ ایک قسم کا سوار ہوتا ہے۔''

تخریج: أخرجه مسلم: ٦/ ١٥٣، وأبوداود: ٤١٣٣، وابن حبان: ٥٤٣٣، ٥٤٣٤، وأحمد: ٣/ ٣٣٧، ٣٦٠، والعقيلي: ٨١، وابن عدي: ٨٦/ ٢، والخطيب في "تاريخ بغداد": ٣/ ٤٢٥، ١٠/ ٢٨٦-٢٨٧

شرح:...... امام نووی نے کہا ہے کہ جوتیاں پہن کر چلنے والا، ننگے پاؤں چلنے والے کی بہ نسبت راستے کی سختی و کرختگی، کانٹوں اور دوسری موذی چیزوں سے سالم رہتا ہے، اس کے پاؤں محفوظ رہتے ہیں، مشقت وتھکاوٹ کم ہوتی ہے۔ اس اعتبار سے اس حدیث میں ایسے شخص کو سوار آدمی سے تشبیہ دی گئی ہے۔ نیز یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مسافر کو دورانِ سفر اپنی معاون چیزوں کا استعمال کرنا چاہئے۔

یقیناً وہ شخص اس حدیث کی صداقت کو فوراً تسلیم کرے گا، جس نے کعبۃ اللہ کا طواف اور صفا مروہ کی سعی پیدل اور ننگے پاؤں کی ہو گی۔ یہ کوئی زیادہ فاصلہ نہیں ہے، لیکن سعی سے فارغ ہونے والا اپنے پاؤں میں عجیب قسم کی درد اور تھکاوٹ محسوس کرتا ہے۔

نبی کریم ﷺ کا ہر آدمی کو راضی کرنے کا ایک انداز

(٢٧١٦)۔ عَنْ عَلِيٍّ، قَالَ: لَمَّا خَرَجْنَا مِنْ مَكَّةَ اتَّبَعَتْنَا ابْنَةُ حَمْزَةَ فَنَادَتْ: يَاعَمِّ! يَا عَمِّ! فَأَخَذْتُ بِيَدِهَا فَنَاوَلْتُهَا فَاطِمَةَ قُلْتُ: دُوْنَكِ ابْنَةُ عَمِّكِ، فَلَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ، اخْتَصَمْنَا فِيْهَا أَنَا وَزَيْدٌ وَجَعْفَرٌ، فَقُلْتُ: أَنَا أَخَذْتُهَا وَهِيَ ابْنَةُ عَمِّي، وَقَالَ زَيْدٌ: ابْنَةُ أَخِي، وَقَالَ جَعْفَرٌ: ابْنَةُ عَمِّي، وَخَالَتُهَا عِنْدِي، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِجَعْفَرٍ: ((أَشْبَهْتَ خَلْقِي وَخُلُقِي.)) وَقَالَ لِزَيْدٍ: ((أَنْتَ أَخُوْنَا وَمَوْلَانَا)) وَقَالَ لِي: ((أَنْتَ مِنِّي وَأَنَا مِنْكَ اِدْفَعُوْهَا إِلٰى خَالَتِهَا، فَإِنَّ الْخَالَةَ أُمٌّ.)) فَقُلْتُ: أَلَا تُزَوِّجُهَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((إِنَّهَا ابْنَةُ أَخِي مِنَ الرَّضَاعَةِ.))

(الصحيحة:١١٨٢)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جب ہم مکہ سے نکلے تو حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی ہمارے پیچھے چل پڑی، اس نے آواز دی: میرے چچا جان! میرے چچا جان! میں نے اس کا ہاتھ پکڑا اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو تھماتے ہوئے کہا: اپنی چچازاد بہن کو اپنے پاس رکھو۔ جب ہم مدینہ پہنچے تو میں، زید اور جعفر جھگڑا کرنے لگے۔ میں نے کہا: یہ میرے چچا کی بیٹی ہے اور میں اسے لے کر آیا ہوں۔ زید نے کہا: یہ تو میرے بھائی کی بیٹی ہے اور جعفر نے کہا: میرے چچا کی بیٹی ہے اور اس کی خالہ میری بیوی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے جعفر سے کہا: ''تو پیدائشی اور اخلاقی اوصاف میں مجھ سے مشابہت رکھتا ہے۔'' زید سے کہا: ''تو ہمارا بھائی اور دوست ہے۔'' اور مجھے کہا: تو مجھ سے ہے، میں تجھ سے ہوں۔ اس طرح کرو کہ اس (بچی) کو اس کی خالہ کے حوالے کر دو، کیونکہ خالہ بھی ماں ہی ہوتی ہے۔'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ اس سے شادی کیوں نہیں کر لیتے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ میرے رضاعی بھائی (حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ) کی بیٹی ہے۔'' (صحیحہ: ١١٨٢)

تخریج: أخرجه أبوداود: ۱/ ۵۳۰ ـ الحلبية، والحاکم: ۳/ ۱۲۰ واللفظ له، وأحمد: ۱/ ۸۸، ۱۱۵

شرح:...... سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ دونوں بھائی تھے اور مؤخر الذکر دس سال بڑے تھے، سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ ان کے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا تھے، جبکہ سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام تھے۔

شارح ابوداود علامہ عظیم آبادی رحمہ اللہ نے کہا: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بچے یا بچی کی پرورش کے سلسلہ میں اس کی خالہ، اس کی ماں کے قائم مقام ہے۔ اس بات پر تو اجماع ہو چکا ہے کہ اس سلسلے میں ماں سب سے زیادہ مستحق ہے اور اس حدیث میں دی گئی تشبیہ سے معلوم ہوتا ہے کہ بچے کی خالہ، اس کے باپ، نانیوں اور پھوپھیوں سے زیادہ مستحق ہے۔ (عون المعبود)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور سیدنا زید رضی اللہ عنہ کو جو جواب دیا، وہ ان کو مطمئن کرنے کے لیے دیا تھا۔

اچھے امر کے لیے شفاعت باعثِ اجر ہے

(۲۷۱۷)۔ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((اِشْفَعُوْا تُؤْجَرُوْا، فَإِنِّي لَأُرِيْدُ الْأَمْرَ فَأُؤَخِّرُهُ كَيْمَا تَشْفَعُوْا فَتُؤْجَرُوْا۔)) (الصحيحة: ۱٤٦٤)

حضرت معاویہ بن سفیان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سفارش کیا کرو، تمھیں اجر دیا جائے گا۔ بسا اوقات کوئی کام کرنے کا میرا ارادہ تو ہوتا ہے، لیکن میں اس میں اس لیے تاخیر کرتا ہوں کہ تم سفارش کرو اور تمھیں اجر دیا جائے۔''

تخریج: أخرجه أبوداود: ۵۱۳۲، والنسائي: ۱/ ۳۵٦، والخرائطي في "مکارم الأخلاق" صـ ۷۵

شرح:...... شریعتِ مطہرہ کا قانون ہے کہ نیکی کا سبب بننا نیکی اور برائی کا سبب بننا برائی ہے، کئی آیات و احادیث میں یہ مفہوم پایا جاتا ہے، شفاعتِ حسنہ کے بارے میں ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿مَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً يَّكُنْ لَّهُ نَصِيْبٌ مِّنْهَا وَ مَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً سَيِّئَةً يَّكُنْ لَّهُ كِفْلٌ مِّنْهَا﴾ (سورۂ نساء: ۸۵) ... ''اور جو شخص کسی نیکی یا بھلے کام کی سفارش کرے، اسے بھی اس کا کچھ حصہ ملے گا اور جو برائی اور بدی کی سفارش کرے گا، اس کا بھی اس میں ایک حصہ ہے۔''

اس لیے ہمیں چاہیے لوگوں کی جائز ضروریات اور بالخصوص نیک عزائم کی تکمیل کے لیے تگ و دو کریں، اگرچہ وہ ان کے حق میں سفارش کرنے کی صورت میں ہی ہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخصوص علامتیں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے صحابہ کی معاونت کرنا

تلاشِ حق کے لیے سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کا سفرنامہ

(۲۷۱۸)۔ عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں:

ثنی سلمان الفارسیُّ، حدیثه من فیه، قال: کُنْتُ رَجُلاً فَارِسِیًّا مِنْ أَهْلِ (اِصْبَهَانَ) مِنْ أَهْلِ قَرْیَةٍ مِنْهَا یُقَالُ لَها: (جَیٌّ) وَکَانَ أَبِی دِهْقَانَ قَرْیَتِهِ، وَکُنْتُ أَحَبَّ خَلْقِ اللّٰهِ إِلَیْهِ، فَلَمْ یَزَلْ حُبُّهُ إِیَّایَ حَتّٰی حَبَسَنِی فِی بَیْتِهِ۔ أَیْ مُلاَزِمَ النَّارِ۔ کَمَا تُحْبَسُ الْجَارِیَةُ، وَأَجْهَدْتُ فِی الْمَجُوْسِیَّةِ حَتّٰی کُنْتُ قَاطِنَ النَّارِ الَّذِی یُوْقِدُهَا لَایَتْرُکُهَا تَخْبُوْسَاعَةً۔ قَالَ: وَکَانَتْ لِأَبِی ضَیْعَةٌ عَظِیْمَةٌ، قَالَ: فَشَغَلَ فِی بُنْیَانٍ لَهُ یَوْماً، فَقَالَ لِی: یَابُنَیَّ! إِنِّی شُغِلْتُ فِی بُنْیَانٍ هٰذَا الْیَوْمِ عَنْ ضَیْعَتِی، فَاذْهَبْ فَاطَّلِعْهَا وَأَمَرَنِی فِیهَا بِبَعْضِ مَا یُرِیْدُ، فَخَرَجْتُ، أُرِیْدُ ضَیْعَتَهُ، فَمَرَرْتُ بِکَنِیْسَةٍ مِنْ کَنَائِسِ النَّصَارٰی، فَسَمِعْتُ أَصْوَاتَهُمْ فِیْهَا وَهُمْ یُصَلُّوْنَ، وَکُنْتُ لَا أَدْرِی مَا أَمْرَ النَّاسِ لِحَبْسِ أَبِی إِیَّایَ فِی بَیْتِهِ، فَلَمَّا مَرَرْتُ بِهِمْ وَسَمِعْتُ أَصْوَاتَهُمْ، دَخَلْتُ عَلَیْهِمْ أَنْظُرُ مَا یَصْنَعُوْنَ، قَالَ: فَلَمَّا رَأَیْتُهُمْ أَعْجَبَتْنِی صَلَاتُهُمْ، وَرَغِبْتُ فِی أَمْرِهِمْ، وَقُلْتُ: هٰذَا وَاللّٰهِ خَیْرٌ مِنَ الدِّیْنِ الَّذِی نَحْنُ عَلَیْهِ، فَوَاللّٰهِ مَاتَرَکْتُهُمْ حَتّٰی غَرَبَتِ الشَّمْسُ، وَتَرَکْتُ ضَیْعَةَ أَبِی، وَلَمْ آتِهَا، فَقُلْتُ لَهُمْ: أَیْنَ أَصْلُ هٰذَا الدِّیْنِ؟ قَالُوْا: بِالشَّامِ، قَالَ: ثُمَّ رَجَعْتُ إِلٰی أَبِی، وَقَدْ بَعَثَ فِی طَلَبِی،

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے مجھے اپنا واقعہ اپنی زبانی یوں بیان کیا، وہ کہتے ہیں: میں اصبہان کا ایک فارسی باشندہ تھا، میرا تعلق ان کی ایک جیّ نامی بستی سے تھا، میرے باپ اپنی بستی کا بہت بڑے کسان تھے اور میں اپنے باپ کے ہاں اللہ کی مخلوق میں سے سب سے زیادہ محبوب تھا۔ میرے ساتھ ان کی محبت قائم رہی حتیٰ کہ انھوں نے مجھے گھر میں آگ کے پاس ہمیشہ رہنے والے کی حیثیت سے پابند کر دیا، جیسے لڑکی کو پابند کر دیا جاتا ہے۔ میں نے مجوسیت میں بڑی جد وجہد سے کام لیا، حتی کہ میں آگ کا ایسا خادم ومصاحب بنا کہ ہر وقت اس کو جلاتا رہتا تھا اور ایک لمحہ کے لیے بھی اسے بجھنے نہ دیتا تھا۔ میرے باپ کی ایک بڑی عظیم جائداد تھی، انھوں نے ایک دن ایک عمارت (کے سلسلہ میں) مصروف ہونے کی وجہ سے مجھے کہا: بیٹا! میں تو آج اس عمارت میں مشغول ہو گیا ہوں اور اپنی جائداد (تک نہیں پہنچ پاؤں گا)، اس لیے تم چلے جاؤ اور ذرا دیکھ کر آؤ۔ انھوں نے اس کے بارے میں مزید چند (احکام بھی) صادر کئے تھے۔ پس میں اس جاگیر کے لیے نکل پڑا، میرا گزر عیسائیوں کے ایک گرجا گھر کے پاس سے ہوا، میں نے ان کی آوازیں سنیں وہ نماز ادا کر رہے تھے۔ مجھے یہ علم نہ ہو سکا کہ عوام الناس کا کیا معاملہ ہے کہ میرے باپ نے مجھے اپنے گھر میں پابند کر رکھا ہے۔ (بہرحال) جب میں ان کے پاس سے گزرا اور ان کی آوازیں سنیں تو میں ان کے پاس چلا گیا اور ان کی نقل وحرکت دیکھنے لگ گیا۔ جب میں نے ان کو دیکھا تو مجھے ان کی نماز پسند آئی اور میں ان کے دین کی طرف راغب ہوا اور میں نے کہا: بخدا! یہ دین اُس (مجوسیت) سے بہتر ہے جس پر ہم کاربند ہیں۔ میں نے ان سے پوچھا: اس دین کی بنیاد کہاں ہے؟ انھوں

وَشَغَلْتُهُ عَنْ عَمَلِهِ كُلِّهِ۔
قَالَ: فَلَمَّا جِئْتُهُ قَالَ: أَيْ بُنَيَّ أَيْنَ كُنْتَ؟ أَلَمْ أَكُنْ عَهِدتُّ إِلَيْكَ مَاعَهِدتُّ؟ قَالَ: قُلْتُ: يَا أَبَتِ! مَرَرْتُ بِنَاسٍ يُصَلُّوْنَ فِي كَنِيْسَةٍ لَهُمْ، فَأَعْجَبَنِي مَارَأَيْتُ مِنْ دِيْنِهِمْ، فَوَاللّٰهِ مَا زِلْتُ عِنْدَهُمْ حَتّٰى غَرَبَتِ الشَّمْسُ قَالَ: أَيْ بُنَيَّ! لَيْسَ فِي ذٰلِكَ الدِّيْنِ خَيْرٌ، دِيْنُكَ وَدِيْنُ آبَائِكَ خَيْرٌ مِنْهُ. قَالَ: قُلْتُ كَلَّا وَاللّٰهِ، إِنَّهُ خَيْرٌ مِنْ دِيْنِنَا، قَالَ: فَخَافَنِي فَجَعَلَ فِي رِجْلِيْ قَيْداً ثُمَّ حَبَسَنِي فِي بَيْتِهِ۔
قَالَ: وَبَعَثْتُ إِلَى النَّصَارٰى فَقُلْتُ لَهُمْ: إِذَا قَدِمَ عَلَيْكُمْ رَكْبٌ مِّنَ الشَّامِ تُجَّارٌ مِنَ النَّصَارٰى، فَأَخْبِرُوْنِي بِهِمْ، قَالَ: فَقَدِمَ عَلَيْهِمْ رَكْبٌ مِنَ الشَّامِ تُجَّارٌ مِّنَ النَّصَارٰى، قَالَ: فَأَخْبَرُوْنِي بِهِمْ، قَالَ: قُلْتُ لَهُمْ: إِذَا قَضَوْا حَوَائِجَهُمْ، وَأَرَادُوْا الرَّجْعَةَ إِلٰى بِلَادِهِمْ فَآذِنُوْنِي بِهِمْ، فَلَمَّا أَرَادُوْا الرَّجْعَةَ إِلٰى بِلَادِهِمْ أَخْبَرُوْنِي بِهِمْ، فَأَلْقَيْتُ الْحَدِيْدَ مِنْ رِجْلَيَّ، ثُمَّ خَرَجْتُ مَعَهُمْ حَتّٰى قَدِمْتُ الشَّامَ۔
فَلَمَّا قَدِمْتُهَا قُلْتُ: مَنْ أَفْضَلُ أَهْلِ هٰذَا الدِّيْنِ؟ قَالُوْا: الْأُسْقُفُ فِي الْكَنِيْسَةِ قَالَ: فَجِئْتُهُ، فَقُلْتُ: إِنِّي قَدْ رَغِبْتُ فِي هٰذَا الدِّيْنِ، وَأَحْبَبْتُ أَنْ أَكُوْنَ مَعَكَ أَخْدِمُكَ فِي كَنِيْسَتِكَ، وَأَتَعَلَّمُ مِنْكَ، وَأُصَلِّي

نے کہا: شام میں۔ پھر میں اپنے باپ کی طرف واپس آ گیا، (چونکہ مجھے تاخیر ہوگئی تھی اس لیے) انھوں نے مجھے بلانے کے لیے کچھ لوگوں کو بھی میرے پیچھے بھیج دیا تھا۔ میں اس مصروفیت کی وجہ سے ان کے مکمل کام کی (طرف کوئی توجہ نہ دھر سکا)۔
جب میں ان کے پاس آیا تو انھوں نے پوچھا: بیٹا! آپ کہاں تھے؟ کیا میں نے ایک ذمہ داری آپ کے سپرد نہیں کی تھی؟ میں نے کہا: ابا جان! میں کچھ لوگوں کے پاس سے گزرا، وہ گرجا گھر میں نماز پڑھ رہے تھے، مجھے ان کی کاروائی بڑی پسند آئی۔ اللہ کی قسم! میں ان کے پاس ہی رہا، حتی کہ سورج غروب ہو گیا۔ میرے باپ نے کہا: بیٹا! اس دین میں کوئی خیر نہیں ہے، تمہارا اور تمہارے آبا کا دین اس سے بہتر ہے۔ میں نے کہا: بخدا! ہرگز نہیں، وہ دین ہمارے دین سے بہتر ہے۔ (میرے ان جذبات کی وجہ سے) میرے باپ کو میرے بارے میں خطرہ لاحق ہوا اور انھوں نے میرے پاؤں میں بیڑیاں ڈال کر مجھے گھر میں پابند کر دیا۔
میں نے عیسائیوں کی طرف پیغام بھیجا کہ جب شام سے تاجروں کا عیسائی قافلہ آئے تو مجھے خبر دینا۔ (کچھ ایام کے بعد) جب شام سے عیسائیوں کا تجارتی قافلہ پہنچا تو انھوں نے مجھے اس (کی آمد) کی اطلاع دی۔ میں نے ان سے کہا: جب (اس قافلے کے) لوگ اپنی ضروریات پوری کر کے اپنے ملک کی طرف واپس لوٹنا چاہیں تو مجھے بتلا دینا۔ سو جب انھوں نے واپس جانا چاہا تو انھوں نے مجھے اطلاع دے دی۔ میں نے اپنے پاؤں سے بیڑیاں اتار پھینکیں اور ان کے ساتھ نکل پڑا اور شام پہنچ گیا۔
جب میں شام پہنچا تو پوچھا: وہ کون سی شخصیت ہے جو اس

مَعَكَ۔ قَالَ: فَادْخُلْ فَدَخَلْتُ مَعَهُ، قَالَ: فَكَانَ رَجُلٌ سُوْءٌ يَأْمُرُهُمْ بِالصَّدَقَةِ وَيُرَغِّبُهُمْ فِيْهَا، فَإِذَا جَمَعُوْا إِلَيْهِ مِنْهَا أَشْيَاءَ اكْتَنَزَهُ لِنَفْسِهِ وَلَمْ يُعْطِهِ الْمَسَاكِيْنَ، حَتّٰى جَمَعَ سَبْعَ قِلَالٍ مِنْ ذَهَبٍ وَوَرِقٍ، قَالَ: وَأَبْغَضْتُهُ بُغْضًا شَدِيْدًا لِمَا رَأَيْتُهُ يَصْنَعُ، ثُمَّ مَاتَ، فَاجْتَمَعَتْ إِلَيْهِ النَّصَارٰى لِيَدْفِنُوْهُ، فَقُلْتُ لَهُمْ: إِنَّ هٰذَا كَانَ رَجُلُ سُوْءٍ، يَأْمُرُكُمْ بِالصَّدَقَةِ وَيُرَغِّبُكُمْ فِيْهَا، فَإِذَا جِئْتُمُوْهُ بِهَا، اكْتَنَزَهَا لِنَفْسِهِ وَلَمْ يُعْطِ الْمَسَاكِيْنَ مِنْهَا شَيْئًا۔ قَالُوْا: وَمَا عِلْمُكَ بِذٰلِكَ؟ قَالَ: قُلْتُ: أَنَا أَدُلُّكُمْ عَلٰى كَنْزِهِ۔ قَالُوْا: فَدُلَّنَا عَلَيْهِ۔ قَالَ: فَأَرَيْتُهُمْ مَوْضِعَهُ، قَالَ: فَاسْتَخْرَجُوْا مِنْهُ سَبْعَ قِلَالٍ مَمْلُوْءَةٍ ذَهَبًا وَوَرِقًا، قَالَ: فَلَمَّا رَأَوْهَا قَالُوْا: وَاللّٰهِ لَا نَدْفِنُهُ أَبَدًا۔ فَصَلَبُوْهُ ثُمَّ رَجَمُوْهُ بِالْحِجَارَةِ، ثُمَّ جَاءُوْا بِرَجُلٍ آخَرَ فَجَعَلُوْهُ بِمَكَانِهِ۔ قَالَ: يَقُوْلُ سَلْمَانُ: فَمَا رَأَيْتُ رَجُلًا لَا يُصَلِّي الْخَمْسَ أَرٰى أَنَّهُ أَفْضَلَ مِنْهُ، أَزْهَدَ فِي الدُّنْيَا وَلَا أَرْغَبَ فِي الْآخِرَةِ، وَلَا أَدْأَبَ لَيْلًا وَنَهَارًا مِنْهُ، قَالَ: فَأَحْبَبْتُهُ حُبًّا لَمْ أُحِبَّهُ مِنْ قَبْلِهِ، وَأَقَمْتُ مَعَهُ زَمَانًا ثُمَّ حَضَرَتْهُ الْوَفَاةُ، فَقُلْتُ لَهُ: يَافُلَانُ! إِنِّي كُنْتُ مَعَكَ، وَأَحْبَبْتُكَ حُبًّا لَمْ أُحِبَّهُ مِنْهُ قَبْلَكَ، وَقَدْ حَضَرَكَ مَاتَرٰى مِنْ أَمْرِ اللّٰهِ،

دین والوں میں افضل ہے؟ انھوں نے کہا: فلاں گرجا گھر میں ایک پادری ہے۔ میں اس کے پاس گیا اور میں نے کہا: میں اس دینِ (نصرانیت) کی طرف راغب ہوا ہوں، اب میں چاہتا ہوں کہ آپ کے پاس رہوں اور گرجا گھر میں آپ کی خدمت کروں اور آپ سے تعلیم حاصل کروں اور آپ کے ساتھ نماز پڑھوں۔ اس نے کہا: (ٹھیک ہے) آ جاؤ۔ پس میں اس میں داخل ہو گیا۔ لیکن وہ بڑا برا آدمی تھا۔ وہ لوگوں کو صدقہ کرنے کا حکم دیتا تھا اور ان کو ترغیب دلاتا تھا۔ جب وہ کئی اشیا لے کر آتے تھے، تو وہ اپنے لیے جمع کر لیتا تھا اور مساکین کو کچھ بھی نہیں دیتا تھا، حتی کہ اس کے پاس سونے اور چاندی کے سات مٹکے جمع ہو گئے۔ میں اس کے کرتوں کی بنا پر اس سے نفرت کرتا تھا۔ بالآخر وہ مر گیا، اسے دفن کرنے کے لیے عیسائی لوگ پہنچ گئے۔ میں نے ان سے کہا: یہ تو برا آدمی تھا، یہ تم لوگوں کو تو صدقہ کرنے کا حکم دیتا اور اس کی ترغیب دلاتا تھا، لیکن جب تم لوگ اس کے پاس صدقہ جمع کرواتے تھے تو یہ اسے اپنے لیے ذخیرہ کر لیتا تھا اور مساکین کو بالکل نہیں دیتا تھا۔ انھوں نے مجھ سے پوچھا: تجھے کیسے علم ہوا؟ میں نے کہا: میں تمھیں اس کے خزانے کی خبر دے سکتا ہوں۔ انھوں نے کہا: تو پھر ہمیں بتاؤ۔ پس میں نے ان کو (اس کے خزانے کا) مقام دکھایا۔ انھوں نے وہاں سے سونے اور چاندی کے بھرے ہوئے سات مٹکے نکالے۔ جب انھوں نے صدقے (کا یہ حشر) دیکھا تو کہنے لگے: بخدا! ہم اس کو کبھی بھی دفن نہیں کریں گے۔ سو انھوں نے اس کو سولی پر لٹکایا اور پھر پتھروں سے اس کو سنگسار کیا۔ بعد ازاں وہ اس کی جگہ ایک اور آدمی لے آئے۔ حضرت سلمان کہتے ہیں: جو لوگ پانچ نمازیں ادا کرتے تھے، میں نے اس کو ان

فَإِلٰى مَنْ تُوْصِي بِيْ؟ وَمَاتَأْمُرُنِي؟ قَالَ: أَيْ بُنَيَّ! وَاللّٰهِ مَا أَعْلَمُ أَحَداً الْيَوْمَ عَلٰى مَاكُنْتُ عَلَيْهِ، لَقَدْ هَلَكَ النَّاسُ وَبَدَّلُوْا وَتَرَكُوْا أَكْثَرَ مَا كَانُوْا عَلَيْهِ إِلَّا رَجُلاً بِـ(الْمَوْصِلِ) وَهُوَ فُلَانٌ، فَهُوَ عَلٰى مَا كُنْتُ عَلَيْهِ فَالْحَقْ بِهِ۔ قَالَ: فَلَمَّا مَاتَ وَغُيِّبَ، لَحِقْتُ بِصَاحِبِ (الْمَوْصِلِ)، فَقُلْتُ لَهُ: يَافُلَانُ! إِنَّ فُلَاناً أَوْصَانِي عِنْدَ مَوْتِهِ أَنْ أَلْحَقَ بِكَ وَأَخْبَرَنِي أَنَّكَ عَلٰى أَمْرِهِ۔ قَالَ: فَقَالَ لِي: أَقِمْ عِنْدِي۔ فَأَقَمْتُ عِنْدَهُ، فَوَجَدْتُهُ خَيْرَ رَجُلٍ عَلٰى أَمْرِ صَاحِبِهِ، فَلَمْ يَلْبَثْ أَنْ مَاتَ، فَلَمَّا حَضَرَتْهُ الوفاة، قُلْتُ لَهُ: يَا فُلَانُ! إِنَّ فُلَانًا أَوْصٰى بِيْ إِلَيْكَ وَأَمَرَنِيْ بِاللُّحُوْقِ بِكَ وَقَدْ حَضَرَكَ مِنَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ مَا تَرٰى فَإِلٰى مَنْ تُوْصِي بِيْ؟ وَمَا تَأْمُرُنِيْ؟ قَالَ: أَيْ بُنَيَّ! وَاللّٰهِ! مَا أَعْلَمُ رَجُلًا عَلٰى مِثْلِ مَا كُنَّا عَلَيْهِ إِلَّا رَجُلًا بِـ(نَصِيْبِيْن) وَهُوَ فُلَانٌ فَالْحَقْ بِهِ۔ قَالَ: فَلَمَّا مَاتَ وَغُيِّبَ لَحِقْتُ بِصَاحِبِ نَصِيْبِيْن فَجِئْتُهُ فَأَخْبَرْتُهُ بِخَبَرِيْ وَمَا أَمَرَنِيْ بِهِ صَاحِبِيْ قَالَ: فَأَقِمْ عِنْدِيْ۔ فَأَقَمْتُ عِنْدَهُ فَوَجَدْتُهُ عَلٰى أَمْرِ صَاحِبَيْهِ فَأَقَمْتُ مَعَ خَيْرِ رَجُلٍ، فَوَاللّٰهِ مَا لَبِثَ اَنْ نَزَلَ بِهِ الْمَوْتُ، فَلَمَّا حُضِرَ قُلْتُ لَهُ: يَا فُلَانُ! إِنَّ فُلَانًا كَانَ أَوْصٰى بِيْ إِلٰى فُلَان، ثُمَّ أَوْصٰى بِيْ فُلَان

میں افضل پایا۔ میں نے اسے دنیا سے سب سے زیادہ بے رغبت، آخرت کے معاملے میں سب سے زیادہ رغبت والا اور دن ہو یا رات (عبادت کے معاملات کو) تندہی سے ادا کرنے والا پایا۔ میں نے اس سے ایسی محبت کی کہ اس سے پہلے اس قسم کی محبت کسی سے نہیں کی تھی۔ میں اسی کے ساتھ کچھ زمانہ تک مقیم رہا۔ بالآخر اس کی وفات کا وقت قریب آ پہنچا۔ میں نے اسے کہا: اے فلان! میں تیرے ساتھ رہا اور میں نے تجھ سے ایسی محبت کی کہ اس سے قبل اس قسم کی محبت کسی سے نہیں کی تھی۔ اب تیرے پاس اللہ تعالی کا حکم (موت) آ پہنچا ہے، تو خود بھی محسوس کر رہا ہے۔ اب تو مجھے کسی بندۂ (خدا) کے پاس جانے کی نصیحت کرے گا؟ اور مجھے کیا حکم دے گا؟ اس نے کہا: میرے بیٹے! اللہ کی قسم! میں جس دین پر پابند تھا، میرے علم کے مطابق کوئی بھی اس دین کا پیروکار نہیں ہے۔ لوگ ہلاک ہو گئے ہیں اور تبدیل ہو گئے ہیں اور جس شریعت کو اپنا رکھا تھا اس کے اکثر امور کو ترک کر دیا ہے۔ ہاں ایک آدمی موصل میں ہے۔ وہ بھی اسی دین پر کاربند ہے، پس تو اس کے پاس چلے جانا۔

جب وہ فوت ہو گیا اور اسے دفن کر دیا گیا تو میں موصل والے آدمی کے پاس پہنچ گیا۔ میں نے اسے کہا: اے فلاں! فلاں آدمی نے موت کے وقت مجھے وصیت کی تھی کہ میں تجھ سے آ ملوں۔ اس نے مجھے بتلایا تھا کہ تم بھی اس کے دین پر کاربند ہو۔ اس نے مجھے کہا: (ٹھیک ہے) تم میرے پاس ٹھہر سکتے ہو۔ پس میں نے اس کے پاس اقامت اختیار کی، میں نے اسے بہترین آدمی پایا جو اپنے ساتھی کے دین پر برقرار تھا۔ (کچھ عرصے کے بعد اس پر بھی) فوت ہونے کے آثار (دکھائی دینے لگے)۔ جب اس پر وفات کی گھڑی آ پہنچی تو

اِلَيْكَ ، فَإِلٰى مَنْ تُوْصِيْ بِيْ؟ وَمَا تَأْمُرُنِيْ؟ قَالَ: أَيْ بُنَيَّ! وَاللّٰهِ مَا نَعْلَمُ أَحَدًا بَقِيَ عَلٰى أَمْرِنَا آمُرُكَ أَنْ تَأْتِيَهُ أَلَّا رَجُلًا بِـ (عَمُّوْرِيَّةَ) فَإِنَّهُ بِمِثْلِ مَا نَحْنُ عَلَيْهِ ، فَإِنْ اَحْبَبْتَ فَأْتِهِ۔ قَالَ: فَأَنَّهُ عَلٰى أَمْرِنَا۔ قَالَ: فَلَمَّا مَاتَ وَغُيِّبَ ، لَقِيْتُ بِصَاحِبِ عَمُّوْرِيَّةَ وَأَخْبَرْتُهُ خَبَرِيْ ، فَقَالَ: أَقِمْ عِنْدِيْ۔ فَأَقَمْتُ مَعَ رَجُلٍ عَلٰى هَدْيِ أَصْحَابِهِ وَأَمْرِهِمْ۔ قَالَ: وَاكْتَسَبْتُ حَتّٰى كَانَ لِيْ بَقَرَاتٌ وَغُنَيْمَةٌ ۔ قَالَ: ثُمَّ نَزَلَ بِهِ أَمْرُ اللّٰهِ ، فَلَمَّا حُضِرَ قُلْتُ لَهُ: يَا فُلَانُ! أَنِّيْ كُنْتُ مَعَ فُلَانٍ ، فَأَوْصٰى بِيْ فُلَانٌ إِلٰى فُلَانٍ ، وَأَوْصٰى بِيْ فُلَانٌ أَلٰى فُلَانٍ ، ثُمَّ أَوْصٰى بِيْ فُلَانٌ أَلَيْكَ ، فَأَلٰى مَنْ تُوْصِيْ بِيْ؟ وَمَا تَأْمُرُنِيْ؟ قَالَ: أَيْ بُنَيَّ! مَا أَعْلَمُهُ أَصْبَحَ عَلٰى مَا كُنَّا عَلَيْهِ أَحَدٌ مِنَ النَّاسِ آمُرُكَ أَنْ تَأْتِيَهُ وَلٰكِنَّهُ قَدْ أَظَلَّكَ زَمَانُ نَبِيٍّ ، هُوَ مَبْعُوْثٌ بِدِيْنِ أَبْرَاهِيْمَ ، يَخْرُجُ بِأَرْضِ الْعَرَبِ ، مُهَاجِرًا أَلٰى أَرْضٍ بَيْنَ حَرَّتَيْنِ بَيْنَهُمَا نَخْلٌ ، بِهِ عَلَامَاتٌ لَا تَخْفٰى ، يَأْكُلُ الْهَدِيَّةَ وَلَا يَأْكُلُ الصَّدَقَةَ ، بَيْنَ كَتِفَيْهِ خَاتَمُ النُّبُوَّةِ ، فَأَنِ اسْتَطَعْتَ أَنْ تَلْحَقَ بِتِلْكَ الْبِلَادِ فَافْعَلْ۔ قَالَ: ثُمَّ مَاتَ وَغُيِّبَ ، فَمَكَثْتُ فِيْ عَمُّوْرِيَّةَ مَا شَاءَ اللّٰهُ أَنْ أَمْكُثَ۔ ثُمَّ مَرَّ بِيْ نَفَرٌ مِنْ كَلْبٍ تُجَّارًا فَقُلْتُ لَهُمْ. تَحْمِلُوْنِيْ إِلٰى أَرْضِ الْعَرَبِ

میں نے کہا: اے فلاں! فلاں نے تو مجھے تیرے بارے میں وصیت کی تھی اور مجھے حکم دیا تھا کہ تیری صحبت میں رہوں۔ اب اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو کچھ تجھ پر نازل ہونے والا ہے وہ تو دیکھ رہا ہے۔ لہٰذا مجھے کیا وصیت کرے گا اور کیا حکم دے گا کہ میں کس کے پاس جاؤں؟

اس نے کہا: بیٹا! اللہ کی قسم! میرے علم کے مطابق تو ہمارے دین پر قائم صرف ایک آدمی ہے، جو نصیبین میں ہے۔ (میری وفات کے بعد) اس کے پاس چلے جانا۔ پس جب وہ فوت ہوا اور اسے دفن کر دیا گیا تو میں نصیبین والے صاحب کے پاس پہنچ گیا۔ میں اس کے پاس آیا اور اسے اپنے بارے میں اور اپنے (رہنما) کے حکم کے بارے میں مطلع کیا۔ اس نے کہا: میرے پاس ٹھہریئے۔ سو میں اس کے پاس ٹھہر گیا۔ میں نے اس کو اس کے سابقہ دونوں صاحبوں کے دین پر پایا۔ وہ بہترین آدمی تھا جس کے پاس میں نے اقامت اختیار کی۔ لیکن اللہ کی قسم! وہ جلد ہی مرنے کے لیے تیار ہو گیا۔ جب اس کی موت کا وقت آیا تو میں نے اسے کہا: اے فلاں! فلاں (اللہ کے بندے) نے مجھے فلاں کی (صحبت میں رہنے کی) نصیحت کی تھی، پھر اس نے تیرے پاس آنے کی نصیحت کی۔ اب تو مجھے کس کے پاس جانے کی وصیت کرے گا یا کیا حکم دے گا؟

اس نے کہا: میرے بیٹے! ہم تو ایسے آدمی کے بارے میں کوئی معلومات نہیں رکھتے، جو ہمارے دین پر قائم ہو، کہ تو اس کے پاس جا سکے ۔ البتہ ایک آدمی عموریہ میں ہے۔ وہ دین کے معاملے میں ہماری طرح کا ہے۔ اگر تو چاہتا ہے تو اس کے پاس چلے جانا، کیونکہ وہ ہمارے دین پر برقرار ہے۔ پس جب وہ بھی مر گیا اور اسے دفن کر دیا گیا، تو میں عموریہ

وَأُعْطِيْكُمْ بَقَرَاتِيْ هٰذِهٖ وَغُنَيْمَتِيْ هٰذِهٖ؟ قَالُوْا: نَعَمْ فَأَعْطَيْتُمُوْهَا، وَحَمَلُوْنِي، حَتّٰى إِذَا قَدِمُوْا بِي وَادِيَ الْقُرٰى ظَلَمُوْنِي، فَبَاعُوْنِي مِنْ رَجُلٍ مِنَ الْيَهُوْدِ عَبْدًا، فَكُنْتُ عِنْدَهُ، وَرَأَيْتُ النَّخْلَ، وَرَجَوْتُ، أَنْ تَكُوْنَ الْبَلَدُ الَّذِي وَصَفَ لِي صَاحِبِي، وَلَمْ يَحُقَّ لِي فِي نَفْسِي۔ فَبَيْنَمَا أَنَا عِنْدَهُ قَدِمَ عَلَيْهِ ابْنُ عَمٍّ لَّهُ مِنَ الْمَدِيْنَةِ مِنْ بَنِي قُرَيْظَةَ، فَابْتَاعَنِي مِنْهُ، فَاحْتَمَلَنِي إِلَى الْمَدِيْنَةِ، فَوَاللّٰهِ مَاهُوَ إِلَّا أَنْ رَأَيْتُهَا فَعَرَفْتُهَا بِصَفَةِ صَاحِبِي، فَأَقَمْتُ بِهَا۔ وَبَعَثَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ فَأَقَامَ بِمَكَّةَ مَا أَقَامَ، لَا أَسْمَعُ لَهُ بِذِكْرٍ مَعَ مَا أَنَا فِيْهِ مِنْ شُغْلِ الرِّقِّ۔ ثُمَّ هَاجَرَ إِلَى الْمَدِيْنَةِ، فَوَاللّٰهِ إِنِّي لَفِي رَأْسِ عِذْقٍ لِسَيِّدِيْ أَعْمَلُ فِيْهِ بَعْضَ الْعَمَلِ، وَسَيِّدِي جَالِسٌ إِذْ أَقْبَلَ ابْنُ عَمٍّ لَّهُ حَتّٰى وَقَفَ عَلَيْهِ فَقَالَ: فُلَانٌ قَاتَلَ اللّٰهُ بَنِي قِيْلَةَ، وَاللّٰهِ إِنَّهُمْ الْآنَ لَمُجْتَمِعُوْنَ بِـ(قُبَاءَ) عَلٰى رَجُلٍ قَدِمَ عَلَيْهِمْ مِنْ مَكَّةَ الْيَوْمَ يَزْعَمُوْنَ أَنَّهُ نَبِيٌّ۔ قَالَ: فَلَمَّا سَمِعْتُهَا أَخَذَتْنِي الْعُرَوَاءُ حَتّٰى ظَنَنْتُ أَنِّي سَأَسْقُطُ عَلٰى سَيِّدِيْ، قَالَ: وَنَزَلْتُ عَنِ النَّخْلَةِ فَجَعَلْتُ أَقُوْلُ لِابْنِ عَمِّهٖ ذٰلِكَ: مَاذَا تَقُوْلُ؟ مَاذَا تَقُوْلُ؟ قَالَ: فَغَضِبَ سَيِّدِي فَلَكَمَنِي لَكْمَةً شَدِيْدَةً، ثُمَّ قَالَ: مَالَكَ وَلِهٰذَا؟ أَقْبِلْ عَلٰى

والے (بندۂ خدا) کے پاس پہنچ گیا اور اسے اپنا سارا ماجرا سنایا۔ اس نے کہا: تم میرے پاس ٹھہرو۔ میں نے اس کی صحبت اختیار کر لی اور اسے اس کے اصحاب کی سیرت اور دین پر پایا۔

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے اس کے پاس رہ کر کمائی بھی کی، حتی کہ میں کچھ گائیوں اور بکریوں کا مالک بن گیا۔ لیکن اس پر بھی اللہ تعالی کا حکم نازل ہونے (کی علامات دکھائی دینے لگیں)۔ جب اس کی موت کا وقت قریب آ پہنچا تو میں نے اسے کہا: اے فلاں! میں فلاں (بندۂ خدا) کے پاس تھا، فلاں نے مجھے فلاں کے بارے میں، فلاں نے فلاں کے بارے میں اور اس نے تیرے پاس آنے کی وصیت کی تھی۔ اب تو مجھے کس (کی صحبت میں رہنے) کی وصیت کرے گا؟ اور مجھے کیا حکم دے گا؟ اس نے کہا: میرے بیٹا! میں تو کسی ایسے شخص کو نہیں جانتا جو ہمارے دین پر کاربند ہو اور جس کے بارے میں میں تجھے حکم دے سکوں۔ لیکن اب ایک نبی کی آمد کا وقت قریب آ چکا ہے، اسے دینِ ابراہیمی کے ساتھ مبعوث کیا جائے گا، وہ عربوں کی سرزمین سے ظاہر ہو گا اور ایسے (شہر) کی طرف ہجرت کرے گا جو دو حرّوں (یعنی کالے پتھر والی زمینوں) کے درمیان ہو گا اور ان کے درمیان کھجوروں کے درخت ہوں گے۔ اس کی اور علامات بھی ہوں گی، جو مخفی نہیں ہوں گی۔ وہ ہدیہ (یعنی بطورِ تحفہ دی گئی چیز) کھائے گا، صدقہ نہیں کھائے گا اور اس کے کندھوں کے درمیان مہرِ ختمِ نبوّت ہو گی۔ اگر تجھے استطاعت ہے تو (عرب کے) ان علاقوں تک پہنچ جا۔

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: پھر وہ فوت ہو گیا اور اسے دفن کر دیا گیا۔ جب تک اللہ تعالی کو منظور تھا، میں عموریہ میں

عَمَلِكَ۔ قَالَ: قُلْتُ: لَاشَيْءَ إِنَّمَا أَردتُّ أَنْ أَسْتَثْبِتَ عَمَّا قَالَ۔ وَقَدْ كَانَ عِنْدِي شَيْءٌ قَدْ جَمَعْتُهُ، فَلَمَّا أَمْسَيْتُ أَخَذْتُهُ ثُمَّ ذَهَبْتُ بِهِ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ بِـ(قُبَاءٍ) فَدَخَلْتُ عَلَيْهِ فَقُلْتُ لَهُ: إِنَّهُ قَدْ بَلَغَنِي أَنَّكَ رَجُلٌ صَالِحٌ، وَمَعَكَ أَصْحَابٌ لَّكَ غُرَبَاءُ ذَوُوْ حَاجَةٍ، وَهٰذَا شَيْءٌ كَانَ عِنْدِي لِلصَّدَقَةِ، فَرَأَيْتُكُمْ أَحَقَّ بِهِ مِنْ غَيْرِكُمْ، قَالَ: فَقَرَّبْتُهُ إِلَيْهِ۔ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِأَصْحَابِهِ: ((كُلُوْا۔)) وَأَمْسَكَ يَدَهُ فَلَمْ يَأْكُلْ۔ قَالَ: فَقُلْتُ فِي نَفْسِي: هٰذِهِ وَاحِدَةٌ ثُمَّ انْصَرَفْتُ عَنْهُ، فَجَمَعْتُ شَيْئًا، وَتَحَوَّلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِلَى الْمَدِيْنَةِ، ثُمَّ جِئْتُ بِهِ فَقُلْتُ: إِنِّي رَأَيْتُكَ لَا تَأْكُلُ الصَّدَقَةَ، وَهٰذِهِ هَدِيَّةٌ أَكْرَمْتُكَ بِهَا، قَالَ: فَأَكَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْهَا، وَأَمَرَ أَصْحَابَهُ فَأَكَلُوْا مَعَهُ، قَالَ: فَقُلْتُ: فِي نَفْسِي هَاتَانِ اثْنَتَانِ۔

ثُمَّ جِئْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ بِبَقِيْعِ الْغَرْقَدِ، قَالَ: وَقَدْ تَبِعَ جَنَازَةً مِنْ أَصْحَابِهِ، عَلَيْهِ شَمْلَتَانِ لَهُ، وَهُوَ جَالِسٌ فِي أَصْحَابِهِ، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، ثُمَّ اسْتَدَرْتُ أَنْظُرُ إِلَى ظَهْرِهِ، هَلْ أَرَى الْخَاتَمَ الَّذِي وَصَفَ لِي صَاحِبِي، فَلَمَّا رَآنِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اسْتَدَرْتُهُ، عَرَفَ أَنِّي أَسْتَثْبِتُ فِي شَيْءٍ وُصِفَ لِي، قَالَ: فَأَلْقَى

سکونت پذیر رہا۔ پھر میرے پاس سے بنو کلب قبیلے کا ایک تجارتی قافلہ گزرا۔ میں نے ان سے کہا: اگر تم مجھے سرزمینِ عرب کی طرف لے جاؤ تو میں تم کو اپنی گائیں اور بکریاں دے دوں گا؟ انھوں نے کہا: ٹھیک ہے۔ پس میں نے اپنی گائیں اور بکریاں ان کو دے دیں اور انھوں نے مجھے اپنے ساتھ ملا لیا۔ جب وہ مجھے وادیٔ قری تک لے کر پہنچے تو انھوں نے مجھ پر ظلم کیا اور بطورِ غلام ایک یہودی کے ہاتھ فروخت کر دیا۔ پس میں اس کے پاس ٹھہر گیا۔ جب میں نے کھجوروں کے درخت دیکھے تو مجھے امید ہونے لگی کہ یہ وہی شہر ہے جو میرے ساتھی نے بیان کیا تھا، لیکن یقین نہیں آ رہا تھا۔ ایک دن اس یہودی کا چچا زاد بھائی، جس کا تعلق بنو قریظہ سے تھا، مدینہ سے اس کے پاس آیا اور مجھے خرید کر اپنے پاس مدینہ میں لے گیا۔ اللہ کی قسم! جب میں نے مدینہ کو دیکھا تو اپنے ساتھی کی بیان کردہ علامات کی روشنی میں اس کو پہچان گیا (کہ یہی خاتم النبین کا مسکن ہو گا)۔ میں وہاں فروکش ہو گیا۔ اُدھر اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو مکہ مکرمہ میں مبعوث کر دیا، جتنے دن انھوں نے وہاں ٹھہرنا تھا، وہ ٹھہرے۔ لیکن میں نے ان (کی آمد) کا کوئی تذکرہ نہیں سنا، دوسری بات یہ بھی ہے کہ میں غلامی والے شغل میں مصروف رہتا تھا۔

بالآخر نبی کریم ﷺ ہجرت کر کے مدینہ تشریف لے آئے۔ اللہ کی قسم! (ایک دن) میں اپنے آقا کے پھل دار کھجور کے درخت کی چوٹی پر کوئی کام کر رہا تھا، میرا مالک بیٹھا ہوا تھا، اس کا چچا زاد بھائی اچانک اس کے پاس آیا اور کہنے لگا: اللہ تعالیٰ بنو قیلہ کو ہلاک کرے، وہ قبا میں مکہ سے آنے والے ایک آدمی کے پاس جمع ہیں اور ان کا خیال ہے کہ وہ نبی

رِدَاءَ عَنْ ظَهْرِهِ، فَنَظَرْتُ إِلَى الْخَاتَمِ فَعَرَفْتُهُ، فَانْكَبَبْتُ عَلَيْهِ أُقَبِّلُهُ وَأَبْكِي۔ فَقَالَ لِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((تَحَوَّلْ۔)) فَتَحَوَّلْتُ، فَقَصَصْتُ عَلَيْهِ حَدِيْثِي۔ كَمَا حَدَّثْتُكَ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ! قَالَ: فَأَعْجَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يَّسْمَعَ ذٰلِكَ أَصْحَابُهُ۔ ثُمَّ شَغَلَ سَلْمَانُ الرِّقَ حَتّٰى فَاتَهُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بَدْرٌ وَأُحُدٌ۔ قَالَ: ثُمَّ قَالَ لِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((كَاتِبْ يَا سَلْمَانُ!)) فَكَاتَبْتُ صَاحِبِي عَلٰى ثَلَاثِ مِائَةِ نَخْلَةٍ أُحْيِيْهَا لَهُ بِالْفَقِيْرِ، وَبِأَرْبَعِيْنَ أُوْقِيَّةً۔ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَعِيْنُوْا أَخَاكُمْ۔)) فَأَعَانُوْنِي بِالنَّخْلِ، الرَّجُلُ بِثَلَاثِيْنَ وَدِيَّةً وَالرَّجُلُ بِعِشْرِيْنَ، وَالرَّجُلُ بِخَمْسَ عَشْرَةَ، وَالرَّجُلُ بِعَشْرٍ يَعْنِي: الرَّجُلَ بِقَدَرِ مَاعِنْدَهُ۔ حَتّٰى اِجْتَمَعَتْ لِي ثَلَاثُ مِئَةِ وَدِيَّةٍ۔ فَقَالَ لِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِذْهَبْ يَاسَلْمَانُ! فَفَقِّرْلَهَا، فَإِذَا فَرَغْتَ فَأْتِنِي أَكُوْنُ أَنَا أَضَعُهَا بِيَدِي۔)) فَفَقَّرْتُ لَهَا، وَأَعَانَنِي أَصْحَابِي، حَتّٰى إِذَا فَرَغْتُ مِنْهَا جِئْتُهُ فَأَخْبَرْتُهُ۔ فَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَعِيَ إِلَيْهَا، فَجَعَلْنَا نُقَرِّبُ لَهُ الْوَدِيَّ، وَيَضَعُهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِيَدِهِ، فَوَالَّذِي نَفْسُ سَلْمَانَ بِيَدِهِ! مَا مَاتَتْ مِنْهَا وَدِيَّةٌ وَاحِدَةٌ، فَأَدَّيْتُ النَّخْلَ وَبَقِيَ عَلَيَّ الْمَالُ، فَأُتِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِمِثْلِ بَيْضَةِ

ہے۔ جب میں نے اس کی یہ بات سنی تو مجھ پر اس قدر کپکپی طاری ہوگئی کہ مجھے یہ گمان ہونے لگا کہ اپنے مالک پر گر جاؤں گا۔ میں کھجور کے درخت سے اترا اور اس کے چچا زاد بھائی سے کہنے لگا: تم کیا کہہ رہے ہو؟ تم کیا کہہ رہے ہو؟ اس بات سے میرے آقا کو غصہ آیا اور اس نے مجھے زور سے مکا مارا اور کہا: تیرا اس بات سے کیا تعلق ہے۔ جا، اپنا کام کر۔ میں نے کہا: کوئی تعلق نہیں، بس ذرا بات کی چھان بین کرنا چاہتا تھا۔

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میرے پاس میرا جمع کیا ہوا کچھ مال تھا۔ جب شام ہوئی تو میں نے وہ مال لیا اور قبا میں رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچ گیا۔ میں آپ ﷺ پر داخل ہوا اور کہا: مجھے یہ بات موصول ہوئی ہے کہ آپ کوئی صالح آدمی ہیں اور آپ کے اصحاب غریب اور حاجتمند لوگ ہیں۔ یہ میرے پاس کچھ صدقے کا مال ہے، میں نے آپ لوگوں کو ہی اس کا زیادہ مستحق سمجھا ہے۔ پھر میں نے وہ مال آپ ﷺ کے قریب کیا۔ لیکن آپ ﷺ نے اپنے صحابہ سے فرمایا: ''تم لوگ کھا لو۔'' آپ ﷺ نے خود اپنا ہاتھ روک لیا اور نہ کھایا۔ میں نے دل میں کہا کہ (اس بندۂ خدا کے نبی ہونے کی) ایک نشانی تو (پوری ہوگئی ہے)۔ پھر میں چلا گیا اور مزید کچھ مال جمع کیا۔ اب رسول اللہ ﷺ مدینہ میں منتقل ہو چکے تھے۔ پھر (وہ مال لے کر) میں آپ ﷺ کے پاس آیا اور کہا: میرا آپ کے بارے میں خیال ہے کہ آپ صدقے کا مال نہیں کھاتے، اس لیے یہ ہدیہ (یعنی تحفہ) ہے، میں اس کے ذریعے آپ کی عزت کرنا چاہتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے وہ چیز خود بھی کھائی اور اپنے صحابہ کو بھی کھانے کا حکم دیا، سوانھوں نے بھی کھائی۔ (یہ منظر دیکھ کر) میں نے

الـدَّجَاجَةِ مِنْ ذَهَبٍ مِنْ بَعْضِ الْمَغَازِيْ، فَـقَـالَ: ((مَـافَعَلَ الْفَارِسِيُّ الْمُكَاتَبُ؟)) قَالَ: فَدُعِيْتُ لَهُ۔ فَقَالَ: ((خُذْ هٰذِهٖ فَأَدِّ بِهَا مَـا عَـلَيْكَ يَـاسَلْمَانُ!)) فَقُلْتُ: وَأَيْنَ تَقَعُ هٰذِهٖ يَـارَسُـوْلَ الـلّٰـهِ! مِمَّـا عَلَيَّ؟ قَـالَ: ((خُـذْهَـا، فَإِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ سَيُؤَدِّيْ بِهَا عَـنْكَ۔)) قَـالَ: فَـأَخَـذْتُهَا، فَوَزَنْتُ لَهُمْ مِـنْهَـا وَالَّـذِيْ نَفْسُ سَلْمَانَ بِيَدِهٖ! أَرْبَعِيْنَ أَوْقِيَةً، فَـأَوْفَيْتُهُـمْ حَـقَّهُـمْ، وَعَتَقْـتُ، فَشَهِدتُّ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الْخَنْدَقَ، ثُمَّ لَـمْ يَفُتْنِيْ مَعَهٗ مَشْهَدٌ۔ (الصحيحة:٤ ٨٩٤)

دل میں کہا: دو علامتیں (پوری ہو گئیں ہیں)۔

(حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:) میں (تیسری دفعہ) جب رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تو وہ ''بقیع الغرقد'' میں تھے۔ آپ ﷺ کسی صحابی کے جنازے کی خاطر وہاں آئے ہوئے تھے، آپ ﷺ پر دو چادریں تھیں۔ آپ ﷺ اپنے اصحاب میں تشریف فرما تھے۔ میں نے آپ ﷺ کو سلام کہا، پھر آپ کی پیٹھ پر نظر ڈالنے کے لیے گھوما، تاکہ (دیکھ سکوں کہ) آیا وہ (ختم نبوت والی) مہر بھی ہے، جس کی پیشین گوئی میرے ساتھی نے کی تھی۔ جب رسول اللہ ﷺ نے مجھے گھومتے ہوئے دیکھا تو آپ پہچان گئے کہ میں آپ ﷺ کے کسی وصف کی جستجو میں ہوں، پس آپ ﷺ نے اپنی چادر اپنی پیٹھ سے ہٹا دی، میں نے مہر نبوت دیکھی اور اسے پہچان گیا۔ پھر میں آپ ﷺ پر ٹوٹ پڑا اور آپ کے بوسے لینے اور رونے لگا۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: ''پیچھے ہٹو۔'' پس میں پیچھے ہٹ گیا۔ اے ابن عباس! پھر میں نے آپ ﷺ کو اپنا سارا ماجرا اسی طرح سنایا، جسے تجھے سنایا ہے اور رسول اللہ ﷺ کو یہ بات اچھی لگی کہ یہ واقعہ آپ کے صحابہ بھی سنیں۔

پھر حضرت سلمان رضی اللہ عنہ غلامی کی وجہ سے مشغول رہے اور غزوۂ بدر اور غزوۂ احد میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شریک نہ ہو سکے۔ (حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:) ایک دن رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: ''سلمان! (اپنے مالک سے) مکاتبت کرلو۔'' پس میں نے اپنے آقا سے اس بات پر مکاتبت کر لی کہ میں اس کے لیے تین سو کھجور کے چھوٹے درخت زمین سے اکھاڑ کر اس کی جگہ پر لگاؤں گا اور (مزید اسے) چالیس اوقیے دوں گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اپنے بھائی (سلمان) کی مدد کرو۔'' لوگوں نے مدد کرتے ہوئے مجھے کھجوروں کے درخت دیے۔ کسی نے تیس، کسی نے بیس، کسی نے پندرہ، کسی نے دس، الغرض ہر ایک نے اپنی استطاعت کے بقدر مجھے کھجوروں کے چھوٹے درخت دیے، حتی کہ میرے پاس تین سو کھجور کے درخت جمع ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: ''سلمان! جاؤ اور گڑھے کھودو۔ جب فارغ ہو جاؤ تو میرے پاس آ جانا، (یہ پودے) میں خود لگاؤں گا۔''

(حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:) میں نے گڑھے کھودے، میرے ساتھیوں نے میری معاونت کی۔ جب میں فارغ ہوا تو آپ ﷺ کے پاس آیا اور آپ کو اطلاع دی۔ رسول اللہ ﷺ میرے ساتھ نکلے۔ ہم (کھجوروں کے وہ) پودے آپ ﷺ کے قریب کرتے تھے اور آپ اپنے ہاتھ سے ان کو لگا دیتے تھے۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں سلمان

کی جان ہے! ان میں سے کھجور کا ایک پودا بھی نہ مرا۔ اب میں کھجور کے چھوٹے درخت تو لگا چکا تھا اور (چالیس اوقیوں والا) مال باقی تھا۔ کسی غزوے سے رسول اللہ ﷺ کے پاس مرغی کے انڈے کے بقدر سونا لایا گیا۔ آپ ﷺ نے پوچھا: ''مکاتبت کرنے والا (سلمان) فارسی کیا کر رہا ہے؟'' مجھے بلایا گیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''سلمان! یہ لو اور اس کے ساتھ اپنی ذمہ داری ادا کرو۔'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھ پر جتنا (قرضہ) ہے، اس سے کیا اثر ہوگا؟ (یعنی قرضہ بہت زیادہ ہے)۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ تو لو، عنقریب اللہ تعالیٰ تمہارا (قرضہ) بھی ادا کر دے گا۔'' اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں سلمان کی جان ہے! میں نے وہ لے لیا اور اس میں سے ان آقاؤں کو چالیس اوقیے تول کر دے دیئے، ان کا پورا حق ادا کر دیا اور آزاد ہو گیا۔ پھر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوۂ خندق میں حاضر ہوا اور اس کے بعد کوئی غزوہ مجھ سے نہ رہ سکا۔

تخريج: أخرجه أحمد: ٥/ ٤٤١/ ٤٤٤، وابن سعد في "الطبقات": ٤/ ٥٣۔٥٧، والطبراني في "المعجم الكبير": ٧/ ٢٧٢/ ٦٠٦٥

شرح:...... سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کا بیان کردہ واقعہ اور حدیثِ مبارکہ اپنے مفہوم میں انتہائی واضح ہیں، آپ ﷺ اور آپ ﷺ کی جائے سکونت کے بارے سابقہ مذہبی کتب میں یہ پیشین گوئیاں کی گئی تھیں، جن کو وقت نے برحق ثابت کیا:

(۱) آپ ﷺ کے مسکنِ اول مکہ مکرمہ اور مسکنِ ثانی مدینہ منورہ کی علامات کا تذکرہ۔

(۲) آپ ﷺ صدقات کھانے والے نہیں تھے، تحائف و ہدایا قبول کرنے والے تھے۔

(۳) آپ ﷺ کے کندھوں کے درمیان مہرِ نبوت تھی۔

یہ حدیث اس حقیقت کا بیّن ثبوت ہے کہ اگر کسی شخص کو تلاشِ حق کی تمنا ہو اور وہ مخلصانہ انداز میں اس کے لیے تگ و دو کرنے والا بھی ہو، تو اللہ تعالیٰ اس کی اِس نیک آرزو کو بدرجۂ اتم پورا کر دیتے ہیں۔ سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ نے حق تک رسائی حاصل کرنے لیے جن مراحل کو طے کیا، یقیناً ایسے کٹھن مراحل کو کامیابی و کامرانی کے ساتھ عبور کرنا کسی بصیرت والے کے لیے غور و فکر سے بالاتر ہے، بہر حال اگر اِخلاص کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کی توفیق شاملِ حال ہو تو بڑی سے بڑی مشکلات آسان ہو جاتی ہیں۔

کھانا کھلانے اور بھائی چارہ قائم کرنے کا حکم

(٢٧١٩)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ مَرْفُوْعاً: ((أَفْشُوْا السَّلَامَ، وَأَطْعِمُوْا الطَّعَامَ، وَكُوْنُوْا إِخْوَاناً كَمَا أَمَرَكُمُ اللّٰهُ۔))

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سلام عام کرو، کھانا کھلایا کرو اور اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق بھائی بھائی بن جاؤ۔''

(الصحيحة: ١٥٠١)

تخريج: رواه النسائي في "القضاء" من "السنن الكبرى" له ٤/ ٤/ ٢، وابن ماجه: ٣٢٥٢، وأبوالحسن الحربي في "الحربيات" ١/ ١٨/ ١، وابن عدي في "الكامل" ١٥٧/ ١

شرح:...... اس حدیثِ مبارکہ میں سلام پھیلانے، کھانا کھلانے اور بھائی چارہ قائم کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ باہمی محبت کا سب سے بڑا ذریعہ سلام ہے، محبت ہی بھائی چارے کا سبب ٹھہرتی ہے اور پھر بھائی چارہ ایک دوسرے کو کھانا کھلانے اور چائے والے پلانے کا سبب بنتا ہے۔ ہمارے معاشرے میں ''السلام علیکم'' کہنے کا شدید فقدان ہے، شاید یہی وجہ ہے کہ ایمان واسلام کی بنیاد پر محبت کم ہو گئی ہے، جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ دعوتوں کا سلسلہ بھی منقطع ہو چکا ہے۔

دوسری بڑی رکاوٹ یہ ہے ہم تکلف وتصنع میں مبتلا ہو گئے ہیں، سادہ مزاج اور اللہ تعالیٰ کی عطاؤں پر راضی ہونے والے نہیں رہے۔ جب ہم چند افراد کی دعوت کا ارادہ کرتے ہیں تو تصوراتی طور پر ایسا پرتکلف پروگرام بناتے ہیں کہ مالی وسائل کم ہونے کی وجہ سے اس تک پہنچ نہیں پاتے، نتیجتاً وہ ارادہ ہی ترک کر دیتے ہیں۔ ہونا یہ چاہیے کہ تکلف کم ہو اور دعوتیں زیادہ ہوں، لیکن ہمارے معاشرے میں تکلف زیادہ ہو گیا ہے اور دعوتیں کم ہو گئی ہیں۔ اسلام کا تقاضا یہ ہے کہ اگر آپ نے اپنے گھر کے پانچ افراد کے لیے کھانا تیار کیا ہے تو اس میں کسی مسلمان بھائی کو بھی شریک کر لیں، کیونکہ پانچ افراد کا کھانا چھ افراد کو کفایت کرتا ہے۔ یہی معاملہ چائے وائے اور دوسرے مشروبات کا ہونا چاہیے۔

سانپ اور کتے کو قتل کرنا

(٢٧٢٠)۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اُقْتُلُوْا الْحَيَّاتِ وَالْكِلَابَ، وَاقْتُلُوْا ذَا الطُّفْيَتَيْنِ وَالْأَبْتَرَ، فَإِنَّهُمَا يَلْتَمِسَانِ الْبَصَرَ وَيَسْتَسْقِطَانِ الْحُبَالٰى۔)) وَرَدَ مِنْ حَدِيْثِ ابْنِ عُمَرَ وَعَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ۔

(الصحيحة: ٣٩٩١)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سانپوں اور کتوں کو قتل کرو اور (بالخصوص) دو دھاریوں والے اور چھوٹی دموں والے موذی سانپوں کو قتل کرو، کیونکہ یہ نظر اچک لیتے ہیں اور حمل گرا دیتے ہیں۔'' یہ حدیث حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی گئی ہے۔

تخريج: ورد من حديث ابن عمر، وعائشة،

(١) أما حديث عمر: أخرجه مسلم: ٧/ ٣٨۔ هكذا بزيادة: ((الكلاب))، وأخرجه البخاري: ٣٢٩٧، وأبوداود: ٥/ ٤١١/ ٥٢٥٢، والترمذي: ٥/ ١٩١/ ١٥٢٨، وابن ماجه: ٢/ ١١٦٩/ ٣٥٣٥، وابن حبان: ٧/ ٤٦١/ ٥٦٠٩، وأحمد: ٢/ ٩، ١٢١، وليس عندهم لفظ: ((الكلاب))

(٢) وأما حديث عائشة فله عنها طرق: الأولى: أخرجه البخاري: ٢٣٠٨، وابن ماجه: ٢/ ١١٦٩/ ٣٥٣٤، وأحمد: ٦/ ٢٩ و٥٢ و١٣٤ و٢٣٠

والثانية: أخرجه أحمد: ٦/ ٤٩، ٨٣، ١٤٧

والثالثة: أخرجه النسائي: ٢/ ٧٢، الرابعة: أخرجه أحمد: ٦/ ١٥٧

شرح:...... سانپوں کی مذکورہ اقسام میں زہریلا مادہ اتنا شدید ہوتا ہے کہ ان کی نظر میں بھی زہر پائی جاتی ہے۔
امام مبارکپوری رحمہ اللہ لکھتے ہیں: بعض حیوانات کے تعجب انگیز خواص سے انکار نہیں کیا جا سکتا، مثلا سانپ کی ایک قسم کو ''افعی'' کہتے ہیں، جو چتکبرا ہوتا ہے اور اس کی گردن باریک اور سر چوڑا ہوتا ہے، جب یہ سانپ اور حاملہ عورت ایک دوسرے کی طرف دیکھتے ہیں تو حمل گر جاتا ہے۔ بعض سانپ دیکھنے والے کو اندھا کر دیتے ہیں۔ جب سانپ کی ''ناظور'' نامی قسم کی نظر انسان پر پڑتی ہے تو وہ فوراً مر جاتا ہے، اسی طرح ایک اور قسم ہے کہ جس کی آواز سنتے ہی بندہ مر جاتا ہے۔
(تحفة الاحوذی)

رہا مسئلہ کتوں کو قتل کرنے کا، تو اس معاملے میں درج ذیل حدیث فیصلہ کن ہے:

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں کتے قتل کرنے کا حکم دیا، (ہم اس حکم پر عمل کرنے میں اتنے پابند تھے کہ) اگر کوئی بدو عورت جنگلی علاقے سے آتی اور اس کے ساتھ کتا ہوتا تو ہم اسے بھی قتل کر دیتے۔ لیکن بعد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کتوں کو قتل کرنے سے منع کر دیا اور فرمایا: ((عَلَيْكُمْ بِالْأَسْوَدِ الْبَهِيْمِ)) (مسلم) ...... ''خالص کالے کتے کو قتل کر دیا کرو۔''

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ شروع شروع میں کتوں کو قتل کرنے کا حکم عام تھا، لیکن بعد میں اس حکم کو اس کتے کے ساتھ خاص کر دیا گیا، جو مکمل سیاہ ہو۔

امام نووی کہتے ہیں: قاضی نے کہا: میرا خیال تو یہ ہے کہ ابتدائے اسلام میں کتوں کو قتل کرنے کا حکم عام تھا، لیکن بعد میں ان کتوں کو قتل کرنے سے منع کر دیا گیا، جن کا رنگ مکمل کالا نہ ہو اور ساتھ ساتھ یہ بھی وضاحت کر دی گئی کہ شکار کرنے اور کھیتی اور حیوانات کی حفاظت کی خاطر کتے رکھے جا سکتے ہے۔ ان تین مقاصد کے علاوہ کتے کو پالتو جانور بنانے کی کوئی گنجائش نہیں۔ میں (نووی) کہتا ہوں کہ اس موضوع سے متعلقہ احادیث کا ظاہری مفہوم قاضی کے مسلک کی مکمل تائید کرتا ہے۔ لیکن ایک سوال یہ ہے کہ آیا گھروں اور محلوں کی حفاظت کے لیے کتے رکھے جا سکتے ہیں؟ جواباً دو اقوال پیش کیے جاتے ہیں: (۱) ناجائز ہیں، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم منع فرما دیا اور صرف شکار کرنے اور جانوروں اور کھیت کی حفاظت کے لیے اجازت دی ہے، (۲) جائز ہیں، کیونکہ گھروں کی حفاظت کو جانوروں اور کھیتوں کی حفاظت پر قیاس کیا جائے گا اور یہی مسلک راجح ہے، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جن مقاصد کے لیے کتے پالنے کی اجازت دی ہے، ان کی وجہ ضرورت اور حاجت ہے، جو گھروں اور محلوں کی حفاظت میں بھی پائی جاتی ہے۔ (شرح مسلم للنووی)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی کنیت

(٢٧٢١)۔ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ، أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ لِلنَّبِيِّ ﷺ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! كُلُّ نِسَائِكَ

ہشام اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرے علاوہ آپ کی تمام بیویوں

لَهَا كُنْيَةٌ غَيْرِي! فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِكْتَنِي بِابْنِكِ عَبْدِ اللّٰهِ۔ يَعْنِي: ابْنَ الزُّبَيْرِ أَنْتِ أُمُّ عَبْدِاللّٰهِ۔)) قَالَ: فَكَانَ يُقَالُ لَهَا: أُمُّ عَبْدِاللّٰهِ حَتّٰى مَاتَتْ، وَلَمْ تَلِدْ قَطُّ۔

(الصحيحة: ١٣٢)

کی کنیتیں ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو اپنے بیٹے عبداللہ (جو زبیر کا بیٹا ہے) کے نام پر ام عبداللہ کنیت رکھ لے۔'' اس کے بعد ان کی وفات تک انھیں ام عبداللہ کہا جاتا تھا، حالانکہ ان کی اپنی اولاد نہیں تھی۔

تخریج: أخرجه الامام أحمد: ٦/ ١٠٧، ١٥١، ١٨٦، ٢١٣، ٢٦٠، و ابوداود: ٤٩٠، وابو يعلى: ق ٢/ ٢١٤

شرح:...... سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا، سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی خالہ تھیں، اس لیے ان کو ان کا بیٹا کہا گیا۔

امام البانی لکھتے ہیں: اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ کنیت رکھنی چاہیے، اگرچہ اولاد نہ بھی ہو۔ میرے علم کے مطابق یہ اسلامی ادب اس اعتبار سے منفرد اور عدیم النظیر ہے کہ دوسری تہذیبوں میں ان کی مثال نہیں ملتی۔ مسلمان خواتین و حضرات کو چاہیے کہ وہ کنیت کا اہتمام کریں اور عجمیوں کی عادات و اطوار ترک کر دیں۔ عجمی لوگ کنیت کی بجائے مختلف القاب کا استعمال کرتے ہیں، جیسے: البَيْكُ، الأَفَنْدِي، اَلْبَاشَا، المسيو، اَلسَّيِّد، اَلسَّيِّدَة، الآنسه، مسٹر، جناب، صاحب، مس، نیک دل۔ یہ سب غیر عربی لوگوں کے اعزازی القاب تھے، جن کو اسلام اور عربی زبان میں داخل کر دیا گیا، بعض احناف نے "الأفندی" (ایک اعزازی لقب) کے استعمال کو مکروہ سمجھا ہے، کیونکہ یہ تزکیۂ نفس پر دلالت کرتا ہے، جیسا کہ ''حاشیۃ ابن عابدین'' میں ہے۔ جس آدمی کو کوئی صدارت و سربراہی یا ولایت و ریاست حاصل ہو، اسے سید کہا جا سکتا ہے، جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے بنوقریظہ کو سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا تھا:

((قُوْمُوْا اِلٰى سَيِّدِكُمْ۔))، بہر حال اس لفظ کا اطلاق ہر ایک پر نہیں کیا جا سکتا ہے، کیونکہ اس کے معانی ''افضل، مالک، آقا، واجب الاطاعت، رئیس، سردار، اعلی و ارفع، وغیرہ'' کے ہیں، جو مخاطب کے تزکیۂ نفس پر دلالت کرتے ہیں۔ (صحیحہ: ١٣٢)

ہمارے ہاں عام طور پر یہ القاب استعمال کیے جاتے ہیں: قبلہ، جناب، عزت مآب، محترم، سردار، جان۔ اسی طرح بعض اشتہارات پر خطبا و مقررین کے نام لکھتے وقت ان کو بہت سارے القاب سے نواز دیا جاتا ہے، مثلا: ولی کامل، عالم باعمل، پیکر اخلاص، محسن اسلام، قاطع شرک و بدعت وغیرہ۔ یہ اور ان سے ملتے جلتے القاب بھی تزکیۂ نفس پر دلالت کرتے ہیں، جس سے آپ ﷺ نے منع فرمایا ہے۔

ہمیں چاہیے کہ ہم شریعت کے دائرے کے اندر رہیں اور اسما و القاب و کنی کے سلسلے میں نبی کریم ﷺ کے فرمودات عالیہ پر عمل کریں۔

مجاہد، مؤمن اور مہاجر کی تعریف

(۲۷۲۲)۔ عَنْ فُضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ: ((أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِالْمُؤْمِنِ؟ مَنْ أَمِنَهُ النَّاسُ عَلٰى أَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ، وَالْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ النَّاسُ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ، وَالْمُجَاهِدُ مَنْ جَاهَدَ نَفْسَهُ فِي طَاعَةِ اللّٰهِ، وَالْمُهَاجِرُ مَنْ هَجَرَ الْخَطَايَا وَالذُّنُوْبَ۔)) (الصحيحة:٥٤٩)

حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر فرمایا: ''کیا میں تمھیں مومن کے بارے نہ بتلا دوں کہ وہ کون ہوتا ہے؟ (یاد رکھو!) مومن وہ ہے کہ جس سے لوگ اپنے مالوں اور جانوں کے بارے میں پر امن رہیں، مسلمان وہ ہے کہ جس کی زبان اور ہاتھ سے لوگ محفوظ رہیں، مجاہد وہ ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے سلسلے میں اپنے نفس سے لڑے اور مہاجر وہ ہے جو خطاؤں اور گناہوں کو ترک کر دے۔''

تخريج: أخرجه الامام أحمد: ٦/ ٢١، وابن ماجه: ٣٩٣٤ القضية الاولى والاخيرة، وابن حبان: ٤٢، والحاكم: ١/ ١٠

شرح:...... نبی کریم ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر اپنے خطبے میں فرمایا تھا: ''بے شک تمہارے خون، تمہارے مال اور تمہاری عزتیں تم پر ایسے ہی حرام ہیں جیسے مکہ شہر اور ذوالحجہ کے مہینے میں اس دن (یعنی دس ذوالحجہ) کی حرمت ہے۔'' (بخاری، مسلم) اب ہر مسلمان کو چاہئے کہ وہ انانیت اور چودھراہٹ کے دھوکے میں آ کر کسی دوسرے ادنی سے ادنی مسلمان کی حرمت کو پامال نہ کرے وگرنہ روز قیامت اللہ تعالیٰ کے ہاں جواب دہ ہونا پڑے گا۔

حقیقی مجاہد اور مہاجر وہی ہے جو اپنے نفس کی مخالفت کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں کو ترک کر دے۔ اگر ایک انسان ہجرت (یعنی ترک وطن) اور جہاد کے باوجود اللہ تعالیٰ کی معصیتوں سے پرہیز نہیں کرتا تو ایسی ہجرت اور جہاد کا کیا فائدہ جو اس کے نفس میں ہی نیکی کا رجحان پیدا نہ کر سکیں؟ ہجرت اور جہاد تو اس چیز کا نام ہے کہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کی خاطر اس کے اوامر و نواہی کی پابندی کی جائے، وہ پابندی اپنا وطن چھوڑنے کی صورت میں ہو یا اسلام کی سربلندی کے لیے اللہ کے دشمنوں سے پنجہ آزمائی کرنے کی صورت میں ہو یا شریعت کی منع کردہ چیزوں سے باز رہنے کی صورت میں ہو۔

بہترین اور بدترین لوگ

اللہ تعالیٰ کے نام پر سوال کرنا

(۲۷۲۳)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَرَجَ عَلَيْهِمْ وَهُمْ جُلُوْسٌ، فَقَالَ: ((أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ النَّاسِ مَنْزِلَةً؟)) قُلْنَا: بَلٰى

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم بیٹھے ہوئے تھے، رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا: ''کیا میں تمھیں اس شخص کے بارے میں نہ بتاؤں جو

قَالَ: ((رَجُلٌ مُمْسِكٌ بِرَأْسِ فَرَسِهِ۔ أَوْ قَالَ: فَرَسٍ۔ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ حَتّٰى يَمُوْتَ أَوْ يُقْتَلَ۔)) قَالَ: ((فَأُخْبِرُكُمْ بِالَّذِي يَلِيْهِ؟)) فَقُلْنَا: نَعَمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((اِمْرُؤٌ مُعْتَزِلٌ فِي شَعْبٍ، يُقِيْمُ الصَّلَاةَ، وَيُؤْتِي الزَّكَاةَ وَيَعْتَزِلُ النَّاسَ۔)) قَالَ: ((فَأُخْبِرُكُمْ بِشَرِّ النَّاسِ مَنْزِلَةً؟)) نَعَمْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((الَّذِي يُسْأَلُ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَلَا يُعْطِي بِهِ۔)) (الصحيحة:٢٥٥)

قدر و منزلت کے اعتبار سے سب سے بہتر ہے؟'' ہم نے کہا: کیوں نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ آدمی ہے جس نے اللہ تعالیٰ کے راستے میں اپنے گھوڑے کا سر تھاما ہوا ہے، (یعنی لڑنے کے لیے گھوڑے سمیت تیار ہے) حتی کہ وہ مر جاتا ہے یا اسے شہید کر دیا جاتا ہے۔'' پھر فرمایا: ''کیا میں تمہیں اس شخص کے بارے میں یہ بتلاؤں جس کا مرتبہ اس کے بعد ہے؟'' ہم نے کہا: جی ہاں، اے رسول اللہ! آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ آدمی ہے جو کسی گھاٹی میں فروکش ہے اور نماز قائم کرتا ہے، زکاۃ ادا کرتا ہے اور لوگوں سے الگ تھلگ رہتا ہے۔'' پھر فرمایا: ''کیا میں تمہیں اس شخص کے بارے میں بھی نہ بتلا دوں جو مرتبے کے لحاظ سے سب سے برا ہے؟'' ہم نے کہا: جی ہاں، اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ ہے جس سے اللہ، جو عظمتوں والا ہے، کے نام پر سوال کیا جائے، لیکن وہ پھر بھی نہ دے۔''

تخریج: أخرجه النسائي: ١/ ٣٥٨، والدارمي: ٢/ ٢٠١-٢٠٢، وابن حبان في "صحيحه": ١٥٩٣، وأحمد: ١/ ٢٣٧، ٣١٩، ٣٢٢، والطبراني في "المعجم الكبير": ٣/ ٩٧/ ١، والترمذي: ٣/ ١٤

شرح :...... ابتدائے حدیث میں مجاہد کی فضیلت و عظمت کا بیان ہے، وسط حدیث میں عام لوگوں سے الگ تھلگ رہنے والے جس فرد کا ذکر ہے، دوسرے ارشادات نبویہ کی روشنی میں اس کو اس وقت پر محمول کیا جائے گا کہ جب لوگوں کے اندر رہ کر بسیار کوشش کے باوجود بعض برائیوں سے بچنا ناممکن ہوگا، اس زمانے میں خلوت نشینی اختیار کرنے والا فرد عظیم ہوگا۔

آخر حدیث میں جس کا ذکر کیا گیا ہے، اس سے دو افراد میں سے ایک مراد ہے، اگر آخری جملے کو "اَلَّذِي يُسْأَلُ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَلَا يُعْطِي بِهِ۔" (وہ ہے جس سے اللہ، جو عظمتوں والا ہے، کے نام پر سوال کیا جائے، لیکن وہ پھر بھی نہ دے) پڑھا جائے تو اس سے مراد وہ شخص ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کے نام پر جس سے کچھ مانگا جائے، لیکن وہ پھر بھی کچھ نہ دے اور اگر اس جملے کو "اَلَّذِي يَسْأَلُ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَلَا يُعْطَى بِهِ۔" (وہ ہے جو اللہ، جو عظمتوں والا ہے، کے نام پر سوال کرتا ہے، لیکن اس کو پھر بھی کچھ نہیں دیا جاتا) پڑھا جائے، تو اس سے سوال کرنے والا خود مراد ہوگا، جو لوگوں سے کچھ مانگنے کے لیے اللہ تعالیٰ کا نام استعمال کرتا ہے، لیکن پھر بھی اسے کچھ نہیں دیا جاتا۔

امام البانی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں: حدیث کے آخری حصے سے معلوم ہوتا ہے کہ لوگوں سے دنیوی چیزوں کا سوال کرتے وقت اللہ تعالیٰ کی ذات کا واسطہ دینا حرام ہے اور جو اللہ تعالیٰ کی ذات کا واسطہ دے، اسے کچھ نہ دینا حرام ہے۔

امام سندھی، حاشیہ علی النسائی میں کہتے ہیں: اگر فعل معلوم کے ساتھ "اَلَّـذِی یَسْـأَلُ بِـاللّٰـهِ" پڑھا جائے تو دو قباحتیں جمع ہو جاتی ہے: (۱) اللہ تعالی کے نام پر سوال کرنا اور (۲) اللہ تعالی کا واسطہ دے کر سوال کرنے والے کو کچھ نہ دینا۔ قباحت کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالی کے مبارک نام کی حرمت کا لحاظ نہیں رکھا گیا۔

لیکن صیغۂ مجہول کے ساتھ "اَلَّذِی یُسْأَلُ" پڑھنا درست نہیں ہے، کیونکہ اس سلسلے میں اس بندے کا تو کوئی دخل نہیں ہے، کہ جس سے سائل نے اللہ تعالی کے نام پر سوال کیا ہو، پس اس مقام پر اس کے اور نہ دینے کے مابین کوئی مناسبت نظر نہیں آ رہی۔

لیکن میں (البانی) کہتا ہوں: جس آدمی سے اللہ تعالی کے نام پر سوال کیا جائے، اس کا نہ دینا بھی حرام ہے، جیسا کہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنِ اسْتَعَاذَ بِاللّٰهِ فَاَعِيْذُوْهُ وَمَنْ سَأَلَكُمْ بِوَجْهِ اللّٰهِ فَاَعْطُوْهُ۔))

(ابو داود، مسند احمد، صحیحہ: ۲۵۳)

"جو آدمی تم سے اللہ تعالی کے نام پر پناہ طلب کرو، اسے پناہ دے دو اور جو آدمی اللہ تعالی کی ذات کا واسطہ دے کر تم سے سوال کرے، اسے دے دیا کرو۔"

یہی متن سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے، دیکھیں: (صحیحہ: ۲۵۴)

جبکہ امام عطا رحمہ اللہ خود اس چیز کو مکروہ سمجھتے تھے کہ اللہ تعالی کی ذات یا قرآن کو واسطہ دے کر کسی دنیوی چیز کا سوال کیا جائے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ)

اللہ تعالی کے نام پر سوال کرنا حرام ہے، اس کی ایک اور دلیل یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَا يُسْأَلُ بِوَجْهِ اللّٰهِ اِلَّا الْجَنَّةَ۔))

"اللہ تعالی کی ذات کا واسطہ دے کر صرف جنت کا سوال کیا جائے۔"

لیکن اس حدیث کی سند ضعیف ہے، جیسا کہ علامہ منذری وغیرہ نے اس کی وضاحت کی، بہر حال اس کو بطورِ شاہد پیش کیا جا سکتا ہے، کیونکہ سابقہ بحث سے یہ تو عیاں ہو چکا ہے کہ جو شخص اللہ تعالی کے نام کا واسطہ دے کر سوال کرے، اس کا مطالبہ پورا کرنا ضروری ہے، لیکن یہ بھی ممکن ہے کہ سائل کا سوال مسئول کو اس حدیث کی مخالفت میں مبتلا کر دے اور یوں وہ اس کا مطالبہ پورا نہ کر کے حرام کا ارتکاب کر بیٹھے اور یہ قانون مسلّم ہے کہ جو چیز حرام کا سبب بنتی ہے، وہ بھی حرام ہوتی ہے، مزید آپ خود غور و فکر کر لیں۔

لیکن یہ بات ذہن نشین رہے کہ اللہ تعالی کا نام پیش کر کے جس چیز کا سوال کیا جائے، اس کی ادائیگی اس وقت واجب ہوتی ہے، جب مسئول دینے پر قادر ہو اور اسے یا اس کے اہل و عیال کو کوئی نقصان نہ پہنچتا ہو، بصورتِ دیگر سائل کا مطالبہ پورا کرنا اس پر واجب نہیں ہو گا۔ واللہ اعلم۔ (صحیحہ: ۲۵۵)

جنتی افراد

(٢٧٢٤)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مَرْفُوْعاً: ((أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِرِجَالِكُمْ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ؟ النَّبِيُّ فِي الْجَنَّةِ، وَالصِّدِّيْقُ فِي الْجَنَّةِ، وَالشَّهِيْدُ فِي الْجَنَّةِ، وَالْمَوْلُوْدُ فِي الْجَنَّةِ، وَالرَّجُلُ يَزُوْرُ أَخَاهُ فِي نَاحِيَةِ الْمِصْرِ لَا يَزُوْرُهُ إِلَّا لِلّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَنِسَاؤُكُمْ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ: الْوَدُوْدُ الْوَلُوْدُ الْعَؤُوْدُ عَلَى زَوْجِهَا، الَّتِي إِذَا غَضِبَ جَاءَتْ حَتّٰى تَضَعَ يَدَهَا فِي يَدِ زَوْجِهَا وَتَقُوْلُ: لَا أَذُوْقُ غَمْضًا حَتّٰى تَرْضٰى۔))

(الصحيحة:٢٨٧)

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کیا میں تمھیں اس بات پر آگاہ نہ کردوں کہ تم مردوں میں سے کون لوگ جنت میں جائیں گے؟'' (یاد رکھو کہ) نبی جنت میں جائے گا، صدیق جنت میں جائے گا، شہید جنت میں جائے گا، نابالغ بچہ جنت میں جائے گا اور وہ آدمی جنت میں جائے گا جو اللہ تعالیٰ کے لیے شہر کے ایک کنارے میں بسنے والے بھائی سے ملاقات کرنے کے لیے جاتا ہے۔ رہا مسئلہ جنتی عورتوں کا، تو وہ یہ ہیں: زیادہ محبت کرنے والی، زیادہ بچے جنم دینے والی اور خاوند کے پاس بار بار آنے والی (اور خاوند کی اس قدر مطیع کہ) اگر وہ اس سے ناراض ہو جائے تو اس کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ رکھ کر کہے: جب تک آپ مجھ سے راضی نہیں ہوں گے، میں کوئی ادنی سی چیز بھی نہیں کھاؤں گی۔''

تخريج: أخرجه تمام الرازي في"الفوائد": ٢٠٢/ ١، وعنه ابن عساكر: ٢/ ٨٧/ ٢، بتمامه، وأبوبكر الشافعي في"الفوائد": ١١٥ـ١١٦، وأبونعيم في"الحلية": ٤/ ٣٠٣، نصفه الأول، والنسائي في"عشرة النساء": ١/ ٨٥/ ١، والطبراني في "المعجم الكبير": ٣/ ١٦٣/ ١

شرح:...... اس حدیث میں انبیا، اصدقا، شہدا، فوت ہونے والے نابالغ بچوں، اللہ تعالیٰ کے لیے اپنے مسلمان بھائیوں کی زیارت کرنے والوں اور محبت کرنے والی، زیادہ بچوں کی ماں بننے والی اور خاوند کی حد درجہ فرمانبردار خواتین کو اہل جنت قرار دیا گیا ہے۔

غیر محرم عورت کے پاس رات گزارنا منع ہے

(٢٧٢٥)۔ عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَلَا لَا يَبِيْتَنَّ رَجُلٌ عِنْدَ امْرَأَةٍ ثَيِّبٍ إِلَّا أَنْ يَكُوْنَ نَاكِحاً أَوْ مَحْرَماً۔))

(الصحيحة:٣٠٨٦)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''آگاہ رہو! کوئی آدمی کسی بیوہ عورت کے پاس رات نہ گزارے، الا یہ کہ وہ اس کا خاوند ہو یا محرم ہو۔''

تخريج: أخرجه مسلم: ٧/ ٧، وابن أبي شيبة في"المصنف": ٤/ ٤٠٩، ومن طريقه: عبد بن حميد:

١٠٧٣ ، والنسائي في "السنن الكبرى": ٢/ ٣٨٦/ ٩٢١٥ ، ومن طريقه ابن عبد البر في "التمهيد" ١/ ٢٢٧ ، وأبو يعلى في "مسنده" ٣/ ٣٧٦ ، ٣٨٤/ ١٨٤٨ ، ١٨٥٦ ، وعنه ابن حبان: ٥٥٨٧ ، ٥٥٩٠۔ المؤسسة ، وكذا البيهقي: ٧/ ٩٨ ، والخطيب في "تاريخ بغداد": ٨/ ١٠٩

شرح:...... کسی مرد کی غیر محرم عورت کے ساتھ تنہائی اور خلوت ناجائز ہے، کیونکہ جو امور کسی برائی کا سبب بن سکتے ہیں، شرعی قوانین کے مطابق مسلمانوں کو حتی الوسعت ان کے قریب بھی نہیں آنا چاہیے۔ سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ﴿لَا يَخْلُوَنَّ اَحَدُكُمْ بِامْرَأَةٍ اِلَّا مَعَ ذِيْ مَحْرَمٍ﴾ (بخاری، مسلم) ...... ''تم میں سے کوئی شخص کسی (اجنبی) عورت کے ساتھ تنہائی اختیار نہ کرے، مگر محرم کے ساتھ۔''

اس ہدایت کا مقصد فتنہ و شر سے بچانا ہے، کیونکہ تنہائی میں برائی یا برائی کے مقدمات کا امکان و خطرہ زیادہ ہوتا ہے، البتہ محرم کی موجودگی میں یہ خطرہ ٹل جاتا ہے۔

اس باب کی حدیث مبارکہ میں بیوہ کا بطورِ خاص ذکر کیا گیا ہے، کیونکہ کنواری لڑکیوں کی بہ نسبت بیوہ عورت میں شرم و حیا کا مادہ کم ہوتا ہے اور وہ برائی پر جلدی آمادہ ہو جاتی ہے۔

عورت کا محرم وہ ہوتا ہے جس سے اس کا نکاح ناجائز ہو، جیسے بھائی، چچا، بھتیجا وغیرہ۔

نبی کریم ﷺ کی طرف سے دی گئی زحمت بھی رحمت ہے

(٢٧٢٦)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَتَّخِذُ عِنْدَكَ عَهْداً لَنْ تُخْلِفَنِيهِ فَإِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ، فَأَيُّ الْمُؤْمِنِيْنَ آذَيْتُهُ، شَتَمْتُهُ، لَعَنْتُهُ، جَلَدْتُهُ، فَاجْعَلْهَا لَهُ صَلَاةً، وَزَكَاةً وَقُرْبَةً تُقَرِّبُهُ بِهَا إِلَيْكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔)) (الصحيحة:٣٩٩٩)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ! میں تجھ سے ایک وعدہ لیتا ہوں، تو اس کی مخالفت نہ کرنا۔ میں تو محض ایک بشر ہوں، میں نے جس مومن کو تکلیف دی یا برا بھلا کہا یا اس پر لعنت کی یا اسے کوڑے لگائے، تو اس چیز کو اس کے لیے باعث رحمت، باعث تزکیہ اور ذریعۂ تقرب قرار دے، جو اسے روز قیامت تیرے قریب کر دے۔''

تخريج: أخرجه مسلم :٨/ ٢٥ ، وأحمد: ٢/ ٢٤٣ ، ٤٤٩ ، ورواه البخاري: ٦٣٦١ بلفظ: ((اللهم! فأيما مؤمن سببته؛ فاجعل ذلك له قربة اليك يوم القيمة۔))

شرح:...... اگرچہ نبی کریم ﷺ نے محض اپنی ذات کی بنا پر کسی سے ایسا سلوک روا نہیں رکھا، جس کا تذکرہ اس حدیث میں کیا گیا ہے، ہاں شرعی قوانین و ضوابط سے پہلو تہی اختیار کرنے پر آپ ﷺ بعض افراد پر غصے ہوئے اور برا بھلا کہا، لیکن اس کی بنیاد اللہ تعالی کی ذات تھی، نہ کہ آپ ﷺ کا ذاتی معاملہ۔ بہرحال آپ ﷺ نے عاجزی و انکساری کا ثبوت دیتے ہوئے اور بشریت کی فطرت کو سامنے رکھتے ہوئے یہ انداز اختیار کیا ہے۔ اگرچہ حقوق العباد میں

کی تی کم و کاست پر ندامت کی شرط اول یہ ہے کہ متعلقہ مظلوم سے تصفیہ کرایا جائے، لیکن جب کسی خاص مظلوم کا علم نہ ہو یا معلوم تو ہو لیکن اس تک رسائی حاصل کرنا ناممکن ہو تو عجز وانکساری کا اظہار کرتے ہوئے اس حدیث پر عمل کیا جائے۔

بال سنوارنا اور لباس صاف ستھرا رکھنا

(۲۷۲۷)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ: أَتَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ زَائِراً فِي مَنْزِلِنَا فَرَأَى رَجُلاً شَعِثاً قَدْ تَفَرَّقَ شَعْرُهُ، فَقَالَ: ((أَمَا كَانَ يَجِدُ هٰذَا مَايُسَكِّنُ بِهِ شَعْرَهُ؟)) وَرَأَى رَجُلاً آخَرَ وَعَلَيْهِ ثِيَابٌ وَسِخَةٌ فَقَالَ: ((أَمَا كَانَ هٰذَا يَجِدُ مَاءً يَغْسِلُ بِهِ ثَوْبَهُ؟)) (الصحيحة: ٤٩٣)

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ ملاقات کے لیے ہمارے گھر تشریف لائے اور ایک پراگندہ حال آدمی، جس کے بال بکھرے ہوئے تھے، کو دیکھ کر فرمایا: ”کیا اس کے پاس اتنی وسعت نہیں ہے کہ یہ اپنے بال سنوار سکے؟“ اور دوسرے آدمی، جس کے کپڑے میلے تھے، کو دیکھ کر فرمایا: ”کیا اس کے پاس اتنی وسعت نہیں کہ یہ اپنے کپڑے دھو سکے؟“

تخريج: رواه أبو داود: ٤٠٦٢، والنسائي: ٢/ ٢٩٢، الشطر الأول منه، وأحمد: ٣/ ٣٥٧، ووكيع في "الأمالي": ٢/ ٢٥، وأبو يعلى في "مسنده": ١/١١٤، وابن حبان: ١٤٣٨، والحاكم: ٤/ ١٨٦، وأبو نعيم في "الحلية": ٦/ ٧٨

شرح:...... قارئین کرام! قبل اس کے کہ ہم کنگھی کرنے اور عمدہ لباس پہننے کے بارے میں کوئی حتمی نتیجہ آپ کے سامنے رکھیں، آپ خود درج ذیل احادیث کا بغور مطالعہ کریں۔

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ أَنْ يُرَى أَثَرَ نِعْمَتِهِ عَلَى عَبْدِهِ۔)) (ترمذی)...... ”اللہ تعالی پسند کرتا ہے کہ اپنے بندے پر اپنی نعمت کا اثر دیکھے۔“

عمدہ اور قیمتی لباس تکبر اور برتری کے اظہار کے طور پر پہننا سخت جرم ہے، فی نفسہ جرم نہیں، بلکہ اظہارِ نعمت کی نیت سے پہننا تو بہت پسندیدہ عمل ہے۔ ایک ہی عمل نیت کے اعتبار سے کسی کے حق میں اچھا بن جاتا ہے اور کسی کے حق میں برا۔

سیدنا عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهَى عَنِ التَّرَجُّلِ إِلَّا غِبًّا۔ (ابو داود، ترمذی، نسائی)...... بیشک رسول اللہ ﷺ نے کنگھی کرنے سے منع فرمایا، مگر کبھی کبھی۔

سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((اَلْبَذَاذَةُ مِنَ الْإِيْمَانِ۔)) يَعْنِي التَّقَشُّفَ۔ (ابن ماجه، صحيحه: ٣٤١)...... ”پراگندگی (اور شکستہ حالی) بھی ایمان سے ہے۔“ پراگندگی سے مراد قصداً راحت ولذت ترک کرنا اور تنگ حال رہنا ہے۔

سیدنا فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَنْهَانَا عَنْ كَثِيْرٍ مِنَ الْإِرْفَاهِ۔......

كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَاْمُرُنَا اَنْ نَحْتَفِيَ اَحْيَانًا۔ (ابو داود)...... رسول اللہ ﷺ ہمیں زیادہ تن آسانی سے منع کرتے تھے۔...... نبی کریم ﷺ ہمیں حکم دیتے تھے کہ ہم کبھی کبھار ننگے پاؤں بھی چلا کریں۔

سیدنا معاذ بن انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((مَنْ تَرَكَ اللِّبَاسَ تَوَاضُعًا لِلّٰهِ، وَهُوَ يَقْدِرُ عَلَيْهِ، دَعَاهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلٰى رُؤُوْسِ الْخَلَائِقِ حَتّٰى يُخَيِّرَهُ مِنْ اَيِّ حُلَلِ الْاِيْمَانِ شَاءَ يَلْبَسُهَا۔)) (ترمذی)...... ''جس شخص نے محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے تواضع کے طور پر عمدہ لباس پہننا چھوڑ دیا، درآں حالیکہ وہ اس کی طاقت رکھتا تھا، تو قیامت والے دن اللہ تعالیٰ تمام مخلوقات کے سامنے اسے بلائے گا اور اسے اختیار دے گا کہ ایمان کے جوڑوں میں سے جو جوڑا وہ پسند کرے پہن لے۔''

اس میں تواضع اور دوسروں پر برتری نہ جتلانے کا بیان ہے، ایمان کے جوڑے سے مراد، جنت کا لباس ہے جو صرف اہل ایمان کے لیے اللہ تعالیٰ نے وہاں تیار کیا ہے۔

قارئین کرام! شاید آپ اس نتیجہ پر پہنچ چکے ہوں کہ اسلام اعتدال اور میانہ روی کو ترجیح دیتا ہے، جہاں بالوں کو سنوارنے کا حکم دیا گیا ہے، وہاں کبھی کبھی کنگھا نہ کرنے کی بھی تلقین کی گئی ہے، تاکہ لوگوں کو خود پسندی، من پسندی اور عجب پسندی کے اثرات سے محفوظ رکھا جا سکے۔ اسلام میں جہاں اچھا اور قیمتی لباس پہننے کا حکم دیا گیا، تاکہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا اظہار ہو سکے، وہاں اسے تکبر اور دوسروں پر برتری جتلانے سے بچانے کے لیے استطاعت کے باوجود سادہ لباس پہننے کا بھی حکم دیا گیا ہے۔ خود رسول اللہ ﷺ نے جوتے پہننے کا حکم دیا ہے، لیکن اس کے ساتھ ساتھ بعض اوقات ننگے پاؤں چلنے کی بھی نصیحت فرمائی، تاکہ اللہ تعالیٰ کے انعامات کی قدر کا بھی اندازہ ہو سکے اور نفس کشی کرنے کا بھی موقع مل سکے۔ واللہ اعلم۔

بہرحال گندے اور میلے لباس سے اجتناب کرنا چاہیے۔

بزرگوں کا احترام کرنا

(٢٧٢٨)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ مَرْفُوْعاً: ((أَمَرَنِي جِبْرِيْلُ أَنْ أُقَدِّمَ الْأَكَابِرَ۔)) (الصحيحة:١٥٥٥)

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جبریل نے مجھے حکم دیا کہ میں بڑوں کو مقدم کیا کروں۔''

تخريج: رواه أبوبكر الشافعي في "الفوائد": ٩/ ٩٧/ ١، وابو نعيم في "الحلية": ٨/ ١٧٤، واحمد: ٢/ ١٣٨، والبيهقي: ١/ ٤٠، وفيه بيان سبب وروده

شرح:...... امام البانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے اپنے آپ کو دیکھا کہ میں مسواک کر رہا تھا، میرے پاس دو آدمی آئے، ان میں ایک دوسرے سے بڑا تھا، میں نے چھوٹے کو مسواک دینا چاہا، لیکن مجھے کہا گیا کہ بڑے کو دو، پس میں نے بڑے کو دے دیا۔'' (بخاری معلقا، بیہقی)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسواک کر رہے تھے اور آپ کے پاس دو آدمی موجود تھے۔ آپ کی طرف وحی کی گئی کہ بڑے کو مسواک دینا۔ (ابوداود)

ابن بطال نے کہا: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مسواک دیتے وقت بڑی عمر والے کو مقدم کیا جائے، مسواک پر قیاس کرتے ہوئے کھانے، پینے، کلام کرنے اور چلنے میں بھی بزرگوں کو مقدم کیا جائے گا۔ مہلب نے کہا: یہ تقدیم کا سلسلہ اس وقت رائج ہوگا جب لوگ بالترتیب نہ بیٹھے ہوں، جب وہ ترتیب کے ساتھ بیٹھے ہوں تو دائیں طرف والے کو مقدم کرنا چاہیے۔

مزید ان احادیث کا ایک اور شاہد بھی ہے، جس کو سیدنا رافع بن خدیج اور سیدنا سہل بن ابی حثمہ رضی اللہ عنہما نے ''قسامہ'' والی حدیث میں روایت کیا ہے۔ یہ دونوں کہتے ہیں: عبد الرحمن بن سہل، جو سب سے چھوٹے تھے، نے اپنے دونوں ساتھیوں سے پہلے بات کرنا شروع کی، لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا: عمر میں بڑے کو بات کرنے دو۔ (بخاری، مسلم)۔ (صحیحہ: ١٥٥٥)

ذہن نشین رہے کہ جب کوئی چیز لوگوں کے مابین تقسیم نہ کرنی ہو اور نہ ہی کسی مخصوص فرد کے لیے لائی گئی ہو تو بڑی عمر والوں کو مقدم کیا جائے، لیکن تقسیم کی صورت میں دائیں طرف والوں کو ہی مقدم کیا جائے گا۔

بزرگوں کی برکت

(٢٧٢٩)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مَرْفُوْعاً: ((اَلْبَرَكَةُ مَعَ أَكَابِرِكُمْ۔)) (الصحيحة: ١٧٧٨)

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بزرگوں کی وجہ سے برکت ہوتی ہے۔''

تخريج: أخرجه ابن حبان: ١٩١٢، وأبوبكر الشافعي في"الفوائد": ٩٧/ ١ ـ ٢ ومحمد بن مخلد العطار في"المنتقي من حديثه": ٢/ ١٦/ ٢، وأبونعيم في"الحلية": ٨/ ١٧٢، وابن عدي في"الكامل": ق ١/ ٤٤، والحاكم في"المستدرك": ١/ ٦٢، وفي"علوم الحديث": صـ٤٨، والخطيب في"التاريخ": ١١/ ١٦٥، والقضاعي في"مسند الشهاب": ٥/ ١، وابن عساكر في "التاريخ": ١٣/ ٢٩٠/ ١ و ١٤/ ١٠/ ١، والضياء في"المختارة": ٦٤/ ٣٥/ ٢

شرح: ......اعمال صالحہ کی سابقہ اور حالیہ کثرت، عجز و انکساری، معاشرے میں بے وقعتی اور بالوں کی سفیدی جیسے امور کی وجہ سے بزرگوں کی برکات و فیوض میں اضافہ ہو جاتا ہے، اس کے ساتھ ساتھ یہ ہستیاں اپنی زندگیوں کے سابقہ دورانیے میں کئی مشکل گھڑیوں اور آزمائشوں سے گزر چکی ہوتی ہیں، جن کی وجہ سے ان کے درجات میں اور اضافہ ہو چکا ہوتا ہے۔ اس لیے ان کو مبارک سمجھ کر ان کے ساتھ رہنے کو ترجیح دینی چاہیے، ان کو بات میں آگے کرنا چاہیے اور ان کے احترام کے تقاضوں کا ملحوظ خاطر رکھنا چاہیے۔

راستے سے تکلیف دہ چیز دور کرنا صدقہ ہے

(٢٧٣٠)۔ عَنْ أَبِي بَرْزَةَ الْأَسْلَمِيِّ، قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! مُرْنِي بِعَمَلٍ أَعْمَلُهُ قَالَ: ((أَمِطِ الْأَذٰى عَنِ الطَّرِيْقِ، فَإِنَّهُ لَكَ صَدَقَةٌ۔)) (الصحيحة:١٥٥٨)

حضرت ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے کوئی عمل بتائیں کہ میں اسے انجام دے سکوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''راستے سے تکلیف دہ چیز ہٹا دیا کر، یہ تیرے لیے صدقہ ہوگا۔''

تخريج: رواه ابن سعد: ٤/ ٢٩٩، والبخاري في "الأدب المفرد": ٢٢٨، وابن نصر في "الصلاة" ١/٢٢٢، ١/٢٢٤، وأحمد: ٤/ ٤٢٢، ٤٢٣، وأخرجه مسلم: ٨/ ٣٢ دون قوله: ((فانه لك صدقة))

شرح:...... دراصل مسلمان جب کوئی نیک عمل کرتا ہے تو اسے صدقہ شمار کیا جاتا ہے، جس کی ایک مثال اس حدیث مبارکہ میں بیان کی گئی ہے۔ اس سے زیادہ واضح سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ کچھ فقیر صحابہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! مالدار لوگ اجر لے گئے ہیں اور وہ اس طرح کہ ہم ان کی طرح صوم و صلاۃ کی پابندی تو کرتے ہیں، لیکن ان کے پاس مال و دولت کی فراوانی ہے، وہ صدقہ و خیرات کرتے ہیں، جبکہ ہم اس نعمت سے محروم ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((اَوَلَيْسَ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ مَا تَصَدَّقُوْنَ بِهِ: إِنَّ بِكُلِّ تَسْبِيْحَةٍ صَدَقَةٌ، وَكُلِّ تَكْبِيْرَةٍ صَدَقَةٌ وَكُلِّ تَحْمِيْدَةٍ صَدَقَةٌ، وَكُلِّ تَهْلِيْلَةٍ صَدَقَةٌ، وَأَمْرٌ بِالْمَعْرُوْفِ صَدَقَةٌ وَنَهْيٌ عَنِ الْمُنْكَرِ صَدَقَةٌ۔)) ...... ''کیا اللہ تعالی نے تمہارے لیے ایسی چیزیں نہیں بنائیں کہ تم ان کا صدقہ کرو؟ بیشک سبحان اللہ کہنا صدقہ ہے، اللہ اکبر کہنا صدقہ ہے، الحمد للہ کہنا صدقہ ہے، لا الہ الا اللہ کہنا صدقہ ہے اور نیکی کا حکم دینا صدقہ ہے اور برائی سے منع کرنا صدقہ ہے۔'' (مسلم)

تو اس حدیث میں ان اعمال کو صدقہ کی ایک قسم قرار دیا گیا ہے، یہی معاملہ راستے سے تکلیف دہ چیز ہٹانے کا ہے۔

نجات کا موجب بننے والے اعمال

بلاضرورت اپنے گھر سے باہر نہ جانا

(٢٧٣١)۔ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ الْجُهَنِيِّ، قَالَ: قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! مَا النَّجَاةُ؟ قَالَ: ((إِمْسِكْ عَلَيْكَ لِسَانَكَ، وَلْيَسَعْكَ بَيْتُكَ، وَابْكِ عَلٰى خَطِيْئَتِكَ۔)) (الصحيحة: ٨٩٠)

حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! نجات کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اپنی زبان کو قابو میں رکھو، تمہارا گھر تمہیں اپنے اندر سما لے (یعنی ضرورت کے بغیر گھر سے نہ نکلو) اور اپنی غلطیوں پر رویا کرو۔''

تخريج: أخرجه ابن المبارك في "الزهد": رقم ١٣٤، وعنه أحمد: ٥/ ٢٥٩، ٤/ ١٤٨، وكذا الترمذي: ٢/ ٦٥، وابن أبي الدنيا في "الصمت": ٣٥/ ٢

شرح :...... اس حدیث مبارکہ میں تین اعمال کو باعث برکت قرار دیا گیا ہے۔ بلا شک وشبہ لوگوں سے زیادہ میل جول اور ان کے ساتھ زائد از ضرورت گپ شپ میں انسان کے دین کو بہت خطرات لاحق رہتے ہیں۔ عصر حاضر کی مثالوں نے ان نقصانات کو اور زیادہ واضح کر دیا ہے۔

قارئین کرام! کسی مجلس میں بیٹھ کر نوٹ کرنا کہ اس میں کی گئی کلام کا زیادہ حصہ لہو ولغو، بیہودہ گوئی، فحش گوئی، چغلی و غیبت اور بے مقصد موضوعات پر مشتمل ہوگا، سیاست و سیادت پر گفت وشنید ہوگی، دنیا کے مختلف ممالک کے حالات اور مستقبل پر تبصرے ہوں گے، جن سے نہ ماضی کو سہارا ملتا ہے اور نہ مستقبل کو کوئی امید۔ ہر کوئی اپنے مسائل و مصائب بیان کر کے اللہ تعالیٰ کی ناشکری پر تلا ہوا نظر آئے گا، زبان کا کثرت سے بے جا استعمال ہوگا، حاضرین مجلس اپنے مخالفوں کا تذکرہ کر کے ان پر خوب برستے ہیں۔ اس لیے بہتر ہوگا کہ فارغ اوقات کو ایسے اختلاط کی بجائے گھر میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور ذکر وفکر اور تلاوت اور بیوی بچوں کے مسائل حل کرنے میں اور ان کی خدمت کے تقاضے پورے کرنے میں صرف کیا جائے۔ اس طرح تنہائیوں میں اپنی خطاؤں اور لغزشوں پر رونا بھی اللہ تعالیٰ کو بہت پسندیدہ ہے، جس کا موقع صرف خلوت میں ملتا ہے۔

قارئین کرام! آپ نے دیکھا ہوگا کہ گھروں کے جو سربراہ زیادہ وقت اپنے بیوی بچوں میں گزارتے ہیں اور دینی تعلیم و تربیت اور سکول کی تعلیم کے معاملے میں خود ان کی نگرانی کرتے ہیں تو ان کے بچے دونوں میدانوں میں فائق اور ممتاز نظر آتے ہیں۔ شاید اسی حدیث مبارکہ کی برکت ہو۔

نیکی کرنے کی نبوی وصیت

(۲۷۳۲)۔ عَنْ أَسْوَدَ بْنِ أَصْرَمَ الْمُحَارِبِيِّ، قَالَ: قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أَوْصِنِي: قَالَ: ((اِمْلِكْ يَدَكَ، وَفِي رِوَايَةٍ: لَا تَبْسُطْ يَدَكَ إِلَّا إِلٰى خَيْرٍ.)) (الصحيحة: ١٥٦٠)

حضرت اسود بن اصرم محاربی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے کوئی وصیت فرمائیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اپنے ہاتھ کو روک لے (اور ایک روایت میں ہے کہ) اپنا ہاتھ صرف خیر و بھلائی کی طرف پھیلایا کر۔''

تخريج: أخرجه البخاري في "التاريخ": ١/ ١/ ٤٤٤، والطبراني في "الكبير" رقم ٨١٨۔

شرح :...... اگر پاک و ہند کا پچیس تیس سالہ پہلے کا دور ذہن نشین کر لیا جائے تو محسوس ہوگا کہ اس وقت بزرگوں کا احترام بہت زیادہ تھا اور لوگوں کے باہمی تعلقات پرخلوص تھے۔ اگر کوئی ستر سالہ بوڑھا آدمی کوئی نصیحت کرتا تو سننے والے اس کی نصیحت کو اس کی ستر سالہ زندگی کا نچوڑ سمجھ کر اس وصیت کو پلے باندھ لیتے تھے۔

لیکن جب نبوت و رسالت کے منصب پر فائز ہونے والے اور حکمت و دانائی سے بدرجۂ اتم متصف حضرت محمد ﷺ کسی کو کوئی وصیت فرمائیں گے تو اس فرمان کو اس شخص کے بارے میں تعلیمات رسالت کا نچوڑ سمجھا جائے گا۔

اس حدیث میں نبی کریم ﷺ نے ہمیں یہ وصیت فرمائی ہے کہ بدی و برائی کے سلسلے میں اپنے آپ پر مکمل قابو پا لو اور نیکی و بھلائی کی طرف بڑھتے جاؤ۔ جب کوئی امتی اس عظیم نصیحت کو اپنے دل و دماغ پر سوار کر لے گا تو اس کے لیے نیکی کی طرف اقدام کرنا اور برائی سے اجتناب کرنا آسان ہو جائے گا۔

راستوں میں بیٹھنے کے حقوق

(٢٧٣٣)۔ عَنِ الْبَرَاءِ، قَالَ: مَرَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى مَجْلِسٍ مِنَ الأَنْصَارِ، فَقَالَ: ((إِنْ أَبَيْتُمْ إِلَّا أَنْ تَجْلِسُوْا فَاهْدُوْا السَّبِيْلَ، وَرُدُّوْا السَّلَامَ، وَأَعِيْنُوْا الْمَظْلُوْمَ۔)) (الصحيحة:١٥٦١)

حضرت برا رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا گزر انصاریوں کی ایک مجلس کے پاس سے ہوا، آپ ﷺ نے انھیں فرمایا: ''اگر تم نے راستوں میں بیٹھنا ہی ہے تو مسافر کی رہنمائی کرو، سلام کا جواب دو اور مظلوم کی مدد کرو۔''

تخريج: أخرجه أحمد: ٤/ ٢٨٢، ٢٩١و ٢٩٣، والطحاوي في "مشكل الآثار": ١/ ٦٠، وابن حبان: ١٩٥٣، والدارمي: ٢/ ٢٨٢، والترمذي: ٢/ ١٢١

شرح:...... شریعت کا اصل قانون یہ ہے کہ گزرگاہوں کو بطورِ مجلس استعمال نہ کیا جائے، جیسا کہ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((إِيَّاكُمْ وَالْجُلُوْسَ فِيْ الطُّرُقَاتِ۔)) ...... ''تم راستوں میں بیٹھنے سے بچو۔'' لیکن جب صحابہ کرام نے کہا کہ اس کے بغیر ہمارا کوئی چارہ نہیں ہے، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تم نے وہاں بیٹھنا ہی ہے تو پھر راستے کے حقوق ادا کیا کرو۔'' جب صحابہ نے ان حقوق کے بارے میں دریافت کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''نگاہوں کو پست رکھنا، تکلیف دہ چیزوں کو ہٹا دینا، سلام کا جواب دینا، نیکی کی تلقین کرنا اور برائی سے روکنا۔'' (بخاری، مسلم)

عام راستے اور گزرگاہیں، معاشرے کی اجتماعی ملکیت ہیں، اس لیے ان پر مجلسیں جما کر بیٹھ جانا صحیح نہیں۔ اس سے گزرنے والوں کو اور بالخصوص باپردہ عورتوں کو تکلیف ہوتی ہے۔ لیکن اگر بیٹھے بغیر کوئی چارہ نہ ہو، جیسے گھر تنگ ہو یا اس قسم کی کوئی اور مجبوری ہو تو شریعت کے وضع کردہ درج ذیل قوانین پر عمل کیا جائے۔

(۱) بھٹکے ہوئے مسافر کی رہنمائی کرنا (مسند احمد)

(۲) سلام کا جواب دینا (بخاری، مسلم)

(۳) مصیبت زدہ اور مظلوم کا تعاون کرنا (مسند احمد)

(۴) نگاہ کو پست رکھنا (بخاری، مسلم)

(۵) تکلیف دہ چیزیں ہٹانا (بخاری، مسلم)

(۶) نیکی کا حکم دینا (بخاری، مسلم)

(۷) برائی سے منع کرنا (بخاری، مسلم)

(۸) اچھی گفتگو کرنا (مسلم)

آجکل لوگ شادی بیاہ اور دیگر تقریبات کے موقعوں پر گزرگاہیں تنگ کر دیتے ہیں یا بالکل بند کر دیتے ہیں، ایسا کرنا شرعی اور اخلاقی لحاظ سے بہت برا اور گھٹیا حرکت ہے، اس سے بے شمار لوگوں، بالخصوص تانگوں اور دوسری چھوٹی بڑی گاڑی والوں کو بہت تکلیف ہوتی ہے۔ یہ کیسے ہوسکتا کہ کے ایک فرد کے ذاتی کام کی خاطر ہزاروں لوگوں کو تکلیف میں مبتلا کر دیا جائے؟ وقت کی حکومت اور اس محلے میں بسنے والے ارباب حل وعقد کو اس کا سختی سے نوٹس لینا چاہیے۔ ایسی شادیوں اور تقریبات کا برا ہو کہ جن کی ابتدا ہی نسلِ انسانی کو اذیت پہنچا کر ہوتی ہے۔

آج کل بعض علاقوں میں لڑکے گلیوں اور سڑکوں میں کھیلنا شروع کر دیتے ہیں، وہاں سے باوقار لوگ اور باپردہ تو کجا، بے پردہ عورتوں کا گزرنا بھی ناممکن ہو جاتا ہے، بعض دفعہ گیند گزرنے والوں کو لگ جاتی ہے، جس سے وہ تکلیف بھی محسوس کرتے ہیں اور بے عزتی بھی۔ بہر حال ایسے مقامات پر کھیل کود اخلاق سے گرا ہوا انتہائی گھٹیا فعل ہے۔

قارئین کرام! ہم اِس اسلام کے داعی ہیں کہ جس نے زندگی کے ہر نشیب وفراز میں انسانیت کو سکون پہنچانے اور اذیت سے بچانے کے لیے ہر ممکنہ کوشش کی ہے۔

اہم شاہراہوں پر رکاوٹ نہیں ڈالنی چاہیے

(٢٧٣٤)۔ عَنْ جَابِرٍ مَرْفُوْعاً: ((لَا تَنْزِلُوْا عَلَى جَوَادِ الطُّرُقِ، وَلَا تَقْضُوْا عَلَيْهَا الْحَاجَاتِ۔)) (الصحيحة: ٢٤٣٣)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''عمدہ راستوں (اہم شاہراہوں) پر پڑاؤ مت ڈالو اور نہ ہی ان پر اپنی ضرورتیں پوری کرنا شروع کر دو۔''

تخريج: رواه أبو بكر بن أبي شيبة في "الأدب": ١/ ١٥٠/ ١، وابن ماجه: ٣٧٧٢، و رواه احمد: ٣/ ٣٠٥ أتم منه

شرح:...... اسلام نے گزرنے والوں کی رو رعایت کرتے ہوئے عام راستوں کے حقوق کا بھی تعین کیا ہے، اہم شاہراہوں کا مسئلہ تو اور زیادہ اہمیت کا حامل ہے، موجودہ سائنسی دور کی (HTV) یعنی بڑی اور بھاری گاڑیوں کی ایجادات سے ان احادیث مبارکہ کی حقانیت کو تسلیم کرنے میں مدد ملتی ہے کہ ان کے ڈرائیوروں پر معمولی رکاوٹ بھی بڑی گراں گزرتی ہے۔

دلوں کو نرم کرنے کا نبوی نسخہ

(٢٧٣٥)۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَجُلاً شَكَا إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَسْوَةَ قَلْبِهِ، فَقَالَ لَهُ: ((إِنْ أَرَدْتَ تَلْيِيْنَ قَلْبِكَ، فَأَطْعِمِ الْمِسْكِيْنَ،

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی سنگ دلی کی شکایت کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا: ''اگر تو دل کو نرم کرنا چاہتا ہے تو مسکین کو کھانا

وَامْسَحْ رَأْسَ الْيَتِيْمِ۔)) کھلایا کر اور یتیم پر دستِ شفقت رکھا کر۔“

(الصحيحة: ٨٥٤)

تخریج: أخرجه أحمد: ٢/ ٢٦٣

شرح:...... شریعت کا ہم سے یہ مطالبہ ہے کہ ہم دوسروں کے حق میں نرم دل، رحمدل اور رحم خواہ بن جائیں، لیکن ممکن ہے کہ ایک آدمی طبعی طور ہی پر سخت دل ہو۔ اس حدیث مبارکہ میں سنگ دلی کو دور کرنے کا ایک نسخہ بیان کیا گیا ہے کہ دنیوی وسائل سے محروم لوگوں کے لیے خورد ونوش کا اہتمام کیا جائے اور دنیوی سہاروں سے محروم افراد کی دلجوئی کی جائے۔

ایک مجرم کی وجہ سے پورے قبیلے کی مذمت کرنا سنگین جرم ہے
حقیقی باپ سے نسبت کی نفی کرنا سنگین جرم ہے

(٢٧٣٦)۔ عَنْ عَائِشَةَ مَرْفُوْعًا: ((إِنَّ أَعْظَمَ النَّاسِ جُرْمًا إِنْسَانٌ شَاعِرٌ يَهْجُوْ الْقَبِيْلَةَ مِنْ أَسْرِهَا، وَرَجُلٌ تَنَفَّى مِنْ أَبِيْهِ۔)) (الصحيحة: ٧٦٣)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”لوگوں میں سب سے بڑا مجرم وہ شاعر ہے جو پورے قبیلے کی مذمت کرتا ہے اور وہ آدمی جو اپنے (حقیقی) باپ کا انکار کر دیتا ہے۔“

تخریج: أخرجه البخاري في ”الأدب المفرد“: ٨٧٤، و اخرجه ابن ماجه: ٢/ ٤١١ بلفظ قريب منه

(٢٧٣٧)۔ عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ أَعْظَمَ النَّاسِ فِرْيَةً لَرَجُلٌ هَجَا رَجُلًا، فَهَجَا الْقَبِيْلَةَ بِأَسْرِهَا، وَرَجُلٌ انْتَفَى مِنْ أَبِيْهِ، وَزَنَّى أُمَّهُ۔)) (الصحيحة: ١٤٨٧)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جھوٹا الزام لگانے میں سب سے بڑا مجرم وہ ہے، جو ایک آدمی کے عیوب بیان کرنا چاہتا ہے، لیکن وہ اس کے پورے قبیلے کی مذمت کر دیتا ہے اور وہ آدمی بھی ہے جو اپنے (حقیقی) باپ کا انکار کر کے اپنی ماں کو زانیہ قرار دیتا ہے۔“

تخریج: أخرجه ابن ماجه: ٢/ ٤١١، والبيهقي: ١٠/ ٢٤١

شرح:...... شریعت کا مسلمہ قانون ہے کہ باپ ہو، بیٹا ہو، بہن ہو، بھائی ہو، کوئی ہو، ہر کوئی اپنے کیے کا خود ذمہ دار ہے، نہ ایک کے جرم کو دوسرے پر تھوپا جا سکتا ہے اور نہ ایک کے گناہ کو دوسرے کی توہین کا سبب بنایا جا سکتا ہے۔ ممکن ہے کوئی کسی کے جرائم کی وجہ سے اپنی بے عزتی محسوس کرے، لیکن یہ اس کا طبعی فیصلہ ہوگا، شرعی قوانین کے مطابق کوئی کسی کے گناہ کا ضامن نہیں ہے۔ ان احادیث کے شروع میں اسی نقطے پر زور دیا گیا ہے کہ اگر ایک آدمی قصوروار ہے، تو اس میں اس کے قبیلے کا کیا قصور ہے کہ اس کے اعزہ واقارب کو بھی موردِ طعن ٹھہرا دیا جائے۔

حقیقی باپ کا انکار کرنا، نہ صرف ماں کی بدکاری کا اعلان ہے، بلکہ اللہ تعالی کی تقدیر پر ناخوش ہونے کی دلیل بھی ہے۔ ہمیں چاہئے کہ اللہ تعالی کے فیصلوں کو اپنے حق میں انتہائی مناسب اور مبنی برحق سمجھیں اور اس نے ہمیں جس قبیلے اور باپ سے پیدا کیا، اس کی طرف نسبت کرنے میں کوئی عار محسوس نہ کریں۔

تکلّف و تصنّع سے گفتگو کرنے والے لوگ ناپسندیدہ ہیں

(٢٧٣٨)۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو مَرْفُوْعاً: ((إِنَّ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ یُبْغِضُ الْبَلِیْغَ مِنَ الرِّجَالِ، الَّذِیْ یَتَخَلَّلُ بِلِسَانِهٖ تَخَلُّلَ الْبَاقِرَةِ بِلِسَانِهَا۔)) (الصحیحة: ٨٨٠)

حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”بلاشبہ اللہ آدمیوں میں سے اس بلاغت جھاڑنے والے شخص کو سخت ناپسند کرتا ہے جو (منہ پھاڑ پھاڑ کر تکلف و تصنع سے گفتگو کرتے ہوئے) اپنی زبان کو گائے کے جگالی کرنے کی طرح بار بار پھیرتا ہے۔“

تخریج: أخرجه أبوداود: ٢/ ٣١٤۔ ٣١٥، والترمذي: ٢/ ١٣٩، وابن أبي شيبة في "المصنف": ٩/ ١٥/ ٦٣٤٨، وأحمد ٢/ ١٦٥، ١٨٧

شرح:...... تکلف و تصنع کے ساتھ منہ بھر کر، رگیں پھلا کر، باچھیں کھول کر اور بڑھکیں مار مار کر بات کرنے والے لوگ اللہ تعالی کو ناپسند ہیں، ایسے لوگ بال کی کھال اتارتے ہیں، لایعنی بحثیں کرتے ہیں، ماورائے عقل باتوں میں دخل دیتے ہیں، مبالغہ کرتے ہوئے فصاحت و بلاغت چھانٹتے ہیں اور سامعین و حاضرین سے داد وصول کرنے کے چکر میں گھومتے رہتے ہیں۔ جبکہ شریعتِ اسلامیہ سادگی، تواضع اور قدرتی انداز کو پسند کرتی ہے، شریعت کا تقاضا ہے کہ قول و فعل میں غلو نہ کیا جائے اور تمام معاملات سادگی کے ساتھ نبٹائے جائیں۔

قارئین کرام! شاید آپ اس بات میں ہمارے ساتھ موافقت کریں کہ تکلف و تصنع اور فصاحت و بلاغت نے دیرپا اثرات نہیں چھوڑے، فی الوقت سامعین سے ”بلّے بلّے“ وصول کر لینا اور لوگوں کو حیطۂ حیرت میں ڈال دینا تو ممکن ہے، لیکن خطابات کے ایسے انداز سے لوگوں کی اصلاح نہیں ہو سکتی۔ ہمارے وطن کی زمین گواہ ہے کہ جو لوگ بظاہر متقی ہیں، سادہ انداز میں گفتگو کرتے ہیں، لیکن اپنی تقریر کے عملی تقاضے پورے کرنے والے ہوتے ہیں، تو عوام الناس کو ان کی تقاریر سے استفادہ کرنے کا خوب موقع ملتا ہے۔ واللہ اعلم۔

بچے اور بچی کی طرف سے عقیقہ کرنا
اور لفظ ”عقیقہ“ کو مکروہ سمجھنا

(٢٧٣٩)۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْعَقِیْقَةِ، فَقَالَ: ((إِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ الْعُقُوْقَ۔)) وَکَأَنَّهٗ کَرِهَ

حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے عقیقہ کے بارے میں دریافت کیا گیا۔ آپ ﷺ نے (جواباً) فرمایا: ”اللہ تعالی ”عقوق“ (یعنی

الْإِسْمَ۔ قَالُوْا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّمَا نَسْأَلُكَ عَنْ أَحَدِنَا يُوْلَدُ لَهُ۔ قَالَ: ((مَنْ أَحَبَّ مِنْكُمْ أَنْ يَنْسُكَ عَنْ وَلَدِهِ فَلْيَفْعَلْ، عَنِ الْغُلَامِ شَاتَانِ مُكَافِئَتَانِ وَعَنِ الْجَارِيَةِ شَاةٌ۔)) (الصحيحة:١٦٥٥)

بدسلوکی و نافرنی) کو ناپسند کرتا ہے۔'' ایسے معلوم ہوتا تھا کہ لفظ ''عقیقہ'' آپ ﷺ کو ناپسند ہے۔صحابہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم آپ سے یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ جب ہم میں سے کسی کا بچہ پیدا ہوتا ہے (تو اس کا عقیقہ ہونا چاہئے یا نہیں)۔آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو اپنے بچے کی طرف سے جانور ذبح کرنا چاہتا ہے وہ کرے، بچے کی طرف سے دو ہم عمر بکریاں (یا بھیڑیں، مذکر ہوں یا مؤنث) اور بچی کی طرف سے ایک۔''

تخریج: أخرجه أبوداود: ٢٨٤٢، والنسائي: ٢/ ١٨٨، والحاكم: ٤/ ٢٣٨، والبيهقي: ٩/ ٣٠٠، وأحمد: ٢/ ١٨٢و ١٩٤

شرح:...... دراصل لفظ ''عقیقہ'' کا مادہ (ع،ق،ق) ہے، جس کے معانی بدسلوکی اور نافرمانی کے ہیں، اسلیے اس لفظ کو پسند نہیں کیا گیا، اس کا حکم اپنی جگہ پر برقرار ہے اور آپ ﷺ نے خود یہ لفظ استعمال کیا ہے، جیسا کہ سیدنا سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((كُلُّ غُلَامٍ رَهِيْنَةٌ بِعَقِيْقَتِهِ تُذْبَحُ عَنْهُ يَوْمَ سَابِعِهِ وَيُسَمَّى فِيْهِ وَيُحَلَّقُ رَأْسُهُ۔)) (ابوداود، ترمذی، ابن ماجہ)...... ''ہر بچہ اپنے عقیقہ کے عوض گروی ہوتا ہے، پیدائش کے ساتویں دن اس کا عقیقہ کیا جائے، اس کا نام رکھا جائے اور سر کے بال منڈوائے جائیں۔''

عام طور پر بچے یا بچی کا عقیقہ کرنے کے لیے عید الاضحیٰ کے موقع پر قربانی کے جانور میں حصے رکھ لیے جاتے ہیں۔ اللہ تعالی ہی بہتر جانتا ہے کہ یہ کس کی عقل کی اختراع ہے۔عقیقہ کے جانوروں کی صرف یہ صورت ہے کہ بچے کی طرف سے دو عدد بکریاں یا بکرے یا دنبے یا بھیڑیں ذبح کی جائیں اور بچی کی طرف سے ایک۔

دلائل یہ ہیں:

سیدہ ام کرز کعبیہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((عَنِ الْغُلَامِ شَاتَانِ مُكَافِئَتَانِ وَعَنِ الْجَارِيَةِ شَاةٌ)) ''بچے کی طرف سے دو برابر بکریاں اور بچی کی طرف سے ایک بکری قربان کی جائے۔ (ابوداود، نسائی)

ایک روایت میں ہے کہ ایک عورت نے رسول اللہ ﷺ سے عقیقہ کے بارے میں سوال کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ((نَعَمْ، عَنِ الْغُلَامِ شَاتَانِ وَعَنِ الْأُنْثٰى وَاحِدَةٌ۔)) ہاں، بچے کی طرف سے دو بکریاں اور بچی کی طرف سے ایک بکری قربان کی جائے۔ (مسند احمد، ترمذی)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ((انَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَقَّ عَنِ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ كَبْشَيْنِ كَبْشَيْنِ۔)) رسول اللہ ﷺ نے حضرت حسن اور حضرت حسین کی طرف سے دو دو دنبوں کا عقیقہ کیا۔ (نسائی)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: ((اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ يُعَقَّ عَنِ الْغُلَامِ شَاتَانِ وَعَنِ الْجَارِيَةِ شَاةٌ۔)) رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ بچے کی طرف سے دو بکریوں کا اور بچی کی طرف سے ایک بکری کا عقیقہ کیا جائے۔ (مصنف عبدالرزاق)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((مَنْ وُلِدَ لَهٗ وَلَدٌ فَاَحَبَّ اَنْ يَنْسُكَ عَنْهُ فَلْيَنْسُكْ، عَنِ الْغُلَامِ شَاتَانِ وَعَنِ الْجَارِيَةِ شَاةٌ)) ...... جس کے ہاں بچہ پیدا ہوا اور وہ اس کی طرف سے قربانی (یعنی عقیقہ) کرنا چاہے تو وہ لڑکے کی طرف سے دو بکریاں اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری قربان کرے۔ (ابوداود، نسائی)

اختصار کے لیے ان ہی دلائل پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ سے جتنی احادیث صحیحہ منقول ہیں، ان میں عقیقہ کے موضوع پر صرف بکری، بکرے، بھیڑ اور دنبے کا ذکر ہے، نہ کہ گائے اور اونٹ وغیرہ کا۔ لٰہذا اگر ہم اپنے بیٹوں اور بیٹیوں جیسی نعمت پر اللہ تعالی کا شکر ادا کرتے ہوئے عقیقہ کرنا چاہتے ہیں تو رسول اللہ ﷺ کی مبارک سنت کے مطابق بچے کی طرف سے دو بکریاں اور بچی کی طرف ایک بکری ذبح کریں۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہما سے جو روایت ((يُعَقُّ عَنْهُ مِنَ الْاِبِلِ وَالْبَقَرِ وَالْغَنَمِ۔)) (اس کی طرف سے اونٹ، گائے اور بکری کا عقیقہ کیا جائے۔) منقول ہے۔ امام ہیثمی رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ اس کی سند میں مسعدہ بن الیسع راوی کذاب ہے۔

عظیم امور پسندیدہ اور گھٹیا امور ناپسندیدہ ہیں

(٢٧٤٠)۔ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ مَرْفُوْعاً: ((إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ مَعَالِيَ الْأُمُوْرِ وَأَشْرَافَهَا، وَيَكْرَهُ سِفْسَافَهَا۔)) (الصحيحة:١٦٢٧)

حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک اللہ تعالی رفعت و عزت والے امور پسند کرتا ہے اور رذلت و ذلالت والے امور کو ناپسند کرتا ہے۔''

تخريج: رواه الطبراني: رقم ٢٨٩٤، وابن عدي: ١١٤/١، والقضاعي: ٨٩/٢

(٢٧٤١)۔ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ كَرِيْمٌ، يُحِبُّ الْكَرَمَ وَمَعَالِيَ الْأَخْلَاقِ، وَيُبْغِضُ سَفْسَافَهَا۔))

(الصحيحة: ١٣٧٨)

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بلاشبہ اللہ تعالی مہربان ہے، مہربانی اور بلند اخلاق کو پسند کرتا ہے اور ردّی اخلاق سے نفرت کرتا ہے۔''

تخريج: أخرجه أبو الشيخ في "أحاديثه" ١٢/ ١، والحاكم: ١/ ٤٨، وأبو نعيم في "الحلية" ٣/ ٢٥٥، ٨/ ١٣٣، والسلفي في "معجم السفر" ١٨/ ١

شرح: ...... بدخلقی اور بدمزاجی ایسی نحوست ہے کہ جس کی وجہ سے بڑی بڑی بارعب اور عبادت گزار ہستیاں معاشرے کے بے وقعت افراد میں شامل ہو جاتی ہیں۔ جیسا کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((وَلَا يُنْزَعُ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا شَانَهُ.)) (مسلم)...... جس چیز سے (نرمی) نکال لی جاتی ہے، وہ عیب دار (اور معیوب) ہو جاتی ہے۔''

اللہ تعالیٰ کے لیے محبت کا انجامِ خیر

(٢٧٤٢)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعاً: ((إِنَّ رَجُلاً زَارَ أَخاً لَّهُ فِي قَرْيَةٍ، فَأَرْصَدَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى مَدْرَجَتِهِ مَلَكاً، فَلَمَّا أَتٰى عَلَيْهِ الْمَلَكُ قَالَ: أَيْنَ تُرِيْدُ؟ قَالَ: أَزُوْرُ أَخاً لِي فِي هٰذِهِ الْقَرْيَةِ، قَالَ: هَلْ لَّهُ عَلَيْكَ مِنْ نِعْمَةٍ تَرُبُّهَا؟ قَالَ: لَا، إِلَّا أَنِّي أَحْبَبْتُهُ فِي اللّٰهِ، قَالَ: فَإِنِّي رَسُوْلُ اللّٰهِ إِلَيْكَ أَنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ قَدْ أَحَبَّكَ كَمَا أَحْبَبْتَهُ لَهُ.)) (الصحيحة:١٠٤٤)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایک آدمی کسی دوسری بستی میں اپنے بھائی کی زیارت کے لیے گیا، اللہ تعالیٰ نے راستے میں اس کے انتظار میں ایک فرشتہ بٹھا دیا، جب وہ شخص اس کے پاس سے گزرا، تو فرشتے نے پوچھا: تم کہاں جا رہے ہو؟ اس نے کہا: اس بستی میں میرا بھائی رہتا ہے، اس کی زیارت کے لیے جا رہا ہوں۔ فرشتے نے پوچھا: کیا اس کا تم پر کوئی احسان ہے؟ جس کی وجہ سے تم یہ تکلیف اٹھا رہے ہو اور اس کا بدلہ اتارنے جا رہے ہو؟ اس نے کہا: نہیں۔ صرف اس لیے جا رہا ہوں کہ میں اس سے اللہ کے لیے محبت کرتا ہوں۔ فرشتے نے کہا: میں تیری طرف اللہ تعالیٰ کا فرستادہ ہوں (اور یہ بتانے کے لیے آیا ہوں کہ) اللہ تعالیٰ بھی تجھ سے محبت کرتا ہے جیسے تو اس سے اللہ کے لیے محبت کرتا ہے۔''

تخريج: رواه أبوبكر الشافعي في "الفوائد" ١١٥/ ٢، والحسين بن علي الجوهري في "فوائد منتقاة" ٢٧/ ١، واخرجه مسلم في "صحيحه": ٨/ ١٢

(٢٧٤٣)۔ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ مَرْفُوْعاً: ((مَا أَحَبَّ عَبْدٌ عَبْداً لِلّٰهِ إِلَّا أَكْرَمَهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ.)) (الصحيحة:١٢٥٦)

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب بھی کوئی بندہ کسی سے اللہ تعالیٰ کے لیے محبت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے عزت عطا کرتا ہے۔''

تخريج: رواه أحمد في "المسند" ٩/ ٢٥٩، وابن قدامة في "المتحابين في الله" ١٠٧/ ١

(٢٧٤٤)۔ عَنْ أَنَسٍ مَرْفُوْعاً: ((مَاتَحَابَّ رَجُلَانِ فِي اللّٰهِ، إِلَّا كَانَ أَحَبُّهُمَا إِلَى

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب بھی دو آدمی آپس میں اللہ تعالیٰ کے لیے محبت کرتے ہیں

اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ أَشَدُّهُمَا حُبًّا لِصَاحِبِهِ۔)) (الصحيحة: ٤٥٠)

تو ان میں سے اللہ تعالیٰ کو زیادہ محبوب وہ ہوتا ہے جو اپنے دوست سے اس کی بہ نسبت زیادہ محبت کرنے والا ہوتا ہے۔''

تخريج: أخرجه البخاري في "الأدب المفرد": ٥٤٤، وابن حبان: ٢٥٠٩، والحاكم في "المستدرك": ٤/ ١٧١، والخطيب في "التاريخ": ١١/ ٣٤١

شرح: ...... محبت کی دو قسمیں ہیں: (۱) طبعی اور (۲) کسبی۔

طبعی محبت وہ ہے جو انسان کو طبعی طور پر اپنے قرابتداروں اور محسنوں سے ہوتی ہے، یہ محبت انسان کا کمال اور طرۂ امتیاز نہیں، کیونکہ تقریباً تمام حیوانات بھی اس صفت سے متصف نظر آتے ہیں۔

کسبی محبت سے مراد مومنوں کا آپس میں تعلق اور دوستی ہے، جیسا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، بالخصوص مہاجرین و انصار کے مابین تھی، یہ دینی محبت صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ہوتی ہے، اس سے کوئی دنیوی مفاد اور غرض وابستہ نہیں ہوتی۔ ایسی محبت کو نہ صرف شریعتِ اسلامیہ میں سراہا گیا ہے، بلکہ ایمان و ایقان کی علامت قرار دیا گیا ہے، یاد رہے کہ ایسی محبت و الفت صرف نیک اور صالح لوگوں سے ہوتی ہے۔

اس باب کی احادیث میں کسبی محبت کی فضیلت بیان کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسے آدمی کو اپنا محبوب بنا لیتے ہیں اور اس کو عزتیں عطا کرتے ہیں۔

کسی کو اللہ تعالیٰ کی مغفرت سے محروم نہیں سمجھنا چاہیے

(٢٧٤٥)۔ عَنْ جُنْدُبٍ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ حَدَّثَ: ((إِنَّ رَجُلاً قَالَ: وَاللّٰهِ لَا يَغْفِرُ اللّٰهُ لِفُلَانٍ، وَإِنَّ اللّٰهَ قَالَ: مَنْ ذَا الَّذِي يَتَأَلّٰى عَلَيَّ أَنْ لَا أَغْفِرَ لِفُلَانٍ؟ فَإِنِّي قَدْ غَفَرْتُ لِفُلَانٍ، وَأَحْبَطْتُ عَمَلَكَ۔)) أَوْ كَمَا قَالَ۔ (الصحيحة: ١٦٨٥)

حضرت جندب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایک آدمی نے کہا: اللہ کی قسم! اللہ فلاں کو نہیں بخشے گا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کون ہے جو مجھ پر قسم اٹھاتا ہے کہ میں فلاں کو نہیں بخشوں گا؟ میں نے اس کو بخش دیا اور تیرے (قسم اٹھانے والے) کے اعمال ضائع کر دیے۔'' یا جیسے آپ نے فرمایا۔

تخريج: رواه مسلم: ٨/ ٣٦، ، وابن أبي الدنيا في "حسن الظن بالله": ١٩٠/ ١۔ ٢ قالا۔ واللفظ لابن أبي الدنيا۔

شرح: ...... انبیائے کرام کے بعد کوئی کسی کے نیک و بد اعمال کی روشنی میں اس کے حق میں اللہ تعالیٰ کی رحمت و مغفرت یا عذاب وعقاب کا فیصلہ حتمی طور پر نہیں کر سکتا۔ کیونکہ ممکن ہے بعض نیکوکاروں کی نیکیاں اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول نہ ہوں اور بعض بدکاروں کی برائیاں معاف کر دی جائیں۔ کون اللہ تعالیٰ کی رحمت کا مستحق ہے اور کون اس کے عذاب کا حقدار؟ یہ ایک غیبی معاملہ ہے، جس کا علم کسی کو اس کے مرنے سے پہلے نہیں ہو سکتا۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ اسلام کی وجہ

سے مسلمان کی قدر کرنی چاہیے اور اس کی اخروی کامیابی کا حسن ظن رکھنا چاہیے۔ ہم سے اللہ تعالی کا مطالبہ یہ ہے کہ ہم اس کی فرمانبرداری کریں اور نافرمانی سے بچیں اور بتقاضۂ بشریت ہونے والے گناہوں پر اس سے بخشش کا سوال کریں۔

قارئین کرام! ذہن نشین کر لیں کہ یہ حدیث ہم کو یہ سبق سکھانا چاہتی ہے کہ ہم دوسرے لوگوں کی برائیوں پر نظر نہ رکھیں، بلکہ ان کو راہِ ہدایت پر لانے کی کوشش کریں، برائیوں سے دور رہنے کی تلقین کریں، ان کی سیئات کو اللہ تعالی کے سپرد کر دیں اور اپنی اصلاح کے لیے تگ و دو کریں، بہرحال جہاں نیکیاں جنت میں لے جانے کا سب سے بڑا سبب ہیں، وہاں برائیاں برے آدمی کو آتشِ دوزخ کا ایندھن بنا سکتی ہیں اور جتنے لوگ جہنم میں داخل ہوں گے، اس کا سبب ان کے گناہ ہوں گے۔

امام البانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: امام نووی نے کہا: اہل السنۃ کا مذہب ہے کہ اگر اللہ تعالی کی مشیت شامل حال ہو تو توبہ کے بغیر گناہوں کی معافی ممکن ہے، یعنی گناہوں کی معافی کے لیے توبہ شرط نہیں ہے، اس حدیث سے ان کے مذہب کی تائید ہوتی ہے۔

میں (البانی) کہتا ہوں: اس انداز میں اللہ تعالی پر قسم اٹھانے سے اعمال ضائع ہو جاتے ہیں، جیسے کفر اور نمازِ عصر ترک کرنے سے اعمال رائیگاں ہو جاتے ہیں۔

زبان کئی گناہوں کا موجب ہے

(٢٧٤٦)۔ عَنْ شَقِيْقٍ، قَالَ: لَبّٰى عَبْدُاللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَلَى الصَّفَا، ثُمَّ قَالَ: يَا لِسَانُ! قُلْ خَيْراً تَغْنِمْ، اُسْكُتْ تَسْلَمْ مِنْ قَبْلِ أَنْ تَنْدِمْ، قَالُوْا: يَا أَبَا عَبْدِالرَّحْمٰنِ! هٰذَا شَيْءٌ أَنْتَ تَقُوْلُهُ أَمْ سَمِعْتَهُ؟ قَالَ: لَا: بَلْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((أَكْثَرُ خَطَايَا ابْنِ آدَمَ فِي لِسَانِهِ۔)) (الصحيحة:٥٣٤)

شقیق بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے صفا پہاڑی پر تلبیہ پڑھا اور کہا: اے زبان! خیر و بھلائی پر مشتمل کلام کر، تاکہ تو غنیمت حاصل کر لے۔ تو خاموش رہا کر، تاکہ سلامت رہے اور ندامت نہ ہو۔ لوگوں نے پوچھا: اے ابو عبد الرحمن! یہ کلمات تو اپنی طرف سے کہہ رہا ہے یا کسی سے سنے ہیں؟ انھوں نے کہا: کسی سے نہیں سنے، ہاں رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ضرور سنا ہے: ''ابن آدم کی اکثر خطائیں اس کی زبان کی وجہ سے ہوتی ہے۔''

تخريج: أخرجه الطبراني: ٣/ ٧٨/ ١-٢، وأبو الشيخ في"أحاديثه": ١٠ / ٢، وابن أبي الدنيا في "الصمت": ٤١ / ١٨، وعنه الأصبهاني في"الترغيب": ٢/ ٧٠١/ ١٦٩٥، وابن عساكر: ١٥/ ٣٨٩/ ١

شرح:...... کلماتِ کفر و شرک، کذب بیانی و دروغ گوئی، لہو و لغویات، گالی گلوچ، سب و شتم، چغلی و غیبت، دوسروں کی توہین، بڑوں کی گستاخی، چھوٹوں سے کرختگی و سختی، والدین کا دل دکھانا، بے راہ روی و بدکاری کی راہ ہموار کرنا اور اللہ تعالی کی ناشکری، اس قسم کے سینکڑوں جرائم کا تعلق صرف زبان سے ہے، یہ زبان ہی ہے جس کی وجہ سے صاحب

زبان کو کئی مجالس میں ندامت و پشیمانی کا سامنا کرنا پڑتا ہے، یہ زبان ہی ہے جو باوقار اور سنجیدہ انسانوں کی عظمت و وقار کو مجروح کر دیتی ہے، بہرحال جو بندہ اپنی زبان کی حفاظت کرنے میں ناکام رہا، وہ کئی برائیوں سے اجتناب کرنے اور کئی نیکیوں کو سرانجام دینے سے محروم رہے گا۔ یہی وجہ ہے کہ جب سیدنا سفیان بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ سے سوال کیا: اے اللہ کے رسول! سب سے زیادہ خطرے والی چیز، جس کا آپ کو مجھ سے اندیشہ ہو، کیا ہے؟ آپ ﷺ نے ان کے سوال کا جواب دیتے ہوئے زبان کا تعین کیا۔ (ترمذی)

ہر عضو زبان کی تیزی کی شکایت کرتا ہے

(۲۷٤۷)۔ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ اِطَّلَعَ عَلَى أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا۔ وَهُوَ يَمُدُّ لِسَانَهُ، فَقَالَ: مَاتَصْنَعُ يَاخَلِيفَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ؟ فَقَالَ: هٰذَا أَوْرَدَنِي الْمَوَارِدَ، إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَيْسَ شَيْءٌ مِنَ الْجَسَدِ إِلَّا يَشْكُوْ إِلَى اللّٰهِ اللِّسَانَ عَلٰى حِدَّتِهِ۔)) (الصحيحة:٥٣٥)

زید بن اسلم اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ اپنی زبان کو کھینچ رہے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: خلیفۂ رسول! یہ کیا کر رہے ہو؟ انھوں نے کہا: یہ مجھے ہلاکت گاہوں کی طرف لے جاتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جسم کا ہر حصہ اللہ تعالی سے زبان کی تیزی کی شکایت کرتا ہے۔''

تخريج: أخرجه أبو يعلى في"مسنده": ١/ ٤، وابن السني في"عمل اليوم والليلة": ٧، وابن أبي الدنيا في"الورع": ١٦٥/ ٢، وفي"الصمت": أيضا: ٣٩/ ١٣، وأبو بكر بن النقور في"الجزء الأول من "الفوائد الحسان": ١٣٣/ ١، وأبو نعيم في"الرواة عن سعيد بن منصور": ٢٠٩/ ١-٢ والبيهقي في"الشعب": ٤/ ٢٤٤/ ٤٩٤٧

شرح:...... جہاں زبان کا درست استعمال باعث نجات ہے، وہاں اس کی ذرا سی بے اعتدالی کی سزا پورے جسم کو بھگتنا پڑتی ہے، گوشت کا یہ چھوٹا سا ٹکڑا باعثِ سعادت بھی اور باعثِ شقاوت بھی، یہ باعثِ عزت بھی ہے اور باعثِ ذلت بھی۔ زبان بعضوں کو معاشرے کا معزز ترین افراد بنا دیتی ہے اور بعضوں کو ذلیل ترین۔ ''لمحوں نے خطا کی، صدیوں نے سزا پائی'' کا مصداقِ اول زبان ہے۔ اس باب کی حدیث کی مزید وضاحت سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ہوتی ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب بندہ صبح کرتا ہے تو اس کے جسم کے تمام اعضا اس سے نہایت عاجزی سے درخواست کرتے ہیں، اور کہتے ہیں: اے زبان! تو ہمارے بارے میں اللہ تعالی سے ڈرتے رہنا، کیونکہ ہمارا معاملہ تیرے ساتھ وابستہ ہے، اگر تو سیدھی رہے گی تو ہم بھی سیدھے رہیں گے، اگر تو نے کجی اختیار کی تو ہم بھی ٹیڑھے ہو جائیں گے۔'' (ترمذی)

قارئین کرام! جسم کے تمام اعضا پر نظر دوڑائیں، ہر عضو کوئی برا یا اچھا اقدام کرنے سے پہلے منصوبہ بناتا ہے، مثلا نماز ادا کرنا، راستے سے تکلیف دہ چیز ہٹانا، تیمار داری کرنا۔ لیکن یہ زبان ہے جو کروٹ بدلتے بدلتے کئی نیکیوں یا کئی برائیوں کا سبب بن جاتی ہے۔ مثلا اچانک اللہ تعالیٰ کی تسبیحات، تکبیرات، تحمیدات وغیرہ کہنا شروع کر دے یا جاتے جاتے کسی کو گالی دے دے، برا بھلا کہہ دیے، کلمۂ کفر بول دیے، فحش مذاق کر دے، چغلی و غیبت کر دے، جھوٹ بول دیے۔ وغیرہ وغیرہ۔ سچ فرمایا نبی معظم ﷺ نے کہ زبان بڑی تیز طرار ہے اور ہر عضو کو اس کی پھرتی کا شکوہ ہے۔

زبان باعثِ سعادت بھی ہے اور باعثِ شقاوت بھی

(٢٧٤٨)۔ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَيْمَنُ امْرِئٍ وَأَشْأَمُهُ مَا بَيْنَ لَحْيَيْهِ۔)) (الصحيحة: ١٢٨٦)

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آدمی کی انتہائی بابرکت اور انتہائی منحوس چیز اس کی زبان ہے۔''

تخريج: أخرجه ابن حبان: ٢٥٤٢، والطبراني

شرح:...... اگر زبان کی حفاظت نہ کی جائے تو سارے اعمال برباد ہو سکتے ہیں اور اگر اس کو قابو میں رکھا جائے تو کئی گناہوں سے اجتناب کرنے کا موقع مل سکتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ایک آدمی کے مطالبے پر اسے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے، شرک نہ کرنے، صلاۃ و زکوۃ ادا کرنے، روزہ رکھنے، حج کرنے، صدقہ کرنے، تہجد پڑھنے اور جہاد کرنے کا حکم دیا اور پھر فرمایا: ان سب نیکیوں کا دارو مدار زبان پر ہے۔ (ترمذی) دوسری طرف جب سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا پر اس لیے طعن کیا کہ ان کا قد چھوٹا ہے، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو نے ایسی (کڑوی) بات کہی ہے کہ اسے سمندر کے پانی میں ملا دیا جائے تو اس کا ذائقہ بھی بدل ڈالے گی۔'' (ابوداود، ترمذی)

زبان کے استعمال میں بے احتیاطی کا نتیجہ

(٢٧٤٩)۔ عَنْ بِلَالِ بْنِ الْحَارِثِ الْمُزَنِيِّ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ الرَّجُلَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ رِضْوَانِ اللّٰهِ، مَاكَانَ يَظُنُّ أَنْ تَبْلُغَ مَابَلَغَتْ، يَكْتُبُ اللّٰهُ لَهُ بِهَا رِضْوَانَهُ إِلٰى يَوْمِ يَلْقَاهُ، وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ سُخْطِ اللّٰهِ، مَاكَانَ يَظُنُّ أَنْ تَبْلُغَ مَابَلَغَتْ يَكْتُبُ اللّٰهُ لَهُ بِهَا سُخْطَهُ إِلٰى يَوْمِ يَلْقَاهُ۔)) (الصحيحة: ٨٨٨)

حضرت بلال بن حارث مزنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آدمی اللہ تعالیٰ کی رضامندی پر مشتمل بات کرتا ہے اور اسے گمان بھی نہیں ہوتا کہ یہ (یعنی اس کا اچھا اثر) کہاں تک پہنچے گا۔ مگر اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اس کے لیے قیامت کے دن تک اپنی رضامندی لکھ دیتا ہے اور (بعض دفعہ) کوئی شخص اللہ کی ناراضی کا ایسا کلمہ بولتا ہے کہ اسے گمان بھی نہیں ہوتا کہ یہ کلمہ (یعنی اس کا برا اثر) کہاں تک پہنچے گا، مگر اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اس کے لیے اپنی ملاقات کے دن تک اپنی ناراضگی لکھ دیتا ہے۔''

تخریج: أخرجه مالك: ٢/ ٩٨٥/ ٥، والترمذي: ٢/ ٥٢، وابن ماجه: ٣٩٦٩، وابن حبان: ١٥٧٦، والحاكم: ١/ ٤٥، وأحمد: ٣/ ٤٦٩، والحميدي: ٩١١، وابن عساكر في "التاريخ دمشق" ١٠/ ٢٧٩ و ٢٨٦۔طبع المجمع العلمي

(٢٧٥٠)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((إِنَّ الْعَبْدَ يَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مَا يَتَبَيَّنُ فِيْهَا يَزِلُّ بِهَا فِي النَّارِ أَبْعَدَ مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ۔)) (الصحيحة: ٥٤٠)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ اس نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''بندہ ایک بات کرتا ہے، اس میں غور وفکر نہیں کرتا اور وہ اس بات کی وجہ سے مشرق ومغرب کی درمیانی مسافت سے بھی زیادہ دور جہنم کی آگ کی طرف گر جاتا ہے۔''

تخريج: أخرجه أحمد: ٢/ ٣٧٨، والبخاري: ٤/ ٢٢٥، ومسلم: ٨/ ٢٢٣

شرح:...... یہ ایک مشاہدہ شدہ حقیقت ہے کہ بعض دفعہ آدمی زبان سے ایسا کلمۂ خیر ادا کرتا ہے کہ جس سے کسی کا دل خوش ہو جاتا ہے یا کسی کی ڈھارس بن جاتا ہے یا کسی کی اصلاح ہو جاتی ہے یا کوئی ظلم ومعصیت کے ارادے سے باز آ جاتا ہے، یقیناً ایسا کلمہ کہنے والے کے لیے باعث ِ اجر وثواب ہے۔ لیکن بسا اوقات ایسے بھی ہوتا ہے کہ بندہ کوئی کلمۂ شر ادا کر دیتا ہے کہ جس سے کسی کی دلآزاری ہو جاتی ہے یا کوئی اس کی وجہ سے ظلم ومعصیت پر تل جاتا ہے یا وہ ایسے تنازعے کو ہوا دیتا ہے کہ طویل جھگڑا اور قتل وغارت گری شروع ہو جاتی ہے یا وہ کسی کی ضلالت وگمراہی کا داعی بن جاتا ہے، ظاہر ہے کہ ایسی بات کہنے والے کے لیے باعث ِ وبال وعقاب ہوگی اور اس کو تباہی کے گڑھے میں ڈال دے گی۔ ہمیں چاہئے کہ ہم اپنی زبانوں کے سلسلے میں محتاط رہیں۔

اللہ تعالیٰ کی مغفرت کا سبب بننے والے اعمال

(٢٧٥١)۔ عَنْ هَانِئِ بْنِ يَزِيْدَ: قَالَ: قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! دُلَّنِي عَلٰى عَمَلٍ يُدْخِلُنِيَ الْجَنَّةَ، فَقَالَ: ((إِنَّ مِنْ مُوْجِبَاتِ الْمَغْفِرَةِ: بَذْلُ السَّلَامِ، وَحُسْنُ الْكَلَامِ۔)) (الصحيحة: ١٠٣٥)

حضرت ہانی بن یزید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ایسا عمل بتائیں جو مجھے جنت میں داخل کر دے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''سلام عام کرنا اور اچھا کلام کرنا ایسے اعمال ہیں جو بخشش کو واجب کر دیتے ہیں۔''

تخريج: رواه الخرائطي في "مكارم الأخلاق" صـ ٢٣

شرح:...... اگر سلام اور حسنِ کلام کے اجر وثواب سے متعلقہ احادیث کا مطالعہ کیا جائے تو واقعی یہ اعمال اللہ تعالیٰ کی مغفرت کو واجب کرنے والے معلوم ہوتے ہیں، یہ اسلام کا ہی خاصہ ہے کہ ملاقات کے وقت ایک دوسرے کے لیے سلامتیوں کی دعائیں بھی ہو جائیں اور اللہ تعالیٰ کی بخشش کا مستحق بھی ٹھہرا جائے اور شیریں کلام کرنے والا خود بھی سکون

محسوس کرتا ہے اور کئی لوگوں کے لیے مسرّتوں کا سبب بھی بنتا ہے۔

مجلسوں کی سردار مجلس

(۲۷۵۲)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ لِكُلِّ شَيْءٍ سَيِّدًا، وَإِنَّ سَيِّدَ الْمَجَالِسِ قُبَالَةُ الْقِبْلَةِ۔))

(الصحيحة:٢٦٤٥)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر چیز کا ایک سردار ہوتا ہے اور مجلسوں کی سردار وہ (مجلس) ہے جس میں قبلہ کے سامنے (بیٹھا جائے)۔''

تخريج: أخرجه الطبراني في"الأوسط": ٣/ ٢٦٩

شرح:...... امام البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث پر یہ سرخی ثبت کی ہے: "سَيِّدُ الْمَجَالِسِ قُبَالَةُ الْقِبْلَةِ" اور اس حدیث کے شواہد کا ذکر کرتے ہوئے کہا: سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((أَكْرَمُ الْمَجَالِسِ مَا اسْتُقْبِلَ بِهِ الْقِبْلَةُ۔)) ...... ''سب سے زیادہ عزت والی مجلس وہ ہے، جس میں قبلہ کی طرف متوجہ ہوا جائے۔'' (طبرانی، الکامل لابن عدی، لیکن یہ حدیث "ضعيف جدًّا" ہے۔

سیدنا عبداللہ بن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((إِنَّ لِكُلِّ شَيْءٍ شَرْفًا وَإِنَّ شَرْفَ الْمَجَالِسِ مَا اسْتُقْبِلَ بِهِ الْقِبْلَةُ۔)) ...... ''بیشک ہر چیز کا شرف ہوتا ہے اور مجالس کا شرف وہ ہے جس کے ذریعے قبلہ کی طرف متوجہ ہوا جائے۔''

ان شواہد سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کی مراد نماز باجماعت ہے، جس میں قبلہ رخ ہو کر بیٹھا جاتا ہے اور جو اللہ تعالیٰ کے ذکر پر مشتمل ہوتی ہے۔

رسول اللہ ﷺ فرزندانِ امت کے حق میں ان سے بڑھ کر رحمدل تھے
غیر محرم مرد و زن کا ایک دوسرے کے کندھے یا سر پر ہاتھ پھیرنا کیسا ہے؟
رسول اللہ ﷺ کا عورتوں سے بیعت لینے کا طریقہ

(۲۷۵۳)۔ عَنْ أُمَيْمَةَ بِنْتِ رَقِيْقَةَ، أَنَّهَا قَالَتْ: أَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فِي نِسْوَةٍ نُبَايِعُهُ عَلَى الْإِسْلَامِ، فَقُلْنَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! نُبَايِعُكَ عَلَى أَنْ لَّانُشْرِكَ بِاللّٰهِ شَيْئًا، وَلَا نَسْرِقَ، وَلَانَزْنِي، وَلَا نَقْتُلَ أَوْلَادَنَا، وَلَا نَأْتِيَ بِبُهْتَانٍ نَفْتَرِيْهِ بَيْنَ أَيْدِيْنَا وَأَرْجُلِنَا، وَلَا نَعْصِيْكَ فِي مَعْرُوْفٍ،

حضرت امیمہ بنت رقیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: میں چند عورتوں کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے پاس آپ کی بیعت کرنے کے لیے آئی۔ ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم اس بات پر آپ کی بیعت کرتی ہیں کہ ہم اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گی، چوری نہیں کریں گی، زنا نہیں کریں گی، اپنی اولاد کو قتل نہیں کریں گی، بہتان نہیں گھڑیں گی اور نیکی کے معاملے میں آپ کی نافرمانی نہیں کریں گی۔ رسول اللہ ﷺ

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((فِيْمَا اسْتَطَعْتُنَّ وَأَطَقْتُنَّ۔)) قَالَتْ: فَقُلْنَ: اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَرْحَمُ بِنَا مِنْ أَنْفُسِنَا، هَلُمَّ نُبَايِعُكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنِّي لَا أُصَافِحُ النِّسَاءَ، إِنَّمَا قَوْلِي لِمِئَةِ امْرَأَةٍ كَقَوْلِي لِامْرَأَةٍ وَاحِدَةٍ۔)) (الصحيحة: ٥٢٩)

نے فرمایا: ''(ٹھیک ہے) لیکن طاقت وقدرت کے مطابق۔'' ہم نے کہا: اللہ اور اس کا رسول تو ہم پر ہمارے نفسوں کی بہ نسبت بھی زیادہ رحم کرنے والے ہیں۔ اے اللہ کے رسول! اب آئیں (اور ہاتھ بڑھائیں) تاکہ ہم بیعت کر سکیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں عورتوں سے مصافحہ نہیں کرتا، میرا تو سو عورتوں سے قول واقرار، ایک عورت سے قول واقرار کی طرح ہے۔''

تخریج: أخرجه مالك: ٢/ ٩٨٢/ ٢، وعنه النسائي في "عشرة النساء": من "السنن الكبرى": له: ٢/ ٩٣/ ٢ وفي "المجتبى": ٢/ ١٨٤، والترمذي: ١/ ٣٠٢، وابن ماجه: ٢٨٧٤، وكذا ابن حبان: ١٤، وأحمد: ٦/ ٣٥٧

شرح:...... جب صحابیات نے یہ اقرار کیا کہ وہ شرک، چوری، **بدکاری، قتل** اولاد اور بہتان باندھنے سے باز رہیں گی اور نیکی والے امور میں آپ ﷺ کی نافرمانی نہیں کریں گے تو آپ ﷺ نے ان پر شفقت کرتے ہوئے فرمایا کہ ہمت واستطاعت کے مطابق اس بیعت کے تقاضوں کو پورے کرتے رہنا، کیونکہ بسا اوقات انسان کو کوئی حرام کام کرنے پر مجبور کر دیا جاتا ہے اور بعض اوقات شیطان ایسا غالب آتا ہے کہ انسان اللہ تعالی اور اس کے رسول کی فرمانبرداری ونافرمانی کے تصورات سے غافل ہو جاتا ہے۔

حدیث مبارکہ کے آخری حصے سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ عورتوں سے بیعت لیتے وقت ان سے مصافحہ نہیں کرتے تھے، نیز سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: وَلَا وَاللّٰهِ مَا مَسَّتْ يَدُهُ ﷺ يَدَ امْرَأَةٍ قَطُّ فِي الْمُبَايَعَةِ، مَابَايَعَهُنَّ إِلَّا بِقَوْلِهِ: قَدْ بَايَعْتُكَ عَلٰى ذٰلِكَ۔ (بخاری) ...... اللہ کی قسم! بیعت کے دوران رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ نے کسی عورت کے ہاتھ کو مس نہیں کیا، آپ تو عورت سے بیعت لیتے وقت یہ کہہ دیتے تھے: میں نے تجھ سے اس چیز پر بیعت لے لی ہے۔

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ لَا يُصَافِحُ النِّسَاءَ فِي الْبَيْعَةِ۔ (مسند احمد)...... بیشک رسول اللہ ﷺ دورانِ بیعت عورتوں سے مصافحہ نہیں کرتے تھے۔

امام البانی رحمہ اللہ نے کہا: کسی صحیح اور صریح حدیث سے ثابت نہیں ہوتا کہ آپ ﷺ نے کسی عورت سے مصافحہ کیا ہو، بیعت کا معاملہ ہو یا ملاقات کا۔ (صحیحہ: ٥٢٩)

ہمارے ہاں ملاقات کے وقت غیر محرم مردوں اور عورتوں کا ایک دوسرے کے کندھوں اور سروں پر ہاتھ پھیرنا، بلکہ چھوٹی اور بڑی عمر ہونے کی صورت میں بوسہ لینا بھی عام ہے، ایسے لوگوں کو نبی کریم ﷺ کے اندازِ حیات کا مطالعہ

کرنے کے بعد درج ذیل حدیث پر غور کرنا چاہئے:

سیدنا معقل بن یسار رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((لَأَنْ يُطْعَنَ فِي رَأْسِ رَجُلٍ بِمِخْيَطٍ مِنْ حَدِيْدٍ خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَمَسَّ امْرَأَةً لَا تَحِلُّ لَهُ.)) (صحيحه: ٢٢٦، قال الالباني: رواه الروياني في مسنده: ٢٢٧ / ٢) ..... ''کسی آدمی کے سر میں لوہے کی میخ ٹھونک دی جائے تو یہ اس کے لیے اس بات سے بہتر ہے کہ وہ غیر محرم عورت کو چھوئے۔''

یاد رہے کہ غیر محرم عورت سے مصافحہ کرنا یا اس کے سر پر ہاتھ پھیرنا یا عورت کا مرد کے کندھے پر ہاتھ پھیرنا یا بوسے لینا، یہ سب امور چھونے میں داخل ہیں۔

امام البانی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں: اس حدیث میں غیر محرم عورتوں کو چھونے والوں کے لیے سخت وعید ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عورتوں سے مصافحہ کرنا حرام ہے، کیونکہ بلا شک وشبہ وہ بھی چھونا ہی ہے۔ لیکن افسوس کہ بعض اہل علم سمیت کئی مسلمان اس جرم میں مبتلا ہو گئے ہیں۔ اگر یہ لوگ اس گناہ کو دل سے برا جانتے تو گناہ کی سنگینی کی نوعیت میں کمی آ سکتی تھی، لیکن مصیبت پہ مصیبت کہ انھوں نے فاسد تاویلات کر کے اس انداز ملاقات کو جائز کرنے کی کوشش بھی کی ہے۔ مجھے یہ خبر موصول ہوئی ہے کہ جامعہ ازہر میں ایک اعلی شخصیت کو عورتوں سے مصافحہ لیتے ہوئے دیکھا گیا ہے۔ بس، ہم تو اللہ تعالی سے ہی شکوہ کر سکتے ہیں کہ اسلام اتنا اجنبی اور غیر متعارف کیوں ہو گیا ہے۔

اسلام کے نام پر وجود پانے والے بعض گروہوں نے غیر محرم عورتوں سے مصافحہ کرنے کو جائز قرار دیا ہے اور اس موضوع سے غیر متعلقہ دلائل سے استنباط کیا ہے اور مصافحہ کی غیر مشروعیت پر دلالت کرنے والی واضح احادیث سے اعراض کیا ہے، بطور مثال سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((كُلُّ ابْنِ آدَمَ أَصَابَ مِنَ الزِّنَا لَا مَحَالَةَ، فَالْعَيْنُ زِنَاهَا النَّظْرِ، وَالْيَدُ زِنَاهَا اللَّمْسُ، وَالنَّفْسُ تَهْوٰى وَتَحَدَّثُ، وَيُصَدِّقُ ذٰلِكَ أَوْ يُكَذِّبُهُ الْفَرْجُ.)) (مسند احمد، صحيحه: ٢٨٠٤) ..... ''آدم کا ہر بیٹا (کسی نہ کسی انداز میں) زنا کا ارتکاب لامحالہ طور پر کرتا ہے، آنکھ کا زنا دیکھنا، ہاتھ کا زنا چھونا ہے، اور نفس چاہتا ہے اور گفتگو کرتا ہے اور شرمگاہ اس کی تصدیق یا تکذیب کرتی ہے۔''

یہ حدیث اجنبی اور غیر محرم عورتوں سے مصافحہ کے حرام ہونے کی واضح دلیل ہے، مصافحہ بھی ان عورتوں کی طرف دیکھنے کی طرح ہے، یہ زنا کی قسمیں ہیں۔ ان احادیث کی پرواہ نہ کرتے ہوئے بعض اسلامی احزاب نے عورتوں سے مصافحہ کرنے کا جواز پیش کر رکھا ہے۔ واللہ المستعان۔ (صحيحه: ٢٢٦، ٢٨٠٤)

ہمارے معاشرے میں بعض کج فہم افراد یہ کہہ دیتے ہیں کہ آدمی کے دل میں تقوی ہونا چاہئے، غیر محرم عورتوں کے ساتھ ملاقات سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ ان لوگوں کی یہ گھٹیا بات اس مرتبے کی ہی نہیں کہ اس کا رد کیا جائے، ایسے کم بختوں کو عقل کے ناخن لینے چاہئیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اعلی پائے کے متقی، پارسا اور پرہیزگار تھے، ان اوصاف کے

باوجود بھی بیعت کرتے وقت عورتوں کے ہاتھوں کو مس نہیں کرتے تھے، ہم کس باغ کی مولی ہیں۔

تنبیہ:...... جس مرد اور عورت کا آپس میں حال میں یا کسی وقت نکاح ہو سکتا ہے، وہ ایک دوسرے کے حق میں غیر محرم ہوتے ہیں، مثلا: چچازاد، پھوپھوزاد، ماموں زاد اور خالہ زاد بہن بھائی۔

برتری کی بنیاد عمل صالح ہے
بدکلامی اور بخیلی، برے آدمی کی صفات ہیں

(٢٧٥٤)۔ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرِ الْجُهَنِيِّ مَرْفُوعاً: ((إِنَّ مَسَابَّكُمْ هٰذِهِ لَيْسَتْ بِمَسَابَّ عَلٰى أَحَدٍ، وَإِنَّمَا أَنْتُمْ وَلَدُ آدَمَ طَفُّ الصَّاعِ لَمْ تَمْلَؤُوْهُ، لَيْسَ لِأَحَدٍ عَلٰى أَحَدٍ فَضْلٌ إِلَّا بِدِيْنٍ، أَوْ عَمَلٍ صَالِحٍ، حَسْبُ الرَّجُلِ أَنْ يَّكُوْنَ فَاحِشاً بَذِيًّا بَخِيْلاً جُبَّاناً۔)) (الصحيحة: ١٠٣٨)

حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''(نسب کے بارے میں) تمہارا گالی گلوچ کرنا، کسی کے لیے کوئی عار و شنار والی بات نہیں ہے، کیونکہ تم سارے آدم کی اولاد ہو، اور بھرے ماپ سے کم ہو (یعنی کوئی بھی تم میں پورا اور کامل نہیں، ہر ایک میں کچھ نہ کچھ نقص ہے) اور کسی کو کسی پر کوئی فضیلت و برتری حاصل نہیں، مگر دین اور عملِ صالح کی بنا پر۔ آدمی کے (برا ہونے کے لیے) یہی کافی ہے کہ وہ فحش گو، بدکلام، بداخلاق، بخیل اور بزدل ہو۔''

تخريج: رواه عبدالله بن وهب في "الجامع" صـ ٦، وعنه الطحاوي في "المشكل" ٤/ ٣٦٥، وكذا ابن جرير في "التفسير" ٢٦/ ٨٩، والروياني في "مسنده" ٤٩/ ٢، وأبو الحسين بن النقور في "القراءة على الوزير" ٥/ ١، واخرجه احمد: ٤/ ١٥٨، وفيه ((انسابكم)) بدل قوله ((مسابكم)) وكذ اخرجه البيهقى فى "شعب الايمان": ٢/ ٩٠/ ٢

شرح:...... مسند احمد کی روایت میں ''مسابکم'' کی بجائے ''انسابکم'' کے الفاظ ہیں۔

ابن جریر کی ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں: ((اَلنَّاسُ لِآدَمَ وَحَوَّاءَ، كَطَفِّ الصَّاعِ لَمْ يَمْلَؤُوْهُ، إِنَّ اللّٰهَ لَا يَسْأَلُكُمْ عَنْ أَحْسَابِكُمْ، وَلَا عَنْ أَنْسَابِكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ أَتْقَاكُمْ۔)) ..... ''حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا علیہا السلام سے تمام لوگ پیدا ہوئے۔ لوگ اس صاع کی طرح ہیں، جس کو بھرا نہیں گیا۔ بیشک اللہ تعالیٰ تم سے تمہارے حسب ونسب کے بارے میں سوال نہیں کرے گا، تم میں سے اللہ تعالیٰ کے ہاں زیادہ معزز وہ ہوگا، جو سب سے زیادہ متقی ہوگا۔''

کسی شخص کے سیّد، اعوان، راجپوت، آرائیں، جنجوعہ، وڑائچ، گادھی، لودھی وغیرہ ہونے میں کوئی کمال نہیں، کیونکہ جب تمام اقوام اپنا سلسلۂ نسب آگے بڑھائیں گی تو سب کے نسبوں کا اختتام حضرت آدم علیہ السلام پر ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کے انتخاب میں صحت و عافیت، طاقت وقدرت، رعب و دبدبہ، غربت و امارت، حسن و جمال، مال و منال، خاندانی عظمت و

کمال اور حسب ونسب کا کوئی دخل نہیں۔ ربِّ جلیل کی نگاہِ انتخاب کی بنیاد بندگانِ خدا کے تقوی و پارسائی اور نیکی و بھلائی پر ہے، جو اس سلسلے میں جتنا ممتاز ہو گا، وہ اللہ تعالی کے ہاں بھی معزز ہو گا۔

آخر میں صفاتِ ذمیمہ کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا گیا کہ اگر کوئی آدمی فحش گوئی، بدکلامی، بداخلاقی، بخیلی اور بزدلی سے متصف ہے تو اس کے بد ہونے کے لیے یہی صفات کافی ہیں۔

بیان، جادو کی طرح مؤثر ہو سکتا ہے

(٢٧٥٥)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ أَعْرَابِياً جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَتَكَلَّمَ بِكَلَامٍ بَيِّنٍ (وَفِي رِوَايَةٍ لِأَحْمَدَ: فَجَعَلَ يُثْنِي عَلَيْهِ) فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنَّ مِنَ الْبَيَانِ سِحْراً، وَإِنَّ مِنَ الشِّعْرِ حِكَماً۔)) (الصحيحة:١٧٣١)

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک بدو، نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور انتہائی واضح انداز میں کلام کیا (مسند احمد کی روایت میں ہے کہ وہ آپ ﷺ کی تعریف بیان کرنے لگا)۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''بعض فصیحانہ کلام تو جادو کا اثر رکھتے ہیں اور بعض اشعار، حکمت و دانائی سے لبریز ہوتے ہیں۔''

تخريج: أخرجه البخاري في "الأدب المفرد": ٨٧٢، وأبوداود: ٥٠١١، وابن ماجه: ٣٧٥٦ الشطر الثاني فقط۔ وابن حبان: ٢٠٠٩، وأحمد: ١/ ٢٦٩، ٢٧٣، ٣٠٣، ٣٠٩، ٣١٣، ٣٢٧، ٣٣٢

شرح:...... حدیث اپنے مفہوم میں واضح ہے کہ دلوں کو مائل کرنے میں، ناراض کو راضی کرنے میں اور سامعین کے لیے مشکل کو آسان کرنے میں بعض خطابات بعض سے زیادہ اثر انداز ہوتے ہیں، اسی طرح بعض شعرا کا شاعرانہ کلام وعظ ونصیحت، حکمت و دانائی اور صدق وصفائی پر مشتمل ہوتا ہے۔

شعر، حکمت ودانائی پر مشتمل ہو سکتا ہے

(٢٧٥٦)۔ عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ مَرْفُوْعاً: ((إِنَّ مِنَ الشِّعْرِ حِكْمَةً۔)) (الصحيحة:٢٨٥١)

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''بعض اشعار، حکمت و دانائی پر مشتمل ہوتے ہیں۔''

تخريج: أخرجه البخاري في "صحيحه": ٧/ ١٠٧، وفي "الأدب المفرد": ١٢٤، ١٢٥، وأبوداود: ٢/ ٣١٥، والدارمي: ٢/ ٢٩٦۔٢٩٧، وابن ماجه: ٢/ ٤١٠، والطيالسي: ص٧٦ رقم ٥٥٦، وأحمد: ٣/ ٤٥٦، ٥/ ١٢٥

(٢٧٥٧)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ أَعْرَابِياً جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَتَكَلَّمَ بِكَلَامٍ بَيِّنٍ (وَفِي رِوَايَةٍ لِأَحْمَدَ فَجَعَلَ يُثْنِي عَلَيْهِ)

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک بدو، نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور انتہائی واضح انداز میں کلام کیا (مسند احمد کی روایت میں ہے کہ وہ آپ ﷺ کی تعریف

فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنَّ مِنَ الْبَيَانِ سِحْراً، وَإِنَّ مِنَ الشِّعْرِ حِكَماً۔)) (الصحيحة:١٧٣١)

بیان کرنے لگا)۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''بعض فصیحانہ کلام تو جادو کا اثر رکھتے ہیں اور بعض اشعار، حکمت و دانائی سے لبریز ہوتے ہیں۔''

تخریج: أخرجه البخاري في"الأدب المفرد": ٨٧٢، وأبوداود: ٥٠١١، وابن ماجه: ٣٧٥٦ الشطر الثاني فقط۔ وابن حبان: ٢٠٠٩، وأحمد: ١/ ٢٦٩، ٢٧٣، ٣٠٣، ٣٠٩، ٣١٣، ٣٢٧، ٣٣٢

شرح:...... ان احادیث سے معلوم ہوتا کہ جن آیات اور احادیث میں شعری کلام کی مذمت کی گئی ہے، اس سے مراد برے اشعار ہیں۔ وگرنہ کوئی شعر، شعر ہونے کی وجہ سے قابل مذمت نہیں ہوتا، بلکہ اگر اس میں اچھا مفہوم بیان کیا گیا ہے تو وہ اچھا ہو گا اور اگر اس میں برا مفہوم بیان کیا گیا ہے تو وہ برا ہو گا۔

شعر اور نثر میں فرق

(٢٧٥٨)۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو مَرْفُوعاً: ((اَلشِّعْرُ بِمَنْزِلَةِ الْكَلَامِ، حَسَنُهُ كَحَسَنِ الْكَلَامِ، وَقَبِيْحُهُ كَقَبِيْحِ الْكَلَامِ۔)) (الصحيحة:٤٤٧)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اشعار، عام (نثر) کلام کی طرح ہیں، یعنی اچھے اشعار، اچھے کلام کی طرح ہیں اور برے اشعار، برے کلام کی طرح۔''

٤٤٧:تخريج: أخرجه البخاري في"الأدب المفرد": ١٢٥، والدارقطني: ٤٩٠، والطبراني في "الاوسط"

شرح:...... معلوم ہوا کہ کوئی کلام نثر یا شعر ہونے کی وجہ سے قابل تعریف یا قابل مذمت نہیں ہوتی، بلکہ اس کے اچھا یا برا ہونے کا دارومدار اس میں بیان کئے گئے مفہوم پر ہے۔ تفصیل کے لیے "اَلْأَخْلَاقُ وَالْبِرُّ وَالصِّلَةُ" میں عنوان'' کیا شعر وشاعری قابل نفرت ہے'' کا مطالعہ کریں۔

برے اشعار کی مذمت

(٢٧٥٩)۔ قَالَ ﷺ: ((لَأَن يَّمْتَلِئَ جَوْفُ أَحَدِكُمْ قَيْحاً حَتّٰى يُرِيَهُ خَيْرٌلَّهُ مِنْ أَن يَّمْتَلِئَ شِعْراً۔)) وَرَدَ عَنْ جَمَاعَةٍمِنَ الصَّحَابَةِ، مِنْهُمْ: أَبُو هُرَيْرَةَ، وَعَبْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ، وَسَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ، وَأَبُو سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ، وَعُمَرُ وَغَيْرُهُمْ۔ (الصحيحة:٣٣٦)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر کسی کا پیٹ پیپ سے لبا لب بھر جائے حتی کہ اسے دکھائی دینے لگے، تو یہ اس کے لیے اس سے بہتر ہے کہ اس کا پیٹ شعروں سے بھرا ہوا ہو۔'' یہ حدیث کئی صحابۂ کرام، مثلا حضرت ابو ہریرہ، حضرت عبد اللہ بن عمر، حضرت سعد بن ابو وقاص اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہم وغیرہ سے مروی ہے۔

تخريج:١۔أما حديث أبي هريرة؛ فأخرجه البخاري: ٤/ ١٤٦، وفي"الأدب المفرد": ٨٦٠، ومسلم:

٧/ ٥٠، وأبـوداود: ٥٠٠٩، والترمذي: ٢/ ١٣٩، وابن ماجه: ٣٧٥٩، والطحاوي في "الشرح المعاني": ٢/ ٣٧٠، وأحمد: ٢/ ٢٨٨و٣٥٥و٣٩١و٤٧٨و٤٨٠

٢۔وأما حديث ابن عمر: فأخرجه البخاري في "الصحيح"، وفي "الأدب المفرد": ٨٧٠، والدارمي: ٢/ ٢٩٧، وأحمد: ٢/ ٣٩و٩٦و٢٢٣

٣۔وأما حديث سعد بن أبي وقاص: فأخرجه مسلم، والترمذي، وابن ماجه: ٣٨٦٠، وأحمد: ١/ ١٧٥ و١٧٧و١٨١، وأبويعلى: ١/٥٣ و١/ ٥٤، وأبو عبيد القاسم بن سلام في "غريب الحديث": ١/ ٧

٤۔وأما حديث أبي سعيد: فأخرجه مسلم، وأحمد: ٣/ ٨و٤١

٥۔وأما حديث عمر: فأخرجه الطحاوي

شــرح:...... اس حدیث میں ان اشعار کی مذمت کی گئی ہے، جو بیہودہ، بے مقصد اور لایعنی ہوں، کیونکہ اچھے اشعار کو شریعت میں سراہا گیا ہے نیز آپ ﷺ کی مجلس میں اچھے اشعار پڑھے جاتے رہے ہیں، بلکہ آپ ﷺ نے خود بھی اشعار پڑھے ہیں، اس کی تفصیل کے لیے "اَلْأَخْلَاقُ وَالْبِـرُّ وَالـصِّلَةُ" میں ''کیا شعر و شاعری قابل نفرت ہے'' کے مفصّل عنوان کا مطالعہ کریں۔

اس باب کی حدیث پر بحث کرتے ہوئے امام البانی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں: امام نووی نے کہا: اس حدیث مبارکہ کو اس شخص پر محمول کیا جائے گا جس نے اپنی توجہ اشعار پر مرکوز کر رکھی ہو اور قرآن و حدیث سے غافل ہو گیا ہے۔ امام قرطبی نے کہا: جس شخص پر شعری کلام غالب آ جائے تو اسے عام قوانین وضوابط کے مطابق موردِ طعن و مذمت ٹھہرنا پڑتا ہے۔

...... امام ابو عبیدہ قاسم بن سلام نے کہا: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے اشعار کی معمولی مقدار کی رخصت دی ہے، کیونکہ اس حدیث کی یہ توجیہ بیان کرنا مناسب ہے کہ اس کا تعلق اس شخص سے ہے جو شعروں کا ہی ہو کر رہ جائے اور قرآن مجید اور اللہ تعالیٰ کے ذکر و اذکار سے غافل ہو جائے۔ اگر کوئی شخص قرآن کریم اور دوسرے شرعی علوم سے متصف ہو اور اس کے پاس کچھ اشعار بھی ہوں تو وہ اس حدیث کا مصداق نہیں بن سکتا۔ (صحيحه: ٣٣٦)

سلام اور آمین پر یہودیوں کا حسد کرنا

(٢٧٦٠)۔ عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ دَخَلَ يَهُوْدِيٌّ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: اَلسَّامُ عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدُ! فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((وَعَلَيْكَ)) فَقَالَتْ عَائِشَةُ: فَهَمَمْتُ أَنْ أَتَكَلَّمَ، فَعَلِمْتُ كَرَاهِيَةَ النَّبِيِّ ﷺ لِذٰلِكَ، فَسَكَتُّ، ثُمَّ دَخَلَ آخَرُ فَقَالَ:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک یہودی، رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور (السلام علیکم کی بجائے) کہا: اے محمد! اَلسَّامُ عَلَيْكُمْ (یعنی آپ پر موت اور ہلاکت ہو)۔ آپ ﷺ نے یوں جواب دیا: "وَعَلَيْكَ (اور تجھ پر بھی ہو)۔'' حضرت عائشہ کہتی ہیں: میں نے بات تو کرنا چاہی لیکن مجھے معلوم تھا کہ آپ ﷺ ناپسند کریں گے، اس لیے

السَّامُ عَلَيْكَ، فَقَالَ: ((عَلَيْكَ)) فَهَمَمْتُ أَنْ أَتَكَلَّمَ، فَعَلِمْتُ كَرَاهِيَةَ النَّبِيِّ ﷺ لِذٰلِكَ، ثُمَّ دَخَلَ الثَّالِثُ فَقَالَ: السَّامُ عَلَيْكَ: فَلَمْ أَصْبِرْ حَتّٰى قُلْتُ: وَعَلَيْكَ السَّامُ وَغَضَبُ اللّٰهِ وَلَعْنَتُهُ إِخْوَانَ الْقِرَدَةِ وَالْخَنَازِيرِ! أَتُحَيُّونَ رَسُوْلَ اللّٰهِ بِمَا لَمْ يُحَيِّهِ اللّٰهُ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْفُحْشَ وَلَا التَّفَحُّشَ، قَالُوْا قَوْلًا فَرَدَدْنَا عَلَيْهِمْ، إِنَّ الْيَهُوْدَ قَوْمٌ حُسُدٌ، وَإِنَّهُمْ لَا يَحْسُدُوْنَنَا عَلٰى شَيْءٍ كَمَا يَحْسُدُوْنَنَا عَلَى السَّلَامِ، وَعَلٰى آمِين۔)) (الصحيحة:٦٩١)

میں خاموش رہی۔ دوسرا یہودی آیا اور کہا: اَلسَّامُ عَلَيْكُم (آپ پر موت اور ہلاکت پڑے)۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "وَعَلَيْكَ (اور تجھ پر بھی ہو)۔" اب کی بار بھی میں نے کچھ کہنا چاہا لیکن آپ ﷺ کے ناپسند کرنے کی وجہ سے (خاموش رہی)۔ پھر تیسرا یہودی آیا اور کہا: اَلسَّامُ عَلَيْكُم۔ مجھ سے صبر نہ ہو سکا اور میں یوں بول اٹھی: بندرو اور خنزیرو! تم پر ہلاکت ہو، اللہ کا غضب ہو اور اس کی لعنت ہو۔ جس انداز میں اللہ تعالی نے رسول اللہ ﷺ کو سلام نہیں دیا، کیا تم وہ انداز اختیار کرنا چاہتے ہو؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "(عائشہ!) اللہ تعالی بدزبانی اور فحش گوئی کو پسند نہیں کرتا، ان (یہودیوں) نے "اَلسَّامُ عَلَيْكَ" کہا اور ہم نے بھی (بدگوئی سے بچتے ہوئے صرف "وَعَلَيْكَ" کہہ کر) جواب دے دیا۔ دراصل یہودی حاسد قوم ہے اور (ہماری کسی) خصلت پر اتنا حسد نہیں کرتے جتنا کہ سلام اور آمین پر کرتے ہیں۔"

تخريج: أخرجه ابن خزيمة في "صحيحه": ١/ ٧٣/ ٢، وأخرجه ابن ماجه: ١/ ٢٨١ مقتصرا على الجملة الاخيرة

شرح:...... یہودیوں کا آپ ﷺ کو السلام علیکم کی بجائے "السام علیکم" کہنا اور آپ کا "وعلیکم" کہہ کر جواب دینا، اس پر "غیر مسلموں کے سلام یا بددعاؤں کا جواب کیسے دیا جائے؟" کے عنوان میں تفصیلی بحث ہو چکی ہے۔ اس حدیث کے آخری جملے پر بحث کرتے ہوئے امام البانی رحمہ اللہ نے لکھا ہے: ان دو احادیث میں یہ اشارہ موجود ہے کہ سلام کی طرح امام کے پیچھے مقتدیوں کو بلند آواز سے آمین کہنا چاہئے، کیونکہ جہر سے ہی یہودیوں کے غصے اور حسد کو ہوا ملے گی۔ یہ بڑی واضح بات ہے، مزید آپ خود غور و فکر کریں۔ (صحیحہ: ٦٩٢)

صحابہ کا اپنی پسند و ناپسند پر رسول اللہ ﷺ کو ترجیح دینا

(٢٧٦١)۔ عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: لَمَّا حَضَرَتْ أَبَا سَلَمَةَ الْوَفَاةُ، قَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ: إِلٰى مَنْ تَكِلُنِي؟ فَقَالَ: اَللّٰهُمَّ! إِنَّكَ لِأُمِّ سَلَمَةَ خَيْرٌ

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت قریب آیا تو (ان کی بیوی) حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: آپ مجھے کس کے سپرد کر کے جا رہے

مِنْ أَبِیْ سَلَمَةَ. فَلَمَّا تُوُفِّیَ، خَطَبَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَتْ: إِنِّی كَبِیْرَةُ السِّنِّ، قَالَ: ((أَنَا أَكْبَرُ مِنْكِ سِنًّا وَالْعِیَالُ عَلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ، وَأَمَّا الْغَیْرَةُ، فَأَرْجُو اللّٰهَ أَنْ یُذْهِبَهَا.)) فَتَزَوَّجَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، فَأَرْسَلَ إِلَیْهَا، بِرَحَایَیْنِ وَجَرَّةٍ لِلْمَاءِ. (الصحیحة:٢٩٣)

ہیں؟ انھوں نے کہا: اے اللہ! بیشک تو ام سلمہ کے حق میں مجھ سے بہتر ہے۔ جب وہ فوت ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ نے ام سلمہ کو پیغامِ نکاح بھیجا۔ انھوں نے جواباً کہا: میری عمر زیادہ ہو گئی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں تجھ سے بڑا ہوں، تیرے بچے اللہ اور اس کے رسول کے سپرد اور رہا مسئلہ جوش و ناگواری (اور غصے میں آ جانے کا) تو مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے ختم کر دے گا۔'' بالآخر رسول اللہ ﷺ نے ان سے شادی کر لی اور ان کی طرف دو چکیاں اور پانی کا ایک گھڑا بھیجا۔

تخریج: أخرجه أبو یعلی فی "مسنده": ١٩٨/ ١

شــرح:...... نبی کریم ﷺ سے عقدِ زوجیت اختیار کرنا کسی سعادت سے کم نہیں ہے، لیکن سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے اپنی سمجھ کے مطابق آپ ﷺ کو ہر قسم کی تکلیف اور ناگواری سے محفوظ رکھنے کے لیے ام المومنین جیسے لقب کو قربان کرنا چاہا اور تین عذر پیش کیے:

(۱) اے اللہ کے رسول! میں غیرت مند ہوں، یعنی اپنے جذبات و احساسات کے خلاف بات کو گوارا نہیں کر سکتی، ممکن ہے کہ میری یہ طبیعت آپ پر گراں گزرے۔

(۲) میں صاحبِ اولاد ہوں۔

(۳) میں بڑی عمر والی ہوں۔

عام مرد حضرات ان امور والی خواتین سے شادی نہیں کرتے، یہی سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کے بارے میں سوچا تھا کہ کہیں آپ کو کوئی چیز ناگوار نہ گزرے۔ لیکن آپ ﷺ نے ان کو راضی کر لیا اور وہ زوجۂ رسول بن گئیں۔

جھگڑا اور مذاق ترک کرنے کی فضیلت

(٢٧٦٢)۔ عَنْ أَبِیْ أُمَامَةَ مَرْفُوْعاً: ((أَنَا زَعِیْمُ بَیْتٍ فِی رَبَضِ الْجَنَّةِ لِمَنْ تَرَكَ الْمِرَاءَ وَإِنْ كَانَ مُحِقًّا وَبَیْتٍ فِی وَسَطِ الْجَنَّةِ لِمَنْ تَرَكَ الْكَذِبَ وَإِنْ كَانَ مَازِحاً وَبَیْتٍ فِی أَعْلَى الْجَنَّةِ لِمَنْ حَسُنَ خُلُقُهُ.)) (الصحیحة:٢٧٣)

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں اس شخص کو جنت کے اطراف میں ایک گھر کی ضمانت دوں گا، جس نے حق پر ہوتے ہوئے بھی جھگڑا چھوڑ دیا (اور اپنے حق سے دستبردار ہو گیا) اور اس شخص کے لیے جنت کے درمیان میں ایک گھر کا ضامن ہوں جس نے مزاح کے طور پر بھی جھوٹ نہیں بولا اور اس شخص کے لیے جنت کے بلند ترین

حصے میں ایک گھر کا ضامن ہوں جس کا اخلاق اچھا ہوا۔''

تخريج: رواه أبو داود فی "سننه": ٤٨٠٠، وعنه البيهقی: ١٠/ ٢٤٩

شرح:......اس میں حق پر ہونے کے باوجود نہ جھگڑنے، سنجیدگی و غیر سنجیدگی میں جھوٹ نہ بولنے اور حسن اخلاق کی فضیلت کا بیان ہے۔ سنجیدہ اور باوقار لوگ ہمیشہ سے جھگڑوں سے پرہیز کرتے آئے ہیں اور یہی ان کو زیب دیتا ہے۔ گال پھلانا، اول فول بکنا اور اینٹ کا جواب پتھر سے دینا صاحب ایمان اور صاحب قرآن کو اچھا نہیں لگتا، اگرچہ وہ حق پر ہی ہوں۔

مذاق میں بھی جھوٹ بولنے سے گریز کرنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ شخص اللہ تعالی اور اس کے رسول کے احکام کو بہت اہمیت دیتا ہے اور ایسے موقعوں پر بھی جھوٹ نہیں بولتا کہ جہاں عام لوگ کذب بیانی کو زیادہ برا نہیں سمجھتے، بلکہ اس کے جواز کے قائل ہو جاتے ہیں۔ بہرحال ہر حال میں اللہ تعالی کو جھوٹ بولنا ناپسند ہے۔ حسن اخلاق کی فضیلت و عظمت پر بحث ہو چکی ہے۔

بے پردگی منع ہے

(٢٧٦٠)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ صَخْرٍ ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ: ((إِنَّا نُهِيْنَا أَنْ تُرٰى عَوْرَاتُنَا۔)) (الصحيحة: ١٧٠٦)

حضرت جابر بن صخر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''ہمیں منع کیا گیا ہے کہ ہمارے قابل ستر اعضائے جسم کو دیکھا جائے۔''

تخريج: أخرجه الحاكم: ٣/ ٢٢٢۔ ٢٢٣، وعنه البيهقي في "الشعب": ٢/ ٤٦٥/ ١، وابن شاهين وابن السكن وابن أبي حاتم في "العلل": ٢/ ٢٧٦

شرح:......اس معاملے میں زیادہ واضح اور فیصلہ کن حدیث درج ذیل ہے:

سیدنا معاویہ بن حیدہ قشیری رضی اللہ نے سوال کیا: اے اللہ کے رسول! ہم اپنے ستر کن سے چھپائیں اور کن کے لیے چھوڑیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

((إِحْفَظْ عَوْرَتَكَ إِلَّا مِنْ زَوْجَتِكَ وَمَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ۔))

''اپنے ستر کو اپنی بیوی اور لونڈی کے سوا سب سے چھپاؤ۔'' انھوں نے پھر سوال کیا: اے اللہ کے رسول! اگر کوئی آدمی ہو تو؟''

آپ ﷺ نے فرمایا:

((إِنِ اسْتَطَعْتَ أَنْ لَّا يَرَيَنَّهَا أَحَدٌ فَلَا يَرَيَنَّهَا۔))

حسب استطاعت کوشش کرو کہ کوئی بھی اس (ستر) کو نہ دیکھنے پائے۔'' اس نے تیسرا سوال کیا: اے اللہ کے رسول! اگر آدمی اکیلا ہو تو (ستر کو چھپانے کا کیا مسئلہ ہوگا)؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ((وَاللّٰهُ أَحَقُّ أَنْ يُّسْتَحْيٰى مِنْهُ

مِنَ النَّاسِ۔)) ... اس معاملے میں اللہ تعالی لوگوں سے زیادہ حقدار ہے کہ اس سے حیا کی جائے۔ (ابو داود، ابن ماجه، ترمذی)

یتیم کی کفالت کرنے کی فضیلت

(٢٧٦٤)۔ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ مَرْفُوعاً: ((أَنَا وَكَافِلَ الْيَتِيمِ كَهَاتَيْنِ فِي الْجَنَّةِ، وَأَشَارَ بِالسَّبَّابَةِ وَالْوُسْطٰى وَفَرَّقَ بَيْنَهُمَا قَلِيلاً۔)) (الصحيحة: ٨٠٠)

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا جنت میں (ان دو انگلیوں کی) طرح (قریب قریب) ہوں گے۔'' پھر آپ ﷺ نے شہادت والی اور درمیانی انگلی کے ساتھ اشارہ کیا اور ان کے درمیان معمولی فرق کیا۔

تخريج: أخرجه البخاري في "صحيحه": ٧/ ٧٦، وفي "الأدب المفرد": صـ٢٢، وأبو داود: ٢/ ٣٣٦، والترمذي: ١/ ٣٤٩، وأحمد: ٥/ ٣٣

شرح: ...... اللہ تعالی نے اپنے بندوں کو روزی مہیا کرنے کے لیے دو انداز اختیار کئے ہیں: (۱) براہِ راست اسبابِ رزق عطا کر دینا، جیسے ذاتی کاروبار یا ذاتی زمین وغیرہ اور (۲) کسی کو لوگوں کے ذریعے رزق عطا کرنا، جیسے کسی کی ملازمت وغیرہ۔

یتیم معاشرے کا انتہائی بے سہارا فرد ہوتا ہے، اسلامی معاشرے کی اصلاح اللہ تعالی کا مقصودِ اوّل ہے، اس غرض و غایت کا پورا ہونا صرف اس صورت میں ممکن ہے کہ بے سہاروں کا سہارا بنا جائے، وگرنہ یہی افراد راہِ ہدایت سے پھسل کر معاشرے کے ناکارہ افراد یا بھکاریوں یا پھر چوروں ڈاکوؤں کا روپ دھار لیتے ہیں۔

جنت میں نبی کریم ﷺ کی مصاحبت و رفاقت بہت بڑا اعزاز ہے، جس کے حصول کا دارومدار یتیم کے ساتھ حسن سلوک پر ہے۔ شریعت کی نظر میں بہترین گھر وہ ہے، جس میں یتیم کے ساتھ اچھا برتاؤ کیا جائے اور بدترین گھر وہ ہے، جس میں یتیم کے ساتھ بدسلوکی کا معاملہ روا رکھا جائے۔

حسن و حسین رضی اللہ عنہما کے سابقہ نام

(٢٧٦٥)۔ عَنْ عَلِيٍّ، قَالَ: لَمَّا وُلِدَ الْحَسَنُ سَمَّاهُ حَمْزَةَ، فَلَمَّا وُلِدَ الْحُسَيْنُ سَمَّاهُ بِعَمِّهِ (جَعْفَرٍ) قَالَ: فَدَعَانِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((إِنِّي أُمِرْتُ أَنْ أُغَيِّرَ اسْمَ هٰذَيْنِ۔)) فَقُلْتُ: اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ۔ فَسَمَّاهُمَا حَسَنًا وَحُسَيْنًا۔ (الصحيحة:٢٧٠٩)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جب حسن پیدا ہوا تو میں نے اس کا نام حمزہ رکھا اور جب حسین پیدا ہوا تو اس کا نام اس کے چچے جعفر کے نام پر رکھا۔ (ایک دن) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بلایا اور فرمایا: ''مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں یہ دونوں نام تبدیل کردوں۔'' میں نے کہا: اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام حسن اور حسین رکھ دیا۔

تخريج: أخرجه أحمد فى"المسند": ١/ ١٥٩، وفى "فضائل الصحابة": ٢/ ٧١٢/ ١٢١٩، وأبو يعلى فى"مسنده": ١/ ١٤٧، والطبرانى فى"المعجم الكبير": رقم ٢٧٨٠ ج١، و الحاكم: ٤/ ٢٧٧

نامناسب نام تبدیل کرنا

(٢٧٦٦)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ غَيَّرَ اسْمَ عَاصِيَةَ، وَقَالَ: ((أَنْتِ جَمِيْلَةُ۔)) (الصحيحة: ٢١٣)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ''عاصیہ'' کا نام تبدیل کر دیا اور فرمایا: ''تو جمیلہ ہے۔''

تخريج: رواه مسلم: ٦/ ١٧٣، والبخارى فى"الأدب المفرد"٨٢٠، وأبوداود: ٤٩٥٢، والترمذى: ٢/ ١٣٧، وابن حبان: ٧/ ٥٢٨/ ٥٧٨٨، وأحمد: ٢/ ١٨

شرح:...... عاصیہ کے معانی ''نافرمان عورت'' کے ہیں، جو کہ نامناسب ہیں، اسلیے نام تبدیل کیا گیا۔

(٢٧٦٧)۔ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ، عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَهُ: ((مَا اسْمُكَ؟)) قَالَ: حَزْنٌ۔ قَالَ: ((أَنْتَ سَهْلٌ۔)) قَالَ: لَا، السَّهْلُ يُوْطَأُ وَيُمْتَهَنُ۔ قَالَ سَعِيْدٌ: فَظَنَنْتُ أَنَّهُ سَيُصِيْبُنَا بَعْدَهُ حُزُوْنَةٌ۔ (الصحيحة: ٢١٤)

سعید بن میّب اپنے باپ سے اور وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا: ''تیرا کیا نام ہے؟'' اس نے کہا: حزن۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تو سہل ہے۔'' اس نے کہا: نہیں، سہل تو بے وقعت ہوتا ہے اور اسے حقیر و معمولی سمجھا جاتا ہے۔ سعید کہتے ہیں: میں یہ خیال کرتا ہوں کہ ہمیں سختیوں و درشتیوں کا سامنا کرنا پڑے گا۔

تخريج: رواه البخارى: ١٠/ ٤٧٤۔فتح، وفى "الأدب المفرد": ٨٤١، وأبوداود: ٤٩٥٦، وابن حبان: ٧/ ٥٢٩/ ٥٧٩٢

شرح:...... حزن کا معنی ''اکھڑ مزاج آدمی اور سخت زمین'' اور سہل کے معنی ''نرم مزاج آدمی اور نرم زمین'' کے

ہیں۔حزن نے نبی کریم ﷺ کی وصیت قبول نہ کی اور کہا: لَا أُغَيِّرُ اسْمًا سَمَّانِيْهِ أَبِيْهِ۔ ...... میں اپنے باپ کا مجوزہ نام تبدیل نہیں کروں گا۔ (بخاری)

ابن مسیّب کہتے ہیں: فَمَا زَالَتِ الْحَزُوْنَةُ فِيْنَا بَعْدُ۔ ...... پس ہم میں اکھڑ مزاجی اور بداخلاقی برقرار رہی۔ (بخاری)

ابن مسیّب یہ کہنا چاہتے ہیں کہ ان کے دادا نے آپ ﷺ کی وصیت قبول کر کے اپنا نام تبدیل نہ کیا، اس کی وجہ سے ہمارے خاندان پر نحوست پڑی اور ہم میں سوئے خلقی، سختی و کرختگی اور اکھڑ مزاجی عام ہو گئی۔

امام البانی رحمہ اللہ نے کہا: آپ ﷺ کی موجودگی میں حزن کا اپنا نام تبدیل نہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے اس نام کو جائز سمجھا، تقریری حدیث کا یہی تقاضا ہے۔ (صحیحہ: ٤ ٢١) نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ اس مقام پر آپ کا حکم وجوب کے لیے نہ تھا۔

امام ابوداود کہتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے شہاب، حرب، مُضطجع، عفرہ زمین، شعب الضلالہ، بنو الزنیہ اور بنو مُغویہ کے اسما تبدیل کر کے بالترتیب ہشام، سلم، منبعث، خضرہ زمین، شعب الھدی، بنو الرشدہ اور بنو رشدہ رکھا۔ (ابوداود)

معلوم ہوا کہ جب کسی کے نام میں قبیح معانی پائے جاتے ہوں تو اسے تبدیل کر دیا جائے۔

(٢٧٦٨)۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ، أَنَّهُ دَخَلَ عَلٰى زَيْنَبَ بِنْتِ أَبِي سَلَمَةَ، فَسَأَلَتْهُ عَنِ اسْمِ أُخْتٍ لَّهُ عِنْدَهُ؟ قَالَ: فَقُلْتُ: اسْمُهَا بَرَّةٌ۔ قَالَتْ: غَيِّرِ اسْمَهَا، فَإِنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَكَحَ زَيْنَبَ بِنْتَ جَحْشٍ وَاسْمُهَا بَرَّةٌ فَغَيَّرَ اسْمَهَا إِلٰى زَيْنَبَ، فَدَخَلَ عَلٰى أُمِّ سَلَمَةَ حِيْنَ تَزَوَّجَهَا وَاسْمِي بَرَّةُ، فَسَمِعَهَا فَدَعَوْنِي بَرَّةُ، قَالَ: ((لَا تُزَكُّوْا أَنْفُسَكُمْ، فَإِنَّ اللّٰهَ هُوَ أَعْلَمُ بِالْبَرَّةِ مِنْكُنَّ وَالْفَاجِرَةِ، سَمِّيْهَا زَيْنَبَ۔)) فَقَالَتْ (أُمُّ سَلَمَةَ) فَهِيَ زَيْنَبُ فَقُلْتُ لَهَا: اسْمِي؟ فَقَالَتْ: غَيِّرْ إِلٰى مَا غَيَّرَ إِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، سَمِّهَا زَيْنَبَ۔

(الصحيحة: ٢١٠)

محمد بن عمرو بن عطا کہتے ہیں: میں حضرت زینت بنت ابوسلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا، انھوں نے مجھ سے میری بہن کا نام پوچھا۔ میں نے کہا: اس کا نام ”بَرّہ“ ہے۔ انھوں نے کہا: یہ نام تبدیل کر دو، کیونکہ نبی کریم ﷺ نے جب حضرت زینب بنت جحش سے شادی کی، تو اس کا نام ”بَـــرَّہ“ تھا، آپ ﷺ نے اسے تبدیل کر دیا اور اس کا نام زینت رکھا۔ (واقعہ یوں ہے، جیسا کہ حضرت زینب نے بیان کیا:) رسول اللہ ﷺ نے جب حضرت ام سلمہ سے شادی کی تو اس کے پاس گئے، میرا نام ”بَرّہ“ تھا، جب اس نے مجھے برہ کہہ کر پکارا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”اپنے آپ کا تزکیہ مت کرو، اللہ تعالی بہتر جانتا ہے کہ تم میں سے کون صالحہ ہے اور کون فاجرہ، ان کا نام زینب رکھ دو۔“ حضرت ام سلمہ نے کہا: اب یہ زینب ہے (نہ کہ برّہ)۔ میں نے اسے کہا: میرا نام؟ اس نے کہا: تو بھی اسی طرح تبدیل کر دے، جس طرح رسول

اللہ ﷺ نے کیا، یعنی اس کا نام زینب رکھ دے۔

تخریج: أخرجه مسلم: ٦/ ١٧٣ـ ١٧٤، والبخاري في "الأدب المفرد": ٨٢١، وأبو داود: ٤٩٥٣

شرح:...... "بَـرَّه" کے معنی "نیک خاتون" کے ہیں، بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ عورت اپنے آپ کو نیک ظاہر کرنا چاہتی ہے اور اپنا تزکیۂ نفس ظاہر کر رہی ہے اور ایسا کرنا شریعت میں ناپسندیدہ ہے، اسی بنا پر یہ نام تبدیل کر دیا گیا۔

مدعو لوگوں کا داعی سے زائد افراد کے لیے اجازت طلب کرنا

(٢٧٦٩)۔ عَنْ أَبِيْ مَسْعُوْدِ الْأَنْصَارِيِّ، قَالَ: كَانَ مِنَ الأَنْصَارِ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ: أَبُوْ شُعَيْبٌ وَكَانَ لَهُ غُلَامٌ لَحَّامٌ، فَقَالَ: اِصْنَعْ لِي طَعَاماً أَدْعُوْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ خَامِسَ خَمْسَةٍ، فَدَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خَامِسَ خَمْسَةٍ، فَتَبِعَهُمْ رَجُلٌ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنَّكَ دَعَوْتَنَا خَامِسَ خَمْسَةٍ، وَهٰذَا رَجُلٌ قَدْ تَبِعَنَا، فَإِنْ شِئْتَ أَذِنْتَ لَهُ، وَإِنْ شِئْتَ تَرَكْتَهُ۔)) قَالَ: بَلْ أَذِنْتُ لَهُ۔ (الصحيحة: ٣٥٥٢)

حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک انصاری آدمی، جسے ابو شعیب کہا جاتا تھا، کا غلام قصاب تھا۔ اس نے اپنے غلام سے کہا: کھانا تیار کرو، میں رسول اللہ ﷺ کو پانچ آدمیوں سمیت دعوت دینے کے لیے جا رہا ہوں۔ اس نے رسول اللہ ﷺ کو پانچ افراد سمیت بلایا۔ (جب آپ ﷺ جانے لگے تو) ایک آدمی ان کے پیچھے چل پڑا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "تم نے ہم پانچ افراد کو دعوت دی ہے، یہ آدمی ہمارے پیچھے چلتا رہا، اگر تمہاری مرضی ہو تو اسے اجازت دے دو اور مرضی نہ ہونے کی صورت میں رہنے دو۔" اس نے کہا: کیوں نہیں، میں اسے (کھانا کھانے کی) اجازت دوں گا۔

تخریج: أخرجه البخاري: ٥٤٣٤، ٥٤٦١، ومسلم: ٦/ ١١٥ـ ١١٦، والترمذي: ١٠٩٩، والنسائي في "السنن الكبرى": ٦٦١٤، ٦٦١٥، والدارمي: ٢/ ١٠٥ـ ١٠٦، والطبراني في "المعجم الكبير": ١٧/ ٥٢٤ـ ٥٣٢، والبغوي في "شرح السنة": ٩/ ١٤٥

(٢٧٧٠)۔ ((إِنَّهُ اتَّبَعَنَا رَجُلٌ لَمْ يَكُنْ مَعَنَا حِيْنَ دَعَوْتَنَا، فَإِنْ أَذِنْتَ لَهُ دَخَلَ۔)) جَاءَ مِنْ حَدِيْثِ أَبِيْ مَسْعُوْدِ الْبَدْرِيِّ، وَجَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ هٰذَا لَفْظُ حَدِيْثِ أَبِيْ مَسْعُوْدِ الْبَدْرِيِّ: عَنْ أَبِيْ مَسْعُوْدِ الْبَدْرِيِّ الْأَنْصَارِيِّ: قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ۔ يُقَالُ لَهُ: أَبُوْ شُعَيْبٍ۔ إِلٰى غُلَامٍ لَهُ لَحَّامٍ. فَقَالَ:

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "ایک آدمی ہمارے پیچھے چلتا رہا، جب تم نے ہمیں دعوت دی تھی، اس وقت وہ موجود نہیں تھا، اب اگر تم اسے اجازت دے دو تو وہ اندر آ جائے۔" یہ حدیث حضرت ابو مسعود بدری اور حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔ یہ ابو مسعود بدری کی حدیث کے الفاظ ہیں، (پوری روایت یوں ہے): حضرت ابو مسعود بدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی، جسے ابو شعیب کہا

اِصْنَعْ لِي طَعَاماً يَكْفِي خَمْسَةً ، فَإِنِّي رَأَيْتُ فِي وَجْهِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الْجُوْعَ۔ قَالَ: فَصَنَعَ طَعَاماً ثُمَّ أَرْسَلَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ ، فَدَعَاهُ وَجُلَسَاءَهُ الَّذِيْنَ مَعَهُ ، فَلَمَّا قَامَ النَّبِيُّ ﷺ اتَّبَعَهُمْ رَجُلٌ لَّمْ يَكُنْ مَعَهُمْ حِيْنَ دَعَوْا فَلَمَّا انْتَهَى رَسُوْلُ اللّٰهِ إِلَى الْبَابِ ، قَالَ: لِصَاحِبِ الْمَنْزِلِ ..... فَذَكَرَهُ۔ قَالَ: فَقَدْ أَذِنَّا لَهُ ، فَلْيَدْخُلْ۔

(الصحيحة:٣٥٧٩)

جاتا تھا، اپنے قصاب غلام کے پاس آیا اور اسے حکم دیا کہ پانچ آدمیوں کے لیے کھانا تیار کرو، کیونکہ اس نے رسول اللہ ﷺ کے چہرے سے محسوس کیا ہے کہ آپ بھوکے ہیں۔ اس نے کھانا تیار کیا، پھر اس نے نبی کریم ﷺ اور آپ کے ہم نشینوں کو بلا بھیجا، جب نبی کریم ﷺ کھڑے ہوئے تو ایک آدمی ان کے پیچھے چل پڑا، جو اس وقت موجود نہیں تھا جب دعوت دی گئی تھی۔ جب رسول اللہ ﷺ (داعی کے گھر کے) دروازے پر پہنچے تو گھر والے سے فرمایا: ......'' اس نے کہا: میں اسے اجازت دیتا ہوں، وہ اندر آ جائے۔

تخريج: جاء من حديث أبي مسعود البدري، وجابر بن عبدالله:

(١)۔ أما حديث مسعود: فقد رواه البخاري:٥٤٣٤، ٥٤٦١، ومسلم: ٦/ ١١٥۔ ١١٦، والترمذي: ١٠٩٩۔ واللفظ له۔، والدارمي: ٢/ ١٠٥۔ ١٠٦، وأبوعوانة. ٥/ ٣٧٣۔ ٣٧٥، وابن حبان: ٥٢٧٦، وأحمد: ٤/ ١٢١

(٢)۔ وأما حديث جابر: فقد رواه مسلم: ٦/ ١١٦۔ ولم يسق لفظه۔، وأبوعوانة: ٥/ ٣٧٥، وأحمد: ٣/ ٣٥٣

شرح :...... حدیثِ مبارکہ اپنے مفہوم میں انتہائی واضح ہے کہ جن لوگوں کو دعوت دی جائے، وہ داعی کا لحاظ کریں اور پانچ افراد کو دعوت دینے کا یہ مطلب نہیں کہ نو دس افراد پہنچ جائیں۔ زیادہ افراد ہو جانے کی صورت میں پہلے داعی سے اجازت طلب کی جائے۔

حرم میں الحاد تنگین جرم ہے

(٢٧٧١)۔ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ سَعِيْدٍ، عَنْ أَبِيْهِ، أَتَى عَبْدُاللّٰهِ بِنُ عُمَرَ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ الزُّبَيْرِ فَقَالَ: يَا ابْنَ الزُّبَيْرُ! إِيَّاكَ وَالْإِلْحَادَ فِي حَرَمِ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((إِنَّهُ سَيُلْحِدُ فِيْهِ رَجُلٌ مِنْ قُرَيْشٍ، لَوْ وُزِنَتْ ذُنُوْبُهُ بِذُنُوْبِ الثَّقَلَيْنِ لَرَجَحَتْ۔)) قَالَ: فَانْظُرْ لَاتَكُوْنُهُ۔ (الصحيحة:٣١٠٨)

اسحاق بن سعید اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا: ابن زبیر! اللہ تعالیٰ کے حرم میں الحاد سے اجتناب کر، کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''عنقریب ایک قریشی آدمی بیت اللہ کی بے حرمتی کرے گا، اگر (کسی ترازو پر) اس کے گناہوں کا، جن و انس کے گناہوں کے ساتھ وزن کیا جائے، تو اس کا پلڑا بھاری ہوگا۔'' (اپنے کیے پر) غور وفکر کرلو، کہیں وہ تم ہی نہ ہو۔

تخريج: أخرجه أحمد: ٢/ ١٣٦

شرح:...... حق سے انحراف اور اعتدال سے اعراض کو الحاد کہتے ہیں، اس اعتبار سے صغیرہ گناہ کے مرتکب کو بھی مُلحِد کہا جا سکتا ہے، لیکن اس کا جواب یہ ہے کہ عرف میں دین سے خارج ہو جانے کو الحاد کہتے ہیں، اس لیے جب اس لفظ کا اطلاق کسی معصیت کے مرتکب پر کیا جائے گا تو اس سے مراد کبیرہ گناہ ہوگا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حرم میں الحاد کرنا سنگین جرم ہے۔

مشرکوں کی ہجو کرنا

(٢٧٧٢)۔ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ قُرَيْظَةَ لِحَسَّانَ بْنِ ثَابِتٍ: ((اُهْجُ الْمُشْرِكِيْنَ، فَإِنَّ جِبْرِيْلَ مَعَكَ۔)) (الصحيحة:٨٠١)

حضرت برا بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بنو قریظہ والے دن حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کو فرمایا: ''(اشعار کے ذریعے) مشرکوں کی مذمت کرو، بیشک جبریل (علیہ السلام) تمہارے ساتھ ہے۔''

تخريج:أخرجه البخاري: ٥/ ١٥ تعليقا، وأحمد: ٤/ ٢٨٦ و٣٠٣ موصولا، وكذا الخطيب: ١٤/ ٣١، ثم اخرجه البخاري: ٤/ ٧٩، ٥/ ٥١، ٧/ ١٠٩، ومسلم: ٧/ ١٦٣

(٢٧٧٣)۔ عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ مَرْفُوْعاً: ((اُهْجُوْا بِالشِّعْرِ إِنَّ الْمُؤْمِنَ يُجَاهِدُ بِنَفْسِهِ وَمَالِهِ وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ، كَأَنَّمَا تَنْضَحُوْهُمْ بِالنَّبْلِ۔)) (الصحيحة: ٨٠٢)

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''شعروں کے ذریعے (مشرکین کی) مذمت کرو، بیشک مومن اپنی جان اور مال دونوں کے ساتھ جہاد کرتا ہے۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے! گویا کہ تم (ان اشعار کے ذریعے) ان پر تیر برسا رہے ہو۔''

تخریج: أخرجه أحمد: ٣/ ٤٦٠

شرح:...... معلوم ہوا کہ جنگ و جدل کے موقع پر مشرکین کی ہجو اور مذمت کر کے اور ان کے عیوب بیان کر کے ان کی توہین کرنی چاہئے۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((جَاهِدُوْا الْمُشْرِكِيْنَ بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ وَأَلْسِنَتِكُمْ۔)) (ابو داود، نسائی) ...... ''اپنے مالوں، جانوں اور زبانوں کے ساتھ مشرکوں سے جہاد کرو۔'' زبان کے جہاد سے مراد دلائل کے ذریعے ان پر حجت قائم کرنا، ان کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلانا اور دورانِ جنگ ان کی ہجو کرنا ہے۔

لعنت نہ کرنے کی نبوی وصیت

(٢٧٧٤)۔ عَنْ جُرْمُوْزِ الْجُهَيْمِيِّ، قَالَ: قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَوْصِنِيْ، قَالَ: ((أُوْصِيْكَ أَنْ لَّاتَكُوْنَ لَعَّانًا۔)) (الصحيحة:١٧٢٩)

حضرت جرموز جہیمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے کوئی وصیت فرما دیجیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں تجھے وصیت کرتا ہوں کہ لعن طعن کرنے والا نہ بن جانا۔''

تخریج: أخرجه أحمد: ٥/ ٧٠، والطبراني: ٢١٨١

شرح:...... کسی کے لیے خدا کی مار، پھٹکار، اللہ تعالیٰ کی خیر و رحمت سے دوری اور اس کے عذاب و عتاب کی بد دعا کرنا لعنت کہلاتا ہے۔ بیشتر لوگ ہنسی مذاق یا سنجیدگی میں دوسرے مسلمان بھائیوں کو لعنت جیسے قبیح القاب سے پکارنے سے اجتناب نہیں کرتے، جبکہ سیدنا ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((لَعْنُ الْمُؤْمِنِ كَقَتْلِهِ۔)) (بخاری، مسلم) ...... ''مومن پر لعنت کرنا اس کو قتل کرنے کے برابر ہے۔''

زبان کی حفاظت مومن کا عظیم وصف ہے، کسی انسان کی شخصیت کا پتہ دینے کے لیے اس کی زبان ہی کافی ہے۔ لعن طعن، سب و شتم اور گالی گلوچ، ایمان اور صدق کے منافی امور ہیں۔ ہمیں چاہئے کہ نبی کریم ﷺ کی اس وصیت پر عمل کریں اور باوقار زندگی گزارتے ہوئے اپنی زبان کو قابو میں رکھیں۔

ایسے امور سے، جن کی وجہ سے معذرت کرنا پڑے، اجتناب کرنے کی وصیت

(٢٧٧٥)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ مَرْفُوْعاً: ((إِيَّاكَ وَكُلَّ مَايُعْتَذَرُ مِنْهُ۔)) (الصحيحة:٣٥٤)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایسی بات پر اجتناب کر، جس پر معذرت کرنا پڑے۔''

تخریج: رواه الضياء في "المختارة": ١/ ١٣١، والديلمي في "مسند الفردوس"

(۲۷۷٦)۔ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: عِظْنِي وَأَوْجِزْ، فَقَالَ: ((إِذَا قُمْتَ فِي صَلَاتِكَ، فَصَلِّ صَلَاةَ مُوَدِّعٍ وَلَا تُكَلِّمْ بِكَلَامٍ تَعْتَذِرُ مِنْهُ غَدًا وَاجْمَعِ الْإِيَاسَ مِمَّا فِي أَيْدِي النَّاسِ۔)) (الصحيحة:۴۰۱)

حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور کہا کہ مجھے کوئی بلیغ و مختصر نصیحت کریں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب تو نماز ادا کرے تو (اپنی زندگی کی) آخری نماز سمجھ کر ادا کر اور ایسا کلام مت کر کہ جس سے بعد میں تجھے معذرت کرنا پڑے اور جو کچھ لوگوں کے پاس ہے اس سے ناامید (اور غنی) ہو جا۔''

تخریج: أخرجه البخاري في "التاريخ": ۳/ ۲/ ۲۱٦، وابن ماجه: ۲/ ۵۴۲، وأحمد: ۵/ ۴۱۲، وأبو نعيم في "الحلية": ۱/ ۳٦۲، والبيهقي في "الزهد الكبير": ۱۳/ ۲

شرح:...... نبی کریم ﷺ نے تین نصیحتوں میں پوری زندگی کا سکون جمع کر دیا ہے، کوئی بشر اپنی موت سے باخبر نہیں ہے، اس لیے اسے چاہئے کہ وہ ہر نماز کو اپنی زندگی کی آخری نماز سمجھ کر انتہائی خوبصورت انداز میں ادا کرے، تاکہ اگر اس نماز کے بعد اس کو موت آ جائے تو وہی نماز اس کی نجات کے لیے کافی ہو جائے۔ دوسری نصیحت میں شارع علیہ السلام نے زبان کی حفاظت کی تعلیم دی ہے، تاکہ بعد میں کسی قسم کی شرمندگی اور ندامت کا سامنا نہ کرنا پڑے، یہ زبان ہی ہے جس سے آدمی کی شخصیت عیاں ہوتی ہے، اگر زبان میں وقار ہے تو پورے وجود میں سنجیدگی ہو گی اور اگر زبان ہر چراگاہ میں چرنے کی عادی ہو تو جسم بھی بے حیا ہو جاتا ہے۔ تیسری نصیحت میں آپ ﷺ نے لالچ اور حرص جیسی صفات سے گریز کرنے کی تلقین کی ہے، کیونکہ ان قبیح صفات کی وجہ سے انسان میں کمینگی اور گھٹیاپن پیدا ہو جاتا ہے، جو اس کے مقام و مرتبہ کو جانوروں سے بھی گھٹا دیتا ہے۔ آدمی کو چاہئے کہ وہ اللہ تعالیٰ پر توکل کرے اور اسے رازق سمجھے، لوگوں کے مال و دولت پر نگاہ نہ رکھے۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو آدمی فاقہ میں مبتلا ہو جائے اور لوگوں کے سامنے اس کا اظہار کرے تو اس کا فاقہ ختم نہیں ہو گا اور جو آدمی اس کا اظہار اللہ تعالیٰ کے سامنے کرے تو اللہ تعالیٰ اسے رزق عطا فرمائے گا، وہ جلد ہو یا بدیر۔ (ابوداود، ترمذی)

تکبر اور نافرمانی کا عذاب دنیا میں بھی ملتا ہے

(۲۷۷۷)۔ عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((بَابَانِ مُعَجَّلَانِ عُقُوبَتُهُمَا فِي الدُّنْيَا الْبَغْيُ وَالْعُقُوقُ۔)) (الصحيحة:۱۱۲۰)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''(گناہ کی) دو اقسام ایسی ہیں کہ دنیا میں جلد ہی ان کی سزا دے دی جاتی ہے: تکبر و بغاوت اور نافرمانی و بدسلوکی۔''

تخریج: أخرجه الحاكم: ۴/ ۱۷۷

شرح:...... اس حدیث میں بغاوت و سرکشی، بڑائی و تکبر اور نافرمانی و بدسلوکی کی مذمت کا بیان ہے، یہ ایسے جرائم

ہیں کہ آخرت تو آخرت، دنیا میں ہی ان کا خمیازہ بھگتنا پڑتا ہے۔ جو شخص کسی کو ظلم و ستم کا نشانہ بناتا ہے اور جو نوجوان والدین سمیت بزرگوں کے ساتھ بد خلقی و بدسلوکی کے ساتھ پیش آتا ہے، اسے سمجھ لینا چاہیے کہ سدا بادشاہی اللہ تعالیٰ کی ہے، وہ دنیا و آخرت میں اس کا مؤاخذہ کرنے پر قادر ہے، ایسے لوگوں کو قبل از موت ہی منہ کی کھانا پڑتی ہے۔ اہل پاکستان کے لیے اس حدیث کو سمجھنا آسان ہے، جہاں کے حکمران بھی اسی قانون قدرت کا نشانہ بن گئے ہیں۔

قارئین کرام! اگر آپ محسوس نہ کریں تو میں آپ کے سامنے ایک مثال بیان کر دیتا ہوں، ایک لڑکی بے راہ روی میں مبتلا ہوگئی اور گھر والوں کے لیے نہ صرف ذہنی اذیتوں کا سبب بنی، بلکہ ان کو ذلت و حقارت کی اتھاہ گہرائیوں میں گرا دیا۔ بعد میں انکشاف ہوا کہ اس کے بڑوں نے بھی اپنی جوانیوں میں اسی قسم کا اندازِ زندگی اختیار کر کے اپنے وڈیروں کو ذلیل کیا تھا۔ دیکھئے مستقبل میں اس کے ساتھ کیا ہوتا ہے۔

خوش خلقی، امر بالمعروف، نہی عن المنکر اور گزرگاہوں سے تکلیف دہ چیز دور کرنے جیسے امورِ خیر

(٢٧٧٨)۔ عَنْ أَبِي ذَرٍّ مَرْفُوْعاً: ((تَبَسُّمُكَ فِي وَجْهِ أَخِيْكَ لَكَ صَدَقَةٌ، وَأَمْرُكَ بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهْيُكَ عَنِ الْمُنْكَرِ صَدَقَةٌ، وَإِرْشَادُكَ الرَّجُلَ فِي أَرْضِ الضَّلَالِ لَكَ صَدَقَةٌ، وَبَصَرُكَ الرَّجُلَ الرَّدِيءَ الْبَصَرِ لَكَ صَدَقَةٌ، وَإِمَاطَتُكَ الْحَجَرَ وَالشَّوْكَةَ وَالْعَظْمَ عَنِ الطَّرِيْقِ لَكَ صَدَقَةٌ وَإِفْرَاغُكَ مِنْ دَلْوِكَ فِي دَلْوِ أَخِيْكَ لَكَ صَدَقَةٌ۔)) (الصحیحة:٥٧٢)

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''تیرا اپنے بھائی کے سامنے مسکرانا صدقہ ہے، نیکی کا حکم دینا صدقہ ہے، برائی سے منع کرنا صدقہ ہے، بے آباد زمین میں کسی آدمی کی رہنمائی کرنا صدقہ ہے، جہاں کوئی قائد نہیں ملتا، کمزور نظر والے آدمی کو دکھانا صدقہ ہے، راستے سے پتھر، کانٹا اور ہڈی (وغیرہ) دور کرنا صدقہ ہے اور اپنے ڈول کا پانی کسی بھائی کے ڈول میں ڈال دینا صدقہ ہے۔''

تخریج: أخرجه الترمذي: ١/ ٣٥٤ والسياق له، والبخاري في "الأدب المفرد": ١٢٨، وابن حبان: ٨٦٤، وابن عدي في "الكامل": ٥/ ٢٧٥

شرح:...... شریعتِ اسلامیہ میں مسلمان کے نیک اعمال کو صدقہ کہا جاتا ہے، جس کے ذریعے وہ اپنے وجود کو آتشِ دوزخ سے آزاد کرواتا ہے۔ ہاں یہ ضروری ہے کہ ہم اس حدیث کو بغور پڑھیں اور اپنے طرزِ حیات کا اس کے ساتھ موازنہ کریں کہ ہم اس حدیث کے جن اجزا پر عمل کر رہے ہیں، ان کی بنیاد انسانیت ہے یا اسلام یا محض ذاتی تعلقات۔

ٹھہراؤ اور سنجیدگی کی فضیلت اور عجلت کی مذمت

(٢٧٧٩)۔ عَنِ الْأَعْمَشِ ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((التُّؤَدَةُ فِي كُلِّ شَيْءٍ إِلَّا فِي عَمَلِ الْآخِرَةِ۔)) (الصحيحة:١٧٩٤)

اعمش بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''ہر چیز میں متانت و سنجیدگی (اور ٹھہراؤ) ہونا چاہئے، سوائے آخرت کے۔''

تخريج: رواه أبوداود: رقم ٤٨١٠، والحاكم: ١/ ٦٢، والبيهقي في "الزهد": ٨٨/ ١

(٢٧٨٠)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((التَّأَنِّيْ مِنَ اللّٰهِ وَالْعَجَلَةُ مِنَ الشَّيْطَانِ۔)) (الصحيحة: ١٧٩٥)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''ٹھہراؤ اور آہستگی اللہ تعالی کی طرف سے ہے اور جلد بازی اور عجلت شیطان کی طرف سے ہے۔''

تخريج: أخرجه أبويعلي في "مسنده": ٣/ ١٠٥٤، والبيهقي في "السنن الكبرى": ١٠/ ١٠٤

شرح:...... شریعتِ اسلامیہ نے شرف و وقار، متانت و سنجیدگی، سکونت و تسکین اور ٹھہراؤ کو ترجیح دی ہے۔ جیسا کہ ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿وَاقْصِدْ فِيْ مَشْيِكَ وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ إِنَّ أَنْكَرَ الْأَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيْرِ﴾۔ (سورۂ لقمان: ١٩)...... ''اپنی رفتار میں میانہ روی اختیار کر اور اپنی آواز پست رکھا کر۔ یقیناً گدھے کی آواز بدترین آواز ہے۔''

اس آیتِ کریمہ کا مفہوم یہ ہے کہ نہ تو چال میں اتنی سست روی ہو کہ دیکھنے والا بیمار خیال کرے اور نہ اتنی تیزی ہو کہ شرف و وقار کے خلاف نظر آئے۔ دوسرے حصے میں چیخ چیخ کر اور چلا چلا کر باتیں کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ دوسرے مقام پر ارشاد ہوا: ﴿وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْأَرْضِ هَوْنًا﴾۔ (سورۂ فرقان: ٦٣) ... ''اور رحمن کے بندے تو وہ ہیں جو وقار اور سکونت کے ساتھ چلتے ہیں......''

ان احادیث کا تقاضا ہے کہ ہم چلنے پھرنے، بیٹھنے اٹھنے، کھانے پینے، گفت و شنید کرنے، کوئی کام سرانجام دینے میں باوقار آدمی کی طرح ٹھہراؤ اختیار کریں، یاد رہے کہ سست روی اور ٹھہراؤ میں فرق ہے، ٹھہراؤ کا معنی یہ نہیں کہ آپ کوئی بات شروع کریں اور سامعین اس کے اختتام کا شدت کے ساتھ انتظار کرنے لگ جائیں۔ کس معاملے میں کتنا ٹھہراؤ ہونا چاہئے؟ اگر نبی کریم ﷺ کی حیاتِ مبارکہ کو اسوہ اور آئیڈیل بنایا جائے، تب سارے تقاضے پورے ہو جائیں گے۔ یاد رہے کہ آپ ﷺ کی ان احادیث کا تعلق عام معمول کی زندگی سے ہے، ہنگامی حالات میں بتقاضۂ وقت عجلت سے کام لیا جائے گا، مثلا: کسی مریض کے لیے ڈاکٹر کو بلانے کے لیے جانا، کسی تکلیف میں مبتلا آدمی کو نجات دلانے کے لیے دوڑ کر جانا، وغیرہ وغیرہ۔

ٹھہراؤ اور سنجیدگی کی ضد، جلد بازی اور عجلت ہے، آپ دیکھیں گے جو آدمی چلنے میں خواہ مخواہ کی جلدی کرتا ہے، وہ جاتے جاتے ٹھوکر کھا کر گر پڑتا ہے یا گرتے گرتے سنبھل جاتا ہے، اسی طرح گاڑی کی رفتار کو گورنمنٹ کی مجوزہ حد سے تیز رکھنا، کئی حادثات کا سبب بنتی ہے۔ آپ نے دیکھا ہوگا کہ جو عورتیں جلدی جلدی میں برتن وغیرہ صاف کرتی ہیں، ہر

دوسرے دن کوئی نہ کوئی برتن توڑا ہوتا ہے۔ اسی طرح جو خواتین وحضرات گوشت اور سبزی وغیرہ کاٹنے میں جلدی کرتے ہیں، تھوڑی ہی دیر گزرتی ہے کہ ان کے ہاتھ سے خون بہہ رہا ہوتا ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔ سچ فرمایا نبی مہربان نے کہ جلد بازی شیطان کی پیداوار ہے۔

لیکن حدیث کے آخری حصے سے معلوم ہوتا ہے کہ آخرت کے معاملے میں جلدی کرنا چاہئے اور توشۂ آخرت جمع کرنے میں دیوانہ ہو جانا چاہئے۔

تکیہ، تیل اور دودھ ردّ نہ کیا جائے

(٢٧٨١)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((ثَلَاثٌ لَا تُرَدُّ: الْوَسَائِدُ، وَالدُّهْنُ وَاللَّبَنُ۔)) (الصحیحة:٦١٩)

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تین چیزوں کو ردّ نہ کیا جائے: تکیہ، تیل اور دودھ۔''

تخریج: أخرجه الترمذی: ٢/ ١٣٠، وعنه البغوی فی"شرح السنة": ٣/ ١١٢/ ٢، وأبو الشيخ فی"الطبقات المحدثين": صـ١٨٥، وبشر بن مطر فی"حديثه": ٣/ ٨٩/ ١، وابن حبان فی"الثقات": ٤/ ١١٠، والطبرانی فی"المعجم الكبير": ٣/ ١٩٦/ ١، وأبو نعيم فی"أخبار أصبهان": ١/ ٩٩

شــــرح:...... امام مبارکپوری رحمہ اللہ لکھتے ہیں: یہ چیزیں پیش کرنے والے کو نہ کوئی تکلف کرنا پڑتا ہے اور نہ کوئی خاص مشقت اٹھانا پڑتی ہے، اس لیے یہ چیزیں قبول کر لی جائیں۔ مزید جنابِ طیبی نے کہا: دراصل آپ ﷺ یہ بیان کرنا چاہتے ہیں کہ تکیہ، خوشبو اور دودھ پیش کر کے مہمان کی خدمت کرنا چاہئے، ان چیزوں کا پیش کرنا بہت آسان ہے، لہٰذا مہمان کو بھی چاہئے کہ وہ قبول کر لے اور ردّ نہ کرے۔ (تحفة الاحوذی)

جہاں باندازِ احسن مہمان نوازی مطلوبِ شریعت ہے، وہاں میزبان کی خواہش بھی ہوتی ہے کہ اس کا مہمان راضی ہو جائے اور مہمان کو بھی معلوم ہونا چاہئے کہ ان لوگوں نے اس کی قدر کی ہے۔ اس حدیثِ مبارکہ میں آپ ﷺ نے جو نسخہ پیش کیا ہے، اس میں دونوں کے لیے عافیت ہے، میزبان اس پر عمل کر کے یہ خوشی محسوس کرے گا کہ اس نے اپنے مہمان کو معزز جگہ پر بٹھایا اور دودھ یا چائے وائے پیش کر کے اپنی محبت کا اظہار کیا، یہ امور مہمان کی حوصلہ افزائی کے لیے بھی کافی ہوں گی، اگر مہمان یہ چیزیں قبول کرنے سے انکار کر دے تو یقیناً میزبان کو وہ تسلی نہیں ہوتی، جو قبول کرنے کی صورت میں ہوتی ہے۔ واللہ اعلم

اللہ تعالیٰ کی نظر رحمت سے محروم لوگ

(۲۷۸۲)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ مَرْفُوْعاً: ((ثَلَاثَةٌ لَايَنْظُرُ اللّٰهُ إِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ: اَلْعَاقُّ لِوَالِدَيْهِ، وَمُدْمِنُ الْخَمْرِ، وَالْمَنَّانُ عَطَاءَهُ، وَثَلَاثَةٌ لَايَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ: اَلْعَاقُّ لِوَالِدَيْهِ، وَالدَّيُّوْثُ، وَالرَّجْلَةُ۔)) (الصحيحة:۱۳۹۷)

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالی روزِ قیامت تین قسم کے افراد کی طرف نہیں دیکھے گا: والدین کا نافرمان، دوام سے شراب پینے والا اور اپنے دیے پر احسان جتلانے والا اور تین آدمی جنت میں داخل نہیں ہوں گے: والدین کا نافرمان، دیوث (جسے اپنے اہل وعیال کے سلسلے میں غیرت وحمیت نہ ہو) اور مردوں سے مشابہت رکھنے والی عورتیں۔''

تخريج: أخرجه البزار في "مسنده" ۱۸۷۵

شرح:...... اس حدیث میں والدین کی نافرمانی، شراب، احسان جتلانے، اہل وعیال کے سلسلہ میں بے غیرتی اور عورتوں کا مردوں سے مشابہت اختیار کرنے کی مذمت کی گئی ہے، یہ کبیرہ گناہ ہیں اور ان کے مرتکبین اللہ تعالی کو سخت ناپسند ہیں۔

کائنات کا کوئی ذرہ اللہ تعالی کی نظروں سے اوجھل نہیں ہوسکتا، اس حدیث میں ''نہ دیکھنے'' سے مراد اعراض کرنا ہے، یعنی اللہ تعالی ایسے لوگوں کو لطف وکرم اور رحمت وشفقت والی نگاہ سے نہیں دیکھے گا۔

احسان جتلانے سے صدقہ وخیرات اور تحائف وہدیا کا اجر وثواب ضائع ہو جاتا ہے۔ یہ انتہا درجے کی کمینگی اور گھٹیا پن ہے کہ کسی کو کچھ دے تو دیا، لیکن لینے والے کو تاحیات، جناب کے طعنے وصول کرنے پڑ جائیں۔ قرآن مجید کی رو سے ایسے صدقے کی بجائے اچھی بات کر لینا ہی بہتر ہے۔ بہرحال ایسا شخص عند اللہ مبغوض اور ناپسندیدہ ہے۔

دیوث سے مراد وہ شخص ہے جسے اپنے اہل وعیال کے سلسلہ میں غیرت وحمیت نہ ہو، وہ ان میں پائے جانے والی برائی و بے حیائی کو محسوس نہ کرے۔ مثلاً بیوی اور بیٹیوں کی بے پردگی، بالخصوص شادی بیاہ کے موقع پر ان کا بناؤ سنگھار کر کے غیر محرم لوگوں کے سامنے اپنے حسن کا اظہار کرنا، ان کو کھلے عام بازاروں میں جانے دینا، ان کا غیر محرم مردوں کے ساتھ عام میل جول برقرار رکھنا، گھر میں حیا سوز، فحاشی وعریانی، بے حیائی و بے شرمی اور عورتوں کے نیم برہنہ جسموں پر مشتمل ڈراموں کا موجود ہونا، وغیرہ وغیرہ۔

عورتوں کے مردوں سے مشابہت اختیار کرنا ان کے حق میں لعنتی عمل ہے، اس کا مفہوم یہ ہے کہ عورت مردانہ لباس اور مردانہ وضع قطع اور ہیئت اختیار کرے، جیسے مردوں کی سی قمیص شلوار یا کوٹ پتلون یا بش شرٹ پتلون وغیرہ پہنے۔ دراصل اللہ تعالی نے مرد وزن دونوں میں ایک دوسرے سے مختلف فطری اوصاف رکھے ہیں، ان میں ان کو ایک دوسرے کے ساتھ مشابہت اختیار کرنے سے بچنا چاہئے، ایسا کرنا لعنت کا باعث ہے۔ اسی ذیل میں مغربی فکر وفلسفہ سے متاثرہ وہ خواتین بھی آ جاتی ہیں جو آجکل خلافِ فطرت وہ تمام کام کرنے کی مذموم سعی کر رہی ہیں جو مردوں کے ساتھ مخصوص ہیں،

جب کہ اللہ تعالی نے ان کو ان کاموں کا مکلف ہی نہیں بنایا، بلکہ ان کو صرف مردوں کا حق قرار دیا ہے، لیکن عورت نادانی اورمغرب کی نقالی میں ان پر بھی اپنا حق جتا کر انہیں اختیار کرنے پر تلی ہوئی ہے اور یوں اپنی نسوانیت پر ظلم کر رہی ہے اور اللہ تعالی کے ہاں بھی ملعون بن رہی ہے۔

رات کو اور دورانِ سفر خلوت اختیار کرنا منع ہے

(۲۷۸۳)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا۔ قَالَ:خَرَجَ رَجُلٌ مِنْ (خَيْبَرَ) فَاتَّبَعَهُ رَجُلَانِ، وَآخَرُ يَتْلُوْهُمَا يَقُوْلُ: اِرْجِعَا اِرْجِعَا، حَتّٰى رَدَّهُمَا، ثُمَّ لَحِقَ الْأَوَّلَ، فَقَالَ: إِنَّ هٰذَيْنِ شَيْطَانَانِ، وَإِنِّي لَمْ أَزَلْ بِهِمَا حَتّٰى رَدَدْتُّهُمَا، فَإِذَا أَتَيْتَ، رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَأَقْرِئْهُ السَّلَامَ، وَأَخْبِرْهُ أَنَّا هٰهُنَا فِي جَمْعِ صَدَقَاتِنَا وَلَوْ كَانَتْ تَصْلُحُ لَهُ لَبَعَثْنَا بِهَا إِلَيْهِ، قَالَ: فَلَمَّا قَدِمَ الرَّجُلُ الْمَدِيْنَةَ أَخْبَرَ النَّبِيَّ ﷺ فَعِنْدَ ذٰلِكَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْخَلْوَةِ۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ایک آدمی خیبر سے نکلا، دو آدمی اس کے پیچھے اور ایک اُن دو کے پیچھے چل پڑا، وہ اُن کو کہتا تھا: لوٹ آؤ، لوٹ آؤ۔ (یہاں تک کہ) انھیں لوٹا دیا، پھر وہ پہلے آدمی کو جا ملا اور اسے بتایا کہ یہ دو شیطان تھے، میں ان کے ساتھ لگا رہا، حتی کہ انھیں لوٹا دیا۔ جب تو رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچے تو آپ کو میرا سلام عرض کرنا اور بتلا دینا کہ ہم یہاں صدقات جمع کر رہے ہیں، اگر آپ ﷺ کے لائق ہوں تو ہم بھیج دیں گے۔ وہ آدمی مدینہ پہنچا اور نبی ﷺ کو سارے معاملے کی خبر دی۔ تو آپ ﷺ نے خلوت (تنہائی) سے منع کر دیا۔

(الصحيحة:٣١٣٤)

تخريج: أخرجه الحاكم: ٢/ ١٠٢، وأحمد: ١/ ٢٧٨، ٢٩٩

(۲۷۸٤)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ مَرْفُوْعاً: ((لَوْ يَعْلَمُ النَّاسُ فِي الْوَحْدَةِ مَا أَعْلَمُ مَاسَارَ رَاكِبٌ بِلَيْلٍ وَحْدَهُ أَبَداً۔))

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر لوگوں کو پتہ چل جائے کہ تنہائی (کے کیا نقصانات) ہیں تو رات کو کوئی مسافر اکیلا سفر پر نہ نکلے۔''

(الصحيحة:٦١)

تخريج:رواه البخاري:٢/ ٢٤٧، والترمذي: ١/ ٣١٤، والدارمي: ٢/ ٢٨٩، وابن ماجه: ٣٧٦٨، وابن حبان في "صحيحه": ١٩٧٠ ـموارد، والحاكم: ٢/ ١٠١، وأحمد: ٢/ ٢٣و٢٤و٨٦و١٢٠، والبيهقي: ٥/ ٢٥٧، وابن عساكر: ١٨/ ٨٩/ ٢

(٢٧٨٥)۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو مَرْفُوعاً: ((الرَّاكِبُ شَيْطَانٌ وَالرَّاكِبَانِ شَيْطَانَانِ وَالثَّلَاثَةُ رَكْبٌ۔)) (الصحيحة: ٦٢)

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ایک مسافر شیطان ہوتا ہے، دو مسافر بھی شیطان ہوتے ہیں، البتہ تین مسافر ہوں تو قافلہ بنتا ہے۔''

تخريج: مالك: ٢/ ٩٧٨/ ٣٥، وعنه أبوداود: ٢٦٠٧، وكذاالترمذي: ١/ ٣١٤، والحاكم: ٢/ ١٠٢، والبيهقي: ٥/ ٢٦٧، وأحمد: ٢/ ١٨٦و٢١٤، والخطيب في "التاريخ": ٥/ ٣٨٣

(٢٧٨٦)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ: نَهٰى ﷺ عَنِ الْوَحْدَةِ: أَنْ يَبِيتَ الرَّجُلُ وَحْدَهُ، أَوْ يُسَافِرَ وَحْدَهُ۔ (الصحيحة: ٦٠)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تنہائی، یعنی آدمی کو اکیلا رات گزارنے اور اکیلا سفر کرنے سے منع فرمایا۔

تخريج: رواه أحمد: ٢/ ٩١

شرح:...... نفع ونقصان کا حقیقی مالک اللہ تعالی ہے، لیکن اس نے لوگوں کے ظاہری حالات واحساسات کو مدنظر رکھ کر تحفظ کے قوانین وضع کیے ہیں، ایک قانون یہ ہے کہ تنہا سفر نہ کیا جائے۔

عصرِ حاضر کے ماحول نے اس حدیثِ مبارکہ کی وضاحت میں خوب مدد کی ہے۔ مثلا:

- سفر کے دوران ہونے والے حادثات کی وجہ سے لقمۂ اجل بن جانا یا زخمی ہو جانا
- دورِ حاضر میں اچانک موذی بیماریوں میں مبتلا ہو جانا
- ڈاکوؤں، چوروں اور جیب کتروں کے حملوں کی کثرت
- بوریت واکتاہٹ
- جماعت کے ساتھ نماز ادا نہ کرسکنا۔ وغیرہ وغیرہ۔

ہمارے ہاں معروف ہے کہ ایک، ایک ہوتا ہے اور دو، گیارہ ہوتے ہیں، بہر حال جو خطرات تنہائی کی وجہ سے لاحق ہوتے ہیں، اجتماع کی وجہ سے وہ کم ہو جاتے ہیں۔ جو لوگ پیدل سفر کرتے ہیں اور دورانِ سفر کئی ویران مقامات سے ان کا گزر ہوتا ہے، وہ ذاتی تجربات کی روشنی میں وضاحت کر سکتے ہیں کہ شیطان، انسان کو تنگ کرنے کے لیے کون کون سی صورتیں اختیار کرتا ہے۔ حملہ کرنے والے انسان ہوں یا شیطان ہوں یا درندے ہوں، وہ سمجھتے ہیں کہ مسافر اب اکیلا ہے اور اب دو چار ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کے مطابق رفقائے سفر کی کم از کم تعداد تین ہونی چاہئے۔ (ترمذی، ابوداود)

امام البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں: ان احادیث میں مسلمان کو تنہا سفر کرنے سے منع کیا گیا ہے، بلکہ دو افراد کو بھی منع کیا گیا، جیسا کہ سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ والی حدیث سے معلوم ہوتا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((اَلرَّاكِبُ

شَیْطَانٌ وَالرَّاكِبَانِ شَيْطَانَانِ ، وَالثَّلَاثَةُ رَكْبٌ۔)) (ابوداود: ۲۶۰۷، ترمذی: ۱۶۷۴، صحیحه: ۶۲) ...... ''ایک سوار بھی شیطان ہے، دوسوار بھی شیطان ہیں، البتہ تین افراد کو قافلہ کہا جا سکتا ہے۔''

اس حدیث میں شیطان کے معانی نافرمان کے ہیں، جیسا کہ قرآن مجید کی آیت ﴿شیاطین الانس والجن﴾ (سورۂ انعام: ۱۱۲) سے مراد نافرمان انس و جن ہیں۔

امام طبری رحمہ اللہ نے کہا: آداب سفر کی تعلیم دینے کے لیے اس حدیث میں زجر و توبیخ کرتے ہوئے رہنمائی کی گئی ہے، کیونکہ تنہائی میں وحشت کا خطرہ ہوتا ہے، بہرحال یاد رہے کہ اکیلا سفر کرنا حرام نہیں ہے، حقیقتِ حال یہ ہے کہ جو آدمی کسی جنگل سے اکیلا گزر رہا ہوتا ہے یا اکیلا رات گزار رہا ہوتا ہے، وہ کسی وجہ سے وحشت اور گھبراہٹ محسوس کر سکتا ہے، بالخصوص جب بندہ بلند افکار کا مالک اور قوی دل والا نہ ہو۔ یہ حقیقت تسلیم کرنا ضروری ہے کہ بزدل اور بہادر ہونے یا نہ ہونے میں لوگوں میں تفاوت پایا جاتا ہے، لیکن شریعت نے سرے سے یہ دروازہ بند کرنے کے لیے وحدت سے منع کر دیا۔ معلوم ہوا کہ اکیلے سفر کرنا مکروہ ہے، البتہ دو ہوں تو کراہت میں کمی آجاتی ہے۔ مناوی نے یہ بات ''الفیض'' میں ذکر کی ہے۔

میں (البانی) کہتا ہوں: شاید ان احادیث کا مصداق صحراؤں اور جنگلوں میں سفر کرنے والا مسافر ہو، جس کو شاذ و نادر ہی کوئی بندہ نظر آتا ہے، چونکہ آج کل سڑکیں ہموار ہیں اور ٹرانسپورٹ عام ہے، ایسے حالات میں اکیلے سفر کرنا جائز ہے۔

حدیث میں بعض صوفیوں کا بھی ردّ کیا گیا ہے، جو سیاحت اور نفس کو سدھارنے کے لیے جنگلوں میں نکل جاتے ہیں اور زیادہ تر بھوک اور پیاس کی وجہ سے مر جاتے ہیں، جیسا کہ ان کی حکایات میں ذکر کیا جاتا ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ محمد رسول اللہ ﷺ کی سیرت ہی بہترین سیرت ہے۔ (صحیحه: ۶۲)

بہرحال احادیثِ مبارکہ کا ظاہری مفہوم اس حقیقت کی تائید کرتا ہے کہ زندگی کے ہر موڑ پر رات کو اور سفر کے دوران تنہائی سے بچنا چاہیے، اسباب کی وضاحت درج بالا بحث میں ہو چکی ہے، شاہراہوں اور ٹرانسپورٹ کی کثرت کے باوجود ویران علاقوں سے گزرنا پڑتا ہے، کسی غیر آباد علاقے میں گاڑی کے خراب ہو جانے کا امکان ہوتا ہے، ڈاکوؤں اور چوروں کی ریل پیل عام ہے، دورانِ سفر کہیں رات گزارنا پڑ جاتی ہے، خطرناک بیماریوں کا اچانک لاحق ہو جانا عام ہے اور عصرِ حاضر میں دوران سفر اموات کی کثرت نے اِن احادیث کے مفہوم کو اور زیادہ واضح کر دیا ہے۔ لہٰذا خلوت سے بچنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

بنوقریظہ کی عہد شکنی کا انجام

(٢٧٨٧)۔ عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: خَرَجْتُ يَوْمَ الْخَنْدَقِ أَقْفُوْ آثَارَ النَّاسِ- قَالَتْ: فَسَمِعْتُ وَئِيْدَ الْأَرْضِ وَرَائِي- يَعْنِي: حَسَّ الْأَرْضِ- قَالَتْ: فَالْتَفَتُّ، فَإِذَا أَنَا بِسَعْدِ ابْنِ مُعَاذٍ وَمَعَهُ ابْنُ أَخِيْهِ الْحَارِثُ بْنُ أَوْسٍ يَحْمِلُ مِجَنَّةً قَالَتْ: فَجَلَسْتُ إِلَى الْأَرْضِ فَمَرَّ سَعْدٌ وَعَلَيْهِ دِرْعٌ مِنْ حَدِيْدٍ قَدْ خَرَجَتْ مِنْهَا أَطْرَافُهُ، فَأَنَا أَتَخَوَّفُ عَلَى أَطْرَافِ سَعْدٍ قَالَتْ: فَمَرَّ وَهُوَ يَرْتَجِزُ وَيَقُوْلُ: لَبِّثْ قَلِيْلاً يُدْرِكِ الْهَيْجَا حَمَلْ مَا أَحْسَنَ الْمَوْتَ إِذَا حَانَ الْأَجَلْ قَالَتْ: فَقُمْتُ، فَاقْتَحَمْتُ حَدِيْقَةً فَإِذَا فِيْهَا نَفَرٌ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ، فَإِذَا فِيْهِمْ عُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ، وَفِيْهِمْ رَجُلٌ عَلَيْهِ سَبْغَةٌ لَهُ- يَعْنِي: مِغْفَرًا- فَقَالَ عُمَرُ: مَاجَاءَ بِكِ؟ لَعَمْرِي وَاللّٰهِ، إِنَّكِ لَجَرِيْئَةٌ! وَمَايُؤْمِنُكِ أَنْ يَكُوْنَ بَلَاءٌ أَوْ يَكُوْنَ تَحَوُّزٌ؟ قَالَتْ: فَمَا زَالَ يَلُوْمُنِيْ حَتَّى تَمَنَّيْتُ أَنَّ الْأَرْضَ انْشَقَّتْ بِي سَاعَتَئِذٍ فَدَخَلْتُ فِيْهَا! قُلْتُ: فَرَفَعَ الرَّجُلُ السَّبْغَةَ عَنْ وَجْهِهِ، فَإِذَا طَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ، فَقَالَ: يَاعُمَرُ! إِنَّكَ قَدْ أَكْثَرْتَ مُنْذُ الْيَوْمِ، وَأَيْنَ التَّحَوُّزُ أَوِ الْفِرَارُ إِلَّا إِلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ؟ قَالَتْ: وَيَرْمِي سَعْداً رَجُلٌ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ کہتی ہیں: میں غزوۂ خندق والے دن نکلی اور لوگوں کے پیچھے چل پڑی۔ میں نے چلتے ہوئے پیچھے سے قدموں کی پرزور آواز سنی۔ جب میں نے ادھر توجہ کی، تو کیا دیکھتی ہوں کہ سعد بن معاذ ہیں اور ان کے ساتھ ان کا بھتیجا حارث بن اوس ہے، جس نے ڈھال اٹھا رکھی تھی۔ میں زمین پر بیٹھ گئی۔ سعد گزرے، انھوں نے لوہے کی زرہ پہن رکھی تھی اور اس کے کنارے نکلے ہوئے تھے، مجھے خطرہ لاحق ہونے لگا کہ کہیں ان سے سعد کے اعضائے جسم (زخمی نہ ہو جائیں)۔ وہ گزرتے ہوئے یہ اشعار پڑھ رہے تھے:

''ذرا ٹھیرو کہ لڑائی زوروں پر آ جائے کتنی اچھی ہوگی موت، جب اس کا مقررہ وقت آ جائے گا۔''

وہ کہتی ہیں: میں کھڑی ہوئی اور ایک باغ میں گھس گئی، وہاں (پہلے سے) چند مسلمان موجود تھے، ان میں عمر بن خطاب بھی تھے اور ایک اور آدمی بھی تھا، اس نے خود پہنا ہوا تھا۔ عمر نے مجھے کہا: آپ یہاں کیوں آئی ہیں؟ بخدا! آپ نے تو بڑی جرأت کی ہے۔ آپ کو اس سے کیا اطمینان کہ آپ پر کوئی بلا آ پڑے یا کہیں بھاگنا پڑ جائے۔ عمر مجھے ملامت کرتے رہے، حتی کہ مجھے یہ خواہش ہونے لگی کہ اسی وقت زمین پھٹے اور میں اس میں گھس جاؤں۔ اُدھر جب اس بندے نے خود اتارا، تو معلوم ہوا کہ وہ طلحہ بن عبید اللہ تھے۔ اس نے کہا: عمر! آپ نے تو آج بہت باتیں کر دی ہیں۔ آج صرف اللہ تعالی کی طرف فرار اختیار کرنا ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: ایک قریشی مشرک، جس کو ابن

مِنْ قُرَيْشٍ- يُقَالُ لَهُ: ابْنُ الْعَرِقَةِ- بِسَهْمٍ لَهُ، فَقَالَ لَهُ: خُذْهَا وَأَنَا ابْنُ الْعَرِقَةِ، فَأَصَابَ أَكْحَلَهُ فَقَطَعَهُ، فَدَعَا اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ سَعْدٌ فَقَالَ: اَللّٰهُمَّ! لَاتُمِتْنِي حَتّٰى تُقِرَّ عَيْنِي مِنْ قُرَيْظَةَ- قَالَتْ: وَكَانُوْا حُلَفَاءَ مَوَالِيْهِ فِي الْجَاهِلِيَّةِ، قَالَتْ: فَرَقِيَ كَلْمُهُ- أَيْ: جُرْحُهُ- وَبَعَثَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ الرِّيْحَ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ، فَكَفَى اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ الْقِتَالَ، وَكَانَ اللّٰهُ قَوِيًّا عَزِيْزاً، فَلَحِقَ أَبُوْ سُفْيَانُ، وَمَنْ مَعَهُ بِتِهَامَةَ، وَلَحِقَ عُيَيْنَةُ ابْنُ بَدْرٍ وَمَنْ مَعَهُ بِنَجْدٍ، وَرَجَعَ بَنُوْ قُرَيْظَةَ فَتَحَصَّنُوْا فِي صَيَاصِيْهِمْ، وَرَجَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِلَى الْمَدِيْنَةِ، فَوَضَعَ السَّلَاحَ، وَأَمَرَ بِقُبَّةٍ مِنْ أُدْمٍ فَضُرِبَتْ عَلٰى سَعْدٍ فِي الْمَسْجِدِ قَالَتْ: فَجَاءَ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَإِنَّ عَلٰى ثَنَايَاهُ لَنَقْعُ الْغُبَارِ، فَقَالَ: أَوَ قَدْ وَضَعْتَ السَّلَاحَ؟ وَاللّٰهِ مَاوَضَعَتِ الْمَلَائِكَةُ بَعْدُ السَّلَاحَ، أُخْرُجْ إِلٰى بَنِي قُرَيْظَةَ فَقَاتِلْهُمْ- قَالَتْ: فَلَبِسَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَامَتَهُ، وَأَذَّنَ فِي النَّاسِ بِالرَّحِيْلِ أَنْ يَخْرُجُوْا، فَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَمَرَّ عَلٰى بَنِي غَنَمٍ، وَهُمْ جِيْرَانُ الْمَسْجِدِ حَوْلَهُ، فَقَالَ: ((مَنْ مَرَّ بِكُمْ؟)) قَالُوْا: مَرَّ بِنَادِحْيَةُ الْكَلْبِيُّ، وَكَانَ دِحْيَةُ الْكَلْبِيُّ تُشْبِهُ لِحْيَتُهُ وَسِنُّهُ وَوَجْهُهُ جِبْرِيْلَ

عرقہ کہتے تھے، نے سعد کو تیر مارا اور کہا: لو، میں تو ابن عرقہ ہوں۔ وہ تیر ان کے بازو کی رگ میں لگا اور وہ کٹ گئی۔ سعد نے اللہ تعالی سے دعا کی: اے اللہ! مجھے (اس وقت تک) موت سے بچانا، جب تک بنو قریظہ کے بارے میری آنکھوں کو ٹھنڈک نصیب نہ ہو جائے۔ وہ جاہلیت میں سعد کے موالی کے حلیف تھے۔ پس ان کے زخم (سے بہنے والا خون) رک گیا۔ اُدھر اللہ تعالی نے مشرکوں پر (تند و تیز) ہوا بھیجی اور اس لڑائی میں مومنوں کے لیے کافی ہوا اور اللہ تعالی طاقتور اور غالب ہے۔ ابوسفیان اپنے ساتھیوں سے سمیت تہامہ میں پہنچ گیا اور عیینہ بن بدر نے اپنے ساتھیوں سمیت نجد میں پناہ لی۔ بنو قریظہ (کے یہودی) واپس آ گئے اور قلعہ بند ہو گئے اور رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ میں لوٹ آئے، اسلحہ اتارا اور سعد کے لیے مسجد میں چمڑے کا ایک خیمہ نصب کرنے کا حکم دیا۔ لیکن اسی اثنا میں حضرت جبریل علیہ السلام پہنچ گئے، ان کے دانتوں پر غبار چمک رہا تھا۔ انھوں نے کہا: (اے محمد!) آپ نے اسلحہ اتار دیا ہے؟ اللہ کی قسم! فرشتوں نے تو ابھی تک نہیں اتارا۔ چلیے بنو قریظہ کی طرف اور ان سے قتال کیجیے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: رسول اللہ ﷺ نے اپنی امت کی خاطر اسلحہ زیب تن کیا اور لوگوں میں کوچ کرنے کا اعلان کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ نکل پڑے اور بنو غنم، جو مسجد کے قریب سکونت پذیر تھے، کے پاس سے گزرے اور ان سے پوچھا: ''کون تمہارے پاس سے گزرا ہے؟'' انھوں نے کہا: دحیہ کلبی گزرے ہیں، دراصل سیدنا دحیہ کلبی کی داڑھی، دانت اور چہرہ حضرت جبریل علیہ السلام کے مشابہ تھا۔ رسول اللہ ﷺ بنو قریظہ کے پاس پہنچے اور ان کا محاصرہ کر لیا، جو پچیس دن

عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَتْ: فَأَتَاهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، فَحَاصَرَهُمْ خَمْساً وَعِشْرِيْنَ لَيْلَةً، فَلَمَّا اشْتَدَّ حَصْرُهُمْ وَاشْتَدَّ الْبَلَاءُ، قِيْلَ لَهُمْ: إِنْزِلُوْا عَلٰى حُكْمِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَاسْتَشَارُوْا أَبَا لُبَابَةَ بْنَ عَبْدِ الْمُنْذِرِ، فَأَشَارَ إِلَيْهِمْ أَنَّهُ الذَّبْحُ۔ قَالُوْا: نَنْزِلُ عَلٰى حُكْمِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ۔ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنْزِلُوْا عَلٰى حُكْمِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ۔)) فَنَزَلُوْا، وَبَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِلٰى سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ، فَأُتِيَ بِهِ عَلٰى حِمَارٍ عَلَيْهِ إِكَافٌ مِنْ لِيْفٍ، وَقَدْ حُمِلَ عَلَيْهِ، وَحَفَّ بِهِ قَوْمُهُ، فَقَالُوْا: يَا أَبَا عَمْرٍو! حُلَفَاؤُكَ وَمَوَالِيْكَ وَأَهْلُ النِّكَايَةِ وَمَنْ قَدْ عَلِمْتَ۔ فَلَمْ يَرْجِعْ إِلَيْهِمْ شَيْئاً وَلَا يَلْتَفِتْ إِلَيْهِمْ، حَتّٰى إِذَا دَنَا مِنْ دُوْرِهِمْ، اِلْتَفَتَ إِلٰى قَوْمِهِ، فَقَالَ: قَدْ أَنٰى لِيْ أَنْ لَّا أُبَالِيَ فِي اللّٰهِ لَوْمَةَ لَائِمٍ، قَالَ: قَالَ: أَبُوْ سَعِيْدٍ: فَلَمَّا طَلَعَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: ((قُوْمُوْا إِلٰى سَيِّدِكُمْ فَأَنْزِلُوْهُ۔)) فَقَالَ عُمَرُ: سَيِّدُنَا اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ، قَالَ: ((أَنْزِلُوْهُ۔)) فَأَنْزَلُوْهُ۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اُحْكُمْ فِيْهِمْ۔)) قَالَ سَعْدٌ: فَإِنِّيْ أَحْكُمُ أَنْ تُقْتَلَ مَقَاتِلَتُهُمْ، وَتُسْبٰى ذَرَارِيْهِمْ، وَتُقْسَمُ أَمْوَالُهُمْ۔ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَقَدْ حَكَمْتَ بِحُكْمِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَحُكْمِ رَسُوْلِهِ۔))

تک جاری رہا۔ جب ان پر محاصرے نے شدت اختیار کی اور ان کی تکلیف بڑھ گئی، تو ان سے کہا گیا: رسول اللہ ﷺ کے فیصلے پر راضی ہو جاؤ۔ انھوں نے ابولبابہ بن عبد المنذر سے مشورہ کیا، اس نے اشارہ کیا کہ آپ ﷺ کا فیصلہ تو قتل ہی ہوگا۔ انھوں نے کہا: تو پھر سعد بن معاذ کے فیصلے کو قابل تسلیم سمجھ لیتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سعد بن معاذ کے فیصلے پر راضی ہو جاؤ'' پس انھوں نے تسلیم کر لیا۔ رسول اللہ ﷺ نے سعد کو بلا بھیجا۔ سو ایک گدھا لایا گیا، اس پر کھجور کے درخت کے چھال کی پالان تھی، سیدنا سعد کو اس پر سوار کر دیا گیا، ان کی قوم نے ان کو گھیر لیا اور کہا: اے ابوعمرو! وہ (بنوقریظہ والے) آپ کے حلیف بھی ہیں، معاہد بھی ہیں، شکست و ریخت والے بھی ہیں اور تم جانتے ہو کہ وہ ایسے ایسے بھی ہیں۔ لیکن انھوں نے نہ ان کا جواب دیا اور نہ ان کی طرف توجہ کی، (چلتے گئے)، جب ان کے گھروں کے قریب جا پہنچے تو اپنی قوم کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا: اب وہ وقت آ گیا ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کے بارے کسی ملامت کرنے والی کی ملامت کی پرواہ نہ کروں۔ ابوسعید کہتے ہیں: جب وہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے جا پہنچے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''(اٹھو) اپنے سردار کی طرف جاؤ اور ان کو (گدھے سے) اتارو۔'' سیدنا عمر نے کہا: ہمارا سردار تو اللہ ہے۔ آپ نے فرمایا: ''ان کو اتارو۔'' پس انھوں نے ان کو اتارا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سعد! ان کے بارے میں فیصلہ کرو۔'' سیدنا سعد نے کہا: میں یہ فیصلہ کرتا ہوں کہ ان کے جنگجوؤں کو قتل کر دیا جائے، ان کے بچوں کو قیدی بنا لیا جائے اور ان کے مالوں کو (مسلمانوں میں) تقسیم کر دیا جائے۔

قَالَتْ: ثُمَّ دَعَا سَعْدٌ، قَالَ: اَللّٰهُمَّ إِنْ كُنْتَ أَبْقَيْتَ عَلٰى نَبِيِّكَ ﷺ مِنْ حَرْبِ قُرَيْشٍ شَيْئاً، فَأَبْقِنِي لَهَا، وَإِنْ كُنْتَ قَطَعْتَ الْحَرْبَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُمْ، فَاقْبِضْنِي إِلَيْكَ۔ قَالَتْ: فَانْفَجَرَ كَلْمُهُ، وَكَانَ قَدْ بَرِئَ حَتّٰى مَا يُرٰى مِنْهُ إِلَّا مِثْلَ الْخِرْصِ، وَرَجَعَ إِلٰى قُبَّتِهِ الَّتِي ضَرَبَ عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ۔ قَالَتْ عَائِشَةُ: فَحَضَرَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَأَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ۔ قَالَتْ: فَوَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ، إِنِّي لَأَعْرِفُ بُكَاءَ عُمَرَ مِنْ بُكَاءِ أَبِي بَكْرٍ وَأَنَا فِي حُجْرَتِي، وَكَانُوْا كَمَا قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: ((رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ)) قَالَ عَلْقَمَةُ: قُلْتُ: أَيْ أُمَّهْ! فَكَيْفَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَصْنَعُ؟ قَالَتْ: كَانَتْ عَيْنُهُ لَا تَدْمَعُ عَلٰى أَحَدٍ، وَلٰكِنَّهُ كَانَ إِذَا وَجَدَ، فَإِنَّمَا هُوَ آخِذٌ بِلِحْيَتِهِ۔

(الصحيحة:٦٧)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تو نے تو وہی فیصلہ کیا جو اللہ تعالی اور اس کے رسول کا فیصلہ تھا۔''

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہے: پھر سعد نے یہ دعا کی: اے اللہ! اگر تو نے ابھی تک اپنے نبی کی قسمت میں قریشیوں سے لڑنا رکھا ہوا ہے، تو مجھے اس کے لیے زندہ رکھ اور اگر ان کے مابین جنگ و جدل ختم ہو گیا ہے، تو مجھے اپنے پاس بلا لے۔ وہ کہتی ہیں: ان کا زخم پھوٹ پڑا، حالانکہ وہ مندمل ہو چکا تھا اور وہاں انگوٹھی کی طرح کا نشان نظر آتا تھا اور وہ اس خیمہ میں واپس چلے گئے، جو نبی کریم ﷺ نے ان کے لیے نصب کروایا تھا۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: رسول اللہ ﷺ، ابوبکر اور عمر وہاں پہنچ گئے۔ اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے، میں اپنے حجرے میں بیٹھی ہوئی عمر اور ابوبکر کے رونے کی آواز پہچان رہی تھی، وہ (صحابہ کرام) آپس میں ایسے ہی تھے، جیسے اللہ تعالی نے ان کے بارے میں فرمایا کہ ''وہ آپس میں رحمدل ہیں''۔ علقمہ نے پوچھا: امی جان! اس وقت رسول اللہ ﷺ نے کیا کیا تھا؟ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: کسی کے لیے آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو نہیں بہتے تھے، لیکن جب وہ غمگین ہوتے تو اپنی داڑھی مبارک پکڑ لیتے تھے۔

تخريج: أخرجه ابن أبي شيبة في "المصنف": ١٤/ ٤٠٨-٤١١، والامام أحمد: ٦/ ١٤١-١٤٢-والسياق له-، وابن سعد: ٣/ ٤٢١-٤٢٣- وابن حبان: ٦٩٨٩-الاحسان

شرح:...... غزوۂ خندق کے موقع پر بنوقریظہ نے عہد شکنی کی اور کفار کے لشکر کے ساتھ جا ملے۔ جب آندھیوں کی وجہ سے دشمنان اسلام بھاگنے پر مجبور ہو گئے تو بنوقریظہ کے یہودی اپنے گھروں کو واپس آئے اور قلعہ بند ہو گئے، ان کے بعد ان کے ساتھ جو حشر ہوا، اس کا تذکرہ حدیث مبارکہ میں ہو چکا ہے۔

نیز اس حدیث سے سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے فضائل و مناقب اور کرامتوں کا اور فرشتوں کا مجاہدینِ اسلام کے ساتھ مل کر جہاد کرنے کا پتہ چلتا ہے۔

آخر میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کہا ہے کہ وہ کسی کی فوتگی پر اشک بار نہیں ہوئے، یہ سیدہ ام المومنین رضی اللہ عنہا کے ذاتی مشاہدے کی بات ہے، وگرنہ کئی مقامات پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رونا اور آپ کے آنسو بہنا ثابت ہے، جیسے سیدنا عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ اور اپنے بیٹے سیدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ کی فوتگیوں کے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آنسو بہہ پڑے تھے۔

جب سیدنا سعد رضی اللہ عنہ فیصلہ کرنے کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((قُوْمُوْا إِلٰى سَيِّدِكُمْ فَأَنْزِلُوْهُ۔)) (اپنے سردار کی طرف اٹھو اور ان کو اتارو)۔ بعض لوگوں نے اس حدیث سے یہ استدلال کیا ہے کہ آنے والے کے لیے کھڑا ہونا جائز ہے۔

امام البانی رحمہ اللہ نے اس استدلال پر ردّ کرتے ہوئے لکھا: مشہور تو یہ ہے کہ اس حدیث کے الفاظ ((قُوْمُوْا لِسَيِّدِكُمْ)) ہیں، لیکن دونوں احادیث میں مروی الفاظ ((قُوْمُوْا إِلٰى سَيِّدِكُم)) ہیں۔ ابھی تک مجھے علم نہ ہو سکا کہ آیا اول الذکر الفاظ کی بھی کوئی بنیاد ہے یا نہیں۔ اس حدیث سے استدلال کرتے وقت ابن بطال وغیرہ سے ایک فقہی غلطی ہوگئی اور وہ یہ کہ آنے والے کے لیے کھڑا ہونا جائز ہے۔ حافظ محمد بن ناصر ابوالفضل نے "التنبيه على الالفاظ ١٧ / ٢" میں لفظ "السیّد" کا ذکر کیا اور کہا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کے لیے فرمایا: ((قُوْمُوْا لِسَيِّدِكُمْ))۔ سید سے آپ کی مراد افضل تھی۔ میں کہتا ہوں: اس حدیث کے معروف الفاظ تو یہ ہیں: ((قُوْمُوْا إِلٰى سَيِّدِكُم))۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ الفاظ انصار کی ایک جماعت سے اس وقت ارشاد فرمائے تھے، جب سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کو گدھے پر سوار کر کے لایا گیا تھا، جبکہ وہ زخمی تھے۔ آپ کا مقصد یہ تھا کہ سعد کی طرف اٹھو اور اس کو گدھے سے اتارو اور اسے اٹھا لو۔ آپ کی مراد محض ان کی تعظیم کے لیے کھڑا ہونا نہیں تھا اور سید سے مراد رئیس تھا، اگرچہ دوسرے کئی صحابہ سیدنا سعد سے افضل تھے۔

اس حدیث سے یہ استدلال کر لیا گیا کہ آنے والے لیے کھڑا ہونا مشروع ہے، لیکن جب آپ خود اس قصہ اور الفاظ کے سیاق و سباق پر غور کریں گے، تو معلوم ہوگا کہ کئی وجوہات کی بنا پر یہ استدلال باطل ہے۔ مثلا: جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہونے کا حکم دیا، وہاں اس کی وجہ یہ بیان کی کہ سعد کو گدھے سے اتارو۔ یہ انتہائی واضح نص ہے کہ سعد کے لیے کھڑے ہونے کے حکم کی وجہ ان کو سواری سے اتارنا تھا، کیونکہ وہ بیمار تھے۔ یہی وجہ ہے کہ حافظ ابن حجر نے کہا: "فانزلوه" یعنی (اس کو اتاردو) کے الفاظ سعد کے قصے سے کھڑے ہونے کے استدلال کو مخدوش کر دیتے ہیں، امام نووی نے "کتاب القیام" میں اسی سے حجت پکڑی ہے......۔ (صحیحہ: ٦٧)

قارئین کرام! دراصل مسئلہ یہ ہے کہ کسی سے ملاقات کرنے کے لیے یا آنے والے کو کوئی سہولت مہیا کرنے کے لیے کھڑا ہونا درست ہے، لیکن محض تعظیما کھڑے ہونا حرام ہے، جیسا کہ آجکل سکولوں میں استاد کی آمد پر طالب علم کھڑے ہو کر بیٹھ جاتے ہیں یا سیاسی لیڈروں کی آمد پر بھی عوام الناس کھڑے ہو کر ان کی تعظیم کا اظہار کرتے ہیں اور پھر

بیٹھ جاتے ہیں۔ دلائل ملاحظہ فرمائیں:

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: مَا كَانَ فِي الدُّنْيَا شَخْصٌ اَحَبَّ اِلَيْهِمْ رُؤْيَةً مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَكَانُوْا اِذَا رَأَوْهُ لَمْ يَقُوْمُوْا لَهٗ لِمَا يَعْلَمُوْنَ مِنْ كَرَاهِيَتِهِ لِذَالِكَ۔ (ترمذی، صحیحہ: ۳۵۸) ...... دنیا میں کوئی شخصیت ایسی نہیں تھی کہ صحابہ کے باب اس کو دیکھنا سب سے زیادہ محبوب ہو، سوائے رسول اللہ ﷺ کے، لیکن اس (محبت) کے باوجود جب وہ آپ ﷺ کو دیکھتے تو کھڑے نہیں ہوتے تھے، کیونکہ وہ جانتے تھے کہ آپ ﷺ ان کے کھڑے ہونے کو ناپسند کرتے ہیں۔

صحابہ کرام کی عقیدت کے باوجود اگر نبی کریم ﷺ کو محبت و تعظیم کا یہ انداز ناپسند تھا، تو ہم اپنی مجالس میں اس کو کیوں ترجیح دیتے ہیں۔

ابومجلز رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ ایک گھر میں داخل ہوئے، وہاں سیدنا عبداللہ بن زبیر اور عبداللہ بن عامر موجود تھے، ابن عامر ان کی آمد پر کھڑے ہو گئے، جبکہ ابن زبیر بیٹھے رہے، جو زیادہ سنجیدہ اور باوقار تھے۔ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ابن عامر! بیٹھ جاؤ، کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ((مَنْ اَحَبَّ اَنْ يَتَمَثَّلَ لَهُ النَّاسُ قِيَامًا، فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ۔)) (ترمذی، ابوداود، صحیحہ: ۳۵۷) ...... ''جو شخص یہ پسند کرتا ہے کہ لوگ اس کے لیے کھڑے ہوں، وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں تیار کر لے۔''

امام البانی رحمہ اللہ دوسرے مقام پر لکھتے ہیں: شروع میں ایسے ہوا کہ اہل علم اور اہل فضل لوگوں کے احترام و اکرام کا بہانہ بنا کر ان کے لیے کھڑے ہو کر اس سنت کی مخالفت کی گئی، زمانے کے گزرنے کے ساتھ ساتھ یہ قیام انتہائی بے وقعت لوگوں کے لیے کیا جانے لگا، بلکہ لوگ فاسقوں اور فاجروں کے لیے کھڑے ہونے لگ گئے، جب معاملہ اس سے آگے بڑھا تو مسلمانوں نے دشمنانِ اسلام کا استقبال کرنے کے لیے کھڑا ہونا شروع کر دیا۔ کیا کوئی عبرت پکڑنے والا؟ (صحیحہ: ۲۹٤۱)

ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر حقوق

(۲۷۸۸)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((خَمْسٌ مِنْ حَقِّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ: رَدُّ التَّحِيَّةِ وَإِجَابَةُ الدَّعْوَةِ وَشُهُوْدُ الْجَنَازَةِ وَعِيَادَةُ الْمَرِيْضِ وَتَشْمِيْتُ الْعَاطِسِ إِذَا حَمِدَ اللّٰهَ۔)) (الصحيحة: ۱۸۳۲)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مسلمان کے مسلمان پر پانچ حقوق ہیں: سلام کا جواب دینا، دعوت قبول کرنا، جنازوں کے پیچھے چلنا، مریض کی بیمار پرسی کرنا اور چھینکنے والے کی چھینک کا جواب دینا، بشرطیکہ وہ ''اَلْحَمْدُلِلّٰہ'' کہے۔''

تخريج: أخرجه ابن ماجه: ١٤٣٥، وأحمد: ٢/ ٣٣٢، وروى مسلم: ٧/ ٣ نحوه

(٢٧٨٩)۔ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لِلْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ أَرْبَعُ خِلَالٍ: يُشَمِّتُهُ إِذَا عَطَسَ وَيُجِيبُهُ إِذَا دَعَاهُ، وَيَشْهَدُهُ إِذَا مَاتَ وَيَعُودُهُ إِذَا مَرِضَ۔)) (الصحيحة: ٢١٥٤)

حضرت ابومسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر چار حقوق ہیں: جب وہ چھینکے اور (اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہے) تو اسے یَرْحَمُكَ اللّٰہ (اللہ تجھ پر رحم کرے) کہا جائے، جب وہ دعوت دے تو اس کی دعوت قبول کی جائے، جب وہ مرجائے تو اس کے جنازہ میں حاضری دی جائے اور جب وہ بیمار پڑ جائے تو اس کی تیمارداری کی جائے۔''

تخريج: أخرجه البخاري في "الأدب المفرد": ٩٢٣، وابن ماجه: ١/ ٤٣٨، وابن حبان: ٢٠٦٤، وبحشل في "تاريخ واسط": ٢١٧، والحاكم: ٤/ ٣٤٩، ١/ ٢٦٤، و أحمد: ٥/ ٢٧٣

شرح:...... ان احادیث میں مسلمانوں کے حقوق کا بیان ہے، ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم رشتۂ اسلام کو مدنظر رکھ کر یہ حقوق ادا کریں، نہ کہ ذاتی دوستیوں اور دشمنیوں کو معیار بنا کر۔

اہل وعیال کے حق میں بہترین سب سے بہترین ہوتا ہے

(٢٧٩٠)۔ عَنْ عَائِشَةَ مَرْفُوعاً: ((خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِأَهْلِهِ، وَإِذَا مَاتَ صَاحِبُكُمْ فَدَعُوهُ۔)) (الصحيحة: ١١٧٤)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں بہترین آدمی وہ ہے جو اپنے اہل کے لیے بہتر ہو اور جب کوئی آدمی مر جائے تو اس (کا برا تذکرہ) ترک کر دیا کرو۔''

تخريج: أخرجه الدارمي: ٢/ ١٥٨

شرح:...... قارئین کرام! آپ کو معلوم ہے کہ بیوی بچے، فردِ واحد کے محتاج ہوتے ہیں، شادی کے بعد بعض بیویاں اپنے والدین اور بھائیوں کی طرف سے ناامید ہو جاتی ہیں، کوئی رشتہ دار ان کا آسرا بننے کے لیے تیار نہیں ہوتا، دوسری طرف ان کے خاوند حضرات کا کردار بھی کسی جابر و ظالم سے کم نہیں ہوتا، ایسی بے سہارا عورتوں کے لیے دنیا کی زندگی ہی دوزخ بن جاتی، ایک اور ظلم یہ ہے کہ ہمارے معاشرے میں جس عورت کی شادی ہو جائے، اس کی اپنے خاوند کے ساتھ موافقت ہو یا نہ ہو، بہرحال اسے چار و ناچار اسی کے ساتھ زندگی بسر کرنا پڑتی ہے، اور بعض ناعاقبت اندیش خاوند اپنی بیویوں کی مجبوریوں سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ان کو ظلم وستم کا نشانہ بناتے ہیں۔

یہ بات بھی بڑی اہم ہے کہ اولاد کی صحیح تربیت کی بنیاد میاں بیوی کے خوشگوار تعلقات پر مبنی ہے۔ ایسے حالات کو سامنے رکھ کر نبی کریم ﷺ نے خاوندوں کو بہترین خاوند بننے اور اپنی بیویوں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنے کی بہت ترغیب دلائی ہے۔

مُردوں کا تذکرۂ شرّ کرنے سے اجتناب کرنا

(۲۷۹۱)۔ عَنْ عَائِشَةَ مَرْفُوعاً: ((خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِأَهْلِهِ، وَإِذَا مَاتَ صَاحِبُكُمْ فَدَعُوْهُ۔)) (الصحيحة: ۱۱۷٤)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم میں بہترین آدمی وہ ہے جو اپنے اہل کے لیے بہتر ہو اور جب کوئی آدمی مر جائے تو اس (کا برا تذکرہ) ترک کر دیا کرو۔“

تخريج: أخرجه الدارمي: ۲/ ۱۵۸

شــرح: ...... فوت شدہ مسلمانوں کے بارے میں شریعت کا قانون یہ ہے کہ ان کی نیکیوں اور نیک سیرتوں کا تذکرہ کیا جائے، ایسا کرنے کو ان کے حق میں شہادت کہا گیا ہے، جو کہ ان کے لیے مفید ہے۔ مردوں کو برا بھلا کہنا انتہائی غیر اخلاقی جرم ہے اور بندے کے گنوار پن اور بزدلی کی دلیل ہے، اس سے لواحقین کو بھی بڑی تکلیف ہوتی ہے۔ ان کو گالیاں دینے سے منع کرنے کی وجہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں بیان کی گئی ہے، وہ کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((لَا تَسُبُّوْا الْاَمْوَاتَ فَإِنَّهُمْ قَدْ اَفْضَوْا اِلٰى مَا قَدَّمُوْا۔)) (بخاری: ۱۳۹۳) ......”مردوں کو گالیاں مت دو، کیونکہ انھوں نے جو کچھ آگے بھیجا تھا، اس کے نتیجہ تک پہنچ چکے ہیں۔“ جبکہ سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((لَا تَسُبُّوْا الْأَمْوَاتَ فَتُؤْذُوْا الْأَحْيَاءَ۔)) (ترمذی) ......”تم مردوں کو گالیاں نہ دیا کرو، اس طرح زندوں کو تکلیف دو گے۔“

بلا شک و شبہ مردوں کو برا بھلا کہنے سے لواحقین کو سخت تکلیف ہوتی ہے اور وہ بے صبرے ہو کر انتقام لینے پر تل جاتے ہیں، نتیجتًا فساد مچ جاتا ہے۔

مسجد میں جنگی آلات کے ساتھ کھیلنا

(۲۷۹۲)۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: دَخَلَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَالْحَبَشَةُ يَلْعَبُوْنَ فِي الْمَسْجِدِ، فَزَجَرَهُمْ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((دَعْهُمْ يَا عُمَرُ! فَإِنَّهُمْ بَنُوْ أَرْفِدَةَ۔)) (الصحيحة: ۳۱۲۸)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ آئے اور حبشی لوگ مسجد میں کھیل رہے تھے، انھوں نے ان کو منع کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”عمر! ان کو ان کے حال پر چھوڑ دو، یہ بنو ارفدہ (حبشی لوگ) ہیں۔“

تخريج: أخرجه النسائي: ۱/ ۲۳٦، وابن حبان في "صحيحه": ۷/ ٥٤٨/ ٥٨٤٦_ الأحسان، وأبو جعفر الطحاوي في "مشكل الآثار": ۱/ ۱۱۷، وأحمد: ۲/ ٥٤۰، وأخرجه البخارى: ٦/ ۹۲/ ۲۹۰۱، ومسلم: ۳/ ۲۳

شــرح: ...... سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی (صحیح بخاری: ۹۵۰) کی روایت کے مطابق یہ عید کا دن تھا اور عید کے دن کھیلنا

ویسے بھی جائز ہے، جب تک کھیل کسی حرام کام پر مشتمل نہ ہو۔ رہا مسئلہ حبشی لوگوں کا تو ان کا کھیلنا محض کھیل نہیں تھا، بلکہ وہ جنگی آلات کے ذریعے جنگی مہارت کا اظہار کر رہے تھے، جو کہ مطلوبِ شریعت ہے۔

بنوارفدہ، حبشی لوگوں کا لقب تھا، یہ لوگ عید کے روز دوسرے صحابہ کی بہ نسبت کھیل کود کا زیادہ شوق رکھتے تھے۔ مسجد کے تقدس کو ملحوظِ خاطر رکھتے ہوئے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے انھیں زجر و توبیخ کی، لیکن بعد میں آپ ﷺ نے وضاحت کر دی کہ مسجد میں اس قسم کے امور جائز ہیں۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے کہا: مہلب کہتے ہیں: مسلمانوں کی جماعت کے معاملات مسجد کے ساتھ معلق ہیں، اس لیے جن امور کا تعلق دین اور اہل دین کی منفعت سے ہو، نہ کہ فردِ واحد کی ذات سے، ان کا مسجد میں سرانجام دینا جائز ہے۔

(فتح الباری: ١/ ٧٢١)

نبی مہربان کا نابینے کی تیمارداری کرنا

(٢٧٩٣)۔ عَنْ جَابِرٍ مَرْفُوْعاً: ((انْطَلِقُوْا بِنَا إِلَى الْبَصِيْرِ الَّذِي فِي بَنِيْ وَاقِفٍ نَعُوْدُهُ۔)) قَالَ: وَكَانَ رَجُلاً أَعْمٰى۔ (الصحيحة:٥٢١)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہمیں اس صاحبِ بصیرت آدمی کے پاس لے چلو جو بنو واقف قبیلے کا ہے، تاکہ ہم اس کی تیمارداری کر سکیں۔'' اور وہ نابینا آدمی تھا۔

تخریج: أخرجه أبوسعيد بن الأعرابی فی "معجمه": ١٣٣/ ١

شرح:...... بیمار آدمی کا حق ہے کہ دوسرے لوگ اس کی تیمارداری کریں۔ نبی کریم ﷺ یہ حق ادا کرنے میں اعلی و ادنی اور امیر و غریب کا کوئی امتیاز نہیں کرتے تھے۔ ہمیں بھی چاہئے کہ ہم انسانیت کا احترام کریں، نہ کہ مال و منال اور اپنے دوستانہ جذبات کا۔ بیمار پرسی کرنا باعثِ اجر و ثواب عمل ہے۔

بعض مریضوں کی تیمارداری جبریل امین کرتے ہیں

(٢٧٩٤)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: عَادَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَجُلاً مِنَ الْأَنْصَارِ، فَلَمَّا دَنَا مِنْ مَنْزِلِهِ سَمِعَهُ يَتَكَلَّمُ فِي الدَّاخِلِ، فَلَمَّا اسْتَأْذَنَ عَلَيْهِ دَخَلَ عَلَيْهِ فَلَمْ يَرَ أَحَداً، فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((سَمِعْتُكَ

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ ایک انصاری آدمی کی بیمار پرسی کے لیے تشریف لے گئے، جب اس کے گھر کے قریب پہنچے تو آپ ﷺ کو ایسے محسوس ہوا کہ اندر کوئی آدمی باتیں کر رہا ہے، لیکن جب اس سے اجازت طلب کی اور اندر داخل ہوئے تو دیکھا کہ (اس

تُكَلِّمُ غَيْرَكَ؟)) قَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! لَقَدْ دَخَلْتُ الدَّاخِلَ اغْتِمَاماً بِكَلَامِ النَّاسِ مِمَّا بِي مِنَ الْحُمّٰى، فَدَخَلَ عَلَيَّ دَاخِلٌ مَارَأَيْتُ رَجُلاً قَطُّ بَعْدَكَ أَكْرَمَ مَجْلِساً وَلَا أَحْسَنَ حَدِيْثاً مِنْهُ، قَالَ: ((ذَاكَ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ، وَإِنَّ مِنْكُمْ لَرِجَالاً لَوْ أَنَّ أَحَدَهُمْ يُقْسِمُ عَلَى اللّٰهِ لَأَبَرَّهُ.))

(الصحيحة: ٣١٣٥)

انصاری کے) علاوہ کوئی اور آدمی موجود نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے پوچھا: ''مجھے ایسے سنائی دیا کہ تم کسی آدمی سے گفتگو کر رہے تھے؟'' اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! بخار کی وجہ سے لوگوں کی باتیں مجھے اچھی نہیں لگ رہی تھیں، سو میں اندر آ گیا، کیا دیکھتا ہوں کہ ایک آدمی میرے پاس آیا، وہ آپ ﷺ کے بعد بہترین مجلس والا اور عمدہ گفتگو والا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ تو جبریل تھا، تم میں ایسے لوگ بھی موجود ہیں کہ اگر وہ اللہ تعالیٰ کو قسم دے دیں تو وہ ان کی قسم پوری کر دیتا ہے۔''

تخريج: أخرجه البزار في "مسنده": ٣/ ٣٠٦۔ الكشف، والطبراني في "المعجم الكبير": ١٢/ ١١، و "الأوسط": ١/ ١٥٣/ ٢٨٧٣، ومن طريقه: الضياء في "المختاره": ٥٩/ ٢١٢/ ١، والبيهقي في "دلائل النبوة": ٧/ ٧٦

شرح:...... اس میں صحابہ کرام کی منقبت کا بیان ہے کہ جبریل امین انسانی شکل کے روپ میں ان کی بیمار پرسی کر کے چلے جاتے تھے اور ان کو علم تک نہیں ہوتا تھا، نیز اس سے تیمارداری کرنے کی اہمیت واضح ہوتی ہے کہ حضرت جبریل بھی جس کی ادائیگی کا اہتمام کرتے تھے۔

حدیث کے آخری جملے میں بعض لوگوں کی یہ منقبت بیان کی گئی ہے کہ اگر وہ اللہ تعالیٰ کی ذات پر اعتماد کرتے ہوئے کسی چیز پر قسم کھا لیں، حالانکہ ظاہری اسباب و حالات کے مطابق ان کی قسم پوری ہونے کا امکان نہیں ہوتا، پھر بھی اللہ تعالیٰ ان کی قسم پوری فرما دیتا ہے۔ اس کی ایک واضح مثال یہ ہے کہ سیدنا انس رضی اللہ عنہا کی پھوپھی رُبَیِّع نے ایک انصاری بچی کا دانت توڑ دیا۔ انصاری لوگ، نبی کریم ﷺ کے پاس پہنچے اور قصاص کا مطالبہ کیا، جو کہ ان کا حق تھا، لیکن رُبَیِّع کے بھائی انس بن نضر نے کہا: اے اللہ کے رسول! اللہ کی قسم! بطور قصاص میری بہن کا دانت نہیں توڑا جائے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''انس! اللہ تعالیٰ کی کتاب کا فیصلہ تو قصاص ہے، (تو قسم کیوں اٹھاتا ہے؟)۔ اسی اثنا میں انصاریوں نے قصاص معاف کر دیا اور دیت لینے پر راضی ہو گئے۔ اس وقت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا: ''اللہ تعالیٰ کے بعض بندے ایسے ہیں کہ اگر وہ اللہ تعالیٰ پر کوئی قسم اٹھا دیں تو وہ ان کی قسم پوری کر دیتا ہے۔ (بخاری: ٤٦١١، مسلم: ١٦٧٥)

مال و دولت کے ذریعے عزت کی حفاظت کرنا

(٢٧٩٥)۔ عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعاً: ((ذُبُّوْا بِأَمْوَالِكُمْ عَنْ أَعْرَاضِكُمْ۔)) قَالُوْا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! كَيْفَ نَذُبُّ بِأَمْوَالِنَا عَنْ أَعْرَاضِنَا؟ قَالَ: ((يُعْطَى الشَّاعِرُ وَمَنْ تَخَافُوْنَ مِنْ لِسَانِهِ۔)) (الصحيحة:١٤٦١)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اپنے مالوں سے اپنی عزتوں کا دفاع کر لیا کرو۔'' انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم اپنے مالوں کے ذریعے اپنی عزتیں کیسے بچائیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''شاعر کو اور ان آدمیوں کو مال دے دیا جائے کہ جن کی زبانوں سے تمھیں (اپنی عزت کا) ڈر لگتا ہے۔''

تخريج: رواه السهمي في "تاريخ جرجان" ١٨٢، والديلمي: ٢/ ١٥٤، والخطيب في تاريخه: ٩/ ١٠٧

شرح:...... حدیث ِمبارکہ اپنے مفہوم میں واضح ہے کہ اگر کسی انسان کو یہ خطرہ محسوس ہو رہا ہو کہ فلاں آدمی اس کی توہین کرے گا تو اسے چاہئے کہ اسے کچھ دے کر راضی کر دے۔ اس معاملے میں یہ دیکھا گیا ہے کہ بے عزتی کرنے والے افراد بے شرم ہوتے ہیں۔

مفید کلام یا پھر خاموشی

(٢٧٩٦)۔ عَنِ الْحَسَنِ مَرْفُوْعاً مُرْسَلاً: ((رَحِمَ اللّٰهُ عَبْداً قَالَ فَغَنِمَ، أَوْسَكَتَ فَسَلِمَ۔)) (الصحيحة:٨٥٥)

حسن بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالی اس بندے پر رحم کرے جو فائدہ مند بات کرتا ہے یا پھر خاموش رہ کر (کئی آفات سے) سلامت رہتا ہے۔''

تخريج: أخرجه البغوي في "حديث كامل بن طلحة": ٣/ ٢، وابن أبي الدنيا في "الصمت": ٤٧/ ٤١، والبيهقي في "شعب الايمان": ٤/ ٢٤١/ ٤٩٣٤، والقضاعي في "مسندالشهاب": ٤٧/ ٢

شرح:...... یہ اسلام کا ایک سنہری اصول ہے کہ زبان کو خیر و بھلائی پر مشتمل کلام کا عادی بنایا جائے، یا پھر خاموشی کا۔ یہ واحد صورت ہے، جس میں زبان کو لاحق ہونے والے خطرات و خدشات سے بچایا جا سکتا ہے۔ جن لوگوں نے اس قاعدے کلیے کے مطابق زبان کی حفاظت نہیں کی، انھوں نے دنیا میں بھی اپنا وقار مجروح کیا اور آخرت میں خسارہ اٹھائیں گے۔ الا من رحم ربی۔

جھوٹ کے جواز کی صورتیں

(٢٧٩٧)۔ عَنْ أُمِّ كُلْثُوْمٍ بِنْتِ عُقْبَةَ، قَالَتْ: رَخَّصَ النَّبِيُّ ﷺ مِنَ الْكَذِبِ فِي ثَلَاثٍ فِي الْحَرْبِ، وَفِي الْإِصْلَاحِ بَيْنَ

حضرت ام کلثوم بنت عقبہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ کہتی ہیں: نبی کریم ﷺ نے تین موقعوں پر جھوٹ بولنے کی اجازت دی: جنگ میں، لوگوں کے مابین صلح کرانے کے لیے اور خاوند

النَّاسِ، وَقَوْلِ الرَّجُلِ لِامْرَأَتِهِ۔ وَفِي رِوَايَةٍ: ((وَحَدِيْثِ الرَّجُلِ امْرَأَتَهُ وَحَدِيْثِ الْمَرْأَةِ زَوْجَهَا۔)) (الصحيحة:٥٤٥)

کا اپنی بیوی کا ساتھ بات کرنے میں اور ایک روایت میں ہے: آدمی کا اپنے بیوی سے اور بیوی کا اپنے خاوند کے ساتھ گفتگو کرنے میں۔

تخريج: أخرجه الامام أحمد: ٦/ ٤٠٤، وابوداود: ٢/ ٣٠٤، واخرجه مسلم: ٨/ ٢٨ ايضا بلفظ: ((ليس الكذاب الذى يصلح بين الناس ..... وقالت: لم اسمعه يرخص فى شىء مما يقول الناس الا فى ثلاث ..... واخرجه البخارى: ٥/ ٣٢٨ دون قوله: "وقالت: لم اسمعه ....."

شرح:......امام نووی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں: جھوٹ یقیناً ایک جرم ہے، تاہم بعض صورتوں میں جائز ہے، لیکن اس کی چند شرطیں ہیں، خلاصۂ تفصیل یہ ہے: مقاصد حاصل کرنے کا ذریعہ کلام ہے، ہر وہ مقصد جو پسندیدہ ہو اور اسے جھوٹ کے بغیر حاصل کرنا ممکن ہو، اس میں جھوٹ بولنا حرام ہے اور اگر جھوٹ بولے بغیر اس کا حصول ناممکن ہو تو جھوٹ بولنا جائز ہے۔ اگر مقصود کا حاصل کرنا مباح اور جائز ہو تو جھوٹ بولنا بھی مباح ہوگا اور اگر مقصود واجب ہوگا، تو جھوٹ بولنا بھی واجب ہوگا، جیسے ایک ظالم کسی مسلمان کو قتل کرنا یا اس کا مال چھیننا چاہتا ہے اور وہ اپنا جان و مال بچانے کے لیے چھپ جاتا ہے۔ اگر اسے تلاش کرنے کے لیے اس کے بارے میں علم رکھنے والے فرد سے پوچھا جائے تو اس کا جھوٹ بولنا واجب ہے، تاکہ مظلوم مسلمان کے جان و مال کو بچایا جا سکے، یہی معاملہ امانت کا ہے۔ بہر حال اس قسم کے تمام معاملات میں زیادہ محتاط طریقہ توریہ کرنا ہے، توریے کا مطلب یہ ہے کہ جواب دیتے وقت ایسی ذومعنی گفتگو کی جائے، جس کا ایک ظاہری مفہوم ہو اور ایک باطنی اور کلام کرنے والا اپنی گفتگو سے صحیح مقصود کی نیت کرے۔ (رياض الصالحين: باب بيان ما يجوز من الكذب) مثلا: مذکورہ بالا صورت میں جب مظلوم مسلمان کی بابت دریافت کیا جائے تو وہ جواب دے: اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ وہ کہاں ہے۔ یہ توریہ ہے جس کے ظاہری مفہوم سے پوچھنے والے کو دھوکہ ہو رہا ہے اور اس کا باطنی مفہوم درست ہے کہ اللہ تعالی ہی بہتر جانتا ہے۔

حدیثِ مبارکہ میں تین مقامات پر جھوٹ بولنے کی اجازت دی گئی ہے، بسا اوقات اگر ان تین مقامات پر خلافِ واقعہ بات نہ کی جائے تو بہت زیادہ نقصان ہونے کا خطرہ پیدا ہو جاتا ہے۔

معاشرے کو باہمی بغض و عناد اور جنگ و جدل سے بچانے کے لیے صلح کروانا ضروری ہے، لیکن صلح کروانے والے افراد جانتے ہیں کہ دوریوں کو قربتوں میں بدلنے کے لیے اور بغض و عناد کی برف پگھلانے کے لیے جھوٹ بولنا پڑتا ہے، ہر فریق کے سامنے اس کی طرفداری کرنا پڑتی ہے، ہر فریق کے سامنے دوسرے فریق کے حوالے سے خلافِ حقیقت باتیں کرنا پڑتی ہیں۔ لیکن شریعت نے عظیم مقصد کو پانے کے لیے چھوٹے گناہ کو جائز قرار دیا ہے۔

یہی معاملہ جنگ کا ہے کہ کہاں جانا ہے؟ کیوں جانا ہے؟ کب جانا ہے؟ کتنا ساز و سامان لے کر جانا ہے؟ کون سا راستہ اختیار کرنا ہے؟ وغیرہ وغیرہ۔ اگر سب حقائق واضح کر دیے جائیں تو دشمنانِ اسلام جاسوسی کے ذریعے اسلام اور

اہل اسلام دونوں کو زبردست مالی اور جانی نقصان پہنچا سکتے ہیں اور دوسری بات یہ بھی کہ اگر ساری حقیقت کھول دی جائے تو بعض مجاہدین بزدلی کا مظاہرہ کر سکتے ہیں۔

رہا مسئلہ میاں بیوی کا، تو ان کے گھر کے معاملات کی اہمیت کسی مملکت کے امور سے کم نہیں ہے، معاشرتی زندگی میں ایسے موڑ بھی آ جاتے ہیں، جہاں ازدواجی تعلق برقرار رکھنے یا خوشگوار رکھنے یا اولاد کی خاطر خلافِ واقعہ بات کا سہارا لینا پڑتا ہے۔ تاہم ان رخصتوں کا مطلب یہ نہیں کہ علی الاطلاق جھوٹ بولنے کی رخصت نکال لی جائے۔

جھوٹ بہرحال جھوٹ ہے اور کبیرہ گناہ ہے، جواز کی صورتیں پیدا کرنے والوں کو محتاط رہنا چاہیے۔ واللہ اعلم

گھروں کے سربراہوں کو متوجہ ہونا چاہیے کہ اللہ تعالی نے ان کے گھروں کے ماحول کو خوشگوار رکھنے کے لیے جھوٹ بولنے کی اجازت دی ہے، اس رخصت سے یہ سبق حاصل کرنا چاہیے کہ میاں بیوی کے آپس کے تعلقات کا اچھا ہونا انتہائی ضروری ہے، وگرنہ گھر کے ماحول میں فساد رہے گا اور بچے صحیح تربیت سے محروم رہیں گے۔

عزت والے مقام کا مستحق مالک خود ہوتا ہے

(٢٧٩٨)۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ يَزِيْدَ الْخَطْمِيِّ۔ وَكَانَ أَمِيْراً عَلَى الْكُوْفَةِ۔ قَالَ: أَتَيْنَا قَيْسَ بْنَ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ فِي بَيْتِهِ، فَأَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ لِلصَّلَاةِ، وَقُلْنَا لِقَيْسٍ: قُمْ فَصَلِّ لَنَا، فَقَالَ: لَمْ أَكُنْ لِأُصَلِّيَ بِقَوْمٍ لَسْتُ عَلَيْهِمْ بِأَمِيْرٍ، فَقَالَ رَجُلٌ لَيْسَ بِدُوْنِهِ يُقَالُ لَهُ عَبْدُاللّٰهِ ابْنُ حَنْظَلَةَ الْغَسِيْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَلرَّجُلُ أَحَقُّ بِصَدْرِ دَابَّتِهِ، وَصَدْرِ فِرَاشِهِ وَأَنْ يَؤُمَّ فِي رَحْلِهِ۔)) فَقَالَ قَيْسُ بْنُ سَعْدٍ عِنْدَ ذٰلِكَ: يَا فُلَانُ۔ لِمَوْلًى لَهُ: قُمْ فَصَلِّ لَهُمْ۔ (الصحيحة:١٥٩٥)

عبد اللہ بن یزید خطمی، جو کوفہ پر گورنر تھے، کہتے ہیں: ہم حضرت قیس بن سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے پاس ان کے گھر آئے، مؤذن نے نماز کے لیے اذان دی۔ ہم نے قیس کو کہا کہ کھڑے ہوں اور ہمیں نماز پڑھائیں۔ انھوں نے کہا: میں جن لوگوں کا امیر نہیں ہوں ان کو نماز نہیں پڑھاؤں گا۔ ایک آدمی، جو کم درجہ نہیں تھا اور جسے عبد اللہ بن حنظلہ غسیل رضی اللہ عنہ کہا جاتا تھا، نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایک آدمی دوسروں کی بہ نسبت اس بات کا زیادہ حقدار ہے کہ وہ اپنے جانور پر آگے بیٹھے، اپنی مخصوص نشست گاہ کی دائیں جانب (یا اس کے سامنے والے حصے پر) بیٹھے اور اپنی رہائش گاہ پر امامت کروائے۔'' قیس بن سعد رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث سن کر اپنے غلام سے کہا: او فلاں! کھڑے ہو اور نماز پڑھاؤ۔

تخريج: أخرجه الدارمي: ٢/ ٢٨٥، والبزار: ٥٥۔ زوائده، والطبراني في"الكبير": ، "الأوسط": رقم ٩٠٠

شرح :...... اس حدیثِ مبارکہ میں مالک کے حق میں تین احکام بیان کیے گئے ہیں:

(۱) مالک اپنی سواری یعنی گدھے، گھوڑے اور اونٹ وغیرہ پر آگے بیٹھنے کا زیادہ مستحق ہے، آجکل کہا جا سکتا ہے کہ گاڑیوں کی فرنٹ سیٹ کا زیادہ حقدار مالک خود ہوتا ہے۔

(۲) گھروں، بیٹھکوں اور دفاتر میں رکھی ہوئی یا بچھی مخصوص نشست گاہوں کے حقدار مالک خود ہوتے ہیں۔
(۳) مساجد میں جن ائمہ کی تقرری کر دی جائے، وہی جماعت کروانے کے زیادہ مستحق ہوتے ہیں اور کسی کے گھر میں جماعت کروانے کی صورت میں گھر کا مالک اس منصب کا زیادہ حقدار ہوتا ہے۔
یاد رہے کہ ان تینوں حقوق میں بطور تکریم کسی کو اجازت دی جا سکتی ہے۔

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے شرم و حیا کرنے کے تقاضے

(۲۷۹۹)۔ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ زِيَادٍ الْحَضْرَمِيِّ، أَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ الْحَارِثِ بْنِ جُزْءٍ الزُّبَيْدِيَّ حَدَّثَهُ: أَنَّهُ مَرَّ وَصَاحِبٌ لَهُ بِـ(أَيْمَنَ) وَفِتْيَةٌ مِنْ قُرَيْشٍ قَدْ حَلُّوْا أُزُرَهُمْ فَجَعَلُوْهَا مَخَارِيْقَ يَجْتَلِدُوْنَ بِهَا وَهُمْ عُرَاةٌ قَالَ: عَبْدُاللّٰهِ: فَلَمَّا مَرَرْنَا بِهِمْ قَالُوْا: إِنَّ هٰؤُلَاءِ قِسِّيْسُوْنَ فَدَعُوْهُمْ۔ ثُمَّ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ خَرَجَ عَلَيْهِمْ، فَلَمَّا أَبْصَرُوْهُ تَبَدَّدُوْا، فَرَجَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مُغْضَباً حَتّٰى دَخَلَ، وَكُنْتُ وَرَاءَ الْحُجْرَةِ فَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ: ((سُبْحَانَ اللّٰهِ! لَا مِنَ اللّٰهِ اسْتَحْيُوْا، وَلَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اسْتَتَرُوْا۔)) وَأُمُّ أَيْمَنَ عِنْدَهُ تَقُوْلُ: اسْتَغْفِرْ لَهُمْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ عَبْدُاللّٰهِ: فَبِلَأْيٍ مَا اسْتَغْفَرَ لَهُمْ۔

(الصحيحة: ۲۹۹۱)

سلیمان بن زیاد حضرمی نے کہا: مجھے حضرت عبداللہ بن حارث بن جز زبیدی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ وہ اور اس کا ایک ساتھی ایمن سے گزرے، کیا دیکھتے ہیں کہ قریشیوں کے ایک گروہ نے اپنی چادریں اتار دیں اور انھیں بٹ کر برہنہ حالت میں پٹا کھیلنے لگے۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب ہم ان کے پاس سے گزرے تو وہ کہنے لگے کہ یہ ایک مذہب کے پیشوا لوگ ہیں، ان کو نظر انداز کر دو۔ اتنے میں رسول اللہ ﷺ وہاں آ گئے، جب انھوں نے آپ ﷺ کو دیکھا تو وہ منتشر ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ غصے کی حالت میں لوٹے اور حجرے میں داخل ہوئے، میں حجرے کے پیچھے کھڑا تھا، میں نے آپ ﷺ کو حجرے میں فرماتے سنا: ''سبحان اللہ! (یہ لوگ) نہ اللہ تعالیٰ سے شرمائے اور نہ رسول اللہ ﷺ سے پردہ کیا۔'' سیدہ ام ایمن رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کے پاس تھیں، وہ کہنے لگیں: اے اللہ کے رسول! ان کے لیے بخشش طلب کرو۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: کسی دشواری کی وجہ سے آپ نے ان کے لیے بخشش طلب نہ کی۔

تخريج: أخرجه أحمد وابنه عبدالله: ٤/ ١٩١ وأبو يعلي: ٤/ ١٠٩ـ ١١٠، و البزار: ٢/ ٤٢٩

شرح:...... معلوم ہوا کہ بے پردگی کرنے والے لوگ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کے حق میں بے شرم اور بے حیا ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے شرم و حیا کا تقاضا تو یہ ہے کہ خلوت میں بھی ننگا ہونے سے بچا جائے، جیسا کہ سیدنا معاویہ بن حیدہ قشیری رضی اللہ نے سوال کیا: اے اللہ کے رسول! ہم اپنے ستر کن سے چھپائیں اور کن کے لیے چھوڑیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ((اِحْفَظْ عَوْرَتَكَ اِلَّا مِنْ زَوْجَتِكَ وَمَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ۔)) ...... ''اپنے ستر کو اپنی

بیوی اور لونڈی کے سوا سب سے چھپاؤ۔'' انھوں نے پھر سوال کیا: اے اللہ کے رسول! اگر کوئی آدمی ہو تو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ((إِنِ اسْتَطَعْتَ أَنْ لَّا يَرِيَنَّهَا أَحَدٌ فَلَا يَرِيَنَّهَا۔)) ...... ''حسبِ استطاعت کوشش کرو کہ کوئی بھی اِس (ستر) کو نہ دیکھنے پائے۔'' اس نے تیسرا سوال کیا: اے اللہ کے رسول! اگر آدمی اکیلا ہو تو (ستر چھپانے کا کیا مسئلہ ہو گا)؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ((وَاللّٰهُ أَحَقُّ أَنْ يُّسْتَحْيٰى مِنْهُ مِنَ النَّاسِ۔)) ...... اللہ تعالیٰ لوگوں سے بھی زیادہ مستحق ہے کہ اس سے حیا کی جائے۔ (ابوداود، ابن ماجہ، ترمذی)

گھر کے صحن کو صاف ستھرا رکھنے کی وجہ

(٢٨٠٠)۔ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيْهِ مَرْفُوْعاً: ((طَهِّرُوْا أَفْنِيَتَكُمْ فَإِنَّ الْيَهُوْدَ لَا تُطَهِّرُ أَفْنِيَتَهَا۔)) (الصحيحة: ٢٣٦)

عامر بن سعد اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اپنے گھر کا صحن صاف رکھا کرو، کیونکہ یہودی اپنے گھر کا صحن صاف نہیں رکھتے۔''

تخريج: رواه الطبراني في "الأوسط": ١١/ ٢ من الجمع بين زوائد المعجمين

شرح:...... اللہ تعالیٰ خود بھی طیب ہیں اور وہ اپنے بندوں کے بارے میں بھی یہی پسند کرتا ہے کہ وہ ظاہری اور باطنی طہارت اختیار کریں۔ جسم، لباس، گھر اور اردگرد کے ماحول کو صاف رکھنا ظاہری طہارت ہے، جو باطنی طہارت میں ممدّ و معاون ثابت ہوتی ہے اور اس سے مسلمان کو خاص قسم کی تسکین نصیب ہوتی ہے۔

شکر گزار آدمی کی فضیلت

(٢٨٠١)۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((الطَّاعِمُ الشَّاكِرُ بِمَنْزِلَةِ الصَّائِمِ الصَّابِرِ۔)) (الصحيحة: ٦٥٥)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''کھانا کھا کر شکریہ ادا کرنے والا صبر کرنے والے روزے دار کی طرح ہے۔''

تخريج: أخرجه الترمذي: ٢/ ٧٩، واحمد: ٢/ ٢٨٣

شرح:...... اگر مال و دولت کے تقاضے پورے کیے جائیں تو یہ اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے، بصورت دیگر کسی وبال سے کم نہیں ہے۔ اس حدیث میں ایک تقاضے کی وضاحت کر دی گئی ہے کہ کھانا کھا کر اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کرنا چاہئے، اس طرح کرنے سے وہ راضی ہو جائے گا اور روزے دار کے برابر اجر و ثواب عطا کرے گا۔ اس سلسلے میں آپ ﷺ نے جتنی دعاؤں کی تعلیم دی ہے، وہ ذہن نشین کر لینی چاہئیں، تاکہ صحیح انداز میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا جا سکے۔

ہر درجہ کے مسلمان کے لیے امورِ خیر کا تعین

(٢٨٠٢)۔ عَنْ أَبِيْ مُوْسَى الْأَشْعَرِيِّ مَرْفُوْعاً: ((عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ صَدَقَةٌ۔)) قِيْلَ: أَرَأَيْتَ إِنْ لَّمْ يَجِدْ؟ قَالَ: ((يَعْتَمِلُ

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر مسلمان پر صدقہ کرنا ضروری ہے۔'' کسی نے پوچھا: اگر صدقہ کرنے کے لیے اس کے پاس کچھ

بِيَدَيْهِ فَيَنْفَعُ نَفْسَهُ وَيَتَصَدَّقُ۔)) قِيْلَ: أَرَأَيْتَ إِن لَّمْ يَسْتَطِعْ؟ قَالَ: ((يُعِيْنُ ذَا الْحَاجَةِ الْمَلْهُوْفَ۔)) قِيْلَ: أَرَأَيْتَ اِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ؟ قَالَ: ((يَأْمُرُ بِالْمَعْرُوْفِ أَوِ الْخَيْرِ۔)) قَالَ: أَرَأَيْتَ إِن لَّمْ يَفْعَلْ؟ قَالَ: ((يُمْسِكُ عَنِ الشَّرِّ فَإِنَّهَا صَدَقَةٌ۔))

(الصحيحة:٥٧٣)

نہ ہو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اپنے ہاتھوں سے کام (محنت، مزدوری) کرے اور (اجرت حاصل کر کے) اپنے نفس کو بھی نفع پہنچائے اور صدقہ بھی کرے۔'' پھر پوچھا گیا: اگر اس کو اس کی بھی طاقت نہ ہو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کسی مصیبت زدہ حاجت مند کی مدد کر دے۔'' پھر پوچھا گیا: اگر اس کی بھی طاقت نہ رکھے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نیکی یا بھلائی کا حکم کرے۔'' پوچھا گیا: اگر وہ یہ بھی نہ کر سکے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''دوسروں کو نقصان پہنچانے سے باز رہے، یقیناً یہ بھی صدقہ ہے۔''

تخریج: أخرجه البخاري: ٢/ ١٢١، وفي "الأدب المفرد": ٣٥-٤٦، ومسلم: ٣/ ٨٣ والسياق له، والنسائي: ١/ ٣٥١، ورواه الدارمي: ٢/ ٣٠٩، والطيالسي: ٦٧/ ٤٩٥، وأحمد: ٤/ ٣٩٥، ٤١١

شرح:...... دور کوئی بھی ہو، مزاج اور حالات جیسے بھی ہوں، شریعت نے ہر زمان و مکاں سے نبٹنے کے لیے اہل اسلام کی مکمل رہنمائی کی ہے، انہی حالات و ظروف کو مدنظر رکھ کر ہر انسان سے باز پرس کی جائے گی۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم جن حالات سے گزر رہے ہیں، ان کا احکامِ شریعت کے ساتھ موازنہ کریں اور اپنے لیے راہِ نجات تلاش کریں۔

بعض لوگوں کی یہ عادت ہوتی ہے کہ وہ ہر وقت زبان سے مجبوریوں کا، شکووں کا اور حالات کے ناسازگار ہونے کا اظہار کرتے رہتے ہیں، ایسے بے صبروں کو عقل کے ناخن لینے چاہئیں اور یہ سمجھ لینا چاہیے کہ زبان سے ادا کر دی جانے والی مجبوریوں اور شکووں کو اخروی زندگی میں بطورِ بہانہ پیش نہیں کیا جا سکتا۔ ان لوگوں کو چاہیے کہ اسلامی احکام کی روشنی میں اپنے حالات کے مطابق کوئی راہِ ہدایت تلاش کریں اور اس معاملے میں کسی اہل علم سے رابطہ کریں۔

مال کا صدقہ نہ کر سکنے والے کے لیے صدقہ کی صورتیں

(٢٨٠٣)۔ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ مَرْفُوْعاً: ((عَلَى كُلِّ نَفْسٍ فِي كُلِّ يَوْمٍ طَلَعَتْ فِيْهِ الشَّمْسُ صَدَقَةٌ مِنْهُ عَلَى نَفْسِهِ۔)) قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! مِنْ أَيْنَ أَتَصَدَّقُ وَلَيْسَ لَنَا أَمْوَالٌ؟ قَالَ: ((لَأَنَّ مِنْ أَبْوَابِ الصَّدَقَةِ التَّكْبِيْرُ، وَسُبْحَانَ اللّٰهِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ،

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر روز، جس میں سورج طلوع ہوتا ہے، ہر نفس پر صدقہ کرنا ضروری ہے۔'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں کیسے صدقہ کروں، میرے پاس تو مال نہیں ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''(صدقہ صرف مال کا خرچ کرنا ہی نہیں ہے بلکہ) یہ بھی صدقہ کی اقسام ہیں: "اَللّٰهُ اَكْبَر"

وَلا إِلٰـهَ إِلَّا الـلّٰـهُ ، وَأَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ ، وَتَأْمُرُ بِـالْـمَعْرُوْفِ ، وَتَنْهٰى عَنِ الْمُنْكَرِ وَتَعْزِلُ الشَّـوْكَةَ عَـنْ طَـرِيْـقِ الـنَّـاسِ وَالْعَظْمَةَ وَالْـحَـجَـرَ ، وَتَهْـدِي الْأَعْمٰى ، وَتُسْمِعُ الْأَصَـمَّ وَالْأَبْـكَـمَ حَتّٰـى يَـفْقَـهَ ، وَتَدُلُّ الْـمُسْتَـدِلَّ عَـلٰـى حَـاجَةٍ لَّـهُ قَدْ عَلِمْتَ مَـكَـانَهَـا ، وَتَسْـعٰـى بِشِـدَّةِ سَاقَيْكَ إِلَى الـلَّـهْـفَـانِ الْـمُسْتَـغِيْـثِ ، وَتَرْفَعُ بِشِدَّةِ ذِرَاعَيْكَ مَـعَ الـضَّـعِيْفِ ، كُـلُّ ذٰلِكَ مِـنْ أَبْـوَابِ الـصَّـدَقَةِ مِنْكَ عَلٰى نَفْسِكَ وَلَكَ فِي جِمَاعِكَ زَوْجَتَكَ أَجْرٌ۔)) قَالَ أَبُوْ ذَرٍّ: كَيْفَ يَـكُـوْنُ لِـي أَجْرٌ فِي شَهْوَتِي؟ فَقَالَ: ((أَرَأَيْـتَ لَـوْ كَـانَ لَكَ وَلَـدٌ فَـأَدْرَكَ وَرَجَوْتَ خَيْرَهُ فَمَاتَ ، أَكُنْتَ تَحْتَسِبُهُ؟)) قُـلْـتُ: نَـعَـمْ۔ قَـالَ: ((فَـأَنْتَ خَلَقْتَهُ؟)) قَـالَ: بَـلِ الـلّٰـهُ خَلَقَـهُ۔ قَـالَ: ((فَـأَنْتَ هَـدَيْتَـهُ؟)) قَـالَ: بَـلِ اللّٰـهُ هَدَاهُ۔ قَـالَ: ((فَـأَنْـتَ تَـرْزُقُـهُ؟)) قَـالَ: بَلِ اللّٰـهُ كَانَ يَـرْزُقُـهُ۔ قَالَ: ((كَذٰلِكَ فَضَعْهُ فِي حَلَالِهِ وَجَـنِّبْـهُ حَـرَامَهُ ، فَإِنْ شَاءَ اللّٰهُ أَحْيَاهُ وَإِنْ شَاءَ أَمَاتَهُ ، وَلَكَ أَجْرٌ۔))

(الصحيحة: ٥٧٥)

کہنا، ”سُبْحَانَ اللّٰہ“ کہنا، ”اَلْحَمْدُ لِلّٰہ“ کہنا، ”لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ“ کہنا، ”اَسْتَغْفِرُ اللّٰہ“ کہنا، نیکی کا حکم دینا، برائی سے منع کرنا، لوگوں کی گزرگاہوں سے کانٹا، پتھر اور ہڈی ہٹانا، نابینے کی رہنمائی کرنا، بہروں اور گونگوں کو اس اہل بنانا کہ وہ بات سمجھ سکیں، رہنمائی طلب کرنے والے کسی ضرورت مند کی رہنمائی کرنا، مدد کے لیے پکارنے والے مصیبت زدہ کی (مدد کرنے کے لیے) اس کی طرف دوڑ کر جانا، کمزور آدمی کا بھرپور انداز میں تعاون کرنا۔ یہ صدقہ کی اقسام ہیں، ان کے ذریعے تو اپنے آپ پر صدقہ کر سکتا ہے۔ اور بیوی سے جماع کرنے میں بھی اجر ہے۔“ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا: جنسی شہوت پوری کرنے میں کون سا اجر ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ذرا بتلایئے کہ اگر تیرا بیٹا ہو، وہ نوجوان ہو جائے اور تجھے اس کی خیر و بھلائی کی امید ہو، لیکن وہ فوت ہو جائے تو کیا تو اس کی وفات پر ثواب کی توقع کے ساتھ صبر کرے گا؟“ میں نے کہا: جی ہاں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: ”کیا تو نے اسے پیدا کیا؟“ میں نے کہا: نہیں، اسے تو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: ”کیا تو نے اسے ہدایت دی؟“ میں نے کہا: نہیں، اسے تو اللہ تعالیٰ نے ہدایت دی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: ”کیا تو نے اسے رزق دیا؟“ میں نے کہا: نہیں، اللہ تعالیٰ نے اسے رزق دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”بس اسی طرح اپنے (عضوِ مخصوص) کو حلال جگہ کے لیے استعمال کر اور حرام سے بچا۔ اگر اللہ نے چاہا تو اسے زندہ رکھے گا اور چاہا تو اسے مار دے گا اور تجھے اجر ملے گا۔“

تخريج: أخرجه الامام أحمد: ٥/ ١٦٨

شرح:...... شریعتِ اسلامیہ میں مسلمان کے نیک اعمال کو صدقہ کہا جاتا ہے، جس کے ذریعے وہ اپنے وجود کو آتش دوزخ سے آزاد کرواتا ہے۔ ہاں یہ ضروری ہے کہ ہم اس حدیث کو بغور پڑھیں اور اپنے طرزِ حیات کا اس کے

ساتھ موازنہ کریں کہ ہم اس حدیث کے جن اجزا پر عمل کر رہے ہیں، ان کی بنیاد انسانیت ہے یا اسلام یا محض ذاتی تعلقات۔ مال و دولت اللہ تعالیٰ کی ایسی عظیم نعمت ہے کہ جس کے ذریعے بسیار اسبابِ جنت حاصل کیے جا سکتے ہیں، لیکن اس نعمت سے محرومی کا تقاضا مایوسی نہیں ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہر درجہ کے انسان کے لیے اسلام میں گنجائشیں پیدا کر رکھی ہیں۔ مذکورہ بالا حدیث میں غربا وفقرا کے لیے چودہ نیکیوں کا تعین کیا گیا ہے، جن پر عمل کرنا انتہائی آسان ہے۔

اللہ تعالیٰ نے انسانی وجود میں تین سو ساٹھ جوڑ ودیعت کیے ہیں، جو اس کا بہت بڑا احسان ہے، کیونکہ ان جوڑوں کے نہ ہونے کی صورت میں کیا ہوتا؟ ہر انسان اس کا اندازہ کر سکتا ہے۔ اب اللہ تعالیٰ کی اس نعمت کا تقاضا ہے کہ روزانہ دن کے شروع میں ہر جوڑ کی طرف سے صدقہ کیا جائے اور وہ ہے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے کام کرنا۔ نماز اشراق کی دو رکعات سے تمام جوڑوں کی طرف سے صدقہ ادا ہو جاتا ہے۔

تربیت کے لیے اہل وعیال کو سزا دینا

(٢٨٠٤)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ مَرْفُوْعاً: ((عَلِّقُوْا السَّوطَ حَيْثُ يَرَاهُ أَهْلُ الْبَيْتِ۔)) (الصحيحة:١٤٤٦)

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”کوڑا وہاں لٹکاؤ، جہاں سے گھر والوں کو نظر آئے۔“

تخريج: أخرجه أبو نعيم: ٧/ ٣٣٢

(٢٨٠٥)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مَرْفُوْعاً: ((عَلِّقُوْا السَّوطَ حَيْثُ يَرَاهُ أَهْلُ الْبَيْتِ فَإِنَّهُ لَهُمْ أَدَبٌ۔)) (الصحيحة: ١٤٤٧)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ایسی جگہ پر کوڑا لٹکاؤ، جہاں سے گھر والے افراد کو نظر آ سکے، کیونکہ یہ ان کے لیے باادب ہونے کا سبب ہے۔“

تخريج: أخرجه الطبراني في "الكبير" ٣/ ٩٢/ ٢، والبخاري في "الادب المفرد": صـ ١٧٩، وابن عدي: ٢٧/ ٢، وابن عساكر في "التاريخ": ١٣/ ٣٠٧/ ٢

شرح:...... شریعت نے بیوی بچوں کے حق میں بہت زیادہ نرمی برتنے اور ان سے حسن سلوک سے پیش آنے کی ترغیب دلائی ہے، بہرحال بسا اوقات انسان بحیثیتِ انسان اپنی تربیت کے لیے سختی و کرختگی کا تقاضا بھی کرتا ہے، جس کو شریعت نے پورا کر دیا ہے، لیکن کچھ شروط و قیود کا تعین بھی کیا کہ چہرے پر سزا نہ دی جائے اور نہ ایسی ضرب لگائی جائے کہ جس سے واضح زخم پڑ جائے۔

دراصل استاد ہو یا گھر کا سربراہ، اس کا ذی بصیرت اور دور رس ہونا ضروری ہے، تا کہ وہ اپنے شاگردوں، بچوں، بیویوں یا اپنے زیرِ نگرانی دوسرے لوگوں کے بارے میں فیصلہ کر سکے کہ ان کے بارے نرمی برتی جائے یا ان کی زجر و توبیخ کی جائے یا ان کو سزا بھی دی جائے، کیونکہ ہر وقت نرمی برتنا بھی نقصان دہ ہے، ہر وقت سختی و درشتی کا اظہار کرنا بھی مضر

ہے اور ہر وقت سزا دینے سے بھی تربیت نہیں ہوتی۔ اس معاملے میں شریعت نے تربیت کرنے والوں کو کسی ایک چیز کا پابند نہیں ٹھہرایا۔ نبی کریم ﷺ کی عظیم ہستی کو بحیثیتِ معلم دیکھیں تو آپ ﷺ کبھی کبھار بظاہر بڑے بڑے جرائم پر نرمی کرتے نظر آئیں گے، لیکن بسا اوقات معمولی چیز پر غصے کا اظہار کریں گے، درحقیقت نرمی یا غصے کا تعلق جرم سے نہیں، جرم کرنے والے سے ہے، کہ اس کو راہِ ہدایت پر لانا کیسے ممکن ہے۔ اس معاملے میں یہ درست نہیں کہ کوئی ادارہ یا حکومت اساتذہ اور مربی حضرات کو سزا دینے یا نہ دینے پر پابند کر دے، اس پابندی سے معلمین اور متعلمین دونوں کو نقصان ہوتا ہے۔ ادارۂ تعلیم کو چاہئے کہ وہ اساتذہ کی تربیت کے لیے تربیتی ورکشاپ کا اہتمام کیا کریں، صرف ''مار نہیں، پیار'' جیسے جملے آویزاں کرنا مفید نہیں ہے۔

اکٹھا کھانا کھانے کی برکتیں

(٢٨٠٦)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((كُلُوْا جَمِيْعاً وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فَإِنَّ طَعَامَ الْوَاحِدِ يَكْفِي الْاِثْنَيْنَ، وَطَعَامَ الْاِثْنَيْنِ يَكْفِي الْأَرْبَعَةَ۔))

(الصحيحة: ٢٦٩١)

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مل کر کھاؤ اور تین تیرہ بارہ باٹ نہ ہو جاؤ، کیونکہ ایک آدمی کا کھانا دو افراد کو اور دو کا چار افراد کو کفایت کرتا ہے۔''

تخریج: أخرجه الطبراني في "الأوسط": رقم۔ ٢/ ٧٥٩٧۔ مصورتي وترقيمي

(٢٨٠٧)۔ عَنْ وَحْشِيٍّ: أَنَّ رَجُلاً قَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ! إِنَّا نَأْكُلُ وَلَا نَشْبَعُ؟ قَالَ: ((فَلَعَلَّكُمْ تَأْكُلُوْنَ مُتَفَرِّقِيْنَ، اِجْتَمِعُوْا عَلٰى طَعَامِكُمْ، وَاذْكُرُوْا اسْمَ اللّٰهِ تَعَالٰى عَلَيْهِ يُبَارَكْ لَكُمْ فِيْهِ۔))

(الصحيحة: ٦٦٤)

حضرت وحشی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم کھانا کھاتے ہیں، لیکن سیر نہیں ہوتے (کیا وجہ ہے)؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''شاید تم الگ الگ کھاتے ہو۔ کھانا اجتماعی طریقے سے اور بسم اللہ پڑھ کر کھایا کرو، تمھارے لیے کھانے میں برکت ڈال دی جائے گی۔''

تخریج: أخرجه أبوداود: ٢/ ١٣٩، وابن ماجه: ٢/ ٣٠٧، وابن حبان: ١٣٤٥، والحاكم: ٢/ ١٠٣، وأحمد: ٣/ ٥٠١، وأبو نعيم في "الأخبار": ٢/ ٣٥٠

شرح:...... ہم نے کھانے کے معیار ومقدار اور نفاست وعمدگی کو صحت وبرکت کا راز سمجھ رکھا ہے، ہمیں چاہئے کہ کھانے پینے کے سلسلے میں شرعی آداب وقوانین کو ملحوظ خاطر رکھیں۔ مل کر کھانے اور شروع میں بسم اللہ پڑھنے کی وجہ سے برکت ہوتی ہے، اس طرح تھوڑا کھانا بھی زیادہ آدمیوں کو کافی ہو جاتا ہے اور باہم الفت ومحبت میں بھی اضافہ ہوتا ہے۔ ایک واقعہ ہمارے ذاتی مشاہدے سے تعلق رکھتا ہے کہ میزبان نے پانچ افراد کے لیے روٹیاں اور سالن تیار کروایا اور

ظاہری طور پر اس کھانے کی مقدار پانچ افراد کو ہی کفایت کرنے والی تھی، لیکن کھانے والوں کی تعداد آٹھ نو ہو گئی، انھوں نے سالن کو ایک برتن میں جمع کیا، پلیٹیں دستر خوان سے اٹھا دیں اور بسم اللہ پڑھ کر اور مل کر کھانا کھانا شروع کر دیا، جب کھانا ختم ہوا تو ہر کوئی سیر و سیراب ہو چکا تھا، میں خود ان لوگوں میں موجود تھا اور اپنے آپ کو خوب سیر محسوس کر رہا تھا۔ اس معاملے میں درج ذیل بحث ہمارے لیے مفید ہو گی:

سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((لَاتُكْرِهُوْا مَرْضَاكُمْ عَلَى الطَّعَامِ، فَاِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰى يُطْعِمُهُمْ وَيَسْقِيْهِمْ۔)) (ترمذی: ۲۰۴۰، ابن ماجہ: ۳۴۴٤) ...... ''اپنے مریضوں پر کھانا کھانے پر مجبور نہ کیا کرو، کیونکہ اللہ تعالیٰ ان کو کھلاتا اور پلاتا ہے۔''

اس حدیث مبارکہ پر بحث کرتے ہوئے امام مبارکپوری رحمہ اللہ لکھتے ہیں: اللہ تعالیٰ بیماروں کی ایسے انداز میں تائید و نصرت کرتا ہے، جس سے ماکول و مشروب کی کمی کا ازالہ ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ ان کو بیماری اور بھوک کی تکلیف پر صبر کرنے کی توفیق دیتا ہے، کیونکہ زندگی اور طاقت دونوں کا سرچشمہ اللہ تعالیٰ ہے، نہ کہ کھانا اور پینا۔ قاضی کہتے ہیں: اس حدیث کا معنی و مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بیماروں کی قوتوں کی حفاظت کرتا ہے اور (غیر محسوس انداز میں) ان کو ایسی چیزیں مہیا کر دیتا ہے کہ جن سے ان کی روح کی حفاظت ہوتی اور بدن درست رہتا ہے۔ (تحفة الاحوذی: ۳/ ۱۵۸)

قارئین کرام! اگر آپ یہ حقیقت تسلیم کر لیں تو ٹھیک، وگرنہ خود تجزیہ کر لیں کہ ہمارے ملک پاکستان میں غریب لوگوں کی غذا میں معیار اور مقدار دونوں کی کمی ہے، لیکن وہ امیر زادوں اور خوش خوروں کی بہ نسبت زیادہ صحتمند اور طاقتور ہوتے ہیں اور ان میں بیماریوں کی شرح بھی بہت کم ہوتی ہے۔ ایسے کیوں ہے؟ اگر قوت و طاقت کا انحصار ماکولات و مشروبات میں ہی مضمر ہوتا تو بڑا پہلوان کس کو ہونا چاہیے؟ غریب اور امیر کے بچوں کی کشتی کروا کر دیکھ لیں۔ ایک اور مثال ذہن نشین کر لیں کہ آدمی بیمار ہوا اور سات آٹھ دن تک کچھ نہیں کھایا، آٹھ نو دنوں کے بعد جونہی وہ شفایاب ہوا تو ایک دو دنوں کے بعد وہ پہلے کی طرح صحتمند معلوم ہونے لگا، سوال یہ ہے کہ سات آٹھ دنوں کی خوراک کی کمی کیسے پوری ہو گئی؟ اگر کوئی صحتمند آدمی دو تین دن لگاتار کھانا نہ کھائے تو وہ انتہائی لاغر ہو جاتا ہے۔ کہنا پڑے گا کہ اصل برکت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہے، ہاں اسی نے ہمیں کھانے پینے کا حکم دیا ہے۔ خلاصۂ کلام یہ ہے کہ ہم زبان کے ''چسکوں'' کے پجاری بن کر نہ رہ جائیں اور اپنی صحت کا راز محض خوش خوری میں ہی نہ سمجھیں، بلکہ معاملے کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر کے کھانے پینے کے شرعی آداب کا خیال رکھیں۔

بندے کا (۳۶۰) جوڑوں کا صدقہ ادا کرنا

(۲۸۰۸)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مَرْفُوْعاً: ((فِي ابْنِ آدَمَ سِتُّوْنَ وَثَلَاثُ مِئَةِ سَلَامٰى أَوْ عَظْمٍ أَوْ مَفْصِلٍ، عَلٰى كُلِّ وَاحِدٍ فِي كُلِّ

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''آدم کے بیٹے میں کل تین سو ساٹھ (۳۶۰) جوڑ یا ہڈیاں ہوتی ہیں، ہر روز ہر جوڑ کی طرف سے

يَوْمٍ صَدَقَةٌ، كُلُّ كَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ صَدَقَةٌ، وَعَوْنُ الرَّجُلِ أَخَاهُ صَدَقَةٌ، وَالشَّرْبَةُ مِنَ الْمَاءِ تَسْقِيهَا صَدَقَةٌ وَإِمَاطَةُ الأَذَى عَنِ الطَّرِيقِ صَدَقَةٌ.)) (الصحيحة:٥٧٦)

صدقہ ادا کرنا ہوتا ہے۔ (صدقے کی چند اقسام یہ ہیں:) ہر اچھی بات صدقہ ہے، آدمی کا اپنے بھائی کی مدد کرنا صدقہ ہے، پانی کا ایک گھونٹ پلانا صدقہ ہے اور راستے سے تکلیف دہ چیز ہٹانا صدقہ ہے۔“

تخريج: أخرجه البخاري في "الأدب المفرد": ٦٢

شرح:...... اللہ تعالیٰ نے انسانی وجود میں تین سو ساٹھ جوڑ ودیعت کیے ہیں، جو اس کا بہت بڑا احسان ہے، کیونکہ ان جوڑوں کے نہ ہونے کی صورت میں کیا ہوتا؟ ہر انسان اس کا اندازہ کرسکتا ہے۔ اب اللہ تعالیٰ کی نعمت کا تقاضا ہے کہ روزانہ دن کے شروع میں ہر جوڑ کی طرف سے صدقہ ادا کیا جائے اور وہ ہے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے کام۔ کم از کم تین سو ساٹھ نیکیوں کے کام کرنے چاہئیں۔

نماز اشراق کی دو رکعت سے تمام جوڑوں کی طرف سے صدقہ ادا ہو جاتا ہے۔

”ذَالِكَ اَدْنٰى اَنْ لَّا تَعُوْلُوْا“ کی تفسیر

(٢٨٠٩)۔ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي قَوْلِهِ تَعَالَىٰ: ﴿ذٰلِكَ أَدْنٰى أَلَّا تَعُوْلُوْا﴾ قَالَ: ((أَنْ لَّا تَجُوْرُوْا.)) (الصحيحة:٣٢٢٢)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشادِ باری تعالیٰ: ﴿ذٰلِكَ اَدْنٰى اَنْ لَّا تَعُوْلُوْا﴾ (سورۂ نساء: ٣) کا معنی بیان کرتے ہوئے فرمایا: ”(زیادہ قریب ہے کہ ایسا کرنے سے) تم ظلم نہ کرو۔“

تخريج: أخرجه ابن حبان في "صحيحه": رقم - ١٧٣٠ - الموارد، وابن أبي حاتم في "التفسير": ٢/١٠٤/٢

شرح:...... جب اللہ تعالیٰ نے دو دو، تین تین اور چار چار شادیوں کی اجازت اور بیویوں کے مابین مساوات قائم رکھنے کا حکم دیا، تو پھر فرمایا: اگر تمہیں ان کے مابین برابری نہ کرنے کا خوف ہو تو ایک ہی بیوی کافی ہے، یا پھر تمہاری ملکیت کی لونڈی، اس طرح زیادہ قریب ہوگا کہ تم ظلم نہ کرو۔ (سورۂ نساء: ٣) کیونکہ ایک سے زائد بیویوں کی صورت میں عدل و انصاف کا برقرار رکھنا مشکل ہو جاتا ہے اور فتنہ و فساد کا امکان زیادہ ہوتا ہے۔ بہر حال شرعی احکام پر عمل کرنا ممکن ہے۔

سوتے وقت اپنے آپ کو دم کرنا

(٢٨١٠)۔ عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ إِذَا أَوٰى إِلٰى فِرَاشِهِ لَيْلَةً جَمَعَ كَفَّيْهِ، ثُمَّ نَفَثَ فِيْهِمَا، فَقَرَأَ فِيْهِمَا قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ

حضرت عائشہ سے مروی ہے، نبی کریم ﷺ جب رات کو اپنے بستر پر آرام فرما ہوتے تو اپنی دونوں ہتھیلیوں کو اکٹھا کرتے، ان میں پھونکتے اور ان میں یہ سورتیں پڑھتے: ﴿قُلْ

وَ قُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ وَ قُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ثُمَّ يَمْسَحُ بِهِمَا مَا اسْتَطَاعَ مِنْ جَسَدِهِ، يَبْدَأُ بِهِمَا عَلٰى رَأْسِهِ وَوَجْهِهِ، وَمَا أَقْبَلَ مِنْ جَسَدِهِ، يَفْعَلُ ذٰلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ۔ (الصحيحة: ٣١٠٤)

﴿هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ اور ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ پھر حسب استطاعت ان ہتھیلیوں کو جسم پر پھیر لیتے۔ اپنے سر، چہرے اور جسم کے اگلے حصے سے ان کو پھیرنا شروع کرتے۔ آپ ﷺ ایسا تین بار کرتے۔

تخريج: أخرجه البخاري: ٥٠١٧، وأبوداود: ٥٠٥٦، والترمذي في"السنن": ٣٣٩٩ و"الشمائل": باب ما جاء في نومه ﷺ - رقم -٢١٨- مختصره، والنسائي في"عمل اليوم و الليلة": ٧٨٨، ومن طريقه: ابن السني في"عمله": ٦٩١، وابن حبان في"صحيحه": ٥٥١٩- الأحسان، وأحمد: ٦/ ١١٦

شرح:...... اس حدیثِ مبارکہ میں سوتے وقت کے ایک ذکر کا بیان ہے۔ اول الذکر سورت میں توحید کا بیان ہے اور مؤخر الذکر دو سورتوں کا رات کے شر سے پناہ مانگنے کے ساتھ گہرا تعلق ہے۔ حدیثِ مبارکہ کی ظاہری عبارت سے معلوم ہو رہا ہے کہ آپ ﷺ سورتوں کی تلاوت سے پہلے پھونکتے تھے، لیکن مرادی معنی یہ ہے کہ تلاوت کے بعد پھونکا جائے، کیونکہ آپ ﷺ تمام دموں میں کلام پڑھنے کے بعد پھونکتے تھے۔ (دیکھیں: تحفۃ الاحوذی: ۴/ ۲۳۱) بہر حال اگر کوئی آدمی اس حدیث کے ان مرادی معانی کو مناسب نہیں سمجھتا تو وہ ظاہری مفہوم پر عمل کرے۔

" نَفَثَ" کے معانی ہیں: ایسی پھونک مارنا، جس میں کچھ تھوک بھی ہو۔

مبلغین کا اندازِ تبلیغ

(٢٨١١)۔ عَنْ أَبِي مُوْسٰى، قَالَ: كَانَ إِذَا بَعَثَ أَحَداً مِنْ أَصْحَابِهِ فِي بَعْضِ أَمْرِهِ قَالَ: ((بَشِّرُوْا وَلَا تُنَفِّرُوْا، وَيَسِّرُوْا وَلَا تُعَسِّرُوْا۔)) (الصحيحة: ٩٩٢)

حضرت ابو موسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ جب کسی صحابی کو اپنے بعض معاملات پر امیر بنا کر بھیجتے تو فرماتے: ''خوشخبریاں سنانا، تنفر نہ کرنا، آسانیاں پیدا کرنا اور مشقتوں میں نہ ڈالنا۔''

تخريج: أخرجه مسلم: ٥/ ١٤١، وأبو داود: ٢/ ٢٩٣

شرح:...... اللہ تعالی کا نیکیاں قبول کرنا، ان پر اجر و ثواب عطا کرنا، گناہوں سے توبہ کی توفیق دینا اور لوگوں کو معاف کرنا، یہ سب امور خوشخبری کا مفہوم رکھتے ہیں، جبکہ تنفر نہ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ جب لوگوں کو برائیوں سے باز رکھنے کے لیے ڈرایا جائے تو اتنا مبالغہ نہ کیا جائے کہ وہ اللہ تعالی کی رحمت سے ہی ناامید ہو جائیں۔

مبلغ اسلام کو ذی بصیرت اور مزاج شناس ہونا چاہیے، لوگوں کے حالات و احساسات اور زمان و مکاں کو مدنظر رکھ کر گفتگو کرنی چاہیے۔ اس معاملے میں نبی کریم ﷺ کے اندازِ تبلیغ کو مدنظر رکھنا چاہیے، آپ ﷺ مختلف لوگوں کو سمجھانے کے لیے مختلف طریقے اختیار کرتے تھے۔ آپ ﷺ کبھی کبھار بظاہر بڑے بڑے جرائم پر نرمی کرتے نظر

آئیں گے، لیکن بسا اوقات معمولی چیز پر غصے کا اظہار کریں گے، درحقیقت نرمی یا غصے کا تعلق جرم سے نہیں، جرم کرنے والے سے ہے، کہ اس کو راہِ ہدایت پر لانا کیسے ممکن ہے۔ ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿ ولكن كونوا ربانيين ﴾ (سورۂ آل عمران : ۷۹) ...... ''اور لیکن تم ربانی بن جاؤ۔''

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ کہتے ہیں: ربانی کا مطلب ہے: حکمت و دانائی والے، علم و معرفت والے اور حلم و بردباری والے۔ (تفسیر ابن کثیر : ١/ ٤٠٥)

بات سمجھانے کے لیے تین دفعہ دوہرانا

(٢٨١٢)۔ عَنْ أَنَسٍ ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ: كَانَ إِذَا تَكَلَّمَ بِكَلِمَةٍ أَعَادَهَا ثَلَاثاً ، حَتّٰى تُفْهَمَ عَنْهُ ، وَإِذَا أَتٰى عَلٰى قَوْمٍ فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ ، سَلَّمَ عَلَيْهِمْ ثَلَاثاً.

(الصحيحة: ٣٤٧٣)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ جب کوئی بات ارشاد فرماتے تو اسے تین مرتبہ دہراتے حتی کہ وہ خوب سمجھ لی جاتی اور جب کسی قوم کے پاس آتے اور انھیں سلام کرتے تو سلام بھی تین دفعہ کرتے۔

تخريج: أخرجه البخاري: ٩٤، ٩٥، ٦٢٤٤، والترمذي: ٢٧٢٣، ٣٦٤٠، "الشمائل" ١٢٠/ ١٩٢- مختصر الشمائل، وأبوالشيخ في "أخلاق النبي ﷺ" ٨٣، وأحمد: ٣/ ٢١٣، ٢٢١

شرح:...... سلام اور کلام کا یہ انداز آپ ﷺ کا معمول نہیں تھا، کسی بات کی اہمیت کو اجاگر کرنے کے لیے اور سامعین کو خوب سمجھانے کے لیے آپ ﷺ بسا اوقات ایک بات کو تین دفعہ دوہراتے تھے، بلکہ جب آپ کبیرہ گناہوں کا تذکرہ کر رہے تھے تو "اَلَا وَقَوْلُ الزُّوْرِ" کا جملہ کئی دفعہ دوہرایا تھا۔ بہر حال مختلف احادیث اور اس حدیث کے الفاظ "حَتّٰى تُفْهَمَ عَنْهُ" سے معلوم ہوتا ہے کہ لوگوں کی طبائع اور ذہنی صلاحیتوں اور بیان کی جانے والے بات کی اہمیت کو سامنے رکھ کر اس کو ایک سے زیادہ دفعہ کہا جا سکتا ہے۔

تین دفعہ سلام کہنے کی دو وجوہات ہیں: لوگوں کا کثیر تعداد میں موجود ہونا اور سب کا ایک دفعہ کہا ہوا سلام نہ سننا۔ ایسی صورت میں سلام کہنے والے کو چاہیے کہ وہ مجلس کے مختلف حصوں پر سلام کہے۔

گھر سے نکلتے وقت کی دعا

(٢٨١٣)۔ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا۔ قَالَتْ: كَانَ إِذَا خَرَجَ مِنْ بَيْتِهِ قَالَ: ((بِسْمِ اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَعُوْذُبِكَ أَنْ نَزِلَّ (وَفِي رِوَايَةٍ: أَزِلَّ أَوْ أُزَلَّ ..... بِالْإِفْرَادِ فِي الْأَفْعَالِ كُلِّهَا) أَوْ نَضِلَّ ،

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب گھر سے نکلتے تو یہ دعا پڑھتے: اللہ کے نام کے ساتھ، میں نے اللہ پر توکل کیا، اے اللہ! ہم تیری پناہ چاہتے ہیں اس بات سے کہ ہم پھسل جائیں (اور ایک روایت میں ہے: میں خود پھسل جاؤں یا مجھے پھسلا دیا جائے ...... تمام افعال واحد کے صیغے

أَوْ نَظْلِمَ أَوْ نُظْلَمَ، أَوْنَجْهَلَ أَوْيُجْهَلَ عَلَيْنَا۔)) (الصحيحة: ٣١٦٣)

کے ساتھ ہیں) یا گمراہ ہو جائیں یا ظلم کریں یا ہم پر ظلم کیا جائے یا ہم کسی سے جہالت سے پیش آئیں یا کوئی ہم سے جہالت سے پیش آئے۔''

تخریج: هو من حديث ام سلمة رضي الله عنها؛ رواه عنها الشعبى، وعنه المنصور ابن المعتمر وعنه جم غفير من الثقات (وهم تسعة نفر)، فهو عنه متواتر، (نحن نذكر أس هم المصادر فقط۔)

أخرجه الترمذي: ٩/ ١٢٦/ ٣٤٢٣، والنسائي في "السنن" ٢/ ٣٢٢، والحاكم: ١/ ٥١٩، وابن أبي شيبة في "المصنف": ١٠/ ٢١١/ ٩٢٥٠، وأحمد: ٦/ ٣٠٦، والطبراني في "المعجم الكبير": ٢٣/ ٣٢٠/ ٧٢٧، والطيالسي في "مسنده": ٢٢٤/ ١٦٠٧، وأبوداود: ٥/ ٣٢٧/ ٥٠٩٤، وابن ماجه: ٢/ ١٢٧٨/ ٣٨٨٤

شرح:...... معلوم ہوا کہ گھر سے نکلتے وقت درج ذیل دو دعاؤں میں سے کوئی ایک پڑھ لی جائے۔

بِسْمِ اللّٰهِ، تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ، اَللّٰهُمَّ! اِنَّا نَعُوذُبِكَ اَنْ نَزِلَّ، اَوْ نَضِلَّ اَوْ نَظْلِمَ اَوْ نُظْلَمَ اَوْ نَجْهَلَ اَوْ يُجْهَلَ عَلَيْنَا۔

بِسْمِ اللّٰهِ، تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ، اَللّٰهُمَّ! اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ اَنْ اَزِلَّ، اَوْ اَضِلَّ اَوْ اَظْلِمَ اَوْ اُظْلَمَ اَوْ اَجْهَلَ اَوْ يُجْهَلَ عَلَيَّ۔

سنن ابن ماجہ میں اس روایت کے الفاظ یوں ہیں:

اَللّٰهُمَّ! اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ اَنْ اَضِلَّ اَوْ اُضَلَّ اَوْ اَزِلَّ اَوْاُزَلَّ اَوْ اَظْلِمَ اَوْ اُظْلَمَ اَوْ اَجْهَلَ اَوْ يُجْهَلَ عَلَيَّ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے فرشتوں کا چلنا

(٢٨١٤)۔ عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: كَانَ أَصْحَابُهُ يَمْشُوْنَ أَمَامَهُ إِذَا خَرَجَ وَيَدَعُوْنَ ظَهْرَهُ لِلْمَلَائِكَةِ۔ (الصحيحة: ٤٣٦)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ صحابۂ کرام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے چلتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پشت فرشتوں کے لیے چھوڑ دیتے تھے۔

تخريج: أخرجه أحمد: ٣/ ٣٠٢، ٣٣٢، وابن ماجه: ١/ ١٠٨، والحاكم: ٤/ ٢٨١

(٢٨١٥)۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَكْرَهُ أَنْ يَطَأَ أَحَدٌ عَقِبَهُ، وَلٰكِنْ يَمِيْنٌ وَشِمَالٌ۔ (الصحيحة:١٢٣٩)

حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس بات کو ناپسند کرتے تھے کہ کوئی ان کے پیچھے چلے، لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دائیں بائیں چلتے تھے۔

تخريج: أخرجه الحاكم: ٤/ ٢٧٩، واخرجه ابوداود: ٣٧٧٠، وابن ماجه: ٢٤٤، واحمد: ٢/ ١٦٥،

١٦٧ بلفظ: ما رئی رسول الله ﷺ یأكل متكئا قط، ولا يطأ عقبه رجلان۔

شرح:...... اس میں نبی کریم ﷺ کی فضیلت ومنقبت اور عجز وانکساری کا بیان ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اپنی ملاقاتوں میں سورۂ عصر کی تلاوت کرنا

(٢٨١٦)۔ عَنْ أَبِي مَدِيْنَةَ الدَّارِمِيِّ، قَالَ: كَانَ الرَّجُلَان مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ إِذَا الْتَقَيَا لَمْ يَفْتَرِقَا حَتّٰى يَقْرَأَ أَحَدُهُمَا عَلَى الآخَرِ: ﴿وَالْعَصْرِ إِنَّ الْإِنْسَانَ لَفِي خُسْرٍ﴾ ثُمَّ يُسَلِّمُ أَحَدُهُمَا عَلَى الآخَرِ۔ (الصحيحة:٢٦٤٨)

ابومدینہ دارمی سے روایت ہے کہ جب دو صحابہ کی ملاقات ہوتی تو اس وقت تک وہ جدا نہ ہوتے تھے جب تک ایک دوسرے پر ﴿وَالْعَصْرِ إِنَّ الْإِنْسَانَ لَفِي خُسْرٍ﴾ نہ پڑھ لیتے۔اس کے بعد ایک دوسرے کو سلام کہتا تھا۔

تخريج: أخرجه الطبراني في "الأوسط": ٢/ ١١/ ٢/ ٥٢٥٦، والبيهقي في "شعب الايمان": ٦/ ٥٠١/ ٩٠٥٧

شرح:...... امام البانی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں: اس میں سلف صالحین رضی اللہ عنہم کی ایک صفت کا بیان ہے اور وہ ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ملاقات کے وقت سورۂ عصر کی تلاوت کی پابندی کرنا۔صحابہ کرام کے بارے میں ہمارا خیال یہ ہے کہ وہ لوگ دین میں کسی بدعت کو رواج دینے سے کوسوں دور تھے، اس عمل کے لیے ان کے پاس نبی کریم ﷺ کی کوئی قولی یا فعلی یا تقریری حدیث ضرور ہوگی، ہمارے اس مسلک کی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے صحابہ کریم رضی اللہ عنہم کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا: ﴿وَ السّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَ الْاَنْصَارِ وَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ وَ اَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَاۤ اَبَدًا ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ﴾ (سورۂ توبہ: ١٠٠) ......''اور جو مہاجرین اور انصار سابق اور مقدم ہیں اور جتنے لوگ اخلاص کے ساتھ ان کے پیرو ہیں، اللہ ان سب سے راضی ہوا اور وہ سب اللہ سے راضی ہوئے اور اللہ نے ان کے لیے ایسے باغ مہیا کر رکھے ہیں، جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی، جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے، یہ بڑی کامیابی ہے۔''

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور امام حسن بصری رحمہ اللہ نے کہا: اگر کوئی کسی کے نقش قدم پر چلنا چاہتا ہے تو وہ اصحاب رسول کے نقش قدم پر چلے، کیونکہ ان لوگوں کے دل نیک اور پاکیزہ تھے، وہ علم میں پختہ تھے، تکلف وتصنع سے باز رہنے والے تھے، ان کا سیرت وکردار درست ترین تھا اور ان کے حالات سب سے اچھے تھے۔ وہ ایسے لوگ ہیں کہ جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی صحبت اور دین کی نصرت کے لیے منتخب کیا۔ ان لوگوں کا مقام ومرتبہ پہچانو اور ان کی پیروی کرو، کیونکہ وہ راہ مستقیم پر فائز تھے۔(جامع بیان العلم لابن عبد البر: ٢/ ٩٧)۔ (صحیحہ: ٢٦٤٨)

یہ بھی ممکن ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ایک دوسرے کو وعظ ونصیحت کرنے کی نیت سے کچھ عرصہ کے لیے اس

سورت کی تلاوت کا التزام کیا ہو، کیونکہ کئی دوسرے آثار میں ملاقات کے وقت ان کی اس صفت کا ذکر نہیں ہے۔

کسی کے گھر میں بلا اجازت دیکھنا جرم ہے

(۲۸۱۷)۔ عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ قَائِماً يُصَلِّي فِي بَيْتِهِ فَجَاءَ رَجُلٌ فَاطَّلَعَ فِي بَيْتِهِ فَأَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ سَهْماً مِنْ كِنَانَتِهِ فَسَدَّدَهُ نَحْوَ عَيْنَيْهِ حَتّٰى انْصَرَفَ۔ (الصحيحة:٦١٢)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنے گھر میں کھڑے نماز ادا کر رہے تھے، ایک آدمی آیا اور آپ ﷺ کے گھر کے اندر جھانکنے لگا، رسول اللہ ﷺ نے ترکش سے تیر نکالا اور اس کی آنکھوں کا نشانہ لیا، لیکن وہ چلا گیا۔

تخريج: أخرجه البخاري في "الأدب المفرد": ١٠٦٩، وأحمد: ٣/ ١٩١، وأبو القاسم البغوي في "حديث هدبة": ٨٠، وأخرجه البخاري مختصرا نحوه واخرجه مسلم: ٦/ ١٨١ وليس عنده وكذا البخاري ذكر الصلاة۔

شرح:...... انسان اپنے خلوت خانے میں بعض ایسے جائز امور میں مصروف ہوتا ہے کہ وہ نہیں چاہتا کہ کوئی اسے اس حالت میں دیکھے۔ عورتوں کا بالخصوص غیر محرم عورتوں کا اور میاں بیوی کے معاملات تو بالکل واضح ہیں، بعض اوقات کسی مرد کے پاس بھی بعض وجوہات کی وجہ سے بغیر اجازت کے جانا مناسب نہیں ہوتا۔ ایک شخص کا واقعہ ہے کہ وہ ہمیشہ چادر وغیرہ سے پردہ کر کے شلوار تبدیل کرتا تھا، کوئی دوسرا فرد ہو یا نہ ہو، ایک دن اس نے خلوت میں پردہ کئے بغیر کپڑے تبدیل کرنا شروع کئے، اچانک ایک آدمی باہر سے بلا اجازت آ گھسا، نتیجتاً دونوں کو ندامت کا سامنا کرنا پڑا۔

اسلام میں صرف دو عیدیں ہیں

(۲۸۱۸)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كَانَ لِأَهْلِ الْجَاهِلِيَّةِ يَوْمَانِ فِي كُلِّ سَنَةٍ يَلْعَبُوْنَ فِيهِمَا، فَلَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ الْمَدِيْنَةَ قَالَ: ((كَانَ لَكُمْ يَوْمَانِ تَلْعَبُوْنَ فِيهِمَا، وَقَدْ أَبْدَلَكُمُ اللّٰهُ بِهِمَا خَيْراً مِنْهُمَا: يَوْمَ الْفِطْرِ، وَيَوْمَ الْأَضْحٰى۔)) (الصحيحة:٢٠٢١)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اہل جاہلیت نے سال میں کھیلنے کے لیے دو دن مقرر کر رکھے تھے، جب نبی کریم ﷺ مدینہ تشریف لائے تو فرمایا: ''تمھارے دو دن تھے جن میں تم کھیلتے تھے، اللہ تعالی نے تمھارے لیے دو بہترین دنوں کو ان کا بدل بنایا ہے اور وہ عید الفطر اور عید الاضحی ہیں۔''

تخريج: أخرجه النسائي: ١/ ٢٣١، والطحاوي في "مشكل الآثار": ٢/ ٢١١، وأحمد: ٣/ ١٠٣، ١٧٨، ٢٣٥، ٢٥

شرح:...... اسلامی احکام کے مطابق ایک سال میں دو عیدوں کا وجود ملتا ہے، دونوں کے مختلف اور مخصوص احکام

ہیں۔ بعض لوگوں نے ''عید میلاد النبی ﷺ'' کے نام سے تیسری عید کا اضافہ کر رکھا ہے اور اس کو کئی خرافات و بدعات کا بہانہ بنا رکھا ہے، نبی کریم ﷺ اور آپ کے صحابہ سے اس عید کا کوئی ثبوت نہیں ملتا۔

"السیرۃ النبویہ و فیہا الشمائل" میں ''عید میلاد النبی ﷺ کی شرعی حیثیت'' کے عنوان میں اس مروجہ عید کی وضاحت ہو چکی ہے۔

گھوڑی کو ''فَرَسٌ'' کہنا

(۲۸۱۹)۔ عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ :كَانَ ﷺ يُسَمِّى الْأُنْثَى مِنَ الْخَيْلِ فَرَساً۔ (الصحيحة:۲۱۳۱)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ گھوڑی کو ''فرس'' کہتے تھے۔

تخریج: أخرجه الحاكم:۲/ ۱۴۴، وابوداود: ۱/ ۳۹۹

شرح:...... لغت میں لفظ ''فَرَسٌ'' کا اطلاق گھوڑی اور گھوڑے دونوں پر ہوتا ہے۔

اولادِ آدم کا ہر فرد مسئول ہے

(۲۸۲۰)۔ عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((كُلُّ نَفْسٍ مِنْ بَنِي آدَمَ سَيِّد، فَالرَّجُلُ سَيِّدُ أَهْلِهِ وَالْمَرْأَةُ سَيِّدَةُ بَيْتِهَا۔)) (الصحيحة: ۲۰۴۱)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بنو آدم کا ہر فرد (کسی نہ کسی طرح) سردار ہے، (بطورِ مثال) آدمی اپنے اہل وعیال کا سردار ہے اور عورت اپنے گھر کی سردار ہے۔''

تخریج: أخرجه ابن السنی فی "عمل الیوم واللیلة": ۳۸۲، وأبوبكر المقریء الأصبهانی فی "الفوائد": ۱۳/ ۱۹۰/ ۱

شرح:...... سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے ہر شخص ذمے دار ہے اور تم سب سے اس کی اپنی رعیت کے بارے میں باز پرس ہوگی۔ امیر اپنی رعایا کا ذمہ دار ہے۔ آدمی اپنے اہل خانہ کا ذمہ دار ہے۔ عورت اپنے خاوند کے گھر اور اس کی اولاد کی ذمے دار ہے۔ پس اسی طرح تم سب ذمے دار ہو اور تم سب سے اپنی رعیت کے بارے میں پوچھا جائے گا۔'' (بخاری: ۸۹۳، مسلم: ۱۸۲۹)

یہ احادیث اس لحاظ سے نہایت اہمیت کی حامل ہیں کہ اس میں معاشرے کے ہر فرد کو، چاہے وہ حکمران ہو یا ایک عام آدمی، حتی کی گھر کی چار دیواری کے اندر رہنے والی عورت بھی، اپنے اپنے دائرے میں اپنے فرائض ادا کرنے کا، اصلاح کرنے کا اور عدل وانصاف کے قیام کا ذمے دار ہے اور اس میں کوتاہی کرنے پر اس سے باز پرس ہوگی۔

غیبت منع ہے

(۲۸۲۱)۔ عَنْ عُبَادَةَ بْنُ الصَّامِتِ مَرْفُوْعاً:

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی

((لَا يَعْضَهُ بَعْضُكُمْ بَعْضًا۔)) کریم ﷺ نے فرمایا: ''کوئی کسی کی چغلی نہ کرے۔''

(الصحيحة:٢٤٤٣)

تخريج: أخرجه الطيالسي:٢/ ٦٦/ ٢٢١٦، وأحمد:٥/ ٣١٣/ ٣٢٠، ومسلم:٥/ ١٢٧

شــرح:...... عصرِ حاضر میں ہر کوئی اپنے آپ کو بریٔ الذمہ اور معصوم قرار دے کر دوسروں پر شکوہ کناں نظر آتا ہے، جب بھی ہم کسی شخص کو موضوعِ گفتگو بنانے لگیں تو سوچ لینا چاہیے کہ آخر اس کلام کا مقصد کیا ہے۔ کیا کسی بھائی پر جارحانہ کلام کرنے سے اس کے بارے میں سامعین کے دلوں میں نفرت و کدورت پیدا نہیں ہوگی اور اس سے بڑا معاشرتی فساد اور بگاڑ کوئی نہیں ہے کہ ایک آدمی کے بارے میں سوئے ظن پیدا کر دیا جائے۔ سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ نَمَّامٌ۔)) (بخاري، مسلم) ...... ''چغل خور جنت میں داخل نہیں ہوگا۔''

غیبت کا انجام بد

(٢٨٢٢)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَمَّا عَرَجَ بِي رَبِّي- عَزَّوَجَلَّ- مَرَرْتُ بِقَوْمٍ لَهُمْ أَظْفَارٌ مِنْ نُحَاسٍ يَخْمِشُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَصُدُوْرَهُمْ- فَقُلْتُ: مَنْ هٰؤُلَاءِ يَا جِبْرِيْلُ؟ قَالَ: هٰؤُلَاءِ الَّذِيْنَ يَأْكُلُوْنَ لُحُوْمَ النَّاسِ، وَيَقَعُوْنَ فِي أَعْرَاضِهِمْ۔)) (الصحيحة:٥٣٣)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب میرے ربّ نے مجھے معراج کرائی تو میرا گزر کچھ ایسے لوگوں کے پاس سے ہوا جن کے ناخن تانبے کے تھے، وہ (ان سے) اپنے چہرے اور سینے نوچ رہے تھے۔ میں نے پوچھا: جبریل! یہ کون لوگ ہیں؟ انھوں نے جواب دیا: یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کا گوشت کھاتے ہیں (غیبت کرتے ہیں) اور ان کی عزتوں کو پامال کرتے ہیں۔''

تخريج: أخرجه الامام أحمد: ٣/ ٢٢٤، وابوداود: ٤٨٧٨

(٢٨٢٣)۔ عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ مَرْفُوْعاً: ((لَايَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَتَّاتٌ۔)) (الصحيحة:١٠٣٤)

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''چغلی کرنے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا۔''

تخريج: أخرجه البخاري: ٧/ ٧٦، ومسلم: ١/ ٧١، وأبوداود: ٢/ ٢٩٧، والترمذي: ١/ ٣٦٤ وصححه، والطيالسي: صـ٥٦ رقم ٤٢١، وأحمد: ٥/ ٣٨٢، ٣٨٩، ٣٩٢، ٤٠٢، ٤٠٤

شرح:...... مذکورہ بالا حدیث میں لوگوں کا گوشت کھانے سے مراد غیبت کرنا ہے، جیسا کہ ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ﴾ (سورۂ حجرات: ١٢) ...... ''اور نہ تم میں سے کوئی کسی کی غیبت کرے، کیا تم میں سے کوئی بھی اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانا پسند کرتا ہے،

(بلکہ) تم کو تو اس سے گھن ہو گی۔"

غیبت کے جواز کی صورتیں

(٢٨٢٤)۔ عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: اسْتَأْذَنَ رَجُلٌ عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَأَنَا عِنْدَهُ، فَقَالَ: ((بِئْسَ ابْنُ الْعَشِيْرَةِ أَوْ أَخُو الْعَشِيْرَةِ۔)) ثُمَّ أَذِنَ لَهُ فَأَلَانَ لَهُ الْقَوْلَ فَلَمَّا خَرَجَ، قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قُلْتَ لَهُ مَاقُلْتَ، ثُمَّ أَلَنْتَ لَهُ؟ فَقَالَ: ((يَاعَائِشَةُ إِنَّ مِنْ شَرِّ النَّاسِ مَنْ تَرَكَهُ النَّاسُ، أَوْ وَدَعَهُ النَّاسُ، اتِّقَاءَ فُحْشِهِ۔))

(الصحيحة:١٠٤٩)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ کہتی ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کے پاس تھی، ایک آدمی نے آپ ﷺ کے پاس آنے کی اجازت طلب کی، آپ ﷺ (اسے دیکھ کر) فرمانے لگے: "یہ آدمی اپنے خاندان کا برا فرد ہے۔" پھر اسے اجازت دے دی اور اس کے ساتھ نرم برتاؤ کیا۔ جب وہ چلا گیا تو میں نے پوچھا: یا رسول اللہ! پہلے تو آپ نے جو کچھ کہا وہ کہا، پھر اس کے ساتھ نرم رویہ اختیار کیا،(ان دو قسم کے رویوں کی کیا وجہ ہے)؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "عائشہ! بدترین لوگ وہ ہیں کہ دوسرے لوگ ان کے شرّ سے بچنے کے لیے ان سے لاتعلق ہو جائیں۔"

تخريج: أخرجه البخاري: ٤/ ١٢٥۔١٢٦، ١٤٢، ومسلم: ٨/ ٢١، وأبوداود: ٤٧٦١، والترمذي: ١/ ٣٦٠، وأحمد: ٦/ ٣٨

شرح:...... بالاتفاق غیبت حرام ہے۔ امام نووی نے کہا: کسی صحیح شرعی مقصد کے لیے غیبت کرنا جائز ہے، بشرطیکہ اس مقصد تک اس کے بغیر پہنچنا ناممکن ہو۔ جواز کی چھ صورتیں ہیں، (تلخیص کے ساتھ پیش کی جاتی ہیں):

(١) دست درازی کا ہونا: مظلوم کے لیے جائز ہے کہ بادشاہ یا قاضی کے سامنے اپنے ظالم کی زیادتی کا تفصیلی بیان کرے۔

(٢) خلاف شرع امور کو روکنا اور برائیوں کے مرتکب کو راہِ راست پر لانے کے لیے مدد حاصل کرنا: مثلا برے آدمی کی برائی کا کسی ایسے آدمی کے سامنے تذکرہ کرنا، جس کو غالب گمان کے مطابق اسے اس برائی سے روکنے پر قدرت حاصل ہو۔

(٣) فتوی طلب کرنا: جیسے کوئی مظلوم کسی مفتی کے پاس جا کر کہے کہ میرے باپ یا بھائی وغیرہ نے مجھ پر یوں ظلم کیا ہے، کیا اسے یہ حق پہنچتا ہے اور میرے حق میں شریعت کا کیا فیصلہ ہے؟

(٤) مسلمانوں کی خیر خواہی کرنا: جیسے سند کے راویوں پر جرح کرنا، کسی مسئلہ میں گواہی دینے والے فاسق گواہوں کے فسق و فجور کی وضاحت کر دینا۔

(٥) جو آدمی کھلم کھلا فسق و فجور اور بدعت کا ارتکاب کر رہا ہو، جیسے کوئی علانیہ شراب نوشی کر رہا ہو یا ظلماً ٹیکس وصول کر رہا

ہو یا باطل کاموں کی سرپرستی کر رہا ہو، وغیرہ، وغیرہ۔ ایسے لوگوں کے جرائم بیان کرنا جائز ہے تاکہ ان کا ازالہ کیا جا سکے۔

(٦) معروف نام سے پکارنا: مفاہیم و معانی کے اعتبار سے کوئی لقب اچھا نہ ہو، لیکن اگر کوئی آدمی اس لقب کے ساتھ مشہور ہو گیا ہو تو اس لقب کے ساتھ اسے پکارنا جائز ہے۔ جیسے: اعمش (چندھا)، اعرج (لنگڑا)۔ لیکن توہین و تنقیص کا ارادہ نہیں ہونا چاہیے۔ (ریاض الصالحین: باب بیان مایباہ من الغیبة)

اس باب کی حدیث میں نبی کریم ﷺ نے جو غیبت کی مثال پیش کی ہے، یہ جواز کی کون سی صورت سے متعلق ہے؟ امام بخاری کے استدلال سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا سبب یہ تھا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ لوگ اس کی ظاہری حالت سے دھوکہ کھا جائیں۔ معلوم ہوا کہ جو شخص برے کردار کا حامل ہو اور یہ اندیشہ ہو کہ لوگ اس کے دام تزویر میں پھنس جائیں گے، جس سے ان کے دین اور دنیا دونوں یا کسی ایک کا نقصان ہو جائے گا، ایسے شخص کی غیبت کرنا جائز ہو گی۔ اس اعتبار سے یہ جواز کی چوتھی صورت معلوم ہوتی ہے۔

اور یہ بھی ممکن ہے کہ آپ ﷺ اس برے آدمی کا اس انداز میں تذکرہ کر کے اس میں پائے جانے والی برائی کی قباحت و شناعت بیان کرنا چاہتے ہوں، تاکہ دوسرے مسلمان آپ ﷺ کے اندازِ غیبت سے اس برائی کی سنگینی کو بھانپ لیں اور عبرت حاصل کریں اور اس بدی سے محفوظ رہیں۔

غیبت اور بہتان میں فرق

(٢٨٢٥)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ ذَكَرَ رَجُلاً بِمَا فِيهِ فَقَدْ اغْتَابَهُ، وَمَنْ ذَكَرَهُ بِغَيْرِ مَا فِيهِ فَقَدْ بَهَتَهُ۔)) (الصحيحة:١٤١٩)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس نے (پیٹھ پیچھے) کسی آدمی میں پائی جانے والی برائیوں، کا ذکر کیا تو اس نے اس کی غیبت کی اور جس نے کسی آدمی کی ایسی برائیوں کا ذکر کیا جو اس میں نہیں ہیں تو اس نے اس پر جھوٹا الزام لگایا۔''

تحریج: أخرجه أبو الشيخ "الطبقات" صـ ٣٤

شرح:...... معلوم ہوا کہ ہمیں یہ اجازت بھی نہیں کہ ہم کسی میں پائے جانے والے عیب کا تذکرہ کسی دوسرے کے سامنے کریں اور یہ بھی ناجائز ہے کہ خواہ مخواہ کسی مسلمان پر کوئی الزام دھر دیں۔

مومن پر سب و شتم کرنا کیسا ہے؟

(٢٨٢٦)۔ عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ عَمْرٍو مَرْفُوعاً: ((سِبَابُ الْمُؤْمِنِ كَالْمُشْرِفِ عَلٰى هَلَكَةٍ۔)) (الصحيحة: ١٨٧٨)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مومن کو گالی دینا' ہلاکت میں پڑنے والی بات ہے۔''

تخریج: أخرجه البزار: صـ ٢٤٦

شرح:...... شریعتِ مطہرہ میں اللہ تعالی اور رسول اللہ ﷺ نے مسلمان کو جو مقام عطا کیا ہے، عصر حاضر کے مسلمان اس کو سمجھنے سے کوسوں دور ہیں، ہم لوگ مکہ مکرمہ میں پہنچ کر حرم اور کعبۃ اللہ کے تقاضوں کو باندازِ احسن پورا کرتے ہیں، لیکن ہمیں معلوم ہونا چاہئے کہ مومن کی تعظیم و تحریم، کعبہ سے زیادہ ہے۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے کعبہ کی طرف دیکھا اور فرمایا: ((مَا أَعْظَمَ حُرْمَتَكِ!)) وَفِي الطَّرِيقِ الْأُخْرٰى: لَمَّا نَظَرَ رَسُولُ اللّٰهِ إِلَى الْكَعْبَةِ، قَالَ: ((مَرْحَبًا بِكَ مِنْ بَيْتٍ، مَا أَعْظَمَكَ، وَأَعْظَمَ حُرْمَتَكَ! وَلَلْمُؤْمِنُ أَعْظَمُ حُرْمَةً عِنْدَ اللّٰهِ مِنْكَ، إِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ مِنْكَ وَاحِدَةً، وَحَرَّمَ مِنَ الْمُؤْمِنِ ثَلَاثًا: دَمَهُ، وَمَالَهُ، وَأَنْ يُظَنَّ بِهِ ظَنَّ السُّوْءِ۔)) (صحیحه: ٣٤٢٠) ......''(اے کعبہ!) تو کتنی عظیم حرمتوں والا ہے۔'' دوسری روایت میں ہے: جب رسول اللہ ﷺ نے کعبہ کی طرف دیکھا تو فرمایا: ''اے خانۂ خدا! تجھے مرحبا ہو، تو کتنا عظیم ہے، تیری حرمت کتنی عظیم ہے، لیکن اللہ تعالی کے ہاں ایک مومن کی حرمت تجھ سے زیادہ ہے، بیشک اللہ تعالی نے تجھ سے ایک چیز کو اور مومن سے تین چیزوں یعنی خون، مال اور سوئے ظن کو حرام قرار دیا ہے۔''

جب کوئی کسی مسلمان پر سب و شتم کرتا ہے تو وہ اس کی عزتوں کو پامال کرنے کی کوشش کرتا ہے، سو وہ ہلاکتوں پر جھانکنا شروع کر دیتا ہے۔

عورتوں کو راستوں کے کناروں پر چلنا چاہئے

(٢٨٢٧)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعًا: ((لَيْسَ لِلنِّسَاءِ وَسَطُ الطَّرِيْقِ۔)) (الصحيحة:٨٥٦)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عورتوں کے لیے راستے کے درمیان میں چلنا درست نہیں۔''

تخریج: رواه المخلص فی "الفوائد المنتقاة": ٩/ ٥/ ٢، وابن حبان فی "صحیحه": ١٩٦٩۔ موارد، وابن عدی: ١٩٢/ ١، وعنه البیهقی فی "الشعب": ٢/ ٤٧٥/ ٢

شرح:...... اس حدیث سے معلوم ہوتا ہو کہ کسی راستے میں چلتے وقت عورت کا کیا حق ہے۔ مزید وضاحت سیدنا ابو اسید انصاری رضی اللہ کی حدیث سے ہوتی ہے، وہ کہتے ہیں کہ خواتین و حضرات راستے میں خلط ملط ہو گئے تھے، جبکہ رسول اللہ ﷺ مسجد سے باہر تشریف لا رہے تھے۔ آپ ﷺ نے عورتوں کو حکم دیا: ((اِسْتَأْخِرْنَ فَإِنَّهُ لَيْسَ لَكُنَّ أَنْ تَحْقُقْنَ الطَّرِيْقَ، عَلَيْكُنَّ بِحَافَّاتِ الطَّرِيْقِ۔)) ......''پیچھے ہٹ جاؤ، تمہیں راستے کے وسط میں چلنے کا کوئی حق حاصل نہیں، تم راستوں کے کناروں پر چلا کرو۔'' (یہ حکم سننے کے بعد) عورتیں دیوار کے ساتھ مل گئیں اور ان کے کپڑے دیوار کے ساتھ گھسنے لگ گئے۔ (ابو داود: ٥٢٧٢)

پڑوسی کے حقوق

(٢٨٢٨)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَيْسَ الْمُؤْمِنُ الَّذِي يَشْبَعُ وَجَارُهُ جَائِعٌ إِلٰى جَنْبِهِ۔)) (الصحيحة:١٤٩)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مومن وہ نہیں ہوتا جو خود تو سیر ہو جائے اور اس کا ہمسایہ بھوکا رہے۔''

تخريج: رواه البخاري في "الأدب المفرد": ١١٢، والطبراني في "الكبير": ٣/ ١٧٥/ ١، والحاكم: ٤/ ١٦٧، وكذا ابن أبي شيبة في "كتاب الأيمان": ١٨٩/ ٢، والخطيب في "تاريخ بغداد": ١٠/ ٣٩٢، وابن عساكر: ٩/ ١٣٦/ ٢، والضياء في "المختارة": ٦٢/ ٢٩٢/ ١

شرح:...... امام البانی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں: یہ حدیث بڑی وضاحت کے ساتھ دلالت کر رہی ہے کہ غنی اور مالدار لوگوں کے لیے حرام ہے کہ وہ اپنے پڑوسیوں کو بھوکا چھوڑے رکھیں۔ ان پر فرض ہے کہ وہ اپنے پڑوسیوں کی ضروریات کے مطابق ان کو کھانا اور لباس وغیرہ مہیا کریں۔

اس حدیث میں یہ اشارہ موجود ہے کہ زکاۃ کے علاوہ بھی مال میں حق ہوتا ہے، غنی لوگوں کو متنبہ رہنا چاہیے کہ وہ سال کے بعد زکوۃ ادا کر دینے سے اپنی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ نہیں ہو سکتے، بلکہ حالات وظروف کے مطابق ان پر ایسے حقوق عائد ہوتے ہیں، جن کی ادائیگی ضروری ہو جاتی ہے، اگر انھوں نے ایسے نہ کیا تو قرآن مجید کی اس وعید کا مصداق ٹھہریں گے: ﴿وَ الَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَ الْفِضَّةَ وَ لَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ـ يَّوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَ جُنُوْبُهُمْ وَ ظُهُوْرُهُمْ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ﴾۔ (سورۂ توبہ: ٣٤، ٣٥) ......''اور جو لوگ سونے اور چاندی کا خزانہ کرتے ہیں اور اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے، ان کو دردناک عذاب کی خوشخبری دے دیجیے۔ جس دن اس خزانے کو آتشِ دوزخ میں تپایا جائے گا، پھر اس سے ان کی پیشانیاں اور پہلو اور پیٹھیں داغی جائیں گی اور ان سے کہا جائے گا کہ یہ ہے جسے تم نے اپنے لیے خزانہ بنا رکھا تھا، سو اب اپنے خزانوں کا مزہ چکھو۔'' (صحیحہ: ١٤٩)

(٢٨٢٩)۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: قِيْلَ لِلنَّبِيِّ ﷺ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّ فُلَانَةَ تَقُوْمُ اللَّيْلَ وَتَصُوْمُ النَّهَارَ، وَتَفْعَلُ وَتَصَدَّقُ، وَتُؤْذِيْ جِيْرَانَهَا بِلِسَانِهَا! فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَاخَيْرَ فِيْهَا، هِيَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ۔)) قَالَ: وَفُلَانَةٌ تُصَلِّي الْمَكْتُوْبَةَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ کسی نے کہا: اے اللہ کے رسول! فلاں عورت رات کو قیام کرتی ہے، دن کو روزہ رکھتی ہے، صدقہ وخیرات کرتی ہے اور دیگر امور خیر کرتی ہے، لیکن ہمسائیوں کو اپنی زبان سے تکلیف دیتی ہے، (ایسی عورت کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے)؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ایسی عورت میں تو کوئی خیر نہیں، یہ تو جہنمی ہے۔''

وَتَصَدَّقُ بِأَثْوَارٍ مِنَ الْأَقِطِ وَلَا تُؤْذِيْ أَحَدًا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((هِيَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ۔)) (الصحيحة:١٩٠)

اس کے بعد اس نے کہا: فلاں عورت صرف فرض نمازیں ادا کرتی ہے اور پنیر کے ٹکڑوں کا صدقہ کرتی ہے، لیکن کسی کو تکلیف نہیں دیتی، (اس کے بارے میں کیا خیال ہے)؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ جنتی عورت ہے۔''

تخریج: رواه البخاري في "الأدب المفرد": ١١٩، وابن حبان: ٢٠٥٤، والحاكم: ٤/ ١٦٦، وأحمد: ٢/ ٤٤٩، وإسحاق بن راهويه: ٤/ ٣٦/ ٢، والبزار: ١٩٠٢ ـ الكشف، وأبوبكر محمد بن أحمد المعدل في "الأمالي": ٦/ ١ ـ ٢، والخرائطي في "مساوىء الأخلاق": ١٧٧/ ٣٧٩

شرح:...... اس حدیث میں ہمسائیوں کے ساتھ خوش سلوکی اور بدسلوکی کو جنت اور جہنم کے لیے معیار قرار دیا ہے۔ علاوہ ازیں قرآن و حدیث میں ہمسائیوں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنے کی بہت تاکید کی گئی ہے۔

بہترین پڑوسی اور بہترین دوست کا انجام

(٢٨٣٠)۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو مَرْفُوْعًا: ((خَيْرُ الْأَصْحَابِ عِنْدَاللّٰهِ خَيْرُهُمْ لِصَاحِبِهٖ، وَخَيْرُ الْجِيْرَانِ عِنْدَاللّٰهِ خَيْرُهُمْ لِجَارِهٖ۔)) (الصحيحة:١٠٣)

حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کے ہاں، ساتھیوں میں سب سے بہتر ساتھی وہ ہے جو اپنے ساتھی کے لیے بہتر ہو اور پڑوسیوں میں سب سے بہتر پڑوسی وہ ہے جو اپنے پڑوسی کے حق میں بہتر ہو۔''

تخریج: رواه الترمذي: ١/ ٣٥٣، والدارمي: ٢/ ٢١٥، والحاكم: ٤/ ١٦٤، وأحمد: ٢/ ١٦٨، وابن بشران في "الأمالي": ١٤٣/ ١

شرح:...... حدیث مبارکہ میں ساتھی کا لفظ عام ہے، جو سفر و حضر کے ساتھی کو شامل ہے، یعنی ہر وہ شخص آپ کے حسن سلوک کا مستحق ہے، جس سے کسی نہ کسی انداز میں آپ کا واسطہ پڑے، مثلا ہم جماعت، ہم سفر اور ایک دفتر میں کام کرنے والے لوگ، وغیرہ۔ جب اللہ تعالی نے سورۂ نسا کی آیت (٣٦) میں مختلف قسم کے انسانوں کے ساتھ احسان کرنے کا حکم دیا تو وہاں پڑوسیوں کی تین قسمیں ذکر کیں: (١) رشتہ دار پڑوسی، (٢) اجنبی پڑوسی اور (٣) پہلو کے ساتھی یعنی ساتھ بیٹھنے والے۔

شریعت مطہرہ نے پڑوسیوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنے کی بہت تاکید کی ہے، جیسا کہ سیدنا عبد اللہ بن عمر اور سیدۃ عائشہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((مَازَالَ جِبْرِيْلُ يُوْصِيْنِيْ بِالْجَارِ حَتّٰى ظَنَنْتُ أَنَّهٗ سَيُوَرِّثُهٗ۔)) (بخاری، مسلم)...... ''حضرت جبریل مجھے پڑوسی کے (ساتھ حسن سلوک کرنے) کی ہمیشہ تاکید کرتے رہے، حتی کہ مجھے یہ گمان ہونے لگا کہ وہ اسے وراثت میں بھی شریک ٹھہرا دیں گے۔''

اس سے بڑی کیا منقبت ہو سکتی ہے کہ جو دنیا میں اپنے پڑوسی کے حق میں اچھا ہے، اس کو آخرت میں اللہ تعالیٰ کا پڑوس نصیب ہوگا۔

مومن قبیح خصائل سے پاک ہوتا ہے

(٢٨٣١)۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَيْسَ الْمُؤْمِنُ بِالطَّعَّانِ، وَلَا بِاللَّعَّانِ، وَلَا بِالْفَاحِشِ، وَلَا بِالْبَذِيْءِ۔)) (الصحیحۃ: ٣٢٠)

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نہ مومن طعنہ زنی کرنے والا ہوتا ہے اور نہ لعنت کرنے والا اور نہ فحش بکنے والا ہوتا ہے اور نہ فضول گوئی اور زبان درازی کرنے والا ہوتا ہے۔''

تخریج: أخرجه الامام أحمد: ١/ ٤٠٤-٤٠٥، وابن ابی شیبة فی "کتاب الایمان": ٨٠ بتحقیقی، ومن طریق ابن ابی شیبه اخرجه البخاری فی "الادب المفرد": ٣٣٢، ورواه الترمذی: ١/ ٣٥٧، والحاکم: ١/ ١٢، وابو نعیم فی "الحلیة": ٤/ ٢٣٥، ٥/ ٥٨

شرح:...... متانت، سنجیدگی، وقار اور ٹھہراؤ، باایمان لوگوں کا زیور ہے، ان کے چال چلن، اٹھک بیٹھک، قول و کردار اور بول چال غرضیکہ ہر چیز میں اعتدال ہوتا ہے، جبکہ حدیث میں مذکورہ خصائل ذمیمہ ایمان اور اعتدال کے منافی امور ہیں، اس لیے مومن کو ان سے اجتناب کرنا چاہیے۔

مہمان کی میزبانی فرض ہے

(٢٨٣٢)۔ عَنْ أَبِي كُرَيْمَةَ الشَّامِيِّ مَرْفُوعاً: ((لَيْلَةُ الضَّيْفِ حَقٌّ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ فَمَنْ أَصْبَحَ بِفِنَائِهِ فَهُوَ عَلَيْهِ دَيْنٌ إِنْ شَاءَ اقْتَضٰى وَإِنْ شَاءَ تَرَكَ۔)) (الصحیحۃ: ٢٢٠٤)

حضرت ابوکریمہ شامی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مہمان کی پہلے دن کی ضیافت ہر (میزبان) مسلمان پر حق ہے، کسی کے گھر آنے والے مہمان (کا حق) اس پر قرض ہوتا ہے، یہ مہمان کی مرضی ہے کہ وہ اپنے حق کا مطالبہ کرے یا نہ کرے۔''

تخریج: أخرجه البخاری فی "الأدب المفرد": ٧٤٤، وأبوداود: ٢/ ١٣٧، وابن ماجه: ٢/ ٣٩٢، والطحاوی فی "المشکل": ٤/ ٣٩، وأحمد: ٤/ ١٣٠، ١٣٢، ١٣٣، وتمام: ٢٥٠/ ٢، وابن عساکر: ١٧/ ٧٧/ ٢

شرح:...... میزبانی، مہمان کا حق ہے۔ میزبان کو چاہیے کہ خندہ پیشانی کے ساتھ اس کا استقبال کرے اور حسبِ استطاعت اور خوش دلی سے اس کی مہمان نوازی کا حق ادا کرے۔ سیدنا خویلد بن عمرو خزاعی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ جَائِزَتَهُ۔)) ......''جو آدمی اللہ تعالیٰ اور یومِ آخرت پر ایمان رکھتا ہے، اسے مہمان کی عزت کرتے ہوئے اس کا حق ادا کرنا چاہیے۔'' صحابہ نے

پوچھا: اس کا حق کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ((یَوْمُهُ وَ لَیْلَتُهُ وَالضِّیَافَةُ ثَلَاثَةُ اَیَّامٍ، فَمَا کَانَ وَرَاءَ ذٰلِكَ فَهُوَ صَدَقَةٌ عَلَیْهِ۔)) ...... "ایک دن اور رات (طاقت کے مطابق بہترین کھانا کھلایا جائے)، ویسے ضیافت تین دن تک ہوتی ہے، اس کے بعد مہمان پر صدقہ ہوگا۔" (بخاری: ٦٠١٩، مسلم: ١٧٢٧)

معلوم ہوا کہ مہمان کے لیے پہلے دن اور رات عمدہ کھانے کا اہتمام کیا جائے، اس کے بعد دو دن مزید معمول کے مطابق مہمان نوازی کی جائے، تین دنوں کے بعد میزبانی بطورِ صدقہ ہوگی۔

اگر شریعت نے میزبان کو میزبانی کا پابند ٹھہرایا ہے تو مہمان کو بھی بعض امور کا پابند کیا ہے، جیسا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ((لَا یَحِلُّ لِمُسْلِمٍ اَنْ یُقِیْمَ عِنْدَ اَخِیْهِ حَتّٰی یُؤْثِمَهُ۔)) ...... "کسی مسلمان کے لیے جائز نہیں کہ وہ اپنے بھائی کے پاس اتنا زیادہ ٹھہرے کہ وہ اسے گناہ گار کردے۔" صحابہ نے پوچھا: وہ اس کو گناہ گار کیسے کرے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ((یُقِیْمُ عِنْدَهُ وَلَا شَیْءَ لَهُ یَقْرِیْهِ بِهٖ۔)) ...... "وہ اس کے پاس ٹھہرا رہے اور اس کے پاس کوئی چیز نہ رہے جس کے ساتھ وہ اس کی مہمان نوازی کرے۔" (مسلم: ١٧٢٧)

میزبانی میں زیادہ تکلف نہ کیا جائے

(٢٨٣٣)۔ عَنْ سَلْمَانَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: ((لَا یَتَکَلَّفَنَّ أَحَدٌ لِضَیْفِهٖ مَا لَا یَقْدِرُ عَلَیْهِ۔)) (الصحیحة: ٢٤٤٠)

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "کوئی آدمی مہمان کے لیے اپنی استطاعت سے بڑھ کر تکلف نہ کرے۔"

تخریج: أخرجه أبو نعیم فی "أخبار أصبهان": ١/ ٥٦، والخطیب فی "التاریخ": ١٠/ ٢٠٥، و الدیلمی: ٤/ ٢/ ١٩٧، وروی الحاکم: ٤/ ١٢٣ نحوه

شرح:...... اسلام سادگی اور حقیت پر مبنی مذہب ہے، اس میں تکلف و تصنع اور خوشامد و چاپلوسی کی کوئی گنجائش نہیں، جہاں شریعت نے مہمان کی میزبانی کو فرض قرار دیا ہے، وہاں تکلف سے بچنے کی بھی تلقین کی ہے، تاکہ کوئی آدمی مہمان کی خدمت کو بوجھ نہ سمجھے اور میزبان کے غریب ہونے کی صورت میں گھر کے افراد کے کھانے پینے کا سلسلہ متاثر نہ ہو۔

(٢٨٣٤)۔ عَنْ شَقِیْقٍ، قَالَ: دَخَلْتُ أَنَا وَصَاحِبٌ لِّی عَلٰی سَلْمَانَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَرَّبَ إِلَیْنَا خُبْزاً وَمِلْحاً، فَقَالَ: لَوْلَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهَانَا عَنِ التَّکَلُّفِ لَتَکَلَّفْتُ لَکُمْ۔ فَقَالَ صَاحِبِی: لَوْ کَانَ فِی مِلْحِنَا سَعْتَرٌ، فَبَعَثَ بِمِطْهَرَتِهٖ إِلَی

شقیق کہتے ہیں کہ میں اور میرا ایک دوست حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کے پاس گئے، انھوں نے (بطورِ میزبانی) روٹی اور کوئی نمکین چیز پیش کی اور کہا: اگر رسول اللہ ﷺ نے تکلف سے منع نہ کیا ہوتا تو میں تمھاری خاطر میں تکلف کرتا۔ میرے دوست نے کہا: اگر نمکین ڈش میں پہاڑی پودینہ ڈال دیا جاتا (تو بہت اچھا ہوتا)۔ انھوں نے کوئی لوٹا نما برتن بطور گروی

الْبَقَّالِ، فَرَهَنَهَا، فَجَاءَ بِسَعْتَرٍ، فَأَلْقَاهُ فِيهِ، فَلَمَّا أَكَلْنَا قَالَ صَاحِبِي: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي قَنَّعَنَا بِمَا رَزَقَنَا۔ فَقَالَ سَلْمَانُ: لَوْقَنَعْتَ بِمَا رُزِقْتَ لَمْ تَكُنْ مِطْهَرَتِي مَرْهُوْنَةٌ عِنْدَالْبَقَّالِ۔ (الصحيحة: ٢٣٩٢)

سبزی فروش کی طرف بھیجا اور پودینہ منگوایا۔ جب ہم کھانا کھا چکے تو میرے دوست نے کہا: ساری تعریف اس اللہ کے لیے ہے جس نے ہمیں اس رزق پر قناعت کرنے کی توفیق بخشی۔ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر تو نے اپنے رزق پر قناعت کی ہوتی تو میرا برتن سبزی فروش کے پاس گروی نہ پڑا ہوتا۔

تخريج: أخرجه الحاكم: ٤/ ١٢٣، وابن: ١٥٤، ١٥٥

شرح:...... آپ ﷺ نے تکلف کرنے سے منع فرمایا، صحابۂ کرام اس کا مفہوم یہ سمجھے تھے کہ گھر میں جو موجود ہے، اسے مہمان کی میزبانی کے لیے کافی سمجھا جائے اور مہمان کو چاہیے کہ ماحضر پر قناعت کرے اور اپنی پسند کی کسی چیز کا مطالبہ نہ کرے۔ ہاں اگر اصرار کے ساتھ کسی سے اس کی پسند کے متعلق پوچھا تو اظہار کر دینے میں کوئی حرج نہیں۔

ہم لوگ حقیقی باہمی محبت سے محروم ہیں، قرابتداروں کے حقوق سے غافل ہیں اور ظاہری رکھ رکھاؤ کو بڑی ترجیح دیتے ہیں، ہمیں چاہیے کہ ''شرمو کو شرمی'' کا ضابطہ ترک کر دیں اور مسلمانوں سے بحیثیت مسلمان تعلق رکھیں اور ہر معاملے میں اعتدال برتیں۔ مثلا اگر گرمی کے موسم میں آنے والے مہمان کو بازار سے قیمتی مشروب خرید کر پلانے کی استطاعت نہ ہو، تو گھر میں تیار کی جانے والی شکنجبین وغیرہ پلا دی جائے، تاکہ مہمان بھی سیراب ہو جائے اور میزبانی کا حق بھی پورا ہو جائے۔ یہی معاملہ کھانے وغیرہ کا ہے۔

نقالی کرنا ناپسندیدہ ہے

(٢٨٣٥)۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: ذَهَبْتُ أَحْكِي امْرَأَةً وَرَجُلاً عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَاأُحِبُّ أَنِّي حَكَيْتُ أَحَداً وَأَنَّ لِي كَذَا وَكَذَا۔)) (الصحيحة: ٩٠١)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ کہتی ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کے سامنے ایک مرد کی موجودگی میں ایک عورت کی نقل اتارنے لگی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں پسند نہیں کرتا کہ کسی کی نقالی کروں، اگرچہ اس کے عوض میں مجھے بہت کچھ دیا جائے۔''

تخريج: رواه ابن المبارك في "الزهد": ١٨٩/ ٥من الكواكب٥٧٥/ ٧٤٢، واخرجه ابوداود: ٥/ ١٩٢/ ٤٨٧٥، واحمد: ٦/ ١٢٨، ٤٣٦، ٣٠٦۔

شرح:...... اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے حقارت آمیز انداز میں ایک عورت کی نقل اتارنا چاہی، آپ ﷺ کے جواب کا مفہوم یہ ہے کہ آپ ﷺ کو اس سے کوئی خوشی نہیں ہوتی کہ آپ کسی کے عیب کا تذکرہ کریں یا ازراہِ تنقیص کسی کے فعل یا قول کی نقالی کریں۔

صبر عظیم نعمت ہے

(٢٨٣٦)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوعاً: ((مَا رُزِقَ عَبْدٌ خَيْراً لَّهُ وَلَا أَوْسَعَ مِنَ الصَّبْرِ.)) (الصحيحة:٤٤٨)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بندے کو کوئی ایسی چیز عطا نہیں کی گئی جو اس کے لیے صبر کی بہ نسبت زیادہ بہتر اور وسعت والی ہو۔''

تخريج: أخرجه الحاكم: ٢/ ٤١٤

شرح:...... صبر کی تین اقسام ہیں:

(۱) اللہ تعالی اور اس کے رسول کی اطاعت پر صبر کرنا

(۲) اللہ تعالی اور اس کے رسول کی نافرمانی نہ کرنے پر صبر کرنا

(۳) اللہ تعالی کی طرف سے نازل ہونے والے مصائب اور آزمائشوں پر صبر کرنا

اس معنی میں ہر نیکی کرنے اور ہر برائی سے بچنے کا سرچشمہ صبر ہے۔ اگر کوئی حقیقی صابر بن جائے تو اس پر تمام شرعی احکام کے تقاضے پورے کرنا آسان ہو جاتے ہیں۔

صبر کی عاقبت اور بے صبری کا انجام

(٢٨٣٧)۔ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، أَنَّهُ قَالَ: بَيْنَمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ جَالِسٌ، وَمَعَهُ أَصْحَابُهُ، وَقَعَ رَجُلٌ بِأَبِي بَكْرٍ فَآذَاهُ، فَصَمَتَ عَنْهُ أَبُوْ بَكْرٍ، ثُمَّ آذَاهُ الثَّانِيَةَ فَصَمَتَ عَنْهُ أَبُوْبَكْرٍ، ثُمَّ آذَاهُ الثَّالِثَةَ، فَانْتَصَرَ مِنْهُ أَبُوْ بَكْرٍ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حِيْنَ انْتَصَرَ أَبُوْ بَكْرٍ، فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ: أَوَجَدتَّ عَلَيَّ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ؟ فَقَالَ: ((نَزَلَ مَلَكٌ مِنَ السَّمَاءِ يُكَذِّبُهُ بِمَا قَالَ لَكَ، فَلَمَّا انْتَصَرْتَ وَقَعَ الشَّيْطَانُ، فَلَمْ أَكُنْ لِأَجْلِسَ إِذْ وَقَعَ الشَّيْطَانُ.)) (الصحيحة:٢٣٧٦)

سعید بن مسیب کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ تشریف فرما تھے، آپ ﷺ کے صحابہ بھی آپ کے ساتھ بیٹھے تھے۔ ایک آدمی نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر طعن کیا اور انھیں تکلیف دی۔ ابوبکر صدیق خاموش رہے، اس نے دوسری دفعہ تکلیف دی، ابوبکر خاموش رہے، جب (وہ باز نہ آیا اور) اور تیسری دفعہ اذیت پہنچائی تو ابوبکر صدیق نے بھی انتقام لیا۔ لیکن آپ ﷺ کھڑے ہو گئے۔ حضرت ابوبکر نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! کیا آپ نے میری بات محسوس کی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''آسمان سے ایک فرشتہ نازل ہوا تھا، جو اس کو جھٹلاتا رہا، جب تو نے انتقام لیا تو شیطان گھس آیا، اب میں ایسی مجلس میں تو نہیں بیٹھ سکتا جس میں شیطان دخل اندازی کر رہا ہو۔''

تخريج: أخرجه أبو داود:٢/ ٣٠٠

شرح:...... شریعت نے انتقامی کاروائی کرنے کی گنجائش دی ہے، بہرحال روحِ اسلام یہ ہے کہ گالی گلوچ، سب

دشنام اور لعن طعن کا جواب ہنسی و مسکراہٹ کے ساتھ اور ظلم و ستم کا جواب فضل و احسان کے ساتھ دیا جائے، یہ انداز حیات باہمی محبت کو فروغ دینے میں اور دشمنوں کو دوست بنانے میں بے حد معاون ثابت ہوتا ہے۔ رہا مسئلہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جیسی عالی ظرف اور صاحبِ فضل شخصیات کا، چونکہ اسلام نے ان کے کندھوں پر سہارا لیا ہے، اس لیے اسلام ہر وقت ان کی نگہداشت کرتا ہے اور ان کو ہر اس قول و فعل سے روک کر رکھتا ہے، جس سے ان کی شخصیت متاثر ہوتی ہو۔

اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ جو لوگ دوسروں پر جملے کستے ہیں اور ان کو نشانۂ تنقید بناتے ہیں، فرشتے ان کی تکذیب کر رہے ہوتے ہیں اور جو مظلوم صبر و برداشت سے متصف ہو کر انتقامی کاروائی کرنے سے باز رہتے ہیں، وہ اللہ تعالی کے ہاں اپنی رفعت و منزلت میں اضافہ کروا لیتے ہیں۔

تعظیماً کھڑے ہونا کیسا ہے؟

(٢٨٣٨)۔ عَنْ أَبِي مِجْلَزٍ ، قَالَ: دَخَلَ مُعَاوِيَةُ بَيْتاً فِيهِ عَبْدُاللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ وَعَبْدُاللّٰهِ بْنِ عَامِرٍ ، فَقَامَ ابْنُ عَامِرٍ وَثَبَتَ ابْنُ الزُّبَيْرِ ، وَكَانَ أَدْرَبَهُمَا ، فَقَالَ مُعَاوِيَةُ: اِجْلِسْ يَا ابْنَ عَامِرٍ! فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ أَحَبَّ أَنْ يَتَمَثَّلَ لَهُ النَّاسُ قِيَاماً فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ.))
(الصحیحة:٣٥٧)

ابومجلز کہتے ہیں کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ایک گھر میں داخل ہوئے، اس میں حضرت عبد اللہ بن زبیر اور حضرت عبد اللہ بن عامر رضی اللہ عنہما بھی تھے۔ ابن عامر کھڑے ہو گئے اور ابن زبیر، جو زیادہ سنجیدہ اور باوقار تھے، بیٹھے رہے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ابن عامر! بیٹھ جاؤ، کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”جو یہ چاہتا ہے کہ لوگ اس کے سامنے کھڑے ہوں، وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں تیار کر لے۔“

تخریج: أخرجه البخاري في "الأدب" ٩٧٧، وأبوداود: ٥٢٢٩، والترمذي: ٢/ ١٢٥، والطحاوي في "مشكل الآثار": ٢/ ٤٠ واللفظ له، وأحمد: ٤/ ٩٣ و١٠٠، والدولابي في "الكنى": ١/ ٩٥، والمخلص في "الفوائد المنتقاة": ١٩٦/ ٢، وعبد بن حميد في "المنتخب من المسند": ٥١/ ٢، والبغوي في "حديث علي بن الجعد": ٧/ ٦٩/ ٢، وأبونعيم في "أخبار أصبهان": ١/ ٢١٩

شرح:...... قارئین کرام! دراصل مسئلہ یہ ہے کہ کسی سے ملاقات کرنے کے لیے یا آنے والے کو کوئی سہولت مہیا کرنے کے لیے کھڑا ہونا درست ہے، لیکن محض تعظیماً کھڑے ہونا حرام ہے، جیسا کہ آجکل سکولوں میں استاد کی آمد پر طالب علم کھڑے ہو کر بیٹھ جاتے ہیں یا سیاسی لیڈروں کی آمد پر بھی عوام الناس کھڑے ہو کر ان کی تعظیم کا اظہار کرتے ہیں اور پھر بیٹھ جاتے ہیں۔ ایسے کرنا ناجائز ہے۔

امام البانی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں: یہ حدیث دو امور پر دلالت کرتی ہے:

(۱) باہر سے آنے والے کا یہ پسند کرنا کہ لوگ اس کے لیے کھڑے ہوں، حرام ہے۔ یہ اس حدیث کا انتہائی واضح مفہوم ہے اور کسی طرح محتاجِ بیان نہیں ہے۔

(۲) مجلس میں بیٹھے ہوئے لوگوں کا باہر سے آنے والے کے لیے کھڑا ہونا بھی ناپسندیدہ اور مکروہ عمل ہے، اگرچہ وہ کھڑے ہونے کو ناپسند ہی کرتا ہو۔ کھڑا نہ ہونا آنے والے کے ساتھ خیر و بھلائی پر تعاون ہے اور برائی کا دروازہ بند کرنا ہے۔ یہ اس حدیث کا ذرا پیچیدہ اور مخفی مفہوم ہے، جس کی وضاحت راویٔ حدیث سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے کی، اسی حدیث کی روشنی میں انھوں نے عبد اللہ بن عامر کے کھڑے ہونے پر انکار کیا۔ یہ ان کی فقاہت فی الدین، شرعی قواعد سے علم و آگہی اور بشری طبائع سے واقفیت تھی، وہ جانتے تھے کہ لوگ خیر و شر کے اسباب سے متاثر ہوتے ہیں۔ آپ تصور کریں کہ آدمی یہ پسند کرتا ہے کہ اس کے لیے لوگ کھڑے ہوں، جو کہ جہنم کا باعث ہے۔ دراصل جب یہی آدمی کسی کے لیے شعوری و لاشعوری طور پر کھڑا ہوتا تھا، اس وقت اس کو سمجھایا نہیں گیا۔ شروع شروع میں اس قیام کو معاشرے میں ایک عادت اور رواج سمجھ لیا جاتا ہے، لیکن جب اس کو استمراراً اپنایا جاتا ہے تو بعض لوگوں میں بھی یہ اشتیاق پیدا ہو جاتا ہے کہ لوگ ان کے لیے بھی کھڑے ہوا کریں اور ایسا شوق مہلک ہے۔

معلوم ہوا کہ اگر ہم نیکی اور تقوی کے امور میں ایک دوسرے کا تعاون کرنا چاہتے ہیں تو اس قیام کو سرے سے ترک کر دیں اور اس کو ناپسند کرنے والے شخص کے لیے بھی کھڑے نہ ہوں، کیونکہ ممکن ہے کہ اس کے لیے کھڑا ہونے کا نتیجہ یہ نکلے کہ وہ بھی اس کا مشتاق بن جائے اور اگر ایسے ہوا تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ ہم نے اس کی ہلاکت میں تعاون کیا ہے، جو کہ ناجائز ہے۔

یہ مشاہدہ شدہ امور ہیں کہ بعض اہل علم کے بارے میں ظن غالب تو یہ ہوتا ہے کہ وہ پیکرِ اخلاق ہوں گے، لیکن جب وہ کسی فرد کو اپنے لیے کھڑا نہ ہوتے ہوئے دیکھتے ہیں تو پیچ و تاب کھانے لگ جاتے ہیں اور بزعمِ خود ایسے فرد کو احترام کے تقاضے پورے نہ کرنے کی وجہ سے برکاتِ علم سے محرومی کی بشارت سنا دیتے ہیں۔ حیرانی اس بات پر ہے کہ بعض تو اپنے لیے کھڑے ہونے کی دعوت دیتے ہیں اور وجہ یہ بیان کرتے ہیں کہ تم لوگ ہمارے وجود کے اکرام میں نہیں، بلکہ ہمارے علم و معرفت کے احترام میں کھڑے ہوتے ہو۔ ان بیچاروں کی دلیل کا مطلب یہ ہوا کہ شاید نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت علم سے محروم تھی، کیونکہ صحابہ کرام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کھڑے نہیں ہوتے تھے یا یوں کہنا پڑے گا کہ صحابہ کرام نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کا حق ادا نہیں کیا۔ بھلا کیا کوئی مسلمان اس طرح کہہ سکتا ہے؟

مذکورہ بالا اور دوسری احادیث کو بنیاد بنا کر اہل علم نے باہر سے آنے والے کے لیے کھڑا ہونے سے منع کیا ہے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے کہا: امام مالک سے منقول روایات کا خلاصہ یہ ہے کہ جب تک آنے والا بیٹھ نہ جائے، اس وقت تک اس کے لیے کھڑا رہنا منع ہے۔ ایک دفعہ ان سے سوال کیا گیا کہ ایک عورت اپنے خاوند کا احترام بجالانے میں

مبالغہ کرتی ہے، وہ اس کا استقبال کرتی ہے، اس کے کپڑے اتارتی ہے اور اس کے لیے کھڑی رہتی ہے، حتی کہ وہ بیٹھ جاتا ہے؟ انھوں نے جواب دیا: استقبال کرنے میں کوئی حرج نہیں، لیکن اس کے بیٹھ جانے سے پہلے تک کھڑے نہیں رہنا چاہیے، کیونکہ ایسا کرنا جابروں اور متکبروں کا رویہ ہے۔ عمر بن عبدالعزیز نے بھی کھڑے ہونے کا انکار کیا ہے۔

میں (البانی) کہتا ہوں: اس باب میں کوئی ایسی حدیث نہیں جو کھڑے ہونے کا جواز پیش کرے۔ بعض احادیث سرے سے ناقابل حجت ہیں اور جو صحیح ہیں، اگر غور وفکر کیا جائے تو ان سے کھڑے ہونے کا استدلال نہیں کیا جا سکتا ہے۔ مثلاً آپ ﷺ نے سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کی آمد پر فرمایا تھا: ((قُوْمُوْا اِلٰی سَیِّدِکُمْ)) ..... ''اپنے سید کے لیے اٹھو۔'' لیکن سیاق وسباق پر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ سیدنا سعد غزوۂ خندق میں زخمی ہو گئے تھے، ان کو گدھے پر بٹھا کر لایا گیا تھا، جب وہ پہنچے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ((قُوْمُوْا اِلٰی سَیِّدِکُمْ فَاَنْزِلُوْہُ)) ..... ''اپنے سید کے لیے اٹھو اور اس کو گدھے سے اتارو۔''

اس طرح ایک اور حدیث میں ہے کہ جب آپ ﷺ کا رضاعی بھائی آیا تو آپ ﷺ اس کے لیے کھڑے ہوئے اور اسے اپنے سامنے بٹھایا۔ یہ حدیث ضعیف اور معضل ہے، اس کے صحیح ہونے کی صورت میں بھی اس سے استدلال قابل نظر ہے۔ میں (سلسلة الاحاديث الضعيفة: ١١٤٨) میں اس کی مکمل وضاحت کر چکا ہوں۔ (صحیحہ: ٣٥٧)

(٢٨٣٩)۔ عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: مَاكَانَ فِي الدُّنْيَا شَخْصٌ أَحَبَّ إِلَيْهِمْ رُؤْيَةً مِن رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَكَانُوْا إِذَا رَأَوْهُ، لَمْ يَقُوْمُوْا لَهُ، لِمَا كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ مِنْ كَرَاهِيَتِهِ لِذٰلِكَ۔ (الصحيحة:٣٥٨)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کی بہ نسبت دنیا میں کوئی ایسی شخصیت نہیں تھی کہ جس کا دیدار کرنا صحابۂ کرام کو سب سے زیادہ محبوب ہو۔ لیکن جب صحابۂ کرام آپ ﷺ کو دیکھتے تو کھڑے نہیں ہوتے تھے، کیونکہ وہ جانتے تھے کہ یہ چیز آپ ﷺ کو ناگوار گزرتی ہے۔

تخريج: أخرجه البخاري في "الأدب المفرد": ٩٤٦، والترمذي: ٢/ ١٢٥، والطحاوي في "مشكل الآثار": ٢/ ٣٩، وأحمد: ٣/ ١٣٢، وأبو يعلى في "مسنده": ١٨٣/ ٢، واللفظ له، وابن أبي شيبة: ٨/ ٥٨٦، والبيهقي في "الشعب": ٦/ ٤٦٩/ ٨٩٣٦

شرح:...... یہ اس بحث میں ایک فیصلہ کن حدیث ہے، اس سے ہمارے شبہات کا ازالہ ہو جاتا ہے، اگر صحابہ کرام نے انتہائی عقیدت و چاہت کے باوجود نبی کریم ﷺ کے لیے محبت و تعظیم کا یہ انداز اختیار نہیں کیا، تو ہم اپنی مجالس میں اس کو کیوں ترجیح دیتے ہیں، اگر فخر دو عالم نے اپنی تعظیم کے لیے یہ اندازِ استقبال ناپسند کیا ہے تو ہم اس کو کیوں رواج دیتے ہیں۔

امام البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آنے والے کی تکریم کرتے ہوئے اس کی خاطر

کھڑے ہونا منع ہے، کیونکہ اگر اس انداز میں شرعی طور پر کوئی اکرام ہوتا تو آپ ﷺ اس کو اپنے حق میں ناپسند نہ کرتے، حالانکہ آپ ﷺ اکرام و احترام کے سب سے زیادہ مستحق تھے اور آپ ﷺ کے حق کو سب سے زیادہ پہچاننے والے صحابہ کرام تھے۔

اگر نبی کریم ﷺ نے اپنے لیے صحابہ کرام کے کھڑے ہونے کو ناپسند کیا ہے تو مسلمانوں کو بالعموم اور اہل علم کو بالخصوص یہی زیب دیتا ہے کہ وہ بھی آپ ﷺ کی اقتدا کرتے ہوئے اس کو اپنے لیے بھی اور دوسروں کے لیے بھی مکروہ سمجھیں، کیونکہ آپ ﷺ نے فرمایا: ((لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتّٰى يُحِبَّ لِأَخِيْهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ مِنَ الْخَيْرِ۔)) ...... ''تم میں سے کوئی آدمی اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا، جب تک اپنے بھائی کے لیے خیر و بھلائی (والے وہی امور) پسند نہ کرے، جو اپنے لیے پسند کرتا ہے۔'' خلاصۂ کلام یہ ہے کہ آدمی نہ کسی کے لیے کھڑا ہو اور نہ کسی کو اپنے لیے کھڑا ہونے دے۔ اگر مسلمانوں نے تعظیم کے اس انداز کو ناپسند نہ کیا تو لوگ اس کے عادی بن جائیں گے اور نتیجتاً اس کو اپنے حق میں پسند کرنے لگ جائیں اور جہنم کے مستحق ٹھہریں گے، جیسا کہ سابق حدیث سے معلوم ہوتا ہے۔ دیکھئے کہ رسول اللہ ﷺ کسی معصیت کو پسند کرنے سے معصوم تھے، لیکن اس کے باوجود اس چیز کو ناپسند کرتے تھے کہ کوئی ان کے لیے کھڑا ہو، تو ہم اس کو ناپسند کرنے کے زیادہ حقدار ہیں۔ (صحیحہ: ۳۵۸)

نامناسب کام کا معیار

(۲۸۴۰)۔ عَنْ أُسَامَةَ بْنُ شَرِيْكٍ مَرْفُوْعاً: ((مَاكَرِهْتَ أَنْ يَّرَاهُ النَّاسُ فَلَا تَفْعَلْهُ إِذَا خَلَوْتَ۔)) (الصحيحة: ١٠٥٥)

حضرت اسامہ بن شریک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''خلوت میں ایسا کام نہ کر، جس کے بارے میں تیرا خیال ہے کہ لوگ تجھے ایسا کرتا نہ دیکھیں۔''

تخريج: رواه ابن حبان في"روضة العقلاء" صـ ١٢ - ١٣، وأبوعبدالله الفلاكي في "الفوائد" ٩٠/ ١، وأبو طاهر بن قيداس في"مجلس من مجالس أبي القاسم اللالكائي: ٣/ ١٢٢/ ٢، والضياء في"المختارة" ١/ ٤٤٩، وابن حبان

شرح:...... گناہ تو گناہ ہی ہے، شریعت کے وضع کردہ قوانین کی روشنی میں اس کی معرفت یقینی ہے، لیکن اگر کوئی انسان سنجیدہ اور باوقار بننا چاہتا ہے تو یہ حدیث مبارکہ اس کی سب سے بڑی معاون ثابت ہوگی۔ ہم طبعی طور پر ظاہر پرست ہیں، بسا اوقات یہ طبعی مزاج اتنا غالب آجاتا ہے کہ ہم عام انسانوں کے سامنے کسی گناہ کا ارتکاب کرنے سے شرماتے ہیں اور غیبی امور پر ایمان اتنا کمزور پڑ جاتا ہے کہ خلوت میں اسی معصیت کے مرتکب ہوجاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی طرف دھیان ہی نہیں کرتے۔ اس مزاجی اثر کو زائل کرنے کے لیے مذکورہ بالا حدیث میں ایک قانون بیان کیا گیا ہے۔

اگر ہم اپنے آپ کو کسی مقام و مرتبہ تک پہنچانا چاہتے ہیں تو نہ صرف جلوت و خلوت میں فرق ختم کرنا پڑے گا، بلکہ جلوت کی بہ نسبت خلوت کو زیادہ پاکیزہ بنانا پڑے گا۔

گھوڑے کو کھلانا بھی باعثِ اجر ہے

(٢٨٤١)۔ عَنْ شُرَحْبِيْلِ بْنِ مُسْلِمِ الْخَوْلَانِيِّ: أَنَّ رَوْحَ بْنَ زِنْبَاعٍ زَارَ تَمِيْماً الدَّارِيَ فَوَجَدَهُ يُنَقِّيْ شَعِيْراً لِفَرَسِهِ قَالَ: وَحَوْلَهُ أَهْلُهُ، فَقَالَ لَهُ رَوْحٌ: أَمَا كَانَ فِي هٰؤُلَاءِ مَنْ يَكْفِيْكَ؟ قَالَ تَمِيْمٌ: بَلٰى، وَلٰكِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَامِنِ امْرِئٍ مُسْلِمٍ يُنَقِّي لِفَرَسِهِ شَعِيْراً ثُمَّ يَعْلِفُهُ عَلَيْهِ، إِلَّا كُتِبَ لَهُ بِكُلِّ حَبَّةٍ حَسَنَةٌ۔)) (الصحيحة:٢٢٦٩)

شرحبیل بن مسلم خولانی کہتے ہیں کہ روح بن زنباع، تمیم داری کی زیارت کے لیے ان کے پاس گئے، دیکھا کہ وہ گھوڑے کے لیے جو صاف کر رہے تھے اور ان کے اہل وعیال ان کے اردگرد بیٹھے تھے۔ روح نے کہا: کیا (آپ کے اہل خانے میں) کوئی ایسا فرد نہیں جو یہ کام کر سکے؟ حضرت تمیم رضی اللہ عنہ نے کہا: کیوں نہیں۔ دراصل بات یہ ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''جو مسلمان اپنے گھوڑے کے لیے جو صاف کر کے اسے کھلائے گا، اس کے لیے ہر دانے کے بدلے نیکی لکھی جائے گی۔''

تخريج: أخرجه أحمد:٤/ ١٠٣، والطبراني في"مسند الشاميين":١٠٣

شرح:...... معلوم ہوا کہ چوپائیوں کی خدمت میں بھی اجر وثواب ہے۔

اللہ تعالی کے انعامات کا ذکر کرنا چاہیے

(٢٨٤٢)۔ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ أُبْلِيَ بَلَاءً فَذَكَرَهُ فَقَدْ شَكَرَهُ، وَإِنْ كَتَمَهُ فَقَدْ كَفَرَهُ۔)) (الصحيحة:٦١٨)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جسے کسی انعام سے نوازا گیا اور اس نے اس کا ذکر کیا تو اس نے اس کا شکریہ ادا کر دیا اور جس نے اسے چھپایا اس نے ناشکری کی۔''

تخريج: أخرجه أبو داود: ٤٨١٤، وأبو نعيم في"أخبار أصبهان": ١/ ٢٥٩

شرح:...... اللہ تعالی کے انعامات کا تقاضا ہے کہ بوقتِ ضرورت ان انعامات کی نسبت منعمِ حقیقی کی طرف کی جائے اور اس کا شکریہ ادا کیا جائے۔ یہ بری عادت ہے کہ بہت کچھ ہونے کے باوجود ہر وقت حالات کے مندا ہونے کا تذکرہ کیا جائے۔ اس ضمن میں جب ہم سے ہماری صحت، بیوی بچوں، گھر بار اور کاروبار وغیرہ کی بابت دریافت کیا جائے تو جواب دیتے وقت اللہ تعالی کا تذکرہ ضرور کیا جائے، مثلا: الحمد للہ، اللہ تعالی کا بڑا شکر ہے، اس کی بڑی کرم نوازی ہے، اس نے بہت کچھ عطا کر رکھا ہے، اللہ تعالی کی توفیق سے بہت اچھا گزارا ہو رہا ہے۔

اگر اس سلسلے میں ہم آزمائشوں میں مبتلا ہو جائیں تو ان کو خندہ پیشانی کے ساتھ برداشت کرنا چاہئے اور ان پر بھی اللہ تعالی کی حمد وثنا بیان کرنی چاہئے اور کوشش کرنی چاہیے کہ بدحالی کو لوگوں سے مخفی رکھا جائے۔

والدین کے بعد ان کے تعلق داروں سے حسن سلوک کرنا

(٢٨٤٣)۔ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، قَالَ: قَدِمْتُ الْمَدِيْنَةَ فَأَتَانِي عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ فَقَالَ: أَتَدْرِيْ لِمَ أَتَيْتُكَ؟ قَالَ: قُلْتُ: لَا۔ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ أَحَبَّ أَنْ يَصِلَ أَبَاهُ فِي قَبْرِهِ، فَلْيَصِلْ إِخْوَانَ أَبِيْهِ بَعْدَهُ۔)) وَإِنَّهُ كَانَ بَيْنَ أَبِي عُمَرَ وَبَيْنَ أَبِيْكَ إِخَاءٌ وَوُدٌّ، فَأَحْبَبْتُ أَنْ أَصِلَ ذٰلِكَ۔ (الصحيحة:١٤٣٢)

حضرت ابوبردہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں مدینہ منورہ آیا۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ میرے پاس آئے اور پوچھا: کیا آپ جانتے ہیں کہ میں آپ کے پاس کیوں آیا ہوں؟ میں نے کہا: نہیں۔ انھوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: ”جو اپنے فوت شدہ باپ سے حسنِ سلوک کرنا چاہتا ہے، وہ اس کے بعد اس کے (اسلامی) بھائیوں سے صلہ رحمی کے (تقاضے) پورے کرے۔“ میرے باپ عمر اور تیرے باپ کے مابین بھائی چارہ اور محبت تھی، میں نے چاہا کہ اس کے تقاضے پورے کروں۔

تخريج: أخرجه أبويعلي: ٣/ ١٣٦١۔ مصورة المكتب. وابن حبان: ٢٠٣١، وأخرج مسلم والبخاری في "الادب المفرد": ٤١ نحوه

شرح:...... والدین کے ساتھ اچھے برتاؤ کا یہ تقاضا ہے کہ ان کے بعد ان کے تعلق داروں سے حسن سلوک والا معاملہ کیا جائے، جیسا کہ سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے ان احادیث کے تقاضے پورے کرتے ہوئے ایک دیہاتی آدمی کو سلام کیا، اسے اپنے گدھے پر سوار کیا اور اپنا عمامہ اس کے سر پر رکھ دیا۔ کچھ لوگوں نے اس رویے پر یہ اعتراض کیا: ابن عمر! آپ کا بھلا ہو، یہ دیہاتی لوگ ہیں اور معمولی سی چیز پر راضی ہو جاتے ہیں، ان کی اتنی تکریم کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ انھوں نے کہا: دراصل بات یہ ہے کہ یہ دیہاتی میرے باپ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا دوست تھا اور میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ((إِنَّ مِنْ أَبَرِّ الْبِرِّ صِلَةُ الرَّجُلِ أَهْلَ وُدِّ أَبِيْهِ)) ......”سب سے بڑی نیکی یہ ہے کہ آدمی اپنے باپ کے دوستوں کے ساتھ نیکی کرے، (یعنی باپ کی محبت اور دوستی کو نبھائے)۔“ (مسلم: ٢٥٥٢)

مکملاتِ ایمان

(٢٨٤٤)۔ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((مَنْ أَحَبَّ لِلّٰهِ وَأَبْغَضَ لِلّٰهِ وَأَعْطٰى لِلّٰهِ وَمَنَعَ لِلّٰهِ، فَقَدِ اسْتَكْمَلَ الْإِيْمَانَ۔)) (الصحيحة:٣٨٠)

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے اللہ کے لیے محبت کی اور اللہ کے لیے بغض رکھا اور اللہ کے لیے دیا اور اللہ کے لیے روکے رکھا، اس نے اپنا ایمان مکمل کر لیا۔“

تخريج: أخرجه أبوداود: ٤٦٨١، وابن عساكر في "تاريخ دمشق": ٦/ ١٦/ ٢، ٩/ ٣٩٦/ ٢

شرح:...... ایمان کا مزہ اور شیرینی اس میں ہے کہ کسی کے ساتھ محبت و مودّت یا نفرت و عداوت یا تحائف و

ہدایات کا سلسلہ، غرضیکہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی ذات کو مدنظر رکھ کر کیا جائے۔ محبت کی بنیاد میں اللہ تعالیٰ کا نام ہو، نہ کہ قرابت داری ورشتہ داری، حسن و جمال اور برادری و ذات کارفرما ہو۔ یہی معاملہ نفرت کا ہے۔ مومن کی پسند وہی ہوتی ہے جو اللہ تعالیٰ کی چاہت ہوتی ہے۔ ہمیں چاہئے کہ اپنی دوستی و دشمنی کا معیار احکامِ شریعت کو قرار دیں۔

لیکن افسوس ہے کہ ہمارے معاشرے میں احترام و اکرام، مودّت ومحبت، دوستی و یاری اور تحفہ و ہدیہ کا معیار کسی کا ایمان و ایقان اور اسلام و استسلام نہیں رہا، بلکہ ہم یا تو اپنے بڑوں کی یاریوں کو برقرار رکھیں گے یا پھر کسی کے مال و منال اور جاہ و منصب کو کسوٹی بنائیں گے۔ فقر و فاقہ اور تنگ دستی و بدحالی میں مبتلا لوگوں سے ملاقات کرتے وقت تو ہمارے چہروں پر مسکراہٹ کا اظہار ہی نہیں ہوسکتا، لیکن جب کوئی دنیا دار اور جاگیر دار ہمارے گھر کا رخ کرے گا تو اس کو خوش آمدید کہنے کے لیے پر تکلف انداز اختیار کیا جائے گا اور حیثیت سے بڑھ کر اس کی ضیافت کی جائے گی۔ بہرحال ایسا کرنا کسی انسان کا بحیثیتِ انسان کوئی کمال نہیں۔

احسان کا بدلہ چکانا
جھوٹ کے دو کپڑے پہننے کا مفہوم

(٢٨٤٥)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰہِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: ((مَنْ أُعْطِیَ عَطَاءً فَوَجَدَ فَلْیَجْزِ بِہِ، وَمَنْ لَّمْ یَجِدْ فَلْیُثْنِ فَإِنَّ مَنْ أَثْنٰی فَقَدْ شَکَرَ، وَمَنْ کَتَمَ فَقَدْ کَفَرَ، وَمَنْ تَحَلّٰی بِمَا لَمْ یُعْطَہُ کَانَ کَلَابِسِ ثَوْبَیْ زُوْرٍ۔)) (الصحیحۃ:٦١٧)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس آدمی کو کوئی عطیہ دیا جائے اور وہ مالدار ہو تو اس کو چاہئے کہ وہ بدلہ دے اور اگر اس کے پاس کچھ نہ ہو تو وہ تعریف کر دے، کیونکہ جس نے تعریف کی اس نے شکریہ ادا کر دیا اور جس نے بات چھپا دی، اس نے ناشکری کی اور وہ آدمی دو جعلی کپڑے پہننے والے کی طرح ہے جو (تکلف کرتے ہوئے) ایسی چیز کا اظہار کرتا ہے، جو اسے عطا نہیں کی گئی۔''

تخریج: أخرجه أبو داود: ٤٨١٣، والترمذي: ١/ ٣٦٥

شــرح:...... حدیث اپنے مفہوم میں واضح ہے کہ مسلمان کو صرف اکٹھا کرنے کی ہی فکر نہیں ہونی چاہیے، بلکہ حسبِ استطاعت تحائف و ہدایا کا جواب دینا چاہیے، اگر ایسا کرنے کی ہمت نہ ہو تو واضح انداز میں ان کا شکریہ ادا کرنا چاہیے۔ حدیث کے آخری جملے کا مفہوم سمجھنے کے لیے درج ذیل روایت پر غور کریں:

سیدہ اسماء بنت ابو بکر رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: ایک عورت نے کہا: اے اللہ کے رسول! میری ایک سوکن ہے، اگر میں اس کے سامنے (خاوند کی طرف سے) ایسی چیز کے ملنے کا اظہار کروں جو اس نے مجھے نہیں دی، تو کیا میں گناہ گار ہوں گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ((اَلْمُتَشَبِّعُ بِمَا لَمْ یُعْطَ کَلَابِسِ ثَوْبَیْ زُوْرٍ۔)) ......''جو ایسی چیز کا اظہار کرتا ہے، جو

درحقیقت اسے دی نہیں جاتی، تو وہ جھوٹ کے دو کپڑے پہننے والے کی طرح ہوگا۔'' (بخاری: ٥٢١٩، مسلم: ٢١٣٠)

اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ انسان ظاہری طور پر ایسی صلاحیتوں کا اظہار کرے، جو درحقیقت میں اس میں نہ پائی جاتی ہوں، یہ اظہار اپنی زبان کے ذریعے ہو یا کسی کی زبان کے ذریعے یا زبانِ حال سے۔ مثلا: زاہدوں، عبادت گزاروں اور پرہیزگاروں کی وضع قطع اختیار کر کے تقوی و پارسائی اور زہد و عبادت کا اظہار کرنا، جبکہ دل اس کیفیت سے خالی ہو، دوسرے لوگوں کے قیمتی کپڑے زیبِ تن کر کے ان کے ذریعے اپنے جمال و کمال کا اظہار کرنا، جیسا کہ ہمارے معاشرے کی عورتوں میں یہ بیماری عام ہے، کسی کی یا کرائے کی گاڑی لے کر اپنی مالداری کا اظہار کرنا، یہی معاملہ زیورات اور موبائل وغیرہ کا ہے۔ شادی بیاہ کے موقع پر دلہن کے لیے کرائے پر یا کسی سے بطورِ عاریہ لیا گیا قیمتی لہنگا اپنا ظاہر کرنا اور آرٹی فشل زیورات کو اصل ظاہر کرنا جھوٹ کے دو کپڑے پہننے کے مترادف ہے۔ اسی طرح اپنی زبان یا کسی کے ذریعے اپنے آپ میں ایسی صفات کا اظہار کرنا، جو اس میں نہ ہوں، اسی قبیل کی بات ہے۔

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ انسان کو اللہ تعالی کی تقدیر پر راضی ہونا چاہیے اور صرف ان صلاحیتوں کو منظرِ عام پر لانا چاہیے، جن سے وہ درحقیقت متصف ہو۔ واللہ اعلم۔

مسجد کے آداب

(٢٨٤٦)۔ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ أَكَلَ مِنْ هَاتَيْنِ الشَّجَرَتَيْنِ الْخَبِيْثَتَيْنِ فَلَا يَقْرَبَنَّ مَسْجِدَنَا، فَإِنْ كُنْتُمْ لَا بُدَّ آكِلِيْهِمَا فَأَمِيْتُوْهُمَا طَبْخًا۔)) (الصحيحة:٣١٠٦)

معاویہ بن قرہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو آدمی ان دو ناپسندیدہ (اور اذیت رساں پیاز اور لہسن کے) درختوں کا پھل کھا لے، وہ ہرگز ہماری مسجد کے قریب نہ آئے۔ اگر تم نے (یہ چیزیں) کھانی ہی ہوں تو پکا کر ان کی بدبو کو زائل کر دیا کرو۔''

تخريج: أخرجه أبو داود: ٣٨٢٧، والنسائي في"السنن الكبرى": ٤/ ١٥٨/ ٦٦٨١، والطحاوي في"شرح المعاني": ٢/ ٣٣٨، والبيهقي في"السنن": ٣/ ٧٨ و"الشعب": ٥/ ١٠٥/ ٥٩٦٢، وابن عدي في"الكامل": ٣/ ٢٠۔ ٢١، وأحمد: ٤/ ١٩، والطبراني في"العجم الكبير": ١٩/ ٣٠/ ٦٥

شرح:...... اس مسئلے میں مزید دو احادیث ذہن نشین کر لیں:

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ جب وہ کسی آدمی سے پیاز اور لہسن کی بو محسوس کرتے تو اسے بقیع کی طرف نکل جانے کا حکم دے دیتے۔ (مسلم:٥٦٧)

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے پیاز اور گندھنا کھانے سے منع فرمایا، لیکن ہم پر ہماری ضرورت غالب آ گئی اور ہم یہ کھاتے رہے، بالآخر آپ ﷺ نے فرمایا: ((مَنْ أَكَلَ مِنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ الْمُنْتِنَةِ فَلَا يَقْرَبَنَّ مَسْجِدَنَا فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ تَتَأَذّٰى مِمَّا يَتَأَذّٰى مِنْهُ الْإِنْسُ۔)) (مسلم: ٥٦٤)...... ''جو

آدمی اس بدبودار درخت (کا پھل) کھا لے تو وہ کسی صورت میں ہماری مسجد کے قریب نہ آئے، کیونکہ فرشتے ہر اس چیز سے تکلیف محسوس کرتے ہیں، جس سے انسان تکلیف محسوس کرتا ہے۔''

گندھنا سے مراد ایک بدبودار قسم کی سبزی ہے، جس کی بعض قسمیں پیاز اور بعض لہسن کے مشابہ ہوتی ہیں اور بعض کے سرے نہیں ہوتے، اس کو عربی میں ''اَلْکُرَّاث'' کہتے ہیں۔

اتنی واضح نصوص کے باوجود اکثر مسلمانوں کو دیکھا گیا ہے کہ وہ اپنی زبان کے ''چسکے'' کی خاطر ان احکام نبوی سے غفلت برت جاتے ہیں۔

اس سے ملتی جلتی بات یہ بھی ہے کہ بعض لوگ جب مسجد میں جاتے ہیں تو ان کے جسموں، بغلوں اور جرابوں سے بدبو آ رہی ہوتی ہے، نیز مسواک یا ٹوتھ برش نہ کرنے کی وجہ سے ان کے منہ سے بھی گندی بو آ رہی ہوتی ہے، اسی طرح بعض لوگ سگریٹ نوشی اور حقہ نوشی کے فوراً بعد مسجد میں گھس جاتے ہیں اور نمازیوں اور فرشتوں کے لیے باعثِ تکلیف ٹھہرتے ہیں، نسوار استعمال کرنے والوں کی بھی یہی صورتحال ہے، جبکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿يَا بَنِي آدَمَ خُذُوا زِينَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ﴾ (سورۂ اعراف: ۳۱) ....''اے اولادِ آدم! تم مسجد میں ہر حاضری کے وقت زیب و زینت اختیار کر لیا کرو۔''

ہمیں چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کے گھروں میں حاضری دیتے وقت جسم اور کپڑوں کی صفائی کا اہتمام کیا کریں، اس معاملے میں عطریات کا استعمال بہت خوب رہے گا۔

جاہلیت والی نسبتوں کی طرف منسوب ہونے والے کو کیا کہا جائے

(٢٨٤٧)۔ عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ، أَنَّهُ سَمِعَ رَجُلاً يَقُوْلُ: يَا آلَ فُلَانٍ! فَقَالَ لَهُ: أُعْضُضْ بِهَنِ أَبِيْكَ وَلَمْ يَكْنِ فَقَالَ لَهُ: يَا أَبَا الْمُنْذِرِ! مَاكُنْتَ فَحَّاشاً! فَقَالَ: إِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ تَعَزّٰى بِعَزَى الْجَاهِلِيَّةِ، فَأَعِضُّوْهُ بِهَنِ أَبِيْهِ وَلَا تَكْنُوْا۔)) (الصحيحة:٢٦٩)

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے ایک آدمی کو یوں کہتے ہوئے سنا: اوفلاں کی آل! تو میں نے اس سے کہا تو اپنے باپ کی شرمگاہ کو چبائے، میں نے یہ بات کنایہ کرتے ہوئے نہیں کہی (بلکہ وضاحت کے ساتھ کی)۔ اس آدمی نے کہا اے ابو المنذر: تو فحش گو تو نہیں تھا (تجھے کیا ہوا)؟ میں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''جو جاہلیت والی نسبتوں کی طرف منسوب ہوا، تو اشارہ کنایہ کئے بغیر اسے کہو کہ تو اپنے باپ کی شرمگاہ چبائے۔''

تخريج: رواه البخاري في "الأدب المفرد": ٩٦٣، والنسائي في "السير" من "السنن الكبرى" له: ١/ ٣٦/ ١-٢، وأحمد في "المسند": ٥/ ١٣٦، وأبو عبيد في "غريب الحديث": ٢٢/ ٢، ١/ ٥٣، وابن مخلد في "الفوائد": ٣/ ١، والهيثم بن كليب في "مسنده": ١٧٨/ ١، والطبراني في "المعجم الكبير":

٢٧/ ٢، والبغوی فی "شرح السنة": ٤/ ٩٩/ ٢، والضیاء المقدسی فی "الأحادیث المختارة": ١/ ٤٠٧

شــرح:...... امام البانی رحمہ اللہ نے کہا: خلیفۂ رسول سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ نے اس حدیث پر عمل کیا اور کہا: جو بندہ اپنے قبائل پر فخر کرے، تو اسے کہہ دیا کرو کہ وہ اپنے باپ کی شرمگاہ چبائے۔ (ابن ابی شیبہ)۔ (صحیحہ: ٢٦٩)
شریعتِ اسلامیہ کے نزدیک کسی فرد کے اعزاز و اکرام کی بنیاد اس کے تقوی پر ہے۔ جو جتنا متقی ہوگا وہ اتنا ہی معزز و مکرم ہوگا۔

قبلہ کی سمت میں تھوکنا کیسا ہے؟

(٢٨٤٨)۔ عَنْ حُذَيْفَةَ بْنُ الْيَمَانِ مَرْفُوْعاً: ((مَنْ تَفَلَ تُجَاهَ الْقِبْلَةِ جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَتَفْلَتُهُ بَيْنَ عَيْنَيْهِ۔)) (الصحيحة:٢٢٢)

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے قبلہ کی سمت میں تھوکا، وہ روزِ قیامت اس حال میں آئے گا کہ اس کی تھوک اس کی آنکھوں کے درمیان ہوگی۔''

تخریج: أخرجه أبوداود: ٣/ ٤٢٥ ـعون، وابن حبان فی "صحیحه": ٣٣٢، من طریق ابن خزیمة، وهذا فی "صحیحه": ١٣١٤

شــرح:...... امام البانی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ قبلہ کی طرف تھوکنا حرام ہے، تھوکنے والا مسجد میں ہو یا کسی اور مقام پر، وہ نماز کی حالت میں ہو یا کسی دوسری حالت میں۔ امام صنعانی نے یہی بات کرتے ہوئے (سبل السلام: ١/ ٢٣٠) میں کہا: امام نووی نے ہر حالت میں قطعی طور پر قبلہ کی سمت تھوکنے کو ممنوع قرار دیا ہے، تھوکنے والا نماز میں ہو یا نماز سے خارج اور وہ مسجد میں ہو یا مسجد سے خارج۔
میں (البانی) کہتا ہوں: یہ مسلک درست اور واضح ہے۔ بے شمار احادیث میں نماز کی حالت میں قبلہ کی طرف تھوکنے سے منع کیا گیا ہے، یہ احادیث صحیح بخاری، صحیح مسلم اور دوسری کتبِ احادیث میں موجود ہیں۔ میں نے صحیحہ میں اس باب والی حدیث کو ترجیح دی ہے، کیونکہ یہ نادر ہے اور قلیل لوگوں کے علم میں ہے۔ نیز اس حدیث میں شرف والے گھر کعبۃ اللہ کا بہت بڑا ادب بیان کیا گیا ہے۔ لیکن عوام تو عوام، خواص بھی اس ادب سے غافل ہیں اور میں نے کئی ائمۂ مساجد کو مساجد کی کھڑکیوں سے قبلہ کی سمت میں تھوکتے دیکھا ہے۔ (صحیحہ: ٢٢٢)

جانداروں سے رحم دلی سے پیش آنے کا صلہ

(٢٨٤٩)۔ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ مَرْفُوْعاً: ((مَنْ رَحِمَ وَلَوْ ذَبِيْحَةَ عُصْفُوْرٍ رَحِمَهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔)) (الصحيحة:٢٧)

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے رحم کیا، اگرچہ معاملہ چڑیا کو ذبح کرنے کا ہی ہو، اللہ تعالی روزِ قیامت اس پر رحم فرمائے گا۔''

تخریج: رواه البخاری فی "الأدب المفرد": ٣٧١، وتمام فی "الفوائد": ق١٩٤/ ١، والبیهقی فی

"الشعب": ٣/ ٣/ ١٤٥/ ١، والطبراني في "الكبير": ٧٩١٣ و ٧٩١٥

(٢٨٥٠)۔ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ، عَنْ أَبِيْهِ قَالَ: قَالَ رَجُلٌ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنِّي لَأَذْبَحُ الشَّاةَ فَأَرْحَمُهَا، قَالَ: ((وَالشَّاةُ إِنْ رَحِمْتَهَا رَحِمَكَ اللّٰهُ۔)) (الصحيحة: ٢٦)

حضرت معاویہ بن قرہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں بکری ذبح کرتا ہوں اور اس کے ساتھ شفقت کرتا ہوں (یہ عمل کیسا ہے؟)۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تو نے بکری کے ساتھ شفقت کی ہے تو اللہ تعالیٰ تجھ پر رحم کرے۔''

تخريج: رواه البخاري في "الأدب المفرد": ٣٧٣، والطبراني في "المعجم الصغير": صـ٦٠، وفي "الأوسط": ١/ ١٢١/ ١ـمن زوائده، و"الكبير": ١٩/ ٢٢، وكذا أحمد: ٣/ ٤٣٦و٥/ ٣٤، والحاكم: ٣/ ٥٨٦، وابن عدي في "الكامل": ق٢٥٩/ ٢، وأبو نعيم في "الحلية": ٢/ ٣٠٢و٦/ ٣٤٣، وابن عساكر: ٦/ ٢٥٧/ ١

شرح:...... قارئین کرام! یہ ہمارا مذہب اسلام ہے، جس نے کتے اور بلی سمیت حیوانات کے ساتھ نرمی کرنے کا سبق دیا ہے، اس معاملے میں آپ ﷺ سے ثابت ہونے والی احادیث کا تذکرہ ہی کافی ہے۔

امام البانی رحمہ اللہ نے اس موضوع پر صحیحہ (۲۰) سے (۳۰) تک کل گیارہ احادیث اور کچھ اقوال نقل کیے، ہم ان کو بالاختصار پیش کرتے ہیں:

(۱) سیدنا عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ایک دن میں رسول اللہ ﷺ کی سواری پر آپ کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا، آپ ﷺ نے مجھ سے کچھ ایسی رازدارانہ باتیں کیں، جو دوسروں کو بیان نہیں کی جا سکتیں۔ رسول اللہ ﷺ کسی ٹیلے یا کھجوروں کے گنجان آباد علاقے میں قضائے حاجت کرنا پسند کرتے تھے۔ اس لیے ایک انصاری کے باغ میں داخل ہوئے۔ وہاں ایک اونٹ موجود تھا، جب اس نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تو وہ غم سے آواز نکالنے لگا اور اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ پڑے۔ نبی مہربان ﷺ اس کے پاس تشریف لائے، اس کی پیٹھ سے کوہان اور کان کے پچھلے حصے پر ہاتھ پھیرا، پس وہ پرسکون ہو گیا، پھر آپ ﷺ نے پوچھا: ''اس اونٹ کا مالک کون ہے؟ یہ اونٹ کس کا ہے؟'' ایک انصاری نوجوان آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! یہ میرا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ((اَفَلَا تَتَّقِيْ اللّٰهَ فِيْ هٰذِهِ الْبَهِيْمَةِ الَّتِيْ مَلَّكَكَ اللّٰهُ اِيَّاهَا؟ فَاِنَّهٗ شَكَا اِلَيَّ اَنَّكَ تُجِيْعُهٗ وَتُدْئِبُهٗ۔)) ...... ''اگر اللہ تعالیٰ نے تجھے اس چوپائے کا مالک بنا دیا ہے، تو کیا تجھے اس کے بارے میں اس کا کوئی ڈر نہیں ہے؟ یہ مجھ سے شکوہ کر رہا ہے کہ تو اس کو بھوکا رکھتا ہے اور اس کو تھکا دیتا ہے۔'' (ابوداود: ۲۵٤۹، مسند احمد: ١/ ٢٠٤، ٢٠٥، صحيحه: ٢٠)

(۲) سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((اِرْكَبُوْا هٰذِهِ الدَّوَابَّ سَالِمَةً،

وَایْتَدِعُوْهَا سَالِمَةً ، وَلَا تَتَّخِذُوْهَا كَرَاسِیَّ۔)) (الصحیحة: ۲۱)...... ''ان جانوروں پر سواری کیا کرو، اس حال میں کہ یہ صحتمند ہوں اور ان کو صحت و سلامتی کی حالت میں ہی چھوڑ دیا کرو اور ان کو کرسیاں نہ بنا لو (یعنی خواہ مخواہ ان پر نہ بیٹھے رہا کرو)۔'' (مسند احمد: ۳/ ٤٤٠، ٤/ ۲۳٤، صحیحه: ۲۱)

(۳) سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((إِیَّاكُمْ أَنْ تَتَّخِذُوْا ظُهُوْرَ دَوَابِّكُمْ مَنَابِرَ ، فَإِنَّ اللّٰهَ ۔ تَعَالٰی۔ إِنَّمَا سَخَّرَهَا لَكُمْ لِتُبْلِغَكُمْ إِلٰی بَلَدٍ لَّمْ تَكُوْنُوْا بَالِغِیْهِ إِلَّا بِشِقِّ الْأَنْفُسِ ، وَجَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ ، فَعَلَیْهَا فَاقْضُوْا حَاجَاتِكُمْ۔)) (الصحیحة: ۲۲)...... ''اپنی سواریوں کی پیٹھوں کو منبر سمجھ کر (ان پر) بیٹھے نہ رہا کرو، کیونکہ اللہ تعالی نے ان کو تمھارے لیے مسخر کیا ہے تاکہ یہ تمھیں ایسے شہر میں پہنچا دیں جہاں تم بغیر آدھی جان کے پہنچ ہی نہیں سکتے تھے۔ اللہ تعالی نے تمھارے لیے زمین بنائی ہے، اس پر اپنی حاجتیں پوری کیا کرو۔'' (ابو داود: ۲۵٦۷، صحیحه: ۲۲)

(٤) سہل بن حنظلیہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک اونٹ کے پاس سے گزرے، جس کی پشت (اس کی لاغری کی وجہ سے) اس کے پیٹ سے لگی ہوئی تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((اِتَّقُوا اللّٰهَ فِی هٰذِهِ الْبَهَائِمِ الْمُعْجَمَةِ ، فَارْكَبُوْهَا ، صَالِحَةً ، وَكِلُوْا صَالِحَةً۔)) (الصحیحة: ۲۳)...... ''ان بے زبان جانوروں کے بارے میں اللہ تعالی سے ڈرو۔ پس تم ان پر سواری بھی اس حال میں کیا کرو کہ یہ ٹھیک ہوں اور ان کو چھوڑ دیا کرو اس حال میں کہ یہ تندرست ہوں۔'' (ابو داود: ۲٤٤۸، صحیحه: ۲۳)

(۵) سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک آدمی کے پاس سے گزرے، جو اپنا پاؤں بکری کے پہلو پر رکھ کر چھری تیز کر رہا تھا اور وہ اسے کن انکھیوں سے دیکھ رہی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((أَفَلَا قَبْلَ هٰذَا؟ أَتُرِیْدُ أَنْ تُمِیْتَهَا مَوْتَتَیْنِ؟))...... ''یہ کام پہلے کیوں نہیں کر لیا؟ کیا تو اسے دو دفعہ ذبح کرنا چاہتا ہے؟''

(معجم کبیر: ۳/ ۱٤۰/ ۱، صحیحه: ۲٤)

(٦) عبدالرحمن بن عبداللہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بشری حاجت کے لیے تشریف لے گئے، ہم نے (چڑیا کی طرح کا) ایک سرخ پرندہ دیکھا، اس کے ساتھ اس کے دو بچے تھے، ہم نے ان بچوں کو پکڑ لیا۔ وہ پرندہ (ان کے گرد منڈلانے اور) اپنے بازو پھڑ پھڑانے لگا، اتنے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے اور پوچھا: ((مَنْ فَجَعَ هٰذِهٖ بِوَلَدِهَا؟ رُدُّوْا وَلَدَهَا إِلَیْهَا۔﴾ وَرَأٰی قَرْیَةَ نَمْلٍ قَدْ حَرَّقْنَاهَا ، فَقَالَ: ((مَنْ حَرَّقَ هٰذِهٖ؟)) قُلْنَا: نَحْنُ ، قَالَ: ((إِنَّهُ لَا یَنْبَغِی أَنْ یُّعَذِّبَ بِالنَّارِ إِلَّا رَبُّ النَّارِ۔)) ...... ''اس پرندے کو اس کے بچوں کی وجہ سے کس نے رنج پہنچایا ہے؟ اسے اس کے بچے لوٹا دو۔'' اور آپ نے چیونٹیوں کی ایک بستی دیکھی جس کو ہم نے جلا دیا تھا، تو آپ نے پوچھا: ''یہ بستی کس نے جلائی ہے؟'' ہم نے جواب دیا: ہم نے (جلائی ہے)۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”آگ کا عذاب دینا تو آگ کے ربّ کو ہی مناسب ہے۔“ (ابو داود: ۲۶۷۵، صحیحہ: ۲۵)

(۷) حضرت معاویہ بن قرہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں بکری ذبح کرتا ہوں اور اس کے ساتھ شفقت کرتا ہوں (یہ عمل کیسا ہے؟)۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ((وَالشَّاةُ إِنْ رَحِمْتَهَا رَحِمَكَ اللّٰهُ۔)) ..... ”اگر تو نے بکری کے ساتھ شفقت کی ہے تو اللہ تعالیٰ تجھ پر رحم کرے۔“ (مسند احمد: ۳/ ۴۳۶، ۵/ ۳۴، صحیحہ: ۲۶)

(۸) حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((مَنْ رَحِمَ وَلَوْ ذَبِيحَةَ عُصْفُوْرٍ رَحِمَهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔)) ..... ”جس نے رحم کیا، اگرچہ معاملہ چڑیا کو ذبح کرنے کا ہو، اللہ تعالیٰ روزِ قیامت اس پر رحم فرمائے گا۔“ (الشعب للبیهقی: ۳/ ۳/ ۱۴۵/ ۱، معجم کبیر: ۷۹۱۳، ۷۹۱۵، صحیحہ: ۲۷)

(۹) سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((عُذِّبَتِ امْرَأَةٌ فِي هِرَّةٍ سَجَنَتْهَا حَتّٰى مَاتَتْ فَدَخَلَتْ فِيهَا النَّارَ ، لَاهِيَ أَطْعَمَتْهَا وَسَقَتْهَا إِذْ حَبَسَتْهَا ، وَلَا هِيَ تَرَكَتْهَا تَأْكُلُ مِنْ خَشَاشِ الْأَرْضِ۔)) (الصحيحة: ۲۸) ..... ”ایک عورت کو ایک بلی کی وجہ سے عذاب دیا گیا' اس نے اسے قید کر دیا تھا حتی کہ وہ مر گئی، پس وہ اس کی وجہ سے جہنم میں گئی۔ نہ اس نے اسے کھلایا پلایا جب کہ اس نے اسے قید کر رکھا تھا اور نہ اسے اس نے چھوڑا کہ وہ خود زمین کے کیڑے مکوڑے کھا لیتی۔“ (بخاری: ۲۳۶۵، مسلم: ۲۲۴۲، صحیحہ: ۲۸)

(۱۰) سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((بَيْنَمَا رَجُلٌ يَمْشِي بِطَرِيقٍ ، إِذِ اشْتَدَّ عَلَيْهِ الْعَطْشُ ، فَوَجَدَ بِئْراً ، فَنَزَلَ فِيهَا فَشَرِبَ وَخَرَجَ فَإِذَا كَلْبٌ يَلْهَثُ يَأْكُلُ الثَّرٰى مِنَ الْعَطْشِ ، فَقَالَ الرَّجُلُ: لَقَدْ بَلَغَ هٰذَا الْكَلْبَ مِنَ الْعَطْشِ مِثْلُ الَّذِي بَلَغَ مِنِّي ، فَنَزَلَ الْبِئْرَ ، فَمَلَأَ خُفَّهُ ، ثُمَّ أَمْسَكَهُ بِفِيهِ حَتّٰى رَقِيَ فَسَقَى الْكَلْبَ ، فَشَكَرَ اللّٰهُ لَهُ ، فَغَفَرَ لَهُ۔)) فَقَالُوْا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! وَإِنَّ لَنَا فِي الْبَهَائِمِ لَأَجْراً؟ فَقَالَ: فِي كُلِّ ذَاتِ كَبِدٍ رَطْبَةٍ أَجْرٌ۔)) ..... ”ایک وقت آدمی راستے پر چلا جا رہا تھا کہ اسے سخت پیاس لگی، اس نے ایک کنواں پایا، پس اس میں اتر کر اس نے پانی پیا، پھر باہر نکل آیا، وہیں ایک کتا تھا جو پیاس کے مارے زبان باہر نکالے (ہانپتے ہوئے) کیچڑ چاٹ رہا تھا، اس آدمی نے (دل میں) کہا کہ اس کتے کو بھی اسی طرح پیاس نے ستایا ہے جس طرح میں اس کی شدت سے بے حال ہو گیا تھا، چنانچہ وہ (دوبارہ) کنویں میں اترا اور اپنا موزہ پانی سے بھرا اور اسے اپنے منہ سے پکڑے اوپر چڑھ آیا اور کتے کو پانی پلایا، اللہ تعالیٰ نے اس کے اس عمل اور جذبے کی قدر کی اور اسے معاف کر دیا۔ (یہ سن کر) صحابہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا ہمارے لیے چوپایوں (پر ترس کھانے) میں بھی اجر ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”(ہاں) ہر تر جگر والے (جاندار کی خدمت اور دیکھ بھال) میں اجر ہے۔“ (بخاری:

٦٠٠٩، مسلم: ٢٢٤٤ ،صحيحه: ٢٩)

(۱۱) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((بَيْنَمَا كَلْبٌ يَطِيفُ بِرَكِيَّةٍ قَدْ كَادَ يَقْتُلُهُ الْعَطْشُ، إِذْ رَأَتْهُ بَغِيٌّ مِنْ بَغَايَا بَنِي إِسْرَائِيلَ، فَنَزَعَتْ مُوْقَهَا، فَاسْتَقَتْ لَهَا بِهِ فَسَقَتْهُ إِيَّاهُ، فَغُفِرَ لَهَا بِهِ.)) ..... ''ایک کتا کنویں کے گرد چکر لگا رہا تھا، اسے پیاس مارنے ہی والی تھی، اچانک بنی اسرائیل کی فاحشہ عورتوں میں سے ایک بدکار عورت نے اسے دیکھ لیا، سو اس نے اپنا موزہ اتارا اور اس کے لیے (کنویں سے) پانی کھینچا اور اسے پلا دیا۔ اس کے اس عمل کی وجہ سے اسے بخش دیا گیا۔'' (بخاری: ٣٤٦٧، مسلم: ٥٨٦١ ،صحيحه: ٣٠)

یہ گیارہ مرفوع احادیث تھیں، امام البانی رحمہ اللہ نے احادیث نبویہ کے بعد صحابہ و تابعین کے درج ذیل آثار پیش کیے ہیں:

(ا) مسیّب بن دارم کہتے ہیں: میں نے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو دیکھا، وہ ایک اونٹ والے کو مار رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ تو اس اونٹ پر اس کی طاقت سے بڑھ کر بوجھ کیوں لادتا ہے؟ (طبقات ابن سعد: ۷/ ۱۲۷)

(ب) عاصم بن عبید اللہ کہتے ہیں: ایک آدمی نے ذبح کرنے کے لیے بکری پکڑی اور اس کے سامنے چھری تیز کی۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اسے کوڑے لگائے اور کہا: کیا تو اس کی روح کو عذاب دینا چاہتا ہے؟ بکری کو پکڑنے سے پہلے چھری تیز کیوں نہیں کر لی؟ (بیهقی: ٩/ ٢٨٠ ـ ٢٨١)

(ج) محمد بن سیرین کہتے ہیں: سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کو دیکھا کہ بکری کو ذبح کرنے کے لیے اس کو کھینچ کر لے جا رہا تھا۔ آپ نے اسے کوڑے لگائے اور کہا: تیری ماں مرے! اس کو موت کی طرف اچھے انداز میں لے کر جا۔ (بیهقی: ٩/ ٢٨٠ ـ ٢٨١)

(د) وہب بن کیسان کہتے ہیں: سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ ایک چرواہا ویران سی جگہ پر بکریاں چرا رہا تھا۔ جب ابن عمر نے اچھی چراگاہ دیکھی تو اسے کہا: او چرواہے! تو مرے! اپنی بکریوں کو فلاں مقام میں چرنے کے لیے لے جا، کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: ''ہر نگہبان سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔'' (مسند احمد: ٥٨٦٩)

(ھ) معاویہ بن قرہ کہتے ہیں: سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ کے پاس ایک اونٹ تھا، اس کو ''دمون'' کہتے تھے، جب کوئی آدمی ان سے عاریۃً اونٹ لیتا تو آپ اس کے لیے بوجھ کا تعین کرتے کہ اتنی مقدار سے زیادہ نہ لادنا، کیونکہ اس میں اس سے زیادہ طاقت نہیں ہے، جب سیدنا ابو درداء کی وفات کا وقت قریب آیا تو انھوں نے اپنے اونٹ سے مخاطب ہو کر کہا: اے دمون! کل میرے رب کے پاس مجھ سے کوئی جھگڑا نہ کرنا، کیونکہ میں تجھ پر اتنا ہی بوجھ لادتا تھا، جتنی تیری طاقت تھی۔ (قال الالبانی: رواه ابو الحسن الاخميمی فی حديثه: ق ٦٣/ ١)

(و) ابوعثمان ثقفی کہتے ہیں: عمر بن عبد العزیز کا غلام ان کے خچر پر کام کرتا تھا اور روزان ان کے لیے ایک درہم کما کر لاتا تھا، ایک دن وہ ڈیڑھ درہم کما کر لایا۔ آپ نے اسے کہا: یہ (آدھا درہم زیادہ) کیسے ممکن ہوا؟ اس نے کہا: آج بازار میں بڑی تیزی تھی۔ انھوں نے کہا: نہیں، تو نے تو خچر کو تھکا دیا، اب تین دنوں تک اس کو آرام کرنے دے۔ (الزھد للامام احمد: ۱۹/ ۵۹/ ۱) ابوعثمان کے حالات مجھے نہ مل سکے۔

پھر امام البانی رحمہ اللہ نے ان روایات سے استدلال کرتے ہوئے کہا: میرے علم کے مطابق یہ وہ احادیث و آثار ہیں، جو اس موضوع سے متعلقہ ہیں۔ معلوم ہوتا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حیوانات کے ساتھ نرمی کرنے کی جتنی توجیہات بیان کی ہیں، قرونِ اولی کے مسلمان ان سے متاثر تھے، جتنے دلائل ہم نے ذکر کیے ہیں، ان کو سمندر میں سے ایک قطرہ سمجھیں۔

یقینی طور پر کہنا پڑے گا کہ اسلام وہ مذہب ہے، جس نے سب سے پہلے جانوروں کے ساتھ نرمی برتنے کا سبق دیا۔ اس کے برعکس بعض جاہلوں کا خیال ہے کہ یورپی کفار نے حیوانات کے ساتھ نرمی کرنے کی تعلیم دی ہے، حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ اہل یورپ نے یہ آداب مسلمانوں سے موصول کیے۔ پھر انھوں نے اس میں وسعت اختیار کی، اس کی تنظیم و تنسیق کی اور اس کے لیے کمیٹیاں تشکیل دیں۔ ان کی محنت کا نتیجہ یہ نکلا کہ یہ خوبی ان کی طرف منسوب ہونے لگی، بلکہ بعض جاہلوں نے تو یہ سمجھ لیا کہ یہی لوگ اس خصلت کے موجد ہیں، ان کو یہ وہم اس بنا پر بھی ہوا کہ اسلامی سلطنتوں میں کوئی ایسا نظام نظر نہیں آ رہا، حالانکہ وہ اس خصلت سے متصف ہونے کے سب سے زیادہ مستحق تھیں۔

بعض یورپی ممالک میں غلو کی حد تک حیوانات کے ساتھ نرمی پائی جاتی ہے۔ میں نے (مجلّہ ہلال: مجلد ۲۷، ج: ۹، ص: ۱۲۶) میں ''حیوان اور انسان'' کے عنوان میں ان کے غلو کی درج ذیل مثال پڑھی:

تقریباً ۱۹۵۰ء کی بات ہے، کوپنہاجن کے ریلوے اسٹیشن میں چمگادڑوں نے تہ بہ تہ گھونسلے بنا رکھے تھے، جب یہ طے پایا کہ اس اسٹیشن کی عمارت کو گرا کر اس کی تعمیرِ نو کی جائے تو بلدیہ نے چمگادڑوں کو تتر بتر ہونے سے بچانے کے لیے ایک گنبد تعمیر کیا، جس پر ہزارہا پونڈ صرف کیے گئے۔

تین سال پہلے کی بات ہے کہ انگلینڈ کی ایک بستی میں دو چٹانوں کے درمیان ایک سوراخ میں کتورا گر گیا، اس کو بچانے کے لیے اربابِ حکومت نے چٹانوں کو کاٹنے کے لیے ایمرجنسی کے سو آدمیوں کو مامور کیا۔

جب سے سائنسی علوم کے حصول کے لیے حیوانات کا استعمال شروع ہوا، جیسا کہ انگلینڈ نے اپنے راکٹ یا میزائل میں کتے کو اور امریکہ نے بندر کو بھیجا تھا، اس وقت سے بعض علاقوں میں یہی رائے عام پائی جا رہی ہے کہ حیوانات کو اسی قسم کے سلوک کا مستحق سمجھا جائے۔ (صحیحہ: ۱/ ۶۹)

اللہ تعالی امام البانی رحمہ اللہ کے مرقد پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے۔ (آمین)

خاموشی باعثِ نجات ہے

(۲۸۵۱)۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ صَمَتَ نَجَا۔)) (الصحيحة:٥٣٦)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو خاموش رہا وہ (کئی اذیتوں سے) نجات پائے گا۔''

تخريج: أخرجه الترمذي: ٢/ ٨٢، والدارمي: ٢/ ٢٩٩، وأحمد: ٢/ ١٥٩و١٧٧، وابن أبي الدنيا: ٣٨/ ١٠، وعنه الأصبهاني: ٢/ ٦٧٩/ ١٦٨٣، والقضاعي في "مسند الشهاب": ٢٦/ ٢

شرح:...... کلماتِ کفر وشرک، کذب بیانی و دروغ گوئی، لہو ولغویات، گالی گلوچ، سب وشتم، چغلی وغیبت، دوسروں کی توہین، بڑوں کی گستاخی، چھوٹوں سے کرختگی وسختی، والدین کا دل دکھانا، بے راہ روی و بدکاری کی راہ ہموار کرنا اور اللہ تعالی کی ناشکری جیسے سینکڑوں جرائم کا تعلق صرف زبان سے ہے، یہ زبان ہی ہے جس کی وجہ سے صاحبِ زبان کو کئی مجالس میں ندامت و پشیمانی کا سامنا کرنا پڑتا ہے، یہ زبان ہی ہے جو باوقار اور سنجیدہ انسانوں کی عظمت و وقار کو مجروح کر دیتی ہے، بہرحال جو بندہ اپنی زبان کی حفاظت کرنے میں ناکام رہا، وہ کئی برائیوں سے اجتناب کرنے اور کئی نیکیوں کو سرانجام دینے سے محروم رہے گا۔ یہی وجہ ہے کہ جب سیدنا سفیان بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ سے سوال کیا: اے اللہ کے رسول! سب سے زیادہ خطرے والی چیز، جس کا آپ کو مجھ سے اندیشہ ہو، کیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے ان کے سوال کا جواب دیتے ہوئے زبان کا تعین کیا۔ (ترمذی)

قارئین کرام! کسی مجلس میں بیٹھ کر نوٹ کرنا کہ اس میں کی گئی کلام کا زیادہ حصہ لہو ولغو، بیہودہ گوئی وفحش گوئی، چغلی و غیبت اور بے مقصد موضوعات پر مشتمل ہوگا، سیاست وسیادت پر گفت وشنید ہوگی، دنیا کے مختلف ممالک کے حالات اور مستقبل پر تبصرے ہوں گے، جن سے نہ ماضی کو سہارا ملتا ہے اور نہ مستقبل میں کوئی امید۔ ہر کوئی اپنے مسائل ومصائب بیان کر کے اللہ تعالی کی ناشکری پر تلا ہوا نظر آئے گا، زبان کا کثرت سے بے جا استعمال ہوگا، حاضرینِ مجلس اپنے مخالفوں پر تذکرہ کر کے ان پر خوب برسیں گے۔ لہٰذا کہنا پڑے گا کہ خاموشی کا کم از کم فائدہ یہ ہے کہ آدمی کئی برائیوں سے سالم رہتا ہے، نیکیوں کا حصول ہو یا نہ ہو۔

اسلام کی فطرتیں

(۲۸۵۲)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مِنْ فِطْرَةِ الإِسْلَامِ: الْغُسْلُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، وَالْإِسْتِنَانُ، وَأَخْذُ الشَّارِبِ، وَإِعْفَاءُ اللُّحٰى فَإِنَّ الْمَجُوْسَ تُعْفِي شَوَارِبَهَا، وَتُحْفِيْ لِحَاهَا،

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ چیزیں فطرتِ اسلام سے ہیں: جمعہ کے دن غسل کرنا، مسواک کرنا اور مونچھیں کاٹنا اور داڑھیاں چھوڑنا، کیونکہ مجوسی قوم مونچھیں چھوڑتی ہے اور ڈاڑھیاں مونڈھتی ہے، سو تم ان کی مخالفت کرو اور مونچھیں کٹواؤ اور ڈاڑھیاں بڑھاؤ۔''

فَخَالِفُوْهُمْ: خُذُوْا شَوَارِبَكُمْ، وَأَعْفُوْا لِحَاكُمْ۔)) (الصحيحة:٣١٢٣)

تخريج: أخرجه ابن حبان: ٥٦٠۔ الموارد، والبخاري في ترجمة ابن ابي مريم من ((التاريخ)): ١/ ١٣٩/ ٤١٩ مختصرا بلفظ: ((المجوس تعفي شواربها......۔)) والباقي مثله

شرح:...... جمعہ کے روز غسل کرنا، مسواک کرنا، مونچھیں کاٹنا اور داڑھی بڑھانا مسلم کی فطرت ہے، لیکن افسوس کہ ہمارے ماحول نے مجوسیوں کی گندی فطرتوں کو ہمارے قلوب واذہان میں پیوست کر دیا، اب ہم بھی لمبی لمبی مونچھیں چھوڑنے اور نبی معظم کی سنت کو بلیڈ اور استرے کے سپرد کرنے پر نازاں نظر آتے ہیں اور ان کو اپنے حسن و جمال کی علامت سمجھتے ہیں۔

جو احباب دانتوں کی صفائی کے لیے ٹوتھ پیسٹ اور ٹوتھ برش استعمال کرتے ہیں، ان کو چاہیے کہ وہ ہر نماز کے ساتھ مسواک کا اہتمام بھی کیا کریں، تا کہ سنت سے اظہار محبت ہوتا رہے۔

سوتے وقت کی دعا

(٢٨٥٣)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ قَالَ حِيْنَ يَأْوِي إِلٰى فِرَاشِهِ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَاشَرِيْكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ، وَلَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ، سُبْحَانَ اللّٰهِ، وَالْحَمْدُلِلّٰهِ، وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ غُفِرَتْ لَهُ ذُنُوْبُهُ۔ أَوْ قَالَ: خَطَايَاهُ، شَكَّ مِسْعَرٌ۔ وَإِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ۔)) (الصحيحة:٣٤١٤)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب آدمی بستر پر لیٹے اور یہ دعا پڑھے: نہیں کوئی معبودِ برحق مگر اللہ، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، بادشاہت اسی کی ہے، ساری تعریف اسی کے لیے ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اور برائی سے بچنے کی طاقت اور نیکی کرنے کی قوت نہیں ہے مگر اللہ کی توفیق سے، اللہ پاک ہے اور ساری تعریف اسی کے لیے ہے اور نہیں کوئی معبودِ برحق مگر اللہ اور اللہ سب سے بڑا ہے۔ تو اس کے گناہ معاف کر دیے جائیں گے، اگرچہ وہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہی کیوں نہ ہوں۔“

تخريج: أخرجه ابن حبان في "صحيحه": ٥٨٧/ ٢٣٦٥، وابن السني في "عمل اليوم والليلة": ٧١٦/٢٢٩، وأبونعيم في "أخبار أصبهان": ١/ ٢٦٧، ورواه النسائي في "عمل اليوم والليلة": ٤٧١/ ٨١١ موقوفا

شرح:...... معلوم ہوا کہ جس آدمی کو نبی کریم ﷺ کی سنت پر عمل کرنے اور اپنے گناہ بخشوانے کا شوق ہو، وہ سوتے وقت یہ دعا پڑھا کرے: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَاشَرِيْكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ

شَيْءٍ قَدِيْرٌ، وَلَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ، سُبْحَانَ اللّٰهِ، وَالْحَمْدُلِلّٰهِ، وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ۔

قطع رحمی اور جھوٹی قسم کا انجام بد

(٢٨٥٤)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعاً: ((مَنْ قَطَعَ رَحْماً، أَوْ حَلَفَ عَلٰى يَمِيْنٍ فَاجِرَةٍ رَأَى وَبَالَهُ قَبْلَ أَنْ يَمُوْتَ۔)) (الصحيحة:١١٢١)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے قطع رحمی کی یا جھوٹی قسم اٹھائی، وہ مرنے سے پہلے اس کا وبال دیکھ لے گا۔''

تخريج: علقه البخاري في "التاريخ" ٣/ ٢/ ٢٠٧، وأخرجه البيهقي: ١٠/ ٣٥

شرح:...... اس سے بڑا کیا وبال ہو سکتا ہے کہ ایسے انسان کو دوران حیات اسلام کی شیریں اور مٹھاس نصیب نہیں ہوگی، جو جھوٹی قسمیں کھا کر بزعم خود اللہ تعالیٰ کی عظمتوں کو پامال کرتا رہتا ہے اور دوستی و یاری کے سلسلے میں بھی اپنے رواج اور مزاج کو ترجیح دیتا ہے، نہ کہ اللہ تعالیٰ کی پسند یا ناپسند کو۔

ضلع چکوال (پاکستان) کے ایک گاؤں میں ایک آدمی نے جھوٹی قسم اٹھائی اور بدبختی غالب کہ اس نے اس قسم کو زبان میں کیڑے پڑ جانے کے ساتھ معلق کر دیا تھا، کچھ ایام کے بعد واقعی اس کی زبان میں کیڑے پڑ گئے تھے۔ (اللہ اپنی حفظ وامان میں رکھے۔)

مردوں پر سونا اور ریشم حرام ہے

(٢٨٥٥)۔ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ، فَلَا يَلْبَسْ حَرِيْراً وَلَا ذَهَباً۔)) (الصحيحة:٣٣٧)

حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو آدمی اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو، وہ ریشم پہنے نہ سونا۔''

تخريج:أخرجه الحاكم: ٤/ ١٩١، واحمد: ٥/ ٢٦١

شرح:...... امام البانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: یہ حدیث سونے اور ریشم کی حرمت پر دلالت کرتی ہے، یہ حدیث عام ہے اور خواتین و حضرات دونوں کو شامل ہے، لیکن دوسری احادیث میں عورتوں کو مستثنی قرار دیا گیا ہے، جیسا کہ مشہور حدیث ہے: هٰذَانِ حَرَامٌ عَلٰى ذُكُوْرِ أُمَّتِيْ، حِلٌّ لِاِنَاثِهَا۔ ...... ''یہ دو چیزیں میری امت کے مردوں پر حرام ہیں، جبکہ عورتوں کے لیے حلال ہیں۔'' (صحیحہ: ٣٣٧)

عورتوں کے لیے ریشم علی الاطلاق حلال ہے، لیکن اس سلسلے میں مرد حضرات کو بھی دو رخصتیں دی گئی ہیں:

(١) خارش کا علاج کرنے کے لیے ریشمی لباس پہننا درست ہے، جیسا کہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا زبیر اور سیدنا عبد الرحمن رضی اللہ عنہما کو خارش کی وجہ سے ریشم پہننے کی اجازت دی۔ (بخاری:

٥٨٣٩، مسلم: ٢٠٧٦)

(۲) معمولی مقدار کی مطلق اجازت ہے، جیسا کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ریشم پہننے سے منع فرما دیا، مگر دو، تین یا چار انگلیوں کے بقدر۔ (بخاری: ٥٨٢٩، مسلم: ٢٠٦٩ واللفظ لمسلم) ممکن ہے کہ قمیص وغیرہ پر کوئی ڈیزائن بنانے کے لیے یا ریشم کے دھاگے سے کڑھائی کروانے کے لیے اتنی مقدار کی اجازت دی گئی ہو۔

غصے پر قابو پانے کا صلہ
اللہ تعالیٰ سے معذرت کرنا

(٢٨٥٦)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ مَرْفُوْعاً: ((مَنْ كَفَّ غَضَبَهُ كَفَّ اللّٰهُ عَنْهُ عَذَابَهُ، وَمَنْ خَزَنَ لِسَانَهُ سَتَرَ اللّٰهُ عَوْرَتَهُ، وَمَنِ اعْتَذَرَ إِلَى اللّٰهِ قَبِلَ اللّٰهُ عُذْرَهُ۔)) (الصحيحة: ٢٣٦٠)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے اپنے غصے پر قابو پایا، اللہ تعالیٰ اس سے اپنا عذاب روک لے گا۔ جس نے اپنی زبان کی حفاظت کی، اللہ تعالیٰ اس کے عیوب پر پردہ ڈالے گا اور جس نے اللہ تعالیٰ سے معذرت کی، وہ اس کا عذر قبول کرے گا۔''

تخريج: أخرجه أبو يعلى في"مسنده":٣/ ١٠٧١، ومن طريقه الضياء في "المختارة": ٢٤٩/ ٢، و الدولابي في"الكنى":١/ ١٩٤و١٩٥و٢/ ٤٤، وأبو عثمان النجيرمي في "الفوائد": ٤٤/ ٢

شرح:...... اس سے بڑی منقبت کیا ہو سکتی ہے کہ دنیا میں غصے پر قابو پانے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کا عذاب ٹل جائے، لیکن عصر حاضر میں انانیت اور چودھراہٹ کے جذبات اس قدر عام ہو گئے ہیں کہ ہر آدمی اپنی عزت اور بے عزتی کے معاملے کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کرنے کی بجائے اپنے آپ کو ان کا ذمہ دار سمجھتا ہے، جس کی بنا پر وہ معمولی معمولی باتوں پر بپھرتا ہوا اور نتھنے پھلاتا ہوا نظر آتا ہے۔

کلماتِ کفر و شرک، کذب بیانی و دروغ گوئی، لہو ولغویات، گالی گلوچ، سب وشتم، چغلی وغیبت، دوسروں کی توہین، بڑوں کی گستاخی، چھوٹوں سے کرختگی وسختی، والدین کا دل دکھانا، بے راہ روی و بدکاری کی راہ ہموار کرنا اور اللہ تعالیٰ کی ناشکری جیسے سینکڑوں جرائم کا تعلق صرف زبان سے ہے، اگر کوئی آدمی حفاظتِ زبان کی ضمانت دے دے تو وہ کئی گناہوں سے بچ جائے گا اور جو سرزد ہو جائیں گے، اللہ تعالیٰ ان پر پردہ ڈالے گا۔

تیسری بات یہ ہے کہ جب ہم سے کوئی گناہ ہو جائے تو فوراً اللہ تعالیٰ سے معذرت کر لینی چاہیے، اس سلسلے میں اس سے شرما کر اس کے سامنے ندامت کا اظہار کرنا چاہیے۔

معافی اور توبہ کرنے سے محروم کا انجامِ بد

(٢٨٥٧)۔ عَنْ جَرِيْرٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ

حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ رسول

اللّٰهِ ﷺ: ((مَن لَّا يَرْحَمْ لَا يُرْحَمْ، وَمَن لَّا يَغْفِرْ لَا يُغْفَرْ لَهُ، وَمَن لَّا يَتُبْ لَا يُتَبْ عَلَيْهِ۔)) (الصحيحة:٤٨٣)

اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو (مخلوق پر) رحم نہیں کرتا، (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔ جو (مخلوق کو) معاف نہیں کرتا، (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) اس کی بخشش نہیں ہوتی اور جو (اللہ کی طرف) توبہ نہیں کرتا، اسے (اس کی طرف سے) معاف نہیں کیا جاتا۔''

تخريج:أخرجه الطبراني في"المعجم الكبير": ٢/ ٣٥١/ ٢٤٧٦، وأبوالحسن الحربي في"الفوائد المنتقاة": ٣/ ١٥٥/ ١، ..... والجملة الاولى من الحديث اخرجها الشيخان في "صحيحيهما" واحمد

شرح:...... اللہ تعالیٰ کی ذات ان تین صفات سے بدرجۂ اتم واکمل متصف ہے: رحم کرنا، معاف کرنا، توبہ قبول کرنا۔لیکن جو انسان، اللہ تعالیٰ کی مخلوقات کے حق میں ان تین صفات سے متصف ہو کر رحمدلی اور معافی کا معاملہ نہیں کرتا اور اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی توبہ نہیں کرتا تو اس کا اللہ تعالیٰ کی ان تین صفات سے بھی کوئی خاص تعلق نہیں ہوتا۔

مسلمان بھائی کی ضرورت پوری کرنے کا صلہ

(٢٨٥٨)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ مَرْفُوْعاً: ((مَنْ يَكُنْ فِي حَاجَةِ أَخِيهِ، يَكُنِ اللّٰهُ فِي حَاجَتِهِ۔)) (الصحيحة: ٢٣٦٢)

حضرت جابر بن عبداللہ ﷺ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو اپنے بھائی کی ضرورت پوری کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کی ضرورت پوری کرتا ہے۔''

تخريج: أخرجه ابن أبي الدنيا في"قضاء الحوائج":ص٨٢رقم٤٧

شرح:...... مسلمانوں کی ضروریات پوری کرنا بہت بڑی سعادت ہے، لیکن اس معاملے میں صرف مسکراہٹوں کا تبادلہ نہیں ہونا چاہیے، ہم عام طور پر اسی کی مدد کرتے ہیں، جس نے ہماری تائید کی ہو اور اس کو محروم رکھتے ہیں، جس نے ہمیں محروم رکھا ہو۔ اگر کسی مسلمان کے تعلقات کی ایسی صورت ہو تو اسے سمجھ لینا چاہیے کہ وہ اپنے نفس کو ترجیح دے رہا ہے، نہ کہ احکامِ شریعت کو۔ ہمیں چاہیے کہ روحِ اسلام کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنے پرائے، ہر ایک کی تائید ونصرت کریں۔

صبر کرتے ہوئے لوگوں میں گھل مل کر رہنا افضل ہے

(٢٨٥٩)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ مَرْفُوْعاً: ((الْمُؤْمِنُ الَّذِي يُخَالِطُ النَّاسَ وَيَصْبِرُ عَلَى أَذَاهُمْ، خَيْرٌ مِنَ الَّذِي لَا يُخَالِطُ النَّاسَ وَلَا يَصْبِرُ عَلَى أَذَاهُمْ۔)) (الصحيحة:٩٣٩)

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو مومن لوگوں کے ساتھ مل جل کر رہتا ہے اور ان کی تکالیف پر صبر کرتا ہے، وہ اس سے بہتر ہے جو نہ تو لوگوں کے ساتھ مل جل کر رہتا ہے اور نہ ہی ان کی اذیتوں پر صبر کرتا ہے۔''

تخريج: أخرجه ابن ماجه، وهو عند الترمذي الا انه لم يسمّ الصحابي

شــرح:...... اگر کسی آدمی میں صبر و برداشت کی صفت موجود ہو، تو خلوت میں رہنے کی بجائے، لوگوں میں رہنا اس کے لیے زیادہ مفید ہوتا ہے، کیونکہ کسی کی اذیت کے عوض اس کو دعا دینا یا اس پر صبر کرنا، غصہ دلانے والے کو معاف کرنا، بیماروں کی بیمار پرسی کرنا، کسی مریض کا علاج کروانا، اجنبی کی رہنمائی کرنا، مہمان کی ضیافت کرنا، بہرحال ایسے سینکڑوں عظیم امور ہیں، جن پر عمل کرنے کا موقع لوگوں میں رہ کر ہی ملتا ہے۔

لیکن یاد رہے کہ اگر کسی معاشرے میں سرِ عام برائیوں کا ارتکاب کیا جاتا ہو اور کوشش کے باوجود ان سے اجتناب کرنا ناممکن ہو، تو حسبِ استطاعت ایسے لوگوں سے کنارہ کشی کی جائے۔ اس کی ایک مثال ہمارے بازار ہیں، جہاں موسیقی اور گانوں کی آواز عام ہوتی ہے، بے پردہ، بلکہ نیم برہنہ عورتوں کی آمد و رفت عام ہوتی ہے، جن پر نظر پڑنا تو کجا، تنگ مقامات پر ان کا مردوں کے ساتھ شدید اختلاط ہو جاتا ہے اور ان کے جسم ایک دوسرے کے ساتھ مس ہونے لگتے ہیں، بالخصوص جب درندہ صفت نوجوان بھی پھر رہے ہوں۔

اُنس، مومن کی صفت ہے

(٢٨٦٠)۔ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ مَرْفُوْعاً: ((اَلْمُؤْمِنُ مَأْلَفَةٌ، وَلَا خَيْرَ فِيْمَنْ لَايَأْلَفُ وَلَايُؤْلَفُ۔)) (الصحيحة:٤٢٥)

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''مومن تو وہ ہے جو مانوس ہوتا ہے اور جس سے مانوس ہوا جاتا ہے۔ اس آدمی میں کوئی خیر و بھلائی نہیں جو نہ کسی سے مانوس ہوتا ہے اور نہ کوئی اس سے مانوس ہوتا ہے۔''

تخریج: أخرجه أحمد: ٥/ ٣٣٥، وأبو الشيخ في "الأمثال": ١٧٩، والطبراني في "الكبير": ٦/ ١٦١/ ٥٧٤٤، والخطيب: ١١/ ٣٧٦

(٢٨٦١)۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعاً: ((اَلْمُؤْمِنُ يَأْلَفُ وَيُؤْلَفُ، وَلَاخَيْرَ فِيْمَنْ لَا يَأْلَفُ وَلَايُؤْلَفُ، وَخَيْرُ النَّاسِ أَنْفَعُهُمْ لِلنَّاسِ۔)) (الصحيحة:٤٢٦)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مومن (لوگوں سے) مانوس ہوتا ہے اور (لوگ اس سے) مانوس ہوتے ہیں۔ اس آدمی میں کوئی خیر نہیں جو نہ خود کسی سے مانوس ہوتا ہے اور نہ کوئی اس سے مانوس ہوتا ہے۔ اور لوگوں میں سب سے بہتر وہ ہے جو دوسرے لوگوں کے لیے زیادہ مفید ہو۔''

تخریج: رواه الدارقطني في "الافراد"، والضياء المقدسي في "المختارة" عن جابر واخرجه البزار: ٣٥٩١، عن أبي هريرة

شــرح:...... معلوم ہوا کہ ''اُنس'' کا مومن کے ساتھ گہرا تعلق ہے، لوگ اس سے مانوس ہوتے ہیں اور وہ لوگوں سے مانوس ہوتا ہے، اس کی سب سے بہترین مثال یہ ہے کہ اگر مسجد کا امام خوش اخلاق ہو، عالم باعمل ہو، بلا امتیاز

نمازیوں کی قدر کرتا ہو، لوگوں کے بچوں کی تعلیم کی فکر رکھتا ہو اور حرص و بخل سے پاک ہو کر اپنی غیرت وحمیت کو سمجھنے والا اور اس کو برقرار رکھنے والا ہو تو ایسے فرد کو لوگوں کی طرف سے جو مودت و محبت اور احترام و اکرام نصیب ہوتا ہے، کسی کا دل و دماغ اس کی حقیقت کو سمجھنے کی صلاحیت نہیں رکھتا۔

یہی معاملہ دوسرے اساتذہ اور ڈاکٹر حضرات کا ہے، لیکن سب سے پہلے ایمان و اسلام کے تقاضوں کو پورا کرنا فرض ہے۔

مسلمانوں کے راستے سے تکلیف دہ چیز ہٹانا

(٢٨٦٢)۔ عَنْ أَبِي بَرْزَةَ قَالَ: قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ! دُلَّنِي عَلٰى عَمَلٍ أَنْتَفِعُ بِهِ۔ قَالَ: ((نَحِّ الْأَذٰى عَنْ طَرِيْقِ الْمُسْلِمِيْنَ۔)) (الصحيحة:٢٣٧٣)

حضرت ابو برزہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کسی ایسے عمل پر میری رہنمائی فرمائیں جس سے میں فائدہ حاصل کر سکوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''مسلمانوں کے راستے سے تکلیف دہ چیز ہٹا دیا کر۔''

تخريج: رواه أبو بكر بن أبي شيبة في "الأدب":١/ ١٤٩/ ١، وابويعلى في مسنده: ٣٤٣/ ٢، وأخرجه مسلم: ٨/ ٣٤ بلفظ: ((اعزل الاذى ......۔))

شرح:...... مسلمانوں کے راستے سے تکلیف دہ چیز ہٹانا ایمان کا تقاضا اور اس کا جزو ہے اور باعث اجر وثواب ہے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((لَقَدْ رَاَيْتُ رَجُلًا يَتَقَلَّبُ فِي الْجَنَّةِ فِي شَجَرَةٍ قَطَعَهَا مِنْ ظَهْرِ الطَّرِيْقِ كَانَتْ تُؤْذِي الْمُسْلِمِيْنَ۔)) (مسلم: ١٩١٤) ...... ''میں نے ایک آدمی کو جنت میں چلتے پھرتے دیکھا، اس نے اس درخت (کی شاخ) کو کاٹ دیا تھا، جو ایک راستے میں تھی اور مسلمانوں کو تکلیف دیتی تھی۔'' ہمارے ہاں اپنی حد بندی سے تجاوز کرنا، گزرگاہوں پر کوڑا کرکٹ پھینکنا، شادی بیاہ کے موقع پر شاہراہوں پر ٹینٹ لگا کر ہزاروں انسانوں کو ستانا وغیرہ جیسے امور عام ہیں، جو اخلاق سے گری ہوئی حرکتیں ہیں اور ایمان کے منافی امور ہیں۔

تصویر کشی

(٢٨٦٣)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ، يَزْعَمُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهٰى عَنِ الصُّوَرِ فِي الْبَيْتِ وَنَهٰى الرَّجُلَ أَنْ يَّصْنَعَ ذٰلِكَ۔

(الصحيحة:٤٢٤)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کا خیال ہے کہ نبی کریم ﷺ نے گھروں میں تصاویر رکھنے سے منع فرمایا اور اس بات سے بھی منع فرمایا کہ آدمی تصویریں بنائے۔

تخريج: أخرجه الترمذي: ١/ ٣٢٥، وأحمد: ٣/ ٣٣٥، ٣٨٤

(٢٨٦٤)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ رسول

اللّٰهِ ﷺ: ((يَخْرُجُ عُنُقٌ مِّنَ النَّارِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَهَا عَيْنَانِ تُبْصِرَانِ، وَأُذُنَانِ تَسْمَعَانِ، وَلِسَانٌ يَنْطِقُ، يَقُوْلُ: إِنِّي وُكِّلْتُ بِثَلَاثَةٍ: بِكُلِّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ، وَبِكُلِّ مَنْ دَعَا مَعَ اللّٰهِ إِلٰهًا آخَرَ، وَبِالْمُصَوِّرِيْنَ.)) (الصحيحة:٥١٢)

اللہ ﷺ نے فرمایا: ''روزِ قیامت آگ کی ایک لپٹ نکلے گی، اس کی دو آنکھیں ہوں گی جن سے وہ دیکھے گی، اس کے دو کان ہوں جن کے ذریعے وہ سنے گی اور ایک زبان ہو گی جس کے ذریعے وہ بولے گی۔ وہ کہے گی: تین قسم کے آدمی میرے سپرد کر دیے گئے ہیں: (۱) سرکش اور متکبر، (۲) جس نے اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو بھی پکارا اور (۳) تصویر بنانے والا۔''

تخريج: أخرجه الترمذي: ٢/ ٩٥، واحمد: ٢/ ٣٣٦

شرح:...... اللہ تعالیٰ کی ذی روح مخلوق کی تصویر بنانا حرام ہے، بہت ساری احادیث میں تصویر سازی کی وعید بیان کی گئی ہے، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: رسول اللہ ﷺ ایک سفر سے تشریف لائے اور میں نے گھر کی ڈیوڑھی یا طاقچے پر ایک پردہ ڈالا ہوا تھا، جس میں تصویریں تھیں۔ جب آپ ﷺ کی نگاہ اس پر پڑی تو آپ کے چہرے کا رنگ بدل گیا اور فرمایا: ((يَا عَائِشَةُ! اَشَدُّ النَّاسِ عَذَابًا عِنْدَ اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الَّذِيْنَ يُضَاهُوْنَ بِخَلْقِ اللّٰهِ۔)) ......''عائشہ! قیامت کے روز اللہ کے ہاں سب سے زیادہ سخت عذاب ان لوگوں کو ہوگا، جو اللہ تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی چیزوں کی مشابہت اختیار کرتے ہیں۔'' پھر ہم نے اس پردے کو کاٹ دیا اور اس کے ایک دو تکیے بنا لیے۔ (بخاری: ٥٩٥٤، مسلم: ٢١٠٧)

احادیث کی رو سے اس گھر میں فرشتے داخل نہیں ہوتے، جس میں تصویر ہو۔ عصرِ حاضر میں امتِ مسلمہ پر تصویر کا وبال کسی دوسری آفت سے کم نہیں ہے، رہی سہی کسر جرائد و اخبارات نے پوری کر دی ہے، جو عورتوں کی انتہائی پر کشش اور نیم برہنہ تصاویر چھاپ کر جہاں مسلم گھرانوں کو فرشتوں کی آمد سے محروم کرتے ہیں، وہاں کئی لوگوں میں گندے خیالات پیدا کرنے کا سبب بنتے ہیں۔ (اللہ تعالیٰ کی پناہ)

اس معاملے میں خاندانوں کے بے غیرت سربراہوں کو اپنے طرزِ حیات اور بے جا خاموشی کا جائزہ لینا چاہیے، جو شادی بیاہ کے موقع پر دلہن سمیت اپنی بچیوں کا بناؤ سنگھار کر کے بازار کے آوارہ نوجوانوں کو مووی بنانے کے لیے اندر داخل کر دیتے ہیں اور ایسے موقع پر لڑکے اور لڑکیوں کے اختلاط سے چشم پوشی کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو خلوت خانے میں بیٹھ کر اپنے کردار پر غور کرنا چاہیے۔

سرکش اور مشرک کا انجام بد

(٢٨٦٥)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَخْرُجُ عُنُقٌ مِّنَ النَّارِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''روزِ قیامت آگ کی ایک لپٹ نکلے

يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَهَا عَيْنَان تُبْصِرَان، وَأُذُنَان تَسْمَعَان، وَلِسَانٌ يَنْطِقُ، يَقُوْلُ: إِنِّي وُكِّلْتُ بِثَلَاثَةٍ: بِكُلِّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ، وَبِكُلِّ مَنْ دَعَا مَعَ اللّٰهِ إِلٰهًا آخَرَ، وَبِالْمُصَوِّرِيْنَ۔)) (الصحيحة:٥١٢)

گی، اس کی دو آنکھیں ہوں گی جن سے وہ دیکھے گی، اس کے دو کان ہوں جن کے ذریعے وہ سنے گی اور ایک زبان ہو گی جس کے ذریعے وہ بولے گی۔ وہ کہے گی: تین قسم کے آدمی میرے سپرد کر دیے گئے ہیں: (۱) سرکش اور متکبر (۲) جس نے اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو بھی پکارا اور (۳) تصویر بنانے والا۔''

تخريج: أخرجه الترمذي: ٢/ ٩٥، وأحمد: ٢/ ٣٣٦

شرح:...... سرکشی اور تکبر اور ان کا نتیجہ شرک تینوں سنگین جرائم ہیں، جو اللہ تعالی کی سلطنت میں رہنے والے کو زیب نہیں دیتے۔ ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے مزاج میں سادگی اور شرافت پیدا کریں، عجز و انکساری سے متصف ہونے کی کوشش کریں، خلقِ خدا کو اپنے سے برتر سمجھیں اور اللہ تعالی کی عبادت کریں، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں، تاکہ آتش دوزخ کی لپٹ سے بچ سکیں۔

لوگوں میں حقیقی رحم کرنے والا کون ہے؟

(٢٨٦٦)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ مَرْفُوْعاً: ((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! لَا يَضَعُ اللّٰهُ رَحْمَتَهُ إِلَّا عَلٰى رَحِيْمٍ۔)) قَالُوْا: كُلُّنَا يَرْحَمُ قَالَ: ((لَيْسَ بِرَحْمَةِ أَحَدِكُمْ صَاحِبَهُ، يَرْحَمُ النَّاسَ كَافَّةً۔)) (الصحيحة:١٦٧)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اللہ تعالی صرف رحمدل بندے پر اپنی رحمت نچھاور کرتا ہے۔'' اس نے کہا: ہم میں سے ہر کوئی رحم کرتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''(میرا یہ مطلب) نہیں کہ اپنے دوست کے حق میں رحمدل بن جاؤ، بلکہ تمام لوگوں پر رحم کرنا ہو گا۔''

تخريج: رواه هنّاد في "الزهد": ١٣٢٥، وأبو يعلى في "مسنده": ٧/ ٢٥٠، والطبراني في "مكارم الأخلاق": ٥١/ ٤٠، والحافظ العراقي في المجلس ٨٦ من "الأمالي": ٧٧/ ٢

شرح:...... اس حدیث مبارکہ میں مسلمان کے لیے ایک عالمگیر ضابطہ پیش کیا گیا ہے اور یہ بتایا گیا ہے کہ اس کی رحم دلی، نرم دلی مہربانی، خوش خلقی، اچھے برتاؤ اور مسکراہٹ کے حقدار صرف اس کی مجلس کے اور اس کے محسن لوگ نہیں ہیں۔ بلکہ اپنا ہو یا پرایا، دوست ہو یا دشمن، نوجوان ہو یا بوڑھا، خوبصورت ہو یا بدصورت، مفید ہو یا مضرّ، ہر ایک کو بلا امتیاز اپنے احسانات کا مستحق سمجھا جائے۔

مسجد میں مخصوص جگہ کا تعین منع ہے

(٢٨٦٧)۔ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تَأْكُلْ مُتَّكِئاً وَلَا عَلٰى غِرْبَالٍ، وَلَا تَتَّخِذَنَّ مِنَ الْمَسْجِدِ مُصَلًّى لَا تُصَلِّى إِلَّا فِيْهِ، وَلَا تَخُطَّ رِقَابَ النَّاسِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَيَجْعَلُكَ اللّٰهُ لَهُمْ جِسْراً يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔)) (الصحيحة:٣١٢٢)

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ٹیک لگا کر نہیں کھانا، چھانے ہوئے آٹے کی روٹی نہیں کھانا، مسجد میں کوئی جگہ مقرر نہیں کرنا کہ تو اسی میں ہی نماز پڑھے اور جمعہ کے دن لوگوں کی گردنیں نہیں پھلانگنا، وگرنہ اللہ تعالیٰ روزِ قیامت تجھے لوگوں کے لیے پل بنا دے گا۔''

تخريج: أخرجه ابن عساكر في "تاريخ دمشق": ١٣/ ٣٩١، و رواه الطبراني في "المعجم الاوسط": ١/ ٣/ ٣٣ مختصرا بلفظ: ((لاتأكل متكئا، ولا تخط رقاب الناس يوم الجمعة۔))

شرح:...... مسجد اللہ تعالیٰ کا گھر ہے، ہر مسلمان کا اس کے ساتھ گہرا اور یکساں تعلق ہے، پہلی صفوں میں نماز کی ادائیگی کو ترجیح دینے والوں کو چاہیے کہ وہ پہلے آئیں۔ شریعت کی نگاہوں میں یہ عمل قبیح ہے کہ بعد میں آنے والے پہلے پہنچنے والوں کی گردنیں پھلانگتے ہوئے آگے بڑھیں یا مسجد میں کسی قطعۂ زمین کو اپنے لیے خاص کر دیں۔

شریعتِ اسلامیہ نے شرف و وقار، متانت و سنجیدگی، سکونت و تسکین اور ٹھہراؤ کو ترجیح دی ہے۔ جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَاقْصِدْ فِيْ مَشْيِكَ وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ اِنَّ اَنْكَرَ الْاَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيْرِ﴾۔ (سورۂ لقمان: ١٩)...... ''اپنی رفتار میں میانہ روی اختیار کر اور اپنی آواز پست رکھا کر۔ یقیناً گدھے کی آواز بدترین آواز ہے۔''

اس آیتِ کریمہ کا مفہوم یہ ہے کہ نہ تو چال میں اتنی سست روی ہو کہ دیکھنے والا بیمار خیال کرے اور نہ اتنی تیزی ہو کہ شرف و وقار کے خلاف نظر آئے۔ دوسرے حصے میں چیخ چیخ کر اور چلّا چلّا کر باتیں کرنے سے منع کیا گیا ہے۔

دوسرے مقام پر ارشاد ہوا: ﴿وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا﴾۔ (سورۂ فرقان: ٦٣) ...... ''اور رحمٰن کے بندے تو وہ ہیں جو وقار اور سکونت کے ساتھ چلتے ہیں......۔''

قارئین کرام! آپ غور فرمائیں کہ جب کوئی باوقار آدمی کسی مجلس میں بیٹھے ہوئے لوگوں کی گردنیں پھلانگ پھلانگ کر اور سلنگے بھرتا ہوا آگے کو بڑھ رہا ہو تو وہ کتنا برا لگتا ہے اور پہلے سے تشریف رکھنے والے کو کتنی ایذا دیتا ہے۔ ایسا آدمی صرف ہماری نگاہوں میں ہی برا نہیں، بلکہ شریعت نے بھی اس اکھڑ مزاجی اور بدخلقی کو پسند نہیں کیا اور مذکورہ بالا حدیث میں سخت وعید کا مستحق ٹھہرایا۔

کسی کے لیے آپ ﷺ کے نام اور کنیت کو جمع کرنا

(٢٨٦٨)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعاً: ((لَا تَجْمَعُوْا بَيْنَ اسْمِيْ وَكُنْيَتِيْ، أَنَا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''میرے نام (محمد) اور میری کنیت (ابو القاسم) کو جمع

أَبُوْ القَاسِمُ ، وَاللّٰهُ يُعْطِي وَأَنَا أُقَسِّمُ۔)) نہ کرو، میں ابو القاسم ہوں، اللہ تعالیٰ عطا کرتا ہے اور میں تقسیم کرتا ہوں۔‘‘ (الصحيحة:٢٩٤٦)

تخريج: أخرجه البخاري في "الأدب المفرد" ، والترمذي:٢٨٤٣ ، وابن حبان :٥٧٨٤۔الاحسان ، وأحمد: ٢/ ٤٣٣ ...... وأخرجه البخاري: ٦١٨٨ ومسلم: ٦/ ١٧١ و غيرهما بلفظ: ((تسمو (او سموا) باسمي ، ولا تكنوا بكنيتي۔))

شرح:...... امام البانی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں: آیا کسی کو ابو القاسم کنیت رکھنے کی اجازت ہے؟ اس کے بارے میں علمائے کرام کے تین مذاہب ہیں۔ حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں یہ تین مسالک بیان کیے ہیں، دلائل کا ذکر کرتے ہوئے ان کے مابین موازنہ و مناقشہ بھی پیش کیا ہے۔ میں تو بلا شک و شبہ کہوں گا کہ ہر کسی کو علی الاطلاق ابو القاسم کنیت رکھنے سے منع کر دیا جائے، قطع نظر اس سے کہ اس کا نام محمد ہو یا نہ ہو، کیونکہ اس موضوع پر صحیح اور صریح دلائل کا یہی تقاضا ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ کا بھی یہی مسلک ہے، جیسا کہ امام بیہقی (۹/ ۳۰۹) نے صحیح سند کے ساتھ ان کا یہ قول بیان کیا ہے: لَايَحِلُّ لِأَحَدٍ أَنْ يَكْتَنِيَ بِأَبِي الْقَاسِمِ كَانَ اسْمُهُ محمدا او غَيرَهُ۔

...... کسی کے لیے حلال نہیں کہ وہ ابو القاسم کنیت رکھے، اس کا نام محمد ہو یا نہ ہو۔

امام بیہقی نے کہا: اسی قسم کا قول طاوس یمانی رحمہ اللہ سے بھی منقول ہے۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ہمارے مسلک کی مزید تائید ہوتی ہے، وہ کہتے ہیں: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَرَأَيْتَ اِنْ وُلِدَ لِيْ بَعْدُ ، أُسَمِّيهِ مُحَمَّدًا وأُكَنِّيْهِ بِكُنْيَتِكَ؟ قَالَ: ((نَعَمْ))۔ ...... اے اللہ کے رسول! اس بارے میں آپ کا کیا خیال ہے کہ اگر آپ کے بعد میرا بیٹا ہو تو کیا اس کا نام محمد اور آپ والی کنیت رکھ سکتا ہوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’ہاں۔‘‘ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ میرے لیے رخصت تھی۔ (ترمذی: ۲۸۴۳) امام ترمذی نے اس حدیث کو صحیح اور حافظ ابن حجر نے (فتح الباری: ۱۰/ ۵۷۳ میں) قوی قرار دیا ہے، نیز مشکوۃ المصابیح (۴۷۷۲/ تحقیق ثانی) میں اس کی تخریج موجود ہے۔ (صحيحه : ٢٩٤٦)

امام مبارکپوری رحمہ اللہ نے مختلف اقوال نقل کر کے کہا: اس باب میں زیادہ محتاط مسلک امام شافعی رحمہ اللہ کا ہے، یعنی کسی کے لیے حلال نہیں کہ وہ اپنی کنیت ابو القاسم رکھے، قطع نظر اس بات سے اس کا نام محمد ہو یا احمد یا کوئی اور ہو، سیدنا انس رضی اللہ عنہ کی حدیث کا یہی تقاضا ہے۔ حافظ ابن قیم رحمہ اللہ نے زاد المعاد میں اسی قول کو ترجیح دیتے ہوئے کہا: درست بات یہی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام رکھنا جائز اور کنیت رکھنا ممنوع ہے...... (تحفة الاحوذی: ٤/ ٣١)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ کی حدیث سے مراد یہ ہے: ایک آدمی نے بازار میں کسی کو بلانے کے لیے لفظ ’’ابو القاسم‘‘ کی آواز دی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی وہاں موجود تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سمجھا کہ وہ آپ کو بلا رہا ہے، لہٰذا آپ اس کی طرف متوجہ ہوئے، لیکن اس نے آگے سے کہا: میری مراد آپ نہیں ہیں۔ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا: ((لَاتَكْنُوْا

بِكُنْيَتِي۔)) ......''میری کنیت نہ رکھو۔'' (بخاری: ۳۵۳۷، مسلم: ۲۱۳۱)

راجح بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ اس نہی کا تعلق آپ ﷺ کے زمانے سے تھا، کیونکہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی حدیث سے آپ ﷺ کی وفات کے بعد آپ ﷺ کی کنیت رکھنے کا جواز ملتا ہے، سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا اپنا فہم ہے کہ انھوں نے اس رخصت کو اپنے لیے خاص سمجھا۔ آپ ﷺ کے جوابی الفاظ میں عموم پایا جاتا ہے۔

گالی نہ دینے، کسی نیکی کو حقیر نہ سمجھنے، کسی کو عار نہ دلانے اور چادر شلوار کو ٹخنوں سے اوپر رکھنے کی نبوی نصیحتیں

(۲۸۶۹)۔ عَنْ أَبِي جَرِي جَابِرِ بْنِ سُلَيْمٍ، قَالَ: رَأَيْتُ رَجُلاً يَصْدُرُ النَّاسَ عَنْ رَأْيِهِ لَايَقُوْلُ شَيْئًا، إِلَّا صَدَرُوْا عَنْهُ، قُلْتُ: مَنْ هٰذَا؟ قَالُوْا: رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، قُلْتُ: عَلَيْكَ السَّلَامُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ، مَرَّتَيْنِ، قَالَ: ((لَاتَقُلْ عَلَيْكَ السَّلَامُ، فَإِنَّ عَلَيْكَ السَّلَامُ تَحِيَّةُ الْمَيِّتِ، قُلْ: اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ۔)) قَالَ: قُلْتُ: أَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((أَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ الَّذِي إِذَا أَصَابَكَ ضُرٌّ وَدَعَوْتَهُ كَشَفَهُ عَنْكَ، وَإِنْ أَصَابَكَ عَامُ سَنَةٍ فَدَعَوْتَهُ أَنْبَتَهَا لَكَ، وَإِذَا كُنْتَ بِأَرْضٍ قَفْرَاءَ أَوْ فَلَاةٍ فَضَلَّتْ رَاحِلَتُكَ فَدَعَوْتَهُ رَدَّهَا عَلَيْكَ۔)) قُلْتُ: اِعْهَدْ لِي، قَالَ: ((لَاتَسُبَّنَّ أَحَداً، وَلَاتَحْقِرَنَّ شَيْئاً مِنَ الْمَعْرُوْفِ، وَأَنْ تُكَلِّمَ أَخَاكَ وَأَنْتَ مُنْبَسِطٌ إِلَيْهِ وَجْهَكَ إِنَّ ذٰلِكَ مِنَ الْمَعْرُوْفِ، وَارْفَعْ إِزَارَكَ إِلَى نِصْفِ السَّاقِ، فَإِنْ أَبَيْتَ فَإِلَى الْكَعْبَيْنِ، وَإِيَّاكَ وَإِسْبَالَ الإِزَارِ فَإِنَّهَا مِنَ الْمَخِيْلَةِ، وَإِنَّ اللّٰهَ لَايُحِبُّ الْمَخِيْلَةَ، وَإِنِ امْرُؤٌ شَتَمَكَ

حضرت ابو جری جابر بن سلیم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے ایک ایسے آدمی کو دیکھا کہ لوگ اس کی رائے کے سامنے سر تسلیم خم کر دیتے تھے، وہ جو کچھ بھی کہتا، وہ اسے تسلیم کر لیتے۔ میں نے پوچھا: یہ آدمی کون ہے؟ انھوں نے کہا: یہ اللہ کے رسول ہیں۔ میں نے دو دفعہ کہا: اے اللہ کے رسول! عَلَيْكَ السَّلَام۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''عَلَيْكَ السَّلَام مت کہہ، یہ تو مردوں کا سلام ہے، (زندوں کو سلام دینے کے لیے) اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ کہا کر۔'' میں نے کہا: کیا آپ اللہ کے رسول ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں اس اللہ کا رسول ہوں، کہ اگر تجھے کوئی تکلیف لاحق ہو اور تو اسے پکارے تو وہ تیری تکلیف دور کر دے گا، اگر تو قحط سالی میں مبتلا ہو جاتا ہے اور اسے پکارتا ہے تو وہ تیرے لیے زمین سے (انگوریاں) اگائے گا اور اگر تو کسی بے آب و گیاہ اور بیابان جنگل میں ہو اور تیری سواری گم ہو جائے اور پھر تو اس سے دعا کرے تو وہ تیری سواری لوٹا دے گا۔'' میں نے کہا: مجھے کوئی وصیت ہی فرما دیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کسی کو گالی نہ دینا، کسی نیکی کو حقیر و معمولی مت سمجھنا، اگرچہ وہ اپنے بھائی کے ساتھ خندہ پیشانی کے ساتھ کلام کرنے کی صورت میں ہو، اپنی چادر کو پنڈلی کے نصف تک بلند رکھنا، اگر تو ایسا نہ کرے تو ٹخنوں تک رکھ لینا، ٹخنوں سے نیچے چادر (اور شلوار وغیرہ) لٹکانے سے

وَعَيَّرَكَ بِمَا يَعْلَمُ فِيْكَ فَلَا تُعَيِّرْهُ بِمَا تَعْلَمُ فِيْهِ، فَإِنَّمَا وَبَالُ ذٰلِكَ عَلَيْهِ۔)) وَزَادَ بَعْدَ قَوْلِهِ: لَاتَسُبَّنَّ أَحَداً: قَالَ: فَمَا سَبَبْتُ بَعْدَهُ حُرًّا وَلَا عَبْداً وَلَابَعِيْراً وَلَاشَاةً۔

(الصحيحة: ١١٠٩)

بچنا، کیونکہ ایسا کرنا غرور (اور تکبر) ہے اور اللہ تعالیٰ غرور کو پسند نہیں کرتا۔ اگر کوئی آدمی تیرے کسی برے فعل، جسے وہ جانتا ہے، کی وجہ سے تجھے عار دلائے، تو تو اسے اس کے عیب، جسے تو جانتا ہے، کی بنا پر طعنہ نہ دینا، کیونکہ اس چیز کا وبال اس پر ہوگا۔'' ایک روایت میں ان الفاظ کی زیادتی بھی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کسی کو گالی نہ دینا'' تو ابو جری نے کہا: میں نے اس وصیت کے بعد کسی آزاد یا غلام بلکہ اونٹ یا بکری تک کو برا بھلا نہیں کہا۔

تخریج: أخرجه أبوداود: ٢/ ١٧٩، والترمذي: ٢/ ١٢٠، والدولابي في "الكنى و الأسماء": صـ٦٦، وابن حبان في "صحيحه"، والنسائي، والحاكم: ٤/ ١٨٦

شرح:...... اس حدیث مبارکہ میں "عَلَيْكَ السَّلَام" کو مردوں کا سلام قرار دے کر اس سے منع کر دیا گیا ہے اور "السلام علیکم ......" کہنے کی تلقین کی گئی ہے، جبکہ آپ ﷺ نے ایک قبرستان میں جا کر خود "السلام علیکم ......" ہی کہا؟

امام مبارکپوری نے تطبیق کی یہ صورت بیان کی: امام خطابی کہتے ہیں: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مردے کو "عَلَيْكَ السَّلَام" کہا جائے، جیسا کہ عام لوگوں کا معمول ہے، لیکن اشکال یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ خود ایک قبرستان میں تشریف لے گئے اور "السلام علیکم اهل دار قوم مؤمنین......" کہا اور زندوں کو سلام کہنے کا انداز بھی یہی ہے۔

دراصل دورِ نبوی اور اس سے پہلے والے لوگ جب اپنے مردوں کا تذکرہ کرتے ہوئے ان کو سلام پیش کرتے تھے تو وہ "عَلَيْكَ" سے شروع کرتے، نہ کہ "اَلسَّلَام" سے۔ یہ حقیقت ان کے اشعار میں بھی بیان کی گئی ہے، مثلا ایک شاعر نے ایک میت کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا:

عَلَيْكَ سَلَامُ اللّٰهِ قَيْسَ بْنَ عَاصِمٍ وَرَحْمَتُهُ اِنْ شَاءَ اَنْ يَتَرَحَّمَا۔

اور شماخ نے کہا:

عليك سلام من امير و باركت يد الله فى ذاك الاديم الممزق

ان دونوں اشعار میں مردوں کا تذکرہ کیا گیا اور ان کو سلام پیش کرتے ہوئے لفظ "عَلَيْكَ" کو مقدم کیا گیا ہے، نہ کہ "اَلسَّلَام" کو۔ نبی کریم ﷺ نے اس رواج کی مخالفت کی اور "السلام علیکم ......" کہنے کی تلقین کی۔ وگرنہ شریعت اسلامیہ میں زندوں اور مردوں کو سلام کہنے کا ایک ہی انداز ہے، یعنی دونوں کو سلام کہنے کے لیے لفظ "السلام" سے شروع کیا جائے۔ واللہ اعلم۔ (تحفۃ الاحوذی)

حدیثِ مبارکہ کے بقیہ حصے میں اللہ تعالی کا تعارف پیش کیا گیا ہے اور قیمتی پند و نصائح سے نوازا گیا ہے۔ ایک بات قابل وضاحت ہے کہ ہمارے ہاں مرد حضرات کو اپنی شلوار یا تہبند کو ٹخنوں سے نیچے لٹکانے کی عادت ہے۔ اب وہ اس کو اپنی زینت سمجھتے ہیں اور ٹخنے ننگے رکھنے میں عار سمجھتے ہیں یا پھر شرم محسوس کرتے ہیں اور اس کی بابت کئی عذر پیش کرتے ہیں، حالانکہ مردوں پر فرض ہے کہ وہ اپنے ٹخنے ننگے رکھا کریں، اس حدیثِ مبارکہ میں آپ ﷺ نے وصیت کرتے ہوئے فرمایا: ''اپنی چادر کو پنڈلی کے نصف تک بلند رکھنا، اگر تو ایسا نہ کرے تو ٹخنوں تک رکھ لینا، ٹخنوں سے نیچے چادر (اور شلوار وغیرہ) لٹکانے سے بچنا، کیونکہ ایسا کرنا غرور (اور تکبر) ہے اور اللہ تعالی غرور کو پسند نہیں کرتا۔''

نبیٔ مہربان ﷺ نے ٹخنے چھپانے کو غرور اور تکبر کی علامت قرار دے کر ہمارے فرسودہ خیالات اور حیلوں بہانوں کو ختم کر دیا ہے، اب ہمیں یہ حق حاصل نہیں کہ ہم اپنا تزکیۂ نفس کرتے ہوئے یہ کہیں کہ ہم تکبر تو نہیں کر رہے، جبکہ نبی کریم ﷺ نے اسے تکبر کی علامت قرار دیا ہے۔ دراصل یہ شیطانی وسوسے ہیں جو ہمیں سنتوں پر عمل پیرا ہونے سے محروم رکھتے ہیں۔

اگر شلوار یا چادر کو ٹخنوں سے نیچے لٹکانے والے افراد کو کہا جائے کہ نبی کریم ﷺ نے خود بھی ٹخنے ننگے رکھے، اپنے صحابہ کو ایسا کرنے سے سختی سے منع فرمایا اور اسے تکبر کی علامت قرار دیا، تو ہم یہ کیوں کہتے ہیں کہ ہمارا تکبر کا ارادہ نہیں ہے، ہمارے حیلوں بہانوں کی کیا گنجائش باقی رہ جاتی ہے، کیا ہم رسول اللہ ﷺ کی قولی اور فعلی سنت پر عمل کرنے کو ترجیح نہیں دیں گے؟

غور فرمائیں کہ سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالی قیامت کے روز تین قسم کے افراد سے کلام نہیں کرے گا، نہ ان کی طرف نظر (رحمت) سے دیکھے گا، نہ ان کو پاک صاف کرے گا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہوگا: (۱) (چادر یا شلوار کو) لٹکانے والا، (۲) احسان جتلانے والا اور (۳) جھوٹی قسمیں کھا کر سامان فروخت کرنے والا۔'' (مسلم: ١٠٦)

چھپکلی فاسق ہے

(٢٨٧٠)۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((الْوَزَغُ فُوَيْسِقٌ۔)) وَرَدَ مِنْ حَدِيْثِ عَائِشَةَ، وَسَعْدِ ابْنِ أَبِيْ وَقَّاصٍ۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''چھپکلی معمولی قسم کا فاسق (موذی) جانور ہے۔'' یہ حدیث حضرت عائشہ اور حضرت سعد بن ابو وقاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔

(الصحيحة: ٣٥٧٢)

تخريج: جاء من حديث عائشة، وسعد بن أبي وقاص:

١ ـ أما حديث عائشة: فأخرجه البخاري: ١٨٣١، ٣٣٠٦، ومسلم: ٧/ ٤٢، والنسائي: ٢/ ٦٣، وابن ماجه: ٣٢٣٠، وابن حبان: ٣٩٥٢، والبيهقي: ٥/ ٢١٠ـ٢١١، وأحمد: ٦/ ٨٧ـ٢٧١، ٢٧٩

٢۔ وأما حديث سعد بن أبي وقاص: فأخرجه مسلم، وأبوداود: ٥٢٦٢، وابن حبان: ٥٦٠٦، وأحمد: ١/ ١٧٦

شرح:...... تخلیق کائنات کی غرض و غایت انسان ہے، زمین کی گہرائیوں سے آسمان کی رفعتوں تک جو کچھ نظر آ رہا ہے، یہ سب کچھ انسان کی خدمت پر مامور ہے۔ چونکہ کوئی بشر اللہ تعالیٰ کی حکمتوں اور دانائیوں تک رسائی حاصل نہیں کر سکتا، اس لیے ہماری عقل اس کے احکام و اصول کی موافقت کرے یا نہ کرے، ہمیں بہرصورت اس کے احکام پر پورا اترنا پڑے گا۔

اللہ تعالیٰ کے بعض احکام کا تعلق چھوٹے سے جانور چھپکلی سے ہے، جسے نہ صرف مارنے کا حکم دیا گیا ہے، بلکہ مخصوص اجر وثواب کا تعین بھی کر دیا گیا ہے۔

سیدہ ام شریک رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چھپکلی کو قتل کرنے کا حکم دیا اور فرمایا: ((كَانَ يَنْفُخُ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ۔)) (بخاری: ٣٣٥٩) ...... ''یہ چھپکلی حضرت ابراہیم علیہ السلام (پر جلائی گئی آگ کو تیز کرنے کے لیے) پھونک مارتی تھی۔''

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((مَنْ قَتَلَ وَزَغًا فِيْ اَوَّلِ ضَرْبَةٍ كُتِبَتْ لَهٗ مِائَةُ حَسَنَةٍ وَفِي الثَّانِيَةِ دُوْنَ ذَالِكَ وَفِي الثَّالِثَةِ دُوْنَ ذَالِكَ۔)) (مسلم: ٢٢٤٠) ...... ''جس نے چھپکلی کو پہلی ضرب میں قتل کر دیا، اس کے لیے سو نیکیاں لکھی جائیں گی، دوسری ضرب میں قتل کرنے کا ثواب اس سے کم ہے اور تیسری دفعہ کا اس سے بھی کم ہے۔''

چھپکلی کو اس کے ضرر کی وجہ سے فاسق اور موذی جانور کہا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی لعنت اور غضب اور جہنم کی بددعا نہیں دینی چاہیے

(٢٨٧١)۔ عَنْ سَمُرَةَ بْنُ جُنْدُبٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَاتَلَاعَنُوْا بِلَعْنَةِ اللّٰهِ، وَلَا بِغَضَبِهِ، وَلَا بِالنَّارِ وَفِي رِوَايَةٍ: بِجَهَنَّمَ۔)) (الصحيحة: ٨٩٣)

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم ایک دوسرے پر اللہ کی لعنت، اس کے غضب اور جہنم کی آگ کے ساتھ لعن طعن نہ کرو۔''

تخريج: أخرجه أبوداود: ٤٩٠٦، والترمذي: ١/ ٣٥٧، والحاكم: ١/ ٤٨، وأحمد: ٥/ ١٥، و البيهقي في "الشعب": ٤/ ٢٩٥/ ٥١٦٠

شرح:...... اگر ہم کسی کے حق میں بددعا کرنے پر تل ہی جائیں تو اللہ تعالیٰ کی لعنت، غضب اور جہنم کا ذکر نہ ہونے دیں، جیسے: اس پر اللہ کی لعنت ہو، اس پر اس کا غضب نازل ہو، وہ جہنم کا ایندھن بنے۔

کسی کے لیے خدا کی مار، پھٹکار، اللہ تعالیٰ کی خیر و رحمت سے دوری اور اس کے عذاب و عتاب کی بددعا کرنا لعنت کہلاتا ہے۔ بیشتر لوگ ہنسی مذاق یا سنجیدگی میں دوسرے مسلمان بھائیوں کو لعنت جیسے قبیح القاب سے پکارنے سے اجتناب

نہیں کرتے، جبکہ سیدنا ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((لَعْنُ الْمُؤْمِنِ كَقَتْلِهِ۔)) (بخاری، مسلم) ...... ''مومن پر لعنت کرنا اس کو قتل کرنے کے برابر ہے۔''

زبان کی حفاظت مومن کا عظیم وصف ہے، کسی انسان کی شخصیت کا پتہ دینے کے لیے زبان ہی کافی ہے۔ لعن طعن، سب وشتم اور گالی گلوچ ایمان اور صدق کے منافی امور ہیں۔ ہمیں چاہئے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس وصیت پر عمل کریں اور باوقار زندگی گزارتے ہوئے اپنے آپ کو قابو میں رکھیں۔

ہوا کو لعنت کرنا منع ہے

(۲۸۷۲)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَجُلاً نَازَعَتْهُ الرِّيْحُ رِدَاءَهُ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ فَلَعَنَهَا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَاتَلْعَنِ الرِّيْحَ فَإِنَّهَا مَأْمُوْرَةٌ، وَإِنَّهُ مَنْ لَعَنَ شَيْئاً لَيْسَ لَهُ بِأَهْلٍ رَجَعَتِ اللَّعْنَةُ عَلَيْهِ۔)) (الصحيحة:٥٢٨)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں ایک آدمی کی چادر ہوا سے اڑنے لگی، اس نے ہوا کو لعن طعن کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہوا کو ملعون مت ٹھہرا، یہ تو (اللہ کے حکم کی) پابند ہے، (یاد رہے کہ) جس آدمی نے کسی ایسی چیز پر لعنت کی جو اس کی مستحق نہ ہو تو وہ لعنت پلٹ کر اسی پر پڑتی ہے۔''

تخريج: أخرجه أبوداود: ٤٧٠٨، والترمذي: ١/ ٣٥٧، والطبراني في "الكبير": ٣/ ١٧٥، وابن حبان: ١٩٨٨، والبيهقي في "الشعب": ٢/ ١٠٢/ ١

شرح:...... جن امورِ کائنات کا تعلق محض تقدیر الٰہی سے ہے، ان کو برا بھلا کہنے کی کوئی گنجائش نہیں ہے، مثلا بارش کا نزول یا عدمِ نزول، زلزلہ، آندھی، بیماری، کسی کا حسین ہونا، کسی کا بدصورت ہونا، دراز قد ہونا، کوتاہ قد ہونا، وغیرہ۔ ایسے چیزوں کو برا بھلا کہنے کا مطلب اللہ تعالی پر اظہارِ ناگواری ہوگا۔ لہٰذا ہمیں چاہیے کہ ہر بات کرنے سے قبل اس کا وزن کر لیا کریں۔ یہ حدیث سخت وعید پر مشتمل ہے کہ اگر کوئی کسی ایسی چیز پر لعنت کرتا ہے، جو اس کی مستحق نہیں ہوتی تو وہ لعنت اسی پر لوٹ آتی ہے۔

مسلمانوں میں قطع تعلقی کے نقصانات

(۲۸۷۳)۔ عَنْ هِشَامِ بْنِ عَامِرٍ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((لَايَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يَّهْجُرَ مُسْلِمًا فَوْقَ ثَلَاثٍ، فَإِنَّهُمَا نَاكِبَانِ عَلَى الْحَقِّ مَا دَامَا عَلَى صِرَامِهِمَا، فَأَوَّلُهُمَا فَيْئًا سَبَقُهُ بِالْفَيْءِ كَفَّارَةٌ، فَإِنْ سَلَّمَ وَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ سَلَامَهُ رَدَّتْ

حضرت ہشام بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: ''کسی مسلمان کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ تین ایام سے زیادہ اپنے بھائی سے تعلق منقطع رکھے۔ جب تک وہ اس حرام کام کے مرتکب رہیں گے راہِ حق سے منحرف رہیں گے۔ جو (اپنے جرم سے) باز آنے میں سبقت کرے گا تو اس کا سبقت کرنا

عَلَيْهِ الْمَلَائِكَةُ، وَرَدَّ عَلَى الْآخَرِ الشَّيْطَانُ، فَإِنْ مَاتَا عَلَى صِرَامِهِمَا لَمْ يَجْتَمِعَا فِي الْجَنَّةِ أَبَداً۔)) (الصحيحة:١٢٤٦)

اس کے جرم کا کفارہ بن جائے گا۔ اگر اس نے سلام کیا لیکن دوسرے نے جواب نہ دیا تو اسے فرشتے جواب دیں گے اور دوسرے پر شیطان وارد ہوں گے، اگر وہ اسی قطع تعلقی کی صورت میں مر گئے تو کبھی بھی جنت میں داخل نہیں ہوں گے۔"

تخريج: أخرجه البخاري في "الأدب المفرد" رقم ٤٠٢، وأحمد: ٤/ ٢٠، والبيهقي في "الشعب" ٢/ ٢٨٧/ ٢

شرح:...... دور رس اور ہوشمند افراد کے لیے قطع تعلقی کی بنا پر اس حدیث میں بیان کی گئی وعید ہی کافی ہے۔ جہاں انسان خطا کا پتلا ہے اور ہر وقت اس سے غلطی صادر ہونے کا امکان موجود رہتا ہے، وہاں اللہ تعالیٰ نے بھی ان بشری تقاضوں اور انسانی جذبات کو ملحوظِ خاطر رکھا ہے۔ دیکھیے! اللہ تعالیٰ نے تعلقات میں فساد اور بگاڑ آ جانے پر تین دن کی مہلت دی ہے اور یہ مہلت کسی کے جذبات کے ٹھنڈا پڑ جانے کے لیے کافی ہوتی ہے۔ اس مدت کے بعد کسی مسلمان کے لیے ناراض رہنے کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہتی، بصورتِ دیگر اس کی مذہبی حالت زوال پذیر ہونا شروع ہو جائے گی۔ ہمارے معاشرے میں "أَنَـا وَلَا غَيْرِيْ" (بس! میں ہوں اور کوئی نہیں ہے) (ہم چوں دیگرے نیست) والا قانون عام ہے، ہر کوئی اپنی انانیت کے جذبات کو عزت و ذلت کا معیار سمجھتا ہے، نہ کہ شرعی احکام کو۔ اس معاملے میں سیاسی پارٹیوں کی تفرقہ بازیوں نے افرادِ معاشرہ کو دولخت کر دیا ہے، صدیوں پرانی دشمنیاں برقرار ہیں۔ فقر و فاقہ گھر کے صحن میں رقص کناں ہوتا ہے، لیکن جناب کی گردن میں خم نہیں آتا اور اپنی آل اولاد کو کئی مسائل کے جھنجھٹ میں پھنسا کر خود دنیائے فانی سے رخصت ہو جاتے ہیں۔

ہمیں چاہیے کہ اپنی دوستی و یاری کا جائزہ لیں اور شرعی اصولوں سے وفا کریں، تاکہ اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کے مستحق ٹھہر سکیں۔

لوگوں کا شکریہ ادا کرنا

(٢٨٧٤)۔ عَنِ الْأَشْعَثِ بْنِ قَيْسٍ مَرْفُوعاً: ((لَا يَشْكُرُ اللّٰهَ مَنْ لَا يَشْكُرُ النَّاسَ۔)) (الصحيحة:٤١٦)

حضرت اشعث بن قیس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "لوگوں کا شکر نہ ادا کر سکنے والا اللہ تعالیٰ کا شکر کیسے ادا کر سکتا ہے۔"

تخريج: أخرجه أحمد: ٥/ ٢١١ و ٢١٢

شرح:...... تمام انعامات کا سرچشمہ اور منعم حقیقی اللہ تعالیٰ ہے، وہ اس بات کا مستحق ہے کہ ہر وقت اور ہر نعمت پر اس کا شکریہ ادا کیا جائے، یہی وجہ ہے کہ کھانے پینے کے بعد کی دعاؤں، سوتے اور بیدار ہوتے وقت کی دعاؤں، سواری پر سوار ہونے کی دعاؤں وغیرہ میں اللہ تعالیٰ کی تعریف کی گئی ہے۔

بسا اوقات انسان کو اللہ تعالی کی طرف سے براہِ راست نعمت ملتی ہے، لیکن بعض اوقات ربّ جلیل اپنے بندوں پر انعام کرنے کے لیے اپنے بندوں کو ہی استعمال کرتے ہیں، جیسے وہ لوگ جو ہماری روزی کا سبب بنتے ہیں، ہمیں صدقہ و خیرات دیتے ہیں، ہمیں تحائف و ہدایا عطا کرتے ہیں، ہم کو دعوت دیتے ہیں، وغیرہ۔ ایسی صورت میں لوگوں کا شکریہ ادا کرنا بھی ضروری ہے۔

کھیتی باڑی کے لیے بعض عربی الفاظ کی تعلیم

(٢٨٧٥)۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا يَقُوْلَنَّ أَحَدُكُمْ: زَرَعْتُ ، وَلٰكِنْ لِيَقُلْ: حَرَثْتُ۔)) قَالَ مُحَمَّدٌ: قَالَ أَبُوْهُرَيْرَةَ: أَلَمْ تَسْمَعُوْا إِلٰى قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ: ﴿أَفَرَأَيْتُمْ مَاتَحْرُثُوْنَ۔ أَأَنْتُمْ تَزْرَعُوْنَهُ أَمْ نَحْنُ الزَّارِعُوْنَ﴾۔ (الصحيحة:٢٨٠١)

محمد بن سیرین، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''(اگر کوئی آدمی عربی زبان میں یہ کہنا چاہتا ہے کہ میں نے فصل کاشت کی تو) وہ ''زَرَعْتُ'' نہ کہے، بلکہ ''حَرَثْتُ'' کہے۔'' پھر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا تم نے اللہ تعالی کا یہ فرمان نہیں سنا: ((اچھا پھر یہ بھی بتلاؤ کہ تم جو کچھ بوتے ہو۔ اسے تم ہی اگاتے ہو یا ہم اگانے والے ہیں))۔ (سورۂ واقعہ:٦٣،٦٤)

تخريج: أخرجه ابن جرير الطبري في"التفسير": ٢٧/ ١١٤ ، والبزار : ١٢٨٩ ، وابن حبان :٥٦٩٣۔ الاحسان ، والطبراني في" الأوسط": ١/ ١٤٩/ ١۔الظاهرية ، وأبو نعيم في"الحلية": ٨/ ٢٦٧ ، والسهمي في"تاريخ جرجان": ٣٦٩ ، والبيهقي في"السنن": ٦/ ١٣٨ ، وفي"شعب الايمان": أيضا ٤/ ٢٨٠١

شرح:...... یعنی اللہ تعالی نے اس آیت میں بندوں کے لیے لفظ ''حَرَثَ'' اور اپنے لیے ''زَرَعَ'' استعمال کیا۔ معلوم ہوا کہ عربی زبان بولنے والوں کو باب ''حَرَثَ يَحْرُثُ'' استعمال کرنا چاہیے، لیکن بعض احادیث میں باب ''زَرَعَ يَزْرَعُ'' کی نسبت بھی بندوں کی طرف کی گئی ہے، جب کہ اس حدیث میں منع کر دیا گیا ہے۔ امام البانی رحمہ اللہ اس تضاد کو دور کرنے کے لیے رقمطراز ہیں:

دل میں یہ خیال آتا ہے کہ اس باب کی حدیث ، کچھ دوسری احادیث صحیحہ کے مخالف ہے، مثلا آپ ﷺ کا ارشاد ہے: ((مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَغْرِسُ غَرْسًا اَوْ يَزْرَعُ زَرْعًا ، فَيَأْكُلُ مِنْهُ طَيْرٌ ، أَوْ اِنْسَانٌ ، أَوْ بَهِيْمَةٌ ، اِلَّا كَانَ لَهُ بِهِ صَدَقَةً۔)) (بخاري: ٢٣٢٠، مسلم: ١٥٥٢، صحيحه: ٧) ..... ''مسلمان جو درخت لگاتا ہے اور کوئی کھیتی بوتا ہے اور اس سے کوئی پرندہ، کوئی انسان اور کوئی جانور کھاتا ہے، تو اس کے لیے صدقہ (کرنے کا ثواب) ہوگا۔''

اس حدیث مبارکہ میں باب ''زَرَعَ يَزْرَعُ'' کی نسبت انسان کی طرف کی گئی ہے۔

حافظ ابن حجر نے (فتح الباري: ٥/٤) میں کہا: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ انسان کی طرف اس باب کی نسبت

درست ہے اور ابن ابی حاتم وغیرہ کی جس حدیث میں اس نسبت سے منع کیا گیا ہے، وہ قوی نہیں ہے۔

میں (البانی) کہتا ہوں: آپ پہچان چکے ہیں کہ حدیث قوی ہے، ضرورت اس بات کی ہے کہ ان احادیث میں پائے جانے والے تضاد کو دور کیا جائے۔ یہاں بھی دوسری احادیث میں مستعمل ہونے والے ایک ضابطے کا سہارا لینا مناسب ہوگا کہ نہی کو کراہت پر اور اجازت کو جواز پر محمول کیا جائے، جیسا کہ آپ ﷺ نے انگور کو ''الکرم'' کہنے سے منع فرمایا اور پھر خود اس لفظ کو استعمال کیا۔

یا پھر (محتاط مسلک اختیار کرتے ہوئے) یہ کہا جائے کہ ایک حدیث ''زَرَعَ'' کے لفظ سے منع کرنے والی ہے، جبکہ دوسری اجازت دینے والی ہے، ایسی صورت میں منع کرنے والی حدیث کو مقدم کیا جائے گا۔ واللہ اعلم۔ (صحیحہ:۸۰۱)

غلام اور مالک ایک دوسرے کو کیسے پکاریں

(٢٨٧٦)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعاً: ((لَايَقُوْلَنَّ أَحَدُكُمْ: عَبْدِي فَكُلُّكُمْ عَبِيْدُ اللّٰهِ، وَلٰكِنْ لِيَقُلْ: فَتَايَ۔ وَلَا يَقُلْ الْعَبْدُ: رَبِّيْ، وَلٰكِنْ لِيَقُلْ: سَيِّدِيْ۔)) (الصحيحة: ٨٠٣)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی بھی اپنے غلام کو ''عَبْدِيْ'' (میرا بندہ) نہ کہے بلکہ ''فَتَايَ'' (میرا خادم) کہے، کیونکہ تم سارے اللہ کے بندے ہو۔ اسی طرح کوئی غلام اپنے آقا کو ''رَبِّيْ'' (میرا ربّ) نہ کہے بلکہ ''سَيِّدِيْ'' (میرا سردار) کہے۔''

تخريج: أخرجه مسلم: ٧/ ٤٦، وأحمد: ٢/ ٤٩٦، وهو مروى بالفاظ أُخر، لينظر التفصيل فى الصحيحة

شرح:...... اللہ تعالیٰ ہمارا ربّ ہے اور ہم اس کے بندے ہیں، نبی کریم ﷺ نے اس حدیث میں یہ چاہا ہے کہ یہ الفاظ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہی خاص رہنے دیے جائیں، اس لیے حکم دیا کہ کوئی غلام اپنے مالک کو ''رَبِّی'' نہ کہے اور کوئی مالک اپنے غلام کو ''عبدی'' یعنی اپنا بندہ نہ کہے۔ لیکن بعض آیات اور احادیث میں مالکوں اور غلاموں کی طرف ان ہی الفاظ کے ساتھ نسبت کی گئی ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا استعمال جائز ہے، البتہ ان کو رواج دینے سے اجتناب کرنا چاہیے، جیسا کہ امام نووی رحمہ اللہ نے کہا: علمائے کرام کا کہنا ہے کہ اس موضوع سے متعلقہ احادیث کے دو مقاصد ہیں:

(۱) غلام کو اس بات سے منع کیا گیا ہے کہ وہ اپنے مالک اور سید کو ربّ کہے، کیونکہ درحقیقت ربوبیت صرف اللہ تعالیٰ کی صفت ہے۔

(۲) نہی سے مراد یہ ہے کہ کثرت سے ان الفاظ کا استعمال نہ کیا جائے، شاذ و نادر حالات میں استعمال کرنا جائز ہے۔ (شرح مسلم للنووی: ٢/ ٢٣٨)

سلام کہنے، کھانا کھلانے، صلہ رحمی کرنے اور قیام اللیل کرنے کی فضیلت

(٢٨٧٧)۔ عَنْ زُرَارَةَ بْنِ أَوْفَى: حَدَّثَنِي عَبْدُاللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ قَالَ: لَمَا قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ الْمَدِيْنَةَ انْجَفَلَ النَّاسُ قِبَلَهُ وَقِيْلَ: قَدْ قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، قَدْ قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ، قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ (ثَلَاثاً) فَجِئْتُ فِي النَّاسِ لِأَنْظُرَ، فَلَمَّا تَبَيَّنْتُ وَجْهَهُ عَرَفْتُ أَنَّ وَجْهَهُ لَيْسَ بِوَجْهِ كَذَّابٍ، فَكَانَ أَوَّلُ شَيْءٍ سَمِعْتُهُ تَكَلَّمَ بِهِ أَنْ قَالَ: ((يَا أَيُّهَا النَّاسُ! أَفْشُوْا السَّلَامَ، وَأَطْعِمُوْا الطَّعَامَ، وَصِلُوْا الْأَرْحَامَ، وَصَلُّوْا بِاللَّيْلِ وَالنَّاسُ نِيَامٌ، تَدْخُلُوْا الْجَنَّةَ بِسَلَامٍ۔)) (الصحيحة:٥٦٩)

زرارہ بن اوفی کہتے ہیں کہ مجھے حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب نبی کریم ﷺ مدینہ میں آئے تو لوگ آپ ﷺ کی طرف امڈ آئے اور کہا جانے لگا: رسول اللہ ﷺ آ گئے ہیں، رسول اللہ ﷺ آ گئے ہیں، رسول اللہ ﷺ آ گئے ہیں۔ میں بھی آپ کو دیکھنے کے لیے آیا۔ جب میں نے آپ کا چہرہ بغور دیکھا تو سمجھ گیا کہ یہ جھوٹے آدمی کا چہرہ نہیں ہے۔ پہلی حدیث، جو آپ ﷺ نے ارشاد فرمائی اور میں نے سنی، یہ تھی: ''اے لوگو! سلام عام کرو، لوگوں کو کھانا کھلاؤ، رحموں کو ملاؤ (یعنی رشتہ داریوں کے حقوق ادا کرو) اور اس وقت اٹھ کر (تہجد کی) نماز پڑھو جب لوگ سوئے ہوئے ہوں، تم جنت میں سلامتی کے ساتھ داخل ہو جاؤ گے۔''

تخريج: أخرجه الترمذي: ٢/ ٧٩، والدارمي: ١/ ٣٤٠، وابن ماجه: ١٣٣٥، ٣٢٥١، وابن نصر في "قيام الليل": ١٧، والحاكم: ٣/ ١٣، ٤/ ١٦٠، وأحمد: ٥/ ٤٥١، وابن سعد في "الطبقات": ١/ ٢٣٥، وابن أبي شيبة في "المصنف": ٨/ ٥٣٦، ٦٢٤، ١٤/ ٩٥، والضياء في "المختارة": ٥٨/ ١٧٦/ ١-٢

شرح:...... جب نبی کریم ﷺ مدینہ منورہ میں پہنچے تو پہلے پہل اس شہر کے باسیوں کو جن احکام سے نوازا، ان میں سلام کو عام کرنے، کھانے کھلانے، صلہ رحمی کرنے اور رات کو نماز پڑھنے کی تلقین کی گئی ہے، اس سے ان امور کی اہمیت واضح ہوتی ہے۔

کسی سفر سے واپسی پر بیویوں کے پاس اچانک آنا منع ہے

(٢٨٧٨)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَقْبَلَ مِنْ غَزْوَةٍ فَقَالَ: ((يَا أَيُّهَا النَّاسُ! لَا تَطْرُقُوْا النِّسَاءَ لَيْلاً وَلَا تَغْتَرُّوْهُنَّ۔)) (الصحيحة:٣٠٨٥)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک غزوہ سے واپس آئے اور فرمایا: ''لوگو! (جب تم سفر سے واپس آ رہے ہو تو) عورتوں کے پاس بوقتِ شب نہ آیا کرو، نیز انھیں مطلع کئے بغیر (اچانک) نہ آجایا کرو۔''

تخريج: أخرجه البزار في "مسنده": ٢/ ١٨٦/ ١٤٨٥ - كشف الأستار

شرح:...... اس اعتبار سے اسلام واحد مذہب ہے کہ اس میں انسان کی کامیاب زندگی کے کسی پہلو کو ادھورا نہیں چھوڑا گیا۔ اگر یہ کہا جائے تو درست ہے کہ میاں بیوی کے مابین حسن و جمال کو کافی اہمیت حاصل ہے، وگرنہ یہ تو کہا جا سکتا ہے کہ عورت بن سنور کر اپنے خاوند کی آنکھوں میں زیادہ مقام حاصل کر سکتی ہے، اس حدیث میں اسی طبعی چیز کی طرف اشارہ کیا گیا ہے، وگرنہ دلہن کے بناؤ سنگھار کا کوئی تک ہی نہیں بنتا۔ سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک غزوہ میں شریک تھے، جب ہم واپس مدینہ منورہ پہنچے اور اپنے اپنے گھروں کو جانے لگے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ذرا ٹھہر جاؤ، رات کو گھروں میں داخل ہونا، تاکہ تمہاری بیویاں پراگندہ بالوں میں کنگھی وغیرہ کر لیں اور اپنے جسم کے فاضل بالوں کی صفائی کر لیں۔'' (بخاری: ۵۰۷۹، مسلم: ۱۵۲۷)

اس حدیث میں ٹھہرنے سے مراد یہ ہے کہ عورتوں کو معلوم ہو جائے کہ ان کے خاوند حضرات پہنچنے والے ہیں، تاکہ وہ بن سنور سکیں۔

اسی روایت میں اس حکم نبوی کی ایک اور وجہ یہ بیان کی گئی ہے: سیدنا جابر کہتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رات کو (اچانک) اپنی بیوی کے پاس جانے سے منع کیا، تاکہ خاوند اپنی بیوی کی خیانت اور لغزشوں کی تحقیق کرنا شروع نہ کر دے۔ (مسلم: ١٥٢٧)

سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کو بیش قیمت نبوی نصائح

(٢٨٧٩)۔ عَنْ فَرْوَةَ بْنِ مُجَاهِدٍ اللَّخْمِيِّ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ، قَالَ: لَقِيتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ لِي: ((يَاعُقْبَةُ بْنَ عَامِرٍ! صِلْ مَنْ قَطَعَكَ، وَأَعْطِ مَنْ حَرَمَكَ وَاعْفُ عَمَّنْ ظَلَمَكَ۔)) قَالَ: ثُمَّ أَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ لِي: ((يَا عُقْبَةُ بْنُ عَامِرٍ! اِمْلِكْ عَلَيْكَ لِسَانَكَ وَلْيَسَعْكَ بَيْتُكَ، وَابْكِ عَلَى خَطِيْئَتِكَ۔)) ثُمَّ لَقِيتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ لِي: ((يَاعُقْبَةُ بْنَ عَامِرٍ! أَلَا أُعَلِّمُكَ سُوَرًا مَا أُنْزِلَتْ فِي التَّوْرَاةِ وَلَا فِي الزَّبُوْرِ، وَلَا فِي الْإِنْجِيْلِ وَلَا فِي الْفُرْقَانِ مِثْلُهُنَّ؟ لَا يَأْتِيَنَّ عَلَيْكَ لَيْلَةٌ إِلَّا قَرَأْتَهُنَّ فِيْهَا: قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ وَ

فروہ بن مجاہد لخمی، حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ملا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا: ''عقبہ بن عامر! اس آدمی سے صلہ رحمی سے پیش آیا کر جو تجھ سے قطع رحمی کرے، اس آدمی کو دیا کر جو تجھے محروم رکھے اور اس کو معاف کر دیا کر جو تجھ پر ظلم کرے۔'' (میں چلا گیا) اور جب بعد میں آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''عقبہ بن عامر! اپنی زبان کو قابو میں رکھو، تمہارا گھر تمہیں اپنے اندر سما لے (یعنی بلاضرورت گھر سے نہ نکلو) اور اپنی غلطیوں پر رویا کرو۔'' (میں چلا گیا اور) جب تیسری دفعہ آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''عقبہ بن عامر! کیا میں تجھے ایسی سورتیں نہ سکھاؤں، جن کی مثل نہ تورات میں نازل ہوئی، نہ زبور میں، نہ انجیل میں اور نہ قرآن مجید (کے بقیہ حصے) میں؟ ہر رات کو ان سورتوں کی تلاوت کیا کر:

قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ وَ قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ۔))قَالَ عُقْبَةُ: فَمَا أَتَتْ عَلَيَّ لَيْلَةٌ إِلَّا قَرَأْتُهُنَّ فِيْهَا، وَحَقٌّ لِي أَن لَّا أَدَعَهُنَّ وَقَدْ أَمَرَنِي بِهِنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَكَانَ فَرْوَةُ بْنُ مُجَاهِدٍ إِذَا حَدَّثَ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ يَقُوْلُ: أَلَا! فَرُبَّ مَن لَّا يَمْلِكُ لِسَانَهُ، أَوْلَا يَبْكِيْ عَلٰى خَطِيْئَةٍ وَلَا يَسَعُهُ بَيْتُهُ۔

(الصحيحة:٨٩١)

﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ اور ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ "حضرت عقبہ کہتے ہیں کہ میں ہر رات کو ان سورتوں کی تلاوت کرتا ہوں اور حق بھی یہی ہے کہ میں انھیں ترک نہ کروں، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے حکم دیا ہے۔ فروہ بن مجاہد جب یہ حدیث بیان کرتے تو کہتے: کتنے ہی لوگ ہیں جو نہ اپنی زبانوں پر کنٹرول کرتے ہیں، نہ اپنی خطاؤں پر روتے ہیں اور نہ ان کے گھر ان کو سموئے رکھتے ہیں۔

تخريج: أخرجه احمد: ٤/ ١٥٨، والطبراني في "المعجم الكبير": ١/ ١٦٣/ ٢، ومن طريقه الضياء في "جزء من المختارة": ق ٨٩/ ١

شرح:...... یہ چیز قابل فکر ہے کہ جناب فروہ نے اس انداز میں پہلی صدی ہجری کے لوگوں کے حالات کا رونا رویا ہے، عصر حاضر کے کیا حالات ہونے چاہئیں، ہر ہوشمند اندازہ کرسکتا ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم سوچیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس حدیث مبارکہ میں سیدنا عقبہ رضی اللہ عنہ کو جو سات نصیحتوں کو تحفہ عطا فرمایا، ہمارے طرزِ حیات کا اس سے کیا تعلق ہے؟ موافقت ہے یا مخالفت؟

ہر کوئی پہلے اپنے گریبان میں جھانکے

(٢٨٨٠)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَوْقُوْفًا: يُبْصِرُ أَحَدُكُمُ الْقَذَاةَ فِيْ عَيْنِ أَخِيْهِ وَيَنْسَى الْجَذْعَ۔أَوْ الْجِذْلَ۔فِيْ عَيْنِهِ مُعْتَرِضًا۔

(الصحيحة:٣٣)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: (ایسے کیوں ہے کہ) ہر آدمی اپنے بھائی کی آنکھ میں پڑا ہوا تنکا بھی دیکھ لیتا ہے، جبکہ اسے اپنی آنکھ میں چبھا ہوا تنا بھی نظر نہیں آتا۔

تخريج: رواه ابن صاعد فى "زوائد الزهد لابن المبارك": ق١٦٥/ ١ من الكواكب: ٥٧٥ رقم: ٢٢٢۔ط، وابن حبان فى "صحيحه": ١٨٤٨، وأبوالشيخ فى "الأمثال": ٢١٧، وأبو نعيم فى "الحلية": ٤/ ٩٩، وعنه الديلمي: ٤/ ٣٣٣، والقضاعي فى "مسندالشهاب": ق٥١/ ١

شرح:...... ہماری اصلاح وفلاح کے لیے شریعتِ اسلامیہ نے یہ اصول مرتب کیا تھا کہ اپنی برائیوں کو مدنظر رکھ کر اپنی فکر کرو اور نیک سے نیک تر بننے کی کوشش کرو اور دوسرے مسلمانوں کی لغزشوں کو نظر انداز کردو اور ان کی حسنات کو ملحوظِ خاطر رکھ کر ان کا احترام کرو۔

لیکن عصرِ حاضر کا معاملہ اس کے برعکس ہے، ہر مسلمان اپنے آپ کو دوسروں کی برائیوں کے تناظر میں پرکھتا ہے

اور بزعمِ خود اپنے آپ کو معاشرے کا فائق ترین فرد قرار دیتا ہے۔ اس گھٹیا قانون نے ہمیں بدعملی کی گہری کھائی میں گرا دیا ہے۔ جس فرشتے کی ذمہ داری انسان کی برائیوں کا اندراج کرنا ہے، وہ بھی تقریباً چھ گھنٹوں تک اس خیال سے برائی درج نہیں کرتا کہ شاید یہ بندہ توبہ کر لے اور لکھنے سے پہلے ہی معاف کر دی جائے۔ لیکن ہم اس انتظار میں بیٹھے ہوتے ہے کہ کوئی قصور کرے سہی، اس کو اچھالنا اور معاشرے میں اس کو بدنام کرنا ہماری اولین ذمہ داری ہے اور یوں لگتا ہے کہ اللہ تعالی نے لوگوں کی برائیوں کے ریکارڈ کا مطالبہ ہم سے کرنا ہے۔

قارئین کرام! نبی کریم ﷺ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ دینی معاملے میں اپنے سے زیادہ نیک آدمی کو نمونہ بنا کر آگے بڑھنے کی کوشش کرو اور دنیوی معاملات میں اپنے سے حقیر اور کم تر فرد کو سامنے رکھ کر اللہ تعالی کا شکریہ ادا کرو۔

قاتل اور مقتول دونوں جنت میں

(٢٨٨١)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوعاً: ((يَضْحَكُ اللّٰهُ إِلٰى رَجُلَيْنِ يَقْتُلُ أَحَدُهُمَا الْآخَرَ كِلَاهُمَا فِي الْجَنَّةِ، يُقَاتِلُ هٰذَا فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ۔ عَزَّوَجَلَّ۔ فَيُسْتَشْهَدُ، ثُمَّ يَتُوْبُ اللّٰهُ عَلَى الْقَاتِلِ فَيُسْلِمُ، فَيُقَاتِلُ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ فَيُسْتَشْهَدُ۔)) (الصحيحة:١٠٧٤)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالی ان دو آدمیوں پر ہنستے ہیں، جن میں ایک دوسرے کو قتل کرتا ہے اور پھر دونوں جنت میں داخل ہو جاتے ہیں، (اس کی صورت یوں ہے کہ) ایک آدمی اللہ کے راستے میں جہاد کرتا ہے اور شہید ہو جاتا ہے، پھر اللہ تعالی اس قتل کرنے والے کو توبہ کی توفیق دیتا ہے، پس وہ مسلمان ہو جاتا ہے اور اللہ تعالی کے راستے میں جہاد کرتا ہوا شہید ہو جاتا ہے۔''

تخريج: أخرجه مالك: ٢/ ١٧، وعنه البخاري: ٣/ ٢١٠، والنسائي: ٢/ ٦٣، والبيهقي في"الأسماء والصفات" صـ ٤٦٧ ثلاثتهم عن مالك، ومسلم: ٦/ ٤٠ واللفظ له، وابن خزيمة في"التوحيد" صـ ١٥٢

شرح:...... معلوم ہوا کہ توبہ سے بڑے بڑے گناہوں کے اثرات اور قبولیتِ اسلام سے سابقہ غلطیاں زائل ہو جاتی ہیں۔ ہنسنا اللہ تعالی کی صفت ہے، جس پر ایمان رکھنا ضروری ہے، البتہ اس کی کیفیت و نوعیت تک ہماری رسائی ممکن نہیں ہے، اس لیے اس کو اللہ تعالی کے سپرد کر دینا چاہیے۔

خالہ ماں ہی تو ہے

(٢٨٨٢)۔ عَنْ عَلِيٍّ، قَالَ: لَمَّا خَرَجْنَا مِنْ مَكَّةَ اتَّبَعَتْنَا ابْنَةُ حَمْزَةَ فَنَادَتْ: يَاعَمِّ! يَا عَمِّ! فَأَخَذْتُ بِيَدِهَا فَنَاوَلْتُهَا فَاطِمَةَ قُلْتُ: دُوْنَكِ ابْنَةَ عَمِّكِ، فَلَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ،

حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جب ہم مکہ سے نکلے تو حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی ہمارے پیچھے چل پڑی، اس نے آواز دی: میرے چچا جان! میرے چچا جان! میں نے اس کا ہاتھ پکڑا اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو تھماتے ہوئے کہا: اپنی چچازاد کو

اِخْتَصَمْنَا فِيْهَا أَنَا وَزَيْدٌ وَجَعْفَرٌ، فَقُلْتُ: أَنَا أَخَذْتُهَا وَهِيَ ابْنَةُ عَمِّي، وَقَالَ زَيْدٌ: ابْنَةُ أَخِي، وَقَالَ جَعْفَرٌ: ابْنَةُ عَمِّي، وَخَالَتُهَا عِنْدِي، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِجَعْفَرٍ: ((أَشْبَهْتَ خَلْقِي وَخُلُقِي۔)) وَقَالَ لِزَيْدٍ: ((أَنْتَ أَخُوْنَا وَمَوْلَانَا۔)) وَقَالَ لِي: ((أَنْتَ مِنِّي وَأَنَا مِنْكَ اِدْفَعُوْهَا إِلَى خَالَتِهَا، فَإِنَّ الْخَالَةَ أُمٌّ۔)) فَقُلْتُ: أَلَا تَزَوَّجُهَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((إِنَّهَا ابْنَةُ أَخِي مِنَ الرَّضَاعَةِ۔))

(الصحیحة:١١٨٢)

اپنے پاس رکھو۔ جب ہم مدینہ پہنچے تو اس کے بارے میں میں، زید اور جعفر جھگڑا کرنے لگے۔ میں نے کہا: یہ میرے چچا کی بیٹی ہے اور میں اسے لے کر آیا ہوں۔ زید نے کہا: یہ تو میرے بھائی کی بیٹی ہے اور جعفر نے کہا: میرے چچا کی بیٹی ہے اور اس کی خالہ میری بیوی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے جعفر سے کہا: ''تو پیدائش اور اخلاق اوصاف میں مجھ سے مشابہت رکھتا ہے۔'' زید سے کہا: ''تو ہمارا بھائی اور دوست ہے۔'' اور مجھے کہا: تو مجھ سے ہے، میں تجھ سے ہوں۔ اس طرح کرو کہ اس (بچی) کو اس کی خالہ کے حوالے کر دو، کیونکہ خالہ بھی ماں ہی ہوتی ہے۔'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ اس سے شادی کیوں نہیں کر لیتے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ میرے رضاعی بھائی (حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ) کی بیٹی ہے۔''

تخریج: أخرجه أبوداود: ١/ ٥٣٠۔ الحلبية، والحاكم: ٣/ ١٢٠ واللفظ له، وأحمد: ١/ ٨٨، ١١٥

شــــرح:...... اس حدیث میں خالہ کے مقام ومرتبہ کو واضح کیا گیا ہے، سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور کہا: میں نے بہت بڑے گناہ کا ارتکاب کیا ہے، کیا اس سے توبہ کرنے کا امکان ہے؟ آپ ﷺ نے اس سے پوچھا: ''کیا تیری ماں (موجود) ہے؟'' اس نے کہا: نہیں۔ آپ ﷺ نے پھر پوچھا: ''کیا تیری خالہ ہے؟'' اس نے کہا: جی ہاں۔ آپ ﷺ نے اسے فرمایا: ''اس سے حسن سلوک کر (تیرے گناہ کے اثرات کا ازالہ ہو جائے گا)۔'' (ترمذی: ١٩٠٤)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ماں کے بعد بچے کی سب سے زیادہ حقدار اس کی خالہ ہے، جیسا کہ شارح ابوداود علامہ عظیم آبادی رحمہ اللہ نے کہا: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بچے یا بچی کی پرورش کے سلسلہ میں اس کی خالہ، اس کی ماں کے قائم مقام ہے۔ اس بات پر تو اجماع ہو چکا ہے کہ اس سلسلے میں ماں سب سے زیادہ مستحق ہے اور اس حدیث میں دی گئی تشبیہ سے معلوم ہوتا ہے کہ بچے کی خالہ، اس کے باپ، نانیوں اور پھوپھیوں سے زیادہ مستحق ہے۔ (عون المعبود)

عام طور پر ماؤں کے بعد ان کے بچوں کا سب سے زیادہ لحاظ کرنے والی اور ان کا درد دل رکھنے والی ان کی خالائیں ہوتی ہے۔ پھوپھی، ماموں اور چچا لوگوں کی شفقت کا انکار نہیں، بہرحال سارے حالات پر نظر ڈالی جائے تو خالہ بلا مقابلہ نظر آتی ہے۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ دونوں بھائی تھے اور مؤخر الذکر دس سال بڑے تھے، سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ ان کے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دودھ پیتے بھائی بھی تھے، جبکہ سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور سیدنا زید رضی اللہ عنہ کو جو جواب دیا، وہ ان کو مطمئن کرنے کے لیے دیا تھا، یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حکمت و دانائی تھی۔

فحش گوئی سے اجتناب کرنے کا حکم

(٢٨٨٣)۔ عَنْ عَائِشَةَ مَرْفُوْعاً: ((يَا عَائِشَةُ! إِيَّاكِ وَالْفُحْشَ! إِيَّاكِ وَالْفُحْشَ! فَإِنَّ الْفُحْشَ لَوْ كَانَ رَجُلاً لَكَانَ رَجُلَ سُوْءٍ۔)) (الصحيحة:٥٣٧)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''عائشہ! بدزبانی سے بچو، بدزبانی سے بچو۔ اگر ''بدزبانی'' کو مرد کا وجود دے دیا جاتا تو وہ برا مرد ہوتا۔''

تخريج: رواه العقيلي في "الضعفاء": ٢٥٩

شرح: ...... فحش گوئی، بدکلامی اور بدزبانی جیسی قبیح صفات بڑے بڑے معززین کی عصمتوں کا پول کھول دیتی ہیں۔

قارئین کرام! محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معصومیت اور حکمت کا اندازہ لگائیں کہ یہودی لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے سلامت و سلامتی اور رحمت و برکت کی بجائے "اَلسَّامُ عَلَيْكُمْ" کہہ کر موت و ہلاکت کی بددعائیں کر رہے ہیں، لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی بدخلقی اور خبثِ باطن کا جواب دیتے وقت "وعليك" کہہ کر اپنی زبانِ مبارک کو نازیبا الفاظ سے کیسے پاک رکھتے ہیں۔ ایسی دانا ہستیوں کو یہی زیب دیتا ہے کہ ''لاٹھی بھی بچ جائے اور سانپ بھی مر جائے''۔ آج ہمیں اپنے مخالفین کی بددعا، گالی گلوچ اور سب و شتم کا جواب کیسے دینا چاہیے؟

اگر کوئی آدمی فحش گوئی، بدکلامی، بداخلاقی، بخیلی اور بزدلی سے متصف ہے تو اس کے بد ہونے کے لیے یہی صفات کافی ہیں، کسی اور بدی کی ضرورت نہیں ہے۔ لیکن افسوس اس بات پر ہے کہ ہماری مجالس میں کی گئی کلام کا زیادہ حصہ لہو و لغو، بیہودہ گوئی و فحش گوئی، چغلی و غیبت اور بے مقصد موضوعات پر مشتمل ہو گا، کئی نوجوان عام حالات میں عام بات کرتے ہوئے بھی ماں بہن کی فحش گالیاں دیتے رہتے ہیں۔ (اللہ تعالی کی پناہ)

بطورِ انتقام بھی فحش گوئی ممنوع ہے

(٢٨٨٤)۔ عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: دَخَلَ يَهُوْدِيٌّ عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: اَلسَّامُ عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدُ! فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((وَعَلَيْكَ)) فَقَالَتْ عَائِشَةُ: فَهَمَمْتُ أَنْ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک یہودی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور (السلام علیکم کی بجائے) کہا: اے محمد! اَلسَّامُ عَلَيْكُمْ (یعنی آپ پر موت اور ہلاکت ہو)۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں جواب دیا: "وَعَلَيْكَ (اور تجھ پر بھی ہو)۔"

أَتَكَلَّمَ، فَعَلِمْتُ كَرَاهِيَةَ النَّبِيِّ ﷺ لِذٰلِكَ، فَسَكَتُّ، ثُمَّ دَخَلَ آخَرُ فَقَالَ: السَّامُ عَلَيْكَ، فَقَالَ: ((عَلَيْكَ)) فَهَمَمْتُ أَنْ أَتَكَلَّمَ، فَعَلِمْتُ كَرَاهِيَةَ النَّبِيِّ ﷺ لِذٰلِكَ، ثُمَّ دَخَلَ الثَّالِثُ فَقَالَ: السَّامُ عَلَيْكَ: فَلَمْ أَصْبِرْ حَتّٰى قُلْتُ: وَعَلَيْكَ السَّامُ وَغَضَبُ اللّٰهِ وَلَعْنَتُهُ إِخْوَانَ الْقِرَدَةِ وَالْخَنَازِيْرِ! أَتُحَيُّوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ بِمَا لَمْ يُحَيِّهِ اللّٰهُ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ اللّٰهَ لَايُحِبُّ الْفُحْشَ وَلَا التَّفَحُّشَ، قَالُوْا قَوْلاً فَرَدَدْنَا عَلَيْهِمْ، إِنَّ الْيَهُوْدَ قَوْمٌ حُسُدٌ، وَإِنَّهُمْ لَا يَحْسُدُوْنَنَا عَلٰى شَيْءٍ كَمَا يَحْسُدُوْنَنَا عَلَى السَّلَامِ، وَعَلٰى آمِين۔)) (الصحيحة:٦٩١)

حضرت عائشہ کہتی ہیں: میں نے بات تو کرنا چاہی لیکن مجھے معلوم تھا کہ آپ ﷺ ناپسند کریں گے، اس لیے میں خاموش رہی۔ ایک دوسرا یہودی آیا اور کہا: اَلسَّامُ عَلَيْكُم (آپ پر موت اور ہلاکت پڑے)۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”وَعَلَيْكَ (اور تجھ پر بھی ہو)۔“ اب کی بار بھی میں نے کچھ کہنا چاہا لیکن آپ ﷺ کے ناپسند کرنے کی وجہ سے (خاموش رہی)۔ پھر تیسرا یہودی آیا اور کہا: اَلسَّامُ عَلَيْكُم۔ مجھ سے صبر نہ ہو سکا اور میں یوں بول اٹھی: بندرو اور خنزیرو! تم پر ہلاکت ہو، اللہ کا غضب ہو اور اس کی لعنت ہو۔ جس انداز میں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو سلام نہیں دیا، کیا تم وہ انداز اختیار کرنا چاہتے ہو؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ بدزبانی اور فحش گوئی کو پسند نہیں کرتا، ان (یہودیوں) نے ”اَلسَّامُ عَلَيْكَ“ کہا اور ہم نے بھی (بدگوئی سے بچتے ہوئے صرف ”وَعَلَيْكَ“ کہہ کر) جواب دے دیا۔ دراصل یہودی حاسد قوم ہے اور (ہماری کسی) خصلت پر اتنا حسد نہیں کرتے جتنا کہ سلام اور آمین پر کرتے ہیں۔“

تخريج: أخرجه ابن خزيمة في ”صحيحه“: ١/ ٧٣/ ٢، وأخرجه ابن ماجه: ١/ ٢٨١ مقتصرا على الجملة الاخيرة

شرح:...... اگر یہودی، نبی کریم ﷺ کی موجودگی میں آپ پر ہلاکت اور موت کے واقع ہونے کی بددعا کر کے گستاخی کریں، لیکن پھر بھی زبان کی عفت و عصمت کا خیال رکھتے ہوئے سنجیدگی کے ساتھ ان کا جواب دے دیا جائے، تو پھر اور کون سا مقام ہو سکتا ہے، جہاں مسلمان کو سب و شتم کرنے کی اجازت مل جائے گی؟

قارئین کرام! یہ محمد رسول اللہ ﷺ کی معصومیت اور حکمت ہے کہ جب یہودی آپ ﷺ کے لیے سلامت و سلامتی اور رحمت و برکت کی بجائے ”اَلسَّامُ عَلَيْكُمْ“ کہہ کر موت و ہلاکت کی بددعائیں کر رہے ہیں، آپ ﷺ نے اس وقت بھی اپنی زبان سے نازیبا الفاظ نکالنا گوارہ نہ کیے۔

مزید سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کے آخری جملے پر بحث کرتے ہوئے امام البانی رحمہ اللہ نے لکھا ہے: ان دو احادیث میں

یہ اشارہ موجود ہے کہ سلام کی طرح امام کے پیچھے مقتدیوں کو بلند آواز سے آمین کہنا چاہئے، کیونکہ جہر سے ہی یہودیوں کے غصے اور حسد کو ہوا ملے گی۔ یہ بڑی واضح بات ہے، مزید آپ خود غور وفکر کریں۔ (صحیحہ:۶۹۲)

(٢٨٨٥)۔ عَنْ عَائِشَةِ، قَالَتْ: كَانَ نَاسٌ يَأْتُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مِنَ الْيَهُوْدِ، فَيَقُوْلُوْنَ: السَّامُ عَلَيْكَ۔ فَيَقُوْلُ: ((وَعَلَيْكُمْ۔)) فَفَطِنَتْ بِهِمْ عَائِشَةُ فَسَبَّتْهُمْ، (وَفِي رِوَايَةٍ: قَالَتْ عَائِشَةُ: بَلْ عَلَيْكُمُ السَّامُ وَالذَّامُ) فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَهْ يَا عَائِشَةُ! لَاتَكُوْنِي فَاحِشَةً فَإِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْفُحْشَ وَلَا التَّفَحُّشَ۔)) قَالَتْ: فَقُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ كَذَا وَكَذَا فَقَالَ: ((أَلَيْسَ قَدْ رَدَدْتُ عَلَيْهِمْ؟)) فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: ﴿وَإِذَا جَاءُوْكَ حَيَّوْكَ بِمَا لَمْ يُحَيِّكَ بِهِ اللّٰهُ﴾ إِلَى آخِرِ الْآيَةِ۔ (الصحيحة:٢٧٢١)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: یہودی لوگ آپ ﷺ کے پاس آکر (السلام علیکم کی بجائے) اَلسَّامُ عَلَيْكُمْ (تم پر ہلاکت اور موت واقع ہو) کہتے تھے۔ آپ ﷺ جواباً فرماتے: "وَعَلَيْكُمْ (اور تم پر بھی ہو)۔" حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ان کی یہ بات سمجھ گئیں اور انھیں برا بھلا کہا (اور ایک روایت میں ہے کہ انھوں نے کہا: بلکہ تم پر ہلاکت اور مذمت ہو)۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "عائشہ! رہنے دو، ناپسندیدہ باتیں مت کیا کرو، بلاشبہ اللہ تعالی بدگوئی اور بدزبانی کو ناپسند کرتا ہے۔" انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! وہ تو آپ کو یوں یوں کہہ رہے تھے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "کیا میں نے ان کو (اچھے انداز میں) جواب دے نہیں دیا۔" پھر اللہ تعالی نے یہ آیت اتاری: ((اور جب وہ تیرے پاس آتے ہیں تو تجھے ان لفظوں میں سلام کرتے ہیں جن لفظوں میں اللہ تعالی نے نہیں کہا)) ...... آیت کے آخر تک (سورۂ مجادلہ: ۸)

تخريج: أخرجه ابن راهويه في "مسنده": ٤/ ١٦٨/ ١، وأخرجه مسلم: ٧/ ٥ من طريق ابن راهويه، وأحمد: ٦/ ٢٢٩، ورواه ابن ماجه: ٢/ ٣٩٧ مختصرا، والنسائي في "السنن الكبرى": ٦/ ٤٨٢/ ١١٥٧١

شرح:...... اپنوں کی مجلس ہو یا غیروں کی بیٹھک، مسلمانوں سے واسطہ پڑ رہا ہو یا غیر مسلموں سے، مسلمان اپنی سنجیدگی اور وقار کو برقرار رکھتا ہے اور اپنی ذات کے جھنجھٹ میں پڑ کر اپنی شخصیت کو داؤ پر نہیں لگاتا۔ مسئلہ کی وضاحت اس باب کی پہلی حدیث میں ہو چکی ہے۔

دائیں جانب کو مقدم کرنا

(٢٨٨٦)۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: قِيلَ لِعَبْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِي حَبِيْبَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: هَلْ أَدْرَكْتَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ؟ قَالَ:

محمد بن اسماعیل کہتے ہیں کہ کسی نے حضرت عبد اللہ ابو حبیبہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کیا تو نے رسول اللہ ﷺ سے کوئی بات یاد کی ہے؟ انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس مسجد

جَاءَ نَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي مَسْجِدِنَا (قُبَاءَ) فَجِئْتُ وَأَنَا غُلَامٌ حَدَثٌ حَتّٰى جَلَسْتُ عَنْ يَمِيْنِهِ وَجَلَسَ أَبُوْ بَكْرٍ عَنْ يَسَارِهِ ثُمَّ دَعَا بِشَرَابٍ فَشَرِبَ مِنْهُ، ثُمَّ أَعْطَانِيْهِ، وَأَنَا عَنْ يَمِيْنِهِ، فَشَرِبْتُ مِنْهُ، ثُمَّ قَامَ يُصَلِّي، فَرَأَيْتُهُ يُصَلِّي فِي نَعْلَيْهِ۔

(الصحيحة: ٢٩٤١)

قبا میں تشریف لائے، میں اس وقت نوعمر لڑکا تھا، میں آیا اور آپ ﷺ کی دائیں جانب بیٹھ گیا اور ابو بکر آپ ﷺ کی بائیں جانب بیٹھے تھے۔ پھر آپ ﷺ نے مشروب منگوایا، کچھ پیا اور باقی مجھے دے دیا، کیونکہ میں دائیں جانب بیٹھا تھا، میں نے وہ مشروب پی لیا، پھر آپ ﷺ کھڑے ہوئے، میں نے آپ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ جوتوں سمیت نماز پڑھ رہے تھے۔

تخريج: أخرجه أحمد: ٤/ ٢٢١، وابن أبي عاصم في "الوحدان": ٤/ ١٦٧/ ٢١٤٨

شرح: ...... ایک سے زائد لوگوں کو کھانا کھلاتے، پانی اور چائے وائے پلاتے وقت اور کوئی ہدیہ وتحفہ وغیرہ تقسیم کرتے وقت دائیں طرف سے ابتدا ہونی چاہیے۔ لیکن ہمارے ہاں عام مجالس میں اس سنت سے مکمل بے رخی برتی جاتی ہے، ہم نے بزعم خود لوگوں کو مراتب میں تقسیم کر دیا ہے، کوئی اہل علم کو ترجیح دیتا ہے، کوئی سیاسی لیڈر کو اہمیت دیتا ہے، کوئی اپنے دوست کے گیت گاتا ہے۔ الغرض ہر کوئی اس سنت سے چشم پوشی کرتے ہوئے اپنے نفس کی ترجیحات کو مقدم کرتا ہے اور کوئی چیز تقسیم کرتے وقت دائیں طرف سے شروع نہیں کرتا۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ کے لیے بکری کا دودھ دوہا گیا، اس میں پانی ملایا گیا اور پھر آپ ﷺ کو تھما دیا گیا۔ آپ ﷺ نے پیا۔ آپ کی بائیں جانب ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور دائیں جانب ایک بدو بیٹھا تھا۔ جب آپ ﷺ نے اپنے منہ سے پیالہ ہٹایا تو سیدنا عمر رضی اللہ کو یہ خدشہ لاحق ہوا کہ آپ بدو کو دے دیں گے، اس لیے انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ابو بکر کو دو۔ لیکن آپ ﷺ نے دودھ دائیں طرف والے بدو کو تھما دیا اور فرمایا: ((اَلْاَيْمَنَ فَالْاَيْمَنَ۔)) ''دائیں طرف والے کو مقدم کرو، دائیں طرف والے کو مقدم کرو۔'' (بخاری: ٢٣٥٢، مسلم: ٢٠٢٩) اور مسلم کی روایت میں ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ((الأيمنون، الأيمنون، الأيمنون۔)) قال أنس: فَهِيَ سُنَّةٌ، فَهِيَ سُنَّةٌ، فَهِيَ سُنَّةٌ. ......''دائیں جانب والے، دائیں جانب والے، دائیں جانب والے (مقدم ہیں)۔'' سیدنا انس نے کہا: پس یہی سنت ہے، یہی سنت ہے، یہی سنت ہے۔

سوال یہ ہے کہ دودھ لانے والے نے دائیں جانب کو ترک کر کے رسول اللہ ﷺ کو دودھ کیوں تھمایا؟ امام البانی رحمہ اللہ جواب دیتے ہوئے کہتے ہیں: دراصل نبی کریم ﷺ نے مشروب طلب کیا تھا، اس لیے آپ سے ابتدا کی گئی۔ اس حدیث سے یہ استدلال کرنا درست نہیں کہ دائیں جانب کو ترک کر کے بڑی عمر والے سے ابتدا کی جائے گی، جیسا کہ آجکل عام ہے۔ دیکھئے! نبی کریم ﷺ نے خود اس سنت کا خیال رکھتے ہوئے بدو کو ابو بکر جیسی عظیم شخصیت پر مقدم کیا اور پھر وضاحت یہ فرمائی کی دائیں طرف والوں کو ہی مقدم کرنا چاہیے۔ (صحیحہ: ۱۷۷۱) جبکہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے

سفارش بھی کی تھی۔

مزید امام البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں: بڑی عجیب بات ہے کہ اکثر فاضل لوگ بھی اس سنت کی مخالفت پر مصر ہیں، حالانکہ یہ معاشرتی ادب اسلام کی خصوصیت ہے۔ اس سنت پر عمل کرنے کے لیے صرف اپنے آباء واجداد کی روایات کی مخالفت کرنا پڑتی ہے۔

اس سنت سے اعراض کی وجہ وہ فلسفہ ہے، جو لوگوں کے قلوب واذہاں میں سرایت کر چکا ہے کہ انھوں نے اس سلسلے میں اپنے ضمیر اور بڑوں کی پیروی کی اور اس سنت پر عمل نہ کر سکے۔ اب صورتحال یہ ہے کہ مشروب پلانے والے اپنے ذہن کے مطابق مجلس میں بیٹھنے والے لوگوں میں سے امراء اکابر کا تعین کرتا ہے اور وہ سمجھتا ہے کہ وہ حکمت وسیاست سے کام لے رہا ہے اور پیار ومحبت سے پیش آ رہا ہے۔ دراصل یہ ان کے نفوس اور اخلاق کے فاسد ہونے کی علامت ہے۔

اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہو رہا ہے کہ جوتوں سمیت نماز پڑھنا جائز ہے، اس مسئلہ کے کثیر شواہد تواتر کی حد تک پہنچتے ہیں۔ (صحیحہ: ٢٩٤١)

درج ذیل حدیث اس معاملے میں فیصلہ کن ہے، اس سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ یہ دائیں جانب والوں کا حق ہے، مخالفت کی صورت میں ان سے اجازت لینا ضروری ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ، قَالَ: دَخَلْتُ عَلٰى خَالَتِي مَيْمُوْنَةَ وَخَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ ، فَقَالَتْ مَيْمُوْنَةُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أَلَا أُطْعِمُكَ مِمَّا أَهْدٰى لِي أَخِي مِنَ الْبَادِيَةِ؟ فَقَرَّبَتْ ضَبَّيْنِ مَشْوِيَّيْنِ عَلٰى قِنْوٍ ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: كُلُوْا فَإِنَّهُ لَيْسَ مِنْ طَعَامِ قَوْمِي ، أَجِدُنِي أَعَافُهُ ، وَأَكَلَ مِنْهُ ابْنُ عَبَّاسٍ وَ خَالِدٌ فَقَالَتْ مَيْمُوْنَةُ: لَا آكُلُ مِنْ طَعَامٍ لَمْ يَأْكُلْ مِنْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ، ثُمَّ اسْتَسْقٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ فَأُتِيَ بِإِنَاءٍ لَبَنٍ ، فَشَرِبَ ، وَعَنْ يَمِينِهِ ابْنُ عَبَّاسٍ وَعَنْ يَسَارِهِ خَالِدُ ابْنُ الْوَلِيْدِ ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ لِابْنِ عَبَّاسٍ: أَتَأْذَنُ لِي أَنْ أَسْقِيَ خَالِدًا؟ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: مَا أُحِبُّ أَنْ أُوْثِرَ بِسُؤْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ عَلٰى نَفْسِي أَحَدًا ، فَتَنَاوَلَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَشَرِبَ ، وَشَرِبَ خَالِدٌ ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ أَطْعَمَهُ اللّٰهُ طَعَاماً فَلْيَقُلْ: اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْهِ وَارْزُقْنَا خَيْراً مِنْهُ ، وَمَنْ سَقَاهُ اللّٰهُ لَبَناً فَلْيَقُلْ: اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْهِ ، وَزِدْنَا مِنْهُ ، فَإِنِّي لَاأَعْلَمُ شَيْئًا يُجْزِئ مِنَ الطَّعَامِ وَالشَّرَابِ إِلَّا اللَّبَنُ.)) (الصحيحة: ٢٣٢٠)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں اور خالد بن ولید خالہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے۔ انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! جنگل میں مقیم میرے بھائی نے جو ہدیہ پیش کیا ہے، کیا میں وہ آپ کو کھلاؤں؟ پھر انھوں نے کھجوروں کے گچھے پر لٹکا کر بھونے ہوئے دو عدد سانڈے پیش کیے۔ لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یہ میری قوم کے ماکولات میں سے نہیں ہے اور مجھے اس سے گھن آتی ہے۔'' پھر سیدنا ابن عباس اور سیدنا خالد نے ان کو کھا لیا، لیکن سیدہ میمونہ نے کہا: جو کھانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں کھاتے، میں بھی وہ نہیں کھاتی۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشروب طلب کیا، دودھ کا پیالہ پیش کیا

گیا، آپ ﷺ نے پیا، آپ ﷺ کی دائیں جانب ابن عباس اور بائیں جانب خالد بن ولید بیٹھے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''کیا آپ مجھے اجازت دیں گے کہ میں خالد کو پلاؤں؟'' ابن عباس نے کہا: میں رسول اللہ ﷺ کے جوٹھے کے سلسلے میں کسی کو اپنے نفس پر ترجیح نہیں دوں گا۔ پس ابن عباس نے برتن پکڑا اور دودھ پیا، پھر خالد نے پیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس کو اللہ تعالیٰ کھانا کھلائے وہ کہے: اے اللہ! ہمارے لیے اس میں برکت عطا فرما، ہمیں اس سے بہتر رزق عطا فرما۔ اور جس کو اللہ تعالیٰ دودھ پلائے وہ کہے: اے اللہ! ہمارے لیے اس میں برکت عطا فرما اور ہمیں زیادہ عطا فرما، کیونکہ میرے علم میں کوئی ایسی چیز نہیں ہے جو کھانے اور پینے دونوں سے کفایت کرے سوائے دودھ کے۔'' (قال الالباني في الصحيحة: ۲۳۲۰: رواه أبو عبدالله بن مروان القرشي في "الفوائد": ۲۵/ ۱۱۳/ ۲، وابوداود: ۲/ ۱۳۵، والترمذي: ۳۴۵۱، وابن السني: ۴۶۸، واحمد: ۱/ ۲۸۴)

عیب پوشی، ایثار، غصہ پی جانے اور دینی بھائی کی ضرورت پوری کرنے کی فضیلت

(۲۸۸۷)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: اِنَّ رَجُلاً جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أَيُّ النَّاسِ أَحَبُّ إِلَى اللّٰهِ وَأَيُّ الأَعْمَالِ أَحَبُّ إِلَى اللّٰهِ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَحَبُّ النَّاسِ إِلَى اللّٰهِ تَعَالَى أَنْفَعُهُمْ لِلنَّاسِ، وَأَحَبُّ الأَعْمَالِ إِلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ سُرُوْرٌ يُدْخِلُهُ عَلَى مُسْلِمٍ، أَوْيَكْشِفُ عَنْهُ كُرْبَةً، أَوْيَقْضِي عَنْهُ دَيْناً أَوْ يَطْرُدُ عَنْهُ جُوْعاً، وَلَأَنْ أَمْشِيَ مَعَ أَخٍ فِي حَاجَةٍ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَعْتَكِفَ فِي هٰذَا الْمَسْجِدِ (يَعْنِي: مَسْجِدَ الْمَدِيْنَةِ) شَهْراً وَمَنْ كَفَّ غَضَبَهُ سَتَرَ اللّٰهُ عَوْرَتَهُ، وَمَنْ كَظَمَ غَيْظَهُ وَلَوْ شَاءَ أَنْ يُمْضِيَهُ أَمْضَاهُ مَلَأَ اللّٰهُ قَلْبَهُ رَجَاءً يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَمَنْ مَشَى مَعَ أَخِيْهِ فِي حَاجَةٍ حَتَّى تَتَهَيَّأَ لَهُ، أَثْبَتَ اللّٰهُ قَدَمَهُ يَوْمَ

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: ایک آدمی نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! کون سے لوگ اللہ تعالیٰ کو زیادہ محبوب ہیں اور کون سے اعمال اللہ تعالیٰ کو زیادہ پسند ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''وہ لوگ اللہ تعالیٰ کو زیادہ محبوب ہیں جو دوسرے لوگوں کے لیے زیادہ فائدہ مند ہوں اور اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ پسندیدہ اعمال یہ ہیں: مسلمان کا اپنے بھائی کو خوش کرنا، اس سے کوئی تکلیف دور کرنا، اس کا قرضہ چکانا اور اسے کھانا کھلانا۔ (دیکھیں) مجھے کسی بھائی کی ضرورت پوری کرنے کے لیے اس کے ساتھ چلنا اس مسجد نبوی میں ایک مہینہ اعتکاف کرنے سے زیادہ محبوب ہے۔ (اور یاد رکھو کہ) جس نے اپنے غضب کو روک لیا اللہ تعالیٰ اس کی خامیوں پر پردہ ڈالے گا، جو آدمی اپنے غصے کو نافذ کرنے کے باوجود پی گیا، اللہ تعالیٰ روزِ قیامت اس کے دل کو امیدوں سے بھر دے گا۔ جو اپنے بھائی کے ساتھ اس کی ضرورت پوری کرنے کے لیے چلا، اللہ تعالیٰ اس کو اس دن ثابت قدم رکھے گا جس دن قدم

تَزُوْلُ الأَقْدَامُ، وَإِنَّ سُوْءَ الْخُلْقِ يُفْسِدُ الْعَمَلَ كَمَا يُفْسِدُ الْخَلُّ الْعَسَلَ.)) ڈگمگا جائیں گے اور بدخلقی اعمال کو یوں تباہ کرتی ہے جیسے سرکہ، شہد میں بگاڑ پیدا کر دیتا ہے۔"

(الصحيحة:٩٠٦)

تخريج: أخرجه الطبراني في "المعجم الكبير": ٣/ ٢٠٩/ ٢، وابن عساكر في "التاريخ": ١٨/ ١/ ٢

شرح:...... قارئین کرام! میں آپ سے التماس کروں گا کہ اس حدیث کا ترجمہ بغور پڑھیں اور اپنے طرزِ حیات سے اس کا موازنہ کریں۔ اگر آپ بعض لوگوں کے حقوق ادا کر رہے ہیں تو جائزہ لیں کہ ان کی ادائیگی میں آپ کی دوستی کارفرما ہے یا حکم الٰہی اور اگر آپ بعض لوگوں کو محروم کر رہے تو دیکھیں کہ آیا اس محرومی کا سبب رسول اللہ ﷺ کی ذات ہے یا آپ کا اپنا ذاتی مسئلہ۔

اس حدیث میں آپ ﷺ نے محبوب اعمال اور محبوب عاملین کا تذکرہ کرتے ہوئے آٹھ نیکیوں کا ذکر کیا ہے اور آٹھوں خصلتوں کا تعلق بندگانِ خدا کے حقوق سے ہے۔ یہ کسی شخص کی سعادت ہوگی کہ دوسروں کے دکھوں میں شریک ہو، دوسروں کا سہارا بنے اور اپنے ساتھ زیادتی کی صورت میں صبر کرے۔ اس سے بڑا اجر کیا ہو سکتا ہے کہ آج غصہ پی جانے کے عوض میدانِ حشر میں دل کو سکون اور امید نصیب ہو اور آج کسی بھائی کی ضرورت پورا کرنے کی وجہ سے روزِ قیامت قدموں میں رسوخ پیدا ہو جائے، جس دن ہر کسی کے پاؤں پھسل رہے ہوں گے۔ آخر میں بدخلقی کی مذمت کرتے ہوئے اسے اعمالِ صالحہ کے حق میں ضرر رساں قرار دیا۔

❀❀❀❀

فَضَائِلُ الْقُرْآنِ وَالْأَدْعِيَةُ وَالْأَذْكَارُ وَالرُّقٰى

فضائل قرآن، دعائیں، اذکار، دم

اس باب کی اکثر احادیث مبہم نہ ہونے کی وجہ سے محتاجِ وضاحت نہیں ہیں۔

اس باب میں دعا سے متعلقہ مختلف پہلوؤں پر مشتمل احادیث آئیں گی، ان کے مطالعہ کے دوران دعا سے متعلقہ اللہ تعالیٰ کا یہ قانون یاد رہنا چاہیے:

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَدْعُوْ بِدَعْوَةٍ لَيْسَ فِيْهَا اِثْمٌ وَلَا قَطِيْعَةُ رَحِمٍ اِلَّا اَعْطَاهُ اللّٰهُ بِهَا اِحْدٰى ثَلَاثٍ: اِمَّا اَنْ يُّعَجِّلَ لَهٗ دَعْوَتَهٗ وَاِمَّا اَنْ يَّدَّخِرَ لَهٗ فِي الْآخِرَةِ وَاِمَّا اَنْ يُّصْرِفَ عَنْهُ مِنَ السُّوْءِ مِثْلَهَا۔) قَالُوْا: اِذًا نُكْثِرُ۔ قَالَ ﷺ: (اَللّٰهُ اَكْثَرُ۔)) (مسند احمد) ...... ''جو مسلمان دعا کرتا ہے اور اس کی دعا گناہ اور قطع رحمی سے متعلقہ نہیں ہوتی تو اللہ تعالیٰ اسے (جواباً) تین چیزوں میں سے ایک عطا کرتے ہیں: (۱) جلد ہی اسے (دنیا میں) اس کی دعا کا بدلہ دے دیتے ہیں یا (۲) اس کے ثواب کو آخرت تک ذخیرہ کر لیتے ہیں یا (۳) اس دعا کے بقدر کسی مکروہ چیز کو اس سے دور کر دیتے ہیں۔ صحابہ نے کہا: تو پھر تو ہم بہت زیادہ دعائیں کریں گے۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کا فضل اس سے بھی زیادہ ہے۔''

قرآن مجید سیکھنا اور سکھانا افضل شعبہ ہے

(۲۸۸۸)۔ عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ اَبِيْهِ مَرْفُوْعًا: ((خِيَارُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهٗ۔)) (الصحيحة: ۱۱۷۲)

مصعب بن سعد اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے بہترین لوگ وہ ہیں جو قرآن مجید سیکھتے اور سکھاتے ہیں۔''

تخريج: أخرجه الدارمي: ۲/ ٤٣٧، وابن ماجه: ۱/ ۹۳

شرح:...... جہاں اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی حفاظت کی ضمانت دی، وہاں اس کو سرچشمۂ ہدایت و رشد بھی قرار دیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان دو عظیم بلکہ عظیم تر امور کو سرانجام دینے کے لیے قرآن مجید کے معلمین اور متعلمین کا انتخاب کیا۔ آج سے چودہ سو بیس (۱۴۲۰) برس پہلے قرآن مجید کے نزول کی تکمیل ہو چکی تھی، لیکن کیا مجال کہ قرآن کریم کی درس و

تدلیس کرنے والوں نے اس کتابِ عظیم کے زیر زبر میں فرق آنے دیا ہو۔

قرآن مجید کی حفاظت اور وضاحت دنیا و آخرت کے مبارک و مقدس شعبے ہیں، جن کو حافظینِ کرام اور ان کے اساتذہ نے بھرپور طریقے سے سرانجام دیا۔ حضرت عیسی علیہ السلام کی آمد تک اور ان کے بعد برسہابرس تک قرآن مجید کی بقا کے لیے وہ سعادت مند کام آئیں گے جو آج معاشرے میں گھٹیا مقام وصول کر کے اور روٹی کے خشک ٹکڑوں پر گزارا کر کے قرآن حکیم کی تعلیم کے حصول میں مگن ہیں اور اگلی نسلوں کو یہ ورثہ منتقل کر کے اس کتاب کے مالک کے پاس بطورِ میزبان پہنچ جائیں گے۔ سچ فرمایا صادق و امین ﷺ نے کہ مقام و مرتبہ اور شرف و منزل ان لوگوں کو سزاوار ہے جو قرآن مجید پڑھنے یا پڑھانے میں مصروف ہیں۔

(٢٨٨٩)۔ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ مَرْفُوْعًا: ((خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ۔)) (الصحيحة:١١٧٣)

سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں بہترین شخص وہ ہے جو قرآن مجید سیکھتا اور سکھاتا ہے۔''

تخريج: أخرجه البخاري: ٦/ ١٠٨، وأبوداود: ١/ ٢٢٦، والترمذي: ٢/ ١٤٩، والدارمي: ٢/ ٤٣٧، وابن نصر في" قيام الليل" صـ ٧١، وابن ماجه: ١/ ٩٢و ٩٣، والطيالسي: صـ١٣ رقم ٧٣، وأحمد: ج ١ رقم ٤١٢ و٤١٣ و٥٠٠، والخطيب: ٤/ ١٠٩ و١١/ ٣٥

شــرح:...... قرآن، دعائیں، اذکار، اور قرآنِ مجید کا دم وہ کلام ہے جسے جہانوں کے پالنہار نے ترتیب دیا، سیدالملائکہ حضرت جبریل علیہ السلام کے واسطے سے سید البشر محمد رسول اللہ ﷺ تک پہنچایا۔ جیسے اللہ تعالی کی ہستی، ذات و صفات میں یکتا و یگانہ ہے، ایسے ہی اس کا کلام لاثانی، عدیم النظیر اور بے مثال ہے، یہ ربّ کریم کا وہ عظیم معجزہ ہے کہ گزشتہ سوا چودہ صدیوں میں کوئی بھی اس کی مثال پیش نہیں کی جا سکی، جن بد باطن لوگوں نے ناکام کوشش کی، انہوں نے اپنے منہ پر تھوکا اور ان کے اِس بدنامِ زمانہ کردار سے قرآن پاک کے مقام و مرتبہ میں اضافہ ہوگیا۔

اس اعتبار سے یہ منفرد کلام ہے کہ جس کی تلاوت کرنے سے دلوں کو راحت و سکون نصیب ہوتا ہے، یہ اللہ تعالی کا سب سے افضل ذکر ہے، انسانیت کی رشد و ہدایت کیلیے اللہ تعالی کی طرف سے بشریت کے نام آخری اور لازوال پیغام ہے، اس کی موافقت کرنے والا دنیا و آخرت میں کامیاب و کامران ہوتا ہے اور اس کی مخالفت کرنے والا دونوں جہانوں میں رسوا و خوار ہوتا ہے۔

اِس کلامِ مقدس کے لفظ "الٓمٓ" کی تلاوت پر تیس نیکیاں ملتی ہیں، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''روز قیامت صاحبِ قرآن سے کہا جائے گا: قرآن پڑھتا جا اور (جنت کے درجات پر) چڑھتا جا، اور اس طرح ٹھہر ٹھہر کر پڑھ جس طرح کہ تو دنیا میں پڑھتا تھا، تیرا مقام وہاں ہوگا، جہاں تیری آخری آیت کی تلاوت ختم ہوگی۔'' (ابوداود، ترمذی)

ظاہر بات ہے کہ ایسی صفات سے متصف کتاب کو پڑھنے والے اور پڑھانے والے افضل و اعلی ہی قرار پائیں گے۔

قارئین کرام! ہمیں بھی چاہیے کہ ہم بھی اس مقدس کلام کی تعلیم وتعلّم کا سبب بنیں، ہدایت ونجات کا یہی واحد ذریعہ ہے، یہ بھی یاد رہے کہ صرف اور صرف اس مبارک کلام کو یاد کر لینا مقصودِ الٰہی نہیں ہے، بلکہ حفظ کرنے کے بعد اسے سمجھنا اشد ضروری ہے، جو لوگ اسے یاد نہیں کر سکتے وہ اس کو سمجھیں اور اس پر عمل کریں۔

قرآن کی تعلیم دینے والوں کا عدیم النظیر مقام

ایک آیت پڑھانے کا ثواب

(٢٨٩٠)۔ عَنْ اَبِي مَالِكٍ الْاَشْجَعِيِّ، عَنْ اَبِيهِ طَارِقِ بْنِ اَشْيَمَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ عَلَّمَ آيَةً مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ، كَانَ لَهُ ثَوَابُهَا مَاتُلِيَتْ۔))

(الصحيحة:١٣٣٥)

ابو مالک اشجعی اپنے باپ طارق بن اشیم رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے کسی کو قرآن مجید کی ایک آیت کی تعلیم دی، تو جب تک اس کی تلاوت ہوتی رہے گی اسے ثواب ملتا رہے گا۔“

تخريج: أخرجه أبو سهل القطان في "حديثه عن شيوخه" ٤/ ٢٤٣/ ٢

شرح:...... فضائلِ قرآن، دعائیں، اذکار، دم والے باب میں قرآن مجید کے مدرسین کو بہت بڑی بشارت سنائی گئی ہے، اللہ تعالیٰ اس شعبہ سے تعلق رکھنے والوں کو صبر اور خلوص عطا فرمائے۔ آمین۔

صاحبِ قرآن اور اس کے والدین کی فضیلت

(٢٨٩١)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعًا: ((يَجِيْءُ الْقُرْآنُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَالرَّجُلِ الشَّاحِبِ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهِ: هَلْ تَعْرِفُنِيْ؟ اَنَا الَّذِيْ كُنْتُ أُسْهِرُ لَيْلَكَ، وَاُظْمِئُ هَوَاجِرَكَ، وَاِنَّ كُلَّ تَاجِرٍ مِنْ وَرَاءِ تِجَارَتِهِ، وَاَنَا لَكَ الْيَوْمَ مِن وَرَاءِ كُلِّ تَاجِرٍ، فَيُعْطَى الْمُلْكَ بِيَمِيْنِهِ، وَالْخُلْدَ بِشِمَالِهِ، وَيُوْضَعُ عَلٰى رَاْسِهِ تَاجُ الْوَقَارِ، وَيُكْسٰى وَالِدَهُ حُلَّتَيْنِ لَا تَقُوْمُ لَهُمُ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا، فَيَقُوْلَانِ: يَا رَبِّ! اَنّٰى لَنَا هٰذَا؟ فَيُقَالُ: بِتَعْلِيْمِ وَلَدِكُمَا الْقُرْآنَ۔ وَاِنَّ صَاحِبَ الْقُرْآنِ يُقَالُ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ: اِقْرَأْ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”قرآنِ مجید روزِ قیامت اجنبی آدمی کے روپ میں آئے گا اور صاحبِ قرآن سے پوچھے گا: کیا تو مجھے پہچانتا ہے؟ (پھر قرآن مجید اپنا تعارف پیش کرتے ہوئے کہے گا:) میں وہی ہوں جو تجھے راتوں کو بیدار اور دوپہروں کو پیاسا رکھتا تھا۔ آج ہر تاجر اپنی تجارت کے پیچھے ہے اور آج میں تیری خاطر ہر تاجر کے پیچھے ہوں۔ پھر اسے دائیں ہاتھ میں بادشاہت اور بائیں ہاتھ میں ہمیشگی دی جائیگی، اس کے سر پر وقار کا تاج رکھا جائے گا، اور اس کے والدین کو دو عمدہ پوشاکیں پہنائی جائیں گی، وہ اس قدر بیش قیمت ہوں گی کہ دنیا ومافیہا (کی قیمت) ان کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ وہ کہیں گے: اے ہمارے ربّ! یہ پوشاکیں ہمارے لیے کیوں؟

وَارْقَ فِي الدَّرَجَاتِ، وَرَتِّلْ كَمَا كُنْتَ تُرَتِّلُ فِي الدُّنْيَا، فَإِنَّ مَنْزِلَكَ عِنْدَ آخِرِ آيَةٍ مَعَكَ.)) (الصحيحة:٢٨٢٩)

جواباً کہا جائے گا: بیٹے کو قرآن مجید سکھانے کی وجہ سے۔ صاحبِ قرآن کو روزِ قیامت کہا جائے گا کہ پڑھتا جا اور جنت کے درجے چڑھتا جا اور اس طرح ٹھہر ٹھہر کر پڑھ جس طرح تو دنیا میں ٹھہر ٹھہر کر پڑھتا تھا، پس تیرا مقام وہ ہو گا جہاں تیری آخری آیت (کی تلاوت ختم ہو گی)۔"

تخريج: أخرجه الطبراني في "الأوسط": ٢/ ٥٣/ ١ـ٢/ ٥٨٩٤ـ بترقيمي

شــــرح:...... اس میں صاحبِ قرآن کی فضیلت کا بیان ہے۔لیکن آجکل صرف حافظِ قرآن کو ان احادیث کا اولین مصداق ٹھہرایا جاتا ہے، قطع نظر اس سے کہ آیا وہ قرآن مجید سمجھتا ہے یا نہیں یا اس کا اس کتابِ قانون پر عمل بھی ہے یا نہیں۔

خود اس حدیث میں صاحبِ قرآن کی یہ صفات بیان کی گئی ہیں کہ وہ رات کے قیام کو نیند پر ترجیح دیتا ہے اور اس کے احکام کے مطابق عمل کرتا ہے، جس کی صرف ایک مثال روزہ کا ذکر کیا گیا ہے۔

(٢٨٩٢)۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو مَرْفُوْعًا: ((يُقَالُ لِصَاحِبِ الْقُرْآنِ: اِقْرَءْ وَارْتَقِ، وَرَتِّلْ كَمَا كُنْتَ تُرَتِّلُ فِي الدُّنْيَا، فَإِنَّ مَنْزِلَتَكَ عِنْدَ آخِرِ آيَةٍ كُنْتَ تَقْرَأُ بِهَا.)) (الصحيحة:٢٢٤٠)

سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "صاحبِ قرآن کو (روزِ قیامت) کہا جائے گا: پڑھتا جا اور جنت کے درجات چڑھتا جا اور اس طرح آہستہ آہستہ تلاوت کر، جیسا کہ تو دنیا میں کرتا تھا، پس تیرا مقام وہ ہو گا جہاں تیری آخری آیت کی تلاوت ختم ہو گی۔"

تخريج: أخرجه أبوداود:١٤٦٣، والترمذي:٢٩١٥، وابن حبان:١٧٩٠ والزيادة له، و الحاكم:١/ ٥٥٢، وابن أبي شيبة في "المصنف":١٠/ ٤٩٨، وابن نصر في "قيام الليل":٧٠، و أحمد:٢/ ١٩٢، والرامهرمزي في "المحدث الفاصل":ص٧٦ـ٧٧، والبغوي في "شرح السنة": ٤/ ٤٣٥/ ١١٧٨، وابن عبد الهادي في "هداية الانسان":٢/ ٤٤/ ١

شــــرح:...... اس حدیث میں قرآن اور صاحبِ قرآن کی فضیلت وعظمت کا بیان ہے، نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ قرآن مجید ٹھہر ٹھہر کر پڑھنا چاہیے۔

امام مبارکپوری رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ امام خطابی نے کہا: بعض آثار سے ثابت ہوتا ہے کہ جنت کے درجات کی تعداد قرآن مجید کی آیتوں کے برابر ہے۔ قاری سے کہا جائے گا کہ جتنا قرآن آپ پڑھتے تھے، اتنے درجات چڑھ جاؤ۔ جو مکمل قرآن مجید کا قاری ہو گا وہ جنت کے منتہی درجے تک پہنچ جائے گا۔ (تحفۃ الاحوذی) اللہ تعالی ہمیں قرآن مجید کے ساتھ گہرا تعلق قائم کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

امام البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں: آپ کو علم ہونا چاہیے کہ اس حدیث میں ''صاحبِ قرآن'' سے مراد حافظِ قرآن ہے، جیسا کہ آپ ﷺ کے اس ارشاد: ((یَؤُمُّ الْقَوْمَ أَقْرَؤُهُمْ لِكِتَابِ اللّٰهِ ......)) میں وہ شخص مراد ہے، جس کو سب سے زیادہ قرآن مجید یاد ہو۔ جس کو جتنا زیادہ یاد ہوگا، وہ جنت کے اتنے اعلی درجات پر فائز ہوگا۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ اس فضیلت کا تعلق دنیا میں تلاوت کی کثرت کی بنا پر ہے، لیکن یہ ان کا وہم ہے۔

اس حدیث میں حفظِ قرآن کی فضیلت کا بیان ہے، لیکن شرط یہ ہے کہ وہ اس کو اللہ تعالی کی رضامندی کے حصول کے لیے یاد کرے، نہ کہ دنیا اور درہم و دینار کی خاطر۔ وگرنہ (خطرہ ہے کہ وہ) نبی کریم ﷺ کے اس فرمان کا مصداق بن جائے گا: ((اَكْثَرُ مُنَافِقِيْ أُمَّتِي قُرَّاؤُهَا۔)) ......''میری امت کے اکثر منافق، قاریوں میں سے ہوں گے۔'' یہ روایت صحیحہ (۷۵۰) میں ہے۔ (صحیحہ: ۲۲٤٠)

تعلیم قرآن کا حکم

(۲۸۹۳)۔ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ الْجُهَنِيِّ، قَالَ: كُنَّا جُلُوْسًا فِي الْمَسْجِدِ نَقْرَأُ الْقُرْآنَ فَدَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَسَلَّمَ عَلَيْنَا، فَرَدَدْنَا عَلَيْهِ السَّلَامَ، ثُمَّ قَالَ: ((تَعَلَّمُوْا كِتَابَ اللّٰهِ وَاقْتَنُوْهُ، وَتَغَنَّوْا بِهِ، فَوَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ! لَهُوَ اَشَدُّ تَفَلُّتًا مِنَ الْمَخَاضِ مِنَ الْعُقُلِ))۔ (الصحيحة: ٣٢٨٥)

سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم مسجد میں بیٹھے قرآن مجید کی تلاوت کر رہے تھے، رسول اللہ ﷺ تشریف لائے، ہم پر سلام کہا، ہم نے آپ ﷺ کے سلام کا جواب دیا، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم اللہ کی کتاب کی تعلیم حاصل کرو، اس کو محفوظ رکھو اور ترنم اور غنا کے ساتھ تلاوت کیا کرو، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے! یہ قرآن رسی سے نکل کر بھاگنے والی اونٹنی کی بہ نسبت (سینوں سے) جلدی نکل جانے والا ہے۔''

تخريج: أخرجه أحمد: ٤/ ١٥٠، والشجري في "الأمالي": ١/ ٧٣، ورواه الطبراني فی "المعجم الكبير": ١٧/ ٢٩٠/ ٨٠٢، وابن ابی شيبة: ١٠/ ٤٧٧

شرح:...... کتاب اللہ کی تعلیم حاصل کرنے کے تین انداز ہیں: (۱) ناظرہ (۲) حفظ (۳) ترجمہ و تفسیر۔

جو آدمی جس انداز میں اس کتاب کی تعلیم حاصل کر چکا ہے، اس کو برقرار رکھنا ضروری ہے، جس کا صرف ایک طریقہ ہے کہ بار بار اس کو پڑھا جائے اور اس کے معانی و مفاہیم کا مطالعہ کیا جائے۔

پہلی سات سورتوں کو سمجھ لینے والا عالم ہے

(۲۸۹٤)۔ عَنْ عَائِشَةَ مَرْفُوْعًا: ((مَنْ اَخَذَ السَّبْعَ الْأُوَلَ مِنَ الْقُرْآنِ، فَهُوَ حَبْرٌ۔)) (الصحيحة: ٢٣٠٥)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے قرآن مجید کی پہلی سات سورتیں سیکھ لیں وہ عالم ہے۔''

تخریج: أخرجه أحمد:٦/ ٧٣، ٨٢، وابن نصر فی "قیام اللیل":٦٩، والطحاوی فی "مشکل الآثار": ٢/ ١٥٣، ٤٥١، والحاکم:١/ ٥٦٤، والواحدی فی "الوسیط":٢/ ١٢٣/ ٢، و الخطیب: ١٠/ ١٠٨

شرح:...... قرآن مجید کے بیشتر، مفصل اور اہم مسائل کا بیان پہلی سات سورتوں میں ہے۔

قرآن کیا ہے؟

(٢٨٩٥)۔ عَنْ اَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((كِتَابُ اللّٰهِ، هُوَ حَبْلُ اللّٰهِ الْمَمْدُوْدُ مِنَ السَّمَاءِ اِلَى الْاَرْضِ۔)) (الصحيحة:٢٠٢٤)

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کی کتاب، اس کی رسی ہے جسے آسمان سے زمین کی طرف لٹکایا گیا ہے۔''

تخریج: رواہ الترمذی:٣٧٩٠، واحمد:٣/ ١٤، ١٧، ٢٦، ٥٩، والطبری: ج٧ رقم ٧٥٧٢ صفحة ٧٢

شرح:...... جو اس رسی کو مضبوطی سے پکڑ لے گا، وہ آسمانوں کی طرف چڑھ جائے گا اور جس نے غفلت کی، وہ دنیوی اور اخروی رفعتوں سے محروم رہے گا۔ یاد رہے کہ مرنے کے بعد نیک آدمی کی روح آسمانوں میں چڑھ جاتی ہے، لیکن بد آدمی کی روح کے لیے آسمانوں کے دروازے کھولے ہی نہیں جاتے۔

نیز اس حدیث کا یہ مفہوم بھی ہے کہ اللہ تعالی کے ساتھ تعلق کا واحد ذریعہ قرآن ہے۔

اللہ تعالی کی رجوع کرنے کا بہترین ذریعہ قرآن مجید ہے

(٢٨٩٥م)۔ قَالَ ﷺ: ((اِنَّكُمْ لَا تَرْجِعُوْنَ اِلَى اللّٰهِ بِشَيْءٍ اَفْضَلَ مِمَّا خَرَجَ مِنْهُ۔)) يَعْنِي: الْقُرْآنَ۔ رُوِيَ مِنْ حَدِيْثِ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ مَرْفُوْعًا مُرْسَلًا وَمِنْ حَدِيْثِ اَبِي ذَرٍّ مَرْفُوْعًا۔ (الصحيحة: ٩٦١)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی ایسی چیز نہیں جس کے ذریعے تم اللہ تعالی کی طرف رجوع کر سکو، سوائے اس کے جو اس کی طرف سے نازل ہوئی۔'' یعنی قرآن۔ یہ حدیث جبیر بن نفیر سے مرفوع مرسل اور سیدنا ابوذر سے مرفوعا روایت کی گئی ہے۔

تخریج:أخرجه الترمذی: ٢/ ١٥٠، والحاکم: ١/ ٥٥٥، وعنه البیهقی فی "الاسماء و الصفات": ٢٣٦

فوائد:...... حدیث اپنے مفہوم میں واضح ہے کہ رجوع الی اللہ کے خواہشمند کو قرآن مجید کی تعلیمات پر توجہ کرنی چاہیے۔

قرآن میں جھگڑا کرنا

(٢٨٩٦)۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو مَرْفُوْعًا: ((لَا تُجَادِلُوْا فِي الْقُرْآنِ، فَاِنَّ جِدَالًا فِيْهِ كُفْرٌ۔)) (الصحيحة: ٢٤١٩)

سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قرآن میں مت جھگڑو، کیونکہ اس میں جھگڑا کرنا کفر ہے۔''

تخریج: أخرجه الطیالسی: ۲/ ۷

فضائلِ قرآن، دعائیں، اذکار، دمسیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((اَلْمِرَاءُ فِي الْقُرْآنِ كُفْرٌ۔)) ...... ''قرآن میں جھگڑا کرنا کفر ہے۔'' (ابوداود: ٤٦٠٣)

کتنی قابل غور بات ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اس مجلس کو ختم کر دینے کا حکم دیا ہے، جس میں اختلافِ قرآن پر بحث شروع ہونے لگے، سیدنا جندب بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((اِقْرَءُوْا الْقُرْآنَ مَا ائْتَلَفَتْ عَلَيْهِ قُلُوْبُكُمْ ، فَإِذَا اخْتَلَفْتُمْ فَقُوْمُوْا عَنْهُ .)) ...... ''قرآن مجید اس وقت تک پڑھا کرو، جب تک تمھارے دل اس (کے معانی پر) متفق رہیں، جب تم میں (اس کے مفاہیم سمجھنے میں) اختلاف پڑ جائے تو کھڑے ہو جایا کرو۔'' (بخاری، مسلم) یعنی اس مجلس میں بیٹھنا ہی منع ہے، جو قرآن مجید میں اختلاف کرنے پر مشتمل ہو۔

لیکن اس کتاب میں جھگڑا کرنے سے مراد کیا ہے؟

شارح ابودود علامہ عظیم آبادی نے کہا: قرآن مجید کے کلام اللہ ہونے میں شک کرنا، یا اس موضوع پر غور وخوض کرنا کہ یہ کتاب محدَث ہے یا قدیم، یا متشابہ آیات میں مجادلانہ انداز میں بحث مباحثہ کرنا۔ ان سب امور کا نتیجہ انکار اور کفر کی صورت میں نکلتا ہے۔ یا قرآن مجید کی سات قراءات پر مناظرہ کرنا اور کسی ایک قراءت کو حق تسلیم کر لینا اور دوسری کو باطل یا تقدیر والی آیات پر غیر ضروری بحث کرنا یا ان آیات کو موضوعِ بحث بنا کر مضامینِ قرآن میں ٹکراؤ پیدا کرنا، جن کے معانی میں ظاہری طور پر تضاد پایا جاتا ہے۔ (عون المعبود: ۴۶۰۳ کے تحت، مفہوم پیش کیا گیا)

امام البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں: ابن عبد البر نے سیدنا نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ کی حدیث کے بعد کہا: اس کا معنی یہ ہے کہ دو افراد ایک آیت کے بارے میں مجادلانہ گفتگو کریں، نتیجتاً ایک اس کا انکار کر دے، یا اس کو ردّ کرے یا اس کے بارے میں شک میں پڑ جائے۔ ایسا جھگڑا کرنا کفر ہے۔ (صحیحہ: ٣٤٤٧)

ملا علی قاری رحمہ اللہ نے کہا: جھگڑنے سے مراد ایک دوسرے کا ردّ کرنا ہے، مثلا ایک آدمی ایک آیت سے ایک استدلال پیش کرتا ہے، جبکہ دوسرا آدمی کسی دوسری آیت سے اس کے الٹ استدلال کر کے اس پر ٹوٹ پڑتا ہے، حالانکہ قرآن کا مطالعہ کرنے والے کو چاہیے کہ ایسی آیات میں جمع وتطبیق کی کوئی صورت پیدا کرے، تاکہ یہ نقطہ واضح ہو جائے کہ قرآن کا بعض بعض کی تصدیق کرتا ہے، اگر وہ مختلف آیات میں توافق نہ دے سکے تو اس کو اپنی سمجھ کی کوتاہی سمجھے اور ان آیات کو اللہ تعالی اور رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب کر دے، جیسا کہ ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ إِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ﴾ (سورۂ نساء: ٥٩)

پھر انھوں نے ایک مثال دی:

ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿قُلْ كُلٌّ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ﴾ ...... ''کہہ دیجئے کہ ہر چیز اللہ تعالی کی طرف سے ہے۔''

جبکہ دوسرے مقام پر فرمایا: ﴿وَمَا أَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ وَمَا أَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَفْسِكَ﴾

(سورۂ نساء: ۹۷) ...... ''تجھے جو بھلائی ملتی ہے، وہ اللہ تعالی کی طرف سے ہے، اور جو برائی پہنچتی ہے تو وہ تیرے اپنے نفس کی طرف سے ہے۔''

تناقض: ...... پہلی آیت میں ہر چیز کو اللہ تعالی کی طرف منسوب کیا گیا اور دوسری آیت میں برائی کو بندے کی طرف منسوب کیا گیا۔

(اگر دوسری آیات، احادیث اور اجماع امت کو دیکھا جائے تو سب سے بہترین جمع و تطبیق یہ ہے کہ برائی بھی اللہ تعالی کی مشیت سے ہوتی ہے، لیکن یہ برائی نفس کے گناہ کی عقوبت یا اس کا بدلہ ہوتی ہے، اس لیے اس کو نفس کی طرف منسوب کیا گیا، یعنی یہ نفس کی غلطیوں کا نتیجہ ہے، جیسا کہ اللہ تعالی نے دوسرے مقام پر فرمایا: ﴿وَمَا اَصَابَكُمْ مِنْ مُصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيكُمْ وَيَعْفُوْ عَنْ كَثِيْرٍ﴾ (سورۂ شوری: ۳۰) ...... ''تمہیں جو مصیبت پہنچتی ہے، وہ تمہارے اپنے عملوں کا نتیجہ ہے، اور بہت سے گناہ تو (اللہ) معاف ہی فرما دیتا ہے۔'')

لیکن اگر تقدیر کا منکر اس بات پر ڈٹ جائے کہ برائی کا خالق انسان خود ہے اور اس قسم کی آیات کو انکارِ تقدیر پر بطورِ دلیل پیش کرے، تو یہی مجادلہ ہوگا، جس سے منع کیا گیا۔ (مرقاۃ المفاتیح: ۱/ ۴۹۳، مفہوم لکھا گیا، بریکٹ والا پیراگراف راقم الحروف کی طرف سے لکھا گیا)

اگر کوئی مسلمان بعض آیات کو نہ سمجھ پا رہا ہو تو وہ درج ذیل حدیث کو مدنظر رکھے۔

سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے کچھ لوگوں کو سنا، وہ قرآن میں اختلاف کر رہے تھے اور ایک دوسرے کا رد کر رہے تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: ((اِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ بِهٰذَا: ضَرَبُوْا كِتَابَ اللّٰهِ بَعْضَهٗ بِبَعْضٍ، وَاِنَّمَا نَزَلَ كِتَابُ اللّٰهِ يُصَدِّقُ بَعْضُهٗ بَعْضًا، فَلَا تُكَذِّبُوْا بَعْضَهٗ بِبَعْضٍ، فَمَا عَلِمْتُمْ مِنْهُ فَقُوْلُوْا، وَمَا جَهِلْتُمْ فَكِلُوْهُ اِلٰى عَالِمِهٖ۔)) ...... ''تم سے پہلے لوگ اس وجہ سے ہلاک ہو گئے کہ وہ کتاب اللہ کے بعض حصے کو اس کے دوسرے حصے سے ٹکراتے تھے، حالانکہ اللہ تعالی کی کتاب اس طرح نازل ہوئی کہ اس کا ایک حصہ دوسرے حصے کی تصدیق کرتا ہے، پس تم اس کے بعض حصے کی وجہ سے اس کے بعض حصے کو نہ جھٹلاؤ۔ جتنا تم جان لو وہ بیان کرو، اور جو نہ جان سکو اس کو اس کے عالم کی طرف سپرد کر دو۔'' (احمد، ابن ماجہ)

ایک ہی سورت کافی تھی

(۲۸۹۷)۔ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: جَاءَتِ امْرَاَةُ صَفْوَانَ بْنَ الْمُعَطَّلِ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَنَحْنُ عِنْدَهُ، فَقَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنَّ زَوْجِيْ صَفْوَانَ بْنَ الْمُعَطَّلِ يَضْرِبُنِيْ اِذَا صَلَّيْتُ، وَيُفَطِّرُنِيْ اِذَا

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ صفوان بن معطل کی بیوی نبی کریم ﷺ کے پاس آئی اور کہا: اے اللہ کے رسول! جب میں نماز پڑھتی ہوں تو میرا خاوند صفوان مجھے مارتا ہے اور جب روزہ رکھتی ہوں تو افطار کروا دیتا ہے اور وہ نماز فجر بھی طلوع آفتاب کے بعد پڑھتا ہے۔ خود صفوان وہاں

صُمْتُ، وَلَا يُصَلِّي صَلَاةَ الْفَجْرِ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ۔ قَالَ: وَصَفْوَانُ عِنْدَهُ، قَالَ: فَسَأَلَهُ عَمَّا قَالَتْ؟ فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اَمَّا قَوْلُهَا: يَضْرِبُنِيْ إِذَا صَلَّيْتُ، فَإِنَّهَا تَقْرَأُ سُوْرَتَيْنِ، فَقَدْ نَهَيْتُهَا عَنْهَا۔ قَالَ: فَقَالَ: ((لَوْكَانَتْ سُوْرَةٌ وَّاحِدَةٌ لَكَفَتِ النَّاسَ۔)) وَاَمَّا قَوْلُهَا: يُفَطِّرُنِيْ۔ فَإِنَّهَا تَصُوْمُ، وَاَنَا رَجُلٌ شَابٌّ، فَلَا اَصْبِرُ۔ قَالَ: فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَئِذٍ: ((لَا تَصُوْمَنَّ امْرَأَةٌ إِلَّا بِإِذْنِ زَوْجِهَا۔)) قَالَ: وَاَمَّا قَوْلُهَا: بِاَنِّيْ لَا اُصَلِّيْ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ۔ فَإِنَّا اَهْلُ بَيْتٍ قَدْ عُرِفَ لَنَا ذَاكَ، لَا نَكَادُ نَسْتَيْقِظُ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ۔ قَالَ: ((فَإِذَا اسْتَيْقَظْتَ فَصَلِّ۔)) (الصحيحة:٢١٧٢)

موجود تھا۔ جب آپ ﷺ نے اس سے اس کی بیوی کی شکایات کے متعلق دریافت کیا تو اس نے کہا: یہ جو کہہ رہی ہے کہ میں اسے نماز پڑھنے پر مارتا ہوں، دراصل بات یہ ہے کہ یہ دو سورتوں کی تلاوت کرتی ہے اور میں نے اسے ایسا کرنے سے منع کیا ہوا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر ایک ہی سورت ہوتی تو وہ بھی تمام لوگوں کو کفایت کر جاتی۔'' خاوند نے کہا: رہا مسئلہ افطاری کرانے کا، تو حقیقت حال یہ ہے کہ میں نوجوان آدمی ہوں اور میں (ازدواجی تعلق سے) صبر نہیں کر سکتا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''آئندہ کوئی عورت، اپنے خاوند کی اجازت کے بغیر (نفلی) روزہ نہ رکھے۔'' خاوند نے کہا: اس نے یہ شکایت بھی کی ہے کہ میں نمازِ فجر طلوعِ آفتاب کے بعد پڑھتا ہوں، تو ہمارے خاندان کے بارے میں یہ چیز معروف ہے، ہم طلوعِ آفتاب سے قبل اٹھ ہی نہیں سکتے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب تو جاگے تو نماز پڑھ لیا کر۔''

تخريج: أخرجه أبوداود:١/ ٣٨٥، والطحاوي في "المشكل":٢/ ٤٢٤، وأحمد:٣/ ٨٠

شرح:...... سورتوں سے خاوند کی مراد یہ ہے کہ اس کی بیوی نماز میں لمبا قیام کرتی ہے۔ آپ ﷺ نے خاوند کی ضروریات کا خیال رکھتے ہوئے اس کی رائے کو درست قرار دیا اور اس کی بیوی کو یوں تسلی دلائی کہ وہ ایک سورت کی تلاوت کر لیا کرے، کیونکہ یہ ایک سورت تمام لوگوں کو کفایت کر سکتی ہے۔

اس حدیث سے تین اہم مسائل معلوم ہوئے:

(۱) عورت کو چاہیے کہ وہ خاوند کی ضروریات اور خواہشات کا خیال رکھتے ہوئے مختصر نماز ادا کرے، اگر خاوند گھر پر موجود نہ ہو یا اجازت دے دے تو لمبا قیام کر سکتی ہے۔

(۲) بیوی کو خاوند کی موجودگی میں اس کی اجازت کے بغیر نفلی روزہ نہیں رکھنا چاہیے۔

(۳) اگر کوئی آدمی کسی معقول عذر کی بنا پر نماز کے لیے بیدار نہ ہو سکے تو جب اس کی آنکھ کھلے وہ نماز پڑھ لے، دوسری احادیث میں بھی اس مسئلہ کی مکمل وضاحت موجود ہے کہ نماز سے سو جانے والے یا بھول جانے والے کو جب جاگ یا یاد آئے وہ اسی وقت نماز ادا کرے۔ ان دونوں صورتوں میں بندہ اللہ تعالیٰ کے ہاں مجرم نہیں ٹھہرتا۔

''چمڑے کے اندر قرآن مجید کو آگ نہیں جلاتی'' کا مفہوم

(٢٨٩٨)۔ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لَوْ جُعِلَ الْقُرْآنُ فِيْ اِهَابٍ ، ثُمَّ اُلْقِيَ فِيْ النَّارِ ، مَااحْتَرَقَ۔))
(الصحيحة:٣٥٦٢)

سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر قرآن کو کسی چمڑے میں رکھ کر آگ میں پھینک دیا جائے تو وہ جلے گا نہیں۔''

تخريج: أخرجه الدارمي في"سننه": ٢/ ٤٣٠ ، والطحاوي في"مشكل الآثار": ١/ ٣٩٠ ، وأحمد: ٤/ ١٥١ ، وأبوالقاسم بن عبدالحكم في"فتوح مصر": ٢٨٨ ، وأبويعلي في"مسنده": ٣/ ٢٨٤/ ١٧٤٥ ، والطبراني في"المعجم الكبير": ١٧/ ٣٠٨ ، وابن عدي في"الكامل": ٦/ ٢٦٩ ، والبيهقي في"الشعب": ٢/ ٥٥٤/ ٢٦٩٩ وفي"الأسماء والصفات": ٢٦٤

شرح: ...... امام البانی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں: مناوی نے ''فیض القدیر'' میں اس حدیث کا مفہوم واضح کرنے کے لیے لمبی اور بے فائدہ بحث کی۔ ظاہری معنی وہی ہے جو امام بیہقی جیسے محدثین نے مراد لیا۔ وہ ''شعب الایمان'' میں ابو عبداللہ بوشنجی کے حوالے سے کہتے ہیں:"يعني ان من حمل القرآن وقرأه لم تمسه النار۔" جس نے قرآن مجید حفظ کیا اور پھر اس کو پڑھتا رہا تو اسے جہنم کی آگ نہیں چھوئے گی۔

امام احمد نے کہا، جیسا کہ "الأسماء" میں نقل کیا گیا ہے:"وان مما لا شك فيه: ان المراد حامل القرآن وحافظه وتاليه لوجه الله تبارك وتعالى ، لايبتغي عليه جزاء ولا شكورا الا من الله عزوجل والا كان كما قال ابو عبد الرحمن -وهو عبد الله بن يزيد المقرىء۔ كما في "مسند ابى يعلى": ((تفسيره: ان من جمع القرآن ثم دخل النار فهو شر من خنزير۔" ...... بلاشک وشبہ اس حدیث کا مرادی معنی یہ ہے کہ قرآن مجید کا حافظ ہو، اسے اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے حصول کے لیے پڑھتا ہو اور صرف اللہ تعالیٰ سے اس کے اجر اور قدردانی کا امید وار ہو تو اسے جہنم کی آگ نہیں لگے گی۔ وگرنہ وہ ابوعبدالرحمٰن عبداللہ بن یزید مقری کے قول کا مصداق بنے گا، جو ''مسند ابو یعلی'' میں ہے کہ ''جس نے قرآن مجید حفظ کیا اور پھر جہنم میں داخل ہوا وہ تو خنزیر سے بھی بدتر ہے۔ (صحيحه: ٣٥٦٢)

قرآن مجید ہمارا قائد ہے

(٢٨٩٩)۔ عَنْ جَابِرٍ ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((اَلْقُرْآنُ شَافِعٌ مُشَفَّعٌ ، وَمَاحِلٌ مُصَدَّقٌ ، مَنْ جَعَلَهُ اَمَامَهُ ، قَادَهُ اِلَى الْجَنَّةِ ، وَمَنْ جَعَلَهُ خَلْفَ ظَهْرِهِ سَاقَهُ اِلَى النَّارِ۔))

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''قرآن مجید سفارش کرے گا اور اس کی سفارش مانی جائے گی، یہ (اپنے پڑھنے والوں کے حق میں) بحث کرے گا اور اس کی تصدیق کی جائے گی، جس نے اس کو اپنے سامنے رکھا

(الصحیحۃ:۲۰۱۹)

تو یہ جنت کی طرف اس کی رہنمائی کرے گا اور جس نے اس کو اپنی پیٹھ پیچھے رکھا تو یہ اسے ہانک کر جہنم میں لے جائے گا۔''

تخریج: أخرجه ابن حبان:۱۷۹۳

شرح:...... ہمیں چاہئے کہ قرآن مجید کے احکام کی روشنی میں زندگی گزاریں اور کوئی اقدام کرنے سے پہلے قرآنی تعلیمات سے اس کا اچھا یا برا ہونا معلوم کریں۔ کسی کی رہنمائی میں چلنے کا یہی معنی ہوتا ہے کہ اس کی ہر بات کو تسلیم کیا جائے۔

آسمانی کتابوں کے نزول کی تاریخیں

(۲۹۰۰)۔ عَنْ وَاثِلَةَ مَرْفُوْعًا: ((أُنْزِلَتْ صُحُفُ إِبْرَاهِيْمَ أَوَّلَ لَيْلَةٍ مِن رَمَضَانَ، وَأُنْزِلَتِ التَّوْرَاةُ لِسِتٍّ مِنْ رَمَضَانَ، وَأُنْزِلَ الْإِنْجِيْلُ لِثَلاثَ عَشَرَ لَيْلَةً خَلَتْ مِن رَمَضَانَ، وَأُنْزِلَ الزَّبُوْرُ لِثَمَان عَشَرَةَ خَلَتْ مِن رَمَضَانَ، وَأُنْزِلَ الْقُرْآنُ لِأَرْبَعٍ وَعِشْرِيْنَ خَلَتْ مِن رَمَضَانَ۔))

(الصحیحۃ:۱۵۷۵)

سیدنا واثلہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''حضرت ابراہیم (علیہ السلام) کے صحیفے رمضان کی پہلی رات کو، تورات چھ رمضان کو، انجیل رمضان کے تیرہ دن گزرنے کے بعد (یعنی چودھویں تاریخ) کو، زبور اٹھارہ رمضان کو اور قرآن مجید چوبیس دن گزرنے کے بعد (یعنی پچیس) رمضان کو نازل ہوا۔''

تخریج: رواه أحمد:٤/ ١٠٧، والثعالبي في"حديثه": ١٣١/ ٢، وعبدالغني المقدسي في"فضائل رمضان": ٥٣/ ١، وابن عساكر: ٢/ ١٦٧/ ١

آپ ﷺ کا حضرت جبریل کے ساتھ ہر سال قرآن مجید کا دور

(۲۹۰۱)۔ عَنْ عَائِشَةَ، عَنْ فَاطِمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا مَرْفُوْعًا: ((إِنَّ جِبْرِيْلَ كَانَ يُعَارِضُنِي الْقُرْآنَ كُلَّ سَنَةٍ مَرَّةً، وَإِنَّهُ عَارَضَنِيَ الْعَامَ مَرَّتَيْنِ، وَلَا أَرَاهُ إِلَّا حَضَرَ أَجَلِيْ، إِنَّكِ أَوَّلُ أَهْلِ بَيْتِي لِحَاقًا بِي، فَاتَّقِي اللّٰهَ، وَاصْبِرِيْ، فَإِنِّي نِعْمَ السَّلَفُ أَنَا لَكِ۔)) (الصحیحۃ:۳۵۲٤)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جبریل (علیہ السلام) مجھ سے ہر سال قرآن مجید کا ایک دفعہ دور کرتے تھے اور اس سال دو دفعہ کیا، یہی لگتا ہے کہ میری وفات کا وقت آ چکا ہے اور تو (فاطمہ) میرے اہل بیت کا پہلا فرد ہے جو سب سے پہلے مجھے ملے گی، لہٰذا اللہ تعالی سے ڈرنا اور صبر کرنا، میں تیرے لیے بہترین میر سامان ہوں گا۔''

تخريج: أخرجه البخاري. ٣٦٢٤ و ٦٢٨٥، ٦٢٨٦، ومسلم ٧/ ١٤٣، والنسائي فى "الكبرى" ٨٣٦٨، ابن ماجه: ١٦٢١، والطحاوي في "مشكل الآثار": ١/ ٤٨، ٤٩، وابن سعد: ٢/ ٢٤٧_٢٤٨، ٨/ ٢٧، وأحمد ٦/ ٢٨٢، وأبونعيم في "الحلية": ٢/ ٤٠، والبيهقي في "دلائل النبوة": ٧/ ١٥٥

شرح:...... یہ پیشین گوئی پوری ہوئی اور خانۂ نبوت میں سب سے پہلے آپ ﷺ اور آپ ﷺ کی وفات کے چھ ماہ بعد سیدنا فاطمہ رضی اللہ عنہا خالق حقیقی سے جاملیں۔

قرآن مجید کی وجہ سے عزتیں اور ذلتیں

(٢٩٠٢)۔ عَنْ عَامِرِ بْنِ وَاثِلَةَ: اَنَّ نَافِعَ بْنَ عَبْدِالْحَارِثِ لَقِيَ عُمَرَ بِـ(عُسْفَانَ)، وَكَانَ عُمَرُ يَسْتَعْمِلُهُ عَلٰى مَكَّةَ، فَقَالَ: مَنِ اسْتَعْمَلْتَ عَلٰى اَهْلِ الْوَادِيْ؟ فَقَالَ: ابْنَ اَبْزٰى۔ قَالَ: وَمَنِ ابْنُ اَبْزٰى؟ قَالَ: مَوْلًى مِنْ مَوَالِيْنَا۔ قَالَ: فَاسْتَخْلَفْتَ عَلَيْهِمْ مَوْلًى؟ قَالَ: اِنَّهُ قَارِئٌ لِكِتَابِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ، وَاِنَّهُ عَالِمٌ بِالْفَرَائِضِ۔ قَالَ عُمَرُ: اَمَا اِنَّ نَبِيَّكُمْ ﷺ قَالَ: ((اِنَّ اللّٰهَ يَرْفَعُ بِهٰذَا الْكِتَابِ اَقْوَامًا، وَيَضَعُ بِهِ آخَرِيْنَ۔)) (الصحيحة:٢٢٣٩)

عامر بن واثلہ کہتے ہیں کہ نافع بن عبد الحارث، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو عسفان مقام پر ملے، آپ نے اسے مکہ پر عامل مقرر کیا ہوا تھا۔ اس نے پوچھا: آپ نے اہلِ وادی پر کس کو عامل مقرر کیا ہے؟ آپ نے کہا: ابن ابزی کو۔ اس نے پوچھا: ابن ابزی کون ہے؟ آپ نے کہا: ہمارا ایک غلام ہے۔ اس نے کہا: آپ نے غلام کو ان کا خلیفہ بنا دیا ہے؟ آپ نے کہا: وہ قرآن مجید کا قاری ہے اور فرائض کو جاننے والا ہے۔ آگاہ ہو جا! تمھارے نبی ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالی اس کتاب کے ذریعے کچھ قوموں کو بلند کرتے ہیں اور بعض کو ذلیل کر دیتے ہیں۔''

تخريج: أخرجه مسلم ٢/ ٢٠١، والدارمي:٢/ ٤٤٣، وابن ماجه:٢٠٦_تحقيق الأعظمى

شرح:...... اسلامی نظامِ حکومت یا نظامِ خلافت میں جو مقام و مرتبہ اور فضیلت و برتری خلیفۂ رسول سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو حاصل ہے، وہ کسی فرد کی نگاہوں سے اوجھل نہیں ہے۔ دین داروں یا دنیا پرستوں کے اذہان وقلوب اچھے حکمران اور بہترین خلیفہ کی جتنی صفات حمیدہ تصورات میں لا سکتے ہیں، وہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ میں بدرجۂ اتم موجود ہوتی ہیں۔

لیکن قابل غور بات یہ ہے کہ اس عظیم خلیفہ کا معیار دیکھیں کہ غلاموں کو گورنر اور مسئول مقرر کیا جا رہا ہے، اس بنا پر کہ وہ قاریٔ قرآن اور اللہ تعالی کے فرائض و واجبات کا زیادہ علم رکھنے والا ہے۔

یہی کتاب ہے، جس نے عرب کے بدوؤں کو بنو آدم کی قیادت و سیادت کی لگام تھما دی۔ اس کتاب کے حاملین کے سامنے روم اور فارس کی عظیم الشان سلطانوں اور سلطنتوں کو گھٹنے ٹیکنے پڑے۔ اگر پندرھویں صدی کے مسلمان بھی اللہ

تعالیٰ کی عظیم کتاب کی قیادت و رہنمائی میں چلنا شروع کر دیں تو وہ وقت دور نہیں ہوگا جس میں عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے زمانے کی یاد تازہ ہو جائے گی۔

وہ زمانے میں معزز تھے مسلمان ہو کر
اور ہم خوار ہوئے تارکِ قرآن ہو کر

بہترین قاریٔ قرآن کا انداز

(٢٩٠٣)۔ عَنْ عَائِشَةَ مَرْفُوْعًا: ((اِنَّ اَحْسَنَ النَّاسِ قِرَاءَةً الَّذِي اِذَا قَرَأَ رَأَيْتَ اَنَّهُ يَخْشَى اللّٰهَ۔)) (الصحيحة: ١٥٨٣)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''قرائتِ قرآن کے سلسلے میں وہ آدمی سب سے اچھا ہے، کہ جب وہ تلاوت کر رہا ہو تو آپ سمجھیں کہ وہ اللہ تعالیٰ سے ڈر رہا ہے۔''

تخريج: رواه أبو نعيم في "أخبار أصبهان": ٢/ ٥٨

شرح:...... بشرطیکہ سننے والے سلیم الفطرت، دنیوی آلائشوں سے پاک اور قرآن و حدیث کے مزاج کو سمجھنے والے ہوں اور محض قاری کی سریلی آواز پر مست ہو جانے والے نہ ہوں، ایسے لوگوں کے لیے معیار قاری کا تقوی اور للّٰہیت ہے۔ قراء حضرات کا قدم نیکی و پارسائی میں جس قدر مضبوط ہوگا، سننے والے خدا شناس لوگوں پر اس کی آواز کا اتنا زیادہ اثر ہوگا۔

یاد رہے کہ قاری کی زبان سے نکلنے والے الفاظ میں اس کے نیک یا بد ہونے کی تاثیر موجود ہوتی ہے، سمجھنے والے ادراک کر لیتے ہیں۔

کب تک قرآن کی تلاوت کی جائے

(٢٩٠٤)۔ عَنْ جُنْدُبِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ الْبَجَلِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِقْرَؤُوْا الْقُرْآنَ مَا ائْتَلَفَتْ عَلَيْهِ قُلُوْبُكُمْ، فَاِذَا اخْتَلَفْتُمْ فَقُوْمُوْا عَنْهُ۔)) (الصحيحة: ٣٩٩٣)

سیدنا جندب بن عبد اللہ بجلی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''قرآن مجید اس وقت تک پڑھا کرو، جب تک تمھارے دل اس (کے معانی پر) متفق رہیں، جب تم میں (اس کا مفہوم سمجھنے میں) اختلاف پڑ جائے تو کھڑے ہو جایا کرو۔''

تخريج: أخرجه البخاري: ٥٠٦٠ و ٥٠٦١، ٧٣٦٤، ٧٣٦٥، ومسلم: ٨/ ٥٧، وابن حبان: ٢/ ٦٩/ ٧٥٦، والدارمي: ٤٤٢، والنسائي في "السنن الكبرى": ٥/ ٣٣، وأحمد: ٤/ ٣١٣، والطبراني في "المعجم الكبير": ٢/ ١٧٦/ ١٦٧٤، ١٦٧٥

شرح:...... قرآن مجید رشد و ہدایت کا سرچشمہ ہے، اس سے حقیقی استفادہ اس وقت ہی ممکن ہوگا جب اس کے

مفاہیم و معانی میں اتفاق ہو گا۔

اس حدیث سے یہ اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ قرآن مجید میں اختلاف کرنے سے کس قدر بچنے کی تلقین کی گئی ہے۔

دیکھ کر تلاوت کرنا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی محبت کا تقاضا ہے

(٢٩٠٥)۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ مَرْفُوْعًا: ((مَنْ سَرَّهُ اَنْ يُّحِبَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ فَلْيَقْرَاْ فِي الْمُصْحَفِ۔)) (الصحيحة: ٢٣٤٢)

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جو آدمی اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرنا پسند کرتا ہے، اسے قرآن مجید کی تلاوت ''مصحف'' سے دیکھ کر کرنی چاہئے۔''

تخريج: أخرجه ابن شاهين في "الترغيب":٢٨٨/ ١، وابن عدي:١١١/ ٢، وأبو نعيم في "الحلية": ٧/ ٢٠٩، وعنه الحافظ ابن حجر في "نتائج الأفكار":١/ ٢٣١/ ٢

شرح:...... جب آدمی دیکھ کر قرآن مجید کی تلاوت کرتا ہے تو غلطی کا امکان کم ہوتا ہے اور اس کے معانی و مفاہیم پر توجہ زیادہ ہوتی ہے۔ یہ وجہ بھی ہو سکتی ہے جہاں اس کی زبان تلاوت کرنے میں اور دل و دماغ اس کو سمجھنے میں مصروف ہوتا ہے، وہاں اس کی نگاہ بھی قرآن مجید کے الفاظ پر پڑ رہی ہوتی ہے۔ واللہ اعلم۔

قرآن مجید سفارش کرے گا

(٢٩٠٦)۔ عَنْ اَبِي أُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((اِقْرَؤُوْا الْقُرْآنَ، فَاِنَّهُ يَأْتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ شَفِيْعًا لِاَصْحَابِهِ، اِقْرَؤُوْا الزَّهْرَاوَيْنِ: الْبَقَرَةَ وَسُوْرَةَ آلِ عِمْرَانَ، فَاِنَّهُمَا تَأْتِيَانِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَاَنَّهُمَا غَمَامَتَانِ، اَوْكَاَنَّهُمَا غَيَايَتَانِ، اَوْكَاَنَّهُمَا فِرْقَانِ مِنْ طَيْرٍ صَوَافَّ، تُحَاجَّانِ عَنْ اَصْحَابِهِمَا، اِقْرَؤُوْا سُوْرَةَ الْبَقَرَةِ، فَاِنَّ اَخْذَهَا بَرَكَةٌ، وَتَرْكَهَا حَسْرَةٌ، وَلَا يَسْتَطِيْعُهَا الْبَطَلَةُ۔)) (الصحيحة: ٣٩٩٢)

سیدنا ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: ''قرآن مجید پڑھا کرو، بلاشبہ یہ قیامت کے روز اپنے پڑھنے والوں کے حق میں سفارشی بن کر آئے گا۔ دو خوبصورت سورتیں: بقرہ اور آل عمران پڑھا کرو، کیونکہ یہ قیامت کے روز اس طرح آئیں گی، گویا کہ وہ دو بدلیاں یا دو سایہ دار چیزیں یا پر پھیلائے پرندوں کے دو غول ہیں، وہ اپنے پڑھنے والے کی طرف سے جھگڑا کریں گی۔ سورۂ بقرہ پڑھا کرو، کیونکہ اس کو سیکھنا باعثِ برکت اور اس کو ترک کرنا باعثِ حسرت ہے اور باطل پرست اس پر غالب نہیں آ سکتے۔''

تخريج: أخرجه مسلم:٢/ ١٩٧، والبيهقي:٢/ ٣٩٥، والبغوي في "شرح السنة": ٤/ ٤٥٦، وأحمد: ٥/ ٢٤٩، ٢٥١، ٢٥٥، ٢٥٧، والطبراني في "المعجم الكبير": ٨/ ١٣٨/ ٧٥٤٢، ١٣٩/ ٧٥٤٣، ٧٥٤٤

شرح:...... ہمیں چاہئے کہ ہم قرآن مجید کے ساتھ گہرا تعلق پیدا کریں، اس کی تلاوت کریں، اس کو سمجھیں اور اس پر عمل کریں، تاکہ قرآن مجید بالعموم اور سورۂ بقرہ اور سورۂ آل عمران بالخصوص ہمارے حق میں شہادت دیں۔

جس گھر میں سورۂ بقرہ کی تلاوت کی جاتی ہے، اس میں شیطان نہیں گھستا اور ایسے گھر والوں اور یہ سورت تلاوت کرنے والوں پر باطل پرست اور جادوگر غالب نہیں آسکتے۔

اگر اس سورت سے روگردانی برتی گئی تو دنیا میں بھی نقصان اٹھانا پڑے گا اور آخرت میں بھی اس کی برکتوں اور سفارشوں سے محرومی ہوگی۔

(٢٩٠٧)۔ عَنْ جَابِرٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((اَلْقُرْآنُ شَافِعٌ مُشَفَّعٌ، وَمَاحِلٌ مُصَدَّقٌ، مَنْ جَعَلَهُ اَمَامَهُ، قَادَهُ إِلَى الْجَنَّةِ، وَمَنْ جَعَلَهُ خَلْفَ ظَهْرِهِ سَاقَهُ إِلَى النَّارِ۔)) (الصحيحة:٢٠١٩)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''قرآن مجید سفارش کرے گا اور اس کی سفارش مانی جائے گی، یہ (اپنے پڑھنے والوں کے حق میں) بحث کرے گا اور اس کی تصدیق کی جائے گی، جس نے اس کو اپنے سامنے رکھا، یہ جنت کی طرف اس کی رہنمائی کرے گا اور جس نے اس کو اپنی پیٹھ پیچھے رکھا، یہ اسے ہانک کر جہنم میں لے جائے گا۔''

تخريج: أخرجه ابن حبان:١٧٩٣

شرح:...... ہمیں چاہئے کہ قرآن مجید کے احکام کی روشنی میں زندگی گزاریں اور کوئی اقدام کرنے سے پہلے قرآنی تعلیمات کی روشنی میں اس کا اچھا یا برا ہونا معلوم کریں۔ کسی کی رہنمائی میں چلنے کا یہی معنی ہوتا ہے کہ اس کی ہر بات تسلیم کی جائے۔

قرآن مجید کے حصول کو دنیا کا سبب نہ بنایا جائے
قرآن مجید کی تعلیم پر اجرت لینا کیسا ہے؟

(٢٩٠٨)۔ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ الْحُصَيْنِ، اَنَّهُ مَرَّ عَلٰى قَارِئٍ يَقْرَأُ، ثُمَّ سَأَلَ، فَاسْتَرْجَعَ، ثُمَّ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ، فَلْيَسْأَلِ اللّٰهَ بِهِ، فَإِنَّهُ سَيَجِيءُ اَقْوَامٌ يَقْرَؤُوْنَ الْقُرْآنَ يَسْأَلُوْنَ بِهِ النَّاسَ۔)) (الصحيحة:٢٥٧)

سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ ایک قاریٔ قرآن کے پاس سے گزرے، وہ تلاوت کر کے لوگوں سے سوال کرتا۔ انھوں نے إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ پڑھا اور کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''جو قرآن مجید پڑھے وہ اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ سے سوال کرے، عنقریب ایسے لوگ آئیں گے کہ وہ قرآن مجید تو پڑھیں گے لیکن اس پر لوگوں سے سوال کریں گے۔''

تحريج أخرجه الترمذي: ٤/ ٥٥، وأحمد: ٤/ ٤٣٢-٤٣٣، ٤٣٦، ٤٣٩

(٢٩٠٩)- عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَنَحْنُ نَقْرَءُ الْقُرْآنَ، وَفِيْنَا الْأَعْرَابِيُّ وَالْعَجَمِيُّ، فَقَالَ: ((اِقْرَؤُوْا فَكُلٌّ حَسَنٌ، وَسَيَجِيْءُ أَقْوَامٌ يُقِيْمُوْنَهُ كَمَا يُقَامُ الْقَدْحُ، يَتَعَجَّلُوْنَهُ وَلَا يَتَأَجَّلُوْنَهُ.)) (الصحيحة:٢٥٩)

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور ہم قرآن مجید کی تلاوت کر رہے تھے اور ہم میں بدو اور عجمی بھی بیٹھے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''پڑھو پڑھو، ہر کوئی درست پڑھ رہا ہے، عنقریب ایسے لوگ آئیں گے کہ وہ قرآن مجید کی (خوش اسلوبی سے) ادائیگی کو اتنی اہمیت دیں گے جتنی کہ تیر کے سیدھا کرنے کو دی جاتی ہے، لیکن اس کا بدلہ دنیا میں وصول کریں گے اور اس کے (اجر وثواب کو) آخرت تک مؤخر نہیں کریں گے۔''

تخريج: أخرجه أبوداود ١/ ١٣٢-الطبعة التازية، وأحمد: ٣/ ٣٥٧، ٣٩٧

شرح:...... یعنی قرآن مجید کے الفاظ کی ادائیگی اور ان کے مخارج کا بہت زیادہ خیال رکھا جائے گا، پرترنم اور سریلی آواز میں اور خوب اتار چڑھاؤ کے ساتھ تلاوت کی جائے گی، لیکن مقصود یہ ہوگا کہ لوگوں کو خوش کر کے ان سے مال و دولت بٹورا جائے۔ عصر حاضر میں ایسے لوگوں نے قرآن مجید کو پیشہ بنا رکھا ہے۔ ان کی خلوتیں کیا، جلوتوں میں بھی قرآن حکیم کا ان کے وجود پر کوئی اثر دکھائی نہیں دیتا۔

(٢٩١٠)- عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ شِبْلٍ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّ مُعَاوِيَةَ قَالَ لَهُ: إِذَا أَتَيْتَ فُسْطَاطِي، فَقُمْ فَأَخْبِرْ مَا سَمِعْتَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ - قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((اِقْرَؤُوْا الْقُرْآنَ، وَلَا تَأْكُلُوْا بِهِ وَلَا تَسْتَكْثِرُوْا بِهِ، وَلَا تَجْفُوْا عَنْهُ، وَلَا تَغْلُوْا فِيْهِ.))

(الصحيحة:٢٦٠)

سیدنا عبد الرحمٰن بن شبل انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے انھیں کہا: جب تم میرے خیمے کے پاس پہنچو گے تو کھڑے ہو کر رسول اللہ ﷺ سے سنی ہوئی حدیث بیان کرنا۔ انھوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''قرآن مجید پڑھا کرو، نہ اس کو کھانے کا ذریعہ بناؤ، نہ اس کے ذریعے مالِ کثیر جمع کرو، نہ اس کے معاملے میں سنگدل ہو جاؤ اور نہ اس میں غلو اور تشدد کرو۔''

تخريج: أخرجه الطحاوي في "شرح المعاني" ٢/ ١٠، وأحمد ٣/ ٤٢٨، ٤٤٤، و الطبراني في "الأوسط": ١/ ١٤٢/ ٢، ١٧٠/ ٢-من زوائد المعجمين، وابن عساكر. ٩/ ٤٨٦/ ٢

(٢٩١١)- عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ أَخَذَ عَلٰى تَعْلِيْمِ

سیدنا ابودردا رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے قرآن مجید کی تعلیم دے کر کمان لی، اللہ تعالی

الْقُرْآنِ قَوْساً ، قَلَّدَهُ اللّٰهُ قَوْسًا مِنْ نَارٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔)) (الصحيحة:٢٥٦) قیامت کے روز اس کے گلے میں آگ کی کمان ڈالے گا۔''

تخريج: رواه أبو محمد المخلدى فى "الفوائد":٢٦٨/ ١ ، وابن عساكر فى "تاريخ دمشق": ٢/ ٤٢٧/ ٢ ، والبيهقى فى "سننه": ٦/ ١٢٦

شرح:...... قرآن مجید رشد و ہدایت کا سرچشمہ ہے، اس کو اسی مقصد کے لیے ہی استعمال کرنا چاہئے۔ سنگدل ہونے کا مطلب یہ ہے کہ قرآن مجید کی تلاوت ہو رہی ہو یا قرآن کی آیات کی روشنی میں وعظ و نصیحت کی جا رہی ہو، لیکن سننے والے پر اس کا کوئی اثر نہ ہو رہا ہو۔

قرآن مجید کی تعلیم پر اجرت لینا کیسا ہے؟

اس مسئلہ میں مختلف احادیث مروی ہیں، بعض یہ ہیں:

(۱) سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک صحابی نے ایک بستی کے سردار کو سورۂ فاتحہ پڑھ کر دم کیا اور اس کے عوض بکریوں کا ایک ریوڑ لیا۔ دوسرے صحابہ کرام نے ناپسند کیا اور اسے ڈانٹتے ہوئے کہا: اَخَذْتَ عَلٰی كِتَابِ اللّٰهِ اَجْرًا۔ ...... تو نے اللہ تعالیٰ کی کتاب پر اجرت لی۔ جب وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے تو انھوں نے اس کی شکایت کی۔ جواباً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((اِنَّ اَحَقَّ مَا اَخَذْتُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا كِتَابُ اللّٰهِ۔)) (بخاری) ...... ''سب سے زیادہ جس چیز پر تم اجرت لینے کا حق رکھتے ہو وہ اللہ کی کتاب ہے۔'' (صحیح بخاری: ٢٢٧٦)

حافظ ابن حجرؒ نے کہا: واستدل منه للجمهور فى جواز الاجرة على تعليم القرآن۔ (فتح الباری) ...... اس حدیث سے جمہور کے لیے استدلال کیا گیا جو تعلم القرآن پر اجرت کے جواز کے قائل ہیں۔

(۲) بیوی کا حق مہر خاوند پر فرض ہے، اس کی تفصیل یوں ہے کہ سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کا نکاح قرآن مجید کی تعلیم کو حق مہر ٹھہرا کر کر دیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ یہ تھے: (اِذْهَبْ فَقَدْ اَنْكَحْتُهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ۔) (بخاری، مسلم) ...... ''جا، میں نے اس قرآن کے بدلے جو تیرے پاس ہے تیرا اس عورت کے ساتھ نکاح کر دیا ہے۔

معلوم ہوا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے خود قرآن مجید کی تعلیم کی اجرت دلوائی ہے۔ امام مالک نے کہا: یہ تعلیم قرآن پر اجرت ہی تھی، اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کی تعلیم پر اجرت لینا جائز ہے۔ (فتح الباری)

لیکن درج ذیل حدیث اجرت لینے والوں کے حق میں بہت بڑی وعید ہے:

(۳) سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((مَنْ اَخَذَ عَلٰى تَعْلِيْمِ الْقُرْآنِ قَوْسًا ، قَلَّدَهُ اللّٰهُ قَوْسًا مِنْ نَارِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ۔)) (صحیحه: ٢٥٦) ......جس نے قرآن مجید کی تعلیم دے کر کمان لی،

اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اس کے گلے میں آگ کی کمان ڈالے گا۔

مذکورہ بالا تین احادیث میں دو موضوعات بیان کئے گئے، جن میں تناقض اور تعارض پایا جارہا ہے۔ ان میں جمع تطبیق کی یہ صورت ہے کہ قرآن مجید کی تعلیم کا اصل مقصود دین حنیف کی نشر واشاعت اور لوگوں کی اصلاح ہو اور معلم خود بھی قرآنی احکام پر عمل پیرا ہو، اگر ایسی صورت میں لوگ معاوضہ دے دیں تو اس کو قبول کرنے میں کوئی حرج نہیں، یہی صورت پہلے والی احادیث کا مصداق ہے۔لیکن اگر کسی آدمی کا قرآن کریم کی تعلیم سے اصل مقصود دنیا کی دولت اکٹھا کرنا ہو، لوگوں کی اصلاح سے اسے کوئی سروکار نہ ہو اور وہ خود قرآنی فرائض و واجبات کے وعظ سے اثر قبول نہ کرنے والا اور ان کی ادائیگی سے غافل ہو تو ایسے شخص کو وعید والی حدیثِ مبارکہ کا مصداق بنایا جائے گا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

(٢٩١٢)۔ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ شِبْلٍ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((اِقْرَؤُوْا الْقُرْآنَ، وَلَا تَغْلُوْا فِيْهِ، وَلَا تَجْفُوْا عَنْهُ، وَلَا تَأْكُلُوْا بِهِ، وَلَا تَسْتَكْثِرُوْا بِهِ۔)) (الصحيحة: ٣٠٥٧)

سیدنا عبد الرحمٰن بن شبل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”قرآن مجید کی تلاوت کیا کرو، نہ اس میں غلوّ اور تشدد کرو، نہ اس کے معاملے میں سخت بنو، نہ اس کو کھانے کا ذریعہ بناؤ اور نہ اس کے ذریعے مالِ کثیر جمع کرو۔“

تخريج: أخرجه أحمد: ٣/ ٤٢٨، وابن ابی شيبة: ٢/ ٤٠٠، والطبرانی فی "المعجم الاوسط": ١/ ١٤٣/ ١/ ٢٧٤١

سریلی آواز سے قرآن مجید کی تلاوت کرنا

(٢٩١٣)۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيْهِ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ قَيْسٍ أَوِالْأَشْعَرِيَّ أُعْطِيَ مِزْمَارًا مِنْ مَزَامِيْرِ آلِ دَاوُدَ۔)) (الصحيحة: ٣٥٣٢)

عبد اللہ بن بریدہ اپنے باپ سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بیشک عبد اللہ بن قیس یا اشعری کو داود کی سُروں میں سے ایک سُر دی گئی ہے۔“

تخريج: أخرجه مسلم: ٢/ ١٩٢۔ ١٩٣، والبخاري في "الأدب المفرد": ٨٠٥، وابن أبي شيبة في "المصنف" ١٢/ ١٢٢/ ١٢٣٠٨، وأحمد: ٥/ ٣٥١، وابن سعد في "الطبقات": ٤/ ١٠٧، ورواه النسائی فی "السنن الكبرى": ٥/ ٢٣/ ٨٠٥٨

شرح: ......یعنی وہ بڑی سریلی آواز میں تلاوت کرتے ہیں۔

”مِــزمــار“ گانے بجانے کے آلے بانسری وغیرہ کو کہا جاتا ہے، لیکن یہاں مراد سر اور خوش آوازی ہے۔ ”آل دواد“ میں آل کا لفظ زائد ہے، مراد خود حضرت داود علیہ السلام ہیں، کیونکہ حسن صوت حضرت داود علیہ السلام کو ہی عطا کیا گیا تھا، نہ

کہ ان کی آل کو۔

(٢٩١٤)۔ عَنْ عُقْبَةَ بْنَ عَامِرِ الْجُهَنِيِّ، قَالَ: كُنَّا جُلُوْسًا فِي الْمَسْجِدِ نَقْرَأُ الْقُرْآنَ فَدَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَسَلَّمَ عَلَيْنَا، فَرَدَدْنَا عَلَيْهِ السَّلَامَ، ثُمَّ قَالَ: ((تَعَلَّمُوْا كِتَابَ اللّٰهِ وَاقْتَنُوْهُ، وَتَغَنَّوْا بِهِ، فَوَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ! لَهُوَ أَشَدُّ تَفَلُّتًا مِنَ الْمَخَاضِ مِنَ الْعُقُلِ))۔

(الصحيحة ٣٢٨٥)

سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم مسجد میں بیٹھے قرآن مجید کی تلاوت کر رہے تھے، رسول اللہ ﷺ تشریف لائے، ہم پر سلام کہا، ہم نے آپ ﷺ کے سلام کا جواب دیا، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ”تم اللہ کی کتاب کی تعلیم حاصل کرو، اس کو محفوظ رکھو اور ترنم اور غنا کے ساتھ تلاوت کیا کرو، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے! یہ قرآن رسی سے نکل کر بھاگنے والی اونٹنی کہ بہ نسبت (سینوں سے) جلدی نکل جانے والا ہے۔“

تخريج: أخرجه أحمد: ٤/ ١٥٠، والشجري في "الأمالي": ١/ ٧٣، ورواه الطبراني في "المعجم الكبير": ١٧/ ٢٩٠/ ٨٠٢، وابن ابی شیبة: ١٠/ ٤٧٧

شرح:...... معلوم ہوا کہ قرآن مجید کی تلاوت کرتے وقت مخصوص سریلی آواز کا اہتمام کیا جائے، لیکن اس معاملے میں عرب کے لہجے کو سامنے رکھنا چاہیے، جیسے حرم مکی کے امام تلاوت کرتے ہیں، زیادہ تکلف سے بچنا چاہیے، جیسے آجکل مصری قرا کی تلاوت کا انداز ہے۔

سریلی آواز، قرآن مجید کی زینت ہے

(٢٩١٥)۔ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنُ قَيْسٍ، قَالَ: كُنْتُ رَجُلاً قَدْ أَعْطَانِي اللّٰهُ حُسْنَ الصَّوْتِ بِالْقُرْآنِ، فَكَانَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ يُرْسِلُ إِلَيَّ فَأَقْرَأُ عَلَيْهِ، قَالَ: فَكُنْتُ إِذَا فَرَغْتُ مِنْ قِرَاءَتِي قَالَ: زِدْنَا مِنْ هٰذَا فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((حُسْنُ الصَّوْتِ زِيْنَةُ الْقُرْآنِ))

(الصحيحة:١٨١٥)

علقمہ بن قیس کہتے ہیں: میں ایسا آدمی تھا جسے اللہ تعالی نے قرآن مجید کی تلاوت کے سلسلہ میں حسن صوت سے نوازا تھا، سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ میری طرف پیغام بھیجتے، پھر میں ان پر تلاوت کرتا تھا۔ جب میں (معینہ) قرائت سے فارغ ہوتا تو وہ کہتے: مزید سناؤ، کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”حسن صوت، قرآن مجید کی زینت ہے۔“

تخريج: رواه أبو نعيم في "الأربعين الصوفية": ٦٢/ ١، والطرانی: ١٠٠٢٣، وابن عدی: ٢٧١/ ١

شرح:...... بلاشبہ خوبصورت آواز سے قرآن مجید کے حسن میں اضافہ ہوتا ہے اور تلاوت کرنے والوں اور سننے والوں میں مزید تلاوت کرنے اور سننے کی تمنا پیدا ہوتی ہے، لیکن اس معاملے میں تکلف سے گریز کرنا ضروری ہے۔

(٢٩١٦)۔ عَنِ الْبَرَاءِ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((زَيِّنُوا الْقُرْآنَ بِأَصْوَاتِكُمْ، فَإِنَّ الصَّوْتَ الْحَسَنَ يَزِيْدُ الْقُرْآنَ حُسْنًا۔)) (الصحيحة:٧٧١)

سیدنا براء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قرآن مجید کو اپنی آوازوں کے ساتھ مزین کرو، بیشک خوبصورت آواز اس کے حسن میں اضافہ کرتی ہے۔''

تحريج أخرجه الدارمی ٢/ ٤٧٤، وتمام فی "الفوائد": ١٥٩/ ٢، والحاكم: ١/ ٥٧٥

شرح:...... ان روایات کا مقصود یہ ہے کہ تجوید وحسن صوت اور خوش آوازی وخوش الحانی کے ساتھ ایسے سوز میں تلاوت کی جائے کہ جس سے رقت طاری ہو جائے اور حرفوں کی ادائیگی اس طرح ہو کہ اس میں کمی یا بیشی نہ ہو۔ زیادہ تکلف اور تصنع سے بچا جائے، جیسے آج کل کے بہت سے قاری بالخصوص مصر کے بعض قراء تلاوت کرتے ہیں۔

سریلی آواز میں تلاوت کرنے کی وجہ سے اشعری لوگوں کی تعریف

(٢٩١٧)۔ عَنْ أَبِي مُوْسٰى، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنِّي لَأَعْرِفُ أَصْوَاتَ رُفْقَةِ الْأَشْعَرِيِّيْنَ بِالْقُرْآنِ حِيْنَ يَدْخُلُوْنَ بِاللَّيْلِ، وَأَعْرِفُ مَنَازِلَهُمْ مِنْ أَصْوَاتِهِمْ بِالْقُرْآنِ بِاللَّيْلِ وَإِنْ كُنْتُ لَمْ أَرَ مَنَازِلَهُمْ حِيْنَ نَزَلُوْا بِالنَّهَارِ، وَمِنْهُمْ حَكِيْمٌ، إِذَا لَقِيَ الْخَيْلَ أَوْ قَالَ: الْعَدُوَّ قَالَ لَهُمْ: إِنَّ أَصْحَابِي يَأْمُرُوْنَكُمْ أَنْ تَنْظُرُوْهُمْ۔)) (الصحيحة:٣٣٠١)

سیدنا ابوموسی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب اشعری قبیلہ کے لوگ رات کو قیام اللیل میں قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہیں تو میں ان کی آوازیں پہچان لیتا ہوں، میں نے ان لوگوں کو دن کے وقت گھروں سے نکلتے تو نہیں دیکھا، البتہ رات کو سنی جانے والی آوازوں کی وجہ سے ان کے گھروں کو پہچانتا (ضرور) ہوں۔ ان میں سے ایک حکیم ہے، جس کا جب (دشمنوں کے) لشکر سے سامنا ہوتا ہے تو انھیں کہتا ہے: میرے ساتھی تمھیں حکم دے رہے ہیں کہ تم ان کا انتظار کرو۔''

تحريج: رواه البخاري ٤٢٣٢، ومسلم ٧/ ١٧١، وأبويعلي في "مسنده": ٧٣١٨

شرح:......اس میں اشعری قبیلے کے لوگوں کی عظمت ومنقبت کا بیان ہے۔

قرآن مجید صرف زبانوں کا ''چسکا'' نہیں

(٢٩١٨)۔ عَنْ عُقْبَةَ مَرْفُوْعًا: ((سَيَخْرُجُ قَوْمٌ مِنْ أُمَّتِي يَشْرَبُوْنَ الْقُرْآنَ كَشُرْبِهِمُ الْمَاءَ۔)) (الصحيحة: ١٨٨٦)

سیدنا عقبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عنقریب میری امت میں ایسے لوگ بھی نکلیں گے جو پانی پینے کی طرح قرآن مجید کے گھونٹ بھریں گے۔''

تخريج: رواه الفريابي في "فضائل القرآن": ١٨٧/ ٢، والطبراني، والروياني في "مسنده": ١٠/ ٥٩/ ١

شرح:...... قرآن مجید کے نزول کا مقصد یہ ہے کہ اس کو سمجھ کر اس کے قوانین کو زندگی میں عملی طور پر نافذ کیا

جائے۔ لیکن بعض لوگ قرآن مجید کی آیات کو اپنی زبانوں کا ''چسکا'' سمجھتے ہیں۔ ان کا مقصود قرآن مجید کی عوام کے مطلوبہ انداز میں تلاوت کر کے لوگوں کو خوش کرنا، ان سے داد وصول کرنا اور دنیوی مال و دولت بٹورنا ہوتا ہے۔

قرآن مجید کو سمجھ کر پڑھا جائے

(٢٩١٩)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ أَبُوبَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَدْ شِبْتَ؟ قَالَ: ((شَيَّبَتْنِي ﴿هُوْدٌ﴾، وَ ﴿الْوَاقِعَةُ﴾، وَ ﴿الْمُرْسَلَاتُ﴾، وَ﴿عَمَّ يَتَسَاءَلُوْنَ﴾، وَ﴿إِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ﴾))۔ (الصحيحة: ٩٥٥)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ (جلدی) بوڑھے ہو گئے ہیں (کیا وجہ ہے)؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سورۂ ہود، سورۂ واقعہ، سورۂ مرسلات، سورۂ نبا ﴿عَمَّ يَتَسَاءَلُوْنَ﴾ اور سورۂ تکویر ﴿إِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ﴾ نے مجھے بوڑھا کر دیا ہے۔''

تخريج: أخرجه الترمذي: ٢/ ٢٢٥، وابن سعد في "الطبقات": ١/ ٤٣٥، وأبو نعيم في "الحلية": ٤/ ٣٥٠، والحاكم: ٢/ ٣٤٤، والضياء في "الأحاديث المختارة": ٦٦/ ٧٥/ ١

شرح:...... اللہ تعالیٰ نے ان سورتوں میں سابقہ انبیا کا تذکرہ، ان کی امتوں کا انجام، علاماتِ قیامت، قیامت کی ہولناکیوں کے جو مناظر بیان کئے ہیں، انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مغموم کر دیا، یہی وجہ ہے کہ وقت سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر بڑھاپے کے آثار نظر آنے لگے۔ ہمارے ہاں یہ بات بڑی معروف ہے کہ پریشانیوں کی وجہ سے بڑھاپا جلدی طاری ہو جاتا ہے۔

معلوم ہوا تلاوتِ قرآن کی روح یہ ہے کہ اسے سمجھ کر پڑھا جائے۔ لیکن صد افسوس! ہمارے معاشرے میں قرآن مجید کو سمجھ کر پڑھنے والے افراد عنقا بن چکے ہیں، ہر کوئی بلا سوچے سمجھے تلاوت کر کے یہی سمجھتا ہے کہ اس نے قرآن مجید کے تمام حقوق ادا کر دیے ہیں۔

سورۂ تکویر، انشقاق اور انفطار میں قیامت کا منظر

(٢٩٢٠)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ مَرْفُوْعًا: ((مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ كَأَنَّهُ رَأْيُ الْعَيْنِ، فَلْيَقْرَأْ: ﴿إِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ﴾ وَ ﴿إِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ﴾ وَ ﴿إِذَا السَّمَاءُ انْفَطَرَتْ﴾۔ (الصحيحة: ١٠٨١)

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو آدمی روزِ قیامت کو حقیقی صورت میں دیکھنا چاہتا ہے وہ ﴿إِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ﴾ یعنی سورۂ تکویر، ﴿إِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ﴾ یعنی سورۂ انشقاق اور ﴿إِذَا السَّمَاءُ انْفَطَرَتْ﴾ یعنی سورۂ انفطار کی تلاوت کر لے۔''

تخريج: رواه الترمذي: ٢/ ٢٣٥، وابن نصر في "القيام" ٥٨، والحاكم: ٤/ ٥٧٦، وعبدالغني المقدسي في "ذكر النار" ٢٢٢/ ١ من طريق الطبراني من طريقين عن عبدالرزاق ثم من طريق أحمد وهذا

في "المسند" ٢/ ٢٧ و ٣٦ و ١٠٠ عنه، وكذا ابن أبي الدنيا في "الأهوال" ق ٢/ ١

شرح :......ان سورتوں میں روزِ قیامت کے مناظر کو انتہائی واشگاف الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔

ٹھہر ٹھہر کر تلاوت کرنا

(٢٩٢١)۔ عَنْ مُوْسَى بْنِ يَزِيْدَ الْكِنْدِيِّ، قَالَ: كَانَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ يُقْرِأُ الْقُرْآنَ رَجُلاً، فَقَرَأَ الرَّجُلُ: ﴿إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقْرَآ وَالْمَسَاكِيْنِ﴾ (التَّوْبَة: ٦٠) مُرْسَلَةً۔ فَقَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ: مَاهٰكَذَا أَقْرَأَنِيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: كَيْفَ اَقْرَأَكَهَا يَا اَبَا عَبْدِالرَّحْمٰنِ؟ قَالَ: اَقْرَأَنِيْهَا: ﴿إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسَاكِيْنِ﴾ فَمَدَّهَا۔ (الصحيحة: ٢٢٣٧)

موسیٰ بن یزید کندی کہتے ہیں: سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ایک آدمی کو قرآن مجید پڑھاتے تھے، (ایک دن) اس نے ﴿إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسَاكِيْنِ﴾ کو خوش اسلوبی سے لیکن تیز تیز پڑھا۔سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اس طرح نہیں پڑھایا، جس طرح تم پڑھ رہے ہو۔ اس نے کہا: اے ابوعبد الرحمٰن! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تجھے کیسے پڑھایا؟ انھوں نے کہا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ﴿إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسَاكِيْنِ﴾ کھینچ کھینچ کر اور لمبا لمبا کر کے پڑھایا۔

تخريج: أخرجه الطبراني في "المعجم الكبير": ٨٦٧٧

شرح :...... امام البانی رحمہ اللہ نے کہا: ابن جوزی نے اس حدیث سے ''مدِ متصل'' کے وجوب پر استدلال کیا ہے اور کہا ہے کہ کسی قاری کے نزدیک اس کو قصر کے ساتھ پڑھنا جائز نہیں ہے۔ (صحیحہ: ۲۲۳۷)

ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيْلًا﴾ (سورۂ مزمل: ٤) ......''قرآن مجید کو صاف صاف اور عمدہ طریقہ پر پڑھا کرو۔''

لہٰذا ٹھہر ٹھہر کر قرآن مجید کی تلاوت کرنی چاہیے۔نماز تراویح اور شبینہ کے موقعوں پر قرآن مجید کے نبوی اندازِ تلاوت کو مکمل طور پر نظر انداز کر دیا جاتا ہے، ہر ایک کی یہ تمنا ہوتی ہے کہ ختمِ قرآن کی ڈگری مل جائے، قطع نظر اس بات سے کہ جس مبارک ہستی سے ہم نے قرآن مجید وصول کیا ہے، ان کا تلاوت کرنے کا کیا انداز تھا۔

جنوں کا سورۂ رحمٰن کی آیات کا جواب دینا

(٢٩٢٢)۔ عَنْ جَابِرٍ قَالَ: خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى اَصْحَابِهِ، فَقَرَأَ عَلَيْهِمْ سُوْرَةَ الرَّحْمٰنَ مِنْ اَوَّلِهَا اِلٰى آخِرِهَا، فَسَكَتُوْا۔ فَقَالَ: ((لَقَدْ قَرَأْتُهَا عَلَى الْجِنِّ لَيْلَةَ الْجِنِّ، فَكَانُوْا اَحْسَنَ مَرْدُوْدًا

مِنْكُمْ، كُنْتُ كُلَّمَا اَتَيْتُ عَلَى قَوْلِهِ: ﴿فَبِأَيِّ آلاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ﴾، قَالُوْا: لَا بِشَيْءٍ مِنْ نِعَمِكَ رَبَّنَا نُكَذِّبُ، فَلَكَ الْحَمْدُ.)) (الصحيحة: ٢١٥٠)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ کے پاس تشریف لائے اور ان کے سامنے مکمل سورۂ رحمٰن کی تلاوت کی، وہ خاموش (سے سنتے رہے)۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے یہی سورت جنوں والی رات کو ان پر تلاوت کی تھی، وہ تمھاری بہ نسبت اچھا جواب دینے والے تھے، وہ اس طرح کہ جب میں ﴿فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ﴾ (تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے) والی آیت پڑھتا تو وہ کہتے: اے ہمارے رب! ہم تیری کسی بھی نعمت کو نہیں جھٹلا سکتے اور تیرے لیے ہی تعریف ہے۔''

تخريج: أخرجه الترمذي في "سننه": ٢/ ٢٣٤

شرح:...... معلوم ہوا کہ تلاوت کے دوران آیات کے مسنون جوابات دینا درست ہے۔

سجدۂ تلاوت کی دعا

(٢٩٢٣)۔ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: رَأَيْتُ فِيْمَا يُرَى النَّائِمُ كَأَنِّي تَحْتَ شَجَرَةٍ، وَكَأَنَّ الشَّجَرَةَ تَقْرَأُ ص۔ فَلَمَّا أَتَتْ عَلَى السَّجْدَةِ سَجَدَتْ، فَقَالَتْ فِي سُجُوْدِهَا: اَللّٰهُمَّ اكْتُبْ لِي بِهَا أَجْرًا، وَحُطَّ عَنِّي بِهَا وِزْرًا، وَأَحْدِثْ لِي بِهَا شُكْرًا، وَتَقَبَّلْهَا مِنِّي كَمَا تَقَبَّلْتَ مِنْ عَبْدِكَ دَاوُدَ سَجْدَتَهُ۔ فَلَمَّا أَصْبَحْتُ غَدَوْتُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَأَخْبَرْتُهُ بِذَلِكَ، فَقَالَ: ((سَجَدْتَ أَنْتَ يَا أَبَا سَعِيْدٍ!)) فَقُلْتُ: لَا۔ قَالَ: ((أَنْتَ كُنْتَ أَحَقَّ بِالسُّجُوْدِ مِنَ الشَّجَرَةِ۔)) فَقَرَأَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ سُوْرَةَ ص حَتّٰى أَتَى عَلَى السَّجْدَةِ، فَقَالَ فِي سُجُوْدِهِ

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے خواب دیکھا کہ میں ایک درخت کے نیچے ہوں اور درخت سورۂ ص کی تلاوت کر رہا ہے، جب اس نے سجدہ والی آیت پڑھی تو اس نے سجدۂ تلاوت کیا اور اس میں یہ دعا پڑھی: اے اللہ! میرے لیے اس سجدے کی وجہ سے اجر لکھ، اس کے ذریعے مجھ سے گناہ دور کر دے، اس کے ذریعے مجھے شکر کرنے کی از سر نو توفیق دے اور یہ سجدہ مجھ سے اس طرح قبول کر، جس طرح کہ تو نے اپنے بندے داود (علیہ السلام) سے قبول کیا تھا۔ جب صبح ہوئی تو میں نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور ساری بات بتائی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے ابوسعید! کیا تو نے بھی سجدہ کیا تھا؟'' میں نے کہا: نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو درخت کی بہ نسبت سجدہ کرنے کا زیادہ حقدار تھا۔'' پھر رسول اللہ ﷺ نے سورۂ ص کی تلاوت کی، یہاں تک کہ سجدہ والی

مَاقَالَتِ الشَّجَرَةُ فِي سُجُوْدِهَا۔ (الصحيحة: ٢٧١٠)

آیت تک پہنچے، (پھر سجدہ کیا اور) اس میں وہی دعا پڑھی جو درخت نے پڑھی تھی۔

تحريج: أخرجه أبو يعلى في "مسنده": ١/ ٢٩٨، والطبراني في "المعجم الأوسط": رقم ٤٩٠٤

شرح:...... معلوم ہوا کہ سجدۂ تلاوت میں یہ دعا پڑھنی چاہیے

اَللّٰهُمَّ اكْتُبْ لِي بِهَا اَجْرًا، وَحُطَّ عَنِّي بِهَا وِزْرًا، وَاجْعَلْهَا لِيْ عِنْدَكَ ذُخْرًا، وَتَقَبَّلْهَا مِنِّيْ كَمَا تَقَبَّلْتَ مِنْ عَبْدِكَ دَاوُدَ۔

دوسری دعا

سَجَدَ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ خَلَقَهُ وَشَقَّ سَمْعَهُ وَبَصَرَهُ بِحَوْلِهِ وَقُوَّتِهِ، فَتَبَارَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ۔ (ترمذی، مسند احمد)

دوات اور قلم نے بھی آپ ﷺ کے ساتھ سجدۂ تلاوت کیا

(٢٩٢٤)۔ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ، اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كُتِبَتْ عِنْدَهُ سُوْرَةُ النَّجْمِ، فَلَمَّا بَلَغَ السَّجْدَةَ سَجَدَ، وَسَجَدْنَا مَعَهُ، وَسَجَدَتِ الدَّوَاةُ وَالْقَلَمُ۔ (الصحيحة: ٣٠٣٥)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے پاس سورۂ نجم لکھی گئی، جب سجدہ والی آیت تک پہنچے تو آپ ﷺ نے اور ہم نے سجدہ کیا اور دوات اور قلم نے بھی سجدہ کیا۔

تحريج: اخرجه بهذا التمام البزار في "مسنده" ١/ ٣٦٠/ ٧٥٣۔ كشف الأستار

شرح ...... کائنات کی ہر چیز اللہ تعالیٰ کے سامنے سجدہ ریز ہوتی ہے اور اس کی تسبیح و تعریف بیان کرتی ہے، جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ﴾ (سورۂ نحل: ٤٩) ''آسمانوں اور زمینوں میں جو کچھ ہے وہ اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرتا ہے۔''

مزید ارشاد فرمایا: ﴿وَاِنْ مِنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ﴾ (سورۂ اسراء: ٤٤) ''ہر چیز اس کی تعریف کے ساتھ اس کی تسبیح بیان کرتی ہے، لیکن تم لوگ ان کی تسبیح کو نہیں سمجھ پاتے۔''

انسان کے سامنے جتنی مخلوقات ہیں، وہ ان کی بندگی کا یہ اندازہ نہیں سمجھ سکتے، بسا اوقات اللہ تعالیٰ معجزانہ طور پر دکھا دیتے ہیں، جیسا کہ اس حدیث میں قلم اور دوات کے سجدہ کرنے کا ذکر ہے۔

قرآن مجید کے ایک حرف پر دس نیکیاں

(٢٩٢٥)۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اقْرَءُوْا الْقُرْآنَ فَاِنَّكُمْ تُؤْجَرُوْنَ

سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قرآن مجید پڑھا کرو بلا شبہ تمھیں اجر و ثواب ملے

عَلَيْهِ ، اَمَا اِنِّي لَا اَقُوْلُ ﴿الٓمٓ﴾ حَرْفٌ ، وَلٰكِنْ اَلِفٌ عَشْرٌ ، وَلَامٌ عَشْرٌ ، وَمِيْمٌ عَشْرٌ ، فَتِلْكَ ثَلَاثُوْنَ۔)) (الصحيحة:٦٦٠)

گا۔ آگاہ رہو! میں یہ نہیں کہتا کہ "الٓمٓ" ایک حرف ہے، بلکہ "الف" کی دس نیکیاں علیحدہ ہیں، "باء" کی علیحدہ اور "میم" کی علیحدہ، اس طرح "الٓمٓ" کی کل تیس نیکیاں ہوئیں۔"

تخریج: أخرجه الخطيب فى "التاريخ": ١/ ٢٨٥، والديلمى: ١/ ١/ ١٣، واخرج الترمذى: ٤/ ٥٣ الحديث نحوه

شرح:...... ہر حرف کے بدلے دس نیکیاں ملتی ہیں اور "الٓمٓ" میں تین حروف ہیں۔

(٢٩٢٦)۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((مَنْ قَرَأَ حَرْفًا مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ ، فَلَهُ بِهِ حَسَنَةٌ ، وَالْحَسَنَةُ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا ، لَا اَقُوْلُ: ﴿الٓمٓ﴾ حَرْفٌ ، وَلٰكِنْ اَلِفٌ حَرْفٌ ، وَلَامٌ حَرْفٌ وَمِيْمٌ حَرْفٌ۔)) (الصحيحة: ٣٣٢٧)

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس نے قرآن مجید کا ایک حرف پڑھا، اسے ایک نیکی ملے گی اور ایک نیکی دس نیکیوں کے برابر ہوتی ہے، میں یہ نہیں کہتا کہ ﴿الٓمٓ﴾ ایک حرف ہے، بلکہ "الف" ایک حرف ہے "لام" ایک حرف ہے اور "میم" ایک حرف ہے۔"

تخريج: أخرجه البخاري في "التاريخ": ١/ ٢١٦/ ٦٧٩، والترمذي: ٨/ ١١٥/ ٢٩١٠

شرح:...... "الٓمٓ" کی تلاوت پر تیس نیکیاں ملیں گی۔ جب تک قرآن مجید کی تلاوت ہماری زندگی کا معمول نہیں بنتی، اس وقت تک ہم اس کی خیر و برکت سے کما حقہ مستفید نہیں ہو سکتے۔

جن احادیث میں صحابہ کے دریافت کرنے پر آپ ﷺ نے چالیس دنوں میں قرآن مجید کی تلاوت مکمل کرنے کی تلقین کی ہے، اس کی روشنی میں اسحاق بن ابراہیم کہتے ہیں:

ولانحب للرجل ان ياتى عليه اكثر من اربعين يوما ولم يقرأ القرآن بهذ الحديث۔

ہم اس حدیث کی روشنی میں کسی آدمی کے لیے یہ پسند نہیں کرتے کہ چالیس دن گزر جائیں اور اس نے مکمل قرآن مجید کی تلاوت نہ کی ہو۔ (ترمذی)

ہمیں بھی چاہئے کہ آپ ﷺ کے ناصحانہ حکم پر عمل کرتے ہوئے کم از کم چالیس دنوں میں قرآن مجید کی تلاوت کی تکمیل کریں۔

ذکر و تلاوت کی وصیت

(٢٩٢٧)۔ عَنْ اَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ ، اَنَّ رَجُلًا جَاءَهُ فَقَالَ: اَوْصِنِيْ ، فَقَالَ: سَاَلْتَ

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میرے پاس ایک آدمی آیا اور اس نے کہا: مجھے کوئی وصیت کیجیے۔ میں نے کہا:

عَمَّا سَأَلْتُ عَنْهُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مِنْ قَبْلِكَ، فَقَالَ: ((أُوْصِيْكَ بِتَقْوَى اللّٰهِ، فَإِنَّهُ رَأْسُ كُلِّ شَيْءٍ، وَعَلَيْكَ بِالْجِهَادِ، فَإِنَّهُ رَهْبَانِيَةُ الْإِسْلَامِ، وَعَلَيْكَ بِذِكْرِ اللّٰهِ وَتِلَاوَةِ الْقُرْآنِ، فَإِنَّهُ رُوْحُكَ فِي السَّمَاءِ وَذِكْرُكَ فِي الْأَرْضِ۔)) (الصحيحة:٥٥٥)

تو نے مجھ سے وہی مطالبہ کیا ہے جو میں نے تجھ سے قبل رسول اللہ ﷺ سے کیا تھا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں تجھے اللہ سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں، کیونکہ وہ ہر نیکی کی جڑ ہے، نیز جہاد کا اہتمام کر، کیونکہ وہ رہبانیتِ اسلام ہے اور اللہ تعالیٰ کے ذکر اور تلاوتِ قرآن کا اہتمام کر کیونکہ وہ آسمان میں تیرے لیے باعثِ رحمت اور زمین میں باعثِ تذکرۂ خیر ہے۔''

تخريج: أخرجه أحمد: ٣/ ٨٢

سورۂ فاتحہ افضل القرآن ہے

(٢٩٢٨)۔ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ فِي سَيْرِهِ فَنَزَلَ، وَنَزَلَ رَجُلٌ إِلَى جَانِبِهِ، قَالَ: فَالْتَفَتَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: ((أَلَا أُخْبِرُكَ بِأَفْضَلِ الْقُرْآنِ؟)) فَتَلَا عَلَيْهِ: ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ﴾ (الصحيحة:١٤٩٩)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: نبی کریم ﷺ کسی سفر میں تھے، کہیں اترے اور ایک آدمی بھی آپ ﷺ کے پہلو میں اترا۔ نبی کریم ﷺ نے اس کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: ''کیا میں تجھے قرآن کے افضل حصے کے بارے میں نہ بتلاؤں؟'' پھر اس پر ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ﴾ تلاوت کی۔

تخريج: أخرجه الحاكم: ١/ ٥٦٠

شرح:...... شاید یہی وجہ ہے کہ اس سورت کو ہر نمازی پر ہر نماز کی ہر رکعت میں فرض کر دیا گیا ہے اور یہ نماز کا اتنا اہم رکن ہے کہ صحیح مسلم کی روایت میں اسی کو نماز کہا گیا ہے، اس سورۂ مبارکہ کا نصف حصہ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا اور اس کی رحمت و ربوبیت اور عدل و بادشاہت کے بیان میں ہے اور نصف حصے میں دعا و مناجات ہے، جو بندہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کرتا ہے۔ بعض مفسرین نے یہی وجوہات بیان کرتے ہوئے اس کو خلاصۂ قرآن قرار دیا ہے۔

کیا بسم اللہ...... سورۂ فاتحہ کی آیت ہے؟

(٢٩٢٩)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا قَرَأْتُمْ ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ﴾ فَاقْرَءُوْا: ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ إِنَّهَا أُمُّ الْقُرْآنِ، وَأُمُّ الْكِتَابِ، وَالسَّبْعُ الْمَثَانِي وَ ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ إِحْدَاهَا۔)) (الصحيحة: ١١٨٣)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ﴾ (یعنی سورۂ فاتحہ) پڑھو تو ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ پڑھا کرو، کیونکہ یہ سورت امّ القرآن، امّ الکتاب اور سبع مَثانی (یعنی بار بار پڑھی جانے والی سات آیات) ہیں اور ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ اس کی ایک آیت ہے۔''

تخریج: أخرجه الدارقطني: ۱۱۸، والبیهقي: ۲/ ٤٥، والدیلمي: ۱/ ۱/ ۷۰

شرح:...... معلوم ہوا کہ ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ سورۂ فاتحہ کی ایک آیت ہے، لیکن نبی کریم ﷺ کا عام معمول یہ تھا کہ آپ جہری نمازوں میں ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم'' سرًا پڑھتے تھے، لیکن کبھی کبھار اس کی جہر کے ساتھ تلاوت فرماتے تھے۔

سورۂ بقرہ اور سورۂ آل عمران کی فضیلت

(۲۹۳۰)۔ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((اقْرَؤُوْا الْقُرْآنَ، فَإِنَّهُ يَأْتِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شَفِيْعًا لِأَصْحَابِهِ، اقْرَؤُوْا الزَّهْرَاوَيْنِ: الْبَقَرَةَ وَسُوْرَةَ آلِ عِمْرَانَ. فَإِنَّهُمَا تَأْتِيَانِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَأَنَّهُمَا غَمَامَتَانِ، أَوْكَأَنَّهُمَا غَيَايَتَانِ، أَوْكَأَنَّهُمَا فِرْقَانِ مِنْ طَيْرٍ صَوَافَّ، تُحَاجَّانِ عَنْ أَصْحَابِهِمَا، اِقْرَؤُوْا سُوْرَةَ الْبَقَرَةِ، فَإِنَّ أَخْذَهَا بَرَكَةٌ، وَتَرْكَهَا حَسْرَةٌ، وَلَا يَسْتَطِيْعُهَا الْبَطَلَةُ۔)) (الصحیحة: ۳۹۹۲)

سیدنا ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: ''قرآن مجید پڑھا کرو، بلاشبہ یہ قیامت کے روز اپنے پڑھنے والوں کے حق میں سفارشی بن کر آئے گا۔ دو خوبصورت سورتیں. بقرہ اور آل عمران پڑھا کرو، کیونکہ یہ قیامت کے روز اس طرح آئیں گی، گویا کہ وہ دو بدلیاں یا دو سایہ دار چیزیں یا پر پھیلائے پرندوں کے دو غول ہیں، وہ اپنے پڑھنے والے کی طرف سے جھگڑا کریں گی۔ سورۂ بقرہ پڑھا کرو، کیونکہ اس کو سیکھنا باعث برکت اور اس کو ترک کرنا باعث حسرت ہے اور باطل پرست اس پر غالب نہیں آ سکتے۔''

تخریج: أخرجه مسلم: ۲/ ۱۹۷، والبیهقي: ۲/ ۳۹۵، والبغوي في "شرح السنة": ٤/ ٤٥٦، وأحمد: ٥/ ۲٤۹، ۲٥۱، ۲٥٥، ۲٥۷، والطبراني في "المعجم الكبیر": ۸/ ۱۳۸/ ۷٥٤۲، ۱۳۹/ ۷٥٤۳، ۷٥٤٤

شرح:...... ہمیں چاہئے کہ ہم قرآن مجید کے ساتھ گہرا تعلق پیدا کریں، اس کی تلاوت کریں، اس کو سمجھیں اور اس پر عمل کریں، تاکہ قرآن مجید بالعموم اور سورۂ بقرہ اور سورۂ آل عمران بالخصوص ہمارے حق میں شہادت دیں۔

جس گھر میں سورۂ بقرہ کی تلاوت کی جاتی ہے، اس میں شیطان نہیں گھستا اور ایسے گھر والوں اور یہ سورت تلاوت کرنے والوں پر باطل پرست اور جادوگر غالب نہیں آ سکتے۔

اگر اس سورت سے روگردانی برتی گئی تو دنیا میں بھی نقصان اٹھانا پڑے گا اور آخرت میں بھی اس کی برکتوں اور سفارشوں سے محرومی ہو گی۔

(۲۹۳۱)۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ مَسْعُوْدٍ مَوْقُوْفًا وَمَرْفُوْعًا: ((اِنَّ لِكُلِّ شَيْءٍ سَنَامًا وَسَنَامُ

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ موقوفا اور مرفوعا روایت کرتے ہیں: ''ہر چیز کی ایک کوہان ہوتی ہے اور قرآن کی کوہان سورۂ

الْقُرْآن سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ، وَإِنَّ الشَّيْطَانَ إِذَا سَمِعَ سُوْرَةَ الْبَقَرَةِ خَرَجَ مِنَ الْبَيْتِ الَّذِي يُقْرَأُ فِيْهِ سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ۔)) (الصحيحة:٥٨٨)

بقرہ ہے اور جب شیطان سورۂ بقرہ کی تلاوت سنتا ہے تو وہ اس گھر سے نکل جاتا ہے جس میں اس سورت کی تلاوت کی جا رہی ہو۔''

تخريج: أخرجه الحاكم: ١/ ٥٦١

شرح :...... سورۂ بقرہ حق ہے اور شیطان باطل ہے، جہاں حق کا ظہور اور آمد ہو، باطل وہاں سے دم دبا کر بھاگ جاتا ہے۔

سورۂ بقرہ کی تلاوت کی وجہ سے شیطان گھر میں داخل نہیں ہوتا

(٢٩٣٢)۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِقْرَؤُوْا سُوْرَةَ الْبَقَرَةِ فِي بُيُوْتِكُمْ، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَدْخُلُ بَيْتًا يُقْرَأُ فِيْهِ سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ۔)) (الصحيحة:١٥٢١)

سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اپنے گھروں میں سورۂ بقرہ کی تلاوت کیا کرو، کیونکہ جس گھر میں سورۂ بقرہ کی تلاوت کی جاتی ہے، اس میں شیطان نہیں گھستا۔''

تخريج: أخرجه الحاكم: ١/ ٥٦١

شرح :......اس میں سورۂ بقرہ کی رحمت و برکت کا ذکر ہے۔

آیۃ الکرسی جنوں سے محفوظ کر دیتی ہے

(٢٩٣٣)۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ أُبَيٍّ: أَنَّ أَبَاهُ أَخْبَرَهُ: أَنَّهُ كَانَ لَهُمْ جَرِنٌ فِيْهِ تَمْرٌ، وَكَانَ أُبَيٌّ يَتَعَاهَدُهُ، فَوَجَدَهُ يَنْقُصُ، فَحَرَسَهُ، فَإِذَا هُوَبِدَابَّةٍ تُشْبِهُ الْغُلَامَ الْمُحْتَلِمَ، قَالَ: فَسَلَّمْتُ، فَرَدَّ السَّلَامَ، فَقُلْتُ: مَنْ أَنْتَ أَجِنٌّ أَمْ إِنْسٌ؟ قَالَ: جِنٌّ! قَالَ: فَنَاوِلْنِي يَدَكَ، فَنَاوَلَنِي يَدَهُ، فَإِذَا هِيَ يَدُ كَلْبٍ وَشَعْرُ كَلْبٍ۔ قَالَ: هٰكَذَا خَلْقُ الْجِنِّ؟ قَالَ: لَقَدْ عَلِمَتِ الْجِنُّ مَا فِيْهِمْ أَشَدُّ مِنِّي۔ قَالَ لَهُ أُبَيٌّ: مَاحَمَلَكَ عَلٰى مَا صَنَعْتَ؟ قَالَ: بَلَغَنَا أَنَّكَ رَجُلٌ

یحییٰ بن ابوکثیر کہتے ہیں: مجھے ابن ابی نے بیان کیا کہ اس کے باپ نے اسے بتلایا کہ ان کی کھجوریں کھلیان میں اکٹھی پڑیں تھیں، وہ ان کی دیکھ بھال کرتے تھے، آپ نے دیکھا کہ ان میں کمی واقع ہو رہی ہے، اس لیے پہرہ دینا شروع کر دیا، اچانک ایک جاندار نظر آیا جو بالغ ہونے والے لڑکے کی طرح لگتا تھا، آپ نے اسے سلام کہا، اس نے سلام کا جواب دیا۔ آپ نے کہا: تو کون ہے، جن ہے یا انسان؟ اس نے کہا: میں جن ہوں۔ آپ نے کہا: مجھے اپنا ہاتھ پکڑاؤ۔ اس نے اپنا ہاتھ پکڑا دیا، وہ تو کتے کے ہاتھ اور بالوں کی طرح تھا۔ آپ نے اس سے پوچھا: کیا جنوں کی خلقت اس طرح ہے؟ اس نے کہا: جنوں کو علم ہے کہ ان میں مجھ سے بھی زیادہ قبیح ہیں۔

تُـحِـبُّ الـصَّدَقَةَ ، فَاَحْبَبْنَا اَنْ نُصِيْبَ مِنْ طَـعَـامِكَ۔ قَـالَ: اُبَيٌّ : فَمَا يُجِيْرُنَا مِنْكُمْ ؟ قَـالَ: هٰـذِهِ الْآيَةُ: آيَةُ﴿الْكُرْسِيِّ﴾۔ثُمَّ عَدَا اِلَـى النَّبِيِّ ﷺ فَـاَخْبَـرَهُ، فَقَالَ: ((صَدَقَ الْخَبِيْثُ)) (الصحيحة:٣٢٤٥)

آپ نے کہا: (کھجوریں اٹھانے پر) تجھے کس چیز نے آمادہ کیا ہے؟ اس نے کہا: ہمیں یہ بات پہنچی کہ تجھے صدقہ کرنا پسند ہے، اس لیے ہم نے چاہا کہ آپ کے غلے سے کچھ لے جائیں۔ آپ نے کہا: ہم کس طرح تم سے محفوظ رہ سکتے ہیں؟ اس نے کہا: اس آیت یعنی آیۃ الکرسی کے ذریعے۔ دوسرے دن والد صاحب نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور سارا ماجرا سنایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''خبیث نے سچ کہا۔''

تـخـريـــج: أخـرجـه الـنسـائـي في "عمل اليوم والليلة": ٥٣٣/ ٩٦٠، وابن حبان: ١٧٢٤، والحارث فـي "زوائـده": ق ١٢٥/ ٢، وأبـوالشيـخ فـي "الـعـظـمة": ٥/ ١٦٥٠، والبيهقي في "الدلائل": ٧/ ١٠٨، والبـغـوي فـي "شـرح السـنة": ٤/ ٤٦٢، وأبـونـعيم في "دلائل النبوة": صـــ ٥٢٥، وابوداود الطيالسي، والحاكم: ١/ ٥٦١

شـــرح:...... معلوم ہوا کہ آیۃ الکرسی کے ذریعے جنوں سے محفوظ رہا جا سکتا ہے۔ گھروں میں بالعموم اور رات کو سوتے وقت بالخصوص اس کی تلاوت کا اہتمام کرنا چاہیے۔

سورۂ آل عمران کی آیت ﴿اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمَاوَاتِ......﴾ کی اہمیت

(٢٩٣٤)۔ عَـنْ عَـطَــاءٍ ، قَـالَ: دَخَلْتُ اَنَاوَعُبَيْدُ بْنُ عُمَيْرٍ عَلٰى عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَـنْهَـا ، فَـقَـالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَيْرٍ : حَدِّثِيْنَا بِـاَعْـجَبِ شَيْءٍ رَاَيْتِيْهِ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَبَـكَـتْ وَقَـالَـتْ: قَـامَ لَيْلَةً مِنَ اللَّيَالِيْ ، فَـقَـالَ: ((يَا عَائِشَةُ! ذَرِيْنِيْ اَتَعَبَّدُ لِرَبِّيْ۔)) قَـالَـتْ: قُـلْتُ: وَاللّٰهِ اِنِّيْ لَاُحِبُّ قُرْبَكَ ، وَاُحِـبُّ مَايَسُرُّكَ۔ قَالَتْ: فَقَامَ فَتَطَهَّرَ ، ثُمَّ قَـامَ يُـصَـلِّـيْ ، فَـلَـمْ يَزَلْ يَبْكِيْ حَتّٰى بَلَّ حِجْرَهُ، ثُمَّ بَكٰى ، فَلَمْ يَزَلْ يَبْكِيْ حَتّٰى بَلَّ الْاَرْضُ ، وَجَـاءَ بِلَالٌ يُـؤْذِنُـهُ بِالصَّلَاةِ ، فَـلَـمَّارَآهُ يَبْكِيْ قَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! تَبْكِيْ

عطا کہتے ہیں: میں اور عبید بن عمیر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے، عبد اللہ بن عمیر نے کہا: رسول اللہ ﷺ کا کوئی تعجب انگیز عمل، جو آپ نے دیکھا ہو، بیان کریں۔ وہ رونے لگ گئیں اور کہا: آپ ﷺ ایک رات کو کھڑے ہوئے اور فرمایا: ''عائشہ! مجھے اپنے ربّ کی عبادت کرنے دو۔'' میں نے کہا: بخدا! میں آپ کی قربت کو پسند کرتی ہوں، لیکن وہ چیز بھی پسند ہے جو آپ کو خوش کرے۔ آپ ﷺ اٹھے، وضو کیا اور پھر نماز شروع کر دی: آپ مسلسل روتے رہے یہاں تک کہ آپ کی گود بھیگ گئی، پھر روئے اور روتے رہے حتی کہ زمین تر ہو گئی۔ اتنے میں سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نمازِ فجر کی اطلاع دینے کے لیے آئے، جب انھوں نے آپ ﷺ کو روتا پایا تو کہا: اے اللہ کے رسول! آپ اتنا کیوں رو رہے

وَقَدْ غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ مَاتَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَاتَاَخَّرَ؟ قَالَ: ((اَفَلَا اَكُوْنُ عَبْدًا شَكُوْرًا، لَقَدْ نَزَلَتْ عَلَيَّ اللَّيْلَةَ آيَاتٌ، وَيْلٌ لِمَنْ قَرَأَهَا وَلَمْ يَتَفَكَّرْ فِيْهَا: ﴿إِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضِ......﴾ الآيَةَ (آل عمران:۱۹۰)۔)) (الصحيحة:٦٨)

ہیں، حالانکہ اللہ تعالی نے آپ کے اگلے پچھلے گناہ معاف کر دیے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”کیا میں اللہ تعالی کا شکر گزار بندہ نہ بن جاؤں، آج مجھ پر چند آیات نازل ہوئیں، اس آدمی کے لیے ہلاکت ہے جس نے ان کو پڑھا لیکن غور و فکر نہ کیا، آیات یہ ہیں: ﴿إِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ....﴾ (سورۂ آل عمران: ۱۹۰ تا ۲۰۰)۔“

تخریج: رواہ أبو الشیخ ابن حیان فی "أخلاق النبی ﷺ": ۲۰۰-۲۰۱، وابن حبان فی "صحیحہ": ۵۲۳-الموارد

شرح:...... امام البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں: اس حدیث میں نبی کریم ﷺ کی فضیلت، کثرتِ خشیت، خوفِ خدا اور کثرتِ عبادت کا ذکر ہے، حالانکہ آپ ﷺ کے اگلے پچھلے گناہ معاف کر دیے گئے تھے، یہ کمال بشریت کی انتہا ہے اور بلا شک وشبہ یہ سید البشر ﷺ کی صفت ہے۔

نبی کریم ﷺ اپنے آپ کو اللہ تعالی کا شکر گزار بندہ ثابت کرنے کے اس قدر محنت کرتے تھے، کہ راتوں کا بیشتر حصہ قیام کرتے اور اس میں بھی روتے رہتے۔ اس میں نبی کریم ﷺ کی فضیلت اور آپ کی خشیت وخوف کا بیان ہے۔ پوری آیت اس طرح ہے: ﴿إِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَآيَاتٍ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ۔﴾ (سورۂ آل عمران: ۱۹۰) ...... ”بیشک آسمانوں اور زمینوں کی پیدائش میں اور رات دن کے ہیر پھیر میں یقیناً عقلمندوں کے لیے نشانیاں ہیں۔

سورۂ آل عمران کی (۱۹۰) اور بعد والی آیات میں غور وفکر کرنے والوں کے لیے عبرتیں اور نصیحتیں ہیں۔

سورۂ کہف کی فضیلت

(۲۹۳۵)۔ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ قَرَأَ سُوْرَةَ الْكَهْفِ كَمَا اُنْزِلَت كَانَتْ لَهُ نُوْرًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ، مِنْ مَقَامِهِ اِلٰى مَكَّةَ، وَمَنْ قَرَأَ عَشَرَ آيَاتٍ مِنْ آخِرِهَاثُمَّ خَرَجَ الدَّجَّالُ لَمْ يَضُرَّهُ، وَمَنْ تَوَضَّأَ فَقَالَ: سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ، اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ، كُتِبَ فِيْ

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے سورۂ کہف کی تلاوت کی، جس طرح وہ نازل ہوئی، تو یہ پڑھنے والے کے لیے روزِ قیامت اس کی اقامت گاہ سے مکہ تک نور کا سبب بنے گی اور جس نے اس سورت کی آخری دس آیات پڑھیں اور پھر دجال نکل آیا تو اسے کوئی نقصان نہ پہنچا سکے گا اور جس نے وضو کر کے یہ دعا پڑھی: اے اللہ! تو پاک ہے اپنی تعریفوں کے ساتھ، میں گواہی دیتا ہوں کہ تو ہی معبودِ برحق ہے، میں تجھ سے بخشش

رَقٍ، ثُمَّ جُعِلَ فِي طَابِعٍ، فَلَمْ يُكْسَرْ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ۔)) (الصحيحة: ٢٦٥١)

طلب کرتا ہوں اور تیری طرف رجوع کرتا ہوں۔ تو یہ کلمات ایک ورق میں لکھ کر مہر شدہ (حفاظت گاہ) میں رکھ دیے جاتے ہیں، جسے قیامت کے دن تک نہیں توڑا جا سکتا۔''

تخریج: أخرجه النسائي في "عمل اليوم و الليلة": ٨١ و ٩٥٢، والطبراني في "الأوسط": ١/ ٥/ ١ و الحاكم: ١/ ٥٦٤

شرح:...... اس میں سورۂ کہف کی مکمل اور آخری دس آیات کی تلاوت اور وضو کے بعد ایک دعا کی فضیلت کا بیان ہے۔

امام البانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((مَنْ حَفِظَ عَشْرَ آيَاتٍ مِنْ أَوَّلِ سُورَةِ الْكَهْفِ عُصِمَ مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ۔)) ...... ''جس نے سورۂ کہف کی شروع والی دس آیات یاد کر لیں، وہ دجال کے فتنے سے محفوظ رہے گا۔'' (مسند احمد: ٦/ ٤٤٩، صحيحه: ٥٨٢)

اس حدیث میں سورۂ کہف کی پہلی دس آیات کا ذکر ہے، جبکہ اوپر والی حدیث میں آخری دس آیات کا، (مختصر بحث کرنے کے بعد امام صاحب نے کہا:) سیدنا ابو درداء کی روایت سندی اعتبار سے راجح ہے، اس لیے اس پر عمل کیا جائے گا۔ (صحيحه: ٢٦٥١)

سیدنا نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال کا ذکر کیا اور پھر فرمایا: ((...... فَمَنْ أَدْرَكَهُ مِنْكُمْ فَلْيَقْرَأْ عَلَيْهِ فَوَاتِحَ سُورَةِ الْكَهْفِ فَإِنَّهَا جِوَارُكُمْ مِنْ فِتْنَتِهِ۔)) ...... ''تم میں سے جو آدمی دجال کو پالے تو وہ اس پر سورۂ کہف کی ابتدائی آیات پڑھ دے، یہ اس کے فتنے سے تمہارے لیے پناہ ہوں گی۔'' (ابوداود: ۴۳۲۱، اس کی اصل مسلم میں ہے، اس میں ''فانها......'' کے الفاظ نہیں ہیں۔)

سورۂ ملک کی فضیلت

(٢٩٣٦)۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ مَرْفُوْعًا: ((سُوْرَةُ تَبَارَكَ هِيَ الْمَانِعَةُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ۔)) (الصحيحة: ١١٤٠)

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''﴿تَبَارَكَ الَّذِي﴾ یعنی سورۂ ملک عذاب قبر کو روکنے والی ہے۔''

تخریج: أبو الشيخ في "طبقات الأصبهانيين" ٢٦٤، وأخرجه الحاكم: ٢/ ٤٩٨، واخرجه الحاكم موقوفا، وهو في حكم المرفوع

شرح:...... اس میں سورۂ ملک کی فضیلت ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو سونے سے پہلے سورۂ ملک اور سورۂ سجدہ کی تلاوت کرتے تھے۔ (ترمذی، نسائی)

سورۂ کافرون کی فضیلت

(٢٩٣٧)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((﴿قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ﴾ تَعْدِلُ رُبْعَ الْقُرْآنِ۔)) (الصحيحة:٥٨٦)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''﴿قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ﴾ یعنی سورۂ کافرون، قرآن مجید کے ایک چوتھائی حصے کے برابر ہے۔''

تخريج: أخرجه ابن عدى فى "الكامل": ٥٥/ ١ والحاكم: ١/ ٥٦٦۔ تلخيص

شرح: ...... رسول اللہ ﷺ طواف کے دوران اور فجر سے پہلے والی اور مغرب کے بعد والی دوسنتوں کی پہلی رکعت میں سورۂ کافرون کی اور دوسری رکعت میں سورۂ اخلاص کی تلاوت کرتے تھے۔ نیز سیدنا نوفل بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ان سے فرمایا: ((اِقْرَأْ قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ ثُمَّ نَمْ عَلٰى خَاتِمَتِهَا فَإِنَّهَا بَرَاءَةٌ مِنَ الشِّرْكِ۔)) ......''(رات کو سوتے وقت) یہ سورت پڑھو اور پھر سو جاؤ، بیشک اس میں شرک سے براءت ہے۔''
(ابوداود: ٥٠٥٥، ترمذی: ٣٤٠٣)

سورۂ اخلاص ایک تہائی قرآن ہے

(٢٩٣٨)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِحْشِدُوْا، فَإِنِّي سَأَقْرَأُ عَلَيْكُمْ ثُلُثَ الْقُرْآنِ۔)) فَحَشَدَ مَنْ حَشَدَ، ثُمَّ خَرَجَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ فَقَرَأَ: ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ﴾، ثُمَّ دَخَلَ، فَقَالَ بَعْضُنَا لِبَعْضٍ: إِنِّي أَرٰى هٰذَا خَبَرٌ جَاءَهُ مِنَ السَّمَاءِ، فَذَالِكَ الَّذِي أَدْخَلَهُ، ثُمَّ خَرَجَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((إِنِّي قُلْتُ لَكُمْ: سَأَقْرَأُ عَلَيْكُمْ ثُلُثَ الْقُرْآنِ، أَلَا إِنَّهَا تَعْدِلُ ثُلُثَ الْقُرْآنِ۔)) (الصحيحة: ٣٩٧٨)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جمع ہو جاؤ، میں تم پر ایک تہائی قرآن کی تلاوت کرنے لگا ہوں۔'' جمع ہونے والے جمع ہو گئے، آپ ﷺ تشریف لائے اور ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ﴾ کی تلاوت کر کے واپس چلے گئے۔ ہم ایک دوسرے کو کہنے لگے: ایسا لگتا ہے کہ آسمان سے کوئی (نئی) خبر آئی ہے جس نے آپ ﷺ کو گھر داخل کر دیا ہے، پھر نبی کریم ﷺ تشریف لائے اور فرمایا: ''میں نے تمہیں کہا تھا کہ میں تم پر ایک تہائی قرآن کی تلاوت کروں گا۔ آگاہ ہو جاؤ! (سورۂ اخلاص) ایک تہائی قرآن کے برابر ہے (جس کی تلاوت میں کر چکا ہوں)۔''

تخريج: أخرجه مسلم: ٢/ ٢٠٠، والترمذي: ٢٩٠٠، وأحمد: ٢/ ٤٢٩

شرح: ...... سورۂ اخلاص ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ﴾ ایک تہائی قرآنِ مجید کے برابر ہے۔ اس حدیث کی سب سے بہترین تفسیر یہ ہے:

قرآنِ مجید تین اساسی مقاصد پر مشتمل ہے:

(۱) اوامر و نواہی: اللہ تعالیٰ کے وہ عملی احکام جن میں واجبات، مستحبات، محرمات اور مکروہات کا ذکر ہے۔

(۲) اخبار وقصص: سابقہ انبیا ورسل اوران کی امتوں کے حالات وواقعات اور نیک و بد اعمال کی بنیاد پر وصول ہونے والے ثواب وعقاب کی تفاصیل۔

(۳) علم التوحید: اللہ تعالیٰ کی ذات اوراس کے اسما وصفات اوران کے تقاضوں کی تفصیل۔

سورۂ اخلاص مجمل طور پر تیسری قسم ''علم التوحید'' پر مشتمل ہے، اس لیے اس کو قرآن کا تہائی حصہ قرار دیا گیا۔

دس دفعہ سورۂ اخلاص تلاوت کرنے کا ثواب

(۲۹۳۹)۔ عَنْ مُعَاذِ بْنِ أَنَسٍ الْجُهَنِيِّ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ قَرَأَ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ حَتّٰى يَخْتِمَهَا عَشَرَ مَرَّاتٍ، بَنَى اللّٰهُ لَهُ قَصْرًا فِي الْجَنَّةِ۔)) فَقَالَ عُمَرُ: إِذَنْ نَسْتَكْثِرُ قُصُوْرًا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! فَقَالَ: ((اَللّٰهُ اَكْثَرُ وَاَطْيَبُ۔)) (الصحيحة: ٥٨٩)

سیدنا معاذ بن انس جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ یعنی سورۂ اخلاص آخر تک دس مرتبہ پڑھے گا، اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں ایک محل تعمیر کرے گا۔'' سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! پھر تو ہم بہت سے محلات حاصل کر سکتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ بھی بہت زیادہ اور بہت عمدہ عطا کرنے والا ہے۔''

تخريج: أخرجه أحمد: ٣/ ٤٣٧، والعقيلي في "الضعفاء": ١٤٧

شرح:...... اس میں سورۂ اخلاص، جس کو ایک تہائی قرآن قرار دیا گیا ہے، کی فضیلت وعظمت اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کی وسعت کا بیان ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جنت میں لے جانے والے تمام اسباب کی نشاندہی فرما دی ہے۔ دیکھئے! ہم کس قدر اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مستفید ہوتے ہیں۔

سورۂ فلق اور سورۂ ناس کی فضیلت

(۲۹٤٠)۔ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((أُنْزِلَ عَلَيَّ آيَاتٌ لَمْ يُرَ مِثْلُهُنَّ قَطُّ: ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ اِلَى آخِرِ السُّوْرَةِ، وَ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ اِلَى آخِرِ السُّوْرَةِ۔)) (الصحيحة: ٣٤٩٩)

سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''مجھ پر ایسی آیات نازل ہوئیں جو (تعوذ کے باب میں) بے مثال ہیں، اور وہ ہیں: ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ سورت کے آخر تک اور ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ سورت کے آخر تک۔''

تخريج: أخرجه مسلم: ٢/ ٢٠٠، والدارمي: ٢/ ٤٦٢، والترمذي: ٢٩٠٢، ٣٣٦٧، والنسائي: ١/ ١٥١ و ٢/ ٣١٣۔ والسياق له۔ وأحمد: ٤/ ١٤٤، ١٥٠، ١٥١، ١٥٢، وأبوداود: ١٤٦٢

شرح:...... یہ سورتیں ''باب التعوّذ'' میں بے مثال ہیں۔ نبی کریم ﷺ انسانوں اور جنوں کی نظر سے پناہ

مانگا کرتے تھے، جب یہ دو سورتیں نازل ہوئیں تو آپ ﷺ نے ان کو پڑھنے کا معمول بنا لیا اور باقی چیزیں چھوڑ دیں۔ (ترمذی)

(۲۹۴۱)۔ عَنِ ابْنِ عَائِشٍ الْجُهَنِيِّ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَهُ: ((يَا ابْنَ عَابِسٍ! اَلَا أُخْبِرُكَ بِاَفْضَلِ مَاتَعَوَّذَ بِهِ الْمُتَعَوِّذُوْنَ؟ قَالَ: بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ وَ ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ هَاتَيْنِ السُّوْرَتَيْنِ۔)) (الصحيحة: ۱۱۰٤)

سیدنا ابن عائش جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: ''ابن عابس! کیا میں تجھے وہ افضل (ذکر) نہ بتاؤں جس کے ساتھ پناہ مانگنے والے پناہ مانگتے ہیں؟'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیوں نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ دو سورتیں ہیں: سورۂ فلق ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ اور سورۂ ناس ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾۔''

تخريج: أخرجه النسائي: ۲/ ۳۱۲، وابن سعد: ۲/ ۲۱۲، وأحمد: ٤/ ۱٥۳

شرح:...... اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرنے اور کسی کو اللہ تعالیٰ کی پناہ میں دینے کے سلسلے میں یہ دو سورتیں بے مثال اور لاثانی ہیں۔ جب نبی کریم ﷺ پر جادو ہوا تھا تو ان ہی دو سورتوں کے ذریعے آپ ﷺ کا علاج کیا گیا تھا۔

(۲۹٤۲)۔ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ، قَالَ: لَقِيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ لِيْ: ((يَا عُقْبَةُ بْنُ عَامِرٍ! صِلْ مَنْ قَطَعَكَ، وَأَعْطِ مَنْ حَرَّمَكَ، وَاعْفُ عَمَّنْ ظَلَمَكَ۔)) قَالَ: ثُمَّ اَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ لِيْ: ((يَا عُقْبَةُ بْنُ عَامِرٍ! اَمْلِكْ لِسَانَكَ، وَابْكِ عَلٰى خَطِيْئَتِكَ، وَلْيَسَعْكَ بَيْتُكَ۔)) قَالَ: ثُمَّ لَقِيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ لِي: ((يَا عُقْبَةُ بْنُ عَامِرٍ! اَلَا اُعَلِّمُكَ سُوَرًا مَا اُنْزِلَتْ فِي التَّوْرَاةِ وَلَا فِي الزَّبُوْرِ وَلَا فِي الْاِنْجِيْلِ وَلَا فِي الْفُرْقَانِ مِثْلُهُنَّ، لَا يَأْتِيْ عَلَيْكَ لَيْلَةٌ اِلَّا قَرَاْتَهُنَّ فِيْهَا: قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ وَ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ وَ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ۔)) (الصحيحة: ۲۸٦۱)

سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میری رسول اللہ ﷺ سے ملاقات ہوئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے عقبہ بن عامر! جو تجھ سے قطع رحمی کرے، اس سے صلہ رحمی کر۔ جو تجھے محروم کرے، تو اسے عطا کر۔ جو تجھ پر ظلم کرے، تو اسے معاف کر۔'' میں پھر ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''عقبہ بن عامر! اپنی زبان کو قابو میں رکھ، اپنی غلطیوں پر رو اور تیرا گھر تجھے اپنے اندر سما لے (ضرورت کے بغیر گھر سے نہ نکل)۔'' بعد میں جب (تیسری دفعہ) ملاقات ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''عقبہ بن عامر! کیا میں تجھے ایسی سورتوں کی تعلیم دوں کہ ان جیسی سورتیں نہ تورات میں نازل ہوئیں، نہ زبور میں، نہ انجیل میں اور نہ قرآن مجید (کے بقیہ حصے) میں، ہر رات ان کی تلاوت ضرور کیا کر، وہ سورتیں یہ ہیں: سورۂ اخلاص ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾، سورۂ فلق ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ اور سورۂ ناس ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾۔''

تخريج: أخرجه أحمد: ٤/ ١٥٨

شــــرح:...... حدیث کے پہلے نصف میں رسول اللہ ﷺ کی بیش قیمت چھ مفید نصائح ہیں اور دوسرے نصف میں سورۂ اخلاص، سورۂ فلق اور سورۂ ناس کی فضیلت وعظمت کا بیان ہے۔

آپ ﷺ پر جادو اور اس کا توڑ
انبیا ورسل جادو سے متاثر ہو سکتے تھے

(٢٩٤٣)۔ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ رَجُلٌ مِنَ الْيَهُودِ يَدْخُلُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَكَانَ يَأْمَنُهُ، فَعَقَدَ لَهُ عُقَدًا، فَوَضَعَهُ فِي بِئْرِ رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ، فَاشْتَكٰى لِذٰلِكَ أَيَّامًا، (وَفِي حَدِيثِ عَائِشَةَ: سِتَّةَ أَشْهُرٍ)، فَأَتَاهُ مَلَكَانِ يَعُودَانِهِ، وَقَعَدَ أَحَدُهُمَا عِنْدَ رَأْسِهِ، وَالْآخَرُ عِنْدَ رِجْلَيْهِ، وَقَالَ أَحَدُهُمَا: أَتَدْرِي مَا وَجَعُهُ؟ قَالَ: فُلَانٌ الَّذِي كَانَ يَدْخُلُ عَلَيْهِ عَقَدَ لَهُ عُقَدًا، فَأَلْقَاهُ فِي بِئْرِ فُلَانٍ الْأَنْصَارِيِّ، فَلَوْ أَرْسَلَ إِلَيْهِ رَجُلًا، وَأَخَذَ مِنْهُ الْعُقَدَ لَوَجَدَ الْمَاءَ قَدِ اصْفَرَّ۔ فَأَتَاهُ جِبْرِيلُ فَنَزَلَ عَلَيْهِ بِـ(الْمُعَوِّذَتَيْنِ)، وَقَالَ: إِنَّ رَجُلًا مِنَ الْيَهُودِ سَحَرَكَ، وَالسِّحْرُ فِي بِئْرِ فُلَانٍ، قَالَ فَبَعَثَ رَجُلًا (وَفِي طَرِيقٍ أُخْرٰى: فَبَعَثَ عَلِيًّا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ) فَوَجَدَ الْمَاءَ قَدِ اصْفَرَّ فَأَخَذَ الْعُقَدَ فَجَاءَ بِهَا، فَأَمَرَهُ أَنْ يَحِلَّ الْعُقَدَ وَيَقْرَأَ آيَةً، فَحَلَّهَا، فَجَعَلَ يَقْرَأُ وَيَحِلُّ، فَجَعَلَ كُلَّمَا حَلَّ عُقْدَةً وَجَدَ لِذٰلِكَ خِفَّةً فَبَرَأَ، (وَفِي الطَّرِيقِ الْأُخْرٰى: فَقَامَ

سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک یہودی، نبی کریم ﷺ کے پاس آتا تھا، آپ ﷺ اس پر اعتماد کرتے تھے، اس نے (آپ ﷺ پر جادو کرنے کے لیے) گرہیں لگائیں اور اس عمل کو ایک انصاری کے کنویں میں رکھ دیا۔ اس وجہ سے آپ ﷺ کچھ دن (سیدہ عائشہ کی حدیث کے مطابق چھ مہینے) بیمار رہے۔ آپ ﷺ کی تیمارداری کرنے کے لیے دو فرشتے آئے، ایک آپ ﷺ کے سر کے پاس اور دوسرا ٹانگوں کے پاس بیٹھ گیا۔ ایک نے دوسرے سے پوچھا: کیا تجھے علم ہے کہ آپ ﷺ کو کیا تکلیف ہے؟ اس نے جواب دیا: فلاں (یہودی)، جو آپ ﷺ کے پاس آیا کرتا تھا، نے گرہیں لگائیں اور فلاں انصاری کے کنویں میں اپنا عمل رکھ دیا، اگر وہ گرہیں لانے کے کسی آدمی کو وہاں بھیجا جائے تو وہ کنویں کے پانی کو زرد پائے گا۔ حضرت جبریل (علیہ السلام) آپ ﷺ کے پاس معوذتین (سورۂ فلق اور سورۂ ناس) لے کر تشریف لائے اور کہا: فلاں یہودی نے آپ پر جادو کیا ہے اور جادو کا عمل فلاں کنویں میں ہے۔ آپ ﷺ نے ایک آدمی (ایک روایت کے مطابق سیدنا علی رضی اللہ عنہ) کو بھیجا، انھوں نے دیکھا کہ پانی زرد ہو چکا تھا، وہ گرہیں لے کر واپس آ گئے۔ حضرت جبریل (علیہ السلام) نے آپ ﷺ کو حکم دیا کہ ایک ایک آیت پڑھ کر ایک ایک گرہ کھولتے جائیں، آپ ﷺ

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كَأَنَّمَا نُشِطَ مِنْ عِقَالٍ)، وَكَانَ الرَّجُلُ بَعْدَ ذٰلِكَ يَدْخُلُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَلَمْ يَذْكُرْ لَهُ شَيْئًا، وَلَمْ يُعَاتِبْهُ قَطُّ حَتّٰى مَاتَ۔ (الصحيحة:٢٧٦١)

نے ایک گرہ کھولی، پھر ایک ایک آیت پڑھ کر گرہیں کھولتے گئے، جونہی گرہ کھلتی تھی، آپ ﷺ خِفّت محسوس کرتے تھے، بالآخر صحت یاب ہو گئے اور ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ ایسے کھڑے ہوئے، گویا کہ (رسیوں میں جکڑے ہوئے تھے) اور رسیاں کھول کر آزاد کر دیا ہو۔ وہی (یہودی جادوگر) اس وقوعہ کے بعد نبی کریم ﷺ کے پاس آتا تھا، لیکن آپ ﷺ نے اس کے سامنے کسی چیز کا ذکر نہیں کیا اور نہ اسے کبھی ڈانٹ ڈپٹ کی، یہاں تک کہ وہ مر گیا۔

تخریج: وله طريقان: الأول: أخرجه الطبراني في"المعجم الكبير": ٥/ ٢٠١/ ٥٠١١، والسياق له، والحاكم: ٤/ ٣٦٠،

الثاني: أخرجه النسائي في"السنن": ٢/ ١٧٢، وابن شيبة أبي في"المصنف": ٨/ ٢٩/ ٣٥٦٩، وأحمد: ٤/ ٣٦٧، وعبد بن حميد في"المنتخب من المسند": ق٤٠/ ١-٢، والطبراني أيضا: ٥/ ٢٠٢/ ٥٠١٣، ٥٠١٦،

وأخرج البخاري: ٣٢٦٨، ومسلم: ٧/ ١٤ و غيرهما واقعة سحر النبي ﷺ عن السيدة عائشة ﷺ

شرح:..... جادو کا اثر برحق ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ پر جادو ہو گیا تھا۔ سورۂ فلق اور سورۂ ناس کے ذریعے اس کے اثر کو باطل کر دیا گیا۔

جب فرعون نے حضرت موسی علیہ السلام اور دوسرے جادوگروں کا مقابلہ کروایا تو حضرت موسی علیہ السلام پر بھی ان کے جادو کا اثر ہو گیا تھا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿فَاِذَا حِبَالُهُمْ وَ عِصِيُّهُمْ يُخَيَّلُ اِلَيْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ اَنَّهَا تَسْعٰى ۝ فَاَوْجَسَ فِيْ نَفْسِهٖ خِيْفَةً مُّوْسٰى﴾ (سورۂ طه: ٦٦، ٦٧) ..... ''اب تو موسی کو یہ خیال گزرنے لگا کہ ان کی رسیاں اور لکڑیاں ان کے جادو کے زور سے دوڑ بھاگ رہی ہیں، پس موسی نے اپنے دل ہی دل میں ڈر محسوس کیا۔''

حضرت موسی علیہ السلام کا دہشت ناک منظر دیکھ کر خوف زدہ ہو جانا ایک طبعی چیز تھی، جو کمال نبوت کے منافی ہے نہ عصمت کے۔ کیونکہ نبی بھی بشر ہی ہوتا ہے اور بشریت کے طبعی تقاضوں سے نہ وہ بالا ہوتا ہے نہ ہو سکتا ہے۔ جس طرح انبیا کو دیگر انسانی عوارض لاحق ہوتے ہیں یا ہو سکتے ہیں، اسی طرح وہ جادو سے بھی متاثر ہو سکتے ہیں۔

اور اللہ تعالیٰ نے جب سورۂ بقرہ میں جادو اور اس کی تعلیم وغیرہ کا ذکر کیا تو صرف ایک استثنا کرتے ہوئے فرمایا: ﴿وَ مَا هُمْ بِضَآرِّيْنَ بِهٖ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ﴾ (سورۂ بقرہ: ١٠٢) ..... ''اور وہ (جادوگر) بغیر اللہ تعالیٰ کی مرضی کے کسی کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے۔''

جادو کے اس باب میں اس کے علاوہ کوئی استثنائی صورت پیش کی نہ ہماری شریعت میں انبیا و رسل کو مستثنی ٹھہرایا گیا، جبکہ حضرت موسی علیہ السلام جیسے ذوالعزم پیغمبر پر جادو کا اثر بھی ثابت ہو چکا ہے۔

اصل مصیبت یہ ہے کہ بسا اوقات ہمارا طبعی مزاج ہم پر غالب آ جاتا ہے۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ ہمارے قلوب و اذہان میں انبیا و رسل اور بالخصوص حضرت محمد ﷺ کا عظیم مقام و مرتبہ راسخ ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ جادو سے اس مرتبہ میں کمی آ جائے گی۔ یہ محض ہماری فطرت کا فیصلہ ہے، نہ کہ شریعت ہے۔ ہماری طبیعت، شریعت کے تابع ہونی چاہیے۔

قرآن مجید سات لغات پر نازل ہوا

(٢٩٤٤)۔ عَنْ اَنَسٍ مَرْفُوْعًا: ((اِقْرَأْ الْقُرْآنَ عَلٰی سَبْعَةِ اَحْرُفٍ كُلُّهَا شَافٍ كَافٍ۔)) (الصحيحة:٢٥٨١)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم قرآن کو سات لہجوں پر پڑھ سکتے ہو، ہر ایک لہجہ اطمینان بخش اور کفایت بخش ہے۔''

تخريج: رواه الحربي في "غريب الحديث": ٥/ ١٤٢/ ٢، وأخرجه احمد: ٥/ ١١٤ عن انس ان ابيا قال: ......، وتمام الحديث في النسائي: ١/ ١٥٠

شرح :...... امام البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں: اس حدیث اور اس کے شواہد سے معلوم ہوا کہ ''سبعۃ احرف'' سے مراد سات لغات ہیں، جن کی مدد سے ایک لفظ یا ایک کلمہ کو سات لغات میں بیان کیا جا سکتا ہے، ان لغات میں الفاظ مختلف ہوتے ہیں اور معانی متحد۔ امام طبری نے اپنی تفسیر کے مقدمہ میں اس کی کافی و شافی وضاحت کی ہے اور یہ بھی ثابت کیا کہ (سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد میں) پوری امت ایک لغت پر متحد ہوگئی اور باقی چھ کو ترک کر دیا اور ایسا کرنے سے قرآن مجید کے کسی حصہ میں کوئی نسخ یا نقصان نہیں ہوا۔ آج قرآن مجید قراءت کے جس انداز پر مشتمل ہے، یہ وہی ہے جس پر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو جمع کیا تھا، بہرحال انھوں نے بڑی عمدہ، پائیدار اور مفید کلام کی ہے، اس کا مراجعہ کرنا چاہیے۔ (صحیحہ: ٢٥٨١)

(٢٩٤٥)۔ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ: مَاحَكَّ فِيْ نَفْسِيْ شَيْءٌ مُنْذُ اَسْلَمْتُ، اِلَّا اَنِّيْ قَرَأْتُ آيَةً وَقَرَأَهَا آخَرُ غَيْرَ قِرَاءَتِيْ۔ فَقُلْتُ: اَقْرَأَنِيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَقَالَ صَاحِبِيْ: اَقْرَأَنِيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَاَتَيْنَاهُ فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اَقْرَأْتَنِيْ آيَةَ كَذَا؟ قَالَ: ((نَعَمْ۔)) وَقَالَ صَاحِبِيْ: اَقْرَأْتَنِيْهَا كَذَا؟ قَالَ: ((نَعَمْ،

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ، سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، انھوں نے کہا: قبولیتِ اسلام کے بعد میرے دل میں کوئی وسوسہ پیدا نہیں ہوا، لیکن ایک دن ایسا ہوا کہ میں نے ایک آیت پڑھی اور ایک دوسرے آدمی نے وہی آیت کسی اور لہجے میں پڑھی۔ میں نے کہا: مجھے رسول اللہ ﷺ نے پڑھائی۔ اس آدمی نے کہا: مجھے بھی رسول اللہ ﷺ نے سکھائی۔ ہم دونوں آپ ﷺ کے پاس گئے۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ نے مجھے فلاں آیت اس لہجے میں

اَتَانِي جِبْرِيْلُ وَمِيْكَائِيْلُ، فَجَلَسَ جِبْرِيْلُ عَنْ يَمِيْنِي، وَجَلَسَ مِيْكَائِيْلُ عَنْ يَسَارِي فَقَالَ: اِقْرَأْ عَلَى حَرْفٍ فَقَالَ مِيْكَائِيْلُ: اِسْتَزِدْهُ فَقَالَ: اِقْرَءِ الْقُرْآنَ عَلَى حَرْفَيْنِ۔ قَالَ: اِسْتَزِدْهُ۔ حَتَّى بَلَغَ سَبْعَةَ اَحْرُفٍ، قَالَ: وَكُلٌّ كَافٍ شَافٍ۔))

(الصحيحة:٨٤٣)

پڑھائی تھی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں''۔ دوسرے آدمی نے کہا: کیا آپ نے مجھے اس طرح نہیں پڑھایا تھا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں'' میرے پاس جرائیل اور میکائیل آئے تھے۔ جرائیل میری دائیں جانب بیٹھ گئے اور میکائیل بائیں جانب تو جرائیل نے کہا ایک لب ولہجہ کے ساتھ قرآن پڑھیں اس پر میکائیل نے کہا۔ مزید کی گنجائش دیجیے، پھر جرائیل نے کہا دو لہجوں کے ساتھ قرآن پڑھیے۔ میکائیل گویا ہوئے، مزید کی اجازت دیجیے۔ (تکرار کا یہ سلسلہ چلتا رہا) یہاں تک کہ سات لہجات کے ساتھ قرآن پڑھنے کی اجازت مل گئی اور جرائیل نے کہا۔ ان میں سے ہر لہجہ مکمل اور کافی ہونے والا ہے۔''

تخریج:أخرجه النسائي :١/ ٥٠، والطحاوي في "المشكل": ٤/ ١٨٩، وأحمد: ٥/ ١١٤، ١٢٢، ١٢٥، وابوداود في "سننه": ١/ ٢٣٢

(٢٩٤٦)۔ عَنْ اَبِي وَائِلٍ، قَالَ: خَطَبَنَا ابْنُ مَسْعُوْدٍ فَقَالَ: كَيْفَ تَأْمُرُوْنِي اَقْرَأُ عَلَى قِرَاءَةِ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ بَعْدَ مَاقَرَأْتُ مِنْ فِي رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِضْعًا وَّسَبْعِيْنَ سُوْرَةً، وَاِنَّ زَيْدًا مَعَ الْغِلْمَانِ لَهُ ذُؤَابَتَانِ؟

(الصحيحة:٣٠٢٧)

ابو وائل کہتے ہیں: سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیا، اس میں کہا: جب میں نے خود رسول اللہ ﷺ سے بہتر چوہتر سورتیں پڑھیں، تو تم مجھے کیسے کہتے ہو کہ میں زید بن ثابت کی قرائت اختیار کروں، حالانکہ اس وقت زید لڑکوں کے ساتھ ہوتا تھا اور اس کی بالوں کی دو لٹیں بھی تھیں؟

تخریج: أخرجه النسائي:٢/ ٢٧٧، وأخرجه احمد: ١/ ٤١١ دون الطرف الاول منه، وهو عند البخاري: ٥٠٠٠، ومسلم: ٧/ ١٤٨ بلفظ: والله لقد أخذت من في رسول الله ﷺ بضعا و سبعين سورة، والله لقد علم اصحاب النبي ﷺ أني من أعلمهم بكتاب الله، وما أنا بخيرهم۔

شرح :.....قرآن مجید چونکہ سات لغات پر نازل ہوا، اس لیے سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ دونوں کی قراءتیں درست تھیں۔ فرزندانِ امت کو نزاع واختلاف سے بچانے کے لیے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے ایک لغت، جس پر اب قرآن مجید مشتمل ہے، کے علاوہ باقی لغات ضائع کر دیں تھیں۔ لیکن سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ یہ فیصلہ تسلیم نہ کیا اور اپنی لغت پر برقرار رہے۔

(٢٩٤٧)۔ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((كَانَ الْكِتَابُ الْاَوَّلُ يَنْزِلُ

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پہلی کتابیں ایک دروازے سے ایک

مِنْ بَابٍ وَاحِدٍ عَلٰى حَرْفٍ وَاحِدٍ وَنَزَلَ الْقُرْآنُ مِنْ سَبْعَةِ أَبْوَابٍ عَلٰى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ۔)) (الصحيحة:٥٨٧)

لہجے پر نازل ہوتی تھیں اور قرآن مجید سات دروازوں سے سات لہجوں پر نازل ہوا۔"

تخريج: أخرجه الطحاوى فى "مشكل الآثار": ٤/ ١٨٤۔١٨٥، وابن جرير الطبرى فى "التفسير": ١/ ٥٣، والحاكم: ١/ ٥٥٣، وابن حبان: ١٧٨٢، والهروى فى "ذم الكلام": ٦٢/ ٢، وابن عبدالبر فى "التمهيد": ٨/ ٢٧٥

شرح :...... قرآن مجید سات لہجوں یعنی سات لغات پر نازل ہوا، ان لغات کے الفاظ میں فرق ہوتا تھا، لیکن معنی و مفہوم ایک ہوتا ہے۔

(٢٩٤٨)۔ عَنْ أَبِي قَيْسٍ مَوْلٰى عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، قَالَ: سَمِعَ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ رَجُلاً يَقْرَأُ آيَةً مِنَ الْقُرْآنِ، فَقَالَ: مَنْ أَقْرَأَكَهَا؟ قَالَ: رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ۔ قَالَ: فَقَدْ أَقْرَأَنِيهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى غَيْرِ هٰذَا۔ فَذَهَبَا إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ أَحَدُهُمَا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! آيَةٌ، كَذَا وَكَذَا، ثُمَّ قَرَأَهَا، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((هٰكَذَا أُنْزِلَتْ۔)) فَقَالَ الْآخَرُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! فَقَرَأَهَا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: أَلَيْسَ هٰكَذَا؟ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((هٰكَذَا أُنْزِلَتْ۔)) فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ هٰذَا الْقُرْآنَ أُنْزِلَ عَلٰى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ، فَأَيُّ ذٰلِكَ قَرَأْتُمْ أَحْسَنْتُمْ (وَفِي رِوَايَةٍ: أَصَبْتُمْ)، وَلَا تُمَارُوْا فِيْهِ، فَإِنَّ الْمِرَاءَ فِيْهِ كُفْرٌ۔)) (الصحيحة: ١٥٢٢)

ابو قیس، جو عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے غلام تھے، بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے کسی آدمی کو قرآن مجید کی ایک آیت تلاوت کرتے سنا اور پوچھا: تجھے کس نے یہ آیت پڑھائی ہے؟ اس نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے۔ انھوں نے کہا: مجھے بھی رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت پڑھائی ہے، لیکن کسی اور انداز میں۔ وہ دونوں رسول اللہ ﷺ کے پاس گئے اور ایک نے کہا: اے اللہ کے رسول! فلاں آیت۔ پھر اس نے اس کی تلاوت کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ ایسے ہی نازل ہوئی (جیسے تو نے پڑھی ہے)۔ دوسرے نے کہا: اے اللہ کے رسول! پھر اس نے وہی آیت (دوسرے انداز میں) پڑھی اور کہا: اے اللہ کے رسول! کیا یہ آیت اس طرح نازل نہیں ہوئی (جس طرح میں نے پڑھی)؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اسی طرح نازل ہوئی ہے۔ پھر آپ ﷺ نے (حتمی فیصلہ دیتے ہوئے) فرمایا: "بلاشبہ یہ قرآن مجید سات لہجوں پر نازل ہوا، جس لہجے پر پڑھو گے، درست پڑھو گے۔ (بس یاد رکھو کہ) قرآن مجید کے معاملے میں جھگڑنا نہیں، کیونکہ ایسا جھگڑا کفر ہے۔"

تخريج: أخرجه أحمد: ٤/ ٢٠٤، ٢٠٥، والطبرانى فى "المعجم الكبير": ٨٦٤٢۔٨٦٤٥

شرح :...... دونوں صحابہ ایک آیت کے الفاظ کو مختلف انداز میں ادا کر رہے تھے، جبکہ دونوں کا معنی و مفہوم ایک تھا۔ سات لغات کا یہی مفہوم ہے۔ اب صرف ایک لغت باقی ہے، جس میں ہم قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہیں۔

(۲۹۴۹)۔ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اِنَّ هٰذَا الْقُرْآنَ أُنْزِلَ عَلٰى سَبْعَةِ اَحْرُفٍ، فَاقْرَؤُوْا وَلَا حَرَجَ، وَلٰكِنْ لَا تَخْتِمُوْا ذِكْرَ رَحْمَةٍ بِعَذَابٍ، وَلَا ذِكْرَ عَذَابٍ بِرَحْمَةٍ۔)) (الصحيحة:١٢٨٧)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”یہ قرآن سات لہجوں پر نازل ہوا، اس کی تلاوت کیا کرو، (کسی لہجے میں) کوئی حرج نہیں، (اتنی بات ضرور ہے کہ) رحمت کے ذکر کو عذاب کے ساتھ اور عذاب کے ذکر کو رحمت کے ساتھ ختم نہ کرو۔“

تخريج: رواه الطبراني في"التفسير"١/ ٤٥ رقم ٤٥، وأبو الفضل الرازي في "معاني أنزل القرآن علي سبعة أحرف" ق ٦٨/ ٢

شرح :...... قرآن مجید سات لغات پر نازل ہوا، اس کا مطلب یہ تھا کہ آیات کے الفاظ اور کلمات مختلف ہوتے تھے لیکن معنی ایک ہی ہوتا تھا، سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے امت کے لیے عظیم مصلحت کی خاطر صرف ایک لغت کو باقی رکھا اور باقی چھ لغات کو ضائع کر دیا۔ اب ہمارے پاس قرآن مجید کی صرف ایک لغت ہے، جو ہم تلاوت کرتے ہیں۔

پنجابی ایک زبان ہے، لیکن اس کے لہجے مختلف ہیں، اس مثال کو سامنے رکھ کر عرب قبیلوں کے لہجوں کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔

کتنے ایام میں مکمل قرآن مجید کی تلاوت کی جائے

(۲۹۵۰)۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَهُ: ((اِقْرَءِ الْقُرْآنَ فِي اَرْبَعِيْنَ، ثُمَّ فِي شَهْرٍ، ثُمَّ فِي عِشْرِيْنَ، ثُمَّ فِي خَمْسَ عَشْرَةَ، ثُمَّ فِي عَشْرٍ، ثُمَّ فِي سَبْعٍ۔)) قَالَ: انْتَهٰى اِلٰى سَبْعٍ۔)) (الصحيحة:١٥١٢)

سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے مجھے فرمایا: ”چالیس دنوں میں قرآن مجید پڑھا کر، چلو تیس دنوں میں پڑھ لیا کر، چلو بیس دنوں میں سہی، نہیں تو پندرہ ایام میں، نہیں تو دس ایام میں سہی، یا پھر سات دنوں میں۔“ آپ ﷺ نے سات دنوں پر بات کو بند کر دیا۔

تخريج: أخرجه الترمذي: ٢/ ١٥٦، وفى بعض الطرق انه انتهى الى ثلاث، فراجع مسند الامام احمد: ٢/ ١٥٨/ ١٦٢/ ١٦٣/ ١٦٤، ١٦٥، ١٨٨، ١٨٩، ١٩٣، ١٩٥، ١٩٩، ٢٠٠، ٢١٦

شرح :...... جن احادیث میں صحابہ کے دریافت کرنے پر آپ ﷺ نے چالیس دنوں میں قرآن مجید کی تلاوت مکمل کرنے کی تلقین کی ہے، اس کی روشنی میں اسحاق بن ابراہیم کہتے ہیں:

ولانحب للرجل ان ياتى عليه اكثر من اربعين يوما ولم يقرأ القرآن بهذ الحديث۔

ہم اس حدیث کی روشنی میں کسی آدمی کے لیے یہ پسند نہیں کرتے کہ چالیس دن گزر جائیں اور اس نے مکمل قرآن مجید کی تلاوت نہ کی ہو۔ (ترمذی)

(۲۹۵۱)۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! فِي كَمْ اَقْرَأُ الْقُرْآنَ؟ قَالَ: ((اِقْرَأْهُ فِي كُلِّ شَهْرٍ۔)) قَالَ: قُلْتُ: اِنِّيْ اَقْوٰى عَلٰى اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ۔ قَالَ: ((اِقْرَأْهُ فِي خَمْسٍ وَعِشْرِيْنَ...... اِقْرَأْهُ فِي خَمْسَ عَشَرَةَ...... اِقْرَأْهُ فِي سَبْعٍ، لَا يَفْقَهُهُ مَنْ يَقْرَؤُهُ فِي اَقَلَّ مِنْ ثَلَاثٍ۔))

(الصحيحة: ١٥١٣)

سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے کتنے دنوں میں قرآن مجید کی تلاوت مکمل کرنی چاہیے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ہر ماہ میں مکمل قرآن مجید پڑھ لیا کر۔“ میں نے کہا: میں اس سے زیادہ پڑھنے پر قدرت رکھتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو پھر پچیس دنوں میں سہی۔“ ......”یا پھر بیس دنوں میں۔“ ......”چلو پندرہ دنوں میں سہی۔“ ......”نہیں تو سات دنوں میں، (اتنی بات ضرور ہے کہ) جس نے تین ایام سے کم عرصہ میں قرآن مجید کو مکمل کر لیا، اس نے سمجھا نہیں۔

تخريج: أخرجه الأمام أحمد: ٢/ ١٦٥، ١٨٩، وأخرجه ابوداود باختصار و للطيالسي الجملة الاخيرة منه

شرح :...... جہاں اس حدیث میں قرآن مجید کی تلاوت کی تکمیل کے لیے مدت کا تعین کر دیا ہے، وہاں تین ایام سے کم ختم کرنے کی وجہ سے اس چیز کی وضاحت ہو رہی ہے کہ تلاوتِ قرآن سے مقصود قرآن فہمی ہے۔ لیکن عصر حاضر میں بالخصوص عجموں میں فہمِ قرآن کا جنازہ اٹھ چکا ہے، ہر بندہ خود بھی بغیر سوچے سمجھے قرآن مجید کی تلاوت کر رہا ہے اور اپنی اولاد کو اسی انداز کا عادی بنا رہا ہے۔ یاد رہے کہ قرآن مجید ایسے سنہری قوانین وضوابط کا مجموعہ ہے، جن کی روشنی میں زندگی کو بہترین سانچے میں ڈھالا جا سکتا ہے اور قوانین کو بغیر سوچے سمجھے پڑھا نہیں جاتا، بلکہ ان کو سمجھ کر ان پر عمل کیا جاتا ہے۔

(۲۹۵۲)۔ عَنْ عَائِشَةَ، قَالَ: كَانَ ﷺ لَايَقْرَأُ الْقُرْآنَ فِي اَقَلَّ مِنْ ثَلَاثٍ۔

(الصحيحة: ٢٤٦٦)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین دنوں سے کم میں قرآن مجید کی تلاوت مکمل نہیں کرتے تھے۔

تخريج: أخرجه ابن سعد فى "الطبقات": ١/ ٣٧٦، وابو الشيخ فى "اخلاق النبى ﷺ": صـ ٢٨٠

شرح :...... قرآن مجید کو تین ایام سے کم مدت میں ختم کرنے سے اس لیے روکا گیا کہ قاری بغیر سمجھے تلاوت کرتا جائے گا، لیکن افسوس کہ ہم تین نہیں، تیس یا تین سو دنوں میں بھی ختم کر لیں، پھر بھی ہمیں سمجھ نہیں آتا۔

آیت کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سیدنا ابی رضی اللہ عنہ سے سوال

(۲۹۵۳)۔ عَنِ ابْنِ اَبْزٰى، عَنْ اَبِيْهِ، اَنَّ

ابن ابزی اپنے باپ ابزی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ

النَّبِيَّ ﷺ أَغْفَلَ آيَةً ، فَلَمَّا صَلَّى قَالَ: ((أَوْفِي الْقَوْمِ أُبَيٌّ؟)) فَقَالَ أُبَيٌّ: آيَةُ كَذَا نُسِخَتْ أَمْ نَسِيتَهَا؟ قَالَ: ((بَلْ أُنْسِيتُهَا.)) (الصحيحة:٢٥٧٩)

(ایک روز) نبی کریم ﷺ نے ایک آیت کونظر انداز کر دیا، نماز سے فراغت کے بعد پوچھا: ''آیا لوگوں میں اُبی موجود ہے؟'' سیدنا اُبی رضی اللہ عنہ نے پوچھا: فلاں آیت منسوخ ہو گئی ہے یا آپ بھول گئے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''بلکہ مجھے بھلا دی گئی ہے۔''

تخریج: رواہ الحربی فی "الغریب":٥/ ١٨٤/ ٢

شــــرح :...... نبی کریم ﷺ نماز میں مختلف انداز میں کئی دفعہ بھولے ہیں، بعض مثالوں کا تذکرہ "الاذان والصلوۃ" میں ہو چکا ہے۔ آپ ﷺ نے خود یہ وجہ بیان کی ہے: میں تمہاری طرح بشر ہوں اور بھول جاتا ہوں جیسے تم بھول جاتے ہو، اگر آئندہ ایسا ہو تو مجھے یاد کرا دیا کرو۔ لیکن ان مثالوں سے یہ لازم نہیں آتا کہ آپ ﷺ کسی شرعی امر کو مستقل طور پر بھول گئے ہوں۔

امام البانی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں: قراءت میں التباس کی صورت میں امام کو لقمہ دینے کی اس حدیث میں واضح دلالت موجود ہے۔ بعض مسلک والوں کا خیال ہے مقتدی امام کو لقمہ دینے سے پہلے قراءت کی نیت کرے، اس رائے کو بیان کر دینا ہی اس کے مردود ہونے کے لیے کافی ہے۔ (صحیحہ : ٢٥٧٩)

نماز میں امام کو لقمہ دینا درست ہے، مزید دلائل درج ذیل ہیں:

سیدنا مسور بن یزید مالکی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک جہری نماز پڑھی، آپ ﷺ نے قراءت کے دوران (قرآن کے ایک حصے) کی تلاوت نہ کی۔ (نماز سے فراغت کے بعد) ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ نے فلاں فلاں آیت چھوڑ دی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ((هَلَّا أَذْكَرْتَنِيهَا)) ...... ''تو پھر تو نے مجھے یاد کیوں نہیں کرائی۔'' (ابو داود: ٩٠٧)

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ایک نماز پڑھائی، جب آپ ﷺ نے قراءت شروع کی تو وہ آپ پر خلط ملط ہونے لگی۔ جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو سیدنا اُبی سے فرمایا: ''تو نے ہمارے ساتھ نماز پڑھی ہے؟'' انھوں نے کہا: جی ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ((فَمَا مَنَعَكَ.)) ...... ''تو پھر تجھے کس چیز نے روکا (کہ تو مجھے لقمہ دے)۔'' (ابو داود: ٩٠٧/م)

ان دلائل سے یہ مسئلہ واضح ہو چکا ہے، لیکن درج ذیل حدیث قابل غور ہے:

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا: ((يَا عَلِيُّ! لَا تَفْتَحْ عَلَى الْإِمَامِ فِي الصَّلَاةِ.)) ...... ''اے علی! نماز میں امام کو لقمہ نہ دیا کرو۔'' (ابو داود: ٩٠٨)

لیکن اس حدیث کی سند میں حارث بن عبد اللہ اعور "ضعیف جدًّا" ہے اور اس کی سند میں انقطاع بھی ہے۔

وہ آیات، جن کی تلاوت منسوخ ہو گئی، لیکن حکم باقی ہے

(٢٩٥٤)۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَوْ كَانَ لِابْنِ آدَمَ وَادِيَانِ مِنْ مَالٍ (وَفِي رِوَايَةٍ: مِنْ ذَهَبٍ) لَابْتَغَى وَادِياً ثَالِثاً وَلَا يَمْلَأُ جَوْفَ ابْنِ آدَمَ إِلَّا التُّرَابُ، وَيَتُوْبُ اللّٰهُ عَلَى مَنْ تَابَ۔)) رَوَاهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ جَمَاعَةٌ مِنْ أَصْحَابِهِ، مِنْهُمْ: أَنَسٌ وَابْنُ عَبَّاسٍ، وَابْنُ الزُّبَيْرِ، وَأَبُوْ مُوْسٰى۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر آدم کے بیٹے کی مال یا سونے کی دو وادیاں ہوں تو وہ تیسری وادی کو ضرور تلاش کرے گا اور آدم کے بیٹے کا پیٹ مٹی ہی بھرے گی اور اللہ تعالیٰ اُسی پر نظر کرم کرتا ہے جس نے اُس کی طرف رجوع کیا۔ صحابہ کی کثیر تعداد نے اس کو روایت کیا، مثلا: حضرت انس، حضرت عبداللہ ابن عباس، حضرت عبداللہ ابن زبیر، حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہم وغیرہ۔

(الصحيحة:٢٩٠٧)

تخريج: هذا حديث صحيح متواتر عن النبي ﷺ، رواه عنه جماعة من اصحابه بالفاظ متقاربة، وقد خرجته عن جماعة منهم في "تخريج احاديث مشكلة الفقر": ١٨/ ١٤، رواه الشيخان عن انس و ابن عباس، والبخاري عن ابن الزبير ومسلم عن ابي موسى، وعددهم عشرة، وفي الباب عن غيرهم تجد تخريجها في "مجمع الزوائد": ٧/ ١٤٠، ١٠/ ٢٤٣

شرح: ......امام البانی رحمہ اللہ نے کہا: یہ حدیث متواتر ہے، کئی صحابہ نے اس کو روایت کیا ہے، سب کے الفاظ قریب قریب ہیں، میں نے (تخريج أحاديث مشكلة الفقر: ١٨/ ١٤) میں ان کی تخریج کی ہے۔ سیدنا انس اور سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی احادیث بخاری اور مسلم میں، سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی حدیث بخاری میں اور سیدنا ابوموسی رضی اللہ عنہ کی حدیث میں مسلم میں ہے۔ تقریباً دس صحابہ سے یہ حدیث مروی ہے۔ (مجمع الزوائد: ٧/ ١٤٠۔ ١٤١ اور ١٠/ ٢٤٣۔ ٢٤٥) میں اِن اور مزید روایات کا مطالعہ کیا جا سکتا ہے۔ کچھ احادیث کا ذکر درج ذیل بحث میں بھی آئے گا۔

سوال یہ ہے کہ آیا اس باب کی حدیث: ((لَوْ كَانَ لِابْنِ آدَمَ وَادِيَانِ ......)) حدیثِ نبوی ہے یا حدیثِ قدسی ہے یا قرآن ہے، جس کی تلاوت منسوخ ہو چکی ہے؟

محقق کو چاہیے کہ وہ درج ذیل تین قسم کی روایات کو ملحوظِ خاطر رکھے:

(۱) سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے اپنی روایت کردہ حدیث کے بعد کہا: "فَلَا أَدْرِيْ مِنَ الْقُرْآنِ هُوَ أَمْ لَا؟" ...... میں نہیں جانتا کہ یہ عبارت قرآن مجید کا حصہ ہے یا نہیں؟ (بخاری، مسلم)

(۲) سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے بھی اسی قسم کا قول منقول ہے۔ (مسلم، احمد)

(۳) سیدنا انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ سیدنا ابی بن کعب نے کہا: ہمارا خیال تھا کہ یہ عبارت قرآن مجید میں سے

ہے، یہاں تک ﴿اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ﴾ نازل ہوئی۔ (بخاری: ٦٤٤٠، مشکل الآثار: ٢/ ٤٢٠)

ہر ذی بصیرت شخص جانتا ہے کہ پہلی دو روایات کا ہمارے مقصود سے کوئی تعلق نہیں ہے، کیونکہ دونوں راوی واضح طور پر لاعلمی کا اظہار کر رہے ہیں۔ لیکن اتنا اشارہ ضرور ملتا ہے کہ یہ بات صحابہ کرام کے ہاں معروف تھی کہ قرآن مجید کا کچھ حصہ منسوخ ہو چکا تھا، اسی لیے اس کو ''مصحفِ محفوظ'' میں نہیں لکھا تھا۔ مزید آپ خود بھی غور وفکر کریں تا کہ درج ذیل امور کو سمجھنا آسان ہو جائے۔

سیدنا ابی بن کعب کے قول کی پوری عبارت یہ ہے: كنا نرى هذا من القرآن حتى نزلت ﴿اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ﴾ (بخاری: ٦٤٤٠) ...... ''ہمارا عقیدہ یہ تھا کہ اس روایت کے الفاظ قرآن مجید میں سے ہیں، حتی کہ ﴿اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ﴾ نازل ہوئی۔

اس قول میں لفظ ''نری'' کو دو طرح پڑھنا درست ہے، ''نُرٰی'' جس کے معانی گمان کے ہوتے ہیں اور ''نَرٰی'' جس کے معانی یقین کے ہوتے ہیں۔

میرا خیال ہے کہ دوسرا معنی راجح ہے اور یہی درست ہے، کیونکہ دوسرے صحابہ سے یہ بات قطعی طور پر ثابت ہے۔ نیز اس قول سے ثابت ہوا کہ ﴿اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ﴾ نے اس روایت میں مذکورہ آیت کو منسوخ کر دیا تھا۔

لیجیے! ہم وہ روایات پیش کرتے ہیں، جن سے ثابت ہوتا کہ ((لَوْ كَانَ لِابْنِ آدَمَ وَادِيَانِ ......)) قرآن مجید کی آیت تھی، جس کی تلاوت منسوخ ہوگئی:

سیدنا ابی بن کعب بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا:

((اِنَّ اللّٰهَ اَمَرَنِي اَنْ اَقْرَأَ عَلَيْكَ الْقُرْآنَ۔ فَقَرَأَ عَلَيْهِ: ﴿لَمْ يَكُنِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا﴾ (الْبَيِّنَة: ١) وَقَرَأَ فِيْهَا: ﴿اِنَّ ذَاتَ الدِّيْنِ الْحَنِيْفِيَّةُ الْمُسْلِمَةُ، لَا الْيَهُوْدِيَّةُ، وَلَا النَّصْرَانِيَّةُ، وَلَا الْمَجُوْسِيَّةُ، مَنْ يَّعْمَلْ خَيْرًا فَلَنْ يُكْفَرَهُ﴾ وَقَرَأَ عَلَيْهِ: ﴿لَوْ اَنَّ لِابْنِ آدَمَ وَادِياً مِّنْ مَالٍ لَا بْتَغٰى اِلَيْهِ ثَانِياً، وَلَوْ كَانَ لَهُ ثَانِيًا لَابْتَغٰى ثَالِثًا......﴾ الخ قَالَ: ثُمَّ خَتَمَهَا بِمَا بَقِيَ مِنْهَا۔ (أخرجه الترمذي: ٩/ ٤٠٠/ ٣٨٩٤، والحاكم: ٢/ ٢٢٤، والطيالسي: رقم ٥٣٩، وأحمد: ٥/ ١٣١، الصحيحة: ٢٩٠٨)

...... ''بیشک اللہ تعالی نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تجھ پر قرآن مجید پڑھوں، پھر اس پر ﴿لَمْ يَكُنِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا﴾ (سورۂ بینہ: ١) والی سورت پڑھی اور اس میں یہ آیت بھی تلاوت کی: ﴿بیشک یہ دین سیدھا مذہب اور ملتِ اسلام ہے، یہ نہ یہودیت ہے، نہ عیسائیت اور نہ مجوسیت، جو آدمی نیک عمل کرے گا اس کی بے قدری نہیں کی جائے گی﴾ اور یہ آیت بھی پڑھی تھی: ﴿اگر ابن کے آدم پاس مال کی ایک وادی ہو، تو وہ دوسری کو تلاش کرے گا، اگر اسے دو وادیاں مل جائیں تو تیسری کی لالچ میں رہے گا......﴾ پھر حدیث کا بقیہ حصہ بیان کر کے حدیث کو ختم کر دیا۔''

(٢٩٥٥)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: جَاءَ ...... ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں ایک آدمی حضرت

رَجُلٌ إِلَى عُمَرَ يَسْأَلُهُ، فَجَعَلَ يَنْظُرُ إِلَى رَأْسِهِ مَرَّةً، وَإِلَى رِجْلَيْهِ أُخْرَى، هَلْ يَرَى مِنَ الْبُؤْسِ شَيْئًا؟ ثُمَّ قَالَ لَهُ عُمَرُ: كَمْ مَالُكَ؟ قَالَ: أَرْبَعُوْنَ مِنَ الْإِبِلِ! قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: صَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ: ((لَوْكَانَ لِابْنِ آدَمَ وَادِيَانِ مِنْ ذَهَبٍ لَابْتَغَى وَادِيًا ثَالِثًا، وَلَا يَمْلَأُ جَوْفَ ابْنِ آدَمَ إِلَّا التُّرَابُ، وَيَتُوْبُ اللّٰهُ عَلَى مَنْ تَابَ۔)) فَقَالَ عُمَرُ: مَاهٰذَا؟ فَقُلْتُ: هٰكَذَا أَقْرَأَنِيْهَا أُبَيٌّ، قَالَ: فَمُرْ بِنَا إِلَيْهِ۔ قَالَ: فَجَاءَ إِلَى أُبَيٍّ، فَقَالَ: مَايَقُوْلُ هٰذَا؟ أُبَيٌّ قَالَ: هٰكَذَا أَقْرَأَنِيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ۔

(الصحيحة:٢٩٠٩)

عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آ کر سوال کر رہا تھا، آپ کبھی اُس کے سر کو دیکھتے اور کبھی اُس کے پاؤں کو، تاکہ اُس میں کچھ خستہ حالی و تنگدستی نظر آئے۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اُس سے کہا، تیرا کتنا مال ہے؟ اُس نے کہا: چالیس اونٹ۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا کہ اگر آدم کے بیٹے کے لیے سونے کی دو وادیاں ہوں تو وہ لازماً تیسری وادی بھی تلاش کرے۔ آدم کے بیٹے کا پیٹ صرف مٹی ہی بھرے گی اور اللہ اُسی پر نظرِ کرم فرماتے ہیں، جو اس کی طرف توبہ کرتا ہے۔ حضرت عمر نے کہا: یہ کیا ہے؟ (یعنی حدیث کے بارے تعجب کیا) ابن عباس کہتے ہیں کہ میں نے کہا: اُبی رضی اللہ عنہ نے مجھے اسی طرح پڑھایا تھا۔ عمر نے کہا: ہمیں اُس کے پاس لے چلو۔ کہتے ہیں عمر رضی اللہ عنہ ابی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا یہ کیا کہتا ہے؟ حضرت ابی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی مجھے اسی طرح بتلایا تھا۔

تخريج: أخرجه أحمد:٥/ ١١٧، وابن حبان في "صحيحه": ٥/ ٩٧/ ٣٢٢٦

(٢٩٥٦)۔ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: لَقَدْ كُنَّا نَقْرَأُ عَلَى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ: ((لَوْكَانَ لِابْنِ آدَمَ وَادِيَانِ مِنْ ذَهَبٍ وَفِضَّةٍ لَابْتَغَى إِلَيْهِمَا آخَرَ، وَلَا يَمْلَأُ بَطْنَ ابْنِ آدَمَ إِلَّا التُّرَابُ، وَيَتُوْبُ اللّٰهُ عَلَى مَنْ تَابَ۔))

(الصحيحة: ٢٩١٠)

سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں یہ آیت بھی پڑھتے تھے: اگر ابن آدم کے پاس سونے اور چاندی کی دو وادیاں ہوں تو وہ ایک اور تلاش کرے گا، مٹی ہی ہے جو آدم کے بیٹے کا پیٹ بھر سکتی ہے اور اللہ تعالی اس شخص کی توبہ قبول کرتا ہے جو اس کی طرف رجوع کرتا ہے۔

تخريج: أخرجه أحمد: ٤/ ٣٦٨، والسياق له، والبزار:٤/ ٢٤٦/ ٣٦٣٩، والطبراني في "المعجم الكبير": ٥/ ٢٠٧/ ٥٠٣٢

(٢٩٥٧)۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيْهِ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقْرَأُ فِي

عبد اللہ بن بریدہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں، انھوں نے کہا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز میں یہ آیت

الصَّلَاةِ: ((لَوْ اَنَّ لِاِبْنِ آدَمَ وَادِيًا مِنْ ذَهَبٍ لَابْتَغَى اِلَيْهِ ثَانِيًا، وَلَوْ أُعْطِيَ ثَانِياً لَابْتَغَى اِلَيْهِ ثَالِثًا، وَلَا يَمْلَأُ جَوْفَ ابْنِ آدَمَ……)) الحديث۔ (الصحيحة: ۲۹۱۱)

تلاوت کرتے سنا: ''اگر ابن آدم کو ایک وادی سونے کی مل جائے تو وہ دوسری کی تلاش شروع کر دے گا اور اگر دوسری بھی مل جائے تو وہ تیسری کو تلاش کرے گا۔ بس مٹی ہی ہے جو ابن آدم کا پیٹ بھر سکتی ہے……۔''

تخريج: أخرجه الطحاوي في "مشكل الآثار": ٢/ ٤١٩، والبزار: ٤/ ٢٤٤/ ٣٦٣٤

(۲۹۵۸)۔ عَنْ اَبِي مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ، قَالَ: نَزَلَتْ سُوْرَةٌ فَرُفِعَتْ، وَحَفِظْتُ مِنْهَا: ((لَوْ اَنَّ لِاِبْنِ آدَمَ وَدِيَيْنِ مِنْ مَالٍ لَابْتَغَى اِلَيْهِمَا ثَالِثًا، ……)) الحديث۔ (الصحيحة: ۲۹۱۲)

سیدنا ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ایک سورت نازل ہوئی، پھر منسوخ ہوئی، مجھے اس سے یہ آیت یاد ہے: ''اگر ابن آدم کے پاس مال کی دو وادیاں ہوں تو وہ تیسری کو تلاش کرے گا ……''

تخريج: أخرجه الطحاوي: ٢/ ٤١٨، وأخرجه مسلم: ٣/ ١٠٠، والطحاوى: ٢/ ٤١٩، والبيهقى فى "دلائل النبوة": ٧/ ١٥٦

شــرح: ……سابقہ احادیث کریمہ کی بہ نسبت سیدنا ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ کی حدیث میں نیا فائدہ یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں قرآن مجید کا جو حصہ پڑھا جاتا تھا اور پھر منسوخ ہو گیا، اس میں یہ آیت بھی تھی۔

حافظ ابن حجر نے (فتح الباری: ۱۱/ ۲۵۸) میں سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی روایت کے بارے میں فرمایا: یہ آیت قرآن مجید کے اس حصے سے ہے، جس کی تلاوت حتمی طور پر منسوخ ہو چکی ہے، لیکن حکم ابھی تک باقی ہے۔ اس کی مزید تائید دو روایات سے ہوتی ہے:

(۱) ابو عبید کی روایت سے، جو انھوں نے (فضائل القرآن) میں سیدنا ابوموسی رضی اللہ سے نقل کی، وہ کہتے ہیں: میں نے ایک سورت پڑھی، وہ تقریباً سورۂ توبہ جتنی تھی، اس میں یہ آیت بھی تھی: ((لَوْ اَنَّ لِاِبْنِ آدَمَ ……)) (الحدیث)

(۲) سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے، جو کہتے ہیں: ہم یہ آیت پڑھا کرتے تھے: ﴿لَوْ اَنَّ لِاِبْنِ آدَمَ مِلْءُ وَادٍ مَالًا، لَأَحَبَّ اِلَيْهِ مِثْلَهُ﴾. (الحدیث)۔

لیکن میں (البانی) کہتا ہوں: سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث (فضائل القرآن) کے مطبوعہ نسخے میں نہیں ہے۔ اگر یہ حدیث ثابت ہو جائے تو اسے سابقہ احادیث کے ساتھ ملا لیا جائے۔

خلاصۂ کلام: صحابہ کرام کی ان پانچ احادیث سے یقین ہو جاتا ہے کہ یہ آیات واقعی قرآن مجید کا حصہ تھیں اور نماز میں بھی ان کی تلاوت کی جاتی تھی، پھر یہ منسوخ ہو گئیں۔

اس حقیقت سے جہالت برتتے ہوئے اور سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے تردّد پر تعلیق لگاتے ہوئے ایک شخص نے کہا: سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے قول اور سیدنا ابی رضی اللہ عنہ کی حدیث نے ان روایات میں پیش گئی عبارت کا قرآن کے ناسخ و منسوخ سے تعلق جوڑنے والوں کا ردّ کر دیا، جو کہتے ہیں کہ یہ عبارت قرآن مجید کا حصہ تھی، پھر سورۂ تکاثر کی وجہ سے منسوخ ہوگئی، حالانکہ ان لوگوں کو علم ہے کہ قرآن مجید صرف تواتر کے ذریعے ثابت ہوتا ہے۔

میں (البانی) کہتا ہوں: یہ بات بڑی واضح ہے کہ قرآن مجید کی دو صورتیں ہیں:

(۱) جلد کے دو پٹھوں میں موجودہ قرآن مجید، جس کی تلاوت کی جا رہی ہے اور ......

(۲) قرآن مجید کا وہ حصہ، جو منسوخ ہو چکا ہے۔

پہلی صورت کے ثبوت کے لیے تواتر شرط ہے، دوسری صورت کے لیے احادیثِ نبویہ اور احادیثِ قدسیہ کی طرح تواتر شرط نہیں ہے، اگرچہ اس قسم میں متواتر روایات پائی جاتی ہیں، جیسا کہ ﴿لو ان لابن آدم ......﴾ متواتر ہے، کیونکہ اس کو روایت کرنے والے پانچ یا زیادہ صحابہ کرام ہیں۔

یہ بحث مجھے مجبور کر رہی ہے کہ میں حدیث ((الشیخ والشیخۃ اذا زنیا ......)) کی تخریج بھی قلمبند کر دوں، کیونکہ علمائے کرام کے ہاں یہ بات مشہور ہے کہ اس کی تلاوت منسوخ ہو چکی ہے۔ میں تخریج کے بعد حافظ ابن حجر کا کلام پیش کروں گا، جو انھوں نے منسوخ التلاوہ آیات کے بارے میں صحابہ کرام سے نقل کیا ہے، تاکہ مخرجین کو پتہ چل جائے کہ کتاب و سنت میں علم و فقہ کا موجود ہونا اور چیز ہے اور احادیث کی تخریج اور چیز ہے۔ (صحیحہ: ۲۹۱۲)

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

قَدْ خَشِيْتُ اَنْ يَطُوْلَ بِالنَّاسِ زَمَانٌ حَتّٰى يَقُوْلَ الْقَائِلُ: مَانَجِدُ الرَّجْمَ مَا فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ، فَيَضِلُّوْا بِتَرْكِ فَرِيْضَةٍ اَنْزَلَهَا اللّٰهُ، اَلَا وَاِنَّ الرَّجْمَ حَقٌّ اِذَا اَحْصَنَ، اَوْ قَامَتِ الْبَيِّنَةُ، اَوْكَانَ حَمْلٌ، اَوِ اعْتِرَافٌ، وَقَدْ قَرَاْتُهَا: ((اَلشَّيْخُ وَالشَّيْخَةُ اِذَا زَنَيَا فَارْجُمُوْهُمَا الْبَتَّةَ)) اَلْحَدِيْثَ، رَجَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، وَرَجَمْنَا بَعْدَهٗ۔ (أخرجه ابن ماجه:٢٥٥٣، من طريق أبي بكر، وكذا مسلم :٥/ ١١٦، ولكنه لم يسق لفظه، والنسائي في "الكبرى": ٤/ ٢٧٣/ ٧١٥٦، والبيهقي: ٨/ ٢١١، الصحيحة: ٢٩١٣۔ روى هذ الحديث عن زيد، وأبى و العجما، انظر التفصيل فى الصحيحة)

...... مجھے اندیشہ ہے کہ طویل زمانہ بیت جانے کے بعد کہنے والا کہے گا کہ ہمیں تو اللہ تعالی کی کتاب میں سنگسار کرنے کا حکم نہیں دیا گیا اور اس طرح وہ اللہ تعالی کے عائد کردہ فریضے کو ترک کر کے گمراہ ہو جائیں گے۔ آگاہ ہو جاؤ! شادی شدہ زانی کو سنگسار کرنا حق ہے، جب گواہ گواہی دے دیں یا عورت کا حمل واضح ہو جائے یا مجرم خود اعتراف کر لے۔ میں نے (یہ آیت) خود پڑھی تھی: ''جب شادی شدہ مرد اور عورت زنا کریں تو انھیں بہر صورت سنگسار کر دو۔''

رسول اللہ ﷺ نے اور آپ ﷺ کے بعد ہم نے سنگسار کیا۔

اگر آپ سابقہ بحث پر نظر دوڑائیں تو آپ کو یقین ہو جائے گا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس بات پر متفق تھے کہ وہ احادیث بھی روایت کر دی جائیں، جو صراحت و وضاحت کے ساتھ قرآن کریم کی بعض آیات کی تلاوت کے منسوخ ہونے پر دلالت کرتی ہیں۔

معلوم ہوا کہ صحابہ کرام عادل تھے، علمی امانت ادا کرنے والے تھے اور خواہشات کی پیروی کرنے والے نہیں تھے۔ ان لوگوں کے برعکس جو اپنے عقل کی خودساختہ تاویلوں کو مدنظر رکھ کر شرعی نصوص کو تسلیم نہیں کرتے۔

اب درج ذیل روایت پر غور کریں:

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا: کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (قرآن مجید کے علاوہ بھی) کوئی چیز چھوڑی ہے؟ انھوں نے کہا: "ما ترك الا ما بين الدفتين۔" ...... کچھ نہیں چھوڑا، مگر یہ قرآن، جو جلد کے پٹھوں کے اندر موجود ہے۔ (بخاری: ٥٠١٩)

سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ کے اس قول سے مذکورہ بالا روایات کی نفی نہیں ہوتی، کیونکہ اِن کے جواب سے مراد قرآن مجید کا وہ حصہ ہے، جس کی تلاوت کی جاتی ہے، جیسا کہ حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں کہا ہے۔ ہمارے اس دعوی کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ خود ایسی روایات بیان کرتے ہیں، جن میں منسوخ التلاوہ آیات کا ذکر ہے۔ اسی بحث میں یہ روایت گزر چکی ہے۔

حافظ ابن حجر نے (فتح الباری: ٩/ ٦٥) میں کہا: صحابہ کرام کی ایک جماعت سے ایسی روایات منقول ہیں، جن سے پتہ چلتا ہے کہ قرآن مجید کی بعض آیات کی تلاوت منسوخ ہو چکی ہے۔ مثلا سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی روایت ((اَلشَّیْخُ وَالشَّیْخَةُ اِذَا زَنَیَا فَارْجِمُوْهُمَا اَلبَتَّةَ)) ہے۔ بئر معونہ میں شہید ہو جانے والے قاریوں کے بارے میں سیدنا انس رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے، جس میں وہ کہتے ہیں: اللہ تعالی نے ان کے بارے میں یہ آیات نازل کی تھیں: (بَلِّغُوْا عَنَّا قَوْمَنَا اِنَّا قَدْ لَقِیْنَا رَبَّنَا)۔ سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سورۂ احزاب بھی سورۂ بقرہ کی طرح بڑی تھی (جبکہ اب سورۂ بقرہ کی آیات کی تعداد (٢٨٦) اور سورۂ احزاب کی آیات کی تعداد (٧٣) ہے۔ سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: اب تو لوگ سورۂ توبہ (براءۃ) کا چوتھائی حصہ تلاوت کر رہے ہیں، (یعنی تین چوتھائی حصے کی تلاوت منسوخ ہو چکی ہے)۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ آیا ان آیات کا حکم باقی ہے یا وہ بھی منسوخ ہو چکا ہے۔ یہ تمام احادیث صحیح ہیں۔ ابن ضریس نے تو یہ روایت بھی نقل کی ہے کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ناپسند کرتے تھے کہ کوئی آدمی یہ کہے کہ اس نے سارا قرآن پڑھ لیا ہے، انھوں نے اس کی وجہ یہ بیان کی ہے کہ قرآن مجید کا کچھ حصہ منسوخ ہو چکا ہے۔ اب کوئی ایسی دلیل نہیں جو اس باب کی احادیث سے متعارض ہو، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ان تمام آیات کی تلاوت منسوخ ہو چکی تھی۔ (صحیحہ: ٢٩١٣)

تلاوتِ قرآن پر نزولِ سکینت

(۲۹۵۹)۔ عَنِ الْبَرَاءِ، قَالَ: قَرَأَ رَجُلٌ سُوْرَةَ الْكَهْفِ وَلَهُ دَابَّةٌ مَرْبُوطَةٌ، فَجَعَلَتِ الدَّابَّةُ تَنْفِرُ، فَنَظَرَ الرَّجُلُ إِلَى سَحَابَةٍ قَدْ غَشِيَتْهُ أَوْضُبَابَةٍ، فَفَزِعَ، فَذَهَبَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، قُلْتُ: سَمَّى النَّبِيُّ ﷺ ذَاكَ الرَّجُلَ؟ قَالَ: نَعَمْ قَالَ: فَذَكَرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ: ((اِقْرَأْ فُلَانُ! فَإِنَّهَا سَكِينَةٌ نَزَلَتْ لِلْقُرْآنِ، أَوْ عِنْدَ الْقُرْآنِ۔)) (الصحيحة:١٣١٣)

سیدنا براءرضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ایک آدمی سورۂ کہف کی تلاوت کر رہا تھا، (قریب ہی) اس کا چوپایہ بندھا ہوا تھا، چوپائے نے اچانک بدکنا شروع کر دیا، اس نے دیکھا کہ ایک بدلی اسے ڈھانپنے لگی ہے، وہ گھبرا گیا اور نبی کریم ﷺ کے پاس گیا۔ میں نے پوچھا: کیا نبی کریم ﷺ نے اس آدمی کا نام لیا تھا؟ انھوں نے کہا: جی ہاں۔ تو اس نے (آپ ﷺ کے پاس پہنچ کر) یہ ساری بات بتائی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''او فلاں! تو پڑھتا رہتا، یہ تو سکینت تھی جو قرآن (کی تلاوت) کے لیے نازل ہوئی۔''

تخریج: أخرجه أحمد: ٤/ ٢٨٤، وأخرجه البخاري: ٦/ ٦٥٨، ومسلم: ٢/ ١٩٣

شرح:...... نیک بندوں پر اللہ تعالی کی خصوصی رحمت وسکینت نازل ہوتی ہے، جس سے ان کے دلوں کو اطمینان نصیب ہوتا ہے، تلاوتِ قرآن پر اس طرح بادل کی ظاہری صورت میں سکینت کا نزول ایک خرق عادت واقعہ یعنی کرامت ہے، جس میں کسی نیک بندے کے اپنے اختیار کا دخل نہیں ہے، بلکہ یہ اللہ کی مشیت پر منحصر ہے۔ اسی لیے یہ اصول مسلمہ ہے کہ کرامت سے کوئی مسئلہ ثابت نہیں ہوتا نہ اس سے کسی قسم کا کوئی استدلال کرنا درست ہے، جیسے اہل بدعت کرتے ہیں اور سادہ لوح عوام کے عقیدوں کو خراب کرتے ہیں۔

آپ ﷺ ہر وقت اللہ تعالی کا ذکر کرتے

(۲۹٦۰)۔ عَنْ عَائِشَةُ، قَالَتْ: كَانَ ﷺ يَذْكُرُ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ اَحْيَانِهِ۔)) (الصحيحة:٤٠٦)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہر وقت اللہ تعالی کا ذکر کرتے تھے۔

تخريج: أخرجه مسلم: ١/ ١٩٤، وأبوداود: ١/ ٤، والترمذي: ٢/ ٢٢٤۔طبع بولاق، وابن ماجه: ١/ ١٢٩، وكذا أبو عوانة في "صحيحه": ١/ ٢١٧، والبيهقي: ١/ ٩٠، وأحمد: ٦/ ٧٠، ١٥٣

شرح:...... اس حدیث مبارکہ کا مفہوم یہ ہے کہ آپ ﷺ کا غالب وقت ذکرِ الٰہی میں گزرتا تھا، کیونکہ آپ ﷺ صحابہ کرام اور امہات المومنین کے ساتھ عام گفتگو بھی کرتے تھے، علاوہ ازیں دوسرے معمولاتِ زندگی بھی موجود تھے۔

بندگانِ خدا کی سعادت اسی میں ہے کہ وہ کثرت سے اللہ تعالی کا ذکر کریں۔ ذکر کرنے اور نہ کرنے والے کی زندہ

اور مردہ کی مثال ہے، یہ ذکر الٰہی ہی ہے جس سے زندگی اپنے اصلی قالب میں ڈھلتی ہے، اگر اپنے آپ کو اس سعادت سے محروم رکھا جائے تو نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں: (مَنْ قَعَدَ مَقْعَدًا لَمْ يَذْكُرِ اللّٰهَ فِيْهِ كَانَتْ عَلَيْهِ مِنَ اللّٰهِ تِرَةً وَمَنِ اضْطَجَعَ مَضْجَعًا لَايَذْكُرُ اللّٰهَ فِيْهِ كَانَتْ عَلَيْهِ مِنَ اللّٰهِ تِرَةً۔) (ابوداود) ۔۔۔۔۔ ''جو شخص کسی ایسی جگہ بیٹھا جس میں اس نے اللہ تعالیٰ کو یاد نہ کیا تو وہ (جگہ اور مجلس) اللہ کی طرف سے اس پر نقصان کا باعث ہوگی اور جو شخص کسی ایسی جگہ لیٹا جس میں اس نے اللہ کو یاد نہ کیا تو وہ لیٹنا اس پر اللہ کی طرف سے نقصان کا باعث ہوگا۔''

امام البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں: اس حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ جنابت والا آدمی قرآن مجید کی تلاوت کرسکتا ہے، کیونکہ قرآن مجید بھی ذکر ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَاَنْزَلْنَا اِلَيْكَ الذِّكْرَ ....﴾ (سورۂ نحل: ٤٤) اس لیے قرآن مجید کی تلاوت اس حدیث کے الفاظ ''يَذْكُرُ اللّٰهَ'' کے عموم میں داخل ہے۔

ہاں! افضل یہ ہے کہ باوضو ہو کر قرآن مجید کی تلاوت کی جائے، کیونکہ جب آپ ﷺ نے تیمم کر کے سلام کا جواب دیا تو فرمایا تھا: ((اِنِّيْ كَرِهْتُ اَنْ اَذْكُرَ اللّٰهَ اِلَّا عَلٰى طَهَارَةٍ۔)) ۔۔۔۔۔ ''میں طہارت کے بغیر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا ناپسند کرتا ہوں۔'' (صحیح ابوداود: ١٣، صحیحه: ٨٣٤)

ذکر خدا والے کلمات عرش معلّٰی کے پاس

(٢٩٦١)۔ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّ مِمَّا تَذْكُرُوْنَ مِنْ جَلَالِ اللّٰهِ: التَّسْبِيْحَ وَالتَّهْلِيْلَ وَالتَّحْمِيْدَ يَنْعَطِفْنَ حَوْلَ الْعَرْشِ، لَهُنَّ دَوِيٌّ كَدَوِيِّ النَّحْلِ، تَذْكُرُ بِصَاحِبِهَا، اَمَا يُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَكُوْنَ لَهُ اَوْلَا يَزَالُ لَهُ مَنْ يُذَكِّرُ بِهٖ۔)) (الصحيحة: ٣٣٥٨)

سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو تم تسبیح (سُبْحَانَ اللّٰه)، تہلیل (لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه) اور تحمید (اَلْحَمْدُ لِلّٰه) کی صورت میں اللہ تعالیٰ کے جلال کا تذکرہ کرتے ہو تو یہ (اذکار) عرش کے ارد گرد عاجزی کرتے ہیں، شہد کی مکھی کی بھنبھناہٹ کی طرح ان کی آواز ہوتی ہے اور یہ اپنے (ذکر کرنے والے) صاحب کا تذکرہ کرتے ہیں۔ تو اب کیا تم لوگ نہیں چاہتے کہ تمھارا کوئی ایسا عمل ہو جو (عرش کے پاس) تمھاری یاد دلاتا رہے۔''

تخريج: أخرجه ابن ماجه: ٣٨٠٩، وأحمد: ٤/ ٢٧١، والطبراني في "الدعاء": ٣/ ١٥٦٦/ ١٦٩٣، وأبو نعيم في "الحلية": ٤/ ٢٦٩، والبيهقي في "الأسماء والصفات": صـ ١٣٧

شرح: ۔۔۔۔۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ جب آدمی اللہ تعالیٰ کی تسبیحات، تکبیرات، تہلیلات اور تحمیدات بیان کرتا ہے تو اس کا یہ عمل مخصوص وجود اختیار کر کے عرش کے ارد گرد گھومنا شروع کر دیتا ہے اور ذکر کرنے والے کا تذکرہ کرتا ہے۔

ذکر والی مجلس کی فضیلت اور ثمرات

(۲۹۶۲)۔ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((اِنَّ لِلّٰهِ مَلَائِكَةً سَيَّاحِيْنَ فِي الْاَرْضِ، فُضُلًا عَنْ كُتَّابِ النَّاسِ يَلْتَمِسُوْنَ اَهْلَ الذِّكْرِ، فَاِذَا وَجَدُوْا قَوْمًا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ تَنَادَوْا: هَلُمُّوْا اِلٰى بُغْيَتِكُمْ، فَيَجِيْئُوْنَ فَيَحُفُّوْنَ بِهِمْ اِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا، فَيَقُوْلُ اللّٰهُ: اَيُّ شَيْءٍ تَرَكْتُمْ عِبَادِيْ يَصْنَعُوْنَ؟ فَيَقُوْلُوْنَ: تَرَكْنَاهُمْ يَحْمَدُوْنَكَ، وَيُمَجِّدُوْنَكَ، وَيَذْكُرُوْنَكَ، فَيَقُوْلُ: هَلْ رَاَوْنِيْ؟ فَيَقُوْلُوْنَ: لَا، فيقول: فَكَيْفَ لَوْرَاَوْنِيْ؟ فَيَقُوْلُوْنَ: لَوْرَاَوْكَ لَكَانُوْا اَشَدَّ تَحْمِيْدًا وَتَمْجِيْدًا وَذِكْرًا۔ فَيَقُوْلُ: فَاَيُّ شَيْءٍ يَطْلُبُوْنَ؟ فَيَقُوْلُوْنَ: يَطْلُبُوْنَ الْجَنَّةَ، فَيَقُوْلُ: هَلْ رَاَوْهَا؟ قَالَ: فَيَقُوْلُوْنَ: لَا، فَيَقُوْلُ: فَكَيْفَ لَوْرَاَوْهَا؟ فَيَقُوْلُوْنَ: لَوْ رَاَوْهَا كَانُوا اَشَدَّ عَلَيْهَا حِرْصًا، وَاَشَدَّ لَهَا طَلَبًا۔ قَالَ: فَيَقُوْلُ: وَمِنْ اَيِّ شَيْءٍ يَتَعَوَّذُوْنَ؟ فَيَقُوْلُوْنَ: مِنَ النَّارِ، فَيَقُوْلُ: وَهَلْ رَاَوْهَا؟ فَيَقُوْلُوْنَ: لَا، قَالَ: فَيَقُوْلُ: فَكَيْفَ لَوْرَاَوْهَا؟ فَيَقُوْلُوْنَ: لَوْرَاَوْهَا كَانُوْا اَشَدَّ مِنْهَا هَرَبًا، وَاَشَدَّ مِنْهَا خَوْفًا، قَالَ: فَيَقُوْلُ: اِنِّيْ اُشْهِدُكُمْ اَنِّيْ قَدْ غَفَرْتُ لَهُمْ، قَالَ: فَيَقُوْلُوْنَ: فَاِنَّ فِيْهِمْ فُلَانًا الْخَطَّاءُ، لَمْ يُرِدْهُمْ، اِنَّمَا جَاءَ لِحَاجَةٍ۔ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ: هُمُ الْقَوْمُ لَا يَشْقٰى بِهِمْ جَلِيْسُهُمْ۔))

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''لوگوں کے اعمال لکھنے والے فرشتوں کے علاوہ کچھ اور فرشتے بھی ہیں جو اہلِ ذکر کی تلاش میں زمین میں گھومتے رہتے ہیں، جب وہ محوِ ذکر لوگوں کی جماعت کو پاتے ہیں تو ایک دوسرے کو باآواز بلند پکارتے ہیں: اپنے مقصود کی طرف آ جاؤ۔ سو وہ آتے ہیں اور انھیں آسمان دنیا تک گھیر لیتے ہیں۔ (جب یہ فرشتے واپس جاتے ہیں تو) اللہ تعالی پوچھتے ہیں: جب تم نے میرے بندوں کو الوداع کہا تو وہ کیا کر رہے تھے؟ وہ کہتے ہیں: جب ہم نے ان کو چھوڑا تو وہ تیری تعریف کر رہے تھے، تیری بزرگی بیان کر رہے تھے اور تیرا ذکر کر رہے تھے۔ (آسانی کے لیے اللہ تعالی اور فرشتوں کی گفتگو مکالمے کی صورت میں پیش کی جاتی ہے):

اللہ تعالی: کیا انھوں نے مجھے دیکھا ہے؟ فرشتے: نہیں۔ اللہ تعالی: اگر وہ مجھے دیکھ لیں تو (ان کا رویہ کیا ہوگا)؟ فرشتے: اگر وہ تجھے دیکھ لیں تو تیری تعریف کرنے، بزرگی بیان کرنے اور ذکر کرنے میں زیادہ سختی اور پابندی کریں گے۔ اللہ تعالی: کون سی چیز ہے جو وہ طلب کر رہے تھے؟ فرشتے: وہ جنت کا مطالبہ کر رہے تھے۔ اللہ تعالی: کیا انھوں نے جنت دیکھی ہے؟ فرشتے: نہیں۔ اللہ تعالی: اگر وہ جنت دیکھ لیں تو؟ فرشتے: اگر وہ جنت دیکھ لیں تو ان کی حرص اور طلب بڑھ جائے گی۔ اللہ تعالی: کون سی چیز ہے جس سے وہ پناہ طلب کرتے تھے؟ فرشتے: آگ سے۔ اللہ تعالی: کیا انھوں نے آگ دیکھی ہے؟ فرشتے: نہیں۔ اللہ تعالی: اگر وہ آگ کو دیکھ لیں تو؟ فرشتے: اگر وہ دیکھ لیں تو اس سے دور بھاگنے میں زیادہ سخت ہو جائیں گے اور اس سے زیادہ ڈریں گے۔ اللہ

(الصحيحة: ٣٥٤٠)

تعالیٰ: (فرشتو!) میں تمھیں اس بات پر گواہ بناتا ہوں کہ میں نے ان کو بخش دیا ہے۔ فرشتے: ان میں فلاں آدمی تو خطا کار تھا، وہ کسی ضرورت کے لیے آیا تھا، اس کا مقصود ان کے ساتھ بیٹھنا نہیں تھا (تو اسے کیسے بخش دیا گیا)؟ اللہ تعالیٰ: وہ ایسی قوم ہیں کہ ان کا ہم نشین بھی نامراد نہیں ہوتا۔"

تخريج: أخرجه البخاري: ٦٤٠٨، ومسلم: ٨/ ٦٨، وأبونعيم في "الحلية": ٨/ ١١٧، والحاكم في "المستدرك": ١/ ٤٩٥، والبيهقي في "الأسماء والصفات": ٢٠٧ و "الشعب": ١/ ٣٩٩/ ٥٣١، والبغوي في "شرح السنة": ٥/ ١١ و ١٢/ ١٢٤١، وأحمد في "المسند": ٢/ ٢٥١، ٢٥٢، ٣٥٨، ٣٥٩، ٣٨٢، ٣٨٣

شرح:...... اللہ تعالیٰ کے ذکر اور اس سے دعا مانگنے کی اہمیت واضح ہو رہی ہے۔

(٢٩٦٣)۔ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعًا: ((مَا جَلَسَ قَوْمٌ مَجْلِسًا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ فِيْهِ، اِلَّا حَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ، وَتَغَشَّتْهُمُ الرَّحْمَةُ، وَنَزَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِيْنَةُ، وَذَكَرَهُمُ اللّٰهُ فِيْمَنْ عِنْدَهُ۔)) (الصحيحة: ٧٥)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "کوئی قوم ایسی مجلس میں نہیں بیٹھی جس میں وہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کر رہے ہوں مگر انھیں فرشتے گھیر لیتے ہیں، ان کو رحمت ڈھانپ لیتی ہے، ان پر سکینت نازل ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ ان کا ذکر ان لوگوں میں فرماتا ہے جو اس کے پاس ہوتے ہیں۔"

تخريج: اخرجه مسلم: ٨/ ٧٢، وابن ماجه: ٢/ ٤١٨ والسياق له، ورواه الترمذى قبل حديث الباب بحديثين

(٢٩٦٤)۔ عَنْ اَنَسٍ مَرْفُوْعًا: ((مَاجَلَسَ قَوْمٌ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ اِلَّا نَادَاهُمْ مُنَادٍ مِنَ السَّمَاءِ: قُوْمُوْا مَغْفُوْرًا لَكُمْ، قَدْ بُدِّلَتْ سَيِّئَاتُكُمْ حَسَنَاتٍ۔)) (الصحيحة: ٢٢١٠)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو لوگ بھی اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے بیٹھتے ہیں، ایک منادی کرنے والا انھیں آسمان سے آواز دیتا ہے: کھڑے ہو جاؤ، تمھیں بخش دیا گیا ہے اور تمھاری برائیوں کو نیکیوں میں تبدیل کر دیا گیا ہے۔"

تخريج: أخرجه الطبراني فى "الأوسط": ٤٣٤، واحمد: ٣/ ١٤٢، وابو يعلى والبزار

شرح:...... سبحان اللہ! یہ اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے کی برکتیں ہیں۔

ذکر سے جنت میں درخت لگتے ہیں

(٢٩٦٥)۔ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ مَرْفُوْعًا: ((لَقِيْتُ إِبْرَاهِيْمَ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِيْ، فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ! أَقْرِءْ أُمَّتَكَ مِنِّيَ السَّلَامَ، وَأَخْبِرْهُمْ اَنَّ الْجَنَّةَ طَيِّبَةُ التُّرْبَةِ، عُذْبَةُ الْمَاءِ، وَأَنَّهَا قِيْعَانٌ۔ غِرَاسُهَا: سُبْحَانَ اللّٰهِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ، وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰه۔)) (الصحيحة:١٠٥)

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس رات مجھے معراج کرائی گئی، میری ملاقات حضرت ابراہیم (علیہ السلام) سے ہوئی، انھوں نے کہا: اے محمد ﷺ اپنی امت کو میری طرف سے سلام پیش کرنا اور انھیں بتلا دینا کہ جنت کی مٹی پاکیزہ اور عمدہ ہے، اس کا پانی میٹھا ہے اور وہ ایک چٹیل میدان ہے اور ''سُبْحَانَ اللّٰه، اَلْحَمْدُ لِلّٰه، لَااِلٰهَ اِلَّا اللّٰه، اَللّٰهُ اَكْبَر اور لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰه'' کہنا وہاں درخت لگانا ہے۔''

تخريج: أخرجه والترمذى: ٢/ ٢٥٨۔بولاق، والطبرانى فى معاجمه الثلاثة"الكبير": ١٠/ ٢١٤/ ١٠٣٦٣، و"الأوسط": ١/ ٢٥١/ ١/ ٤٣٢٨، و"الصغير": ١١١ والزيادة له ومن طريقه الخطيب فى "التاريخ":٢/ ٢٩٢، والحافظ فى"نتائج الأفكار": ١/ ٩٨۔٩٩

شرح:...... درج ذیل ذکر کرنے سے جنت میں ذکر کرنے والے کے لیے درخت لگائے جاتے ہیں:

سُبْحَانَ اللّٰهِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ، لَااِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ، لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ

(٢٩٦٦)۔ عَنْ جَابِرٍ مَرْفُوْعًا: ((مَنْ قَالَ: سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَبِحَمْدِهِ، غُرِسَتْ لَهُ نَخْلَةٌ فِي الْجَنَّةِ۔)) (الصحيحة:٦٤)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس نے یہ کلمہ پڑھا: اللہ پاک ہے، جو عظمتوں والا ہے، اپنی تعریفوں کے ساتھ۔ تو اس کے لیے جنت میں کھجور کا ایک درخت لگا دیا جائے گا۔''

تخريج: رواه ابن أبى شيبة فى"المصنف": ١٢/ ١٢٥/ ٢، والترمذى: ٢/ ٢٥٨/ ٢٥٩، والنسائى فى"عمل اليوم والليلة": ٨٢٧، وأبويعلى: ٢٢٣٣۔ وعنه ابن حبان: ٢٣٣٥، والحاكم: ١/ ٥٠١۔٥٠٢، والطبرانى فى"الدعاء": ٣/ ١٥٥٧۔١٥٥٩

شرح:...... آیئے! اپنے جنتی محلات میں زیادہ سے زیادہ کھجوروں کے درخت لگواتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں جنت میں لے جانے والے اسباب جمع کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

(٢٩٦٧)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ قَالَ: سُبْحَانَ اللّٰهِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ، وَلَااِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، وَاللّٰهُ

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے کہا: اللہ پاک ہے، ساری تعریف اللہ کے لیے ہے، اللہ ہی معبودِ برحق ہے، اللہ سب

أَكْبَرُ، غَرَسَ اللّٰهُ بِكُلِّ وَاحِدَةٍ مِنْهُنَّ شَجَرَةً فِي الْجَنَّةِ۔)) (الصحيحة:٢٨٨٠)

سے بڑا ہے۔تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے ہر کلمے کے عوض جنت میں درخت لگائے گا۔"

تخريج: أخرجه الطبراني في"الأوسط": ٢/ ٢٣٥/ ١/ ٨٦٤٠، وفي"الدعاء": ٣/ ١٥٥٨/ ١٦٧٦

نمازِ فجر سے طلوعِ آفتاب تک اور نمازِ عصر سے غروبِ آفتاب تک ذکر کرنے کی فضیلت

(٢٩٦٨)۔ عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَأَنْ أَقْعُدَ مَعَ قَوْمٍ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ تَعَالَى مِنْ صَلَاةِ الْغَدَاةِ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أُعْتِقَ أَرْبَعَةً مِنْ وَلَدِ إِسْمَاعِيْلَ، وَلَأَنْ أَقْعُدَ مِنْ قَوْمٍ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ مِنْ صَلَاةِ الْعَصْرِ إِلٰى أَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أُعْتِقَ أَرْبَعَةً۔)) (الصحيحة:٢٩١٦)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "نمازِ فجر سے لے کر طلوعِ آفتاب تک ذکر کرنے والے لوگوں کے ساتھ بیٹھنا مجھے حضرت اسماعیل (علیہ السلام) کی اولاد سے چار غلام آزاد کرنے کی بہ نسبت زیادہ محبوب ہے، اسی طرح نمازِ عصر سے غروبِ آفتاب تک ذکر کرنے والوں کے ساتھ بیٹھنا مجھے چار غلام آزاد کرنے سے زیادہ محبوب ہے۔"

تخريج: أخرجه أبوداود:٣٦٦٧، والطبراني في"الدعاء": ٣/ ١٦٣٨/ ١٨٧٨، والبيهقي في"شعب الايمان": ١/ ٤٠٩/ ٥٦١ و٥٦٢

شرح:...... اس میں اللہ تعالیٰ کے ذکر کی فضیلت ہے۔ یاد رہے کہ احادیثِ مبارکہ کے مطابق مومن ایک غلام آزاد کرنے سے جہنم سے آزاد ہو جاتا ہے۔

نمازِ فجر سے نمازِ ضحیٰ تک مسلسل ذکر کرنے سے بہتر ذکر

(٢٩٦٩)۔ عَنْ جُوَيْرِيَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَرَجَ مِنْ عِنْدِهَا بُكْرَةً حِيْنَ صَلَّى الصُّبْحَ، وَهِيَ فِي مَسْجِدِهَا ثُمَّ رَجَعَ بَعْدَ أَنْ أَضْحٰى وَهِيَ جَالِسَةٌ۔ فَقَالَ: ((مَازِلْتِ عَلَى الْحَالِ الَّتِيْ فَارَقْتُكِ عَلَيْهَا؟)) قَالَتْ: نَعَمْ۔ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَقَدْ قُلْتُ بَعْدَكِ أَرْبَعَ كَلِمَاتٍ، ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، لَوْوُزِنَتْ بِمَا قُلْتِ مُنْذُ الْيَوْمِ لَوَزَنَتْهُنَّ: سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ، عَدَدَ خَلْقِهِ وَرِضَانَفْسِهِ، وَزِنَةَ

سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ سویرے ہی نماز پڑھ کر ان کے پاس سے چلے گئے، جب کہ وہ اپنے جائے نماز میں بیٹھی ہوئی تھیں۔ جب آپ ﷺ چاشت کا وقت ہو جانے کے بعد واپس آئے تو وہ وہیں بیٹھی ہوئی تھیں۔ آپ ﷺ نے پوچھا: "تم اسی حالت میں ہو جس پر میں تمھیں چھوڑ کر گیا تھا؟" انھوں نے کہا: ہاں۔ تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "میں نے تمھارے پاس سے جانے کے بعد چار کلمے تین مرتبہ کہے، اگر ان کا وزن ان کلمات سے کیا جائے جو تم شروع دن سے کہہ رہی ہو، تو وہ ان پر

عَرْشِهِ ، وَمِدَادَ كَلِمَاتِهِ۔)) (الصحيحة: ٢١٥٦)

وزن میں بھاری ہوں گے۔ (اور وہ یہ ہیں:) "سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ عَدَدَ خَلْقِهِ وَرِضَا نَفْسِهِ وَزِنَةَ عَرْشِهِ وَمِدَادَ كَلِمَاتِهِ۔" (ہم اللہ تعالی کی پاکیزگی اس کی تعریفوں کے ساتھ بیان کرتے ہیں، اس کی مخلوق کی تعداد کے برابر اور اس کے نفس کی رضامندی کے موافق اور اس کے عرش کے وزن کے مطابق اور اس کے کلمات کی سیاہی یا کثرت کے برابر)۔"

تخريج: أخرجه مسلم: ٨/ ٨٣، وأبوداود: ١٥٠٣، وابن خزيمة فى"التوحيد": ١٠٧، وابن منده فى"التوحيد": لـه٧٧/ ١، ١٠٣/ ٢، وكذا النسائى: ١/ ١٩٨، ١٩٩، والترمذى: ٢/ ٢٧٣، وابن ماجه: ٣٨٠٨، وأحمد: ٦/ ٣٢٤، ٣٢٥

شرح:...... اس حدیث میں ان کلمات کی فضیلت کا بیان ہے:

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ ، عَدَدَ خَلْقِهِ وَرِضَانَفْسِهِ ، وَزِنَةَ عَرْشِهِ ، وَمِدَادَ كَلِمَاتِهِ

اگر یہ کلمات تین دفعہ کہے جائیں تو ان کا ثواب نماز فجر سے اشراق کے وقت تک مسلسل ذکر کرنے سے زیادہ ہوتا ہے۔

ذکر خدا کے علاوہ سب کچھ لغو ولہو ہے

(٢٩٧٠)۔ عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِيْ رَبَاحٍ ، قَالَ: رَأَيْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ وَجَابِرَ بْنَ عُمَيْرٍ الْأَنْصَارِيَّيْنِ يَرْتَمِيَانِ ، فَمَلَّ أَحَدُهُمَا فَجَلَسَ ، فَقَالَ لَهُ الْآخَرُ: كَسِلْتَ؟ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ: ((كُلُّ شَيْءٍ لَيْسَ مِنْ ذِكْرِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ فَهُوَ لَغْوٌ وَلَهْوٌ أَوْ سَهْوٌ ، إِلَّا أَرْبَعَ خِصَالٍ: مَشْيُ الرَّجُلِ بَيْنَ الْغَرَضَيْنِ ، وَتَأْدِيبُهُ فَرَسَهُ ، وَمُلَاعَبَتُهُ أَهْلَهُ ، وَتَعَلُّمُ السَّبَاحَةِ۔)) (الصحيحة: ٣١٥)

عطا بن ابو رباح کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا جابر بن عبد اللہ انصاری اور سیدنا جابر بن عمیر انصاری رضی اللہ عنہما کو تیر اندازی میں مقابلہ کرتے دیکھا، ایک اکتا کر بیٹھ گیا، دوسرے نے اسے کہا: تو سست پڑ گیا ہے؟ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: "ذکر الٰہی کے علاوہ ہر چیز بے کار اور فضول ہے، ماسوائے ان چار چیزوں کے: (۱) آدمی کا دو نشانوں کے درمیان چلنا، (۲) گھوڑے کو سدھانا، (۳) بیوی کے ساتھ کھیلنا (اور خوش طبعی کرنا) اور (۴) تیراکی سیکھنا۔"

تخريج: أخرجه النسائى فى كتاب"عشرة النساء": ٧٤/ ٢، والزيادة له، والطبرانى فى"المعجم الكبير": ١/ ٨٩/ ٢، وأبو نعيم فى"أحاديث أبى القاسم الأصم": ق ١٧۔١٨

شرح:...... سیدنا جابر بن عبد اللہ اور سیدنا جابر بن عمیر کے عمل اور اس موقع پر اس حدیث کو بیان کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ "آدمی کا دو نشانوں کے درمیان چلنا" سے مراد تیر اندازی ہے، اچھی مشق کی خاطر جس کے لیے نشانہ مقرر کیا

جاتا ہے۔

افضل اذکار

(۲۹۷۱)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((اَفْضَلُ الذِّكْرِ لَا اِلٰـهَ اِلَّااللّٰـهُ، وَاَفْضَلُ الشُّكْرِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ۔)) (الصحيحة:١٤٩٧)

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کہتے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: "لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰه" سب سے زیادہ فضیلت والا ذکر ہے اور "اَلْحَمْدُ لِلّٰه" سب سے افضل کلمۂ شکر ہے۔"

تخريج: رواه ابن حبان: ٢٣٢٦، والخرائطي في "فضيلة الشكر" ٢/ ٢، والبغوي في شرح السنة" ١/ ١٤٤/ ٢

شرح:...... "لَااِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ" کلمۂ توحید ہے، جو اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ صرف اللہ تعالیٰ معبودِ برحق ہے، وہ اس لائق ہے کہ محض اس کی پرستش کی جائے، اللہ تعالیٰ کے علاوہ تمام قسم کے معبود، معبودانِ باطلہ ہیں، ایمان کے بیشمار شعبوں میں "لَا اِلٰـهَ اِلَّااللّٰـهُ" کو سب سے زیادہ بلند مقام حاصل ہے، کیونکہ یہی ذکر ہے جس کا اقرار کرنے سے دائرۂ اسلام میں داخلہ نصیب ہوتا ہے اور جس کے انکار سے کفر وارتداد کی صف میں کھڑا ہونا پڑتا ہے۔

"اَلْحَمْدُ لِلّٰـهِ" کلمۂ شکر ہے، اللہ تعالیٰ ہی منعمِ حقیقی ہے، ہر قسم کے انعامات واحسانات کا سرچشمہ اسی کی ذات ہے، اسی بنا پر وہ تعریفوں کا مستحق ہے، جب انسان بطورِ تعظیم اللہ تعالیٰ کی تعریف وتوصیف اور مدح وثنا بیان کرتا ہے تو اسے "حمد" کہتے ہیں۔

مذکورہ بالا دونوں کلموں کو اللہ تعالیٰ اور نبی کریم ﷺ کے محبوب ترین کلمات، سب سے زیادہ ممتاز اور دنیا وما فیہا سے بہتر اذکار قرار دیا گیا، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ" کہنے سے ترازو بھر جاتا ہے۔ (مسلم)

(۲۹۷۲)۔ عَنْ عَلِيٍّ مَرْفُوْعًا: ((اَفْضَلُ مَاقُلْتُ اَنَا وَالنَّبِيُّوْنَ عَشِيَّةَ عَرَفَةَ: لَااِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ، وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔)) (الصحيحة: ١٥٠٣)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "سب سے افضل کلمہ وہ ہے جو میں نے اور سابقہ انبیا نے عرفہ کے دن کی شام کو کہا (اور وہ یہ ہے): لَااِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ، وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔ ...... "نہیں کوئی معبودِ برحق مگر اللہ، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، بادشاہت اسی کی ہے، تعریف اسی کے لیے ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔"

تخريج: رواه الطبراني في "فضل عشر ذي الحجة" ١٣/ ٢

افضل کلام

(۲۹۷۳)۔ عَنْ اَبِي ذَرٍّ، قَالَ: سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَيُّ الْكَلَامِ اَفْضَلُ؟ قَالَ: ((مَا اصْطَفَى اللّٰهُ لِعِبَادِهِ: سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ۔)) (الصحيحة:۱٤۹۸)

سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا گیا کہ کون سا کلام (ذکر) افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالی نے اپنے بندوں کے لیے جس کا انتخاب خود کیا، ..... ''سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ۔''

تخريج: رواه أحمد: ٥/ ١٤٨، رواه مسلم: ٨/ ٨٦ و احمد: ٥/ ١٦١ ايضا بلفظ: ((الا اخبرك باحب الكلام الى الله؟قلت: يا رسول الله! أخبرني بأحب الكلام الى الله، فقال: ((ان احب الكلام الى الله سبحان الله وبحمده۔))

شرح:...... ''سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ'' میں اللہ تعالی کی تسبیح وتحمید کا بیان ہے، نبی کریم ﷺ نے اس کلمے کو اللہ کی سب سے زیادہ پسندیدہ کلام قرار دیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ'' ترازو کو بھر دیتا ہے اور ''سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُلِلّٰهِ'' آسمانوں اور زمین کے درمیانی حصے کو بھر دیتے ہیں۔'' (مسلم) ہمیں بھی چاہئے ان اذکار کا بکثرت اہتمام کر کے اللہ تعالی کی وسیع رحمت سے فیضیاب ہوں۔

لیل ونہار کے مسلسل ذکر سے افضل ذکر

(۲۹۷٤)۔ عَنْ اَبِي اُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ صَدِيِّ بْنِ عَجْلَانَ مَرْفُوْعًا: ((اَلَا اُخْبِرُكَ بِاَفْضَلَ اَوْاَكْثَرَ مِنْ ذِكْرِكَ اللَّيْلَ مَعَ النَّهَارِ وَالنَّهَارَ مَعَ اللَّيْلِ؟ اَنْ تَقُوْلَ: سُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ مَاخَلَقَ، سُبْحَانَ اللّٰهِ مِلْءَ مَا خَلَقَ، سُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ مَا فِي الْاَرْضِ وَالسَّمَاءِ، سُبْحَانَ اللّٰهِ مِلْءَ مَا فِي السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ، سُبْحَانَ اللّٰهِ مِلْءَ مَا خَلَقَ، سُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ مَا اَحْصٰى كِتَابُهُ، وَسُبْحَانَ اللّٰهِ مِلْءَ كُلِّ شَيْءٍ وَتَقُوْلُ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ مِثْلَ ذٰلِكَ۔)) (الصحيحة:۲۵۷۸)

سیدنا ابوامامہ صدی بن عجلان باہلی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا میں تجھے شب و روز کے مسلسل ذکر سے افضل ذکر نہ بتلاؤں؟ تو اس طرح ذکر کیا کر: میں اللہ کی پاکیزگی بیان کرتا ہوں، اس کی مخلوق کی گنتی کے برابر۔ میں اللہ کی اتنی پاکیزگی بیان کرتا ہوں جس سے اس کی مخلوقات بھر جائیں۔ میں اللہ کی پاکیزگی بیان کرتا ہوں ان چیزوں کی گنتی کے برابر جو زمین وآسمان میں ہیں۔ میں اللہ کی اتنی پاکیزگی بیان کرتا ہوں جس سے وہ چیزیں بھر جائیں جو زمین اور آسمان میں ہیں۔ میں اللہ کی پاکیزگی بیان کرتا ہوں جس سے اس کی مخلوقات بھر جائیں۔ میں اللہ کی پاکیزگی بیان کرتا ہوں ان چیزوں کی گنتی کے برابر جن کو اس نے اپنی کتاب میں شمار کیا اور میں اللہ کی اتنی پاکیزگی بیان کرتا ہوں جس سے ہر چیز بھر جائے۔ پھر تو اسی طرح ''اَلْحَمْدُ لِلّٰه'' کہے (یعنی دعا میں ''سُبْحَانَ اللّٰه'' کی جگہ ''اَلْحَمْدُلِلّٰه''

اگا کر دعا کو مکمل کر لے)۔''

تخریج: ولہ طرق: الأولی: أخرجہ النسائي في"عمل الیوم واللیلة": رقم ١٦٦، وابن حبان في"صحیحہ": ٢٣٣١ـ موارد الظمآن، والرویاني في"مسندہ": ٣٠/ ٢٢١/ ١، والطبراني في"المعجم الکبیر": ٨١٢٢،

الثانیة: أخرجہ الحاکم: ١/ ٥١٣، ومن طریقہ البیھقي في"الدعوات": رقم١٢٣، وأحمد: ٥/ ٢٤٩

الثالثة: أخرجہ الأصبھاني في"الترغیب والترھیب": ق٧٨/ ١، والسھمي في"تاریخ جرجان": ص١١٧، وفي "فوائدہ": ق١٦٦/ ١، والطبراني في"الدعاء": ١٧٤٣

الرابعة: أخرجہ الرویاني: ٣٠/ ٢٢٠/ ٢، والطبراني في"الکبیر": ٧٩٣٠، وفي"الدعاء": ١٧٤٤

الخامسة: أخرجہ البیھقي برقم: ١٣١

شرح:...... اس حدیث سے درج ذیل ذکر ثابت ہوا:

سُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ مَاخَلَقَ، سُبْحَانَ اللّٰهِ مِلْءَ مَا خَلَقَ، سُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ مَا فِي الْاَرْضِ وَالسَّمَاءِ، سُبْحَانَ اللّٰهِ مِلْءَ مَا فِي السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ، سُبْحَانَ اللّٰهِ مِلْءَ مَا خَلَقَ، سُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ مَااَحْصٰی كِتَابُهُ، وَسُبْحَانَ اللّٰهِ مِلْءَ كُلِّ شَيْءٍ۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَدَدَ مَاخَلَقَ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ مِلْءَ مَا خَلَقَ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَدَدَ مَا فِي الْاَرْضِ وَالسَّمَاءِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ مِلْءَ مَا فِي السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ مِلْءَ مَا خَلَقَ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَدَدَ مَااَحْصٰی كِتَابُهُ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ مِلْءَ كُلِّ شَيْءٍ۔

اونچے مقامات پر تکبیرات کا اہتمام کرنا

(٢٩٧٥)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يُرِيْدُ سَفَرًا فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اَوْصِنِيْ۔ قَالَ: ((أُوْصِيْكَ بِتَقْوَى اللّٰهِ، وَالتَّكْبِيْرِ عَلٰی كُلِّ شَرَفٍ۔)) (الصحيحة: ١٧٣٠)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی، جو سفر کا ارادہ رکھتا تھا، رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے کوئی وصیت کیجیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں تجھے اللہ تعالی سے ڈرنے اور ہر بلند جگہ پر "اَللّٰهُ اَكْبَر" کہنے کی وصیت کرتا ہوں۔''

تخریج: أخرجہ ابن أبي شیبة في"المصنف": ١٢/ ٣٥/ ٢، وعنہ ابن ماجہ: ٢٧٧١، والترمذي: ٢/ ٢٥٥، وأحمد: ٢/ ٣٢٥، ٣٣١، ٤٤٣، ٤٧٦، کذا ابن خزیمة في"صحیحہ": ١/ ٢٥٦/ ٢، والمحاملي في"الدعاء": ق ٣٢/ ١، وابن السني في"عمل الیوم واللیلة": ٥١٤، والحاکم: ١/ ٤٤٥ و ٢/ ٩٨، والبیھقي في"الزھد": ق ١٠٧/ ٢

شرح:...... سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جب ہم (بلند مقام پر) چڑھتے وقت اللہ اکبر اور اترتے وقت سبحان اللہ کہتے تھے۔ (بخاری: ۲۹۹۳)

آدمی کے حق میں خادم سے بہتر ذکر......سونے سے پہلے ایک ذکر

(۲۹۷٦)۔ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّ فَاطِمَةَ اَتَتِ النَّبِيَّ ﷺ تَسْأَلُهُ خَادِمًا ، وَشَكَتِ الْعَمَلَ ، فَقَالَ: ((مَا اَلْفَيْتِيهِ عِنْدَنَا ، اَلَا اَدُلُّكِ عَلٰى مَا هُوَ خَيْرٌ لَكِ مِنْ خَادِمٍ؟ تُسَبِّحِيْنَ ثَلَاثًا وَثَلَاثِيْنَ ، وَتَحْمَدِيْنَ ، وَتُكَبِّرِيْنَ اَرْبَعًا وَثَلَاثِيْنَ حِيْنَ تَأْخُذِيْنَ مَضْجَعَكِ۔)) (الصحيحة:٣٥٩٦)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نبی کریم ﷺ کے پاس آئیں اور اپنے کام کاج کا شکوہ کر کے ایک خادم کا مطالبہ کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہمارے پاس تو خادم نہیں ہے۔ البتہ میں تیری رہنمائی ایسی چیز کی طرف کر دیتا ہوں جو تیری لیے خادم سے بہتر ہوگی؟ جب تو اپنے بستر پر لیٹے تو تینتیس دفعہ ''سُبْحَانَ اللّٰه'' تینتیس دفعہ ''اَلْحَمْدُ لِلّٰه'' اور چونتیس دفعہ ''اَللّٰهُ اَكْبَر'' کہا کر۔''

تخريج: رواه مسلم: ٧/ ٨٤

شیطانوں سے محفوظ رہنے کا ذکر......آپ ﷺ پر شیطانوں کا حملہ لیکن......

(۲۹۷۷)۔ عَنْ اَبِي التَّيَّاحِ ، قَالَ: سَأَلَ رَجُلٌ عَبْدَالرَّحْمٰنِ بْنَ خُنْبُشٍ: كَيْفَ صَنَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حِيْنَ كَادَتْهُ الشَّيَاطِيْنُ؟ قَالَ: جَاءَتِ الشَّيَاطِيْنُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِي الْاَوْدِيَةِ ، وَتَحَدَّرَتْ عَلَيْهِ مِنَ الْجِبَالِ ، وَفِيْهِمْ شَيْطَانٌ مَعَهُ شَعْلَةٌ مِنْ نَارٍ يُرِيْدُ اَنْ يُحَرِّقَ بِهَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ، قَالَ: فَرُعِبَ ، قَالَ جَعْفَرٌ: اَحْسِبُهُ قَالَ: جَعَلَ يَتَاَخَّرُ۔ قَالَ: وَجَاءَ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ! قُلْ قَالَ: مَا اَقُوْلُ؟ قَالَ: قُلْ: ((اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ الَّتِي لَا يُجَاوِزُهُنَّ بَرٌّ وَّلَا فَاجِرٌ ، مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ وَذَرَاَ وَبَرَاَ ، وَمِنْ شَرِّ مَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ ، وَمِنْ شَرِّ مَا يَعْرُجُ فِيْهَا ، وَمِنْ

ابو تیاح سے روایت ہے، ایک آدمی نے سیدنا عبدالرحمن بن خنبش رضی اللہ عنہ سے سوال کیا: جب شیاطین، رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تھے، تو آپ ﷺ نے کیا کیا تھا؟ انھوں نے کہا: شیاطین پہاڑوں سے نیچے اتر کر وادیوں میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آگئے، ان میں ایک شیطان کے ہاتھ میں آگ کا شعلہ تھا، وہ رسول اللہ ﷺ کو اس کے ذریعے تکلیف دینا چاہتا تھا۔ لیکن وہ مرعوب ہو گیا اور (خود بخود) پیچھے ہٹنے لگ گیا۔ جبریل علیہ السلام آپ ﷺ کے پاس آئے اور کہا: اے محمد! کہو۔ آپ ﷺ نے پوچھا: میں کیا کہوں؟ انھوں نے کہا: کہو: ''میں اللہ تعالی کے کلماتِ تامّہ (جن میں کوئی نقص نہیں اور) جن سے نیک تجاوز کر سکتا ہے نہ بد، کی پناہ میں آتا ہوں ہر اس چیز کی شرّ سے جسے اس نے پیدا کیا اور اس چیز کی شرّ سے جو آسمان سے نازل ہوتی ہے اور اس چیز کی شرّ سے جو آسمان میں چڑھتی ہے اور اس چیز کی

شَــرِّ مَــاذَرَاَ فِي الْاَرْضِ، وَمِنْ شَــرِّ مَا يَـخْـرُجُ مِنْهَــا، وَمِـنْ شَــرِّ فِتَنِ اللَّيْلِ وَالـنَّهَـارِ، وَمِـنْ شَرِّ كُلِّ طَارِقٍ اِلَّا طَارِقاً يَـطْـرُقُ بِـخَيْـرٍ يَا رَحْمٰنُ!))۔فَطُفِئَتْ نَارُ الشَّيَاطِيْنِ، وَهَزَمَهُمُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ۔ (الصحيحة:٢٩٩٥)

شرّ سے جسے اس نے زمین میں پیدا کیا اور اس چیز کے شرّ سے جو زمین سے نکلتی ہے اور رات اور دن کے فتنوں کی شرّ سے اور رات کو آنے والے کی شرّ سے الا یہ کہ وہ خیر کے ساتھ آئے، اے رحمٰن!'' (یہ دعا پڑھنے سے) شیطانوں کی آگ بجھ گئی اور اللہ تعالی نے انھیں شکست دے دی۔

تخريج: أخرجه أحمد: ٣/ ٤١٩، وأبو يعلى:١٢/ ٢٣٧، وعنه ابن السني :٦٣١، وأبو نعيم في"الدلائل": ص١٤٨، و"المعرفة": ٢/ ٤٩/ ٢، والبيهقي في"دلائل النبوة": ٧/ ٩٥

شرح:...... معلوم ہوا کہ شیاطین وغیرہ کے شرّ وفساد سے بچنے کے لیے یہ دعا پڑھنی چاہیے:

اَعُـوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ الَّتِيْ لَا يُجَاوِزُ هُنَّ بَرٌّوَّلَا فَاجِرٌ، مِّنْ شَرِّ مَا خَلَقَ وَذَرَاَ وَبَرَاَ، وَمِنْ شَرِّ مَـا يَـنْـزِلُ مِـنَ السَّـمَاءِ، وَمِنْ شَرِّ مَا يَعْرُجُ فِيْهَا، وَمِنْ شَرِّ مَاذَرَاَ فِي الْاَرْضِ، وَمِنْ شَرِّ مَا يَخْرُجُ مِنْهَا، وَمِنْ شَرِّ فِتَنِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ، وَمِنْ شَرِّ كُلِّ طَارِقٍ اِلَّا طَارِقاً يَطْرُقُ بِخَيْرٍ يَا رَحْمٰنُ!

(٢٩٧٨)۔ عَـنْ اَبِـي التَّيَّـاحِ، قَـالَ: قُلْتُ لِـعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ خَنْبَشٍ التَّمِيْمِيِّ -وَكَانَ شَيْـخًـا كَبِيْـرًا-: اَدْرَكْـتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ؟ قَـالَ: نَعَمْ ـ قَالَ: قُلْتُ: كَيْفَ صَنَعَ رَسُوْلُ الـلّٰهِ ﷺ لَيْـلَةَ كَـادَتْـهُ الشَّيَـاطِيْنُ؟ فَقَالَ: اِنَّ الشَّيَـاطِيْـنَ تَـحَدَّرَتْ تِلْكَ اللَّيْلَةَ عَلٰى رَسُـوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِـنْ الْاَوْدِيَةِ وَالشِّعَابِ، وَفِيْهِـمْ شَيْطَانٌ بِيَدِهِ شُعْلَةٌ مِنْ نَارٍ يُرِيْدُ اَنْ يُّـحْـرِقَ بِهَـا وَجْهَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَهَبَطَ اِلَيْهِ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ: ((يَا مُحَمَّدُ! قُـلْ ـ قُـلْـتُ: وَمَـا اَقُـوْلُ؟ قَالَ: قُلْ: اَعُوْذُ بِـكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ الَّتِي لَا يُجَاوِزُ هُنَّ بَـرٌّ وَّ لَا فَـاجِـرٌ، مِـنْ شَرِّ مَا خَلَقَ، وَذَرَاَ وَبَـرَاَ وَمِـنْ شَرِّ مَايَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ، وَمِنْ

ابو تیاح کہتے ہیں کہ میں نے عبدالرحمٰن بن خنبش تمیمی، جو کہ عمر رسیدہ تھے، سے پوچھا: کیا آپ کو رسول اللہ ﷺ کی صحبت نصیب ہوئی ہے؟ انھوں نے کہا: جی ہاں۔ میں نے پوچھا: رسول اللہ ﷺ نے اس رات کو کیا کیا تھا جس رات شیاطین آپ ﷺ کے قریب آئے تھے؟ انھوں نے کہا: اس رات کو شیاطین مختلف وادیوں اور گھاٹیوں سے نبی کریم ﷺ پر ٹوٹ پڑے، ان میں ایک ایسا شیطان بھی تھا جس کے ہاتھ میں آگ کا شعلہ تھا اور وہ رسول اللہ ﷺ کے چہرے کو جلانا چاہتا تھا۔ اتنے میں جبریل علیہ السلام آ گئے اور کہا: اے محمد! کہو۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں کیا کہوں؟ اس نے کہا: یہ دعا پڑھو: میں اللہ کے مکمل کلمات، جن سے کوئی نیک تجاوز کر سکتا ہے نہ بد، کی پناہ میں آتا ہوں ہر اس چیز کی شرّ سے جسے اس نے پیدا کیا اور اس چیز کی شرّ سے جو آسمان سے اترتی ہے اور اس چیز کی شرّ سے جو آسمان میں چڑھ جاتی ہے

شَرِّ مَا يَعْرُجُ فِيْهَا، وَمِنْ شَرِّ مَا ذَرَأَ فِي الْأَرْضِ وَبَرَأَ، وَمِنْ شَرِّ مَايَخْرُجُ مِنْهَا، وَمِنْ شَرِّ فِتَنِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ، وَمِنْ شَرِّ كُلِّ طَارِقٍ إِلَّا طَارِقاً يَطْرُقُ بِخَيْرٍ يَا رَحْمٰنُ!)) قَالَ: فَطَفِئَتْ نَارُهُمْ وَهَزَمَهُمُ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى۔(الصحيحة:٨٤٠)

اور رات کو آنے والے کے شرّ سے، الا یہ کہ وہ خیر کے ساتھ آئے، اے رحمٰن!'' (نتیجہ یہ نکلا کہ) ان کی آگ بجھ گئی اور اللہ تبارک وتعالی نے انھیں شکست دے دی۔

تخريج:عزا السيوطي في"الجامع الكبير": ١/ ١١/ ٢ لأحمد، والطبراني في"الكبير"، وابن السني في"عمل اليوم والليلة"، واحمد: ٣/ ٣١٩، وابن السني: ٦٣١

پہلوں کے مقام کو پا لینے اور بعد والوں سے سبقت لے جانے کا سبب بننے والا ذکر

(٢٩٧٩)۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَلَا أُحَدِّثُكُمْ بِأَمْرٍ إِنْ أَخَذْتُمْ بِهِ أَدْرَكْتُمْ مَنْ سَبَقَكُمْ، وَلَمْ يُدْرِكْكُمْ أَحَدٌ بَعْدَكُمْ، وَكُنْتُمْ خَيْرَ مَنْ أَنْتُمْ بَيْنَ ظَهْرَانَيْهِ إِلَّا مَنْ عَمِلَ مِثْلَهُ۔ تُسَبِّحُوْنَ وَتَحْمَدُوْنَ وَتُكَبِّرُوْنَ خَلْفَ كُلِّ صَلَاةٍ ثَلَاثَةً وَّثَلَاثِيْنَ۔)) جَاءَ مِنْ حَدِيْثِ أَبِي هُرَيْرَةَ وَأَبِي ذَرٍّ وَأَبِي الدَّرْدَاءِ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَ ابْنِ عُمَرَ۔ أَمَّا حَدِيْثُ أَبِي هُرَيْرَةَ فَهُوَ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: جَاءَ الْفُقَرَاءُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالُوْا: ذَهَبَ أَهْلُ الدُّثُوْرِ مِنَ الْأَمْوَالِ بِالدَّرَجَاتِ الْعُلٰى، وَالنَّعِيْمِ الْمُقِيْمِ، يُصَلُّوْنَ كَمَا نُصَلِّي، وَيَصُوْمُوْنَ كَمَا نَصُوْمُ، وَلَهُمْ فَضْلٌ مِنْ أَمْوَالِهِمْ يَحُجُّوْنَ بِهَا وَيَعْتَمِرُوْنَ، وَيُجَاهِدُوْنَ وَيَتَصَدَّقُوْنَ۔ قَالَ......فَذَكَرَهُ فَاخْتَلَفْنَا بَيْنَنَا، فَقَالَ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا میں تمھیں ایسی چیز نہ بتلاؤں جس کے ذریعے تم اپنے سے پہلوں (کے مقام) کو پا لو گے، بعد والے تمھارے (مرتبے کو) نہ پہنچ سکیں گے اور تم اپنے دور کے تمام لوگوں میں بہترین قرار پاؤ گے، مگر وہی شخص جو اسی طرح کا عمل کرے گا۔ (عمل یہ ہے:) تم لوگ ہر نماز کے بعد ''سُبْحَانَ اللّٰه، اَلْحَمْدُ لِلّٰه اور اَللّٰهُ اَكْبَر'' تینتیس تینتیس دفعہ کہا کرو۔'' یہ حدیث سیدنا ابو ہریرہ، سیدنا ابوذر، سیدنا ابو درد‌ا، سیدنا ابن عباس اور سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہم سے مروی ہے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث، جسے ان ابو صالح نے روایت ہے، یہ ہے: فقرا لوگ، نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور عرض کیا کہ بلند درجے اور ہمیشہ رہنے والی نعمتیں تو مال دار لوگ لے گئے، وہ نماز تو ہماری طرح ہی پڑھتے ہیں اور روزہ بھی ہماری طرح کا رکھتے ہیں۔ لیکن ان کے لیے مالوں سے حاصل ہونے والی فضیلت زیادہ ہے، وہ حج کرتے ہے، عمرہ کرتے ہیں، جہاد کرتے ہیں اور صدقہ کرتے ہیں۔ راوی کہتا ہے:...... (اوپر والی حدیث ذکر کی) (تسبیحات کی تعداد کے بارے میں) ہم

بَعْضُنَا: نُسَبِّحُ ثَلاثًا وَثَلاثِيْنَ ، وَنَحْمَدُ ثَلاثًا وَثَلاثِيْنَ ، وَنُكَبِّرُ أَرْبَعًا وَثَلاثِيْنَ ، فَرَجَعْتُ إِلَيْهِ ، فَقَالَ: تَقُوْلُ سُبْحَانَ اللّٰهِ ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ ، وَاللّٰهُ أَكْبَرُ ، حَتّٰى يَكُوْنَ مِنْهُنَّ كُلِّهِنَّ ثَلاثٌ وَّثَلاثُوْنَ۔ (الصحيحة:٣٣٠٨)

اختلاف میں پڑ گئے، کوئی کہتا کہ تینتیس دفعہ "سُبْحَانَ اللّٰه" تینتیس دفعہ "اَلْحَمْدُ لِلّٰه" اور چونتیس دفعہ "اَللّٰهُ اَكْبَر" کہنا ہے (اور کوئی کچھ اور کہتا)۔ میں آپ ﷺ کے پاس گیا اور (سارا مسئلہ ذکر کیا تو) آپ ﷺ نے فرمایا: "سُبْحَانَ اللّٰه ، اَلْحَمْدُ لِلّٰه اور اَللّٰهُ اَكْبَر" میں سے ہر ایک تینتیس تینتیس بار کہنا ہے۔"

تخريج: (١)۔ أما حديث أبي هريرة؛ فأخرجه البخاري: ٨٤٣، ومسلم: ٢/ ٩٧، وابن خزيمة: ٧٤٩، وابن حبان: ٢٠١٤، وأبو عوانة: ٢/ ٢٧١، والبيهقي: ٢/ ١٨٦، وأبوداود: ١٥٠٤، والدارمي: ١/ ٣١٢، وأحمد: ٢/ ٢٣٨

(٢)۔ وأما حديث أبي الدرداء: فرواه النسائي: ١٤٨، و في "عمل اليوم والليلة": ١٤٩، و عبد الرزاق: ٣١٨٧، وابن أبي شيبة: ١٠/ ٢٣٥، ١٣/ ٤٥٣، والطبراني في "الدعاء": ٧٠٨، والبزار: ٣٠٩٥۔ زوائده

(٣)۔ وأما حديث أبي ذر: فقد تقدم تخريجه في هذه "السلسلة": ١١٢٥، وليزد على مصادره: ابن خزيمة: ٧٤٨، والحميدي: ١٣٣، والمروزي في "زوائد الزهد": ١١٥٧

(٤)۔ وأما حديث ابن عباس: فقد رواه الترمذي: ٢/ ٢٦٤، والنسائي: ١/ ١٩٩، و غيرهما؛ وهو مخرج في "التعليق الرغيب": ٢/ ٢٦٠

(٥)۔ وأما حديث ابن عمر: فقد رواه البزار: ٣٠٩٤

شرح: ...... اس حدیث میں نماز کے بعد سبحان اللہ، الحمد للہ اور اللہ اکبر کہنے کی فضیلت بیان کر کے ترغیب دلائی گئی ہے، موجودہ زمانے میں اکثر لوگ جلد بازی اور مصروفیت کا بہانہ کر کے اس ذکر سے محروم ہو جاتے ہیں اور کوئی روایتی اجتماعی دعا کو کافی سمجھ لیتا ہے۔

زندگی کے آخری ایام کا ذکر

(٢٩٨٠)۔ قَالَتْ: عَائِشَةُ: كَانَ ﷺ فِي آخِرِ أَمْرِهِ يُكْثِرُ مِنْ قَوْلِ: ((سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ، أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَأَتُوْبُ إِلَيْهِ۔)) قَالَتْ عَائِشَةُ: فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! مَالِي أَرَاكَ تُكْثِرُ مِنْ قَوْلِ: ((سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَأَتُوْبُ إِلَيْهِ))؟ قَالَ:

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہے: نبی کریم ﷺ اپنی زندگی کے آخر میں یہ دعا بکثرت پڑھتے تھے: "اللہ پاک ہے اپنی تعریفوں کے ساتھ، میں اللہ سے بخشش طلب کرتا ہوں اور اس کی طرف توبہ کرتا ہوں۔" میں نے کہا: کیا وجہ ہے کہ آپ ﷺ یہ دعا کثرت کے ساتھ پڑھتے ہیں: "اللہ پاک ہے اپنی تعریفوں کے ساتھ، میں اللہ سے بخشش طلب کرتا

((اِنَّ رَبِّيْ اَخْبَرَنِي اَنِّيْ سَارٰى عَلَامَةً فِي اُمَّتِيْ، وَاَمَرَنِيْ۔ اِذَا رَاَيْتَ تِلْكَ الْعَلَامَةَ۔ اَنْ اُسَبِّحَ بِحَمْدِهِ وَاَسْتَغْفِرَهُ، وَقَدْ رَاَيْتُهَا: ﴿اِذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ۔ وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِي دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا۔ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ اِنَّهُ كَانَ تَوَّابًا۔﴾ (النصر:١۔٣)۔))

(الصحيحة:٣١٥٧)

ہوں اور اس کی طرف توبہ کرتا ہوں۔‘‘؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ’’میرے ربّ نے مجھے خبر دی تھی کہ میں عنقریب اپنی امت میں ایک علامت دیکھوں گا اور یہ حکم بھی دیا کہ جب وہ علامت نظر آ جائے تو کثرت سے تعریفوں سمیت میری تسبیح بیان کرنا اور مجھ سے بخشش طلب کرنا۔ پس تحقیق میں وہ علامت دیکھ چکا ہوں (اور وہ سورۂ نصر ہے:) ﴿جب اللہ کی نصرت اور فتح آ پہنچے گی اور آپ دیکھ لیں گے کہ لوگ فوج در فوج دین میں داخل ہو رہے ہیں تو اپنے رب کی تعریفوں سمیت اس کی تسبیح بیان کرنا اور اس سے بخشش طلب کرنا، بیشک وہ توبہ قبول کرنے والا ہے۔﴾‘‘ (سورۂ نصر: ١۔٣)

تخريج: أخرجه أحمد: ٦/ ٣٥، ومسلم: ٢/ ٥٠، و أخرجه هو والبخاري: ٣٩٦٧ مختصرا

شرح: ...... سورۂ نصر درحقیقت آپ ﷺ کی وفات کے قریب ہونے کا اعلان تھی، جیسا کہ بعض صحابہ کرام بھی سمجھ گئے تھے، اسی سورت میں آپ ﷺ کو اپنے ربّ کی تسبیحات و تعریفات بیان کرنے اور اس سے بخشش طلب کرنے کا حکم دیا گیا اور وفات سے پہلے یہی امور زیب دیتے ہیں۔

اگرچہ موت کا وقت مقرر نہیں اور ہر ایک نے مرنا بھی ہے، بہرحال بڑھاپا موت کی علامت ہوتا ہے، اس لیے بزرگ لوگوں کا اس دعا کا کثرت سے ذکر کرنا چاہیے: سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ، اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ۔

اللہ تعالیٰ ذکر کرنے والے کا تذکرہ کرتا ہے

(٢٩٨١)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى: يَا ابْنَ آدَمَ! اِذَا ذَكَرْتَنِي خَالِيًا، ذَكَرْتُكَ خَالِيًا، وَاِذَا ذَكَرْتَنِي فِي مَلَاٍ، ذَكَرْتُكَ فِي مَلَاٍ كَثِيْرٍ مِّنَ الَّذِيْنَ تَذْكُرُنِيْ فِيْهِمْ۔))

(الصحيحة:٢٠١١)

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے ابن آدم! جب تو مجھے خلوت میں یاد کرے گا تو میں بھی تجھے خلوت میں یاد کروں گا اور جب تو کسی گروہ میں میرا تذکرہ کرے گا تو میں بھی تیرا تذکرہ ایسی جماعت میں کروں گا، جو اس گروہ سے بہت زیادہ ہوگی جس میں تو میرا تذکرہ کرے گا۔‘‘

تخريج: أخرجه البزار في "مسنده": ٢٩٥۔ زوائده

شرح: ...... ہم جس انداز میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کریں گے، اسی انداز میں وہ ہمارا ذکر کرے گا۔ غور فرمائیں کہ ہمارا اللہ تعالیٰ کو یاد کرنا بھی ہمارے لیے سعادت ہے اور اللہ تعالیٰ کا ہمیں یاد کرنا اس سے بڑی سعادت ہے۔

اللہ کے ذکر والے حلقے جنت کے باغیچے ہیں

(٢٩٨٢)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِذَا مَرَرْتُمْ بِرِيَاضِ الْجَنَّةِ فَارْتَعُوْا۔)) قَالَ: وَمَا رِيَاضُ الْجَنَّةِ؟ قَالَ: ((حِلَقُ الذِّكْرِ۔)) (الصحيحة:٢٥٦٢)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم لوگ جنت کے باغیچوں کے پاس سے گزرو تو استفادہ کر لیا کرو۔'' کسی نے پوچھا: جنت کے باغیچوں سے کیا مراد ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''مجالسِ ذکر۔''

تخريج: أخرجه الترمذي: ٢/ ٢٦٥، والبيهقي في "شعب الايمان": ١/ ٣٢٢، وأبو نعيم في "الحلية": ٦/ ٢٦٨

شرح:...... جہاں اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جا رہا ہو، وہاں بیٹھنا روح کے لیے مفید ہے۔ وعظ و نصیحت کی مجلسیں بھی اللہ تعالیٰ کے ذکر کی ایک صورت ہیں، اس لیے سنجیدگی کے ساتھ ان میں بیٹھنے کا اہتمام کرنا چاہیے۔

مجالسِ ذکر کی غنیمت جنت ہے

(٢٩٨٣)۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: قَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! مَا غَنِيْمَةُ مَجَالِسِ الذِّكْرِ؟ قَالَ: ﴿غَنِيْمَةُ مَجَالِسِ الذِّكْرِ، الْجَنَّةُ﴾۔ (الصحيحة:٣٣٣٥)

سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجالسِ ذکر کی غنیمت کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''مجالسِ ذکر کی غنیمت جنت ہے۔''

تخريج: أخرجه أحمد: ٢/ ١٧٧، ١٩٠

شرح:...... یعنی اللہ تعالیٰ کے ذکر اذکار کی مجالس میں بیٹھا جائے تو غنیمت میں جنت ملتی ہے۔

لاحول ولاقوۃ الا باللہ کی فضیلت

(٢٩٨٤)۔ عَنْ أَبِيْ ذَرٍّ، قَالَ: أَمَرَنِيْ خَلِيْلِيْ ﷺ بِسَبْعٍ: (١) أَمَرَنِيْ بِحُبِّ الْمَسَاكِيْنَ، وَالدُّنُوِّ مِنْهُمْ (٢) وَأَمَرَنِيْ أَنْ أَنْظُرَ، إِلٰى مَنْ هُوَ دُوْنِيْ وَلَا أَنْظُرَ إِلٰى مَنْ هُوَ فَوْقِيْ (٣) وَأَمَرَنِيْ أَنْ أَصِلَ الرَّحِمَ وَإِنْ أَدْبَرَتْ (٤) وَأَمَرَنِيْ أَنْ لَا أَسْأَلَ أَحَدًا شَيْئًا (٥) وَأَمَرَنِيْ أَنْ أَقُوْلَ بِالْحَقِّ وَإِنْ كَانَ مُرًّا (٦) وَأَمَرَنِيْ أَنْ لَا أَخَافَ فِي اللّٰهِ

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میرے خلیل ﷺ نے مجھے سات امور کا حکم دیا: ''(ا) مساکین سے محبت کرنے اور اُن سے قریب رہنے کا حکم دیا (۲) اپنے سے کم تر شخص کو دیکھنے اور اپنے سے برتر شخص کی طرف توجہ نہ کرنے کا حکم دیا (۳) مجھے صلہ رحمی کرنے کا حکم دیا اگر چہ وہ رخ پھیرنے لگے (۴) مجھے حکم دیا کہ میں کسی سے کوئی سوال نہ کروں (۵) مجھے حکم دیا کہ میں حق بات کہوں اگر چہ وہ کڑوی ہو (۶) مجھے حکم دیا کہ میں اللہ کے معاملہ میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت

لَوْمَةَ لَائِمٍ (٧) وَأَمَرَنِيْ أَنْ أُكْثِرَ مِنْ قَوْلِ "لَا حَوْلَ وَلَاقُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ" فَإِنَّهُنَّ مِنْ كَنْزٍ تَحْتَ الْعَرْشِ۔ وَفِيْ رِوَايَةٍ: فَإِنَّهَا كَنْزٌ مِنْ كُنُوْزِ الْجَنَّةِ۔)) (الصحيحة: ٢١٦٦)

سے نہ ڈروں اور (۷) مجھے حکم دیا میں کثرت سے "لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰه" پڑھوں۔ کیوں کہ یہ کلمات عرش سے نیچے والے خزانوں میں سے ہیں۔" اور ایک روایت ہے: "یہ کلمات جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہیں۔"

تخريج: أخرجه الامام أحمد:٥/ ١٥٩، والسياق له، وابن حبان فی"صحيحه":٢٠٤١، والطبرانی فی "المعجم الصغير": صـــ ١٥٧ ـهند والطبرانی فی"المعجم الصغير":١٥٧، والخرائطی فی"مكارم الأخلاق":٢٥، والبيهقی فی"السنن":١٠/ ٩١، وكذا أبو نعيم فی"الحلية":٢/ ٣٥٧، والخطيب فی"التاريخ":٥/ ٢٥٤

(٢٩٨٥)۔ عَنْ قَيْسِ بْنِ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ: اَنَّ اَبَاهُ دَفَعَهُ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ يَخْدِمُهُ، قَالَ: فَمَرَّ بِيَ النَّبِيُّ ﷺ وَقَدْ صَلَّيْتُ فَضَرَبَنِي بِرِجْلِهِ وَقَالَ: ((اَلَا اَدُلُّكَ عَلٰى بَابٍ مِنْ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ؟ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ۔)) (الصحيحة: ١٧٤٦)

سیدنا قیس بن سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میرا باپ نبی کریم ﷺ کی خدمت کیلیے مجھے آپ ﷺ کے پاس چھوڑ آیا۔ (ایک دن) نبی کریم ﷺ میرے پاس سے گزرے اور میں نماز پڑھ چکا تھا، آپ ﷺ نے مجھے اپنا پاؤں مارا اور فرمایا: "کیا میں جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازے کی طرف تیری رہنمائی کروں؟ (اور وہ ہے یہ ذکر) "لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰه" (برائی سے بچنے کی قوت اور نیکی کرنے کی طاقت نہیں ہے مگر اللہ تعالی کی توفیق سے)۔"

تخريج: أخرجه الترمذي: ٤/ ٢٨٤، والحاكم: ٤/ ٢٩٠، وأحمد: ٣/ ٤٢٢، والخطيب في"التاريخ": ٦/ ٧٨، ١٢/ ٤٢٨

(٢٩٨٦)۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ، اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((اَكْثِرُوْا مِنْ قَوْلِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ، فَاِنَّهُ كَنْزٌ مِنْ كُنُوْزِ الْجَنَّةِ۔)) (الصحيحة:١٥٢٨)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰه" (برائی سے بچنے کی طاقت اور نیکی کرنے کی قوت نہیں ہے، مگر اللہ تعالی کی توفیق سے) کا زیادہ سے زیادہ ورد کیا کرو، کیونکہ یہ جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے۔"

تخريج: أخرجه أحمد: ٢/ ٣٣٣، والترمذی: ٢/ ٢٨٠

شرح:...... انسان اس ذکر کے ذریعے اللہ تعالی کے سامنے عاجزی وانکساری کا اظہار کرتا ہے کہ جب وہ نیکیوں

والے کام کرتا ہے اور برائیوں سے بچتا ہے، تو اس میں اس کا کوئی ذاتی کمال نہیں، بلکہ یہ تو اللہ تعالیٰ کی تائید و توفیق سے ہو رہا ہوتا ہے۔

خزانے سے تشبیہ دینے کی وجہ یہ ہے کہ جس طرح مال کا خزانہ عمدہ اور نفیس چیز ہوتی ہے، اسی طرح یہ ذکر بھی عمدہ ہے اور اس کا اجر و ثواب جنت میں داخل کرنے والا ہے۔

روزانہ ایک ہزار نیکیاں

(٢٩٨٧)۔ عَنْ مِصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ حَدَّثَنِيْ أَبِـيْ قَـالَ: كُنَّا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((اَيَعْجِزُ اَحَدُ كُمْ اَنْ يَّكْسِبَ كُلَّ يَوْمٍ اَلْفَ حَسَنَةٍ؟)) فَسَأَلَهُ سَائِلٌ مِنْ جُلَسَائِهِ: كَيْفَ يَكْسِبُ اَحَدُنَا اَلْفَ حَسَنَةٍ؟ قَالَ: ((يُسَبِّحُ مِئَةَ تَسْبِيْحَةٍ، فَيُكْتَبُ لَهُ اَلْفُ حَسَنَةٍ، اَوْ يُحَطُّ عَنْهُ اَلْفُ خَطِيْئَةٍ۔)) (الصحيحة:٣٦٠٢)

مصعب بن سعد اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں، انھوں نے کہا: ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم ہر روز ہزار نیکیاں کمانے سے بے بس آ گئے ہو؟ ہم نشینوں میں سے ایک نے سوال کیا: ہزار نیکی کرنا کیسے ممکن ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اگر کوئی سو دفعہ ”سُبْحَانَ اللّٰہ“ کہہ دے تو اس کے لیے ہزار نیکیاں لکھی جائیں گی یا ہزار برائیاں معاف کر دی جائیں گی۔“

تـخـريـج: رواه مسلم: ٨/ ٧١، والترمذي:٣٤٦٣، والنسائي في ”عمل اليوم والليلة“: ١٥٢، وابن حبان: ٨٢٥، وأحمد: ١٤٩٧، ١٥٦٣، ١٥٦٣، ١٦١٢، ١٦١٣

شرح:...... ہر نیکی کا ثواب دس گنا ہوتا ہے، اس لیے سو (١٠٠) دفعہ ”سبحان الله“ کہنے والے کو ایک ہزار (١٠٠٠) نیکیاں ملتی ہیں۔

دنیا و ما فیہا ملعون ہے، مگر ذکر خدا اور عالم و متعلم

(٢٩٨٨)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((اَلدُّنْيَا مَلْعُوْنَةٌ، مَلْعُوْنٌ مَافِيْهَا، اِلَّاذِكْرُ اللّٰهِ وَمَا وَالَاهُ، اَوْعَالِمًا اَوْ مُتَعَلِّمًا)) (الصحيحة:٢٧٩٧)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”دنیا بھی ملعون ہے اور اس میں جو کچھ ہے وہ بھی ملعون ہے، سوائے اللہ تعالیٰ کے ذکر اور اس پر کاربند رہنے والوں کے یا عالم و متعلم کے۔“

تخريج: أخرجه الترمذى :٢٣٢٣، وابن ماجه :٤١١٢، والأصبهانى فى ”الترغيب“: ق٢٢٣/ ٢

شـرح:...... دنیا میں جتنے علوم و معارف اور قسما قسم کی مخلوقات پائی جاتی ہیں، وہ سب کی سب فنا ہو جائیں گے، اگر کوئی چیز انسانیت کے ساتھ باقی رہے گی تو وہ اس کے اعمال ہوں گے۔ برے اعمال میں کسی قسم کا کوئی امتیاز نہیں، بلکہ وہ آخرت میں مہلک ثابت ہوتے ہیں۔ صرف نیک اعمال ہیں، جن کو دنیا میں قابل تعریف قرار دیا جا سکتا ہے اور یہی

ہیں جو آخرت میں بھی انسان کے لیے باعثِ رحمت بنیں گے۔ اعمال صالحہ میں ذکر الٰہی اور شرعی علوم کی درس و تدریس کو بلند مقام حاصل ہیں، جن کا اس حدیث میں تذکرہ کیا گیا ہے۔

وزن میں بھاری اذکار

(٢٩٨٩)۔ عَنْ أَبِي سَلْمٰى مَوْلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((بَخٍ بَخٍ ۔وَاَشَارَ بِيَدِهِ لِخَمْسٍ۔ ما أَثْقَلَهُنَّ فِي الْمِيْزَانِ: سُبْحَانَ اللّٰهِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ، وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَاللّٰهُ اَكْبَرُ، وَالْوَلَدُ الصَّالِحُ يُتَوَفّٰى لِلْمَرْءِ الْمُسْلِمِ فَيَحْتَسِبُهُ۔))

(الصحيحة: ١٢٠٤)

سیدنا ابو سلمی رضی اللہ عنہ ، جو رسول اللہ رضی اللہ عنہ کے غلام تھے، سے روایت ہے، کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''واہ! واہ!۔ اپنی انگلی کے ساتھ پانچ کا اشارہ کیا۔ (یہ اذکار) ترازو میں کتنے بھاری ہوں گے: "سُبْحَانَ اللّٰه ، اَلْحَمْدُ لِلّٰه ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه ، اَللّٰهُ اَكْبَر" (اور پانچویں چیز) فوت ہونے والا کسی کا نیک بیٹا ہے، کہ اس کا باپ اللہ تعالی سے ثواب کی امید رکھ کر صبر کرتا ہے۔''

تخريج: أخرجه ابن سعد في "الطبقات" ٧/ ٤٣٣ ، وابن حبان: ٢٣٢٨ ، ابن عساكر في "تاريخ دمشق" ١٩/ ٣٥/ ١ ، والحاكم: ١/ ٥١١ ، واحمد: ٣/ ٤٤٣ ، ٤/ ٢٣٧ ، ٥/ ٣٦٥

شرح:...... اس میں ذکر کی اور نیک بیٹے کی وفات پر صبر کرنے کی فضیلت کا بیان ہے، صبر کا اولین تقاضا یہ ہے کہ پریشان کن خبر سنتے ہی "الحمد لله انا لله وانا اليه راجعون ......" پڑھا جائے، واویلا نہ کیا جائے، چیخ و پکار سے گریز کیا جائے، گریبان چاک نہ کئے جائیں اور یہ سب کچھ اللہ تعالی سے اجر و ثواب وصول کرنے کے لیے کیا جائے۔

باقیات صالحات

(٢٩٩٠)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((سُبْحَانَ اللّٰهِ ، وَالْحَمْدُلِلّٰهِ، وَلَاإِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَاللّٰهُ اَكْبَرْ، مِنَ الْبَاقِيَاتِ الصَّالِحَاتِ۔))

(الصحيحة: ٣٢٦٤)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "سُبْحَانَ اللّٰه ، اَلْحَمْدُ لِلّٰه ، لَااِلٰهَ اِلَّا اللّٰه اور اَللّٰهُ اَكْبَر باقی رہنے والی نیکیاں ہیں۔''

تخريج: أخرجه ابن جرير الطبري في "التفسير": ١٥/ ١٦٦ ، والنسائى فى "عمل اليوم والليلة": ٤٨٨/ ٨٤٨ ، والحاكم: ١/ ٥٤٩ ، والبيهقى فى "شعب الايمان": ١/ ٤٢٥/ ٦٠٦ ، والطبرانى فى "الاوسط": ٥/ ٢٦/ ٤٠٣٩

شرح:...... ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿وَالْبَاقِيَاتُ الصَّالِحَاتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَ خَيْرٌ اَمَلًا۔﴾

(ســـورۂ کہف: ٤٦) ......''اور باقی رہنے والی نیکیاں تیرے رب کے نزدیک از روئے ثواب اور (آئندہ کی) اچھی توقع کے، بہت بہتر ہیں۔''

تمام فرائض و واجبات اور سنن ونوافل، باقیات صالحات ہیں، بلکہ ممنوعہ امور سے اجتناب کرنا بھی عمل صالح ہے، جس پر آخرت میں اجر وثواب ملے گا۔ اس حدیث میں ایک مثال کا ذکر ہے۔

سوسو دفعہ سبحان اللہ، الحمد للہ، اللہ اکبر اور لا الہ الا اللہ کہنے کا عظیم ثواب

(٢٩٩١)۔ عَـنْ أُمِّ هَانِي بِنْتِ اَبِي طَالِبٍ: مَـرَّبِـي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَـقُـلْتُ: يَا رَسُوْلَ الـلّٰـهِ! اِنِّـي قَـدْ كَبُـرْتُ وَضَـعُـفْـتُ۔ اَوْ كَـمَـا قَـالَـتْ۔ مُـرْنِي بِعَمَلٍ اَعْمَلُهُ وَاَنَا جَالِسَةٌ۔ قَالَ: ((سَبِّحِي اللّٰهَ مِئَةَ تَسْبِيْحَةٍ، فَـاِنَّهَـا تَعْدِلُلَكِ مِئَةَ رَقَبَةٍ تُعْتِقِيْنَهَا مِن وَّلَدِ اِسْـمَـاعِيْـلَ، وَاحْمَدِي اللّٰهَ مِئَةَ تَحْمِيْدَةٍ تَـعْـدِلُ لَكِ مِـئَةَ فَـرَسٍ مُسَـرَّجَةٍ مُـلْجَمَةٍ تَـحْـمِـلِيْنَ عَلَيْهَا فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ، وَكَبِّرِي الـلّٰهَ مِئَةَ تَكْبِيْرَةٍ، فَاِنَّهَا تَعْدِلُ لَكِ مِئَةَ بُدْنَةٍ مُقَلَّدَةٍ مَتَقَبَّلَةٍ، وَهَلِّلِي اللّٰهَ مِئَةَ تَهْلِيْلَةٍ۔)) قَـالَ ابْــنُ خَلْفٍ: اَحْسِبُهُ قَالَ: تَمْلَأُ مَابَيْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ، وَلَا يُرْفَعُ يَوْمَئِذٍ لِاَحَدٍ عَمِلٌ، اِلَّا اَن يَّاتِيَ بِمِثْلِ مَا اَتَيْتِ بِهِ۔)) (الصحيحة:١٣١٦)

سیدہ ام ہانی بنت ابو طالب رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ میرے پاس سے گزرے، میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں بوڑھی اور کمزور ہو گئی ہوں، آپ مجھے ایسا عمل بتائیں جو میں بیٹھ کر کر سکوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''سو دفعہ ''سُبْحَانَ اللّٰہ'' کہا کر، یہ ذکر تیرے لیے حضرت اسماعیل (علیہ السلام) کی اولاد کے ان سو غلاموں سے بہتر ہے جنھیں تو آزاد کرے۔ سو دفعہ ''اَلْحَمْدُ لِلّٰہ'' کہا کر، یہ ذکر تیرے لیے ان سو زین شدہ اور لگام شدہ گھوڑوں سے بہتر ہے جن کا تو اللہ کے راستے میں صدقہ کرے۔ سو دفعہ ''اَللّٰہُ اَکْبَر'' کہا کر، یہ ذکر تیرے لیے قلادے والی اللہ تعالی کے ہاں مقبول ان سو اونٹیوں سے بہتر ہے جنھیں مکہ میں ذبح کیا جائے۔ سو دفعہ ''لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ'' کہا کر، یہ ذکر آسمان و زمین کے درمیانی خلا کو (ثواب) سے بھر دے گا اور اس دن (اس عمل کے مقابلے) میں کسی کا کوئی عمل نہیں ہوگا جو آسمان کی طرف بلند ہو، سوائے اس آدمی کے عمل کے جو تیری طرح کا عمل کرے۔''

تـخـريـج: أخرجه أحمد: ٦/ ٣٤٤، والحاكم بنحو احمد والبيهقي في "شعب الأيمان" ١/ ٣٧٩، ورواه النسائي ولم يقل: ((ولا يرفع......))

شرح: ......اس میں اللہ تعالی کے ذکر کی فضیلت ہے۔

کلمۂ توحید نجات دلانے والا ہے

(٢٩٩٢)۔ عَـنْ اَبِي هُرَيْرَةَمَرْفُوْعًا: ((مَنْ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے

قَالَ: لَاإِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، أَنْجَتْهُ يَوْمًا مِنْ دَهْرِهِ، أَصَابَهُ قَبْلَ ذٰلِكَ مَاأَصَابَهُ۔)) (الصحيحة:١٩٣٢)

فرمایا: ''جس نے ''لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـه'' کہا، تو ایک دن یہ کلمہ اسے آفات و مصائب سے نجات دلائے گا، اس سے پہلے جو ہو چکا، وہ ہو چکا۔''

تخریج: أخرجه أبوسعید بن الأعرابي في"معجمه": ق ٨٨/ ٢، وابن حیویه في"حدیثه": ٣/ ٢/ ٢، وابن ثرثال في"سداسیاته": ٢٢٧/ ٢، وأبونعیم في"الحلیة": ٥/ ٤٦، والخطیب في"الموضح": ٢/ ٢٠٥، والبیهقي في"الشعب": ١/ ٥٦۔ هندیة، والبزار فی "مسنده": برقم ٣، والطبرانی فی "الاوسط": ٦٥٣٣

شــرح:...... ہمیں چاہئے کہ کلمۂ توحید کا ورد بھی کیا کریں اور اس کے تقاضے بھی پورے کریں، تاکہ موت کے بعد فوراً احسنِ انجام سے ہمکنار ہو سکیں۔

''الحمد لله کثیرا'' کا اجروثواب

(٢٩٩٣)۔ عَنْ سَلْمَانَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((قَالَ رَجُلٌ: اَلْحَمْدُلِلّٰهِ كَثِيْرًا۔ فَأَعْظَمَهَا الْمَلَكُ أَنْ يَكْتُبَهَا، وَرَاجَعَ فِيْهَا رَبَّهُ عَزَّوَجَلَّ، فَقِيْلَ لَهُ: اُكْتُبْهَا كَمَا قَالَ عَبْدِيْ: كَثِيْرًا۔)) (الصحيحة:٣٤٥٢)

سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایک آدمی نے ''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيْرًا'' (تمام تعریف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے، بہت زیادہ تعریف) کہا، اس کلمے کو لکھنا فرشتے پر گراں گزرا، اس نے اللہ تعالیٰ سے بات کی، اسے کہا گیا کہ جس طرح میرے بندے نے لفظ ''كَثِيْرًا'' کہا ہے تو اسی طرح لکھ لے۔''

تخریج: أخرجه الطبراني في"المعجم الأوسط": ٣/ ٤٤/ ٢٠٨٢

شرح:...... معلوم ہوا کہ ''اَلْحَمْدُلِلّٰهِ كَثِيْرًا'' کا ذکر بے شمار اجر و ثواب کا باعث بنتا ہے۔

ذکرِ خدا میں بخیلی، بزدلی اور گھبراہٹ کا علاج ہے

(٢٩٩٤)۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ اللّٰهَ قَسَمَ بَيْنَكُمْ أَخْلَاقَكُمْ كَمَا قَسَمَ بَيْنَكُمْ أَرْزَاقَكُمْ، وَإِنَّ اللّٰهَ يُعْطِي الدُّنْيَا مَنْ يُحِبُّ وَمَنْ لَايُحِبُّ، وَلَا يُعْطِي الْإِيْمَانَ إِلَّا مَنْ أَحَبَّ فَمَنْ ضَنَّ بِالْمَالِ أَنْ يُنْفِقَهُ، وَخَافَ الْعُدُوَّ أَنْ يُجَاهِدَهُ، وَهَابَ اللَّيْلَ أَنْ يُكَابِدَهُ، فَلْيُكْثِرْ مِنْ قَوْلِ: سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُلِلّٰهِ

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے جس طرح تمہارے مابین تمہارے رزق کو تقسیم کیا ہے، اسی طرح تمہارے درمیان تمہارا اخلاق بھی تقسیم کر دیا ہے اور بلاشبہ اللہ تعالیٰ جس کو پسند کرتا ہے، اُسے بھی دنیا عطا کرتا ہے اور جسے پسند نہیں کرتا اُسے بھی دے دیتا ہے اور ایمان صرف اُسے عطا کرتا ہے، جس کو پسند فرماتا ہے۔ پس جو شخص مال خرچ کرنے سے بخل کرے، دشمن کے ساتھ لڑنے سے ڈر جائے اور رات کو تکلیف و مشقت اٹھانے

وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ ، وَاللّٰهُ أَكْبَرُ۔)) (الصحيحة:٢٧١٤)

سے گھبرائے تو وہ کثرت سے یہ کلمات کہے: "سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُلِلّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ ، وَاللّٰهُ أَكْبَرُ"۔

تخريج: أخرجه الأسماعيلي في "المعجم": ١١٤/ ١ ، والبيهقي في "شعب الايمان": ١/ ٣٤٨ ، وأخرجه البخاري في "الادب المفرد": ٢٧٥ ، وابوداود في "الزهد": ١٦٤/ ١٥٧ ، والطبراني في "الكبير": ٨٩٩٠ موقوفا ، لكن لا يخفى انه في حكم المرفوع

شرح:...... انسان، وہ مسلم ہو یا کافر، کی ہر صلاحیت اللہ تعالی کی عطا ہے، وہ ایمان وایقان ہو یا قول و کردار، وہ حسن و جمال ہو یا مال و دولت، وہ حسب و نسب ہو یا عظمت و سطوت۔ یقیناً ہر آدمی کسی نہ کسی انداز میں اپنے آپ کو باصلاحیت سمجھتا ہے اور اس پر نازاں بھی رہتا ہے، لیکن وہ اس خیال کا بندہ بھی ہونا چاہئے کہ اللہ تعالی نے اسے یہ صلاحیت عاریۃً دی ہے، جو اس سے کسی وقت بھی سلب کی جا سکتی ہے۔ بہر حال ایمان و اسلام اس لحاظ سے ممتاز نعمتیں ہیں کہ اللہ تعالی کی محبت پر دلالت کرتی ہیں، اللہ تعالی صرف اپنے محبوبوں کو ایمان کی نعمت سے مزین کرتے ہیں۔ کوئی دنیوی نعمت اللہ تعالی کی رضامندی کی غماز نہیں ہو سکتی کیونکہ اللہ تعالی ہر نیک و بد کو یہ صلاحیتیں عطا کرتا رہتا ہے، بلکہ اگر زمانۂ ماضی اور بالخصوص خیر القرون کی صحابہ شخصیات کے سوانح عمری کی ورق گردانی کی جائے تو معلوم ہوتا کہ اعلی درجے کے ایمان دار لوگ زیادہ تر دنیوی نعمتوں سے محروم رہے ہیں۔ آخر میں "سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُلِلّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ ، وَاللّٰهُ أَكْبَرُ" کو بخیلی، بزدلی اور رات کو گھبرانے کا علاج قرار دیا گیا ہے۔

ذکر خدا کے دلدادہ لوگ سبقت لے جائیں گے

(٢٩٩٥)۔ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((سَبَقَ الْمُفَرِّدُوْنَ۔)) قَالُوْا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! وَمَنِ الْمُفَرِّدُوْنَ؟ قَالَ: ((اَلَّذِيْنَ يُهْتَرُوْنَ فِي ذِكْرِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ۔)) (الصحيحة:١٣١٧)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مفردون سبقت لے گئے ہیں۔" صحابہ نے پوچھا: اے اللہ رسول! مفردون کون ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "جو اللہ تعالی کا ذکر کرنے کے دلدادہ ہوتے ہیں۔"

تخريج: أخرجه أحمد: ٢/ ٣٢٣ ، والحاكم: ١/ ٤٩٥ ـ ٤٩٦ و من طريقه البيهقي في "شعب الأيمان" ١/ ٣١٤ ـ هندية ، وأخرجه مسلم: بلفظ: ((سيرو هذا جمدان ، سبق المفردون۔)) قالوا: وما المفردون؟ يا رسول الله! قال: الذاكرون الله كثيرا والذاكرات۔))

شرح:...... ہمیں چاہئے کہ ہم بھی بکثرت اللہ تعالی کا ذکر کریں۔

اللہ تعالی کا ذکر بھی صدقہ ہے

(٢٩٩٦)۔ عَنْ اَبِي ذَرٍّ: اَنَّ نَاسًا مِنْ

سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اصحابِ نبی نے نبی

اَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ قَالُوا لِلنَّبِيِّ ﷺ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! ذَهَبَ اَهْلُ الدُّثُوْرِ بِالْاُجُوْرِ، يُصَلُّوْنَ كَمَا نُصَلِّي، وَيَصُوْمُوْنَ كَمَا نَصُوْمُ، وَيَتَصَدَّقُوْنَ بِفُضُوْلِ اَمْوَالِهِمْ قَالَ: ((اَوَلَيْسَ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ مَا تَصَدَّقُوْنَ؟ اِنَّ بِكُلِّ تَسْبِيْحَةٍ صَدَقَةٌ، وَكُلُّ تَكْبِيْرَةٍ صَدَقَةٌ، وَكُلُّ تَحْمِيْدَةٍ صَدَقَةٌ، وَكُلُّ تَهْلِيْلَةٍ صَدَقَةٌ، وَأَمْرٌ بِالْمَعْرُوْفِ صَدَقَةٌ، وَنَهْيٌ عَنْ مُنْكَرٍ صَدَقَةٌ، وَفِي بُضْعِ اَحَدِكُمْ صَدَقَةٌ۔)) قَالُوْا: اَيَاْتِي اَحَدُنَا شَهْوَتَهُ وَيَكُوْنَ لَهُ فِيهَا اَجْرٌ؟ قَالَ: ((اَرَاَيْتُمْ لَوْ وَضَعَهَا فِي حَرَامٍ، اَكَانَ عَلَيْهِ فِيْهَا وِزْرٌ؟ فَكَذٰلِكَ اِذَا وَضَعَهَا فِي الْحَلَالِ، كَانَ لَهُ اَجْرٌ۔)) (الصحيحة: ٤٥٤)

کریم ﷺ کو کہا: اے اللہ کے رسول! اجر تو مالدار لوگ لے گئے، (وہ اس طرح کہ) وہ نماز تو ہماری طرح پڑھتے ہیں اور روزے بھی ہماری طرح رکھتے ہیں، لیکن وہ زائد مال کا صدقہ کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا اللہ تعالی نے تمھیں ایسے اسباب نہیں دیے کہ تم صدقہ کر سکو؟ (بالکل دیے ہیں اور ان کی تفصیل یہ ہے:) ''سُبْحَانَ اللّٰہ'' کہنا صدقہ ہے، ''اَللّٰهُ اَكْبَر'' کہنا صدقہ ہے، ''اَلْحَمْدُ لِلّٰه'' کہنا صدقہ ہے، ''لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه'' کہنا صدقہ ہے، نیکی کا حکم دینا صدقہ ہے، برائی سے منع کرنا صدقہ ہے اور بیوی سے استفادہ کرنا صدقہ ہے۔'' انھوں نے سوال کیا: ہم میں سے ایک آدمی اپنی شہوت کو پورا کرتا ہے اور اس میں اس کے لیے اجر ہے، (یہ کیسے)؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ذرا یہ بتاؤ کہ اگر آدمی اپنے عضوِ (مخصوص) کو حرام کام (زنا) کے لیے استعمال کرے تو کیا اسے گناہ ملے گا؟ (ضرور ملے گا)۔ اسی طرح اگر وہ اسے حلال کام کے لیے استعمال کرے تو اسے اجر ملے گا۔''

تخريج: أخرجه مسلم: ٣/ ٨٢، والبخاري في "الأدب المفرد": ٣٥، وابن حبان: ٢/ ١٠١، ١٠٢، وأحمد: ٥/ ١٦٧

شرح:...... کوئی ایسا فرد نہیں جس کو جنت میں لے جانے والے اسباب مہیا نہ کیے گئے ہوں، اگر مالدار لوگ صدقہ وخیرات کر سکتے ہیں تو غریب و نادار لوگوں کو رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالی کا ذکر کرنے کی تلقین کی ہے، جس کے ذریعے وہ اجر وثواب میں اس کے ہم پلہ کے آدمی بن سکتے ہیں۔

تسبیح وتحمید اور تہلیل وتکبیر سے گناہ جھڑتے ہیں

(٢٩٩٧)۔ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: اَخَذَ النَّبِيُّ ﷺ غُصْنًا فَنَفَضَهُ، فَلَمْ يَنْتَفِضْ، ثُمَّ نَفَضَهُ فَلَمْ يَنْتَفِضْ، ثُمَّ نَفَضَهُ، فَانْتَفَضَ، فَقَالَ: ((اِنَّ سُبْحَانَ اللّٰهِ، وَالْحَمْدُلِلّٰهِ،

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ٹہنی کو پکڑ کر ہلایا، لیکن سارے پتے نہ گرے، پھر ہلایا لیکن سارے پتے نہ گرے، پھر ہلایا تو سارے پتے گر گئے، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک ''سُبْحَانَ اللّٰه، اَلْحَمْدُ

وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ، وَاللّٰهُ اَكْبَرُ ، تَنْفُضُ الْخَطَايَا كَمَا تَنْفُضُ الشَّجَرَةُ وَرَقَهَا۔)) (الصحيحة:٣١٦٨)

لِلّٰه ، لَا اِلٰهَ اِلَّا الله" اور "اَللّٰهُ اَكْبَر "گناہوں کو اس طرح زائل کر دیتے ہیں جس طرح کہ اس درخت (کی شاخ) نے پتوں کو زائل کر دیا ہے۔"

تخريج: أخرجه البخاري في"الأدب المفرد": ٦٣٤، وأحمد: ٣/ ١٥٢، والحارث ابن أبي أسامة في"مسنده/ زوائده": ق١٢٤/ ٢، والترمذي: ٣٥٢٧، وابو نعيم في "الحلية": ٥/ ٥٥

شرح:...... سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (لَأَنْ اَقُوْلَ: سُبْحَانَ اللّٰهِ ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ ، وَلَا اِلٰهَ اِلَّا الله ، وَاللّٰهُ اَكْبَر ، اَحَبُّ اِلَيَّ مِمَّا طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ۔) (مسلم) ...... مجھے "سُبْحَانَ اللّٰهِ ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ ، وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ، وَاللّٰهُ اَكْبَرُ" کہنا ان تمام چیزوں سے محبوب ہے، جن پر سورج کی روشنی پڑتی ہے۔" یعنی ان چار کلمات کی اہمیت پوری دنیا سے زیادہ ہے۔

آپ ﷺ کو امتیوں کے درود کا کیسے علم ہوتا ہے؟

(٢٩٩٨)۔ عَنْ اَبِي بَكْرِ الصِّدِّيْقِ مَرْفُوْعًا: ((اَكْثِرُوْا الصَّلَاةِ عَلَيَّ ، فَاِنَّ اللّٰهَ وَكَّلَ بِي مَلَكًا عِنْدَ قَبْرِي ، فَاِذَا صَلّٰى عَلَيَّ رَجُلٌ مِنْ أُمَّتِي قَالَ لِي ذٰلِكَ الْمَلَكُ: يَا مُحَمَّدُ! اِنَّ فُلَانَ بْنَ فُلَان صَلّٰى عَلَيْكَ السَّاعَةَ۔)) (الصحيحة: ١٥٣٠)

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مجھ پر کثرت سے درود بھیجا کرو، کیونکہ اللہ تعالی نے میری قبر کے پاس ایک فرشتہ مقرر کیا ہے، جب میرا امتی مجھ پر درود بھیجتا ہے تو وہ فرشتہ مجھے کہتا ہے: اے محمد! فلاں بن فلاں نے آپ پر ابھی درود بھیجا ہے۔"

تخريج: أخرجه الديلمي: ١/ ١/ ٣١

شرح:...... انسان موت کے بعد عالم برزخ میں منتقل ہو جاتا ہے، وہ ایک زندگی کا نام ہے، جو موت سے قیامت کے برپا ہونے تک جاری رہتی ہے۔ اس حدیث میں اسی زندگی کی ایک جھلک پیش کی گئی ہے، جس کی نوعیت و کیفیت اللہ تعالی ہی بہتر جانتے ہیں۔ ہمیں یہ ترغیب دلائی گئی ہے کہ آپ ﷺ کے حق میں کثرت سے رحمت کی دعا کریں، جسے درود کہا جاتا ہے۔

آپ ﷺ کی طرف سے درود وسلام کا جواب

(٢٩٩٩)۔ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعًا: ((مَا مِنْ اَحَدٍ يُسَلِّمُ عَلَيَّ اِلَّا رَدَّ اللّٰهُ عَلَيَّ رُوْحِي حَتّٰى اَرُدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ۔)) (الصحيحة:٢٢٦٦)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "نہیں ہے کوئی آدمی جو میرے لیے سلامتی کی دعا کرتا ہو، مگر اللہ تعالی میری روح مجھ پر لوٹاتے ہیں اور میں اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔"

تخريج: رواه أبوداود:١/ ٣١٩، والبيهقي في "سننه":٥/ ٢٤٥، وأحمد:٢/ ٢٢٧، الطبراني في "الأوسط":٩٤٤٩

شرح:...... انسان کی وفات سے دوبارہ اٹھنے تک کے وقت کو عالم برزخ کہتے ہیں، جو ایک مخصوص زندگی کا نام ہے اور جس کی احادیثِ مبارکہ میں مختلف کیفیتیں بیان کی گئی ہیں۔ ایک کیفیت کو اس حدیث میں بیان کیا گیا ہے کہ جب فرزندانِ امت آپ ﷺ کے لیے سلامتی کی دعا کرتے ہیں تو اللہ تعالی آپ ﷺ کی روح کو لوٹاتے ہیں اور آپ ﷺ ان کا جواب دیتے ہیں۔

ہمارے ایمان و ایقان کا تقاضا یہ ہے کہ ہم اس صورت کو من وعن تسلیم کریں اور اپنے حق میں سعادت سمجھ کر آپ ﷺ پر زیادہ سے زیادہ سلام بھیجیں تاکہ ہمیں آپ ﷺ کی دعاؤں کا شرف حاصل ہو سکے۔

اس موقع پر اس قسم کے نکات اگلنے کی کوئی ضرورت نہیں کہ بار بار روح لوٹانے اور نکالنے سے آپ ﷺ کو تکلیف ہوتی ہوگی یا مسلمانانِ عالم دن کی ہر گھڑی میں درود وسلام بھیج رہے ہوتے ہیں تو آپ ﷺ کس کس کا اور کیسے کیسے جواب دے سکتے ہیں یا اس حدیث کا مطلب یہ ہوا کہ آپ ﷺ دنیا والی زندگی کی طرح زندہ ہیں اور ہماری حرکات وسکنات آپ ﷺ کے سامنے ہیں۔ اس قسم کے تمام سوالات کم فہمی اور کج ذہنی کی پیداوار ہیں۔

آپ ﷺ پر درود وسلام بھیجنے کی فضیلت

انسان کے درود بھیجنے کا معنی رحمت کی دعا کرنا ہے۔

(٣٠٠٠)۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ اَبِي لطحة، عَنْ اَبِيْهِ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ جَاءَ ذَاتَ يَوْمٍ وَالسُّرُوْرُ يُرٰى فِي وَجْهِهِ، فَقَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنَّا لَنَرٰى السُّرُوْرَ فِي وَجْهِكَ۔ فَقَالَ: ((اِنَّهُ اَتَانِي مَلَكٌ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ! اَمَا يُرْضِيْكَ اَنَّ رَبَّكَ عَزَّوَجَلَّ يَقُوْلُ: اِنَّهُ لَا يُصَلِّي عَلَيْكَ اَحَدٌ مِنْ اُمَّتِكَ اِلَّا صَلَّيْتُ عَلَيْهِ عَشْرًا، وَلَا يُسَلِّمُ عَلَيْكَ اَحَدٌ مِنْ اُمَّتِكَ اِلَّا سَلَّمْتُ عَلَيْهِ عَشْرًا؟ قَالَ: بَلٰى۔)) (الصحيحة: ٨٢٩)

عبد اللہ بن ابوطلحہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک دن تشریف لائے اور آپ ﷺ کے چہرے پر فرحت ومسرت کے آثار نمایاں تھے۔ صحابہ نے کہا: ہم آپ کے چہرے کو پُر مسرت محسوس کر رہے ہیں، (کیا وجہ ہے؟) آپ ﷺ نے فرمایا: ''میرے پاس فرشتہ آیا اور کہا: اے محمد! کیا یہ بات آپ کو راضی کر دے گی کہ آپ کے ربّ نے کہا: آپ کی امت کا جو فرد آپ پر ایک دفعہ درود بھیجے گا میں اس پر دس رحمتیں نازل کروں گا اور آپ کی امت کا جو فرد آپ کے لیے سلامتی کی دعا کرے گا میں اس پر دس سلامتیاں نازل کروں گا؟ آپ نے فرمایا: کیوں نہیں، (یعنی میں راضی ہوں)۔''

تخريج: أخرجه النسائي: ١/ ١٩١، والدارمي: ٢/ ٣١٧، وابن حبان: ٢٣٩١، والحاكم: ٢/ ٤٢٠،

وأحمد: ٤/ ٢٩، ٣٠

شرح:......اس میں آپ ﷺ پر درود وسلام بھیجنے کی فضیلت کا بیان ہے۔

(٣٠٠١)۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰه ﷺ: ((صَلُّوْا عَلَيَّ، فَإِنَّ صَلَاتَكُمْ عَلَيَّ زَكَاةٌ لَّكُمْ، وَسَلُوْا اللّٰهَ لِيَ الْوَسِيْلَةَ))۔ (الصحيحة:٣٢٦٨)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھ پر درود بھیجا کرو، کیونکہ مجھ پر درود بھیجنا تمھارے لیے باعثِ برکت ہے اور میرے لیے اللہ تعالیٰ سے وسیلہ کا بھی سوال کیا کرو۔''

تخریج: أخرجه الأمام أسماعيل بن أسحاق القاضي في "فضل الصلاة علي النبي ﷺ: ١٨/ ٤٦، و رواه ابن ابی شيبة فی "المصنف": ٢/ ٥١٧ دون جملة الوسيلة

شرح:......جنت میں سب سے اعلیٰ مقام کا نام ''وسیلہ'' ہے، جس کا ذکر اذان کے بعد والی دعا میں کیا گیا ہے۔

(٣٠٠٢)۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ مَرَّةً وَاحِدَةً، كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ بِهَا عَشَرَ حَسَنَاتٍ۔)) (الصحيحة:٣٣٥٩)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو مجھ پر ایک دفعہ درود بھیجتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے لیے دس نیکیاں لکھتا ہے۔''

تخريج: أخرجه ابن حبان في "صحيحه": ٢/ ١٣٠۔ ١٣١/ ٩٠٢۔ الأحسان، وأسماعيل القاضي في "فضل الصلاة علي النبي ﷺ ٧/ ١١، وأحمد: ٢/ ٢٦٢، وابن عدي في "الكامل": ٥/ ٢١٨، وأخرجه مسلم و غيره بلفظ: ...... صلى الله عليه بها عشرا۔))

شرح:......اس میں نبی کریم ﷺ کے لیے دعائے رحمت کرنے کی فضیلت بیان کی گئی ہے۔

(٣٠٠٣)۔ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ الْأَنْصَارِيِّ عَنْ أَبِيْهِ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ مِنْ أُمَّتِيْ صَلَاةً مُخْلِصًا مِنْ قَلْبِهِ، صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ بِهَا عَشْرَ صَلَوَاتٍ، وَرَفَعَهُ بِهَا عَشْرَ دَرَجَاتٍ، وَكُتِبَ لَهُ بِهَا عَشَرَ حَسَنَاتٍ، وَمَحَا عَنْهُ عَشَرَ سَيِّئَاتٍ۔)) (الصحيحة: ٣٣٦٠)

سعید بن عمیر انصاری اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میرا جو امتی خلوصِ نیت سے مجھ پر ایک دفعہ درود بھیجتا ہے، اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل کرتا ہے، اس کے دس درجے بلند کرتا ہے، اس کے لیے دس نیکیاں لکھتا ہے اور اس کی دس برائیاں مٹا دیتا ہے۔''

تخريج: أخرجه النسائي في "اليوم والليلة": ١٦٦/ ٦٤، وأخرجه النسائی: ٦٥، والبخاری فی "التاريخ": ٢/ ١/ ٥٠٢، والبزار: ٤/ ٤٦/ ٣١٦٠، والطبران فی "المعجم الكبير": ٢٢/ ١٩٥ عن سعيد بن عمير

عن عمه

شرح:...... محمد رسول اللہ ﷺ ایسی عظیم ہستی ہیں کہ اگر ان کے حق میں درود وسلام، صلاۃ وتسلیم اور رحمت وبرکت کی دعا کی جائے تو دعا کرنے والے پر اللہ تعالی کی دس رحمتیں نازل ہوتی ہیں، دس درجے بلند ہوتے ہیں، دس نیکیاں ملتی ہیں اور دس برائیاں معاف ہو جاتی ہیں۔

جمعہ کے روز بکثرت آپ ﷺ پر درود بھیجنے کا حکم

کیا انبیا ورسل کے اجسام قبروں میں سالم ہیں؟

(٣٠٠٤)۔ عَنْ اَنَسٍ مَرْفُوْعًا: ((اَكْثِرُوْا الصَّلَاةَ عَلَيَّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَلَيْلَةَ الْجُمُعَةِ، فَمَنْ صَلّٰى عَلَيَّ صَلَاةً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ عَشْرًا۔)) (الصحيحة:١٤٠٧)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جمعہ کے دن اور رات کو کثرت سے مجھ پر درود پڑھا کرو، پس جو آدمی مجھ پر ایک دفعہ درود بھیجے گا، اللہ تعالی اس پر دس رحمتیں نازل کرے گا۔''

تخريج: أخرجه البيهقي في "سننه" ٣/ ٢٤٩

شرح:...... نبی کریم ﷺ پر درود وسلام بھیجنا جہاں آپ ﷺ کے حق میں رحمت وسلامتی کی دعا ہے، وہاں یہ عمل کرنے والے کے لیے بھی سعادت ہے کہ اللہ تعالی اس پر اپنی رحمتیں اور سلامتیاں نازل فرماتے ہیں۔ نیز اس حدیث میں جمعہ کی ایک خصوصیت کا ذکر ہے کہ اس کی رات اور دن کو نبی کریم ﷺ پر بکثرت درود بھیجنا چاہیے۔

(٣٠٠٥)۔ عَنْ اَوْسِ بْنِ اَوْسٍ مَرْفُوْعًا: ((اَكْثِرُوْا عَلَيَّ مِنَ الصَّلَاةِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، فَاِنَّ صَلَاتَكُمْ مَعْرُوْضَةٌ عَلَيَّ۔)) قَالُوْا: كَيْفَ تُعْرَضُ عَلَيْكَ وَقَدْ اَرِمْتَ ؟ قَالَ: ((اِنَّ اللّٰهَ تَعَالَى حَرَّمَ عَلَى الْاَرْضِ اَنْ تَاْكُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِيَاءِ۔)) (الصحيحة:١٥٢٧)

سیدنا اوس بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جمعہ کے روز مجھ پر کثرت سے درود پڑھا کرو، کیونکہ تمھارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔'' صحابہ نے پوچھا: آپ پر یہ چیز کیسے پیش کی جائے گی، آپ تو (مٹی میں) فنا ہو چکے ہوں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالی نے زمین پر حرام قرار دیا ہے کہ وہ انبیا کا جسم کھائے۔''

تخريج: رواه أبو أسحاق الحربي في "غريب الحديث": ٥/ ١٤/ ٢

شرح:......اس میں انبیا ورسل کے پاکیزہ اجسام کا قبروں میں سالم رہنے کا بیان ہے۔

لیکن دوسری طرف سیدنا ابو موسی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ ایک بدو کے پاس گئے، اس نے آپ ﷺ کی بڑی عزت کی۔ آپ ﷺ نے اسے فرمایا: ''تم بھی ہمارے پس آنا۔'' چنانچہ وہ آپ ﷺ کے پاس آیا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک بدو کے پاس ٹھہرے، اس نے آپ ﷺ کی بڑی آؤ بھگت

کی۔ آپ ﷺ نے اسے فرمایا: ''تم نے ہماری بڑی دیکھ بھال کی ہے، ہمارے پاس بھی آنا۔'' چنانچہ وہ بدو ایک دن آپ ﷺ کے پاس آیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا: ''اپنی کسی ضرورت کا اظہار کرو (تا کہ میں اسے پورا کر دوں)۔'' اس نے کہا: کجاوہ سمیت ایک اونٹنی چاہئے اور کچھ بکریاں، تا کہ گھر والے دودھ دوہ سکیں۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم لوگ بنو اسرائیل کی بڑھیا کی طرح (مطالبہ پیش کرنے سے) عاجز آ گئے ہو؟'' صحابہ نے عرض: اے اللہ کے رسول! یہ بنو اسرائیل کی بڑھیا (کا کیا واقعہ) ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

((اِنَّ مُوْسٰی لَمَّا سَارَ بِبَنِيْ اِسْرَائِيْلَ مِنْ مِصْرَ، ضَلُّوْا الطَّرِيْقَ، فَقَالَ: مَا هٰذَا؟ فَقَالَ عُلَمَاؤُهُمْ: نَحْنُ نُحَدِّثُكَ: اِنَّ يُوْسُفَ لَمَّا حَضَرَهُ الْمَوْتُ اَخَذَ عَلَيْنَا مَوْثِقًا مِنَ اللّٰهِ اَنْ لَا نَخْرُجَ مِنْ مِصْرَ حَتّٰى نَنْقُلَ عِظَامَهُ مَعْنَاهُ۔ قَالَ: فَمَنْ يَعْلَمُ مَوْضِعَ قَبْرِهِ؟ قَالُوْا: مَانَدْرِيْ اَيْنَ قَبْرُ يُوْسُفَ اِلَّا عَجُوْزٌ مِنْ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ، فَبَعَثَ اِلَيْهَا، فَاَتَتْهُ، فَقَالَ: دُلُّوْنِيْ عَلٰى قَبْرِ يُوْسُفَ۔ قَالَتْ: لَا وَاللّٰهِ، لَا اَفْعَلُ حَتّٰى تُعْطِيَنِيْ حُكْمِيْ۔ قَالَ: وَمَا حُكْمُكِ؟ قَالَتْ: اَكُوْنُ مَعَكَ فِي الْجَنَّةِ۔ فَكَرِهَ اَنْ يُّعْطِيَهَا ذٰلِكَ، فَاَوْحَى اللّٰهُ اِلَيْهِ اَنْ اَعْطِهَا حُكْمَهَا، وَانْطَلَقَتْ بِهِمْ اِلٰى بُحَيْرَةٍ، مَوْضِعِ مُسْتَنْقَعِ مَاءٍ، فَقَالَتْ: اَنْضِبُوْا هٰذَا الْمَاءَ، فَاَنْضَبُوْا۔ قَالَتْ: اِحْفِرُوْا وَاسْتَخْرِجُوْا عِظَامَ يُوْسُفَ۔ فَلَمَّا اَقَلُّوْهَا اِلَى الْاَرْضِ، اِذَا الطَّرِيْقُ مِثْلُ ضَوْءِ النَّهَارِ۔))

......''جب حضرت موسیٰ علیہ السلام بنو اسرائیل کو لے کر مصر سے روانہ ہوئے تو وہ راستہ بھول گئے۔ آپ علیہ السلام نے پوچھا: یہ کیا ہو گیا ہے؟ ان کے علما نے کہا: ہم بتاتے ہیں، جب حضرت یوسف علیہ السلام کی موت کا وقت آ پہنچا تو انھوں نے اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے کر ہم سے یہ عہد و پیمان لیا کہ اس وقت تک مصر سے نہ نکلنا، جب تک میری ہڈیاں بھی یہاں سے منتقل نہ کر دو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: تو پھر ان کی قبر کے بارے کون جانتا ہے؟ علما نے کہا: ہمیں تو حضرت یوسف علیہ السلام کی قبر کا علم نہیں ہے، ہاں بنو اسرائیل کی ایک بوڑھی عورت کو اس کا علم ہو سکتا ہے۔ آپ علیہ السلام نے اس کی طرف پیغام بھیجا اور وہ آ گئی۔ اسے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا: مجھے حضرت یوسف علیہ السلام کی قبر کے بارے میں بتاؤ۔ اس نے کہا: نہیں، اللہ کی قسم! میں اس وقت تک نہیں بتلاؤں گی، جب تک آپ میرا مطالبہ پورا نہیں کرتے۔ آپ نے پوچھا: تیرا مطالبہ کیا ہے؟ اس نے کہا: آپ کے ساتھ جنت میں رہنا چاہتی ہوں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو یہ ناگوار گزرا کہ اسے یہ ضمانت دے دی جائے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی کی کہ اس بڑھیا کو اس کا مطالبہ ادا کر دو۔ تب وہ ان کو ایک بحیرہ کی طرف لے کر گئی، جہاں ایک جوہڑ تھا، اس نے کہا: اس سے سارا پانی نکال دو۔ انھوں نے تمام پانی وہاں سے خشک کر دیا۔ پھر اس نے کہا: اب اس کو کھودو اور حضرت یوسف علیہ السلام کی ہڈیاں نکال لو (ان کی مراد حضرت یوسف کا وجود تھا)۔ (ایسے ہی کیا گیا) جب انھوں نے ان ہڈیوں کو اٹھایا تو راستہ دن کی طرح روشنی ہو گیا۔'' (صحیحہ: ۳۱۳، مسند ابو یعلی: ۳۴۴/۱، حاکم: ۲/ ۴۰۴، ۵۷۱)

اس حدیث میں حضرت یوسف علیہ السلام کی ہڈیوں کا ذکر ہے۔اس کا مطلب یہ ہوا کہ انبیا و رسول کے اجسام قبروں میں سالم نہیں رہتے۔

لیکن امام البانی رحمہ اللہ نے سیدنا ابوموسی رضی اللہ عنہ کی یہ تاویل کہ ہے کہ ''عظام'' یعنی ہڈیوں سے پورا جسم مراد لیا جاتا ہے، جیسا کہ سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ سیدنا تمیم داری رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: أَلَا أَتَّخِذُ لَكَ مِنْبَرًا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! يَجْمَعُ أَوْ يَحْمِلُ عِظَامَكَ؟ کہ کیا میں آپ کے لیے منبر نہ بناؤں جو آپ کی ہڈیوں یعنی آپ کے وجود کو سنبھالے رکھے۔ ......اسے ابوداود نے روایت کیا۔ (صحیحہ: ۳۱۳)

اس لیے ''حضرت یوسف علیہ السلام کی ہڈیاں نکال لو'' سے یہ استدلال نہیں کیا جا سکتا کہ ان کو وجودِ مبارک سالم نہیں تھا۔ واللہ اعلم۔

تذکرۂ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سن کر درود نہ پڑھنے والا راہِ جنت سے بھٹک گیا

(۳۰۰۶)۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعًا: ((مَنْ ذُكِرْتُ عِنْدَهُ، فَنَسِيَ الصَّلَاةَ عَلَيَّ، خَطِئَ بِهِ طَرِيْقَ الْجَنَّةِ۔)) (الصحيحة: ۲۳۳۷)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''وہ آدمی جنت کا راستہ بھٹک گیا جس کے سامنے میرا تذکرہ کیا گیا اور وہ مجھ پر درود بھیجنا بھول گیا۔''

تخريج: رواه عيسى بن على الوزير فى "ستة مجالس": ۱۹۰/ ۲

شرح:...... جہاں کہیں بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ سنا جائے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام بھیجنا چاہئے۔

قبولیت دعا کے لیے درود کی حیثیت

(۳۰۰۷)۔ عَنْ عَلِيٍّ مَرْفُوْعًا: ((كُلُّ دُعَاءٍ مَحْجُوْبٌ حَتّٰى يُصَلّٰى عَلَى النَّبِيِّ ﷺ۔)) (الصحيحة: ۲۰۳۵)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس وقت تک دعا قبول نہیں ہوتی جب تک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نہ بھیجا جائے۔''

تخريج: رواه ابن مخلد فى "المنتقى من أحاديثه": ۷٦/ ۱، والأصبهانى فى "الترغيب": ۱۷۱/ ۲، والطبرانى فى "الاوسط"، والبيهقى فى "الشعب"

شرح:...... معلوم ہوا کہ دعا کرتے وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا چاہئے۔

جنت کے درجۂ وسیلہ کی دعا کرنا

(۳۰۰۸)۔ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَلْوَسِيْلَةُ دَرَجَةٌ عِنْدَ اللّٰهِ، لَيْسَ فَوْقَهَا دَرَجَةٌ، فَسَلُوْا اللّٰهَ أَنْ

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''وسیلہ اللہ کے ہاں (جنت کا سب سے اعلی) درجہ ہے، اس کے اوپر کوئی درجہ نہیں، تم میرے لیے اللہ تعالی سے

يُؤْتِيَنِي الْوَسِيْلَةَ۔)) (الصحيحة: ٣٥٧١) اس وسیلے کا سوال کیا کرو۔''

تخریج: أخرجه أحمد: ٣/ ٨٣، والطبرانی فی "المعجم الكبير": ١/ ٨٩/ ٢٦٣

(٣٠٠٩)۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((صَلُّوْا عَلَيَّ، فَإِنَّ صَلَاتَكُمْ عَلَيَّ زَكَاةٌ لَّكُمْ، وَسَلُوْا اللّٰهَ لِيَ الْوَسِيْلَةَ))۔ (الصحيحة: ٣٢٦٨)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھ پر درود بھیجا کرو، کیونکہ مجھ پر درود بھیجنا تمھارے لیے باعثِ برکت ہے اور میرے لیے اللہ تعالی سے وسیلہ کا بھی سوال کیا کرو۔''

تخریج: أخرجه الأمام أسماعيل بن أسحاق القاضي في "فضل الصلاة علي النبي ﷺ: ١٨/ ٤٦، و رواه ابن ابی شیبة فی "المصنف": ٢/ ٥١٧ دون جملة الوسيلة

شرح:...... جنت میں ایک مقام کا نام ''وسیلہ'' ہے، جس کا ذکر اذان کے بعد والی دعا میں کیا گیا ہے۔ جیسا کہ سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم اذان سنو تو (وہی کلمات دوہرا کر) اس کا جواب دیا کرو، پھر مجھ پر درود بھیجا کرو، جو آدمی مجھ پر ایک دفعہ درود بھیجے گا، اللہ تعالی اس پر دس رحمتیں نازل فرمائے گا، پھر میرے لیے ''وسیلہ'' کا سوال کیا کرو۔ جنت میں ایک منزل کا نام وسیلہ ہے، وہ اللہ تعالی کے بندوں میں سے صرف ایک بندے کا ٹھکانہ بنے گی اور مجھے امید ہے کہ میں وہ بندہ ہی ہوں۔ جس نے میرے لیے وسیلے کا سوال کیا، اس کے لیے میری سفارش واجب ہو جائے گی۔ (مسلم)

تمام انبیا و رسل پر درود وسلام بھیجا جائے

(٣٠١٠)۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعًا: ((صَلُّوْا عَلَى اَنْبِيَاءِ اللّٰهِ وَرُسُلِهِ، فَإِنَّ اللّٰهَ بَعَثَهُمْ كَمَا بَعَثَنِيْ))(الصحيحة: ٢٩٦٣)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالی کے تمام انبیا و رسل پر درود بھیجا کرو، کیونکہ اللہ نے ان کو میری طرح ہی مبعوث فرمایا۔''

تخریج: أخرجه عبد الرزاق في "المصنف": ٢/ ٢١٦/ ٣١١٨، واسماعيل القاضي: ١٨/ ٤٥، والبيهقي في "الشعب": ١/ ١٤٨/ ١٣١، والخطيب في "التاريخ": ٨/ ١٠٥، وكذا أبوالحسن الهاشمي في "الفوائد المنتقاة": ق١٠٤/ ١، والديباجي أيضا: ٢/ ٨١/ ١، وأبو القاسم الشهرزوري في "الأمالي": ق١٧٩/ ١، وابن المظفر في "المنتقي من حديث هشام بن عمار": ٤/ ٢، وأبو اسحاق الطرسوسي في "مشيخته": ٣٥۔ ٣٦، وكذا علي بن حرب في "حديث ابن عيينة": ٢/ ١٠٠/ ٢

شرح:...... اللہ تعالی نے قرآن مجید میں نبی کریم ﷺ پر اور آپ ﷺ نے دوسرے انبیا و رسل پر درود وسلام بھیجنے کا حکم دیا ہے۔ لہٰذا ہمیں ان دونوں احکام کا اہتمام کرنا چاہئے۔ ہمارے ہاں عام طور پر سابقہ انبیا کے لیے ''عَلَيْهِ السَّلَامُ'' کہا جاتا ہے۔ لیکن اس جملے میں صرف سلامتی کی دعا کی گئی ہے، جبکہ آپ ﷺ نے رحمت کی دعا کرنے کا حکم دیا ہے،

اس لیے سابقہ انبیا کے لیے بھی ''صلی اللہ علیہ وسلم'' یا اس کا مفہوم ادا کرنے والا جملہ کہنا چاہئے۔ یاد رہے کہ درود کے معانی رحمت کے ہیں۔

اللہ تعالی سے زیادہ سے زیادہ مانگا جائے

(٣٠١١)۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِذَا تَمَنّٰی اَحَدُكُمْ فَلْيَسْتَكْثِرْ، فَاِنَّمَا يَسْأَلُ رَبَّهُ عَزَّوَجَلَّ۔)) (الصحيحة:١٢٦٦)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی آدمی (اللہ تعالی کے سامنے) اپنی کسی خواہش کا اظہار کرے تو وہ زیادہ سے زیادہ مانگے، کیونکہ وہ اپنے ربّ سے مانگ رہا ہوتا ہے۔''

تخريج: أخرجه عبد بن حميد في "المنتخب من المسند" ق ١٩٣/ ١ - مصورة المكتب، والطبراني في "الاوسط"

شرح:...... اللہ تعالی سے دنیا وآخرت کی ہر قسم کی خیر و بھلائی کا کثرت سے سوال کیا جائے، کیونکہ وہ جو چاہے عطا کرسکتا ہے اور کوئی اسے ایسا کرنے سے روک نہیں سکتا۔

آج کل اکثر مساجد میں فرض نمازوں کے بعد اجتماعی صورت میں چند لمحات کے لیے ہاتھ اٹھا کر اور "اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ ......" جیسی دعا پڑھ کر یہ سمجھا جاتا ہے کہ دعا کے سارے تقاضے پورے ہو گئے ہیں، حالانکہ ایسا کرنا نبی کریم ﷺ سے ثابت بھی نہیں ہے۔ نیز بعض افراد کو دعا کرنے کی سرے سے کوئی رغبت نہیں ہوتی اور اگر وہ ایسا کرتے ہیں تو ایسی دعائیں پڑھتے ہیں، جن کے بارے میں انھیں علم ہی نہیں ہوتا کہ وہ اللہ تعالی سے کس چیز کا مطالبہ کر رہے ہیں۔ جب تک ہم انتہائی توجہ کے ساتھ اور لمبی لمبی دعائیں نہیں کریں گے، بالخصوص خلوتوں میں، اس وقت تک اس عبادت کی روح اور حلاوت نصیب نہیں ہوگی۔

(٣٠١٢)۔ عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِذَا سَأَلَ أَحَدُكُمْ فَلْيُكْثِرْ، فَاِنَّمَا يَسْئَلُ رَبَّهُ۔)) (الصحيحة: ١٣٢٥)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی آدمی اللہ تعالی سے مانگے تو زیادہ سے زیادہ مانگا کرے، کیونکہ وہ اپنے ربّ سے مانگ رہا ہوتا ہے۔''

تخريج: أخرجه ابن حبان: ٢٤٠٣

شرح:...... اور اس کا ربّ زیادہ سے زیادہ اور اعلی سے اعلی دنیوی اور اخروی نعمتیں عطا کرنے پر قادر ہے۔

فرشتوں کی دعائیں کیسے حاصل کی جا سکتی ہیں؟
کسی کی عدم موجودگی میں اس کے حق میں کی گئی دعا مقبول ہوتی ہے

(٣٠١٣)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِذَا دَعَا الْغَائِبُ لِلْغَائِبِ ، قَالَ لَهُ الْمَلَكُ: وَلَكَ بِمِثْلٍ۔)) (الصحيحة:١٣٣٩)

فرمایا: ''جب آدمی (اپنے مسلمان بھائی) کے لیے پیٹھ پیچھے دعا کرتا ہے تو فرشتہ اس کے لیے (دعا کرتے ہوئے) کہتا ہے: تیرے لیے بھی اس کی مثل ہو۔''

تخريج: أخرجه ابن عدي في"الكامل" ق ١٨٠/ ١

شرح:...... قبولیتِ دعا کی جتنی صورتیں قرآن وحدیث میں بیان کی گئی ہیں، ان میں سے ایک یہ ہے کہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان بھائی کے حق میں اس کی عدم موجودگی میں دعا کرے۔ سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((دَعْوَةُ الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ لِأَخِيْهِ بِظَهْرِ الْغَيْبِ مُسْتَجَابَةٌ ، عِنْدَ رَأْسِهِ مَلَكٌ مُوَكَّلٌ كُلَّمَا دَعَا لِأَخِيْهِ بِخَيْرٍ قَالَ الْمَلِكُ الْمُوَكَّلُ بِهِ: آمين ، وَلَكَ بِمِثْلٍ۔)) (مسلم) ...... ''مسلمان کی اپنے بھائی کے حق میں اس کی عدم موجودگی میں کی گئی دعا مقبول ہوتی ہے، ایسی صورت میں اس کے سر کے پاس ایک فرشتہ مقرر کیا جاتا ہے، جب بھی وہ اپنے بھائی کے لے خیر وبھلائی کی دعا کرتا ہے تو وہ فرشتہ آمین کہہ کر کہتا ہے: اور تجھے بھی ایسی ہی (خیر وبھلائی) نصیب ہو۔''

آپ ﷺ سے منقول مختلف دعائیں

(٣٠١٤)۔ عَنْ اَنَسٍ ، قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((يَا وَلِيَّ الْاِسْلَامِ وَاَهْلِهِ! مَسِّكْنِي الْاِسْلَامَ حَتّٰى اَلْقَاكَ عَلَيْهِ۔)) (الصحيحة:١٤٧٦)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ یہ دعا کرتے تھے: ''اے اسلام اور اہل اسلام کے پاسبان! مجھے توفیق دے کہ اسلام کو مضبوطی سے تھامے رکھوں، حتی کہ تجھے جا ملوں۔''

تخريج: أخرجه السلفي في"الفوائد المنتقاة من أصول سماعات الرئيس الثقفي" ٢/ ١٦٥/ ١، والطبرانى فى "الاوسط"، ووجدته فى "تاريخ بغداد": ١١/ ١٦٠

(٣٠١٥)۔ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَقُوْلُ: ((يَا وَلِيَّ الْاِسْلَامِ وَاَهْلِهِ! ثَبِّتْنِي بِهٖ حَتّٰى اَلْقَاكَ۔)) (الصحيحة:١٨٢٣)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے اسلام اور اہل اسلام کے ضامن! میرے دل کو ثابت قدم رکھ، حتی کہ تجھ سے ملاقات ہو جائے۔''

تخريج: أخرجه الطبراني في"الأوسط": رقم ـ ٦٥٣ ، وعنه الضياء في"المختارة": ق ١٥٠/ ١

شرح:......اس میں دین پر استقامت اور ثابت قدمی کا سوال کیا گیا ہے، جو تمام خصائل حمیدہ کی بنیاد ہے۔

(٣٠١٦)۔ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعًا: ((مَنْ قَالَ: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ ، لَا شَرِيْكَ لَهُ ،

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے بعد از نمازِ فجر دس دفعہ یہ کلمہ پڑھا: کوئی

لَـهُ الْـمُلْكُ ، وَلَهُ الْحَمْدُ ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَـدِيْـرٌ ، بَعْدَ مَا يُصَلِّي الْغَدَاةَ عَشَرَ مَـرَّاتٍ ، كَتَبَ اللّٰـهُ عَـزَّوَجَلَّ لَـهُ عَشَرَ حَسَنَاتٍ ، وَمَـحَا عَنْهُ عَشَرَ سَيِّئَاتٍ وَرَفَعَ لَـهُ عَشَـرَ دَرَجَـاتٍ ، وَكُـنَّ لَهُ بِعَدْلِ عِتْقِ رَقَبَتَيْنِ مِنْ وَلَدِ إِسْمَاعِيْلَ ، فَإِنْ قَالَهَا حِيْنَ يُمْسِـيْ ، كَـانَ لَـهُ مِثْلُ ذٰلِكَ ، وَكُنَّ لَـهُ حِجَابًا مِنَ الشَّيْطَانِ حَتّٰى يُصْبِحَ ـ))

(الصحيحة: ١١٣)

معبودِ برحق نہیں ہے مگر اللہ، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، بادشاہت اسی کی ہے، ساری تعریف اسی کے لیے ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ تو اللہ تعالی اس کے لیے دس نیکیاں لکھے گا، دس برائیاں معاف کرے گا، اس کے دس درجے بلند کرے گا اور ان کلمات کا ثواب حضرت اسماعیل (علیہ السلام) کی اولاد میں سے دو غلام آزاد کرنے کے برابر ہوگا۔ اگر شام کو بھی اسی طرح پڑھے تو یہی اجر وثواب ملے گا، نیز یہ کلمات صبح تک اس کے لیے شیطان سے حفاظت ثابت ہوں گے۔"

تخریج: رواه الحسن بن عرفة فی "جزئه": ٥/ ١ ، والخطیب فی "تاریخه": ١٢/ ٣٨٩ و ٤٧٢

(٣٠١٧)ـ عَـنْ اَبِـيْ سَـعِيْـدِ الْخُدْرِيِّ اَنَّ رَسُـوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَـالَ: ((مَنْ قَالَ: رَضِيْتُ بِـاللّٰهِ رَبًّا ، وَبِالْإِسْلَامِ دِيْنًا ، وَبِمُحَمَّدٍ ، رَسُوْلاً ، وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ ـ))

(الصحيحة: ٣٣٤)

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس نے یہ کہا: میں اللہ کے ربّ ہونے، اسلام کے دین ہونے اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے رسول ہونے پر راضی ہوں۔ تو اس کے لیے جنت واجب ہو جائے گی۔"

تـخـریـج: أخرجه أبو داود: ١٥٢٩ ، والنسائی فی "عمل الیوم واللیلة": ٥ ، وابن حبان: ٢٣٦٨ ، ابن أبی شیبة فی "المصنف": ١٠/ ٢٤١/ ٩٣٣١ واحمد: ٣/ ١٤

(٣٠١٨)ـ عَـنْ سَـلْمَانَ الْفَارِسِيِّ ، قَالَ: قَـالَ رَسُـوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَـنْ قَالَ: اَللّٰهُمَّ! اِنِّـيْ اُشْهِدُكَ ، وَاُشْهِدُ مَلَائِكَتَكَ وَحَمَلَةَ عَرْشِكَ ، وَاُشْهِدُ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَمَنْ فِـيْ الْاَرْضِ: اِنَّكَ اَنْـتَ اللّٰـهُ ، لَا اِلٰـهَ اِلَّا اَنْـتَ ، وَحْـدَكَ ، لَاشَرِيْكَ لَكَ ، وَاَشْهَدُ اَنَّ مُـحَـمَّـدً عَبْدُكَ وَرَسُوْلُكَ ـ مَنْ قَالَهَا مَرَّةً ، اَعْتَقَ اللّٰهُ ثُلُثَهُ مِنَ النَّارِ ، وَمَنْ قَالَهَا مَـرَّتَيْـنِ ، اَعْتَقَ اللّٰهُ ثُلُثَيْهِ مِنَ النَّارِ ، وَمَنْ

سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "جس نے یہ دعا پڑھی: اے اللہ! میں تجھے گواہ بناتا ہوں، تیرے فرشتوں اور (بالخصوص) حاملینِ عرش کو گواہ بناتا ہوں اور آسمانوں اور زمینوں کی تمام چیزوں کو گواہ بناتا ہوں کہ تو معبود ہے، تو ہی معبودِ برحق ہے، تو اکیلا ہے، تیرا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تیرے بندے اور رسول ہیں۔ جس نے یہ دعا ایک دفعہ پڑھی، اللہ تعالی اس کے وجود کے تیسرے حصے کو آگ سے آزاد کر دیں گے، جس نے دو دفعہ پڑھی، اللہ تعالی اس کے وجود کے دو

قَالَهَا ثَلاثًا ، اَعْتَقَ اللّٰهُ كُلَّهُ مِنَ النَّارِ۔)) (الصحيحة:٢٦٧)

تہائی حصے کو آگ سے آزاد کر دے گا اور جس نے تین دفعہ پڑھی اللہ تعالی اس کے تمام وجود کو آگ سے آزاد کر دے گا۔"

تخریج: أخرجه الحاكم: ١/ ٥٢٣، ومن طريقه البيهقى فى "الدعوات" ١٤٤/ ١٩٣، والطبرانى فى "المعجم الكبير": ٦/ ٢٧٠/ ٦٠٦٢

شرح :......اس حدیث میں درج ذکر کی فضیلت کا بیان ہے:

مَنْ قَالَ: اَللّٰهُمَّ! اِنِّيْ أُشْهِدُكَ ، وَاُشْهِدُ مَلَائِكَتَكَ وَحَمَلَةَ عَرْشِكَ ، وَاُشْهِدُ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَمَنْ فِيْ الْاَرْضِ: اِنَّكَ اَنْتَ اللّٰهُ ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ ، وَحْدَكَ ، لَاشَرِيْكَ لَكَ ، وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدً عَبْدُكَ وَرَسُوْلُكَ۔

(٣٠١٩)۔ قَالَ ﷺ : ((مَنْ قَالَ: اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِيْ لَااِلٰهَ اِلَّاهُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ ، ثَلَاثًا غُفِرَتْ لَهُ ذُنُوْبُهُ، وَاِنْ كَانَ فَارًّا مِنَ الزَّحْفِ۔)) جَاءَ مِنْ حَدِيْثِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ ، وَزَيْدٍ مَوْلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ، وَاَبِيْ بَكْرِ الصِّدِّيْقِ ، وَاَبِيْ هُرَيْرَةَ، وَاَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ ، وَاَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، وَالْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ۔ (الصحيحة:٢٧٢٧)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس نے تین دفعہ یہ دعا پڑھی: میں اللہ سے بخشش طلب کرتا ہوں، جس کے علاوہ کوئی معبودِ برحق نہیں، وہ زندہ ہے اور قائم رکھنے والا ہے اور میں اس کی طرف رجوع کرتا ہوں۔تو اس کے گناہ بخش دیے جائیں گے، اگرچہ اس نے میدانِ جنگ فرار ہونے والے (کبیرہ) گناہ کا ارتکاب کیا ہو۔" یہ حدیث سیدنا عبد اللہ بن مسعود، مولائے رسول سیدنا زید، سیدنا ابوبکر صدیق، سیدنا ابوہریرہ، سیدنا ابو سعید خدری، سیدنا انس بن مالک اور سیدنا برا بن عازب رضی اللہ عنہم سے مروی ہے۔

تخریج: جاء من حديث عبدالله بن مسعود ، وزيد مولى رسول الله ﷺ، وأبى بكر الصديق ، وأبى سعيد الخدرى ، وأنس بن مالك ، والبراء بن عازب بألفاظ مختلفة

(١) أما حديث ابن مسعود : أخرجه الحاكم: ١/ ٥١١

(٢) وأما حديث زيد مولى رسول الله ﷺ: أخرجه أبوداود ، والترمذى ، وابن أبى خيثمة فى "التاريخ": ٥٢٠۔ مصورة الجامعة الاسلامية، وابن سعد: ٧/ ٦٦

(٣) وأما حديث أبى بكر : أخرجه ابن عدى فى "الكامل ": ق ٢٦٠/ ١

(٤) وأما حديث أبى هريرة : أخرجه أبو نعيم فى " أخبار أصبهان ": ٢/ ٣٠٣

(٥) وأما حديث أبى سعيد الخدرى: أخرجه الطبرانى فى "الدعاء": ١٧٨٤، وابن عساكر فى "تاريخ

دمشق": ١٤/ ٣٥٣/ ١_٢

(٦) وأما حديث أنس: أخرجه ابن عساكر: ١٤/ ٣٥٨/ ٢

شرح:...... معلوم ہوا کہ استغفار کرنے یعنی اللہ تعالی سے بخشش طلب کرنے کے لیے یہ دعا پڑھی جائے:

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ

اس میں استغفار اور توبہ کی برکتوں کا بیان ہے۔

(٣٠٢٠)۔ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ، اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقُوْلُ فِيْ دُعَائِهِ: ((اَللّٰهُمَّ! اِنِّي اَعُوْذُبِكَ مِنْ جَارِ السُّوْءِ فِيْ دَارِ الْمَقَامَةِ، فَاِنَّ جَارَ الْبَادِيَةِ يَتَحَوَّلُ۔)) (الصحيحة: ٣٩٤٣)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ! میں اپنی مستقل رہائش کے برے پڑوسی سے تیری پناہ طلب کرتا ہو، کیونکہ خیمہ نشیں کا پڑوسی تو (اِدھر اُدھر) منتقل ہو جاتا ہے۔''

تخريج: أخرجه البخاري في "الأدب المفرد": ١١٧، وابن حبان: ٢٠٥٦، والطبراني في "الدعاء": ٣/ ١٤٢٥/ ١٣٤٠، والبيهقي في "الدعوات الكبير": ٢/ ٦٢/ ٢٩٦ من طريق الحاكم، وهذا في "المستدرك": ١/ ٥٣٢، والنسائي: ٢/ ٣١٩

شرح:...... گھر کے سربراہ کے بعد اس کا پڑوسی ہی اس کی عزتوں کا محافظ ہوتا ہے۔ بدکردار، جھگڑالو اور برے پڑوسی کے مفاسد ہر کوئی جانتا ہے۔ اس لیے آپ ﷺ برے پڑوسی سے اللہ تعالی کی پناہ طلب کرتے تھے۔

(٣٠٢١)۔ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ، عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَنَّهُ كَانَ يَدْعُوْ: ((اَللّٰهُمَّ احْفَظْنِيْ بِالْاِسْلَامِ قَائِمًا، وَاحْفَظْنِيْ بِالْاِسْلَامِ قَاعِدًا، وَاحْفَظْنِيْ بِالْاِسْلَامِ رَاقِدًا، وَلَا تُشْمِتْ بِيْ عَدُوًّا حَاسِدًا، اَللّٰهُمَّ اِنِّي اَسْاَلُكَ مِنْ كُلِّ خَيْرٍ خَزَائِنُهُ بِيَدِكَ، وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ كُلِّ شَرٍّ خَزَائِنُهُ بِيَدِكَ۔)) (الصحيحة: ١٥٤٠)

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ یہ دعا پڑھتے تھے: ''اے اللہ! کھڑے ہونے کی حالت میں اسلام کے ساتھ میری حفاظت فرما اور بیٹھک کی حالت میں اسلام کے ساتھ میری حفاظت فرما اور نیند کی حالت میں اسلام کے ساتھ میری حفاظت فرما۔ میری تکلیف سے میرے حاسد دشمن کو خوش نہ کرنا۔ اے اللہ! میں تجھ سے ہر اس خیر کا سوال کرتا ہوں جس کے خزانے تیرے ہاتھ میں ہیں اور تیری پناہ چاہتا ہوں ہر اس شرّ سے جس کے خزانے تیرے پاس ہیں۔''

تخريج: أخرجه الحاكم: ١/ ٥٢٥

شرح:...... معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ اپنے لیے ہر حالت میں اسلام کو ترجیح دیتے تھے۔

(۳۰۲۲)۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، قَالَ: كَانَ ﷺ يَدْعُوْ بِهٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ: ((اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوْذُبِكَ مِنْ غَلَبَةِ الدَّيْنِ، وَغَلَبَةِ الْعَدُوِّ، وَشَمَاتَةِ الْأَعْدَاءِ۔))

(الصحيحة:١٥٤١)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ان کلمات کے ساتھ دعا کرتے تھے: ''اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں غلبۂ قرض سے، غلبۂ دشمن سے اور میری مصیبت پر دشمنوں کے خوش ہونے سے۔''

تخريج: أخرجه النسائي: ٢/ ٣١٦، ٣١٧، والحاكم: ١/ ١٠٤، وأحمد: ٢/ ١٧٣

(۳۰۲۳)۔ فَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: كَانَ مِنْ دُعَائِهِ ﷺ: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِي مَاقَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ، وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ، وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّيْ، إِنَّكَ أَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَالْمُؤَخِّرُ، لَاإِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ۔))

(الصحيحة:٢٩٤٤)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ یہ دعا بھی کرتے تھے: ''اے اللہ! مجھے بخش دے، یعنی میرے آگے کئے ہوئے اور پیچھے کئے ہوئے (گناہوں کو)، اور (ان گناہوں کو بھی بخش دے جو) میں نے مخفی اور اعلانیہ طور پر کئے اور (ان گناہوں کو) جو تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے۔ بیشک تو آگے کرنے والا ہے اور پیچھے کرنے والا ہے اور نہیں کوئی معبودِ برحق مگر تو ہی۔

تخريج: أخرجه البخاري في"الأدب المفرد": ١٧٤/ ٦٧٣، وأحمد:٢/ ٢٩١، ٥١٤، ٥٢٦

(۳۰۲٤)۔ عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ، قَالَ: قُلْتُ لِأُمِّ سَلَمَةَ: يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ! مَاكَانَ أَكْثَرُ دُعَاءِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ إِذَاكَانَ عِنْدَكِ؟ قَالَتْ: كَانَ أَكْثَرُ دُعَائِهِ: ((يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ! ثَبِّتْ قَلْبِيْ عَلٰى دِيْنِكَ۔)) فَقِيْلَ لَهُ فِي ذٰلِكَ؟ فَقَالَ: ((إِنَّهُ لَيْسَ آدَمِيٌّ إِلَّا وَقَلْبُهُ بَيْنَ إِصْبَعَيْنِ مِنْ أَصَابِعِ اللّٰهِ، فَمَنْ شَاءَ أَقَامَ، وَمَنْ شَاءَ أَزَاغَ۔))

(الصحيحة:٢٠٩١)

شہر بن حوشب کہتے ہیں کہ میں نے سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا: اے ام المومنین! جب رسول اللہ ﷺ آپ کے پاس ہوتے تو کون سی دعا کثرت سے پڑھتے تھے؟ انھوں نے کہا: آپ ﷺ زیادہ تر یہ دعا کرتے تھے: ''اے دلوں کو الٹ پلٹ کرنے والے! میرے دل کو اپنے دین پر ثابت رکھ۔'' جب آپ ﷺ سے اس دعا کی وجہ پوچھی گئی تو فرمایا: ''ہر آدمی کا دل اللہ تعالیٰ کی انگلیوں میں سے دو انگلیوں کے درمیان ہوتا ہے، وہ جس کو چاہے (ہدایت پر) ثابت رکھے اور جس کو چاہے گمراہ کر دے۔''

تخريج: أخرجه الترمذي:٣٥١٧، وابن أبي شيبه في"الأيمان": رقم ٥٦ ـ بتحقيقي، و أحمد: ٦/ ٣٠٢، ٣١٥

شرح:...... معلوم ہوا کہ ضلالت اور گمراہی سے بچنے کے لیے ہر وقت اللہ تعالیٰ سے ثابت قدمی اور دین پر

استقامت کی دعا کرنی چاہیے۔ آپ ﷺ یوں دعا فرماتے تھے:

يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ! ثَبِّتْ قَلْبِيْ عَلٰى دِيْنِكَ۔

(٣٠٢٥)۔ عَنْ اَنَسٍ، قَالَ: جَاءَ اَعْرَابِيٌّ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! عَلِّمْنِيْ خَيْرًا، فَاَخَذَ النَّبِيُّ ﷺ بِيَدِهِ فَقَالَ: ((قُلْ: سُبْحَانَ اللّٰهِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ، وَلَااِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، وَاللّٰهُ اَكْبَرُ۔)) فَعَقَدَ الْاَعْرَابِيُّ عَلٰى يَدِهِ، وَمَضٰى وَتَفَكَّرَ ثُمَّ رَجَعَ، فَتَبَسَّمَ النَّبِيُّ ﷺ، قَالَ: ((تَفَكَّرَ الْبَائِسُ۔)) فَجَاءَ فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! سُبْحَانَ اللّٰهِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ، وَلَااِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، وَاللّٰهُ اَكْبَرُ، هٰذَالِلّٰهِ، فَمَا لِي؟ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: ((يَا اَعْرَابِيُّ! اِذَا قُلْتَ: سُبْحَانَ اللّٰهِ، قَالَ اللّٰهُ: صَدَقْتَ، وَاِذَا قُلْتَ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ، قَالَ اللّٰهُ: صَدَقْتَ، وَاِذَا قُلْتَ: لَااِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، قَالَ اللّٰهُ: صَدَقْتَ، وَاِذَا قُلْتَ: اَللّٰهُ اَكْبَرُ، قَالَ اللّٰهُ: صَدَقْتَ، وَاِذَا قُلْتَ: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ، قَالَ اللّٰهُ: قَدْ فَعَلْتُ، اِذَا قُلْتَ: اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنِيْ، قَالَ اللّٰهُ: قَدْ فَعَلْتُ، وَاِذَا قُلْتَ: اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِيْ، قَالَ اللّٰهُ: قَدْ فَعَلْتُ۔)) فَعَقَدَ الْاَعْرَابِيُّ عَلٰى سَبْعٍ فِي يَدِهِ ثُمَّ وَلّٰى۔

(الصحيحة: ٣٣٣٦)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ایک بدو، نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے کسی بہترین چیز کی تعلیم دیں۔ نبی کریم ﷺ نے اس کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا: ''اس طرح کہا کرو: اللہ پاک ہے، ساری تعریف اللہ کے لیے ہے، اللہ کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں، اللہ سب سے بڑا ہے۔'' بدو نے (ان چار چیزوں کو) اپنی انگلیوں پر شمار کیا اور چل دیا، لیکن کچھ سوچنے کے بعد پھر واپس آ گیا۔ نبی کریم ﷺ مسکرائے اور فرمایا: ''خستہ حال بدو سوچنے لگ گیا ہے۔'' اس نے واپس آ کر کہا: اے اللہ کے رسول! اللہ پاک ہے، ساری تعریف اللہ کی ہے، اللہ ہی معبودِ برحق ہے اور اللہ سب سے بڑا ہے۔ یہ سارے (تعریفی) کلمات اللہ تعالی کے لیے ہیں، میرے لیے کیا ہے؟ نبی کریم ﷺ نے اسے فرمایا: ''بدو! جب تو ''سُبْحَانَ اللّٰه'' کہے گا تو اللہ تعالی کہے گا: ''صَدَقْتَ'' (تو نے سچ کہا)۔ جب تو ''اَلْحَمْدُ لِلّٰه'' کہے گا تو اللہ تعالی کہے گا: ''صَدَقْتَ.'' جب تو ''لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه'' کہے گا تو اللہ تعالی کہے گا: ''صَدَقْتَ.'' جب تو ''اَللّٰهُ اَكْبَر'' کہے گا تو اللہ تعالی کہے گا: ''صَدَقْتَ'' اور جب تو ''اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ'' (اے اللہ! مجھے بخش دے) کہے گا تو اللہ تعالی کہے گا: میں نے تجھے بخش دیا۔ جب تو ''اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنِيْ'' (اے اللہ! مجھ پر رحم فرما) کہے گا تو اللہ تعالی کہے گا: میں نے تجھ پر رحم کر دیا اور جب تو ''اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِيْ'' (اے اللہ! مجھے رزق دے) تو اللہ تعالی کہے گا: میں نے تجھے رزق دینے کا فیصلہ کر دیا۔ بدو نے اپنے ہاتھ پر یہ سات کلمات شمار کئے اور چل دیا۔

تخريج: أخرجه البيهقي في "شعب الأيمان": ١/ ٤٣١۔ ٤٣٢/ ٦١٩

شرح :......اس حدیث سے یہ دعا ثابت ہوئی:

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ، اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنِيْ، اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِيْ۔

(٣٠٢٦)۔ عَنْ أَبِيْ مَالِكٍ الْأَشْجَعِيِّ، عَنْ أَبِيْهِ طَارِقِ بْنِ أَشْيَمَ، أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ وَأَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ: كَيْفَ أَقُوْلُ حِيْنَ أَسْأَلُ رَبِّيْ؟ قَالَ: ((قُلْ: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ، وَارْحَمْنِيْ، وَعَافِنِيْ وَارْزُقْنِيْ۔))وَيَجْمَعُ أَصَابِعَهُ إِلَّا الْإِبْهَامَ۔ ((فَإِنَّ هٰؤُلَاءِ تَجْمَعُ لَكَ دُنْيَاكَ وَآخِرَتَكَ۔)) (الصحيحة:١٣١٨)

ابو مالک اشجعی اپنے باپ سیدنا طارق بن اشیم رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! جب میں اپنے رب سے سوال کروں تو کیا کہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس طرح کہا کر: اے اللہ! مجھے بخش دے، مجھ پر رحم فرما، مجھے عافیت دے اور مجھے رزق دے۔ پھر آپ ﷺ نے اپنی انگلیاں بند کیں سوائے انگوٹھے کے۔ (اور فرمایا:) یہ کلمات تیرے لیے تیری دنیا و آخرت کو جمع کر دیں گے۔''

تخريج: أخرجه مسلم: ٨/ ٧١، وابن ماجه: ٢/ ٤٣٣، وأحمد: ٣/ ٤٧٢، ٦/ ٣٩٤

شرح :......درج ذیل دعا میں دنیا و آخرت کے خزینے پنہاں ہیں:

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ، وَارْحَمْنِيْ، وَعَافِنِيْ وَارْزُقْنِيْ

اے اللہ! مجھے بخش دے، مجھ پر رحم فرما، مجھے عافیت دے اور مجھے رزق دے۔

بخشش اور رحمت کا اصل تعلق آخرت سے ہے، رزق کا تعلق دنیا سے ہے جس کے پس منظر میں آخرت بھی سنور جاتی ہے اور عافیت کا تعلق دنیا و آخرت دونوں جہانوں سے ہے۔ اگر کسی سعادت مند کو یہ چار چیزیں مل جائیں تو اس کی سعادت کے لیے کافی ہیں۔

(٣٠٢٧)۔ عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَلَّمَهَا هٰذَا الدُّعَاءَ: ((اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ مِنَ الْخَيْرِ كُلِّهِ عَاجِلِهِ وَآجِلِهِ مَاعَلِمْتُ مِنْهُ وَمَالَمْ أَعْلَمْ، وَأَعُوْذُبِكَ مِنَ الشَّرِّ كُلِّهِ عَاجِلِهِ وَآجِلِهِ مَاعَلِمْتُ مِنْهُ وَمَا لَمْ أَعْلَمْ، اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِ مَا سَأَلَكَ عَبْدُكَ وَنَبِيُّكَ، وَأَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا عَاذَ بِهِ عَبْدُكَ وَنَبِيُّكَ، اَللّٰهُمَّ إِنِّي

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے یہ دعا سکھائی: ''اے اللہ! میں تجھ سے ہر بھلائی کا سوال کرتا ہوں، وہ جلد ملنے والی ہو یا بدیر اور مجھے اس کا علم ہو یا نہ ہو اور میں تیری پناہ چاہتا ہوں ہر شرّ سے، وہ جلد طاری ہونے والی ہو یا بدیر اور وہ میرے علم میں ہو یا نہ ہو۔ اے اللہ! میں تجھ سے ہر اس خیر کا سوال کرتا ہوں، جس کا تجھ سے تیرے بندے اور نبی نے سوال کیا اور میں تیری پناہ چاہتا ہوں ہر اس شرّ سے، جس سے تیرے بندے اور نبی نے

اَسْئَلُكَ الْجَنَّةَ وَمَا قَرَّبَ اِلَيْهَا مِنْ قَوْلٍ اَوْعَمَلٍ ، وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ النَّارِ وَمَا قَرَّبَ اِلَيْهَا مِنْ قَوْلٍ اَوْعَمَلٍ ، وَاَسْاَلُكَ اَنْ تَجْعَلَ كُلَّ قَضَاءٍ قَضَيْتَهُ لِيْ خَيْرًا۔)) (الصحيحة: ١٥٤٢)

تیری پناہ چاہی۔ اے اللہ! میں تجھ سے جنت اور اس کے قریب کرنے والے قول وفعل کا سوال کرتا ہوں اور میں جہنم اور اس کے قریب کرنے والے قول وفعل سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ ہر فیصلہ، جو تو میرے بارے میں کرے، اسے میرے حق میں بہتر قرار دے۔''

تخریج: أخرجه ابن ماجه: ٢/ ٤٣٣ـ التازية، وابن حبان: ٢٤١٣، وأحمد: ٦/ ١٣٤، وأبويعلي في"مسنده": ٣/ ١١٠٣ـ مصورة المكتب الأسلامي

(٣٠٢٨)ـ عَنْ زَيْدِ بْنِ الْاَرْقَمِ قَالَ: لَا اَقُوْلُ لَكُمْ اِلَّا كَمَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ، كَانَ يَقُوْلُ: ((اَللّٰهُمَّ! اِنِّي اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْعِجْزِ وَالْكَسْلِ، وَالْجُبْنِ وَالْبُخْلِ، وَالْهَمِّ ، وَعَذَابِ الْقَبْرِ۔ اَللّٰهُمَّ! آتِ نَفْسِي تَقْوَاهَا، وَزَكِّهَا اَنْتَ خَيْرُ مَنْ زَكَّاهَا، اَنْتَ وَلِيُّهَا وَمَوْلَاهَا، اَللّٰهُمَّ! اِنِّي اَعُوْذُبِكَ مِنْ عِلْمٍ لَّا يَنْفَعُ، وَمِنْ قَلْبٍ لَّا يَخْشَعُ، وَمِنْ نَفْسٍ لَا تَشْبَعُ، وَمِنْ دَعْوَةٍ لَّا يُسْتَجَابُ لَهَا۔)) (الصحيحة: ٤٠٠٥)

سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں وہی بات کرتا ہوں جو رسول اللہ ﷺ نے کی، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ! میں تیری پناہ میں آتا ہوں بے بسی ولاچارگی اور سستی و کاہلی سے، بزدلی اور بخل سے اور بڑھاپے اور عذابِ قبر سے۔ اے اللہ! تو میرے نفس کو تقوی عطا فرما اور اس کو پاک کر دے، تو بہترین ہستی ہے جو اسے پاک کر سکتی ہے، تو ہی اس کا نگرانِ کار اور پروردگار ہے۔ اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں ایسے علم سے جو فائدہ نہیں دیتا اور ایسے دل سے جو عاجزی و انکساری نہیں کرتا اور ایسے نفس سے جو سیر و سیراب نہیں ہوتا اور ایسی دعا سے جو قبول نہیں ہوتی۔''

تخریج: أخرجه مسلم: ٨/ ٨١، والبغوي في"شرح السنة": ٥/ ١٥٨، وصححه، وابن أبي شيبة: ٣/ ٣٧٤، والطبراني في"المعجم الكبير": ٥/ ٢٢٧/ ٥٠٨٥، ورواه النسائي: ٢/ ٣١٥ و٣٢٢، وأحمد: ٤/ ٣٧١، وعبد بن حميد: ١/ ٢٤٥/ ٢٦٧، والطبراني في"المعجم الكبير": ٥٠٨٦ و٥٠٨٨

(٣٠٢٩)ـ عَنِ ابْنِ عُمَرَ: اِنْ كُنَّا لَنَعُدُّ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِي الْمَجْلِسِ يَقُوْلُ: ((رَبِّ اغْفِرْلِي وَتُبْ عَلَيَّ، اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الْغَفُوْرُ۔)) مِئَةَ مَرَّةٍ۔

(الصحيحة: ٥٥٦)

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم شمار کرتے تھے، رسول اللہ ﷺ ایک ایک مجلس میں سو سو دفعہ یہ دعا پڑھا کرتے تھے: ''اے میرے ربّ! مجھے بخش دے اور مجھ پر رجوع فرما، بیشک تو توبہ قبول کرنے والا اور بخشنے والا ہے۔

تخریج: أخرجه أحمد: ٢/ ٢١، وابوداود: ١٥١٦، وابن ماجه: ٣٨١٤

شرح :...... نبی کریم ﷺ اللہ تعالی سے مغفرت اور توبہ کا بکثرت سوال کرتے تھے۔ ہمیں بھی سبق حاصل کرنا چاہیے۔

(۳۰۳۰)۔ قَالَ مُعَاوِيَةُ عَلَى الْمِنْبَرِ: ((اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ، وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ، وَلَا يَنْفَعُ ذَالْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ، مَنْ يُرِدِ اللّٰهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ۔)) سَمِعْتُ هٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى هٰذَا الْمِنْبَرِ۔

(الصحيحة: ٢٥٢٤)

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے منبر پر کہا: ''اے اللہ! جو تو عطا کردے اسے کوئی روکنے والا نہیں اور جس چیز کو تو روک دے اسے کوئی عطا کرنے والا نہیں اور کسی مرتبے والے کو اس کا مرتبہ تجھ سے کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتا۔ اللہ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے اسے علم شریعت کی مہارت عطا کر دیتا ہے۔'' سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے یہ کلمات رسول اللہ ﷺ سے اس منبر پر سنیں۔

تخريج: أخرجه مالك: ٣/ ٩٤، وأحمد: ٤/ ٩٢-٩٣و٩٥و٩٨، والطحاوى فى "المشكل": ٢/ ٢٧٨، وابن عبد البر فى "الجامع": ١/ ١٩

شرح :...... معلوم ہوا کہ نعمتیں عطا کرنا یا سلب کرنا اللہ تعالی کا اختیار ہے، بندے کی کوشش و کاوش کا نتیجہ اللہ تعالی کے سپرد ہے۔ ہمیں چاہئے کہ کسی کو نقصان پہنچانے کی یا حرام اسباب کے ذریعے نفع پہنچانے کی کوشش نہ کریں۔ فائدہ حاصل کرنے یا فائدہ پہنچانے کے لیے صرف جائز اور حلال ذرائع استعمال کرنے چاہئیں اور ایسے کرنا صرف اس وقت ممکن ہے کہ جب اللہ تعالی کے بارے میں ہمارا عقیدہ مضبوط ہو کہ وہی کچھ ہوتا ہے جو منظورِ خدا ہوتا ہے۔

علم شریعت میں مہارت اور فقاہت، اللہ تعالی کا ممتاز اور عظیم احسان ہے۔

(۳۰۳۱)۔ عَنْ مُصْعَبٍ كَانَ سَعْدٌ يَأْمُرُ بِخَمْسٍ، وَيَذْكُرُهُنَّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ كَانَ يَأْمُرُ بِهِنَّ: ((اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَعُوْذُبِكَ مِنَ الْبُخْلِ، وَأَعُوْذُبِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَأَعُوْذُبِكَ أَنْ أُرَدَّ إِلَى أَرْذَلِ الْعُمُرِ، وَأَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا، وَأَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ۔)) وَزَادَ الْبُخَارِيُّ بَعْدَ قَوْلِهِ: ((فِتْنَةَ الدُّنْيَا)) يَعْنِي ((فِتْنَةَ الدَّجَّالِ۔))

(الصحيحة: ٣٩٣٧)

مصعب سے روایت ہے کہ سیدنا سعد رضی اللہ عنہ پانچ چیزوں کا حکم دیتے تھے اور کہتے تھے کہ نبی کریم ﷺ ان کا حکم دیتے تھے: ''اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں بخل سے، تیری پناہ چاہتا ہوں بزدلی سے، اس بات سے تیری پناہ چاہتا ہوں کہ مجھے ادھیڑ عمر کی طرف لوٹا دیا جائے، تیری پناہ چاہتا ہوں دنیوی فتنے سے اور تیری پناہ چاہتا ہوں عذابِ قبر سے۔'' امام بخاری نے ''دنیوی فتنے'' کے الفاظ کے بعد ''فتنۂ دجال'' کا بھی ذکر کیا ہے۔

تخريج: أخرجه البخاري: ٦٣٦٥، ٦٣٧٠، والنسائي: ٢/ ٣١٤، ٣١٦، وأحمد: ١/ ١٨٣، ١٨٦، وأبوبكر البزار في "مسند سعد": وأبويعلي في "مسنده": ٢/ ٧١/ ٧١٦، والشاشي في "مسنده":

١/ ١٤٣/ ٧٩، والبيهقي في "عذاب القبر": ١١٣/ ١٨٣

(٣٠٣٢)۔ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ مِنْ دُعَائِهِ ﷺ: ((اَللّٰهُمَّ! اِنِّي اَعُوْذُبِكَ مِنْ جَارِ السُّوْءِ، وَمِنْ زَوْجٍ تُشَيِّبُنِي قَبْلَ الْمَشِيْبِ، وَمِنْ وَلَدٍ يَكُوْنُ عَلَيَّ رِبًا، وَمِنْ مَالٍ يَكُوْنُ عَلَيَّ عَذَابًا، وَمِنْ خَلِيْلٍ مَاكِرٍ عَيْنُهُ تَرَانِيْ، وَقَلْبُهُ يَرْعَانِي، اِنْ رَاٰى حَسَنَةً دَفَنَهَا، وَاِذَا رَاٰى سَيِّئَةً اَذَاعَهَا۔)) (الصحيحة: ٣١٣٧)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: آپ ﷺ یہ دعا کیا کرتے تھے: ''اے اللہ! میں تیری پناہ طلب کرتا ہوں برے پڑوسی سے اور ایسی بیوی سے جو مجھے بڑھاپے سے پہلے بوڑھا کر دے اور ایسی اولاد سے جو میرا آقا بن بیٹھے اور ایسے مال سے جو میرے لیے باعث عذاب بن جائے اور ایسے چالباز دوست سے جس کی آنکھیں مجھے تک رہی ہوں اور جس کا دل میرے پیچھے پڑا ہوا ہو اور میری ہر نیکی کو دبا تا جائے اور ہر برائی کو نشر کرتا جائے۔''

تخريج: أخرجه الطبراني في "الدعاء": ٣/ ١٤٢٥/ ١٣٣٩، وأخرج الديلمي فی "مسند الفردوس": ١/ ١/ ١٨٣ شطره الثاني بلفظ: ((اللهم اني اعوذ بك من خليل ماكر ......))

شرح:...... جہاں شگفتہ مزاج اور صالح مزاج عورت کی وجہ سے خاوند کو سکون نصیب ہوتا ہے اور اس کے گھر میں برکتیں نازل ہوتی ہیں، وہاں بد اخلاق، ناشکری، جھگڑالو اور زبان دراز عورت خاوند کی روح و جان پر ایسا برا اثر چھوڑتی ہے کہ وقت سے پہلے اس پر بڑھاپے کے آثار نمودار ہونے لگتے ہیں، وہ ذہنی طور پر گھر کی پریشانیوں سے آزاد ہی نہیں ہو سکتا ہے۔

حدیث مبارکہ میں باقی امور واضح ہیں۔ اس کے آخر میں آپ ﷺ وضاحت کر دی ہے کہ دوست کی صفات کیا ہونی چاہئیں، اس سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ اگر کوئی کسی پر اعتماد کرتا ہے تو اس کے اعتماد کو ٹھیس نہیں پہنچنی چاہیے۔

(٣٠٣٣)۔ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَللّٰهُمَّ رَبَّ جِبْرَائِيْلَ وَ مِيْكَائِيْلَ وَرَبَّ اِسْرَافِيْلَ! اَعُوْذُبِكَ مِنْ حَرِّ النَّارِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ۔))

(الصحيحة: ١٥٤٤)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ! جبرائیل و میکائیل کے ربّ! اسرافیل کے ربّ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں آگ کی تپش اور قبر کے عذاب سے۔''

تخريج: أخرجه النسائي: ٢/ ٣٢٠

(٣٠٣٤)۔ كَانَ ﷺ يَدْعُوْ رَبَّهُ فَيَقُوْلُ: ((اَللّٰهُمَّ! مَتِّعْنِي بِسَمْعِي وَبَصَرِيْ، وَاجْعَلْهُمَا الْوَارِثَ مِنِّيْ، وَانْصُرْنِيْ عَلٰى

رسول اللہ ﷺ اپنے ربّ سے یہ دعا کیا کرتے تھے: ''اے اللہ! تو مجھے میرے کانوں اور آنکھوں سے مستفید ہونے کا موقع عطا فرما اور تا زندگی ان کو سلامت رکھ اور مجھ پر ظلم

مَنْ ظَلَمَنِي، وَخُذْ مِنْهُ بِثَارِي.)) رُوِيَ عَنْ جَمْعٍ مِنَ الصَّحَابَةِ، مِنْهُمْ: أَبُوْهُرَيْرَةَ، وَجَابِرُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ، وَعَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ، وَعَائِشَةُ، وَسَعْدُ ابْنُ زُرَارَةَ، وَأَنَسُ بْنُ مَالِكٍ، وَعَبْدُاللّٰهِ بْنُ الشِّخِّيرِ. (الصحيحة:٣١٧٠)

کرنے والے کے خلاف میری مدد فرما اور اس سے میرا انتقام لے۔'' یہ حدیث سیدنا ابو ہریرہ، سیدنا جابر بن عبد اللہ، سیدنا علی بن ابو طالب، سیدہ عائشہ، سیدنا سعد بن زرارہ، سیدنا انس بن مالک، سیدنا عبد اللہ شخیر اور دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم سے مروی ہے۔

تخريج: (١)۔ أما حديث أبي هريرة: فأخرجه الترمذي: ٣٦٠٦، والحاكم: ١/ ٥٢٣، والبزار: ٤/ ٥٩/ ٣١٩٣، والبخاري في "الأدب المفرد": رقم ٦٥٠

(٢)۔ وأما حديث جابر: فأخرجه البخاري في "الأدب المفرد": ٦٤٩، والبزار: ٣١٩٤

(٣)۔ وأما حديث علي: فأخرجه الطبراني في "الدعاء": ٢/ ١٤٥٧ و "المعجم الصغير": صـ ٢٢١۔ هندية و "الأوسط": ٢/ ١٩٨/ ٢/ ٨٠٤٨، والحاكم: ١/ ٥٢٧

(٤)۔ وأما حديث عائشة: فأخرجه الطبراني في "الدعاء": ٢/ ١٤٧٨/ ١٤٥٣، وابن عدي في "الكامل": ٢/ ٣٠، والبيهقي في "الشعب الأيمان": ٤/ ١٧٠/ ٤٧٠١

(٥)۔ وأما حديث سعد بن زرارة: فتفرد به الطبراني، أخرجه في "الدعاء": ٢/ ١٤٧٥/ ١٤٤٨

(٦)۔ وأما حديث أنس: فأخرجه ابن السني في "عمل اليوم والليلة": ١٨١/ ٥٥٩، و الحاكم: ٤/ ٤١٤

(٧)۔ وأما حديث عبدالله بن الشخير: فأخرجه البزار: ٤/ ٦٠/ ٣١٩٥، ومن طريقه: الضياء في "المختارة": ٥٨/ ٨٣/ ٢۔ ٧٤/ ١، والطبراني كما في "المجمع": ١٠/ ١٧٨

(٨)۔ وأما حديث جرير: فأخرجه البيهقي في "الشعب الأيمان": ٤/ ١٧٠/ ٤٧٠٠

(٣٠٣٥)۔ عَنْ فَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ مَنْ آمَنَ بِكَ، وَشَهِدَ أَنِّي رَسُوْلُكَ فَحَبِّبْ إِلَيْهِ لِقَاءَكَ، وَسَهِّلْ عَلَيْهِ قَضَاءَكَ، وَأَقْلِلْ لَهُ مِنَ الدُّنْيَا، وَمَنْ لَّمْ يُؤْمِنْ بِكَ، وَيَشْهَدْ أَنِّي رَسُوْلُكَ، فَلَا تُحَبِّبْ إِلَيْهِ لِقَاءَكَ، وَلَا تُسَهِّلْ عَلَيْهِ قَضَاءَكَ، وَأَكْثِرْ لَهُ مِنَ الدُّنْيَا.)) (الصحيحة:١٣٣٨)

سیدنا فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے اللہ! جو شخص تجھ پر ایمان لایا اور یہ بھی گواہی دی کہ میں تیرا رسول ہوں تو تو اس کے لیے اپنی ملاقات کو محبوب بنا دے اور اس کے حق میں اپنا فیصلہ آسان کر دے اور دنیا کم کر دے، اور جو تجھ پر ایمان نہیں لایا اور نہ یہ گواہی دی کہ میں تیرا رسول ہوں، تو اس کے لیے اپنی ملاقات کو محبوب نہ بنا اور نہ اس کے حق میں اپنا فیصلہ آسان کر اور اس کو دنیا سے زیادہ سے زیادہ دے۔''

تخریج: أخرجه ابن حبان: ٢٤٧٥، والطبراني في "المعجم الكبير" ق ٧٤/ ٢ ـ منتخب منه

شرح :......اس میں اللہ تعالی پر اور رسول اللہ ﷺ کی رسالت پر ایمان کی فضیلت ہے۔

(٣٠٣٦)۔ عَنْ اَنَسٍ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ لَا سَهْلَ اِلَّا مَا جَعَلْتَهُ سَهْلًا، وَاَنْتَ تَجْعَلُ الْحُزْنَ اِذَا شِئْتَ سَهْلًا۔)) (الصحيحة:٢٨٨٦)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ! کوئی چیز آسان نہیں ہے، مگر جس کو تو آسان کردے اور تو جب چاہتا ہے مشکل چیز کو بھی آسان کر دیتا ہے۔''

تخريج: أخرجه ابن حبان في "صحيحه": ٢٤٢٧، وابن السني:٣٥١، والضياء في "المختارة": ١٦٨٣، ١٦٨٤، وأبو نعيم في "أخبار أصبهان": ٢/ ٣٠٥، والأصبهاني في "الترغيب": ١/ ١٣١

شرح :...... آسانیاں اور مشکلیں، بنی آدم کی نگاہ میں آسانیاں اور مشکلیں ہوتی ہیں، نہ کہ اللہ تعالی کے حق میں۔ وہ آسانیوں کو مشکل اور مشکلات کو آسان کر دیتا ہے۔ نماز پڑھنا کتنا آسان اور سکون بخش عمل ہے، لیکن بعض لوگوں کو نماز پڑھنا پڑ جائے تو یوں معلوم ہوتا ہے کہ ان کے حق میں قیامتِ صغری بپا ہوگئی ہے۔ اسی طرح بعض غریب یا کم آمدنی والے لوگ صدقہ و خیرات کرنے کو آسان سمجھتے ہیں، لیکن بعض مالداروں کے لیے ایسا کرنا وبالِ جان سے کم نہیں ہوتا۔ دراصل پسِ پردہ اللہ تعالی کے فیصلے ہوتے ہیں۔

کفارۂ مجلس کی دعا

(٣٠٣٧)۔ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ مَرْفُوْعًا: ((مَنْ قَالَ: سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ، سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ، اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ، فَقَالَهَا فِيْ مَجْلِسِ ذِكْرٍ، كَانَتْ كَالطَّابِعِ يُطْبَعُ عَلَيْهِ، وَمَنْ قَالَهَا فِيْ مَجْلِسِ لَغْوٍ كَانَتْ كَفَّارَةً لَهُ۔)) (الصحيحة:٨١)

سیدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس نے یہ کہا: اللہ پاک ہے اپنی تعریفوں کے ساتھ، اے اللہ! تو پاک ہے اپنی تعریفوں کے ساتھ، میں گواہی دیتا ہوں کہ تو ہی معبودِ برحق ہے، میں تجھ سے بخشش طلب کرتا ہوں اور تیری طرف رجوع کرتا ہوں۔ جس نے یہ کلمات محفلِ ذکر کے بعد کہے تو یہ اس ذکر پر لگائی جانے والی مہر ثابت ہوں گے اور جس نے بیہودہ اور فضول مجلس کے بعد کہے تو یہ اس مجلس کا کفارہ بن جائیں گے۔''

تخريج: أخرجه النسائي في "عمل اليوم والليلة":٤٢٤، والطبراني في "المعجم الكبير": ١/ ٧٩/ ٢، وفي "الدعاء": ٣/ ١٦٦٠/ ١٩١٩، والحاكم: ١/ ٥٣٧

شرح :......اس ذکر کو کفارۂ مجلس کی دعا کہتے ہیں، ہمیں چاہیے کہ ہر مجلس کے اختتام پر اس دعا کا اہتمام کریں: سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ، سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ، اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ

اِلَيْكَ۔

پہلے جملے کے علاوہ بھی آپ ﷺ سے دعا ثابت ہے:
سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ ، اَشْهَدُ اَن لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ ، اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ۔ (سنن اربعه)

اللہ تعالیٰ کو نہ پکارنا، اس کے غضب کو دعوت دینا ہے

(٣٠٣٨)۔ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعًا: ((مَن لَّمْ يَدْعُ اللّٰهَ ، يَغْضَبْ عَلَيْهِ۔)) (الصحيحة:٢٦٥٤)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ اس آدمی پر ناراض ہوتا ہے جو اس سے دعا نہیں کرتا۔''

تخريج: أخرجه البخاري في "الأدب المفرد": ٦٥٨، والترمذي: ٢/ ٢٤٢، وابن ماجه: ٣٨٢٧، والحاكم: ١/ ٤٩١، وأحمد: ٢/ ٤٤٢، ٤٧٧، وابن أبي شيبة: ١٠/ ٢٠٠، والبيهقي في "الشعب": ١/ ٣٥/ ١٠٩٩، والطبراني في "الدعاء": ٢/ ٧٩٦/ ٢٣، وفي "الأوسط": ٣/ ٢١٦/ ٢٤٥٢، وابن عدي في "الكامل": ٧/ ٢٩٥، والبغوي في "تفسيره": ٧/ ٣١٠۔ منار

شرح:...... یہ صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے کہ جس سے مانگا جائے تو وہ راضی ہوتی ہے اور نہ مانگنے کی صورت میں ناراض ہو جاتی ہے۔

امام البانی رحمہ اللہ اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں: سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((اَلدُّعَاءُ هُوَ الْعِبَادَةُ۔)) ثم قرأ ﴿وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِي اَسْتَجِبْ لَكُمْ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دَاخِرِيْنَ﴾ (سورۂ غافر: ٦٠) ...... ''دعا ہی عبادت ہے۔'' پھر آپ ﷺ نے یہ آیت پڑھی: ''اور تمہارے ربّ نے کہا کہ مجھ سے دعا کرو، میں تمہاری دعا قبول کروں گا، یقین مانو کہ جو لوگ میری عبادت سے خود سری کرتے ہیں، وہ ابھی ابھی ذلیل ہو کر جہنم میں پہنچ جائیں گے۔'' (اخرجه اصحاب السنن وغيرهم)

کوئی شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت سے اور اس کو پکارنے سے تکبر کرنے والے شخص پر اس کا غضب لازم آتا ہے، سیدنا نعمان کی یہ حدیث سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہ درج بالا حدیث کا معنی کے اعتبار سے قوی شاہد ہے۔

بعض صوفی لوگ جہالت علمی یا تجاہل عارفانہ کی وجہ سے ان احادیث سے غافل ہیں، کیونکہ ان کا خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ سے مانگنا اس کی سوئے ادبی ہے، یہ لوگ درج ذیل اسرائیلی روایت سے متاثر ہیں:

عِلْمُهٗ بِحَالِيْ يُغْنِيْ عَنْ سُؤَالِهِ ...... اللہ تعالیٰ کو میرے حال کا علم ہونا ہی میرے سوال سے کفایت کرتا ہے۔

ان بیچاروں کو پتہ نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرنے والے کا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ وہ اللہ تعالیٰ کو اپنی حاجات پر آگاہ کر رہا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿يَعْلَمُ السِّرَّ وَاَخْفٰى﴾ ...... ''وہ ہر ایک پوشیدہ اور پوشیدہ سے پوشیدہ تر چیز

کو بخوبی جانتا ہے۔'' (سورۂ طہ: ۷)

دعا کے ذریعے اللہ تعالی کے سامنے بندگی و غلامی، حاجت و ضرورت اور فقر و فاقہ کا اظہار کیا جاتا ہے، میں نے ضعیفہ (۲۲) میں اس پر مزید وضاحت کی ہے۔ (صحيحه: ٢٦٥٤)

کیا دعا تقدیر کو بدل سکتی ہے؟

(۳۰۳۹)۔ عَنْ سَلْمَانَ مَرْفُوْعًا: ((لَا يَرُدُّ الْقَضَاءَ إِلَّا الدُّعَاءُ، وَلَا يَزِيْدُ فِي الْعُمْرِ إِلَّا الْبِرُّ۔)) (الصحيحة: ١٥٤)

سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''دعا کے علاوہ کوئی چیز تقدیر کو رد نہیں کر سکتی اور نیکی ہی ہے جو عمر میں اضافہ کر سکتی ہے۔''

تخريج: أخرجه الترمذي: ٢/ ٢٠، والطحاوي في "المشكل": ٤/ ١٦٩، وابن حيويه في "حديثه": ٣/ ٤/ ٢، وعبدالغني المقدسي في "الدعاء": ١٤٢۔١٤٣

شرح:...... اگر قضا اور تقدیر سے مراد مکروہ چیز ہے، تو معاملہ واضح ہے کہ اللہ تعالی نے اس بندے کو دعا کرنے کی توفیق دی اور پھر اس دعا کی وجہ سے کسی مکروہ چیز کو ٹال دیا۔ اور یہ دعا کرنا اور اللہ تعالی کا مکروہ چیز کو ٹال دینا بھی تقدیر ہی ہے۔ اگر اس کے حقیقی معنی ہی مراد لیے جائیں تو اس کے معانی آسانی پیدا کرنے اور برداشت کرنے کی توفیق دینے کے ہوں گے، یعنی جب کوئی آدمی کسی آزمائش میں مبتلا ہوتا ہے تو دعا کی برکت کی وجہ سے اسے یوں محسوس ہوتا ہے کہ آزمائش نازل ہی نہیں ہوئی۔

نیکی کی وجہ سے عمر میں اضافہ ہونا، یہ کیسے ممکن ہے، کیونکہ ہر ایک کی تاریخ وفات کا فیصلہ ہو چکا ہے؟

اس کے چار جوابات ہیں:

(۱) اللہ تعالی تقدیر کی بعض صورتوں کو معلق رکھتے ہیں، جیسے اگر یہ بندہ نیک ہوا تو اس کی عمر اتنی ہوگی اور برا ہونے کی صورت میں اتنی، جبکہ اللہ تعالی کو اس بندے کے نیک و بد ہونے کا علم ہوتا ہے۔

(۲) عمر میں اضافے سے مراد برکت کا حصول، عمل کی توفیق اور عمر کا ضائع نہ ہونا ہے۔ ان تین امور کی وجہ آدمی اپنی تھوڑی زندگی میں اتنا توشۂ آخرت تیار کر لیتا ہے کہ طویل عمریں پانے والے بھی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ ایسی صورت کو کہا جا سکتا ہے کہ اس کی زندگی میں اضافہ ہو گیا ہے۔

(۳) عمر میں اضافے سے مراد اس شخص کے ذکر جمیل کا باقی رہنا ہے، یعنی نیکیوں کی وجہ سے اللہ تعالی اس کو دوسرے لوگوں میں نیک مشہور کر دیتا ہے، اس طرح عرصۂ دراز تک اس کی نیک نامی کا چرچا رہتا ہے۔

(۴) دوسرے اسباب کی طرح نیکیاں بھی طویل زندگی کا ایک سبب ہے، اللہ تعالی جس شخص کو لمبی زندگی عطا کرنا چاہتا ہے تو اسے نیکیاں کرنے کی توفیق دیتا ہے، لیکن یہ اضافہ مخلوق کے اعتبار سے ہے، رہا اللہ تعالی کے علم کا مسئلہ تو اس میں کوئی کمی بیشی واقع نہیں ہوتی۔ اس کی مثال ایسے ہی جیسے شفا کو زندگی کا سبب سمجھا جاتا ہے۔

افضل دعا

(٣٠٤٠)۔ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: ((مَامِنْ دَعْوَةٍ يَدْعُوْ بِهَا الْعَبْدُ اَفْضَلَ مِنْ: اَللَّهُمَّ اِنِّي اَسْاَلُكَ الْمُعَافَاةَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ۔))
(الصحيحة: ١١٣٨)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’بندے کی کوئی دعا اس دعا سے افضل نہیں ہے: اے اللہ! میں تجھ سے دنیا و آخرت میں خیریت و عافیت کا سوال کرتا ہوں۔‘‘

تخریج: أخرجه ابن ماجه: ٢/ ٤٣٥، واحمد فی "الزهد": ٢٥٥ مرسلا

شرح:...... اس دعا کا پڑھنا ثابت ہوا:
اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُكَ الْمُعَافَاةَ فِی الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ۔
(اے اللہ! میں دنیا و آخرت میں تجھ سے خیریت و عافیت کا سوال کرتا ہوں۔)

اگر انسان کو زندگی میں صحت و عافیت نصیب ہو جائے اور آخرت میں خیر و بھلائی، تو اس کے مطالبات و خواہشات کی تکمیل ہو جاتی ہے، اس دعا کی حقیقت کو سمجھ کر اسے اپنی زندگی کا معمول بنانا چاہئے۔

عافیت کی دعا کرنا

(٣٠٤١)۔ عَنْ عَبَّاسٍ ، اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِعَمِّهِ الْعَبَّاسِ: ((يَاعَمِّ! اَكْثِرِ الدُّعَاءَ بِالْعَافِيَةِ۔)) (الصحيحة: ١٥٢٣)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے چچا سیدنا عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ’’اے میرے چچا جان! عافیت کی دعا بکثرت کیا کرو۔‘‘

تخریج: أخرجه الطبراني: رقم ١١٩٠٨، والحاكم: ١/ ٥٢٩، والضياء في "المختارة" ٦٦/ ٨٦/ ١، وأخرجه البخاري فی "الادب المفرد": ٧٢٦، والترمذي: ٢/ ٢٦٦، واحمد: ١/ ٢٠٩ نحوه

شرح:...... صحت و عافیت اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے، بلکہ تمام دنیوی نعمتوں سے مستفید ہونے کا اور اخروی کامیابی و کامرانی کا انحصار صحت و عافیت پر ہے۔

غم والم کی کیفیت ٹالنے کی دعا

(٣٠٤٢)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((كَلِمَاتُ الْفَرَجِ: لَااِلٰهَ اِلَّااللّٰهُ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ ، لَا اِلٰهَ اِلَّااللّٰهُ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ، لَااِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ السَّمَاوَاتِ السَّبْعِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ۔))

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: یہ کلمات ہیں، جن سے کشادگی ہوتی ہے: نہیں کوئی معبودِ برحق مگر اللہ تعالیٰ، وہ بردبار اور مہربان ہے، نہیں ہے کوئی معبودِ برحق مگر اللہ تعالیٰ، وہ بلند و بالا اور عظمت والا ہے، نہیں ہے کوئی معبودِ برحق مگر اللہ تعالیٰ، جو ساتوں آسمانوں کا

رب اور عرش عظیم کا رب ہے۔'' (الصحيحة:٢٠٤٥)

تخريج: أخرجه ابن أبي الدنيا في "الفرج بعد الشدة": ص١٣ و ١٤، والخرائطي في "مكارم الأخلاق": ص٨٨، وأخرجه احمد: ١/ ٣٣٩ من فعله ﷺ، ورواه مسلم: ٨/ ٨٥ بلفظ: كان اذا حزبه أمر قال ....، وزاد: ((لا اله الا الله رب العرش الكريم))

شرح:...... معلوم ہوا کہ غم و الم کی کیفیت ٹالنے اور آرام وسکون کی کیفیت حاصل کرنے کے لیے یہ ذکر کیا جائے: لَاإِلٰهَ إِلَّااللّٰهُ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ، لَاإِلٰهَ إِلَّااللّٰهُ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ، لَاإِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ رَبُّ السَّمَاوَاتِ السَّبْعِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ۔

غمگین کا غم دور کرنے کی دعا

(٣٠٤٣)۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا أَصَابَ اَحَدًا قَطُّ هَمٌّ وَلَا حُزْنٌ، فَقَالَ: اَللّٰهُمَّ! اِنِّي عَبْدُكَ، وَابْنُ عَبْدِكَ، وَابْنُ اَمَتِكَ، نَاصِيَتِي بِيَدِكَ، مَاضٍ فِيَّ حُكْمُكَ، عَدْلٌ فِيَّ قَضَاؤُكَ، اَسْاَلُكَ بِكُلِّ اسْمٍ هُوَلَكَ، سَمَّيْتَ بِهِ نَفْسَكَ، اَوْعَلَّمْتَهُ اَحَدًا مِنْ خَلْقِكَ، اَوْاَنْزَلْتَهُ فِيْ كِتَابِكَ، اَوِاسْتَاْثَرْتَ بِهٖ فِي عِلْمِ الْغَيْبِ عِنْدَكَ، اَنْ تَجْعَلَ الْقُرْآنَ رَبِيْعَ قَلْبِيْ، وَنُوْرَ صَدْرِيْ، وَجَلَاءَ حُزْنِيْ، وَذَهَابَ هَمِّيْ، اِلَّا اَذْهَبَ اللّٰهُ هَمَّهُ وَحُزْنَهُ، وَاَبْدَلَهُ مَكَانَهُ فَرْجًا۔)) قَالَ: فَقِيْلَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اَلَا نَتَعَلَّمُهَا؟ فَقَالَ: ((بَلٰى، يَنْبَغِيْ لِمَنْ سَمِعَهَا اَنْ يَتَعَلَّمَهَا۔)) (الصحيحة:١٩٩)

سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب بھی کسی کو کوئی فکر و غم اور رنج و ملال لاحق ہو اور وہ یہ دعا پڑھے: اے اللہ! میں تیرا بندہ ہوں، تیرے بندے کا بیٹا ہوں اور تیری بندی کا بیٹا ہوں، میری پیشانی تیرے ہاتھ میں ہے، میرے بارے میں تیرا حکم جاری ہے اور میرے بارے میں تیرا فیصلہ عدل والا ہے، میں تجھ سے تیرے ہر اس خاص نام کے ساتھ سوال کرتا ہوں جو تو نے خود اپنا نام رکھا ہے یا اسے اپنی کتاب میں نازل کیا ہے یا اپنی مخلوق میں سے کسی کو سکھلایا ہے یا علم الغیب میں، اسے اپنے پاس رکھنے کو ترجیح دی ہے کہ تو قرآن کو میرے دل کی بہار اور میرے سینے کا نور اور میرے غم کو دور کرنے والا اور میرے فکر کو لے جانے والا بنا دے۔تو اللہ تعالیٰ اس کے فکر و غم اور رنج و ملال کو دور کرکے اس کے بدلے وسعت اور کشادگی عطا کرے گا۔'' کہا گیا: اے اللہ کے رسول! کیا ہم یہ کلمات سیکھ نہ لیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیوں نہیں، ہر سننے والے کو یاد کر لینے چاہئیں۔''

تخريج: رواه أحمد: ٣٧١٢، والحارث بن أبي أسامة في "مسنده": ٢٥١ ـ من زوائده، وأبويعلى: ١/١٥٦، والطبراني في "الكبير": ٣/ ٧٤/ ١، وابن حبان في "صحيحه": ٢٣٧٢، والحاكم: ١/ ٥٠٩

شرح:......درج ذیل دعا میں ہر قسم کی پریشانی کا حل ہے:

اَللّٰهُمَّ! اِنِّي عَبْدُكَ، وَابْنُ عَبْدِكَ، وَابْنُ اَمَتِكَ، نَاصِيَتِيْ بِيَدِكَ، مَاضٍ فِيَّ حُكْمُكَ، عَدْلٌ فِيَّ قَضَاؤُكَ، اَسْاَلُكَ بِكُلِّ اسْمٍ هُوَلَكَ، سَمَّيْتَ بِهِ نَفْسَكَ، اَوْعَلَّمْتَهُ اَحَدًا مِّنْ خَلْقِكَ، اَوْاَنْزَلْتَهُ فِيْ كِتَابِكَ، اَوِاسْتَاْثَرْتَ بِهِ فِي عِلْمِ الْغَيْبِ عِنْدَكَ، اَنْ تَجْعَلَ الْقُرْآنَ رَبِيْعَ قَلْبِيْ، وَنُوْرَ صَدْرِيْ، وَجَلَاءَ حُزْنِيْ، وَذَهَابَ هَمِّيْ۔

گھبراہٹ کے وقت کی دعا

(٣٠٤٤)۔ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: كَانَ ﷺ اِذَا حَزَبَهُ اَمرٌ قَالَ: ((يَاحَيُّ! يَا قَيُّوْمُ! بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِيْثُ۔)) (الصحيحة:٣١٨٢)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب کوئی سنگین معاملہ درپیش ہوتا تو آپ ﷺ فرماتے: ''اے زندہ رہنے والے! اپنے بل پر قائم رہ کر اپنے ما سوا چیزوں کی حفاظت کرنے والے! میں تیری رحمت کے ذریعے تجھے مدد کے لیے پکارتا ہوں۔''

تخريج: أخرجه الترمذي: ٩/ ١٨٥/ ٣٥٢٤، وابن السني في "عمل اليوم والليلة": ١٠٩/ ٣٣٢۔ واللفظه له

(٣٠٤٥)۔ عَنْ ثَوْبَان، اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ اِذَا رَاعَهُ شَيْءٌ قَالَ: ((هُوَ اللّٰهُ رَبِّيْ لَا أُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا۔)) (الصحيحة: ٢٠٧٠)

سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب نبی کریم ﷺ کو کوئی چیز گھبرا دیتی تو فرماتے: ''وہ اللہ میرا رب ہے، میں اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتا۔''

تخريج: أخرجه النسائي في "عمل اليوم والليلة": ٦٥٧، وعنه ابن السني في "عمل اليوم الليلة": ٣٣٠، وأبو نعيم: ٥/ ٢١٩

(٣٠٤٦)۔ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ، قَالَ قُلْنَا يَوْمَ الْخَنْدَقِ، يَارَسُوْلُ اللّٰهِ! هَلْ مِنْ شَيْءٍ نَقُوْلُهُ قَدْ بَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ، قَالَ: ((نَعَمْ، اَللّٰهُمَّ اسْتُرْ عَوْرَاتِنَا، وَآمِنْ رَوْعَاتِنَا۔)) قَالَ: فَضَرَبَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ وُجُوْهَ أَعْدَائِهِ بِالرِّيْحِ، فَهَزَمَهُمُ اللّٰهُ بِالرِّيْحِ۔ (الصحيحة:٢٠١٨)

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم نے خندق والے دن کہا: اے اللہ کے رسول! کیا کوئی ذکر ہے، جو ہم (اپنی بے چینی دور کرنے کے لیے) کریں، کلیجے تو منہ کو آ گئے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جی ہاں، کہو: اے اللہ! ہماری خامیوں پر پردہ ڈال اور ہماری گھبراہٹوں کو امن دے۔'' پس اللہ تعالی نے دشمنوں پر (سخت اور تند و تیز) ہوا چلائی اور انھیں ہوا کے ذریعے شکست دے دی۔

تخريج: أخرجه أحمد:٣/ ٣، والبزار في "مسنده":٣١١٩۔كشف الأستار

شرح:...... سخت گھبراہٹوں کے وقت یہ دعا پڑھنی چاہیے:

اَللّٰهُمَّ اسْتُرْ عَوْرَاتِنَا، وَآمِنْ رَّوْعَاتِنَا۔

کرب واذیت کے وقت کا ذکر

(۳۰۴٦م)۔ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَجْمَعُ اَهْلَ بَيْتِهٖ فَيَقُوْلُ: ((اِذَا اَصَابَ اَحَدَكُمْ غَمٌّ اَوْ كَرْبٌ فَلْيَقُلْ: اَللّٰهُ، اَللّٰهُ رَبِّيْ لَا اُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا۔)) (الصحيحة: ۲۷۵۵)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ اپنے اہل بیت کو جمع کرتے اور فرماتے: ''اگر کوئی غم اور پریشانی میں مبتلا ہو جائے تو وہ کہا کرے: اَللّٰهُ، اَللّٰهُ رَبِّيْ لَا اُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا۔ (اللہ، اللہ میرا رب ہے، میں اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتا۔''

تخريج: أخرجه ابن حبان في "صحيحه": ٢٣٦٩ــ موارد، والطبراني في "المعجم الأوسط": ٢/ ٢٢/ ٢/ ٥٤٢٣

مبتلائے مصیبت حضرت یونس علیہ السلام کی دعا پڑھے

(۳۰۴۷)۔ عَنْ سَعْدٍ قَالَ: كُنَّا جُلُوْسًا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: ((اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِشَيْءٍ اِذَا اُنْزِلَ بِرَجُلٍ مِّنْكُمْ كَرْبٌ اَوْبَلَاءٌ مِنْ بَلَايَا الدُّنْيَا دَعَا بِهٖ يُفْرَجُ عَنْهُ؟)) فَقِيْلَ لَهُ: بَلٰى، فَقَالَ: ((دُعَاءُ ذِي النُّوْنِ: ﴿لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِيْنَ﴾ (الانبياء: ۸۷۔)) (الصحيحة: ۱۷۴۴)

سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم نبی کریم ﷺ کے پاس بیٹھے تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا میں تمھیں ایسی دعا نہ بتلا دوں کہ جب کسی رنج و الم اور ابتلا و آزمائش میں مبتلا آدمی اسے پڑھے تو اس کی تکلیف دور ہو جائے؟'' کہا گیا: کیوں نہیں (ضرور بتلایئے)۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ مچھلی والے (حضرت یونس علیہ السلام) کی دعا ہے، (......) ﴿نہیں کوئی معبود برحق مگر تو ہی، تو پاک ہے، بلاشبہ میں ظالموں میں سے تھا﴾ (سورۂ انبیاء: ۸۷)۔''

تخريج: أخرجه الحاكم: ١/ ٥٠٥ من طريق ابن أبي الدنيا، وهذا في "الفرج بعد الشدة": صــ١٠

شرح:...... حضرت یونس علیہ السلام نے مچھلی کے پیٹ میں یہ دعا کی تھی:

﴿لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِيْنَ﴾

اس دعا کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے ان کو سمندر میں تیرنے والی مچھلی کے پیٹ سے باہر نکال دیا تھا۔ ہمیں چاہیے کہ ہم بھی مشکل گھڑیوں میں اس دعا کا ورد کر کے اللہ تعالیٰ کو پکارا کریں۔

بستی میں داخل ہونے کی دعا

(۳۰۴۸)۔ عَنْ اَبِيْ لُبَابَةَ بْنِ عَبْدِالْمُنْذِرِ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ اِذَا اَرَادَ دُخُوْلَ

سیدنا ابولبابہ بن عبد المنذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی گاؤں میں داخل ہونا چاہتے تو اس میں

قَرْيَةٍ لَمْ يَدْخُلْهَا حَتّٰى يَقُوْلَ: ((اَللّٰهُمَّ! رَبَّ السَّمَاوَاتِ السَّبْعِ وَمَا اَظَلَّتْ! وَرَبَّ الْاَرْضِيْنَ السَّبْعِ وَمَا اَقَلَّتْ! وَرَبَّ الرِّيَاحِ وَمَا اَذَرَّتْ! وَرَبَّ الشَّيَاطِيْنِ وَمَا اَضَلَّتْ! اِنِّي اَسْاَلُكَ خَيْرَهَا وَ خَيْرَ مَا فِيْهَا، وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ مَافِيْهَا۔)) (الصحيحة:٢٧٥٩)

داخل ہونے سے پہلے یہ دعا پڑھتے تھے: ''اے اللہ! سات آسمانوں اور ان کے نیچے بسنے والی مخلوقات کے ربّ! سات زمینوں اور ان پر بسنے والی مخلوقات کے ربّ، ہواؤں اور اس میں اڑنے والی چیزوں کے ربّ، شیطانوں اور ان کی وجہ سے گمراہ ہونی والی مخلوقات کے ربّ! میں تجھ سے اس گاؤں کی خیر اور جو کچھ اس میں ہے، اس کی خیر کا سوال کرتا ہوں اور میں تیری پناہ چاہتا ہے، اس گاؤں کی شرّ سے اور جو کچھ اس میں ہے، اس کی شرّ سے۔''

تخريج: أخرجه الطبراني في "المعجم الأوسط": ٢/ ١٤/ ٢/ ٧٦٦٧

شرح: ...... معلوم ہوا کی کسی بستی میں داخل ہونے سے پہلے یہ دعا پڑھی جائے:

اَللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمَاوَاتِ السَّبْعِ وَمَا اَظَلَّتْ، وَرَبَّ الْاَرْضِيْنَ السَّبْعِ وَمَا اَقَلَّتْ، وَرَبَّ الرِّيَاحِ وَمَا اَذَرَّتْ، وَرَبَّ الشَّيَاطِيْنِ وَمَا اَضَلَّتْ، اِنِّي اَسْاَلُكَ خَيْرَهَا وَخَيْرَ مَافِيْهَا، وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ مَافِيْهَا۔

بازار میں داخل ہونے کی دعا

(٣٠٤٩)۔ عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ دَخَلَ سُوْقًا مِنَ الْاَسْوَاقِ فَقَالَ: لَااِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَاشَرِيْكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ، وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔ كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ اَلْفَ اَلْفَ حَسَنَةٍ، وَمَحَاعَنْهُ اَلْفَ اَلْفَ سَيِّئَةٍ۔)) (الصحيحة: ٣١٣٩)

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''جس آدمی نے بازار میں داخل ہوتے وقت کہا: صرف اللہ ہی معبودِ برحق ہے، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، بادشاہت اسی کی ہے، تعریف اسی کے لیے ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے دس لاکھ نیکیاں لکھ دیتا ہے اور اس کی دس لاکھ برائیاں مٹا دیتا ہے۔''

تخريج: أخرجه الطبراني في "الدعاء": ٢/ ١١٦٧/ ٧٩٣، وعبد الله بن احمد في "زوائد الزهد": صــ ٢١٤

شرح: ...... اللہ تعالیٰ رحمت کے لامتناہی خزینوں کا مالک ہے، جہاں لوگوں کے مطالبات اور خواہشات کی انتہا ہوتی ہے، وہاں اللہ تعالیٰ کی عطا کی ابتدا بھی نہیں ہوتی۔ اس لیے اس حدیث میں جو اجر وثواب بیان کیا گیا ہے، اس پر کسی کو کوئی تعجب نہیں ہونا چاہئے۔ ہمیں چاہئے کہ بازار میں داخل ہوتے وقت رغبت کے ساتھ یہ دعا پڑھیں:

لَااِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَاشَرِيْكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ، وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔

مبتلائے مصیبت کو دیکھ کر پڑھی جانے والی دعا

(٣٠٥٠)۔ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ رَاٰى مُبْتَلًى فَقَالَ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ عَافَانِيْ مِمَّا ابْتَلَاكَ بِهٖ، وَفَضَّلَنِيْ عَلٰى كَثِيْرٍ مِمَّنْ خَلَقَ تَفْضِيْلًا۔ لَمْ يُصِبْهُ ذٰلِكَ الْبَلَاءُ۔)) (الصحيحة:٦٠٢)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے کسی مصیبت زدہ آدمی کو دیکھ کر کہا: ساری تعریف اُس اللہ کے لیے ہے جس نے مجھے اس بیماری سے نجات دلائی جس میں تو مبتلا ہے اور اپنی کثیر مخلوق پر مجھے فضیلت دی۔ تو اسے یہ مصیبت لاحق نہیں ہوگی۔''

تخريج: أخرجه الترمذي: ٢/ ٢٥٣، وابن عدي في"الكامل": ٤/ ١٤٣، ٦/ ٣٧٨

شرح:...... کسی مصیبت زدہ آدمی کو دیکھ کر یہ دعا پڑھنی چاہیے، تاکہ اللہ تعالیٰ کا شکر یہ بھی ادا ہو جائے اور اس بیماری سے نجات بھی مل جائے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ عَافَانِيْ مِمَّا ابْتَلَاكَ بِهٖ، وَفَضَّلَنِيْ عَلٰى كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقَ تَفْضِيْلًا۔

سفر میں سحری کے وقت کی دعا

(٣٠٥١)۔ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: كَانَ ﷺ اِذَا كَانَ فِي سَفَرٍ، فَاَسْحَرَ يَقُوْلُ: ((سَمِعَ سَامِعٌ بِحَمْدِ اللّٰهِ وَحُسْنِ بَلَائِهٖ عَلَيْنَا، رَبَّنَا صَاحِبْنَا، وَاَفْضِلْ عَلَيْنَا، عَائِذًا بِاللّٰهِ مِنَ النَّارِ۔)) (الصحيحة:٢٦٣٨)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب سفر میں ہوتے اور سحری کا وقت ہوتا تو فرماتے: ''سننے والے نے اللہ تعالیٰ کی تعریف اور ہم پر اس کی حسنِ نعمت کی تشہیر کی، اے ہمارے ربّ! ہمارا ساتھی بن جا، ہم پر مہربانی فرما، اس حال میں کہ میں آگ سے بچنے کے لیے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگ رہا ہوں۔''

تخريج: أخرجه مسلم: ٨/ ٨٠، وأبوداود: ٥٠٨٦، وابن خزيمة في"صحيحه": ٢٥٧١، وابن حبان:٤/ ١٦٨/ ٢٦٩٠، وابن السني في"عمل اليوم والليلة": ٥٠٨ من طريق النسائي، وهذا في"السنن الكبرى": ٥/ ٢٥٧/ ٨٨٢٨، والحاكم: ١/ ٤٤٦، وعنه البيهقي في"الدعوات الكبير": ٢/ ١٨٧

شرح:...... آج کل ہم اس قسم کے آدابِ نبوی سے قطعی طور پر غافل ہیں۔ رات کو گاڑیوں میں سفر کرنے والے سحری کے وقت سو رہے ہوتے ہیں یا وڈیو فلم دیکھ رہے ہوتے ہیں یا پھر کسی اور خیال میں گم ہوتے ہیں۔ آپ ﷺ تو دورانِ سفر سواری پر نفلی نماز پڑھتے رہتے تھے اور سحری کے وقت یہ دعا پڑھتے تھے:

سَمِعَ سَامِعٌ بِحَمْدِ اللّٰهِ وَحُسْنِ بَلَائِهٖ عَلَيْنَا، رَبَّنَا صَاحِبْنَا، وَاَفْضِلْ عَلَيْنَا، عَائِذًا بِاللّٰهِ مِنَ النَّارِ۔

سخت ہوا چلتے وقت کی دعا

(٣٠٥٢)۔ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ، قَالَ: كَانَ ﷺ إِذَا اشْتَدَّتِ الرِّيْحُ يَقُوْلُ: ((اَللّٰهُمَّ لَقِحًا لَا عَقِيْمًا۔)) (الصحيحة: ٢٠٥٨)

سیدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب سخت ہوا چلتی تو فرماتے: ''اے اللہ! یہ ہوائیں مفید (یعنی نر اور مادہ درختوں کو باردار کرنے والی اور بارش برسانے والی) ہوں نہ کہ عدم افادیت والی۔''

تخریج: أخرجه البخاري في "الأدب المفرد": ٧١٨، والطبراني في "الكبير": ٧/ ٣٧، و "الأوسط": ١/ ١٦١/ ٣٠٠٥، وابن السني في "عمل اليوم والليلة": ٢٩٤، والحاكم في "المستدرك": ٤/ ٢٨٦

(٣٠٥٣)۔ عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: كَانَ ﷺ إِذَا هَاجَتْ رِيْحٌ شَدِيْدَةٌ قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ إِنِّي اَسْاَلُكَ مِنْ خَيْرِ مَا أُرْسِلَتْ بِهِ، وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَاأُرْسِلَتْ بِهِ۔)) (الصحيحة: ٢٧٥٧)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب تند و تیز ہوا چلتی تو آپ ﷺ فرماتے: ''اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اس کی بھلائی کا اور اس چیز کی بھلائی کا جس کے ساتھ یہ بھیجی گئی ہے اور تیری پناہ چاہتا ہوں اس چیز کی شرّ سے جس کے ساتھ یہ بھیجی گئی ہے۔''

تخريج: أخرجه البخاري في "الأدب المفرد": ٧١٧، والطحاوي في "مشكل الآثار": ١/ ٤٠٠، وأبو يعلى في "مسنده": ٢/ ٧٦٣

شرح:...... تند و تیز ہوائیں اور آندھیاں چلتے وقت یہ دعائیں پڑھنی چاہئیں:

اَللّٰهُمَّ لَقِحًا لَا عَقِيْمًا۔

اَللّٰهُمَّ إِنِّي اَسْاَلُكَ مِنْ خَيْرِ مَا أُرْسِلَتْ بِهِ، وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَاأُرْسِلَتْ بِهِ۔

خطرے والی ہوا کے وقت کی دعا

(٣٠٥٤)۔ عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ مَرْفُوْعًا: ((لَاتَسُبُّوْا الرِّيْحَ، فَإِذَا رَاَيْتُمْ مَاتَكْرَهُوْنَ فَقُوْلُوْا: اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَسْاَلُكَ مِنْ خَيْرِ هٰذِهِ الرِّيْحِ، وَخَيْرِ مَافِيْهَا، وَخَيْرِ مَاأُمِرَتْ بِهِ وَنَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ هٰذِهِ الرِّيْحِ، وَشَرِّ مَافِيْهَا، وَشَرِّ مَاأُمِرَتْ بِهِ۔)) (الصحيحة: ٢٧٥٦)

سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''ہوا کو برا بھلا مت کہو، پس جب تم ایسی (آندھی) دیکھو جو تمہیں ناپسند ہو، تو یہ دعا پڑھو: اے اللہ! ہم تجھ سے اس ہوا کی بھلائی کا اور اس بھلائی کا جو اس میں ہے اور اس بھلائی کا جس کا اسے حکم دیا گیا ہے، تجھ سے سوال کرتے ہیں اور ہم تیری پناہ مانگتے ہیں اس ہوا کی برائی سے اور اس چیز کی برائی سے جو اس میں ہے اور اس برائی سے جس کا اسے حکم دیا گیا ہے۔''

تخریج: قد اختلف علی ابی بن کعب فی رفعه، وفی ذکر الراوی "ذر" فی سنده، أما الرفع فأخرجه الترمذی: ۲۲۵۳، والنسائی فی "عمل الیوم": ۵۲۱/ ۹۳٤، والنسائی: ۲۵۱/ ۹۳٤

شرح:...... ہوائیں اور آندھیاں محض اللہ تعالی کے حکم کی پابند ہیں، لہٰذا ان کو برا بھلا کہنا اللہ تعالی پر اعتراض کرنے کے مترادف ہے۔ ہاں ممکن ہے کہ اللہ تعالی کی طرف سے ایسی ہواؤں میں کوئی شرّ یا خیر مضمر ہو، اس لیے خیر کا سوال کیا جائے اور شرّ سے پناہ طلب کی جائے۔

دعا بعد از وضو

(۳۰۵۵)۔ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ قَرَأَ سُوْرَةَ الْكَهْفِ كَمَا اُنْزِلَتْ كَانَتْ لَهُ نُوْرًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ، مِنْ مَقَامِهِ اِلٰى مَكَّةَ، وَمَنْ قَرَأَ عَشْرَ آيَاتٍ مِنْ آخِرِهَا ثُمَّ خَرَجَ الدَّجَّالُ لَمْ يَضُرَّهُ، وَمَنْ تَوَضَّأَ فَقَالَ: سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ، اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ، كُتِبَ فِيْ رَقٍّ، ثُمَّ جُعِلَ فِيْ طَابِعٍ، فَلَمْ يُكْسَرْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ۔)) (الصحيحة: ۲٦٥۱)

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے سورۂ کہف کی تلاوت کی، جس طرح وہ نازل ہوئی، تو یہ سورت روزِ قیامت پڑھنے والے کے لیے اس کی اقامت گاہ سے مکہ تک نور کا سبب بنے گی اور جس نے اس سورت کی آخری دس آیات پڑھیں اور پھر دجال نکل آیا تو اسے کوئی نقصان نہ پہنچا سکے گا اور جس نے وضو کر کے یہ دعا پڑھی: اے اللہ! تو پاک ہے اپنی تعریفوں کے ساتھ، میں گواہی دیتا ہوں کہ تو ہی معبودِ برحق ہے، میں تجھ سے بخشش طلب کرتا ہوں اور تیری طرف رجوع کرتا ہوں۔ تو یہ کلمات ورق میں لکھوا کر ایک مہر شدہ (حفاظت گاہ) میں رکھ دیے جاتے ہیں، جسے قیامت کے دن تک نہیں توڑا جا سکتا۔''

تخریج: أخرجه النسائی فی "عمل الیوم واللیلة": ۸۱ و ۹۵۲، والطبرانی فی "الأوسط": ۱/ ٥/ ۱ و الحاکم: ۱/ ٥٦٤

شرح:...... اس میں سورۂ کہف کی مکمل اور آخری دس آیات کی تلاوت اور وضو کے بعد ایک دعا کی فضیلت کا بیان ہے۔ دوسری احادیث میں سورۂ کہف کی ابتدائی دس آیات کا ذکر ہے اور وہی راجح ہیں۔ ''سورۂ کہف کی فضیلت'' کے عنوان کا مطالعہ کریں۔

(۳۰۵٦)۔ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ تَوَضَّأَ ثُمَّ قَالَ: سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ، اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ۔ كُتِبَ

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے وضو کیا اور کہا: تو پاک ہے، اے اللہ! اپنی تعریفوں کے ساتھ، نہیں کوئی معبودِ برحق مگر تو ہی، میں تجھ سے بخشش طلب کرتا ہوں اور تیری طرف رجوع کرتا

فِي رَقٍّ ، ثُمَّ طُبِعَ بِطَابِعٍ ، فَلَمْ يُكْسَرْ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ۔)) (الصحيحة: ٢٣٣٣)

ہوں۔تو ان کلمات کو ایک کاغذ میں لکھ کر اس پر مہر لگا دی جاتی ہے، اسے روزِ قیامت تک نہیں پھاڑا جا سکے گا۔''

تخريج: أخرجه النسائي في "اليوم الليلة": رقم ٨١، والحاكم: ١/ ٥٦٤، والضياء في "المنتقى من مسموعاته بمرو": ٦٨/ ١

شرح:...... وضو کے بعد کی عام دعا'' اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ ......'' کے بعد درج ذیل فضیلت والی دعا بھی پڑھنی چاہیے:

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ ، اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ۔

لشکر کو الوداع کہنے کی دعا

(٣٠٥٧)۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ زَيْدِ الْخَطْمِيِّ ، قَالَ: كَانَ ﷺ إِذَا وَدَّعَ الْجَيْشَ قَالَ: ((اَسْتَوْدِعُ اللّٰهَ دِيْنَكُمْ ، وَاَمَانَتَكُمْ ، وَخَوَاتِيْمَ اَعْمَالِكُمْ۔))

(الصحيحة: ١٦٠٥)

سیدنا عبد اللہ بن زید خطمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی لشکر کو الوداع کرتے تو فرماتے: ''میں تمھارے دین، تمھاری امانت اور تمھارے اعمال کے خاتموں کو اللہ کے سپرد کرتا ہوں۔''

تخريج: أخرجه المحاملي في "الدعاء": ق ٣٠/ ٢، وقد تقدم هذا الحديث في الصحيحه برقم: ١٥

شرح:...... امام البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں: بڑا افسوس ہے کہ اس نبوی ادب کو فراموش کیا جا چکا ہے اور عصرِ حاضر کے قائدین کے ہاں اس کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔ آج کل موسیقی کے آلات میں نغمے پڑھ کر لشکروں کو الوداع کہا جاتا ہے۔ ائمہ اربعہ نے تو احادیث کی موافقت کرتے ہوئے موسیقی کے آلات کو حرام سمجھا ہے، البتہ ابن حزم نے جواز کا فتوی پیش کیا ہے، بعض لوگوں کو دیکھا گیا ہے کہ وہ اس مسئلہ میں ابن حزم کی تقلید کرتے ہوئے اور دوسرے کچھ مسائل میں ان سے مذاق کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔

اللہ تعالی سے ہی شکوہ ہے کہ اِس دور میں اسلام اتنا اجنبی کیوں ہو گیا ہے اور اس کے احکام پر عمل کرنے والوں کی تعداد میں کمی کیوں آ گئی ہے؟

یہ بات انتہائی قابل توجہ ہے کہ اگر کسی مسئلہ میں سلف کا اختلاف نظر آتا ہے تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ ہم اپنی خواہش کو ترجیح دیتے ہوئے اس کے موافق قول کو اپنا لیں، بلکہ اللہ تعالی کے اس فرمان کو سامنے رکھنا چاہیے: ﴿فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ إِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ﴾ (سورۂ نساء: ٥٩) ...... ''اگر کسی چیز میں تمہارا اختلاف پڑ جائے تو اسے اللہ تعالی اور اس کے رسول کی طرف لوٹا دو، اگر تم اللہ تعالی اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہو۔''

لیکن مسلمانوں کے رویے سے ایسے معلوم ہوتا ہے، جیسے ان کے نزدیک یہ آیت منسوخ ہو چکی ہے۔ واللہ المستعان۔ (صحیحہ: ١٦٠٥)

تجدید ایمان کی دعا اور وجہ

(٣٠٥٨)۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّ الْاِيْمَانَ لَيُخْلَقُ فِي جَوْفِ اَحَدِكُمْ كَمَا يُخْلَقُ الثَّوْبُ، فَاسْاَلُوْا اللّٰهَ اَنْ يُّجَدِّدَ الْاِيْمَانَ فِي قُلُوْبِكُمْ۔))

(الصحيحة:١٥٨٥)

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”کپڑے کی بوسیدگی کی طرح ایمان بھی تمھارے دل کے اندر بوسیدہ ہو جاتا ہے، اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کرو کہ وہ تمھارے دلوں میں ایمان کی تجدید کرتا رہے۔“

تخريج: أخرجه الحاكم: ١/ ٤، والطبراني في "الكبير"

شرح:...... بلاشک وشبہ انسان زمان و مکان کے مختلف حالات وحوادث سے متاثر ہوتا ہے، بالخصوص اس دور میں جہاں خباثتوں اور نجاستوں کے بھوت رقص کناں ہوں۔ جب مومن حالات سے متاثر ہوتا ہے تو اس کے ایمان میں کمزوری پیدا ہو جاتی ہے۔ ایسے میں چاہئے کہ مختلف نیکیوں کے ذریعے اور خاص طور پر خلوت اختیار کر کے اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہو کر اس کو راضی کیا جائے اور ماضی کی کوتاہیاں مدنظر رکھ کر مستقبل میں راہِ مستقیم پر گامزن رہنے کا عزمِ مصمم کیا جائے۔

سواری کی دعا

(٣٠٥٩)۔ عَنْ عَلِيِّ بْنِ رَبِيْعَةَ: اَنَّهُ كَانَ رَدِفًا لِعَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَلَمَّا وَضَعَ رِجْلَهُ فِي الرِّكَابِ قَالَ: بِسْمِ اللّٰهِ، فَلَمَّا اسْتَوٰى عَلٰى ظَهْرِ الدَّابَّةِ قَالَ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ (ثَلَاثًا)، وَاللّٰهُ اَكْبَرُ (ثَلَاثًا)، ﴿سُبْحَانَ الَّذِي سَخَّرَلَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِيْنَ﴾ (الزُّخْرُفُ:١٣) الآيَة۔ ثُمَّ قَالَ: لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ، اِنِّي قَدْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ فَاغْفِرْ لِيْ ذُنُوْبِي، اِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ ثُمَّ مَالَ اِلٰى اَحَدِ شِقَّيْهِ

علی بن ربیعہ کہتے ہیں کہ میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا ان کی سواری پر ردیف تھا، انھوں نے جب اپنا پاؤں رکاب میں رکھا تو کہا: ”بِسْمِ اللّٰه“ اور جب سواری کی پیٹھ پر اطمینان سے بیٹھ گئے تو کہا: تمام تعریف اللہ کے لیے ہے، (تین دفعہ) اور اللہ سب سے بڑا ہے، (تین دفعہ) ﴿اللہ پاک ہے جس نے یہ (سواری) ہمارے لیے مسخر کر دی، وگرنہ ہم تو اس پر قابو پانے والے نہیں تھے۔﴾ (سورۂ زخرف: ١٣) پھر کہا: نہیں کوئی معبودِ برحق مگر تو ہی، تو پاک ہے، میں نے اپنے نفس پر ظلم کیا، تو میرے گناہ بخش دے، بے شک تو ہی گناہوں کو بخشنے والا ہے۔ پھر ایک جانب جھکے اور ہنس پڑے۔ میں نے

فَضَحِكَ، فَقُلْتُ: يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ مَا يُضْحِكُكَ؟ قَالَ: اِنِّي كُنْتُ رَدِفَ النَّبِيِّ ﷺ فَصَنَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كَمَا صَنَعْتُ فَسَأَلْتُهُ كَمَا سَأَلْتَنِي، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّ اللّٰهَ لَيَعْجَبُ اِلَى الْعَبْدِ اِذَا قَالَ: لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ، اِنِّي قَدْ ظَلَمْتُ نَفْسِي، فَاغْفِرْلِي ذُنُوْبِي، اِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ، قَالَ: عَبْدِي عَرَفَ اِنَّ لَهُ رَبًّا يَغْفِرُ وَ يُعَاقِبُ۔)) (الصحيحة:١٦٥٣)

پوچھا: اے امیر المومنین! آپ کیوں ہنسے ہیں؟ انھوں نے کہا: میں نبی کریم ﷺ کا ردیف تھا، آپ ﷺ نے ایسے ہی کیا جیسے میں نے کیا، پھر میں نے آپ ﷺ سے سوال کیا، جیسے تو نے مجھ سے کیا ہے، تو آپ ﷺ نے مجھے جواب دیا: ''بلاشبہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے پر تعجب کرتا ہے جب وہ کہتا ہے: نہیں کوئی معبودِ برحق مگر تو ہی، میں نے اپنی جان پہ ظلم کیا، تو میرے گناہ بخش دے، بیشک تو ہی گناہوں کو بخشنے والا ہے۔ (بندے کے یہ کلمات سن کر) اللہ تعالیٰ کہتا ہے: میرے بندے نے پہچان لیا ہے کہ اس کا ایک ربّ ہے جو اسے بخش بھی سکتا ہے اور معاف بھی کر سکتا ہے۔''

تخریج: أخرجه الحاكم: ٢/ ٩٨، وأخرج ابوداود: ٢٦٠٢، والترمذى: ٢/ ٢٢٥، واحمد: ١/ ٩٧ نحوه باختصار

شـــرح:...... ہمارے ہاں عام طور پر سوار ہوتے وقت صرف آیت کی تلاوت کی جاتی ہے، لیکن اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سواری کی مکمل دعا یہ ہے:

بِسْمِ اللّٰهِ، الْحَمْدُ لِلّٰهِ، الْحَمْدُ لِلّٰهِ، الْحَمْدُ لِلّٰهِ، اللّٰهُ اَكْبَرُ، اللّٰهُ اَكْبَرُ، اللّٰهُ اَكْبَر ﴿سُبْحَانَ الَّذِيْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ﴾ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ، اِنِّيْ قَدْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ فَاغْفِرْ لِيْ ذُنُوْبِيْ اِنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ۔

نیز معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کو یہ بات بہت پسند ہے کہ اس کا بندہ اس سے مغفرت طلب کرے۔

پسندیدہ یا ناپسندیدہ چیز دیکھتے وقت کی دعا

(٣٠٦٠)۔ عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: كَانَ ﷺ اِذَا رَاٰى مَا يُحِبُّ، قَالَ: ((اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي بِنِعْمَتِهِ تَتِمُّ الصَّالِحَاتُ۔)) وَاِذَا رَاٰى مَا يَكْرَهُهُ، قَالَ: ((اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى كُلِّ حَالٍ۔)) (الصحيحة:٢٦٥)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب پسندیدہ چیز دیکھتے تو فرماتے: ''ساری تعریف اللہ کے لیے ہے، جس کی نعمتوں سے نیک کام پورے ہوتے ہیں۔'' اور جب کوئی ناپسندیدہ چیز دیکھتے تو فرماتے: ''ساری تعریف اللہ کے لیے ہے، ہر حال میں (یعنی ہر حال میں اللہ کا شکر ہے)۔''

تخریج: أخرجه ابن ماجه: ٢/ ٤٢٢، وابن السنى: ٣٧٢، والحاكم: ١/ ٤٩٩، ابن عساكر فى"التاريخ":

۲/۴۱۱/۱، ۱۵/۲۵۵/۲

شرح:...... جب کوئی پسندیدہ چیز نظر آئے تو یہ دعا پڑھی جائے:
اَلْحَمْدُلِلّٰهِ الَّذِيْ بِنِعْمَتِهٖ تَتِمُّ الصَّالِحَاتُ۔
اور جب کوئی ناپسندیدہ اور مکروہ چیز نظر آئے تو یہ دعا پڑھی جائے:
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى كُلِّ حَالٍ۔

ہلال دیکھنے کی دعا

(۳۰۶۱)۔ عَنْ طَلْحَةَ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ، قَالَ كَانَ ﷺ إِذَا رَأَى الْهِلَالَ قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ اَهِلَّهُ عَلَيْنَا بِالْيُمْنِ وَالْإِيْمَانِ، وَالسَّلَامَةِ وَالْإِسْلَامِ، رَبِّي وَرَبُّكَ اللّٰهُ۔)) (الصحيحة: ۱۸۱۶)

سیدنا طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب نیا چاند دیکھتے تو فرماتے: ''اے اللہ! تو اسے ہم پر طلوع کر امن، ایمان، سلامتی اور اسلام کے ساتھ، (اے چاند!) میرا اور تیرا رب اللہ ہے۔''

تخريج: رواه الترمذي: ۲/ ۲۵٦، والحاكم: ٤/ ۲۸٥، وأحمد: ۱/ ۱٦۲، وأبويعلي: ۱/ ۱۹۱، وعنه ابن السني في"عمل اليوم والليلة": ٦۳٥، والديلمي: ۲/ ٤، والعقيلي: ۱۸۲، وابن أبي عاصم في"السنة": ۳۷٦، والضياء في"الختارة": ۱/ ۲۷۹

شرح:...... نیا چاند دیکھ کر یہ دعا پڑھنی چاہیے:
اَللّٰهُمَّ اَهِلَّهُ عَلَيْنَا بِالْيُمْنِ وَالْإِيْمَانِ، وَالسَّلَامَةِ وَالْإِسْلَامِ، رَبِّي وَرَبُّكَ اللّٰهُ۔"بِالْاَمْنِ وَالْاِيْمَانِ" کے الفاظ بھی ثابت ہیں۔

چاند سے پناہ مانگنا اور اس کی وجہ

(۳۰۶۲)۔ عَنْ عَائِشَةَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَخَذَ بِيَدِهَا، فَاَشَارَ بِهَا اِلَى الْقَمَرِ، فَقَالَ: ((إِسْتَعِيْذِيْ بِاللّٰهِ مِنْ هٰذَا، فَإِنَّهُ الْغَاسِقُ إِذَا وَقَبَ۔)) (الصحيحة: ۳۷۲)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑا اور اس کے ساتھ چاند کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا: ''اس سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کر، ﴿غَاسِقٍ إِذَا وَقَبَ﴾ سے یہی مراد ہے۔''

تخريج: أخرجه الترمذى: ۲/ ۲٤۱، والطحاوى فى"المشكل": ۲/ ۳۱۰، وابن السنى فى"عمل اليوم والليلة": ٦٤۲، والحاكم: ۲/ ٥٤۰_٥٤۱، والطيالسى: ۱٤۸٦، وأحمد: ٦/ ٦۱، ۲۰٦، ۲۳۷، والنسائى فى "سننه الكبرى"

شرح:...... پوری آیت یہ ہے: ﴿وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ إِذَا وَقَبَ﴾ ...... ''اور اندھیری رات کی تاریکی کی شر سے

پناہ مانگتا ہوں، جب اس کا اندھیرا پھیل جائے۔''

لیکن اس حدیث میں ﴿غاسق﴾ سے مراد چاند لیا گیا ہے۔

آپ ﷺ نے دراصل چاند کے گرہن سے پناہ مانگنے کا حکم دیا ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کی یہ نشانی مصیبت و آزمائش کے نازل ہونے پر دلالت کرتی ہے، جیسا کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ گرہن کے ذریعے لوگوں کو ڈراتا ہے۔ ......اس طرح ''غاسق'' سے مراد وہ چاند ہے، جو گرہن کی وجہ سے کالا ہو جاتا ہے یا غائب ہونے لگتا ہے اور ''وقب'' کے معانی گرہن لگنے یا غائب ہونے کے ہیں۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ ''اذا وقب'' کے معانی چاند کا مہینے کے آخر میں داخل ہونے کے ہیں اور اس وقت میں جادو مکمل ہوتا ہے، جو بیماریوں کا سبب بنتا ہے۔ یہ معنی سورۂ فلق کے نزول سے زیادہ مناسبت رکھتا ہے۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا خیال ہے کہ اس سورت میں ''غاسق'' سے مراد رات ہے، جب مشرق سے اس کے اندھیرے متوجہ ہونا شروع ہوتے ہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ ''غاسق'' سے مراد ثریا ستارہ ہے جب وہ گر کر غائب ہو جاتا ہے، کیونکہ کہا جاتا ہے کہ اس وقت بہت ساری بیماریاں پیدا ہو جاتی ہیں، جو اس ستارے کے طلوع ہونے کے ساتھ ختم ہو جاتی ہیں۔

ابن جریر نے اپنی تفسیر میں کہا: میرے نزدیک یہ قول اقرب الی الصواب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو حکم دیا کہ وہ ''غاسق'' یعنی تاریک ہونے والی چیز سے پناہ طلب کریں، وہ چھا جانے والی رات بھی ہو سکتی ہے اور غائب ہونے والا ستارہ بھی اور گہن آلود ہو کر تاریک ہونے والا چاند بھی۔ خلاصۂ کلام یہ ہے کہ ''غاسق'' عام ہے، اس کی کوئی تخصیص نہیں کی گئی، اس لیے وہ ہر معنی کو شامل ہے۔ (ملخص از تحفة الاحوذی: ٤/ ٢٢١، ٢٢٢)

بارش کے لیے الٹے ہاتھوں دعا کرنا

(٣٠٦٣)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: كَانَ ﷺ إِذَا دَعَا (يَعْنِي: فِي الْإِسْتِسْقَاءِ) جَعَلَ ظَاهِرَ كَفَّيْهِ مِمَّا يَلِي وَجْهَهُ۔ (الصحيحة: ٢٤٩١)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب (نمازِ استسقا میں) دعا کرتے تو ہاتھوں کی پشت چہرے کی طرف کرتے۔

تخریج: أخرجه أبو يعلى في "مسنده": ق١٦٧/ ٢۔ مكتب٢، وأخرجه مسلم: ٣/ ٢٤، واحمد: ٣/ ١٥٣ بلفظ: ان النبي ﷺ استسقى فأشار بظهر كفيه الى السماء۔

شرح: ...... امام البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں: امام مالک نے اس حدیث پر عمل کیا ہے اور اس کے مطابق فتوی دیا ہے، جیسا کہ ابن قاسم کی کتاب (المدونة: ٢/ ١٥٨) میں ہے۔ (صحیحه: ٢٤٩١)

کن لوگوں کی دعائیں مقبول ہیں؟

(٣٠٦٤)۔ عَنْ اَنَسٍ مَرْفُوْعًا: ((ثَلَاثُ دَعْوَاتٍ لَا تُرَدُّ: دَعْوَةُ الْوَالِدِ، وَدَعْوَةُ الصَّائِمِ، وَدَعْوَةُ الْمُسَافِرِ۔))

(الصحيحة:١٧٩٧)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''تین دعائیں رد نہیں کی جاتیں: والد کی دعا، روزے دار کی دعا اور مسافر کی دعا۔''

تخريج: رواه البيهقي: ٣/ ٣٤٥، والضياء في "المختارة": ١٠٨/ ١ وفي "المنتقي من مسموعاته بمرو": ٩١/ ١

شرح:...... اللہ تعالی جس شخص کو جو موقع عطا فرمائے، اسے اس سے بھرپور فائدہ اٹھاتے ہوئے دعائیں کرنی چاہئیں۔ اللہ تعالی نے سفر کی صعوبتوں کو مختلف وسائل کے ذریعے بہت آسان کر دیا ہے، ہمیں چاہئے تھا کہ ان آسانیوں پر اللہ تعالی کا شکریہ ادا کرتے، اور آپ ﷺ کی طرح سواریوں پر نفلی نماز ادا کرتے۔ لیکن معاملہ اس کے برعکس ہوا اور ہم پر اکتاہٹ اور بوریت چھا گئی، اب ہم دورانِ سفر اپنی بوریت کو دور کرنے اور وقت گزارنے کے لیے وی سی آر، سی ڈی پلیئر، ٹیپ ریکارڈر جیسے مختلف شیطانی ہتھکنڈے استعمال کرتے ہیں۔ یہ تو بنو اسرائیل والی ناشکری لگتی ہے۔

(٣٠٦٥)۔ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((ثَلَاثَةٌ لَا يَرُدُّ دُعَاؤُهُمْ: اَلذَّاكِرُ اللّٰهَ كَثِيْرًا، وَدَعْوَةُ الْمَظْلُوْمِ، وَالْإِمَامُ الْمُقْسِطُ))۔ (الصحيحة:ط ١٢١١)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''تین افراد کی دعائیں رد نہیں ہوتیں: اللہ تعالی کا کثرت سے ذکر کرنے والے (کی دعا)، مظلوم کی دعا اور انصاف پرور امیر کی دعا۔''

تخريج: أخرجه البيهقي في "الشعب" ٢/ ٣٩٩/ ١

دعا افضل عبادت ہے

(٣٠٦٦)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مَرْفُوْعًا: ((اَفْضَلُ الْعِبَادَةِ الدُّعَاءُ۔))

(الصحيحة:١٥٧٩)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دعا کرنا افضل عبادت ہے۔''

تخريج: أخرجه الحاكم: ١/ ٤٩١

شرح:...... کوئی بڑے سے بڑا سرکش اور باغی انسان بھی جب اللہ تعالی کے سامنے دستِ سوال دراز کرتا ہے تو اسے چاہتے نہ چاہتے ہوئے عاجزی و انکساری کا اظہار بھی کرنا پڑتا ہے اور دعا کے دوران ہی اسے تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ ایک ہستی ایسی بھی ہے جس کے سامنے اسے بھی اپنی گردن میں خم لانا پڑ گیا ہے۔ دوسری طرف اللہ تعالی کو بھی یہ بات بڑی پسند ہے کہ بندہ اس سے مانگے۔ اللہ تعالی سے مانگتے وقت جو کیفیت بندے پر طاری ہوتی ہے، شاید وہ کسی دوسری عبادت میں محسوس نہ کی جاتی ہو۔

تنگیٔ رزق کے وقت کی دعا

(٣٠٦٧)۔ عَنْ مُرَّةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: اَصَابَ النَّبِيَّ ﷺ ضَيْفًا، فَاَرْسَلَ اِلٰى اَزْوَاجِهِ يَبْتَغِي عِنْدَهُنَّ طَعَامًا، فَلَمْ يَجِدْ عِنْدَ وَاحِدَةٍ مِنْهُنَّ، فَقَالَ: ((اَللّٰهُمَّ اِنِّي اَسْاَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ وَرَحْمَتِكَ، فَاِنَّهُ لَا يَمْلِكُهَا اِلَّا اَنْتَ۔)) فَاُهْدِيَتْ لَهُ شَاةٌ مَصْلِيَّةٌ، فَقَالَ: ((هٰذِهِ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ، وَنَحْنُ نَنْتَظِرُ الرَّحْمَةَ۔))

(الصحيحة:١٥٤٣)

سیدنا مرہ بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: نبی کریم ﷺ کے پاس ایک مہمان آیا، آپ ﷺ نے کھانا لانے کے لیے ایک آدمی کو اپنی بیویوں کے پاس بھیجا، لیکن کسی کے پاس کھانا نہ ملا، سو آپ ﷺ نے یہ دعا کی: ''اے اللہ! میں تجھ سے تیرے فضل اور رحمت کا سوال کرتا ہوں، کیونکہ تو ہی اپنی رحمت کا مالک ہے۔'' آپ ﷺ کے پاس (جلد ہی) بھونی ہوئی بکری کا تحفہ لایا گیا۔ پس آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ اللہ کا فضل ہے اور ہم اس کی مزید رحمت کا انتظار کر رہے ہیں۔''

تخريج: أخرجه أبونعيم في"الحلية" ٥/ ٣٦و ٧/ ٢٣٩ من طريق الطبراني وهذا في "المعجم الكبير": رقم ١٠٣٧٩

شرح: ...... یہ دو جہانوں کے سردار کی معاشی کیفیت ہے، اگر اس دنیا کی اللہ تعالی کے ہاں کوئی قدر و قیمت ہوتی تو یقیناً آپ ﷺ کو بھی وسعت کے ساتھ رزق فراہم کیا جاتا۔ ہمیں چاہئے کہ ہم اپنی زندگی کا مقصد سمجھیں اور وقت کی گراں مایہ گھڑیوں کا جائزہ لیں اور دنیا کی رنگینیوں میں ہی غوطہ زن ہو کر اپنی حیات کی غرض و غایت سے غافل نہ ہو جائیں۔

غصہ دور کرنے کی دعا

(٣٠٦٨)۔ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنَ صَرَدٍ قَالَ: اِسْتَبَّ رَجُلَانِ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ، فَجَعَلَ اَحَدُهُمَا يَغْضَبُ، وَيَحْمَرُّ وَجْهُهُ، فَنَظَرَ اِلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ، فَقَالَ: ((اِنِّي لَاَعْلَمُ كَلِمَةً لَوْ قَالَهَا: لَذَهَبَ عَنْهُ مَايَجِدُ، لَوْ قَالَ: اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ۔)) قَالَ: فَقَامَ اِلَى الرَّجُلِ رَجُلٌ مِمَّنْ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: اَتَدْرِي مَاقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ آنِفًا؟ قَالَ: ((اِنِّي لَاَعْلَمُ كَلِمَةً لَوْقَالَهَا لَذَهَبَ

سیدنا سلیمان بن صرد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: نبی کریم ﷺ کے پاس دو آدمی باہم گالی گلوچ کرنے لگے، ان میں سے ایک کو غصہ آیا اور اس کا چہرہ سرخ ہو گیا، نبی کریم ﷺ نے اس کی طرف دیکھا اور فرمایا: ''مجھے ایسے کلمے کا علم ہے کہ اگر یہ آدمی کہے تو جو غصہ محسوس کر رہا ہے، وہ ختم ہو جائے گا۔ (اور وہ کلمہ یہ ہے): اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ۔'' نبی کریم ﷺ کی یہ بات سننے والا ایک آدمی کھڑا ہوا اور اسے کہا: کیا تو جانتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ابھی کیا فرمایا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں ایسا کلمہ جانتا ہوں کہ اگر

عَنْهُ مَايَجِدُ، لَوْقَالَ: اَعُوْذُبِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ۔)) فَقَالَ لَهُ الرَّجُلُ: اَمَجْنُوْنًا تَرَانِيْ؟ (الصحيحة:٣٣٠٣)

یہ آدمی کہہ دے تو اس کا غصہ ختم ہو جائے گا، (اور وہ ہے:) اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔'' آگے سے وہ آدمی کہنے لگا: آپ مجھے پاگل سمجھتے ہیں؟

تخریج: جاء من حديث سليمان بن صرد، ومعاذ، وابن مسعود، ابی بن كعب۔

(١)۔ أما حديث سليمان بن صرد: فأخرجه البخاري في"صحيحه": ٣٢٨٢، ٦٠٤٨، ٦١١٥، وفي"الأدب المفرد": ٤٣٤، ومسلم في"صحيحه":٨/ ٣١، وابن أبي شيبة:٨/ ٥٣٣، ١٠/ ٣٤٩۔ ٣٥٠، وأحمد: ٦/ ٣٩٤، وأبوداود: ٤٧٨١

(٢)۔ وأما حديث معاذ: فرواه أبوداود: ٤٧٨٠، والترمذي: ٣٤٤٨، والنسائي في"عمل اليوم والليلة": ٣٨٩، ٣٩٠، وابن السني: ٤٥٤، وابن أبي شيبة:٨/ ٥٣٤، ١٠/ ٣٥٠، و الطيالسي: ٥٧٠، وأحمد. ٥/ ٢٤٠

(٣)۔ وأما حديث ابن مسعود: فأخرجه الطبراني في"الصغير": ٢/ ٩١ و"الأوسط": ٧٠٢٢، ومن طريقه الخطيب في"تاريخه": ٣/ ٣٩٩

(٤)۔ وأما حديث أبي بن كعب: فرواه النسائي في"عمل اليوم والليلة": ٣٩١

شرح:...... معلوم ہوا کہ غصہ دور کرنے کے لیے ''اَعُوْذُبِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ''پڑھنا چاہئے۔

صحیح بخاری کی ایک روایت ہے کہ اس آدمی نے کہا: کیا میں پاگل ہوں؟ چلا جا۔

سوال یہ ہے کہ اس شخص نے آپ ﷺ کی حدیث سن کر اس قسم کے الفاظ کیوں کہے ہیں؟ حافظ ابن حجر نے جواب دیتے ہوئے کہا: ممکن ہے کہ یہ شخص کافر یا منافق ہو اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ یہ مسلمان ہو لیکن شدید غصے کی وجہ سے اعتدال کو برقرار نہ رکھ سکا ہو یا کوئی اکھڑ مزاج اور اجڈ بدو ہو اور اسے یہ علم نہ ہو کہ اس قسم کے غصے کا تعلق بھی شیطان کے شرّ سے ہے۔(فتح الباری: ١٠/ ٥٧٣)

معلوم ایسے ہوتا ہے کہ وہ اپنے طبعی جذبات کی وجہ سے اپنے غصے پر قابو نہ پا سکا اور حدیثِ رسول کے بارے میں یہ کلمات کہہ دیے، کیونکہ شدید غصہ بھی جنون سے ملتی جلتی چیز ہے۔

ادائیگی قرض کی دعا

(٣٠٦٩)۔ عَنْ اَبِي وَائِلٍ، قَالَ: اَتٰى عَلِيًّا رَجُلٌ، فَقَالَ: يَا اَمِيْرَ الْمُوْمِنِيْنَ! اِنِّي عَجَزْتُ عَنْ مُكَاتَبَتِي فَاَعِنِّيْ۔ فَقَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَلَا اُعَلِّمُكَ كَلِمَاتٍ

ابو وائل کہتے ہیں ایک آدمی سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا: اے امیر المومنین! میں اپنی مکاتبت سے عاجز آ گیا ہوں، آپ میری مدد کریں۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا میں تجھے وہ کلمات نہ سکھا دوں، جو رسول اللہ ﷺ نے مجھے سکھائے،

عَلَّمَنِيهِنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَوْكَانَ عَلَيْكَ مِثْلُ جَبَلِ صَيْرٍ دَنَانِيْرَ ، لَأَدَّاهُ اللّٰهُ عَنْكَ؟ قُلْتُ: بَلٰى۔ قَالَ: قُلْ ((اَللّٰهُمَّ اكْفِنِي بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ ، وَاَغْنِنِيْ بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ۔)) (الصحيحة: ٢٦٦)

اگر تجھ پر صیر پہاڑ کے برابر دیناروں کا قرضہ وغیرہ بھی ہوا تو اللہ تعالیٰ ادا کر دے گا؟ اس نے کہا: کیوں نہیں، (ضرور سکھایئے)۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ دعا پڑھا کر: ''اے اللہ! مجھے حرام مال سے بچا کر اپنے حلال (رزق) سے کفایت کر دے اور اپنے فضل سے مجھے دوسروں سے غنی کر دے۔''

تخريج: أخرجه الترمذي: ٤/ ٢٧٦ ، والحاكم: ١/ ٥٣٨ ، وأحمد: ١/ ١٥٣

شرح:...... مکاتبت: آقا اور غلام کے درمیان معاہدہ جس کے تحت غلام مقررہ رقم کی آخری قسط ادا کرنے کے بعد آزاد ہو جاتا ہے۔ معلوم ہوا کہ مقروض آدمی کو یہ دعا پڑھنی چاہیے:

اَللّٰهُمَّ اكْفِنِيْ بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ ، وَاَغْنِنِيْ بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ۔

شب قدر کی دعا

(٣٠٧٠)۔ عَنْ عَائِشَةَ ، قَالَتْ : قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اَرَاَيْتَ اِنْ عَلِمْتُ اَيَّ لَيْلَةٍ لَيْلَةُ الْقَدْرِ مَا اَقُوْلُ فِيْهَا؟ قَالَ: ((قُوْلِيْ (وَفِي رِوَايَةٍ: تَقُوْلِيْنَ): اَللّٰهُمَّ! اِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ ، فَاعْفُ عَنِّيْ۔))

(الصحيحة:٣٣٣٧)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ذرا بتایئے کہ اگر مجھے شب قدر پتہ چل جائے تو مجھے اس میں کون سی دعا مانگی چاہیے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''(یہ دعا پڑھا کر): اے اللہ تو معاف کرنے والا ہے، معاف کرنے کے پسند کرتا، سو مجھے معاف فرما دے۔''

تخريج: أخرجه الترمذي: ٢٥٠٨ ، والنسائي في "عمل اليوم والليلة": ٨٧٢۔ ٨٧٥ ، ومن طريقه ابن السني: ٢٤٦/ ٧٦٣ ، وابن ماجه: ٣٨٥٠ ، والبيهقي في "شعب الأيمان": ٣/ ٣٣٨ ، و "الأسماء والصفات": صـ ٥٥ ، والأصبهاني في "الترغيب": ٢/ ٧٢٨/ ١٧٧٢ ، وأحمد:٦/ ١٧٠ ، ١٧٢ ، ١٨٣ ، ٢٠٨

شرح:...... شب قدر رمضان المبارک کے آخری عشرے کی طاق راتوں میں واقع ہوتی ہے۔ یہ رات امت کی خیر و بھلائی پر مشتمل ہے۔ اس کی عبادت ہزار ماہ کی عبادت سے بہتر ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قدر والی رات کا اللہ تعالیٰ کی مغفرت اور معافی کے ساتھ گہرا تعلق ہے کہ آپ ﷺ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو اللہ تعالیٰ کی معافی طلب کرنے کی تعلیم دے رہے ہیں۔

کسی مقام پر پڑاؤ ڈالتے وقت کی دعا

(٣٠٧١)۔ عَنْ خَوْلَةَ بِنْتِ حَكِيْمٍ ، قُلْتُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِذَا نَزَلَ اَحَدُكُمْ

سیدہ خولہ بن حکیم رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی آدمی کسی مقام پر پڑاؤ ڈالے اور یہ دعا

مَنْزِلاً ، فَلْيَقُلْ : اَعُوْذُبِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَاخَلَقَ ، فَاِنَّهُ لَا يَضُرُّهُ شَيْءٌ حَتّٰى يَرْتَحِلَ مِنْهُ۔)) (الصحيحة:٣٩٨٠)

پڑھے: میں اللہ کے مکمل کلمات کی پناہ میں آتا ہوں، ہر اس چیز کے شرّ سے جو اس نے پیدا کی۔ تو اسے وہاں سے کوچ کرنے تک کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکے گی۔''

تخريج: أخرجه مسلم :٨/ ٧٦، والدارمي:٢٨٩، والترمذي:١٠/ ١٣٣، ۔وصححه۔، والنسائي في"عمل اليوم الليلة": ٥٦٠ و٥٦١، وابن ماجه :٢/ ٣٥٤٧/١١٧٤، وابن حبان :٤/ ٦٢٨٩/١٦٧، والبيهقي:٥/ ٢٥٣، وأحمد: ٦/ ٣٧٧

شرح:...... جب آدمی کسی مقام پر پڑاؤ ڈالے اور عصرِ حاضر میں جب کسی ریسٹورنٹ میں اترے تو یہ دعا پڑھے: اَعُوْذُبِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِّنْ شَرِّ مَاخَلَقَ۔

مرغ کی اذان اور گدھے کی آواز سنتے وقت کی دعا

(٣٠٧٢)۔ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((اِذَاسَمِعْتُمْ صَيَاحَ الدِّيْكَةِ بِاللَّيْلِ ، فَاسْئَلُوْا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهِ ، وَارْغَبُوْ اِلَيْهِ، فَاِنَّهَا رَاَتْ مَلَكًا ، وَاِذَا سَمِعْتُمْ نَهِيْقَ الْحِمَارِ بِاللَّيْلِ ، فَتَعَوَّذُوابِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ فَاِنَّهُ رَاٰى شَيْطَانًا۔)) (الصحيحة:٣١٨٣)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب تم رات کو مرغ کو بانگ دیتے سنو تو اللہ تعالی سے اس کے فضل کا سوال کرو اور اس کی طرف راغب ہو جاؤ، کیونکہ وہ فرشتے کو دیکھ کر (بانگ دیتا ہے) اور جب تم رات کو گدھے کے ہینگنے کی آواز سنو تو شیطان سے بچنے کے لیے اللہ تعالی کی پناہ طلب کرو، کیونکہ وہ شیطان کو دیکھ کر (ہینگتا ہے)۔''

تخريج: أخرجه البخاري: ٣٣٠٣، ومسلم: ٨/ ٨٥، وأبوداود: ٥١٠٥، و الترمذي: ٣٤٥٥، والنسائي في"السنن الكبرى": ٦/ ١١٣٩١/٤٢٧، و"عمل اليوم والليلة": رقم ٩٤٤، وابن أبي شيبة: ١٠/ ٩٨٥٤/٤٢٠

شرح:...... مرغ کی بانگ سنتے وقت ''اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ'' اور گدھے کی رینک سنتے وقت ''اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ'' پڑھا جائے۔

ان احادیث میں رات کو ان دعاؤں کا اہتمام کرنے کی تلقین کی گئی ہے، اس سے دن کے وقت کی نفی نہیں ہوتی، جبکہ عام حکم بھی موجود ہے، جیسا کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم مرغ کی بانگ سنو تو اللہ تعالی سے اس کے فضل کا سوال کرو، کیونکہ وہ فرشتے کو دیکھتا ہے اور جب تم گدھے کی آواز سنو تو شیطان سے اللہ تعالی کی پناہ طلب کرو، کیونکہ وہ شیطان کو دیکھتا ہے۔ (بخاری: ٣٣٠٣، مسلم: ٢٧٢٩)

برے خواب کو دفع کرنے کی دعا

(۳۰۷۳)۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَشَكَا إِلَيْهِ أَهَاوِيلَ يَرَاهَا فِي الْمَنَامِ، قَالَ: ((إِذَا أَوَيْتَ إِلَى فِرَاشِكَ، فَقُلْ: أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ، مِنْ غَضَبِهِ، وَعِقَابِهِ، وَمِنْ شَرِّ عِبَادِهِ، وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِيْنِ، وَأَنْ يَحْضُرُوْنَ۔)) (الصحيحة: ٢٦٤)

سیدنا محمد بن منکدر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور ان ہولناک یوں اور گھبراہٹوں کا شکوہ کیا، جو وہ خواب میں دیکھتا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''بستر پر لیٹتے وقت یہ پڑھا کر: میں اللہ تعالی کے مکمل کلمات کی پناہ میں آتا ہوں،اس کے غضب سے، اس کی سزا سے، اس کے بندوں کے شرّ سے، شیطانوں کے وسوسوں سے اور اس سے کہ وہ میرے قریب پھٹکیں۔''

تخريج: أخرجه ابن السنى: ٢٣٨

شرح:...... آج کل اکثر لوگ برے اور ڈراؤنے خوابوں کی وجہ سے پریشان نظر آتے ہیں، ان کو سوتے وقت یہ دعا پڑھنی چاہیے:

أَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ، مِنْ غَضَبِهِ، وَعِقَابِهِ، وَمِنْ شَرِّ عِبَادِهِ، وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِيْنِ، وَأَنْ يَحْضُرُوْنَ۔

سختیوں میں دعائیں کب قبول ہوتی ہیں؟

(۳۰۷٤)۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مَرْفُوْعًا: ((مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَسْتَجِيْبَ اللّٰهُ لَهُ عِنْدَ الشَّدَائِدِ وَالْكَرْبِ، فَلْيُكْثِرِ الدُّعَاءَ فِيْ الرَّخَاءِ۔)) (الصحيحة: ٥٩٣)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''جو آدمی اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اللہ تعالی سختیوں اور پریشانیوں میں اس کی دعائیں قبول کرے، اسے چاہئے کہ وہ فراخی و خوشحالی میں بکثرت دعا کرے۔''

تخريج: رواه الترمذى: ٢/ ٢٤٤، وأبو يعلى فى"مسنده": ١١/ ٢٨٣/ ٦٣٩٦، وابن عدى: ٢٥٥/ ١، وعبدالغنى المقدسى فى"الدعاء": ١٤٤، وكذا ابن عساكر: ٣/ ١٨٣/ ١

شرح:...... زندگی کی خوشحالیاں اور تنگدستیاں ڈھلتی چھاؤں کی مانند ہیں، ہر انسان اپنی پوری زندگی میں خوشحال رہتا ہے نہ بدحال، بلکہ حالات بدلتے رہتے ہیں۔ ہمیں چاہئے کہ اپنی اوقات کو سمجھیں اور زندگیوں کی خوشحال گھڑیوں میں اللہ تعالی کو یاد رکھیں اور اپنے آپ کو کبھی بھی اس سے مستغنی نہ سمجھیں، تا کہ اللہ تعالی ہمیں تنگیوں اور پریشانیوں میں بے یار و مددگار نہ چھوڑ دے۔

نماز سے متعلقہ دعائیں......دعائے استفتاح

(۳۰۷۵)۔ عَنْ أُمِّ رَافِعٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، سیدہ ام رافع رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے کہا: اے اللہ کے

أَنَّهَا قَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! دُلَّنِيْ عَلٰى عَمَلٍ يَـأْجُـرُنِيَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ عَلَيْهِ۔ قَالَ: ((يَاأُمَّ رَافِعٍ! إِذَا قُمْتِ إِلَى الصَّلَاةِ، فَسَبِّحِي اللّٰهَ عَشْـرًا، وَهَـلِّـلِيْـهِ عَشْـرًا، وَاحْمَدِيْـهِ عَشْـرًا، وَكَبِّـرِيْـهِ عَشْـرًا، وَاسْتَـغْـفِرِيْـهِ عَشْرًا، فَإِنَّكِ إِذَا سَبَّحْتِ عَشْرًا، قَالَ: هٰذَا لِـيْ، وَإِذَا هَـلَّـلْـتِ قَـالَ: هٰذَا لِيْ، وَإِذَا حَـمِـدْتِ قَـالَ: هٰذَالِيْ، وَإِذَ اكَبَّرْتِ قَالَ: هٰـذَ لِـيْ، وَإِذَا اسْتَغْفَرْتِ قَالَ: قَدْ غَفَرْتُ لَكِ۔)) (الصحيحة: ٣٣٣٨)

رسول! مجھے کوئی ایسا عمل بتائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے اس پر اجر دے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ام رافع! جب تو نماز کے لیے کھڑی ہو تو دس دفعہ ''سُبْحَانَ اللّٰه'' دس دفعہ ''لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه'' دس دفعہ ''اَلْحَمْدُ لِلّٰه'' دس دفعہ ''اَللّٰهُ اَكْبَر'' اور دس دفعہ ''اَسْتَغْفِرُ اللّٰه'' کہہ۔ جب تو دس دفعہ ''سُبْحَانَ اللّٰه'' کہے گی تو اللہ تعالیٰ کہے گا: یہ ذکر میرا ہے، جب تو ''لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه'' کہے گی تو اللہ تعالیٰ کہے گا: یہ ذکر بھی میرا ہے۔ جب تو ''اَلْحَمْدُ لِلّٰه'' کہے گی تو وہ کہے گا: یہ ذکر بھی میرا ہے۔ جب تو ''اَللّٰهُ اَكْبَر'' کہے گی تو اللہ تعالیٰ کہے گا: یہ ذکر بھی میرے لیے ہے۔ اور جب تو ''اَسْتَغْفِرُ اللّٰه'' (میں اللہ سے بخشش طلب کرتا ہوں) کہے گی تو اللہ تعالیٰ کہے گا: میں نے تجھے بخش دیا ہے۔''

تـخـريـج: أخرجه ابن السني في "عمل اليوم والليلة": ٣٧۔ ٣٨/ ١٠٥، ومن طريقه الديلمي: ٣/ ٣١١، والحافظ ابن حجر في "نتائج الأفكار": ١/ ٣٨٩۔ ٣٩٠

شرح:...... اس حدیث سے یہ دعائے استفتاح ثابت ہوئی: سُبْحَانَ اللّٰهِ (دس مرتبہ) لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ (دس مرتبہ) اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ (دس مرتبہ) اَللّٰهُ اَكْبَرُ (دس مرتبہ) اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ (دس مرتبہ)

اذکار بعد از نماز

(٣٠٧٦)۔ عَـنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِقْـرَؤُوْا الْمُعَوَّذَاتِ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ۔)) (الصحيحة: ١٥١٤)

سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر نماز کے بعد معوّذات (سورۂ فلق اور سورۂ ناس) پڑھا کرو۔''

تخريج: أخرجه أبوداود: ١٥٢٣، وابن حبان: ٢٣٤٧، وأحمد: ٤/ ١٥٩

(٣٠٧٧)۔ عَـنْ رَجُـلٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ، قَالَ: سَـمِـعْـتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَـقُوْلُ فِي دُبُرِ الـصَّلَاةِ: ((اَللّٰهُـمَّ اغْفِرْلِي، وَتُبْ عَلَيَّ إِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الْغَفُوْرُ۔)) مِئَةَ مَرَّةٍ۔ (الصحيحة: ٢٦٠٣)

ایک انصاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو نماز کے آخر میں (یا اس کے بعد) یہ دعا سو دفعہ پڑھتے ہوئے سنا: ''اے اللہ! تو مجھے بخش دے، میری توبہ قبول کر، بیشک تو توبہ قبول کرنے والا، بخشنے والا ہے۔''

تخريج: أخرجه ابن أبى شيبة فى"المسند": ٢/ ٧١/ ١ ، وأخرجه احمد: ٥/ ٣٧١ وزاد: ((مائة مرة)) الا انه قال: ((في صلاة)) بدله قوله: ((في دبر الصلاة))

شرح:...... نبی کریم ﷺ بکثرت اللہ تعالیٰ سے مغفرت اور توبہ کا سوال کرتے تھے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ نے نماز کے بعد سو دفعہ یہ دعا پڑھی:

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِي ، وَتُبْ عَلَيَّ ، اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الْغَفُوْرُ۔

(٣٠٧٨)۔ عَنْ اَبِي اُمَامَةَ مَرْفُوْعًا: ((مَنْ قَالَ فِي دُبُرِ صَلَاةِ الْغَدَاةِ: لَااِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَہٗ لَا شَرِيْكَ لَهُ ، لَهُ الْمُلْكُ ، وَلَهُ الْحَمْدُ ، يُحْيِي وَيُمِيْتُ ، بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔ مِئَةَ مَرَّةٍ ، وَهُوَ ثَانٍ رِجْلَيْهِ ، كَانَ يَوْمَئِذٍ اَفْضَلَ اَهْلِ الْاَرْضِ عَمَلًا اِلَّا مَنْ قَالَ مِثْلَ مَا قَالَ ، اَوْزَادَ عَلٰى مَاقَالَ۔)) (الصحيحة:٢٦٦٤)

سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے بعد از نمازِ فجر سو (۱۰۰) دفعہ یہ کلمہ کہا، اس حال میں اس کے پاؤں مڑے ہوئے ہوں (یعنی تشہد کی وضع پر بیٹھا ہو): نہیں کوئی معبودِ برحق مگر اللہ، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، بادشاہت اسی کی ہے، ساری تعریف اسی کے لیے ہے، وہ زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے، اس کے ہاتھ میں بھلائی ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ تو وہ عمل کے لحاظ سے اہلِ زمین میں سب سے زیادہ افضل ہوگا، ہاں وہ آدمی جس نے اس کے برابر یا اس سے زیادہ عمل کیا (تو اس کا مقام اس کے برابر یا اس سے زیادہ ہوگا)۔''

تخريج: أخرجه الطبراني فى"المعجم الكبير": ٨/ ٣٣٦/ ٨٠٧٥ ، و"الأوسط": ٤/ ٤٥٠ ، وابن السنى: رقم۔ ١٤٢

شرح:...... ہم میں سے ہر ایک کو چاہئے کہ وہ بسا اوقات نمازِ فجر کے بعد یہ کلمہ اتنی کثرت سے کہے کہ اسے یہ ظن غالب ہو جائے کہ اس نے اس دن تمام اہل زمین کی بہ نسبت اس کلمے کا سب سے زیادہ ورد کیا ہوگا۔

امام البانی رحمہ اللہ نے کہا: شہر بن حوشب کی جس حدیث میں ''وهو ثان رجليه'' کے الفاظ ہیں، یہ حدیث اس کا قوی شاہد ہے، اس شاہد کا علم ہونے سے پہلے میں شہر بن حوشب کے ضعف کی وجہ سے اس کی بیان کردہ حدیث پر عمل نہیں کرتا تھا۔ اس حدیث میں سو (۱۰۰) دفعہ کا ذکر ہے، جبکہ ایک حدیث میں دس دفعہ کا ذکر ہے، یہ مختلف صورتیں درست ہے۔ (صحیحہ: ٢٦٦٤)

(٣٠٧٩)۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَلَا اُحَدِّثُكُمْ بِاَمْرٍ اِنْ اَخَذْتُمْ بِهٖ اَدْرَكْتُمْ مَنْ سَبَقَكُمْ ، وَلَمْ يُدْرِكْكُمْ اَحَدٌ بَعْدَكُمْ ،

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا میں تمھیں ایسی چیز نہ بتلاؤں جس کے ذریعے تم اپنے سے پہلوں کو پا لو گے، بعد والے تمھارے (مرتبے کو) نہ پہنچ سکیں گے اور تم تمام

وَكُنْتُمْ خَيْرَ مَنْ أَنْتُمْ بَيْنَ ظَهْرَانَيْهِ إِلَّا مَنْ عَمِلَ مِثْلَهُ. تُسَبِّحُوْنَ وَتَحْمَدُوْنَ وَتُكَبِّرُوْنَ خَلْفَ كُلِّ صَلَاةٍ ثَلَاثَةً وَّثَلَاثِيْنَ.)) جَاءَ مِنْ حَدِيْثِ أَبِي هُرَيْرَةَ وَأَبِي ذَرٍّ وَ أَبِي الدَّرْدَاءِ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَ ابْنِ عُمَرَ. أَمَّا حَدِيْثُ أَبِي هُرَيْرَةَ فَهُوَ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: جَاءَ الْفُقَرَاءُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالُوْا: ذَهَبَ أَهْلُ الدُّثُوْرِ مِنَ الْأَمْوَالِ بِالدَّرَجَاتِ الْعُلٰى، وَالنَّعِيْمِ الْمُقِيْمِ، يُصَلُّوْنَ كَمَا نُصَلِّي، وَيَصُوْمُوْنَ كَمَا نَصُوْمُ، وَلَهُمْ فَضْلٌ مِنْ أَمْوَالِهِمْ يَحُجُّوْنَ بِهَا وَيَعْتَمِرُوْنَ، وَيُجَاهِدُوْنَ وَيَتَصَدَّقُوْنَ. قَالَ.....فَذَكَرَهُ فَاخْتَلَفْنَا بَيْنَنَا، فَقَالَ بَعْضُنَا: نُسَبِّحُ ثَلَاثًا وَثَلَاثِيْنَ، وَنَحْمَدُ ثَلَاثًا وَثَلَاثِيْنَ، وَنُكَبِّرُ أَرْبَعًا وَثَلَاثِيْنَ، فَرَجَعْتُ إِلَيْهِ، فَقَالَ: تَقُوْلُ سُبْحَانَ اللّٰهِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ، وَاللّٰهُ أَكْبَرُ، حَتّٰى يَكُوْنَ مِنْهُنَّ كُلِّهِنَّ ثَلَاثٌ وَّثَلَاثُوْنَ.

(الصحيحة:٣٣٠٨)

لوگوں میں بہترین قرار پاؤ گے، مگر وہی شخص جو اسی طرح کا عمل کرے گا۔ (عمل یہ ہے:) تم لوگ ہر نماز کے بعد ”سُبْحَانَ اللّٰه، اَلْحَمْدُ لِلّٰه اور اَللّٰهُ اَكْبَر“ تینتیس تینتیس دفعہ کہا کرو۔“ یہ حدیث سیدنا ابو ہریرہ، سیدنا ابوذر، سیدنا ابودردا، سیدنا ابن عباس اور سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث، جسے ان سے ابو صالح نے روایت ہے، یہ ہے: فقراء لوگ، نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور عرض کیا کہ بلند درجے اور ہمیشہ رہنے والی نعمتیں تو مال دار لوگ لے گئے، وہ نماز تو ہماری طرح پڑھتے ہیں اور روزہ بھی ہماری طرح رکھتے ہیں۔ لیکن ان کے لیے مالوں سے حاصل ہونے والی فضیلت زیادہ ہے، وہ حج کرتے ہے، عمرہ کرتے ہیں، جہاد کرتے ہیں اور صدقہ کرتے ہیں۔ راوی کہتا ہے:...... (اوپر والی حدیث ذکر کی) (تسبیحات کی تعداد کے بارے میں) ہم اختلاف میں پڑ گئے، کوئی کہتا کہ تینتیس دفعہ ”سُبْحَانَ اللّٰه“ تینتیس دفعہ ”اَلْحَمْدُ لِلّٰه“ اور چونتیس دفعہ ”اَللّٰهُ اَكْبَر“ کہنا ہے (اور کوئی کچھ اور کہتا)۔ میں آپ ﷺ کے پاس گیا اور (سارا مسئلہ ذکر کیا تو) آپ ﷺ نے فرمایا: ”سُبْحَانَ اللّٰه، اَلْحَمْدُ لِلّٰه اور اَللّٰهُ اَكْبَر“ میں سے ہر ایک تینتیس تینتیس بار کہنا ہے۔“

تخريج: (١)۔ أما حديث أبي هريرة؛ فأخرجه البخاري: ٨٤٣، ومسلم: ٢/ ٩٧، وابن خزيمة: ٧٤٩، وابن حبان: ٢٠١٤، وأبوعوانة: ٢/ ٢٧١، والبيهقي: ٢/ ١٨٦، وأبوداود: ١٥٠٤، والدارمي: ١/ ٣١٢، وأحمد: ٢/ ٢٣٨

(٢)۔ وأما حديث أبي الدرداء: فرواه النسائي: ١٤٨، و في "عمل اليوم والليلة": ١٤٩، و عبد الرزاق: ٣١٨٧، وابن أبي شيبة: ١٠/ ٢٣٥، ١٣/ ٤٥٣، والطبراني في "الدعاء": ٧٠٨، والبزار: ٣٠٩٥۔ زوائده

(٣)۔ وأما حديث أبي ذر: فقد تقدم تخريجه في هذه "السلسلة": ١١٢٥، ولنزد على مصادره: ابن خزيمة:

٧٤٨، والحميدي: ١٣٣، والمروزي في "زوائد الزهد": ١١٥٧

(٤)۔ وأما حديث ابن عباس: فقد رواه الترمذي: ٢/ ٢٦٤، والنسائي: ١/ ١٩٩، وغيرهما؛ وهو مخرج في "التعليق الرغيب": ٢/ ٢٦٠

(٥)۔ وأما حديث ابن عمر: فقد رواه البزار: ٣٠٩٤

(٣٠٨٠)۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ اَبُوْذَرٍّ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! ذَهَبَ اَهْلُ الدُّثُوْرِ بِالْاُجُوْرِ، يُصَلُّوْنَ كَمَا نُصَلِّيْ، وَيَصُوْمُوْنَ كَمَا نَصُوْمُ، وَلَهُمْ فُضُوْلُ اَمْوَالٍ يَتَصَدَّقُوْنَ بِهَا، وَلَيْسَ لَنَا مَالٌ نَتَصَدَّقُ بِهِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَا اَبَا ذَرٍّ! اَلَا اُعَلِّمُكَ كَلِمَاتٍ تُدْرِكُ بِهِنَّ مَنْ سَبَقَكَ، وَلَا يَلْحَقُكَ مَنْ خَلْفَكَ اِلَّا مَنْ اَخَذَ بِمِثْلِ عَمَلِكَ؟ تُكَبِّرُ اللّٰهَ دُبُرَ كُلِّ صَلَاةٍ ثَلَاثًا وَثَلَاثِيْنَ، وَتُحَمِّدُهُ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ، وَتُسَبِّحُهُ ثَلَاثًا وَثَلَاثِيْنَ، وَتَخْتِمُهَا بِـ: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ، لَا شَرِيْكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ، وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔ غُفِرَتْ لَهُ ذُنُوْبُهُ وَلَوْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ۔)) (الصحيحة: ١٠٠)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! اجر وثواب تو مالدار لے گئے ہیں، (وہ اس طرح کہ) وہ نماز تو ہماری طرح پڑھتے ہیں اور روزہ بھی ہماری طرح رکھتے ہیں، لیکن ان کے پاس زائد مال ہیں، وہ صدقہ کرتے ہیں اور ہمارے پاس مال نہیں کہ ہم صدقہ کریں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ابوذر! کیا میں تجھے ایسے کلمات نہ سکھا دوں کہ جن کے ذریعے تو سبقت لے جانے والے پہلے لوگوں کو پا لے گا اور بعد میں آنے والوں میں سے کوئی بھی تیرے مقام کو نہیں پہنچ سکے گا، البتہ وہ شخص جو تیری طرح عمل کرے گا۔ ہر نماز کے بعد تینتیس دفعہ "اَللّٰهُ اَكْبَر" تینتیس دفعہ "اَلْحَمْدُ لِلّٰه" اور تینتیس دفعہ "سُبْحَانَ اللّٰه" اور آخر میں یہ کلمہ پڑھے: نہیں کوئی معبودِ برحق مگر اللہ تعالی، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، بادشاہت اسی کی ہے، ساری تعریف اسی کیلیے ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ جو آدمی یہ عمل کرے گا اس کے گناہ بخش دیے جائیں گے اگرچہ وہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔''

تخریج: رواه ابوداود: ١٥٠٤، واحمد: ٢/ ٢٣٨

(٣٠٨١)۔ عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ مَرْفُوْعًا: ((مُعَقِّبَاتٌ لَا يَخِيْبُ قَائِلُهُنَّ اَوْ فَاعِلُهُنَّ دُبُرَ كُلِّ صَلَاةٍ مَكْتُوْبَةٍ: ثَلَاثٌ وَثَلَاثُوْنَ تَسْبِيْحَةً، وَثَلَاثٌ وَثَلَاثُوْنَ تَحْمِيْدَةً، وَاَرْبَعٌ وَثَلَاثُوْنَ تَكْبِيْرَةً)) (الصحيحة: ١٠٢)

سیدنا کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر فرضی نماز کے بعد پڑھے جانے والے کچھ کلمات ہیں کہ ان کو کہنے والا یا کرنے والے نامراد نہیں ہوتا اور وہ تینتیس دفعہ "سُبْحَانَ اللّٰه"، تینتیس دفعہ "اَلْحَمْدُ لِلّٰه" اور چونتیس دفعہ "اَللّٰهُ اَكْبَر" کہنا ہے۔''

تخریج: رواه مسلم: ٢/ ٩٨، وأبوعوانة: ٢/ ٢٤٧و٢٤٨، والنسائي: ١/ ١٩٨، والترمذي: ٢/ ٢٤٩، والبيهقي: ٢/ ١٨٧، والطيالسي: ١٠٦٠

شرح:...... آجکل لوگ فرضی نمازوں کے بعد اجتماعی کیفیت میں مختصر سی مروّجہ دعا پر عمل پیرا ہیں، جونہی دعا ختم ہوتی ہے تو ہر نمازی مسنون اذکار ترک کر کے کھڑے ہو کر سنتیں ادا کرنا شروع کر دیتا ہے۔ہمیں چاہئے کہ رواجی امور سے باز آ کر سنتوں پر عمل پیرا ہونے کی کوشش کریں۔

امام البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں: نماز کے بعد کہے جانے والے کلمات کو "مُعقِبات" کہتے ہیں۔

اس حدیث میں یہ وضاحت کر دی گئی ہے کہ فرضی نماز کے فوراً بعد ان اذکار کا اہتمام کیا جائے۔ جو لوگ کہتے ہیں کہ نماز کی فرض رکعات کے بعد والی سنتیں ادا کر کے یہ تسبیحات کہی جائیں، ان کی بات بے دلیل بھی ہے اور اس حدیث کے مخالف بھی۔ واللہ ولی التوفیق۔ (صحیحہ: ١٠٢)

(٣٠٨٢)۔ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعًا: ((مَنْ سَبَّحَ اللّٰهَ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ ثَلَاثًا وَثَلَاثِيْنَ، وَحَمِدَ اللّٰهَ ثَلَاثًا وَثَلَاثِيْنَ، وَكَبَّرَ اللّٰهَ ثَلَاثًا وَثَلَاثِيْنَ، فَتِلْكَ تِسْعٌ وَتِسْعُوْنَ، ثُمَّ قَالَ تَمَامَ الْمِئَةِ: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ، وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔ غُفِرَتْ خَطَايَاهُ وَاِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ۔)) (الصحيحة:١٠١)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے ہر نماز کے بعد تینتیس دفعہ "سُبْحَانَ اللّٰه" تینتیس دفعہ "اَلْحَمْدُ لِلّٰه" اور تینتیس دفعہ "اَللّٰهُ اَكْبَر" کہا، یہ کل ننانوے (٩٩) کلمات ہو گئے۔ سوویں دفعہ کہا: اللہ ہی معبودِ برحق ہے، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، بادشاہت اسی کی ہے، ساری تعریف اس کے لیے ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ تو اسے کے گناہ معاف کر دیے جائیں گے اگرچہ وہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔''

تخريج: أخرجه مسلم: ٢/ ٩٨، وأبوعوانة: ٢/ ٢٤٧، والبيهقي: ٢/ ١٨٧، وأحمد: ٢/ ٣٧٣و٤٨٣

شرح:...... فرض نمازوں کے بعد اس ذکر کا اہتمام کرنا چاہئے:

تینتیس دفعہ "سُبْحَانَ اللّٰه" تینتیس دفعہ "اَلْحَمْدُ لِلّٰه" اور تینتیس دفعہ "اَللّٰهُ اَكْبَر" اور سوویں دفعہ "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ، وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ"۔

امام البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں: امام نسائی (١/ ١٩٨) اور امام حاکم (١/ ٢٥٣) سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ صحابہ کرام کو یہ حکم دیا گیا کہ تینتیس دفعہ "سُبْحَانَ اللّٰه" تینتیس دفعہ "اَلْحَمْدُ لِلّٰه" اور چونتیس دفعہ "اَللّٰهُ اَكْبَر" کہیں۔ اس کے بعد ایک انصاری صحابی کو خواب آیا، جس میں اس سے پوچھا گیا: کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تم کو حکم دیا ہے کہ تم ہر نماز کے بعد تینتیس دفعہ "سُبْحَانَ اللّٰه" تینتیس دفعہ "اَلْحَمْدُ لِلّٰه" اور چونتیس دفعہ "اَللّٰهُ اَكْبَر" کہا

کرو؟ اس نے کہا: جی ہاں۔ پھر اس نے کہا: تم اس طرح کرو کہ سارے اذکار پچیس پچیس دفعہ کرلو اور (سو پورا کرنے کے لیے) پچیس دفعہ "لا الـه الا اللـه" کہا کرو۔ جب صبح ہوئی تو وہ انصاری آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنا خواب بیان کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "اسی طرح کہہ لیا کرو۔" (صحیحہ: ۱۰۱)

(۳۰۸۳)۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، قَالَ: كَانَ ﷺ يَقُوْلُ فِيْ دُبُرِ الصَّلَاةِ إِذَا أَسْلَمَ قَبْلَ أَنْ يَّقُوْمَ، يَرْفَعُ بِذٰلِكَ صَوْتَهُ: ((لَاإِلٰهَ إِلَّااللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْكُ، وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ، وَلَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ، لَاإِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَلَا نَعْبُدُ إِلَّا إِيَّاهُ، لَهُ النِّعْمَةُ، وَلَهُ الْفَضْلُ، وَلَهُ الثَّنَاءُ الْحَسَنُ، لَاإِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ، وَلَوْكَرِهَ الْكَافِرُوْنَ۔)) (الصحيحة: ۳۱٦۰)

سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جب رسول اللہ ﷺ نماز سے سلام پھیرتے تو کھڑا ہونے سے پہلے باآواز بلند یہ دعا پڑھتے: "نہیں کوئی معبودِ برحق مگر اللہ تعالیٰ، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، بادشاہت اسی کے لیے ہے، تعریف اسی کے لیے ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے اور برائی سے بچنے کی طاقت اور نیکی کرنے کی قوت نہیں ہے مگر اسی کی توفیق سے، وہی معبودِ برحق ہے، ہم نہیں عبادت کرتے مگر اسی کی، احسان اور فضل اسی کا ہے، ثنائے حسن اسی کے لیے ہے، نہیں کوئی معبود مگر وہی، ہم اسی کے لیے بندگی کو خالص کرنے والے ہیں، اگرچہ کافر لوگ ناپسند کریں۔"

تخريج: أخرجه الطبراني في "الدعاء": ۲/ ۱۱۰۷/ ٦٨١، وأخرجه مسلم، وابو عوانة في "صحيحيهما"، وابن حبان في "صحيحه": ۳/ ۲۲۸/ ۲۰۰۵-۲۰۰۷

اللہ تعالیٰ کی تعریف کرنے والے لوگ افضل ہیں

(۳۰۸٤)۔ عَنْ عِمْرَانَ بْنَ حُصَيْنٍ مَرْفُوْعًا: ((أَفْضَلُ عِبَادِاللّٰهِ تَعَالٰى يَوْمَ الْقِيَامَةِ الْحَمَّادُوْنَ۔))

(الصحيحة: ١٥٨٤)

سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "قیامت کے روز (اللہ تعالیٰ کی) بہت زیادہ تعریف کرنے والے سب سے افضل لوگ ہوں گے۔"

تخريج: رواه الطبراني في "المعجم الكبير"، واحمد: ٤/ ٤٣٤

شرح: ...... اللہ تعالیٰ کو اپنی حمد و ثنا، تعریف و توصیف اور مدح و ستائش پسند ہے، اس لیے جو آدمی کثرت سے اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرے گا وہ اللہ تعالیٰ کا محبوب بندہ بن جائے گا۔ سیدنا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ تَمْلَأُ الْمِيْزَانَ۔)) (مسلم) ......"الحمد للہ کہنے سے ترازو بھر جاتا ہے۔" (یعنی اس کلمے کے اجر و ثواب سے ترازو کا نیکیوں والا پلڑا بھر جائے گا۔)

اللہ تعالیٰ کو اپنی تعریف پسند ہے

(٣٠٨٥)۔ عَنِ الْاَسْوَدِ بْنِ سَرِيْعٍ قَالَ: كُنْتُ شَاعِرًا فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اِمْتَدَحْتُ رَبِّي۔ فَقَالَ: ((اَمَا اِنَّ رَبَّكَ يُحِبُّ الْمَحَامِدَ۔)) وَمَا اسْتَزَادَنِيْ عَلٰى ذٰلِكَ ۔ (الصحيحة: ٣١٧٩)

سیدنا اسود بن سریع رضی اللہ عنہ کہتے ہے: میں شاعر تھا، میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے اپنے ربّ کی تعریف کی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”خبردار! بلاشبہ تمھارا ربّ تعریفیں پسند کرتا ہے۔“ آپ ﷺ نے اس سے زیادہ مجھے کچھ نہ کہا۔

تخريج: أخرجه البخاري في "الأدب المفرد": ٨٥٩، ٨٦١، ٨٦٨، و"التاريخ": ١/ ٤٤٥/ ١٤٢٥، والنسائي في "السنن الكبرى": ٤/ ٤١٦/ ٧٧٤٥، والحاكم: ٣/ ٦١٤، وأحمد: ٣/ ٤٣٥، والطبراني في "المعجم الكبير": ١/ ٢٥٨/ ٨٢٠، والطحاوي في "شرح المعاني": ٢/ ٣٧٢

شرح:...... اللہ تعالیٰ ہی حقیقت میں حمد وثناء، تعریف وتوصیف اور مدح وستائش کا مستحق ہے، کیونکہ پوری کائنات میں ظہور پذیر ہونے والے کمالات اسی کی طرف منسوب ہوتے ہیں۔ انسان جن مہارتوں اور ہنرمندیوں سے متصف ہیں، وہ سارے کے سارے اللہ تعالیٰ نے عطا کئے ہیں۔ وہ اسمائے حسنیٰ اور صفاتِ علیا سے متصف ہے، اس کی صفت کے جس پہلو کا جائزہ لیا جائے تو بے ساختہ کہنا پڑھتا ہے: اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ۔

اللہ تعالیٰ کے ہاں پسندیدہ اور ناپسندیدہ کلام

(٣٠٨٦)۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّ اَحَبَّ الْكَلَامِ اِلَى اللّٰهِ اَنْ يَقُوْلَ الْعَبْدُ: سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ ، وَتَبَارَكَ اسْمُكَ ، وَتَعَالٰى جَدُّكَ ، وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ ، وَاِنَّ اَبْغَضَ الْكَلَامِ اِلَى اللّٰهِ اَنْ يَّقُوْلَ الرَّجُلُ لِلرَّجُلِ: اتَّقِ اللّٰهَ۔ فَيَقُوْلُ: عَلَيْكَ نَفْسَكَ۔)) (الصحيحة: ٢٥٩٨، ٢٩٣٩)

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ محبوب کلام یہ ہے کہ بندہ کہے: اے اللہ! تو پاک ہے اپنی تعریف کے ساتھ، تیرا نام بابرکت ہے، تیرا مرتبہ بلند ہے اور تیرے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ ناپسندیدہ کلام یہ ہے کہ ایک آدمی دوسرے سے کہے: اللہ سے ڈر جا، اور وہ آگے سے جواب دے: تو اپنی فکر کر۔“

تخريج: أخرجه النسائي في "عمل اليوم والليلة": ٨٤٩/ ٤٨٨، وابن منده في "التوحيد": ق١٢٣/ ٢۔ الظاهرية، والبيهقي في "الشعب": ١/ ٣٥٩۔ هندية، و"الدعوات الكبير": ١٠٢/ ١٣٦، واخرج الطبراني في "الكبير": ٩/ ١١٩/ ٨٥٨٧ طرفه الاخير بلفظ: ان من اكبر الذنب ان يقول الرجل لاخيه: اتق الله، فيقول: عليك نفسك، انت تأمرني؟))

تخريج: وراه أبو عبدالله بن منده في "التوحيد": ١٢٣ / ٢ ، ومن طريقه الأصبهاني في "الترغيب": ٧٣٩ ، وأخرجه البيهقي في "الشعب": ١ / ٣٥٩ ، والنسائي في "عمل اليوم والليلة: ٨٤٩

شرح :...... جب کسی کو اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کی تلقین کی جائے تو اسے چاہئے کہ وہ یہ نصیحت قبول کر کے اپنی اصلاح کرے۔ آجکل جب کوئی آدمی کسی کو کسی برائی سے روکتا ہے تو وہ جواباً اس پر برس پڑتا ہے، اسے اس کی برائیوں کے طعنے دیتا ہے، دوسرے مجرموں کا ذکر کر کے اپنی پاکدامنی ثابت کرنے کی کوشش کرتا ہے اور کوئی تو کہہ دیتا ہے کہ نیکی و بدی کا معاملہ دل کا معاملہ ہے، بظاہر جو مرضی کرتے رہو، بس دل صاف ہونا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ایسے دلوں سے محفوظ رکھے، جن کے اندر نیکی ہوتی ہے، لیکن وجود پر اس کے آثار نظر نہیں آتے۔

ساری تخلیق کی طرف سے اللہ تعالیٰ کی گئی اللہ تعالیٰ کی تعریفات کو بیان کر دینے کا نسخہ

(٣٠٨٧)۔ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ قَالَ إِذَا اَوٰى اِلٰى فِرَاشِهِ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ كَفَانِيْ وَآوَانِيْ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَطْعَمَنِيْ وَسَقَانِيْ ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ مَنَّ عَلَيَّ وَاَفْضَلَ۔ اَللّٰهُمَّ! اِنِّيْ اَسْاَلُكَ بِعِزَّتِكَ اَنْ تُنْجِيَنِيْ مِنَ النَّارِ ، فَقَدْ حَمِدَ اللّٰهَ بِجَمِيْعِ مَحَامِدِ الْخَلْقِ كُلِّهِمْ۔)) (الصحيحة:٣٤٤٤)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس آدمی نے بستر پر لیٹ کر یہ دعا پڑھی: ساری تعریف اس اللہ کے لیے ہے جس نے مجھے کفایت کیا اور جگہ دی، ساری تعریف اس اللہ کے لیے ہے جس نے مجھے کھلایا اور پلایا اور ساری تعریف اس اللہ کی ہے جس نے مجھ پر احسان کیا اور مہربانی کی۔ اے اللہ! میں تجھ سے تیری عزت کے واسطے سے سوال کرتا ہوں کہ تو مجھے آگ سے نجات دے دے۔ تو اس نے تمام مخلوقات کی بیان کردہ اللہ تعالیٰ کی تعریفات کہہ ڈالیں۔''

تخريج: أخرجه الحاكم: ١/ ٥٤٥۔ ٥٤٦ ، وابن السني في "عمل اليوم والليلة": ٢٢٩/ ٧١٤ ، والبيهقي في "الشعب": ٤/ ٩٣/ ٤٣٨٢

شرح :...... اللہ تعالیٰ کو اپنی تعریف و توصیف اور حمد و ثنا بہت پسند ہے اور در حقیقت میں وہی سبحان ہستی ہے جو تمام کمالات و جمالات کا محور ہے، اگر کسی انسان، فرشتے، جن یا کسی دوسری مخلوق میں کوئی کمال نظر آتا ہے تو وہ اُسی کی عطا ہے، ان کمالات پر بھی وہی تعریف کا مستحق ہے۔ اس حدیث میں جس دعا کی تعلیم دی گئی ہے اس میں اللہ تعالیٰ کی تعریف اور بندے کی عاجزی کا انتہائی انداز اختیار کیا گیا ہے۔

معلوم ہوا کہ سوتے وقت یہ دعا پڑھی جائے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ كَفَانِيْ وَآوَانِيْ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَطْعَمَنِيْ وَسَقَانِيْ ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ مَنَّ عَلَيَّ وَاَفْضَلَ۔ اَللّٰهُمَّ! اِنِّيْ اَسْاَلُكَ بِعِزَّتِكَ اَنْ تُنْجِيَنِيْ مِنَ النَّارِ۔

اللہ تعالیٰ کی صفات پر مشتمل دعا اور اس کا حسنِ انجام

(۳۰۸۸)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَأَبِي سَعِيْدٍ، أَنَّهُمَا شَهِدَا عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِذَا قَالَ الْعَبْدُ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَاللّٰهُ أَكْبَرُ، قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: صَدَقَ عَبْدِي، لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنَا، وَأَنَا أَكْبَرُ، وَإِذَا قَالَ الْعَبْدُ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ، قَالَ: صَدَقَ عَبْدِي لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنَا وَحْدِي، وَإِذَا قَالَ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ، قَالَ: صَدَقَ عَبْدِي، لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنَا، وَلَا شَرِيْكَ لِي، وَإِذَا قَالَ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، لَهُ الْمُلْكُ، وَلَهُ الْحَمْدُ، قَالَ: صَدَقَ عَبْدِي، لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنَا، لِيَ الْمُلْكُ، وَلِيَ الْحَمْدُ وَإِذَا قَالَ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ، قَالَ: صَدَقَ عَبْدِي، لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنَا، وَلَا حَوْلَ قُوَّةَ إِلَّا بِي، مَنْ رُزِقَهُنَّ عِنْدَ مَوْتِهِ لَمْ تَمَسَّهُ النَّارُ۔)) (الصحيحة: ۱۳۹۰)

سیدنا ابو ہریرہ اور سیدنا ابو سعید رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ ﷺ پر گواہی دی کی آپ ﷺ نے فرمایا: ”جب بندہ کہتا ہیں: نہیں کوئی معبودِ برحق مگر اللہ اور اللہ سب سے بڑا ہے، تو اللہ تعالیٰ کہتے ہیں: میرے بندے نے سچ کہا، کیونکہ میں ہی معبودِ برحق ہوں اور میں ہی سب سے بڑا ہوں۔ جب بندہ کہتا ہے: نہیں کوئی معبودِ برحق مگر اللہ، اس حال میں کہ وہ اکیلا ہے، تو اللہ تعالیٰ کہتے ہیں: میرا بندہ سچا ہے، کیونکہ میں ہی معبودِ برحق ہوں، اس حال میں کہ میں اکیلا ہوں۔ جب بندہ کہتا ہے: نہیں کوئی معبودِ برحق مگر اللہ تعالیٰ اور اس کا کوئی شریک نہیں، تو اللہ تعالیٰ کہتے ہیں: میرے بندے نے سچ کہا، کیونکہ میں ہی سچا معبود ہوں اور میرا کوئی شریک نہیں۔ جب بندہ کہتا ہے: اللہ ہی سچا معبود ہے، بادشاہت اسی کی ہے اور تعریف بھی اسی کے لیے ہے تو اللہ تعالیٰ کہتے ہیں: میرا بندہ صادق ہے، کیونکہ میں ہی معبودِ برحق ہوں، بادشاہت بھی میری ہے اور تعریف بھی میرے لیے ہے۔ جب بندہ کہتا ہے: اللہ ہی سچا معبود ہے اور گناہ سے بچنے کی قوت اور نیکی کرنے کی طاقت نہیں ہے مگر اس کی توفیق سے، تو اللہ تعالیٰ کہتے ہیں: میرے بندے نے سچ کہا، کیونکہ میں ہی سچا معبود ہوں اور گناہ سے بچنے کی قوت اور نیکی کرنے کی طاقت نہیں ہے مگر میری توفیق سے۔ جس آدمی کو موت کے وقت یہ کلمات کہنے کی توفیق دے گئی، اسے آگ نہیں چھو سکے گی۔“

تخريج: أخرجه الترمذي: ۲/ ۲۵۳، وابن ماجه: ۳۷۹٤، وابن حبان: ۲۳۲۵، وأبويعلي في "مسنده" ۳٤٤

شرح:...... اس حدیث مبارکہ میں جہنم سے آزادی کا سبب بننے والے درج ذیل ذکر کی نشاندہی کی گئی ہے:
لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَاللّٰهُ أَكْبَرُ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ۔

اگر پوری کوشش کے ساتھ دعا کرنا ہو تو

(۳۰۸۹)۔ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّهُ قَالَ: ((اَتُحِبُّوْنَ اَنْ تَجْتَهِدُوْا فِي الدُّعَاءِ؟ قُوْلُوْا: اَللّٰهُمَّ! اَعِنَّا عَلٰى شُكْرِكَ، وَذِكْرِكَ، وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ۔)) (الصحيحة: ٨٤٤)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم چاہتے ہو کہ دعا کرنے میں پوری کوشش کرو؟ (اگر چاہتے ہو تو) کہا کرو: اے اللہ! اپنا شکر کرنے، اپنا ذکر کرنے اور اچھے انداز میں عبادت کرنے پر ہماری مدد فرما۔''

تخريج:أخرجه أحمد: ٢/ ٢٩٩، وعنه أبونعيم في"الحلية": ٩/ ٢٢٣، والحاكم: ١/ ٤٩٩

شرح:...... مقصودِ شریعت یہ ہے کہ اللہ تعالی کا شکر ادا کیا جائے، اس کا ذکر کیا جائے اور خوبصورت انداز میں اس کی عبادت کی جائے۔ ان تینوں چیزوں کو اس دعا میں جمع کر دیا گیا:

اَللّٰهُمَّ! اَعِنَّا عَلٰى شُكْرِكَ، وَذِكْرِكَ، وَحُسْنُ عِبَادَتِكَ

(۳۰۹۰)۔ عَنْ اَنَسٍ كَانَ ﷺ اِذَا اجْتَهَدَ لِاَحَدٍ فِي الدُّعَاءِ قَالَ: ((جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ صَلَاةَ قَوْمٍ اَبْرَارٍ، يَقُوْمُوْنَ اللَّيْلَ وَيَصُوْمُوْنَ النَّهَارَ، لَيْسُوْا بِاَثَمَةٍ وَلَا فُجَّارٍ۔)) (الصحيحة:١٨١٠)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کسی کے لیے دعا کرنے میں مبالغہ کرتے تو فرماتے: اللہ تعالی تمھیں نیک لوگوں کی دعائیں نصیب فرمائے، جو رات کو قیام اور دن کو روزہ رکھتے ہوں اور وہ گنہگار ہوں نہ بدکار۔''

تخريج: رواه عبد بن حميد في"المنتخب من المسند": ١٤٧/ ٢

شرح:...... معلوم ہوا کہ نیک لوگوں کی دعائیں اللہ تعالی کی بہت بڑی نعمت ہیں۔

صبح و شام کے اذکار......سید الاستغفار

(۳۰۹۱)۔ عَنْ شَدَّادِ بْنِ اَوْسٍ، اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((اَلَا اَدُلُّكَ عَلٰى سَيِّدِ الْاِسْتِغْفَارِ؟ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّيْ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ خَلَقْتَنِي وَاَنَا عَبْدُكَ، وَابْنُ عَبْدِكَ، وَاَنَا عَلٰى عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ، اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَاصَنَعْتُ، وَاَبُوْءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ، وَاَعْتَرِفُ بِذُنُوْبِي، فَاغْفِرْلِي ذُنُوْبِي، اِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا

سیدنا شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''کیا میں تجھے سید الاستغفار بتلا دوں؟ (وہ یہ ہے:) ''اے اللہ! تو میرا ربّ ہے، تو نے مجھے پیدا کیا، میں تیرا بندہ اور تیرے بندے کا بیٹا ہوں اور میں اپنی استطاعت کے مطابق تیرے عہد و پیمان پر ہوں، میں تیری پناہ چاہتا ہوں اس برائی سے جو میں نے کی، میں اپنے آپ پر تیری نعمت کا اقرار کرتا ہوں اور اپنے گناہوں کا بھی اعتراف کرتا ہوں، بلاشبہ کوئی بھی گناہوں کو نہیں بخش سکتا مگر تو ہی۔'' جو

اَنْتَ، لَا یَقُوْلُهَا اَحَدٌ حِیْنَ یُمْسِيْ اِلَّا وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ۔)) (الصحیحۃ:١٧٤٧)

آدمی شام کے وقت یہ دعا پڑھے گا اس کے لیے جنت واجب ہو جائے گی۔‘‘

تخریج: أخرجه الترمذي: ٤/ ٢٢٩، والحديث اخرجه البخاري في "الدعوات" والنسائي في "الاستعاذة"، واحمد: ٤/ ١٢٢، ١٢٥

شرح:...... درج ذیل ذکر کو سید الاستغفار کہتے ہیں، یعنی اللہ تعالی سے بخشش طلب کرنے کے لیے یہ ذکر سب سے بہترین اور افضل ہے:

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّيْ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ، خَلَقْتَنِي وَاَنَا عَبْدُكَ، وَابْنُ عَبْدِكَ، وَاَنَا عَلٰى عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ، اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَاصَنَعْتُ، وَاَبُوْءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ، وَاَعْتَرِفُ بِذُنُوْبِيْ، فَاغْفِرْلِيْ ذُنُوْبِي، اِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ۔

صحیح بخاری کی روایت کے الفاظ درج ذیل ہیں اور یہی عام طور پر معروف ہیں:

جو شخص یقین کے ساتھ یہ کلمات کو شام کو پڑھتا ہے اور پھر اسی رات کو وفات پا جاتا ہے تو وہ جنت میں داخل ہو گی، یہی معاملہ صبح کو پڑھنے اور دن کا ہے:

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّيْ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ، خَلَقْتَنِي وَاَنَا عَبْدُكَ، وَاَنَا عَلٰى عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ، وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَاصَنَعْتُ، اَبُوْءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ، وَاَبُوْءُ بِذَنْبِي فَاغْفِرْلِيْ، فَاِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ۔

(٣٠٩٢)۔ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِذَا اَصْبَحْتُمْ فَقُوْلُوْا: اَللّٰهُمَّ! بِكَ اَصْبَحْنَا، وَبِكَ اَمْسَيْنَا، وَبِكَ نَحْيَا، وَبِكَ نَمُوْتُ، وَاِلَيْكَ النُّشُوْرُ۔ وَاِذَا اَمْسَيْتُمْ، فَقُوْلُوْا: اَللّٰهُمَّ! بِكَ اَمْسَيْنَا، وَبِكَ اَصْبَحْنَا، وَبِكَ نَحْيَا، وَبِكَ نَمُوْتُ، وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ۔)) (الصحیحۃ: ٢٦٣)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’جب تم صبح کرو تو کہو: اے اللہ! تیری قدرت سے ہم نے صبح کی اور شام کی، تیری قدرت سے ہم جی رہے ہیں اور تیری قدرت سے مریں گے اور تیری ہی طرف اکٹھا ہونا ہے۔ اور جب تم شام کرو تو کہو: اے اللہ! تیری قدرت سے ہم نے شام کی اور صبح کی اور تیری قدرت سے ہم جی رہیں اور تیری قدرت سے ہم مریں گے اور تیری طرف ہی لوٹنا ہے۔‘‘

تخریج: أخرجه ابن ماجه: ٢/ ٤٤٠، والترمذي في "سننه": ٤/ ٢٢٩

(٣٠٩٣)۔ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ: كَانَ ﷺ اِذَا اَصْبَحَ، قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ! بِكَ اَصْبَحْنَا،

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ بوقتِ صبح یہ دعا پڑھتے: اے اللہ! تیرے ساتھ ہم نے صبح کی

وَبِكَ اَمْسَيْنَا ، وَبِكَ نَحْيَا ، وَبِكَ نَمُوْتُ ، اِلَيْكَ النُّشُوْرُ۔)) وَاِذَا اَمْسٰی ، قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ ! بِكَ اَمْسَيْنَا ، وَبِكَ اَصْبَحْنَا ، وَبِكَ نَحْيَا ، نَمُوْتُ ، وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ۔)) (الصحيحة:٢٦٢)

اور تیرے ساتھ ہم نے شام کی اور تیرے ساتھ ہم زندہ ہیں اور تیرے ساتھ ہم مریں گے اور تیری ہی طرف اٹھ کر جانا ہے۔'' اور شام کے وقت یہ دعا پڑھتے: ''اے اللہ! ہم نے تیرے ساتھ شام کی اور تیرے ساتھ ہم نے صبح کی اور تیرے ساتھ ہم زندہ ہیں اور تیرے ساتھ ہم مریں گے اور تیری ہی طرف لوٹ کر جانا ہے۔''

تخریج: أخرجه البخاری فی"الأدب المفرد": ١١٩٩ ، وابن حبان فی "صحيحه": ٢٣٥٤ ، واخرجه احمد: ٢/ ٣٥٤۔ ٣٥٥ وابن حبان: ٢٣٥٥ دون دعاء المساء وبلفظ ((واليك المصير)) بدل ((واليك النشور))

شرح:...... ''اللہ کے ساتھ'' سے مراد اس کی توفیق اور قدرت ہے۔

(٣٠٩٤)۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ ، عَنْ اَبِيْهِ ، عَنْ جَدِّهِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ قَالَ فِي يَوْمٍ مِئَتَيْ مَرَّةٍ مِئَةً إِذَا أَصْبَحَ ، وَمِئَةً إِذَا أَمْسٰى: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔ لَمْ يَسْبِقْهُ اَحَدٌ كَانَ قَبْلَهُ ، وَلَا يُدْرِكُهُ اَحَدٌ كَانَ بَعْدَهُ ، اِلَّا مَنْ عَمِلَ اَفْضَلَ مِنْ عَمَلِهِ۔)) (الصحيحة:٢٧٦٢)

عمرو بن شعیب اپنے باپ سے، وہ ان کے دادا سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے صبح کو سو (١٠٠) دفعہ اور شام کو سو (١٠٠) دفعہ، یعنی کل دو سو (٢٠٠) دفعہ یہ کلمہ پڑھا: اللہ ہی معبودِ برحق ہے، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، بادشاہت اسی کی ہے، ساری تعریف اسی کے لیے ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔تو (مقام و مرتبہ کے لحاظ سے) اس سے پہلے والے اس سے سبقت لے سکیں گے نہ بعد والے اس کے (مقام تک) رسائی حاصل کر سکیں گے، ہاں وہ آدمی جو اس سے زیادہ عمل کرے گا۔''

تخریج: أخرجه النسائی فی"اليوم الليلة": ٥٧٦ و٥٧٧ ، وكذا ابن السنی:٧٣ ، وابن الأعربی فی"المعجم": ق٢١٦/ ١ ، والحاكم:١/ ٥٠٠وقال "مائة" وأحمد: ٢/ ١٨٥ و ٢١٤ ، والخطيب فی"التاريخ": ٣/ ٢٥

(٣٠٩٥)۔ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِفَاطِمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا: ((مَا يَمْنَعُكِ اَنْ تَسْمَعِيْ مَا اُوْصِيْكِ بِهٖ؟

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو فرمایا: ''کون سا مانع ہے جو تجھے میری وصیت نہیں سننے دیتا؟ تو صبح و شام یہ دعا پڑھا کر:

اَنْ تَقُوْلِي إِذَا أَصْبَحْتِ وَإِذَا أَمْسَيْتِ: يَا حَيُّ! يَا قَيُّوْمُ! بِرَحْمَتِكَ أَسْتَغِيْثُ ، وَأَصْلِحْ لِيْ شَأْنِيْ كُلَّهُ، وَلَا تَكِلْنِيْ إِلٰى نَفْسِي طَرْفَةَ عَيْنٍ أَبَدًا۔)) (الصحيحة: ٢٢٧)

"اے زندہ رہنے والے! اپنے بل پر قائم رہ کر اپنے ما سوا چیزوں کی حفاظت کرنے والے! میں تیری رحمت کے ذریعے تجھے مدد کے لیے پکارتی ہوں (پکارتا ہوں)، تو میرے تمام معاملات کو سنوار دے اور مجھے لحہ بھر کے لیے بھی میرے سپرد نہ کر۔"

تخريج: رواه ابن السنى فى "عمل اليوم والليلة": ٤٦، و النسائى: ٣٨١/ ٥٧٠، والبزار فى "مسنده": ٤/ ٢٥/ ٣١٠٧، والحاكم: ١/ ٥٤٥

(٣٠٩٦)۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ اَبْزٰى ، عَنْ اَبِيْهِ ، قَالَ: كَانَ ﷺ يُعَلِّمُنَا إِذَا أَصْبَحَ أَحَدُنَا أَنْ يَقُوْلَ: ((أَصْبَحْنَا عَلٰى فِطْرَةِ الْإِسْلَامِ، وَكَلِمَةِ الْإِخْلَاصِ، وَدِيْنِ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ ﷺ وَمِلَّةِ أَبِيْنَا إِبْرَاهِيْمَ حَنِيْفًا مُسْلِمًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ۔)) (الصحيحة: ٢٩٨٩)

عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابزی اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں صبح کے وقت یہ دعا پڑھنے کی تعلیم دی: "ہم نے فطرتِ اسلام، کلمۂ اخلاص، اپنے نبی محمد ﷺ کے دین، اپنے باپ ابراہیم (علیہ السلام) کی ملت پر صبح کی، (وہ ابراہیم) جو یکسو مسلمان تھے اور مشرک نہ تھے۔"

تخريج: أخرجه النسائي في "عمل اليوم والليلة": ١/ ١٣٣، وكذا ابن السني: ١٢/ ٣٢، والدارمي: ٢/ ٢٩٢، والطبراني في "الدعاء": ٢/ ٩٢٦/ ٢٩٤، وابن أبي شيبة في "المصنف": ٩/ ٧١/ ٦٥٩١، وأحمد: ٣/ ٤٠٧

(٣٠٩٧)۔ عَنْ أَبِيْ أَيُّوْبَ الْأَنْصَارِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ قَالَ حِيْنَ يُصْبِحُ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ، وَلَهُ الْحَمْدُ، يُحْيِي وَيُمِيْتُ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۔ عَشْرَ مَرَّاتٍ۔ ، كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ بِكُلِّ وَاحِدَةٍ قَالَهَا عَشْرَ حَسَنَاتٍ، وَحَطَّ عَنْهُ بِهَا عَشْرَ سَيِّئَاتٍ ، وَرَفَعَهُ اللّٰهُ بِهَا عَشْرَ دَرَجَاتٍ، وَكُنَّ لَهُ كَعَشْرِ رِقَابٍ ، وَكُنَّ لَهُ مَسْلَحَةً مِنْ أَوَّلِ

سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "جس نے صبح کے وقت دس دفعہ یہ دعا پڑھی: اللہ ہی معبودِ برحق ہے، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، بادشاہت اسی کی ہے، ساری تعریف اسی کے لیے ہے، وہ زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ تو اللہ تعالیٰ ہر ایک بار کے بدلے اس کے لیے دس نیکیاں لکھے گا، دس برائیاں معاف کرے گا، دس درجے بلند کرے گا، یہ کلمات اس کے لیے دس غلاموں کو آزاد کرنے (کے ثواب) کے برابر ہوں گے، اور اس کی صبح سے شام تک حفاظت کریں گے

النَّهَارِ إِلَى آخِرِهِ، وَلَمْ يَعْمَلْ يَوْمَئِذٍ عَمَلاً يَقْهَرُهُنَّ، فَإِنْ قَالَهَا حِيْنَ يُمْسِي، فَكَذٰلِكَ۔)) (الصحيحة: ١١٤، ٢٥٦٣)

اور اس دن اس آدمی کا کوئی عمل، اس عمل پر غالب نہیں آ سکے گا۔ اگر بوقتِ شام یہ ذکر کیا تو یہی ثواب ملے گا۔''

تخريج: أخرجه أحمد: ٥/ ٤٢٠، والطبراني في "المعجم الكبير": ٤/ ١٥١/ ٣٨٨٣، و "الدعاء": ٢/ ٩٥٠/ ٣٣٧

٢٥٦٣: تخريج: أخرجه أحمد: ٥/ ٤٢٠، والطبراني: ٤/ ١٥١/ ٣٨٨٣

(٣٠٩٨)۔ عَنِ الْمُنْذِرِ صَاحِبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَكَانَ يَكُوْنُ بِـ(اَفْرِيْقِيَّة) قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ قَالَ إِذَا أَصْبَحَ: رَضِيْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا، وَبِالْإِسْلَامِ دِيْنًا، وَبِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا۔ فَأَنَا الزَّعِيْمُ، لَآخُذَنَّ بِيَدِهِ حَتّٰى أُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ۔)) (الصحيحة: ٢٦٨٦)

صحابیٔ رسول سیدنا منذر رضی اللہ عنہ، جو افریقہ میں تھے، بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: ''جس آدمی نے بوقتِ صبح یہ دعا پڑھی: میں اللہ کے ربّ ہونے، اسلام کے دین ہونے اور محمد (ﷺ) کے رسول ہونے پر راضی ہوں۔ تو میں (محمد) اس بات کا ضامن و کفیل ہوں کہ اس کا ہاتھ پکڑے رکھوں گا، یہاں تک کہ اسے جنت میں داخل کر دوں گا۔''

تخريج: رواه الطبراني

شرح:...... سبحان اللہ! نبی کریم ﷺ نے حشر کے میدان اپنی رفاقت حاصل کرنے کے تمام اسباب ہمیں عطا کر دیے ہیں۔ ہمیں چاہئے کہ ہم صبح کے وقت یہ دعا پڑھنے کا اہتمام کریں:
رَضِيْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا، وَبِالْإِسْلَامِ دِيْنًا، وَبِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا۔

(٣٠٩٩)۔ عَنْ أَبِي مَالِكٍ الْأَشْعَرِيِّ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَمَرَنَا أَنْ نَقُوْلَ إِذَا أَصْبَحْنَا، وَإِذَا أَمْسَيْنَا، وَإِذَا اضْطَجَعْنَا عَلٰى فُرُشِنَا: ((اَللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ، عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ، أَنْتَ رَبُّ كُلِّ شَيْءٍ، وَالْمَلَائِكَةُ يَشْهَدُوْنَ أَنَّكَ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ، فَإِنَّا نَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ أَنْفُسِنَا، وَمِنْ شَرِّ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ وَشِرْكِهِ، وَأَنْ نَقْتَرِفَ عَلٰى أَنْفُسِنَا سُوْءً،

سیدنا ابو مالک اشعری سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ ہم صبح کو، شام کو اور بستر پر لیٹتے وقت کہیں: ''اے اللہ! جو زمین و آسمان کو پیدا کرنے والا اور مخفی و ظاہر چیزوں کو جاننے والا ہے، تو ہر چیز کا پروردگار ہے اور فرشتے گواہی دیتے ہیں کہ تو ہی معبودِ برحق ہے، ہم تیری پناہ چاہتے ہیں اپنے نفسوں کے شرّ سے، شیطان کے شرّ سے، اس کی دعوتِ شرک سے اور اس بات سے ہم اپنے نفسوں پر کسی برائی کا ارتکاب کریں یا کسی مسلمان کو اس میں مبتلا کر دیں۔''

اَوْنَجُرَّهُ إِلٰى مُسْلِمٍ)) (الصحيحة:٢٧٦٣)

تخريج: أخرجه أبوداود :٥٠٨٣، والطبراني في "الكبير": ٣/ ٢٩٥/ ٢٤٥٠، وفي "مسند الشاميين": ص ٣٣٢

(٣١٠٠)۔ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ اَبُوْبَكْرِ الصِّدِّيْقُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! مُرْنِي بِشَيْءٍ اَقُوْلُهُ إِذَا اَصْبَحْتُ وَإِذَا اَمْسَيْتُ، قَالَ: ((قُلْ : اَللّٰهُمَّ عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ، فَاطِرَ السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضِ، رَبَّ كُلِّ شَيْءٍ وَّمَلِيْكَهُ، وَاَشْهَدُ اَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اَنْتَ، اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِيْ، وَشَرِّ الشَّيْطَانِ وَشِرْكِهِ۔ قُلْهُ إِذَا اَصْبَحْتَ، وَإِذَا اَمْسَيْتَ، وَإِذَا اَخَذْتَ مَضْجَعَكَ۔)) (الصحيحة: ٢٧٥٣)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے ایسی دعا کا حکم دیں، جسے میں صبح و شام پڑھا کروں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یوں کہا کر: اے اللہ! غائب و حاضر کو جاننے والے! آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے والے! ہر چیز کے ربّ اور مالک! میں گواہی دیتا ہوں کہ نہیں کوئی معبودِ برحق مگر تو ہی، میں تیری پناہ چاہتا ہوں اپنے نفس کے شرّ سے اور شیطان کے شرّ اور اس کے شرک سے۔'' جب تو صبح کرے اور شام کرے اور اپنے بستر پر لیٹے تو یہ دعا پڑھا کر۔''

تخريج: اخرجه ابوداود الطيالسي في "مسنده": ٢٥٨٢، والترمذي: ٣٣٨٩، وابوداود: ٥٠٦٧، وابن ابي شيبة: ١٠/ ٢٣٧/ ٩٣٢٣، واحمد: ٢/ ٢٩٧، ١/ ٩، ١٠، والنسائي: ٤/ ٤٠١/ ٧٦٩١، ٣٠٤/ ٧٦٩٩، وفي "الكبرى": ٤/ ٤٠٨/ ٧٧١٤، والحاكم: ١/ ٥١٣، وابو يعلى في "مسنده": ١/ ٢٦

سوتے وقت کی دعائیں اور آداب

(٣١٠١)۔ عَنْ جَابِرٍ كَانَ ﷺ لَايَنَامُ حَتّٰى يَقْرَأَ الم تَنْزِلُ السَّجْدَةَ وَتَبَارَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ۔ (الصحيحة: ٥٨٥)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اس وقت تک نہیں سوتے تھے، جب تک سورۂ سجدہ ﴿الٓمّٓ۔ تَنْزِيْلُ﴾ اور سورۂ ملک ﴿تَبَارَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ﴾ کی تلاوت نہ کر لیتے تھے۔

تخريج: أخرجه البخاري في "الأدب المفرد": ١٢٠٩، والنسائي في "عمل اليوم والليلة"، وكذا ابن السني: ٦٦٩، والترمذي: ٢/ ١٤٦، والدارمي: ٢/ ٤٥٥، وأحمد: ٣/ ٣٤٠، والبغوي: ٦/ ٥٩٦، والنسائي: ٧٠٦

شرح:...... ہمیں اس سنتِ مبارکہ پر عمل کرتے ہوئے سونے سے پہلے سورۂ ملک اور سورۂ سجدہ کی تلاوت کرنی چاہیے۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((سُوْرَةُ تَبَارَكَ هِيَ الْمَانِعَةُ

مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ۔)) ......''﴿تَبَارَكَ الَّذِیْ﴾ یعنی سورۂ ملک عذاب قبر کو روکنے والی ہے۔'' (صحيحه: ١١٤٠، واخرجه أبو الشيخ في "طبقات الأصبهانيين" ٢٦٤، وأخرجه الحاكم: ٢/ ٤٩٨، واخرجه الحاكم موقوفا، وهو فی حکم المرفوع)

(٣١٠٢)۔ عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: كَانَ ﷺ لَايَنَامُ حَتّٰى يَقْرَأَ الزُّمَرَ وَبَنِيْ إِسْرَائِيْلَ۔ (الصحيحة: ٦٤١)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب تک سورۂ زمر اور سورۂ بنی اسرائیل کی تلاوت نہیں کر لیتے، اس وقت تک سوتے نہیں تھے۔

تخريج: أخرجه االترمذی: ٤/ ٢٣٢۔تحفة، وابن خزيمة فی "صحيحه": ١/ ١٢٦/ ٢، وابن نصر فی "قيام الليل": ٦٩، والحاكم: ٢/ ٤٣٤، وأحمد: ٦/ ٦٨/ ١٢٢

شرح:...... سورہ زمر آٹھ اور سورۂ بنی اسرائیل بارہ رکوعات پر مشتمل ہے، ہمارے لیے یہ ایک مشکل عمل ہے، لیکن پارسا ہستیوں کو نیک اعمال آسان محسوس ہوتے ہیں، اگرچہ وہ مشکل ہی ہوں۔ ہمیں چاہئے کہ اگر روزانہ نہیں تو بسا اوقات اس سنت میں رسول اللہ ﷺ کی موافقت اختیار کر لیا کریں۔

(٣١٠٣)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ قَالَ إِذَا أَوٰى إِلٰى فِرَاشِهِ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ كَفَانِيْ وَآوَانِيْ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ أَطْعَمَنِيْ وَسَقَانِيْ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ مَنَّ عَلَيَّ وَأَفْضَلَ۔ اَللّٰهُمَّ! إِنِّيْ أَسْأَلُكَ بِعِزَّتِكَ أَنْ تُنَجِّيَنِيْ مِنَ النَّارِ، فَقَدْ حَمِدَ اللّٰهَ بِجَمِيْعِ مَحَامِدِ الْخَلْقِ كُلِّهِمْ۔)) (الصحيحة: ٣٤٤٤)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس آدمی نے بستر پر لیٹ کر یہ دعا پڑھی: ساری تعریف اس اللہ کے لیے ہے جس نے مجھے کفایت کیا اور جگہ دی، ساری تعریف اس اللہ کے لیے ہے جس نے مجھے کھلایا اور پلایا اور ساری تعریف اس اللہ کی ہے جس نے مجھ پر احسان کیا اور مہربانی کی۔ اے اللہ! میں تجھ سے تیری عزت کے واسطے سے سوال کرتا ہوں کہ تو مجھے آگ سے نجات دے دے۔ تو اس نے تمام مخلوقات کی بیان کردہ اللہ تعالیٰ کی تعریفات کہہ ڈالیں۔''

تخريج: أخرجه الحاكم: ١/ ٥٤٥۔ ٥٤٦، وابن السني في "عمل اليوم والليلة": ٢٢٩/ ٧١٤، والبيهقي في "الشعب": ٤/ ٩٣/ ٤٣٨٢

شرح:...... اللہ تعالیٰ کو اپنی تعریف و توصیف اور حمد و ثنا بہت پسند ہے اور حقیقت میں وہی سبحان ہستی ہے جو تمام کمالات و جمالات کی محور ہے، اگر کسی انسان، فرشتے، جن یا کسی دوسری مخلوق میں کوئی کمال نظر آتا ہے تو وہ اُسی کی عطا ہے۔ اس حدیث میں جس دعا کی تعلیم دی گئی ہے اس میں اللہ تعالیٰ کی تعریف اور بندے کی عاجزی کا انتہائی انداز اختیار کیا گیا ہے۔

معلوم ہوا کہ سوتے وقت یہ دعا پڑھی جائے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ كَفَانِيْ وَآوَانِيْ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَطْعَمَنِيْ وَسَقَانِيْ ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ مَنَّ عَلَيَّ وَاَفْضَلَ۔ اَللّٰهُمَّ! اِنِّيْ اَسْاَلُكَ بِعِزَّتِكَ اَنْ تُنْجِيْنِيْ مِنَ النَّارِ۔

(٣١٠٤)۔ عَنْ مُعَاذٍ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَبِيْتُ عَلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ طَاهِرًا ، فَيَتَعَارَّ مِنَ اللَّيْلِ ، فَيَسْأَلُ اللّٰهَ خَيْرًا مِنْ اَمْرِ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ، اِلَّا اَعْطَاهُ اِيَّاهُ۔)) (الصحيحة:٣٢٨٨)

سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو مسلمان باوضوء ہوکر اور اللہ تعالی کا ذکر کر کے رات کو سو جاتا ہے، وہ رات کے کسی حصے میں اٹھ کر جب بھی اللہ تعالی سے دنیا و آخرت کی خیر و بھلائی کا سوال کرتا ہے تو اللہ تعالی اسے دے دیتا ہے۔''

تخريج: أخرجه الطيالسي في "مسنده":٧٧/ ٥٦٣ ، وابوداود: ٥٠٤٢ ، واحمد: ٥/ ٢٣٤ ، وابن ماجه: ٣٨٨١

شرح:...... اس میں باوضو سونے کی فضیلت کا بیان ہے کہ ایسا آدمی رات کو بیدار ہوتے وقت دین و دنیا کی خیر و بھلائی کی جو دعا کرے گا وہ قبول ہوگی۔

(٣١٠٥)۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو ، قَالَ: كَانَ ﷺ يَقُوْلُ حِيْنَ يُرِيْدُ اَنْ يَنَامَ: ((اَللّٰهُمَّ! فَاطِرَ السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضِ! عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ! رَبَّ كُلِّ شَيْءٍ! وَاِلٰهَ كُلِّ شَيْءٍ! اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ ، وَحْدَكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ ، وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُوْلُكَ ، وَالْمَلَائِكَةُ يَشْهَدُوْنَ ، اَللّٰهُمَّ! اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الشَّيْطَانِ وَشِرْكِهِ ، وَاَعُوْذُ بِكَ اَنْ اَقْتَرِفَ عَلٰى نَفْسِيْ اِثْمًا ، اَوْاَرُدَّهُ اِلٰى مُسْلِمٍ۔))

(الصحيحة:٣٤٤٣)

سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ جب سونے کا ارادہ کرتے تو فرماتے: ''اے اللہ! آسمان و زمین کو پیدا کرنے والے! غائب و حاضر کو جاننے والے! ہر چیز کے ربّ! ہر چیز کے معبودِ برحق! میں گواہی دیتا ہوں کہ تو ہی معبودِ برحق ہے، تو اکیلا ہے، تیرا کوئی شریک نہیں، اور یہ کہ محمد (ﷺ) تیرے بندے اور رسول ہیں اور اس بات پر فرشتے بھی گواہی دیتے ہیں۔ اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں شیطان اور اس کے شرک سے اور میں تیری پناہ طلب کرتا ہوں اس بات سے کہ میں اپنے نفس پر برائی کا ارتکاب کروں یا کسی مسلمان کے حق میں برائی کروں۔''

تخريج: أخرجه الطبراني في "المعجم الكبير": ١٣/ ٤٠/ ٩٤ وفي "الدعاء": ٢/ ٩١٢/ ٢٦٣ ، وأخرجه احمد: ٢/ ١٧١ وذكر الدعاء مع اختلاف يسير في بعض الالفاظ ، ورواه الطبرانى ايضا: ١٣/ ٢٦/ ٥٢ ، والبيهقى فى "الدعوات الكبير": ٢/ ١١٢/ ٣٥٣ نحو حديث أحمد

(٣١٠٦)۔ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، قَالَ: كَانَ ﷺ يَتَوَسَّدُ يَمِيْنَهُ عِنْدَ الْمَنَامِ، ثُمَّ يَقُوْلُ: ((رَبِّ قِنِيْ عَذَابَكَ يَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ۔)) (الصحيحة:٢٧٠٣)

سیدنا برا بن عازب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سوتے وقت دایاں ہاتھ سر کے نیچے رکھتے اور یہ دعا پڑھتے: ''اے میرے ربّ! جس دن تو اپنے بندوں کو اٹھائے گا، اس دن مجھے اپنے عذاب سے بچانا۔''

تخريج: أخرجه الترمذى فى "الشمائل": رقم ٢٥٢، وأحمد: ٤/ ٣٠٠، و النسائى: ٧٥٨، والترمذى فى "السنن": ٣٣٩٦ ايضا

(٣١٠٧)۔ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، قَالَ: كَانَ ﷺ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَنَامَ وَضَعَ يَدَهُ تَحْتَ خَدِّهِ الْأَيْمَنِ، وَيَقُوْلُ: ((اَللّٰهُمَّ قِنِيْ عَذَابَكَ يَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ۔)) وَرَدَ أَيْضًا مِنْ حَدِيْثِ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ، وَحَفْصَةَ بِنْتِ عُمَرَ۔ (الصحيحة: ٢٧٥٤)

سیدنا برا بن عازب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ سوتے تو اپنا ہاتھ دائیں رخسار کے نیچے رکھتے اور یہ دعا پڑھتے: اے اللہ! جس دن تو اپنے بندوں کو اٹھائے گا، اس دن مجھے اپنے عذاب سے بچانا۔'' یہ حدیث سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ اور سیدہ حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا سے بھی مروی ہے۔

تخريج: ورد من حديث البراء بن عازب، وحذيفة بن اليمان، وحفصة بنت عمر

(١) أما حديث البراء: أخرجه البخارى فى "الأدب المفرد": ١٢١٥، وأحمد: ٤/ ٢٩٠، ٢٩٨، ٣٠٣، والنسائى: ٤٥٠/ ٧٥٥، وابن ماجه: ٣٩٢٣۔ الأعظمى، والترمذى: ٣٣٩٦

(٢) وأما حديث حذيفة: أخرجه الترمذى: ٣٣٩٥، والحميدى: ٤٤٤، وأحمد: ٥/ ٣٨٢

(٣) وأما حديث حفصة: أخرجه أبوداود: ٥٠٤٥، وابن شيبة: ١٠/ ٢٥٠/ ٩٣٥٨، وأحمد: ٦/ ٢٨٧، ٢٨٨، وأبو يعلى: ٤/ ١٦٧٥، ١٦٨١، وابن السنى فى "عمل اليوم والليلة": ٢٣١، وكذا النسائى فيه: ١٧٦/ ٤٥٢

شرح:...... معلوم ہوا کہ رات کو سوتے وقت دائیں پہلو پر لیٹا جائے اور دائیں رخسار کے نیچے دایاں ہاتھ رکھ کر یہ دعا پڑھی جائے:

اَللّٰهُمَّ قِنِيْ عَذَابَكَ يَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ۔

(٣١٠٨)۔ عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَنَامَ وَهُوَ جُنُبٌ، تَوَضَّأَ، وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَأْكُلَ وَهُوَ جُنُبٌ، غَسَلَ يَدَيْهِ۔ (الصحيحة: ٣٩٠)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب جنابت کی حالت میں سونا چاہتے تو وضو کر لیتے اور اگر اس حالت میں کھانا کھانا چاہتے تو ہاتھ دھو لیتے تھے۔

تخريج: أخرجه النسائي: ١/ ٥٠، وفي "الكبرى" ايضا: ق ٦٥/ ٢، واحمد: ٦/ ١١٨، ١١٩

شرح:...... معلوم ہوا کہ جنابت والے آدمی کو وضو کر کے سونا چاہئے، لیکن ایسا کرنا مستحب ہے، جیسا کہ سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ سے سوال کیا گیا کہ کیا کوئی آدمی جنابت کی حالت میں سو سکتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ((نَعَمْ، وَيَتَوَضَّأُ إِنْ شَاءَ۔)) (ابن خزیمہ، ابن حبان) ......''جی ہاں، اور اگر وہ چاہتا ہے تو وضو کر لے۔''

امام البانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: یہ بڑی پیاری اور عمدہ حدیث ہے، اس میں کھانے سے پہلے ہاتھ دھونے کی سنت کا بیان ہے، یہ حدیث درج ذیل ضعیف حدیث سے کفایت کرتی ہے: ((بَرَكَةُ الطَّعَامِ الْوُضُوْءُ قَبْلَهُ وَ بَعْدَهُ۔)) ......''کھانے کی برکت اس میں ہے کہ اس سے پہلے اور اس کے بعد وضو کیا جائے۔'' میں نے ضعیفہ (١٦٨) میں اس کے ضعف کی وضاحت کی ہے۔ (صحیحہ: ٣٩٠)

قارئین کرام! امام البانی رحمہ اللہ نے کھانے سے پہلے ہاتھ دھونے کا استدلال اس حدیث کے اُن الفاظ سے کیا ہے، جن میں "وَهُوَ جُنُبٌ" کے الفاظ نہیں پائے جاتے، جب اُن کو ان الفاظ کا علم ہوا تو انھوں نے کہا:

جب مجھے اس روایت کے الفاظ "وَهُوَ جُنُبٌ" کا پتہ چلا تو معلوم ہوا کہ کھانے سے پہلے ہاتھ دھونے کی سنت اس آدمی کے لیے ہے، جس پر جنابت کا غسل فرض ہو۔ (صحیحہ: ٣٩٠) عام حالات میں کھانے سے پہلے ہاتھ دھونا کسی کا طبعی فیصلہ ہو سکتا ہے، اسے سنت نہیں قرار دیا جا سکتا۔

(٣١٠٩)۔ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ: كَانَ ﷺ إِذَا أَوٰى إِلٰى فِرَاشِهِ نَامَ عَلٰى شِقِّهِ الْأَيْمَنِ ثُمَّ قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ أَسْلَمْتُ نَفْسِيْ إِلَيْكَ وَوَجَّهْتُ وَجْهِيْ إِلَيْكَ، وَفَوَّضْتُ أَمْرِيْ إِلَيْكَ، وَأَلْجَأْتُ ظَهْرِيْ إِلَيْكَ، رَغْبَةً وَرَهْبَةً إِلَيْكَ، لَا مَلْجَأَ وَلَا مَنْجَأَ مِنْكَ إِلَّا إِلَيْكَ، آمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِيْ أَنْزَلْتَ، وَنَبِيِّكَ الَّذِيْ أَرْسَلْتَ۔)) وَقَالَ ﷺ: ((مَنْ قَالَهُنَّ ثُمَّ مَاتَ تَحْتَ لَيْلَتِهِ مَاتَ عَلَى الْفِطْرَةِ۔)) (الصحيحة: ٢٨٨٩)

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب اپنے بستر پر لیٹتے تو دائیں پہلو پر لیٹتے اور یہ دعا پڑھتے تھے: ''اے اللہ! میں نے اپنے نفس کو تیرے تابع کر دیا، اپنا چہرہ تیری طرف پھیر لیا، اپنا کام تیرے سپرد کر دیا، اپنی پشت تیری طرف جھکائی، تیری طرف رغبت کرتے ہوئے اور تجھ سے ڈرتے ہوئے، نہ تجھ سے پناہ کی کوئی جگہ ہے اور نہ بھاگ کر جانے کی مگر تیری ہی طرف، میں ایمان لایا تیری کتاب پر جو تو نے نازل کی اور تیرے نبی پر جو تو نے بھیجا۔'' نیز آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو آدمی یہ کلمات کہے اور اسی رات کو مر جائے تو وہ فطرتِ اسلام پر مرے گا۔''

تخريج: أخرجه البخاري في "صحيحه": ١١/ ١١٥/ ٦٣١٥، وفي "الأدب المفرد": ١٢١٣ - واخرجه البخاري: ١/ ٣٥٧، ومسلم: ٨/ ٧٧، وابوداود: ٥٠٤٦، والترمذي: ٣٥٦٩، وغيره بلفظ: ((اذا اتيت

مضجعك فتوضأ وضوءك للصلاة، ثم اضطجع على شقك الايمن ثم قل: ۔۔۔۔۔)) وزاد فی آخره: ((واجعلهن آخر ما تتكلم به۔)) قال: فرددتها على النبى ﷺ، فلما بلغت: ((اللهم آمنت بكتابك الذى انزلت)) قلت: ورسولك، قال: ((لا، ونبيك الذى ارسلت۔))

شرح:...... رات کو سوتے وقت یہ دعا پڑھنی چاہیے، اگر کوئی آدمی یہ دعا پڑھنے کے بعد رات کو فوت ہو جاتا ہے تو وہ فطرتِ اسلام پر فوت ہوگا:

اَللّٰهُمَّ اَسْلَمْتُ نَفْسِيْ اِلَيْكَ وَوَجَّهْتُ وَجْهِيْ اِلَيْكَ، وَفَوَّضْتُ اَمْرِيْ اِلَيْكَ، وَالْجَأْتُ ظَهْرِيْ اِلَيْكَ، رَغْبَةً وَرَهْبَةً اِلَيْكَ، لَا مَلْجَأَ وَلَامَنْجَا مِنْكَ اِلَّا اِلَيْكَ، آمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِي اَنْزَلْتَ، وَنَبِيِّكَ الَّذِي اَرْسَلْتَ۔

مظلوم کی بددعا مقبول ہوتی ہے

(۳۱۱۰)۔ عَنْ خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ مَرْفُوْعًا: ((اِتَّقُوْا دَعْوَةَ الْمَظْلُوْمِ، فَاِنَّهَا تُحْمَلُ عَلَى الْغَمَامِ، يَقُوْلُ اللّٰهُ جَلَّ جَلَالُهُ: وَعِزَّتِي! وَجَلَالِي! لَاَنْصُرَنَّكَ وَلَوْ بَعْدَ حِيْنٍ۔)) (الصحيحة: ۸۷۰)

سیدنا خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مظلوم کی بددعا سے بچو، کیونکہ اسے بادلوں پر اٹھا لیا جاتا ہے (یعنی فوراً قبول ہو جاتی ہے)۔ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں: میری عزت کی قسم اور میرے جلال کی قسم! میں تیری مدد ضرور کروں گا، اگرچہ کچھ وقت کے بعد کروں۔''

تخريج: رواه البخارى فى "التاريخ الكبير": ۱/ ۱/ ۱۸٦، والدولابى: ۲/ ۱۲۳، والطبرانى: ۱/ ۱۸٦/ ۱

شرح:...... مظلوم، وہ مسلم ہو یا غیر مسلم، کی بددعا قبول ہو جاتی ہے، لہٰذا اگر ہم ''لولے لنگڑے'' اور غریب و فقیر بندوں سے اخلاقِ حسنہ والا پہلو اختیار نہیں کر سکتے تو کم از کم ان کے ساتھ ایسا رویہ بھی اختیار نہ کریں کہ ہم ان کی بد دعاؤں کا مصداق بنتے رہیں۔

اس حدیث سے یہ مسئلہ بھی اخذ کیا جا سکتا ہے کہ بے بس، بے آسرا اور لاچار لوگوں کی ضرورتیں پوری کی جائیں، تاکہ وہ اپنے محسنین کے حق میں دعائیں کریں۔

(۳۱۱۱)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِتَّقُوْا دَعْوَةَ الْمَظْلُوْمِ، فَاِنَّهَا تَصْعَدُ اِلَى السَّمَاءِ كَاَنَّهَا شِرَارٌ۔)) (الصحيحة: ۸۷۱)

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مظلوم کی بددعا سے بچو، یہ تو چنگاریوں کی طرح آسمان کی طرف اٹھتی ہے۔''

تخريج: أخرجه الحاكم: ۱/ ۲۹، والديلمى فى "المسند": ۱/ ۱/ ٤۲

(۳۱۱۲)۔ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ مَرْفُوْعاً:

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ

((اِتَّقُوا دَعْوَةَ الْمَظْلُوْمِ وَاِنْ كَانَ كَافِرًا، فَإِنَّهُ لَيْسَ دُوْنَهَا حِجَابٌ۔)) (الصحيحة:٧٦٧)

نے فرمایا: ''مظلوم، اگرچہ وہ کافر ہو، کی بد دعا سے بچو، کیونکہ اس کے سامنے کوئی پردہ حائل نہیں ہوتا۔''

تخريج: رواه أحمد: ٣/ ١٥٣، والضياء فى "المختارة": ٢٤٩ /٢

بوقتِ دعا قبولیت کا یقین ہونا چاہیے

(٣١١٣)۔ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعًا: ((اُدْعُوا اللّٰهَ تَعَالٰى وَاَنْتُمْ مُوْقِنُوْنَ بِالْإِجَابَةِ وَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَجِيْبُ دُعَاءً مِنْ قَلْبٍ غَافِلٍ لَاهٍ۔)) (الصحيحة:٥٩٤)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ سے دعا کیا کرو، اس حال میں کہ تمھیں اس کی قبولیت کا یقین ہو، جان لو کہ اللہ تعالیٰ غافل اور بے پرواہ دل کی دعا قبول نہیں کرتا۔''

تخريج: رواه الترمذى: ٢/ ٢٦١، والحاكم: ١/ ٤٩٣، وابن حبان فى "الضعفاء": ١/ ٣٧٢، وابن عدى: ٤/ ٦٢، والخطيب فى "التاريخ": ٤/ ٣٥٦، وأبوبكر الكلاباذى فى "مفتاح معانى الآثار": ٦-٧، وابن عساكر: ٥/ ٦١/ ١

شرح:...... اس حدیث میں دعا کے دو آداب بیان کیے گئے: (۱) اللہ تعالیٰ سے جو دعا کی جائے، اس کے بارے میں یہ یقینِ محکم ہو کہ وہ ضرور قبول کرے گا اور (۲) دعا کو مقصد حیات سمجھ کر اس کے دوران بے پرواہی، بے دلی، سستی، کاہلی اور غفلت کا مظاہرہ نہیں کرنا چاہیے، کیونکہ ایسا کرنا اللہ تعالیٰ کے مقام و مرتبہ اور عظمت و سطوت کے منافی ہے۔ مکمل توجہ اور انہماک کے ساتھ اللہ تعالیٰ کو پکارا جائے اور ایسا کرنا اس وقت تک ناممکن ہے، جب تک مسنون دعاؤں کا ترجمہ نہ آتا ہو یا جب تک دعا کو سمجھا نہ جا رہا ہو۔

دم اور اس کی صورتیں

(٣١١٤)۔ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اِذَا اشْتَكَيْتَ فَضَعْ يَدَكَ حَيْثُ تَشْتَكِي، وَقُلْ: بِسْمِ اللّٰهِ، وَبِاللّٰهِ، اَعُوْذُ بِعِزَّةِ اللّٰهِ وَقُدْرَتِهِ مِنْ شَرِّ مَا اَجِدُ مِنْ وَجَعِي هٰذَا، ثُمَّ ارْفَعْ يَدَكَ ثُمَّ اَعِدْ ذٰلِكَ وِتْرًا۔)) (الصحيحة:١٢٥٨)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تجھے تکلیف ہو تو اپنا ہاتھ تکلیف والی جگہ پہ رکھ اور یہ دعا پڑھ: اللہ کے نام کے ساتھ اور اللہ کے ساتھ، میں اللہ تعالیٰ کی عزت و قدرت کی پناہ میں آتا ہوں، اس تکلیف سے، جسے میں محسوس کر رہا ہوں۔ پھر اپنا ہاتھ اٹھا لے اور یہ عمل طاق (تین یا پانچ یا سات......) دفعہ کر۔''

تخريج: أخرجه الترمذي: ٢/ ٢٧٨، والحاكم: ٤/ ٢١٩، والضياء في "المختارة" ق ١/٥١

شرح:...... اس حدیث سے درج ذیل دعا ثابت ہوئی، اس کا طریقہ، ترجمہ میں گزر چکا ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ، وَبِاللّٰهِ، اَعُوْذُ بِعِزَّةِ اللّٰهِ وَقُدْرَتِهِ مِنْ شَرِّ مَا اَجِدُ مِنْ وَجَعِي هٰذَا۔

(٣١١٥)۔ عَنْ عَائِشَةَ، اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَرْقِي، يَقُوْلُ: ((اِمْسَحِ الْبَأْسَ رَبَّ النَّاسِ، بِيَدِكَ الشِّفَاءُ، لَا يَكْشِفُ الْكَرْبَ اِلَّا اَنْتَ۔)) (الصحيحة:١٥٢٦)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ (یہ کلمات پڑھ کر مریض کا) علاج کرتے تھے: ''لوگوں کے ربّ! تکلیف کو دور کر دے، تیرے ہاتھ میں شفا ہے، تو ہی رنج و تکلیف کو ہٹا سکتا ہے۔''

تخريج: أخرجه الأمام أحمد: ٦/ ٥٠، ورواه البخاري: ٤/ ٦٣، ومسلم: ٧/ ١٦ بلفظ: ((لا كاشف له الا انت))

شرح: ...... معلوم ہوا کہ مریض کے پاس جا کر یہ دعا پڑھنی چاہیے:

اِمْسَحِ الْبَأْسَ رَبَّ النَّاسِ! بِيَدِكَ الشِّفَاءُ، لَا يَكْشِفُ الْكَرْبَ اِلَّا اَنْتَ۔

(٣١١٦)۔ عَنْ اَبِي بَكْرِ بْنِ سُلَيْمَانَ بْنَ اَبِي حَثْمَةَ الْقُرَشِيِّ، اَنَّ رَجُلًا مِّنَ الْاَنْصَارِ خَرَجَتْ بِهٖ نَمْلَةٌ، فَدُلَّ عَلٰى اَنَّ الشِّفَاءَ بِنْتَ عَبْدِ اللّٰهِ تَرْقِيْ مِنَ النَّمْلَةِ، فَجَاءَ هَا، فَسَأَلَهَا اَنْ تَرْقِيَهُ، فَقَالَتْ: وَاللّٰهِ مَارَقَيْتُ مُنْذُ اَسْلَمْتُ، فَذَهَبَ الْاَنْصَارِيُّ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَاَخْبَرَهُ بِالَّذِي قَالَتِ الشِّفَاءُ، فَدَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الشِّفَاءَ، فَقَالَ: ((اِعْرِضِي عَلَيَّ)) فَعَرَضَتْهَا عَلَيْهِ، فَقَالَ: ((ارْقِيْهِ، وَعَلِّمِيْهَا حَفْصَةَ كَمَا عَلَّمْتِيْهَا الْكِتَابَ، وَفِي رِوَايَةٍ: الْكِتَابَةَ۔)) (الصحيحة :١٧٨)

ابو بکر بن سلیمان بن ابو حثمہ قریشی کہتے ہیں کہ ایک انصاری آدمی کے پہلو میں ایک پھوڑا نکل آیا، اسے بتلایا گیا کہ سیدہ شفا بنت عبد اللہ رضی اللہ عنہا اس پھوڑے پر جھاڑ پھونک کرتی ہیں۔ وہ ان کے پاس گیا اور مطالبہ کیا کہ وہ اسے دم کریں۔ انھوں نے کہا: اللہ کی قسم! میں نے جب سے اسلام قبول کیا، کسی کو دم نہیں کیا۔ وہ انصاری رسول اللہ ﷺ کے پاس چلا گیا اور شفا کی ساری بات بتلا دی۔ آپ ﷺ نے شفا کو بلایا اور اسے فرمایا: ''اپنا دم مجھ پر پیش کرو۔'' انھوں نے ایسے ہی کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''انصاری کو دم کر اور حفصہ کو اس دم کی تعلیم دے، جیسا کہ تو پہلے اسے کتابت سکھلا چکی ہے۔''

تخريج: أخرجه الحاكم: ٤/ ٥٦-٥٧، واحمد: ٦/ ٣٧٢، ابوداود: ٢/ ١٥٤، والطحاوي في ''شرح معاني الآثار'': ٢/ ٣٨٨، والنسائي

شرح: ...... امام البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں: اس حدیث کے ایک متن میں ان الفاظ کی زیادتی ہے: ((اِرْقِيْ، مَا لَمْ يَكُنْ شِرْكٌ بِاللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ۔)) ...... ''(ہر وہ کلام پڑھ کر) دم کیا کر، جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک پر مشتمل نہ ہو، ...... اس حدیث میں ''نَمْلَة'' کا معنی پہلو میں نکلنے والے پھوڑے کے ہیں۔

اس حدیث میں دو فائدے ہیں: (۱) آدمی کا کسی دوسرے کو دم کرنا مشروع ہے، بشرطیکہ دم کے الفاظ میں شرک نہ پایا جاتا ہو۔ لیکن دم کروانا مکروہ ہے، جیسا کہ ((سَبَقَكَ بِهَا عُكَاشَةُ)) والی حدیث سے معلوم ہوتا ہے۔ (۲) عورت لکھائی سیکھ سکتی ہے۔ (صحیحہ: ۱۷۸)

معلوم ہوا کہ ہر وہ دم کرنا جائز ہے جو قرآن مجید، مسنون دعاؤں، مسنون اذکار اور اللہ تعالیٰ کے کسی ذکر پر مشتمل ہے، شرط یہ ہے کہ اس میں شرکیہ کلمات نہیں ہونے چاہئیں۔

((سَبَقَكَ بِهَا عُكَاشَةُ)) سے مراد درج ذیل حدیث ہے:

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''امتوں کو مجھ پر پیش کیا گیا، ...... پس میں نے بہت بڑا لشکر دیکھا، اس سے افق بھر گیا تھا۔ مجھے کہا گیا: یہ آپ کی امت ہے اور ان کے آگے آگے ستر ہزار افراد ایسے ہیں، جو بغیر حساب و کتاب کے جنت میں داخل ہوں گے اور یہ وہ لوگ ہیں، جو بدفال نہیں لیتے، دم نہیں کرواتے، داغ نہیں لگواتے اور اپنے ربّ پر توکل کرتے ہیں۔'' عکاشہ کھڑے ہوئے اور کہا: اے اللہ کے رسول! آپ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھے ان میں سے بنا دے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے اللہ! تو اس کو ان میں سے بنا دے۔'' اتنے میں دوسرا آدمی کھڑا ہوا اور کہا: اللہ تعالیٰ سے میرے لیے بھی دعا کریں کہ مجھے ان میں سے بنا دے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''عکاشہ تجھ سے سبقت لے گیا ہے۔'' (بخاری، مسلم)

(٣١١٧)۔ عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ الْاَشْجَعِيِّ، قَالَ: كُنَّا نَرْقِي فِي الْجَاهِلِيَّةِ، فَقُلْنَا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! كَيْفَ تَرٰى فِي ذٰلِكَ؟ فَقَالَ: ((اِعْرِضُوْا عَلَيَّ رُقَاكُمْ، لَابَاسَ بِالرُّقٰى مَالَمْ يَكُنْ فِيْهِ شِرْكٌ۔)) (الصحيحة:١٠٦٦)

سیدنا عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم دورِ جاہلیت میں دم کیا کرتے تھے۔ (مسلمان ہونے کے بعد) پوچھا: اے اللہ کے رسول! آپ کا ان (دموں) کے بارے میں کیا خیال ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اپنے تعویذات (دم) مجھ پر پیش کرو اور (یاد رکھو کہ) اس وقت تک دموں میں کوئی حرج نہیں جب تک وہ شرک پر مشتمل نہ ہوں۔''

تخريج: أخرجه ابن وهب في "الجامع" ١١٩، وعنه مسلم في "صحيحه" ٧/ ١٩، وكذا أبو داود: ٣٨٨٦

شرح:...... جو دم قرآن مجید، مسنون دعاؤں، مسنون اذکار یا اللہ تعالیٰ کے ذکر اور اس کے اسماء و صفات پر مشتمل ہوں، ان کے ذریعے دم کیا جا سکتا ہے۔ شرکیہ کلمات پر مشتمل دم حرام ہیں۔

(٣١١٨)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: اَرْخَصَ النَّبِيُّ ﷺ فِيْ رُقْيَةِ الْحَيَّةِ لِبَنِيْ عَمْرٍو۔ قَالَ اَبُوالزُّبَيْرِ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ: لَدَغَتْ رَجُلاً مِنَّا عَقْرَبٌ

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو عمرو کو سانپ سے دم کرنے کی رخصت دی۔ ابو زبیر کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کو کہتے سنا کہ ایک بچھو نے ایک آدمی کو ڈسا اور ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے

وَنَحْنُ جُلُوْسٌ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اَرْقِيْ؟ قَالَ: ((مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ اَنْ يَنْفَعَ اَخَاهُ، فَلْيَفْعَلْ.))
(الصحيحة:٤٧٢)

ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔ ایک دوسرے آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں اسے دم کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو آدمی اپنے بھائی کو نفع پہنچا سکتا ہے وہ پہنچائے۔''

تخريج: أخرجه مسلم: ٧/ ١٨-١٩، وابن حبان: ٧/ ٦٣٤/ ٦٠٧٠، وأحمد: ٣/ ٣٨٢، والخرائطي في "مكارم الأخلاق": ٩٠

شرح:...... جس انداز میں کسی کے ساتھ بھلا کرنا ممکن ہو، کرنا چاہیے۔

امام البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان کا اپنے بھائی کو دم کرنا مستحب ہے، بشرطیکہ دم ایسے درست کلمات پر مشتمل ہو، جنھیں سمجھا جا سکے۔ جن دموں کے معانی نہیں سمجھے جا سکتے، وہ ناجائز ہیں۔

مناوی نے کہا: کچھ لوگوں نے اس حدیث کے عموم کو سامنے رکھ کر ہر اس دم کو جائز قرار دیا ہے، جس کی منفعت کا تجربہ کیا جا چکا ہو، اگرچہ اس کے معانی سمجھ نہ آتے ہوں، لیکن سیدنا عوف کی گزشتہ حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ شرک کا سبب بننے والا دم منع ہے اور اسی طرح جس دم کے معانی نہ سمجھے جا رہے ہوں، وہ بھی شرک کا باعث بن سکتا ہے، اس لیے احتیاط کا تقاضا یہ ہے کہ اس کو بھی ممنوع قرار دیا جائے۔

میں (البانی) کہتا ہوں: مناوی کی بات کی تائید اس سے ہوتی ہے کہ آپ ﷺ نے آل عمرو بن حزم کے دم کا جائزہ لینے کے بعد ان کو اجازت دی، اور جن دموں کے معانی ہی نہیں سمجھے جا سکتے، ان پر جواز یا عدم جواز کا حکم ہی نہیں لگایا جا سکتا، اس لیے منع کا عموم ان کو شامل ہوگا۔

رہا مسئلہ دم کا مطالبہ کرنا، تو یہ جائز ہے، لیکن مکروہ ہے۔ (صحیحہ:۴۷۲) اس حکم کی دلیل "سَبَقَكَ بِهَا عُكَاشَةُ" والی حدیث ہے، جو گزر چکی ہے۔

(٣١١٩)۔ عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: كَانَ ﷺ يُعَوِّذُ بِهٰذِهِ الْكَلِمَاتِ: ((اَللّٰهُمَّ! رَبَّ النَّاسِ! اَذْهِبِ الْبَأْسَ، وَاشْفِ وَاَنْتَ الشَّافِيْ، لَاشِفَاءَ اِلَّا شِفَاؤُكَ، شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا.)) فَلَمَّا ثَقُلَ فِي مَرَضِهِ الَّذِي مَاتَ فِيْهِ اَخَذْتُ بِيَدِهِ فَجَعَلْتُ اَمْسَحُهُ بِهَا وَاَقُوْلُهَا، فَنَزَعَ يَدَهُ مِنْ يَدِيْ، وَقَالَ: ((اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ، وَاَلْحِقْنِيْ

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ان کلمات کے ساتھ دم کرتے تھے: ''اے اللہ! لوگوں کے رب! بیماری کو ختم کر دے اور شفا دے، تو شفا دینے والا ہے، تیری شفا کے علاوہ اور کوئی شفا نہیں، ایسی شفا (دے) جو کسی بیماری کو نہ چھوڑے۔'' جب آپ ﷺ کی مرض الموت شدت اختیار کر گئی تو میں آپ ﷺ کا ہاتھ پکڑ کر آپ پر پھیرنے اور یہ دعا پڑھنے لگی۔ آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ میرے ہاتھ سے کھینچ لیا اور یہ پڑھنے لگ گئے: ''اے اللہ! مجھے بخش دے

بِالرَّفِيْقِ الْاَعْلٰى۔)) قَالَتْ: فَكَانَ هٰذَا آخِرُ مَاسَمِعْتُ مِنْ كَلَامِهِ ﷺ۔

اور مجھے رفیقِ اعلی میں پہنچا دے۔'' سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: یہ آخری کلمات تھے جو میں نے آپ ﷺ سے سنے۔

(الصحيحة: ٢٧٧٥)

تخريج: أخرجه أبو بكر بن أبي شيبة في "مصنفه": ٨/ ١/ ٤٥، وأخرجه البخاري: ٥٧٤٣ دون قوله: "فلما ثقل ......" ومسلم: ٧/ ١٥

شرح:...... معلوم ہوا کہ یہ کلمات پڑھ کر مریض کو دم کرنا چاہیے:

اَللّٰهُمَّ رَبَّ النَّاسِ اَذْهَبِ الْبَاْسَ، وَاشْفِ وَاَنْتَ الشَّافِيْ، لَاشِفَاءَ اِلَّاشِفَاؤُكَ، شِفَاءً لَايُغَادِرُ سَقَمًا۔

امام البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں: اس حدیث سے معلوم ہوا یہ دعا پڑھ کر مریض کو دم کرنا چاہیے، آپ ﷺ کی درج ذیل حدیث مبارکہ کا یہی تقاضا ہے: ((مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ اَنْ يَنْفَعَ اَخَاهُ فَلْيَفْعَلْ۔)) (صحيح مسلم) ...... ''جو شخص اپنے بھائی کو نفع پہنچا سکتا ہے، اسے ایسے ہی کرنا چاہیے۔''

نبی کریم ﷺ کو بھی دم کیا گیا، جیسا کہ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت جبریل علیہ السلام آپ کے پاس آئے اور کہا: اے محمد! آپ بیمار ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جی ہاں۔ پھر انھوں نے کہا: ((بِسْمِ اللّٰهِ اَرْقِيْكَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ يُؤْذِيْكَ، مِنْ كُلِّ نَفْسٍ اَوْ عَيْنٍ حَاسِدٍ، اَللّٰهُ يَشْفِيْكَ۔)) (صحيح مسلم) ...... ''میں اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ آپ کو دم کرتا ہوں، ہر اس چیز سے جو آپ کو تکلیف دے اور ہر حسد کرنے والے نفس اور آنکھ سے، اللہ تعالیٰ آپ کو شفا دے۔'' (صحیحہ: ٢٧٧٥)

کیا داغنا اور دم کروانا توکل کے منافی ہے

(٣١٢٠)۔ عَنْ مُغِيْرَةَ بْنِ شُعْبَةَ مَرْفُوْعًا: ((مَنِ اكْتَوٰى اَوِ اسْتَرْقٰى، فَقَدْ بَرِئَ مِنَ التَّوَكُّلِ.)) (الصحيحة: ٢٤٤)

سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''وہ آدمی توکل سے بری ہو گیا جس نے اپنے بدن پر داغ لگایا یا دم کرنے کو کہا۔''

تخريج: رواه الترمذي: ٣/ ١٦٤، وابن حبان في "صحيحه": ١٤٠٨، وابن ماجه: ٢/ ١١٥٤/ ٣٤٨٩، والحاكم: ٤/ ٤١٥، وأحمد: ٤/ ٢٤٩، ٢٥٣

شرح:...... بلاشک وشبہ دم کروانا اور علاج کے لیے بدن پر داغ لگوانا جائز ومباح ہے۔ اس حدیث میں توکل کی اعلی قسم سے متصف لوگوں کا ذکر کیا گیا ہے جو ہر بیماری من جانب اللہ سمجھ کر اس کے علاج کو اسی اللہ کے سپرد کر دیتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے لیے دم کا مطالبہ کرنا یا داغ لگانا مکروہ ہے۔ ہاں اگر کوئی آدمی کسی ایسے بندے کو تکلیف میں دیکھ کر خود دم کر دے تو یہ اس کے توکل کے منافی نہیں ہوگا۔

امام البانی کہتے ہیں: اس حدیث سے پتہ چلا کہ داغ لگوانا اور دم کا مطالبہ کرنا مکروہ ہے، کیونکہ اول الذکر چیز میں آگ کا عذاب پایا جاتا ہے اور موخر الذکر میں دوسرے کا محتاج بننا پڑتا ہے، جس کا فائدہ مظنون اور غیر راجح ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جو لوگ بغیر حساب و کتاب کے جنت میں داخل ہوں گے، بخاری و مسلم میں سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ان کی صفات یہ بیان کی گئی ہیں کہ وہ دم کا مطالبہ نہیں کرتے، بدن پر داغ نہیں لگواتے، بدفالی نہیں لیتے اور اپنے ربّ پر توکل کرتے ہیں۔ (صحیحه: ٢٤٤)

تعویذ

(٣١٢١)۔ عَنْ قَيْسِ بْنِ السَّكَنِ الْاَسَدِيِّ، قَالَ: دَخَلَ عَبْدُاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَلَى امْرَاَتِهِ فَرَاٰى عَلَيْهَا حَرْزًا مِنَ الْحُمْرَةِ، فَقَطَعَهُ قَطْعًا عَنِيْفًا، ثُمَّ قَالَ: اِنَّ آلَ عَبْدِاللّٰهِ عَنِ الشِّرْكِ اَغْنِيَاءُ ـ وَقَالَ: كَانَ مِمَّا حَفِظْنَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((اِنَّ الرُّقٰى وَالتَّمَائِمَ وَالتِّوَلَةَ، شِرْكٌ ـ)) (الصحيحة:٢٩٧٢)

قیس بن سکن اسدی کہتے ہیں: سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی کو دیکھا کہ اس نے خسرہ کی بیماری کی وجہ سے تعویذ پہنا ہوا تھا، آپ نے اسے سختی سے کاٹا اور کہا: عبد اللہ کی آل، شرک سے بیزار ہے، ہم نے رسول اللہ ﷺ سے یہ بات بھی یاد کی ہے کہ: ''بلاشبہ جھاڑ پھونک، تعویذ اور حبّ کے اعمال شرک ہیں۔''

تخريج: أخرجه الحاكم :٤/ ٢١٧

شرح:...... تعویذات کی کیفیات، مقاصد اور غایات مختلف ہیں، اس لیے ان پر ایک حکم نہیں لگایا جا سکتا ہے، تفصیل درج ذیل ہے:

(۱) شرک اکبر: وہ تعویذات جو شیاطین اور دوسری مخلوقات سے مدد طلب کرنے پر مشتمل ہوں، وہ بلا شک و شبہ شرک ہیں، کیونکہ مدد کرنا صرف اللہ تعالیٰ کی صفت ہے۔

(۲) حرام: وہ تعویذات، جو ایسے اسما پر مشتمل ہوں جنہیں سمجھا نہ جا سکے، حرام ہیں اور یہ شرک اکبر کا مرتکب ہونے کا سبب بن سکتے ہیں۔

(۳) جو تعویذات قرآن کریم کی آیات یا مسنون اذکار و ادعیہ یا اللہ تعالیٰ کے اسما و صفات پر مشتمل ہوں، ایسے تعویذات کو ترک کر دینا بہتر ہے، کیونکہ نبی کریم ﷺ نے یہ طریقۂ علاج نہیں اپنایا اور دوسری وجہ یہ ہے کہ ایسے تعویذات بھی مذکورہ بالا دونوں صورتوں کا سبب بن سکتے ہیں۔ اور عام طور پر یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ اس قسم کے تعویذات کا استعمال کرنے والوں کے عقیدوں میں بڑی خرابی پیدا ہو جاتی ہے۔

رہا مسئلہ دم اور جھاڑ پھونک کا، تو جو دم قرآن و سنت یا اللہ تعالیٰ کے اسماء و صفات پر مشتمل ہو، وہ مستحب ہے۔ لیکن

اس باب میں یہ بات ذہن نشین رہے کہ دم کرنے والے کے لیے مستحب ہے کہ وہ لوگوں کو دم کرے، کیونکہ یہ احسان ہے اور دم کروانے والے کے حق میں دم کا مطالبہ کرنا جائز ہے، افضل نہیں ہے۔

اور جس دم میں غیر اللہ کو پکارا جائے اور غیر اللہ سے شفا طلب کی جائے وہ شرک اکبر ہو گا۔

(٣١٢٢)۔ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ الْجُهَنِيِّ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَقْبَلَ اِلَيْهِ رَهْطٌ ، فَبَايَعَ تِسْعَةً ، وَاَمْسَكَ عَنْ وَاحِدٍ۔ فَقَالُوْا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! بَايَعْتَ تِسْعَةً وَتَرَكْتَ هٰذَا؟ قَالَ: ((اِنَّ عَلَيْهِ تَمِيْمَةً۔)) فَاَدْخَلَ يَدَهُ ، فَقَطَعَهَا ، فَبَايَعَهُ وَقَالَ: ((مَنْ عَلَّقَ تَمِيْمَةً ، فَقَدْ اَشْرَكَ۔)) (الصحيحة:٤٩٢)

سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک جماعت (بیعت کرنے کے لیے) نبی ﷺ کے پاس آئی، آپ ﷺ نے نو (۹) افراد سے بیعت لے لی اور ایک سے نہ لی۔ انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ نے نو (۹) افراد سے بیعت لے لی اور ایک کو ترک کر دیا (کیا وجہ ہے)؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس نے تعویذ لٹکایا ہو ہے۔'' اس نے اپنا ہاتھ داخل کیا اور تعویذ کاٹ دیا۔ پھر آپ ﷺ نے اس سے بیعت لی اور فرمایا: ''جس نے تعویذ لٹکایا اس نے شرک کیا۔''

تخريج: أخرجه الامام أحمد: ٤/ ١٥٦ ، والحارث بن أبى أسامة فى "مسنده": ١٥٥ من زوائده"، والحاكم: ٤/ ٢١٩

شرح:...... جو تعویذ شیاطین یا دوسری مخلوقات سے مدد لینے پر مشتمل ہو وہ شرک اکبر ہے اور جو تعویذ غیر مفہمہ کلمات پر مشتمل ہو، وہ حرام ہے۔ اس حدیث کا مصداق تعویذات کی یہی دو صورتیں ہیں۔

تعویذات کی تیسری قسم وہ ہے جو قرآنی آیات، مسنون اذکار یا اللہ تعالیٰ کے اسما وصفات پر مشتمل ہوتے ہیں۔ بلا شک و شبہ یہ قسم شرک اور حرام امور میں داخل نہیں ہے، کیونکہ اس کا تعلق اجتہادی مسائل سے ہے، بہرحال اس کو ترک کرنا افضل ہے۔ واللہ اعلم۔

امام البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں: ''تميمة'' سے مراد وہ گھونگے اور دانے وغیرہ ہیں، جو عرب لوگ نظر بد سے بچنے کے لیے اپنے بچوں پر لٹکاتے تھے، اسلام نے اس طریقے کو باطل قرار دیا۔ ابن اثیر نے (النهاية) میں کہا: یہ گمراہی، بدوؤں، کاشت کاروں اور بعض شہریوں میں عام رہی۔ نظر بد سے بچنے کے لیے لوگوں کا گاڑیوں کے شیشوں پر مخصوص منکے یا ان کے آگے پیچھے جوتے لٹکانا اور گھر یا دوکان کے سامنے گھوڑے کے کھر کے کناروں پر چڑھی ہوئی لوہے کی پتی لٹکانا ''تميمة'' کی ہی مختلف شکلیں ہیں اور توحید اور اس کی نفی کردہ شرک و بت پرستی کی صورتوں سے دوری کا نتیجہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے سامنے ہی شکوہ کیا جا سکتا ہے کہ آج مسلمان دین سے دور اور جہالت کے قریب کیوں ہو گئے ہیں،......

بعض لوگوں نے تاویل کرتے ہوئے کہا: ''التمائم'' کا واحد ''التميمة'' ہے، یہ وہ اوراق ہیں، جن میں اللہ تعالیٰ

کے اسما اور آیاتِ قرآن لکھی جاتی ہیں اور ان کو تبرّک کے لیے سروں پر لٹکایا جاتا ہے۔

یہ تاویل صحیح نہیں ہے، کیونکہ جب "تمائم" کا مطلق طور پر ذکر کیا جائے تو ان سے مراد گھونگے اور دانے وغیرہ ہوتے ہیں، جیسا کہ ابن اثیر کی وضاحت گزر چکی ہے۔ اور اگر یہ تاویل بھی تسلیم کر لی جائے تو ایسی کوئی شرعی دلیل نہیں ہے، جو اس قسم کے تمیمہ کے فائدہ مند ہونے پر دلالت کرے۔ اسی لیے سلف نے بعض قرآنی آیات اور مسنون دعاؤں پر مشتمل تعویذات کو بھی مکروہ سمجھا ہے، جیسا کہ میں نے (الکلم الطیب) کے حاشیہ (ص ۴۴۔۴۵) پر تعلیق لگاتے ہوئے اس کی وضاحت کی ہے۔ (صحیحه: ٤٩٢)

(٣١٢٣)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ النُّشْرَةِ؟ فَقَالَ: ((هُوَ مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ۔))

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ سے بیمار یا آسیب زدہ کے تعویذ کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ شیطانی عمل ہے۔''

(الصحيحة: ٢٧٦٠)

تخريج: أخرجه أحمد في "المسند": ٣/ ٢٩٤، وعنه أبوداود في "السنن": ٣٨٦٨، ومن طريقه البيهقي: ٩/ ٣٥١

شرح: ..... امام البانی رحمہ اللہ نے لکھا: اس سے مراد غیر شرعی تعویذات ہیں، جو قرآنی آیات اور مسنون دعاؤں پر مشتمل نہیں ہوتے، یہی تعویذات ہیں جن کو دوسری احادیث میں علی الاطلاق شرک کہا گیا، بعض ایسی احادیث گزر چکی ہیں۔ بعض تعویذات مجہول المعنی کلمات اور بعض رموز کی شکل میں حروفِ مقطعات پر مشتمل ہوتے ہیں، جیسا کہ بعض دجال اور کذاب لوگوں کے تعویذوں میں دیکھا گیا ہے، ایسے تعویذات میں شرک مضمر ہوتا ہے۔ (صحیحه: ٢٧٦٠)

(٣١٢٤)۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((إِنَّ الرُّقٰى وَالتَّمَائِمَ وَالتِّوَلَةَ، شِرْكٌ۔))

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: ''بیشک جھاڑ پھونک، تعویذ اور حبّ کے اعمال شرک ہیں۔''

(الصحيحة: ٣٣١)

تخريج: أخرجه أبو داود: ٣٨٨٣، وابن ماجه: ٣٥٣٠، وابن حبان: ١٤١٢۔ زوائده، وأحمد: ١/ ٣٨١، والطبراني في "الكبير": ١٠/ ٢٦٢/ ١٠٥٠٣، والحاكم: ٤/ ٤١٧

شرح: ..... امام البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں: (الرُّقٰی): اس سے مراد جنوں سے پناہ مانگنا ہے یا ایسا کلام، جس کا معنی نہ سمجھا جا سکے۔ مثلا: بعض عجمی لوگ اپنی کتابوں کو دیمک سے بچانے کے لیے ان پر "یا کبیکج" لکھ دیتے ہیں۔

(اَلتَّمَائِمْ): یہ "تَمِيْمَة" کی جمع ہے، اصل میں ان سے مرد وہ گھونگے یا دانے ہیں جو عرب لوگ اپنے بچوں کے گلوں میں نظرِ بد کے اثر کو دور کرنے کے لیے لٹکاتے تھے، پھر اس میں وسعت اختیار کی گئی اور ہر تعویذ پر اس کا اطلاق

ہونے لگا۔

گھر کے دروازے پر یا اس کے سامنے والے حصے پر گھوڑے کے کھر کے کناروں پر چڑھی ہوئی لوہے کی پتی لٹکانا، ڈرائیوروں کا گاڑیوں کے اگلے یا پچھلے حصے کے ساتھ جوتا لٹکانا اور گاڑی کی سکرین کے ساتھ نیلے رنگ کا دانہ لٹکانا اسی قبیل سے ہیں، یہ لوگ نظر بد سے بچنے کے لیے ایسا کرتے ہیں۔

کیا قرآنی یا مسنون دعاؤں پر مشتمل تعویذات بھی "التمائم" کے حکم میں داخل ہیں؟ اس کے بارے میں سلف صالحین کے دو قول ہیں، میرے نزدیک راجح قول یہ ہے کہ ان سے بچا جائے، میں نے شیخ الاسلام ابن تیمیہ کی کتاب (الکلم الطیب) پر تعلیق لگاتے ہوئے ایسے تعویذات سے بچنے کی وضاحت کی ہے۔

(اَلتِّوَلَة) وہ جادو اور ٹوٹکا وغیرہ، جو محبت کے لیے بیوی اپنے خاوند کے لیے کراتی ہے۔

ابن اثیر نے کہا: آپ ﷺ نے اس کو شرک قرار دیا ہے، کیونکہ اس کے ساتھ یہ اعتقاد رکھا جاتا ہے کہ یہ اللہ تعالی کی تقدیر کے خلاف بھی مؤثر ہو سکتا ہے۔ (صحیحہ: ۳۳۱)

اللہ تعالی کا واسطہ دیا جائے تو باز آ جانا چاہیے

(۳۱۲۵)۔ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ رَفَعَهُ: ((اِذَا ذُكِّرْتُمْ بِاللّٰهِ فَانْتَهُوْا۔)) (الصحيحة: ۱۳۱۹)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "جب تمہیں اللہ تعالی کے نام پر وعظ و نصیحت کی جائے تو باز آ جاؤ۔"

تخريج: أخرجه البزار في "مسنده" صـ ۳۱۲۔ زوائده

شرح:...... اللہ تعالی عظیم و جلیل ذات والے ہیں، اس کا لحاظ کرنا اس کی شان و عظمت کا اوّلین تقاضا ہے۔ اس لیے جب اللہ تعالی کا واسطہ دے کر ہم سے کسی چیز کو کرنے یا نہ کرنے کا مطالبہ کیا جائے تو وہ مطالبہ پورا کرنا چاہئے۔

جنت الفردوس کا سوال کرنا اور اس کی وجہ

(۳۱۲٦)۔ عَنْ عِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَنَّهُ قَالَ: ((اِذَا سَاَلْتُمُ اللّٰهَ، فَسَلُوْهُ الْفِرْدَوْسَ، فَاِنَّهُ سِرُّ الْجَنَّةِ، يَقُوْلُ الرَّجُلُ مِنْكُمْ لِرَاعِيهِ: عَلَيْكَ بِسِرِّ الْوَادِيْ، فَاِنَّهُ اَمْرَعُهُ وَاَعْشَبُهُ۔)) (الصحيحة: ۳۹۷۲)

سیدنا عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب اللہ تعالی سے سوال کرو، تو جنۃ الفردوس کا سوال کرو، کیونکہ وہ جنت کا اعلی و افضل حصہ ہے۔ (دیکھو تو سہی کہ) مالک اپنے چرواہے سے کہتا ہے: (مویشیوں کو) وادی کے اعلی و افضل حصے میں لے جا، کیونکہ وہ زیادہ سرسبز و شاداب اور زیادہ گھاس والا ہے۔"

تخريج: أخرجه البخاري في "التاريخ": ۲/ ۲/ ۱٤٦، ويعقوب الفسوي في "المعرفة والتاريخ": ۲/ ۳٤۸۔ وسياق الاسناد له ۔، والبزار في "مسنده": ٤/ ۱۹۱/ ۳۵۱۲۔ "كشف الأستار"، والطبراني في "المعجم

الکبیر": ١٨/ ٢٥٤/ ٦٣٤

شرح:...... نبی کریم ﷺ نے محسوس چیز کی مثال دے کر غیر محسوس چیز کو ذہنوں کے قریب کر دیا۔ ہمیں چاہئے کہ اللہ تعالیٰ سے جنت الفردوس کا سوال کیا کریں اور اس کا سبب بننے والے اعمال کا اہتمام کریں۔

مستقل برے پڑوسی سے پناہ مانگنا

(٣١٢٧)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((اِسْتَعِيْذُوا بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّ جَارِ الْمُقَامِ، فَإِنَّ جَارَ الْمُسَافِرِ إِذَا شَاءَ أَنْ يُزَايِلَ زَايَلَ۔)) (الصحيحة: ١٤٤٣)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''(اپنی مستقل) قیام گاہ کے پڑوسی کے شرّ سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرو، کیونکہ اگر آدمی مسافر ہو تو (برے پڑوسی) سے (آسانی سے) جدا ہو سکتا ہے۔''

تخریج: أخرجه الحاكم: ١/ ٥٣٢ من قوله و فعله، ورواه احمد: ٢/ ٣٤٦، والنسائي نحوه

شرح:...... نیک پڑوسی اللہ تعالیٰ کی نعمتِ عظمی ہے، اس سے نہ صرف آدمی کو ذہنی سکون ملتا ہے، بلکہ اس کی عزتیں محفوظ رہتی ہے، کیونکہ نیک پڑوسی دوسرے پڑوسیوں کا بھی رکھوالا ہوتا ہے، اس کے برعکس برے پڑوسی کے نقصانات اور نحوستیں عیاں ہیں، اس سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرنا چاہئے۔

امام البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کے مصداق کے مطابق سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کی یہ روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دعا پڑھتے تھے: اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوْذُبِكَ مِنْ يَوْمِ السُّوْءِ، وَمِنْ لَيْلَةِ السُّوْءِ، وَمِنْ سَاعَةِ السُّوْءِ، وَمِنْ صَاحِبِ السُّوْءِ، وَمِنْ جَارِ السُّوْءِ فِي دَارِ الْمُقَامِ. ......اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں برے دن سے، بری رات سے، بری گھڑی سے، برے ساتھی سے اور مستقل قیام گاہ کے برے پڑوسی سے۔ (صحیحه: ١٤٤٣ کے تحت۔ بحواله طبرانی)

نظر لگنا حق ہے

(٣١٢٨)۔ عَنْ عَائِشَةَ مَرْفُوْعًا: ((اِسْتَعِيْذُوْا بِاللّٰهِ تَعَالٰى مِنَ الْعَيْنِ، فَإِنَّ الْعَيْنَ حَقٌّ۔)) (الصحيحة:٧٣٧)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بدنظری سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرو، بلاشبہ نظر لگنا حق ہے۔''

تخریج: أخرجه ابن ماجه: ٢/ ٣٥٦، والخرائطي في "مكارم الأخلاق": ٨٩۔٩٠، و الديلمي: ١/ ١/ ٤٨، والحاكم: ٤/ ٢١٥

شرح:...... نظر بد حق ہے، کئی احادیث میں نبی کریم ﷺ نے اظہار فرمایا ہے، بعض جدت پرست لوگ اس کی حقانیت کو تسلیم نہیں کرتے ممکن ہے کہ اگر ان میں سے کسی کو نظر بد لگے تو وہ تسلیم کر لیں۔

اسم اعظم

(٣١٢٩)۔ عَنْ اَبِي اُمَامَةَ مَرْفُوْعًا: ((اِسْمُ اللّٰهِ الْاَعْظَمُ فِي سُوَرٍ مِنَ الْقُرْآنِ ثَلَاثٍ: فِي الْبَقَرَةِ، وَآلِ عِمْرَانَ، وَطٰهٰ۔)) (الصحيحة:٧٤٦)

سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کا اسمِ اعظم قرآن مجید کی ان تین سورتوں میں ہے: سورۂ بقرہ، سورۂ آل عمران اور سورۂ طٰہٰ۔''

تخریج: أخرجه ابن معين في "التاريخ والعلل": ١٠/ ١٥٢/ ٢، وابن ماجه: ٣٨٥٦، والطحاوي في "المشكل الآثار": ١/ ٦٣، والفريابي في "فضائل القرآن": ١٨٤/ ١، وتمام في "الفوئد": ٣٦/ ٢، وأبو عبد الله مروان القرشي في "الفوائد": ٢٥/ ١١٠/ ٢ والسياق له، والحاكم: ١/ ٥٠٦، وابن عساكر في "تاريخ دمشق": ١٤/ ١٥٥

شرح:...... امام البانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: اس حدیث کے ایک راوی قاسم کہتے ہیں: میں نے سورۂ بقرہ میں آیت الکرسی ﴿اَللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ﴾ میں، سورۂ آل عمران میں ﴿اَللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ﴾ میں اور سورۂ طٰہٰ میں ﴿وَعَنَتِ الْوُجُوْهُ لِلْحَيِّ الْقَيُّوْمِ﴾ میں اسم اعظم پایا۔

لیکن میں (البانی) کہتا ہوں: سورۂ طٰہٰ کی آیت ﴿وَعَنَتِ الْوُجُوْهُ لِلْحَيِّ الْقَيُّوْمِ﴾ میں اسم اعظم کا ہونا کسی مرفوع حدیث سے ثابت نہیں ہے، میرے نزدیک اس سورت کے ابتدائی الفاظ ﴿اِنِّيْ اَنَا اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنَا﴾ میں اسم اعظم ہے۔ جیسا کہ بعض احادیثِ صحیحہ سے ثابت ہوتا ہے۔ تفصیل کے لیے (فتح الباری: ١١/٢٢٥) اور (صحیح ابی داود: ١٣٤١) کا مطالعہ کرنا چاہیے۔ (صحیحہ: ٧٤٦)

سورۂ بقرہ کی ﴿وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ﴾ (١٦٣)، سورۂ آل عمران کی ﴿الٓمّٓ اَللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ﴾ (١،٢) اور سورۂ طٰہٰ کی ﴿اِنِّيْ اَنَا اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنَا﴾ (١٤) والی آیت مراد ہے۔ سورۂ بقرہ اور آل عمران کی آیات کی وضاحت ترمذی اور ابن ماجہ کی روایت میں ہے۔

(٣١٣٠)۔ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ سَمِعَ رَجُلاً يَقُوْلُ: اَللّٰهُمَّ! لَكَ الْحَمْدُ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ وَحْدَكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ، الْمَنَّانُ، بَدِيْعُ السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضِ، ذُوالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ۔ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَقَدْ سَاَلْتَ اللّٰهَ بِاِسْمِ اللّٰهِ الْاَعْظَمِ الَّذِي اِذَا دُعِيَ بِهِ اَجَابَ، وَاِذَا

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو یوں کہتے سنا: اے اللہ! ساری تعریف تیرے لیے ہے، تو ہی معبودِ برحق ہے، تو اکیلا ہے، تیرا کوئی شریک نہیں، تو محسن (اور انعام نواز) ہے، تو آسمانوں اور زمین کا موجد ہے، اے جلال و اکرام والے! ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (یہ دعا سن کر) فرمایا: تو نے اللہ تعالیٰ سے اس کے اسمِ اعظم کے ساتھ سوال کیا ہے، کہ جس کا واسطہ دے کر پکارا جائے تو

سُئِلَ بِهٖ اَعْطٰی۔)) (الصحیحۃ: ۳۴۱۱) وہ جواب دیتا ہے اور جس کے واسطہ سے اس سے (کسی چیز کا) سوال کیا جائے تو وہ دیتا ہے۔

تخریج: أخرجه ابن أبي شيبة في "المصنف": ١٠/ ٢٧٢/ ٩٤١٠، وأحمد: ٣/ ١٢٠، وابن ماجه: ٣٨٥٨، وأخرجه احمد: ٣/ ٢٦٥ ايضا والبخاری فی "التاريخ": ٣/ ٢/ ٢٧، والطحاوی فی "مشكل الآثار": ١/ ٦٢ دون قوله: ((وحدك لا شريك لك))

شرح:...... سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو یہ ذکر کرتے ہوئے سنا: اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُكَ اَنِّیْ اَشْهَدُ اَنَّكَ اَنْتَ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ الْاَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِیْ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ۔

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو نے ایسے نام کا واسطہ دے کر سوال کیا ہے کہ جب اللہ تعالی سے اس نام کے ساتھ سوال کیا جاتا ہے تو وہ دیتا ہے اور جب اسے پکارا جائے تو قبول کرتا ہے۔ (ابوداود) وفی روایة له: ((لَقَدْ سَأَلَ اللّٰهَ بِاِسْمِهِ الْاَعْظَمِ))

اسم اعظم سے مراد کونسا نام ہے؟ اس موضوع پر مختلف اذکار پر مشتمل احادیث موجود ہیں اور سب میں یکسانیت صرف اللہ تعالی کے نام لفظِ جلالہ ''اللہ'' میں ہے، باقی الفاظ میں فرق ہے، مذکورہ بالا تین آیات کو ہی دیکھ لیں کہ اشتراک صرف لفظِ جلالہ ''اللہ'' میں ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسمِ اعظم سے مراد لفظِ جلالہ ہی ہے اور یہ قول اس لیے بھی زیادہ درست معلوم ہوتا ہے کہ لفظِ جلالہ ''اللہ'' اللہ تعالی کا واحد نام ہے جس کا اطلاق صرف اللہ تعالی پر کیا جاتا ہے، وگرنہ اللہ تعالی کے باقی سمیع، رحیم، کریم، بصیر وغیرہ جیسے اسما کا اطلاق لفظی طور پر مخلوق پر بھی ہوتا ہے، اگرچہ اس اشتراک میں معنی کی حقیقت کو کوئی دخل نہیں۔ مثلا اللہ تعالی بھی سمیع ہے اور بندہ بھی سمیع۔ لیکن دونوں کی سماعتوں میں فرق ہے۔

دوسرا قول یہ پیش کیا گیا ہے کہ مکمل خلوص کے ساتھ اللہ تعالی کے جس نام کا ذکر کیا جائے وہی اسمِ اعظم ہے۔

اس موضوع کی مختلف روایات سے یہ بات بھی سمجھ آتی ہے کہ جس آیت یا حدیث میں اللہ تعالی کو معبودِ برحق ثابت کیا گیا، وہ اسم اعظم ہے۔ واللہ اعلم

یہ بھی کہا گیا ہے کہ ان احادیث میں ''اعظم''، بمعنی ''عظیم'' ہے اور اللہ تعالی تمام نام عظیم ہیں۔

جو بات مجھے سمجھ آتی ہے کہ جس آیت یا ذکر کے بارے میں کہا گیا کہ اس میں ''اسمِ اعظم'' ہے، ان تمام جملوں کو اسم اعظم پر مشتمل سمجھا جائے، کیونکہ کسی ایک نام کو ''اسم اعظم'' کہنے سے یہ تو لازم نہیں آتا کہ اللہ تعالی کے کسی دوسرے نام میں اعظمیت نہیں پائی جاتی۔ واللہ اعلم بالصواب۔

افضل شکر

(۳۱۳۱)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کہتے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((اَفْضَلُ الذِّكْرِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، وَاَفْضَلُ الشُّكْرِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ.)) (الصحيحة:١٤٩٧)

کوفرماتے سنا: "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه" سب سے زیادہ فضیلت والا ذکر ہے اور "اَلْحَمْدُ لِلّٰه" سب سے افضل کلمۂ شکر ہے۔"

تخريج: رواه ابن حبان: ٢٣٢٦، والخرائطي في "فضيلة الشكر" ٢/ ٢، والبغوي في شرح السنة" ١/ ١٤٤/ ٢

شرح:...... "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" کلمۂ توحید ہے، جواس بات پر دلالت کرتا ہے کہ صرف اللہ تعالی معبودِ برحق ہے، وہ اس لائق ہے کہ محض اس کی پرستش کی جائے، ماسوائے اللہ کے تمام قسم کے معبود، معبودانِ باطلہ ہیں، ایمان کے بیشمار شعبوں میں "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" کوسب سے زیادہ بلند مقام حاصل ہے، کیونکہ یہی ذکر ہے جس کا اقرار کرنے سے دائرۂ اسلام میں داخلہ نصیب ہوتا ہے اور جس کے انکار سے ارتداد و کفر کی صف میں کھڑا ہونا پڑتا ہے۔

"اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ" کلمۂ شکر ہے، اللہ تعالی ہی منعم حقیقی ہے، ہر قسم کے انعامات و احسانات کا سرچشمہ اسی کی ذات ہے، اسی بنا پر وہ تعریفوں کا مستحق ہے، جب انسان بطورِ تعظیم اللہ تعالی کی تعریف و توصیف اور مدح وثنا بیان کرتا ہے تو اسے "حمد" کہتے ہیں۔

مذکورہ بالا دونوں کلموں کو اللہ تعالی اور نبی کریم ﷺ کے محبوب ترین کلمات، سب سے زیادہ ممتاز اور دنیا و ما فیہا سے بہتر اذکار قرار دیا گیا، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ" کہنے سے ترازو بھر جاتا ہے۔ (مسلم)

جمعہ کے دن ساعۃ الاجابہ

(٣١٣٢)۔ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ مَرْفُوْعًا: ((اِلْتَمِسُوْا السَّاعَةَ الَّتِي تُرْجٰى فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ بَعْدَ الْعَصْرِ اِلٰى غَيْبُوْبَةِ الشَّمْسِ.)) (الصحيحة:٢٥٨٣)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جمعہ کے دن جس گھڑی (میں قبولیت دعا) کی امید کی جاتی ہے، اسے عصر سے غروبِ آفتاب تک تلاش کرو۔"

تخريج: رواه الترمذى: رقم: ٤٨٩، والحسن بن شقيق فى "المنتقى من الأمالى": ٤٢/ ٢، وابن عدى ـ ٣٠٠/ ٢ و ٣٢٥/ ١، وأبونعيم فى "أخبار أصبهان": ١/ ١٧٦

شرح:...... اس گھڑی کو "ساعۃ الاجابہ" کہتے ہیں، یہ خصوصیاتِ جمعہ میں سے ہے۔ یہ دن کی آخرت گھڑی ہوتی ہے، جیسا کہ ابوداود، نسائی اور ترمذی کی روایات سے معلوم ہوتا ہے

یا ذا الجلال والاکرام

(٣١٣٣)۔ قَالَ ﷺ: ((اَلِظُّوْا بِـ: يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ.)) رُوِيَ مِنْ حَدِيْثِ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "یَا ذَالْجَلَالِ وَالْاِکْرَام" (اے عظمت و اکرام والے!) کا ورد کرنے پر مصر رہو۔" یہ

رَبِيْعَةَ ابْنِ عَامِرٍ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ، وَأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ۔ (الصحيحة: ١٥٣٦)

حدیث سیدنا ربیعہ بن عامر، سیدنا ابوہریرہ اور سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہم سے مروی ہے۔

تخريج: (١)۔ أما حديث ربيعة: فأخرجه البخاري في "التاريخ" ٢/ ١/ ٢٥٦، والحاكم: ١/ ٤٩٨، وأحمد: ٤/ ١٧٧، وأبوعبدالله ابن منده في "المعرفة" ق ١٣/ ١ و في "التوحيد": ق ٧٢/ ٢، وابن عساكر في "التاريخ": ٦/ ١٠٧/ ١

(٢)۔ وأما حديث ابی هريرة؛ فأخرجه الحاكم

(٣)۔ وأما حديث أنس: فأخرجه الترمذي: ٤/ ٢٦٧

سیدنا انس رضی اللہ عنہ کے لیے دعائے نبوی اور اس کے ثمرات

(٣١٣٤)۔ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: اِنْطَلَقَتْ بِي اُمِّيْ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! خُوَيْدِمُكَ فَادْعُ اللّٰهَ لَهُ۔ فَقَالَ: ((اَللّٰهُمَّ اَكْثِرْ مَالَهُ وَوَلَدَهُ وَاَطِلْ عُمُرَهُ، وَاغْفِرْ لَهُ۔)) قَالَ: فَكَثُرَ مَالِي، وَطَالَ عُمُرِيْ حَتّٰى قَدِ اسْتَحْيَيْتُ مِنْ اَهْلِي، وَاَيْنَعَتْ ثِمَارِيْ وَاَمَّا لِرَابِعَةُ يَعْنِيْ الْمَغْفِرَةَ۔ (الصحيحة: ٢٥٤١)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میری ماں مجھے رسول اللہ ﷺ کے پاس لے گئی اور کہا: اے اللہ کے رسول! یہ آپ کا چھوٹا سا خادم ہے، اس کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا فرما دیں، آپ ﷺ نے یہ دعا دی: ''اے اللہ! اس کا مال اور اس کی اولاد زیادہ کر دے، اس کو لمبی عمر عطا فرما اور اسے بخش دے۔'' سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میرا مال زیادہ ہو گیا، میری عمر اتنی لمبی ہو گئی کہ میں اپنے اہل و عیال سے شرماتا تھا اور میرے پھل پک کر توڑنے کے قابل ہو گئے، اور چوتھی چیز ''مغفرت'' ہے، (اس کا بعد میں پتہ چلے گا)۔

تخريج: أخرجه أبو يعلى فی "مسنده": ٣/ ١٠٤٨، والبخاری فی "الادب المفرد": ٦٥٣ نحوه وأصل الحديث فی "البخاری": ١١/ ١٢٢، ومسلم: ٢/ ١٢٨

شرح:...... آپ ﷺ نے چار دعائیں کیں، جن تین کا تعلق دنیا سے تھا، وہ پوری ہو گئی تھیں، مغفرت کا تعلق آخرت سے ہے، اور اس کی قبولیت کی بھی امید ہے۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے ننانوے یا ایک سو تین یا ایک سو سات سال عمر پائی، دوسرا قول راجح ہے، اکانوے یا ترانوے سن ہجری میں بصرہ میں سب سے آخر میں فوت ہونے والے صحابی آپ ہی تھے۔ صحابہ کرام میں سب سے زیادہ صاحبِ اولاد آپ ہی تھے۔ ۷۵ھ میں جب حجاج بصرہ میں آیا تھا، اس وقت تک ان کے بیٹے اور بیٹیوں میں سے (۱۲۰) افراد دفن کیے جا چکے تھے اور زندہ بچ جانے والوں کی تعداد سو سے زیادہ تھی۔ مال و دولت میں بھی اللہ تعالیٰ نے بہت برکت ڈالی تھی، انصاریوں میں سب سے زیادہ مالدار آپ تھے، ان کے ایک باغ میں سال میں دو دفعہ پھل لگتا تھا اور اس میں

ایسے پھول تھے، جن سے کستوری کی خوشبو آتی تھی، ابونعیم نے ''الحلیۃ'' میں سیدنا انس رضی اللہ عنہ کا یہ قول نقل کیا: میری زمین میں سال میں دو دفعہ پھل لگتا تھا، ہمارے علاقے میں یہ خصوصیت کسی اور خطۂ زمین کی نہ تھی۔

(۳۱۳۵)۔ عَنْ اَنَسٍ ، قَالَ: قَالَتْ اُمُّ سُلَيْمٍ : يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اُدْعُ اللّٰهَ لَهُ ، تَعْنِي اَنَسًا۔ قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ! اَكْثِرْ مَالَهُ وَوَلَدَهُ وَبَارِكْ لَهُ فِيْمَا رَزَقْتَهُ۔)) (الصحيحة:١٤٠)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ (میری ماں) ام سلیم نے کہا: اے اللہ کے رسول! اس (انس) کے لیے دعا فرما دیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ! اس کے مال اور اس کی اولاد میں اضافہ فرما اور تو نے اسے جو رزق عطا فرمایا اس میں برکت ڈال دے۔''

تخريج: اخرجه البخاري: ٤/ ١٩٥، ٢٠٢، والترمذي: ٢/ ٣١٤، الطيالسي في"مسنده": ١٩٨٧

اصحابِ بدر کے لیے دعائے نبوی اور اس کے ثمرات

(۳۱۳٦)۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ خَرَجَ يَوْمَ بَدْرٍ فِي ثَلَاثِ مِئَةٍ وَخَمْسَةَ عَشَرَ۔ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَللّٰهُمَّ اِنَّهُمْ حُفَاةٌ فَاحْمِلْهُمْ ، اَللّٰهُمَّ اِنَّهُمْ عُرَاةٌ فَاكْسِهِمْ ، اَللّٰهُمَّ اِنَّهُمْ جِيَاعٌ فَاَشْبِعْهُمْ۔)) فَفَتَحَ اللّٰهُ لَهُ يَوْمَ بَدْرٍ ، فَانْقَلَبُوْا حِيْنَ انْقَلَبُوْا ، وَمَا مِنْهُمْ رَجُلٌ اِلَّا وَقَدْ رَجَعَ بِجَمَلٍ اَوْ جَمَلَيْنِ ، وَاكْتَسَوْا ، وَشَبِعُوْا۔ (الصحيحة: ١٠٠٣)

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ بدر والے دن تین سو پندرہ (فوجی صحابہ) کو لے کر نکلے اور یہ دعا فرمائی: ''اے اللہ! یہ برہنہ پا ہیں، تو ان کو سواریاں دے دے۔ اے اللہ! یہ ننگے ہیں، تو ان کو لباس پہنا دے۔ اے اللہ! یہ بھوکے ہیں، تو ان کے سیر کر دے۔'' سو اللہ تعالی نے بدر والے دن فتح نصیب فرمائی، پس جب وہ لوٹے تو ہر آدمی ایک یا دو اونٹ لے کر لوٹا، انھیں ملبوسات بھی مل گئے اور وہ سیر بھی ہو گئے۔

تخريج: أخرجه أبوداود: ٢٧٤٧

شرح:...... معلوم ہوا کہ وسائل و ذرائع کو مدنظر رکھ کر کبھی بھی دعا سے مستغنی نہیں ہونا چاہئے، کیونکہ اللہ تعالی اسباب کا محتاج نہیں ہے، وہ جو چاہے اور جیسے چاہے اسے کرنے پر قادر ہے۔ بدر کے موقع پر لشکرِ اسلام کی افرادی قوت اور آلات حرب کی قلت کے باوجود اللہ تعالی نے انہیں فتح و نصرت سے سرفراز کیا اور بہت کچھ عطا کیا۔

مخلوقاتِ خدا کو دیکھ کر خالق کو یاد کرنا

(۳۱۳۷)۔ عَنِ ابْنِ اَبِي اَوْفٰى ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّ خِيَارَ عِبَادِاللّٰهِ الَّذِيْنَ

سیدنا ابن ابو اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالی کے بہترین بندے وہ ہیں جو اللہ تعالی کا

يُرَاعُوْنَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمَ وَالْاَظِلَّةَ، لِذِكْرِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ۔)) ذکر کرنے کے لیے سورج، چاند، ستاروں اور سایہ دار چیزوں کوملحوظ رکھتے ہیں۔''

(الصحيحة: ٣٤٤٠)

تخريج: أخرجه ابن شاهين في "الأفراد": ق ٥/ ١، البزار في "مسنده": ١/ ١٨٦/ ٣٦٦، والطبراني في "الدعاء": ٣/ ١٦٣٧/ ١٨٧٦، والحاكم: ١/ ٥١، ومن طريقه: البيهقي في "السنن": ١/ ٣٧٩

شرح: ...... سورج، چاند اور ستارے اللہ تعالیٰ کے وجود اور اس کی کاریگری، ہنرمندی اور قدرت پر دلالت کناں بہت بڑی نشانیاں ہیں، جن کو اپنے اپنے مداروں میں گھومتے گھومتے صدیاں بیت چکی ہیں، لیکن مجال گئی کہ کسی کے نظم و نسق کوئی فرق آیا ہو۔ دن کے اوقات کی نشاندہی کے لیے سورج، رات کے اوقات کے تعین کے لیے اور خشکی و بحری سفروں کے دوران سمتیں معلوم کرنے کے لیے ستارے اور تاریخوں کی نشاندہی کے لیے چاند خادم انسانیت کی حیثیت سے موجود ہیں۔

جب بصیرت و بصارت والے اس کی قسم کی نشانیوں پر نگاہ ڈالتے ہیں تو ان کو حکمتوں اور کمالات والا ربّ یاد آ جاتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ اخْتِلَافِ الَّیْلِ وَ النَّهَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ الَّذِیْنَ یَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِیٰمًا وَّ قُعُوْدًا وَّ عَلٰی جُنُوْبِهِمْ وَ یَتَفَكَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا﴾ (سورۂ آل عمران: ١٩١) ...... ''بیشک آسمانوں اور زمینوں کی پیدائش میں اور رات دن کے ہیر پھیر میں یقیناً عقل مندوں کے لیے نشانیاں ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ کا ذکر کھڑے اور بیٹھے اور اپنی کروٹوں پر لیٹے ہوئے کرتے ہیں اور آسمان و زمین کی پیدائش میں غور و فکر کرتے ہیں اور کہتے ہیں: اے ہمارے پروردگار! تو نے یہ بے فائدہ نہیں بنایا۔''

زنا کی اجازت مانگنے والے کو سمجھانے کا اندازِ نبوی اور اس کے لیے دعا

(٣١٣٨)۔ عَنْ اَبِي اُمَامَةَ، قَالَ: اِنَّ فَتًى شَابًّا اَتَى النَّبِيَّ ﷺ، فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! ائْذَنْ لِي بِالزِّنٰى۔ فَاَقْبَلَ الْقَوْمُ عَلَيْهِ فَزَجَرُوْهُ، وَقَالُوْا: مَهْ مَهْ! فَقَالَ: ((اُدْنُهْ۔)) فَدَنَا مِنْهُ قَرِيْبًا۔ قَالَ: فَجَلَسَ۔ قَالَ: ((اَتُحِبُّهُ لِاُمِّكَ؟)) قَالَ لَا، وَاللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! جَعَلَنِيَ اللّٰهُ فِدَاءَكَ۔ قَالَ: ((وَلَا النَّاسُ يُحِبُّوْنَهُ لِاُمَّهَاتِهِمْ۔)) قَالَ: ((اَفَتُحِبُّهُ

سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ایک نوجوان نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے زنا کی اجازت دیجئے۔ لوگ اس کی طرف متوجہ ہوئے، اسے ڈانٹ ڈپٹ کی اور کہا: اوئے رک جا، اوئے رک جا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ذرا قریب ہو۔'' وہ آپ کے قریب آیا اور بیٹھ گیا۔ آپ ﷺ نے اسے فرمایا: ''کیا تم اس چیز کو اپنی ماں کے لیے پسند کرتے ہو؟ اس نے کہا: مجھے اللہ آپ پر قربان کرے، نہیں، اللہ کی قسم! (نہیں)۔ آپ ﷺ نے

لِأُخْتِكَ؟)) قَالَ: لَا، وَاللّٰهِ، جَعَلَنِيَ اللّٰهُ فِدَاءَكَ. قَالَ: ((وَلَا النَّاسُ يُحِبُّوْنَهُ لِأَخَوَاتِهِمْ.)) قَالَ: ((أَفَتُحِبُّهُ لِعَمَّتِكَ؟)) قَالَ: لَا، وَاللّٰهِ! جَعَلَنِيَ اللّٰهُ فِدَاءَكَ قَالَ: ((وَلَا النَّاسُ يُحِبُّوْنَهُ لِعَمَّاتِهِمْ.)) قَالَ: ((أَفَتُحِبُّهُ لِخَالَتِكَ؟)) قَالَ: لَا وَاللّٰهِ! جَعَلَنِيَ اللّٰهُ فِدَاءَكَ. قَالَ: ((وَلَا النَّاسُ يُحِبُّوْنَهُ لِخَالَاتِهِمْ.)) قَالَ: فَوَضَعَ يَدَهُ عَلَيْهِ وَقَالَ: ((اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ ذَنْبَهُ وَطَهِّرْ قَلْبَهُ، وَحَصِّنْ فَرْجَهُ.)) فَلَمْ يَكُنْ بَعْدَ ذٰلِكَ الْفَتَى يَلْفِتُ إِلَى شَيْءٍ.))

(الصحيحة: ٣٧٠)

فرمایا: لوگ بھی اپنی ماؤں کے لیے اس (خباثت) کو پسند نہیں کرتے، (اچھا یہ بتاؤ کہ) کیا تم اسے اپنے بیٹی کے لیے پسند کرو گے؟'' اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں آپ پر قربان ہوں، نہیں، اللہ کی قسم! (نہیں)۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اسی طرح لوگ ہیں کہ وہ بھی اپنی بیٹیوں کے لیے اس چیز کو ناپسند کرتے ہیں، (اچھا یہ بتاؤ کہ) کیا تم اسے اپنی بہن کے لیے پسند کرو گے؟'' اس نے کہا: اللہ تعالیٰ مجھے آپ پر قربان کر دے، نہیں، اللہ کی قسم! (نہیں)۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''لوگ بھی اس چیز کو اپنے بہنوں کے لیے ناپسند کرتے ہیں، (اچھا یہ بتاؤ کہ) کیا تم اسے اپنی پھوپھی کے لیے پسند کرو گے؟'' اس نے کہا: نہیں، اللہ کی قسم! میں آپ پر قربان ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تیری طرح لوگ بھی اپنے پھوپھیوں کے لیے اسے ناپسند کرتے ہیں، (اچھا یہ بتاؤ کہ) کیا تم اسے اپنی خالہ کے لیے پسند کرو گے؟'' اس نے کہا: میں آپ پر قربان ہوں، نہیں، اللہ کی قسم! (نہیں)۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''لوگ بھی اس چیز کو اپنی خالاؤں کے لیے ناپسند کرتے ہیں۔'' پھر آپ ﷺ نے اس پر اپنا ہاتھ رکھا اور یہ دعا دی: ''اے اللہ! اس کے گناہ بخش دے اور اس کی شرم گاہ کی حفاظت فرما۔'' اس کے بعد وہ نوجوان کسی چیز کی طرف متوجہ نہیں ہوتا تھا۔

تخریج: أخرجه أحمد: ٥/ ٢٥٦-٢٥٧، والطبراني في "الكبير": ٧٦٧٩، وفي "الشاميين": ١٠٦٦

شرح:...... چونکہ نبی کریم ﷺ حکمت و دانائی کی صفت سے بدرجۂ اکمل واتم متصف تھے، آپ ﷺ کا ہر آدمی کو سمجھانے کا انداز مختلف تھا، جیسے مسجد میں پیشاب کرنے والے اور نماز میں کلام کرنے والے کو ایسے خوبصورت انداز میں سمجھایا کہ ان کے دلوں میں گھر کر گئے۔ یہ نوجوان جو فطرتِ سلیمہ کے مسخ ہو جانے کی وجہ سے زنا اور بدکاری کی اجازت طلب کر رہا تھا، آپ ﷺ کے حکیمانہ انداز نے اس کے جنسی ہیجان کو ختم کر دیا۔

اولیا اللہ کی علامت

(٣١٣٩)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مَرْفُوْعًا: ((أَوْلِيَاءُ اللّٰهِ الَّذِيْنَ إِذَا رُؤُوْا ذُكِرَ اللّٰهُ.))

(الصحيحة: ١٧٣٣)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کے اولیا وہ ہیں کہ جنھیں دیکھ کر اللہ یاد آ جاتا ہے۔''

تخریج: أخرجه المروزي في "زوائد الزهد": ٢١٨، والطبراني في "المعجم الكبير": ١٢٣٢٥، وأبونعيم

في "أخبار أصبهان": ١/ ٢٣١، والضياء في "المختارة": ٢/٢١٢/ ٢، وابن المبارك في "الزهد": ٢١٧

شـــرح:...... یقین مانیے کہ سلیم الفطرت، طاہر القلب، دنیوی آلائشوں سے پاک اور قرآن وحدیث کا مزاج سمجھنے والے لوگ نیک و بدلوگوں کو ان کے چہروں کے خطوط سے پہچان لیتے ہیں۔ دل کے نیک اور پارسا ہونے کے آثار چہروں پر عیاں ہوتے ہیں۔قرآن وحدیث کا پابند اور اللہ تعالی اور رسول اللہ ﷺ کا لحاظ کرنے والے لوگوں کو جو حسن اور نور نصیب ہوتا ہے، اسے عام آدمی پہنچانے سے قاصر ہوتے ہیں۔

نیکو کار لوگوں کے چہروں پر محبت الٰہی اور ذوق وشوق کے ایسے انوار ہوتے ہیں کہ دیکھنے والے کا دل بے اختیار پروردگار کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے۔ یہ اولیاء اللہ کی شناخت ہے کہ ایک سلیم الفطرت آدمی سچے ولی کو جھوٹے مدعیٔ ولایت سے ممیز کر سکتا ہے۔

(٣١٤٠)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي قَوْلِهِ: ﴿أَلَا إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ﴾ (يونس: ٦٢) قَالَ: ((هُمُ الَّذِيْنَ يُذْكَرُ اللّٰهُ لِرُؤْيَتِهِمْ۔)) (الصحيحة:١٦٤٦)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے اللہ تعالی کے اس فرمان ﴿خبردار! بیشک اللہ کے اولیا پر کوئی خوف نہ ہوگا اور وہ غمزدہ ہوں گے﴾ کے بارے میں فرمایا: ''اللہ کے اولیا وہ لوگ ہیں، جنھیں دیکھ کر اللہ یاد آجاتا ہے۔'' (سورۂ یونس:٦٢)

تخريج: رواه أبونعيم في "أخبار أصبهان": ١/ ٢٣١، والواحدي: ٥٨/ ١، والديلمي: ١/ ٢/ ٣٤١، وابن المبارك في "الزهد": رقم ٢١٧

شرح:...... متقی اور پارسا لوگوں کے چہروں پر تقوی و پارسائی کا مخصوص نور ہوتا ہے، جس کا ظاہری حسن و جمال اور وضع قطع سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔

وزن میں بھاری اذکار

(٣١٤١)۔ عَنْ أَبِي سَلْمٰى مَوْلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((بَخٍ بَخٍ ۔وَأَشَارَ بِيَدِهِ لِخَمْسٍ۔ ما أَثْقَلَهُنَّ فِي الْمِيْزَانِ: سُبْحَانَ اللّٰهِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ، وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، وَاللّٰهُ أَكْبَرُ، وَالْوَلَدُ الصَّالِحُ يُتَوَفّٰى لِلْمَرْءِ الْمُسْلِمِ فَيَحْتَسِبُهُ۔)) (الصحيحة:١٢٠٤)

سیدنا ابو سلمی رضی اللہ عنہ، جو رسول اللہ ﷺ کے غلام تھے، سے روایت ہے، کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''واہ! واہ!'' پھر آپ ﷺ نے اپنی انگلی کے ساتھ پانچ کا اشارہ کیا اور فرمایا: (یہ اذکار) ترازو میں کتنے بھاری ہوں گے: ''سُبْحَانَ اللّٰه، اَلْحَمْدُ لِلّٰه، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه، اَللّٰهُ اَكْبَر'' (اور پانچویں چیز) فوت ہونے والا کسی کا نیک بیٹا ہے، کہ اس کا باپ اللہ تعالی سے ثواب کی امید رکھ کر صبر کرتا ہے۔''

تخریج: أخرجه ابن سعد في "الطبقات" ٧/ ٤٣٣، وابن حبان: ٢٣٢٨، ابن عساكر في "تاريخ دمشق" ١٩/ ٣٥/ ١، والحاكم: ١/ ٥١١، واحمد: ٣/ ٤٤٣، ٤/ ٢٣٧، ٥/ ٣٦٥

شرح: ...... اس میں ذکر کرنے اور نیک بیٹے کی وفات پر صبر کرنے کی فضیلت کا بیان ہے، صبر کا اولین تقاضا یہ ہے کہ پریشان کن خبر سنتے ہی "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ ......" پڑھا جائے، واویلا نہ کیا جائے، چیخ و پکار سے گریز کیا جائے، گریبان چاک نہ کئے جائیں اور یہ سب کچھ اللہ تعالی سے اجر وثواب وصول کرنے کے لیے کیا جائے۔

سردارانِ قریش پر آپ ﷺ کی بددعا اور اس کی قبولیت

(٣١٤٢)۔ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ، قَالَ: بَيْنَمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي عِنْدَ الْبَيْتِ، وَاَبُوْ جَهْلٍ وَاَصْحَابٌ لَهُ جُلُوْسٌ، وَقَدْ نُحِرَتْ جَزُوْرٌ بِالْاَمْسِ۔ فَقَالَ اَبُوْ جَهْلٍ: اَيُّكُمْ يَقُوْمُ اِلٰى سَلَا جَزُوْرِ بَنِيْ فُلَانٍ فَيَأْخُذُهُ، فَيَضَعُهُ فِي كَتِفَيْ مُحَمَّدٍ اِذَا سَجَدَ؟ فَانْبَعَثَ اَشْقَى الْقَوْمِ، فَاَخَذَهُ، فَلَمَّا سَجَدَ النَّبِيُّ ﷺ، وَضَعَهُ بَيْنَ كَتِفَيْهِ، قَالَ: فَاسْتَضْحَكُوْا، وَجَعَلَ بَعْضُهُمْ يَمِيْلُ عَلٰى بَعْضٍ، وَاَنَا قَائِمٌ اَنْظُرُ، لَوْكَانَتْ لِي مَنْعَةٌ طَرَحْتُهُ عَنْ ظَهْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، وَالنَّبِيُّ ﷺ سَاجِدٌ مَايَرْفَعُ رَأْسَهُ، حَتّٰى انْطَلَقَ اِنْسَانٌ فَاَخْبَرَ فَاطِمَةَ، فَجَائَتْ -وَهِيَ جُوَيْرِيَةٌ- فَطَرَحَتْهُ عَنْهُ، ثُمَّ اَقْبَلَتْ عَلَيْهِمْ تَشْتِمُهُمْ- فَلَمَّا قَضَى النَّبِيُّ ﷺ صَلَاتَهُ، رَفَعَ صَوْتَهُ ثُمَّ دَعَا عَلَيْهِمْ، وَكَانَ اِذَا دَعَا دَعَا ثَلَاثًا، وَاِذَا سَاَلَ سَاَلَ ثَلَاثًا- ثُمَّ قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ! عَلَيْكَ بِقُرَيْشٍ-)) (ثَلَاثَ مَرَّاتٍ)- فَلَمَّا سَمِعُوْا صَوْتَهُ،

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بیت اللہ کے پاس نماز پڑھ رہے تھے، ابو جہل اور اس کے حواری وہاں بیٹھے ہوئے تھے اور ایک دن پہلے کچھ اونٹنیاں ذبح کی گئی تھیں۔ ابو جہل نے (موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے) کہا: کون ہے جو بنو فلاں کی ذبح شدہ اونٹنیوں کی اوجھڑیاں لائے اور محمد (ﷺ) جب سجدہ کرے تو اس کے اوپر رکھ دے؟ (جوابًا) ایک بدبخت ترین شخص اٹھا، اوجھڑیاں اٹھا کر لایا اور جب آپ ﷺ نے سجدہ کیا تو اوپر رکھ دیں۔ (یہ دیکھ کر) وہ تکلفًا ہنسنے اور ایک دوسرے پر گرنے لگے، میں کھڑا (سب کچھ) دیکھ رہا تھا، میں نے کہا: اگر میں صاحبِ قدرت ہوتا تو آپ ﷺ کی پیٹھ سے ہٹا دیتا۔ نبی کریم ﷺ سجدے میں پڑے رہے اور سر نہ اٹھایا۔ کسی آدمی نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو جا کر اطلاع دی۔ وہ، جو ابھی تک بچی تھیں، آئیں، انھیں ہٹایا، پھر ان پر متوجہ ہوئیں اور انھیں برا بھلا کہا۔ جب نبی کریم ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو باآواز بلند ان کے لیے بددعائیں کیں، آپ ﷺ جب بددعا کرتے تو تین دفعہ کرتے اور اسی طرح جب (اللہ تعالی سے) سوال کرتے تو تین دفعہ کرتے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "اے اللہ! قریش کی گرفت کر (یہ بددعا تین دفعہ

ذَهَبَ عَنْهُمُ الضِّحْكُ، وَخَافُوْا دَعْوَتَهُ، ثُمَّ قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ عَلَيْكَ بِاَبِي جَهْلِ بْنِ هِشَامٍ، وَعُتْبَةَ بْنِ رَبِيْعَةَ، وَشَيْبَةَ بْنِ رَبِيْعَةَ، وَالْوَلِيْدِ بْنِ عُقْبَةَ، وَاُمَيَّةَ بْنِ خَلْفٍ، وَعُقْبَةَ بْنِ اَبِي مُعَيْطٍ۔)) وَذَكَرَ السَّابِعَ وَلَمْ اَحْفَظْهُ۔ فَوَالَّذِي بَعَثَ مُحَمَّدًا ﷺ بِالْحَقِّ، لَقَدْ رَاَيْتُ الَّذِيْنَ سَمّٰى صَرْعٰى يَوْمَ بَدْرٍ، ثُمَّ سُحِبُوْا اِلَى الْقَلِيْبِ، قَلِيْبِ بَدْرٍ۔

(الصحيحة:٣٤٧٢)

کی)۔'' جب انھوں نے آپ ﷺ کی آواز سنی تو ان کی ہنسی رک گئی اور وہ خوفزدہ ہو گئے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ! ابوجہل بن ہشام، عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، ولید بن عقبہ، امیہ بن خلف اور عقبہ بن عامر کا مؤاخذہ (اور گرفت) کر۔'' ایک ساتویں آدمی کا نام بھی لیا تھا، مجھے وہ یاد نہیں رہا۔ اس ذات کی قسم جس نے محمد ﷺ کو حق کے ساتھ بھیجا! میں نے ان سب کو بدر والے دن پچھڑا ہوا دیکھا، پھر انھیں گھسیٹ کر بدر کے کنویں میں ڈال دیا گیا۔

تخريج: أخرجه مسلم: ٥/ ١٧٩، وأخرج البخاري: ٢٤٠، ٥٢٠، ٢٩٣٤، ٣١٨٥، ٣٨٥٤، ٢٩٦٠ نحوه مطولا ومختصرا

شرح:...... یہ رسول اللہ ﷺ کی گستاخی کرنے کا انجام ہے، بھلا جس کو اللہ تعالیٰ مرتبہ عطا کرنا چاہے، کون اس کا کیا بگاڑ سکتا ہے۔ ہمیں چاہئے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے سچے محب اور مطیع بن جائیں۔

فقر وفاقہ اور ظلم وستم سے پناہ مانگنا

(٣١٤٣)۔ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((تَعَوَّذُوْا بِاللّٰهِ مِنَ الْفَقْرِ، وَالْقِلَّةِ، وَالذِّلَّةِ، وَاَنْ تُظْلَمَ، اَوْ تَظْلِمَ۔)) (الصحيحة:١٤٤٥)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرو فقر و فاقہ سے، قلتِ مال سے، ذلت و رسوائی سے اور اس بات سے تم پر ظلم کیا جائے یا تم ظلم کرو۔''

تخريج: أخرجه النسائي: ٢/ ٣١٥، وابن ماجه: ٢/ ٤٣٣، وابن حبان: ٢٤٤٢، و الحاكم: ١/ ٥٣١، وأحمد: ٢/ ٥٤٠

نصف رات قبولیت کا وقت ہے

(٣١٤٤)۔ عَنْ عُثْمَانَ بْنَ اَبِي الْعَاصِ الثَّقَفِيِّ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((تُفْتَحُ اَبْوَابُ السَّمَاءِ نِصْفَ اللَّيْلِ، فَيُنَادِيْ مُنَادٍ: هَلْ مِنْ دَاعٍ فَيُسْتَجَابُ لَهُ، هَلْ مِنْ سَائِلٍ

سیدنا عثمان بن ابو عاص ثقفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''نصف رات کو آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور ایک اعلان کرنے والا آواز لگاتا ہے: کوئی ہے پکارنے والا کہ اس کی دعا قبول کی جائے، کیا کوئی ہے

فَيُعْطَى، هَلْ مِنْ مَكْرُوْبٍ فَيُفَرَّجُ عَنْهُ، فَلَا يَبْقَى مُسْلِمٌ يَدْعُوْ بِدَعْوَةٍ اسْتَجَابَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ لَهُ، إِلَّا زَانِيَةٌ تَسْعَى بِفَرْجِهَا، أَوْعَشَّارٍ.)) (الصحيحة:١٠٧٣)

سوال کرنے والا کہ اس کو عطا کیا جائے اور کیا کوئی ہے تکلیف زدہ کہ اس کی تکلیف دور کر دی جائے۔ کوئی ایسا مسلمان نہیں ہوتا کہ وہ دعا کرے اور اللہ تعالی اس کی دعا قبول نہ کرے، مگر زانی عورت جو اپنی شرمگاہ کے ذریعے کمائی کرتی ہے اور ٹیکس وصول کنندہ (ان دو کی دعائیں قبول نہیں ہوتیں)۔"

تخريج: أخرجه الطبراني في "الأوسط" ١/ ٨٨/ ٢ - زوائد المعجمين

شرح:...... کسی کی رضامندی کے بغیر اس کا مال و دولت نہیں لیا جا سکتا، ٹیکس بھی اسی قسم کی ایک صورت ہے، عصر حاضر میں تو ٹیکسز کی بھرمار کر دی گئی ہے۔ مثلا: چھچھ ٹیکس، ڈریج ٹیکس، انکم ٹیکس، ملبہ ٹیکس، ٹال ٹیکس، ہاؤس ٹیکس، وہیکل ٹیکس، وغیرہ وغیرہ۔

حکومت کا عوام الناس کی جائداد میں کوئی حق نہیں ہوتا، ہاں اگر لوگ گورنمنٹ کے اخراجات سے بنائی ہوئی کوئی چیز استعمال کر رہے ہوں اور اس کی مرمت پر حکومت کا خرچہ ہوتا ہے، تو ایسی صورت میں ٹیکس لینے میں کوئی مضائقہ نہیں، مثلا روڈ پر چلنے کا ٹیکس، لیکن یہ ضروری ہے کہ ادا کی گئی یہ رقم مسلمانوں کے بیت المال میں پہنچے۔

آپ ﷺ کی امت کے لیے دعا اور اللہ تعالی کی طرف سے قبولیت کا انداز

(٣١٤٥)۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ: تَلَا قَوْلَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ فِي إِبْرَاهِيْمَ: ﴿رَبِّ إِنَّهُنَّ أَضْلَلْنَ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ فَمَنْ تَبِعَنِي فَإِنَّهُ مِنِّي﴾ (ابراهيم: ١٦)، وَقَالَ عِيْسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ: ﴿إِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَإِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ.﴾ (المائدة: ١١٨) فَرَفَعَ يَدَيْهِ وَقَالَ: ((اَللّٰهُمَّ! أُمَّتِي أُمَّتِي.)) وَبَكَى، فَقَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: يَا جِبْرِيْلُ! إِذْهَبْ إِلَى مُحَمَّدٍ وَرَبُّكَ أَعْلَمُ فَسَلْهُ مَا يُبْكِيْكَ؟ فَأَتَاهُ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ، فَسَأَلَهُ؟ فَأَخْبَرَهُ رَسُوْلُ

سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے سورۂ ابراہیم کی یہ آیت تلاوت کی: ﴿اے میرے ربّ! انھوں نے بہت سے لوگوں کو گمراہ کر دیا، سو جو میری پیروی کرے گا وہ مجھ سے ہوگا۔﴾ (سورۂ ابراہیم: ١٦) اور حضرت عیسی (علیہ السلام) نے فرمایا: ﴿(اے اللہ!) اگر تو ان کو عذاب دینا چاہے تو وہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو انھیں بخش دے تو تو غالب حکمت والا ہے۔﴾ (سورۂ مائدہ: ١١٨) پھر آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ اٹھائے اور فرمایا: "اے اللہ! میری امت، میری امت۔" آپ ﷺ رونے لگ گئے۔ (اُدھر) اللہ تعالی نے فرمایا: اے جبریل علیہ السلام محمد (ﷺ) کے پاس جاؤ اور ان سے دریافت کرو، حالانکہ تیرا ربّ جانتا ہے، کہ آپ کیوں روتے ہیں؟ اس نے آپ ﷺ سے پوچھا۔

اللّٰہ ﷺ بِمَا قَالَ۔ وَهُوَ اَعْلَمُ ۔فَقَالَ اللّٰهُ: يَا جِبْرِيْلُ! اِذْهَبْ اِلٰى مُحَمَّدٍ ، فَقُلْ: اِنَّ سَنُرْضِيْكَ فِي أُمَّتِكَ وَلَا نَسُوْؤُكَ۔ (الصحيحة:٣٥)

آپ نے اسے ساری بات بتائی، حالانکہ وہ جانتا تھا، سو اللہ تعالی نے فرمایا: اے جبریل! محمد (ﷺ) کی طرف جاؤ اور کہو: ہم تجھے تیری امت کے بارے میں راضی کر دیں گے اور تجھے کوئی تکلیف نہیں پہنچائیں گے۔''

تخريج: أخرجه مسلم: ١/ ١٣٢۔ وابن حبان ف"صحيحه": ٧١٩١۔الأحسان، وابن جرير فی "التفسير": ١٣/ ١٥٣، و"الفوائد"لأبی بكر النيسابوری: ق١٤٢/ ١، وابن منده فی "التوحيد": ق٥٣/ ١ وعزاه فی "الدر المنثور": ٢/ ٣٥٠ للنسائی ايضا، ......

شرح:...... نبی کریم ﷺ اپنی امت کے حق میں انتہائی خیرخواہ اور غمخوار تھے، امت کا سکون آپ ﷺ کی مسکراہٹوں کا سبب بنتا تھا اور امت کی تکلیف آپ ﷺ پر گراں گزرتی تھی۔ اللہ تعالی نے بھی اس رحم دلی کا لحاظ کرتے ہوئے آپ ﷺ کی امت پر بیشمار احسانات کئے۔ آپ ﷺ کی امت پر سابقہ امتوں کی طرح عذاب نہیں آئے گا، آپ ﷺ کی امت کے کروڑوں افراد بغیر حساب و کتاب کے جنت میں داخل ہوں گے، جنت کی آبادی کا دو تہائی حصہ آپ ﷺ کی امت کے افراد ہوں گے، حشر کے میدان میں سب سے پہلے آپ ﷺ کی امت کا حساب و کتاب ہوگا۔ وغیرہ وغیرہ

بہترین لوگ اور بہترین اعمال

(٣١٤٦)۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ بُسْرِ الْمَازِنِيِّ ، قَالَ: جَاءَ اَعْرَابِيَانِ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ اَحَدُهُمَا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اَيُّ النَّاسِ خَيْرٌ؟ قَالَ: ((طُوْبٰى لِمَنْ طَالَ عُمْرُهُ، وَحَسُنَ عَمَلُهُ))۔ وَقَالَ الْآخَرُ: اَيُّ الْعَمَلِ خَيْرٌ؟ قَالَ: ((خَيْرُ الْعَمَلِ اَنْ تُفَارِقَ الدُّنْيَا وَلِسَانُكَ رَطْبٌ مِنْ ذِكْرِ اللّٰهِ))۔

(الصحيحة:١٨٣٦)

سیدنا عبداللہ بن بسر مازنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ دو بدو، رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے، ان میں سے ایک نے کہا: کون سے لوگ بہتر ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''سعادت (اور خوشخبری) ہے اس آدمی کے لیے جس کی عمر لمبی ہو اور عمل اچھے ہوں۔'' دوسرے نے کہا: کون سا عمل افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''بہترین عمل یہ ہے کہ جب تو دنیا سے رخصت ہو تو تیری زبان اللہ تعالی کے ذکر سے تر ہو۔''

تخريج: أخرجه أبونعيم في"الحلية": ٦/ ١١١۔ ١١٢، والبغوي في"شرح السنة": ١/ ٢٩٤۔ مخطوطة المكتب، واحمد: ٤/ ١٩٠، وروى الترمذی: ٢/ ٥٢، ٢٤٢ مفرقا

شرح:...... اس میں خیرات وحسنات پر مشتمل لمبی عمر اور ذکر کی فضیلت کا بیان ہے، ہمیں چاہئے کہ ذکرِ الٰہی جیسے اعمال کر کے اپنی زندگیوں کو برکت والا بنا لیں۔

شرک کے علاوہ سب گناہوں کی بخشش ممکن ہے

(٣١٤٧)۔ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: يَا ابْنَ آدَمَ! اِنَّكَ مَادَعَوْتَنِيْ وَرَجَوْتَنِيْ، غَفَرْتُ لَكَ عَلٰى مَاكَانَ فِيْكَ وَلَا اُبَالِيْ، يَا ابْنَ آدَمَ! لَوْ بَلَغَتْ ذُنُوْبُكَ عَنَانَ السَّمَاءِ، ثُمَّ اسْتَغْفَرْتَنِيْ، غَفَرْتُ لَكَ وَلَا اُبَالِيْ، يَا ابْنَ آدَمَ! اِنَّكَ لَوْ اَتَيْتَنِيْ بِقِرَابِ الْاَرْضِ خَطَايَا، ثُمَّ لَقِيْتَنِيْ لَاتُشْرِكُ بِيْ شَيْئًا لَاَتَيْتُكَ بِقِرَابِهَا مَغْفِرَةً))۔ (الصحيحة:١٢٧)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: ''اللہ تعالی نے فرمایا: اے ابن آدم! جب تک تو مجھے پکارتا اور مجھ سے پر امید رہے گا، میں تجھے بخشتا رہوں گا، جو بھی گناہ ہوں گے اور کوئی پروانہیں کروں گا۔ اے ابن آدم! اگر تیرے گناہ آسمان کی بلندیوں تک پہنچ جائیں، پھر تو مجھ سے بخشش طلب کرے تو میں پرواہ کئے بغیر تجھے بخش دوں گا۔ اے ابن آدم! اگر تو زمین کے لگ بھگ گناہ لے کر میرے پاس آئے اور اس حال میں مجھے ملے کہ میرے ساتھ شرک نہ کیا ہو تو میں تجھے (ان گناہوں کے) بقدر بخشش عطا کروں گا۔''

تخريج: رواه الترمذي: ٢/ ٢٧٠

شرح:...... عوام الناس اس حدیث سے گناہوں میں لتھڑی ہوئی زندگی پر برقرار رہنے کا استدلال کرتے ہیں، یہ محض ان کی خام خیالی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصود ہمیں گناہ کرنے پر ابھارنا اور آمادہ کرنا نہیں۔

اس حدیث کا پس منظر یہ ہے کہ توبہ کی جائے اور ایسا کرنے میں قطعی طور پر دیر نہ کی جائے، وگرنہ کوئی انسان ہزار کوشش کے باوجود بتقاضۂ بشریت گناہوں سے معصوم نہیں رہ سکتا۔ جبکہ آخرت میں کامیابی و کامرانی کے لیے خطاؤں سے پاک وجود چاہئے، جس کا حل صرف یہ ہے کہ اللہ تعالی کی طرف رجوع کر کے اپنی خطائیں معاف کروالی جائیں۔ اس حدیث میں یہی قانون پیش کیا گیا ہے۔

توبہ و رحمت کا دروازہ کھلا ہے

(٣١٤٨)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَتْ قُرَيْشٌ لِلنَّبِيِّ ﷺ: اُدْعُ لَنَا رَبَّكَ اَنْ يَّجْعَلَ لَنَا الصَّفَا ذَهَبًا وَنُؤْمِنُ بِكَ۔ قَالَ: وَتَفْعَلُوْنَ؟ قَالُوْا: نَعَمْ۔ فَدَعَا، فَاَتَاهُ جِبْرِيْلُ فَقَالَ: اِنَّ رَبَّكَ يَقْرَأُ عَلَيْكَ السَّلَامَ وَيَقُوْلُ: اِنْ شِئْتَ اَصْبَحَ لَهُمُ (الصَّفَا) ذَهَبًا، فَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ مِنْهُمْ، عَذَّبْتُهُ

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: قریشیوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: آپ اپنے رب سے دعا کریں کہ صفا کا پہاڑ سونا بن جائے، (اگر ایسا ہوا تو) ہم آپ پر ایمان لے آئیں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (واقعی) تم ایسا کرو گے؟ انھوں نے کہا: جی ہاں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی، حضرت جبریل (علیہ السلام) تشریف لائے اور کہا: آپ کے رب نے آپ کو سلام دیا، نیز فرمایا: اگر آپ کی چاہت ہو تو ان کے لیے صفا

عَـذَابًـا لَا أُعَذِّبُهُ أَحَدًا مِنَ الْعَالَمِيْنَ ، وَإِنْ شِـئْـتَ فَتَحْتُ لَهُمْ بَابَ التَّوْبَةِ وَالرَّحْمَةِ: قَالَ: ((بَلْ بَابُ التَّوْبَةِ وَالرَّحْمَةِ۔)) (الصحيحة: ٣٣٨٨)

پہاڑی، سونا بن جائے گی، لیکن (اس معجزے) کے بعد جس نے کفر کیا، اسے ایسا عذاب دوں گا، جو جہانوں میں کسی کو نہیں دیا اور اگر آپ چاہتے ہیں تو میں ان کے لیے توبہ اور رحمت کا دروازہ کھلا رکھتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: (ٹھیک ہے، اس معجزہ کی بجائے) توبہ اور رحمت کا دروازہ چاہیے۔

تخريج: أخرجه الحاكم: ١/ ٥٣ و ٤/ ٢٤٠، والبيهقي في "الدلائل": ٢/ ٢٧٢، وأحمد: ١/ ٢٤٢ و ٣٤٥، والطبراني في "المعجم الكبير": ١٢/ ١٥٢/ ١٢٧٣٦

شرح:...... جب لوگوں کے مطالبات کے مطابق عظیم اور عیاں معجزات ظاہر کر دیے جائیں اور ان کے ظہور کے بعد بھی لوگ بغاوتوں پر ڈٹے رہیں تو ان کے حق میں توبہ اور رحمت کے دروازے بند ہو جاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ نے قریشیوں کا مطالبہ نظر انداز کر دیا اور قیامت کے در و بام تو اپنی امت کے لیے اللہ تعالیٰ کی رحمت کا دروازہ کھلے رہنے دیا، جس سے آج بھی فرزندانِ امت مستفید ہو سکتے ہیں۔

واعظین کی اقسام

(٣١٤٩)۔ عَـنْ عَـوْفِ بْنِ مَـالِكٍ ، قَـالَ: قَـالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَلْـقُصَّاصُ ثَلَاثَةٌ: اَمِيْرٌ اَوْ مَامُوْرٌ اَوْ مُخْتَالٌ۔)) (الصحيحة: ٢٠٢٠)

سیدنا عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''قصص بیان کرنے والے (واعظین و خطبا) تین اقسام کے ہوتے ہیں: (۱) امیر، (۲) مامور اور (۳) متکبر۔''

تخريج: أخرجه ابن وهب في "الجامع": ٨٨، وعنه ابن عساكر في "التاريخ" ٦/ ٧١/ ٢، والبخاري في "التاريخ": ٢/ ١/ ٢٤٣_٢٤٤، وأحمد: ٦/ ٢٢، ٢٨، والروياني أيضا في "مسنده": ٢٤/ ١٢٢/ ٢

شرح:...... اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ مذہب، حکومت کی ذمہ داری ہے، جیسے نبی کریم ﷺ اور خلفائے راشدین کے زمانے میں دیکھا گیا، ان زمانوں میں خطیب، امام، مفتی، قاضی اور والی کا تقرر یا اس کی معزولی حاکم وقت کی طرف سے ہوتی تھی۔ جہاں حکومت یہ ذمہ داری ادا نہیں کرے گی، وہاں فرقہ وارانہ ماحول ہو گا۔

صحابہ کی ایمانی کیفیت میں اتار چڑھاؤ

(٣١٥٠)۔ عَـنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ، قَالَ: غَدَا اَصْـحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ الـلّٰـهِ! هَـلَـكْنَا وَرَبِّ الْكَعْبَةِ ۔قَالَ: ((وَمَا ذَاكَ؟)) قَـالُـوْا: الـنِّفَـاقَ النِّفَـاقَ!! قَـالَ:

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ صحابہ، آپ ﷺ کے پاس آئے اور کہا: اے اللہ کے رسول! ربّ کعبہ کی قسم! ہم تو ہلاک ہو گئے ہیں۔ آپ ﷺ نے پوچھا: ''وہ کیسے؟'' انھوں نے کہا: ہمیں نفاق و منافقت کا اندیشہ ہے۔

((اَلَسْتُـمْ تَشْهَـدُوْنَ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنِّي رَسُـوْلُ الـلّٰهِ؟)) قَالُوْا: بَلٰى۔ قَالَ: ((لَيْسَ ذَاكَ النِّفَاقَ۔)) ثُمَّ عَاوَدُوْهُ الثَّانِيَةَ، فَقَالُوْا: يَـارَسُـوْلَ اللّٰهِ! هَلَكْنَا وَرَبِّ الْكَعْبَةِ۔ قَالَ: ((وَمَـا ذَاكَ؟)) قَالُوْا: النِّفَاقَ النِّفَاقَ۔ قَالَ: ((اَلَسْتُـمْ تَشْهَـدُوْنَ اَنْ لَا اِلٰـهَ اِلَّا الـلّٰـهُ وَاَنِّـي رَسُـوْلُ الـلّٰهِ؟)) قَالُوْا: بَلٰى ۔ قَالَ: ((لَيْسَ ذَاكَ بِنِفَاقٍ۔)) ثُمَّ عَاوَدُوْهُ الثَّالِثَةَ، فَقَالُوْا مِثْلَ ذٰلِكَ۔ فَقَالَ لَهُمْ: ((لَيْسَ ذٰلِكَ بِـنِفَاقٍ۔)) فَقَالُوْا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنَّا اِذَا كُنَّا عِـنْـدَكَ كُـنَّا عَلٰى حَالٍ، وَاِذَا خَرَجْنَا مِنْ عِنْدِكَ هَمَّتْنَا الدُّنْيَا وَاَهْلُوْنَا۔ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَوْ اَنَّكُمْ اِذَا خَرَجْتُمْ مِنْ عِنْدِيْ تَـكُـوْنُـوْنَ عَلٰى مِثْلِ الْحَالِ الَّتِيْ تَكُوْنُوْنَ عَـلَيْهَـا عِنْدِيْ، لَصَافَحَتْكُمُ الْمَلَائِكَةُ فِي طُرُقِ الْمَدِيْنَةِ۔)) (الصحيحة:٢٢٣٥)

آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم اللہ تعالیٰ کے معبودِ برحق ہونے اور میرے رسول اللہ ہونے کی گواہی نہیں دیتے؟'' انھوں نے کہا: کیوں نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ نفاق تو نہیں ہے۔'' انھوں نے بات کو لوٹاتے ہوئے کہا: اے اللہ کے رسول! ربّ کعبہ کی قسم! ہم ہلاک ہو گئے ہیں۔ آپ ﷺ نے پوچھا: ''وہ کیسے؟'' انھوں نے کہا: ہمیں نفاق کا خطرہ ہے، نفاق کا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم لوگ اللہ تعالیٰ کے معبودِ برحق ہونے اور میرے رسول اللہ ہونے کی شہادت نہیں دیتے؟'' انھوں نے کہا: کیوں نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ تو نفاق نہیں ہے۔'' انھوں نے تیسری دفعہ یہی بات دہرائی اور آپ ﷺ نے بھی وہی جواب دیا کہ ''یہ نفاق تو نہیں ہے۔'' انھوں نے تفصیل بیان کرتے ہوئے کہا: اے اللہ کے رسول! جب ہم آپ کے پاس ہوتے ہیں تو مخصوص (مذہبی) حالت پر ہوتے ہیں، لیکن جب آپ کے پاس سے چلے جاتے ہیں تو دنیا اور اہلِ دنیا ہم کو مغموم و فکرمند کر دیتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تم میرے پاس سے نکل کر بھی اسی (اسلامی) حالت پر برقرار رہتے جس پر میری مجلس میں ہوتے ہو تو مدینہ کے راستوں میں فرشتے تم سے مصافحہ کرتے۔''

تخریج: أخرجه الاسماعيلي في "المعجم": ٢٩/ ١-٢

شـــرح:...... معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ کی مجلس اتنی بابرکت ہوتی تھی کہ صحابہ کرام کے ایمان و ایقان میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ اگرچہ نیک لوگوں کی مجالس کا آپ ﷺ کی مجلس سے موازنہ نہیں کیا جاتا، لیکن احادیث کا تقاضا یہی ہے کہ نیک اور پارسا لوگوں کی صحبت میں کچھ وقت گزارنا چاہیے۔

حضرت یوسف علیہ السلام اور آپ ﷺ کی عاجزی

(٣١٥١)۔ عَـنْ اَبِـيْ هُـرَيْـرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، وَقَرَأَ هٰذِهِ الْآيَةَ: ﴿اِرْجِعْ

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت تلاوت کی: ﴿(یوسف نے کہا:) تو اپنے بادشاہ کے

إِلَى رَبِّكَ فَاسْأَلْهُ مَا بَالُ النِّسْوَةِ اللَّاتِي قَطَّعْنَ أَيْدِيَهُنَّ إِنَّ رَبِّي بِكَيْدِهِنَّ عَلِيمٌ﴾ (يوسف: ٥٠) قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَوْ كُنْتُ أَنَا لَأَسْرَعْتُ الْإِجَابَةَ، وَمَا ابْتَغَيْتُ الْعُذْرَ.)) (الصحيحة: ٣١٥٠)

پاس لوٹ جا اور اس سے دریافت کر کہ ہاتھ کاٹنے والی عورتوں کا کیا خیال ہے، بیشک میرا ربّ ان کے مکر کو جاننے والا ہے۔﴾ (سورۂ یوسف: ٥٠) پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر میں ہوتا تو جلدی قبول کر لیتا اور عذر تلاش نہ کرتا۔''

تخریج: أخرجه أحمد: ٢/ ٣٤٦ و ٣٨٩، وابن جرير الطبري في "التفسير": ١٢/ ١٣٩، والحاكم: ٢/ ٣٤٦

شرح:...... جب حضرت یوسف علیہ السلام نے دیکھا کہ بادشاہ اب مائل بہ کرم ہے، تو انہوں نے اس طرح محض عنایت خسروانہ سے جیل سے نکلنے کو پسند نہیں فرمایا، بلکہ اپنے کردار کی رفعت اور پاک دامنی کے اثبات کو ترجیح دی تاکہ دنیا کے سامنے آپ کے کردار کا حسن اور اس کی بلندی واضح ہو جائے۔ کیونکہ داعی الی اللہ کے لیے یہ عفت و پاک بازی اور رفعت کردار بہت ضروری ہے۔

اس حدیث میں نبی کریم ﷺ نے اپنی عاجزی کا اظہار کیا اور حضرت یوسف علیہ السلام کے صبر کی تعریف کی۔

اسلام کی حالت میں ملنے والی عمر انتہائی قیمتی ہے

(٣١٥٢)۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ شَدَّادٍ: أَنَّ نَفَرًا مِنْ بَنِي عُذْرَةَ ثَلَاثَةً أَتَوُا النَّبِيَّ ﷺ فَأَسْلَمُوْا، قَالَ: فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَنْ يَكْفِيْنِيْهِمْ؟)) قَالَ طَلْحَةُ: أَنَا. قَالَ: فَكَانُوْا عِنْدَ طَلْحَةَ، فَبَعَثَ النَّبِيُّ ﷺ بَعْثًا، فَخَرَجَ فِيهِ أَحَدُهُمْ فَاسْتُشْهِدَ. قَالَ: ثُمَّ بَعَثَ بَعْثًا، فَخَرَجَ فِيهِمْ آخَرُ فَاسْتُشْهِدَ. قَالَ: ثُمَّ مَاتَ الثَّالِثُ عَلَى فِرَاشِهِ، قَالَ طَلْحَةُ: فَرَأَيْتُ هٰؤُلَاءِ الثَّلَاثَةَ الَّذِيْنَ كَانُوْا عِنْدِيْ فِي الْجَنَّةِ، فَرَأَيْتُ الْمَيِّتَ عَلَى فِرَاشِهِ أَمَامَهُمْ، وَرَأَيْتُ الَّذِي اُسْتُشْهِدَ أَخِيْرًا يَلِيْهِ، وَرَأَيْتُ الَّذِي اُسْتُشْهِدَ أَوَّلَهُمْ آخِرَهُمْ. قَالَ: فَدَخَلَنِيْ مِنْ ذٰلِكَ، قَالَ:

سیدنا عبد اللہ بن شداد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قبیلہ بنو عذرہ کے چند لوگ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور اسلام قبول کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کون ان کو کفایت کرے گا؟'' سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں۔ وہ طلحہ کے پاس ٹھہرے رہے۔ ایک دن نبی کریم ﷺ نے ایک لشکر بھیجا، ان میں سے بھی ایک آدمی شریک ہوا اور شہید ہو گیا۔ (کچھ عرصے کے بعد) آپ ﷺ نے دوسرا لشکر بھیجا، ان میں سے بھی ایک دوسرا آدمی شریک ہوا اور وہ بھی شہید ہو گیا، پھر (کچھ عرصہ کے بعد) تیسرا آدمی اپنے بستر پر طبعی موت مر گیا۔ سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے خواب میں ان تینوں کو جنت میں دیکھا، کیا دیکھتا ہوں کہ اپنے بستر پر طبعی موت مرنے والا سب سے آگے ہے، اس کے پیچھے دوسرے نمبر پر شہید ہونے والا ہے اور آخر میں سب سے پہلے شہید ہونے والا ہے۔ مجھے (ان

فَـأَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَـذَكَـرْتُ ذٰلِكَ لَهُ ، قَالَ: فَـقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((وَمَا أَنْكَرْتَ مِنْ ذٰلِكَ! لَيْسَ أَحَدٌ أَفْضَلَ عِنْدَاللّٰهِ مِنْ مُؤْمِنٍ يُعَمَّرُ فِي الْإِسْلَامِ ، لِتَسْبِيْحِهِ ، وَتَكْبِيْرِهِ ، وَتَهْلِيْلِهِ.)) (الصحيحة:٦٥٤)

مراتب سے) بڑی تشویش ہوئی، میں نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور یہ خواب بیان کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آپ کو اس سے کیوں تعجب ہوا؟ وہ مومن سب سے افضل ہے، جسے اسلام کی زندگی نصیب ہوتی ہے، کیونکہ وہ (اپنی عمر میں) ''سُبْحَانَ اللّٰه ، اَلْحَمْدُ لِلّٰه ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه'' کہتا رہتا ہے۔''

تخريج: أخرجه أحمد: ١/ ١٦٣ ، وعنه الضياء في "المختارة": ١/ ٢٨٣ ، والبزار: ٤/ ٢٢٧/ ٣٥٩٠ ، وابو يعلى: ١/ ٨/ ٦٣٤

شرح:...... غور فرمائیں کہ بنوعذرہ کے تین آدمی مسلمان ہوئے، جو سب سے پہلے شہید ہوا وہ جنت میں ان تینوں میں سب سے پیچھے ہے، اس کے بعد شہید ہونے والا دوسرے نمبر آیا اور سب سے آخر میں طبعی موت مرنے والا جنت میں سب سے آگے ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ سب سے آخر میں فوت ہونے والے نے اپنی زندگی سے استفادہ کیا اور ذکر الٰہی سمیت نیک اعمال کیے اور جو سب سے پہلے شہید ہوا اسے اعمالِ صالحہ کرنے کا موقع کم ملا تھا۔

معلوم ہوا کہ مومن کی زندگی کا لمحہ لمحہ قیمتی ہے، اس سے استفادہ کرنا چاہئے۔

سات سات دفعہ جنت کا سوال اور جہنم سے پناہ مانگنی چاہیے

(٣١٥٣)۔ عَـنْ أَبِـيْ هُـرَيْـرَةَ ، قَالَ: قَالَ رَسُـوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَـا اسْتَـجَارَ عَبْدٌ مِنَ النَّـارِ سَبْعَ مَرَّاتٍ فِيْ يَوْمٍ إِلَّا قَالَتِ النَّارُ: يَـارَبِّ إِنَّ عَبْـدَكَ فُلَانًا قَدِ اسْتَجَارَكَ مِنِّيْ فَأَجِرْهُ ، وَلَا يَسْأَلُ اللّٰهَ عَبْدٌ الْجَنَّةَ فِي يَوْمٍ سَبْـعَ مَـرَّاتٍ ، إِلَّا قَالَتِ الْجَنَّةُ: يَارَبِّ! إِنَّ عَبْدَكَ فُلَانًا سَأَلَنِيْ فَأَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ.)) (الصحيحة: ٢٥٠٦)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بندہ آگ سے بچنے کے لیے ایک دن میں سات دفعہ پناہ نہیں مانگتا مگر آگ کہتی ہے: اے میرے ربّ! تیرے فلاں بندے نے مجھ سے تیری پناہ طلب کی ہے، تو اسے پناہ دے دے۔ اسی طرح جب آدمی ایک دن میں اللہ تعالی سے سات دفعہ جنت کا سوال کرتا ہے تو جنت کہتی ہے: اے میرے ربّ! تیرے فلاں بندے نے تجھ سے میرا سوال کیا ہے، تو اسے جنت میں داخل کر دے۔''

تخريج: أخرجه أبو يعلى في "مسنده": ٤/ ١٤٧٣ ، والضياء أيضا في "صفة الجنة": ٣/ ٨٩/ ١

شرح:...... ہمیں چاہئے کہ دن میں صبح، شام یا کسی نماز کے بعد ایک وقت کا تعین کر لیں جس میں جہنم سے سات دفعہ اللہ تعالی کی پناہ مانگی جائے اور سات دفعہ جنت کا سوال کیا جائے۔

امام البانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: دمشق وغیرہ میں دیکھا گیا ہے کہ بعض لوگ نمازِ فجر کے بعد اجتماعی شکل میں سات دفعہ

باآواز بلند جنت کا سوال کرتے ہیں اور سات دفعہ جہنم سے پناہ مانگتے ہیں۔ اس حدیث پر عمل کرنے کا یہ انداز بے بنیاد ہے، کیونکہ حدیث میں اس قسم کی کوئی قید نہیں لگائی گئی ہے کہ یہ عمل نمازِ فجر کے بعد یا اجتماعی طور پر کیا جائے۔ نبی کریم ﷺ نے جس چیز کو مطلق رکھا، ہمیں اس کو مقید کرنے کا کوئی حق حاصل نہیں ہے۔ جو آدمی اس حدیث پر عمل کرنا چاہتا ہے، وہ دن یا رات کی کسی گھڑی میں قبل از نماز یا بعد از نماز اس ذکر کا اہتمام کرسکتا ہے، اتباع اور اخلاص کا یہی تقاضا ہے۔

رہا مسئلہ درج ذیل حدیث کا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب تو نمازِ فجر سے فارغ ہو تو کسی سے کلام کیے بغیر سات دفعہ کہہ: اَللّٰھُمَّ اَجِرْنِیْ مِنَ النَّارِ ، ......'' یہ روایت ضعیف ہے، جیسا کہ میں نے ضعیفہ (۱۶۲۴) میں اس کی تحقیق پیش کی ہے، لہٰذا اس کو حسن قرار دینے والوں سے دھوکہ نہیں کھانا چاہیے، کیونکہ یہ ان کی خطا ہے۔ (صحیحہ: ۲۵۰۶)

استغفار کی فضیلت

(٣١٥٤)۔ عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَامِ مَرْفُوْعًا: ((مَنْ اَحَبَّ اَنْ تَسُرَّهُ صَحِيْفَتُهُ ، فَلْيُكْثِرْ فِيْهَا مِنَ الْاِسْتِغْفَارِ۔)) (الصحيحة: ٢٢٩٩)

سیدنا زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو آدمی یہ بات پسند کرتا ہے کہ اس کا نامۂ اعمال اسے خوش کرے تو وہ کثرت سے استغفار کیا کرے۔''

تخريج: أخرجه الضياء في "المختارة": ١/ ٢٩٧ ، والطبراني في "الاوسط"

شــــرح: ...... حقیقی خوشی وہی ہے جو حشر کے میدان میں نامۂ اعمال وصول کرتے وقت ہوگی، اس خوشی میں اضافہ کرنے کے لیے کثرت سے استغفار کا اہتمام کرنا چاہیے۔

آپ ﷺ کا سو سو دفعہ بخشش طلب کرنا

(٣١٥٥)۔ عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى ، قَالَ: جَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَنَحْنُ جُلُوْسٌ فَقَالَ: ((مَا اَصْبَحْتُ غَدَاةً قَطُّ اِلَّا اسْتَغْفَرْتُ اللّٰهَ فِيْهَا مِئَةَ مَرَّةٍ۔)) (الصحيحة: ١٦٠٠)

سیدنا ابو موسی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے، اس حال میں کہ ہم بیٹھے ہوئے تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب بھی میں صبح کرتا ہوں، اللہ تعالیٰ سے سو دفعہ بخشش طلب کرتا ہوں۔''

تخريج: رواه العقيلي في "الضعفاء": صـ ٤١١ ، وأبونعيم في "أخبار أصبهان": ١/ ٦٠

شرح: ...... نبی کریم ﷺ کی عفت و عصمت کسی سے پنہاں نہیں ہے، آپ ﷺ کو ''قَدْ غَفَرَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَ مَا تَأَخَّرَ'' کا لقب ملا۔ لیکن اس کے باوجود ہر صبح کو سو سو دفعہ اللہ تعالیٰ سے بخشش اور مغفرت کا سوال کرنے والے۔ ہمیں چاہیے کہ رواجی سستی اور کاہلی کو ترک کر کے اپنی آخرت کی فکر کریں۔

اٹھتے ، بیٹھتے اور لیٹتے وقت اللہ تعالی کا ذکر ہونا چاہیے، وگرنہ ......

(٣١٥٦)۔ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعًا: ((مَاقَعَدَ قَوْمٌ مَقْعَدًا لَمْ يَذْكُرُوافِيْهِ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ ، وَيُصَلُّوْا عَلَى النَّبِيِّ ، اِلَّا كَانَ عَلَيْهِمْ حَسْرَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ ، وَاِنْ دَخَلُوْا الجَنَّةَ لِلثَّوَابِ۔)) (الصحيحة: ٧٦)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جولوگ کسی مجلس میں بیٹھتے ہیں اوراس میں اللہ تعالی کا ذکر کرتے ہیں نہ نبی پر درود بھیجتے ہیں، تو یہ مجلس ان کے لیے قیامت کے روز باعث حسرت ہوگی، اگرچہ وہ (ایمان اور دوسرے اعمال کی بنا پر) جنت میں داخل ہو جائیں۔''

تخريج: رواه أحمد: ٢/ ٤٦٣ ، والنسائی فی"عمل اليوم والليلة": ٤٠٩ـ٤١٠ ، وابن حبان فی"صحيحه": ٢٣٢٢ـموارد ، والخطيب فی"الفقيه والمتفقه": ١/ ٢٣٧

(٣١٥٧)۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ ، قَالَ: رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَامِنْ قَوْمٍ اجْتَمَعُوْا فِي مَجْلِسٍ ، فَتَفَرَّقُوْا وَلَمْ يَذْكُرُوْا اللّٰهَ ، اِلَّا كَانَ ذٰلِكَ الْمَجْلِسُ حَسْرَةً عَلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔)) (الصحيحة:٢٥٥٧)

سیدنا عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کوئی قوم ایسی نہیں جو کسی مجلس میں بیٹھی ہو اور اللہ تعالی کا ذکر کئے بغیر منتشر ہوگئی ہو مگر یہ مجلس اس کے لیے قیامت کے روز باعث حسرت ہوگی۔''

تخريج: أخرجه الطبرانی فی"الأوسط": مصورة الجامعة الأسلامية: ٤/ ٤٣٤ ، والبيهقی فی"الشعب": ١/ ٤٠٠/ ٥٣٣

(٣١٥٨)۔ عَنِ ابْنِ عَمْرٍو مَرْفُوْعًا: ((مَامِنْ قَوْمٍ جَلَسُوْا مَجْلِسًا لَمْ يَذْكُرُوْا اللّٰهَ فِيْهِ ، اِلَّا رَأَوْهُ حَسْرَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔)) (الصحيحة:٨٠)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''نہیں ہے کوئی قوم جو کسی مجلس میں بیٹھی ہو اور اس میں اللہ کا ذکر نہ کیا ہو مگر وہ اس بیٹھک کو قیامت کے روز حسرت تصور کرے گی۔''

تخريج: أخرجه أحمد: ٢/ ١٢٤

(٣١٥٩)۔ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعًا: ((مَا مِنْ قَوْمٍ يَقُوْمُوْنَ مِنْ مَجْلِسٍ لَايَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ فِيْهِ ، اِلَّا قَامُوْا عَنْ مِثْلِ جِيفَةِ حِمَارٍ ، وَكَانَ عَلَيْهِمْ حَسْرَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔)) (الصحيحة: ٧٧)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب کوئی قوم کسی ایسی مجلس سے اٹھتی ہے جس میں انھوں نے اللہ کا ذکر نہیں کیا ہوتا تو وہ مردار گدھے جیسی چیز سے اٹھتی ہے اور وہ مجلس قیامت کے روز ان کے لیے حسرت کا باعث ہوگی۔''

تخريج: رواه أبو داود: ٤٨٥٥ ، والنسائی: ٤٠٨ ، والطحاوی: ٢/ ٣٦٧ ، وأبو الشيخ فی"طبقات

الأصبهانيين": ٢٢٩، وابن بشران في "الأمالي": ٣٠/ ٦/ ١ عام ٣٩٢٧، وابن السني: ٤٣٩، والحاكم: ١/ ٤٩٢، وأبو نعيم: ٧/ ٢٠٧، والبيهقي في "الشعب": ١/ ٤٠٣/ ٥٤١، وأحمد: ٢/ ٣٨٩و٥١٥و٥٢٧، وابن حبان: ١/ ٣٩٧/ ٥٨٩

(٣١٦٠)۔ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعًا: ((مَنْ قَعَدَ مَقْعَدًا لَمْ يَذْكُرِ اللّٰهَ فِيْهِ، كَانَتْ عَلَيْهِ مِنَ اللّٰهِ تِرَةٌ، وَمَنِ اضْطَجَعَ مَضْجَعًا لَا يَذْكُرُ اللّٰهَ فِيْهِ، كَانَتْ عَلَيْهِ مِنَ اللّٰهِ تِرَةٌ۔)) (الصحيحة:٧٨)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص کسی ایسی جگہ بیٹھا جس میں اس نے اللہ کو یاد نہ کیا تو وہ (جگہ اور مجلس) اللہ کی طرف سے اس پر نقصان کا باعث ہوگی اور جو شخص کسی ایسی جگہ لیٹا جس میں اس نے اللہ کو یاد نہ کیا تو وہ اس پر اللہ کی طرف سے نقصان کا باعث ہو گی۔''

تخريج: رواه أبو داود: ٤٨٥٦و٥٠٥٩، والنسائي: ٤٠٣۔٤٠٤، والبيهقي في "الشعب": ١/ ٤٠٣/ ٥٤٣، والحميدي في "مسنده": ١١٥٨ الشطر الأول، وابن السني: ٧٤٣ الشطر الثاني

شرح:...... یہ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غفلت کا نتیجہ ہے۔ ہمارے جسم کو لیٹنے، بیٹھنے اور کھڑے ہونے کی صلاحیت حاصل ہونا اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا احسان ہے، جس پر اس نے اپنے ذکر کا مطالبہ کیا۔

(٣١٦١)۔ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعًا: ((مَاجَلَسَ قَوْمٌ مَجْلِسًا، فَلَمْ يَذْكُرُوْا اللّٰهَ فِيْهِ، اِلَّاكَانَ عَلَيْهِمْ تِرَةً، وَمَا مِنْ رَجُلٍ مَشٰى طَرِيْقًا فَلَمْ يَذْكُرِ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ اِلَّاكَانَ عَلَيْهِ تِرَةً، وَمَا مِنْ رَجُلٍ آوٰى اِلٰى فِرَاشِهِ فَلَمْ يَذْكُرِ اللّٰهَ، اِلَّا كَانَ عَلَيْهِ تِرَةً۔)) (الصحيحة:٧٩)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی قوم ایسی مجلس میں نہیں بیٹھتی جس میں انھوں نے اللہ تعالیٰ کو یاد نہ کیا ہو مگر وہ ان پر نقصان کا باعث ہوگا، جو آدمی جو کسی رستے میں چل رہا ہو اور اس میں اللہ کا ذکر نہ کرے تو یہ اس کے لیے باعثِ تکلیف ہوگا اور جو آدمی اپنے بستر پر سونے لگے اور اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ کرے تو یہ اس کے لیے گھبراہٹ کا باعث ہوگا۔''

تخريج: رواه أحمد: ٢/ ٤٣٢، والنسائي: ٤٠٥، وابن السني: ٣٧٥، والحاكم: ١/ ٥٥٠

شرح:...... اللہ تعالیٰ کی تسبیحات، تہلیلات، تکبیرات اور تحمیدات بیان کر کے اس کا ذکر کرنا جہاں باعثِ اجرِ عظیم ہے، وہاں اس سے غفلت برتنا باعثِ حسرت وندامت ہے۔ انسان کو چاہئے کہ اپنے جسم کی مختلف حالتوں یعنی چلنے، کھڑا ہونے، بیٹھنے اور لیٹنے کے دوران اللہ تعالیٰ کو کسی نہ کسی انداز میں یاد کرتا رہے۔

(٣١٦٢)۔ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعًا: ((مَا جَلَسَ قَوْمٌ مَجْلِسًا لَمْ يَذْكُرُوْا اللّٰهَ فِيْهِ،

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی قوم ایسی مجلس میں نہیں بیٹھی جس میں انھوں نے

وَلَمْ يُصَلُّوْا عَلَى نَبِيِّهِمْ ، اِلَّا كَانَ عَلَيْهِمْ تِرَةً، فَإِنْ شَاءَ عَذَّبَهُمْ ، وَإِنْ شَاءَ غَفَرَلَهُمْ.)) (الصحيحة: ٧٤)

اللہ کو یاد کیا نہ اپنے نبی پر درود بھیجا، مگر وہ ان پر نقصان کا باعث ہوگی، پھر اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو انھیں عذاب دے اور اگر چاہے تو انھیں بخش دے۔''

تخریج: أخرجه الترمذی: ۲/ ۲۴۲، واسماعیل القاضی فی"فضل الصلاة علی النبی ﷺ: ٥٤ ـ بتحقیقی، وابن السنی فی"وعمل الیوم واللیلة": ٤٣٣، والطیالسی: ۲۳۱۱، وأحمد: ۲/ ٤٤٦، ٤٥٣، ٤٨١، ٤٨٤، ٤٩٥، والطبرانی فی"الدعاء": ۳/ ۱٦٦۲و۱۹۲۳و۱۹۲٤و۱۹۲٥، والبیهقی فی "سننه": ۳/ ۲۱۰، وأبونعیم فی"الحلیة": ۸/ ۱۳۰

شـــرح:...... یعنی کسی مجلس میں اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ کرنا یا نبی کریم ﷺ کے لیے رحمت و سلامتی کی دعا نہ کرنا اللہ تعالیٰ کے عذاب کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔ اللہ تعالیٰ کی مرضی ہے کہ وہ اس غفلت کو معاف کر دے یا اس کی وجہ سے مؤاخذہ کرے۔

امام البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں: یہ احادیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ ہر مجلس میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا اور نبی کریم ﷺ پر درود بھیجنا واجب ہے، اس دلالت کی درج ذیل وجوہات ہیں:

(**اولا**) ''پھر اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو انھیں عذاب دے اور اگر چاہے تو انھیں بخش دے۔'' یہ جملہ اس وقت کہا جا سکتا ہے، جب واجب کو ترک کیا گیا ہو اور اس کا ترک کرنا معصیت ہو۔

(**ثانیا**) ''اگر چہ وہ (دوسرے اعمال کے) اجر و ثواب کی وجہ سے جنت میں داخل ہو جائیں۔'' سے پتہ چلتا ہے کہ جو شخص مجلس میں اللہ تعالیٰ کا ذکر اور آپ ﷺ پر درود نہیں بھیجے گا، وہ جہنم میں داخل ہونے کا حقدار ہوگا، اگر چہ یہ ممکن ہے کہ اس کے ایمان کے اجر و ثواب کے صلے میں اسے جنت میں داخل کر دیا جائے۔

(**ثالثا**) ''تو وہ مردار گدھے جیسی چیز سے اٹھتے ہیں'' یہ تشبیہ تقاضا کرتی ہے کہ ان کا عمل قبیح ہے اور یہ تشبیہ اسی چیز سے متعلقہ ہو سکتی ہے، جو حرام ہو۔

ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ وہ متنبہ رہے اور ہر مجلس میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے اور آپ ﷺ پر درود بھیجنے سے غافل نہ ہو جائے، وگرنہ یہ غفلت اس کے لیے نقصان اور حسرت کا باعث بنے گی۔

مناوی نے (فیض القدیر) میں کہا: اس سے مجلس سے کھڑے ہوتے وقت اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے اور آپ ﷺ پر درود بھیجنے کی تاکید پیدا ہوتی ہے، اس ذکر و درود کے لیے کوئی الفاظ کہے جا سکتے ہیں، ذکر کی کامل ترین صورت دعائے کفارۂ مجلس ہوگی:

((سُبْحَانَكَ اَللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ ، اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ ، اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ۔))

''اور درود بھیجنے کے لیے تشہد والا درود پڑھا جائے۔'' (صحیحه: ۸۰)

عورتوں کو سلام کہنا

(٣١٦٣)۔ عَنْ جَرِيْرٍ، قَالَ: مَرَّ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى نِسْوَةٍ، فَسَلَّمَ عَلَيْهِنَّ۔))

(الصحيحة: ٢١٣٩)

سیدنا جریر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ عورتوں کے پاس سے گزرے اور انھیں سلام کہا۔

تخريج: أخرجه أحمد: ٤/ ٣٥٧، ٣٦٣، وابن السني في "عمل اليوم" ٢٢١، والطبراني في "الكبير": ١١٨/ ١

شرح:...... معلوم ہوا کہ عورتوں کو بھی سلام کہنا چاہئے، یہ صرف مردوں کی خاصیت نہیں ہے۔

نماز کے قیام کے دوران دعا کرنا درست ہے

(٣١٦٤)۔ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ، قَالَ: دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْمَسْجِدَ وَهُوَ بَيْنَ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ، وَإِذَا ابْنُ مَسْعُوْدٍ يُصَلِّيْ، وَإِذَا هُوَ يَقْرَأُ (النِّسَاءَ)، فَانْتَهٰى إِلٰى رَأْسِ الْمِئَةِ، فَجَعَلَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ يَدْعُوْ وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّيْ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((اِسْأَلْ تُعْطَهْ، اِسْأَلْ تُعْطَهْ۔)) ثُمَّ قَالَ: ((مَنْ أَحَبَّ أَنْ يَقْرَءَ الْقُرْآنَ غَضًّا كَمَا أُنْزِلَ، فَلْيَقْرَأْهُ عَلٰى قِرَاءَةِ ابْنِ أُمِّ عَبْدٍ۔)) فَلَمَّا أَصْبَحَ غَدَا إِلَيْهِ أَبُوْبَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ لِيُبَشِّرَهُ، وَقَالَ لَهُ: مَاسَأَلْتَ اللّٰهَ الْبَارِحَةَ؟ قَالَ: قُلْتُ: اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ إِيْمَانًا لَا يَرْتَدُّ، وَنَعِيْمًا لَا يَنْفَدُ، وَمُرَافَقَةَ مُحَمَّدٍ فِيْ أَعْلٰى جَنَّةِ الْخُلْدِ، ثُمَّ جَاءَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، فَقِيْلَ لَهُ: إِنَّ أَبَابَكْرٍ قَدْ سَبَقَ۔ قَالَ: يَرْحَمُ اللّٰهُ أَبَابَكْرٍ مَاسَبَقْتُهُ إِلٰى خَيْرٍ قَطُّ إِلَّا سَبَقَنِيْ إِلَيْهِ۔

(الصحيحة: ٢٣٠١)

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف لائے، جبکہ آپ ﷺ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے درمیان تھے، (آپ ﷺ کیا دیکھتے ہیں کہ) ابن مسعود نماز پڑھ رہا تھا، وہ سورۂ نساء کی تلاوت کر رہا تھا، سو (١٠٠) آیت کی تلاوت کے بعد وہ نماز میں ہی قیام کی حالت میں دعا کرنے لگا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "سوال کر، تجھے دیا جائے گا، سوال کر، تجھے دیا جائے گا۔" پھر فرمایا: "جو چاہتا ہے کہ وہ قرآنِ مجید کو تر و تازہ پڑھے، جیسے وہ نازل ہوا، تو ابن ام عبد (یعنی ابن مسعود) کی قرائت پر پڑھے، جب صبح ہوئی تو سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ، ابن مسعود کو خوشخبری دینے کے لیے گئے اور ان سے پوچھا کہ آپ نے گزشتہ رات کو کون سی دعا کی تھی؟ انھوں نے کہا: میں نے یہ دعا کی تھی: اے اللہ! میں تجھ سے ارتداد سے پاک ایمان، ختم نہ ہونے والی نعمت اور ہمیشہ والی جنت کے اعلی مقام میں محمد (ﷺ) کی رفاقت کا سوال کرتا ہوں۔ جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بشارت دینے کے لیے آئے تو انھیں بتلایا گیا کہ ابوبکر آپ سے سبقت لے چکے ہیں۔ یہ سن کر انھوں نے کہا: اللہ ابوبکر پر رحم فرمائے، میں جب بھی ان سے خیر و بھلائی میں مقابلہ کرتا ہوں تو وہ مجھ سے آگے بڑھ جاتے ہیں۔"

تخریج: أخرجه ابن ماجه :١٣٨، وأحمد:١/ ٧، ٤٤٥، ٤٥٤

شرح:...... معلوم ہوا کہ نماز میں قیام کے دوران دعا مانگی جا سکتی ہے، نیز سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی قراءت کی افضلیت اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے بیان کے مطابق سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی عظمت کا بیان ہے۔

بسم اللہ کی برکت اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ

(٣١٦٥)۔ عَنْ ثَوْبَانَ مَوْلٰی رَسُوْلِ اللّٰه ﷺ، قَالَ: نَزَلَ بِنَا ضَيْفٌ بَدَوِيٌّ، فَجَلَسَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَمَامَ بُيُوْتِهِ، فَجَعَلَ يَسْاَلُهُ عَنِ النَّاسِ كَيْفَ هُمْ بِالْإِسْلَامِ؟ وَكَيْفَ حَدْبُهُمْ عَلَى الصَّلَاةِ؟ فَمَا زَالَ يُخْبِرُهُ مِنْ ذٰلِكَ بِالَّذِيْ يَسُرُّهُ حَتّٰى رَاَيْتُ وَجْهَ رَسُوْلِ اللّٰه ﷺ نَضِرًا۔ فَلَمَّا انْتَصَفَ النَّهَارُ، وَحَانَ اَكْلُ الطَّعَامِ دَعَانِيْ مُسْتَخْفِيًا لَا يَأْلُوْ: اَنِ ائْتِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فَاَخْبِرْهَا اَنَّ لِرَسُوْلِ اللّٰه ﷺ ضَيْفًا، فَقَالَتْ: وَالَّذِيْ بَعَثَهُ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ مَااَصْبَحَ فِيْ يَدِيْ شَيْءٌ يَاْكُلُهُ اَحَدٌ مِّنَ النَّاسِ، فَرَدَّنِيْ اِلٰى نِسَائِهِ، كُلُّهُنَّ يَعْتَذِرْنَ بِمَا اعْتَذَرَتْ بِهِ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، فَرَاَيْتُ لَوْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ خَسَفَ، فَقَالَ الْبَدْوِيُّ: اِنَّا اَهْلُ الْبَادِيَةِ مَعَانُوْنَ عَلٰى زَمَانِنَا، لَسْنَا بِاَهْلِ الْحَاضِرِ، فَاِنَّمَا يَكْفِي الْقَبْضَةُ مِنَ التَّمْرِ يُشْرَبُ عَلَيْهَا مِنَ اللَّبَنِ وَالْمَاءِ، فَذٰلِكَ الْخَصَبُ! فَمَرَّتْ عِنْدَ ذٰلِكَ عَنْزٌ لَنَا قَدِ احْتُلِبَتْ، كُنَّا نُسَمِّيْهَا (ثَمر ثَمر)، فَدَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِاسْمِهَا (ثَمر ثَمر) فَاَقْبَلَتْ

مولائے رسول سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہمارے پاس ایک بدوی مہمان آیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھروں کے سامنے بیٹھ گئے اور اس سے سوال کرنے لگے کہ لوگ قبولیتِ اسلام پر کس قدر خوش ہیں؟ نماز کا کتنا اہتمام کرتے ہیں؟ جواباً وہ آدمی خوشکن معروضات ذکر کرتا رہا یہاں تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ بارونق اور تروتازہ نظر آنے لگا۔ جب نصف دن گزر گیا اور کھانے کا وقت ہو گیا تو چپکے سے مجھے بلا کر فرمایا اور کوئی کوتاہی نہیں کی: ''عائشہ کے پاس جاؤ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مہمان کے بارے میں بتلاؤ (تاکہ وہ کھانا بھیجیں)۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اس ذات کی قسم جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدایت اور دینِ حق کے ساتھ مبعوث فرمایا! میرے پاس کھانے کے لیے کوئی چیز نہیں ہے۔ (میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف لوٹا اور حقیقتِ حال سے آگاہ کیا۔) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے تمام بیویوں کے پاس بھیجا لیکن ہر ایک نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا والا عذر پیش کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا رنگ ماند پڑ گیا۔'' بدوی نے کہا: ہم جنگل میں بسنے والے اور سختیاں جھیلنے والے ہیں، ہم شہری نہیں ہیں، بس ایک لپ کھجوریں کافی ہیں اور ان کے بعد پانی اور دودھ مل جائے، اسی کو ہم فراخی و خوشحالی کہتے ہیں۔ اتنے میں ہماری ایک بکری، جسے ہم ''ثمر ثمر'' کہہ کر پکارتے تھے، گزری اور وہ دوہی جا چکی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ''ثمر ثمر'' کہہ کر بلایا، وہ ممیاتی ہوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف آئی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم

إِلَيْـهِ تَحَمْحَمُ ، فَأَخَذَ بِرِجْلِهَا بِاسْمِ اللّٰهِ ، ثُـمَّ اعْتَـقَـلَهَا بِاسْمِ اللّٰهِ ، ثُمَّ مَسَحَ سُرَّتَهَا بِـاسْـمِ اللّٰهِ ، فَحَفَلَتْ (اَلْاَصْلُ: فَحُطَّتْ) فَـدَعَـانِـيْ بِـمِـحْلَبٍ ، فَأَتَيْتُهُ بِهِ ، فَحَلَبَ بِـاسْـمِ اللّٰهِ ، فَمَلَأَهُ فَدَفَعَهُ إِلَى الضَّيْفِ ، فَشَـرِبَ مِـنْـهُ شُـرْبَةً ضَخْمَةً ، ثُمَّ أَرَادَ أَنْ يَّـضَـعَهُ ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((عُلْ ـ)) ثُـمَّ أَرَادَ أَنْ يَّـضَـعَـهُ ، فَـقَالَ لَهُ: ((عل ـ)) فَكَرَّرَهُ عَلَيْهِ ، حَتَّى امْتَلأَ وَشَرِبَ مَاشَاءَ ، ثُـمَّ حَـلَبَ بِاسْمِ اللّٰهِ وَمَلَأَهُ وَقَالَ: ((اَبْلِغْ عَائِشَةَ هٰذَا ـ)) فَشَرِبَتْ مِنْهُ مَا بَدَا لَهَا ، ثُمَّ رَجَـعْـتُ إِلَيْهِ ، فَحَلَبَ فِيْهِ بِاسْمِ اللّٰهِ ، ثُمَّ أَرْسَـلَـنِـيْ بِهِ إِلٰى نِسَائِهِ ـ كُلَّمَا شُرِبَ مِنْهُ رَدَدتُّـهُ إِلَيْـهِ ، فَحَلَبَ بِاسْمِ اللّٰهِ فَمَلَأَ ، ثُمَّ قَـالَ: ((اِدْفَعْهُ إِلَى الضَّيْفِ ـ)) فَدَفَعْتُهُ إِلَيْهِ قَـالَ: بِسْـمِ اللّٰهِ ، فَشَرِبَ مِنْهُ مَاشَاءَ اللّٰهُ ، ثُـمَّ أَعْطَانِيْ ، فَلَمْ آلُ أَنْ أَضَعَ شَفَتَيَّ عَلٰى دَرْجِ شَـفَـتِـهِ ، فَشَـرِبْـتُ شَرَابًا أَحْلٰى مِنَ الْـعَسَـلِ ، وَأَطْيَـبَ مِنَ الْمِسْكِ ، ثُمَّ قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لِأَهْلِهَا فِيْهَا ـ))

(الصحيحة:١٩٧٧)

نے بسم اللہ پڑھ کر اس کی ٹانگ پکڑی، بسم اللہ پڑھ کر اسے باندھا، پھر بسم اللہ پڑھ کر اس کے ناف کو چھوا، بکری کے تھنوں میں (از سر نو) دودھ جمع ہو گیا۔ آپ ﷺ نے مجھے برتن سمیت بلایا، میں برتن لے کر آیا، آپ ﷺ نے بسم اللہ پڑھ کر دودھ دوہا، برتن بھر گیا، مہمان کو پکڑایا، اس نے خوب سیر ہو کر پیا۔ جب اس نے برتن رکھنا چاہا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اور پیو۔'' پھر اس نے برتن رکھنے کا ارادہ کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اور پیو۔'' آپ ﷺ نے اسے بار بار ایسے ہی فرمایا۔ یہاں تک کہ وہ سیراب ہو گیا اور جتنا چاہا پیا، پھر آپ ﷺ نے بسم اللہ پڑھ کر دودھ دوہا اور فرمایا: ''عائشہ کو دے آؤ۔'' انھوں نے جتنا مناسب سمجھا پیا۔ میں آپ ﷺ کی طرف لوٹا، آپ ﷺ نے پھر بسم اللہ پڑھ کر دودھ دوہنا اور مجھے اپنی بیویوں کے پاس بھیجنا شروع کر دیا، جب بھی وہ پی لیتیں تو میں آپ ﷺ کے پاس واپس آ جاتا اور آپ ﷺ بسم اللہ پڑھ کر دودھ دوہتے۔ (جب امہات المؤمنین سے فراغت ہوئی تو) آپ ﷺ نے فرمایا: ''مہمان کو دو۔'' میں نے اسے دیا، اس نے بسم اللہ پڑھ کر اپنی چاہت کے مطابق پیا، پھر آپ ﷺ نے (خود پینے کے بعد) مجھے دیا، جہاں آپ ﷺ نے اپنے ہونٹ رکھے، میں نے بھی اپنے ہونٹ بالکل وہیں رکھے اور شہد سے میٹھا اور کستوری سے زیادہ مہک دار مشروب پیا، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ! اس بکری والوں کے لیے اس میں برکت فرما۔''

تخريج: أخرجه بحشل في "تاريخ واسط": صـ ٢٧ ـ ٢٩ مصورة المكتب

شرح: ...... اس حدیث کے ترجمہ سے ہی کئی اسباق حاصل ہو رہے ہیں۔

شیطان سے پناہ مانگی جائے، اس کو گالیاں نہ دی جائیں

(٣١٦٦)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعًا: ((لَاتَسُبُّوْا الشَّيْطَانَ، وَتَعَوَّذُوْا بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّهِ۔)) (الصحيحة:٢٤٢٢)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم شیطان کو برا بھلا مت کہو، بس اس کے شرّ سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرو۔''

تخریج: رواه أبو طاهر المخلص:٩/ ١٩٦/ ٢، وعنه الديلمي:٤/ ١٤٨، وتمام في"فوائده":١٢٢/ ١، وأبو عبدالله الغضائري في"أحاديثه":٢٠٤/ ٢

شرح:...... شیطان مسلمان کا سب سے بڑا دشمن ہے، جس کی کاوش وکوشش یہ ہے کہ مومن کو دنیا و آخرت دونوں جہانوں میں ناکام و نامراد بدبختوں کی صفوں میں کھڑا کیا جائے۔

لیکن شریعت کا مزاج دیکھیں کہ ایسے دشمن پر بھی سب وشتم کرنے منع کیا گیا، کیونکہ اس میں کوئی فائدہ نہیں اور دوسری بات یہ ہے کہ مومن کے لیے فحش گوئی اور بدگوئی ناپسند کی گئی ہے، اگرچہ اس کا مصداق شیطان ہو۔ لہٰذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر عمل کرتے ہوئے ایسے دشمن سے پناہ مانگی جائے۔

بعض لوگوں کا میدانِ حشر میں امتحان اور ایک حکمِ الٰہی سے روگردانی کرنے کا وبال

(٣١٦٧)۔ قَالَ ﷺ: ((يُؤْتٰى بِأَرْبَعَةٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ: بِالْمَوْلُوْدِ، وَبِالْمَعْتُوْهِ، وَبِمَنْ مَاتَ فِي الْفَتْرَةِ، وَالشَّيْخِ الْفَانِيْ، كُلُّهُمْ يَتَكَلَّمُ بِحُجَّتِهِ، فَيَقُوْلُ الرَّبُّ تَبَارَكَ وَتَعَالَى لِعُنُقٍ مِنَ النَّارِ: اَبْرِزْ، فَيَقُوْلُ لَهُمْ: إِنِّيْ كُنْتُ اَبْعَثُ إِلٰى عِبَادِيْ رُسُلًا مِنْ اَنْفُسِهِمْ، وَإِنِّي رَسُوْلُ نَفْسِيْ إِلَيْكُمْ، اُدْخُلُوْا هٰذِهِ فَيَقُوْلُ مَنْ كُتِبَ عَلَيْهِ الشَّقَاءُ: يَارَبِّ! اَيْنَ نَدْخُلُهَا وَمِنْهَا كُنَّا نَفِرُّ؟ قَالَ: وَمَنْ كُتِبَ عَلَيْهِ السَّعَادَةُ يَمْضِيْ فَيَقْتَحِمُ فِيْهَا مُسْرِعًا، قَالَ: فَيَقُوْلُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى اَنْتُمْ لِرُسُلِيْ اَشَدُّ تَكْذِيْبًا وَمَعْصِيَةً، فَيَدْخُلُ هٰؤُلَاءِ الْجَنَّةَ، وَهٰؤُلَاءِ النَّارَ۔))

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''روزِ قیامت اِن چار افراد کو لایا جائے گا: بچہ، مجنون، دو رسولوں کے درمیانی وقفے میں مرنے والا اور بہت بوڑھا۔ ان میں سے ہر کوئی اپنی اپنی دلیلیں پیش کرے گا، اللہ تعالیٰ آگ کی گردن (یعنی لپٹ) سے فرمائے گا: نمایاں ہو، پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا: میں اپنے بندوں میں سے ان کی طرف رسول بھیجتا رہا اور اب میں اپنا قاصد خود ہوں اور کہتا ہوں کہ (اب سب کے سب) اس آگ میں داخل ہو جاؤ۔ بدبخت لوگ کہیں گے: اے ہمارے ربّ! ہم اس میں کیسے داخل ہوں، ہم تو اس سے دور بھاگتے تھے؟ سعادت مند لوگ (اللہ کے حکم پر عمل کرتے ہوئے) چل پڑیں گے اور اس میں جلدی جلدی اور زبردستی گھسیں گے۔ اتنے میں اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تم (آگ میں داخل نہ ہونے والے بدبخت) لوگ میرے رسولوں کو جھٹلانے اور اس کی

رُوِيَ مِنْ حَدِيْثِ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ، وَاَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ ، وَمَعَاذِ بْنِ جَبَلٍ ، وَالْاَسْوَدِ بْنِ سَرِيْعٍ ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ۔ (الصحيحة:٢٤٦٨)

نافرمانی کرنے میں بڑے دلیر ہوتے۔ اب یہ جنت میں داخل ہوں گے اور یہ آگ میں۔'' یہ حدیث سیدنا انس بن مالک، سیدنا ابوسعید خدری، سیدنا معاذ بن جبل، سیدنا اسود بن سریع اور سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہم سے مروی ہے۔

تخريج: (١)۔ أما حديث أنس: أخرجه أبو يعلى: ٣/ ١٠٤٤۔ ١٠٤٥ ، والبزار:ص٢٣٢۔ ٢٣٣۔ زوائده ،

(٢)۔ أما حديث أبي سعيد الخدري: أخرجه البغوي في"حديث ابن الجعد": ق٩٤/ ١ ، والبزار أيضا

(٣)۔ وأماحديث معاذ: رواه الطبراني في"الأوسط": و"الكبير":

(٤)و(٥)۔ وأما حديث الأسود وأبي هريرة: سبق تخريجهما برقم:١٤٣٤

اس حدیث میں اس شخص کو متنبہ کیا گیا ہے، جس کو اللہ تعالیٰ نے قوتِ سماعت عطا کر رکھی ہو، عقل مند ہو، رسول کا پیغام وصول کر چکا ہو اور سمجھنے کی اہلیت بھی رکھتا ہو، ایسے شخص کی سابقہ زندگی کی روشنی میں روزِ قیامت فیصلہ کیا جائے گا اور اس سے دوبارہ امتحان نہیں لیا جائے گا۔

حدیث مبارکہ اپنے مفہوم میں واضح ہے کہ جب بچہ، مجنون، انتہائی عمر رسیدہ اور فترہ میں مرنے والا حشر کے میدان میں اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنا عذر پیش کریں گے تو اللہ تعالیٰ ان کا عذر قبول کرے گا اور وہیں ان کا دوبارہ امتحان لے گا۔

اس حدیث میں بچے کا ذکر بھی کیا گیا ہے، اس سے مراد مشرکوں کے بچے ہیں، کیونکہ بالاتفاق مسلمانوں کی بچے جنت میں داخل ہوں گے۔

حکمِ نبوی کی پیروی کی مثال

(٣١٦٨)۔ عَنْ ضَمْرَةَ بْنِ ثَعْلَبَةَ: اَنَّهُ اَتَى النَّبِيَّ و وَعَلَيْهِ حُلَّتَانِ مِنْ حُلَلِ الْيَمَنِ ، فَقَالَ: ((يَا ضَمْرَةُ! اَتَرٰى ثَوْبَيْكَ مُدْخِلَيْكَ الْجَنَّةَ؟)) فَقَالَ: لَئِنِ اسْتَغْفَرْتَ لِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! لَا اَقْعُدُ حَتّٰى اَنْزَعَهُمَا عَنِّي۔ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِضَمْرَةَ بْنِ ثَعْلَبَةَ۔)) فَانْطَلَقَ سَرِيْعًا حَتّٰى نَزَعَهُمَا عَنْهُ۔ (الصحيحة: ٣٠١٨)

سیدنا ضمرہ بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں دو یمنی عمدہ پوشاکیں پہن کر نبی کریم ﷺ کے پاس آیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ضمرہ! تیرا کیا خیال ہے کہ یہ کپڑے تجھے جنت میں داخل کرنے والے ہیں؟'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اگر آپ میرے لیے بخشش طلب کریں تو بیٹھنے سے پہلے اتار دیتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ! ضمرہ بن ثعلبہ کو بخش دے۔'' (یہ دعا سنتے ہی) اس نے جلدی سے کپڑے اتار دیے۔

تخريج: أخرجه البخاري في "التاريخ" ٤/ ٣٣٦- ٣٣٧، وأحمد: ٤/ ٣٣٨- ٣٣٩، والبزار: ٣/ ٢٧٥/ ٢٧٤٠، والطبراني في "المعجم الكبير" ٨/ ٣٦٠/ ٨١٥٨

شرح:...... ممکن ہے کہ ان پوشاکوں میں ریشم ہو یا وہ اتنی عمدہ ہوں کہ ان کی بنا پر پہننے والے کے بارے میں یہ خطرہ ہو کہ وہ فخر اور ریاکاری میں مبتلا ہو جائے گا۔

❁❁❁❁

یادداشتیں

سلسلہ احادیث صحیحہ (اردو)

تصنیف

محدثِ کبیر محققِ شہیر

علامہ محمد ناصر الدین البانی رحمہ اللہ

ترجمہ، تبویب، شرح

فضیلۃ الشیخ ابو میمون محمد محفوظ اعوان حفظہ اللہ تعالیٰ

1

انصار السنہ پبلیکیشنز لاہور

سلسلہ احادیثِ صحیحہ (اُردو)

جلد پنجم

تصنیف

مجدد دین محدثِ کبیر محقق شہیر علامہ محمد ناصر الدین البانی رحمہ اللہ

ترجمہ تبویب، شرح

فضیلۃ الشیخ ابو القاسم محمد محفوظ احمد حفظہ اللہ

نظرِ ثانی

فضیلۃ الشیخ محمد عبد اللہ سلیم حفظہ اللہ || فضیلۃ الشیخ قمر الزمان المدینی حفظہ اللہ

فضیلۃ الشیخ محمد نعیم رضوان حفظہ اللہ

انصار السنہ پبلیکیشنز۔ لاہور

اسلامی اکادمی، الفضل مارکیٹ، 17-اردو بازار لاہور

فون: 042-37357587

نام کتاب: سلسلہ احادیثِ صحیحہ (اردو)

تصنیف

مجدد دین محدث کبیر محقق شہیر علامہ محمد ناصر الدین البانی رحمہ اللہ

ترجمہ تبویب، شرح

فضیلۃ الشیخ ابو القاسم محمد محفوظ احمد حفظہ اللہ

ناشر: ابو مومن منصور احمد حفظہ اللہ
اہتمام: محمد رمضان محمدی، محمد سلیم جلالی

اسلامی اکادمی، الفضل مارکیٹ، 17-اردو بازار لاہور فون: 042-37357587

Dar-us-Salam

486 ATLANTIC AVE, BROOKLYN, NY 11217
TEL(718) 625-5925 FAX:(718) 625-1511
E-Mail: darussalamny@hotmail.com
Web Site: www.darussalamny.com

فہرست ابواب
سلسلة الاحاديث الصحيحة

جلد اوّل

جلد دوم

جلد سوم

جلد چہارم

جلد پنجم

جلد ششم

❀❀❀❀

فہرست

❁❁❁❁

اَلْمَنَاقِبُ وَالْمَثَالِبُ
فضائل ومناقب اور معائب ونقائص

المناقب: لغوی معنی: "المَنْقَبَة" کی جمع ہے، شرف، فضیلت، عمدہ اخلاق و اوصاف، خاندانی خوبی

اصطلاحی تعریف: ......لغوی معانی ہی مراد ہیں، یعنی بڑی بڑی شخصیات اور ان کی عظمتیں اور عمدہ اخلاق و اوصاف۔

المثالب: لغوی معنی: "المَثْلَبَة" کی جمع ہے، عیب، گالی، خامی وخرابی، برائی

اصطلاحی تعریف: ......لغوی معانی ہی مراد ہیں، یہ مناقب کی ضد ہے، یعنی گھٹیا اور رذیل لوگ اور ان کی خامیاں، خرابیاں اور نقائص۔

اس باب میں وہ احادیث درج کی گئی ہیں جن میں شخصیات اور مکانات کے فضائل ومناقب اور معائب ونقائص کا ذکر ہے، ایسی احادیث زیادہ توضیح وتشریح کا تقاضا نہیں کرتیں، ہم نے بھی اسی اصول کی پابندی کی ہے۔

نبی کریم ﷺ کے فضائل ومناقب

آپ ﷺ سب سے پہلے جنت کے دروازے پر دستک دیں گے

(٣١٦٩)۔ عَنْ اَنَسٍ مَرْفُوْعًا: ((اَنَا اَوَّلُ مَنْ يَّأْخُذُ بِحَلْقَةِ بَابِ الْجَنَّةِ فَأُقَعْقِعُهَا۔)) (الصحيحة: ١٥٧٠)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "میں وہ پہلا شخص ہوں جو جنت کے دروازے کا کنڈا پکڑ کر کھٹکھٹاؤں گا۔"

تخريج: أخرجه الترمذي: ٤/ ١٤٠، والدارمي: ١/ ٢٧، واحمد: ٣/ ١٤٤، ٢٤٧، وأخرجه مسلم: ١/ ١٣٠ بلفظ: ((اَنَا اَكْثَرُ الْاَنْبِيَاءِ تَبْعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَاَنَا اَوَّلُ مَنْ يَّقْرعُ بَابَ الْجَنَّةِ۔))

(٣١٧٠)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((آتِي بَابَ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَأَسْتَفْتِحُ، فَيَقُوْلُ الْخَازِنُ: مَنْ أَنْتَ؟ فَأَقُوْلُ: مُحَمَّدٌ. فَيَقُوْلُ: بِكَ أُمِرْتُ أَنْ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میں روزِ قیامت جنت کے دروازے پر آکر اسے کھولنے کا مطالبہ کروں گا۔ دربان پوچھے گا: آپ کون ہیں؟ میں جواب دوں گا: میں محمد ہوں۔ (یہ سن کر) وہ

لَا أَفْتَح لِأَحَدٍ قَبْلَكَ۔)) (الصحيحة: ٧٧٤)

کہے گا: آپ کے بارے میں مجھے حکم دیا گیا تھا کہ آپ سے پہلے کسی کے لیے (جنت کا) دروازہ نہیں کھولنا۔''

تخریج: أخرجه مسلم في "صحيحه": ١/ ١٣٠، وأحمد: ٣/ ١٣٦

شرح: ...... نبی کریم ﷺ حشر کے میدان میں تمام لوگوں کے سردار ہوں گے اور جد امجد حضرت آدم ﷺ سمیت تمام لوگ آپ ﷺ کے جھنڈے کے نیچے ہوں گے۔ ظاہر ہے کہ ایسے اوصاف والا شخص ہی جنت کے دروازے پر دستک دے سکتا ہے، یہ نبی معظم ﷺ کی عظیم منقبت ہے۔

(٣١٧١)۔ عَنْ جَابِرٍ قَالَ: خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ لِأَصْحَابِهِ: ((اِمْشُوْا أَمَامِيْ وَخَلُّوْا ظَهْرِيْ لِلْمَلَائِكَةِ۔)) (الصحيحة: ١٥٥٧)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ باہر تشریف لائے اور اپنے صحابہ سے فرمایا: ''تم لوگ میرے سامنے چلو اور میری پشت (والی سمت) فرشتوں کے لیے خالی کر دو۔''

تخریج: أخرجه أبو نعيم في "الحلية": ٧/ ١١٧، والحاكم: ٤/ ٢٨١ بالفاظ مختلفة، وابن حبان: ٢٠٩٩، واحمد: ٣/ ٣٩٧، والدارمي: ١/ ٢٣

شرح: ...... امام البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں: یہ حدیث، سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کی درج ذیل روایت کے متعارض ہے:
آپ ﷺ نے فرمایا: ((لَاتَمْشُوْا بَيْنَ يَدَيَّ وَلَا خَلْفِيْ، فَإِنَّ هٰذِهِ مَقَامُ الْمَلَائِكَةِ۔)) ......
''میرے سامنے چلو نہ میرے پیچھے، کیونکہ یہ فرشتوں کا مقام ہے۔''
اس حدیث میں آپ ﷺ کے سامنے بھی چلنے سے منع کیا گیا ہے، جبکہ صحابہ کرام آپ ﷺ کے سامنے چلتے تھے۔ اس کے دو جواب دیے جا سکتے ہیں: (۱) صحابہ کا چلنا اس نہی سے پہلے تھا یا (۲) "بَيْنَ يَدَيَّ" (میرے سامنے نہ چلو) والے الفاظ شاذ ہیں اور یہی بات اقرب الی الصواب معلوم ہوتی ہے۔ واللہ اعلم۔ (صحیحہ: ١٥٥٧)

(٣١٧٢)۔ عَنْ أَبِيْ أُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((رَأَتْ أُمِّيْ كَأَنَّهُ خَرَجَ مِنْهَا نُوْرٌ أَضَاءَتْ مِنْهُ قُصُوْرُ الشَّامِ۔)) (الصحيحة: ١٩٢٥)

حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میری ماں نے دیکھا کہ ایک نور ان سے خارج ہوا، جس نے شام کے محلات کو روشن کر دیا۔''

تخریج: أخرجه أحمد: ٥/ ٢٦٢، وابن سعد في "الطبقات": ١/ ١٠٢، وابن عدي: ٣٢٦/ ١، والطبراني في "الكبير": ٧٧٢٩

شرح: ...... یہ نور اس چیز سے عبارت ہے کہ آپ کی نبوت شرق و غرب تک پھیل جائے گی اور کفر و ضلالت کی ظلمتیں چھٹ جائیں گی۔

(۳۱۷۳)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((سَأَلْتُ رَبِّي مَسْأَلَةً وَوَدِدْتُ أَنِّي لَمْ أَسْأَلْهُ، قُلْتُ: يَا رَبِّ! كَانَتْ قَبْلِي رُسُلٌ، مِنْهُمْ مَنْ سَخَّرْتَ لَهُ الرِّيَاحَ، وَمِنْهُمْ مَنْ كَانَ يُحْيِي الْمَوْتٰى، وَكَلَّمْتَ مُوْسٰى قَالَ: أَلَمْ أَجِدْكَ يَتِيْمًا فَآوَيْتُكَ؟ أَلَمْ أَجِدْكَ ضَالًّا فَهَدَيْتُكَ؟ أَلَمْ أَجِدْكَ عَائِلاً فَأَغْنَيْتُكَ؟ أَلَمْ أَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ، وَوَضَعْتُ عَنْكَ وِزْرَكَ؟ قَالَ: فَقُلْتُ: بَلٰى يَا رَبِّ! فَوَدِدْتُ أَنْ لَمْ أَسْأَلْهُ۔)) (الصحيحة:۲۵۳۸)

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے اپنے ربّ سے ایک سوال کیا، لیکن بعد میں چاہا کہ نہ کیا ہوتا تو بہتر ہوتا۔ میں نے کہا: اے میرے ربّ! مجھ سے پہلے کئی رسل گزر چکے ہیں، تو نے کسی کے لیے ہواؤں کو مسخر کیا، کوئی (تیری توفیق سے) مردوں کو زندہ کرتا تھا اور موسیٰ علیہ السلام سے تو نے (براہِ راست) کلام کی۔ اللہ تعالی نے کہا: کیا میں نے تجھے یتیم پا کر مقام نہیں دیا، کیا تجھے راہ بھولا پا کر ہدایت نہیں دی، کیا تجھے نادار پا کر تونگر نہیں بنا دیا، کیا میں نے تیرا سینہ نہیں کھول دیا اور تجھ پر سے تیرا بوجھ نہیں اتار دیا؟ میں نے کہا: کیوں نہیں، (اس طرح اللہ تعالی نے مجھے چپ کرا دیا)۔ میں نے چاہا کہ میں نے سوال نہ کیا ہوتا۔''

تخریج: أخرجه الحاكم :۲/ ۵۲۶، والزيادتان له، والبيهقي في "دلائل النبوة": ج۲۔ مخطوط، والطبراني في "المعجم الكبير": ۳/ ۱۵۵/ ۲ خط و ۱۱/ ۴۵۵/ ۱۲۲۸۹۔ ط، و"المعجم الأوسط": ۱/ ۲۱۰/ ۳۳۹۴ بترقيمي و ابن أبي حاتم كما في: "تفسير ابن كثير"، والضياء المقدسي في "المختارة": ق۲۴۸/ ۲

(۳۱۷۴)۔ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ، عَنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُمْ قَالُوْا لَهُ: أَخْبِرْنَا عَنْ نَفْسِكَ، قَالَ: ((نَعَمْ، أَنَا دَعْوَةُ أَبِي إِبْرَاهِيْمَ، وَبُشْرٰى عِيْسٰى عَلَيْهِمَا السَّلَامُ وَرَأَتْ أُمِّي حِيْنَ حَمَلَتْ بِي أَنَّهُ خَرَجَ مِنْهَا نُوْرٌ أَضَاءَتْ لَهُ قُصُوْرُ الشَّامِ، وَاسْتُرْضِعْتُ فِي بَنِي سَعْدِ بْنِ بَكْرٍ، فَبَيْنَا أَنَا فِي بَهْمٍ لَنَا أَتَانِي رَجُلَانِ، عَلَيْهِمَا ثِيَابٌ بِيْضٌ، مَعَهُمَا طَسْتٌ مِنْ ذَهَبٍ مَمْلُوْءٌ ثَلْجًا، فَأَضْجَعَانِي، فَشَقَّا

خالد بن معدان، اصحاب رسول سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہمیں اپنے بارے میں بتلائیں۔ آپ نے فرمایا: جی ہاں، میں اپنے باپ ابراہیم (علیہ السلام) کی دعا اور عیسی (علیہ السلام) کی بشارت ہوں، جب میری ماں کو میرا حمل ہوا تو انھوں نے دیکھا کہ ایک نور ان سے نکلا جس سے شام کے محلات روشن ہو گئے، مجھے بنو سعد بن بکر قبیلے میں دودھ پلایا گیا۔ میں وہاں بکریاں چرا رہا تھا، میرے پاس دو آدمی آئے، انھوں نے سفید کپڑے پہن رکھے تھے، ان کے پاس برف سے بھری ہوئی سونے کی پلیٹ تھی، انھوں نے مجھے لٹا دیا، میرے پیٹ کو چاک کیا، پھر دل کو نکالا، اس کو

بَطْنِي، ثُمَّ اسْتَخْرَجَا قَلْبِي فَشَقَّاهُ، فَأَخْرَجَا مِنْهُ عَلَقَةً سَوْدَاءَ، فَأَلْقَيَاهَا، ثُمَّ غَسَلَا قَلْبِي وَبَطْنِي بِذٰلِكَ الثَّلْجِ، حَتّٰى إِذَا أَنْقَيَاهُ، رَدَّاهُ كَمَا كَانَ، ثُمَّ قَالَ أَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهِ: زِنْهُ بِعَشْرَةٍ مِنْ أُمَّتِهِ. فَوَزَنَنِي بِعَشْرَةٍ، فَوَزَنْتُهُمْ، ثُمَّ قَالَ: زِنْهُ بِمِئَةٍ. فَوَزَنَنِي بِمِئَةٍ، فَوَزَنْتُهُمْ، ثُمَّ قَالَ: زِنْهُ بِأَلْفٍ مِنْ أُمَّتِهِ فَوَزَنَنِي بِأَلْفٍ، فَوَزَنْتُهُمْ، فَقَالَ: دَعْهُ عَنْكَ فَلَوْ وَزَنْتَهُ بِأُمَّتِهِ، لَوَزَنَهُمْ.)) (الصحيحة:١٥٤٥)

پھاڑا اور اس سے سیاہ رنگ کا بستہ خون کا ٹکڑا نکال کر پھینک دیا، پھر میرے دل اور پیٹ کو برف سے دھویا، جب انھیں صاف کرلیا تو اپنی اپنی جگہ پر لوٹا دیا۔ پھر ان میں سے ایک نے کہا: ان کی امت کے دس افراد سے ان کا وزن کرو۔ چنانچہ انھوں نے دس افراد سے میرا وزن کیا، میں بھاری رہا۔ پھر اس نے کہا: ان کی امت کے سو افراد سے ان کا وزن کرو۔ سو اس نے سو (١٠٠) افراد سے میرا وزن کیا، میں وزنی رہا۔ پھر اس نے کہا: ہزار آدمیوں سے ان کا وزن کرو، چنانچہ اس نے ہزار افراد سے میرا وزن کیا، نتیجتاً میں بھاری رہا۔ (بالآخر) اس نے کہا: چھوڑیئے، اگر تم ان کی پوری امت سے ان کا وزن کروتو پھر بھی یہ وزن میں غالب رہیں گے۔‘‘

تخريج: أورده الحافظ ابن كثير في "البداية" ٢/ ٢٧٥۔ قلت: والظاهر انه نقله عن "سيرة ابن اسحاق" وقد روى اوله الحاكم من الوجه: ٢/ ٦٠٠، والطبرى فى "تفسيره": ٣/ ٨٢/ ٢٠٧٠

(٣١٧٥)۔ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((وُزِنْتُ بِأَلْفٍ مِنْ أُمَّتِي فَرَجَحْتُهُمْ، فَجَعَلُوْا يَتَنَاثَرُوْنَ عَلَيَّ مِنْ كِفَّةِ الْمِيْزَانِ۔)) (الصحيحة: ٣٣١٤)

سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’میری امت کے ایک ہزار افراد سے میرا وزن کیا گیا، میں وزنی رہا (اور ان کا پلڑا اتنا اوپر کو اٹھ گیا کہ) وہ اس سے مجھ پر گرنا شروع ہو گئے۔‘‘

تخريج: أخرجه البزار في "مسنده": ٣/ ١١٦/ ٢٣٧٢۔ كشف الأستار

(٣١٧٦)۔ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ: قِيْلَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَخْبِرْنَا عَنْ نَفْسِكَ۔ قَالَ: ((نَعَمْ أَنَا دَعْوَةُ إِبْرَاهِيْمَ، وَكَانَ آخِرُ مَنْ بَشَّرَ بِي عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ۔)) (الصحيحة:١٥٤٦)

سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ کسی نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہمیں اپنے بارے میں آگاہ کیجیے۔ آپ نے فرمایا: ’’جی ہاں، میں ابراہیم (علیہ السلام) کی دعا ہوں اور سب سے آخر میں میری بشارت دینے والے حضرت عیسی بن مریم علیہ السلام تھے۔‘‘

تخريج: رواه ابن عساكر في "التاريخ": ١/ ٢٦٥/ ٢

شرح:...... حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تعمیر کعبہ کے دوران یہ دعا کی تھی: ﴿رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيْهِمْ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ﴾ (سورۂ بقرہ:

١٢٩) ...... ''اے ہمارے رب! ان کے اندر انھیں میں سے رسول بھیج جوان کے پاس تیری آیتیں پڑھے، انھیں کتاب وحکمت سکھائے اور انھیں پاک کرے، یقیناً تو غلبہ والا اور حکمت والا ہے۔''

اللہ تعالی نے یہ دعا قبول فرمائی اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی نسل میں سے نبوت و رسالت کے لیے حضرت محمد ﷺ کا انتخاب کیا۔ ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْ بَعْدِي اسْمُهُ اَحْمَدُ﴾ (سورۂ صف: ٦) ...... ''(حضرت عیسی علیہ السلام نے کہا:) اور اپنے بعد آنے والے ایک رسول کی میں تمہیں خوشخبری سناتا ہوں، جن کا نام احمد ہوگا۔'' پس یہ بشارت عملاً سچ ثابت ہوئی اور آپ ﷺ تشریف لے آئے۔

آپ ﷺ صاحبِ جوامع الکلم تھے

(٣١٧٧)۔ عَنْ أَبِي مُوْسَى الْأَشْعَرِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أُعْطِيْتُ فَوَاتِحَ الْكَلِمِ وَخَوَاتِمَهُ۔)) قُلْنَا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! عَلِّمْنَا مِمَّا عَلَّمَكَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ، فَعَلَّمَنَا التَّشَهُّدَ۔ (الصحيحة: ١٤٨٣)

حضرت ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے جامع اور خاتم کلمے عطا کیے گئے ہیں۔'' ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! اللہ تعالی نے آپ کو جو تعلیمات دی ہیں ان میں سے ہمیں بھی کچھ سکھا دیں۔ پس آپ ﷺ نے ہمیں تشہد سکھایا۔

تخريج: أخرجه أبويعلي في "مسنده" ٤/ ١٧٣٧

شرح: ...... اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ آپ ﷺ کو انتہائی جامعیت پر دلالت کرنے والے کلمات عطا کیے گئے ہیں۔ جامع کلمات سے مراد وہ کلام ہے، جس کے الفاظ تھوڑے اور معانی ومطالب زیادہ ہوں، اس کی سب سے اعلی مثالیں قرآن کریم اور احادیثِ نبویہ ہیں۔ نبی کریم ﷺ صاحبِ جوامع الکلم تھے، آپ ﷺ کے مختصر الفاظ میں زیادہ معنویت پائی جاتی تھی، قرآن وحدیث جامع کلمات پر مشتمل ہیں۔ اس حدیث میں تشہد کی مثال پیش کی گئی ہے، جو جامع کلمات کا شاہکار ہے۔ اللہ تعالی نے نبی کریم ﷺ کو حکمت کے خزانے اور الفاظ کی کنجیاں عنایت فرمائی تھیں، آپ ﷺ مشکل سے مشکل مطالب کو نہایت فصیح و بلیغ الفاظ میں ادا کر لیتے تھا، اللہ تعالی نے تمام الفاظ اور لغاتِ عرب آپ ﷺ پر آسان کر دی تھیں۔ آپ کے کلمات نہایت جامع و مانع ہوتے تھے، آپ ﷺ کی احادیث کا ہر لفظ اس حقیقت پر شاہد ہے، جبکہ آپ ﷺ ''اُمّی'' تھے، کسی مدرسہ میں یا کسی استاد سے تعلیم حاصل نہیں کی تھی، اس پر مستزاد یہ کہ ایک جاہل اور وحشی قوم میں آپ ﷺ کی عمر گزری تھی، پھر بھی دقیق اور باریک مضامین اور احکام کو اس خوبی کے ساتھ بیان کرتے کہ بڑے بڑے مقنن اور وکیل اور بارسٹران سمجھنے سے قاصر ہوں۔

آپ ﷺ کی بددعا کا باعثِ رحمت وتزکیہ ٹھہرنا

(٣١٧٨)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: كَانَتْ عِنْدَ أُمِّ سُلَيْمٍ يَتِيْمَةٌ، وَهِيَ أُمُّ أَنَسٍ،

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کہ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا، جو انس کی ماں تھیں، کے پاس ایک یتیم بچی تھی۔ (ایک

فَرَأَى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْيَتِيْمَةَ ، فَقَالَ: ((آنْتِ هِيَه؟ لَقَدْ كَبُرْتِ لَا كَبُرَ سِنُّكِ.)) فَرَجَعَتِ الْيَتِيْمَةُ أَلٰى أُمِّ سُلَيْمٍ تَبْكِي ، فَقَالَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ: مَالَكِ يَا بُنَيَّةُ؟ قَالَتِ الْجَارِيَةُ: دَعَا عَلَىَّ نَبِيُّ اللّٰهِ أَنْ لَّا يَكْبُرَ سِنِّي أَبَدًا أَوْ قَالَتْ: قَرْنِيْ. فَخَرَجَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ مُسْتَعْجِلَةً تَلُوْثُ خِمَارَهَا حَتّٰى لَقِيَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ، فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((مَالَكِ يَا أُمَّ سُلَيْمٍ؟)) فقَالَتْ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! أَدَعَوْتَ عَلٰى يَتِيْمَتِيْ؟ قَالَ: ((وَمَا ذَاكَ يَا أُمَّ سُلَيْمٍ؟)) قَالَتْ: زَعَمَتْ أَنَّكَ دَعَوْتَ أَنْ لَّا يَكْبُرَ سِنُّهَا وَلَا يَكْبُرَ قَرْنُهَا. قَالَ: فَضَحِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ قَالَ: ((يَا أُمَّ سُلَيْمٍ! أَمَا تَعْلَمِيْنَ أَنَّ شَرْطِيْ عَلٰى رَبِّيْ أَنِّيْ إِشْتَرَطْتُّ عَلٰى رَبِّيْ فَقُلْتُ: إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ أَرْضٰى كَمَا يَرْضَى الْبَشَرُ ، وَأَغْضَبُ كَمَا يَغْضَبُ الْبَشَرُ ، فَأَيُّمَا أَحَدٍ دَعَوْتُ عَلَيْهِ مِنْ أُمَّتِيْ بِدَعْوَةٍ لَّيْسَ لَهَا بِأَهْلٍ ، أَنْ يَّجْعَلَهَا لَهُ طَهُوْرًا وَزَكَاةً وَّقُرْبَةً يُقَرِّبُهُ بِهَا مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ؟))

(الصحيحة: ٨٤)

دن) آپ ﷺ نے اس بچی کو دیکھا اور پوچھا: ''تو یہاں ہے؟ تو تو بڑی ہو گئی ہے، تیری عمر نہ بڑھنے پائے۔'' یہ سن کر یتیمہ روتی ہوئی اُم سلیم کے پاس پہنچی۔ ام سلیم نے پوچھا: بیٹی! کیا ہوا؟ بچی نے جواب دیا: اللہ کے نبی نے مجھے بد دعا دی ہے کہ میری عمر یا میرا زمانہ طویل نہ ہونے پائے۔ ام سلیم نے جلدی جلدی چادر لپیٹی اور نکل پڑی، یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچ گئی۔ آپ ﷺ نے پوچھا: ''ام سلیم! تجھے کیا ہوا؟'' اس نے جواب دیا: اے اللہ کے نبی! کیا آپ نے میری یتیمہ کو بد دعا دی ہے؟ آپ ﷺ نے پوچھا: ''وہ کون سی (ذرا وضاحت کرو)؟'' اس نے کہا: میری یتیمہ کہتی ہے کہ آپ نے اسے اس کی عمر بڑی نہ ہونے یا اس کا زمانہ طویل نہ ہونے کی بددعا دی ہے۔ (یہ سن کر) آپ ﷺ مسکرائے اور فرمایا: ''ام سلیم! کیا تجھے علم نہیں ہے کہ میں نے اپنے ربّ سے شرط لگائی کہ میں بشر ہوں، عام دوسرے انسانوں کی طرح خوش بھی ہوتا ہوں اور ناراض بھی۔ سو میں جس امتی پر ایسی بد دعا کر دوں جس کا وہ حقدار نہ ہو تو وہ (اللہ میرے امتی) کے حق میں اس بد دعا کو پاک کرنے والی، اس کا تزکیہ کرنے والی اور اسے روزِ قیامت اپنے قریب کر دینے والی بنا دے؟''

تخریج: رواہ مسلم فی باب من لعنہ النبی ﷺ او سبہ او دعا علیہ ولیس ھو اھلا لذالك؛ كان له زكاة و اجرا ورحمة

شـــــرح: ...... یہ رحمۃ للعالمین کا لقب پانے والے کی عظمت و منقبت ہے کہ آپ ﷺ کی بد دعائیں بھی فرزندانِ امت کے لیے باعثِ تزکیہ بن جاتی ہیں، بشرطیکہ وہ آدمی اُس بد دعا کا مستحق نہ ہو۔

(٣١٧٦)۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس

قَالَتْ:دَخَلَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ رَجُلَانِ ، فَكَلَّمَاهُ بِشَيْءٍ لَاأَدْرِيْ مَاهُوَ ، فَأَغْضَبَاهُ ، فَلَعَنَهُمَا ، فَلَمَّا خَرَجَا ، قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! مَنْ أَصَابَ مِنَ الْخَيْرِ شَيْئًا مَاأَصَابَهُ هٰذَانِ؟ قَالَ: ((وَمَا ذَاكِ؟)) قَالَتْ: قُلْتُ: لَعَنْتَهُمَا وَسَبَبْتَهُمَا قَالَ: ((أَوَمَا عَلِمْتِ مَاشَارَطْتُ عَلَيْهِ رَبِّيْ؟ قُلْتُ اَللّٰهُمَّ! إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ ، فَأَيُّ الْمُسْلِمِيْنَ لَعَنْتُهُ أَوْ سَبَبْتُهُ ، فَاجْعَلْهُ لَهُ زَكَاةً وَأَجْرًا۔)) (الصحيحة:٨٣)

دو آدمی آئے، انھوں نے آپ سے کوئی بات کی، جسے میں نہ سمجھ سکی، آپ ﷺ غصے میں آ گئے اور ان پر لعن طعن کیا۔ جب وہ چلے گئے تو میں نے (طنزیہ انداز میں) کہا: اے اللہ کے رسول! جو بھلائی ان بے چاروں کو ملی ہے، وہ تو کسی کے حق میں نہیں آئی ہو گی؟ آپ نے پوچھا: ''وہ کیسے؟'' میں نے کہا: آپ نے ان پر لعن طعن اور سب وشتم کیا (یہ ان کی بد بختی ہے)۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تجھے اس شرط کا علم نہیں، جو میں نے اپنے رب سے لگائی ہے؟ میں نے کہا: اے اللہ! میں بشر ہی ہوں، میں جس مسلمان پر لعن طعن کروں یا اسے گالی گلوچ کروں، تو تو اس چیز کو اس کے حق میں باعثِ تزکیہ اور باعث اجر بنا دے۔''

تخریج: رواہ مسلم فی بَابِ مَنْ لَعَنَهُ النَّبِيُّ ﷺ أَوْ سَبَّهُ أَوْ دَعَا عَلَيْهِ وَلَيْسَ هُوَ أَهْلًا لِذٰلِكَ، كَانَ لَهُ زَكَاةً وَ أَجْرًا وَرَحْمَةً ۔

شرح:...... یہ رحمۃ للعالمین ہیں کہ جن کی بددعائیں دوسروں کے لیے باعثِ تزکیہ وطہارت اور باعثِ اجر و ثواب بن جاتی ہیں۔ اس موضوع پر مزید بحث اس عنوان میں دیکھیں: ''سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں ڈانٹ ڈپٹ یا ان کی فضیلت اور اس کی حقیقت''

نبی کریم ﷺ اپنے اوپر لگائی گئی تہمتوں کا جواب کیسے دیتے تھے؟

(٣١٨٠)۔ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: اِبْتَاعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ رَجُلٍ مِنَ الْأَعْرَابِ جَزُوْرًا۔ أَوْ جَزَائِرَ بِوَسْقٍ مِّنْ تَمْرِ الذُّخْرَةِ (وَتَمْرُ الذُّخْرَةِ: الْعَجْوَةُ) فَرَجَعَ بِهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِلٰى بَيْتِهِ وَالْتَمَسَ لَهُ التَّمْرَ فَلَمْ يَجِدْهُ، فَخَرَجَ إِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ لَهُ: ((يَا عَبْدَاللّٰهِ! إِنَّا قَدِ ابْتَعْنَا مِنْكَ جَزُوْرًا۔ أَوْ جَزَائِرَ۔ بِوَسْقٍ مِّنْ تَمْرِ الذُّخْرَةِ، فَالْتَمَسْنَاهُ فَلَمْ نَجِدْهُ۔)) قَالَ: فَقَالَ الْأَعْرَابِيُّ:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کسی بدو سے ایک وسق ذخرہ یعنی عجوہ کھجور کے عوض ایک یا چند اونٹنیاں خریدیں۔ آپ ﷺ گھر واپس آئے، کھجوریں تلاش کیں لیکن آپ ﷺ کو کچھ نہ ملا۔ آپ ﷺ اس بدو کے پاس گئے اور فرمایا: ''اللہ کے بندے! میں نے تجھ سے ایک وسق ذخرہ کھجور کے عوض اونٹنی خریدی، لیکن تلاش کرنے کے باوجود مجھے کھجور نہ مل سکی۔'' اس نے کہا: ہائے عہد شکنی! لوگوں نے اسے برا بھلا کہتے ہوئے کہا: اللہ تجھے ہلاک کرے، کیا رسول اللہ ﷺ عہد شکنی کر سکتے ہیں؟

وَاغَدْرَاه! قَالَتْ: فَهَمَّ النَّاسُ وَقَالُوْا: قَاتَلَكَ اللّٰهُ، أَيَغْدِرُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَتْ: فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((دَعُوهُ فَإِنَّ لِصَاحِبِ الْحَقِّ مَقَالاً۔)) ثُمَّ عَادَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((يَا عَبْدَاللّٰهِ! إِنَّا ابْتَعْنَا مِنْكَ جَزَائِرَ وَنَحْنُ نَظُنُّ أَنَّ عِنْدَنَا مَا سَمَّيْنَا لَكَ فَالْتَمَسْنَاهُ فَلَمْ نَجِدْهُ۔)) فَقَالَ الْأَعْرَابِيُّ: وَاغَدْرَاه! فَنَهَمَهُ النَّاسُ وَقَالُوْا: قَاتَلَكَ اللّٰهُ، أَيَغْدِرُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((دَعُوْهُ فَإِنَّ لِصَاحِبِ الْحَقِّ مَقَالاً۔)) فَرَدَّدَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ذٰلِكَ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا فَلَمَّا رَآهُ لَايَفْقَهُ عَنْهُ قَالَ لِرَجُلٍ مِّنْ أَصْحَابِهِ: ((اِذْهَبْ إِلٰى خَوْلَةَ بِنْتِ حَكِيْمِ بْنِ أُمَيَّةَ فَقُلْ لَّهَا: رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ لَكِ: إِنْ كَانَ عِنْدَكِ وَسْقٌ مِنْ تَمْرِ الذُّخْرَةِ فَأَسْلِفِيْنَاهُ حَتّٰى نُؤَدِّيَهُ إِلَيْكِ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ۔)) فَذَهَبَ إِلَيْهَا الرَّجُلُ، ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ: قَالَتْ: نَعَمْ، هُوَ عِنْدِيْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! فَابْعَثْ مَنْ يَّقْبِضُهُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِلرَّجُلِ: ((اِذْهَبْ بِهِ فَأَوْفِهِ الَّذِيْ لَهُ۔)) قَالَ: فَذَهَبَ بِهِ فَأَوْفَاهُ الَّذِيْ لَهُ، قَالَتْ: فَمَرَّ الْأَعْرَابِيُّ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ جَالِسٌ فِيْ أَصْحَابِهِ، فَقَالَ: جَزَاكَ اللّٰهُ خَيْراً، قَدْ أَوْفَيْتَ وَأَطْيَبْتَ، قَالَتْ: فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أُوْلٰئِكَ خِيَارُ عِبَادِ اللّٰهِ عِنْدَ اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ:

آپ ﷺ نے (اپنے صحابہ سے) فرمایا: ''اسے کچھ نہ کہو، صاحبِ حق آدمی باتیں کرتا رہتا ہے۔'' رسول اللہ ﷺ پھر لوٹے اور واپس آ کر فرمایا: ''اللہ کے بندے! میں نے تجھ سے اونٹنی خریدی تھی، میرا خیال تھا کہ میرے پاس طے شدہ قیمت ہو گی، لیکن تلاش کے باوجود کچھ نہ ملا۔'' اس بدو نے کہا: ہائے! یہ تو دھوکہ بازی ہے! لوگوں نے اسے زجر و توبیخ کی اور کہا: اللہ تیرا ستیاناس کرے، کیا رسول اللہ ﷺ دھوکہ کر سکتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کو چھوڑ دو، حقدار آدمی باتیں کرتا رہتا ہے۔'' آپ ﷺ نے دو تین دفعہ ایسے ہی کیا، لیکن کسی کو (اصل مقصد) سمجھ نہ آ سکا۔ بالآخر آپ ﷺ نے ایک صحابی کو حکم دیتے ہوئے فرمایا: ''خولہ بنت حکیم بن امیہ کے پاس جاؤ اور اسے میرا پیغام دو کہ اگر تیرے پاس ایک وسق ذخرہ کھجور ہے تو مجھے بطور قرض دے دے، میں ان شاء اللہ بعد میں تجھے واپس کر دوں گا۔'' وہ صحابی گیا اور واپس آ کر کہا کہ خولہ کہتی ہیں: جی ہاں! اے اللہ کے رسول! میرے پاس کھجوریں موجود ہیں، آپ کسی آدمی کو لینے کے لیے بھیج دیں۔ آپ ﷺ نے ایک صحابی کو حکم دیا کہ ''جاؤ اور اس کا قرضہ ادا کر دو۔'' وہ گیا اور اس کا قرضہ چکا دیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: وہ بدو آپ ﷺ کے پاس سے گزرا جبکہ آپ ﷺ اپنے صحابہ میں تشریف فرما تھے اور اس نے کہا: اللہ تعالی آپ کو جزائے خیر دے، آپ نے قرض چکا دیا ہے اور بہت عمدہ انداز میں ادا کیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالی کے ہاں روزِ قیامت بہترین بندے وہ ہوں گے جو اچھے انداز میں ادائیگیاں کرتے ہیں۔''

الْمُوْفُوْنَ الْمُطَيِّبُوْنَ۔))

(الصحيحة: ٢٦٧٧)

تخريج: أخرجه أحمد: ٦/ ٢٦٨، والبزار: ١٣٠٩

شرح:...... یہ ضروری نہیں کہ اینٹ کا جواب پتھر سے ہی دیا جائے، شرعی قاعدہ یہ ہے کہ جارحانہ باتیں کرنے والے کا سبب دریافت کیا جائے کہ آیا وہ جو کچھ کہہ رہا ہے وہ بجا طور پر کہہ رہا ہے یا بے جا طور پر، اس شخص کا مزاج کیسا ہے؟ اس کو کس انداز میں جواب دیا جائے؟ پھر اس کے مطابق اس کے ساتھ جوابی کارروائی کرنی چاہیے۔

قرضہ دینے والا محسن اور قرضہ لینے والا ممنون اور محتاج ہوتا ہے، لیکن ہمارے ہاں معاملہ بڑا عجیب ہے کہ قرض دینے والا قرضہ دینے کے بعد قرضہ لینے والا کا محتاج ہو کر رہ جاتا ہے، جب وہ اپنی رقم کا مطالبہ کرتا ہے تو جواباً اوٹ پٹانگ باتیں کی جاتی ہیں۔ ایسا کرنا شرعی مزاج کا تقاضا نہیں ہے۔ آپ ﷺ تو ان لوگوں کی تعریف کر رہے ہیں جو اچھے انداز میں قرضے چکاتے ہیں اور ہم سرے سے ہی قرضہ ادا کرنے سے قاصر آ جاتے ہیں۔

ایک وسق میں ساٹھ صاع ہوتے ہیں اور ایک صاع کا وزن دو کلو سو گرام ہوتا ہے۔

آپ ﷺ کی عاجزی

(٣١٨١)۔ عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِيْ حَازِمٍ: أَنَّ رَجُلاً أَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَامَ بَيْنَ يَدَيْهِ، فَأَخَذَهُ مِنَ الرَّعْدَةِ أَفْكَلٌ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((هَوِّنْ عَلَيْكَ، فَإِنِّيْ لَسْتُ بِمَلِكٍ، إِنَّمَا أَنَا ابْنُ امْرَأَةٍ مِنْ قُرَيْشٍ كَانَتْ تَأْكُلُ الْقَدِيْدَ۔))

سیدنا قیس بن حازم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور آپ کے سامنے کھڑا ہو گیا، اس پر خوف کی وجہ سے کپکپی طاری ہو گئی، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ذرا پرسکون ہو جاؤ (اور فکر مت کرو)، میں بادشاہ نہیں ہوں، میں تو سوکھا گوشت کھانے والی ایک قریشی عورت کا بیٹا ہوں۔''

(الصحيحة: ١٨٧٦)

تخريج: أخرجه ابن سعد في "الطبقات": ١/ ٢٣، ورواه ابن ماجه: ٣٣١٢ عن ابى مسعود موصولا، والحاكم: ٣/ ٤٧

شرح:...... اگرچہ آپ ﷺ سید الاولین والآخرین ہیں، لیکن آپ ﷺ کا امتیازی وصف یہ تھا کہ آپ سہل خو اور نرم پہلو تھے، جفا جو اور سخت خو نہ تھے، غصے اور تکبر سے سب سے زیادہ دور رہنے والے تھے، عجز و انکساری اور شفقت و رحمت سے بدرجۂ اتم متصف تھے، چہرۂ انور پر ہمیشہ بشاشت رہتی، خندہ جبیں رہتے، فقرا و مساکین کے ساتھ بیٹھتے، غلاموں کی دعوت قبول کرتے اور اس میں پیش کیا جانے والا سادہ اور معمولی کھانا اہتمام کے ساتھ کھاتے اور کھانے اور لباس میں ان پر برتری اختیار نہ کرتے اور اپنے خادم کو عتاب کرتے نہ انہیں اف تک کہتے۔

آپ ﷺ کے نبی ہونے کا فیصلہ کب کیا گیا؟

(٣١٨٢)۔ عَنْ مَيْسَرَةَ الْفَجْرِ، قَالَ: قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! مَتٰى كُتِبْتَ نَبِيًّا؟ قَالَ: ((وَآدَمُ بَيْنَ الرُّوْحِ وَالْجَسَدِ۔)) (الصحيحة: ١٨٥٦)

سیدنا میسرہ فجر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ کو بطورِ نبی کب لکھا گیا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس وقت جب حضرت آدم (علیہ السلام) روح اور جسم کے درمیان تھے۔''

تخريج: أخرجه أحمدفي"المسند": ٥/ ٥٩ وفي"السنة": صـ١١١، وابو نعيم فى "الحلية": ٩/ ٥٣

شرح:...... یعنی ابھی تک نوعِ انسانیت کا آغاز ہی نہیں ہوا تھا کہ تقدیر میں آپ ﷺ کے نبی ہونے کا فیصلہ ہو چکا تھا۔امام البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں: اگر کچھ غور وفکر کیا جائے تو واضح ہو جاتا ہے کہ اس حدیث کا یہ مطلب نہیں کہ نبی کریم ﷺ پہلی مخلوق ہیں۔(صحیحہ: ٦١١) اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ تقدیر میں آپ ﷺ کی نبوت کا فیصلہ کیا جا چکا تھا۔تمام فرقِ اسلامیہ کا اتفاق ہے کہ نبی کریم ﷺ افضل البشر اور سیدِ اولادِ آدم ہیں، اس لیے آپ ﷺ کی شان وعظمت کو ثابت کرنے کے لیے تکلف اور غلو کی ضرورت نہیں ہے، اللہ تعالی نے اپنے نبی کی اور رسول اللہ نے اپنی جو شان وعظمت بیان کی ہے، اسی پر اکتفا کرنا چاہے اور آپ ﷺ کی محبت کے تقاضے عملی طور پر پورے کیے جائیں۔سب سے پہلی مخلوق کون سی ہے؟ جواب کے لیے دیکھیں:"المبتدأ والأنبياء وعجائب المخلوقات" میں ''سب سے پہلی مخلوق'' کا عنوان۔

آپ ﷺ کا مزاحیہ انداز بھی حقائق پر مشتمل ہوتا تھا

(٣١٨٣)۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنَّكَ تُدَاعِبُنَا؟ قَالَ: ((اِنِّيْ لَااَقُوْلُ اِلَّا حَقًّا۔)) (الصحيحة: ١٧٢٦)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صحابہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! آیا آپ بھی ہمارے ساتھ مذاق کرتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں جو کچھ کہتا ہوں، وہ حق ہوتا ہے۔''

تخريج: أخرجه الترمذي في"السنن": ١/ ٣٥٩ و "الشمائل": ٢/ ٣٤، والبغوي في"شرح السنة": ٣٦٠٢، وأحمد: ٢/ ٣٦٠

شرح:...... ''میں جو کچھ کہتا ہوں، وہ حق ہوتا ہے۔'' یعنی آپ ﷺ کی ہر بات صدق اور عدل پر مبنی ہوتی ہے، کیونکہ آپ ﷺ اپنے اقوال وافعال میں لغزشوں سے معصوم ہیں۔یہ آپ ﷺ کا کمال ہے کہ آپ کے ہر قول وفعل سے استدلال واستنباط کیا جاتا ہے۔

آپ ﷺ کا مزاحیہ انداز بھی حقائق پر مشتمل ہوتا تھا۔مثال کے طور پر ایک آدمی نے آپ ﷺ سے سواری کا سوال کیا، آپ ﷺ نے اسے فرمایا: ''میں تجھے اونٹنی کا بچہ دوں گا۔'' اس نے کہا: میں اونٹنی کے بچے کو کیا کروں گا؟

آپ ﷺ نے فرمایا: ”(جو اونٹ تو طلب کر رہا ہے) وہ بھی اونٹنی کا بچہ ہی ہوتا ہے۔“ (ترمذی، ابوداود)

سنجیدگی آپ ﷺ کا امتیازی وصف تھا، آپ ﷺ کی خاموشی میں وقار تھا اور گفتگو میں کشش، آپ کی گفتگو دو ٹوک ہوتی، نہ مختصر نہ فضول، ہر حرف واضح ہوتا، نکھرے ہوئے کلمات ہوتے۔

آپ ﷺ رحمت تھے

(٣١٨٤)۔ عَنْ أَبِي صَالِحٍ ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَا أَيُّهَا النَّاسُ! إِنَّمَا أَنَا رَحْمَةٌ مُهْدَاةٌ۔)) (الصحيحة: ٤٩٠)

سیدنا ابو صالح رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”لوگو! میں رحمتِ مجسم بن کر آیا ہوں، جو (اہل جہان کے لیے) ایک ہدیہ ہے۔“

تخريج:أخرجه ابن سعد في "الطبقات": ١/ ١٩٢ ـطبع بيروت

شرح:...... امام البانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: اس حدیث کا لفظ ”مُهْدَاةٌ“ ایک روایت کے مطابق ”مِهْدَاةٌ“ ہے اور یہی زیادہ مناسب معلوم ہوتا ہے، کیونکہ یہ ہدایت سے ماخوذ ہے اور آپ ﷺ کو ہادی بنا کر بھیجا گیا تھا، جیسا کہ ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿وَإِنَّكَ لَتَهْدِيْ إِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ﴾ (سورۂ شوری: ٥٤) ......”اور بیشک آپ ﷺ صراطِ مستقیم کی طرف رہنمائی کرتے ہیں۔“

اگر اس کو ”مُهْدَاةٌ“ پڑھا جائے، تو یہ ”اَهْدٰی“ سے ماخوذ ہوگا، یعنی اللہ تعالی نے آپ ﷺ کو لوگوں کی طرف ایک تحفہ بنا کر بھیجا ہے، یہ معنی بھی مناسب ہے۔ (صحیحہ: ٤٩٠)

(٣١٨٥)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قِيْلَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أُدْعُ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ، قَالَ: ((إِنِّي لَمْ أُبْعَثْ لَعَّانًا، وَإِنَّمَا بُعِثْتُ رَحْمَةً۔)) (الصحيحة:٣٩٤٥)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ کہا گیا: اے اللہ کے رسول! مشرکوں کے حق میں بد دعا کرو۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”مجھے لعنت کرنے والا نہیں، رحمت والا بنا کر بھیجا گیا۔“

تخريج: أخرجه مسلم: ٨/ ٢٤، والبخاري في "الأدب المفرد": ٣٢١

شرح:...... رحمۃ للعالمین ہونے کا یہی تقاضا ہے کہ مشرکوں کے لیے ہدایت کی دعا کی جائے۔ ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿وَمَا أَرْسَلْنٰكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ۔﴾ (سورۂ انبیا: ١٠٧) ......”اور ہم نے آپ کو تمام جہان والوں کے لیے رحمت بنا کر مبعوث کیا۔“

اس کا مطلب یہ ہوا کہ آپ ﷺ پر ایمان لانے والا اس رحمت کو قبول کرتا ہے، اللہ کی اس نعمت کا شکر یہ ادا کرتا ہے اور نتیجتاً دنیا و آخرت کی سعادتوں سے ہمکنار ہو جاتا ہے۔

آپ ﷺ کے اس وصف کا یہ بھی تقاضا ہے کہ آپ کی وجہ سے یہ امت بالکلیہ تباہی و بربادی سے محفوظ کر دی گئی ہے، جیسے پچھلی قومیں اور امتیں حرفِ غلط کی طرح مٹا دی جاتی رہیں۔

ما حصل کیا ہے؟ سبق کیا ملا؟ صرف یہ کہ ہم جائزہ لیں کہ ہم اس رحمت سے کس قدر مستفید ہوئے ہیں، اور یہ رحمت ہمارے لیے کتنی مفید ثابت ہو رہی ہے۔

نبی کریم ﷺ دشمنوں کے لیے بھی مجسمۂ رحمت تھے

(٣١٨٦)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ، قَالَ: سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُوْلُ: لَمَّا تُوُفِّيَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ أُبَيِّ دُعِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِلصَّلَاةِ عَلَيْهِ فَقَامَ إِلَيْهِ فَلَمَّا وَقَفَ عَلَيْهِ يُرِيْدُ الصَّلَاةَ تَحَوَّلْتُ حَتّٰى قُمْتُ فِيْ صَدْرِهِ فَقُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أَعَلٰى عَدُوِّ اللّٰهِ عَبْدِاللّٰهِ ابْنِ أُبَيِّ الْقَائِلِ يَوْمَ كَذَا؛ كَذَا وَكَذَا؟ يَعُدُّ أَيَّامَهُ قَالَ: وَرَسُوْلُ اللّٰهِ يَتَبَسَّمُ ، حَتّٰى إِذَا أَكْثَرْتُ قَالَ: ((أَخِّرْ عَنِّيْ يَاعُمَرُ إِنِّيْ خُيِّرْتُ فَاخْتَرْتُ وَقَدْ قِيْلَ لِيْ ﴿إِسْتَغْفِرْلَهُمْ أَوْ لَاتَسْتَغْفِرْلَهُمْ وَأَنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً فَلَنْ يَّغْفِرَاللّٰهُ لَهُمْ﴾ (التوبه:٨٠) لَوْ أَعْلَمُ أَنِّيْ لَوْ زِدْتُّ عَلَى السَّبْعِيْنَ غُفِرَلَهُ، لَزِدْتُّ۔)) قَالَ: ثُمَّ صَلّٰى عَلَيْهِ وَمَشٰى مَعَهُ فَقَامَ عَلٰى قَبْرِهِ حَتّٰى فَرَغَ مِنْهُ۔ قَالَ: فَعَجَبٌ لِّيْ وَجُرْأَتِيْ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ فَوَاللّٰهِ مَاكَانَ إِلَّا يَسِيْرًا حَتّٰى نَزَلَتْ هَاتَانِ الْآيَتَانِ﴿وَلَا تُصَلِّ عَلٰى أَحَدٍ مِّنْهُمْ مَاتَ أَبَدًا وَلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهِ إِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ وَمَاتُوْا وَهُمْ فَاسِقُوْنَ﴾ (التوبه:٨٤) قَالَ: فَمَا صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَعْدَهُ عَلٰى مُنَافِقٍ وَلَا قَامَ عَلٰى

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو کہتے ہوئے سنا کہ جب عبد اللہ بن ابی (منافق) مرا تو رسول اللہ ﷺ کو اس کی نماز جنازہ کے لیے بلایا گیا، آپ ﷺ تشریف لے گئے اور جب نماز کے ارادے سے کھڑے ہوئے تو میں گھوم کر آپ ﷺ کے سامنے کھڑا ہو گیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! کیا اللہ تعالی کے دشمن عبد اللہ بن ابی کی نمازِ جنازہ (پڑھنے لگے ہو)، جس نے فلاں فلاں دن ایسے ایسے کہا تھا؟ ان دنوں کو شمار بھی کیا، آپ ﷺ جوابًا مسکرا دیے۔ جب میں نے بہت زیادہ اصرار کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''عمر! پیچھے ہٹ جاؤ، مجھے اختیار دیا گیا اور میں نے (اس اختیار کو) قبول کر لیا، مجھے (اللہ تعالی کی طرف سے) کہا گیا ہے: ﴿اے محمد! آپ ان کے لیے بخشش طلب کریں یا نہ کریں، اگر آپ ستر دفعہ بھی بخشش طلب کریں تو پھر بھی اللہ تعالی ان کو ہرگز معاف نہیں کرے گا﴾ (سورۂ توبہ: ٨٠) اگر مجھے علم ہوتا کہ ستر سے زائد دفعہ بخشش طلب کرنے سے اسے بخش دیا جائے گا تو میں زیادہ دفعہ کر دیتا۔'' پھر آپ ﷺ نے نماز پڑھائی، اس کی میت کے ساتھ چلے اور فارغ ہونے تک اس کی قبر پر کھڑے رہے۔ مجھے رسول اللہ ﷺ پر جرأت کرنے پہ بڑا تعجب ہو رہا تھا، اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ اللہ کی قسم! تھوڑے وقت کے بعد ہی یہ دو آیات نازل ہوئیں: ﴿اے محمد! منافقوں میں سے جو بھی مرے، آپ اس کی نماز جنازہ کبھی نہ پڑھائیں اور نہ اس کی قبر پر کھڑے ہوں، انھوں نے

قَبْرِهِ حَتّٰى قَبَضَهُ اللّٰهُ۔ (الصحيحة: ۱۱۳۱)

اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ کفر کیا ہے اور فسق کی حالت میں مرے ہیں۔﴾ (سورۂ توبہ:۸۴) (ان آیات کے نزول کے بعد) آپ ﷺ نے کسی منافق کی نماز جنازہ نہ پڑھی اور نہ اس کی قبر پر کھڑے ہوئے، یہاں تک کہ فوت ہو گئے۔

تخریج: أخرجه الترمذي: ۲/ ۱۸۵، وأحمد: ۱/ ۱٦، واخرجه البخاري: ۱/ ۳٤۳، ۳/ ۲۵۳، دون قوله: ((وقد قيل لي: استغفر لهم......)) و قوله: ((فما صلى بعده على منافق......)) وهكذا رواه النسائي: ۱/ ۲۷۹

شرح:...... نبی کریم ﷺ رحمۃ للعالمین تھے، اپنے دشمنوں کے حسنِ عاقبت کے بھی حریص تھے۔ بہرحال بعد میں معلوم ہوا کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا مشورہ زیادہ درست تھا۔

معلوم ہوا کہ کوئی مسلمان مشرک کی نمازِ جنازہ نہیں پڑھ سکتا ہے، آجکل جو لوگ برادریوں کا پاس و لحاظ کرتے ہوئے ایسا کرتے ہیں، انھیں چاہئے کہ وہ اللہ تعالی کے قرآن کو سامنے رکھیں کہ جس کی ہدایات پر عمل کرتے ہوئے آپ ﷺ نے مذکورہ بالا واقعہ کے بعد نہ کسی مشرک کی نماز جنازہ پڑھی اور نہ کسی ایسے فرد کی قبر پر کھڑے ہوئے۔

اونٹ کا آپ ﷺ سے اپنے مالک کی شکایت کرنا

(۳۱۸۷)۔ عَنِ الْمِنْهَالِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ يَعْلٰى، قَالَ: مَا اَظُنُّ اَنَّ اَحَدًا مِنَ النَّاسِ رَاٰى مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اِلَّا دُوْنَ مَا رَاَيْتُ، فَذَكَرَ اَمْرَ الصَّبِيِّ، وَالنَّخْلَتَيْنِ، وَاَمْرَ الْبَعِيْرِ، اِلَّا اَنَّهُ قَالَ: ((مَا لِبَعِيْرِكَ يَشْكُوْكَ؟ زَعَمَ اَنَّكَ سَانِيْهِ حَتّٰى اِذَا كَبُرَ تُرِيْدُ اَنْ تَنْحَرَهُ، لَا تَنْحَرُوْهُ وَاجْعَلُوْهُ فِي الْاِبِلِ يَكُوْنُ مَعَهَا۔)) (الصحيحة:٤٨٥)

منہال بن عمرو، سیدنا یعلی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا: میرا خیال ہے کہ جس کثرت سے میں نے رسول اللہ کو دیکھا، اتنا کسی نے نہیں دیکھا ہوگا، پھر انھوں نے بچے کا معاملہ، کھجور کے دو درختوں کا معاملہ اور اونٹ کا معاملہ ذکر کیا۔ اونٹ کے بارے میں آپ نے فرمایا: ”تیرے اونٹ کو کیا ہوا؟ یہ شکایت کر رہا ہے کہ تم اسے سینچائی کے لیے رہٹ میں چلاتے رہے اور جب یہ بوڑھا ہو گیا تو تم اسے ذبح کرنا چاہتے ہو، اس کو ذبح نہ کرو اور اسے اونٹوں میں چھوڑ دو، ان کے ساتھ چلتا پھرتا رہے گا۔“

تخريج: أخرجه الامام أحمد: ٤/ ۱۷۳، والحاكم: ۲/ ٦۱۷

شرح:...... امام البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث پر ”من معجزاته ﷺ“ کی سرخی ثبت کی ہے۔ آپ ﷺ ایسے رحمۃ للعالمین تھے کہ حیوانات کو بھی آپ ﷺ کی رحمت کا فائدہ ہوا اور آپ ﷺ نے ان کے حقوق ادا کرنے کی تلقین کی گئی۔

زمین وآسمان کی ہر چیز کو علم ہے کہ آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں، ماسوائے ......

(۳۱۸۸)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: اَقْبَلْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى دَفَعْنَا اِلٰى حَائِطٍ فِيْ بَنِي النَّجَّارِ، فَاِذَا فِيْهِ جَمَلٌ لَا يَدْخُلُ الْحَائِطَ اَحَدٌ اِلَّا شَدَّ عَلَيْهِ، فَذَكَرُوْا ذَالِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ، فَأَتَاهُ فَدَعَاهُ، فَجَاءَ وَاضِعًا مِشْفَرَهٗ عَلَى الْاَرْضِ حَتّٰى بَرَكَ بَيْنَ يَدَيْهِ، فَقَالَ: ((هَاتُوْا خِطَامًا۔)) فَخَطَمَهٗ، وَدَفَعَهٗ اِلٰى صَاحِبِهٖ، ثُمَّ الْتَفَتَ فَقَالَ: ((مَابَيْنَ السَّمَاءِ اِلَى الْاَرْضِ اَحَدٌ يَعْلَمُ اَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِلَّا عَاصِيَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ۔)) (الصحيحة:۱۷۱۸)

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چلتے رہے، حتی کہ ہم بنونجار کے ایک باغ تک جا پہنچے، اس میں ایک اونٹ تھا، جو آدمی اس باغ میں داخل ہوتا وہ اونٹ اس پر ٹوٹ پڑتا تھا، لوگوں نے یہ بات نبی کریم ﷺ کو بتائی، آپ اس کے پاس آئے اور اس کو بلایا، وہ اپنا ہونٹ زمین پر رگڑتا ہوا آیا، یہاں تک کہ آپ کے سامنے گھٹنے ٹیک دیے۔ آپ نے فرمایا: ''لگام لاؤ۔'' آپ نے اسے لگام ڈالی اور اس کے مالک کو تھما دی، پھر ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ''زمین وآسمان کی ہر چیز جانتی ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں، ماسوائے نافرمان جنوں اور انسانوں کے۔''

تخريج: أخرجه الدارمي: ۱/ ۱۱، وابن حبان في"الثقات": كما يأتي، وأحمد: ۳/ ۳۱۰

شرح: ...... جن لوگوں نے آپ ﷺ کی رسالت ونبوت کو حق تسلیم کیا ہے، ان کو چاہیے کہ اس عقیدے کے تقاضے پورے کریں۔

آپ ﷺ کی انگوٹھی کا نقش

(۳۱۸۹)۔ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اتَّخَذَ خَاتَمًا مِنْ فِضَّةٍ، وَنَقَشَ فِيْهِ "مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ" وَقَالَ: ((اِنِّيْ اتَّخَذْتُ خَاتَمًا مِّنْ وَرِقٍ، وَنَقَشْتُ فِيْهِ: "مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ" فَلَا يَنْقُشَنَّ اَحَدٌ عَلٰى نَقْشِهٖ۔))

(الصحيحة:۳۳۰۰)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی اور اس میں ''محمد رسول اللہ'' کے الفاظ کندہ کروائے اور فرمایا: ''میں نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی ہے، اس میں ''محمد رسول اللہ'' کا نقش بنوایا ہے۔ تم میں سے کوئی آدمی اپنی انگوٹھی پر یہ الفاظ کندہ نہیں کروا سکتا۔''

تخريج: رواه البخاري: ۵۸۷۷، ومسلم: ۶/ ۱۵۱، وابن ماجه: ۳۶۴۰، والبيهقي في "السنن الكبرى": ۱۰/ ۱۲۸، وأبوالشيخ في "أخلاق النبي ﷺ": صـ ۱۱۵، وأحمد: ۳/ ۱۸۶، ۲۹۰، وأبويعلي: ۳۸۹۶، ۳۹۳۶، ۳۹۴۳، وابن سعد في "الطبقات الكبرى": ۱/ ۴۷۵

شرح :...... اگر چہ چاندی کی انگوٹھی سب کے لیے جائز ہے، لیکن آپ ﷺ کی انگوٹھی کا نقش آپ ﷺ کی انگوٹھی کے ساتھ خاص تھا۔

آپ ﷺ کی حیثیت مبلّغ اور تقسیم کنندہ کی تھی

(۳۱۹۰)۔ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ اَبِي سُفْيَانَ مَرْفُوْعًا: ((اِنَّمَا اَنَا مُبَلِّغٌ وَاللّٰهُ يَهْدِيْ، وَقَاسِمٌ وَاللّٰهُ يُعْطِيْ، فَمَنْ بَلَغَهُ مِنِّي شَيْءٌ بِحُسْنِ رَغْبَةٍ وَحُسْنِ هُدًى، فَاِنَّ ذٰلِكَ الَّذِيْ يُبَارَكُ لَهُ فِيْهِ، وَمَنْ بَلَغَهُ عَنِّيْ شَيْءٌ بِسُوْءِ رَغْبَةٍ وَسُوْءِ هُدًى، فَذَاكَ الَّذِيْ يَاْكُلُ وَلَا يَشْبَعُ۔)) (الصحيحة: ١٦٢٨)

حضرت معاویہ بن ابو سفیان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں مبلّغ ہوں، ہدایت دینے والا اللہ ہے اور میں تقسیم کرنے والا ہوں، عطا کرنے والا اللہ ہے۔ اگر کسی آدمی کو میری جانب سے کوئی چیز حسنِ رغبت اور اچھے طریقے کے ساتھ مل جاتی ہے تو اس کے لیے اس میں برکت ہوگی اور اگر کسی کو سوئے رغبت اور برے طریقے کے ساتھ کوئی چیز ملتی ہے تو وہ ایسا آدمی ہے جو کھاتا ہے، لیکن سیر نہیں ہوتا۔''

تخريج: أخرجه أحمد: ٤/ ١٠١ـ ١٠٢

شرح :...... جو چیز آپ ﷺ کسی کو نہ دینا چاہیں، لیکن وہ لینے پر اصرار کرے اور آپ ﷺ اس کے اصرار کی وجہ سے اسے دے دیں تو ایسی چیز مبارک نہیں ہوگی۔

آپ ﷺ بنو کنانہ سے تھے

(۳۱۹۱)۔ عَنِ الْجَفْشِيْشِ الْكِنْدِيِّ، قَالَ: قُلْتُ لِلنَّبِيِّ ﷺ اَنْتَ مِمَّنْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((نَحْنُ بَنُوْ النَّضْرِ بْنِ كِنَانَةَ، لَا نَقْفُوْا اُمَّنَا، وَلَا نَنْتَفِيْ مِنْ اَبِيْنَا۔)) (الصحيحة: ٢٣٧٥)

سیدنا جفشیش کندی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ کن لوگوں سے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہم بنونضر بن کنانہ سے ہیں، ہم اپنی ماں پر تہمت لگاتے ہیں نہ اپنے باپ کی نفی کرتے ہیں۔''

تخريج: رواه ابن منده في "٢/ ٢ـ عام ٤٤٤٢، والخطيب في "التاريخ": ٧/ ١٢٨، والطبراني في "المعجم الكبير": ٢/ ٢٨٥/ ٢١٩٠

شرح :...... اس حدیث میں بنونضر کے غیرت مندانہ وصف کا ذکر ہے۔ آپ ﷺ کی تیرھویں پشت پر نضر بن کنانہ کا نام آتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے حضرت اسماعیل کی اولاد میں سے کنانہ کو، کنانہ میں سے قریش کو، قریش میں سے بنو ہاشم کو اور بنو ہاشم میں سے میں (محمد) کو منتخب کیا۔ (مسلم)

آپ ﷺ کی امت سب سے بڑی ہے

(۳۱۹۲)۔ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا صُدِّقَ نَبِيٌّ مِنَ الْاَنْبِيَاءِ مَا صُدِّقْتُ، اِنَّ مِنَ الْاَنْبِيَاءِ مَنْ لَمْ يُصَدِّقْهُ مِنْ اُمَّتِهٖ اِلَّا رَجُلٌ وَاحِدٌ۔))
(الصحيحة: ۳۹۷)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''انبیا میں سے جس قدر (بھاری تعداد میں) لوگوں نے میری تصدیق کی، اتنی کسی کی نہیں کی گئی اور بعض انبیا تو ایسے بھی گزرے ہیں کہ ان کی امتوں میں سے صرف ایک ایک فرد نے ان کی تصدیق کی تھی۔''

تخريج: أخرجه مسلم في "صحيحه": ۱/ ۱۳۰، و ابن حبان في "صحيحه": ۲۳۰۵۔موارد

شرح:...... امام البانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: اس حدیث میں واضح دلیل موجود ہے کہ حق و باطل کی معرفت کا دارو مدار پیروکاروں کے قلیل یا کثیر ہونے پر نہیں ہے۔

غور کریں! یہ انبیا، ان کی دعوت ایک تھی، اور ان کا دین ایک تھا، لیکن ایسے انبیا بھی گزرے ہیں کہ جن کی پیروی کرنے والا ایک ایک فرد تھا اور کسی کے ساتھ کوئی بھی نہ تھا۔

اس حدیث میں عصرِ حاضر کے دعوت دینے والوں اور جن کو دعوت دی جا رہی ہو، دونوں کے لیے بڑی زبردست اور سبق آموز عبرت ہے۔ داعی کو چاہیے کہ وہ اس حدیث سے نصیحت حاصل کرے اور اپنی دعوت کو جاری رکھے اور دعوت قبول کرنے والوں کی قلت کی کوئی پرواہ نہ کرے، کیونکہ اس کی ذمہ داری حق کو واضح شکل میں پیش کرنا ہے، جبکہ سابقہ انبیائے کرام کا اسوہ حسنہ بھی اس کے سامنے ہے، جن کی زندگیوں کا نتیجہ ایک یا دو پیروکاروں کی صورت میں نکلا۔

اور جس کو دعوت دی جا رہی ہے، وہ داعی کے پیروکاروں کی قلت سے وحشت، عدم انسیت اور خوف و گھبراہٹ محسوس کرتے ہوئے شک و شبہ میں نہ پڑے، چہ جائیکہ وہ قلت کو معیار و حجت قرار دے کر داعی کی دعوت کے بطلان کا دعوی کر دے اور کہے کہ اگر اس کی دعوت سچی ہوتی تو اکثریت اس کی پیروکار بن جاتی۔ ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿وَمَآ اَكْثَرُ النَّاسِ وَلَوْ حَرَصْتَ بِمُؤْمِنِيْنَ۔﴾ (سورۂ یوسف: ۱۰۳) ......''اور زیادہ لوگ مومن ہونے والے نہیں ہیں، اگرچہ آپ حریص ہیں۔'' (صحیحہ: ۳۹۷)

آپ ﷺ کی امت کا حساب و کتاب سب سے پہلے ہوگا

(۳۱۹۳)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مَرْفُوْعًا: ((نَحْنُ آخِرُ الْاُمَمِ، وَاَوَّلُ مَنْ يُحَاسَبُ، يُقَالُ: اَيْنَ الْاُمَّةُ الْاُمِّيَّةُ وَنَبِيُّهَا؟ فَنَحْنُ الْآخِرُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ۔))
(الصحيحة: ۲۳۷٤)

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہم سب سے آخری امت ہیں، لیکن سب سے پہلے حساب کتاب ہمارا ہوگا۔ وہاں کہا جائے گا: امتِ امیہ اور اس کا نبی کہاں ہیں؟ ہم (دنیا میں) آخر میں آنے والے ہیں، (لیکن آخرت میں) سب سے پہلے حساب

دینے والے ہوں گے۔“

تخریج: أخرجه ابن ماجه: / ٥٧٥

شرح:...... اُمِّی: امی اس آدمی کو کہتے ہیں جو دیکھ کر پڑھ سکتا ہو نہ لکھ سکتا ہو، یہ علیحدہ بات ہے کہ وہ علم وعمل اور حکمت و دانائی سے متصف ہو یا نہ ہو۔

آپ ﷺ سب سے بڑے متقی تھے

(٣١٩٤)۔ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ رَجُلٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ، اَنَّ اَنَسًا الْاَنْصَارِيَّ اَخْبَرَ عَطَاءً:اَنَّهُ قَبَّلَ امْرَاَتَهُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ صَائِمٌ، فَاَمَرَ امْرَاَتَهُ، فَسَاَلَتِ النَّبِيَّ ﷺ عَنْ ذٰلِكَ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَفْعَلُ ذٰلِكَ۔)) فَاَخْبَرَتْهُ امْرَاَتُهُ، فَقَالَ:اِنَّ النَّبِيَّ ﷺ يُرَخَّصُ لَهُ فِيْ اَشْيَاءَ، فَارْجِعِيْ اِلَيْهِ فَقُوْلِيْ لَهُ، فَرَجَعَتْ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَتْ:قَالَ: اِنَّ النَّبِيَّ ﷺ يُرَخَّصُ لَهُ فِيْ اَشْيَاءَ فَقَالَ: ((اَنَا اَتْقَاكُمْ لِلّٰهِ وَاَعْلَمُكُمْ بِحُدُوْدِ اللّٰهِ۔))

(الصحيحة: ٣٢٩)

عطا بن یسار، ایک انصاری سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت انس انصاری رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں روزے کی حالت میں اپنی بیوی کا بوسہ لے لیا، پھر اس نے اپنی بیوی سے کہا کہ وہ رسول اللہ ﷺ سے یہ مسئلہ دریافت کرے۔ اس نے آپ ﷺ سے پوچھا، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”(کوئی مضائقہ نہیں) رسول اللہ ﷺ خود ایسا کرتے ہیں۔“ اس نے اپنے خاوند پر صورتحال کو واضح کیا، لیکن اس نے کہا: نبی ﷺ کو تو بعض مخصوص چیزوں کی رخصت دی جاتی ہے (جو عام مومنوں کے لیے نہیں ہوتی) لہٰذا تو دوبارہ جا اور آپ کے سامنے میرا یہ اشکال پیش کر۔ وہ دوبارہ نبی ﷺ کے پاس گئی اور کہا: میرا خاوند کہتا ہے کہ نبی ﷺ کو تو بطورِ اختصاص بعض چیزوں کی اجازت دے دی جاتی ہے (لیکن ہم......)؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”میں تم میں اللہ تعالیٰ سے سب سے زیادہ ڈرنے والا اور اس کی حدود کو سب سے زیادہ جاننے والا ہوں۔“

تخریج:أخرجه رواه الامام أحمد: ٥/ ٤٣٤

شـــرح:...... نبی کریم ﷺ کے تمام افعال واقوال اور عبادات و معاملات اس امت کے افراد کے لیے حجت ہیں، کسی کو یہ کہنے کا کوئی حق حاصل نہیں کہ یہ کام تو رسول اللہ ﷺ کے لیے تھا، ہمیں کوئی اور راستہ تلاش کرنا چاہئے۔ ہاں جہاں اللہ تعالیٰ یا رسول اللہ ﷺ کی طرف سے وضاحت ہو جائے کہ فلاں چیز رسول اللہ ﷺ کے ساتھ خاص ہے، تو امت کو ایسا کرنے کا کوئی حق حاصل نہ ہوگا۔ جیسے بیک وقت ایک نکاح میں چار سے زائد بیویاں رکھنا اور کسی عورت کا اپنے آپ کو رسول اللہ ﷺ کے لیے ہبہ کر دینا۔ روزے دار اپنی بیوی کا بوسہ لے سکتا ہے یا نہیں؟ اس پر

مفصل بحث ''الصیام والقیام'' میں کی گئی ہے۔

آپ ﷺ اولادِ آدم کے سردار ہیں

(۳۱۹۵)۔ قَالَ ﷺ: ((اَنَا سَیِّدُ وُلْدِ آدَمَ۔)) وَرَدَ مِنْ حَدِیْثِ اَبِیْ هُرَیْرَةَ، وَجَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، وَاَنَسٍ، وَاَبِیْ سَعِیْدٍ، وَعَبْدِاللّٰهِ بْنِ سَلَّامٍ۔ (الصحیحة:۱۵۷۱)

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''میں اولادِ آدم کا سردار ہوں۔'' یہ حدیث حضرت ابو ہریرہ، حضرت جابر بن عبداللہ، حضرت ابو سعید اور حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہم سے روایت کی گئی ہے۔

تخریج: جاء من طرق:

۱۔ رواہ ابن سعد: ۱/ ۲۰

۲۔ أخرجه الحاکم: ۲/ ۶۰۴۔۶۰۵

۳۔ وأخرجه البخاري في ''التاریخ'': ٤/ ۱/ ٤۰۰

٤۔ وعن علي ابن زید بن جدعان عن أبي نضرة عن أبي سعید مرفوعا به: فأخرجه أحمد: ۳/ ۲، والترمذي: ٤/ ۱٤۰، وابن ماجه: ۲/ ۵۸۱

۵۔ عن عبدالله بن سلام مرفوعا مثل حدیث أبي سعید: فأخرجه ابن حبان في ''صحیحه'': ۲۱۲۷۔ موارد

شرح:...... ''سیّد'' وہ ہوتا ہے جو خیر و بھلائی میں اپنی قوم سے فائق ہو اور اسے بھی سیّد کہتے ہیں کہ لوگ جس کے سامنے اپنی مصیبتیں اور سختیاں پیش کرتے ہیں اور وہ ان کا آسرا بنتا ہے۔ آپ ﷺ دنیا میں بھی ان دو معنوں میں سید تھے اور آخرت میں بھی ہوں گے۔

شجر و حجر کا آپ ﷺ کو سلام کرنا

(۳۱۹۶)۔ عَنْ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ، قَالَ: کُنْتُ مَعَ النَّبِیِّ ﷺ بِمَکَّةَ، فَخَرَجْنَا فِیْ بَعْضِ نَوَاحِیْهَا، فَمَا اسْتَقْبَلَهٗ جَبَلٌ وَلَا شَجَرٌ اِلَّا وَهُوَ یَقُوْلُ: اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! (الصحیحة:۲۶۷۰)

سیدنا علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں مکہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا، ہم مکہ کی ایک جانب نکلے، جو درخت اور پتھر بھی آپ کے سامنے آتا، وہ کہتا: اے اللہ کے رسول! آپ پر سلامتی ہو۔

تخریج: أخرجه الترمذی: ۳۶۳۰، والدارمی: ۱/ ۱۲، وأبو نعیم فی ''الدلائل'': ص۱۳۸، والحاکم: ۲/ ۶۲۰

آپ ﷺ کی شان میں غلو نہ کیا جائے

(۳۱۹۷)۔ عَنْ اَنَسٍ مَرْفُوْعًا: ((اَنَا مُحَمَّدُ

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے

بْـنُ عَبْـدِ الـلّٰـهِ، أَنَا عَبْدُاللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ، مَا أُحِـبُّ أَنْ تَـرْفَـعُـوْنِـيْ فَـوْقَ مَنْزِلَتِيَ الَّتِيْ أَنْزَلَنِيْهَا اللّٰهُ۔)) (الصحيحة:١٥٧٢)

فرمایا: ''میں عبداللہ کا بیٹا محمد ہوں، میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں، میں نہیں چاہتا کہ تم لوگ مجھے اس مقام و مرتبہ سے بڑھا چڑھا کر پیش کرو جو اللہ تعالی نے مجھے عطا کیا ہے۔

تخريج: رواه البخاري في "التاريخ الصغير": ٧، واحمد: ٣/ ١٥٣، ٢٤١

شرح:...... آپ ﷺ کو اللہ تعالی نے جو شان وعظمت عطا کی ہے اور قرآن وحدیث میں آپ ﷺ کا جو مقام و مرتبہ بیان کیا گیا ہے، اسی پر اکتفا کرنا چاہئے اور آپ ﷺ کی ذات میں غلو نہیں کرنا چاہئے۔ جیسا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ((لَا تُـطْـرُوْنِـي كَـمَـا أَطْـرَى عِيْسَى بْنَ مَرْيَمَ وَقُوْلُوْا: عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُه۔)) (بخاری) ...... ''مجھے اس طرح بڑھا چڑھا کر بیان نہ کرو جیسا کہ عیسی بن مریم کے ساتھ کیا گیا، بس اتنا کہہ دو کہ وہ اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔''

(٣١٩٨)۔ عَـنْ أَنَـسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّ رَجُلاً قَـالَ: يَـامُـحَـمَّـدُ! يَـا سَيِّدَنَا وَابْنَ سَيِّدِنَا! وَخَيْرَنَا وَابْنَ خَيْرِنَا! فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَـا أَيُّهَـا الـنَّاسُ! عَلَيْكُمْ بِتَقْوَاكُمْ، وَلَا يَسْتَهْوِيَنَّكُمْ (وَفِيْ رِوَايَةٍ: قُوْلُوْا بِقَوْلِكُمْ، وَلَا يَسْتَـجْرِكُمُ) الشَّيْطَانُ، أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْـدِ الـلّٰـهِ، عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ، وَاللّٰهِ! مَا أُحِـبُّ أَنْ تَـرْفَـعُـوْنِـيْ فَـوْقَ مَنْزِلَتِيَ الَّتِيْ أَنْزَلَنِيَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ۔)) (الصحيحة: ١٠٩٧)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے کہا: اے محمد! اے ہمارے سید! ہمارے سید کے بیٹے! ہم میں سے بہترین! اور ہم میں سے بہترین کے بیٹے! رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لوگو! تقوی اختیار کرو، کہیں ایسا نہ ہو کہ شیطان تمھارا دل موہ لے (ایک روایت میں ہے: اپنی درست بات پر پکے رہو، کہیں شیطان کے تابع نہ ہو جاؤ)۔ میں محمد بن عبداللہ ہوں، اللہ کا بندہ اور رسول ہوں، اللہ کی قسم! میں نہیں چاہتا کہ تم لوگ مجھے میرے اس مقام سے بلند کر دو، جو اللہ تعالی نے مجھے عطا کیا ہے۔''

تخريخ: أخرجه الأمام أحمد: ٣/ ١٥٣ و ٢٤١ و ٢٤٩، والبيهقي في "دلائل النبوة" ٣/ ١١٣/ ٢

(٣١٩٩)۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ، قَالَ: كُنَّا عِـنْـدَ عَـلِـيِّ بْـنِ الْـحُسَيْنِ فَجَاءَ قَوْمٌ مِنَ الْـكُـوْفِيِّيْـنَ، فَـقَالَ عَلِيٌّ: يَا أَهْلَ الْعِرَاقِ أَحِبُّـوْنَـا حُـبَّ الْإِسْلَامِ، سَـمِـعْـتُ أَبِيْ يَـقُـوْلُ: قَـالَ رَسُوْلُ اللّٰـهِ ﷺ: ((يَـا أَيُّهَـا الـنَّاسُ! لَاتَرْفَعُوْنِيْ فَوْقَ قَدْرِيْ، فَإِنَّ اللّٰهَ

اتَّخَذَنِي عَبْدًا قَبْلَ أَنْ يَتَّخِذَنِيْ نَبِيًّا۔)) فَذَكَرْتُهُ لِسَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ فَقَالَ: وَبَعْدَ مَا اتَّخَذَهُ نَبِيًّا۔ (الصحيحة: ٢٥٥٠)

یحییٰ بن سعید کہتے ہیں کہ ہم علی بن حسین کے پاس بیٹھے تھے، کوفی لوگوں کی ایک جماعت آئی۔علی نے کہا: عراقیو! ہم سے اسلام کے نام پر محبت کرو۔ میں نے اپنے باپ سے سنا، انھوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لوگو! مجھے میرے مقام سے بلند نہ کرنا، (یاد رکھنا کہ) اللہ تعالی نے مجھے نبی بنانے سے پہلے بندہ بنایا ہے۔'' میں نے یہ حدیث سعید بن مسیّب کے سامنے ذکر کی، انھوں نے کہا: آپ ﷺ نبی بننے کے بعد بھی بندے تھے۔

تخريج: أخرجه الحاكم . ٣/ ١٧٩

شرح:...... خلاصۂ کلام یہ ہے کہ قرآن وحدیث میں آپ ﷺ کے جو فضائل ومناقب اور شمائل ومحاسن بیان کیے گئے ہیں، ان کو لمبی لمبی تفصیلوں کے بغیر اس انداز میں بیان کیا جائے کہ دوسرے انبیا ورسل کی تنقیص لازم نہ آئے۔

آپ ﷺ کی ''عاتکہ'' نامی تین جدّات

(٣٢٠٠)۔ عَنْ سَيَّابَةَ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ يَوْمَ حُنَيْنٍ: ((اَنَا ابْنُ الْعَوَاتِكِ۔)) (الصحيحة:١٥٦٩)

حضرت سیابہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے حنین والے دن فرمایا: ''میں عاتکہ نامی عورتوں کا فرزند ہوں۔''

تخريج: رواه البيهقي في"دلائل النبوة": ج ١ باب نبوآت النبي ﷺ، والطبراني فی "المعجم الكبير": ٦٧٢٤

شرح:...... آپ ﷺ کے نسب میں تین جدات کا نام ''عاتکہ'' تھا۔ (۱) عاتکہ بنت ہلال بن فالج، یہ عبد مناف کی والدہ تھیں، (۲) عاتکہ بنت مرہ بن ہلال، یہ ہاشم بن عبد مناف کی والدہ تھیں اور (۳) عاتکہ بنت اوقص بن مرہ، جو آپ ﷺ کے نانا جان وہب کی والدہ تھیں۔ پہلی عاتکہ دوسری کی اور دوسری تیسری کی پھوپھی ہیں۔ آپ ﷺ فخریہ انداز میں ان کا تذکرہ کرتے تھے۔

فرشتے آپ ﷺ کو امت کا درود پہنچا دیتے ہیں

(٣٢٠١)۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ مَرْفُوْعًا: ((إِنَّ لِلّٰهِ مَلَائِكَةً سَيَّاحِيْنَ فِيْ الْأَرْضِ يُبَلِّغُوْنِّيْ عَنْ أُمَّتِيَ السَّلَامَ۔)) (الصحيحة: ٢٨٥٣)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالی کے بعض فرشتے زمین میں گھومتے پھرتے رہتے ہیں، وہ مجھے میری امت کے افراد کا سلام پہنچاتے رہتے ہیں۔''

تخريج: أخرجه النسائي :١/ ١٨٩ ، وابن حبان :١٣٩٢ ، والحاكم :٢/ ٤٢١ ، وكذا الدارمي: ٢/ ٣١٧ ، و أحمد: ١/ ٤٤١ ، ٤٥٢ ، وابن المبارك في"الزهد": ق/ ٢٠٤/ ٢ ، والقاضي اسماعيل في"فضل الصلاة على النبي": رقم ٢١ ، وعنه ابن النجار في"تاريخ المدينة": صفحة ٣٩٨ ، وابن أبي شيبة في"المصنف":٢/ ١٣٥/ ٢ ، و ابن الديباجي في"الفوائد المنتقاة": ٢/ ٨٠/ ٢ ، والطبراني في"الكبير": ٣/ ٨١/ ٢ ، وأبو نعيم في"أخبار أصبهان": ٥/ ٥٠٢ ، وابن عساكر في "تاريخ دمشق": ٩/ ١٨٩/ ٢

شرح:...... انسان، نیک ہو یا بد، اپنی وفات سے لے کر قبر سے اٹھنے تک عالم برزخ میں رہتا ہے، عالم برزخ ایک زندگی کا نام ہے، جس کا تعلق عالمِ غیب سے ہے اور جس کی ہیئت و کیفیت دنیوی زندگی سے مختلف ہے اور اس عالم کا دنیوی زندگی سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

اسی برزخی زندگی کا ایک منظر اس حدیثِ مبارکہ میں بیان کیا گیا ہے، جس کی حقیقت اللہ تعالی ہی بہتر جانتے ہیں، ہمیں چاہئے کہ ہم آپ ﷺ پر کثرت کے ساتھ درود و سلام بھیجیں۔

قریشی سرداروں کا آپ ﷺ کے خلاف منصوبہ، لیکن ناکامی

(٣٢٠٢)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ، قَالَ: إِنَّ الْمَلَأَ مِنْ قُرَيْشٍ اجْتَمَعُوْا فِي الْحِجْرِ ، فَتَعَاقَدُوْا بِاللَّاتِ وَالْعُزّٰى وَمَنَاةِ الثَّالِثَةِ الْأُخْرٰى وَنَائِلَةَ وَإِسَافِ لَوْ قَدْ رَأَيْنَا مُحَمَّدًا لَقَدْ قُمْنَا إِلَيْهِ قِيَامَ رَجُلٍ وَاحِدٍ فَلَمْ نُفَارِقْهُ حَتّٰى نَقْتُلَهُ ، فَأَقْبَلَتْ اِبْنَتُهُ فَاطِمَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا تَبْكِيْ حَتّٰى دَخَلَتْ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ فَقَالَتْ: هٰؤُلَاءِ الْمَلَأُ مِنْ قُرَيْشٍ قَدْ تَعَاقَدُوْا عَلَيْكَ لَوْ قَدْ رَأَوْكَ لَقَدْ قَامُوْا إِلَيْكَ فَقَتَلُوْكَ فَلَيْسَ مِنْهُمْ رَجُلٌ إِلَّا قَدْ عَرَفَ نَصِيْبَهُ مِنْ دَمِكَ۔ فَقَالَ: ((يَا بُنَيَّةُ أَرِيْنِيْ وَضُوءً ا۔)) فَتَوَضَّأَ ثُمَّ دَخَلَ عَلَيْهِمُ الْمَسْجِدَ ، فَلَمَّا رَأَوْهُ قَالُوْا: هَا هُوَ ذَا ، وَخَفَضُوْا أَبْصَارَهُمْ ، وَسَقَطَتْ أَذْقَانُهُمْ فِيْ صُدُوْرِهِمْ ، وَعَقَرُوْا فِيْ مَجَالِسِهِمْ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ قریشیوں کے اشراف لوگ حطیم میں جمع ہوئے، انھوں نے لات، عزی، نائلہ اور اساف کے نام پر باہم معاہدہ کیا کہ اگر ہم نے محمد (ﷺ) کو دیکھا، تو سب کے سب یکبارگی اس پر ٹوٹ پڑیں گے اور اسے قتل کئے بغیر پیچھے نہیں ہٹیں گے۔ آپ ﷺ کی بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا روتی ہوئی آپ کے پاس آئی اور کہا: ان قریشی سرداروں نے باہم معاہدہ کیا کہ وہ جہاں بھی آپ کو دیکھیں گے، یکبارگی حملہ کر کے آپ کو قتل کر ڈالیں گے، ان میں سے ہر آدمی آپ کے خون میں سے اپنے حصے کا فیصلہ کر چکا ہے۔ آپ نے فرمایا: ''میری بیٹی! وضو کے لیے پانی لاؤ۔'' آپ نے وضو کیا اور ان کے پاس بیت اللہ میں چلے گئے۔ جب انھوں نے آپ کو دیکھا تو کہنے لگے: یہ وہ ہے (محمد ﷺ)۔ پھر انھوں نے اپنی آنکھوں کو جھکا لیا، سروں کو پست کر لیا، اپنی اپنی جگہ پر ٹک کر کھڑے رہے اور ان میں سے کسی نے نہ آپ کو دیکھا اور نہ آپ کی طرف لپکا۔

فَلَمْ يَرْفَعُوْا إِلَيْهِ بَصَرًا وَلَمْ يَقُمْ إِلَيْهِ مِنْهُمْ رَجُلٌ! فَأَقْبَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ حَتّٰى قَامَ عَلٰى رُؤُوْسِهِمْ فَأَخَذَ قَبْضَةً مِّنَ التُّرَابِ فَقَالَ: ((شَاهَتِ الْوُجُوْهُ)) ثُمَّ حَصَبَهُمْ بِهَا، فَمَا أَصَابَ رَجُلاً مِّنْهُمْ مِنْ ذٰلِكَ الْحَصٰى حَصَاةٌ إِلَّا قُتِلَ يَوْمَ بَدْرٍ كَافِرًا۔

(الصحيحة: ٢٨٢٤)

رسول اللہ ﷺ ان کی طرف گئے، ان کے پاس کھڑے ہوئے، کنکریوں کی مٹھی بھری اور فرمایا: ''چہرے بھدے ہو گئے۔'' پھر وہ مٹھی ان پر پھینک دی، جس جس آدمی کو کنکری لگی، وہ بدر والے دن کفر کی حالت میں قتل ہو گیا۔

تخریج: أخرجه أحمد: ١/ ٣٠٣، ورواه الحاكم: ٣/ ١٥٧ مختصرا، والبيهقي في "الدلائل": ٢/ ٢٧٧، وابن حبان في "صحيحه": ٨/ ١٤٨/ ٦٤٦٨

شرح:...... جس کی حفاظت اللہ تعالیٰ کا مطلوب ہو، کوئی اس کا کیا بگاڑ سکتا ہے۔ جن بدبختوں کے معاہدے ہی غیر اللہ کے نام پر ہوں وہ محمد رسول اللہ ﷺ کی راہ میں کیسے روڑے اٹکا سکتے ہیں۔ نیز یہ سبق بھی حاصل ہوا کہ اسباب و وسائل کا استعمال بھی ضروری ہے، لیکن ان سے پہلے اللہ تعالیٰ پر توکل کو پائیدار کرنا از حد ضروری ہے۔

اگر ابو جہل، آپ ﷺ کی گردن روندتا تو......

(٣٢٠٣)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: قَالَ أَبُوْ جَهْلٍ: لَئِنْ رَأَيْتُ مُحَمَّدًا ﷺ لَأَطَأَنَّ عَلٰى عُنُقِهِ، فَقِيْلَ: هُوَ ذَاكَ، قَالَ: مَا أَرَاهُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَوْ فَعَلَ، لَأَخَذَتْهُ الْمَلَائِكَةُ عَيَانًا، وَلَوْ أَنَّ الْيَهُوْدَ تَمَنَّوُا الْمَوْتَ لَمَاتُوْا۔)) (الصحيحة:٣٢٩٦)

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ابو جہل نے کہا: اگر میں نے محمد (ﷺ) کو دیکھا تو اس کی گردن روند دوں گا۔ اسے کہا گیا کہ وہ محمد (ﷺ) ہے۔ وہ کہنے لگا: مجھے تو نظر نہیں آ رہا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر وہ ایسا کرتا تو فرشتے اس کو سب کے سامنے پکڑ لیتے، اگر یہودیوں نے موت کی تمنا کی ہوتی تو وہ مر جاتے۔''

تخریج:رواه البزار: ٣/ ٤٠/ ٢١٨٩۔ والسياق له۔ وابن جرير: ١/ ٣٣٦، ٣٠/ ١٦٥، وأخرجه احمد: ١/ ٢٤٨ لكنه لم يسق لفظ، وانما احال على لفظ قبله، وابو يعلى في "مسنده": ٤/ ٤٧١/ ٢٦٠٤، وأخرجه البخاري: ٤٩٥٨، والترمذي: ٣٣٤٨ بلفظ: قال ابن عباس: قال ابو جهل: لئن رايت محمد يصلى عند الكعبة لأطأن على عنقه، فبلغ النبيﷺ فقال: ((لو فعله لأخذت الملائكة۔))

شرح:...... یعنی ابو جہل وقتی طور پر اندھا ہو گیا اور رسول اللہ ﷺ اسے دکھائی نہ دیے۔

آپ ﷺ کی امت سب سے بڑی ہو گی

(٣٢٠٤)۔ عَنْ سَمُرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ

حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے

اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ حَوْضًا وَإِنَّهُمْ يَتَبَاهَوْنَ أَيُّهُمْ أَكْثَرُ وَارِدَةً، وَإِنِّي أَرْجُو اللّٰهَ أَنْ أَكُوْنَ أَكْثَرَهُمْ وَارِدَةً۔)) (الصحيحة: ١٥٨٩)

فرمایا: ''ہر نبی کا حوض ہوگا اور انبیا اس پر آنے والے لوگوں کی اکثریت کی بنا پر باہم فخر کریں گے۔ مجھے امید ہے کہ میرے حوض پر آنے والوں کی تعداد سب سے زیادہ ہوگی۔''

تخريج: أخرجه البخاري في"التاريخ": ١/ ١/ ٤٤، والترمذي: ٣/ ٢٩٩۔ ٣٠٠، وابن أبي عاصم كما في"نهاية ابن كثير": ١/ ٣٥١، والطبراني في"الكبير": ٦٨٨١

شــــرح:...... میدان حشر میں آپ ﷺ کی امت کی تعداد دوسرے تمام انبیا کی امتوں سے زیادہ ہوگی۔ حدیثِ نبوی کے مطابق جنتیوں کی کل ایک سو بیس (۱۲۰) صفیں ہوں گی ان میں سے اسی (۸۰) صفیں آپ ﷺ کی امت کی ہوں گی۔

آپ ﷺ تبلیغ کرنے والے تھے، نہ کہ تکلیف دینے والے

(٣٢٠٥)۔ إِنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ: لَاتُخْبِرْ نِسَائَكَ أَنِّيْ اخْتَرْتُكَ فَقَالَ لَهَا النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنَّ اللّٰهَ أَرْسَلَنِيْ مُبَلِّغًا وَلَمْ يُرْسِلْنِيْ مُتَعَنِّتًا۔)) (الصحيحة: ١٥١٦)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے کہا: آپ نے اپنی بیویوں کہ یہ نہیں بتلانا کہ میں نے آپ کا انتخاب کر لیا ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالی نے مجھے تبلیغ کرنے والا بنا کر بھیجا ہے، نہ کہ تکلیف دینے والا (اور پریشان کرنے والا)۔''

تخريج: أخرجه مسلم: ٤/ ١٩٤۔ ١٩٥، والترمذي: ٢/ ٢٣١

شــــرح:...... اس حدیث میں اس واقعہ کی طرف اشارہ ہے، جب امہات المومنین کی طرف سے نان نفقہ کے مطالبہ پر آپ ﷺ سخت کبیدہ خاطر ہوئے اور بیویوں سے علیحدگی اختیار کی۔ ایک ماہ کے بعد سورۂ احزاب کی نازل ہونے والی آیات پڑھ کر آپ ﷺ نے اپنی بیویوں کو اپنی زوجیت کے عقد میں رہنے یا طلاق لینے کا اختیار دیا۔ اس کا آغاز سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے کیا، جنہوں نے آپ ﷺ کو اختیار کیا اور پھر انھوں نے کسی دوسری ام المومنین کو اپنے اقدام کے بارے میں نہ بتلانے کی التماس کی۔ لیکن آپ ﷺ نے ان کی اس التماس کو پورا نہ کرتے ہوئے جو کچھ فرمایا، اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر ضرورت پڑی تو یہ واقعہ بیان کرنے سے گریز نہ کیا جائے گا، کیونکہ ایسا کرنا خواہ مخواہ کا تکلف ہے۔

آپ ﷺ کا تبلیغ کا حریص ہونا

(٣٢٠٦)۔ عَنْ جَابِرٍ: كَانَ ﷺ يَعْرِضُ نَفْسَهُ عَلَى النَّاسِ فِي الْمَوْقِفِ، فَيَقُوْلُ:

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ حج کے موسم میں اپنے آپ کو لوگوں پر پیش کرتے اور کہتے: ''آیا کوئی

((اَلَا رَجُلٌ يَحْمِلُنِيْ اِلٰى قَوْمِهٖ، فَاِنَّ قُرَيْشًا قَدْ مَنَعُوْنِيْ اَنْ اُبَلِّغَ كَلَامَ رَبِّيْ۔)) (الصحيحة: ١٩٤٧)

ایسا آدمی ہے جو مجھے (بحفاظت وضمانت) اپنی قوم کے پاس لے جائے، تاکہ میں اپنے ربّ کا پیغام لوگوں تک پہنچا سکوں، کیونکہ قریش نے مجھے ایسا کرنے سے روک دیا ہے۔''

تخريج: أخرجه البخاري في "أفعال العباد": صـ ٧٧ـ هند، وأبوداود: ٤٧٣٤، والترمذي: ٢/ ١٥٢، والدارمي: صـ ٤٢٨ـ هند، وابن ماجه: ٢٠١، وابن منده في "التوحيد": ١١٣/ ٢، وابن عبد الهادي في "هداية الأنسان": ٢/ ٢٣٩/ ١

شرح:...... آپ ﷺ کی بعثت کا مقصود حق کی تبلیغ اور لوگوں کی رہنمائی کرنا تھا، مشرکینِ مکہ کی رکاوٹوں کی وجہ سے آپ ﷺ اپنا مرکز بدلنا چاہتے تھے، آپ ﷺ کی یہ خواہش پوری ہوئی اور آپ ہجرت کر کے مدینہ منورہ پہنچ گئے اور مختصر عرصے میں آپ ﷺ کے مقصدِ حیات کی تکمیل ہوتی ہوئی نظر آنے لگی۔

خیر و بھلائی کے امور میں آپ ﷺ کی حرص
مظلوم کی مدد کے لیے عہد و پیمان کی خواہش

(٣٢٠٧)۔ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((شَهِدْتُ حِلْفَ الْمُطَيَّبِيْنَ مَعَ عُمُوْمَتِيْ۔وَاَنَا غُلَامٌ۔فَمَا اُحِبُّ اَنَّ لِيْ حُمْرَ النَّعَمِ وَاَنِّيْ اَنْكُثُهٗ۔)) (الصحيحة: ١٩٠٠)

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں اپنے چچاؤں کے ساتھ مُطَیَّبِیْن کے معاہدے میں شریک ہوا، اس وقت میں ایک لڑکا تھا، اب بھی میں ایسے عہد و پیمان کو سرخ اونٹوں کے عوض توڑنے کے لیے تیار نہیں۔''

تخريج: أخرجه البخاري في "الأدب المفرد": ٥٦٧، وابن حبان: ٢٠٦٢، والحاكم: ٢/ ٢٢٠، وأحمد: ١/ ١٩٠ و ١٩٣، والطبري في "التفسير": ٩٢٩٦، وابن عدي: ٢٣٣/ ٢

شرح:...... جب آپ ﷺ کی عمر بیس سال تھی، اس وقت آخری جنگ فجار پیش آئی، آپ بھی اس میں شریک ہوئے، اس جنگ کے بعد ماہِ ذیقعدہ میں درج ذیل پانچ قبائل میں ایک معاہدہ طے پایا، جسے ''حلف الفضول'' کہتے ہیں: (۱) بنو ہاشم (۲) بنو المطلب (۳) بنو اسد (۴) بنو زہرہ (۵) بنو تیم

اس کا پس منظر یہ ہے کہ زبید یمنی سامانِ تجارت لے کر مکہ آیا، عاص بن وائل نے اس سے سامان خریدا لیکن قیمت ادا نہ کی۔ اس نے بنو عبد الدار، بن مخزوم، بنو جمح، بنو سہم اور بنو عدی سے فریاد کی، لیکن انھوں نے توجہ نہ کی۔ چنانچہ اس نے جبل ابو قبیس پر چڑھ کر اپنی مظلومیت کا نقشہ چند شعروں میں کھینچا، اور مدد کے لیے پکارا۔ اس پر زبیر بن عبد المطلب نے دوڑ دھوپ کی اور مذکورہ پانچ قبائل کے افراد بنو تیم کے سردار عبد اللہ بن جدعان کے گھر جمع ہوئے اور آپس میں عہد و پیمان کیا کہ مکہ میں جو بھی مظلوم نظر آئے، وہ مکہ کا باشندہ ہو یا کسی اور علاقے کا، یہ سب اس کی حمایت میں اٹھ کھڑے

ہوں گے، پھر عاص بن وائل سے زبید کا حق لے کر اس کے حوالے کیا۔

اس عہد و پیمان میں آپ ﷺ بھی اپنے چچاؤں میں تشریف فرما تھے اور شرفِ رسالت سے مشرف ہونے کے بعد مذکورہ بالا حدیث میں بیان کیا ہوا مضمون دوہراتے تھے اور اس رغبت کا اظہار کرتے کہ اگر مجھے اب دورِ اسلام میں ایسے معاہدے کے لیے بلایا جائے تو میں یقیناً قبول کروں گا۔

بنو ہاشم، بنو زہرہ اور بنو تیم دورِ جاہلیت میں ابن جدعان کے گھر اکٹھے ہوئے، ایک ٹب میں خوشبو ڈالی اور اس میں اپنے ہاتھ ڈبو کر یہ معاہدہ کیا کہ ظالم کے خلاف مظلوم کی مدد کریں گے اور اس کو اس کا حق دلوائیں گے، اس طرح ان کا نام مُطَیَّبِیْن پڑ گیا، کیونکہ انھوں نے خوشبو میں ہاتھ ڈالے تھے اور خوشبو کو عربی میں "طِیْب" کہتے ہیں۔

آپ ﷺ ڈٹ کر اپنے منہج پر قائم رہے

(٣٢٠٨)۔ عَنْ عُقَيْلِ بْنِ اَبِي طَالِبٍ، قَالَ: جَاءَتْ قُرَيْشٌ اِلَى اَبِي طَالِبٍ، فَقَالُوْا: اَرَاَيْتَ اَحْمَدَ يُؤْذِيْنَا فِي نَادِيْنَا، وَفِي مَسْجِدِنَا، فَانْهَهُ عَنْ اَذَانَا۔ فَقَالَ: يَا عُقَيْلُ! اِئْتِنِي بِمُحَمَّدٍ۔ فَذَهَبْتُ فَاَتَيْتُهُ بِهِ، فَقَالَ: يَا ابْنَ اَخِي! اِنَّ بَنِي عَمِّكَ زَعَمُوْا اَنَّكَ تُؤْذِيْهِمْ فِي نَادِيْهِمْ وَفِي مَسْجِدِهِمْ، فَانْتَهِ عَنْ ذٰلِكَ۔ قَالَ: فَلَحَظَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِبَصَرِهِ (وَفِي رِوَايَةٍ: فَحَلَّقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِبَصَرِهِ) اِلَى السَّمَاءِ، فَقَالَ: ((مَا اَنَا بِاَقْدَرَ عَلَى اَنْ اَدَعَ لَكُمْ ذٰلِكَ عَلَى اَنْ تُشْعِلُوْا لِي مِنْهَا شُعْلَةً۔)) يَعْنِي الشَّمْسَ۔ فَقَالَ اَبُوْ طَالِبٍ: مَا كَذَبَ ابْنُ اَخِي، فَارْجِعُوْا۔ (الصحيحة:٩٢)

سیدنا عقیل بن ابو طالب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ قریشی، ابو طالب کے پاس آئے اور کہا: آپ احمد (ﷺ) کو نہیں دیکھتے؟ وہ ہمیں ہماری مجالس اور مساجد میں تکلیف دیتا ہے، آپ اسے ایسی ایذا پہنچانے سے منع کر دیں۔ انھوں نے مجھے کہا: عقیل! محمد (ﷺ) کو بلاؤ۔ میں گیا اور ان کو بلا کر لے آیا۔ ابو طالب نے کہا: میرے بھتیجے! تیرے چچا زاد بھائیوں نے یہ شکایت کی ہے کہ تم انھیں مجلسوں اور مسجدوں میں تکلیف دیتے ہو، اس طرح کرنے سے باز آ جاؤ۔ رسول اللہ ﷺ نے کن انکھیوں سے آسمان کی طرف دیکھا اور فرمایا: "اگر تم لوگ میرے لیے آسمان سے شعلہ (یعنی سورج) بھی لے آؤ تو میں ایسا کرنے سے نہیں رک سکتا۔" یہ سن کر ابو طالب نے کہا: میرا بھتیجا محمد (ﷺ) جھوٹا نہیں ہے، تم سب یہاں سے چلے جاؤ۔

تخریج: رواه أبو جعفر البختري في "حديث أبي الفضل أحمد بن ملاعب": ٤٧/ ١-٢، وابن عساكر: ١١/ ٣٦٣/ ١، ١٩/ ٤٤/ ٢٠١

شرح:...... آپ ﷺ کا مقصد حق گوئی اور تبلیغِ حق تھا، اس فریضہ کی ادائیگی سے کسی کی موافقت ہو یا مخالفت، آپ ﷺ کو اس سے کوئی سروکار نہیں تھی۔

مصطفیٰ ﷺ کی مصطفائی ...... آپ ﷺ کا نسب نامہ

(۳۲۰۹)۔ عَنْ وَاثِلَةَ بْنِ الْأَسْقَعِ ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((إِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى كِنَانَةَ مِنْ وُلْدِ إِسْمَاعِيْلَ وَاصْطَفٰى قُرَيْشًا مِنْ كِنَانَةَ وَاصْطَفٰى مِنْ قُرَيْشٍ بَنِيْ هَاشِمٍ ، وَاصْطَفَانِيْ مِنْ بَنِيْ هَاشِمٍ۔)) (الصحيحة: ٣٠٢)

حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے حضرت اسماعیل (علیہ السلام) کی اولاد سے کنانہ کو، کنانہ سے قریش کو، قریش سے بنی ہاشم کو اور بنو ہاشم میں سے میں (محمد) کو منتخب کیا۔''

تخريج: أخرجه مسلم: ٧/ ٥٨ ، وأبويعلى فى "مسنده": ٣٥٥/ ٢ ، والخطيب: ١٣/ ٦٤ ، وابن عساكر: ١٧/ ٣٥٣/ ١ ، واحمد: ٤/ ١٠٧ ، والترمذى: ٢/ ٢٨١

شرح:...... اس میں حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے آپ ﷺ کے بالا و برتر ہونے کا بیان ہے۔ آپ ﷺ کا نسب نامہ: ابو القاسم محمد ﷺ بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لؤی بن غالب بن فہر بن مالک بن النضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان۔عدنان بالاتفاق حضرت اسماعیل علیہ السلام کی نسل سے ہیں، لیکن دونوں کے درمیان کتنی پشتیں ہیں؟ اور ان کے کیا کیا نام ہیں؟ اس کے بارے میں بڑا اختلاف ہے۔

آپ ﷺ حق گو تھے

(۳۲۱۰)۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو ، قَالَ: كُنْتُ أَكْتُبُ كُلَّ شَيْءٍ اَسْمَعُهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ أُرِيْدُ حِفْظَهُ ، فَنَهَتْنِيْ قُرَيْشٌ وَقَالُوْا: أَتَكْتُبُ كُلَّ شَيْءٍ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَشَرٌ يَتَكَلَّمُ فِيْ الْغَضَبِ وَالرِّضٰى! فَأَمْسَكْتُ عَنِ الْكِتَابِ فَذَكَرْتُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَأَوْمَأَ بِإِصْبَعَيْهِ إِلٰى فِيْهِ ، فَقَالَ: ((اُكْتُبْ ، فَوَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ مَايَخْرُجُ مِنْهُ ، إِلَّا حَقٌّ۔)) (الصحيحة:١٥٣٢)

حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں جو کچھ رسول اللہ ﷺ سے سنتا تھا، اسے یاد کرنے کی غرض سے لکھ لیتا تھا، مجھے قریشیوں نے ایسا کرنے سے روک دیا اور کہا: کیا تو ہر بات لکھ لیتا ہے، جبکہ صورتحال یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ بشر ہیں، جو ناراضگی اور خوشی میں باتیں کرتے ہیں۔ پس میں نے لکھنا ترک کر دیا اور جب یہ (قریشیوں والی بات) رسول اللہ ﷺ کو بتائی گئی تو آپ ﷺ نے اپنے منہ کی طرف انگلی سے اشارہ کیا اور فرمایا: ''لکھتا رہ، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! میرے منہ سے سوائے حق کے کچھ نہیں نکلتا۔''

تخريج: أخرجه أبوداود: ٢/ ١٢٤ ، والدارمي: ١/ ١٢٥ ، والحاكم: ١/ ١٠٥ ، أحمد:٢/ ١٦٢ ، ١٩٢

شرح:...... حضرت محمد ﷺ رسالت ونبوت کے منصب پر فائز تھے، ہادیٔ عالم تھے، آپ ﷺ کی حرکات و سکنات قرآن مجید کی خاموش تفسیر کی حیثیت رکھتی تھیں، آپ ﷺ کی رضامندی میں اللہ تعالی کی مرضی شامل ہوتی تھی، آپ ﷺ کے ارشادات وفرمودات قیامت کے درو بام تک آنے والے لوگوں کے لیے رشد وہدایت کا پیغام ہیں۔

جو ہستی ایسی صفات سے متصف ہو، اس کی مقدس زبان سے صرف حق ہی صادر ہوسکتا ہے۔

آپ ﷺ کی کسریٰ کو دعوتِ اسلام

(٣٢١١)۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عُمَرَ الْأَسْلَمِيِّ بِأَسَانِيْدَ لَهُ عَنْ جَمْعٍ مِنَ الصَّحَابَةِ، قَالَ: دَخَلَ حَدِيْثُ بَعْضِهِمْ فِيْ حَدِيْثِ بَعْضٍ، قَالُوْا: وَبَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَبْدَاللّٰهِ ابْنَ حُذَافَةَ السَّهْمِيَّ، وَهُوَ أَحَدُ السِّتَّةِ، إِلٰى كِسْرٰى يَدْعُوْهُ إِلَى الْإِسْلَامِ وَكَتَبَ مَعَهُ كِتَابًا: قَالَ عَبْدُاللّٰهِ فَدَفَعْتُ إِلَيْهِ كِتَابَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقُرِءَ عَلَيْهِ، ثُمَّ أَخَذَهُ فَمَزَّقَهُ، فَلَمَّا بَلَغَ ذٰلِكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ مَزِّقْ مُلْكَهُ۔)) وَكَتَبَ كِسْرٰى إِلٰى بَاذَانَ عَامِلِهِ عَلَى الْيَمَنِ أَنِ ابْعَثْ مِنْ عِنْدِكَ رَجُلَيْنِ جَلْدَيْنِ إِلٰى هٰذَا الرَّجُلِ الَّذِيْ بِالْحِجَازِ، فَلْيَأْتِيَانِيْ بِخَبَرِهِ، فَبَعَثَ بَاذَانُ قَهْرَمَانَهُ وَرَجُلًا آخَرَ وَكَتَبَ مَعَهُمَا كِتَابًا، فَقَدِمَا الْمَدِيْنَةَ، فَدَفَعَا كِتَابَ بَاذَانَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَتَبَسَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَدَعَاهُمَا إِلَى الْإِسْلَامِ وَفَرَائِصُهُمَا تَرْعَدُ وَقَالَ: ((اِرْجِعَا عَنِّيْ يَوْمَكُمَا هٰذَا حَتّٰى تَأْتِيَانِيَ الْغَدَ فَأُخْبِرُكُمَا بِمَا أُرِيْدُ۔)) فَجَاءَاهُ مِنَ الْغَدِ فَقَالَ لَهُمَا: ((أَبْلِغَا صَاحِبَكُمَا أَنَّ رَبِّيْ قَدْ قَتَلَ رَبَّهُ

محمد بن عمر اسلمی اپنی سندوں کے ساتھ چند ایک صحابہ، جن میں سے بعض کی احادیث کے الفاظ دوسروں کی احادیث میں خلط ملط ہو گئے، سے بیان کرتے ہیں، انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے سیدنا عبد اللہ بن حذافہ سہمی رضی اللہ عنہ ، جو چھ میں ایک تھے، کو کسری کی طرف اسلام کی دعوت دینے کے لیے بھیجا اور ایک خط بھی لکھا۔ عبد اللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کا خط کسری تک پہنچایا، وہ اس پر پڑھا گیا، اس نے خط پکڑا اور پھاڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ جب نبی کریم ﷺ کو اس صورتحال کا علم ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ! اس کی بادشاہت کے پرخچے اڑا دے۔'' پھر کسری نے یمن کے گورنر باذان کی طرف خط لکھا کہ کوئی دو باہمت آدمی اس حجاز والے شخص (نبی کریم ﷺ) کے پاس بھیج تاکہ وہ ہمیں اس کی حقیقت سے آگاہ کریں۔ باذان نے اپنے میر منشی اور ایک دوسرے آدمی کو اپنا خط دے کر بھیجا۔ یہ دونوں مدینہ پہنچے اور باذان کا خط نبی کریم ﷺ کو دیا۔ آپ ﷺ مسکرائے اور انھیں دعوتِ اسلام دی، اس وقت ان کے مونڈھوں کا گوشت کانپ رہا تھا۔ آپ ﷺ نے انھیں حکم دیا کہ ''تم دونوں آج چلے جاؤ، کل مجھے ملنا، میں تمھیں اپنے ارادے پر مطلع کروں گا۔'' جب وہ دوسرے دن آئے تو آپ ﷺ نے انھیں فرمایا: ''میری بات اپنے لیڈر (باذان) تک پہنچا دو کہ اِس رات میرے ربّ نے اس کے

كِسْرٰی فِیْ هٰذِهِ اللَّیْلَةِ۔)) رب کسریٰ کو ہلاک کر دیا ہے۔''

(الصحيحة: ١٤٢٩)

تخريج: أخرجه ابن سعد: ١/ ٢٥٨۔ ٢٦٠

شرح:...... مسلم حکمرانوں کو بھی چاہئے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی نیابت کا حق ادا کریں اور کفریہ مملکتوں کے وزرا و سلاطین کو اسلام کی طرف دعوت دیں اور انجام کو اللہ تعالی کے سپرد کر دیں۔

جب رسول اللہ ﷺ قریش سے حدیبیہ کے مقام پر معاہدہ کر کے اور ان کی طرف سے مطمئن ہو کر مدینہ منورہ واپس تشریف لائے تو بادشاہوں اور امرا کے نام خطوط لکھ کر انہیں دعوتِ اسلام دی اور ان کو ان کی دوہری ذمہ داری یاد دلائی۔ ایک خط والیٔ فارس خسرو پرویز کو لکھا، جس کا تذکرہ اس حدیث میں کیا گیا ہے۔

خسرو پرویز کی بادشاہت آپ ﷺ کی بد دعا کا مصداق بنی، رومیوں نے کسری کے لشکر کو بدترین شکست دی، پھر خسرو کے بیٹے شیرویہ نے اس کے خلاف بغاوت کی اور اسے قتل کر کے بادشاہت پر قبضہ کر لیا، پھر وہاں افتراق و انتشار کا ایک سلسلہ قائم ہو گیا، تا آنکہ خلیفۂ ثانی عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے زمانے میں اسلامی لشکر نے اس ملک پر قبضہ کر لیا اور یہ بادشاہت ہمیشہ کے لیے ختم ہو گئی۔

آپ ﷺ کا حلیہ مبارک

(٣٢١٢)۔ عَنْ اَنَسٍ، قَالَ: کَانَ ﷺ ضَخْمَ الْیَدَیْنِ وَالْقَدَمَیْنِ، حَسَنَ الْوَجْهِ، لَمْ اَرَ بَعْدَهٗ وَلَا قَبْلَهٗ مِثْلَهٗ۔))

سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ موٹے ہاتھوں اور پیروں والے اور خوبصورت چہرے والے تھے۔ میں نے آپ ﷺ سے پہلے اور آپ کے بعد آپ جیسا کوئی نہیں دیکھا۔

(الصحيحة: ٣٥٥٨)

تخريج: أخرجه البخاري: ٥٩٠٦۔ ٥٩١٢، وأحمد: ٣/ ١٢٥، وابن سعد في "الطبقات": ١/ ٤١٤

(٣٢١٣)۔ عَنْ أَبِي هُرَیْرَةَ: کَانَ ﷺ شَبْحَ الذِّرَاعَیْنِ، أَهْدَبَ أَشْفَارِ الْعَیْنَیْنِ، بَعِیْدَ مَا بَیْنَ الْمَنْكِبَیْنِ، یُقْبِلُ جَمِیْعاً، وَیُدْبِرُ جَمِیْعاً، لَمْ یَكُنْ فَاحِشاً وَلَا مُتَفَحِّشًا وَلَا صَخَّابًا فِی الْأَسْوَاقِ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ بھرے ہوئے بازوؤں والے اور لمبی پلکوں والے اور آپ ﷺ کے دونوں کندھوں کے درمیان فاصلہ زیادہ تھا۔ پورے وجود کے ساتھ متوجہ ہوا کرتے تھے اور پورے وجود کے ساتھ پیٹھ پھیرتے تھے۔ آپ ﷺ بدخلق تھے نہ بدزبان اور آپ ﷺ بازاروں میں شور کرنے والے بھی نہیں تھے۔

(الصحيحة: ٢٠٩٥)

تخريج: أخرجه الطيالسي: ٢٤١٣، وأحمد: ٢/ ٣٢٨، ٤٤٨، وابن سعد: ١/ ٤١٤، والبيهقي: ١/ ١٨١

شرح:...... سیدہ ام معبد رضی اللہ عنہا نے نبی کریم ﷺ کا حلیہ مبارک ان الفاظ میں بیان کیا: پاکیزہ رو، کشادہ چہرہ،

پسندیدہ خو، نہ توند نکلی ہوئی نہ چندیہ کے بال گرے ہوئے۔ زیبا، صاحب جمال، آنکھیں سیاہ وفراخ، بال لمبے اور گھنے، آواز میں بھاری پن، بلند گردن، روشن مردمک، سرمگین چشم، باریک و پیوستہ ابرو، سیاہ گھنگریالے بال، خاموش، وقار کے ساتھ گویا دل بستگی لیے ہوئے۔ دور سے دیکھنے میں زیبندہ و دل فریب، قریب سے نہایت شیریں کلام، واضح الفاظ، کلام کمی وبیشی الفاظ سے معرا، تمام گفتگو موتیوں کی لڑی جیسی پروئی، میانہ قد کہ کوتاہی سے حقیر نظر نہیں آتے۔ نہ طویل کہ آنکھ اس سے نفرت کرتی۔ زیبندہ منظر، والا قدر، رفیق ایسے کہ ہر وقت اس کے گرد و پیش رہتے ہیں۔ جب وہ کچھ کہتا ہے تو چپ چاپ سنتے ہیں۔ حکم دیتا ہے تو تعمیل کے لیے جھپٹتے ہیں۔ مخدوم، مطاع، نہ کوتاہ سخن، نہ ترش رو، نہ فضول گو۔

(ماخوذ از زاد المعاد لابن قیم الجوزی)

(٣٢١٤)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ أَبْيَضَ، كَأَنَّمَا صِيغَ مِنْ فِضَّةٍ، رَجِلَ الشَّعْرِ۔ (الصحيحة: ٢٠٥٣)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا رنگ ایسا سفید تھا کہ گویا کہ آپ کو چاندی سے بنایا گیا ہو اور آپ کے بال معمولی گھنگریالے تھے۔

تخريج: أخرجه الترمذي في "الشمائل": ص٢٩، والبيهقي في "الدلائل": ١/ ١٧٩

شرح:...... امام ابن حزم نے رسولِ معظم صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ ان الفاظ میں بیان کیا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ بہت لمبے تھے نہ پستہ قد، آپ کا قد مبارک درمیانہ تھا، رنگ کے اعتبار سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہ بالکل سفید تھے نہ گندم گوں، بلکہ رنگ سفیدی کے ساتھ سرخی لیے ہوئے تھا، چہرہ مبارک چودھویں رات کے چاند کی طرح روشن اور چمکدار تھا۔ سر کے بال نہ بالکل سیدھے اور نہ بالکل پیچدار، بلکہ ہلکی سی پیچیدگی کے ساتھ گھونگریالے تھے۔ اعضا کے جوڑوں کی ہڈیاں موٹی اور پر گوشت تھیں۔ پلکیں سیاہ سرمگیں۔ آنکھوں کی سفیدی میں باریک سرخ ڈورے، دندان مبارک خوبصورت چمکدار، دہن اعتدال کے ساتھ فراخ یعنی تنگ نہ تھا۔ ناک خوبصورت، رفتار تیز تھی، چلتے تھے تو معلوم ہوتا تھا کہ آپ ڈھلوان زمین پر اتر رہے ہیں۔ جب آپ توجہ فرماتے تو پورے بدن کے ساتھ فرماتے، یعنی صرف گردن پھیر کر متوجہ نہیں ہوتے تھے۔ نگاہ اکثر نیچی رہتی تھی، پنڈلیاں پُر گوشت اور ملائم تھیں۔ ایڑی میں گوشت کم تھا۔ ریش مبارک گھنی اور بال سیاہ تھے۔ آپ کے پاؤں کے تلوے قدرے گہرے تھے، سر کے بال زیادہ لمبے ہوتے تو کان کی لو تک یا شانے تک پہنچ جاتے تھے۔ ورنہ نصف کان کی لو تک یا شانے تک رہتے تھے۔ آپ کے سر اور داڑھی کے بال بیس سے زیادہ سفید نہ تھے یعنی گنتی کے بال سفید تھے۔ (جوامع السیرۃ)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سونے کی کیفیت

(٣٢١٥)۔ عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: ((كَانَ ﷺ تَنَامُ عَيْنَاهُ، وَلَا يَنَامُ قَلْبُهُ۔)) (الصحيحة: ٣٥٥٧)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ کی آنکھیں سوتی تھیں اور دل بیدار رہتا تھا۔

تخریج: أخرجه الحاکم: ۲/ ٤۳۱

(۳۲۱٦)۔ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((تَنَامُ عَيْنَايَ وَلَا يَنَامُ قَلْبِي۔)) (الصحیحۃ:٦۹٦)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''میری آنکھیں سوتی ہیں اور دل نہیں سوتا۔''

تخریج: أخرجه ابن خزيمة في ''صحيحه'': ۱/ ۹/ ۲

(۳۲۱۷)۔ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((اِنَّا مَعْشَرَ الْاَنْبِيَاءِ تَنَامُ اَعْيُنُنَا، وَلَا تَنَامُ قُلُوْبُنَا۔)) (الصحیحۃ: ۱۷۰۵)

عطاءؒ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''ہم انبیا کی جماعت کی آنکھیں سوتی ہیں اور دل نہیں سوتے۔''

تخریج: أخرجه ابن سعد في ''الطبقات'': ۱/ ۱۷۱

شرح:...... ان احادیث میں انبیاورسل کا ایک خاصہ بیان کیا گیا ہے کہ ان کی آنکھیں سوتی ہیں اور دل بیدار رہتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ کے لیے سونا ناقضِ وضو نہیں تھا۔

آپ ﷺ کا بھوک کی وجہ سے پیٹ پر پتھر باندھنا

(۳۲۱۸)۔ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَرْبِطُ الْحَجَرَ عَلٰى بَطْنِهِ مِنَ الْغَرَثِ۔ (الصحیحۃ:۱٦۱۵)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ بھوک کی وجہ سے اپنے پیٹ پر پتھر باندھتے تھے۔

تخریج: أخرجه ابن الأعرابي في ''معجمه'': ۳/ ۱

شرح:...... غزوۂ خندق کے موقع پر کھدائی کے دوران آپ ﷺ نے اپنے پیٹ مبارک پر دو پتھر باندھے ہوئے تھے۔ اگر معدہ کے خالی ہو جانے کی صورت میں ایسے نہ کیا جائے تو بھوک کا احساس بڑھ جاتا ہے اور پیٹ میں گیس پیدا ہو جاتی ہے۔

حضرت ابراہیم، حضرت عیسی، حضرت موسی اور حضرت محمد علیہم الصلاۃ والسلام کی خصوصیات

(۳۲۱۹)۔ عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ قَالَ: قَالَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ ﷺ: اِبْرَاهِيْمُ خَلِيْلُ اللّٰهِ، وَعِيْسٰى كَلِمَةُ اللّٰهِ وَرُوْحُهُ، وَمُوْسٰى كَلَّمَهُ اللّٰهُ تَكْلِيْمًا، فَمَاذَا اُعْطِيْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((وَلَدُ آدَمَ كُلُّهُمْ تَحْتَ لِوَائِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَاَنَا اَوَّلُ مَنْ تُفْتَحُ لَهُ

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اصحابِ رسول نے کہا: حضرت ابراہیم (علیہ السلام) خلیل اللہ ہیں، حضرت عیسی (علیہ السلام) اللہ تعالی کا کلمہ اور روح ہیں اور حضرت موسی (علیہ السلام) سے اللہ تعالی نے کلام کی ہے۔ اے اللہ کے رسول! آپ کو کیا عنایت کیا گیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''روزِ قیامت حضرت آدم (علیہ السلام) کی ساری اولاد میرے جھنڈے

اَبْوَابُ الْجَنَّةِ۔)) (الصحيحة:٢٤١١)

تلے ہوگی، میں وہ شخصیت ہوں جس کے لیے سب سے پہلے جنت کے دروازے کھولے جائیں گے۔''

تخریج: رواه لوين في "حديثه": ١/ ١۔ قطعة منه

شــرح:...... روزِ قیامت آپ ﷺ بنو آدم کے سردار ہوں گے، سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (اَنَا سَیِّدُالنَّاسِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ۔) (بخاری، مسلم) ......''میں روزِ قیامت لوگوں کا سردار ہوں گا۔'' ...... یہ آپ ﷺ کے دو امتیازات ہیں کہ آپ تمام لوگوں کے سیّد ہوں گے اور سب سے پہلے آپ کے لیے جنت کا دروازہ کھولا جائے گا۔

آپ ﷺ کی امتیازی خصوصیات

(٣٢٢٠)۔ عَنْ عَلِیِّ بْنِ أَبِیْ طَالِبٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أُعْطِیْتُ مَالَمْ یُعْطَ أَحَدٌ مِّنَ الْأَنْبِیَاءِ فَقُلْنَا: یَارَسُوْلَ اللّٰهِ! مَاهُوَ؟ قَالَ: نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ وَأُعْطِیْتُ مَفَاتِیْحَ الْأَرْضِ، وَسُمِّیْتُ أَحْمَدَ، وَجُعِلَ التُّرَابُ لِیْ طَهُوْرًا، وَجُعِلَتْ أُمَّتِیْ خَیْرَ الْأُمَمِ۔)) (الصحيحة: ٣٩٣٩)

حضرت علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے ایسی چیزیں بھی عطا کی گئیں جو (مجھ سے پہلے) کسی نبی کو نہیں دی گئیں۔'' ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! وہ کون سی ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''(لوگوں پر میرا) رعب (ڈال کر) میری مدد کی گئی ہے، مجھے زمین کی چابیاں عنایت کی گئیں ہیں، میرا نام احمد رکھا گیا ہے، مٹی کو میرے لیے پاک کرنے والا بنا دیا گیا ہے اور میری امت کو بہترین امت قرار دیا گیا ہے۔''

تخريج: أخرجه أحمد: ١/ ٩٨، والبيهقي في "السنن": ١/ ٢١٣، و "الدلائل": ٥/ ٤٧٢، وابن ابی شيبة فی "المصنف": ١١/ ٤٣٤/ ١١٦٩٣

شــرح:...... اس میں نبی کریم ﷺ کی خصوصیات کا بیان ہے۔ایک ماہ کی مسافت کی باوجود آپ ﷺ کا دشمن آپ کے رعب کی وجہ سے گھبرا جاتا ہے۔ زمین کی چابیوں سے مراد وہ علاقے اور سلطنتیں ہیں، جن کو فرزندان امت نے اپنی فتوحات میں داخل کر لیا اور بیش بہا مالِ غنیمت حاصل کیا۔ یہ بھی ممکن ہے کہ ان سے مراد سونے اور چاندی وغیرہ کی کانیں ہوں۔ ''احمد'' اسم تفضیل کا صیغہ ہے، فاعل اور مفعول دونوں کے معنی میں ہو سکتا ہے، اگر فاعل کا معنی تسلیم کریں تو اس کا معنی ہو گا: ہر تعریف کرنے والے سے بڑھ کر تعریف کرنے والا، بالخصوص اس وقت جب اللہ تعالی حشر میں میدان میں اپنے تعریفی کلمات آپ ﷺ کو الہام کریں گے، اور اگر مفعول کا معنی سامنے رکھیں تو معنی یہ ہوگا: ہر محمود سے بڑھ کر محمود۔لیکن فاعل کا معنی مراد لینا زیادہ درست ہے، کیونکہ مفعول کا معنی آپ ﷺ کے نام ''محمد'' میں بھی پایا جاتا ہے۔ تیمّم اور ہر جگہ نماز پڑھنے کی رخصت بھی صرف آپ ﷺ اور آپ کی امت کو ملی، پہلے والی امتوں کے لیے

ضروری تھا کہ وہ اپنے مخصوص عبادت خانوں میں نماز ادا کریں۔

قرآن مجید کی وجہ سے آپ ﷺ کا امتیاز

(٣٢٢١)۔ عَنْ وَاثِلَةَ بْنِ الْأَسْقَعِ ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أُعْطِيْتُ مَكَانَ التَّوْرَاةِ السَّبْعَ الطِّوَالَ، وَمَكَانَ الزَّبُوْرِ الْمِئِيْنَ، وَمَكَانَ الإِنْجِيْلِ الْمَثَانِيَ، وَفُضِّلْتُ بِالْمُفَصَّلِ.)) (الصحيحة: ١٤٨٠)

حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''مجھے تورات کی جگہ "طِوَال سَبْعَه" زبور کی جگہ "مِئِیْن" اور انجیل کی جگہ "مَثَانِي" دی گئیں اور "مُفَصَّل" سورتوں کے ساتھ مجھے فضیلت دی گئی۔''

تخريج: أخرجه الطيالسي: ٢/ ٩/ ١٩١٨، والطحاوي في "مشكل الآثار" ٢/ ١٥٤، و الطبراني في "التفسير" ١/ ١٠٠ رقم ١٢٦، وابن منده في "المعرفة" ٢/ ٢٠٦/ ٢

شرح:...... طِوَالِ سَبْعَه: سورۂ بقرہ سے سورۂ توبہ تک سات لمبی سورتیں۔

مِئِیْن: سورۂ یونس سے سورۂ صافات تک۔

مَثَانِي: سورۂ صافات سے سورۂ حجرات تک۔

مُفَصَّل: سورۂ حجرات سے آخرِ قرآن تک۔

(٣٢٢٢)۔ عَنْ حُذَيْفَةَ مَرْفُوْعًا: ((أُعْطِيْتُ هٰذِهِ الآيَاتِ مِنْ آخِرِ الْبَقَرَةِ، مِنْ كَنْزٍ تَحْتَ الْعَرْشِ، لَمْ يُعْطَهَا نَبِيٌّ قَبْلِيْ وَلَا يُعْطٰى مِنْهُ أَحَدٌ بَعْدِيْ.)) (الصحيحة: ١٤٨٢)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے عرش کے نیچے ایک خزانے سے سورۂ بقرہ کی آخری آیات دی گئیں، اس قسم کی آیات نہ مجھ سے قبل کسی نبی کو دی گئیں اور نہ میرے بعد کسی کو دی جائیں گی۔''

تخريج: أخرجه أحمد: ٥/ ٣٨٣، وابن نصر في "قيام الليل" صـ ٦٥، والسراج في "مسنده": ٣/ ٤٧/ ١، والبيهقي: ١/ ٢١٣

شرح:...... ان سے مراد سورۂ بقرہ کی آخری دو آیات ہیں، جو ﴿آمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهِ وَالْمُؤْمِنُوْنَ﴾ سے شروع ہوتی ہیں۔

آپ ﷺ کے مقابلے میں ابلیس کا مغلوب ہونا

(٣٢٢٣)۔ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَامَ فَصَلّٰى صَلَاةَ الصُّبْحِ وَهُوَ خَلْفَهُ، فَقَرَأَ، فَالْتَبَسَتْ عَلَيْهِ الْقِرَاءَةُ،

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے اور نماز فجر ادا کی اور وہ (ابوسعید) آپ کے پیچھے تھے، آپ نے قرأت فرمائی، لیکن آپ ﷺ

فَـلَمَّا فَرَغَ مِنْ صَلَاتِهِ قَالَ: ((لَوْ رَأَيْتُمُوْنِيْ وَإِبْلِيْسَ فَأَهْوَيْتُ بِيَدِيْ، فَمَا زِلْتُ أَخْنُقُهُ حَتَّـى وَجَـدْتُ بَـرْدَ لُـعَـابِـهِ بَيْنَ إِصْبَعَيَّ هَـاتَيْنِ: الإِبْهَامَ وَالَّتِيْ تَلِيْهَا، وَلَوْلَا دَعْوَةُ أَخِـي سُـلَيْمَانَ، لَأَصْبَحَ مَرْبُوْطًا بِسَارِيَةٍ مِـنْ سَـوَارِي الْمَسْجِدِ يَتَلاعَبُ بِهِ صِبْيَانُ الْـمَدِيْنَةِ، فَمَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ أَنْ لَا يَحُوْلَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ أَحَدٌ فَلْيَفْعَلْ۔))

(الصحيحة: ۳۲۵۱)

پر قرأت خلط ملط ہونے لگی۔ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”کاش کہ تم مجھے اور ابلیس کو دیکھتے، میں نے اپنا ہاتھ بڑھایا اور اُس کا گلا گھونٹتا رہا، حتی کہ مجھے انگوٹھے اور اس کے ساتھ والی انگلی کے درمیان اس کے لعاب کی ٹھنڈک محسوس ہوئی۔ اگر میرے بھائی سلیمان (علیہ السلام) کی دعا نہ ہوتی تو وہ اس حال میں صبح کرتا کہ مسجد کے ستونوں میں سے کسی ستون کے ساتھ بندھا ہوتا اور مدینے کے بچے اُس کے ساتھ کھیل رہے ہوتے۔ تم میں سے جس میں یہ استطاعت ہو کہ (دورانِ نماز) اس کے اور اس کے قبلہ کے مابین کوئی چیز حائل نہ ہو تو وہ ایسا ہی کرے۔“

تخریج: أخرجه أحمد: ۳/ ۸۲، ومن هذا الوجه رواه ابوداود: ٦٩٩ مختصرا

شرح:...... اگرچہ نبی کریم ﷺ شیطانی حملوں سے مکمل محفوظ تھے۔ جیسا کہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((مَا مِنْكُمْ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا وَقَدْ وَكَّلَ اللّٰهُ بِهٖ قَرِيْنَهٗ مِنَ الْجِنِّ۔)) قَالُوْا: وَاِيَّاكَ؟ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((وَاِيَّايَ، اَلَا اِنَّ اللّٰهَ اَعَانَنِي عَلَيْهِ فَاَسْلَمَ، فَلَا يَأْمُرُنِي اِلَّا بِخَيْرٍ۔)) (مسلم) ......”اللہ تعالی نے تم میں سے ہر آدمی کے ساتھ ایک شیطان مقرر کر دیا ہے (جو اسے برائی پر آمادہ کرتا ہے)۔“ صحابہ نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! کیا آپ کے ساتھ بھی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”میرے ساتھ بھی ہے، لیکن اللہ تعالی نے اس کے خلاف میری مدد کی، جس کی وجہ سے وہ مطیع ہو گیا، پس وہ مجھے صرف خیر و بھلائی کا ہی حکم دیتا ہے۔“

لیکن ابلیس اپنے خبثِ باطن کا اظہار کرتا رہتا تھا اور نتیجتًا ناکام و نامراد ہو کر واپس لوٹتا تھا، جیسا کہ اس حدیثِ مبارکہ سے معلوم ہوتا ہے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام نے یہ دعا کی تھی: ﴿وَهَبْ لِي مُلْكًا لَّا يَنبَغِي لِأَحَدٍ مِّنۢ بَعْدِيٓ﴾ (ص: ۳۵) ......”اور (اے اللہ!) مجھے ایسی بادشاہت عطا فرما، جو میرے بعد کسی کے لیے لائق نہ ہو۔“

حافظ ابن حجرؒ نے کہا: اس حدیث سے اشارہ ملتا ہے کہ آپ ﷺ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کی رعایت کرتے ہوئے ابلیس کو چھوڑ دیا تھا، لیکن یہ بھی احتمال ہے حضرت سلیمان علیہ السلام کی خصوصیت یہ ہو کہ وہ جو کام چاہتے جنوں سے کروا لیتے تھے۔ (فتح الباری)

آپ ﷺ کو خواب میں دیکھنا

(٣٢٢٤)۔ عَنْ اَبِيْ جُحَيْفَةَ ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ رَآنِيْ فِيْ الْمَنَامِ ، فَكَاَنَّمَا رَآنِيْ فِيْ الْيَقْظَةِ ، اِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَسْتَطِيْعُ اَنْ يَّتَمَثَّلَ بِيْ۔)) (الصحيحة: ١٠٠٤)

سیدنا ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے مجھے خواب میں دیکھا، گویا کہ اس نے مجھے بیداری کی حالت میں دیکھا، کیونکہ شیطان میری صورت میں ڈھلنے کی سکت نہیں رکھتا۔''

تخريج: أخرجه ابن ماجه: ٤/ ٣٩٠، وابن حبان: ١٨٠١

(٣٢٢٥)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ مَرْفُوْعًا: كَانَ ﷺ لَا يُخَيَّلُ عَلٰى مَنْ رَآهُ۔ (الصحيحة:٢٧٢٩)

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جو آدمی آپ ﷺ کو خواب میں دیکھتا، وہ محض خیالی چیز نہ ہوتی تھی۔

تخريج: أخرجه الطبراني في "المعجم الكبير": ١٠/ ٢٦٤/ ١٠٥١٠، وأخرجه احمد: ١/ ٤٥٠ بلفظ: ((من رآنى فى المنام، فانا الذى رآنى، فان الشيطان لا يتخيل بى۔)) ورواه احمد: ١/ ٣٧٥ ايضا، والترمذي: ٢٢٧٧، وابن ماجه: ٣٩٤٦ بلفظ ((لايتمثل بى)) مكان ((لايتخيل بى))

شرح:...... امام البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کے شواہد ذکر کرتے ہوئے اور ان پر طویل بحث کرتے ہوئے کہا:

(بعض شواہد پر کی گئی جرح نقل نہیں کی جا رہی، کیونکہ دوسرے طرق اور مرویات کی وجہ سے یہ کمی پوری ہو جاتی ہے۔)

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((مَنْ رَآنِي فِي الْمَنَامِ ، فَاَنَا الَّذِي رَآنِي ، فَاِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَتَخَيَّلُ بِي۔)) ......''جس نے مجھے خواب میں دیکھا، اس نے مجھے ہی دیکھا، کیونکہ شیطان میری مشابہت اختیار نہیں کر سکتا ہے۔'' (مسند احمد: ١/ ٤٥٠)

اس کے ایک طریق میں "لا يتمثل بى" (شیطان میری مماثلت اختیار نہیں کر سکتا) کے الفاظ ہیں۔ (مسند احمد: ١/ ٣٧٥، ٤٠٠، ٤٤٠، ترمذی: ٢٢٧٧، ابن ماجہ: ٣٩٤٦، دارمی: ٢/ ١٢٣ـ ١٢٤)

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((مَنْ رَآنِي فِي الْمَنَامِ فَاِيَّايَ رَآى ، فَاِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَتَخَيَّلُ بِي۔ وَفِي لَفْظٍ: لَا يَتَخَيَّلُنِي۔)) ......''جس نے مجھے خواب میں دیکھا، اس نے مجھے ہی دیکھا، کیونکہ شیطان میری مشابہت اختیار نہیں کر سکتا۔''

اسی حدیث کا ایک اور طریق: نذیر فارسی کہتے ہیں: میں نے سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے زمانے میں نبی کریم ﷺ کو خواب میں دیکھا اور ان کو یہ خواب بیان کیا۔ سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((اِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَسْتَطِيْعُ اَنْ يَّتَشَبَّهَ بِي ، فَمَنْ رَآنِي فِي النَّوْمِ فَقَدْ رَآنِي۔)) ......''بیشک شیطان میری

مشابہت اختیار کرنے کی استطاعت نہیں رکھتا، اس لیے جس نے مجھے خواب میں دیکھا، پس اس نے مجھے دیکھا۔“

پھر سیدنا عبداللہ نے اس آدمی سے کہا: تو نے جس آدمی کو خواب میں دیکھا ہے، کیا اس کی صفات بیان کر سکتا ہے؟ اس نے کہا: جی ہاں، میں نے دیکھا کہ دو آدمیوں کے درمیان ایک آدمی تھا، اس کا جسم اور گوشت سفیدی کی طرف مائل گندمی رنگ کا تھا، اس کی آنکھیں سرگیں تھیں، حسین انداز میں مسکراتا تھا، اس کا چہرہ خوبصورت گولائی لیے ہوئے تھا، سینے کے بالائی حصے کو بھرنے والی بڑی اور گھنی داڑھی تھی۔

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیداری کی حالت میں دیکھتا تو آپ کی صفات اس سے زیادہ بیان نہ کر سکتا۔ (مسند احمد: ۱/ ۳۶۱، مختصر شمائل ترمذی: ۳۴۷)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی شاہد میں یہ الفاظ ہیں: ((...... فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَتَمَثَّلُ بِي، وَقَالَ بْنُ فُضَيْلٍ مَرَّةً: يَتَخَيَّلُ بِي۔)) (مسند احمد: ۱/ ۳۳۲، ۲/ ۳۴۲)

تیسرا شاہد سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((مَنْ رَآنِي فِي الْمَنَامِ فَقَدْ رَآنِي، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَتَخَيَّلُ بِي۔)) ......”جس نے مجھے خواب میں دیکھا، سو اس نے مجھے دیکھا، کیونکہ شیطان میری مماثلت اختیار نہیں کر سکتا۔“ (شمائل ترمذی: ۳۴۹، اوسط طبرانی: ۱/ ۲۱۸/ ۲/ ۳۹۰۶)

امام بخاری (۶۹۹۴) نے اسی روایت کو بلفظ ((...... لا يتمثل بي۔)) روایت کیا ہے اور معنی ایک ہی ہے۔

مناوی نے (شرح الشمائل) میں کہا: ”لا يتخيل بي“ کے معانی ہیں: شیطان کے لیے ناممکن ہے کہ وہ کسی کے لیے میری صورت میں ظاہر ہو۔ تخیل کا معانی تصور کے قریب قریب ہیں۔

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں یہ حدیث ان الفاظ کے ساتھ بھی مروی ہے: ”لَا يَتَزَايَا بِيْ، لَا يَتَرَاءٰى بِي، لَا يَتَكَوَّنُنِي“ لیکن یہ سب الفاظ قریب المعنی ہیں۔ جیسا کہ حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں بیان کیا۔

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ یہ حدیث متواتر ہے، میں نے (الروض النضير) میں (۹۹۵) کے تحت دس صحابہ سے اس کی تخریج پیش کی ہے۔ (مجمع الزوائد: ۷/ ۱۸۱۔ ۱۸۲) میں مزید صحابہ کے نام مل سکتے ہیں۔

ان احادیثِ مبارکہ میں یہ بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا جا سکتا ہے، اگرچہ دیکھنے والا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہم زمانہ نہ ہو۔ ہاں یہ شرط ضروری ہے کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کی صورتِ مبارکہ میں دیکھے۔ علما کی ایک جماعت کی یہی رائے ہے، جیسا کہ حافظ ابن حجر نے (فتح الباری: ۱۲/ ۳۸۴) میں کہا ہے، سیدنا عبد اللہ بن عباس اور سیدنا برا بن عازب رضی اللہ عنہما کا یہی قول ہے اور تعبیر کرنے والوں کے امام جناب محمد بن سیرین کی بھی یہی رائے ہے۔

ایوب کہتے ہیں: جب کوئی آدمی امام ابن سیرین کو یہ خواب بیان کرتا کہ اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے، تو وہ اسے کہتے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ مبارک بیان کرو۔ اگر وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات درست بیان نہ کرتا تو اسے کہتے کہ تو

نے آپ ﷺ کو نہیں دیکھا۔

علامہ ابن رشد نے کہا، جیسا کہ (الاعتصام للامام شاطبی : ١/٣٥٥) میں ہے: ((مَنْ رَآنِی فَقَدْ رَآنِی حَقًّا)) (جس نے مجھے خواب میں دیکھا، اس نے حق دیکھا۔) کا یہ مطلب نہیں کہ جو آدمی بھی آپ ﷺ کو دیکھتا ہے، وہ حق دیکھتا ہے، کیونکہ آپ ﷺ کو خوابوں میں مختلف صورتوں میں دیکھا جاتا ہے، اب یہ ناممکن ہے کہ آپ ﷺ کی تصویر اور صفات بدلتی رہتی ہوں۔

اس حدیث کا معنی تو یہ ہے کہ جس نے مجھے اس صورت میں دیکھا، جس پر میں پیدا کیا گیا ہوں، کیونکہ شیطان یہ صورتِ مبارکہ اختیار نہیں کر سکتا۔ اب اس آدمی کا کیا کیا جائے جو آپ ﷺ کو ایسی صورت اور صفات میں دیکھتا ہے، جو صورت اور صفات آپ ﷺ کی نہیں ہوتیں۔

حافظ ابن حجر نے کہا: کچھ لوگوں نے اس معاملے میں تنگی پیدا کر دی ہے اور کہا ہے کہ خواب دیکھنے والے کے لیے ضروری ہے کہ آپ ﷺ کو اس صورت میں دیکھے، جس پر آپ ﷺ فوت ہوئے تھے، حتی کہ ان لوگوں نے آپ ﷺ کے سفید بالوں کی کمیّت کی بھی شرط لگائی ہے، جو کم و بیش بیس تھے۔ حالانکہ درست موقف یہ ہے کہ آپ ﷺ کو آپ کی حقیقی صورت میں دیکھا جائے، اگرچہ اس صورت کا تعلق نوجوانی سے ہو یا مردانگی سے ہو یا ادھیڑ عمری سے ہو یا آخری عمر سے۔

شیخ ملا علی قاری نے (شرح الشمائل : ٢/٢٩٣) میں کہا: ایک قول یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ کو خواب میں دیکھنے والی احادیث کا تعلق آپ کے اہل زمانہ کے ساتھ خاص ہے، یعنی جو شخص آپ ﷺ کو خواب میں دیکھ لیتا، اللہ تعالی اسے بیداری میں آپ ﷺ کا دیدار نصیب کر دیتا۔ لیکن یہ معنی بعید ہے اور آپ ﷺ کی احادیث میں پائے جانے والے عموم کے بھی منافی ہے، بہر حال کچھ قیود تو ضروری ہیں، جن کے ساتھ اس حدیث کے عموم کو مقید کیا جائے گا، مثلا ایسے شخص نے آپ ﷺ کو پہلے نہ دیکھا ہو یا صحابی اس عموم میں داخل نہیں ہے ......

میں (البانی) کہتا ہوں: یہ تخصیص بے سہارا ہے، البتہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((مَنْ رَآنِی فِی الْمَنَامِ فَسَیَرَانِی فِی الْیَقْظَةِ، وَلَا یَتَمَثَّلُ الشَّیْطَانُ بِی۔)) ...... ''جس نے مجھے خواب میں دیکھا، وہ عنقریب مجھے بیداری میں دیکھ لے گا، اور شیطان میری مماثلت اختیار نہیں کر سکتا۔'' (صحیح بخاری : ٦٩٩٣)

لیکن دوسری روایات سے پتہ چلتا ہے کہ ''فسیرانی فی الیقظة'' کے الفاظ مزید درج ذیل صورتوں میں بھی روایت کیے گئے ہیں: ((فکانما رآنی فی الیقظة۔)) ...... ((فقد رآنی فی الیقظة۔))

اکثر احادیث میں تو صرف ((فقد رآنی)) کے الفاظ ہیں اور ساری روایات ایسے خواب کے سچا ہونے پر دلالت کرتی ہیں، سابقہ روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ معنی کو دیکھا جائے تو اس روایت میں ((فکانما رآنی فی

الیقظة۔)) کے الفاظ زیادہ صحیح نظر آتے ہیں، اس سے بھی زیادہ تاکید درج ذیل روایت سے پیدا ہوتی ہے:
سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے: ((فقد رآنی الحق۔)) (بخاری: ۶۹۹۷، احمد: ۳/۵۵) یہ حدیث ابن حبان (۶۰۱۹، ۶۰۲۰) میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ (صحیحه: ۲۷۲۹)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے طویل بحث کے دوران کہا: اس بحث کا ماحصل چھ اقوال پر مشتمل ہے:

(۱) یہ محض تشبیہ وتمثیل ہے۔

(۲) عنقریب وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار کرے گا۔

(۳) یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد کے صحابہ کے ساتھ خاص ہے۔

(۴) وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس آئینے میں دیکھے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم استعمال کرتے تھے، لیکن یہ تو بعید تاویل ہے۔

(۵) وہ روزِ قیامت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار عام لوگوں کی بہ نسبت مخصوص انداز میں کرے گا۔

(۶) خواب دیکھنے والا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا میں حقیقت میں دیکھے گا اور آپ کے ساتھ ہم کلام ہوگا۔ (فتح الباری)

اس کتاب کا مزید مراجعہ کیا جا سکتا ہے۔ معلوم ایسے ہوتا کہ اس حدیثِ مبارکہ کے ظاہری مفہوم اور عموم کو سامنے رکھتے ہوئے یہ کہا جائے کہ خواب دیکھنے والے سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حلیہ مبارک اور دوسری عادات و اطوار کے بارے میں پوچھا جائے۔ اگر اس کا جواب کتبِ احادیث میں بیان کی گئی صورتِ مبارکہ سے مکمل موافقت رکھتا ہو تو اس خواب کو حقیقت پر محمول کیا جائے اور اس حقیقت کی حقیقت کو اللہ تعالی کے سپرد کر دیا جائے اور اگر موافقت نہ ہو تو معاملہ واضح ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

یہ امر ضروری ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خواب میں دیدار کرنے والا جہاں اس چیز کو اپنے حق میں سعادت خیال کرتا ہے، وہاں اسے چاہیے کہ عملی رجحان پیدا کرے، نہ کہ پہلے والی نیکیوں کی روٹین ہی متاثر ہو جائے، کیونکہ اخروی نجات کا انحصار نیکیوں پر ہے۔

امہات المؤمنین کے فضائل ومناقب

(۳۲۲۶)۔ عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ ﷺ اِذَا اُتِيَ بِالشَّيْءِ يَقُوْلُ: ((اِذْهَبُوْا بِهِ اِلٰى فُلَانَةٍ فَاِنَّهَا كَانَتْ صَدِيْقَةَ خَدِيْجَةَ، اِذْهَبُوْا اِلٰى بَيْتِ فُلَانَةٍ فَاِنَّهَا كَانَتْ تُحِبُّ خَدِيْجَةَ۔)) (الصحيحة:۲۸۱۸)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کوئی چیز لائی جاتی تو فرماتے: ''یہ چیز فلاں عورت کو دے آؤ، وہ (میری بیوی) خدیجہ کی سہیلی تھی۔ یہ چیز فلاں کے گھر پہنچا دو کیونکہ وہ خدیجہ سے محبت کرتی تھی۔''

تخريج: أخرجه البخاري في "الأدب المفرد": ۲۳۲، والبزار في "مسنده": ۱۹۰۴۔الكشف، والدولابي في "الذرية الطاهرة": ق۹/ ۱، والحاكم: ۴/ ۱۷۵

(٣٢٢٧)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَفَعَهُ: ((سَيِّدَاتُ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ بَعْدَ مَرْيَمَ بِنْتِ عِمْرَانَ: فَاطِمَةُ، وَخَدِيْجَةُ، وَآسِيَةُ امْرَأَةُ فِرْعَوْنَ۔)) (الصحيحة:١٤٢٤)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''حضرت مریم بنت عمران کے بعد جنتی عورتوں کی سردار یہ (تین عورتیں:) فاطمہ، خدیجہ اور فرعون کی بیوی آسیہ تھیں۔''

تخريج: رواه الطبراني: ٣/ ١٥٠/ ٢

(٣٢٢٨)۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((بَشِّرُوْا خَدِيْجَةَ بِبَيْتٍ فِي الْجَنَّةِ مِنْ قَصَبٍ، لَا صَخَبٌ فِيْهِ وَلَا نَصَبٌ۔)) جَاءَ مِنْ حَدِيْثِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِي أَوْفَي، وَعَائِشَةَ وَأَبِي هُرَيْرَةَ، وَعَبْدِاللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ، وَرَجُلٍ مِّنَ الصَّحَابَةِ۔

(الصحيحة: ٣٦٠٨)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''خدیجہ کو جنت میں یاقوت والے موتیوں کے گھر کی خوشخبری سنا دو، اس میں شوروغل ہوگا نہ تعب و تکان۔'' یہ حدیث حضرت عبداللہ بن ابو اوفی، حضرت عائشہ، حضرت ابوہریرہ، حضرت عبداللہ بن جعفر اور ایک اور صحابی رضی اللہ عنہم سے روایت کی گئی ہے۔

تخريج:(١)۔ أما حديث ابن أبي أوفي: فرواه البخاري: ١٧٩٢، ٣٨٢٩۔ واللفظ له۔، ومسلم: ٧/ ١٣٣ ۔ والنسائي في"الكبرى": ٨٣٦٠، وابن أبي شيبة: ١٢/ ١٣٣، وابن حبان: ٧٠٠٤، وأحمد في"مسنده": ٤/ ٣٥٥، ٣٥٦، ٣٨١ وفي"الفضائل": ١٥٧٧، ١٥٨١، ١٥٨٢، وابنه عبدالله في"زوائده": على"الفضائل": ١٥٩٣، ١٥٩٤، والقطيعي في"زوائده": على"الفضائل": ١٥٩٥، والحميدي ٧٢٠، والطبراني في"الكبير":٢٣/ رقم ١١

(٢)۔ وأما حديث عائشة: فرواه البخاري:٣٨٢٦، ٣٨٢٧، ومسلم: ٧/ ١٣٣، و الترمذي: ٣٨٧٦، والنسائي في"الكبرى" ٨٣٦٢، وأحمد في"مسنده": ٦/ ٥٨، ٢٠٢، ٢٧٩، والحاكم في"المستدرك": ٣/ ١٨٦، وأسحاق بن راهويه في"مسنده": ٣١١

(٣)۔ وأما حديث أبي هريرة: فرواه البخاري: ٣٨٢٠، ٧٤٩٧، ومسلم: ٧/ ١٣٣، والنسائي في"الكبرى": ٨٣٥٨، وابن أبي شيبة: ١٢/ ١٣٣، وابن حبان: ٧٠٠٩، والحاكم: ٣/ ١٨٥، والبغوي: ٣٩٥٣، وأحمد في"المسند": ٢/ ٢٣١ وفي"الفضائل": ١٥٨٨، وأبويعلي: ٦٠٨٩، والطبراني: ٢٣/ رقم۔ ١٠

(٤)۔ وأما حديث عبدالله بن جعفر: فرواه ابن حبان: ٧٠٠٥، والحاكم: ٣/ ١٨٤، ١٨٥، وأحمدفي"المسند" ١/ ٢٠٥ وفي"الفضائل": ١٥٨٥، ١٥٩١، وأبويعلي في"مسنده": ٦٧٩٥، ٦٧٩٧،

والطبراني في "المعجم الكبير": ٢٣/ رقم - ١٣

(٥)- وأما حديث الرجل من الصحابة: فقد رواه ابن أبي شيبة في "المصنف" ١٢/ ١٣٤

شرح:...... نبی کریم کی دعوت پر سب سے پہلے لبیک کہنے والی، گھبراہٹوں میں آپ ﷺ کا سہارا بننے والی اور آپ ﷺ پر اپنا سرمایا لٹا دینے والی آپ کی وفادار بیوی سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا تھیں۔ اللہ تعالی نے ان کی قربانیوں کی قدر کی اور انھیں جنت میں گھر کی بشارت سنوا دی۔

(٣٢٢٩)- قَالَ ﷺ: ((أُمِرْتُ أَنْ أُبَشِّرَ خَدِيْجَةَ بِبَيْتٍ فِي الْجَنَّةِ مِنْ قَصَبٍ لَا صَخَبٌ فِيْهِ وَلَانَصَبٌ۔)) وَرَدَ مِنْ حَدِيْثِ جَمْعٍ مِّنَ الصَّحَابَةِ مِنْهُمْ: عَبْدُاللّٰهِ بْنُ جَعْفَرٍ وَهٰذَا لَفْظُهُ، وَعَائِشَةُ وَأَبُوْ هُرَيْرَةَ وَعَبْدُاللّٰهِ بْنُ أَبِيْ أَوْفٰى۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''مجھے حکم دیا گیا کہ میں (اپنی بیوی) خدیجہ کو جنت میں یاقوت سے بنے ہوئے گھر کی خوشخبری سناؤں، جس میں شور وغل ہوگا نہ دکھ درد۔'' یہ حدیث حضرت عبداللہ بن جعفر، حضرت عائشہ، حضرت ابو ہریرہ، حضرت عبد اللہ بن ابو اوفی اور کئی صحابہ رضی اللہ عنہم سے مروی ہے۔

(الصحيحة: ١٥٥٤)

تخريج: (١)- أما حديث عبدالله بن جعفر: فأخرجه أحمد: ١/ ٢٠٥، والحاكم: ٣/ ١٨٤، ١٨٥، والضياء في "المختارة": ق ١٢٨/ ١

(٢)- وأما حديث عائشة ((دون قوله: لاصخب......)): فأخرجه أحمد: ٦/ ٢٧٩، وعنه الحاكم: ٣/ ١٨٥، وكذا الخطيب في "التاريخ": ١٢/ ٢٣٤، ثم اخرجه البخاري: ٣/ ١٣، ٤/ ١١٦، ومسلم: ٧/ ١٣٣، والترمذي: ٢/ ٣٢١، وزاد الترمذي: ((لاصخب فيه، ولا نصب))

(٣)- وأما حديث أبي هريرة: فأخرجه البخاري: ٣/ ١٤، ٤/ ٩٧٩، ومسلم أيضا، وأحمد: ٢/ ٢٣٠

(٤)- وأما حديث ابن أبي أوفي: فأخرجه الشيخان، وأحمد: ٤/ ٣٥٥، ٣٥٦، ٣٥٧، ٣٨١

شرح:...... سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نبوت کا ابتدائی دور ہی پا سکی تھیں، لیکن اس مختصر عرصے میں انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے وفاؤں کا وہ انداز اختیار کیا کہ نبوی دربار سے جنتوں اور بہشتوں کی بشارتیں وصول کر لیں تھیں۔

(٣٢٣٠)- عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّهُ لَيُهَوِّنُ عَلَيَّ الْمَوْتَ أَنْ أُرِيْتُكِ زَوْجَتِيْ فِي الْجَنَّةِ۔))

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انھیں فرمایا: ''مجھ پر موت کی سختیاں اس بنا پر آسان ہو رہی ہیں کہ تم جنت میں مجھے اپنی بیوی دکھائی دے رہی ہو۔''

(الصحيحة:٢٨٦٧)

تخريج: رواه الحسين المروزي في "زوائد الزهد": ٢٠٧/ ٢، والخلعي في "الفوائد": ٢/ ٥٩/ ١،

واحمد: ٦/ ١٣٨

شــرح:...... اس میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہ عظیم منقبت بیان کی گئی ہے کہ وہ جنت میں نہ صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی ہوں گے، بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس چیز پر اتنے خوش ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو موت کے سکرات اور سختیاں ہلکی محسوس ہو رہی ہیں۔

(٣٢٣١)۔ عَنْ مُسْلِمِ الْبَطِيْنِ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((عَائِشَةُ زَوْجِيْ فِيْ الْجَنَّةِ۔)) (الصحيحة: ١١٤٢)

حضرت مسلم بطین رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''عائشہ جنت میں بھی میری بیوی ہوگی''

تخريج: أخرجه ابن سعد: ٨/ ٦٦

(٣٢٣٢)۔ عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ذَكَرَ فَاطِمَةَ قَالَتْ: فَتَكَلَّمْتُ أَنَا، فَقَالَ: ((أَمَا تَرْضَيْنَ أَنْ تَكُوْنِيْ زَوْجَتِيْ فِيْ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ؟)) قُلْتُ: بَلٰى وَاللّٰهِ! قَالَ: ((فَأَنْتِ زَوْجَتِيْ فِيْ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ۔)) (الصحيحة: ٣٠١١)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا ذکر کیا، میں نے ان کے بارے میں کوئی (ناقدانہ) باتیں کر دیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کیا تم اس شرف پر راضی نہیں ہوگی کہ دنیا و آخرت میں میری بیوی ہو؟'' میں نے کہا: کیوں نہیں، اے اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا: ''تم دنیا و آخرت میں میری بیوی ہو۔''

تخريج: أخرجه ابن حبان: ٧٠٥٣۔ الأحسان، ، والحاكم: ٤/ ١٠، وأخرج الترمذي: ٣٨٧٥، وابن حبان: ٧٠٥٢ الجملة الاخيرة منه عن عائشة رضی اللہ عنہا

شــرح:...... اس میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی کمال فضیلت بیان کی گئی ہے کہ وہ دنیا میں بھی ام المومنین ہیں اور آخرت میں بھی زوجۂ رسول ہی رہیں گی۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ کو یہ مژدہ اس وقت سنایا جب انھوں نے بتقاضۂ بشریت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوب بیٹی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا پر کچھ نقد کیا تھا۔ معلوم ہوا کہ ہمیں یہ حق نہیں پہنچتا کہ ہم صحابہ کرام اور صحابیاتِ عظام کے آپس کے اعتراضات کو ان کا دور گزر جانے کے بعد موضوع بحث بنا لیں۔

(٣٢٣٣)۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ فَضْلَ عَائِشَةَ عَلَى النِّسَاءِ، كَفَضْلِ الثَّرِيْدِ عَلٰى سَائِرِ الطَّعَامِ۔)) وَرَدَ مِنْ حَدِيْثِ أَنَسٍ وَأَبِيْ مُوْسٰى وَعَائِشَةَ۔

(الصحيحة: ٣٥٣٥)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''عورتوں پر عائشہ کی فضیلت اس طرح ہے جس طرح تمام کھانوں پر ثرید کی فضیلت ہے۔''

تخریج: ورد من حديث أنس وأبي موسى و عائشة:

١۔ وأما حديث أنس: فأخرجه البخاري: ٣٧٧٠۔ ٥٤١٩، ٥٤٢٨، ومسلم: ٧/ ١٣٨، والترمذي في"السنن": ٣٨٨٧۔ وصححه۔، والدارمي في"السنن": ٢/ ١٠٦، والنسائي في"السنن الكبرى": ٦٦٩٢، وابن ماجه: ٣٢٨١، وأحمد في"المسند": ٣/ ١٥٦

٢۔ وأما حديث أبي موسى: فأخرجه البخاري: ٣٧٦٩، ومسلم: ٧/ ١٣٢۔ ١٣٣، والنسائي: ٨٣٨١، ٨٨٩٥، والترمذي: ١٨٣٤۔ وصححه۔، والطيالسي:٥٠٤، وكذا ابن ماجه: ٣٢٨٠، وأحمد: ٤/ ٣٩٤

٣۔ وأما حديث عائشة: فأخرجه النسائي: ٨٨٩٦

شرح:...... ثرید ایک قسم کا زود ہضم اور بابرکت کھانا ہوتا ہے جسے دوسرے کھانوں پر ترجیح دی جاتی ہے۔ یہی معاملہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا ہے کہ وہ مسلم خواتین میں اعلی مقام رکھتی ہیں۔

(٣٢٣٤)۔ عَنْ أَبِي سَلِمَةَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ حَدَّثَهُ قَالَ: دَخَلْتُ عَلٰى عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فَقَالَتْ لِيْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ لِيْ: ((أَمْرُكُنَّ مِمَّا يُهِمُّنِيْ بَعْدِيْ وَلَنْ يَصْبِرَ عَلَيْكُنَّ إِلَّا الصَّابِرُوْنَ۔)) ثُمَّ قَالَتْ: فَسَقَى اللّٰهُ أَبَاكَ مِنْ سَلْسَبِيْلِ الْجَنَّةِ، وَكَانَ عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ قَدْ وَصَلَهُنَّ بِمَالٍ، فَبِيْعَ بِأَرْبَعِيْنَ أَلْفًا۔ (الصحيحة:١٥٩٤)

حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمن کہتے ہیں کہ میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا، انھوں نے مجھے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میرے بعد پیش آنے والے تمھارے معاملات نے مجھے مغموم و بے چین کر رکھا ہے اور صبر کرنے والے ہی تم پر صبر کریں گے۔'' پھر حضرت عائشہ نے ابوسلمہ سے کہا: اللہ تعالی تیرے باپ کو جنت کی سلسبیل سے مشروب پلائے۔ انھوں نے واقعی صلہ رحمی کا ثبوت دیتے ہوئے امہات المؤمنین کو (ایک باغ) دیا، جو چالیس ہزار کا فروخت کیا گیا۔

تخریج: أخرجه الحاكم: ٣/ ٣١٢

شرح:...... امام البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کا ایک شاہد یہ بھی نقل کیا ہے: سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیویوں سے فرمایا: ((اِنَّ الَّذِيْ يَحْنُوْ عَلَيْكُنَّ بَعْدُ هُوَ الصَّادِقُ الْبَارُّ، اَللّٰهُمَّ اسْقِ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ مِنْ سَلْسَبِيْلِ الْجَنَّةِ۔)) (حاکم) ......''(میری بیویو!) بیشک جو آدمی تم پر شفقت و مہربانی کرے گا، وہی سچا اور نیک ہوگا، اے اللہ! تو عبدالرحمن بن عوف کو جنت کی سلسبیل سے سیراب فرما دے۔''

معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد آپ ﷺ کی بیویوں کا انتہائی درجے کا احترام و اکرام اور ان کے ساتھ شفقت و رافت والا معاملہ ہونا چاہیے۔ آج اگرچہ امہات المؤمنین موجود نہیں ہیں، لیکن ان کا تذکرۂ خیر کرنا اور ان کے بشری تقاضوں کو سامنے رکھ کر ان پر کیچڑ نہ اچھالنا ہمارے ایمان و ایقان کا تقاضا ہے۔

آپ کے اہل وعیال کے حق میں بہتر آدمی کی فضیلت

(٣٢٣٥)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعًا: ((خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِأَهْلِي مِنْ بَعْدِي۔)) (الصحيحة:١٨٤٥)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم میں سے بہتر وہ ہے جو میرے بعد میرے اہل کے حق میں بہتر ہوگا۔''

تخريج: أخرجه البزار: صـ ٢٧٤ـ زوائده، وأبونعيم في "أخبار أصبهان": ٢/ ٢٩٤، والحاكم: ٣/ ٣١١

شرح:...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں، بیٹیوں اور دوسرے اہل بیت کے ساتھ حسن سلوک کرنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت وفرمانبرداری کی ایک شق ہے۔

جنت کی چار افضل خواتین

(٣٢٣٦)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: خَطَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي الْأَرْضِ أَرْبَعَةَ أَخْطُطٍ، ثُمَّ قَالَ: ((تَدْرُوْنَ مَا هٰذَا؟)) قَالُوْا: اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَفْضَلُ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ خَدِيْجَةُ بِنْتُ خُوَيْلِدٍ، وَفَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ، وَمَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ، وَآسِيَةُ بِنْتُ مُزَاحِمٍ امْرَأَةُ فِرْعَوْنَ۔)) (الصحيحة:١٥٠٨)

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین پر چار خطوط کھینچے، پھر پوچھا: ''کیا تم ان لکیروں کے بارے میں جانتے ہو؟'' انھوں نے کہا: اللہ تعالی اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جنت والی خواتین میں سب سے افضل یہ چار ہیں: خدیجہ بنت خویلد، فاطمہ بنت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)، مریم بنت عمران اور فرعون کی بیوی آسیہ بنت مزاحم۔''

تخريج: رواه أحمد: ١/ ٢٩٣، والطحاوي في "المشكل" ١/ ٥٠، والحاكم: ٢/ ٥٩٤، ٣/ ١٦٠، ١٨٥، والضياء في "المختارة" ٦٥/ ٦٧/ ١، والطبراني: رقم ١١٩٢٨، ١٢١٧٩

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے لیے دعائے مغفرت

(٣٢٣٧)۔ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: لَمَّا رَأَيْتُ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ طِيْبَ النَّفْسِ، قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أُدْعُ اللّٰهَ لِيْ، قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِعَائِشَةَ مَاتَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهَا وَمَاتَأَخَّرَ، وَمَا أَسَرَّتْ وَمَاأَعْلَنَتْ۔)) فَضَحِكَتْ عَائِشَةُ حَتّٰى سَقَطَ رَأْسُهَا فِيْ حِجْرِ رَسُوْلِ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرحان وشاداں دیکھ کر کہا: اے اللہ کے رسول! میرے لیے اللہ تعالی سے دعا کر دیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے اللہ! عائشہ کے پہلے اور پچھلے اور اعلانیہ اور مخفی (سب) گناہ بخش دے۔'' (خوشی سے) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ہنسنا شروع کر دیا، یہاں تک کہ ان کا سر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گودی میں جا

اللّٰهِ ﷺ مِنَ الضَّحْكِ فَقَالَ: ((أَيَسُرُّكِ دُعَائِي؟)) فَقَالَتْ: وَمَالِيْ لَايَسُرُّنِيْ دُعَاؤُكَ؟ فَقَالَ: ((وَاللّٰهِ إِنَّهَا لَدَعْوَتِيْ لِأُمَّتِيْ فِيْ كُلِّ صَلَاةٍ.))

(الصحيحة:٢٢٥٤)

پڑا۔ آپ ﷺ نے پوچھا: ''کیا تجھے میری دعا نے خوش کر دیا ہے؟'' انھوں نے کہا: بھلا مجھے آپ کی دعا خوش کیوں نہ کرے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کی قسم! میں ہر نماز میں اپنی امت کے لیے یہ دعا کرتا ہوں۔''

تخريج: أخرجه أخرجه البزار في "مسنده":٢٦٥٨ ، كشف الأستار

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی فضیلت وعظمت

(٣٢٣٨)۔ عَنْ رَبِيْعَةَ الْأَسْلَمِيِّ ، قَالَ: كُنْتُ أَخْدُمُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ، فَأَعْطَانِيْ أَرْضًا وَأَعْطَى أَبَا بَكْرٍ أَرْضًا ، وَجَاءَ تِ الدُّنْيَا فَاخْتَلَفْنَا فِيْ عَذْقِ نَخْلَةٍ ، فَقَالَ أَبُوْبَكْرٍ: هِيَ فِيْ حَدِّ أَرْضِيْ! وَقُلْتُ أَنَا هِيَ فِيْ حَدِّيْ! وَكَانَ بَيْنِيْ وَبَيْنَ أَبِيْ بَكْرٍ كَلَامٌ ، فَقَالَ لِيْ أَبُوْ بَكْرٍ كَلِمَةً كَرِهْتُهَا وَنَدِمَ فَقَالَ لِيْ: يَارَبِيْعَةُ! رُدَّ عَلَيَّ مِثْلَهَا حَتّٰى يَكُوْنَ قِصَاصًا ، قُلْتُ: لَاأَفْعَلُ ، فَقَالَ أَبُوْبَكْرٍ: لَتَقُوْلَنَّ أَوْ لَأَسْتَعْدِيَنَّ عَلَيْكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قُلْتُ: مَا أَنَا بِفَاعِلٍ۔ قَالَ: وَرَفَضَ الْأَرْضَ فَانْطَلَقَ أَبُوْبَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ ، فَانْطَلَقْتُ أَتْلُوْهُ ، فَجَاءَ أُنَاسٌ مِنْ أَسْلَمَ فَقَالُوْا: رَحِمَ اللّٰهُ أَبَا بَكْرٍ! فِيْ أَيِّ شَيْءٍ يَسْتَعْدِيْ عَلَيْكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ، وَهُوَ الَّذِيْ قَالَ لَكَ مَا قَالَ؟ فَقُلْتُ: أَتَدْرُوْنَ مَنْ هٰذَا؟ هٰذَا أَبُوْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقُ ، وَهُوَ (ثَانِيَ اثْنَيْنِ) وَهُوَ ذُوْ شَيْبَةِ الْمُسْلِمِيْنَ ، فَإِيَّاكُمْ يَلْتَفِتُ فَيَرَاكُمْ

حضرت ربیعہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت کیا کرتا تھا، آپ نے مجھے زمین دی اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بھی زمین دی۔ ہم پر دنیا غالب آ گئی، کھجور کے ایک درخت کے بارے میں ہمارا جھگڑا ہو گیا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ میری زمین کی حد میں ہے۔ میں نے کہا: یہ میری حد میں ہے۔ میرے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے درمیان سخت کلامی ہوئی، ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ایسا کلمہ کہا جس کو میں نے ناپسند کیا اور وہ خود بھی شرمندہ ہوئے۔ (بالآخر) انہوں نے مجھے کہا: اے ربیعہ! مجھے یہی کلمہ کہو تا کہ بدلہ ہو جائے۔ لیکن میں نے کہا کہ میں ایسا نہیں کروں گا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: تجھے ضرور کہنا پڑے گا، ورنہ میں رسول اللہ ﷺ سے فریاد کروں گا۔ میں نے کہا میں ایسا (جملہ) نہیں کہوں گا۔ ربیعہ کہتے ہیں: ابوبکر زمین چھوڑ کر نبی کریم ﷺ کی طرف چل دیے، میں بھی ان کے پیچھے چل پڑا۔ بنو اسلم قبیلہ کے چند لوگ آئے اور انہوں نے کہا: اللہ، ابوبکر رضی اللہ عنہ پر رحم کرے، بھلا وہ رسول اللہ ﷺ سے کس چیز کے متعلق تیرے خلاف فریاد کریں گے۔ حالانکہ انھوں نے تجھے ایسے ایسے بھی کہا ہے۔ میں نے کہا: تم جانتے ہو کہ یہ کون ہے؟ یہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں، (غارِ ثور) میں دو میں سے دوسرے وہ تھے اور وہ مسلمانوں

تَنْصُرُوْنِيْ عَلَيْهِ فَيَغْضَبَ، فَيَأْتِيَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَيَغْضَبَ لِغَضَبِهِ، فَيَغْضَبَ اللّٰهُ لِغَضَبِهِمَا، فَيَهْلَكَ رَبِيْعَةُ: قَالُوْا: فَمَا تَأْمُرُنَا؟ قَالَ: ارْجِعُوْا۔ فَانْطَلَقَ أَبُوْبَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَتَبِعْتُهُ وَحْدِيْ وَجَعَلْتُ أَتْلُوْهُ حَتّٰى أَتَى النَّبِيَّ فَحَدَّثَهُ الْحَدِيْثَ كَمَا كَانَ فَرَفَعَ إِلَيَّ رَأْسَهُ فَقَالَ: ((يَا رَبِيْعَةُ! مَالَكَ وَلِلصِّدِّيْقِ؟)) قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! كَانَ كَذَا وَكَانَ كَذَا، فَقَالَ لِيْ كَلِمَةً كَرِهْتُهَا، فَقَالَ لِيْ: قُلْ كَمَا قُلْتُ لَكَ حَتّٰى يَكُوْنَ قِصَاصًا۔ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَجَلْ فَلَا تَرُدَّ عَلَيْهِ وَلٰكِنْ قُلْ: غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ يَا أَبَا بَكْرٍ! غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ يَا أَبَابَكْرٍ۔)) قَالَ: فَوَلّٰى أَبُوْبَكْرٍ رَحِمَهُ اللّٰهُ وَهُوَ يَبْكِيْ۔ (الصحيحة:٣٢٥٨)

کے بزرگ ہیں۔ پس تم بچو (کہیں ایسا نہ ہو) کہ وہ تم کو اپنے خلاف میری مدد کرتے ہوئے دیکھ کر غصے ہو جائیں، پھر وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس جائیں اور آپ اس کے غصے کی وجہ سے ناراض ہو جائیں اور پھر اللہ تعالیٰ ان دونوں کی ناراضگی کی وجہ سے ناراض ہو جائیں اور ربیعہ ہلاک ہوجائے۔ انہوں نے کہا: تو (پھر ایسے میں) تم ہمیں کیا حکم دیتے ہو؟ اس نے کہا: تم چلے جاؤ۔ (اب ہوا یوں کہ) ابوبکر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی طرف چلے اور میں بھی اکیلا ان کے پیچھے چل پڑا۔ پس وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور جیسی بات تھی ویسے ہی بیان کردی۔ آپ ﷺ نے اپنا سر میری طرف اٹھایا اور فرمایا: ''اے ربیعہ تیرے اور صدیق کے مابین کیا معاملہ ہے؟'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! معاملہ تو ایسے ایسے تھا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مجھے ایسا کلمہ کہا جس کو میں نے ناپسند کیا، پھر انھوں نے مجھے یہ بھی کہا کہ میں بھی ان کو وہی بات کہہ دوں تاکہ لے بلے ہو جائے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ٹھیک ہے، اب تم نے (قصاصا) وہ بات نہیں دوہرانی، بلکہ یوں کہنا ہے: اے ابوبکر! اللہ تجھے معاف کرے۔ اے ابوبکر! اللہ تجھے معاف کرے۔'' جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ وہاں سے چلے تو وہ رو رہے تھے۔

تخريج: أخرجه أحمد: ٤/ ٥٨۔٥٩، الطبراني في"المعجم الكبير": ٤٥٧٧

شرح:...... غلط فہمی یا ناراضگی ناممکن نہیں، بلکہ یہ انسان کی فطرت ہے، آدمی جذبات میں آ کر نامناسب باتیں بھی کہہ دیتا ہے، لیکن نیک صفت لوگ جذبات میں ہونے والی تقصیروں کو ندامت کے آنسوؤں سے فوراً دھو لیتے ہیں، حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں بھی ناراضگی ہوجاتی تھی، مگر وہ نفوس قدسیہ تقویٰ کی بلندیوں پر فائز ہونے کی وجہ سے فوراً اپنا معاملہ رفع دفع کرتے ہوئے دل صاف کر لیتے تھے۔ اس حدیث طیبہ سے جہاں سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی عزت وعظمت اور مقام ومرتبہ معلوم ہوتا ہے، وہاں یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ آپ حد درجہ رقیق القلب اور خوفِ خدا، خشیت الٰہی اور احترام انسانیت رکھنے والے شخص تھے۔

سیدنا ابوبکر صدیق اور سیدنا ربیعہ رضی اللہ عنہما دونوں نے جھگڑا تو برابر کا کیا۔ ہاں یہ بات ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آخر میں ندامت کا اظہار کیا اور مقابل کو کہا کہ وہ یہی بات کر کے اس سے قصاص لے لے۔ لیکن سیدنا ربیعہ رضی اللہ عنہ کو ڈانٹنے کا

مقصد یہ تھا کہ ابو بکر صدیق بزرگ ہیں، ان کا مقام ومرتبہ زیادہ ہے، اس لیے عام صحابہ کو ان کا لحاظ کرنا چاہیے اور ان سے کٹ حجتی کرنے سے باز رہنا چاہیے۔ جیسا کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((اَقِیْلُوْا ذَوِي الْهَيْئَاتِ عَثَرَاتِهِمْ اِلَّا الْحُدُوْدَ۔)) ..... ''صاحبِ حیثیت لوگوں کی غلطیاں معاف کر دیا کرو، الا یہ کہ وہ حدود ہوں۔'' (صحیحہ: ۶۳۸)

دنیا کا ہر وہ معاشرہ جس کو تہذیب وشائستگی سے ادنی تعلق بھی رہا ہو، اپنے اندر موجود باوقار، شریف النفس اور رذائل سے دور رہنے والے افراد کو قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور ان کی چھوٹی چھوٹی کوتاہیوں اور فروگذاشتوں کو نظر انداز کرتا نظر آتا ہے۔

(۳۲۳۹)۔ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ، قَالَ: كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ إِذْ أَقْبَلَ أَبُوْبَكْرٍ آخِذًا بِطَرْفِ ثَوْبِهِ حَتّٰى أَبْدٰى عَنْ رُكْبَتِهِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَمَّا صَاحِبُكُمْ فَقَدْ غَامَرَ۔)) فَسَلَّمَ وَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنِّيْ كَانَ بَيْنِيْ وَبَيْنَ ابْنِ الْخَطَّابِ شَيْءٌ، فَأَسْرَعْتُ إِلَيْهِ، ثُمَّ نَدِمْتُ فَسَأَلْتُهُ أَنْ يَغْفِرَ لِيْ، فَأَبٰى عَلَيَّ! فَأَقْبَلْتُ إِلَيْكَ فَقَالَ: ((يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكَ يَا أَبَا بَكْرٍ!)) (ثَلَاثًا) ثُمَّ إِنَّ عُمَرَ نَدِمَ، فَأَتٰى مَنْزِلَ أَبِيْ بَكْرٍ فَسَأَلَ: أَثَمَّ أَبُوْبَكْرٍ؟ فَقَالُوْا: لَا، فَأَتٰى إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَجَعَلَ وَجْهُ النَّبِيِّ ﷺ يَتَمَعَّرُ حَتّٰى أَشْفَقَ أَبُوْبَكْرٍ، فَجَثَا عَلٰى رُكْبَتَيْهِ، فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! وَاللّٰهِ! أَنَا كُنْتُ أَظْلَمَ (مَرَّتَيْنِ) فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((يَا أَيُّهَا النَّاسُ! إِنَّ اللّٰهَ بَعَثَنِيْ إِلَيْكُمْ، فَقُلْتُمْ: كَذَبْتَ، وَقَالَ أَبُوْبَكْرٍ: صَدَقَ وَوَاسَانِيْ بِنَفْسِهِ وَمَالِهِ، فَهَلْ أَنْتُمْ تَارِكُوْلِيْ صَاحِبِيْ؟)) (مَرَّتَيْنِ) فَمَا أُوْذِيَ بَعْدَهَا۔

سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا ہوا تھا، اچانک سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ تشریف لائے، انھوں نے اپنی چادر کا کنارہ پکڑا ہوا تھا، حتی کہ اسے اپنے گھٹنے سے ہٹا دیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تمھارے ساتھی نے خود کو مصائب ومشکلات میں ڈال دیا ہے۔'' انھوں نے سلام کہا اور عرض کی: اے اللہ کے رسول! میری ابن خطاب سے کچھ گڑ بڑ ہوگئی، میں نے جلدی میں کچھ کہہ دیا، پھر مجھے ندامت ہوئی، سو میں نے ان سے کہا کہ وہ مجھے معاف کر دیں، لیکن انھوں نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا، اس لیے اب میں آپ کی طرف آیا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین دفعہ فرمایا: ''ابوبکر! اللہ تجھے معاف کرے۔'' اُدھر بعد میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو ندامت ہوئی، وہ سیدنا ابوبکر کے گھر گئے اور پوچھا: کیا ابوبکر ہیں؟ انھوں نے کہا: نہیں۔ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ بدلتا گیا، حتی کہ ابوبکر ڈرنے لگ گئے، وہ گھٹنوں کے بل بیٹھ گئے اور کہا: اے اللہ کے رسول! اللہ کی قسم! میں زیادہ ظلم کرنے والا تھا۔ (دو دفعہ کہا)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''لوگو! بیشک اللہ نے مجھے تمھاری طرف بھیجا، لیکن تم نے مجھے (جھٹلاتے ہوئے) کہا: آپ جھوٹ بولتے ہیں۔ تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ سچے ہیں۔

(الصحيحة: ٣١٤٤)

ابوبکر نے اپنے جان و مال کو میری حمایت میں کھپا دیا، کیا تم میرے دوست کو میرے لیے چھوڑ دو گے؟'' (دو دفعہ فرمایا) اس کے بعد انھیں تکلیف نہیں پہنچائی گئی۔

تخریج: أخرجه البخاري: ٧/ ١٨/ ٣٦٦١

(٣٢٤٠)۔ عَنْ عَائِشَةَ: اَنَّ اَبَابَكْرٍ دَخَلَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((اَنْتَ عَتِيْقُ اللّٰهِ مِنَ النَّارِ۔)) (الصحيحة: ١٥٧٤)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، رسول اللہ ﷺ کے پاس تشریف لائے، آپ نے فرمایا: ''تم اللہ تعالیٰ کے آگ سے آزادہ شدہ آدمی ہو۔''

تخریج: أخرجه الترمذي: ٢/ ٢٩٢، والطبراني في "المعجم الكبير": رقم - ٩، والحاكم: ٣/ ٣٧٦

(٣٢٤١)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مَرْفُوْعًا: ((مَا اَحَدٌ اَعْظَمَ عِنْدِيْ يَدًا مِنْ اَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَاسَانِيْ بِنَفْسِهِ وَمَالِهِ، وَاَنْكَحَنِيْ اِبْنَتَهُ۔)) (الصحيحة: ٢٢١٤)

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی بھی نہیں جو مجھ پر ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بہ نسبت زیادہ احسان کرنے والا ہو، انھوں نے جان و مال کو میری حمایت میں صرف کر دیا اور اپنی بیٹی (عائشہ) کی مجھ سے شادی بھی کی۔''

تخریج: أخرجه الطبراني فی "معجمه الكبير": ١١/ ١٩١/ ١١٤٦١، وابن عدی: ٣١/ ٢، وابن عساكر فی "تاريخه": ٩/ ٢٧٨/ ١، وأخرجه البخاری: ٤٦٧ بلفظ: ((انه ليس من الناس احد امن علی فی نفسه وماله من ابی بكر ابن ابی قحافة، ولو كنت متخذا ......))

(٣٢٤٢)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حَنْطَبٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَاٰى أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ، قَالَ: ((هٰذَانِ السَّمْعُ وَالْبَصَرُ۔)) (الصحيحة: ٨١٤)

سیدنا عبداللہ بن حنطب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے سیدنا ابوبکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھ کر فرمایا: ''یہ (میری امت کے) کان اور آنکھیں ہیں۔''

تخریج: أخرجه الترمذی: ٤/ ٣١١

شـــرح: ...... یعنی سر میں جو اہمیت کان اور آنکھ کی ہے وہ دینِ اسلام میں صدیق و فاروق کی ہے، کانوں اور آنکھوں کے بغیر انسان کیسا لگتا ہے؟ اس کی کتنی وقعت ہوتی ہے؟ وہ اپنی صلاحیتوں سے کس قدر مستفید ہو سکتا ہے؟ یہی حشر اس اسلام کا ہوگا، جس میں رسول اللہ ﷺ کے سسر صدیق و فاروق نہیں ہوں گے۔

(٣٢٤٣)۔ قَالَ ﷺ: ((أَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ سَيِّدَا كُهُوْلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ مِنَ الْأَوَّلِيْنَ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ابوبکر اور عمر پہلے اور پچھلے لوگوں میں سے جنت میں داخل ہونے والے ادھیڑ عمر والے لوگوں

وَالْآخِرِيْنَ۔))رُوِیَ عَنْ جَمْعٍ مِنَ الصَّحَابَةِ، مِنْهُمْ عَلِیُّ بْنُ أَبِیْ طَالِبٍ، وَأَنَسُ بْنُ مَالِكٍ، وَأَبُوْ جُحَيْفَةَ، وَجَابِرُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ وَأَبُوْ سَعِيْدِ الْخُدْرِیُّ۔

کے سردار ہیں۔'' یہ حدیث صحابہ کی ایک جماعت سے مروی ہے، مثلا: حضرت علی بن ابو طالب، حضرت انس بن مالک، حضرت ابو جحیفہ، حضرت جابر بن عبد اللہ اور حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہم۔

(الصحيحة: ٨٢٤)

تخريج: ١۔أما حديث علي؛ فأخرجه الترمذي: ٤/ ٣١٠، وابن ماجه: ١/ ٤٩، وابن عدي: ٢١٤/ ٢، وابن شاهين في"السنة": ٦٧۔نسختي، والخطيب في"تاريخ بغداد": ١٠/ ١٩٢، وابن عساكر في"تاريخ دمشق": ٩/ ٣٠٧/ ٢، والدولابي في"الكنى": ٢/ ٩٩، وابن عدي"١٠٠/ ٢، وعبد الغني المقدسي في"الاكمال": ١/ ١٤/ ٢، وابن عساكر: ٩/ ٣١٠/ ١، وعبدالله بن أحمد في"زوائد المسند": ١/ ٨٠

٢۔وأما حديث أنس؛ فأخرجه الترمذي: ٤/ ٣١٠، والضياء المقدسي في"المختارة": ١٩٧۔١٩٨، وابن عساكر: ٢/ ٢٥٠/ ١، ٩/ ٣١٠/ ١، ١٣/ ٢٤/ ١، وابن عساكر: ٩/ ٣١٠/ ٢، والضياء: ١٤٥/ ٢

٣۔وأما حديث أبي جحيفة عن أبيه؛ فأخرجه ابن حبان: ٢١٩٢، وكذا ابن ماجه: ١/ ٥١، والدولابي في"الكنى": ١/ ١٢٠

٤۔وأما حديث جابر؛ فرواه الطبراني في"الأوسط"، قال الهيثمي: ٩/ ٥٣، ومن هذا الوجه أخرجه ابن عساكر: ١٣/ ٢٤/ ١

٥۔وأما حديث أبي سعيد؛فرواه الطبراني في"الأوسط"

٦۔أما حديث ابن عمر؛ فأخرجه السهمي في"تاريخ جرجان: ٧٧، وابن عساكر: ١٣/ ٢٣/ ٢، وقال ابن أبي حاتم: ٢/ ٣٨٩

شرح:...... صدیق و فاروق ان کے سردار ہوں گے، جو لوگ ادھیڑ عمری میں فوت ہو کر جنت میں داخل ہوں گے، وگرنہ جنت میں تو سب جنتیوں کی عمریں، جوانیاں اور قد و قامت وغیرہ برابر ہوں گے۔

ہم نے حدیث کے لفظ ''کُهُول'' کا معنی ادھیڑ عمر والے لوگ کیا ہے، جبکہ قاموس میں ہے کہ تیس یا چونتیس برس سے لے کر اکاون برس تک کی عمر والوں کو ''کُھول'' کہتے ہیں۔ امام ترمذی نے اپنے باب میں واضح کیا ہے کہ صدیق و فاروق جن لوگوں کے سردار ہوں گے، ان میں انبیا و رسل داخل نہیں ہیں۔

(٣٢٤٤)۔ وَسُئِلَ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ عَنْ خِضَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَمْ يَكُنْ شَابَ اِلَّا يَسِيْرًا، وَلٰكِنَّ

جب سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ ﷺ کے خضاب کے بارے میں پوچھا گیا، تو انھوں نے کہا: رسول اللہ کے چند بال ہی سفید ہوئے تھے، البتہ آپ کے بعد سیدنا

أَبَابَكْرٍ وَعُمَرَ بَعْدَهُ خَضَبَا بِالْحِنَّاءِ وَالْكَتَمِ- قَالَ: وَجَاءَ أَبُوبَكْرٍ بِأَبِيْهِ أَبِي قُحَافَةَ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ يَحْمِلُهُ، حَتّٰى وَضَعَهُ بَيْنَ يَدَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِأَبِي بَكْرٍ: ((لَوْ أَقْرَرْتَ الشَّيْخَ، لَأَتَيْنَاهُ مَكْرُمَةً لِأَبِي بَكْرٍ-)) فَأَسْلَمَ وَلِحْيَتُهُ وَرَأْسُهُ كَالثَّغَامَةِ بَيَاضًا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((غَيِّرُوْهُمَا وَجَنِّبُوْهُ السَّوَادَ-)) (الصحيحة:٤٩٦)

ابوبکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما نے مہندی اور کتم (کے پودے) کو خضاب کے لیے استعمال کیا۔ (یہ بات بھی یاد رہے کہ) جب ابوبکر اپنے باپ سیدنا ابوقحافہ رضی اللہ عنہ کو فتح مکہ والے دن رسول اللہ ﷺ کے پاس لائے تو آپ ﷺ نے ابوبکر سے فرمایا: ''اگر تم اپنے بزرگوں کو اپنے مقام پر ہی رہنے دیتے تو ہم ابوبکر کی عزت کرتے ہوئے ان کے پاس جاتے۔'' پھر انھوں نے اسلام قبول کر لیا، ان کی داڑھی اور سر کے بال ثغامہ بوٹی کی طرح سفید تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دونوں (یعنی داڑھی اور سر) کے بالوں کا رنگ بدل دو اور سیاہ رنگ سے اجتناب کرو۔''

تخريج: أخرجه الامام أحمد: ٣/ ١٦٠، والحاكم: ٣/ ٢٤٤، وابويعلى: ٢٨٣١

شرح:...... ثغامہ: ایک درخت جو پہاڑ کی چوٹی پر اگتا ہے، اس کا پھل اور پھول سفید ہوتے ہیں اور خشک ہونے کی صورت میں سفیدی بڑھ جاتی ہے۔

نبی کریم ﷺ کی خواہش یہ تھی کہ ابوبکر کے احترام کا تقاضا یہ ہے کہ آپ ﷺ خود ان کے والد گرامی قدر کے پاس چلے جاتے۔

(٣٢٤٥)- قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَلَا إِنِّيْ أَبْرَأُ إِلَى كُلِّ خِلٍّ مِنْ خِلِّهِ، وَلَوْكُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيْلًا، لَاتَّخَذْتُ أَبَابَكْرٍ خَلِيْلًا، إِنَّ صَاحِبَكُمْ خَلِيْلُ اللّٰهِ)) جَاءَ مِنْ حَدِيْثِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَّ ابْنِ عَبَّاسٍ، وَأَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ، وَعَبْدِاللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، وَأَبِي الْمُعَلّٰى الْأَنْصَارِيِّ، وَجُنْدُبٍ الْبَجَلِيِّ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَعَائِشَةَ وَأَنَسٍ، وَجَابِرٍ، وَأَبِي وَاقِدٍ وَالْبَرَاءِ-

(الصحيحة: ٣٥٩٨)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''خبردار! میں ہر گہرے دوست کی دوستی سے بری ہو رہا ہوں، اگر میں نے کسی (بشر) کو خلیل بنانا ہوتا تو ابوبکر کو بناتا، تمھارا ساتھی (یعنی حضرت محمد ﷺ) اللہ تعالیٰ کا خلیل ہے۔'' یہ حدیث حضرت عبد اللہ بن مسعود، حضرت عبد اللہ بن عباس، حضرت ابوسعید خدری، حضرت عبداللہ بن زبیر، حضرت ابومعلی انصاری، حضرت جندب بجلی، حضرت ابوہریرہ، حضرت عائشہ، حضرت انس، حضرت جابر، حضرت ابوواقد اور حضرت براء رضی اللہ عنہم سے مروی ہے۔

تخريج: جاء من جمع من الصحابة:

(١)۔ أما حديث ابن مسعود: فرواه مسلم: ٧/ ١٠٨، ١٠٩، والترمذي: ٣٦٥٥، وابن ماجه: ٩٣، .....

(٢)۔ وأما حديث ابن عباس: فقد رواه البخاري:٤٦٧، والنسائي في"الكبرى": ٨١٠٢ .....

(٣)۔وأما حديث أبي سعيد الخدري: فقد رواه البخاري: ٤٦٦، ومسلم: ٧/ ١٠٨، .....

(٤)۔ وأما حديث عبدالله بن الزبير: فقد أخرجه البخاري في"صحيحه": ٣٦٥٨

(٥)۔ وأما حديث أبي المُعلّي بن لوذان: فقد رواه الترمذي: ٣٦٥٩، وأحمد: ٣/ ٤٧٨، ٤/ ٢١١، .....

(٦)۔ وأما حديث جندب بن عبدالله البجلي. فقد رواه مسلم: ٧/ ١٠٨، .....

(٧)۔ وأما حديث عائشة: فرواه أحمد في"الفضائل": ٥٦٥، والطبراني في"المعجم الأوسط": ٢٠٥٥

(٨)۔ وأما حديث أنس: فرواه الطبراني في"مسند الشاميين": ١٥٤، والبزار في"مسنده": ٢٤٨٤

(٩)۔ وأما حديث جابر: فرواه عبدالله ابن أحمد في"زوائده": على "فضائل الصحابة": ٢١

(١٠)۔ وأما حديث أبي واقد الليثي: فرواه الطبراني في"الكبير": ٣٢٩٧

(١١)۔ وأما حديث البراء: فرواه الخطيب في"تاريخه": ٣/ ١٣٤

(١٢)۔ وأما حديث أبي هريرة: فقد أخرجه الترمذي: ٣٦٦١، .....

شرح:......"خلیل" اس مُحِب کو کہتے ہیں جو اپنے دل میں اپنے محبوب سے اتنی زیادہ سچی اور گہری محبت رکھتا ہو کہ اب مزید اس کے دل میں کسی کے لیے کوئی گنجائش باقی نہ رہی ہو۔ ایسی محبت کو"خلّت" کہتے ہیں اور محبت کا یہ انداز صرف اللہ تعالیٰ کے بارے میں اختیار کیا جاتا ہے، حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کو اللہ تعالیٰ سے جو شدید محبت (یعنی خلّت) تھی وہ ابوبکر رضی اللہ عنہ سے نہ تھی، کیونکہ صدیق کا مقام مرتبہ اپنی جگہ پر مسلّم ہے، لیکن اللہ تعالیٰ سے کسی کا کوئی موازنہ اور تقابل نہیں کیا جا سکتا۔ ہاں محمد رسول اللہ ﷺ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کیلیے اسلامی مودّت ومحبت کا دعوی بحال رکھا، جس کا مرتبہ"خلّت" سے کم ہے۔ (حافظ ابن حجرؒ نے"خلیل" کے نو معانی ذکر کئے ہیں۔ دیکھیں: فتح الباری: حدیث ٣٦٥٧ کے تحت)

(٣٢٤٦)۔ قَالَ ﷺ: ((اِقْتَدُوْا بِالَّذِيْنَ مِنْ بَعْدِيْ مِنْ أَصْحَابِيْ اَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرَ، وَاهْتَدُوْا بِهَدْيِ عَمَّارٍ، وَتَمَسَّكُوْا بِعَهْدِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ۔)) رُوِيَ مِنْ حَدِيْثِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ وَ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ وَأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ۔

(الصحيحة:١٢٣٣)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:"میرے بعد ابوبکر اور عمر کی پیروی کرنا، عمار کی سیرت اختیار کرنا اور ابن مسعود کے عہد کو تھام لینا۔" یہ حدیث حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت حذیفہ بن یمان، حضرت انس بن مالک اور حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہم سے روایت کی گئی ہے۔

تخريج: ١ ـ أما حديث ابن مسعود: فأخرجه الترمذي: ٢/ ٣١١، والحاكم: ٣/ ٧٥

٢ ـ وأما حديث حذيفة: أخرجه الترمذي: ٢/ ٢٩٠، والطحاوي في "المشكل" ٢/ ٨٣ـ ٨٤، وأحمد: ٥/ ٣٨٥، ٤٠٢، والحميدي في "مسنده" ١/ ٢١٤/ ٢٤٩، وابن سعد: ٢/ ٣٣٤، و ابن أبي عاصم في "السنة" ١٠٤٨ و ١٠٤٩ ـ بتحقيقي، وأبو نعيم في "الحلية" ٩/ ١٠٩، و الخطيب: ١٢/ ٢٠، والحاكم: ٣/ ٧٥، وابن عساكر: ٩/ ٣٢٣/ ١ و ١٢/ ٣١/ ١ مختصرا و مطولا، وبعضم ذكر المولى، وبعضم لم يذكره، وهو الذي رجحه الحاكم خلافا لأبي حاتم في: العلل" ٢/ ٣٨١

٣ ـ وأما حديث أنس بن مالك: فأخرجه ابن عدي: ٧٥/ ١

٤ ـ وأما حديث ابن عمر: فأخرجه ابن عساكر: ٩/ ٣٢٣/ ٢

شـــرح:...... دوسری احادیث کی روشنی میں یہ کہنا درست ہے کہ خلفائے راشدین اور صحابہ کرام کی اطاعت کی جائے گی، جب تک اللہ تعالی اور رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی نہ ہو۔

(٣٢٤٧)ـ قَالَ ﷺ: ((أُثْبُتْ حِرَاءُ! فَإِنَّهُ لَيْسَ عَلَيْكَ إِلَّا نَبِيٌّ، أَوْ صِدِّيْقٌ، أَوْ شَهِيْدٌ۔)) وَرَدَ مِنْ حَدِيْثِ سَعِيْدِ بْنِ زَيْدٍ وَعُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ، وَأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ وَبُرَيْدَةَ بْنِ الْحصيبِ وَأَبِيْ هُرَيْرَةَ۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''حرا! تھم جا، نہیں ہے تجھ پر مگر نبی یا صدیق یا شہید۔'' یہ حدیث حضرت سعید بن زید، حضرت عثمان بن عفان، حضرت انس بن مالک، حضرت بریدہ بن حصیب اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم سے روایت کی گئی ہے۔

(الصحيحة: ٨٧٥)

تخريج: ١ ـ أما حديث سعيد بن زيد: فأخرجه أبوداود: ٢/ ٢٦٤، والترمذي: ٤/ ٣٣٦، وابن ماجه: ١/ ٦١، وابن حبان: ٩/ ٦٩/ ٦٩٥٧ ـ الاحسان، والحاكم: ٣/ ٤٥٠، وأحمد: ١/ ١٨٧ و ١٨٨ و ١٨٩

٢ ـ وأما حديث عثمان: فأخرجه ابن حبان: ٢١٦٨، والترمذي: ٤/ ٣٢٠

٣ ـ وأما حديث أنس: فأخرجه الخطيب في "التاريخ": ٥/ ٣٦٥، واخرجه البخارى: ٧/ ٣٠، والترمذى: ٤/ ٣١٨، واحمد: ٣/ ١١٢ بلفظ: ((احد)) بدل ((حراء))

٤ ـ وأما حديث بريدة: فأخرجه أحمد: ٥/ ٣٤٦

٥ ـ وأما حديث أبي هريرة: فأخرجه مسلم: ٧/ ١٢٨، والترمذي: ٤/ ٣١٩، وأحمد: ٢/ ٤١٩، والخطيب: ٨/ ١٦١

شـرح:...... اس میں سیدنا ابوبکر صدیق اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہما کی عظمتوں کا بیان ہے، جنہیں بالترتیب صدیق اور شہید کے القاب سے نوازا گیا۔

(٣٢٤٨)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ أَصْبَحَ مِنْكُمُ الْيَوْمَ صَائِمًا؟)) قَالَ أَبُوْبَكْرٍ: أَنَا قَالَ: ((مَنْ عَادَ مِنْكُمُ الْيَوْمَ مَرِيْضًا؟)) قَالَ أَبُوْ بَكْرٍ: أَنَا قَالَ: ((مَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الْيَوْمَ جَنَازَةً؟)) قَالَ أَبُوْبَكْرٍ: أَنَا۔ قَالَ: ((مَنْ أَطْعَمَ الْيَوْمَ مِسْكِيْنًا؟)) قَالَ أَبُوْبَكْرٍ: أَنَا۔ قَالَ مَرْوَانُ: بَلَغَنِيْ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((مَا اجْتَمَعَ هٰذِهِ الْخِصَالُ فِيْ رَجُلٍ فِيْ يَوْمٍ، إِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ۔)) (الصحيحة:٨٨)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: ''آج کون روزے دار ہے؟'' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں ہوں۔ آپ نے پوچھا: ''آج تم میں سے کس نے مریض کی بیمار پرسی کی ہے؟'' ابوبکر نے کہا: میں نے۔ آپ نے پوچھا: ''آج تم میں سے کس نے نماز جنازہ پڑھی ہے؟'' ابوبکر نے کہا: میں نے۔ آپ نے پوچھا: ''آج کس نے مسکین کو کھانا کھلایا ہے؟'' ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے۔ مروان کہتے ہیں کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آخر میں فرمایا: ''جس آدمی میں ایک دن میں یہ صفات جمع ہو جائیں وہ جنت میں داخل ہوگا۔''

تخریج: رواه مسلم في "صحيحه": ٧/ ١١٠، والبخاري في "الأدب المفرد": ٥١٥، وابن خزيمة في "صحيحة": ٣/ ٣٠٤/ ٢١٣١، والبيهقي في "السنن": ٤/ ١٨٩، و"الشعب": ٧/ ٥٣٧/ ٩١٩٩، وابن عساكر في "تاريخه": ٩/ ٢٨٨/ ١

شرح:...... امام البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں: اس حدیث میں سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی فضیلت اور ان کے لیے جنت کی بشارت کا بیان ہے، اس موضوع پر دلالت کرنے والی کافی ساری احادیث موجود ہیں۔

نیز اس میں ایک دن میں مذکورہ بالا خصائل سے متصف ہونے کی فضیلت کا بیان ہے، جو آدمی ایک دن میں یہ نیکیاں سرانجام دے گا، اسے جنت کی بشارت دی جائے گی۔ (صحیحہ: ۸۸)

خصائل یہ ہیں: ایک دن میں روزہ رکھنا، بیمار کی تیمارداری کرنا، نماز جنازہ ادا کرنا اور مسکین کو کھانا کھلانا۔

سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو صدیق کا لقب کیسے ملا؟

(٣٢٤٩)۔ عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: لَمَّا أُسْرِيَ بِالنَّبِيِّ ﷺ إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصٰى، أَصْبَحَ يَتَحَدَّثُ النَّاسُ بِذٰلِكَ، فَارْتَدَّ نَاسٌ مِمَّنْ كَانُوْا آمَنُوْا بِهٖ وَصَدَّقُوْهُ، وَسَعَوْا بِذٰلِكَ إِلٰى أَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، فَقَالُوْا: هَلْ لَكَ إِلٰى صَاحِبِكَ يَزْعُمُ أَنَّهُ أُسْرِيَ بِهٖ اللَّيْلَةَ إِلٰى بَيْتِ الْمَقْدِسِ؟ قَالَ: أَوَ قَالَ

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد اقصی تک سیر کرائی گئی اور صبح کے وقت لوگوں نے اس موضوع پر بات چیت کرنا شروع کی تو کچھ لوگ، جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لا چکے تھے اور آپ کی تصدیق کر چکے تھے، مرتد ہو گئے، وہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا: یہ آپ کا ساتھی اس قسم کا دعوی کر رہا ہے کہ اسے آج رات بیت المقدس تک سیر کرائی گئی، اب آپ اس کے بارے میں کیا

ذٰلِكَ؟ قَالُوْا: نَعَمْ۔ قَالَ: لَئِنْ كَانَ قَالَ ذٰلِكَ، لَقَدْ صَدَقَ۔ قَالُوْا: اَوَ تُصَدِّقُهُ اَنَّهُ ذَهَبَ اللَّيْلَةَ اِلٰى بَيْتِ الْمَقْدِسِ وَجَاءَ قَبْلَ اَنْ يُصْبِحَ؟ قَالَ: نَعَمْ، اِنِّيْ لَاُصَدِّقُهُ فِيْمَا هُوَ اَبْعَدُ مِنْ ذٰلِكَ، اُصَدِّقُهُ بِخَبَرِ السَّمَاءِ فِيْ غَدْوَةٍ اَوْ رَوْحَةٍ، فَلِذٰلِكَ سُمِّيَ اَبُوْبَكْرٍ: الصِّدِّيْقَ۔ (الصحيحة:٣٠٦)

کہیں گے؟ سیدنا ابو بکر نے پوچھا: آیا آپ ﷺ نے یہ دعوی کیا ہے؟ انھوں نے کہا: جی ہاں۔ سیدنا ابو بکر نے کہا: اگر آپ ﷺ نے ایسی بات کی ہے تو آپ نے سچ فرمایا ہے۔ انھوں نے کہا: کیا تم تصدیق کرو گے کہ آپ راتوں رات بیت المقدس گئے اور صبح سے پہلے پہلے واپس بھی آ گئے ہیں؟ سیدنا ابو بکر صدیق نے کہا: جی ہاں، (غور کرو کہ) میں تو ان امور میں بھی آپ کی تصدیق کرتا ہوں جو (تمھاری سمجھ کے مطابق) اس (وقوعہ) سے بھی مشکل اور بعید ہیں۔ میں تو صبح کے وقت آسمانی خبر یعنی آپ ﷺ پر نازل ہونے والی وحی کی تصدیق کرتا ہوں، وہ صبح کو موصول ہو یا شام کو۔ اسی وجہ سے ابو بکر کو ''صدیق'' کہا گیا۔

تخريج: أخرجه الحاكم: ٣/ ٦٢، ومن طريقه البيهقي في "الدلائل": ٢/ ٣٦٠۔ ٣٦١

شرح:...... قربان ہو جائیں ہمارے ماں باپ ابو بکر صدیق کی صداقت پر، نبی کریم ﷺ کی مقدس زبان سے جو دعوی سنائی دیا، وہ کسی کے لیے بادی النظر میں ممکن ہو یا نہ ہو، بہر حال صدیق کے لیے قابل تسلیم ہوگا۔

ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفۂ بلافصل تھے

(٣٢٥٠)۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((بَيْنَمَا اَنَا عَلٰى بِئْرٍ اَنْزِعُ مِنْهَا، جَاءَنِيْ اَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ، فَاَخَذَ اَبُوْبَكْرٍ الدَّلْوَ، فَنَزَعَ ذَنُوْبًا اَوْ ذَنُوْبَيْنِ، وَفِيْ نَزْعِهِ ضَعْفٌ، وَاللّٰهُ يَغْفِرُ لَهُ! ثُمَّ اَخَذَهَا ابْنُ الْخَطَّابِ مِنْ يَدِ اَبِيْ بَكْرٍ، فَاسْتَحَالَتْ فِيْ يَدِهِ غَرْبًا، فَلَمْ اَرَ عَبْقَرِيًّا مِنَ النَّاسِ يَفْرِيْ فِرْيَهُ، فَنَزَعَ، حَتّٰى ضَرَبَ النَّاسُ بِعَطَنٍ۔)) جَاءَ مِنْ حَدِيْثِ ابْنِ عُمَرَ، وَاَبِيْ هُرَيْرَةَ، وَاَبِي الطُّفَيْلِ۔ (الصحيحة: ٣٦١٤)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں (خواب میں) ایک کنویں سے پانی کھینچ رہا تھا، میرے پاس ابو بکر آئے، انھوں نے ڈول پکڑا اور ایک دو ڈول کھینچے، اس کے کھینچنے میں کمزوری محسوس ہو رہی تھی اور اللہ تعالی اسے بخش دے گا۔ پھر ابو بکر کے ہاتھ سے عمر ابن خطاب نے (وہ ڈول) پکڑ لیا، پھر تو وہ بہت بڑا ڈول ثابت ہوا، میں نے ایسا قوی (اور باکمال) آدمی نہیں دیکھا جو اس طرح کام کرتا ہو، انھوں نے اتنا پانی کھینچا کہ لوگ اپنے اونٹوں کو سیراب کر کے پانی کے پاس ٹھہر گئے۔'' یہ حدیث حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت ابو ہریرہ اور حضرت ابو طفیل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

تخريج: جاء من حديث ابن عُمر، أبي هريرة، وأبي الطفيل:

(١)۔ أما حديث ابن عُمر؛ فرواه البخاري: ٣٦٣٣، ٣٦٨٢، ٧٠٢٠، ومسلم: ٧/ ١١٣، والترمذي: ٢٢٧٩، والنسائي في "الكبرى": ٧٦٣٦، وأحمد في "مسنده": ٢/ ٢٨ و ٣٩، وفي "الفضائل": ٢٢٤،

وابن أبي شيبة: ١١/ ٦٢، ١٢/ ٢١، والبيهقي: ٨/ ١٥٤، وأبويعلي: ٥٥١٤، ٥٥٢٤، والطبراني في "المعجم الكبير": ١٣١٧٧، وابن أبي عاصم: ١٤٥٦

٢۔ وأما حديث أبي هريرة؛ فرواه عنه جماعة: (ونحن نلخص)

رواه البخاري: ٣٦٦٤، ٧٠٢١، ٧٤٧٥، ومسلم: ٧/ ١١٢، ١١٣، وابن حبان: ٦٨٩٨، والنسائي في "الكبرى": ٨١١٦، وابن أبي عاصم: ١٤٥٨، والبيهقي في "الدلائل": ٦/ ٣٤٤، وأحمد: ٢/ ٤٥٠س، وابن أبي شيبة: ١٢/ ٢١

(٣)وأما حديث أبي الطفيل فرواه احمد. ٥/ ٤٥٥

شرح:...... اس خواب کی تعبیر سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی بالترتیب خلافت ہے۔ اول الذکر کی کمزوری اور ایک دو ڈول سے مراد یہ ہے کہ وہ زیادہ دیر تک مسلمانوں کی خدمت نہ کر سکیں گے، انکار و ارتداد اور اختلاف و اضطراب جیسے مسائل کھڑے ہو جائیں گے اور جلدی فوت ہو جائیں گے۔ یہ ساری کمی وکاست سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے پوری کر دی، ان کا دورِ خلافت تعظیم دین اور اعلائے کلمۃ اللہ کا زمانہ تھا اور شرق و غرب میں پرچم توحید لہرانے لگا۔

"غَرْبًا" اس بڑے ڈول کو کہتے ہیں جو بھینس یا بیل کی کھال سے بنایا جاتا ہے، اس سے کھیتوں یا باغوں کی آبیاری کرتے ہیں۔

حدیث کے آخری جملے کا معنی یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں اسلام پھیلے گا اور فتوحات اتنی بے شمار ہوں گی کہ لوگ مال و دولت سے سیراب ہو جائیں گے۔

(٣٢٥١)۔ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: لَمَّا ثَقُلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لِعَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ: ((اِئْتِنِيْ بِكَتِفٍ أَوْ لَوْحٍ حَتّٰى أَكْتُبَ لِأَبِي بَكْرٍ كِتَابًا لَا يُخْتَلَفُ عَلَيْهِ۔)) فَلَمَّا ذَهَبَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ لِيَقُوْمَ، قَالَ: ((أَبَى اللّٰهُ وَالْمُؤْمِنُوْنَ أَنْ يُخْتَلَفَ عَلَيْكَ يَا أَبَا بَكْرٍ!۔)) (الصحيحة: ٦٩٠)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: جب رسول اللہ ﷺ کی بیماری بڑھ گئی تو (میرے بھائی) عبد الرحمٰن بن ابوبکر کو حکم دیا کہ "کوئی تختی یا ہڈی لاؤ، میں ابوبکر کے حق میں کچھ لکھنا چاہتا ہوں تاکہ اس پر کسی کو اختلاف نہ ہو"۔ جب عبد الرحمن چلا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: "ابو بکر! اللہ تعالیٰ نے اور مؤمنوں نے اس بات سے انکار کر دیا ہے کہ تجھ پر اختلاف کیا جائے۔"

تخريج. أخرجه أحمد: ٦/ ٤٧، والحسن بن عرفة في "جزئه": ٢/ ٢، ومن طريقه ابن بلبان في "تحفة الصديق في فضائل أبي بكر الصديق": ٥٠/ ١

وأخرجه البخاري: ٤/ ٤٦، ٤٠٥، ومسلم: ٧/ ١١٠، وأحمد: ٦/ ١٤٤

شرح:...... سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو اپنی بیماری کے دوران کہا (أدعي

لِيْ اَبَـابَكْرٍ اَبَاكَ وَاَخَاكَ حَتّٰى اَكْتُبَ كِتَابًا ، فَاِنِّيْ اَخَافُ اَنْ يَّتَمَنّٰى مُتَمَنٍّ وَيَقُوْلَ قَائِلٌ: اَنَا اَوْلٰى ، وَيَاْبَى اللّٰهُ وَالْمُؤْمِنُوْنَ اِلَّا اَبَا بَكْرٍ۔) (مسلم) ...... ''اپنے باپ ابوبکر اور بھائی کو بلاؤ، تاکہ میں کچھ لکھ ہی دوں، کیونکہ مجھے خدشہ کہ کوئی خواہش مند تمنا کرسکتا ہے اور کوئی کہہ سکتا ہے کہ وہ (خلافت کا) زیادہ حقدار ہے۔لیکن اللہ تعالی اور مومنین تو ابوبکر کے علاوہ ہر کسی کا انکار کرتے ہیں۔''

سیدنا عبد اللہ بن زمعہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری شدت اختیار کر گئی، میں بھی کچھ مسلمانوں سمیت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود تھا، سیدنا بلال نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز کے لیے بلایا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کسی کو حکم دے دو کہ وہ نماز پڑھا دے۔'' جب میں باہر آیا تو دیکھا کہ لوگوں میں عمر رضی اللہ عنہ بیٹھے تھے اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ غائب تھے۔ میں نے کہا: عمر! اٹھو اور لوگوں کو نماز پڑھاؤ۔ پس وہ آگے بڑھے اور تکبیر تحریمہ کہی، چونکہ وہ بلند آواز والے تھے، اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی آواز سن لی اور پوچھا: ''ابوبکر کہاں ہیں؟ اللہ اور مسلمان کسی اور کے آگے بڑھنے کا انکار کرتے ہیں، اللہ اور مسلمان کسی اور کے آگے بڑھنے کا انکار کرتے ہیں۔'' پھر ابوبکر کی طرف پیغام بھیجا، وہ تشریف لے آئے،لیکن اس وقت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ وہ نماز پڑھا چکے تھے۔(ابو داود: ٤٦٦٠، احمد: ١٨٤٢٧)

یہ روایات اس بات کا قطعی ثبوت ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفۂ اول سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہی ہیں اور عملا ایسے ہی ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد سقیفہ بنی ساعدہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ، اربابِ حل وعقد اور پھر تمام مسلمانوں نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت کی۔ جو سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت کا بین ثبوت ہے۔

اگر سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت کسی شرعی دلیل سے ثابت نہ بھی ہوتی تو ان کی خلافت کے برحق ہونے کے لیے صحابہ کرام کا اجماع واتفاق ہی کافی تھا۔

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے فضائل ومناقب

(٣٢٥٢)۔ عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ! أَعِزَّ الْإِسْلَامَ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ خَاصَّةً۔)) (الصحيحة: ٣٢٢٥)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے اللہ! عمر بن خطاب کے ذریعے اسلام کو غلبہ نصیب فرما۔''

تخريج: أخرجه ابن حبان في "صحيحه": ٢١٨٠۔موارد من طريق عبدالله بن عيسى الفروي، وكذا البيهقي في "سننه": ٦/ ٣٧٠، وابن عدي في "الكامل": ٦/ ٢١٠، وعنه ابن عساكر في "تاريخ الدمشق": ١٢/ ٧١٨، والحاكم: ٣/ ٨٣، وعنه البيهقي

شرح:...... اللہ تعالی نے اس دعائے نبوی کی قدر کی اور سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ذریعے اسلام کو اقتدار عطا کیا۔ یہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی عظمت اور حق گوئی کا منہ بولتا ثبوت ہے کہ ان کو غلبۂ اسلام کے لیے مانگا گیا تھا۔

(٣٢٥٣)۔ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ مَرْفُوْعًا:

((لَوْ كَانَ بَعْدِي نَبِيٌّ ، لَكَانَ عُمَرُ ۔)) (الصحيحة:٣٢٧)

سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو وہ عمر (رضی اللہ عنہ) ہوتا۔''

تخریج: رواه الترمذی: ٢/ ٢٩٣ وحسنه، والحاكم: ٣/ ٨٥وصححه، وأحمد: ٤/ ١٥٤، والرويانى فى "مسنده": ٥٠/ ١، والطبرانى فى "الكبير": ١٧/ ٢٥٧، وأبوبكر النجاد فى "الفوائد المنتقاة": ١٧/ ١-٢، وابن سمعون فى "الأمالى": ١٧٢/ ٢، وأبوبكر القطيعى فى "الفوائد المنتقاة": ٤/ ٧/ ٢، والخطيب فى "الموضح": ٢/ ٢٢٦، وابن عساكر: ٣/ ٢١٠/ ٢

شــرح:...... اس میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی صلاحیت، لیاقت، قابلیت، اہلیت، حق گوئی اور حق کے قریب ہونے کی نشاندہی کی گئی ہے۔

(٣٢٥٤)۔ عَنْ جَابِرٍ مَرْفُوْعًا: ((رَأَيْتُنِي دَخَلْتُ الْجَنَّةَ ، فَإِذَا أَنَا بِالرُّمَيْصَاءِ امْرَأَةِ أَبِي طَلْحَةَ ، وَسَمِعْتُ خَشْفًا أَمَامِي ، فَقُلْتُ: مَنْ هٰذَا يَا جِبْرِيْلُ؟ قَالَ: هٰذَا بِلَالٌ ، وَرَأَيْتُ قَصْرًا أَبْيَضَ بِفِنَائِهِ جَارِيَةٌ قَالَ: قُلْتُ لِمَنْ هٰذَا الْقَصْرُ؟ قَالَ: لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ ، فَأَرَدْتُ أَنْ أَدْخُلَ فَأَنْظُرَ إِلَيْهِ ، قَالَ: فَذَكَرْتُ غَيْرَتَكَ ۔)) فَقَالَ عُمَرُ: بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَوَعَلَيْكَ أَغَارُ؟ (الصحيحة:١٤٠٥)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں نے خواب میں دیکھا کہ میں جنت میں داخل ہوا، اچانک وہاں میری نگاہ ابوطلحہ کی بیوی رمیصا پر پڑی اور مجھے اپنے سامنے والی جانب سے کسی کے حرکت کرنے کی آواز سنائی دی۔ میں نے کہا: جبریل! یہ کون ہے؟ اس نے کہا: یہ بلال ہے۔ پھر میں نے ایک سفید محل دیکھا، اس کے صحن میں ایک لڑکی بھی موجود تھی۔ میں نے پوچھا: یہ کس کا محل ہے؟ اس نے جواب دیا: یہ عمر بن خطاب کا ہے۔ میں نے چاہا کہ اس میں داخل ہو جاؤں اور (اندر سے) دیکھ لوں، لیکن عمر! مجھے تیری غیرت یاد آ گئی۔'' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، کیا میں آپ پر غیرت کر سکتا ہوں؟

تخريج: أخرجه البخاري: ٢/ ٤٢٥، والطيالسي في "مسنده" ١٧١٩، وأحمد: ٣/ ٣٧٢، ٣٨٩

(٣٢٥٥)۔ عَنْ أَنَسٍ ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((دَخَلْتُ الْجَنَّةَ ، فَإِذَا أَنَا بِقَصْرٍ مِنْ ذَهَبٍ ، فَقُلْتُ: لِمَنْ هٰذَا الْقَصْرُ؟ قَالُوْا:لِشَابٍّ مِنْ قُرَيْشٍ ، فَظَنَنْتُ أَنِّي أَنَا

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں جنت میں داخل ہوا، اچانک سونے کا ایک محل دیکھا۔ میں نے پوچھا: یہ محل کس کا ہے؟ انھوں نے کہا: ایک قریشی جوان کا ہے۔ مجھے خیال تھا کہ یہ میرا ہی ہو گا (کیونکہ

هُوَ، فَقُلْتُ: وَمَنْ هُوَ؟ فَقَالُوْا: لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، قَالَ: فَلَوْلَا مَا عَلِمْتُ مِنْ غَيْرَتِكَ لَدَخَلْتُهُ.)) فَقَالَ عُمَرُ: عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَغَارُ؟۔ (الصحيحة: ١٤٢٣)

میں قریشی ہوں)۔ بہر حال میں نے پوچھا: وہ قریشی کون ہے؟ انھوں نے کہا: یہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا ہے۔'' پھر آپ نے فرمایا: ''عمر! اگر تیری غیرت وحمیت کا مسئلہ نہ ہوتا تو میں اس میں ضرور داخل ہو جاتا۔'' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا میں آپ پر غیرت کھا سکتا ہوں؟''

تخريج: أخرجه الترمذي: ٢/ ٢٩٣، وابن حبان: ٢١٨٨، وأحمد: ٣/ ١٠٧و ١٧٩

شرح:...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا عمر رضی اللہ کی غیرت، شدت اور حدّت کا خیال رکھا، جب کہ ان کے جواب کا یہ مقصد تھا کہ اللہ تعالی نے ان کو آپ کی وجہ سے رفعت عطا کی ہے اور آپ کے ذریعے ہدایت سے نوازا ہے، بھلا وہ آپ پر کیسے غیرت کر سکتے ہیں۔

(٣٢٥٦)۔ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ، عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((بَيْنَمَا أَنَا نَائِمٌ، رَأَيْتُ النَّاسَ يُعْرَضُوْنَ عَلَيَّ وَعَلَيْهِمْ قُمُصٌ، مِنْهَا مَا يَبْلُغُ الثُّدِيَ، وَمِنْهَا مَا يَبْلُغُ أَسْفَلَ مِنْ ذٰلِكَ، فَعُرِضَ عَلَيَّ عُمَرُ وَعَلَيْهِ قَمِيْصٌ يَجُرُّهُ.)) قَالُوْا: فَمَا أَوَّلْتَهُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((الدِّيْنَ.))

(الصحيحة: ٣٦١٢)

ابوامامہ بن سہل بن حنیف ایک صحابیٔ رسول سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں سو رہا تھا، اچانک کیا دیکھتا ہوں کہ لوگ مجھ پر اس حال میں پیش کئے جانے لگے کہ انھوں نے قمیصیں پہنی ہوئی تھیں، کسی کی قمیص سینے تک تھی، کسی کی اس سے نیچے تک، اتنے میں عمر کو پیش کیا گیا، ان کی قمیص تو (اتنی لمبی تھی کہ) گھسٹ رہی تھی۔'' صحابہ نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! اس خواب کی تعبیر کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''(قمیصوں سے مراد) دین ہے۔''

تخريج: رواه عبدالرزاق: ٢٠٣٨٥، ومن طريقه: أحمد: ٥/ ٣٧٣، والترمذي: ٢٢٨٥، وأخرجه البخاري: ٢٣، ٣٩٠، ٢٣٩٠، ومسلم: ٧/ ١١٢، والترمذي: ٢٢٨٦ وغيرهم لكن سمّوا الصحابي المبهم: أبا سعيد الخدري

شرح:...... سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نبوی شہادت کے مطابق دین اسلام سے مکمل طور پر مزین تھے۔ مفہوم یہ ہوا کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کا دورانیہ طویل ہوگا، اس میں دین کو سربلندی نصیب ہوگی، ان کی حیات میں اور موت کے بعد ان کی فتوحات کے آثار باقی رہیں گے۔ قمیص کے گھسنے کا معنی یہ ہوا کہ ان کی وفات کے بعد ان کے آثار جمیلہ اور سنن حسنہ مسلمانوں میں باقی رہیں گی۔ (تلخیص از مرقاۃ المفاتیح: ١٠/ ٣٩٣)

(٣٢٥٧)۔ قَالَ ﷺ: ((أَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ

سَيِّدَا كُهُوْلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ مِنَ الْأَوَّلِيْنَ وَالآخِرِيْنَ۔)) رُوِيَ عَنْ جَمْعٍ مِنَ الصَّحَابَةِ، مِنْهُمْ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ، وَأَنَسُ بْنُ مَالِكٍ، وَأَبُوْ جُحَيْفَةَ، وَجَابِرُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ وَأَبُوْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيُّ۔ (الصحیحة: ۸۲٤)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ابوبکر اور عمر پہلے اور پچھلے لوگوں میں سے جنت میں داخل ہونے والے عمر رسیدہ لوگوں کے سردار ہیں۔'' یہ حدیث حضرت علی بن ابو طالب، حضرت انس بن مالک، حضرت ابو جحیفہ، حضرت جابر بن عبد اللہ اور حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہم سے مروی ہے۔

تخریج: ١۔أماحديث علي؛ فأخرجه الترمذي: ٤/ ٣١٠، وابن ماجه: ١/ ٤٩، وابن عدي: ٢١٤/ ٢، وابن شاهين في"السنة": ٦٧۔نسختي، والخطيب في"تاريخ بغداد": ١٠/ ١٩٢، وابن عساكر في"تاريخ دمشق": ٩/ ٣٠٧/ ٢، والدولابي في"الكنى": ٢/ ٩٩، وابن عدي"١٠٠/ ٢، وعبد الغني المقدسي في"الاكمال": ١/ ١٤/ ٢، وابن عساكر: ٩/ ٣١٠/ ١، وعبدالله بن أحمد في"زوائد المسند": ١/ ٨٠

٢۔وأماحديث أنس؛ فأخرجه الترمذي: ٤/ ٣١٠، والضياء المقدسي في"المختارة": ١٩٧۔١٩٨، وابن عساكر: ٢/ ٢٥٠/ ١، ٩/ ٣١٠/ ١، ١٣/ ٢٤/ ١، وابن عساكر: ٩/ ٣١٠/ ٢، والضياء: ١٤٥/ ٢

٣۔وأماحديث أبو جحيفة عن أبيه؛ فأخرجه ابن حبان: ٢١٩٢، وكذا ابن ماجه: ١/ ٥١، والدولابي في"الكنى": ١/ ١٢٠

٤۔وأماحديث جابر؛ فرواه الطبراني في"الأوسط"، قال الهيثمي: ٩/ ٥٣، ومن هذا الوجه أخرجه ابن عساكر: ١٣/ ٢٤/ ١

٥۔وأماحديث أبي سعيد؛فرواه الطبراني في"الأوسط"

٦۔أماحديث ابن عمر؛ فأخرجه السهمي في"تاريخ جرجان: ٧٧، وابن عساكر: ١٣/ ٢٣/ ٢، وقال ابن أبي حاتم: ٢/ ٣٨٩

شرح:......صدیق و فاروق ان لوگوں کے سردار ہوں گے، جو لوگ ادھیڑ عمری میں فوت ہو کر جنت میں داخل ہوتے ہیں، وگرنہ جنت میں تو سب جنتیوں کی عمریں، جوانیاں اور قد و قامت وغیرہ برابر ہوں گے۔

ہم نے حدیث کے لفظ ''کُهُول'' کا معنی ادھیڑ عمر والے لوگ کیا ہے، جبکہ قاموس میں ہے کہ تیس یا چونتیس برس سے لے کر اکاون برس تک کی عمر والوں کو ''کُهُول'' کہتے ہیں۔ امام ترمذی نے اپنے باب میں واضح کیا ہے کہ صدیق و فاروق جن لوگوں کے سردار ہوں گے، ان میں انبیا و رسل داخل نہیں ہیں۔

(۳۲۵۸)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حَنْطَبٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَأٰى أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ، قَالَ:

((هٰذَانِ السَّمْعُ وَالْبَصَرُ۔)) (الصحيحة: ٨١٤)

سیدنا عبداللہ بن حنطب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے سیدنا ابوبکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھ کر فرمایا: ''یہ (میری امت کے) کان اور آنکھیں ہیں۔''

تخريج: أخرجه الترمذي: ٤/ ٣١١

شرح:...... یعنی سر میں جو اہمیت کان اور آنکھ کی ہے وہ دینِ اسلام میں صدیق و فاروق کی ہے، کانوں اور آنکھوں کے بغیر انسان کیسا لگتا ہے؟ اس کی کتنی وقعت ہوتی ہے؟ وہ اپنی صلاحیتوں سے کس قدر مستفید ہوسکتا ہے؟ یہی حشر اس اسلام کا ہوگا، جس میں رسول اللہ ﷺ کے سسر صدیق و فاروق نہیں ہوں گے۔

(٣٢٥٩)۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيْهِ: أَنَّ أَمَةً سَوْدَاءَ أَتَتِ النَّبِيَّ ﷺ وَرَجَعَ مِنْ بَعْضِ مَغَازِيْهِ، فَقَالَتْ: إِنِّيْ كُنْتُ نَذَرْتُ: إِنْ رَدَّكَ اللّٰهُ صَالِحاً أَنْ أَضْرِبَ عِنْدَكَ بِالدُّفِّ! قَالَ: ((إِنْ كُنْتِ فَعَلْتِ فَافْعَلِيْ، وَإِنْ كُنْتِ لَمْ تَفْعَلِيْ فَلَا تَفْعَلِيْ۔)) فَضَرَبَتْ فَدَخَلَ أَبُوْ بَكْرٍ وَهِيَ تَضْرِبُ، وَدَخَلَ غَيْرُهُ وَهِيَ تَضْرِبُ، ثُمَّ دَخَلَ عُمَرُ، قَالَ: فَجَعَلَتْ دُفَّهَا خَلْفَهَا وَهِيَ مُقَنَّعَةٌ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ الشَّيْطَانَ لَيَفْرَقُ مِنْكَ يَا عُمَرُ! أَنَا جَالِسٌ هٰهُنَا، وَدَخَلَ هٰؤُلَاءِ، فَلَمَّا أَنْ دَخَلْتَ فَعَلَتْ مَافَعَلَتْ۔)) (الصحيحة: ١٦٠٩)

عبداللہ بن بریدہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ ایک غزوے سے واپس آئے تو سیاہ رنگ کی ایک لونڈی آپ ﷺ کے پاس آئی اور کہا: میں نے نذر مانی تھی کہ اگر اللہ تعالی نے آپ کو فاتح لوٹایا تو میں آپ کے پاس دف بجاؤں گی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر نذر مانی ہے تو ٹھیک ہے (دف بجا لے)، وگرنہ نہیں۔'' اس نے دف بجانا شروع کیا، ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے، وہ بجاتی رہی، دوسرے صحابہ آئے، وہ اسی حالت پر رہی۔ لیکن جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ آئے تو اس نے دف چھپانے کے لیے اسے اپنے نیچے رکھ دیا اور دوپٹا اوڑھ لیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عمر! شیطان تجھ سے ڈرتا ہے۔ میں اور یہ لوگ یہاں بیٹھے تھے (یہ دف بجاتی رہی) لیکن جب تم داخل ہوئے تو اس نے ایسے ایسے کر دیا۔''

تخريج: أخرجه أحمد: ٥/ ٣٥٣، والترمذي: ٤/ ٣١٦، وابن حبان: ٢١٨٦

شرح:...... اگرچہ اس موقع پر اس لونڈی کا دف بجانا جائز تھا، تبھی تو نبی کریم ﷺ نے اجازت دی۔ یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا رعب اور ہیبت تھی، جس کا رسول اللہ ﷺ بھی لحاظ کرتے تھے۔

امام البانی رحمہ اللہ نے کہا: اس حدیث کی وجہ سے بعض لوگ اشکال میں پڑ گئے ہیں اور وہ یہ کہ نکاح اور عید کے علاوہ دف بجانا معصیت اور نافرمانی کا کام ہے اور نافرمانی پر مشتمل نذر ماننا بھی ناجائز ہے اور اس کو پورا کرنا بھی ناجائز ہے، لیکن اس موقع پر اجازت کیوں دی گئی؟

مجھے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس عورت کی نذر کا تعلق اس خوشی سے تھا، جو غزوے سے نبی کریم ﷺ کے فاتح لوٹنے سے نصیب ہوئی تھی، اس لیے اسے اس خوشی کے موقع پر دف بجانے کی اجازت دے دی گئی، لیکن یہ چیز آپ ﷺ کی فتح کے ساتھ مخصوص رہنی چاہیے، اس گنجائش کا مطلب یہ نہیں کہ تمام خوشیوں کے موقعوں پر دف بجانے کی رخصت دے دی جائے، کیونکہ کوئی خوشی بھی آپ ﷺ کے فاتح لوٹنے کی خوشی کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ دوسری بات یہ ہے عام شرعی دلائل سے معلوم ہوتا ہے کہ موسیقی کے آلات اور دف وغیرہ کا استعمال حرام ہے، مگر وہ صورتیں جن میں دف کی اجازت دی گئی۔ (صحیحہ: ۱۶۰۹)

امام البانی رحمہ اللہ نے دوسرے مقام پر فرمایا: یہ بات تو معروف ہے کہ دُف، موسیقی اور ساز کے ان آلات میں سے ہے، جو شریعتِ اسلامیہ میں حرام ہیں اور فقہائے اربعہ سمیت بڑے بڑے ائمہ اس کی حرمت پر متفق ہیں، اس موضوع پر صحیح احادیث پائی جاتی ہیں، البتہ شادی بیاہ اور عیدین کے موقع پر صرف دُف بجانے کی اجازت دی گئی ہے، سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس عورت کو دف بجانے کی نذر پوری کرنے کی اجازت کیوں دی، حالانکہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں مانی گئی نذر پوری نہیں کی جاتی؟

اس کا جواب یہ ہے کہ اس نذر کا تعلق اس خوشی سے تھے، جو اس کو نبی کریم ﷺ کے فاتح اور سالم لوٹنے سے نصیب ہوئی تھی، اس لیے آپ ﷺ نے اس کو شادی اور عیدین کے موقع پر بجائے جانے والے دف کا حکم دیا، اور بلا شک وشبہ آپ ﷺ کا غزوہ سے کامیابی و کامرانی کے ساتھ لوٹنے کی خوشی اتنی بڑی ہے کہ اس کو شادی اور عید کی خوشی پر بھی قیاس نہیں کیا جا سکتا، اس لیے اس حکم کو آپ ﷺ کے ساتھ خاص سمجھا جائے گا اور کسی دوسرے کے معاملے کو اس پر قیاس نہیں کیا جائے گا، کیونکہ یہ لوہاروں کو فرشتوں پر قیاس کرنے والی بات ہو گی۔

امام خطابی نے (معالم السنن) میں اور علامہ صدیق حسن خان نے (الروضة الندية: ۲/ ۱۷۷۔ ۱۷۸) میں جمع وتطبیق کی یہی صورت ذکر کی۔ (صحیحہ: ۲۲۶۱)

(۳۲۶۰)۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((بَيْنَمَا اَنَا عَلٰى بِئْرٍ اَنْزَعُ مِنْهَا، جَاءَ نِيْ اَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ، فَاَخَذَ اَبُوْبَكْرٍ الدَّلْوَ، فَنَزَعَ ذُنُوْبًا اَوْذُنُوْبَيْنِ، وَفِيْ نَزْعِهِ ضَعْفٌ، وَاللّٰهُ يَغْفِرُلَهُ! ثُمَّ اَخَذَهَا ابْنُ الْخَطَّابِ مِنْ يَدِ اَبِيْ بَكْرٍ، فَاسْتَحَالَتْ فِيْ يَدِهٖ غَرْبًا، فَلَمْ اَرَ عَبْقَرِيًّا مِنَ النَّاسِ يَفْرِيْ فِرْيَهٗ، فَنَزَعَ، حَتّٰى ضَرَبَ النَّاسُ بِعَطَنٍ۔))جَاءَ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں (خواب میں) ایک کنویں سے پانی کھینچ رہا تھا، میرے پاس ابوبکر آئے، انھوں نے ڈول پکڑا اور ایک دو ڈول کھینچے، اس کے کھینچنے میں کمزوری محسوس ہو رہی تھے اور اللہ تعالیٰ اسے بخش دے گا۔ پھر ابوبکر کے ہاتھ سے عمر ابن خطاب نے (وہ ڈول) پکڑ لیا، پھر تو وہ بہت بڑا ڈول ثابت ہوا، میں نے ایسا قوی (اور باکمال) آدمی نہیں دیکھا جو اس طرح کام کرتا ہو، انھوں نے اتنا پانی کھینچا کہ لوگ اپنے اونٹوں کو سیراب کر کے پانی کے

مِنْ حَدِيْثِ ابْنِ عُمَرَ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ، وَأَبِي الطُّفَيْلِ۔ (الصحيحة: ٣٦١٤)

پاس ٹھہر گئے۔'' یہ حدیث حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت ابو ہریرہ اور حضرت ابو طفیل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

تخريـج: جاء من حديث ابن عُمر، أبي هريرة، وأبي الطفيل:

(١)۔ أما حـديـث ابـن عُـمـر؛ فرواه البخاري: ٣٦٣٣، ٣٦٨٢، ٧٠٢٠، ومسلم: ٧/ ١١٣، والترمذي: ٢٢٧٩، والـنسـائـي فـي"الـكبرى": ٧٦٣٦، وأحمد في"مسنده": ٢/ ٢٨ و ٣٩، وفي"الفضائل": ٢٢٤، وابـن أبـي شيبة: ١١/ ٦٢، ١٢/ ٢١، والبيهـقـي: ٨/ ١٥٤، وأبـويـعـلـي: ٥٥١٤، ٥٥٢٤، والطبراني في"المعجم الكبير": ١٣١٧٧، وابن أبي عاصم: ١٤٥٦

٢۔ وأما حديث أبي هريرة؛ فرواه عنه جماعة: (ونحن نلخص)

رواه البـخـاري: ٣٦٦٤، ٧٠٢١، ٧٤٧٥، ومسـلـم: ٧/ ١١٢، ١١٣، وابـن حبان: ٦٨٩٨، والنسائي فـي"الـكـبـرى": ٨١١٦، وابـن أبـي عـاصـم: ١٤٥٨، والبيهـقـي فـي"الـدلائـل": ٦/ ٣٤٤، و أحمد: ٢/ ٤٥٠س، وابن أبي شيبة: ١٢/ ٢١

(٣)وأما حديث أبى الطفيل فرواه احمد: ٥/ ٤٥٥

شــرح :...... اس خواب کی تعبیر سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی بالترتیب خلافت ہے۔ اول الذکر کی کمزوری اور ایک دو ڈول سے مراد یہ ہے کہ وہ زیادہ دیر تک مسلمانوں کی خدمت نہ کر سکیں گے، انکار و ارتداد اور اختلاف و اضطراب جیسے مسائل کھڑے ہو جائیں گے اور جلدی فوت ہو جائیں گے۔ یہ ساری کم و کاست سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے پوری کر دی، ان کا دورِ خلافت تعظیمِ دین اور اعلائے کلمۃ اللہ کا زمانہ تھا اور شرق و غرب میں پرچم توحید لہرانے لگا۔

''غَرْبًا'' اس بڑے ڈول کو کہتے ہیں جو بھینس یا بیل کی کھال سے بنایا جاتا ہے، اس سے کھیتوں یا باغوں کی آبیاری کرتے ہیں۔

حدیث کے آخری جملے کا معنی یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں اسلام پھیلے گا اور فتوحات اتنی بے شمار ہوں گی کہ لوگ مال و دولت سے سیراب ہو جائیں گے۔

(٣٢٦١)۔ عَـنْ أُمِّ سَـلِـمَـةَ، قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيْهَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ فَقَالَ: يَا أُمَّهْ! قَـدْ خِفْتُ أَنْ يُّهْلِكَنِي كَثْرَةُ مَالِي، أَنَا أَكْثَرُ قُـرَيْـشٍ مَالاً؟ قَالَتْ: يَا بُنَيَّ! فَأَنْفِقْ، فَإِنِّي سَـمِـعْـتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((إِنَّ مِنْ أَصْـحَـابِي مَنْ لَّا يَرَانِي بَعْدَ أَنْ أُفَارِقَهُ۔))

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میرے پاس عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ آئے اور کہا: امی جان! میں قریش کا امیر ترین آدمی ہوں، مجھے ڈر لگ رہا ہے کہ کہیں یہ کثرتِ مال مجھے ہلاک نہ کر دے۔ انھوں نے کہا: میرے بیٹے! خرچ کیا کرو، کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''میرے بعض صحابہ ایسے بھی ہیں جو میری مفارقت کے بعد مجھے نہیں

فَخَرَجَ فَلَقِيَ عُمَرَ، فَجَاءَ عُمَرُ فَدَخَلَ عَلَيْهَا، فَقَالَ: بِاللّٰهِ مِنْهُمْ أَنَا؟ قَالَتْ: لَا، وَلَنْ أُبْلِيَ أَحَداً بَعْدَكَ۔

(الصحيحة: ٢٩٨٢)

ملیں گے۔'' وہ وہاں سے نکل پڑے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ملے، (اور انھیں یہ حدیث سنائی)۔ حضرت عمر، حضرت ام سلمہ کے پاس آئے اور کہا: اللہ کی قسم! کیا میں بھی ان میں سے ہوں؟ انھوں نے کہا: نہیں۔ لیکن آپ کے بعد کسی کو خبر نہیں دوں گی۔

تخریج: أخرجه أحمد: ٦/ ٢٩٠، والبزار: ٣/ ١٧٢/ ٢٤٩٦، الطبراني في "المعجم الكبير": ٢٣/ ٣١٩/ ٧٢٤، ٣٩٤/ ٩٤١

(٣٢٦٢)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُوْلُ: لَمَّا تُوُفِّيَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ أُبَيِّ دُعِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِلصَّلَاةِ عَلَيْهِ فَقَامَ إِلَيْهِ فَلَمَّا وَقَفَ عَلَيْهِ يُرِيْدُ الصَّلَاةَ تَحَوَّلْتُ حَتّٰى قُمْتُ فِيْ صَدْرِهِ فَقُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أَعَلٰى عَدُوِّ اللّٰهِ عَبْدِاللّٰهِ ابْنِ أُبَيِّ الْقَائِلِ يَوْمَ كَذَا: كَذَا وَكَذَا؟ يَعُدُّ أَيَّامَهُ قَالَ: وَرَسُوْلُ اللّٰهِ يَتَبَسَّمُ، حَتّٰى إِذَا أَكْثَرْتُ قَالَ: ((أَخِّرْ عَنِّيْ يَاعُمَرُ إِنِّيْ خُيِّرْتُ فَاخْتَرْتُ وَقَدْ قِيْلَ لِيْ ﴿اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ أَوْ لَاتَسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَأَنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ﴾ (التوبه: ٨٠) لَوْ أَعْلَمُ أَنِّيْ لَوْ زِدْتُّ عَلَى السَّبْعِيْنَ غُفِرَلَهُ، لَزِدْتُّ۔)) قَالَ: ثُمَّ صَلّٰى عَلَيْهِ وَمَشٰى مَعَهُ فَقَامَ عَلٰى قَبْرِهِ حَتّٰى فَرَغَ مِنْهُ۔ قَالَ: فَعَجَبٌ لِّيْ وَجُرْأَتِيْ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ فَوَاللّٰهِ مَاكَانَ إِلَّا يَسِيْرًا حَتّٰى نَزَلَتْ هَاتَانِ الْآيَتَانِ ﴿وَلَا تُصَلِّ عَلٰى أَحَدٍ مِّنْهُمْ مَاتَ أَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰى

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو کہتے ہوئے سنا کہ جب عبد اللہ بن ابی (منافق) مرا تو رسول اللہ ﷺ کو اس کی نماز جنازہ کے لیے بلایا گیا، آپ ﷺ تشریف لے گئے اور جب نماز کے ارادے سے کھڑے ہوئے تو میں گھوم کر آپ ﷺ کے سامنے کھڑا ہو گیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! کیا اللہ تعالی کے دشمن عبد اللہ بن ابی کی نمازِ جنازہ (پڑھنے لگے ہو)، جس نے فلاں فلاں دن ایسے ایسے کہا تھا؟ ان دنوں کو شمار بھی کیا، آپ ﷺ جوابًا مسکرا دیے۔ جب میں نے بہت زیادہ اصرار کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''عمر! پیچھے ہٹ جاؤ، مجھے اختیار دیا گیا اور میں نے (اس اختیار کو) قبول کر لیا، مجھے (اللہ تعالی کی طرف سے) کہا گیا ہے: ﴿اے محمد! آپ ان کے لیے بخشش طلب کریں یا نہ کریں، اگر آپ ستر دفعہ بھی بخشش طلب کریں تو پھر بھی اللہ تعالی ان کو ہرگز معاف نہیں کرے گا﴾ (سورۂ توبہ: ٨٠) اگر مجھے علم ہوتا کہ ستر سے زائد دفعہ بخشش طلب کرنے سے اسے بخش دیا جائے گا تو میں زیادہ دفعہ کر دیتا۔'' پھر آپ ﷺ نے نماز پڑھائی، اس کی میت کے ساتھ چلے اور فارغ ہونے تک اس کی قبر پر کھڑے رہے۔ مجھے رسول اللہ ﷺ پر جرأت کرنے پر بڑا تعجب ہو

قَبْرِهِ إِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ وَمَاتُوْا وَهُمْ فَاسِقُوْنَ﴾ (التوبه:٨٤) قَالَ: فَمَا صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَعْدَهُ عَلٰى مُنَافِقٍ وَلَا قَامَ عَلٰى قَبْرِهِ حَتّٰى قَبَضَهُ اللّٰهُ۔

(الصحيحة: ١١٣١)

رہا تھا، اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ اللہ کی قسم! تھوڑے وقت کے بعد ہی یہ دو آیات نازل ہوئیں: ﴿اے محمد! منافقوں میں سے جو بھی مرے، آپ نہ کبھی اس کی نماز جنازہ پڑھائیں اور نہ اس کی قبر پر کھڑے ہوں، انھوں نے اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ کفر کیا ہے اور فسق کی حالت میں مرے ہیں۔﴾ (سورۂ توبہ:۸۴) (ان آیات کے نزول کے بعد) آپ ﷺ نے نہ کسی منافق کی نماز جنازہ پڑھی اور نہ اس کی قبر پر کھڑے ہوئے، یہاں تک کہ فوت ہو گئے۔

تخريج: أخرجه الترمذي: ٢/ ١٨٥، وأحمد: ١/ ١٦، وأخرجه البخاري: ١/ ٣٤٣، ٣/ ٢٥٣، دون قوله: ((وقد قيل لي: استغفر لهم......)) و قوله: ((فما صلى بعده لي منافق......)) وهكذا رواه النسائي: ١/ ٢٧٩

شـــرح:...... نبی کریم ﷺ رحمۃ للعالمین تھے، اپنے دشمنوں کے حسنِ عاقبت کے بھی حریص تھے۔ بہرحال بعد میں معلوم ہوا کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا مشورہ زیادہ درست تھا۔ معلوم ہوا کہ کوئی مسلمان مشرک کی نمازِ جنازہ نہیں پڑھ سکتا، آج کل جو لوگ برادریوں کا پاس و لحاظ کرتے ہوئے ایسا کرتے ہیں، انھیں چاہئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے قرآن کو سامنے رکھیں کہ جس کی ہدایات پر عمل کرتے ہوئے آپ ﷺ نے نہ مذکورہ بالا واقعہ کے بعد کسی مشرک کی نماز جنازہ پڑھی اور نہ کسی ایسے فرد کی قبر پر کھڑے ہوئے۔

(٣٢٦٣)۔ قَالَ ﷺ: ((اِقْتَدُوْا بِالَّذِيْنَ مِنْ بَعْدِيْ مِنْ أَصْحَابِيْ أَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرَ، وَاهْتَدُوْا بِهَدْيِ عَمَّارٍ، وَتَمَسَّكُوْا بِعَهْدِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ۔)) رُوِيَ مِنْ حَدِيْثِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ وَ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ وَأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ۔

(الصحيحة:١٢٣٣)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میرے بعد ابوبکر اور عمر کی پیروی کرنا، عمار کی سیرت اختیار کرنا اور ابن مسعود کے عہد کو تھام لینا۔'' یہ حدیث حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت حذیفہ بن یمان، حضرت انس بن مالک اور حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہم سے روایت کی گئی ہے۔

تخريج: ١۔ أما حديث ابن مسعود: فأخرجه الترمذي: ٢/ ٣١١، والحاكم: ٣/ ٧٥

٢۔ وأما حديث حذيفة: أخرجه الترمذي: ٢/ ٢٩٠، والطحاوي في "المشكل" ٢/ ٨٣۔ ٨٤، وأحمد:٥/ ٣٨٥، ٤٠٢، والحميدي في "مسنده" ١/ ٢١٤/ ٢٤٩، وابن سعد: ٢/ ٣٣٤، و ابن أبي عاصم في "السنة" ١٠٤٨ و ١٠٤٩۔ بتحقيقي، وأبو نعيم في "الحلية" ٩/ ١٠٩، و الخطيب: ١٢/ ٢٠،

والحاكم: ٣/ ٧٥، وابن عساكر: ٩/ ٣٢٣/ ١و ١٢/ ٣١/ ١ مختصرا و مطولا، وبعضم ذكر المولى، وبعضم لم يذكره، وهو الذي رجححه الحاكم خلافا لأبي حاتم في: العلل" ٢/ ٣٨١

٣۔ وأما حديث أنس بن مالك: فأخرجه ابن عدي: ٧٥/ ١

٤۔ وأما حديث ابن عمر: فأخرجه ابن عساكر: ٩/ ٣٢٣/ ٢

شـــرح: ......دوسری احادیث کی روشنی میں یہ کہنا درست ہے کہ خلفائے راشدین اور صحابہ کرام کی اطاعت کی جائے گی، جب تک اللہ تعالی اور رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی نہ ہو۔

(٣٢٦٤)۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَعْدٍ: عَنْ اَبِيْهِ، قَالَ اِسْتَاْذَنَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَعِنْدَهُ نِسْوَةٌ مِنْ قُرَيْشٍ، يَسْاَلْنَهُ وَيَسْتَكْثِرْنَهُ، عَالِيَةٌ اَصْوَاتُهُنَّ عَلٰى صَوْتِهِ، فَلَمَّا اسْتَاْذَنَ عُمَرُ تَبَادَرْنَ الْحِجَابَ، فَاَذِنَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ، فَدَخَلَ وَالنَّبِيُّ ﷺ يَضْحَكُ، وَقَالَ:اَضْحَكَ اللّٰهُ سِنَّكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بِاَبِيْ اَنْتَ وَاُمِّيْ؟ فَقَالَ: ((عَجِبْتُ مِنْ هٰؤُلَاءِ اللَّاتِيْ كُنَّ عِنْدِيْ، لَمَّا سَمِعْنَ صَوْتَكَ تَبَادَرْنَ الْحِجَابَ۔)) فَقَالَ: اَنْتَ اَحَقُّ اَنْ يَّهَبْنَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ!ثُمَّ اَقْبَلَ عَلَيْهِنَّ، فَقَالَ:يَا عَدُوَّاتِ اَنْفُسِهِنَّ! اَتَهَبْنَنِيْ وَلَمْ تَهَبْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ؟ ! فَقُلْنَ: اِنَّكَ اَفَظُّ وَاَغْلَظُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ! قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِيْهٍ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ! وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ! مَا لَقِيَكَ الشَّيْطَانُ سَالِكًا فَجًّا، اِلَّا سَلَكَ فَجًّا غَيْرَ فَجِّكَ۔)) (الصحيحة:٣٦٠٣)

محمد بن سعد اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے پاس آنے کی اجازت طلب کی، اس وقت آپ کے پاس قریشی عورتیں بیٹھی تھیں، وہ آپ سے سوال کر رہی تھیں، کثرت کا مطالبہ کر رہی تھیں اور بلند آواز میں (اپنے مطالبات کا) اظہار کر رہی تھیں۔ جب حضرت عمر نے اندر آنے کی اجازت لی تو انھوں نے جلدی جلدی پردہ کر لیا۔ نبی کریم ﷺ نے حضرت عمر کو اجازت دی، جب وہ داخل ہوئے تو آپ ﷺ ہنس رہے تھے۔ انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں اور اللہ تعالی آپ کو ہنساتا رہے (بھلا مسکرانے کی وجہ کیا ہے)؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے ان عورتوں پر بڑا تعجب ہو رہا ہے، یہ میرے پاس بیٹھی تھیں، جب انھوں نے تمھاری آواز سنی تو جلدی جلدی پردہ کر لیا۔ انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ اس بات کے زیادہ مستحق ہیں کہ آپ سے ڈرا جائے۔ پھر وہ ان عورتوں پر متوجہ ہوئے اور کہا: اپنے نفسوں کی دشمنو! کیا تم مجھ سے ڈرتی ہو اور رسول اللہ ﷺ سے نہیں ڈرتی؟ انھوں نے کہا: تم رسول اللہ کی بہ نسبت زیادہ سخت رو ہو۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ابن خطاب! بس کرو۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! جب شیطان تجھے کسی گلی میں چلتے دیکھتا ہے تو وہ (تجھ سے خوفزدہ ہو کر) دوسری گلی میں چلا جاتا ہے۔''

تخریج: رواه البخاري: ٣٢٩٤، ٣٦٨٣، ٦٠٨٥، ومسلم: ٧/ ١١٤۔ ١١٥، والنسائي في "السنن الكبرى": (٨١٣٠۔ فضائل الصحابة) و (١٠٠٣٥۔ عمل اليوم والليلة)، وابن حبان في "صحيحه": ٦٨٩٣۔ "الأحسان"، وابن أبي شيبة: ١٤/ ٨٣، وأحمد في "مسنده": ١/ ١٧١

شرح: ...... اس کا مطلب یہ نہیں کہ نبی کریم ﷺ کی مجلس میں عورتیں کوئی گناہ والا کام کر رہی تھیں۔ درحقیقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شخصیت میں ہیبت اور رعب تھا، آپ ﷺ بھی ان کے اس وصف کا خیال رکھتے تھے۔

اس میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی عظیم منقبت کا بیان ہے۔ وہ دین میں اس قدر سخت اور خالص حق پر ڈٹ جانے والے تھے کہ شیطان ان کے سامنے آنے کی جرأت نہیں کر سکتا تھا۔

(٣٢٦٥)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَبُوْبَكْرٍ وَ عُمَرُ مِنْ هٰذَا الدِّيْنِ كَمَنْزِلَةِ السَّمْعِ وَالْبَصَرِ مِنَ الرَّأْسِ۔)) (الصحيحة: ٨١٥)

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دینِ اسلام میں ابو بکر اور عمر کی اہمیت سر میں کان اور آنکھ کی سی ہے۔''

تخریج:أخرجه الطبراني والخطيب في "تاريخ بغداد": ٨/ ٤٥٩، وابن شاهين في "فضائل العشرة المبشرين بالجنة" من "السنة" له رقم: ٧٠ نسختي، و الطبراني، وابو نعيم في "الحلية": ٤/ ٩٣

شرح: ...... سر میں جو اہمیت کان اور آنکھ کی ہے، دین میں وہی اہمیت سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو حاصل ہے۔ جس دین میں ابو بکر و عمر کی کوئی اہمیت نہ ہو، اس دین کی مثال بھی بہرے اور نابینے آدمی کی مثال ہے۔

(٣٢٦٦)۔ قَالَ ﷺ: ((اُثْبُتْ حِرَاءُ! فَإِنَّهُ لَيْسَ عَلَيْكَ إِلَّا نَبِيٌّ، أَوْ صِدِّيْقٌ، أَوْ شَهِيْدٌ۔)) وَرَدَ مِنْ حَدِيْثِ سَعِيْدِ بْنِ زَيْدٍ وَعُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ، وَأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ وَبُرَيْدَةَ بْنِ الْحصيبِ وَأَبِي هُرَيْرَةَ۔ (الصحيحة: ٨٧٥)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''حرا! تھم جا، نہیں ہے تجھ پر مگر نبی یا صدیق یا شہید۔'' یہ حدیث حضرت سعید بن زید، حضرت عثمان بن عفان، حضرت انس بن مالک، حضرت بریدہ بن حصیب اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم سے روایت کی گئی ہے۔

تخریج: ١۔ أما حديث سعيد بن زيد: فأخرجه أبوداود: ٢/ ٢٦٤، والترمذي: ٤/ ٣٣٦، وابن ماجه: ١/ ٦١، وابن حبان: ٩/ ٦٩/ ٦٩٥٧۔ الاحسان، والحاكم: ٣/ ٤٥٠، وأحمد: ١/ ١٨٧ و١٨٨ و١٨٩

شرح: ...... اس میں سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہما کی عظمتوں کا بیان ہے، جنہیں بالترتیب صدیق اور شہید کے القاب سے نوازا گیا۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سیدنا علی اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے داماد

(٣٢٦٧)۔ قَالَ ﷺ: ((كُلُّ سَبَبٍ مُنْقَطِعٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، إِلَّا سَبَبِيْ وَنَسَبِيْ۔)) رُوِيَ مِنْ حَدِيْثِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ، وَعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، وَالْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ وَعَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ۔ (الصحيحة:٢٠٣٦)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت کے روز ہر رشتہ (اور تعلق وقرابت) منقطع ہو جائے گا، سوائے میرے ازدواجی اور نسبی رشتے کے۔'' یہ حدیث سیدنا عبد اللہ بن عباس، سیدنا عمر بن خطاب، سیدنا مسور بن مخرمہ اور سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم سے مروی ہے۔

تخریج: (١)۔أما حديث ابن عباس فأخرجه المخلص في "سبعة مجالس": ١/٥١، والطبراني في "المعجم الكبير": ٣/ ١٢٩/ ١، والخطيب في "التاريخ": ١٠/ ٢٧١، والهروي في "ذم الكلام": ١٠٨/ ٢، والضياء في "المختارة"

شرح:...... سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے جو حدیث مروی ہے، اس کے الفاظ یہ ہیں: ((كُلُّ نَسَبٍ وَ صِهْرٍ مُنْقَطِعٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَّا نَسَبِيْ و صِهْرِيْ۔)) (ابن عساكر: ١٩/ ٦٠/ ٢، وهذا اسناد ضعيف جدا) ...... ''ہر نسبی اور ازدواجی رشتہ منقطع ہو جائے گا، سوائے میرے نسبی اور ازدواجی رشتے کے۔''

درج ذیل تفصیل سے اس حدیث کی مزید وضاحت ہو جاتی ہے:

عقبہ بن عامر کہتے ہیں کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی طرف ان کی بیٹی سے، جو سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے تھی، سے شادی کرنے کا بار بار پیغام بھیجا۔ ایک دن انھوں نے خود کہا: اے ابوالحسن! آپ کی طرف کثرت سے پیغام بھیجنے کی وجہ وہ حدیث ہے، جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی، آپ ﷺ نے فرمایا: ((كل سبب و نسب مُنْقَطِعٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، الا سببي ونسبي۔)) ......''قیامت کے روز ہر رشتہ (اور تعلق وقرابت) منقطع ہو جائے گا، سوائے میرے ازدواجی اور نسبی رشتے کے۔''

میں چاہتا ہوں کہ آپ اہل بیت لوگوں کے ساتھ میری ازدواجی قرابت ہونی چاہیے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ چلے گئے اور اپنی اس بیٹی کو میک اپ کرنے کا حکم دیا اور پھر اس کو امیر المومنین سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی طرف بھیج دیا۔ جب انھوں نے اس کو دیکھا تو اس کی طرف کھڑے ہوئے اور اس کی پنڈلی کو پکڑا اور کہا: اپنے باپ سے کہہ دینا کہ میں راضی ہوں، میں راضی ہوں، میں راضی ہوں۔ جب وہ بچی اپنے باپ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچی تو انھوں نے پوچھا: امیر المومنین نے تجھے کیا کہا؟ اس نے کہا: انھوں نے مجھے بلایا اور قبول کیا، جب میں کھڑی ہوئی تو انھوں نے میری پنڈلی کو پکڑا اور کہا: اپنے ابو سے کہہ دینا کہ میں راضی ہوں۔ پھر انھوں نے ان سے اس کا نکاح کر دیا، اس کے بطن سے زید بن عمر پیدا ہوا، وہ نوجوانی تک زندہ رہے، پھر فوت ہو گئے۔ (اخرجه ابوبكر الشافعي في "الفوائد": ٧٣/ ٢٥٧/ ١، وابن عدي: ٦/ ٢، والخطيب في "التاريخ": ٦/ ١٨٢)

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے دل میں آل رسول کی یہ عزت تھی، آگے سے سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے بھی ان کی تمنا پوری کرتے ہوئے ان کا احترام بجالانے کی حد کر دی۔ اللہ تعالیٰ نے ان ہستیوں کے لیے ﴿رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ﴾ کے لقب کا کیا خوب انتخاب کیا۔

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے فضائل ومناقب

(٣٢٦٨)۔ عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ، قَالَتْ: كَانَ ﷺ كَاشِفًا عَنْ فَخِذِهِ، فَاسْتَأْذَنَ أَبُوْبَكْرٍ، فَأَذِنَ لَهُ، وَهُوَ عَلٰى تِلْكَ الْحَالِ، ثُمَّ اسْتَأْذَنَ عُمَرُ فَأَذِنَ لَهُ، وَهُوَ عَلٰى تِلْكَ الْحَالِ، ثُمَّ اسْتَأْذَنَ عُثْمَانُ فَأَرْخٰى عَلَيْهِ مِنْ ثِيَابِهِ، فَلَمَّا قَامُوْا، قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اسْتَأْذَنَ عَلَيْكَ أَبُوْبَكْرٍ وَأَنْتَ عَلٰى ذٰلِكَ الْحَالِ..... (وَفِيْهِ) فَقَالَ: يَا عَائِشَةُ! أَلَا أَسْتَحْيِيْ مِنْ رَجُلٍ، وَاللّٰهِ! إِنَّ الْمَلَائِكَةَ لَتَسْتَحْيِيْ مِنْهُ۔))

(الصحيحة: ٢٧١٩)

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنی ران سے کپڑا ہٹا کر بیٹھے تھے، سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اندر آنے کی اجازت طلب کی، آپ نے اسی حالت میں اجازت دے دی، پھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اجازت طلب کی، آپ نے اسی حالت میں اجازت دے دی۔ جب سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے اجازت طلب کی تو آپ نے اپنا کپڑا نیچے لٹکا کر (ران کو ڈھانپ لیا)۔ جب یہ سارے لوگ چلے گئے تو میں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! ابو بکر نے آپ سے اجازت طلب کی، آپ اسی حالت پر تشریف فرما رہے ..... (لیکن جب عثمان نے اندر آنا چاہا تو اس طرح پردہ کر لیا)؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''عائشہ! کیا میں اس آدمی سے حیا نہ کروں کہ اللہ کی قسم! فرشتے بھی جس سے حیا کرتے ہیں۔''

تخريج: أخرجه ابن راهويه في "مسنده": ١٠٨/ ١۔ ثم احال الالباني على الرقم: ١٦٨٧ من صحيحته وفيه انه أخرج مسلم ايضا

(٣٢٦٩)۔ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْعَاصِ، أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ: (زَادَ مُسْلِمٌ وَغَيْرُهُ: وَعُثْمَانَ) حَدَّثَاهُ: أَنَّ أَبَابَكْرٍ اسْتَأْذَنَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ وَهُوَ مُضْطَجِعٌ عَلٰى فِرَاشِهِ لَابِسٌ مِرْطَ عَائِشَةَ فَأَذِنَ لِأَبِيْ بَكْرٍ وَهُوَ كَذٰلِكَ فَقَضٰى إِلَيْهِ حَاجَتَهُ ثُمَّ انْصَرَفَ ثُمَّ اسْتَأْذَنَ عُمَرُ فَأَذِنَ لَهُ وَهُوَ عَلٰى تِلْكَ الْحَالِ، فَقَضٰى إِلَيْهِ حَاجَتَهُ ثُمَّ انْصَرَفَ۔

سعید بن عاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھے زوجۂ رسول حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ (جیسا کہ صحیح مسلم وغیرہ کی روایت میں ہے) نے بیان کیا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے پاس آنے کی اجازت طلب کی، جبکہ آپ ﷺ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی چادر اوڑھ کر اپنے بستر پر لیٹے ہوئے تھے، آپ ﷺ نے اسی حالت میں ابو بکر کو آنے کی اجازت دے دی، انھوں نے اپنا مدّعا بیان کیا اور چلے گئے۔ پھر حضرت عمر نے اجازت طلب کی، آپ ﷺ

قَالَ عُثْمَانُ: ثُمَّ اسْتَأْذَنْتُ عَلَيْهِ فَجَلَسَ، وَقَالَ لِعَائِشَةَ: ((اِجْمَعِيْ عَلَيْكِ ثِيَابَكِ۔)) فَقَضَيْتُ إِلَيْهِ حَاجَتِي ثُمَّ انْصَرَفْتُ، فَقَالَتْ عَائِشَةُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! مَالِي لَمْ أَرَكَ فَزِعْتَ لِأَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا كَمَا فَزِعْتَ لِعُثْمَانَ؟ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ عُثْمَانَ رَجُلٌ حَيِيٌّ وَإِنِّيْ خَشِيْتُ إِنْ أَذِنْتُ لَهُ عَلٰى تِلْكَ الْحَالِ أَنْ لَا يَبْلُغَ إِلَيَّ فِيْ حَاجَتِهِ۔)) (الصحيحة: ١٦٨٧)

نے اسی حالت میں اجازت دے دی، انھوں نے اپنی ضرورت پوری کی اور چل دیے۔ حضرت عثمان کہتے ہیں: ان کے بعد میں نے آپ ﷺ کے پاس آنے کی اجازت طلب کی، آپ ﷺ بیٹھ گئے اور عائشہ سے فرمایا: ''اچھی طرح کپڑے لپیٹ لو۔'' (پھر مجھے اجازت دی) میں نے اپنا کام پورا کیا اور چلا گیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! کیا وجہ ہے کہ آپ نے ابوبکر اور عمر کے لیے وہ اہتمام نہیں کیا جو عثمان کے لیے کیا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''دراصل عثمان شرمیلا اور حیادار آدمی ہے، مجھے اندیشہ تھا کہ اگر اسی حالت میں اجازت دے دی تو وہ اپنی ضرورت کا اظہار نہیں کر سکے گا۔''

تخريج: أخرجه مسلم: ٧/ ١١٧، والبخاري في "الأدب المفرد": ٦٠٠، والطحاوي في "شرح المعاني" ١/ ٢٧٤ و "مشكل الآثار": ٢/ ٢٩٠۔ ٢٩١، وأحمد: ٦/ ١٥٥ و ١٦٧، وأبويعلي: ٣/ ١٠٩٥

شرح:...... اس میں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی فضیلت اور آپ ﷺ کے ہاں ان کی توقیر کا بیان ہے۔ چونکہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ انتہائی حیادار تھے، ان کی طبیعت میں صفتِ حیا بدرجۂ اتم پائی جاتی تھی، آپ ﷺ نے بھی ان کی اس طبیعت کا لحاظ رکھا اور مزید سنجیدگی اختیار کی۔ ان احادیث سے مطلق طور پر سیدنا عثمان کا صدیق و فاروق پر افضل ہونا لازم نہیں آتا، کیونکہ یہ ان کی جزوی فضیلت ہے، جس کی وجہ سے وہ دوسرے صحابہ سے ممتاز تھے۔

(٣٢٧٠)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ مَرْفُوْعًا: ((عُثْمَانُ فِي الْجَنَّةِ۔)) (الصحيحة: ١٤٣٥)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''عثمان جنت میں ہوں گے۔''

تخريج: رواه ابن عساكر: ١١/ ١٠١/ ١

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے فضائل ومناقب

(٣٢٧١)۔ قَالَ ﷺ: ((مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ، فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ، اَللّٰهُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاهُ، وَعَادِ مَنْ عَادَاهُ۔)) وَرَدَ مِنْ حَدِيْثِ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ، وَسَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ، وَبُرَيْدَةَ بْنِ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس کا میں دوست ہوں، علی بھی اس کا دوست ہے۔ اے اللہ! تو علی کو دوست بنانے والے کا دوست بن جا اور اس سے دشمنی رکھنے والے کا دشمن بن جا۔'' یہ حدیث سیدنا زید بن ارقم، سیدنا سعد بن ابو وقاص،

الْـحُصَيْبِ، وَعَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، وَأَبِي أَيُّـوْبَ الْأَنْـصَـارِيِّ، وَالْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، وَعَبْـدِ اللّٰهِ ابْنِ عَبَّاسٍ، وَأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، وَأَبِي سَعِيْدٍ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ۔

سیدنا بریدہ بن حصیب، سیدنا علی بن ابو طالب، سیدنا ابو ایوب انصاری، سیدنا براابن عازب، سیدنا عبداللہ بن عباس، سیدنا انس بن مال، سیدنا ابو سعید خدری اور سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہم سے مروی ہے۔

(الصحيحة:١٧٥٠)

تخر يـج: (١)۔ حديث زيد، وله عنه طرق خمس:

الأولي: عن أبي الطفيل عنه: فأخرجه النسائي في"خصائص علي": صـ١٥، والحاكم: ٣/ ١٠٩، وأحمد: ١/ ١١٨، وابن أبي عاصم: ١٣٦٥، والطبراني: ٤٩٦٩۔ ٤٩٧٠

الثانية: عن ميمون أبي عبدالله به: فأخرجه أحمد: ٤/ ٣٧٢، والطبراني: ٥٠٩٢

الثـالثة: عن أبي سليمان: فأخرجه أحمد: ٥/ ٣٧٠، وأبوالقاسم هبة الله البغدادي في الثاني من "الأمالي": ق ٢٠/ ٢

الرابعة: عن يحيي بن جعدة عن زيد بن أرقم: فأخرجه الطبراني: ٤٩٨٦

الخامسة: عن عطية العوفي: فأخرجه أحمد: ٤/ ٣٦٨، والطبراني: ٥٠٦٨۔ ٥٠٧١

(٢)۔ حديث سعد بن أبي وقاص، وله عنه ثلاث طرق:

الأولي: عن عبدالرحمن بن سابط عنه مرفوعا: فأخرجه ابن ماجه: ١٢١

الثانية: عن عبد الواحدي بن أيمن عن أبيه به: فأخرجه النسائي في"الخصائص": ١٦

الثالثة: عن خيثمة بن عبد الرحمن عنه به وفيه الزيادة: فأخرجه الحاكم: ٣/ ١١٦

(٣)۔ حديث بريدة، وله عنه ثلاث طرق:

الأولي: عن ابن عباس عنه: فأخرجه النسائي والحاكم: ٣/ ١١٠، وأحمد: ٥/ ٣٤٧

الثانية: عن ابن بريدة عن أبيه: فأخرجه النسائي وأحمد: ٥/ ٣٥٠و ٣٥٨، ٣٦١

الثالثة: عن طاؤوس عن بريدة به: فأخرجه الطبراني في"الصغير": رقم ـ ١٧١ ـ الروض و "الأوسط" ٣٤١

(٤)۔ حديث علي بن طالب، وله عنه تسعُ طرق:

الأولي: عن عمروبن سعيد أنه سمع علياً رضي الله عنه: فأخرجه النسائي۔

الثانية: عن زاذان بن عمر: فأخرجه أحمد: ١/ ٨٤، وابن أبي عاصم: ١٣٧٢

الثـالثة و الـرابـعة: عـن سـعيـد بن وهب و عن زيد بن يثيع: فأخرجه عبدالله بن أحمد في زوائد"المسند" ١/ ١١٨، وعنه الضياء المقدسي في"المختارة": ٤٥٦ بتحقيقي

الخامسة: عن شريك أيضا عن أبي أسحاق عن عمرو ذي مر بمثل حديث أبي أسحاق: فأخرجه عبدالله أيضاء۔

السادسة: عن عبدالرحمن بن أبي ليلي: فأخرجه عبدالله بن أحمد: ١/ ١١٩

السابعة و الثامنة: عن أبي مريم و رجل من جلساء علي عن علي: فأخرجه عبدالله: ١/ ١٥٢

التاسعة: عن طلحة بن مصرف: فأخرجه ابن أبي عاصم: ١٣٧٣

(٥)۔ حديث أبي أيوب الأنصاري: فأخرجه أحمد: ٥/ ٤١٩، والطبراني: ٤٠٥٢و ٤٠٥٣

(٦)۔ حديث البراء بن عازب: فأخرجه أحمد وابنه في زوائده: ٤/ ٢٨١، وابن ماجه: ١١٦

(٧)۔ حديث ابن عباس: فأخرجه أحمد: ١/ ٣٣٠۔ ٣٣١، وعنه الحاكم: ٣/ ١٣٢

(٨، ٩، ١٠)۔ حديث أنس بن مالك وأبي سعيد وأبي هريرة: فأخرجه الطبراني في "الصغير": صـ ٣٣۔ هندية رقم ١١٦ ـ الروض، وفي "الأوسط": رقم ٢٤٤٢

شرح:...... اس میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت اور ان کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مناسبت کا بیان ہے۔ ملا علی قاری نے کہا: اس کا معنی یہ ہے: میں جس سے دوستی کرتا ہوں، علی بھی اس سے دوستی رکھتا ہے یا جو مجھے دوست بنائے گا، علی اس کو دوست بنائے گا۔ لفظ ''مولی'' کا اطلاق کئی معانی پر ہوتا ہے، جیسے ربّ، مالک، سیّد، مُنعم، جس پر انعام کیا جائے، آزاد کنندہ، آزاد شدہ، غلام، ناصر، مُحِب، تابع، پڑوسی، چچا زاد، حلیف، عقد والا، وغیرہ۔ امام شافعی نے کہا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد اسلام کی دوستی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث بیان کرنے کا سبب یہ ہے کہ سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے کہا: تم میرے دوست نہیں ہو، میرے دوست تو رسول اللہ ہیں۔ لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا ردّ کرتے ہوئے فرمایا: ''میں جس کا دوست ہوں، علی بھی اس کا دوست ہے۔''

شیعہ لوگوں کا خیال ہے کہ لفظ "مـــولـــی" کے معانی متصرف کے ہیں، یعنی جن امور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تصرف کرنے کا حق حاصل تھا، وہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو بھی حاصل تھا، مومنوں کے معاملات بھی ایک چیز تھی، اس لیے سیدنا علی بھی امام ہوں گے۔ لیکن طیبی نے کہا: ولایت کو اس امامت پر محمول نہیں کیا جا سکتا، جس کا معنی مومنوں کے امور میں تصرف کرنا ہے، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی زندگی میں مستقل اور واحد متصرف تھے (اس وصف میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کوئی دوسرا شریک نہ تھا)، اس لیے ولایت کو محبت اور اسلام دوستی پر محمول کرنا چاہیے۔ (ملخص از مرقاۃ المفاتیح: ١٠/ ٤٦٣، ٤٦٤)

امام البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں: شیعہ لوگ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث نقل کرتے ہیں: ((اِنَّهُ خَلِيْفَتِي مِنْ بَعْدِيْ۔)) ......''میرے بعد وہ خلیفہ ہوں گے۔''

لیکن یہ روایت کسی طرح بھی صحیح نہیں ہے، بلکہ یہ ان شیعوں کی باطل روایات میں سے ہے۔ تاریخی واقعہ بھی اس

کی تکذیب پر دلالت کرتا ہے، کیونکہ اگر یہ حدیث آپ ﷺ کا قول ہوتی تو ایسے ہی واقع ہوتا کہ سب سے پہلے سیدنا علی رضی اللہ عنہ خلیفہ بنتے اور سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ نہ بنتے، کیونکہ آپ ﷺ کا فرمان وحی ہوتا ہے اور وحی میں جو بات جیسے بیان کی جاتی ہے، وہ اسی طرح واقع ہوتی ہے اور اللہ تعالی اپنے وعدے کی مخالفت بھی نہیں کرتا۔ میں نے ضعیفہ (۴۹۲۳، ۴۹۳۲) میں اس قسم کی مرویات ذکر کر کے ان کا بطلان واضح کیا ہے۔ (صحیحہ: ۱۷۵۰)

(۳۲۷۲)۔ عَنْ اَبِی سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ ، قَالَ: اِشْتَکَی النَّاسُ عَلِیًّا رِضْوَانُ اللّٰهِ عَلَیْهِ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِیْنَا خَطِیْبًا ، فَسَمِعْتُهُ یَقُوْلُ: ((اَیُّهَا النَّاسُ! لَاتَشْکُوْا عَلِیًّا ، فَوَاللّٰهِ اِنَّهُ لَاَخْشَنُ فِیْ ذَاتِ اللّٰهِ اَوْفِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ مِنْ اَنْ یُّشْکٰی۔))

(الصحیحة:۲٤۷۹)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ لوگوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شکایت کی، رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے، خطبہ دیا اور یہ بھی کہا: ”لوگو! علی کی شکایت مت لگایا کرو۔ اللہ کی قسم! وہ اللہ تعالی کی ذات یا اللہ تعالی کے راستے میں اس بات سے اعلی ہے کہ اس کی شکایت کی جائے۔“

تخریج: أخرجه ابن اسحاق فی "السیرة":٤/ ۲٥۰۔ هشام، ومن طریقه أحمد:۳/ ۸٦

شرح:...... اول تو کسی کو سیدنا علی رضی اللہ عنہ پر اعتراض نہیں ہونا چاہیے، اگر کسی کو ہے تو وہ برداشت کرے، کیونکہ ان کی فضیلت ومنقبت، مقام ومرتبہ اور شان وعظمت ان کے بشری تقاضوں پر غالب ہیں۔

(۳۲۷۳)۔ عَنْ بِلَالِ بْنِ یَحْیٰی ، قَالَ: لَمَّا قُتِلَ عُثْمَانُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ أُتِیَ حُذَیْفَةَ فَقِیْلَ یَا أَبَا عَبْدِاللّٰهِ قُتِلَ هٰذَا الرَّجُلُ ، وَقَدِ اخْتَلَفَ النَّاسُ فَمَا نَقُوْلُ؟ فَقَالَ: أَسْنِدُوْنِیْ ، فَأَسْنَدُوْهُ إِلٰی صَدْرِ رَجُلٍ ، فَقَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ: ((أَبُوْ الْیَقْظَانِ عَلَی الْفِطْرَةِ ، لَایَدَعُهَا حَتّٰی یَمُوْتَ ، أَوْ یَمَسَّهُ الْهَرِمُ۔))

(الصحیحة: ۳۲۱٦)

بلال بن یحییٰ کہتے ہیں: جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کیا گیا تو حضرت حذیفہ کو خواب آیا، انھیں کہا گیا: اے ابوعبد اللہ! عثمان کو تو شہید کر دیا گیا ہے اور لوگ اختلاف میں پڑ چکے ہیں، ایسے میں آپ کیا کہیں گے؟ انھوں نے کہا: مجھے سہارا دو۔ انھوں نے ان کو ایک آدمی کے سینے کا سہارا دیا۔ انھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: ”ابو الیقظان فطرتِ (اسلام) پر ہے اور اس کو مرنے تک یا انتہائی بوڑھا ہونے تک نہیں چھوڑے گا۔“

تخریج: أخرجه البزار في "مسنده": ۳/ ۲٥۲/ ۲٦۸٦۔ الکشف، وأخرجه الطبرانی فی "الاوسط": ۱/ ۱٦۳/ ۳۰٤۳ مختصرا

شرح:...... سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کی کنیت ابوالیقظان تھی۔ وہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے اور ان ہی کے لشکر میں جنگ صفین میں شہید ہو گئے۔ اس سے معلوم ہوا کہ شہادتِ عثمان کے بعد سیدنا علی رضی اللہ عنہ حق پر تھے، اس موضوع پر "اَلْفِتَنُ وَ اَشْرَاطُ السَّاعَةِ وَالْبَعْثُ" میں "حضرت علی رضی اللہ عنہ حق پر تھے" اور "مشاجرات صحابہ کے بارے میں متاخرین کو کیا کہنا چاہیے؟" کے عنوانوں میں تفصیلی بحث کی گئی ہے۔

(٣٢٧٤)۔ قَالَ ﷺ: ((مَنْ آذٰى عَلِيًّا فَقَدْ آذَانِـيْ۔)) رُوِيَ مِنْ حَدِيْثِ عَمْرِو بْنِ شَاسٍ، وَسَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ، وَجَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ۔ (الصحيحة:٢٢٩٥)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس نے علی کو تکلیف دی، اس نے مجھے تکلیف دی۔" یہ حدیث سیدنا عمرو بن شاس، سیدنا سعد بن ابو وقاص اور سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہم سے مروی ہے۔

تخريج: (١) أما حديث عمرو بن شاس؛ فرواه البخاري في "التاريخ":٣/ ٢/ ٧٠٣، و الفسوي في "المعرفة":١/ ٣٢٩_٣٣٠، وأحمد:٣/ ٤٨٣، وابن حبان:٢٢٠٢، و الحاكم: ٣/ ١٢٢، وصححه، ووافقه الذهبي، وابن عساكر:١٢/ ١٠٩/ ١

(٢) وأما حديث سعد ابن ابى وقاص؛ فرواه الهيثم بن كليب في "المسند":١٥/ ٢، وأبو يعلي:٧٧٠، والبزار:٢٥٦٢، والقطيعي في زيادته على "فضائل الصحابة":١٠٧٨

(٣)۔ وأما حديث جابر بن عبد الله؛ فرواه ابن عساكر، وكذا السهمي في "تاريخ جرجان":٣٢٥

(٣٢٧٥)۔ عَنْ أُمِّ سَلْمَةَ، قَالَتْ: أَشْهَدُ أَنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ اَحَبَّ عَلِيًّا فَقَدْ اَحَبَّنِيْ، وَمَنْ اَحَبَّنِيْ فَقَدْ اَحَبَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ، وَمَنْ اَبْغَضَ عَلِيًّا فَقَدْ اَبْغَضَنِيْ، وَمَنْ اَبْغَضَنِيْ فَقَدْ اَبْغَضَ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ۔)) (الصحيحة:١٢٩٩)

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: میں گواہی دیتی ہوں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: "جس نے علی سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی اس نے اللہ سے محبت کی۔ اور جس نے علی سے بغض رکھا، اس نے مجھ سے بغض رکھا اور جس نے مجھ سے بغض رکھا اس نے اللہ سے بغض رکھا۔"

تخريج: رواه المخلص في "الفوائد المنتقاة" ١٠/ ٥/ ١

(٣٢٧٦)۔ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ جَيْشًا، وَاسْتَعْمَلَ عَلَيْهِمْ عَلِيَّ بْنَ اَبِيْ طَالِبٍ، فَمَضٰى فِيْ السَّرِيَّةِ، فَاَصَابَ جَارِيَةً، فَاَنْكَرُوْا عَلَيْهِ، وَتَعَاقَدُوْا اَرْبَعَةٌ مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالُوْا: اِنْ

سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو امیر بنا کر ایک لشکر بھیجا، وہ اپنی جماعت کے ہمراہ چلے گئے، سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ایک لونڈی لے لی، دوسرے لوگوں نے اس چیز کو اچھا نہ سمجھا اور چار اصحابِ رسول نے آپس میں معاہدہ کیا کہ اگر ہم رسول اللہ ﷺ کو ملے تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے کیے پر آپ کو آگاہ کریں

لَقِيْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَخْبَرْنَاهُ بِمَا صَنَعَ عَلِيٌّ، وَكَانَ الْمُسْلِمُوْنَ إِذَا رَجَعُوْا مِنْ سَفَرٍ بَدَأُوْا بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَسَلَّمُوْا عَلَيْهِ، ثُمَّ انْصَرَفُوْا اِلٰى رِحَالِهِمْ، فَلَمَّا قَدِمَتِ السَّرِيَّةُ سَلَّمُوْا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَقَامَ اَحَدُ الْاَرْبَعَةِ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اَلَمْ تَرَ اِلٰى عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ صَنَعَ كَذَا وَكَذَا، فَاَعْرَضَ عَنْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، ثُمَّ قَامَ الثَّانِيْ، فَقَالَ مِثْلَ مَقَالَتِهِ، فَاَعْرَضَ عَنْهُ، ثُمَّ قَامَ اِلَيْهِ الثَّالِثُ، فَقَالَ مِثْلَ مَقَالَتِهِ، فَاَعْرَضَ عَنْهُ، ثُمَّ قَامَ الرَّابِعُ فَقَالَ مِثْلَ مَا قَالُوْا، فَاَقْبَلَ اِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَالْغَضَبُ يُعْرَفُ فِيْ وَجْهِهِ فَقَالَ: ((مَا تُرِيْدُوْنَ مِنْ عَلِيٍّ؟ اِنَّ عَلِيًّا مِنِّيْ، وَاَنَا مِنْهُ، وَهُوَ وَلِيُّ كُلِّ مُؤْمِنٍ بَعْدِيْ.)) (الصحيحة: ٢٢٢٣)

گے۔ (اس وقت یہ معمول تھا کہ) مسلمان جب سفر سے واپس آتے تو سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ کے پاس جاتے، آپ پر سلام کرتے، پھر اپنے گھروں کی طرف جاتے۔ جب یہ لشکر واپس آیا تو اس میں شریک افراد رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور نبی ﷺ کو سلام کیا۔ عہد و پیمان کے مطابق مذکورہ بالا چار افراد میں سے ایک کھڑا ہوا اور کہا: اے اللہ کے رسول! کیا آپ علی کو نہیں دیکھتے؟ انھوں نے ایسے ایسے کیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے منہ پھیر لیا۔ پھر دوسرا کھڑا ہوا، اس نے بھی یہی بات کہی۔ آپ نے اس سے بھی اعراض کیا۔ پھر تیسرا کھڑا ہوا اور یہی بات کہی، رسول اللہ ﷺ نے اس سے بھی منہ پھیر لیا۔ پھر چوتھا کھڑا ہوا اور وہی بات کہی، آپ ﷺ اس کی طرف متوجہ ہوئے، آپ کے چہرے سے غیظ وغضب کا پتہ چل رہا تھا، اور فرمایا: ''تم علی کی شکایت کر کے کیا چاہتے ہو؟ بیشک علی مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں اور میرے بعد وہ ہر مومن کا دوست ہوگا۔''

تخریج: أخرجه الترمذی:٣٧١٣، والنسائی فی "الخصائص":١٣و١٦-١٧، وابن حبان: ٢٢٠٣، والحاكم:٣/ ١١٠، والطيالسی فی "مسنده":٨٢٩، وأحمد:٤/ ٤٣٧-٤٣٨، وابن عدی فی "الكامل": ٢/ ٥٦٨، ٥٦٩

شرح:...... اس قسم کی روایات اس حقیقت کا بین ثبوت ہیں کہ اگر صحابہ کرام میں کوئی قابل اعتراض چیز نظر آئے تو اسے نظر انداز کر دیا جائے اور ان کا یوں احترام کیا جائے کہ گویا وہ چیز ان سے سرزد نہیں ہوئی ہے۔

امام البانی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: (خلاصہ:) محبت یا دوستی رکھنا، اس کا متضاد عداوت یا دشمنی رکھنا ہے، محبت اور دوستی ہر مسلمان کے لیے ثابت ہے، اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کبار مومنوں میں سے ہیں، وہ مومنوں کو دوست بنائیں گے اور مومن ان کو۔ اس میں خارجیوں اور ناصبیوں پر ردّ کیا گیا ہے۔ لیکن اس حدیث کا یہ مطلب نہیں کہ مومنوں کے دوست صرف سیدنا علی رضی اللہ عنہ ہیں، اور کوئی نہیں ہے، غور کریں کہ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((أَسْلَمُ وَغِفَارُ وَأَشْجَعُ، وَمُزَيْنَةُ وَجُهَيْنَةُ وَمَنْ كَانَ مِنْ بَنِيْ كَعْبٍ مَوَالِيَّ دُوْنَ النَّاسِ

وَاللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ مَوْلَاهُمْ۔)) ...... ''اسلم، غفار، اشجع، مزینہ، جہینہ اور بنو کعب کے قبائل دوسرے لوگوں کی بہ نسبت مخلص دوست ہیں اور ان کے دوست اللہ اور اس کا رسول ہیں۔'' (صحیحہ: ۱٤٥٥)

اس لیے یہ حدیث قطعی طور پر اس امر پر دلالت نہیں کرتی کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ صدیق و فاروق کی بہ نسبت خلافت کے زیادہ مستحق تھے، جیسا کہ شیعہ لوگوں کا خیال ہے، کیونکہ ''موالاۃ'' (یعنی دوستی و محبت) اور چیز ہے اور ''ولایت'' (یعنی امارت) اور چیز ہے۔ (صحیحہ: ۲۲۲۳)

(۳۲۷۷)۔ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللّٰهِ الْجَدَلِيِّ، قَالَ: قَالَتْ لِي أُمُّ سَلِمَةَ: اَيُسَبُّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَيْنَكُمْ عَلَى الْمَنَابِرِ؟ قُلْتُ: سُبْحَانَ اللّٰهِ! وَأَنّٰى يُسَبُّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ؟ قَالَتْ: أَلَيْسَ يُسَبُّ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ وَمَنْ يُحِبُّهُ؟ وَأَشْهَدُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُحِبُّهُ۔ (الصحيحة: ۳۳۳۲)

ابو عبداللہ جدلی کہتے ہیں کہ مجھے سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: کیا رسول اللہ ﷺ کو تم لوگوں کی موجودگی میں منبروں پر برا بھلا کہا جا رہا ہے؟ میں نے کہا: سبحان اللہ! آپ کو کہاں برا بھلا کہا جا رہا ہے؟ انھوں نے کہا: کیا سیدنا علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ اور ان سے محبت کرنے والوں پر سب و شتم نہیں کیا جا رہا؟ اور میں گواہی دیتی ہوں کہ رسول اللہ ﷺ ان سے محبت کرتے تھے۔

تخريج: أخرجه الطبراني في "المعجم الكبير": ۲۳/ ۳۲۳/ ۷۳۸، و"المعجم الأوسط": ٦/ ۳۸۹/ ۵۸۲۸، و"المعجم الصغير": ۱۹۹۔ هندية، وابو يعلى فى "مسنده": ۱۲/ ٤٤٤

شرح: ...... سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا استدلال انتہائی قابل غور ہے۔ ہر صحابی کے بارے میں اسی قانون کو سامنے رکھنا چاہیے۔

(۳۲۷۸)۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أُسَامَةَ عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: اِجْتَمَعَ جَعْفَرٌ وَعَلِيٌّ وَزَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ، فَقَالَ جَعْفَرٌ: أَنَا أَحَبُّكُمْ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَقَالَ زَيْدٌ: أَنَا أَحَبُّكُمْ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالُوْا: اِنْطَلِقُوْا بِنَا إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى نَسْأَلَهُ، فَقَالَ أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ: فَجَاءُوْا يَسْتَأْذِنُوْنَهُ، فَقَالَ: أُخْرُجْ فَانْظُرْ مَنْ هٰؤُلَاءِ؟ فَقُلْتُ: هٰذَا جَعْفَرٌ وَعَلِيٌّ وَزَيْدٌ، مَاأَقُوْلُ (أَبِيْ!) قَالَ: اِئْذَنْ لَهُمْ، وَدَخَلُوْا، فَقَالُوْا: مَنْ أَحَبُّ إِلَيْكَ؟

محمد بن اسامہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت جعفر، حضرت علی اور حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہم جمع ہوئے، حضرت جعفر نے کہا: میں رسول اللہ ﷺ کو تم سے زیادہ محبوب ہوں۔ حضرت زید نے کہا: میں نبی کریم ﷺ کو تم دونوں سے بڑھ کر محبوب ہوں۔ انھوں نے کہا: چلو! رسول اللہ ﷺ کے پاس جا کر دریافت کرتے ہیں۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: وہ سب آئے، آپ ﷺ سے اجازت طلب کی۔ آپ نے مجھے فرمایا: جاؤ اور دیکھو، کون ہیں؟ میں نے کہا: جعفر، علی اور زید لوگ ہیں، میرے ابا جان! میں انھیں کیا کہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ان کو

قَالَ: فَاطِمَةُ قَالُوْا: نَسْأَلُكَ عَنِ الرِّجَالِ، قَالَ: ((أَمَّا أَنْتَ يَاجَعْفَرُ فَأَشْبَهَ خَلْقُكَ خَلْقِيْ وَأَشْبَهَ خَلْقِيْ خَلْقَكَ، وَأَنْتَ مِنِّيْ وَشَجَرَتِيْ وَأَمَّا أَنْتَ يَا عَلِيُّ فَخَتَنِيْ وَأَبُوْ وَلَدِيْ وَأَنَا مِنْكَ، وَأَنْتَ مِنِّيْ وَأَمَّا أَنْتَ يَا زَيْدُ فَمَوْلَايَ وَمِنِّيْ وَإِلَيَّ، وَأَحَبُّ الْقَوْمِ إِلَيَّ۔)) (الصحيحة: ١٥٥٠)

اندر آنے کی اجازت دے دو۔'' وہ سب اندر آ گئے اور کہا: آپ کو سب سے زیادہ محبوب کون ہے؟ آپ نے فرمایا: فاطمہ۔ انھوں نے کہا: ہم مردوں کے بارے میں سوال کر رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''جعفر! تمھارا اخلاق میرے اخلاق کے اور تمھاری جسمانی ساخت میری جسمانی ساخت کے مشابہ ہے اور تو مجھ سے اور میرے نسب میں سے ہے۔ علی! تم میرے داماد ہو، میرے بچوں (حسن وحسین) کے باپ ہو اور تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہو اور زید! تم میرے دوست ہو، تم مجھ سے ہو، میں تمھارا ذمہ دار ہوں اور تم مجھے لوگوں میں محبوب ترین ہے۔''

تخريج: أخرجه أحمد:٥/ ٢٠٤، والبخاري في"التاريخ": ١/ ١/ ١٩، والحاكم: ٣/ ٢١٧، والطبراني في"المعجم الكبير": رقم ٣٧٨ مختصرا

شــرح:...... آپ ﷺ نے ہر ایک کو اس کا مخصوص مقام عطا کر دیا، جس کی روشنی میں ہر کوئی دوسرے سے بالاتر نظر آ رہا ہے۔

(٣٢٧٩)۔ عَنْ عَلِيٍّ مَرْفُوْعًا: ((اِنَّهُ لَا يُحِبُّكَ اِلَّا مُوْمِنٌ، وَلَا يُبْغِضُكَ اِلَّا مُنَافِقٌ۔)) (الصحيحة: ١٧٢٠)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''(اے علی!) تجھ سے محبت کرنے والا مومن اور تجھ سے بغض رکھنے والا منافق ہوگا۔''

تخريج: أخرجه مسلم: ١/ ٦١، والنسائي: ٢/ ٢٧١، والترمذي: ٢/ ٣٠١، وابن ماجه: ١١٤، وأحمد: ١/ ٨٤و ٩٥و ١٢٨، والخطيب في"التاريخ": ١٤/ ٤٢٦

شــرح:...... سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی ذات کو ایمان اور نفاق کا معیار قرار دیا گیا ہے۔ آپ کا محبّ مومن ہے اور بغض رکھنے والا کافر۔

(٣٢٨٠)۔ قَالَ ﷺ: ((عَلِيٌّ يَقْضِيْ دَيْنِيْ)) رُوِيَ مِنْ حَدِيْثِ: اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، وَحُبْشِيِّ بْنِ جُنَادَةَ، وَسَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ۔ (الصحيحة:١٩٨٠)

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''علی میرا قرضہ ادا کرے گا۔'' یہ حدیث حضرت انس بن مالک، حضرت حبشی بن جنادہ اور حضرت سعد بن ابو وقاص رضی اللہ عنہم سے مروی ہے۔

تخريج: (١)۔ أما حديث أنس: فأخرجه البزار: صـ ٢٦٨، والديلمى فى "مسند الفردوس": ٢/ ٢٩٧

(٢)۔ وأما حديث حبشي: فأخرجه أحمد: ٤/ ١٦٤، وابن عساكر في "تاريخ دمشق": ١٢/ ١٥٠/ ١، والترمذي: ٢/ ٢٩٩، وابن ماجه: ١١٩

(٣)۔ وأما حديث سعد: فأخرجه النسائي في "خصائص علي": صـ ٣، والبزار في "مسنده": صـ ٢٦٦

شرح:...... جامع ترمذی اور ابن ماجہ کی روایت کے الفاظ یہ ہیں: ((عَلِیٌّ مِنِّیْ وَاَنَا مِنْ عَلِیٍّ، وَلَا یُؤَدِّیْ عَنِّی اِلَّا اَنَا اَوْ عَلِیٌّ)) ...... ''علی مجھ سے ہے اور میں علی سے ہوں اور میری طرف سے ادائیگی کرنے والا میں خود ہوں گا یا علی ہوگا۔''

دراصل عربوں کے ہاں یہ رواج تھا کہ مختلف قبائل یا شخصیات کے مابین معاہدہ کرنے یا عہد توڑنے یا اس کو مضبوط و مستحکم کرنے کی بات چلتی تو یہ ذمہ داری قوم کا سردار خود ادا کرتا تھا یا اس کا کوئی قریبی۔ جیسے ۹ ھ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے حج کے لیے روانہ ہو جانے کے بعد آپ ﷺ نے یہ فیصلہ کیا کہ اعلانِ براءت کے لیے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو بھیجا جانا چاہیے، پھر عملی طور پر ایسے ہی کیا گیا۔

(٣٢٨١)۔ عَنْ أَبِی سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ، قَالَ: کُنَّا جُلُوْسًا نَنْتَظِرُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَخَرَجَ عَلَیْنَا مِنْ بَعْضِ بُیُوْتِ نِسَائِهِ، قَالَ: فَقُمْنَا مَعَهُ، فَانْقَطَعَتْ نَعْلُهُ فَتَخَلَّفَ عَلَیْهَا عَلِیٌّ یَخْصِفُهَا، فَمَضٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَمَضَیْنَا مَعَهُ ثُمَّ قَامَ یَنْتَظِرُهُ، وَقُمْنَا مَعَهُ، فَقَالَ: ((إِنَّ مِنْکُمْ مَنْ یُقَاتِلُ عَلٰی تَأْوِیْلِ هٰذَا الْقُرْآنِ کَمَا قَاتَلْتُ عَلٰی تَنْزِیْلِهِ۔)) فَاسْتَشْرَفْنَا وَفِیْنَا أَبُوْبَکْرٍ وَعُمَرُ، فَقَالَ: ((لَا وَلٰکِنَّهُ خَاصِفُ النَّعْلِ۔)) قَالَ: فَجِئْنَا نُبَشِّرُهُ، قَالَ: وَکَأَنَّهُ قَدْ سَمِعَهُ۔

(الصحیحة: ٢٤٨٧)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم بیٹھے رسول اللہ ﷺ کا انتظار کر رہے تھے، آپ اپنی ایک بیوی کے گھر سے نکلے اور ہمارے پاس تشریف لائے۔ ہم کھڑے ہوئے (اور) آپ کے ساتھ چل دیے، آپ کا جوتا ٹوٹ گیا، حضرت علی رضی اللہ عنہ اس کو سلائی کرنے کی خاطر پیچھے رہ گئے۔ رسول اللہ ﷺ چلتے رہے اور ہم بھی آپ کے ساتھ چلتے رہے۔ ایک مقام پر حضرت علی کے انتظار میں ٹھہر گئے، ہم بھی آپ کے ساتھ رک گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے بعض لوگ میری طرح اس قرآن کی تفسیر کے مطابق جہاد کرتے ہیں۔'' ہم جھانکنے لگ گئے اور ہم میں ابوبکر اور عمر بھی تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں، میری مراد جوتے کی سلائی کرنے والا (علی) ہے۔'' ہم حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خوشخبری دینے کے لیے آئے، لیکن ایسے لگ رہا تھا کہ انھوں نے یہ بشارت خود سن لی تھی۔

تخریج: أخرجه النسائی فی "خصائص علی": ص٢٩، وابن حبان: ٢٢٠٧، والحاکم: ٣/ ١٢٢، وأحمد: ٣/ ٣٣ و ٨٢، وأبو یعلی: ١/ ٣٠٣۔ ٣٠٤، وأبو نعیم فی "الحلیة": ١/ ٦٧، وابن عساکر: ١٢/ ١٧٩/ ٢۔ ١٨٠/ ٢

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت

(۳۲۸۲)۔ عَنِ الْمِسْوَرِ: اَنَّهُ بَعَثَ اِلَيْهِ حَسَنُ بْنُ حَسَنٍ يَخْطُبُ اِبْنَتَهُ، فَقَالَ لَهُ: قُلْ لَهُ: فَيَلْقَانِيْ فِيْ الْعَتَمَةِ، قَالَ: فَلَقِيَهُ، فَحَمِدَ اللّٰهَ الْمِسْوَرُ، وَاَثْنٰى عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: اَمَّا بَعْدُ، اَيْمُ اللّٰهِ، مَا مِنْ نَّسَبٍ وَّلَا سَبَبٍ وَّلَا صِهْرٍ اَحَبَّ اِلَيَّ مِنْ نَسَبِكُمْ وَسَبَبِكُمْ وَصِهْرِكُمْ، وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((فَاطِمَةُ بِضْعَةٌ مِّنِّيْ، يَقْبِضُنِيْ مَا يَقْبِضُهَا، وَيَبْسُطُنِيْ مَا يَبْسُطُهَا، وَاِنَّ الْاَنْسَابَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ تَنْقَطِعُ غَيْرَ نَسَبِيْ وَسَبَبِيْ وَصِهْرِيْ))وَعِنْدَكَ اِبْنَتُهَا، وَلَوْ زَوَّجْتُكَ لَقَبَضَهَا ذٰلِكَ، فَانْطَلَقَ عَاذِرًا لَهُ۔ (الصحيحة:۱۹۹۵)

مسور کہتے ہیں کہ حسن بن حسن نے میری بیٹی سے شادی کرنے لیے مجھے پیغام بھیجا، میں نے قاصد کو کہا: اسے کہنا کہ وہ مجھے شام کو ملے۔ اس نے مسور سے (وقت کے مطابق) ملاقات کی۔ مسور نے اللہ تعالی کی حمد و ثنا بیان کی اور کہا: اللہ کی قسم! مجھے کوئی نسبی اور ازدواجی رشتہ وقرابت تمھارے نسب وحسب اور نسبی و ازدواجی تعلق و قرابت سے بڑھ کر محبوب نہیں ہے۔ دراصل بات یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''فاطمہ میرے (بدن کا) ٹکڑا ہے، جو چیز اسے پریشان کرتی ہے وہ مجھے بھی پریشان کرتی ہے، جو چیز اسے خوش کرتی ہے وہ مجھے بھی خوش کرتی ہے اور قیامت والے دن سب احساب وانساب منقطع ہو جائیں گے، ماسوائے میرے نسب، رشتہ وقرابت اور دامادگی کے۔'' (اس حدیث کے بعد غور کر کہ) تیرے گھر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی بیٹی ہے، اگر میں نے اپنی بیٹی سے بھی تیری شادی کر دی تو وہ پریشان ہوگی (ایسی صورت میں میرا اور میری بیٹی کا کیا بنے گا؟) حسن بن حسن نے اسے معذور سمجھا اور چل دیے۔

تخريج: أخرجه أحمد: ٤/ ٣٢٣، ومن طريقه الحاكم: ٣/ ١٥٨، وعبد الله بن احمد: ٤/ ٣٣٢، والحديث اخرجه البخاري: ١١/ ٨٤ والنسائي في "الخصائص": صـ ٢٥ بلفظ: ((فاطمة بضعة منى فمن اغضبها اغضبني۔))

(۳۲۸۳)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَفَعَهُ: ((سَيِّدَاتُ نِسَاءِ اَهْلِ الْجَنَّةِ بَعْدَ مَرْيَمَ بِنْتِ عِمْرَانَ: فَاطِمَةُ، وَخَدِيْجَةُ، وَآسِيَةُ امْرَاَةُ فِرْعَوْنَ۔)) (الصحيحة:١٤٢٤)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''حضرت مریم بنت عمران کے بعد جنتی عورتوں کی سردار یہ (تین عورتیں ہیں:) فاطمہ، خدیجہ اور فرعون کی بیوی آسیہ تھیں۔''

تخريج: رواه الطبراني: ٣/ ١٥٠/ ٢

(۳۲۸٤)۔ عَنْ عَائِشَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ،

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ہم نبی

قَالَتْ: اِنَّا كُنَّا اَزْوَاجَ النَّبِيِّ ﷺ عِنْدَهُ جَمِيْعًا ، لَمْ تُغَادِرْ مِنَّا وَاحِدَةٌ ، فَاَقْبَلَتْ فَاطِمَةُ عَلَيْهَا السَّلَامُ تَمْشِيْ ، وَلَا وَاللّٰهِ مَا تَخْفٰى مِشْيَتُهَا مِشْيَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ، فَلَمَّا رَآهَا رَحَّبَ بِهَا ، قَالَ: ((مَرْحَبًا بِابْنَتِيْ۔)) ثُمَّ أَجْلَسَهَا عَنْ يَمِيْنِهٖ ، أَوْ عَنْ شِمَالِهٖ ، ثُمَّ سَارَّهَا ، فَبَكَتْ بُكَاءً شَدِيْدًا ، فَلَمَّا رَاٰى حُزْنَهَا سَارَّهَا الثَّانِيَةَ ، فَاِذَا هِيَ تَضْحَكُ ، فَقُلْتُ لَهَا اَنَا مِنْ بَيْنِ نِسَائِهٖ: خَصَّكِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِالسِّرِّ مِنْ بَيْنِنَا ثُمَّ اَنْتِ تَبْكِيْنَ! فَلَمَّا قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ سَاَلْتُهَا عَمَّا سَارَّكِ۔ قَالَتْ: مَا كُنْتُ لِأُفْشِيَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ سِرَّهُ فَلَمَّا تُوُفِّيَ قُلْتُ لَهَا: عَزَمْتُ عَلَيْكِ بِمَا لِيْ عَلَيْكِ مِنَ الْحَقِّ لما اَخْبَرْتِنِيْ۔ قَالَتْ: اَمَّا الْآنَ فَنَعَمْ ، فَاَخْبَرَتْنِيْ ، قَالَتْ: اَمَّا حِيْنَ سَارَّنِيْ فِي الْأَمْرِ الْاَوَّلِ ، فَاِنَّهُ اَخْبَرَنِيْ اَنَّ جِبْرِيْلَ كَانَ يُعَارِضُهُ بِالْقُرْآنِ كُلَّ سَنَةٍ مَرَّةً ، وَاِنَّهُ قَدْ عَارَضَنِيْ بِهِ الْعَامَ مَرَّتَيْنِ ، وَلَا اَرَى الْأَجَلَ اِلَّا قَدِ اقْتَرَبَ ، فَاتَّقِي اللّٰهَ وَاصْبِرِيْ ، فَاِنِّيْ نِعْمَ السَّلَفُ اَنَا لَكِ۔ قُلْتُ: فَبَكَيْتُ بُكَائِي الَّذِيْ رَاَيْتُ ، فَلَمَّا رَاٰى جَزَعِيْ سَارَّنِيَ الثَّانِيَةَ ، قَالَ: ((يَا فَاطِمَةُ! اَلَا تَرْضَيْنَ اَنْ تَكُوْنِيْ سَيِّدَةَ نِسَاءِ الْمُؤْمِنِيْنَ ، اَوْسَيِّدَةَ نِسَاءِ هٰذِهِ الْاُمَّةِ۔)) فَضَحِكْتُ ضِحْكِيَ الَّذِيْ رَاَيْتِ۔(الصحيحة: ٢٩٤٨)

کریم ﷺ کی بیویاں آپ کے پاس جمع تھیں، کوئی ایک بھی غیر حاضر نہیں تھی، سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا آپ کے پاس چل کر آ رہی تھیں، ان کے چلنے کا انداز بالکل رسول اللہ ﷺ والا تھا۔ جب آپ نے ان کو دیکھا تو یوں خوش آمدید کہا: ”میری بیٹی! مرحبا۔“ پھر ان کو اپنی دائیں یا بائیں جانب بٹھا لیا، آپ نے ان سے کوئی سرگوشی کی، وہ شد ومد سے رونے لگ گئیں۔ جب آپ نے ان کے غم والم کو دیکھا تو دوسری دفعہ سرگوشی کی، اب کی بار انھوں نے ہنسنا شروع کر دیا۔ آپ ﷺ کی بیویوں میں سے میں نے اس سے کہا: رسول اللہ ﷺ نے تم سے کوئی راز دارانہ بات کی، لیکن تو نے رونا شروع کر دیا۔ جب رسول اللہ ﷺ اٹھ کر چلے گئے تو میں نے ان سے پوچھا: آپ نے تم سے کیا سرگوشی کی ہے؟ انھوں نے کہا: میں رسول اللہ ﷺ کا راز فاش نہیں کر سکتی۔ جب آپ فوت ہو گئے تو میں نے سیدہ فاطمہ سے کہا: میں تجھے تجھ پر اپنے حق کا واسطہ دے کر پوچھتی ہوں کہ اب تم مجھے ضرور بتاؤ گی۔ انھوں نے کہا: ٹھیک ہے اب، بتا دیتی ہوں۔ انھوں نے مجھے بتلایا کہ آپ نے پہلی دفعہ والی سرگوشی میں مجھے فرمایا: ”جبریل مجھ سے ہر سال ایک دفعہ قرآن مجید کا دور کیا کرتے تھے اور اس سال دو دفعہ کیا، ایسے معلوم ہوتا ہے کہ میری موت کا وقت قریب آ چکا ہے، لہٰذا اللہ سے ڈرنا اور صبر کرنا، میں تیرے لیے بہترین پیش رو ہوں گا۔“ یہ بات سن کر مجھے رونا آ گیا، آپ دیکھ ہی رہی تھیں۔ جب آپ ﷺ نے میری بے چینی اور گھبراہٹ کو دیکھا تو فرمایا: ”فاطمہ! اگر تمھیں (جنت میں) مومنوں کی عورتوں یا اس امت کی عورتوں کی سرداری دی جائے تو راضی ہو جاؤ گی؟“ یہ سن کر میں ہنس پڑی، آپ دیکھ ہی رہی تھیں۔

تـخـريـــج: أخـرجه البخاري: ٦٢٨٦، ومسلم: ٧/ ١٤٢ـ ١٤٤، والنسائي في "الكبرى": ٥/ ٩٦، وابن ماجه: ١٦٢١، والطحاوي في "مشكل الآثار": ٤٨ـ ٤٩، وابن سعد: ٨/ ٢٦ـ٢٧، وأحمد: ٦/ ٢٨٢

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی فضیلت

(٣٢٨٥)ـ عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((زَيْنَبُ خَيْرُ وَفِيْ رِوَايَةٍ: اَفْضَلُ بَنَاتِيْ، اُصِيْبَتْ بِيْ۔)) فَبَلَغَ ذٰلِكَ عَلِيَّ بْنَ حُسَيْنٍ فَاَتَاهُ، قَالَ: مَا حَدِيْثٌ يَبْلُغُنِيْ عَنْكَ تَنْتَقِصُ فِيْهِ فَاطِمَةَ؟! فَقَالَ عُرْوَةُ: مَا اُحِبُّ اَنَّ لِيْ كَذَا وَكَذَا، وَاَنِّيْ اَنْتَقِصُ فَاطِمَةَ حَقًّا هُوَ لَهَا، وَاَمَّا بَعْدَ ذٰلِكَ فَلَكَ عَلَيَّ اَنْ لَّا اُحَدِّثَ بِهِ اَبَدًا۔ (الصحيحة: ٣٠٧١)

عروہ، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''زینب میری افضل بیٹی ہے، اسے میری وجہ سے تکلیف پہنچی۔'' جب یہ حدیث علی بن حسین (بن فاطمہ) کو پہنچی تو وہ عروہ کے پاس آئے اور کہا: مجھے ایک حدیث موصول ہوئی ہے، اس میں (میری دادی) حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی تنقیص کی گئی ہے، اس کی کیا حقیقت ہے؟ عروہ نے کہا: میں نہیں چاہتا کہ مجھے اتنا کچھ (مال و دولت) مل جائے اور میں حضرت فاطمہ کے حق میں تنقیص کروں۔ آج کے بعد میرا تجھ سے معاہدہ ہے کہ میں یہ حدیث بیان نہیں کروں گا۔

تـخريـج: أخرجه الطبراني في "المعجم الأوسط": ١/ ٢٩٠/ ٤٨٦٣، والبزار: ٣/ ٢٤٢، والطبرانى ايضا فى "المعجم الكبير": ٢٢/ ٤٣١/ ١٠٥١ أتم منه

شـرح:...... اس حدیث سے سیدہ زینب کی افضلیت ثابت ہوتی ہے، (نَعُوْذُ بِاللّٰہِ) اس سے آپ ﷺ کی کسی بیٹی کی تنقیص لازم نہیں آتی، جیسا کہ علی بن حسین کو وہم ہوا ہے۔

سیدنا حسن وحسین رضی اللہ عنہما کی فضیلت

(٣٢٨٦)ـ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ: مَارَأَيْتُ حَسَنًا قَطُّ إِلَّا فَاضَتْ عَيْنَايَ دُمُوْعًا وَذٰلِكَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَرَجَ يَوْمًا فَوَجَدَنِيْ فِيْ الْمَسْجِدِ فَأَخَذَ بِيَدِيْ، فَانْطَلَقْتُ مَعَهُ، فَمَا كَلَّمَنِيْ حَتّٰى جِئْنَا سُوْقَ بَنِيْ قَيْنُقَاعَ، فَطَافَ بِهِ وَنَظَرَ، ثُمَّ انْصَرَفَ وَأَنَا مَعَهُ حَتّٰى جِئْنَا الْمَسْجِدَ، فَجَلَسَ فَاحْتَبٰى ثُمَّ قَالَ: ((أَيْنَ لُكَاعُ؟ اُدْعُ لِيْ لُكَاعَ۔))فَجَاءَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جب میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو دیکھتا ہوں تو میری آنکھوں سے آنسو بہہ پڑتے ہیں، وجہ یہ ہے کہ ایک دن نبی کریم ﷺ باہر تشریف لائے، میں مسجد میں تھا، آپ نے میرا ہاتھ پکڑا، میں آپ کے ساتھ چل دیا، آپ نے مجھ سے کوئی بات نہیں کی، حتی کہ ہم بنوقینقاع کے بازار پہنچ گئے، آپ نے وہاں چکر لگایا اور ادھر ادھر دیکھا، پھر واپس پلٹ آئے اور میں بھی آپ کے ساتھ تھا، یہاں تک کہ ہم مسجد میں پہنچ گئے۔ آپ وہاں حبوہ باندھ کر بیٹھ گئے اور

حَسَنٌ يَشْتَدُّ فَوَقَعَ فِيْ حِجْرِهِ، ثُمَّ أَدْخَلَ يَدَهُ فِيْ لِحْيَتِهِ، ثُمَّ جَعَلَ النَّبِيُّ ﷺ يَفْتَحُ فَاهُ، فَيُدْخِلُ فَاهُ فِيْ فِيْهِ، ثُمَّ قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أُحِبُّهُ فَأَحْبِبْهُ، وَأَحِبَّ مَنْ يُحِبُّهُ۔))
(الصحيحة: ٢٨٠٧)

فرمایا: ''چھوٹا بچہ کدھر ہے؟ چھوٹے کو ذرا بلا کر لاؤ۔'' سو سیدنا حسن رضی اللہ عنہ دوڑتا ہوا آیا، آپ کی گودی میں گر پڑا اور اپنا ہاتھ آپ کی ڈاڑھی میں داخل کرنے لگا۔ آپ ﷺ نے اپنا منہ کھول کر اس کے منہ کو اپنے منہ میں داخل کیا، پھر فرمایا: ''اے اللہ! میں اسے محبت کرتا ہوں، تو اس سے بھی اور اس سے محبت کرنے والے سے بھی محبت کر۔''

تخريج: أخرجه البخاري في "الأدب المفرد": ١١٨٣، وأحمد: ١/ ٥٣٢، وابنه عبدالله في "فضائل الصحابة": ٢/ ٧٨٨/ ١٤٠٧، والحاكم: ٣/ ١٧٨، والحديث اخرجه البخارى: ٥٨٨٤ مختصرا وكذ مسلم: ٧/ ١٣٠

شرح:...... اس میں سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کی شان وعظمت اور سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی رسول اللہ ﷺ سے والہانہ محبت کا بیان ہے۔

(٣٢٨٧)۔ عَنِ الْبَرَاءِ، قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَالْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ عَلٰى عَاتِقِهِ وَيَقُوْلُ: ((اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أُحِبُّهُ فَأَحِبَّهُ۔))
(الصحيحة: ٢٧٨٩)

حضرت برا رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا، حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ ان کے کندھے پر بیٹھے تھے، آپ ﷺ فرما رہے تھے: ''اے اللہ! میں اس سے محبت کرتا ہوں، تو بھی اس سے محبت فرما۔''

تخريج: أخرجه البخارى: ٣٧٤٩، ومسلم: ٧/ ١٣٠، وأحمد: ٤/ ٢٨٣۔ ٢٨٤، وكذا الطيالسى: ٧٣٢، والطبرانى فى "المعجم الكبير": ٢٥٨٢

(٣٢٨٨)۔ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ ﷺ كَانَ يَأْخُذُهُ وَالْحَسَنَ وَيَقُوْلُ: ((اَللّٰهُمَّ! إِنِّيْ أُحِبُّهُمَا فَأَحِبَّهُمَا۔))
(الصحيحة: ٣٣٥٤)

سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مجھے اور سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کو پکڑ کر کہتے: ''اے اللہ! میں ان دونوں سے محبت کرتا ہوں، تو بھی ان سے محبت کر۔''

تخريج: أخرجه البخاري: ٣٧٣٥، ٣٧٤٧، وأحمد: ٥/ ٢١٠، وكذا ابن أبي شيبة في "المصنف": ١٢/ ٩٨/ ١٢٢٣٢، وابن سعد في "الطبقات": ٤/ ٦٢، والطبراني في "المعجم الكبير": ٣/ ٣٩/ ٢٦٤٢

(٣٢٨٩)۔ عَنْ جَابِرٍ مَرْفُوْعًا: ((مَنْ سَرَّهُ اَنْ يَنْظُرَ اِلٰى رَجُلٍ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ، فَلْيَنْظُرْ اِلَى الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ۔))

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو کسی جنتی آدمی کو دیکھ کر خوش ہونا چاہتا ہے، وہ حسین بن علی کو دیکھ لے۔''

(الصحيحة:۳۰۰۲)

تخريج: أخرجه أبو يعلي في "مسنده": ۳/ ۱۸۷٤، وعنه ابن حبان: ۲۲۳۷

(۳۲۹۰)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَمَعَهُ حَسَنٌ وَحُسَيْنٌ، هٰذَا عَلٰى عَاتِقِهِ، وَهٰذَا عَلٰى عَاتِقِهِ، وَهُوَ يَلْثِمُ هٰذَا مَرَّةً، وَيَلْثِمُ هٰذَا مَرَّةً، حَتّٰى انْتَهٰى اِلَيْنَا، فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنَّكَ تُحِبُّهُمَا۔ فَقَالَ: ((مَنْ اَحَبَّهُمَا فَقَدْ اَحَبَّنِي، وَمَنْ اَبْغَضَهُمَا فَقَدْ اَبْغَضَنِيْ۔)) (الصحيحة:۲۸۹۵)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے، اس حال میں کہ آپ کے ساتھ حسن و حسین بھی تھے، ایک ایک کندھے پر تھا اور دوسرا دوسرے پر۔ آپ کبھی ایک کا بوسہ لیتے اور کبھی دوسرے کو چومتے، حتی کہ ہمارے پاس پہنچ گئے۔ ایک آدمی نے آپ ﷺ سے کہا: آپ ان سے محبت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''جس نے ان سے محبت کی، اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے ان سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا۔''

تخريج: أخرجه أحمد في المسند: ۲/ ٤٤٠، وفي "الفضائل": ۲/ ۷۷۷/ ۱۳۷٦، ومن طريقه الحاكم: ۳/ ١٦٦، والبزار: ۳/ ۲۲۷/ ۲٦۲۷

(۳۲۹۱)۔ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِى نَعْمٍ، أَنَّ رَجُلاً سَأَلَ ابْنَ عُمَرَ وَأَنَا جَالِسٌ عَنْ دَمِ الْبَعُوْضِ يُصِيْبُ الثَّوْبَ؟ فَقَالَ لَهُ: مِمَّنْ أَنْتَ؟ قَالَ: مِنْ أَهْلِ الْعِرَاقِ فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ: هَا أُنْظُرُوْا إِلٰى هٰذَا يَسْأَلُ عَنْ دَمِ الْبَعُوْضِ؟ وَقَدْ قَتَلُوْا ابْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ! سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((إِنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ هُمَا رَيْحَانَتَایَ مِنَ الدُّنْيَا۔)) (الصحيحة: ٥٦٤)

عبدالرحمن بن ابونعم کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے اس کپڑے کے بارے میں دریافت کیا جس کو مچھر کا خون لگ جاتا ہے، میں بھی وہاں بیٹھا تھا۔ انھوں نے کہا: تو کہاں سے ہے؟ اس نے کہا: عراق سے۔ حضرت عبداللہ بن عمر نے کہا: دیکھو اس آدمی کو، یہ مچھر کے خون کے بارے میں سوال کرتا ہے؟ (یہ اتنے ظالم ہیں کہ) انھوں نے رسول اللہ ﷺ کے نواسے کو شہید کر دیا اور میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا تھا: ''بیشک حسن اور حسین میری دنیا کے خوشبودار پودے ہیں۔''

تخريج: أخرجه البخاري: ۷/ ۷۹، ۱۰/ ۳۵۰۔ فتح، والترمذي: ٤/ ۳٦۹۔۳۷۰، وأحمد: ۲/ ۹۲، ۱۱٤

(۳۲۹۲)۔ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ، قَالَ: وَفَدَ الْمِقْدَامُ بْنُ مَعْدِيْ كَرِبَ وَعَمْرُو بْنُ الْاَسْوَدِ اِلٰى مُعَاوِيَةَ، فَقَالَ مُعَاوِيَةُ

خالد بن معدان کہتے ہیں کہ حضرت مقدام بن معدی کرب اور حضرت عمرو بن اسود رضی اللہ عنہما حضرت معاویہ رضی اللہ عنہم کے پاس گئے، حضرت معاویہ نے حضرت مقدام سے کہا: کیا تم جانتے

لِلْمِقْدَامِ: اَعَلِمْتَ اَنَّ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ تُوُفِّيَ؟ فَرَجَّعَ الْمِقْدَامُ، فَقَالَ لَهُ مُعَاوِيَةُ: اَتَـرَاهَـا مُصِيْبَةً؟ فَقَالَ: وَلِمَ لَا اَرَاهَا مُصِيْبَةً، وَقَدْ وَضَعَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ فِيْ حِجْرِهِ وَقَالَ: ((اَلْحَسَنُ مِنِّيْ، وَالْحُسَيْنُ مِنْ عَلِيٍّ۔)) (الصحيحة:٨١١)

ہو کہ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے ہیں؟ انھوں نے "اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ" کہا۔ حضرت معاویہ نے ان سے پوچھا: کیا تم اس خبر کو آزمائش سمجھتے ہو؟ انھوں نے کہا: میں اس واقعہ کو ابتلا و آزمائش کیوں نہ سمجھوں، حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسن کو اپنی گود میں بٹھایا اور فرمایا: ''حسن مجھ سے ہے اور حسین، علی سے ہے۔''

تخريج: أخرجه أبوداود: ٢/ ١٨٦، وأحمد: ٤/ ١٣٢، والطبرانی فی"الكبير": ٣/ ٣٤، وابن عساكر: ١/٢٥٨/٤

(٣٢٩٣)۔ قَالَ ﷺ: ((اَلْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ سَيِّدَا شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ۔)) وَرَدَ مِنْ حَدِيْثِ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ، وَحُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ، وَعَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ، وَعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، وَعَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ، وَعَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، وَالْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، وَاَبِيْ هُرَيْرَةَ، وَجَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، وَقُرَّةَ بْنِ اِيَاسٍ۔ (الصحيحة:٧٩٦)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''حسن اور حسین جنتی نوجوانوں کے سردار ہوں گے۔'' یہ حدیث حضرت ابوسعید خدری، حضرت حذیفہ بن یمان، حضرت علی بن ابو طالب، حضرت عمر بن خطاب، حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت برا بن عازب، حضرت ابوہریرہ، حضرت جابر بن عبداللہ اور حضرت قرہ بن ایاس رضی اللہ عنہم سے روایت کی گئی ہے۔

تخريج:١۔أما حديث أبی سعيد؛ فأخرجه الترمذی: ٤/ ٣٣٩، والحاكم: ٣/ ١٦٦، و الطبرانی: ١/ ١٢٣/ ١، وأبونعيم فی"الحلية": ٣/ ٣، ٦٢، ٦٤، ٨٠، ٨٢، وابن عساكر: ١٨/ ٤٧/ ١

٢۔وأما حديث حذيفة؛ فأخرجه الترمذی: ٢/ ٣٠٧، وابن حبان: ٢٢٢٩، وأحمد: ٣٩١، والطبرانی: ١/ ١٢٣/ ١، والخطيب: ٦/ ٣٧٢، وابن عساكر فی"تاريخ دمشق": ٤/ ٢٥٥/ ٢

٣۔وأما حديث علی؛ فأخرجه أبو نعيم: ٤/ ١٤٠، والخطيب: ١٢/ ٤، و الطبرانی: ١/ ١٢٢/ ٢، وابن عساكر: ٤/ ٢٥٦/ ١، و الخطيب: ١/ ١٤٠، وعنه ابن عساكر: ٤/ ٢٥٦/ ١، و ابن أبی شيبة: ١٢/ ١٢٢٢٨، و البزار: ٣/ ٢٣٤

٤۔وأما حديث عمر بن الخطاب؛ فأخرجه الطبرانی: ١/ ١٢٢/ ٢، وأبو نعيم: ٤/ ١٣٩

٥۔وأما حديث ابن مسعود؛ فأخرجه الحاكم: ٣/ ١٦٧، و أبونعيم: ٥/ ٥٨

٦۔وأما حديث عبدالله ابن عمر: فأخرجه الحاكم: ٣/ ١٦٧، وابن عساكر: ٤/ ٢٥٦/ ١

٧۔ وأما حديث البراء؛ فقال الهيثمي: ٩/ ١٨٤ "ورواه الطبراني واسناده حسن"

٨۔ وأما حديث أبي هريرة؛ فأخرجه الطبراني: ١/ ١٢٣/ ١

٩۔ وأما حديث جابر؛ فأخرجه البزار: ٣/ ٢٣٠/ ٢٦٣٦، والطبراني، وابن عساكر: ٤/ ٢٥٦/ ١

شرح:...... ''حسن وحسین جنتی نوجوانوں کے سردار ہوں گے۔'' اس منقبت کے مختلف معانی بیان کیے گئے ہیں: (۱) جو لوگ نوجوانی میں اللہ کے راستے میں فوت ہو کر جنت میں داخل ہوں گے، حسن وحسین ان سب سے افضل ہوں گے۔ (۲) آپ ﷺ نے جس وقت یہ حدیث ارشاد فرمائی تھی، اس زمانے کے جنتی نوجوانوں کے یہ سردار ہوں گے۔ (۳) جو لوگ جوانی میں فوت ہوں گے ان کے سردار سیدنا حسن اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہما ہوں گے۔ آخری معنی حدیث مبارکہ کے عام الفاظ سے زیادہ مناسبت رکھتا ہے۔

(٣٢٩٤)۔ عَنْ يَعْلَى بْنِ مُرَّةَ، قَالَ: قَالَ ﷺ: ((حُسَيْنٌ مِنِّيْ، وَاَنَا مِنَ حُسَيْنٍ، اَحَبَّ اللّٰهُ مَنْ اَحَبَّ حُسَيْنًا، حُسَيْنٌ سِبْطٌ مِّنَ الْاَسْبَاطِ۔)) (الصحيحة:١٢٢٧)

حضرت یعلی بن مرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں، اللہ تعالی اس سے محبت کرے جو حسین سے محبت کرتا ہے، حسین امتوں میں سے ایک امت ہے۔''

تخریج: أخرجه البخاري في "التاريخ" ٤/ ٢/ ٤١٥، والترمذي: ٣٧٧٧، وابن ماجه: ١٤٤، وابن حبان: ٢٢٤٠، والحاكم: ٣/ ١٧٧، وأحمد: ٤/ ١٧٢

شــرح:...... یعنی خیر و بھلائی میں ایک امت کی مانند ہیں اور یہ بھی ممکن ہے کہ آپ ﷺ کی مراد یہ ہو کہ اللہ تعالی ان کی اولاد میں برکت ڈالے گا اور وہ ایک بڑی امت ہو جائے گی اور ایسے ہی ہوا، ہزارہا صحیح النسب سادات موجود ہیں، جن کا سلسلۂ نسب حسن یا حسین سے ملتا ہے۔

سیدنا حسن وحسین اور ان کے والدین کی عظمت

(٣٢٩٥)۔ عَنْ اَبِيْ فَاخِتَةَ، قَالَ: قَالَ عَلِيٌّ: زَارَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَبَاتَ عِنْدَنَا، وَالْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ نَائِمَان، فَاسْتَسْقَى الْحَسَنُ، فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِلٰى قِرْبَةٍ لَّنَا، فَجَعَلَ يَعْصِرُهَا فِيْ الْقَدْحِ، ثُمَّ يَسْقِيْهُ فَتَنَاوَلَهُ الْحُسَيْنُ لِيَشْرَبَ فَمَنَعَهُ، وَبَدَاَ بِالْحَسَنِ، فَقَالَتْ فَاطِمَةُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! كَاَنَّهُ اَحَبُّ اِلَيْكَ؟ فَقَالَ: ((لَا، وَلٰكِنَّهُ

ابو فاختہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور ہمارے ہاں ہی رات گزاری، حسن وحسین سو رہے تھے۔ (رات کو) حسن نے پانی مانگا۔ رسول اللہ ﷺ ہمارے مشکیزے کی طرف گئے، پیالے میں پانی نکالا، پھر اسے پلانے کے لیے لے آئے، (اب حسن کی بجائے وہ پیالہ) حسین نے پینے کے لیے پکڑنا چاہا، لیکن آپ نے اسے نہ پینے دیا، پھر حسن سے ابتدا کی۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اے اللہ کے رسول! ایسے لگتا ہے

اسْتَسْقَى أَوَّلَ مَرَّةٍ.)) ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنِّيْ، وَإِيَّاكَ، وَهٰذَيْنِ، وَهٰذَا الرَّاقِدَ-يَعْنِيْ عَلِيًّا-يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِيْ مَكَانٍ وَّاحِدٍ.)) يَعْنِيْ: فَاطِمَةَ وَوَلَدَيْهَا: الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ -رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ۔

(الصحيحة:۳۳۱۹)

کہ آپ کو حسن زیادہ محبوب ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ بات نہیں ہے، (دراصل) حسن نے پانی پہلے مانگا تھا (اس لیے پہلے پینے کا حق بھی اسی کا ہے)۔'' پھر فرمایا: ''میں، تو، یہ دونوں اور یہ سونے والے (علی رضی اللہ عنہ) روزِ قیامت ایک مقام میں ہوں گے۔'' ان دونوں سے مراد حضرت فاطمہ کے بیٹے حسن اور حسین ہیں۔

تخريج: أخرجه الطيالسي في "مسنده": ۲٦/ ۱۹۰، والطبراني في "المعجم الكبير": ۳/ ۳۱/ ۲٦۲۲، والبزار في "مسنده": ۳/ ۲۲۳/ ۲٦۱٦، وأخرج أحمد: ۱/ ۱۰۱ نحوه

سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کی پیشین گوئی
سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے مقتل کی حیثیت

(۳۲۹٦)۔ عَنْ أُمِّ الْفَضْلِ بِنْتِ الْحَارِثِ: أَنَّهَا دَخَلَتْ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنِّي رَأَيْتُ حُلْمًا مُنْكَرًا اللَّيْلَةَ-قَالَ: ((وَمَا هُوَ؟)) قَالَتْ: إِنَّهُ شَدِيْدٌ-قَالَ: ((وَمَاهُوَ؟)) قَالَ: رَأَيْتُ كَأَنَّ قِطْعَةً مِنْ جَسَدِكَ قُطِعَتْ وَوُضِعَتْ فِي حِجْرِيْ - قَالَ: ((رَأَيْتِي خَيْرًا، تَلِدُ فَاطِمَةُ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ غُلاماً فَيَكُوْنُ فِي حِجْرِكَ.)) فَوَلَدَتْ فَاطِمَةُ الْحُسَيْنَ، فَكَانَ فِي حِجْرِي كَمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَدَخَلْتُ يَوْمًا إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَوَضَعْتُهُ فِي حِجْرِهِ، ثُمَّ حَانَتْ مِنِّي الْتِفَاتَةٌ فَإِذَا عَيْنَا رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ تُهْرِيْقَانِ مِنَ الدُّمُوْعِ، قَالَتْ: فَقُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي مَالَكَ؟ فَقَالَ: ((أَتَانِي جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ فَأَخْبَرَنِي أَنَّ أُمَّتِي سَتَقْتُلُ ابْنِيْ

سیدہ ام الفضل بنت حارث رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئیں اور کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے رات کو قبیح خواب دیکھا۔ آپ ﷺ نے پوچھا: ''وہ کیا ہے؟'' اس نے کہا: وہ بہت سخت ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''آخر وہ ہے کیا؟'' اس نے کہا: مجھے ایسے لگا کہ آپ کے جسم کا ایک ٹکڑا کاٹ کر میری گود میں پھینکا گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو نے تو عمدہ خواب دیکھا ہے، (اس کی تعبیر یہ ہے کہ) ان شاء اللہ میری بیٹی فاطمہ کا بچہ پیدا ہو گا جو تیری گود میں ہو گا۔'' واقعی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا بچہ حسین پیدا ہوا جو میری گود میں تھا، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا۔ ایک دن میں رسول اللہ ﷺ کے پاس گئی اور حسین کو آپ کی گود میں رکھ دیا۔ جب آپ ﷺ کی طرف متوجہ ہوئی تو آپ کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔ میں نے کہا: اے اللہ کے نبی! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، آپ کو کیا ہو گیا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جبریل علیہ السلام میرے پاس آئے اور مجھے بتلایا کہ میری امت میرے اس

هٰذَا۔)) فَقُلْتُ: هٰذَا؟ فَقَالَ: ((نَعَمْ۔ وَاَتَانِي بِتُرْبَةٍ مِنْ تُرْبَتِهِ حَمْرَاءَ۔))

(الصحيحة:۸۲۱)

بیٹے کو قتل کر دے گی۔" میں نے کہا: یہ بیٹا (حسین)؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "ہاں، وہ میرے پاس اس علاقے کی سرخ مٹی بھی لائے۔"

تخريج:أخرجه الحاكم: ٣/ ١٧٦-١٧٧، وعنه البيهقي فى "الدلائل": ٦/ ٤٦٩

(۳۲۹۷)۔ عَنْ عَائِشَةَ اَوْاُمِّ سَلَمَةَ، اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِاَحَدِهِمَا: ((لَقَدْ دَخَلَ عَلَيَّ الْبَيْتَ مَلَكٌ لَمْ يَدْخُلْ عَلَيَّ قَبْلَهَا، فَقَالَ لِي: اِنَّ ابْنَكَ هٰذَا: حُسَيْنٌ مَقْتُوْلٌ، وَاِنْ شِئْتَ أَرَيْتُكَ مِنْ تُرْبَةِ الْاَرْضِ الَّتِي يُقْتَلُ بِهَا۔)) قَالَ: فَاَخْرَجَ تُرْبَةً حَمْرَاءَ۔

(الصحيحة:۸۲۲)

سیدہ عائشہ وسیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہما بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ان میں سے کسی ایک کو فرمایا: "آج گھر میں میرے پاس ایسا فرشتہ آیا، جو پہلے کبھی نہیں آیا تھا، اس نے مجھے کہا: آپ کا یہ حسین بیٹا قتل ہو جائے گا، اگر آپ چاہتے ہیں تو میں اس کے مَقتَل (جائے قتل) کی مٹی آپ کو دکھا دیتا ہوں۔ پھر اس نے سرخ مٹی نکال (کر مجھے دکھائی)۔"

تخريج:أخرجه الحاكم: ٣/ ١٧٦-١٧٧، وعنه البيهقي فى "الدلائل": ٦/ ٤٦٩

(۳۲۹۸)۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ نَجِيٍّ عَنْ اَبِيْهِ، اَنَّهُ سَارَ مَعَ عَلِيٍّ وَكَانَ صَاحِبَ مِطْهَرَتِهِ، فَلَمَّا حَاذٰى (نينوي) وَهُوَ مُنْطَلِقٌ اِلٰى صِفِّيْنَ، فَنَادٰى عَلِيٌّ:اِصْبِرْ اَبَا عَبْدِاللّٰهِ: اِصْبِرْ اَبَا عَبْدِاللّٰهِ بِشَطِّ الْفُرَاتِ قُلْتُ: وَمَا ذَا؟ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ وَعَيْنَاهُ تَفِيْضَانِ، قُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ اَغْضَبَكَ اَحَدٌ؟ مَا شَأْنُ عَيْنَيْكَ تَفِيْضَانِ؟ قَالَ: ((بَلْ قَامَ مِنْ عِنْدِي جِبْرِيْلُ مِنْ قَبْلُ، فَحَدَّثَنِي اَنَّ الْحُسَيْنَ يُقْتَلُ بِشَطِّ الْفُرَاتِ۔)) قَالَ: فَقَالَ: هَلْ لَّكَ اِلَى اَنْ اُشِمَّكَ مِنْ تُرْبَتِهِ؟ قَالَ: قُلْتُ: نَعَمْ، فَمَدَّ يَدَهُ فَقَبَضَ قَبْضَةً مِنْ تُرَابٍ فَاَعْطَانِيْهَا، فَلَمْ اَمْلِكْ عَيْنَيَّ اَنْ فَاضَتَا۔

عبداللہ بن نجی اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ طہارت والے پانی کا برتن اٹھا کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ چل رہے تھے، جب وہ صفین کی طرف جاتے ہوئے نینوی مقام تک پہنچے، تو حضرت علی نے آواز دی: ابوعبداللہ! ٹھہر جاؤ، دریائے فرات کے کنارے ٹھہر جاؤ۔ میں نے کہا: ادھر کیا ہے؟ انھوں نے کہا: میں ایک دن نبی کریم ﷺ کے پاس گیا، اس حال میں کہ آپ کی آنکھیں اشک بار تھیں۔ میں نے کہا: اے اللہ کے نبی! کسی نے آپ کو غصہ دلایا ہے؟ آپ کی آنکھیں کیوں آنسو بہا رہی ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "آپ کی آمد سے قبل جبریل امین میرے پاس سے اٹھ کر گئے ہیں، انھوں نے مجھے خبر دی ہے کہ حسین کو دریائے فرات کے کنارے قتل کر دیا جائے گا۔" پھر آپ ﷺ نے فرمایا: "اس نے کہا: میں آپ کو اس کی مٹی کی خوشبو سونگھاؤں؟ میں نے کہا: جی ہاں۔ پس اس نے اپنا ہاتھ لمبا کیا، مٹی کی مٹھی

(الصحیحۃ:۱۱۷۱) بھری اور مجھے دے دی۔ میں اپنے آپ پر قابو نہ پا سکا اور رونے لگ گیا۔''

تخریج: أخرجه أحمد: ١/ ٨٥

شرح:...... آجکل سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کی نسبت سے جن امور کا ارتکاب کیا جا رہا ہے یا ان کو دین میں داخل کر دیا گیا ہے، ان احادیثِ مبارکہ سے ان کا ردّ ہوتا ہے، کیونکہ حضرت جبریل نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے شہادتِ حسین رضی اللہ عنہ کی ساری صورتحال واضح کر دی تھی، لیکن اس کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دین میں کسی نئے حکم کا اضافہ نہ کیا۔

سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی میدانِ کربلا میں شہادت امت مسلمہ کے چہرے پر سیاہ دھبہ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا جبریل علیہ السلام کے تعاون سے پہلے ہی پیشین گوئی فرما دی تھی۔

امام البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں: اِس قسم کی احادیث کربلا کے تقدس، اس زمین پر سجدہ کرنے اور اس کی مٹی کی بنائی گئی ٹکیہ پر سجدے کرنے کی فضیلت پر دلالت نہیں کرتیں، جیسا کہ شیعوں کا خیال ہے، اگر اس قسم کی ٹکی کی کوئی فضیلت ہوتی تو مسجد حرام اور مسجد نبوی کی مٹی سے بنائی جانی چاہیے تھی۔

اصل میں اس چیز کا تعلق شیعوں کی بدعت اور اہل بیت اور ان کے آثار کی تعظیم میں غلو سے ہے۔ بڑی عجیب و غریب بات ہے کہ اِن لوگوں کے ہاں عقل بھی مصادرِ شریعت میں سے ہے، اسی بنا پر وہ عقلی تحسین اور عقلی تقبیح کے قائل ہیں۔ لیکن اس کے باوجود وہ کربلا کی زمین پر سجدہ کرنے کی فضیلت ایسی روایات سے ثابت کرتے ہیں، جو عقلی تقاضوں کے مطابق بالکل باطل ہیں۔ سید عبد الرضا مرعشی شہرساتی نے اپنے رسالے (ص ۱۵) میں ''السجود علی التربۃ الحسینیۃ'' کے عنوان میں لکھا:

''کربلا کی مٹی کے شرف، تقدس اور وہاں مدفون ہستیوں کی طہارت کی وجہ اس پر سجدہ کرنا افضل ہے، عترتِ طاہرہ کے ائمہ علیہم السلام سے مروی روایات اس پر دلالت کرتی ہیں، مثلا: اس (مٹی) پر کیے ہوئے سجدے ساتویں زمین تک نور پیدا کر دیتے ہیں۔ یہ سجدے ساتوں پردوں کو چاک کر دیتے ہیں۔ اللہ تعالی جس طرح اس مٹی پر سجدے کرنے والے کی نماز قبول کرتا ہے، اس طرح دوسروں کی نہیں کرتا۔ حسین کی قبر کی مٹی پر کیا گیا سجدہ زمینوں کو روشن کر دیتا ہے۔''

میں (البانی) کہتا ہوں: ان روایات کا باطل و مردود ہونا ظاہر ہے، اہل بیت کے ائمہ رضی اللہ عنہم ایسی مرویات سے بری ہیں، ان کی سرے سے کوئی سند ہی نہیں ہے کہ محقق علم حدیث اور اصول حدیث کی روشنی میں ان کو پرکھ سکے، کوئی روایت مرسل ہے تو کوئی معضل۔

اسی شیعہ مصنف نے اپنی کتاب کے ورقوں کو کالا کرتے ہوئے مزید کہا: ''حسینی مٹی کی فضیلت و تقدس پر دلالت کرنے والی روایات صرف ائمۂ اہلِ بیت سے مروی نہیں ہیں، بلکہ دوسرے اسلامی فرقوں کی بنیادی کتابوں میں بڑی

شہرت کے ساتھ ان کا تذکرہ ملتا ہے، ان کے علما اور رواۃ نے ان کو روایات کیا ہے، مثلا امام سیوطی نے اپنی کتاب (الخصائص الکبری) میں (باب اخبار النبی ﷺ بقتل الحسین علیہ السلام) میں امام حاکم، امام بیہقی، امام ابونعیم اور امام طبری جیسے ثقات سے تقریباً بیس روایات بیان کی ہیں، اسی طرح امام ہیثمی کے (مجمع الزوائد: ۹/ ۱۹۱) میں بھی ان کا تذکرہ ملتا ہے۔''

میں (البانی) کہتا ہوں: اے مسلمان! تجھے علم ہونا چاہیے کہ امام سیوطی اور امام ہیثمی نے ایک حدیث بھی ایسی ذکر نہیں کی، جو حسینی مٹی کی فضیلت و تقدس پر دلالت کرے، اہل السنہ کی روایت کردہ احادیث سے صرف یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر دی تھی، جیسا کہ میں نے بھی اس صحیحہ میں چند روایات بیان کی ہیں۔

اس شیعے نے جن روایات کے بارے میں دعوی کیا ہے، کیا وہ سیوطی اور ہیثمی نے روایت کی ہیں؟

اے اللہ! ہرگز نہیں۔ در اصل یہ شیعہ اپنی ضلالت اور بدعت کی تائید میں رواں دواں تھا اور مکڑی کے جالے سے کمزور دلیل کا بھی سہارا لینے لگا۔

اس مرعشی شہرسانی شیعے نے اپنی کتاب کے قاریوں کو اتنا دھوکہ دینے پر اکتفا نہیں کیا، بلکہ رسول اللہ ﷺ پر جھوٹ بولنے کی جرأت بھی کرنے لگا، جیسا کہ وہ کہتا ہے:

''جس نے سب سے پہلی مٹی سے بنی ہوئی تختی پر سجدہ کیا، وہ ہمارے نبی حضرت محمد ﷺ ہیں، یہ اس وقت کی بات ہے، جب ۳ ھ میں مسلمانوں اور قریشیوں میں احد والی جنگ لڑی گئی، جس میں رکنِ اسلام حمزہ بن عبد المطلب کی شہادت کا واقعہ پیش آیا۔ اس وقت نبی کریم ﷺ نے مسلمان عورتوں کو حکم دیا کہ ہر محفلِ سوگ میں ان پر نوحہ کریں، پھر ان کی تکریم میں وسعت اختیار کی گئی اور لوگ ان کی قبر سے مٹی لے کر اس سے تبرک حاصل کرتے اور اس پر سجدہ کرتے اور اس سے سجدہ کی جگہیں بناتے، جیسا کہ (شیعوں کی کتاب) (الارض والتربة الحسينية) میں ہے۔

میں (البانی) کہتا ہوں: قارئینِ کرام! سوچیں، اس آدمی نے رسول اللہ ﷺ کی طرف کیسا جھوٹ منسوب کیا اور یہ دعوی کر دیا کہ نبی کریم ﷺ نے سب سے پہلے سجدہ کرنے کے لیے ٹکی بنوائی تھی۔ پھر اس نے اپنے دعوی کی کوئی دلیل بھی پیش نہ کی۔ البتہ یہ جھوٹ پیش کیا کہ آپ ﷺ نے عورتوں کو سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ پر نوحہ کرنے کا حکم دیا تھا، حالانکہ اس حکم کا مٹی والے مسئلہ سے کوئی ربط بھی نہیں ہے، جبکہ آپ ﷺ نے تو عورتوں سے نوحہ نہ کرنے کی بیعت لی تھی، جیسا کہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں سیدہ عطیہ رضی اللہ عنہا کی روایت سے ثابت ہوتا ہے۔

پھر تیسرا جھوٹ یہ پیش کر دیا کہ صحابہ کرام تبرک کے لیے سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی قبر سے مٹی اٹھا لیتے اور اس پر سجدہ کرتے تھے۔ یہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر واضح جھوٹ ہے۔ وہ اس قسم کی بت پرستی سے کوسوں دور تھے۔ پھر یہ بیچارہ اپنے جھوٹوں کو مسلمانوں کے کسی معروف مصدر کی طرف منسوب بھی نہ کر سکا۔ البتہ (الارض والتربة الحسينية) کا نام

پیش کر دیا، جو ایک شیعی کی کتاب ہے۔(صحیحہ: ۱۱۷۱) اس کے بعد مزید بحث صحیحہ میں دیکھی جا سکتی ہے۔

اہل بیت کی فضیلت

(۳۲۹۹)۔ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ! لَا يُبْغِضُنَا أَهْلَ الْبَيْتِ أَحَدٌ إِلَّا أَدْخَلَهُ اللّٰهُ النَّارَ۔)) (الصحيحة: ٢٤٨٨)

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! جو آدمی ہم اہل بیت سے بغض رکھے گا، اللہ تعالی اسے جہنم میں داخل کرے گا۔''

تخريج: أخرجه الحاكم: ٣/ ١٥٠، وروى ابن حبان: ٢٢٤٦ نحوه

کتاب اللہ اور اہل بیت معیارِ حق ہیں

(۳۳۰۰)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ فِي حَجَّتِهِ يَوْمَ عَرَفَةَ، وَهُوَ عَلَى نَاقَتِهِ الْقَصْوَاءِ يَخْطُبُ، فَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ: ((يَا أَيُّهَا النَّاسُ! إِنِّي قَدْ تَرَكْتُ فِيْكُمْ مَا إِنْ أَخَذْتُمْ بِهِ لَنْ تَضِلُّوْا: كِتَابُ اللّٰهِ، وَعِتْرَتِي أَهْلَ بَيْتِي۔))(الصحيحة: ١٧٦١)

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دورانِ حج عرفہ والے دن دیکھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اونٹنی ''قصوا'' پر سوار ہو خطاب کر رہے تھے۔ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے سنا: ''لوگو! میں تم میں ایسی (دو) چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں کہ اگر تم نے ان کو تھامے رکھا تو کبھی بھی گمراہ نہیں ہو گے: (۱) اللہ تعالی کی کتاب اور (۲) اپنی نسل یعنی اہل بیت۔''

تخريج: أخرجه الترمذي: ٢/ ٣٠٨، والطبراني: ٢٦٨٠

شرح:...... امام البانی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں: ذی وقار قارئین! معروف بات ہے کہ شیعہ لوگ اس حدیث سے حجت پکڑتے ہیں اور دوسروں کو یوں قائل کرتے ہیں کہ بعض اہل السنہ بھی اس رائے کے ہو کر رہ جاتے ہیں کہ وہ درست ہیں، حقیقت یہ ہے کہ اس سلسلے میں ان سب کو وہم ہوا ہے، ہم اس کی دو پہلوؤں سے وضاحت کریں گے:

(اول) اس حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول "وعِتْرتی" سے مراد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت ہیں، کیونکہ بعض طرق میں اس کی وضاحت موجود ہے، جیسا کہ اسی حدیث میں "وعِتْرتی اهل بيتی" کے الفاظ موجود ہیں اور اصل اہل بیت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں ہیں، جن میں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بھی موجود ہیں، جیسا کہ سورۂ احزاب میں ہے: ﴿إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا﴾ (سورۂ احزاب: ۳۳) ...... ''اللہ تعالی یہی چاہتا ہے کہ اے اہل بیت! تم سے وہ (ہر قسم کی) گندگی کو دور کر دے اور تمہیں خوب پاک کر دے۔'' ہمارے دعوے کی تائید اس آیت کے سیاق وسباق سے ہوتا ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿يَا نِسَاءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَأَحَدٍ مِّنَ النِّسَاءِ إِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِي فِي قَلْبِهِ مَرَضٌ وَقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوفًا وَقَرْنَ

فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُوْلٰى وَاَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَاٰتِيْنَ الزَّكٰوةَ وَاَطِعْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا۔ وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلٰى فِيْ بُيُوْتِكُنَّ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ وَالْحِكْمَةِ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ لَطِيْفًا خَبِيْرًا۔﴾ (سورۂ احزاب: ۳۲، ۳۳، ۳۴) ...... ''اے نبی کی بیویو! تم عام عورتوں کی طرح نہیں ہو، اگر تم پرہیزگاری اختیار کرو تو نرم لہجے سے بات نہ کرو کہ جس کے دل میں روگ ہو وہ کوئی خیال کرے اور ہاں قاعدے کے مطابق کلام کرو۔ اور اپنے گھروں میں قرار سے رہو اور قدیم جاہلیت کے زمانے کی طرح اپنے بناؤ کا اظہار نہ کرو اور نماز ادا کرتی رہو اور زکوۃ دیتی رہو اور اللہ اور اس کے رسول کی پیروی کرو، اللہ تعالی یہی چاہتا ہے کہ اے اہل بیت! تم سے وہ (ہر قسم کی) گندگی کو دور کر دے اور تمہیں خوب پاک کر دے اور تمہارے گھروں میں اللہ کی جو آیتیں اور رسول کی جو احادیث پڑھی جاتی ہیں، ان کا ذکر کرتی رہو، یقیناً اللہ تعالی لطف کرنے والا خبردار ہے۔''

شیعہ لوگوں نے اس آیت میں مذکورہ اہل بیت سے مراد سیدنا علی، سیدہ فاطمہ، سیدنا حسن اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہم لیے ہیں اور آپ کی بیویوں کو چھوڑ دیا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ یہ لوگ اپنی خواہشات کے مطابق قرآن مجید میں تحریف کرتے ہیں۔ جس واقعہ کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مذکورہ بالا چار ہستیوں کو چادر میں اکٹھا کیا اور ان کو اہل بیت قرار دیا، اس کا مطلب یہ ہے کہ اس آیت کی دلالت میں توسیع کی گئی، جیسا کہ حافظ ابن کثیر وغیرہ نے وضاحت کی۔

یہی معاملہ ''وعِتْـــرتـــی'' والی حدیث کا ہے، کہ اس سے مراد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت ہیں، جن میں امہات المومنین اور سیدنا علی اپنے اہل سمیت داخل ہیں۔

تو ربشتی نے کہا: آدمی کی ''عتـــرت'' سے مراد اس کے اہل بیت اور اور انتہائی قریبی رشتہ دار ہوتے ہیں۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ''اھل بیتی'' فرما کر وضاحت کی تو معلوم ہو گیا کہ آپ اپنی نسل، قریب تر رشتہ دار اور بیویاں مراد لینا چاہتے ہیں۔

(دوم) ...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت سے مراد امت کے وہ علما ہیں، جو نیک، صالح اور کتاب وسنت پر عمل کرنے والے ہیں، جیسا کہ امام ابو جعفر طحاوی رحمہ اللہ تعالی نے کہا: ''عترت'' سے مراد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت، آپ کے دین کے پیروکار اور آپ کے حکم کی پابندی کرنے والے ہیں۔

شیخ ملا علی قاری نے بھی اسی قسم کا معنی بیان کیا ہے۔

پھر انھوں نے اس حدیث میں اہل بیت کو خاص کرنے کی وجہ پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا:

زیادہ تر یہ دیکھا گیا ہے کہ گھر کے سربراہ کو اور اس کے احوال کو زیادہ جاننے والے اس کے اہل بیت ہوتے ہیں، جن سے مراد وہ اہل علم ہیں، جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت و کردار، حکم وحکمت اور طرز وطریقہ پر مطلع تھے۔ اس معنی میں ''اہل بیت'' قرآن مجید کے مقابلے میں ذکر کیا گیا، جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا: ﴿وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ﴾

(سورۂ جمعہ: ۲) ...... ''وہ رسول ان کو کتاب اور حکمت (یعنی احادیثِ رسول) کی تعلیم دیتا ہے۔''

میں (البانی) کہتا ہوں: سورۂ احزاب کی آیاتِ تطہیر میں امہات المومنین سے خطاب کرتے ہوئے کہا گیا:

﴿وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلٰى فِيْ بُيُوْتِكُنَّ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ وَ الْحِكْمَةِ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ لَطِيْفًا خَبِيْرًا۔﴾ (سورۂ احزاب: ۳٤) ...... ''اور تمہارے گھروں میں اللہ کی جو آیتیں اور رسول کی جو احادیث پڑھی جاتی ہیں، ان کا ذکر کرتی رہو، یقیناً اللہ تعالیٰ لطف کرنے والا خبردار ہے۔''

یعنی اس آیت میں حکمت سے مراد احادیثِ رسول ہیں۔

اس بحث سے معلوم ہوا کہ ''اہل بیت'' سے مراد آپ ﷺ کی سنت کو تھامنے والے ہیں، حدیث میں یہی مقصود بالذات ہیں، اسی معنی میں سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کی حدیث میں مذکور ''ثقلین'' سے مراد قرآن مجید اور اہل بیت مراد ہیں۔ ابن اثیر نے (النھایۃ) میں کہا: آپ ﷺ نے اس کو ''ثقلین'' کہا، کیونکہ کتاب وسنت کو حرزِ جان بنانا اور ان پر عمل کرنا ثقیل اور مشکل کام ہے اور ہر خطرناک اور عمدہ چیز کو ''ثَقَل'' کہتے ہیں، آپ ﷺ نے ان دو کی قدر کو عظیم ثابت کرنے کے لیے ان کو ''ثقلین'' کہا۔

راقم الحروف کہتا ہے: امام البانی کی مراد درج ذیل حدیث ہے:

آپ ﷺ نے فرمایا: ((وَاَنَا تَارِكٌ فِيْكُمْ ثَقَلَيْنِ: اَوَّلُهُمَا كِتَابُ اللّٰهِ ...... وَاَهْلَ بَيْتِيْ، اُذَكِّرُكُمُ اللّٰهَ فِيْ اَهْلِ بَيْتِيْ......۔)) (مسلم: ۲٤۰۸) ...... ''میں تم میں دو نفیس (اور بیش قیمت) چیزیں چھوڑنے والا ہوں: اللہ کی کتاب ...... اور میرے اہل بیت، میں اپنے اہل بیت کے بارے میں تم کو اللہ تعالیٰ کا واسطہ دیتا ہوں، ......۔''

میں (البانی) کہتا ہوں: اس باب کی حدیث میں قرآن مجید کے ساتھ اہل بیت کا ذکر کرنے کا وہی مفہوم ہے، جو سنتِ رسول کے ساتھ خلفائے راشدین کی سنت کا ہے۔

شیخ ملا علی قاری نے کہا: خلفائے راشدین کا تذکرہ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ انھوں نے آپ ﷺ کی سنت پر ہی عمل کیا، ان کی طرف اس کی اضافت یا تو ان کے عمل کی وجہ سے ہے یا اس بنا پر کہ وہ سنت کو اختیار کرتے ہیں اور اس سے استدلال کرتے ہیں۔

سابقہ بحث سے معلوم ہوا کہ یہ حدیث مؤطا کی درج ذیل روایت کا قوی شاہد ہے:

((تَرَكْتُ فِيْكُمْ اَمْرَيْنِ لَنْ تَضِلُّوْا مَا تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا: كِتَابُ اللّٰهِ وَسُنَّةُ رَسُوْلِهِ))

...... ''میں نے تم میں دو چیزیں چھوڑیں، اگر تم نے ان کو تھامے رکھا تو ہرگز گمراہ نہ ہو گے، ایک اللہ کی کتاب اور دوسری اس کے رسول کی سنت۔'' یہ روایت مشکوۃ (۱۸٦) میں بھی ہے۔

جن لوگوں نے مؤطا کی روایت کو ضعیف ثابت کرنے کے لیے اوراق سیاہ کیے، ان بیچاروں کو اس شاہد کی اس صورت کا علم نہیں تھا۔ واللہ المستعان۔ (صحیحہ: ۱۷٦۱)

سیدہ آسیہ اور سیدہ مریم علیہا السلام کی فضیلت

(٣٣٠١)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَفَعَهُ: ((سَيِّدَاتُ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ بَعْدَ مَرْيَمَ بِنْتِ عِمْرَانَ: فَاطِمَةُ، وَخَدِيْجَةُ، وَآسِيَةُ امْرَأَةُ فِرْعَوْنَ۔)) (الصحيحة:١٤٢٤)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''حضرت مریم بنت عمران کے بعد جنتی عورتوں کی سردار یہ (تین عورتیں ہیں:) فاطمہ، خدیجہ اور فرعون کی بیوی آسیہ تھیں۔''

تخريج: رواه الطبراني: ٣/ ١٥٠/ ٢

سیدنا جعفر بن ابو طالب رضی اللہ عنہ کی فضیلت

(٣٣٠٢)۔ قَالَ ﷺ: ((رَأَيْتُ جَعْفَرَ بْنَ أَبِيْ طَالِبٍ مَلَكًا يَطِيْرُ فِي الْجَنَّةِ، مَعَ الْمَلَائِكَةِ بِجَنَاحَيْنِ۔)) رُوِيَ مِنْ حَدِيْثِ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، وَابْنِ عُمَرَ، وَابْنِ عَبَّاسٍ، وَعَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ، وَأَبِيْ عَامِرٍ، وَالْبَرَاءِ۔ (الصحيحة:١٢٢٦)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''میں نے جعفر بن ابو طالب کو بادشاہ کے روپ میں دیکھا، وہ جنت میں فرشتوں کے ساتھ دو پروں کے سہارے اڑ رہا تھا۔'' یہ حدیث حضرت ابو ہریرہ، حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت علی بن ابو طالب، حضرت ابو عامر اور حضرت براء رضی اللہ عنہم سے مروی ہے۔

تخريج:(١)۔ أما حديث أبي هريرة؛ فأخرجه الترمذي: ٢/ ٣٠٥، وابويعلى: ٤/ ١٥٢٨، والحاكم: ٣/ ٢٠٩

(٢)۔ وأما حديث ابن عمر؛ فأخرجه البخاري: ٧/ ٦٢، والطبراني: ١/ ١٥٠/ ٢

(٣)۔ وأما حديث ابن عباس؛ فأخرجه ابوبكر الشافعي في "الفوائد": ١٣/ ١٩/ ١، وابن عدي: ١٥٠/ ٢، والحاكم: ٣/ ١٩٦، والطبراني: ١/ ١٥٠/ ٢

(٤)۔ وأما حديث علي بن ابي طالب؛ فأخرجه ابن سعد: ٤/ ٣٩، والحاكم: ٣/ ٢١٢

(٥)۔ وأما حديث ابي عامر؛ فأخرجه ابن سعد: ٢/ ١٢٩

(٦)۔ وأما حديث البراء ابن عازب؛ فأخرجه الحاكم: ٣/ ٤٠

(٣٣٠٢م)۔ عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: لَمَّا قَدِمَ جَعْفَرٌ مِنَ الْحَبْشَةِ عَانَقَهُ النَّبِيُّ ﷺ۔ (الصحيحة:٢٦٥٧)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ حبشہ سے آئے تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کا معانقہ کیا۔

تخريج: أخرجه أبو يعلى في "مسنده": ٣/ ٣٩٨/ ١٨٧٦، والطحاوي في "شرح المعاني": ٤/ ٢٨١

صحابۂ کرام کی فضیلت

(٣٣٠٣)۔ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَقُوْلُ: ((اِنَّ الْخَيْرَ خَيْرُ الْآخِرَةِ۔)) اَوْ قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ لَا خَيْرَ اِلَّا خَيْرُ الْآخِرَةْ فَاغْفِرْ لِلْاَنْصَارِ وَالْمُهَاجِرَهْ۔)) (الصحيحة:٣١٩٨)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے: ''بھلائی تو آخرت کی ہی بھلائی ہے۔'' یا یوں فرمایا: ''اے اللہ! بھلائی نہیں ہے مگر آخرت کی بھلائی پس تو انصاریوں اور مہاجروں کو بخش دے۔''

تخريج: أخرجه أحمد: ٣/ ١٦٩، وأخرجه البخاري: ٣٧٩٥، ٣٧٩٦، ومسلم: ٥/ ١٨٨ وغيرهما

(٣٣٠٤)۔ قَالَ: ((إِذَا ذُكِرَ أَصْحَابِيْ فَأَمْسِكُوْا وَإِذَا ذُكِرَ النُّجُوْمُ، فَأَمْسِكُوْا، وَإِذَا ذُكِرَ الْقَدَرُ فَأَمْسِكُوْا۔)) رُوِيَ مِنْ حَدِيْثِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَثَوْبَانَ، وَابْنِ عُمَرَ، وَطَاؤُسٍ، مُرْسَلاً۔ (الصحيحة: ٣٤)

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب میرے صحابہ کا تذکرہ ہونے لگے تو خاموش رہنا، جب ستاروں کا ذکر ہونے لگے تو خاموش رہنا اور جب تقدیر کے مسئلے کا ذکر ہونے لگے تو خاموش رہنا۔'' یہ حدیث حضرت عبد اللہ بن مسعود، حضرت ثوبان، حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اور طاووس سے مرسلاً روایت کی گئی ہے۔

تخريج: كلها ضعيفة الاسانيد ولكن بعضها يشد بعضا۔

١۔أماحديث ابن مسعود؛ فأخرجه الطبراني في "الكبير" ٢/ ٧٨/ ٢، وأبونعيم في "الحلية": ٤/ ١٠٨

٢۔أما حديث ثوبان؛فأخرجه أبوطاهر الزيادي في "ثلاثة مجالس من الأمالي": ١٩١/ ٢، والطبراني في "الكبير" ١/ ٧١/ ٢

٣۔وأماحديث ابن عمر؛ فأخرجه ابن عدي: ٢٩٥/ ١، وعنه السهمي في "تاريخ جرجان": ٣١٥

٤۔ثم وجدت للحديث شاهدامرسلا عن طاؤوس أخرجه عبدالرزاق في "الأمالي": ٢/ ٣٩/ ١

شرح:...... معلوم ہوا کہ صحابہ کرام کے معائب ونقائص کو نظر انداز کر دینا چاہیے، صحابہ سے ہونے والی خطا کے بارے میں ہمارا نظریہ کیا ہونا چاہیے؟ اس موضوع پر ''اَلْفِتَنُ وَ اَشْرَاطُ السَّاعَةِ وَالْبَعْثُ'' میں ''حضرت علی رضی اللہ عنہ حق پر تھے'' اور ''مشاجرات صحابہ کے بارے میں متاخرین کو کیا کہنا چاہیے؟'' کے عنوانوں میں تفصیلی بحث کی گئی ہے۔ امید یہی ہے کہ ان کے نیکیوں کے سمندر ان کی بشری لغزشوں کے قطروں کے اثرات کو زائل کر دیں گے۔

نہ علم نجوم میں دلچسپی لینی چاہیے اور نہ تقدیر کے بارے میں زیادہ غور وخوض کرنا چاہیے۔ ان دونوں موضوعات پر ''الْاِيْمَانُ وَالتَّوْحِيْدُ وَالدِّيْنُ وَالْقَدْرُ'' میں تفصیلی بحثیں موجود ہیں۔

(٣٣٠٥)۔ عَنْ بَكْرِ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ، قَالَ:

بکر بن عبد اللہ کہتے ہیں کہ اصحاب رسول تربوز (یا خربوزے)

كَانَ اَصْحَابُهُ ﷺ يَتَبَادَحُوْنَ بِالْبِطِّيْخِ ، فَإِذَا كَانَتِ الْحَقَائِقُ ، كَانُوْا هُمُ الرِّجَالَ۔)) (الصحيحة:٤٣٥)

کے چھلکے (یا ان دونوں کی بیلیں) ایک دوسرے کو مار کر مزاح کرتے تھے، لیکن جب حقیقت میں (دشمنوں سے گھمسان کے رن) پڑتے تو وہ سخت جنگجو ثابت ہوتے۔

تخریج: أخرجه البخاري في "الأدب المفرد": ٢٦٦

شرح:...... نبی کریم ﷺ کے عہدِ مبارک میں اور خلافتِ راشدہ میں ہونے والی جنگوں میں صحابہ کرام نے بہادری و دلیری کے وہ ثبوت فراہم کیے کہ مخالفین انگشتِ بدنداں ہو کر رہ گئے۔

صحابہ کو برا بھلا کہنے والا ملعون ہے

(٣٣٠٦)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مَرْفُوْعًا: ((مَنْ سَبَّ اَصْحَابِيْ ، فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ۔)) (الصحيحة:٢٣٤٠)

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے میرے صحابہ کو گالیاں دیں، اس پر اللہ تعالی، فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہوگی۔''

تخریج: رواه الطبراني: ٣/ ١٧٤/ ١

شرح:...... کیا کوئی عبرت حاصل کرنے والا ہے؟

آپ ﷺ کی صحبت کی فضیلت

(٣٣٠٧)۔ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرًا يَقُوْلُ: مَرَّ النَّبِيُّ ﷺ بِرَجُلٍ يُقَلِّبُ ظَهْرَهُ لِبَطْنِهِ، فَسَأَلَ عَنْهُ؟ فَقَالُوْا: صَائِمٌ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ ، فَدَعَاهُ فَأَمَرَهُ أَنْ يُفْطِرَ فَقَالَ: ((أَمَا يَكْفِيْكَ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ وَمَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى تَصُوْمَ۔)) (الصحيحة: ٢٥٩٥)

ابوزبیر، حضرت جابر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایسے آدمی کے پاس سے گزرے جو الٹ پلٹ ہو رہا تھا۔ آپ نے اس کے بارے میں پوچھا؟ صحابہ نے کہا: اے اللہ کے نبی! یہ روزے دار ہے۔ آپ نے اسے بلایا اور روزہ افطار کرنے کا حکم دیا اور فرمایا: ''کیا تجھے یہ (نیک عمل) کافی نہیں ہے کہ تو رسول اللہ کی صحبت میں اللہ تعالی کے راستے میں ہے کہ تو نے روزہ رکھنا بھی شروع کر دیا۔''

تخریج: أخرجه أحمد: ٣/ ٣٢٧، وله طرق اخرى عن جابر بنحوه في "الصحيحين" وغيرهما

شرح:......اس میں جہادی سفر اور رسول اللہ ﷺ کی صحبت کی فضیلت کا بیان ہے۔

امام البانی رحمہ اللہ نے کہا: اس حدیثِ مبارکہ میں بڑی واضح دلالت موجود ہے اس وقت سفر میں روزہ رکھنا ناجائز ہو گا، جب مسافر کو اس کی وجہ سے تکلیف ہو گی، اسی پر آپ ﷺ کی درج ذیل دو احادیث پر محمول کیا جائے گا: ((لَيْسَ مِنَ الْبِرِّ الصِّيَامُ فِي السَّفَرِ۔)) ......''سفر میں روزہ رکھنا نیکی نہیں ہے۔''

اور آپ ﷺ نے سفر میں روزہ نہ توڑنے والوں کے بارے میں کہا تھا: ((أُوْلٰـئِكَ الْعُـصَاةُ۔)) ......"یہی لوگ نافرمان ہیں۔"

جس آدمی کو دورانِ سفر روزہ رکھنے کی وجہ سے تکلیف نہ ہو رہی ہو تو اسے روزہ رکھنے اور نہ رکھنے کا اختیار ہے، یہ اس باب کی مختلف احادیث کا خلاصہ اور جمع و تطبیق ہے۔ (صحیحہ: ۲۵۹۵) اس موضوع پر مفصل بحثیں "الصیام والقیام" میں دیکھی جا سکتی ہیں۔

صحابہ کی مخصوص اعلی صفات

(۳۳۰۸)۔ عَـنْ أَنَـسٍ ، قَـالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَرْحَـمُ أُمَّتِـيْ بِـأُمَّتِـيْ أَبُوْبَكْرٍ وَأَشَـدُّهُـمْ فِـيْ أَمْرِ اللّٰهِ عُمَرُ ، وَأَصْدَقُهُمْ حَيَـاءً عُثْمَانُ ، وَأَقْرَءُ هُمْ لِكِتَابِ اللّٰهِ أُبَيُّ بْـنُ كَـعْـبٍ ، وَأَفْـرَضُـهُـمْ زَيْـدُ بْنُ ثَابِتٍ وَأَعْـلَمُهُمْ بِـالْـحَلَالِ وَالْـحَرَامِ مُعَاذُ بْنُ جَبَـلٍ ، أَلَا وَإِنَّ لِـكُلِّ أُمَّةٍ أَمِيْنًا ، وَإِنَّ أَمِيْنَ هٰذِهِ الْأُمَّةِ أَبُوْ عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ۔)) (الصحيحة: ١٢٢٤)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میری امت پر سب سے زیادہ رحم کرنے والے ابو بکر، اللہ تعالی کے احکام کے معاملے میں سب سے زیادہ سخت عمر، سب سے زیادہ حیا کرنے والے عثمان، اللہ تعالی کی کتاب کو سب سے زیادہ پڑھنے والے ابی بن کعب، فرائض (یا علمِ میراث) کو سب سے زیادہ جاننے والے زید بن ثابت اور حلال و حرام کی سب سے زیادہ پہچان رکھنے والے معاذ بن جبل ہیں۔ آگاہ ہو جاؤ! ہر امت کا ایک امین ہوتا ہے اور اس امت کا امین ابوعبیدہ بن الجراح ہے۔"

تـخـريـج: أخرجه الترمذي: ٢/ ٣٠٩، وابن ماجه: ١٥٤، وابن حبان: ٢٢١٨، ٢٢١٩، والحاكم: ٣/ ٤٢٢، واحمد ٣/ ١٨٤، واحمد: ٣/ ٢٨٠، والجملة الاخيرة رواها البخارى: ٧/ ٧٣، ومسلم: ٧/ ١٢٩

شرح:......اس میں سات صحابہ کرام کی اعلی صفات بیان کی گئیں ہیں۔

(۳۳۰۹)۔ قَال ﷺ: ((اِقْتَـدُوْا بِالَّذَيْنَ مِنْ بَـعْـدِيْ مِـنْ أَصْـحَـابِيْ أَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرَ ، وَاهْتَـدُوْا بِهَـدْيِ عَمَّارٍ ، وَتَمَسَّكُوْا بِعَهْدِ ابْـنِ مَسْعُوْدٍ۔)) رُوِيَ مِنْ حَدِيْثِ عَبْدِاللّٰهِ بْـنِ مَسْعُوْدٍ وَ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ وَأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ، وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ۔ (الصحيحة:١٢٣٣)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میرے بعد ابوبکر اور عمر کی پیروی کرنا، عمار کی سیرت اختیار کرنا اور ابن مسعود کے عہد کو تھام لینا۔" یہ حدیث حضرت عبد اللہ بن مسعود، حضرت حذیفہ بن یمان، حضرت انس بن مالک اور حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہم سے روایت کی گئی ہے۔

تخريج: ١ ـ أما حديث ابن مسعود: فأخرجه الترمذي: ٢/ ٣١١، والحاكم: ٣/ ٧٥

۲۔ وأما حديث حذيفة: أخرجه الترمذي: ۲/ ۲۹۰، والطحاوي في "المشكل" ۲/ ۸۳۔ ۸۴، وأحمد: ۵/ ۳۸۵، ۴۰۲، والحميدي في "مسنده" ۱/ ۲۱۴/ ۲۴۹، وابن سعد: ۲/ ۳۳۴، و ابن أبي عاصم في "السنة" ۱۰۴۸ و ۱۰۴۹۔ بتحقيقي، وأبو نعيم في "الحلية" ۹/ ۱۰۹، و الخطيب: ۱۲/ ۲۰، والحاكم: ۳/ ۷۵، وابن عساكر: ۹/ ۳۲۳/ ۱ و ۱۲/ ۳۱/ ۱ مختصرا و مطولا، وبعضهم ذكر المولى، وبعضهم لم يذكره، وهو الذي رجحه الحاكم خلافا لأبي حاتم في: العلل" ۲/ ۳۸۱

۳۔ وأما حديث أنس بن مالك: فأخرجه ابن عدي: ۷۵/ ۱

۴۔ وأما حديث ابن عمر: فأخرجه ابن عساكر: ۹/ ۳۲۳/ ۲

شــــرح :...... دوسری احادیث کی روشنی میں یہ کہنا درست ہے کہ خلفائے راشدین اور صحابہ کرام کی اطاعت کی جائے گی، جب تک اللہ تعالی اور رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی نہ ہو۔

مخصوص قبائل کی اعلی صفات

(۳۳۱۰)۔ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعًا: ((اَلْمُلْكُ فِيْ قُرَيْشٍ، وَالْقَضَاءُ فِيْ الْاَنْصَارِ، وَالْاَذَانُ فِيْ الْحَبْشَةِ، وَالشِّرْعَةُ فِيْ الْيَمَنِ، وَالْاَمَانَةُ فِيْ الْاَزْدِ۔)) (الصحيحة: ۱۰۸۴)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بادشاہت قریشیوں میں، قضا انصاریوں میں، اذان حبشیوں میں، راہِ مستقیم یمنیوں میں اور امانت ازدیوں میں ہے۔''

تخريج: أخرجه أحمد: ۲/ ۳۶۴، وأخرجه الترمذي: ۲/ ۳۲۹ دون قوله: ((والشرعة في اليمن۔))

شــرح :...... اس حدیث مبارکہ میں مذکورہ قبائل کی اعلی صفات کا ذکر کیا گا ہے۔

آپ ﷺ کے بعد صحابہ کا زمانہ سب سے بہترین تھا

(۳۳۱۱)۔ عَنْ اَبِيْ نَضْرَةَ، عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَوْلَةَ، قَالَ: بَيْنَمَا اَنَا اَسِيْرُ بِالْاَهْوَازِ اِذَا اَنَا بِرَجُلٍ يَسِيْرُ بَيْنَ يَدَيَّ عَلَى بَغْلٍ اَوْبَغْلَةٍ، فَاِذَا هُوَ يَقُوْلُ: اَللّٰهُمَّ ذَهَبَ قَرْنِيْ مِنْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ، فَالْحِقْنِي بِهِمْ، فَقُلْتُ: وَاَنَا فَادَخُلُ فِيْ دَعْوَتِكَ، قَالَ: وَصَاحِبِيْ هٰذَا اِنْ اَرَادَ ذٰلِكَ ۰ ثُمَّ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((خَيْرُ اُمَّتِيْ قَرْنِيْ مِنْهُمْ، ثُمَّ

ابونضرہ، عبد اللہ بن مولہ سے بیان کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ میں اہواز میں چل رہا تھا، کیا دیکھتا ہوں کہ ایک آدمی میرے آگے آگے خچر پر سوار ہو کر یوں کہتے ہوئے جا رہا تھا: اے اللہ! اس امت میں سے میرا زمانہ ختم ہو گیا ہے، اب تو مجھے اُن (فوت شدگان سلف) کے ساتھ ملا دے۔ میں نے پیچھے سے کہا: اور میں بھی (یعنی مجھے اپنی دعا میں شامل کرو)، تا کہ (میں بھی) تیری دعا میں شریک ہو سکوں۔ اس نے کہا: اور میرا یہ ساتھی بھی، اگر اس کا ارادہ ہے تو۔ پھر اس نے

الَّـذِيْـنَ يَلُوْنَهُـمْ۔وَلا اَدْرِيْ اَذَكَرَ الثَّالِثَ اَمْ لَا۔ثُـمَّ تَخَلَّفَ اَقْوَامٌ يَظْهَرُ فِيْهِمُ السِّمَنُ، يُهْـرِيْـقُوْنَ الشَّهَادَةَ وَلَا يُسْاَلُوْنَهَا۔)) قَالَ: وَإِذَا هُوَ بُرَيْدَةُ الْاَسْلَمِيُّ۔

(الصحيحة:١٨٤١)

کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''میری امت کے سب سے بہتر لوگ وہ ہیں جو میرے زمانے میں (میرے ہم عصر) ہیں، پھر وہ لوگ جو ان کے بعد آئیں گے۔ مجھے یاد نہیں کہ آپ نے یہ الفاظ تیسری دفعہ فرمائے یا نہیں۔ پھر ایسے نااہل لوگ پیدا ہوں گے کہ جن میں (دنیوی لذتوں میں رغبت کی وجہ سے) موٹاپا ظاہر ہوگا (یعنی وہ قسما قسم کے کھانے کھانا پسند کریں گے) اور وہ مطالبے سے پہلے (جھوٹی) شہادتیں دینے میں جلد بازی سے کام لیں گے۔'' خچر پر سوار آدمی حضرت بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ تھے۔

تخريج: أخرجه أحمد: ٥/ ٣٥٠

(٣٣١٢)۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعًا: ((خَيْرُ اُمَّتِيَ الْـقَـرْنُ الَّذِيْ بُعِثْتُ فِيْهِ، ثُمَّ الَّذِيْنَ يَـلُـوْنَهُـمْ، ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ۔ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ اَذَكَـرَ الثَّالِثَ اَمْ لَا۔ثُمَّ يَخْلُفُ قَوْمٌ يُحِبُّوْنَ السَّمَانَةَ، يَشْهَدُوْنَ قَبْلَ اَنْ يُسْتَشْهَدُوْا۔))

(الصحيحة:١٨٣٩)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''میری امت کے بہترین افراد وہ ہیں جن میں مجھے بھیجا گیا، پھر وہ جو ان کے بعد آئیں گے (یعنی تابعین)، پھر وہ جو ان کے بعد آئیں گے (یعنی تبع تابعین)۔ اللہ تعالی بہتر جانتا ہے کہ آپ ﷺ نے تیسری بار کا ذکر کیا تھا یا نہیں۔ پھر ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو موٹاپے کو پسند کریں گے اور وہ شہادت دیں گے، حالانکہ ان سے شہادت دینے کا مطالبہ نہیں کیا جائے گا۔

تخريج: أخرجه مسلم: ٧/ ١٨٤، والطيالسي: صـ ٣٣٢ رقم ٢٥٥٠، وأحمد: ٢/ ٢٢٨، ٤١٠، ٤٧٩

(٣٣١٣)۔ عَـنْ عِـمْـرَانَ بْـنِ حُـصَيْـنٍ مَـرْفُـوْعًا:((خَيْرُ اُمَّتِيْ الْقَرْنُ الَّذِيْ بُعِثْتُ فِيْهِ، ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ، ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ۔وَاللّٰهُ اَعْلَمُ اَذَكَرَ الثَّالِثَ اَمْ لَا۔ ثُمَّ يَظْهَرُ قَوْمٌ يَشْهَدُوْنَ وَلَا يُسْتَشْهَدُوْنَ، وَيَنْذُرُوْنَ وَلَا يُـوْفُـوْنَ وَيَـخُـوْنُـوْنَ وَلَا يُؤْتَمَنُوْنَ، وَيَفْشُوْ فِيْهِمُ السِّمَنُ۔))

(الصحيحة: ١٨٤٠)

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''میری امت کے بہترین افراد وہ ہیں جن میں مجھے مبعوث کیا گیا، پھر وہ لوگ جو ان کے بعد ہوں گے، پھر وہ لوگ جو ان کے بعد ہوں گے۔ اللہ تعالی بہتر جانتا ہے کہ تیسری دفعہ کا ذکر کیا تھا یا نہیں۔ پھر ایسے لوگ آئیں گے جو گواہی دیں گے حالانکہ ان سے گواہی طلب نہیں کی جائے گی، وہ نذریں مانیں گے لیکن ان کو پورا نہیں کریں گے، وہ خیانت کریں گے اور امانت دار نہیں ہوں گے اور ان میں (دنیوی لذتوں میں رغبت کی وجہ سے) موٹاپا عام ہوگا۔''

تخریج: أخرجه مسلم: ۷/ ۱۸٦، وأبوداود: ۲/ ۲٦٥، والطیالسي: صـ ۱۱٤ ورقم ۸٥۲، وأحمد: ٤/ ٤۲٦، ٤٤۰، والترمذی: ۲/ ۳٥، وله طرق اخری، فاخرجه البخاری: ۷/ ٤۔٦، ٥/ ۱۹۷، وغیره

(۳۳۱٤)۔ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ: ((خَیْرُ النَّاسِ قَرْنِيَ الَّذِيْ اَنَا مِنْهُمْ، ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَهُمْ، ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَهُمْ ثُمَّ یَنْشَأُ اَقْوَامٌ یَفْشُوْا فِیْهِمُ السِّمَنُ، یَشْهَدُوْنَ وَلَا یُسْتَشْهَدُوْنَ وَلَهُمْ لَغَطٌ فِيْ اَسْوَاقِهِمْ۔)) (الصحیحة:۳٤۳۱)

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''میرے ہم عصر لوگ سب سے بہترین ہیں، پھر وہ جو ان کے بعد ہوں گے، پھر وہ جو ان کے بعد ہوں گے، پھر ایسی اقوام منظرِ عام پر آئیں گی جن میں (دنیوی لذتوں میں رغبت کی وجہ سے) موٹاپا عام ہو گا، وہ گواہی دیں گے حالانکہ ان سے گواہی کا مطالبہ نہیں کیا جائے گا اور وہ بازاروں میں شور وغل کریں گے۔''

تخریج: أخرجه البزار في"البحر الزخار": ۱/ ۳۷۰/ ۲٤۸، و الطیالسي في"مسنده": صـ٦/ ۳۲، وعند ابن ماجه طرف منه

(۳۳۱٥)۔ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَیْنٍ مَرْفُوْعًا: ((خَیْرُ النَّاسِ قَرْنِيْ، ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَهُمْ، ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَهُمْ، ثُمَّ یَجِيْءُ قَوْمٌ یَتَسَمَّنُوْنَ: یُحِبُّوْنَ السِّمَنَ، یَنْطِقُوْنَ الشَّهَادَةَ قَبْلَ اَنْ یُّسْاَلُوْهَا۔)) (الصحیحة:٦۹۹)

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سب سے بہترین لوگ میرے زمانے کے ہیں، پھر وہ جو ان کے بعد ہوں گے اور پھر وہ جو ان کے بعد ہوں گے۔ ان کے بعد ایسے موٹے موٹے لوگ پیدا ہوں گے، جو موٹاپے کو پسند کریں گے، وہ شہادتیں دیں گے حالانکہ ان سے ان کا مطالبہ نہیں کیا جائے گا۔''

تخریج: أخرجه الترمذی: ۲/ ۳٥و٤۹، وابن حبان: ۲۲۸٥، والحاکم: ۳/ ٤۷۱، وأحمد: ٤/ ٤۲٦

(۳۳۱٦)۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ مَرْفُوْعًا: ((خَیْرُ النَّاسِ قَرْنِيْ، ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَهُمْ، ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَهُمْ، ثُمَّ یَجِيْءُ قَوْمٌ تَسْبِقُ شَهَادَةُ اَحَدِهِمْ یَمِیْنَهُ، وَیَمِیْنُهُ شَهَادَتَهُ۔)) (الصحیحة:۷۰۰)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''بہترین لوگ میرے زمانے کے ہیں، پھر وہ جو ان کے بعد ہوں گے اور پھر وہ جو ان کے بعد ہوں گے۔ پھر ایسے لوگ آئیں گے جن کی شہادتیں ان کی قسموں سے اور ان کی قسمیں ان کی شہادتوں سے سبقت لے جائیں گی۔''

تخریج: أخرجه البخاری: ٥/ ۱۹۹و۷/ ٦و۱۱/ ٤٦۰، ومسلم: ۷/ ۱۸٤، وابن ماجه: ۲/ ٦۳، وابن حبان: ۹/ ۱۷۷/ ۷۱۸۳، والطیالسی :صـ۳۹/ ۲۹۹وأحمد: ۱/ ۳۷۸، ٤۱۷، ٤۳٤، ٤۳۸، ٤٤۲،

والخطیب فی "تاریخه": ١٢/ ٥٣

شرح:...... صحابہ کرام، تابعین اور تبع تابعین کے ادوار وازمنہ میں خیر وبھلائی اور ایمان وایقان کا غلبہ تھا۔ علما، فقہا، صلحا اور مصلحین بکثرت پائے جاتے تھے۔

ان بہترین زمانوں کے گزر جانے کے بعد کیا ہوا، بدعتیں منظرِ عام پر آ گئیں، معتزلیوں نے چرب لسانیاں شروع کر دیں، فلسفیوں کی گردنیں بھی بلند ہونے لگیں، اہل علم کو آزمائش کی بھٹیوں میں جھونک دیا گیا اور احوال متغیّر ہو گئے۔

''قرن'' (زمانے) سے کیا مراد یا کتنا عرصہ ہے؟ ملا علی قاری نے کہا: اس کے بارے میں مختلف اقوال ہیں، مثلا: چالیس سال، اسی سال، سو سال یا مطلق کچھ زمانہ۔ سیوطی نے کہا: صحیح بات تو یہ ہے کہ اس کو معین مدت کے ساتھ خاص نہیں کیا جا سکتا، آپ ﷺ اور صحابہ کا زمانہ بعثت سے آخری صحابی فوت ہونے تک، یعنی ایک سو بیس سال تک جاری رہا، تابعین کا زمانہ سو (١٠٠) سن ہجری سے (١٧٠) سن ہجری تک جاری رہا اور تبع تابعین کا دور اس وقت سے (٢٢٠ء) تک جاری رہا۔ (مرقاة المفاتيح: ١٠/ ٣٦٠)

موٹاپا پسند کرنے کا معنی یہ ہے کہ وہ ماکولات ومشروبات پر زیادہ توجہ دھریں گے، جو موٹاپے کا سبب بنتے ہیں۔

مہاجرین کی فضیلت

(٣٣١٧)۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لِلْمُهَاجِرِيْنَ مَنَابِرُ مِنْ ذَهَبٍ يَجْلِسُوْنَ عَلَيْهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ ، قَدْ اٰمِنُوْا مِنَ الْفَزَعِ۔)) (الصحيحة: ٣٥٨٤)

عبدالرحمٰن اپنے باپ سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مہاجرین کے لیے قیامت والے دن سونے کے منبر ہوں گے، وہ ان پر بیٹھیں گے اور ہر قسم کی گھبراہٹ سے محفوظ ہوں گے۔''

تخريج: أخرجه ابن حبان: ١٥٨٢۔ من طريق أبراهيم بن حمزة الزبيري۔، والبزار: ٢/ ٣٠٦/ ١٧٥٣۔ عن سفيان بن حمزة۔، والحاكم: ٤/ ٧٦

(٣٣١٨)۔ عَنْ جَرِيْرٍ مَرْفُوْعًا: ((اَلْمُهَاجِرُوْنَ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَاءُ بَعْضٍ فِي الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ ، وَالطُّلَقَاءُ مِنْ قُرَيْشٍ ، وَالْعُتَقَاءُ مِنْ ثَقِيْفٍ ، بَعْضُهُمْ اَوْلِيَاءُ بَعْضٍ فِي الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ۔)) (الصحيحة: ١٠٣٦)

سیدنا جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مہاجرین دنیا و آخرت میں ایک دوسرے کے دوست ہوں گے اور قریش کے طُلَقا اور ثقیف کے عُتَقا بھی دنیا و آخرت میں ایک دوسرے کے دوست ہوں گے۔''

تخريج: رواه الطبراني في "الكبير" ١/ ٢٣٢/ ٢ ، وابويعلى: ٢٤١/ ٢ ، وابن حبان: ٢٢٨٧ ، وابن عدى: ١٥٨/ ١

شرح:...... فتح مکہ کے موقع پر قریش میں سے جن لوگوں کو چھوڑ دیا گیا اور ان سے کوئی تعرض نہیں کیا گیا، ان کو ''طُلَقا'' کہتے ہیں اور ثقیف کے جن لوگوں کا آزاد کر دیا گیا، ان کو ''عُتَقا'' کہتے ہیں، دونوں الفاظ کے معانی ''آزاد کیے گئے'' کے ہیں۔ چونکہ قریش کی شرافت وعظمت ثقیف سے بڑھ کر تھی، اس لیے ان کو ''طُلَقا'' کا لقب دیا گیا، جو معنوی اعتبار سے ''عُتَقا'' سے بڑھ کر ہے۔

اس حدیث میں مذکورہ تین لوگوں کی فضیلت وعظمت بیان کی گئی ہے کہ دنیا وآخرت میں ان کی دوستی برقرار رہے گی، حالانکہ قیامت والے دن جگری یار بھی ایک دوسرے کے دشمن بن جائیں گے۔

(۳۳۱۹)۔ عَنْ وَاثِلَةَ بْنِ الأَسْقَعِ، قَالَ: كُنْتُ فِيْ أَصْحَابِ الصُّفَّةِ، فَلَقَدْ رَأَيْتُنَا وَمَا مِنَّا إِنْسَانٌ عَلَيْهِ ثَوْبٌ تَامٌّ، وَأَخَذَ الْعَرَقُ فِيْ جُلُوْدِنَا طُرُقًا مِنَ الْغُبَارِ وَالْوَسَخِ، إِذْ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((لِيُبَشَّرْ فُقَرَاءُ الْمُهَاجِرِيْنَ۔)) إِذْ أَقْبَلَ رَجُلٌ عَلَيْهِ شَارَةٌ حَسَنَةٌ، فَجَعَلَ النَّبِيُّ لَايَتَكَلَّمُ بِكَلَامٍ إِلَّا كَلَّفَتْهُ نَفْسُهُ أَنْ يَأْتِيَ بِكَلَامٍ يَعْلُو كَلَامَ النَّبِيِّ ﷺ۔ فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ: ((إِنَّ اللّٰهَ لَايُحِبُّ هٰذا وَضَرْبَهُ يَلْوُوْنَ أَلْسِنَتَهُمْ لِلنَّاسِ لَيَّ الْبَقَرَةِ لِسَانَهَا بِالْمَرْعٰى كَذٰلِكَ يَلْوِي اللّٰهُ أَلْسِنَتَهُمْ وَوُجُوْهَهُمْ فِي النَّارِ۔)) (الصحيحة:٣٤٢٦)

حضرت واثلہ بن اسقع سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں اصحاب صفہ میں سے تھا، میں نے یہ دیکھا کہ ہمارا یہ حال تھا کہ ہم میں سے کسی شخص کے پاس مکمل لباس نہیں تھا اور گرد و غبار اور میل کچیل کی وجہ سے پسینے سے ہمارے جسم پر لکیریں پڑ جاتی تھیں۔ (ایک دن) اچانک رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا: ''فقرا مہاجرین کے لیے خوشخبری ہو۔'' ہمارے پاس اچانک ایک اچھے لباس والا آدمی آیا، نبی کریم ﷺ جو بھی کلام ارشاد فرماتے، وہ تکلف کے ساتھ آپ کی کلام سے افضل کلام کرتا۔ جب وہ چلا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک اللہ تعالیٰ اس کو اور اس جیسے شخص کو ناپسند کرتا ہے۔ یہ چراگاہ میں (چرنے والی) گائیوں کی طرح اپنی زبانوں کو لوگوں کے لیے مروڑتے ہیں، اللہ تعالیٰ بھی ان کے چہروں اور زبانوں کو آگ میں مروڑے گا۔''

تخريج: أخرجه الطبراني في"المعجم الكبير": ٢٢/ ٧٠/ ١٧٠، وروى منه ابو نعيم فى "حلية الاولياء": ٢/ ٢١ الطرف الاول الى جملة البشارة، والبيهقى فى "شعب الايمان": ٤/ ٢٥١/ ٤٩٧٣ ما بعدها

شرح:...... اس حدیث میں غیر ضروری، غیر محتاط اور تصنّع وتکلف سے گفتگو کرنے اور اس کے ذریعے دوسروں پر برتری جتانے سے اجتناب کرنے کی تاکید کی گئی ہے، گویا کہ کم بولنا اور سادگی سے کلام کرنا پسندیدہ ہے اور اس کے برعکس زیادہ بولنا اور وہ بھی دوسروں پر ہیکڑی جمانے کے لیے گفتگو میں تیزی وطراری دکھانا اور خواہ مخواہ کی بناوٹ اختیار کرنا سخت ناپسندیدہ ہے، جیسا کہ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((وَاِنَّ اَبْغَضَكُمْ اِلَيَّ

وَاَبْعَدَكُمْ مِنِّي يَوْمَ الْقِيَامَةِ الثَّرْثَارُوْنَ وَالْمُتَشَدِّقُوْنَ وَالْمُتَفَيهِقُوْنَ۔)) (ترمذی) ......''اور قیامت کے روز تم میں سے مجھے سب سے زیادہ ناپسندیدہ اور مجھ سے سب سے زیادہ دور وہ ہوں گے جو بہت باتونی، تصنع سے باتیں کرنے والے اور تکبر سے باچھیں کھول کھول کر گفتگو کرنے والے ہوں گے۔''

(٣٣٢٠)۔ عَنْ ثَوْبَانَ مَرْفُوْعًا: ((حَوْضِي مَابَيْنَ عَدَنَ إِلٰى عُمَّانَ، مَاؤُهُ اَشَدُّ بَيَاضًامِنَ الثَّلْجِ، وَاَحْلٰى مِنَ الْعَسَلِ، وَاَكْثَرُ النَّاسِ وُرُودًا عَلَيْهِ فُقَرَاءُ الْمُهَاجِرِيْنَ، الشَّعْثُ رُؤُوْسًا، الدَّنسُ ثِيَابًا، الَّذِيْنَ لا يُنْكِحُوْنَ الْمُتَنَعِّمَاتِ، وَلَا تُفْتَحُ لَهُمْ اَبْوَابُ السُّدَدِ، الَّذِي يُعْطُوْنَ الْحَقَّ الَّذِي عَلَيْهِمْ، وَلَا يُعْطَوْنَ الَّذِيَّ لَهُمْ۔)) (الصحيحة:١٠٨٢)

سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میرے حوض (کی وسعت) عدن سے عمان تک ہے، اس کا پانی برف سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے، وہاں آنے والوں میں اکثریت فقرا مہاجرین کی ہو گی، جو اب پراگندہ بالوں والے اور میلے کپڑے والے ہیں، وہ آسودہ حال عورتوں سے شادی نہیں کرتے، بند دروازے ان کے لیے نہیں کھولے جاتے اور وہ اپنی ذمہ داریاں ادا کرتے ہیں، لیکن ان کے حقوق پورے نہیں کئے جاتے۔''

تخريج: رواه الطبراني: ١/ ١٤٧/ ١-٢، ١٤٨/ ١، والحديث اخرجه احمد، والترمذي، وابن ماجه والحاكم لكن فيه انقطاع

(٣٣٢١)۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَتَعْلَمُ اَوَّلَ زُمْرَةٍتَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ اُمَّتِي؟)) قُلْتُ: اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ اَعْلَمُ۔ فَقَالَ: ((الْمُهَاجِرُوْنَ، يَاْتُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِإِلٰى بَابِ الْجَنَّةِ وَيَسْتَفْتِحُوْنَ فَيَقُوْلُ لَهُمُ الْخَزَنَةُ: اَوَقَدْ حُوْسِبْتُمْ؟ فَيَقُوْلُوْنَ: بِاَيِّ شَيْءٍ نُحَاسَبُ؟ وَإِنَّمَاكَانَتْ اَسْيَافُنَا عَلٰى عَوَاتِقِنَا فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ حَتّٰى مِتْنَا عَلٰى ذٰلِكَ۔ قَالَ: فَيُفْتَحُ لَهُمْ، فَيَقِيْلُوْنَ فِيْهِ اَرْبَعِيْنَ عَامًا قَبْلَ اَنْ يَدْخُلَهَا النَّاسُ۔)) (الصحيحة: ٨٥٣)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کیا آپ کو میری امت کی اس جماعت کے بارے میں علم ہے جو سب سے پہلے جنت میں داخل ہو گی؟'' میں نے کہا: اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''وہ جماعت مہاجرین کی ہے۔ وہ روزِ قیامت جنت کے دروازے پر آ کر دروازے کھولنے کا مطالبہ کریں گے۔ دربان ان سے پوچھے گا: آیا تمھارا حساب و کتاب ہو چکا ہے؟ وہ کہیں گے: کس موضوع پر ہم سے حساب کتاب لیا جائے؟ اللہ تعالیٰ کے راستے میں مرتے دم تک ہماری تلواریں ہمارے کندھوں پر رہیں۔ سو وہ ان کے لیے دروازہ کھول دے گا اور وہ (داخل ہو کر) عام لوگوں کے داخلے سے پہلے چالیس سال کا قیلولہ بھی کر چکے ہوں گے۔''

تخريج:أخرجه الحاكم:٢/ ٧٠، ومن طريقه البيهقي في"الشعب": ٤/ ٢٨/ ٤٢٦٠

شرح:...... مہاجرین وہ لوگ تھے جنہوں نے دین کی خاطر، اللہ اور اس کے رسول کے حکم پر، مکہ اور دیگر علاقوں سے ہجرت کی اور سب کچھ چھوڑ کر مدینہ آ گئے۔ ان نفوسِ قدسیہ نے کون کون سی قربانیاں پیش کیں، کس انداز میں شجرِ اسلام کی آبیاری کے لیے دل گردے کا خون پیش کیا؟ ہم اس دور میں صرف ان کی سوانح عمریوں کا مطالعہ کر سکتے ہیں، حقیقت تک رسائی حاصل کرنا ناممکن ہے۔

نبی کریم ﷺ کی انصار صحابہ سے محبت

(٣٣٢٢)۔ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: مَرَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِحَيِّ بَنِي النَّجَّارِ، وَإِذَا جَوَارٍ يَضْرِبْنَ بِالدُّفِ يَقُلْنَ:

نَحْنُ جَوَارٍ مِّنْ بَنِي النَّجَّارِ
يَا حَبَّذَا مُحَمَّدٌ مِّنْ جَارِ

فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((اَللّٰهُ يَعْلَمُ أَنَّ قَلْبِيْ يُحِبُّكُنَّ۔)) (الصحيحة:٣١٥٤)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ بنو نجار کے قبیلہ سے گزرے اور بچیاں دف بجانے کے ساتھ ساتھ یہ گا رہی تھیں:

ہم بنو نجار کی بچیاں ہیں۔
واہ! واہ! محمد ﷺ کیسے اچھے پڑوسی ہیں۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ میرا دل تم سے محبت کرتا ہے۔''

تخريج: أخرجه الطبراني في"المعجم الصغير": صـ ١٥ـ هندية ، ٢٥ـ الروض النضير ، والبيهقي في "دلائل النبوة": ٢/ ٥٠٨ ، وابو يعلى في "مسنده": ٦/ ١٣٤/ ٣٤٠٩ ، وابن عدى في "الكامل": ٣/ ١٥٩

شرح:...... نبی کریم ﷺ نے مکہ مکرمہ کی سرزمین میں دین الٰہی کی تبلیغ شروع کی، توحید و سنت کی دعوت جاری رکھی، لیکن لوگ نہ صرف شرک و بدعت پر ڈٹے رہے، بلکہ آپ ﷺ کا قلعہ قمع کرنے کے لیے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ ہونے دیا۔ ایک انصاری صحابی سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں (خلاصہ یہ ہے): اللہ کے رسول ﷺ مکہ میں تقریباً دس سال مقیم رہے، لوگوں کے پیچھے ان کے گھروں، ڈیروں اور عکاظ و مجنہ کی مارکیٹوں میں جا کر نوائے حق بلند کرتے رہے، حج کے موقع پر آپ ﷺ منٰی کے مقام پر لوگوں سے کہتے: ((مَنْ يُّؤْوِيْنِيْ؟ مَنْ يَّنْصُرُنِيْ؟ حَتّٰى أُبَلِّغَ رِسَالَاتِ رَبِّيْ وَلَهُ الْجَنَّةُ۔)) ......''کوئی ہے جو مجھے پناہ مہیا کرے؟ کوئی ہے جو میری مدد کرے؟ تاکہ میں اپنے ربّ کا پیغام پہنچا سکوں، (جو ایسا کرے گا) اسے جنت ملے گی۔''

یہ سلسلہ جاری رہا، حتی کہ ہم انصاری لوگ یثرب (یعنی مدینہ) سے اٹھ کھڑے ہوئے، ہم نے آپ ﷺ کو ٹھکانا مہیا کیا اور آپ کی سچائی کا اعلان کیا۔ ہم اکا دکا کر کے آپ ﷺ کے پاس پہنچتے، قرآن سنتے اور گھر واپس پلٹ کر یہ پیغام اپنے گھر والوں تک پہنچاتے۔ بالآخر ہم نے مشورہ کیا کہ کب تک یہی سلسلہ جاری رہے گا کہ رسول اللہ ﷺ مکہ کے پہاڑوں میں مارے مارے ٹھوکریں کھاتے رہیں اور شرک پرستوں سے ڈرتے رہیں، چنانچہ سوچے سمجھے منصوبے

کے مطابق حج کے موقع پر ہم ستر انصاری حج عقبہ (گھاٹی) میں آپ ﷺ کے پاس پہنچ گئے اور آپ کی بیعت کی اور مدینہ منورہ میں تشریف لانے کی دعوت دی۔ (مسند احمد)

یہ انصار صحابہ رضی اللہ عنہم تھے جو اسلام، بانیٔ اسلام اور اہل اسلام کا سہارا بنے اور سارے عرب سے اعلانِ جنگ کیا۔ جب رسول اللہ ﷺ جاں نثاروں سمیت ہجرت کی گھاٹیاں طے کر کے مدینہ منورہ جلوہ افروز ہوئے تو انصار صحابہ نے تائید ونصرت، محبت والفت، اخوت و بھائی چارہ اور برادری و بھائی بندی کی جو مثال پیش کی، ماضی میں اس کی نظیر ملی نہ مستقبل میں امید ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف انصاری رضی اللہ عنہ نے اپنے مہاجر بھائی سیدنا سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ سے کہا: تم میرا آدھا مال لے لو اور میری دو بیویاں ہیں، ان کو دیکھ لو، جو تمہیں پسند ہو، میں اسے طلاق دے دیتا ہوں، عدت گزرنے کے بعد شادی کر لینا۔ (بخاری) پھر دس سال کی طویل مدت تک یہ انصار، نبی کریم ﷺ کے دست و بازو بنے رہے۔ یہی وجوہات ہیں کہ آپ ﷺ کے دل میں ان لوگوں کی محبت تھی۔

نیز اس حدیث سے یہ ثابت ہوا کہ بچیاں دُف (ڈھولکی) بجا کر جائز کلام، وہ نظم ہو یا نثر، پڑھ سکتی ہیں۔

انصار کے فضائل ومناقب

انصار وہ لوگ ہیں، جو مدینہ میں رہائش پذیر تھے، انھوں نے پہلے رسول اللہ ﷺ کو اپنے شہر میں پناہ دی، پھر ہر موقع پر آپ ﷺ کی مدد اور حفاظت فرمائی اور مدینہ آنے والے مہاجرین کی بھی خوب دل پذیرائی اور تواضع کی اور اپنا سب کچھ ان کی خدمت میں پیش کر دیا۔

(٣٣٢٣)۔ قَالَ ﷺ: ((لَا يُبْغِضُ الْأَنْصَارَ رَجُلٌ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ۔)) رُوِيَ مِنْ حَدِيْثِ أَبِيْ سَعِيْدٍ، وَأَبِيْ هُرَيْرَةَ، وَابْنِ عَبَّاسٍ۔ (الصحيحة: ١٢٣٤)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو آدمی اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو وہ انصار سے بغض نہیں رکھ سکتا۔'' یہ حدیث سیدنا ابو سعیدؓ سیدنا ابو ہریرہ اور سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم سے مروی ہے۔

تخريج: أخرجه مسلم: ١/ ٦٠، والطيالسي: صـ ٢٩٠ رقم ٢١٨٢، وأحمد: ٣/ ٣٤، ٤٥، ٩٣ من حديث أبي سعيد الخدري رضي الله عنه، ومسلم وأحمد: ٢/ ٤١٩، عن أبي هريرة، والترمذي: ٢/ ٣٢٠، وأحمد: ١/ ٣٠٩

(٣٣٢٤)۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ أَبِيْهِ، قَالَ: بَيْنَا نَحْنُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ بِطَرِيْقِ مَكَّةَ، إِذْ قَالَ: ((يَطْلُعُ عَلَيْكُمْ أَهْلُ الْيَمَنِ كَأَنَّهُمُ السَّحَابُ، هُمْ خِيَارُ مَنْ فِي الْأَرْضِ۔)) فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ: وَلَا

محمد بن جبیر بن مطعم اپنے باپ سیدنا جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شاہراہِ مکہ پر بیٹھے ہوئے تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''یمن کے لوگ تمہارے پاس آئیں گے، گویا کہ وہ بادل ہیں، وہ (اہلِ) زمین میں سے بہترین لوگ ہیں۔'' ایک انصاری

نَحْنُ؟ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! فَسَكَتَ۔ قَالَ: وَلَا نَحْنُ؟ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! فَسَكَتَ۔ قَالَ: وَلَا نَحْنُ؟ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! فَقَالَ فِي الثَّالِثَةِ كَلِمَةً ضَعِيْفَةً: ((إِلَّا أَنْتُمْ۔)) (الصحيحة:٣٤٣٧)

آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا وہ ہم سے بھی (بہتر) ہیں؟ آپ ﷺ خاموش رہے۔ اس نے پھر کہا: اے اللہ کے رسول! کیا ہم (سب سے بہتر) نہیں ہیں؟ آپ ﷺ نے خاموشی اختیار کی۔ اس نے پھر کہا: اے اللہ کے رسول! کیا ہم (سب سے بہتر) نہیں ہیں؟ آپ ﷺ نے تیسری دفعہ پست آواز میں فرمایا: ''سوائے تمہارے۔''

تخريج: أخرجه أحمد في "المسند": ٤/ ٨٤، وفي "الفضائل": ٢/ ٨٦٣/ ١٦١٣، وابو يعلى: ١٣/ ٣٩٨/ ٧٤٠١، والبزار: ٣/ ٣١٧/ ٢٨٣٨ معلقا، والطيالسى فى "مسنده": ٢/ ١٢٧/ ٩٤٥، ورواه ابن ابى شيبة فى "المصنف": ١٢/ ١٨٣/ ١٢٤٨٢ بنحوه مختصرا

(٣٣٢٥)۔ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ مَرْفُوْعًا: ((مَنْ اَحَبَّ الْاَنْصَارَ اَحَبَّهُ اللّٰهُ، وَمَنْ اَبْغَضَ الْاَنْصَارَ اَبْغَضَهُ اللّٰهُ۔)) (الصحيحة:٩٩١)

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے انصاریوں سے محبت کی، اللہ اس سے محبت کرے گا اور جس نے انصاریوں سے بغض رکھا، اللہ اس سے بغض رکھے گا۔''

تخريج: أخرجه ابن ماجه: ١/ ٧٠، وقد اخرجه الشيخان فى حديث: ((الانصار لا يحبهم الا مؤمن))، وهو فى الصحيحة: رقم ١٩٧٥

(٣٣٢٦)۔ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، قَالَ: تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَاَبُوْ بَكْرٍ فِي طَائِفَةٍ مِنَ الْمَدِيْنَةِ، قَالَ: فَجَاءَ فَكَشَفَ عَنْ وَجْهِهِ فَقَبَّلَهُ وَقَالَ: فِدَاكَ أَبِيْ وَأُمِّيْ مَا أَطْيَبَكَ حَيًّا وَمَيِّتًا، مَاتَ مُحَمَّدٌ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ! فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ قَالَ: فَانْطَلَقَ اَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ يَتَقَاوَدَانِ حَتّٰى اَتَوْهُمْ، فَتَكَلَّمَ اَبُوْبَكْرٍ وَلَمْ يَتْرُكْ شَيْئاً أُنْزِلَ فِي الْأَنْصَارِ وَلَا ذَكَرَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ شَأْنِهِمْ إِلَّا وَذَكَرَهُ، وَقَالَ: وَلَقَدْ عَلِمْتُمْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَوْ سَلَكَ النَّاسُ

سیدنا حمید بن عبدالرحمن رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جب رسول اللہ ﷺ فوت ہوئے تو ابو بکر رضی اللہ عنہ مدینہ کے کسی گوشے میں (ایک آبادی میں) تھے۔ جب وہ آئے تو آپ کے چہرے سے کپڑا اٹھایا، آپ کا بوسہ لیا اور کہا: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، آپ کتنی پاکیزہ شخصیت ہیں، زندہ ہوں یا فوت شدہ۔ رب کعبہ کی قسم! محمد (ﷺ) فوت ہو گئے ہیں...... پھر سیدنا ابوبکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما انصاریوں کے پاس گئے، سیدنا ابو بکر نے ان سے بات کی اور ان کے بارے میں نازل ہونے والی تمام آیات اور احادیث رسول ذکر کر دیں، نیز کہا: (انصاریو!) تم جانتے ہو کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر لوگ ایک وادی میں چلیں اور انصار دوسری وادی

وَادِيًا، وَسَلَكَتِ الْاَنْصَارُ وَادِيًا، سَلَكْتُ وَادِيَ الْاَنْصَارِ۔)) وَلَقَدْ عَلِمْتَ يَا سَعْدُ! اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ـ وَاَنْتَ قَاعِدٌ ـ: ((قُرَيْشٌ وُلَاةُ هٰذَا الْاَمْرِ، فَبَرُّ النَّاسِ تَبَعٌ لِبَرِّهِمْ، وَفَاجِرُهُمْ تَبَعٌ لِفَاجِرِهِمْ۔)) قَالَ لَهُ سَعْدٌ: صَدَقْتَ، نَحْنُ الْوُزَرَاءُ وَاَنْتُمُ الْاُمَرَاءُ۔ رُوِيَ مِنْ حَدِيْثِ أَبِيْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ، وَسَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ۔

(الصحيحة: ١١٥٦)

میں چلیں تو میں انصار کی وادی میں ان کے ساتھ چلوں گا۔'' سعد! تم جانتے ہو کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اور تم وہاں بیٹھے تھے: ''قریش اس (خلافت کے) معاملے کے ذمہ دار و حقدار ہیں، نیکوکار لوگ نیک قریشیوں کے تابع فرمان ہوں گے اور برے لوگ برے قریشیوں کے ماتحت ہوں گے۔'' سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے کہا: تم سچ کہہ رہے ہو، ہم وزرا ہیں اور تم امرا ہو۔ یہ حدیث سیدنا ابو بکر صدیق اور سیدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔

تخریج: أخرجه أحمد: ج ا رقم ١٨

(٣٣٢٧)۔ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ زِيَادٍ السَّاعِدِيِّ الْأَنْصَارِيِّ، أَنَّهُ أَتَى رَسُوْلَ اللّٰهِ يَوْمَ الْخَنْدَقِ وَهُوَ يُبَايِعُ النَّاسَ عَلَى الْهِجْرَةِ، فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! بَايِعْ هٰذَا۔ قَالَ: وَمَنْ هٰذَا؟ قَالَ: اِبْنُ عَمِّيْ حَوْطُ بْنُ يَزِيْدَ أَوْ يَزِيْدُ بْنُ حَوْطٍ، قَالَ: فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا أُبَايِعُكَ إِنَّ النَّاسَ يُهَاجِرُوْنَ إِلَيْكُمْ وَلَا تُهَاجِرُوْنَ إِلَيْهِمْ، وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَا يُحِبُّ رَجُلٌ الْأَنْصَارَ حَتّٰى يَلْقَى اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى إِلَّا لَقِيَ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى وَهُوَ يُحِبُّهُ وَلَا يُبْغِضُ رَجُلٌ الْأَنْصَارَ حَتّٰى يَلْقَى اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى إِلَّا لَقِيَ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى وَهُوَ يُبْغِضُهُ۔))

(الصحيحة: ١٦٧٢)

سیدنا حارث بن زیاد ساعدی انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں خندق والے دن رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا، آپ لوگوں سے ہجرت پر بیعت لے رہے تھے۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ان کی بھی بیعت لے لو۔ آپ نے پوچھا: ''یہ کون ہیں؟'' میں نے کہا: یہ میرے چچا کے بیٹے حوط بن یزید یا یزید بن حوط ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں آپ سے بیعت نہیں لوں گا، کیونکہ لوگ آپ کی طرف ہجرت کرتے ہیں، نہ کہ تم ان کی طرف کرتے ہو۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! جو آدمی اللہ تعالی سے ملاقات کرنے تک انصار سے محبت کرتا رہا تو وہ اللہ تعالی کو اس حال میں ملے گا کہ وہ اس سے محبت کرنے والا ہوگا اور جو آدمی اللہ تعالی سے ملاقات کرنے تک انصار سے بغض کرتا رہا تو وہ اللہ تعالی کو اس حال میں ملے گا کہ وہ اس سے بغض رکھنے والا ہوگا۔''

تخريج: أخرجه أحمد: ٣/ ٤٢٩، والطبراني في "المعجم الكبير": رقم ٣٣٥٦، وأخرجه احمد: ٤/ ٣٢١ ايضا، وابن حبان: ٢٢٩١ بلفظ: ((من احب الانصار احبه الله يوم يلقاه، ومن ابغض الانصار

ابغضه الله يوم يلقاه۔))

(۳۳۲۸)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: اَمَرَ اَبِي بِخَزِيْرَةٍ فَصَنَعْتُ، ثُمَّ اَمَرَنِي فَاَتَيْتُ بِهَا النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: فَاَتَيْتُهُ وَهُوَ فِي مَنْزِلِهِ قَالَ: فَقَالَ لِي: ((مَاذَامَعَكَ يَا جَابِرُ؟ اَلَحْمٌ ذَا؟)) قَالَ: قُلْتُ: لَا۔ قَالَ: فَاَتَيْتَ اَبِيْ، فَقَالَ لِيْ: هَلْ رَاَيْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ؟ قُلْتُ: نَعَمْ قَالَ: فَهَلَّا سَمِعْتَهُ يَقُوْلُ شَيْأً؟ قُلْتُ: نَعَمْ قَالَ لِيْ: ((مَاذَا مَعَكَ يَا جَابِرُ؟ اَلَحْمٌ ذَا؟)) قَالَ: لَعَلَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَنْ يَّكُوْنَ اشْتَهٰى فَاَمَرَ بِشَاةٍ دَاجِنٍ، فَذُبِحَتْ، ثُمَّ اَمَرَ بِهَا فَشُوِيَتْ، ثُمَّ اَمَرَنِيْ فَاَتَيْتُ بِهَا النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ لِيْ: ((مَاذَا مَعَكَ يَا جَابِرُ؟)) فَاَخْبَرْتُهُ فَقَالَ: ((جَزَى اللّٰهُ الْاَنْصَارَ عَنَّا خَيْرًا، وَلَا سِيَمَا عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ حَرَامٍ وَسَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ۔)) (الصحيحة: ٤٦١)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میرے باپ نے مجھے خزیرہ (ایک کھانا جو قیمے اور آٹے سے بنایا جاتا ہے) تیار کرنے کا حکم دیا، جب میں وہ کھانا تیار کر کے فارغ ہوا تو مجھے حکم دیا کہ یہ کھانا نبی کریم ﷺ کے پاس لے جاؤ۔ میں آپ کے پاس گیا، آپ گھر میں ہی تھے، آپ نے پوچھا: ''جابر! آپ کے پاس کون سی چیز ہے؟ آیا گوشت ہے؟'' میں نے کہا: نہیں۔ میں اپنے باپ کے پاس واپس آ گیا، انھوں نے پوچھا: کیا رسول اللہ ﷺ سے تیری ملاقات ہوئی؟ میں نے کہا: جی ہاں۔ انھوں نے کہا: تو نے ان کی کوئی بات سنی؟ میں نے کہا: جی ہاں، آپ ﷺ نے مجھے فرمایا: ''جابر! تیرے پاس کیا ہے؟ آیا گوشت ہے؟'' میرے باپ نے کہا: ممکن ہے کہ رسول اللہ ﷺ گوشت کھانے کے خواہشمند ہوں۔ چنانچہ انھوں نے پالتو بکری ذبح کرنے کا حکم دیا۔ پس اسے ذبح کیا گیا، پھر اسے بھونا گیا۔ پھر میرے باپ نے مجھے حکم دیا کہ یہ نبی کریم ﷺ کے پاس لے جاؤ، میں لے گیا، جب آپ نے مجھے دیکھا تو پوچھا: ''جابر! تیرے پاس کیا ہے؟'' میں نے بتایا (کہ گوشت ہے)۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ ہماری طرف سے انصاریوں کو جزائے خیر دے، بالخصوص عبداللہ بن عمرو بن حرام اور سعد بن عبادہ کو۔''

تخريج: رواه أبو يعلى في "مسنده": ١١١٦/ ١، والبزار: ٢٧٠٧ـكشف، والنسائي في "الكبرى": ٥/ ٧٦، ٨٢٨١، والحاكم في "المستدرك": ٤/ ١١١

شرح :...... سیدنا جابر کے باپ سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ انصاری تھے۔

(۳۳۲۹)۔ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اَلْاَنْصَارُ شِعَارٌ، وَالنَّاسُ دِثَارٌ، وَلَوْ اَنَّ النَّاسَ اسْتَقْبَلُوْا وَادِيًا اَوْشِعْبًا، وَاسْتَقْبَلَتِ الْاَنْصَارُ وَادِيًا،

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''انصار تحتانی لباس (یعنی مخصوص) لوگ ہے اور دوسرے لوگ فوقانی لباس (یعنی عام لوگ) ہیں۔ اگر عام لوگ ایک وادی میں چلیں اور انصار ایک میں تو میں

لَسَلَكْتُ وَادِيَ الْاَنْصَارِ ، وَلَوْلَا الْهِجْرَةُ لَكُنْتُ اِمْرَاءً مِنَ الْاَنْصَارِ۔))

(الصحيحة: ١٧٦٨)

انصاریوں کی وادی میں چلوں گا، اگر ہجرت نہ ہوتی تو میں بھی انصاری ہوتا۔"

تخريج: أخرجه ابن ماجه: ١٦٤

(٣٣٣٠)۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ، عَنْ اَبِيْهِ: اَنَّهُ خَرَجَ يَوْمَ الْحَرَّةِ ، فَنَكَبَتْ قَدَمُهُ بِحَجَرٍ ، فَقَالَ: تَعِسَ مَنْ اَخَافَ رَسُوْلَ اللّٰهِ! قُلْتُ: وَمَنْ اَخَافَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ؟ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ اَخَافَ هٰذَا الْحَيَّ مِنَ الْاَنْصَارِ ، فَقَدْ اَخَافَ مَابَيْنَ هٰذَيْنِ۔)) يَعْنِي: جَنْبَيْهِ۔

(الصحيحة: ٣٤٣٣)

عبدالرحمن بن جابر بن عبداللہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ حرہ والے دن نکلے، جب ان کا پاؤں ایک پتھر سے ٹکرایا تو انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ کو ڈرانے والا ہلاک ہو جائے۔ میں نے کہا: کس نے رسول اللہ ﷺ کو خوفزدہ کیا؟ انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس نے انصار کے اس قبیلے کو ڈرایا، اس نے میرے دل کو خوفزدہ کر دیا۔"

تخريج: أخرجه الطيالسي في "مسنده": ٢٤٢/ ١٧٦٠، ومن طريقه: البزار في "مسنده": ٣/ ٣٠٤/ ٢٨٠٥ وأخرجه البخاري في "التاريخ": ١/ ١/ ٥٣/ ١١٠، والطبراني في "الاوسط": ٦/ ١٤٣/ ٥٢٩٣ مثله

(٣٣٣١)۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَلْاَنْصَارُ كَرِشِيْ وَعَيْبَتِيْ ، وَالنَّاسُ سَيَكْثُرُوْنَ وَيَقِلُّوْنَ ، فَاقْبَلُوْا مِنْ مُحْسِنِهِمْ ، وَتَجَاوَزُوْا عَنْ مُسِيْئِهِمْ۔)) جَاءَ مِنْ حَدِيْثِ اَنَسٍ ، وَاُسَيْدِ ابْنِ حُضَيْرٍ ، وَاَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ ، وَكَعْبِ بْنِ مَالِكٍ۔ (الصحيحة: ٣٦٠٦)

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "انصار میرے مخلص ساتھی اور ہمراز ہیں، دوسرے لوگ گھٹتے بڑھتے رہتے ہیں۔ انصاریوں کی اچھائیاں قبول کرو اور ان کی برائیاں نظر انداز کر دو۔" یہ حدیث حضرت انس، حضرت اسید بن حضیر، حضرت ابو سعید خدری اور حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہم سے مروی ہے۔

تخريج: جاء من حديث أنس، وأُسيد بن حُضير، وأبي سعيد الخدري، وكعب بن مالك:

(١): حديث أنس، وله عنه عشرة طرق: (ونحن نلخص)

رواه البخاري: ٣٨٠١، ومسلم: ٧/ ١٧٤، والنسائي في "الكبرى": ٨٣٢٥، والترمذي: ٣٩٠١، وابن حبان: ٧٢٦٥، والبغوي في "شرح السنة": ٣٩٧٢، وأحمد في "مسنده" ٣/ ١٧٦، ٢٧٢، وابن حبان: ٩٢٦٨، وابن أبي شيبة: ١٢/ ١٦٠، والبخاري في "التاريخ الكبير": ٢/ ٢/ ٥٩، وأبويعلي: ٣٢٢٩،

والحميدي: ١٢٠١

(٢)حديث أُسيد بن حُضير: فرواه النسائي في"الكبرى": ٨٣٢٤، والطبراني في"الكبير" ٥٥٢

(٣): حديث أبي سعيد الخدري: فرواه الترمذي: ٣٩٠٤، وأحمد: ٣/ ٨٩، وأبويعلي: ١٣٥٨

(٤): حديث كعب ابن مالك: وهو مخرج في هذه "السلسلة": تحت الحديث رقم: ٣٤٣٠

(٣٣٣٢)۔ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ مَرْفُوْعًا: ((اَلْاَنْصَارُ لَا يُحِبُّهُمْ اِلَّا مُؤْمِنٌ، وَلَا يُبْغِضُهُمْ اِلَّا مُنَافِقٌ، فَمَنْ اَحَبَّهُمْ اَحَبَّهُ اللّٰهُ، وَمَنْ اَبْغَضَهُمْ اَبْغَضَهُ اللّٰهُ۔)) (الصحيحة: ١٩٧٥)

حضرت برا بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''انصاریوں سے محبت کرنے والا مومن اور ان سے بغض سے رکھنے والا منافق ہی ہوسکتا ہے۔ اللہ اس سے محبت کرے جو ان سے محبت کرتا ہے اور اس سے بغض رکھے جو ان سے بغض رکھتا ہے۔''

تخريج: أخرجه البخاري: ٤/ ٢٢٣، ومسلم: ١/ ٦٠، والترمذي: ٢/ ٣٢٤، والطيالسي: صـ ٩٩ رقم ٧٢٨، وأحمد: ٤/ ٢٩٢

(٣٣٣٣)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَرَجَ يَوْمًا عَاصِبًا رَأْسَهُ فَتَلَقَّاهُ ذَرَارِيُّ الْأَنْصَارِ وَخَدَمُهُمْ، ذَخْرَةُ الْأَنْصَارِ يَوْمَئِذٍ، فَقَالَ: ((وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ، إِنِّيْ لَأُحِبُّكُمْ۔)) (مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا) ثُمَّ قَالَ: ((إِنَّ الْأَنْصَارَ قَدْ قَضَوْا الَّذِيْ عَلَيْهِمْ وَبَقِيَ الَّذِيْ عَلَيْكُمْ، فَأَحْسِنُوْا إِلٰى مُحْسِنِهِمْ وَتَجَاوَزُوْا عَنْ مُسِيْئِهِمْ۔)) (الصحيحة: ٩١٦)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن سر باندھ کر باہر تشریف لائے، انصاریوں کے بچے اور خدّام آپ کو ملے، جو اس وقت انصاریوں کا ذخیرہ تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو یا تین دفعہ فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! بیشک میں تم سے محبت کرتا ہوں۔'' پھر فرمایا: ''انصاریوں نے اپنی ذمہ داریاں ادا کر دیں، تمہاری ذمہ داریاں باقی ہیں، سو تم انصاریوں کی حسنات قبول کر لینا اور ان کی سیئات سے تجاوز کر جانا۔''

تخريج: أخرجه ابن حبان: ٢٢٩٣، وأحمد: ٣/ ١٨٧، ٢٠٥، واخرجه البخاري: ٣٧٩٩، واحمد: ٣/ ١٦٢

شرح:...... خدمتِ اسلام اور محبتِ رسول کی جتنی ذمہ داریاں انصاریوں پر عائد ہوتی تھیں، انھوں نے من وعن ادا کر دیں۔

(٣٣٣٤)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: أُتِيَ النَّبِيَّ فَقِيْلَ لَهُ: هٰذِهِ الْأَنْصَارُ رِجَالُهَا وَنِسَاؤُهَا فِيْ الْمَسْجِدِ يَبْكُوْنَ!

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا: یہ انصاری خواتین و حضرات مسجد میں جمع ہیں اور رو رہے ہیں۔ آپ نے پوچھا:

قَالَ: ((وَمَا يُبْكِيهَا؟)) قَالَ: يَخَافُوْنَ أَنْ تَمُوْتَ، قَالَ: خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَعَلَيْهِ مِلْحَفَةٌ مُتَعَطِّفًا بِهَا عَلٰى مَنْكِبَيْهِ، وَعَلَيْهِ عِصَابَةٌ دَسْمَاءُ، حَتّٰى جَلَسَ عَلَى الْمِنْبَرِ، وَكَانَ آخِرُ مَجْلِسٍ جَلَسَهُ فَحَمِدَاللّٰهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: ((أَمَّا بَعْدُ أَيُّهَا النَّاسُ! إِنَّ النَّاسَ يَكْثُرُوْنَ، وَتَقِلُّ الْأَنْصَارُ، حَتّٰى يَكُوْنُوْا كَالْمِلْحِ فِي الطَّعَامِ فَمَنْ وَلِيَ مِنْكُمْ أَمْرًا مِنْ أُمَّةِ مُحَمَّدٍ فَاسْتَطَاعَ أَنْ يَضُرَّ فِيْهِ أَحَدًا أَوْ يَنْفَعَهُ، فَلْيَقْبَلْ مِنْ مُحْسِنِهِمْ وَيَتَجَاوَزْ عَنْ مُسِيْئِهِمْ۔)) (الصحيحة: ٣٤٣٠)

''یہ لوگ کیوں رو رہے ہیں؟'' اس نے کہا: انھیں آپ کی موت کا خطرہ ہے۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نکل پڑے، ایک چادر آپ نے کندھوں پر ڈالی ہوئی تھی اور مٹیالے رنگ کی پگڑی باندھی ہوئی تھی، آپ ممبر پر تشریف فرما ہوئے، یہ آپ کی آخری مجلس تھی۔ آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی اور پھر فرمایا: اما بعد: لوگو! لوگوں کی تعداد میں اضافہ اور انصار کی تعداد میں کمی واقع ہو رہی ہے، حتی کہ ان کی تعداد کھانے میں نمک کے برابر رہ جائے گی۔ (سنو!) تم میں سے جو آدمی میں محمد کی امت کے امور کا والی بنے اور اسے یہ طاقت بھی ہو کہ وہ کسی کو نفع یا نقصان پہنچا سکے تو وہ انصاریوں کی نیکیوں کو قبول کرے اور برائیوں سے درگزر کرے۔''

تخریج: أخرجه البخاري في "صحيحه": ٩٢٧، ٣٦٢٨، ٣٨٠٠۔ والسياق والزيادة له۔، والحاكم: ٢/ ٧٨۔٧٩۔ وصححه؛ ووافقه الذهبي۔، والبزار في "مسنده": ٣/ ٣٠١/ ٢٧٩٨

شرح:...... جہاں نبی کریم ﷺ نے انصاریوں کی قدر کرتے ہوئے انہیں عظیم بشارتیں سنائیں، وہاں انصاریوں نے بھی اپنے آپ کو وہ بشارتیں سننے کے قابل بنا رکھا تھا۔

(٣٣٣٥)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((أَلَا إِنَّ لِكُلِّ شَيْءٍ تَرِكَةً وَضَيْعَةً وَإِنَّ تَرِكَتِيْ وَضَيْعَتِي الْأَنْصَارُ، فَاحْفَظُوْنِيْ فِيْهِمْ۔)) (الصحيحة: ٣٥٦٠)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا: ''آگاہ ہو جاؤ! ہر آدمی کی میراث اور جاگیر ہوتی ہے اور میری میراث اور جاگیر انصاری ہیں، ان کے بارے میں میرا خیال رکھنا۔''

تخريج: أخرجه الطبراني في "المعجم الأوسط": ٥/ ٣٠٩/ ٥٣٩٨

شرح:...... فرزندانِ امت کی میراث ان کے لواحقین میں تقسیم کر دی جاتی ہے، لیکن امتیوں کے سربراہ ﷺ کی روحانی میراث انصاریوں کی حفاظت کرنی ہے۔ یہ حدیث انصاریوں کی عظمتوں اور رفعتوں کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

(٣٣٣٦)۔ عَنْ أَبِيْ قَتَادَةَ قَالَ: سَمِعْتُ

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو

رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ عَلَى الْمِنْبَرِ لِلْأَنْصَارِ: ((أَلَا إِنَّ النَّاسَ دِثَارِيْ، وَالْأَنْصَارَ شِعَارِيْ، لَوْ سَلَكَ النَّاسُ وَادِيًا وَسَلَكَتِ الْاَنْصَارُ شُعْبَةً لَاتَّبَعْتُ شُعْبَةَ الْاَنْصَارِ وَلَوْلَا الْهِجْرَةُ لَكُنْتُ رَجُلاً مِنَ الْأَنْصَارِ، فَمَنْ وَلِيَ أَمْرَ الْأَنْصَارِ، فَلْيُحْسِنْ إِلٰى مُحْسِنِهِمْ وَلْيَتَجَاوَزْ عَنْ مُسِيْئِهِمْ وَمَنْ اَفْزَعَهُمْ فَقَدْ أَفْزَعَ هٰذَا الَّذِيْ بَيْنَ هَاتَيْنِ، وَأَشَارَ إِلٰى نَفْسِهِ۔)) (الصحيحة: ٩١٧)

منبر پر انصاریوں کے حق میں یہ فرماتے ہوئے سنا: ''عام لوگ فوقانی لباس ہیں اور انصار تحتانی لباس (یعنی مخصوص لوگ) ہیں، اگر لوگ ایک وادی میں اور انصار کسی دوسری گھاٹی میں چل رہے ہوں تو میں انصاریوں کی گھاٹی میں چلوں گا، اگر ہجرت نہ ہوتی تو میں بھی انصاریوں میں سے ہوتا، جو آدمی انصار کے معاملات کا والی بنے وہ ان کے نیک لوگوں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئے اور غلطیاں کرنے والوں سے تجاوز کر جائے۔ جس نے ان کو خوفزدہ کیا اس نے ان دو پہلوؤں کے درمیان والی چیز کو خوفزدہ کر دیا۔'' آپ ﷺ نے اپنی طرف اشارہ کرتے ہوئے یہ جملہ ارشاد فرمایا۔

تخريج: أخرجه الحاكم: ٤/ ٧٩، وأحمد: ٥/ ٣٠٧، والطبراني في "الاوسط"

(٣٣٣٧)۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ دُوْرِ الْأَنْصَارِ۔ أَوْ بِخَيْرِ الْأَنْصَارِ؟)) قَالُوْا: بَلٰى يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((بَنُوْ النَّجَّارِ، ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ، بَنُوْ عَبْدِالْأَشْهَلِ، ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ بَنُوْ الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ، ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ، بَنُوْ سَاعِدَةَ،)) ثُمَّ قَالَ بِيَدَيْهِ، فَقَبَضَ أَصَابِعَهُ، ثُمَّ بَسَطَهُنَّ، كَالرَّامِيْ بِيَدِهِ۔ قَالَ: ((وَفِيْ دُوْرِ الْأَنْصَارِ كُلِّهَا خَيْرٌ)) جَاءَ مِنْ حَدِيْثِ أَنَسٍ، وَأَبِيْ أُسَيْدٍ السَّاعِدِيِّ وَأَبِيْ حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ، وَأَبِيْ هُرَيْرَةَ۔ (الصحيحة: ٣٤٥٩)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا میں تمھارے لیے انصار کے بہترین گھروں یا بہترین انصاریوں کا تعین نہ کر دوں۔'' صحابہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیوں نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''بنو نجار سب سے بہتر ہیں، ان کے بعد بنو عبدالاشہل، ان کے بعد بنو حارث بن خزرج اور ان کے بعد بنو ساعدہ۔'' پھر آپ ﷺ نے اپنی انگلیاں بند کیں اور کھولیں، جیسے کوئی چیز پھینک رہے ہیں اور فرمایا: ''سب انصاریوں کے گھروں میں خیر ہے۔'' یہ حدیث حضرت انس، حضرت ابو اسید ساعدی، حضرت ابو حمید ساعدی اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

تخريج: جاء من حديث أنس، وأبي أسيد الساعدي، وأبي حميد الساعدي، وأبي هريرة:

(١):أما حديث أنس، فرواه مسلم: ٧/ ١٧٥، والترمذي: ٣٩١٠، والنسائي في"الكبرى": ٨٣٣٦ و

٨٣٣٧، والحميدي: ١١٩٧، وأحمد: ٣/ ٢٠٢، وأبويعلي: ٣٦٥٠، ٣٨٥٥، وأبونعيم في"الحلية": ٦/ ٣٥٤

(٢): وأما حديث أبي أُسيد، فرواه البخاري: ٣٧٨٩، ٣٨٠٧، ومسلم: ٧/ ١٧٤، والطيالسي: ١٣٥٥، وأحمد: ٣/ ٤٩٦، والترمذي: ٣٩١١، والنسائي في"الكبرى": ٨٣٣٩، والطبراني: ١٩/ ٥٧٩، والبيهقي: ٦/ ٣٧١

(٣): وأما حديث أبي حميد: فرواه البخاري: ١٤٨١، ٣٧٩١، ومسلم: ٧/ ٢٦١، وأحمد: ٥/ ٤٢٤، والطحاوي في"مشكل الآثار": ٢٨٠٨

(٤): وأما حديث أبي هريرة: فرواه مسلم: ٧/ ١٧٥، والنسائي في"الكبرى": ٨٣٤٣، وابن حبان: ٧٢٨٦، وعبدالرزاق: ١٩٩١٠، وأحمد: ٢/ ٢٦٧

(٣٣٣٨)۔ عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ، قَالَ: بَلَغَ مُصْعَبَ بْنَ الزُّبَيْرِ عَنْ عَرِيفِ الْأَنْصَارِ شَيْءٌ، فَهَمَّ بِهِ فَدَخَلَ عَلَيْهِ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ، فَقَالَ لَهُ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((اِسْتَوْصُوْا بِالْأَنْصَارِ خَيْرًا۔ أَوْ قَالَ: مَعْرُوْفًا۔ اِقْبَلُوْا مِنْ مُحْسِنِهِمْ وَتَجَاوَزُوْا عَنْ مُسِيْئِهِمْ۔)) فَأَلْقٰى مُصْعَبٌ نَفْسَهُ عَنْ سَرِيْرِهِ، وَأَلْزَقَ خَدَّهُ بِالْبِسَاطِ، وَقَالَ: أَمْرُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَلَى الرَّأْسِ وَالْعَيْنِ، فَتَرَكَهُ۔ (الصحيحة: ٣٥٠٩)

علی بن زید کہتے ہیں کہ انصار کے سردار کی طرف سے مصعب بن زبیر رضی اللہ عنہ کو کوئی (قابل اعتراض) بات پہنچی، انھوں نے اسے برا بھلا کہنے کا ارادہ کیا، اتنے میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ آ گئے اور اسے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ: ''انصار صحابہ کے ساتھ خیر و بھلائی کرنے کی وصیت قبول کرو، ان میں سے نیکی کرنے والوں سے حسنِ سلوک کرو اور غلطی کرنے والوں سے درگزر کرو۔'' (یہ سن کر) حضرت مصعب نے رضی اللہ عنہ اپنے آپ کو چارپائی سے نیچے گرا دیا اور اپنے رخسار کو زمین پر رکھ دیا اور کہا: رسول اللہ ﷺ کا ارشاد سر آنکھوں پر۔ پھر انصاری کو چھوڑ دیا۔

تخريج: أخرجه أحمد: ٣/ ٢٤١

شــــرح:...... اس حدیث میں نبی کریم ﷺ نے اپنے صحابہ کے بارے میں بالعموم اور انصار کے بارے میں بالخصوص ایک قاعدہ کلیہ پیش کر دیا کہ ان کے نیکوکار افراد سے حسنِ سلوک اور احترام و اکرام والا معاملہ کیا جائے اور اگر کسی میں بتقاضۂ بشریت کوئی عیب نظر آئے تو اس کو موضوعِ بحث نہ بنایا جائے اور اس کے معاملے کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر کے خاموشی اختیار کی جائے، ظن غالب یہ ہے کہ ان کی حسنات و خیرات کے سمندر ان کی بشری لغزشوں کے قطروں پر غالب آ جائیں گی۔

سیدنا مصعب بن زبیر رضی اللہ عنہ کا احادیث کے سامنے عاجزی و انکساری کا انداز دیکھیں، ممکن ہے کہ انھی جذبات کی

قدر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے دین کو سہارا دینے اور رسول اللہ ﷺ کا دست و بازو بننے کے لیے ان نفوسِ قدسیہ کا انتخاب کیا اور ان کی عیب جوئی کرنے سے منع کر دیا۔

(٣٣٣٩)۔ عَنْ أَنَسٍ مَرْفُوْعًا: ((آيَةُ الْإِيْمَانِ حُبُّ الْأَنْصَارِ، وَآيَةُ النِّفَاقِ بُغْضُ الْأَنْصَارِ۔)) (الصحيحة: ٦٦٨)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''انصار سے محبت ایمان کی علامت ہے اور ان سے بغض نفاق کی علامت ہے۔''

تخريج: أخرجه البخاري: ١/ ١٠، ٤/ ٢٢٣، ومسلم: ١/ ٦٠، والنسائي: ٢/ ٢٧١، والطيالسي: صـ٢٨١/ ١١٠١، وأحمد: ٣/ ١٣٠، ١٣٤، ٢٤٩

شرح:...... انصار نے اپنے خون سے شجرِ اسلام کی آبیاری کی، اپنے شہر کو مرکزِ اسلام قرار دیا، رسول اللہ ﷺ مکہ میں یہ اعلان کرتے تھے کہ قریشیوں نے مجھے تبلیغِ اسلام سے روک رکھا ہے، کون ہے جو مجھے پناہ دے، تاکہ میں رب کا پیغام لوگوں تک پہنچا سکوں؟ انصاریوں نے مال و جان داؤ پر لگا کر اور دوستوں کی دشمنیاں مول لے کر آپ ﷺ کی آواز پر لبیک کہا۔ مہاجرین، جو اسلام کا سرمایہ تھے، کو اپنے گھروں اور جائدادوں میں حصہ دار قرار دیا۔ ان نفوسِ قدسیہ کی محبت کو ایمان کی علامت اور ان سے نفرت کو منافقت کی علامت قرار دیا گیا۔ جو بد بخت اسلام کے ان سپوتوں اور ستونوں کا پاس لحاظ نہیں کرتا، اسے ایمان و ایقان کی نعمت کیسے نصیب ہو گی۔

(٣٣٤٠)۔ عَنْ عَاصِمِ بْنِ سُوَيْدِ بْنِ يَزِيْدَ بْنَ جَارِيَةَ الْأَنْصَارِيِّ، قَالَ: ثَنَا يَحْيَى ابْنُ سَعِيْدٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: أَتَى أُسَيْدُ بْنُ الْحُضَيْرِ النَّقِيْبُ الْأَشْهَلِيُّ إِلَى رَسُوْلَ اللّٰهِ فَكَلَّمَهُ فِي أَهْلِ بَيْتٍ مِّنْ بَنِي ظُفْرٍ عَامَّتُهُمْ نِسَاءٌ، فَقَسَمَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ قَسَمَهُ بَيْنَ النَّاسِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((تَرَكْتَنَا يَا أُسَيْدُ! حَتّٰى ذَهَبَ مَا فِي أَيْدِيْنَا، فَإِذَا سَمِعْتَ بِطَعَامٍ قَدْ أَتَانِي فَأْتِنِي فَاذْكُرْ لِي أَهْلَ ذَاكَ الْبَيْتِ، أَوِ اذْكُرْ لِي ذَاكَ۔)) فَمَكَثَ مَاشَاءَ اللّٰهُ، ثُمَّ أَتَى رسولَ الله ﷺ طَعَامٌ مِنْ خَيْبَرَ: شَعِيْرٌ وَتَمْرٌ، فَقَسَّمَ النَّبِيُّ ﷺ فِي

عاصم بن سوید بن یزید بن جاریہ انصاری سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: مجھے یحییٰ بن سعید نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے، وہ کہتے ہیں: بنو اشہل قبیلہ کے سردار حضرت اسید بن حضیر، رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور بنو ظفر کے ایک گھر والوں کے متعلق بات کی، اس قبیلہ کے عام افراد عورتیں ہی تھیں (یعنی مرد کم تھے)۔ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں میں کوئی مال تقسیم کیا اور کچھ حصہ بنو ظفر کو بھی دیا۔ (اسید کی بات سن کر) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اسید! (بات یہ ہے کہ) پہلے تم نے ہم سے رابطہ نہیں کیا اور جو کچھ ہمارے پاس تھا وہ ختم ہو چکا ہے۔ اب تم لوگ جب غلہ کے بارے میں سنو کہ مجھے وصول ہوا ہے تو میرے پاس آ جانا اور مجھے یہ گھر والے یاد کرانا۔'' پس جتنا اللہ تعالیٰ کو منظور تھا، حضرت اسید ٹھہرے رہے۔ پھر رسول اللہ ﷺ کے

النَّاسِ، قَالَ: ثُمَّ قَسَّمَ فِي الْأَنْصَارِ فَأَجْزَلَ، قَالَ: ثُمَّ قَسَّمَ فِيْ أَهْلِ ذٰلِكَ الْبَيْتِ فَأَجْزَلَ، فَقَالَ لَهُ أُسَيْدٌ شَاكِرًا لَهُ: جَزَاكَ اللّٰهُ أَيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَطْيَبَ الْجَزَاءِ أَوْ خَيْرًا يَشُكُّ عَاصِمٌ۔ قَالَ: فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: ((وَأَنْتُمْ مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ! فَجَزَاكُمُ اللّٰهُ خَيْرًا۔ أَوْ: أَطْيَبَ الْجَزَاءِ فَإِنَّكُمْ ما عَلِمْتُ أَعِفَّةٌ صُبُرٌ، وَسَتَرَوْنَ بَعْدِيْ أَثَرَةً فِي الْقَسْمِ وَالْأَمْرِ، فَاصْبِرُوْا حَتّٰى تَلْقَوْنِيْ عَلَى الْحَوْضِ۔))

(الصحيحة:٣٠٩٦)

پاس خیبر سے غلہ لایا گیا، جس میں جو اور کھجوریں تھیں۔ نبی کریم ﷺ نے وہ لوگوں میں تقسیم کر دیا۔ راوی کہتا ہے: پھر آپ ﷺ نے انصار میں تقسیم فرمایا اور ان کو بہت زیادہ دیا اور پھر بنوظفر کے گھر والوں میں تقسیم کیا اور اُنہیں بھی بہت زیادہ دیا۔ حضرت اُسید رضی اللہ عنہ نے آپ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا: اے اللہ کے رسول! اللہ آپ کو عمدہ اور بہترین بدلہ عطا فرمائے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے اُسید سے فرمایا: ''اے انصار کی جماعت! اللہ تمہیں بھی عمدہ اور بہترین جزا عطا فرمائے، کیونکہ تم لوگ میرے علم کے مطابق پاکدامن اور صبر کرنے والے ہو، (لیکن اتنا یاد رکھو کہ) تم میرے بعد عنقریب ہی مال کی تقسیم اور ولایت (وحکومت کے معاملات) میں حق تلفی دیکھو گے، سو صبر کرنا، حتی کہ حوض پر مجھے آ ملو۔''

تخريج: أخرجه ابن حبان في "صحيحه": ٧٢٧٧۔ الأحسان، والحاكم: ٤/ ٧٩، وابن عدي في "الكامل": ٥/ ١٨٧٩، ومن طريقه: البيهقي في "شعب الأيمان": ٦/ ٥٢٠/ ٩١٣٦، وكذا النسائي في "فضائل الصحابة": ٢٤٠، ورواه البخاري بلفظ: ((انكم ستلقون بعدی أثرة؛ فاصبروا حتى تلقونی)) وزاد في طريق آخر: ((على الحوض۔))

شرح:...... اس میں انصاریوں کی منقبت کا بیان ہے کہ دنیا میں بھی آپ ﷺ نے ان کا بہت زیادہ خیال رکھا اور آخرت میں بھی وہ آپ ﷺ کے ساتھ ہوں گے۔

انصار کا گھر، والدین کا گھر

(٣٣٤٠م)۔ عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا ضَرَّ امْرَأَةً نَزَلَتْ بَيْنَ بَيْتَيْنِ مِنَ الْأَنْصَارِ أَوْ نَزَلَتْ بَيْنَ أَبَوَيْهَا۔))

(الصحيحة:٣٤٣٤)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس عورت کو کوئی تکلیف نہیں جو انصاریوں کے گھروں میں اترے یا اپنے والدین کے گھر اترے۔''

تخريج: أخرجه ابن حبان: ٢٢٩٦، والحاكم: ٤/ ٨٣، وأحمد: ٦/ ٢٥٧، وعنه أبو نعيم في "الحلية" ٩/ ٢٢٤، والبزار في "مسنده": ٣/ ٣٠٤/ ٢٨٠٦

شرح:......اس حدیث میں انصار لوگوں کے حسن اخلاق کو واضح کیا گیا ہے کہ کسی عورت کو یہ محسوس نہیں ہوتا کہ وہ

اپنے والدین کے گھر میں آباد ہے یا انصار کے گھر میں آ چکی ہے۔

انصار کی میزبانی کا اعلیٰ انداز

(٣٣٤١)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَجُلاً أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: أَصَابَنِيَ الْجُهْدُ (وَفِيْ رِوَايَةٍ: إِنِّي مَجْهُوْدٌ) فَبَعَثَ إِلَى نِسَائِهِ، فَقُلْنَ: وَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ! مَا مَعَنَا إِلاَّ الْمَاءُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ يَضُمُّ أَوْ يُضِيْفُ هٰذَا يَرْحَمُهُ اللّٰهُ؟)) فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الأَنْصَارِ، يُقَالُ لَهُ أَبُوْ طَلْحَةَ أَنَا۔ فَانْطَلَقَ بِهِ إِلَى امْرَأَتِهِ فَقَالَ: أَكْرِمِي ضَيْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لَاتَدَّخِرِيْ شَيْئًا فَقَالَتْ: وَاللّٰهِ! مَاعِنْدَنَا إِلاَّ قُوْتٌ لِلصِّبْيَانِ۔ فَقَالَ: هَيِّئِيْ طَعَامَكِ، وَأَصْلِحِيْ سِرَاجَكِ، وَنَوِّمِيْ صِبْيَانَكِ إِذَا أَرَادُوْا عَشَاءً، فَهَيَّأَتْ طَعَامَهَا، وَأَصْلَحَتْ سِرَاجَهَا، وَنَوَّمَتْ صِبْيَانَهَا ثُمَّ قَامَتْ كَأَنَّهَا تُصْلِحُ سِرَاجَهَا فَأَطْفَأَتْهُ وَجَعَلَا يُرِيَانِهِ أَنَّهُمَا يَأْكُلَانِ، وَأَكَلَ الضَّيْفُ وَبَاتَا طَاوِيَيْنِ، فَلَمَّا أَصْبَحَ غَدَا إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((لَقَدْ ضَحِكَ اللّٰهُ۔ أَوْعَجِبَ۔ مِنْ فِعَالِكُمَا بِضَيْفِكُمَا اللَّيْلَةَ وَأَنْزَلَ اللّٰهُ: ﴿وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰى أَنْفُسِهِمْ وَلَوْكَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ وَمَنْ يُوْقَ شُحَّ نَفْسِهِ فَأُوْلٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ﴾

(الصحیحة:٣٢٧٢)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور کہا: میں غربت (وافلاس) میں مبتلا ہو گیا ہوں (اور ایک روایت میں ہے کہ اس نے کہا: میں مفلس ہوں)۔ آپ نے اپنی بیویوں کی طرف پیغام بھیجا، انھوں نے جواب دیا: اُس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا؟ ہمارے ہاں پانی کے علاوہ کچھ نہیں۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص اس کی میزبانی کرے گا، اللہ تعالیٰ اُس پر رحم کرے گا۔“ ایک انصاری صحابی، جس کو ابوطلحہ کہا جاتا تھا، نے کہا: میں کروں گا۔ وہ اس مہمان کو لے کر اپنی بیوی کے پاس پہنچے اور کہا: رسول اللہ کے مہمان کی عزت کرنا اور کوئی چیز بچا کر نہ رکھنا۔ اس کی بیوی نے کہا: اللہ کی قسم! ہمارے ہاں صرف بچوں کے لیے آب و دانہ ہے۔ ابوطلحہ نے کہا: تو اپنا کھانا تیار رکھ، دیا جلا کے رکھ اور بچے جب شام کے کھانے کا ارادہ کریں تو اُنھیں سلا دینا۔ چنانچہ اُس نے اپنا کھانا تیار کیا، چراغ جلایا اور بچوں کو سلا دیا۔ پھر وہ چراغ کو درست کرنے کے بہانے اٹھی اور اس کو (جان بوجھ کر) بجھا دیا، پھر (اندھیرے میں) وہ دونوں (میاں بیوی) مہمان کو یہ باور کراتے رہے کہ وہ بھی اسکے ساتھ کھا رہے ہیں۔ چنانچہ مہمان نے کھانا کھایا اور ان دونوں نے بھوک کی حالت میں رات گزاری۔ جب صبح ہوئی تو وہ (ابوطلحہ) رسول اللہ ﷺ کے پاس گئے، آپ ﷺ نے فرمایا: ”تم نے رات کو اپنے مہمان کے ساتھ جو معاملہ کیا ہے اللہ تعالیٰ اُس پر ہنسے ہیں یا اس پر تعجب کیا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے (ان کی اس اچھی خصلت کو بیان کرتے ہوئے) یہ آیت نازل فرمائی: اور وہ (دوسرے حاجتمندوں کو) اپنے نفسوں پر ترجیح دیتے ہیں، اگر چہ اُن کو سخت بھوک ہو اور جو لوگ

نفسوں کی بخیلی سے بچ گئے، وہی کامیاب ہو گئے ہیں۔''

تخریج: أخرجه البخاري: ٣٧٩٨ و ٤٨٨٩، وفي "الأدب المفرد": ٧٤٠، ومسلم: ٢٠٥٤، والترمذي: ٣٣٠٤۔ مختصرا۔، وكذا النسائي في "السنن الكبرى": ٦/ ٤٨٦/ ١١٥٨٢، والبيهقي أيضا: ٤/ ١٨٥، وفي "الأسماء": أيضا: صـ ٤٦٩

شرح: ...... جب انسان حقیقی معنوں میں اللہ تعالیٰ کو پہچان لیتا ہے تو پھر وہ اللہ تعالیٰ کے لیے سب کچھ قربان کرتے ہوئے لذت، خوشی اور فخر محسوس کرتا ہے۔ مہمان اللہ تعالیٰ کی رحمت ہوتا ہے، گھر آئی اللہ کی رحمت کو اپنے لیے بوجھ سمجھنے کی بجائے اُس کو نعمت وغنیمت سمجھتے ہوئے اُس کی قدر کرنی چاہیے۔ اچھے مسلمان اچھے مہمان نواز بھی ہوتے ہیں۔ مہمان کی عزت، مفادات کے پیش نظر نہ ہو بلکہ عزت و خدمت سے مقصود خوشنودی الٰہی ہونا ضروری ہے، صحابی رسول سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے مہمان نوازی کی جو عظیم مثال پیش کی ہے، قیامت تک کے لوگ اس کی نظیر پیش نہیں کر سکتے، آج ہمیں بھی ان نفوسِ قدسیہ کی پیروی کرنی چاہیے۔

یاد رہے......!! لازمی نہیں کہ اُسی مہمان کی عزت کی جائے جو رشتہ دار، قریبی یا واقف ہو، بلکہ ناواقف مہمان کی خدمت میں بھی کمی وکوتاہی نہ کرنا مخلص مسلمان کی پہچان ہے۔

صحابہ، تابعین اور تبع تابعین کی فضیلت

(٣٣٤٢)۔ عَنْ أَبِيْ أُمَامَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((طُوْبٰي لِمَنْ رَآنِيْ وَآمَنَ بِيْ، وَطُوْبٰى سَبْعَ مَرَّاتٍ لِمَنْ لَّمْ يَرَنِيْ وَآمَنَ بِيْ۔)) (الصحيحة: ١٢٤١)

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے میرا دیدار کیا اور مجھ پر ایمان لایا، اس کے لیے ایک دفعہ خوشخبری ہے اور جو (بندۂ خدا) بن دیکھے مجھ پر ایمان لائے گا، اس کے لیے سات دفعہ خوشخبری ہے۔''

تخريج: رواه أحمد: ٥/ ٢٤٨، ٢٥٧، ٢٦٤

شرح: ...... اس میں صحابہ کرام کے ساتھ ساتھ اس شخص کی فضیلت کا بیان ہے، جس نے بن دیکھے ایمان قبول کیا، بلکہ یہ بعد والوں کی جزوی افضلیت ہے، جس میں ان کا کوئی شریک نہیں ہے کہ انھوں نے نہ قرآن کو نازل ہوتے ہوئے دیکھا اور نہ رسول اللہ ﷺ کو دیکھا، لیکن اس کے باوجود مشرف باسلام ہو گئے۔

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جس کے لیے جو دور پسند کیا، وہ اس پر رضامندی کا اظہار کرے اور ایمان کے تقاضے پورے کرتے ہوئے اعمالِ صالحہ سے مزین ہو کر توشۂ آخرت تیار کرے۔

(٣٣٤٣)۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ بُسْرٍ صَاحِبِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:

رسول اللہ ﷺ کے صحابی حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے مجھے

((طُوْبٰى لِمَنْ رَاٰنِيْ، وَطُوْبٰى لِمَنْ رَاٰى مَنْ رَاٰنِيْ، وَلِمَنْ رَاٰى مَنْ رَاٰى مَنْ رَاٰنِيْ وَآمَنَ بِيْ۔)) (الصحيحة: ١٢٥٤)

دیکھا اس کے لیے خوشخبری ہے، جس نے میرے صحابی کو دیکھا اس کے لیے خوشخبری ہے اور جس نے میرے صحابی کو دیکھنے والے (یعنی تابعی) کو دیکھا اور مجھ پر ایمان لایا اس کے لیے بھی خوشخبری ہے۔''

تخريج: أخرجه الحاكم: ٣/ ٨٦، والطبراني، والضياء في "المختارة": ق ١١٣/ ٢

(٣٣٤٤)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((اَلْقَائِمُ بَعْدِيْ فِيْ الْجَنَّةِ، وَالَّذِيْ يَقُوْمُ بَعْدَهٗ فِيْ الْجَنَّةِ، وَالثَّالِثُ وَالرَّابِعُ فِيْ الْجَنَّةِ۔)) (الصحيحة: ٢٣١٩)

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میرے بعد شریعت پر عمل پیرا ہونے والا جنت میں جائے گا اور اس کے بعد شریعت کو اپنانے والا، اور اس کے بعد تیسرے دور کا آدمی اور اس کے بعد چوتھے دور کا آدمی سب جنت میں داخل ہوں گے۔''

تخريج: أخرجه يعقوب الفسوي في "المعرفة": ٣/ ١٩٧، وابن عساكر في "التاريخ": ١١/ ١٠١/ ١

(٣٣٤٥)۔ عَنْ وَاثِلَةَ بْنِ الْأَسْقَعِ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ: ((لَاتَزَالُوْنَ بِخَيْرٍ مَادَامَ فِيْكُمْ مَنْ رَآنِيْ وَصَاحَبَنِيْ، وَاللّٰهِ! لَاتَزَالُوْنَ بِخَيْرٍ مَادَامَ فِيْكُمْ مَنْ رَاٰى مَنْ رَآنِيْ وَصَاحَبَ مَنْ صَاحَبَنِيْ وَاللّٰهِ! لَاتَزَالُوْنَ بِخَيْرٍ مَادَامَ فِيْكُمْ مَنْ رَاٰى مَنْ رَاٰى مَنْ رَآنِيْ وَصَاحَبَ مَنْ صَاحَبَ مَنْ صَاحَبَنِيْ۔)) (الصحيحة: ٣٢٨٣)

سیدنا واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تک تم میں مجھے دیکھنے والے اور میری مصاحبت کرنے والے موجود رہیں گے، اس وقت تک تم خیر و بھلائی پر رہو گے۔ اللہ کی قسم! اس وقت تک تم خیر پر رہو گے، جب تک تمھارے اندر میرے صحابہ کو دیکھنے والا اور ان کی مصاحبت اختیار کرنے والا موجود رہے گا۔ اللہ کی قسم! اس وقت تک تم میں خیر رہے گی، جب تک تم میں میرے صحابہ کو دیکھنے والوں کو دیکھنے والا اور ان کی مصاحبت اختیار کرنے والا موجود رہے گا۔''

تخريج: أخرجه أبوبكر بن أبي شيبة في "المصنف": ١٢/ ١٧٨/ ٤/ ١٢٤٦٣، ومن طريقه: ابن أبي عاصم في "السنة": ٢/ ٦٣٠/ ١٤٨١۔ والسياق له؛ وهو أتم۔، والطبراني أيضا عنه في "المعجم الكبير": ٢٢/ ٨٥/ ٢٠٧

شــــرح:...... اس میں صحابہ کرام، تابعین اور تبع تابعین کے بابرکت ہونے کا بیان ہے، بلکہ آپ ﷺ نے بالنص ان لوگوں کے زمانوں کو بہترین قرار دیا، جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ((خَيْرُ أُمَّتِيْ الْقَرْنُ الَّذِيْ بُعِثْتُ فِيْهِ، ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ، ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ۔ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ اَذَكَرَ

الثَّالِثَ أَمْ لَا۔ثُمَّ يَخْلُفُ قَوْمٌ يُحِبُّوْنَ السِّمَانَةَ، يَشْهَدُوْنَ قَبْلَ أَنْ يُسْتَشْهَدُوْا۔)) ...... ''میری امت کے بہترین افراد وہ ہیں جن میں مجھے بھیجا گیا، پھر وہ جو ان کے بعد آئیں گے (یعنی تابعین)، پھر وہ جو ان کے بعد آئیں گے (یعنی تبع تابعین)۔اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ آپ ﷺ نے تیسری بار کا ذکر کیا تھا یا نہیں۔ پھر ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو موٹاپے کو پسند کریں گے اور وہ شہادت دیں گے، حالانکہ ان سے شہادت دینے کا مطالبہ نہیں کیا جائے گا۔(مسلم: ۷/ ۱۸۴)

(۳۳۴۶)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ، قَالَ: خَطَبَنَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ بِـ(الْجَابِيَةِ) فَقَالَ: إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَامَ فِيْنَا مَقَامِيْ فِيْكُمْ فَقَالَ: ((اِحْفَظُوْنِيْ فِيْ أَصْحَابِيْ، ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ، ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ، ثُمَّ يَفْشُوْا الْكَذِبُ، حَتّٰى يَشْهَدَ الرَّجُلُ، وَمَا يُسْتَشْهَدُ، وَيَحْلِفُ وَمَا يُسْتَحْلَفُ۔)) (الصحيحة: ۱۱۱۶)

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے جابیہ مقام پر ہم سے خطاب کیا اور کہا: رسول اللہ ﷺ ہمارے درمیان میری طرح کھڑے ہوئے اور فرمایا: ''میرے صحابہ کے بارے میں میرا لحاظ رکھنا، پھر ان لوگوں کے بارے میں بھی جو ان کے بعد ہوں گے اور پھر ان لوگوں کے بارے میں بھی جو ان کے بعد ہوں گے۔اس کے بعد جھوٹ عام ہو جائے گا، حتی کہ آدمی گواہی دے گا حالانکہ اس سے گواہی کا مطالبہ نہیں کیا جائے گا اور وہ قسم اٹھائے گا حالانکہ اس سے قسم کا مطالبہ نہیں کیا جائے گا۔''

تخريج: أخرجه ابن ماجه: ۲/ ۶۴، والنسائی فی "الكبرى"، والطيالسی

شرح:...... اس میں صحابہ کرام، تابعین عظام اور تبع تابعین کے فضائل ومناقب کا بیان ہے کہ آپ ﷺ کی وجہ سے ان پاکیزہ ہستیوں کا خیال رکھا جائے۔ہمیں چاہئے کہ ان مقدس زمانوں کے لوگوں سے بتقاضۂ بشریت ہونے والی لغزشوں کو نظر انداز کر دیں اور ان پر کسی قسم کی نقطہ چینی نہ کریں۔

بن دیکھے آپ ﷺ پر ایمان لانے والوں کی فضیلت

(۳۳۴۷)۔ عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((وَدِدْتُّ أَنِّيْ لَقِيْتُ إِخْوَانِيْ۔)) فَقَالَ أَصْحَابُهُ: أَوَ لَيْسَ نَحْنُ إِخْوَانَكَ؟ قَالَ: ((أَنْتُمْ أَصْحَابِيْ، وَلٰكِنْ إِخْوَانِيَ الَّذِيْنَ آمَنُوْا بِيْ وَلَمْ يَرَوْنِيْ۔)) (الصحيحة: ۲۸۸۸)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں چاہتا ہوں کہ اپنے بھائیوں کو دیکھوں۔'' صحابہ نے کہا: کیا ہم آپ کے بھائی نہیں ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''تم میرے صحابہ ہو، میری بھائی وہ ہیں جو بن دیکھے مجھ پر ایمان لائیں گے۔''

تخريج: أخرجه أحمد: ۳/ ۱۵۵، ورواه ابو يعلى فى "مسنده": ۶/ ۱۱۸ بلفظ: ((متى القى اخوانى؟))

(۳۳٤۸)۔ عَنْ اَبِي اُمَامَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((طُوْبٰي لِمَنْ رَاٰنِي وَاٰمَنَ بِي، وَطُوْبٰى سَبْعَ مَرَّاتٍ لِمَنْ لَّمْ يَرَنِي وَآمَنَ بِيْ۔)) (الصحيحة:۱۲٤۱)

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے میرا دیدار کیا اور مجھ پر ایمان لایا، اس کے لیے ایک دفعہ خوشخبری ہے اور جو (بندۂ خدا) بن دیکھے مجھ پر ایمان لائے گا، اس کے لیے سات دفعہ خوشخبری ہے۔''

تخريج: رواه أحمد: ٥/ ٢٤٨، ٢٥٧، ٢٦٤

(۳۳٤۹)۔ عَنْ صَالِحِ بْنِ جُبَيْرٍ، اَنَّهُ قَالَ: قَدِمَ عَلَيْنَا اَبُوْ جُمْعَةِ الْاَنْصَارِيُّ صَاحِبُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بَيْتَ الْمَقْدِسِ لِيُصَلِّيَ فِيْهِ، وَمَعَنَا رَجَاءُ بْنُ حَيْوَةَ يَوْمَئِذٍ، فَلَمَّا انْصَرَفَ خَرَجْنَا مَعَهُ لِنُشَيِّعَهُ، فَلَمَّا اَرَدْنَا الْاِنْصِرَافَ، قَالَ: اِنَّ لَكُمْ عَلَيَّ جَائِزَةً وَحَقًّا، اُحَدِّثُكُمْ بِحَدِيْثٍ سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ۔ قَالَ: فَقُلْنَا: هَاتِهِ يَرْحَمُكَ اللّٰهُ! قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، مَعَنَا مَعَاذُ بْنُ جَبَلٍ عَاشِرَ عَشْرَةٍ، قَالَ: فَقُلْنَا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! هَلْ مِنْ قَوْمٍ هُمْ اَعْظَمُ مِنَّا اَجْرًا، آمَنَّا بِكَ وَاتَّبَعْنَاكَ؟ قَالَ: ((مَا يَمْنَعُكُمْ مِنْ ذَالِكَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَيْنَ أَظْهُرِكُمْ يَأْتِيْكُمْ بِالْوَحْيِ مِنَ السَّمَاءِ؟ بَلْ قَوْمٌ يَأْتُوْنَ مِنْ بَعْدِكُمْ، يَأْتِيْهِمْ كِتَابٌ بَيْنَ لَوْحَيْنِ، يُؤْمِنُوْنَ بِهِ وَيَعْمَلُوْنَ بِمَا فِيْهِ، اُولٰئِكَ اَعْظَمُ مِنْكُمْ اَجْرًا۔))

(الصحيحة: ۳۳۱۰)

صالح بن جبیر کہتے ہیں کہ صحابیٔ رسول سیدنا ابو جمعہ انصاری رضی اللہ عنہ ہمارے پاس بیت المقدس میں نماز پڑھنے کے لیے آئے، ہمارے ساتھ رجا بن حیوہ بھی تھے، جب وہ جانے لگے تو ہم ان کو رخصت کرنے کے لیے ان کے ساتھ نکلے۔ جب ہم نے واپس ہونا چاہا تو انھوں نے کہا: تمھارے لیے میرے پاس ایک انعام اور حق ہے، میں تمھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث بیان کرتا ہوں۔ ہم نے کہا: اللہ تم پر رحم کرے، بیان کرو۔ انھوں نے کہا: ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے، ہمارے ساتھ سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سمیت دس مزید صحابہ بھی تھے، ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا ایسے لوگ بھی ہیں جو اجر وثواب میں ہم سے بڑھ کر ہوں، ہم تو آپ پر (براہِ راست) ایمان لائے ہیں اور آپ کی اطاعت و فرمانبرداری کی ہے؟ آپ نے فرمایا: ''بھلا (تم ایمان کیوں نہ لاتے) کون سی چیز تمھارے راستے میں روڑے اٹکا سکتی تھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمھارے اندر موجود ہیں، (تمھارے سامنے) آسمان سے ان پر وحی نازل ہوتی ہے؟ (اجر وثواب میں افضل لوگ) وہ ہیں جو تمھارے بعد آئیں گے، انھیں (یہ قرآن مجید) دو گتوں میں موصول ہوگا، وہ اس پر ایمان لائیں اور اس پر عمل کریں گے (حالانکہ انھوں نے مجھے دیکھا ہوگا نہ قرآن مجید کو نازل ہوتے ہوئے)، یہ

لوگ اجر وثواب میں تم سے افضل واعلیٰ ہوں گے۔‘‘

تخريج: أخرجه البخاري في "أفعال العباد": ١٢٤/ ٣٩٠۔ السلفية، و الرّوياني في "مسنده": ٣٣/ ٢٧٠/ ١، والطبراني في "المعجم الكبير": ١/ ١٧٤/ ١، ومن طريقه: المزى في "تهذيب الكمال"، والهروي في "ذم الكلام": ق ١٤٨/ ١، وابن عساكر في "تاريخ دمشق": ٨/ ٩٥/ ١، وأخرجه احمد: ٤/ ١٠٦ مختصرا بلفظ: ((قوم يكونون من بعدكم يؤمنون بی ولم يرونی۔))، وابو يعلى فی "مسنده": ٣/ ١٢٨

شرح:...... اس میں صحابہ کے بعد والے مسلمانوں کی افضلیت کا بیان ہے، اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ہم لوگ اس حدیث کا مصداق بنتے ہیں کہ ہمارے پاس قبولیتِ ایمان کے لیے کوئی ایسی نشانی موجود نہ تھی، جو انبیا ورسل اور ان کے براہِ راست پیروکاروں کے پاس تھیں، یہ محض اللہ تعالیٰ کی توفیق ہے، اس اعزاز کی وجہ سے ہمیں ثابت قدمی اختیار کرتے ہوئے اعمال صالحہ کے لیے کوشش کرنی چاہیے، تاکہ دنیا وآخرت میں عزت پا سکیں۔

غزوۂ ہند میں شریک ہونے والی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ساتھ دینے والی جماعتوں کی فضیلت

(٣٣٥٠)۔ عَنْ ثَوْبَانَ مَوْلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((عِصَابَتَانِ مِنْ أُمَّتِي أَحْرَزَهُمَا اللّٰهُ مِنَ النَّارِ: عِصَابَةٌ تَغْزُوْ الْهِنْدَ، وَعِصَابَةٌ تَكُوْنُ مَعَ عِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ۔))

(الصحيحة: ١٩٣٤)

مولائے رسول حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’اللہ تعالیٰ نے میری امت کی دو جماعتوں کی آگ سے حفاظت کی ہے: (۱) وہ جماعت جو ہند سے جہاد کرے گی اور (۲) وہ جماعت جو حضرت عیسیٰ بن مریم (علیہ السلام) کے ساتھ ہوگی۔‘‘

تخريج: أخرجه النسائي: ٢/ ٦٤، وأحمد: ٥/ ٢٧٨، وأبوعروبة الحراني في "حديثه": ٢/١٠٢/ ٢، و البخاری فی "التاريخ الكبير": ٣/ ٢/ ٧٢

شرح:...... مولانا عطاء اللہ بھوجیانی نے کہا: سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ۴۴ھ میں مسلمانوں نے ہند پر چڑھائی کی تھی، پھر چوتھی سن ہجری میں محمود غزنوی نے بلادِ ہند میں جہاد کیا اور کافروں کو قتل کیا اور قیدی بنایا اور سومنات میں داخل ہو کر بڑے بت کو توڑا، جس کی وہ عبادت کرتے تھے، پھر وہ امن وسلامتی کے ساتھ لوٹ گئے۔ (التعليقات السلفية على سنن النسائی: ٢/ ٥٦)

سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت

(٣٣٥١)۔ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ ﷺ كَانَ يَأْخُذُهُ وَالْحَسَنَ وَيَقُوْلُ: ((اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أُحِبُّهُمَا فَأَحِبَّهُمَا۔))

سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مجھے اور سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کو پکڑ کر کہتے: ’’اے اللہ! میں ان دونوں سے محبت کرتا ہوں، تو بھی ان سے محبت کر۔‘‘

(الصحيحة:٣٣٥٤)

تخريج: أخرجه البخاري: ٣٧٣٥، ٣٧٤٧، وأحمد: ٥/ ٢١٠، وكذا ابن أبي شيبة في "المصنف": ١٢/ ٩٨/ ١٢٢٣٢، وابن سعد في "الطبقات": ٤/ ٦٢، والطبراني في "المعجم الكبير": ٣/ ٣٩/ ٢٦٤٢

(٣٣٥٢)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ مَرْفُوْعًا: ((أُسَامَةُ أَحَبُّ النَّاسِ، مَاحَاشَا فَاطِمَةَ وَلَا غَيْرِهَا))۔ (الصحيحة: ٧٤٥)

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مجھے سب سے زیادہ محبوب اسامہ (بن زید) ہے، فاطمہ وغیرہ سے بھی زیادہ۔''

تخريج: رواه الحاكم ٣/ ٥٩٦، وأبو أمية الطرسوسي في "مسند ابن عمر": ٢١٠/ ١، و الطبراني في "الكبير": ١/ ٢١/ ١، وابن عساكر: ٢/ ٣٤٣/ ١، ورواه احمد: ٢/ ٨٩، ١٠٦ دون الاستثناء

شرح: ......اس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہ سے شدید محبت کا اظہار کیا ہے۔

(٣٣٥٣)۔ عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: عَثَرَ أُسَامَةُ بِعَتَبَةِ الْبَابِ، فَشُجَّ فِي وَجْهِهِ، فَقَالَ: رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَمِيْطِي عَنْهُ الْأَذَى۔)) فَتَقَذَّرْتُهُ۔ فَجَعَلَ يَمُصُّ عَنْهُ الدَّمَ وَيَمُجُّهُ عَنْ وَجْهِهِ ثُمَّ قَالَ: ((لَوْكَانَ أُسَامَةُ جَارِيَةً لَكَسَوْتُهُ وَحَلَّيْتُهُ حَتّٰى أُنَفِّقَهُ۔))

(الصحيحة:١٠١٩)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہ دروازے کی دہلیز سے پھسلے اور گر پڑے، ان کا چہرہ زخمی ہو گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا: ''اس سے (خون وغیرہ) صاف کرو۔'' مجھے گھن سی محسوس ہوئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود ان کے چہرے سے خون چوس کر تھوک دیتے اور فرماتے: ''اگر اسامہ لڑکی ہوتا تو میں اسے پوشاک اور زیور پہناتا۔

تخريج: رواه ابن ماجه: رقم ١٩٧٦، وأحمد: ٦/ ١٣٩، ٢٢٢، وابن سعد: ٤/ ٤٣، وأبويعلي: ٣/ ١١٣١، وابن عساكر: ٢/ ٣٤٦/ ١-٢

شرح: ......یہ سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گہری محبت کا اظہار تھا۔

سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کی فضیلت

(٣٣٥٤)۔ عَنْ جَابِرٍ مَرْفُوْعًا: ((رَأَيْتُنِيْ دَخَلْتُ الْجَنَّةَ، فَإِذَا أَنَا بِالرُّمَيْصَاءِ امْرَأَةِ أَبِي طَلْحَةَ، وَسَمِعْتُ خَشْفًا أَمَامِيْ، فَقُلْتُ: مَنْ هٰذَا يَا جِبْرِيْلُ؟ قَالَ: هٰذَا بِلَالٌ، وَرَأَيْتُ قَصْرًا أَبْيَضَ بِفِنَائِهِ جَارِيَةٌ قَالَ: قُلْتُ لِمَنْ هٰذَا الْقَصْرُ؟ قَالَ: لِعُمَرَ بْنِ

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں نے خواب میں دیکھا کہ میں جنت میں داخل ہوا، اچانک وہاں میری نگاہ ابوطلحہ کی بیوی رمیصا پر پڑی اور مجھے اپنے سامنے والی جانب سے کسی کے حرکت کرنے کی آواز سنائی دی۔ میں نے کہا: جبریل! یہ کون ہے؟ اس نے کہا: یہ بلال ہے۔ پھر میں نے ایک سفید محل دیکھا، اس کے صحن میں

الْخَطَّابِ، فَأَرَدْتُّ أَنْ أَدْخُلَ فَأَنْظُرَ إِلَيْهِ، قَالَ: فَذَكَرْتُ غَيْرَتَكَ۔)) فَقَالَ عُمَرُ: بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَوَ عَلَيْكَ أَغَارُ؟ (الصحيحة:١٤٠٥)

ایک لڑکی بھی موجود تھی۔ میں نے پوچھا: یہ کس کا محل ہے؟ اس نے جواب دیا: یہ عمر بن خطاب کا ہے۔ میں نے چاہا کہ اس میں داخل ہو جاؤں اور (اندر سے) دیکھ لوں، لیکن عمر! مجھے تیری غیرت یاد آ گئی۔'' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، کیا میں آپ پر غیرت کر سکتا ہوں؟

تخريج: أخرجه البخاري: ٢/ ٤٢٥، والطيالسي في "مسنده" ١٧١٩، وأحمد: ٣/ ٣٧٢، ٣٨٩

شرح:...... آپ ﷺ نے سیدنا عمر رضی اللہ کی غیرت، شدت اور حدّت کا خیال رکھا، جب کہ ان کے جواب کا یہ مقصد تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو آپ کی وجہ سے رفعت عطا کی ہے اور آپ کے ذریعے ہدایت سے نوازا ہے، بھلا وہ آپ پر کیسے غیرت کر سکتے ہیں۔

خادمِ رسول سیدنا انس ﷺ کے حق میں نبوی دعائیں اور ان کے ثمرات

(٣٣٥٥)۔ عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ أَتَى أُمَّ حَرَامٍ، فَأَتَيْنَاهُ بِتَمْرٍ وَسَمْنٍ، فَقَالَ: ((رُدُّوا هٰذَا فِي وِعَائِهِ، وَهٰذَا فِي سِقَائِهِ، فَإِنِّي صَائِمٌ۔)) قَالَ: ثُمَّ قَامَ فَصَلّٰى بِنَا رَكْعَتَيْنِ تَطَوُّعاً، فَأَقَامَ أُمَّ حَرَامٍ وَأُمَّ سُلَيْمٍ خَلْفَنَا، وَأَقَامَنِي عَنْ يَمِيْنِهِ۔ فِيْمَا يَحْسِبُ ثَابِتٌ۔ قَالَ: فَصَلّٰى بِنَا تَطَوُّعاً عَلٰى بِسَاطٍ فَلَمَّا قَضٰى صَلَاتَهُ، قَالَتْ: أُمُّ سُلَيْمٍ: إِنَّ لِي خُوَيْصَةَ، خُوَيْدِمُكَ أَنَسٌ، أُدْعُ اللّٰهَ لَهُ، فَمَا تَرَكَ يَوْمَئِذٍ خَيْراً مِنْ خَيْرِ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ إِلَّا دَعَا لِي بِهِ ثُمَّ قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ أَكْثِرْ مَالَهُ وَوَلَدَهُ وَبَارِكْ لَهُ فِيْهِ۔)) قَالَ أَنَسٌ: فَأَخْبَرَتْنِي ابْنَتِي أَنِّي قَدْ رُزِقْتُ مِنْ صُلْبِيْ بِضْعاً وَتِسْعِيْنَ، وَمَا أَصْبَحَ فِي

جنابِ ثابت، حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا کے پاس آئے، ہم کھجور اور گھی آپ ﷺ کے پاس لائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ (کھجور) برتن میں اور یہ (گھی) مشکیزے میں واپس کر دو، کیونکہ میں روزے دار ہوں۔'' پھر آپ ﷺ کھڑے ہوئے اور ہمیں دو رکعت نفلی نماز پڑھائی، ام حرام اور ام سلیم کو ہمارے پیچھے اور مجھے اپنی دائیں جانب کھڑا کیا، جیسا کہ ثابت نے بیان کیا ہے۔ آپ ﷺ نے ہمیں چٹائی پر نفلی نماز پڑھائی۔ جب نماز مکمل کی تو ام سلیم نے کہا: یہ آپ کا پیارا سا خادم انس ہے، اس کے حق میں اللہ تعالیٰ سے دعا فرما دیں۔ جوابًا آپ ﷺ نے ان کے لیے دنیا و آخرت کی ہر خیر و بھلائی کی دعا کی۔ پھر فرمایا: ''اے اللہ! اس کے مال و اولاد میں کثرت فرما اور پھر اس کے لیے اس میں برکت فرما۔'' انس کہتے ہیں: مجھے میری بیٹی نے بتلایا کہ میری اولاد میں نوے سے زائد افراد ہو چکے ہیں اور انصار کا

الْأَنْصَارِ رَجُلٌ أَكْثَرَ مِنِّي مَالاً ثُمَّ قَالَ أَنَسٌ: يَا ثَابِتُ! مَا أَمْلِكُ صَفْرَاءَ وَلَا بَيْضَاءَ إِلَّا خَاتِمِي۔ (الصحيحة:١٤١)

کوئی آدمی مجھ سے زیادہ مال والا نہیں تھا۔ پھر حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا: اے ثابت! میں سونے اور چاندی کا مالک نہیں ہوں، مگر اس انگوٹھی کا۔

تخریج: رواه البخاری: ١/ ٤٩٤، ومسلم: ٢/ ١٢٨، أبوداود: ٦٠٨، و أحمد: ٣/ ١٠٨، ١٩٣۔١٩٤، وأبوعوانه: ٢/ ٧٧، والطيالسی: ٢٠٢٧، وفی بعضها اختصار۔

شرح:...... معلوم ہوا کہ نفلی روزے کی وجہ سے دعوت کو مسترد کر دینا چاہیے، جیسا کہ آپ ﷺ نے کیا ہے۔ نیز مال و دولت اور آل و اولاد میں برکت و کثرت کی دعا کرنا اور کسی نیک آدمی سے کروانا بھی درست ہے۔

امام البانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: یہ حدیث کئی فوائد پر مشتمل ہے، بعض یہ ہیں:

(۱) مال و اولاد میں کثرت کی دعا مشروع ہے، امام بخاری نے اس حدیث پر یہ باب قائم کیا ہے: الدعاء بكثرة المال والولد مع البركة.

(۲) اگر اللہ تعالی کی اطاعت کی جائے تو مال و اولاد اللہ تعالی کی نعمتیں اور بہترین چیزیں ہیں، وہ لوگ کتنے گمراہ ہیں جو بچوں کی تعداد کم کرنے کے لیے کئی حربے استعمال کرتے ہیں۔

(۳) سیدنا انس رضی اللہ عنہ کے حق میں نبی کریم ﷺ کی دعا قبول ہوئی اور وہ سب سے زیادہ مال و اولاد والے انصاری ثابت ہوئے۔ (صحیحہ: ١٤١)

(٣٣٥٦)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: اِنْطَلَقَتْ بِیْ أُمِّیْ إِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَتْ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! خُوَيْدِمُكَ! فَادْعُ اللّٰهَ لَهُ، فَقَالَ: ((اَللّٰهُمَّ أَكْثِرْ مَالَهُ وَوَلَدَهُ، وَأَطِلْ عُمُرَهُ، وَاغْفِرْلَهُ۔)) قَالَ: فَكَثُرَ مَالِيْ، وَطَالَ عُمُرِيْ حَتّٰى قَدِ اسْتَحْيَيْتُ مِنْ أَهْلِيْ وَأَيْنَعَتْ ثِمَارِيْ وَأَمَّا الرَّابِعَةُ يَعْنِي الْمَغْفِرَةَ۔ (الصحيحة: ٢٥٤١)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میری ماں مجھے رسول اللہ ﷺ کے پاس لے کر گئی اور کہا: اے اللہ کے رسول! یہ آپ کا چھوٹا سا (اور پیارا سا) خادم ہے، اس کے حق میں دعا فرمائیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ! اس کے مال اور اولاد میں فراوانی پیدا کر، اس کو طویل عمر عطا فرما اور اسے بخش دے۔'' حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میرا مال بہت زیادہ ہو گیا، مجھے لمبی عمر نصیب ہوئی، حتی کہ میں اپنے اہل سے شرمانے لگتا اور میرے پھل پک گئے، چوتھی چیز مغفرت تھی (دیکھیں موت کے بعد کیا ہوتا ہے)۔

تخریج: أخرجه أبو يعلى فی "مسنده": ٣/ ١٠٤٨، والبخاری فی "الادب المفرد": ٦٥٣ نحوه وأصل الحديث فی "البخاری": ١١/ ١٢٢، ومسلم: ٢/ ١٢٨

(٣٣٥٧)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ مَرْفُوْعاً:

((اَللّٰهُمَّ اَكْثِرْ مَالَهُ، وَوَلَدَهُ، وَبَارِكْ لَهُ فِيْمَا أَعْطَيْتَهُ۔)) (الصحيحة: ٢٢٤١)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے اللہ! اس کو کثرت کے ساتھ مال و اولاد عطا فرما اور تو نے اسے جو کچھ عطا کیا اس میں برکت فرما۔''

تخریج: وله طرق

(١)۔ عن قتادة عن انس؛ أخرجه البخاري: ٦٣٣٤ و ٦٣٤٤ و ٦٣٧٨ و ٦٣٨٠، ومسلم: ٧/ ١٥٩، والترمذي: ٣٨٢٨، والطيالسي: ١٩٨٧، وأحمد: ٦/ ٤٣٠

(٢) عن هشام عن انس؛ أخرجه البخاري: ٦٣٧٩، ومسلم

(٣)۔ عن ثابت عن انس؛ أخرجه مسلم، والبخاري في "الأدب المفرد": ٨٨، و الطيالسي: ٢٠٢٧، وأحمد: ٣/ ١٩٣، ١٩٤، وعبد بن حميد في "مسنده": ١٦٥/ ٢،

(٤)۔ عن الجعد ابي عثمان عن انس؛ أخرجه مسلم

(٥)۔ عن حميد عن انس؛ أخرجه البخاري: ١٩٨٢، والسياق له، وابن حبان في "صحيحه": ٩/ ١٥٨/ ٧١٤٢۔ الأحسان، وأحمد: ٣/ ١٠٨، ويعقوب القسوي في "المعرفة": ٢/ ٥٣٢

(٦)۔ عن اسحاق بن عبد الله المدني عن انس؛ أخرجه مسلم، السابعة۔أخرجه أبونعيم في "الحلية": ٨/ ٢٦٧، معلقا، والطبراني في "الكبير": ١/ ٢٤٨/ ٧١٠ موصولا وغيرها من الطرق

شرح:...... امام البانی نے اس حدیث کی تخریج بیان کرتے ہوئے یہ حدیث بھی بیان کی: سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میری ماں مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گئی اور کہا: اے اللہ کے رسول! یہ آپ کا چھوٹا سا خادم ہے، آپ اللہ تعالیٰ سے اس کے لیے دعا کر دیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے اللہ! اس کا مال اور اولاد زیادہ کر دے اور اس کی عمر لمبی کر اور اس کے گناہ بخش دے۔''

سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے اپنی اولاد میں سے اٹھانوے یا ایک سو دو افراد دفن کیے اور میرے درختوں کو سال میں دو دفعہ پھل لگتا تھا اور میں نے اتنی لمبی عمر پائی کہ زندگی سے دل اچاٹ ہو گیا (اور ایک روایت میں ہے کہ میں لمبی زندگی کی وجہ سے) لوگوں سے شرماتا تھا، (یہ تین دعائیں پوری ہو گئیں اور اب) مجھے چوتھی دعا (جو میری بخشش پر مشتمل تھی، کے قبول ہونے کی امید ہے)۔ (ابن سعد: ٧/ ١٩، الأدب المفرد للبخاري: ٦٥٣)

معلوم ہوا کہ کسی انسان کے لیے طویل عمر کی دعا کی جا سکتی ہے، جیسا کہ عرب کے بعض علاقوں کے لوگوں کی عادت ہے۔ (صحیحه: ٢٢٤١)

یہ احادیثِ مبارکہ اعلامِ نبوت میں سے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چار دعائیں کیں، جن تین کا تعلق دنیا سے تھا، وہ تو

پہلی صدی ہجری میں ہی پوری ہوگئی تھیں، مغفرت کا تعلق آخرت سے ہے، جس کی قبولیت کی امید ہے۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے ننانوے یا ایک سو تین یا ایک سو سات سال عمر پائی، دوسرا قول راجح ہے، اکانوے یا ترانوے سن ہجری میں بصرہ میں سب سے آخر میں فوت ہونے والے صحابی آپ ہی تھے۔ صحابہ کرام میں سب سے زیادہ صاحب اولاد آپ ہی تھے ۷۵ھ میں جب حجاج بصرہ میں آیا تھا، اس وقت تک ان کے بیٹے اور بیٹیوں میں سے (۱۲۰) افراد دفن کیے جا چکے تھے اور زندہ بچ جانے والوں کی تعداد سو سے زیادہ تھی۔ مال و دولت میں بھی اللہ تعالیٰ نے بہت برکت ڈالی تھی، انصاریوں میں سب سے زیادہ مالدار آپ تھے، ان کے ایک باغ میں سال میں دو دفعہ پھل لگتا تھا اور اس میں ایسے پھول تھے، جن سے کستوری کی خوشبو آتی تھی، ابونعیم نے ''الحلیۃ'' میں سیدنا انس رضی اللہ عنہ کا یہ قول نقل کیا: میری زمین میں سال میں دو دفعہ پھل لگتا تھا، ہمارے علاقے میں یہ خصوصیت کسی اور خطۂ زمین کی نہ تھی۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی فضیلت

(۳۳۵۸)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: كُنْتُ أَجْتَنِي لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنَ الْأَرَاكِ، قَالَ: فَضَحِكَ الْقَوْمُ مِنْ دِقَّةِ سَاقَيَّ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مِمَّ تَضْحَكُوْنَ؟)) قَالُوْا: مِنْ دِقَّةِ سَاقَيْهِ فَقَالَ: ((وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ! هِيَ أَثْقَلُ فِي الْمِيْزَانِ مِنْ أُحُدٍ۔)) (الصحيحة: ۲۷۵۰)

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں مسواک کے درخت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے مسواک توڑ رہا تھا۔ لوگ میری باریک پنڈلیوں کو دیکھ کر ہنس پڑے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم کس چیز سے ہنس رہے ہو؟'' انھوں نے کہا: ان کی پنڈلیوں کی باریکی سے۔ آپ نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! ترازو میں یہ پنڈلی احد پہاڑ سے بھی زیادہ بھاری ہوگی۔''

تخريج: أخرجه أحمد: ۱/ ۴۲۰۔ ۴۲۱، وكذا الطيالسي: رقم ۳۵۵، وابن سعد: ۳/ ۱۵۵

شرح: ...... معلوم ہوا کہ مومن کے وجود کا بھی وزن ہوگا۔

(۳۳۵۹)۔ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ: أَنَّهُ كَانَ يَجْتَنِي سِوَاكًا مِنَ الْأَرَاكِ، وَكَانَ دَقِيْقَ السَّاقَيْنِ، فَجَعَلَتِ الرِّيْحُ تَكْفَؤُهُ، فَضَحِكَ الْقَوْمُ مِنْهُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مِمَّ تَضْحَكُوْنَ؟)) قَالُوْا: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! مِنْ دِقَّةِ سَاقَيْهِ۔ فَقَالَ: ((وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ! لَهُمَا أَثْقَلُ فِي الْمِيْزَانِ مِنْ أُحُدٍ۔)) وَرَدَ مِنْ حَدِيْثِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ، وَعَلِيِّ بْنِ أَبِيْ

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ وہ مسواک والے درخت سے ایک مسواک توڑ رہے تھے، وہ باریک پنڈلیوں والے تھے، ہوا کی وجہ سے کپڑا ٹانگوں سے ہٹ رہا تھا، لوگ ہنس پڑے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: ''کس چیز کو دیکھ کر ہنس رہے ہو؟'' انھوں نے کہا: اے اللہ کے نبی! ان کی پنڈلیوں کی باریکی کو دیکھ کر۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! یہ ترازو میں احد پہاڑ سے بھی زیادہ وزنی ہوں گی۔'' یہ حدیث سیدنا

طَالِبٍ۔ (الصحيحة:٣١٩٢)

عبداللہ بن مسعود اور سیدنا علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہما سے روایت کی گئی ہے۔

تخریج:أخرجه أحمد: ١/ ٤٢٠۔ ٤٢١، وابن سعد: ٣/ ١٥٥، وابن حبان: ٩/ ١٠٣/ ٧٠٢٩، وكذا الطيالسي: ٣٥٥، وأبويعلي: ٩/ ٢٠٩، والبزار: ٣/ ٢٤٩/ ٢٦٧٨، و الحاكم: ٣/ ٢٤٨/ ٦٦٧٧، والطبراني في"الكبير": ٩/ ٧٥/ ٨٤٥٢، والطبراني في"المعجم": ١٩/ ٢٨/ ٥٩، وأبونعيم في"الحليلة": ١/ ١٢٧، والحاكم: ٣/ ٣١٧

(٣٣٦٠)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الآيَةُ: ﴿لَيْسَ عَلَى الَّذِيْنَ آمَنُوْا وَعَمِلُوْا الصَّالِحَاتِ جُنَاحٌ فِيْمَا طَعِمُوْا إِذَا مَا اتَّقَوْا وَآمَنُوْا وَعَمِلُوْا الصَّالِحَاتِ ثُمَّ اتَّقَوْا وَآمَنُوْا ثُمَّ اتَّقَوا وأَحْسَنُوْا وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ۔﴾ قال لی: قِيْلَ لِي: أَنْتَ مِنْهُمْ۔ (الصحيحة:٣٤٨٦)

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جب یہ آیت نازل ہوئی: ''ایسے لوگوں پر جو کہ ایمان رکھتے ہیں اور نیک کام کرتے ہیں، اس چیز میں کوئی گناہ نہیں، جس کو وہ کھاتے پیتے ہیں، جبکہ وہ لوگ تقوی رکھتے ہوں اور ایمان رکھتے ہوں اور نیک کام کرتے ہوں، پھر پرہیز گاری کرتے ہوں اور ایمان رکھتے ہوں، پھر پرہیز گاری کرتے ہوں اور خوب نیک عمل کرتے ہوں، اللہ تعالی ایسے نیکوکاروں سے محبت رکھتے ہیں۔'' (سورۂ مائدہ: ٩٣) تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا: ''مجھے کہا گیا ہے کہ تو بھی ان میں سے ہے۔''

تخريج: أخرجه مسلم: ٧/ ١٤٧، والترمذي: ٣٠٥٣، والنسائي في"السنن الكبرى": ٦/ ٣٣٧/ ١١١٥٣، وابن جرير الطبري في"التفسير": ٧/ ٢٥، وكذا ابن أبي حاتم: ٤/ ١٢٠١/ ٦٧٧٦

(٣٣٦١)۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((رَضِيْتُ لِأُمَّتِيْ مَا رَضِيَ لَهَا ابْنُ أُمِّ عَبْدٍ)) (الصحيحة: ١٢٢٥)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں نے اپنی امت کے لیے وہی کچھ پسند کیا جو اس کے لیے ام عبد کے بیٹے نے پسند کیا۔''

تخريج: أخرجه الحاكم: ٣/ ٣١٧۔ ٣١٨، وعنه ابن عساكر في"المجلس" ٢٨٠ من "الأمالي" ٣/ ٢، والطبرانی فی "الكبير"

شرح:......ام عبد کے بیٹے سے مراد سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہیں۔

اس حدیث کے شاہد، جو سنداً منقطع ہے، میں اس کی تفصیل یہ ہے کہ سیدنا عبد اللہ بن مسعود نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر ایک دفعہ تقریر کی اور اس میں حمد وثنا بیان کرنے کے بعد کہا: يَا أَيُّهَا النَّاسُ! إِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ رَبُّنَا، وَاَنَّ الْإِسْلَامَ دِيْنُنَا، وَاَنَّ الْقُرْآنَ إِمَامُنَا، وَإِنَّ الْبَيْتَ قِبْلَتُنَا، وَاَنَّ هٰذَا نَبِيُّنَا، وَأَوْمَأَ بِيَدِهِ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ

رَضِيْنَا مَا رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى لَنَا وَرَسُوْلُهُ، وَكَرِهْنَا مَا كَرِهَ اللّٰهُ تَعَالٰى لَنَا وَرَسُوْلُهُ۔ (صحیحہ: ۱۲۲۵ کے تحت) ......لوگو! بیشک اللہ ہمارا رب ہے، اسلام ہمارا دین ہے، قرآن ہمارا امام ہے، بیت اللہ ہمارا قبلہ ہے، (نبی کریم کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) یہ ہمارا نبی ہے، جو کچھ اللہ اور اس کے رسول نے ہمارے لیے پسند کیا ہم بھی اس پر راضی ہیں اور اللہ اور اس کے رسول نے جو کچھ ہمارے لیے ناپسند کیا، ہم نے بھی اسے ناپسند کیا۔

یہ سن کر آپ ﷺ نے فرمایا: میں نے اپنی امت کے لیے وہی کچھ پسند کیا جو ابن ام عبد نے پسند کیا۔

سیدنا عبداللہ کو اجازت دینے کا مخصوص انداز

(۳۳۶۲)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذْنُكَ عَلَيَّ أَنْ يُرْفَعَ الْحِجَابُ وَأَنْ تَسْتَمِعَ لِسَوَادِيْ حَتّٰى أَنْهَاكَ۔)) (الصحيحة: ١٤٢٧)

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب پردہ اٹھا دیا جائے اور تو میرا وجود دیکھ لے تو تجھے اجازت ہوگی، الا یہ کہ میں منع کر دوں۔''

تخريج: رواه مسلم: ٧/ ٦، وابن ماجه: ١٣٨، وأحمد: ١/ ١/ ٣٨، ٣٩٤، ٤٠٤، وابن سعد: ٩/ ١٥٣، وأبو عبيد: ٨/ ١

شرح:...... قرآن وحدیث کے مختلف دلائل کی روشنی میں کسی کے گھر داخل ہونے سے پہلے اجازت لینا ضروری ہے۔ اس حدیث میں نبی کریم ﷺ نے سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ کو اجازت دینے کا ایک مخصوص انداز بتلایا تھا۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا سنت کا پابند ہونا
ذکر والی مجلس کو برا بھلا کہنے کی وجہ

(۳۳۶۳)۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ سَلِمَةَ الْهَمْدَانِيِّ قَالَ: كُنَّا نَجْلِسُ عَلٰى بَابِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَبْلَ صَلَاةِ الْغَدَاةِ، فَإِذَا خَرَجَ مَشَيْنَا مَعَهُ إِلَى الْمَسْجِدِ، فَجَاءَنَا أَبُوْ مُوْسَى الْأَشْعَرِيُّ، فَقَالَ: أَخَرَجَ إِلَيْكُمْ أَبُوْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بَعْدُ؟ قُلْنَا: لَا، فَجَلَسَ مَعَنَا حَتّٰى خَرَجَ، فَلَمَّا خَرَجَ قُمْنَا إِلَيْهِ جَمِيْعًا فَقَالَ لَهُ أَبُوْ مُوْسٰى: يَا أَبَا عَبْدِالرَّحْمٰنِ! إِنِّيْ رَأَيْتُ فِي الْمَسْجِدِ آنِفًا أَمْرًا أَنْكَرْتُهُ، وَلَمْ أَرَ وَالْحَمْدُلِلّٰهِ إِلَّا

عمرو بن سلمہ ہمدانی کہتے ہیں کہ ہم قبل از نمازِ فجر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے گھر کے دروازے پر بیٹھا کرتے تھے، جب وہ نکلتے تو ہم ان کے ساتھ مسجد کی طرف چل پڑتے، ایک دن حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ ہمارے پاس آئے اور پوچھا: ابھی تک ابو عبد الرحمٰن (ابن مسعود) تمھارے پاس نہیں آئے؟ ہم نے کہا: نہیں۔ وہ بھی ہمارے ساتھ بیٹھ گئے، (ہم انتظار کرتے رہے) حتی کہ حضرت عبداللہ تشریف لائے، جب وہ آئے تو ہم بھی ان کی طرف کھڑے ہو گئے۔ ابوموسی نے انھیں کہا: ابوعبدالرحمٰن! ابھی میں نے مسجد میں ایک چیز دیکھی ہے، مجھے اس پر بڑا تعجب

خَيْرًا، قَالَ: فَمَا هُوَ؟ فَقَالَ: إِنْ عِشْتَ فَسَتَرَاهُ قَالَ: رَأَيْتُ فِي الْمَسْجِدِ قَوْمًا حِلَقًا جُلُوْسًا يَنْتَظِرُوْنَ الصَّلَاةَ، فِي كُلِّ حَلْقَةٍ رَجُلٌ، وَفِي أَيْدِيْهِمْ حَصًى، فَيَقُوْلُ: كَبِّرُوْا مِئَةً فَيُكَبِّرُوْنَ مِئَةً، فَيَقُوْلُ: هَلِّلُوْا مِئَةً، فَيُهَلِّلُوْنَ مِئَةً، وَيَقُوْلُ: سَبِّحُوْا مِئَةً فَيُسَبِّحُوْنَ مِئَةً، قَالَ: فَمَاذَا قُلْتَ لَهُمْ؟ قَالَ: مَا قُلْتُ لَهُمْ شَيْئًا اِنْتِظَارَ رَأْيِكَ، قَالَ: أَفَلَا أَمَرْتَهُمْ أَنْ يَعُدُّوْا سَيِّئَاتِهِمْ، وَضَمِنْتَ لَهُمْ أَنْ لَا يَضِيْعَ مِنْ حَسَنَاتِهِمْ شَيْءٌ؟ ثُمَّ مَضٰى وَمَضَيْنَا مَعَهُ، حَتّٰى أَتٰى حَلْقَةً مِنْ تِلْكَ الْحِلَقِ، فَوَقَفَ عَلَيْهِمْ، فَقَالَ: مَا هٰذَا الَّذِيْ أَرَاكُمْ تَصْنَعُوْنَ؟ قَالُوْا: يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ! حَصًى نَعُدُّ بِهَا التَّكْبِيْرَ وَالتَّهْلِيْلَ وَالتَّسْبِيْحَ، قَالَ: فَعُدُّوْا سَيِّئَاتِكُمْ فَأَنَا ضَامِنٌ أَنْ لَا يَضِيْعَ مِنْ حَسَنَاتِكُمْ شَيْءٌ، وَيْحَكُمْ يَا أُمَّةَ مُحَمَّدٍ! مَا أَسْرَعَ هَلَكَتَكُمْ! هٰؤُلَاءِ صَحَابَةُ نَبِيِّكُمْ مُتَوَافِرُوْنَ، وَهٰذِهِ ثِيَابُهُ لَمْ تَبْلَ، وَآنِيَتُهُ لَمْ تُكْسَرْ، وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ إِنَّكُمْ لَعَلٰى مِلَّةٍ هِيَ أَهْدٰى مِنْ مِلَّةِ مُحَمَّدٍ، أَوْ مُفْتَتِحُوْ بَابِ الضَّلَالَةِ؟ قَالُوْا: وَاللّٰهِ يَا أَبَا عَبْدِالرَّحْمٰنِ! مَا أَرَدْنَا إِلَّا الْخَيْرَ، قَالَ: وَكَمْ مِنْ مُرِيْدٍ لِلْخَيْرِ لَنْ يُصِيْبَهُ، إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ حَدَّثَنَا: ((إِنَّ قَوْمًا يَقْرَؤُوْنَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ، يَمْرُقُوْنَ مِنَ

ہوا، لیکن اللہ کے فضل سے وہ نیکی کی ہی ایک صورت لگتی ہے۔ انھوں نے کہا: وہ ہے کیا؟ ابوموسی نے کہا: اگر آپ زندہ رہے تو خود بھی دیکھ لیں گے، میں نے دیکھا کہ لوگ حلقوں کی صورت میں بیٹھ کر نماز کا انتظار کر رہے ہیں، ان کے سامنے کنکریاں پڑی ہیں، ہر حلقے میں ایک (مخصوص) آدمی کہتا ہے: سو (۱۰۰) دفعہ ''اَللّٰهُ اَكْبَر'' کہو۔ یہ سن کر حلقے والے سو دفعہ ''اَللّٰهُ اَكْبَر'' کہتے ہیں۔ پھر وہ کہتا ہے: سو (۱۰۰) دفعہ ''سُبْحَانَ اللّٰه'' کہو۔ یہ سن کر وہ سو دفعہ ''سُبْحَانَ اللّٰه'' کہتے ہیں۔ انھوں نے پوچھا: اس عمل پر تو نے ان کو کیا کہا؟ ابوموسی نے کہا: میں نے آپ کی رائے کے انتظار میں کچھ نہیں کہا۔ انھوں نے کہا: تو نے انھیں یہ کیوں نہیں کہا کہ وہ (ایسے نیک اعمال کو) برائیاں شمار کریں اور یہ ضمانت کیوں نہیں دی کہ ان کی نیکیاں (کبھی بھی) ضائع نہیں ہوں گی (لیکن وہ ہوں نیکیاں)؟ پھر وہ چل پڑے، ہم بھی ان کے ساتھ ہو لیے۔ ایک حلقے کے پاس گئے، ان کے پاس کھڑے ہوئے اور کہا: تم لوگ یہ کیا کر رہے ہو؟ انھوں نے کہا: اے ابوعبد الرحمٰن! یہ کنکریاں ہیں، ہم ان کے ذریعے تکبیرات، تہلیلات اور تسبیحات کو شمار کر رہے ہیں۔ انھوں نے کہا: ایسی (نیکیوں کو) برائیاں تصور کرو، میں ضمانت دیتا ہوں کہ تمھاری نیکیوں میں سے کسی نیکی کو ضائع نہیں کیا جائے گا (بشرطیکہ وہ نیکی ہو)۔ اے امتِ محمد! تمھاری ناس ہو جائے، تم تو بہت جلد اپنی ہلاکت کے پیچھے پڑ گئے ہو، ابھی تک تم میں اصحابِ رسول کی بھرپور تعداد موجود ہے، ابھی تک تمھارے نبی کے کپڑے بوسیدہ نہیں ہوئے اور نہ ان کے برتن ٹوٹے ہیں، (یعنی آپ ﷺ کی وفات کا زمانہ قریب ہی ہے)۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! کیا تم لوگوں

الْإِسْلَامِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ.)) وَأَيْمُ اللّٰهِ مَا أَدْرِيْ لَعَلَّ أَكْثَرَهُمْ مِنْكُمْ! ثُمَّ تَوَلّٰى عَنْهُمْ، فَقَالَ عَمْرُو بْنُ سَلِمَةَ: فَرَأَيْنَا عَامَّةَ أُولٰئِكَ الْحِلَقِ يُطَاعِنُوْنَا يَوْمَ النَّهْرَوَانِ مَعَ الْخَوَارِجِ.

(الصحيحة: ٢٠٠٥)

نے محمد (ﷺ) کے دین سے بہتر دین کو اپنا رکھا ہے یا ضلالت و گمراہی کا دروازہ کھول رہے ہو؟ انھوں نے کہا: اے ابو عبد الرحمٰن! ہمارا ارادہ تو نیکی کا ہی تھا۔ انھوں نے کہا: کتنے لوگ ہیں جو نیکی کا ارادہ تو کرتے ہیں، لیکن اس تک پہنچ نہیں پاتے۔ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں یہ حدیث بیان کی تھی: ''بعض لوگ قرآن مجید کی تلاوت تو کریں گے، لیکن وہ تلاوت ان کے گلے سے نیچے (دل میں) نہیں اترے گی، وہ (بیگانے ہوکر) دین سے یوں نکلیں گے جیسے تیر شکار سے آر پار ہو جاتا۔'' اللہ کی قسم! مجھے تو کوئی سمجھ نہیں آ رہی، شاید تم میں سے اکثر لوگ (اسی حدیث کا مصداق) ہوں، پھر وہ وہاں سے چلے گئے۔ عمرو بن سلمہ کہتے ہیں: ہم نے ان حلقے والوں کی اکثریت کو دیکھا کہ وہ نہروان والے دن خوارج کے ساتھ مل کر ہم پر نیزہ زنی کر رہے تھے۔

تخريج: أخرجه الدارمي: ١/ ٦٨-٦٩، وبحشل في "تاريخ واسط": ١٩٨ تحقيق عواد

شرح: ...... سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ذکر کی کیفیت کو دیکھ کر ان کے عمل پر مردود ہونے کا فتوی دیا، کیونکہ اس اجتماعی ہیئت میں نبی کریم ﷺ کے عہدِ مبارک میں ذکر نہیں کیا جاتا تھا۔

قرآن مجید سرچشمۂ رشدو ہدایت ہے، اس کے نزول کا اصل مقصد لوگوں کی اصلاح ہے اور یہ صرف اس صورت میں ممکن ہے کہ اس کتابِ عظیم کی تلاوت کی جائے اور اس کو سمجھ کر اس پر عمل کیا جائے۔ لیکن آپ ﷺ نے پیشین گوئی فرما دی کہ کچھ لوگ قرآن مجید انتہائی خوبصورت آواز میں پڑھیں گے، لیکن یہ سارا کچھ حلق کے اوپر تک ہوگا، ان کے دلوں میں قرآن مجید کا ذرا برابر اثر نہیں ہوگا۔ جیسے تیر شکار سے خون آلودہ ہوئے بغیر پار ہو جاتا ہے اور ایسے صاف لگتا ہے کہ گویا یہ کسی شکار میں پیوست ہی نہیں ہوا، اسی طرح یہ لوگ خوش الحانی میں تلاوت تو کریں گے، لیکن ان کی جو حالت قبل از تلاوت ہوگی، وہی بعد از تلاوت ہوگی، یہ تلاوت کے دوران قرآن مجید سے متاثر نہیں ہوں گے۔

امام البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں: حلقوں کی صورت میں بیٹھ کر ذکر کرنے والوں کے بارے میں سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی رائے کی وجہ سے میں نے اس حدیث کو صحیحہ میں قلمبند کیا ہے، تاکہ راستوں میں اور حلقوں کی صورت میں بیٹھ کر ذکر کرنے والوں کو متنبہ کیا جا سکے، کیونکہ جب ان لوگوں کے طریقے پر انکار کیا جاتا ہے تو یہ انکار کرنے والے پہ تہمت لگا دیتے ہیں کہ یہ لوگ تو ذکر کے منکر ہیں۔

قابل غور بات یہ ہے کہ اللہ کے ذکر کا انکار کرنا تو کفر ہے، انکار اس ہیئت و کیفیت اور اجتماع و اکٹھ کا کیا جا رہا ہے، جو نبی کریم ﷺ کے عہدِ مبارک میں مشروع نہیں تھا۔

غور تو کریں کہ سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اِن لوگوں کی کس صفت پر انکار کیا تھا؟ ان کا یہ انکار "سبحان

اللّٰہ“ اور ”اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ“ پر نہیں تھا، بلکہ اس چیز پر تھا، جو نبی کریم ﷺ کے بعد ایجاد کر لی گئی تھی، یعنی معین دن میں یہ اکٹھ اور اس مخصوص کیفیت کے ساتھ ذکر کی مخصوص تعداد۔

ایک حلقے کا ایک سربراہ ہے، وہ ان کو اپنا خود ساختہ حکم دیتا ہے، گویا کہ اللہ تعالی کی طرف سے شریعت سازی کر رہا ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿أَمْ لَهُمْ شُرَكَآءُ شَرَعُوا لَهُم مِّنَ الدِّينِ مَا لَمْ يَأْذَن بِهِ اللَّهُ﴾ (سورۂ شوری: ۲۱) ......”کیا ان لوگوں نے ایسے اللہ کے شریک مقرر کر رکھے ہیں، جنھوں نے ایسے احکامِ دین مقرر کر دیے ہیں، جو اللہ کے فرمائے ہوئے نہیں ہیں۔“

آپ ﷺ کی فعلی اور قولی سنتوں کا لب لباب یہ ہے کہ انگلیوں کے پوروں پر اللہ تعالی کا ذکر کیا جائے۔

اس حدیثِ مبارکہ اور قصہ میں مذکورہ مزید شرح:......

عبادت کی کثرت کا اعتبار نہیں ہے، اصل معیار سنتِ رسول سے موافقت اور بدعت سے دوری کا ہے، سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اسی چیز کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: اِقْتِصَادٌ فِي سُنَّةٍ، خَيْرٌ مِّنْ اِجْتِهَادٍ فِي بِدْعَةٍ۔ ......سنت (کو اپناتے ہوئے) میانہ روی اختیار کرنا بدعت کے لیے کی گئی جدوجہد سے بہتر ہے۔

چھوٹی بدعت، بڑی بدعت کا سبب ہے۔ آپ غور کریں کہ اِن حلقوں والوں نے بعد میں خارجیوں کے گمراہ فرقے میں شمولیت اختیار کر لی تھی، جن کو خلیفۂ راشد سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے قتل کیا تھا۔ کیا کوئی عبرت حاصل کرنے والا ہے؟

(صحیحہ: ۲۰۰۵)

سیدنا ہشام اور سیدنا عمرو رضی اللہ عنہما کی فضیلت

(۳۳٦٤)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَفَعَهُ: ((اِبْنَا الْعَاصِ مُؤْمِنَانِ: هِشَامٌ وَعَمْرٌو۔)) (الصحيحة: ١٥٦)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”عاص کے دونوں بیٹے ہشام اور عمرو مؤمن ہیں۔“

تخريج: أخرجه احمد: ٢/ ٣٥٤، وابن سعد: ٤/ ١٩١، والحاكم: ٣/ ٤٥٢، وابو علي الصواف في "حديثه": ٣/ ٢/ ٢، وابن عساكر: ١٣/ ٥٢/ ١، عفان بن مسلم في "حديثه": ٢٣٨/ ٢

(۳۳٦٤م)۔ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((عَمْرُو ابْنُ الْعَاصِ مِنْ صَالِحِي قُرَيْشٍ۔)) (الصحيحة:٦٥٣)

حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”عمرو بن عاص قریش کے نیکوکار لوگوں میں سے ہے۔“

تخريج: أخرجه الترمذي: ٢/ ٣١٦، وأحمد: ١/ ١٦١، وأبو يعلى: ٢/ ١٨

(۳۳٦٥)۔ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ: سَمِعْتُ:

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ

رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ: ((أَسْلَمُ النَّاسِ وَآمَنُ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ۔)) (الصحيحة: ١٥٥)

نے فرمایا: ''لوگوں میں عمرو بن عاص زیادہ سلامتی والا اور امن والا ہے۔''

تخریج: رواه الرویانی فی "مسنده": ٩/ ٥٠/ ١-٢، واحمد ٤/ ١٥٥، والترمذی: ٢/ ٣١٦

شرح:...... امام البانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: اس حدیث میں سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی عظیم منقبت کا بیان ہے، کیونکہ نبی کریم ﷺ نے ان کے مومن ہونے کی شہادت دی، جس کا لازمی نتیجہ جنت ہے، کیونکہ آپ ﷺ نے فرمایا: ((لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا نَفْسٌ مُؤْمِنَةٌ۔)) ...... ''صرف مومن جنت میں داخل ہوگا۔''

اس لیے عصرِ حاضر کے جو مخالفین سیدنا عمرو رضی اللہ عنہ پر اس بنا پر طعن کرتے ہیں کہ انھوں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ اختلاف بلکہ قتال کیا، ان کا یہ دعوی صحیح نہیں ہے، کیونکہ اس سے ایمان کی نفی نہیں ہوتی، جیسے ان کی بیان کردہ فضیلت سے ان کی عصمت ثابت نہیں ہوتی۔ یہ کہنا بہتر ہے کہ سیدنا عمرو رضی اللہ عنہ کا یہ اختلاف ان کے کسی اجتہاد کی وجہ سے تھا، نہ کہ خواہش پرستی کی وجہ سے۔ (صحیحہ: ١٥٥)

سیدنا ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی فضیلت

(٣٣٦٦)۔ عَنْ أَبِي حِبَّةَ الْبَدْرِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَبُوْ سُفْيَانَ بْنُ الْحَارِثِ خَيْرُ أَهْلِي۔)) (الصحيحة: ٨٢٠)

حضرت ابوحبہ بدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ابوسفیان بن حارث میرے خاندان کا بہترین فرد ہے۔''

تخریج: أخرجه الحاكم: ٣/ ٢٥٥، ورواه الطبرانی فی "الكبير" و "الاوسط"

شرح:...... عبد المطلب کا ایک بیٹا حارث بھی تھا، اس لیے ابوسفیان آپ ﷺ کے چچا زاد ہوئے اور وہ آپ ﷺ کے رضاعی بھائی بھی تھے، کیونکہ حلیمہ سعدیہ نے سیدنا ابوسفیان رضی اللہ عنہ کو بھی دودھ پلایا تھا۔ ان کا نام مغیرہ یا سفیان تھا، یہ رسول اللہ ﷺ سے مشابہت رکھتے تھے، آپ فتح مکہ کے موقع پر مسلمان ہوئے۔

اہل بدر کی فضیلت

(٣٣٦٧)۔ عَنْ مُعَاذِ بْنِ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ الزُّرَقِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، وَكَانَ أَبُوْهُ مِنْ أَهْلِ بَدْرٍ وَجَدُّهُ مِنْ أَهْلِ الْعَقَبَةِ۔ قَالَ: أَتَى جِبْرِيْلُ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: مَاتَعُدُّوْنَ أَهْلَ بَدْرٍ فِيْكُمْ؟ قَالَ: ((مِنْ أَفْضَلِ الْمُسْلِمِيْنَ۔)) قَالَ: وَكَذٰلِكَ مَنْ شَهِدَ فِيْنَا مِنَ الْمَلَائِكَةِ۔

معاذ بن رفاعہ بن رافع زرقی اپنے باپ، جو بدری تھے اور ان کے دادا اہل عقبہ میں سے تھے، سے روایت کرتے ہیں، انھوں نے کہا: کہ جبریل، رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور پوچھا: تم لوگ جنگِ بدر میں شریک ہونے والوں (کا کیا مقام) سمجھتے ہو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''مسلمانوں میں سے افضل ترین۔'' جبریل نے کہا: اس جنگ میں جو فرشتے

(الصحيحة: ٢٥٢٨)

شریک ہوئے تھے وہ بھی اسی طرح (افضل ترین شمار کئے جاتے) ہیں۔

تخريج: أخرجه ابن أبي خيثمة في "التاريخ": ٢٣٠، وأخرج البخاري: ٣٩٩٣ نحوه

شرح :......اس میں غزوۂ بدر میں شریک ہونے والے صحابۂ کرام کی عظمت وافضلیت کا بیان ہے۔

(٣٣٦٨)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعًا: ((إِنَّ اللّٰهَ ـ عَزَّوَجَلَّ ـ (وَفِيْ لَفْظٍ: لَعَلَّ اللّٰهَ) اطَّلَعَ عَلٰى أَهْلِ بَدْرٍ فَقَالَ: اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ۔))

(الصحيحة: ٢٧٣٢)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بیشک اللہ تعالیٰ نے بدر والوں پر نگاہ ڈالی اور فرمایا: جیسے چاہو عمل کرتے رہو، میں نے تم لوگوں کو بخش دیا ہے۔''

تخريج: أخرجه أبو داود: ٢/ ٢٦٥ـ التازية، وابن حبان: ٢٢٢٠ـ موارد والحاكم: ٤/ ٧٧، وابن أبي شيبة: ١٢٣٩٧، وأحمد: ٢/ ٢٩٥

شرح :......بدر میں شریک ہونے والے تمام صحابہ کرام کو بخش دیا گیا۔

اولین مسلمان

(٣٣٦٩)۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ عَبَسَةَ: أَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! مَنْ تَبِعَكَ عَلٰى هٰذَا الْأَمْرِ؟ قَالَ: ((حُرٌّ وَعَبْدٌ۔)) قُلْتُ: مَا الْإِسْلَامُ؟ قَالَ: ((طِيْبُ الْكَلَامِ، وَإِطْعَامُ الطَّعَامِ۔)) قُلْتُ: مَا الْإِيْمَانُ؟ قَالَ: ((اَلصَّبْرُ وَالسَّمَاحَةُ۔)) قَالَ: قُلْتُ: أَيُّ الْإِسْلَامِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: ((مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِسَانِهٖ وَيَدِهٖ۔)) قَالَ: قُلْتُ: أَيُّ الْإِيْمَانِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: ((خُلُقٌ حَسَنٌ۔)) قَالَ: قُلْتُ: أَيُّ الصَّلَاةِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: ((طُوْلُ الْقُنُوْتِ۔)) قَالَ: قُلْتُ: أَيُّ الْهِجْرَةِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: ((أَنْ تَهْجُرَ مَاكَرِهَ رَبُّكَ

حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! کس کس نے اس دین کے معاملے میں آپ کی اطاعت کی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ایک آزاد نے اور ایک غلام نے۔'' میں نے کہا: اسلام کسے کہتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''پاکیزہ کلام کرنا اور لوگوں کو کھانا کھلانا (اسلام ہے)۔'' میں نے کہا: ایمان کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''صبر کرنا اور نرم روی اختیار کرنا (ایمان ہے)۔'' میں نے کہا: کون سا اسلام افضل ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''(وہ صاحبِ اسلام سب سے افضل ہے) جس کی زبان اور ہاتھ (کے شرّ) سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔'' میں نے کہا: کون سا ایمان افضل ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''حسنِ اخلاق۔'' میں نے کہا: کون سی نماز افضل ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''لمبے قیام والی۔''

عَزَّ وَجَلَّ۔)) قَالَ: قُلْتُ: أَيُّ الْجِهَادِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: ((مَنْ عُقِرَ جَوَادُهُ وَأُهْرِيْقَ دَمُهُ۔)) قَالَ: قُلْتُ: أَيُّ السَّاعَاتِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: ((جَوْفُ اللَّيْلِ الْآخِرِ......)) (الصحيحة: ٥٥١)

میں نے کہا: کون سی ہجرت افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ربّ کی ناپسندیدہ چیزیں ترک کر دینا۔'' میں نے کہا: کون سا جہاد افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''(وہ مجاہد افضل ہے) جس کے گھوڑے کی کونچیں کاٹ دی جائیں اور اس کا خون بہا دیا جائے۔'' میں نے کہا: کون سا وقت افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''رات کا آخری حصہ (یا آخری رات کا درمیانہ حصہ)۔''

تخریج: أخرجه أحمد: ٥/ ٣٨٥، وابن ماجه: ١٣٦٤

شرح:...... آزاد اور غلام سے مراد بالترتیب سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ اور سیدنا بلال حبشی رضی اللہ عنہ ہیں، عورتوں میں سب سے پہلے مسلمان ہونے والی سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا اور بچوں میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ تھے۔

قبطیوں کے ساتھ حسن سلوک کے ساتھ پیش آنے کی نبوی وصیت

(٣٣٧٠)۔ عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهُ ﷺ: ((إِذَا افْتَتَحْتُمْ مِصْرَ فَاسْتَوْصُوْا بِالْقِبْطِ خَيْراً، فَإِنَّ لَهُمْ ذِمَّةً وَّرَحِمًا۔)) (الصحيحة: ١٣٧٤)

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب مصر فتح کر لو تو قبطیوں سے حسنِ سلوک سے پیش آنا کیونکہ ان کے ساتھ عہد و پیمان اور رشتہ و قرابت ہے۔''

تخریج: أخرجه الحاكم: ٢/ ٥٥٣، والطحاوي فی "مشكل الآثار": ٣/ ١٢٤

(٣٣٧١)۔ عَنْ أُمِّ سَلِمَةَ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَوْصَى عِنْدَ وَفَاتِهِ فَقَالَ: ((اَللّٰهَ اَللّٰهَ فِي قِبْطِ مِصْرَ، فَإِنَّكُمْ سَتَظْهَرُوْنَ عَلَيْهِمْ وَيَكُوْنُوْنَ لَكُمْ عُدَّةً وَأَعْوَانًا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ۔)) (الصحيحة: ٣١١٣)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی وفات کے وقت نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: ''اللہ سے ڈرنا، اللہ سے ڈرنا مصر کے قبطیوں کے بارے میں، عنقریب تم ان پر غالب آ جاؤ گے اور وہ اللہ تعالی کے راستے میں تمہارے اعوان و انصار ہوں گے۔''

تخریج: أخرجه الطبراني في "الكبير": ٢٣/ ٢٦٥/ ٥٦١

شرح:...... حضرت اسماعیل علیہ السلام کی والدہ ماجدہ سیدہ ہاجرہ علیہا السلام اور ام المومنین ماریہ رضی اللہ عنہا دونوں کا تعلق قبطیوں سے تھا، اس لیے آپ ﷺ نے ان کا لحاظ کیا اور دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ انھوں نے مومنوں کا اعوان والانصار بننا تھا۔

امت کی آزمائش اور آپ ﷺ کی سفارش

(٣٣٧٢)۔ عَنْ أُمِّ حَبِيْبَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((أُرِيْتُ مَاتَلْقَى أُمَّتِيْ مِنْ بَعْدِيْ، وَسَفْكَ بَعْضِهِمْ دِمَاءَ بَعْضٍ، وَكَانَ ذٰلِكَ سَابِقًا مِنَ اللّٰهِ كَمَا سَبَقَ فِي الْأُمَمِ قَبْلَهُمْ فَسَأَلْتُهُ أَنْ يُوَلِّيَنِي شَفَاعَةً فِيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَفَعَلَ۔)) (الصحيحة: ١٤٤٠)

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے وہ آفات ومصائب دکھا دیے گئے ہیں جن میں میری امت مبتلا ہوگی، وہ ایک دوسرے کو قتل کریں گے۔ دراصل یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے سبقت لے جانے والی چیز ہے، جیسا کہ سابقہ امتوں میں ہو چکا ہے۔ میں نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کہ وہ مجھے ان (امتیوں) کے حق میں سفارش کرنے کا موقع دے دے، اللہ تعالیٰ نے میری دعا قبول کر لی۔''

تخريج: رواه ابن أبي عاصم في" السنة" ٧١/ ٢، وابن شران في"الأمالي" ٢٦/ ٢، والطبراني في"الأوسط"، وعنه ابن عساكر في"التاريخ" ٥/ ١١٦/ ٢، والحاكم في"المستدرك" ١/ ٦٨

شرح:...... مختلف احادیث میں بے شمار ایسی آزمائشوں کی پیشین گوئی کی گئی ہے، جن میں امت مسلمہ نے مبتلا ہونا تھا، گزشتہ سوا چودہ صدیوں میں اس امت کو ان احادیث کا مصداق بنتے ہوئے دیکھا گیا، اس حدیث میں قتل کا ذکر کیا گیا، جس کا آغاز صحابہ کرام کے دور سے ہی ہو گیا تھا اور اس کے بعد آج تک ہر زمانے میں اس جرم کا ارتکاب کیا جاتا رہا۔

سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت

(٣٣٧٣)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ مَرْفُوْعًا: ((أُسَامَةُ أَحَبُّ النَّاسِ، مَاحَاشَا فَاطِمَةَ وَلَا غَيْرِهَا))۔ (الصحيحة: ٧٤٥)

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے سب سے زیادہ محبوب اسامہ (بن زید) ہے، فاطمہ وغیرہ سے بھی زیادہ۔''

تخريج:رواه الحاكم ٣/ ٥٩٦، وأبو أمية الطرسوسي فى"مسندابن عمر": ٢١٠/ ١، و الطبرانى فى "الكبير": ١/ ٢١/ ١، وابن عساكر: ٢/ ٣٤٣/ ١، وروراه احمد: ٢/ ٨٩، ١٠٦ دون الاستثناء

سیدنا سواد رضی اللہ عنہ سے آپ ﷺ کی محبت کا ایک انداز

(٣٣٧٤)۔ عَنْ حِبَّانَ بْنِ وَاسِعِ بْنِ حِبَّانَ، عَنْ أَشْيَاخٍ مِنْ قَوْمِهِ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ عَدَّلَ صُفُوْفَ أَصْحَابِهِ يَوْمَ بَدْرٍ، وَفِيْ يَدِهِ قَدْحٌ يُعَدِّلُ بِهِ الْقَوْمَ، فَمَرَّ بِسَوَادِ

حبان بن واسع بن حبان اپنی قوم کے چند بزرگوں سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بدر والے دن صحابہ کی صفیں درست کیں، آپ ﷺ کے ہاتھ میں تیر تھا اس کے ذریعے صفیں سیدھی کر رہے تھے۔ آپ بنو عدی بن

بْـنِ غَـزِيَّةَ۔ حَلِيْفِ بَنِي عَدِيٍّ بْنِ النَّجَارِ، وَهُـوَ مُسْتَنْتِلٌ مِنَ الصَّفِّ فَطَعَنَ فِي بَطْنِهِ بِـالْـقَدْحِ وَقَالَ: ((اِسْتَوِ يَا سَوَادُ!)) فَقَالَ: يَـارَسُـوْلَ الـلّٰهِ! أَوْجَعْتَنِي وَقَدْ بَعَثَكَ اللّٰهُ بِـالْـحَقِّ وَالْعَدْلِ، فَأَقِدْنِي، قَالَ: فَكَشَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ عَنْ بَطْنِهِ، وَقَالَ: ((اِسْتَقِدْ۔)) قَـالَ: فَـاعْتَـنَـقَـهُ فَقَبَّلَ بَطْنَـهُ، فَقَـالَ: ((مَـاحَـمَـلَكَ عَلٰى هٰذَا يَا سَوَادُ؟)) قَالَ: يَـارَسُوْلَ اللّٰهِ! حَضَرَ مَاتَرٰى، فَأَرَدْتُ أَنْ يَّـكُـوْنَ آخِـرُ الْعَهْدِ بِكَ: أَنْ يَّمَسَّ جِلْدِيْ جِـلْدَكَ! فَدَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِخَيْرٍ وَقَالَ لَهُ: ((اِسْتَوِ يَا سَوَادُ۔))

(الصحيحة: ٢٨٣٥)

نجار کے حلیف سواد بن غزیہ کے پاس سے گزرے، وہ صف سے آگے بڑھے ہوئے تھے، آپ ﷺ نے اسے تیر کا چوکا لگایا اور فرمایا: ''سواد! سیدھے ہو جاؤ۔'' سواد نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ نے مجھے تکلیف دی ہے، حالانکہ اللہ تعالی نے آپ کو حق و عدل کے ساتھ مبعوث کیا ہے، مجھے قصاص لینے دیجئے۔ آپ ﷺ نے اپنے پیٹ سے کپڑا اٹھایا اور فرمایا: ''قصاص لے لے۔'' میں آپ ﷺ کے ساتھ چمٹ گیا اور آپ ﷺ کے پیٹ کا بوسہ لے لیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''سواد! کس چیز نے تجھے ایسا کرنے پر آمادہ کیا ہے؟'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! جو کچھ سامنے ہے آپ دیکھ رہے ہیں، میں نے چاہا کہ (زندگی کے اختتام میں) میری جلد آپ کی جلد کے ساتھ لگے۔ پھر آپ ﷺ نے میرے لیے خیر و بھلائی کی دعا کی اور فرمایا: ''سواد! سیدھے ہو جاؤ۔''

تخریج: أخرجه ابن اسحاق في "السيرة": ٢/ ٢٦٦۔ سيرة ابن هشام، ومن طريقه أبو نعيم في "معرفة الصحابة": ق٣٠٣/ ١، وابن الأثير في "أسدالغابة": ٢/ ٣٣٢

شرح:...... یہ صحابہ کرام کے دلوں میں نبی کریم ﷺ کی محبت تھی کہ موت کے دہانے پر کھڑے ہو کر بھی جس کی یاد ستاتی تھی۔

قریش کی فضیلت

(٣٣٧٥)۔ عَـنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، قَـالَ: تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَأَبُـوْ بَكْرٍ فِيْ طَـائِـفَةٍ مِـنَ الْمَدِيْنَةِ، قَالَ: فَجَاءَ فَكَشَفَ عَـنْ وَجْهِهِ فَقَبَّلَهُ وَقَالَ: فِدَاكَ أَبِيْ وَأُمِّيْ مَا أَطْيَبَكَ حَيًّـا وَمَيِّتًـا، مَـاتَ مُـحَمَّدٌ وَرَبِّ الْـكَـعْبَةِ! فَـذَكَـرَ الْـحَـدِيْثَ قَالَ: فَانْطَلَقَ أَبُـوْبَـكْـرٍ وَعُـمَرُ يَتَقَاوَدَانِ حَتّٰى أَتَوْهُمْ،

سیدنا حمید بن عبدالرحمن رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جب رسول اللہ ﷺ فوت ہوئے تو ابو بکر رضی اللہ عنہ مدینہ کے کسی گوشے میں (ایک آبادی میں) تھے۔ جب وہ آئے تو آپ کے چہرے سے کپڑا اٹھایا، آپ کا بوسہ لیا اور کہا: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، آپ کتنی پاکیزہ شخصیت ہیں، زندہ ہوں یا فوت شدہ۔ رب کعبہ کی قسم! محمد (ﷺ) فوت ہو گئے ہیں...... پھر سیدنا ابوبکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما انصاریوں کے پاس گئے،

فَتَكَلَّمَ أَبُوبَكْرٍ وَلَمْ يَتْرُكْ شَيْأً أُنْزِلَ فِي الْأَنْصَارِ وَلَا ذَكَرَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ شَأْنِهِمْ إِلَّا وَذَكَرَهُ، وَقَالَ: وَلَقَدْ عَلِمْتُمْ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَوْ سَلَكَ النَّاسُ وَادِيًا، وَسَلَكَتِ الْأَنْصَارُ وَادِيًا، سَلَكْتُ وَادِيَ الْأَنْصَارِ.)) وَلَقَدْ عَلِمْتَ يَا سَعْدُ! أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ـ وَأَنْتَ قَاعِدٌ ـ: ((قُرَيْشٌ وُلَاةُ هٰذَا الْأَمْرِ، فَبَرُّ النَّاسِ تَبَعٌ لِبَرِّهِمْ، وَفَاجِرُهُمْ تَبَعٌ لِفَاجِرِهِمْ.)) قَالَ لَهُ سَعْدٌ: صَدَقْتَ، نَحْنُ الْوُزَرَاءُ وَأَنْتُمُ الْأُمَرَاءُ. رُوِيَ مِنْ حَدِيْثِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ، وَسَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ.

(الصحيحة: ١١٥٦)

تخريج: أخرجه أحمد: ج ١ رقم ١٨

سیدنا ابو بکر نے ان سے بات کی اور ان کے بارے میں نازل ہونے والی تمام آیات اور احادیثِ رسول ذکر کر دیں، نیز کہا: (انصاریو!) تم جانتے ہو کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اگر لوگ ایک وادی میں چلیں اور انصار دوسری وادی میں چلیں تو میں انصار کی وادی میں ان کے ساتھ چلوں گا۔“ سعد! تم جانتے ہو کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اور تم وہاں بیٹھے تھے: ”قریش اس (خلافت کے) معاملے کے ذمہ دار و حقدار ہیں، نیکوکار لوگ نیک قریشیوں کے تابع فرمان ہوں گے اور برے لوگ برے قریشیوں کے ماتحت ہوں گے۔“ سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے کہا: تم سچ کہہ رہے ہو، ہم وزرا ہیں اور تم امرا ہو۔ یہ حدیث سیدنا ابو بکر صدیق اور سیدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔

(٣٣٧٦)۔ عَنْ زَيْدِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ سَعِيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ مِنْ بَنِي عَدِيٍّ، عَنْ أَبِيْهِ، قَالَ: جِئْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ الْأَنْصَارِيَّ فِي فِتْيَانٍ مِنْ قُرَيْشٍ، فَدَخَلْنَا عَلَيْهِ بَعْدَ أَنْ كُفَّ بَصَرُهُ فَوَجَدْنَا حَبْلًا مُعَلَّقًا فِي السَّقْفِ وَأَقْرَاصًا مَطْرُوحَةً بَيْنَ يَدَيْهِ أَوْ خُبْزًا فَكُلَّمَا اسْتَطْعَمَ مِسْكِيْنٌ قَامَ جَابِرٌ إِلَى قُرْصٍ مِنْهَا وَأَخَذَ الْحَبْلَ حَتّٰى يَأْتِيَ الْمِسْكِيْنَ فَيُعْطِيَهُ، ثُمَّ يَرْجِعُ بِالْحَبْلِ حَتّٰى يَقْعُدَ، فَقُلْتُ لَهُ عَافَاكَ اللّٰهُ نَحْنُ إِذَا جَاءَ الْمِسْكِيْنُ أَعْطَيْنَا، فَقَالَ: إِنِّي أَحْتَسِبُ الْمَشْيَ فِي هٰذَا۔ ثُمَّ قَالَ: أَلَا

زید بن عبدالرحمٰن بن سعید بن عمرو بن نفیل، جن کا بنو عدی قبیلہ سے تعلق ہے، اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں: میں کچھ قریشی جوانوں سمیت حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کے پاس آیا، اس وقت وہ نابینے ہو چکے تھے۔ ہم نے دیکھا کہ چھت کے ساتھ ایک رسی لٹک رہی تھی اور ان کے سامنے روٹیاں یا ان کے ٹکڑے پڑے تھے۔ جب کوئی مسکین کھانا مانگتا ہے تو حضرت جابر ایک ٹکڑا اٹھاتے، رسی کو پکڑ کر اس کی رہنمائی میں مسکین تک پہنچتے، اسے وہ ٹکڑا تھماتے اور رسی کی رہنمائی میں ہی واپس آ کر بیٹھ جاتے تھے۔ میں نے کہا: اللہ آپ کو صحت و عافیت سے نوازے، ہم یہ ٹکڑا (آسانی سے) مسکین کو پکڑا سکتے تھے (آپ نے ہمیں کہہ دینا تھا، خود کیوں تکلیف کی ہے)۔ انھوں نے کہا: دراصل

أُخْبِرُكُمْ شَيْئًا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ؟! قَالُوْا: بَلٰى ، قَالَ سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ: ((إِنَّ قُرَيْشًا أَهْلُ أَمَانَةٍ ، لَا يَبْغِيْهِمُ الْعَثَرَاتِ أَحَدٌ إِلَّا كَبَّهُ اللّٰهُ عَزَّ وَ جَلَّ لِمِنْخَرَيْهِ۔))

(الصحيحة: ١٦٨٨)

میں اجر وثواب کی نیت سے چل کر گیا ہوں، پھر کہا: کیا میں تمھیں رسول اللہ ﷺ کی ایسی حدیث بیان نہ کروں، جو میں نے آپ ﷺ سے خود سنی؟ ہم نے کہا: کیوں نہیں، (ضرور بیان کرو)۔ انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک قریشی امانت والے ہیں، جو آدمی ان کے عیوب کی ٹوہ میں پڑ جائے گا، اللہ تعالی اسے نتھوں کے بل (اوندھے منہ) گرا دے گا۔

تخریج: رواہ ابن عساکر: ٣/ ٣٢٠/ ١۔٢

شرح :...... دوسرے صحابہ کی طرح قریشیوں کی عیب جوئی کرنے سے منع کیا گیا۔

(٣٣٧٧)۔ عَنْ جَرِيْرٍ مَرْفُوْعًا: ((اَلْمُهَاجِرُوْنَ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ فِيْ الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ ، وَالطُّلَقَاءُ مِنْ قُرَيْشٍ ، وَالْعُتَقَاءُ مِنْ ثَقِيْفٍ ، بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ فِيْ الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ۔))

(الصحيحة:١٠٣٦)

سیدنا جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مہاجرین دنیا وآخرت میں ایک دوسرے کے دوست ہوں گے اور قریش اور ثقیف کے آزاد کئے ہوئے لوگ بھی دنیا وآخرت میں ایک دوسرے کے دوست ہوں گے۔''

تخريج: رواه الطبراني في"الكبير" ١/ ٢٣٢/ ٢ ، وابويعلى: ٢٤١/ ٢ ، وابن حبان: ٢٢٨٧ ، وابن عدي: ١٥٨/ ١

شرح :...... طُلَقا سے مراد وہ لوگ ہیں جو فتح مکہ کے دن مسلمان ہوئے اور ان سے کوئی تعرض نہیں کیا گیا اور عُتَقا سے مراد اونچی ذات کے قابل تکریم لوگ ہیں۔

اس حدیث میں مذکورہ تین لوگوں کی فضیلت وعظمت بیان کی گئی ہے کہ دنیا وآخرت میں ان کی دوستی برقرار رہے گی ،جبکہ قیامت والے دن جگری یار بھی ایک دوسرے کے دشمن بن جائیں گے۔

(٣٣٧٨)۔ عَنْ أُمِّ هَانِي مَرْفُوْعًا: ((فَضَّلَ اللّٰهُ قَرَيْشًا بِسَبْعِ خِصَالٍ:(١)فَضَّلَهُمْ بِأَنَّهُمْ عَبَدُوْا اللّٰهَ عَشْرَ سِنِيْنَ لَا يَعْبُدُهُ إِلَّا قُرَشِيٌّ (٢) وَفَضَّلَهُمْ بِأَنَّهُ نَصَرَهُمْ يَوْمَ الْفِيْلِ وَهُمْ مُشْرِكُوْنَ (٣) وَفَضَّلَهُمْ بِأَنَّهُ

حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالی نے قریش کو سات خصائل کی بنا پر فضیلت دی ہے: (١)انھیں اس بنا پر فضیلت دی کہ انھوں نے دس سال تک اللہ تعالی کی عبادت کی ،صرف قریشی اس کی عبادت کرتے تھے، (٢) انھیں اس وجہ سے فضیلت دی کہ اس نے

نَزَلَتْ فِيْهِمْ سُوْرَةٌ مِنَ الْقُرْآنِ لَمْ يَدْخُلْ فِيْهِمْ غَيْرُهُمْ :((لِإِيْلَافِ قُرَيْشٍ)) (قريش: ١-٤) وَفَضَّلَهُمْ بِاَنَّ فِيْهِمُ النُّبُوَّةَ (٥) وَالْخِلَافَةَ (٦) وَالْحِجَابَةَ (٧) وَالسِّقَايَةَ۔)) (الصحيحة:١٩٤٤)

ہاتھیوں والے لشکر کے دن ان کی مدد کی، حالانکہ وہ مشرک تھے، (۳) انھیں اس بنا پر فضیلت دی کہ ان کے بارے میں قرآن مجید کی ایک مکمل سورت ﴿لِاِیْلٰفِ قُرَیْشٍ﴾ نازل کی، اس میں کسی دوسرے کا ذکر نہیں کیا، انھیں اس وجہ سے فضیلت دی کہ ان میں (۴) نبوت، (۵) خلافت، (۶) محافظت ونگرانی اور (۷) حاجیوں کو پلانا ہے۔''

تخريج: أخرجه البخاري في"التاريخ الكبير": ١/ ١/ ٣٤١، وابن عدى فى "الكامل": ق٥/ ١، و الطبرانى، والبيهقى فى "مناقب الشافعى": ١/ ٣٤

(٣٣٧٩)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِي الْهُذَيْلِ قَالَ:كَانَ نَاسٌ مِنْ رَبِيْعَةَ عِنْدَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ بَكْرِ بْنِ وَائِلٍ لَتَنْتَهِيَنَّ قُرَيْشٌ اَوْلَيَجْعَلَنَّ اللّٰهُ هٰذَا الْاَمْرَ فِيْ جَمْهُوْرٍ مِنَ الْعَرَبِ وَغَيْرِهِمْ۔ فَقَالَ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ: كَذَبْتَ، سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ: ((قُرَيْشٌ وُلَاةُ النَّاسِ فِيْ الْخَيْرِ وَالشَّرِّ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ۔)) (الصحيحة:١١٥٥)

عبداللہ بن ابو ہذیل نے کہا: ربیعہ قبیلہ کے کچھ لوگ سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے تھے۔ بکر بن وائل قبیلہ کے ایک شخص نے کہا: قریش قبیلہ کے افراد (ان کاروائیوں سے) باز آ جائیں یا اللہ تعالی اس (خلافت والے) معاملے کو عرب کی اکثریت یا کسی اور کے حوالے کر دے گا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: تو جھوٹ بول رہا ہے، میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''قریش خیر وشر میں روزِ قیامت تک لوگوں کے حکمران رہیں گے۔''

تخريج: رواه الرويانى فى"مسنده": ٩/ ٥٠/ ١-٢، واحمد ٤/ ١٥٥، والترمذى: ٢/ ٣١٦

(٣٣٨٠)۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ: ((اَلنَّاسُ تَبَعٌ لِقُرَيْشٍ فِيْ هٰذَا الشَّأْنِ، مُسْلِمُهُمْ تَبَعٌ لِمُسْلِمِهِمْ، وَكَافِرُهُمْ تَبَعٌ لِكَافِرِهِمْ۔)) (الصحيحة:١٠٠٧)

سیدنا ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ لوگ اس (خلافت کے) معاملے میں قریشیوں کے تابع ہیں، مسلمان لوگ قریشی مسلمانوں کے تابع ہوں گے اور کافر لوگ قریشی کافروں کے تابع ہوں گے۔

تخريخ: أخرجه البخاري: ٦/ ١٣/ ٤١٣، ومسلم: ٦/ ٢، والطيالسي: رقم ٢٣٨٠، وأحمد: ٢/ ٢٤٢

قریش ہمیشہ متبوع اور دوسرے ان کے تابع رہے، جب یہ کافر تھے تو لوگ کفر میں ان کے پیروکار تھے، جیسا کہ عام عرب لوگوں کا آپ ﷺ کے بارے میں خیال تھا کہ دیکھتے ہیں کہ ان کی قوم قریش کیا کرتی ہے، جب وہ فتح مکہ کے موقع پر مسلمان ہوئے تو عرب قبائل نے ان کی پیروی کرتے ہوئے جماعتوں کی شکل میں اسلام قبول کرنا

شروع کر دیا۔

(٣٣٨١)۔ قَالَ ﷺ: ((مَنْ أَهَانَ قُرَيْشًا، أَهَانَهُ اللّٰهُ۔)) رُوِيَ مِنْ حَدِيْثِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ، وَسَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ، وَاَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ۔
(الصحيحة: ١١٧٨)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو قریش کو رسوا کرے گا، اللہ اس کو ذلیل کر دے گا۔'' یہ حدیث سیدنا عثمان بن عفان، سیدنا سعد بن ابو وقاص، سیدنا انس بن مالک اور سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

تخريج:(١)۔ أما حديث عثمان؛ فأخرجه ابن حبان: ٢٢٨٨، وابن عساكر فى "تاريخ دمشق": ١٣/ ٢٩١/ ١، والحاكم: ٤/ ٧٤، واحمد: ١/ ٦٤

(٢)۔ وأما حديث سعد؛ فأخرجه الترمذى: ٢/ ٣٢٥، واحمد: ١/ ١٧١، ١٧٦، والحاكم

(٣)۔ وأما حديث أنس؛ فأخرجه البزار: ٢٨٨، وابو سعيد بن الاعرابى فى "معجمه": ١٠٩/ ١، والطبرانى فى "المعجم الكبير"

(٤)۔ وأما حديث ابن عباس؛ فأخرجه تمام فى "الفوائد": ١٠٢٩، وابو نعيم فى "تاريخ اصبهان": ٢/ ١٠٩

(٣٣٨٢)۔ عَنْ جَابِرٍ مَرْفُوْعًا: ((اَلنَّاسُ تَبَعٌ لِقُرَيْشٍ فِي الْخَيْرِ وَالشَّرِّ۔))
(الصحيحة: ١٠٠٦)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لوگ خیر و شرّ میں قریشیوں کے ماتحت ہوں گے، (یعنی اگر قریشی نیک ہوئے تو لوگ بھی نیک ہوں گے اور اگر قریشی برے ہوئے تو لوگ بھی برے ہوں گے)۔''

تخريج: أخرجه مسلم: ٦/ ٢، وأحمد: ٣/ ٣٣١

شرح:...... امام البانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: اس قسم کی احادیث میں بعض ایسے قدیم گمراہ فرقوں، بعض مولفین اور بعض جدید احزابِ اسلامیہ کا ردّ کیا گیا ہے، جو خلیفہ میں عربی اور قریشی ہونے کی شرط نہیں لگاتے۔

بڑی عجیب بات ہے کہ سلفیت کے دعویدار ایک شیخ نے (الدولة الاسلامية) کے نام سے ایک رسالہ لکھا، اس کے شروع میں خلیفہ کی تمام شروط لکھیں، ماسوائے اس شرط کے کہ وہ قریشی ہونا چاہیے، ظاہر بات تو یہی ہے کہ یہ احادیث اس کے علم میں نہ ہوں گی۔ جب میں نے ان کے سامنے ان احادیث کا ذکر کیا تو وہ مسکرانے لگے، لیکن اس موضوع پر نظر ثانی کرنے پر آمادگی کا اظہار نہ کیا، ...... بہرحال ہر مؤلف کے لیے ضروری ہے کہ وہ ہر مضمون لکھتے وقت حق کا خیال رکھے اور حزبی اور سیاسی جانبداری کو ترجیح نہ دے اور جمہور کی موافقت یا مخالفت کا خیال نہ رکھے۔ واللہ ولی التوفیق۔ (صحیحہ: ۱۰۰۷)

دورِ جاہلیت میں قریش کو جو شرف حاصل رہا، ان کے مسلمان ہونے کے بعد اسلام نے اس کو برقرار رکھا اور اسے

عربوں کے بقیہ قبائل پر امامت وامارت میں مقدم قرار دیا۔

امام نووی نے کہا: ان اور اس موضوع سے متعلقہ دیگر احادیث میں واضح دلالت موجود ہے کہ خلافت قریش کے ساتھ مختص ہے، کسی دوسرے کو یہ منصب دینا ناجائز ہے، صحابہ کے عہد اور ان کے بعد والے زمانے میں اسی بات پر اجماع منعقد ہوا۔ اگر اہل بدعت نے مخالفت کی ہے تو ان کا ردّ کرنے کے لیے صحابہ کا اتفاق ہی کافی ہے۔ آپ ﷺ نے یہ وضاحت کر دی ہے کہ آخر زمانہ تک خلافت کا یہی حکم جاری رہے گا اور ابھی تک ایسے ہی ہوا۔

لیکن ملا علی قاری نے کہا: اشکال یہ ہے کہ اکثر علاقوں میں دو سو (۲۰۰) برسوں تک غیر قریشی حکمران رہے۔ تین جوابات دیے جا سکتے ہیں: احادیث میں مذکورہ خبر کو امر کے معنی میں لیا جائے یا پھر خبر کو درج ذیل حدیث کے ساتھ مقید کیا جائے:

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”یہ (خلافت والا) معاملہ قریش میں رہے گا، جب تک یہ دین (کے احکام) کو قائم رکھیں گے، مخالفت کرنے والے کو اللہ تعالیٰ ذلیل کر دے گا۔“ (بخاری) جب قریشی خلفا نے دین کی حرمتوں کو پامال کیا تو وہ خلافت سے محروم ہو گئے۔

اس لیے احادیث میں مذکورہ خبر کو امر کے معنی میں لیا جائے گا، یا پھر ”ناس“ سے مراد عرب لوگ ہیں۔ (مرقاۃ المفاتیح: ۱۰/ ۳۳٤)

ایک قریشی، دو غیر قریشیوں کے برابر کیوں؟

(۳۳۸۳)۔ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ لِلْقُرَشِيِّ مِثْلَيْ قُوَّةِ الرَّجُلِ مِنْ غَيْرِ قُرَيْشٍ۔)) فَقِيْلَ لِلزُّهْرِيِّ: بِمَ ذَاكَ؟ قَالَ بِنَبْلِ الرَّأْيِ۔ (الصحيحة: ١٦٩٧)

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”قریشی خاندان کے فرد کی قوت دوسرے خاندانوں کے فرد سے دوگنا ہوتی ہے۔“ زہری سے کہا گیا کہ ایسا کس بنا پر ہے؟ انھوں نے کہا: عمدہ رائے کی بنیاد پر ہے۔

تخريج: أخرجه الطحاوي في "مشكل الآثار": ٤/ ٢٠٣، وابن أبي عاصم في "السنة": ١٥٠٨، وابن حبان: ٢٢٨٩، والحاكم: ٤/ ٧٢، والطيالسي: ٩٥١، وعنه البيهقي في "معرفة السنن": صـ ٢٩، وأحمد: ٤/ ٨١، ٨٣، وأبونعيم في "الحلية": ٩/ ٦٤

شرح:...... اس میں قریشی خاندان کی لوگوں کی بصیرت و بصارت اور فہم و فراست کا بیان ہے۔

قریشی خواتین کی صفات اور فضیلت

(۳۳۸٤)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ خَطَبَ امْرَأَةً مِنْ قَوْمٍ يُقَالُ لَهَا

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے ایک سودہ نامی صاحبِ اولاد عورت کو نکاح کا پیغام

سَوْدَةُ وَكَانَتْ مُصِيبَةً كَانَ لَهَا خَمْسَةُ صِبْيَةٍ أَوْ سِتَّةٌ مِنْ بَعْلٍ لَهَا مَاتَ فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَايَمْنَعُكَ مِنِّيْ؟)) قَالَتْ:وَاللّٰهِ يَا نَبِيَّ! اللّٰهِ مَا يَمْنَعُنِيْ مِنْكَ أَنْ لَا تَكُوْنَ أَحَبَّ الْبَرِيَّةِ إِلَيَّ وَلٰكِنِّيْ أُكْرِمُكَ أَنْ يَضْغُوْا هٰؤُلاءِ الصِّبْيَةُ عِنْدَ رَأْسِكَ بُكْرَةً وَعَشِيَّةً، قَالَ: ((فَهَلْ مَنَعَكِ مِنِّيْ شَيْءٌ غَيْرُ ذٰلِكَ؟)) قَالَتْ: لَا وَاللّٰهِ! قَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَرْحَمُكِ اللّٰهُ، إِنَّ خَيْرَ نِسَاءٍ رَكِبْنَ أَعْجَازَ الإِبِلِ صَالِحُ نِسَاءِ قُرَيْشٍ أَحْشَاهُ عَلٰى وَلَدٍ فِيْ صِغْرٍ، وَأَرْعَاهُ عَلٰى بَعْلٍ بِذَاتِ يَدٍ۔))

(الصحيحة: ٢٥٢٣)

بھیجا، اس کے سابقہ فوت شدہ خاوند سے پانچ چھ بچے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے پوچھا: ''تجھے کون سی چیز مجھ سے نکاح کرنے سے مانع ہے؟'' اس نے کہا: اے اللہ کے نبی! اللہ کی قسم! آپ تمام مخلوقات میں مجھے سب سے زیادہ محبوب ہیں، دراصل وجہ یہ ہے یہ بچے صبح وشام آپ کے پاس شور وغل مچاتے رہیں گے اور اس طرح آپ کے احترام و اکرام میں خلل پیدا ہوگا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''آیا اس کے علاوہ کوئی اور عذر بھی ہے جو تیرے لیے رکاوٹ بن رہا ہو؟'' اس نے کہا: اللہ کی قسم! کوئی نہیں۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تجھ پر رحم فرمائے، بہترین عورتیں جو اونٹوں کی پشتوں پر سوار ہوتی ہیں وہ قریشی عورتیں ہیں، جو اپنی اولاد کے بچپنے میں اس کا بہت خیال رکھنے والی اور اپنے خاوندوں کے مال ومنال کی حفاظت کرنے والی ہیں۔''

تخريج: أخرجه أحمد: ١/ ٣١٨۔٣١٩

شرح:...... دو اوصاف کی بنا پر قریشی عورتوں کو سراہا گیا ہے، اس سے دوسری خواتین کو بھی سبق حاصل کرنا چاہیے اور یہ دونوں ذمہ داریاں ادا کرنی چاہئیں۔

(٣٣٨٥)۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعًا: ((خَيْرُ نِسَاءٍ رَكِبْنَ الْإِبِلَ صَالِحُ نِسَاءِ قُرَيْشٍ، أَحْنَاهُ عَلٰى وَلَدِهٖ فِيْ صِغْرِهٖ، وَأَرْعَاهُ عَلٰى زَوْجٍ فِيْ ذَاتِ يَدِهٖ۔))

(الصحيحة:١٠٥٢)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''بہترین عورتیں جو اونٹوں پر سوار ہوتی ہیں وہ قریش کی نیک عورتیں ہیں، وہ اپنے بچوں کے حق میں انتہائی شفیق اور خاوند کے مال ومنال کی سب سے زیادہ حفاظت کرنے والی ہیں۔''

تخريج: اخرجه البخاري: ٤/ ١٣٩ معلقا، ٦/ ١٢٠، ١٩٣، ومسلم، واحمد: ٢/ ٢٦٩، ٢٧٥، ٣١٩، ٣٩٣، ٤٤٩

شرح:...... معلوم ہوا کہ بیوی کی یہ دو خصوصیات انتہائی اہم ہیں: بچوں کے حق میں شفیق ہونا اور خاوند کی امانتوں کی حفاظت کرنا۔ یہی دو خصائل ہیں کہ جن کی بنا پر قریشی عورتوں کی مدح سرائی کی گئی۔

آپ ﷺ نے قریشی صحابہ کو ترجیح دی

(٣٣٨٦)۔ عَنْ عَامِرِ بْنِ شَهْرٍ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((أُنْظُرُوْا قُرَيْشًا، فَخُذُوْا مِنْ (وَفِي رِوَايَةٍ: فَاسْمَعُوْا) قَوْلَهُمْ، وَذَرُوْا فِعْلَهُمْ۔)) (الصحيحة: ١٥٧٧)

حضرت عامر بن شہر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''قریش کو سامنے رکھو، ان کے اقوال سنو، (اور پیروی کرو) اور ان کے افعال کونظر انداز کردو۔''

تخريج: رواه الطحاوي في "مشكل الآثار": ٤/ ٢٠٥، وأحمد: ٤/ ٢٦٠، وابن أبي عاصم في "السنة": رقم ـ ١٥٤٣، وابن حبان: ١٥٦٨

شرح:...... آپ ﷺ نے عام صحابہ کے بارے میں بھی یہی قانون پیش کیا ہے کہ ان کی حسنات وخیرات کو مدنظر رکھا جائے، ان کے بشری تقاضوں کونظر انداز کردو۔ جو صحابہ کرام کے بارے میں اپنا قبلہ درست رکھنا چاہتا، اس کے لیے اسی کلیہ میں عافیت ہے کہ وہ صحابہ کرام کے معائب ونقائص کے سلسلے کو ہی بند کردے۔

آپ ﷺ کے بعد سب سے پہلے قبیلۂ قریش کا فنا ہونا

(٣٣٨٧)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعًا: ((أَسْرَعُ قَبَائِلِ الْعَرَبِ فَنَاءً قُرَيْشٌ، وَيُوْشِكُ أَنْ تَمُرَّ الْمَرْأَةُ بِالنَّعْلِ فَتَقُوْلُ: إِنَّ هٰذَا نَعْلُ قُرَشِيٍّ۔)) (الصحيحة: ٧٣٨)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عرب کے قبائل میں سب سے جلدی ہلاک ہونے والا قبیلہ قریش کا ہے، قریب ہے کہ ایک عورت ایک جوتے کے پاس سے گزرے اور کہے: یہ کسی قریشی آدمی کا جوتا ہے۔

تخريج: أخرجه أحمد: ٢/ ٣٣٦

شرح:...... ممکن ہے کہ جوتے سے آپ ﷺ کا مقصود قریشیوں کی کوئی علامت یا نشان ہو۔ اس نبوی ارشاد کی مزید وضاحت درج ذیل حدیث سے ہوتی ہے:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((يَا عَائِشَةُ قَوْمُكِ أَسْرَعُ أُمَّتِي بِي لِحَاقًا۔)) قَالَتْ: فَلَمَّا جَلَسَ قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! جَعَلَنِيَ اللّٰهُ فِدَاءَ كَ لَقَدْ دَخَلْتَ وَأَنْتَ تَقُوْلُ كَلَامًا ذَعَرَنِي۔ قَالَ: ((وَمَا هُوَ؟)) قَالَتْ: تَزْعَمُ أَنَّ قَوْمِي أَسْرَعُ أُمَّتِكَ بِكَ لِحَاقًا، قَالَ: ((نَعَمْ۔)) قَالَتْ: وَمِمَّ ذَاكَ؟ قَالَ: ((تَسْتَحْلِيْهِمُ الْمَنَايَا، وَتَنَفَّسُ عَلَيْهِمْ أُمَّتُهُمْ۔)) قَالَتْ: فَقُلْتُ: فَكَيْفَ النَّاسُ بَعْدَ ذٰلِكَ أَوْ عِنْدَكَ ذٰلِكَ؟ قَالَ: ((دَبًى تَأْكُلُ شِدَادُهُ ضِعَافَهُ حَتّٰى تَقُوْمَ عَلَيْهِمُ السَّاعَةُ۔)) (الصحيحة: ١٩٥٣)...... ''اے عائشہ! میری امت میں سے تیری قوم سب سے پہلے مجھے ملنے والی ہے۔'' وہ کہتی ہیں: جب آپ بیٹھ گئے تو میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اللہ مجھے آپ پر قربان کرے، آپ تشریف

لائے اور ایسی بات کہی ہے جس نے مجھے خوفزدہ کر دیا ہے۔ آپ ﷺ نے پوچھا: ''کون سی بات؟'' انھوں نے کہا: آپ کہہ رہے تھے کہ آپ کی امت میں سے میری قوم سب سے پہلے آپ سے ملنے والی ہے۔ آپ نے فرمایا: ''جی ہاں۔'' انھوں نے کہا: ایسے کیوں ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''موت ان کو میٹھا محسوس کرے گی اور ان کی قوم ان پر ٹوٹ پڑے گی۔'' انھوں نے کہا: تو پھر اس کے بعد یا اس وقت لوگوں کی کیا حالت ہوگی؟ آپ نے فرمایا: ''ٹڈیوں کی طرح زوردار کمزوروں کو کھا جائیں گے (اور کوئی انصاف کرنے والا نہ رہے گا)، انہی لوگوں پر قیامت برپا ہو جائے گی۔

(مسند احمد: ٦/ ٨١، ٩٠، صحیحه: ١٩٥٣)

(٣٣٨٨)۔ عَنْ عَائِشَةَ مَرْفُوْعًا: ((اَوَّلُ النَّاسِ هَلَاكًا قُرَيْشٌ، وَاَوَّلُ قُرَيْشٍ هَلَاكًا اَهْلُ بَيْتِي۔)) (الصحيحة: ١٧٣٧)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قریش سب سے پہلے ہلاک ہوں گے اور قریشیوں میں میرے اہل بیت سب سے پہلے ختم ہوں گے۔''

تخريج: أخرجه أبراهيم بن طهمان في "مشيخته": ١/ ٢٣٦/ ٢، والطبراني في "الكبير"

اسلم اور غفار قبائل کے حق میں دعا

(٣٣٨٩)۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((أَسْلَمُ سَالَمَهَا اللّٰهُ، وَغِفَارُ غَفَرَاللّٰهُ لَهَا، أَمَا إِنِّيْ لَمْ أَقُلْهَا، وَلٰكِنْ قَالَهَا اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ۔))

(الصحيحة: ٣٩٨٨)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ ''اسلم'' قبیلے کو سالم رکھے اور ''غفار'' قبیلے کو بخشے۔ خبردار! یہ میری بات نہیں، اللہ تعالیٰ کی بات ہے۔''

تخريج: أخرجه مسلم: ٧/ ١٧٧، والحاكم: ٤/ ٨٢

شرح:...... اس حدیث میں سالم اور غفار دونوں قبائل کے حق میں دعا کر کے ان کی منقبت کا اظہار کیا گیا ہے۔ یہ دونوں قبیلے بغیر کسی لڑائی کے مشرف باسلام ہوئے، چونکہ غفار قبیلے پر حاجیوں کی چوری کرنے کی تہمت تھی، اس لیے آپ ﷺ نے اس کے لیے بخشش کی دعا کی۔

بعض عرب قبائل کی فضیلت

(٣٣٩٠)۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: ثَلَاثٌ سَمِعْتُهُنَّ لِبَنِيْ تَمِيْمٍ مِّنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ لَا أُبْغِضُ بَنِيْ تَمِيْمٍ بَعْدَهُنَّ أَبَدًا: كَانَ عَلٰى عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا نَذْرٌ مُحَرَّرٍ مِنْ وُلْدِ إِسْمَاعِيْلَ فَسُبِيَ سَبْيٌ مِّنْ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں بنو تمیم کے حق میں تین باتیں رسول اللہ ﷺ سے سنیں، ان تین باتوں کے بعد میں نے کبھی بھی بنو تمیم سے بغض نہیں رکھا۔ (وہ تین باتیں ہیں:) (١) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت اسماعیل (علیہ السلام) کی اولاد سے ایک غلام آزاد کرنے کی نذر مانی تھی، اتنے میں بنو عنبر

بَنِی الْعَنْبَرِ۔ فَلَمَّا جِیْءَ بِذٰلِكَ السَّبِيِّ، قَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنْ سَرَّكِ أَنْ تَفِي بِنَذْرِكِ فَأَعْتِقِي مُحَرَّراً مِنْ هٰؤُلَاءِ۔)) وَقَالَ: فَجَعَلَهُمْ مِنْ وُلْدِ إِسْمَاعِيْلَ وَجِيْءَ بِنَعَمٍ مِنْ نَعَمِ الصَّدَقَةِ، فَلَمَّا رَآهُ رَاعَهُ حُسْنُهُ قَالَ: فَقَالَ: ((هٰذَا نَعَمُ قَوْمِي۔)) فَجَعَلَهُمْ قَوْمَهُ، قَالَ: وَقَالَ: ((هُمْ أَشَدُّ قِتَالاً فِي الْمَلَاحِمِ۔))

(الصحیحة: ٣١١٤)

کے کچھ لوگ قیدی بن گئے، جب انھیں لایا گیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تم اپنی نذر پورا کرنا چاہتی ہو تو ان میں سے ایک غلام آزاد کر دو۔'' یعنی آپ ﷺ نے ان کو اولادِ اسماعیل (علیہ السلام) قرار دیا۔ (۲) ایک دفعہ آپ ﷺ کے پاس صدقہ کے اونٹ لائے گئے، ان کے حسن و جمال نے آپ کو حیرت میں ڈال دیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ میری قوم کے اونٹ ہیں۔'' یعنی آپ ﷺ نے ان کو اپنی قرار دیا۔ نیز فرمایا: (۳) ''وہ گھمسان کی جنگوں میں سخت لڑائی کرنے والے ہیں۔''

تخریج: أخرجه الحاكم: ٤/ ٨٤، والبیهقي: ٩/ ٧٥، وأخرجه مسلم: ٧/ ١٨١۔ ولم یسق بتمامه وانما ساق منه جملة الملاحم وأحال سائره علی حدیث قبله من روایة ابی زرعة قال: قال ابوهریرة ...... فذكر الحدیث بتمامه نحوه، وهكذا اخرجه البخاري: ٢٥٤٣

شــرح: ...... معلوم ہوا کہ صحابہ کرام کی محبت ونفرت کی بنیاد محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات اور آپ کے اقوال و افعال تھے، آپ ﷺ نے جس چیز کو اچھا قرار دیا، انھوں نے اس کی اچھائی کے تقاضے پورے کر دیے اور آپ ﷺ نے جس چیز کو برا قرار دیا، انھوں نے اس کو برا سمجھنے کے تقاضے پورے کر دیے۔

بخاری ومسلم کی ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں بنو تمیم کے تین خصائل کی وجہ سے ان سے محبت کرتا ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''دجال پر میری امت میں سے سب سے زیادہ سخت لوگ یہ (بنو تمیم) ہوں گے۔'' جب ان کے صدقات نبی کریم ﷺ کو موصول ہوئے تو آپ نے فرمایا: ''یہ میری قوم کے صدقات ہیں۔'' اس قبیلے کے کچھ قیدی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھے، آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: ''ان کو آزاد کر دے، کیونکہ یہ حضرت اسماعیل کی اولاد میں سے ہیں۔''

آپ ﷺ نے اپنی طرف ان کی نسبت کر کے ان کا شرف بیان کیا ہے۔

(٣٣٩١)۔ عَنْ أَبِي أَيُّوْبَ الْأَنْصَارِيِّ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((أَسْلَمُ وَغِفَارُ وَأَشْجَعُ، وَمُزَيْنَةُ وَجُهَيْنَةُ وَمَنْ كَانَ مِنْ بَنِي كَعْبٍ مَوَالِيَّ دُوْنَ النَّاسِ وَاللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ مَوْلَاهُمْ۔))

حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اسلم، غفار، اشجع، مزینہ، جہینہ اور بنوکعب کے قبائل دوسرے لوگوں کی بہ نسبت مخلص دوست ہیں اور ان کے دوست اللہ اور اس کا رسول ہیں۔''

(الصحيحة: ١٤٥٥)

تخريج: أخرجه أحمد: ٥/ ٤١٧، والحاكم: ٤/ ٨٢، وأخرجه مسلم: ٧/ ١٧٨ بلفظ ((الانصار)) مكان ((اسلم))

(٣٣٩٢)۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: أَهْدٰى رَجُلٌ مِنْ بَنِيْ فَزَارَةَ إِلَى النَّبِيِّ نَاقَةً مِنْ إِبِلِهِ الَّتِيْ كَانُوْا أَصَابُوْا بِـ(الْغَابَةِ) فَعَوَّضَهُ مِنْهَا بَعْضَ الْعِوَضِ، فَتَسَخَّطَهُ، فَسَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى هٰذَا الْمِنْبَرِ يَقُوْلُ: ((إِنَّ رَجُلاً مِنَ الْعَرَبِ يُهْدِيْ أَحَدُهُمُ الْهَدِيَّةَ، فَأُعَوِّضُهُ مِنْهَا بِقَدَرِ مَا عِنْدِيْ ثُمَّ يَتَسَخَّطُهُ، فَيَظَلُّ يَتَسَخَّطُ عَلَيَّ، وَأَيْمُ اللّٰهِ لَاأَقْبَلُ بَعْدَ مَقَامِيْ هٰذَا مِنْ رَجُلٍ مِّنَ الْعَرَبِ هَدِيَّةً إِلَّا مِنْ قُرَشِيٍّ أَوْ اَنْصَارِيٍّ، أَوْثَقَفِيٍّ، أَوْ دَوْسِيٍّ۔))

(الصحيحة: ١٦٨٤)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ بنوفزارہ کے ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ کو ایک اونٹنی، جو اسے جنگل میں ملی تھی، کا ہدیہ پیش کیا۔ آپ ﷺ نے اس کے ہدیے کا جواب دیا، لیکن وہ آپ ﷺ کے جوابی عطیے کو کم سمجھنے اور ناراض ہونے لگ گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس منبر پر ارشاد فرمایا: ''بعض عرب مجھے ہدیہ پیش کرتے ہیں، میں حسب استطاعت ان کا جواب بھی دیتا ہوں، لیکن وہ میری چیز کو (معمولی سمجھ کر) خاطر میں نہیں لاتے اور ناراض ہونے لگ جاتے ہیں۔ اللہ کی قسم! میں آج کے بعد قریشی، انصاری، ثقفی اور دوسی کے علاوہ کسی عرب کا کوئی ہدیہ قبول نہیں کروں گا۔''

تخريج: أخرجه البخاري في "الأدب المفرد": ٥٩٦، وعنه الترمذي: ٢/ ٣٣٠، ورواه ابوداود: ٣٥٣٧ مختصرا

شرح:...... ہدایا وتحائف کا مقصد آپس میں محبت کا فروغ ہونا چاہئے، یہ خصلت حمیدہ نہیں ہے کہ آدمی ہدیہ دے کر اس کے عوض لالچ میں پڑ جائے، اس طرح کرنے سے محبت میں اضافے کی بجائے نفرت بڑھے گی۔ بعض لوگ طبعی اور خاندانی طور پر اعلی مزاج کے مالک ہوتے ہیں، وہ گھٹیا حرکتوں سے باز رہتے ہیں، اسی چیز کو مدنظر رکھ کر آپ ﷺ نے چند ایک قبیلوں کی تعریف کی ہے۔

(٣٣٩٣)۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ عَبَسَةَ السُّلَمِيِّ، قَالَ: كَانَ يَعْرِضُ يَوْمًا خَيْلًا، وَعِنْدَهُ عُيَيْنَةُ بْنُ حَصْنِ بْنِ بَدْرِ الْفَزَارِيِّ، فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَنَا اَفْرَسُ بِالْخَيْلِ مِنْكَ۔)) فَقَالَ عُيَيْنَةُ: وَاَنَا اَفْرَسُ بِالرِّجُلِ

سیدنا عمرو بن عبسہ سلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک دن گھوڑا پیش کررہے تھے آپ کے پاس عیینہ بن حصن بن بدر فزاری تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا: ''میں تیری بہ نسبت گھوڑوں کے امور کا زیادہ ماہر ہوں۔'' عیینہ نے کہا: میں آپ کی بہ نسبت مردوں کے امور کا

مِـنْكَ۔ فَقَالَ لَـهُ النَّبِيُّ ﷺ: ((وَكَيْفَ ذَاكَ؟)) قَالَ: خَيْرُ الرِّجَالِ رَجُلًا يَحْمِلُوْنَ سُيُوْفَهُمْ عَلٰى عَوَاتِقِهِمْ، جَاعِلِيْنَ رِمَاحَهُمْ عَلٰى مَنَاسِجِ خُيُوْلِهِمْ، لَابِسُوْا الْبُرُوْدِ مِنْ اَهْلِ نَجْدٍ۔ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((كَذَبْتَ، بَلْ خَيْرُ الرِّجَالِ رِجَالُ اَهْلِ الْيَمَنِ، وَالْاِيْمَانُ يَمَانٍ اِلٰى لَخْمٍ وَجَذَامَ وَعَامِلَةَ، وَمَأْكُوْلُ حِمْيَرَ خَيْرٌ مِّنْ آكِلِهَا، وَحَضْرَمُوْتُ خَيْرٌ مِنْ بَنِي الْحَارِثِ، وَقَبِيْلَةٌ خَيْرٌ مِنْ قَبِيْلَةٍ، وَقَبِيْلَةٌ شَرٌّ مِنْ قَبِيْلَةٍ، وَاللّٰهِ مَا اُبَالِيْ اَنْ يَهْلِكَ الْحَارِثَانِ كِلَاهُمَا، لَعَنَ اللّٰهُ الْمُلُوْكَ الْاَرْبَعَةَ: جَمْدَاءَ، وَمِخْوَسَاءَ، وَمِشْرَخَاءَ، وَاَبْضَعَةَ، وَاُخْتَهُمُ الْعَمَرَّدَةَ۔)) ثُمَّ قَالَ: ((اَمَرَنِيْ رَبِّيْ عَزَّ وَجَلَّ اَنْ اَلْعَنَ قُرَيْشًا مَرَّتَيْنِ، فَلَعَنْتُهُمْ وَاَمَرَنِيْ اَنْ اُصَلِّيَ عَلَيْهِمْ، فَصَلَّيْتُ عَلَيْهِمْ مَرَّتَيْنِ۔)) ثُمَّ قَالَ: ((عُصَيَّةُ عَصَتِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ غَيْرَ قَيْسٍ وَجَعْدَةَ وَعُصَيَّةَ۔)) ثُمَّ قَالَ: ((لَاَسْلَمُ وَغِفَارُ وَمُزَيْنَةُ وَاَخْلَاطُهُمْ مِنْ جُهَيْنَةَ، خَيْرٌ مِنْ بَنِيْ اَسَدٍ وَتَمِيْمٍ وَغَطَفَانَ وَهَوَازِنَ عِنْدَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ......۔)) ثُمَّ قَالَ: ((شَرُّ قَبِيْلَتَيْنِ فِي الْعَرَبِ نَجْرَانُ وَبَنُوْ تَغْلِبَ، وَاَكْثَرُ الْقَبَائِلِ فِي الْجَنَّةِ مُذْحَجٌ وَمَأْكُوْلٌ۔))

(الصحيحة: ٢٦٠٦، ٣١٢٧)

زیادہ ماہر ہوں۔ نبی کریم ﷺ نے اس سے پوچھا: ''وہ کیسے؟'' اس نے کہا: نجدی لوگ سب سے بہتر ہیں انھوں نے اپنی تلواریں اپنے کندھوں پر اٹھا رکھی ہیں، اپنے نیزوں کو اپنے گھوڑوں پر سجا رکھا ہے اور دھاری دار چادریں زیب تن کر رکھی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تو نے خلاف حقیقت بات کی ہے، یمنی لوگ سب سے بہتر ہیں، ایمان تو یمنی قبائل: لخم، جذام اور عاملہ میں پایا جاتا ہے، حمیر کا ماکول قبیلہ آکل سے بہتر ہے اور حضر موت، بنو حارث سے بہتر ہے (اور ایسے ہوتا رہتا ہے کہ) ایک قبیلہ دوسرے کی بہ نسبت اچھا ہوتا ہے اور ایک قبیلہ دوسرے کی بہ نسبت برا ہوتا ہے۔ اللہ کی قسم! مجھے حارث کے دونوں قبائل کے ہلاک ہو جانے کی کوئی پروا نہیں۔ اللہ تعالی نے ان چار بادشاہوں پر لعنت کی ہے: جمداء، مخوساء، مشرخاء، ابضعہ اور ان کی بہن عمردہ۔'' پھر آپ نے فرمایا: ''میرے ربّ نے مجھے حکم دیا کہ میں قریشیوں پر دو دفعہ لعنت کروں اور پھر مجھے حکم دیا کہ میں ان کے لیے دعائے رحمت کروں، سو میں نے ان کے حق میں دو دفعہ دعائے رحمت کی۔'' پھر آپ نے فرمایا: ''عصیہ، قیس اور جعدہ قبیلوں نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی۔'' پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت والے دن اللہ تعالی کے ہاں اسلم، غفار، مزینہ اور ان کے جہینہ سے ملے جلے قبائل ان قبائل سے بہتر ہوں گے: بنو اسد، تمیم، غطفان اور ہوازن۔'' پھر فرمایا: ''نجران اور بنو تغلب عرب کے بدترین قبائل ہیں اور (دوسرے قبائل کی بہ نسبت) مذحج اور ماکول قبیلوں کی تعداد سب سے زیادہ جنت میں جائے گی۔''

٢٦٠٦:تخريج: أخرجه الامام أحمد: ٤/ ٣٨٧

٣١٢٧:تخريج: أخرجه الأمام أحمد: ٤/ ٣٨٧، والسياق له، والحاكم: ٤/ ٨١، وأخرج النسائی فی "السنن الكبرى": ٥/ ٩٢/ ٨٣٥١ الجملة الاخيره منه دون قوله: ((ومأكول......))

(٣٣٩٤)۔ عَنْ اَنَسٍ مَرْفُوْعًا: ((لَاَسْلَمُ وَغِفَارٌ وَرِجَالٌ مِنْ مُزَيْنَةَ وَ جُهَيْنَةَ خَيْرٌ مِنَ الْحَلِيْفَيْنِ، غَطَفَانَ وَ بَنِيْ عَامِرِ بْنِ صَعْصَعَةَ۔)) قَالَ: فَقَالَ عُيَيْنَةُ بْنُ بَدْرٍ: وَاللّٰهِ! لَاَنْ اَكُوْنَ فِيْ هٰؤُلَاءِ فِيْ النَّارِ۔ يَعْنِيْ: غَطْفَانَ وَبَنِيْ عَامِرٍ۔ اَحَبَّ اِلَيَّ مِنْ اَنْ اَكُوْنَ فِيْ هٰؤُلَاءِ فِيْ الْجَنَّةِ۔

(الصحيحة :٣٢١٢)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اسلم، غفار، مزینہ قبیلے کے آدمی اور جہینہ ان دو حلیف قبائل سے بہتر ہیں: غطفان اور بنو عامر بن صعصعہ۔'' عیینہ بن بدر نے کہا: اللہ کی قسم! غطفان اور بنو عامر کے ساتھ آگ میں جانا دوسروں کے ساتھ جنت میں رہنے سے مجھے زیادہ پسند ہے۔

تخريج: أخرجه البزار: ٣/ ٣٠٨/ ٢٨١٤

شرح:...... جہاں اول الذکر قبائل کو اسلام میں سبقت نصیب ہوئی، وہاں یہ خوبصورت انداز میں احکام شریعت کی پیروی کرنے والے بھی تھے۔

نخع قبیلے کی فضیلت

(٣٣٩٥)۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: ((شَهِدْتُّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَدْعُوْ لِهٰذَا الْحَيِّ مِنَ النَّخْعِ، اَوْقَالَ: يُثْنِيْ عَلَيْهِمْ، حَتّٰى تَمَنَّيْتُ اَنِّيْ رَجُلٌ مِنْهُمْ۔)) (الصحيحة:٣٤٣٥)

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے میری موجودگی میں نخع قبیلے کے لیے دعا کی اور ان کی (اس انداز میں) تعریف کی کہ میں نے چاہا کہ میں بھی اس قبیلے کا فرد ہوتا۔

تخريج: أخرجه الأمام أحمد: ١/ ٤٠٣، والبزار: ٤/ ٢٣٥/ ١٨٤٨، والطبرانی فی "المعجم الكبير": ١٠/ ١٦٣/ ١٠٢١٢

قبیلہ حضرموت کی فضیلت

(٣٣٩٦)۔ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((حَضْرَمُوْتَ خَيْرٌ مِّنْ بَنِيْ الْحَارِثِ۔)) (الصحيحة: ٣٠٥١)

ابن شہاب سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''حضرموت، بنو حارث سے بہتر ہے۔''

تخريج: أخرجه ابن عبدالحكم في "فتوح مصر": صـ ١٢٤، وأخرجه احمد: ٤/ ٣٨٧ موصولا من

حديث عمرو بن عبسة مرفوعا، والحاكم: ٤/ ٨١

قبیلہ عبدالقیس کی فضیلت

(٣٣٩٧)۔ عَنِ ابْنَ عَبَّاسٍ مَرْفُوْعًا: ((خَيْرُ اَهْلِ الْمَشْرِقِ عَبْدُ الْقَيْسِ، اَسْلَمَ النَّاسُ كَرْهًا، وَاَسْلَمُوْا طَائِعِيْنَ۔)) (الصحيحة:١٨٤٣)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اہل مشرق میں سے بہترین قبیلہ عبد القیس ہے، (کیونکہ دوسرے) لوگوں نے مجبوراً اسلام قبول کیا اور انھوں نے برضا ورغبت۔''

تخريج: أخرجه ابن حبان: ٢٣٠١، والطبراني: رقم ١٢٩٧٠، والبزار كما في "المجمع": ١٠/ ٤٩، ولكن ليس عند الطبراني والبزار الشطر الثاني منه

ازدی لوگوں کی فضیلت

(٣٣٩٨)۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعًا: ((نِعْمَ الْقَوْمُ الْاَزْدُ، طَيِّبَةٌ اَفْوَاهُهُمْ، بَرَّةٌ أَيْمَانُهُمْ، نَقِيَّةٌ قُلُوْبُهُمْ۔)) (الصحيحة: ١٠٣٩)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ازدی لوگ بہترین قوم ہیں، وہ شیریں زبان، قسمیں پوری کرنے والے اور صاف دل ہیں۔''

تخريج: أخرجه أحمد: ٢/ ٣٥١، ورواه ابن وهب في "الجامع" دون قوله ((برة أيمانهم))

شرح:...... آپ ﷺ کی مراد ''ازدشنوءۃ'' تھی، یہ ایک یمنی قبیلہ تھا اور ازد بن غوث بن لیث کی اولاد تھے۔

سیدنا دحیہ رضی اللہ عنہ حضرت جبریل علیہ السلام کے مشابہ تھے

(٣٣٩٩)۔ عَنِ ابْنِ شُهَابٍ مُرْسَلاً: ((أَشْبَهُ مَارَأَيْتُ بِجِبْرَائِيْلَ دِحْيَةُ الْكَلْبِيُّ۔)) (الصحيحة: ١١١١)

ابن شہاب مرسلاً بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''میں نے جبریل کے سب سے زیادہ مشابہ دحیہ کلبی کو پایا۔''

تخريج: أخرجه ابن سعد: ٤/ ٢٥٠

شرح:...... حضرت جبریل علیہ السلام جب انسانی شکل میں نبی کریم ﷺ کے پاس آتے تھے تو ان کی شکل وصورت صحابیٔ رسول سیدنا دحیہ رضی اللہ عنہ سے ملتی جلتی تھی۔

بعد میں آنے والے فرزندان امت کی آپ ﷺ سے شدید محبت

(٣٤٠٠)۔ عَنْ أَبِيْ ذَرٍّ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَشَدُّ أُمَّتِيْ لِيْ حُبًّا قَوْمٌ يَكُوْنُوْنَ أَوْ يَخْرُجُوْنَ بَعْدِيْ يَوَدُّ أَحَدُهُمْ أَنَّهُ

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میری امت میں سے مجھ سے سب سے زیادہ محبت کرنے والے وہ لوگ ہوں گے جو میرے بعد پیدا ہوں گے،

أَعْطَى أَهْلَهُ وَمَالَهُ وَأَنَّهُ رَآنِي۔))

(الصحيحة: ١٤١٨)

ان میں سے ہر ایک چاہے گا کہ مجھے دیکھنے کے لیے اپنے اہل وعیال اور مال ومنال قربان کر دے۔''

تخريج: أخرجه أحمد: ٥/ ١٥٦و ١٧٠

شــــرح:...... آپ ﷺ کی وفات کے بعد پیدا ہونے والے بعض فرزندانِ امت کے قابل قدر جذبات کا اظہار کیا گیا ہے، ہم بھی اس حدیث کا مصداق بن سکتے ہیں، اللہ تعالی توفیق عطا فرمائے۔

(٣٤٠١)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ أُنَاسًا مِنْ أُمَّتِي يَأْتُوْنَ بَعْدِيْ يَوَدُّ أَحَدُهُمْ لَوِ اشْتَرٰى رُؤْيَتِيْ بِأَهْلِهِ وَمَالِهِ۔))

(الصحيحة: ١٦٧٦)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میری امت میں میرے بعد ایسے لوگ بھی آئیں گے، کہ جن کی چاہت یہ ہوگی کہ وہ اپنے اہل وعیال اور مال ومنال کا فدیہ دے کر میری زیارت کر لیں۔''

تخريج: أخرج الحاكم: ٤/ ٨٥، وأخرجه مسلم: ٨/ ١٤٥ بلفظ: ((من أشد لي حبا ناس يكونون بعدي، يود احدهم لو رآني بأهله وماله۔)) وتقدم في الصحيحة برقم: ١٤١٨

شرح:...... اس حدیث میں ان لوگوں کو سراہا گیا ہے جو آپ ﷺ کی وفات کے بعد مشرف بہ اسلام ہوں گے اور آپ ﷺ کے دیدار کے شدید خواہش مند ہوں گے، ہم بھی زمانہ کے اعتبار سے ایسے لوگوں میں شمار ہوتے ہیں، اللہ تعالی ہمیں سچا محبِ رسول بنا دے۔

سیدنا عبد اللہ بن ارقم رضی اللہ عنہ کی فضیلت

(٣٤٠٢)۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: أَتَى النَّبِيَّ ﷺ كِتَابُ رَجُلٍ فَقَالَ لِعَبْدِاللّٰهِ بْنِ الْأَرْقَمِ: ((أَجِبْ عَنِّيْ۔)) فَكَتَبَ جَوَابَهُ ثُمَّ قَرَأَهُ عَلَيْهِ فَقَالَ: ((أَصَبْتَ وَأَحْسَنْتَ، اَللّٰهُمَّ وَفِّقْهُ۔)) فَلَمَّا وُلِّيَ عُمَرُ كَانَ يُشَاوِرُهُ۔

(الصحيحة:٢٨٣٨)

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کو ایک آدمی کا خط موصول ہوا، آپ نے عبد اللہ بن ارقم کو حکم دیا کہ: ''میری طرف سے جواب دو۔'' انھوں نے جواب لکھا اور آپ ﷺ کو پڑھ کر سنایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو نے بہت خوب جواب لکھا ہے، اے اللہ! (عبد اللہ) کو توفیق عطا فرما۔'' جب حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو ان سے مشورہ کیا کرتے تھے۔

تخريج: أخرجه الحاكم في"المستدرك": ٣/ ٣٣٥

شــرح:...... سیدنا عبد اللہ بن ارقم رضی اللہ عنہ کی سعادت بھی مسلّم ہے، لیکن خلیفۂ رسول سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے انتخاب کا معیار قابل غور ہے، کہ انھوں نے کس فرد کو مشاورت کے لیے منتخب کیا، اس کو کہ نبی کریم ﷺ نے جس کی

اصابت و درستی کی تعریف کرتے ہوئے اس کے لیے فقاہت میں اضافے کی دعا کی۔ بس یہی خوبیاں تھیں کہ اسلام نے سیدنا فاروق کو اپنا محسن تسلیم کیا۔ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَاَرْضَاهُ۔

سیدنا ابو دحداح رضی اللہ عنہ کی نفع بخش تجارت

(٣٤٠٣)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّ رَجُلاً قَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّ لِفُلَانٍ نَخْلَةً، وَأَنَا أُقِيْمُ نَخْلِيْ بِهَا، فَمُرْهُ أَنْ يُعْطِيَنِي إِيَّاهَا حَتّٰى أُقِيْمَ حَائِطِيْ بِهَا فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَعْطِهَا إِيَّاهُ بِنَخْلَةٍ فِي الْجَنَّةِ۔)) فَأَبٰى، وَأَتَاهُ أَبُو الدَّحْدَاحِ فَقَالَ: بِعْنِيْ نَخْلَكَ بِحَائِطِيْ، قَالَ: فَفَعَلَ، قَالَ: فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنِّيْ قَدِ ابْتَعْتُ النَّخْلَةَ بِحَائِطِيْ، فَاجْعَلْهَا لَهُ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((كَمْ مِنْ عِذْقٍ دَوَّاحٍ لِأَبِي الدَّحْدَاحِ فِي الْجَنَّةِ۔)) مِرَارًا۔ فَأَتَى امْرَأَتَهُ فَقَالَ: يَاأُمَّ الدَّحْدَاحِ! اُخْرُجِيْ مِنَ الْحَائِطِ فَإِنِّيْ بِعْتُهُ بِنَخْلَةٍ فِي الْجَنَّةِ فَقَالَتْ: قَدْ رَبِحْتَ الْبَيْعَ أَوْ كَلِمَةً نَحْوَهَا۔

(الصحيحة: ٢٩٦٤)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! (فلاں مقام پر) فلاں آدمی کی کھجور ہے، میں بھی اس کے ساتھ کھجوریں لگا رہا ہوں، آپ اسے کہیں کہ وہ کھجور مجھے دے دے تاکہ میں اپنے باغ کی دیوار بنا سکوں۔ آپ ﷺ نے اسے فرمایا: ''وہ کھجور اسے دے دے، تجھے اس کے عوض جنت میں کھجور ملے گی۔'' لیکن اس نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا۔ ابو دحداح اس کے پاس پہنچے اور کہا کہ کھجور کا درخت مجھے میرے باغ کے بدلے فروخت کر دے، اس نے ایسے ہی کیا۔ ابو دحداح آپ ﷺ کے پاس آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے فلاں کھجور کا درخت اپنے باغ کے عوض خرید لیا ہے، اب آپ یہ درخت اُس (ضرورت مند) آدمی کو دے دیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ابو دحداح کے لیے جنت میں کئی بڑے بڑے اور لمبے لمبے کھجوروں کے گچھے ہیں۔'' آپ ﷺ نے یہ جملہ کئی دفعہ دوہرایا۔ ابو دحداح اپنی بیوی کے پاس آئے اور کہا: اے ام دحداح! باغ سے نکل جا، میں نے اسے جنت کے کھجور کے درخت کے عوض فروخت کر دیا ہے۔ اس نے کہا: تو نے تو نفع مند تجارت کی ہے۔

تخريج: أخرجه أحمد: ٣/ ١٤٦، وابن حبان: ٢٢٧١۔ موارد، والطبراني في "المعجم الكبير": ٢٢/ ٣٠٠/ ٧٦٣، والحاكم: ٢/ ٢٠، ومن طريقه البيهقي: ٣/ ٢٤٩/ ٣٤٥١، والضياء المقدسي في "المختارة": ١/ ٥١٥

شرح:...... سبحان اللہ! ابو دحداح رضی اللہ عنہ کی رغبت اور ام دحداح کی مدح سرائی۔ ایسے جوڑے ہوں تو جنت میں جانا آسان ہو جاتا ہے۔

بغیر حساب وکتاب کے داخل ہونے والے فرزندانِ امت

(٣٤٠٤)۔ عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أُعْطِيْتُ سَبْعِيْنَ أَلْفًا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ ، وُجُوْهُهُمْ كَالْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ ، وَقُلُوْبُهُمْ عَلٰى قَلْبِ رَجُلٍ وَاحِدٍ فَاسْتَزَدْتُ رَبِّي عَزَّوَجَلَّ فَزَادَنِي مَعَ كُلِّ وَاحِدٍ سَبْعِيْنَ أَلْفًا۔)) قَالَ أَبُوْ بَكْرٍ: فَرَأَيْتُ أَنَّ ذٰلِكَ آتٍ عَلٰى أَهْلِ الْقُرٰى ، وَمُصِيْبٌ مِنْ حَافَّاتِ الْبَوَادِي۔ (الصحيحة: ١٤٨٤)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میری امت کے ستر ہزار افراد بغیر حساب کے جنت میں داخل ہوں گے، ان کے چہرے بدر والی رات کے چاند کی طرح چمکتے ہوں گے اور ان کے دل ایک انسان کے دل کی مانند ہوں گے۔ جب میں نے اپنے ربّ سے مزید مطالبہ کیا تو اس نے ہر ایک کے ساتھ مزید ستر ہزار افراد کا اضافہ کر دیا۔'' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: میرا خیال ہے کہ یہ چیز بستیوں والوں پر آئے گی اور دیہاتوں کے کناروں تک جا پہنچے گی۔

تخريج: أخرجه أحمد: ١/ ٦

شرح:...... اس حدیث کے مطابق چار عرب، نوے کروڑ اور ستر ہزار (٤،٩٠،٠٠،٧٠،٠٠٠) افراد حساب وکتاب کے بغیر جنت میں داخل ہوں گے۔ (سبحان اللہ) یہ کون لوگ ہیں؟ ان کی صفات کیا ہیں؟ سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھ پر سابقہ امتیں پیش کی گئیں، ....۔ پس میں نے ایک بہت بڑا لشکر دیکھا، جبریل نے مجھے کہا: یہ آپ کی امت ہے اور ان کے سامنے جو ستر ہزار افراد ہیں، ان کا کوئی حساب وکتاب نہیں ہے۔ میں نے کہا: اس کی کیا وجہ ہے؟ اس نے کہا: یہ وہ لوگ ہیں، جو نہ داغ لگواتے ہیں، نہ دم کرواتے ہیں، نہ برا شگون لیتے ہیں اور اپنے ربّ پر توکل کرتے ہیں۔'' (بخاری: ٦٥٤١، مسلم: ٢٢٠)

ہماری شریعت میں دم کروانا، زخم پر داغ لگانا اور علاج کروانا جائز ہے، لیکن توکل کی اعلی قسم یہ ہے کہ ان سے بھی گریز کرتے ہوئے معاملے کو اللہ تعالی کے سپرد کر دیا جائے۔ یعنی جس نے بیماری لگائی، وہی دور کرے گا۔

(٣٤٠٥)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعًا: ((سَأَلْتُ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ الشَّفَاعَةَ لِأُمَّتِي ، فَقَالَ لِي: لَكَ سَبْعُوْنَ أَلْفًا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ ، فَقُلْتُ: يَا أَللّٰهُ زِدْنِي ، فَقَالَ: فَإِنَّ لَكَ هٰكَذَا ، فَحَثَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَعَنْ يَمِيْنِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ۔)) (الصحيحة: ١٨٧٩)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے اللہ تعالی سے اپنی امت کے حق میں سفارش کرنے کا سوال کیا۔ اللہ تعالی نے مجھے کہا: تیری امت کے ستر ہزار آدمی بغیر حساب کے جنت میں داخل ہوں گے۔ میں نے کہا: اے اللہ! میرے لیے اضافہ فرما۔ اللہ تعالی نے کہا: تجھے اتنے اور عطا کر دیتا ہوں۔'' پھر آپ ﷺ نے اپنے سامنے سے، دائیں جانب سے اور بائیں جانب سے چلو بھر کر (تمثیل پیش کی)۔

تخریج: رواه البغوي في "حديث علي بن الجعد": ١٢/ ١٦٦/ ٢، والآجری فی "الشريعة": صـ ٣٤٣

(٣٤٠٦)۔ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ مَرْفُوْعًا: ((صَفْوَةُ اللّٰهِ مِنْ أَرْضِهِ الشَّامِ، وَفِيْهَا صَفْوَتُهُ مِنْ خَلْقِهِ وَعِبَادِهِ، وَلَتَدْخُلَنَّ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِي ثُلَّةٌ لَا حِسَابَ عَلَيْهِمْ وَلَا عَذَابَ۔)) (الصحيحة: ١٩٠٩)

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ کی زمین میں سے اس کا انتخاب شام کی سرزمین ہے اور شام میں کئی بندگانِ خدا اللہ تعالی کے پسندیدہ لوگ ہیں اور میری امت میں ایک ایسی جماعت بھی ہے جو بغیر حساب وکتاب اور عذاب وعقاب کے جنت میں داخل ہو گی۔''

تخریج: أخرجه ابن عساكر في "تاريخ دمشق": ١/ ١٠٧ من طريق الطبراني، وهذا في "المعجم الكبير": رقم ـ ٧٧٩٦، والطبرانی: ٧٧١٨

شرح:...... حدیث میں سرزمینِ شام اور اہل شام کو سراہا گیا، ماضی میں یہ علاقہ اہل علم اور اہل تقوی لوگوں کی آماجگاہ بنا رہا۔

روزِ جمعہ کی فضیلت

(٣٤٠٧)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ ﷺ: ((أَفْضَلُ الْأَيَّامِ عِنْدَ اللّٰهِ يَوْمُ الْجُمُعَةِ۔)) (الصحيحة: ١٥٠٢)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالی کے نزدیک جمعہ کا دن سب سے افضل ہے۔''

تخریج: هكذا أورده السيوطي في "الجامع الصغير" من رواية البيهقي في "الشعب"، وأخرجه الترمذی: ٢/ ٢٣٦، واحمد: ٢/ ٤٥٧، روی مسلم: ٣/ ٦ نحوه

شرح:...... دوسری احادیث میں اس کی وجوہات وخصوصیات بھی بیان کر دی گئی ہیں، بطورِ مثال: حضرت آدم علیہ السلام کا پیدا ہونا، جنت میں داخل ہونا، وہاں سے نکلنا اور فوت ہونا اور قیامت بھی اسی دن کو بپا ہو گی۔ دوسری احادیث میں مزید فضائل اور خصوصیات بیان کی گئی ہیں۔

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں دعائے نبوی

(٣٤٠٨)۔ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي عُمَيْرَةَ الْمُزَنِيِّ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ فِي مُعَاوِيَةَ: ((اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ هَادِيًا مَّهْدِيًّا وَاهْدِهِ، وَاهْدِ بِهِ۔)) (الصحيحة: ١٩٦٩)

حضرت عبد الرحمٰن بن ابوعمیرہ مزنی سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا: ''اے اللہ! اس کو ہادی اور ہدایت یافتہ بنا دے، اس کو ہدایت دے اور اس کے ذریعے (دوسرے لوگوں کی) رہنمائی فرما۔''

تخريج: أخرجه الترقفي في "حديثه": ق- ٤٥/ ١، والبخاري في "التاريخ": ٤/ ١/ ٣٢٧، والترمذي: ٢/ ٣١٦، واحمد: ٤/ ٢١٦

(٣٤٠٩)۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَللّٰهُمَّ اَعَلِّمْ مُعَاوِيَةَ الْكِتَابَ وَالْحِسَابَ، وَقِهِ الْعَذَابَ۔)) رُوِيَ مِنْ حَدِيْثِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ وَعَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ، وَعَبْدِالرَّحْمٰنِ ابْنِ أَبِيْ عُمَيْرَةَ الْمُزَنِيِّ وَمَسْلَمَةَ بْنِ مَخْلَدٍ وَمُرْسَلِ شُرَيْحِ بْنِ عُبَيْدٍ، وَمُرْسَلِ حَرِيْزِ ابْنِ عُثْمَانَ۔ (الصحيحة: ٣٢٢٧)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ! معاویہ کو حساب و کتاب سکھا دے اور اور اس کو عذاب سے بچا۔'' یہ حدیث حضرت عرباض بن ساریہ، حضرت عبد اللہ بن عباس، حضرت عبد الرحمٰن بن ابو عمیرہ مزنی، حضرت مسلمہ بن مخلد رضی اللہ عنہم سے مروی ہے اور شریح بن عبید اور حریز بن عثمان سے مرسلاً روایت کی گئی ہے۔

تخريج: (١)۔ أما حديث العرباض: فأخرجه ابن خزيمة في "صحيحه": ١٩٣٨، وابن حبان: ٢٢٧٨، وأحمد: ٤/ ١٢٧، وفي "فضائل الصحابة": ١٧٤٨، والبزار: ٢٧٢٣، والفسوي في "التاريخ": ٢/ ٣٤٥، والحسن بن عرفة في "جزئه": ٦١/ ١٢٢، والطبراني في "المعجم الكبير": ١٨/ ٢٥١/ ٦٢٨، وابن عدي في "الكامل": ٦/ ٤٠٦ ......

(٢)۔ وأما حديث ابن عباس: فأخرجه أبوجعفر الرزاز في "حديثه": ٤/ ٩٩/ ١، وابن عدي: ٥/ ١٦٢، وابن عساكر: ١٦/ ٦٨٣

(٣)۔ وأما حديث عبدالرحمن بن أبي عميرة المزني: فأخرجه البخاري في "التاريخ": ٤/ ١/ ٣٢٧، وابن عساكر: ١٦/ ٦٨٤۔ ٦٨٦، والذهبي في "السير": ٨/ ٣٨

(٤)۔ وأما حديث مسلمة بن مخلد: فأخرجه أحمد في "الفضائل": ١٧٥٠، وكذا ابن سعد كما في "البداية": ٨/ ١٢١۔ وليس في "المجلدات المطبوعة، ولا في المجلد الذي طبع منه۔حديثا۔ كمتمم۔، وابن الجوزي في "العلل": ١/ ٢٧٢، وابن عساكر: ١٦/ ٦٨٤

(٥)۔ وأما مرسل شريح بن عبيد: فأخرجه أحمد في "الفضائل": ١٧٤٩

(٦)۔ وأما مرسل حريز بن عثمان: فأخرجه ابن عساكر: ١٦/ ٦٨٤

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں ڈانٹ ڈپٹ یا ان کی فضیلت اور اس کی حقیقت

(٣٤١٠)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بَعَثَ مُعَاوِيَةَ لِيَكْتُبَ لَهُ، قَالَ: إِنَّهُ

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے کچھ لکھوانے کے لیے انہیں بلوا

يَـأْكُلُ ، ثُمَّ بَعَثَ إِلَيْهِ فَقَالَ: إِنَّهُ يَأْكُلُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا أَشْبَعَ اللّٰهُ بَطْنَهُ۔)) (الصحيحة:٨٢)

بھیجا۔ انہوں نے کہا وہ کھانا کھا رہے ہیں۔ پھر پیغام بھیجا۔ انہوں نے کہا: وہ کھانا کھا رہے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالی اس کے پیٹ کو سیر نہ ہی کرے۔''

تخریج: رواه أبوداود الطيالسي في "مسنده": ٢٧٤٦، وأحمد: ١/ ٢٤٠ و ٢٩١ و ٣٣٥ و ٣٣٨، ومسلم في "صحيحه": ٨/ ٢٧۔

شرح:...... امام البانی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں: بعض فرقوں نے اس حدیث مبارکہ سے ناحق فائدہ اٹھاتے ہوئے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ پر طعن کرنے کی کوشش کی ہے، حالانکہ یہ ان کی دلیل نہیں بن سکتی، (کیا ایسے لوگوں کو نظر نہیں آتا کہ) یہی سیدنا معاویہ آپ ﷺ کے کاتب بھی تھے۔

حقیقت یہ ہے کہ آپ ﷺ کے ان کلمات سے مقصود بد دعا نہیں ہے، عرب لوگوں کی عادت تھی کہ وہ بغیر کسی قصد اور ارادے کے ایسے کلمات کہتے رہتے تھے، جیسے آپ ﷺ نے اپنی بیوی کو کہا: ''بانجھ اور سر منڈی''۔ اسی طرح آپ ﷺ کا فرمانا: ''تیرا ہاتھ خاک آلود ہو، تیری عمر بڑی نہ ہو۔''

اور یہ بھی ممکن ہے کہ آپ ﷺ سے یہ کلمات بشری تقاضوں کی وجہ سے صادر ہوئے ہوں، جیسا کہ آپ ﷺ نے خود وضاحت کی ہے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس دو آدمی آئے، انھوں نے آپ سے کوئی بات کی، میں نہ سمجھ سکی، آپ ﷺ غصے میں آ گئے اور ان پر لعن طعن کیا۔ جب وہ چلے گئے تو میں نے (طنزیہ انداز میں) کہا: اے اللہ کے رسول! جو بھلائی ان بے چاروں کو ملی ہے، وہ تو کسی کے حق میں نہیں آئی ہوگی؟ آپ نے پوچھا: ''وہ کیسے؟'' میں نے کہا: آپ نے ان پر لعن طعن اور سب وشتم کیا (یہ ان کی بدبختی ہے)۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ((اَوَمَا عَلِمْتِ مَاشَارَطْتُ عَلَيْهِ رَبِّيْ؟ قُلْتُ اَللّٰهُمَّ! اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ، فَاَيُّ الْمُسْلِمِيْنَ لَعَنْتُهُ اَوْ سَبَبْتُهُ، فَاجْعَلْهُ لَهُ زَكَاةً وَاَجْرًا۔)) ...... ''کیا تجھے اس شرط کا علم نہیں، جو میں نے اپنے رب سے لگائی ہے؟ میں نے کہا: اے اللہ! میں بشر ہوں، میں جس مسلمان پر لعن طعن کروں یا اسے گالی گلوچ کروں، تو تو اس چیز کو اس کے حق میں باعث تزکیہ اور باعث اجر بنا دے۔'' (صحیحہ:۸۳)

امام مسلم نے اس حدیث پر یہ باب قائم کیا: ''نبی کریم ﷺ جب کسی پر لعنت کریں یا کسی کو گالی اور بد دعا دیں اور وہ اس کا اہل نہ ہو، تو یہ اس کے لیے تزکیہ، اجر اور رحمت کا باعث ہوگی۔''

پھر انھوں نے یہ حدیث بیان کی: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کہ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا، جو انس کی ماں تھیں، کے پاس ایک یتیم بچی تھی۔ (ایک دن) آپ ﷺ نے اس بچی کو دیکھا اور پوچھا: ((آنْتِ هِيَه؟ لَقَدْ كَبُرْتِ، لَا كَبُرَ سِنُّكِ۔)) ''تو یہاں ہے؟ تو تو بڑی ہوگئی ہے، تیری عمر نہ بڑھنے پائے۔'' یہ سن کر یتیمہ روتی ہوئی اُم سلیم کے پاس پہنچی۔ ام سلیم نے پوچھا: بیٹی! کیا ہوا؟ بچی نے جواب دیا: اللہ کے نبی نے مجھے بد دعا دی ہے کہ میری عمر

نہ بڑھے یا میرا زمانہ طویل نہ ہونے پائے۔ ام سلیم نے جلدی جلدی چادر لپیٹی اور نکل پڑی، یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچ گئی۔ آپ ﷺ نے پوچھا: ''ام سلیم! تجھے کیا ہوا؟'' اس نے جواب دیا: اے اللہ کے نبی! کیا آپ نے میری یتیمہ کو بد دعا دی ہے؟ آپ ﷺ نے پوچھا: ''وہ کون سی (ذرا وضاحت کرو)؟'' اس نے کہا: میری یتیمہ کہتی ہے کہ آپ نے اسے اس کی عمر بڑی نہ ہونے یا اس کا زمانہ طویل نہ ہونے کی بد دعا دی ہے۔ (یہ سن کر) آپ ﷺ مسکرائے اور فرمایا: ((يَا أُمَّ سُلَيْمٍ! أَمَا تَعْلَمِيْنَ أَنَّ شَرْطِيْ عَلٰى رَبِّيْ أَنِّيْ اِشْتَرَطْتُ عَلٰى رَبِّيْ فَقُلْتُ: إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ أَرْضٰى كَمَا يَرْضَى الْبَشَرُ، وَأَغْضَبُ كَمَا يَغْضَبُ الْبَشَرُ، فَأَيُّمَا أَحَدٍ دَعَوْتُ عَلَيْهِ مِنْ أُمَّتِيْ بِدَعْوَةٍ لَّيْسَ لَهَا بِأَهْلٍ، أَنْ يَّجْعَلَهَا لَهُ طَهُوْرًا وَزَكَاةً وَّقُرْبَةً يُقَرِّبُهُ بِهَا مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ؟۔)) ''ام سلیم! کیا تجھے علم نہیں ہے کہ میں نے اپنے ربّ سے شرط لگائی کہ میں بشر ہوں، عام دوسرے انسانوں کی طرح خوش بھی ہوتا ہوں اور ناراض بھی۔ سو میں جس امتی پر ایسی بد دعا کر دوں جس کا وہ حقدار نہ ہو تو وہ (اللہ میری امتی) کے حق میں اس بد دعا کو پاک کرنے والی، اس کا تزکیہ کرنے والی اور اسے روزِ قیامت اپنے قریب کر دینے والی بنا دے؟'' (صحیحہ:۸۴)

پھر امام مسلم نے باب کے آخر میں سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ والی یہی حدیث ذکر کر کے یہ اشارہ دیا کہ جس طرح یتیمہ کے حق میں آپ ﷺ کی بد دعا باعثِ تزکیہ وقربت ثابت ہوئی، یہی معاملہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہوگا۔ امام نووی نے شرح مسلم میں کہا:

آپ ﷺ کا سیدنا معاویہ کو بد دعا دینا، اس کے دو جواب ہو سکتے ہیں:

(۱) یہ کلمات بغیر کسی قصد کے آپ ﷺ کی زبان پر جاری ہو گئے۔

(۲) ان کی تاخیر کی وجہ سے یہ کلمات ان کو بطورِ سزا کہے گئے۔ امام مسلم یہ سمجھے کہ حقیقت میں سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ اس بد دعا کے مستحق نہ تھے، اس لیے انھوں نے اس حدیث کو اس باب میں داخل کیا ہے اور دوسروں نے تو اس حدیث سے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت ثابت کی ہے، کیونکہ یہ ان کے حق میں آپ ﷺ کی دعا بن جائے گی۔

حافظ ذہبی نے (سیر اعلام النبلاء: ۹/ ۱۷۱/ ۲) میں اسی معنی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا: یہ کہنا ممکن ہے کہ اس حدیث میں سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی منقبت اور فضیلت بیان کی گئی ہے، کیونکہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ! میں جس پر لعنت کروں یا گالی دوں، تو اسے اس کے لیے تزکیہ ورحمت کا باعث بنا دے۔ (صحیحہ: ۸۲)

سیدنا حذیفہ اور ان کی ماں رضی اللہ عنہما کے لیے دعائے مغفرت

(۳۴۱۱)۔ عَنْ حُذَيْفَةَ، قَالَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَصَلَّيْتُ مَعَهُ الْمَغْرِبَ فَلَمَّا فَرَغَ صَلّٰى، فَلَمْ يَزَلْ يُصَلِّيْ حَتّٰى صَلَّى الْعِشَاءَ

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نبی کریم ﷺ کے پاس آیا، آپ ﷺ کے ساتھ نمازِ مغرب پڑھی، جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو عشا کی نماز تک (نفلی)

ثُمَّ خَرَجَ، فَتَبِعْتُهُ قَالَ: ((مَنْ هٰذَا؟)) قُلْتُ: حُذَيْفَةُ، قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحُذَيْفَةَ وِلِأُمِّهِ۔)) (الصحيحة: ٢٥٨٥)

نماز پڑھتے رہے، جب نمازِ عشا سے فارغ ہو کر نکلے تو میں بھی آپ ﷺ کے پیچھے ہو لیا۔ آپ ﷺ نے پوچھا: ''یہ کون ہے؟'' میں نے کہا: حذیفہ۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ! حذیفہ اور اس کی ماں کو بخش دے۔''

تخريج: رواه ابن أبي الدنيا في "التهجد": ٢/ ٦٠، وابن عساكر: ٤/ ١٤٧/ ٢، وهو في "المسند": ٥/ ٣٩١ أتم منه، ورواه الترمذي في "المناقب": ٩/ ٣٣٨/ ٣٧٨٣ مختصرا

امت مسلمہ کے لیے دعائے مغفرت

(٣٤١٢)۔ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: لَمَّا رَأَيْتُ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ طِيْبَ النَّفْسِ، قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اُدْعُ اللّٰهَ لِيْ، قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِعَائِشَةَ مَاتَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهَا وَمَاتَأَخَّرَ، وَمَا أَسَرَّتْ وَمَاأَعْلَنَتْ۔)) فَضَحِكَتْ عَائِشَةُ حَتّٰى سَقَطَ رَأْسُهَا فِيْ حِجْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنَ الضَّحْكِ فَقَالَ: ((أَيَسُرُّكِ دُعَائِيْ؟)) فَقَالَتْ: وَمَالِيْ لَايَسُرُّنِيْ دُعَاؤُكَ؟ فَقَالَ: ((وَاللّٰهِ إِنَّهَا لَدَعْوَتِيْ لِأُمَّتِيْ فِيْ كُلِّ صَلَاةٍ۔)) (الصحيحة:٢٢٥٤)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرحان و شاداں دیکھ کر کہا کہ اے اللہ کے رسول! میرے لیے اللہ تعالی سے دعا کر دیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ! عائشہ کے پہلے اور پچھلے اور اعلانیہ اور مخفی (سب) گناہ بخش دے۔'' (خوشی سے) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ہنسنا شروع کر دیا، یہاں تک کہ ان کا سر رسول اللہ ﷺ کی گودی میں جا پڑا۔ آپ ﷺ نے پوچھا: ''کیا تجھے میری دعا نے خوش کر دیا ہے؟'' انھوں نے کہا: بھلا مجھے آپ کی دعا خوش کیوں نہ کرے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کی قسم! میں ہر نماز میں اپنی امت کے لیے یہ دعا کرتا ہوں۔''

تخريج: أخرجه أخرجه البزار في "مسنده":٢٦٥٨، كشف الأستار

شرح:...... ہم اللہ تعالی سے دعا گو ہیں کہ وہ ہمیں آپ ﷺ کی دعاؤں کا حقدار بنا دے۔ (آمین)

سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی فضیلت

(٣٤١٣)۔ عَنْ عَائِشَةَ بِنْتِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيْهَا: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ بَيْنَ يَدَيْهِ طَعَامٌ، فَقَالَ: ((اَللّٰهُمَّ! سُقْ إِلٰى هٰذَا الطَّعَامِ عَبْدًا تُحِبُّهُ وَيُحِبُّكَ فَطَلَعَ سَعْدُ بْنُ أَبِيْ وَقَاصٍ۔)) (الصحيحة: ٣٣١٧)

عائشہ بنت سعد اپنے باپ سے بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے سامنے کھانا پڑا تھا، آپ نے فرمایا: ''اے اللہ! کسی ایسے آدمی کو اس کھانے کی طرف لے آ، جس سے تو محبت کرتا ہو اور وہ تجھ سے محبت کرتا ہو۔'' اتنے میں حضرت سعد بن ابو وقاص رضی اللہ عنہ آ گئے۔

تخريج: أخرجه البزار في "البحر الزخار": ٤/ ٤٦/ ١٢١٠

شرح:...... معلوم ہوا کہ سعد بن ابو وقاص رضی اللہ عنہ اللہ تعالی کے محب بھی ہیں اور محبوب بھی۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے لیے دعائے نبوی

(٣٤١٤)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّهُ سَكَبَ لِلنَّبِيِّ ﷺ وَضُوْءً عِنْدَ خَالَتِهِ مَيْمُوْنَةَ، فَلَمَّا خَرَجَ قَالَ: ((مَنْ وَضَعَ لِي وَضُوْئِي؟)) قَالَتْ: اِبْنُ أُخْتِي يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ! فَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ وَعَلِّمْهُ التَّاوِيْلَ.)) (الصحيحة: ٢٥٨٩)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے (ایک برتن میں) نبی کریم ﷺ کے لیے وضو کا پانی بھر کر رکھا، جبکہ آپ میری خالہ میمونہ کے گھر تھے۔ جب آپ باہر تشریف لائے تو پوچھا: ''وضو کے لیے پانی کس نے رکھا ہے؟'' خالہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرے بھانجے نے رکھا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ! اس کو دین میں فقاہت عطا فرما اور تفسیر (قرآن) سکھا دے۔''

تخريج: أخرجه الطبراني: ٣/ ١٦٤/ ٢، وعنه أبو على الصواف في" الفوائد": ٣/ ١٦٦، ورواه الضياء في "المختارة": ٢٢٦/ ٢، واحمد: ١/ ٢٦٦، قصدنا من هذا الحديث لفظ ((علمه التأويل))، وأما قوله: ((فقهه في الدين)) فقد أخرج في "الصحيحين"

شرح:...... جب سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کی یہ خدمت کرنا چاہی تو ان کے سامنے تین امور تھے: (۱) وہ بیت الخلا میں پانی پہنچائیں یا (۲) آپ ﷺ کے قریب دروازے پر رکھ دیں، تاکہ آپ ﷺ وہاں سے آسانی کے ساتھ لے لیں یا (۳) کچھ بھی نہ کریں۔

غور و فکر کیا جائے تو دوسرا فیصلہ زیادہ مناسب معلوم ہوتا ہے، جسے سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے عملاً اپنایا، یہ ان کی ذہانت و ذکاوت پر دلالت کرتا ہے۔ اسی مناسبت سے آپ ﷺ نے ان کے لیے بیش قیمت دعا کی ہے۔

سیدنا جعفر اور سیدنا زید رضی اللہ عنہما کی فضیلت

(٣٤١٥)۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أُسَامَةَ عَنْ أَبِيْهِ، قَالَ: اِجْتَمَعَ جَعْفَرٌ وَعَلِيٌّ وَزَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ، فَقَالَ جَعْفَرٌ: أَنَا أَحَبُّكُمْ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَقَالَ زَيْدٌ: أَنَا أَحَبُّكُمْ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالُوْا: اِنْطَلِقُوْا بِنَا إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى نَسْأَلَهُ، فَقَالَ أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ: فَجَاءُ وْا يَسْتَأْذِنُوْنَهُ، فَقَالَ: أَخْرُجْ

محمد بن اسامہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت جعفر، حضرت علی اور حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہم جمع ہوئے، حضرت جعفر نے کہا: میں رسول اللہ ﷺ کو تم میں سے زیادہ محبوب ہوں۔ حضرت زید نے کہا: میں نبی کریم ﷺ کو تم دونوں سے بڑھ کر محبوب ہوں۔ انھوں نے کہا: چلو! رسول اللہ ﷺ کے پاس جا کر دریافت کرتے ہیں۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: وہ سب آئے،

فَانْظُرْ مَنْ هٰؤُلَاءِ؟ فَقُلْتُ: هٰذَا جَعْفَرٌ وَعَلِیٌّ وَزَیْدٌ، مَاأَقُوْلُ (أَبِیْ!) قَالَ: إِئْذَنْ لَهُمْ، وَدَخَلُوْا، فَقَالُوْا: مَنْ أَحَبُّ إِلَیْكَ؟ قَالَ: ((فَاطِمَةُ۔)) قَالُوْا: نَسْأَلُكَ عَنِ الرِّجَالِ، قَالَ: ((أَمَّا أَنْتَ يَاجَعْفَرُ فَأَشْبَهَ خَلْقُكَ خَلْقِیْ وَأَشْبَهَ خُلْقِیْ خُلْقَكَ، وَأَنْتَ مِنِّیْ وَشَجَرَتِیْ وَأَمَّا أَنْتَ يَا عَلِیُّ! فَخَتَنِیْ وَأَبُوْ وَلَدِیْ وَأَنَا مِنْكَ، وَأَنْتَ مِنِّیْ وَأَمَّا أَنْتَ يَا زَيْدُ! فَمَوْلَایَ وَمِنِّیْ وَإِلَیَّ، وَأَحَبُّ الْقَوْمِ إِلَیَّ۔))

(الصحيحة: ١٥٥٠)

آپ ﷺ سے اجازت طلب لی۔ آپ نے مجھے فرمایا: جاؤ اور دیکھو، کون ہیں؟ میں نے کہا: جعفر، علی اور زید لوگ ہیں، میرے ابا جان! میں انھیں کیا کہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ان کو اندر آنے کی اجازت دے دو۔'' وہ سب اندر آ گئے اور کہا: آپ کو سب سے زیادہ محبوب کون ہے؟ آپ نے فرمایا: فاطمہ۔ انھوں نے کہا: ہم مردوں کے بارے میں سوال کر رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''جعفر! تمھارا اخلاق میرے اخلاق کے اور تمھاری جسمانی ساخت میری جسمانی ساخت کے مشابہ ہے اور تو مجھ سے اور میرے نسب میں سے ہے۔ علی! تم میرے داماد ہو، میرے بچوں (حسن وحسین) کے باپ ہو اور تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں اور زید! تم میرے دوست ہو، تم مجھ سے ہو، میں تمھارا ذمہ دار ہوں اور تم مجھے لوگوں میں محبوب ترین ہو۔''

تخريج: أخرجه أحمد: ٥/ ٢٠٤، والبخاري في "التاريخ": ١/ ١/ ١٩، والحاكم: ٣/ ٢١٧، والطبراني في "المعجم الكبير": رقم ٣٧٨ مختصرا!

شرح:...... آپ ﷺ نے ہر ایک کو اس کا مخصوص مقام عطا کر دیا، جس کی روشنی میں ہر کوئی دوسرے سے بالاتر نظر آ رہا ہے۔

سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی فضیلت

(٢٤١٦)۔ عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَجَعَلَ النَّاسُ يَمُرُّوْنَ، فَيَقُوْلُ رَسُوْلُ اللّٰهِ: ((يَا أَبَا هُرَيْرَةَ مَنْ هٰذَا؟)) فَأَقُوْلُ: فُلَانٌ۔ فَيَقُوْلُ: ((نِعْمَ عَبْدُ اللّٰهِ فُلَانٌ۔)) وَيَمُرُّ فَيَقُوْلُ: ((مَنْ هٰذَا يَا أَبَاهُرَيْرَةَ؟)) فَأَقُوْلُ: فُلَانٌ۔ فَيَقُوْلُ: ((بِئْسَ عَبْدُ اللّٰهِ۔)) حَتّٰى مَرَّ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ، فَقُلْتُ: هٰذَا خَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ يَا رَسُوْلَ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے، لوگ آپ کے سامنے سے گزرنے لگ گئے اور آپ یوں پوچھنے لگ گئے: ''ابو ہریرہ! یہ کون ہے؟'' میں کہتا کہ یہ فلاں آدمی ہے۔ آپ فرماتے: ''وہ تو اللہ تعالیٰ کا نیک بندہ ہے۔'' اتنے میں کوئی اور گزرتا تو پوچھتے: ''ابو ہریرہ! یہ کون ہے؟'' میں کہتا کہ فلاں آدمی ہے۔ آپ فرماتے: ''وہ تو برا آدمی ہے۔'' حتی کہ سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ گزرے۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ خالد بن ولید ہیں۔ آپ

اللّٰہِ! قَالَ: ((نِعْمَ عَبْدُ اللّٰہِ خَالِدُ، سَیْفٌ مِنْ سُیُوْفِ اللّٰہِ۔)) (الصحیحة:١٢٣٧)

نے فرمایا: ''خالد اللہ تعالیٰ کا بہترین بندہ ہے، یہ تو اللہ تعالیٰ کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہے۔''

تخریج: رواہ ابن عساکر: ٥/ ٢٧٢/ ٢، ورواہ احمد: ٢/ ٣٦٠ مختصرا، لیس فیہ ((سیف من سیوف اللہ))، والترمذی: ٢/ ٣١٦

(٣٤١٧)۔ عَنْ عَبْدِالْمَلِكِ بْنِ عُمَیْرٍ، قَالَ: اِسْتَعْمَلَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ أَبَا عُبَیْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ عَلَی الشَّامِ وَعَزَلَ خَالِدَ بْنَ الْوَلِیْدِ، قَالَ: فَقَالَ خَالِدُ بْنُ الْوَلِیْدِ: بُعِثَ عَلَیْكُمْ أَمِیْنُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ: ((أَمِیْنُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ أَبُوْ عُبَیْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ۔)) فَقَالَ أَبُوْ عُبَیْدَةَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ: ((خَالِدٌ سَیْفٌ مِنْ سُیُوْفِ اللّٰہِ۔ عَزَّوَجَلَّ۔ نِعْمَ فَتَی الْعَشِیْرَةِ۔)) (الصحیحة: ١٨٢٦)

عبدالملک بن عمیر کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو شام کا گورنر بنا کر بھیجا اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو معزول کر دیا۔ حضرت خالد نے کہا: اس امت کے امین کو تمھارا امیر بنا کر بھیجا گیا ہے، میں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''اس امت کا امین ابوعبیدہ بن جراح ہے۔'' حضرت ابوعبیدہ نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''خالد، اللہ تعالیٰ کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہے اور وہ اپنے قبیلے کو بہترین نوجوان ہے۔''

تخریج: رواہ أحمد: ٤/ ٩٠، وعنه ابن عساکر: ٥/ ٢٧٢/ ١

شرح:...... سبحان اللہ! صحابہ کرام آپس میں شیر وشکر تھے، وہ ایک دوسرے کے بارے میں صاف دل تھے۔ دیکھئے کہ جب سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے بعض وجوہات کی بنا پر عظیم فاتح اور سپہ سالار سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو معزول کیا تو انھوں نے خلیفۂ وقت کے حکم پر لبیک کہتے ہوئے اپنے عہدے پر فائز ہونے والے کا کس والہانہ انداز میں استقبال کیا اور پھر انھوں نے سیدنا خالد کی عظمتوں کو کس انداز میں بیان کیا۔ یہ حقیقی محبتوں کے نتائج ہیں۔

خالد بن ولید رضی اللہ عنہ شہرۂ آفاق اور انتہائی معروف سپہ سالارِ اسلام ہیں، بلکہ یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ وہ بالعموم فتوحات کے سب سے زیادہ شہرت یافتہ سپہ سالار ہیں، ان کی یہ شہرت اور ناموری ان کے کارہائے نمایاں کا نتیجہ ہے جو انھوں نے اپنی فطری اور نہایت ممتاز خصوصیات کی بدولت انجام دیے۔ وہ بلا کے ذہین، ہوشیار اور زود فہم تھے۔ چھوٹے بڑے کل تیس معرکوں میں شریک ہوئے، نبی کریم ﷺ کی حیاتِ مبارکہ میں انھوں نے جنگوں میں ایسی بیدار مغزی، باتدبیری، منصوبہ سازی، بے باکی، دلیری اور بہادری سے کام لیا کہ آپ ﷺ نے ان کو ''اللہ کی تلوار'' کا لقب دے دیا۔

امتِ مسلمہ ضلالت پر متفق نہیں ہوسکتی

(۳٤۱۸)۔ عَنْ كَعْبِ بْنِ عَاصِمٍ الْأَشْعَرِيِّ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ: ((إِنَّ اللّٰهَ قَدْ أَجَارَ أُمَّتِي مِنْ أَنْ تَجْتَمِعَ عَلٰى ضَلَالَةٍ۔)) (الصحيحة: ۱۳۳۱)

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''اللہ تعالی نے میری امت کو ضلالت و گمراہی پر جمع ہونے سے محفوظ کر لیا ہے۔''

تخريج: رواه ابن أبي عاصم في "السنة" ۲/ ۱ و رقم ۷۹۔ منسوخة المكتب

شرح:...... جب تک دین کا قیام اللہ تعالی کو منظور رہا، اس وقت تک امتِ مسلمہ کسی ضلالت وگمراہی اور غلط فیصلے پر جمع نہیں ہوگی۔

پندرہ شعبان کی شب کی فضیلت

(۳٤۱۹)۔ عَنْ أَبِي مُوْسَى الْأَشْعَرِيِّ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ اللّٰهَ لَيَطَّلِعُ فِي لَيْلَةِ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ فَيَغْفِرُ لِجَمِيعِ خَلْقِهِ إِلَّا لِمُشْرِكٍ أَوْ مُشَاحِنٍ۔)) (الصحيحة: ۱۵٦۳)

حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک اللہ تعالی نصف شعبان کی رات کو جھانکتے ہیں اور شرک کرنے والے اور باہم بغض وعداوت رکھنے والوں کے علاوہ ساری مخلوق کو بخش دیتے ہیں۔''

تخريج: أخرجه ابن ماجه: ۱/ ٤۲۲

شرح:...... شعبان کی نصف رات کو "صلاة البراءة" یا "صلاة الالفية" یا سو(۱۰۰) رکعت نماز اور ہر رکعت میں دس بار سورۂ اخلاص پڑھنے کا اہتمام کیا جاتا ہے، عام طور پر اس رات کو چراغاں کیا جاتا ہے، پٹاخے چلائے جاتے ہیں اور اس پر فسق و فجور اور عفت وعصمت دری کی جاتی ہے، نیز اس رات کو خصوصی قیام کیا جاتا ہے اور دن کو روزہ رکھا جاتا ہے۔ اسی رات کو ہمارے ہاں شبِ براءت کہا جاتا ہے۔

مذکورہ بالا تمام امور عہدِ نبوی کے بعد کی ایجاد ہیں، سب سے پہلے اس رات کو نماز کا اہتمام بیت المقدس میں ۴۴۸ھ میں کیا گیا۔

اس رات کی فضیلت کے بارے میں متن میں مذکورہ روایت موجود ہے، لیکن حیرانگی کی بات یہ ہے، نصف شعبان کی رات کی یہ فضیلت ہر سوموار اور جمعرات کو بھی حاصل ہے، جیسا کہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((تُعْرَضُ الْاَعْمَالُ فِي كُلِّ اِثْنَيْنِ وَ خَمِيْسٍ، فَيَغْفِرُ اللّٰهُ لِكُلِّ امْرِئٍ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا، اِلَّا امْرُءٌ كَانَتْ بَيْنَهُ وَبَيْنَ اَخِيهِ شَحْنَاءُ، فَيَقُوْلُ: أُتْرُكُوْا هٰذَيْنِ حَتّٰى يَصْطَلِحَا۔)) (مسلم) ...... ''ہر سوموار اور جمعرات کو (اللہ تعالی کے سامنے) اعمال پیش کئے جاتے ہیں، سو وہ ہر اس شخص کو معاف کر

دیتا ہے جو اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتا ہو، مگر وہ آدمی کہ اس کے اور اس کے بھائی کے مابین کوئی عداوت اور بغض ہو۔ ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ کہتا ہے: ان دونوں (کے گناہوں) کو رہنے دو، جب تک صلح نہ کر لیں۔''

لیکن کوئی آدمی سوموار اور جمعرات کو وہ اہتمام نہیں کرتا جو نصب شعبان کے موقع پر کیا جاتا ہے۔

اس حدیث کو سامنے رکھ کر ایک مسلمان کو نصب شعبان کی رات کو کیا کرنا چاہئے، ہر ایک پر عیاں ہے کہ وہ عام راتوں کی طرح نماز پڑھے اور اس حدیث کا مصداق بننے کے لیے اپنے آپ کو شرک اور باہمی بغض وعناد سے پاک کرے اور اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کرے کہ اس نے اس رات کے دوران جتنے لوگوں کی بخشش کرنی ہے، اس کا شمار بھی انہی سعادت مندوں میں ہو جائے۔

اولیاء اللہ کی صفات

بندگانِ خدا کی سب سے بڑی پہچان یہ ہے کہ وہ شرعی احکام کی پاسداری کرتے ہیں۔ صحابہ کرام، تابعین عظام، محدثین اور فقہا کی زندگیاں ہمارے سامنے ہیں، ان کی سوانح عمریوں کے ہر گوشے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ پیکرِ اخلاص تھے (ان شاء الله، والله اعلم بالسرائر)۔ بہرحال شریعت نے کچھ علامات کا بھی تعین کر دیا ہے۔ لیکن خداداد صلاحیتیں رکھنے والے خدا شناس لوگ ہی ان علامات کے مصداق کا اندازہ کر سکتے ہیں۔ مفاد پرستی، خوشامد اور جہالت جیسی وجوہات کی بنا پر عوام الناس کے انصاف کا معیار زنگ آلودہ ہو چکا ہے۔

(٣٤٢٠)۔ عَنْ أَبِي مَالِكٍ الْأَشْعَرِيِّ مَرْفُوْعًا: ((إِنَّ خِيَارَ عِبَادِ اللّٰهِ مِنْ هٰذِهِ الْأُمَّةِ الَّذِيْنَ إِذَا رُءُوْا ذُكِرَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَإِنَّ شِرَارَ عِبَادِ اللّٰهِ مِنْ هٰذِهِ الْأُمَّةِ الْمَشَّاؤُوْنَ بِالنَّمِيْمَةِ، الْمُفَرِّقُوْنَ بَيْنَ الْأَحِبَّةِ، الْبَاغُوْنَ لِلْبُرَآءِ الْعَنَتَ۔))

حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میری امت کے بہترین افراد وہ ہیں، جن کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ یاد آ جاتا ہے اور چغلخور، دوستوں میں جدائی ڈالنے والے اور بے قصور (و پاکدامن لوگوں) پر گناہوں کا الزام دھرنے والے میری امت کے بدترین افراد ہیں۔''

(الصحيحة: ٢٨٤٩)

تخريج: رواه الخرائطي في "مساوىء الأخلاق": ج ٢/ ٦/ ١

شرح:...... یقین مانیے کہ سلیم الفطرت، طاہر القلب، دنیوی آلائشوں سے پاک اور قرآن وحدیث کا مزاج سمجھنے والے لوگ نیک و بد لوگوں کو ان کے چہروں کے خطوط سے پہچان لیتے ہیں۔ دل کے نیک اور پارسا ہونے کے آثار چہروں پر عیاں ہوتے ہیں۔ قرآن وحدیث کے پابند اور اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا لحاظ کرنے والے لوگوں کو جو حسن اور نور نصیب ہوتا ہے، عام لوگ اس کو پہچاننے سے قاصر رہتے ہیں۔ حدیث کے دوسرے حصے میں چغل خوری، غیبت اور الزام لگانے کی سخت مذمت کی گئی ہے کہ ایسے لوگ اس امت کے بدترین افراد ہیں۔

(٣٤٢١)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي قَوْلِهِ: ﴿أَلَا إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ﴾ قَالَ: ((هُمُ الَّذِيْنَ يُذْكَرُ اللَّهُ لِرُؤْيَتِهِمْ۔)) (الصحيحة:١٦٤٦)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان ﴿خبردار! بیشک اللہ کے اولیا پر کوئی خوف نہ ہوگا اور نہ وہ غمزدہ ہوں گے﴾ کے بارے میں فرمایا: ''اللہ کے اولیا وہ لوگ ہیں، جنھیں دیکھ کر اللہ یاد آ جاتا ہے۔''

تخريج: رواه أبونعيم في "أخبار أصبهان": ١/ ٢٣١، والواحدي: ٥٨/ ١، والديلمي: ١/ ٢/ ٣٤١، وابن المبارك في "الزهد": رقم ٢١٧

شرح:...... متقی اور پارسا لوگوں کے چہروں پر تقوی و پارسائی کا مخصوص نور ہوتا ہے، جس کا ظاہری حسن و جمال اور وضع قطع سے کوئی تعلق نہیں ہوتا، جبکہ برے اور بدکار لوگوں کے چہروں پر نحوست، بدصورتی اور بھدا پن رقص کناں ہوتا ہے۔

بحیثیت شاعر سیدنا حسان رضی اللہ عنہ کی فضیلت

(٣٤٢٢)۔ عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَضَعُ لِحَسَّانَ مِنْبَرًا فِي الْمَسْجِدِ يَقُوْمُ عَلَيْهِ قَائِمًا يُفَاخِرُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَوْ قَالَ: يُنَافِحُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَيَقُوْلُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ اللّٰهَ يُؤَيِّدُ حَسَّانَ بِرُوْحِ الْقُدُسِ مَا نَافَحَ أَوْ فَاخَرَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ۔)) (الصحيحة: ١٦٥٧)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے لیے مسجد میں منبر رکھتے تھے، وہ اس پر کھڑے ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی برتری ثابت کرنے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دفاع کرنے میں (اشعار) پڑھتے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے: ''جب تک حسان رسول کے دفاع میں یا آپ کی برتری ثابت کرنے میں اشعار پڑھتا رہتا ہے، اللہ تعالیٰ جبریل امین کے ذریعے اس کی مدد کرتا رہتا ہے۔''

تخريج: أخرجه الترمذي: ٢/ ١٣٨، والحاكم: ٣/ ٤٨٧، وأبويعلي: ٣/ ١١٢٩، واحمد: ٦/ ٧٢

شرح:...... سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ شاعر اسلام اور شاعر رسول تھے، وہ اپنے کلام کے زور پر دشمنانِ رسول کو لاجواب کر دیتے تھے، اس سلسلے میں ان کو حضرت جبریل علیہ السلام کا تعاون بھی حاصل تھا۔

(٣٤٢٣)۔ عَنْ أَبِي سَلِمَةَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ، أَنَّهُ سَمِعَ حَسَّانَ بْنَ ثَابِتٍ الْأَنْصَارِيَّ يَسْتَشْهِدُ أَبَا هُرَيْرَةَ، أَنْشُدُكَ اللّٰهَ هَلْ سَمِعْتَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ:

ابوسلمہ بن عبد الرحمن بن عوف نے سیدنا حسان بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ سے سنا، انھوں نے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو قسم دیتے ہوئے کہا: میں تجھے اللہ کی قسم دیتا ہوں، کیا تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ فرماتے ہوئے سنا تھا: ''حسان!

((يَا حَسَّانُ! أَجِبْ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، اَللّٰهُمَّ أَيِّدْهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ۔)) قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ: نَعَمْ۔ (الصحيحة:١٩٥٤)

رسول اللہ کی طرف سے جواب دے، اے اللہ! روح القدس (جبریل امین) کے ذریعے اس کی مدد فرما۔'' سیدنا ابو ہریرہ نے کہا: جی ہاں۔

تخريج: أخرجه البخاري: ١/ ١١٦، ٧/ ١٠٩، ومسلم: ٧/ ١٦٣

(٣٤٢٤)۔ عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اُهْجُوْا قُرَيْشًا فَإِنَّهُ أَشَدُّ عَلَيْهَا مِنْ رَشْقٍ بِالنَّبْلِ۔)) فَأَرْسَلَ إِلَى ابْنِ رَوَاحَةَ فَقَالَ: ((اُهْجُهُمْ۔)) فَهَجَاهُمْ فَلَمْ يَرْضَ، فَأَرْسَلَ إِلٰى كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ، ثُمَّ أَرْسَلَ إِلٰى حَسَّانَ بْنِ ثَابِتٍ، فَلَمَّا دَخَلَ عَلَيْهِ قَالَ حَسَّانُ: قَدْ آنَ لَكُمْ أَنْ تُرْسِلُوْا إِلٰى هٰذَا الْأَسَدِ الضَّارِبِ بِذَنَبِهِ، ثُمَّ أَدْلَعَ لِسَانَهُ فَجَعَلَ يُحَرِّكُهُ، فَقَالَ: وَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَأَفْرِيَنَّهُمْ بِلِسَانِيْ فَرْيَ الْأَدِيْمِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَاتَعْجَلْ فَإِنَّ أَبَا بَكْرٍ أَعْلَمُ قُرَيْشٍ بِأَنْسَابِهَا وَإِنَّ لِيْ فِيْهِمْ نَسَباً حَتّٰى يُلَخِّصَ لَكَ نَسَبِيْ۔)) فَأَتَاهُ حَسَّانُ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَدْ لَخَّصَ لِيْ نَسَبَكَ، وَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَأَسُلَّنَّكَ مِنْهُمْ كَمَا تُسَلُّ الشَّعْرَةُ مِنَ الْعَجِيْنِ، قَالَتْ عَائِشَةُ: فَسَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ لِحَسَّانَ: ((إِنَّ رُوْحَ الْقُدُسِ لَايَزَالُ يُؤَيِّدُكَ مَانَافَحْتَ عَنِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ۔)) سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((هَجَاهُمْ حَسَّانُ فَشَفٰى وَاشْتَفٰى۔)) قَالَ حَسَّانُ:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قریش کی مذمت کرو، یہ چیز ان پر تیروں کی بوچھاڑ سے بھی گراں گزرتی ہے۔'' پھر آپ نے حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کی طرف پیغام بھیجا: ''ان کی ہجو کرو۔'' اس نے ان کے معائب و نقائص تو بیان کئے لیکن آپ خوش نہ ہوئے۔ پھر آپ نے حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کی طرف اوران کے بعد حضرت حسان بن ثابت کی طرف پیغام بھیجا۔ حسان نے آ کر کہا: اب تمھیں چاہئے کہ اس معاملے کو اس شیر کے سپرد کردو جو حملے کے لیے کمربستہ ہے، پھر انھوں نے اپنی زبان باہر نکالی، اسے حرکت دی اور کہا: اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا! میں اپنی زبان کے ذریعے ان کو چمڑے کی طرح چاک کر دوں گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جلدی نہ کرو، قریش کے نسب کو سب سے زیادہ جاننے والے ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں۔ چونکہ میرا نسب بھی ان سے ملتا ہے، اس لیے وہ پہلے تجھ پر میرے نسب کی وضاحت کریں گے۔'' حضرت حسان، حضرت ابوبکر کے پاس گئے اور واپس آ کر کہا: اے اللہ کے رسول! انھوں نے میرے لیے آپ کے نسب کی وضاحت کر دی ہے، اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے! میں آپ کے نسب کو (ہجو سے) یوں باہر نکال دوں گا جس طرح آٹے سے بال کو کھینچ لیا جاتا ہے۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو حسان کے حق میں یہ فرماتے سنا: ''روحِ قدس

هَجَوْتَ مُحَمَّدًا فَأَجَبْتُ عَنْهُ
وَعِنْدَ اللّٰهِ فِيْ ذَاكَ الْجَزَاءُ
هَجَوْتَ مُحَمَّدًا بَرًّا حَنِيْفًا
رَسُوْلَ اللّٰهِ شِيْمَتُهُ الْوَفَاءُ
فَإِنَّ اَبِيْ وَوَالِدَهٗ وَعِرْضِيْ
لِعِرْضِ مُحَمَّدٍ مِّنْكُمْ وِقَاءُ
ثَكِلْتُ بُنَيَّتِيْ إِنْ لَّمْ تَرَوْهَا
تُثِيْرُ النَّقْعَ مِنْ كَنَفَيْ كَدَاءِ
يُبَارِيْنَ الْأَعِنَّةَ مُصْعِدَاتٍ
عَلٰى أَكْتَافِهَا الْأَسَلُ الظِّمَاءُ
تَظَلُّ جِيَادُنَا مُتَمَطِّرَاتٍ
تُلَطِّمُهُنَّ بِالْخُمُرِ النِّسَاءُ
فَإِنْ أَعْرَضْتُمُوْا عَنَّا اعْتَمَرْنَا
وَكَانَ الْفَتْحُ وَانْكَشَفَ الْغِطَاءُ
وَإِلَّا فَاصْبِرُوْا لِضِرَابِ يَوْمٍ
يُعِزُّ اللّٰهُ فِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ
وَقَالَ اللّٰهُ قَدْ أَرْسَلْتُ عَبْدًا
يَقُوْلُ الْحَقَّ لَيْسَ بِهٖ خِفَاءُ
وَقَالَ اللّٰهُ قَدْ يَسَّرْتُ جُنْدًا
هُمُ الْأَنْصَارُ عُرْضَتُهَا اللِّقَاءُ
يُلَاقِيْ كُلَّ يَوْمٍ مِّنْ مَّعَدٍّ
سِبَابٌ أَوْ قِتَالٌ أَوْ هِجَاءُ
فَمَنْ يَّهْجُوْ رَسُوْلَ اللّٰهِ مِنْكُمْ
وَيَمْدَحُهٗ وَيَنْصُرُهٗ سَوَاءٌ
وَجِبْرِيْلُ رَسُوْلُ اللّٰهِ فِيْنَا
وَرُوْحُ الْقُدُسِ لَيْسَ لَهٗ كِفَاءُ

(الصحيحة: ١١٨٠)

(جبریل امین) تیری تائید کرتا رہے گا، جب تک تم اللہ اور اس کے رسول کا دفاع کرتے رہو گے۔'' وہ کہتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''حسان نے ان کی مذمت کر کے دل کو مطمئن کر دیا اور دشمن کو زیر کر دیا۔''

سیدنا حسان رضی اللہ عنہ نے کہا:

تو نے محمد (ﷺ) کی مذمت کی،

میں نے ان کی طرف سے جواب دیا

اور اللہ تعالیٰ کے ہاں اس عمل میں اجر وثواب ہے

تو نے محمد (ﷺ) کی مذمت کی، حالانکہ وہ نیک اور یکسو ہیں

وہ اللہ کے رسول ہیں، ان کی عادت وفا ہے

بیشک میرا باپ اور اس کا والد اور میری عزت

تم سے محمد (ﷺ) کی عزت کا دفاع کرنے والے ہیں

میں نے اپنے پیاروں کو گم پایا، اگر چہ تم ان (لشکروں) کو نہیں دیکھ رہے

وہ کدا میں گرد وغبار اڑاتے ہوئے آ رہے ہیں

انھوں نے لگامیں تھامی ہوئی ہیں اور وہ چڑھے آ رہے ہیں

ان کے کندھوں پر پیاسے تیر سجے ہوئے ہیں

ہمارے لشکر رواں دواں ہیں

یہ عورتیں اپنے دوپٹوں کے ساتھ ان کا مقابلہ کریں گی

اگر تم راستے سے ہٹ جاؤ تو ہم عمرہ کر لیں گے

اور اس طرح فتح ہو جائے گی اور پردہ چاک ہو جائے گا

وگرنہ اس دن کی مار پر صبر کرو

جس دن اللہ تعالیٰ اپنی مرضی کے مطابق عزتیں دے گا

اللہ نے کہا: میں نے ایک بندے کو بطورِ رسول بھیج دیا ہے

وہ حق کہتا ہے، اس میں کوئی خفا نہیں ہے

اور اللہ نے کہا کہ میں لشکر چلا لایا ہوں

وہ انصار ہیں، میں نے ان کو لڑنے کے لیے پیش کر دیا ہے

وہ ہر روز معد قبیلہ سے وصول کرتے ہیں

گالیاں، لڑائیاں اور مذمتیں
اگر تم میں سے کوئی رسول اللہ کی مذمت کرے
یا مدح کرے یا نصرت کرے، اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا
اور ہم میں جبریل اللہ تعالیٰ کا قاصد ہے
وہ روح القدس ہے، اس کا مقابلہ کرنے والا کوئی نہیں

تخریج: أخرجه مسلم: ٧/ ١٦٤، والحاكم: ٣/ ٤٨٧

(٣٤٢٥)۔ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أُتِيَ فَقِيْلَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنَّ اَبَا سُفْيَانَ بْنَ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ يَهْجُوْكَ، فَقَامَ ابْنُ رَوَاحَةَ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِيْذَنْ لِيْ فِيْهِ، فَقَالَ: اَنْتَ الَّذِيْ تَقُوْلُ: ((ثَبَّتَ اللّٰهُ......؟)) قَالَ: نَعَمْ، قُلْتُ: يَا رَسُوْلُ اللّٰهِ!

فَثَبَّتَ اللّٰهُ مَا اَعْطَاكَ مِنْ حُسْنٍ
تَثْبِيْتَ مُوْسٰى وَنَصْرًا مِثْلَ مَانُصِرُوْا

قَالَ:((وَاَنْتَ يَفْعَلُ اللّٰهُ بِكَ خَيْرًا مِثْلَ ذٰلِكَ۔)) ثُمَّ وَثَبَ كَعْبٌ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ: اِيْذَنْ لِيْ فِيْهِ: قَالَ: ((اَنْتَ الَّذِيْ تَقُوْلُ: هَمَّتْ......)) قَالَ: نَعَمْ، قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ:

هَمَّتْ سَخِيْنَةٌ اَنْ تُغَالِبَ رَبَّهَا
فَلَيُغْلَبَنَّ مُغَالِبُ الْغَلَابِ

قَالَ:((اَمَا اِنَّ اللّٰهَ لَمْ يَنْسَ لَكَ ذٰلِكَ۔)) قَالَ: ثُمَّ قَامَ حَسَّانُ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اِيْذَنْ لِيْ فِيْهِ، وَاَخْرَجَ لِسَانًا لَهُ اَسْوَدَ، فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اِيْذَنْ لِيْ اِنْ شِئْتَ

حضرت برا بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے کہا گیا: اے اللہ کے رسول! ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب آپ کی ہجو (مذمت) کر رہا ہے۔ حضرت ابن رواحہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے اس کا جواب دینے کی اجازت دیجئے، آپ ﷺ نے پوچھا: ''تم وہی ہو جو ''ثبت اللہ......'' والا شعر کہتے ہو؟'' انھوں نے کہا: جی ہاں۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول!

اللہ تعالیٰ نے آپ کو جو حسن عطا کیا ہے، وہ آپ کو اس پر برقرار رکھے
جس طرح کہ موسیٰ (علیہ السلام) کو ثابت قدم رکھا اور ایسی مدد فرمائے جس طرح کی ان کی مدد کی گئی تھی

آپ ﷺ نے فرمایا: ''اور اللہ تعالیٰ تیرے ساتھ اسی طرح کا خیر و بھلائی والا معاملہ فرمائیں گے۔'' پھر حضرت کعب رضی اللہ عنہ کود کر سامنے آئے اور کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے اس کا جواب دینے کی اجازت دیجئے۔ آپ نے پوچھا: تم وہی ہو جو ''ھمت ......'' والا شعر کہتے ہو؟'' انھوں نے کہا: جی ہاں، میں نے کہا: اے اللہ کے رسول!

قریشیوں نے ارادہ کیا کہ وہ اپنے ربّ پر غالب آ جائیں گے
بہت غالب (یعنی اللہ) کو مغلوب کرنے کی کوشش کرنے والا

أَفْرِيْتُبِهِ الْمَزَادَ فَقَالَ: ((اِذْهَبْ إِلٰى أَبِيْ بَكْرٍ لِيُحَدِّثَكَ حَدِيْثَ الْقَوْمِ وَأَيَّامَهُمْ وَأَحْسَابَهُمْ، ثُمَّ اهْجُهُمْ وَجِبْرِيْلُ مَعَكَ۔)) (الصحيحة: ١٩٧٠)

ضرور مغلوب ہوگا

آپ ﷺ نے فرمایا: ''آگاہ رہو! اللہ تعالی تمھارے اس شعر کو نہیں بھولے گا۔'' پھر حضرت حسان رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے اجازت دیجئے۔ پھر انھوں نے اپنی زبان نکالی، جس کا رنگ سیاہ تھا اور کہا: اے اللہ کے رسول! آپ مجھے اجازت دیں، اگر میں چاہوں تو ان کے (بھرم کے) مشکیزے کو چاک کردوں گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''پہلے ابوبکر کے پاس جاؤ، تاکہ وہ تجھے ان لوگوں کا قول وکردار، تاریخ وتذکرہ اور حسب ونسب پر آگاہ کرسکیں، پھر ان کی مذمت کرنا اور (یہ بھی یاد رکھو کہ) جبریل امین تمھارے ساتھ ہوں گے۔''

تخریج: أخرجه الحاکم: ٣/ ٤٨٨۔٤٨٩

شرح:...... عہد نبوی میں دشمنوں کے حوصلے پست کرنے کے لیے اشعار کے ذریعے ان کی مذمت کی جاتی تھی اور یہ شعری مجموعے ان پر قیامت بن کر برستے تھے، جیسا کہ سیدنا کعب بن مالک بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ لَكَأَنَّمَا تَنْضَحُوْنَهُمْ بِالنَّبْلِ فِيْمَا تَقُوْلُوْنَ لَهُمْ مِنَ الشِّعْرِ۔)) (صحیحہ: ١٩٤٩) ...... ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! (دشمنوں کی مذمت کرتے ہوئے) جو تم شعر کہتے ہو یہ (ان پر) تیر برسانے کی طرح ہیں۔''

''سخينة'' آٹے اور گھی یا آٹے اور کھجور سے تیار کیا جاتا ہے، قریشی لوگ اس کو اتنا زیادہ کھایا کرتے تھے، کہ ان کا نام ہی سخینہ پڑ گیا۔

سیدنا حنظلہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت

(٣٤٢٦)۔ عَنْ يَحْيَى بْنِ عِبَادِ بِنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ عِنْدَ قَتْلِ حَنْظَلَةَ بْنِ أَبِيْ عَامِرٍ بَعْدَ أَنِ الْتَقٰى هُوَ وَأَبُوْ سُفْيَانَ بْنُ الْحَارِثِ حِيْنَ عَلَاهُ شَدَّادُ بْنُ الْأَسْوَدِ بِالسَّيْفِ فَقَتَلَهُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ صَاحِبَكُمْ تُغَسِّلُهُ الْمَلَائِكَةُ۔)) فَسَأَلُوْا صَاحِبَتَهُ فَقَالَتْ: إِنَّهُ خَرَجَ لَمَّا سَمِعَ الْهَائِعَةَ وَهُوَ جُنُبٌ، فَقَالَ

یحییٰ بن عباد بن عبداللہ بن زبیر اپنے باپ سے اور وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت حنظلہ بن ابو عامر رضی اللہ عنہ اور ابوسفیان بن حارث کا مقابلہ ہوا اور شداد بن اسود نے ان کو تلوار سے قتل کر ڈالا، اس وقت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''فرشتے تمھارے ساتھی (حنظلہ) کو (جنابت والا) غسل دے رہے تھے۔'' جب صحابہ نے ان کی بیوی سے صورتحال دریافت کی تو اس نے کہا: جب گھبرا دینے والی آواز سنائی دی تو میرے خاوند (حنظلہ) جنبی تھے، لیکن انھوں نے آواز (پر لبیک کہا اور غسل کئے بغیر جہاد کے لیے) چل دیے۔ رسول

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لِـذٰلِكَ غَسَّلَتْهُ الْمَلَائِكَةُ۔)) (الصحيحة: ٣٢٦)

اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بس، اسی وجہ سے فرشتے ان کو غسل دے رہے تھے۔''

تخریج: رواه الحاكم: ٣/ ٢٠٤، البيهقي في "السنن": ٤/ ١٥، وابن حبان في "صحيحه": ٩/ ٨٤/ ٦٩٨٦

شرح:...... اسی وجہ سے سیدنا حنظلہ کو غسیل الملائکہ کہا جاتا ہے۔ دراصل رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کا حسن انجام، دنیا و ما فیہا سے بہتر ہے۔

سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی فضیلت

(٣٤٢٧)۔ قَالَ ﷺ: ((إِنَّ الْعُلَمَاءَ إِذَا حَضَرُوْا رَبَّهُمْ۔ عَزَّوَجَلَّ۔ كَانَ مُعَاذٌ بَيْنَ أَيْدِيْهِمْ رَتْوَةً بِحَجَرٍ۔)) رُوِيَ مِنْ حَدِيْثِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، وَمُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ مُرْسَلاً، وَأَبِي عَوْنٍ مُرْسَلاً أَيْضًا وَالْحَسَنِ الْبَصْرِيِّ۔ (الصحيحة:١٠٩١)

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب علما اپنے ربّ کے پاس حاضر ہوں گے تو معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ ایک پتھر کی پھینک پر ان کے آگے آگے ہوں گے۔'' یہ حدیث حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اور محمد بن کعب، ابوعون اور حسن بصری سے مرسلاً مروی ہے۔

تخريج: (١)۔ أما حديث عمر؛ فأخرجه ابن سعد في "الطبقات": ٢/ ٣٤٨، ٣/ ٥٩٠، و المحاملي في "الأمالي": ٣/ ٣٥/ ١، وابو نعيم في "الحلية": ١/ ٢٢٨

(٢)۔ وأما حديث محمد بن كعب؛ فأخرجه ابن سعد: ٢/ ٣٤٧، وأبو نعيم: ١/ ٢٢٩، ورواه الطبراني مرسلا

(٣)۔ وأما حديث أبي عون المرسل؛ فأخرجه ابن سعد: ٢/ ٣٤٧

(٤)۔ وأما مرسل الحسن البصري؛ فأخرجه ابن سعد ايضا

شرح:...... معلوم ہوا کہ حلت وحرمت سے متعلقہ شرعی احکام و مسائل کی معرفت میں سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ ممتاز مقام رکھتے ہیں کہ وہ روزِ قیامت اہل علم لوگوں کی قیادت کر رہے ہوں گے۔

(٣٤٢٨)۔ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ مَرْفُوْعًا: ((مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ اَعْلَمُ النَّاسِ بِحَلَالِ اللّٰهِ وَحَرَامِهِ۔)) (الصحيحة: ١٤٣٦)

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کے حلال کردہ اور حرام کردہ امور کو سب سے زیادہ جاننے والے معاذ بن جبل ہیں۔''

تخريج: رواه أبونعيم في "الحلية" ١/ ٢٢٨، وعنه ابن عساكر: ١٦/ ٣٠٨/ ١

برائی کا انکار کرنے والے امتیوں کی فضیلت

(٣٤٢٩)۔ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَضْرَمِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ مَنْ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ مِنْ أُمَّتِيْ قَوْمًا يُعْطَوْنَ مِثْلَ أُجُوْرِ أَوَّلِهِمْ يُنْكِرُوْنَ الْمُنْكَرَ۔)) (الصحيحة: ١٧٠٠)

حضرت عبدالرحمٰن بن حضرمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: ''میری امت میں ایسے لوگ بھی آئیں گے جنھیں پہلوں کی طرح ثواب ملے گا، (ان کی امتیازی صفت یہ ہوگی کہ) وہ برائی کا انکار کریں گے۔''

تخريج: أخرجه أحمد: ٤/ ٦٢و ٥/ ٣٧٥

شرح:...... کلی طور پر تو امت مسلمہ کے اولین، اس کے آخرین سے بہتر ہیں۔لیکن متأخرین میں بعض افراد ایسے ہوں گے، جن کا جزوی اجر وثواب پہلوں کے برابر ہوگا، کیونکہ اس حدیث میں جن لوگوں کا تذکرہ کیا گیا ہے ان کے زمانے میں برائی کا انکار کرنا دل گردے کا کام ہوگا۔

مومن کی مثال کھجور کی سی کیوں ہے؟

(٣٤٣٠)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ مِنَ الشَّجَرِ شَجَرَةً لَا يَسْقُطُ وَرَقُهَا، وَإِنَّهَا مَثَلُ الْمُسْلِمِ، فَحَدِّثُوْنِيْ مَاهِيَ؟)) فَوَقَعَ النَّاسُ فِيْ شَجَرِ الْبَوَادِيْ۔ قَالَ عَبْدُاللّٰهِ: وَوَقَعَ فِيْ نَفْسِيْ أَنَّهَا النَّخْلَةُ، فَاسْتَحْيَيْتُ ثُمَّ قَالُوْا: حَدِّثْنَا مَا هِيَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((هِيَ النَّخْلَةُ۔)) (الصحيحة: ٣٥٤٤)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایک درخت ہے، اس کے پتے نہیں جھڑتے، مومن کی مثال اس درخت کی سی ہے، مجھے بتلاؤ کہ وہ کون سا درخت ہے؟'' لوگ جنگل کے مختلف درختوں کے بارے میں غور وخوض کرنے لگ گئے۔حضرت عبد اللہ کہتے ہیں: میرا خیال تھا کہ وہ کھجور کا درخت ہے، لیکن میں بیان کرنے سے شرما رہا تھا۔ بالآخر صحابہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ خود ہی وضاحت کر دیں۔آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ کھجور کا درخت ہے۔''

تخريج:أخرجه البخاري: ٦١، ٦٢، ١٣١، ومسلم: ٨/ ١٣٧، والترمذي: ٢٨٦٧، و أحمد: ٢/ ١٢، والطبري: ١٣/ ١٣٧، والطبراني في"المعجم الكبير": ١٣٥٠٨، ١٣٥١٣، ١٣٥١٧، ١٣٥٢١

شرح:...... کھجور کے درخت کا پھل پکنے سے پہلے کئی مراحل میں کھایا جاتا ہے، اس کی گٹھلی جانوروں کے چارے میں استعمال ہوتی ہے، آجکل کہا جاتا ہے کہ کھجور کی گٹھلی دل کے مریضوں کے لیے مفید ہے، یہ پھل تیار ہونے کے بعد عرصہ دراز تک خشک کھجور کی شکل میں باقی رہتا ہے۔ یہ درخت سال کے بارہ مہینے سرسبز رہتا ہے۔اس کے پتوں سے چٹائیاں اور رسیاں بنائی جاتی ہے۔غرضیکہ کسی نہ کسی انداز میں یہ درخت فائدہ پہنچاتا رہتا ہے اور سال کے ہر موسم

میں۔ یہی مومن کی مثال ہے کہ اس کا وجود زمان ومکاں سے بالاتر ہوکر مبارک ہے، وہ ہرکس وناکس اور ادنی واعلی کے ساتھ خوش خلقی کے ساتھ پیش آتا ہے، وہ ہر ایک کے لیے مفید ثابت ہوتا ہے، کسی فرد کو اس کی وجہ سے نقصان نہیں ہوتا اور نہ کسی کو اس کے وجود سے کسی قسم کا خطرہ رہتا ہے۔ جہاں تک ممکن ہو سکے بلا امتیاز لوگوں کو فائدہ پہنچاتا ہے۔ نیز وہ ایسے انداز میں زندگی گزارتا ہے کہ لوگ اس کے مرنے کے بعد بھی اس کی زندگی سے مستفید ہوتے رہتے ہیں۔

قبیلہ مضر کی مذمت

(٣٤٣١)۔ عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ، قَالَ: اِنْطَلَقْتُ أَنَا وَعَمْرُو بْنُ صُلَيْعٍ حَتَّى أَتَيْنَا حُذَيْفَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ يَقُوْلُ: ((إِنَّ هٰذَا الْحَيَّ مِنْ مُضَرَ، لَاتَدَعُ لِلّٰهِ فِي الْأَرْضِ عَبْدًا صَالِحًا إِلَّا فَتَنَتْهُ وَأَهْلَكَتْهُ، حَتّٰى يُدْرِكَهَا اللّٰهُ بِجُنُوْدٍ مِنْ عِبَادِهِ فَيُذِلَّهَا حَتّٰى لَا تَمْنَعَ ذَنَبَ تَلْعَةٍ۔))

(الصحيحة: ٢٧٥٢)

ابو طفیل کہتے ہیں کہ میں اور عمرو بن صلیع حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے، انھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا: ''یہ مضر کا قبیلہ اللہ تعالی کے ہر بندے کو فتنے میں مبتلا کرے گا اور اس کی ہلاکت کا سبب بنتا رہے گا، حتی کہ اللہ تعالی اپنے بندوں کے لشکروں کے ذریعے اس کی اس طرح گرفت کرے گا اور اسے ایسا ذلیل کر دے گا کہ وہ کسی نالہ کی دم نہ بچا سکے گا۔''

تخريج: أخرجه أحمد: ٥/ ٣٩٠، والبزار: ٤/ ١٢٧/ ٣٣٦٠، والحاكم: ٤/ ٤٦٩۔ ٤٧٠، وابن عساكر: ٨/ ٨٠٩

شرح:...... ''حتى لا تمنع ذنب تلعة'' کا مفہوم یہ ہے کہ وہ قبیلہ ذلیل وخوار ہو جائے گا اور اس کا کوئی غمخوار نہ ہوگا۔ ''تلعة'': اوپر سے نیچے طرف پانی کے بہنے کا راستہ۔ بعض کے نزدیک اس لفظ کا اطلاق بلند اور پست زمین دونوں پر ہوتا ہے۔

سیدنا سفینہ رضی اللہ عنہ کی وجہ تسمیہ

(٣٤٣٢)۔ عَنْ سَفِيْنَةَ، قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِي سَفَرٍ، قَالَ: فَكَانَ كُلَّمَا اَعْيَا رَجُلٌ اَلْقَى عَلَيَّ ثِيَابَهُ، تُرْسًا اَوْسَيْفًا، حَتّٰى حَمَلْتُ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا كَثِيْرًا، قَالَ: فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَنْتَ سَفِيْنَةٌ۔))

(الصحيحة: ٢٩٥٩)

حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں ایک سفر میں تھے، جب کوئی آدمی تھک جاتا تو اپنے کپڑے، ڈھال اور تلوار وغیرہ مجھ پر ڈال دیتا، حتی کہ اٹھانے کے لیے مجھ پر بہت ساری چیزیں جمع ہو گئیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم تو ''سفینۃ'' (یعنی کشتی) ہو۔''

تخريج: أخرجه الحاكم: ٣/ ٦٠٦، وأحمد: ٥/ ٢٢٠، ٢٢١، ٢٢٢، والبزار: ٣/ ٢٧٠۔ ٢٧١،

والرویـانـي :ق ١٢٦/ ٢، وابن عدي: ٣/ ٤٠١، والطبراني في"المعجم الكبير": ٧/ ٩٦-٩٧، وأبو نعيم في"الحلية": ١/ ٣٦٩، وفي "المعرفة": ١/ ٣٠٠/ ٢

شرح:...... ''سفینہ'' کے معانی کشتی کے ہیں۔

سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کی فضیلت

(٣٤٣٣)۔ قَالَ ﷺ: ((اَلْعَبَّاسُ عَمُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، وَاِنَّ عَمَّ الرَّجُلِ صِنْوُ اَبِيْهِ۔)) وَرَدَ مِنْ حَدِيْثِ اَبِيْ هُرَيْرَةَ وَعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، وَالْحَسَنِ بْنِ مُسْلِمٍ الْمَكِّيِّ، وَعَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ، وَعَبْدِالْمُطَّلِبِ بْنِ رَبِيْعَةَ بْنِ الْحَارِثِ۔ (الصحيحة:٨٠٦)

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''عباس، رسول اللہ کے چچا ہیں اور چچا باپ کی ایک قسم ہے۔'' یہ حدیث حضرت ابو ہریرہ، حضرت عمر بن خطاب، حضرت حسن بن مسلم مکی، حضرت علی بن ابو طالب اور حضرت عبدالمطلب بن ربیعہ بن حارث رضی اللہ عنہم سے روایت کی گئی ہے۔

تخريج: (١) اما حديث ابی هريرة، فرواه الترمذی: ٢/ ٣٠٥، وأبوبكر الشافعي فی"الفوائد": ٣/ ٢١/ ١-٢، وأصله عند مسلم: ٣/ ٦٨

(٢)وأما حديث عمر بن خطاب؛ فأخرجه ابوبكر ايضا

(٣)وأما حديث الحسن بن مسلم المكی مرفوعا، واسناده صحيح الى الحسن، وهو تابعی ثقة

(٤)واما حديث علی؛ فأخرجه احمد: ١/ ٩٤

(٥)وأما حديث عبد المطلب بن ربيعة بن الحارث؛ فأخرجه احمد: ٤/ ١٦٥، والترمذی: ٣٧٦٢

أحمد: ٤/ ١٦٥، والترمذي: ٣٧٦٢

(٣٤٣٤)۔ عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِيْ وَقَاصٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِلْعَبَّاسِ: ((هٰذَا الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، أَجْوَدُ قُرَيْشٍ كَفًّا، وَأَوْصَلُهَا۔)) (الصحيحة: ٣٣٢٦)

سیدنا سعد بن ابو وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا: ''یہ عباس بن عبدالمطلب ہیں، قریش کے سب سے زیادہ سخی اور صلہ رحمی کرنے والے ہیں۔''

تخريج: أخرجه أحمد في"المسند": ١/ ١٨٥ و "الفضائل": ٢/ ٩٢٤/ ١٧٦٨، وعبدالله في"زوائد الفضائل": ٢/ ٩٣٨/ ١٨٠٤، والبزار في"مسنده": ٣/ ٢٤٧/ ٢٦٧٣- كشف الأستار، وأبويعلي: ٢/ ١٣٩/ ٨٢٠، والنسائي أيضا في"الفضائل": ٩٣/ ٧١، والفسوي في"المعرفة": ١/ ٥٠٢، والحاكم: ٣/ ٣٢٨، ٣٢٩، وابن عساكر في"التاريخ": ٨/ ٩٣٠

(٣٤٣٥)۔ عَنْ أُمِّ الْفَضْلِ بِنْتِ الْحَارِثِ،

حضرت ام الفضل بنت حارث رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں

قَالَتْ: بَيْنَا أَنَا مَارَّةٌ، وَالنَّبِيُّ ﷺ فِي الْحِجْرِ، فَقَالَ: ((يَا أُمَّ الْفَضْلِ!))، قُلْتُ: لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((إِنَّكِ حَامِلٌ بِغُلَامٍ.)) قَالَتْ: كَيْفَ وَقَدْ تَحَالَفَتْ قُرَيْشٌ: لَا تُوَلِّدُوْنَ النِّسَاءَ؟ قَالَ: ((هُوَ مَا أَقُوْلُ لَكِ، فَإِذَا وَضَعْتِ فَأْتِيْنِيْ بِهٖ.)) فَلَمَّا وَضَعْتُهُ أَتَيْتُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ، فَسَمَّاهُ عَبْدَاللّٰهِ، وَأَلْبَاهُ مِنْ رِيْقِهٖ، ثُمَّ قَالَ: ((اِذْهَبِيْ بِهٖ فَلَتَجِدَنَّهُ كَيِّسًا.)) قَالَتْ: فَأَتَيْتُ الْعَبَّاسَ، فَأَخْبَرْتُهُ، فَتَلَبَّسَ، ثُمَّ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ وَكَانَ رَجُلًا جَمِيْلًا، مَدِيْدَ الْقَامَةِ، فَلَمَّا رَآهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَامَ إِلَيْهِ فَقَبَّلَ بَيْنَ عَيْنَيْهِ، ثُمَّ أَقْعَدَهُ عَنْ يَمِيْنِهٖ، ثُمَّ قَالَ: ((هٰذَا عَمِّيْ، فَمَنْ شَاءَ فَلْيُبَاهِ بِعَمِّهٖ.)) فَقَالَ الْعَبَّاسُ: بَعْضَ الْقَوْلِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((وَلِمَ لَا أَقُوْلُ، وَأَنْتَ عَمِّيْ، وَبَقِيَّةُ آبَائِيْ، وَالْعَمُّ وَالِدٌ.))

(الصحيحة: ١٠٤١)

آپ ﷺ کے پاس سے گزری، جبکہ آپ حطیم میں تھے۔ آپ نے مجھے فرمایا: ''ام الفضل!'' میں نے کہا: جی ہاں، اے اللہ کے رسول!۔آپ نے فرمایا: ''تجھے تو بچے کا حمل ہو گیا ہے۔'' میں نے کہا: یہ کیسے ہو سکتا ہے، جب کہ قریشیوں نے قسمیں اٹھائی ہیں کہ عورتیں بچہ نہیں جنیں گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہی ہو گا جو میں کہہ رہا ہوں، جب بچہ پیدا ہو تو میرے پاس لے آنا۔'' جب بچہ پیدا ہوا تو وہ آپ کے پاس لے آئی، آپ نے اس کا نام عبداللہ رکھا، اسے اپنے لعاب دہن کی گھٹی دی اور فرمایا: ''لے جاؤ، تم اسے عقلمند پاؤ گی۔'' وہ کہتی ہیں: میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے پاس گئی اور ساری بات انھیں بتلا دی، انھوں نے اپنا لباس زیب تن کیا اور نبی کریم ﷺ کے پاس آ گئے، وہ خوبصورت اور دراز قد آدمی تھے۔ جب رسول اللہ ﷺ نے ان کو دیکھا تو ان کی طرف کھڑے ہوئے، ان کی پیشانی پر بوسہ دیا اور انھیں اپنی دائیں جانب بٹھا دیا، پھر فرمایا: ''یہ میرا چچا ہے، جو چاہتا ہے وہ اپنے چچا پر فخر کرے۔'' حضرت عباس نے کہا: اے اللہ کے رسول! اتنی تعریف نہ کریں۔آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں ایسے کیوں نہ کہوں؟ حالانکہ آپ میرے چچا ہیں، میرے آباؤ اجداد کی نشانی ہیں اور چچا تو باپ ہی ہوتا ہے۔''

تخریج: أخرجه الطبراني في "المعجم الكبير" ٣/ ٨٤/ ١-٢

سیدنا جریر رضی اللہ عنہ کی فضیلت

(٣٤٣٦)۔ عَنْ قَيْسٍ، قَالَ: سَمِعْتُ جَرِيْرًا يَقُوْلُ: مَارَآنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مُنْذُ أَسْلَمْتُ إِلَّا تَبَسَّمَ فِيْ وَجْهِيْ، وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَدْخُلُ مِنْ هٰذَا الْبَابِ رَجُلٌ مِنْ خَيْرِ ذِيْ يَمَنٍ، عَلٰى وَجْهِهٖ

قیس کہتے ہیں کہ سیدنا جریر رضی اللہ عنہ نے کہا: میرے اسلام لانے کے بعد جب بھی رسول اللہ ﷺ نے مجھے دیکھا، آپ مسکرا پڑے اور رسول اللہ ﷺ نے ایک موقع پر فرمایا: ''اس دروازے سے یمن کا سب سے بہترین آدمی داخل ہو گا، اس کے چہرے پر بادشاہ کا نشان ہو گا۔'' اتنے میں سیدنا جریر رضی اللہ عنہ

مَسْحَةُ مَلِكٍ۔)) فَدَخَلَ جَرِيْرٌ۔

داخل ہوئے۔

(الصحیحۃ: ۳۱۹۳)

تخريج: أخرجه البخاري في"الأدب المفرد": ٢٥٠، والحميدی فی "مسنده": ٣٥٠/ ٨٠٠، والنسائی فی "السنن الكبرى": ٥/ ٨٢، و أخرج مثله ابن حبان: ٧١٥٥، وابن ابی شيبة: ١٢٣٩١، واحمد: ٤/ ٣٥٩ بطريق اخرى وزادوا فی اوله و فی آخره۔

سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت

(٣٤٣٧)۔ عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ، قَالَ: كَانَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ دِرْعَانِ يَوْمَ احدٍ، فَنَهَضَ إِلَى الصَّخْرَةِ فَلَمْ يَسْتَطِعْ، فَاَقْعَدَ طَلْحَةُ تَحْتَهُ، فَصَعِدَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَيْهِ حَتّٰى اسْتَوٰى عَلَى الصَّخْرَةِ، فَقَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ: ((اَوْجَبَ طَلْحَةُ۔))

(الصحیحۃ:٩٤٥)

حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: احد والے دن نبی کریم ﷺ نے دو زرہیں زیب تن کر رکھی تھیں، آپ نے ایک چٹان پر چڑھنا چاہا لیکن اتنی استطاعت نہیں رہی تھی۔ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نیچے بیٹھ گئے، نبی کریم ﷺ نے ان پر قدم رکھا اور چٹان پر چڑھ گئے۔ اس وقت آپ ﷺ نے فرمایا: ''طلحہ نے (اپنے حق میں جنت کو) واجب کرلیا ہے۔''

تخريج: رواه الترمذی: ١/ ٣١٦، وفی"الشمائل": صـ ٨٥، وابن حبان: ٢٢١٢، والحاكم: ٣/ ٢٥و٣٧٤، وأحمد: ١/ ١٦٥، وأبويعلى فی"مسنده": ٢/ ٣٣/ ٦٧٠، وابن هشام فی"السيرة": ٣/ ٩١

شرح:...... صحابہ کرام نے آپ ﷺ کا احترام واکرام بجالانے میں انتہا کر دی اور اللہ تعالی نے ان کی اداؤں کی لاج رکھتے ہوئے گویا اجروثواب کی انتہا کر دی۔

(٣٤٣٨)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ سَرَّهُ اَنْ يَنْظُرَ اِلٰى شَهِيْدٍ يَمْشِيْ عَلٰى وَجْهِ الْاَرْضِ، فَلْيَنْظُرْ اِلٰى طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ۔)) (الصحیحۃ:١٢٦)

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''جو آدمی روئے زمین پر چلتے ہوئے شہید کو دیکھ کر خوش ہوتا ہو، وہ طلحہ بن عبید اللہ کو دیکھ لے۔''

تخريج: أخرجه الترمذی: ٢/ ٣٠٢۔ بولاق

(٣٤٣٩)۔ عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: اِنِّيْ لَفِيْ بَيْتِيْ، وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَاَصْحَابُهُ بِالْفِنَاءِ، وَبَيْنِيْ وَبَيْنَهُمُ السِّتْرُ، اَقْبَلَ

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: میں اپنے حجرے میں تھی اور رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ کے ساتھ صحن میں تشریف فرما تھے، میرے اور ان کے درمیان ایک پردہ تھا۔ سیدنا طلحہ بن

طَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ سَرَّهُ اَنْ يَنْظُرَ اِلٰى رَجُلٍ يَمْشِيْ عَلَى الْاَرْضِ وَقَدْ قَضٰى نَحْبَهُ، فَلْيَنْظُرْ اِلٰى طَلْحَةَ۔)) (الصحيحة:١٢٥)

عبید اللہ رضی اللہ عنہ آپ کی طرف آ رہے تھے، آپ نے فرمایا: ''جس کو یہ بات خوش کرتی ہے کہ وہ ایسے آدمی کو دیکھے جو اپنی نذر (باری) پوری کر کے زمین پر چل رہا ہو، وہ طلحہ کی طرف دیکھ لے۔''

تخريج: أخرجه ابن سعد في "الطبقات": ٣/ ١/ ١٥٥، وابويعلى في "مسنده": ق ٢٣٢/ ١، وابو نعيم في "الحلية": ١/ ٨٨، والطبراني في "الاوسط" كما في "المجمع": ٩/ ١٤٨

شرح:...... امام البانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: اس حدیث میں اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی طرف اشارہ کیا گیا ہے: ﴿مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهُ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا﴾ (سورۂ احزاب:٢٣)...... ''مومنوں میں ایسے لوگ بھی ہیں جنھوں نے جو عہد اللہ تعالیٰ سے کیا تھا، انھیں سچا کر دکھایا، بعض نے تو اپنا عہد پورا کر دیا اور بعض موقع کے منتظر ہیں اور انھوں نے کوئی تبدیلی نہیں کی۔''

اس میں سیدنا طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کی بڑی عظیم منقبت کا بیان ہے، جن کے بارے میں آپ ﷺ فرما رہے ہیں کہ انھوں نے تو اپنا عہد پورا کر دیا ہے، حالانکہ ابھی تک وہ اللہ تعالیٰ سے کیے گئے عہد کو پورا کرنے کے لیے مزید موقع کے منتظر بھی تھے۔

ابن اثیر نے (النهاية) میں کہا: "النحب" کے معانی نذر کے ہیں۔ گویا کہ انھوں نے اپنے آپ پر لازم قرار دیا تھا کہ جنگ کے ذریعے اللہ تعالیٰ سے کیے گئے وعدے پورے کرنے ہیں، اور پھر پورے کر کے دکھائے۔

اور "النحب" کے معانی موت کے بھی ہیں، گویا کہ انھوں نے اپنے آپ پر لازم قرار دیا تھا کہ موت تک اللہ تعالیٰ کے راستے میں قتال کرنا ہے۔

سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ جنگ جمل میں شہید ہو گئے تھے۔ (صحیحہ:١٢٦)

چوٹ لگتے وقت بسم اللہ کہنے کی فضیلت

(٣٤٤٠)۔ عَنْ مُوْسَى بْنِ طَلْحَةَ، عَنْ اَبِيْهِ، قَالَ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ اُحُدٍ اَصَابَنِيَ السَّهْمُ، فَقُلْتُ: حَسِّ، فَقَالَ: ((لَوْ قُلْتَ بِسْمِ اللّٰهِ، لَطَارَتْ بِكَ الْمَلَائِكَةُ وَالنَّاسُ يَنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ۔))

(الصحيحة:٢١٧١)

موسیٰ بن طلحہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ غزوۂ احد والے دن مجھے ایک تیر لگا۔ میں نے کہا: ''حس''۔ آپ نے فرمایا: ''اگر تم "بِسْمِ اللّٰهِ" کہتے تو فرشتے تجھے لے کر اڑ جاتے اور لوگ دیکھ رہے ہوتے۔''

تخريج: رواه الطبراني: ١٣/ ٢، وأخرجه شاهين في "السنة": رقم: ٨١۔ منسوختي نحوه، والحاكم: ٣/ ٣٦٩

شرح:...... عرب لوگ تکلیف کے وقت ''حس'' کا کلمہ کہتے، جس طرح ہمارے ہاں ''ہائے'' وغیرہ کہا جاتا ہے۔ مسئلہ یہ ثابت ہوا کہ جب دشمن کی طرف سے مجاہد کو نیزہ اور تیر وغیرہ لگے تو وہ ''بسم اللہ'' کہے، لیکن اس سے یہ لازم نہیں آئے گا کہ فرشتے اس کو لے کر اڑیں گے، کیونکہ سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ کو یہ بات خاص موقع پر کہی گئی۔

چار بہنیں صحابیات

(٣٤٤١)۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الْعَبَّاسِ مَرْفُوْعًا: ((اَلْاَخَوَاتُ الْاَرْبَعُ: مَيْمُوْنَةُ، وَأُمُّ الْفَضْلِ، وَسَلْمٰى، وَاَسْمَاءُ بِنْتُ عُمَيْسٍ ۔اُخْتُهُنَّ لِاُمِّهِنَّ۔ مُؤْمِنَاتٌ۔)) (الصحيحة: ١٧٦٤)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''یہ چار بہنیں مومنہ ہیں: میمونہ، ام الفضل، سلمی، اسما بنت عمیس۔ مؤخر الذکر، اول الذکر تینوں کی اخیافی (یعنی ماں کی طرف سے) بہن ہے۔''

تخريج: أخرجه ابن سعد في"الطبقات": ٨/ ١٣٨، وابن منده في"المعرفة": ٢/ ٣٢٨/ ٢، والحاكم: ٤/ ٣٢، وابن عساكر في"التاريخ" ١/ ٢٣٩/ ٢، وأبومنصور بن عساكر في"الأربعين في مناقب أمهات المؤمنين": صـ ٩١

سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ کی کرامت

(٣٤٤٢)۔ عَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ، قَالَ: بَعَثَنِي اِلٰى قَوْمِي (باهلة)، فَانْتَهَيْتُ اِلَيْهِمْ وَاَنَا طَاوٍ، فَاَتَيْتُ وَهُمْ عَلٰى طَعَامٍ، وَفِيْ رِوَايَةٍ: يَاكُلُوْنَ دَمًا فَرَجَعُوْا بِيْ وَاَكْرَمُوْنِيْ، قَالُوْا: مَرْحَبًا بِالصَّدِيِّ بْنِ عَجْلَانَ، قَالُوْابَلَغَنَا اَنَّكَ صَبَوْتَ اِلٰى هٰذَا الرَّجُلِ۔ قُلْتُ: لَا، وَلٰكِنْ اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ وَبِرَسُوْلِهِ، وَبَعَثَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِلَيْكُمْ اَعْرِضُ عَلَيْكُمُ الْاِسْلَامَ وَشَرَائِعَهُ وَقَالُوْا: تَعَالَ كُلْ فَقُلْتُ: وَيْحَكُمْ اِنَّمَا جِئْتُ لِاَنْهَاكُمْ عَنْ هٰذَا، وَاَنَا رَسُوْلُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَتَيْتُكُمْ لِتُوْمِنُوْا بِهِ فَجَعَلْتُ اَدْعُوْهُمْ اِلَى الْاِسْلَامِ فَكَذَّبُوْنِيْ وَزَبَرُوْنِيْ،

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے میری قوم ''باہلہ'' کی طرف (بحیثیت مبلغ) بھیجا، جب میں ان کے پاس پہنچا تو بھوکا تھا اور وہ اس وقت کھانا کھا رہے تھے، (ایک روایت میں ہے کہ وہ خون کھا رہے تھے)۔ وہ میری طرف متوجہ ہوئے اور میری عزت و آبرو کی، انھوں نے کہا: صدی بن عجلان کو خوش آمدید۔ انھوں نے کہا: ہمیں یہ خبر موصول ہوئی ہے کہ تم اس آدمی (محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی طرف مائل ہو گئے ہو (کیا بات اسی طرح ہے)؟ میں نے کہا: نہیں نہیں۔ میں تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر ایمان لایا ہوں اور اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے (قاصد بنا کر) بھیجا ہے تا کہ میں تم پر اسلام اور اس کے شرعی قوانین پیش کروں۔ انھوں نے کہا: آؤ، کھانا کھاؤ۔ میں نے کہا: تمھارا ستیاناس ہو، میں تو تمھیں اس (قسم کے کھانوں سے) منع کرنے کے

فَقُلْتُ لَهُمْ: وَيْحَكُمْ۔ائْتُوْنِي بِشَيْءٍ مِّنْ مَّاءٍ فَإِنِّي شَدِيْدُ الْعَطْشِ۔ قَالَ: وَعَلَيَّ عَمَامَتِي قَالُوْا: لَا وَلٰكِنْ نَدَعُكَ تَمُوْتُ عَطْشًا! فَانْطَلَقْتُ وَاَنَا جَائِعٌ ظَمْآنُ قَدْ نَزَلَ بِي جَهْدٌ شَدِيْدٌ۔ قَالَ: فَاغْتَمَمْتُ، وَضَرَبْتُ رَاْسِي فِي الْعَمَامَةِ فَنِمْتُ فِي الرَّمْضَاءِ فِي جُهْدٍ شَدِيْدٍ فَأُتِيْتُ فِي مَنَامِي بِشُرْبَةٍ مِنْ لَبَنٍ لَمْ يَرَ النَّاسُ اَلَذَّ مِنْهُ، فَاَمْكَنَنِي مِنْهَا، فَشَرِبْتُ وَرَوَيْتُ وَعَظُمَ بَطْنِي، فَقَالَ الْقَوْمُ: اَتَاكُمْ رَجُلٌ مِنْ خِيَارِكُمْ وَاَشْرَافِكُمْ فَرَدَدْتُمُوْهُ، فَاذْهَبُوْا اِلَيْهِ فَاطْعِمُوْهُ مِنَ الطَّعَامِ وَالشَّرَابِ مَا يَشْتَهِي۔ فَاَتَوْنِي بِطَعَامٍ! قُلْتُ: لَا حَاجَةَ لِي فِي طَعَامِكُمْ وَشَرَابِكُمْ، فَاِنَّ اللّٰهَ قَدْ اَطْعَمَنِي وَسَقَانِي، فَانْظُرُوْا اِلَى الْحَالِ الَّتِي اَنَا عَلَيْهَا، فَاَرَيْتُهُمْ بَطْنِي فَنَظَرُوْا، فَآمَنُوْا بِي وَبِمَا جِئْتُ بِهِ مِنْ عِنْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَاَسْلَمُوْا عَنْ آخِرِهِمْ۔

(الصحيحة: ٢٧٠٦)

لیے آیا ہوں، میں رسول اللہ ﷺ کا قاصد ہوں، میں تمھارے پاس آیا ہوں تا کہ تم لوگ مومن بن جاؤ۔ میں انھیں دعوتِ اسلام دیتا رہا اور وہ مجھے جھٹلاتے اور جھڑکتے رہے۔ میں نے انھیں کہا: تمھارا ناس ہو، میں سخت پیاسا ہوں، پانی تو پلاؤ، اس وقت میرے پاس ایک پگڑی بھی رکھی ہوئی تھی۔ انھوں نے کہا: نہیں۔ ہم تجھے یوں ہی چھوڑے رکھیں گے، حتی کہ تو مر جائے گا۔ میں سخت بھوک اور پیاس کی حالت میں وہاں سے چل دیا، میں اس وقت بری طرح تھک ہار چکا تھا اور دم گھٹ رہا تھا، میں نے اپنا سر پگڑی میں دیا اور گرمی کی شدت میں تپتی ہوئی زمین پر سو گیا، خواب میں میرے پاس دودھ لایا گیا (اور اتنا لذیذ کہ) لوگوں نے اس جیسا لذت والا دودھ نہیں دیکھا ہوگا، مجھے اس کو پینے کا موقع دیا گیا، میں نے پیا اور سیراب ہو گیا اور میرا پیٹ بڑا ہو گیا۔ لوگوں نے کہا: تمھارے پاس ایک اعلی واشرف آدمی آیا تھا، لیکن تم نے (اس کی کوئی عزت نہیں کی) اور اسے دھتکار دیا، جاؤ اور اسے اس کی چاہت کے مطابق کھانا کھلاؤ اور مشروب پلاؤ۔ وہ میرے پاس کھانا لائے، لیکن میں نے کہا: مجھے تمھارے کھانے پینے کی کوئی ضرورت نہیں، اللہ تعالی نے مجھے کھلایا بھی ہے اور پلایا بھی ہے۔ یہ میرا وجود دیکھ لو۔ پھر میں نے ان کو اپنا (سیر و سیراب) پیٹ دکھایا، جب انھوں نے یہ (کرامت) صورتحال دیکھی تو وہ مجھ پر اور جو کچھ میں رسول اللہ ﷺ کی طرف سے لایا تھا، اس پر ایمان لے آئے اور سارے کے سارے مسلمان ہو گئے۔

تخریج: وله ثلاث طرق: الأولى: أخرجه الطبراني في "المعجم الكبير": ٨٠٩٩

الثانية: أخرجه الطبراني: ٨٠٧٣، وأبو يعلى أيضا كما في "الأصابة" وسكت عليه، والحاكم: ٣/ ٦٤١

الثالثة: أخرجه الطبراني: ٨٠٧٤، وقال الهيثمي في "المجمع": ٩/ ٣٨٧

شرح:...... اس میں سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ کی کرامت کا بیان ہے، کہ جس کو دیکھ کر ان کی پوری قوم مشرف باسلام ہوگئی۔ دراصل نبی کریم ﷺ کی اطاعت وفرمانبرداری میں دنیا وآخرت کا عروج پنہاں ہے۔

آپ ﷺ کی موجودگی میں صحابہ کا ماضی کے واقعات پر گپ شپ لگانا

(۳۴۴۳)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ، قَالَ: جَالَسْتُ النَّبِيَّ أَكْثَرَ مِنْ مِّئَةِ مَرَّةٍ، فَكَانَ أَصْحَابُهُ ﷺ يَتَنَاشَدُوْنَ الشِّعْرَ، وَيَتَذَاكَرُوْنَ أَشْيَاءَ مِنْ أَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ، وَهُوَ سَاكِتٌ، فَرُبَّمَا تَبَسَّمَ مَعَهُمْ۔ (الصحيحة:٤٣٤)

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ سو سے زیادہ دفعہ مجلس کی، آپ ﷺ کی موجودگی میں صحابہ اشعار پڑھتے تھے اور جاہلیت والے امور کا تذکرہ کرتے تھے، آپ خاموش بیٹھے رہتے یا بسا اوقات مسکرا دیتے تھے۔

تخريج: رواه الترمذي: ٢/ ١٣٩ وفي "الشمائل": ٢١١۔مختصره، وابن حبان: ٧/ ٥١٥/ ٥٧٥١، والطيالسي: ١٠٥/ ٧٧١، وأحمد: ٥/ ٨٦، ٨٨/ ٩١، ١٠٥

شرح:...... اس کا مطلب یہ ہوا کہ ماضی کے واقعات کا تذکرہ کر کے بسا اوقات گپ شپ لگائی جا سکتی ہے۔ جو آدمی اس قسم کے دلائل کی روشنی میں اپنے لیے گپ شپ کے لیے جمنے والی بلا ناغہ طویل مجلسوں کا جواز پیش کرنا چاہے، جو کہ سینہ زوری ہوگی، تو اسے یہ کہا جائے گا کہ صحابہ کی عبادات کی روٹین کو بھی سامنے رکھنا چاہیے۔

چار معلم قرآن صحابہ

(۳۴۴۴)۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((خُذُوْا الْقُرْآنَ مِنْ أَرْبَعَةٍ: مِنَ ابْنِ مَسْعُوْدٍ، وَأُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ، وَمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ، وَسَالِمٍ مَوْلٰى أَبِي حُذَيْفَةَ۔)) (الصحيحة:١٨٢٧)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”قرآن مجید کی تعلیم ان چار افراد سے حاصل کرو: عبداللہ بن مسعود، ابی بن کعب، معاذ بن جبل اور مولائے ابوحذیفہ سالم۔“

تخريج: أخرجه مسلم: ٧/ ١٤٨، والترمذي: ٢/ ٣١٢، وابن سعد: ٢/ ٢/ ١٠٨، وأبو نعيم في "الحلية": ١/ ٢٢٩

شرح:...... یہ عظیم مفسرین قرآن تھے، آج بھی تفاسیر میں ان کے تذکرے موجود ہیں۔

سیدنا سالم رضی اللہ عنہ قاریٔ قرآن

(۳۴۴۵)۔ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَتْ: أَبْطَأْتُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لَيْلَةً بَعْدَ الْعِشَاءِ، ثُمَّ جِئْتُ فَقَالَ: ((أَيْنَ كُنْتِ؟)) قُلْتُ: كُنْتُ أَسْتَمِعُ قِرَاءَةَ رَجُلٍ

زوجۂ رسول سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ مجھے عہد رسول میں عشا کے بعد گھر پہنچنے میں تاخیر ہو گئی، جب میں آئی تو آپ ﷺ نے پوچھا: ”تم کہاں تھی؟“ میں نے کہا: میں ایک صحابی کی (مسحور کن) تلاوت سنتی رہی، اس قسم کی

مِـنْ أَصْـحَـابِكَ، لَـمْ أَسْمَعْ مِثْلَ قِرَاءَ تِهِ وَصَوْتِهِ مِنْ أَحَدٍ، قَالَتْ: فَقَامَ وَقُمْتُ مَعَهُ حَتّٰى اَسْتَـمِـعَ لَـهُ، ثُـمَّ الْتَفَتَ إِلَيَّ فَقَالَ: ((هٰـذَا سَـالِمٌ مَوْلٰى أَبِيْ حُذَيْفَةَ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ جَعَلَ فِيْ أُمَّتِيْ مِثْلَ هٰذَا۔)) (الصحيحة: ٣٣٤٢)

(حسین) قرائت اور آواز اس سے پہلے کسی سے نہیں سنی۔ آپ میری بات سن کر اٹھے اور چل پڑے، میں بھی آپ کے ساتھ چل دی، آپ نے اسی آدمی کی تلاوت غور سے سنی اور میری طرف متوجہ ہو کر کہا: ''یہ ابو حذیفہ کا غلام سالم ہے، ساری تعریف اس اللہ کی ہے جس نے میری امت میں اس قسم کے افراد بھی پیدا کئے ہیں۔''

تـخـريـج: أخرجه ابن ماجه: ١٣٣٨ ـ السياق له۔ وابن نصر في "قيام الليل": صـ ٥٥، وأحمد: ٦/ ١٦٥، وأبونعيم في "الحلية": ١/ ٣٧١، والحاكم: ٣/ ٢٢٥

شرح:...... تلاوت قرآن بھی ایک اعزاز ہے، کبھی ہم نے بھی اپنے لیے اور اپنی اولاد اور ترجیحات کے لیے اس شرف پر غور کیا؟!

سیدنا دحیہ کلبی اور سیدنا عروہ رضی اللہ عنہما، حضرت جبریل اور حضرت عیسی علیہما السلام کے مشابہ

(٣٤٤٦)۔ عَـنْ عَامِرٍ الشَّعْبِيِّ، قَالَ: شَبَّهَ رَسُـوْلُ اللّٰـهِ ﷺ ثَلَاثَةً مِّـنْ نَـفَرٍ مِنْ أُمَيَّةَ فَـقَـالَ: ((دِحْيَةُ الْـكَـلْبِيُّ يَشْبَهُ جِبْرَائِيْلَ، وَعُـرْوَةُ بْـنُ مَسْـعُوْدٍ الثَّقَفِيُّ يَشْبَهُ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ، وَعَبْدُ الْعُزّٰى يَشْبَهُ الدَّجَّالَ۔)) (الصحيحة: ١٨٥٧)

عامر شعبی کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے بنوامیہ کے تین افراد کو تشبیہ دیتے ہوئے فرمایا: ''دحیہ کلبی حضرت جبرائیل کے مشابہ ہے، عروہ بن مسعود ثقفی حضرت عیسی بن مریم کے مشابہ ہے اور عبد العزی دجّال کے مشابہ ہے۔''

تخريج: رواه ابن سعد: ٤/ ٢٥٠

شرح:...... بنومصطلق (خزاعہ) سے تعلق رکھنے والا ایک عبد العزی نامی آدمی تھا، اس کو ابن قطن کہتے تھے اور یہ دور جاہلیت میں مر گیا تھا۔

سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت

(٣٤٤٧)۔ عَـنْ عَبْـدِالـلّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ اَبِيْـهِ مَرْفُوْعًا: ((دَخَلْتُ الْجَنَّةَ فَاسْتَقْبَلَتْنِيْ جَارِيَةٌ شَابَّةٌ، فَقُلْتُ: لِمَنْ اَنْتِ؟ قَالَتْ: اَنَا لِزَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ۔)) (الصحيحة: ١٨٥٩)

عبداللہ بن بریدہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''میں جنت میں داخل ہوا، ایک نوجوان لڑکی نے میرا استقبال کیا، میں نے اسے کہا: تو کس کے لیے ہے؟ اس نے کہا: میں زید بن حارثہ کے لیے ہوں۔''

تخریج: رواہ ابن عساکر: ٦/ ٣٩٩/ ٢، والضیاء فی "المختارۃ"

شرح:...... سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام تھے، اس میں ان کی منقبت کا بیان ہے۔

سیدنا حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ کی فضیلت

(٣٤٤٨)۔ عَنْ عَائِشَةَ مَرْفُوْعًا: ((دَخَلْتُ الْجَنَّةَ فَسَمِعْتُ فِيْهَا قِرَائَةً، قُلْتُ: مَنْ هٰذَا؟ فَقَالُوْا: حَارِثَةُ بْنُ النُّعْمَانِ، كَذٰلِكُمُ الْبِرُّ، كَذٰلِكُمُ الْبِرُّ، وَكَانَ اَبَرَّ النَّاسِ بِأُمِّهٖ۔)) (الصحیحۃ:٩١٣)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں جنت میں داخل ہوا، میں نے وہاں قرائت کی آواز سنی۔ میں نے پوچھا: (جس کی آواز آ رہی ہے) وہ کون ہے؟ انھوں نے کہا: حارثہ بن نعمان ہے۔ یہی نیکی (اور حسنِ سلوک) ہے، یہی نیکی اور (حسنِ سلوک) ہے، وہ (حارثہ) اپنی ماں کے ساتھ بہت زیادہ حسنِ سلوک کرنے والا تھا۔''

تخریج: رواہ ابن وھب فی "الجامع": ٢٢، والحاکم: ٣/ ٢٠٨، والحمیدی: ١/ ١٣٦/ ٢٨٥، وابو یعلی: ٧/ ٣٩٩، واحمد: ٦/ ١٥١، ١٦٦

شرح:...... واقعی ماؤں کے قدموں تلے جنت ہے، سیدنا حارثہ رضی اللہ عنہ نے اپنی ماں کے ساتھ حسن سلوک کا مظاہرہ کیا، اللہ تعالی نے ان کے عمل کی قدر کی اور ایسا مرتبہ عطا کیا کہ جنت میں ان کی قرآن کی تلاوت کرنے کی آواز آ رہی تھی۔

ورقہ کی فضیلت

(٣٤٤٩)۔ عَنْ عَائِشَةَ مَرْفُوْعًا: ((لَا تَسُبُّوْا وَرَقَةَ فَإِنِّيْ رَأَيْتُ لَهٗ جَنَّةً أَوْ جَنَّتَيْنِ۔)) (الصحیحۃ: ٤٠٥)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم ورقہ کو گالیاں نہ دیا کرو، کیونکہ میں نے اس کے لیے ایک باغ یا دو باغ دیکھے ہیں۔''

تخریج: أخرجه البزار: ٣/ ٢٨١/ ٢٧٥٠، والحاکم: ٢/ ٦٠٩ من طریق أبی سعید الأشج، وھذا فی "حدیثه": ٢١٩/ ١

شرح:...... جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہلی وحی ﴿اقرأ باسم ربك الذی خلق...﴾ موصول ہوئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم گھر تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دل کانپ رہا تھا۔ سیدہ خدیجہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائلِ حمیدہ کا ذکر کر کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دلائی اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے چچیرے بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں۔ یہ جاہلیت میں عیسائی ہو گئے تھے، وہ عبرانی لکھنا جانتے تھے، چنانچہ عبرانی میں توفیقِ الہی کے مطابق انجیل لکھتے تھے، اس وقت وہ بوڑھے اور نابینے ہو چکے تھے، سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے ان سے کہا: بھائی جان! اپنے بھتیجے کی بات سنو۔

ورقہ نے کہا: بھتیجے! تم کیا کہتے ہو؟

آپ ﷺ نے جو کچھ دیکھا بیان کر دیا۔

ورقہ نے کہا: یہ تو وہی ناموس (فرشتہ) ہے جو موسی علیہ السلام پر نازل ہوا تھا۔ کاش! میں اس وقت جوان ہوتا۔ کاش! میں اس وقت زندہ ہوتا جب آپ کی قوم آپ کو نکالے گی۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا قوم مجھے نکال دے گی۔''

ورقہ نے کہا: جی ہاں! کوئی ایسا آدمی نہیں آیا جو تمہارے جیسا پیغام لایا ہو، مگر اس سے دشمنی نہ کی گئی ہو۔ اگر میں نے تمہارا دن پا لیا تو تمہاری زبردست مدد کروں گا، اس کے بعد ورقہ جلد ہی فوت ہو گئے اور وحی رک گئی۔ (بخاری: ۳)

حاتم عیسائی

(٣٤٥٠)۔ عَنِ ابْنِ عَمْرٍو، قَالَ: ذُكِرَ حَاتِمٌ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: ((ذَاكَ رَجُلٌ أَرَادَ أَمْرًا فَأَدْرَكَهُ۔)) (الصحيحة: ٣٠٢٢)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ کے پاس حاتم کا تذکرہ کیا گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ آدمی جس کام کا ارادہ کر لیتا، اسے پا لیتا تھا۔''

تخريج: أخرج البزار: ١/ ٦٤/ ٩٢۔ الكشف، وابن عدي في "الكامل" ٥/ ٣٥٢ وتمام في "الفوائد" ق ١/٢٣٨، وابن عساكر في "تاريخ دمشق" ٤/ ٦٤

شرح:...... حاتم مذہباً عیسائی تھا، دورِ جاہلیت میں فوت ہو گیا تھا، جود و سخاوت میں عدیم النظیر تھا۔ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اس کی سخاوت اور دوسرے اچھے خصائل کا مقصد شہرت اور تعریف کا حصول تھا، نہ کہ رضائے الٰہی کی تلاش اور ایسے ہی ہوا۔ حافظ ابن کثیر نے اپنی تاریخ میں کہا: حاتم ایک سخی آدمی تھا، دور جاہلیت میں اس کی بڑی تعریف کی جاتی تھی، اس کے بیٹے نے اسلام کو پا لیا تھا۔ حاتم اپنی سخاوت میں عجیب امور اور غریب اخبار والا تھا، لیکن اس کا مقصد شہرت طلبی اور ریاکاری تھا، نہ کہ اللہ تعالی کی ذات اور آخرت۔

ہجرت کے بعد کس چیز پر بیعت ہو گی؟

(٣٤٥١)۔ عَنْ مُجَاشِعِ بْنِ مَسْعُوْدٍ، قَالَ: أَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بِأَخِيْ مُجَالِدٍ بَعْدَ الْفَتْحِ، فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! جِئْتُكَ بِأَخِيْ مُجَالِدٍ لِتُبَايِعَهُ عَلَى الْهِجْرَةِ۔ فَقَالَ: ((ذَهَبَ أَهْلُ الْهِجْرَةِ بِمَا فِيْهَا۔)) فَقُلْتُ: فَعَلٰى أَيِّ شَيْءٍ تُبَايِعُهُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((أُبَايِعُهُ عَلَى الْإِسْلَامِ وَالْإِيْمَانِ وَالْجِهَادِ۔)) (الصحيحة: ٦٦٢)

حضرت مجاشع بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں فتح مکہ کے بعد اپنے بھائی کے ہمراہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! میں اپنی بھائی مجالد کو آپ کے پاس لایا ہوں تاکہ آپ اس سے ہجرت پر بیعت لیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہجرت والے تو ہجرت کا اجر و ثواب وصول کر کے سبقت لے جا چکے ہیں۔'' میں نے کہا: تو پھر آپ اس سے کس چیز پر بیعت لیں گے؟ آپ نے فرمایا: ''میں اس سے اسلام، ایمان اور جہاد پر بیعت لوں گا۔''

تخریج: أخرجه الطحاوی فی "مشكل الآثار": ٣/ ٢٥٢، والحاكم: ٣/ ٦١٦، وأخرجه البخاری: ٤٣٠٥، ومسلم: ٦/ ٢٧

شرح:...... فتح مکہ سے پہلے مسلمانوں کے لیے ضروری تھا کہ وہ مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کریں، تاکہ مرکزِ اسلام میں افراد کی قلت کی شکایت ختم ہو جائے۔ اب مکہ فتح ہو چکا ہے اور اسلام پھیل رہا ہے اب مدینہ کی طرف ہجرت کی ضرورت نہیں۔ ہاں اسلام، ایمان اور جہاد جیسے عظیم اعمال موجود ہیں، ان کے ذریعے ہجرت کی کمی پوری کی جا سکتی ہے۔ لیکن ذہن نشین رہنا چاہیے کہ دار الکفر سے دار السلام کی طرف ہجرت کرنے کا اصول باقی ہے، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((اِنَّ الْهِجْرَةَ لَاتَنْقَطِعُ مَا كَانَ الْجِهَادُ۔)) (صحیحه: ١٦٧٤) ...... ''جب تک جہاد ہے اس وقت تک ہجرت منقطع نہیں ہو سکتی۔''

سیدنا عمرو بن حارث رضی اللہ عنہ کی فضیلت

(٣٤٥٢)۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ، قَالَ: ذَهَبَتْ بِي أُمِّيْ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَاَنَا غُلَامٌ فَمَسَحَ عَلٰى رَاْسِيْ، وَدَعَا لِيْ بِالرِّزْقِ، وَفِيْ رِوَايَةٍ: بِالْبَرَكَةِ۔ (الصحيحة: ٢٩٤٣)

حضرت عمرو بن حریث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میری والدہ مجھے نبی کریم ﷺ کے پاس لے گئیں، میں اس وقت بچہ تھا، آپ نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور میرے لیے رزق یا برکت کی دعا کی۔

تخریج: أخرجه البخاري في "الأدب المفرد": ١٦٤/ ٦٣٢، وابویعلی فی "مسنده": ٣/ ٤١/ ١٤٥٦

سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے خاندان کی فضیلت

(٣٤٥٣)۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: كُنَّا جُلُوْسًا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ اِذَا نَزَلَتْ عَلَيْهِ سُوْرَةُ الْجُمُعَةِ فَلَمَّا قَرَأَ: ﴿وَآخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ﴾ (الجمعة:٣) قَالَ رَجُلٌ: مَنْ هٰؤُلَاءِ؟ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! فَلَمْ يُرَاجِعْهُ النَّبِيُّ ﷺ حَتّٰى سَاَلَهُ مَرَّةً اَوْ مَرَّتَيْنِ اَوْ ثَلَاثًا، قَالَ: وَفِيْنَا سَلْمَانُ الْفَارِسِيُّ، قَالَ: فَوَضَعَ النَّبِيُّ ﷺ يَدَهُ عَلٰى سَلْمَانَ، ثُمَّ قَالَ: ((لَوْ كَانَ الْاِيْمَانُ عِنْدَ الثُّرَيَّا لَنَالَهُ رِجَالٌ مِنْ هٰؤُلَاءِ۔))

(الصحيحة: ١٠١٧)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم نبی کریم ﷺ کے پاس بیٹھے تھے، اچانک آپ پر سورۂ جمعہ نازل ہوئی، جب آپ نے ﴿اور دوسروں کے لیے بھی انہی میں سے جو اب تک ان سے نہیں ملے﴾ (سورۂ جمعہ:٣) والی آیت کی تلاوت فرمائی تو ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! اس سے مراد کون لوگ ہیں؟ آپ نے اسے کوئی جواب نہ دیا، حتی کہ اس نے دو تین دفعہ یہی سوال دوہرایا۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ''ہم میں سلمان فارسی بھی موجود تھے۔'' پھر آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ پر رکھا اور فرمایا: ''اگر ایمان ثریا ستارے میں ہوتا تو اس کے خاندان لوگ اس تک رسائی حاصل کر لیتے۔''

تخريج: أخرجه البخاري: ٨/ ٥٢١، ومسلم: ٦/ ١٩١۔ ١٩٢

شــــرح:...... آیت میں "آخـــــریـن" (دوسروں) سے مراد فارس اور دیگر غیر عرب لوگ ہیں جو قیامت تک آپ ﷺ پر ایمان لانے والے ہوں گے۔ سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کا ایمان لانے کا درج ذیل واقعہ، اس سے پتہ چلتا ہے کہ آپ ﷺ کے اس فرمان کا کیا مطلب ہے کہ "اگر ایمان ثریا ستارے میں ہوتا تو اس کے خاندان کے لوگ اس تک رسائی حاصل کر لیتے۔"

سیدنا سلمان فارسی کا ایمان لانے کا واقعہ

تلاشِ حق کے لیے سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کا سفرنامہ

(٣٤٥٤)۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: ثَنِي سَلْمَانُ الْفَارِسِيُّ، حَدِيْثَهُ مِنْ فِيْهِ، قَالَ: كُنْتُ رَجُلاً فَارِسِيًّا مِنْ أَهْلِ (اِصْبَهَانَ) مِنْ أَهْلِ قَرْيَةٍ مِنْهَا يُقَالُ لَهَا: (جَيُّ) وَكَانَ أَبِي دِهْقَانَ قَرْيَتِهِ، وَكُنْتُ أَحَبَّ خَلْقِ اللّٰهِ إِلَيْهِ، فَلَمْ يَزَلْ حُبُّهُ إِيَّايَ حَتّٰى حَبَسَنِي فِي بَيْتِهِ۔ أَيْ مُلَازِمَ النَّارِ۔ كَمَا تُحْبَسُ الْجَارِيَةُ، وَأَجْهَدْتُ فِي الْمَجُوْسِيَّةِ حَتّٰى كُنْتُ قَاطِنَ النَّارِ الَّذِي يُوْقِدُهَا لَا يَتْرُكُهَا تَخْبُوْ سَاعَةً۔

قَالَ: وَكَانَتْ لِأَبِي ضَيْعَةٌ عَظِيْمَةٌ، قَالَ: فَشُغِلَ فِي بُنْيَانٍ لَّهُ يَوْماً، فَقَالَ لِي: يَابُنَيَّ! إِنِّي شُغِلْتُ فِي بُنْيَانٍ هٰذَا الْيَوْمِ عَنْ ضَيْعَتِي، فَاذْهَبْ فَاطَّلِعْهَا وَأَمَرَنِي فِيْهَا بِبَعْضِ مَا يُرِيْدُ، فَخَرَجْتُ، أُرِيْدُ ضَيْعَتَهُ، فَمَرَرْتُ بِكَنِيْسَةٍ مِنْ كَنَائِسِ النَّصَارٰى، فَسَمِعْتُ أَصْوَاتَهُمْ فِيْهَا وَهُمْ يُصَلُّوْنَ، وَكُنْتُ لَا أَدْرِي مَا أَمْرَ النَّاسِ لِحَبْسِ أَبِي إِيَّايَ فِي بَيْتِهِ، فَلَمَّا مَرَرْتُ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے مجھے اپنا واقعہ اپنی زبانی یوں بیان کیا، وہ کہتے ہیں: میں اصبہان والوں میں سے ایک فارسی باشندہ تھا، میرا تعلق ان کی ایک جیّ نامی بستی سے تھا، میرے باپ اپنی بستی کے بہت بڑے کسان تھے اور میں اپنے باپ کے ہاں اللہ کی مخلوق میں سے سب سے زیادہ محبوب تھا۔ میرے ساتھ ان کی محبت قائم رہی حتیٰ کہ انھوں نے مجھے گھر میں آگ کے پاس ہمیشہ رہنے والے کی حیثیت سے پابند کر دیا، جیسے لڑکی کو پابند کر دیا جاتا ہے۔ میں نے مجوسیت میں بڑی جد وجہد سے کام لیا، حتیٰ کہ میں آگ کا ایسا خادم و مصاحب بنا کہ ہر وقت اس کو جلاتا رہتا تھا اور ایک لمحہ کے لیے اسے بجھنے نہ دیتا تھا۔

میرے باپ کی ایک بڑی عظیم جائداد تھی، انھوں نے ایک دن ایک عمارت (کے سلسلہ میں) مصروف ہونے کی وجہ سے مجھے کہا: بیٹا! میں تو آج اس عمارت میں مشغول ہو گیا ہوں اور اپنی جائداد (تک نہیں پہنچ پاؤں گا)، اس لیے تم چلے جاؤ اور ذرا دیکھ کر آؤ۔ انھوں نے اس کے بارے میں مزید چند (احکام بھی) صادر کئے تھے۔ پس میں اس جاگیر کے لیے نکل پڑا، میرا گزر عیسائیوں کے ایک گرجا گھر کے پاس سے ہوا،

بِهِـمْ وَسَمِعْتُ أَصْوَاتَهُمْ ، دَخَلْتُ عَلَيْهِمْ أَنْـظُـرُ مَـا يَـصْـنَـعُوْنَ ، قَالَ: فَلَمَّا رَأَيْتُهُمْ أَعْجَبَتْنِي صَلَاتُهُمْ ، وَرَغِبْتُ فِي أَمْرِهِمْ ، وَقُـلْـتُ: هٰـذَا وَاللّٰهِ خَيْرٌ مِنَ الدِّيْنِ الَّذِي نَحْنُ عَلَيْهِ ، فَوَاللّٰهِ مَاتَرَكْتُهُمْ حَتّٰى غَرَبَتِ الشَّمْسُ ، وَتَرَكْتُ ضَيْعَةَ أَبِي ، وَلَمْ آتِهَا ، فَـقُلْتُ لَهُمْ: أَيْنَ أَصْـلُ هٰذَا الدِّيْنِ؟ قَالُوْا: بِـالشَّـامِ ، قَالَ: ثُمَّ رَجَعْتُ إِلَى أَبِي ، وَقَدْ بَعَثَ فِي طَلَبِي ، وَشَغَلْتُهُ عَنْ عَمَلِهِ كُلِّهِ۔ قَـالَ: فَـلَـمَّا جِئْتُهُ قَالَ: أَيْ بُنَيَّ أَيْنَ كُنْتَ؟ أَلَـمْ أَكُـنْ عَهِـدتُّ إِلَيْكَ مَـاعَهِدتُّ؟ قَالَ: قُـلْـتُ: يَا أَبَتِ! مَرَرْتُ بِنَاسٍ يُصَلُّوْنَ فِي كَنِيْسَةٍ لَّهُـمْ ، فَـأَعْـجَبَنِي مَـارَأَيْتُ مِنْ دِيْـنِهِـمْ ، فَـوَاللّٰـهِ مَا زِلْتُ عِنْدَهُمْ حَتّٰى غَرَبَتِ الشَّـمْـسُ قَـالَ: أَيْ بُنَيَّ! لَيْسَ فِي ذٰلِكَ الدِّيْنِ خَيْرٌ ، دِيْنُكَ وَدِيْنُ آبَائِكَ خَيْرٌ مِـنْـهُ . قَالَ: قُلْتُ كَلَّا وَاللّٰهِ ، إِنَّهُ خَيْرٌ مِنْ دِيْـنِـنَـا ، قَـالَ: فَخَافَنِي فَجَعَلَ فِي رِجْلِيْ قَيْداً ثُمَّ حَبَسَنِي فِي بَيْتِهِ۔

قَالَ: وَبَعَثْتُ إِلَى النَّصَارٰى فَقُلْتُ لَهُمْ: إِذَا قَـدِمَ عَـلَيْـكُـمْ رَكْبٌ مِّنَ الشَّامِ تُجَّارٌ مِنَ الـنَّـصَارٰى ، فَأَخْبِرُوْنِي بِهِمْ ، قَالَ: فَقَدِمَ عَـلَيْهِـمْ رَكْـبٌ مِـنَ الشَّـامِ تُـجَّـارٌ مِّنَ الـنَّـصَـارٰى ، قَالَ: فَأَخْبَرُوْنِي بِهِمْ ، قَالَ: قُلْتُ لَهُمْ:

إِذَا قَـضَـوْا حَـوَائِجَهُمْ ، وَأَرَادُوْا الرَّجْعَةَ

میں نے ان کی آوازیں سنیں اور وہ نماز ادا کر رہے تھے۔ مجھے یہ علم نہ ہو سکا تھا کہ عوام الناس کا کیا معاملہ ہے کہ میرے باپ نے مجھے اپنے گھر میں پابند کر رکھا ہے۔ (بہرحال) جب میں ان کے پاس سے گزرا اور ان کی آوازیں سنیں تو میں ان کے پاس چلا گیا اور ان کی نقل و حرکت دیکھنے لگ گیا۔ جب میں نے ان کو دیکھا تو مجھے ان کی نماز پسند آئی اور میں ان کے دین کی طرف راغب ہوا اور میں نے کہا: بخدا! یہ دین اُس (مجوسیت) سے بہتر ہے جس پر ہم کاربند ہیں۔ میں نے ان سے پوچھا: اس دین کی بنیاد کہاں ہے؟ انھوں نے کہا: شام میں۔ پھر میں اپنے باپ کی طرف واپس آ گیا، (چونکہ مجھے تاخیر ہو گئی تھی اس لیے) انھوں نے مجھے بلانے کے لیے کچھ لوگوں کو بھی میرے پیچھے بھیج دیا تھا۔ میں اِس مصروفیت کی وجہ سے ان کے مکمل کام کی (طرف کوئی توجہ نہ دھر سکا)۔

جب میں ان کے پاس آیا تو انھوں نے پوچھا: بیٹا! آپ کہاں تھے؟ کیا میں نے ایک ذمہ داری آپ کے سپرد نہیں کی تھی؟ میں نے کہا: ابا جان! میں کچھ لوگوں کے پاس سے گزرا، وہ گرجا گھر میں نماز پڑھ رہے تھے، مجھے ان کی کاروائی بڑی پسند آئی۔ اللہ کی قسم! میں ان کے پاس ہی رہا، حتی کہ سورج غروب ہو گیا۔ میرے باپ نے کہا: بیٹا! اس دین میں کوئی خیر نہیں ہے، تمہارا اور تمہارے آبا کا دین اس سے بہتر ہے۔ میں نے کہا: بخدا! ہرگز نہیں، وہ دین ہمارے دین سے بہتر ہے۔ (میرے ان جذبات کی وجہ سے) میرے باپ کو میرے بارے میں خطرہ لاحق ہوا اور انھوں نے میرے پاؤں میں بیڑیاں ڈال کر مجھے گھر میں پابند کر دیا۔

میں نے عیسائیوں کی طرف پیغام بھیجا کہ جب شام سے

إِلَى بِلَادِهِمْ فَآذِنُونِي بِهِمْ، فَلَمَّا أَرَادُوا الرَّجْعَةَ إِلَى بِلَادِهِمْ أَخْبَرُونِي بِهِمْ، فَأَلْقَيْتُ الْحَدِيدَ مِنْ رِجْلَيَّ، ثُمَّ خَرَجْتُ مَعَهُمْ حَتَّى قَدِمْتُ الشَّامَ۔

فَلَمَّا قَدِمْتُهَا قُلْتُ: مَنْ أَفْضَلُ أَهْلِ هٰذَا الدِّيْنِ؟ قَالُوْا: الْأُسْقُفُ فِي الْكَنِيْسَةِ قَالَ: فَجِئْتُهُ، فَقُلْتُ: إِنِّي قَدْ رَغِبْتُ فِي هٰذَا الدِّيْنِ، وَأَحْبَبْتُ أَنْ أَكُوْنَ مَعَكَ أَخْدِمُكَ فِي كَنِيْسَتِكَ، وَأَتَعَلَّمُ مِنْكَ، وَأُصَلِّي مَعَكَ۔ قَالَ:

فَادْخُلْ فَدَخَلْتُ مَعَهُ، قَالَ: فَكَانَ رَجُلٌ سُوْءٌ يَأْمُرُهُمْ بِالصَّدَقَةِ وَيُرَغِّبُهُمْ فِيْهَا، فَإِذَا جَمَعُوْا إِلَيْهِ مِنْهَا أَشْيَاءَ اكْتَنَزَهُ لِنَفْسِهِ وَلَمْ يُعْطِهِ الْمَسَاكِيْنَ، حَتَّى جَمَعَ سَبْعَ قِلَالٍ مِنْ ذَهَبٍ وَوَرِقٍ، قَالَ: وَأَبْغَضْتُهُ بُغْضًا شَدِيْدًا لِمَا رَأَيْتُهُ يَصْنَعُ، ثُمَّ مَاتَ، فَاجْتَمَعَتْ إِلَيْهِ النَّصَارٰى لِيَدْفِنُوْهُ، فَقُلْتُ لَهُمْ: إِنَّ هٰذَا كَانَ رَجُلٌ سُوْءٌ، يَأْمُرُكُمْ بِالصَّدَقَةِ وَيُرَغِّبُكُمْ فِيْهَا، فَإِذَا جِئْتُمُوْهُ بِهَا، اكْتَنَزَهَا لِنَفْسِهِ وَلَمْ يُعْطِ الْمَسَاكِيْنَ مِنْهَا شَيْئًا۔ قَالُوْا: وَمَا عِلْمُكَ بِذٰلِكَ؟ قَالَ: قُلْتُ: أَنَا أَدُلُّكُمْ عَلَى كَنْزِهِ۔ قَالُوْا: فَدُلَّنَا عَلَيْهِ۔ قَالَ: فَأَرَيْتُهُمْ مَوْضِعَهُ، قَالَ: فَاسْتَخْرَجُوْا مِنْهُ سَبْعَ قِلَالٍ مَمْلُوْءَةٍ ذَهَبًا وَوَرِقًا، قَالَ: فَلَمَّا رَأَوْهَا قَالُوْا: وَاللّٰهِ لَا نَدْفِنُهُ أَبَدًا۔ فَصَلَبُوْهُ ثُمَّ رَجَمُوْهُ

تاجروں کا عیسائی قافلہ آئے تو مجھے خبر دینا۔ (کچھ ایام کے بعد) جب شام سے عیسائیوں کا تجارتی قافلہ پہنچا تو انھوں نے مجھے اس (کی آمد) کی اطلاع دی۔ میں نے ان سے کہا: جب (اس قافلے کے) لوگ اپنی ضروریات پوری کر کے اپنے ملک کی طرف واپس لوٹنا چاہیں تو مجھے بتلا دینا۔ سو جب انھوں نے واپس جانا چاہا تو انھوں نے مجھے اطلاع دے دی۔ میں نے اپنے پاؤں سے بیڑیاں اتار پھینکیں اور ان کے ساتھ نکل پڑا اور شام پہنچ گیا۔

جب میں شام پہنچا تو پوچھا: وہ کون سی شخصیت ہے جو اس دین والوں میں افضل ہے؟ انھوں نے کہا: فلاں گرجا گھر میں ایک پادری ہے۔ میں اس کے پاس گیا اور میں نے کہا: میں اس دین (نصرانیت) کی طرف راغب ہوا ہوں، اب میں چاہتا ہوں کہ آپ کے پاس رہوں اور گرجا گھر میں آپ کی خدمت کروں اور آپ سے تعلیم حاصل کروں اور آپ کے ساتھ نماز پڑھوں۔ اس نے کہا: (ٹھیک ہے) آ جاؤ۔ پس میں اس میں داخل ہو گیا۔ لیکن وہ بڑا برا آدمی تھا۔ وہ لوگوں کو صدقہ کرنے کا حکم دیتا تھا اور ان کو ترغیب دلاتا تھا۔ جب وہ کئی اشیاء لے کر آتے تھے، تو وہ اپنے لیے جمع کر لیتا تھا اور مساکین کو کچھ بھی نہیں دیتا تھا، حتی کہ اس کے پاس سونے اور چاندی کے سات مٹکے جمع ہو گئے۔ میں اس کے کرتوں کی بنا پر اس سے نفرت کرتا تھا۔ بالآخر وہ مر گیا، اسے دفن کرنے کے لیے عیسائی لوگ پہنچ گئے۔ میں نے ان سے کہا: یہ تو برا آدمی تھا، یہ تم لوگوں کو تو صدقہ کرنے کا حکم دیتا اور اس کی ترغیب دلاتا تھا، لیکن جب تم لوگ اس کے پاس صدقہ جمع کرواتے تھے تو یہ اسے اپنے لیے ذخیرہ کر لیتا تھا اور مساکین کو بالکل نہیں دیتا تھا۔ انھوں نے مجھ سے پوچھا: تجھے کیسے علم

بِالْحِجَارَةِ، ثُمَّ جَاءُوْا بِرَجُلٍ آخَرَ فَجَعَلُوْهُ بِمَكَانِهِ۔ قَالَ: يَقُوْلُ سَلْمَانُ: فَمَا رَأَيْتُ رَجُلاً لَايُصَلِّي الْخَمْسَ أَرٰى أَنَّهُ أَفْضَلَ مِنْهُ، أَزْهَدَ فِي الدُّنْيَا وَلَا أَرْغَبَ فِي الْآخِرَةِ، وَلَا أَدْأَبَ لَيْلاً وَنَهَاراً مِنْهُ، قَالَ: فَأَحْبَبْتُهُ حُبًّا لَمْ أُحِبَّهُ مِنْ قَبْلِهِ، وَأَقَمْتُ مَعَهُ زَمَاناً ثُمَّ حَضَرَتْهُ الْوَفَاةُ، فَقُلْتُ لَهُ: يَافُلَانُ! إِنِّي كُنْتُ مَعَكَ، وَأَحْبَبْتُكَ حُبًّا لَمْ أُحِبَّهُ مِنْهُ قَبْلَكَ، وَقَدْ حَضَرَكَ مَاتَرٰى مِنْ أَمْرِ اللّٰهِ فَإِلٰى مَنْ تُوْصِي بِيْ؟ وَمَاتَأْمُرُنِي؟ قَالَ: أَيْ بُنَيَّ! وَاللّٰهِ مَا أَعْلَمُ أَحَداً الْيَوْمَ عَلٰى مَاكُنْتُ عَلَيْهِ، لَقَدْ هَلَكَ النَّاسُ وَبَدَّلُوْا وَتَرَكُوْا أَكْثَرَ مَا كَانُوْا عَلَيْهِ إِلَّا رَجُلاً بِـ(الْمَوْصِلِ) وَهُوَ فُلَانٌ، فَهُوَ عَلٰى مَا كُنْتُ عَلَيْهِ فَالْحَقْ بِهِ۔

قَالَ: فَلَمَّا مَاتَ وَغُيِّبَ، لَحِقْتُ بِصَاحِبِ (الْمَوْصِلِ)، فَقُلْتُ لَهُ: يَافُلَانُ! إِنَّ فُلَاناً أَوْصَانِي عِنْدَ مَوْتِهِ أَنْ أَلْحَقَ بِكَ وَأَخْبَرَنِي أَنَّكَ عَلٰى أَمْرِهِ۔ قَالَ: فَقَالَ لِي: أَقِمْ عِنْدِي۔ فَأَقَمْتُ عِنْدَهُ، فَوَجَدْتُهُ خَيْرَ رَجُلٍ عَلٰى أَمْرِ صَاحِبِهِ، فَلَمْ يَلْبَثْ أَنْ مَاتَ، فَلَمَّا حَضَرَتْهُ الوفاة، قُلْتُ لَهُ: يَا فُلَانُ! إِنَّ فُلَاناً أَوْصٰى بِيْ إِلَيْكَ وَأَمَرَنِيْ بِاللُّحُوْقِ بِكَ وَقَدْ حَضَرَكَ مِنَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ مَا تَرٰى فَإِلٰى مَنْ تُوْصِي بِيْ؟ وَمَا تَأْمُرُنِيْ؟ قَالَ: أَيْ بُنَيَّ! وَاللّٰهِ! مَا أَعْلَمُ

ہوا؟ میں نے کہا: میں تمھیں اس کے خزانے کی خبر دے سکتا ہوں۔ انھوں نے کہا: تو پھر ہمیں بتاؤ۔ پس میں نے ان کو (اس کے خزانے کا) مقام دکھایا۔ انھوں نے وہاں سے سونے اور چاندی کے بھرے ہوئے سات مٹکے نکالے۔

جب انھوں نے صدقے (کا یہ حشر) دیکھا تو کہنے لگے: بخدا! ہم اس کو کبھی بھی دفن نہیں کریں گے۔ سو انھوں نے اس کو سولی پر لٹکایا اور پھر پتھروں سے اس کو سنگسار کیا۔ بعد ازاں وہ اس کی جگہ پر ایک اور آدمی لے آئے۔ حضرت سلمان کہتے ہیں: جو لوگ پانچ نمازیں ادا کرتے تھے، میں نے اس کو ان میں افضل پایا۔ میں نے اسے دنیا سے سب سے زیادہ بے رغبت، آخرت کے معاملے میں سب سے زیادہ رغبت والا اور دن ہو یا رات (عبادت کے معاملات کو) تندہی سے ادا کرنے والا پایا۔ میں نے اس سے ایسی محبت کی کہ اس سے پہلے اس قسم کی محبت کسی سے نہیں کی تھی۔ میں اسی کے ساتھ کچھ زمانہ تک مقیم رہا۔ بالآخر اس کی وفات کا وقت قریب آ پہنچا۔ میں نے اسے کہا: او فلان! میں تیرے ساتھ رہا اور میں نے تجھ سے ایسی محبت کی کہ اس سے قبل اس قسم کی محبت کسی سے نہیں کی تھی۔ اب تیرے پاس اللہ تعالی کا حکم (موت) آ پہنچا ہے، تو خود بھی محسوس کر رہا ہے۔ اب تو مجھے کس بندۂ (خدا) کے پاس جانے کی نصیحت کرے گا؟ اور مجھے کیا حکم دے گا؟ اس نے کہا: میرے بیٹا! اللہ کی قسم! میں جس دین پر پابند تھا، میرے علم کے مطابق کوئی بھی اس دین کا پیروکار نہیں ہے۔ لوگ ہلاک ہو گئے ہیں اور تبدیل ہو گئے ہیں اور جس شریعت کو اپنا رکھا تھا اس کے اکثر امور کو ترک کر دیا ہے۔ ہاں فلاں ایک آدمی موصل میں ہے۔ وہ اسی دین پر کاربند ہے، پس تو اس کے پاس چلے جانا۔

رَجُلًا عَلٰی مِثْلِ مَا كُنَّا عَلَيْهِ اِلَّا رَجُلًا بِـ (نَصِيْبِيْن) وَهُوَ فُلَانٌ فَالْحَقْ بِهٖ۔ قَالَ: فَلَمَّا مَاتَ وَغُيِّبَ لَحِقْتُ بِصَاحِبِ نَصِيْبِيْن فَجِئْتُهٗ فَأَخْبَرْتُهٗ بِخَبَرِيْ وَمَا أَمَرَنِيْ بِهٖ صَاحِبِيْ قَالَ:

فَأَقِمْ عِنْدِيْ۔ فَأَقَمْتُ عِنْدَهٗ فَوَجَدْتُّهٗ عَلٰی أَمْرِ صَاحِبَيْهِ فَأَقَمْتُ مَعَ خَيْرِ رَجُلٍ، فَوَاللّٰهِ مَا لَبِثَ اَنْ نَزَلَ بِهِ الْمَوْتُ، فَلَمَّا حُضِرَ قُلْتُ لَهٗ: يَا فُلَانُ! اِنَّ فُلَانًا كَانَ أَوْصٰی بِيْ اِلٰی فُلَان، ثُمَّ أَوْصٰی بِيْ فُلَان اِلَيْكَ، فَاِلٰی مَنْ تُوْصِيْ بِيْ؟ وَمَا تَأْمُرُنِيْ؟ قَالَ: أَيْ بُنَيَّ! وَاللّٰهِ مَا نَعْلَمُ أَحَدًا بَقِيَ عَلٰی أَمْرِنَا آمُرُكَ أَنْ تَأْتِيَهٗ اِلَّا رَجُلًا بِـ (عَمُّوْرِيَّة) فَاِنَّهٗ بِمِثْلِ مَا نَحْنُ عَلَيْهِ، فَاِنْ اَحْبَبْتَ فَأْتِهٖ۔ قَالَ: فَاِنَّهٗ عَلٰی أَمْرِنَا۔ قَالَ: فَلَمَّا مَاتَ وَغُيِّبَ، لَقِيْتُ بِصَاحِبِ عَمُّوْرِيَّة وَأَخْبَرْتُهٗ خَبَرِيْ، فَقَالَ: أَقِمْ عِنْدِيْ۔ فَأَقَمْتُ مَعَ رَجُلٍ عَلٰی هَدْيِ أَصْحَابِهٖ وَأَمْرِهِمْ۔ قَالَ: وَاكْتَسَبْتُ حَتّٰی كَانَ لِيْ بَقَرَاتٌ وَغُنَيْمَةٌ ۔ قَالَ: ثُمَّ نَزَلَ بِهٖ أَمْرُ اللّٰهِ، فَلَمَّا حُضِرَ قُلْتُ لَهٗ: يَا فُلَانُ! اِنِّيْ كُنْتُ مَعَ فُلَان، فَأَوْصٰی بِيْ فُلَانٌ اِلٰی فُلَان، وَأَوْصٰی بِيْ فُلَانٌ اِلٰی فُلَان، ثُمَّ أَوْصٰی بِيْ فُلَانٌ اِلَيْكَ، فَاِلٰی مَنْ تُوْصِيْ بِيْ؟ وَمَا تَأْمُرُنِيْ؟ قَالَ: أَيْ بُنَيَّ! مَا أَعْلَمُهٗ أَصْبَحَ عَلٰی مَا كُنَّا عَلَيْهِ أَحَدٌ مِّنَ النَّاسِ

جب وہ فوت ہو گیا اور اسے دفن کر دیا گیا تو میں موصل والے آدمی کے پاس پہنچ گیا۔ میں نے اسے کہا: اے فلاں! فلاں آدمی نے موت کے وقت مجھے وصیت کی تھی کہ میں تجھ سے آ ملوں۔ اس نے مجھے بتلایا تھا کہ تم بھی اس کے دین پر کاربند ہو۔ اس نے مجھے کہا: (ٹھیک ہے) تم میرے پاس ٹھہر سکتے ہو۔ پس میں نے اس کے پاس اقامت اختیار کی، میں نے اسے بہترین آدمی پایا جو اپنے ساتھی کے دین پر برقرار تھا۔ (کچھ عرصے کے بعد اس پر بھی) فوت ہونے کے آثار (دکھائی دینے لگے)۔ جب اس پر وفات کی گھڑی آ پہنچی تو میں نے کہا: او فلاں! فلاں نے تو مجھے تیرے بارے میں وصیت کی تھی اور مجھے حکم دیا تھا کہ تیری صحبت میں رہوں۔ اب اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو کچھ تجھ پر نازل ہونے والا ہے وہ تو دیکھ رہا ہے۔ اب تو مجھے کیا وصیت کرے گا اور کیا حکم دے گا کہ میں کس کے پاس جاؤں؟

اس نے کہا: بیٹا! اللہ کی قسم! میرے علم کے مطابق تو ہمارے دین پر قائم صرف ایک آدمی ہے، جو نصیبین میں ہے۔ (میری وفات کے بعد) اس کے پاس چلے جانا۔ پس جب وہ فوت ہوا اور اسے دفن کر دیا گیا تو میں نصیبین والے صاحب کے پاس پہنچ گیا۔ میں اس کے پاس آیا اور اسے اپنے بارے میں اور اپنے (رہنما) کے حکم کے بارے میں مطلع کیا۔ اس نے کہا: میرے پاس ٹھہر یے۔ سو میں اس کے پاس ٹھہر گیا۔ میں نے اس کو اس کے سابقہ دونوں صاحبوں کے دین پر پایا۔ وہ بہترین آدمی تھا جس کے پاس میں نے اقامت اختیار کی۔ لیکن اللہ کی قسم! وہ جلد ہی مرنے کے لیے تیار ہو گیا۔ جب اس کی موت کا وقت آیا تو میں نے اسے کہا: او فلاں! فلاں (اللہ کے بندے) نے مجھے فلاں کی (صحبت میں رہنے کی)

آمْرُكَ أَنْ تَأْتِيَهُ وَلٰكِنَّهُ قَدْ أَظَلَّكَ زَمَانُ نَبِيٍّ، هُوَ مَبْعُوْثٌ بِدِيْنِ أَبْرَاهِيْمَ. يَخْرُجُ بِأَرْضِ الْعَرَبِ، مُهَاجِرًا أَلٰى أَرْضٍ بَيْنَ حَرَّتَيْنِ بَيْنَهُمَا نَخْلٌ، بِهِ عَلَامَاتٌ لَا تَخْفٰى، يَأْكُلُ الْهَدِيَّةَ وَلَا يَأْكُلُ الصَّدَقَةَ، بَيْنَ كَتِفَيْهِ خَاتَمُ النُّبُوَّةِ، فَأَنِ اسْتَطَعْتَ أَنْ تَلْحَقَ بِتِلْكَ الْبِلَادِ فَافْعَلْ.

قَالَ: ثُمَّ مَاتَ وَ غُيِّبَ، فَمَكَثْتُ فِيْ عَمُوْرِيَّةَ مَا شَاءَ اللّٰهُ أَنْ أَمْكُثَ. ثُمَّ مَرَّ بِي نَفَرٌ مِنْ كَلْبٍ تُجَّارًا فَقُلْتُ لَهُمْ: تَحْمِلُوْنِيْ إِلٰى أَرْضِ الْعَرَبِ وَأُعْطِيْكُمْ بَقَرَاتِيْ هٰذِهِ وَغُنَيْمَتِي هٰذِهِ؟ قَالُوْا: نَعَمْ فَأَعْطَيْتُمُوْهَا، وَحَمَلُوْنِي، حَتّٰى إِذَا قَدِمُوْا بِي وَادِيَ الْقُرٰى ظَلَمُوْنِي، فَبَاعُوْنِي مِنْ رَجُلٍ مِنَ الْيَهُوْدِ عَبْداً، فَكُنْتُ عِنْدَهُ، وَرَأَيْتُ النَّخْلَ، وَرَجَوْتُ، أَنْ تَكُوْنَ الْبَلَدُ الَّذِي وَصَفَ لِي صَاحِبِي، وَلَمْ يَحُقَّ لِي فِي نَفْسِي. فَبَيْنَمَا أَنَا عِنْدَهُ قَدِمَ عَلَيْهِ ابْنُ عَمٍّ لَهُ مِنَ الْمَدِيْنَةِ مِنْ بَنِي قُرَيْظَةَ، فَابْتَاعَنِي مِنْهُ، فَاحْتَمَلَنِي إِلَى الْمَدِيْنَةِ، فَوَاللّٰهِ مَا هُوَ إِلَّا أَنْ رَأَيْتُهَا فَعَرَفْتُهَا بِصِفَةِ صَاحِبِي، فَأَقَمْتُ بِهَا. وَبَعَثَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ فَأَقَامَ بِمَكَّةَ مَا أَقَامَ، لَا أَسْمَعُ لَهُ بِذِكْرٍ مَعَ مَا أَنَا فِيْهِ مِنْ شُغْلِ الرِّقِّ.

ثُمَّ هَاجَرَ إِلَى الْمَدِيْنَةِ، فَوَاللّٰهِ إِنِّي لَفِي رَأْسِ عِذْقٍ لِسَيِّدِيْ أَعْمَلُ فِيْهِ بَعْضَ

نصیحت کی تھی، پھر اس نے تیرے پاس آنے کی نصیحت کی۔ اب تو مجھے کس کے پاس جانے کی وصیت کرے گا یا کیا حکم دے گا؟

اس نے کہا: میرے بیٹے! ہم تو ایسے آدمی کے بارے میں کوئی معلومات نہیں رکھتے، جو ہمارے دین پر قائم ہو، کہ تو اس کے پاس جا سکے۔ البتہ ایک آدمی عموریہ میں ہے۔ وہ دین کے معاملے میں ہماری طرح کا ہے۔ اگر تو چاہتا ہے تو اس کے پاس چلے جانا، کیونکہ وہ ہمارے دین پر برقرار ہے۔ پس جب وہ بھی مر گیا اور اسے دفن کر دیا گیا، تو میں عموریہ والے (بندۂ خدا) کے پاس پہنچ گیا اور اسے اپنا سارا ماجرا سنایا۔ اس نے کہا: تم میرے پاس ٹھہرو۔ میں نے اس کی صحبت اختیار کر لی اور اسے اس کے اصحاب کی سیرت اور دین پر پایا۔

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے اس کے پاس کمائی بھی کی، حتی کہ میں کچھ گائیوں اور بکریوں کا مالک بن گیا۔ لیکن اس پر بھی اللہ تعالی کا حکم نازل ہونے (کی علامات دکھائی دینے لگیں)۔ جب اس کی موت کا وقت قریب آ پہنچا تو میں نے اسے کہا: او فلاں! میں فلاں (بندۂ خدا) کے پاس تھا، فلاں نے مجھے فلاں کے بارے میں، فلاں نے فلاں کے بارے میں اور اس نے تیرے پاس آنے کی وصیت کی تھی۔ اب تو مجھے کس (کی صحبت میں رہنے) کی وصیت کرے گا؟ اور مجھے کیا حکم دے گا؟ اس نے کہا: میرے بیٹا! میں تو کسی ایسے شخص کو نہیں جانتا جو ہمارے دین پر کاربند ہو اور جس کے بارے میں میں تجھے حکم دے سکوں۔ لیکن اب ایک نبی کی آمد کا وقت قریب آ چکا ہے، اسے دینِ ابراہیمی کے ساتھ مبعوث کیا جائے گا، وہ عربوں کی سرزمین سے ظاہر ہو گا اور ایسے

الْعَمَلِ، وَسَيِّدِي جَالِسٌ إِذْ أَقْبَلَ ابْنُ عَمٍّ لَّهُ حَتّٰى وَقَفَ عَلَيْهِ فَقَالَ: فُلَانٌ قَاتَلَ اللّٰهُ بَنِي قِيْلَةَ، وَاللّٰهِ إِنَّهُمْ الْآنَ لَمُجْتَمِعُوْنَ بِـ(قُبَاءَ) عَلٰى رَجُلٍ قَدِمَ عَلَيْهِمْ مِنْ مَّكَّةَ الْيَوْمَ يَزْعَمُوْنَ أَنَّهُ نَبِيٌّ۔ قَالَ: فَلَمَّا سَمِعْتُهَا أَخَذَتْنِي الْعُرَوَاءُ حَتّٰى ظَنَنْتُ أَنِّي سَأَسْقُطُ عَلٰى سَيِّدِيْ، قَالَ: وَنَزَلْتُ عَنِ النَّخْلَةِ فَجَعَلْتُ أَقُوْلُ لِابْنِ عَمِّهِ ذٰلِكَ: مَاذَا تَقُوْلُ؟ مَاذَا تَقُوْلُ؟ قَالَ: فَغَضِبَ سَيِّدِي فَلَكَمَنِي لَكْمَةً شَدِيْدَةً، ثُمَّ قَالَ: مَالَكَ وَلِهٰذَا؟ أَقْبِلْ عَلٰى عَمَلِكَ۔ قَالَ: قُلْتُ: لَاشَيْءَ إِنَّمَا أَردتُّ أَنْ أَسْتَثْبِتَ عَمَّا قَالَ۔ وَقَدْ كَانَ عِنْدِي شَيْءٌ قَدْ جَمَعْتُهُ، فَلَمَّا أَمْسَيْتُ أَخَذْتُهُ ثُمَّ ذَهَبْتُ بِهِ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ بِـ(قُبَاءٍ) فَدَخَلْتُ عَلَيْهِ فَقُلْتُ لَهُ: إِنَّهُ قَدْ بَلَغَنِي أَنَّكَ رَجُلٌ صَالِحٌ، وَمَعَكَ أَصْحَابٌ لَّكَ غُرَبَاءُ ذَوُوْ حَاجَةٍ، وَهٰذَا شَيْءٌ كَانَ عِنْدِي لِلصَّدَقَةِ، فَرَأَيْتُكُمْ أَحَقَّ بِهِ مِنْ غَيْرِكُمْ، قَالَ: فَقَرَّبْتُهُ إِلَيْهِ۔ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِأَصْحَابِهِ: ((كُلُوْا۔)) وَأَمْسَكَ يَدَهُ فَلَمْ يَأْكُلْ۔ قَالَ: فَقُلْتُ فِي نَفْسِي: هٰذِهِ وَاحِدَةٌ ثُمَّ انْصَرَفْتُ عَنْهُ، فَجَمَعْتُ شَيْئاً، وَتَحَوَّلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِلَى الْمَدِيْنَةِ، ثُمَّ جِئْتُ بِهِ فَقُلْتُ: إِنِّي رَأَيْتُكَ لَا تَأْكُلُ الصَّدَقَةَ، وَهٰذِهِ هَدِيَّةٌ أَكْرَمْتُكَ بِهَا، قَالَ: فَأَكَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ

(شہر) کی طرف ہجرت کرے گا جو دو حرّوں (یعنی کالے پتھر والی زمینوں) کے درمیان ہو گا اور ان کے درمیان کھجوروں کے درخت ہوں گے۔ اس کی اور علامات بھی ہوں گی، جو مخفی نہیں ہوں گی۔ وہ ہدیہ (یعنی بطورِ تحفہ دی گئی چیز) کھائے گا، صدقہ نہیں کھائے گا اور اس کے کندھوں کے درمیان مہرِ ختمِ نبوّت ہو گی۔ اگر تجھے استطاعت ہے تو (عرب کے) ان علاقوں تک پہنچ جا۔

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: پھر وہ فوت ہو گیا اور اسے دفن کر دیا گیا۔ جب تک اللہ تعالی کو منظور تھا، میں عموریہ میں سکونت پذیر رہا۔ پھر میرے پاس سے بنو کلب قبیلے کا ایک تجارتی قافلہ گزرا۔ میں نے ان سے کہا: اگر تم مجھے سرزمینِ عرب کی طرف لے جاؤ تو میں تم کو اپنی گائیں اور بکریاں دے دوں گا؟ انھوں نے کہا: ٹھیک ہے۔ پس میں نے اپنی گائیں اور بکریاں ان کو دے دیں اور انھوں نے مجھے اپنے ساتھ ملا لیا۔ جب وہ مجھے وادیٔ قری تک لے کر پہنچے تو انھوں نے مجھ پر ظلم کیا اور بطورِ غلام ایک یہودی کے ہاتھ فروخت کر دیا۔ پس میں اس کے پاس ٹھہر گیا۔ جب میں نے کھجوروں کے درخت دیکھے تو مجھے امید ہونے لگی کہ یہ وہی شہر ہے جو میرے ساتھی نے بیان کیا تھا، لیکن یقین نہیں آ رہا تھا۔ ایک دن اس یہودی کا چچا زاد بھائی، جس کا تعلق بنو قریظہ سے تھا، مدینہ سے اس کے پاس آیا اور مجھے خرید کر اپنے پاس مدینہ میں لے گیا۔ اللہ کی قسم! جب میں نے مدینہ کو دیکھا تو اپنے ساتھی کی بیان کردہ علامات کی روشنی میں اس کو پہچان گیا (کہ یہی خاتم النبیین کا مسکن ہو گا)۔ میں وہاں فروکش ہو گیا۔ اُدھر اللہ تعالی نے اپنے رسول کو مکہ مکرمہ میں مبعوث کر دیا، جتنے دن انھوں نے وہاں ٹھہرنا تھا، وہ

مِنْهَا، وَأَمَرَ أَصْحَابَهُ فَأَكَلُوْا مَعَهُ، قَالَ: فَقُلْتُ: فِي نَفْسِي هَاتَانِ اثْنَتَانِ.
ثُمَّ جِئْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ بِبَقِيْعِ الْغَرْقَدِ، قَالَ: وَقَدْ تَبِعَ جَنَازَةً مِنْ أَصْحَابِهِ، عَلَيْهِ شَمْلَتَانِ لَهُ، وَهُوَجَالِسٌ فِي أَصْحَابِهِ، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، ثُمَّ اسْتَدَرْتُ أَنْظُرُ إِلٰى ظَهْرِهِ، هَلْ أَرٰى الْخَاتَمَ الَّذِي وَصَفَ لِي صَاحِبِي، فَلَمَّا رَآنِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اسْتَدَرْتُهُ، عَرَفَ أَنِّي أَسْتَثْبِتُ فِي شَيْءٍ وُصِفَ لِي، قَالَ: فَأَلْقٰى رِدَاءَ عَنْ ظَهْرِهِ، فَنَظَرْتُ إِلَى الْخَاتَمِ فَعَرَفْتُهُ، فَانْكَبَبْتُ عَلَيْهِ أُقَبِّلُهُ وَأَبْكِي۔ فَقَالَ لِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((تَحَوَّلْ۔)) فَتَحَوَّلْتُ، فَقَصَصْتُ عَلَيْهِ حَدِيْثِي۔ كَمَا حَدَّثْتُكَ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ! قَالَ: فَأَعْجَبَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يَسْمَعَ ذٰلِكَ أَصْحَابُهُ۔
ثُمَّ شَغَلَ سَلْمَانُ الرِّقَّ حَتّٰى فَاتَهُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بَدْرٌ وَأُحُدٌ۔ قَالَ: ثُمَّ قَالَ لِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((كَاتِبْ يَا سَلْمَانُ!)) فَكَاتَبْتُ صَاحِبِي عَلٰى ثَلَاثِ مِائَةِ نَخْلَةٍ أُحْيِيْهَا لَهُ بِالْفَقِيْرِ، وَبِأَرْبَعِيْنَ أُوْقِيَةً۔ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَعِيْنُوْا أَخَاكُمْ۔)) فَأَعَانُوْنِي بِالنَّخْلِ، الرَّجُلُ بِثَلَاثِيْنَ وَدِيَّةً وَالرَّجُلُ بِعِشْرِيْنَ، وَالرَّجُلُ بِخَمْسَ عَشَرَةَ، وَالرَّجُلُ بِعَشْرٍ يَعْنِي: الرَّجُلُ بِقَدْرِ مَاعِنْدَهُ۔ حَتّٰى اجْتَمَعَتْ لِي ثَلَاثُ

ٹھہرے۔لیکن میں نے ان (کی آمد) کا کوئی تذکرہ نہیں سنا، دوسری بات یہ بھی ہے کہ میں غلامی والے شغل میں مصروف رہتا تھا۔
بالآخر نبی کریم ﷺ ہجرت کر کے مدینہ تشریف لے آئے۔ اللہ کی قسم! (ایک دن) میں اپنے آقا کے پھل دار کھجور کے درخت کی چوٹی پر کوئی کام کر رہا تھا، میرا مالک بیٹھا ہوا تھا، اس کا چچازاد بھائی اچانک اس کے پاس آیا اور کہا: او فلاں! اللہ تعالی بنوقیلہ کو ہلاک کرے، وہ قبا میں مکہ سے آنے والے ایک آدمی کے پاس جمع ہیں اور ان کا خیال ہے کہ وہ نبی ہے۔ جب میں نے اس کی یہ بات سنی تو مجھ پر اس قدر کپکپی طاری ہوگئی کہ مجھے یہ گمان ہونے لگا کہ اپنے مالک پر گر جاؤں گا۔ میں کھجور کے درخت سے اترا اور اس کے چچا زاد بھائی سے کہنے لگا: تم کیا کہہ رہے ہو؟ تم کیا کہہ رہے ہو؟ اس بات سے میرے آقا کو غصہ آیا اور اس نے مجھے زور سے مکا مارا اور کہا: تیرا اس کی بات سے کیا تعلق ہے۔ جا، اپنا کام کر۔ میں نے کہا: کوئی تعلق نہیں، بس ذرا بات کی چھان بین کرنا چاہتا تھا۔
حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میرے پاس میرا جمع کیا ہوا کچھ مال تھا۔ جب شام ہوئی تو میں نے وہ مال لیا اور قبا میں رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچ گیا۔ میں آپ ﷺ پر داخل ہوا اور کہا: مجھے یہ بات موصول ہوئی ہے کہ آپ کوئی صالح آدمی ہیں اور آپ کے اصحاب غریب اور حاجتمند لوگ ہیں۔ یہ میرے پاس کچھ صدقے کا مال ہے، میں نے آپ لوگوں کو ہی اس کا زیادہ مستحق سمجھا ہے۔ پھر میں نے وہ مال آپ ﷺ کے قریب کیا۔ لیکن آپ ﷺ نے اپنے صحابہ سے فرمایا: ''تم لوگ کھا لو۔'' آپ ﷺ نے خود اپنا ہاتھ روک

مِنَّةٍ وَدِيَّةٍ. فَقَالَ لِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِذْهَبْ يَاسَلْمَانُ! فَفَقِّرْلَهَا، فَإِذَا فَرَغْتَ فَأْتِنِي أَكُوْنُ أَنَا أَضَعُهَا بِيَدِي.)) فَفَقَّرْتُ لَهَا، وَأَعَانَنِي أَصْحَابِي، حَتّٰى إِذَا فَرَغْتُ مِنْهَا جِئْتُهُ فَأَخْبَرْتُهُ. فَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَعِي إِلَيْهَا، فَجَعَلْنَا نُقَرِّبُ لَهُ الْوَدِيَّ، وَيَضَعُهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِيَدِهِ، فَوَالَّذِي نَفْسُ سَلْمَانَ بِيَدِهِ! مَا مَاتَتْ مِنْهَا وَدِيَّةٌ وَاحِدَةٌ، فَأَدَّيْتُ النَّخْلَ وَبَقِيَ عَلَيَّ الْمَالُ، فَأُتِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِمِثْلِ بَيْضَةِ الدَّجَاجَةِ مِنْ ذَهَبٍ مِنْ بَعْضِ الْمَغَازِيْ، فَقَالَ: ((مَافَعَلَ الْفَارِسِيُّ الْمُكَاتَبُ؟)) قَالَ: فَدُعِيْتُ لَهُ. فَقَالَ: ((خُذْ هٰذِهِ فَأَدِّ بِهَا مَا عَلَيْكَ يَاسَلْمَانُ!)) فَقُلْتُ: وَأَيْنَ تَقَعُ هٰذِهِ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! مِمَّا عَلَيَّ؟ قَالَ: ((خُذْهَا، فَإِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ سَيُؤَدِّي بِهَا عَنْكَ.)) قَالَ: فَأَخَذْتُهَا، فَوَزَنْتُ لَهُمْ مِنْهَا وَالَّذِي نَفْسُ سَلْمَانَ بِيَدِهِ! أَرْبَعِيْنَ أُوْقِيَّةً، فَأَوْفَيْتُهُمْ حَقَّهُمْ، وَعَتَقْتُ، فَشَهِدْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الْخَنْدَقَ، ثُمَّ لَمْ يَفُتْنِي مَعَهُ مَشْهَدٌ. (الصحيحة: ٨٩٤)

لیا اور نہ کھایا۔ میں نے دل میں کہا کہ (اس بندۂ خدا کے نبی ہونے کی) ایک نشانی تو (پوری ہوگئی ہے)۔ پھر میں چلا گیا اور مزید کچھ مال جمع کیا۔ اب رسول اللہ ﷺ مدینہ میں منتقل ہو چکے تھے۔ پھر (وہ مال لے کر) میں آپ ﷺ کے پاس آیا اور کہا: میرا آپ کے بارے میں خیال ہے کہ آپ صدقے کا مال نہیں کھاتے، اس لیے یہ ہدیہ (یعنی تحفہ) ہے، میں اس کے ذریعے آپ کی عزت کرنا چاہتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے وہ چیز خود بھی کھائی اور اپنے صحابہ کو بھی کھانے کا حکم دیا، سو انھوں نے بھی کھائی۔ (یہ منظر دیکھ کر) میں نے دل میں کہا: دو علامتیں (پوری ہو گئیں ہیں)۔ (حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:) میں (تیسری دفعہ) جب رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تو وہ "بَقِيْعُ الْغَرْقَد" میں تھے۔ آپ ﷺ کسی صحابی کے جنازے کی خاطر وہاں آئے ہوئے تھے، آپ ﷺ پر دو چادریں تھیں۔ آپ ﷺ اپنے اصحاب میں تشریف فرما تھے۔ میں نے آپ ﷺ کو سلام کہا، پھر آپ کی پیٹھ پر نظر ڈالنے کے لیے گھوما، تاکہ (دیکھ سکوں کہ) آیا وہ (ختم نبوت والی) مہر بھی ہے، جس کی پیشین گوئی میرے ساتھی نے کی تھی۔ جب رسول اللہ ﷺ نے مجھے گھومتے ہوئے دیکھا تو آپ پہچان گئے کہ میں آپ ﷺ کے کسی وصف کی جستجو میں ہوں، پس آپ ﷺ نے اپنی چادر اپنی پیٹھ سے ہٹا دی، میں نے مہرِ نبوت دیکھی اور اسے پہچان گیا۔ پھر میں آپ ﷺ پر ٹوٹ پڑا اور آپ کے بوسے لینے اور رونے لگا۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: ''پیچھے ہٹو۔'' پس میں پیچھے ہٹ گیا۔ ابن عباس! پھر میں نے آپ ﷺ کو اپنا وہ سارا ماجرا سنایا، جو تجھے سنایا ہے اور رسول اللہ ﷺ کو یہ بات اچھی لگی کہ یہ واقعہ آپ کے صحابہ بھی سنیں۔

پھر حضرت سلمان رضی اللہ عنہ غلامی کی وجہ سے مشغول رہے اور غزوۂ بدر اور غزوۂ احد میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شریک نہ ہو سکے۔ (حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:) ایک دن رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: ''سلمان! (اپنے مالک سے)

مکاتبت کرلو۔'' پس میں نے اپنے آقا سے اس بات پر مکاتبت کر لی کہ میں اس کے لیے تین سو کھجور کے چھوٹے درخت زمین سے اکھاڑ کر اس کی جگہ پر لگاؤں گا اور (مزید اسے) چالیس اوقیے دوں گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اپنے بھائی (سلمان) کی مدد کرو۔'' لوگوں نے مدد کرتے ہوئے مجھے کھجوروں کے درخت دیے۔ کسی نے تیس، کسی نے بیس، کسی نے پندرہ، کسی نے دس، الغرض کہ ہر ایک نے اپنی استطاعت کے بقدر مجھے کھجوروں کے چھوٹے درخت دیے، حتی کہ میرے پاس تین سو کھجوریں جمع ہوگئیں۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: ''سلمان! جاؤ اور گڑھے کھودو۔ جب فارغ ہو جاؤ تو میرے پاس آ جانا، (یہ پودے) میں خود لگاؤں گا۔''

(حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:) میں نے گڑھے کھودے، میرے ساتھیوں نے میری معاونت کی۔ جب میں فارغ ہوا تو آپ ﷺ کے پاس آیا اور آپ کو اطلاع دی۔ رسول اللہ ﷺ میرے ساتھ نکلے۔ ہم (کھجوروں کے وہ) بوٹے آپ ﷺ کے قریب کرتے تھے اور آپ اپنے ہاتھ سے ان کو لگا دیتے تھے۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں سلمان کی جان ہے! ان میں سے کھجور کا ایک پودا بھی نہ مرا۔ اب میں کھجور کے چھوٹے درخت تو لگا چکا تھا اور (چالیس اوقیوں والا) مال باقی تھا۔ کسی غزوے سے رسول اللہ ﷺ کے پاس مرغی کے انڈے کے بقدر سونا لایا گیا۔ آپ ﷺ نے پوچھا: ''مکاتبت کرنے والا (سلمان) فارسی کیا کر رہا ہے؟'' مجھے بلایا گیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''سلمان! یہ لو اور اس کے ساتھ اپنی ذمہ داری ادا کرو۔'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھ پر جتنا (قرضہ) ہے، اس سے کیا اثر ہوگا؟ (یعنی قرضہ بہت زیادہ ہے)۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ تو لو، عنقریب اللہ تعالیٰ تمہارا (قرضہ) بھی ادا کر دے گا۔'' اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں سلمان کی جان ہے! میں نے وہ لے لیا اور اس میں سے ان آقاؤں کو چالیس اوقیے تول کر دے دیئے، ان کا پورا حق ادا کر دیا اور آزاد ہو گیا۔ پھر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوۂ خندق میں حاضر ہوا اور اس کے بعد کوئی غزوہ مجھ سے نہ رہ سکا۔

تخريج: أخرجه أحمد: ٥/ ٤٤١/ ٤٤٤، وابن سعد في "الطبقات": ٤/ ٥٣ـ ٥٧، والطبراني في "المعجم الكبير": ٧/ ٢٧٢/ ٦٠٦٥

شرح: ...... سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کا بیان کردہ واقعہ اور حدیثِ مبارکہ اپنے مفہوم میں انتہائی واضح ہیں، آپ ﷺ اور آپ ﷺ کی جائے سکونت کے بارے سابقہ مذہبی ادب میں یہ پیشین گوئیاں کی گئی تھیں، جن کو وقت نے برحق ثابت کیا:

(۱) آپ ﷺ کے مسکنِ اول مکہ مکرمہ اور مسکنِ ثانی مدینہ منورہ کی علامات کا تذکرہ۔

(۲) آپ ﷺ صدقات کھانے والے نہیں تھے، تحائف و ہدایا قبول کرنے والے تھے۔

(۳) آپ ﷺ کے کندھوں کے درمیان مہرِ نبوت تھی۔

یہ حدیث اس حقیقت کا بیّن ثبوت ہے کہ اگر کسی شخص کو تلاشِ حق کی تمنا ہو اور وہ مخلصانہ انداز میں اس کے لیے تگ

و دو کرنے والا بھی ہو، تو اللہ تعالی اس کی اِس نیک آرزو کو بدرجۂ اتم پورا کر دیتے ہیں۔ سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ نے حق تک رسائی حاصل کرنے کے لیے جن مراحل کو طے کیا، یقیناً ایسے کٹھن مراحل کو کامیابی و کامرانی کے ساتھ عبور کرنا کسی بصیرت والے کے لیے غور وفکر سے بالاتر ہے، بہرحال اگر اخلاص کے ساتھ ساتھ اللہ تعالی کی توفیق بھی شاملِ حال ہو تو بڑی سے بڑی مشکلات آسان ہو جاتی ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جنگی معاملات میں صحابہ سے مشورہ کرنا

(٣٤٥٥)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((رَاَيْتُ كَاَنِّيْ فِيْ دِرْعٍ حَصِيْنَةٍ، وَرَاَيْتُ بَقَرًا مُنَحَّرَةً، فَاَوَّلْتُ اَنَّ الدِّرْعَ الْحَصِيْنَةَ الْمَدِيْنَةُ، وَاَنَّ الْبَقَرَ هُوَ وَاللّٰهِ خَيْرٌ)) فَقَالَ لِاَصْحَابِهٖ: ((لَوْاَنَّااَقَمْنَا بِالْمَدِيْنَةِ فَاِنْ دَخَلُوْا عَلَيْنَا فِيْهَا قَاتَلْنَاهُمْ۔)) فَقَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَاللّٰهِ مَادُخِلَ عَلَيْنَا فِيْهَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ، فَكَيْفَ يُدْخَلُ عَلَيْنَا فِيْهَا فِي الْاِسْلَامِ؟ قَالَ عَفَّانُ فِيْ حَدِيْثِهٖ: فَقَالَ: ((شَاْنُكُمَا اِذًا۔)) قَالَ: فَلَبِسَ لَامَتَهٗ، قَالَ: فَقَالَ الْاَنْصَارُ: رَدَدْنَا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ رَاْيَهٗ، فَجَاءُوْا فَقَالُوْا: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ شَاْنُكَ اِذًا۔ فَقَالَ: ((اِنَّهٗ لَيْسَ لِنَبِيٍّ اِذَا لَبِسَ لَامَتَهٗ اَنْ يَّضَعَهَا حَتّٰى يُقَاتِلَ۔)) (الصحيحة: ١١٠٠)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”میں نے اپنے آپ کو (خواب میں) دیکھا کہ میں ایک مضبوط زرہ میں ہوں اور ایک گائے ذبح کی ہوئی پڑی ہے۔ میں نے یہ تعبیر کی کہ مضبوط زرہ مدینہ ہے اور گائے ۔اللہ کی قسم!۔وہ خیر و بھلائی ہے۔“ پھر آپ نے اپنے صحابہ سے فرمایا: ”اگر ہم مدینہ میں ہی فروکش رہیں اور وہ ہم پر چڑھائی کر دیں تو (اپنے شہر میں ہی ٹھہر کر) ان سے لڑیں گے۔“ صحابہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! جاہلیت میں بھی ہم پر اس شہر میں حملہ نہیں کیا گیا اور اب اسلام کے باوجود ایسا کیوں ہو؟ آپ نے فرمایا: ”(ٹھیک ہے) تمھاری بات سہی۔“ (یہ جواب عفان کی حدیث میں ہے) پھر آپ نے (جنگی) لباس پہنا۔ انصاریوں نے آپس میں کہا: ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رائے تسلیم نہیں کی (یہ خطرہ مول لینے والی بات ہے) سو وہ آئے اور کہا: اے اللہ کے نبی! آپ کی رائے پر عمل ہونا چاہئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب نبی جنگی لباس پہن لیتا ہے تو اسے یہ زیب نہیں دیتا کہ وہ لڑائی سے پہلے لباس اتار دے۔“

تخريج: أخرجه أحمد: ٣/ ٣٥١، وأخرجه الدارمي: ٢/ ١٢٩

شرح:...... جب مشرکین مکہ جنگ بدر کے مقتولین کا بدلہ لینے غزوۂ احد کے موقع پر مدینہ کی طرف روانہ ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے مشورہ کیا، بعض صحابہ شہر کے اندر ہی رہ کر مقابلہ کا مشورہ دے رہے تھے، جبکہ بعض کا خیال تھا کہ میدان میں مقابلہ ہونا چاہئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خواب کے مطابق مدینہ میں رہ کر لڑنا بہتر تھا۔ اس حدیث میں اسی

مشاورت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ کی فضیلت

(٣٤٥٦)۔ عَنْ جَابِرٍ ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَلزُّبَيْرُ اِبْنُ عَمَّتِيْ، وَحَوَارِيَّ مِنْ أُمَّتِيْ۔)) (الصحيحة:١٨٧٧)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''زبیر میری پھوپھی کا بیٹا ہے اور میری امت میں سے میرا مخلص دوست ہے۔''

تخريج: أخرجه أحمد: ٣/ ٣١٤

سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت

(٣٤٥٧)۔ عَنْ جَابِرٍ ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((سَيِّدُ الشُّهَدَاءِ حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ ، وَرَجُلٌ قَامَ اِلَى اِمَامٍ جَائِرٍ فَاَمَرَهُ وَنَهَاهُ ، فَقَتَلَهُ۔)) (الصحيحة:٣٧٤)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''(دو بندگانِ خدا) شہیدوں کے سردار ہیں: (ا)حمزہ بن عبدالمطلب اور وہ آدمی جس نے ظالم حکمران کو (شریعت کے مطابق) حکم دیا اور (حرام امور سے) منع کیا، لیکن اس نے اسے قتل کر دیا۔''

تخريج: أخرجه الحاكم: ٣/ ١٩٥ ، والخطيب في "تاريخ بغداد": ٦/ ٣٧٧ ، ١١/ ٣٠٢

شرح:...... سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ نے غزوۂ احد میں بڑے کارنامے سرانجام دیے۔ اسی پیش قدمی اور غلبے کے دوران ان کو شہید کر دیا گیا، ایک حبشی غلام وحشی بن حرب نے ان کو قتل کیا، اس کے آقا جبیر بن مطعم نے اس سے وعدہ کیا تھا کہ اگر اس نے سیدنا حمزہ کو قتل کر دیا تو اسے آزاد کر دیا جائے گا، کیونکہ سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ نے جبیر کے چچا طیعمہ بن عدی کو غزوۂ بدر میں قتل کیا تھا۔ وحشی نیزہ پھینکنے کا ماہر تھا، وہ ایک چٹان کی اوٹ میں چھپ کر سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی تاک میں بیٹھ گیا۔ وہ سباع بن عرفطہ کا سر قلم کر رہے تھے کہ وحشی نے ان کی طرف نیزے کا رخ کیا اور اسے اچھال دیا، وہ غافل تھے، نیزہ ان کے پیڑو پر لگا اور دونوں پاؤں کے درمیان سے نکل گیا، سو وہ گر گئے اور اٹھ نہ سکے، یہاں تک کی ان کی شہادت واقع ہو گئی۔ بعد میں جب مشرکین کو غلبہ حاصل ہوا تو وہ مسلم مقتولین کا مثلہ کرنے لگے، ہند بنت عتبہ نے سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کا پیٹ چاک کر کے ان کا کلیجہ نکالا اور اس کو چبایا، لیکن نہ نگل سکنے کی وجہ سے پھینک دیا اور ان کے کان، ناک وغیرہ کے ہار اور پازیب بنائے۔

ہر زمانے میں سابقین کا وجود

(٣٤٥٨)۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((فِيْ كُلِّ قَرْنٍ مِنْ أُمَّتِيْ سَابِقُوْنَ۔)) (الصحيحة:٢٠٠١)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میری امت کے ہر زمانے میں سبقت لے جانے والے پائے جائیں گے۔''

تخریج: أخرجه أبو نعيم في "الحلیه": ١/ ٨، وعنه الديلمي: ٢/ ٣٣٣، معلقا

شرح:...... سابقین سے مراد وہ خواص مومنین ہیں، جو ایمان قبول کرنے میں سبقت کرنے اور نیکی کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والے ہیں، اللہ تعالی ان کو قرب خاص سے نوازے گا۔ ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿وَالسَّابِقُوْنَ السَّابِقُوْنَ أُولٰٓئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ وَقَلِيْلٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ.﴾ (سورۂ واقعه: ١٠ تا ١٤) ...... "اور جو آگے والے ہیں، وہ تو آگے والے ہیں۔ وہ بالکل نزدیکی حاصل کیے ہوئے ہیں۔ نعمتوں والی جنتوں میں ہیں۔ بہت بڑا گروہ تو اگلے لوگوں میں سے ہوگا۔ اور تھوڑے سے پچھلے لوگوں سے۔"

اگر چہ آپ ﷺ کی امت کے ہر زمانے میں سبقت لے جانے والے موجود رہیں گے، بہر حال اگلوں میں ان کی زیادہ تعداد پائی جاتی تھی۔

سیدنا عمار رضی اللہ عنہ کی فضیلت

(٣٤٥٩)۔ عَنْ بِلَالِ بْنِ يَحْيٰى، قَالَ: لَمَّا قُتِلَ عُثْمَانُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أُتِيَ حُذَيْفَةُ فَقِيْلَ يَا أَبَا عَبْدِاللّٰهِ قُتِلَ هٰذَا الرَّجُلُ، وَقَدِ اخْتَلَفَ النَّاسُ فَمَا نَقُوْلُ؟ فَقَالَ: أَسْنِدُوْنِيْ، فَأَسْنَدُوْهُ إِلٰى صَدْرِ رَجُلٍ، فَقَالَ:سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((أَبُو الْيَقْظَانِ عَلَى الْفِطْرَةِ، لَايَدَعُهَا حَتّٰى يَمُوْتَ، أَوْ يَمَسَّهُ الْهَرَمُ۔))

بلال بن یحییٰ کہتے ہیں: جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کیا گیا تو حضرت حذیفہ کو خواب آیا، انھیں کہا گیا: اے ابو عبد اللہ! عثمان کو تو شہید کر دیا گیا ہے اور لوگ اختلاف میں پڑ چکے ہیں، ایسے میں آپ کیا کہیں گے؟ انھوں نے کہا: مجھے سہارا دو۔ انھوں نے ان کو ایک آدمی کے سینے کا سہارا دیا۔ انھوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: "ابو الیقظان فطرتِ (اسلام) پر ہے اور اس کو مرنے تک یا انتہائی بوڑھا ہونے تک نہیں چھوڑے گا۔"

(الصحيحة: ٣٢١٦)

تخریج: أخرجه البزار في "مسنده": ٣/ ٢٥٢/ ٢٦٨٦۔ الكشف، وأخرجه الطبراني في "الاوسط": ١/ ١٦٣/ ٣٠٤٣ مختصرا

شرح:...... سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کی کنیت ابو الیقظان تھی۔ وہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے اور ان ہی کے لشکر میں جنگ صفین میں شہید ہو گئے۔

(٣٤٦٠)۔ عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مُلِئَ عَمَّارٌ إِيْمَانًا إِلٰى مُشَاشِهِ۔))

ایک صحابیٔ رسول بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "عمار کو ہنسلی کی ہڈیوں تک ایمان سے بھر دیا گیا ہے۔"

(الصحيحة: ٨٠٧)

تخریج: أخرجه النسائی: ٢/ ٢٦٩-٢٧٠، والحاکم: ٣/ ٣٩٢

(٣٤٦١)۔ قَالَ ﷺ: ((اِقْتَدُوْا بِالَّذِیْنَ مِنْ بَعْدِیْ مِنْ أَصْحَابِیْ اَبِیْ بَکْرٍ وَعُمَرَ، وَاھْتَدُوْا بِھَدْیِ عَمَّارٍ، وَتَمَسَّکُوْا بِعَھْدِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ۔)) رُوِیَ مِنْ حَدِیْثِ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ وَ حُذَیْفَةَ بْنِ الْیَمَانِ وَأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، وَعَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ۔

(الصحیحة:١٢٣٣)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میرے بعد ابوبکر اور عمر کی پیروی کرنا، عمار کی سیرت اختیار کرنا اور ابن مسعود کے عہد کو تھام لینا۔'' یہ حدیث حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت حذیفہ بن یمان، حضرت انس بن مالک اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم سے روایت کی گئی ہے۔

تخریج: ١۔ أما حدیث ابن مسعود: فأخرجه الترمذي: ٢/ ٣١١، والحاکم: ٣/ ٧٥

٢۔ وأما حدیث حذیفة: أخرجه الترمذي: ٢/ ٢٩٠، والطحاوي في "المشکل" ٢/ ٨٣-٨٤، وأحمد:٥/ ٣٨٥، ٤٠٢، والحمیدي في "مسنده" ١/ ٢١٤/ ٢٤٩، وابن سعد: ٢/ ٣٣٤، و ابن أبي عاصم في "السنة" ١٠٤٨ و ١٠٤٩۔ بتحقیقي، وأبو نعیم في "الحلیة" ٩/ ١٠٩، و الخطیب: ١٢/ ٢٠، والحاکم: ٣/ ٧٥، وابن عساکر: ٩/ ٣٢٣/ ١ و ١٢/ ٣١/ ١ مختصرا و مطولا، وبعضهم ذکر المولی، وبعضهم لم یذکره، وهو الذي رجحه الحاکم خلافا لأبي حاتم في: العلل" ٢/ ٣٨١

٣۔ وأما حدیث أنس بن مالك: فأخرجه ابن عدي: ٧٥/ ١

٤۔ وأما حدیث ابن عمر: فأخرجه ابن عساکر: ٩/ ٣٢٣/ ٢

شرح :...... اور دوسری احادیث کی روشنی میں یہ کہنا درست ہے کہ خلفائے راشدین اور صحابہ کرام کی اطاعت کی جائے گی، جب تک اللہ تعالی اور رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی نہ ہو۔

(٣٤٦٢)۔ عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: ((مَا خُیِّرَ عَمَّارٌ بَیْنَ اَمْرَیْنِ اِلَّا اخْتَارَ اَرْشَدَھُمَا۔))

(الصحیحة: ٨٣٥)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب بھی عمار کو دو امور میں سے ایک کو انتخاب کرنے کا اختیار دیا گیا تو انھوں نے انتہائی ہدایت والے معاملے کو اختیار کیا۔''

تخریج:أخرجه الترمذی: ٤/ ٣٤٥، ابن ماجه: ١/ ٦٦، والحاکم: ٣/ ٣٨٨، والخطیب: ١١/ ٢٨٨

شرح :...... یعنی جو معاملہ حق کے زیادہ قریب، زیادہ درست اور زیادہ صلاح والا ہوتا، حضرت عمار اسے اختیار کرتے۔ امام مبارکپوری نے کہا: اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی خلافت برحق تھی اور سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اجتہادی خطا پر تھے، کیونکہ سیدنا عمار رضی اللہ عنہ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی موافقت اختیار کی اور جنگ صفین میں شہید ہو گئے۔

(تحفة الاحوذی: ٤/ ٣٤٥)

مختصر واقعۂ حدیبیہ
آپ ﷺ کی سواریاں چوری کرنے والے اور سیدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کی بہادری اور ان کی تیز رفتاری
سیدنا ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بہترین گھوڑ سوار
مختصر واقعۂ خیبر

(٣٤٦٣)۔ عَنْ إِيَاسِ بْنِ سَلْمَةَ: حَدَّثَنِي أَبِيْ، قَالَ: قَدِمْنَا الْحُدَيْبِيَّةَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، وَنَحْنُ أَرْبَعَ عَشَرَ مِئَةً، وَعَلَيْهَا خَمْسُوْنَ شَاةً لَا تُرْوِيْهَا، قَالَ: فَقَعَدَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى جَبَا الرَّكِيَّةِ، فَإِمَّا دَعَا وَإِمَّا بَصَقَ فِيْهَا، قَالَ: فَجَاشَتْ، فَسَقَيْنَا وَاسْتَقَيْنَا۔ قَالَ: ثُمَّ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ دَعَانَا لِلْبَيْعَةِ فِيْ أَصْلِ الشَّجَرَةِ، قَالَ: فَبَايَعْتُهُ أَوَّلَ النَّاسِ، ثُمَّ بَايَعَ وَبَايَعَ، حَتّٰى إِذَا كَانَ فِيْ وَسَطٍ مِنَ النَّاسِ، قَالَ: ((بَايِعْ يَا سَلْمَةُ!)) قَالَ: قُلْتُ: قَدْ بَايَعْتُكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! فِيْ أَوَّلِ النَّاسِ! قَالَ: ((وَأَيْضًا۔)) قَالَ: وَرَآنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَزِلًا (يَعْنِيْ: لَيْسَ مَعَهُ سِلَاحٌ) قَالَ: فَأَعْطَانِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَجَفَةً أَوْ دَرَقَةً، ثُمَّ بَايَعَ حَتّٰى إِذَا كَانَ فِيْ آخِرِ النَّاسِ، قَالَ: ((أَلَا تُبَايِعُنِيْ؟ يَا سَلْمَةُ!)) قَالَ: قُلْتُ: قَدْ بَايَعْتُكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! فِيْ أَوَّلِ النَّاسِ وَفِيْ أَوْسَطِ النَّاسِ۔ قَالَ: ((وَأَيْضًا۔)) قَالَ: فَبَايَعْتُهُ الثَّالِثَةَ، ثُمَّ قَالَ لِيْ:

ایاس بن سلمہ اپنے باپ سیدنا سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ (١) ہم چودہ سو افراد رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حدیبیہ مقام پر آئے، وہاں ایک کنواں تھا، جس سے (پانی کی قلت کی وجہ سے) پچاس بکریاں سیراب نہیں ہو سکتی تھیں، رسول اللہ ﷺ اس کنویں کے کنارے پر بیٹھ گئے، دعا کی یا اس میں تھوکا، پانی زور سے نکل کر بہنے لگا، سو ہم نے پیا اور پلایا۔ (٢) پھر رسول اللہ ﷺ نے ہمیں بیعت کے لیے درخت کے تنے کے پاس بلایا، میں نے سب سے پہلے بیعت کی، پھر آپ ﷺ مسلسل بیعت لیتے رہے، جب نصف لوگ بیعت کر کے فارغ ہو گئے تو آپ نے مجھے فرمایا: ''سلمہ! بیعت کرو۔'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں تو سب سے پہلے بیعت کر چکا ہوں۔ آپ نے فرمایا: ''ایک دفعہ پھر کر لو۔'' (٣) جب رسول اللہ ﷺ نے مجھے بغیر اسلحہ کے دیکھا تو مجھے ایک ڈھال دی، پھر بیعت لینا شروع کر دیا، حتی کہ لوگ آخر تک پہنچ گئے۔ آپ نے مجھے فرمایا: ''سلمہ! کیا تم بیعت نہیں کرتے؟'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں سب سے پہلے اور پھر درمیان میں (دو دفعہ) بیعت کر چکا ہوں۔ آپ نے فرمایا: ''ایک دفعہ پھر کر لو۔'' سو میں نے تیسری دفعہ بیعت کی۔ (٤) پھر آپ نے مجھے فرمایا: ''سلمہ! وہ ڈھال کہاں ہے، جو میں نے تجھے دی تھی؟'' میں

((يَا سَلْمَةُ! أَيْنَ حَجَفَتُكَ أَوْ دَرَقَتُكَ الَّتِي أَعْطَيْتُكَ؟)) قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! لَقِيَنِي عَمِّي عَامِرٌ عَزْلًا فَأَعْطَيْتُهُ إِيَّاهَا، قَالَ: فَضَحِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَقَالَ: ((إِنَّكَ كَالَّذِيْ قَالَ الْأَوَّلُ: اَللّٰهُمَّ! أَبْغِنِيْ حَبِيْبًا هُوَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ نَفْسِيْ۔)) ثُمَّ إِنَّ الْمُشْرِكِيْنَ رَاسَلُوْنَا الصُّلْحَ، حَتّٰى مَشٰى بَعْضُنَا فِي بَعْضٍ وَاصْطَلَحْنَا، قَالَ: وَكُنْتُ تَبِيْعًا لِطَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ، أَسْقِيْ فَرَسَهُ وَأَحُسُّهُ وَأَخْدِمُهُ، وَآكُلُ مِنْ طَعَامِهِ، وَتَرَكْتُ أَهْلِيْ وَمَالِيْ مُهَاجِرًا إِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ ﷺ، قَالَ: فَلَمَّا اصْطَلَحْنَا نَحْنُ وَأَهْلُ مَكَّةَ، وَاخْتَلَطَ بَعْضُنَا بِبَعْضٍ، أَتَيْتُ شَجَرَةً فَكَسَحْتُ شَوْكَهَا، فَاضْطَجَعْتُ فِيْ أَصْلِهَا، قَالَ: فَأَتَانِيْ أَرْبَعَةٌ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ، فَجَعَلُوْا يَقَعُوْنَ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَأَبْغَضْتُهُمْ، فَتَحَوَّلْتُ إِلٰى شَجَرَةٍ أُخْرٰى، وَعَلَّقُوْا سِلَاحَهُمْ وَاضْطَجَعُوْا، فَبَيْنَمَا هُمْ كَذٰلِكَ إِذْ نَادٰى مُنَادٍ مِنْ أَسْفَلِ الْوَادِيْ: يَا لَلْمُهَاجِرِيْنَ! قُتِلَ ابْنُ زُنَيْمٍ، قَالَ: فَاخْتَرَطْتُ سَيْفِيْ، ثُمَّ شَدَدْتُ عَلٰى أُولٰئِكَ الْأَرْبَعَةِ وَهُمْ رُقُوْدٌ، فَأَخَذْتُ سِلَاحَهُمْ، فَجَعَلْتُهُ ضِغْثًا فِيْ يَدِيْ، قَالَ: ثُمَّ قُلْتُ: وَالَّذِيْ كَرَّمَ وَجْهَ مُحَمَّدٍ، لَا يَرْفَعُ أَحَدٌ مِنْكُمْ رَأْسَهُ إِلَّا ضَرَبْتُ الَّذِيْ فِيْهِ

نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے میرے چچا ملے، ان کے پاس کوئی اسلحہ نہیں تھا، اس لیے میں نے ان کو دے دی۔ رسول اللہ ﷺ ہنس پڑے اور فرمایا: ''تم تو اس آدمی کی طرح ہو جس نے کہا: اے اللہ! مجھے ایسا محبوب عطا کر دے جو مجھے اپنے آپ سے بھی زیادہ محبوب ہو۔'' (۵) پھر مشرکوں نے ہم سے صلح کے موضوع پر خط و کتابت شروع کی، یہاں تک کہ ہم ایک دوسرے کے پاس جانے لگ گئے اور صلح ہو گئی۔ میں سیدنا طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کا تابع تھا، ان کے گھوڑے کو پانی پلاتا، کھریرے کے ذریعے اس کی گرد صاف کرتا اور ان کی خدمت کرتا تھا۔ انھیں کا کھانا کھا لیتا تھا اور جب اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہجرت کی تو اپنے اہل و عیال اور مال و منال کو پیچھے چھوڑ آیا تھا۔ جب ہماری اور اہل مکہ کی صلح ہو گئی اور ہم ایک دوسرے کے پاس جانے لگ گئے، تو میں ایک درخت کے نیچے آیا، اس کے کانٹے صاف کئے اور وہاں لیٹ گیا۔ میرے پاس مکہ کے چار مشرک آئے، انھوں نے رسول اللہ ﷺ کے حق میں نازیبا الفاظ کہنا شروع کر دیے، میں ان سے بڑا متنفر ہوا، اس لیے میں ایک دوسرے درخت کی طرف چلا گیا۔ انھوں نے اپنا اسلحہ لٹکا دیا اور لیٹ گئے، وہ اسی حالت پر تھے کہ نچلی وادی سے یہ آواز سنائی دی: او مہاجرو! ابن زنیم کو قتل کر دیا گیا۔ میں نے اپنی تلوار سونت لی اور ان چاروں کی طرف دوڑ کر گیا، وہ سو رہے تھے، میں نے ان کا اسلحہ ضبط کر لیا اور اپنے ہاتھ میں پکڑ کر کہا: اس ذات کی قسم جس نے محمد (ﷺ) کی چہرے کو عزت والا بنایا! تم میں سے جو بھی سر اٹھائے گا میں اسے ماروں گا۔ پھر میں انھیں ہانک کر رسول اللہ ﷺ کے پاس لے آیا۔ (٦) میرا چچا عامر عبلات سے مکرز نامی آدمی کو ایک

عَيْنَاهُ قَالَ: ثُمَّ جِئْتُ بِهِمْ اَسُوْقُهُمْ اِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: وَجَاءَ عَمِّيْ عَامِرٌ بِرَجُلٍ مِنَ الْعَبَلَاتِ يُقَالُ لَهُ: مِكْرَزٌ، يَقُوْدُهُ اِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَلَى فَرَسٍ مُجَفَّفٍ فِيْ سَبْعِيْنَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ فَنَظَرَ اِلَيْهِمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ﴿دَعُوْهُمْ، يَكُنْ لَهُمْ بَدْءُ الْفُجُوْرِ وَثِنَاهُ۔﴾ فَعَفَا عَنْهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، وَاَنْزَلَ اللّٰهُ: ﴿وَهُوَ الَّذِيْ كَفَّ اَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ عَنْهُمْ بِبَطْنِ مَكَّةَ مِنْ بَعْدِ اَنْ اَظْفَرَكُمْ عَلَيْهِمْ......﴾ اَلْآيَةَ كُلَّهَا۔ قَالَ:۷۔ ثُمَّ خَرَجْنَا رَاجِعِيْنَ اِلَى الْمَدِيْنَةِ، فَنَزَلْنَا مَنْزِلًا، بَيْنَنَا وَبَيْنَ بَنِيْ لِحْيَانَ جَبَلٌ، وَهُمُ الْمُشْرِكُوْنَ، فَاسْتَغْفَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِمَنْ رَقَى هٰذَا الْجَبَلَ اللَّيْلَةَ، كَاَنَّهُ طَلِيْعَةٌ لِلنَّبِيِّ ﷺ وَاَصْحَابِهِ۔ قَالَ سَلَمَةُ: فَرَقِيْتُ تِلْكَ اللَّيْلَةَ مَرَّتَيْنِ اَوْ ثَلَاثًا۔ ثُمَّ قَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ، فَبَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِظَهْرِهِ مَعَ رَبَاحٍ غُلَامِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، وَاَنَا مَعَهُ، وَخَرَجْتُ مَعَهُ بِفَرَسِ طَلْحَةَ اُنَدِّيْهِ مَعَ الظَّهْرِ، فَلَمَّا اَصْبَحْنَا، اِذَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ الْفَزَارِيُّ قَدْ غَادَرَ عَلَى ظَهْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ، فَاسْتَاقَهُ اَجْمَعَ، وَقَتَلَ رَاعِيَهُ، قَالَ: فَقُلْتُ :يَا رَبَاحُ! خُذْ هٰذَا الْفَرَسَ فَاَبْلِغْهُ طَلْحَةَ بْنَ عُبَيْدِ اللّٰهِ، وَاَخْبِرْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَنَّ الْمُشْرِكِيْنَ قَدْ

کمزور گھوڑے پر سوار کر کے رسول اللہ ﷺ کے پاس لایا، وہ کل ستر مشرک تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کی طرف دیکھا اور فرمایا: ''ان کو چھوڑ دو، برائی و بدکاری کی ابتدا بھی ان سے ہوئی اور انتہا بھی انہی پر ہوگی۔'' رسول اللہ ﷺ نے ان کو معاف کر دیا، اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی: ﴿وہی ہے جس نے خاص مکہ میں کافروں کے ہاتھوں کو تم سے اور تمھارے ہاتھوں کو ان سے روک دیا، اس کے بعد کہ اس نے تمھیں ان پر غلبہ دے دیا تھا اور تم جو کچھ کر رہے ہو، اللہ تعالیٰ اسے دیکھ رہا ہے۔﴾ (سورۂ فتح: ۲۴) (۷) پھر ہم مدینہ کی طرف پلٹے، ایک جگہ پڑاؤ ڈالا، ہمارے اور بنولحیان، جو کہ مشرک تھے، کے درمیان ایک پہاڑ تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس رات کو اس پہاڑ پر چڑھنے والے کے لیے بخشش کی دعا کی، گویا کہ وہ نبی کریم ﷺ اور صحابۂ کرام کے پیش پیش تھا۔ سیدنا سلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں اس رات کو پہاڑ پر دو یا تین دفعہ چڑھا۔ (۸) پھر ہم مدینہ پہنچے، رسول اللہ ﷺ نے اپنی سواری اپنے غلام رباح کے ساتھ بھیجی، میں بھی اس کے ساتھ سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ کے گھوڑے پر نکلا، میں نے گھوڑے کو ایڑ لگاتے لگاتے پسینہ پسینہ کر دیا۔ جب صبح ہوئی تو پتہ چلا کہ عبد الرحمٰن فزاری نے دھوکہ کیا، اس نے آپ ﷺ کے چرواہے کو قتل کر دیا اور سواریوں کو ہانک کر لے گیا۔ میں نے کہا: رباح! یہ گھوڑا سیدنا طلحہ بن عبید اللہ کے پاس پہنچا دو اور رسول اللہ ﷺ کو یہ پیغام دو کہ مشرک ان کے مویشیوں کو لوٹ کر لے گئے ہیں۔ میں خود ایک ٹیلے پر کھڑا ہو گیا، مدینہ کی طرف متوجہ ہوا اور (لوگوں کو جمع کرنے کے لیے) تین دفعہ کہا: یا صباحاہ! ۔ پھر میں ان لوگوں کے تعاقب میں نکل پڑا، میں انھیں تیر مارتا اور رجزیہ اشعار

أَغَارُوْا عَلٰى سَرْحِهٖ، قَالَ: ثُمَّ قُمْتُ عَلٰى أَكَمَةٍ فَاسْتَقْبَلْتُ الْمَدِيْنَةَ، فَنَادَيْتُ ثَلَاثًا: يَا صَبَاحَاه! ثُمَّ خَرَجْتُ فِيْ آثَارِ الْقَوْمِ أَرْمِيْهِمْ بالنبل وارتجز أقول:

أَنَا ابْنُ الْأَكْوَعِ وَالْيَوْمُ يَوْمُ الرُّضَّعِ

فَأَلْحَقُ رَجُلًا مِنْهُمْ فَأَصُكُّ سَهْمًا فِيْ رَحْلِهٖ، حَتّٰى خَلَصَ نَصْلُ السَّهْمِ إِلٰى كَتِفِهٖ۔ قَالَ: قُلْتُ: خُذْهَا۔

أَنَا ابْنُ الْأَكْوَعِ وَالْيَوْمُ يَوْمُ الرُّضَّعِ

پڑھتے ہوئے کہتا:

میں اکوع کا بیٹا ہوں

آج کمینوں (کی ہلاکت) کا دن ہے

میں ایک آدمی کو پا لیتا اور اس کے تھیلے میں اس زور سے تیر مارتا کہ اس کے کندھے تک پہنچ جاتا۔ پھر میں کہتا: یہ لو

اور میں اکوع کا بیٹا ہوں

آج کمینوں (کی ہلاکت) کا دن ہے۔

قَالَ: فَوَاللّٰهِ! مَا زِلْتُ أَرْمِيْهِمْ أَعْقِرُ بِهِمْ، فَإِذَا رَجَعَ إِلَيَّ فَارِسٌ، أَتَيْتُ شَجَرَةً فَجَلَسْتُ فِيْ أَصْلِهَا، ثُمَّ رَمَيْتُهٗ فَعَقَرْتُ بِهٖ، حَتّٰى إِذَا تَضَايَقَ الْجَبَلُ، فَدَخَلُوْا فِيْ تَضَايُقِهٖ، عَلَوْتُ الْجَبَلَ فَأَخَذْتُ أُرْدِيْهِمْ بِالْحِجَارَةِ! قَالَ: فَمَا زِلْتُ كَذٰلِكَ أَتْبَعُهُمْ، حَتّٰى مَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ بَعِيْرٍ مِنْ ظَهْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ إِلَّا خَلَّفْتُهٗ وَرَاءَ ظَهْرِيْ، وَخَلُّوْا بَيْنِيْ وَبَيْنَهٗ، ثُمَّ أَتْبَعُهُمْ أَرْمِيْهِمْ، حَتّٰى أَلْقَوْا أَكْثَرَ مِنْ ثَلَاثِيْنَ بُرْدَةً وَّثَلَاثِيْنَ رُمْحًا يَسْتَخِفُّوْنَ، وَلَا يَطْرَحُوْنَ شَيْئًا إِلَّا جَعَلْتُ عَلَيْهِ آرَامًا مِنَ الْحِجَارَةِ يَعْرِفُهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَأَصْحَابُهٗ، حَتّٰى أَتَوْا مُتَضَايِقًا مِنْ ثَنِيَّةٍ، فَإِذَا هُمْ قَدْ أَتَاهُمْ فُلَانُ بْنُ بَدْرٍ الْفَزَارِيُّ فَجَلَسُوْا يَتَضَحَّوْنَ (أَيْ: يَتَغَدَّوْنَ)، وَجَلَسْتُ عَلٰى رَأْسِ قَرْنٍ، قَالَ الْفَزَارِيُّ: مَا هٰذَا الَّذِيْ أَرٰى؟

اللہ کی قسم! میں ان پر تیر پھینکتا رہا، ان کو حیران و ششدر کرتا رہا، اگر کوئی گھوڑ سوار میری طرف پلٹتا تو میں کسی درخت کے تنے کے پاس بیٹھ جاتا اور تیر مار کر اسے حیران و پریشان کر دیتا۔ (چلتے چلتے) پہاڑ تنگ ہو گیا اور وہ اس کی تنگ جگہ میں داخل ہو گئے۔ میں پہاڑ پر چڑھ گیا اور پتھروں کو لڑھکانا شروع کر دیا۔ میں ان کا تعاقب کرتا رہا، حتی کہ رسول اللہ ﷺ کی تمام سواریوں کو اپنے پیچھے چھوڑ گیا، پھر بھی میں ان کا پیچھا کرتا رہا اور ان کو تیر مارتا رہا، یہاں تک کہ انھوں نے اپنے آپ کو کم وزن کرنے کے لیے (اور سامان گھٹانے) کے لیے تیس چادریں اور تیس نیزے پھینک دیے۔ وہ جو چیز پھینکتے تھے میں اس پر علامتی پتھر رکھ دیتا تا کہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ اسے پہچان لیں۔ چلتے چلتے وہ ایک تنگ گھاٹی میں جا پہنچے، وہاں ان کے پاس بدر فزاری کا ایک بیٹا بھی آ پہنچا۔ انھوں نے دوپہر کا کھانا کھانا شروع کیا اور میں پہاڑ یا ٹیلے کی چوٹی پر بیٹھ گیا۔ فزاری نے پوچھا: یہ کون ہے، جو مجھے نظر آ رہا ہے؟ انھوں نے کہا: ہمیں اس سے بڑی تکلیف ہوئی ہے، اللہ کی قسم! یہ صبح سے ہمارے تعاقب میں ہے اور ہم پر

قَالُوْا: لَقِيْنَا مِنْ هٰذَا الْبَرْحِ، وَاللّٰهِ! مَا فَارَقَنَا مُنْذُ غَلَسٍ يَرْمِيْنَا، حَتّٰى انْتَزَعَ كُلَّ شَيْءٍ فِيْ اَيْدِيْنَا، قَالَ: فَلْيَقُمْ اِلَيْهِ نَفَرٌ مِنْكُمْ اَرْبَعَةٌ، قَالَ: فَصَعِدَ اِلَيَّ مِنْهُمْ اَرْبَعَةٌ فِي الْجَبَلِ، قَالَ: فَلَمَّا اَمْكَنُوْنِيْ مِنَ الْكَلَامِ، قَالَ: قُلْتُ: هَلْ تَعْرِفُوْنَنِيْ؟ قَالُوا: لَا، مَنْ اَنْتَ؟ قَالَ: قُلْتُ: اَنَا سَلِمَةُ بْنُ الْاَكْوَعِ، وَالَّذِيْ كَرَّمَ وَجْهَ مُحَمَّدٍ ﷺ لَا اَطْلُبُ رَجُلًا مِنْكُمْ اِلَّا اَدْرَكْتُهُ، وَلَا يَطْلُبُنِيْ رَجُلٌ مِنْكُمْ فَيُدْرِكُنِيْ۔ قَالَ اَحَدُهُمْ: اَنَا اَظُنُّ: قَالَ: فَرَجَعُوْا، فَمَا بَرِحْتُ مَكَانِيْ حَتّٰى رَاَيْتُ فَوَارِسَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَتَخَلَّلُوْنَ الْاَشْجَارَ، قَالَ: فَاِذَا اَوَّلُهُمُ الْاَخْرَمُ الْاَسَدِيُّ عَلٰى اِثْرِهِ اَبُوْ قَتَادَةَ الْاَنْصَارِيُّ، وَعَلٰى اِثْرِهِ الْمِقْدَادُ بْنُ الْاَسْوَدِ الْكِنْدِيُّ قَالَ: فَاَخَذْتُ بِعِنَانِ الْاَخْرَمِ قَالَ: فَوَلَّوْا مُدْبِرِيْنَ۔ قُلْتُ: يَا اَخْرَمُ! اِحْذَرْهُمْ لَا يَقْتَطِعُوْكَ حَتّٰى يَلْحَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَاَصْحَابُهُ۔ قَالَ: يَا سَلِمَةُ! اِنْ كُنْتَ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ، وَتَعْلَمُ اَنَّ الْجَنَّةَ حَقٌّ وَالنَّارَ حَقٌّ، فَلَا تَحُلْ بَيْنِيْ وَبَيْنَ الشَّهَادَةِ۔ قَالَ: فَخَلَّيْتُهُ، فَالْتَقٰى هُوَ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ، قَالَ: فَعُقِرَ بِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ فَرَسُهُ، وَطَعَنَهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ فَقَتَلَهُ، وَتَحَوَّلَ عَلٰى فَرَسِهِ۔ وَلَحِقَ اَبُوْ قَتَادَةَ فَارِسُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ،

تیر بھی برساتا ہے، حتی کہ اس نے ہم سے ہر چیز چھین لی ہے۔ اس نے کہا: تم میں سے چار افراد اس کی طرف جائیں۔ سو وہ پہاڑ پر چڑھتے ہوئے میری طرف آئے۔ جب ان سے کلام کرنا ممکن ہوا تو میں نے کہا: کیا تم مجھے جانتے ہو؟ انھوں نے کہا: نہیں، تو کون ہے؟ میں نے کہا: میں سلمہ بن اکوع ہوں، اس ذات کی قسم جس نے محمد ﷺ کے چہرے کو معزز بنایا؟ میں تم میں سے جس کو چاہوں پا لوں گا اور تم میں سے کوئی مجھے نہیں پا سکتا۔ ان میں سے ایک نے کہا: میرا بھی یہی گمان تھا۔ (۹) وہ واپس چلے گئے، میں اپنی جگہ پر ٹھہرا رہا، حتی کہ مجھے رسول اللہ ﷺ کے گھوڑ سوار نظر آئے، وہ درختوں کے بیچ سے چڑھے آ رہے تھے، ان میں پہلا اخرم اسدی رضی اللہ عنہ تھا، اس کے پیچھے ابو قتادہ انصاری رضی اللہ عنہ اور اس کے پیچھے مقداد بن اسود کندی رضی اللہ عنہ تھا۔ میں نے اخرم کے گھوڑے کی لگام پکڑ لی۔ وہ سارے پیٹھ پھیر کر بھاگ گئے۔ میں نے کہا: اخرم! رسول اللہ ﷺ اور صحابۂ کرام کو ملنے تک احتیاط کرنا، کہیں یہ حائل نہ ہو جائیں۔ اس نے کہا: سلمہ! اگر تم اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہو اور جانتے ہو کہ جنت و جہنم حق ہیں، تو کوئی احتیاط میرے اور میری شہادت کے درمیان حائل نہیں ہو سکتی۔ میں نے ان کو جانے دیا، ان کا اور عبد الرحمٰن کا مقابلہ ہوا، انھوں نے اس کے گھوڑے کی کونچیں کاٹ دیں اور عبد الرحمٰن نے اخرم کو نیزہ مار کر شہید کر دیا اور اس کے گھوڑے پر بیٹھ گیا۔ اتنے میں رسول اللہ ﷺ کے گھوڑ سوار ابو قتادہ رضی اللہ عنہ عبد الرحمٰن پر جھپٹے اور اس کو نیزہ مار کر ہلاک کر دیا۔ اس ذات کی قسم جس نے محمد ﷺ کے چہرے کو معزز بنایا! میں ان کے پیچھے بھاگتا رہا، (اور اتنا آگے نکل گیا کہ) صحابۂ کرام اور ان کا گرد و غبار

فَطَعَنَهُ فَقَتَلَهُ، فَوَالَّذِيْ كَرَّمَ وَجْهَ مُحَمَّدٍ ﷺ! لَتَبِعْتُهُمْ اَعْدُوْ عَلٰى رِجْلَيَّ، حَتّٰى مَا أَرٰى وَرَائِيْ مِنْ اَصْحَابِ مُحَمَّدٍ ﷺ وَلَا غُبَارِهِمْ شَيْئًا، حَتّٰى يَعْدِلُوْا قَبْلَ غُرُوْبِ الشَّمْسِ اِلٰى شِعْبٍ فِيْهِ مَاءٌ يُقَالُ لَهُ (ذُوْقَرَدٍ) لِيَشْرَبُوْا مِنْهُ وَهُمْ عُطَّاشٌ۔ قَالَ: فَنَظَرُوْا اِلَيَّ اَعْدُوْ وَرَائَهُمْ، فَخَلَّيْتُهُمْ عَنْهُ (يَعْنِيْ: اَجْلَيْتُهُمْ عَنْهُ)، فَمَا ذَاقُوْا مِنْهُ قَطْرَةً، قَالَ: وَيَخْرُجُوْنَ فَيَشْتَدُّوْنَ فِيْ ثَنِيَّةٍ، قَالَ: فَأَعِدُوْا فَأَلْحَقَ رَجُلًا مِنْهُمْ فَاَصُكُّهُ بِسَهْمٍ فِيْ نُغْضِ كَتِفِهِ، قَالَ: قُلْتُ: خُذْهَا۔

أَنَا ابْنُ الْأَكْوَعِ وَالْيَوْمُ يَوْمُ الرُّضَّعِ

قَالَ:يَا ثَكِلَتْهُ أُمُّهُ! اَكْوَعُهُ بُكْرَةً؟ قَالَ: قُلْتُ: نَعَمْ يَا عَدُوَّ نَفْسِهِ! اَكْوَعُكَ بُكْرَةً:قَالَ: وَاَرْدَوْا فَرَسَيْنِ عَلٰى ثَنِيَّةٍ، قَالَ: فَجِئْتُ بِهِمَا اَسُوْقُهُمَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ۔ قَالَ: وَلَحِقَنِيْ عَامِرٌ بِسَطِيْحَةٍ فِيْهَا مَذْقَةٌ مِنْ لَبَنٍ وَسَطِيْحَةٌ فِيْهَا مَاءٌ، فَتَوَضَّأْتُ وَشَرِبْتُ، ثُمَّ اَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ عَلَى الْمَاءِ الَّذِيْ خَلَّيْتُهُمْ عَنْهُ، فَاِذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَدْ اَخَذَ تِلْكَ الْاِبِلَ، وَكُلَّ شَيْءٍ اسْتَنْقَذْتُهُ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ وَكُلَّ رُمْحٍ وَبُرْدَةٍ، وَاِذَا بِلَالٌ نَحَرَ نَاقَةً مِنَ الْاِبِلِ الَّذِيْ اسْتَنْقَذْتُ مِنَ الْقَوْمِ، وَاِذَا هُوَ يَشْوِيْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنْ كَبِدِهَا وَسَنَامِهَا۔ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ

نظروں سے اوجھل ہو گیا۔ جب یہ مشرک لوگ غروب آفتاب سے قبل ایک گھاٹی میں پہنچے، وہاں پانی تھا جسے ''ذوقرد'' کہتے تھے، یہ پیاسے تھے، انھوں نے پانی پینا چاہا، جب پیچھے پلٹ کر دیکھا تو میں ان کے پیچھے دوڑتا ہوا آ رہا تھا، وہ خوف اور ڈر کی وجہ سے وہاں سے نکل گئے اور پانی کا ایک قطرہ بھی نہ پیا۔ انھوں نے پہاڑی راستے میں دوڑنا شروع کر دیا، میں بھی دوڑتا گیا اور ان کے ایک آدمی کے مونڈھے میں تیر مارا اور کہا:

یہ لے اور میں اکوع کا بیٹا ہوں

آج کمینوں (کی ہلاکت) کا دن ہے

اس نے کہا: تجھے تیری ماں گم پائے، تو صبح والا اکوع ہے؟ میں نے کہا: ایسے ہی ہے، اے اپنی جان کے دشمن! میں صبح والا ہی اکوع ہوں۔ انھوں نے اس راستے پر دو گھوڑے چھوڑ دیے۔ میں ان دونوں کو رسول اللہ ﷺ کے پاس لے آیا۔ (۱۰) مجھے عامر ملے، ان کے پاس ایک مشک میں پانی ملا تھوڑا سا دودھ تھا اور ایک میں پانی۔ میں نے وضوء کیا اور پانی پیا، پھر میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا، اس وقت آپ اس پانی پر تھے، جس سے میں نے دشمنوں کو بھگا دیا تھا۔ میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ نے وہ تمام اونٹ اور نیزے چادروں جیسی تمام دوسری اشیاء، جو میں نے مشرکین سے چھینی تھیں، اپنے قبضے میں لے لی تھیں۔ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ چھینا ہوا ایک اونٹ ذبح بھی کیا اور اس کا کلیجہ اور کوہان کا گوشت آپ ﷺ کے لیے بھونا۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ مجھے جانے دیں، میں سو مردوں کا انتخاب کرتا ہوں، پھر ہم سب مشرکوں کے تعاقب میں چلتے ہیں، ان کا جو مخبر ملے گا اسے قتل کر دیں گے۔ رسول اللہ ﷺ ہنس پڑے، حتی کی

اللّٰہِ! خَلِّنِيْ فَأَنْتَخِبُ مِنَ الْقَوْمِ مِئَةَ رَجُلٍ فَأَتْبَعُ الْقَوْمَ ، فَلَا يَبْقٰى مِنْهُمْ مُخْبِرٌ إِلَّا قَتَلْتُهُ ، قَالَ: فَضَحِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ فِيْ ضَوْءِ النَّهَارِ۔ فَقَالَ: ((يَا سَلَمَةُ! أَتَرَاكَ كُنْتَ فَاعِلًا؟)) قُلْتُ: نَعَمْ ، وَالَّذِيْ أَكْرَمَكَ! فَقَالَ: ((إِنَّهُمُ الْآنَ لَيُقْرَوْنَ فِيْ أَرْضِ غَطْفَانَ۔)) قَالَ: فَجَاءَ رَجُلٌ مِنْ غَطْفَانَ ، فَقَالَ: نَحَرَ لَهُمْ فُلَانٌ جَزُوْرًا ، فَلَمَّا كَشَفُوْا جُلُوْدَهَا رَأَوْا غُبَارًا فَقَالُوْا: أَتَاكُمُ الْقَوْمُ ، فَخَرَجُوْا هَارِبِيْنَ۔ فَلَمَّا أَصْبَحْنَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((كَانَ خَيْرَ فُرْسَانِنَا الْيَوْمَ أَبُوْ قَتَادَةَ ، وَخَيْرَ رَجَّالَتِنَا سَلَمَةُ۔)) قَالَ: ثُمَّ أَرْدَفَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَرَاءَهُ عَلَى الْعَضْبَاءِ رَاجِعِيْنَ إِلَى الْمَدِيْنَةِ۔ قَالَ: فَبَيْنَمَا نَحْنُ نَسِيْرُ۔ قَالَ: وَكَانَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ لَا يُسْبَقُ شَدًّا۔ قَالَ: فَجَعَلَ يَقُوْلُ: أَلَا مُسَابِقٌ إِلَى الْمَدِيْنَةِ ، هَلْ مِنْ مُسَابِقٍ؟ فَجَعَلَ يُعِيْدُ ذٰلِكَ۔ قَالَ فَلَمَّا سَمِعْتُ كَلَامَهُ قُلْتُ: أَمَا تُكْرِمُ كَرِيْمًا وَلَا تَهَابُ شَرِيْفًا؟ قَالَ: لَا ، إِلَّا أَنْ يَكُوْنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! بِأَبِيْ وَأُمِّيْ ذَرْنِيْ فَلِأُسَابِقَ الرَّجُلَ! قَالَ: ((إِنْ شِئْتَ۔)) قَالَ: اذْهَبْ إِلَيْكَ ، وَثَنَّيْتُ رِجْلَيَّ ، فَطَفَرْتُ ، فَعَدَوْتُ ، قَالَ: فَرَبَطْتُ عَلَيْهِ شَرَفًا أَوْ شَرَفَيْنِ أَسْتَبْقِيْ نَفْسِيْ ، ثُمَّ عَدَوْتُ فِيْ

آپ کی ڈاڑھیں آگ کی روشنی میں نظر آنے لگیں۔ آپ نے فرمایا: ''سلمہ! کیا آپ ایسا کر لیں گے؟'' میں نے کہا: جی ہاں، اس ذات کی قسم جس نے آپ کو عزت دی! آپ نے فرمایا: ''غطفان میں ان کی میزبانی کی جائے گی۔'' بعد میں ایک آدمی غطفان سے آیا اور اس نے کہا: فلاں آدمی نے ان کے لیے اونٹ ذبح کیے تھے، جب وہ کھالیں اتار چکے تو انھیں اٹھتا ہوا گرد و غبار نظر آیا۔ وہ کہنے لگے: (ہمارا تعاقب کرنے والے لوگ) ہم تک پہنچ گئے ہیں، سو وہ بھاگ گئے۔ (۱۱) جب صبح ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آج کا بہترین گھوڑ سوار ابو قتادہ اور بہترین پا پیادہ سلمہ ہے۔'' پھر آپ ﷺ نے مجھے دو حصے دیے، ایک گھوڑ سوار کا حصہ اور ایک پا پیادہ کا، آپ نے دونوں حصے میرے لیے جمع کر دیے، پھر آپ نے مجھے اپنی ''عضباء'' اونٹنی پر بٹھایا اور واپس مدینہ کی طرف چل پڑے۔ (۱۲) ہم چل رہے تھے، ایک انصاری، جو دوڑ میں کسی کو آگے بڑھنے نہیں دیتا تھا، نے یہ کہنا شروع کر دیا: کیا کوئی مدینہ تک دوڑ میں مقابلہ کرنے والا ہے؟ آیا کوئی مقابلہ کرنے والا ہے؟ اس نے بار بار للکارا۔ جب میں نے اس کی بات سنی تو کہا: کیا تو معزز کی عزت نہیں کرتا ہے، کیا تو کسی ذی شرف کا رعب تسلیم نہیں کرتا؟ اس نے کہا: نہیں، الا یہ کہ وہ اللہ کے رسول ہوں۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، مجھے جانے دیجیے، میں اس آدمی سے مقابلہ کرنا چاہتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: ''جس طرح تیری مرضی ہے۔'' میں نے کہا: میں تیری طرف آ رہا ہوں، میں نے اپنی ٹانگوں کو مروڑا، چھلانگ لگائی اور دوڑ پڑا، بھاگتے بھاگتے ایک دو ٹیلوں کو عبور کر گیا، پھر میں اس کے پیچھے دوڑ پڑا، ایک دو ٹیلوں تک دوڑتا

إِثْرِهِ فَرَبَطْتُ عَلَيْهِ شَرَفًا أَوْ شَرَفَيْنِ، ثُمَّ إِنِّي رَفَعْتُ حَتَّى أَلْحَقَهُ، قَالَ: فَأَصُكُّهُ بَيْنَ كَتِفَيْهِ، قَالَ: قُلْتُ: قَدْ سَبَقْتُ وَاللّٰهِ! قَالَ: أَنَا أَظُنُّ، قَالَ: فَسَبَقْتُهُ إِلَى الْمَدِيْنَةِ۔ قَالَ: فَوَاللّٰهِ! مَالَبِثْنَا إِلَّا ثَلَاثَ لَيَالٍ، حَتّٰى خَرَجْنَا إِلٰى خَيْبَرَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَجَعَلَ عَمِّيْ عَامِرٌ يَرْتَجِزُ بِالْقَوْمِ:

رہا، پھر تیز ہوا اور اس کو جا ملا، میں نے اس کی کمر پر اپنا ہاتھ مارا اور کہا: اللہ کی قسم! تو ہار گیا ہے۔ اس نے کہا: ابھی تک مجھے امید ہے۔ پھر میں مدینہ تک اس سے آگے نکل گیا۔ (۱۳) اللہ کی قسم! ہم صرف تین راتیں ٹھہرے تھے، بالآخر ہم خیبر کی طرف نکل پڑے، میرے چچا عامر نے یہ رجز یہ اشعار پڑھنا شروع کر دیے:

تَاللّٰهِ لَوْلَا اللّٰهُ مَا اهْتَدَيْنَا وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّيْنَا
وَنَحْنُ عَنْ فَضْلِكَ مَا اسْتَغْنَيْنَا فَثَبِّتِ الْأَقْدَامَ إِنْ لَاقَيْنَا
وَأَنْزِلَنْ سَكِيْنَةً عَلَيْنَا

اللہ کی قسم! اگر اللہ نہ ہوتا تو ہم ہدایت نہ پاتے
نہ صدقہ کرتے اور نہ نماز پڑھتے
اور ہم تیرے فضل سے غنی نہیں ہو سکتے
اگر دشمنوں سے ٹکر ہو جائے تو ہمیں ثابت قدم رکھنا
اور ہم پر سکینت نازل کرنا

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ هٰذَا؟)) قَالَ: أَنَا عَامِرٌ۔ قَالَ: ((غَفَرَ لَكَ رَبُّكَ!)) قَالَ: وَمَا اسْتَغْفَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِإِنْسَانٍ يَخُصُّهُ إِلَّا اسْتُشْهِدَ۔ قَالَ: فَنَادٰى عُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ وَهُوَ عَلٰى جَمَلٍ لَهُ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! لَوْلَا مَتَّعْتَنَا بِعَامِرٍ۔ قَالَ: فَلَمَّا قَدِمْنَا خَيْبَرَ، قَالَ: خَرَجَ مَلِكُهُمْ مَرْحَبُ يَخْطُرُ بِسَيْفِهِ وَيَقُوْلُ:

رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: ''یہ کون ہے؟'' انھوں نے کہا: میں عامر ہوں۔ آپ نے فرمایا: ''تیرا ربّ تجھے بخش دے۔'' انھوں نے کہا: جب بھی رسول اللہ ﷺ نے بالخصوص کسی انسان کے لیے بخشش طلب کی تو وہ شہید ہوا۔ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے، جبکہ وہ اونٹ پر تھے، پکارا: اے اللہ کے نبی! آپ نے ہمیں عامر کے ساتھ مستفید کیوں نہ ہونے دیا (یعنی ہمیں دعا میں شریک کیوں نہ کیا)؟ (۱۴) جب ہم خیبر میں پہنچے تو ان کا بادشاہ مرحب اپنی تلوار کو لہراتے ہوئے نکلا اور کہنے لگا:

قَدْ عَلِمَتْ خَيْبَرُ أَنِّيْ مَرْحَبُ
شَاكِي السِّلَاحِ بَطَلٌ مُجَرَّبُ

إِذَا الْحُرُوْبُ اَقْبَلَتْ تَلَهَّبُ

خیبر بخوبی جانتا ہے کہ میں مرحب ہوں

ہتھیار بند، سورما اور منجھا ہوا ہوں

جب لڑائیاں بھڑک اٹھتی ہیں تو میں متوجہ ہوتا ہوں

قَالَ: وَ بَرَزَ لَهُ عَمِّيْ عَامِرٌ، فَقَالَ:

اس کے مقابلے کے لیے میرے چچا عامر رضی اللہ عنہ نکلے اور کہا:

قَدْ عَلِمَتْ خَيْبَرُ اَنِّيْ عَامِرُ

شَاكِيْ السِّلَاحِ بَطَلٌ مُغَامِرُ

خیبر اچھی طرح جانتا ہے کہ میں عامر ہوں

مکمل طور پر تیار ہوں، دلیر ہوں، جان کی بازی لگانے والا ہوں

قَالَ: فَاخْتَلَفَا ضَرْبَتَيْنِ، فَوَقَعَ سَيْفُ مَرْحَبَ فِيْ تُرْسِ عَامِرٍ، وَذَهَبَ عَامِرٌ يَسْفُلُ لَهُ، فَرَجَعَ سَيْفُهُ عَلَى نَفْسِهِ فَقَطَعَ اَكْحَلَهُ، فَكَانَتْ فِيْهَا نَفْسُهُ۔ قَالَ سَلْمَةُ: فَخَرَجْتُ، فَإِذَا نَفَرٌ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ يَقُوْلُوْنَ: بَطَلَ عَمَلُ عَامِرٍ، قَتَلَ نَفْسَهُ۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ قَالَ ذٰلِكَ؟)) قَالَ: قُلْتُ: نَاسٌ مِنْ اَصْحَابِكَ، قَالَ: ((كَذَبَ مَنْ قَالَ ذٰلِكَ، بَلْ لَهُ اَجْرُهُ مَرَّتَيْنِ۔)) ثُمَّ اَرْسَلَنِيْ اِلَى عَلِيٍّ وَهُوَ أَرْمَدُ، فَقَالَ: ((لَأُعْطِيَنَّ الرَّايَةَ رَجُلاً يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ، أَوْ يُحِبُّهُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ۔)) قَالَ: فَأَتَيْتُ عَلِيًّا، فَجِئْتُ بِهِ أَقُوْدُهُ وَهُوَ أَرْمَدُ، حَتّٰى أَتَيْتُ بِهِ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَبَصَقَ فِيْ عَيْنَيْهِ، فَبَرَأَ وَأَعْطَاهُ الرَّايَةَ، وَخَرَجَ مَرْحَبُ، فَقَالَ:

تلوار کی ضربوں کا تبادلہ شروع ہوا، مرحب کی تلوار سیدنا عامر رضی اللہ عنہ کی ڈھال پر لگی، عامر جھکے اور ان کی اپنی تلوار سے ان کی بازو کی رگ کٹ گئی اور اسی میں ان کی شہادت تھی۔ (۱۵) سلمہ نے کہا: میں نکلا اور اصحابِ رسول کو یہ کہتے سنا: عامر کا عمل رائیگاں چلا گیا، اس نے تو خودکشی کر لی ہے۔ میں روتا ہوا نبی ﷺ کے پاس آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! کیا عامر کا عمل رائیگاں چلا گیا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: ”کون ایسی بات کر رہا ہے؟“ میں نے کہا: آپ کے صحابہ۔ آپ نے فرمایا: ”جس نے بھی یہ بات کہی، اس نے خلافِ حقیقت بات کی، عامر کو تو دو اجر ملیں گے۔“ پھر آپ نے مجھے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو بلانے کے لیے ان کی طرف بھیجا، وہ اس وقت آشوبِ چشم کے مریض تھے۔ آپ نے فرمایا: ”میں ایسے آدمی کو جھنڈا دوں گا جو اللہ اور رسول سے محبت کرتا ہے اور اللہ اور رسول اس سے محبت کرتے ہیں۔“ میں علی کے پاس آیا اور آنکھ میں تکلیف ہونے کے باوجود میں انھیں رسول اللہ ﷺ کے پاس لے آیا۔ آپ نے ان کی آنکھوں میں

اپنا لعاب لگایا، وہ صحت یاب ہو گئے، پھر انھیں جھنڈا عطا کیا۔ اب کی بار مرحب نکلا اور کہا:

فَقَدْ عَلِمَتْ خَيْبَرُ أَنِّي مَرْحَبُ
شَاكِي السَّلَاحِ بَطَلٌ مُجَرَّبُ
إِذَا الْحُرُوْبُ أَقْبَلَتْ تَلَهَّبُ

خیبر بخوبی جانتا ہے کہ میں مرحب ہوں
ہتھیار بند ہوں، سورما ہوں اور منجھا ہوا ہوں
جب لڑائیاں بھڑک اٹھتی ہیں تو میں متوجہ ہوتا ہوں

فَقَالَ عَلِيٌّ:

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا:

أَنَا الَّذِيْ سَمَّتْنِيْ أُمِّيْ حَيْدَرَه
كَلَيْثِ غَابَاتٍ كَرِيْهِ الْمَنْظَرَه
أُوْفِيْهِمْ بِالصَّاعِ كَيْلَ السَّنْدَرَه

میں وہ ہوں جس کا نام ماں نے حیدر رکھا
جنگلوں کا شیر ہوں، ہولناک منظر والا ہوں
میں انہیں صاع کے بدلے نیزے کی ناپ پوری کر دوں گا۔

قَالَ: فَضَرَبَ رَأْسَ مَرْحَبَ فَقَتَلَهُ، ثُمَّ كَانَ الْفَتْحُ عَلٰى يَدَيْهِ۔ (الصحيحة:٣٥٥٣)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے مرحب کے سر پر ضرب ماری اور ان کے ہاتھ پر (خیبر) فتح ہو گیا۔

تخريج: أخرجه مسلم: ٥/ ١٩٠، وأخرجه احمد: ٤/ ٤٨ ...... كله او جله، و البيهقى مفرقا فى "دلائل النبوة": ٤/ ١٣٨، ١٨٢، ٢٠٧ وابوداود: ٢٦٥٤، ٢٧٥٢ ......۔

سیدنا حاطب رضی اللہ عنہ کی فضیلت

(٣٤٦٤)۔ عَنْ جَابِرٍ: اَنَّ عَبْدًا لِحَاطِبٍ جَاءَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَشْكُوْ حَاطِبًا، فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! لَيَدْخُلَنَّ حَاطِبٌ النَّارَ۔ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((كَذَبْتَ، لَا يَدْخُلُهَا، فَإِنَّهُ شَهِدَ بَدْرًا وَالْحُدَيْبِيَّةَ۔)) (الصحيحة: ٢٥١٩)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حاطب کے غلام نے رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کر حاطب کی شکایت کی اور کہا: اے اللہ کے رسول! حاطب ہر صورت میں آگ میں داخل ہو گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تو جھوٹ بولتا ہے، وہ آگ میں داخل نہیں ہو گا، کیونکہ وہ بدر اور حدیبیہ میں حاضر ہوا تھا۔''

تخریج: أخرجه مسلم: ٧/ ١٦٩، وابن حبان: ٩/ ١٢٥/ ٦٠٧٦، وأحمد: ٣/ ٣٤٩

شرح:......اس میں بدر اور حدیبیہ میں شریک ہونے والوں کی منقبت کا بیان، نیز یہ کلیہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ صحابہ کی حسنات ان کے بشری تقاضوں پر بھاری ہیں۔

سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت

(٣٤٦٥)۔ عَنْ اَنَسٍ مَرْفُوْعًا: ((لَصَوْتُ اَبِيْ طَلْحَةَ فِيْ الْجَيْشِ خَيْرٌ مِنْ فِئَةٍ۔)) (الصحيحة:١٩١٦)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''لشکر میں ابوطلحہ کی آواز پوری جماعت سے بہتر ہے۔''

تخریج: أخرجه أحمد: ٣/ ١١١، ١١٢، ٢٦١، وابن سعد: ٣/ ٥٠٥، والحاكم: ٣/ ٣٥٢، وأبونعيم في "الحلية": ٧/ ٣٠٩، والخطيب في "التاريخ": ١٣/ ٢٢٤، وابن عساكر في "تاريخه": ٦/ ٣١٠/ ١

شرح:...... "فئة" سے مراد لوگوں کی وہ جماعت ہے، جو لڑنے والے لشکر کے پیچھے ہوتی ہے، جب لشکر والوں کو خوف محسوس ہوتا ہے یا وہ شکست کھا جاتا ہے تو اسی جماعت کی پناہ لیتے ہیں۔

ابو طالب کے حق میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سفارش

(٣٤٦٦)۔ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ذُكِرَ عِنْدَهٗ عَمُّهٗ اَبُوْ طَالِبٍ، فَقَالَ: ((لَعَلَّهٗ تَنْفَعُهٗ شَفَاعَتِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، فَيُجْعَلُ فِيْ ضَحْضَاحٍ مِنْ نَارٍ يَبْلُغُ كَعْبَيْهِ، يَغْلِيْ مِنْهُ دِمَاغُهٗ۔)) (الصحيحة:٥٤)

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ان کے چچا ابو طالب کا ذکر کیا گیا، آپ نے فرمایا: ''ممکن ہے کہ میری سفارش اسے روزِ قیامت فائدہ دے اور اسے کم مقدار آگ میں ڈال دیا جائے، جو اس کے ٹخنوں تک پہنچے گی اور اس کی حرارت سے اس کا دماغ کھولنا شروع ہو جائے گا۔''

تخریج: رواه مسلم: ١/ ١٣٥، وأحمد: ٣/ ٥٠و٥٥، وابن عساكر: ١٩/ ٥١/ ١، وأبويعلى فى "مسنده": ٨٦/ ٢

(٣٤٦٧)۔ عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ اَنَّهٗ قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! هَلْ نَفَعْتَ اَبَا طَالِبٍ بِشَيْءٍ فَاِنَّهٗ يَحُوْطُكَ وَيَغْضَبُ لَكَ؟ قَالَ: ((نَعَمْ، هُوَ فِيْ ضَحْضَاحٍ مِنْ نَارٍ، وَلَوْلَا اَنَا (اَيْ: شَفَاعَتُهٗ)، لَكَانَ فِيْ الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ)) (الصحيحة:٥٥)

سیدنا عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: اے اللہ کے رسول! کیا آپ کے چچا ابو طالب کو آپ سے کوئی فائدہ ہوا ہے، کیونکہ وہ آپ کی حفاظت کرتا تھا اور آپ کی خاطر غصے ہوتا تھا؟ آپ نے فرمایا: ''جی ہاں، اب وہ کم مقدار آگ میں ہوگا، اگر میری شفاعت نہ ہوتی تو وہ جہنم کے نچلے طبقے میں ہوتا۔''

تخریج: رواه مسلم: ١/ ١٣٤۔١٣٥، وأحمد: ١/ ٢٠٦و٢٠٧و٢١٠، وأبو يعلى: ٢١٣/ ٢و٣١٣/ ٢، وابن عساكر: ١٩/ ٥١/ ١

شرح:...... اگر کوئی کافر کفر کی حالت میں ہی فوت ہو جائے تو اس کی تمام نیکیاں ضائع ہو جاتی ہے، لیکن اگر وہ مسلمان ہو جائے تو حالت کفر میں کی گئیں نیکیاں بھی محفوظ کر لی جاتی ہیں اور اس کو آخرت میں ان کی وجہ سے اجر و ثواب دیا جاتا ہے، اس پر مفصل بحث کے لیے دیکھیں: "الأيمانُ وَالتَّوحِيدُ وَالدِّيْنُ وَالْقَدَرُ" میں "قبولیتِ اسلام کے بعد کافر کی حالت کفر میں کی گئی نیکیوں کی اہمیت" کا عنوان۔

لیکن مذکورہ بالا دونوں احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ ابو طالب کے عمل کی وجہ سے اس کے عذاب میں تخفیف پیدا کر دی گئی، اس اشکال کا جواب درج ذیل ہے:

امام البانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: اس اعتراض کے دو جوابات ہیں:

(۱) ان احادیث سے یہ تو معلوم ہی نہیں ہوتا کہ ابو طالب کا عمل اس کے عذاب میں تخفیف کا باعث تھا، اس کے عذاب میں تخفیف تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سفارش کی وجہ سے ہوئی۔ (صحیحہ: ۵۴)

پھر امام صاحب نے سیدنا عباس بن مطلب رضی اللہ عنہ کی حدیث پر لکھا: اس حدیث میں یہ وضاحت کر دی گئی ہے کہ ابو طالب کے عذاب میں تخفیف کا سبب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت تھی، اس کا عمل نہیں تھا، اس لیے اس حدیث اور ہمارے بیان کردہ سابقہ قاعدے میں کوئی تناقض نہیں ہے۔

نتیجہ یہ نکلا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ خاصہ ہے کہ ابو طالب کے حق میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سفارش قبول کر لی گئی، حالانکہ وہ شرک پر مرا تھا اور مشرکین کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا قانون یہ ہے: ﴿فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشَّافِعِيْنَ﴾ (سورۂ مدثر: ٤٨) ...... "سفارش کرنے والے کی سفارش ان کو فائدہ نہیں دے گی۔"

لیکن اللہ تعالیٰ جس پر چاہتا ہے، اپنا فضل کر دیتا ہے، اور اس کے سب سے زیادہ مستحق سید الانبیا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

(۲) اگر ہم تسلیم کر لیں کہ ابو طالب کے عذاب میں کی گئی تخفیف کا سبب اس کا عمل تھا کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کرتا تھا، تو اسے اصل شرعی قاعدے سے مستثنیٰ کر لیا جائے گا کہ دوسری احادیث کو ان کے اصل مفہوم پر برقرار رکھا جائے گا کہ حالت کفر میں مرنے والے کافر کی نیکیاں ضائع ہو جاتی ہیں۔ (صحیحہ: ۵۵)

سیدنا ابو موسی رضی اللہ عنہ کی قوم کی فضیلت

(٣٤٦٨)۔ عَنْ عِيَاضِ الْاَشْعَرِيِّ، قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا مَنْ يَرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهِ فَسَوْفَ يَأْتِي اللّٰهُ

سیدنا عیاض اشعری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی: ﴿اے ایمان والو! تم میں سے جو شخص اپنے دین سے پھر جائے تو اللہ تعالیٰ بہت جلد ایسی قوم کو لائے گا جو اللہ کی

بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهُ﴾ (المائدة: ٥٤) أَوْمَأَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِلَى أَبِيْ مُوْسٰى بِشَيْءٍ كَانَ مَعَهُ، فَقَالَ: ((هُمْ قَوْمُ هٰذَا.)) (الصحيحة:٣٣٦٨)

محبوب ہوگی اور وہ بھی اللہ سے محبت کرتی ہوگی۔﴾ (سورۂ مائدہ: ۵۴) تو رسول اللہ ﷺ نے سیدنا ابوموسی رضی اللہ عنہ کی طرف کسی چیز کے ساتھ اشارہ کیا اور فرمایا: ''یہ وہی لوگ ہیں۔''

تخريج: أخرجه الحاكم: ٢/ ٣١٣، وابن أبي شيبة في "المصنف": ١٢/ ١٢٠، وابن سعد في "الطبقات" ٤/ ١٠٧، وابن جرير في "التفسير": ٦/ ١٨٣، والطبراني في "المعجم الكبير": ١٧/ ٣٧١/ ١٠١٦، والبيهقي في "دلائل النبوة": ٥/ ٣٥١

شرح:...... سیدنا ابوموسی رضی اللہ عنہ مکہ مکرمہ میں مسلمان ہوئے تھے اور حبشہ کی طرف ہجرت کر گئے تھے، جب یہ اہل سفینہ کے ساتھ واپس آئے تو اس وقت رسول اللہ ﷺ خیبر میں تھے۔ آپ ﷺ نے ان کو یمن کے علاقوں زبید اور عدن کا عامل بنایا تھا۔ ۲۰ھ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو بصرہ کا والی بنایا تھا، پھر وہ معزول ہو کر کوفہ میں منتقل ہو گئے اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے ان کو کوفے کا والی بنا دیا تھا، پھر یہ ان کی شہادت تک اس کے والی رہے، پھر مکہ مکرمہ میں آ گئے اور وہیں رہے، حتی کہ ۵۲ھ میں فوت ہو گئے۔ جنگ صفین کے موقع پر دونوں فریقوں سے علیحدہ رہے۔

بدر اور حدیبیہ میں شریک ہونے والوں کی فضیلت

(٣٤٦٩)۔ عَنْ جَابِرٍ مَرْفُوْعًا: ((لَنْ يَّدْخُلَ النَّارَ رَجُلٌ شَهِدَ بَدْرًا وَالْحُدَيْبِيَّةَ.)) (الصحيحة:٢١٦٠)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو صحابی بدر اور حدیبیہ (کے واقعات) میں شریک ہوا وہ جہنم میں نہیں جائے گا۔''

تخريج: أخرجه أحمد:٣/ ٣٩٦

(٣٤٧٠)۔ عَنْ جَابِرٍ: أَنَّ عَبْدًا لِحَاطِبٍ جَاءَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَشْكُوْ حَاطِبًا، فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! لَيَدْخُلَنَّ حَاطِبٌ النَّارَ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((كَذَبْتَ، لَا يَدْخُلُهَا، فَإِنَّهُ شَهِدَ بَدْرًا وَالْحَدَيْبِيَّةَ.)) (الصحيحة: ٢٥١٩)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حاطب کے غلام نے رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کر حاطب کی شکایت کی اور کہا: اے اللہ کے رسول! حاطب ہر صورت میں آگ میں داخل ہو گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تو جھوٹ بولتا ہے، وہ آگ میں داخل نہیں ہو گا، کیونکہ وہ بدر اور حدیبیہ میں حاضر ہوا تھا۔''

تخريج: أخرجه مسلم: ٧/ ١٦٩، وابن حبان: ٩/ ١٢٥/ ٦٠٧٦، وأحمد: ٣/ ٣٤٩

شرح:......اس میں بدر اور حدیبیہ میں شریک ہونے والوں کی منقبت کا بیان ہے، نیز یہ کلیہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ صحابہ کی حسنات ان کے بشری تقاضوں پر بھاری ہیں۔

مسلمان کی فضیلت

(۳۴۷۱)۔ عَنْ سَلْمَانَ مَرْفُوْعًا: ((لَيْسَ شَيْءٌ خَيْرًا مِنْ اَلْفٍ مِثْلِهِ اِلَّا الْاِنْسَانَ۔)) (الصحيحة:۲۱۸۳)

سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی چیز ایسی نہیں ہے، جو اپنی جیسی ہزار چیزوں سے بہتر ہو، سوائے انسان کے۔''

تخریج: رواه تمام فی "الفوائد": ۱۵۳/ ۲، والطبرانی فی "المعجم الکبیر": ٦/ ۲۹۲/ ٦٠٩٥

شرح: ...... یعنی مومن آدمی کئی فاسقوں، بدکاروں اور غیر مسلموں سے افضل ہوتا ہے۔

مومن کی حرمت، کعبہ سے زیادہ ہے

(۳۴۷۲)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: نَظَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِلَى الْكَعْبَةِ قَالَ: ((مَا اَعْظَمَ حُرْمَتُكَ!)) وَفِي الطَّرِيْقِ الْاُخْرٰى: لَمَّا نَظَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِلَى الْكَعْبَةِ، قَالَ: ((مَرْحَبًا بِكَ مِنْ بَيْتٍ، مَا أَعْظَمَكَ، وَأَعْظَمَ حُرْمَتُكَ! وَلَلْمُؤْمِنُ اَعْظَمُ حُرْمَةً عِنْدَ اللّٰهِ مِنْكَ، اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ مِنْكَ وَاحِدَةً، وَحَرَّمَ مِنَ الْمُؤْمِنِ ثَلَاثًا: دَمَهُ، وَمَالَهُ، وَاَنْ يُّظَنَّ بِهِ ظَنَّ السُّوْءِ۔)) (الصحيحة:۳۴۲۰)

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کعبہ کی طرف دیکھا اور فرمایا: ''تو کتنی عظیم حرمتوں والا ہے۔'' دوسری روایت میں ہے: جب رسول اللہ ﷺ نے کعبہ کی طرف دیکھا تو فرمایا: ''اے خانۂ خدا! تجھے مرحبا ہو، تو کتنا عظیم ہے، تیری حرمت کتنی عظیم ہے، لیکن اللہ تعالی کے ہاں ایک مومن کی حرمت تجھ سے زیادہ ہے، بیشک اللہ تعالی نے تجھ سے ایک چیز کو اور مومن سے تین چیزوں یعنی خون، مال اور سوئے ظن کو حرام قرار دیا ہے۔''

تخریج: أخرجه البيهقي في "شعب الأيمان": ۵/ ۲۹٦۔۲۹۷/ ٦٧٠٦، وأخرجه ابن ابی شيبة فی "المصنف": ۹/ ۳٦۲/ ۷۸۰٤ موقوفا، والطبرانی فی "المعجم الكبير": ۱۱/ ۳۷/ ۱۰۹٦٦

شرح: ...... یہ حدیث مبارکہ مومن کی عظیم حرمت کا منہ بولتا ہوا ثبوت ہے۔ کاش! ہمارے تعلقات اور روابط کی بنیاد میں ایمان و اسلام پایا جاتا۔

مفہوم

(۳۴۷۳)۔ عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا ضَرَّ امْرَاَةً نَزَلَتْ بَيْنَ بَيْتَيْنِ مِنَ الْاَنْصَارِ اَوْ نَزَلَتْ بَيْنَ اَبَوَيْهَا۔)) (الصحيحة:۳۴۳۴)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس عورت کو کوئی تکلیف نہیں جو انصاریوں کے گھروں میں اترے یا اپنے والدین کے گھر اترے۔''

تخريج: أخرجه ابن حبان: ٢٢٩٦، والحاكم: ٤/ ٨٣، وأحمد: ٦/ ٢٥٧، وعنه أبو نعيم في "الحلية" ٩/ ٢٢٤، والبزار في "مسنده": ٣/ ٣٠٤/ ٢٨٠٦

سورۂ فاتحہ کی آخری آیت کی تفسیر

(٣٤٧٤)۔ قَالَ ﷺ: ((﴿اَلْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ﴾ اَلْيَهُوْدُ، وَ ﴿الضَّالِّيْنَ﴾ اَلنَّصَارٰى۔)) رُوِيَ مِنْ حَدِيْثِ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمِ الطَّائِيِّ، وَعَمَّنْ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ، وَأَبِي ذَرٍّ۔ (الصحيحة:٣٢٦٣)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''(سورۂ فاتحہ میں) ﴿الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ﴾ سے مراد یہودی ہیں اور ﴿الضَّالِّيْن﴾ سے مراد عیسائی ہیں۔'' یہ حدیث سیدنا عدی بن حاتم طائی، سیدنا ابو ذر اور ایک دوسرے صحابیٔ رسول رضی اللہ عنہم سے مروی ہے۔

تخريج: (١)۔ أما حديث عدي؛ فأخرجه الترمذي: ٢٩٥٦، ٢٩٥٧، وابن حبان: ١٧١٥ و ١٧١٥ و ٢٢٧٩، وأحمد: ٤/ ٣٧٨۔ ٣٧٩، ومن طريقه: البيهقي في "دلائل النبوة": ٥/ ٣٣٩، والطبراني في "المعجم الكبير": ١٧/ ٩٨

(٢)۔ وأما حديث من سمع النبي ﷺ: فأخرجه الطبري، وأحمد: ٥/ ٣٢

(٣)۔ وأما حديث أبي ذر؛ فذكره السيوطي في "الدر المنثور": ١/ ١٦، وحسن اسناده في "الفتح": ٨/ ١٥٩

سیدنا ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت

(٣٤٧٥)۔ عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ أَهْلَ الْيَمَنِ قَدِمُوْا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالُوْا: اِبْعَثْ مَعَنَا رَجُلاً يُعَلِّمُنَا السُّنَّةَ وَالإِسْلَامَ، قَالَ: فَأَخَذَ بِيَدِ أَبِي عُبَيْدَةَ، قَالَ: ((هٰذَا أَمِيْنُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ۔)) (الصحيحة: ١٩٦٤)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ یمنی لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہا: ''ہمارے ساتھ کوئی ایسا آدمی بھیجیں جو ہمیں سنت اور اسلام کی تعلیم دے۔ آپ نے سیدنا ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا: ''یہ اس امت کا امین ہے۔''

تخريج: أخرجه مسلم: ١٢٩٧، والحاكم: ٣/ ٢٦٧، وأحمد: ٣/ ١٢٥، وأبويعلي: ٢/ ٨٣١

شرح:...... امام البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں: یہ حدیث اس اہم فائدے پر بھی مشتمل ہے کہ احکام کی طرح عقائد میں بھی خبر واحد حجت ہے، کیونکہ یہ بات تو حتمی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے سیدنا ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کو احکام اور عقائد دونوں کی تعلیم دینے کے لیے بھیجا تھا۔ اگر عقائد میں خبر واحد کا حجت ہونا تسلیم نہ کیا جائے تو تعلیم دینے کے لیے آپ ﷺ کا سیدنا ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کو بھیجنا با مقصد نہیں رہتا، جبکہ شارع علیہ السلام ایسے امر سے پاک ہیں کہ حصولِ مقصد کے بغیر کوئی کام سر انجام دیں۔ (صحیحہ: ١٩٦٤)

(٣٤٧٦)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّ أَهْلَ

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب اہل یمن

الْيَمَنِ لَمَّا قَدِمُوْا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ سَأَلُوْهُ أَنْ يَبْعَثَ مَعَهُمْ رَجُلًا يُعَلِّمُهُمُ السُّنَّةَ وَالْإِسْلَامَ، قَالَ: فَأَخَذَ بِيَدِ أَبِيْ عُبَيْدَةَ فَقَالَ: ((هٰذَا أَمِيْنُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ۔))

(الصحيحة: ١٢١٤)

رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور مطالبہ کیا کہ ہمارے ساتھ کوئی مبلّغ بھیجیں جو ہمیں سنت اور اسلام کی تعلیم دے تو آپ ﷺ نے سیدنا ابوعبیدہ بن جراح کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا: ''یہ اس امت کا امین ہے۔''

تخريج: أخرجه مسلم: ٧/ ١٢٩، وابن سعد في"الطبقات" ٣/ ٢/ ٢٩٩

ایک جماعت حق پر قائم رہے گی

(٣٤٧٧)۔ عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ مَرْفُوْعًا: ((لَايَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِيْ ظَاهِرِيْنَ حَتّٰى يَأْتِيَهُمْ أَمْرُ اللّٰهِ وَهُمْ ظَاهِرُوْنَ۔))

(الصحيحة: ١٩٥٥)

سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میری امت کا ایک گروہ (حق پر) غالب رہے گا، حتی کہ اللہ تعالی کا امر آ پہنچے گا اور وہ غالب ہوں گے۔''

تخريج: أخرجه البخاري: ٤/ ١٨٧و ٨/ ١٤٩، ١٨٩، ومسلم: ٦/ ٥٣، وأحمد: ٤/ ٢٤٤، ٢٤٨، ٢٥٢

(٣٤٧٨)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَامِرٍ الْيَحْصُبِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ مُعَاوِيَةَ يُحَدِّثُ وَهُوَ يَقُوْلُ: إِيَّاكُمْ وَأَحَادِيْثَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ إِلَّا حَدِيْثًا كَانَ عَلٰى عَهْدِ عُمَرَ، فَإِنَّ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَانَ أَخَافَ النَّاسَ فِي اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((لَاتَزَالُ أُمَّةٌ مِنْ أُمَّتِيْ ظَاهِرِيْنَ عَلَى الْحَقِّ لَايَضُرُّهُمْ مَنْ خَالَفَهُمْ حَتّٰى يَأْتِيَ أَمْرُ اللّٰهِ وَهُمْ ظَاهِرُوْنَ عَلَى النَّاسِ۔)) (الصحيحة: ١٩٧١)

عبداللہ بن عامر یحصبی کہتے ہیں: میں نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو کہتے سنا: رسول اللہ ﷺ کی احادیث بیان کرنے سے اجتناب کرو، صرف وہی احادیث بیان کرو جو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں روایت کی جاتی تھیں، کیونکہ ان کے دور میں لوگ اللہ تعالی سے زیادہ ڈرنے والے تھے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: ''میری امت کی ایک جماعت حق پر قائم دائم رہے گی، اس کا مخالف اسے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گا، حتی کہ اللہ کا حکم آجائے گا اور وہ لوگوں پر غالب ہوں گے۔''

تخريج: أخرجه أحمد: ٤/ ٩٩

(٣٤٧٩)۔ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ مَرْفُوْعًا: ((لَاتَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِيْ ظَاهِرِيْنَ عَلَى الْحَقِّ حَتّٰى تَقُوْمَ السَّاعَةُ۔))

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میری امت کا ایک گروہ قیامت کے برپا ہونے تک حق پر قائم رہے گا۔''

(الصحيحة: ١٩٥٦)

تخريج: أخرجه الحاكم: ٤/ ٤٤٩، والطيالسي: صـ ٩ رقم ـ ٣٨، وعنه الدارمي: ٢/ ٢١٣/ ٢، وكذا الضياء رقم: ١٢٠، ١٢١ بتحقيقي

(٣٤٨٠)۔ عَنْ ثَوْبَانَ مَرْفُوْعًا: ((لَاتَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي ظَاهِرِيْنَ عَلَى الْحَقِّ لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ خَذَلَهُمْ حَتَّى يَأْتِيَ أَمْرُ اللّٰهِ وَهُمْ كَذٰلِكَ۔)) (الصحيحة: ١٩٥٧)

سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میری امت میں سے ایک جماعت حق پر قائم دائم رہے گی، ان کو رسوا کرنے والے انہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکیں گے، یہاں تک اللہ تعالی کا امر آپہنچے گا اور وہ اسی حالت پر ہوں گے۔''

تخريج: أخرجه مسلم: ٦/ ٥٢ ـ ٥٣، وأبوداود: ٢/ ٢٠٢، والترمذي: ٢/ ٣٦، وابن ماجه: ٢/ ٤٦٤ ـ ٤٦٥، وأحمد: ٥/ ٢٧٨ ـ ٢٧٩، والحاكم أيضا: ٤/ ٤٤٩

(٣٤٨١)۔ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ، أَنَّ سَلِمَةَ بْنَ نُفَيْلٍ أَخْبَرَهُمْ أَنَّهُ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: إِنِّي سَئِمْتُ الْخَيْلَ، وَأَلْقَيْتُ السِّلَاحَ، وَوَضَعَتِ الْحَرْبُ أَوْزَارَهَا، قُلْتُ: لَا قِتَالَ: قَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: ((اَلْآنَ جَاءَ الْقِتَالُ لَاتَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي ظَاهِرِيْنَ عَلَى النَّاسِ يَزِيْغُ اللّٰهُ قُلُوْبَ أَقْوَامٍ يُقَاتِلُوْنَهُمْ، وَيَرْزُقُهُمُ اللّٰهُ مِنْهُمْ حَتَّى يَأْتِيَ أَمْرُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَهُمْ عَلَى ذٰلِكَ، أَلَا إِنَّ عَقْرَ دَارِ الْمُؤْمِنِيْنَ الشَّامُ، وَالْخَيْلُ مَعْقُوْدٌ فِيْ نَوَاصِيْهَا الْخَيْرُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ۔)) (الصحيحة: ١٩٦١)

جبیر بن نفیر سے روایت ہے کہ سیدنا سلمہ بن نفیل رضی اللہ عنہ نے ان کو بتایا کہ اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر کہا: میں نے گھوڑے کو اکتا دیا ہے، اسلحہ پھینک دیا ہے اور لڑائی اپنے ہتھیار رکھ چکی ہے، اب کوئی جہاد نہیں ہوگا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اب جہاد کا حکم آیا ہے، میری امت کا ایک گروہ لوگوں پر غالب رہے گا، اللہ تعالی کچھ لوگوں کے دل اسلام سے منحرف کر دے گا، وہ گروہ ان سے لڑے گا اور اللہ تعالی ان کو ان سے (مالِ غنیمت کے ذریعے) رزق دے گا، حتی کہ اللہ تعالی کا امر آجائے گا اور وہ اسی حالت پر ہوں گے۔ آگاہ رہو! مومنوں کے گھروں کی اصل شام میں ہے اور روزِ قیامت تک گھوڑوں کی پیشانیوں میں خیر و بھلائی لکھ دی گئی ہے۔''

تخريج: أخرجه أحمد: ٤/ ١٠٤

(٣٤٨٢)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعًا: ((لَاتَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي قَوَّامَةً عَلَى أَمْرِ اللّٰهِ لَايَضُرُّهَا مَنْ خَالَفَهَا۔))

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میری امت کا ایک گروہ اللہ کے حکم پر قائم دائم رہے گا، اس کے مخالفین اسے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکیں گے۔''

(الصحيحة:١٩٦٢)

تخريج: أخرجه ابن ماجه: ١/ ٧

(٣٤٨٣)۔ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَاتَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي يُقَاتِلُوْنَ عَلَى الْحَقِّ حَتّٰى يَأْتِيَ أَمْرُ اللّٰهِ۔)) وَإِنِّي أَرَاكُمُوْهُمْ يَا أَهْلَ الشَّامِ۔
(الصحيحة: ١٩٥٨)

سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالی کا امر آنے تک میری امت کا ایک گروہ حق پر قتال کرتا رہے گا۔'' اے اہل شام! میرا خیال ہے کہ وہ تم لوگ ہو۔

تخريج: أخرجه الطيالسي: صـ ٩٤ برقم ٦٨٩، واحمد: ٤/ ٣٦٩، والبزار و الطبراني، ورواه مسلم: ٦/ ٥٣ بلفظ: ((لاتزال طائفة من امتي قائمة بامر الله لايضرهم من خذلهم او خالفهم حتى يأتي أمر الله وهم ظاهرون على الناس۔)) وأخرج البخاري: ٤/ ١٨٧، ٨/ ١٨٩ نحوه، وفيه الزيادة ايضا۔

(٣٤٨٤)۔ عَنْ عُمَيْرِ بْنِ الْأَسْوَدِ وَكَثِيْرِ بْنِ مُرَّةَ الْحَضْرَمِيِّ، قَالَا: إِنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ وَابْنَ السِّمْطِ كَانَا يَقُوْلَانِ: لَايَزَالُ الْمُسْلِمُوْنَ فِي الْأَرْضِ حَتّٰى تَقُوْمَ السَّاعَةُ، وَذٰلِكَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ: ((لَاتَزَالُ مِنْ أُمَّتِيْ عِصَابَةٌ قَوَّامَةٌ عَلٰى أَمْرِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ لَايَضُرُّهَا مَنْ خَالَفَهَا، تُقَاتِلُ أَعْدَاءَ هَا، كُلَّمَا ذَهَبَ حَرْبٌ نَشَبَ حَرْبُ قَوْمٍ آخَرِيْنَ، يَزِيْغُ اللّٰهُ قُلُوْبَ قَوْمٍ لِيَرْزُقَهُمْ مِنْهُ، حَتّٰى تَأْتِيَهُمُ السَّاعَةُ، كَأَنَّهَا قِطَعُ اللَّيْلِ الْمُظْلِمِ، فَيَفْزَعُوْنَ لِذٰلِكَ حَتّٰى يَلْبَسُوْا لَهُ أَبْدَانَ الدُّرُوْعِ۔)) وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((هُمْ أَهْلُ الشَّامِ۔)) وَنَكَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِإِصْبَعِهِ، يُوْمِئُ إِلَى الشَّامِ حَتّٰى أَوْجَعَهَا۔ (الصحيحة: ٣٤٢٥)

عمیر بن اسود اور کثیر بن مرہ حضرمی کہتے ہیں کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور ابن سمط کہتے تھے کہ مسلمان زمین میں قیامت کے برپا ہونے تک موجود رہیں گے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میری امت کی ایک جماعت اللہ کے حکم پر قائم دائم رہے گی، اس کا مخالف اسے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گا، وہ اپنے دشمنوں سے جہاد کرتی رہے گی، جب کبھی ایک لڑائی ختم ہوگی تو دوسری جنگ چھڑ جائے گی، اللہ تعالی لوگوں کے دلوں کو راہِ راست سے ہٹاتا رہے گا تاکہ ان سے (مالِ غنیمت کے ذریعے) ان کو رزق دیتا رہے، حتی کہ قیامت آ جائے گی، گویا کہ وہ اندھیری رات کے ٹکڑے ہوں گے، اس وجہ سے وہ گھبرا جائیں گے، حتی کہ وہ چھوٹی چھوٹی زرہیں پہنیں گے اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ اہل شام ہیں۔'' پھر آپ ﷺ نے شام کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اپنی انگلی کے ذریعے زمین کو کریدا (یعنی شام کی طرف خط کھینچا)، حتی کہ آپ کو تکلیف بھی ہوئی۔

تخريج: أخرجه البخاري في "التاريخ": ٢/ ٢/ ٢٤٨، ويعقوب بن سفيان في "المعرفة": ٢/ ٢٩٦، وابن

عساكر في "التاريخ": ١/ ٥٢٨

(٣٤٨٥)۔ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ مَرْفُوْعًا: ((لَاتَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي يُقَاتِلُوْنَ عَلَى الْحَقِّ، ظَاهِرِيْنَ عَلٰى مَنْ نَاوَأَهُمْ، حَتّٰى يُقَاتِلَ آخِرُهُمُ الْمَسِيْحَ الدَّجَّالَ۔)) (الصحيحة: ١٩٥٩)

سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میری امت کی ایک جماعت حق پر جہاد کرتی رہے گی، دشمنی کرنے والوں پر غالب رہے گی، حتی کہ ان کے آخری افراد مسیح دجال کے ساتھ لڑیں گے۔''

تخريج: أخرجه أبوداود: ١/ ٣٨٨۔ ٣٨٩، والحاكم: ٤/ ٤٥٠، وأحمد: ٤/ ٤٢٩، ٤٣٧

(٣٤٨٦)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ مَرْفُوْعًا: ((لَاتَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي يُقَاتِلُوْنَ عَلَى الْحَقِّ ظَاهِرِيْنَ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، قَالَ: فَيَنْزِلُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ فَيَقُوْلُ أَمِيْرُهُمْ: تَعَالَ، صَلِّ لَنَا، فَيَقُوْلُ: لَا، إِنَّ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ أُمَرَاءُ، تَكْرِمَةُ اللّٰهِ هٰذِهِ الْأُمَّةَ۔)) (الصحيحة: ١٩٦٠)

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میری امت کی ایک جماعت حق پر قتال کرتی ہوئی روزِ قیامت تک غالب رہے گی، جب حضرت عیسی بن مریم علیہ السلام نازل ہوں گے تو ان کا امیر ان سے کہے گا: آؤ، ہمیں نماز پڑھاؤ۔ وہ کہیں گے: نہیں، تم ہی ایک دوسرے کے امیر بن سکتے ہو، (میں جماعت نہیں کراؤں گا) یہ اللہ تعالی کی طرف سے اس امت کی عزت افزائی ہے۔''

تخريج: أخرجه مسلم: ١/ ٩٥ و٦/ ٥٣، وأحمد: ٣/ ٣٨٤

(٣٤٨٧)۔ عَنْ عُمَيْرِ بْنِ الْأَسْوَدِ وَكَثِيْرِ بْنِ مُرَّةَ الْحَضْرَمِيِّ، قَالَا: إِنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ وَابْنَ السِّمْطِ كَانَا يَقُوْلَانِ: لَايَزَالُ الْمُسْلِمُوْنَ فِي الْأَرْضِ حَتّٰى تَقُوْمَ السَّاعَةُ، وَذٰلِكَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ: ((لَاتَزَالُ مِنْ أُمَّتِي عِصَابَةٌ قَوَّامَةٌ عَلٰى أَمْرِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ لَايَضُرُّهَا مَنْ خَالَفَهَا، تُقَاتِلُ أَعْدَاءَهَا، كُلَّمَا ذَهَبَ حَرْبٌ نَشَبَ حَرْبُ قَوْمٍ آخَرِيْنَ، يَزِيْغُ اللّٰهُ قُلُوْبَ قَوْمٍ لِيَرْزُقَهُمْ مِنْهُ، حَتّٰى تَأْتِيَهُمُ السَّاعَةُ، كَأَنَّهَا قِطَعُ اللَّيْلِ الْمُظْلِمِ، فَيَفْزَعُوْنَ لِذٰلِكَ حَتّٰى

عمیر بن اسود اور کثیر بن مرہ حضرمی کہتے ہیں کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور ابن سمط کہتے تھے کہ مسلمان زمین میں قیامت کے برپا ہونے تک موجود رہیں گے، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میری امت کی ایک جماعت اللہ کے حکم پر قائم دائم رہے گی، اس کا مخالف اسے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گا، وہ اپنے دشمنوں سے جہاد کرتی رہے گی، جب کبھی ایک لڑائی ختم ہوگی تو دوسری جنگ چھڑ جائے گی، اللہ تعالی لوگوں کے دلوں کو راہِ راست سے ہٹاتا رہے گا تاکہ ان سے (مالِ غنیمت کے ذریعے) ان کو رزق دیتا رہے، حتی کہ قیامت آ جائے گی، گویا کہ وہ اندھیری رات کے ٹکڑے ہوں گے، اس وجہ سے وہ گھبرا جائیں گے، حتی کہ وہ چھوٹی چھوٹی زرہیں پہنیں گے

يَلْبَسُوْا لَهُ أَبْدَانَ الدُّرُوْعِ۔)) وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((هُمْ أَهْلُ الشَّامِ۔)) وَنَكَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِإِصْبَعِهِ، يُوْمِئُ إِلَى الشَّامِ حَتّٰى أَوْجَعَهَا۔ (الصحيحة: ٥؍ ٣٤)

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ اہل شام ہیں۔'' پھر آپ ﷺ نے شام کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اپنی انگلی کے ذریعے زمین کو کریدا (یعنی شام کی طرف خط کھینچا)، حتی کہ آپ کو تکلیف بھی ہوئی۔

تخريج: أخرجه البخاري في"التاريخ": ٢/ ٢/ ٢٤٨، ويعقوب بن سفيان في"المعرفة": ٢/ ٢٩٦، وابن عساكر في"التاريخ": ١/ ٥٢٨

(٣٤٨٨)۔ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ، عَنْ أَبِيْهِ مَرْفُوْعًا: ((إِذَا فَسَدَ أَهْلُ الشَّامِ فَلَا خَيْرَ فِيْكُمْ، لَاتَزَالُ طَائِفَةٌ مِّنْ أُمَّتِيْ مَنْصُوْرِيْنَ لَايَضُرُّهُمْ مَنْ خَذَلَهُمْ حَتّٰى تَقُوْمَ السَّاعَةُ۔)) (الصحيحة: ٤٠٣)

حضرت معاویہ بن قرہ اپنے باپ قرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب اہل شام میں فساد پیدا ہو جائے گا تو تم میں بھی کوئی خیر باقی نہ رہے گی۔ میری امت کی ایک جماعت کی ہمیشہ مدد کی جاتی رہے گی، انھیں رسوا کرنے (کی کوشش کرنے) والا قیامت برپا ہونے تک انھیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔''

تخريج: أخرجه الترمذي: ٢/ ٣٠ من طريق الطيالسي، وهو في"المسند": ١٤٥/ ١٠١٦، وكذا أحمد: ٣/ ٤٣٦، ٥/ ٣٥، وابن حبان: ٢٣١٣

شرح:...... امام بخاری نے کہا: اس جماعت سے مراد اہل علم ہیں۔

امام احمد نے کہا: إِنْ لَمْ يَكُوْنُوْا أَهْلَ الْحَدِيْثِ فَلَا أَدْرِيْ مَنْ هُمْ۔ ...... اگر اس جماعت سے مراد اہل الحدیث (یعنی محدثین) نہیں ہیں، تو میں نہیں جانتا کہ کون مراد ہیں۔

قاضی عیاض نے کہا: إِنَّمَا أَرَادَ أَحْمَدُ أَهْلَ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ وَمَنْ يَعْتَقِدُ مَذْهَبَ أَهْلِ الْحَدِيْثِ۔

امام احمد کی مراد اہل السنہ والجماعہ ہیں اور وہ لوگ ہیں جو اہل الحدیث کے منہج کے پیروکار ہوں۔

امام نووی نے کہا: ممکن ہے کہ یہ طائفہ مومنوں کی متعدد جماعتوں پر مشتمل ہو، مثلا: بہادری والے، بصیرت والے، فقیہ، محدث، مفسر، آمر بالمعروف، ناہی عن المنکر، زاہد اور عابد۔ اور یہ بھی ضروری نہیں کہ وہ ایک علاقے میں جمع ہوں۔ (دیکھیے: فتح الباری: ١٣/ ٣٦٣، ٣٦٥، عون المعبود: حديث: ٢٤٨٤)

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ جو لوگ علم و عمل کی صورت میں قرآن و حدیث کی خدمت اور ان کا تحفظ کرتے رہے، وہ اس خوشخبری کے مستحق ہیں۔

شیخ البانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: عجیب حسنِ اتفاق ہے کہ اس احادیثِ مبارکہ کا محل متعین کرتے ہوئے ہر دور اور زمانہ کے نیز ہر طبقہ کے محدثین کرام متفق نظر آتے ہیں۔ ان سے مراد محدثین اور اہل حدیث کی جماعت ہے۔ امام احمد بن

حنبل، امام بخاری، امام علی بن مدینی، یزید بن ہارون اور متأخرین میں سے خطیب بغدادی وغیرہ، کوئی بھی اختلاف کرتا ہوا دکھائی نہیں دیتا۔ الفاظ اگرچہ مختلف ہیں، مگر مسمّٰی ایک ہی ہے۔ ایسا زبردست اتفاق شاید ہی کسی حدیث کی توضیح وتعبیر میں دیکھنے میں آیا ہو۔ بعض لوگ اس اختصاص پر چیں بجبیں ہوتے ہیں اور اہل حدیث کے تذکرہ سے سخت کبیدہ خاطر ہوتے ہیں، مگر انہیں دو باتیں ذہن نشین کر لینی چاہئیں۔ ایک یہ کہ حدیث وسنت کے ساتھ والہانہ شغف، حدیث وسنت کے جملہ علوم کے ساتھ حد درجہ اعتنا وتوجہ، آپ ﷺ کی سیرت واخلاق اور غزوات وسرایا نیز حدیث پڑھنے پڑھانے میں یہ محدثین سب لوگوں سے فائق ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ صدر اول کے بعد امت مرحومہ کئی فرقوں میں بٹ گئی، ہر مذہب والوں نے اپنے اصول وفروع مقرر کر لیے اور مسلک کی رو رعایت کرتے ہوئے مخصوص احادیث سے استدلال کرنے لگے اور دوسری طرف نگاہ اٹھانا ہی گوارہ نہ کیا۔ مگر قربان جایئے اہل حدیث پر، ان کے ماتھے کا جھومر اور مانگ کا سیندور ہمیشہ فرمودۂ رسول ﷺ رہا ہے۔ انہوں نے فرمانِ رسول کو ہمیشہ سینے سے لگایا ہے، خواہ روایت کرنے والا شیعہ ہو یا قدریہ یا خارجی مکتب فکر سے تعلق رکھنے والا ہے، حنفی اور مالکی وغیرہ ہونا تو دوسری بات ہے، بشرطیکہ وہ عادل مسلم اور ثقہ ہوں۔ اہل حدیث کسی دھڑے بندی اور گروہی تعصب کا شکار نہیں ہوئے۔ حدیثِ رسول ہی ان کا مطمع نظر رہا۔ فلله درهم۔

ہم اپنی گفتگو کو حنفی سرخیل عالم مولانا محمد عبدالحئی لکھنوی کی بات پر ختم کرتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں: اگر کوئی شخص بنظر انصاف دیکھے، فقہ واصول کے سمندر میں تنگ نظری کے بغیر غوطہ خوری کرے تو اسے یقین کامل ہو جائے گا کہ اختلافی مسائل، خواہ ان کا تعلق اصول سے ہو یا فروع سے، ان میں محدثین کرام کا مؤقف محفوظ، قوی اور بادلائل ہے۔ میں نے جب اختلافی مسائل میں تحقیق وتدقیق سے کام لیا تو محدثین کی بات کو قرین انصاف پایا ہے۔

بھلا ایسا کیوں نہ ہو، وہ وارثانِ علوم نبوت اور نائبینِ شریعتِ محمدی ہیں۔ مولائے کریم ہمیں ان کی رفاقت کے شرفِ عظیم سے بہرہ ور فرمائیں اور ان کی محبت وکردار کو اپنانے کی توفیق عطا فرمائیں۔ (ملخص از صحیحہ: ٢٧٠)

صحابۂ کرام کی برکتیں

(٣٤٨٩)۔ عَنْ أَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ . قَالَ: إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ بِالْحُدَيْبِيَّةِ فَقَالَ: ((لَا تُوْقِدُوْا نَارًا بِلَيْلٍ۔)) فَلَمَّا كَانَ بَعْدَ ذٰلِكَ، قَالَ: ((أَوْقِدُوْا، وَاصْطَنِعُوْا، أَمَا إِنَّهُ لَا يُدْرِكُ قَوْمٌ بَعْدَكُمْ صَاعَكُمْ وَلَا مُدَّكُمْ۔)) (الصحيحة: ١٥٤٧)

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حدیبیہ مقام پر فرمایا: ''رات کو آگ نہ جلایا کرو۔'' بعد میں ایک دن فرمایا: ''آگ جلاؤ اور کھانا تیار کرو، خبردار! تمھارے بعد والے تمھارے صاع اور مد (جیسے پیمانوں) کو نہیں پائیں گے۔''

تخريج: أخرجه الحاكم: ٣/ ٣٦

شرح:...... امام البانی رحمہ اللہ نے صحیحہ میں اس حدیث پر یہ سرخی ثبت کی ہے: "الاحتراز من العدو وفضل الصحابة" حدیث کے پہلے حصے میں لشکرِ اسلام کو دشمن سے مخفی رکھنے کے لیے آگے جلانے سے منع کیا گیا۔ آخری جملے کے دو مفاہیم بیان کیے جا سکتے ہیں: (۱) ابو الحسن علی ندوی نے کہا: جن علاقوں کو صحابہ کرام نے براہِ راست فتح کیا، آج تک اسے مسلم ریاست ہی سمجھا جاتا ہے۔ (۲) جس طرح آپ ﷺ اور صحابہ کرام نے یہودیت ونصرانیت سمیت ساری تہذیبوں کا حکم منسوخ کر کے نئی تہذیب اور شریعت کو قائم کیا، اس طرح کا سلوک صحابہ کی تہذیب کے ساتھ نہ ہو گا، بلکہ وہ آخر زمانہ تک محفوظ اور سالم رہے گی۔

امتِ مسلمہ کی عمر

آپ ﷺ کے ہم زمانہ بنو آدم ایک صدی کے دورانیے میں فنا ہو گئے

(۳٤۹۰)۔ عَنْ نُعَيْمِ ابْنِ دَجَّاجَةَ ، أَنَّهُ قَالَ: دَخَلَ أَبُوْ مَسْعُوْدٍ عُقْبَةُ بْنُ عَمْرٍو الْأَنْصَارِيُّ عَلَى عَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ ، فَقَالَ لَهُ عَلِيٌّ: أَنْتَ الَّذِيْ تَقُوْلُ: لَايَأْتِيْ عَلَى النَّاسِ مِئَةُ سَنَةٍ وَعَلَى الْأَرْضِ عَيْنٌ تَطْرِفُ؟إِنَّمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَايَأْتِيْ عَلَى النَّاسِ مِئَةُ سَنَةٍ ، وَعَلَى الْأَرْضِ عَيْنٌ تَطْرِفُ مِمَّنْ هُوَ حَيٌّ الْيَوْمَ۔)) وَاللّٰهِ إِنَّ رَجَاءَ هٰذِهِ الْأُمَّةِ بَعْدَ مِئَةِ عَامٍ۔

(الصحيحة: ۲۹۰٦)

نعیم بن دجاجہ کہتے ہیں کہ سیدنا ابو مسعود عقبہ بن عمرو انصاری رضی اللہ عنہ سیدنا علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ کے پاس آئے، سیدنا علی نے ان سے کہا: تم ہو جو کہتے ہو کہ لوگوں پر ابھی تک سو برس نہیں گزریں گے کہ جھپکنے والی آنکھیں ختم ہو جائیں گی (یعنی تمام لوگ سو برس کی مدت میں فنا ہو جائیں گے)؟ حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے تو یہ فرمایا تھا کہ "لوگوں پر ابھی تک سو سال نہیں گزریں گے کہ ہر وہ جھپکنے والی آنکھ ختم ہو جائے گی جو آج زندہ ہے۔" اللہ کی قسم! اس امت کی امید سو برس کے بعد بھی ہو گی۔

تخريج: أخرجه أحمد: ۱/ ۹۳، وابنه عبدالله: ۱/ ۱٤۰، ومن طريقه الضياء في "الأحاديث المختارة": ۲/ ۳۷۸/ ۷٦۰، وأبو يعلي: ۱/ ٤۳۸/ ٥۸٤، والطبراني في "المعجم الأوسط": ۲/ ٥۹/ ۱/ ٥۹۸۸

شرح:...... امام البانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: اس حدیثِ مبارکہ کا مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ کا یہ ارشاد بیان کرتے وقت جو لوگ روئے زمین پر موجود تھے، ان کی زندگی سو برسوں تک ختم ہو جائے گی، اس کا یہ مطلب نہیں کہ اس مدت کے بعد سرے سے زندگی ختم ہو جائے گی۔ مزید (فتح الباری: ۱/ ۲۱۱۔۲۱۲) دیکھ لیں۔ (صحیحہ: ۲۹۰۶)

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے اپنی زندگی کے آخری ایام میں ہمیں نمازِ عشا پڑھائی، سلام پھیرنے کے بعد فرمایا: ((أَرَأَيْتَكُمْ لَيْلَتَكُمْ هٰذِهِ ، فَإِنَّ رَأْسَ مِائَةِ سَنَةٍ مِّنْهَا لَا يَبْقَى مِمَّنْ هُوَ عَلَى ظَهْرِ الارض احد)) ...... "کیا خیال ہے تمہارا اس رات کے بارے، (ذرا غور کرو کہ آج) جو زمین کی پشت پر موجود ہے،

وہ سو برس تک باقی نہیں رہے گا۔'' (بخاری، مسلم)

حافظ ابن حجر نے کہا: سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات سے ایک ماہ پہلے یہ حدیث ارشاد فرمائی تھی۔ (فتح الباری: ۱/ ۲۸۲)

محدثین کا اتفاق ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ پیشین گوئی پوری ہوئی اور ابو الطفیل عامر بن واثلہ رضی اللہ عنہ آخری صحابی ہیں جو ٹھیک سو برس کے بعد ۱۱۰ھ میں فوت ہوئے۔ (فتح الباری: ۲/ ۹۵) ایسی پیشین گوئیوں کے پورا ہونے کے باوجود اگر کوئی احادیثِ نبویہ کو حجت تسلیم نہیں کرتا تو وہ اس شخص کی مانند ہوگا جو کسی مقصد کے لیے دوپہر کے وقت سورج پر تھوکنا چاہتا ہو، جبکہ اس کا تھوک واپس اس کے چہرے پر پڑ رہا ہو۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی کھجوروں میں برکت کے لیے دعائے نبوی

(٣٤٩١)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ بِتَمْرَاتٍ فَقُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أُدْعُ اللّٰهِ فِيْهِنَّ بِالْبَرَكَةِ فَضَمَّهُنَّ (وَفِيْ رِوَايَةٍ: فَصَفَّهُنَّ بَيْنَ يَدَيْهِ) ثُمَّ دَعَا لِيْ فِيْهِنَّ بِالْبَرَكَةِ، فَقَالَ لِيْ: ((يَا أَبَا هُرَيْرَةَ خُذْهُنَّ فَاجْمَعْهُنَّ فِيْ مِزْوَدِكَ هٰذَا، أَوْفِيْ هٰذَا الْمِزْوَدِ، كُلَّمَا أَرَدْتَ أَنْ تَأْخُذَ مِنْهُ شَيْئًا، فَأَدْخِلْ يَدَكَ فِيْهِ فَخُذْهُ وَلَاتَنْثُرْهُ نَثْرًا۔)) فَقَدْ حَمَلْتُ مِنْ هٰذَا التَّمْرِ كَذَا وَكَذَا مِنْ وَسَقٍ (وَفِيْ طَرِيْقٍ: خَمْسِيْنَ وَسَقًا) فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَكُنَّا نَأْكُلُ مِنْهُ وَنُطْعِمُ، وَكَانَ لَايُفَارِقُ حَقْوِيْ حَتّٰى كَانَ يَقُوْمُ قَتْلُ عُثْمَانَ، فَإِنَّهُ انْقَطَعَ عَنْ حَقْوِيْ فَسَقَطَ۔ (الصحيحة:٢٩٣٦)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ کھجوریں لے کر آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! آپ اللہ تعالیٰ سے ان کی برکت کی دعا کریں۔ آپ نے ان کو اپنے سامنے رکھا اور برکت کی دعا کی، پھر فرمایا: ''ابو ہریرہ! اٹھا لو اور اپنے تھیلے میں جمع کر لو، جب اس سے کھجوریں نکالنے کا ارادہ ہو تو اس کے اندر ہاتھ داخل کر کے نکال لینا اور انھیں بکھیرنا نہیں۔'' سیدنا ابو ہریرہ کہتے ہیں: میں نے اللہ کے راستے میں اس تھیلے سے بہت سے (اور ایک روایت کے مطابق پچاس) وسق کھجوروں کے نکالے، ہم اس سے کھاتے رہتے تھے اور میں اس تھیلے کو اپنی کمر کے ساتھ رکھتا تھا، سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت والے دن وہ تھیلا میری کمر سے کٹ گیا اور وہ کھجوریں گر پڑیں۔

تخريج: أخرجه الترمذي:٣٨٣٨، وابن حبان:٢١٥٠، والبيهقي في"الدلائل":٦/ ١٠٩، وأحمد: ٢/ ٣٥٢

شرح:...... ایک وسق میں ساٹھ صاع ہوتے ہیں اور ایک صاع کا وزن دو کلو سو گرام ہوتا ہے۔

سیدنا ابو ہند رضی اللہ عنہ کی فضیلت

(٣٤٩٢)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ أَبَا هِنْدٍ حَجَمَ النَّبِيَّ فِي الْيَافُوخِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((يَا بَنِي بَيَاضَةَ! أَنْكِحُوْا أَبَا هِنْدٍ، وَانْكِحُوْا إِلَيْهِ.)) وَكَانَ حَجَّامًا۔

(الصحيحة: ٢٤٤٦)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدنا ابو ہند رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کو سر کے اوپر والے حصے پر سنگی لگائی۔ آپ نے فرمایا: ''بنو بیاضہ! ابو ہند کو نکاح دو اور اسے منگنی کا پیغام بھیجو۔'' وہ پچھنے لگانے والا تھا۔

تخريج: أخرجه البخاري في "التاريخ": ١/ ١/ ٢٦٨/ ٨٦١، وأبوداود: ٢١٠٢، وابن حبان: ١٢٤٩، والحاكم: ٢/ ١٦٤، وابن عدي: ٧٧/ ٢، وابن الأعرابي في "معجمه": ٢١٤/ ١

شرح:...... اگر کوئی مسلمان پچھنے اور سینگی لگانے کا کام کرتا ہے، تو اس سے اس کے اسلام میں کوئی فرق نہیں پڑتا، بلکہ وہ اس بات کا مستحق ہے کہ اس کے بیٹیوں کو رشتے دیے جائیں اور اس کی بیٹیوں کے رشتے لیے جائیں۔

آپ ﷺ نے سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کو کیسے راضی کیا؟

(٣٤٩٣)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: كَانَ بِعَيْنَيْ صَفِيَّةَ خُضْرَةٌ، فَقَالَ لَهَا النَّبِيُّ ﷺ: ((مَا هٰذِهِ الْخُضْرَةُ بِعَيْنَيْكِ؟)) فَقَالَتْ: قُلْتُ لِزَوْجِيْ، إِنِّيْ رَأَيْتُ فِيْمَا يَرَى النَّائِمُ قَمَرًا وَقَعَ فِيْ حِجْرِيْ، فَلَطَمَنِيْ وَقَالَ: أَتُرِيْدِيْنَ مَلِكَ يَثْرِبَ؟ قَالَتْ: وَمَاكَانَ أَبْغَضُ إِلَيَّ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ، قَتَلَ أَبِيْ وَزَوْجِيْ، فَمَا زَالَ يَعْتَذِرُ إِلَيَّ۔ فَقَالَ: ((يَا صَفِيَّةُ! إِنَّ أَبَاكِ أَلَّبَ عَلَيَّ الْعَرَبَ، وَفَعَلَ وَفَعَلَ......)) يَعْتَذِرُ لَهَا۔ قَالَتْ: حَتّٰى ذَهَبَ ذَاكَ مِنْ نَفْسِيْ۔

(الصحيحة: ٢٧٩٣)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کی آنکھوں میں سبزی تھی۔ نبی کریم ﷺ نے انھیں فرمایا: ''یہ آپ کی آنکھوں میں سبزی کیسے آ گئی؟'' انھوں نے کہا: میں نے اپنے خاوند سے کہا: میں نے خواب میں اپنی گود میں گرا ہوا چاند دیکھا۔ اس نے (یہ خواب سنتے ہی) مجھے تھپڑ مارا اور کہا: کیا تو یثرب (مدینہ) کا بادشاہ چاہتی ہے؟ پھر اس (صفیہ) نے خود کہا: مجھے رسول اللہ سے بڑھ کر کوئی چیز ناپسند نہیں تھی، کیونکہ آپ نے میرے باپ اور میرے خاوند کو قتل کیا تھا۔ لیکن رسول اللہ ﷺ عذر پیش کرتے رہے اور فرمایا: ''صفیہ! (دیکھو نا!) تیرے باپ نے عرب کو مجھ پر اکسایا اور یہ یہ (جرائم) کیے......'' آپ عذر پیش کرتے رہے۔ بالآخر انہوں نے کہا: (جو چیز میں محسوس کر رہی تھی) وہ میرے دل سے نکل گئی۔

تخريج: أخرجه الطبراني في "المعجم الكبير": ٢٤/ ٦٧/ ١٧٧

شرح:...... ام المؤمنین سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا بنو نضیر کے سردار حیی بن اخطب کی صاحبزادی تھیں، خیبر کے موقع پر قید

ہوئیں، رسول اللہ ﷺ کی اجازت سے حضرت دحیہ بن خلیفہ کلبی نے ان کو لے لیا، لیکن صحابہ نے رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کر عرض کی کہ وہ (صفیہ) آپ کے شایانِ شان ہے، وہ قریظہ اور نضیر کی سردار ہے۔ پس رسول اللہ ﷺ نے انہیں بلا کر ان پر اسلام پیش کیا، انہوں نے اسلام قبول کر لیا، اس پر آپ ﷺ نے ان کو آزاد کر دیا اور ان کی آزادی ہی کو مہر قرار دیا۔

بالآخر بنونضیر کی جلاوطنی کی پیش کش منظور کر لی گئی، حیی بن اخطب اور سلام بن ابی الحقیق جیسے اکابر سمیت بیشتر یہود نے خیبر کا رخ کیا، یہ ۴ھ کا واقعہ ہے۔ یہودیوں کی مکر و سازش والی طبیعت غالب رہی اور بنونضیر کے بیس سردار قریشیوں کے پاس حاضر ہوئے اور انہیں رسول اللہ ﷺ کے خلاف جنگ کرنے پر آمادہ کیا اور اپنی مدد کا بھرپور یقین دلایا، نتیجہ یہ نکلا کہ شوال ۵ھ میں مشرکوں کے دس ہزار حملہ آوروں کا سمندر اسلام کا چراغ بجھانے کے لیے مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوا اور وہاں پہنچ کر محاصرہ کر لیا۔ رسول اللہ ﷺ اور بنوقریظہ کے مابین یہ معاہدہ کیا گیا تھا کہ وہ جنگ کے مواقع پر ایک دوسرے کی مدد کریں گے۔ لیکن ہوا یوں کی بنونضیر کا مجرم اکبر حیی بن اخطب بنوقریظہ کے دیار میں آیا اور بالآخر ان کو بدعہدی پر ابھارنے میں کامیاب ہو گیا۔ نبی کریم ﷺ نے سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کو تسلی دلانے کے لیے ان کے باپ کا ان جرائم کا ذکر کیا۔

سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کنانہ بن ابوالحقیق کی بیوی تھیں، ان کا یہ خاوند غزوۂ خیبر میں قتل ہو گیا تھا۔

سیدنا عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ کا ایک صدی تک زندہ رہنا

(٣٤٩٤)۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ بُسْرٍ: أَنَّ النَّبِيَّ قَالَ لَهُ: ((يَعِيْشُ هٰذَا الْغُلَامُ قَرْنًا۔)) فَعَاشَ مِئَةَ سَنَةٍ۔ (الصحيحة: ٢٦٦٠)

حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اسے فرمایا: ''یہ لڑکا ایک صدی تک زندہ رہے گا۔'' پس وہ لڑکا (واقعی) سو سال تک زندہ رہا۔

تخريج: أخرجه البخاري في "التاريخ الكبير": ١/ ١/ ٣٢٣، وفي "الصغير": ص٩٣، و الحاكم: ٤/ ٥٠٠، والبيهقي في "دلائل النبوة": ٦/ ٥٠٣، والطبراني في "مسنده الشاميين": ٨٣٦، وابن عساكر في "تاريخ دمشق": ٩/ ٤/ ٢

شرح: ...... سیدنا ابو بسر عبداللہ بن بسر مازنی رضی اللہ عنہ شام میں سب سے آخری فوت ہونے والے صحابی ہیں، ابو القاسم بن سعد اور ابو نعیم کے قول کے مطابق یہ ۹۶ھ میں سو (۱۰۰) سال کی عمر میں فوت ہوئے۔

سیدنا ابوذر، سیدنا انیس اور ان کی قوم غفار کے ایمان لانے کا واقعہ

(٣٤٩٥)۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ: ((إِنَّهَا مُبَارَكَةٌ، إِنَّهَا طَعَامُ طُعْمٍ۔)) جَاءَ مِنْ حَدِيْثِ أَبِي ذَرٍّ، وَابْنِ عَبَّاسٍ، وَهٰذَا

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''(زمزم کا پانی) مبارک ہے، یہ کھانے کا کھانا ہے۔'' یہ حدیث حضرت ابو ذر، حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ یہ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ کی

حَدِيْثُ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ۔ عَنْ أَبِي ذَرٍّ، قَالَ: خَرَجْنَا مِنْ قَوْمِنَا غِفَارٍ۔ وَكَانُوْا يُحِلُّوْنَ الشَّهْرَ الْحَرَامَ۔ فَخَرَجْتُ أَنَا وَأَخِي أُنَيْسٌ وَأُمُّنَا، فَنَزَلْنَا عَلٰى خَالٍ لَنَا، فَأَكْرَمَنَا خَالُنَا وَأَحْسَنَ إِلَيْنَا، فَحَسَدَنَا قَوْمُهُ، فَقَالُوْا: إِنَّكَ إِذَا خَرَجْتَ عَنْ أَهْلِكَ خَالَفَ إِلَيْهِمْ أُنَيْسٌ، فَجَاءَ خَالُنَا، فَنَثَا عَلَيْنَا الَّذِي قِيْلَ لَهُ۔ فَقُلْتُ: أَمَا مَا مَضٰى مِنْ مَعْرُوْفِكَ فَقَدْ كَدَّرْتَهُ وَلَا جِمَاعَ لَكَ فِيْمَا بَعْدُ۔ فَقَرَّبْنَا صِرْمَتَنَا فَاحْتَمَلْنَا عَلَيْهَا، وَتَغَطّٰى خَالُنَا ثَوْبَهُ، فَجَعَلَ يَبْكِي، فَانْطَلَقْنَا حَتّٰى نَزَلْنَا بِحَضْرَةِ مَكَّةَ، فَنَافَرَ أُنَيْسٌ عَنْ صِرْمَتِنَا وَعَنْ مِثْلِهَا، فَأَتَيَا الْكَاهِنَ، فَخَيَّرَ أُنَيْسًا، فَأَتَانَا أُنَيْسٌ بِصُرْمَتِنَا وَمِثْلِهَا مَعَهَا، قَالَ: وَقَدْ صَلَّيْتُ يَا ابْنَ أَخِي! قَبْلَ أَنْ أَلْقٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بِثَلَاثِ سِنِيْنَ، قُلْتُ: لِمَنْ؟ قَالَ: لِلّٰهِ، قُلْتُ: فَأَيْنَ تَتَوَجَّهُ؟ قَالَ: أَتَوَجَّهُ حَيْثُ يُوَجِّهُنِي رَبِّي أُصَلِّيْ عِشَاءً حَتّٰى إِذَا كَانَ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ أُلْقِيْتُ كَأَنِّي خِفَاءٌ حَتّٰى تَعْلُوْنِي الشَّمْسُ، فَقَالَ أُنَيْسٌ: إِنَّ لِي حَاجَةً بِمَكَّةَ فَاكْفِنِي، فَانْطَلَقَ أُنَيْسٌ، حَتّٰى أَتٰى مَكَّةَ، فَرَاثَ عَلَيَّ، ثُمَّ جَاءَ فَقُلْتُ: مَاصَنَعْتَ؟ قَالَ: لَقِيْتُ رَجُلًا بِمَكَّةَ عَلٰى دِيْنِكَ، يَزْعَمُ أَنَّ اللّٰهَ أَرْسَلَهُ، قُلْتُ: فَمَا يَقُوْلُ النَّاسُ؟ قَالَ: يَقُوْلُوْنَ: شَاعِرٌ

حدیث ہے، وہ کہتے ہیں: ہم اپنی قوم غفار، جو حرمت والے مہینے کو حلال سمجھتے تھے، سے وفد کی صورت میں نکلے۔ میں (ابو ذر)، میرا بھائی انیس اور میری ماں روانہ ہوئے، ہم اپنے ماموں کے پاس آ کر ٹھہرے۔ انھوں نے ہماری بڑی عزت کی اور ہمارے ساتھ احسان کیا، لیکن ان کی قوم ہم سے حسد کرنے لگی۔ اس لیے انھوں نے کہا: جب تو اپنے اہل خانہ سے باہر جاتا ہے تو انیس ان کے پاس آ جاتا ہے۔ پس ہمارا ماموں آیا اور جو بات اسے کہی گئی، اس کے سلسلے میں ہماری غیبت کرنے لگ گیا۔ میں نے اسے کہا: جو تو نے ہمارے ساتھ نیکی کی تھی، اسے تو تو نے گدلا کر دیا ہے اور آئندہ ہم آپ کے پاس نہیں آئیں گے۔

ہم اپنی اونٹنیوں کے قریب پہنچے اور سوار ہو کر چل پڑے، میرے ماموں نے کپڑا اوڑھ کر رونا شروع کر دیا۔ ہم چلتے گئے اور مکہ کے قریب جا کر پڑاؤ ڈالا۔ انیس ہماری اونٹنیوں سے دور رہنے لگ گیا۔ وہ دونوں نجومی کے پاس گئے، اس نے انیس کو منتخب کیا، پس انیس ہماری اور اتنی اور اونٹنیاں لے کر ہمارے پاس آیا۔ اس نے کہا: اے میرے بھتیجے! میں تو رسول اللہ ﷺ کو ملنے سے تین برس پہلے سے نماز پڑھ رہا تھا۔ میں نے کہا: کس کے لیے؟ اس نے کہا: اللہ تعالی کے لیے۔ میں نے کہا: تو کس طرف رخ کرتا تھا۔ اس نے کہا: جس طرف میرا ربّ میرا رخ موڑ دیتا تھا۔ میں رات کے آخری حصے میں نمازِ عشا ادا کرتا تھا۔ اب میں گم سم ہو کر لیٹ گیا، یہاں تک کہ سورج چڑھ آیا۔ انیس نے کہا: مجھے مکہ میں کوئی کام ہے، تو مجھے کفایت کر۔ انیس چلا گیا، مکہ پہنچ گیا اور مجھے اچھائی کا بدلہ برائی سے دیا۔ پھر وہ واپس آ گیا۔ میں نے پوچھا: تو نے وہاں کیا کیا ہے؟ اس نے کہا: میں مکہ میں ایک

كَاهِنٌ، سَاحِرٌ. وَكَانَ أُنَيْسٌ أَحَدَ الشُّعَرَاءِ، قَالَ أُنَيْسٌ لَقَدْ سَمِعْتُ قَوْلَ الْكَهَنَةِ فَمَا هُوَ بِقَوْلِهِمْ، وَقَدْ وَضَعْتُ قَوْلَهُ عَلٰى أَقْرَاءِ الشِّعْرِ، فَمَا يَلْتَئِمُ عَلٰى لِسَانِ أَحَدٍ بَعْدِي أَنَّهُ شِعْرٌ، وَاللّٰهِ! إِنَّهُ لَصَادِقٌ، وَإِنَّهُمْ لَكَاذِبُوْنَ، قَالَ: قُلْتُ: فَاكْفِنِي حَتّٰى أَذْهَبَ فَأَنْظُرَ، قَالَ: فَأَتَيْتُ مَكَّةَ، فَتَضَعَّفْتُ رَجُلاً مِنْهُمْ، فَقُلْتُ: أَيْنَ هٰذَا الَّذِي تَدْعُوْنَهُ الصَّابِئُ؟ فَأَشَارَ إِلَيَّ، فَقَالَ: الصَّابِئُ؟ فَمَالَ عَلَيَّ أَهْلُ الْوَادِي بِكُلِّ مَدَرَةٍ وَعَظْمٍ حَتّٰى خَرَرْتُ مُغْشِيًا عَلَيَّ، قَالَ: فَارْتَفَعْتُ حِيْنَ ارْتَفَعْتُ كَأَنِّي نَصَبٌ أَحْمَرُ، قَالَ: فَأَتَيْتُ زَمْزَمَ، فَغَسَلْتُ عَنِّي الدِّمَاءَ، وَشَرِبْتُ مِنْ مَائِهَا، وَلَقَدْ لَبِثْتُ. يَا ابْنَ أَخِي. ثَلَاثِيْنَ بَيْنَ لَيْلَةٍ وَيَوْمٍ، مَاكَانَ لِي طَعَامٌ إِلَّا مَاءَ زَمْزَمَ، فَسَمِنْتُ حَتّٰى تَكَسَّرَتْ عُكَنُ بَطْنِي وَمَا وَجَدتُّ عَلٰى كَبِدِي سُخْفَةَ جُوْعٍ، قَالَ: فَبَيْنَا أَهْلُ مَكَّةَ فِي لَيْلَةٍ قَمْرَاءَ إِضْحِيَانٍ، إِذْ ضَرَبَ عَلَيَّ أَسْمِخَتُهُمْ، فَمَا يَطُوْفُ بِالْبَيْتِ أَحَدٌ، وَامْرَأَتَانِ مِنْهُمْ تَدْعُوَانِ إِسَافاً وَنَائِلَةَ، قَالَ: فَأَتَتَا عَلَيَّ فِي طَوَافِهِمَا، فَقُلْتُ: أَنْكِحَا أَحَدَهُمَا الْأُخْرٰى، قَالَ: فَمَا تَنَاهَتَا عَنْ قَوْلِهِمَا، قَالَ: فَأَتَتَا عَلَيَّ، فَقُلْتُ: هَنٌ مِثْلُ الْخَشَبَةِ، غَيْرَ أَنِّي لَا أَكْنِي. فَانْطَلَقَتَا

ایسے آدمی کو ملا ہوں جو تیرے دین پر ہے، وہ خیال کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے مبعوث فرمایا ہے۔ میں نے کہا: لوگ اس کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ اس نے کہا: لوگ اسے شاعر، نجومی اور جادوگر کہتے ہیں۔

انیس خود بھی ایک شاعر تھا۔ اس نے کہا: لیکن میں نے نجومیوں کا کلام سنا ہے اور اس کے کلام کو زبان آور شعرا کے کلام پر پیش کیا ہے، لیکن کسی کی زبان یہ فیصلہ نہیں کر سکتی کہ وہ (محمد ﷺ کا کلام بھی) شعر ہے۔ اللہ کی قسم! وہ صادق ہے اور لوگ جھوٹے ہیں۔ میں نے کہا: اب تو مجھے کفایت کر، تاکہ میں بھی جا کر دیکھ سکوں (کہ اصل ماجرا کیا ہے؟) میں مکہ پہنچ گیا اور ایک آدمی پر رعب ڈالتے ہوئے پوچھا: وہ آدمی کہاں ہے جس کو تم لوگ بے دین کہتے ہو؟ اس نے میری طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا: یہ بے دین۔ (یہ سنتے ہی) اہل وادی مٹی کے ڈھیلے اور ہڈیاں لے کر مجھ پر چڑھ دوڑے، میں بے ہوش ہو کر گر پڑا، جب (مجھے افاقہ ہوا اور) میں اٹھا تو ایسے لگتا تھا کہ میں ایک سرخ پتھر ہوں۔ میں زمزم پانی پر آیا، خون دھویا، اس کا پانی پیا اور اے میرے بھتیجے! میں وہاں تیس دنوں تک ٹھہرا رہا۔ میرے پاس مائے زمزم کے علاوہ کوئی کھانا نہیں تھا، وہی پی کر میں موٹا ہوتا رہا (یعنی خوراک کی کمی پوری کرتا رہا) اور اپنے پیٹ کی سلوٹیں ختم کرتا رہا۔ مجھے بھوک کی وجہ سے ہونے والی لاغری محسوس نہیں ہوئی۔ (دن گزرتے رہے اور) ایک دن مکہ میں چاندنی رات اور صاف فضا تھی، اچانک ان کے کانوں میں یہ آواز پڑی کہ کوئی بھی بیت اللہ کا طواف نہ کرے اور دو عورتیں اساف اور نائلہ کو پکار رہی تھیں۔ اس نے کہا: وہ طواف کے دوران میرے پاس سے گزریں، میں نے کہا: ایک کی دوسری سے

تُوَلْيَانِ وَتَقُوْلَانِ: لَوْكَانَ هَاهُنَا أَحَدٌ مِنْ أَنْفَارِنَا! قَالَ: فَاسْتَقْبَلَهُمَا، رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَأَبُوْبَكْرٍ وَهُمَا هَابِطَانِ، قَالَ: ((مَا لَكُمَا؟)) قَالَتَا: الصَّابِيُّ بَيْنَ الْكَعْبَةِ وَأَسْتَارِهَا، قَالَ: ((مَاقَالَ لَكُمَا؟)) قَالَتَا: إِنَّهُ قَالَ لَنَا كَلِمَةً تَمْلَأُ الْفَمَ۔ وَجَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى اسْتَلَمَ الْحَجَرَ، وَطَافَ بِالْبَيْتِ هُوَ وَصَاحِبُهُ، ثُمَّ صَلّٰى، فَلَمَّا قَضٰى صَلَاتَهُ قَالَ أَبُوْ ذَرٍّ: فَكُنْتُ أَنَا أَوَّلَ مَنْ حَيَّاهُ بِتَحِيَّةِ الْإِسْلَامِ، قَالَ: فَقُلْتُ: السَّلَامُ عَلَيْكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! فَقَالَ: ((وَعَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ)) ثُمَّ قَالَ: ((مَنْ أَنْتَ؟)) قَالَ: قُلْتُ: مِنْ غِفَارٍ۔ قَالَ: فَأَهْوٰى بِيَدِهِ، فَوَضَعَ أَصْبَعَهُ عَلٰى جَبْهَتِهِ، فَقُلْتُ فِي نَفْسِيْ: كَرِهَ أَنْ اِنْتَمَيْتُ إِلٰى غِفَارٍ؟ فَذَهَبْتُ آخُذُ بِيَدِهِ فَقَدَعَنِيْ صَاحِبُهُ۔ وَكَانَ أَعْلَمَ بِهِ مِنِّي۔ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ، ثُمَّ قَالَ: ((مَتٰى كُنْتَ هَاهُنَا؟)) قَالَ: قُلْتُ: قَدْ كُنْتُ هَاهُنَا مُنْذُ ثَلَاثِيْنَ بَيْنَ لَيْلَةٍ وَيَوْمٍ، قَالَ: ((فَمَنْ كَانَ يُطْعِمُكَ؟)) قَالَ: قُلْتُ: مَاكَانَ لِي طَعَامٌ إِلَّا مَاءَ زَمْزَمَ، فَسَمِنْتُ حَتّٰى تَكَسَّرَتْ عُكُنُ بَطْنِي، وَمَا أَجِدُ عَلٰى كَبِدِي سُخْفَةَ جُوْعٍ قَالَ: ((إِنَّهَا مُبَارَكَةٌ، إِنَّهَا طَعَامُ طُعْمٍ۔)) فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اِئْذَنْ لِي فِي طَعَامِهِ اللَّيْلَةَ؟ فَانْطَلَقَ رَسُوْلُ

شادی کر دو۔ لیکن وہ اپنے قول سے باز نہ آئیں۔ (چکر کے دوران پھر) میرے پاس سے گزریں۔ میں نے کہا: یہ تو لکڑی کی طرح ہیں اور میں نے بات کنایۃً نہیں کی۔ وہ دونوں چیختی چلاتی چلتی گئیں اور یہ کہتی گئیں کہ کاش ہماری جماعت کا بھی کوئی آدمی یہاں ہوتا! اس نے کہا: اسی اثنا میں ان کے سامنے رسول اللہ ﷺ اور ابو بکر (بلندی سے) اترتے ہوئے آ رہے تھے۔ انہوں نے کہا: تمھیں کیا ہو گیا ہے؟ انھوں نے کہا: کعبہ اور اس کے پردوں کے درمیان بے دین ہے۔ انہوں نے کہا: اس نے تمھیں کیا کہا: انھوں کہا: ایسی بات کہی کہ جس سے منہ بھر جاتا ہے۔

اتنے میں رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے اور حجر اسود کا استلام کیا اور آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے ساتھی نے بیت اللہ کا طواف کیا اور پھر نماز پڑھی۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو ابوذر نے کہا: میں پہلا آدمی تھا جس نے انھیں اسلام کا سلام پیش کیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! آپ پر سلامتی ہو۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''وعلیک ورحمۃ اللہ'' پھر فرمایا: ''آپ کون ہیں؟'' میں نے کہا: میں غفار قبیلے سے ہوں۔ پھر آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ جھکایا اور اپنی انگلی اپنی پیشانی پر رکھی۔ میں دل ہی دل میں کہنے لگا کہ شاید آپ نے غفار کی طرف میری نسبت کو ناپسند کیا۔ میں نے آپ ﷺ کا ہاتھ پکڑنا چاہا لیکن آپ کے ساتھی نے مجھے روک دیا اور وہ آپ کو مجھ سے زیادہ جانتا تھا۔ پھر آپ ﷺ نے اپنا سر اٹھایا اور پوچھا: ''کون تجھے کھانا کھلاتا تھا؟'' میں نے کہا: زمزم کے پانی کے علاوہ میرے پاس کوئی کھانا نہیں ہے، یہی پانی پی کر میں موٹا ہوتا رہا اور اپنے پیٹ کی سلوٹیں پر کرتا رہا اور مجھے بھوک کی وجہ سے کوئی لاغری محسوس نہیں ہوئی۔ آپ ﷺ

اللّٰهِ ﷺ وَأَبُوبَكْرٍ، وَانْطَلَقْتُ مَعَهُمَا، فَفَتَحَ أَبُوْبَكْرٍ بَاباً، فَجَعَلَ يَقْبِضُ لَنَا مِنْ زَبِيْبِ الطَّائِفِ، وَكَانَ ذٰلِكَ أَوَّلَ طَعَامٍ أَكَلْتُهُ بِهَا، ثُمَّ غَبَرْتُ مَاغَبَرْتُ، ثُمَّ أَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((إِنَّهُ قَدْ وُجِّهَتْ لِي أَرْضٌ ذَاتُ نَخْلٍ، لا أُرَاهَا إِلَّا يَثْرِبَ، فَهَلْ أَنْتَ مُبَلِّغٌ عَنِّي قَوْمَكَ، عَسَى اللّٰهُ أَن يَنْفَعَهُمْ بِكَ وَيَأْجُرَكَ فِيْهِمْ۔)) فَأَتَيْتُ أُنَيْسًا، فَقَالَ: مَا صَنَعْتَ؟ قُلْتُ: صَنَعْتُ أَنِّي قَدْ أَسْلَمْتُ وَصَدَّقْتُ، قَالَ: مَابِي رَغْبَةٌ عَنْ دِيْنِكَ، فَإِنِّي قَدْ أَسْلَمْتُ وَصَدَّقْتُ، فَأَتَيْنَا أُمَّنَا فَقَالَتْ: مَا بِيْ رَغْبَةٌ عَنْ دِيْنِكُمَا فَأَنِّيْ قَدْ أَسْلَمْتُ وَتَصَدَّقْتُ فَاحْتَمَلْنَا حَتّٰى أَتَيْنَا قَوْمَنَا غِفَارًا، فَأَسْلَمَ نِصْفُهُمْ، وَكَانَ يَؤُمُّهُمْ إِيْمَاءُ بْنُ رَحْضَةَ الْغِفَارِيُّ، وَكَانَ سَيِّدَهُمْ وَقَالَ نِصْفُهُمْ: إِذَا قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْمَدِيْنَةَ أَسْلَمْنَا، فَقَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْمَدِيْنَةَ فَأَسْلَمَ نِصْفُهُمُ الْبَاقِيْ وَجَاءَتْ أَسْلَمُ، فَقَالُوْا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أَخْوَتُنَا، نُسْلِمُ عَلَى الَّذِي أَسْلَمُوْا عَلَيْهِ! فَأَسْلَمُوْا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((غِفَارُ غَفَرَ اللّٰهُ لَهَا، وَأَسْلَمُ سَالَمَهَا اللّٰهُ۔)) (الصحيحة:٣٥٨٥)

نے فرمایا: ''یہ پانی مبارک ہے اور یہ کھانے کا کھانا ہے۔'' سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے اجازت دیں، آج رات میں اس کو کھانا کھلاؤں گا۔ رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر چل پڑے اور میں بھی ان کے ساتھ چل دیا۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے دروازہ کھولا اور طائف کا منقی لانا شروع کیا۔ یہ پہلا کھانا تھا جو میں نے کھایا، پھر کچھ باقی بھی بچ گیا تھا۔ پھر میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور آپ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی کھجوروں والی زمین میرے لیے مطیع کر دی گئی ہے، مجھے لگتا ہے کہ وہ یثرب (مدینہ) ہے، کیا تو اپنی قوم کو میرا پیغام پہنچا دے گا، ممکن ہے کہ اللہ تعالی تیرے ذریعے ان کو نفع دے اور ان کی وجہ سے تجھے اجر و ثواب بھی عطا کرے۔'' میں انیس کے پاس پہنچا۔ اس نے پوچھا: تو نے کیا کیا ہے؟ میں نے کہا: اسلام قبول کر لیا ہے اور تصدیق کی ہے۔ اس نے کہا: میں بھی تیرے دین سے بے رغبتی نہیں کرتا، میں بھی مطیع ہو گیا ہوں اور میں نے بھی تصدیق کی ہے ہم دونوں اپنی ماں کے پاس گئے تو کہنے لگی مجھے بھی تمہارے دین سے بے رغبتی نہیں میں بھی مسلمان و مطیع ہوگئی۔ ہم سوار ہوئے اور اپنی قوم غفار کے پاس پہنچ گئے۔ نصف قبیلہ تو مسلمان ہو گیا۔ ایماء بن رحضہ غفاری، جو ان کا سردار تھا، ان کو نماز پڑھاتا تھا۔ اور نصف قبیلے نے کہا: جب رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائیں گے تو ہم بھی مسلمان ہو جائیں گے۔ پس جب رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے تو وہ نصف قبیلہ کے لوگ بھی مسلمان ہو گئے۔ اسلم قبیلہ کے لوگ آئے اور کہا: اے اللہ کے رسول! جس چیز پر ہمارے بھائی مسلمان ہوئے، ہم بھی اسی چیز پر مسلمان ہوتے ہیں۔ پھر وہ مسلمان ہو گئے اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''غفار قبیلہ، اللہ اس کو بخش دے اور اسلم قبیلہ، اللہ اسے سلامتی کے ساتھ رکھے۔''

تخريج: جاء من حديث أبي ذرّ، وابن عباس:

(١)أما حديث أبي ذر؛ فله طريقان:

الاول: عن عبد الله بن الصامت: فرواه مسلم: ٣/ ١٥٢ـ ١٥٥و

وقد رواه عن حميد جماعة، يعني سبعة نفر، مطولا و مختصرا وبالفاظ مختلفة.

انظر: الصحيح مسلم، البزار في"مسنده": ١١٧١، والفاكهي في "أخبارمكة":١٠٨٠، ١٠٨١، وابن أبي شيبة: ١٨٤٤٧، وابن حبان: ٧١٣٣، وأحمد: ٤/ ١٧٤و ١٧٥، والطيالسي: ٦١، وابن سعد في"الطبقات الكبرى"، والبيهقي في"الدلائل": ٢/ ٢١١ و "السنن": ٥/ ١٤٧، وأبونعيم في "الدلائل": صـ٢٠٧، وأبونعيم في"الحلية": ١/ ١٥٧، والطبراني في"المعجم الكبير": ١٦٤٠، والحاكم: ٣/ ٣٤١ ....

(٢)وأما حديث ابن عباس؛ فقد رواه الطبراني و غيره بلفظ: ((خير ماء على وجه الارض ماء زمزم؛ فيه طعام من الطعم، وشفاء من السقم۔)) وهو مخرج في "الصحيحة": ١٠٦٥

شرح:...... حدیثِ مبارکہ میں مختلف امور کی وضاحت کی گئی ہے اور صحابی کے ساتھ پیش آنے والا دوسرا واقعہ بھی واضح ہے۔ زمزم کے پانی کو اللہ تعالی نے انتہائی بابرکت بنایا، یہ ایسا مبارک پانی ہے کہ کھانے سے بھی کفایت کرتا ہے، نیز اس سے ہر قسم کی روحانی اور جسمانی بیماریاں دور ہو جاتی ہیں، جیسا کہ سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((مَاءَ زَمْزَمَ لِمَا شُرِبَ لَهُ۔)) (ابن ماجہ) ......''زمزم کا پانی جس مقصد کے لیے پیا جائے، وہی مقصد پورا ہو جاتا ہے۔''

سیدنا زید بن عمرو رضی اللہ عنہ کی فضیلت

(٣٤٩٦)۔ عَنْ عَائِشَةَ مَرْفُوْعًا: ﴿دَخَلْتُ الْجَنَّةَ فَرَأَيْتُ لِزَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ دَرَجَتَيْنِ۔﴾ (الصحيحة: ١٤٠٦)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں جنت میں داخل ہوا اور زید بن عمرو بن نفیل کے دو درجے دیکھے۔''

تخريج: رواه ابن عساكر: ٦/ ٣٣٧/ ٢

شرح:......اس حدیث میں سیدنا زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ عنہ کی فضیلت ومنقبت کا بیان ہے۔

سیدنا حارثہ بن سراقہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت

(٣٤٩٧)۔ عَنْ اَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ : اَنَّ حَارِثَةَ بْنَ سُرَاقَةَ خَرَجَ نَظَّارًا ، فَاَتَاهُ سَهْمٌ فَقَتَلَهُ ، فَقَالَتْ أُمُّهُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَدْ عَرَفْتَ مَوْضِعَ حَارِثَةَ مِنِّي ، فَإِنْ كَانَ فِي الْجَنَّةِ

انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت حارثہ بن سراقہ رضی اللہ عنہ جاسوسی کے لیے نکلے، اچانک ایک تیر لگا اور وہ شہید ہو گئے۔ ان کی ماں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ جانتے ہیں کہ حارثہ کا میرے ہاں کیا مقام تھا، اگر وہ جنت

صَبَرْتُ، وَإِلَّا رَأَيْتَ مَا أَصْنَعُ! قَالَ: يَاأُمَّ حَارِثَةَ! إِنَّهَا لَيْسَتْ بِجَنَّةٍ وَاحِدَةٍ۔ وَلٰكِنَّهَا جِنَانٌ كَثِيْرَةٌ، وَإِنَّ حَارِثَةَ لَفِيْ أَفْضَلِهَا أَوْ قَالَ: فِيْ أَعْلَى الْفِرْدَوْسِ۔»

(الصحيحة:١٨١١)

میں ہے تو میں صبر کرتی ہوں، وگرنہ آپ دیکھیں گے کہ میں (اس کی جدائی پر) کیا کرتی ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ام حارثہ! جنت ایک نہیں ہے، بلکہ کئی جنتیں ہیں اور (تیرا بیٹا) حارثہ جنت کے افضل یا فردوس کے اعلی حصے میں ہے۔''

تخريج: رواه أحمد: ٣/ ١٢٤، وابن سعد: ٣/ ٥١٠، وأخرجه البخاري: ٢/ ٢٠٤، والترمذي: ٢/ ٢٠١ وزاد في آخره: ((والفردوس ربوة الجنة واوسطها وافضلها۔))

مدینہ منورہ کی فضیلت

(٣٤٩٨)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ: أَنَّ أَعْرَابِيًّا بَايَعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَلَى الْإِسْلَامِ، فَأَصَابَ الْأَعْرَابِيَّ وَعْكٌ بِالْمَدِيْنَةِ، فَأَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَقِلْنِيْ بَيْعَتِيْ فَأَبٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، ثُمَّ جَاءَهُ فَقَالَ: أَقِلْنِيْ بَيْعَتِيْ، فَأَبٰى، ثُمَّ جَاءَهُ فَقَالَ: أَقِلْنِيْ بَيْعَتِيْ، فَأَبٰى، فَخَرَجَ الْأَعْرَابِيُّ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّمَا الْمَدِيْنَةُ كَالْكِيْرِ، تَنْفِيْ خَبَثَهَا، وَيَنْصَعُ طِيْبُهَا۔))

(الصحيحة: ٢١٧)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک بدو نے رسول اللہ ﷺ کی اسلام پر بیعت کی، لیکن اسے مدینہ میں بخار ہو گیا، وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے میری بیعت واپس کر دو۔ آپ نے انکار کر دیا۔ وہ دوسری مرتبہ آیا اور کہا: مجھے میری بیعت واپس کر دو۔ آپ ﷺ نے انکار کر دیا۔ وہ تیسری دفعہ آیا اور کہا کہ مجھے میری بیعت واپس کر دو، آپ ﷺ نے انکار کر دیا۔ (بالآخر اجازت نہ ملنے کے باجود) وہ بدو مدینہ سے نکل گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مدینہ تو دھونکنی اور بھٹی ہے، یہ خبیث چیز کی نفی کر دیتا ہے اور طیب چیز کو نکھارتا ہے۔''

تخريج: أخرجه البخاري: ٤/ ٧٧، ١٣/ ١٧٤و٢٥٨، ومسلم: ٩/ ١٥٥، ومالك: ٣/ ٨٤، والنسائي: ٢/ ١٨٤، والترمذي: ٤/ ٣٧٣، والطيالسي في "مسنده": ٢/ ٢٠٤، وأحمد: ٣/ ٢٩٢، ٣٠٦، ٣٠٧، ٣٦٥، ٣٨٥، ٣٩٢، ٣٩٣

شرح:...... مدینہ منورہ میں وہی رہے گا، جس کے ایمان میں رسوخ ہو گا۔ مدینہ منورہ میں بسیرا کرنے والوں کو چاہیے کہ وہ اپنی منقبت سمجھیں اور اس کے تقاضے پورے کرنے کی کوشش کریں۔

(٣٤٩٩)۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّهَا طَيِّبَةُ، تَنْفِيْ الْخَبَثَ، كَمَا تَنْفِيْ النَّارُ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ (مدینہ) طیبہ ہے، یہ (گناہوں کی) خباثت کی اس طرح نفی کرتا ہے جیسے آگ

خَبَثَ الْفِضَّةِ۔)) جَاءَ مِنْ حَدِيْثِ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ، وَأَبِيْ هُرَيْرَةَ، وَجَابِرٍ، وَأَبِيْ أُمَامَةَ، وَأَبِيْ قَتَادَةَ۔ (الصحيحة:٣٥٨٣)

چاندی کے کھوٹ کو ختم کر دیتی ہے۔'' یہ حدیث حضرت زید بن ثابت، حضرت ابو ہریرہ، حضرت جابر، حضرت ابوامامہ اور حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی گئی ہے۔

تخریج: جاء من حديث زيد بن ثابت، و ابى هريرة، و جابر، وابى امامة، و ابى قتادة رضی اللہ عنہم۔

(١) اما حديث زيد بن ثابت، فرواه البخارى: ١٨٨٤، ٤٠٥٠، ٤٥٨٩، ومسلم: ١٣٨٤، واحمد: ٥/ ١٨٤، ١٨٧، والترمذى: ٣٠٢٨، والنسائى فى "الكبرى": ١١١٣، وابن ابى شيبة: ١٤/ ٤٠٦، والطبرى: ٥/ ١٢١۔

(٢)واما حديث ابى هريره فرواه البخارى: ١٨٧١، ومسلم: ١٣٨١، ١٣٨٢، واحمد: ٢/ ٢٣٧، ٢٤٧، ٤٣٩، والفسوى فى "المعرفة و التاريخ": ١/ ٣٤٩، وابن حبان: ٣٧٢٦، ٦٧٣٧، والطبرانى فى المعجم الاوسط: ٢٨٠٤، ٢٨٠٥، والبيهقى فى "الشعب": ٣٨٨١

(٣)واما حديث جابر فرواه البخارى: ١٨٨٣، ٧٢١١، ٧٢٠٩، ٧٢١٦، ٧٣٢٢، ومسلم: ١٣٨٣، ومالك: ٣/ ٨٤، والنسائى: ٧/ ١٥١، والترمذى: ٣٩٢٠، والحميدى: ١٢٤١، و احمد: ٣/ ٢٩٢، ٣٠٦، ٣٠٧، ٣٦٥، ٣٨٥، ٣٩٢، والطيالسى: ٢٦٢٩، ٢٧٢٨۔ ترتيبه، وابن حبان: ٣٧٢٤، ٣٧٢٧، والبغوى فى "شرح السنة": ٢٠١٥، وابو يعلى: ٢٠٢٣، ٢١٧٤، وعبد الرزاق: ١٧١٦٤، وابن ابى شيبة: ١٢٤٧٢، والفسوى: ١/ ٣٤٧

(٤)واما حديث ابى امامة فرواه ابن ماجه: ٤٠٧٧ ضمن حديث طويل، وهو بطوله ضعيف وقد خرجته فى "المشكاة": ٦٠٤٤، و "ظلال الجنة": ٣٩١

(٥)واما حديث ابى قتادة فرواه عمر بن شبة فى "تاريخ المدينة": ١/ ١٦٣

والخلاصة عندى: ان اصح الالفاظ رواية؛ انما هو لفظ "الخبث"، والالفاظ الاخرى دونه صحة، وبعضها كلفظ "الرجال": و "الناس": يمكن اعتبارها مفسرة للخبث كما ذكر الحافظ رحمہ اللہ۔

اقول: وفى الفاظ رواياتهم اختلاف يسير كما اشار اليها الالبانى رحمہ اللہ۔

(٣٥٠٠)۔ عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ أَبِيْ عُبَيْدٍ، أَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ أَنْ لَا يَمُوْتَ إِلَّا بِالْمَدِيْنَةِ فَلْيَمُتْ بِهَا، فَإِنَّهُ مَنْ يَمُتْ بِهَا يُشْفَعْ لَهُ، أَوْ يُشْهَدْ لَهُ۔)) (الصحيحة:٢٩٢٨)

سیدہ صفیہ بنت ابو عبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو مدینہ میں فوت ہونے کی طاقت رکھتا ہے، اسے چاہئے کہ وہ مدینہ میں فوت ہو، کیونکہ جو یہاں فوت ہوگا، اس کی شفاعت کی جائے گی یا اس کی شہادت دی جائے گی۔''

تـخـريـج: أخرجه ابن حبان في "صحيحه": ١٠٣٢ـ موارد، والطبراني في "المعجم الكبير": ٢٤/ ٣٣١/ ٨٢٤، والبيهقي في "الشعب": ٢/ ١/ ٨٣/ ١

(٣٥٠١)۔ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ فِيْ هٰذِهِ الْآيَةِ: ﴿فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنَافِقِيْنَ فِئَتَيْنِ﴾ (النساء: ٨٨) قَالَ: رَجَعَ نَاسٌ مِّنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ يَوْمَ أُحُدٍ وَفِي رِوَايَةٍ: مِنْ أُحُدٍ، فَكَانَ النَّاسُ فِيْهِمْ فَرِيْقَيْنِ، فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ يَقُوْلُ: أُقْتُلْهُمْ، وَفَرِيْقٌ يَقُوْلُ: لَا، فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ: ﴿فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنَافِقِيْنَ فِئَتَيْنِ﴾ فَقَالَ: ((إِنَّهَا طَيْبَةُ، وَإِنَّهَا تَنْفِي الْخَبَثَ، كَمَا تَنْفِي النَّارُ خَبَثَ الْحَدِيْدِ۔)) (الصحيحة: ٢١٨)

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے اس آیت ''تمھیں کیا ہو گیا ہے کہ منافقوں کے بارے میں دو گروہ ہو رہے ہو'' (سورۂ نساء: ۸۸) کے بارے میں کہا: جب صحابہ کرام غزوۂ احد سے واپس لوٹے تو وہ (منافقوں کے بارے میں) دو گروہوں میں بٹ گئے۔ ایک کا خیال تھا کہ ان کو قتل کیا جائے اور دوسرے کا خیال تھا کہ قتل نہ کیا جائے۔ ان لوگوں کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی: ﴿تمھیں کیا ہو گیا ہے کہ منافقوں کے بارے میں دو گروہ ہو رہے ہو﴾ اس وقت آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ (مدینہ) طیبہ ہے، یہ خباثت کی نفی کرتا ہے، جیسے آگ لوہے کی میل کچیل صاف کر دیتی ہے۔''

تـخـريـج: أخرجه البخاري: ٤/ ٧٧ـ٧٨، ٨/ ٢٠٦، ومسلم: ٩/ ١٥٥ـ١٥٦، والترمذي: ٤/ ٨٩ـ٩٠، وأحمد: ٦/ ١٨٤، ١٨٧، ١٨٨

شرح:...... امام البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں: ''خَبَث الحديد'' کے معانی اس میل کچیل کے ہیں جو آگ کی وجہ سے لوہے سے نکلتی ہے۔

قاضی نے کہا: معلوم ہوتا ہے کہ اس حدیث کا مصداق آپ ﷺ کے زمانے کے ساتھ خاص ہے، کیونکہ اُس وقت راسخ الایمان لوگ ہی مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کرنے اور وہاں قیام پذیر ہونے پر صبر کر سکتے تھے۔ رہا مسئلہ منافقوں اور بدوؤں کا تو وہ مدینہ کی سختی پر نہ صبر کرنے والے تھے اور نہ وہ اجر و ثواب کی نیت سے وہاں سکونت اختیار کرتے ہیں، جیسا کہ بیمار ہونے والے بدو نے آپ ﷺ سے کہا: مجھے میری بیعت واپس کر دو۔

میں (البانی) کہتا ہوں: قاضی کا یہ دعوی درست نہیں ہے کہ یہ حدیث دورِ نبوی کے ساتھ خاص ہے۔ جیسا کہ صحیحہ کی (۲۷۴) نمبر حدیث سے معلوم ہوتا ہے۔ (صحیحہ: ۲۱۸) اور وہ یہ ہے:

(٣٥٠٢)۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((أُمِرْتُ بِقَرْيَةٍ تَأْكُلُ الْقُرٰى، يَقُوْلُوْنَ: يَثْرِبُ، وَهِيَ الْمَدِيْنَةُ، تَنْفِي النَّاسَ كَمَا يَنْفِي الْكِيْرُ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''مجھے ایسی بستی میں جانے کا حکم دیا گیا ہے جس (کے باسی) دوسری بستیوں پر غالب آ جائیں گے۔ لوگ اسے یثرب کہتے ہیں، جبکہ وہ مدینہ ہے، جو

خَبَثَ الْحَدِيْدِ۔)) وَفِيْ رِوَايَةٍ مِنْ طُرُقٍ أُخْرٰى عَنْهُ مَرْفُوْعًا بِلَفْظِ: ((يَأْتِيْ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يَدْعُوْ الرَّجُلُ ابْنَ عَمِّهِ وَقَرِيْبَهُ: هَلُمَّ إِلَى الرَّخَاءِ هَلُمَّ إِلَى الرَّخَاءِ وَالْمَدِيْنَةُ خَيْرٌ لَّهُمْ لَوْكَانُوْا يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ، لَا يَخْرُجُ مِنْهُمْ أَحَدٌ رَغْبَةً عَنْهَا إِلَّا أَخْلَفَ اللّٰهُ فِيْهَا خَيْرًا مِّنْهُ، أَلَا إِنَّ الْمَدِيْنَةَ كَالْكِيْرِ تُخْرِجُ الْخَبِيْثَ، لَاتَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تَنْفِيَ الْمَدِيْنَةُ شِرَارَهَا كَمَا يَنْفِي الْكِيْرُ خَبَثَ الْحَدِيْدِ۔)) (الصحيحة: ٢٧٤)

لوگوں سے برائیوں کو اس طرح دور کرتی ہے، جس طرح دھونکنی لوہے کی میل کچیل صاف کر دیتی ہے۔'' ایک اور روایت میں ہے: ''لوگوں پر ایسا زمانہ بھی آئے گا کہ آدمی اپنے چچیرے بھائی یا کسی رشتہ دار کو یوں بلائے گا: (مدینہ کو چھوڑو اور) خوشحالی کی طرف آؤ، آسودگی کی طرف آؤ۔ لیکن مدینہ میں بسیرا کرنا ان کے لیے بہتر ہوگا۔ کاش انھیں اس حقیقت کا علم ہوتا۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! جب کوئی آدمی مدینہ سے بے رغبتی کرتے ہوئے نکل جائے گا، اللہ تعالی اس کے بدلے اس سے بہترین فرد کو لے آئے گا۔ آگاہ رہو! مدینہ تو دھونکنی ہے جو خبیث لوگوں کو خارج دیتا ہے۔ قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک مدینہ شر پسند لوگوں (کو جلاوطن کر کے ان کی) یوں نفی نہ کر دے گا جس طرح کہ بھٹی لوہے کی کھوٹ کو ختم کر دیتی ہے۔''

تخريج: أخرجه البخاري: ٤/ ٦٩-٧٠، ومسلم: ٩/ ١٥٤، ومالك: ٣/ ٨٤-٨٥، والطحاوي في "مشكل الآثار": ٢/ ٢٣٢-٢٣٣، وأحمد: ٧٢٣١ و٧٣٦٤، والخطيب في "الفقيه والمتفقه": ٦٢/ ٢، وأبويعلى في "مسنده": ٣٠٠/ ٢

شرح:...... اس میں مدینہ کے باسیوں کی عظمتوں کا بیان ہے، ان کو بھی چاہئے کہ جہاں ان کی پناہ گاہ عظیم ہے، وہ اپنے آپ کو بھی عظیم تر ثابت کریں۔ امام البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں: (امرت بقرية): خطیب نے کہا: اس کا مطلب یہ ہے کہ مجھے ایک گاؤں کی طرف ہجرت کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

(تاكل القرى): کے معانی ہیں کہ اس بستی والے دوسری بستیوں والوں پر غالب آ جائیں گے۔ (صحیحہ: ۲۷۴)

امام البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں: ایسے معلوم ہوتا ہے کہ اس حدیث کا تعلق زمانۂ دجال سے ہے، جیسا کہ صحیح مسلم میں ہے کہ ''جب دجال مدینہ کا قصد کرے گا تو مدینہ تین دفعہ زور زور سے ہلے گا اور اللہ تعالی ہر کافر اور منافق کو اس سے (اس دجال کی طرف) نکال دے گا، (کیونکہ دجال مدینہ میں داخل نہیں ہو سکے گا)۔ یہ روایت صحیح بخاری میں بھی ہے۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مدینہ میں سکونت اختیار کرنے پر صبر کرنے کی فضیلت ایک تو آپ ﷺ کے زمانے کے ساتھ خاص تھی، جیسا کہ بدو والی درج ذیل حدیث سے معلوم ہوتا ہے:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک بدو نے رسول اللہ ﷺ کی اسلام پر بیعت کی، لیکن اسے مدینہ میں بخار ہو گیا، وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے میری بیعت واپس کر دو۔ آپ

نے انکار کر دیا۔ وہ دوسری مرتبہ آیا اور کہا: مجھے میری بیعت واپس کر دو۔ آپ ﷺ نے انکار کر دیا۔ وہ تیسری دفعہ آیا اور کہا کہ مجھے میری بیعت واپس کر دو، آپ ﷺ نے انکار کر دیا۔ (بالآخر اجازت نہ ملنے کے باجود) وہ بدو مدینہ سے نکل گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مدینہ تو دھونکنی اور بھٹی ہے، یہ خبیث چیز کی نفی کر دیتا ہے اور طیب چیز کو نکھارتا ہے۔'' (صحیحه: ٢١٧)

غور فرمائیں! ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَمِنْ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ مَرَدُوْا عَلَى النِّفَاقِ﴾ (سورۂ توبه: ١٠١) .... ''اور کچھ مدینے والوں میں ایسے (منافق) ہیں کہ نفاق پر اڑے ہوئے ہیں۔''

بلا شک وشبہ منافق خبیث ہے، جبکہ وہ مدینہ میں بھی رہ رہا ہو، اس لیے ان احادیث میں یہ جو کہا گیا ہے کہ مدینہ خبیث چیز کی نفی کرتا ہے، یہ استمراراً نہیں، بلکہ تکراراً ہے۔ ایک دفعہ تو آپ ﷺ کے زمانے میں ہو چکا ہے اور دوبارہ دجال کے دور میں ہوگا۔ (صحیحه: ٢١٨)

(٣٥٠٣)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ اَخَافَ اَهْلَ الْمَدِيْنَةِ، اَخَافَهُ اللّٰهُ۔))

(الصحيحة: ٢٣٠٤، ٢٦٧١)

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے اہل مدینہ کو ڈرایا، اللہ اس کو خوف دلائے گا۔''

تخريج: أخرجه ابن حبان:١٠٣٩، وابن النجار في "ذيل تاريخ بغداد":١٠/ ٤، وابن عساكر: ١٦/ ٢٤٠/ ٢، والنسائي في "الكبرى": ق ٨٩/ ٢، وابو نعيم في "الحلية": ١/ ٣٧٢

تخريج: أخرجه ابن حبان: ١٠٣٩، وأخرجه احمد: ٣/ ٣٥٤، ٣٩٣ مطولا و مختصرا

(٣٥٠٤)۔ عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: لَمَّا قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْمَدِيْنَةَ وُعِكَ أَبُوْبَكْرٍ وَبِلَالٌ، قَالَتْ: فَدَخَلْتُ عَلَيْهِمَا فَقُلْتُ: يَا أَبَتِ كَيْفَ تَجِدُكَ؟ وَيَا بِلَالُ كَيْفَ تَجِدُكَ؟ قَالَتْ: فَكَانَ أَبُوْ بَكْرٍ إِذَا أَخَذَتْهُ الْحُمّٰى يَقُوْلُ:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے تو حضرت ابوبکر اور حضرت بلال رضی اللہ عنہما بیمار ہو گئے، میں ان کے پاس گئی اور پوچھا: ابا جان! کیا حال ہے؟ بلال! کیسے ہو؟ وہ کہتی ہیں کہ جب حضرت ابوبکر بیمار ہوتے تو کہا کرتے تھے:

كُلُّ امْرِىءٍ مُصَبَّحٌ فِي أَهْلِهِ
وَالْمَوْتُ أَدْنٰى مِنْ شِرَاكِ نَعْلِهِ

ہر کوئی صبح کے وقت اپنے اہل میں ہوتا ہے
اور موت اس کے جوتے کے تسمے سے بھی زیادہ قریب ہوتی ہے

وَكَانَ بِلَالٌ إِذَا أَقْلَعَ عَنْهُ الْحُمَّى يَرْفَعُ عَقِيْرَتَهُ وَيَقُوْلُ، وَفِيْ رِوَايَةٍ لِأَحْمَدَ: تَغَنّٰى فَقَالَ:

اور حضرت بلال جب بخار سے شفایاب ہوتے تو کمزور پنڈلی کو اٹھاتے اور گاتے ہوئے کہتے:

أَلَا لَيْتَ شَعْرِيْ هَلْ أَبِيْتَنَّ لَيْلَةً
بِوَادٍ وَحَوْلِيْ إِذْ خَسرٌ وَّجَلِيْلُ
وَهَلْ أَرِدَنَّ يَوْمًا مِيَاهَ مِجَنَّةٍ
وَهَلْ يَبْدُوْنَ لِيْ شَامَةٌ وَّطُفَيْلُ

ہائے کاش! مجھے یہ پتہ چل جائے کہ کیا میں ایک رات گزاروں گا
وادی میں اور میرے اردگرد اذخر اور جلیل قسم کے گھاس ہوں گے
میں مجنہ چشمے کے پانی پر جاؤں گا
کیا مجھے شامہ اور طفیل پہاڑ نظر آئیں گے

قَالَتْ عَائِشَةُ: فَجِئْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ فَأَخْبَرْتُهُ، فَقَالَ: ((اَللّٰهُمَّ حَبِّبْ إِلَيْنَا الْمَدِيْنَةَ كَحُبِّنَا مَكَّةَ أَوْ أَشَدَّ وَصَحِّحْهَا، وَبَارِكْ لَنَا فِيْ صَاعِهَا وَمُدِّهَا، وَانْقُلْ حُمَّاهَا فَاجْعَلْهَا بِالْجُحْفَةِ.)) زَادَ أَحْمَدُ فِيْ رِوَايَةٍ: قَالَ: فَكَانَ الْمَوْلُوْدُ يُوْلَدُ بِالْجُحْفَةِ، فَمَا يَبْلُغُ الْحُلْمَ حَتّٰى تَصْرَعَهُ الْحُمّٰى. (الصحيحة: ٢٥٨٤)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور آپ کو ساری صورتحال سے آگاہ کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے اللہ! ہم کو مدینہ سے مکہ کی مثل یا اس سے بھی زیادہ محبت کرنا نصیب فرما دے، اس کو بیماریوں سے پاک کر دے، ہمارے مدّ اور صاع میں برکت فرما اور اس میں پائے جانے والے بخار کو جحفہ میں منتقل کر دے۔'' مسند احمد کی روایت میں ہے: جب جحفہ میں کوئی بچہ پیدا ہوتا تو بلوغت سے پہلے ہی بخار اسے پچھاڑ دیتا تھا۔

تخريج: رواه البخاري: ٢/ ٢٢٤-٢٢٥ و ٤/ ٢٦٤ و ٧/ ٥ و ١٦٠، ومسلم: ٤/ ١١٩، ومالك: ٣/ ٨٧، وابن حبان: ٦/ ١٥/ ١٦/ ٣٧١٦- الاحسان، وأحمد: ٦/ ٥٦ و ٦٥ و ٢٢١ و ٢٦٠

شرح:......جُحفہ بہت بڑا گاؤں تھا، جو مکہ مکرمہ سے بیاسی میل کے فاصلے پر واقع تھا، اس کو مَھْیَعہ بھی کہتے تھے، یہ یہودیوں کا مسکن تھا اور وہاں کوئی ایک مسلمان بھی نہیں رہتا تھا، اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی کہ مدینہ منورہ کا بخار اُدھر منتقل ہو جائے، جیسا کہ امام نووی نے شرح مسلم میں امام ابن حبان وغیرہ کے اقوال نقل کیے ہیں۔
(صحیحہ: ٢٥٨٤)

مدینہ منورہ کے لیے برکت کی دعا

(٣٥٠٥)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ بِالْمَدِيْنَةِ ضِعْفَيْ مَاجَعَلْتَ بِمَكَّةَ مِنَ الْبَرَكَةِ۔)) (الصحيحة: ٣٩٩٧)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ! تو نے مکہ میں جو برکت نازل فرمائی اس کا دوگنا مدینہ میں نازل فرما دے۔''

تخريج: أخرجه البخاري:١٨٨٥ ، ومسلم : ٤/ ١١٥ ، وأحمد: ٣/ ١٤٢

شرح:...... حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مکہ مکرمہ کے لیے برکتوں کی دعائیں کی تھیں، آپ ﷺ نے مدینہ منورہ کے لیے مکہ مکرمہ کی بہ نسبت دوگنا برکت کی دعا کی ہے۔ ان دونوں شہروں میں اقامت کرنے والا فرد برکتوں کے اس فرق کو محسوس کرتا ہے۔

اہل مدینہ کے حقوق

(٣٥٠٦)۔ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ مَرْفُوْعًا: ((اَللّٰهُمَّ! مَنْ ظَلَمَ أَهْلَ الْمَدِيْنَةِ وَأَخَافَهُمْ ، فَأَخِفْهُ ، وَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِيْنَ ، لَايُقْبَلُ مِنْهُ صَرْفٌ وَلَا عَدْلٌ۔)) (الصحيحة: ٣٥١)

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ! جو مدینہ والوں پر ظلم کرے اور انھیں ڈرائے دھمکائے، تو بھی اسے ڈرا دے۔ ایسے آدمی پر اللہ تعالی، فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہوتی ہے۔ اس کی فرضی عبادت قبول ہوتی ہے نہ نفلی۔''

تخريج: رواه الطبراني في"الأوسط": ١/ ١٢٥/ ٢

شرح:...... مدینہ منورہ اسلام کا دارالخلافہ رہا، یہ شہر اور اس کے باسی نبی کریم ﷺ اور آپ کی دعوت کا سہارا بنے۔ اس شہر کو آپ ﷺ کی دعائیں حاصل ہیں، نیز آپ ﷺ نے اس کو حرمتوں والا قرار دیا ہے۔ وہاں کے باسیوں کو اور اس کے گردونواح میں رہنے والوں کو یہ حدیث ذہن نشین رکھنی چاہیے۔

مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کی حرمت

(٣٥٠٧)۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((أَنَّ إِبْرَاهِيْمَ حَرَّمَ مَكَّةَ ، وَدَعَا لَهَا ، وَحَرَّمْتُ الْمَدِيْنَةَ ، كَمَا حَرَّمَ إِبْرَاهِيْمُ مَكَّةَ وَدَعَوْتُ لَهَا فِيْ مُدِّهَا وَصَاعِهَا مِثْلَ مَادَعَا إِبْرَاهِيْمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ لِمَكَّةَ۔)) (الصحيحة: ٣٥٠١)

حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''بیشک حضرت ابرہیم (علیہ السلام) نے مکہ (مکرمہ) کو حرمت والا قرار دیا اور اس کے لیے (برکت کی) دعا کی اور میں حضرت ابراہیم (علیہ السلام) کی طرح مدینہ کو حرمت والا قرار دیتا ہوں اور میں اس کے (ماپ کے پیمانے) مدّ اور صاع (کے بابرکت ہونے) کی دعا کرتا ہوں، جیسا کہ

حضرت ابراہیم (علیہ السلام) نے مکہ کے لیے کی تھی۔''

تخریج: أخرجه البخاري: ٢١٢٩، ومسلم: ٤/ ١١٢، والبيهقي: ٥/ ١٩٧، وأحمد: ٤/ ٤٠

(٣٥٠٨)۔ عَنْ عَدِيِّ بْنِ زَيْدٍ، قَالَ: حَمَى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كُلَّ نَاحِيَةٍ مِنَ الْمَدِيْنَةِ بَرِيْدًا بَرِيْدًا لَا يُخْبَطُ شَجَرُهُ وَلَا يُعْضَدُ، اِلَّا مَا يُسَاقُ بِهِ الْجَمَلُ۔ (الصحيحة: ٣٢٣٤)

سیدنا عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ کو اس کی چہار اطراف سے ایک ایک برید تک اس بات سے ممنوع قرار دیا کہ وہاں کے درختوں کے پتے (ڈنڈے وغیرہ کے ذریعے) جھاڑے جائیں یا انھیں کاٹا جائے، ہاں اونٹوں کو ہانکنے کے لیے (کوئی چھڑی وغیرہ) کاٹی جا سکتی ہے۔''

تخریج: أخرجه أبوداود: ٢٠٣٦، والطبراني في "المعجم الكبير": ١٧/ ١١١/ ٧٢٢

شرح:...... ۱۲ ہاشمی (یعنی ۱۷ پاکستانی) میلوں کا ایک برید بنتا ہے، صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی روایت ہے، سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے مدینہ منورہ کے دو حرّوں کے درمیان والی جگہ کو حرمت والا اور مدینہ کے اردگرد بارہ میلوں تک کے علاقہ کو ممنوعہ قرار دیا۔ ابو ہریرہ خود کہتے ہیں: اگر مجھے ان دو حروں کے درمیان ہرن مل جائے تو میں اسے خوفزدہ نہیں کرتا۔ ان دو احادیث میں حرمِ مدینہ کی حد کی تصریح کر دی گئی ہے۔

(٣٥٠٩)۔ عَنْ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ، قَالَ: اَهْوٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِيَدِهِ اِلَى الْمَدِيْنَةِ، فَقَالَ: ((اِنَّهَا حَرَمٌ اٰمِنٌ۔)) (الصحيحة: ٣٥٨٢)

حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے مدینہ کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا: ''یہ امن والا حرم ہے۔''

تخریج: رواه مسلم: ٨/ ١١٨، وابن أبي شيبة: ١٢/ ١٨٢، ١٤/ ١٩٨۔١٩٩، والطحاوي في "شرح المعاني الآثار": ٤/ ١٩٢، والبيقي في "سننه": ٥/ ١٩٥، وأحمد: ٣/ ٤٨٦، والطبراني في "الكبير": ٥٦١٠، ٥٦١١، ٥٦١٢

(٣٥١٠)۔ عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((لَايَحِلُّ لِأَحَدٍ يَحْمِلُ فِيهَا السِّلَاحَ لِقِتَالٍ۔)) يَعْنِيْ: الْمَدِيْنَةَ۔ (الصحيحة: ٢٩٣٨)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''کسی کے لیے حلال نہیں کہ وہ اس (مدینہ) میں لڑنے کے لیے اسلحہ اٹھائے۔''

تخریج: أخرجه أحمد في "المسند": ٢/ ٤٢١، ٣/ ٣٤٧، والبزار فی "مسنده": ٤/ ٢٦٧/ ٣٦٨٧

شرح:...... امام البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کے مختلف شواہد اور متابعات ذکر کرنے کے بعد لکھا: ان احادیث

سے ثابت ہوا کہ مکہ مکرمہ میں لڑائی کے لیے اسلحہ اٹھانا منع ہے......

ان روایات کا خلاصۂ کلام یہ ہے کہ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں لڑائی کے لیے اسلحہ اٹھانا منع ہے، ان کا مفہوم یہ ہوا کہ اگر دشمن کا ڈر ہو یا فتنے کا خدشہ ہو تو اسلحہ کا اہتمام کرنا جائز ہے۔ واللہ اعلم۔ (صحیحہ: ۲۹۳۸)

اہل حجاز کی فضیلت اور اہل مشرق کی مذمت

(۳۵۱۱)۔ عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((غِلَظُ الْقُلُوْبِ وَالْجَفَاءُ فِي الْمَشْرِقِ، وَالْإِيْمَانُ فِي أَهْلِ الْحِجَازِ۔)) (الصحيحة:٣٤٣٦)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دلوں کی سختی و غلاظت اور اکھڑ مزاجی اہل مشرق میں اور ایمان اہل حجاز میں ہے۔''

تخريج: هو من حديث جابر۔ رضي الله عنه۔ وله عنه طرق:

الأولي: عن أبي الزبير أنه سمع جابر بن عبدالله: فأخرجه مسلم: ١/ ٥٣، وأبو عوانة: ١/ ٦٠، وابن حبان: ٩/ ٢٠٤/ ٧٢٥٢، وأحمد في "المسند": ٣/ ٣٣٥ و "فضائل الصحابة": ٢/ ٨٦٣/ ١٦١١

الثانية: عن سليمان عن جابر بلفظ: فأخرجه أحمد: ٣/ ٣٣٢ بلفظ: ((الايمان فى أهل الحجاز، وغلظ القلوب، والجفاء فى الفدادين؛ فى اهل المشرق۔))

الثالثة: عن أبي سفيان عن جابر مثله: فأخرجه ابن أبي شيبة في "المصنف": ١٢/ ١٨٣/ ١٢٤٨٠ مثله الا انه قال: ((وغلظ القلوب قبل المشرق؛ فى ربيعة و مصر۔))

شرح:...... مشرق سے مراد عراق کی سرزمین تھی، تفصیل کے لیے ''اَلْفِتَنُ وَ اَشْرَاطُ السَّاعَةِ وَالْبَعْثُ'' میں ''عراق فتنوں کی آماجگاہ ہے'' کا مطالعہ کریں۔

حجاز، عرب کا وہ حصہ ہے، جو مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ اور طائف پر مشتمل ہے، ایمان وایقان میں نام پیدا کرنے والی، بلکہ خونِ جگر سے شجرِ اسلام کی آبیاری کرنے والی شخصیات کی اکثریت کا تعلق حجاز سے تھا۔

شام اور اہل شام کی فضیلت

(۳۵۱۲)۔ عَنْ عُمَيْرِ بْنِ الْأَسْوَدِ وَكَثِيْرِ بْنِ مُرَّةَ الْحَضْرَمِيِّ، قَالَا: إِنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ وَابْنَ السِّمْطِ كَانَا يَقُوْلَانِ: لَا يَزَالُ الْمُسْلِمُوْنَ فِي الْأَرْضِ حَتّٰى تَقُوْمَ السَّاعَةُ، وَذٰلِكَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ: ((لَا تَزَالُ مِنْ أُمَّتِي عِصَابَةٌ قَوَّامَةٌ عَلٰى أَمْرِ

عمیر بن اسود اور کثیر بن مرہ حضرمی کہتے ہیں کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور ابن سمط کہتے تھے کہ مسلمان زمین میں قیامت کے برپا ہونے تک موجود رہیں گے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میری امت کی ایک جماعت اللہ کے حکم پر قائم دائم رہے گی، اس کا مخالف اسے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گا، وہ اپنے دشمنوں سے جہاد کرتی رہے گی، جب کبھی ایک لڑائی ختم

اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ لَا يَضُرُّهَا مَنْ خَالَفَهَا، تُقَاتِلُ أَعْدَاءَ هَا، كُلَّمَا ذَهَبَ حَرْبٌ نَشَبَ حَرْبُ قَوْمٍ آخَرِيْنَ، يَزِيْغُ اللّٰهُ قُلُوْبَ قَوْمٍ لِيَرْزُقَهُمْ مِنْهُ، حَتّٰى تَأْتِيَهُمُ السَّاعَةُ، كَأَنَّهَا قِطَعُ اللَّيْلِ الْمُظْلِمِ، فَيَفْزَعُوْنَ لِذٰلِكَ حَتّٰى يَلْبَسُوْا لَهُ أَبْدَانَ الدُّرُوْعِ۔)) وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((هُمْ أَهْلُ الشَّامِ۔)) وَنَكَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِإِصْبَعِهِ، يُوْمِئُ إِلَى الشَّامِ حَتّٰى أَوْجَعَهَا۔

(الصحيحة: ٣٤٢٥)

ہو گی تو دوسری جنگ چھڑ جائے گی، اللہ تعالی لوگوں کے دلوں کو راہِ راست سے ہٹاتا رہے گا تاکہ ان سے (مالِ غنیمت کے ذریعے) ان کو رزق دیتا رہے، حتی کہ قیامت آ جائے گی، گویا کہ وہ اندھیری رات کے ٹکڑے ہوں گے، اس وجہ سے وہ گھبرا جائیں گے، حتی کہ وہ چھوٹی چھوٹی زرہیں پہنیں گے اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ اہل شام ہیں۔'' پھر آپ ﷺ نے شام کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اپنی انگلی کے ساتھ زمین کو کریدا (یعنی شام کی طرف خط کھینچا)، حتی کہ آپ کو تکلیف بھی ہوئی۔

تخريج: أخرجه البخاري في "التاريخ": ٢/ ٢/ ٢٤٨، ويعقوب بن سفيان في "المعرفة": ٢/ ٢٩٦، وابن عساكر في "التاريخ": ١/ ٥٢٨

شرح:...... امام البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث پر ''بُشْرٰى لِأَهْلِ الشَّامِ الْمُؤْمِنِيْنَ'' کی سرخی ثبت کی۔ جغرافیائی حدود تبدیل ہونے کی وجہ سے موجودہ شام اور احادیث میں مذکورہ شام کی حدود میں بہت زیادہ فرق ہے، قدیم شام کئی ممالک میں تقسیم ہو چکا ہے، ''معجم البلدان'' کے بیان کے مطابق جزیرہ نما عرب کا شمالی علاقہ شام کہلاتا تھا، یہ علاقہ انطاکیہ، موجودہ شام، اردن پر اور فلسطین سے عسقلان پر مشتمل تھا۔

مختلف احادیثِ صحیحہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حجاز، شام اور یمن اسلام وایمان کے مراکز ہیں اور یہاں سے اسلام اور ایمان کا علم بلند ہوتا رہے گا اور مدینہ سے مشرق کی جانب واقع عراق کا علاقہ فتنوں کا سرچشمہ اور ضلالت و گمراہی کا مرکز ہے، یہاں سے بہت سے فتنوں نے جنم لیا، یہاں خیر کم اور شر زیادہ ہے، آپ ﷺ نے یمن و شام کے لیے خصوصی برکت کی دعا فرمائی۔ اس لیے کہ آپ ﷺ کا پیدائشی اور آبائی علاقہ مکہ مکرمہ یمن کا اور مدینہ منورہ شام کا شہر تھا، جیسا کہ علامہ شرف الدین طیبی نے مشکوۃ المصابیح کی شرح میں کہا ہے۔

(٣٥١٣)۔ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي يُقَاتِلُوْنَ عَلَى الْحَقِّ حَتّٰى يَأْتِيَ أَمْرُ اللّٰهِ۔)) وَإِنِّيْ أَرَاكُمُوْهُمْ يَا أَهْلَ الشَّامِ۔

(الصحيحة: ١٩٥٨)

سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالی کا امر آنے تک میری امت کا ایک گروہ حق پر قتال کرتا رہے گا۔'' اے اہل شام! میرا خیال ہے کہ وہ تم لوگ ہو۔

تخريج: أخرجه الطيالسي: صـ ٩٤ برقم ٦٨٩، واحمد: ٤/ ٣٦٩، والبزار و الطبرانى، ورواه مسلم: ٦/ ٥٣ بلفظ: ((لاتزال طائفة من امتى قائمة بامر الله لايضرهم من خذلهم او خالفهم حتى يأتى أمر الله وهم ظاهرون على الناس۔)) وأخرج البخارى: ٤/ ١٨٧، ٨/ ١٨٩ نحوه، وفيه الزيادة ايضا۔

(٣٥١٤)۔ عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ مَرْفُوْعًا: ((لَايَزَالُ أَهْلُ الْغَرْبِ ظَاهِرِيْنَ حَتّٰى تَقُوْمَ السَّاعَةُ۔)) (الصحيحة: ٩٦٥)

سیدنا سعد بن ابو وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اہل مغرب (یعنی اہل شام) قیامت کے برپا ہونے تک غالب رہیں گے۔''

تخريج: رواه مسلم: ٦/ ٥٤، وأبويعلى فى"مسنده": ٢/ ١١٨/ ٨٧٣، وأبوعمروالدانى فى "الفتن": ٤٤/ ٢، وابن الأعرابى فى"المعجم": ٣١/ ١/ ١١٢/ ١، والجرجانى: ٤٢٤، والدورقى فى "مسندسعد": ٣/ ١٣٦/ ٢، وأبونعيم فى"الحلية": ٣/ ٩٥۔٩٦، وابن منده فى"المعرفة": ٢/ ١٧٩/ ١

شرح:...... امام البانی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں: آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ اہل مغرب سے مراد اہل شام ہیں، کیونکہ آپ ﷺ نے یہ حدیث مدینہ منورہ میں بیان کی تھی اور یہ علاقہ مدینہ منورہ سے شمال مغرب میں واقع ہے، امام احمد نے یہی تفسیر بیان کی ہے اور شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے فتاوی میں کئی مقامات پر اس کی تائید کی ہے۔

جن لوگوں نے اس حدیث سے بلادِ مغرب مراد لیے ہیں، جو آج کل شمالی افریقہ کے نام سے مشہور ہیں، انھوں نے بہت دور کی بات کی ہے، یہ مفہوم پہلے کسی نے بیان نہیں کیا۔

اس حدیث میں شام میں بسیرا کرنے والے ان لوگوں کے لیے بشارت ہے، جو سنت کی تائید کرنے والے، اس پر عمل کرنے والے، اس کا دفاع کرنے والے اور اس کی طرف دعوت دینے میں صبر کرنے والے ہیں۔ ہم اللہ تعالی سے سوال کرتے ہیں کہ ہمیں بھی ان میں سے بنا دے اور ان کے زمرے میں ہمارا حشر کرے، جبکہ ہم حضرت محمد ﷺ کے جھنڈے کے سائے میں ہوں۔ (صحیحہ: ۹۶۵)

(٣٥١٥)۔ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ مَرْفُوْعًا: ((صَفْوَةُ اللّٰهِ مِنْ أَرْضِهِ الشَّامُ، وَفِيْهَا صَفْوَتُهُ مِنْ خَلْقِهِ وَعِبَادِهِ، وَلَتَدْخُلَنَّ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِي ثُلَّةٌ لَا حِسَابَ عَلَيْهِمْ وَلَا عَذَابَ۔)) (الصحيحة: ١٩٠٩)

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کی زمین میں سے اس کا انتخاب شام کی سرزمین ہے اور شام میں کئی بندگانِ خدا اللہ تعالی کے پسندیدہ لوگ ہیں اور میری امت میں ایک ایسی جماعت بھی ہے جو بغیر حساب وکتاب اور عذاب وعقاب کے جنت میں داخل ہو گی۔''

تخريج: أخرجه ابن عساكر في"تاريخ دمشق": ١/ ١٠٧ من طريق الطبراني، وهذا في"المعجم الكبير": رقم ۔ ٧٧٩٦، والطبرانى: ٧٧١٨

شــــرح: ...... حدیث میں سرزمینِ شام اور اہل شام کو سراہا گیا، ماضی میں یہ علاقہ اہل علم اور اہل تقوی لوگوں کی آماجگاہ بنا رہا۔

سیدنا ابن حوالہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''انجام یہ ہوگا کہ تم مختلف لشکروں میں بٹ جاؤ گے، ایک لشکر شام میں، ایک یمن میں اور ایک عراق میں ہوگا۔'' ابن حوالہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! اگر میں یہ زمانہ پالوں تو آپ میرے لیے کون سا علاقہ مختار (وپسندیدہ) سمجھیں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''شام کو لازم پکڑنا، یہ اللہ تعالی کی پسندیدہ زمین ہے، اللہ تعالی اپنے مختار بندوں کو اس کی طرف لائے گا، اگر تم ایسا کرنے سے انکار کرو تو پھر یمن کو لازم پکڑنا اور اپنے حوض سے پینا، بیشک اللہ تعالی نے مجھے شام اور اہل شام کی ضمانت دی ہے، (یعنی وہ فتنوں سے محفوظ رہیں گے)۔'' (ابوداود: ٢٤٨٣)

(٣٥١٦)۔ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ مَوْقُوْفًا عَلَيْهِ: يُوْشِكُ اَنْ تَطْلُبُوْا فِي قُرَاكُمْ هٰذِهِ طَسْتًا مِنْ مَاءٍ فَلَا تَجِدُوْنَهُ، يَنْزِوِيْ كُلُّ مَاءٍ اِلٰى عَنْصَرِهِ، فَيَكُوْنُ فِي الشَّامِ بَقِيَّةُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمَاءُ۔ (الصحيحة:٣٠٧٨)

سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: قریب ہے کہ تم ان بستیوں میں ایک پیالہ پانی کا تلاش کرو، لیکن کامیاب نہ ہوسکو، یعنی سارے کا سارا پانی اپنی اصل کی طرف سکڑ جائے گا اور باقی ماندہ مومن اور پانی شام میں ہوں گے۔

تخريج: أخرجه الحاكم في"المستدرك": ٤/ ٥٠٤، والحديث موقوف لكنه فى حكم المرفوع، لانه لايقال من قبل الرأى، كما هو الظاهر

شــرح: ...... مستقبل میں یہ پیشین گوئی پوری ہوگی، ممکن ہے کہ قیامت کے قریب واقع ہو۔ امام البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں: ایک امریکی ادارے نے یہ تحقیق پیش کی ہے کہ دنیا میں بہت بڑی مقدار میں زمینی پانی نکالا جا رہا ہے، بلکہ تکساس اور نیومیکسیکو کے علاقوں میں زمینی پانی مکمل خشک ہونے کا خدشہ پیدا ہوگیا ہے اور شمالی علاقہ جات میں ہر سال پانی کی سطح بارہ فٹ نیچے ہو رہی ہے۔

ریاست ہائے متحدہ امریکا میں ایک دوسری تحقیق میں کہا گیا ہے کہ عنقریب دنیا پانی کی قلت کے مسئلے سے دوچار ہو جائے گی اور اس مسئلے کا کوئی حل نہیں ہوگا اور ڈیم اور ٹینکوں سے مصنوعی طریقے مفید ثابت نہیں ہوسکیں گے۔ (ملاحظہ ہو: الأھرام: ١/ ١٠/ ١٩٨٥ اور ٢/ ١٠/ ١٩٨٥) (صحیحہ: ٣٠٧٨)

(٣٥١٧)۔ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ مَرْفُوْعًا: ((طُوْبٰى لِلشَّامِ، اِنَّ مَلَائِكَةَ الرَّحْمٰنِ بَاسِطَةٌ اَجْنِحَتَهَا عَلَيْهِ۔)) (الصحيحة:٥٠٣)

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''شام کے لیے خوشخبری ہے، رحمن کے فرشتوں نے اس پر اپنے پر پھیلا رکھے ہیں۔''

تخریج: آخرجه الترمذی: ۲/ ۳۳ طبع بولاق، والحاکم فی "المستدرك": ۲/ ۲۲۹، و أحمد: ۵/ ۱۸٤، و قال المنذری فی "الترغیب": ٤/ ٦۳: ورواه ابن حبان فی "صحیحه"، والطبرانی باسناد صحیح

شـــرح:...... رحمت کے فرشتوں نے شام کو تحفظ فراہم کر کے اس کا گھیراؤ کر رکھا ہے، تاکہ اس خطۂ زمین پر برکات کا نزول ہوتا رہے اور اس میں کفر اور مہلک اور موذی اشیا داخل نہ ہو سکیں۔

(۳۵۱۸)۔ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ، عَنْ أَبِيْهِ مَرْفُوْعًا: ((إِذَا فَسَدَ أَهْلُ الشَّامِ فَلَا خَيْرَ فِيْكُمْ، لَاتَزَالُ طَائِفَةٌ مِّنْ أُمَّتِي مَنْصُوْرِيْنَ لَايَضُرُّهُمْ مَنْ خَذَلَهُمْ حَتّٰى تَقُوْمَ السَّاعَةُ۔)) (الصحيحة: ٤٠٣)

حضرت معاویہ بن قرہ اپنے باپ قرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب اہل شام میں فساد پیدا ہو جائے گا تو تم میں بھی کوئی خیر باقی نہ رہے گی۔ میری امت کی ایک جماعت کی ہمیشہ مدد کی جاتی رہے گی، انھیں رسوا کرنے (کی کوشش کرنے) والا قیامت برپا ہونے تک انھیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔''

تخریج: أخرجه الترمذی: ۲/ ۳۰ من طریق الطیالسی، وهو فی "المسند": ۱٤٥/ ۱۰۷٦، وکذا أحمد: ۳/ ٤۳٦، ٥/ ۳٥، وابن حبان: ۲۳۱۳

شرح:...... جب شام میں بگاڑ اور فساد آ جائے گا تو وہاں سکونت پذیر ہونے یا اس کی طرف متوجہ ہونے میں کوئی خیر و بھلائی نہیں ہو گی۔

علاقہ شام مبارک علاقوں میں سے ہے، اللہ تعالی نے بیت المقدس کے علاوہ اسے اپنی ظاہری اور باطنی خیرات و برکات کا مرکز بنایا ہے، علاقے کی زرخیزی و شادابی تو واضح ہے اور باطنی طور پر یہ علاقہ انبیا کی سرزمین رہا ہے۔ لوگ بالعموم فطری طور پر خیر چاہنے والے اور دین حق کے پیروں ہیں، بالخصوص اب اردن اور لبنان کے عوام میں خیر پائی جاتی ہے۔ آخر میں حضرت عیسی کا نزول اسی علاقہ میں ہو گا۔ اسی وجہ سے اس علاقے کی طرف ہجرت کی ترغیب دی گئی ہے۔ ہمیں جو سیاسی اور غیر سیاسی فتنے نظر آتے ہیں، یہ سب وقتی ہیں اور ان سے کوئی علاقہ بھی خالی نہیں ہے، یہ ان شاء اللہ وقت آنے پر ختم ہو جائیں گے۔

ایک مثال یہ ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((مَوْضِعُ فُسْطَاطِ الْمُسْلِمِيْنَ فِي الْمَلَاحِمِ اَرْضٌ يُقَالُ لَهَا الْغُوْطَةُ.)) ...... ''جنگوں اور فتنوں کے دنوں میں مسلمان ایک ایسی جگہ خیمہ زن ہوں گے، جسے غوطہ کہتے ہوں گے۔'' (ابوداود: ٤٦٤٠)

سیدنا ابو الدرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((اِنَّ فُسْطَاطَ الْمُسْلِمِيْنَ يَوْمَ الْمَلْحَمَةِ بِالْغُوْطَةِ، إِلٰى جَانِبِ مَدِيْنَةٍ يُقَالُ لَهَا دِمَشْقُ مِنْ خَيْرِ مَدَائِنِ الشَّامِ۔)) ...... ''جنگ کے موقع پر مسلمانوں کا خیمہ (مرکز) دمشق نامی شہر کی جانب میں واقع مقام غوطہ ہو گا اور دمشق شام کے بہترین شہروں میں

سے ہوگا۔'' (ابو داود: ٤٢٤٨)

سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے مناقب وکرامات اور شہادت

(٣٥١٩)۔ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ مَرْفُوْعًا: ((اِهْتَزَّ الْعَرْشُ لِمَوْتِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ مِنْ فَرَحِ الرَّبِّ عَزَّ وَ جَلَّ۔)) (الصحيحة:١٢٨٨)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی موت پر رب تعالیٰ خوش ہوئے تو عرش جھوم گیا۔''

تخريج: رواه تمام في "الفوائد" ٣/ ٢

(٣٥٢٠)۔ عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ أُكَيْدَرَ الدَّوْمَةَ بَعَثَ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ جُبَّةَ سُنْدُسٍ، فَلَبِسَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، فَتَعَجَّبَ النَّاسُ مِنْهَا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَتَعْجَبُوْنَ مِنْ هٰذِهِ؟ فَوَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ، لَمَنَادِيْلُ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ فِي الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِّنْهَا۔)) ثُمَّ أَهْدَاهَا إِلَى عُمَرَ، فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! تَكْرَهُهَا وَأَلْبَسُهَا؟ قَالَ: ((يَاعُمَرُ! إِنَّمَا أَرْسَلْتُ بِهَا إِلَيْكَ لِتَبْعَثَ بِهَا وَجْهًا، فَتُصِيْبَ بِهَا مَالاً۔)) وَذٰلِكَ قَبْلَ أَنْ يُنْهٰى عَنِ الْحَرِيْرِ۔ (الصحيحة: ٣٣٤٦)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اکیدر دومہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ریشم کا جبہ بھیجا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے زیب تن کیا، لوگوں کو بڑا تعجب ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کیا تمھیں اس پر تعجب ہو رہا ہے؟ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! جنت میں سعد بن معاذ کے رومال اس جبے سے بہتر ہیں۔'' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ جبہ حضرت عمر کو بطور ہدیہ دے دیا۔ انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ اسے ناپسند کرتے ہیں تو میں کیسے پہنوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے عمر! میں نے تو تیری طرف بھیجا ہے، تاکہ تم کسی کو فروخت کر کے کوئی مال حاصل کر لو۔'' یہ واقعہ ریشم کے حرام ہونے سے پہلے کا ہے۔

تخريج: أخرجه البزار في "مسنده": ٣/ ٢٥٧، والحديث رواه البخاري: ٢٦١٥، ٣٢٤٨، ومسلم: ٧/ ١٥١ دون جملة الاهداء ودون ذكر اكيدر دومة، وأخرج أحمد: ٣/ ٢٠٦ شطره الاول، ورواه الطيالسي: ٢٦٧/ ١٩٩٠ مختصرا، ورواه الترمذي: ١٧٢٣، والنسائي: ٢/ ٢٩٧ دون جملة الاهداء

شرح:...... ان احادیث میں سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی منقبت کا بیان ہے۔

(٣٥٢١)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ۔ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَقَدْ نَزَلَ لِمَوْتِ سَعْدِ بْنِ مَعَاذٍ سَبْعُوْنَ اَلْفَ مَلَكٍ، مَا وَطِئُوْا الْاَرْضَ قَبْلَهَا، وَقَالَ حِيْنَ دُفِنَ:

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سعد بن معاذ کی موت کے لیے ستر ہزار فرشتے نازل ہوئے، اس سے قبل اتنی بڑی تعداد زمین پر نازل نہیں ہوئی۔'' جب ان کو دفن کیا گیا تو آپ نے فرمایا: ''سبحان اللہ!

((سُبْحَانَ اللّٰهِ! لَوِ انْفَلَتَ اَحَدٌ مِنْ ضَغْطَةِ الْقَبْرِ ، لَانْفَلَتَ مِنْهَا سَعْدٌ، وَلَقَدْ ضُمَّ ضَمَّةً، ثُمَّ اُفْرِجَ عَنْهُ۔)) (الصحيحة: ٣٣٤٥)

اگر کوئی قبر کی گرفت سے بچ سکتا تو وہ سعد ہوتا، لیکن اسے بھی بھینچا گیا اور پھر کشادگی پیدا کر دی گئی۔''

تخريج: أخرجه البزار: ٣/ ١٥٦/ ٢٦٩٨۔ كشف الأستار، وابن سعد فى "الطبقات": ٣/ ٤٣٠، وأخرجه الطبرانى فى "المعجم الكبير": ٣/ ٢٠٥/ ٢ بلفظ: ...... عن ابن عمر قال: اهتز العرش لحب لقاء الله سعدا، وكان آخرهم خرج من قبره النبى ﷺ وقال: ((ان سعدا ضغط فى قبره ضغطة، فسألت أن يخفف الله عنه۔)) و أخرجه الحاكم: ٣/ ٢٠٦، والبزار: ٣/ ٢٥٦/ ٢٦٩٧، وابن ابى شيبة: ١٢/ ١٤٢ بلفظ: ((ضم سعد فى القبر ضمة، فدعوت الله ان يكشف عنه۔))

(٣٥٢٢)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((هٰذَا الرَّجُلُ الصَّالِحُ الَّذِيْ فُتِحَتْ لَهُ أَبْوَابُ السَّمَاءِ، شُدِّدَ عَلَيْهِ، ثُمَّ فُرِّجَ عَنْهُ۔)) يَعْنِيْ: سَعْدَ بْنَ مَعَاذٍ۔ (الصحيحة: ٣٣٤٨)

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس نیک آدمی، جس کے لیے آسمان کے دروازے کھول دیے گئے، پر بھی قبر کو تنگ کر دیا گیا پھر کشادگی پیدا کر دی گئی۔'' آپ ﷺ کی مراد سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ تھے۔

تخريج: أخرجه ابن حبان في "صحيحه": ٩/ ٨٩/ ٦٩٩٤۔ الأحسان، وأحمد: ٣/ ٣٢٧، وفي "فضائل الصحابة": ٢/ ٨٢٣/ ١٤٩٦، ١٤٩٧، والحاكم: ٣/ ٢٠٦، و الطبراني في "المعجم الكبير": ٦/ ١٣/ ٥٣٤٠

شرح: ...... سیدنا سعد رضی اللہ عنہ پر قبر کیوں تنگ ہوئی؟ تفصیل کے لیے "اَلْمَرَضُ وَالْجَنَائِزُ وَالْقُبُوْرُ" میں ''سیدنا سعد رضی اللہ عنہ بھی قبر کی دبوچ سے نہ بچ سکے'' اور ''بچے کو بھی قبر نے دبوچ لیا'' کا مطالعہ کریں۔

(٣٥٢٣)۔ عَنْ اَنَسٍ :اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ۔ وَجَنَازَةُ سَعْدٍ مَوْضُوْعَةٌ۔: ((اِهْتَزَّ لَهَا عَرْشُ الرَّحْمٰنِ۔)) فَطَفِقَ الْمُنَافِقُوْنَ فِيْ جَنَازَتِهِ، وَقَالُوْا: مَا اَخَفَّهَا فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: ((اِنَّمَا كَانَتْ تَحْمِلُهُ الْمَلَائِكَةُ مَعَهُمْ۔)) (الصحيحة: ٣٣٤٧)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کا جنازہ پڑا تھا، اسے دیکھ کر آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کے لیے تو رحمٰن کا عرش بھی جھومنے لگ گیا۔'' منافقوں نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ (سعد کی میت تو) بہت ہلکی ہے۔ جب یہ بات نبی کریم ﷺ تک پہنچی تو آپ نے فرمایا: ''دراصل لوگوں کے ساتھ فرشتے بھی سعد (کی چارپائی) اٹھانے میں (مدد کر رہے تھے)۔

تـخـريـــج: أخرجه ابن حبان في "صحيحه": ٩/ ٨٩/ ٦٩٩٣ ـ الأحسان، والترمذي: ٣٨٤٩، وأخرجه مسلم: ٧/ ١٥٠، وأحمد: ٣/ ٢٣٤ دون قوله: فطفق المنافقون ......۔

(٣٥٢٤)۔ عَنْ مَحْمُوْدِ بْنِ لَبِيْدٍ، قَالَ: لَمَّا أُصِيْبَ اَكْحَلُ سَعْدٍ يَوْمَ الْخَنْدَقِ، فَثَقُلَ، حَوَّلُوْهُ عِنْدَ امْرَاَةٍ يُقَالُ لَهَا رَفِيْدَةُ، وَكَانَتْ تُدَاوِيْ الْجَرْحٰى، فَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ اِذَا مَرَّ بِهِ يَقُوْلُ: ((كَيْفَ اَمْسَيْتَ؟))وَاِذَا اَصْبَحَ قَالَ: ((كَيْفَ اَصْبَحْتَ؟)) فَيُخْبِرُهُ، حَتّٰى كَانَتِ اللَّيْلَةُ الَّتِيْ نَقَلَهُ قَوْمُهُ فِيْهَا، فَثَقُلَ، فَاحْتَمَلُوْهُ اِلٰى بَنِيْ عَبْدِ الْاَشْهَلِ اِلٰى مَنَازِلِهِمْ، وَجَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كَمَا كَانَ يَسْاَلُ عَنْهُ، وَقَالُوْا: قَدِ انْطَلَقُوْا بِهٖ۔ فَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، وَخَرَجْنَا مَعَهُ، فَاَسْرَعَ الْمَشْيَ حَتّٰى تَقَطَّعَتْ شُسُوْعُ نِعَالِنَا، وَسَقَطَتْ اَرْدِيَتُنَا عَنْ اَعْنَاقِنَا، فَشَكَا ذٰلِكَ اِلَيْهِ اَصْحَابُهُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اَتْعَبْتَنَا فِيْ الْمَشْيِ، فَقَالَ: ((اِنِّيْ اَخَافُ اَنْ تَسْبِقَنَا الْمَلَائِكَةُ اِلَيْهِ فَتَغْسِلُهُ، كَمَا غَسَلَتْ حَنْظَلَةَ۔))فَانْتَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِلَى الْبَيْتِ وَهُوَ يُغْسَلُ، وَاُمُّهُ تَبْكِيْهِ، وَهِيَ تَقُوْلُ:

محمود بن لبید کہتے ہیں کہ جب سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کے بازو کی رگ میں زخم لگ اور وہ بڑھ گیا۔ لوگوں نے ان کو رفیدہ نامی عورت کے پاس منتقل کر دیا، کیونکہ وہ زخمیوں کا علاج کرتی تھی۔ نبی کریم ﷺ جب ان کے پاس گزرتے تو پوچھتے: ''تو نے کیسی شام پائی؟'' اور جب صبح کے وقت آتے تو کہتے: ''تو نے کیسی صبح پائی؟'' وہ اپنی صورتحال واضح کرتے۔ یہاں تک کہ وہ رات آ گئی جس میں ان کی قوم نے انہیں وہاں سے منتقل کر دیا اور انہیں اٹھا کر بنوعبد الاشھل کے گھروں میں لے گئے، رسول اللہ ﷺ حسب عادت ان کا حال دریافت کرنے کے لیے تشریف لائے۔ انھوں نے بتلایا کہ وہ انھیں لے گئے ہیں، سو رسول اللہ ﷺ چل دیے اور ہم بھی آپ کے ساتھ ہو لیے، آپ اتنی تیزی سے چلے کہ ہمارے جوتوں کے تسمے ٹوٹ گئے اور ہمارے چادریں گردنوں سے گرنے لگ گئیں، صحابہ نے آپ سے شکایت کرتے ہوئے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ نے تو ہم کو تھکا دیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں ان کو غسل دینے میں فرشتے ہم سے سبقت نہ لے جائیں، جیسا کہ وہ اس سے پہلے حنظلہ کو غسل دے چکے ہیں۔ جب رسول اللہ ﷺ گھر تک پہنچے تو ان کو غسل دیا جا رہا تھا اور ان کی ماں رو رہی تھی اور کہہ رہی تھی:

وَيْلُ أُمِّكَ سَعْدَا حَزَامَةً وَّجِدَا

اوسعد! تیری ماں کی ہلاکت (تیری) عقلمندی اور سخاوت (کے گم ہو جانے کی وجہ سے)

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((كُلُّ نَائِحَةٍ تَكْذِبُ، اِلَّا اُمَّ سَعْدٍ۔)) ثُمَّ خَرَجَ بِهٖ،

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر نوحہ کرنے والے جھوٹ بولتی ہے، ماسوائے ام سعد کے۔'' پھر آپ اس کی میت کو لے کر

قَـالَ: يَقُوْلُ لَهُ الْقَوْمُ أَوْ مَنْ شَاءَ اللّٰهُ مِنْهُمْ: يَـا رَسُـوْلَ اللّٰهِ! مَا حَمَلْنَا مَيِّتًا أَخَفَّ عَلَيْنَا مِـنْ سَـعْـدٍ، فَـقَالَ: ((مَا يَمْنَعُكُمْ مِنْ أَنْ يَّخِفَّ عَـلَيْـكُـمْ، وَقَدْ هَبَطَ مِنَ الْمَلَائِكَةِ كَـذَا وَكَـذَا۔)) وَقَـدْ سَـمّٰى عِدَّةً كَثِيْرَةً لَمْ أَحْـفَـظْهَا ((لَمْ يَهْبِطُوْا قَطُّ قَبْلَ يَوْمِهِمْ قَدْ حَمَلُوْهُ مَعَكُمْ۔)) (الصحيحة: ١١٥٨)

نکلے، بعض لوگوں نے آپ ﷺ کو کہا: سعد کی میت بہت ہلکی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ ہلکی کیوں نہ ہو، کثیر تعداد میں فرشتے اترے، اتنے فرشتے کبھی بھی نازل نہیں ہوئے، وہ تمھارے ساتھ سعد کی میت کو اٹھا رہے تھے۔'' آپ نے فرشتوں کی تعداد بھی بتلائی تھی، لیکن مجھے یاد نہ رہی۔

تخريج: رواه ابن سعد: ٣/ ٤٢٧۔ ٤٢٨

(٣٥٢٥)۔ عَـنْ عَـائِشَةَ، قَالَتْ: خَرَجْتُ يَـوْمَ الْـخَـنْـدَقِ أَقْـفُوْ آثَارَ النَّاسِ۔ قَالَتْ: فَسَمِـعْـتُ وَئِيْـدَ الْأَرْضِ وَرَائِي۔ يَعْنِي: حَسَّ الْأَرْضِ۔ قَـالَـتْ: فَالْتَفَتُّ، فَإِذَا أَنَا بِسَـعْـدِ ابْنِ مُعَاذٍ وَمَعَهُ ابْنُ أَخِيْهِ الْحَارِثُ بْـنُ أَوْسٍ يَـحْـمِلُ مِجَنَّةً قَالَتْ: فَجَلَسْتُ إِلَـى الْأَرْضِ فَـمَـرَّ سَـعْدٌ وَعَلَيْـهِ دِرْعٌ مِنْ حَـدِيْـدٍ قَـدْ خَـرَجَـتْ مِـنْهَا أَطْرَافُهُ، فَأَنَا أَتَـخَـوَّفُ عَـلَـى أَطْرَافِ سَعْدٍ قَالَتْ: فَمَرَّ وَهُوَ يَرْتَجِزُ وَيَقُوْلُ:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ کہتی ہیں: میں غزوۂ خندق والے دن نکلی اور لوگوں کے پیچھے چل پڑی۔ میں نے چلتے چلتے پیچھے سے قدموں کی پرزور آواز سنی۔ جب میں نے ادھر توجہ کی، تو کیا دیکھتی ہوں کہ سعد بن معاذ ہیں اور ان کے ساتھ ان کا بھتیجا حارث بن اوس ہے، جس نے ڈھال اٹھا رکھی تھی۔ میں زمین پر بیٹھ گئی۔ سعد گزرے، انھوں نے لوہے کی زرہ پہن رکھی تھی اور اس کے کنارے نکلے ہوئے تھے، مجھے خطرہ لاحق ہونے لگا کہ کہیں ان سے سعد کے اعضائے جسم (زخمی نہ ہو جائیں)۔ وہ گزرتے ہوئے یہ اشعار پڑھ رہے تھے:

لَبِّــثْ قَـلِيْلاً يُـدْرِكِ الْهَيْـجَـا حَـمَـلْ
مَــا أَحْسَــنَ الْـمَـوْتَ إِذَا حَـانَ الْأَجَـلْ

ذرا ٹھیرو کہ لڑائی زوروں پر آ جائے کتنی اچھی ہوگی موت، جب اس کا مقررہ وقت آ جائے گا

قَـالَـتْ: فَـقُـمْتُ، فَاقْتَحَمْتُ حَدِيْقَةً فَإِذَا فِيْهَـا نَـفَرٌ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ، فَإِذَا فِيْهِمْ عُمَرُ ابْـنُ الْـخَطَّابِ، وَفِيْهِمْ رَجُلٌ عَلَيْهِ سَبْغَةٌ لَّـهُ۔ يَعْنِي: مِغْفَرًا۔ فَقَالَ عُمَرُ: مَاجَاءَ بِكِ؟ لَـعَمْرِي وَاللّٰهِ إِنَّكِ لَجَرِيْئَةٌ وَمَايُؤْمِنُكَ أَنْ

وہ کہتی ہیں: میں کھڑی ہوئی اور ایک باغ میں گھس گئی، وہاں (پہلے سے) چند مسلمان موجود تھے، ان میں عمر بن خطاب بھی تھے اور ایک اور آدمی بھی تھا، اس نے خود پہنا ہوا تھا۔ عمر نے مجھے کہا: آپ یہاں کیوں آئی ہیں؟ بخدا! آپ نے تو بڑی جرأت کی ہے۔ آپ کو اس سے کیا اطمینان کہ آپ پر کوئی بلا آ

يَكُوْنَ بَلَاءٌ أَوْ يَكُوْنَ تَحَوُّزٌ؟ قَالَتْ: فَمَا زَالَ يَلُوْمُنِي حَتّٰى تَمَنَّيْتُ أَنَّ الْأَرْضَ انْشَقَّتْ لِيْ سَاعَتَئِذٍ فَدَخَلْتُ فِيْهَا! قُلْتُ: فَرَفَعَ الرَّجُلُ السَّبْغَةَ عَنْ وَجْهِهِ، فَإِذَا طَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ، فَقَالَ: يَاعُمَرُ! إِنَّكَ قَدْ أَكْثَرْتَ مُنْذُ الْيَوْمِ، وَأَيْنَ التَّحَوُّزُ أَوِ الْفِرَارُ إِلَّا إِلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ؟ قَالَتْ: وَيَرْمِي سَعْداً رَجُلٌ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ مِنْ قُرَيْشٍ۔ يُقَالُ لَهُ: ابْنُ الْعَرِقَةِ۔ بِسَهْمٍ لَهُ، فَقَالَ لَهُ: خُذْهَا وَأَنَا ابْنُ الْعَرِقَةِ، فَأَصَابَ أَكْحَلَهُ فَقَطَعَهُ، فَدَعَا اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ سَعْدٌ فَقَالَ: اَللّٰهُمَّ! لَاتُمِتْنِي حَتّٰى تُقِرَّ عَيْنِي مِنْ قُرَيْظَةَ۔ قَالَتْ: وَكَانُوْا حُلَفَاءَ مَوَالِيْهِ فِي الْجَاهِلِيَّةِ، قَالَتْ: فَرَقِيَ كَلْمُهُ۔ أَيْ: جُرْحُهُ۔ وَبَعَثَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ الرِّيْحَ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ، فَكَفَى اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ الْقِتَالَ، وَكَانَ اللّٰهُ قَوِيًّا عَزِيْزاً، فَلَحِقَ أَبُوْ سُفْيَانُ، وَمَنْ مَعَهُ بِتِهَامَةَ، وَلَحِقَ عُيَيْنَةُ ابْنُ بَدْرٍ وَمَنْ مَعَهُ بِنَجْدٍ، وَرَجَعَ بَنُوْ قُرَيْظَةَ فَتَحَصَّنُوْا فِي صَيَاصِيْهِمْ، وَرَجَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِلَى الْمَدِيْنَةِ، فَوَضَعَ السَّلَاحَ، وَأَمَرَ بِقُبَّةٍ مِنْ أُدُمٍ فَضُرِبَتْ عَلَى سَعْدٍ فِي الْمَسْجِدِ قَالَتْ: فَجَاءَ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَإِنَّ عَلٰى ثَنَايَاهُ لَنَقْعُ الْغُبَارِ، فَقَالَ: أَوَ قَدْ وَضَعْتَ السَّلَاحَ؟ وَاللّٰهِ مَاوَضَعَتِ الْمَلَائِكَةُ بَعْدُ السَّلَاحَ، أُخْرُجْ إِلٰى بَنِي

پڑے یا کہیں بھاگنا پڑ جائے۔ عمر مجھے ملامت کرتے رہے، حتی کہ مجھے یہ خواہش ہونے لگی کہ اس وقت زمین پھٹے اور میں اس میں گھس جاؤں۔ اُدھر جب اس بندے نے خود اتارا، تو معلوم ہوا کہ وہ طلحہ بن عبید اللہ تھے۔ اس نے کہا: عمر! آپ نے تو آج بہت باتیں کر دی ہیں۔ آج صرف اللہ تعالی کی طرف فرار اختیار کرنا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: ایک قریشی مشرک، جس کو ابن عرقہ کہتے تھے، نے سعد کو تیر مارا اور کہا: لو نا یہ، میں تو ابن عرقہ ہوں۔ وہ تیر ان کے بازو کی رگ میں لگا اور وہ کٹ گئی۔ سعد نے اللہ تعالی سے دعا کی: اے اللہ! مجھے (اس وقت تک) موت سے بچانا، جب تک بنو قریظہ کے بارے میری آنکھوں کو ٹھنڈک نصیب نہ ہو جائے۔ وہ جاہلیت میں سعد کے موالی کے حلیف تھے۔ پس ان کے زخم (سے بہنے والا خون) رک گیا۔ اُدھر اللہ تعالی نے مشرکوں پر (تند و تیز) ہوا بھیجی اور اس لڑائی میں مومنوں کے لیے کافی ہوگیا اور اللہ تعالی طاقتور اور غالب ہے۔ ابوسفیان اپنے ساتھیوں سمیت تہامہ میں پہنچ گیا اور عیینہ بن بدر نے اپنے ساتھیوں سمیت نجد میں پناہ لی۔ بنو قریظہ (کے یہودی) واپس آ گئے اور قلعہ بند ہو گئے اور رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ میں لوٹ آئے، اسلحہ اتارا اور سعد کے لیے مسجد میں چمڑے کا ایک خیمہ نصب کرنے کا حکم دیا۔ لیکن اسی اثنا میں حضرت جبریل علیہ السلام پہنچ گئے، ان کے دانتوں پر غبار چمک رہا تھا۔ انھوں نے کہا: (اے محمد!) آپ نے اسلحہ اتار دیا ہے؟ اللہ کی قسم! فرشتوں نے تو ابھی تک نہیں اتارا۔ چلیے بنو قریظہ کی طرف اور ان سے قتال کیجیے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: رسول اللہ ﷺ نے اپنی امت کی خاطر اسلحہ زیبِ تن کیا اور لوگوں میں کوچ کرنے کا اعلان

قُرَيْظَةَ فَقَاتِلْهُمْ۔ قَالَتْ: فَلَبِسَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَامَتَهُ، وَأَذَّنَ فِي النَّاسِ بِالرَّحِيْلِ أَنْ يَخْرُجُوْا، فَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَمَرَّ عَلٰى بَنِي غَنْمٍ، وَهُمْ جِيْرَانُ الْمَسْجِدِ حَوْلَهُ، فَقَالَ: ((مَنْ مَرَّ بِكُمْ؟)) قَالُوْا: مَرَّ بِنَا دِحْيَةُ الْكَلْبِيُّ، وَكَانَ دِحْيَةُ الْكَلْبِيُّ تُشْبِهُ لِحْيَتُهُ وَسِنُّهُ وَوَجْهُهُ جِبْرِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَتْ: فَأَتَاهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، فَحَاصَرَهُمْ خَمْساً وَعِشْرِيْنَ لَيْلَةً، فَلَمَّا اشْتَدَّ حَصْرُهُمْ وَاشْتَدَّ الْبَلَاءُ، قِيْلَ لَهُمْ: إِنْزِلُوْا عَلٰى حُكْمِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَاسْتَشَارُوْا أَبَا لُبَابَةَ بْنَ عَبْدِ الْمُنْذِرِ، فَأَشَارَ إِلَيْهِمْ أَنَّهُ الذَّبْحُ۔ قَالُوْا: نَنْزِلُ عَلٰى حُكْمِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ۔ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِنْزِلُوْا عَلٰى حُكْمِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ۔)) فَنَزَلُوْا، وَبَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِلٰى سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ، فَأُتِيَ بِهِ عَلٰى حِمَارٍ عَلَيْهِ إِكَافٌ مِنْ لِيْفٍ، وَقَدْ حُمِلَ عَلَيْهِ، وَحَفَّ بِهِ قَوْمُهُ، فَقَالُوْا: يَا أَبَا عَمْرٍو! حُلَفَاؤُكَ وَمَوَالِيْكَ وَأَهْلُ النِّكَايَةِ وَمَنْ قَدْ عَلِمْتَ۔ فَلَمْ يَرْجِعْ إِلَيْهِمْ شَيْئاً وَلَا يَلْتَفِتْ إِلَيْهِمْ، حَتّٰى إِذَا دَنَا مِنْ دُوْرِهِمْ، اِلْتَفَتَ إِلٰى قَوْمِهِ، فَقَالَ: قَدْ أَنّٰى لِيْ أَنْ لَّا أُبَالِيَ فِي اللّٰهِ لَوْمَةَ لَائِمٍ، قَالَ: قَالَ: أَبُوْ سَعِيْدٍ: فَلَمَّا طَلَعَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: ((قُوْمُوْا إِلٰى سَيِّدِكُمْ فَأَنْزِلُوْهُ۔)) فَقَالَ عُمَرُ: سَيِّدُنَا

کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ نکل پڑے اور بنو غنم، جو مسجد کے قریب سکونت پذیر تھے، کے پاس سے گزرے اور ان سے پوچھا: ''کون تمہارے پاس سے گزرا ہے؟'' انھوں نے کہا: دحیہ کلبی گزرے ہیں، دراصل سیدنا دحیہ کلبی کی داڑھی، دانت اور چہرہ حضرت جبریل علیہ السلام کے مشابہ تھا۔ رسول اللہ ﷺ بنوقریظہ کے پاس پہنچے اور ان کا محاصرہ کر لیا۔ جو پچیس دن تک جاری رہا۔ جب ان پر محاصرے نے شدت اختیار کی اور ان کی تکلیف بڑھ گئی، تو ان سے کہا گیا: رسول اللہ ﷺ کے فیصلے پر راضی ہو جاؤ۔ انھوں نے ابولبابہ بن عبد المنذر سے مشورہ کیا، اس نے اشارہ کیا کہ آپ ﷺ کا فیصلہ تو قتل ہی ہوگا۔ انھوں نے کہا: تو پھر سعد بن معاذ کے فیصلے کو قابل تسلیم سمجھ لیتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سعد بن معاذ کے فیصلے پر راضی ہو جاؤ۔'' پس انھوں نے تسلیم کر لیا۔ رسول اللہ ﷺ نے سعد کو بلا بھیجا۔ سو ایک گدھا لایا گیا، اس پر کھجور کے درخت کے چھال کی پالان تھی، سیدنا سعد کو اس پر سوار کر دیا گیا، ان کی قوم نے ان کو گھیر لیا اور کہا: اے ابوعمرو! وہ (بنوقریظہ والے) آپ کے حلیف بھی ہیں، معاہد بھی ہیں، شکست و ریخت والے بھی ہیں اور تم جانتے ہو کہ وہ ایسے ایسے بھی ہیں۔ لیکن انھوں نے نہ ان کا جواب دیا اور نہ ان کی طرف توجہ کی، (چلتے گئے)، جب ان کے گھروں کے قریب جا پہنچے تو اپنی قوم کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا: اب وہ وقت آ گیا ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کے بارے کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پرواہ نہ کروں۔ ابوسعید کہتے ہیں: جب وہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے جا پہنچے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''(اٹھو) اپنے سردار کی طرف جاؤ اور ان کو (گدھے سے) اتارو۔'' سیدنا عمر نے کہا: ہمارا سردار تو اللہ

اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ، قَالَ: ((أَنْزِلُوْهُ.)) فَأَنْزَلُوْهُ. قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أُحْكُمْ فِيهِمْ.)) قَالَ سَعْدٌ: فَإِنِّي أَحْكُمُ أَنْ تُقْتَلَ مُقَاتِلَتُهُمْ، وَتُسْبٰى ذَرَارِيْهِمْ، وَتُقْسَمُ أَمْوَالُهُمْ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَقَدْ حَكَمْتَ بِحُكْمِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَحُكْمِ رَسُوْلِهِ.)) قَالَتْ: ثُمَّ دَعَا سَعْدٌ، قَالَ: اَللّٰهُمَّ إِنْ كُنْتَ أَبْقَيْتَ عَلٰى نَبِيِّكَ ﷺ مِنْ حَرْبِ قُرَيْشٍ شَيْئاً، فَأَبْقِنِي لَهَا، وَإِنْ كُنْتَ قَطَعْتَ الْحَرْبَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُمْ، فَاقْبِضْنِي إِلَيْكَ. قَالَتْ: فَانْفَجَرَ كَلْمُهُ، وَكَانَ قَدْ بَرِئَ حَتّٰى مَايُرٰى مِنْهُ إِلَّا مِثْلَ الْخِرْصِ، وَرَجَعَ إِلٰى قُبَّتِهِ الَّتِي ضَرَبَ عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ. قَالَتْ عَائِشَةُ: فَحَضَرَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَأَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ. قَالَتْ: فَوَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ، إِنِّي لَأَعْرِفُ بُكَاءَ عُمَرَ مِنْ بُكَاءِ أَبِي بَكْرٍ وَأَنَا فِي حُجْرَتِي، وَكَانُوْا كَمَا قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: ((رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ)) قَالَ عَلْقَمَةُ: قُلْتُ: أَيْ أُمَّهْ! فَكَيْفَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَصْنَعُ؟ قَالَتْ: كَانَتْ عَيْنُهُ لَاتَدْمَعُ عَلٰى أَحَدٍ، وَلٰكِنَّهُ كَانَ إِذَا وَجَدَ، فَإِنَّمَا هُوَ آخِذٌ بِلِحْيَتِهِ. (الصحيحة:٦٧)

ہے۔ آپ نے فرمایا: ''ان کو اتارو۔'' پس انھوں نے ان کو اتارا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سعد! ان کے بارے میں فیصلہ کرو۔'' سیدنا سعد نے کہا: میں یہ فیصلہ کرتا ہوں کہ ان کے جنگجوؤں کو قتل کر دیا جائے، ان کے بچوں کو قیدی بنا لیا جائے اور ان کے مالوں کو (مسلمانوں میں) تقسیم کر دیا جائے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تو نے تو وہی فیصلہ کیا جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا فیصلہ تھا۔'' سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہے: پھر سعد نے یہ دعا کی: اے اللہ! اگر تو نے ابھی تک اپنے نبی کی قسمت میں قریشیوں سے لڑنا رکھا ہوا ہے، تو مجھے اس کے لیے زندہ رکھ اور اگر ان کے مابین جنگ وجدل ختم ہو گیا ہے، تو مجھے اپنے پاس بلا لے۔ وہ کہتی ہیں: ان کا زخم پھوٹ پڑا، حالانکہ وہ مندمل ہو چکا تھا اور وہاں انگوٹھی کی طرح کا نشان نظر آتا تھا اور وہ اس خیمہ میں واپس چلے گئے، جو نبی کریم ﷺ نے ان کے لیے نصب کروایا تھا۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: رسول اللہ ﷺ، ابوبکر اور عمر وہاں پہنچ گئے۔ اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے، میں اپنے حجرے میں بیٹھی ہوئی عمر اور ابوبکر کے رونے کی آواز پہچان رہی تھی، وہ (صحابہ کرام) آپس میں ایسے ہی تھے، جیسے اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں فرمایا کہ ''وہ آپس میں رحمدل ہیں''۔ علقمہ نے پوچھا: امی جان! اس وقت رسول اللہ ﷺ نے کیا کیا تھا؟ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا: کسی کے لیے آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو نہیں بہتے تھے، لیکن جب وہ غمگین ہوتے تو اپنی داڑھی مبارک پکڑ لیتے تھے۔

تخريج: أخرجه ابن أبي شيبة في "المصنف": ١٤/ ٤٠٨۔٤١١، والامام أحمد: ٦/ ١٤١۔١٤٢۔والسياق له۔، وابن سعد: ٣/ ٤٢١۔٤٢٣۔ وابن حبان: ٦٩٨٩۔الاحسان

شــرح :...... غزوۂ خندق کے موقع پر بنوقریظہ نے عہد شکنی کی اور کفار کے لشکر کے ساتھ جا ملے۔ جب آندھیوں کی وجہ سے دشمنان اسلام بھاگنے پر مجبور ہو گئے تو بنوقریظہ کے یہودی اپنے گھروں کو واپس آئے اور قلعہ بند ہو گئے، ان کے بعد ان کے ساتھ جو حشر ہوا، اس کا تذکرہ اس حدیثِ مبارکہ میں ہوا ہے۔

نیز اس حدیث سے سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے فضائل ومناقب اور کرامتوں کا اور فرشتوں کا مجاہدین اسلام کے ساتھ مل کر جہاد کرنے کا پتہ چلتا ہے۔

آخر میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کہا ہے کہ وہ کسی کی فوتگی پر اشک بار نہیں ہوئے، یہ سیدہ ام المومنین رضی اللہ عنہا کے ذاتی مشاہدے کی بات ہے، وگرنہ کئی مقامات پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رونا اور آپ کے آنسوؤں کا بہنا ثابت ہے، جیسے سیدنا عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ اور اپنے بیٹے سیدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ کی وفات کے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آنسو بہہ پڑے تھے۔

اہل یمن کی فضیلت

(٣٥٢٦)۔ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((اَهْلُ الْيَمَنِ اَرَقُّ قُلُوْبًا ، وَاَلْيَنُ اَفْئِدَةً ، وَاَنْجَعُ طَاعَةً۔)) (الصحيحة:١٧٧٥)

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: ”یمنی لوگ انتہائی رحمدل اور نرم دل ہیں اور اطاعت وفرمانبرداری کے ذریعے سب سے زیادہ فلاح یاب ہونے والے ہیں۔“

تخریج: أخرجه الأمام أحمد في "المسند": ٤/ ١٥٤

(٣٥٢٧)۔ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ، قَالَ: لَمَّا جَاءَ اَهْلُ الْيَمَنِ قَالَ النَّبِيُّ: ((قَدْ اَقْبَلَ اَهْلُ الْيَمَنِ ، وَهُمْ اَرَقُّ قُلُوْبًا مِنْكُمْ۔)) قَالَ اَنَسٌ وَهُمْ اَوَّلُ مَنْ جَاءَ بِالْمُصَافَحَةِ۔ (الصحيحة: ٥٢٧)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب اہل یمن آئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”یمنی لوگ آ گئے ہیں، یہ تم سے زیادہ نرم دل والے ہیں۔“ سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ پہلے لوگ ہیں جنھوں نے مصافحہ کیا۔

تخریج: أخرجه البخاري في "الأدب المفرد": ٩٦٧ ، وأحمد: ٣/ ٢١٢

(٣٥٢٨)۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ أَبِيْهِ ، قَالَ: بَيْنَا نَحْنُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ بِطَرِيْقِ مَكَّةَ ، إِذْ قَالَ: ((يَطْلُعُ عَلَيْكُمْ أَهْلُ الْيَمَنِ كَأَنَّهُمُ السَّحَابُ ، هُمْ خِيَارُ مَنْ فِيْ الْأَرْضِ۔)) فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ:

محمد بن جبیر بن مطعم اپنے باپ سیدنا جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں: ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شاہراہِ مکہ پر بیٹھے ہوئے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”یمن کے لوگ تمہارے پاس آئیں گے، گویا کہ وہ بادل ہیں، وہ (اہلِ) زمین میں سے بہترین لوگ ہیں۔“ ایک انصاری

وَلَا نَحْنُ؟ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! فَسَكَتَ۔ قَالَ: وَلَا نَحْنُ؟ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! فَسَكَتَ۔ قَالَ: وَلَا نَحْنُ؟ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! فَقَالَ فِي الثَّالِثَةِ كَلِمَةً ضَعِيْفَةً: ((إِلَّا أَنْتُمْ۔)) (الصحيحة:٣٤٣٧)

آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا وہ ہم سے بھی (بہتر) ہیں؟ آپ ﷺ خاموش رہے۔ اس نے پھر کہا: اے اللہ کے رسول! کیا ہم (سب سے بہتر) نہیں ہیں؟ آپ ﷺ نے خاموشی اختیار کی۔ اس نے پھر کہا: اے اللہ کے رسول! کیا ہم (سب سے بہتر) نہیں ہیں؟ آپ ﷺ نے تیسری دفعہ پست آواز میں فرمایا: ''سوائے تمہارے۔''

تخريج: أخرجه أحمد في "المسند": ٤/ ٨٤، وفي "الفضائل": ٢/ ٨٦٣/ ١٦١٣، وابو يعلى: ١٣/ ٣٩٨/ ٧٤٠١، والبزار: ٣/ ٣١٧/ ٢٨٣٨ معلقا، والطيالسى فى "مسنده": ٢/ ١٢٧/ ٩٤٥، ورواه ابن ابى شيبة فى "المصنف": ١٢/ ١٨٣/ ١٢٤٨٢ بنحوه مختصرا

(٣٥٢٩)۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: لَمَّا أُنْزِلَتْ: ﴿إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ﴾ (النصر:١) قَالَ: ((اَتَاكُمْ اَهْلُ الْيَمَنِ، هُمْ اَرَقُّ قُلُوْبًا، اَلْإِيْمَانُ يَمَانٍ، اَلْفِقْهُ يَمَانٍ، اَلْحِكْمَةُ يَمَانِيَةٌ۔)) (الصحيحة:٣٣٦٩)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی: ﴿جب اللہ کی مدد اور فتح آ جائے گی﴾ (سورۂ نصر:١) تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''تمہارے پاس اہل یمن آ گئے ہیں، وہ نرم دل والے ہیں اور یمنی ایمان، یمنی فقہ اور یمنی حکمت ودانائی (بہترین چیزیں ہیں)۔''

تخريج: أخرجه عبدالرزاق في "تفسير": ٢/ ٤٠٤، ومن طريقه أحمد في "مسنده": ٢/ ٢٧٧، وأخرجه البخاري: ٤٣٨٨، ٤٣٩٠، ومسلم: ١/ ٥٢ دون الآية

شرح:...... آپ ﷺ کی زندگی میں اور بعد میں یمن سے جتنے لوگ مسلمان ہوکر آئے وہ ان صفات سے متصف تھے، جیسے اویس قرنی اور ابومسلم خولانی ہیں، ان کے دلوں میں سلامتی اور ایمان میں قوت تھی۔ ایمان کو ان کی طرف منسوب کرنے کی وجہ یہ ہے کہ ان کا ایمان مکمل تھا۔ ''فقہ'' سے مراد دین کی سمجھ بوجھ ہے اور ''حکمت'' سے مراد احکام شریعت کا وہ علم ہے، جس سے بصیرت کے ساتھ للہ تعالی کی معرفت حاصل ہو، اس سے حق کے ثبوت اور اس پر عمل کرنے میں مدد ملے اور اس کی روشنی میں بندہ خواہش پرستی اور باطل پرستی سے محفوظ رہے۔

اہل یمن کی عظمت کا اندازہ اس حدیث سے لگایا جاسکتا ہے: سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تمہارے پاس اویس نامی ایک یمنی آدمی آئے گا، وہ یمن میں اپنے اہل وعیال میں سے صرف والدہ کو چھوڑ کر آئے گا، اسے پھل بہری کی بیماری تھی، اس نے اللہ تعالی سے دعا کی، اللہ تعالی نے ایک درہم یا دینار کے بقدر جسم کے حصے کے علاوہ اس کی بیماری کو دور کر دیا، تم میں سے جو آدمی اسے ملے، اسے چاہیے کہ وہ اپنے لیے اس سے مغفرت کی دعا کروائے۔'' (مسلم) کتنی عظیم منقبت ہے کہ صحابہ کو حکم دیا جارہا ہے کہ ان کو چاہیے کہ وہ اویس قرنی سے اپنے

لیے بخشش کی دعا کرنے کی درخواست کریں۔

جنابِ اویس رحمہ اللہ کی فضیلت

(٣٥٣٠)۔ عَنْ اَسِيْرِ بْنِ جَابِرٍ: اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ لِاُوَيْسٍ الْقَرْنِيِّ: اِسْتَغْفِرْ لِيْ قَالَ: اَنْتَ اَحَقُّ اَنْ تَسْتَغْفِرَ لِيْ، اِنَّكَ مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: اِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((خَيْرُ التَّابِعِيْنَ رَجُلٌ مِنْ قَرَنٍ يُقَالُ لَهُ: اُوَيْسٌ۔))

(الصحيحة: ٨١٢)

اسیر بن جابر بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اویس قرنی سے کہا: میرے لیے بخشش کی دعا کرو۔ انھوں نے کہا: آپ اس بات کے زیادہ حقدار ہیں کہ میرے لیے استغفار کریں، کیونکہ آپ اصحاب رسول میں سے ہیں۔ حضرت عمر نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''قرن قبیلے کا اویس نامی آدمی بہترین تابعی ہوگا۔''

تخريج: رواه مسلم: ٧/ ١٨٩، وابن سعد: ٦/ ١١٣، والعقيلي في "الضعفاء": ٥٠، والحاكم: ٣/ ٤٠٤

شرح:...... اویس ایک یمنی باشندہ تھا، اپنی والدہ کی خدمت کرنے کی وجہ سے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر نہ ہو سکا، ایسے شخص کو محدثین کی اصطلاح میں ''مُخَضْرَم'' کہتے ہیں۔

جب یہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو آپ نے ان سے پوچھا: اب آپ کہاں جانا چاہتے ہیں؟ انھوں نے کہا: کوفہ کی طرف۔ آپ نے کہا: کیا میں کوفہ کے عامل کی طرف خط لکھ دوں (تاکہ وہ آپ کو عزت دے)؟ انھوں نے کہا: مفلس اور فقیر لوگوں میں رہنا مجھے زیادہ پسند ہے۔ اگلے سال اس قبیلے کا ایک معزز آدمی حج کرنے کے لیے آیا اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے اس کی ملاقات ہوئی۔ آپ نے اس سے اویس کے بارے میں پوچھا۔ اس نے کہا: اویس کے پاس تھوڑا سا سامان ہے اور ایک ردّی گھر میں سکونت پذیر ہیں۔ (مسلم)

تائیدِ دین کے لیے عدن ابین کے بارہ ہزار افراد

(٣٥٣١)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَخْرُجُ مِنْ (عَدَنَ أَبْيَنَ) اِثْنَا عَشَرَ اَلْفًا، يَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ هُمْ خَيْرٌ مِنْ بَيْنِيْ وَبَيْنَهُمْ۔))

(الصحيحة: ٢٧٨٢)

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عدن ابین سے بارہ ہزار آدمی نکلیں گے، وہ اللہ اور اس کے رسول کی مدد کریں گے، وہ میرے اور اپنے مابین (کی نسلوں) میں سب سے بہتر ہوں گے۔''

تخريج: أخرجه أحمد في "مسنده": ١/ ٣٣٣

شرح:...... ''عدن ابین'' یمن کی مشہور بندرگاہ اور شہر ہے۔ اب بھی یمنی لوگوں میں خیر غالب ہے، وہ بڑی قد و قامت والے بہترین جنگجو ہیں۔

اہل عمان کی فضیلت

(۳۵۳۲)۔ عَنْ اَبِيْ بَرْزَةَ، قَالَ: بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَسُوْلًا اِلٰى حَيٍّ مِنْ اَحْيَاءِ الْعَرَبِ فِيْ شَيْءٍ ۔ لَا يَدْرِيْ مَهْدِيٌّ مَا هُوَ۔ قَالَ: فَسَبُّوْهُ وَضَرَبُوْهُ، فَشَكَا ذَالِكَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((لَوْ اَنَّكَ اَتَيْتَ اَهْلَ عَمَّانَ مَا سَبُّوْكَ وَلَا ضَرَبُوْكَ۔)) (الصحيحة:۲۷۳۰)

سیدنا ابو برزہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ نے ایک قاصد کو عرب کے ایک قبیلے کی طرف بھیجا۔ راویٔ حدیث مہدی بن میمون کو اس قبیلے کا علم نہ ہو سکا۔ اس قبیلے والوں نے اس قاصد کو گالی گلوچ کیا اور اس کی پٹائی بھی کی۔ اس نے واپس آ کر رسول اللہ ﷺ سے شکایت کی، آپ نے فرمایا: ''اگر تم عمان والوں کے پاس جاتے تو وہ تم کو برا بھلا کہتے نہ مارتے۔''

تخريج: أخرجه مسلم :۷/ ۱۹۰، وابن حبان :۲۳۱٤۔ موارد، وأحمد : ٤/ ٤۲۰، ٤۲۳، ٤۲٤، واللفظ له، والرويانى فى "مسنده": ۳۰/ ۱۹/ ۱

شرح:...... بحرین کا ایک شہر عمان ہے، اس حدیث میں آپ ﷺ نے اس کے باسیوں کے مزاج کی عظمت بیان کی ہے۔

عجمی لوگوں کی فضیلت

(۳۵۳۳)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((رَاَيْتُ غَنَمًا كَثِيْرَةً سَوْدَاءَ، دَخَلَتْ فِيْهَا غَنَمٌ كَثِيْرَةٌ بِيْضٌ۔)) قَالُوْا: فَمَا اَوَّلْتَهُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((اَلْعَجَمُ، يَشْرَكُوْنَكُمْ فِيْ دِيْنِكُمْ وَاَنْسَابِكُمْ۔)) قَالُوْا: اَلْعَجَمُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((لَوْ كَانَ الْاِيْمَانُ مُعَلَّقًا بِالثُّرَيَّا لَنَالَهُ رِجَالٌ مِنَ الْعَجَمِ، وَاَسْعَدُهُمْ بِهِ النَّاسُ۔)) (الصحيحة:۱۰۱۸)

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''میں نے خواب میں سیاہ رنگ کی بہت زیادہ بکریاں دیکھیں، ان میں بڑی تعداد میں سفید رنگ کی بکریاں داخل ہو گئیں۔'' صحابہ نے کہا: اے اللہ کی رسول! آپ نے اس خواب کی کیا تعبیر کی؟ آپ نے فرمایا: ''عجمی لوگ تمھارے دین اور نسب میں شریک ہوں گے۔'' انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! عجم؟ (یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں؟) آپ نے فرمایا: ''اگر ایمان ثریا ستارے کے ساتھ معلق ہوتا تو عجم کے بعض لوگ اس تک بھی رسائی حاصل کر لیتے، (ذہن نشین کر لو کہ) وہ انتہائی سعادت مند لوگ ہوں گے۔''

تخريج: أخرجه الحاكم: ٤/ ۳۹۵

شرح:...... بعض عجمی تو آپ ﷺ کی زندگی میں مسلمان ہو گئے تھے، ان میں سیدنا سلمان فارسی کا قبولیتِ اسلام کا واقعہ قابل ذکر ہے اور جب فتوحات کا سلسلہ بڑھا تو عجمی لوگ جوق در جوق مشرف باسلام ہونے لگے۔

بنوابی العاص کی مذمت

(٣٥٣٤)۔ قَالَ ﷺ: ((إِذَا بَلَغَ بَنُوْ أَبِي الْعَاصِ ثَلاثِيْنَ رَجُلاً، اتَّخَذُوْا دِيْنَ اللّٰهِ دَخَلاً، وَعِبَادَاللّٰهِ خَوْلاً وَمَالَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ دُوْلاً۔)) وَرَدَ مِنْ حَدِيْثِ أَبِي هُرَيْرَةَ، وَأَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ، وَأَبِي ذَرٍّ الْغِفَارِيِّ، وَمُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ، وَابْنِ عَبَّاسٍ۔ (الصحيحة: ٧٤٤)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب ابو عاص کے بیٹوں کی تعداد تیس مردوں تک پہنچے گی تو یہ لوگ اللہ تعالی کے دین میں عیب ونقص نکالیں گے، بندگانِ خدا کو غلام بنالیں گے اور اللہ تعالی کے مال کو آپس میں ہی ادل بدل کریں گے۔'' یہ حدیث حضرت ابو ہریرہ، حضرت ابو سعید خدری، حضرت ابو ذر غفاری، حضرت معاویہ بن سفیان اور حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہم سے مروی ہے۔

تخريج: ١۔أما حديث أبي هريرة؛ فأخرجه تمام في "الفوائد": ٥٩/ ٢، والبيهقي في "دلائل النبوة": ٦/ ٥٠٧

٢۔وأما حديث أبي سعيد؛ فأخرجه أحمد: ٣/ ٨٠، والبزار: ٢/ ٢٤٥/ ١٦٢٠و ١٦٢١، وأبو يعلى: ٢/ ٣٨٣/ ١١٥٢، ، والطبراني في "معجم الأوسط": ١/ ١٩١، و تمام أيضا، وكذا البيهقي، وابن عساكر، والحاكم: ٤/ ٤٨٠

٣۔وأما حديث أبي ذر؛ فأخرجه الحاكم: ٤/ ٤٧٩

٤۔وأما حديث معاوية؛ فأخرجه ابن عساكر: ١٣/ ٢٩٤/ ١

شرح:...... بنوابی العاص سے مراد بنوامیہ ہیں، جن کے دورِ حکومت میں اس باب میں مذکورہ احادیث کا مصداق بننے والے خلفا موجود تھے۔

(٣٥٣٥)۔ ((إِنِّي رَأَيْتُ فِي مَنَامِي، كَأَنَّ بَنِي الْحَكَمِ بْنِ أَبِي الْعَاصِ يَنْزُوْنَ عَلٰى مِنْبَرِي كَمَا تَنْزُوْ الْقِرَدَةُ۔)) وَرَدَ مِنْ حَدِيْثِ أَبِي هُرَيْرَةَ، وَثَوْبَانَ، وَمُرْسَلِ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَلَفْظُ حَدِيْثِ أَبِي هُرَيْرَةَ: إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ...... فَذَكَرَهُ قَالَ: فَمَا رُؤِيَ النَّبِيُّ ﷺ مُسْتَجْمِعًا ضَاحِكًا حَتّٰى تُوُفِّيَ۔ (الصحيحة: ٣٩٤٠)

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''میں نے خواب میں دیکھا کہ بنو حکم بن ابو عاص میرے منبر پر بندروں کی طرح کود رہے ہیں۔'' یہ حدیث حضرت ابو ہریرہ اور حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے اور سعید بن مسیّب سے مرسلاً روایت کی گئی ہے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اپنی حدیث میں مذکورہ بالا حدیث کے ساتھ یہ الفاظ بھی روایت کئے: نبی کریم ﷺ کو ان کی وفات تک پورے زور سے ہنستے ہوئے نہیں دیکھا گیا۔

تخريج: ورد من حديث أبي هريرة، وثوبان، ومرسل سعيد بن المسيب:

١ـ أما حديث أبي هريرة: فأخرجه الحاكم: ٤/ ٤٨٠

٢ـ وأما حديث ثوبان: فأخرجه الطبراني في"المعجم الكبير": ٢/ ٩٢/ ١٤٢٥

٣ـ وأما حديث سعيد بن المسيب: فأخرجه الخطيب في"التاريخ": ٩/ ٤٤

حکم بن ابی العاص ملعون تھا

(٣٥٣٦)ـ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: كُنَّا جُلُوْسًا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ وَقَدْ ذَهَبَ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ يَلْبَسُ ثِيَابَهُ لِيَلْحَقَنِيْ، فَقَالَ وَنَحْنُ عِنْدَهُ: ((لَيَدْخُلَنَّ عَلَيْكُمْ رَجُلٌ لَعِيْنٌ۔)) فَوَاللّٰهِ! مَازِلْتُ وَجِلًا اَتَشَوَّفُ دَاخِلًا وَخَارِجًا حَتّٰى دَخَلَ فُلَانٌ: الْحَكَمُ بْنُ أَبِي الْعَاصِي۔

(الصحيحة: ٣٢٤٠)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے میرے ساتھ جانا تھا، اس لیے وہ کپڑے پہننے کے لیے چلے گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اب تم پر لعنتی آدمی داخل ہوگا۔'' اللہ کی قسم! میں قلق و اضطراب میں مبتلا رہا (کہ کون اس وعید کا مستحق ٹھہرتا ہے) اور آنے جانے والوں پر نگاہ لگائے رکھی، حتی کہ حکم بن ابو عاص داخل ہوا۔

تخريج: أخرجه أحمد: ٢/ ١٦٣، والبزار في"مسنده": ٢/ ٢٤٧

سب سے بڑے دو بدبخت

(٣٥٣٧)ـ عَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كُنْتُ أَنَا وَعَلِيٌّ رَفِيْقَيْنِ فِيْ غَزْوَةِ ذِي الْعَشِيْرَةِ، فَلَمَّا نَزَلَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ وَأَقَامَ بِهَا، رَأَيْنَا نَاسًا مِنْ بَنِي مُدْلِجٍ يَعْمَلُوْنَ فِيْ عَيْنٍ لَّهُمْ فِيْ نَخْلٍ، فَقَالَ لِيْ عَلِيٌّ: يَا أَبَا الْيَقْظَانِ: هَلْ لَّكَ أَنْ نَأْتِيَ هٰؤُلَاءِ فَنَنْظُرَ كَيْفَ يَعْمَلُوْنَ؟ فَجِئْنَاهُمْ فَنَظَرْنَا إِلٰى عَمَلِهِمْ سَاعَةً، ثُمَّ غَشِيَنَا النَّوْمُ، فَانْطَلَقْتُ أَنَا وَعَلِيٌّ، فَاضْطَجَعْنَا فِيْ صَوْرٍ مِنَ النَّخْلِ، فِيْ دَقْعَاءٍ مِّنَ التُّرَابِ فَنِمْنَا، فَوَاللّٰهِ مَا أَيْقَظَنَا إِلَّا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُحَرِّكُنَا بِرِجْلِهِ، وَقَدْ

سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ غزوۂ ذی العشیرہ میں رفیق تھے، جب رسول اللہ ﷺ وہاں اترے اور قیام کیا تو ہم نے بنو مدلج قبیلے کے کچھ لوگوں کو دیکھا کہ وہ کھجوروں میں اپنے ایک چشمے میں کام کر رہے تھے۔ سیدنا علی نے مجھے کہا: ابو الیقظان! کیا خیال ہے کہ اگر ہم ان کے پاس چلے جائیں اور دیکھیں کہ یہ کیسے کام کرتے ہیں؟ سو ہم ان کے پاس چلے گئے اور کچھ دیر تک ان کا کام دیکھتے رہے، پھر ہم پر نیند غالب آ گئی۔ میں اور سیدنا علی کھجوروں کے ایک جھنڈ میں چلے گئے اور مٹی میں لیٹ کر سو گئے۔ اللہ کی قسم! رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اپنے پاؤں کے ساتھ حرکت دے کر جگایا اور ہم مٹی میں غبار آلود ہو چکے تھے۔ جب رسول اللہ ﷺ نے سیدنا علی پر مٹی دیکھی تو

تَرَبْنَا مِنْ تِلْكَ الدَّقْعَاءِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَا أَبَا تُرَابٍ!)) لِمَا يَرٰى عَلَيْهِ مِنَ التُّرَابِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَلَا أُحَدِّثُكُمَا بِأَشْقَيالنَّاسِ رَجُلَيْنِ؟)) قُلْنَا: بَلٰى يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((أُحَيْمِرُ ثَمُوْدَ الَّذِيْ عَقَرَ النَّاقَةَ، وَالَّذِيْ يَضْرِبُكَ عَلٰى هٰذِهٖ (يَعْنِيْ: قَرْنَ عَلِيٍّ) حَتّٰى تَبْتَلَّ هٰذِهٖ مِنَ الدَّمِ۔)) يَعْنِيْ: لِحْيَتَهٗ۔

(الصحيحة: ١٧٤٣)

فرمایا: ''اے ابوتراب! (یعنی مٹی والے)'' پھر آپ نے فرمایا: ''کیا میں تمھارے لیے دو بدبخت ترین مردوں کی نشاندہی نہ کروں؟'' ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیوں نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''احیمر ثمودی، جس نے اونٹنی کی کونچیں کاٹ دی تھیں اور وہ آدمی جو (اے علی!) تیرے سر پر مارے گا، حتی کہ تیری (داڑھی) خون سے بھیگ جائے گی۔''

تخريج: أخرجه الطحاوي في "مشكل الآثار": ١/ ٣٥١۔ ٣٥٢، والنسائي في "الخصائص": صـ ٢٨، والحاكم: ٣/ ١٤٠۔ ١٤١، وأحمد: ٤/ ٢٦٣

(٣٥٣٨)۔ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ أَنَسٍ (مُرْسَلًا): ((اَشْقَى الْاَوَّلِيْنَ عَاقِرُ النَّاقَةِ، وَاَشْقَى الْاٰخِرِيْنَ الَّذِيْ يَطْعَنُكَ يَا عَلِيُّ!)) وَاَشَارَ اِلٰى حَيْثُ يُطْعَنُ۔

(الصحيحة: ١٠٨٨)

عبداللہ بن انس مرسلاً بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''پہلے لوگوں میں سب سے بڑا بدبخت وہ تھا جس نے (حضرت صالح کے معجزہ) کی اونٹنی کی ٹانگیں کاٹ دی تھیں اور اے علی! پچھلوں میں بدبخت ترین وہ ہوگا جو تجھ پر نیزے کا وار کرے گا۔'' پھر آپ ﷺ نے نیزے والی جگہ کی طرف اشارہ بھی کیا۔

تخريج: أخرجه ابن سعد في "الطبقات" ٣/ ٣٥

شرح:...... حضرت صالح علیہ السلام کو قوم ثمود کی طرف بھیجا گیا، یہ ایک نافرمان قوم تھی، انھوں نے اپنے پیغمبر سے مطالبہ کیا کہ وہ پتھر کی چٹان سے اس طرح ایک اونٹنی نکال کر دکھائے کہ وہ بھی دیکھ رہے ہوں۔ حضرت صالح نے ان سے عہد لیا کہ اس کے بعد بھی اگر ایمان نہ لائے تو وہ ہلاک کر دیے جائیں گے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس معجزے کا اظہار کر دیا، لیکن باغیوں کا ایمان لانا تو درکنار، انھوں نے تو سرے سے اونٹنی کا قصہ ہی تمام کر دیا اور اللہ تعالیٰ کی گرفت میں مبتلا ہو گئے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ بِطَغْوٰهَا اِذِ انْبَعَثَ اَشْقٰهَا فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ نَاقَةَ اللّٰهِ وَسُقْيٰهَا فَكَذَّبُوْهُ فَعَقَرُوْهَا فَدَمْدَمَ عَلَيْهِمْ رَبُّهُمْ بِذَنْۢبِهِمْ فَسَوّٰهَا۔﴾ (سورۂ شمس: ۱۲ تا ۱۴) ...... ''قوم ثمود نے اپنی سرکشی کے باعث جھٹلا دیا۔ جب ان کا بڑا بدبخت کھڑا ہوا۔ انہیں اللہ کے رسول نے فرما دیا تھا کہ اللہ

تعالی کی اونٹنی اور اس کے پینے کی باری کی (حفاظت کرو)۔ ان لوگوں نے اپنے پیغمبر کو جھوٹا سمجھ کر اس اونٹنی کی کوچیں کاٹ دیں۔ پس ان کے رب نے ان کے گناہوں کے باعث ان پر ہلاکت ڈالی اور پھر ہلاکت کو عام کر دیا اور اس بستی کو (نیست و نابود کر کے) برابر کر دیا۔''

اکثر مفسرین کے نزدیک اونٹنی کی کوچیں کاٹنے والے بدبخت کا نام قدار بن سالف تھا، وہ اس بغاوت کی وجہ سے رئیس الاشقیا (سب سے بڑا بدبخت) بن گیا۔ چونکہ اس شرارت میں پوری قوم شریک تھی، اس لیے اس آیت میں اس جرم کو پوری قوم کی طرف منسوب کیا گیا، وگرنہ عملی طور پر ایک شخص نے اونٹنی کی کوچیں کاٹی تھیں۔

جنگ نہروان میں خوارج کے صرف نو آدمی بچ گئے تھے، یہ صدارات و امامت کی حیثیت رکھتے تھے، انھوں نے فارس میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے خلاف بغاوتیں اور سازشیں کیں، لیکن ناکام رہے۔ بالآخر عبد الرحمٰن بن ملجم مراوی، برک بن عبد اللہ تمیمی اور عمرو بن بکر تمیمی مکہ مکرمہ میں جمع ہوئے اور تینوں اس رائے پر متفق ہو گئے کہ سیدنا علی، سیدنا امیر معاویہ اور سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہم کو قتل کر دیا جائے، انھوں نے اس ناپاک عزم کی تکمیل کے لیے ۱۶ رمضان جمعہ کے دن فجر کی نماز کا تقرر کیا۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے کی ذمہ داری عبد الرحمٰن بن ملجم نے سنبھالی اور کوفہ کی طرف روانہ ہوا، وہاں پہنچ کر اپنے دوستوں سے ملاقاتیں کیں، اس کے ہم خیالوں نے وردان نامی شخص کو ابن ملجم کی مدد کرنے کے لیے مقرر کیا، شبیب بن شجرہ بھی ان کے ساتھ تھا۔ یہ تینوں پچھلی رات مسجد کوفہ میں پہنچ گئے اور دروازے کے قریب چھپ کر بیٹھ گئے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ حسبِ عادت لوگوں کو نماز کے لیے آوازیں دیتے ہوئے مسجد میں داخل ہوئے۔ سب سے پہلے وردان نے آگے بڑھ کر تلوار کا وار کیا، مگر اس کی تلوار دروازے کی چوکھٹ یا دیوار پر پڑی اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ آگے بڑھ گئے۔ ابن ملجم فوراً لپکا اور آپ کی پیشانی پر تلوار کا ہاتھ مارا، جو بہت کاری پڑا۔ اس زخم کے صدمہ سے سیدنا علی رضی اللہ عنہ ۱۷ رمضان ۴۰ھ کو شہید ہو گئے۔ بعد میں سیدنا حسن رضی اللہ عنہ نے ابن ملجم کو قصاصاً ایک ہی وار سے قتل کر دیا۔

❀ ❀ ❀ ❀

اَلْفِتَنُ وَ اَشْرَاطُ السَّاعَةِ وَالْبَعْثُ

فتنے، علاماتِ قیامت اور حشر

الفتن: لغوی معنی: "الفتنة" کی جمع ہے، فتنہ، آزمائش، شرّ، فساد، بے اطمینانی، پریشان خیالی، جنگ

اصطلاحی تعریف:..... لغوی معانی ہی مراد ہیں، یعنی امت مسلمہ پر پڑنے والی وہ آزمائشیں جو نبی کریم ﷺ کے بعد سے شروع ہوئیں اور دن بدن بڑھتی چلی گئیں اور قیامت تک جن کا سلسلہ جاری رہے گا اور قیامت کے قریب شدت پکڑے گا۔

یا وہ امور ہیں، جن سے انسان کی خیر یا شرّ والی حالت واضح ہو جاتی ہے۔

الساعة: لغوی معنی: گھڑی، دن اور رات کا چوبیسواں حصہ، وقت کا حصہ

اصطلاحی تعریف:..... اس باب میں اس سے مراد قیامت یا قیامت کا دن ہے۔

اشراط: لغوی معنی: "شَرَط" کی جمع ہے، علامت

اصطلاحی تعریف:..... "اشراط الساعة" سے مراد وہ علامات ہیں، جو قیامت کے قریب ہونے پر دلالت کرتی ہیں۔

البعث: لغوی معنی: اٹھانا، بیدار کرنا، پھیلانا

اصطلاحی تعریف:..... اس باب میں اس سے مراد موت کے بعد کی بیداری ہے، یعنی قیامت۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ حق پر تھے

مشاجرات صحابہ کے بارے میں متاخرین کو کیا کہنا چاہیے؟

(٣٥٣٩)۔ عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا خُيِّرَ عَمَّارٌ بَيْنَ أَمْرَيْنِ إِلَّا اخْتَارَ أَرْشَدَهُمَا۔)) (الصحیحة: ٨٣٥)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب بھی عمار کو دو امور میں سے ایک کو انتخاب کرنے کا اختیار دیا گیا تو انھوں نے انتہائی ہدایت والے معاملے کو اختیار کیا۔''

تخریج:أخرجه الترمذی: ٤/ ٣٤٥، ابن ماجه: ١/ ٦٦، والحاکم: ٣/ ٣٨٨، والخطيب: ١١/ ٢٨٨

شرح:...... یعنی جو معاملہ حق کے زیادہ قریب، زیادہ درست اور زیادہ صلاح والا ہوتا، حضرت عمار اسے اختیار کرتے۔ امام مبارکپوری نے کہا: اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی خلافت برحق تھی اور سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی اجتہادی خطا تھی، کیونکہ سیدنا عمار رضی اللہ عنہ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہے اور جنگِ صفین میں شہید ہو گئے۔ (تحفة الاحوذی: ٤/ ٣٤٥)

(٣٥٤٠)۔ عَنْ بِلَالِ بْنِ يَحْيٰى، قَالَ: لَمَّا قُتِلَ عُثْمَانُ۔ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، أُتِيَ حُذَيْفَةَ فَقِيْلَ يا أَبَا عَبْدِاللّٰهِ قُتِلَ هٰذَا الرَّجُلُ، وَقَدِ اخْتَلَفَ النَّاسُ فَمَا نَقُوْلُ؟ فَقَالَ: أَسْنِدُوْنِيْ، فَأَسْنَدُوْهُ إِلٰى صَدْرِ رَجُلٍ، فَقَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((أَبُوْ الْيَقْظَانِ عَلَى الْفِطْرَةِ، لَايَدَعُهَا حَتّٰى يَمُوْتَ، أَوْ يَمَسَّهُ الْهَرَمُ۔)) (الصحيحة: ٣٢١٦)

بلال بن یحییٰ کہتے ہیں: جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کیا گیا، تو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے پاس ایک آدمی آیا اور کہا: اے ابوعبد اللہ! عثمان کو تو شہید کر دیا گیا ہے اور لوگ اختلاف میں پڑ چکے ہیں، ایسے میں آپ کیا کہیں گے؟ انھوں نے کہا: مجھے سہارا دو۔ انھوں نے ان کو ایک آدمی کے سینے کا سہارا دیا۔ انھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: ''ابو الیقظان فطرتِ (اسلام) پر ہے اور اس کو مرنے تک یا انتہائی بوڑھا ہونے تک نہیں چھوڑے گا۔''

تخریج: أخرجه البزار في "مسنده": ٣/ ٢٥٢/ ٢٦٨٦۔ الكشف، وأخرجه الطبرانی فی "الاوسط": ١/ ١٦٣/ ٣٠٤٣ مختصرا

شرح:...... سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کی کنیت ابوالیقظان تھی۔ وہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے اور ان ہی کے لشکر میں جنگِ صفین میں شہید ہو گئے۔ اس سے معلوم ہوا کہ شہادتِ عثمان کے بعد سیدنا علی رضی اللہ عنہ حق پر تھے۔

(٣٥٤١)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَبْشِرْ عَمَّارُ! تَقْتُلُكَ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ۔)) (الصحيحة: ٧١٠)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عمار! خوش ہو جا، تجھے باغی گروپ قتل کرے گا۔''

تخریج: أخرجه الترمذی: ٢/ ٣١٠

شرح:...... سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ جنگ صفین کے موقع پر شہید ہو گئے، یہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے لشکر میں تھے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی خلافت برحق تھی اور وہی خلیفۂ راشد تھے اور سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا دعویٰ بغاوت پر مبنی تھا۔

(٣٥٤٢)۔ عَنْ أَبِي حَرْبِ بْنِ أَبِي الْأَسْوَدِ، قَالَ: شَهِدْتُ عَلِيًّا وَالزُّبَيْرَ لَمَّا رَجَعَ الزُّبَيْرُ عَلَى دَابَّتِهِ يَشُقُّ الصُّفُوْفَ، فَعَرَضَ لَهُ ابْنُهُ عَبْدُاللّٰهِ، فَقَالَ: مَالَكَ ؟ فَقَالَ: ذَكَرَ لِيْ عَلِيٌّ حَدِيْثًا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((لَتُقَاتِلَنَّهُ وَأَنْتَ ظَالِمٌ لَهُ۔)) (يَعْنِي الزُّبَيْرَ وَعَلِيًّا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا) فَلَا أُقَاتِلُهُ قَالَ: وَلِلْقِتَالِ جِئْتَ؟ إِنَّمَا جِئْتَ لِتُصْلِحَ بَيْنَ النَّاسِ وَيُصْلِحَ اللّٰهُ هٰذَا الْأَمْرَ بِكَ۔ قَالَ: قَدْ حَلَفْتُ أَنْ لَّا أُقَاتِلَ قَالَ: فَأَعْتِقْ غُلَامَكَ جَرْجَسَ، وَقِفْ حَتّٰى تُصْلِحَ بَيْنَ النَّاسِ قَالَ: فَأَعْتَقَ غُلَامَهُ جَرْجَسَ، وَوَقَفَ فَاخْتَلَفَ أَمْرُ النَّاسِ فَذَهَبَ عَلٰى فَرَسِهِ۔

(الصحيحة:٢٦٥٩)

ابوحرب بن ابو اسود کہتے ہیں: میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور سیدنا زبیر رضی اللہ عنہما کے پاس موجود تھا، سیدنا زبیر اپنی سواری پر صفوں کو چیرتے ہوئے واپس جا رہے تھے، ان کا بیٹا سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ ان کے سامنے آیا اور پوچھا: آپ کو کیا ہو گیا؟ انھوں نے کہا: سیدنا علی نے مجھے ایسی حدیث بیان کی جو میں نے خود رسول اللہ ﷺ سے سنی تھی، آپ ﷺ نے فرمایا: ”تو اس سے ضرور لڑے گا اور تو اس کے حق میں ظالم ہو گا۔“ سو میں اس سے قتال نہیں کرتا۔ سیدنا عبداللہ نے کہا: آپ لڑنے کے لیے تھوڑے آئے ہیں؟ آپ تو لوگوں کے مابین صلح کروانے کے لیے آئے ہیں، ممکن ہے کہ اللہ تعالی آپ کے ذریعے اس معاملے کا تصفیہ کر دے۔ انھوں نے کہا: میں نے تو قتال نہ کرنے کی قسم اٹھا لی ہے۔ سیدنا عبد اللہ نے کہا: (تو بطورِ کفارہ) جرجس نامی غلام کو آزاد کر دو اور لوگوں کے درمیان صلح کروانے تک یہیں ٹھہرے رہو۔ سو انھوں نے اپنے غلام جرجس کو آزاد کر دیا اور وہیں ٹھہر گئے، لیکن جب لوگوں کا معاملہ مختلف فیہ ہو گیا (اور صلح نہ ہو سکی) تو وہ اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر چلے گئے۔

تخریج: أخرجه الحاكم: ٣/ ٣٦٦، امام البانی نے طویل تخریج کے بعد کہا: فحديث الترجمة (اي المرفوع منه) صحيح عندي لطرقه كما تقدم، دون قصة عبد الله بن الزبير مع ابيه۔ والله اعلم

شرح:...... سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ جنگ جمل میں شریک ہوئے، اس لڑائی میں ان کو چونسٹھ پینسٹھ زخم لگے، لیکن اس جنگ کے بعد انھوں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی جنگوں سے علیحدگی اختیار کر لی، بعد میں سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیعت کی تھی۔

قارئین کرام! یہ نقطہ ذہن نشین کرنا ضروری ہے کہ بغاوت خطا ہے، اس جرم کی وجہ سے کسی طرح بھی باغی کو خارج از اسلام نہیں قرار دیا جا سکتا، اللہ تعالی نے سورۂ حجرات میں بغاوت کرنے والے کو بھی مومن کہا ہے۔ اس لیے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے برحق خلیفہ ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ ان کے باغیوں کو وصفِ ایمان سے خارج کر دیا جائے، ان پر طعن و تشنیع کی جائے اور ان کے بشری تقاضوں کو اچھالا جائے۔

غور فرمائیں کہ آپ ﷺ نے سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کے فضائل کرتے ہوئے فرمایا تھا: ((ابنی هذا سید ولعل الله ان یصلح به بین فئتین من المسلمین۔)) (بخاری: ۷۱۰۹)...... ''یہ میرا بیٹا سردار ہے، شاید اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے مسلمانوں کی دو جماعتوں کے مابین صلح کروا دے۔''

اس حدیث میں کی گئی پیشین گوئی اس وقت پوری ہوئی جب شہادتِ علی رضی اللہ عنہ کے بعد سیدنا حسن رضی اللہ عنہ نے سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں دستبرداری کا اعلان کیا تھا۔ قابل غور بات یہ ہے کہ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ کے گروہ کو آپ ﷺ نے مسلمانوں کی جماعت قرار دیا، جبکہ انھوں نے بغاوت کی تھی اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے ان کی جنگیں بھی ہوئی تھیں۔ ہمارے سامنے صحابہ کرام کی خطاؤں کے بارے میں یہ قانون ہے:

علی بن زید کہتے ہیں کہ انصار کے سردار کی طرف سے مصعب بن زبیر رضی اللہ عنہ کو کوئی (قابل اعتراض) بات پہنچی، انھوں نے اسے برا بھلا کہنے کا ارادہ کیا، اتنے میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ آ گئے اور اسے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ((اِسْتَوْصُوْا بِالْأَنْصَارِ خَیْرًا۔ أَوْ قَالَ: مَعْرُوْفًا۔ اِقْبَلُوْا مِنْ مُحْسِنِهِمْ وَتَجَاوَزُوْا عَنْ مُسِیْئِهِمْ۔)) ...... ''انصار صحابہ کے ساتھ خیر و بھلائی کرنے کی وصیت قبول کرو، ان میں سے نیکی کرنے والوں سے حسنِ سلوک کرو اور غلطی کرنے والوں سے درگزر کرو۔''

(یہ سن کر) حضرت مصعب نے رضی اللہ عنہ اپنے آپ کو چارپائی سے نیچے گرا دیا اور اپنے رخسار کو زمین پر رکھ دیا اور کہا: رسول اللہ ﷺ کا ارشاد سر آنکھوں پر۔ پھر انصاری کو چھوڑ دیا۔ (صحیحه: ۳۶۰۹، مسند احمد: ۳/ ۲۴۱)

غور فرمائیں اس حدیث میں نبی کریم ﷺ نے اپنے صحابہ کے بارے میں بالعموم اور انصار کے بارے میں بالخصوص ایک قاعدہ کلیہ پیش کر دیا کہ ان کے نیکوکار افراد سے حسنِ سلوک اور احترام و اکرام والا معاملہ کیا جائے اور اگر کسی میں بتقاضۂ بشریت کوئی عیب نظر آئے تو اس کو موضوعِ بحث نہ بنایا جائے اور اس کے معاملے کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر کے خاموشی اختیار کی جائے، ظن غالب یہی ہے کہ ان کی حسنات و خیرات ان کی لغزشوں پر غالب آ جائیں گی۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اور حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے درمیان کچھ گڑ بڑ تھی، خالد نے عبد الرحمٰن سے کہا: اگر تم ہم سے پہلے ایمان لے آئے ہو تو اس کی وجہ سے ہم پر دست درازی کیوں کرتے ہو؟ جب یہ بات نبی کریم ﷺ تک پہنچی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ((دَعُوْا لِيْ أَصْحَابِيْ، فَوَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ لَوْ أَنْفَقْتُمْ مِثْلَ أُحُدٍ أَوْ مِثْلَ الْجِبَالِ ذَهَبًا مَا بَلَغْتُمْ أَعْمَالَهُمْ۔)) ...... ''میری خاطر میرے صحابہ کو چھوڑ دو، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر تم احد پہاڑ یا پہاڑوں کے بقدر سونا بھی (فی سبیل اللہ) خرچ کر دو تو پھر بھی ان کا اعمال (کے مرتبے) تک رسائی حاصل نہیں کر سکو گے۔'' (صحیحه: ۱۹۲۳، احمد: ۳/ ۲۶۶)

رہا مسئلہ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے گروہ کا، تو ہم محبان علی ہونے کے ساتھ ساتھ ان کو مجتہد سمجھتے ہیں اور مجتہد اپنی تاویل کی بنا پر اللہ تعالیٰ کے ہاں معذور ہوتا ہے۔

صحابہ کرام کو ان کی نیکیوں کا کتنا اجر وثواب ملتا تھا؟ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میرے صحابہ کو برا نہ کہو، تم میں سے اگر کوئی شخص (اللہ کے لیے) احد پہاڑ کے برابر سونا بھی خرچ کر دے تو ان کے خرچ کیے ہوئے ایک مُدّ یا نصف مد کو نہیں پہنچ سکتا۔'' (بخاری، مسلم) ایک مد کا وزن نصف کلو سے کچھ زیادہ ہوتا ہے۔ صحابہ کرام کی فضیلت اور ان کے بشری تقاضوں سے صرفِ نظر کرنے کے بارے میں سلف کے چند اقوال ملاحظہ فرمائیں:

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کو برا بھلا نہ کہا کرو، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ان کی ایک گھڑی، تمہاری زندگی بھر کے اعمال سے بہتر ہے۔ (ابن ماجہ)

امام شافعی نے کہا: ''تِـلْكَ دِمَـاءٌ طَهَّرَ اللّٰهُ اَيْدِيَنَا مِنْهَا فَلَمْ نُلَوِّثْ اَلْسِنَتَنَا۔'' ...... اللہ تعالی نے ان کے خون سے ہمارے ہاتھوں کو پاک رکھا ہے، تو ہم اپنی زبانوں کو اس میں ملوث کیوں کریں۔

مزید انھوں نے اپنے شاگرد امام ربیع سے کہا: ربیع! اصحابِ رسول کے بارے میں بتکلف بحث وتکرار نہ کرو، وگرنہ کل قیامت کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تیرے مخالف ومقابل ہوں گے۔ (سیر اعلام النبلا: ۱۰/ ۲۸)

امام نووی نے ایک فیصلہ کن رائے پیش کرتے ہوئے کہا: اہل سنت اور اہل حق کا مذہب یہ ہے کہ سب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں حسن ظن رکھا جائے۔ ان کے آپس کے اختلافات میں خاموشی اور ان کی لڑائیوں کی تاویل کی جائے، وہ بلاشبہ سب مجتہد اور صاحبِ رائے تھے۔ معصیت اور نافرمانی ان کا مقصد نہ تھا اور نہ ہی محض دنیا طلبی ان کے پیشِ نظر تھی، بلکہ ہر فریق یہ اعتقاد رکھتا تھا کہ وہی حق پر ہے اور دوسرا باغی ہے اور باغی کے ساتھ لڑائی ضروری ہے، تاکہ وہ امرالٰہی کی طرف لوٹ آئے، اس اجتہاد میں بعض صحابہ راہِ صواب پر تھے اور بعض خطا پر تھے، لیکن خطا کے باوجود وہ معذور تھے، کیونکہ اس کا سبب اجتہاد تھا اور مجتہد خطا پر بھی گنہگار نہیں ہوتا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ ان جنگوں میں حق پر تھے، اہل سنت کا یہی موقف ہے۔ یہ معاملات بڑے مشتبہ تھے، یہی وجہ ہے کہ بعض صحابہ حیران و پریشان ہونے کی وجہ سے دونوں فریقوں سے علیحدہ رہے اور قتال میں انھوں نے حصہ نہیں لیا اور اگر ان کو صحیح بات کا یقین ہو جاتا تو وہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی معاونت سے پیچھے نہ رہتے۔ (شرح مسلم للنووی) اللھم ارض عن الصحابة وارحم السلف۔

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ اگر کوئی شخص فکر کے ساتھ صحابہ کرام کے فضائل ومناقب پر مشتمل تمام احادیث کا مطالعہ کر لے تو وہ اللہ تعالی کی توفیق سے صحابہ کے بارے میں سلف صالحین کے منہج کو برحق سمجھنے لگے گا۔

قابل غور بات ہے کہ سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ، سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے، لیکن درج ذیل حدیث میں ان کا بیان کیا ہوا مرتبہ دیکھیں:

(۳۵٤۳)۔ عَـنْ عُـقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ: سَمِعْتُ: رَسُـوْلَ اللّٰـهِ ﷺ: ((أَسْـلَـمُ النَّاسِ وَآمَنُ

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''لوگوں میں عمرو بن عاص زیادہ سلامتی والا

عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ۔)) (الصحیحة: ١٥٥) اور امن والا ہے۔''

تخریج: رواه الرویانی فی "مسنده": ٩/ ٥٠/ ١-٢، واحمد ٤/ ١٥٥، والترمذی: ٢/ ٣١٦

شرح: ...... امام البانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: اس حدیث میں سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی عظیم منقبت کا بیان ہے، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے مومن ہونے کی شہادت دی، جس کا لازمی نتیجہ جنت ہے، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ((لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ اِلَّا نَفْسٌ مُؤْمِنَةٌ۔)) ...... ''صرف مومن ہی جنت میں داخل ہوگا۔''

اس لیے عصرِ حاضر کے جو مخالفین سیدنا عمرو رضی اللہ عنہ پر اس بنا پر طعن کرتے ہیں کہ انھوں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ اختلاف بلکہ قتال کیا، ان کا یہ دعوی صحیح نہیں ہے، کیونکہ اس سے ایمان کی نفی نہیں ہوتی، جیسے ان کی بیان کردہ فضیلت سے ان کی عصمت ثابت نہیں ہوتی، بالخصوص اگر یہ کہا جائے تو سیدنا عمرو رضی اللہ عنہ کا یہ اختلاف ان کے کسی اجتہاد کی وجہ سے تھا، نہ کہ خواہش پرستی کی وجہ سے، (تو بہت بہتر ہوگا)۔ (صحیحه: ١٥٥)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا جنگِ جمل میں شرکت کرنا کیسا تھا؟

(٣٥٤٤)۔ عَنْ قَيْسِ بْنِ اَبِي حَازِمٍ: اَنَّ عَائِشَةَ لَمَّا اَتَتِ الْحَوْأَبَ، سَمِعَتْ نُبَاحَ الْكِلَابِ، فَقَالَتْ: مَا اَظُنُّنِي اِلَّا رَاجِعَةً، اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَنَا: ((اَيَّتُكُنَّ تَنْبَحُ عَلَيْهَا كِلَابُ الْحَوْأَبِ۔)) فَقَالَ لَهَا الزُّبَيْرُ: تَرْجِعِيْنَ! عَسَى اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ اَنْ يُّصْلِحَ بِكِ بَيْنَ النَّاسِ۔ (الصحیحة: ٤٧٤)

قیس بن ابو حازم بیان کرتے ہیں کہ جب سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا حواَب مقام پر آئیں تو کتوں کے بھونکنے کی آوازیں سنیں اور کہا: میں تو سمجھتی ہوں کہ مجھے واپس لوٹ جانا چاہئے، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں فرمایا تھا: ''تم میں سے وہ کون ہے جس پر حواَب کے کتے بھونکیں گے۔'' سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ لوٹتی ہیں! ممکن ہے کہ اللہ تعالی آپ کی وجہ سے لوگوں میں صلح کروا دے۔

تخریج: أخرجه أحمد: ٦/ ٥٢و٩٧ عن یحیی۔ وهو ابن سعید۔، و٦/ ٩٧، وأبو اسحاق الحربی فی "غریب الحدیث": ٥/ ٧٨/ ١، وابن حبان فی "صحیحه": ١٨٣١۔ موارد، وابن عدی فی "الكامل": ٢/ ٢٢٣، وأبو یعلی: ٣٨٦٨، والحاكم: ٣/ ١٢٠، والبزار: ٣٢٧٥

شرح: ...... اس حدیث کے درج ذیل شاہد سے مفہوم کی وضاحت ہو جاتی ہے:

سیدنا عبداللہ بن عباس بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے بیویوں سے فرمایا: ((لَيْتَ شَعْرِيْ! اَيَّتُكُنَّ صَاحِبَةُ الْجَمَلِ الْاَدْبَبِ، تَخْرُجُ فَيَنْبَحُهَا كِلَابُ الْحَوأَبِ، يُقْتَلُ عَنْ يَمِيْنِهَا وَعَنْ يَسَارِهَا قَتْلٰى كَثِيْرٌ۔ ثُمَّ تَنْجُوْ بَعْدَ مَا كَادَتْ؟!)) ...... ''کاش مجھے پتہ چل جاتا! تم میں کون ہے، جو ایسے اونٹ پر سوار ہوگی، جس کے چہرے کے بال بہت زیادہ ہوں گے، وہ نکلے گی اور اس پر حواَب کے کتے بھونکیں گے، اس کے دائیں اور بائیں جانب لوگوں کی کثیر تعداد کو قتل کر دیا جائے گا، وہ خود بال بال بچ جائے گی۔'' (قال الالبانی: رواه

البزار في "كشف الاستار: ٤/ ٩٤/ ٣٢٧٣، ٣٢٧٤ ورجاله ثقات كما قال الهيثمي في "مجمع الزوائد": ٧/ ٢٣٤، والحافظ في "فتح الباري": ١٣/ ٤٥)

امام البانی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں: خلاصۂ کلام یہ ہے کہ اس حدیث کی سند صحیح ہے اور اس کے متن میں کوئی اشکال نہیں ہے، بخلاف استاد سعید افغانی ہے۔

اس حدیث سے زیادہ سے زیادہ یہ ثابت ہوتا ہے کہ جب سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو حوأب کا علم ہوا تو ان کو واپس چلا جانا چاہیے تھا، جب کہ اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ لوٹی نہیں تھیں، اس چیز کو بھی ام المومنین کی طرف منسوب کرنا ان کے شایانِ شان نہیں ہے۔

ہمارا جواب یہ ہے کہ ضروری نہیں کہ جامع الصفات اور باکمال آدمی سے وہی کچھ صادر ہو، جو اس کی ذات کو زیب دیتا ہو، کیونکہ معصوم وہی ہے، جس کو اللہ تعالی بچا کر رکھے۔ اہل السنہ کو چاہیے کہ وہ محترم شخصیات کی شان میں غلو نہ کیا کریں، جیسا کہ شیعوں نے اپنے اماموں کے حق میں کیا اور انھیں معصوم قرار دیا۔

ہمارا خیال ہے کہ اس قافلے کے ساتھ نکلنا سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی خطا تھی، اسی لیے جب ان کو حوأب کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد یاد آیا تو انھوں نے واپس جانے کا ارادہ کیا، لیکن سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ نے ان کو یہ کہتے ہوئے مطمئن کر دیا: "ممکن ہے کہ اللہ تعالی آپ کے ذریعے لوگوں میں صلح کروادیں۔" .... امام زیلعی (نصب الراية: ٤/ ٦٩۔ ٧٠) میں کہتے ہیں: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے (اس خطا) پر ندامت کا اظہار کیا تھا، جیسا کہ ابن عبد البر نے (کتاب الاستیعاب) میں روایت کی ہے کہ ...... سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے کہا: ابو عبد الرحمٰن! تو نے مجھے نکلنے سے روک کیوں نہیں لیا تھا؟ انھوں نے کہا: میں نے دیکھا کہ ابن زبیر آپ پر غالب آ گئے تھے۔ پھر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اللہ کی قسم! اگر تم مجھے روک لیتے تو میں نہ جاتی۔

اس اثر کی ایک دوسری سند بھی ہے، جیسا کہ امام ذہبی نے (سیر النبلاء: صـ ٧٨۔ ٧٩) میں کہا:

اور یہ بھی کہا کہ قیس نے کہا: پہلے پہل تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ خیال تھا کہ ان کو ان کے گھر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دفن کیا جائے گا، لیکن (جنگِ جمل کے بعد) انھوں نے کہا: میرے اس فعل (جرم) کی وجہ سے مجھے دوسری امہات المومنین کے ساتھ دفن کر دینا۔ پھر ان کو بقیع میں دفن کیا گیا۔ میں (قیس) کہتا ہوں: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی مراد جنگِ جمل والا واقعہ تھا، بعد میں ان کو اس پر بہت ندامت ہوئی تھی اور انھوں نے اس سے توبہ کی تھی۔ حالانکہ ان کا ارادہ خیر و بھلائی کا تھا، جیسا کہ سیدنا طلحہ بن عبید اللہ، سیدنا زبیر بن عوام اور کبار صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی جماعت نے اجتہاد کیا تھا، اللہ تعالی سب سے راضی ہو جائے۔ (آمین)

امام بخاری اپنی صحیح میں بیان کرتے ہیں: ابو وائل نے کہا: جب سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے مدد مانگنے کے لیے سیدنا عمار اور سیدنا حسن رضی اللہ عنہما کو کوفہ کی طرف بھیجا، تو سیدنا عمار رضی اللہ عنہ نے اپنے خطبے میں کہا: میں جانتا ہوں کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہ دنیا میں

بھی آپ ﷺ کی بیوی تھیں اور آخرت میں بھی ہوں گی، لیکن اللہ تعالیٰ تمہیں آزمانا چاہتا کہ تم سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی پیروی کرتے ہو یا سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی۔

سیدنا عمار رضی اللہ عنہ کا یہ خطبہ جنگِ جمل سے پہلے کا ہے، وہ لوگوں کو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ نکلنے سے روکنا چاہتے تھے۔ (صحیحہ: ٤٧٤)

سیدنا عثمان برحق خلیفۂ رسول تھے

(٣٥٤٥)۔ عَنْ مُوْسٰی بْنِ عُقْبَةَ، قَالَ: حَدَّثَنِي جَدِّي أَبُوْ أُمِّيْ أَبُوْ حَبِيْبَةَ: أَنَّهُ دَخَلَ الدَّارَ وَعُثْمَانُ مَحْصُوْرٌ فِيْهَا، وَأَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَسْتَأْذِنُ عُثْمَانَ فِي الْكَلَامِ، فَأَذِنَ لَهُ، فَقَالَ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: إِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((إِنَّكُمْ تَلْقَوْنَ بَعْدِي فِتْنَةً وَاخْتِلَافًا۔أَوْ قَالَ: اخْتِلَافًا وَفِتْنَةً۔)) فَقَالَ لَهُ قَائِلٌ مِّنَ النَّاسِ: فَمَنْ لَنَا؟ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((عَلَيْكُمْ بِالْأَمِيْنِ وَأَصْحَابِهِ۔)) وَهُوَ يُشِيْرُ إِلٰى عُثْمَانَ بِذٰلِكَ۔

(الصحیحة:٣١٨٨)

موسی بن عقبہ کہتے ہیں: مجھے میرے نانا ابو حبیبہ نے بیان کیا کہ وہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر، جس میں وہ محصور تھے، داخل ہوئے، انھوں نے دیکھا کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے سیدنا عثمان سے کچھ باتیں کرنے کے لیے اجازت طلب کی۔ انھوں نے اجازت دے دی، وہ کھڑے ہوئے، اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی اور کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: ''تم لوگ میرے بعد فتنے اور اختلاف میں پڑ جاؤ گے۔'' کسی کہنے والے نے کہا: اے اللہ کے رسول! اس وقت (کون سا قائد) ہمارے حق میں بہتر ہوگا؟ آپ ﷺ نے سیدنا عثمان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: ''اس امین اور اس کے ساتھیوں کو لازم پکڑنا۔''

تخریج: أخرجه الحاكم: ٣/ ٩٩، ٤/ ٤٣٣، وأحمد: ٢/ ٣٤٥، وابن ابی شيبة فی "المصنف": ١٢/ ٥٠/ ١٢٠٩٨

شرح:...... صدیق و فاروق رضی اللہ عنہما کے ادوار پر امن تھے، سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں فتنے ابھر آئے، اس حدیث سے پتہ چلا کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ برحق خلیفہ تھے اور فتنوں کے زمانے میں آپ رضی اللہ عنہ اور آپ کے پیروکار حق پر تھے۔

(٣٥٤٦)۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ حَوَالَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ذَاتَ يَوْمٍ: ((تَهْجُمُوْنَ عَلٰى رَجُلٍ مُعْتَجِرٍ بِبُرْدٍ حِبَرَةٍ، يُبَايِعُ النَّاسَ، مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ۔)) فَهَجَمْنَا عَلٰى

سیدنا عبداللہ بن حوالہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دن فرمایا: ''اچانک تم ایسے آدمی پر (بیعت کرنے کے لیے) ٹوٹ پڑو گے، جس نے دھاری دار چادر لپیٹی ہوگی، وہ لوگوں سے بیعت لے گا، اس حال میں کہ وہ جنتی ہوگا۔''

عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ وَهُوَ مُعْتَجِرٌ بِبُرْدٍ حِبَرَةٍ يُبَايِعُ النَّاسَ ، قَالَ: يَعْنِيْ اَلشِّرَاءَ وَالْبَيْعَ))۔ (الصحيحة:٣١١٨)

(ایک دن آیا کہ) ہم نے سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی بیعت کرنے کے لیے ان پر ہجوم کیا اور انھوں نے دھاری دار چادر لپیٹی ہوئی تھی۔

تخريج: أخرجه ابن أبي عاصم في "السنة": ٢/ ٢٩٠/ ١٢٩٢ ، والحاكم: ٣/ ٩٨ ، وابن عدي في "الكامل": ٣/ ٣٩٣ ، وابن عساكر في "تاريخ دمشق": ٩/ ١٥٥

شرح:...... یہ حدیث اس بات کا بین ثبوت ہے کہ سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی خلافت برحق تھی۔

(٣٥٤٧)۔ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ ، قَالَ: كُنَّا مُعَسْكِرِيْنَ مَعَ مُعَاوِيَةَ بَعْدَ قَتْلِ عُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ۔ فَقَامَ كَعْبُ بْنُ مُرَّةَ الْبَهْزِيُّ فَقَالَ: لَوْلَا شَيْءٌ سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مَاقُمْتُ هٰذَا الْمَقَامَ ، فَلَمَّا سَمِعَ مُعَاوِيَةُ بِذِكْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَجْلَسَ النَّاسَ ، فَقَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ إِذْ مَرَّ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ عَلَيْهِ مُرَجِّلاً مُغْدِفًا قَالَ: فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((لَتَخْرُجَنَّ فِتْنَةٌ مِنْ تَحْتِ قَدَمَيْ أَوْ بَيْنَ رِجْلَيْ هٰذَا يَعْنِيْ: عُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ هٰذَا يَوْمَئِذٍ وَمَنِ اتَّبَعَهُ عَلَى الْهُدٰى)) قَالَ: فَقَامَ ابْنُ حَوَالَةَ الْأَزْدِيُّ مِنْ عِنْدِ الْمِنْبَرِ ، فَقَالَ: إِنَّكَ لَصَاحِبُ هٰذَا قَالَ: نَعَمْ ، قَالَ: وَاللّٰهِ! إِنِّيْ لَحَاضِرٌ ذٰلِكَ الْمَجْلِسَ ، وَلَوْ عَلِمْتُ أَنَّ لِيْ فِيْ الْجَيْشِ مُصَدِّقًا كُنْتُ أَوَّلَ مُتَكَلِّمٍ بِهٖ))۔ (الصحيحة:٣١١٩)

جبیر بن نفیر کہتے ہیں کہ ہم سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ خیمہ زن تھے، سیدنا کعب بن مرہ بہزی رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور کہا: اگر میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ بات نہ سنی ہوتی تو میں اس مقام پر کھڑا نہ ہوتا۔ جب سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کا نام سنا تو لوگوں کو بٹھا دیا، انھوں نے کہا: ''ہم رسول اللہ رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے تھے، سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کا وہاں سے گزر ہوا، انھوں نے اپنے بالوں کو سنوارا ہوا اور چہرے پر کپڑا لپیٹا ہوا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس (عثمان) کے قدموں کے نیچے سے فتنہ نکلے گا، اس وقت یہ (عثمان) اور اس کے پیروکار ہدایت پر ہوں گے۔'' منبر کے پاس سے ابن حوالہ ازدی کھڑا ہوا اور مجھے کہا: (کعب!) تو بھی اسی کا ساتھی ہے؟ میں نے کہا: ہاں۔ اللہ کی قسم! میں اس مجلس میں حاضر تھا، اگر مجھے یہ یقین ہو جائے کہ اس لشکر میں میری تصدیق کرنے والے موجود ہیں تو میں اس کے بارے میں سب سے پہلے میں کلام کروں گا۔

تخريج: أخرجه أحمد: ٤/ ٢٣٦ ، وابن أبي عاصم: ٢/ ٥٩١/ ١٢٩٥ ، والطبراني في "المعجم الكبير" ٢٠/ ٣١٦/ ٧٥٣ و "مسند الشاميين": ٢/ ٣٩٤ ، وأخرجه الترمذي: ٣٧٠٥ مختصرا

شرح:...... معلوم ہوا کہ سیدنا عثمان سچے خلیفہ تھے، وہ اور ان کے رفقا ہدایت و رشد پر تھے اور ان کے مخالفین

گمراہ تھے۔

بارہ خلفائے قریش

(٣٥٤٨)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ مَرْفُوْعًا: ((يَكُوْنُ مِنْ بَعْدِي اثْنَا عَشَرَ اَمِيْرًا كُلُّهُمْ مِنْ قُرَيْشٍ۔)) (الصحيحة: ١٠٧٥)

سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میرے بعد بارہ امراء ہوں گے، وہ سارے کے سارے قریش سے ہوں گے۔''

تخريج: أخرجه الترمذي: ٢/ ٣٥، وأحمد: ٥/ ٩٠، ٩٢، ٩٥، ٩٩، ١٠٨، وأخرجه البخاري: ١٣/ ١٧٩

شرح:...... اس حدیث پر مکمل بحث ''الخِلَافَةُ وَالْبَيْعَةُ وَالطَّاعَةُ وَالإِمَارَةُ'' میں ''بارہ قریشی خلفا'' کے عنوان میں موجود ہے۔

سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کی پیشین گوئی
سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے مقتل کی حیثیت

(٣٥٤٩)۔ عَنْ أُمِّ الْفَضْلِ بِنْتِ الْحَارِثِ: اَنَّهَا دَخَلَتْ عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنِّي رَاَيْتُ حُلْمًا مُنْكَرًا اللَّيْلَةَ۔ قَالَ: ((وَمَا هُوَ؟)) قَالَتْ: اَنَّهُ شَدِيْدٌ۔ قَالَ: ((وَمَاهُوَ؟)) قَالَ: رَاَيْتُ كَاَنَّ قِطْعَةً مِنْ جَسَدِكَ قُطِعَتْ وَوُضِعَتْ فِي حِجْرِيْ۔ قَالَ: ((رَاَيْتِي خَيْرًا، تَلِدُ فَاطِمَةُ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ غُلَاماً فَيَكُوْنُ فِي حِجْرِكَ۔)) فَوَلَدَتْ فَاطِمَةُ الْحُسَيْنَ، فَكَانَ فِي حِجْرِي كَمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَدَخَلْتُ يَوْمًا اِلَى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَوَضَعْتُهُ فِي حِجْرِهِ، ثُمَّ حَانَتْ مِنِّي اِلْتِفَاتَةٌ فَإِذَا عَيْنَا رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ تُهْرِيْقَان مِنَ الدُّمُوْعِ، قَالَتْ: فَقُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! بِأَبِي اَنْتَ وَاُمِّي مَالَكَ؟ فَقَالَ: ((اَتَانِي جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ

سیدہ ام الفضل بنت حارث رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں اور کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے رات کو قبیح خواب دیکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: ''وہ کیا ہے؟'' اس نے کہا: وہ بہت سخت ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: ''آخر وہ ہے کیا؟'' اس نے کہا: مجھے ایسے لگا کہ آپ کے جسم کا ایک ٹکڑا کاٹ کر میری گود میں پھینکا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تو نے تو عمدہ خواب دیکھا ہے، (اس کی تعبیر یہ ہے کہ ان شاء اللہ میری بیٹی) فاطمہ کا بچہ پیدا ہو گا جو تیری گود میں ہو گا۔'' واقعی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا بچہ حسین پیدا ہوا، جو میری گود میں تھا، جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔ ایک دن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئی اور حسین کو آپ کی گود میں رکھ دیا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف متوجہ ہوئی تو آپ کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔ میں نے کہا: اے اللہ کے نبی! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، آپ کو کیا ہو گیا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جبریل علیہ السلام

وَالسَّلَامُ فَأَخْبَرَنِي أَنَّ أُمَّتِي سَتَقْتُلُ ابْنِي هٰذَا۔)) فَقُلْتُ: هٰذَا؟ فَقَالَ: ((نَعَمْ۔ وَآتَانِي بِتُرْبَةٍ مِنْ تُرْبَتِهِ حَمْرَاءَ۔))

(الصحيحة:٨٢١)

میرے پاس آئے اور مجھے بتلایا کہ میری امت میرے اس بیٹے کو قتل کر دے گی۔'' میں نے کہا: یہ بیٹا (حسین)؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں، وہ میرے پاس اس علاقے کی سرخ مٹی بھی لائے۔

تخريج:أخرجه الحاكم: ٣/ ١٧٦۔١٧٧، وعنه البيهقي فى"الدلائل": ٦/ ٤٦٩

(٣٥٥٠)۔ عَنْ عَائِشَةَ أَوْأُمِّ سَلَمَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِأَحَدِهِمَا: ((لَقَدْ دَخَلَ عَلَيَّ الْبَيْتَ مَلَكٌ لَمْ يَدْخُلْ عَلَيَّ قَبْلَهَا، فَقَالَ لِي: إِنَّ ابْنَكَ هٰذَا: حُسَيْنٌ مَقْتُوْلٌ، وَإِنْ شِئْتَ أُرِيْتُكَ مِنْ تُرْبَةِ الْأَرْضِ الَّتِي يُقْتَلُ بِهَا۔)) قَالَ: فَأَخْرَجَ تُرْبَةً حَمْرَاءَ۔

(الصحيحة:٨٢٢)

سیدہ عائشہ و سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ان میں سے کسی ایک کو فرمایا: ''آج گھر میں میرے پاس ایسا فرشتہ آیا، جو پہلے کبھی نہیں آیا تھا، اس نے مجھے کہا: آپ کا یہ حسین بیٹا قتل ہو جائے گا، اگر آپ چاہتے ہیں تو میں اس کے مقتل کی مٹی آپ کو دکھا دیتا ہوں۔ پھر اس نے سرخ مٹی نکال (کر مجھے دکھائی)۔''

تخريج: رواه أحمد

(٣٥٥١)۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ نَجِيٍّ عَنْ أَبِيهِ، أَنَّهُ سَارَ مَعَ عَلِيٍّ وَكَانَ صَاحِبَ مِطْهَرَتِهِ، فَلَمَّا حَاذَى (نينوي) وَهُوَ مُنْطَلِقٌ إِلَى صِفِّيْنَ، فَنَادَى عَلِيٌّ:اِصْبِرْ أَبَا عَبْدِاللّٰهِ: اِصْبِرْ أَبَا عَبْدِاللّٰهِ بِشَطِّ الْفُرَاتِ، قُلْتُ:وَمَا ذَا؟ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ وَعَيْنَاهُ تَفِيْضَانِ، قُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ أَغْضَبَكَ أَحَدٌ؟ مَا شَأْنُ عَيْنَيْكَ تَفِيْضَانِ؟ قَالَ: ((بَلْ قَامَ مِنْ عِنْدِي جِبْرِيْلُ مِنْ قَبْلُ، فَحَدَّثَنِي أَنَّ الْحُسَيْنَ يُقْتَلُ بِشَطِّ الْفُرَاتِ۔)) قَالَ: ((فَقَالَ: هَلْ لَكَ إِلَيَّ أَنْ أُشِمَّكَ مِنْ تُرْبَتِهِ؟)) قَالَ: ((قُلْتُ: نَعَمْ، فَمَدَّ يَدَهُ فَقَبَضَ قَبْضَةً مِنْ تُرَابٍ

عبداللہ بن نجی اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ طہارت والے پانی کا برتن اٹھا کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ چل رہے تھے، جب وہ صفین کی طرف جاتے ہوئے نینوی مقام تک پہنچے، تو حضرت علی نے آواز دی: ابوعبداللہ! ٹھہر جاؤ، دریائے فرات کے کنارے ٹھہر جاؤ۔ میں نے کہا: ادھر کیا ہے؟ انھوں نے کہا: میں ایک دن نبی کریم ﷺ کے پاس گیا، اس حال میں آپ کی آنکھیں اشک بار تھیں۔ میں نے کہا: اے اللہ کے نبی! کسی نے آپ کو غصہ دلایا ہے؟ آپ کی آنکھیں کیوں آنسو بہا رہی ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''آپ کی آمد سے قبل جبریل امین میرے پاس سے اٹھ کر گئے ہیں، انھوں نے مجھے خبر دی ہے کہ حسین کو دریائے فرات کے کنارے قتل کر دیا جائے گا۔'' آپ نے فرمایا پھر اس نے کہا کہ میں آپ کو اس کی مٹی کی خوشبو سونگھاؤں؟ میں نے کہا:

فَاَعْطَانِیْهَا، فَلَمْ اَمْلِكْ عَیْنَيَّ اَنْ فَاضَتَا۔)) (الصحیحة:۱۱۷۱) جی ہاں۔پس انھوں نے اپنا ہاتھ لمبا کیا، مٹی کی مٹھی بھری اور مجھے دے دی۔ میں اپنے آپ پر قابو نہ پا سکا اور رونے لگ گیا۔''

تخریج: أخرجه أحمد: ۱/ ۸۵

شرح:...... سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی میدانِ کربلا میں شہادت امت مسلمہ کے چہرے پر سیاہ دھبہ ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا جبریل علیہ السلام کے ذریعے پہلے ہی پیشین گوئی فرما دی تھی۔

امام البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں: اس قسم کی احادیث کربلا کے تقدس، اس زمین پر سجدہ کرنے اور اس کی مٹی کی بنائی گئی ٹکیہ پر پر سجدے کرنے کی فضیلت پر دلالت نہیں کرتیں، جیسا کہ شیعوں کا خیال ہے، اگر اس قسم کی ٹکی کی کوئی فضیلت ہوتی تو مسجد حرام اور مسجد نبوی کی مٹی سے بنائی جانی چاہیے تھی۔

لیکن اس چیز کا تعلق شیعوں کی بدعت اور اہل بیت اور ان کے آثار کی تعظیم میں غلو سے ہے۔ بڑی عجیب وغریب بات ہے کہ ان لوگوں کے ہاں عقل بھی مصادر شریعت میں سے ہے، اسی بنا پر وہ عقلی تحسین اور عقلی تقبیح کے قائل ہیں۔ لیکن اس کے باوجود وہ کربلا کی زمین پر سجدہ کرنے کی فضیلت ایسی روایات سے ثابت کرتے ہیں، جو عقلی تقاضوں کے مطابق بالکل باطل ہیں۔سید عبدالرضا مرعشی شہرساتی نے اپنے رسالے (ص ۱۵) میں "السجود علی التربة الحسینیة" کے عنوان میں لکھا:

''کربلا کی مٹی کے شرف، قداست اور وہاں مدفون ہستیوں کی طہارت کی وجہ اس پر سجدہ کرنا افضل ہے،عترتِ طاہرہ کے ائمہ علیہم السلام سے مروی روایات اس پر دلالت کرتی ہیں، مثلا: اس (مٹی) پر کیے ہوئے سجدے ساتویں زمین تک نور پیدا کر دیتے ہیں۔ یہ سجدے ساتوں پردوں کو چاک کر دیتے ہیں۔ اللہ تعالی جس طرح اس مٹی پر سجدے کرنے والے کی نماز قبول کرتا ہے، اس طرح دوسروں کی نہیں کرتا۔ حسین کی قبر کی مٹی پر کیا گیا سجدہ زمینوں کو روشن کر دیتا ہے۔''

میں (البانی) کہتا ہوں: ان روایات کا باطل ومردود ہونا ظاہر ہے، اہل بیت کے ائمہ رضی اللہ عنہم ایسی مرویات سے بری ہیں، ان کی سرے سے کوئی سند ہی نہیں ہے کہ محقق، علم حدیث اور اصول حدیث کی روشنی میں ان کو پرکھ سکے، کوئی روایت مرسل ہے تو کوئی معضل۔

اسی شیعہ مصنف نے اپنی کتاب کے ورقوں کو کالا کرتے ہوئے مزید کہا: ''حسینی مٹی کی فضیلت وقداست پر دلالت کرنے والی روایات صرف ائمۂ اہلِ بیت سے مروی نہیں ہیں، بلکہ دوسرے اسلامی فرقوں کی بنیادی کتابوں میں بڑی شہرت کے ساتھ ان کا تذکرہ ملتا ہے، ان کے علما اور رواۃ نے ان کو روایات کیا ہے، مثلا امام سیوطی نے اپنی کتاب (الخصائص الکبری) میں (باب اخبار النبی صلی اللہ علیہ وسلم بقتل الحسین علیہ السلام) میں امام حاکم، امام بیہقی، امام ابونعیم اور امام طبری جیسے ثقات سے تقریباً بیس روایات بیان کی ہیں، اسی طرح امام ہیثمی کے (مجمع الزوائد: ۹/ ۱۹۱) میں بھی ان کا

تذکرہ ملتا ہے۔''

میں (البانی) کہتا ہوں: اے مسلمان! تجھے علم ہونا چاہیے کہ امام سیوطی اور امام ہیثمی نے ایک حدیث بھی ایسی ذکر نہیں کی، جو حسینی مٹی کی فضیلت و قداست پر دلالت کرے، اہل السنۃ کی روایت کردہ احادیث سے صرف یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر دی تھی، جیسا کہ میں نے بھی اس صحیحہ میں چند روایات بیان کی ہیں۔ اس شیعے نے جن روایات کے بارے میں دعوی کیا ہے، کیا وہ سیوطی اور ہیثمی نے روایت کی ہیں؟

اے اللہ! ہرگز نہیں۔ دراصل یہ شیعہ اپنی ضلالت اور بدعت کی تائید میں رواں دواں تھا اور مکڑی کے جالے سے کمزور دلیل کا بھی سہارا لینے لگا۔

اس مرعشی شہرسانی شیعے نے اپنی کتاب کے قاریوں کو اتنا دھوکہ دینے پر اکتفا نہ کیا، بلکہ رسول اللہ ﷺ پر جھوٹ بولنے کی جرأت بھی کرنے لگا، وہ کہتا ہے:

''جس نے سب سے پہلی مٹی سے بنی ہوئی تختی پر سجدہ کیا، وہ ہمارے نبی حضرت محمد ﷺ ہیں، یہ اس وقت کی بات ہے، جب ۳ھ میں مسلمانوں اور قریشیوں میں احد والی جنگ لڑی گئی، جس میں رکنِ اسلام حمزہ بن عبد المطلب کی شہادت کا واقعہ پیش آیا۔ اس وقت نبی کریم ﷺ نے مسلمان عورتوں کو حکم دیا کہ ہر محفلِ سوگ میں ان پر نوحہ کریں، پھر ان کی تکریم میں وسعت اختیار کی گئی اور لوگ ان کی قبر سے مٹی لے کر اس سے تبرک حاصل کرتے اور اس پر سجدہ کرتے اور اس سے سجدہ کی جگہیں بناتے، جیسا کہ (شیعوں کی کتاب) (الارض والتربة الحسينية) میں ہے۔

میں (البانی) کہتا ہوں: قارئینِ کرام! سوچیں، اس آدمی نے رسول اللہ ﷺ کی طرف کیسا جھوٹ منسوب کیا اور یہ دعوی کر دیا کہ نبی کریم ﷺ نے سب سے پہلے سجدہ کرنے کے لیے ٹکی بنوائی تھی۔ پھر اس نے اپنے دعوی کی کوئی دلیل بھی پیش نہ کی۔ البتہ یہ جھوٹ پیش کیا کہ آپ ﷺ نے عورتوں کو سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ پر نوحہ کرنے کا حکم دیا تھا، حالانکہ اس حکم کا مٹی والے مسئلہ سے کوئی ربط بھی نہیں ہے، جبکہ آپ ﷺ نے تو عورتوں سے نوحہ نہ کرنے کی بیعت لی تھی، جیسا کہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں سیدہ عطیہ رضی اللہ عنہا کی روایت سے ثابت ہوتا ہے۔

پھر تیسرا جھوٹ یہ پیش کر دیا کہ صحابہ کرام تبرک کے لیے سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی قبر سے مٹی اٹھا لیتے اور اس پر سجدہ کرتے تھے۔ یہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر واضح جھوٹ ہے۔ وہ اس قسم کی بت پرستی سے کوسوں دور تھے۔ پھر یہ بیچارہ اپنے جھوٹوں کو مسلمانوں کے کسی معروف مصدر کی طرف منسوب بھی نہ کر سکا۔ البتہ (الارض والتربة الحسينية) کا نام پیش کیا ہے، جو ایک شیعی کی کتاب ہے۔ (صحیحہ: ۱۱۷۱) اس کے بعد مزید بحث صحیحہ میں دیکھی جا سکتی ہے۔

حبشی کعبہ کو تباہ و برباد کر دیں گے

اگر حرم امن والا ہے تو اس میں لڑائیاں کیوں ہوئیں

(۳۵۵۲)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، عَنِ سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ

النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((أُتْرُكُوْا الْحَبَشَةَ مَا تَرَكُوْكُمْ ، فَإِنَّهُ لَا يَسْتَخْرِجُ كَنْزَ الْكَعْبَةِ إِلَّا ذُوْالسُّوَيْقَتَيْنِ مِنَ الْحَبَشَةِ۔))

(الصحيحة: ٧٧٢)

نے فرمایا: ''حبشیوں کو اس وقت تک نہ چھیڑو، جب تک وہ تمھیں نہ چھیڑیں، کیونکہ کعبہ کے خزانے کو لوٹنے والا حبشہ کا چھوٹی پنڈلیوں والا آدمی ہوگا۔''

تخريج: رواه أبوداود: ٢/ ٢١٢، وعنه الخطيب في "التاريخ": ١٢/ ٤٠٣، والحاكم: ٤/ ٤٥٣، وأحمد: ٥/ ٣٧١

شرح:...... حبشیوں کے بارے میں یہ رخصت دینے کا پس منظر یہ تھا کہ حبشی علاقہ مسلمانوں کے علاقوں سے بہت دور تھا، اس تک پہنچنے کے لیے بہت زیادہ محنت و مشقت درکار تھی، اسی قسم کا معاملہ ترکوں کا ہے، کہ ان کا علاقہ بہت ٹھنڈا تھا، جبکہ اس وقت عرب لوگوں کا خطہ گرم تھا اور ترک لوگ لڑنے میں بھی بڑے سخت تھے۔ ان امور کو دیکھ کر مشروط خاموشی اختیار کرنے کی تعلیم دی گئی۔ لیکن اگر ایسے ہو کہ وہ مسلمانوں کے علاقوں میں گھس آئیں تو ان سے ہر ایک کا لڑنا ضروری ہو جائے گا۔

کعبہ کے خزانے سے مراد اس میں دفن شدہ مال ہے، حبشیوں کے مذکورہ شرّ کی وجہ سے ان سے جنگ نہ چھیڑنے کی تلقین کی گئی۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((يُخَرِّبُ الْكَعْبَةَ ذُو السُّوَيْقَتَيْنِ مِنَ الْحَبْشَةِ۔)) (بخاری: ١٥٩٦، مسلم: ٨/ ١٨٣) ...... ''باریک پنڈلیوں والی حبشی کعبہ کو تباہ و برباد کر دے گا۔''

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَيْهِ أَسْوَدُ أَفْحَجُ يَنْقُضُهَا حَجَرًا حَجَرًا۔)) يعني الكعبة۔ (بخاری: ١٥٩٥) ...... ''گویا کہ میں اس کالے (حبشی) کو دیکھ رہا ہوں، جس کی دونوں پنڈلیوں میں معمول سے زیادہ فاصلہ ہوگا، وہ کعبہ کو ایک ایک پتھر کر کے کھود ڈالے گا۔''

حبشی لوگوں کی پنڈلیاں بالعموم باریک ہوتی ہیں، لیکن اس شخص کی پنڈلیاں اتنی زیادہ باریک ہوں گی کہ وہ دوسرے حبشیوں سے بھی ممتاز نظر آئے گا۔

معلوم ایسے ہوتا ہے کہ ذو السویقتین حبشی کا زمانہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد اور قیامت کے قریب ہوگا، کیونکہ دجال کے زمانے میں حرمین شریفین آباد ہوں گے، صحیح بخاری (۱۵۹۳) کی روایت کے مطابق یاجوج ماجوج کے بعد بھی بیت اللہ کا حج و عمرہ کیا جائے گا۔

(٣٥٥٣)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ أَبِي قَتَادَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((يُبَايَعُ لِرَجُلٍ بَيْنَ الرُّكْنِ وَالْمَقَامِ، وَلَنْ يَسْتَحِلَّ الْبَيْتَ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، سیدنا ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایک آدمی کی حجر اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان بیعت کی جائے گی۔ بیت اللہ کی

اِلَّا اَهْلُهُ ، فَاِذَا اسْتَحَلُّوْهُ فَلَا تَسْاَلْ عَنْ هَلَكَةِ الْعَرَبِ ، ثُمَّ تَأْتِي الْحَبَشَةُ فَيُخْرِبُوْنَهُ خَرَابًا لَا يُعَمَّرُ بَعْدَهُ اَبَدًا ، وَهُمُ الَّذِيْنَ يَسْتَخْرِجُوْنَ كَنْزَهُ.)) (الصحيحة:٢٧٤٣)

حرمتوں کو پامال کرنے والے اہل بیت اللہ ہی ہوں گے۔ جب وہ ایسا کریں گے تو پھر عربوں کی ہلاکت و بربادی محتاج بیان نہ رہے گی، پھر حبشی لوگ کعبہ کو ویران کر دیں اور اس کے بعد اسے آباد نہیں کیا جائے، یہی لوگ اس کے خزانے نکال لیں گے۔"

تخريج: أخرجه ابن شيبة في "المصنف": ١٥/ ٥٢_٥٣ ، والحاكم :٤/ ٤٥٢_٤٥٣ ، والأزرقي "تاريخ مكة": ١/ ٢٧٨ ، والبغوي في "الجعديات": ٢/ ١٠٠٥/ ٢٩١١ ، وعنه الذهبي في "سير الأعلام": ٢/ ١٤٦ ، والطيالسي: ٢٣٧٣ ، وأحمد: ٢/ ٢٩١ ، ٣١٢ ، ٣٢٨ ، ٣٥١

(٣٥٥٤)۔ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ سَمْعَانَ ، قَالَ: سَمِعْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ يُخْبِرُ اَبَا قَتَادَهَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((يُبَايَعُ لِرَجُلٍ بَيْنَ الرُّكْنِ وَالْمَقَامِ ، وَلَنْ يَسْتَحِلَّ الْبَيْتَ اِلَّا اَهْلُهُ ، فَاِذَا اسْتَحَلُّوْهُ ، فَلَا يُسْاَلْ عَنْ هَلَكَةِ الْعَرَبِ ، ثُمَّ تَأْتِي الْحَبَشَةُ فَيُخْرِبُوْنَهُ خَرَابًا لَا يُعَمَّرُ بَعْدَهُ اَبَدًا ، وَهُمُ الَّذِيْنَ يَسْتَخْرِجُوْنَ كَنْزَهُ.)) (الصحيحة:٥٧٩)

سعید بن سمعان کہتے ہیں کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ، سیدنا ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ایک آدمی کی حجر اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان بیعت کی جائے گی اور بیت اللہ کی حرمتوں کو پامال کرنے والے اہل بیت اللہ ہی ہوں گے۔ جب وہ بیت اللہ کی حرمتوں کو پامال کریں گے، تو پھر عربوں کی ہلاکت و بربادی عروج پر ہوگی، پھر حبشی آ کر اسے ویران کر دیں گے، پھر بیت اللہ کو آباد نہیں کیا جائے گا، یہی لوگ کعبہ کے خزانے نکالیں گے۔"

تخريج: أخرجه أحمد: ٢/ ٢٩١ ، ٣١٢ ، ٣٢٨ ، ٣٥١ ، وابن حبان: ١٠٣٠ ، والحاكم: ٤/ ٤٥٢

شــرح:...... مؤخر الذکر احادیث کے شروع میں یہ پیشین گوئی کی گئی ہے کہ اہل اسلام خود بیت اللہ کو نقصان پہنچائیں گے اور اس کی حرمتوں کو پامال کریں گے۔ ایسے ہی ہوا، اپنوں کے ہاتھوں حرم کی بے حرمتی ہوتی رہی، تفصیل آ رہی ہے۔

حافظ ابن حجر کہتے ہیں: اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ یہ احادیث اللہ تعالی کے اس فرمان کے مخالف ہے: ﴿اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا جَعَلْنَا حَرَمًا آمِنًا﴾ ، کیونکہ اس آیت کے مطابق تو حرم کو امن والا قرار دیا گیا ہے اور اللہ تعالی نے اس وقت اصحاب الفیل کو اس سے روک لیا تھا، جب یہ مسلمانوں کا قبلہ ہی نہ تھا۔ سوال یہ ہے کہ اب حبشی اس پر کیسے مسلط آئیں گے، جبکہ یہ مسلمانوں کا قبلہ بھی بن چکا ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ اس حبشی کا یہ واقعہ آخری زمانہ میں قیامت کے قریب پیش آئے گا، اس وقت اللہ اللہ کہنے والا کوئی ایک شخص بھی اس زمین میں نہیں ہوگا، جیسا کہ صحیح مسلم میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "قیامت اس وقت تک

قائم نہیں ہوگی، جب تک اللہ اللہ کہا جانا بند نہ ہو جائے۔'' اسی لیے سعید بن سمعان کی روایت میں یہ کہا گیا ہے کہ ''اس واقعہ کے بعد بیت اللہ کبھی بھی آباد نہیں ہوگا۔''

لیکن یہ بات ضرور ہے کہ بیت اللہ میں قتال تو کیا گیا، پھر شامیوں نے یزید بن معاویہ کے زمانے میں اس پر چڑھائی کی، اس کے بعد بھی کئی حملے کیے گئے، جن میں سب سے بڑا حملہ قرامطہ کا تھا، جو چوتھی صدی ہجری میں پیش آیا، انھوں نے بے شمار مسلمان کو مطاف میں قتل کیا اور حجر اسود کو اکھاڑ کر اپنے علاقے میں لے گئے، پھر طویل مدت کے بعد واپس کیا تھا، اس کے بعد کئی لڑائیاں ہوئیں۔ لیکن اس سب کچھ کا اللہ تعالی کے اس فرمان ﴿أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّا جَعَلْنَا حَرَمًا آمِنًا﴾ سے کوئی تناقض اور تضاد نہیں، کیونکہ یہ سارا مسلمانوں نے خود کیا، جیسا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اور بیت اللہ کی حرمتوں کو پامال کرنے والے اہل بیت اللہ ہی ہوں گے۔'' تو آپ ﷺ نے جو پیشین گوئی پیش کی، معاملہ اسی طرح ہوا، اور دوسری بات یہ ہے کہ آیت سے یہ پتہ نہیں چلتا ہے کہ امن کا وجود استمراراً قائم رہے گا۔ واللہ اعلم۔ (فتح الباری: ٣/ ٥٨٩) یہ بھی ممکن ہے کہ اس آیت کے مصداق کو اغلب اوقات پر محمول کیا جائے۔

فتح مکہ کے بعد مکہ مکرمہ پر چڑھائی نہیں ہوگی

(٣٥٥٥)۔ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ مَالِكِ ابْنِ بَرْصَاءِ مَرْفُوْعًا: ((لَا تُغْزٰى هٰذِهِ (يَعْنِيْ: مَكَّةَ) بَعْدَ الْيَوْمِ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَلَا يُقْتَلُ قُرَشِيٌّ بَعْدَ هٰذَا الْعَامِ صَبْرًا أَبَدًا۔)) (الصحيحة:٢٤٢٧)

سیدنا حارث بن مالک بن برصاء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آج کے بعد روزِ قیامت تک اس (یعنی مکہ) پر حملہ نہیں کیا جائے گا اور نہ کسی قریشی کو باندھ کر قتل کیا جائے گا۔''

تخريج: أخرجه الترمذي:١٦١١، والحاكم:٣/ ٦٢٧، وأحمد:٣/ ٤١٢و٤/ ٣٤٣، وكذا الطحاوى فى "مشكل الآثار":٢/ ٢٢٨۔٢٢٩، وابن سعد فى "الطبقات":٢/ ١٤٥

شرح:...... ایک اشکال ہے کہ بیت اللہ پر مسلمانوں کی طرف سے حملے ہوتے رہے اور آئندہ ہوں گے، بالآخر ایک حبشی کعبہ کو تباہ و برباد کر دے گا، اس کے بعد یہ گھر آباد نہ ہو سکے گا۔

اس اشکال کے مختلف جوابات دیے گئے ہیں:

(١) مکہ مکرمہ پہلے کی طرح دوبارہ دارالکفر نہیں بنے گا کہ اس کو فتح کر کے دار الاسلام میں بدلنے کے لیے اس پر چڑھائی کی جائے۔

(٢) کفار اس پر حملہ نہیں کریں گے۔ لیکن اس پر یہ اعتراض کیا جا سکتا ہے حبشی اس پر چڑھائی کریں گے، اس کا جواب یہ ہوگا کہ جب تک مسلمان موجود ہیں اور یہ گھر آباد ہے تو کفار جرأت نہیں کریں گے، لیکن جب قیامت کے قریب مسلمان ختم ہو جائیں گے اور اللہ تعالی کا نام باقی نہیں رہے گا تو تب حبشی حملہ کریں گے۔

رہا مسلمانوں کے حملوں کا مسئلہ، جیسا کہ حرہ کے بعد یزید بن معاویہ کے زمانے میں اور پھر عبد الملک بن مروان کے زمانے میں ہوا، تو اس کا جواب یہ ہے کہ ان مسلمانوں کا مقصد یہ نہیں تھا کہ مکہ مکرمہ بیت اللہ مشرفہ پر چڑھائی کی جائے، ان کا معاملہ سیدنا عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا، اگرچہ اس دوران بیت اللہ کی عمارت کو بھی نقصان پہنچا۔

بیت اللہ پر چڑھائی کرنے والوں کو زمین میں دھنسا دیا جائے گا

(٣٥٥٦)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا تَنْتَهِي الْبُعُوْثُ عَنْ غَزْوِ هٰذَا الْبَيْتِ، حَتّٰى يُخْسَفَ بِجَيْشٍ مِنْهُمْ۔)) (الصحيحة: ٢٤٣٢)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مختلف لشکر بیت اللہ میں جنگ کرنے سے باز نہیں آئیں گے، حتی کہ ان کے ایک لشکر کو زمین میں دھنسا دیا جائے گا۔''

تخريج: أخرجه النسائي: ٢/ ٣٢، والحاكم: ٤/ ٤٣٠، وابو نعيم في "الحلية": ٧/ ٢٤٤

شرح:...... مطلب یہ ہوا کہ لوگ کعبہ پر حملے کرنے سے باز نہیں آئیں گے، جیسا کہ یزید بن معاویہ کے زمانے میں شامیوں نے بیت اللہ پر چڑھائی کی، بعد میں بھی خود مسلمانوں کی طرف سے حملے ہوتے رہے، بالآخر ایک وقت آئے گا کہ حملہ آوروں کے لشکر کو بیدا نامی مقام میں دھنسا دیا جائے گا، صرف ایک شخص بچے گا جو دھنسنے والوں کے بارے میں اطلاع دے گا۔ یہ لشکر آپ ﷺ کی امت میں سے ہوگا، جیسا کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ آپ ﷺ سو رہے تھے کہ آپ کے جسم میں اضطراب پیدا ہوا۔ ہم نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! آج آپ نے نیند میں ایسی حرکت کی ہے، جو پہلے نہیں کرتے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تعجب انگیز بات ہے، میری امت کے لوگ بیت اللہ کا قصد کریں گے، جب وہ بیدا مقام پر پہنچیں گے، تو ان کو دھنسا دیا جائے گا۔'' (مسلم: ٢٨٨٤)

اس سلسلے میں ذو السویقتین حبشی کو کامیابی ہوگی اور وہ بیت اللہ کی اینٹ سے اینٹ بجا دے گا۔ اس کی تفصیل ''حبشی کعبہ کو تباہ و برباد کر دیں گے'' کے عنوان میں موجود ہے۔

فرزندانِ امت ایک دوسرے کو ہلاک کریں گے

(٣٥٥٧)۔ عَنْ وَاثِلَةَ بْنِ الْاَسْقَعِ، قَالَ: خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((اَتَزْعُمُوْنَ أَنِّيْ مِنْ آخِرِكُمْ وَفَاةً؟ اَلا اَنِّي مِنْ اَوَّلِكُمْ وَفَاةً، وَتَتَّبِعُوْنِّي اَفْنَادًا، يُهْلِكُ بَعْضُكُمْ بَعْضًا۔)) (الصحيحة: ٨٥١)

سیدنا واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا: ''کیا تم لوگ یہ خیال کرتے ہو کہ میں تم میں وفات کے لحاظ سے آخری ہوں؟ آگاہ رہو! میں تو بلحاظ وفات کے تم میں سب سے پہلا ہوں، پھر تم گروہوں (اور جماعتوں) کی شکل میں میرے پیچھے آؤ گے، تمھارے بعض لوگ بعضوں کو ہلاک کریں گے۔''

تخريج: أخرجه أحمد: في "المسند": ٤/ ١٠٦، وابن حبان في "صحيحه": ٨/ ٢٢٣/ ٦٦١٢

شرح :...... ایسے ہی ہوا، آپ ﷺ جلد ہی دنیائے فانی سے رحلت فرما گئے، آپ ﷺ کی زندگی میں صحابہ کی کم تعداد فوت ہوئی تھی۔ آپ ﷺ نے ایک دوسرے کو ہلاک کرنے کی جو پیشین گوئی کی تھی، وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دور سے ہی شروع ہوگئی تھی اور آج تک جاری ہے۔

اللہ تعالیٰ روزِ قیامت مومنوں کے سامنے مسکرائے گا

(٣٥٥٨)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا جَمَعَ اللّٰهُ الْأُوْلٰى وَالْأُخْرٰى يَوْمَ الْقِيَامَةِ، جَاءَ الرَّبُّ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى إِلَى الْمُؤْمِنِيْنَ فَوَقَفَ عَلَيْهِمْ، وَالْمُؤْمِنُوْنَ عَلٰى كَوْمٍ۔)) فَقَالُوْا لِعُقْبَةَ: مَا الْكَوْمُ؟ قَالَ: مَكَانٌ مُرْتَفِعٌ۔ ((فَيَقُوْلُ: هَلْ تَعْرِفُوْنَ رَبَّكُم؟ فَيَقُوْلُوْنَ: إِنْ عَرَّفَنَا نَفْسَهُ عَرَفْنَاهُ ثُمَّ يَقُوْلُ لَهُمُ الثَّانِيَةَ، فَيَضْحَكُ فِي وُجُوْهِهِمْ، فَيَخِرُّوْنَ لَهُ سُجَّدًا۔)) (الصحيحة: ٧٥٦)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب اللہ تعالیٰ روزِ قیامت اگلوں پچھلوں کو جمع کرے گا، تو وہ مومنوں کے پاس آئے گا، اس وقت مومن کسی اونچی جگہ پر ہوں گے۔ (راویوں نے عقبہ سے ”کوم“ کا معنی پوچھا تو انھوں نے اس کا معنی ”اونچی جگہ بتایا) اللہ تعالیٰ پوچھے گا: (مومنو!) کیا تم اپنے ربّ کو پہچانتے ہو؟ وہ کہیں گے: اگر وہ اپنا تعارف کروا دے تو ہم پہچان لیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ دوسری دفعہ بات کرے گا اور ان کے سامنے ہنسے گا، (یہ منظر دیکھ کر) وہ سجدے میں گر پڑیں گے۔“

تخريج: أخرجه ابن خزيمة في "التوحيد": صـ١٥٣

شرح :...... امام البانی رحمہ اللہ نے کہا: یہ حدیث ان احادیث میں سے ہے، جن میں اللہ تعالیٰ کی صفات کا ذکر ہے۔ ان کے بارے میں سلف صالحین کا مذہب یہ ہے کہ جس صفت کا جیسے ذکر کیا گیا ہے، اسے بغیر کسی تعطیل و تشبیہ کے تسلیم کیا جائے، وہ اس سلسلے میں تفویض کے قائل بھی نہیں ہیں، جو کہ کوثری جیسے معطّلہ کا خیال ہے۔ جیسا کہ ابن تیمیہ نے اپنے رسالے (التدمیریة) میں اس کی وضاحت کی ہے۔

تفویض کا مفہوم یہ ہے کہ جن نصوص میں اللہ تعالیٰ کی صفات کا تذکرہ ہوا ہے، ان کو سمجھے بغیر ان کے الفاظ پر ایمان رکھا جائے، (مثلا اس حدیث میں اللہ تعالیٰ کی صفت ”ضحک“ یعنی ہنسنے کا ذکر ہے، تفویض یہ ہے کہ صرف ”ضحک“ کے لفظ پر ایمان رکھا جائے اور یہ سمجھنے کی کوشش نہ کی جائے کہ اس کا معنی ہنسنا ہے یا کوئی اور)۔ اگر تفویض کو درست سمجھا جائے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ سلف صالحین اس چیز سے جاہل تھے، جو ان کے ہاں سب سے معزز اور مقدس تھی اور وہ ہے اللہ تعالیٰ کے اسماو صفات۔

آپ میری کتاب (مختصر العلو للذهبی) میں میرے مقدمے کا مطالعہ کریں۔ (صحیحه: ٧٥٦)

(٣٥٥٩)۔ عَنْ أَبِي مُوْسٰى، قَالَ: قَالَ

سیدنا ابوموسی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَتَجَلّٰى لَنَا رَبُّنَا عَزَّ وَجَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ضَاحِكًا۔))

فرمایا: ''قیامت والے دن ہمارے ربّ ہنستے ہوئے ہمارے سامنے تجلی فرمائیں گے۔''

(الصحيحة:٧٥٥)

تخريج: أخرجه ابن خزيمة في"التوحيد": ١٥٣، والطبراني في"المعجم الكبير": وتمام في"الفوائد": ٢/٨٣، وأحمد: ٤/٤٠٧، وابنه عبدالله في"السنة": صـ٥٠، والآجري في "الشرعية": صـ٢٨٠

شرح:......اللہ تعالیٰ ہمیں یہ موقع نصیب فرمائے۔ آمین۔

روز قیامت نبی کریم ﷺ کی جائے ملاقات

(٣٥٥٩م)۔ عَنِ النَّضْرِ بْنِ اَنَسِ بنِ مَالِكٍ عَنْ اَبِيهِ قَالَ: سَاَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ اَنْ يَشْفَعَ فِيَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، فَقَالَ: ((اَنَا فَاعِلٌ۔)) قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! فَاَيْنَ اَطْلُبُكَ؟ قَالَ: ((اُطْلُبْنِي اَوَّلَ مَا تَطْلُبُنِي عَلَى الصِّرَاطِ۔)) قَالَ: فَاِنْ لَّمْ اَلْقَكَ عَلَى الصِّرَاطِ؟ قَالَ: ((اُطْلُبْنِي عِنْدَ الْمِيزَانِ۔)) قَالَ: فَاِنْ لَّمْ اَلْقَكَ عِنْدَ الْمِيزَانِ؟ قَالَ: ((فَاطْلُبْنِي عِنْدَ الْحَوْضِ؛ فَاِنِّي لَا اُخْطِئُ هٰذِهِ الثَّلَاثَ الْمَوَاطِنَ۔))

(الصحيحة:٢٦٣٠)

نضر بن انس بن مالک اپنے سے روایت کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کہ وہ میرے حق کے روزِ قیامت سفارش کریں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں ایسے ہی کروں گا۔'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں آپ کہاں تلاش کروں گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے سب سے پہلے پل صراط پر تلاش کرنا۔'' میں نے کہا: اگر میں وہاں آپ کو نہ مل سکوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو پھر میزان کے پاس مجھے تلاش کرنا۔'' میں نے کہا: اگر میں آپ کو میزان کے پاس نہ پا سکوں تو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو پھر حوض پر مجھے تلاش کرنا، کیونکہ یہ نہیں ہوسکتا کہ میں ان تینوں مقامات پر نہ ملوں۔''

تخريج: أخرجه الترمذي: ٢/ ٧٠، وأحمد: ٣/ ١٧٨، والضياء المقدسي في"الأحاديث المختارة": ق٢٤٢/ ١_٢

اللہ تعالیٰ کی سو رحمتیں

(٣٥٦٠)۔ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((اِنَّ لِلّٰهِ مِئَةَ رَحْمَةٍ، قَسَّمَ رَحْمَةً وَاحِدَةً بَيْنَ اَهْلِ الدُّنْيَا وَسِعَتْهُمْ اِلَى آجَالِهِمْ، وَاَخَّرَ تِسْعًا وَتِسْعِيْنَ رَحْمَةً لِاَوْلِيَائِهِ، وَاِنَّ اللّٰهَ قَابِضٌ تِلْكَ الرَّحْمَةَ الَّتِي قَسَّمَهَا بَيْنَ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بے شک اللہ تعالیٰ کے پاس سو رحمتیں ہیں، ایک رحمت کو اہل دنیا میں تقسیم کیا، وہ ان کو تا موت کافی ہے، اور ننانوے رحمتیں اپنے اولیاء کے لیے مؤخر کر رکھی ہیں اور جو رحمت اللہ تعالیٰ نے اہل دنیا میں تقسیم کی تھی، اس کو بھی واپس

اَهْلِ الدُّنْيَا اِلَى التِّسْعِ وَالتِّسْعِيْنَ، فَيُكَمِّلُهَا مِئَةَ رَحْمَةٍ لِاَوْلِيَائِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔)) (الصحيحة: ١٦٣٤)

کر کے اُن ننانوے کے ساتھ ملا دے گا اور اس طرح اپنے دوستوں کے لیے قیامت کے دن سو رحمتیں پوری کر دے گا۔''

تخریج: أخرجه أحمد: ٢/ ٥١٤

شرح:...... اسی ایک رحمت کا اثر ہے کہ انسان ایک دوسرے پر اور وحشی جانور، دوسرے حیوانات اور پرندے اپنے بچوں پر شفقت کرتے ہیں، یا یوں کہنا چاہیے کہ اس دنیا میں رحمت و رحمت اور محبت و شفقت کی جتنی صورتیں پائی جاتی ہیں، وہ اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ رحمت کی وجہ سے ہیں۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ایک دوسرے پر رحمت و شفقت کا معاملہ کرنا اللہ تعالیٰ کو پسند بھی ہے اور اس کا فضل و کرم بھی، سنگ دلی اور شفقت و محبت سے ناآشنائی ناپسندیدہ چیز ہے۔ اللہ تعالیٰ کا قیامت والے دن اپنے بندوں سے سو رحمتوں والا معاملہ کرنا، یقیناً اس میں بندگانِ خدا کے لیے بڑی امید اور زبردست خوش خبری ہے۔

لیکن جو اس بنیاد پر اللہ کی مخالفت کو اپنا شیوہ اور اس کی حدود کی پامالی کو اپنا وطیرہ بنا لے، اس کے لیے اس کا غضب بھی اس روز نہایت شدید ہوگا۔ اس لیے ترک فرائض اور اعراض و استکبار کے ساتھ رحمتِ الٰہی کی امید تخمِ حنظل کی کاشت کر کے کسی ثمرِ شیریں کی پیداوار کی امید رکھنے کے مترادف ہے۔

تعارف کے لیے اللہ تعالیٰ کا اپنی پنڈلی منکشف کرنا
روزِ قیامت ہر عابد اپنے معبود کے ساتھ ہوگا

(٣٥٦١)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا جَمَعَ اللّٰهُ الْعِبَادَ بِصَعِيْدٍ وَاحِدٍ نَادٰى مُنَادٍ: يَلْحَقُ كُلُّ قَوْمٍ بِمَا كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ۔ فَيَلْحَقُ كُلُّ قَوْمٍ بِمَا كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ، وَيَبْقَى النَّاسُ عَلٰى حَالِهِمْ، فَيَأْتِيْهِمْ فَيَقُوْلُ: مَابَالُ النَّاسُ ذَهَبُوْا وَأَنْتُمْ هَاهُنَا؟ فَيَقُوْلُوْنَ: نَنْتَظِرُ إِلٰهَنَا۔ فَيَقُوْلُ: هَلْ تَعْرِفُوْنَهُ؟ فَيَقُوْلُوْنَ: إِذَا تَعَرَّفَ إِلَيْنَا عَرَفْنَا، فَيَكْشِفُ لَهُمْ عَنْ سَاقِهِ فَيَقَعُوْنَ لَهُ سُجُوداً، وَذٰلِكَ قَوْلُ اللّٰهِ تَعَالٰى: ﴿يَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ وَّيُدْعَوْنَ إِلَى السُّجُوْدِ فَلَا

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب اللہ تعالیٰ بندوں کو ایک جگہ پر اکٹھا کرے گا تو منادی کرنے والا آواز دے گا: ہر کوئی اپنے اپنے معبودوں کے ساتھ مل جائے۔ تمام لوگ اپنے اپنے معبودوں کے ساتھ مل جائیں گے۔ کچھ لوگ اپنی سابقہ حالت پر کھڑے رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کے پاس آئے گا اور پوچھے گا: کیا وجہ ہے، لوگ چلے گئے ہیں اور تم یہیں کھڑے ہو؟ وہ کہیں گے: ہم اپنے معبود کا انتظار کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ پوچھے گا: کیا تم اپنے معبود کو پہچانتے ہو؟ وہ کہیں گے: اگر وہ ہمیں اپنا تعارف کروا دے تو ہم پہچان لیں گے۔ اتنے میں اللہ تعالیٰ اپنی پنڈلی سے پردہ اٹھائے گا، وہ سجدہ میں گر پڑیں گے۔ اللہ تعالیٰ کے اس

يَسْتَطِيْعُوْنَ﴾ (الْقَلَم:٤٢) وَيَبْقَى كُلُّ مُنَافِقٍ فَلَا يَسْتَطِيْعُ أَنْ يَسْجُدَ ثُمَّ يَقُوْدُهُمْ إِلَى الْجَنَّةِ۔)) (الصحيحة: ٥٨٤)

قول ﴿جس دن پنڈلی کھول دی جائے گی اور سجدے کے لیے بلائیں جائیں گے تو (سجدہ) نہ کر سکیں گے۔﴾ (سورۂ قلم:۴۲) کا یہی مصداق ہے۔منافق کھڑے کے کھڑے رہ جائیں گے اور سجدہ نہیں کر سکیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ جنت کی طرف ان کی رہنمائی فرمائے گا۔''

تخریج: أخرجه الدارمی فی "سننه": ٢/ ٣٢٦، واخرجه ابن منده: ٣٩/ ٨ مختصرا

(٣٥٦٢)۔ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، قَالَ: سَأَلْتُ جَابِرًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ الْوُرُوْدِ۔ فَأَخْبَرَنِي أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ يَقُوْلُ: ((نَحْنُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلٰى كَوْمٍ فَوْقَ النَّاسِ فَتُدْعٰى الْأُمَمُ بِأَوْثَانِهَا، وَمَا كَانَتْ تَعْبُدُ، الْأَوَّلُ فَالْأَوَّلُ، ثُمَّ يَأْتِيْنَا رَبُّنَا بَعْدَ ذٰلِكَ فَيَقُوْلُ: مَا تَنْتَظِرُوْنَ؟ فَيَقُوْلُوْنَ: نَنْتَظِرُ رَبَّنَا۔ فَيَقُوْلُ: أَنَا رَبُّكُمْ، فَيَقُوْلُوْنَ: حَتّٰى نَنْظُرَ إِلَيْكَ، فَيَتَجَلّٰى لَهُمْ يَضْحَكُ، فَيَتَّبِعُوْنَهُ۔)) (الصحيحة:٢٧٥١)

ابوزبیر کہتے ہیں: میں سیدنا جابر سے قیامت کے دن آنے کے بارے میں سوال کیا۔ انھوں نے جوابًا مجھے رسول اللہ ﷺ کی یہ حدیث بیان کی: ''ہم روزِ قیامت عام لوگوں سے بلند ایک ٹیلے پر ہوں گے، امتوں کو ان کے بتوں اور معبودوں سمیت پکارا جائے گا، وہ یکے بعد دیگرے آئیں گی، پھر ہمارا ربّ ہمارے پاس آئے گا اور پوچھے گا: تم لوگ کس چیز کا انتظار کر رہے ہو؟ ہم کہیں گے: ہم اپنے ربّ کا انتظار کر رہے ہیں۔ وہ فرمائے گا: میں تمھارا ربّ ہوں۔ ہم کہیں گے: (اپنے سامنے سے پردہ چاک کرو) تاکہ ہم تجھے دیکھ سکیں۔ سو اللہ تعالیٰ ہنستے ہوئے ان کے سامنے ظاہر ہوں گے اور وہ ان کے پیچھے چل پڑیں گے۔''

تخریج: أخرجه أحمد: ٣/ ٣٤٥، والدارمی فی "الرد علی الجهمية": ص٥٨، وابو عوانة فی "صحيحه": ١/ ١٣٩، ومسلم: ١/ ١٢٢

(٣٥٦٣)۔ عَنْ أَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ: ((يَكْشِفُ رَبُّنَا عَنْ سَاقِهِ، فَيَسْجُدُ لَهُ كُلُّ مُؤْمِنٍ وَمُؤْمِنَةٍ وَيَبْقٰى مَنْ كَانَ يَسْجُدُ فِي الدُّنْيَا رِيَاءً وَسُمْعَةً، فَيَذْهَبُ يَسْجُدُ فَيَعُوْدُ ظَهْرُهُ طَبَقًا وَاحِدًا۔)) (الصحيحة:٥٨٣)

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب ہمارا ربّ اپنی پنڈلی سے پردہ ہٹائے گا تو ہر مؤمن مرد اور عورت اسے سجدہ کریں گے، جو لوگ دنیا میں ریاکاری اور شہرت کے لیے سجدہ کرتے تھے وہ باقی رہ جائیں گے، ان میں سے ہر ایک سجدہ کرنے (کے لیے جھکنے) کی کوشش تو کرے گا، لیکن اس کی کمر ایک تختہ ہو جائے گی۔''

تخریج: أخرجه البخاری: ٨/ ٥٣٨۔ فتح، ومسلم: ١/ ١١٤

شرح: ...... امام البانی رحمہ اللہ نے کہا: ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ﴾ (سورۂ شوری: ۱۱) ..... ''کوئی چیز اللہ تعالیٰ کی سی نہیں ہے۔''

لیکن یہ بات ذہن نشین رہنی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی جتنی صفات ثابت کی ہیں، ان کو تسلیم کرنے سے کسی صورت میں تشبیہ لازم نہیں آتی، کیونکہ جیسے اللہ تعالیٰ کی ذات کو ثابت کرنے سے اس بنا پر تشبیہ لازم نہیں آتی کہ اس کی ذات، دوسری مخلوقات کی ذاتوں کے مشابہ نہیں ہے، یہی معاملہ اللہ تعالیٰ کی صفات کا ہے کہ اس کی صفات، مخلوق کی کسی صفت کے مشابہ نہیں ہیں، بلکہ وہ ایسے حقائق ہیں، جو اللہ تعالیٰ کی جلالت وعظمت اور تنزیہ وسبحانیت کے شایانِ شان ہیں۔ اس لیے کوئی مانع نہیں کہ پنڈلی کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کیا جائے، کیونکہ شرعی نصوص نے اس صفت کو ثابت کر دیا ہے۔ اگرچہ سند کے اعتبار سے ''ساق'' کا لفظ ''ساقہ'' کے لفظ سے زیادہ صحیح ہے، لیکن درایت کے اعتبار سے دونوں میں کوئی فرق نہیں، کیونکہ حدیث کا سیاق اللہ تعالیٰ کی پنڈلی پر دلالت کرتا ہے، سب سے زیادہ صریح روایت ہشام کی ہے، جسے امام حاکم نے ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا: ((هَلْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ اللّٰهِ مِنْ آيَةٍ تَعْرِفُونَهَا؟ فَيَقُولُونَ: نَعَمْ، اَلسَّاقُ، فَيَكْشِفُ عَنْ سَاقٍ......)) ...... اللہ تعالیٰ پوچھے گا: ''کیا تمہارے اور اللہ تعالیٰ کے مابین کوئی نشانی ہے، جس کو تم پہچان لوگے؟ وہ کہیں گے: جی ہاں، وہ پنڈلی ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ اپنی پنڈلی کا انکشاف کریں گے......''

یہ روایت اس ضمن میں انتہائی واضح ہے کہ پنڈلی سے مراد اللہ تعالیٰ کی پنڈلی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ سعید بن ابو ہلال کبھی کبھی اس کو بالمعنی روایت کرتے ہوئے ''عن ساقہ'' کہتے تھے اور ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں، جب تک حق واضح رہے۔ (صحیحہ: ۵۸۳)

مزید ان احادیث میں دو چیزوں کی زبردست مذمت کی گئی ہے، ایک شرک اور دوسری ریاکاری۔ ہمیں شرک اور ریاکاری کی تمام شقوں کو سمجھ کر اپنے رویے کا جائزہ لینا چاہیے، تاکہ قیامت کے دن ذلت ورسوائی سے محفوظ رہیں۔

اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی معبود میں خیر نہیں ہے

اگر ایسے ہی ہے تو انبیا وصلحا کا کیا ہوگا، جن کو لوگوں نے معبود بنا لیا؟

(۳۵٦٤)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: لَقَدْ عَلِمْتُ آيَةً مِنَ الْقُرْآنِ مَا سَأَلَنِي عَنْهَا رَجُلٌ قَطُّ، فَلَا أَدْرِي أَعَلِمَهَا النَّاسُ فَلَمْ يَسْأَلُوْا عَنْهَا؟ أَمْ لَمْ يَفْطِنُوْا لَهَا فَيَسْأَلُوْا عَنْهَا؟ ثُمَّ طَفِقَ يُحَدِّثُنَا، فَلَمَّا قَامَ تَلَاوَمْنَا أَنْ لَا نَكُونَ سَأَلْنَاهُ عَنْهَا فَقُلْتُ: أَنَا لَهَا إِذَا رَاحَ غَدًا، فَلَمَّا رَاحَ الْغَدَ، قُلْتُ: يَا ابْنَ عَبَّاسٍ!

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے قرآن مجید کی ایک آیت پر غور وفکر کر کے اسے سمجھا ہے، لیکن اس کے بارے میں کسی نے مجھ سے کوئی سوال نہیں کیا۔ اب میں نہیں جانتا کہ آیا لوگ یہ آیت کو سمجھ گئے ہیں، کہ اس کے بارے میں سوال نہیں کرتے یا سرے سے وہ (استدلال یا مسئلہ) ان کے ذہن میں ہی نہیں آیا کہ اس کے بارے میں پوچھیں۔ پھر انھوں نے ہمیں احادیث بیان کرنا شروع کر دیں۔ جب وہ

ذَكَـرْتَ اَمْسِ اَنَّ آيَةً مِنَ الْقُرْآنِ لَمْ يَسْأَلْكَ عَنْهَا رَجُلٌ قَطُّ ، فَلا تَدْرِي أَعَلِمَهَا النَّاسُ فَـلَـمْ يَسْـأَلُـوْا عَـنْهَـا؟ اَمْ لَمْ يَفْطِنُوْا لَهَا؟ فَـقُـلْـتُ: أَخْبِرْنِي عَنْهَا وَعَنِ اللَّاتِيْ قَرَأْتَ قَبْـلَهَا؟ قَالَ: نَعَمْ ، اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لِـقُرَيْشٍ: ((يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ ! اِنَّهُ لَيْسَ اَحَدٌ يُـعْبَـدُ مِـنْ دُوْنِ الـلّٰـهِ فِيْـهِ خَيْرٌ۔)) وَقَدْ عَـلِـمَـتْ قُرَيْشٌ اَنَّ النَّصَارٰى تَعْبُدُ عِيْسٰى ابْـنَ مَرْيَمَ، وَمَا تَقُوْلُ فِي مُحَمَّدٍ۔ فَقَالُوْا: يَـا مُحَمَّدُ! اَلَسْتَ تَزْعُمُ اَنَّ عِيْسٰى كَانَ نَبِيًّا وَعَبْـدًا مِـنْ عِبَادِ اللّٰهِ صَالِحًا؟ فَلَئِنْ كُنْتَ صَادِقاً فَإِنَّ آلِهَتَهُمْ لَكَمَا يَقُوْلُوْنَ۔ (اَلْاَصْلُ : تَـقُـوْلُوْنَ!)۔ ، قَالَ: فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: ﴿وَلَـمَّـا ضُـرِبَ ابْنُ مَرْيَمَ مَثَلاً اِذَا قَوْمُكَ مِـنْـهُ يَـصِـدُّوْنَ﴾ (الزخرف: ٥٧) قَـالَ: قُـلْـتُ: مَـا (يَـصِـدُّوْنَ)؟ قَالَ: يَضُجُّوْنَ۔ ﴿وَاِنَّـهُ لَـعِـلْـمٌ لِلسَّاعَةِ﴾ (الزُّخْرُفَ:٦١) قَـالَ: هُـوَ خُـرُوْجُ (وَفِي رِوَايَةٍ: نُـزُوْلُ) عِيْسٰـى ابْنِ مَـرْيَـمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَبْلَ يَوْمِ الْقِيَامَةِ۔ (الصحيحة: ٣٢٠٨)

کھڑے ہوئے تو ہم اپنے آپ کو ملامت کرنے لگے کہ ہم نے ان سے اس آیت کے بارے میں سوال کیوں نہیں کیا۔ میں نے کہا: جب وہ کل کو آئیں گے تو میں پوچھوں گا۔ جب وہ اگلے دن آئے تو میں نے کہا: ابن عباس! آپ نے کل ایک آیت کے بارے میں کہا تھا کہ اس کی بابت کسی نے آپ سے سوال نہیں کیا اور اب آپ نہیں جانتے کہ آیا لوگ سمجھ چکے ہیں اس لیے سوال نہیں کر رہے یا سرے سے وہ نقطہ ان کی سمجھ میں نہیں آ سکا؟ پھر میں نے کہا: اب آپ مجھے وہ آیت اور اس سے پہلے والی آیات بتلا دیں۔ انھوں نے کہا: جی ہاں، رسول اللہ ﷺ نے قریشیوں کو فرمایا: ''اے قریشیوں کی جماعت! اللہ تعالی کے علاوہ جس کی عبادت کی جاتی ہے، اس میں کوئی خیر نہیں۔ قریشیوں کو علم تھا کہ عیسائی لوگ حضرت عیسی بن مریم (علیہ السلام) کی عبادت کرتے ہیں اور محمد (ﷺ) پر جرح کرتے ہیں۔ اس لیے انھوں نے کہا: اے محمد! کیا آپ کا یہ دعوی نہیں ہے کہ حضرت عیسی (علیہ السلام) نبی تھے اور بندگانِ خدا میں سے ایک صالح بندے تھے؟ اگر آپ کی بات سچی ہے (کہ اللہ کے علاوہ کسی معبود میں کوئی خیر نہیں) تو (حضرت عیسی علیہ السلام سمیت) ان کے معبودوں میں کوئی خیر نہیں ہوگی؟ اس وقت اللہ تعالی نے یہ آیات نازل فرمائیں: ﴿اور جب ابن مریم (علیہ السلام) کی مثال بیان کی گئی تو اس سے تیری قوم خوشی سے چیخنے لگی ہے۔﴾ (سورۂ زخرف: ۵۷) میں نے کہا: "يَـصِدُّوْن" کا معنی کیا ہے؟ انھوں نے کہا: شور وغل مچانا، ﴿اور یقیناً وہ (یعنی عیسی علیہ السلام) قیامت کی علامت ہے۔﴾ (سورۂ زخرف: ۶۱) اس سے مراد روزِ قیامت سے پہلے حضرت عیسی بن مریم علیہ السلام کا نزول ہے۔''

تـخـريـج: أخرجه أحمد: ١/ ٣١٧ ، وأخرجه الطبراني في "المعجم الكبير": ١٢/ ١٥٤/ ١٢٧٤٠ دون قصه ابن عباس التي قبل قوله: ان رسول الله ﷺ قال: ......

شـــــرح:...... جب اللہ تعالی نے شرک کی تردید اور جھوٹے معبودوں کی بے وقعتی کی وضاحت کرتے ہوئے

مشرکین مکہ سے کہا کہ تمہارے ساتھ تمہارے معبود بھی جہنم میں جائیں گے تو اس سے مراد ان کی پتھر کی مورتیاں تھیں، جن کی وہ عبادت کرتے تھے، نہ کہ وہ نیک لوگ جو اپنی زندگیوں میں توحید کی دعوت دیتے رہے، مگر ان کی وفات کے بعد ان کے معتقدین نے انہیں بھی معبود سمجھ لیا، ایسے حق پرستوں کے بارے میں تو اللہ تعالیٰ نے کہا: ﴿إِنَّ الَّذِينَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنَىٰ أُولَٰئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُونَ﴾ (سورۂ انبیا: ۱۰۱) ...... ''البتہ بے شک جن کے لیے ہماری طرف سے نیکی پہلے ہی ٹھہر چکی ہے، وہ سب جہنم سے دور ہی رکھے جائیں گے۔''

کیونکہ اس میں ان کا اپنا کوئی قصور نہیں، البتہ یہ ممکن ہے کہ دیگر مورتیوں کے ساتھ انبیا وصلحا کی بنائی ہوئی مورتیاں بھی جہنم میں ڈال دی جائیں۔ لیکن یہ شخصیات بہر حال جہنم سے دور رہیں گی۔

چونکہ مشرکین مکہ نے نبی کریم ﷺ کی زبان مبارک سے حضرت مسیح کا ذکرِ خیر سن رکھا تھا، اس لیے انھوں نے یہ آیت سنتے ہی کٹ حجتی اور مجادلہ کیا اور کہا کہ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام قابل مدح ہیں، دراں حالیکہ عیسائیوں نے ان کو معبود بنا رکھا ہے، تو پھر ان کے معبود کیوں برے ہیں؟ کیا وہ بھی بہتر نہیں ہیں؟ یا اگر ان کے معبود جہنم میں جائیں گے تو حضرت عیسیٰ اور حضرت عزیر بھی پھر جہنم میں جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ان کا خوشی سے چلانا، ان کا جدل محض ہے۔ جدل کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ جھگڑنے والا جانتا ہے کہ اس کے پاس دلیل کوئی نہیں ہے، لیکن محض اپنی بات کو ثابت کرنے میں بحث وتکرار کرنے سے گریز نہیں کرتا۔

علاماتِ قیامت

(٣٥٦٥)۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ: قَالَ: جَلَسَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَجْلِسًا لَهُ، فَأَتَاهُ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَجَلَسَ بَيْنَ يَدِي رَسُوْلِ اللّٰهِ وَاضِعاً كَفَّيْهِ عَلٰى رُكْبَتَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! حَدِّثْنِي مَا اَلْإِسْلَامُ؟ (قُلْتُ: فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ بِطُوْلِهٖ وَفِيْهِ) قَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! فَحَدِّثْنِي مَتٰى السَّاعَةُ؟ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((سُبْحَانَ اللّٰهِ، خَمْسٌ مِنَ الْغَيْبِ لَايَعْلَمُهُنَّ إِلَّا هُوَ: ﴿إِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ﴾ الآيَةَ (لقمان: ٣٤) وَلٰكِنْ إِنْ شِئْتَ حَدَّثْتُكَ بِمَعَالِمِ لَهَا دُوْنَ ذٰلِكَ۔)) قَالَ: أَجَلْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ،

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ ایک مجلس میں تشریف فرما تھے، حضرت جبریل علیہ السلام آکر آپ کے سامنے یوں بیٹھے کہ اپنی ہتھیلیاں رسول اللہ ﷺ کے گھٹنوں پر رکھ دیں اور کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے اسلام کے بارے میں بتائیں ...... (راوی نے طویل حدیث ذکر کی، اس میں یہ الفاظ بھی تھے:) انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے بتائیں کہ قیامت کب آئے گی؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سبحان اللہ! پانچ امور کا تعلق علم غیب سے ہے، صرف اللہ تعالیٰ ان کو جانتا ہے، (وہ پانچ چیزیں اس آیت میں مذکور ہیں:) ﴿بے شک اللہ تعالیٰ ہی کے پاس قیامت کا علم ہے، وہی بارش نازل فرماتا ہے اور ماں کے پیٹ میں جو ہے اسے جانتا ہے، کوئی بھی نہیں جانتا کہ کل کیا

فَحَدَّثْنِي ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا رَأَيْتَ الْاَمَةَ وَلَدَتْ رَبَّتَهَا أَوْ رَبَّهَا ، وَرَأَيْتَ أَصْحَابَ الشَّاءِ يَتَطَاوَلُوْنَ بِالْبُنْيَانِ ، وَرَأَيْتَ الْحُفَاةَ الْجِيَاعَ ، الْعَالَةَ كَانُوْا رُؤُوْسَ الْإِنْسِ ، فَذٰلِكَ مِنْ مَعَالِمِ السَّاعَةِ وَأَشْرَاطِهَا.)) قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! وَمَنْ أَصْحَابُ الشَّاءِ وَالْحُفَاةُ الْجِيَاعُ الْعَالَةُ؟ قَالَ: ((اَلْعَرَبُ.))(الصحيحة: ١٣٤٥)

کچھ کرے گا، نہ کسی کو یہ معلوم ہے کہ کس زمین میں مرے گا (یاد رکھو کہ) اللہ تعالیٰ ہی پورے علم والا اور صحیح خبروں والا ہے۔﴾ (سورۂ لقمان: ۳۴) ہاں اگر تم چاہتے ہو تو میں تمھیں قیامت سے پہلے والی علامات کے بارے میں آگاہ کر دیتا ہوں۔'' انھوں نے کہا: جی ہاں، اے اللہ کے رسول! مجھے بیان کیجیے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آپ دیکھیں گے کہ لونڈی اپنے آقا کو جنم دے گی، بکریوں کے چرواہے (عالیشان) عمارتوں میں غرور و تکبر کریں گے۔ ننگے پاؤں، بھوکے اور فقیر افراد لوگوں کے سردار بن جائیں گے۔ یہ قیامت کی علامتیں اور شرطیں ہیں۔'' انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! بکریوں کے چرواہوں، ننگے پاؤں، بھوکوں اور فقیروں سے کون لوگ مراد ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''عرب لوگ۔''

تخريج: أخرجه أحمد: ١/ ٣١٨۔ ٣١٩

شرح:...... اس حدیثِ مبارکہ میں تین علاماتِ قیامت بیان کی گئی ہیں، مؤخر الذکر دو علامتیں واضح ہیں، پہلی علامت یعنی لونڈی کا اپنے آقا کو جنم دینے سے کیا مراد ہے؟

اس کی مختلف توجیہات بیان کی گئی ہیں:

(۱) والدین کی نافرمانی بہت زیادہ ہو جائے گی، اولاد ان سے ایسا سلوک کرے گی، جیسے آقا اپنے غلاموں کے ساتھ کرتے ہیں۔

(۲) آقا سے مراد مربی لوگ ہیں، یعنی لوگ اپنے مربّیوں کے احسانات کو بھول جائیں گے اور ان پر اپنا حکم چلائیں گے۔

(۳) یہ محض ایک مثال ہے، اس کا مرادی معنی یہ ہے کہ زمانہ بدل جائے گا اور لوگوں کے حالات تبدیل ہو جائیں گے اور وہ اس طرح کہ اعلی اور اقتدار والے ذلیل ہو جائیں گے اور نا اہل اور کمینے لوگ عالی مقام اور بادشاہ بن جائیں گے۔

(۴) لونڈیاں بادشاہوں کو جنم دیں گے اور وہ اس طرح کہ پہلے وقت میں بادشاہ آزاد عورتوں کی رغبت رکھتے اور لونڈیوں سے جماع کرنے سے عار محسوس کرتے تھے، لیکن حالات اور رغبتیں بدل گئیں اور اِن کی لونڈیوں سے اولاد ہونے لگ گئی، جن کو ورثے میں بادشاہت مل جاتی تھی، بنو عباس میں ایسے ہوتا رہا۔

(۵) حالات میں فساد آ جائے گا اور کثرت سے امہات الاولاد کی خرید و فروخت ہو گی، حتی کہ ایک شخص ایسی لونڈی

خرید ے گا، جو اس کی ماں ہو گی، پھر اس کے ساتھ وہ آقا والا معاملہ کرے گا۔

(٣٥٦٦)۔ عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ، قَالَ: كُنَّا عِنْدَ عَبْدِ اللّٰهِ جُلُوْسًا، فَجَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ: قَدْ أُقِيْمَتِ الصَّلَاةُ۔ فَقَامَ وَقُمْنَا مَعَهُ، فَلَمَّا دَخَلْنَا الْمَسْجِدَ، رَأَيْنَا النَّاسَ رُكُوْعًا فِيْ مُقَدَّمِ الْمَسْجِدِ، فَكَبَّرَ وَرَكَعَ وَرَكَعْنَا ثُمَّ مَشَيْنَا، وَصَنَعْنَا مِثْلَ الَّذِيْ صَنَعَ فَمَرَّ رَجُلٌ يُسْرِعُ فَقَالَ: عَلَيْكَ السَّلَامُ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ! فَقَالَ: صَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ۔ فَلَمَّا صَلَّيْنَا وَرَجَعْنَا دَخَلَ عَلٰى أَهْلِهِ، جَلَسْنَا، فَقَالَ بَعْضُنَا لِبَعْضٍ: أَمَا سَمِعْتُمْ رَدَّهُ عَلَى الرَّجُلِ: صَدَقَ اللّٰهُ، وَبَلَّغَتْ رُسُلُهُ۔ أَيُّكُمْ يَسْأَلُهُ؟ فَقَالَ طَارِقٌ: أَنَا أَسْأَلُهُ۔ فَسَأَلَهُ حِيْنَ خَرَجَ، فَذَكَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((أَنَّ بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ: تَسْلِيْمَ الْخَاصَّةِ وَفُشُوَّ التِّجَارَةِ حَتّٰى تُعِيْنَ الْمَرْأَةُ زَوْجَهَا عَلَى التِّجَارَةِ وَقَطْعَ الْأَرْحَامِ وَشَهَادَةَ الزُّوْرِ وَكِتْمَانَ شَهَادَةِ الْحَقِّ وَظُهُوْرَ الْقَلَمِ۔)) (الصحيحة: ٦٤٧)

طارق بن شہاب کہتے ہیں: ہم سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، ایک آدمی آیا اور کہا: اقامت کہی جا چکی ہے، وہ کھڑے ہوئے اور ہم بھی کھڑے ہو گئے۔ جب ہم مسجد میں داخل ہوئے تو ہم نے دیکھا کہ لوگ مسجد کے اگلے حصے میں رکوع کی حالت میں ہیں۔ انھوں نے "اَللّٰهُ اَكْبَرُ" کہا اور (صف تک پہنچنے سے پہلے ہی) رکوع کیا، ہم نے بھی رکوع کیا، پھر ہم رکوع کی حالت میں چلے (اور صف میں کھڑے ہو گئے) اور جیسے انھوں نے کیا ہم کرتے رہے۔ ایک آدمی جلدی میں گزرا اور کہا: ابوعبد الرحمٰن! السلام علیکم۔ انھوں نے کہا: اللہ اور اس کے رسول نے سچ کہا۔ جب ہم نے نماز پڑھ لی اور واپس آ گئے، وہ اپنے اہل کے پاس چلے گئے۔ ہم بیٹھ گئے اور ایک دوسرے کو کہنے لگے: آیا تم لوگوں نے سنا ہے کہ انھوں نے اُس آدمی کو جواب دیتے ہوئے کہا: اللہ نے سچ کہا اور اس کے رسولوں نے (اس کا پیغام) پہنچا دیا؟ تم میں سے کون ہے جو ان سے ان کے کہے کے بارے میں سوال کرے؟ طارق نے کہا: میں سوال کروں گا۔ جب وہ باہر آئے تو انھوں نے سوال کیا۔ جواباً انھوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "قیامت سے پہلے مخصوص لوگوں کو سلام کہا جائے گا اور تجارت عام ہو جائے گی، حتی کہ بیوی تجارتی امور میں اپنے خاوند کی مدد کرے گی، نیز قطع رحمی، جھوٹی گواہی، سچی شہادت کو چھپانا اور لکھائی پڑھائی (بھی عام ہو جائے گی)۔"

تخريج: أخرجه أحمد: ١/ ٤٠٧

شرح: ...... عصر حاضر میں یہ امور ہو بہو پورے ہو چکے ہیں۔

(٣٥٦٧)۔ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: عَدَا الذِّئْبُ عَلٰى شَاةٍ فَأَخَذَهَا، فَطَلَبَهُ الرَّاعِيْ، فَانْتَزَعَهَا مِنْهُ، فَأَقْعَى الذِّئْبُ

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ایک بھیڑیے نے بکری پر حملہ کیا اور اس کو پکڑ لیا۔ چرواہا نے اس کا تعاقب کیا اور اس سے بکری چھین لی۔ بھیڑیا پچھلی ٹانگوں کو زمین پر پھیلا کر اور

عَلٰى ذَنْبِهِ، قَالَ: أَلاتَتَّقِي اللّٰهَ؟ تَنْزَعُ مِنِّي رِزْقًا سَاقَهُ اللّٰهُ إِلَيَّ؟ فَقَالَ: يَا عَجَبِي! ذِئْبٌ مُقْعٍ عَلٰى ذَنْبِهِ يُكَلِّمُنِي كَلَامَ الْإِنْسِ! فَقَالَ الذِّئْبُ: أَلا أُخْبِرُكَ بِأَعْجَبَ مِنْ ذٰلِكَ؟ مُحَمَّدٌ ﷺ بِيَثْرِبَ، يُخْبِرُ النَّاسَ بِأَنْبَاءِ مَاقَدْ سَبَقَ۔ قَالَ: فَأَقْبَلَ الرَّاعِي يَسُوْقُ غَنَمَهُ حَتّٰى دَخَلَ الْمَدِيْنَةَ، فَزَوَاهَا إِلٰى زَاوِيَةٍ مِنْ زَوَايَاهَا، ثُمَّ أَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَأَخْبَرَهُ، فَأَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَنُوْدِيَ بِـ (الصَّلَاةُ جَامِعَةٌ)، ثُمَّ خَرَجَ، فَقَالَ لِلرَّاعِي: أَخْبِرْهُمْ۔ فَأَخْبَرَهُمْ۔ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((صَدَقَ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَاتَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يُكَلِّمَ السِّبَاعُ الْإِنْسَ، وَيُكَلِّمَ الرَّجُلَ عَذْبَةُ سَوْطِهِ وَشِرَاكُ نَعْلِهِ، وَيُخْبِرُهُ فَخِذُهُ بِمَا أَحْدَثَ أَهْلُهُ بَعْدَهُ۔)) (الصحيحة:١٢٢)

اگلی ٹانگوں کو کھڑا کر کے اپنی دم پر بیٹھ گیا اور کہنے لگا: کیا تو اللہ تعالی سے نہیں ڈرتا؟ اللہ نے مجھے جو رزق عطا کیا تھا، تو نے وہ چھین لیا ہے؟ چرواہا کہنے لگا: ہائے تعجب! بھیڑیا ہے، اپنی دم پر بیٹھا ہے اور انسانوں کی طرح گفتگو کر رہا ہے۔ اتنے میں بھیڑیا پھر بولا اور کہنے لگا: کیا میں تجھے اس سے تعجب انگیز بات نہ بتلاؤں؟ محمد ﷺ یثرب (مدینہ) میں آ چکے ہیں اور ماضی کی خبریں بتاتے ہیں۔ (یہ سن کر) چرواہا اپنی بکریوں کو ہانکتے ہانکتے مدینہ میں داخل ہوا، بکریوں کو کسی گوشے میں جمع کیا اور رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور آپ ﷺ کو صورتحال سے آگاہ کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا اور لوگوں کو جمع کرنے کے لیے ”الصلاۃ جامعۃ“ کی صدا بلند کی گئی، (لوگ جمع ہو گئے اور) آپ ﷺ لوگوں کے پاس تشریف لائے اور چرواہے کو سارا واقعہ بیان کرنے کا حکم فرمایا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے خود فرمایا: ”اس نے سچ کہا، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! قیامت کے برپا ہونے سے پہلے درندے لوگوں سے باتیں کریں گے، آدمی اپنی لاٹھی کی نوک اور جوتے کے تسمے سے ہم کلام ہوگا اور اس کی ران اسے بتلائے گی کی اس کی بیوی نے اس کے بعد کیا کچھ کیا۔“

تخريج: رواه الامام أحمد: ٣/ ٨٣-٨٤، وابن حبان: ٢١٠٩، والعقيلي: ٣/ ٤٧٧-٤٧٨، والبزار: ٣٤٣١، والحاكم مفرقا: ٤/ ٤٦٧ و ٤٦٧-٤٦٨، واخرج الترمذي: ٢١٨٢ منه قوله: ((والذى نفسى بيده . . .))

(٣٥٦٨)۔ عَنْ سَمُرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تَزُوْلَ الْجِبَالُ عَنْ أَمَاكِنِهَا، وَتَرَوْنَ الْأُمُوْرَ الْعِظَامَ الَّتِي لَمْ تَكُوْنُوْا تَرَوْنَهَا۔)) (الصحيحة: ٣٠٦١)

سیدنا سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہو گی جب تک پہاڑ اپنی جگہ سے زائل نہیں ہو جائیں گے اور تم ایسے بڑے بڑے امور نہ دیکھ لو گے جو تم پہلے نہیں دیکھا کرتے تھے۔“

تخریج: أخرجه الطبراني في "المعجم الكبير": ٧/ ٢٥٠/ ٦٨٥٧، وأخرجه عبد الرزاق فى "المصنف": ١١/ ٣٧٤/ ٢٠٧٨٠ عن الحسن مرسلا

(٣٥٦٩)۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، اَنَّهُ كَانَ عِنْدَهُ رَجُلٌ مِنْ اَهْلِ الْكُوْفَةِ، فَجَعَلَ يُحَدِّثُهُ عَنِ الْمُخْتَارِ، فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ: اِنْ كَانَ كَمَا تَقُوْلُ فَاِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((اِنَّ بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ ثَلاثِيْنَ دَجَّالاً كَذَّابًا۔))

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک کوفی آدمی بیٹھا ہوا تھا، اس نے مختار سے احادیث بیان کرنا شروع کر دیں۔ سیدنا عبد اللہ نے کہا: اگر بات ایسے ہی ہے جیسے تو کہہ رہا ہے تو میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''قیامت سے پہلے تیس انتہائی جھوٹے اور کذاب افراد ہوں گے۔''

(الصحيحة:١٦٨٣)

تخريج: أخرجه أحمد: ٢/ ١١٧ ـ ١١٨

شرح:...... نبی کریم ﷺ خاتم النبیین ہیں، آپ کے بعد کوئی نبی آیا ہے نہ آئے گا اور ایسا دعوی کرنے والا جھوٹا، کذاب اور دجال قرار پائے گا۔

ذہن نشین رہے کہ اس حدیث سے وہ مدعیانِ نبوت مراد نہیں جنھوں نے مطلق طور پر نبوت کا دعوی کیا، کیونکہ ایسی لوگ تو بہت زیادہ ہیں۔ احادیث میں جن تیس کذابوں کا ذکر ہے، ان سے مراد وہ کم بخت ہیں، جن کو اس دعوی کی وجہ سے شان و شوکت ملی اور ان کو اپنی نبوت پر واقعی شبہ ہونے لگا، پھر لوگوں کی معقول تعداد بھی ان کے ساتھ ہو گئی۔ جیسے مرزا غلام احمد قادیانی کا مسئلہ ہے۔

امام البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں: جن دجالوں نے نبوت کا دعویٰ کیا، ان میں سے ایک مرزا غلام احمد قادیانی ہندی ہے، جس نے ہند پر برطانوی استعمار کے عہد میں یہ دعوی کیا تھا کہ وہ امام مہدی ہے، پھر اس نے اپنے آپ حضرت عیسی علیہ السلام باور کرایا اور بالآخر نبوت کا دعوی کر دیا، قرآن و سنت کا علم نہ رکھنے والے کئی جاہلوں نے اس کی پیروی کی۔ ہند اور شام کے ایسے باشندوں سے میری ملاقات ہوئی، جو اس کی نبوت کے قائل تھے۔ میرے اور ان کے مابین کئی مناظرے اور بحث مباحثے ہوئے، ان میں سے ایک تحریری مناظرہ بھی تھا۔ ان مناظروں میں ان کا دعوی تھا کہ ان کا عقیدہ یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کے بعد کئی انبیا آئیں گے، ان میں سے ایک مرزا غلام احمد قادیانی ہے۔ شروع شروع میں انھوں نے ورغلانا اور پھسلانا چاہا اور مناظرہ کے اصل موضوع سے صرف نظر کرنا چاہا۔ لیکن میں نے ان کے حیلوں بہانوں کا انکار کیا اور اصل موضوع پر ڈٹا رہا۔ پس وہ بری ہزیمت سے دوچار ہوئے اور حاضرین مجلس کو پتہ چل گیا کہ یہ باطل پرست قوم ہے۔

ان کے کچھ دوسرے عقائد بھی باطل اور اجماعِ امت کے مخالف ہیں، بطورِ مثال: جسمانی بعث کا انکار کرنا اور یہ کہنا

کہ جنت وجہنم کا تعلق روح سے ہے، نہ کہ جسم سے۔ کافروں کو دیا جانے والا عذاب بالآخر منقطع ہو جائے گا۔ جنوں کا کوئی وجود نہیں ہے اور جن جنوں کا قرآن مجید میں ذکر ہے، وہ حقیقت میں انسانوں کی ایک جماعت ہے۔

جب یہ لوگ قرآن کی کوئی آیت اپنے عقائد کے مخالف پاتے ہیں تو باطنیہ اور قرامطہ جیسے باطل فرقوں کی طرح اس کی غیر مقبول اور قابل انکار تاویل کرتے ہیں۔ اسی لیے انگریز مسلمانوں کے خلاف ان کی تائید ونصرت کرتے تھے۔ مرزا قادیانی کہتا تھا کہ مسلمانوں پر انگریزوں سے جنگ کرنا حرام ہے۔ میں نے ان پر ردّ کرنے کے لیے کئی کتابیں تالیف کیں اور ان میں یہ وضاحت کی کہ یہ فرقہ جماعۃ المسلمین سے خارج ہے۔ ان کا مطالعہ کرنا چاہیے۔ (صحیحہ: ۱۶۸۳)

(۳۵۷۰)۔ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَاتَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَبْنِيَ النَّاسُ بُيُوْتًا يُوَشُّوْنَهَا وَشْيَ الْمَرَاحِلِ۔)) (الصحيحة:٢٧٩)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی، جب تک لوگ اپنے گھروں کو اسٹیج کی طرح مزین نہیں کریں گے۔''

تخريج: رواه البخاري في "الأدب المفرد": ٧٧٧

شرح:...... نمائشوں اور آرائشوں کے اس دور میں یہ علامت بھی پوری ہو چکی ہے، لوگوں نے اپنے دفتروں، بیٹھکوں اور گھر کے دوسرے کمروں کو سجانے کے لیے بے دریغ خرچ کیا ہے، بلکہ ایک ایک بیت الخلا کی تیاری پر لاکھوں روپے اڑا دیے جاتے ہیں۔

(۳۵۷۱)۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَاتَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَتَسَافَدُوا فِي الطَّرِيْقِ تَسَافُدَ الْحَمِيْرِ۔)) قُلْتُ: اِنَّ ذٰلِكَ لَكَائِنٌ؟ قَالَ: ((نَعَمْ، لَيَكُوْنَنَّ۔)) (الصحيحة:٤٨١)

سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی، جب تک ایسے نہیں ہوگا کہ لوگ گدھوں کی طرح راستوں میں باہم جفتی کریں گے۔'' میں نے کہا: کیا ایسے بھی ہو گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جی ہاں، ضرور ہوگا۔''

تخريج: أخرجه البزار في "مسنده": ٤/ ١٤٨/ ٣٤٠٨، وابن حبان في "صحيحه": ١٨٨٩۔ موارد، ورواه الحاكم: ٤/ ٤٥٧ مطولا موقوفا، وهو في حكم المرفوع

شرح:...... افریقہ کے بعض ممالک میں زنا کرنے کا یہی انداز اختیار کیا جا رہا ہے۔ بے پردگی، بے حیائی اور حیاباختہ فلموں نے مسلم ممالک کی عوام کو اس قدر بے حیا اور بے غیرت کر دیا ہے کہ سیر گاہوں، کالجوں، یونیورسٹیوں اور مختلف مقامات میں لڑکے لڑکیاں ایک دوسرے کو چھیڑتے ہوئے اور ایک دوسرے کے سامنے زنا کے معاہدے کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ لڑکیوں کو اغوا کرنے اور ان کے ساتھ اجتماعی زیادتی کے واقعات عام ہیں، تھیٹروں میں سٹیج ڈراموں کا حیا سوز انداز نمایاں ہے۔ اللہ بہتر جانتا ہے کہ اس کی انتہائی صورت کیا ہوگی۔

(٣٥٧٢)۔ عَنْ عَائِشَةَ مَرْفُوْعًا: ((لَا يَذْهَبُ اللَّيْلُ وَالنَّهَارُ حَتّٰى تُعْبَدَ اللَّاتُ وَالْعُزّٰى۔)) فَقَالَتْ عَائِشَةُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنْ كُنْتُ لَاَظُنُّ حِيْنَ اَنْزَلَ اللّٰهُ: ﴿هُوَ الَّذِي اَرْسَلَ رَسُوْلَهُ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ﴾ (التوبة: ٣٣) اِنَّ ذٰلِكَ تَامًّا۔ قَالَ: ((اَنَّهُ سَيَكُوْنُ مِنْ ذٰلِكَ مَا شَاءَ اللّٰهُ۔)) (الصحيحة:١)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس وقت تک شب و روز کا سلسلہ ختم نہیں ہوگا، جب تک لات وعزی کی عبادت نہیں کی جائے گی۔'' سیدہ عائشہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! جب اللہ تعالی نے یہ آیت نازل کی: ﴿اسی نے رسول کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا ہے کہ اسے دوسرے تمام مذہبوں پر غالب کر دے، اگرچہ مشرک برا مانیں۔﴾ (سورۂ توبہ:٣٣) تو مجھے گمان ہوا کہ یہ دین اب مکمل رہے گا (اور کوئی خرابی پیدا نہیں ہو گی)۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب تک اللہ چاہے گا، دین مکمل رہے گا۔''

تخریج: رواه مسلم وغيره، وقد خرجته في "تحذير الساجد من اتخاذ القبور مساجد": صـ١٢٢، وأخرجه الحافظ الداني في "الفتن": ق٨٥ـ٥٩

شرح: ...... صحیح مسلم کی مکمل روایت یوں ہے: (جب سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے آیت پیش کر کے اپنا استدلال ذکر کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:) ''جب تک اللہ تعالی چاہے گا، دین قائم رہے گا، پھر اللہ تعالی پاکیزہ ہوا چلائے گا، اس کی وجہ سے ہر وہ شخص فوت ہو جائے گا، جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر ایمان ہوگا، (اس واقعہ کے بعد) ایسے لوگ باقی رہ جائیں گے، جن میں کوئی خیر نہیں ہوگی، پھر یہ اپنے آبا و اجداد کے دین کی طرف لوٹ جائیں گے۔''

(٣٥٧٣)۔ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعًا: ((لَا يَذْهَبُ اللَّيْلُ وَالنَّهَارُ، حَتّٰى يَمْلِكَ رَجُلٌ مِنَ الْمَوَالِي يُقَالُ لَهُ: جَهْجَاهُ۔)) (الصحيحة:٢٤٤١)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''شب و روز کا سلسلہ اس وقت تک ختم نہیں ہوگا، جب تک جہجاہ نامی غلام بادشاہ نہیں بنے گا۔''

تخریج: أخرجه مسلم:٨/ ١٨٤، والترمذي:٢٢٢٩، وأحمد:٢/ ٣٢٩، والثقفي في "مشيخة النيسابوريين": ق١٩٢/ ١

(٣٥٧٤)۔ قَالَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ((بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ، تُقَاتِلُوْنَ قَوْمًا نِعَالُهُمُ الشَّعْرُ، وَهُوَ هٰذَا الْبَارِزُ۔ وَقَالَ سُفْيَانُ مَرَّةً: وَهُمْ اَهْلُ الْبَارِزِ۔)) جَاءَ مِنْ حَدِيْثِ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت سے قبل تم ایسے لوگوں سے قتال کرو گے جن کے جوتے بالوں کے ہوں گے اور یہی لوگ ہیں مسلمانوں سے لڑنے والے۔'' یہ حدیث سیدنا ابو ہریرہ، سیدنا عمرو بن تغلب اور سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے

اَبِي هُرَيْرَةَ، وَعَمْرِو بْنِ تَغْلِبَ، وَاَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ۔ (الصحيحة:٣٦٠٩) مروی ہے۔

تخريج: جاء من حديث أبي هريرة، وعمرو بن تغلب، وأبي سعيد الخدري:

(١): أما حديث أبي هريرة، فله عنه طرق: رواه البخاري: ٢٩٢٨، ٢٩٢٩، ٣٥٨٧، ٣٥٧٨، ومسلم: ٨/ ١٨٤، وأبوداود: ٤٣٠٤، والترمذي: ٢٢١٥، وابن حبان: ٦٧٤٦، والحميدي: ١١٠٠، وأبويعلي: ٥٨٧٨، وعبدالرزاق: ٢٠٧٨١، وعنه أحمد: ٢/ ٢٧١، وابن ماجه: ٤٠٩٦، وابن ماجه: ٤٠٩٧

(٢)۔أما حديث عمرو بن تغلب: فرواه البخاري: ٢٩٢٧، ٣٥٩٢، وابن ماجه: ٤٠٩٨، وأحمد: ٥/ ٦٩ و ٧٠، وابن قانع في "معجم الصحابة" ٢/ ٢١٢، وأبونعيم في "المعرفة": ق ٨٧/ ١

(٣)وأما حديث ابى سعيد؛ فهو مخرجه فى "الصحيحة": برقم ٢٤٢٩

شـــرح:...... ایک روایت میں ہے کہ ان کے لباس بھی بالوں کے ہوں گے، کیونکہ ان کے علاقے زیادہ برف باری ہونے کی وجہ سے بہت زیادہ سرد ہیں، یہی لباس ان کے لیے زیادہ مفید ہے۔ ملا علی قاری نے کہا ہے کہ بالوں سے مراد دباغت کے بغیر وہ چمڑے ہیں، جن پر بال لگے ہوئے ہوں۔

(٣٥٧٥)۔ عَنْ اَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ مَرْفُوْعًا: ((لَاتَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تُقَاتِلُوْا قَوْمًا صِغَارَ الْاَعْيُنِ، عِرَاضَ الْوُجُوْهِ، كَأَنَّ اَعْيُنَهُمْ حَدَقُ الْجَرَادِ، كَأَنَّ وُجُوْهَهُمُ الْمَجَانُّ الْمُطْرَقَةُ، يَنْتَعِلُوْنَ الشَّعْرَ، وَيَتَّخِذُوْنَ الدَّرَقَ، حَتّٰى يَرْبِطُوْا خُيُوْلَهُمْ بِالنَّخْلِ۔)) (الصحيحة:٢٤٢٩)

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس وقت تک قیامت قائم نہیں ہوگی جب تک تم چھوٹی آنکھوں اور چوڑے چہروں والوں سے قتال نہ کرلو گے، گویا کہ ان کی آنکھیں مکڑی کی سیاہی کی طرح ہوں گی اور ان کے چہرے گویا کہ تہ بر تہ چڑھائی ہوئی ڈھالیں ہیں، وہ بالوں کے جوتے پہنیں گے، چمڑے کی ڈھالیں استعمال کریں گے اور اپنے گھوڑوں کو کھجوروں کے ساتھ باندھیں گے۔''

تخريج: أخرجه أحمد:٣/ ٣١، وابن ماجه: ٤٠٩٩، وابن حبان: ١٨٧٢

شـــرح:...... امام نووی کہتے ہیں: یہ رسول اللہ ﷺ کے معجزات تھے، یہ ترک لوگ تھے، احادیث میں مذکورہ تمام صفات ان میں پائی جاتی تھیں، مسلمان ان سے کئی دفعہ لڑے اور اب بھی لڑ رہے ہیں، ہم اللہ تعالی سے سوال کرتے ہیں کہ مسلمانوں کا انجام بخیر و عافیت ہو۔ (شرح مسلم للنووی: ٢/ ٣٩٥)

ملا علی قاری نے کہا: سدی کہتے ہیں کہ ترک، یاجوج ماجوج کی ایک جماعت ہے، قتادہ کہتے ہیں: یاجوج ماجوج کے کل بائیس قبیلے تھے، ذوالقرنین نے اکیس کے سامنے دیوار بنادی اور یہ ایک قبیلہ باہر رہ گیا، جو ترک تھا۔ (مرقاة

المفاتيح: ۹/ ۲۹۹)

(۳۵۷٦)۔ عَنْ اَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ مَرْفُوْعًا: ((لَاتَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى لَا يُحَجَّ الْبَيْتُ۔)) (الصحيحة:۲٤۳۰)

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس وقت تک قیامت قائم نہیں ہو گی، جب تک بیت اللہ کا حج چھوڑ نہ دیا جائے۔''

تخريج: رواه أبو يعلى في "مسنده": ۲/ ٦٥ ، وابن حبان: ۱۸۸٤ ، والحاكم: ٤/ ٤٥۳ ، وأخرجه البخاري: ۱/ ٤۰۳ بلفظ: ((لَيُحَجَّنَّ الْبَيْتَ ، وليعتمرن بعد خروج يأجوج ومأجوج)) ثم قال: تابعه أبان و عمران عن قتادة ، وقال عبد الرحمن عن شعبة: ((لاتقوم الساعة حتى لايحج البيت۔)) والاول اكثر۔

شرح:...... امام البانی اس حدیث پر بحث کرتے ہوئے کہتے ہیں: سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((لَيُحَجَّنَّ الْبَيْتَ وَلَيُعْتَمَرَنَّ بَعْدَ خُرُوْجِ يَأْجُوْجَ وَمَأْجُوْجَ۔)) ...... ''یاجوج و ماجوج کے نکلنے کے بعد بھی بیت اللہ کا حج اور عمرہ کیا جائے گا۔''

پہلی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ علاماتِ قیامت کے ظہور کے بعد حج نہیں کیا جائے گا، جبکہ دوسری حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ حج کیا جائے گا۔

حقیقت میں ان دو احادیث میں کوئی تعارض نہیں ہے، کیونکہ ممکن ہے کہ یاجوج و ماجوج کے بعد حج و عمرہ کا جو سلسلہ جاری رہے گا، وہ قیامت کے قریب رک جائے گا۔ (صحیحہ: ۲٤۳۰)

(۳۵۷۷)۔ عَنْ اَبِي مُوْسٰى ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَاتَقُوْمُ السَّاعَةُ ، حَتّٰى يَقْتُلَ الرَّجُلُ جَارَهُ وَأَخَاهُ وَأَبَاهُ۔)) (الصحيحة:۳۱۸۵)

سیدنا ابوموسی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہو گی، جب تک آدمی اپنے پڑوسی، اپنے بھائی اور اپنے باپ کو قتل نہیں کرے گا۔''

تخريج: أخرجه البخاري في "الأدب المفرد": رقم ۱۱۸

شرح:...... ایسے واقعات تو اخبار و جرائد میں بارہا چھپ چکے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئی پوری ہو چکی ہے، دیکھیں مستقبل میں کیا ہوتا ہے۔

(۳۵۷۸)۔ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَاتَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَمُرَّ الرَّجُلُ بِقَبْرِ الرَّجُلِ فَيَقُوْلُ: يَا لَيْتَنِي مَكَانَهُ ، مَابِهِ حُبُّ لِقَاءِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ۔)) (الصحيحة:۵۷۸)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس وقت تک قیامت قائم نہیں ہو گی جب تک ایسا نہ ہو کہ آدمی کسی قبر کے پاس سے گزرے اور اللہ تعالی سے ملاقات کرنے کے شوق کی بناء پر کہے گا: کاش میں اس کی جگہ پر ہوتا۔''

تخریج: أخرجه أحمد: ۲/ ۵۳۰، والحدیث اخرجه مالك فی "المؤطا": ۱/ ۲۳۹، وعنه البخاری: ۱۳/ ۶۳، ومسلم: ۸/ ۱۸۲، واحمد: ۲/ ۲۳۶ دون قوله: ((ما به حب لقاء الله عزوجل۔))

شرح:...... عصرِ حاضر میں بعض لوگ ایسی ایسی آزمائشوں میں گھرے ہوئے ہیں کہ وہ موت کی تمنا کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ خوشحال لوگوں کو ان کی آزمائشوں کا اندازہ نہیں ہوسکتا ہے۔

امام البانی رحمہ اللہ نے کہا: اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ وہ آدمی اللہ تعالی کا قرب حاصل کرنے اور اس سے ملاقات کرنے کی بنا پر نہیں، بلکہ دنیوی آزمائشوں اور فتنوں کی وجہ سے موت کی تمنا کرے گا۔ لیکن اس حدیث سے یہ اشارہ ضرور ملتا ہے کہ دین کی خاطر موت کی تمنا کی جا سکتی ہے، رہا مسئلہ اس حدیث مبارکہ کا کہ ((لَا یَتَمَنَّیَنَّ اَحَدُکُمْ اَلْمُوْتَ لِضُرٍّ نَزَلَ بِهِ ......)) ...... ''کوئی آدمی کسی تکلیف کی بنا پر موت کی تمنا نہ کرے......'' کیونکہ یہ صورت دنیوی معاملے کے ساتھ خاص ہے۔

حافظ ابن حجر نے کہا: سلف کی ایک جماعت کے نزدیک فسادِ دین کے وقت موت کی تمنا کرنا ثابت ہے، اس سے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی درج بالا حدیث کی تائید ہوتی ہے۔

امام نووی نے کہا: ایسے وقت میں موت کی تمنا کرنا مکروہ نہیں ہے، کیونکہ کئی سلف صالحین نے ایسے کیا ہے، جیسا سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ......(صحیحہ: ۵۷۸)

امام البانی کے دعوے کی تصدیق صحیح مسلم کی روایت کے الفاظ سے ہوتی ہے: ((وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهِ! لَاتَذْهَبُ الدُّنْیَا حَتّٰی یَمُرَّ الرَّجُلُ عَلَی الْقَبْرِ فَیَتَمَرَّغُ عَلَیْهِ، وَیَقُوْلُ: یَا لَیْتَنِیْ کُنْتُ مَکَانَ صَاحِبِ هٰذَا الْقَبْرِ وَلَیْسَ بِهِ الدِّیْنُ اِلَّا الْبَلَاءَ)) ......''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میری جان ہے! اس وقت تک دنیا ختم نہیں ہوگی، جب تک ایسے نہ ہوگا کہ ایک آدمی ایک قبر کے پاس سے گزرے گا، اس پر لیٹے گا اور کہے گا: ہائے کاش! میں اس قبر والے کی جگہ پر ہوتا، اس کا موت کی تمنا کرنا دین کی بنا پر نہیں ہوگا، آزمائشوں کی وجہ سے ہوگا۔''

(۳۵۷۹)۔ عَنْ اَنَسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰی یُمْطَرَ النَّاسُ مَطَرًا عَامًا، وَلَا تُنْبِتُ الْاَرْضُ شَیْئًا۔)) (الصحیحة: ۲۷۷۳)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس وقت تک قیامت قائم نہیں ہوگی، جب تک ایسے نہیں ہوگا کہ عام بارش برسے گی لیکن زمین کوئی (کھیتی) نہیں اگائے گی۔''

تخریج: أخرجه أحمد: ۳/ ۱۴۰، وأبو یعلی: ۳/ ۱۰۷۲، والبخاری فی "التاریخ": ۴/ ۱/ ۳۶۲

(۳۵۸۰)۔ عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰی یُمْطَرَ النَّاسُ مَطَرًا، لَاتُکِنُّ مِنْهُ بُیُوْتُ الْمَدَرِ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی، جب تک ایسے نہیں ہوگا کہ بارش برسے گی اور کوئی گارے والا گھر نہیں بچ

وَلَا تُكِنُّ مِنْهُ أَلَا بُيُوْتُ الشَّعْرِ۔)) (الصحيحة: ٣٢٦٦) سکے گا اور اس سے نہیں بچے گا مگر بالوں والا گھر۔''

تخريج: أخرجه أحمد: ٢/ ٢٦٢، وابن حبان فى "صحيحه": ٨/ ٢٧٠/ ٦٧٣٢

شرح:...... امام البانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: اس حدیث کا ظاہری مفہوم درج ذیل حدیث کے مخالف ہے:

سیدنا نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ یاجوج ماجوج کا قصہ بیان کرتے ہیں، جب اللہ تعالی ان سب کو ہلاک کر دے گا اور ان کے تعفن کی وجہ سے زمین بدبودار ہو جائے گا، پھر اللہ تعالی بارش نازل کریں گے، کوئی گارے والا اور بالوں والا گھر اس سے نہیں بچ سکے گا، ساری زمین ڈھل جائے گی اور چکنے پتھر (یا آئینے) کی طرح صاف ہو جائے گی۔ (مسلم)

اس حدیث میں ہے کہ بالوں والا گھر بھی نہیں بچ سکے گی، جب کہ متن میں والی حدیث میں ایسے گھروں کو مستثنی قرار دیا گیا ہے۔ ممکن ہے کہ دو علیحدہ علیحدہ اوقات میں مختلف بارشیں ہوں۔ واللہ اعلم۔

(٣٥٨١)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مِنَ اقْتِرَابِ السَّاعَةِ إِنْتِفَاخُ الْاَهِلَّةِ وَاَنْ يُرَ الْهِلَالُ لِلَيْلَةٍ، فَيُقَالُ هُوَ ابْنُ لَيْلَتَيْنِ۔)) (الصحيحة: ٢٢٩٢)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت کے قریب (ہونے کی علامت یہ بھی ہے کہ) چاند بڑا ہو جائے گا، جب ایک رات کا چاند نظر آئے گا تو کہا جائے گا کہ یہ تو دو راتوں کا ہے۔''

تخريج: أخرجه الطبرانى فى "المعجم الصغير": ص١٨٢ ورقم ١١٣٠ـــالروض النضير، و فى "الأوسط": أيضا ٢/ ١٣٠، ١/ ٧٠٠٧، و"مسند الشاميين": ٦٤٢

(٣٥٨٢)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَاتَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تَظْهَرَ الْفِتَنُ، وَيَكْثُرَ الْكَذِبُ، وَتَتَقَارَبَ الْاَسْوَاقُ، وَيَتَقَارَبَ الزَّمَانُ، وَيَكْثُرَ الْهَرَجُ۔)) قِيْلَ: وَمَا الْهَرَجُ؟ قَالَ: ((الْقَتْلُ۔)) (الصحيحة: ٢٧٧٢)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت اس وقت قائم ہوگی جب فتنے ظاہر ہوں گے، جھوٹ عام ہو جائے گا، بازار تنگ ہو جائیں گے، وقت جلدی گزرے گا اور ہرج زیادہ ہوگا۔'' کہا گیا: ہرج کے کیا معانی ہیں؟ فرمایا: ''قتل۔''

تخريج: أخرجه أحمد: ٢/ ٥١٩

شرح:...... بعض مہینوں میں یہ علامت پوری ہوتی ہوئی نظر آتی ہے کہ چاند معمول سے ہٹ کر بڑا معلوم ہوتا ہے۔

(٣٥٨٣)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعًا: ((لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تَعُوْدَ أَرْضُ الْعَرَبِ مُرُوْجًا وَاَنْهَارًا۔)) (الصحيحة: ٦)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت اس وقت تک برپا نہیں ہو گی جب تک عربوں کی سرزمین سبزہ زاروں اور نہروں کی صورت اختیار

نہیں کر لے گی۔"

تخریج: رواه مسلم ٣/ ٨٤، وأحمد: ٢/ ٣٧٠و٤١٧، والحاكم: ٤/ ٤٧٧

شرح:...... امام البانی رحمہ اللہ نے کہا: جزیرۂ عرب کے بعض علاقوں میں اس حدیثِ مبارکہ میں کی گئی پیشین گوئی کے آثار و علامات دکھائی دینے لگے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی خیرات و برکات کے نزول کے کئی مناظر نظر آرہے ہیں، مختلف آلات کے ذریعے صحرائی زمین سے آبپاشی کے لیے پانی نکالا جا رہا ہے۔ بعض مقامی اخبار میں یہ بات بھی شائع ہوئی تھی کہ فرات کا رخ جزیرۂ عرب کی طرف موڑنے کے منصوبے پر غور کیا جا رہا ہے، ممکن ہے کہ منصوبہ پایۂ تکمیل تک پہنچ جائے۔ اس مناسبت سے درج ذیل حدیثِ مبارکہ پر غور کریں:

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((لَایَأْتِی عَلَیْكَ زَمَانٌ اِلَّا وَالَّذِیْ بَعْدَهُ شَرٌّ مِنْهُ حَتّٰی تَلْقَوْا رَبَّكُمْ۔)) (صحیح بخاری)...... "تم پر جو زمانہ بھی آئے گا، اس کے بعد والا اس سے برا ہوگا، یہاں تک تم اپنے ربّ سے جا ملو گے۔"

یہ حدیث اپنے عموم پر باقی نہیں ہے، اس کا مطلب یہ نہیں کہ قیامت تک بدتر سے بدتر زمانہ آئے گا، بلکہ اس حدیث کو ان احادیث کی روشنی میں سمجھنا چاہیے، جن میں امام مہدی کی آمد اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کی پیشین گوئی کی گئی ہے۔ اس لیے مایوسی میں مبتلا نہیں ہونا چاہیے وراس انتظار میں رہنا چاہیے کہ اسلام پھر سے دنیا کو بیدا کرنے والا ہے۔ (صحیحہ : ٦)

(٣٥٨٤)۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ وَاَبِي مُوْسٰی، قَالَا: قَالَ النَّبِي ﷺ: ((اِنَّ بَیْنَ یَدَيِ السَّاعَةِ لَاَیَّامًا یَنْزِلُ فِیْهَا الْجَهْلُ، وَیُرْفَعُ فِیْهَا الْعِلْمُ، وَیَكْثُرُ فِیْهَا الْهَرَجُ۔)) قَالَ اَبُوْ مُوْسٰی: الْهَرَجُ: الْقَتْلُ بِلِسَانِ الْحَبَشَةِ۔ (الصحیحة:٣٥٢٢)

سیدنا عبداللہ اور سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "قیامت سے قبل ایسے ایام بھی ہوں کہ ان میں جہالت عام ہو جائے گی، علم کا فقدان ہو جائے گا اور بکثرت قتل ہوں گے۔" سیدنا ابوموسیٰ کہتے ہیں: "ھرج" حبشی زبان کا لفظ ہے، اس کے معانی "قتل" کے ہیں۔

تخریج: أخرجه البخاري: ٧٠٦٢، ٧٠٦٣، ٧٠٦٤، ٧٠٦٥، ٧٠٦٦، ومسلم: ٨/ ٥٨، ٥٩، والترمذي: ٢٢٠٠، وابن ماجه: ٤٠٥٠، ٤٠٥١، وأبونعيم في "الحلية" ٤/ ١١٢، وابن أبي شيبة في "المصنف" ١٨٩٧١، وأحمد: ١/ ٤٠٢، ٤/ ٣٩٢، ٤٠٥

شرح:...... اگر اِس دور کا سلف صالحین اور ان کے بعد والے دور سے موازنہ کیا جائے تو واضح طور پر علم شرعی کا شدید فقدان نظر آئے گا، قتل کی کثرت کا معاملہ تو واضح ہے۔

یہاں یہ بات ذہن نشین کرنا ضروری ہے کہ دنیوی تعلیم کی تمام صورتیں ایک فن ہیں، جو دنیا میں مختلف انداز میں

معاون ثابت ہوتی ہیں، لیکن اس تعلیم سے تقوی، صالحیت اور اسلامی غیرت کے جذبات اور دین کی سمجھ پیدا نہیں ہوتی، بلکہ بعض لوگوں کو دیکھا گیا ہے کہ وہ اعلی ڈگری حاصل کرنے کے بعد غرور و تکبر میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ غور فرمائیں کہ ہمارے معاشرے میں انگریزی، ریاضی، کیمسٹری، کمپیوٹر، اردو اور دوسرے مضامین میں ماسٹر، ایم فل اور پی ایچ ڈی کی ڈگریوں کے حاملین موجود ہیں، لیکن اگر وہ فہم قرآن سے محروم ہیں، ترجمۂ قرآن سے دور ہیں، علم حدیث پر ان کو دسترس حاصل نہیں ہے، اسلامی فقہ کا ان کو تجربہ نہیں ہے، تو یہی کہا جائے گا کہ اس معاشرے میں شرعی علم کا فقدان ہے اور اس میں بسیرا کرنے والے جاہل ہیں، کیونکہ شریعت کی نگاہ اس چیز کو علم کہتے ہیں جو اعمال صالحہ کا سبب بنتا ہے۔

قارئین کرام! محسوس نہ کرنا، راقم الحروف کا ایسے ہزاروں افراد سے واسطہ پڑا، جو اعلی دنیوی تعلیم سے آراستہ ہیں، لیکن نماز جیسے فریضے سے کوسوں دور ہیں، قرآن مجید کی دیکھ کر بھی تلاوت نہیں کر سکتے، اہلیت ہونے کے صورت میں کئی ماہ قرآن مجید کھولنا ان کو نصیب نہیں ہوتا، لیکن اپنے آپ کو اتنا اہلیت والا سمجھتے ہیں کہ گویا ان کے بغیر دنیا بے آسرا ہو جائے گی۔ اگر آپ کو یقین نہیں ہے تو نماز کے وقت میں کسی یونیورسٹی اور اس میں تعمیر شدہ مسجد کا جائزہ لے لیں۔ شریعت میں ایسے معاشرے کی کوئی وقعت نہیں ہے۔

(٣٥٨٥)۔ عَنْ اَبِي مُوْسَى اْلاشْعَرِيِّ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اَنَّ بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ الْهَـرَجَ۔)) قَـالُـوْا: وَمَـا الْهَـرَجُ؟ قَـالَ: ((الْـقَتْـلُ، اِنَّهُ لَيْسَ بِقَتْلِكُمُ الْمُشْرِكِيْنَ، وَلٰـكِـنْ قَتْـلُ بَعْضِكُمْ بَعْضًا، حَتّٰى يَقْتُلَ الرَّجُلُ جَارَهُ، وَيَقْتُلَ اَخَاهُ، وَيَقْتُلَ عَمَّهُ، وَيَـقْتُـلَ ابْـنَ عَمِّهِ۔)) قَالُوْا: وَمَعَنَا عُقُوْلُنَا يَـوْمَئِذٍ؟ قَالَ: ((اِنَّهُ لَتُنْزَعُ عُقُوْلُ اَهْلِ ذٰلِكَ الـزَّمَـانِ، وَيَـخْـلِفُ لَهُ هَبَاءٌ مِنَ النَّاسِ، يَـحْسِـبُ اَكْثَـرُهُـمْ اَنَّهُـمْ عَـلٰـى شَـيْءٍ، وَلَيْسُـوْا عَـلٰـى شَـيْءٍ۔)) قَالَ اَبُوْ مُوْسٰى: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! مَا اَجِدُ لِي وَلَكُمْ مِنْهَا مَخْرَجًا اِنْ اَدْرَكَتْنِيْ وَاِيَّاكُمْ ـاِلَّا اَنْ نَخْرُجَ مِنْهَا كَمَا دَخَلْنَا فِيْهَا، لَمْ نُصِبْ مِنْهَا دَمًا وَلَا مَالًا۔ (الصحيحة:١٦٨٢)

سیدنا ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت سے پہلے ''ھرج'' ہو گا۔'' کسی نے پوچھا: ''ھرج'' کا کیا معنی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کا معنی قتل ہے، (ذہن نشین کر لو کہ) اس سے مراد تمھارا مشرکوں کو قتل کرنا نہیں ہے، بلکہ آپس میں ایک دوسرے کو قتل کرنا ہے، (اور بات یہاں تک جا پہنچے گی کہ) آدمی اپنے پڑوسی کو، بھائی کو، چچا کو اور چچا زاد کو قتل کر ڈالے گا۔'' صحابہ نے کہا: کیا اس وقت ہم میں عقل باقی ہو گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اُس زمانے والوں کی عقلیں سلب کر لی جائیں گی، وہ بیوقوف لوگ ہوں گے، ان کی اکثریت اپنے آپ کو بزعم خود کسی حقیقت پر خیال کرے گی، لیکن وہ کسی حقیقت پر نہیں ہوں گے۔'' سیدنا ابوموسی نے کہا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر ایسے ایام ہم کو پا لیں تو ان سے راہِ فرار کا ایک ہی طریقہ ہو گا کہ جیسے ہم داخل ہوئے ایسے ہی وہاں سے نکل آئیں، نہ کسی کا خون بہائیں اور نہ کسی

کا مال چھینیں۔

تخريج: أخرجه أحمد: ٤/ ٣٩١، ٤١٤، وابن ماجه: ٣٩٥٩

شــــرح:...... یقیناً ہمارا معاشرہ اس حدیث کا مصداق بن چکا ہے، قتل اتنا عام ہو گیا کہ ایک ایک دھماکے میں سینکڑوں لوگ کام آ جاتے ہیں۔ محرم رشتہ داروں میں اس قدر دشمنی اور عداوت ہے کہ وہ ایک دوسرے کی جان کے پیاسے نظر آتے ہیں اور موقع ملنے پر اپنی خواہشِ بد کا اظہار کر دیتے ہیں۔

(٣٥٨٦)۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مِنْ اِقْتِرَابِ (وَفِي رِوَايَةٍ: اَشْرَاطُ) السَّاعَةِ اَنْ تُرْفَعَ الْاَشْرَارُ، وَتُوْضَعَ الْاَخْيَارُ، وَيُفْتَحَ الْقَوْلُ، وَيُخْزَنَ الْعَمَلُ، وَيُقْرَأَ بِالْقَوْمِ الْمُثْنَاةُ لَيْسَ فِيهِمْ اَحَدٌ يُنْكِرُهَا۔)) قِيلَ وَمَا الْمُثْنَاةُ؟ قَالَ: ((مَااسْتُكْتِبَ سِوَى كِتَابِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ۔))

(الصحيحة:٢٨٢١)

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت کے قریب ہونے کی علامت یہ ہے کہ بدترین لوگوں کو اعلی مناصب دیے جائیں گے، شریف لوگوں کو ذلیل سمجھا جائے گا، لوگ بڑی بڑی باتیں (یعنی بڑکیں) ماریں گے، عمل محدود ہو جائے گا اور لوگوں میں ''مَثْنَاۃ'' عام ہو گی، کوئی بھی اس کا انکار نہیں کر سکے گا۔'' کہا گیا کہ ''مثناۃ'' سے کیا مراد ہے؟ فرمایا: ''جو چیز قرآنی (علوم) کے علاوہ لکھی جائے۔''

تخريج: أخرجه الحاكم:٤/ ٥٥٤، والهيثمي في"المجمع": ٧/ ٣٢٦، وابن أبي شيبة في"المصنف": ١٥/ ١٦٥/ ١٩٣٩٥، وأبو عمرو الداني في"الفتن": ق٥٣/ ١-٢، والبيهقي في "الشعب": ٤/ ٣٠٦/ ٥١٩٩

شرح:...... مسلم ممالک میں صدارت و وزارتِ عظمی جیسے بڑے بڑے عہدوں پر فائز ہونے والوں اور قومی اور صوبائی اسمبلیوں کے امیدواروں اور دوسرے اعلی عہدیداروں کی مذہبی حالت کیا ہے؟ یہ فیصلہ شریعت کی روشنی میں کیا جائے گا۔ ان کے مقابلے میں لوگوں کو خیر و بھلائی کی تعلیم دینے والوں، بچوں کو قرآن مجید کی ناظرہ، حفظ اور ترجمہ کی تعلیم دینے والوں، مساجد میں خطابت و امامت کے منصب کو سنبھالنے والوں، اذان دینے والوں، مسجد کی صفائی کرنے والوں اور نکاح، فتوی اور نماز جنازہ جیسی ذمہ داریوں کو نبھانے والوں کا کیا مقام ہے؟ یہ فیصلہ بھی شریعت کی روشنی میں کیا جائے گا۔ اگر سچ پوچھیں تو صرف نماز پڑھانا اور قرآن مجید کی تعلیم دینا اتنا عظیم اور جلیل عمل ہے کہ بظاہر اس عمل کا مقابلہ کرنے کے لیے عوام کے پاس کوئی مقابل موجود نہیں ہے، اس پر مستزاد یہ کہ عوام کی نمازوں اور تلاوتوں کا ثواب بھی پہلے ان مسجد والوں کے کھاتے میں آتا ہے، کیونکہ یہ ان کی تعلیم کا نتیجہ ہوتا ہے۔

بہر حال آپ ﷺ کی پیشین گوئی سچ ثابت ہوئی اور حالات بدل گئے، اب احترام تو ہو گا، لیکن مال کی وجہ سے، نسب کی وجہ سے، حسن کی وجہ سے، عہدے کی وجہ سے، سیاسی موافقت کی وجہ سے، دنیوی تعلیم کی وجہ سے، پرانی یاری کی

وجہ سے۔ اس وجہ سے نہیں کہ فلاں نمازی ہے، روزانہ تلاوت کرتا ہے، حافظ قرآن ہے، بچوں کو حفظ و ناظرہ اور احادیثِ رسول کی تعلیم دیتا ہے، لوگوں کو نیکی اور سنت کی طرف رغبت دلاتا ہے اور برائی اور بدعت سے منع کرتا ہے، مسجد کی صفائی کرتا ہے۔ رہا مسئلہ معاوضے اور تنخواہ کا، جو عوام کا بہت بڑا اعتراض ہے، تو گزارش ہے کہ کئی لوگ فی سبیل اللہ کام کر رہے ہیں اور کئی لوگ بہت تھوڑی تنخواہ وصول کرتے ہیں، جو کہ ان کے لیے حلال اور جائز ہے۔

امام البانی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں: آپ ﷺ کی نبوت و رسالت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ حدیثِ مبارکہ ہے، اس میں مذکورہ تمام امور وقوع پذیر ہو چکے ہیں، بالخصوص ''مَثْنَاۃ'' والا معاملہ۔ لیکن قرآن مجید اور اس کے ساتھ ساتھ احادیثِ نبویہ اور سلف صالحین کے آثار کی کتابت کو مستثنیٰ کر لیا گیا ہے۔

رہا مسئلہ ان فقہی کتب کا، جن میں مقلدین کے فرضی مسائل کا بیان ہے اور جنھوں نے طویل زمانے کی جدو جہد کے بعد لوگوں کی توجہ کو قرآن مجید اور سنتِ رسول سے ہٹا لیا ہے۔ بڑا افسوس ہے کہ آج کل کے اکثر مقلدوں میں یہی چیز نظر آتی ہے، حالانکہ ان میں پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کرنے والے اور شرعی کلیات سے سندِ فراغت لینے والے بھی موجود ہیں، ان کا مذہب تقلید ہے اور یہ اسے علما سمیت تمام لوگوں کے لیے ضروری خیال کرتے ہیں۔ دیکھیں کہ اِن کے سرخیل ابوالحسن کرخی حنفی نے اپنی مشہور قاعدے کا یوں اظہار کیا: کل آیه تخالف ما علیه اصحابنا فهی مؤولة او منسوخة و کل حدیث کذلك فهو مؤول او منسوخ۔ (تاریخ التشریع الاسلامی للشیخ محمد الخضری)...... ہر وہ آیت، جو ہمارے اصحاب کے مسلک کے مخالف ہے، اس کی تاویل کی جائے گی یا اس کو منسوخ سمجھا جائے گا، اور یہی معاملہ ہر حدیث کا ہے کہ اس کی بھی تاویل کی جائے گی یا پھر اس کو منسوخ سمجھا جائے گا۔

سبحان اللہ! ان لوگوں نے اپنے مذہب کو اصل اور قرآن مجید کو اس کا تابع بنا دیا، یہی وہ ''مَثْنَاۃ'' (لکھت پڑھت) ہے، جس کو اس حدیث میں قیامت کی علامت قرار دیا گیا ہے۔

ہدایہ میں اس حدیث کے بعد ''مَثْنَاۃ'' کی تفسیر میں یہ کہا گیا ہے: ''اس کے بارے میں ایک قول یہ ہے کہ اس لفظ سے مراد حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد والے بنو اسرائیل کی اخبار ہیں اور وہ اس طرح کہ ان لوگوں نے اللہ کی کتاب کو ترک کر کے اپنی منشا کے مطابق ایک (خود ساختہ) کتاب ترتیب دی، اسے ''مثناۃ'' کہتے تھے۔ شاید یہی وجہ ہے سیدنا ابن عمرو رضی اللہ عنہ اہل کتاب سے روایت لینے کو ناپسند کرتے ہیں، حالانکہ ان کے پاس ان کی کتابیں موجود تھیں، جو ان کو یرموک والے دن ملی تھیں۔''

میں (البانی) کہتا ہوں: یہ تفسیر اس حدیثِ مبارکہ کے ظاہری مفہوم سے بہت بعید ہے، کیونکہ ''مثناۃ'' تو قربِ قیامت کی علامتوں میں سے ہے، اس چیز کا یہودیوں کے اس فعل سے کیا تعلق ہے، جو آپ ﷺ کی بعثت سے پہلے کیا گیا۔ بلا شک وشبہ ابن اثیر نے ''قِیْلَ'' کہہ کر اس تفسیر کے ضعیف ہونے کی طرف اشارہ کر دیا ہے۔

اور اس حدیث کی درج ذیل تفسیر کرنا تو سب سے زیادہ ضعیف ہے:

جوہری نے کہا: "مَثْنَاة" سے مراد گانے ہیں، جن کو فارسی میں "دوبیتی" کہتے ہیں۔ (صحیحه: ۲۸۲۱)

آخری قطعۂ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ لوگوں میں اخباروں، ڈائجسٹوں اور کہانیوں جیسی فضول چیزوں کا عام مطالعہ ہوگا، قرآنی علوم کی طرف توجہ دھرنے والا کوئی نہیں ہوگا۔

(۳۵۸۷)۔ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((سَيَأْتِي عَلَى النَّاسِ سَنَوَاتٌ خَدَّاعَاتٌ، يُصَدَّقُ فِيْهَا الْكَاذِبُ، وَيُكَذَّبُ فِيْهَا الصَّادِقُ، وَيُؤْتَمَنُ فِيْهَا الْخَائِنُ، وَيُخَوَّنُ فِيْهَا الْاَمِيْنُ، وَيَنْطِقُ فِيْهَا الرُّوَيْبِضَةُ۔)) قِيْلَ: وَمَا الرُّوَيْبِضَةُ؟ قَالَ: ((الرَّجُلُ التَّافِهُ، يُكَلِّمُ فِي اَمْرِ الْعَامَّةِ۔))

(الصحيحة:۱۸۸۷)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "لوگوں پر عنقریب فریبی و مکاری والا زمانہ آئے گا، اس میں جھوٹے کو سچا اور سچے کو جھوٹا سمجھا جائے گا اور خائن کو امین اور امانتدار کو خائن قرار دیا جائے گا اور "رویبضہ" قسم کے لوگ (عوام الناس کے امور سے متعلقہ) گفتگو کریں گے۔" پوچھا گیا کہ "رویبضہ" سے کیا مراد ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "معمولی اور کم عقل لوگ جو عوام الناس کے امور پر بحث و مباحثہ کریں گے۔"

تخريج: أخرجه ابن ماجه: ٤٠٤٢، والحاكم: ٤/ ٤٦٥، ٥١٢، وأحمد: ٢/ ٢٩١، والخرائطي في "مكارم الأخلاق": صـ ٣٠

(۳۵۸۸)۔ (۲۵۵۷)۔ عَنِ الْاَسْوَدِ بْنِ يَزِيْدَ، قَالَ: أُقِيْمَتِ الصَّلَاةُ فِي الْمَسْجِدِ، فَجِئْنَا نَمْشِي مَعَ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ، فَلَمَّا رَكَعَ النَّاسُ، رَكَعَ عَبْدُاللّٰهِ وَرَكَعْنَا مَعَهُ وَنَحْنُ نَمْشِي، فَمَرَّ رَجُلٌ بَيْنَ يَدَيْهِ فَقَالَ: اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَبَاعَبْدِالرَّحْمٰنِ! فَقَالَ عَبْدُاللّٰهِ وَهُوَ رَاكِعٌ: صَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ۔ فَلَمَّا انْصَرَفَ سَاَلَهُ بَعْضُ الْقَوْمِ: لِمَ قُلْتَ حِيْنَ سَلَّمَ عَلَيْكَ الرَّجُلُ: صَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ؟ قَالَ: اِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((اِنَّ مِنْ اَشْرَاطِ السَّاعَةِ اِذَا كَانَتِ التَّحِيَّةُ عَلَى الْمَعْرِفَةِ۔

اسود بن یزید کہتے ہیں: مسجد میں نماز کے لیے اقامت کہہ دی گئی، ہم سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھ مسجد کی طرف چل پڑے، لوگ رکوع کی حالت میں تھے، سیدنا عبداللہ نے (صف تک پہنچنے سے قبل ہی) رکوع کر لیا اور ہم بھی رکوع کے لیے جھک گئے اور رکوع کی حالت میں چل کر (صف میں کھڑے ہو گئے)۔ ایک آدمی سیدنا عبداللہ کے سامنے سے گزرا، اس نے کہا: ابوعبدالرحمٰن! السلام علیکم۔ سیدنا عبداللہ نے رکوع کی حالت میں ہی کہا: اللہ اور اس کے رسول نے سچ فرمایا۔ جب وہ نماز سے فارغ ہوئے تو بعض افراد نے سوال کیا: جب اُس آدمی نے آپ پر سلام کہا تو آپ نے یہ کیوں کہا: اللہ اور اس کے رسول نے سچ فرمایا؟ انھوں نے جواباً کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: "یہ چیز بھی

وَفِي رِوَايَةٍ: اَنْ يُّسَلِّمَ الرَّجُلُ عَلَى الرَّجُلِ لَا يُسَلِّمُ عَلَيْهِ اِلَّا لِلْمَعْرِفَةِ۔)) (الصحيحة:٦٤٨)

علاماتِ قیامت میں سے ہے کہ سلام معرفت کی بنا پر ہو گا۔'' اور ایک روایت میں ہے: ''ایک آدمی دوسرے کو سلام تو کہے گا، لیکن معرفت کی بنا پر کہے گا۔''

تخريج: أخرجه أحمد: ١/ ٣٨٧، والطبراني في "المعجم الكبير": ٣/ ٣٦/ ٢

شــرح:...... اکثر مسلمانوں کا یہی حال ہے کہ ان کا سلام مخصوص افراد کے لیے رہ گیا ہے، جب کہ احادیث کی روشنی میں ہر ایک، وہ معروف ہو یا غیر معروف، کو سلام کہنے کی ترغیب دلائی گئی ہے۔

(٣٥٨٩)۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ تَغْلِبَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّ مِنْ اَشْرَاطِ السَّاعَةِ اَنْ يَفِيْضَ الْمَالُ، وَيَكْثُرَ الْجَهْلُ، وَتَظْهَرَ الْفِتَنُ، وَتَفْشُوَ التِّجَارَةُ، وَيَظْهَرَ الْعِلْمُ۔)) (الصحيحة:٢٧٦٧)

سیدنا عمرو بن تغلب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ چیز علاماتِ قیامت میں سے ہے کہ مال پھیل جائے گا، جہالت عام ہو جائے گی، فتنے ابھر پڑیں گے، تجارت عام ہو جائے گی اور علم (یعنی پڑھائی لکھائی) عام ہو گی۔''

تخريج: أخرجه النسائي في "سننه": ٢/ ٢١٢، والحاكم في "مستدركه": ٢/ ٧، واللفظ له، والطيالسي: ١١٧١، وعنه ابن منده في "المعرفة": ٢/ ٥٩/ ٢، والخطابي في "غريب الحديث": ٨١/ ٢

شرح:...... امام البانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: آج کل اکثر حکومتیں ناخواندگی اور ان پڑھی کو ختم کرنے اور پڑھنے لکھنے کا بہت اہتمام کر رہی ہیں اور اس پر فخر کناں بھی ہیں۔ ہر حکومت یہ اعلان کرتی ہوئی نظر آتی ہے کہ اس کے ہاں ناخوانگی کی شرح نہ ہونے کے برابر ہے۔

اس حدیثِ مبارکہ میں اس اہتمام کا قوی اشارہ موجود ہے، میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں، یہ حدیث آپ ﷺ کی نبوت کی نشانیوں میں سے ایک ہے۔

لیکن یہ بات ذہن نشین رہنی چاہیے کہ جن احادیث میں علم کے ختم ہونے اور جہالت کے عام ہونے کو قیامت کی علامت قرار دیا گیا ہے، اس سے مراد علم شرعی ہے، جس کے ذریعے لوگ اپنے ربّ کو پہچانتے ہیں اور اس کی کما حقہ عبادت کرتے ہیں، نہ کہ صرف لکھائی پڑھائی۔ اور آج یہ حقیقت مشاہدہ شدہ بن چکی ہے کہ عصرِ حاضر کے منہجوں کی مروّجہ کتابت و تعلیم کی وجہ سے اکثر اسلامی خاندان شریعتِ اسلامیہ سے دور اور علم شرعی سے جاہل ہو گئے ہیں، الا ما شاء اللہ۔ درج ذیل حدیث سے ہمارے اس دعوے کی تائید ہوتی ہے:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالی اس طرح علم کو ختم نہیں کرے گا کہ اسے لوگوں کے (سینوں سے) کھینچ لے، بلکہ وہ علما کو موت دے دے گا، اس طرح علم ناپید ہو جائے گا، جب کوئی عالم باقی نہ رہے گا تو لوگ جاہلوں کو اپنا سردار بنا لیں گے، جب ان سے سوالات کیے جائیں گے، تو وہ بغیر علم کے فتوی دیں گے، اس طرح خود بھی گمراہ ہو

جائیں گے اور لوگوں کو بھی گمراہ کر دیں گے۔"

امام بخاری اور امام مسلم نے اس حدیث کو سیدنا ابن عمرو رضی اللہ عنہ، جن کی تصدیق سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کی، سے بیان کیا ہے۔(صحیحہ : ۲۷۶۷)

(۳۵۹۰)۔ عَنْ اَبِي اُمَيَّةَ الْجَمَحِيِّ ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اِنَّ مِنْ اَشْرَاطِ السَّاعَةِ اَنْ يُلْتَمَسَ الْعِلْمُ عِنْدَ الْاَصَاغِيْرِ۔)) (الصحيحة:٦٩٥)

سیدنا ابو امیہ جمحی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "یہ چیز علاماتِ قیامت میں سے ہے کہ حقیر و ذلیل لوگوں کے پاس علم تلاش کیا جائے گا۔"

تخريج: أخرجه ابن المبارك في"الزهد": ٦١ ، وعنه أبوعمرو الداني في"الفتن": ٦٢/ ٢ ، واللالكائي في"شرح أصول السنة": ٢٣٠/ ١ ـ كواكب٥٧٦ ، وكذا الطبراني في"الكبير": وعنه الحافظ عبدالغني المقدسي في"العلم": ١٦/ ٢ ، وابن منده في"المعرفة": ٢/ ٢٢٠/ ١ ، وابن عبد البر في"جامع العلم": ١/ ١٥٧ـ١٥٨ ، والخطيب في"الفقيه والمتفقه": ٢/ ٧٩

شرح :...... نبی کریم ﷺ کی یہ پیشین گوئی اس دور میں حرف بحرف پوری ہو چکی ہے۔ بڑے بڑے تعلیمی اداروں میں ایسے ایسے لوگوں کو استفتا اور علم شرعی کے حصول کے لیے منتخب کیا جاتا ہے، جو علمی اور عملی طور پر اسلام کے بنیادی احکام سے غافل ہوتے ہیں۔ ہم نے بسیار ایسے نام نہاد علمی لوگوں کو دیکھا ہے، جو بے نماز ہیں، شیو کرتے ہیں، اسلامی آداب کے یکسر پابند نہیں ہیں، بے پردہ عورتوں میں گھل مل کر رہتے ہیں، لیکن پھر بھی وہ اسلامیات کے موضوع پر لیکچر دیتے ہیں، اپنے سہولت آمیز اور برے مزاج کے مطابق اسلام کو لچک دار بناتے ہیں، صدیوں سے اسلام کی حقیقی خدمت کرنیو والوں پر کیچڑ اچھالتے ہیں اور طلبہ وعوام کی اسلام سے متعلقہ مشکلات کو حل کرتے ہیں۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون).

(۳۵۹۱)۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ مَرْفُوْعاً: ((اِنَّ مِنْ اَشْرَاطِ السَّاعَةِ اَنْ يَمُرَّ الرَّجُلُ فِي الْمَسْجِدِ لَا يُصَلِّي فِيْهِ رَكْعَتَيْنِ۔)) (الصحيحة:٦٤٩)

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "یہ چیز بھی علاماتِ قیامت میں سے ہے کہ آدمی دو رکعت نماز پڑھے بغیر مسجد سے گزر جائے گا۔"

تخريج: أخرجه ابن خزيمة في"صحيحه": ١٣٢٦

شرح:...... آج کل ہزاروں لوگوں کی ایسی مثالیں موجود ہیں، اللہ تعالی سلامت و عافیت میں رکھے۔

(۳۵۹۲)۔ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ مَرْفُوْعًا: ((اِنَّ مِنْ اَشْرَاطِ السَّاعَةِ الْفُحْشَ

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "بدزبانی، فحش گوئی، قطع رحمی، خائن کو

وَالتَّفَحُّش، وَقَطِيعَةَ الْأَرْحَامِ، وَائْتِمَانَ الْخَائِنِ۔ أَحْسِبُهُ قَالَ: وَتَخْوِينَ الْأَمِينِ۔)) (الصحيحة: ٢٢٣٨)

امین اور امانتدار کو خائن سمجھنا علامات قیامت میں سے ہے۔''

تخریج: أخرجه البزار:٢٣٨

(٣٥٩٣)۔ عَنْ بُقَيْرَةَ امْرَأَةِ الْقَعْقَاعِ بْنِ أَبِي حَدْرَدٍ الْأَسْلَمِيِّ، قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَلَى الْمِنْبَرِ يَقُوْلُ: ((يَا هٰؤُلَاءِ! إِذَا سَمِعْتُمْ بِجَيْشٍ قَدْ خُسِفَ بِهِ قَرِيْباً، فَقَدْ أَظَلَّتِ السَّاعَةُ۔)) (الصحيحة: ١٣٥٥)

قعقاع بن ابو حدرد اسلمی کی بیوی بیان کرتی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو منبر پر ارشاد فرماتے ہوئے سنا: ''لوگو! جب تم قریب ہی کسی آدمی کے دھنسنے کے بارے میں سنو تو (اس کا مطلب یہ ہوگا کہ گویا) قیامت سایہ فگن ہو چکی ہے۔''

تخریج: أخرجه أحمد:٦/ ٣٧٨، والحميدي: ٣٥١

(٣٥٩٤)۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ مَسْخٌ، وَخَسْفٌ، وَقَذْفٌ۔)) (الصحيحة:١٧٨٧)

سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت کے قبل (لوگوں کی) شکلیں بگڑیں گی، انھیں دھنسایا جائے گا اور ان پر سنگ باری کی جائے گی۔''

تخریج: أخرجه ابن ماجه: ٤٠٥٩

شرح:...... بیت اللہ پر چڑھائی کرنے والے لشکر کو بھی بیدا مقام پر زمین میں دھنسا دیا جائے گا۔ ابھی تک یہ علامات پوری نہیں ہوئیں۔

(٣٥٩٥)۔ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ يَظْهَرُ الرِّبَا، وَالزِّنٰى، وَالْخَمْرُ۔)) (الصحيحة: ٣٤١٥)

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''قیامت سے پہلے سود، زنا اور شراب عام ہو جائے گا۔''

تخریج: أخرجه الطيالسي في "مسنده": ١٢١/ ٨٩١

شرح:...... عصر حاضر میں کفار تو کفار، مسلمانوں میں بھی تینوں چیزیں عام ہو چکی ہیں۔

(٣٥٩٦)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ مَرْفُوْعًا: ((تَكُوْنُ بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ فِتَنٌ كَقِطَعِ اللَّيْلِ الْمُظْلِمِ، يُصْبِحُ الرَّجُلُ فِيهَا مُؤْمِنًا

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت سے پہلے اندھیری رات کے ٹکڑوں کی طرح فتنے نمودار ہوں گے، آدمی بوقت صبح مومن

وَيُمْسِي كَافِرًا، وَيُمْسِي مُؤْمِنًا وَيُصْبِحُ كَافِرًا، يَبِيْعُ اَقْوَامٌ دِيْنَهُمْ بِعَرَضِ الدُّنْيَا۔)) (الصحيحة: ٨١٠)

ہوگا اور شام کو کافر اور بوقتِ شام مومن ہوگا اور صبح کو کافر، لوگ اپنے دین کو دنیوی ساز و سامان کے عوض فروخت کر دیں گے۔''

تخریج: أخرجه الترمذی: ٣/ ٢٢١، بشرح التحفة، وابن شيبة فی "الايمان": ٦٤، وفی "المصنف": ١١/ ٣٩ و ١٥/ ٤٧، والحاكم: ٤/ ٤٣٨، والفريابی فی "صفة المنافق": صـ٦٦ من "دفائن الكنوز"

شرح:...... جامع ترمذی کی روایت میں ان فتنوں سے پہلے پہلے عمل کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ ''بوقتِ صبح مومن اور شام کو کافر......'' اس کا مفہوم یہ ہے کہ صبح کو ایمان سے متصف ہوگا اور اعمال صالحہ سے مزین گا، لیکن شام کو کفر کی دلدل میں پھنسا ہوا اور کفریہ اعمال کرتا ہوا نظر آئے گا اور یہ معنی بھی کیا گیا ہے صبح کو اللہ تعالی کی حرام کردہ چیزوں کو حرام سمجھے گا، لیکن شام کو ان کو حلال تصور کرے گا۔ مطلب یہ ہے کہ حالات ایسا رخ اختیار کرلیں گے کہ انسان کو اپنے بدل جانے کی کوئی سمجھ نہیں آئے گی، اس معاملے میں وہ لاشعوری کا اظہار کرے گا۔ اب ایسے ہو رہا ہے کہ ایک انسان اچھا بھلا نیک پرہیز گار نظر آتا ہے، لیکن کچھ دنوں کے بعد جب اس سے ملاقات ہوتی ہے تو اس کی روحانی کیفیت بگڑ چکی ہوتی ہے اور نماز جیسے فریضے کو ترک کر چکا ہوتا ہے، کوئی سود کھانے کی وجہ سے گر چکا ہوتا تو کسی سے اچانک قتل ہو جاتا ہے، کوئی دوسرے خاندان کی بچی کی حرمتوں کو پامال کرنے کی کوشش کرتا ہے تو کوئی دوسرے کے مال کو ہڑپ کر جانے کی سوچ رہا ہوتا ہے۔ تاجروں کو کوئی شعور نہیں کہ ان کی تجارت شرعی اصولوں پر مبنی ہے یا نہیں، اپریل ۲۰۰۹ء کی بات کہ ایک تاجر نے ایک شرعی قاعدے کو نظر انداز کر کے سودا کیا، اسے اس وجہ سے دو دنوں کے اندر اڑتالیس لاکھ روپے کا نقصان ہوا۔ خلاصۂ کلام یہ ہے کہ لوگ دنیا میں بہت زیادہ دلچسپی لینے والے اور اس کے حریص ہوں گے اور ان کے دینی معاملات بگڑ جائیں گے۔

ملا علی قاری نے کہا: اس کا مفہوم یہ ہے کہ ایک آدمی صبح کو اصل ایمان یا کمال ایمان سے متصف ہوگا، لیکن شام کو حقیقت ایمان سے محروم ہوگا یا نعمتوں کی ناشکری کرتا ہوا یا کافروں سے مشابہت اختیار کرتا یا کافروں والے عمل کرتا ہوا نظر آئے گا۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ صبح کو اللہ تعالی کے حرام کردہ امور کو حرام سمجھے گا، لیکن شام کو حلال سمجھنے لگے گا۔ اس جملے کا ماحصل یہ ہے کہ اس زمانے میں لوگ اپنے دین کے معاملے میں تذبذب میں ہوں گے اور ان کی ساری توجہ دنیوی امور پر مرکوز ہوگی۔ (مرقاة المفاتيح: ٩/ ٢٦٠)

(٣٥٩٧)۔ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ مَرْفُوْعًا: ((سِتٌّ مِّنْ اَشْرَاطِ السَّاعَةِ: مَوتِيْ، وَفَتْحُ بَيْتِ الْمَقْدَسِ، وَمَوْتٌ يَاْخُذُ فِي النَّاسِ كَقِعَاصِ الْغَنَمِ، وَفِتْنَةٌ يَدْخُلُ حَرُّهَا بَيْتَ

سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''علاماتِ قیامت چھ ہیں: میرا فوت ہونا، بیت المقدس کا فتح ہونا، بکری کے سینے کی بیماری کی طرح موت کا لوگوں کو دبوچنا، ہر مسلمان کے گھر کو متاثر کرنے والے فتنے کا

كُلَّ مُسْلِمٍ، وَأَنْ يُعْطَى الرَّجَالَ أَلْفُ دِيْنَارٍ فَيَتَسَخَّطُهَا، وَأَنْ تَغْدِرَ الرُّوْمُ فَيَسِيْرُوْنَ فِي ثَمَانِيْنَ بَنْدًا، تَحْتَ كُلِّ بَنْدٍ اِثْنَا عَشَرَ أَلْفاً۔)) (الصحيحة:١٨٨٣)

ابھرنا، آدمی کا ہزار دینار کو خاطر میں نہ لانا (یعنی کم سمجھنا) اور روم کا غداری کرنا، وہ اسی جھنڈوں کے نیچے چلیں گے اور ہر جھنڈے کے نیچے بارہ ہزار افراد ہوں گے۔''

تخريج: أخرجه أحمد: ٥/ ٢٢٨، وعنه الضياء المقدسي في"فضائل الشام": ٢/ ٤٤/ ٢

شرح:...... اس حدیث میں چھ علامات قیامت بیان کی گئی ہیں: آپ ﷺ فوت ہو چکے، بیت المقدس کی فتح مکمل ہوگئی ہے، کہا جاتا ہے کہ خلافت فاروقی میں طاعون کی وجہ سے تین دنوں میں ستر ہزار لوگوں کا مر جانا اسی حدیث کا مصداق ہے۔ حدیث میں وہ فتنہ مراد ہے، جو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کا سبب بنا اور پھر اس کے فتنوں کا تسلسل ابھی تک جاری ہے۔ پانچویں علامت سے مراد مال و دولت کی کثرت ہے، جو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں عظیم فتوحات کی وجہ سے پوری ہو چکی ہے، اس کے بعد سے مال و دولت میں اضافہ ہوتا رہا۔ چھٹی علامت یعنی رومیوں کا غداری کرنا، جس میں وہ سات لاکھ اور ساٹھ ہزار کے لشکر کے ساتھ آئیں گے، ابھی تک واقع نہیں ہوئی۔

(٣٥٩٨)۔ عَنْ حُذَيْفَةَ، قَالَ: سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ السَّاعَةِ؟ فَقَالَ: ((﴿عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّي لَا يُجَلِّيْهَا لِوَقْتِهَا إِلَّا هُوَ﴾ (الاعراف: ١٨٧)، وَلٰكِنْ أُخْبِرُكُمْ بِمَشَارِيْطِهَا، وَمَا يَكُوْنُ بَيْنَ يَدَيْهَا: إِنَّ بَيْنَ يَدَيْهَا فِتْنَةً وَهَرَجًا۔)) قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! الْفِتْنَةُ قَدْ عَرَفْنَاهَا فَالْهَرَجُ مَاهُوَ؟ قَالَ: ((بِلِسَانِ الْحَبَشَةِ: الْقَتْلُ، وَيُلْقَى بَيْنَ النَّاسِ التَّنَاكُرُ فَلَا يَكَادُ أَحَدٌ أَنْ يَعْرِفَ أَحَدًا۔)) (الصحيحة: ٢٧٧١)

سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ سے قیامت کے بارے میں سوال کیا گیا۔ آپ نے جوابا یہ آیت پڑھی: ''اس کا علم میرے ربّ ہی کے پاس ہے، اس کے وقت پر اس کو سوائے اللہ کے کوئی اور ظاہر نہ کرے گا۔'' (سورۂ اعراف: ۱۸۷) پھر فرمایا: ''البتہ میں تمھارے لیے اس کی علامتوں اور اس سے پہلے امور کی نشاندہی کر دیتا ہوں۔ اس سے پہلے فتنہ اور ہرج ہو گا۔'' صحابہ نے کہا: ہمیں فتنے کے مفہوم کا تو علم ہے، ہرج سے کیا مراد ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ حبشی زبان کا لفظ ہے، اس کے معنی ''قتل'' کے ہیں، اور (قیامت سے پہلے) لوگوں میں اجنبیت پائی جائے گی، کوئی کسی کو نہیں پہچانے گا۔''

تخريج: أخرجه أحمد: ٥/ ٣٨٩

شرح:...... یہ حقیقت ہے کہ ماضی کو پرکھا جائے یا حال پر نگاہ دوڑائی جائے، ہر دور میں فتنے اور قتل بھرپور انداز میں نظر آتے ہیں، بلکہ خلفائے راشدین کے دور کے آخر سے ہی یہ سلسلہ شروع ہو گیا تھا۔ رہا مسئلہ نامانوسیت اور اجنبیت کا تو وہ تو آج عروج پر ہے، ہر آدمی نے اپنی وفا کے لیے کچھ رشتہ داروں اور چند دوسرے لوگوں کو مخصوص کر لیا ہے۔

انسان کا بحیثیتِ انسان اور مسلمان کا بحیثیتِ مسلمان احترام نہیں ہے۔

قیامت کی پہلی بڑی علامت
آگ کا لوگوں کو شام میں جمع کرنا

(۳۵۹۹)۔ عَنْ اَنَسٍ: اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ اَتٰی رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَقْدَمَهُ الْمَدِيْنَةَ ، فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنِّي سَائِلُكَ عَنْ ثَلَاثِ خِصَالٍ، لَايَعْلَمُهُنَّ اِلَّا نَبِيٌّ۔ قَالَ: ((سَلْ۔)) قَالَ: مَااَوَّلُ اَشْرَاطِ السَّاعَةِ؟ وَمَا اَوَّلُ مَايَاْكُلُ مِنْهُ اَهْلُ الْجَنَّةِ؟ وَمِنْ اَيْنَ يَشْبَهُ الْوَلَدُ اَبَاهُ وَاُمَّهُ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَخْبَرَنِي بِهِنَّ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ آنِفاً۔ قَالَ: ذٰلِكَ عَدُوُّ الْيَهُوْدِ مِنَ الْمَلَائِكَةِ۔)) قَالَ: ((اَمَّا اَوَّلُ اَشْرَاطِ السَّاعَةِ فَنَارٌ تَخْرُجُ مِنَ الْمَشْرِقِ ، فَتَحْشُرُ النَّاسَ اِلَى الْمَغْرِبِ ، وَاَمَّا اَوَّلُ مَايَاْكُلُ مِنْهُ اَهْلُ الْجَنَّةِ زِيَادَةُ كَبِدِ الْحُوْتِ ، وَاَمَّا شَبَهُ الْوَلَدِ اَبَاهُ وَاُمَّهُ ، فَاِذَا سَبَقَ مَاءُ الرَّجُلِ مَاءَ الْمَرْاَةِ ، نَزَعَ اِلَيْهِ الْوَلَدُ ، وَاِذَا سَبَقَ مَاءُ الْمَرْاَةِ الرَّجُلَ ، نَزَعَ اِلَيْهَا۔)) قَالَ: اَشْهَدُ اَنْ لَّااِلٰهَ اِلَّااللّٰهُ ، وَاَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ، وَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنَّ الْيَهُوْدَ قَوْمٌ بُهْتٌ ، وَاِنَّهُمْ اِنْ يَّعْلَمُوْا بِاِسْلَامِي يَبْهَتُوْنِي عِنْدَكَ ، فَاَرْسِلْ اِلَيْهِمْ ، فَاسْاَلْهُمْ عَنِّي: اَيُّ رَجُلٍ اِبْنُ سَلَامٍ فِيْكُمْ؟ قَالَ: فَاَرْسَلَ اِلَيْهِمْ ، فَقَالَ: ((اَيُّ رَجُلٍ عَبْدُاللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ فِيْكُمْ؟)) قَالُوْا: خَيْرُنَا وَابْنُ خَيْرِنَا ،

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ میں تشریف لائے تو سیدنا عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے پاس آئے اور کہا: اے اللہ کے رسول! میں آپ سے تین چیزوں کے بارے میں سوال کروں گا، صرف نبی کو ان کا علم ہوتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''پوچھو۔'' انھوں نے کہا: قیامت کی پہلی علامت کون سی ہے؟ جنتی لوگ سب سے پہلے کون سی چیز کھائیں گے؟ اور بچے کی اپنے باپ یا ماں سے مشابہت کیسے ہوتی ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جبریل علیہ السلام نے مجھے ابھی ابھی یہ باتیں بتلائی ہیں۔'' انھوں نے کہا: یہ فرشتہ تو یہودیوں کا دشمن ہے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت کی پہلی علامت یہ ہوگی کہ مشرق سے آگ نکلے گی، وہ لوگوں کو مغرب کی طرف اکٹھا کرے گی، جنتی لوگ سب سے پہلے مچھلی کے جگر کا بڑھا ہوا حصہ کھائیں گے اور رہا مسئلہ بچے کا اپنے باپ یا ماں سے مشابہ ہونا تو جب مرد کا مادۂ منویہ عورت کے پانی سے سبقت لے جاتا ہے تو بچے کی اس سے مشابہت ہو جاتی ہے اور جب عورت کا مادۂ منویہ مرد کے پانی پر غالب آ جاتا ہے تو اس سے مشابہت ہو جاتی ہے۔'' سیدنا عبداللہ بن سلام نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ ہی معبودِ برحق ہے اور آپ اللہ کے رسول ہیں۔ مزید کہا: اے اللہ کے رسول! بیشک یہودی لوگ الزام تراش ہیں، جب انھیں میرے اسلام کا پتہ چلے گا تو وہ مجھ پر جھوٹے الزامات دھریں گے۔ آپ اس طرح کریں کہ ان کو بلائیں اور میرے بارے میں یوں پوچھیں: تم میں یہ

وَعَالِمُنَا وَابْنُ عَالِمِنَا، وَاَفْقَهُنَا۔ قَالَ: ((اَرَاَيْتُمْ اِنْ اَسْلَمَ تُسْلِمُوْنَ؟)) قَالُوْا: اَعَاذَهُ اللّٰهُ مِنْ ذٰلِكَ! قَالَ: فَخَرَجَ ابْنُ سَلَامٍ، فَقَالَ: اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ۔ قَالُوْا: شَرُّنَا وَابْنُ شَرِّنَا، وَجَاهِلُنَا وَابْنُ جَاهِلِنَا۔ فَقَالَ ابْنُ سَلَامٍ، هٰذَا الَّذِي كُنْتُ اَتَخَوَّفُ مِنْهُ۔

(الصحيحة:٣٤٩٣)

ابن سلام کون اور کیسا ہے؟ آپ ﷺ نے ان کو بلایا اور پوچھا: ”تم میں یہ عبداللہ بن سلام کون اور کیسا ہے؟“ انھوں نے کہا: وہ بہترین فرد ہے اور بہترین باپ کا بیٹا ہے اور وہ عالم ہے اور عالم باپ کا بیٹا ہے اور وہ بہت عظیم فقیہ ہے۔ آپ ﷺ نے ان سے پوچھا: ”اگر وہ مسلمان ہو جائے تو کیا تم بھی مسلمان ہو جاؤ گے؟ انھوں نے کہا: اللہ تعالی اسے اس طرح کرنے سے بچائے رکھے۔ اتنے میں سیدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نکلے اور کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ ہی معبودِ برحق ہیں اور محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں۔ یہ سن کر وہ کہنے لگ گئے: یہ بدترین آدمی ہے اور بدترین باپ کا بیٹا ہے اور جاہل ہے اور جاہل باپ کا بیٹا ہے۔ ابن سلام نے کہا: یہی بات ہے جس کا مجھے اندیشہ تھا۔

تخريج: أخرجه أحمد: ٣/ ١٠٨، وأخرجه البخاري: ٣٣٢٩، ٣٩٣٨، ٤٤٨٠، والنسائي في ”السنن الكبرى“: ٥/ ٣٣٨/ ٩٠٧٤

(٣٦٠٠)۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((سَتَخْرُجُ نَارٌ قَبْلَ يَوْمِ الْقِيَامَةِ بِحَضْرَمَوْتَ، تَحْشُرُ النَّاسَ۔)) قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! فَمَا تَاْمُرُنَا؟ قَالَ: ((عَلَيْكُمْ بِالشَّامِ۔))

(الصحيحة:٢٧٦٨)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”عنقریب روزِ قیامت سے قبل بحرِ حضرموت سے آگ نکلے گی، وہ لوگوں کو جمع کرے گی۔“ صحابہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! (ایسے وقت کا سامنا کرنے کے لیے) آپ ہمیں کیا حکم دیں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”شام کو لازم پکڑنا۔“

تخريج: أخرجه ابن أبي شيبة في ”المصنف“: ١٥/ ٧٨

شرح:...... ”شام کو لازم پکڑنا“ کا مطلب یہ ہے کہ شام کے راستے پر چل پڑنا اور اس کے فریق کو لازم پکڑنا، کیونکہ یہ علاقہ اس وقت آگ کے پہنچنے سے سالم ہو گا اور رحمت والے فرشتے اس کی حفاظت کریں گے۔

یہ آگ اس اعتبار سے قیامت کی پہلی علامت ہے کہ اس کے بعد دنیوی امور کا وجود ختم ہو جائے گا اور اس لحاظ سے آخری نشانی ہے کہ قیامت کی جتنی نشانیاں بیان کی گئیں ہیں، ان میں سب سے آخری یہ آگ ہو گی، اس کے بعد صور پھونک دیا جائے گا۔

حافظ ابن حجر کی بحث کا خلاصہ:

کل چار حشر ہوں گے، دو دنیا میں اور دو آخرت میں۔

(۱) پہلا حشر، جس کا ذکر سورۂ حشر میں ہے: ﴿هُوَ الَّذِيْ اَخْرَجَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ دِيَارِهِمْ لِاَوَّلِ الْحَشْرِ﴾ (سورۂ حشر: ۲) ......"وہی (اللہ) ہے، جس نے اہل کتاب میں سے کافروں کو ان کے گھروں سے، پہلے حشر کے وقت نکالا۔"

اس سے مراد یہودی قبیلے بنونضیر کی جلاوطنی ہے، جو مدینہ منورہ سے نکل کر خیبر میں جا کر مقیم ہو گئے۔ بہرحال یہ حشر کی کوئی مستقل قسم نہیں ہے۔

(۲) دوسرے حشر کا ذکر اس حدیث میں کیا گیا ہے، جو قیامت کی علامت ہے، ایک روایت میں ہے کہ "یہ آگ عدن کے انتہائی مقام سے نکلے گی اور لوگوں کو حشر کی طرف لے جائے گی۔" جبکہ اس روایت میں ہے کہ "یہ آگ مشرق سے نکلے گی اور لوگوں کو مغرب کی طرف اکٹھا کرے گی۔" اس حدیث میں مغرب سے مراد شام کا علاقہ ہے۔ ان روایات میں کوئی تضاد نہیں ہے، کیونکہ جمع و تطبیق کی یہ صورت ممکن ہے کہ اس آگ کی ابتدا عدن کے انتہائی علاقے سے ہوگی، پھر یہ زمین میں پھیل جائے گی۔

(۳) مردوں کو ان کی قبروں سے اٹھا کر موقف کی طرف لے کر جانا، جیسا کہ ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿وَحَشَرْنَاهُمْ فَلَمْ نُغَادِرْ مِنْهُمْ اَحَدًا﴾

(۴) حساب و کتاب کے بعد لوگوں کو جنت و جہنم کی طرف لے کر جانا۔

درج ذیل بالا بحث کی مزید وضاحت درج ذیل حدیث سے ہوتی ہے:

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((سَتَكُوْنُ هِجْرَةٌ بَعْدَ هِجْرَةٍ فَخِيَارُ اَهْلِ الْاَرْضِ اَلْزَمُهُمْ مُهَاجَرُ اِبْرَاهِيْمَ، وَيَبْقٰى فِي الْاَرْضِ شِرَارُ اَهْلِهَا تَلْفِظُهُمْ اَرْضُوْهُمْ، تَقْذَرُهُمْ نَفْسُ اللّٰهِ، وَتَحْشُرُهُمُ النَّارُ مَعَ الْقِرَدَةِ وَالْخَنَازِيْرِ.)) ...... "ہجرت کے بعد ہجرت ہوتی رہے گی، زمین کے باسیوں میں سب سے بہتر لوگ وہ ہوں گے، جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دارِ ہجرت (شام) کو اختیار کیے ہوں گے اور (قربِ قیامت کے وقت) برے لوگ ہی رہ جائیں گے۔ ان کی زمینیں انہیں نکال باہر پھینکیں گی، اللہ عزوجل بھی انہیں برا جانے گا اور آگ ان لوگوں کو بندروں اور خنزیروں کے ساتھ جمع کرے گی۔" (ابـوداود: ٢٤٨٢) آخری جملے کا معنی یہ ہے کہ آگ ان کو جمع کرے گی اور ان کو ہانکے گی، یہ لوگ آگ سے ڈر کر جانوروں کے ساتھ بھاگیں گے۔

قیامت قریب ہے

(٣٦٠١)۔ عَنْ اَبِي جُبَيْرَةَ مَرْفُوْعًا: ((بُعِثْتُ فِي نَسَمِ السَّاعَةِ۔))

سیدنا ابوجبیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مجھے قیامت کے قریب مبعوث کیا گیا ہے۔"

(الصحيحة:٨٠٨)

تخريج: رواه الدولابي في "الكنى": ١/ ٢٣، وابن منده في "المعرفة": ٢/ ٢٣٤/ ٢، وأبوبكر أحمد الحاكم في "الكنى": أيضا: ٥٦/ ٢

شرح: ...... امام البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں: یہ حدیث درج ذیل حدیث کے ہم معنی ہے: ((بُعِثْتُ بين يدي الساعة۔)) ...... "مجھے قیامت کے سامنے مبعوث کیا گیا ہے۔" میں نے (ارواء الغليل: ١٢٦٩) میں اس کی تخریج کی ہے۔

قربِ قیامت کی مثال

(٣٦٠٢)۔ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: اَنَّ رَجُلاً سَالَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ: مَتٰى تَقُوْمُ السَّاعَةُ؟ وَعِنْدَهُ غُلَامٌ مِنَ الْاَنْصَارِ، يُقَالُ لَهُ: مُحَمَّدٌ، فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنْ يَّعِشْ هٰذَا الْغُلَامُ، فَعَسٰى اَنْ لَّا يُدْرِكَهُ الْهَرَمُ حَتّٰى تَقُوْمَ السَّاعَةُ۔)) وَثَبَتَ مِنْ حَدِيْثِ عَائِشَةَ اَيْضًا۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا: قیامت کب برپا ہوگی؟ اس وقت آپ ﷺ کے پاس محمد نامی انصاری بچہ موجود تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے جواب دیا: "اگر یہ بچہ زندہ رہا تو ممکن ہے کہ اس کے بوڑھا ہونے سے پہلے قیامت قائم ہو جائے۔" یہ حدیث سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی مروی ہے۔

(الصحيحة: ٣٤٩٧)

تخريج: قد ثبت من حديث أنس، وعائشة۔

(١)۔ أما حديث أنس، فله طرق:

الأولى: عن حماد بن سلمة عن ثابت البناني عن أنس بن مالك: فأخرجه مسلم: ٨/ ٢٠٩، وأحمد: ٣/ ٢٢٨، ٢٦٩

الثانية: عن قتادة عن أنس: فأخرجه البخاري: ٦١٦٧، ومسلم، وأحمد: ٨/ ١٩٢

الثالثة: عن الحسن عن أنس: فأخرجه أحمد: ٣/ ٢١٣ و ٢٨٣

(٢)۔ وأما حديث عائشة؛ فأخرجه ابن ابى شيبة فى "المصنف": ١٥/ ١٦٨/ ١٩٤٠٥، ومن طريقه مسلم

شرح: ...... اس حدیث کے دو مفہوم ہیں: (۱) آپ ﷺ مبالغہ کے ساتھ قیامت کے قریب ہونے کو باور کرانا چاہتے ہیں، آپ ﷺ کا مقصد تعیین نہیں ہے، کئی دوسری احادیث سے بھی یہ مفہوم واضح ہوتا ہے۔

(۲) یہ حدیث درج ذیل حدیث کے ہم معنی ہے:

آپ ﷺ نے فرمایا: "جو (انسان) آج زمین پر زندہ ہیں، سو سال تک ان میں سے کوئی بھی باقی نہیں رہے گا۔" ......اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ کا زمانہ ختم ہو جائے گا، واقعی ایسے ہی ہوا کہ اس وقت سے ایک

صدی کے اندر اندر وہ تمام لوگ فوت ہو گئے تھے، جو اس فرمان کے وقت موجود تھے۔ حافظ ابن حجر نے کہا: محدثین کا اتفاق ہے کہ آپ ﷺ کی یہ پیشین گوئی پوری ہوئی اور ابوالطفیل عامر بن واثلہ رضی اللہ عنہ آخری صحابی ہیں جو ٹھیک سو برس کے بعد ۱۱۰ھ میں فوت ہوئے۔ (فتح الباری: ۲/ ۹۵)

اس عنوان میں مذکورہ حدیث میں بھی آپ ﷺ کا مقصد یہ ہے کہ اگر یہ بچہ بوڑھا ہو کر مرا تو اس کی موت سے پہلے وہ تمام لوگ فوت ہو جائیں گے، جو اِس وقت دنیا میں موجود ہیں اور ہر شخص کی قیامت اس کی موت کے بعد قائم ہو جاتی ہے۔ یہ دونوں معانی دوسری احادیث سے بھی ثابت ہوتے ہیں، اس لیے دونوں درست ہیں، کوئی ایک مراد لیا جا سکتا ہے۔

(٣٦٠٣)۔ عَـنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدِ السَّاعِدِيِّ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((بُعِثْتُ وَالسَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ - وَضَمَّ إِصْبَعَيْهِ الْوُسْطٰي وَالَّتِي تَلِي الْاِبْهَامَ۔ وَقَالَ: مَثَلِي وَمَثَلُ السَّاعَةِ إِلَّا كَفَرَسَيْ رِهَان ثُمَّ قَالَ: مَامَثَلِي وَمَثَلُ السَّاعَةِ إِلَّا كَمَثَلِ رَجُلٍ بَعَثَهُ قَوْمٌ طَلِيْعَةً فَلَمَّا خَشِيَ اَن يُّسْبَقَ ، اَلَاحَ بِثَوْبِهِ: اُتِيْتُمْ اُتِيْتُمْ؟ اَنَا ذَاكَ ، اَنَا ذَاكَ۔))

(الصحيحة: ٣٢٢٠)

سیدنا سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے اور قیامت کو ان دو انگلیوں کی طرح قریب قریب بھیجا گیا ہے۔'' پھر آپ ﷺ نے (تمثیل پیش کرتے ہوئے) شہادت والی اور بڑی انگلی کو آپس میں ملا دیا، نیز فرمایا: ''میری اور قیامت کی مثال مقابلے میں بھاگنے والے دو گھوڑوں کی طرح ہے (جو ایک دوسرے کے قریب ہوتے ہیں)۔'' پھر فرمایا: ''میری اور قیامت کی مثال اس آدمی کی طرح ہے، جسے لوگوں نے بطورِ جاسوس آگے بھیج دیا، اسے اندیشہ ہوا کہ دشمن تو مجھ سے پہلے پہنچ جائے گا تو اس نے کپڑا ہلایا اور کہا: تم دشمنوں کے سامنے آ گئے، تم دشمنوں کے سامنے آ گئے، میں یہ ہوں، میں یہ ہوں۔''

تخريج: أخرجه ابن جرير الطبري في "تاريخه": ١/ ٨ ، والبيهقي في "شعب الايمان": ٧/ ٢٦٠/ ١٠٢٣٧ ، و احمد: ٥/ ٣٣١ ، وأخرج البخاري: ٤٩٣٦ ، ٥٣٠١ ، ومسلم: ٨/ ٢٠٨ وغيرهما الطرف الاول منه

شرح:...... درمیانی اور شہادت والی انگلی سے اشارہ کرنے سے آپ ﷺ کے دو مقاصد ہو سکتے ہیں: (۱) جس طرح یہ انگلیاں ایک دوسری کے قریب اور ملی ہوئی ہیں، یہی معاملہ آپ ﷺ اور قیامت کا ہے، (۲) آپ ﷺ اور قیامت کے مابین اتنا فاصلہ رہ گیا ہے، جتنی درمیانی انگلی شہادت والی انگلی سے بڑی ہے۔

اب (۱۴۴۳) سن نبوی جاری ہے، یعنی آپ ﷺ کی بعثت کی پندرہویں صدی جاری ہے، اور اگر شریعت میں پیش کردہ علاماتِ قیامت کو دیکھا جائے تو ابھی بھی قیامت دور ہے۔ سوال یہ ہے کہ آپ ﷺ نے یہ مثالیں بیان کر کے قیامت کو اتنا قریب ظاہر کیوں کیا، جبکہ قیامت تو بہت دور تھی؟

مختلف جوابات ملاحظہ فرمائیں:

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ خاتم النبیین تشریف لا چکے ہیں اور اب قیامت کا معاملہ قریب آ گیا ہے۔ آپ ﷺ نے اس سلسلے میں مختلف مثالیں بیان کی ہیں، ان کی روشنی میں یہی مفہوم زیادہ مناسب معلوم ہوتا ہے۔

آپ ﷺ یہ بتلانا چاہتے ہیں کہ گزر جانے والے طویل عرصہ کی بہ نسبت اتنا وقت باقی رہ گیا ہے، جتنی درمیانی انگلی انگشتِ شہادت سے بڑی ہے۔ (مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: فتح الباري: ٩/ ٥٥٢، ١١/ ٤٢٥ـ ٤٢٧)

میدانِ حشر کی طرف جاتے وقت لوگوں کی کیفیت

(٣٦٠٤)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((يُحْشَرُ النَّاسُ عَلٰى ثَلَاثِ طَرَائِقَ: رَاغِبِيْنَ وَرَاهِبِيْنَ، وَاثْنَانِ عَلٰى بَعِيْرٍ، وَثَلَاثَةٌ عَلٰى بَعِيْرٍ، وَأَرْبَعَةٌ عَلٰى بَعِيْرٍ، وَعَشَرَةٌ عَلٰى بَعِيْرٍ، وَتَحْشُرُ بَقِيَّتَهُمُ النَّارُ، تَقِيْلُ مَعَهُمْ حَيْثُ قَالُوْا: وَتَبِيْتُ مَعَهُمْ حَيْثُ بَاتُوْا، وَتُصْبِحُ مَعَهُمْ حَيْثُ أَصْبَحُوْا، وَتُمْسِي مَعَهُمْ حَيْثُ أَمْسَوْا۔)) (الصحيحة: ٣٣٩٥)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''لوگ تین حالتوں پر جمع ہوں گے: رغبت کرنے والے اور ڈرنے والے، دو دو آدمی ایک اونٹ پر، تین تین آدمی ایک اونٹ پر، چار چار آدمی ایک اونٹ پر اور دس دس آدمی ایک اونٹ پر سوار ہو کر آئیں گے، باقی لوگوں کو آگ اکٹھا کرے گی، جہاں وہ قیلولہ کریں گے وہ وہاں قیلولہ کرے گی، جہاں وہ رات گزاریں گے وہ وہاں رات گزارے گی، جہاں وہ صبح کریں گے وہ وہاں صبح کرے گی اور جہاں وہ شام کریں گے وہ وہاں شام کرے گی۔''

تخريج: أخرجه البخاري: ٦٥٢٢، ومسلم: ٨/ ١٥٧، والنسائي: ١/ ٢٩٥، وابن حبان في "صحيحه": ٩/ ٢١٧/ ٧٢٩٢، وابن أبي شيبة في "المصنف": ١٣/ ٢٤٨/ ١٦٢٤٥، وابن أبي الدنيا في "الأهوال": ٢٣٩/ ٢٣٥، والبيهقي في "شعب الأيمان": ١/ ٣١٨/ ٣٥٩، والطبراني في "المعجم الأوسط": ٦/ ٥٠/ ٥١٠٣، والبغوي في "التفسير": ٥/ ١٧٦، و "شرح السنة": ١٥/ ١٢٤/ ٤٣١٤

شرح:...... اس حشر کا تعلق دنیا سے ہے یا آخرت سے، نیز تین اقسام کیسے بنتی ہیں اور ہر ممکنہ صورت پر کون کون سے اعتراضات وارد ہوتے ہیں؟ تفصیل کے لیے ''فتح الباری: ۱۱/ ۴۶۱'' کا مطالعہ کریں۔

قربِ قیامت کی سب سے بڑی نشانی مغرب سے سورج کا طلوع ہونا

(٣٦٠٥)۔ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((أَوَّلُ الْآيَاتِ: طُلُوْعُ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا۔)) (الصحيحة: ٣٣٠٥)

سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''(قیامت کی بڑی بڑی علامات میں) سب سے پہلی نشانی مغرب سے سورج کا طلوع ہونا ہے۔''

تخريج: رواه الطبراني في "المعجم الكبير": ٨٠٢٢، والخطيب في "تاريخ بغداد": ٢/ ١٥٦، ٥/ ٢٤،

وابن حبان في "المجروحين": ٢/ ٢٠٤، وابن عدي في "الكامل": ٦/ ٢٠٤٧، وابن عساكر في "تاريخ دمشق": ٥/ ٣٦٥

شرح:...... قیامت کے قائم ہونے کے وجود پر دلالت کرنے والی سب سے پہلی نشانی سورج کا مغرب سے طلوع ہونا ہوگا، تمام لوگ یہ نشانی دیکھنے کے بعد ایمان لے آئیں گے، لیکن اس نشانی کے بعد کافر کو ایمان اور فاسق و فاجر کو توبہ کوئی فائدہ نہ دے گی۔

کن علاماتِ قیامت کے بعد ایمان مفید نہیں ہوگا

زمین کا چوپایہ

(٣٦٠٦)۔ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((ثَلَاثٌ اِذَا خَرَجْنَ، ﴿لَا يَنْفَعُ نَفْسًا اِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ آمَنَتْ مِنْ قَبْلُ اَوْ كَسَبَتْ فِي اِيْمَانِهَا خَيْرًا﴾ (الانعام: ١٥٨) :طُلُوْعُ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا، وَالدَّجَّالُ، وَدَابَّةُ الْاَرْضِ۔)) (الصحيحة: ٣٦٢٠)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''(جب قیامت کی) تین علامتیں نمودار ہوں گی تو ﴿کسے ایسے شخص کا ایمان اس کے کام نہ آئے گا جو پہلے سے ایمان نہیں رکھتا یا اس نے اپنے ایمان میں کوئی نیک عمل نہ کیا ہو۔﴾ (سورۂ انعام: ۱۵۸) (وہ تین نشانیاں یہ ہیں:) سورج کا مغرب سے طلوع ہونا، دجال اور زمین کا چوپایہ۔''

تخريج: رواه مسلم: ١/ ٩٥۔ ٩٦، والترمذي: ٣٠٧٢، وأبوعوانة: ١/ ١٠٧، وابن أبي شيبة: ١٥/ ١٧٨، وأحمد: ٢/ ٤٤٥، وأبويعلي: ٦١٧٠، ٦١٧٢، وابن منده في "الأيمان": ١٠٢٣، وأبوعمرو الداني في "السُّنن الواردة في الفتن": ٦٩٥، والطبراني في "تفسيره": ٨/ ٧٦

شرح:...... جب بڑی نشانیوں کا ظہور ہوگا تو کافروں کا ایمان اور فاسق و فاجر کی توبہ ان کو فائدہ نہیں دے گی، حالانکہ جب لوگ سورج کو مغرب سے طلوع ہوتا ہوا دیکھیں گے تو سب ایمان لے آئیں گے، لیکن بے سود۔

"دابّة" (زمین کا چوپایہ) کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَاِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ اَخْرَجْنَا لَهُمْ دَآبَّةً مِّنَ الْاَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ اَنَّ النَّاسَ كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا لَا يُوْقِنُوْنَ﴾ (سورۂ نمل: ۸۲) ...... ''جب ان کے اوپر عذاب کا وعدہ ثابت ہو جائے گا، ہم زمین سے ان کے لیے ایک جانور نکالیں گے، جو ان سے باتیں کرتا ہوگا کہ لوگ ہماری آیتوں پر یقین نہیں کرتے تھے۔''

صحیح مسلم کی روایت ہے کہ ''سب سے پہلی نشانی جو ظاہر ہوگی، وہ ہے سورج کا مشرق کی بجائے، مغرب سے طلوع ہونا اور چاشت کے وقت جانور کا نکلنا۔'' جانور نکلنے کی علت یہ ہے کہ لوگ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں یا آیتوں پر یقین نہیں رکھتے ہوں گے، اللہ تعالیٰ اس جانور کے ذریعے اپنی نشانی دکھائے گا۔

(٣٦٠٧)۔ عَنْ اَبِي اُمَامَةَ يَرْفَعُ اِلَى

سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے

النَّبِيِّ ﷺ: ((تَخْرُجُ الدَّابَّةُ، فَتَسِمُ النَّاسَ عَلٰى خَرَاطِيْمِهِمْ، ثُمَّ يُعَمَّرُوْنَ فِيْكُمْ حَتّٰى يَشْتَرِي الرَّجُلُ الْبَعِيْرَ۔ فَيَقُوْلُ: مِمَّنِ اشْتَرَيْتَهُ؟ فَيَقُوْلُ: اِشْتَرَيْتُهُ مِنْ اَحَدِ الْمُخَطَّمِيْنِ۔)) (الصحيحة: ٣٢٢)

فرمایا: ''ایک چوپایہ نکلے گا، وہ لوگوں کی ناک پر ایک علامت لگائے گا اور وہ لمبی عمریں پائیں گے، حتی کہ ایک آدمی اونٹ خریدے گا۔ جب کوئی دوسرا اس سے پوچھے گا کہ تو نے یہ اونٹ کس سے خریدا ہے تو وہ جواب دے گا: میں نے یہ نشان زدہ لوگوں میں سے ایک آدمی سے خریدا تھا۔''

تخریج: أخرجه أحمد: ٥/ ٢٦٨، والبخاری فی "التاریخ الکبیر": ٣/ ٢/ ١٧٢، والبغوی فی "حدیث علی بن الجعد": ١٧٢/ ٢، وأبونعیم فی "أخبار أصبهان": ٢/ ١٢٤

علاماتِ قیامت پے در پے آنے والی ہوں گی

(٣٦٠٨)۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَلْآيَاتُ خَرَزَاتٌ مَنْظُوْمَاتٌ فِي سِلْكٍ فَاِنْ يُقْطَعِ السِّلْكُ يَتْبَعْ بَعْضُهَا بَعْضًا۔))

(الصحیحة: ١٧٦٢)

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''علاماتِ قیامت تو ایک لڑی میں پروئے ہوئے منکوں کی طرح ہیں، اگر لڑی ٹوٹ جائے تو (منکے) لگاتار گرنا شروع ہو جاتے ہیں۔''

تخریج: أخرجه الحاکم: ٤/ ٤٧٣۔ ٤٧٤، وأحمد: ٢/ ٢١٩

(٣٦٠٩)۔ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((خُرُوْجُ آيَاتٍ بَعْضُهَا عَلٰى اَثَرِ بَعْضٍ، يَتَتَابَعْنَ كَمَا تَتَابَعُ الْخَرَزُ فِي النِّظَامِ۔)) (الصحیحة: ٣٢١٠)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جیسے لڑی (ٹوٹنے سے) اس کے منکے پے در پے گرنا شروع ہو جاتے ہیں، ایسے ہی علاماتِ قیامت یکے بعد دیگرے تسلسل کے ساتھ نمودار ہوں گی۔''

تخریج: أخرجه ابن حبان في "صحيحه": ١٨٨٣، والطبراني في "الأوسط": ١/ ٢٥٨/ ٤٤٣١

شرح: ...... یعنی جب قیامت کی بڑی بڑی نشانیوں کا آغاز ہوگا تو وہ یکے بعد دیگرے مسلسل نمودار ہونا شروع ہو جائیں گی۔

مسجد کو مزین کرنے اور مصحف کو خوبصورت بنانے پر ہلاکت

(٣٦١٠)۔ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ أَبِي سَعِيْدٍ مَرْفُوْعًا (مُرْسَلًا): ((إِذَا زَوَّقْتُمْ مَسَاجِدَكُمْ وَحَلَّيْتُمْ مَصَاحِفَكُمْ، فَالدَّمَارُ عَلَيْكُمْ۔)) (الصحیحة: ١٣٥١، قال

سعید بن ابوسعید مرسلاً بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم لوگ مساجد کو مزین کرو گے اور مصاحف کو خوبصورت بناؤ گے تو تم پر ہلاکت و بربادی ہوگی۔''

الالبانی: هذا سند مرسل حسن، وله
شاهد موقوف ...... وهو وان كان موقوفا
فله حكم الرفع لانه لايقال من قبل
الرأي۔))

تخریج: رواه ابن أبي شيبة في "المصنف" ١/ ١٠٠/ ٢۔ مخطوطة الظاهرية

شرح:...... مسجد اللہ تعالیٰ کا گھر ہے، جب ہم اس کی تعمیر کریں گے تو گھر کے مالک سے پوچھیں گے کہ اس کا ڈیزائن کیسا ہونا چاہیے، غور کریں کہ اس سلسلے میں شریعت کے مطالبات کیا ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((اِبْنُوْهُ عَرِيْشاً كَعَرِيْشِ مُوْسٰی۔)) يَعْنِي: مَسْجِدَ الْمَدِيْنَةِ۔ ......"موسیٰ کے چھپر کی طرح اس (مسجد نبوی) کو تعمیر کر دو۔" یہ حدیث حسن بصری، سالم بن عطیہ، زہری اور راشد بن سعد سے مرسلاً اور حضرت ابو درداا اور حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے موصولاً روایت کی گئی ہے۔ (صحیحہ:٦١٦)

مساجد کی تعمیر بلا شک و شبہ بہت بڑے اجر و ثواب کا عمل ہے، یہ عمل حصول جنت کا بہت بڑا سبب ہے، اس سلسلے میں اللہ تعالیٰ تعاون کرنے والوں کو اجرِ عظیم سے نوازے (آمین)۔ بہرحال عصر حاضر میں اکثر مساجد کی انتظامیہ کی سوچوں کا مرکز و محور یہ بن چکا ہے کہ ان کی مسجد خوبصورت ترین ہونی چاہیے، آج کل ایک ایک مسجد پر کروڑوں روپے خرچ کیے جا رہے ہیں، جبکہ ہدایت اور ان کی آبادی کا معاملہ تعمیر نو سے پہلے والا ہی نظر آتا ہے۔ اس معاملے میں سب سے پہلے دلائل کا جائزہ لینا چاہیے۔

(۱) سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((مَا أُمِرْتُ بِتَشْيِيْدِ الْمَسْجِدِ)) ...... "میں (محمد ﷺ) کو یہ حکم نہیں دیا گیا کہ مساجد کی تزئین و آرائش کروں۔" پھر سیدنا ابن عباس نے خود کہا: لَتُزَخْرِفُنَّهَا كَمَا زَخْرَفَتْهَا الْيَهُوْدُ وَالنَّصَارٰی۔ ......تم مساجد کو اس طرح مزین کرو گے، جیسے یہود و نصاریٰ نے (اپنی عبادت گاہوں کو) کیا تھا۔ (ابوداود: ۴۴۸)

(۲) سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((لَاتَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰی يَتَبَاهَی النَّاسُ فِی الْمَسَاجِدِ۔)) (ابوداود: ٤٤٩، ابن ماجه: ٧٣٩، نسائی: ٣٢١٢) ......"اس وقت تک قیامت قائم نہیں ہوگی، جب تک کہ لوگ مساجد پر فخر نہ کرنے لگیں۔"

بڑی عجیب بات ہے کہ نبی کریم ﷺ کے عہدِ مبارک میں جہاد کے موقع پر کروڑہا روپوں کی مالیت کا فنڈ جمع کیا جاتا ہے، صرف حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے غزوۂ تبوک کے موقع پر ایک ہزار دینار (تقریباً ۳۷۵ تولے سونا) دیا تھا اور آپ ﷺ نے اپنی حیاتِ مبارکہ میں جتنا مالِ غنیمت حاصل کر کے اس کو لوگوں میں تقسیم کیا، اس کا تو اندازہ بھی نہیں لگایا جا سکتا ہے، لیکن جب مسجد نبوی کی تعمیر کا وقت آتا ہے تو اس کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے چھپر کا ڈیزائن دے دیا جاتا

ہے۔ اللہ تعالیٰ نے خلفائے راشدین، بالخصوص سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے سنہری عہدِ خلافت میں کثیر آمدنی کے انوکھے ذرائع عطا کیے، جن میں قیصر و کسری کے خزانوں کو بھی مسلمانوں پر لٹا دیا، لیکن مسجد نبوی کے عمارتی ڈیزائن میں کوئی تبدیلی نہیں لائی گئی۔ آخر راز کیا ہے؟ خیر و بھلائی اور تقوی و طہارت کا مرکز مسجد نبوی ہے، اس کے معمار محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود ہیں، مسجد حرام کے بعد اس کی فضیلت مسلّم ہے، اس میں ایک نماز کا ایک ہزار گنا زائد ثواب ملتا ہے، لیکن اس کو چھپر کی شکل میں پیش کیا جا رہا ہے۔ لہٰذا ہمیں بھی اپنے کیے پر غور و خوض کر کے مساجد کو آباد کرنے کی فکر کرنی چاہیے، نہ کہ ان کو خوبصورت سے خوبصورت بنانے کی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح شخصیتوں اور اقوام کے معماروں پر روپیہ پیسہ خرچ کر کے خدمتِ اسلام میں اپنا حصہ ڈالنا چاہیے۔

یہ بات ذہن نشین کرنا پڑے گی کہ مسجد اللہ تعالیٰ کا گھر ہے اور اس کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ جگہ ہے، کیا یہ کہنا مناسب نہ ہوگا کہ اس کے ڈیزائن اور بناوٹ کی ترتیب کی اجازت بھی اسی سے لی جائے گی۔ ہم اپنے معاشرے کی گھروں کی پرشکوہ اور پر جلال عمارتوں سے مرعوب ہو گئے اور مساجد کا ان سے تقابل اور موازنہ کرنے لگ گئے اور پھر اپنے عمل کے حق میں دلائل تلاش کرنا شروع کر دیے۔

اس معاملے میں یہ حقیقت انتہائی حیران کن ہے کہ جو لوگ مساجد پر بے حساب رقم خرچ کرتے ہیں، اسی مسجد میں جب خطیب، امام، خادم اور تعلیم قرآن کے سلسلہ میں بچوں کے مدرس کی تنخواہ کا مسئلہ زیر بحث آتا ہے تو انتہائی کنجوسی کا معاملہ کیا جاتا ہے اور راقم الحروف کو بلا رو رعایت یہ لکھنا پڑے گا کہ انتظامیہ کے اکثر افراد کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ یہ لوگ فارغ البال نہ ہوں اور ان کے پنجوں میں جکڑے رہیں۔ اگر خدمتِ اسلام ہی مقصود ہے تو یہ تضاد کیوں ہے؟ دیواروں پر پردے لٹکائے جا رہے ہیں، منبر و محراب پر لاکھوں خرچ کیا جا رہا ہے، قسما قسم کی ٹائلیں لگائی جا رہی ہیں، قیمتی اور نقش و نگار والے قالین بچھائے جا رہے ہیں، وضوگاہوں اور طہارت خانوں کو مزین بنایا جا رہا ہے، مرکزی دروازوں کو دیدہ زیب بنایا جا رہا ہے، لیکن جب مساجد کی آبادی کی باری آتی ہے اور امامت، خطابت، بچوں کی تعلیم اور مسجد کی خدمت کے لیے افراد کے انتخاب کی باری آتی ہے، تو کنجوسی کا عجیب مظاہرہ کیا جاتا ہے۔

قارئین کرام! کیا آپ حیران ہوں گے کہ آج اگست ۲۰۰۹ء کی بات ہے، ایک شخص مسجد میں امامت، خطابت، ساٹھ بچوں کو قرآن کی تعلیم دینے اور مسجد کی صفائی کرنے کا ذمہ دار ہے، مسجد اس کے گھر سے پانچ گھنٹوں کے سفر پر ہے، دو تین ماہ کے بعد اس کو دو تین دن چھٹی ملتی ہے، لیکن اس کی تنخواہ پانچ ہزار روپے ہے، چار ہزار کا بندوبست ایک تنظیم کرتی ہے اور مسجد کے ''چودھری'' ایک ہزار روپیہ ماہانہ دے کر احسانِ عظیم کرتے ہیں۔ یہی لوگ جب مسجد کو مزین کرنے پر خرچ کریں گے تو کیا ان کے اقدام کو خدمتِ اسلام سمجھا جائے گا؟ (فالی اللہ المشتکی) میں اس نقطے کو نہیں سمجھ پا رہا، بہر حال، دعا گو ضرور ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کی خرچ کی ہوئی دولت قبول فرمائے اور ان کو مزید خلوص سے نواز دے۔

برائی کا عام ہونا عذابِ الٰہی کا سبب ہے

(٣٦١١)۔ عَنْ عَائِشَةَ تَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ: ((إِذَا ظَهَرَ السُّوْءُ فِي الْأَرْضِ، أَنْزَلَ اللّٰهُ بِأَهْلِ الْأَرْضِ بَأْسَهُ۔)) قَالَتْ: عَائِشَةُ: وَفِيْهِمْ أَهْلُ طَاعَةِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ؟ قَالَ: ((نَعَمْ، ثُمَّ يَصِيْرُوْنَ إِلٰى رَحْمَةِ اللّٰهِ تَعَالٰى۔)) (الصحيحة: ٣١٥٦)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب زمین میں برائی عام ہو جائے گی تو اللہ تعالیٰ اہل زمین پر اپنا عذاب نازل کر دے گا۔“ سیدہ عائشہ نے کہا: کیا ان میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنے والے بھی ہوں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جی ہاں، لیکن وہ اللہ کی رحمت کی طرف منتقل ہو جائیں گے۔“

تخريج: أخرجه أحمد: ٦/ ٤١، وابن أبي شيبة: ١٥/ ٤٢، والبيهقي في "الشعب": ٦/ ٩٨/ ٧٥٩٩م، والحاكم: ٤/ ٥٢٣

(٣٦١٢)۔ عَنْ عَائِشَةَ مَرْفُوْعاً: ‹‹إِذَا ظَهَرَ السُّوْءُ فِي الْأَرْضِ أَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ بَأْسَهُ بِأَهْلِ الْأَرْضِ، وَإِنْ كَانَ فِيْهِمْ صَالِحُوْنَ، يُصِيْبُهُمْ مَاأَصَابَ النَّاسَ ثُمَّ يَرْجِعُوْنَ إِلٰى رَحْمَةِ اللّٰهِ۔)) (الصحيحة: ١٣٧٢)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب زمین میں برائی عام ہو جائے گی تو اللہ تعالیٰ اہل زمین پر اپنا عذاب نازل کر دے گا۔ اگر ان میں نیک لوگ ہوئے تو وہ بھی اس عذاب میں مبتلا ہو جائیں گے، پھر اللہ تعالیٰ کی رحمت کی طرف لوٹ آئیں گے۔“

تخريج: أخرجه البيهقي في "الشعب الأيمان" ٢/ ٤٤١/ ٢، والحاكم: ٤/ ٥٢٣، واحمد: ٦/ ٤١

شرح:......اس میں شر و فساد کے عام ہونے کی نحوست کا بیان ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ اگر اللہ تعالیٰ زلزلے، سیلاب، قحط اور بیماریوں کے ذریعے اپنے بندوں کی گرفت کرتا ہے تو اس وقت لوگوں کو اپنے رویے کی نظر ثانی کرنی چاہیے۔

دوسروں کی بجائے اپنی فکر زیادہ کرنی چاہیے

(٣٦١٣)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِذَا قَالَ الرَّجُلُ: هَلَكَ النَّاسُ، فَهُوَ أَهْلَكَهُمْ۔)) (الصحيحة: ٣٠٧٤)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب کوئی آدمی یہ کہے کہ لوگ تباہ ہو گئے (کوئی حال نہیں رہا لوگوں کا)، تو وہ ان میں سب سے زیادہ تباہ ہونے والا ہوگا۔“

تخريج: أخرجه مالك في "الموطأ": ٣/ ١٤٨، ومسلم: ٨/ ٣٦، والبخاري في "الأدب المفرد": ٧٥٩، وأبوداود: ٤٩٨٣، وابن حبان في "صحيحه": ٥٧٣٢، وأحمد: ٢/ ٢٧٢، ٣٤٢، ٤٦٥، ٥١٧،

وأبـونعيم في "الحلية" ٧/ ١٤١ و"أخبار أصبهان" ١/ ١٥٠، ٢٧٦، ٢/ ٣٦٤، و البغوي في "شرح السنة" ١٣/ ١٤٤

شرح:...... امام نووی نے کہا: یہ کہنا کہ لوگ تباہ ہو گئے ہیں، اس شخص کے لیے منع ہے، جو اپنے آپ کو اچھا سمجھے، لوگوں کو حقیر گردانے اور ان پر اپنے آپ کو برتر خیال کرے۔ لیکن جو شخص یہ دیکھتا ہے کہ لوگوں میں دینداری کم ہو گئی ہے اور اس پر اظہار افسوس کرتے ہوئے دینی غیرت وحمیت کی وجہ سے یہ الفاظ اس کی زبان پر آ جائیں تو کوئی حرج نہیں ہے۔ امام مالک بن انس، امام حمیدی اور امام خطابی جیسے علما نے اس حدیث کی یہی تفصیل بیان کی ہے۔ (ریاض الصالحین)

ہمارے معاشرے میں اکثر لوگوں کا یہ حال ہے کہ وہ اپنے آپ کو اچھا سمجھتے ہیں اور دوسروں کو نہ صرف حقیر گردانتے ہیں، بلکہ ان کے عیوب تلاش کرنے اور ان کی نیکیوں کو کوئی دوسرا رخ دینے میں لگے رہتے ہیں۔

ایک دن میں ایک بے دین سے آدمی کے پاس بیٹھا ہوا تھا، ایک اچھے خاصے دین دار شخص کا تذکرہ ہونے لگا، میں نے اس کی شرعی صفات کی وجہ سے اس کی تعریف کرنا چاہیے، لیکن جناب نے صرف اس بنا پر اس کو انتہائی برا کہا کہ اس نے اسے وعدے کے مطابق قرضہ واپس نہیں کیا تھا، جبکہ وہ بزعم خود اپنے آپ کو دین دار ٹھہرا رہا تھا، حالانکہ پرلے درجے کا بدعمل شخص تھا، آج کل اکثریت کا یہی رویہ ہے۔

کفار، مومنوں کا جہنم سے فدیہ ہیں

(٣٦١٤)۔ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِيهِ أَبِي مُوْسَى الْأَشْعَرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ قَالَ: ((إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ بُعِثَ إِلَى كُلِّ مُؤْمِنٍ بِمَلَكٍ مَعَهُ كَافِرٌ فَيَقُوْلُ الْمَلَكُ لِلْمُؤْمِنِ: يَا مُؤْمِنُ! هَاكَ هٰذَا الْكَافِرَ، فَهٰذَا فِدَاؤُكَ مِنَ النَّارِ۔)) (الصحيحة: ١٣٨١)

ابو بردہ اپنے باپ ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب قیامت کا دن ہوگا، تو ہر مومن کے پاس ایک فرشتہ کافر کو لے کر آئے گا اور اسے کہے گا: اے مومن! لیجئے یہ کافر، یہ جہنم سے تیرا فدیہ ہے۔''

تخريج: أخرجه ابن عساكر: ١٨/ ١٤٣/ ٢، والحديث اخرجه مسلم: ٨/ ١٠٤، واحمد: ٤/ ٣٩١، ٤٠٢، ٤٠٧

میدانِ حشر میں سورج کا قریب ہونا اور لوگوں کا پسینے میں شرابور ہونا

(٣٦١٥)۔ عَنِ الْمِقْدَادِ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ أُدْنِيَتِ الشَّمْسُ مِنَ الْعِبَادِ، حَتّٰى

سیدنا مقداد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب قیامت کا دن ہو گا تو سورج کو لوگوں کے اتنا قریب کردیا جائے گا کہ وہ ایک یا دو میلوں کے فاصلے پر

تَكُوْنَ قِيْدَ مِيْلٍ أَوِ اثْنَيْنِ ، فَتَصْهَرُهُمُ الشَّمْسُ ، فَيَكُوْنُوْنَ فِي الْعَرَقِ بِقَدْرِ أَعْمَالِهِمْ ، فَمِنْهُمْ مَنْ يَأْخُذُهُ إِلَى عَقِبَيْهِ ، وَمِنْهُمْ مَن يَّأْخُذُهُ إِلَى رُكْبَتَيْهِ ، وَمِنْهُمْ مَنْ يَأْخُذُهُ إِلَى حَقْوَيْهِ ، وَمِنْهُمْ مَنْ يُلْجِمُهُ إِلْجَاماً۔)) فَرَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يُشِيْرُ بِيَدِهِ إِلَى فِيْهِ ، أَيْ يُلْجِمُهُ إِلْجَاماً۔

(الصحيحة :١٣٨٢)

آ جائے گا۔ سورج (کی تپش) ان کو پگھلا دے گی، وہ اپنے اعمال کے بقدر پسینے میں شرابور ہوں گے، کسی کا پسینہ ایڑیوں تک ہوگا، کسی کا گھٹنوں تک، کسی کا کمر تک اور کسی کا منہ تک آ جائے گا۔'' پھر آپ ﷺ نے اپنے منہ کی طرف اشارہ کیا یعنی اس کے منہ تک آ جائے گا۔

تخريج: أخرجه مسلم: ٢٨٦٤، والترمذي: ٢٤٢٣، وأحمد: ٦/ ٣

شرح: ...... اللہ تعالی عافیت میں رکھے، ہر مسلمان کو آخرت کی فکر کرنی چاہیے، بہر حال ایسے خوش نصیب لوگ حشر کے میدان میں موجود ہوں گے، جن کو اللہ تعالی کے عرش کا سایہ نصیب ہوگا۔ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مِنْهُمْ ۔

زمانۂ فتن کے احکام

(٣٦١٦)۔ عَنْ أَبِي مُوْسٰى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((اِكْسِرُوا قِسِيَّكُمْ - يَعْنِي فِي الْفِتْنَةِ۔ ، وَاقْطَعُوْا أَوْتَارَكُمْ ، وَالْزِمُوْا أَجْوَافَ الْبُيُوْتِ ، وَكُوْنُوْا فِيْهَا كَالْخَيْرِ مِنِ ابْنَيْ آدَمَ۔)) (الصحيحة:١٥٢٤)

سیدنا ابوموسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''فتنوں میں اپنی کمانیں توڑ دینا اور ان کی تانتیں کاٹ دینا، اپنے گھروں کے اندر ہی رہنا اور حضرت آدم (علیہ السلام) کے دو بیٹوں میں سے نیک بیٹے کی طرح (جنگ و جدل سے دست کش) ہو جانا۔''

تخريج: رواه الترمذي: ٣/ ٢٢٢۔ تحفة، والبيهقي في "الشعب": ٢/ ١١٣/ ٢، وابن عساكر: ١٧/ ٤٩١/ ١

(٣٦١٧)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((كَيْفَ بِكَ يَا عَبْدَاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو إِذَا بَقِيْتَ فِي حَثَالَةٍ مِنَ النَّاسِ مَرَجَتْ عُهُوْدُهُمْ وَأَمَانَاتُهُمْ ، وَاخْتَلَفُوْا ، فَصَارُوْا هٰكَذَا۔)) وَشَبَّكَ بَيْنَ أَصَابِعِهِ ، قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! مَاتَأْمُرُنِيْ؟ قَالَ: ((عَلَيْكَ بِخَاصَّتِكَ ، وَدَعْ عَنْكَ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عبد اللہ بن عمرو! اس وقت تیرا کیا بنے گا جب تو گھٹیا اور ادنی درجے کے لوگوں میں باقی رہ جائے گا، ان کے عہد و پیمان اور امانت و دیانت میں کھوٹ پیدا ہو جائے گی، وہ اختلاف و افتراق میں پڑ جائیں گے اور وہ اس طرح خلط ملط ہو جائیں گے۔'' پھر آپ نے اشارہ کرتے ہوئے اپنے ہاتھوں کی انگلیوں کو ایک دوسرے میں داخل کر دیا۔ میں نے

عَوَامِهِمْ۔)) (الصحيحة:٢٠٦)

کہا: اے اللہ کے رسول! آپ مجھے ایسے حالات میں کیا حکم دیں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اپنی فکر کرنا اور عوام الناس (کے معاملات میں) نہ پڑنا۔''

تخريج: أخرجه الدولابي في "الكنى": ٢/ ٣٥، وابن حبان في "صحيحه": ١٨٤٩، وأبو عمرو الداني في "السنن الواردة": ١٦/ ٢، وابن السماك في "الأول من الرابع من حديثه": ١٠٨

(٣٦١٨)۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ وَابِصَةَ الاَسَدِيِّ، عَنْ اَبِيْهِ، قَالَ: اِنِّي لَبِالْكُوْفَةِ فِي دَارِي، اِذْ سَمِعْتُ عَلٰى بَابِ الدَّارِ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ، اَاَلِجُ؟ قُلْتُ: وَعَلَيْكَ السَّلَامُ، فَلِجْ۔ فَلَمَّا دَخَلَ اِذَا هُوَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ، قَالَ: فَقُلْتُ: يَا اَبَا عَبْدِالرَّحْمٰنِ! اَيَّةُ سَاعَةِ زِيَارَةُ هٰذِهِ؟ وَذٰلِكَ فِي نَحْرِ الظَّهِيْرَةِ، قَالَ: طَالَ عَلَيَّ النَّهَارُ فَتَذَكَّرْتُ مَنْ اَتَحَدَّثُ اِلَيْهِ، قَالَ: فَجَعَلَ يُحَدِّثُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَاُحَدِّثُهُ۔ قَالَ: ثُمَّ اَنْشَاَ يُحَدِّثُنِي، فَقَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((تَكُوْنُ فِتْنَةٌ، النَّائِمُ فِيْهَا خَيْرٌ مِّنَ الْمُضْطَجِعِ، وَالْمُضْطَجِعُ فِيْهَا خَيْرٌ مِّنَ الْقَاعِدِ، وَالْقَاعِدُ فِيْهَا خَيْرٌ مِنَ الْقَائِمِ، وَالْقَائِمُ خَيْرٌ مِنَ الْمَاشِي، وَالْمَاشِيْ خَيْرٌ مِنَ الرَّاكِبِ وَالرَّاكِبُ خَيْرٌ مِنَ الْمُجْرِيْ، قَتْلَاهَا كُلُّهَا فِي النَّارِ۔)) قَالَ: قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! وَمَتٰى ذٰلِكَ؟ قَالَ: ((ذٰلِكَ اَيَّامُ الْهَرَجِ۔)) قُلْتُ: وَمَتٰى اَيَّامُ الْهَرَجِ؟ قَالَ: ((حِيْنَ لَا يَاْمَنُ الرَّجُلُ جَلِيْسَهُ۔)) قَالَ: فَبِمَ تَاْمُرُنِي اِنْ اَدْرَكْتُ

عمرو بن وابصہ اسدی اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں: میں کوفہ میں اپنے گھر میں تھا، اچانک مجھے گھر کے دروازے سے آواز آئی: السلام علیکم، میں اندر آ جاؤں؟ میں نے کہا: وعلیکم السلام، آ جاؤ۔ جب وہ اندر آیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ تھے۔ میں نے کہا: ابوعبدالرحمن! آیا یہ ملاقات کا وقت ہے؟ یہ سخت دوپہر کا وقت تھا۔ انھوں نے کہا: دن نہیں گزر رہا تھا، مجھے خیال آیا کہ چلو گفتگو کر لیتے ہیں۔ پھر انھوں نے ایک دوسرے کو رسول اللہ ﷺ کی احادیث بیان کرنا شروع کر دیں، انھوں نے یہ حدیث بھی بیان کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''فتنوں کا (ایسا زمانہ شروع ہوگا کہ) اس میں سونے والا لیٹنے والے سے بہتر ہوگا، لیٹنے والا بیٹھنے والے سے بہتر ہوگا، بیٹھنے والا کھڑا ہونے والے سے بہتر ہوگا، کھڑا ہونے والا چلنے والے سے بہتر ہوگا، چلنے والا سوار سے بہتر ہوگا اور سوار دوڑنے والے سے بہتر ہوگا۔ ان کے سارے کے سارے مقتولین جہنم میں جائیں گے۔'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ایسے کب ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''قتل و غارت گری کے ایام میں ایسے ہوگا۔'' میں نے کہا: قتل کے ایام کب ہوں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب آدمی اپنے ہم نشیں سے خوفزدہ ہوگا۔ میں نے کہا: اگر میں ایسا زمانہ پا لوں تو آپ میرے حق میں کیا حکم ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اپنے

ذٰلِكَ الزَّمَانَ؟ قَالَ: ((اُكْفُفْ نَفْسَكَ وَيَدَكَ ، وَادْخُلْ دَارَكَ۔)) قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اَرَاَيْتَ اِنْ دَخَلَ عَلَيَّ دَارِي؟ قَالَ: ((فَادْخُلْ بَيْتَكَ۔)) قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اَرَاَيْتَ اِنْ دَخَلَ عَلَيَّ بَيْتِي؟ قَالَ: ((فَادْخُلْ مَسْجِدَكَ ، وَاصْنَعْ هٰكَذَا۔)) وَقَبَضَ بِيَمِيْنِهِ عَلَى الْكُوْعِ۔ ((وَقُلْ: رَبِّيَ اللّٰهُ ، حَتّٰى تَمُوْتَ عَلٰى ذٰلِكَ۔)) (الصحيحة:٣٢٥٤)

آپ کو اور اپنے ہاتھ کو قابو میں رکھنا اور اپنے گھر کے اندر رہنا۔'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اگر کوئی (فتنے باز) میرے گھر کے اندر بھی گھس آیا تو مجھے کیا کرنا ہوگا؟ آپ نے فرمایا: ''تو اپنے کمرے میں داخل ہو جانا۔'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اگر میرے کمرے میں گھس آئے تو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اپنی سجدہ گاہ میں داخل ہو جانا اور اس طرح کر لینا، پھر آپ نے دائیں ہاتھ سے کلائی کو پکڑ لیا، اور کہنا: میرا رب اللہ ہے، (اسی حالت پر برقرار رہنا) حتی کہ تو مر جائے۔''

تخريج: رواه عبدالرزاق في "المصنف": ١١/ ٣٥٠/ ٢٠٧٢٧، ومن طريقه: أحمد: ١/ ٤٤٨، والحاكم: ٤/ ٤٢٦

شرح:...... ''سارے کے سارے مقتولین جہنم میں جائیں گے'' اس کو مسلمانوں کے مابین ہونے والی ان لڑائیوں پر محمول کیا جائے گا، جن کی دونوں طرف سے بنیاد عصبیت، حمیت اور جاہلیت پر ہوگی اور ان میں کوئی شرعی سبب نہیں ہوگا۔

(٣٦١٩)۔ عَنْ سُبَيْعٍ ، قَالَ: اَرْسَلُوْنِي مِنْ مَاءٍ اِلَى الْكُوْفَةِ اَشْتَرِي الدَّوَابَّ ، فَاَتَيْنَا الْكُنَاسَةَ ، فَاِذَا هُوَ رَجُلٌ عَلَيْهِ جَمْعٌ قَالَ: فَاَمَّا صَاحِبِيْ فَانْطَلَقَ اِلَى الدَّوَابِّ وَاَمَّا اَنَا فَاَتَيْتُهُ فَاِذَا هُوَ حُذَيْفَةُ فَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ: كَانَ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَسْاَلُوْنَهُ عَنِ الْخَيْرِ ، وَاَسْاَلُهُ عَنِ الشَّرِّ ، فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ: هَلْ بَعْدَ هٰذَا الْخَيْرِ شَرٌّ ، كَمَا كَانَ قَبْلَهُ شَرٌّ؟ قَالَ: ((نَعَمْ۔)) قُلْتُ: فَمَا الْعِصْمَةُ مِنْهُ؟ قَالَ: ((السَّيْفُ۔)) اَحْسِبُ: قَالَ: قُلْتُ: ثُمَّ مَاذَا؟ قَالَ: ((ثُمَّ تَكُوْنُ هُدْنَةٌ عَلٰى دَخَنٍ ، ثُمَّ تَكُوْنُ دُعَاةُ الضَّلَالَةِ ،

سُبیع کہتے ہیں: لوگوں نے مجھے کچھ جانور خریدنے کے لیے پانی کے گھاٹ سے کوفہ کی طرف بھیجا، ہم ایک کوڑا خانہ کے پاس سے گزرے، ہم نے ایک آدمی دیکھا، اس کے اردا گرد لوگ جمع تھے، میرا دوست جانوروں کی طرف چلا گیا اور میں اس آدمی کے پاس آ گیا، میں کیا دیکھتا ہوں کہ وہ سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ تھے، وہ کہہ رہے تھے: صحابۂ کرام، رسول اللہ ﷺ سے خیر کے بارے میں پوچھتے تھے اور میں شرّ کے بارے میں سوال کرتا تھا۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا اِس خیر (یعنی اسلام) کے بعد پھر وہی شرّ منظرِ عام پر آئے گی جو اِس سے پہلے تھی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جی ہاں۔'' میں نے کہا: اس سے بچنے کا کیا طریقہ ہو گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تلوار۔'' میں نے کہا: پھر کیا ہو گا؟

قَالَ: فَإِنْ رَأَيْتَ يَوْمَئِذٍ خَلِيْفَةً فِي الْأَرْضِ فَالْزَمْهُ، وَإِنْ أَنْهَكَ جِسْمَكَ، وَأَخَذَ مَالَكَ، فَإِن لَّمْ تَرَهُ فَاهْرَبْ فِي الْأَرْضِ، وَلَوْ أَنْ تَمُوْتَ وَأَنْتَ عَاضٌّ بِجَذْلِ شَجَرَةٍ.)) قَالَ: قُلْتُ: ثُمَّ مَاذَا؟ قَالَ: ((ثُمَّ يَخْرُجُ الدَّجَّالُ......)) الحديث۔

(الصحيحة:١٧٩١)

آپ ﷺ نے فرمایا: ''لیکن بباطن لڑائی ہوگی اور ظاہری صلح ہوگی، اس کے بعد ضلالت و گمراہی کی طرف پکارنے والے منظرِ عام پر آئیں گے، اگر ان دنوں میں تجھے کوئی خلیفہ نظر آ جائے تو اسے لازم پکڑ لینا، اگرچہ وہ تیرے جسم کو اذیت پہنچائے اور تیرا مال سلب کر لے اور اگر کوئی خلیفہ نظر نہ آئے تو زمین (کے کسی گوشہ کی طرف) بھاگ جانا، اگرچہ تجھے اس حال میں موت آ جائے کہ تو درخت کے تنے کے ساتھ چمٹا ہوا ہو۔'' میں نے کہا: پھر کیا ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''پھر دجال نمودار ہوگا..........۔''

تخريج: أخرجه أبو داود: ٤٢٤٧، وأحمد: ٥/ ٤٠٣

(٣٦٢٠)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((أَظَلَّتْكُمْ فِتَنٌ كَقِطَعِ اللَّيْلِ الْمُظْلِمِ، أَنْجَى النَّاسِ مِنْهَا صَاحِبَ شَاهِقَةٍ يَأْكُلُ مِن رِسْلِ غَنَمِهِ، أَوْرَجُلٌ مِّن وَرَاءِ الدُّرُوْبِ آخِذٌ بِعِنَانِ فَرَسِهِ يَأْكُلُ مَنْ فِي سَيْفِهِ۔))

(الصحيحة:١٤٧٨)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: ''جب تم پر اندھیری رات کے ٹکڑوں کی طرح فتنے ٹوٹ پڑیں گے تو ان سے زیادہ نجات حاصل کرنے والے (دو قسم کے لوگ ہوں گے:) (۱) (پہاڑوں کی) بلند و بالا چوٹیوں پر نکل جانے والا آدمی جو بکریوں کے دودھ کو خوراک بنائے گا اور (۲) وہ آدمی جو شاہراہِ حیات سے ہٹ کر اپنے گھوڑے کی لگام تھام کر (کسی سرحد پر فروکش ہو کر) اپنے تلوار کے مالِ غنیمت کے ذریعے روزی کمائے گا۔''

تخريج: أخرجه الحاكم: ٢/ ٩٢۔ ٩٣

(٣٦٢١)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((غَشِيَتْكُمُ الْفِتَنُ كَقِطَعِ اللَّيْلِ الْمُظْلِمِ، أَنْجَى النَّاسِ فِيْهِ رَجُلٌ صَاحِبُ شَاهِقَةٍ يَأْكُلُ مِنْ رِسْلِ غَنَمِهِ، أَوْرَجُلٌ آخِذٌ بِعِنَانِ فَرَسِهِ مِن وَّرَاءِ الدُّرَبِ يَأْكُلُ مِنْ سَيْفِهِ۔)) (الصحيحة:١٩٨٨)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اندھیری رات کے ٹکڑوں کی طرح تمھیں فتنے ڈھانپ لیں گے، نجات پانے والا آدمی وہ ہوگا جو (پہاڑوں وغیرہ کی) بلند و بالا چوٹیوں پر فروکش ہو کر بکریوں کے دودھ پر گزارا کرتا رہے گا یا وہ آدمی جو اپنے گھوڑے کی لگام تھام کر شاہراہِ حیات سے پرے (مصروفِ جہاد ہوگا) اور اپنی تلوار (کی غنیمتوں) سے کھائے گا۔''

تخریج: أخرجه الحاكم: ٤/ ٥١٤

شرح:...... اسلام ایسا جامع مذہب ہے کہ حالات جیسے بھی ہوں، اس میں ان سے نبٹنے کی ہدایات موجود ہیں، ضروری امر یہ ہے کہ مسلمانوں کے پاس اتنی بصیرت ہو کہ وہ انجام و عاقبت پر نگاہ ڈال کر اپنے لیے کوئی لائحہ عمل تیار کر سکیں۔

اگر سکت ہو تو برائی کو ہاتھ سے دبایا جائے، نہیں تو زبان سے اسے روکنے کی کوشش کی جائے، وگرنہ دل میں ہی اس کو برا سمجھ لیا جائے، لیکن اگر کسی معاشرے میں اتنا بگاڑ پیدا ہو گیا ہو کہ وہاں کے مسلمانوں کو فتنے کا ڈر ہو اور حرام و مشتبہ امور میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہو، تو ایسے حالات میں اللہ تعالیٰ عبادت و اطاعت کے لیے گوشہ نشینی اختیار کرنا افضل لوگوں کا کام ہے۔ جیسا کہ سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((يُوْشِكُ اَنْ يَكُوْنَ خَيْرَ مَالِ الْمُسْلِمِ غَنَمٌ يَتَبَعُ بِهَا شَعَفَ الجِبَالِ ومَواقِعَ القَطْرِ ، يَفِرُّ بِدِيْنِهِ مِنَ الفِتَنِ۔)) ...... ''عنقریب ایسا (پُرفتن) وقت آئے گا کہ مسلمان کا بہترین مال وہ بکریاں ہوں گی جن کو لے کر وہ پہاڑوں کی چوٹیوں اور بارش کے گرنے کے مقامات (یعنی جنگلوں میں) چلا جائے گا، اس طرح وہ اپنے دین کو فتنوں سے بچا سکے گا۔'' (صحیح بخاری: ١٩)

یاد رہے کہ عام حالات میں اسلام رہبانیت کی اجازت نہیں دیتا کہ مسلمان دنیا سے بھاگ کر جنگلوں اور صحراؤں میں نکل جائے، مسلمان کا کمال اور امتیاز اس میں ہے کہ وہ اپنے جیسے انسانوں میں رہ کر حقوق اللہ اور حقوق العباد کو احسن انداز میں ادا کرے، حق و باطل کی کشمکش اور معرکہ آرائی میں حق کو سر بلند کرنے اور باطل کو نیست و نابود کرنے کے لیے جدو جہد کرے اور اس منہج میں صبر آزما مشکلات کو خندۂ پیشانی کے ساتھ برداشت کرے۔

ان روایات سے یہ بھی ثابت ہوا کہ یہ ضروری نہیں کہ جب بھی کسی انسان کی توہین کی جائے تو وہ اپنا دفاع کرے، اسے سوچنا یہ چاہیے کہ اگر وہ جوابی کاروائی کرے تو آیا کوئی بڑا فساد تو لازم نہیں آئے گا، اگر ایسی صورت ہے تو اسے صبر کرنا چاہیے، وگرنہ ہم نے دیکھا کہ معمولی بات سے جھگڑا شروع ہوا، پھر ایک دوسرے کے مقابلے میں اتنے افراد کو قتل کیا گیا کہ خاندانوں کے خاندان اجڑ گئے اور ان کی عورتوں کی حرمتوں کو پامال کر دیا گیا۔ کیا یہ بہتر نہیں تھا کہ شروع میں تھوڑی سے بے عزتی برداشت کر لی جاتی۔ مومن حکیم ہوتا ہے، کبھی بھی اس کا فیصلہ حکمت سے خالی نہیں ہونا چاہیے۔

اس موقع پر مجھے یہ واقعہ بیان کر دینا چاہیے کہ ہم جھنگ سے ٹوبہ ٹیک سنگھ کی طرف ہائی ایس پر سفر کر رہے تھے، آگے سے ایک کار آ رہی تھی، سڑک کی حالت خراب ہونے کی وجہ سے راستے کا کوئی مسئلہ بنا اور دونوں ڈرائیور ایک دوسرے سے خفا ہونے لگے۔ ہائی ایس کا ڈرائیور زیادہ جذباتی اور جاہل تھا، وہ خوب گالی گلوچ کرتا ہوا اپنی گاڑی سے اترا اور زدوکوب کرنے کے لیے دوسرے ڈرائیور کی طرف لپکا، لیکن وہ اپنی کار میں بیٹھا اور اس کے پہنچنے سے پہلے نکل گیا۔ ہائی ایس میں سوار مسافر بیک زبان ہو کر بولے کہ نکلنے والا جیت گیا ہے۔ کتنا حکیم تھا وہ آدمی! جو اس جنگل میں ہونے

والی غیر متوقع لڑائی سے فرار اختیار کر گیا، کسی کو کیا پتہ کہ وہ کون تھا اور کہاں گیا، اس لیے بے عزتی سے بھی بچ گیا۔

بعض زمانوں میں صبر کرنا مشکل عمل ہوگا

(٣٦٢٢)۔ عَنْ اَنَسٍ مَرْفُوْعًا: ((يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ الصَّابِرُ فِيهِمْ عَلَى دِيْنِهِ كَالْقَابِضِ عَلَى الْجَمْرِ۔)) (الصحيحة:٩٥٧)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''لوگوں پر ایسا زمانہ بھی آئے گا کہ اپنے دین پر صبر کرنے والا دہکتے ہوئے انگارے کو مٹھی میں بند کرنے والے کے مترادف ہوگا۔''

تخريج: رواه الترمذي: ٢/ ٤٢، وابن عدي في "الكامل": ٥/ ٥٥، وابن بطة في "الابانة": ١/ ١٧٣/ ٢

شرح:...... امتِ مسلمہ کا ماضی بھی اس حدیث کا مصداق بنا رہا، اب بھی بعض لوگ آزمائشوں میں مبتلا ہیں اور مستقبل میں بھی یقیناً بعض صورتیں اس حدیث کا مصداق بنیں گی۔

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ضروری نہیں کہ زمانۂ فتن میں مسلمان اپنے آپ کو مجبور سمجھ کر لوگوں کی موافقت اختیار کرنا شروع کر دے، بلکہ اسے سب سے پہلے صبر کا دامن تھامنے کی ہر ممکن کوشش کرنی چاہیے۔

فتنوں کی مختلف صورتیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اظہارِ افسوس

(٣٦٢٣)۔ عَنْ مَيْمُوْنَةَ، قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ: ((كَيْفَ اَنْتُمْ إِذَا مَرَجَ الدِّيْنُ، وَسُفِكَ الدَّمُ، وَظَهَرَتِ الزِّيْنَةُ، وَشُرِّفَ الْبُنْيَانُ، وَظَهَرَتِ الرَّغْبَةُ، وَاخْتَلَفَتِ الْاَخْوَانُ، وَحُرِّقَ الْبَيْتُ الْعَتِيْقُ۔)) (الصحيحة:٢٧٤٤)

سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن فرمایا: ''جب دین میں فساد آ جائے گی، خونریزی ہوگی، بناؤ سنگھار عام ہوگا، بڑی بڑی عمارتیں تعمیر کی جائیں گی، رغبت بڑھ جائے، بھائیوں میں اختلاف پڑ جائے گا اور بیتِ عتیق جلا دیا جائے گا تو تمھارا کیا بنے گا؟''

تخريج: أخرجه ابن شيبة في "المصنف": ١٥/ ٤٧، وعنه الطبراني في "الكبير": ٢٤/ ٢٦/ ٦٧، وأحمد في "المسند": ٦/ ٣٣٣

شرح:...... امام البانی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: ابن اثیر نے کہا: ''الرغبۃ'' کے معانی پاکدامنی کے کم ہو جانے اور سوال کے زیادہ ہو جانے کے ہیں۔

اگر دورِ حاضر میں قتل و غارت گری کی کثرت، زیب و زینت کے ظہور اور بڑی بڑی عمارتوں کے سلسلے پر نگاہ ڈالی جائے تو یہ حدیث آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا علمی معجزہ نظر آتی ہے۔ عمارتوں، لباسوں، تجارتی مرکزوں، نوجوانوں کی قمیصوں اور مرد و زن کے جوتوں پر سجاوٹ و آرائش کے عجیب و غریب ڈیزائن نظر آتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس ہستی پر درود و سلام نازل فرمائے، جن کا یہ وصف بیان کیا گیا ہے: ﴿وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُّوحٰى۔﴾ (سورۂ نجم:

٤٠٣)...... ''اور نہ وہ اپنی خواہش سے کوئی بات کہتے ہیں، وہ تو صرف وحی ہے جو اتاری جاتی ہے۔'' (صحیحہ:٢٧٤٤)

زمانۂ فتن میں لکڑی کی تلوار کا اہتمام کرنے کی وصیت

(٣٦٢٤)۔ عَنْ عُدَيْسَةَ بِنْتِ اُهْبَانَ، قَالَتْ: لَمَّاجَاءَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ هٰهُنَا (الْبَصْرَةَ) دَخَلَ عَلٰى أَبِيْ، فَقَالَ: يَا أَبَا مُسْلِمٍ أَلَا تُعِيْنُنِي عَلٰى هٰؤُلَاءِ الْقَوْمِ؟ قَالَ: بَلٰى۔ قَالَ: فَدَعَا جَارِيَةً لَّهُ فَقَالَ: يَا جَارِيَةُ! أَخْرِجِيْ سَيْفِي۔ قَالَ: فَأَخْرَجَتْهُ فَسَلَّ مِنْهُ قَدْرَ شِبْرٍ فَإِذَا هُوَ خَشَبٌ۔ فَقَالَ: إِنَّ خَلِيْلِيْ وَابْنَ عَمِّكَ عَهِدَ إِلَيَّ: ((إِذَا كَانَتِ الْفِتْنَةُ بَيْنَ الْمُسْلِمِيْنَ فَاتَّخِذْ سَيْفًا مِنْ خَشَبٍ۔)) فَإِنْ شِئْتَ خَرَجْتُ مَعَكَ۔ قَالَ: لَا حَاجَةَ لِي فِيْكَ، وَلَا فِي سَيْفِكَ۔ (الصحيحة: ١٣٨٠)

عدیسہ بنت اہبان کہتی ہیں کہ جب سیدنا علی رضی اللہ عنہ بصرہ کی طرف سے آئے تو میرے باپ کے پاس آئے اور کہا: ابو مسلم! کیا تم ان لوگوں کے خلاف میری مدد کرو گے؟ انھوں نے کہا: کیوں نہیں، پھر اپنی لونڈی کو بلایا اور کہا: لونڈی! میری تلوار نکال لاؤ۔ وہ تلوار لے آئیں۔ انھوں نے ایک بالشت کے بقدر تلوار (میان سے) نکالی، وہ لکڑی کی تلوار تھی۔ پھر کہا: میرے دوست اور تیری چچا زاد (محمد رسول اللہ ﷺ) نے مجھے یہ وصیت کی تھی: ''جب مسلمانوں میں فتنے ابھر آئیں گے تو لکڑی کی تلوار بنا لینا۔'' اب اگر تم چاہتے ہو تو میں (یہ لکڑی کی تلوار لے کر) تمھارے ساتھ آ جاتا ہوں۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھے تیری اور تیری تلوار کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

تخريج: أخرجه الترمذي: رقم ٢٢٠٤، وابن ماجه: ٣٩٦٠ واللفظ له، وأحمد: ٥/ ٦٩، ٦/ ٣٩٣، والطبراني في "الكبير" ١/ ٤٤

شرح:...... سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی خلافت میں مسلمان دو گروہوں میں بٹ گئے، پھر ان دو میں لڑائیاں بھی لڑی گئیں، کئی صحابہ بھی شریک ہوئے، لیکن بعض صحابہ ان کو فتنہ سمجھ کر ان میں شرکت کرنے سے باز رہے، حالانکہ وہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے محبت کرنے والے، ان کو باقیوں پر مقدم سمجھنے والے اور اپنے زمانہ میں ان کو خلافت کے زیادہ مستحق سمجھنے والے تھے، مثلا: سیدنا عبد اللہ بن عمر، سیدنا اسامہ بن زید اور سیدنا سعد بن وقاص رضی اللہ عنہم وغیرہ۔ ان لوگوں کے پاس ایسے مرفوع نصوص تھے، جن میں یہ رہنمائی کی گئی تھی کہ اس قسم کے جنگ و قتال سے اجتناب کرنا اس میں شرکت کرنے سے بہتر ہے، اگرچہ دونوں گروہوں کا اجتہاد یہ تھا کہ وہ حق پر ہیں۔ صحابہ کے فریقین کے بارے میں کیا کہنا چاہیے؟ اس عنوان کا مطالعہ کریں: ''حضرت علی رضی اللہ عنہ حق پر تھے، مشاجرات صحابہ کے بارے میں متاخرین کو کیا کہنا چاہیے؟''

فتنوں کے ظہور سے پہلے عمل کر لینے کی تلقین

(٣٦٢٥)۔ عَنْ عُلَيْمٍ، قَالَ: كُنْتُ مَعَ عَابِسٍ الْغِفَارِيِّ عَلٰى سَطْحٍ، فَرَاٰى قَوْمًا

علیم کہتے ہیں: میں عابس غفاری کے پاس چھت پر بیٹھا ہوا تھا، انھوں نے کچھ لوگوں کو طاعون میں مبتلا دیکھا اور کہا: یہ

يَتَحَمَّلُوْنَ مِنَ الطَّاعُوْنِ۔ فَقَالَ: مَالِهٰؤُلَاءِ يَتَحَمَّلُوْنَ مِنَ الطَّاعُوْنِ؟ يَا طَاعُوْنُ! خُذْنِي اِلَيْكَ (مَرَّتَيْنِ)۔فَقَالَ لَهُ ابْنُ عَمٍّ لَهُ ذُوْ صُحْبَةٍ: لِمَ تَتَمَنَّى الْمَوْتَ وَقَدْ سَمِعْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((لَا يَتَمَنَّيَنَّ اَحَدُكُمُ الْمَوْتَ، فَاِنَّهُ عِنْدَ انْقِطَاعِ عَمَلِهِ، وَلَا يُرَدُّ فَيَسْتَعْتِبَ۔)) فَقَالَ: ((بَادِرُوْا بِالْاَعْمَالِ خِصَالًا سِتًّا: اِمْرَةَ السُّفَهَاءِ، وَكَثْرَةَ الشُّرَطِ، وَقَطِيْعَةَ الرَّحِمِ، وَبَيْعَ الْحُكْمِ، وَاسْتِخْفَافًا بِالدَّمِ، وَنَشْوًا يَتَّخِذُوْنَ الْقُرْآنَ مَزَامِيْرَ، يُقَدِّمُوْنَ الرَّجُلَ لَيْسَ بِاَفْقَهِهِمْ وَلَا اَعْلَمِهِمْ، مَايُقَدِّمُوْنَهُ اِلَّا لِيُغَنِّيَهُمْ۔))

(الصحيحة:٩٧٩)

لوگ طاعون میں مبتلا کیوں ہیں؟ اے طاعون! مجھ پر طاری ہو جا۔ (انھوں نے یہ بات دو دفعہ کی)۔ ان کے چچازاد، جو صحابی تھے، نے انھیں کہا: آپ موت کی تمنا کیوں کرتے ہیں، حالانکہ آپ نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''کوئی بھی موت کی تمنا نہ کرے، کیونکہ موت اعمال کے سلسلے کو منقطع کر دینے والی چیز ہے، کسی کو (موت کے بعد اللہ کو) راضی کرنے کے لیے دوبارہ موقع نہیں دیا جائے گا۔'' نیز فرمایا: ''ان چھ امور سے پہلے پہلے اعمال کرلو: بیوقوفوں کی حکومت، پولیس کی کثرت، قطع رحمی، عہدوں اور فیصلوں کی خرید و فروخت، انسانی خون کی ارزانی، کیف و سرور والے لوگ جو قرآن مجید کو سریلی آواز میں پڑھنے کا اہتمام کریں گے، وہ ایسے آدمی کو مقدم کریں گے جو فقیہ ہو گا نہ عالم، صرف وجہ یہ ہو گی کہ وہ انھیں قرآن مجید گا گا کر سنائے گا۔''

تخريج:أخرجه أحمد: ٣/ ٤٩٤، وأبوعبد في "فضائل القرآن": ٣٤/ ٢، وأبو غرزة الحافظ في "مسند عابس": ٢/ ١، وابن أبي الدنيا في "العقوبات": ٧٨/ ١، والطبراني في "الكبير": ١٨/ ٣٦/ ٦١، ورواه الطبراني و ابن شاهين

شرح:...... قارئین کرام! شاید آپ بھی اس حقیقت سے متفق ہوں کہ ہمارے دور میں یہ چھ چیزیں بدرجۂ اتم موجود ہیں، آج ۱۴۳۰ھ کے شعبان کی سترہ تاریخ ہے، ہر مسجد کی انتظامیہ تراویح کے لیے حافظین قرآن کی تلاش میں ہے، کسی کی یہ ترجیح نظر نہیں آتی کہ قاری صاحب فقاہت، علم شرعی، تقوی و طہارت سے متصف ہوں، ہر ایک کی یہی رٹ ہے کہ سریلی آواز ہو، آیات کو گا گا کر پڑھتا ہو اور رفتار میں بھی تیزی ہو، تا کہ لوگ ان کی مسجد کی طرف کھنچے چلے آئیں۔ آج کل قرا حضرات کی آزمائشیں شروع ہیں، وہ ایک مسجد میں جا کر جہری نماز پڑھا کر انٹرویو دے رہے ہیں، سلام پھیرتے ہی مسجد کے چند چودھری صاحبان فیصلہ دے دیتے ہیں کہ مزہ نہیں آیا، کسی اور کو بلاتے ہیں۔

آخر کیا وجہ ہے کہ آپ ﷺ نے ہی تلاوتِ قرآن میں حسن پیدا کرنے کا حکم دیا اور آپ ﷺ ہی اس حدیث میں اس قسم کے لوگوں کا ردّ بھی کر رہے ہیں۔ اصل وجہ یہ ہے کہ امام میں تقوی و پارسائی، علم و فقاہت اور خوفِ خدا جیسی صفات پائی جانی چاہئیں اور عوام الناس کو فہمِ قرآن پر توجہ کرنی چاہیے، ان امور کے ساتھ ساتھ آواز میں حسن پیدا کرنے

کی کوشش کرنی چاہیے۔

(٣٦٢٦)۔ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّهُ قَالَ: ((بَادِرُوْا بِالْاَعْمَالِ سِتًّا: طُلُوْعَ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا ، وَالدَّجَّالَ ، وَالدُّخَانَ ، وَدَابَّةَ الْاَرْضِ ، وَخُوَيْصَةَ اَحَدِكُمْ ، وَاَمْرَ الْعَامَّةِ۔))

(الصحيحة:٧٥٩)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اِن چھ امور سے پہلے پہلے اعمال کر لو: مغرب سے سورج کا طلوع ہونا، دجال، دھواں، زمین کا چوپایہ، موت اور عوام الناس کا معاملہ (یعنی ایسا فتنہ جو لوگوں کا گھیراؤ کر لے گا، یا وہ معاملہ جس میں عوام خود مختار بن جائیں گے)۔''

تخريج: أخرجه مسلم: ٨/ ٢٠٨ ، وابن حبان: ٨/ ٢٧٩/ ٦٧٥٢ ، وأحمد: ٢/ ٣٢٤ ، ٤٠٧

شرح:...... ((خويصة احدكم)) کے تین معانی ہے: موت، ہر شخص سے متعلقہ مخصوص لڑائی، ہر شخص کے جان و مال سے متعلقہ مصروفیات۔ جب بندہ ان تین امور میں کسی ایک میں پھنس جاتا ہے تو وہ اعمالِ صالحہ کی روٹین برقرار نہیں رکھ سکتا، بالخصوص موت۔

دجال، جہتِ مغرب سے طلوع آفتاب اور چوپایہ، ان تین علامتوں کے ظہور کے بعد نہ تو ایمان قبول کرنا مفید ثابت ہو گا اور نہ فاسق و فاجر کو اس کی توبہ فائدہ دے گی۔

دھویں کے تعین کے بارے میں دو اقوال ہیں:

(۱) قیامت کے قریب آنے کی علامت ہے، ابھی تک ظہور پذیر نہیں ہوئی، اس کی ہیئت و حقیقت کا علم اللہ تعالی کو ہے۔

(۲) نبی کریم ﷺ کے دور میں یہ نشانی ظاہر ہو چکی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے اہل مکہ کے معاندانہ روے سے تنگ آ کر ان کے لیے قحط سالی کی بددعا کی، نتیجتًا ان پر قحط کا عذاب نازل کر دیا گیا، حتی کہ وہ ہڈیاں، کھالیں اور مردار وغیرہ کھاتے تھے، جب آسمان کی طرف دیکھتے تو بھوک اور کمزوری کی شدت کی وجہ سے انھیں دھواں سا نظر آتا تھا۔ زمین کا یہ چوپایہ قربِ قیامت کی علامت ہے، یہ لوگوں سے کلام کرے گے۔

(٣٦٢٧)۔ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعًا: ((بَادِرُوْا بِالْاَعْمَالِ فِتَنًا كَقِطَعِ اللَّيْلِ الْمُظْلِمِ ، يُصْبِحُ الرَّجُلُ مُؤْمِنًا ، وَيُمْسِي كَافِرًا ، اَوْيُمْسِي مُؤْمِنًا وَيُصْبِحُ كَافِرًا ، يَبِيْعُ دِيْنَهُ بِعَرَضٍ مِنَ الدُّنْيَا۔))

(الصحيحة:٧٥٨)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اندھیری رات کی طرح چھا جانے والے فتنوں سے پہلے پہلے عمل کر لو، اُس وقت آدمی بوقتِ صبح مومن ہو گا اور شام کو کافر یا بوقتِ شام مومن ہو گا اور صبح کو کافر، وہ اپنے دین کو دنیوی ساز و سامان کے بدلے فروخت کر دے گا۔''

تخريج: أخرجه مسلم: ١/ ٧٦، والترمذي: ٣/ ٢٢٠-٢٢١ بشرح التحفة، وصححه، وكذا ابن حبان: ١٨٦٨، وأحمد: ٢/ ٣٠٤، والفريابي في "صفة المنافق": صـ٦٥ من "دفائن الكنوز"، وأبو يعلى: ١١/ ٣٩٦/ ٦٥١٥

(٣٦٢٨)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ مَرْفُوْعًا: ((لَيَغْشَيَنَّ أُمَّتِي مِنْ بَعْدِي فِتَنٌ كَقِطَعِ اللَّيْلِ الْمُظْلِمِ، يُصْبِحُ الرَّجُلُ فِيْهَا مُؤْمِنًا وَيُمْسِي كَافِرًا، وَيُمْسِي مُؤْمِنًا، وَيُصْبِحُ كَافِرًا، يَبِيْعُ أَقْوَامٌ دِيْنَهُمْ بِعَرَضٍ مِنَ الدُّنْيَا قَلِيْلٍ۔)) (الصحيحة:١٢٦٧)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اندھیری رات کے ٹکڑوں کی طرح فتنے میری امت کو ڈھانپ لیں گے۔ بندہ بوقتِ صبح مومن ہوگا اور شام کو کافر اور بوقتِ شام مومن ہوگا اور صبح کو کافر۔ لوگ دنیوی معمولی ساز و سامان کے عوض اپنے دین کو فروخت کر دیں گے۔''

تخريج: أخرجه الحاكم: ٤/ ٤٣٨

شرح:...... ان تمام احادیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ حکم دینا چاہتے ہیں کہ فرصتیں پیدا کر کے اعمال صالحہ کا اہتمام کیا جائے۔ ''بوقتِ صبح مومن اور شام کو کافر......'' اس کا مفہوم یہ ہے کہ صبح کو ایمان سے متصف اور اعمال صالحہ سے مزین، لیکن شام کو کفر کی دلدل میں پھنسا ہوا اور کفر یہ اعمال کرتا ہوا نظر آئے گا اور یہ معنی بھی کیا گیا ہے صبح کو اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ چیزوں کو حرام سمجھے، لیکن شام کو ان کو حلال تصور کرے گا۔ مطلب یہ ہے کہ حالات ایسا رخ اختیار کریں کہ انسان کو اپنے بدل جانے کی کوئی سمجھ نہیں آئے گی، وہ لاشعور سا لگ رہا ہوگا۔ اب ایسے ہی ہو رہا ہے کہ ایک انسان اچھا بھلا نیک پرہیزگار نظر آتا ہے، لیکن کچھ دنوں کے بعد جب اس سے ملاقات ہوتی ہے تو اس کی روحانی کیفیت بگڑ چکی ہوتی ہے اور نماز جیسے فریضے کو ترک کر چکا ہوتا ہے، کوئی سود کھانے کی وجہ سے گر چکا ہوتا تو کسی سے اچانک قتل ہو جاتا ہے، کوئی دوسرے خاندان کی بچی کی حرمتوں کو پامال کرنے کی کوشش کرتا ہے تو کوئی دوسرے کے مال کو ہڑپ کر جانے کی سوچ رہا ہوتا ہے۔ تاجروں کو کوئی شعور نہیں کہ ان کی تجارت شرعی اصولوں پر مبنی ہے یا نہیں، اپریل ۲۰۰۹ء کی بات ہے کہ ایک تاجر نے ایک شرعی قاعدے کو نظر انداز کر کے سودا کیا، اسے اس وجہ سے دو دنوں کے اندر اڑتالیس لاکھ روپے کا نقصان ہوا۔ خلاصۂ کلام یہ ہے کہ لوگ دنیا میں بہت زیادہ دلچسپی لینے والے اور اس کے حریص ہوں گے اور ان کے دینی معاملات ڈگمگانے لگیں گے۔

آپس کے فتنے بھی دجال سے کم نہیں

(٣٦٢٩)۔ عَنْ حُذَيْفَةَ، قَالَ: ذُكِرَ الدَّجَّالُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((لَأَنَا لِفِتْنَةِ بَعْضِكُمْ أَخْوَفُ عِنْدِي مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ،

سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے دجال کا ذکر کیا گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''دجال کی فتنے کی بہ نسبت مجھے خود تمھارے بعض افراد کے فتنوں کا زیادہ

وَلَـنْ يَـنْجُو اَحَدٌ مِمَّا قَبْلِهَا اِلاَّ نَجا مِنْهَا، وَمَـا صُـنِعَتْ فِتْنَةٌ مُنْذُكَانَتِ الدُّنْيَا صَغِيْرَةٌ وَلَا كَبِيْرَةٌ اِلاَّلِفِتْنَةِ الدَّجَّالِ۔)) (الصحيحة:٣٠٨٢)

ڈر ہے، جو آدمی دجال سے پہلے والے فتنوں سے نجات پا گیا وہ اس کے فتنے سے بھی چھٹکارا حاصل کر لے گا اور ابتدائے دنیا سے جو چھوٹا بڑا فتنہ منظرِ عام پر آیا وہ فتنۂ دجال کی خاطر تھا۔''

تخريج: أخرجه أحمد: ٥/ ٣٨٩، والبزار: ٣٣٩١

(٣٦٣٠)۔ عَـنْ حُذَيْفَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَيَاتِيَنَّ عَلٰى اُمَّتِي زَمَانٌ يَتَمَنَّوْنَ فِيْـهِ الدَّجَّالَ۔)) قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! بِأَبِيْ وَأُمِّـيْ! مِـمَّ ذَاكَ؟ قَـالَ: ((مِـمَّايَلْقَوْنَ مِنَ الْعِنَاءِ أَوِالضَّنَّاءِ۔)) (الصحيحة:٣٠٩٠)

سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میری امت پر ایسا (کٹھن) زمانہ آئے گا کہ وہ دجال کی تمنا کرنے لگ جائیں گے۔'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں! ایسے کیوں ہو گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ مشقت یا بیماری میں پڑنے کی وجہ سے (ایسی خواہش کرنے لگیں گے)۔''

تخريج: أخرجه الطبراني في"المعجم الأوسط": ١/ ٢٥٩۔

شــرح:...... صحابہ کرام کے دور سے لے کر آج تک کئی مسلمان سنگین فتنوں میں مبتلا رہے ہیں اور دجال کے آنے تک رہیں گے، آج بھی کئی مسلمان آزمائشوں کی بھٹیوں میں جل رہے ہیں۔ اگر کوئی فقر و فاقہ کی آزمائش میں مبتلا ہے تو کوئی ظلم و ستم کی چکی میں پس رہا ہے، اگر کوئی عورت اپنے خاوند کے جبر و قہر کا نشانہ بنی ہوئی ہے تو کوئی اپنی بیٹیوں کی وجہ سے ذلیل ہو چکا ہے، اگر کسی مسلمان پر کافروں کا تسلط ہے تو کوئی اسلامی سلطنت میں ہی مجبور و مقہور نظر آتا ہے، اگر کوئی بے گناہ قتل ہو رہا ہے تو کسی کی زندگی اجیرن بن چکی ہے۔ علی ہذا القیاس۔

قارئین کرام! خوشحال اور دوسروں کا درد نہ رکھنے والے لوگ ان حقائق کو تسلیم نہیں کریں گے۔ مقصود یہ ہے کہ مسلمانوں کے پاس قرآن و حدیث کی روشنی میں بصیرت ہونی چاہیے تا کہ وہ پرفتن ادوار میں اپنے آپ کو راہِ صواب پر گامزن رکھنے کے لیے اپنے لیے راہ بنا سکیں۔

آپ ﷺ کی خیر و شرّ کی لگائی ہوئی ترتیب
مختلف امارتوں، فتنوں اور تفرقہ بازیوں کے ادوار کو کیسے گزارا جائے؟

(٣٦٣١)۔ عَـنْ حُذَيْفَةَ، قَالَ: كَانَ النَّاسُ يَسْـأَلُـوْنَ رَسُوْلَ اللّٰـهِ ﷺ عَـنِ الْـخَيْرِ، وَكُـنْـتُ أَسْـأَلُـهُ عَنِ الشَّـرِّ مَخَـافَةَ أَنْ يُدْرِكَنِيْ، فَقُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّا كُنَّا فِيْ

سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: لوگ رسول اللہ ﷺ سے خیر کے بارے میں سوال کرتے تھے اور میں شرّ کے بارے میں دریافت کرتا تھا تا کہ اس میں مبتلا نہ ہو جاؤں۔ (ایک دن) میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم جاہلیت اور شرّ کا زمانہ

جَاهِلِيَّةٍ وَشَرٍّ ، فَجَاءَ نَا اللّٰهُ بِهٰذَا الْخَيْرِ فَنَحْنُ فِيْهِ ، وَجَاءَ بِكَ فَهَلْ بَعْدَ هٰذَا الْخَيْرِ مِنْ شَرٍّ كَمَا كَانَ قَبْلَهٗ؟ ، قَالَ: ((يَا حُذَيْفَةُ! تَعَلَّمْ كِتَابَ اللّٰهِ ، وَاتَّبِعْ مَافِيْهِ۔)) (ثَلَاثَ مَرَّاتٍ) قَالَ: قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أَبَعْدَ هٰذَا الشَّرِّ مِنْ خَيْرٍ؟ قَالَ: ((نَعَمْ۔)) قُلْتُ: فَمَا الْعِصْمَةُ مِنْهُ؟ قَالَ: ((اَلسَّيْفُ۔)) قُلْتُ: وَهَلْ بَعْدَ ذٰلِكَ الشَّرِّ مِنْ خَيْرٍ؟ (وَفِيْ طَرِيْقٍ: قُلْتُ: وَهَلْ بَعْدَ السَّيْفِ بَقِيَّةٌ؟) قَالَ: ((نَعَمْ ، وَفِيْهِ (وَفِيْ طَرِيْقٍ: تَكُوْنُ إِمَارَةٌ (وَفِيْ لَفْظٍ: جَمَاعَةٌ) عَلٰى أَقْذَاءٍ ، وَهُدْنَةٌ عَلٰى دَخَنٍ۔)) قُلْتُ: وَمَا دَخَنُهٗ؟ قَالَ: ((قَوْمٌ (وَفِيْ طَرِيْقٍ أُخْرٰى: يَكُوْنُ بَعْدِيْ أَئِمَّةٌ يَسْتَنُّوْنَ بِغَيْرِ سُنَّتِيْ ، وَيَهْتَدُوْنَ بِغَيْرِ هَدْيِيْ ، تَعْرِفُ مِنْهُمْ وَتُنْكِرُ وَسَيَقُوْمُ فِيْهِمْ رِجَالٌ قُلُوْبُهُمْ قُلُوْبُ الشَّيَاطِيْنِ ، فِيْ جُثْمَانِ إِنْسٍ))۔ (وَفِيْ أُخْرٰى: اَلْهُدْنَةُ عَلٰى دَخَنٍ مَاهِيَ؟ قَالَ: ((لَاتَرْجِعُ قُلُوْبُ أَقْوَامٍ عَلَى الَّذِيْ كَانَتْ عَلَيْهِ۔)) قُلْتُ: فَهَلْ بَعْدَ ذٰلِكَ الْخَيْرِ مِنْ شَرٍّ؟ قَالَ: ((نَعَمْ ، فِتْنَةٌ عَمْيَاءُ صَمَّاءُ ، عَلَيْهَا دُعَاةٌ عَلٰى أَبْوَابِ جَهَنَّمَ ، مَنْ اَجَابَهُمْ إِلَيْهَا قَذَفُوْهُ فِيْهَا)) قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! صِفْهُمْ لَنَا ، قَالَ: ((هُمْ مِنْ جِلْدَتِنَا ، وَيَتَكَلَّمُوْنَ بِأَلْسِنَتِنَا۔)) قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! فَمَا تَأْمُرُنِيْ إِنْ أَدْرَكَنِيْ

گزار رہے تھے، اللہ تعالی نے اسلام، جسے ہم نے قبول کیا، کو اور آپ کو ہماری طرف بھیجا۔ (اب سوال یہ ہے کہ) کیا اس خیر کے بعد پھر شرّ (کا غلبہ ہوگا) جیسا کہ پہلے تھا؟ آپ ﷺ نے تین دفعہ فرمایا: ''حذیفہ! اللہ کی کتاب پڑھ اور اس کے احکام پر عمل کر۔'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا اُس شرّ کے بعد پھر خیر ہو گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں۔'' میں نے کہا: اس سے بچنے کا کیا طریقہ ہو گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تلوار۔'' میں نے کہا: کیا اس شرّ کے بعد پھر خیر ہوگی؟ اور ایک روایت میں ہے کہ کیا تلوار کے بعد خیر کا کوئی حصہ باقی رہے گا؟ (یعنی لڑائی کے بعد اسلام باقی رہے گا؟) آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں۔'' اور ایک روایت میں ہے کہ ''امارت (اور جماعت) تو قائم رہے گی، لیکن معمولی چون و چرا اور دلوں میں نفرتیں اور کینے ہوں گے اور ظاہری صلح، لیکن بباطن لڑائی ہو گی۔'' میں نے کہا: کینے کا کیا مطلب ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میرے بعد ایک قوم یا مختلف حکمران ہوں گے جو میری سنت پر عمل نہیں کریں گے اور میری سیرت کے علاوہ کوئی اور سیرت اختیار کریں گے، تو ان کے بعض امور کر اچھا سمجھے گا اور بعض کو برا اور ان میں ایسے لوگ بھی منظرِ عام پر آئیں گے جو انسانوں کے روپ میں ہوں گے، لیکن ان کے دل شیطانی ہوں گے۔'' ایک روایت میں ہے: میں نے کہا: ظاہری صلح بباطن لڑائی اور دلوں میں کینہ، ان چیزوں کا کیا مطلب ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''لوگوں کے دل (ان خصائل حمیدہ) کی طرف نہیں لوٹیں گے، جن سے وہ پہلے متصف ہوں گے۔'' میں نے کہا: کیا اس خیر کے بعد بھی شرّ ہو گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں، اندھا دھند فتنہ ہو گا، اور (اس میں ایسے لوگ ہوں گے

ذٰلِكَ؟ قَالَ: ((تَلْتَزِمُ جَمَاعَةَ الْمُسْلِمِيْنَ وَإِمَامَهُمْ، تَسْمَعُ وَتُطِيْعُ الْأَمِيْرَ، وَإِنْ ضُرِبَ ظَهْرُكَ، وَأُخِذَ مَالُكَ فَاسْمَعْ وَأَطِعْ۔)) قُلْتُ: فَإِنْ لَّمْ يَكُنْ لَهُمْ جَمَاعَةٌ وَلَا إِمَامٌ؟ قَالَ: ((فَاعْتَزِلْ تِلْكَ الْفِرَقَ كُلَّهَا، وَلَوْ أَنْ تَعَضَّ بِأَصْلِ شَجَرَةٍ، حَتّٰى يُدْرِكَكَ الْمَوْتُ وَأَنْتَ عَلٰى ذٰلِكَ۔)) وَفِيْ طَرِيْقٍ: ((فَإِنْ تَمُتْ يَاحُذَيْفَةُ وَأَنْتَ عَاضٌّ عَلٰى جِذْلٍ خَيْرٌ لَكَ مِنْ أَنْ تَتَّبِعَ أَحَدًا مِّنْهُمْ۔)) وَفِيْ أُخْرٰى: ((فَإِنْ رَأَيْتَ يَوْمَئِذٍ لِّلّٰهِ عَزَّوَجَلَّ فِي الْأَرْضِ خَلِيْفَةً فَالْزَمْ وَإِنْ ضُرِبَ ظَهْرُكَ وَأُخِذَ مَالُكَ، فَإِنْ لَّمْ تَرَ خَلِيْفَةً فَاهْرُبْ فِي الْأَرْضِ حَتّٰى يُدْرِكَكَ الْمَوْتُ وَأَنْتَ عَاضٌّ عَلٰى جِذْلِ شَجَرَةٍ۔)) قَالَ: قُلْتُ: ثُمَّ مَاذَا؟ قَالَ: ((ثُمَّ يَخْرُجُ الدَّجَّالُ۔)) قَالَ: قُلْتُ: فَبِمَ يَجِيْءُ؟ قَالَ: ((بِنَهْرٍ۔ أَوْ قَالَ: مَاءٍ وَنَارٍ۔ فَمَنْ دَخَلَ نَهْرَهُ حُطَّ أَجْرُهُ، وَوَجَبَ وِزْرُهُ، وَمَنْ دَخَلَ نَارَهُ وَجَبَ أَجْرُهُ، وَحُطَّ وِزْرُهُ۔)) قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ: فَمَا بَعْدَ الدَّجَّالِ؟ قَالَ: ((عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ۔)) قَالَ: قُلْتُ: ثُمَّ مَاذَا؟ قَالَ: ((لَوْ أَنْتَجْتَ فَرَسًا لَمْ تَرْكَبْ فُلُوَّهَا حَتّٰى تَقُوْمَ السَّاعَةُ۔))

(الصحيحة:٢٧٣٩)

کہ گویا کہ) وہ جہنم کے دروازوں پر کھڑے داعی ہیں، جو آدمی ان کی بات مانے گا وہ اس کو جہنم میں پھینک دیں گے۔'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ایسے لوگوں کی صفات بیان کرو۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ ہماری نسل کے ہوں گے اور ہماری طرح باتیں کریں گے۔'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اگر ایسا زمانہ مجھے پا لے تو میرے لیے کیا حکم ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''مسلمانوں کی جماعت اور ان کے حکمران کو لازم پکڑے رکھنا، امیر کی بات سننا اور ماننا۔ اگرچہ تیری پٹائی کر دی جائے اور تیرا مال لوٹ لیا جائے پھر بھی ان کی بات سننا اور اطاعت کرنا۔'' میں نے کہا: اگر سرے سے مسلمانوں کی جماعت ہو نہ حکمران (تو پھر میں کیا کروں)؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تمام فرقوں سے کنارہ کش ہو جانا، اگرچہ کسی درخت کے تنے کے ساتھ چمٹنا پڑے، یہاں تک کہ تجھے موت پا لے اور تو اسی حالت میں ہو۔'' اور ایک روایت میں ہے: ''حذیفہ! کسی درخت کے تنے کا ساتھ چمٹ کر مرنا ان حکمرانوں) کی اطاعت کرنے سے بہتر ہوگا۔'' اور ایک روایت میں ہے: ''اگر ان دنوں میں تجھے اللہ کی زمین میں کوئی خلیفہ مل جائے تو اس کو لازم پکڑنا، اگرچہ وہ تیری پٹائی کرے اور تیرا مال چھین لے اور اگر تجھے کوئی خلیفہ نظر نہ آئے تو کسی (گوشۂ) زمین میں بھاگ جانا، حتی کہ تجھے موت آ جائے اور تو کسی درخت کے تنے کے ساتھ چمٹا ہوا ہو۔'' میں نے کہا: پھر کیا ہو گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''پھر دجال ظاہر ہو گا۔'' میں نے کہا: وہ کون سی علامت لے کر آئے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہر یا پانی اور آگ کے ساتھ آئے گا، جو اس کی نہر میں داخل ہوا اس کا اجر ضائع اور گناہ ثابت ہو جائے گا اور جو اس کی آگ میں داخل ہوا اس کا اجر ثابت ہو جائے گا اور اس کا جرم مٹ جائے گا۔'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! دجال کے بعد کیا ہو

گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”عیسی بن مریم۔“ میں نے کہا: پھر کیا ہو گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اگر اس وقت تیری گھوڑی کا بچہ پیدا ہوا تو وہ ابھی تک اس قابل نہیں ہو گا کہ تو اس پر سواری کر سکے، کہ قیامت قائم ہو جائے گی۔

تخريج: قد جاء هذا الحديث مطولا و مختصرا من طرق، جمعت هنا فوائدها، وضممت اليه زوائدها في أماكنها المناسبة للسياق۔ (لكن ما ميزنا الزوائد)

الطريق الأول :أخرجه البخاري:٣٦٠٦، ٧٠٨٤، ومسلم :٦/ ٢٠، وأبو عوانة: ٥/ ٥٧٤، والطبراني في"مسندالشامين": ص١٠٩/ ١، والداني في"الفتن": ق٤/ ١، وابن ماجه ببعضه: ٢/ ٤٧٥

الثانية: أخرجه مسلم

الثالثة : أخرجه أبو عوانة:٥/ ٤٧٦، وأبوداود :٤٢٤٤۔٤٢٤٧، والنسائي في"الكبرى": ٥/ ١٧/ ٨٠٣٢، والطيالسي في "مسنده": ٤٤٢، ٤٤٣، وعبدالرزاق في "المصنف": ١١/ ٣٤١/ ٢٠٧١١، وأحمد:٥/ ٣٨٦، ٤٠٣، ٤٠٤، ٤٠٦، والحاكم :٤/ ٤٣٢، وابن أبي شيبة: ١٥/ ٨/ ١٨٩٦٠، ١٨٩٦١، ١٨٩٨٠

الرابعة : أخرجه النسائي في"الكبرى": ٥/ ١٨/ ٨٠٣٣، وابن ماجه :٢/ ٤٧٦، والحاكم:٤/ ٤٣٢

الخامسة : أخرجه الطبراني في"الأوسط": ١/ ٢٠٢/ ٢/ ٣٦٧٤

شرح:...... پہلے بھی یہ توضیح پیش کی جا چکی ہے کہ اسلام ایسا کامل مذہب ہے کہ یہ اہل اسلام کی مکمل رہنمائی کرتا ہے، بالخصوص اس ضمن میں کہ اچھے یا برے حالات میں مسلمان کے شب و روز کیسے گزرنے چاہئیں۔ لیکن یہ رہنمائی حاصل کرنے کے لیے مسلمان کا صاحبِ بصیرت ہونا اور صاحبِ علم ہونا یا اہل علم سے رابطہ کرنا ضروری ہے، وگرنہ عصر حاضر کی طرح اکثر مسلمان ابن الوقتی اختیار کر جاتے ہیں اور شریر لوگوں کی ہاں میں ہاں ملا کر وقت گزارنے میں عافیت سمجھتے ہیں۔ امام البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں: مشکل الفاظ کے معانی:

”السيف“ :تلوار کے ذریعے عفت و عصمت کا تحفظ ہو گا۔ قتادہ کہتے ہیں: اس شرّ سے مراد وہ لوگ ہیں، جو آپ ﷺ کی وفات کے بعد سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں مرتدّ ہو گئے تھے۔

”بقيّة“ :یعنی جب ہم ان سے لڑیں گے، تو کیا اس لڑائی کے بعد اسلام باقی رہے گا؟

”أقذاء“ :ابن اثیر کہتے ہیں: ”قذاة“ کی جمع ”القَذى“ ہے اور ”القَذى“ کی جمع ”أقذاء“ ہے۔ لغت میں اس سے مراد وہ مٹی یا بھوسے کے تنکے یا میل کچیل ہے، جو آنکھ میں پڑتی ہے یا پانی میں گرتی ہے۔ حدیث میں اس لفظ کا مفہوم یہ ہے کہ بظاہر مسلمان اکٹھے تو ہوں گے، لیکن ان کے دلوں میں فساد اور کینہ ہو گا۔

”دَخَن“ :قتادہ کی رائے کے مطابق اس سے مراد کینہ ہے، متن میں مذکور ایک طریق میں اس کی تفسیر یہ بیان کی گئی ہے: ”لوگوں کے دل (ان خصائل حمیدہ) کی طرف نہیں لوٹیں گے، جن سے وہ پہلے متصف ہوں گے۔“

''جِذْل'': وہ لکڑی، جو اس مقصد کے لیے گاڑھی جاتی ہے، تاکہ اونٹ اس کے ساتھ خارش کریں۔
''فُلُوّ ھا'': ابن اثیر نے کہا: گھوڑے یا پالتو خچر وغیرہ کا چھوٹا سا بچھڑا۔

میں (البانی) کہتا ہوں: یہ حدیث نبوت کی عظیم نشانیوں میں سے ایک ہے۔ اس میں امت کی خیر خواہی کی گئی ہے۔ آج مسلمانوں کو سب سے زیادہ ضرورت اس امر کی ہے کہ وہ فرقہ بندی اور حزبیت سے چھٹکارا حاصل کریں کہ جس کی وجہ سے ان کا شیرازہ منتشر ہو چکا ہے اور ان کی عظمت و سطوت راکھ بن چکی ہے، انہی وجوہات کی وجہ سے ان کا دشمن ان پر غالب آ چکا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ﴾ (سورۂ انفال: ٤٦) ...... ''آپس میں اختلاف نہ کرو، ورنہ بزدل ہو جاؤ گے اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی۔''

اہم فائدہ: حافظ ابن حجر کہتے ہیں کہ طبری نے کہا: اس حدیث میں یہ وضاحت بھی کر دی گئی ہے کہ جب مسلمانوں کا ایک حاکم و خلیفہ نہ ہو اور وہ مختلف فرقوں میں بٹ چکے ہوں، تو پھر کسی مخصوص فرقے کی پیروی نہ کرے اور تمام تنظیموں سے علیحدگی اختیار کر لے، بشرطیکہ ایسا کرنے میں کسی شرّ کا خطرہ نہ ہو، اس موضوع پر مختلف احادیث میں یہی جمع و تطبیق مناسب ہے۔ (صحیحہ: ۲۷۳۹)

اس امت کے بدترین لوگ، بہترین لوگوں پر مسلط کب ہوں گے؟

(٣٦٣٢)۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا مَشَتْ أُمَّتِي الْمُطَيْطَاءَ وَخَدَمَهَا أَبْنَاءُ الْمُلُوْكِ، أَبْنَاءُ فَارِسٍ وَالرُّوْمِ، سَلَّطَ شِرَارُهَا عَلٰى خِيَارِهَا۔)) (الصحيحة:٩٥٦)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب میری امت متکبرانہ چال چلے گی اور فارس و روم کے بادشاہوں کے بیٹے ان کے خادم ہوں گے تو بدترین لوگ بہترین لوگوں پر مسلط ہو جائیں گے۔''

تخریج: أخرجه ابن المبارك في "الزهد": ١٨٧ ـ رواية نعيم، والمعافى بن عمران في "الزهد": ٢٣٨/ ٢، والترمذي: ٢/ ٤٢ ـ ٤٣، والعقيلي في "الضعفاء": ٤٠٨، وابن عدي في "الكامل": ٣٢٣/ ١ وابن حبان أيضا: ٢/ ٢٣٦، وأبونعيم في "أخبار أصبهان": ١/ ٣٠٨، والبيهقي في "الدلائل": ج٢

شرح:...... ایسے ہی ہوا، جب مسلمانوں نے فارس اور روم کے علاقے فتح کیے اور ان کے مال و دولت کے مالک بنے اور ان کی اولاد کو قیدی بنایا تو رفتہ رفتہ مزاج میں تبدیلی آنا شروع ہو گئی، شرّ غالب ہوتی گئی اور خیر مغلوب۔ بعد والے اہل خیر کو اس کا شدید بھگتان بھگتنا پڑا، آج تک وہی سلسلے جاری ہیں۔

قصۂ امام مہدی

تمام اہل اسلام جانتے ہیں کہ آخر زمانہ میں اہل بیت سے ایک شخص کا ظہور ہو گا، وہ دین کی تائید اور عدل و انصاف کو عام کرے گا، جبکہ اس سے پہلے ظلم و ستم کا دور دورہ ہو گا، تمام مسلمان اس کی پیروی کریں گے اور تمام اسلامی ممالک

اس کے اقتدا میں آ جائیں گے، اس کو مہدی کہا جائے گا، اس کے زمانے میں دجال کا خروج ہو گا، پھر حضرت عیسی علیہ السلام نازل ہو کر دجال کو قتل کریں اور امام مہدی کی اقتدا میں نماز ادا کریں گے۔

امام مہدی کا نام محمد اور ان کے والد کا نام عبداللہ ہو گا، یہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد میں سے ہوں گے۔ ان کا دور بڑا ہی بابرکت ہو گا۔ بقیہ معلومات درج ذیل احادیث میں ملاحظہ فرمائیں۔

(٣٦٣٣)۔ عَنْ اَبِي سَعِيْدٍ ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((يَخْرُجُ فِي آخِرِ اُمَّتِي الْمَهْدِيُّ ، يَسْقِيْهِ اللّٰهُ الْغَيْثَ ، وَتُخْرِجُ الْاَرْضُ نَبَاتَهَا ، وَيُعْطِي الْمَالَ صِحَاحاً ، وَتَكْثُرُ الْمَاشِيَةُ ، وَتَعْظُمُ الْاُمَّةُ ، يَعِيْشُ سَبْعًا اَوْ ثَمَانِيًا۔)) يَعْنِي حِجَّةً۔ (الصحيحة:٧١١)

سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میری امت کے آخری زمانے میں مہدی نکلے گا، اللہ تعالی بارش نازل کرے گا، زمین کھیتیاں اگائے گی، وہ لوگوں کو بہترین مال عطا کریں گے، مویشی زیادہ ہو جائیں گے، امت کی تعداد بڑھ جائے گی) اور وہ سات یا آٹھ سال تک زندہ رہے گا۔''

تخریج: أخرجه الحاكم: ٤/ ٥٥٧۔٥٥٨

(٣٦٣٤)۔ عَنْ جَابِرٍ ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَنْزِلُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ ، فَيَقُوْلُ اَمِيْرُهُمُ الْمَهْدِيُّ: تَعَالَ صَلِّ بِنَا ، فَيَقُوْلُ: لَا ، اِنَّ بَعْضَهُمْ اَمِيْرُ بَعْضٍ ، تَكْرِمَةُ اللّٰهِ لِهٰذِهِ الْاُمَّةِ۔)) (الصحيحة:٢٢٣٦)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب حضرت عیسی بن مریم (علیہ السلام) اتریں گے تو مسلمانوں کے امیر مہدی انھیں کہیں گے: آئیں اور نماز پڑھائیں۔ وہ کہیں گے: نہیں، تم ہی ایک دوسرے کے امام و امیر بن سکتے ہو، یہ اللہ تعالی کی طرف سے اس امت کی عزت و آبرو ہے۔''

تخریج: أخرجه الحارث بن أبي أسامة فی "مسنده"، واصل الحديث فی "صحيح مسلم": ١/ ٩٥ من طريق اخرى عن جابر مرفوعا: ((...... فينزل عيسى ابن مريم صلى الله عليه وسلم فيقول اميرهم: تعال صل لنا، فيقول: لا، ان بعضكم على بعض امراء، تكرمة الله هذه الأمة۔))

شرح:...... امام البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں: اصل حدیث صحیح مسلم میں ہے، جو سیدنا جابر رضی اللہ سے ہی ایک دوسری سند کے ساتھ مروی ہے، وہ کہتے ہیں کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ((لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ اُمَّتِي يُقَاتِلُوْنَ عَلَى الْحَقِّ ظَاهِرِيْنَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ۔)) قَالَ: ((فَيَنْزِلُ عِيْسَى بْنِ مَرْيَمَ ﷺ فَيَقُوْلُ اَمِيْرُهُمْ: تَعَالَ صَلِّ لَنَا ، فَيَقُوْلُ: لَا ، اِنَّ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ اَمِيْرٌ ، تَكْرِمَةَ اللّٰه هٰذِهِ الْاُمَّةِ۔))...... ''میری امت کا ایک گروہ روزِ قیامت تک حق پر غالب رہے گا'' پھر فرمایا: ''حضرت عیسی بن مریم علیہ السلام نازل ہوں گے،

مسلمانوں کے امیر ان کو کہیں گے: آئیں اور ہمیں نماز پڑھائیں۔ وہ جواب دیں گے: نہیں، تم خود ایک دوسرے کے امام ہو، یہ اللہ تعالی کی طرف سے اس امت کی عزت ہو گی۔''

اس روایت سے معلوم ہوا کہ وہ امیر امام مہدی ہوں گے۔ وباللہ التوفیق۔ (صحیحہ : ۲۲۳٦)

(۳٦۳۵)۔ عَنْ عَلِيٍّ مَرْفُوْعًا: ((اَلْمَهْدِيُّ مِنْ اَهْلِ الْبَيْتِ، يُصْلِحُهُ اللّٰهُ فِي لَيْلَةٍ۔)) (الصحيحة:۲۳۷۱)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مہدی ہم یعنی اہل بیت سے ہوگا، اللہ تعالی ایک رات میں اس کی اصلاح کر دے گا۔''

تخریج: رواه ابن ماجه:٤٠٧٥، وأحمد:١/ ٨٤، والعقيلي في "الضعفاء": ٤٧٠، وابن عدي:٣٦٠/ ٢، وأبو نعيم في "الحلية":٣/ ١٧٧، والطحاوي في "مشكل الآثار: ١/ ٤٤٩

شرح:...... اصلاح کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالی اس پر رجوع کرے گا، اس کو توفیق دے گا اور اس کی رشد و ہدایت اس کو الہام کرے گا، پہلے اس میں ایسے اوصاف نہیں ہوں گے۔

(۳٦۳٦)۔ عَنْ اَبِي سَعِيْدٍ ، قَالَ: قَالَ ﷺ: ((مِنَّا الَّذِي يُصَلِّي عِيْسٰى ابْنُ مَرْيَمَ خَلْفَهُ۔)) (الصحيحة:۲۲۹۳)

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس کے پیچھے حضرت عیسی بن مریم (علیہ السلام) نماز پڑھیں گے وہ ہم (یعنی اہل بیت) میں سے ہوگا۔''

تخريج: عزاه السيوطي في "الجامع" لأبي نعيم في "كتاب المهدي"، والحديث جاء مفرقا في احاديث اخرى

شرح:...... امام البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں: اس باب میں کئی احادیث سے صراحت کے ساتھ ثابت ہوتا ہے کہ جس امام کی اقتدا میں حضرت عیسی علیہ السلام نماز ادا کریں گے، وہ امام مہدی ہوں گے۔ یہ روایات امام سیوطی کی کتاب (اُلعرف الوردی: ص ۸۱، ۸۳، ۸۴) میں دیکھی جا سکتی ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ احادیث متواتر ہیں کہ امام مہدی تشریف لائیں گے، ان کا تعلق اہل بیت سے ہوگا، وہ حضرت عیسی علیہ السلام کے ساتھ نکلیں گے اور دجال کو قتل کرنے میں ان کی مدد کریں گے، یہی امام ہیں، جو اپنے زمانے میں اس امت کو نماز پڑھائیں گے اور حضرت عیسی علیہ السلام ان کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔ (صحیحہ: ۲۲۹۳)

(۳٦۳۷)۔ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ، عَنْ اَبِيْهِ مَرْفُوْعًا: ((لَتَمْلَأَنَّ الْاَرْضُ جَوْرًا وَظُلْمًا، فَإِذَا مُلِئَتْ جَوْرًا وَظُلْماً بَعَثَ اللّٰهُ رَجُلاً مِنِّيْ، اسْمُهُ اِسْمِيْ، فَيَمْلَؤُهَا قِسْطًا وَعَدْلاً، كَمَا مُلِئَتْ جَوْرًا وَظُلْمًا۔))

معاویہ بن قرہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''زمین ظلم و ستم سے بھر جائے گی، جب ایسے ہوگا تو اللہ تعالی ایک آدمی بھیجے گا، وہ میرا ہم نام ہوگا، وہ زمین میں ظلم و ستم کی جگہ پر عدل و انصاف عام کر دے گا۔''

(الصحيحة: ١٥٢٩)

تـخـريــج: أخـرجـه البـزار: صـــ ٢٣٦ - زوائد ابن حجر، وابن عدي في"الكامل": ١٢٩/١ ، وأبونعيم في"أخبار أصبهان": ٢/ ١٦٥ ، والطبراني في "الكبير" و "الاوسط"

شـــرح:...... امام البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں: شیخ غزالی نے کہا: ''میں تو ایک طالب علم ہوں، بہرحال میرے علم کے مطابق تو کسی واضح حدیث میں امام مہدی کا ذکر نہیں آتا اور اگر کوئی صریح حدیث ہے تو وہ صحیح نہیں ہے۔''

میں (البانی) کہتا ہوں: جنابِ غزالی! کون سے مشائخ نے آپ جیسے طالب علم کو ایسی روایات کی نفی کرنے کی تلقین کی؟ کیا وہ علمائے کلام تو نہیں ہیں، جن بیچاروں کے پاس حدیث کا علم ہے نہ راویانِ حدیث کا؟

اس دعوے کی کیا اہمیت ہے، جبکہ دوسری طرف علمائے حدیث نے مختلف احادیث کی روشنی میں امام مہدی کی آمد کو ثابت کر رکھا ہے۔ امام غزالی کو چاہیے تھا کہ وہ تصحیح وتضعیف کے قانون کو سامنے رکھتے ہوئے قرآن وحدیث اور ان سے صادر ہونے والے احکام ومسائل کا مراجعہ کرتے اور مسلمانوں کو خواہ مخواہ شک میں نہ ڈالتے۔

میرے مسلمان بھائی! عصر حاضر میں اکثر مسلمان راہِ مستقیم سے منحرف ہو چکے ہیں، یہ ذاتی اختراعات اور خود ساختہ آرا کی روشنی میں شریعت کی مختلف نصوص کی وضاحت کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ کوئی کہتا ہے کہ اب امام مہدی کے خروج کے بعد ہی اسلام کو غلبہ واقتدار نصیب ہوگا، (ان سے پہلے غلبۂ اسلام کی کوئی صورت نہیں)۔

یہ بے سرو پا دعوی اور ضلالت و گمراہی ہے، جو شیطان نے اکثر لوگوں اور بالخصوص صوفیوں کے دلوں میں القا کر دی ہے۔ حالانکہ امام مہدی کی آمد میں جتنی احادیثِ نبویہ مروی ہیں، کسی ایک سے بھی یہ دعوی ثابت نہیں ہوتا۔ اتنا ضرور ہے کہ آپ ﷺ نے مسلمانوں کو ایسے شخص کے ظہور کی خوشخبری سنائی، جو آپ ﷺ کے اہل بیت میں سے ہوگا اور وہ اسلام کے احکام کی روشنی میں فیصلہ کرنے کے ساتھ ساتھ عدل وانصاف کو عام کر دے گا، حقیقت میں وہ ان مجدّدِ دین میں سے ہوگا، جن کو اللہ تعالی ہر صدی کے بعد بھیجتا ہے۔ اس کا یہ معنی نہیں کہ ہم دین کی تجدید کی خاطر علم وعمل کے لیے جد وجہد ترک کر دیں۔

اسی طرح امام مہدی کی آمد کا یہ معنی بھی نہیں کہ ہم زمین میں اللہ تعالی کی شریعت کے نفاذ کے لیے کوئی کوشش نہ کریں اور ان کی آس میں بیٹھ جائیں۔

ہم نے عوام الناس کی جو بے سرو پا باتیں بیان کی ہیں، بعض صوفیوں سمیت کچھ لوگوں کو ان کا علم تو ہے، لیکن جب ان میں یہ وہم پیدا ہوتا ہے کہ امام مہدی کے خروج کا عقیدہ رکھنے سے یہ امور لازم تو آئیں گے، تو وہ فوراً انکار کرنے لگتے ہیں۔ یہ تو ایسے ہی ہے، جیسے کسی نے کہا: اس نے میرا علاج اس چیز کے ساتھ کیا، جس میں بیماری تھی۔ ایسے لوگ معتزلیوں سے مختلف نہیں ہیں کہ جنھوں نے اس بنا پر تقدیر کا انکار کر دیا کہ کچھ لوگ اس سے ''جبر'' کا استدلال کر رہے ہیں۔ یہ بیچارے ایک طرف تو جبر کا جواب نہ دے سکے اور دوسری طرف جس چیز کا عقیدہ رکھنا فرض

تھا، اس کا انکار کر دیا۔

ایک فریق کا خیال ہے کہ تاریخ اسلامی شاہد ہے کہ بعض خود غرضوں اور بیوقوفوں نے امام مہدی کے قصے سے ناجائز فائدہ اٹھا کر لوگوں کو زبردست فتنوں میں مبتلا رکھا ہے، مثلاً جہیمان سعودی کا حرمِ مکی میں برپا کیا ہوا فتنہ۔ اس لیے ضروری ہے کہ سرے سے امام مہدی کی آمد کا ہی انکار کر دیا جائے، تاکہ فتنہ باز لوگوں کے فتنے دب جائیں، شیخ غزالی نے بھی اپنے کلام کے آخر میں اس چیز کی طرف اشارہ کیا تھا۔

اس فاسد خیال کے حق میں رائے دینے والے اُن باطل پرستوں کی طرح ہیں جنھوں نے آخری زمانے میں حضرت عیسی علیہ السلام کے نزول کا انکار اس بنا پر کیا ہے، کہ بعض کذاب اور دجال لوگوں نے فتنہ برپا کرنے کے لیے اپنے آپ کو ''مسیح موعود'' ظاہر کیا ہے، مثال کے طور پر مرزا غلام احمد قادیانی۔ شیخ شلتوت جیسوں نے واضح طور پر حضرت عیسی علیہ السلام کے نزول کا انکار کر دیا اور بعض وضاحت تو نہیں کرتے، لیکن ان کی زبانیں اس قسم کے خیالات فاسدہ اگلتی رہتی ہیں۔ ممکن ہے کہ میں حتمی طور پر یہ دعوی کر دوں کہ جن لوگوں نے امام مہدی کی آمد کا انکار کیا، انھوں نے حضرت عیسی علیہ السلام کے نزول کا بھی انکار کر دیا۔

میرے ہاں ان مُنکرین کی مثال اس شخص کی طرح ہے، جو اللہ تعالی کی الوہیت کا انکار اس چیز کو بنیاد بنا کر دے کہ بعض فرعونوں نے بھی الوہیت کا دعوی کیا ہے، اس لیے سرے سے اللہ تعالی کے معبود ہونے کا ہی انکار کر دیا جائے، تاکہ فراعنہ باز آ جائیں۔ ﴿فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ﴾ (سورۂ قمر: ١٥) ...... ''کیا کوئی ہے نصیحت حاصل کرنے والا؟''

(صحيحه: ١٥٢٩)

ان بیچاروں کی مثال اس شخص کی طرح ہے جو ریت کی تپش سے بچنے کے لیے آگ میں گھس گیا، حق یہ ہے کہ شرعی علم و عمل کی روشنی میں فتنوں کا ردّ کیا جائے۔

حضرت عیسی علیہ السلام کا حلیہ مبارک

(٣٦٣٨)۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اَرَانِي اللَّيْلَةَ عِنْدَ الْكَعْبَةِ، فَرَاَيْتُ رَجُلاً آدَمَ، كَاَحْسَنِ مَا اَنْتَ رَاءٍ مِنْ اُدْمِ الرِّجَالِ، لَهُ لُمَّةٌ كَاَحْسَنِ مَا اَنْتَ رَاءٍ مِنَ اللِّمَمِ، قَدْ رَجَّلَهَا فَهِيَ تَقْطُرُ مَاءً، مُتَّكِئاً عَلٰى رَجُلَيْنِ اَوْعَلٰى عَوَاتِقِ رَجُلَيْنِ، يَطُوْفُ بِالْكَعْبَةِ فَسَأَلْتُ: مَنْ هٰذَا؟ قِيْلَ: هٰذَا الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے آج رات اپنے آپ کو خواب میں کعبہ کے پاس دیکھا، میں نے ایک گندمی رنگ کا آدمی دیکھا تھا، اس رنگ میں وہ انتہائی خوبصورت آدمی تھا، اس کی بہت خوبصورت زلفیں تھیں، اس نے کنگھی کر رکھی تھی اور ان سے پانی کے قطرے ٹپک رہے تھے، اس نے دو آدمیوں یا دو آدمیوں کے کندھوں پر ٹیک لگا رکھی تھی اور وہ بیت اللہ کا طواف کر رہا تھا۔ میں نے پوچھا: یہ آدمی کون ہے؟ کہا گیا کہ

ثُـمَّ إِذَا أَنَا بِرَجُلٍ جَعْدٍ قَطَطٍ ، أَعْوَرِ الْعَيْنِ الْيُـمْـنٰي ، كَأَنَّهَا عِنَبَةٌ طَافِيَةٌ ، فَسَأَلْتُ: مَنْ هٰذَا؟ فَقِيْلَ لِي: هٰذَا الْمَسِيْحُ الدَّجَّالُ۔)) (الصحيحة: ٣٩٨٣)

یہ مسیح بن مریم (علیہ السلام) ہیں۔ پھر اچانک میں نے ایک اور آدمی دیکھا جو چھوٹے گھونگھریالے بالوں والا تھا، اس کی دائیں آنکھ کانی تھی اور وہ خوشۂ انگور میں ابھرے ہوئے دانے کی طرح لگتی تھی۔ میں نے پوچھا: یہ کون ہے؟ مجھے کہا گیا کہ یہ مسیح دجال ہے۔“

تخريج: أخرجه مالك في "الموطأ": ٣/ ١٠٧ ، ومن طريقه أخرجه البخاري: ٥٩٠٢ ، ومسلم: ١/ ١٠٧

حضرت عیسی علیہ السلام کی صفات

اہل سنت والجماعت کا اتفاقی عقیدہ ہے کہ حضرت عیسی علیہ السلام کو زندہ آسمان پر اٹھالیا گیا ہے، قیامت کے قریب وہ آسمان سے اتریں گے، اس کے بعد وفات پائیں گے اور مسلمان ان کا جنازہ پڑھیں گے۔ حضرت عیسی علیہ السلام امام مہدی کے زمانے میں نازل ہوں گے اور سات سال تک ٹھہریں گے، ان کے دور میں امن و امان اور مال و دولت کی فراوانی ہو گی، جہاں تک انسانیت ہوگی، وہاں تک اسلام ہوگا، دوسرے تمام ادیان ختم ہو جائیں گے۔

ایک روایت میں ان کے چالیس سال ٹھہرنے کا ذکر ہے، شارح ابوداود نے حافظ ابن کثیر کے حوالے یہ تطبیق پیش کی ہے کہ اس سے مراد حضرت عیسی علیہ السلام کی کل عمر ہے، اور مشہور بھی یہی ہے کہ جب ان کو آسمان پر اٹھایا گیا تو ان کی عمر تینتیس برس تھی۔ (عون المعبود: ٢/ ١٩٨٧) والله اعلم

(٣٦٣٩)۔ عَـنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((وَالَّذِي نَفْسُ أَبِي الْقَـاسِـمِ بِيَـدِهِ! لَيَـنْزِلَنَّ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ إِمَامًا مُقْسِطًا ، وَحَكَمًا عَدْلاً ، فَلَيَكْسِرَنَّ الصَّلِيْبَ ، وَلَيَقْتُلَنَّ الْخِنْزِيْرَ ، وَلَيُصْلِحَنَّ ذَاتَ الْبَيْنِ ، وَلَيُذْهِبَنَّ الشَّحْنَاءَ وَلَيُعْرَضَنَّ عَـلَيْـهِ الْـمَالُ فَلَا يَقْبَلُهُ ، ثُمَّ لَئِنْ قَامَ عَلٰى قَبْرِي فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ! لَأَجَبْتُهُ۔)) (الصحيحة:٢٧٣٣)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا: ”اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں ابو القاسم کی جان ہے! حضرت عیسی بن مریم (علیہ السلام) انصاف پسند امام اور عدل پسند حکمران بن کر ضرور نازل ہوں گے، وہ صلیب کو توڑ دیں گے، خنزیر کو قتل کر دیں گے، تعلقات میں صلح صفائی کریں گے، عداوت ختم ہو جائے گی، ان پر مال پیش کیا جائے گا لیکن وہ قبول نہیں کریں گے، اگر وہ میری قبر پر کھڑے ہوئے اور کہا: اے محمد! تو میں ان کو جواب دوں گا۔“

تخريج: أخرجه أبو يعلى فى "مسنده": ٤/ ١٥٥٢ ، وأخرجه البخاري: ٣٤٤٨ ، ومسلم: ١/ ٩٣ دون قوله: ((وليصلحن ذات البين ، وليذهبن الشحناء)) ، والفقرة الثانية منهما عند مسلم و غيره

شرح:...... یہ بات یقینی ہے کہ نہ حضرت عیسی علیہ السلام نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو آواز دینی ہے اور نہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان

کا جواب دینا ہے، معلوم ہوتا ہے کہ اس سے مراد حضرت عیسی علیہ السلام کی مقبولیت کی نشاندہی کی گئی ہے یا پھر ترغیت دلائی جا رہی ہے۔ واللہ اعلم۔

(۳۶۴۰)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعًا: ((طُوْبٰى لِعَيْشٍ بَعْدَ الْمَسِيْحِ، طُوبٰى لَعَيْشٍ بَعْدَ الْمَسِيْحِ، يُؤْذَنُ لِلسَّمَاءِ فِي الْقَطْرِ، وَيُؤْذَنُ لِلْاَرْضِ فِي النَّبَاتِ، فَلَوْ بَذَرْتَ حَبَّكَ عَلَى الصَّفَا لَنَبَتَ، وَلَا تَشَاحٌّ وَلَا تَحَاسُدٌ وَلَا تَبَاغُضٌ، حَتّٰى يَمُرَّ الرَّجُلُ عَلَى الْاَسَدِ وَلَا يَضُرُّهُ، وَيَطَأُ عَلَى الْحَيَّةِ فَلَا تَضُرُّهُ، وَلَا تَشَاحٌّ وَلَا تَحَاسُدٌ وَلَا تَبَاغُضٌ۔)) (الصحيحة:١٩٢٦)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''حضرت عیسی (علیہ السلام) کے بعد والی زندگی کے لیے خوشخبری ہے، حضرت عیسی (علیہ السلام) کے بعد والی زندگی کے لیے خوشخبری ہے، آسمان کو برسنے کی اور زمین کو کھیتیاں اگانے کی (کھلی) اجازت دی جائے گی۔ اگر تم اس وقت صفا پہاڑی پر بھی بیج کاشت کرو گے تو وہ اگ آئے گا۔ (لوگوں میں) ایک دوسرے سے فوقیت و برتری لے جانے کی کوئی تمنا نہیں ہوگی، حسد و بغض ختم ہو جائے گا اور (اتنا امن ہوگا کہ) آدمی شیر کے پاس سے گزر جائے گا، وہ اسے کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا اور آدمی سانپ کے اوپر سے گزر جائے گا، وہ اسے کوئی تکلیف نہیں دے گا۔ لوگوں میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوئی تڑپ باقی نہیں رہے گی اور نہ کوئی حسد و بغض ہوگا۔''

تخريج: رواه أبوبكر الأنباري في "حديثه": ج ١ ورقة ٦/ ١، والديلمي: ٢/ ١٦١، والضياء في "المنتقى من مسموعاته بمرو": ١٢٧/ ١

شرح:...... اس میں حضرت عیسی علیہ السلام کے دور میں امن و امان، محبت و مودت اور مال و دولت کی فراوانی کی ایک جھلکی پیش کی گئی ہے۔

(۳۶۴۱)۔ عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَنْزِلُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ، فَيَقُوْلُ اَمِيْرُهُمُ الْمَهْدِيُّ: تَعَالَ صَلِّ بِنَا، فَيَقُوْلُ: لَا، اِنَّ بَعْضَهُمْ اَمِيْرُ بَعْضٍ، تَكْرِمَةُ اللّٰهِ لِهٰذِهِ الْاُمَّةِ۔)) (الصحيحة:٢٢٣٦)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جب حضرت عیسی بن مریم (علیہ السلام) اتریں گے تو مسلمانوں کے امیر مہدی انھیں کہیں گے: آئیں اور نماز پڑھائیں۔ وہ کہیں گے: نہیں، تم ہی ایک دوسرے کے امام و امیر بن سکتے ہو، یہ اللہ تعالی کی طرف سے اس امت کی عزت و آبرو ہے۔''

تخريج: أخرجه الحارث بن أبي أسامة في "مسنده"، واصل الحديث في "صحيح مسلم": ١/ ٩٥ من

طریق اخری عن جابر مرفوعا: ((...... فینزل عیسی ابن مریم صلی اللہ علیہ وسلم فیقول امیرھم: تعال صل لنا، فیقول: لا، ان بعضکم علی بعض امراء، تکرمۃ اللہ ھذہ الأمۃ۔))

آپ ﷺ کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سلام بھیجنا

(۳۶۴۲)۔ عَنْ اَنَسٍ مَرْفُوْعًا: ((مَنْ اَدْرَکَ مِنْکُمْ عِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ، فَلْیُقْرِئْہُ مِنِّیَ السَّلَامَ۔)) (الصحیحۃ:۲۳۰۸)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے جو حضرت عیسیٰ بن مریم (علیہ السلام) کو پالے، تو انھیں میرا سلام پہنچائے۔''

تخریج: أخرجہ الحاکم:۴/ ۵۴۵

شرح:...... تمام مسلمان یہ حدیث ذہن نشین کریں اور اپنی نسل کو اس کی تعلیم دیں، تاکہ جس کے زمانے میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ظہور ہو وہ ان کو آپ ﷺ کا سلام پہنچائے۔

دجال اور اس کی شکل اور صفات

حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے قبل دجال کا نزول ہوگا، عجیب اختیارات کا مالک ہونے کی وجہ سے الوہیت کا دعوی کرے گا، ہواؤں کے ذریعے چلنے والے بادل کی طرح زمین میں تیزی کے ساتھ پھیل جائے گا اور ہر طرف فساد برپا کردے گا، ایک قوم کے پاس آئے گا، لیکن وہ اس کی تکذیب کرے گی، اس وجہ سے ان کے اموال دجال کے پیچھے چل پڑیں گے اور ان کے پاس کچھ نہ رہے گا، لیکن جو لوگ اس کی تصدیق کریں گے، ان پر اس کے حکم سے آسمان بارش برسائے گا اور زمین کھیتیاں اگائے گی اور ان کے چوپائے سیر ہو کر اور زیادہ دودھ کے ساتھ واپس آئیں گے، اس کے حکم سے ویران مقامات سے خزانے نکلیں گے اور شہد کی مکھیوں کی طرح اس کے پیچھے چل پڑیں گے، یہ ایک بھرپور جوانی والے شخص کو بلائے گا اور اس کے دو ٹکڑے کردے گا، لیکن پھر جب وہ اس کو بلائے گا تو وہ اس کی طرف متوجہ ہوگا، اُس کا چہرہ چمک رہا ہوگا اور وہ ہنس رہا ہوگا۔ اس کے پاس جنت اور آگ کی طرح کی دو چیزیں ہوں گی، یہ جس کو جنت باور کرائے گا، وہ حقیت میں آگ ہوگی، اور جس کے بارے میں آگ ہونے کا دعوی کرے گا، وہ حقیقت میں جنت ہوگی، یہ زمین میں چالیس دن قیام کرے گا، ایک دن سال کی مانند، ایک دن ایک ماہ کی مانند، ایک دن ایک ہفتے کی مانند ہوگا اور بقیہ ایام عام دنوں کی طرح ہوں گے، اس کی پیشانی پر ''کافر'' یا ''ک ف ر'' لکھا ہوا ہوگا، جس کو ہر مومن پڑھ سکے گا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہونے کے بعد بیت المقدس کے قریب واقع ''لُدّ'' شہر کے دروازے پر اس کو قتل کردیں گے۔

(۳۶۴۳)۔ عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ عُمَرَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ: ((اَرَانِي اللَّیْلَۃَ عِنْدَ الْکَعْبَۃِ، فَرَاَیْتُ رَجُلًا آدَمَ، کَاَحْسَنِ مَا اَنْتَ رَاءٍ مِنْ اُدْمِ الرِّجَالِ، لَہُ لُمَّۃٌ کَاَحْسَنِ

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے آج رات اپنے آپ کو خواب میں کعبہ کے پاس دیکھا، میں نے ایک گندمی رنگ کا آدمی دیکھا تھا، اس رنگ میں وہ انتہائی خوبصورت آدمی تھا، اس کی بہت

مَا اَنْتَ رَاءٍ مِنَ اللِمَمِ ، قَدْ رَجَّلَهَا فَهِيَ تَقْطُرُ مَاءً ، مُتَّكِئاً عَلٰى رَجُلَيْنِ اَوْعَلٰى عَوَاتِقِ رَجُلَيْنِ ، يَطُوْفُ بِالْكَعْبَةِ فَسَأَلْتُ: مَنْ هٰذَا؟ قِيْلَ: هٰذَا الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمُ ـ ثُمَّ إِذَا اَنَا بِرَجُلٍ جَعْدٍ قَطَطٍ ، اَعْوَرِ الْعَيْنِ الْيُمْنٰي ، كَاَنَّهَا عِنَبَةٌ طَافِيَةٌ ، فَسَاَلْتُ: مَنْ هٰذَا؟ فَقِيْلَ لِي: هٰذَا الْمَسِيْحُ الدَّجَّالُ ـ)) (الصحيحة: ٣٩٨٣)

خوبصورت زلفیں تھیں، اس نے کنگھی کر رکھی تھی اور ان سے پانی کے قطرے ٹپک رہے تھے، اس نے دو آدمیوں یا دو آدمیوں کے کندھوں پر ٹیک لگا رکھی تھی اور وہ بیت اللہ کا طواف کر رہا تھا۔ میں نے پوچھا: یہ آدمی کون ہے؟ کہا گیا کہ یہ مسیح بن مریم (علیہ السلام) ہیں۔ پھر اچانک میں نے ایک اور آدمی دیکھا جو چھوٹے گھونگھریالے بالوں والا تھا، اس کی دائیں آنکھ کانی تھی اور وہ خوشۂ انگور میں ابھرے ہوئے دانے کی طرح لگتی تھی۔ میں نے پوچھا: یہ کون ہے؟ مجھے کہا گیا کہ یہ مسیح دجال ہے۔''

تخریج: أخرجه مالك في "الموطأ": ٣/ ١٠٧ ، ومن طريقه أخرجه البخاري: ٥٩٠٢ ، ومسلم: ١/ ١٠٧

(٣٦٤٤)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مَرْفُوْعًا: ((الدَّجَّالُ اَعْوَرُ ، هِجَانٌ اَزْهَرُ (وَفِي رِوَايَةٍ: اَقْمَرُ) ، كَأَنَّ رَاْسَهُ اَصِلَةٌ ، اَشْبَهُ النَّاسِ بِعَبْدِ الْعُزّٰى بْنِ قَطَنٍ ، فَاِمَّا هَلَكَ الْهُلَّكُ ، فَاِنَّ رَبَّكُمْ تَعَالٰى لَيْسَ بِاَعْوَرٍ ـ)) (الصحيحة:١١٩٣)

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''دجال کانا ہوگا، اس کا رنگ سفید ہوگا، ایسے لگتا ہے کہ اس کا سر چھوٹے مہلک سانپ (کے سر) کی طرح (یعنی اس کا سر بہت چھوٹا) ہوگا، لوگوں میں عبد العزی بن قطن اس کے زیادہ مشابہ ہے، (ذہن نشین کر لو کہ مشابہت میں پڑ کر) ہلاک ہونے والے ہلاک ہوتے رہیں، بیشک تمھارا ربّ کانا نہیں ہے۔''

تخریج: أخرجه ابن حبان في "صحيحه" ١٩٠٠ - موارد، وأحمد: ١/ ٢٤٠ و ٣١٣ ، وأبو أسحاق الحربي في "غريب الحديث" ٥/ ٧٣/ ١ و ٩٣/ ١ ، وابن منده في "التوحيد" ٨٣/ ١

شرح: ...... امام البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں: اس حدیث سے واضح طور پر پتہ چلا رہا ہے کہ دجال کا تعلق بشریت سے ہے، اس میں بشر کی صفات پائی جاتی ہیں، جیسے وہ عبد العزی بن قطن کے ساتھ مشابہ ہے۔

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ دجال سے مراد یورپی تہذیب اور اس کی زینت وسجاوٹ اور حسن و دلکشی اور فتنے مراد ہیں، لیکن اس حدیث سمیت کئی دلائل سے اس تاویل کا ردّ ہوتا ہے۔ سیدھی سی بات ہے کہ دجال ایک بشر ہے اور اس کا فتنہ سب سے بڑا ہے، اس میں تاویل کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس سے محفوظ رکھے۔ (صحیحہ:۱۱۹۳)

(٣٦٤٥)۔ عَنْ عَائِشَةَ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ذَكَرَ جُهْدًا شَدِيْدًا يَكُوْنُ بَيْنَ يَدَيِ

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال کے زمانے کی شدید مزاحمتوں کا ذکر کیا۔ میں نے کہا:

الـدَّجَّـالِ ، فَـقُـلْـتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! فَاَيْنَ الْعَرَبُ يَوْمَئِذٍ؟ قَالَ: ((يَا عَائِشَةُ! الْعَرَبُ يَوْمَئِذٍ قَلِيْلٌ۔)) فَقُلْتُ: مَايُجْزِي الْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَئِذٍ مِنَ الطَّعَامِ؟ قَالَ: ((مَايُجْزِيْ الْمَلَائِكَةَ ، التَّسْبِيْحُ وَالتَّكْبِيْرُ وَالتَّحْمِيْدُ وَالتَّهْلِيْلُ۔)) قُلْتُ: فَاَيُّ الْمَالِ يَوْمَئِذٍ خَيْرٌ؟ قَالَ: ((غُلَامٌ شَدِيْدٌ يَسْقِي اَهْلَهُ مِنَ الْمَاءِ، وَاَمَّا الطَّعَامُ فَلَا طَعَامَ۔))

(الصحيحة:٣٠٧٩)

اے اللہ کے رسول! اس وقت عرب کہاں ہوں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''عائشہ! ان دنوں عرب تھوڑے ہوں گے۔'' میں نے کہا: تو پھر کون سی چیز مومنوں کو کھانے سے کفایت کرے گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو فرشتوں کو کفایت کرتی ہے، ...... تسبیح، تکبیر، تحمید اور تہلیل۔'' میں نے کہا: ان دنوں میں کون سا مال بہتر ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ایسا خادم جو اپنے آقاؤں کو پانی پلا دے گا، رہا مسئلہ کھانے کا تو وہ تو (سرے سے) نہیں ہوگا۔''

تخریج: أخرجه أحمد: ٦/ ٧٥۔٧٦، ١٢٥، وأبو يعلي: ٨/ ٧٨/ ٤٦٠٧

شرح:...... دجال مسلمانوں کے حق میں بہت بڑا فتنہ ہوگا، اس کی تصدیق نہ کرنے والے مسلمانوں کا مال اس کے پیچھے چل پڑے گا اور ان کے پاس کچھ نہ رہے گا۔ اس کی وجہ سے مزید تکالیف کا معاملہ اس کے علاوہ ہوگا۔

(٣٦٤٦)۔ عَنْ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ مَرْفُوْعًا: ((الدَّجَّالُ عَيْنُهُ خَضْرَاءُ كَالزُّجَاجَةِ، وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ۔))

(الصحيحة:١٨٦٣)

سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دجال کی آنکھ شیشے کی طرح سبز ہوگی اور ہم عذابِ قبر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرتے ہیں۔''

تخریج: رواه أحمد: ٥/ ١٢٣ و ١٢٤، وأبو نعيم في"أخبار أصبهان": ١/ ٢٤٧، ٢٩٤۔ ٤٩٥

(٣٦٤٧)۔ عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ ، قَالَ: قَالَ عُقْبَةُ بْنُ عَمْرٍو لِحُذَيْفَةَ: اَلَا تُحَدِّثُنَا مَا سَمِعْتَ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ؟ قَالَ: اِنِّي سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ: ((اِنَّ مَعَ الدَّجَّالِ اِذَا خَرَجَ مَاءً وَنَارًا، فَاَمَّا الَّذِي يُرٰى النَّاسُ اَنَّهَا النَّارُ ، فَمَاءٌ بَارِدٌ، وَاَمَّا لَّذِي يُرٰى النَّاسُ اَنَّهُ مَاءٌ بَارِدٌ، فَنَارٌ تُحْرِقُ، فَمَنْ اَدْرَكَ مِنْكُمْ ، فَلْيَقَعْ فِي الَّذِي يُرٰى اَنَّهَا نَارٌ ، فَاِنَّهُ عَذْبٌ بَارِدٌ۔)) فَقَالَ:عُقْبَةُ: وَاَنَا قَدْ

ربعی بن حراش کہتے ہیں: سیدنا عقبہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ سے کہا: آیا آپ ہم کو رسول اللہ ﷺ سے سنی ہوئی کوئی حدیث بیان کریں گے؟ انھوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''بیشک جب دجال نکلے گا تو اس کے ساتھ پانی اور آگ ہوں گے، جو چیز لوگوں کو آگ کی صورت میں نظر آئے گی وہ درحقیقت ٹھنڈا پانی ہوگی اور لوگ جس چیز کو ٹھنڈا پانی تصور کریں گے وہ حقیقت میں جلانے والی آگ ہوگی۔ اگر تم لوگ دجال کو پا لو تو اس میں گرنا جو تمھیں آگ کی شکل میں نظر آئے گی، کیونکہ وہ دراصل میٹھا

سَمِعْتُهُ، تَصْدِيْقًا لِحُذَيْفَةَ۔

(الصحيحة:٣٥٤٢)

اور ٹھنڈا پانی ہو گا۔'' سیدنا عقبہ نے سیدنا حذیفہ کی تصدیق کرتے ہوئے کہا: میں نے بھی یہ حدیث سنی تھی۔

تخريج: أخرجه البخاري: ٣٤٥٠، ٧١٣٠، ومسلم: ٨/ ١٩٦، وابن أبي شيبة في "المصنف" ١٩٣٥١، وأحمد: ٥/ ٣٩٥، والمحاملي في "الأمالي": ٣١٥، والطبراني: ١٧/ ٢٣١

(٣٦٤٨)۔ عَنْ جُنَادَةَ بْنِ اَبِي أُمَيَّةَ الدَّوْسِيِّ، قَالَ: دَخَلْتُ اَنَا وَصَاحِبٌ لِّيْ عَلٰى رَجُلٍ مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْنَا: حَدِّثْنَا مَاسَمِعْتَ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، وَلَا تُحَدِّثْنَا عَنْ غَيْرِهِ وَاِنْ كَانَ عِنْدَنَا مُصَدَّقًا۔ قَالَ: نَعَمْ۔ قَامَ فِيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ فَقَالَ: ((أُنْذِرُكُمُ الدَّجَّالَ، أُنْذِرُكُمُ الدَّجَّالَ، أُنْذِرُكُمُ الدَّجَّالَ، فَاِنَّهُ لَمْ يَكُنْ نَبِيٌّ اِلَّا وَقَدْ اَنْذَرَهُ أُمَّتَهُ، وَاِنَّهُ فِيْكُمْ اَيَّتُهَا الْأُمَّةُ! وَاِنَّهُ جَعْدٌ آدَمُ، مَمْسُوْحُ الْعَيْنِ الْيُسْرٰى، وَاِنَّ مَعَهُ جَنَّةً وَنَارًا، فَنَارُهُ جَنَّةٌ وَجَنَّتُهُ نَارٌ، وَاِنَّ مَعَهُ نَهْرَ مَاءٍ وَجَبَلَ خُبْزٍ، وَاِنَّهُ يُسَلَّطُ عَلٰى نَفْسٍ فَيَقْتُلُهَا ثُمَّ يُحْيِيْهَا، لَا يُسَلَّطُ عَلٰى غَيْرِهَا، وَاِنَّهُ يُمْطِرُ السَّمَاءَ وَلَاتُنْبِتُ الْأَرْضَ، اِنَّهُ يَلْبَثُ فِي الْأَرْضِ اَرْبَعِيْنَ صَبَاحًا حَتّٰى يَبْلُغَ مِنْهَا كُلَّ مَنْهَلٍ، وَاِنَّهُ لَا يَقْرُبُ اَرْبَعَةَ مَسَاجِدَ: مَسْجِدَ الْحَرَامِ، وَمَسْجِدَ الرَّسُوْلِ، وَمَسْجِدَ الْمَقْدَسِ وَالطُّوْرَ، وَمَاشُبِّهَ عَلَيْكُمْ مِنَ الْأَشْيَاءِ فَاِنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِاَعْوَرَ۔)) (مَرَّتَيْنِ)

(الصحيحة:٢٩٣٤)

جنادہ بن ابو امیہ دوسی کہتے ہیں: میں اور میرا دوست ایک صحابیٔ رسول کے پاس گئے اور کہا: ہمیں ایسی حدیث بیان کرو، جو تم نے رسول اللہ ﷺ سے خود سنی ہو، کسی اور سے نہیں، اگر چہ وہ ہمارے ہاں صادق ہو۔ انھوں نے کہا: جی ہاں، رسول اللہ ﷺ ہم میں کھڑے ہوئے اور فرمایا: ''میں تمھیں دجال سے ڈراتا ہوں، میں تمھیں دجال سے ڈراتا ہوں، میں تمھیں دجال سے ڈراتا ہوں، ہر نبی نے اپنی امت کو اس سے آگاہ کیا۔ اے میری امت! وہ تم میں نکلے گا۔ وہ گھونگھریالے بالوں والا اور گندمی رنگ کا ہو گا، اس کی بائیں آنکھ مٹی ہوئی ہو گی، اس کے پاس جنت اور جہنم ہو گی۔ (درحقیقت) اس کی جہنم، جنت ہو گی اور اس کی جنت، جہنم ہو گی۔ اس کے پاس پانی کی نہر اور روٹیوں کا پہاڑ ہو گا۔ (اسے اتنی قدرت دی جائے گی کہ) ایک جان کو قتل کر کے اسے زندہ کر سکے گا، مزید اسے اس قسم کا تسلط نہیں دیا جائے گا۔ وہ آسمان سے بارش برسائے گا، لیکن زمین سے کوئی چیز نہیں اگائے گی۔ وہ زمین میں چالیس دن ٹھہرے گا، لیکن ہر جگہ پر پہنچے گا۔ وہ چار مساجد کے قریب نہیں آ سکے گا: مسجد حرام، مسجد نبوی، مسجد مقدس اور کوہ طور۔ اگر کچھ اختیارات کی وجہ سے تم پر (اس کی اللہ تعالی سے) مشابہت پڑنے لگے، تو ذہن میں رکھنا کہ اللہ تعالی کانا نہیں ہے۔'' یہ بات دو دفعہ ارشاد فرمائی۔

تخريج: أخرجه ابن أبي شيبة في "المصنف": ١٥/ ١٤٧-١٤٨، وأحمد: ٥/ ٤٣٥، وفي "السنة": رقم ١٠١٦

(٣٦٤٩)۔ عَنْ عُمَرَ بْنَ ثَابِتٍ الْاَنْصَارِيِّ، اَنَّهُ اَخْبَرَهُ بَعْضُ اَصْحَابِ النَّبِيِّ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ يَوْمَئِذٍ وَهُوَ يُحَذِّرُهُمْ فِتْنَتَهُ (يَعْنِي: الدَّجَّالَ): ((تَعَلَّمُوْا اَنَّهُ لَنْ يَرٰى اَحَدٌ مِّنْكُمْ رَبَّهُ حَتّٰى يَمُوْتَ، وَاَنَّهُ مَكْتُوْبٌ بَيْنَ عَيْنَيْهِ "ك ف ر" يَقْرَءُهُ مَنْ كَرِهَ عَمَلَهُ۔)) (الصحيحة:٢٨٦٢)

عمر بن ثابت انصاری کہتے ہیں کہ مجھے ایک صحابیٔ رسول نے بیان کیا کہ ایک دن نبی کریم ﷺ نے انھیں دجال سے آگاہ کرتے ہوئے فرمایا: ''جان لو کہ کوئی بھی اپنے ربّ کو مرنے سے پہلے نہیں دیکھ سکتا اور اس دجال کی آنکھوں کے درمیان (ک ف ر) لکھا ہوگا، اس کے عمل کو ناپسند کرنے والا ہر شخص یہ الفاظ پڑھ لے گا۔''

تخريج: أخرجه مسلم :٨/ ١٩٣، والترمذي:٢٢٣٦، وابن منده في "المعرفة": ٢/ ٢٨٧/ ٢

شرح:...... مومنوں کو ذہن نشین کر لینا چاہیے کہ موت سے پہلے اللہ تعالیٰ کا دیدار ناممکن ہے، اس لیے اگر کوئی ان کی زندگی میں ربّ ہونے کا دعویٰ کر دے تو اسے فوراً جھٹلا دیا جانا چاہیے۔

(٣٦٥٠)۔ عَنْ اَبِي قِلَابَةَ، قَالَ: رَاَيْتُ رَجُلاً بِالْمَدِيْنَةِ وَقَدْ طَافَ النَّاسُ بِهِ، وَهُوَ يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ. فَاِذَا رَجُلٌ مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: فَسَمِعْتُهُ وَهُوَ يَقُوْلُ: ((اِنَّ مِنْ بَعْدِكُمُ الْكَذَّابَ الْمُضِلَّ، وَاِنَّ رَاْسَهُ مِنْ بَعْدِهِ حَبُكٌ حَبُكٌ حَبُكٌ۔ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ۔ وَاِنَّهُ سَيَقُوْلُ: اَنَا رَبُّكُمْ، فَمَنْ قَالَ: لَسْتَ رَبَّنَا، لٰكِنْ رَبُّنَا اللّٰهُ، عَلَيْهِ تَوَكَّلْنَا، وَاِلَيْهِ اَنَبْنَا، نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّكَ، لَمْ يَكُنْ لَهُ عَلَيْهِ سُلْطَانٌ۔)) (الصحيحة:٢٨٠٨)

ابوقلابہ کہتے ہیں: میں نے مدینہ میں ایک آدمی دیکھا، لوگ اس کے ارد گرد چکر لگا رہے تھے اور وہ کہہ رہا تھا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ وہ آدمی صحابیٔ رسول تھا اور میں نے اسے یہ کہتے ہوئے سنا: ''تمھارے بعد انتہائی جھوٹا اور گمراہ کن آدمی پیدا ہوگا، اس کے سر کے بال گھونگھریالے (یا بل دیے ہوئے) ہوں گے، وہ کہے گا: میں تمھارا ربّ ہوں۔ جس آدمی نے اسے یوں جواب دیا: تو ہمارا ربّ نہیں ہے، ہمارا ربّ تو اللہ ہے، ہم نے اس پر توکل کیا، اسی کی طرف رجوع کیا اور ہم تیرے شرّ سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں۔ تو اس پر اس کا کوئی بس نہیں چلے گا۔''

تخريج: أخرجه الامام أحمد: ٥/ ٣٧٢

شرح:...... امام البانی رحمہ اللہ نے کہا: اس حدیثِ مبارکہ میں صراحت کی گئی ہے کہ دجالِ اکبر ایک شخص ہے، جس کا سر اور بال ہوں گے۔ اس سے مراد فساد نہیں ہے، جیسا کہ بعض ضعیف الایمان لوگوں کو وہم ہوا ہے۔ (صحیحہ: ۲۸۰۸)

معلوم ہوا کہ دجال کو دیکھ کر یہ دعا پڑھی جائے: لَسْتَ رَبَّنَا ، لٰكِنْ رَبُّنَا اللّٰهُ، عَلَيْهِ تَوَكَّلْنَا ، وَاِلَيْهِ اَنَبْنَا ، نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّكَ۔

دجال کی جائے خروج

(٣٦٥١)۔ عَنْ اَبِي بَكْرِ الصِّدِّيْقِ ، قَالَ: حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّ الدَّجَّالَ يَخْرُجُ مِنْ اَرْضٍ بِالشَّرْقِ ، يُقَالُ لَهَا: خُرَاسَانُ ، يَتْبَعُهُ اَقْوَامٌ كَاَنَّ وُجُوْهَهُمُ الْمَجَانُّ الْمُطْرَقَةُ۔)) (الصحيحة:١٥٩١)

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ہم کو بیان کیا: ''مشرقی سرزمین، جسے خراسان کہتے ہیں، سے دجال نمودار گا، اس کی پیروی کرنے والے لوگوں کے چہرے گویا کہ تہ بر تہ ڈھالیں ہیں۔''

تخريج: أخرجه الترمذي: ٣/ ٢٣٤ ، وابن ماجه: ٢/ ٥٠٦ ، والحاكم: ٤/ ٥٢٧ ، وأحمد: ١/ ٤ و ٧ ، والضياء في "المختارة": ٣٣۔ ٣٧ بتحقيقي

شرح: ...... امام عبد الرحمٰن مبارکپوری کہتے ہیں: ماوراء النہر اور عراق کے علاقوں کے درمیان خراسان کے معروف علاقے ہیں۔ اب ہرات کو خراسان کہتے ہیں، جس کا بیشتر حصہ آپ ﷺ کی پیشین گوئی میں مذکورہ خراسان کا ہے، بالکل ایسے ہی سمجھیں جیسے دمشق کو شام کہتے ہیں۔ (حالانکہ احادیث میں مذکورہ شام جزیرہ نما عرب کا شمالی علاقہ ہے، جو موجودہ شام، انطاکیہ سمیت، اردن اور فلسطین سے عسقلان پر مشتمل ہے۔) رہا مسئلہ اس کی پیروی کرنے والے اس حدیث میں مذکورہ لوگوں کا، تو یہ پیدائشی اوصاف ترک اور ازبک لوگوں میں پائے جاتے ہیں۔ (تحفۃ الاحوذی: ٣/ ٢٣٤) جغرافیائی حدود میں تبدیلی کی وجہ سے علاقوں کے قدیم اور جدید ناموں میں اختلاف پایا جاتا رہا ہے۔

ستر ہزار یہودی دجال کی پیروی کریں گے

(٣٦٥٢)۔ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَتْبَعُ الدَّجَّالَ مِنْ يَهُوْدِ اِصْبَهَانَ سَبْعُوْنَ اَلْفًا ، عَلَيْهِمُ الطَّيَالِسَةُ۔)) (الصحيحة:٣٠٨٠)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اصفہان کے ستر ہزار یہودی دجال کے پیچھے لگیں گے (پیروی کریں گے) جن کے جسموں پر سبز رنگ کی چادریں ہوں گی۔''

تخريج: أخرجه مسلم: ٨/ ٢٠٧ ، وابن حبان: ٦٧٦٠ ، وابن عساكر في "تاريخ دمشق": ٢/ ٢٥٠۔ مصورة المدينة

شرح: ...... یہودیوں کا ماضی بھی حق کی مخالفت سے بھرا پڑا ہے اور مستقبل کا یہ حال ہے۔

دجال مدینہ منورہ میں داخل نہیں ہو گا

مدینہ منورہ میں رہنے والے منافق دجال کے پاس کیسے پہنچیں گے؟

(٣٦٥٣)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: اَشْرَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى فَلَقٍ مِنْ اَفْلَاقِ الْحَرَّةِ وَنَحْنُ مَعَهُ فَقَالَ: ((نِعْمَتِ الْاَرْضُ الْمَدِيْنَةُ اِذَا خَرَجَ الدَّجَّالُ، عَلٰى كُلِّ نَقَبٍ مِنْ اَنْقَابِهَا مَلَكٌ لَا يَدْخُلُهَا، فَاِذَا كَانَ كَذٰلِكَ رَجَفَتِ الْمَدِيْنَةُ بِأَهْلِهَا ثَلَاثَ رَجَفَاتٍ، لَا يَبْقٰى مُنَافِقٌ وَلَا مُنَافِقَةٌ اِلَّا خَرَجَ اِلَيْهِ، وَاَكْثَرُ ـ يَعْنِي ـ مَنْ يَخْرُجُ اِلَيْهِ النِّسَاءُ، وَذٰلِكَ يَوْمُ التَّخْلِيْصِ، وَذٰلِكَ يَوْمٌ تَنْفِي الْمَدِيْنَةُ الْخَبَثَ كَمَا يَنْفِي الْكِيْرُ خَبَثَ الْحَدِيْدِ، يَكُوْنُ مَعَهُ سَبْعُوْنَ اَلْفًا مِنَ الْيَهُوْدِ، عَلٰى كُلِّ رَجُلٍ مِنْهُمْ سَاجٌ وَسَيْفٌ مُحَلًّى، فَتَضْرِبُ قُبَّتَهُ بِهٰذَا الضَّرْبِ الَّذِي عِنْدَ مُجْتَمَعِ السُّيُوْلِ۔)) ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَاكَانَتْ فِتْنَةٌ وَتَكُوْنُ حَتّٰى تَقُوْمَ السَّاعَةُ اَكْبَرَ مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ، وَلَا مِنْ نَبِيٍّ اِلَّا حَذَّرَ اُمَّتَهُ، وَلَاُخْبِرَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مَااَخْبَرَهُ نَبِيٌّ قَبْلِي۔)) ثُمَّ وَضَعَ يَدَهُ عَلٰى عَيْنِهِ، ثُمَّ قَالَ: ((اَشْهَدُ اَنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ لَيْسَ بِأَعْوَرَ۔)) (الصحيحة: ٣٠٨١)

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے، آپ ﷺ حرہ کے ایک ٹیلے سے جھانکے اور فرمایا: ”جب دجال کا ظہور ہوگا تو مدینہ بہترین سرزمین ثابت ہوگی، اس کی طرف آنے والے ہر راستے پر فرشتہ ہوگا، اس لیے دجال اس میں داخل نہیں ہو سکے گا۔ جب معاملہ یہ ہوگا تو مدینہ تین دفعہ اپنے باشندوں کو جھٹکا دے گا، (مدینہ میں رہنے والا) ہر منافق مرد اور عورت دجال کی طرف نکل جائے گا، زیادہ تر جانے والی عورتیں ہوں گی، یہ ”یوم التخلیص“ ہو گا، اس دن مدینہ اپنے اندر پائی جانے والی خباثت اس طرح نکال دے گا، جیسے دھونکنی لوہے کی میل کچیل کو صاف کر دیتی ہے۔ دجال کے ساتھ ستر ہزار (٧٠،٠٠٠) یہودی ہوں گے، ہر ایک نے زرہ زیبِ تن کی ہوگی اور ہر ایک کے پاس آراستہ کی ہوئی ایک تلوار ہوگی، جہاں پانی کے نالے جمع ہوتے ہیں وہاں اس کا ڈیرہ بنایا جائے گا۔“ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ”نہ (ماضی میں) ایسا فتنہ تھا اور نہ تا قیامت ہوگا، جو دجال کے فتنے سے سنگین ہو۔ ہر نبی نے اپنی امت کو اس سے متنبہ کیا اور میں تمھیں اس کی ایسی علامت بتاتا ہوں جو کسی نبی نے نہیں بتائی۔“ پھر آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ اپنی آنکھ پر رکھا اور فرمایا: ”میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کانا نہیں ہے (اور دجال کانا ہوگا)۔“

تخريج: أخرجه الأمام أحمد: ٣/ ٢٩٢، و رواه الطبراني في "الاوسط": ١/ ١١٩/ ٢/ ٢٣٥٤ ولم يسق لفظه بتمامه

مدینہ منورہ بالآخر خالی ہو جائے گا

(٣٦٥٤)۔ عَنْ اَبِي ذَرٍّ، قَالَ: اَقْبَلْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَنَزَلْنَا (الْحُلَيْفَةَ)،

سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ (سفر سے واپس آ رہے) تھے، ہم نے ذوالحلیفہ مقام میں

فَتَعَجَّلَتْ رِجَالٌ إِلَى الْمَدِينَةِ، وَبَاتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَبِتْنَا مَعَهُ، فَلَمَّا أَصْبَحَ سَأَلَ عَنْهُمْ؟ فَقِيْلَ: تَعَجَّلُوْا اِلَى الْمَدِيْنَةِ۔ فَقَالَ: ((تَعَجَّلُوْا اِلَى الْمَدِيْنَةِ وَالنِّسَاءِ۔ أَمَا اِنَّهُمْ سَيَدَعُوْنَهَا اَحْسَنَ مَاكَانَتْ۔)) ثُمَّ قَالَ: ((لَيْتَ شَعْرِي! مَتٰى تَخْرُجُ نَارٌ مِنَ الْيَمَنِ مِنْ جَبَلِ الْوَرَّاقِ، تُضِيْءُ مِنْهَا اَعْنَاقُ الْاِبِلِ بَرُوْكًا بِبُصْرٰى كَضَوْءِ النَّهَارِ۔)) (الصحيحة:٣٠٨٣)

پڑاؤ ڈالا، کچھ لوگوں نے مدینہ کی طرف جانے میں عجلت سے کام لیا، رسول اللہ ﷺ نے وہیں رات گزاری اور ہم بھی آپ کے ساتھ تھے۔ جب صبح ہوئی تو آپ ﷺ نے ان کے بارے میں پوچھا (کہ وہ کہاں ہیں)؟ بتلایا گیا کہ انھوں نے مدینہ کی طرف جانے میں جلدی کی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''انھوں نے مدینہ اور عورتوں کی طرف جانے میں جلدی کی ہے، عنقریب یہ لوگ مدینہ کو چھوڑ جائیں گے، حالانکہ وہ ان کے لیے بہت بہتر ہوگا۔'' پھر فرمایا: ''کاش میں جانتا ہوتا کہ جب یمن کے جبلِ وراق سے آگ نکلے گی، وہ بصری میں بیٹھے ہوئے اونٹوں کی گردنوں کو ایسے روشن کر دے گی، جیسے وہ دن کی روشنی میں نظر آتی ہیں۔''

تخریج: أخرجه أحمد: ٥/ ١٤٤، وابن حبان: ١٨٩١

(٣٦٥٥)۔ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((يَتْرُكُوْنَ الْمَدِيْنَةَ عَلٰى خَيْرِ مَاكَانَتْ، لَا يَغْشَاهَا اِلَّا الْعَوَافِيْ (يُرِيْدُ: عَوَافِيَ السِّبَاعِ وَالطَّيْرِ)، وَآخِرُ مَنْ يُحْشَرُ رَاعِيَانِ مِنْ مُزَيْنَةَ يُرِيْدَانِ الْمَدِيْنَةَ، يَنْعِقَانِ بِغَنَمِهِمَا، فَيَجِدَانِهَا وَحْشًا، حَتّٰى اِذَا بَلَغَا ثَنِيَّةَ الْوَدَاعِ خَرَّا عَلٰى وُجُوْهِهِمَا۔))

(الصحيحة:٦٨٣)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''لوگ مدینہ کو خیر آباد کہہ دیں گے، حالانکہ وہ ان کے لیے سب سے بہتر ہوگا، (درندے اور پرندے جیسے) روزی کے متلاشی جانور اس کو اپنی آماجگاہ بنا لیں گے۔ سب سے آخر میں مزینہ قبیلے کے دو چرواہے اپنی بکریوں کو ڈانٹتے للکارتے مدینہ کی طرف آئیں گے، (جب پہنچیں گے تو) اسے اجاڑ اور ویران پائیں گے، جب وہ ثنیۃ الوداع تک پہنچیں گے تو چہروں کے بل گر پڑیں گے۔''

تخریج: أخرجه البخاري: ٤/ ٧٢۔فتح، ومسلم: ٤/ ١٢٣، وأحمد: ٢/ ٢٣٤

شرح:...... اگرچہ مدینہ منورہ سے خلافت شام و عراق کی طرف منتقل ہو جانے کو اس حدیث کا مصداق ٹھہرایا گیا ہے، لیکن حقیقتِ حال یہ ہے کہ یہ حالات قیامت کے قریب ظاہر ہوں گے۔ حافظ ابن حجر نے مختلف شواہد بھی ذکر کیے ہیں۔ (ملاحظہ ہو: فتح الباری: ٤/ ١١١، ١١٢)

حرمِ مدینہ کی حد

(٣٦٥٦)۔ عَنْ عَدِيِّ بْنِ زَيْدٍ، قَالَ: حَمٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كُلَّ نَاحِيَةٍ مِّنَ الْمَدِيْنَةِ بَرِيْدًا بَرِيْدًا لَا يُخْبَطُ شَجَرُهُ وَلَا يُعْضَدُ، إِلَّا مَا يُسَاقُ بِهِ الْجَمَلُ۔ (الصحيحة:٣٢٣٤)

سیدنا عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ کو اس کی چہار اطراف سے ایک ایک برید تک اس بات سے ممنوع قرار دیا کہ وہاں کے درختوں کے پتے (ڈنڈے وغیرہ کے ذریعے) جھاڑے جائیں یا انھیں کاٹا جائے، ہاں اونٹوں کو ہانکنے کے لیے (کوئی چھڑی وغیرہ) کاٹی جا سکتی ہے۔"

تخريج: أخرجه أبوداود: ٢٠٣٦، والطبراني في "المعجم الكبير": ١٧/ ١١١/ ٢٢٢

شرح:...... ۱۲ ہاشمی (۱۷ پاکستانی) میل کا ایک برید بنتا ہے، جو تقریباً ۲۹ کلومیٹر کے برابر ہوتا ہے۔ صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی روایت ہے، سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے مدینہ منورہ کے دو حرّوں کے درمیان والی جگہ کو حرمت والا اور مدینہ کے اردگرد بارہ میلوں تک کے علاقہ کو ممنوعہ قرار دیا۔ ابو ہریرہ خود کہتے ہیں: اگر مجھے ان دو حرّوں کے درمیان ہرن بھی مل جائے تو میں اسے خوفزدہ نہیں کرتا۔ ان دو احادیث میں حرمِ مدینہ کی حد کی تصریح کر دی گئی ہے۔

فتنۂ دجال سے کیسے بچا جا سکتا ہے؟

(٣٦٥٧)۔ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ حَفِظَ عَشَرَ آيَاتٍ مِنْ أَوَّلِ سُوْرَةِ الْكَهْفِ، عُصِمَ مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ۔)) (الصحيحة:٥٨٢)

سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "جس نے سورۂ کہف کی ابتدائی دس آیات یاد کر لیں وہ دجال کے فتنے سے محفوظ رہے گا۔"

تخريج: أخرجه الامام أحمد: ٦/ ٤٤٩، ومسلم: ٢/ ١٩٩، وابو داود: ٤٣٢٣، والترمذي: ٢/ ١٤٥

شرح:...... صحیح مسلم کی روایت میں ہے: ((فَمَنْ أَدْرَكَهُ مِنْكُمْ فَلْيَقْرَأْ عَلَيْهِ فَوَاتِحَ سُوْرَةِ الْكَهْفِ)) ...... "تم میں سے جو آدمی دجال کو پا لے تو اس پر سورۂ کہف کی ابتدائی آیات پڑھے۔" اور ابو داود کی روایت میں ہے کہ اس طرح کرنے سے اس کے فتنے سے پناہ مل جائے گی، سورۂ کہف کی ابتدائی دس آیات یہ ہیں:

بسم الله الرحمن الرحيم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْٓ أَنْزَلَ عَلٰى عَبْدِهِ الْكِتٰبَ وَلَمْ يَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا۔ قَيِّمًا لِّيُنْذِرَ بَأْسًا شَدِيْدًا مِّنْ لَّدُنْهُ وَيُبَشِّرَ الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ أَنَّ لَهُمْ أَجْرًا حَسَنًا۔ مَّا كِثِيْنَ فِيْهِ أَبَدًا۔ وَّ يُنْذِرَ الَّذِيْنَ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا۔ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ وَّلَا لِاٰبَآئِهِمْ كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ إِنْ يَّقُوْلُوْنَ إِلَّا

كَـذِبًـا۔ فَلَـعَـلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلٰی اٰثَارِهِمْ أَنْ لَّمْ یُؤْمِنُوْا بِهٰذَا الْحَدِیْثِ أَسَفًا۔ إِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَی الْأَرْضِ زِیْـنَةً لَّهَـا لِنَبْلُوَهُمْ أَیُّهُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا۔ وَأِنَّا لَجٰعِلُوْنَ مَا عَلَیْهَا صَعِیْدًا جُرُزًا۔ أَمْ حَسِبْتَ أَنَّ أَصْحٰـبَ الْـكَهْفِ وَالـرَّقِیْـمِ كَـانُوْا مِنْ اٰیٰتِنَا عَجَبًا۔ أِذْ أَوَی الْفِتْیَةُ أِلَی الْكَهْفِ فَقَالُوْا رَبَّنَآ اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً وَّهَیِّئْ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا رَشَدًا۔ (سورۂ کہف: ۱ تا ۱۰)

...... ''تمام تعریفیں اسی اللہ کے لیے ہیں جس نے اپنے بندے پر یہ کتاب نازل کی اور اس میں کوئی کسر باقی نہ چھوڑی۔ بلکہ ہر طرح سے ٹھیک ٹھاک رکھا تا کہ اپنے پاس کی سخت سزا سے ہوشیار کر دے اور ایمان لانے اور نیک عمل کرنے والوں کو خوشخبریاں سنا دے کہ ان کے لیے بہترین بدلہ ہے، جس میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ اور ان لوگوں کو بھی ڈرا دے جو کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اولاد رکھتا ہے۔ درحقیقت نہ تو خود انہیں اس کا علم ہے، نہ ان کے باپ دادوں کو، یہ تہمت بڑی بڑی ہے جو ان کے منہ سے نکل رہی ہے، وہ نرا جھوٹ بک رہے ہیں۔ پس اگر یہ لوگ اس بات پر ایمان نہ لائیں تو کیا آپ ان کے پیچھے اسی رنج میں اپنی جان ہلاک کر ڈالیں گے۔ روئے زمین پر جو کچھ ہے ہم نے اسے زمین کی رونق کا باعث بنایا ہے کہ ہم انہیں آزما لیں کہ ان میں سے کون نیک اعمال والا ہے۔ اس پر جو کچھ ہے ہم اسے ایک ہموار صاف میدان کر ڈالنے والے ہیں۔ کیا تو اپنے خیال میں غار اور کتبے والوں کو ہماری نشانیوں میں سے کوئی بہت عجیب نشانی سمجھ رہا ہے؟ ان چند نوجوانوں نے جب غار میں پناہ لی تو دعا کی کہ اے ہمارے پروردگار! ہمیں اپنے پاس سے رحمت عطا فرما اور ہمارے کام میں ہمارے لیے راہ یابی کو آسان کر دے۔''

ہر مسلمان کو چاہیے کہ یہ آیات یاد کر لے۔

قرآن پڑھنے والے دجال کے ساتھ؟

(٣٦٥٨)۔ عَـنِ ابْـنِ عُمَرَ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((يَنْشَأُ نَشَأٌ يَقْرَؤُوْنَ الْـقُرْآنَ، لَايُجَاوِزُ تَرَاقِيَهِمْ، كُلَّمَا خَرَجَ قَـرْنٌ قُـطِـعَ حَتّٰـى يَـخْرُجَ فِي أَعْرَاضِهِمُ الدَّجَّالُ۔)) (الصحيحة: ٢٤٥٥)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''ایسے لوگ بھی پیدا ہوں گے جو قرآن مجید تو پڑھیں گے لیکن وہ ان کی ہنسلی کی ہڈی (یعنی حلق) سے نیچے نہیں اترے گا (یعنی وہ اس سے متاثر نہیں ہوں گے)، جب ان کی ایک لہر اٹھے گی تو اسے روک دیا جائے گا، (یہ سلسلہ جاری رہے گا) حتی کہ ان لوگوں کے بڑے لشکروں میں دجال ظاہر ہو گا۔''

تخريج: أخرجه ابن ماجه: ١/ ٧٤

شرح: ...... نزولِ قرآن کا مقصد یہ ہے کہ اہل قرآن رشد و ہدایت، تقوی و پارسائی، علم و فقاہت اور خوفِ خدا جیسی صفات سے متصف ہوں اور فہم قرآن پر توجہ دھریں اور ہر گوشۂ حیات میں اس کو عملی طور پر اپنانے کی کوشش کریں۔

اس حدیث میں جن لوگوں کا ذکر ہے، ان سے مراد وہ لوگ ہیں جو قرآن کی غرض و غایت اور علم و فقاہت سے محروم ہوں گے اور قرآنی احکام و قواعد پر عمل کرنے سے کوسوں دور ہوں گے، جبکہ اس کی تلاوت بھی کر رہے ہوں گے۔ امام البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث پر "استمرار خروج الخوارج" کی سرخی ثبت کی ہے۔

قاریٔ قرآن بھی دین سے دور؟

(٣٦٥٩)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مَرْفُوْعًا: ((لَيَقْرَأَنَّ الْقُرْآنَ نَاسٌ مِنْ أُمَّتِي يَمْرُقُوْنَ مِنَ الْإِسْلَامِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمْيَةِ۔)) (الصحيحة:٢٢٠١)

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میری امت کے بعض لوگ قرآن مجید تو پڑھیں گے، لیکن وہ دینِ اسلام سے (بیگانے ہوکر) یوں نکلیں گے جیسے تیر شکار سے پار ہو جاتا ہے۔''

تخريج: أخرجه ابن ماجه:١/ ٧٣، وأحمد:١/ ٢٥٦، وابنه أيضا، وأبو يعلى:٢/ ٦٢٣

شرح:...... نزولِ قرآن کا مقصد یہ ہے کہ اہل قرآن رشد و ہدایت، تقوی و پارسائی، علم و فقاہت اور خوفِ خدا جیسی صفات سے متصف ہوں اور فہمِ قرآن پر توجہ دھریں اور ہر گوشۂ حیات میں اس کو عملی طور پر اپنانے کی کوشش کریں۔ اس حدیث میں جن لوگوں کا ذکر ہے، ان سے مراد وہ لوگ ہیں جو قرآن کی غرض و غایت اور علم و فقاہت سے محروم ہوں گے اور قرآنی احکام و قواعد پر عمل کرنے سے کوسوں دور ہوں گے، بہر حال اس حدیث میں قرآنی علوم سے متعلقہ لوگوں کو متنبہ کیا گیا ہے کہ وہ اپنی نیتوں کا جائزہ لیتے رہیں۔

قصۂ یاجوج و ماجوج

یاجوج و ماجوج، یہ دو قومیں ہیں اور احادیثِ صحیحہ کی روشنی میں نسل انسانی میں سے ہیں، ان کی تعداد دوسری نسلی انسانوں کے مقابلے میں بہت زیادہ ہے اور انہی سے جہنم زیادہ بھرے گی۔ جس علاقے میں یہ رہتے تھے، ذوالقرنین کے آنے سے پہلے دوسری انسانی آبادیوں میں گھس آتے اور اودھم مچاتے اور قتل و غارت گری کا بازار گرم کرتے۔ ذوالقرنین کی آمد پر لوگوں نے اس سے ان کی شکایت کی، انھوں نے دونوں پہاڑوں کے سروں کے درمیان جو خلا تھا، اسے لوہے کی چھوٹی چھوٹی چادروں سے پر کر دیا، پھر ان کو گرم کر کے ان پر پگھلا ہوا لوہا، تانبا یا سیسہ ڈال دیا، اس طرح وہ پہاڑی درہ یا راستہ ایسا مضبوط ہو گیا کہ اسے عبور کر کے یا توڑ کر یاجوج و ماجوج کا ادھر دوسری انسانی آبادیوں میں آنا ناممکن ہو گیا۔ جدید تاریخی معلومات کے مطابق یہ ٥٣٩ قبل مسیح کا واقعہ ہے۔ ملا علی قاری نے کہا کہ قتادہ کہتے ہیں: یاجوج ماجوج کے کل بائیس قبیلے تھے، ذوالقرنین نے اکیس کے سامنے دیوار بنا دی اور ایک قبیلہ باہر رہ گیا تھا، جو ترک تھا۔ (مرقاة المفاتيح: ٩/ ٢٩٩)

قیامت کے قریب اس دیوار کو ریزہ ریزہ کر کے اسے زمین کے برابر کر دیا جائے گا اور یاجوج و ماجوج کا ظہور ہو گا، یہ حضرت عیسی علیہ السلام کا زمانہ ہو گا۔ یہ اتنی تیزی اور کثرت سے ہر طرف پھیل جائیں گے کہ ہر اونچی جگہ سے دوڑتے

ہوئے محسوس ہوں گے، ان کی فساد انگیزیوں اور شرارتوں سے اہل ایمان سخت پریشان ہوں گے، جبکہ ان میں ان سے مقابلہ کرنے کی طاقت بھی نہ ہوگی، اس لیے حضرت عیسی علیہ السلام اہل ایمان کو لے کر کوہِ طور پر پناہ گزیں ہو جائیں گے۔ ان کا قتل و غارت گری اور شر و فساد کی وجہ سے زمین پر عارضی غلبہ ہوگا، پھر وبائی مرض سے سب کے سب آن واحد میں لقمۂ اجل بن جائیں گے، مکمل تفصیل درج ذیل روایات میں ملاحظہ فرمائیں۔

(٣٦٦٠)۔ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعًا: ((اِنَّ يَاْجُوْجَ وَمَاجُوْجَ يَحْفِرُوْنَ كُلَّ يَوْمٍ ، حَتّٰى اِذَا كَادُوْا يَرَوْنَ شُعَاعَ الشَّمْسِ ، قَالَ الَّذِي عَلَيْهِمْ: اِرْجِعُوْا فَسَنَحْفِرُهُ غَدًا ، فَيُعِيْدُهُ اللّٰهُ اَشَدَّ مَاكَانَ ، حَتّٰى اِذَا بَلَغَتْ مُدَّتُهُمْ ، وَاَرَادَ اللّٰهُ اَنْ يَّبْعَثَهُمْ عَلَى النَّاسِ حَفَرُوْا ، حَتّٰى اِذَا كَادُوْا يَرَوْنَ شُعَاعَ الشَّمْسِ ، قَالَ الَّذِي عَلَيْهِمْ: ارْجِعُوْا فَسَنَحْفِرُهُ غَدًا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَاسْتَثْنَوْا ، فَيَعُوْدُوْنَ اِلَيْهِ وَهُوَ كَهَيْئَتِهِ حِيْنَ تَرَكُوْهُ ، فَيَحْفِرُوْنَهُ وَيَخْرُجُوْنَ عَلَى النَّاسِ ، فَيُنْشِفُوْنَ الْمَاءَ ، وَيَتَحَصَّنُ النَّاسُ مِنْهُمْ فِي حُصُوْنِهِمْ ، فَيَرْمُوْنَ بِسِهَامِهِمْ اِلَى السَّمَاءِ فَتَرْجِعُ عَلَيْهَا الدَّمُ الَّذِي اِجْفَظَّ ، فَيَقُوْلُوْنَ: قَهَرْنَا اَهْلَ الْاَرْضِ وَعَلَوْنَا اَهْلَ السَّمَاءِ ، فَيَبْعَثُ اللّٰهُ نَغَفًا فِي اَقْفَائِهِمْ فَيُقْتَلُوْنَ بِهَا۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! اِنَّ دَوَابَّ الْاَرْضِ لَتَسْمَنُ وَتَشْكَرُ شُكْرًا مِنْ لُحُوْمِهِمْ۔)) (الصحيحة:١٧٣٥)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک یاجوج ماجوج ہر روز (بڑے بند کو) کھودتے ہیں، جب وہ (غروب ہوتے ہوئے) سورج کی کرنوں کو دیکھتے ہیں تو ان کا سردار انھیں کہتا ہے: اب چلے جاؤ، کل (اس کو مکمل) کھود لیں گے۔ لیکن اللہ تعالی اسے پہلے سے سخت حالت میں لوٹا دیتا ہے، (یہ سلسلہ یوں ہی جاری رہے گا) حتی کہ ان کا (وہاں ٹھہرنے کا) وقت پورا ہو جائے گا اور اللہ تعالی ارادہ کر لے گا کہ اب ان کو لوگوں پر بھیج دیا جائے، وہ کھودنا شروع کریں گے، یہاں تک کہ (ڈوبتے) سورج کی کرنیں انھیں نظر آئیں گی، ان کا سردار ان کو کہے گا: اب چلے جاؤ، ہم ان شاء اللہ کل اس کی کھدائی مکمل کر لیں گے، (اس سے پہلے انھوں نے ان شاء اللہ نہیں کہا ہوگا، صرف اب کی بار کہیں گے)۔ جب وہ (صبح کو) آئیں گے تو اسے اسی حالت میں پائیں گے جس میں چھوڑ کر گئے تھے، وہ اسے مکمل طور پر کھود لیں گے اور لوگوں پر نکل پڑیں گے، پانی خشک کر دیں گے، لوگ مضبوط قلعوں میں پناہ گزیں ہو جائیں گے۔ وہ آسمان کی طرف اپنے تیر پھینکیں گے، ایسا کرنے کے بعد وہ کہیں گے: ہم نے اہل زمین کو زیر کر لیا ہے اور اور اہل آسمان کو بھی مغلوب کر لیا ہے۔ (بالآخر) اللہ تعالی ان کی گدیوں میں ایک کیڑا پیدا کرے گا، جس کی وجہ سے وہ مر جائیں گے۔'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! زمین کے جانور ان کا گوشت کھا کر موٹے تازے ہو جائیں گے۔''

تخریج: أخرجه الترمذي: ٢/ ١٩٧، وابن ماجه: ٤٠٨٠، وابن حبان: ١٩٠٨، والحاكم: ٤/ ٤٨٨، وأحمد: ٢/ ٥١٠۔ ٥١١۔ ٥١٢

شرح:...... امام البانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: حافظ ابن کثیر نے مسند احمد کے حوالے سے یہ حدیث ذوالقرنین اور یاجوج و ماجوج کے قصے میں اس آیت کے ضمن میں ذکر کی ہے: ﴿فَمَا اسْطَاعُوْٓا اَنْ یَّظْهَرُوْهُ وَ مَا اسْتَطَاعُوْا لَهٗ نَقْبًا﴾ (سورۂ کہف: ٩٧) ...... ''پس نہ تو ان (یاجوج ماجوج) میں اس دیوار پر چڑھنے کی طاقت تھی اور نہ اس میں کوئی سوراخ کر سکتے تھے۔''

پھر انھوں نے یہ قصہ ذکر کرنے کے بعد کہا: اس حدیث کی سند تو جید ہے، لیکن اس کے متن کو مرفوع بیان کرنا درست معلوم نہیں ہوتا، کیونکہ آیت کے ظاہری مفہوم سے معلوم ہوتا کہ وہ دیوار اتنی مضبوط اور سخت ہے کہ نہ وہ اس پر چڑھ سکتے ہیں اور نہ اس میں کوئی سوراخ کر سکتے ہیں۔

میں (البانی) کہتا ہوں: یہ آیت کسی طرح بھی اس مفہوم پر دلالت نہیں کرتی کہ ان میں ایسا کرنے کی طاقت نہیں ہوگی۔ آیتِ مبارکہ میں ماضی کی خبر دی گئی ہے اور حدیث میں مستقبل کے بارے میں خبر دی جا رہی ہے۔ معلوم ہوا کہ آیت اور حدیث میں کوئی تضاد نہیں ہے، بلکہ یہ حدیث درج ذیل آیت کا مکمل مفہوم ادا کر رہی ہے: ﴿حَتّٰٓی اِذَا فُتِحَتْ یَاْجُوْجُ وَ مَاْجُوْجُ وَ هُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ یَّنْسِلُوْنَ۔﴾ (سورۂ انبیا: ٩٦) ...... ''یہاں تک کہ یاجوج اور ماجوج کھول دیے جائیں گے اور ہر بلندی سے دوڑتے ہوئے آئیں گے۔''

میں نے اس تحریر کے بعد امام ابن کثیر کی (البداية والنهاية: ٢/ ١٢٢) میں اس قصے کا مراجعہ کیا، کیا دیکھتا ہوں کہ انھوں نے اِسی قسم کا جواب دیا، ہاں اس کے ساتھ ساتھ کچھ دوسرے امور بھی ذکر کیے۔ (صحیحہ: ١٧٣٥)

(٣٦٦١)۔ عَنْ اَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((يُفْتَحُ يَاجُوْجُ وَمَاجُوْجُ، يَخْرُجُوْنَ عَلَى النَّاسِ كَمَا قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: ﴿مِنْ كُلِّ حَدَبٍ يَنْسِلُوْنَ﴾ فَيَغْشَوْنَ الْاَرْضَ، وَيَنْحَازُ الْمُسْلِمُوْنَ عَنْهُمْ اِلٰى مَدَائِنِهِمْ وَحُصُوْنِهِمْ، وَيَضُمُّوْنَ اِلَيْهِمْ مَوَاشِيَهُمْ، وَيَشْرَبُوْنَ مِيَاهَ الْاَرْضِ، حَتّٰى اَنَّ بَعْضَهُمْ لَيَمُرُّ بِالنَّهْرِ فَيَشْرَبُوْنَ مَافِيْهِ حَتّٰى يَتْرُكُوْهُ يَبَسًا، حَتّٰى اِنَّ مَنْ بَعْدَهُمْ لَيَمُرُّ بِذٰلِكَ

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یاجوج ماجوج کھول دیے جائیں گے اور وہ لوگوں پر نکل پڑیں گے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وہ ہر بلندی سے دوڑتے ہوئے آئیں گے﴾ (سورۂ انبیاء: ٩٦) وہ زمین میں پھیل جائیں گے، مسلمان ان سے بچنے کے لیے اپنے شہروں اور قلعوں میں سمٹ جائیں گے اور اپنے مویشی اپنے ساتھ لے جائیں گے۔ یاجوج ماجوج زمین کا پانی پی جائیں گے، (اور اتنا پانی پئیں گے کہ) ان کے بعض افراد ایک نہر کے پاس سے گزریں گے اور وہ اس کا سارا پانی پی جائیں گے اور نہر خشک ہو جائے گی۔ جب ان کے بعد

النَّهْرِ فَيَقُوْلُ: قَدْ كَانَ هَاهُنَا مَاءٌ مَرَّةً حَتّٰى إِذَا لَمْ يَبْقَ مِنَ النَّاسِ إِلَّا أَحَدٌ فِي حِصْنٍ أَوْ مَدِيْنَةٍ قَالَ قَائِلُهُمْ: هٰؤُلَاءِ أَهْلُ الْأَرْضِ قَدْ فَرَغْنَا مِنْهُمْ، بَقِيَ أَهْلُ السَّمَاءِ۔ قَالَ: ثُمَّ يَهُزُّ أَحَدُهُمْ حَرْبَتَهُ، ثُمَّ يَرْمِي بِهَا إِلَى السَّمَاءِ، فَتَرْجِعُ مُخْتَضَبَةً دَمًا لِلْبَلَاءِ وَالْفِتْنَةِ۔ فَبَيْنَمَا هُمْ عَلٰى ذٰلِكَ إِذْ بَعَثَ اللّٰهُ دُوْدًا فِي أَعْنَاقِهِمْ كَنَغَفِ الْجَرَادِ الَّذِي يَخْرُجُ فِي أَعْنَاقِهِمْ، فَيُصْبِحُوْنَ مَوْتٰى لَا يُسْمَعُ لَهُمْ حِسٌّ۔ فَيَقُوْلُ الْمُسْلِمُوْنَ: أَلَا رَجُلٌ يَشْرِيْ نَفْسَهُ فَيَنْظُرُ مَافَعَلَ هٰذَا الْعَدُوُّ، قَالَ: فَيَتَجَرَّدُ رَجُلٌ مِنْهُمْ لِذٰلِكَ مُحْتَسِبًا لِنَفْسِهِ قَدْ أَظُنُّهَا عَلٰى أَنَّهُ مَقْتُوْلٌ، فَيَنْزِلُ، فَيَجِدُهُمْ مَوْتٰى، بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ، فَيُنَادِيْ: يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِيْنَ: أَلَا! أَبْشِرُوْا، فَإِنَّ اللّٰهَ قَدْ كَفَاكُمْ عَدُوَّكُمْ، فَيَخْرُجُوْنَ مِنْ مَدَائِنِهِمْ وَحُصُوْنِهِمْ، وَيُسَرِّحُوْنَ مَوَاشِيَهُمْ، فَمَا يَكُوْنُ لَهَا رَعْيٌ إِلَّا لُحُوْمُهُمْ، فَتَشْكُرُ عَنْهُ كَأَحْسَنِ مَاتَشْكُرُ عَنْ شَيْءٍ مِنَ النَّبَاتِ أَصَابَتْهُ قَطُّ۔)) (الصحيحة:١٧٩٣)

والوں کا وہاں سے گزر ہوگا تو وہ کہیں گے کہ کسی دور میں یہاں پانی ہوتا تھا۔ جب قلعوں یا شہروں میں پناہ گزین لوگوں کے علاوہ کوئی اور انسان نہیں بچے گا (جو انھیں نظر آ سکے) تو وہ کہیں گے: یہ تھے اہل زمین، (ان کا قصہ تو تمام ہو چکا) ہم ان سے فارغ ہو گئے ہیں، اب اہل آسمان باقی ہیں۔ (ان پر غلبہ پانے کی سوچنی چاہئے) سو ان کا ایک فرد نیزے کو قدرے زور سے حرکت دے گا اور آسمان کی طرف پھینکے گا، وہ خون آلود لوٹے گا، یہ ان کے لیے ابتلاء وآزمائش اور فتنہ و فساد کا سبب بنے گا۔ وہ اسی حالت پر ہوں گے کہ اچانک اللہ تعالی ان کی گردنوں میں ٹڈی کی طرح کا کیڑا پیدا کر دیں گے، جس کی وجہ سے وہ (سب کے سب) مر جائیں اور ان کی طرف سے کوئی آہٹ سنائی نہیں دے گی۔ مسلمان کہیں گے: کیا کوئی آدمی ایسا ہے جو اپنے حق میں خطرہ مول لے کر دیکھے کہ دشمن کیا کر رہے ہیں؟ ایک آدمی اجر وثواب کی نیت سے باہر نکلے گا، اس کو اپنے بارے میں یہی گمان ہوگا کہ وہ قتل کر دیا جائے گا۔ وہ (اپنے قلعے یا شہر سے) نیچے اترے گا اور انھیں مرا ہوا پائے گا، ان کے لاشے ایک دوسرے پر پڑیں ہوں گے۔ وہ پکارے گا: مسلمانوں کی جماعت! ذرا غور سے! خوش ہو جاؤ، اللہ تعالی نے تمھیں دشمنوں سے کفایت کیا ہے۔ وہ اپنے قلعوں اور شہروں سے نکلیں گے، اپنے مویشیوں کو چرائیں گے، ان کے گوشت کے علاوہ ان کا کوئی اور چارہ نہیں ہوگا، وہ گوشت کھا کر اتنے موٹے تازے ہو جائیں گے، جتنا کہ وہ بہترین چارہ کھا کر ہوتے تھے۔''

تخريج: أخرجه ابن ماجه: ٤٠٧٩، وابن حبان: ١٩٠٩، والحاكم: ٢/ ٢٤٥ و ٤/ ٤٨٩ ـ ٤٩٠، وأحمد: ٣/ ٧٧

(٣٦٦٢)۔ عَنْ أُمِّ حَبِيْبَةَ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ

سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سیدہ زینب بن جحش رضی اللہ عنہا سے روایت

جَحْشٍ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمًا فَزِعًا مُحْمَرًّا وَجْهُهُ يَقُوْلُ: ((لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَيْلٌ لِلْعَرَبِ مِنْ شَرٍّ قَدِ اقْتَرَبَ۔ فُتِحَ الْيَوْمَ مِنْ رَدْمِ يَاْجُوجَ وَمَاجُوجَ مِثْلُ هٰذِهِ۔)) وَحَلَّقَ بِأُصْبَعِهِ الْإِبْهَامِ وَالَّتِي تَلِيْهَا۔ فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَنَهْلِكُ وَفِيْنَا الصَّالِحُوْنَ؟ قَالَ: ((نَعَمْ إِذَاكَثُرَ الْخَبَثُ۔)) (الصحیحة:٩٨٧)

کرتی ہیں، وہ کہتی ہیں: رسول اللہ ﷺ ایک دن ہمارے پاس تشریف لائے، آپ گھبرائے ہوئے تھے اور آپ کا چہرہ سرخ تھا اور آپ کی زبان پر یہ کلمات تھے: "لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ" عربوں کے لیے اس شر کی وجہ سے ہلاکت ہے، جو قریب آ گئی ہے، آج یاجوج و ماجوج کی دیوار سے اتنا حصہ کھول دیا گیا ہے۔" اور آپ نے اپنی دو انگلیوں (انگوٹھے اور اس کے ساتھ والی انگلی) سے حلقہ بنا کر دکھایا۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا ہم ہلاک ہو جائیں گے، جب کہ ہمارے اندر نیک لوگ بھی ہوں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "ہاں جب برائی عام ہو جائے گی۔"

تخریج: أخرجه البخاري: ١٣/ ٩، ٩١، ومسلم: ٨/ ١٦٥، وابن حبان: ١٩٠٦ـ الموارد۔ والترمذي أيضا: ٢١٨٨، وابن أبي شيبة: ١٥/ ٤٢/ ١٩٠٦١، وعنه ابن ماجه: ٣٩٥٣، والبيهقي في "السنن": ١٠/ ٩٣، و"الشعب": ٦/ ٩٨/ ٧٥٩٨، و"الدلائل": ٦/ ٤٠٦، وأحمد: ٦/ ٤٢٨، والحميدي: ١/ ١٤٧/ ٣٠٨، والطبراني في "المعجم الكبير": ٢٤/ ٥١ـ ٥٥

(٣٦٦٣)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((فُتِحَ الْيَوْمُ مِنْ رَدْمِ يَاْجُوجَ وَمَاجُوجَ مِثْلُ هٰذِهِ۔)) وَعَقَدَ وُهَيْبٌ تِسْعِيْنَ وَضَمَّهَا۔ (الصحیحة:٣٠١٥)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "آج یاجوج ماجوج کے بڑے بند میں اتنا سوراخ ہو گیا ہے۔" وہیب نے (بات کو واضح کرتے ہوئے) نوے (۹۰) کی گرہ لگائی اور انگلی کو ملا دیا۔

تخریج: أخرجه البخاري: ٧١٣٦، ومسلم: ٨/ ١٦٦ من طريق ابن أبي شيبه في "المصنف" ١٥/ ٦٢/ ١٩١١٧، وأحمد: ٢/ ٣٥١، ٥٢٩ـ ٥٣٠

شرح:...... عربوں کے ہاں نوے (۹۰) کی گرہ یہ ہے: انگشتِ شہادت کا سرا انگوٹھے کی جڑ پر رکھیں پھر انگوٹھے کو انگلی کے ساتھ ملا دیں (کہ اندر گول دائرے کا سوراخ بن جائے)۔ اگر دوسری روایات کو دیکھا جائے تو اس سوراخ سے مراد ان کے فتنے کا قریب ہونا ہے۔

(٣٦٦٤)۔ عَنِ النَّوَّاسِ بْنِ سَمْعَانَ مَرْفُوْعًا: ((سَيُوْقِدُ النَّاسُ مِنْ قِسِيِّ يَاجُوْجَ وَمَاجُوْجَ وَنُشَّابِهِمْ وَأَتْرِسَتِهِمْ

سیدنا نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "لوگ یاجوج ماجوج کی کمانوں، تیروں اور ڈھالوں کو جلا کر سات سال تک (ایندھن حاصل کرتے رہیں

سَبْعَ سِنِيْنَ۔)) (الصحيحة:١٩٤٠) گے)۔''

تخریج: أخرجه ابن ماجه: ٤٠٧٦، ورواه الترمذی: ٢/ ٣٧ مطولا فی خروج الدجال و یأجوج ومأجوج وقيام الساعة على شرار الخلق، واخرجه مسلم: ٨/ ١٩٨، لكنه لم يسق لفظه، وانما احال به على لفظ قبله

امت کا تہتر فرقوں میں تقسیم ہونا

(٣٦٦٥)۔ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعاً: ((اِفْتَرَقَتِ الْيَهُوْدُ عَلٰى اِحْدٰى اَوِاثْنَتَيْنِ وَسَبْعِيْنَ فِرْقَةً، وَتَفَرَّقَتِ النَّصَارٰى عَلٰى اِحْدٰى اَوِ ثِنْتَيْنِ وَسَبْعِيْنَ فِرْقَةً، وَتَفْتَرِقُ أُمَّتِي عَلٰى ثَلَاثٍ وَسَبْعِيْنَ فِرْقَةً۔))

(الصحيحة:٢٠٣)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''یہودی بہتر فرقوں میں اور عیسائی اکہتر یا بہتر فرقوں میں بٹ گئے اور میری امت تہتر فرقوں میں تقسیم ہو جائے گی۔''

تخريج: أخرجه أبوداود: ٢/ ٥٠٣۔طبع الحلبی، والترمذی: ٣/ ٣٦٧، وابن ماجه: ٢/ ٤٧٩، وابن حبان فی "صحيحه": ١٨٣٤، والآجری فی "الشريعة": ٢٥، والحاكم: ١/ ١٢٨، وأحمد: ٢/ ٣٣٢، وأبويعلى فی "مسنده": ٢٨٠/ ٢

(٣٦٦٦)۔ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ اَبِي سُفْيَانَ، اَنَّهُ قَامَ فِيْنَا، فَقَالَ: اَلَا اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَامَ فِيْنَا، فَقَالَ: ((اَلَا اِنَّ مَنْ قَبْلَكُمْ مِنْ اَهْلِ الْكِتَابِ افْتَرَقُوْا عَلٰى ثِنْتَيْنِ وَسَبْعِيْنَ مِلَّةً، وَاِنْ هٰذِهِ الْمِلَّةَ سَتَفْتَرِقُ عَلٰى ثَلَاثٍ وَسَبْعِيْنَ: ثِنْتَانِ وَسَبْعُوْنَ فِي النَّارِ، وَوَاحِدَةٌ فِي الْجَنَّةِ، وَهِيَ الْجَمَاعَةُ۔))

(الصحيحة:٢٠٤)

سیدنا معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہ ہم میں کھڑے ہوئے اور کہا: خبردار! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم میں کھڑے ہوئے اور فرمایا: ''تم سے پہلے والے اہل کتاب بہتر فرقوں میں بٹ گئے اور اس دین والے تہتر فرقوں میں منقسم ہو جائیں گے۔ ان میں سے بہتر جہنم میں اور ایک، جو جماعت ہوگا، جنت میں جائے گا۔''

تخريج: أخرجه أبوداود: ٢/ ٥٠٣۔٥٠٤، والدارمی: ٢/ ٢٤١، وأحمد: ٤/ ١٠٢، وكذا الحاكم: ١/ ١٢٨، والآجری فی "الشريعة": ١٨، وابن بطة فی "الابانة": ٢/ ١٠٨/ ٢، ١١٩/ ١، والالكائی فی "شرح السنة": ١/ ٢٣/ ١

شرح:...... علامہ البانی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں: شیخ صالح مقبلی رحمہ اللہ نے (العلم الشامخ فی ایثار الحق علی

الآباء والمشايخ : صـ ٤١٤) میں کہا: بلا شک وشبہ کثیر روایات سے امت کا تہتر فرقوں میں بٹ جانا ثابت ہوتا ہے، ...... (پھر انھوں نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ذکر کی اور کہا:) اصل اشکال اس جملے میں ہے: ((كلها في النار الا ملة.)) ...... ''سارے کے سارے فرقے جہنم میں جائیں گے، سوائے ایک کے۔''

یہ بات بھی یقینی اور احادیثِ صحیحہ سے ثابت ہے کہ آپ ﷺ کی امت خیر الامم ہے، یہ جنت کی نصف آبادی پر مشتمل ہوگی اور سابقہ امتوں کی بہ نسبت اس میں مشرکین کی تعداد اتنی قلیل ہوگی، جیسے سیاہ رنگ کے بیل میں تھوڑے سے سفید بال ہوتے ہیں۔

ایک طرف بہتر فرقوں کا جہنم میں داخل ہونا اور ایک طرف یہ احادیث، اب کیا کیا جائے؟ بعض لوگوں نے سرے سے ''ایک فرقے کے علاوہ سب جہنم میں داخل ہوں گے'' والے جملے کو ضعیف قرار دے کر اور بعض نے اس کی تاویل کر کے جواب دیا اور کہا: یہ بات بڑی واضح ہے کہ تہتر فرقوں والی حدیث کا یہ معنی نہیں کہ فرقہ ناجیہ سرے سے اختلاف سے محفوظ رہے گا، کیونکہ جلیل القدر صحابہ میں بھی اختلاف تو موجود تھے، (لیکن اس کے باوجود وہ ایک جماعت تھے)۔ اس حدیث میں ایسا اختلاف مراد ہے، جس کی وجہ سے اس کا حامل مستقل بدعتی فرقے میں داخل ہو جاتا ہے، مثال کے طور پر اہم بنیادی مسائل میں بدعات کا رونما ہونا کہ جن کی وجہ سے بے شمار بڑی بڑی مفسدتیں وجود میں آئیں۔ لیکن اس کے باوجود کسی ایک فرقے کو مکمل طور پر متعین نہیں کیا جا سکتا۔

پھر ایک اشکال کا جواب دیتے ہوئے کہا: لوگوں کی دو قسمیں ہیں: عوام اور خواص۔

عوام کے اگلوں پچھلوں میں کوئی فرق نہیں ہے، جیسے عورتیں، غلام، مزدور اور دوسرا عام طبقہ۔ یہ لوگ ہمیشہ خواص کے امور سے دور رہے، بلا شک وشبہ ان کو بدعتوں سے بری سمجھا جائے گا۔ رہا مسئلہ خواص کا، تو یہ کئی اقسام پر مشتمل ہیں:

(پہلی قسم) ان میں ایسے ایسے بدعتی موجود ہیں، جنھوں نے بدعات ایجاد کر کے ان کو اپنا نصب العین قرار دیا، کئی مبلغین نے ان کو تقویت دی اور ان کو مرکزی حیثیت دے کر قرآن وسنت کی واضح نصوص کی تاویل کر کے ان کو ان کی روشنی میں سمجھا۔ پھر بعد میں آنے والوں نے انہی کی فقہ اور تعصب کو منزل مقصود سمجھا۔ بسا اوقات تو ایسے بھی ہوتا کہ یہ اپنے امام کی بدعت کی تجدید کرتے اور اس کی فروعات بنا کر امام پر وہ کچھ تھوپ دیتے، جس کا وہ خود ذمہ نہیں بنتا تھا۔ یہ واقعی بدعتی ہیں اور کافی ساری تعداد میں ہیں، ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَ تَنْشَقُّ الْاَرْضُ وَ تَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا﴾ (سورۂ مریم: ٩٠) ...... ''قریب ہے کہ اس قول کی وجہ سے آسمان پھٹ جائیں اور زمین شق ہو جائے اور پہاڑ ریزے ریزے ہو جائیں۔''

مثلا اللہ تعالیٰ کی حکمت کی نفی کرنا یا اس چیز کی نفی کرنا کہ اللہ تعالیٰ بندے کو قدرت دیتا ہے، یا یہ کہنا بندے کو اس کی طاقت سے بڑھ کر تکلیف دی جاتی ہے، یا یہ کہنا کہ بندہ قبیح اعمال کرتا ہے لیکن ان کو قبیح سمجھا نہیں جاتا۔ وغیرہ وغیرہ۔

پھر بھی ہم کہیں گے کہ ان بدعات کے حقائق اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں، ہم نہیں جانتے کہ کون سے بدعتی کس بدعت

کی وجہ سے تہتر فرقوں میں سے کس فرقے میں داخل ہوتا ہے۔

(دوسری قسم) بعض لوگ ایسے ہیں، جو خواص کی پہلی قسم کے پیروکار بنے اور تدریس وتصنیف کے ذریعے ان کے لشکر کو مضبوط کیا، لیکن فی نفسہ حق کی طرف میلان رکھتے تھے، بسا اوقات ان بحثوں کے دوران انھوں نے مخفی انداز میں حق کے مخالف امور کا بھی ذکر کیا۔ ممکن ہے کہ انھوں نے کسی گھٹیا مصلحت کی بنا پر یا عزت و جان کو اذیتوں سے بچانے کے لیے ایسے کیا ہو۔

خلاصہ یہ ہے کہ یہ لوگ حق و باطل کی معرفت تو رکھتے تھے، لیکن بیان کے وقت خبط و دیوانگی میں مبتلا ہو جاتے۔ ان کا معاملہ اللہ تعالی کے سپرد ہے، یہ اس کی مرضی ہے کہ ان کا حشر اِن بدعتی لوگوں کے ساتھ کرے یا ان کا عذر قبول کر کے ان کو بخش دے۔ آپ دیکھیں گے کہ اکثر اہل نظر نے ایسے ہی کیا، اللہ کی قسم! ان کا شرّ بہت بڑا ہے، بعض مقامات پر تو یہ سمجھا ہی نہ جا سکا کہ آیا یہ لوگ بھی حق کی طرف میلان رکھتے ہیں اور اس چیز کی معرفت کا کوئی فائدہ بھی نہیں کہ فلاں آدمی کو حق کی معرفت تو ہے، لیکن وہ اسے مخفی رکھتا ہے۔ واللہ المستعان۔

(تیسری قسم) بعض لوگ اہل تحقیق ہیں نہ حقائق پر مطلع ہونے کے لیے تیار ہیں، انھوں نے بدعتی لوگوں کے ماحول میں تربیت پائی ہے اور اُن کے مفاد و مسلک کے مطابق ڈھلی ہوئی بحثوں کی معرفت حاصل کی، بہرحال یہ لوگ ان ابحاث کے مقاصد کو پوری طرح نہ سمجھ سکے۔ چونکہ یہ لوگ پست عزائم تھے اور ان کے قلوب و اذہان میں ان کے سلف کا ایک مقام تھا، اس لیے انھوں نے ان ہی پر اکتفا کرنے میں عافیت سمجھی۔ ایسے لوگوں کی تعداد بہت زیادہ ہے، ان بیچاروں کو خواص کی خصوصیت ملی نہ عوام الناس کی سلامت۔

مذکورہ بالا تین اقسام میں سے پہلی قسم والے قطعی طور پر اور دوسری قسم والے بظاہر بدعتی ہیں اور تیسرے قسم والے بھی بدعت کے زمرے میں آ ہی جاتے ہیں۔

(چوتھی قسم) خواص کی چوتھی قسم کے لوگ پہلوں میں زیادہ اور پچھلوں میں کم نظر آتے ہیں، یہ لوگ کتاب وسنت پر متوجہ ہوئے اور ان کے پابند ہو کر رہ گئے، جہاں قرآن وسنت نے خاموشی اختیار کی، وہاں یہ بھی خاموش رہے، یہ لایعنی اور بے مقصد تکلف سے باز رہے۔ ان کا عزم سلامتی تھا، یہ سنت کی حفاظت کو اپنی جانوں کے تحفظ سے مقدم سمجھتے تھے۔ ان کا سکون اس میں تھا کہ قرآن مجید کی تلاوت کی جائے، عربی زبان کے آداب اور منقول تفسیرات کی روشنی میں اس کو سمجھا جائے اور احادیثِ نبویہ کے الفاظ و احکام کو ثابت کیا جائے اور ان کی معرفت حاصل کی جائے۔ یہی لوگ اہل السنہ ہیں، یہی فرقہ ناجیہ ہے اور انہی کی طرف عوام کا رجحان ہے۔

اگر آپ مذکورہ بالا بحث کو ذہن نشین کر لیں گے تو سوال کی ممنوعہ صورت سے آپ کی جان چھوٹ جائے گی اور وہ ہے کہ امت کے بڑے حصے کا ہلاک ہونا، کیونکہ دورِ قدیم اور دورِ جدید میں اس کی کثیر تعداد کا تعلق عوام الناس سے رہا ہے۔ ممکن ہے کہ اللہ تعالی خواص کی دوسری اور تیسری قسم کے لوگوں اور خفیف بدعتوں کے حاملین پر رحم کر دے اور ہر

مسلمان کے لیے اس کی رحمت وسیع ہے۔ ہم نے اس حدیثِ مبارکہ کے مصداق پر گفتگو کی ہے۔

اس بحث کی روشنی میں یہ کہنا مناسب ہوگا کہ بدعتی فرقوں کی کثیر تعداد کے تمام افراد، دوسرے مسلمانوں کا ہزارواں حصہ بھی نہیں بنتے۔ آپ خود غور کریں، تاکہ اس حدیثِ مبارکہ کا ربّ تعالیٰ کے رحم و کرم کی مستحق امت کے فضائل سے ٹکراؤ پیدا نہ ہو۔

میں (البانی) کہتا ہوں: شیخ مقبل کا کلام ختم ہوا، جو بڑا پائیدار اور مضبوط بنیادوں پر استوار تھا، اس سے کلام پیش کرنے والے کے علم و فضل اور دقتِ نظر کا اندازہ ہو جاتا ہے اور ان اشکالات سے خلاصی ہو جاتی ہے، جن کی بنا پر عمدہ بن وزیر رحمہ اللہ نے اس حدیث کو معلول قرار دینے کی کوشش کی۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے، جس نے ہمیں یہ توفیق بخشی کہ ہم اس حدیث کی سندی حیثیت کو صحیح ثابت کرنے اور اس کے متن میں پیدا ہونے والے شبہات کو زائل کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ وہی معبودِ برحق ہے، جو توفیق بخشتا ہے۔

عصر حاضر کے ایک مصنف نے اپنی کتاب (ادب الجاحظ: صـ ٩٠) میں اپنے شیخ جاحظ کا دفاع کرتے ہوئے اس حدیث کی صحت کا انکار کر دیا، وہ کہتا ہے: ''اگر یہ حدیث صحیح ثابت ہو جائے تو یہ تو امت اسلامیہ کی اکثریت کے حق میں بہت بڑی مصیبت ثابت ہوگی، اس کا مطلب یہ ہوگا کہ اس امت کی اکثریت ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جہنم میں رہے گی، اگر یہ حدیث صحیح ہوتی تو سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مانعینِ زکوۃ کو مرتد خیال کر کے ان کے خلاف محاذ آرائی نہ کرتے ......''

اس کلام کا واضح طور پر باطل ہونا ہی اس آدمی پر رد کرنے کے لیے کافی ہے، بالخصوص شیخ مقبل کے کلام کا مطالعہ کرنے کے بعد۔

دوسری بات یہ ہے کہ ''ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جہنم میں رہنا'' اس آدمی کا خود ساختہ نظریہ ہے، جو اس نے حدیثِ مبارکہ پر طعن کرنے کے لیے اپنایا، وگرنہ حدیث سے اس قسم کی کوئی وعید ثابت نہیں ہوتی۔ (صحیحہ: ٢٠٤)

عبد الرحمٰن مبارکپوری نے کہتے ہیں کہ ابو منصور عبد القاھر بن طاہر نے اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے کہا: اہل علم جانتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد وہ لوگ نہیں ہیں، جو حلال و حرام کے باب میں فقہی فروعات میں اختلاف کرتے ہیں اور جنھوں نے اس سلسلے میں ایک دوسرے کو کافر یا فاسق نہیں کہا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان لوگوں کی مذمت کرنا چاہتے ہیں جنھوں نے توحید کے اصول، خیر و شرّ کی تقدیر، نبوت و رسالت کی شروط اور صحابہ سے تعلق کے بارے میں اہل حق کی مخالفت کی اور ایک دوسرے کو کافر قرار دیا، پھر رفتہ رفتہ اختلاف بڑھتا گیا، یہاں تک کہ بہتر گمراہ فرقے مکمل ہو گئے، تہترواں فرقہ اہل السنہ والجماعہ ہے، جو کہ نجات پانے والا ہے۔ (تحفة الاحوذی: ٣/ ٣٦٧)

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ سلف صالحین یعنی صحابہ کرام، تابعین عظام اور ائمہ و محدثین کے منہج کو سامنے رکھتے ہوئے قرآن و حدیث کے احکام پر عمل کیا جائے، اور کسی خاص شخص کی فقہ کی طرف نسبت اور پابندی سے بچا جائے۔

دن بدن خیر والے لوگوں میں کمی آتی جائے گی

(٣٦٦٧)۔ عَنْ رُوَيْفِعِ بْنِ ثَابِتٍ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: أَنَّهُ قُرِّبَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ تَمْرٌ أَوْ رُطَبٌ، فَأَكَلُوْا مِنْهُ حَتّٰى لَمْ يُبْقُوْا شَيْئًا إِلَّا نَوَاةً وَمَا لَا خَيْرَ فِيْهِ۔ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((تَدْرُوْنَ مَاهٰذَا؟ تَذْهَبُوْنَ الْخَيِّرُ فَالْخَيِّرُ، حَتّٰى لَا يَبْقٰى مِنْكُمْ مِثْلُ هٰذَا۔ وَأَشَارَ إِلٰى نَوَاةٍ۔ وَمَا لَا خَيْرَ فِيْهِ۔)) (الصحيحة:١٧٨١)

سیدنا رویفع بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ خشک یا تر کھجوریں رسول اللہ ﷺ (اور صحابہ) کے سامنے پیش کی گئیں۔ انھوں نے کھائیں اور گٹھلیوں اور ردّی کھجوروں کے علاوہ کوئی چیز باقی نہ رہی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کیا تم جانتے ہو کہ یہ کیا ہے؟ تم یعنی نیک اور محسن لوگ یکے بعد دیگرے فوت ہوتے رہیں گے، حتی کہ ان گٹھلیوں کی طرح کے ردّی اور چھٹے ہوئے لوگ باقی رہ جائیں گے۔“

تخريج: أخرجه البخاري في "التاريخ": ٢/ ١/ ٣٠٩، وابن حبان:١٨٣٢، والحاكم: ٤/ ٤٣٤، والطبراني:٤٤٩٢

(٣٦٦٨)۔ عَنْ مِرْدَاسٍ الْأَسْلَمِيِّ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((يَذْهَبُ الصَّالِحُوْنَ، اَلْأَوَّلُ فَالْأَوَّلُ، وَيَبْقٰى حُفَالَةٌ كَحُفَالَةِ الشَّعِيْرِ وَالتَّمْرِ، لَا يُبَالِيْهِمُ اللّٰهُ بَالَةً۔)) (الصحيحة:٢٩٩٣)

سیدنا مرداس اسلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”نیک لوگ، ایک ایک کر کے، اٹھ جائیں گے اور جَو یا کھجور کے بھوسے کی مانند ردّی قسم کے لوگ باقی رہ جائیں گے، جن کی اللہ تعالی کے ہاں کوئی قدر و قیمت نہیں ہوگی۔“

تخريج: أخرجه البخاري:٦٤٣٤، وفي "التاريخ": ٤/ ١/ ٤٣٤، والدارمي:٢/ ٣٠١، و البيهقي: ١٠/ ١٢٢، و"الزهد": رقم ٢١٠، وأحمد: ٤/ ١٩٣

شرح:...... گزشتہ چودہ صدیوں کے ہر دور میں محمد رسول اللہ ﷺ کے اس معجزے کی تکمیل ہوتی ہوئی نظر آئی، علم و دین سے متعلقہ ہر شخص یہ سمجھتا کہ وہ اپنے پہلوں سے کم تر ہے اور یہی حقیقت ہے۔

ذہن نشین رہنا چاہیے کہ لوگوں کی اکثریت کو دیکھ کر یہ قانون پیش کیا گیا ہے، وگرنہ آخر زمانہ میں آنے والی امام مہدی اور حضرت عیسی علیہ السلام جیسی شخصیات اس قاعدہ سے مستثنی ہیں، اسی طرح بعض شاذ و نادر نیکوکار لوگ بھی ایسے ہیں کہ امت کا علم و عدل سے متصف طبقہ ان کو بعض اسلاف سے اچھا سمجھتا ہے، بلکہ ہر ہوشمند کا یہی فیصلہ ہوتا ہے۔ واللہ اعلم۔

دن بدن اللہ تعالی سے دوری اور دنیوی حرص میں اضافہ ہوگا

(٣٦٦٩)۔ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ مَرْفُوْعًا: ((اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَلَا يَزْدَادُ النَّاسُ عَلَى

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”قیامت قریب آ چکی ہے، لیکن لوگوں

الدُّنْيَا اِلَّا حِرْصًا ، وَلَا يَزْدَادُوْنَ مِنَ اللّٰهِ اِلَّا بُعْدًا۔)) (الصحيحة: ١٥١٠)

میں (دن بدن) دنیا کی حرص بڑھے گی اور اللہ تعالی سے دوری میں اضافہ ہوگا۔''

تخريج: أخرجه الحاكم: ٤/ ٣٢٤، وكذا الدولابي في "الكنى" ١/ ١٥٥، والمخلص في "الفوائد المنتقاة" ١/ ٣٨/ ٢، وابن أبي الدنيا في "العقوبات" ٧٨/ ١، والهيثم بن كليب في "مسنده": ق ٨٤/ ٢، والطبراني في "المعجم الكبير" ٩٧٨٧، وأبونعيم في "الحلية" ٧/ ٢٤٢، ٨/ ٣١٥، والقضاعي في "مسند الشهاب" ٤٩/ ٢

شرح:...... یہ حدیث اس حدیث کے ہم معنی ہے جس میں یہ بتلایا گیا ہے کہ ''نیک لوگ، ایک ایک کر کے، اٹھ جائیں گے اور جو یا کھجور کے بھوسے کی مانند ردّی قسم کے لوگ باقی رہ جائیں گے، جن کی اللہ تعالی کے ہاں کوئی قدر و قیمت نہ ہوگی۔'' (صحیح بخاری: ٦٤٣٤)

دن بدن لوگوں میں دینی رجحان کم ہو رہا ہے اور دنیوی حرص بڑھتی جا رہی ہے۔

دن بدن شر و فساد عام ہوتا جائے گا

(٣٦٧٠)۔ عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ عَدِيٍّ ، قَالَ: دَخَلْنَا عَلٰى اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ فَشَكَوْنَا اِلَيْهِ مَا نَلْقٰى مِنَ الْحَجَّاجِ ، فَقَالَ: قَالَ ﷺ: ((مَا مِنْ عَامٍ اِلَّا وَالَّذِي بَعْدَهُ شَرٌّ مِّنْهُ حَتّٰى تَلْقَوْا رَبَّكُمْ۔)) (الصحيحة: ١٢١٨)

زبیر بن عدی کہتے ہیں: ہم سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور حجاج کی طرف سے ہونے والی تکلیف کا ذکر کیا۔ انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر بعد والا سال پہلے والے سال سے برا ہوگا، (یہ سلسلہ یونہی جاری رہے گا) حتی کہ تم اپنے ربّ سے جا ملو گے۔''

تخريج: أخرجه الترمذي: ٢/ ٣٢

شرح:...... یہ حدیث بھی اعلام نبوت میں سے ہے، جیسے آپ ﷺ نے خبر دی، ایسے ہی واقع ہوا۔ لیکن اشکال یہ ہے کہ بعد والے بعض ادوار میں پہلے والے زمانوں کی بہ نسبت شرّ کم رہا ہے، مثال کے طور پر حجاج بن یوسف کے زمانے کے بعد اس کی بہ نسبت عمر بن عبد العزیز کا دور اچھا تھا، اس میں خیر و بھلائی زیادہ تھی؟

دو جوابات ہیں:

(۱) آپ ﷺ کی حدیث میں کی گئی پیشین گوئی کو اکثر و اغلب احوال پر محمول کیا جائے گا، یعنی بیچ میں شر و فساد کے بعد خیر و بھلائی پر مشتمل ادوار بھی آ سکتے ہیں۔ اگر یہ معنی کیا جائے تو عمر بن عبد العزیز، امام مہدی اور حضرت عیسی علیہ السلام کے زمانوں پر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا۔

(۲) حدیث کا معنی یہ ہے کہ پہلے والا زمانہ مجموعی اعتبار سے بعد والے زمانے سے افضل ہوگا، اس کا مفہوم یہ ہے کہ اگرچہ حجاج ظالم تھا، لیکن اس کے زمانے میں صحابہ کی کثیر تعداد موجود تھی، جبکہ عمر بن عبد العزیز کے دور میں صحابہ

کرام کا زمانہ ختم ہو چکا تھا اور یقینی طور پر صحابہ والا زمانہ زیادہ فضیلت والا ہے، جیسا کہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: ہر بعد والے زمانے میں پایا جانے والا شرّ پہلے زمانے سے زیادہ ہوگا، میری مراد خوشحالی اور مال و دولت کی کثرت نہیں ہے، میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ علم شرعی کم ہوتا جائے گا، جس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ نیکی کا حکم دینے والے اور برائی سے منع کرنے والے ناپید ہو جائیں گے اور یہ ہوگا ہلاکت کا وقت۔

لیکن اس معنی کی صورت میں یہ اشکال پیدا ہوتا کہ دجال کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے عہد میں پہلے ادوار کی بہ نسبت بہت زیادہ خیر و بھلائی ہوگی۔ اس کا جواب یہ دیا گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی درج بالا حدیث کا تعلق بڑی بڑی علاماتِ قیامت کے ظہور سے پہلے سے ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے کا نیا حکم ہوگا یا پھر اس حدیث کا مصداق ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے بعد والا زمانہ ہے یا پھر جنس زمانہ مراد ہے، جس میں امرا ہوتے ہیں، وگرنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں تو سرے سے شرّ ہی نہیں تھا۔ واللہ اعلم

عراق فتنوں کی آماجگاہ ہے

(٣٦٧١)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ مَرْفُوْعاً: ((اَلَا اِنَّ الْفِتْنَةَ هَاهُنَا ، اَلَا اِنَّ الْفِتْنَةَ هَاهُنَا قَالَهَا مَرَّتَيْنِ اَوْثَلَاثًا ، مِنْ حَيْثُ يَطْلُعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ ، يُشِيْرُ بِيَدِهِ اِلَى الْمَشْرِقِ ، وَفِي رِوَايَةٍ: الْعِرَاقِ۔)) (الصحيحة:٢٤٩٤)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''خبردار! فتنہ یہاں ہے، خبردار! فتنہ یہاں ہے (دو یا تین دفعہ فرمایا) یہاں سے شیطان کے سر کا کنارہ طلوع ہو گا۔'' آپ نے یہ فرماتے ہوئے مشرق یا عراق کی طرف اشارہ کیا۔

تخريج: هو من حديث ابن عمر ، وله عنه طرق ،

الأولى: أخرجه البخاري:٢/ ٢٧٥ ، ٤/ ٣٧٤ ، ومسلم:٨/ ١٨٠_ ١٨١ ، وأحمد:٢/ ١٨ و ٩٢ ،

الثانية: أخرجه البخاري:٢/ ٣٨٤ ، ٤/ ٣٧٤ ، ومسلم أيضا ، والترمذي: ٢/ ٤٤ ، و أحمد: ٢/ ٢٣ ، ٤٠ ، ٧٢ ، ١٤٠ ، ١٤٣

الثالثة: أخرجه مالك: ٣/ ١٤١_ ١٤٢ ، والبخاري: ٢/ ٣٢١ ، ٣/ ٤٧١ ، وأحمد: ٢/ ٢٣ ، ٥٠ ، ٧٣ ، ١١٠

شرح:...... امام البانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: حدیث کے مختلف طرق سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جہتِ مشرق کی طرف اشارہ کیا، بعض روایات میں یہ توضیح کر دی گئی ہے کہ اس جہت سے مراد عراق ہے۔ یہ حدیث نبوت کی نشانیوں میں سے ایک ہے، کیونکہ پہلا فتنہ مشرق سے ہی ابھرا اور مسلمانوں میں تفرقہ بازی کا سبب بنا، اسی طرح شیعیت اور خارجیت جیسی بدعتیں بھی اسی جہت کی پیداوار ہیں، امام بخاری (٧/ ٧٧) اور امام احمد (٢/ ٨٥، ١٥٣) نے بیان کیا کہ ابن ابی نعیم نے کہا: میں سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے پاس موجود تھا، ایک عراقی آدمی نے ان سے سوال کیا کہ اگر مُحرِم آدمی مکھی مار دے تو (وہ کیا کفارہ ادا کرے گا)۔ انھوں نے جواب دیتے ہوئے کہا: عراقیو! تم مکھی کو قتل کرنے والے مُحرِم

کے بارے میں سوال کرتے ہیں، تم نے تو رسول اللہ ﷺ کے نواسے (سیدنا حسین رضی اللہ عنہ) کو قتل کر دیا، حالانکہ آپ ﷺ نے فرمایا: ((هما ريحانتاي من الدنيا۔)) ...... ''یہ (حسن وحسین) تو دنیا میں میری کلیاں (یا گلدستے) ہیں۔''

ایک فتنہ یہ بھی تھا کہ شیعوں نے جلیل القدر صحابہ پر طعن کیا، بطورِ مثال سیدہ عائشہ صدیقہ بنت صدیق رضی اللہ عنہا ہیں، جن کی براءت آسمان سے نازل ہوئی تھی۔ ایک متعصب شیعہ عبد الحسین نے پوری جرأت، بے شرمی اور چالاکی کے ساتھ اپنی کتاب (المراجعات : ص : ٢٣٧) میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا پر طعن کرنے کے لیے اور احادیث کے سلسلے میں ان کو جھوٹا ثابت کرنے کے لیے کئی فصلیں قائم کیں۔ اس نے یا تو ضعیف اور موضوع روایات کا سہارا لیا، ان میں سے بعض ضعیفہ (۴۹۶۳، ۴۹۷۰) میں مذکورہ ہیں یا پھر احادیث صحیحہ کی تحریف کی اور ان کے ایسے مفاہیم بیان کیے، جن کی ان روایات میں کوئی گنجائش نہ تھی، .... (صحیحه : ٢٤٩٤)

حافظ ابن حجر نے کہا: (جب آپ ﷺ نے یہ احادیث بیان کیں) اس وقت اہل مشرق کفر پر تھے، آپ ﷺ کی پیشین گوئی کے مطابق پہلا فتنہ یہیں ابھرا، جو مسلمانوں میں تفرقہ بازی کا سبب بنا، اور یہی چیز ہے جس سے شیطان خوش ہوتا ہے، اسی طرح کئی بدعتوں کی جائے ظہور بھی یہی ہے۔ (فتح الباری : ١٣/ ٥٨)

(٣٦٧٢)۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ، اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَعَا فَقَالَ: ((اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي مَكَّتِنَا، اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي مَدِيْنَتِنَا، اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي شَامِنَا، وَبَارِكْ لَنَا فِي صَاعِنَا، وَبَارِكْ لَنَا فِي مُدِّنَا۔)) فَقَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! وَفِي عِرَاقِنَا۔ فَاَعْرَضَ عَنْهُ، فَرَدَّدَهَا ثَلَاثاً، كُلَّ ذٰلِكَ يَقُوْلُ الرَّجُلُ: وَفِيْ عِرَاقِنَا، فَيُعْرِضُ عَنْهُ، فَقَالَ: ((بِهَا الزَّلَازِلُ وَالْفِتَنُ وَفِيْهَا يَطْلُعُ قَرْنُ الشَّيْطَانُ۔)) (الصحيحة:٢٢٤٦)

سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے دعا کی اور فرمایا: ''اے اللہ! ہمارے مکہ میں ہمارے لیے برکت فرما۔ اے اللہ! ہمارے مدینہ میں ہمارے لیے برکت فرما۔ اے اللہ! ہمارے شام میں ہمارے لیے برکت فرما۔ اے اللہ! ہمارے صاع میں ہمارے لیے برکت فرما۔ اے اللہ! ہمارے مدّ میں ہمارے لیے برکت فرما۔'' ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! اور ہمارے عراق میں۔ آپ ﷺ نے اس سے منہ پھیر لیا۔ اس نے تین دفعہ کہا کہ ہمارے عراق میں۔ آپ ﷺ نے ہر دفعہ اعراض کیا۔ پھر فرمایا: ''یہاں تو زلزلے اور فتنے ہوں گے اور یہاں سے شیطان کے سر کا کنارہ ابھرے گا۔''

تخريج: أخرجه يعقوب الفسوى فى"المعرفة":٢/ ٧٤٦، ٧٤٨، والمخلص فى"الفوائد المنتقاة": ٧/ ٢، ٣، والجرجانى فى"الفوائد":١٦٤/ ٢، وأبونعيم فى"الحلية":٦/ ١٣٣، وابن عساكر فى"تاريخ دمشق":١/ ١٢٠، وأخرجه الطبرانى فى "المعجم الاوسط": ١/ ٢٤٦/ ١/ ٤٢٥٦، وبلفظ: "نجدنا"

مکان "عراقنا" أخرجه البخاري: ۱۰۳۷، ۷۰۹٤، والترمذي: ۳۹٤۸، واحمد: ۲/ ۱۱۸

شرح:...... ایک پیمانے کا نام صاع ہے، جس کا وزن تقریباً ۲ کلو سو گرام ہوتا ہے اور مدّ، صاع کا چوتھا حصہ ہوتا ہے۔ امام البانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: سنت کے مخالف اور توحید سے منحرف بعض لوگ جزیرۂ عرب میں دعوتِ توحید کی تجدید کرنے والے امام محمد بن عبد الوہاب پر طعن کرتے ہیں، یہ لوگ اپنی جہالت یا تجاہل کی وجہ سے اس حدیثِ مبارکہ سے نجد کے علاقے مراد لے کر اس امام کو اس کا مصداق ٹھہراتے ہیں۔ حالانکہ مختلف طرق سے معلوم ہوتا ہے کہ اس سے مراد عراق کا علاقہ ہے، امام خطابی اور حافظ ابن حجر عسقلانی جیسے قدیم علما نے بھی اسی کی تائید کی ہے۔

ان جاہلوں کو یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ اگر کوئی آدمی فی نفسہ نیک اور صالح ہو، لیکن اس کا تعلق مذموم علاقوں سے ہو، تو اس کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ اسے ہی مذمت کے لائق سمجھا جائے۔ جیسے مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ اور شام کے علاقوں کی تعریف کی گئی ہے، لیکن ان میں سکونت اختیار کرنے والے کئی لوگ فاسق اور فاجر بھی ہیں، اسی طرح عراق کی مذمت سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہاں کا ہر باسی ہی قابل مذمت ہے، بلکہ اس میں کئی عالم اور نیکوکار لوگ نظر آئیں گے۔ جب سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ نے سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ کو عراق سے شام کی طرف ہجرت کر جانے کی دعوت دی تو انھوں نے کہا: "اَمَّا بَعْدُ؛ فَاِنَّ الْاَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ لَاتُقَدِّسُ اَحَدًا، وَاِنَّمَا يُقَدِّسُ الْاِنْسَانُ عَمَلُهُ۔" ......کوئی مقدس سرزمین کسی کو پاک نہیں کرتی، بلکہ ہر انسان کو اس کا (نیک) عمل پاک کرتا ہے۔" (صحیحہ: ۲۲٤٦)

حافظ ابن حجر نے کہا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل مشرق کے حق میں دعا نہ کی، تاکہ یہ لوگ اس شرّ سے باز آنے کی کوشش کریں، جس کا ظہور ان کے علاقے سے ہوگا، ...... (قرن الشيطان کا راجح معنی یہ ہے کہ اس سے مراد) شیطان اور ان اسباب کی قوت ہے، جن کے ذریعے وہ گمراہی پھیلاتا ہے۔ (فتح الباري: ۱۳/ ۵۸)

عبد الرحمن مبارکپوری نے کہا: حسی زلزلے مراد ہیں یا معنوی، جو دلوں کو ہلا کر رکھ دیتے ہیں اور فتنوں سے مراد وہ مصیبتیں اور آزمائشیں ہیں، جو دین کے ضعف اور قلت کا سبب بنیں گی، ......۔ "قرن الشيطان" سے مراد اس شیطان کے اعوان و انصار اور اس کی جماعت یا اس کی قوت اور اسبابِ ضلالت ہیں، ......۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد یہ تھی کہ جہت مشرق سے فتنوں اور بدعتوں کا ظہور ہوگا اور ایسے ہی ہوا، جنگ جمل اور جنگ صفین اسی سمت میں لڑی گئیں، پھر یہیں سے خوارج کا ظہور ہوا۔ (تحفة الاحوذي: ٤/ ۳۸۱)

(۳٦۷۳)۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِلَّا اِنَّ الْفِتْنَةَ هَا هُنَا، مِنْ حَيْثُ يَطْلُعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ۔)) جَاءَ مِنْ حَدِيْثِ ابْنِ عُمَرَ، وَاَبِي مَسْعُوْدٍ الْاَنْصَارِيِّ، وَابْنِ عَبَّاسٍ، وَاَبِي هُرَيْرَةَ۔ (الصحيحة: ۳۵۹۷)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "آگاہ رہو! بیشک فتنہ یہاں ہے، جہاں سے شیطان کے سر کا کنارہ نکلتا ہے۔" یہ حدیث سیدنا ابن عمر، سیدنا ابو مسعود انصاری، سیدنا ابن عباس اور سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم سے مروی ہے۔

تخريج: جاء من حديث ابن عمر، وأبي مسعود الأنصاري، وابن عباس، وأبي هريرة:

(١)۔ أما حديث ابن عمر؛ فرواه البخاري: ٣٢٧٩، ٥٢٩٦۔ واللفظ له۔، وابن حبان: ٦٦٤٨، ٦٦٤٩، وأحمد: ٢/ ٢٣، ٥٠ و ٧٣، ١١١، ومسلم: ٨/ ١٨٠، ١٨١، والترمذي: ٢٢٦٨، وعبدالرزاق: ٢١٠١٦، وأحمد: ٢/ ٢٣، ٢٦، ٤٠، ٧٢، ١٢١، ١٤٣ ......

(٢)۔ وأما حديث أبي مسعود: فرواه البخاري: ٣٣٠٢، ٣٤٩٨، ٤٣٨٧، ٥٣٠٣، ومسلم: ١/ ٥١، وأبو عوانة: ١/ ٥٨، ٥٩، والحميدي: ٤٥٨، وابن أبي شيبة: ١٢/ ١٨٢، وأحمد في "المسند": ٤/ ١١٨، ٥/ ٢٧٣

(٣)۔ وأما حديث ابي هريرة؛ فرواه البخاري: ٤٣٨٩ بلفظ: ((الايمان يمان، والفتنة ها هنا، ها هنا يطلع قرن الشيطان۔)) وله في "صحيح مسلم" و "مسند احمد" طرق اخرى

بلاضرورت گھر سے نہ نکلنے میں عافیت ہے

(٣٦٧٤)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اسْتَعْمَلَ رَجُلاً عَلٰى عَمَلٍ، فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ خِرْ لِي۔ فَقَالَ: ((اِلْزَمْ بَيْتَكَ۔)) (الصحيحة:١٥٣٥)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو کسی کام پر امیر بنایا، اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرے ساتھ بھلائی کرتے ہوئے (کوئی نفع مند چیز بتاؤ)۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اپنے گھر میں ٹھہرے رہنا۔''

تخريج: رواه ابن عدي: ٣٢٥/ ١، وابن عساكر: ١٦/ ٣٨٨/ ١

شرح:...... شرعی ذمہ داریوں اور دنیوی ضرورتوں کے علاوہ گھر سے نکلنے سے اجتناب کرنا چاہیے، کیونکہ لوگوں سے زیادہ میل جول اور ان سے گپ شپ میں انسان کے دین کو بہت خطرات لاحق رہتے ہیں۔ لڑائی جھگڑے، گالی گلوچ، چغلی غیبت، بدگوئی وفضول گوئی، آوارگی، آنکھ کان کا غلط استعمال، یہ تمام امور بلاضرورت گھر سے باہر رہنے کا نتیجہ ہیں۔ اس لیے زیادہ اختلاط کی بجائے گھر میں اللہ کی اطاعت، ذکر وفکر، تلاوت اور بیوی بچوں کی تعلیم و تربیت میں اوقات کو صرف کرنا بہتر ہے۔

آج کل بعض غیرت مند گھرانے اپنے بچوں اور بچیوں پر یہ پابندی لگاتے ہیں کہ وہ کسی اشد ضرورت کے بغیر گھر سے باہر نہ نکلیں۔ ایسے بچوں میں خیر غالب ہوتی ہے اور وہ تعلیم میں بھی میدان مار جاتے ہیں، یا کم از کم باہر کے ماحول میں پائے جانے والے شرّ سے محفوظ رہتے ہیں۔ لیکن اس ضمن میں اس وقت والدین اور وڈیروں پر سب سے بڑی ذمہ داری یہ عائد ہوتی ہے کہ وہ اپنے بچوں کو کمپیوٹر، موبائل فون، ٹی وی، کیبل نیٹ ورک، نیٹ، سی ڈی پلیر اور ٹیپ ریکارڈر وغیرہ کے استعمال کی کھلی اجازت نہ دیں، بلکہ اپنی نگرانی میں بچوں کو ان ایجادات کے مثبت پہلوؤں سے مستفید ہونے کا عادی بنائیں، وگرنہ گھروں میں پابند رکھنے کی حکمت مفقود ہو جائے گی اور بچوں کی روح پر برا اثر پڑے گا اور کچھ

عرصے کے بعد والدین کو اس خمیازہ بھگتنا پڑے گا۔

روزِ محشر کافر چہرے کے بل چلے گا

(٣٦٧٥)۔ عَنْ قَتَادَةَ: حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: أَنَّ رَجُلًا قَالَ: يَانَبِيَّ اللّٰهِ! يُحْشَرُ الْكَافِرُ عَلٰى وَجْهِهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ؟ قَالَ ﷺ: ((أَلَيْسَ الَّذِيْ أَمْشَاهُ عَلَى الرِّجْلَيْنِ فِي الدُّنْيَا قَادِرٌ عَلٰى أَنْ يُمْشِيَهُ عَلٰى وَجْهِهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ؟)) قَالَ قَتَادَةُ: بَلٰى وَعِزَّةِ رَبِّنَا!

(الصحيحة: ٣٥٠٧)

قتادہ بیان کرتے ہیں کہ ہمیں سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے نبی! آیا قیامت والے دن کافر کو اس کے چہرے کے بل لایا جائے گا؟ (یہ کیسے ممکن ہے؟) آپ ﷺ نے فرمایا: ”جس ذات نے دنیا میں پیروں کے بل چلایا، کیا وہ آخرت میں چہرے کے بل چلانے پر قادر نہیں ہے؟“ قتادہ نے کہا: کیوں نہیں، ہمارے ربّ کی عزت کی قسم!

تخريج: أخرجه البخاري: ٤٧٦٠، ٦٥٢٣، ومسلم: ٨/ ١٣٥، وابن حبان: ٧٢٧٩، والنسائي في "السنن الكبرى": ٦/ ٤٢٠/ ١١٣٦٧، والطبراني في "التفسير": ١٩/ ٩، وأبونعيم في "الحلية": ٢/ ٣٤٣، والبغوي في "شرح السنة": ١٥/ ١٢٦، وأحمد: ٣/ ٢٢٩

شرح:...... ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿الَّذِيْنَ يُحْشَرُوْنَ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ إِلٰى جَهَنَّمَ أُوْلٰئِكَ شَرٌّ مَّكَانًا وَّأَضَلُّ سَبِيْلًا۔﴾ (سورۂ فرقان: ٣٤)...... ”جولوگ اپنے منہ کے بل جہنم کی طرف جمع کیے جائیں گے، وہی بدتر مکان والے اور گمراہ تر راستے والے ہیں۔“

آزمائشوں سے اللہ تعالیٰ کی عافیت کا سوال کرنا چاہیے

(٣٦٧٦)۔ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ مَرَّ بِقَوْمٍ مُبْتَلِيْنَ، فَقَالَ: ((أَمَا كَانَ هٰؤُلَاءِ يَسْأَلُوْنَ الْعَافِيَةَ۔)) (الصحيحة: ٢١٩٧)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ بیمار لوگوں کے پاس سے گزرے اور پوچھا: ”آیا یہ لوگ صحت و عافیت کا سوال نہیں کرتے تھے؟“

تخريج: أخرجه البزار في "مسنده": ٣١٣٤، كشف الأستار

شرح:...... اگرچہ آزمائشیں اور بیماریاں مومن کے لیے بلندیٔ درجات کا باعث ہیں، لیکن شرعی تقاضا یہ ہے کہ اس نیت سے بیماریوں کی خواہش نہ کی جائے اور اللہ تعالیٰ سے صحت و عافیت کا سوال کیا جائے، ہاں اگر پھر بھی کوئی کسی بیماری میں مبتلا ہو جاتا ہے تو اسے صبر کرنا چاہیے۔

آپ ﷺ کی امت مرحوم ہے، لیکن ......

(٣٦٧٧)۔ عَنْ أَبِيْ مُوْسٰى قَالَ: قَالَ

سیدنا ابوموسی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أُمَّتِیْ أُمَّةٌ مَرْحُوْمَةٌ لَیْسَ عَلَیْهَا عَذَابٌ فِیْ الْآخِرَةِ، عَذَابُهَا فِیْ الدُّنْیَا: الْفِتَنُ وَالزَّلَازِلُ وَالْبَرَاکِیْنُ۔)) (الصحیحة: ۹۵۹)

فرمایا: ''میری امت پر رحم کیا گیا ہے، آخرت میں اس پر عذاب نہیں ہوگا، اس کا عذاب دنیا میں ہی ہے اور وہ فتنوں، زلزلوں اور آتشیں مادے ابلنے کی صورت میں ہے۔''

تخریج: أخرجه أبو داود: ٤٢٧٨، والحاکم: ٤/ ٤٤٤، وأحمد: ٤/ ٤٠٨، ٤١٠، ٤١٨، و البخاری فی "التاریخ الکبیر": ١/ ١/ ٣٨، والطبرانی فی "المعجم الصغیر": صـ ٣، والحاکم: ٤/ ٣٥٣

شرح:...... ادنی سے ادنی تکلیف سے لے کر بڑی سی بڑی آزمائش تک، اس سے روحانی پریشانی ہو یا جسمانی تکلیف، یہ تمام امور مومن کے گناہوں کا کفارہ اور اس کے درجات کی بلندی کا سبب بنتے ہیں۔ لیکن یہ ضروری ہے کہ شرعی تقاضوں کے مطابق صبر کیا جائے۔

امام البانی رحمہ اللہ نے کہا: آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ اس حدیث مبارکہ میں ''امت'' سے مراد اس کے غالب افراد ہیں، کیونکہ یہ امر حتمی اور قطعی ہے کہ آپ ﷺ کی امت کے بعض افراد گناہوں کی سزا بھگتنے کے لیے جہنم میں داخل ہوں گے، جیسا کہ مناوی نے کہا، بخلاف اس کے جو اس حقیقت سے جاہل ہے۔

یہ حدیث، صحیحہ کی ان چار احادیث میں سے ہے، جن کو عادل مرشد نے اپنے رسالے (المنهج الصحیح فی الحکم علی الحدیث النبوی الشریف) میں ضعیف قرار دیا۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ اس حدیث کا مفہوم کئی صحابہ سے مروی ان احادیث صحیحہ کے مفہوم کے مخالف ہے، جن میں یہ وضاحت کی گئی ہے کہ آپ ﷺ کی امت کے کئی افراد آپ ﷺ کی سفارش کی وجہ سے جہنم سے نکلیں گے۔ (ان احادیث کا مطلب یہ ہوا کہ وہ جہنم میں داخل ہوں گے)۔

میں (البانی) کہتا ہوں: عادل مرشد کے اس خیال سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ان متعارض احادیث میں جمع و تطبیق نہ دے سکے۔ اگر غور و فکر کیا جائے تو ان احادیث میں کوئی تعارض اور تضاد نہیں ہے، کیونکہ سیدنا ابو موسی رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث کا یہ مطلب نہیں کہ اس امت کا ہر فرد بخشا ہوا ہے، بلکہ اس سے مراد وہ فرزندان امت ہیں، جن کے گناہ دنیوی آزمائشوں کی وجہ سے معاف کیے جا چکے ہوں گے، جیسا کہ امام بیہقی نے (شعب الایمان: ۱/ ۳۴۲) میں کہا: آپ ﷺ کی سفارش والی حدیث کا تعلق ان امتیوں سے ہے، جن کے گناہ ان کی زندگی میں معاف نہیں ہوں گے۔

میں (البانی) کہتا ہوں: معلوم ہوا کہ اس حدیث میں ''تمام افراد'' کا اطلاق کر کے ''بعض افراد'' مراد لیے گئے ہیں، یعنی آپ ﷺ نے ''امت'' کہہ کر امت کے بعض افراد مراد لیے ہیں، اور وہ وہ ہیں جن کی غلطیاں دنیوی آزمائشوں کی وجہ سے معاف کی جا چکی ہوں گی۔

درج بالا بحث میں تو صرف دو احادیث کا ذکر کیا گیا ہے، حقیقت میں یہ وسیع باب ہے، جو اس پر مطلع ہوگا، وہ اس

قسم کی جہالتوں سے محفوظ رہے گا۔ مثلا ﴿قُرْآنَ الْفَجْرِ﴾ کہہ کر نمازِ فجر اور ﴿فَاقْرَؤُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ﴾ کہہ کر رات کی نماز، جو آسان لگے، مراد لی گئی۔ اسی طرح آپ ﷺ نے فرمایا: ((ان آل ابی فلان لیسوا بأولیائی)) (ابوفلاں کی آل والے افراد میرے دوست نہیں ہیں۔) (صحیحہ: ۷۶۴) سے مراد ان میں سے مشرف باسلام نہ ہونے والے افراد ہیں۔ حافظ ابن حجر نے (فتح الباری: ۱۰/ ۴۲۰) میں اس حدیث کے بعد کہا: اس حدیث میں ''اطلاق الکل وارادۃ البعض'' (کل کا اطلاق کر کے بعض افراد مراد لینا) کا قانون پیش کیا گیا ہے، اس حدیث میں افراد کے ایک مجموعے کی نفی کی گئی ہے، نہ کی جمیع افراد کی۔'' (صحیحہ: ۹۵۹)

آپ ﷺ کی امت کہاں تک پہنچے گی؟ بالآخر اسلام ہر گھر میں پہنچ جائے گا

(۳۶۷۸)۔ عَنْ شَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ مَرْفُوْعًا: ((أَنَّ اللّٰهَ زَوٰى لِيَ الْأَرْضَ، فَرَأَيْتُ مَشَارِقَهَا وَمَغَارِبَهَا وَأَنَّ أُمَّتِيْ سَيَبْلُغُ مُلْكُهَا مَا زُوِيَ لِيْ مِنْهَا۔)) الحديث۔ (الصحيحة: ۲)

سیدنا شداد بن اوس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالی نے میرے لیے زمین کو سکیڑا اور میں نے اس کے مشارق و مغارب کو دیکھا۔ جتنی زمین میرے سامنے سکیڑ کر پیش کی گئی، وہاں تک میری امت کی بادشاہت پہنچے گی۔''

تخريج: رواه مسلم: ۸/ ۱۷۱، وأبو داود: ۴۲۵۲، والترمذي: ۲/ ۲۷، وصححه، وابن ماجه: رقم: ۲۹۵۲، وأحمد: ۵/ ۲۷۸ و ۲۸۴، من حديث ثوبان، وأحمد أيضا: ۴/ ۱۲۳

شرح:...... آپ ﷺ کو معجزاتی طور پر مسلم فاتحین کی فتوحات کا سلسلہ دکھا دیا گیا، امام نووی نے کہا: آپ ﷺ نے جیسے خبر دی، ایسے ہی واقع ہوا، اس حدیث میں یہ اشارہ بھی دیا گیا ہے کہ اس امت کی بادشاہت زیادہ تر شرق و غرب کی جہتوں کی طرف پھیلے گی اور عملاً ایسے ہی ہوا اور یہ سلسلہ شمال و جنوب کی طرف زیادہ نہ پھیل سکا۔ (شرح مسلم للنووی: ۲/ ۳۹۰) امام البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں: اس موضوع کی زیادہ وضاحت درج ذیل حدیث سے ہوتی ہے:

(۳۶۷۹)۔ عَنْ جَمْعٍ مِنْهُمُ الْمِقْدَادُ، وَأَبُوْ ثَعْلَبَةَ، وَتَمِيْمُ الدَّارِيُّ مَرْفُوْعًا: ((لَيَبْلُغَنَّ هٰذَا الْأَمْرُ مَا بَلَغَ اللَّيْلُ وَالنَّهَارُ، وَلَا تَرَكَ اللّٰهُ بَيْتَ مَدَرٍ وَلَا وَبَرٍ إِلَّا أَدْخَلَهُ اللّٰهُ هٰذَا الدِّيْنَ، بِعِزِّ عَزِيْزٍ، أَوْبِذُلِّ ذَلِيْلٍ، عِزًّا يُعِزُّ اللّٰهُ بِهِ الْإِسْلَامَ، وَذِلًّا يُذِلُّ بِهِ الْكُفْرَ۔))

سیدنا مقداد، سیدنا ابوثعلبہ، سیدنا تمیم داری اور دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ دین وہاں تک پہنچے گا، جہاں تک رات اور دن کا سلسلہ جاری ہے۔ اللہ تعالی کوئی شہری اور دیہاتی گھر نہیں چھوڑیں گے، مگر اس میں عزیز کی عزت و آبرو کے ساتھ یا ذلیل کی توہین و ذلالت کے ساتھ دین کو پہنچا دیں گے، عزت وہ ہے جو اسلام کے ساتھ

(الصحيحة:٣) ملے اور ذلت وہ ہے جو کفر کے ساتھ ملے۔"

تخريج: رواه جماعة ذكرتهم في "تحزير الساجد": صـ١٢١، ورواه ابن حبان في "صحيحه": ١٦٣١ و١٦٣٢، وأبو عروبة في "المنتقى من الطبقات": ٢/ ١٠/ ١

شرح:...... کوئی شک نہیں کہ اس حدیث سے یہ لازم آتا ہے کہ مسلمان اپنی روحانیات، مادیات اور دفاعی حالات میں پوری قوت کے ساتھ واپس آئیں گے اور کفر و سرکشی اور ظلم و استبداد پر غالب آ جائیں گے۔ درج ذیل حدیث میں ہمیں یہی بشارت سنائی گئی ہے:

ابوقبیل کہتے ہیں: ہم سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے پاس تھے، ان سے یہ سوال کیا گیا: کون سا شہر پہلے فتح ہوگا، قسطنطنیہ یا روم؟ سیدنا عبداللہ نے صندوق منگوایا، اس کے ساتھ کڑے لگے ہوئے تھے۔ اس سے ایک کتاب نکالی۔ پھر انھوں نے کہا: ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارد گرد بیٹھے لکھ رہے تھے، اچانک آپ سے سوال کیا گیا کہ کون سا شہر پہلے فتح ہوگا، قسطنطنیہ یا رومی؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((مَدِيْنَةُ هِرَقْلَ تُفْتَحُ اَوَّلاً۔)) يَعْنِيْ: قِسْطِنْطِيْنِيَّةَ۔ (صحیحہ: ٤) ......"ہرقل والا شہر (قسطنطنیہ) پہلے فتح ہوگا۔"

امام البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں: "رومیہ" سے مراد "روم" ہے، جیسا کہ (معجم البلدان) میں ہے، آج کل یہ اٹلی کا دارالخلافہ ہے۔ محمد فاتح عثمانی نے قسطنطنیہ کو فتح کیا، یہ نویں سن ہجری کی بات ہے۔ رومیہ کی فتح بھی ہوگی، کچھ عرصے بعد لوگوں کو پتہ چل جائے گا، بلا شک و شبہ دوسری فتح اس حقیقت کا تقاضا کرتی ہے کہ امتِ مسلمہ کو پھر سے خلافتِ راشدہ نصیب ہوگی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا مژدہ یوں سنایا:

سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے۔ بشیر اپنی بات کو روک دیتے تھے۔ اتنے میں ابوثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ آئے اور کہا: بشیر بن سعد! کیا تجھے امرا کے بارے میں کوئی حدیثِ نبوی یاد ہے؟ سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا: (اس معاملے میں) مجھے آپ کا خطبہ یاد ہے۔ ابوثعلبہ بیٹھ گئے اور حذیفہ نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((تَكُوْنُ النُّبُوَّةُ فِيكُمْ مَاشَاءَ اللّٰهُ أَنْ تَكُوْنَ، ثُمَّ يَرْفَعُهَا اللّٰهُ إِذَا شَاءَ أَنْ يَّرْفَعَهَا، ثُمَّ تَكُوْنُ خِلَافَةٌ عَلٰى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ فِيْكُمْ مَاشَاءَ اللّٰهُ أَنْ تَكُوْنَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا إِذَا شَاءَ أَنْ يَّرْفَعَهَا، ثُمَّ تَكُوْنُ مُلْكًا عَاضًّا فَتَكُوْنُ مَاشَاءَ اللّٰهُ أَنْ تَكُوْنَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا إِذَا شَاءَ اللّٰهُ أَنْ يَّرْفَعَهَا ثُمَّ تَكُوْنُ مُلْكًا جَبْرِيًّا، فَتَكُوْنُ مَاشَاءَ اللّٰهُ أَنْ تَكُوْنَ، ثُمَّ يَرْفَعُهَا إِذَا شَاءَ اللّٰهُ أَنْ يَّرْفَعَهَا، ثُمَّ تَكُوْنُ خِلَافَةٌ عَلٰى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ، ثُمَّ سَكَتَ))۔ (صحیحہ: ٥)......"اللہ تعالیٰ کی مشیت کے مطابق کچھ عرصہ تک تو نبوت قائم رہے گی، پھر اللہ تعالیٰ جب چاہیں گے اسے اٹھا لیں گے۔ نبوت کے بعد اس کے منہج پر اللہ کی مرضی کے مطابق کچھ عرصہ تک خلافت ہو گی، پھر اللہ تعالیٰ اسے اختتام پذیر کر دیں گے، پھر اللہ کے فیصلے کے مطابق کچھ عرصہ تک بادشاہت ہوگی، جس میں ظلم و زیادتی ہوگا، بالآخر وہ بھی ختم ہو جائے گی، پھر جبری بادشاہت ہوگی، وہ کچھ عرصہ کے بعد زوال پذیر ہو جائے گی، اس

کے بعد منہجِ نبوت پر پھر خلافت ہوگی، پھر آپ ﷺ خاموش ہو گئے۔''

بائیس تیئس سالوں پر مشتمل دورِ نبوت اور تیس برسوں پر مشتمل زمانہ خلافتِ راشدہ معروف اور معین ہے۔ سب سے آخر میں ذکر کیے گئے دورِ خلافت کے متعلق یہی کہنا درست معلوم ہوتا ہے کہ یہ مستقبل میں وقوع پذیر ہونے والا ہے۔ ترتیب میں مذکورہ تیسری اور چوتھی چیز کے تعین کے بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے۔

اس حدیث کی سند کے راوی حبیب بن سالم کہتے ہیں: جب عمر بن عبدالعزیز (جن کا دور ۹۹ھ تا ۱۰۱ھ کا ہے) کھڑے ہوئے تو میں نے ان کے ساتھی یزید بن نعمان کو خط لکھا، جس میں یہ حدیث قلمبند کر کے لکھا: مجھے امید ہے کہ ظالم اور جابر دونوں کی حکومتوں کے بعد جس خلافتِ راشدہ کا ذکر کیا گیا وہ عمر بن عبدالعزیز ہی ہیں۔ انھوں نے میرا خط ان تک پہنچا دیا، وہ پڑھ کر بڑے خوش ہوئے۔ لیکن امام البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں: حدیث کو عمر بن عبدالعزیز کے دور پر محمول کرنا بعید بات ہے، کیونکہ ان کی خلافت تو خلافتِ راشدہ کے قریب ہی ہے۔ اس وقت تک تو ظلم و ستم اور جبر و قہر والی مملکتیں وجود میں ہی نہیں آئی تھیں (کہ عمر بن عبدالعزیز کے دور کو منہاجِ نبوت والی خلافت کی آخری کڑی سمجھا جائے)۔

اس حدیث میں یہ بشارت دی گئی ہے کہ مسلمانوں کا مستقبل روشن ہے اور مسلم خلافت پوری قوت کے ساتھ واپس آئے گی۔ (صحیحہ: ۵)

نیک لوگوں کا سفارش کرنا

(٣٦٨٠)۔عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَنَّ الرَّجُلَ يَشْفَعُ لِلرَّجُلَيْنِ وَلِلثَّلَاثَةِ وَالرَّجُلُ لِلرَّجُلِ.)) (الصحيحة: ٢٥٠٥)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بعض آدمی دو دو اور تین تین افراد کے حق میں اور بعض صرف ایک آدمی کے حق میں سفارش کریں گے۔''

تخريج: أخرجه ابن خزيمة فى "التوحيد": ص٢٠٥، و رواه البزار: ٣٤٧٣ دون الجملة الاخيرة

شرح:...... علامہ ابن ابی العز الحنفی نے شفاعت کے موضوع پر بہت خوبصورت بحث کی، انھوں نے اس کی آٹھ قسمیں بنائیں اور آخری قسم کے بارے میں کہا: آپ ﷺ کبیرہ گناہوں کی وجہ سے جہنم میں داخل ہونے والے اپنے امتیوں کے لیے سفارش کریں گے کہ ان کو جہنم سے نکالا جائے، متواتر احادیث سے یہ مسئلہ ثابت ہوتا ہے۔ سفارش کی اس قسم میں آپ ﷺ کے ساتھ فرشتے، دوسرے انبیا اور مومن بھی شریک ہوں گے۔ آپ ﷺ یہ سفارش چار دفعہ کریں گے۔ (شرح عقیدہ طحاویہ: ١٩٦۔ ٢٠٩)

آخرت میں سفارش کرنا، اللہ تعالیٰ کی طرف سے اعزاز ہوگا، جو وہ انبیا، مومنوں اور فرشتوں کو عطا کرے گا، لیکن سفارش کون سے اور کتنے لوگوں کے بارے میں کرنی ہے، اس کا تعین اللہ تعالیٰ خود کریں گے۔

قسطنطنیہ پہلے فتح ہوا یا رومیہ

(٣٦٨١)۔ عَنْ أَبِي قَبِيلٍ، قَالَ: كُنَّا عِنْدَ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، وَسُئِلَ: أَيُّ الْمَدِينَتَيْنِ تُفْتَحُ أَوَّلاً: الْقِسْطِنْطِينِيَّةُ أَوْ رُومِيَّةُ؟ فَدَعَا عَبْدُاللّٰهِ بِصَنْدُوقٍ لَهُ حِلَقٌ، قَالَ: فَأَخْرَجَ مِنْهُ كِتَابًا، قَالَ: فَقَالَ عَبْدُاللّٰهِ: بَيْنَمَا نَحْنُ حَوْلَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ نَكْتُبُ، إِذْ سُئِلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: أَيُّ الْمَدِينَتَيْنِ تُفْتَحُ أَوَّلاً: أَقِسْطِنْطِينِيَّةُ أَوْ رُومِيَّةُ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَدِينَةُ هِرَقْلَ تُفْتَحُ أَوَّلاً۔)) يَعْنِي: قِسْطِنْطِينِيَّةَ۔

ابو قبیل کہتے ہیں: ہم سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے پاس تھے، ان سے یہ سوال کیا گیا: کون سا شہر پہلے فتح ہوگا، قسطنطنیہ یا روم؟ سیدنا عبد اللہ نے صندوق منگوایا، اس کے ساتھ کڑے لگے ہوئے تھے۔ اس سے ایک کتاب نکالی۔ پھر انھوں نے کہا: ہم رسول اللہ ﷺ کے ارد گرد بیٹھے لکھ رہے تھے، اچانک آپ سے سوال کیا گیا کہ کون سا شہر پہلے فتح ہوگا، قسطنطنیہ یا رومیہ؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہرقل والا شہر (قسطنطنیہ) پہلے فتح ہوگا۔''

(الصحيحة: ٤)

تخريج: رواه أحمد: ٢/ ١٧٦، والدارمي: ١/ ١٢٦، وابن أبى شيبة فى "المصنف": ٤٧/ ١٥٣/ ٢، وأبو عمرو الدانى فى "السنن الواردة فى الفتن": ١١٦/ ٢، والحاكم: ٤/ ٤٢٢ و٥٠٨ و٥٥٥، وعبدالغنى المقدسى فى "كتاب العلم": ٢/ ٣٠/ ١

شرح:...... حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے عہد میں قسطنطنیہ کی فتح کے لیے دو دفعہ بحری مہم بھیجی، لیکن کامیابی نہ ہو سکی، پھر ۹۸ سن ہجری میں عساکرِ اسلام نے ایک بار پھر قسطنطنیہ کا محاصرہ کیا، لیکن ناساز گار موسمی اور نفت یونانی (دھماکہ خیز مواد) کے باعث شہر فتح نہ ہو سکا۔

سلطان محمد ثانی کی وفات کے بعد حکومت کی باگ ڈور اس کے تئیس سالہ بیٹے محمد ثانی کے ہاتھ آئی، یہ پہلا عثمانی سلطان تھا، جس نے فتح قسطنطنیہ کا عزم کیا اور اس کو فتح کیا۔ یہ ۸۵۷ھ کا واقعہ ہے۔

امام البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں: ''رومیہ'' سے مراد ''روم'' ہے، جیسا کہ (معجم البلدان) میں ہے، آج کل یہ اٹلی کا دار الخلافہ ہے۔ محمد فاتح عثمانی نے قسطنطنیہ کو فتح کیا، یہ نویں سن ہجری کی بات ہے۔ رومیہ کی فتح بھی ہوگی، کچھ عرصے بعد لوگوں کو پتہ چل جائے گا، بلا شک وشبہ اُس فتح کے بعد خلافتِ اسلامیہ، امتِ مسلمہ کو مل جائے گی۔ (صحیحہ: ٤)

کلمۂ شہادت، گناہوں کے ننانوے دفاتر پر بھاری

(٣٦٨٢)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((أَنَّ اللّٰهَ

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''بیشک اللہ تعالی روز

سَيُخَلِّصُ رَجُلًا مِنْ أُمَّتِيْ عَلٰى رُؤُوْسِ الْخَلَائِقِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ، فَيَنْشُرُ عَلَيْهِ تِسْعَةً وَتِسْعِيْنَ سِجِلًّا ، كُلُّ سِجِلٍّ مِثْلُ مَدِّ الْبَصَرِ ، ثُمَّ يَقُوْلُ: أَتُنْكِرُ مِنْ هٰذَا شَيْئًا؟ أَظَلَمَكَ كَتَبَتِيَ الْحَافِظُوْنَ؟ فَيَقُوْلُ: لَا يَا رَبِّ! فَيَقُوْلُ: أَلَكَ عُذْرٌ؟ فَيَقُوْلُ: لَا يَارَبِّ! فَيَقُوْلُ: بَلٰى؛ أَنَّ لَكَ عِنْدَنَا حَسَنَةً ، فَأَنَّهُ لَا ظُلْمَ عَلَيْكَ الْيَوْمَ۔ فَتُخْرَجُ بِطَاقَةٌ فِيْهَا: أَشْهَدُ أَنْ لَّا أِلٰهَ أِلَّا اللّٰهُ ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔ فَيَقُوْلُ: أُحْضُرْ وَزْنَكَ ، فَيَقُوْلُ: مَا هٰذِهِ الْبَطَاقَةُ مَعَ هٰذِهِ السِّجِلَاتِ؟ فَقَالَ: أَنَّكَ لَا تُظْلَمُ۔ قَالَ: فَتُوْضَعُ السِّجِلَّاتُ فِيْ كِفَّةٍ ، وَالْبِطَاقَةُ فِيْ كِفَّةٍ ، فَطَاشَتِ السِّجِلَّاتُ وَثَقُلَتِ الْبِطَاقَةُ ، فَلَا يَثْقُلُ مَعَ اسْمِ اللّٰهِ شَيْءٌ۔)) (الصحيحة: ١٣٥)

قیامت میری امت میں سے ایک آدمی کو تمام مخلوقات کے سامنے لائے گا۔ اس کے سامنے ننانوے رجسٹر پھیلا دیے جائیں گے (جن میں اس کے گناہوں کا اندراج ہو گا)، ہر رجسٹر تاحدّ نگاہ ہو گا۔ اللہ تعالی پوچھے گا: کیا تو ان (گناہوں میں سے) کسی گناہ کا انکار کر سکتا ہے (کہ وہ تو نے نہ کیا ہو)؟ کیا میرے کاتب اور محافظ فرشتوں نے تجھ پر کوئی ظلم کیا؟ وہ کہے گا: نہیں، اے میرے ربّ! اللہ تعالی پوچھے: آیا تیرے پاس کوئی عذر ہے؟ وہ کہے گا: نہیں، اے میرے ربّ! اللہ تعالی کہے گا: کیوں نہیں، ہمارے ہاں تیری ایک نیکی محفوظ ہے، آج تجھ پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔ پھر اس کے لیے ایک پرچہ نکالا جائے گا، جس پر "أَشْهَدُ أَنْ لَّا أِلٰهَ أِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ" لکھا ہو گا۔ اللہ تعالی اسے کہے گا: میزان والی جگہ پر پہنچ۔ وہ کہے گا: ان رجسٹروں کے سامنے یہ پرچہ کیا کر سکتا ہے؟ اللہ تعالی کہے گا: آج تجھ پر کوئی ظلم نہیں ہو گا۔ پھر ترازو کے ایک پلڑے میں (ننانوے) رجسٹر رکھے جائیں اور دوسرے میں وہ پرچہ۔ (نتیجتاً) وہ رجسٹر (کم وزن ہونے کی وجہ سے) اوپر کو اٹھ جائیں گے اور پرچے (والا پلڑا) بھاری ہو جائے گا۔ اللہ تعالی کے نام کے مقابلے میں کوئی چیز وزنی نہیں ہو سکتی۔"

تخريج: أخرجه الترمذي: ٢/ ١٠٦ ، وابن ماجه: ٤٣٠٠ ، والحاكم: ١/ ٦ و ٥٢٩ ، وأحمد: ٢/ ٢١٣ ، ٢٢١

شرح:...... اس حدیثِ مبارکہ میں درج ذیل کلمۂ شہادت کی عظمت وفضیلت کا بیان ہے، اخلاص دل کے ساتھ اور معنی پر غور کر کے اس کی ادائیگی کی جائے۔ أَشْهَدُ أَنْ لَّا أِلٰهَ أِلَّا اللّٰهُ ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔

امام البانی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں: اس حدیث سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ اعمال کے ترازو کے دو ایسے پلڑے ہوں گے، جن کو دیکھا جا سکے گا اور ان میں اعمال، جو اگرچہ اعراض ہیں، کا وزن کیا گیا جائے، (اس میں کوئی تعجب نہیں ہونا چاہیے کیونکہ) اللہ تعالی ہر چیز پر قادر ہے۔ اہل السنہ کا یہی عقیدہ ہے، اس کی تائید کافی ساری احادیث سے ہوتی ہے۔ (صحیحہ: ١٣٥)

مومن کو اس کی نیکی کا صلہ دنیا و آخرت میں ملتا ہے

(٣٦٨٣)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ مَرْفُوْعًا:

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

((أَنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مُؤْمِنًا حَسَنَتَهُ، يُعْطَى بِهَا (وَفِي رِوَايَةٍ: يُثَابُ عَلَيْهَا الرِّزْقَ فِي الدُّنْيَا) وَيُجْزَى بِهَا فِي الْآخِرَةِ، وَأَمَّا الْكَافِرُ فَيُطْعَمُ بِحَسَنَاتِ مَا عَمِلَ بِهَا لِلّٰهِ فِي الدُّنْيَا، حَتّٰى أَذَا أَفْضَى أَلَى الْآخِرَةِ لَمْ يَكُنْ لَهُ حَسَنَةٌ يُجْزَى بِهَا.))

(الصحيحة: ٥٣)

نے فرمایا: ''بیشک اللہ تعالیٰ مومن پر اس کی نیکی کے سلسلے میں ظلم نہیں کرتا، اسے اس کی نیکی کی وجہ سے دنیا میں بھی رزق عطا کیا جاتا ہے اور آخرت میں اجر وثواب سے بھی نوازا جاتا ہے۔ رہا مسئلہ کافر کا تو اسے اس کی نیکیوں کا بدلہ دنیا میں چکا دیا جاتا ہے، جب وہ آخرت تک پہنچتا ہے تو اس کی کوئی نیکی باقی نہیں ہوتی کہ اسے جزا دی جائے۔''

تخریج: أخرجه مسلم: ٨/ ١٣٥، وأحمد: ٣/ ١٢٥، ولتمام فی "الفوائد": ٨٧٩

شرح:...... یہ توحید اور اعمالِ صالحہ کی برکات ہیں کہ مومن کو دنیا و آخرت میں ان کا صلہ ملتا ہے۔

کافر کو اس کی نیکیوں کا صلہ دنیا میں مل جاتا ہے

(٣٦٨٤)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ مَرْفُوْعًا: ((أَنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مُؤْمِنًا حَسَنَتَهُ، يُعْطَى بِهَا (وَفِي رِوَايَةٍ: يُثَابُ عَلَيْهَا الرِّزْقَ فِي الدُّنْيَا) وَيُجْزَى بِهَا فِي الْآخِرَةِ، وَأَمَّا الْكَافِرُ فَيُطْعَمُ بِحَسَنَاتِ مَا عَمِلَ بِهَا لِلّٰهِ فِي الدُّنْيَا، حَتّٰى أَذَا أَفْضَى أَلَى الْآخِرَةِ لَمْ يَكُنْ لَهُ حَسَنَةٌ يُجْزَى بِهَا.))

(الصحيحة: ٥٣)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک اللہ تعالیٰ مومن پر اس کی نیکی کے سلسلے میں ظلم نہیں کرتا، اسے اس کی نیکی کی وجہ سے دنیا میں بھی رزق عطا کیا جاتا ہے اور آخرت میں اجر وثواب سے بھی نوازا جاتا ہے۔ رہا مسئلہ کافر کا تو اسے اس کی نیکیوں کا بدلہ دنیا میں چکا دیا جاتا ہے، جب وہ آخرت تک پہنچتا ہے تو اس کی کوئی نیکی باقی نہیں ہوتی کہ اسے جزا دی جائے۔''

تخریج: أخرجه مسلم: ٨/ ١٣٥، وأحمد: ٣/ ١٢٥، ولتمام فی "الفوائد": ٨٧٩

شرح:...... امام البانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: اس مسئلہ میں یہی قاعدہ ہے کہ کافر کو اس کے نیک اعمال کا بدلہ دنیا میں دے دیا جاتا ہے، آخرت میں اس کی نیکیاں اس کو کوئی فائدہ دیں گی نہ ان کی وجہ سے عذاب میں تخفیف کی جائے گی، چہ جائیکہ وہ عذاب سے نجات پا سکے۔

تنبیہ:...... یہ قانون اس کافر کے بارے میں ہے، جو کفر کی حالت میں مر جائے۔ اگر وہ مسلمان ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اس کی حالتِ کفر میں کی گئی نیکیوں کو بھی لکھ لیتا ہے اور آخرت میں ان کا بدلہ دے گا، کئی احادیث سے یہ مسئلہ ثابت ہوتا ہے۔ (صحیحہ: ۵۳) تفصیل کے لیے دیکھیں: "الإِيمَانُ وَالتَّوحِيْدُ وَالدِّيْنُ وَالْقَدَرُ" میں عنوان: ''قبولیتِ اسلام کے بعد کافر کی حالتِ کفر میں کی گئی نیکیوں کی اہمیت''

قیامت سے پہلے تمام مومن ایک ہوا سے مر جائیں گے

(٣٦٨٥)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ رِيْحًا مِنَ الْيَمَنِ، أَلْيَنَ مِنَ الْحَرِيْرِ فَلَا تَدَعُ أَحَدًا فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِنْ أِيْمَانٍ أَلَّا قَبَضَتْهُ۔)) (الصحيحة: ١٦٥٩)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بیشک اللہ تعالی یمن سے ایک ہوا بھیجے گا، جو ریشم سے نرم ہوگی، وہ ہر اس بندے کو فوت کر دے گی جس کے دل میں ایک دانے کے بقدر ایمان ہوگا۔''

تخريج. أخرجه مسلم: ١/ ٧٦، والبخاري في "التاريخ": ٣/ ١٠٩/ ١، والسراج في "مسنده": ٥/ ٨٨-٨٩، والحاكم: ٤/ ٤٥٥

شرح:...... ہوا کی صفت سے معلوم ہو رہا ہے کہ مومنوں کے ساتھ اس کا رویہ نرم اور اکرام والا ہوگا۔ صحیح مسلم کی ایک دوسری روایت میں ہے کہ یہ ہوا شام سے آئے گی، تو ممکن ہے کہ یہ ہوا شام اور یمن دونوں مقامات سے آئے گی یا پھر یہ تطبیق دی جائے گی کہ اس کا آغاز ایک علاقے سے ہوگا، پھر وہی ہوا دوسرے علاقے میں پہنچ کر پھیلنا شروع ہو جائے گی۔ اس ہوا کے بعد روئے زمین پر صرف شرّ باقی رہ جائے گا، لوگوں میں توحید و ایمان کی کوئی رمق باقی نہ رہے گی، انہی لوگوں پر قیامت برپا ہوگی۔

(٣٦٨٦)۔ عَنْ عَيَّاشِ بْنِ أَبِي رَبِيْعَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ: ((تَجِيْءُ رِيْحٌ بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ، تُقْبَضُ فِيْهَا أَرْوَاحُ كُلِّ مُؤْمِنٍ۔)) (الصحيحة: ١٧٨٠)

سیدنا عیاش بن ابو ربیعہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''قیامت سے پہلے ایک ہوا چلے گی اور وہ ہر مومن کی روح قبض کر لے گی۔''

تخريج: أخرجه أحمد: ٣/ ٤٢٠، والحاكم: ٤/ ٤٨٩

(٣٦٨٧)۔ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ شِمَاسَةَ الْمَهْرِيِّ، قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ مَسْلَمَةَ بْنِ مَخْلَدٍ وَعِنْدَهُ عَبْدُاللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، فَقَالَ عَبْدُاللّٰهِ: لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ أَلَّا عَلٰى شِرَارِ الْخَلْقِ هُمْ شَرٌّ مِّنْ أَهْلِ الْجَاهِلِيَّةِ، لَا يَدْعُوْنَ اللّٰهَ بِشَيْءٍ إِلَّا رَدَّهُمْ عَلَيْهِمْ۔ فَبَيْنَمَا هُمْ عَلٰى ذٰلِكَ أَقْبَلَ عُقْبَةُ بْنُ عَامِرٍ فَقَالَ لَهُ مَسْلَمَةُ: يَا عُقْبَةُ! إِسْمَعْ

عبد الرحمن بن شماسہ مہری کہتے ہیں: میں مسلمہ بن مخلد کے پاس تھا، سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بھی ان کے پاس موجود تھے۔ سیدنا عبد اللہ نے کہا: قیامت بدترین لوگوں پر قائم ہوگی، وہ جاہلیت والے لوگوں سے بھی بدتر ہوں گے، وہ جب بھی اللہ تعالی کو پکاریں گے، اللہ تعالی ان کی پکار کو مردود قرار دے گا۔ اتنے میں ان کے پاس سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ آ گئے، مسلمہ نے ان سے کہا: عقبہ! عبد اللہ کی بات پر غور کرو، وہ کیا کہہ رہے ہیں۔ انھوں نے کہا: وہ مجھ سے

مَا يَقُوْلُ عَبْدُاللّٰهِ۔ فَقَالَ عُقْبَةُ: هُوَ اَعْلَمُ، وَاَمَّا اَنَا فَسَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((لَا تَزَالُ عِصَابَةٌ مِنْ أُمَّتِي يُقَاتِلُوْنَ عَلٰى اَمْرِ اللّٰهِ قَاهِرِيْنَ لِعَدُوِّهِمْ لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ خَالَفَهُمْ حَتّٰى تَأْتِيَهُمُ السَّاعَةُ وَهُمْ عَلٰى ذٰلِكَ۔)) فَقَالَ عَبْدُاللّٰهِ: اَجَلْ، ثُمَّ يَبْعَثُ اللّٰهُ رِيْحًا كَرِيْحِ الْمِسْكِ، مَسُّهَا مَسُّ الْحَرِيْرِ، فَلَا تَتْرُكُ نَفْسًا فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِنَ الْاِيْمَانِ اِلَّا قَبَضَتْهُ، ثُمَّ يَبْقٰى شِرَارُ النَّاسِ عَلَيْهِمْ تَقُوْمُ السَّاعَةُ۔ (الصحيحة: ١١٠٨)

زیادہ علم رکھتے ہیں، میں نے تو رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''میری امت کا ایک گروہ اللہ کے حکم کے مطابق قتال کرتا رہے گا، وہ اپنے دشمنوں پر غالب رہے گا اور اس کے مخالفین اسے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکیں گے، حتی کہ قیامت قائم ہو جائے گی اور وہ اسی حالت پر ہوگا۔'' یہ سن کر سیدنا عبد اللہ نے کہا: جی ہاں، (لیکن اتنی بات ضرور ہے کہ) پھر اللہ تعالیٰ کستوری کی خوشبو کی حامل ہوا بھیجے گا، وہ ریشم کی طرح (نرم نرم) محسوس ہوگی، جس نفس کے دل میں ایک دانے کے برابر ایمان ہوگا، وہ اسے فوت کر دے گی، پھر بدترین لوگ باقی رہ جائیں گے اور ان پر قیامت قائم ہوگی۔

تخريج: أخرجه مسلم: ٦/ ٥٤

توحید کے ہوتے ہوئے قیامِ قیامت ناممکن ہے

(٣٦٨٨)۔ عَنْ اَنَسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ عَلٰى اَحَدٍ يَقُوْلُ: اَللّٰهُ اَللّٰهُ (وَفِي طَرِيْقٍ: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔)) (الصحيحة: ٣٠١٦)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایسے انسان پر قیامت قیام نہیں ہوگی جو اللہ، اللہ کہتا ہوگا (اور ایک روایت میں ہے: جو لا إلٰه إلّا اللّٰه کہتا ہوگا)۔''

تخريج: أخرج مسلم: ١/ ٩١، وأبوعوانة: ١/ ١٠١، وابن حبان: ١٩١١، وأحمد: ٣/ ١٦٢، وعنه البيهقي في "شعب الأيمان" ١/ ٣٩٦/ ٥٢٤، وعن غيره أيضا، كلهم من طريق عبدالرزاق، وهذا في "المصنف" ١١/ ٤٠٢/ ٢٠٨٤٧، والترمذي: ٢٢٠٧

شرح:...... قیامت ان لوگوں پر قائم ہوگی جن میں کوئی خیر و بھلائی نہیں ہوگی اور اللہ تعالیٰ کا ذکر مکمل طور پر ختم ہو جائے۔

قیامت برے لوگوں پر قائم ہوگی

(٣٦٨٩)۔ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ شِمَاسَةَ الْمَهْرِيِّ، قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ مَسْلَمَةَ بْنِ مَخْلَدٍ وَعِنْدَهُ عَبْدُاللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ

عبد الرحمن بن شماسہ مہری کہتے ہیں: میں مسلمہ بن مخلد کے پاس تھا، سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بھی ان کے پاس موجود تھے۔ سیدنا عبد اللہ نے کہا: قیامت بدترین لوگوں

الْعَاصِ ، فَقَالَ عَبْدُاللّٰهِ : لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ أَلَّا عَلٰى شِرَارِ الْخَلْقِ هُمْ شَرٌّ مِّنْ أَهْلِ الْجَاهِلِيَّةِ ، لَا يَدْعُوْنَ اللّٰهَ بِشَيْءٍ إِلَّا رَدَّهُمْ عَلَيْهِمْ ـ فَبَيْنَمَا هُمْ عَلٰى ذٰلِكَ أَقْبَلَ عُقْبَةُ بْنُ عَامِرٍ فَقَالَ لَهُ مَسْلَمَةُ: يَا عُقْبَةُ! إِسْمَعْ مَا يَقُوْلُ عَبْدُاللّٰهِ ـ فَقَالَ عُقْبَةُ: هُوَ أَعْلَمُ ، وَأَمَّا أَنَا فَسَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((لَا تَزَالُ عِصَابَةٌ مِنْ أُمَّتِي يُقَاتِلُوْنَ عَلٰى أَمْرِ اللّٰهِ قَاهِرِيْنَ لِعَدُوِّهِمْ لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ خَالَفَهُمْ حَتّٰى تَأْتِيَهُمُ السَّاعَةُ وَهُمْ عَلٰى ذٰلِكَ ـ)) فَقَالَ عَبْدُاللّٰهِ: أَجَلْ ، ثُمَّ يَبْعَثُ اللّٰهُ رِيْحًا كَرِيْحِ الْمِسْكِ ، مَسُّهَا مَسُّ الْحَرِيْرِ ، فَلَا تَتْرُكُ نَفْسًا فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِنَ الْإِيْمَانِ إِلَّا قَبَضَتْهُ ، ثُمَّ يَبْقٰى شِرَارُ النَّاسِ عَلَيْهِمْ تَقُوْمُ السَّاعَةُ ـ

(الصحيحة: ١١٠٨)

پر قائم ہوگی، وہ جاہلیت والے لوگوں سے بھی بدتر ہوں گے، وہ جب بھی اللہ تعالی کو پکاریں گے، اللہ تعالی ان کی پکار کو مردود قرار دے گا۔ اتنے میں ان کے پاس سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ آ گئے، مسلمہ نے ان سے کہا: عقبہ! عبداللہ کی بات پر غور کرو، وہ کیا کہہ رہے ہیں۔ انھوں نے کہا: وہ مجھ سے زیادہ علم رکھتے ہیں، میں نے تو رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''میری امت کا ایک گروہ اللہ کے حکم کے مطابق قتال کرتا رہے گا، وہ اپنے دشمنوں پر غالب رہے گا اور اس کے مخالفین اسے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکیں گے، حتی کہ قیامت قائم ہو جائے گی اور وہ اسی حالت پر ہوگا۔'' یہ سن کر سیدنا عبد اللہ نے کہا: جی ہاں، (لیکن اتنی بات ضرور ہے کہ) پھر اللہ تعالی کستوری کی خوشبو کی حامل ہوا بھیجے گا، وہ ریشم کی طرح (نرم نرم) محسوس ہوگی، جس نفس کے دل میں ایک دانے کے برابر ایمان ہوگا، وہ اسے فوت کر دے گی، پھر بدترین لوگ باقی رہ جائیں گے اور ان پر قیامت قائم ہوگی۔

تخریج: أخرجه مسلم: ٦/ ٥٤

روزِ قیامت اللہ تعالی بعض بندوں کو سوالات کے جوابات بتا دے گا

(٣٦٩٠)۔ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ يَقُوْلُ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((أَنَّ اللّٰهَ يَسْأَلُ الْعَبْدَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتّٰى لَيَقُوْلَ: فَمَا مَنَعَكَ أَذَا رَأَيْتَ الْمُنْكَرَ أَنْ تُنْكِرَهُ؟ فَإِذَا لَقَّنَ اللّٰهُ عَبْدًا حُجَّتَهُ قَالَ: أَيْ رَبِّ! وَثَقْتُ بِكَ وَفَرَقْتُ مِنَ النَّاسِ ـ))

(الصحيحة: ٩٢٩)

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک اللہ تعالی بندے سے قیامت کے دن سوال کرے گا، حتی کہ یہ بھی پوچھے گا: جب تو نے برائی دیکھی تھی تو اس کا انکار کیوں نہیں کیا تھا؟ جب اللہ تعالی اپنے بندے کو اپنی حجت ذہن نشین کرائے گا تو وہ کہے گا: اے میرے ربّ! میں نے تجھ پر اعتماد کیا تھا اور لوگوں سے ڈر گیا تھا۔''

تخریج: رواه ابن ماجه: ٤٠١٧ ، وابن حبان: ١٨٤٥ ، والحسن بن علي الجوهري في "فوائد منتقاة":

٢٩/ ١، وكذا الحميدى فى "مسنده": ٧٣٩، وابن عساكر: ١٧/ ٣٤٥/ ٢

شــرح:...... کئی آیات واحادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ نیکی کا حکم دینا اور برائی سے منع کرنا اس امت کی ذمہ داری ہے۔ درج بالا حدیث میں مذکورہ صورتحال کا تعلق ایسے مخصوص اوقات سے ہے، جن میں مبلغ کسی خطرہ کی بنا پر خاموشی اختیار کرے گا، جیسا کہ پرفتن دور سے متعلقہ دوسری احادیث میں مصلحت کے ساتھ زندگی گزارنے کی تلقین کی گئی ہے۔

شراب کا نام تبدیل کر کے اسے حلال سمجھا جائے گا

(٣٦٩١)۔ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((أَنَّ أَوَّلَ مَا يُكْفَأُ -يَعْنِيْ: الإِسْلَامَ- كَمَا يُكْفَأُ -يَعْنِيْ: الْخَمْرَ-)) فَقِيْلَ: كَيْفَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! وَقَدْ بَيَّنَ اللّٰهُ فِيهَا مَا بَيَّنَ؟ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يُسَمُّوْنَهَا بِغَيْرِ اسْمِهَا.))

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پہلی چیز جسے اسلام سے نکال دیا جائے وہ شراب ہے (یعنی اس کے بارے میں اسلام کے حکم کی پروانہیں کی جائے گی)۔'' کہا گیا: اے اللہ کے رسول! یہ کیسے ہوگا؟ حالانکہ اللہ تعالی نے پوری وضاحت فرما دی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''وہ اس کا نام تبدیل کر دیں گے۔''

(الصحيحة: ٨٩)

تـخـريـج: رواه الدارمى: ٢/ ١١٤، وابن ابى العاصم فى "الاوائل": ٦٤، وابو يعلى فى "مسنده": ٢٢٥/ ١، وابن عدى: ق ٢٦٤/ ٢.

(٣٦٩٢)۔ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَيَسْتَحِلَّنَّ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِيَ الْخَمْرَ بِاسْمٍ يُسَمُّوْنَهَا إِيَّاهُ (وَفِي رِوَايَةٍ: يُسَمُّوْنَهَا بِغَيْرِ اسْمِهَا)۔))

سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میری امت کا ایک گروہ شراب کا نام تبدیل کر کے اسے جائز وحلال سمجھے گا۔''

(الصحيحة: ٩٠)

تخريج: أخرجه ابن ماجه: ٣٣٨٥، وأحمد: ٥/ ٣١٨، وابن أبى الدنيا فى "ذم المسكر": ٤/ ٢

شــرح:...... شراب اپنی صفات کی بنا پر حرام ہے، نام کی بنا پر نہیں، شرعی فیصلہ یہ ہے کہ ہر نشہ آور چیز حرام ہے، اس کا جو نام بھی رکھ دیا جائے۔ اگرچہ آج کل مختلف ممالک میں کئی کمپنیاں مختلف ناموں کے ساتھ شراب کی پیکنگ کر رہی ہیں، لیکن ہماری معلومات کے مطابق ابھی تک مسلمانوں نے نام تبدیل ہونے کی وجہ سے شراب کو حلال نہیں قرار دیا۔ ممکن ہے کہ مغربی یا مغرب زدہ ممالک میں بسنے والے شریعت سے نابلد عیاش مسلمانوں میں اس قسم کے فاسد خیالات پائے جاتے ہوں۔

فرزندانِ امت کا محرّمات کو حلال سمجھنا

(٣٦٩٣)۔ عَنْ أَبِي عَامِرٍ أَوْ أَبِي مَالِكٍ الْاَشْعَرِيِّ، سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ: ((لَيَكُوْنَنَّ مِنْ أُمَّتِي اَقْوَامٌ يَسْتَحِلُّوْنَ الْحِرَّ وَالْحَرِيْرَ وَالْخَمْرَ وَالْمَعَازِفَ وَلَيَنْزِلَنَّ اَقْوَامٌ إِلٰى جَنْبِ عَلَمٍ، يَرُوْحُ عَلَيْهِمْ بِسَارِحَةٍ لَهُمْ، يَأْتِيْهِمْ لِحَاجَةٍ، فَيَقُوْلُوْنَ: اِرْجِعْ إِلَيْنَا غَدًا، فَيُبَيِّتُهُمُ اللّٰهُ، وَيَضَعُ الْعَلَمَ وَيَمْسَخُ آخَرِيْنَ قِرَدَةً وَخَنَازِيْرَ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ۔)) (الصحيحة:٩١)

سیدنا ابو عامر یا سیدنا ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: ''میری امت میں ایسے لوگ بھی پیدا ہوں گے جو زنا، ریشم، شراب اور آلاتِ موسیقی کو جائز و حلال سمجھیں گے، کچھ قومیں بلند پہاڑ کے دامن میں پڑاؤ ڈالیں گی، شام کو چرواہا اپنے مویشی لے کر ان کے پاس کسی حاجت کے لیے آئے گا، لیکن وہ کہیں گے: (آج لوٹ جاؤ) کل آنا۔ اللہ تعالی انھیں ہلاک کر دے گا اور پہاڑ کو ان پر دے مارے گا اور دوسروں کو روزِ قیامت تک بندروں اور خنزیروں کی صورتوں میں مسخ کر دے گا۔''

تخريج: رواه البخاري في "صحيحه": ٤/ ٣٠ تعليقا، وابوداود: ٤٠٣٩، وقد وصله ابن حبان: ٦٧١٩، والطبراني: ١/ ١٦٧/ ١، والبيهقي: ١٠/ ٢٢١، وابن عساكر: ١٩/ ٧٩/ ٢، وغيرهم من طرق عن هشام بن عمار به

شرح:...... امام البانی رحمہ اللہ نے کہا: اس حدیث سے پتہ چلا کہ اللہ تعالی بعض فاسقوں کو دنیا میں مادی دیتا ہے اور ان کی صورتیں مسخ کر دیتا ہے۔

حافظ ابن حجر نے (فتح الباری: ١٠/ ٤٩) میں کہا: ابن عربی کہتے ہیں: ممکن ہے کہ اس حدیث کے مصداق کو سابقہ امتوں کی طرح حقیقت پر محمول کیا جائے، لیکن یہ احتمال بھی ہے کہ اس سے مراد لوگوں کے اخلاق کا تبدیل ہونا ہو۔ لیکن پہلا معنی زیادہ مناسب ہے۔

میں (البانی) کہتا ہوں: اگر ان دونوں اقوال کو سامنے رکھا جائے تو بہتر ہو گا، بلکہ یہی مفہوم متبادر الی الذہن لگتا ہے۔ واللہ اعلم۔

اس حدیث میں ان لوگوں کے لیے سخت وعید کا بیان ہے، جو حرام چیزوں کے نام تبدیل کر کے ان کو حلال کا حکم دینے کی کوشش کرتے ہیں، حالانکہ یہاں حرام کے حکم کا تعلق علت سے ہے اور شراب کی حرمت کی علت نشہ ہے، جب بھی نشہ پایا جائے گا تو اسے حرام کا حکم دے دیا جائے گا، اگرچہ اس چیز کا نام کوئی بھی ہو۔ ابن عربی نے حرمت کو لفظ پر محمول کرنے والوں کا ردّ کرتے ہوئے کہا: اس حدیث میں یہ قانون پیش کیا گیا ہے کہ احکام کا تعلق اسما کی حقیقتوں سے ہے، نہ کہ الفاظ و القاب سے۔ (صحیحہ: ٩١)

اسلامی ممالک میں زنا، بے پردگی، ریشم کے لباس، شراب اور دوسری نشہ آور چیزوں، سونے کی انگوٹھی اور چین اور

آلاتِ موسیقی کے ساتھ مسلمانوں کے رویے سے معلوم ہوتا ہے کہ گویا یہ چیزیں حلال ہو چکی ہے، ان کے استعمال میں حد درجہ لاپرواہی برتی جا رہی ہے، شریعت کا فیصلہ سنانے کے باجود لوگ انتہائی بے توجہی اور بے رخی کا پہلو اختیار کرتے ہیں اور بعض تو اتنا بھی کہہ دیتے ہیں کہ دل صاف ہونا چاہیے، بظاہر ان کے استعمال میں کوئی حرج نہیں ہے۔

اس امت کے افراد کی شکلیں کب مسخ کی جائیں گی؟

(٣٦٩٤)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَيَبِيْتَنَّ قَوْمٌ مِّنْ هٰذِهِ الْأُمَّةِ عَلٰى طَعَامٍ وَشَرَابٍ وَلَهْوٍ، فَيُصْبِحُوْا قَدْ مُسِخُوْا قِرَدَةً وَخَنَازِيْرَ۔)) (الصحيحة: ١٦٠٤)

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس امت کے بعض افراد کھانے پینے اور لہو ولعب میں رات گزار دیں گے، جب صبح ہو گی تو وہ بندر اور خنزیر بن چکے ہوں گے۔''

تخريج: أخرجه أبونعيم في"أخبار أصبهان": ٢/ ١٢٦ ، والطيالسي في "مسنده": ١١٣٧ ، والبيهقي في "شعب الايمان": ٢/ ١٥٣/ ١

(٣٦٩٥)۔ عَنْ أَبِي عَامِرٍ أَوْ أَبِي مَالِكٍ الْاَشْعَرِيِّ ، سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ: ((لَيَكُوْنَنَّ مِنْ أُمَّتِي اَقْوَامٌ يَسْتَحِلُّوْنَ الْحِرَّ وَالْحَرِيْرَ وَالْخَمْرَ وَالْمَعَازِفَ وَلَيَنْزِلَنَّ اَقْوَامٌ إِلٰى جَنْبِ عَلَمٍ ، يَرُوْحُ عَلَيْهِمْ بِسَارِحَةٍ لَهُمْ ، يَأْتِيْهِمْ لِحَاجَةٍ ، فَيَقُوْلُوْنَ: ارْجِعْ اِلَيْنَا غَدًا ، فَيُبَيِّتُهُمُ اللّٰهُ ، وَيَضَعُ الْعَلَمَ وَيَمْسَخُ آخَرِيْنَ قِرَدَةً وَخَنَازِيْرَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ۔)) (الصحيحة:٩١)

سیدنا ابو عامر یا سیدنا ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: ''میری امت میں ایسے لوگ بھی پیدا ہوں گے جو زنا، ریشم، شراب اور آلاتِ موسیقی کو جائز وحلال سمجھیں گے، کچھ قومیں بلند پہاڑ کے دامن میں پڑاؤ ڈالیں گی، شام کو چرواہا اپنے مویشی لے کر ان کے پاس کسی حاجت کے لیے آئے گا، لیکن وہ کہیں گے: (آج لوٹ جاؤ) کل آنا۔ اللہ تعالی انھیں ہلاک کر دے گا اور پہاڑ کو ان پر دے مارے گا اور دوسروں کو روزِ قیامت تک بندروں اور خنزیروں کی صورتوں میں مسخ کر دے گا۔''

تخريج: رواه البخاري في"صحيحه": ٤/ ٣٠ تعليقا ، وابوداود: ٤٠٣٩ ، وقد وصله ابن حبان: ٦٧١٩ ، والطبراني: ١/ ١٦٧/ ١ ، والبيهقي: ١٠/ ٢٢١ ، وابن عساكر: ١٩/ ٧٩/ ٢ ، وغيرهم من طرق عن هشام بن عمار به

(٣٦٩٦)۔ عَنْ اَنَسٍ مَرْفُوْعًا: ((لَيَكُوْنَنَّ فِي هٰذِهِ الْأُمَّةِ خَسْفٌ ، وَقَذْفٌ ، وَمَسْخٌ ، وَذٰلِكَ اِذَا شَرِبُوْا الْخُمُوْرَ ، وَاتَّخَذُوْا

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس امت میں بھی دھنسنے، سنگ باری ہونے اور مسخ ہونے (جیسے امور نمودار ہوں گے) اور یہ اس وقت ہو گا جب

الْقَيْنَاتَ، وَضَرَبُوْا بِالْمَعَازِفِ۔)) (الصحيحة:۲۲۰۳)

لوگ شراب پئیں گے، گانے گانے والیوں کا اہتمام کریں گے اور آلاتِ موسیقی استعمال کریں گے۔''

تخريج: أخرجه ابن أبي الدنيا في "ذم الملاهي": ۱/ ۱۵۳ ، ۱/ ۱۵۴

شرح:...... ان احادیثِ مبارکہ میں زمین میں دھنسنے، سنگ باری ہونے اور مسخ ہونے کی جتنی علامتیں بیان کی گئی ہیں، وہ کسی نہ کسی حد تک پوری ہو چکی ہیں، دیکھیں اللہ تعالی کب تک مہلت دیتے ہیں۔ عافیت کا سوال کرنا چاہیے۔ اکثر اسلامی ممالک میں سادے پانی کی طرح شراب عام ہے۔ ہوٹلوں اور تھیٹروں میں اور شادی کے موقعوں پر گانے گانے والیوں کی کثرت ہے، رہی سہی کی میڈیا نے پوری کر دی ہے۔ رہا مسئلہ موسیقی اور آلات موسیقی کا، تو وہ تو ہر جگہ اور ہر وقت اور غیر محسوس انداز میں دستیاب ہیں، جب لوگ خبر نامے کے بہانے ٹی وی کے سامنے بیٹھے ہوتے ہیں، اس وقت ان کو موسیقی، بے پردگی اور اشتہاروں کے بہانے پیش کی جانے والی بے حیائی کا احساس تک نہیں ہوتا۔ زنا نہ صرف عام ہے، بلکہ مخصوص مقامات کی صورت میں زنا گاہیں قائم ہو چکی ہے، جہاں کوئی روک ٹوک نہیں ہوتی۔ ہائے خرابی! تعلیم و تعلم کے لیے حکومت کی قائم کردہ یونیورسٹیوں اور کالجوں میں بے حیائی، بے شرمی اور بے پردگی بلکہ نیم برہنگی کے مناظر عام ہیں۔ سینموں، تھیٹروں اور مختلف اداروں اور مخصوص ہوٹلوں میں لہو ولعب، شراب و کباب اور ساز و موسیقی کی انتہائی صورتیں موجود ہیں۔

لیکن ابھی تک اللہ تعالی نے مذکورہ بالا احادیث میں پیش کردہ آزمائشوں کی صورت میں گرفت کا آغاز نہیں کیا، ہر وقت اس کی پناہ طلب کرنی چاہیے اور اس کے انتقام کو دعوت دینے والے عوامل سے دور رہنا چاہیے۔

روزِ قیامت مظلوم حیوانات کو قصاص دلوایا جائے گا

(۳۶۹۷)۔ عَنْ عُثْمَانَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اِنَّ الْجَمَّاءَ لَتُقَصُّ مِنَ الْقَرْنَاءِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔)) (الصحيحة:۱۵۸۸)

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بے شک روزِ قیامت بے سینگ جانور کو سینگ والے جانور سے قصاص دلایا جائے گا۔''

تخريج: أخرجه عبدالله بن أحمد في "زوائد المسند": ۱/ ۷۲، والبزار

(۳۶۹۸)۔ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعًا: ((يَقْضِي اللّٰهُ بَيْنَ خَلْقِهِ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ وَالْبَهَائِمِ، وَاِنَّهُ لَيَقِيْدُ يَوْمَئِذٍ لِجَمَّاءِ مِنَ الْقَرْنَاءِ، حَتّٰى اِذَا لَمْ يَبْقَ تَبْعَةٌ عِنْدَ وَاحِدَةٍ لِّاُخْرٰى قَالَ اللّٰهُ: كُوْنُوْا تُرَابًا، فَعِنْدَ ذٰلِكَ يَقُوْلُ الْكَافِرُ: ﴿يَالَيْتَنِي كُنْتُ تُرَابًا﴾

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالی اپنی مخلوقات یعنی جن و انس اور چوپائیوں کے مابین فیصلہ کریں گے اور وہ بے سینگ کو سینگ والے جانور سے قصاص دلائیں گے، حتی کی کسی کا کسی پر کوئی مطالبہ باقی نہیں رہے گا۔ اللہ تعالی (حیوانات کو) فرمائے گا: مٹی ہو جاؤ۔ اس وقت کافر کہے گا: ﴿ہائے کاش! میں (بھی) مٹی ہو

(النبا: ٤٠)) (الصحيحة:١٩٦٦) جاتا﴾(سورۂ نبا: ٤٠)۔"

تخريج: أخرجه ابن جرير في "تفسير": ٣٠/ ١٧۔ ١٨

شرح:...... جانوروں کو حشر میں اکٹھا کرنے کے سلسلے میں یہ روایت انتہائی واضح ہے، اس سے علامہ آلوسی اور امام غزالی کی تاویلات کا ردّ ہوتا ہے۔

(٣٦٩٩)۔ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((يُقْتَصُّ الْخَلْقُ بَعْضُهُمْ مِنْ بَعْضٍ ، حَتّٰى الْجَمَّاءُ مِنَ الْقَرْنَاءِ، وَحَتّٰى الذَّرَّةُ۔)) (الصحيحة:١٩٦٧)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''(قیامت والے دن) مخلوقات کو ایک دوسرے سے قصاص دلایا جائے گا، حتی کہ بے سینگ جانور کو سینگ والے جانور سے اور چیونٹی تک کو قصاص دلوایا جائے گا۔''

تخريج: أخرجه أحمد: ٢/ ٣٦٣، ورواه مسلم: ٧/ ١٨ ، والترمذی: ٤/ ٢٩٢ بلفظ: ((لتؤدن الحقوق الى اهلها يوم القيامة ، حتى يقاد للشاة الجلحاء من الشاة القرناء۔))

شرح:...... امام البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں: امام نووی نے شرح مسلم میں کہا: اس حدیث میں یہ صراحت کر دی گئی ہے کہ روزِ قیامت جانوروں کا بھی حشر ہوگا، ان کو اہل تکلیف انسانوں اور بچوں اور مجنونوں کی طرح دوبارہ زندہ کیا جائے گا۔ قرآن وسنت کے دلائل اسی حقیقت پر دلالت کرتے ہیں۔ ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿وَاِذَا الْوُحُوْشُ حُشِرَتْ﴾ (سورۂ تکویر: ٥)...... ''اور جب وحشی جانور اکٹھے کیے جائیں گے۔''

اگر شرعی دلائل اس حقیقت پر دلالت کرتے ہیں اور کوئی شرعی اور عقلی قانون بھی اس کو ناممکن نہیں سمجھتا تو پھر یہی مناسب ہے کہ ان آیات واحادیث کو ان کے ظاہری مفہوم پر محمول کیا جائے کہ جانوروں کو بھی واقعی میدانِ حشر میں اکٹھا کیا جائے گا۔

علمائے اسلام نے کہا: کسی مخلوق کو دوبارہ زندہ کر کے حشر میں لانے کے لیے یہ شرط تو نہیں ہے کہ اس کو بدلہ دیتے ہوئے اجر وثواب دیا جائے یا عذاب وعقاب میں مبتلا کر دیا جائے۔ ہاں یہ درست ہے کہ بے سینگ جانور کو سینگ والے جانور سے قصاص دلوایا جائے گا، لیکن یہ قصاص تکلیف کی بنا پر نہیں، بلکہ مقابلے کی بنیاد پر ہوگا، کیونکہ جانور تو کسی امر کے مکلّف نہیں ہیں۔ امام نووی کی بات ختم ہوئی۔

ابن الملک نے بھی (مبارق الازهار: ٢/ ٢٩٣) میں یہی بات ذکر کی ہے اور پھر ان سے علامہ ملا علی قاری نے (المرقاة: ٤/ ٧٦١) میں نقل کی اور کہا: اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ بکری تو غیر مکلّف ہے، اس سے قصاص کیسے لیا جائے گا؟ ہم کہیں گے: بیشک اللہ تعالی جو چاہتا ہے، کر گزرتا ہے، اس سے اس امر کے بارے میں نہیں پوچھا جا سکتا، جو وہ کرتا ہے۔ جانوروں سے قصاص دلوانے کا مقصد لوگوں کو اس حقیقت پر آگاہ کرنا ہے کہ حقوق کو ضائع نہیں کیا جائے گا اور ہر صورت میں مظلوم کو ظالم سے قصاص دلوایا جائے گا۔

یہ ایک بہترین اور مستحسن توجیہ ہے، خلاصۂ کلام یہ ہے کہ یہ قضیہ اس امر پر مبالغہ کے ساتھ دلالت کرتا ہے کہ تمام مکلفین میں بکمال عدل و انصاف برتا جائے گا، کیونکہ یہ حال تو حیوانات کا ہے، جو غیر معقول اور تکلیف سے بری ہیں، اس سے سمجھا جا سکتا ہے کہ اس مخلوق کا کیا بنے گا، جو ذوالعقل اور مکلّف ہے؟

لیکن میں (البانی) کہتا ہوں: بڑا افسوس ہے کہ بعض علمائے کلام صرف اپنی رائے اور سمجھ کی بنا پر اس قسم کی احادیث کو ردّ کر دیتے ہیں، حیرانی کی بات یہ ہے کہ علامہ آلوسی بھی ان کے خیال کی طرف مائل نظر آتے ہیں: انھوں نے اپنی تفسیر (روح المعانی: ٩/٣٠٦) ﴿وَإِذَا الْوُحُوشُ حُشِرَتْ﴾ (سورۂ تکویر: ٥) کی تفسیر کرتے ہوئے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی مذکورہ بالا روایت ذکر کی اور کہا:

حجۃ الاسلام امام غزالی اور کچھ دوسرے علما کا خیال ہے کہ روزِ قیامت صرف جن و انس کا حشر ہوگا، کیونکہ دوسری مخلوقات مکلّف بھی نہیں ہیں اور پھر ان کے حشر میں کوئی توجیہ بھی نظر نہیں آتی۔ اس باب میں کتاب وسنت کی کوئی ایسی معتبر نص نہیں ہے، جو جن و انس کے علاوہ دوسرے جانوروں کو حشر میں اکٹھا کرنے پر دلالت کرے۔ یہ جو صحیح مسلم اور جامع ترمذی کی (سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی) حدیث ہے، وہ اگرچہ صحیح ہے، لیکن اس میں اس آیت کی تفسیر کا بیان نہیں ہے اور ممکن ہے کہ (بے سینگ جانور کو سینگ والے جانور سے قصاص دلوانا) مکمل عدل و انصاف سے کنایہ ہو۔ میں تو اسی رائے کی طرف میلان رکھتا ہوں، لیکن جو لوگ پہلے مسلک کے قائل ہیں کہ (واقعی جانوروں کا حشر ہوگا)، قطعی طور پر ان کو غلط نہیں کہہ سکتا، کیونکہ ان کے استدلال کی گنجائش موجود ہے، واللہ اعلم۔

میں (البانی) کہتا ہوں: اللہ تعالی ہمیں اور علامہ آلوسی کو معاف کرے، انھوں نے بڑی عجیب وغریب بات کی ہے، اس تفسیر میں ان کا مسلک یہ تھا کہ وہ کسی تاویل و تعطیل کے بغیر سلف صالحین کے منہج پر آیات کی تفسیر بیان کریں گے، لیکن یہاں انھوں نے عجیب تاویل کی ہے۔ معلوم نہیں کہ انھوں نے حدیث کے ظاہری مفہوم کو ترک کر کے، اس کو مکمل عدل و انصاف سے کنایہ کیوں قرار دیا؟

بہرحال یہ اس حدیث کو تسلیم نہ کرنے کا ایک انداز ہے، علامہ آلوسی نے اس معاملے میں علمائے کلام کی پیروی کی کہ بے سینگ بکری کو سینگ والی بکری سے قصاص دلوانے سے مراد عدل و انصاف ہے۔

ہماری اس بحث کا دارومدار صحیح مسلم کی سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث پر ہے، اگر ہم اس باب کی دوسری روایات پر نظر ڈالیں تو معلوم ہوگا کہ یہ قطعی، حتمی اور حقیقی بات ہے کہ واقعی جانوروں کو میدانِ حشر میں اکٹھا کیا جائے گا اور ان میں سے مظلوموں کو قصاص دلوایا جائے گا۔ اللہ تعالی امام نووی پر رحمت فرمائے، جنھوں نے درج بالا بحث کے دوران کہا: ''جب شریعت کے الفاظ ثابت ہو جائیں اور شریعت وعقل ان کے ظاہری مفہوم کو مستبعد نہ سمجھتے ہوں تو شرعی الفاظ کو ان کے ظاہری مفہوم پر محمول کرنا واجب ہوگا۔''

میں کہتا ہوں کہ امام نووی نے یہ بات کہہ کر علامہ آلوسی وغیرہ کی تعطیل کا ردّ کر دیا ہے۔

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ جانوروں کا حشر ہوگا اور ان میں سے بعض کو بعض سے قصاص دلوایا جائے گا، یہی مسلک حق ہونے کی گنجائش رکھتا ہے اور جمہور علما وفقہا کی یہی رائے ہے، جیسا کہ علامہ آلوسی نے خود اپنی تفسیر (۲۸۱/۹) میں ان کا مسلک نقل کیا ہے، امام شوکانی نے (فتح القدير : ۳۳۷/۵) میں سورۂ تکویر کی اس آیت ﴿واذا الوحوش حشرت﴾ کی تفسیر میں اسی کو ترجیح دیتے ہوئے کہا: ''خشکی کے وحشی جانوروں کو "الوحوش" کہتے ہیں اور ''حشرت'' کے معانی ہیں کہ ان کو دوبارہ زندہ کیا جائے گا تا کہ بعض کو بعض سے قصاص دلوایا جا سکے، مثلا بے سینگ کو سینگ والے جانور سے۔''

میں (البانی) کہتا ہوں: ۸۹ نمبر والے (مجلة الوعی الاسلام) کے صفحہ ۱۰۷ پر باب الفتاوی کو تحریر کرنے والے نے جانوروں کے حشر کے سلسلے میں علامہ آلوسی کی مذکورہ بالا بحث نقل کر دی ہے، اور پھر اس پر اعتماد کرتے ہوئے اس کو پسند بھی کیا، دراصل یہ تقلید اور قلت تحقیق کی منحوسیت ہے۔ (صحيحه : ١٩٦٧)

فتنوں سے بچ جانے والا اور آزمائشوں میں صبر کرنے والا سعادت مند ہے

(۳۷۰۰)۔ عَنِ الْمِقْدَادِ بْنِ الْاَسْوَدِ مَرْفُوْعًا: ((اِنَّ السَّعِيْدَ لَمَنْ جُنِّبَ الْفِتَنَ، وَلَمَنِ ابْتُلِيَ فَصَبَرَ۔)) (الصحيحة: ۹۷۵)

سیدنا مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سعادت مند انسان وہ ہے جسے فتنوں سے بچا لیا گیا اور وہ جسے ابتلاء وآزمائش میں تو ڈال دیا گیا لیکن اس نے صبر کیا۔''

تخريج: رواه أبو داود: ٤٢٦٣ عن الليث بن سعد، وأبو القاسم الحنائي في "الثالث من الفوائد": ٨٢/١

شرح:...... نبوی تعلیمات کا خلاصہ یہ ہے کہ ہر قسم کی آزمائش سے اللہ تعالی کی پناہ طلب کی جائے، لیکن اس کے باوجود اگر اللہ تعالی کسی ابتلا میں مبتلا کر دے تو شریعت کی روشنی میں مکمل صبر کا مظاہرہ کیا جائے۔

ابتدائے حساب وکتاب کے لیے لوگوں کا انبیا کے پاس جانا

مردوں کو مدد کے لیے پکارنا کیسا ہے؟

(۳۷۰۱)۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّ الشَّمْسَ تَدْنُوْ، حَتّٰى يَبْلُغَ الْعَرَقُ نِصْفَ الْاُذُنِ، فَبَيْنَاهُمْ كَذٰلِكَ اسْتَغَاثُوْا بِآدَمَ۔ فَيَقُوْلُ: لَسْتُ صَاحِبَ ذٰلِكَ، ثُمَّ بِمُوْسٰى، فَيَقُوْلُ كَذٰلِكَ، ثُمَّ بِمُحَمَّدٍ، فَيَشْفَعُ بَيْنَ الْخَلْقِ، فَيَمْشِيْ حَتّٰى يَاْخُذَ بِحَلْقَةِ الْجَنَّةِ، فَيَوْمَئِذٍ يَبْعَثُهُ اللّٰهُ مَقَامًا مَحْمُوْدًا، يَحْمَدُهُ اَهْلُ الْجَمْعِ

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بیشک سورج قریب ہوگا (اور اتنا قریب ہو گا کہ اس کی حرارت کی وجہ سے) بہنے والا پسینہ آدمی کے کان کے نصف تک پہنچ جائے گا، وہ اسی حالت میں حضرت آدم (علیہ السلام) کو مدد کے لیے پکاریں گے۔ وہ کہیں گے: میں اس کا اہل نہیں ہوں۔ پھر حضرت موسی (علیہ السلام) کو پکاریں گے، وہ بھی یہی جواب دیں گے۔ پھر جب وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو آواز دیں گے، تو آپ مخلوق کے لیے سفارش کریں گے،

كُلُّهُمْ۔)) (الصحیحة: ٢٤٦٠) آپ چلیں گے اور جنت کے کڑے کو پکڑ لیں گے، اس دن اللہ تعالیٰ آپ کو مقامِ محمود پر اٹھائیں گے، تمام لوگ آپ کی تعریف کریں گے۔''

تخریج: أخرجه ابن خزیمة فی "التوحید": ص١٩٩

شرح:...... امام البانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: "استغاثوا بآدم" کے معانی ہیں: لوگ حضرت آدم علیہ السلام سے یہ مطالبہ کریں گے کہ وہ ان کے لیے دعا کریں اور ان کے حق میں اللہ تعالیٰ سے سفارش کریں۔ اس معنی و مفہوم میں کافی ساری احادیث موجود ہیں۔

اس حدیثِ مبارکہ سے یہ استدلال نہیں کیا جا سکتا کہ مُردوں سے مدد مانگنا یا ان کو مدد کے لیے پکارنا درست ہے، جیسا کہ بدعتی لوگوں کو وہم ہوا ہے۔ یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ زندہ لوگوں سے ان کی استطاعت کے مطابق مدد مانگنا جائز ہے، جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿فَاسْتَغَاثَهُ الَّذِیْ مِنْ شِیْعَتِهٖ عَلَی الَّذِیْ مِنْ عَدُوِّهٖ....﴾ (سورۂ قصص: ١٥) ......''پس (موسیٰ علیہ السلام) کی قوم والے نے اس کے خلاف، جو اس کے دشمنوں میں سے تھا، (موسیٰ) سے فریاد کی......''

کسی صورت میں یہ ممکن نہیں ہے کہ کوئی طاقت و قدرت رکھنے والا زندہ انسان کسی ایسے آدمی سے مدد طلب کرے جو عاجز اور مجبور ہو۔

اب ذرا غور کیجیے کہ جس میت سے مدد طلب کی جا رہی ہو، وہ مدد طلب کرنے والے زندہ انسان سے زیادہ عاجز اور پابند ہوتا ہے۔ اس حقیقت کی مخالفت کرنے والا بے عقل، لاشعور اور احمق ہو سکتا ہے یا پھر مشرک۔ یہ لوگ میت کے بارے میں یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ وہ سننے والا، دیکھنے والا اور ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے اور یہی شرکِ اکبر ہے۔

اہل توحید کو مُردوں سے مدد طلب کرنے والوں کے بارے میں یہی خطرہ ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ عِبَادٌ اَمْثَالُكُمْ فَادْعُوْهُمْ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ اَلَهُمْ اَرْجُلٌ یَّمْشُوْنَ بِهَاۤ اَمْ لَهُمْ اَیْدٍ یَّبْطِشُوْنَ بِهَاۤ اَمْ لَهُمْ اَعْیُنٌ یُّبْصِرُوْنَ بِهَاۤ اَمْ لَهُمْ اٰذَانٌ یَّسْمَعُوْنَ بِهَا﴾ (سورۂ اعراف: ١٩٤، ١٩٥) ......''واقعی تم اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر جن کو پکارتے ہو وہ بھی تم ہی جیسے بندے ہیں، سو تم ان کو پکارو، پس ان کو چاہیے کہ تمہارا کہنا کر دیں، اگر تم سچے ہو۔ کیا ان کے پاؤں ہیں، جن سے وہ چلتے ہوں، یا ان کے ہاتھ ہیں، جن سے وہ کسی چیز کو تھام سکیں، یا ان کی آنکھیں ہیں، جن سے وہ دیکھتے ہوں۔''

نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ مَا یَمْلِكُوْنَ مِنْ قِطْمِیْرٍ اِنْ تَدْعُوْهُمْ لَا یَسْمَعُوْا دُعَآءَكُمْ وَ لَوْ سَمِعُوْا مَا اسْتَجَابُوْا لَكُمْ وَ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ یَكْفُرُوْنَ بِشِرْكِكُمْ وَ لَا یُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَبِیْرٍ۔﴾ (سورۂ فاطر: ١٣، ١٤) ......''اور تم اس کے سوا جنہیں پکار رہے ہو، وہ تو کھجور کی گٹھلی کے چھلکے کے بھی مالک نہیں، اگر

تم انہیں پکارو تو وہ تمہاری پکار سنتے ہی نہیں اور اگر بالفرض سن بھی لیں تو فریاد رسی نہیں کریں گے، بلکہ قیامت کے دن تمہارے اس شرک کا صاف انکار کر جائیں گے، آپ کو کوئی بھی حق تعالی جیسا خبردار خبریں نہ دے گا۔'' (صحیحہ: ۲۴۶۰)

مقام محمود سے مراد وہ مقام ہے، جہاں رسول اللہ ﷺ سجدہ ریز ہو کر اللہ تعالی کے سکھائے ہوئے کلمات کے ذریعے اس کی حمد وثنا بیان کریں گے اور پھر وہیں اللہ تعالی کی طرف سے اجازت کے بعد اپنی امت کے لیے شفاعت کریں گے۔

اس امت کا فتنہ مال ہے

(۳۷۰۲)۔ عَنْ كَعْبِ عَيَّاضٍ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((إِنَّ لِكُلِّ أُمَّةٍ فِتْنَةً، وَفِتْنَةُ أُمَّتِي الْمَالُ۔)) (الصحيحة:۵۹۲)

سیدنا کعب بن عیاض رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''ہر امت کے لیے ایک فتنہ ہوتا ہے (یعنی ایسی چیز جس کے ذریعے اس کو آزمایا جاتا ہے) اور میری امت کا فتنہ مال ہے۔''

تخريج: أخرجه الترمذي: ۲/ ۵۴، والبخاري في "التاريخ الكبير": ۴/ ۱/ ۲۲۲، وابن حبان: ۲۴۷۰، و الحاكم: ۴/ ۳۱۸، وأحمد: ۴/ ۱۶۰، والقضاعي في "مسند الشهاب": ۱/۸۶

شرح:...... کسی معاشرے پر تبصرہ کرتے وقت اس کی اکثریت کو دیکھا جاتا ہے، نہ کہ چند افراد کو۔ اس امت کا فتنہ مال ہے، اس ضمن میں اسی کتاب سے چند اقتباسات پیش کیے جاتے ہیں۔

اس سلسلے میں یہ حقیقت ذہن نشین کرنا ضروری ہے کہ مال و دولت کی کثرت و بہتات نے زیادہ تر لوگوں کے مزاجوں کو تبدیل کیا ہے۔ ان کی ترجیحات تبدیل ہو کر رہ گئی ہیں، امیر لوگ اپنی امیری کی بنا پر ناز کرتے ہوئے اپنے آپ کو بلند مرتبت اور کم آمدنی والوں کو کم تر سمجھتے ہیں اور ان سے حسن سلوک سے پیش نہیں آتے، ان کے تعلق یا دوستی کی بنیاد روپے پیسے پر ہوتی ہے، یہ لوگ اپنے جیسے مالداروں، جاگیرداروں، بڑے سیاسی رہنماؤں اور اعلی منصب داروں کا خوشامد کی حد تک احترام کریں گے اور بھرپور انداز میں ان کی ضیافت کریں گے، لیکن جب کوئی غریب اور نیک آدمی ان کے دروازے پر آئے تو اپنے نوکروں چاکروں کے ذریعے ڈیل کرنے کو کافی سمجھ کر اس کو دروازے سے واپس کرنے کی کوشش کریں گے۔ کم ہی دیکھا گیا ہے کہ وہ کسی نیک آدمی کی عزت اس کی نیکی کی وجہ سے کریں یا اس سے مسکراتے ہوئے چہرے کے ساتھ ملاقات ہی کر لیں، بلکہ زیادہ تر ان کو مذہبی لوگوں پر کیچڑ اچھالتے ہوئے پایا جاتا ہے۔ اگر عبادات کے معاملے کو سامنے رکھیں تو عام لوگوں کی فتح نظر آتی ہے، کسی مسجد کے نمازیوں کی تعداد میں عام لوگوں اور سونے کا چمچ لے کر پیدا ہونے والوں کا تناسب دیکھا جا سکتا ہے، تلاوتِ قرآن اور حفظِ قرآن کے سلسلے میں موازنہ کیا جا سکتا ہے، میں نے اپنی زندگی میں چند امیر افراد پائے جنہوں نے قرآن مجید حفظ کیا اور اسے بھی آرام پرستی کی وجہ سے بھلا دیا۔ یہی رسول اللہ ﷺ کی احادیث کی درس و تدریس اور تحقیق و تفتیش کا معاملہ ہے۔ علی ہذا القیاس۔

چشم فلک اور ہر صاحبِ بصارت کی بصیرت گواہ ہے کہ دنیوی آسائشوں کی وجہ سے عبادات کا سلسلہ متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا، یہی وجہ ہے کہ آج مساجد میں نمازیوں کی تعداد بہت کم ہو گئی ہے اور اچھے خاصے نمازی لوگ صرف اس وجہ سے نمازِ فجر کی ادائیگی کے لیے مسجد میں حاضر نہیں ہوتے کہ شام کو خوب پیٹ بھر کر کھاتے ہیں اور نرم گدے بچھا کر اور ملائم کمل اوڑھ کر اور پنکھے، روم کولر یا اے سی وغیرہ چلا کر سوتے ہیں، ایسے ماحول میں نیند کا کردار نشہ سے کم نہیں ہوتا، نیند پورا ہونے کا نام نہیں لیتی، اعضا ڈھیلے پڑ جاتے ہیں، نتیجتاً فجر کی جماعت یا سرے سے نمازِ فجر سے ہی محروم ہو جاتے ہیں۔ میں بالیقین کہتا ہوں کہ بظاہر انتہائی پرسکون ماحول میں سونے والوں کی نیند کی مقدار کہیں زیادہ ہوتی ہے، جبکہ انہی کی طرح کے انسان دن میں چار، پانچ، چھ گھنٹے سو کر ان سے زیادہ صحت مند نظر آتے ہیں۔

رہا مسئلہ قلتِ مال یا کثرتِ مال کے بہتر ہونے کا، تو یہ ایک ایسی حقیقت ہے کہ جس سے انکار کرنا ناممکن ہے کہ دین کی حفاظت کے لیے، ارکانِ اسلام کی ادائیگی کے لیے اور کئی مفاسد سے بچنے کے لیے قلتِ مال بہترین ذریعہ ہے اور رہا ہے، یقین مانیے کہ اگر گزر بسر کے بقدر رزق نصیب ہو جائے تو دنیا کا حقیقی سکون مل جاتا ہے۔ یہ غربت ہی ہے جو بچوں کو دینی تعلیم دینے، قرآن مجید حفظ کرنے اور قرآن و حدیث کی تعلیم کے حصول پر آمادہ کرتی ہے اور یہی لوگ ہیں کہ دین کو اگلی نسلوں تک منتقل کرنے کے لیے جن کی اکثریت کو استعمال کیا گیا۔ مزاج میں سادگی اور ہر آدمی سے خندہ پیشانی کے ساتھ ملنا ان ہی لوگوں کا وطیرہ ہے۔ اس سے بڑا انعام کیا ہو سکتا ہے کہ مسکین لوگ امیر لوگوں سے پانچ سو سال پہلے جنت میں داخل ہوں گے۔ بہر حال یہ ایسے حقائق ہیں جو امیر زادوں اور مال و دولت کے طلبگاروں کے لیے ناقابل تسلیم ہیں۔

قارئین کرام! آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ مال و دولت کی کثرت و وسعت کا بندے کو جہاد سمیت شرعی واجبات سے روک دینا باعثِ ہلاکت ہے، جس کا تذکرہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَلَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ﴾ (سورۂ بقرہ: ١٩٥) ...... ''اپنے آپ کو ہلاکت میں مت ڈالو۔'' (صحیحہ: ١٢)

بہر حال سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو ان کے مال کی وجہ سے ہی غنی کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے، وہ مالدار بڑے خوش بخت ہیں جو اپنی اوقات کو اور اپنے ماضی کو نہیں بھولتے اور اپنے مال و دولت کے تقاضے اور بلا تفریق اہل اسلام کے حقوق ادا کرتے ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حوض ...... بدعتی لوگ حوض سے دور دھتکار دیے جائیں گے

(٣٧٠٣)۔ عَنْ اَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ مَرْفُوْعاً: ((اِنَّ لِي حَوْضًا مَابَيْنَ الْكَعْبَةِ وَبَيْتِ الْمَقْدِسِ، اَبْيَضَ مِثْلَ اللَّبَنِ، آنِيَتُهُ عَدَدُ النُّجُوْمِ، وَاِنِّي لَاَكْثَرُ الْاَنْبِيَاءِ تَبَعًا

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میرے حوض کی وسعت کی مسافت کعبہ سے بیت المقدس کی مسافت جتنی ہے، اس کا پانی دودھ کی طرح سفید ہے، اس کے آبخورے ستاروں کی تعداد کے بقدر ہیں اور

يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔)) (الصحيحة:٣٩٤٩)

قیامت والے دن میرے پیروکار سب انبیا کے امتیوں سے زیادہ ہوں گے۔''

تخريج: أخرجه ابن ماجه: ٤٣٠١

(٣٧٠٤)۔ عَنْ ثَوْبَانَ مَرْفُوْعًا: ((حَوْضِي مَابَيْنَ عَدَنَ اِلٰى عُمَّانَ، مَاؤُهُ اَشَدُّ بَيَاضًا مِنَ الثَّلْجِ، وَاَحْلٰى مِنَ الْعَسَلِ، وَاَكْثَرُ النَّاسِ وُرُوْدًا عَلَيْهِ فُقَرَاءُ الْمُهَاجِرِيْنَ، الشُّعْثُ رُؤُوْسًا، الدُّنْسُ ثِيَابًا، الَّذِيْنَ لَا يُنْكَحُوْنَ الْمُتَنَعِّمَاتِ، وَلَا تُفْتَحُ لَهُمْ اَبْوَابُ السُّدَدِ، الَّذِي يُعْطُوْنَ الْحَقَّ الَّذِي عَلَيْهِمْ، وَلَا يُعْطَوْنَ الَّذِيَّ لَهُمْ۔)) (الصحيحة:١٠٨٢)

سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میرے حوض (کی وسعت) عدن سے عمان تک ہے، اس کا پانی برف سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے، وہاں آنے والوں میں اکثریت مہاجرین کی ہوگی، جو اب پراگندہ بالوں والے اور میلے کپڑے والے ہیں، وہ آسودہ حال عورتوں سے شادی نہیں کر سکتے، بند دروازے ان کے لیے نہیں کھولے جاتے اور وہ اپنی ذمہ داریاں ادا کرتے ہیں، لیکن ان کے حقوق پورے نہیں کیے جاتے۔''

تخريج: رواه الطبراني: ١/ ١٤٧/ ١۔٢، ١٤٨/ ١، والحديث اخرجه احمد، والترمذى، وابن ماجه والحاكم لكن فيه انقطاع

(٣٧٠٥)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعاً: ((تَرِدُ عَلَيَّ أُمَّتِي الْحَوْضَ، وَأَنَا أَذُوْدُ النَّاسَ عَنْهُ: كَمَا يَذُوْدُ الرَّجُلُ إِبِلَ الرَّجُلِ عَنْ إِبِلِهِ، قَالُوْا: يَانَبِيَّ اللّٰهِ أَتَعْرِفُنَا؟ قَالَ: ((نَعَمْ، لَكُمْ سِيمَا لَيْسَتْ لِأَحَدٍ غَيْرِكُمْ تَرِدُوْنَ عَلَيَّ غُرًّا مُحَجَّلِيْنَ مِنْ آثَارِ الْوُضُوْءِ۔ وَلَيُصَدَّنَّ عَنِّي طَائِفَةٌ مِنْكُمْ، فَلَايَصِلُوْنَ، فَأَقُوْلُ: يَارَبِّ! هٰؤُلَاءِ مَنْ أَصْحَابِي؟! فَيُجِيْبُنِي مَلَكٌ فَيَقُوْلُ: وَهَلْ تَدْرِي مَاأَحْدَثُوْا بَعْدَكَ۔)) (الصحيحة: ٣٩٥٢)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میری امت حوض پر میرے پاس آئے گی۔ میں کچھ لوگوں کو اس سے یوں دھتکاروں گا، جیسے کوئی آدمی دوسرے کے اونٹوں کو اپنے اونٹوں سے دور دھتکارتا ہے۔'' صحابہ نے کہا: اے اللہ کے نبی! کیا آپ ہمیں پہچان لیں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جی ہاں، تمہاری ایک ایسی علامت ہوگی، جو دوسروں کی نہیں ہوگی، تم میرے پاس اس حال میں آؤ گے کہ وضو کے اثر کی وجہ سے تمہاری پیشانی، دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں چمکتے ہوں گے۔ لیکن تم میں ایک گروہ کو مجھ سے روک لیا جائے گا، وہ (مجھ تک) نہ پہنچ پائیں گے۔ میں کہوں گا: اے میرے ربّ! یہ میری ساتھی ہیں؟ ایک فرشتہ مجھے جواب دے گا: اور کیا آپ جانتے ہیں کہ انھوں نے آپ کے بعد (دین میں) بدعتوں کو رواج دیا تھا؟!''

تـخـريـج: هذا الحديث له عن ابى هريرة طرق و الفاظ، بعضها مطول و بعضها مختصر (وترى التفصيل فـي الـصـحيحة)أخرجه مسلم: ١/ ١٥٠ـ والسياق لهـ، وأبوعوانة: ١/ ١٣٧، والبيهقي: ١٦١، وأحمد: ٢/ ٣٠٠، ٤٠٨، و البخاري:٢٣٦٧، و ابن أبي عاصم في"السنة": ٧٦٩

شـرح:...... ان احادیثِ مبارکہ میں حوض، اس کی صفات اور آپ ﷺ کے امتیوں کی مخصوص علامت کا ذکر ہے، جس کی وجہ سے وہ تمام دوسرے انبیا کے امتیوں سے ممتاز نظر آئیں گے۔ اس سے ہمیں سبق یہ ملتا ہے کہ ہم ان احکام کی پیروی کریں، جن کے لیے وضو کرنا پڑتا ہے، تاکہ اس سعادت تک پہنچ سکیں۔ جن لوگوں کو حوض محمدی سے دور دھتکار دیا جائے گا، وہ بدعتی لوگ ہوں گے، اس لیے ہمیں آپ ﷺ کی سنتوں کی پیروی کا حریص ہونا چاہیے۔

بـدعـت: وہ نئی بات جو دین میں اجر وثواب کی غرض سے نکالی جائے اور جس کی دلیل کتاب وسنت سے نہ ہو۔ مثلا عید سے پہلے خطبہ دینا، نماز کے بعد مصافحہ یا معانقہ کا اہتمام کرنا، مجلس میلاد، عرس، گیارہویں، چہلم، مجلس مرثیہ خوانی، رسم قل، رسم ختم وغیرہ وغیرہ۔

ایام صبر میں پابندِ شریعت رہنے کا اجر وثواب

(٣٧٠٦)ـ عَـنْ عُتْبَةَ بْنِ غَزْوَانَ اَخِي بَنِي مَازِن بْنِ صَعْصَعَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اِنَّ مِنْ وَرَائِكُمْ اَيَّامَ الصَّبْرِ، لِلْمُتَمَسِّكِ فِيْهِـنَّ يَـوْمَـئِذٍ بِمَا اَنْتُمْ عَلَيْهِ اَجْرُ خَمْسِيْنَ مِـنْكُمْـ)) قَالُوْا: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! اَوَمِنْهُمْ؟ قَالَ: ((بَلْ مِنْكُمْـ)) (الصحيحة :٤٩٤)

بنو مازن بن صعصعہ کے بھائی سیدنا عتبہ بن غزوان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تمھارے بعد والا زمانہ صبر آزما ہوگا، اس وقت (حق کو) تھامنے والے کو تمھارے پچاس آدمیوں کے اجر کے برابر ثواب ملے گا۔“ صحابہ نے کہا: اے اللہ کے نبی! کیا اُن میں سے (پچاس آدمیوں کے اجر کے برابر) ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”بلکہ (اس کا اجر) تم میں سے (پچاس آدمیوں کے اجر کے برابر) ہوگا۔“

تخريـج:أخرجه ابن نصر فى"السنة": ٩، والطبرانى فى"الكبير": ١٧/ ١١٧/ ٢٨٩

شـــرح:...... ایسا زمانہ کہ جس میں صبر کے علاوہ کوئی چارۂ کار نہیں ہوگا، برے کاموں میں لوگوں کی دلیری پر عجیب گھٹن محسوس ہوگی۔ بیگانے تو بیگانے، سنت کو تھامنے کی وجہ سے اپنے بھی ڈانٹنا شروع کر دیں گے۔ سنت پر قائم رہنے والا روحانی وجسمانی تکالیف کا تختۂ مشق بن جائے گا۔ بہرحال وہی سعادت مند ہوگا، جس کا روحانی نسب محمد رسول اللہ ﷺ سے جا ملے گا۔ یہ دنیوی زندگی کی چند لمحات ہیں، جو بلبلے کے ختم ہونے کی طرح جلدی ختم ہو جائیں گے اور ایسے سعادت مندوں کی ابدی سعادت شروع ہو جائے گی۔

روزِ قیامت لوگ ننگے ہوں گے
سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو لباس پہنایا جائے گا
آپ ﷺ کی پوشاک سبز رنگ کی ہوگی
آدمی انہی کپڑوں میں اٹھایا جائے گا، جن میں مرتا ہے

(۳۷۰۷)۔ عَنْ سَوْدَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يُبْعَثُ النَّاسُ حُفَاةً عُرَاةً غُرْلًا، يُلْجِمُهُمُ الْعَرَقُ، وَيَبْلُغُ شَحْمَةَ الْأُذُنِ۔)) قَالَتْ سَوْدَةُ: قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! وَاسوءَ تَاهُ! يَنْظُرُ بَعْضُنَا إِلٰى بَعْضٍ؟! قَالَ: ((شُغِلَ النَّاسُ عَنْ ذٰلِكَ وَتَلَا: ﴿يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ أَخِيْهِ۔ وَأُمِّهِ وَأَبِيْهِ۔ وَصَاحِبَتِهِ وَبَنِيْهِ۔ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَأْنٌ يُّغْنِيْهِ۔﴾ (عبس: ۳۴، ۳۷)۔)) (الصحيحة: ۳۴۶۹)

زوجۂ رسول سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''(قیامت والے دن) جب لوگوں کو اٹھایا جائے گا تو وہ ننگے بدن، ننگے پاؤں اور غیر مختون (بغیر ختنے کے) ہوں گے، (ان کا پسینہ) ان کو لگام ڈال لے گا اور وہ ان کے کانوں کی لو تک پہنچ جائے گا۔'' سیدہ سودہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہائے! شرمگاہیں نظر آئیں گی اور لوگ ایک دوسرے کو دیکھیں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ایسا کام کرنے سے لوگ مشغول ہوں گے (یعنی موقف کی ہولناکی اور شدت انھیں ایک دوسرے کی طرف دیکھنے کی مہلت ہی نہیں دے گی)۔ پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿اس دن آدمی اپنے بھائی سے اور اپنی ماں اور اپنے باپ سے اور اپنی بیوی اور اپنی اولاد سے بھاگے گا۔ ان میں سے ہر ایک کو اس دن ایسی فکر دامن گیر ہوگی، جو اس کے لیے کافی ہوگی۔﴾ (سورۂ عبس: ۳۴۔۳۷)

تخريج: أخرجه الطبراني في "المعجم الكبير": ۲۴/ ۳۴/ ۹۱، والحاكم: ۲/ ۵۱۴۔ ۵۱۵، والبغوي في "تفسيره": ۸/ ۳۴۰

(۳۷۰۸)۔ عَنْ عَائِشَةَ مَرْفُوْعًا: ((أَوَّلُ مَنْ يُكْسٰى خَلِيْلُ اللّٰهِ إِبْرَاهِيْمُ ﷺ۔)) (الصحيحة: ۱۱۲۹)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''(روزِ محشر) سب سے پہلے حضرت ابراہیم خلیل اللہ (علیہ السلام) کو لباس پہنایا جائے گا۔''

تخريج: رواه البزار في "مسنده" ۲۵۴۔ زوائده، وابن عساكر: ۲/ ۱۷۸/ ۱، ورواه البخاري ومسلم من حديث لابن عباس

(۳۷۰۹)۔ عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ مَرْفُوْعًا:

سیدنا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ

((يُبْعَثُ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ، فَأَكُوْنُ أَنَا وَأُمَّتِي عَلَى تَلٍّ ، وَيَكْسُوْنِي رَبِّي حُلَّةً خَضْرَاءَ ثُمَّ يُؤْذَنُ لِيْ ، فَأَقُوْلُ مَاشَاءَ اللّٰهُ أَنْ أَقُوْلَ ، فَذَاكَ الْمَقَامُ الْمَحْمُوْدُ.)) (الصحيحة: ٢٣٧٠)

نے فرمایا: ''لوگوں کو قیامت کے دن اٹھایا جائے گا، میں اور میری امت ایک ٹیلے پر ہوں گے۔ اللہ تعالی مجھے سبز رنگ کی پوشاک پہنائیں گے۔ پھر مجھے اجازت دی جائے گی اور میں کہوں گا جو اللہ تعالی چاہیں گے، یہی مقامِ محمود ہے۔''

تخريج: أخرجه ابن حبان: ٦٤٤٥ـ الأحسان، والحاكم: ٢/ ٣٦٣، وأحمد: ٣/ ٤٥٦

شرح:...... محمود سے مراد وہ مقام ہے، جہاں رسول اللہ ﷺ سجدہ ریز ہو کر اللہ تعالی کے سکھائے ہوئے کلمات کے ذریعے اس کی حمد وثنا بیان کریں گے اور پھر وہیں اللہ تعالی کی طرف سے اجازت کے بعد اپنی امت کے لیے شفاعت کریں گے۔

(٣٧١٠)۔ عَنْ أَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ: أَنَّهُ لَمَّا حَضَرَهُ الْمَوْتُ دَعَا بِثِيَابٍ جُدُدٍ فَلَبِسَهَا ثُمَّ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ الْمَيِّتَ يُبْعَثُ فِي ثِيَابِهِ الَّتِي يَمُوْتُ فِيْهَا.)) (الصحيحة: ١٦٧١)

جب سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی موت کا وقت آیا تو انھوں نے جدید کپڑے منگوا کر زیبِ تن کئے اور کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''بیشک میت کو ان کپڑوں میں اٹھایا جائے گا جن میں وہ فوت ہوتا ہے۔''

تخريج: أخرجه أبوداود: ٣١١٤، وابن حبان: ٢٥٧٥، والحاكم: ١/ ٣٤٠، وعنه البيهقي: ٣/ ٣٨٤

شرح:...... یہ مختلف احادیث تین معانی پر مشتمل ہیں:

(۱) قیامت کے روز لوگ ننگے ہوں گے۔

(۲) حضرت ابراہیم اور حضرت محمد علیہما السلام کو لباس پہنایا جائے گا، اور......

(۳) بندے کو ان کپڑوں میں اٹھایا جائے گا جن میں وہ فوت ہوتا ہے۔

حافظ ابن حجر نے جمع و تطبیق کی یہ صورتیں پیش کیں:

(۱) بعض لوگوں کو ننگا اٹھایا جائے گا اور بعض کو کپڑوں میں۔

(۲) سب کا حشر اس حال میں ہوگا کہ وہ ننگے ہوں گے، پھر انبیا کو لباس دیا جائے گا اور ان میں سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو۔

(۳) قبروں سے لوگ ان کپڑوں میں اٹھیں گے، جن میں وہ فوت ہوتے ہیں، لیکن جب حشر میں پہنچنا شروع ہوں گے، تو ان کا لباس گر جائے گا اور وہ ننگے ہو جائیں گے، پھر سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو لباس پہنایا جائے گا۔

(۴) سیدنا ابوسعید کی حدیث دراصل شہدا کے بارے میں تھی، راویٔ حدیث نے اس کو عموم پر محمول کر لیا۔ یا پھر......

(۵)...... کپڑوں سے مراد انسان کے نیک یا برے اعمال ہیں، (کیونکہ عرب لوگ جب کسی کے نفس کی پاکی اور عیب سے سلامتی بیان کرنا چاہتے ہوں تو وہ اسے ''طاہر الثیات'' (پاکیزہ کپڑوں والا) کہتے ہیں، اسی طرح برے اور عیب دار بندے کو ''دنس الثیاب'' (میلے کپڑوں والا) کہتے ہیں۔)

ان احادیث کے ساتھ ساتھ درج ذیل روایت بھی قابل غور ہے:

عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا وَلِيَ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ فَلْيُحْسِنْ كَفَنَهُ، فَإِنَّهُمْ يُبْعَثُوْنَ فِي أَكْفَانِهِمْ، وَيَتَزَاوَرُوْنَ فِي أَكْفَانِهِمْ۔)) (الخطيب فى التاريخ: ۹/ ۸۰، الصحيحة: ۱۴۲۵)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی آدمی اپنے بھائی کو کفن دینے کا ذمہ دار بنے تو اچھا کفن دے، کیونکہ مردوں کو اپنے کفنوں میں اٹھایا جائے گا اور اسی لباس وہ ملاقاتیں کریں گے۔

روزِ قیامت ران اور ہتھیلی بھی کلام کریں گی

(۳۷۱۱)۔ عَنْ بَهْزِ بْنِ حَكِيْمِ بْنِ مُعَاوِيَةَ، عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ مُعَاوِيَةَ بْنِ حِيْدَةَ مَرْفُوْعًا: ((إِنَّكُمْ مَدْعُوُّوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُفَدَّمَةً أَفْوَاهُكُمْ بِالْفِدَامِ، ثُمَّ إِنَّ أَوَّلَ مَا يُبِيْنُ (وَقَالَ مَرَّةً: يُتَرْجِمُ، وَفِي رِوَايَةٍ: يُعْرِبُ) عَنْ أَحَدِكُمْ لَفَخِذُهُ وَكَفُّهُ۔)) (الصحيحة:۲۷۱۳)

بہز بن حکیم بن معاویہ اپنے باپ سے اور وہ ان کے دادا سیدنا معاویہ بن حیدہ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک تم سب کو روزِ قیامت اس حال میں بلایا جائے گا کہ تمھارے منہ، منہ بند کے ذریعے بند ہوں گے، پہلی چیز جو تمھاری طرف سے وضاحت یا ترجمانی کرے گی وہ تمھاری ران اور ہتھیلی ہو گی۔''

تخريج: أخرجه النسائي فى"الكبرى": ٦/ ٤٣٩، الحاكم: ٤/ ٦٠٠، وأحمد: ٥/ ٤ و٥، والسياق له، وكذا عبدالرزاق فى "المصنف": ٢٠/ ١٣٠/ ٢٠١١٥، والحسن المروزى فى "زوائد الزهد": ٣٥٠/ ٩٨٧، والطبرانى فى "المعجم الكبير": ١٩/ ٤٠٧۔٤٠٩، والبغوى فى "التفسير": ٧/ ٢٥

شرح:...... ناطق کے مقابلے میں غیر ناطق چیزوں کا گواہی دینے کو حجت و استدلال میں زیادہ بلیغ سمجھا جاتا ہے۔ یہ موضوع قرآن مجید میں بھی بیان کیا گیا ہے، جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿حَتّٰى إِذَا مَا جَآءُوْهَا شَهِدَ عَلَيْهِمْ سَمْعُهُمْ وَأَبْصَارُهُمْ وَجُلُوْدُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ وَقَالُوْا لِجُلُوْدِهِمْ لِمَ شَهِدْتُّمْ عَلَيْنَا قَالُوْا أَنْطَقَنَا اللّٰهُ الَّذِيْ أَنْطَقَ كُلَّ شَيْءٍ﴾ (سورۂ حم السجده: ۲۰، ۲۱) ...... ''جب وہ (اللہ کے دشمن) جہنم کے قریب آ جائیں گے تو ان پر ان کے کان اور ان کی آنکھیں اور ان کی کھالیں، ان کے اعمال کی گواہی دیں گے۔ یہ اپنی کھالوں سے کہیں گے کہ تم نے ہمارے خلاف شہادت کیوں دی۔ وہ جواب دیں گی کہ ہمیں اس اللہ نے قوتِ گویائی

عطا فرمائی جس نے ہر چیز کو بولنے کی طاقت بخشی ہے۔'' سورۂ یسین میں بھی یہ موضوع بیان ہوا ہے۔

آخر زمانہ میں دس فیصد عمل بھی باعثِ نجات ہوگا

(۳۷۱۲)۔ عَنْ أَبِي ذَرٍّ مَرْفُوْعًا: ((إِنَّكُمُ الْيَوْمَ فِي زَمَانٍ كَثِيْرٍ عُلَمَاءُهُ، قَلِيْلٍ خُطَبَاءُهُ مَنْ تَرَكَ عُشْرَ مَايَعْرِفُ فَقَدْ هَوٰى، وَيَأْتِي مِنْ بَعْدُ زَمَانٌ كَثِيْرٌ خُطَبَاءُهُ، قَلِيْلٌ عُلَمَاؤُهُ مَنِ اسْتَمْسَكَ بِعُشْرِ مَايَعْرِفُ فَقَدْ نَجَا۔))

(الصحيحة: ٢٥١٠)

سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''آج تمھارے زمانے میں علماء زیادہ ہیں اور خطباء کم، ایسے میں اگر کسی نے اپنے علم کے دسویں حصے پر بھی عمل نہ کیا تو وہ گمراہ ہو جائے گا اور بعد میں ایسا زمانہ بھی آئے گا کہ اس میں خطباء زیادہ ہوں گے اور علماء کم، اگر اُس زمانے میں کسی نے اپنے علم کے دسویں حصے پر بھی عمل کر لیا تو وہ نجات پا جائے گا۔''

تخريج: أخرجه الهروي في "ذم الكلام": ١/ ١٤ـ١٥

شــرح:...... ہر مسلمان نے اللہ تعالیٰ کے ہاں جواب دہ ہونا ہے، اس لیے ہر ایک کو بار بار غور کرنا چاہیے کہ وہ جس آزمائش اور فتنے کی وجہ سے شریعت کے مطالبات میں کمی کر رہا ہے، آیا وہ واقعی عذر بن سکتے ہیں؟

اشارۃً خطبا سے مطالبہ کیا گیا ہے کہ وہ اپنی اصلاح کریں اور شرعی نصوص کے مطابق وعظ و نصیحت کر کے اس پر عمل کریں۔

روزِ قیامت لوگوں کے وجود کا بھی وزن ہوگا

(۳۷۱۳)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((إِنَّهُ لَيَاتِي الرَّجُلُ الْعَظِيْمُ السَّمِيْنُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، لَايَزِنُ عِنْدَ اللّٰهِ جَنَاحَ بَعُوْضَةٍ))۔ وَقَالَ: ((اِقْرَءُوْا: ﴿فَلَا نُقِيْمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَزْنًا﴾))الْكَهْفُ:١٠٥۔

(الصحيحة:٣٥٨١)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یقیناً قیامت والے دن موٹا تازہ بڑا آدمی آئے گا، اللہ کے ہاں مچھر کے پر کے برابر بھی اس کا وزن نہ ہوگا، اگر چاہتے ہو تو یہ آیت پڑھ لو: ﴿پس قیامت کے دن ہم ان کا کوئی وزن قائم نہ کریں گے۔﴾ (سورۂ کہف: ۱۰۵)۔''

تخريج: رواه البخاري: ٤٧٢٩۔ واللفظ له۔، ومن طريقه: البغوي في "شرح السنة": ٤٣٢٧، ومسلم: ٨/ ٢٥

شــرح:...... مختلف نصوص سے ثابت ہوتا ہے کہ میدان حشر میں آدمی کی تین چیزوں کا وزن ہوگا: بدن، عمل اور نامۂ اعمال۔

بدعت اور خیانت کا وبال

(۳۷۱٤)۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ رَافِعٍ مَوْلٰی أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّهَا قَالَتْ: كُنْتُ اَسْمَعُ النَّاسَ يَذْكُرُوْنَ الْحَوْضَ، وَلَمْ اَسْمَعُ ذٰلِكَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَلَمَّا كَانَ يَوْمًا مِنْ ذٰلِكَ وَالْجَارِيَةُ تَمْشِطُنِي فَسَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهُ ﷺ يَقُوْلُ: ((اَيُّهَا النَّاسُ!)) فَقُلْتُ لِلْجَارِيَةِ: اسْتَاخِرِی عَنِّي، قَالَتْ: اِنَّمَا دَعَا الرِّجَالَ، وَلَمْ يَدْعُ النِّسَاءَ!، فَقُلْتُ: اِنِّي مِنَ النَّاسِ! فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهُ ﷺ: ((اِنِّي لَكُمْ فَرَطٌ عَلَى الْحَوْضِ، فَاِيَّايَ! لَا يَاتِيَنَّ اَحَدُكُمْ فَيُذَبُّ عَنِّي كَمَا يُذَبُّ الْبَعِيْرُ الضَّالُّ، فَاَقُوْلُ: فِيْمَ هٰذَا؟ فَيُقَالُ: اِنَّكَ لَا تَدْرِيْ مَا اَحْدَثُوْا بَعْدَكَ ؟! فَاَقُوْلُ: سُحْقًا۔))

(الصحيحة:۳۹٤٤)

زوجۂ رسول سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے ان کے غلام عبد اللہ بن رافع بیان کرتے ہیں، وہ کہتی ہیں: میں لوگوں کو حوض کا تذکرہ کرتے ہوئے سنتی رہتی تھی، نبی کریم ﷺ سے اس موضوع پر کوئی حدیث براہِ راست نہیں سنی تھی، ایک دن میری لونڈی میری کنگھی کر رہی تھی، میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ آواز لگاتے سنا: ”لوگو!“ میں نے لونڈی سے کہا: پیچھے ہٹ جاؤ۔ اس نے کہا: آپ ﷺ نے مردوں کو بلایا ہے، نہ کہ عورتوں کو۔ میں نے کہا: (آپ ﷺ نے لوگوں کو بلایا ہے اور) میں بھی ان میں سے ہی ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں حوض پر تم لوگوں کا پیش رو ہوں گا۔ میری اطاعت کرتے رہنا! کہیں ایسا نہ ہو کہ تم وہاں میرے پاس پہنچو اور تمھیں بھٹکے ہوئے اونٹ کی طرح (مجھ سے دور) دھتکار دیا جائے۔ میں پوچھوں: ایسے کیوں ہو رہا ہے؟ مجھے جوابًا کہا جائے: آپ نہیں جانتے کہ ان لوگوں نے آپ کے بعد کون کون سی بدعات رائج کر دی تھیں۔ (یہ سن کر) میں کہوں گا: بربادی ہو۔“

تخريج: أخرجه مسلم: ٧/ ٦٧، والنسائي في"التفسير- الكبرى": ١٣/ ١٦/ ١٨١٧٣- تحفة الأشراف، وأحمد: ٦/ ٢٩٧، والطبراني في"المعجم الكبير": ٢٣/ ٢٩٧، ٤١٣

(۳۷۱٥)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رِضْوَانُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنِّي مُمْسِكٌ بِحُجَزِكُمْ عَنِ النَّارِ، وَتَقَاحَمُوْنَ فِيْهَا تَقَاحُمَ الْفِرَاشِ وَالْجَنَادُبِ، وَيُوْشِكُ اَنْ اُرْسِلَ حُجَزَكُمْ، وَاَنَا فَرَطٌ لَكُمْ عَلَى الْحَوْضِ، فَتَرِدُونَ عَلَيَّ مَعًا وَ اَشْتَاتًا، يَقُوْلُ جَمِيْعًا،

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ، سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں تم لوگوں کو آگ سے بچانے کے لیے تمھیں کمروں سے پکڑ رہا ہوں، لیکن تم پتنگوں اور اچھلی اڑتی ٹڈیوں کی طرح اس میں زبردستی گھسنا چاہتے ہو، ممکن ہے کہ میں تمھاری کمروں کو چھوڑ دوں۔ (یاد رکھو کہ) میں حوض پر تمھارا پیش رو ہوں گا، تم میرے پاس متحد ہو کر اور منتشر ہو کر (دونوں صورتوں میں)

فَأَعْرِفُكُمْ بِأَسْمَائِكُمْ وَبِسِيمَاكُمْ كَمَا يَعْرِفُ الرَّجُلُ الْغَرِيبَةَ مِنَ الْإِبِلِ فِي إِبِلِهِ، فَيُذْهَبُ بِكُمْ ذَاتَ الشِّمَالِ، وَأُنَاشِدُ فِيكُمْ رَبَّ الْعَالَمِينَ، فَأَقُولُ: يَا رَبِّ أُمَّتِي- فَيُقَالُ: إِنَّكَ لَا تَدْرِي مَا أَحْدَثُوا بَعْدَكَ، إِنَّهُمْ كَانُوا يَمْشُونَ الْقَهْقَرَى بَعْدَكَ فَلَا أَعْرِفَنَّ أَحَدَكُمْ يَأْتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَحْمِلُ شَاةً لَهَا ثُغَاءٌ يُنَادِي: يَا مُحَمَّدُ، يَا مُحَمَّدُ! فَأَقُولُ: لَا أَمْلِكُ لَكَ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا، قَدْ بَلَغْتُ، وَلَا أَعْرِفَنَّ أَحَدَكُمْ يَأْتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَحْمِلُ بَعِيرًا لَهُ رُغَاءٌ يُنَادِي: يَا مُحَمَّدُ! يَا مُحَمَّدُ! فَأَقُولُ: لَا أَمْلِكُ لَكَ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا، قَدْ بَلَّغْتُ، وَلَا أَعْرِفَنَّ أَحَدَكُمْ يَأْتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَحْمِلُ فَرَسًا لَهُ حَمْحَمَةٌ يُنَادِي: يَا مُحَمَّدُ! يَا مُحَمَّدُ! فَأَقُولُ لَا أَمْلِكُ لَكَ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا قَدْ بَلَّغْتُ، وَلَا أَعْرِفَنَّ أَحَدَكُمْ يَأْتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَحْمِلُ قَشْعًا مِنْ أَدَمٍ يُنَادِي: يَا مُحَمَّدُ! يَا مُحَمَّدُ! فَأَقُولُ: لَا أَمْلِكُ لَكَ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا، قَدْ بَلَّغْتَ۔)) (الصحيحة:٢٨٦٥)

آؤ گے، میں تمھیں تمھارے ناموں اور علامتوں سے ایسے پہچان لوں گا جیسے کوئی آدمی اپنے اونٹوں میں گھسنے والے اجنبی اونٹ کو پہچان لیتا ہے۔ لیکن تمھیں بائیں طرف دھتکار دیا جائے گا اور میں تمھارے لیے جہانوں کے پالنہار سے اپیل کرتے ہوئے کہوں گا: اے میرے ربّ! میری امت (کو بچاؤ)۔ جوابًا کہا جائے گا: تم نہیں جانتے کہ ان لوگوں نے تمھارے بعد کون کون سی بدعات رائج کر دی تھیں، تیرے بعد انھوں نے الٹے پاؤں چلنا شروع کر دیا تھا۔ میں تم میں سے کسی کو اس حال میں نہ دیکھوں کہ اس نے ممیاتی ہوئی بکری اٹھا رکھی ہو اور یہ آواز دے رہا ہو: اے محمد! اے محمد! (میری معاونت کرو) اور میں کہوں گا: میں تیرے لیے اللہ تعالی سے کسی چیز کا مالک نہیں ہوں، میں نے تو (تیرے تک) پیغام پہنچا دیا تھا۔ میں کسی کو اس حال میں نہ پہچانوں کہ اس نے بلبلاتا ہوا ونٹ اٹھا رکھا ہو اور آواز دے رہا ہو: اے محمد! اے محمد! (میرا سہارا بنو)۔ میں کہوں گا: میں تیرے لیے اللہ تعالی سے کسی چیز کا مالک نہیں ہوں، میں نے تو پیغام پہنچا دیا تھا (کہ ایسا نہ کرنا)۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ تم میں سے کسی نے روزِ قیامت ہنہناتا ہوا گھوڑا اٹھا رکھا ہو اور آواز دے رہا ہو: اے محمد! اے محمد! میں جوابًا کہوں: میں تیرے لیے اللہ تعالی سے کسی چیز کا مالک نہیں ہوں۔ میں تم میں سے کسی کو قیامت والے دن اس حالت میں نہ دیکھوں کہ پرانی کھال کا ٹکڑا اٹھا رکھا ہو اور پکار رہا ہو: اے محمد! اے محمد! اور میں کہہ دوں: میں تیرے لیے کسی چیز کا مالک نہیں ہوں، میں نے تو (اللہ کا پیغام) تیرے تک پہنچا دیا تھا۔“

تخريج: أخرجه البزار :١/ ٤٢٦/ ٩٠٠، والرامهرمزي في "الأمثال": ٢١- ٢٢، وابويعلى و البزار

شرح:...... معلوم ہوا کہ کسی کا حق غصب کرنے اور خیانت کرنے سے بچنا چاہیے، وگرنہ وہ عار و شنار اور ذلت و رسوائی کا سبب بنے گا، اگر کسی نے بندگانِ خدا کے حقوق میں کم و کاست کر رکھی ہے تو وہ جلدی جلدی تصفیہ کر لے۔ اسی طرح مومن کو آپ ﷺ کی سنتوں کا حریص ہونا چاہیے اور بدعتوں سے مکمل گریز کرنا چاہیے۔

بحری جہاد میں شرکت کرنے والے پہلے لشکر کی فضیلت
مدینۂ قیصر پر چڑھائی کرنے والے پہلے لشکر کی فضیلت

(٣٧١٦)۔ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ اَنَّ عُمَيْرَ بْنَ الْاَسْوَدِ الْعَنْسِيَّ، حَدَّثَهُ اَنَّهُ اَتٰى عُبَادَةَ بْنَ الصَّامِتِ وَهُوَ نَازِلٌ فِي سَاحِلِ حِمْصَ وَهُوَ فِي بِنَاءٍ لَّهُ وَمَعَهُ أُمُّ حَرَامٍ، قَالَ عُمَيْرٌ: فَحَدَّثَتْنَا أُمُّ حَرَامٍ اَنَّهَا سَمِعَتِ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ: ((اَوَّلُ جَيْشٍ مِنْ أُمَّتِي يَغْزُوْنَ الْبَحْرَ قَدْ اَوْجَبُوْا۔)) قَالَتْ: أُمُّ حَرَامٍ: قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اَنَا فِيْهِمْ؟ قَالَ: ((اَنْتِ فِيْهِمْ۔)) ثُمَّ قَالَ: ((اَوَّلُ جَيْشٍ مِّنْ أُمَّتِي يَغْزُوْنَ مَدِيْنَةَ قَيْصَرَ مَغْفُوْرٌ لَّهُمْ۔)) فَقُلْتُ: اَنَا فِيْهِمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((لَا۔)) (الصحيحة:٢٦٨)

خالد بن معدان کہتے ہیں کہ عمیر بن اسود عنسی نے ان کو بیان کیا کہ وہ سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور وہ اس وقت سیدہ ام حرام رضی اللہ عنہا سمیت حمص کے ساحل میں فروکش تھے۔ عمیر کہتے ہیں: ہمیں سیدہ ام حرام نے بیان کیا کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''سمندری جہاد کرنے والا میری امت کا پہلا لشکر (اپنے حق میں جنت کو) واجب کر لے گا۔'' سیدہ ام حرام نے کہا: اے اللہ کے رسول! آیا میں بھی ان لوگوں میں ہوں گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو ان میں ہو گی۔'' پھر فرمایا: ''قیصر کے شہر والوں سے جہاد کرنے والا میری امت کا پہلا لشکر بخشا ہوا ہو گا۔'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آیا میں ان میں ہوں گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں۔''

تخريج: أخرجه البخاري في "صحيحه": ٦/ ٧٧۔٧٨، والحسن بن سفيان في "مسنده"، وعنه أبو نعيم في "الحلية": ٢/ ٦٢، والطبراني في "مسند الشاميين"

شرح:...... حافظ ابن حجر نے کہا کہ مہلب کہتے ہیں کہ اس حدیث میں سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی منقبت کا بیان ہے، جنھوں نے سب سے پہلے بحری جہاد کیا، نیز اس میں ان کے بیٹے یزید کی بھی منقبت ہے جس نے ۵۲ھ میں قیصر کے شہر پر سب سے پہلے چڑھائی کی، پھر ابن تین نے ان کا تعاقب کیا، جس کا خلاصہ یہ ہے: حدیث کے عموم میں داخل ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ کسی چیز کو خارج کرنے کے لیے خاص دلیل ضروری ہو، کیونکہ اہل علم کا اتفاق ہے کہ آپ ﷺ کے الفاظ ''پہلا لشکر بخشا ہوا ہو گا'' کا تعلق اس شخص سے ہے، جس کی بخشش ممکن ہو، مثال کے طور پر اگر کوئی آدمی اس لشکر میں شرکت کرنے کے بعد مرتدّ ہو جاتا ہے تو وہ بالاتفاق اس حدیث کے اس عموم میں داخل نہیں ہو گا۔ پس معلوم ہوا کہ اس حدیث میں بخشش کی بشارت اسے سنائی جا رہی ہے، جس میں مغفرت کی شرط پائی جاتی ہو۔

لیکن ابن تین کا یہ کہنا کہ ممکن ہے کہ یزید لشکر میں موجود ہی نہ ہو، یہ قول مردود ہے، کیونکہ وہ بالاتفاق لشکر کا امیر تھا۔ ہاں یہ ممکن ہے کہ ابن تین کی مراد یہ ہو کہ اس نے شرکت تو کی تھی، لیکن عملاً لڑا نہیں تھا۔

اس لشکر میں سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ بھی تھے اور اسی غزوے میں فوت ہو گئے تھے، انھوں نے وصیت کی تھی

کہ ان کو قسطنطنیہ کے دروازے کے پاس دفن کیا جائے اور ان کی قبر کے آثار ختم کر دیے جائیں۔ پھر وہ فوت ہو گئے اور ان کی وصیت پر عمل کیا گیا۔ (فتح الباری: ٦/ ١٢٧)

امام ابن تیمیہ، حافظ ابن حجر، علامہ قسطلانی اور حافظ ابن کثیر رحمہم اللہ تعالی جیسے ائمہ اسلاف نے یزید بن معاویہ کو ہی اس پہلے لشکر کا سالار قرار دیا، جس نے تاریخ اسلامی میں سب سے پہلے شہر قیصر (قسطنطنیہ) پر حملہ کیا تھا۔

لیکن ہم نے عصر حاضر کے ایک ڈاکٹر کا چھبیس صفحات پر مشتمل ایک مضمون پڑھا، جس میں کوشش یہ کی گئی کہ یزید بن معاویہ کو تین بڑے جرائم کی وجہ سے اللہ تعالی کی بخشش سے دور کر دینا چاہیے۔ ہم اس موقع پر یزید کی شخصیت کے اچھا یا برا ہونے کو موضوع بحث نہیں بنانا چاہتے۔ سوال یہ ہے کہ اگر نبی کریم ﷺ کسی لشکر کے مغفور ہونے کی پیشین گوئی کر دیں تو کیا اس لشکر میں شامل ہونے والوں کا معصوم اور پاکباز ہونا ضروری ہے، تاکہ وہ مغفرتِ الٰہی کے حقدار ٹھہر سکیں، کیا اس لشکر میں شرکت کرنے والے کسی گنہگار شخص کو آپ ﷺ کی عام منادی اور خوشخبری سے مستثنیٰ کر دیا جائے گا؟ یہ فیصلہ کون کرے گا کہ ایسے لشکر میں شرکت کرنے والے فلاں فلاں شخص کی بخشش ہو جائے گی، لیکن فلاں فلاں محروم رہے گا؟ ہم بات کو ایک اور مثال سے واضح کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص وضو کرنے کے بعد "اشھد ان لا الہ الله......" والی دعا پڑھتا ہے، اس کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیے جائیں گے۔ غور فرمائیں اگر کوئی گنہگار شخص وضو کرنے کے بعد یہی دعا پڑھے تو کیا اسے یہ کہا جائے گا کہ تو اپنے گناہوں کی وجہ سے اس خوشخبری کا مصداق نہیں بن سکتا؟

دوسری قانونی بات یہ ہے کہ ان لوگوں کو یہ نقطہ سمجھنا چاہیے کہ تھا کہ فعل پر حکم لگانا اور بات ہے اور فاعل پر حکم لگانا اور بات ہے۔ اس کی وضاحت یہ ہے کہ یہ کہنا تو ضروری ہے قیصر کے شہر پر چڑھائی کرنے والا پہلا لشکر مغفور ہے۔ لیکن اس سے یہ مفہوم کشید کرنا کسی طرح درست نہیں ہوگا کہ جو جو فرد اس میں شریک ہوا، اس کی تمام خطائیں معاف ہو چکی ہیں اور وہ جنت کا حتمی وارث بن چکا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ مطلق طور پر پورے لشکر کے بارے میں حسن ظن رکھا جائے گا اور ہر شخص کے بارے میں حتمی فیصلے کو اللہ تعالی کے سپرد کر دیا جائے گا۔ جیسے یہ تو آپ کہہ سکتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص وضو کرنے کے بعد "اشھد ان لا الہ الله......" والی دعا پڑھتا ہے، اس کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیے جائیں گے۔ لیکن جو آدمی یہ عمل کرتا ہے، اس کو مخاطب کر کے یہ نہیں کہا جا سکتا ہے کہ تیرے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھل چکے ہیں اور تو نے مرنے کے بعد جنت میں داخل ہو جانا ہے، بلکہ اس کے معاملے کو اللہ تعالی کے سپرد کر دیا جائے گا۔

ان گزارشات کا یہ مفہوم نہیں ہے کہ ہم مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کی حرمت کے قائل نہیں ہیں یا ہم اہل بیت کے حقوق کے بارے میں محتاط نہیں ہیں یا ہم یزید کے دور کی تمام کاروائیوں کو درست سمجھتے ہیں۔

قسطنطنیہ کی فتح نویں سن ہجری میں ہوئی، سلطان محمد ثانی کی وفات کے بعد حکومت کی باگ ڈور اس کے تیئیس سالہ بیٹے

محمد ثانی کے ہاتھ آئی، یہ پہلا عثمانی سلطان تھا، جس نے فتح قسطنطنیہ کا عزم کیا اور اس کو فتح کیا۔ یہ ۸۵۷ھ کا واقعہ ہے۔

ہر ایک ہزار میں سے نو سو ننانوے جہنم میں

(۳۷۱۷)۔ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ، اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((اَوَّلُ مَنْ يُدْعٰى يَوْمَ الْقِيَامَةِ آدَمُ، فَتَرَاءَ ى ذُرِّيَّتَهُ۔ فَيُقَالُ: هٰذَا اَبُوْكُمْ آدَمُ، فَيَقُوْلُ: لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ! فَيَقُوْلُ:اَخْرِجَ بَعْثَ جَهَنَّمَ مِنْ ذُرِّيَّتِكَ، فَيَقُوْلُ: يَا رَبِّ! كَمْ أُخْرِجُ؟ فَيَقُوْلُ: اَخْرِجْ مِنْ كُلِّ مِئَةٍ تِسْعَةً وَّتِسْعِيْنَ۔)) فَقَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اِذَا أُخِذَ مِنَّا مِنْ كُلِّ مِئَةٍ تِسْعَةٌ وَّتِسْعُوْنَ، فَمَاذَا يَبْقٰى مِنَّا؟ قَالَ: ((اِنَّ أُمَّتِي فِي الْاُمَمِ كَالشَّعْرَةِ الْبَيْضَاءِ فِي الثَّوْرِ الْاَسْوَدِ۔))

(الصحيحة:۳۳۰۷)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''قیامت والے دن سب سے پہلے حضرت آدم (علیہ السلام) کو بلایا جائے گا، وہ اپنی اولاد کو دیکھیں گے۔ انھیں بتلایا جائے گا کہ یہ تمھارے باپ آدم (علیہ السلام) ہیں۔ (اللہ تعالی حضرت آدم کو آواز دیں گے)۔ وہ کہیں گے: میں حاضر ہوں، میں حاضر ہوں! اللہ تعالی فرمائیں گے: اپنی اولاد میں سے جہنم میں داخل ہونے والے لوگوں کو علیحدہ کر دو۔'' وہ پوچھیں گے: اے میرے ربّ! کتنوں کو علیحدہ کروں؟ اللہ تعالی فرمائیں گے: ایک سو کی نفری میں سے ننانوے کو (جہنم کے لیے علیحدہ کر دو)۔'' صحابۂ کرام نے کہا: اے اللہ کے رسول! جب ہمارے سو میں سے ننانوے کو (دوزخ کے لیے) پکڑ لیا جائے گا، تو پیچھے بچے گا کیا؟ آپ ﷺ نے (تسلی دیتے ہوئے) فرمایا: ''بقیہ امتوں میں میری امت کی تعداد سیاہ رنگ کے بیل کی پشت پر سفید بالوں جتنی ہوگی۔''

تخريج: رواه البخاري: ٦٥٢٩، وأحمد: ٢/ ٣٧٨

(۳۷۱۸)۔ عَنْ اَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ مَرْفُوْعًا: ((يَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ: يَا آدَمُ! فَيَقُوْلُ: لَبَّيْكَ رَبَّنَا! وَسَعْدَيْكَ، فَيُنَادِي بِصَوْتٍ: اِنَّ اللّٰهَ يَامُرُكَ اَنْ تُخْرِجَ مِنْ ذُرِّيَّتِكَ بَعْثًا اِلَى النَّارِ۔ قَالَ: يَارَبِّ! وَمَا بَعْثُ النَّارِ؟ مِنْ كُلِّ اَلْفٍ۔ اَرَاهُ قَالَ۔: تِسْعَ مِئَةٍ وَتِسْعَةَ وَتِسْعِيْنَ، فَحِيْنَئِذٍ تَضَعُ الْحَامِلُ حَمْلَهَا، وَيَشِيْبُ الْوَلِيْدُ، ﴿وَتَرَى النَّاسَ سُكَارٰى وَمَا هُمْ بِسُكَارٰى وَلٰكِنَّ عَذَابَ

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالی قیامت والے دن فرمائے گا: اے آدم! وہ کہیں گے: اے ہمارے ربّ! میں حاضر ہوں۔ اللہ تعالی آواز دیں گے: بیشک اللہ تعالی تجھے حکم دیتا ہے کہ تم اپنی اولاد میں سے جہنم کے لیے (جہنمی) گروہ کو علیحدہ کر دو۔ وہ پوچھیں گے: اے میرے ربّ! آگ کے گروہ کی تعداد کیا ہے؟ اللہ تعالی فرمائیں گے: ایک ہزار کی نفری میں سے نو سو ننانوے (۹۹۹) کو (جہنم کے لیے علیحدہ کر دو)۔ (یہ ہولناک خبر سن کر) حاملہ عورتوں کے حمل ساقط ہو جائیں گے اور بچے بوڑھے ہو

اللّٰہِ شَدِیْدٌ﴾ (الحج:٢) فَشَقَّ ذٰلِكَ عَلَى النَّاسِ حَتّٰى تَغَيَّرَتْ وُجُوهُهُمْ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مِنْ يَاجُوجِ تِسْعُ مِئَةٍ وَتِسْعَةٌ وَّتِسْعِيْنَ، وَمِنْكُمْ وَاحِدٌ۔ ثُمَّ أَنْتُمْ فِي النَّاسِ كَالشَّعْرَةِ السَّوْدَاءِ فِي جَنْبِ الثَّوْرِ الْأَبْيَضِ، أَوْ كَالشَّعْرَةِ الْبَيْضَاءِ فِي جَنْبِ الثَّوْرِ الْأَسْوَدِ، وَإِنِّي لَأَرْجُوْ أَنْ تَكُوْنُوْا رُبْعَ أَهْلِ الْجَنَّةِ۔)) فَكَبَّرْنَا، ثُمَّ قَالَ: ((ثُلُثَ أَهْلِ الْجَنَّةِ)) فَكَبَّرْنَا، ثُمَّ قَالَ: ((شَطْرَ أَهْلِ الْجَنَّةِ)) فَكَبَّرْنَا۔ (الصحيحة:٣٢٥٠)

جائیں گے، جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا: ﴿اور تو دیکھے گا کہ لوگ مدہوش دکھائی دیں گے، حالانکہ درحقیقت وہ متوالے نہ ہوں گے، لیکن اللہ تعالی کا عذاب بڑا ہی سخت ہے۔﴾ (سورۂ حج:٢) یہ بات صحابہ پر اتنی گراں گزری کہ ان کے چہرے بدل گئے۔ نبی ﷺ نے (ان کو حوصلہ دلاتے ہوئے) فرمایا: ''(قیامت والے دن تناسب یہ ہے گا کہ) یاجوج ماجوج میں سے نو سو ننانوے افراد اور تم میں سے ایک فرد ہو گا، پھر (سابقہ امتوں کے) لوگوں کے مقابلے تمھاری تعداد اتنی ہوگی، جتنے کے سفید رنگ کے بیل کی پشت پر سیاہ بال یا سیاہ رنگ کے بیل کی پشت پر سفید بال ہوتے ہیں۔ مجھے امید ہے کہ تم جنت کی آبادی کا چوتھائی حصہ ہو گے۔'' (یہ سن کر) ہم نے اللہ اکبر کہا۔ آپ نے فرمایا: ''(مجھے امید ہے کہ) تم جنت کی آبادی کا تیسرا حصہ ہو گے۔'' ہم نے اللہ اکبر کہا۔ پھر آپ نے فرمایا: ''جنت کی آدھی آبادی تم لوگ ہو گے۔'' (یہ سن کر) ہم نے اللہ اکبر کہا۔

تخريج: أخرجه البخاري: ٥/ ٢٤١، ومسلم: ١/ ١٣٩، وأحمد: ٣/ ٣٢۔ ٣٣

شرح:...... یاجوج و ماجوج، یہ دو قومیں ہیں اور احادیثِ صحیحہ کی روشنی میں نسل انسانی میں سے ہیں، ان کی تعداد دوسری نسل انسانی کے مقابلے میں بہت زیادہ ہے اور انہی سے جہنم زیادہ بھرے گی۔ مزید اس میں آپ ﷺ کی امت کے توحید پرستوں کی فضیلت بیان کی گئی ہے کہ جنت میں ان کی آبادی زیادہ ہوگی۔

سلسلۂ خلافت میں نبوی سنت کو بدلنے والا پہلا شخص

(٣٧١٩)۔ عَنْ أَبِي ذَرٍّ أَنَّهُ قَالَ لِيَزِيْدَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ: ((أَوَّلُ مَنْ يُغَيِّرُ سُنَّتِي رَجُلٌ مِّنْ بَنِي أُمَيَّةَ۔)) (الصحيحة:١٧٤٩)

سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ نے یزید بن ابو سفیان سے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''سب سے پہلے میری سنت کو بدلنے والا فرد بنو امیہ میں سے ہوگا۔''

تخريج: أخرجه ابن أبي عاصم في "الأوائل": ٧/ ٢

شرح:...... امام البانی رحمہ اللہ نے کہا: ممکن ہے کہ اس حدیث سے مراد اختیاری خلافت کو ختم کر کے اس کو موروثی بنا دینا ہو۔ واللہ اعلم۔ (صحیحہ: ١٧٤٩)

صحابہ کرام میں قتل کا فتنہ

(٣٧٢٠)۔ عَنْ اَبِي مَالِكٍ الْاَشْجَعِيِّ سَعْدِ بْنِ طَارِقِ بْنِ اَشْيَمَ، عَنْ اَبِيْهِ، اَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ: ((بِحَسْبِ اَصْحَابِي الْقَتْلُ۔)) (الصحيحة:١٣٤٦)

ابو مالک اشجعی سعد بن طارق بن اشیم اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میرے صحابہ کے لیے قتل کا فتنہ ہی کافی ہے۔''

تخریج: أخرجه أحمد: ٣/ ٤٨٢، والطبرانی، والبزار

شرح:...... امام البانی رحمہ اللہ نے ایک شاہد ذکر کرتے ہوئے کہا: سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میرے بعد عنقریب فتنے ہوں گے، ان میں بہت کچھ ہوگا۔'' ہم نے کہا: اگر ہم نے یہ زمانہ پایا تو ہم تو ہلاک ہو جائیں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میرے صحابہ کے لیے قتل کا فتنہ ہی کافی ہے۔'' اور ایک روایت میں ہے: ''ان فتنوں میں لوگ جلدی جلدی فنا ہوں گے۔'' (طبرانی، بزار) (صحیحہ: ١٣٤٦)

ایسے ہی ہوا کہ صحابہ کے دور میں قتل کا فتنہ عام ہوا اور کئی صحابہ کرام اس فتنے میں جھلس گئے۔ سیدنا عمر، سیدنا عثمان اور سیدنا علی رضی اللہ عنہم کی شہادتوں کے واقعات اسی سلسلے کا بیّن ثبوت ہیں۔

امت مسلمہ کی سزا

(٣٧٢١)۔ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((عُقُوْبَةُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ بِالسَّيْفِ۔)) (الصحيحة:١٣٤٧)

سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس امت کی سزا تلوار ہے۔''

تخریج: أخرجه الخطیب: ١/ ٣١٧

شرح:...... سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے وقت جو تلوار بے نیام ہوئی، وہ آج تک قابو میں نہ آسکی اور فرزندانِ امت تہہ تیغ ہوتے رہے اور ہو رہے ہیں۔ امتِ مسلمہ کو شہادتِ عثمان کی بھاری قیمت ادا کرنا پڑی۔

جھوٹے مدّعیانِ نبوت

قادیانیوں اور ابن عربی کا عقیدہ باطل ہے

(٣٧٢٢)۔ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((بَيْنَمَا اَنَا نَائِمٌ، اُتِيْتُ بِخَزَائِنِ الْاَرْضِ، فَوُضِعَ فِي يَدِي سِوَارَانِ مِنْ ذَهَبٍ، فَكَبُرَا عَلَيَّ وَاَهَمَّانِي، فَاُوْحِيَ اِلَيَّ اَنْ اَنْفُخْهُمَا، فَنَفَخْتُهُمَا فَذَهَبَا، فَاَوَّلْتُهُمَا:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''میں سویا ہوا تھا، میرے پاس زمین کے خزانے لائے گئے، میرے ہاتھ میں سونے کے دو کنگن رکھ دیے گئے، وہ مجھ پر گراں گزرے اور انھوں نے مجھے مغموم و بے چین کر دیا، میری طرف وحی کی گئی کہ پھونک مارو، میں نے پھونک ماری،

الْكَذَّابَيْنِ الَّذَيْنِ أَنَا بَيْنَهُمَا: صَاحِبَ صَنْعَاءَ، وَصَاحِبَ الْيَمَامَةِ۔))

(الصحيحة: ٣٦١١)

وہ دونوں (میرے ہاتھ سے) ہٹ گئے۔ میں نے اس خواب کی تاویل یہ کی کہ ان سے مراد دو جھوٹے ہیں، کہ میں جن کے درمیان ہوں، (۱) صاحبِ صنعاء (یعنی اسود عنسی) اور (۲) صاحبِ یمامہ (یعنی مسیلمہ کذاب)۔''

تخريج: رواه البخاري: ٤٣٧٥، ٧٠٣٧، ومسلم: ٧/ ٥٨، وأحمد: ٢/ ٣١٩۔ واللفظ له۔، والبيهقي في "السنن الكبرى": ٨/ ١٧٥، و "الدلائل": ٥/ ٣٣٥، والبغوي في "شرح السنة" ٣٢٩٧، وأحمد: ٢/ ٣٣٨ و ٣٤٤، وابن ماجه: ٣٩٢٢، وابن أبي شيبة: ١١/ ٥٨، وابن حبان: ٦٦٥٣

شرح:...... اسود عنسی اور مسیلمہ دو جھوٹے مدعیانِ نبوت تھے۔ یمن میں امن و اسلام کی تکمیل ہو چکی تھی، ہر علاقے میں آپ ﷺ کے عمال موجود تھے، اچانک ''کہف حنان'' نامی شہر میں سات سو جنگجوؤں کے ساتھ اسود عنسی ظاہر ہوا۔ وہ اپنے لیے نبوت و حکومت کا دعویدار تھا، اس نے آگے بڑھ کر صنعا پر قبضہ کر لیا، اس کے فتنے میں سختی اور حکومت میں طاقت آتی گئی، حتی کہ رسول اللہ ﷺ کے عمال ''اشعریین'' کے علاقے میں سمٹ آئے، مسلمانوں نے اس کے ساتھ مصلحت سے کام لیا۔ یہ سلسلہ تین چار ماہ تک جاری رہا۔ پھر فیروز دیلمی اور اس کے فارسی ساتھیوں نے، جو مسلمان ہو چکے تھے، کوئی چال چلی اور فیروز نے اسے قتل کر کے اس کا سر کاٹا اور قلعہ کے باہر پھینک دیا۔ یہ دیکھ کر اس کے ساتھی بھاگ نکلے اور اہل اسلام غالب آ گئے اور رسول اللہ ﷺ کے عمال اپنے اپنے کاموں پر واپس آ گئے اور آپ ﷺ کو اس کی اطلاع لکھ کر بھیج دی۔ اس کے قتل کا واقعہ آپ ﷺ کی وفات سے ایک یوم پہلے پیش آیا تھا، اس لیے صحابہ کرام کا خط ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہد میں موصول ہوا تھا، لیکن آپ بذریعہ وحی صحابہ کرام کو اطلاع دے چکے تھے۔

فتح مکہ کے بعد مختلف قبائل کی طرف سے جو وفود نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر مسلمان ہوئے، ان میں مسیلمہ بن حبیب بھی بنو حنیفہ کے وفد میں شامل تھا۔ جب یہ اپنے وطن یمامہ کی طرف واپس لوٹا اور انہیں ایام میں آپ ﷺ کی طبیعت کے ناساز ہونے کی خبر مشہور ہوئی تو اس نے نبوت کا دعوی کر دیا، آپ ﷺ اس کا عملی تدارک کیے بغیر دنیائے فانی سے روانہ ہو گئے۔ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی مختلف وجوہات کی وجہ سے مسیلمہ کا فوراً تدارک نہ کر سکے، بالآخر عکرمہ بن ابو جہل کو مسیلمہ کی سرکوبی پر نامزد فرمایا، پہلی لڑائی میں مسیلمہ شکست کھا گیا، لیکن پھر قبیلہ ربیعہ کے چالیس ہزار جنگجو مسیلمہ کے پاس جمع ہو گئے، ان میں بعض لوگ اس کو جھوٹا سمجھتے تھے، لیکن ہم قومیت کی بنا پر اس کی کامیابی کے خواہاں تھے،........ باغ کے اندر بھی جب ہنگامہ زور گرم ہوا تو مسیلمہ مجبوراً مسلح ہو کر گھوڑے پر سوار ہوا اور لوگوں کو لڑنے کے لیے آمادہ کرنے لگا، لیکن جب اس نے ہر طرف مسلمانوں کو چیرہ دست دیکھا تو گھوڑے سے اتر کر باغ کے باہر چپکے سے جانے لگا۔ اتفاقاً باغ کے دروازے کے قریب وحشی کھڑا تھا، اس نے اپنا حربہ پھینک مارا جو مسیلمہ

کی دوہری زرہ کو کاٹ کر اس کے پیٹ کے باہر نکل آیا، آخر کار دشمنوں میں سے جس کو جس طرف راستہ ملا، وہ بھاگ گیا۔

(٣٧٢٣)۔ عَنْ حُذَيْفَةَ، أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((فِي أُمَّتِي كَذَّابُوْنَ وَدَجَّالُوْنَ، سَبْعَةٌ وَعِشْرُوْنَ، مِنْهُمْ أَرْبَعَةُ نِسْوَةٍ، وَإِنِّي خَاتَمُ النَّبِيِّنَ، لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ۔)) (الصحيحة: ١٩٩٩)

سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میری امت میں ستائیس آدمی انتہائی جھوٹے اور کذاب ہوں گے، ان میں سے چار عورتیں ہوں گی، (یاد رکھنا کہ) میں خاتم النبیین ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔''

تخريج: أخرجه الطحاوي في "مشكل الآثار": ٤/ ١٠٤، وأحمد: ٥/ ٣٩٦، والطبراني في "الكبير" ٣٠٢٦، والأوسط": ٥٥٨٢

شرح:...... اس حدیثِ مبارکہ میں قادیانیوں اور ابن عربی پر خوب ردّ کیا گیا ہے، جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کی بقا کے قائل ہیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی جھوٹا، کذاب اور دجال ہے۔ (صحیحہ: ١٩٩٩)

(٣٧٢٤)۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّهُ كَانَ عِنْدَهُ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْكُوْفَةِ، فَجَعَلَ يُحَدِّثُهُ عَنِ الْمُخْتَارِ، فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ: إِنْ كَانَ كَمَا تَقُوْلُ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((إِنَّ بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ ثَلَاثِيْنَ دَجَّالًا كَذَّابًا۔)) (الصحيحة:٢٢٥٣)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک کوفی آدمی بیٹھا ہوا تھا، اس نے مختار سے احادیث بیان کرنا شروع کر دیں۔ سیدنا عبد اللہ نے کہا: اگر بات ایسے ہی ہے جیسے تو کہہ رہا ہے تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: ''قیامت سے پہلے تیس انتہائی جھوٹے اور کذاب افراد ہوں گے۔''

تخريج: أخرجه البزار فى "مسنده": ٣٣٧٣، الكشف، والطبرانى فى "المعجم الكبير": ١٨/ ٦٧/ ١٢٥

شرح:...... نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں، آپ کے بعد کوئی نبی آیا ہے نہ آئے گا اور ایسا دعوی کرنے والا جھوٹا، کذاب اور دجال قرار پائے گا۔

ذہن نشین رہے کہ اس حدیث سے وہ مدعیانِ نبوت مراد نہیں جنھوں نے مطلق طور پر نبوت کا دعوی کیا، کیونکہ ایسے لوگ تو بہت زیادہ ہیں۔ احادیث میں جن تیس کذابوں کا ذکر ہے، ان سے مراد وہ کم بخت ہیں، جن کو اس دعوی کی وجہ سے شان و شوکت ملی اور ان کو اپنی نبوت پر واقعی شبہ ہونے لگا، پھر لوگوں کی معقول تعداد بھی ان کے ساتھ ہوگئی۔ جیسے مرزا غلام احمد قادیانی کا مسئلہ ہے۔

امام البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں: جن دجّالوں نے نبوت کا دعوت کیا، ان میں سے ایک مرزا غلام احمد قادیانی ہندی ہے،

جس نے ہند پر برطانوی استعمار کے عہد میں یہ دعوی کیا تھا کہ وہ امام مہدی ہے، پھر اس نے اپنے آپ کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام باور کرایا اور بالآخر نبوت کا دعوی کر دیا، قرآن و سنت کا علم نہ رکھنے والے کئی جاہلوں نے اس کی پیروی کی۔ ہند اور شام کے ایسے باشندوں سے میری ملاقات ہوئی، جو اس کی نبوت کے قائل تھے۔ میرے اور ان کے مابین کئی مناظرے اور بحث مباحثے ہوئے، ان میں سے ایک تحریری مناظرہ بھی تھا۔ ان مناظروں میں ان کا دعوی تھا کہ ان کا عقیدہ یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کے بعد کئی انبیا آئیں گے، ان میں سے ایک مرزا غلام احمد قادیانی ہے۔ شروع میں انھوں نے ورغلانا اور پھسلانا چاہا اور مناظرہ کے اصل موضوع سے صرف نظر کرنا چاہا۔ لیکن میں نے ان کے حیلوں بہانوں کا انکار کیا اور اصل موضوع پر ڈٹا رہا۔ پس وہ بری ہزیمت سے دوچار ہوئے اور حاضرین مجلس کو پتہ چل گیا کہ یہ باطل پرست قوم ہے۔

ان کے کچھ دوسرے عقائد بھی باطل اور اجماعِ امت کے مخالف ہیں، بطورِ مثال: جسمانی بعث کا انکار کرنا اور یہ کہنا کہ جنت و جہنم کا تعلق روح سے ہے، نہ کہ جسم سے۔ کافروں کو دیا جائے والا عذاب بالآخر منقطع ہو جائے گا۔ جنوں کا کوئی وجود نہیں ہے اور جن جنوں کا قرآن مجید میں ذکر ہے، وہ حقیقت میں انسانوں کی ایک جماعت ہے۔

جب یہ لوگ قرآن کی کوئی آیت اپنے عقائد کے مخالف پاتے ہیں تو باطنیہ اور قرامطہ جیسے باطل فرقوں کی طرح اس کی غیر مقبول اور قابل انکار تاویل کرتے ہیں۔ اسی لیے انگریز مسلمانوں کے خلاف ان کی تائید و نصرت کرتے تھے۔ مرزا قادیانی کہتا تھا کہ مسلمانوں پر انگریزوں سے جنگ کرنا حرام ہے۔ میں نے ان پر ردّ کرنے کے لیے کئی کتابیں تالیف کیں اور ان میں یہ وضاحت کی کہ یہ فرقہ جماعۃ المسلمین سے خارج ہے۔ ان کا مطالعہ کرنا چاہیے۔ (صحیحہ: ١٦٨٣)

دین کے شایان شان دور کی مدت کم ہے

(٣٧٢٥)۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ مَرْفُوْعًا: ((تَدُوْرُ رُحَى الْإِسْلَامِ بَعْدَ خَمْسٍ وَثَلَاثِيْنَ ، أَوْسِتٍّ وَثَلَاثِيْنَ ، أَوْسَبْعٍ وَثَلَاثِيْنَ ، فَإِنْ يَهْلِكُوْ فَسَبِيْلُ مَنْ هَلَكَ ، وَإِنْ يَقُمْ لَهُمْ دِيْنُهُمْ يَقُمْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ عَامًا۔)) قُلْتُ: (وَفِي رِوَايَةٍ: قَالَ عُمَرُ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! مِمَّا بَقِيَ أَوْ مِمَّا مَضٰى؟ قَالَ: ((مِمَّا مَضٰى۔)) (الصحيحة:٩٧٦)

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پینتس یا چھتیس یا سینتیس سالوں کے بعد اسلام کی چکی گھومے گی، اس کے بعد اگر کوئی (گمراہ ہو کر) ہلاک ہوا تو وہ پہلے ہلاک ہونے والوں کی طرح ہو گا اور اگر دین قائم رہا تو وہ ستر سال تک قائم رہے گا۔'' میں نے کہا اور ایک روایت کے مطابق سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے نبی! مستقبل ستر سال یا ماضی سمیت؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ماضی سمیت۔''

تخريج: وله عن عبد الله بن مسعود طرق: الأولى: أخرجه أبوداود: ٤٢٥٤، والطحاوي في "مشكل الآثار": ١/ ٢٣٥، ٢٣٦، والحاكم: ٤/ ٥٢١، وأحمد: ١/ ٣٩٣، وأبويعلي في "المسند" أيضا: ١/ ٢٥٥،

وابـن الأعرابی فی"معجمه": ١٤١/ ٢، وابن عدی فی"الكامل": ٩١/ ١، والخطیب فی"الفقیه والمتفقه": ٦٣/ ٢، والخطابی فی"غریب الحدیث": ١١٦/ ٢-١١٧/ ١

الثـانيـه: فـأخـرجـه أحـمـد: ١/ ٣٩٠و٤٥١، وأبويعلى: ٨/ ٤٢٥/ ٥٠٠٩، ٩/ ٢٠١/ ٥٢٩٨-ط، والـطـحـاوي وابـن الأعرابي، وابن حبان في"صحيحه": ١٨٦٥-موارد، والطبراني في"المعجم الكبير": ١٠/ ٢١١/ ١٠٣٥٦

الثالثة: فأخرجه الطحاوي، والطبراني: ١٠/ ١٩٥/ ١٠٣١١

شرح:...... علامہ عظیم آبادی نے کہا: اسلام کی چکی گھومنا، اس کے مختلف معانی بیان کیے گئے ہیں: (١) اکثر کا یہ خیال ہے کہ اس سے مراد بغیر کسی نقص کے نبوت کے منہج اور خلافت کا جاری رہنا، خلفا کے معاملات کا مستقیم رہنا، حدود کو نافذ کرنا اور شرعی احکام کو رواج دینا ہے۔ (٢) اس سے مراد لڑائی اور قتل و غارت گری ہے۔

امام البانی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں: خطیب رحمہ اللہ نے کہا: "تَـدُوْرُ رُحَـى اْلِاسْلَامِ" ایک ضرب المثل ہے، اس کا مرادی معنی یہ ہے کہ اس مدت کے بعد اسلام میں کوئی عظیم سانحہ رونما ہوگا، جو اہل اسلام کے لیے خطرہ ہوگا۔ جب کسی معاملے میں تغیر پیدا ہوتا ہے یا وہ تبدیل ہوتا ہے تو "دَارَتْ رَحَـاه" (اس کی چکی گھوم گئی) کہتے ہیں۔ ایسے معلوم ہوتا ہے کہ حدیث کے شروع میں مدتِ خلافت کے ختم ہونے کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ واللہ اعلم۔

"یَـقُـمْ لَهُـمْ دِیْنُهُمْ" کے معانی ہیں: مسلمانوں کی بادشاہت اور سلطنت قائم رہے گی، کیونکہ "دین" کا اطلاق بادشاہت اور سلطنت پر بھی ہوتا ہے، جیسا کہ ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿مَـا كَـانَ لِيَـأْخُذَ أَخَـاهُ فِـیْ دِیْـنِ الْـمَلِكِ﴾ (سورۂ یوسف: ٧٦) ......"وہ (حضرت یوسف علیہ السلام) اپنے بھائی کو بادشاہ کی بادشاہت کے قانون کے مطابق نہیں رکھ سکتے تھے۔"

سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہ کی سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیعت کرنے سے لے کر مشرق سے بنوامیہ کی بادشاہت ختم ہونے تک تقریبا ستر سال بنتے ہیں۔

امام طحاوی نے کہا: شک کی بنا پر نہیں، بلکہ اللہ تعالی کی مشیت کی بنا پر پینتیس یا چھتیس یا سینتیس کہا گیا، جو پینتیس برس کی صورت میں ظاہر ہوا، اس عرصے کے بعد (اہل مصر) نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا محاصرہ کر لیا، حتی کہ ان کو شہید کر دیا گیا۔ ان کی شہادت امت میں اختلاف و افتراق کا سبب ٹھہری، اس کے بعد اگر کوئی ہلاک ہوا تو وہ پہلے ہلاک ہونے والوں کی طرح ہوگا، بہرحال اللہ تعالی نے پردہ رکھا اور اس کی تلافی کرتے ہوئے اس امت میں ایسے افراد کو قائم رکھا، جنھوں نے دین کی حفاظت کی۔ (صحیحه: ٩٧٦)

ملا علی قاری رحمہ اللہ نے کہا: زمانۂ ہجرتِ نبوی سے لے کر خلفائے ثلاثہ (سیدنا ابوبکر، سیدنا عمر اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہم) کی خلافت کی انتہا تک پینتیس سال بنتے ہیں، اس میں عوام و خواص کا کوئی اختلاف نہیں ہے، اس عرصے کے بعد سیدنا

عثمان رضی اللہ عنہ کو قتل کر دیا گیا، پھر چھتیسویں سال کو جنگِ جمل کا اور سینتیسویں سال کو جنگِ صفین کا واقعہ پیش آیا، .... ۔ خطابی نے کہا: ''چکی گھومنے'' سے مراد جنگ و جدل اور قتل و غارت گری ہے، تشبیہ کہ وجہ یہ ہے کہ جس طرح چکی دانے کو پیستی ہے، اس طرح اس عرصے کے بعد لوگوں کی جانیں ہلاک ہونا شروع ہو جائیں گی، ....۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کو یہ خبر دینا چاہتے ہیں کہ وہ پینتیس یا چھتیس یا سینتیس تک (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور کی طرح) دین پر قائم رہیں گے، پھر اختلاف کی وجہ سے افتراق و انتشار پڑ جائے گا، اس کے بعد اگر کوئی ہلاک ہوا تو وہ پہلے ہلاک ہونے والوں کی طرح ہوگا۔ لیکن اگر مسلمانوں کا معاملہ پھر سے ایک امیر کی اطاعت اور حق کی تائید کی طرف لوٹ آیا تو وہ ستر سال تک جاری رہے گا۔ (مرقاة المفاتيح: ٩/ ٢٩٠ ـ ٢٩٢)

ساٹھ سن ہجری کے بعد والے امرا سے پناہ مانگنا

(٣٧٢٦)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((تَعَوَّذُوا بِاللّٰهِ مِن رَاسِ السَّبْعِيْنَ، وَإِمَارَةِ الصِّبْيَانِ۔))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''ستر سال کے بعد والے دور سے اور لڑکوں کی حکومت سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرو۔''

(الصحيحة: ٣١٩١)

تخريج: أخرجه ابن أبي شيبة في "المصنف": ٥/ ٤٩/ ١٩٠٨٢، وأحمد: ٢/ ٣٢٦، ٣٥٥، ٤٤٨، والبزار: ٤/ ١٢٦/ ٣٣٥٨، وابن عدي في "الكامل": ٦/ ٨١

شرح: ...... سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میری امت کی ہلاکت قریشی لڑکوں کے ہاتھوں پر ہوگی۔'' (بخاری)

ابن ابی شیبہ کی روایت ہے کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بازار میں چلتے اور کہتے تھے: اے اللہ! نہ مجھے ساٹھ سن ہجری والا سال پائے اور نہ لڑکوں کی امارت۔

اس میں یہ اشارہ دیا گیا ہے کہ پہلے لڑکے کی امارت کا ظہور ٦٠ ھ میں ہوگا اور ایسے ہی ہوا، یزید بن معاویہ خلیفہ بنا اور چونسٹھ سن ہجری تک باقی رہا، اس کی یہ عادت بھی تھی کہ وہ مختلف علاقوں سے بزرگوں کو معزول کر کے اپنے چھوٹی عمر کے قرابتداروں کو والی بناتا تھا۔ اس کی وفات کے بعد اس کا بیٹا معاویہ والی بنا جو کچھ مہینوں کے بعد مر گیا۔

ہلاکت یہ ہے کہ وہ امارت و بادشاہت طلب کرنے کے لیے اور اس کی وجہ سے لوگوں سے لڑیں گے، اس طرح لوگوں کے احوال میں فساد آ جائے گا اور پے در پے فتنوں کا ظہور کا ہوگا اور ایسے ہی ہوا۔

اس حدیث سے یہ بھی پتہ چلا کہ ظالم بادشاہوں کے خلاف بغاوت کرنے سے گریز کیا جائے، کیونکہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم ان بادشاہوں کے نام بھی جانتے تھے اور یہ بھی بتلایا تھا کہ امت کی ہلاکت ان کے ہاتھوں پر ہوگی، لیکن اس کے باوجود انھوں نے بغاوت کا حکم نہ دیا، کیونکہ بغاوت کی وجہ سے جہاں ہلاکتیں زیادہ ہوتی تھیں، وہاں اطاعت

کے امور سے دوری بھی ہوتی تھی، اس لیے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے خفیف مفسدت اور آسان کام کو اختیار کیا۔

بالآخر زمین اپنے خزانے اگل دے گی

(۳۷۲۷)۔ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((تَقِيْءُ الْاَرْضُ اَفْلَاذَ كَبِدِهَا اَمْثَالَ الْاُسْطُوَانِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ، فَيَجِيْءُ الْقَاتِلُ، فَيَقُوْلُ: فِي هٰذَا قَتَلْتُ، وَيَجِيْءُ الْقَاطِعُ فَيَقُوْلُ: فِي هٰذَا قَطَعْتُ رَحْمِي، وَيَجِيْءُ السَّارِقُ، فَيَقُوْلُ: فِي هٰذَا قُطِعَتْ يَدِي، ثُمَّ يَدَعُوْنَهُ، فَلَا يَاْخُذُوْنَ مِنْهُ شَيْئًا۔))

(الصحيحة:٣٦١٩)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”زمین اپنے جگر کے ٹکڑوں (یعنی خزانوں) کو اگل دے گی، وہ سونے اور چاندی کے ستونوں کی صورت میں پڑے ہوں گے۔ قاتل آ کر کہے گا: اس کی خاطر میں نے قتل کیا تھا۔ قطع رحمی کرنے والا آئے گا اور کہے گا: اس کی وجہ سے میں نے قطع رحمی کی تھی۔ چور آ کر کہے گا: اس کی وجہ سے میرا ہاتھ کاٹا گیا تھا، پھر وہ (ان خزانوں کو) چھوڑ دیں گے اور کچھ بھی نہیں لیں گے۔“

تخريج: رواه مسلم: ٣/ ٨٤۔ ٨٥، ومن طريقه: البغوي: ٤٢٤١، والترمذي: ٢٢٠٨

شرح:...... امام ابن کثیر نے یہ حدیث سورۂ زلزال کی تفسیر میں بیان کی ہے اور معلوم بھی ایسے ہوتا ہے کہ اس حدیث میں ﴿وَاَخْرَجَتِ الْاَرْضُ اَثْقَالَهَا﴾ والا منظر پیش کیا گیا ہے۔

فتوحات سے پہلے کا زمانہ زیادہ خیر والا تھا

(۳۷۲۸)۔ عَنْ اَبِي جُحَيْفَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((سَتُفْتَحُ عَلَيْكُمُ الدُّنْيَا حَتّٰى تُنَجَّدَ الْكَعْبَةُ۔)) قُلْنَا: وَنَحْنُ عَلٰى دِيْنِنَا الْيَوْمَ، قَالَ: ((وَاَنْتُمْ عَلٰى دِيْنِكُمُ الْيَوْمَ۔)) قُلْنَا: فَنَحْنُ يَوْمَئِذٍ خَيْرٌ اَمِ الْيَوْمَ؟ قَالَ: ((بَلْ اَنْتُمُ الْيَوْمَ خَيْرٌ۔))

(الصحيحة:١٨٨٤)

سیدنا ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”عنقریب تم دنیا کو فتح کر لو گے، حتی کی کعبہ کو آراستہ کیا جائے گا۔“ ہم نے کہا: ہم تو اس وقت اپنے دین پر قائم ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تم آج اپنے دین پر قائم ہو۔“ ہم نے کہا: ہم آج بہتر ہیں یا اس وقت ہوں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تم آج بہتر ہو۔“

تخريج: أخرجه البزار: صـ ٣٣٠۔ زوائده

شرح:...... اسلام اور فتوحات لازم ملزوم ہیں، فتوحات سے اسلام کی شان و شوکت کا پتہ چلتا ہے، بہرحال فتوحات کا نتیجہ غنیمتوں کی صورت میں نکلا، جن کی وجہ سے عام لوگوں میں وہ خیر و بھلائی نہیں رہی، جو صحابہ کرام کے غربت والے دور میں پائی جاتی تھی۔

عربوں کے زمینی خزانے نکالنے کے لیے بدترین لوگوں کے پہنچنے کی پیشین گوئی

(٣٧٢٩)۔ عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَنِي سُلَيْمٍ عَنْ جَدِّهِ، اَنَّهُ اَتَى النَّبِيَّ ﷺ بِفِضَّةٍ قَالَ: هٰذِهِ مِنْ مَعْدِنٍ لَنَا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((سَتَكُوْنُ مَعَادِنُ يَحْضُرُهَا شِرَارُ النَّاسِ۔)) (الصحيحة: ١٨٨٥)

بنوسلیم کا ایک آدمی اپنے دادا سے روایت کرتا ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ کے پاس چاندی لے کر آیا اور کہا اور یہ ہماری کان ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''عنقریب ان کانوں پر بدترین لوگ پہنچیں گے۔''

تخریج: أخرجه أحمد: ٥/ ٤٣٠

شرح: ...... امام البانی رحمہ اللہ کہتے ہے: ''معادن (کانیں)'' ان مقامات کو کہتے ہیں، جہاں سے سونے، چاندی اور تانبے جیسے زمینی جواہر برآمد ہوتے ہیں، اس کی واحد ''معدِن'' ہے۔

کوئی شک نہیں کہ کافر لوگ ہی بدترین ہوتے ہیں۔ عربوں کے زمینی خزانے نکالنے کے لیے یورپیوں اور امریکیوں کو وہاں لانے کی وجہ سے مسلمان جس آزمائش میں مبتلا ہیں، اس حدیث میں اس کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ واللہ المستعان۔ (صحیحہ: ١٨٨٥)

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ہجرت گاہ (شام) بہتر ہوگی

(٣٧٣٠)۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ مَرْفُوْعًا: ((سَتَكُوْنُ هِجْرَةٌ بَعْدَ هِجْرَةٍ فَخِيَارُ اَهْلِ الْاَرْضِ اَلْزَمُهُمْ مُهَاجَرَ اِبْرَاهِيْمُ، وَيَبْقٰى فِي الْاَرْضِ شِرَارُ اَهْلِهَا، تَلْفِظُهُمْ اَرْضُوْهُمْ، تَقْذُرُهُمْ نَفْسُ اللّٰهُ، وَتَحْشُرُهُمُ النَّارُ مَعَ الْقِرَدَةِ وَالْخَنَازِيْرَ۔)) (الصحيحة: ٣٢٠٣)

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یکے بعد دیگرے ہجرتیں ہوتی رہیں گی، بہترین اہل زمین وہ ہوں گے جو حضرت ابراہیم (علیہ السلام) کی ہجرت گاہ کو لازم پکڑے رکھیں گے، اس وقت زمین میں بدترین لوگ باقی رہ جائیں، ان کی زمین ان کو پھینک دے گی، اللہ تعالی ان سے نفرت کرے گا، آگ ان لوگوں کو بندروں اور خنزیروں کے ساتھ اکٹھا کرے گا۔''

تخریج: أخرجه أبوداود: ١/ ٣٨٨۔ جهاد، والحاكم: ٤/ ٤٨٦، وعبدالرزاق: ١١/ ٣٧٦/ ٢٠٧٩٠، وأحمد: ٢/ ٨٤، ١٩٨۔ ١٩٩، ٢٠٩، وأبونعيم في "الحلية": ٦/ ٥٤ و ٦٦، وابن عساكر في "تاريخ دمشق": ١/ ١٤٩، ١٥٠۔ طبع دمشق

شرح: ...... حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ہجرت گاہ سے مراد شام ہے۔ مختلف احادیث میں شام کی فضیلت بیان کی گئی ہے اور شام میں سکونت اختیار کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ سیدنا ابن حوالہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''انجام یہ ہوگا کہ تم مختلف لشکروں میں بٹ جاؤ گے، ایک لشکر شام میں، ایک یمن میں اور ایک عراق میں ہوگا۔''

ابن حوالہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ میرے لیے اختیار کریں، اگر میں یہ زمانہ پا لوں تو۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''شام کو لازم پکڑنا، یہ اللہ تعالیٰ کی پسندیدہ زمین ہے، اللہ تعالیٰ اپنے مختار بندوں کو اس کی طرف لائے گا، اگر تم ایسا کرنے سے انکار کرو تو پھر یمن کو لازم پکڑنا اور اپنے حوض سے پینا، بیشک اللہ تعالیٰ نے مجھے شام اور اہل شام کی ضمانت دی ہے، (یعنی وہ فتنوں سے محفوظ رہیں گے)۔'' (ابوداود: ۲۴۸۳)

اس موضوع پر مکمل بحث ''المناقب والمثالب'' میں ''شام اور اہل شام کی فضیلت'' کے عنوان میں دیکھیں۔

اس حدیث کے بقیہ حصے کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ ناپسند کرے گا کہ لوگ شام کی طرف نکلیں اور وہاں رہیں، پس وہ ان کو توفیق ہی نہیں دے گا۔ آخری حصے میں مذکورہ حشر سے مراد قیامت سے پہلے والا حشر ہے، نہ کہ قیامت کے دن والا۔

سابقہ امتوں کی بیماریاں اس امت میں

(۳۷۳۱)۔ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((سَيُصِيْبُ أُمَّتِي دَاءُ الْأُمَمِ۔)) فَقَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ! وَمَا دَاءُ الْأُمَمِ؟ قَالَ: ((اَلْاَشَرُ، وَالْبَطَرُ، وَالتَّكَاثُرُ، وَالتَّنَاجُشُ فِي الدُّنْيَا، وَالتَّبَاغُضُ وَالتَّحَاسُدُ، حَتّٰى يَكُوْنَ الْبَغْيُ۔)) (الصحيحة: ٦٨٠)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''عنقریب میری امت کو بھی سابقہ امتوں کی بیماری لگ جائے گی۔'' صحابہ نے کہا: امتوں کی بیماری سے کیا مراد ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اترانا، تکبر کرنا، مال و دولت کی بہتات، دنیا میں مبالغہ و فریب سے کام لینا، بغض کرنا، حسد کرنا اور بغاوت و ظلم۔''

تخريج: أخرجه الحاكم: ٤/ ١٦٨، والطبراني في "المعجم الأوسط": ٢/ ٢٧٥/ ٩١٧٣

شرح:...... یہ حدیث بھی اعلام نبوت میں سے ہے، ہمارا معاشرہ بھی ان تمام بیماریوں میں مبتلا ہو چکا ہے۔

لباس پہننے کے باوجود ننگی عورتوں کا ظاہر ہونا

گاڑیوں پر سوار ہو کر مساجد کی طرف آنا کیسا ہے؟

(۳۷۳۲)۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((سَيَكُوْنُ فِي آخِرِ أُمَّتِي رِجَالٌ يَرْكَبُوْنَ عَلٰى سُرُوْجٍ كَاَشْبَاهِ الرِّحَالِ، يَنْزِلُوْنَ عَلٰى اَبْوَابِ الْمَسَاجِدِ، نِسَاؤُهُمْ كَاسِيَاتٌ عَارِيَاتٌ، عَلٰى رُؤُوْسِهِنَّ

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''میری امت کے آخری زمانے میں لوگ کجاووں کی طرح کی زینوں پر سوار ہوں گے، وہ مساجد کے دروازوں پر اتریں گے، ان کی عورتیں لباس پہننے کے باوجود ننگی ہوں گی، ان کے سر کمزور بختی اونٹوں کی کوہانوں کی طرح ہوں گے۔ ایسی عورتیں ملعون ہیں، ان پر

كَاَسْنِمَةِ الْبُخْتِ الْعِجَافِ ، اِلْعَنُوْهِنَّ فَاِنَّهُنَّ مَلْعُوْنَاتٌ ، لَوْكَانَتْ وَرَائَكُمْ اُمَّةٌ مِنَ الْاُمَمِ لَخَدَمْهُنَّ نِسَاؤُكُمْ ، كَمَاخَدَمَكُمْ نِسَاءُ الْاُمَمِ قَبْلَكُمْ۔))

(الصحيحة:٢٦٨٣)

لعنت کرنا۔ اگر تمھارے بعد کوئی اور امت ہوتی تو تمھاری عورتیں اس کی خدمت کرتیں جیسا کہ تم سے پہلے والی امتوں کی عورتوں نے تمھاری خدمت کی ہے۔''

تخريج: أخرجه أحمد: ٢/ ٢٢٣، والمخلص في"بعض الجز الخامس من الفوائد و الغرائب المنتقاة": ق٢٦٤/ ١، والسياق له، وابن حبان في"صحيحه": ١٤٥٤۔ موارد، و الطبراني في"الصغير": ٢٣٢۔ هند، و"الأوسط":رقم ٩٤٨٥۔ترقيمي

شرح:...... لباس کے باوجود عورت کا برہنہ یا نیم برہنہ ہونا، ایسے معلوم ہوتا ہے کہ یہ اس دور کا امتیازی وصف ہے۔ بازاروں، پارکوں، تعلیمی اداروں اور سیر گاہ بن جانے والی مسجدوں میں اور شادی بیاہ کے موقع پر یہ شرّ اتنا عام ہو چکا ہے کہ بے غیرتی کی انتہا ہو گئی ہے۔ رہی سہی کمی میڈیا نے پوری کر دی ہے۔ اس پر مستزاد یہ کہ خاندانوں کے سربراہ اس قدر بے حس ہو گئے ہے کہ وہ اس کو برائی تسلیم کرنے کے لیے تیار ہی نہیں ہیں۔

رہا مسئلہ گاڑیوں پر سوار ہو کر مساجد کی طرف آنے کا، تو شرعی مسئلہ کی حد تک اس کی گنجائش ملتی ہے، لیکن اس حدیث میں آپ ﷺ کا مقصود کیا ہے؟ امام البانی کے درج ذیل کلام میں جواب دیا جائے گا۔

امام البانی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں: (فوائد المخلص) میں ''الرحال'' کے الفاظ ہیں، جب کہ (مسند الامام احمد) اور (الموارد) میں ''الرجال'' کے۔ اسی روایت کی شرح کرتے ہوئے شیخ احمد عبد الرحمٰن بنّا نے (الفتح الرباني: ١٧/ ٣٠١) میں کہا: ''(جو لوگ اپنی عورتوں کو بے پردہ چھوڑ دیتے ہیں) وہ انسانی وجود میں ڈھلے ہوئے انسان ضرور ہوتے ہیں، لیکن حقیقت میں مرد نہیں ہوتے، کیونکہ جو مرد حسّی اور معنوی طور پر کامل ہوتا ہے، وہ اپنی عورتوں کو ایسا لباس نہیں پہننے دیتا، جس سے ان کے جسم کا پردہ ہی نہ ہو۔''

لیکن وہ اس اشکال پر مطلع نہ ہو سکے، جس کے بارے میں شیخ احمد شاکر رحمہ اللہ تعالی نے مسند احمد پر حاشیہ لگاتے ہوئے کہا: (اگر ''الرجال'' کے الفاظ پر مشتمل روایت کو درست تسلیم کریں تو) اس حدیث مبارکہ کے الفاظ ''میری امت کے آخری زمانے میں لوگ، لوگوں کی طرح زینوں پر سوار ہوں ......'' میں اشکال پیدا ہو جاتا ہے اور وہ اس طرح کہ مردوں کو مردوں سے تشبیہ دینا بعید بات ہے اور اس کی تاویل میں تکلف پایا جاتا ہے، امام حاکم کی روایت کے الفاظ یہ ہیں: ((سَيَكُوْنُ فِيْ آخِرِ هٰذِهِ الْاُمَّةِ رِجَالٌ يَرْكَبُوْنَ عَلَى الْمَيَاثِرِ حَتّٰى يَاْتُوا اَبْوَابَ مَسَاجِدِهِمْ ، نِسَاؤُهُمْ كَاسِيَات عاريات ......)) ...... '''' میری امت کے آخری زمانے میں لوگ ریشم و دیباج سے آراستہ سواریوں پر سوار ہوں گے، وہ مساجد کے دروازوں پر اتریں گے، ان کی عورتیں لباس پہننے کے باوجود ننگی ہوں گی، ......''

اور طبرانی کے حوالے سے (مجمع الزوائد) میں بیان کردہ الفاظ یہ ہیں: ((سَیَکُوْنُ فِیْ اُمَّتِیْ رِجَالٌ یَرْکِبُوْنَ نِسَاؤُھُمْ عَلٰی سُرُوْجٍ کَأَشْبَاهِ الرِّجَالِ))۔ مجمع الزوائد کے طابع نے جرأت یا جہالت کی بنا پر اس روایت کے الفاظ "یُرْکِبُوْن" کو "یرکب" سے بدل دیا، میرے نزدیک تو "یُرْکِبُوْنَ نِسَاءَ ھُم" کے الفاظ واضح اور ظاہر ہیں۔

بہرصورت حدیثِ مبارکہ کا مرادی معنی واضح ہے اور عصرِ حاضر میں ثابت ہو چکا ہے، بلکہ اس دور سے پہلے بھی لعنت وصول کرنے والی برہنہ عورتوں کا وجود ملتا ہے۔

میں (البانی) کہتا ہوں: اگر شیخ احمد شاکر کو "الرحال" والی روایت کا علم ہوتا تو ان کا اشکال دور ہو جاتا اور بغیر کسی تکلف وتوجیہ کے معنی درست ہو جاتا، میرے نزدیک تو تین اسباب کی بنا پر اِنہی الفاظ والی روایت راجح ہے، ....۔

یہ حدیثِ مبارکہ اس اعتبار سے آپ ﷺ کا معجزہ ہے کہ آپ ﷺ کی پیشین گوئی پوری ہوتی ہوئی نظر آ رہی ہے، آج کل واقعی لوگ گاڑیوں پر سوار ہو کر مساجد کے دروازوں تک پہنچتے ہیں۔ جمعہ کے دن اتنی موٹر کاریں اور دوسری گاڑیاں جمع ہو جاتی ہیں کہ سڑک کھلی ہونے کے باوجود تنگ ہو جاتی ہے۔ ان لوگوں کی کثیر تعداد یا تو سرے سے باقی پانچ نمازوں کا اہتمام نہیں کرتی یا پھر اپنے گھروں میں ادا کرنے پر اکتفا کرتی ہے۔ گویا کہ ان لوگوں نے نمازِ جمعہ کو ہی کافی سمجھ لیا ہے، اس لیے اس موقع پر ان کی کثیر تعداد موجود ہوتی ہے، گاڑیوں کے ذریعے مساجد تک پہنچنے کی وجہ سے یہ لوگ نماز کے مقصد اور ثمرہ سے محروم رہتے ہیں، اور ایسے لوگوں کی بیویوں اور بیٹیوں کا معاملہ بھی بڑا واضح ہے۔

اس سے بڑھ کر اس حدیثِ مبارکہ کا ایک اور مصداق نمازِ جنازہ کے موقع پر دکھائی دیتا ہے۔ نازک مزاج، عیش پرست اور آسودگی کی وجہ سے مغرور اور فرضی نماز کو ترک کرنے والے لوگ اپنی گاڑیوں پر سوار ہو کر نمازِ جنازہ کے پیچھے چلتے ہیں۔ بلکہ یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ جب جنازہ کو گاڑی سے اتار کر مسجد میں یا جنازہ گاہ میں رکھا جاتا ہے تو یہ لوگ اپنی گاڑیوں میں بیٹھے رہتے ہیں، البتہ جب دفنانے کا وقت آتا ہے تو عبادت یا ذکرِ آخرت کی بنا پر نہیں، بلکہ نفاق، مداہنت اور چاپلوسی سے کام لیتے ہوئے جنازے کے ساتھ چل پڑتے ہیں ہیں۔ بس اللہ ہی ہے، جس سے مدد طلب کرنی چاہیے۔

میرے نزدیک تو تاویل کی یہی صورت بہتر ہے، اگر یہ درست ہے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہو گی اور اگر یہ خطا پر مبنی ہے تو میری طرف سے ہو گی۔ اللہ تعالیٰ سے سوال ہے کہ وہ میرے تمام گناہ معاف کر دے، وہ دانستہ طور پر کیے ہوں یا نادانستہ طور پر۔ (صحیحہ: ۲٦٨٣)

مساجد میں دنیا کے موضوع پر بحث کرنے والوں کے ساتھ بیٹھنا منع ہے

(۳۷۳۳)۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ مَرْفُوْعًا: ((سَیَکُوْنُ فِی آخِرِ الزَّمَانِ قَوْمٌ یَجْلِسُوْنَ فِي الْمَسَاجِدِ حَلَقًا حَلَقًا،

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عنقریب پچھلے زمانے میں ایسے لوگ ہوں گے جو مسجدوں میں حلقوں کی صورت میں بیٹھیں گے،

إِمَامُهُمُ الدُّنْيَا فَلَا تُجَالِسُوْهُمْ ، فَإِنَّهُ لَيْسَ لِلّٰهِ فِيهِمْ حَاجَةٌ۔)) (الصحيحة:١١٦٣)

ان کی سب سے بڑی فکر دنیا ہو گی، ایسے لوگوں کے پاس نہ بیٹھنا، اللہ تعالی کو ایسوں کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔''

تخریج: رواه الطبراني: ٣/ ٧٨/ ٢ ، وأبو إسحاق المزكي في "الفوائد المنتخبة": ١/ ١٤٩/ ٢ ، وابن حبان: ٣٣١

شرح:...... کئی احادیث میں مساجد کے مقاصد بیان کیے گئے ہیں کہ ان کی تعمیر کی غرض و غایت اللہ تعالی کا ذکر، نماز اور تلاوتِ قرآن ہے۔ بہر حال آج کل ایسے لوگ موجود ہیں جو مساجد میں بیٹھ کر دنیوی امور پر گفتگو کرتے ہیں، دوسروں کی چغلی غیبت کرتے ہیں، یا پھر اور بے مقصد اور لایعنی باتوں میں مصروف ہو جاتے ہیں۔

ظالم حکمران اور دین میں غلوّ کرنے والے آپ ﷺ کی سفارش سے محروم

(٣٧٣٤)۔ عَنْ اَبِي أُمَامَةَ ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((صِنْفَانِ مِنْ أُمَّتِي لَنْ تَنَالَهُمَا شَفَاعَتِي: إِمَامٌ ظَلُوْمٌ غَشُوْمٌ وَكُلُّ غَالٍ مَارِقٍ۔)) (الصحيحة:٤٧٠)

سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''میری امت کے دوقسم کے افراد کے حق میں میری شفاعت قبول نہیں ہو گی: انتہائی ظالم حکمران اور غلوّ کرتے کرتے دائرۂ مذہب سے خارج ہو جانے والا شخص۔''

تخریج: أخرجه أبو اسحاق الحربى فى "غريب الحديث": ٥/ ١٢٠/ ٢ ، والجرجانى فى "الفوائد": ١١٢/ ١ ، والطبرانى فى "الكبير": ٨/ ٣٣٧/ ٨٠٧٠ ، وابن أبى الحديد السلمى فى "حديث أبى الفضل السلمى": ٢/ ١ ، وأبوبكر الكلاباذى فى "مفتاح المعانى": ٣٦٠/ ٢

شرح:...... ظالم حکمرانوں کا مسئلہ تو واضح ہے۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ محمد رسول اللہ ﷺ کی سنتوں کے غلام بن کر رہیں، عبادات و معاملات میں آپ ﷺ نے جو حد مقرر کر دی ہے، اس سے تجاوز نہ کریں۔

قدریہ اور مرجئہ

(٣٧٣٥)۔ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِي لَيْلٰى ، عَنْ اَبِيهِ ، عَنْ جَدِّهِ مَرْفُوْعًا: ((صِنْفَانِ مِنْ أُمَّتِي لَا يَرِدَانِ عَلَيَّ الْحَوْضَ : الْقَدَرِيَّةُ ، وَالْمُرْجِئَةُ۔)) (الصحيحة:٢٧٤٨)

محمد بن عبد الرحمن بن ابو لیلی اپنے باپ سے، وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میری امت کے دوقسم کے افراد حوض پر نہیں آ سکیں گے: قدریہ اور مُرجئہ۔''

تخریج: أخرجه العقيلى فى "الضعفاء": ص ١٥٦ ، والطبرى فى "التهذيب": ٢/ ١٨٠/ ١٤٧٢ ، وابن أبى عاصم فى "السنة": ٩٤٩ ، واللالكائى فى "شرح السنن": ٤/ ١٤٢/ ١١٥٧

شرح:...... قدریہ: ایک فرقہ ہے، جس کا عقیدہ یہ ہے کہ بندہ اپنے افعال کا خود خالق ہے، ان کی کوئی تقدیر

نہیں ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ یہ فرقہ بندوں کے افعال سے متعلقہ تقدیر کا منکر ہے۔

مرجئہ: دو تعریفیں کی گئی ہیں:

(۱) یہ ایک فرقہ ہے، جس کا نظریہ ہے کہ جس طرح کفر کے ساتھ نیکی فائدہ نہیں دیتی، اسی طرح ایمان کے ساتھ کوئی برائی نقصان نہیں دیتی۔

(۲) ان سے مراد جبریہ فرقہ ہے، اس کا نظریہ یہ ہے کہ انسان سے جو اچھا یا برا فعل صادر ہوتا ہے، وہ اس کے کرنے پر مجبور ہے، اس کرنے یا نہ کرنے میں اسے کوئی اختیار حاصل نہیں ہے۔

سلف صالحین کا موقف یہ ہے کہ بندوں کے تمام افعال کا خالق اللہ تعالی ہے۔ جس طرح نیکیوں کی وجہ سے ایمان مکمل ہوتا ہے، اسی طرح برائیوں کی وجہ سے ایمان میں نقص آ جاتا ہے۔ بندہ اپنے اچھے یا برے افعال پر اللہ تعالی کے ہاں مسئول ہوگا، اچھے اعمال کا اچھا بدلہ اور برے اعمال کا برا عوض پائے گا، اگر اللہ تعالی نے معاف نہ کیا تو۔

صور کیا ہے؟

(٣٧٣٦)۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، قَالَ: جَاءَ اَعْرَابِيٌّ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: مَا الصُّوْرُ؟ قَالَ: ((الصُّوْرُ قَرْنٌ يُنْفَخُ فِيْهِ۔)) (الصحيحة:١٥٨٠)

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک بدو نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور پوچھا: صور کیا ہے؟ آپ ﷺ نے جواب دیا: ''صور ایک سینگ ہے جس میں پھونک ماری جائے گی۔''

تخريج: رواه ابن سعد في"الطبقات": ١/ ٣٤، وعنه ابن عساكر في"تاريخ دمشق": ٢/ ٣٠٩/ ١

شرح:...... دو دفعہ صور پھونکا جائے گا، پہلی دفعہ لوگوں کو مارنے کے لیے اور دوسری دفعہ ان کو زندہ کرنے کے لیے۔

روزِ قیامت کافر کے اعضا کا بڑا ہو جانا

(٣٧٣٧)۔ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((ضِرْسُ الْكَافِرِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِثْلُ اُحُدٍ، وَعَرْضُ جِلْدِهٖ سَبْعُوْنَ ذِرَاعًا، وَعَضُدُهٗ مِثْلُ الْبَيْضَاءِ، وَفَخِذُهٗ مِثْلُ وَرْقَانَ، وَمَقْعَدُهٗ مِنَ النَّارِ مَابَيْنِي وَبَيْنَ الرَّبْذَةِ۔)) (الصحيحة: ١١٠٥)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''روزِ قیامت کافر کی ڈاڑھ احد پہاڑ کی مانند ہو جائے گی، اس کا چمڑا ستر (٧٠) ہاتھ چوڑا ہو جائے گا، اس کا بازو بیضاء پہاڑ کی مانند اور ران ورقان پہاڑ کی مانند ہوگی اور ان کی مقعد یہاں سے ربذہ تک بڑی ہوگی۔''

تخريج: أخرجه الحاكم: ٤/ ٥٩٥، وأحمد: ٢/ ٣٢٨، والترمذي: ٣/ ٣٤١، واخرجه مسلم: ٨/ ١٥٤ بلفظ: ((ضرس الكافر او ناب الكافر مثل احد، وغلظ جلده مسيرة ثلاث۔))

شرح:...... اللہ تعالی سے بار بار مغفرت طلب کرنی چاہیے، جنت کا سوال کرنا چاہیے اور جہنم سے پناہ مانگنی چاہیے۔

جمعۂ مبارکہ کا دن اور اس میں سیاہ نقطہ

(٣٧٣٨)۔ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ مَرْفُوْعًا: ((عُرِضَتْ عَلَيَّ الْاَيَّامُ، فَعُرِضَ عَلَيَّ فِيْهَا يَوْمُ الْجُمُعَةِ، فَإِذَا هِيَ كَمِرْآةٍ بَيْضَاءَ، وَإِذَا فِي وَسَطِهَا نُكْتَةٌ سَوْدَاءُ، فَقُلْتُ: مَاهٰذِهِ؟ قِيْلَ: السَّاعَةُ۔))

(الصحيحة:١٩٣٣)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھ پر دنوں کو (ان کی مخصوص صورتوں میں) پیش کیا گیا، ان میں جمعہ کا دن بھی تھا، وہ سفید شیشے کی طرح تھا اور اس کے وسط میں کالا نکتہ تھا۔ میں نے کہا: یہ کیا ہے؟ مجھے کہا گیا کہ یہ قیامت ہے۔''

تخريج: أخرجه الطبراني في "المعجم الأوسط": ١/ ٤٨/ ٢، ورواه ابو يعلى مختصرا، والبزار، وابو نعيم فى "الحلية": ٣/ ٧٢

فتنۂ احلاس اور اس کے بعد کی صورتحال

(٣٧٣٩)۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ يَقُوْلُ: كُنَّا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قُعُوْدًا نَذْكُرُ الْفِتَنَ، فَاَكْثَرَ ذِكْرَهَا حَتّٰى ذَكَرَ فِتْنَةَ الْاَحْلَاسِ، فَقَالَ قَائِلٌ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! وَمَا فِتْنَةُ الْاَحْلَاسِ؟ قَالَ: ((فِتْنَةُ الْاَحْلَاسِ هِيَ فِتْنَةُ هَرَبٍ وَ حَرْبٍ، ثُمَّ فِتْنَةُ السَّرَاءِ دَخَلُهَا اَوْدَخَنُهَا مِنْ تَحْتِ قَدَمَيَّ رَجُلٌ مِنْ اَهْلِ بَيْتِي يَزْعُمُ اَنَّهُ مِنِّي، وَلَيْسَ مِنِّي، اِنَّمَا وَلِيِّيَ الْمُتَّقُوْنَ، ثُمَّ يَصْطَلِحُ النَّاسُ عَلٰى رَجُلٍ كَوَرِكٍ عَلٰى ضِلَعٍ، ثُمَّ فِتْنَةُ الدُّهَيْمَاءِ لَا تَدَعُ اَحَدًا مِنْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ اِلَّا لَطَمَتْهُ لَطْمَةً، فَاِذَا قِيْلَ: اِنْقَطَعَتْ تَمَادَتْ، يُصْبِحُ الرَّجُلُ فِيْهَا مُؤْمِنًا وَيُمْسِي كَافِرًا، حَتّٰى يَصِيْرَ النَّاسُ اِلٰى فُسْطَاطَيْنِ: فُسْطَاطِ اِيْمَانٍ لَا نِفَاقَ فِيْهِ، وَفُسْطَاطِ نِفَاقٍ لَا اِيْمَانَ فِيْهِ، اِذَا كَانَ ذَاكُمْ فَانْتَظِرُوا الدَّجَّالَ

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے فتنوں کا تذکرہ کر رہے تھے، آپ نے بھی ''فتنۂ احلاس'' سمیت بہت سے فتنوں کا ذکر کیا۔ ایک آدمی نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! فتنۂ احلاس سے کیا مراد ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''فتنۂ احلاس سے مراد جنگ و جدل اور شکست و ریخت کا زمانہ ہے، پھر خوشحالی و آسودگی کا فتنہ ابھرے گا، اس کی ابتداء و انتہاء اور سرپرستی و ذمہ داری ایسے آدمی کے ہاتھ میں ہو گی، جو اپنے گمان کے مطابق مجھ سے ہو گا، حالانکہ وہ مجھ سے نہیں ہو گا، میرے دوست تو پرہیز گار لوگ ہیں، پھر لوگ ایسے شخص پر صلح کریں گے، جو مستقل طور پر بادشاہت کے لائق اور اس کا اہل نہیں ہو گا۔ اس کے بعد بھیانک آفت و مصیبت پر مشتمل فتنہ نمودار ہو گا، وہ اس امت کے ہر فرد کو ہلا کر رکھ دے گا۔ جب کہا جائے گا کہ فتنہ ختم ہو چکا ہے، تو وہ حد سے بڑھ کر سامنے آئے گا۔ بندہ بوقتِ صبح مومن ہو گا اور شام کو کافر۔ لوگ دو جماعتوں میں بٹ جائیں گے: ایک جماعت صاحبِ ایمان ہو گی، اس میں کوئی نفاق

مِنَ الْيَوْمِ اَوْ غَدٍ۔)) (الصحيحة:٩٧٤)

نہیں ہو گا اور دوسری جماعت صاحبِ نفاق ہو گی، اس میں کوئی ایمان نہیں ہو گا، جب معاملہ یہاں تک پہنچ جائے گا تو دجال کا انتظار کرنا، وہ اسی دن آ سکتا ہے، یا پھر اگلے دن آ جائے گا۔''

تخريج:أخرجه أبوداود: ٢/ ٢٠٠برقم: ٤٢٤٢، والحاكم: ٤/ ٤٦٧، وأحمد: ٢/ ١٣٣

شرح:...... ''حلس'' کی جمع ''احلاس'' ہے، اس کے معانی ہیں: وہ چادر جو پالان کے نیچے اونٹ کی پیٹھ کے ساتھ ملی ہوتی ہے۔ اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ یہ فتنہ طول اختیار کرے گا اور چھٹنے کا نام نہیں لے گا، جیسے یہ چادر اونٹ کی پیٹھ کے ساتھ لگی رہتی ہے۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ اس چادر کی سیاہی اور ظلمت کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہو۔

امام البانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: خطابی رحمہ اللہ نے کہا: ''كَوَرِكٍ عَلٰى ضِلَعٍ'' کا لفظی معنی مراد نہیں ہے، کیونکہ پسلی، کولہے پر سہارا نہیں لیتی۔ یہ ایک ضرب المثل ہے، جس کے معانی ہیں: وہ معاملہ جو ثابت ہوتا ہے نہ سیدھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارادہ یہ تھا کہ وہ شخص بادشاہت کے لائق ہو گا نہ اس کا مستقل اہل۔ (صحیحہ: ٩٧٤)

جہاد جاری رہے گا
ایک گروہ حق پر قائم رہے گا

(٣٧٤٠)۔ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ نُفَيْلٍ الْكِنْدِيِّ، قَالَ: كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَ رَجُلٌ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَذَالَ النَّاسُ الْخَيْلَ، وَوَضَعُوْا السِّلَاحَ، وَقَالُوْا: لَاجِهَادَ، قَدْ وَضَعَتِ الْحَرْبُ اَوْزَارَهَا، فَاَقْبَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِوَجْهِهِ وَقَالَ: ((كَذَبُوْا، اَلْآنَ، اَلْآنَ جَاءَ الْقِتَالُ، وَلَا يَزَالُ مِنْ اُمَّتِي اُمَّةٌ يُقَاتِلُوْنَ عَلَى الْحَقِّ، وَيَزِيْغُ اللّٰهُ لَهُمْ قُلُوْبَ اَقْوَامٍ، وَيَرْزُقُهُمْ مِنْهُمْ حَتّٰى تَقُوْمَ السَّاعَةُ، وَحَتّٰى يَأْتِيَ وَعْدُ اللّٰهِ، وَالْخَيْلُ مَعْقُوْدٌ فِي نَوَاصِيْهَا الْخَيْرُ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَهُوَ يُوْحٰى اِلَيَّ: اَنِّيْ مَقْبُوْضٌ غَيْرُ مُلَبَّثٍ، وَاَنْتُمْ تَتَّبِعُوْنِّيْ اَفْنَادًا،

سیدنا سلمہ بن نفیل کندی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا ہوا تھا، ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! لوگوں نے گھوڑوں کو بے قیمت کر دیا ہے، اسلحہ ترک کر دیا ہے اور یہ کہنا شروع کر دیا ہے: اب کوئی جہاد نہیں رہا، اب لڑائی ختم ہو چکی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چہرے کے ساتھ متوجہ ہوئے اور فرمایا: ''یہ لوگ خلافِ حقیقت بات کر رہے ہیں۔ اب، بالکل ابھی قتال شروع ہوا ہے، میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ حق پر لڑتا رہے گا، اللہ تعالیٰ ان کے لیے لوگوں کے دلوں کو ٹیڑھا کرتا رہے گا اور ان سے اپنے بندوں کو (مالِ غنیمت کی صورت میں) رزق مہیا کرتا رہے گا، حتی کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ آ پہنچے گا۔ (یاد رکھو کہ) روزِ قیامت تک گھوڑے کی پیشانی میں خیر معلق رہے گی۔ میری طرف یہ وحی کی جا رہی ہے: میں فوت ہونے والا ہوں، ٹھہرنے والا نہیں

يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ، وَعُقْرُ دَارِ الْمُؤْمِنِيْنَ بِالشَّامِ۔)) (الصحيحة:١٩٣٥)

ہوں، تم لوگ گروہوں کی صورت میں میرے پیچھے چلو گے اور تم ایک دوسرے کا خون کرو گے۔ (یاد رکھنا کہ) شام مومنوں کے گھروں کی اصل ہے۔"

تخريج: أخرجه النسائي: ٢/ ٢١٧، وابن حبان: ١٦١٧، وأحمد: ٤/ ١٠٤، ابن سعد في "الطبقات": ٧/ ٤٢٧، والبغوي في "مختصر المعجم": ٩/ ١٣٠/ ١، والحربي في "غريب الحديث": ٥/ ١٧٤/ ١، والطبراني في "الكبير": ٦٣٥٧، ٦٣٥٨، ٦٣٥٩، والبزار في "مسنده": ١٦٨٩

کیا قاتل کی توبہ مقبول ہے؟

(٣٧٤١)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّهُ سَأَلَهُ سَائِلٌ فَقَالَ: يَا أَبَا الْعَبَّاسِ! هَلْ لِلْقَاتِلِ مِنْ تَوْبَةٍ؟ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ كَالْمُتَعَجِّبِ مِنْ شَأْنِهِ: مَاذَا تَقُوْلُ؟ فَأَعَادَ عَلَيْهِ مَسْأَلَتَهُ، فَقَالَ لَهُ: مَاذَا تَقُوْلُ؟ مَرَّتَيْنِ أَوْثَلَاثًا۔ ثُمَّ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: أَنَّى لَهُ التَّوْبَةُ! سَمِعْتُ نَبِيَّكُمْ ﷺ يَقُوْلُ: ((يَأْتِي الْمَقْتُوْلُ مُتَعَلِّقاً رَأْسَهُ بِإِحْدٰى يَدَيْهِ، مُتَلَبِّبًا قَاتِلَهُ بِيَدِهِ الْأُخْرٰى، تَشْخَبُ أَوْدَاجُهُ، حَتّٰى يَأْتِيَ بِهِ الْعَرْشَ، فَيَقُوْلُ الْمَقْتُوْلُ لِرَبِّ الْعَالَمِيْنَ: هٰذَا قَتَلَنِي: فَيَقُوْلُ اللّٰهُ لِلْقَاتِلِ: تَعِسْتَ، وَيُذْهَبُ بِهِ إِلَى النَّارِ۔)) (الصحيحة:٢٦٩٧)

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے کسی نے سوال کیا: ابو العباس! آیا قاتل توبہ کر سکتا ہے؟ سیدنا ابن عباس نے اس سے متعجب ہو کر پوچھا: تم کیا کہہ رہے ہو؟ اس نے اپنا سوال دوہرایا۔ انھوں نے پھر پوچھا: تم کیا کہہ رہے ہو؟ دو تین دفعہ ایسے ہوا۔ پھر سیدنا ابن عباس نے کہا: اس کی توبہ کیسے قبول ہو گی؟ میں نے تمھارے نبی ﷺ کو یہ فرماتے سنا: "(روزِ قیامت) مقتول آئے گا، ایک ہاتھ سے اپنے سر کو سہارا دے رکھا ہو گا اور دوسرے ہاتھ سے قاتل کا گریبان پکڑا ہوا ہو گا، مقتول کی رگوں سے خون ابل رہا ہو گا، وہ اس کو عرش کے پاس لے آئے گا اور ربّ العالمین سے کہے گا: اس نے مجھے قتل کیا تھا۔ اللہ تعالی قاتل سے کہے گا: تو تو ہلاک ہو گیا ہے، پھر اسے جہنم کی طرف بھیج دیا جائے گا۔"

تخريج: أخرجه الطبراني في "المعجم الكبير": ٣/ ٩٥/ ٢-٩٦/ ١، و"الأوسط": رقم-٤٣٧٥، وأخرجه الترمذي: ٢/ ١٧١، والنسائي: ٢/ ١٦٤ ببعض اختصار

(٣٧٤٢)۔ عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَبَى اللّٰهُ أَنْ يَجْعَلَ لِقَاتِلِ الْمُؤْمِنِ تَوْبَةً۔)) (الصحيحة:٦٨٩)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالی نے مومن کے قاتل کی توبہ قبول کرنے سے انکار کر دیا ہے۔"

تخريج: أخرجه محمد بن حمزة الفقيه في "أحاديثه": ٢١٥/ ٢، والواحدي في "الوسيط": ١/ ١٨٠/ ٢،

والضياء في "المختارة": ١٢٧/١

(٣٧٤٣)۔ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ ، قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الآيَةُ الَّتِيْ فِيْ (الْفُرْقَانِ) ﴿وَالَّذِيْنَ لَايَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ إِلٰهًا آخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ إِلَّا بِالْحَقِّ﴾ عَجِبْنَا لِلِيْنِهَا ، فَلَبِثْنَا سِتَّةَ أَشْهُرٍ ثُمَّ نَزَلَتْ الَّتِيْ فِيْ النِّسَاءِ: ﴿وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيْهَا وَغَضَبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهُ﴾ حَتّٰى فَرَغَ۔ (الصحيحة: ٢٧٩٩)

حضرت زید بن ثابت کہتے ہیں: جب یہ والی آیت نازل ہوئی: ''جو لوگ اللہ تعالی کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو نہیں پکارتے اور نہ وہ اللہ تعالی کی حرام کردہ جان کو قتل کرتے ہیں مگر حق کے ساتھ۔'' (سورۂ فرقان: ٦٨) تو ہمیں اس آیت میں دی گئی لچک اور نرمی پر بڑا تعجب ہوا، چھ مہینے گزر گئے، پھر یہ والی آیت نازل ہوئی: ''جس نے کسی مومن کو جان بوجھ کر قتل کیا اس کا بدلہ ہمیشہ کے لیے جہنم ہے، اس پر اللہ تعالی غضبناک ہوا اور اس پر لعنت کی..... آخر تک۔'' (سورۂ نساء: ٩٣)

تخريج: أخرجه الطبراني في "المعجم الكبير": ٥/ ١٥٠/ ٤٨٦٩

شرح:...... اس حدیثِ مبارکہ کا مفہوم درج ذیل آیت میں بیان کیا گیا ہے۔ اللہ تعالی نے فرمایا: ﴿وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خٰلِدًا فِيْهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهٗ وَاَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِيْمًا﴾ (سورۂ نساء: ٩٣) ...... ''اور جو کوئی کسی مومن کو قصداً قتل کر ڈالے، اس کی سزا دوزخ ہے، جس میں وہ ہمیشہ رہے گا، اس پر اللہ تعالی کا غضب ہے، اسے اللہ تعالی نے لعنت کی ہے اور اس کے لیے بڑا عذاب تیار کر رکھا ہے۔''

یہ ان لوگوں کے دلائل ہیں، جن کے نزدیک مومن کے قاتل کو توبہ کا حق نہیں دیا جاتا۔ لیکن قرآن و حدیث کی نصوص سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر فرد کو ہر قسم کے گناہ سے توبہ کرنے کا حق دیا گیا ہے، جیسا کہ ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ﴾ (سورۂ نساء: ٤٨) ...... ''بیشک اللہ تعالی اس (جرم) کو معاف نہیں کرے گا کہ اس کا ساتھ شرک کیا جائے، اس کے علاوہ دوسرے (گناہ) جس کے لیے چاہے گا معاف کر دے گا۔''

اس آیت میں شرک کے علاوہ بقیہ گناہوں کی معافی کو ممکن قرار دیا گیا ہے۔ ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا يُّضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَيَخْلُدْ فِيْهٖ مُهَانًا اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ وَّكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا۔﴾ (سورۂ فرقان: ٦٨، ٦٩، ٧٠) ...... اور وہ (مومنین) کسی ایسے شخص کو بجز حق کے قتل نہیں کرتے، جس کو قتل کرنے سے اللہ تعالی نے منع کر دیا ہو، نہ وہ زنا کے مرتکب ہوتے ہیں اور جو کوئی یہ کام کرے گا، وہ اپنے اوپر سخت وبال لائے گا، اسے قیامت کے دن دوہرا عذاب دیا جائے گا اور وہ ذلت و خواری کے ساتھ ہمیشہ اسی میں

رہے گا۔ سوائے ان لوگوں کے جو توبہ کریں اور ایمان لائیں اور نیک عمل کریں، ایسے لوگوں کے گناہوں کو اللہ تعالی نیکیوں سے بدل دیتا ہے اور اللہ تعالی بخشنے والا مہربانی کرنے والا ہے۔"

اور اس مسئلہ کا سب سے بین ثبوت اس حدیث میں بیان کیا گیا ہے کہ جس کے مطابق سو افراد کے قاتل کو توبہ کا ارادہ کرنے کی وجہ سے بخش دیا گیا تھا۔ (مسلم)

ان دلائل سے معلوم ہوا دنیا میں خالص توبہ سے ہر گناہ معاف ہو سکتا ہے، چاہے وہ کتنا ہی بڑا کیوں نہ ہو۔ دوسری بات یہ ہے کہ کفر اور شرک ناقابل معافی اور قتل سے بڑے جرائم ہیں، لیکن کافر اور مشرک کے لیے توبہ کا دروازہ کھلا ہے۔

ان آیات اور ان کے مفہوم کی دوسری احادیث مسلّمہ قوانین ہیں۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ مومن کو قتل کرنا انتہائی سنگین جرم ہے، لیکن اگر کوئی صدقِ دل سے توبہ کرتا ہے، تو اللہ تعالی اپنا حق معاف کر سکتے ہیں۔ ان دلائل کی روشنی میں متن میں مذکورہ حدیث کو تہدید و وعید پر محمول کریں گے یا اس صورت پر کہ اگر اللہ نے ان کی توبہ قبول نہ کی تو وہ اس سزا کے مستحق ہوں گے یا ان کا مفہوم یہ بنتا ہے کہ اگر مومن کے قاتل کے جرم کو دیکھا جائے تو وہ اس سزا کا مستحق بنتا ہے

اس وقت کی دعا، جب لوگ درہم و دینار جمع کرنے میں مصروف ہوں

(٣٧٤٤)۔ عَنْ شَدَّادِ بْنِ اَوْسٍ ، قَالَ: قَالَ لِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَا شَدَّادُ بْنُ اَوْسٍ! إِذَا رَاَيْتَ النَّاسَ قَدِ اكْتَنَزُوْا الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ ، فَاَكْثِرْ هٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ: اَللّٰهُمَّ! إِنِّي اَسْاَلُكَ الثُّبَاتَ فِي الْاَمْرِ ، وَالْعَزِيْمَةَ عَلَى الرُّشْدِ ، وَاَسْاَلُكَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِكَ ، وَعَزَائِمَ مَغْفِرَتِكَ ، وَاَسْاَلُكَ شُكْرَ نِعْمَتِكَ ، وَحُسْنَ عِبَادَتِكَ ، وَاَسْاَلُكَ قَلْبًا سَلِيْمًا ، وَلِسَانًا صَادِقًا ، وَاَسْاَلُكَ مِنْ خَيْرِ مَاتَعْلَمُ ، وَاَعُوْذُبِكَ مِن شَرِّ مَا تَعْلَمُ ، وَاَسْتَغْفِرُكَ لِمَا تَعْلَمُ ، إِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ۔)) (الصحيحة:٣٢٢٨)

سیدنا شداد بن اوس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: "شداد بن اوس! جب تو لوگوں کو سونے اور چاندے کے خزانے جمع کرتے دیکھے تو یہ دعا بکثرت پڑھنا: "اے اللہ! میں تجھ سے دین پر ثابت قدمی اور ہدایت پر پختگی کا سوال کرتا ہوں اور میں تجھ سے تیری رحمت کو واجب کرنے والے اور تیری مغفرت کو لازم کرنے والے امور کا سوال کرتا ہوں، میں تجھ سے تیری نعمتوں کا شکر ادا کرنے اور اچھے انداز میں عبادت کرنے کا سوال کرتا ہوں، میں تجھ سے سلیم دل اور سچی زبان کا سوال کرتا ہوں اور میں تجھ سے ہر اس بھلائی کا سوال کرتا ہوں، جسے تو جانتا ہے، ہر اس برائی سے تیری پناہ چاہتا ہوں جو تیرے علم میں ہے اور تجھ سے (ان تمام گناہوں کی) بخشش چاہتا ہوں جو تیری علم میں ہیں، بیشک تو غیبوں کو خوب جاننے والا ہے۔"

تخريج: أخرجه الطبراني في "المعجم الكبير": ٧/ ٣٣٥۔ ٣٣٦ ، وأبونعيم في "الحلية": ١/ ٢٦٦ ، وكذا ابن عساكر في "تاريخ دمشق": ١٦/ ١٢٧ ، و رواه النسائی ، وابن حبان: ٢٤١٦ ، و في سنديهما انقطاع ،

لکن وصله الترمذی: ٤٠٠٤، واحمد: ٤/ ١٢٥

شـــرح:...... کوئی شک نہیں کہ اس وقت لوگوں کی اکثریت مال و دولت کی حرص میں اس انداز میں اس کے پیچھے پڑی ہوئی ہے کہ انہیں حلال وحرام کا امتیاز بھی نہیں رہا، اس لیے یہ دعا پڑھتے رہنا چاہیے:

اَللّٰهُمَّ! اِنِّيْ أَسْأَلُكَ الثَّبَاتَ فِي الْأَمْرِ وَالْعَزِيْمَةَ عَلَى الرُّشْدِ، وَأَسْأَلُكَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِكَ وَعَزَائِمَ مَغْفِرَتِكَ، وَأَسْأَلُكَ شُكْرَ نِعْمَتِكَ وَحُسْنَ عِبَادَتِكَ، وَأَسْأَلُكَ قَلْبًا سَلِيْمًا وَلِسَانًا صَادِقًا، وَأَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِ مَا تَعْلَمُ، وَأَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا تَعْلَمُ وَ أَسْتَغْفِرُكَ لِمَا تَعْلَمُ، اِنَّكَ أَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ۔

نیک لوگ بھی عذابِ الٰہی میں رگڑے جاتے ہیں، لیکن......

(٣٧٤٥)۔ عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَنَّ اللّٰهَ إِذَاأَنْزَلَ سَطْوَتَهُ بِأَهْلِ الْأَرْضِ وَفِيْهِمُ الصَّالِحُوْنَ فَيَهْلِكُوْنَ بِهَلَاكِهِمْ؟ فَقَالَ: ((يَا عَائِشَةُ! إِنَّ اللّٰهَ إِذَا أَنْزَلَ سَطْوَتَهُ بِأَهْلِ نَقْمَتِهِ وَفِيْهِمُ الصَّالِحُوْنَ، فَيُصَابُوْنَ مَعَهُمْ، ثُمَّ يُبْعَثُوْنَ عَلَى نِيَّاتِهِمْ وَأَعْمَالِهِمْ۔)) (الصحيحة: ٢٦٩٣)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! جب اللہ تعالیٰ اہل زمین پر اپنا عذاب نازل کرے گا تو ان میں نیکوکار لوگ بھی ہوں گے، آیا وہ بھی (برے لوگوں کے ساتھ) ہلاک ہو جائیں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”عائشہ! جب اللہ تعالیٰ سزا کے مستحق لوگوں پر اپنا عذاب نازل کریں گے اور اگر ان میں نیک لوگ ہوئے تو وہ بھی ان کی طرح اسی عذاب میں مبتلا ہو جائیں گے، پھر انھیں ان کی نیتوں اور عملوں کے مطابق اٹھایا جائے گا۔“

تخريج: أخرجه ابن حبان في "صحيحه": رقم۔١٨٤٦۔ موارد، والبيهقي في "شعب الايمان": ٢/ ٤٤١/ ١

(٣٧٤٦)۔ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، قَالَ: اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اسْتَيْقَظَ مِنْ مَنَامِهِ وَهُوَ يَسْتَرْجِعُ، فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! مَاشَأْنُكَ؟ قَالَ: ((طَائِفَةٌ مِّنْ أُمَّتِي يُخْسَفُ بِهِمْ، يُبْعَثُوْنَ إِلَى رَجُلٍ، فَيَأْتِي مَكَّةَ، فَيَمْنَعُهُ اللّٰهُ مِنْهُمْ وَيَخْسِفُ بِهِمْ، مَصْرَعُهُمْ وَاحِدٌ، وَمَصَادِرُهُمْ شَتّٰى، اِنَّ مِنْهُمْ مَن يُكْرَهُ، فَيَجِيْءُ مُكْرَهًا۔)) (الصحيحة: ١٩٢٤)

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ”اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْن“ کہتے ہوئے نیند سے بیدار ہوئے۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ کو کیا ہوا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”میری امت کے ایک گروہ کو دھنسایا جا رہا ہے، وہ ایک آدمی کی قیادت میں چلیں گے، وہ (ان کو لے کر) مکہ پر چڑھائی کر دے گا، اللہ تعالیٰ مکہ کی حفاظت کرے گا اور ان سب کو زمین میں دھنسا دے گا، ان کی ہلاکت کی جگہ تو ایک ہی ہو گی لیکن (زمین سے دوبارہ) نکلنے کے مقامات مختلف ہوں گے، کیونکہ ان میں کچھ لوگ (اپنی رضامندی سے نہیں بلکہ) مجبور ہو کر آئے ہوں گے۔“

تـخـريـج: أخرجه أحمد: ٦/ ٢٥٩و ٣١٦ و ٣١٧، وأبويعلي: ٤/ ١٦٦٨، والحديث له طرق اخرى عند مسلم: ٤/ ٢٨٨٢، واحمد: ٦/ ٢٩٠ نحوه

شرح:...... نیت کا تعلق دل سے ہے اور دلوں کے بھید اللہ تعالی جانتا ہے۔ یہ علم صرف اللہ تعالی کو ہے کہ ہلاک ہونے والی بستی میں کون کتنا صاف دل ہوتا ہے اور زمین میں دھنسنے والوں میں کون مجبور ہوتا ہے اور کون مختار۔ بہر حال ان احادیث سے اتنا ضرور معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالی اپنے نیک بندوں کا لحاظ کرتا ہے، ہر مسلمان کو چاہیے کہ وہ اللہ تعالی کے ساتھ اپنا تعلق مضبوط کرے تاکہ اللہ تعالی ہر موڑ پر اسے اپنا تحفظ فراہم کرے۔

یمن کی آگ

(٣٧٤٧)۔ عَنْ أَبِي ذَرٍّ، قَالَ: اَقْبَلْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَنَزَلْنَا (الْحُلَيْفَةَ)، فَتَعَجَّلَتْ رِجَالٌ إِلَى الْمَدِيْنَةِ، وَبَاتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَبِتْنَا مَعَهُ، فَلَمَّا أَصْبَحَ سَأَلَ عَنْهُمْ؟ فَقِيْلَ: تَعَجَّلُوْا اِلَى الْمَدِيْنَةِ۔ فَقَالَ: ((تَعَجَّلُوْا اِلَى الْمَدِيْنَةِ وَالنِّسَاءِ۔ أَمَا إِنَّهُمْ سَيَدَعُوْنَهَا اَحْسَنَ مَاكَانَتْ۔)) ثُمَّ قَالَ: ((لَيْتَ شَعْرِي! مَتٰى تَخْرُجُ نَارٌ مِنَ الْيَمَنِ مِنْ جَبَلِ الْوَرَّاقِ، تُضِيْءُ مِنْهَا اَعْنَاقُ الْإِبِلِ بَرُوْكًا بِبُصْرٰى كَضَوْءِ النَّهَارِ۔)) (الصحيحة:٣٠٨٣)

سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ (سفر سے واپس آ رہے) تھے، ہم نے ذوالحلیفہ مقام میں پڑاؤ ڈالا، کچھ لوگوں نے مدینہ کی طرف جانے میں عجلت سے کام لیا، رسول اللہ ﷺ نے وہیں رات گزاری اور ہم بھی آپ کے ساتھ تھے۔ جب صبح ہوئی تو آپ ﷺ نے ان کے بارے میں پوچھا (کہ وہ کہاں ہیں)؟ بتلایا گیا کہ انھوں نے مدینہ کی طرف جانے میں جلدی کی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''انھوں نے مدینہ اور عورتوں کی طرف جانے میں جلدی کی ہے، عنقریب یہ لوگ مدینہ کو چھوڑ جائیں گے، حالانکہ وہ ان کے لیے بہت بہتر ہوگا۔'' پھر فرمایا: ''کاش میں جانتا ہوتا کہ جب یمن کے جبلِ وراق سے آگ نکلے گی، وہ بصری میں بیٹھے ہوئے اونٹوں کی گردنوں کو ایسے روشن کر دے گی، جیسے وہ دن کی روشنی میں نظر آتی ہیں۔''

تخريج: أخرجه أحمد: ٥/ ١٤٤، وابن حبان: ١٨٩١

شرح:...... سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی، جب تک کہ حجاز سے ایک آگ نہ بھڑک اٹھے، جو بصری کے اونٹوں کی گردنیں روشن کر دے گی۔'' (بخاری، مسلم)

حافظ ابن حجر نے کہا: (خلاصہ) حجاز میں مدینہ کے پاس ایک آگ بھڑک اٹھی، اس کی ابتدا یوں ہوئی کہ (٣) جمادی الثانی ٦٥٤ھ بدھ کے روز عشا کے بعد ایک بڑا زلزلہ شروع ہوا جو جمعہ کے روز چاشت کے وقت تھا، پھر حرہ کی

ایک طرف قریظہ سے آگ ابھری، جو (دور سے) ایسے بڑے شہر کی طرح نظر آتی تھی، جس پر گنبد اور برج بنے ہوئے ہوں، وہ آگے پھیلنے لگی، اس کی وجہ سے پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جاتے اور پگھل جاتے، یوں محسوس ہوتا تھا کہ گرجتی آواز کے ساتھ سرخ اور زرد رنگ کی نہریں نکل رہی ہیں۔ اس آگ کا اتنا دباؤ تھا کہ اس کے سامنے چٹانیں لڑھکتی چلی گئیں اور بہت بڑا پہاڑ بن گئیں، یہ آگ مدینہ کے قریب آ پہنچی تھی، البتہ مدینہ میں ٹھنڈی ہوائیں چل رہی تھیں۔ یہ سمندر کی طرح جوش مارتی تھی۔ ہمیں بعض لوگوں نے بتلایا کہ پانچ دنوں تک یہ آگ ہوا میں چڑھتی ہوئی نظر آتی رہی اور اس کے شعلے اس قدر بلند تھے کہ مکہ اور بصری والوں نے بھی اس کو دیکھا تھا۔ امام نووی نے کہا: تمام اہل شام تواتر کے ساتھ اس آگ کی معرفت رکھتے تھے۔ بعض معتبر لوگوں کا کہنا ہے کہ تیما مقام میں اس کی روشنی میں کتابیں بھی لکھی گئی تھیں۔ بعض لوگوں نے کہا: جمادی الثانی کے پہلے جمعہ کو مدینہ کی مشرقی جانب نصف دن کی مسافت پر زمین سے ایک بہت بڑی آگ ابھری، اس سے آگ کی وادی بہنے لگی اور احد پہاڑ کے برابر تک پہنچ گئی۔ (فتح الباری: ۱۳/ ۹۸)

اکثر اہل علم اور مؤرخین کا خیال ہے کہ یہی آگ اس پیش گوئی کا مصداق ہے۔

آپ ﷺ اور آپ ﷺ کی امت سابقہ انبیا کے حق میں شہادت دیں گے

(۳۷٤۸)۔ عَنْ اَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ مَرْفُوْعًا: ((يَجِيْءُ النَّبِيُّ وَمَعَهُ الرَّجُلَان، وَيَجِيْءُ النَّبِيُّ وَمَعَهُ الثَّلَاثَةُ، وَاَكْثَرُ مِنْ ذٰلِكَ وَاَقَلُّ، فَيُقَالُ لَهُ: هَلْ بَلَّغْتَ قَوْمَكَ؟ فَيَقُوْلُ: نَعَمْ، فَيُدْعٰى قَوْمُهُ، فَيُقَالُ: هَلْ بَلَّغَكُمْ هٰذَا؟ فَيَقُوْلُوْنَ: لَا۔ فَيُقَالُ: مَن شَهِدَ لَكَ؟ فَيَقُوْلُ مُحَمَّدٌ وَاُمَّتُهُ، فَتُدْعٰى اُمَّةُ مُحَمَّدٍ، فَيُقَالُ: هَلْ بَلَّغَ هٰذَا؟ فَيَقُوْلُوْنَ: نَعَمْ۔ فَيَقُوْلُ: وَمَا عِلْمُكُمْ بِذٰلِكَ؟ فَيَقُوْلُوْنَ: اَخْبَرَنَا نَبِيُّنَا بِذٰلِكَ اَنَّ الرُّسُلَ قَدْ بَلَّغُوْا فَصَدَّقْنَاهُ، فَذٰلِكَ قَوْلُهُ تَعَالَى: ﴿وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَاكُمْ اُمَّةً وَسَطًا لِتَكُوْنُوْا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا﴾ (البقرة: ۱٤۳)۔)) (الصحيحة: ۲٤٤۸)

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''روزِ قیامت کوئی نبی دو امتیوں کے ہمراہ آئے گا تو کوئی تین کے ہمراہ اور کسی کے ساتھ اس سے زیادہ یا اس سے کم افراد ہوں گے۔ نبی کو کہا جائے گا: کیا تم نے اپنی قوم تک پیغام پہنچا دیا تھا؟ وہ کہے گا: جی ہاں۔ پھر اس کی امت کو بلا کر اس سے پوچھا جائے گا: کیا تمھارے نبی نے تمھیں (اللہ کا) پیغام پہنچا دیا تھا؟ وہ کہیں گے: نہیں۔ نبی سے کہا جائے گا: تمھارے حق میں گواہی کون دے گا؟ وہ کہے گا: محمد (ﷺ) اور ان کی امت۔ سو حضرت محمد ﷺ کی امت کو بلایا جائے گا اور اسے کہا جائے گا: کیا اس نبی نے اپنی قوم تک (اللہ کا) پیغام پہنچا دیا تھا؟ وہ کہے گی: جی ہاں۔ اللہ تعالی پوچھے گا: تمھیں کیسے پتہ چلا؟ وہ کہے گی: ہمیں ہمارے نبی نے بتایا تھا کہ تمام رسولوں نے اپنی امتوں تک (اللہ کا) پیغام پہنچا دیا تھا اور ہم نے آپ کی تصدیق کی۔ اللہ تعالی کے اس فرمان کا یہی مصداق ہے: ﴿اور ہم نے اسی طرح تمھیں عادل امت بنایا ہے تا کہ تم لوگوں پر گواہ ہو جاؤ اور رسول

(ﷺ) تم پر گواہ ہو جائیں۔﴾ (سورۂ بقرہ: ۱۴۳)''

تخريج: أخرجه ابن ماجه: ٢/ ٥٧٣ـ ٥٧٤، وأحمد: ٣/ ٥٨، وأخرجه البخاري: ٦/ ٢٨٦، ٨/ ١٣٩، والترمذي: ٢٩٦٥

شرح: ...... اس میں آپ ﷺ اور آپ ﷺ کی امت کا مقام و مرتبہ بیان کیا گیا ہے۔

حرم میں الحاد سنگین جرم ہے

(٣٧٤٩)۔ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: اَتٰى عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرٍو اِبْنَ الزُّبَيْرَ، وَهُوَ جَالِسٌ فِي الْحِجْرِ، فَقَالَ: يَا ابْنَ الزُّبَيْرَ! اِيَّاكَ وَالْاِلْحَادَ فِي حَرَمِ اللّٰهِ، فَاِنِّي اَشْهَدُ لَسَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((يَحِلُّهَا وَيَحِلُّ بِهٖ رَجُلٌ مِنْ قُرَيْشٍ، لَوْ وُزِنَتْ ذُنُوْبُهُ بِذُنُوْبِ الثَّقَلَيْنِ لَوَزَنَتْهَا۔)) قَالَ: فَانْظُرْ اَنْ لَّاتَكُوْنَ اَنْتَ هُوَ يَا ابْنَ عَمْرٍو! فَاِنَّكَ قَدْ قَرَأْتَ الْكِتٰبَ، وَصَحِبْتَ الرَّسُوْلَ ﷺ، قَالَ: فَاِنِّي أُشْهِدُكَ اَنَّ هٰذَا وَجْهِيْ اِلَى الشَّامِ مُجَاهِدًا۔

(الصحيحة: ٢٤٦٢)

سعید بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ، سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ ،ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے وہ حطیم میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اس نے کہا: ابن زبیر! اللہ کے حرم میں الحاد سے بچو، میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''ایک قریشی آدمی مکہ کو اور حرم مکی کو جائز و حلال سمجھے گا، اگر اس کے گناہوں کا جن و انس کے گناہوں سے وزن کیا جائے تو اس کے گناہ وزنی ہو جائیں گے۔'' اے ابن عمرو! تو غور و فکر کر، کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ آدمی تو ہی ہو۔ تو نے قرآن مجید پڑھا ہے اور رسول اللہ ﷺ کی صحبت اختیار کی ہے۔ انھوں نے کہا: میں تجھے گواہ بناتا ہوں کہ میرا چہرہ شام کی طرف ہے، میں جہاد کرنے کے لیے جا رہا ہوں۔

تخريج: أخرجه أحمد: ٢/ ١٩٦، ٢١٩

شرح: ...... اس سے حرم کی حرمت کا اندازہ ہوتا ہے۔

تائیدِ دین کے لیے عدن ابین کے بارہ ہزار افراد

(٣٧٥٠)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَخْرُجُ مِنْ (عَدَنَ أَبْيَنَ) اِثْنَا عَشَرَ اَلْفًا، يَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ هُمْ خَيْرٌ مِنْ بَيْنِي وَبَيْنَهُمْ۔))

(الصحيحة: ٢٧٨٢)

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عدن ابین سے بارہ ہزار آدمی نکلیں گے، وہ اللہ اور اس کے رسول کی مدد کریں گے، وہ میرے اور اپنے مابین (کی نسلوں) میں سب سے بہتر ہوں گے۔''

تخريج: أخرجه أحمد في "مسنده": ١/ ٣٣٣

شرح:...... ''عدن ابین'' یمن کی مشہور بندرگاہ اور شہر ہے۔ اب بھی یمنی لوگوں میں خیر غالب ہے، وہ بڑی قد وقامت والے بہترین جنگجو ہیں۔

بالآخر ارکانِ اسلام مٹ جائیں گے، حتی کہ حروفِ قرآن بھی

(۳۷۵۱)۔ عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ مَرْفُوْعًا: ((يَدْرُسُ الْإِسْلَامُ كَمَا يَدْرُسُ وَشْيُ الثَّوْبِ، حَتَّى لَا يُدْرٰى مَا صِيَامٌ وَلَا صَلَاةٌ وَلَا نُسُكٌ وَلَا صَدَقَةٌ، وَلَيُسْرٰى عَلَى كِتَابِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ فِي لَيْلَةٍ، فَلَا يَبْقٰى فِي الْأَرْضِ مِنْهُ آيَةٌ، وَتَبْقٰى طَوَائِفُ مِنَ النَّاسِ: الشَّيْخُ الْكَبِيْرُ وَالْعَجُوْزُ، يَقُوْلُوْنَ: أَدْرَكْنَا آبَاءَ نَا عَلٰى هٰذِهِ الْكَلِمَةِ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، فَنَحْنُ نَقُوْلُهَا۔)) قَالَ صِلَةُ بْنُ زُفَرَ لِحُذَيْفَةَ، مَاتُغْنِي لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَهُمْ لَا يَدْرُوْنَ مَا صَلَاةٌ وَلَا صِيَامٌ وَلَا نُسُكٌ وَلَا صَدَقَةٌ؟ فَأَعْرَضَ عَنْهُ حُذَيْفَةُ، ثُمَّ رَدَّهَا عَلَيْهِ ثَلَاثًا، كُلَّ ذٰلِكَ يُعْرِضُ عَنْهُ حُذَيْفَةُ، ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْهِ فِي الثَّالِثَةِ، فَقَالَ: يَا صِلَةُ! تُنْجِيْهِمْ مِنَ النَّارِ۔ ثَلَاثًا۔ (الصحيحة:۸۷)

سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کپڑے کے بیل بوٹوں کی طرح اسلام (آہستہ آہستہ) مٹتا جائے گا، حتی کہ (لوگوں کو) یہ بھی معلوم نہیں ہوگا کہ نماز، روزہ، قربانی اور صدقہ (وغیرہ) کسے کہتے ہیں، ایک رات میں اللہ تعالیٰ کی کتاب (کے حروف) کو مٹا دیا جائے گا، اور زمین میں ایک آیت بھی باقی نہیں رہے گی، لوگوں میں سے جو بوڑھے مرد اور بوڑھی خواتین بچیں گی، وہ کہیں گے: ہم نے اپنے آباؤ اجداد کو یہ کلمہ ''لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰه'' کہتے سنا اور اب ہم بھی کہہ رہے ہیں۔'' صلہ بن زفر نے سیدہ حذیفہ سے کہا: ''لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰه'' سے آپ کی کیا مراد ہے، حالانکہ وہ نماز، روزے، قربانی اور صدقہ سے تو ناواقف ہوں گے؟ سیدنا حذیفہ نے اس سے منہ پھیر لیا، اس نے تین دفعہ یہی سوال کیا، ہر دفعہ سیدہ حذیفہ اعراض کرتے رہے۔ تیسری دفعہ متوجہ ہوئے اور تین دفعہ کہا: صلہ! یہ کلمہ انھیں جہنم سے نجات دلائے گا۔

تخريج: أخرجه ابن ماجه: ٤٠٤٩، والحاكم: ٤/ ٤٧٣ و ٥٤٥، ونعيم بن حماد في "الفتن": ١/ ١٧٣

شرح:...... امام البانی رحمہ اللہ نے کہا: اس حدیثِ مبارکہ میں خطرناک خبر سنائی گئی ہے اور وہ یہ کہ ایک ایسا دن بھی آئے گا، جس میں اسلام کا آثار مٹ جائیں گے، حتی کہ قرآن مجید کے الفاظ بھی اٹھا لیے جائیں گے اور دنیا میں اس کی ایک آیت بھی باقی نہ رہے گی۔ لیکن ایسا ہونے سے پہلے کرۂ ارضی پر اسلام کا غلبہ ہوگا، جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَ دِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ﴾ (سورۂ توبہ: ۳۳، سورۂ صف: ۹) ...... ''وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دینِ حق کے ساتھ مبعوث فرمایا، تاکہ اسے تمام ادیان پر غالب کر دے۔''

آخری زمانے میں قرآن مجید کے الفاظ کا اٹھ جانا بدترین لوگوں پر قیامت قائم ہونے کی تمہید ہوگی، جنہیں اسلام

اور توحید کی ذرہ برابر معرفت نہیں ہوگی۔

اس حدیث مبارکہ سے عظمتِ قرآن کا اندازہ ہوتا ہے۔مسلمانوں میں قرآن مجید کا وجود بقائے دین اور اس کی بنیادوں کے راسخ ہونے کی دلیل ہے، اور یہ صرف اس وقت ممکن ہوگا جب اس کو سمجھا جائے گا اور اس میں غور وفکر کی جائے گی۔(صحیحہ : ۸۷)

قرآن پڑھنے والے لوگ بھی جہنمی؟
گھوڑوں کی سمندروں میں گھسنے کی پیشین گوئی

(٣٧٥٢)۔ عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِالْمُطَّلِبِ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَظْهَرُ هٰذَا الدِّيْنُ حَتّٰى يُجَاوِزَ الْبِحَارَ، وَحَتّٰى تُخَاضَ بِالْخَيْلِ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ، ثُمَّ يَأْتِيْ اَقْوَامٌ يَقْرَءُ وْنَ الْقُرْآنَ، فَإِذَا قَرَأُوْا قَالُوْا: قَدْ قَرَأْنَا الْقُرْآنَ، فَمَنْ أَقْرَءُ مِنَّا؟ مَنْ اَعْلَمُ مِنَّا؟)) ثُمَّ الْتَفَتَ إِلٰى اَصْحَابِهِ، فَقَالَ: ((هَلْ تَرَوْنَ فِي أُولٰئِكَ مِنْ خَيْرٍ؟)) قَالُوْا: لَا۔ قَالَ: ((فَأُوْلٰئِكَ مِنْكُمْ، وَأُوْلٰئِكَ مِنْ هٰذِهِ الْأُمَّةِ، وَأُوْلٰئِكَ هُمْ وَقُوْدُ النَّارِ۔)) (الصحيحة: ٣٢٣٠)

سیدنا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ دین منظرِ عام پر آئے گا اور سمندروں سے تجاوز کر جائے گا، حتی کہ اللہ کے راستے میں گھوڑے (سمندر) میں گھس جائیں گے، پھر ایسے لوگ آئیں گے جو قرآن پڑھیں گے اور اس کی تلاوت کر چکنے کے بعد کہیں گے: ہم نے قرآن مجید پڑھ لیا ہے، ہم سے زیادہ پڑھنے والا کون ہے؟ ہم سے زیادہ علم والا کون ہے؟'' پھر اپنے صحابہ کی طرف متوجہ ہو کر پوچھا: تمھارا کیا خیال ہے کہ ان میں کوئی خیر و بھلائی ہوگی؟ انھوں نے کہا: نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ لوگ تم میں سے ہوں گے، یہ لوگ اس امت میں سے ہوں گے اور یہ لوگ آگ کا ایندھن بنیں گے۔''

تخريج: أخرجه ابن المبارك في"الزهد": ١٥٢/ ٤٥٠، وابو يعلى: ١٢/ ٥٦/ ٦٦٩٨، والبزار: ١/ ٩٩/ ١٧٤

شرح:...... اس حدیث میں قرا، علما اور خطبا کے لیے سخت وعید بیان کی گئی ہے، قرآنی علوم حاصل کرنے والے کو چاہیے کہ وہ عجز و انکساری سے متصف ہو، اپنے علم کے مطابق عمل کرے، دوسرے مسلمانوں کی قدر کرے، دوسروں کے سامنے اپنے عمل کا اظہار کرنے سے بچے اور ریا کاری، نمود و نمائش اور اپنی صلاحیتوں پر فخر کرنے سے دور رہے۔

گھوڑوں کی سمندروں میں گھسنے کی پیشین گوئی فاروقی عہدِ خلافت میں ایک دفعہ پوری ہو چکی ہے۔

شاہ معین الدین احمد ندوی نے کہا: بہر سیر اور مدائن کے درمیان دجلہ حائل تھا۔ ایرانیوں نے مسلمانوں کو مدائن پر حملے سے روکنے کے لیے دجلہ کا پل توڑ کر کشتیاں روک لی تھیں، اس لیے جب مسلمان دجلہ کے کنارے پہنچے تو اسے عبور کرنے کا کوئی سامان نہ تھا۔ سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے اللہ کا نام لے کر دجلہ میں گھوڑا ڈال دیا۔ انھیں دیکھ کر

پوری فوج دجلہ میں اتر گئی اور نہایت اطمینان سے باتیں کرتی ہوئی پار پہنچ گئی۔ ایرانی دور سے یہ حیرت انگیز منظر دیکھتے تھے اور متحیر تھے۔ جب مسلمان کنارے پر پہنچ گئے تو متحیر ایرانی ''دیواں آمدند، دیواں آمدند'' (دیو آگئے! دیو آگئے!) کہتے ہوئے بھاگ گئے۔ ایک افسر خرزاد نے معمولی مزاحمت کی مگر مسلمانوں نے اسے مغلوب کر لیا۔ یزدگرد پایۂ تخت چھوڑ کر بھاگ گیا اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ صفر ۱۶ھ میں مدائن میں داخل ہو گئے۔ (تاریخ اسلام: حصہ اول/ جلد دوم، ص: ۱۵۳، ۱۵٤)

علامہ اقبال نے مشہور نظم ''شکوہ'' میں یہ شعر کہا تھا

دشت تو دشت ہیں، دریا بھی نہ چھوڑے ہم نے
بحرِ ظلمات میں دوڑا دیے گھوڑے ہم نے

اس کے پہلے مصرع میں عبورِ دجلہ کے اس حیرت انگیز واقعے کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

کون لوگ روزِ قیامت سجدہ نہیں کر سکیں گے

(۳۷۵۳)۔ عَنْ اَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ: ((يَكْشِفُ رَبُّنَا عَنْ سَاقِهِ ، فَيَسْجُدُ لَهُ كُلُّ مُؤْمِنٍ وَمُؤْمِنَةٍ وَيَبْقَى مَنْ كَانَ يَسْجُدُ فِي الدُّنْيَا رِيَاءً وَسُمْعَةً ، فَيَذْهَبُ يَسْجُدُ فَيَعُوْدُ ظَهْرُهُ طَبَقًا وَاحِدًا۔)) (الصحيحة:٥٨٣)

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب ہمارا ربّ اپنی پنڈلی سے پردہ ہٹائے گا تو ہر مومن مرد اور عورت اسے سجدہ کریں گے، جو لوگ دنیا میں ریا کاری اور شہرت کے لیے سجدہ کرتے تھے وہ باقی رہ جائیں گے، ان میں سے ہر ایک سجدہ کرنے (کے لیے جھکنے) کی کوشش تو کرے گا، لیکن اس کی کمر ایک تختہ ہو جائے گی۔''

تخريج: أخرجه البخاري: ٨/ ٥٣٨، ومسلم: ١/ ١١٤

شرح: ...... سورۂ قلم میں بھی اس مضمون کا ذکر ہے، لیکن وہاں ان لوگوں کا ذکر ہے جو سرے سے سجدے نہیں کرتے۔ اس حدیث اور ان آیات میں ان لوگوں کیلیے سخت وعید ہے جو سرے سے نماز نہیں پڑھتے یا ادا تو کرتے ہیں، لیکن ان کا مقصد ریا کاری ہوتا ہے۔

آخرِ زمانہ میں سخی خلیفہ
عراق، شام اور مصر کے وسائل رزق کا روک لیا جانا

(۳۷۵٤)۔ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ ، قَالَ: كُنَّا عِنْدَ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ: يُوْشِكُ أَهْلُ الْعِرَاقِ لَايُجْبَى إِلَيْهِمْ قَفِيْزٌ وَلَا دِرْهَمٌ، قُلْنَا: مِنْ أَيْنَ ذَاكَ؟ قَالَ: مِنْ قِبَلِ الْعَجَمِ يَمْنَعُوْنَ

ابونضرہ کہتے ہیں: ہم سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کے پاس تھے، انھوں نے کہا: قریب ہے کہ اہل عراق کی طرف قفیز اور درہم کی درآمد رک جائے۔ ہم نے کہا: یہ کیسے ہو گا؟ انھوں نے کہا: عجم کی طرف سے، (ایک وقت آئے گا کہ) وہ روک

ذَاكَ ، ثُمَّ قَالَ: يُوْشِكُ أَهْلُ الشَّامِ أَنْ لَّا يُجْبَى إِلَيْهِمْ دِيْنَارٌ وَلَا مُدٌّ قُلْنَا: مِنْ أَيْنَ ذَاكَ قَالَ مِنْ قِبَلِ الرُّوْمِ يَمْنَعُوْنَ ذَاكَ ، قَالَ: ثُمَّ أَمْسَكَ هُنَيَّةً ثُمَّ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَكُوْنُ فِي آخِرِ أُمَّتِي خَلِيْفَةٌ يَحْثُوْا الْمَالَ حَثْوًا ، لَا يَعُدُّهُ عَدًّا۔)) قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي نَضْرَةَ وَأَبِي الْعَلَاءِ: أَتَرَيَانِ أَنَّهُ عُمَرُ بْنُ عَبْدِالْعَزِيْزِ؟ فَقَالَا: لَا۔

(الصحيحة: ٣٠٧٢، ٤٠٠١)

لیں گے۔ پھر کہا: قریب ہے کہ اہل شام کی طرف دینار اور مدّ کی درآمد رک جائے۔ ہم نے کہا: یہ کیسے ہوگا؟ انھوں نے کہا: روم سے (ایک وقت آئے گا کہ) وہ روک لیں گے۔ اس کے بعد وہ تھوڑی دیر کے لیے بات کرنے سے رک گئے اور پھر کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میری امت کے آخر میں ایک ایسا خلیفہ ہوگا جو مال کے چلو بھر بھر کے (لوگوں کو) دے گا اور اسے شمار نہیں کرے گا۔“ میں نے ابونضرہ اور ابو علاء سے کہا: تمھارا کیا خیال ہے کہ وہ عمر بن عبدالعزیز ہوسکتا ہے؟ انھوں نے کہا: نہیں۔

٣٠٧٢:تخريج: أخرجه أحمد: ٣/ ٣١٧، ومسلم: ٨/ ١٨٥، وابن حبان: ٦٦٤٧ ٤٠٠١:تخريج: أخرجه مسلم: ٨/ ١٨٥، وأحمد: ٣/ ٣١٧

شـــرح:...... امام البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((منعت العراق درهمها وقفيزها ، ومنعت الشام مديها ودينارها ، ومنعت المصر اردبها و دينارها......)) ......”عراق نے اپنا درہم اور قفیز، شام نے اپنا مدی اور دینار اور مصر نے اپنا اردب اور دینار روک لیا ہے،......“ (مسلم)

(قفیز، مدی اور اردب بالترتیب عراق، شام اور مصر کے ماپ کے پیمانے ہیں۔)

امام نووی نے کہا: ”منعت العراق“ کے معانی کے بارے میں دو اقوال زیادہ مشہور ہیں:

(۱) اہل عراق اسلام قبول کریں گے، اس طرح سے جزیہ ان سے ساقط ہو جائے گا، گویا کہ وہ اپنے درہم وقفیز کو مسلمانوں کی طرف بھیجنے سے روک لیں گے اور ایسے ہو چکا ہے۔

(۲) عجمی اور رومی آخر زمانہ میں ان علاقوں پر غالب آ جائیں گے اور مسلمانوں کو ان چیزوں سے روک لیں گے، جیسا کہ صحیح مسلم کی روایت ((يوشك ان لا يجبى اليهم قفيز ......)) سے معلوم ہوتا ہے۔ اور ایسے ہمارے زمانے میں ہوا ہے اور وہ اب بھی موجود ہے۔

(۳) ایک قول یہ ہے کہ اہل عراق، اہل شام اور اہل مصر آخر زمانہ میں مرتد ہو جائیں گے اور اس طرح زکوۃ وغیرہ روک لیں گے۔

(۴) ایک قول یہ ہے کہ جو کفار جزیہ ادا کر رہے ہیں، آخر زمانہ میں ان کی حکومت مضبوط ہو جائے گی اور یہ جزیہ وخراج روک لیں گے۔

میں البانی کہتا ہوں کہ "مـنـعـت" کا یہی معنی متبادر الی الذہن ہے، پہلا معنی تو بالکل بعید ہے، لیکن جو شخص اسلام کی وجہ سے جزیہ سے مستثنی ہو جاتا ہے، اس کے بارے میں یہ نہیں کہا جاتا کہ وہ جو کچھ ادا کر رہا تھا، اس سے رک گیا۔ جب عراق نے کویت پر چڑھائی کی اور پھر جب عراق پر بری، بحری اور فضائی حملے ہونے لگے اور ان کے لیے دوسرے مسلم ممالک کی مدد بند کر دی گئی، تو کئی لوگوں نے اس مناسبت سے اس حدیث کے بارے میں سوال کیا کہ آیا اب عراق اس حدیث کا مصداق بن سکتا ہے؟

میں نے نفی میں جواب دیا اور امام نووی کی عبارتوں کی روشنی میں اس حدیث کا معنی واضح کیا۔ میں نے یکم صفر ۱۴۱۱ھ بروز بدھ یہ سطور لکھیں۔ اللہ تعالی مسلمانوں کو ظاہری اور باطنی فتنوں سے محفوظ رکھے۔ (صحیحہ : ۳۰۷۲)

حدیث کے آخری حصے کے الفاظ یہ ہیں: ''میری امت کے آخری زمانے میں ایک ایسا خلیفہ پیدا ہوگا، جو شمار کیے بغیر مال کے چلو بھر بھر کے (لوگوں کو) دے گا۔''

درج ذیل روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ اس خلیفہ سے مراد امام مہدی ہو سکتے ہیں: سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امام مہدی کا قصہ بیان کرتے ہوئے فرمایا: ((فَيَجِيءُ إِلَيْهِ الرَّجُلُ، فَيَقُوْلُ لَهُ: يَا مَهْدِيْ! اَعْطِنِيْ اَعْطِنِيْ، فَيَحْثِيْ لَهُ فِيْ ثَوْبِهِ مَا اسْتَطَاعَ اَنْ يَحْمِلَهُ۔)) ......''ایک آدمی اس کے پاس آ کر کہے گا: مہدی! مجھے دو، مجھے دو۔ پس وہ چلو بھر بھر کر اس کے کپڑے میں اتنا کچھ ڈال دے گا، جو وہ اٹھانے کی طاقت رکھتا ہوگا۔'' (ترمذی، وفيه زيد العمی وهو ضعيف، وتابعه العلاء بن بشير وهو مجهول عند احمد: ۳/ ۳۷ مع تقديم و تاخير) مستدرک حاکم کی روایت سے مزید تائید ہوتی ہے، جس میں ہے: ''وہ (مہدی) لوگوں کو بہترین مال عطا کرے گا۔'' یہ حدیث اس عنوان میں دیکھیں: ''قصہ امام مہدی''

لوگوں کی پٹائی کرنے والوں اور نیم برہنہ عورتوں کی پیشین گوئی اور ان کا انجام بد

(۳۷۵۵)۔ عَنْ اَبِيْ أُمَامَةَ مَرْفُوْعًا: ((يَكُوْنُ فِي هٰذِهِ الْأُمَّةِ فِي آخِرِ الزَّمَانِ رِجَالٌ مَعَهُمْ سِيَاطٌ كَأَنَّهَا أَذْنَابُ الْبَقَرِ، يَغْدُوْنَ فِي سَخَطِ اللّٰهِ، وَيَرُوْحُوْنَ فِي غَضَبِهِ۔)) (الصحيحة:۱۸۹۳)

سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میری امت کے آخری زمانے میں ایسے لوگ (منظرِ عام پر) آئیں گے کہ ان کے پاس گائے کی دم کی طرح کوڑے ہوں گے۔ وہ صبح بھی اللہ تعالی کی ناراضگی میں کریں گے اور شام بھی اس کے غیظ وغضب میں۔''

تخريج: رواه أحمد: ٥/ ٢٥٠، والحاكم: ٤/ ٤٣٦، وابن الأعرابي في معجمه: ٢١٣۔ ٢١٤، والطبراني في "الكبير": رقم- ٨٠٠٠

(۳۷۵٦)۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعًا: ((صِنْفَانِ مِنْ اَهْلِ النَّارِ لَمْ اَرَهُمَا، قَوْمٌ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں نے جہنم میں جانے والے دو قسم کے لوگ

مَعَهُمْ سِيَاطٌ كَأَذْنَابِ الْبَقَرِ يَضْرِبُوْنَ بِهَا النَّاسَ، وَنِسَاءٌ كَاسِيَاتٌ عَارِيَاتٌ، مُمِيْلَاتٌ مَائِلَاتٌ، رُؤُوْسُهُمْ كَأَسْنِمَةِ الْبُخْتِ الْمَائِلَةِ، لَا يَدْخُلْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يَجِدْنَ رِيْحَهَا، وَإِنَّ رِيْحَهَا لَتُوْجَدُ مِنْ مَسِيْرَةِ كَذَا وَكَذَا۔))

(الصحيحة:١٣٢٦)

ابھی تک نہیں دیکھے۔ (۱) وہ لوگ جن کے پاس گائیوں کی دموں کی طرح کوڑے ہوتے ہیں اور وہ ان سے لوگوں کی پٹائی کرتے ہیں۔ اور (۲) وہ عورتیں جو لباس میں ملبوس ہونے کے باوجود ننگی ہوتی ہیں، لوگوں کو اپنی طرف مائل کرتی ہیں اور خود ان کی طرف مائل ہوتی ہیں، اس کے سر بختی اونٹوں کی کوہانوں کی طرح ہوتے ہیں۔ ایسی عورتیں جنت میں داخل ہوں گی نہ اس کی خوشبو پائیں گی، حالانکہ اس کی خوشبو بہت دور سے محسوس کی جاتی ہے۔''

تخريج: أخرجه مسلم: ٨/ ١٥٥، والبيهقي: ٢/ ٢٣٤، وأحمد: ٢/ ٣٥٥، ٤٤٠

شرح:...... نبی کریم ﷺ کے عہدِ مبارک میں لوگوں کی یہ اقسام کالعدم تھیں، لیکن آجکل ایسے معلوم ہوتا ہے کہ روئے زمین پر صرف یہی دو قسمیں بستی ہیں۔ ہر طرف بے پردگی ہے، نیم برہنہ نسوانی جسموں کا بھوت رقص کناں ہے، بازاروں میں بے حیائی و بے شرمی و بدکاری کے اسباب دستیاب ہیں، عورتوں نے دو دو چار چار ہزار کی پوشاکیں زیب تن کر رکھی ہیں، لیکن اس کے باوجود وہ بے پردہ ہیں، چہروں کو یوں رنگ و روغن کیا ہوا ہوتا ہے کہ جنسی بے راہ روی میں مبتلا انسانی بھیڑیوں کی نگاہیں جم جاتی ہیں۔ والدین کی غیرت وحمیت کا جنازہ اٹھ گیا کہ ان کی بیٹیاں بازاریوں سے ناک کان چھدوا رہی ہیں، چوڑیاں فٹ کروا رہی ہیں اور اپنے بازوؤں پر مہندی کے ڈیزائن بنوا رہی ہیں۔ العیاذ باللہ۔ یہ وہ قسم ہے جو نبی کریم ﷺ کے عہد میں نظر نہیں آتی تھی۔

دوسری طرف انسانیت کی تذلیل کرنے والی ڈنڈا بردار اور اسلحہ سے لیس سرکاری، نیم سرکاری اور پرائیویٹ تنظیمیں پورے جوبن پر ہیں، جہاں جیسے چاہتے ہیں لوگوں کی پٹائی کرنا شروع کر دیتے ہیں، قتل و غارت گری پورے عروج پر ہے، مرنے والے کو کوئی علم نہیں کہ اسے کیوں مارا جا رہا ہے اور مارنے والا تو اپنی کاروائی کی وجہ دریافت کرنے کی سوچ و بچار سے ہی غافل ہے۔ انسانیت کا بالعموم اور اسلامیوں کا بالخصوص احترام راکھ میں مل چکا ہے۔

دنیا کی محبت کا انجام مغلوبیت ہے

(٣٧٥٧)۔ عَنْ ثَوْبَانَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يُوْشِكُ الْأُمَمُ أَنْ تَدَاعٰى عَلَيْكُمْ كَمَا تَدَاعَى الْأَكَلَةُ إِلٰى قَصْعَتِهَا۔)) فَقَالَ قَائِلٌ: وَمِنْ قِلَّةٍ نَحْنُ يَوْمَئِذٍ؟ قَالَ: ((بَلْ أَنْتُمْ يَوْمَئِذٍ كَثِيْرٌ، وَلٰكِنَّكُمْ غُثَاءٌ

سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عنقریب امتوں کے لوگ تم پر یوں ٹوٹ پڑیں گے، جیسے بسیار خور (کھانے کے) پیالے پر ٹوٹ پڑتے ہیں۔'' کہنے والے نے کہا: آیا ہم اس وقت تعداد میں کم ہوں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تمھاری بہت زیادہ تعداد ہوگی، لیکن

كَغُثَاءِ السَّيْلِ ، وَلَيُنْزِعَنَّ اللّٰهُ مِنْ صُدُوْرِ عَدُوِّكُمُ الْمَهَابَةَ حُبَّ الدُّنْيَا وَكَرَاهِيَةَ الْمَوْتِ۔)) (الصحيحة:٩٥٨)

تم سیلاب کے کوڑا کرکٹ کی طرح (ہلکے پھلکے اور بے وقعت) ہو جاؤ گے اور اللہ تعالیٰ تمھارے دشمنوں کے دلوں سے تمھاری ہیبت نکال دے گا اور تمھارے دلوں میں ''وہن'' ڈال دے گا۔'' کہنے والے نے کہا: اے اللہ کے رسول! ''وہن'' کیا ہوتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''دنیا کی محبت اور موت کی کراہیت کو''وہن'' کہتے ہیں۔''

تخريج:أخرجه أبوداود: ٤٢٩٧ ، والروياني في"مسنده": ٢٥/ ١٣٤/ ٢ ، وابن عساكر في"تاريخ دمشق": ٨/ ٩٧/ ٢ ، واحمد: ٥/ ٢٧٨ ، والطبراني في "الكبير": ٢/ ١٠١/ ١٤٥٢ ، وابو نعيم في "الحلية": ١/ ١٨٢

شرح:...... عصر حاضر دنیائے اسلام اس حدیث کی مصداق بن چکی ہے، مسلمانوں نے دنیوی محبت، موت کی کراہت اور دشمنوں کے رعب کی وجہ سے جہاد ترک کر دیا، جس کی وجہ سے نہ صرف مسلمانوں اور اسلامی مملکتوں کا رعب ختم ہو چکا ہے، بلکہ وہ دشمنوں کے سامنے بری طرح مرعوب ہو چکے ہیں۔

آخر زمانہ میں پانی صرف شام میں ہوگا
پانی کم ہو جانے کی امریکی پیشین گوئی

(٣٧٥٨)۔ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ مَوْقُوْفًا عَلَيْهِ: يُوْشِكُ اَنْ تَطْلُبُوْا فِي قُرَاكُمْ هٰذِهِ طَسْتًا مِنْ مَاءٍ فَلَا تَجِدُوْنَهُ، يَنْزَوِيْ كُلُّ مَاءٍ اِلَى عَنْصَرِهِ، فَيَكُوْنُ فِي الشَّامِ بَقِيَّةُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمَاءُ۔ (الصحيحة:٣٠٧٨)

سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: قریب ہے کہ تم ان بستیوں میں ایک پیالہ پانی کا تلاش کرو، لیکن کامیاب نہ ہو سکو، یعنی سارے کا سارا پانی اپنی اصل کی طرف سکڑ جائے گا اور باقی ماندہ مومن اور پانی شام میں ہوں گے۔

تخريج: أخرجه الحاكم في"المستدرك": ٤/ ٥٠٤ ، والحديث موقوف لكنه في حكم المرفوع، لانه لايقال من قبل الرأي، كما هو الظاهر

شرح:...... مستقبل میں یہ پیشین گوئی پوری ہوگی، ممکن ہے کہ قیامت کے قریب واقع ہو۔ امام البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں: ایک امریکی ادارے نے یہ تحقیق پیش کی ہے کہ دنیا میں بہت بڑی مقدار میں زمینی پانی نکالا جا رہا ہے، بلکہ تکساس اور نیومیکسیکو کے علاقوں میں زمینی پانی مکمل خشک ہونے کا خدشہ پیدا ہو گیا ہے اور شمالی علاقہ جات میں ہر سال پانی کی سطح بارہ فٹ نیچے ہو رہی ہے۔

ریاست ہائے متحدہ امریکا میں ایک دوسری تحقیق میں کہا گیا ہے کہ عنقریب دنیا پانی کی قلت کے مسئلے سے دوچار ہو جائے گی اور اس مسئلے کا کوئی حل نہیں ہوگا اور ڈیم اور ٹینکوں کے مصنوعی طریقے مفید ثابت نہیں ہو سکیں گے۔ ملاحظہ ہو: الأهرام: ١/ ١٠/ ١٩٨٥ اور ٢/ ١٠/ ١٩٨٥ (صحيحه: ٣٠٧٨)

گھٹیا اور کمینے لوگوں کی امارتوں کی پیشین گوئی

(٣٧٥٩)۔ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ ، عَنْ اَبِيْهِ ، قَالَ: كَانَ عَبْدُاللّٰهِ بْنِ وَزَاجٍ قَدِيْمًا لَهُ صُحْبَةٌ ، فَحَدَّثَنَا اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((يُوْشِكُ اَن يُؤَمَّرَ عَلَيْهِمُ الرُّوَيْجِلُ ، فَيَجْتَمِعَ اِلَيْهِ قَوْمٌ مَحَلَّقَةٌ اَقْفِيَتُهُمْ ، بِيْضٌ قُمُصُهُمْ ، فَاِذَا اَمَرَهُمْ بِشَيْءٍ حَضَرُوْا۔)) فَشَاءَ رَبُّكَ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ وَزَّاجٍ وُلِّيَ عَلَى بَعْضِ الْمُدُنِ ، فَاجْتَمَعَ اِلَيْهِ قَوْمٌ مِنَ الدَّهَاقِيْنِ مُحَلَّقَةً اَقْفِيَتُهُمْ ، بِيْضٌ قُمُصُهُمْ ، فَكَانَ اِذَا اَمَرَهُمْ بِشَيْءٍ حَضَرُوْا ، فَيَقُوْلُ: صَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ۔ (الصحيحة:٣٤٢٤)

عبدالرحمٰن بن جبیر بن نفیر اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ بن وزاج رضی اللہ عنہ قدیم صحابی تھے، وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قریب ہے کہ تم پر کسی کم اہمیت آدمی کو امیر بنا دیا جائے اور اس کے پاس ایسے لوگ جمع ہو جائیں جن کی گدیوں سے بال مونڈے ہوئے ہوں گے، ان کی قمیصیں سفید رنگ کی ہوں گیں، جب وہ ان کو کسی چیز کا حکم دینے لگے گا تو وہ حاضر ہو جائیں گے۔'' اللہ کا کرنا کہ سیدنا عبداللہ بن وزاج بعض شہروں کے گورنر بنا دیے گئے، جب ان کے پاس کسان لوگ آتے تھے، جن کی گدیاں مونڈی ہوتیں اور ان کی قمیصیں سفید ہوتیں اور وہ ان کے حکم پر وہ حاضر ہو جاتے۔ تو وہ کہتے تھے: اللہ اور اس کے رسول نے سچ کہا۔

تخريج: أخرجه الطبراني في "المعجم الكبير": ومن طريقه أبونعيم في "معرفة الصحابة": ٢/ ٤٠/ ٢

(٣٧٦٠)۔ عَنْ رَجُلٍ مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((يُوْشِكُ اَن يَّغْلِبَ عَلَى الدُّنْيَا لُكَعُ بْنُ لُكَعٍ ، وَاَفْضَلُ النَّاسِ مُؤْمِنٌ بَيْنَ كَرِيْمَيْنِ۔)) (الصحيحة:١٥٠٥)

ایک صحابیٔ رسول بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ممکن ہے کہ دنیا پر کوئی انتہائی کمینہ آدمی غالب آ جائے، اور اس وقت لوگوں میں افضل وہ مومن ہوگا، جو دو کریموں کے درمیان ہوگا۔''

تخريج: أخرجه الطحاوي في "المشكل" ٢/ ٤٢٨

شرح:...... ''لکع بن لکع'' (کمینہ بن کمینہ) سے مراد وہ شخص ہے، جو ردی اور گھٹیا نسب والا ہوگا اور یہ بھی ممکن ہے کہ اس سے مراد ایسا شخص ہو جس کا نسب غیر معروف ہو اور لوگ اس کی تعریف نہ کرتے ہوں۔

''دو کریموں'' سے کیا مراد ہے؟ (۱) اس مومن کے ماں باپ کا مسلمان ہونا، (۲) اس کے باپ اور بیٹے کا مسلمان ہونا ہے، یا (۳) دو کریموں سے مراد دو عمدہ قسم کے گھوڑے ہیں، جن پر وہ مومن سوار ہو کر جہاد کرے گا۔ پہلے دونوں معنوں میں کریم سے مراد گناہ کی پلیدی سے یا کفر و شرک کی نجاست سے پاک رہنے والا ہے۔

تبوک کے چشمہ کے آس پاس باغات کی پیشین گوئی

(٣٧٦١)۔ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ ، قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَامَ غَزْوَةِ تَبُوْكَ ، فَكَانَ يَجْمَعُ الصَّلَاةَ ، فَصَلَّى الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ جَمِيْعًا ، وَالْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ جَمِيْعًا ، حَتّٰى إِذَا كَانَ يَوْمًا أَخَّرَ الصَّلَاةَ ، ثُمَّ خَرَجَ فَصَلَّى الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ جَمِيْعًا ، ثُمَّ دَخَلَ ثُمَّ خَرَجَ بَعْدَ ذٰلِكَ ، فَصَلَّى الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ جَمِيْعًا ، ثُمَّ قَالَ: ((إِنَّكُمْ سَتَأْتُوْنَ غَدًا إِنْ شَاءَ تَعَالٰى عَيْنَ تَبُوْكَ ، وَإِنَّكُمْ لَنْ تَأْتُوْهَا حَتّٰى يَضْحَى النَّهَارُ ، فَمَنْ جَاءَ هَا مِنْكُمْ فَلَا يَمَسَّ مِنْ مَائِهَا شَيْئًا حَتّٰى آتِيَ۔)) فَجِئْنَاهَا وَقَدْ سَبَقَنَا إِلَيْهَا رَجُلَانِ ، وَالْعَيْنُ مِثْلُ الشِّرَاكِ تَبُضُّ بِشَيْءٍ مِنْ مَاءٍ ، قَالَ: فَسَأَلَهُمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: هَلْ مَسَسْتُمَا مِنْ مَائِهَا شَيْئًا؟ قَالَا: نَعَمْ۔ فَسَبَّهُمَا النَّبِيُّ ﷺ ، وَقَالَ لَهُمَا مَاشَاءَ اللّٰهُ أَنْ يَقُوْلَ ، قَالَ: ثُمَّ غَرَفُوْا بِأَيْدِيْهِمْ مِنَ الْعَيْنِ قَلِيْلًا قَلِيْلًا حَتّٰى اجْتَمَعَ فِي شَيْءٍ ، قَالَ: وَغَسَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْهِ يَدَيْهِ وَوَجْهَهُ ، ثُمَّ أَعَادَهُ فِيْهَا ، فَجَرَتِ الْعَيْنُ بِمَاءٍ مُنْهَمِرٍ ، (أَوْقَالَ: غَزِيْرٍ) حَتّٰى اسْتَسْقَى النَّاسُ ، ثُمَّ قَالَ: ((يُوْشِكُ يَا مُعَاذُ إِنْ طَالَتْ بِكَ حَيَاةٌ أَنْ تَرٰى مَا هٰهُنَا قَدْ مُلِئَ جِنَانًا۔)) (الصحيحة: ١٢١٠)

سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوۂ تبوک والے سال نکلے، آپ نمازیں جمع کر کے ادا کرتے تھے، یعنی ظہر اور عصر کی اور مغرب اور عشاء کی اکٹھی ادا کر لیتے تھے، ایک دن ایسا بھی آیا کہ نماز کو مؤخر کیا، پھر باہر تشریف لائے اور ظہر اور عصر کی نمازیں جمع کر کے پڑھیں، بعد ازاں اندر چلے گئے اور پھر جب تشریف لائے تو مغرب اور عشاء کی نمازیں جمع کر کے ادا کیں، پھر فرمایا: ''تم ان شاء اللہ کل تبوک کے چشمے پر پہنچ جاؤ گے، اور دن کے روشن ہونے کے بعد پہنچو گے۔ (یاد رکھنا کہ) جو بھی وہاں پہنچے، پانی کو میرے پہنچنے سے پہلے نہ چھوئے۔'' جب ہم اس چشمے کے پاس پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ دو آدمی ہم سے بھی سبقت لے جا چکے تھے۔ (ہم نے دیکھا کہ) تسمے کے بقدر چشمہ تھا اور تھوڑا تھوڑا پانی رس رہا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان دو آدمیوں سے پوچھا: ''آیا تم نے اس پانی کو چھوا ہے؟'' انھوں نے کہا: جی ہاں۔ آپ نے ان کو برا بھلا کہا، پھر صحابہ نے اس چشمے سے چلو بھر کر پانی ایک برتن میں جمع کیا۔ آپ ﷺ نے اس میں اپنا ہاتھ اور چہرہ دھویا، پھر اس پانی کو اس چشمے میں انڈیل دیا، چشمے کا پانی زور سے بہنا شروع ہو گیا، حتی کہ لوگوں نے پانی پی لیا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''معاذ! ممکن ہے کہ تیری زندگی لمبی ہو، (اگر ایسے ہوا تو) تو دیکھے گا کہ یہ جگہ باغات سے بھر جائے گی۔''

تخريج: أخرجه مالك: ١/ ١٤٣ـ ١٤٤ ، وعنه مسلم: ٧/ ٦٠ـ ٦١ ، وأحمد: ٥/ ٢٣٧ ، وابن عساكر في

"التاریخ" ١٧/ ٢٢٠/ ٢

شرح :...... مولانا مودودی کہتے ہیں: تبوک کے محکمہ شرعیہ کے رئیس شیخ صالح نے بتایا کہ یہ چشمہ دو سال پہلے تک پونے چودہ سو سال سے مسلسل ابلتا رہا، بعد میں نشیبی علاقوں میں ٹیوب ویل کھود ے گئے تو اس چشمے کا پانی ان ٹیوب ویلز کی طرف منتقل ہو گیا۔ تقریباً پچیس ٹیوب ویلز میں تقسیم ہو جانے کے بعد اب یہ چشمہ خشک ہو گیا ہے، اس کے بعد شیخ صالح ہمیں ایک ٹیوب ویل کی طرف بھی لے گئے، جہاں ہم نے دیکھا کہ چار انچ کا ایک پائپ لگا ہوا ہے اور کسی مشین کے بغیر اس سے پانی پورے زور سے نکل رہا ہے، قریب قریب یہی کیفیت دوسرے ٹیوب ویلز کی بھی ہمیں بتائی گئی۔ یہ نبی کریم ﷺ کے معجزے ہی کی برکت ہے، آج تبوک میں اس کثرت سے پانی موجود ہے، کہ مدینہ اور خیبر کے سوا ہمیں کہیں اتنا پانی دیکھنے کا اتفاق نہیں ہوا، بلکہ حقیقت یہ ہے کہ تبوک کا پانی ان دونوں جگہوں سے بھی زیادہ ہے۔ اس پانی سے فائدہ اٹھا کر اب تبوک میں ہر طرف باغ لگائے جا رہے ہیں اور نبی کریم ﷺ کی پیش گوئی کے مطابق تبوک کا علاقہ باغوں سے بھرا ہوا ہے اور دن بدن بھرتا جا رہا ہے۔ (سفرنامہ ارض القرآن)

اعمال کو تولنے کے لیے بڑا میزان
فرشتوں نے بھی عبادت کا حق ادا نہ کیا
پل صراط

(٣٧٦٢)۔ عَنْ سَلْمَانَ ، عَنِ النَّبِي ﷺ قَالَ: ((يُوْضَعُ الْمِيْزَانُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ، فَلَوْ وُزِنَ فِيْهِ السَّمَاوَاتُ وَالْاَرْضُ لَوَسِعَتْ ، فَتَقُوْلُ الْمَلَائِكَةُ: يَارَبِّ! لِمَن يَزِنُ هٰذَا؟ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى: لِمَنْ شِئْتُ مِنْ خَلْقِي۔ فَتَقُوْلُ الْمَلَائِكَةُ : سُبْحَانَكَ مَاعَبَدْنَاكَ حَقَّ عِبَادَتِكَ۔ وَيُوْضَعُ الصِّرَاطُ مِثْلَ حَدِّ الْمُوْسٰى ، فَتَقُوْلُ الْمَلَائِكَةُ: مَنْ تُجِيْزُ عَلٰى هٰذَا؟ فَيَقُوْلُ: مَنْ شِئْتُ مِنْ خَلْقِي ۔ فَيَقُوْلُوْنَ: سُبْحَانَكَ مَاعَبَدْنَاكَ حَقَّ عِبَادَتِكَ۔)) (الصحيحة:٩٤١)

سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''قیامت والے دن (اتنا بڑا) ترازو رکھا جائے گا کہ اس میں زمین و آسمان کا وزن بھی کیا جا سکے گا۔ فرشتے پوچھیں گے: یہ ترازو کس کے لیے وزن کرے گا؟ اللہ تعالی فرمائیں گے: میں اپنی مخلوق میں سے جس کے لیے چاہوں گا۔ فرشتے کہیں گے: (اے اللہ!) تو پاک ہے، ہم تیری عبادت کا حق ادا نہ کر سکے۔ پھر پل صراط نصب کیا جائے گا، جو استرے کی دھار کی طرح ہو گا۔ فرشتے پوچھیں گے: (اے اللہ!) تو کس کو یہ عبور کروائے گا؟ اللہ تعالی فرمائیں گے: میں اپنی مخلوق میں سے جس کو چاہوں گا۔'' وہ کہیں گے: تو پاک ہے، ہم کما حقہ تیری عبادت نہ کر سکے۔''

تخریج: رواہ الحاکم: ٤/ ٥٨٦

شرح :...... آپ ﷺ نے قیامت کے جن امور کو بیان کیا گیا، ان پر ایمان لانا ضروری ہے۔ اس حدیث

سے معلوم ہوا کہ اعمالِ صالحہ پر توجہ دی جائے۔

قیامت کے دن کی مقدار ظہر سے عصر تک کے وقت جتنی یا پچاس ہزار سال کے برابر؟

(٣٧٦٣)۔ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((يَوْمُ الْقِيَامَةِ كَقَدْرِ مَابَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ۔)) (الصحيحة: ٢٤٥٦)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ظہر اور عصر کے درمیانے وقفے جتنا قیامت کا دن ہو گا۔''

تخريج: أخرجه الحاكم: ١/ ٨٤، وعنه الديلمي: ٤/ ٣٣٧

شرح:...... امام البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث پر ''خفة يوم القيامة على المؤمنين'' کی سرخی ثبت کی ہے، یعنی جمع و تطبیق یہ ہوگی کہ یوم حشر کی یہ مختصر مقدار مومنوں کے لیے ہوگی۔

(٣٧٦٤)۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: تَلَارَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْآيَةَ: ﴿يَوْمَ يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِيْنَ﴾ (الْمُطَفِّفِيْنَ: ٦) فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((كَيْفَ بِكُمْ اِذَا جَمَعَكُمُ اللّٰهُ كَمَا يُجْمَعُ النَّبْلُ فِي الْكِنَانَةِ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ، ثُمَّ لَايَنْظُرُ اللّٰهُ اِلَيْكُمْ۔)) (الصحيحة: ٢٨١٧)

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿جس دن سب لوگ ربّ العالمین کے سامنے کھڑے ہوں گے۔﴾ (سورۂ مطففین: ٦) اور فرمایا: ''تمھارا کیا بنے گا جب اللہ تعالی تمھیں ترکش میں تیر جمع کرنے کی طرح پچاس ہزار سال کے لیے (میدانِ محشر میں) جمع کرے گا اور پھر تمھاری طرف دیکھے گا بھی نہیں۔''

تخريج: أخرجه أخرجه الحاكم في "المستدرك": ٤/ ٥٧٢، والطبراني

شرح:...... یوم حساب کی اصل مقدار پچاس ہزار سال ہوگی، لیکن مومنوں کو اس کی مقدار کم محسوس ہوگی۔

آخرت کے واقعات کو یاد کرتے وقت کون سی دعا پڑھی جائے؟

(٣٧٦٥)۔ قَال ﷺ: ((كَيْفَ اَنْعَمُ وَقَدِ الْتَقَمَ صَاحِبُ الْقَرْنِ، وَحَنٰى جَبْهَتَهٗ وَاَصْغٰى سَمْعَهٗ، يَنْتَظِرُ اَنْ يُؤْمَرَ اَنْ يَنْفُخَ، فَيَنْفُخُ۔)) قَالَ الْمُسْلِمُوْنَ: فَكَيْفَ نَقُوْلُ؟ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((قُوْلُوْا: حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ، تَوَكَّلْنَا عَلَى اللّٰهِ رَبِّنَا۔)) وَرُبَمَا قَالَ سُفْيَانُ: ((عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا۔))

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں (دنیوی زندگی میں) کیسے خوش و خرم رہ سکوں، اُدھر صور پھونکنے والا فرشتہ اپنے منہ میں صور لے چکا ہے، اس نے اپنی پیشانی جھکا دی ہے، اپنا کان (اللہ کے حکم کے انتظار میں) لگا دیا ہے۔ اب وہ نفخ کے حکم کا انتظار کر رہا ہے، (حکم ہوتے ہوئے صور) پھونک دے گا۔ مسلمانوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم (اس قلق و اضطراب کی اس کیفیت میں) کیا کہیں؟ آپ ﷺ نے

رُوِيَ مِنْ حَدِيْثِ اَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ، وَابْنِ عَبَّاسٍ، وَزَيْدِ ابْنِ اَرْقَمَ، وَاَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، وَجَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ، وَالْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ۔ (الصحيحة:١٠٧٩)

فرمایا: ''یہ کہو: اللہ ہمیں کافی ہے، وہ بہترین کارساز ہے، ہم نے اپنے ربّ اللہ پر توکل کیا ہے۔'' یہ حدیث سیدنا ابوسعید خدری، سیدنا عبداللہ بن عباس، سیدنا زید بن ارقم، سیدنا انس بن مالک، سیدنا جابر بن عبداللہ اور سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہم سے مروی ہے۔

تخريج: ١۔ أما حديث أبي سعيد الخدري: فأخرجه ابن المبارك في"الزهد" ١٥٩٧، والترمذي: ١/ ٧٠/ ٣١٦، وابن ماجه: ٤٢٧٣، وأحمد: ٣/ ٧و ٧٣، وأبونعيم في"الحلية"٥/ ١٠٥، ٧/ ١٣٠، ٣١٢، وابو يعلى فی "مسنده": ٧١/ ١

٢۔ وأما حديث ابن عباس: فأخرجه أحمد: ١/ ٣٢٦

٣۔ وأما حديث زيد بن أرقم: فأخرجه أحمد: ٤/ ٣٧٤، وابن عدي: ق ١١٦/ ١

٤۔ وأما حديث أنس: فأخرجه الخطيب في"تاريخ بغداد" ٥/ ١٥٣، والضياء في" المختارة"٢٠٧/ ١

٥۔ وأما حديث جابر: فأخرجه أبونعيم في"الحلية" ٣/ ١٨٩

٦۔ وأما حديث البراء: فأخرجه الخطيب في"تاريخ بغداد" ١١/ ٣٩

شرح:...... جب مسلمان کو آخرت کے واقعات کی وجہ سے گھبراہٹ اور فکر لاحق ہو تو درج ذیل دعا پڑھے۔

حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ، تَوَكَّلْنَا عَلَى اللّٰهِ رَبِّنَا۔

بہترین موت کون سی ہے

(٣٧٦٦)۔ قَالَ سَعْدٌ: اِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((نِعْمَ الْمِيْتَةُ اَنْ يَّمُوْتَ الرَّجُلُ دُوْنَ حَقِّهِ۔)) (الصحيحة:٦٩٧)

سیدنا سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''بہترین موت یہ ہے کہ آدمی اپنا حق وصول کرتا ہوا مارا جائے۔''

تخريج: أخرجه أحمد: ١/ ١٨٤، وعنه أبو عمرو الداني فی"الفتن": ١٤٨/ ١، أبو نعيم فی"الحليه": ٨/ ٢٩٠

شرح:...... سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ((مَنْ قُتِلَ دُوْنَ مَالِهِ فَهُوَ شَهِيْدٌ، وَمَنْ قُتِلَ دُوْنَ اَهْلِهِ اَوْ دُوْنَ دَمِهِ اَوْ دُوْنَ دِيْنِهِ فَهُوَ شَهِيْدٌ۔)) ...... ''جو شخص اپنے مال کی حفاظت کرتے ہوئے قتل ہو جائے، وہ شہید ہے، اسی طرح جو آدمی اپنے اہل یا اپنے خون یا اپنے دین کی حفاظت کرتے ہوئے مارا جائے، وہ بھی شہید ہے۔'' (ابوداود: ٤٧٧٢، ترمذی: ١٤١٨، نسائی: ٤٠٩٠، ابن ماجه: ٢٥٨٠)

اسی طرح سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اپنے مال کی حفاظت

کرتے ہوئے مارا جائے، وہ شہید ہے۔'' (بخاری: ۲۴۸۰، مسلم: ۱۴۱)

امام نووی کہتے ہیں: جس کا مال بغیر کسی حق کے لیا جا رہا ہو، وہ لینے والے کے ساتھ لڑائی کر سکتا ہے، مال قلیل ہو یا کثیر، یہی جمہور اہل علم کا قول ہے۔ لیکن محدثین اور اہل علم کا اس بات پر اجماع ہے کہ دوسری احادیث کی روشنی میں سلطان اور بادشاہ کو مستثنی قرار دیا جائے گا، یعنی اگر وہ ظلم کرتے ہوئے مال لے رہا ہو تو صبر کرنا چاہیے اور اس کے خلاف لڑائی کرنے سے گریز کرنا چاہیے۔

چادروں کی پیشین گوئی

(٣٧٦٧)۔ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((هَلْ لَكُمْ مِنْ أَنْمَاطٍ؟)) قُلْتُ: وَأَنّٰى يَكُوْنُ لَنَا الْأَنْمَاطُ؟ قَالَ: ((أَمَا إِنَّهَا سَتَكُوْنُ لَكُمُ الْأَنْمَاطُ۔)) قَالَ جَابِرٌ: فَأَنَا أَقُوْلُ لَهَا۔ يَعْنِي: اِمْرَأَتَهُ: أَخِّرِيْ عَنَّا أَنْمَاطَكِ، فَتَقُوْلُ: أَلَمْ يَقُلِ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنَّهَا سَتَكُوْنُ لَكُمُ الْأَنْمَاط)) فَأَدَعُهَا۔ (الصحيحة:٤٠٠٦)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تمھارے پاس چادریں (یا غالیچے) ہیں؟'' میں نے کہا: ہمارے پاس چادریں کہاں سے آئیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''آگاہ رہو! عنقریب تمھارے پاس ہوں گی۔'' سیدنا جابر کہتے ہیں: جب میں اپنی بیوی کو کہتا تھا کہ ان چادروں کو مجھ سے دور کر دے، تو وہ کہتی تھی: کیا نبی کریم ﷺ نے یہ نہیں فرمایا تھا: ''عنقریب تمھارے پاس چادریں ہوں گی۔'' میں یہ سن کر اس کو چھوڑ دیتا تھا۔

تخريج: أخرجه البخاري:٣٦٣١ و٥١٦١، ومسلم:٦/ ١٤٦، وأبوداود:٤١٤٥، والنسائي:٢/ ٩٤، والترمذي:٢٧٧٤۔ وصححه۔، وأحمد:٣/ ٢٩٤

شرح:...... آپ ﷺ کی گئی پیشین گوئی حق ثابت ہوئی۔

لوگوں کو ہر وقت ڈراتے نہیں رہنا چاہیے

(٣٧٦٨)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: خَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ عَلٰى رَهْطٍ مِنْ أَصْحَابِهِ يَضْحَكُوْنَ وَيَتَحَدَّثُوْنَ، قَالَ: ((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا أَعْلَمُ، لَضَحِكْتُمْ قَلِيْلًا، وَلَبَكَيْتُمْ كَثِيْرًا۔)) ثُمَّ انْصَرَفَ، وَأَبْكَى الْقَوْمَ، وَأَوْحَى اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ إِلَيْهِ: يَا مُحَمَّدُ! لِمَ تُقَنِّطُ عِبَادِيْ؟ فَرَجَعَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: ((أَبْشِرُوْا، وَسَدِّدُوْا، وَقَارِبُوْا۔))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ صحابہ کے ایک گروہ کے پاس آئے، وہ ہنس رہے تھے اور گپ شپ لگا رہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر تم وہ کچھ جانتے ہوتے جو میں جانتا ہوں، تو تم ہنسنا کم کر دیتے اور بکثرت روتے۔'' پھر آپ ﷺ چلے گئے اور صحابہ نے رونا شروع کر دیا۔ اللہ تعالی نے آپ کی طرف وحی کی: اے محمد! تم میرے بندوں کو ناامید کیوں کر رہے ہیں؟ نبی کریم ﷺ واپس لوٹے اور

(الصحيحة: ٣١٩٤) کہا: ''خوش ہو جاؤ، راہِ راست پر چلتے رہو اور میانہ روی اختیار کرو۔''

تخريج: أخرجه البخاري في"الأدب المفرد": ٢٤٥، والبيهقي في"شعب الأيمان": ٢/ ٢٢/ ١٠٥٨، وابن حبان: ١/ ١٦٢/ ١١٣ وأخرج البخاري: ٦٦٣٧، واحمد: ٢/ ٢٥٧ وغيرهما منه الجملة الاولى فقط، واحمد: ٢/ ٤٦٧ الجملة الاولى و الأخيرة منه

(٣٧٦٩)۔ عَنْ أَبِي مُوْسٰى أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ بَعَثَهُ وَمُعَاذاً إِلَى الْيَمَنِ فَقَالَ: ((يَسِّرَا وَلَا تُعَسِّرَا، وَبَشِّرَا وَلَا تُنَفِّرَا وَتَطَاوَعَا وَلَا تَخْتَلِفَا۔)) (الصحيحة: ١١٥١)

حضرت ابوموسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اسے اور حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف بھیجا اور فرمایا: ''آسانیاں پیدا کرنا اور تنگیوں میں نہ ڈالنا اور خوشخبریاں دینا اور نفرتیں نہ دلانا اور آپس میں موافقت اختیار کرنا اور اختلاف نہ کرنا۔''

تخريج: أخرجه البخاري: ٤/ ٢٦، ٥/ ١٠٨، ٧/ ١٠١، ٨/ ١١٤، ومسلم: ٥/ ١٤١، والطيالسي: صـ ٦٧ رقم ٤٩٦، وأحمد: ٤/ ٤١٢، ٤١٧

شرح:...... قرآن وحدیث کا بہت بڑا حصہ تخویف و وعید پر مشتمل ہے، اس لیے اس کو بیان کرنا بھی ضروری ہے۔ مذکورہ بالا احادیث کا لب لباب یہ ہے کہ مبلغین کو حکمت و دانائی سے متصف اور مزاج شناس ہونا چاہیے، ان کو یہ سمجھ ہو کہ مختلف لوگوں کو سمجھانے کے لیے مختلف پالیساں اختیار کی جاتی ہیں۔

امام نووی نے شرح مسلم میں مختلف روایات جمع کر کے کہا: ان احادیث میں یہ حکم دیا گیا ہے کہ اللہ تعالی کے فضل و کرم، اجر وثواب اور اس کی وسعتِ رحمت کا ذکر کر کے لوگوں کو خوشخبریاں سنائی جائیں اور محض تخویف و وعید کا ذکر کر کے سامعین کو متنفر نہ کیا جائے۔ ان احادیث سے یہ بھی معلوم ہوا نو مسلم یا قریب الاسلام شخص کے ساتھ الفت والا معاملہ کیا جائے، نہ کہ شدت والا۔ اسی طرح جو بچے بلوغت کے قریب ہوں یا بالغ ہو چکے ہوں اور جو لوگ معروف گناہوں سے توبہ کر چکے ہیں، ان کے ساتھ نرمی والا معاملہ کیا جائے اور رفتہ رفتہ ان کو اطاعت کے کاموں کو سرانجام دینے کی ترغیب دی جائے۔ غور کرنا چاہیے کہ صحابہ کرام پر امورِ اسلام کو بتدریج نافذ کیا گیا۔ (شرح نووی: ٢/ ٨٣)

حافظ ابن حجر نے کہا: (مفہوم) "یسـروا" میں آسانی کا حکم دیا گیا ہے، مرادی معنی یہ ہے کہ سکون اور آسانی کا لحاظ رکھا۔

ہمیشہ مشقت طلب امور کا حکم نہ دیا جائے، تاکہ عمل کرنے والا اکتا نہ جائے۔ مجبور لوگوں کو دی گئی رخصتوں کی ان پر وضاحت کر دی جائے، مثلا بیٹھ کر نماز پڑھنا، مسافر اور مریض کا روزہ نہ رکھنا، اسی طرح اخف الضررین اور اخف المفسدین کے قانون کو بھی ملحوظ خاطر رکھنا چاہیے، جیسے آپ ﷺ نے مسجد میں بدو کے پیشاب کرنے کے موقع پر کیا

تھا۔(فتح الباری: ۱۰/ ٦٤٤)

مزید کہا: قریب الاسلام لوگوں کی تالیفِ قلبی کی جائے اور شروع شروع میں ان پر سختی نہ کی جائے، اسی طرح گناہوں سے ڈانٹ ڈپٹ کے موقع پر نرمی اختیار کی جائے اور لوگوں کو بتدریج تعلیم دی جائے، کیونکہ جب کسی چیز کو شروع سے آسان شکل میں پیش کیا جاتا ہے تو اس پر عمل کرنے والے اس کو محبوب سمجھ کر خوشی کے ساتھ قبول کرتے ہیں، اس طریقے کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ لوگ مشقت طلب اعمال کی طرف مائل ہونے لگتے ہیں۔(فتح الباری: ۱/ ۲۱٦)

سجدہ کرنے والے کو سجدہ کرنے کی حالت میں قتل کرنے کا حکم؟

(۳۷۷۰)۔ عَنْ اَبِي بَكْرَةَ، قَالَ: اِنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ مَرَّبِرَجُلٍ سَاجِدٍ۔ وَهُوَ يَنْطَلِقُ اِلَى الصَّلَاةِ ۔ فَقَضَى الصَّلَاةَ، وَرَجَعَ عَلَيْهِ وَهُوَ سَاجِدٌ، فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: ((مَن يَقْتُلُ هٰذَا؟)) فَقَامَ رَجُلٌ فَحَسَرَ عَنْ يَدَيْهِ فَاخْتَرَطَ سَيْفَهُ وَهَزَّهُ ثُمَّ قَالَ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي كَيْفَ اَقْتُلُ رَجُلاً سَاجِدًا يَشْهَدُ أَن لَّااِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ؟ ثُمَّ قَالَ: ((مَنْ يَقْتُلُ هٰذَا؟)) فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ: اَنَا۔ فَحَسَرَ عَنْ ذِرَاعَيْهِ وَاخْتَرَطَ سَيْفَهُ وَهَزَّهُ حَتّٰى ارْعَدَّتْ يَدُهُ فَقَالَ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! كَيْفَ اَقْتُلُ رَجُلاً سَاجِدًا يَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْقَتَلْتُمُوْهُ لَكَانَ اَوَّلَ فِتْنَةٍ وَآخِرَهَا۔))

(الصحیحة:۲٤۹۵)

سیدنا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نماز ادا کرنے کے لیے (مسجد کی طرف) جا رہے تھے، راستے میں ایک سجدہ ریز آدمی کے پاس سے گزر ہوا۔ جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے اور واپس لوٹے تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہ آدمی ابھی تک سجدے میں پڑا ہوا ہے۔ نبی کریم ﷺ وہاں کھڑے ہو گئے اور فرمایا: ''کون ہے جو اس کو قتل کر دے؟'' ایک آدمی کھڑا ہوا، آستین چڑھائی، تلوار سونتی اور اسے لہرایا، لیکن کہنے لگا: اے اللہ کے نبی! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، میں ایسے آدمی کو کیسے قتل کروں، جو سجدہ ریز ہے اور گواہی دے رہا ہے کہ اللہ ہی معبودِ برحق ہے اور محمد (ﷺ) اللہ کے بندے اور رسول ہیں؟ لیکن آپ ﷺ نے پھر فرمایا: ''کون اس کو قتل کرے گا؟'' وہی آدمی کھڑا ہوا، آستین چڑھائی، تلوار سونتی اور اس کو لہرایا، لیکن اس کے ہاتھ پر کپکپی طاری ہو گئی اور وہ کہنے لگا: اے اللہ کے نبی! میں ایسے آدمی کو کیسے قتل کروں جو سجدہ ریز ہے اور گواہی دے رہا ہے کہ اللہ ہی معبودِ برحق ہے اور محمد (ﷺ) اللہ کے بندے اور رسول ہیں؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر تم اسے قتل کر دیتے تو یہ پہلا اور آخری فتنہ ہوتا۔''

تخریج: أخرجه الامام أحمد: ۵/ ٤۲

شرح :...... اس حدیث میں جس شخص کا بیان ہے، اس کی کیفیت کا علم صرف نبی کریم ﷺ کو بذریعہ وحی ہو سکتا ہے۔ اور اس کے زندہ رہنے میں بھی کوئی مصلحت تھی، وگرنہ آپ ﷺ پوری تفصیل بیان کر کے اسے قتل کروا دیتے۔ واللہ اعلم۔

امت کا ایک گروہ حق پر قائم رہے گا

(۳۷۷۱)۔ عَنْ عِمْرَانَ بْنَ حُصَيْنٍ مَرْفُوْعًا: ((لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِّنْ أُمَّتِي ظَاهِرِيْنَ عَلَى الْحَقِّ حَتّٰى تَقُوْمَ السَّاعَةُ۔)) (الصحيحة:۲۷۰)

سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میری امت کا ایک گروہ تا قیامت حق پر قائم دائم رہے گا۔''

تخريج: أخرجه الرامهرمزي في "المحدث الفاصل": ٦/ ١

(۳۷۷۲)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ: ((لَا يَزَالُ هٰذَا الدِّيْنُ قَائِمًا يُقَاتِلُ عَلَيْهِ عِصَابَةٌ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ حَتّٰى تَقُوْمَ السَّاعَةُ۔)) (الصحيحة:٩٦٣)

سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ دین قائم دائم رہے گا، مسلمان کی ایک جماعت اس سے متصف ہو کر جہاد کرتی رہے گی، یہاں تک کہ قیامت قائم ہو جائے گی۔''

تخريج: أخرجه ابن حبان: ٨/ ٢٩٥/ ٦٧٩٨_الاحسان، وأحمد: ٥/ ٩٢، ٩٤، ١٠٣، ١٠٥، والطيالسي: صـ١٠٤ رقم٧٥٦، والطبراني في "الكبير": ٢/ ٢٦٥/ ١٩٩٦، ٢٦٩/ ٢٠١١

شرح :...... امام بخاری نے کہا: اس جماعت سے مراد اہل علم ہیں۔

امام احمد نے کہا: ان لم يكونوا اهل الحديث فلا ادري من هم۔ ...... اگر اس جماعت سے مراد اہل الحدیث (یعنی محدثین) نہیں ہیں، تو میں نہیں جانتا کہ پھر یہ لوگ کون ہیں۔

قاضی عیاض نے کہا: انما اراد احمد اهل السنة والجماعة ومن يعتقد مذهب اهل الحديث۔

...... امام احمد کی مراد اہل السنہ والجماعہ ہیں اور وہ لوگ ہیں جو اہل الحدیث کے منہج کے پیروکار ہوں۔

امام نووی نے کہا: ممکن ہے کہ یہ طائفہ مومنوں کی متعدد جماعتوں پر مشتمل ہو، مثلا: بہادری والے، بصیرت والے، فقیہ، محدث، مفسر، آمر بالمعروف، ناہی عن المنکر، زاہد اور عابد۔ اور یہ بھی ضروری نہیں کہ وہ ایک علاقے میں جمع ہوں۔ (دیکھئے: فتح الباري: ١٣/ ٣٦٣، ٣٦٥، عون المعبود: حديث: ٢٤٨٤)

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ جو لوگ قرآن و حدیث کی خدمت اور ان کا تحفظ کرتے رہے، وہ علم کی صورت میں ہو یا عمل کی صورت میں، وہ اس خوشخبری کے مستحق ہیں۔

شیخ البانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: عجیب حسنِ اتفاق ہے کہ اس حدیثِ مبارکہ کا محل متعین کرتے ہوئے ہر دور اور زمانہ نیز

ہر طبقہ کے محدثین کرام متفق نظر آتے ہیں۔ امام احمد بن حنبل، امام بخاری، امام علی بن مدینی، یزید بن ہارون اور متاخرین میں سے خطیب بغدادی وغیرہ، کوئی بھی اختلاف کرتا ہوا دکھائی نہیں دیتا۔ الفاظ اگرچہ مختلف ہیں، مگر مسمّی ایک ہی ہے۔ ایسا زبردست اتفاق شاید ہی کسی حدیث کی توضیح وتعبیر میں دیکھنے میں آیا ہو۔ بعض لوگ اس اختصاص پر چیں بجبیں ہوتے ہیں اور اہل حدیث کے تذکرہ سے سخت کبیدہ خاطر ہوتے ہیں، مگر انہیں دو باتیں ذہن نشین کر لینی چاہئیں۔ ایک یہ کہ حدیث وسنت کے ساتھ والہانہ شغف، حدیث وسنت کے جملہ علوم کے ساتھ حد درجہ اعتناء وتوجہ، آپ ﷺ کی سیرت واخلاق اور غزوات وسرایا نیز حدیث پڑھنے پڑھانے میں یہ سب لوگوں سے فائق ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ صدر اول کے بعد امت مرحومہ کئی فرقوں میں بٹ گئی، ہر مذہب والوں نے اپنے اصول وفروع مقرر کر لیے اور مسلک کی رو رعایت کرتے ہوئے مخصوص احادیث سے استدلال کرنے لگے اور دوسری طرف نگاہ اٹھانا ہی گوارہ نہ کیا۔ مگر قربان جایئے اہل حدیث پر، ان کے ماتھے کا جھومر اور مانگ کا سیندور ہمیشہ فرمودۂ رسول ﷺ رہا ہے۔ انھوں نے فرمانِ رسول کو ہمیشہ سینے سے لگایا ہے، خواہ روایت کرنے والا شیعہ ہو یا قدریہ یا خارجی مکتب فکر سے تعلق رکھنے والا ہے، حنفی اور مالکی وغیرہ ہونا تو دوسری بات ہے، بشرطیکہ وہ عادل مسلم اور ثقہ ہو۔ اہل حدیث کسی دھڑے بندی اور گروہی تعصب کا شکار نہیں ہوئے۔ حدیثِ رسول ہی ان کا مطمحِ نظر رہا۔ فللہ درھم۔

ہم اپنی گفتگو کو حنفی سرخیل عالم مولانا محمد عبدالحیٔ لکھنوی کی بات پر ختم کرتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں: اگر کوئی شخص بنظرِ انصاف دیکھے، فقہ واصول کے سمندر میں تنگ نظری کے بغیر غوطہ خوری کرے تو اسے یقین کامل ہو جائے گا کہ اختلافی مسائل، خواہ ان کا تعلق اصول سے ہو یا فروع سے، ان میں محدثین کرام کا مؤقف محفوظ، قوی اور بادلائل ہے۔ میں نے جب اختلافی مسائل میں تحقیق وتدقیق سے کام لیا ہے تو محدثین کی بات ہی کو قرین انصاف پایا ہے۔

بھلا ایسا کیوں نہ ہو، وہ وارثانِ علوم نبوت اور نائبینِ شریعتِ محمدی ہیں۔ مولائے کریم ہمیں ان کی رفاقت کے شرفِ عظیم سے بہرہ ور فرمائیں اور ان کی محبت وکردار کو اپنانے کی توفیق عطا فرمائیں۔ (ملخص از صحیحہ: ۲۷۰)

ہر کسی کو پانچ سوالات کے جوابات دینا ہوں گے، وگرنہ......

(۳۷۷۳)۔ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا تَزُوْلُ قَدَمَا ابْنِ آدَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ عِنْدِ رَبِّهِ حَتّٰى يُسْأَلَ عَنْ خَمْسٍ: عَنْ عُمْرِهِ فِيْمَا أَفْنَاهُ، وَعَنْ شَبَابِهِ فِيْمَا أَبْلَاهُ، وَمَالِهِ مِنْ أَيْنَ اكْتَسَبَهُ، وَفِيْمَا أَنْفَقَهُ، وَمَا ذَا عَمِلَ فِيْمَا عَلِمَ۔)) (الصحيحة:٩٤٦)

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''روزِ قیامت ابن آدم کے پاؤں اس وقت سے اللہ تعالی کے پاس سے نہیں کھسک سکیں گے، جب تک اس سے پانچ چیزوں کے بارے پوچھ گچھ نہ کر لی جائے گی، (۱) اس نے اپنی عمر کہاں فنا کی؟ (۲) اپنی نوجوانی کہاں کھپائی؟ (۳) مال کہاں سے اور کیسے کمایا؟ اور (۴) کہاں خرچ کیا؟ اور (۵) اس نے اپنے علم کے مطابق کتنا عمل کیا؟''

تخریج:أخرجه الترمذی: ٢/ ٦٧، وأبویعلی فی"مسنده": ٢٥٤/ ٢، والطبرانی فی"المعجم الکبیر": ١/٤٨/ ١، و"الصغیر": ٦٤٨۔الروض، وابن عدی فی"الکامل": ٩٥/ ١، والبیهقی فی "الشعب": ٢/ ٢٨٦/ ١٧٨٤، والخطیب: ١٢/ ٤٤٠، وابن عساکر فی"تاریخ دمشق": ٥/ ١٨٢/ ١، ١٢/ ٢٣٩/ ٢

شرح:...... ہر شخص کو چاہیے کہ وہ فکر کرے اور ان پانچ سوالات کے جوابات کے بارے میں بار بار سوچے اور یہ صرف اس وقت ممکن ہوگا جب وہ سختی سے اپنا محاسبہ کرے گا اور اپنے ہر قول و فعل کا شریعت کی روشنی میں جائزہ لے گا۔

دنیا میں سیر ہونے والے قیامت والے دن بھوکے ہوں گے

(٣٧٧٤)۔ عَنْ اَبِي جُحَيْفَةَ، قَالَ: تَجَشَّأْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: ((مَا اَكَلْتَ يَا اَبَا جُحَيْفَةَ؟)) فَقُلْتُ: خُبْزٌ وَلَحْمٌ، فَقَالَ: ((اِنَّ اَطْوَلَ النَّاسِ جُوْعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ، اَكْثَرُهُمْ شَبْعًا فِي الدُّنْيَا۔)) (الصحیحة:٣٣٧٢)

سیدنا ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے نبی کریم ﷺ کے پاس ڈکار لیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''ابو جحیفہ! آپ نے کیا کھایا ہے؟'' میں نے کہا: روٹی اور گوشت۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''روزِ قیامت وہ لوگ سب سے زیادہ بھوکے ہوں گے جو دنیا میں پیٹ بھر کر کھاتے ہیں۔''

تخریج: أخرجه الطبراني في"المعجم الکبیر": ٢٢/ ١٢٦/ ٣٢٧، والبیهقی فی "الشعب": ٥/ ٢٦/ ٥٦٤٣

(٣٧٧٥)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: تَجَشَّأَ رَجُلٌ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: ((كُفَّ عَنَّا جُشَاءَكَ فَإِنَّ أَكْثَرَهُمْ شَبْعًا فِي الدُّنْيَا أَطْوَلُهُمْ جُوْعاً يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔)) (الصحیحة: ٣٤٣)

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ کے پاس ڈکار لی، آپ نے اسے فرمایا: ''ہم سے اپنی ڈکار کو دور رکھ، بلاشبہ دنیا میں بہت زیادہ سیر و سیراب ہونے والے قیامت کے دن بہت زیادہ بھوکے رہنے والے ہوں گے۔''

تخریج: أخرجه الترمذی: ٢/٧٨، وابن ماجه: ٣٣٥٠ وروی هذا الحدیث عن ابن عمر، وابی جحیفة، وابن عمرو، وابن عباس، وسلمان۔

شرح:...... اسلام میں بسیار خوری کو اچھا نہیں سمجھا گیا، اگر یہ کوئی قابل تعریف اور مفید چیز ہوتی تو یقیناً رسول اللہ ﷺ کو بھی اس کے اسباب مہیا کیے جاتے۔

اس موضوع پر درج ذیل حدیثِ مبارکہ ایک کلیہ کی حیثیت رکھتی ہے:

سیدنا مقدام بن معدیکرب بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((مَا مَلَأَ آدَمِيٌّ وِعَاءً شَرًا مِنْ بَطْنٍ، بِحَسْبِ ابْنِ آدَمَ أُكُلَاتٍ يُقِمْنَ صُلْبَهُ، فَإِنْ كَانَ لَا مَحَالَةَ، فَثُلُثٌ لِطَعَامِهِ، وَ ثُلُثٌ لِشَرَابِهِ، وَثُلُثٌ لِنَفْسِهِ۔)) (ترمذی: ٢٣٨١) ......''کسی آدمی نے کوئی برتن اپنے پیٹ سے زیادہ برا نہیں بھرا۔

آدمی کے لیے تو چند لقمے ہی کافی ہیں جو اس کی پشت کو سیدھا رکھیں، اور اگر زیادہ کھانا ہی ضروری ہو تو پھر پیٹ کا تیسرا حصہ اپنے کھانے کے لیے، تیسرا حصہ پانی کے لیے اور تیسرا حصہ سانس لینے کے لیے ہو۔''

اگر ان احادیث پر عمل کیا جائے تو نہ صرف اخروی فوائد کا حصول ہوتا ہے، بلکہ کئی بیماریاں خود بخود دم توڑ جاتی ہیں، آجکل اکثر بیماریوں کی بنیاد بسیار خوری اور پیٹ کو اس قدر بھرنا ہے کہ چار پانچ گھنٹے گزرنے کے بعد بھی ڈکاروں کا غلبہ ہوتا ہے، پھر کھانا ہضم کرنے کے لیے چورن، پھکی اور سوڈا واٹر وغیرہ کا استعمال کیا جاتا ہے۔

بعض لوگوں کی برائیوں کو نیکیوں میں تبدیل کر دیا جائے گا

(٣٧٧٦)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَيَتَمَنَّيَنَّ اَقْوَامٌ لَوْ أَكْثَرُوْا مِنَ السَّيِّئَاتِ۔)) قَالُوْا: بِمَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((اَلَّذِيْنَ بَدَّلَ اللّٰهُ سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ۔)) (الصحيحة:٢١٧٧)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''(ایک وقت ایسا بھی آئے گا کہ اس میں) بعض لوگ یہ تمنا کریں گے کہ کاش انھوں نے زیادہ برائیاں کی ہوتیں۔'' صحابہ نے کہا: ''اے اللہ کے رسول! ایسے کیوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ لوگ (یہ خواہش کریں گے) جن کی برائیوں کو نیکیوں میں تبدیل کر دیا جائے گا۔''

تخريج: أخرجه الحاكم:٤/ ٢٥٢

شرح:...... برائیوں کو نیکیوں میں تبدیل کرنا، یہ مضمون قرآن مجید میں بھی بیان کیا گیا ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿إِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنَاتٍ وَّكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا﴾ (سورۂ فرقان: ٧٠) ...... ''سوائے ان لوگوں کے جو توبہ کریں اور ایمان لائیں اور نیک کام کریں، ایسے لوگوں کے گناہوں کو اللہ تعالیٰ نیکیوں سے بدل دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربانی کرنے والا ہے۔''

لیکن قابل توجہ بات یہ ہے کہ جس ہستی پر قرآن اترا اور جن نفوس قدسیہ نے آپ ﷺ سے آیات و احادیث بلاواسطہ سنیں، ان کا طرزِ حیات کیسا تھا؟ ہم یہ کہنا چاہتے ہیں کہ ان نصوص کا یہ مطلب نہیں کہ مسلمان اس آس میں عمل کرنا ترک کر دے کہ اس کی برائیاں بھی معاف کر دی جائیں گی۔ سوچنا چاہیے کہ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام کو ان آیات و احادیث پر سب سے زیادہ ایمان تھا، لیکن اس کے باوجود ان کی وجہ سے ان کے عمل میں کوئی غفلت نظر نہ آئی۔ ہمیں بھی ایسا ہی نظامِ زندگی اختیار کرنا چاہیے۔

یہ علیحدہ بات ہے کہ ان سعادتوں کی امید رکھی جائے اور ان کے حصول کے لیے دعائیں کی جائیں۔

عربوں کے دل عجمیوں کے دلوں کی مانند ہو جائیں گے

(٣٧٧٧)۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَيَاتِيَنَّ عَلَى النَّاسِ

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لوگوں پر ایسا وقت بھی آئے گا کہ ان کے

زَمَانٌ، قُلُوْبُهُمْ قُلُوْبُ الْعَجَمِ۔﴾ قُلْتُ: وَمَا قُلُوْبُ الْعَجَمِ؟ قَالَ: ((حُبُّ الدُّنْيَا، سُنَّتُهُمْ سُنَّةُ الْاَعْرَابِ، مَااَتَاهُمْ مِن رِزْقٍ جَعَلُوْهُ فِي الْحَيَوانِ، يَرَوْنَ الْجِهَادَ ضَرَرًا، وَالزَّكَاةَ مَغْرَمًا۔)) (الصحيحة:۳۳۵۷)

دل عجمیوں کے دلوں کی مانند ہو جائیں گے۔'' میں نے کہا: عجمیوں کے دلوں سے کیا مراد ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''دنیا کی محبت، ان کا انداز بدوؤں کی طرح کا ہو گا، ان کو رزق کی جو صورتیں ملیں گی، وہ ان کو جانوروں پر لگا دیں گے، وہ جہاد کو تکلیف اور زکاۃ کو چٹی تصور کرتے ہیں۔''

تخريج: أخرجه الطبراني في "المعجم الكبير": ۱۳/ ۳٦/ ۸۲

شرح:...... امام البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں: یہ حدیث اعلامِ نبوت میں سے ہے، کیونکہ آپ ﷺ نے اس غیبی امر کے بارے میں جو خبر دی، وہ اس زمانے میں پوری ہو چکی ہے۔ واللہ المستعان۔ (صحیحہ: ۳۳۵۷)

لوگوں کے پاس فراوانی کے ساتھ مال و دولت موجود ہے۔ اپنے ملبوسات، ماکولات، مکانات، دوکانات اور گاڑیوں پر لاکھوں، بلکہ کروڑوں روپے خرچ کرتے ہیں، لیکن جب جہاد، زکاۃ یا کسی مستحق پر صدقہ کرنے کی باری آتی ہے، تو پچاس ساٹھ روپیوں کو کافی سمجھ لیا جاتا ہے۔

عورت بھی فتنہ ہے، لیکن کیوں؟

(۳۷۷۸)۔ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ وَسَعِيْدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ: ((مَاتَرَكْتُ بَعْدِي فِتْنَةً أَضَرَّ عَلَى الرِّجَالِ مِنَ النِّسَاءِ۔)) (الصحيحة: ۲۷۰۱)

سیدنا اسامہ بن زید بن حارثہ اور سعید بن زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے اپنے بعد مردوں کے حق میں، سب سے خطرناک فتنہ عورتوں کا چھوڑا ہے۔''

تخريج: أخرجه البخاري في أول كتاب "النكاح ـ ۱۸"، ومسلم: رقم ـ ۲۷٤۱، والترمذي: ۲۷۸۱، وصححه، وابن ماجه: ۳۹۹۸، وأحمد: ٥/ ۲۰۰، ۲۱۰

(۳۷۷۹)۔ عَنْ أَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ: ((إِنَّ الدُّنْيَا خَضِرَةٌ حُلْوَةٌ وَإِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ مُسْتَخْلِفُكُمْ فِيْهَا، لِيَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ، فَاتَّقُوْا الدُّنْيَا وَاتَّقُوْا النِّسَاءَ، فَإِنَّ أَوَّلَ فِتْنَةِ بَنِي إِسْرَائِيْلَ كَانَتْ فِي النِّسَاءِ۔)) (الصحيحة: ۹۱۱)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک دنیا سرسبز و شاداب (پرکشش) اور میٹھی ہے اور اللہ تعالیٰ نے تم کو اس میں خلیفہ بنانا ہے تاکہ وہ جانچ سکے کہ تم کیسے عمل کرتے ہو۔ پس دنیا اور عورتوں سے بچ کر رہنا، کیونکہ بنی اسرائیل میں پہلا فتنہ عورتوں میں واقع ہوا۔''

تخریج: أخرجه الامام أحمد في "المسند": ٣/ ٢٢

شرح:...... شریعتِ اسلامیہ میں ایک طرف تو عورت کوکلیدی حیثیت کا مالک ٹھہرایا گیا ہے، یہ عورت ہی ہے جو ماں، بیٹی، بہن اور بیوی کا روپ اختیار کر کے اپنے بیٹوں، اپنے باپوں، اپنے بھائیوں اور اپنے خاوندوں سے الفت و محبت اور احترام و اکرام وصول کرتی ہے۔ سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((اَلدُّنْیَا مَتَاعٌ، وَ خَیْرُ مَتَاعِهَا الْمَرْأَةُ الصَّالِحَةُ۔)) (مسلم: ١٤٦٧) ......"دنیا ساز و سامان ہے اور دنیا کا بہترین سامان، نیک عورت ہے۔" عورتوں کے ساتھ بہترین حسن سلوک اختیار کرنے کی تلقین کرتے ہوئے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ((اَكْمَلُ الْمُؤْمِنِيْنَ اِيْمَانًا اَحْسَنُهُمْ خُلُقًا، وَخِيَارُكُمْ خِيَارُكُمْ لِنِسَائِهِمْ۔)) (ترمذی: ١١٦٢) ......"تم میں کامل ترین مومن وہ ہے جو اخلاق میں سب سے اچھا ہے اور تم میں سب سے بہتر وہ آدمی ہے، جو اپنی عورتوں کے حق میں سب سے بہتر ہے۔"

یہ اسلام ہی ہے جس نے عورت کو سب سے زیادہ تحفظ، احترام اور مقام عطا کیا، مردوں کو ان کی دنیوی ضروریات پوری کرنے کا ذمہ دار ٹھہرایا، ان کی عزتوں کو تحفظ فراہم کرنے کے لیے سرے سے غیر محرم عورتوں کی طرف دیکھنے اور بالخصوص نظرِ بد سے دیکھنے سے منع کر دیا۔

بہرحال اس مقام و مرتبہ کے باوجود عورت فتنہ باز، سازشی، مکار، ناشکری اور شکایتی ثابت ہوئی ہے۔ اس کی نااتفی اور بے صبری کو پرکھیں کہ یہ ایک خاوند، ساس سسر اور گھر میں بسنے والے چند افراد کو راضی نہیں رکھ سکتی ہے۔

عصر حاضر میں عورتوں کی نیم برہنہ حالت اور بے پردگی اچھے خاصے مومنوں کے لیے بڑی آزمائش ثابت ہوئی ہے، بازاروں میں بدکاری اور نظروں کا زنا عام ہے، گھروں سے باہر نکل کر جدھر نگاہ اٹھائیں، ہر طرف شیطانوں کے روپ میں عورتوں کے جاذبِ نظر چہرے اور بدکاری کے اسباب و وسائل نظر آتے ہیں، رہی سہی کمی کو میڈیا اور اشتہار بازی نے خوب پورا کیا ہے۔ اس سے بڑا مکر وفریب کیا ہو سکتا ہے کہ شادی کے چند روز بعد ہی عورت نے اپنے خاوند کے سامنے قسما قسم کے "بتول" پڑھ پڑھ کے اسے خرید لیا اور اس کو اس کے والدین اور بہن بھائیوں کا دشمن ثابت کر دکھایا۔ آجکل مرد حضرات اپنے مجازی خالق والدین کی گستاخی کرتے ہیں، اپنے بہن بھائیوں کی محبتوں کو ٹھکرا دیتے ہیں اور ان کے بھتیجے اور بھانجے ان کے میٹھے بولوں کو ترسنے لگتے ہیں، ان سب کارستانیوں کی جڑ عورت ہے۔ چشم فلک گواہ ہے کہ شادی سے پہلے رشتہ داروں کے ساتھ معاملات اور ہوتے ہیں اور شادی کے بعد رخ بدلتے ہوئے نظر آنے لگتے ہیں، آخر ایسا کیوں ہے؟ ساس کے کردار پر نگاہ ڈالیں، اس کی سازشوں کا لب لباب یہ ہوتا ہے کہ اس کا داماد اس کی بیٹی کا ہو کر رہ جائے اور اپنے جنم دینے والوں کو دشمن سمجھنے لگے۔ کتنے بدبخت اور کمینے ہیں وہ لوگ، جو اپنی بیویوں اور ساسوں کے پاس بیٹھ کر اپنی ماؤں بہنوں کی بدخوئی کرتے ہیں۔

مسلم معاشرہ کے اکثر افراد بدکار، چالباز اور آوارہ عورتوں کے جال میں جکڑے ہوئے نظر آتے ہیں۔ آپ نے

کبھی پوری دنیا میں تعلیمی میدان میں شکست کھا جانے والے ذہین نوجوانوں کے پست ہو جانے کے اسباب پر کبھی غور کیا ہے؟ کالجز اور یونیورسٹیز کے آوارہ صفت ماحول کے نتائج پر کبھی غور کیا ہے؟ والدین سے بے رخی کرنے والے بیس سالہ لڑکے کے اسباب کے بارے میں دریافت کیا ہے؟ معاشرے کے اکثر نوجوان شادیوں کے قابل کیوں نہیں رہے؟ شادی کا نام سن کران کے رنگ پیلے کیوں پڑ جاتے ہیں؟ والدین کی طے شدہ نسبتوں کو کیوں ٹھکرا دیا گیا؟ ایک آدمی بچوں کا باپ ہونے، ان کے ناز نخرے پورے کرنے اور ان سے پیار و محبت کے دعوے کرنے کے باوجود اپنے ماں اور باپ کو کیوں بھول جاتا ہے؟ وسعت ہونے کے باوجود اپنے والدین پر خرچ کرنے کے معاملے میں کیوں کنجوسی برتی جاتی ہے؟

.........شاید ان سب سوالوں کے جوابات لفظ ''عورت'' پر آ کر رک جائیں۔

تقدیر کے حوالے سے ایک اعتراض اور اس کا جواب

(۳۷۸۰)۔ عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ الدَّيْلَمِيِّ، قَالَ: غَدَوْتُ عَلَى عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ يَوْمًا مِنَ الْأَيَّامِ، فَقَالَ: يَا أَبَا الْأَسْوَدِ فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ أَنَّ رَجُلًا مِنْ جُهَيْنَةَ أَوْمِنْ مُزَيْنَةَ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَرَأَيْتَ مَا يَعْمَلُ النَّاسُ الْيَوْمَ وَيَكْدَحُوْنَ فِيْهِ، شَيْءٌ قُضِيَ عَلَيْهِمْ، أَوْمَضَى عَلَيْهِمْ فِي قَدَرٍ قَدْ سَبَقَ، أَوْ فِيْمَا يَسْتَقْبِلُوْنَ مِمَّا أَتَاهُمْ بِهِ نَبِيُّهُمْ وَاتَّخَذَتْ عَلَيْهِمْ بِهِ الْحُجَّةُ؟ قَالَ: ((بَلْ شَيْءٌ قُضِيَ عَلَيْهِمْ وَمَضَى عَلَيْهِمْ)) قَالَ: فَلِمَ يَعْمَلُوْنَ إِذًا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((مَنْ كَانَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ خَلَقَهُ لِوَاحِدَةٍ مِنَ الْمَنْزِلَتَيْنِ يُهَيِّئُهُ لِعَمَلِهَا وَتَصْدِيْقُ ذٰلِكَ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰاهَا۔ فَأَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰاهَا﴾ (الشَّمْسُ: ۷، ۸۔))

(الصحيحة:۲۳۳٦)

ابو اسود دیلمی کہتے ہیں: میں ایک صبح کو سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کے پاس گیا، انھوں نے مجھے کہا: ابو اسود! پھر یہ حدیث بیان کی کہ جہینہ یا مزینہ قبیلے کا ایک آدمی نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! لوگ جو عمل کر رہے ہیں اور مشقت اٹھا رہے ہیں۔ آیا پہلے ہی ان کا فیصلہ ہو چکا ہے اور تقدیر کا نفوذ ہو چکا ہے یا لوگ اپنے نبی کی لائی ہوئی تعلیمات، جن کے ذریعے ان پر حجت قائم کر دی گئی ہے، پر از سرِ نو عمل کر رہے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''(ان اعمال کا) پہلے فیصلہ ہو چکا ہے اور تقدیر کا نفوذ ہو چکا ہے۔'' اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! تو پھر لوگ عمل کیوں کر رہے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے جس فرد کو دو منازل (یعنی جنت و جہنم) میں سے جس منزل کے لیے پیدا کیا، اسے (اس کے مطابق) وہی عمل کرنے کی توفیق دے گا، میری اس حدیث کی تصدیق قرآنِ مجید میں موجود ہے: ﴿قسم ہے نفس اور اسے درست بنانے کی، پھر سمجھ دی اس کو بدکاری کی اور بچ کر چلنے کی﴾ (سورۂ شمس: ۷۔ ۸)۔''

تخريج: أخرجه أحمد:٤/ ٤٣٨، وابن جرير في "تفسيره": ٣٠/ ١٣٥، والحديث اخرجه مسلم: ٨/

٤٨، والطبراني في "المعجم الكبير": ١٨/ ٢٢٣/ ٥٥٧

شرح:...... نبی کریم ﷺ سے تقدیر کے موضوع پر جتنے سوالات کیے گئے، آپ ﷺ نے ان کے انتہائی مختصر جوابات دیے اور سائلین نے مطمئن ہو کر خاموشی کا اظہار کیا۔

یہ حقیقت تو امتِ مسلمہ میں قطعی اور حتمی ہے کہ انسان اپنے اچھے اور برے اعمال کا ذمہ دار ہے، تقدیر کے موضوع پر زیادہ توضیح "الایمان والتوحید والدین والقدر" میں موجود ہے۔

بوڑھے زانی نظر رحمت سے محروم

(٣٧٨١)۔ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا يَنْظُرُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اِلَى الشَّيْخِ الزَّانِيْ، وَلَا اِلَى الْعَجُوْزِ الزَّانِيَةِ۔)) (الصحيحة:٣٣٧٥)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالی نہ بوڑھے زانی مرد کی طرف دیکھیں گے اور نہ بوڑھی زانی عورت کی طرف۔''

تخريج: أخرجه الطبراني في "المعجم الأوسط": ٩/ ١٨٤/ ٨٣٩٦

شرح:...... زنا سنگین جرم ہے، لیکن جب بوڑھے مرد و زن اس کا ارتکاب کرتے ہیں تو اس کی سنگینی میں اضافہ ہو جاتا ہے، شرم و حیا کے بھی کوئی تقاضے ہوتے ہیں۔

آپ ﷺ کی امت اور پانچ سو سال

(٣٧٨٢)۔ عَنْ اَبِي ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَنْ يُعْجِزَ اللّٰهُ هٰذِهِ الْاُمَّةَ مِنْ نِصْفِ يَوْمٍ۔)) (الصحيحة:١٦٤٣)

سیدنا ابو ثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالی اس امت کو آدھے دن سے ہرگز عاجز نہیں کرے گا۔''

تخريج: أخرجه أبوداود: ٤٣٤٩، والحاكم: ٤/ ٤٢٤

شرح:...... امام البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کا شاہد نقل کرتے ہوئے کہا کہ سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے امید ہے کہ میری امت اپنے ربّ کے ہاں نصف دن تک عاجز نہیں آئے گی۔'' سعد سے پوچھا گیا کہ نصف دن کتنا ہو گا؟ انھوں نے کہا: پانچ سو سال۔ (ابوداود: ٤٣٥٠، وشريح لم يدرك سعدا)

ہم ذیل میں شارح ابوداود کی بحث کا خلاصہ لکھیں گے:

علقمی وغیرہ نے کہا: ان احادیث کا موضوع اس امت کے غنی لوگ ہیں، جن کو فقرا کے جنت میں داخل ہو جانے کے بعد پانچ سو سال تک انتظار کرنا پڑے گا اور یہ عاجز نہیں آئیں گے یعنی صبر کے ساتھ انتظار کریں گے۔

مناوی نے کہا: آپ ﷺ کو یہ امید تھی کہ اللہ تعالی کے ہاں ان کی امت کو اتنا مقام و مرتبہ حاصل ہے کہ وہ پانچ سو سالوں کے اندر قیامت بپا نہیں کرے گا، یعنی آپ ﷺ کے زمانے سے لے کر اس امت کو کم از کم پانچ سو سال ملیں گے، زیادہ سے زیادہ مدت کی کوئی تعیین نہیں۔ ملا علی قاری نے بھی اسی قسم کی شرح کی ہے۔ اس مفہوم کا خلاصہ یہ ہے کہ قیامت قریب ہے، یہی وجہ ہے کہ امام ابوداود نے اس حدیث کو "بـــاب قيـــام الســاعة" میں ذکر کیا ہے۔ (عون المعبود: ۲/ ۲۰۰٦) واللہ اعلم

❀❀❀❀

اَلْمُبْتَدَأُ وَالْأَنْبِيَاءُ وَعَجَائِبُ الْمَخْلُوْقَاتِ

ابتدائے (مخلوقات)، انبیا و رسل، عجائباتِ خلائق

الانبیاء: لغوی معنی: "نَبِیّ" کی جمع ہے، خبر دینے والا

اصطلاحی تعریف:...... اللہ تعالیٰ کا وہ مخصوص و معصوم بندہ جو انسانوں کی ہدایت کے لیے مامور ہو اور اللہ کے احکام ان تک پہنچائے۔

العجائب: "عَجِیْب" کی جمع ہے، ان سے مراد حیرت انگیز، انوکھے اور انتہائی تعجب خیز امور اور مخلوقات ہیں، مثلا اللہ تعالیٰ کا عرش، حاملین عرش، بنی اسرائیل کے بندے کا قبر سے نکل کھڑے ہونا۔

(اس باب کی اکثر احادیث توضیح و تشریح کی متقاضی نہیں ہیں، کیونکہ ان کا تعلق غیبی صورتوں سے ہے۔)

اللہ تعالیٰ کے عرش اور کرسی کا آسمانوں سے موازنہ

اللہ تعالیٰ کی کرسی کی صفات

(٣٧٨٣)۔ عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ الْغِفَارِيِّ ، قَالَ دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ ، فَرَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَحْدَهُ ، فَجَلَسْتُ اِلَيْهِ ، فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اَيُّمَا آيَةٍ نَزَلَتْ عَلَيْكَ اَفْضَلُ؟ قَالَ: ((آيَةُ الْكُرْسِيِّ ، مَا السَّمَاوَاتُ السَّبْعُ فِي الْكُرْسِيِّ اِلَّا كَحَلْقَةٍ بِاَرْضٍ فَلَاةٍ ، وَفَضْلُ الْعَرْشِ عَلَى الْكُرْسِيِّ كَفَضْلِ تِلْكَ الْفَلَاةِ عَلٰى تِلْكَ الْحَلْقَةِ۔)) (الصحيحة:١٠٩)

سیدنا ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں مسجد حرام میں داخل ہوا اور رسول اللہ ﷺ کو اکیلے دیکھ کر آپ ﷺ کے پاس آ کر بیٹھ گیا۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کون سی آیت افضل ہے، جو آپ پر نازل ہوئی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "آیۃ الکرسی ہے"۔ (اللہ تعالیٰ کی اس وسیع) کرسی کے مقابلے میں سات آسمان اس طرح ہیں، جیسے بیابان زمین میں کوئی چھلا پڑا ہو اور پھر کرسی کے مقابلے میں (اللہ تعالیٰ کے) عرش کی ضخامت اس طرح ہے جیسے اس چھلے کے مقابلے میں بیابان کا وجود ہے۔"

تخریج: رواه محمد بن أبی شیبة فی "كتاب العرش": ١١٤/ ١، وابن حبان فی "صحيحه": رقم: ١٤ - موارد، وابو الشيخ فی "العظمة": ٢/ ٦٤٨/ ٥٩ - طبعة الرياض، والبيهقی فی "الاسماء والصفات": صـ ٢٩٠

شرح:...... امام البانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: اس حدیث میں ﴿وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ﴾ کی تفسیر بیان کی گئی ہے، یہ حدیث بڑی وضاحت کے ساتھ دو امور پر دلالت کرتی ہے: (۱) عرش کے بعد سب سے بڑی مخلوق کرسی ہے، اور (۲) اس کا ایک وجود ہے اور وہ حسّی چیز ہے، نہ کہ معنوی۔

اس میں ان لوگوں پر بھی ردّ کیا گیا ہے، جو کہتے ہیں کہ کرسی سے مراد اللہ تعالیٰ کی بادشاہت اور وسعتِ سلطنت ہے، جیسا کہ بعض تفاسیر میں یہ اقوال نقل کیے گئے۔ سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی طرف یہ قول منسوب ہے کہ انھوں نے کرسی سے مراد علم لیا ہے، لیکن اس قول کی سند صحیح نہیں ہے، کیونکہ اس میں ابن ابی المغیرہ "ليس بالقوی فی ابن جبير" ہے۔

آپ کو علم ہونا چاہیے کہ کرسی کی صفت کے بارے میں یہی حدیث صحیح ہے۔ درج ذیل تمام روایات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں ہیں، اور سب ضعیف ہیں: کرسی سے مراد اللہ تعالیٰ کے قدموں کی جگہ ہے۔

اس سے نئے کجاوے کی طرح چرچرانے کی آواز آتی ہے۔

اس کو چار فرشتوں نے اٹھا رکھا ہے اور ہر فرشتے کے چار چہرے ہیں اور ان کے پاؤں ساتویں زمین سے نیچے والی چٹان پر ہیں،......

یہ تمام روایات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں ہیں، جب ہم نے (ما دل عليه القرآن مما يعضد الهيئة الجديدة القويمة البرهان) پر تعلیق لگائی، تو وہاں اس قسم کی بعض احادیث کا ذکر کیا۔ (صحیحہ: ۱۰۹)

اس حدیث سے اللہ تعالیٰ کی عظمت و جلالت کا اندازہ ہوتا ہے۔

آمدِ جبریل کا ایک انداز

(٣٧٨٤)۔ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ، قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَتَانِيْ جِبْرِيْلُ فِيْ خُضْرٍ مُعَلَّقٍ بِهِ الدُّرُّ۔)) (الصحيحة: ٣٤٨٥)

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جبریل (علیہ السلام) میرے پاس ہرے رنگ کے لباس میں آئے، اس کے ساتھ موتی ٹانکے ہوئے تھے۔"

تخريج: أخرجه أحمد: ١/ ٤٠٧

شرح:...... امام البانی رحمہ اللہ شواہد کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں: مسند احمد اور نسائی کبری کی ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((رَأَيْتُ جِبْرِيْلَ عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى؛ عَلَيْهِ سِتُّ مِئَةُ جَنَاحٍ، يَنْتَثِرُ مِنْ رِيْشِهِ التَّهَاوِيْلُ: اَلدُّرُّ وَالْيَاقُوْتُ۔)) ......"میں نے جبریل کو سدرۃ المنتہی کے پاس دیکھا، اس کے چھ سو پر تھے، اس کے پروں سے عجب رنگ برنگ کی چیزیں یعنی موتی اور یاقوت جھڑ رہے تھے۔"

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((رَاَیْتُ جِبْرِیْلَ علیہ السلام ، قَدْ مَلَأَ مَا بَیْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ ، وَعَلَیْهِ ثِیَابُ سُنْدُسٍ ، مُعَلَّقًا بِهِ اللُّؤْلُؤُ وَالْیَاقُوْتُ۔)) ......"میں نے جبریل علیہ السلام کو اترتے ہوئے دیکھا، اس نے آسمان اور زمین کے درمیان والے خلا کو بھر رکھا تھا، اس نے باریک ریشمین کپڑا پہنا ہوا تھا، اس کے ساتھ لولو اور یاقوت لٹکے ہوئے تھے۔" (مسند احمد: ٦/ ١٢٠) (صحیحہ: ٣٤٨٥)

آسمان کا چڑ چڑانا

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا آسمان کی چڑ چڑاہٹ کو سننا اور اس کی وجہ

(٣٧٨٥)۔ عَنْ حَکِیْمِ بْنِ حِزَامٍ ، قَالَ : بَیْنَمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِیْ أَصْحَابِهِ اِذْ قَالَ لَهُمْ: ((اَتَسْمَعُوْنَ مَا اَسْمَعُ؟)) قَالُوْا: مَانَسْمَعُ مِنْ شَیْءٍ۔ قَالَ: ((اِنِّیْ لَاَسْمَعُ اَطِیْطَ السَّمَاءِ ، وَمَا تُلَامُ اَنْ تَئِطَّ ، وَمَا فِیْهَا مَوْضِعُ شِبْرٍ اِلَّا وَعَلَیْهِ مَلَكٌ سَاجِدٌ اَوْقَائِمٌ۔)) (الصحیحة:٨٥٢)

سیدنا حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ میں تشریف فرما تھے، اچانک آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا: "کیا تم سن رہے ہو جو کچھ میں سن رہا ہوں؟" انھوں نے کہا: ہم تو کوئی چیز نہیں سن رہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "بلاشبہ میں تو آسمان کے چڑ چڑانے کی آواز سن رہا ہوں اور اسے چڑ چڑانے پر ملامت بھی نہیں کیا جا سکتا، کیونکہ وہاں تو ایک بالشت کے بقدر بھی جگہ ایسی نہیں جہاں کوئی فرشتہ سجدہ یا قیام نہ کر رہا ہو۔

تخریج:أخرجه الطحاوی فی"مشکل الآثار": ٢/ ٤٣ ، والطبرانی فی"المعجم الکبیر": ١/ ١٥٣/ ١

شـرح:...... یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ تھا کہ آسمانوں کی چڑ چڑاہٹ سن لیتے تھے، نیز اس میں اللہ تعالی کے عبادت گزار فرشتوں کی کثرت کا بیان ہے، کہ آسمان بھی جن کا بوجھ محسوس کرتا ہے۔

(٣٧٨٦)۔ عَنْ حَکِیْمِ بْنِ حِزَامٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: بَیْنَمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَعَ اَصْحَابِهِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ اِذْ قَالَ لَهُمْ : ((هَلْ تَسْمَعُوْنَ مَا اَسْمَعُ؟)) قَالُوْا: مَا نَسْمَعُ مِنْ شَیْءٍ قَالَ: ((اِنِّیْ لَأَسْمَعُ اَطِیْطَ السَّمَاءِ وَمَا تُلَامُ اَنْ تَئِطَّ ، وَمَا فِیْهَا مَوْضِعُ شِبْرٍ اِلَّا وَعَلَیْهِ مَلَكٌ سَاجِدٌ اَوْ قَائِمٌ۔)) (الصحیحة:١٠٦٠)

سیدنا حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم میں تشریف فرما تھے، اچانک آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ پوچھنے لگے: "جو میں سن رہا ہوں، کیا تم بھی سن رہے ہو؟" انھوں نے جواب دیا: ہم تو کچھ بھی نہیں سن رہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مجھے تو آسمان کا چرچرانا سنائی دے رہا ہے، اور اسے یہی زیب دیتا ہے کہ وہ چرچراتا رہے، کیونکہ اس میں ایک بالشت کے بقدر جگہ بھی ایسی نہیں، جہاں کوئی فرشتہ سجدے یا قیام کی حالت میں نہ ہو۔"

تخریج: أخرجه ابن نصر في"الصلاة" ٤٣/ ٢

شرح:...... نبی کریم ﷺ معجزانہ طور پر آسمانوں سے اٹھنے والی آوازیں سن لیتے تھے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ فرشتوں کی بہت زیادہ تعداد ہے۔

(٣٧٨٧)۔ عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا فِي السَّمَاءِ الدُّنْيَا مَوْضِعُ قَدَمٍ إِلَّا عَلَيْهِ مَلَكٌ سَاجِدٌ اَوْقَائِمٌ فَذٰلِكَ قَوْلُ الْمَلَائِكَةِ: ﴿وَمَا مِنَّا إِلَّا لَهُ مَقَامٌ مَّعْلُوْمٌ وَإِنَّا لَنَحْنُ الصَّافُّوْنَ۔ وَإِنَّا لَنَحْنُ الْمُسَبِّحُوْنَ﴾ (الصافات: ١٦٤، ١٦٦)۔)) (الصحيحة: ١٠٥٩)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آسمانِ دنیا میں ایک قدم کے بقدر بھی جگہ ایسی نہیں ہے، کہ جہاں کوئی فرشتہ سجدے یا قیام کی حالت میں نہ ہو، یہی بات فرشتوں کے اس قول کی مصداق ہے: ﴿ہم میں سے تو ہر ایک کی جگہ مقرر ہے۔ اور ہم تو (بندگیٔ الٰہی میں) صف بستہ کھڑے ہیں۔ اور اس کی تسبیح بیان کر رہے ہیں۔﴾ (سورۂ صافات: ١٦٤، ١٦٥، ١٦٦)

تخريج: أخرجه ابن نصر في "الصلاة" ٤٤/ ١

شرح:...... معلوم ہوا کہ فرشتوں کی تعداد بہت زیادہ ہے، نیز یہ کہ وہ ہر وقت اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مصروف ہیں۔

آپ ﷺ کی بعثت سب سے بہترین زمانے میں ہوئی

(٣٧٨٨)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعًا: ((بُعِثْتُ مِنْ خَيْرِ قُرُوْنِ بَنِي آدَمَ قَرْنًا فَقَرْنًا، حَتّٰى بُعِثْتُ مِنَ الْقَرْنِ الَّذِي كُنْتُ فِيْهِ۔)) (الصحيحة: ٨٠٩)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے اولادِ آدم کے سب سے بہترین زمانے میں مبعوث کیا گیا، زمانہ صدی در صدی گزرتا گیا، حتی کہ وہ صدی آ گئی جس میں مجھے بحیثیتِ رسول بھیجا گیا۔

تخريج: رواه البخاري: ٤/ ١٥١۔النهضة، وأحمد: ٢/ ٣٧٣و٤١٧، وابن سعد: ١/ ٢٥، والبيهقي في "الشعب": ٢/ ١٣٩/ ١٣٩٢، و"شرح السنة": ١٣/ ١٩٥ وصححه، وابن عساكر: ١٢/ ٢٤٠/ ١

شرح:...... معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ کا زمانہ بہترین، بابرکت اور دنیا میں پائے جانے والی خیر و بھلائی کی منتہی صورتوں پر مشتمل تھا۔

آپ ﷺ کے بچپنے میں شقِ بطن کا واقعہ

آپ ﷺ تمام فرزندانِ امت سے بھاری ہیں

(٣٧٨٩)۔ عَنْ عُتْبَةَ بْنِ عَبْدِ السُّلَمِيِّ أَنَّهُ حَدَّثَهُمْ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَهُ رَجُلٌ: كَيْفَ كَانَ أَوَّلُ شَأْنِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ:

سیدنا عتبہ بن عبد سلمی رضی اللہ عنہ، جو اصحابِ رسول میں سے تھے، نے ہمیں بیان کیا کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ کے نبوی معاملے کی ابتدا کیسے ہوئی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میری دایہ کا تعلق بنو سعد بن

((كَانَتْ حَاضِنَتِي مِنْ بَنِي سَعْدِ بْنِ بَكْرٍ، فَانْطَلَقْتُ أَنَا وَابْنٌ لَهَا فِي بُهْمٍ لَنَا، وَلَمْ نَأْخُذْ مَعَنَا زَادًا، فَقُلْتُ: يَا أَخِيْ! اِذْهَبْ فَأْتِنَا بِزَادٍ مِنْ عِنْدِ أُمِّنَا، فَانْطَلَقَ أَخِيْ، وَمَكَثْتُ عِنْدَ الْبُهْمِ، فَأَقْبَلَ طَائِرَانِ أَبْيَضَانِ كَأَنَّهُمَا نَسْرَانِ، فَقَالَ أَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهِ: أَهُوَ هُوَ؟ قَالَ الْآخَرُ: نَعَمْ۔ فَأَقْبَلَا يَبْتَدِرَانِّي، فَأَخَذَانِي فَبَطَحَانِي لِلْقَفَا، فَشَقَّا بَطْنِي، ثُمَّ اسْتَخْرَجَا قَلْبِي، فَشَقَّاهُ فَأَخْرَجَا مِنْهُ عَلَقَتَيْنِ سَوْدَاوَيْنِ، فَقَالَ أَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهِ: اِيْتِنِي بِمَاءِ ثَلْجٍ، فَغَسَلَ بِهِ جَوْفِي، ثُمَّ قَالَ: اِيْتِنِي بِمَاءِ بَرَدٍ۔ فَغَسَلَ بِهِ قَلْبِي۔ ثُمَّ قَالَ: اِيْتِنِي بِالسَّكِيْنَةِ، فَذَرَّهُ فِي قَلْبِي، ثُمَّ قَالَ أَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهِ: حُصْهُ۔ فَحَاصَهُ وَخَتَمَ عَلَيْهِ بِخَاتَمِ النُّبُوَّةِ، ثُمَّ قَالَ أَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهِ: اِجْعَلْهُ فِي كِفَّةٍ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: فَإِذَا أَنَا أَنْظُرُ إِلَى الْأَلْفِ فَوْقِي أُشْفِقُ أَنْ يَخِرَّ عَلَيَّ بَعْضُهُمْ ۔ فَقَالَ: لَوْ أَنَّ أُمَّتَهُ وُزِنَتْ بِهِ، لَمَالَ بِهِمْ، ثُمَّ انْطَلَقَا وَتَرَكَانِي۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: وَفَرِقْتُ فَرَقًا شَدِيْدًا، ثُمَّ انْطَلَقْتُ إِلَى أُمِّي، فَأَخْبَرْتُهَا بِالَّذِي لَقِيْتُ، فَأَشْفَقَتْ أَنْ يَكُوْنَ قَدِ الْتُبِسَ بِي، فَقَالَتْ: أُعِيْذُكَ بِاللّٰهِ فَرَحَلَتْ بَعِيْرًا لَهَا، فَجَعَلَتْنِي عَلَى الرَّحْلِ، وَرَكِبَتْ خَلْفِي حَتَّى بَلَغْنَا إِلَى أُمِّي، فَقَالَتْ: أَدَّيْتُ أَمَانَتِي وَذِمَّتِي،

بکر قبیلے سے تھا، میں اور اس کا بیٹا بھیڑ بکریاں چرانے کے لیے باہر چلے گئے اور اپنے ساتھ زادِ راہ نہ لیا۔ میں نے کہا: میرے بھائی! جاؤ اور اپنی ماں سے اشیاءِ خوردنی لے آؤ۔ پس میرا بھائی چلا گیا اور میں بکریوں کے پاس ٹھہرا رہا۔ (میں کیا دیکھتا ہوں کہ) گدھ کی طرح کے دو سفید پرندے متوجہ ہوئے، ایک نے دوسرے سے کہا: کیا یہ آدمی وہی ہے؟ دوسرے نے کہا: جی ہاں۔ پھر وہ لپکتے ہوئے میری طرف متوجہ ہوئے، مجھے پکڑا اور گدی کے بل لٹا دیا، میرا پیٹ چاک کیا، میرا دل نکالا اور اسے چیر دیا، اس سے گاڑھے خون کے دو سیاہ ٹکڑے نکالے۔ پھر ایک نے دوسرے سے کہا: برف والا پانی لاؤ۔ پس اس نے اس پانی سے میرا پیٹ دھویا، پھر کہا: اولوں والا پانی لاؤ۔ اس سے اس نے میرا دل دھویا اور پھر کہا: سکینت لاؤ۔ اس (اطمینان وسکون کو) میرے دل میں چھڑک دیا۔ پھر ایک نے دوسرے سے کہا: ٹانکے لگا دو۔ پس اس نے ٹانکے لگا دیے اور اس پر مہر نبوّت ثبت کر دی۔ پھر ایک نے دوسرے سے کہا: اس (محمد ﷺ) کو (ترازو کے) ایک پلڑے میں اور دوسرے میں اس کی امت کے ہزار افراد رکھو۔'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (جب انھوں نے وزن کرنے کے لیے ترازو اٹھایا تو) میں نے دیکھا کہ وہ ہزار آدمی (میرے مقابلے میں کم وزن ہونے کی وجہ سے) اتنے اوپر اٹھ گئے کہ مجھے یہ خطرہ محسوس ہونے لگا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ مجھ پر گر پڑیں۔ پھر اس نے کہا: اگر ان کا وزن ان کی پوری امت سے کیا جائے تو یہ (محمد ﷺ) وزنی ثابت ہوں گے، پھر وہ چلے گئے اور مجھے چھوڑ گئے۔'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس وقت میں بہت زیادہ گھبرا گیا، اپنی دایہ کے پاس پہنچا اور سارا واقعہ اسے سنا دیا، اسے یہ

وَحَدَّثَتْهَا بِالَّذِي لَقِيْتُ ، فَلَمْ يَرُعْهَا ذٰلِكَ ، وَقَالَتْ: اِنِّي رَاَيْتُ حِيْنَ خَرَجَ مِنِّي ـ يَعْنِيْ: نُوْرًا ـ اَضَاءَ تْ مِنْهُ قُصُوْرُ الشَّامِ ـ)) (الصحيحة:٣٧٣)

اندیشہ ہونے لگا کہ کہیں آپ ﷺ کی عقل میں کوئی فتور نہ آ گیا ہو۔ اس نے کہا: میں تجھے اللہ تعالی کی پناہ میں دیتی ہوں۔ پھر اس نے اونٹ پر کجاوہ رکھا، مجھے کجاوے پر بٹھایا اور خود میرے پیچھے سوار ہو گئی اور مجھے میری ماں (آمنہ) کے پاس پہنچا دیا اور میری ماں کو کہا: میں نے اپنی امانت اور ذمہ داری ادا کر دی ہے، پھر اسے وہ سارا واقعہ سنا دیا، جو مجھے پیش آیا تھا۔ لیکن (یہ ماجرا) میری ماں کو نہ گھبرا سکا، بلکہ انھوں نے کہا: جب یہ بچہ (میرے بطن سے) پیدا ہوا تھا تو میں نے ایک نور دیکھا تھا، جس سے شام کے محلات روشن ہو گئے تھے۔''

تخريج: أخرجه الدارمي: ١/ ٨ـ٩ ، والحاكم: ٢/ ٦١٦ـ٦١٧ ، وأحمد: ٤/ ١٨٤

شرح:...... اس میں اعلام نبوت کا بیان ہے، جن کی حقیقت و کیفیت اور علت و وجہ کا علم اللہ تعالی کو ہے۔

(٣٧٩٠)ـ عَنْ اَبِي ذَرٍّ الْغِفَارِيِّ ، قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! كَيْفَ عَلِمْتَ اَنَّكَ نَبِيٌّ حِيْنَ اسْتُنْبِئْتَ؟ فَقَالَ: ((يَا اَبَا ذَرٍّ! اَتَانِيْ مَلَكَانِ وَاَنَا بِبَعْضِ بَطْحَاءِ مَكَّةَ ، فَوَقَعَ اَحَدُهُمَا عَلَى الْاَرْضِ ، وَكَانَ الْآخَرُ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ ، فَقَالَ اَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهٖ: أَهُوَ هُوَ؟ قَالَ: نَعَمْ ، قَالَ: زِنْهُ بِرَجُلٍ فَوُزِنْتُ بِهٖ ، فَوَزَنْتُهُ ، ثُمَّ قَالَ: زِنْهُ بِعَشْرَةٍ ، فَوُزِنْتُ بِهِمْ ، فَرَجَحْتُهُمْ ، ثُمَّ قَالَ: زِنْهُ بِمِئَةٍ فَوُزِنْتُ بِهِمْ ، فَرَجَحْتُهُمْ ، ثُمَّ قَالَ: زِنْهُ بِاَلْفٍ ، فَوُزِنْتُ بِهِمْ ، فَرَجَحْتُهُمْ ، كَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلَيْهِمْ يَنْتَثِرُوْنَ عَلَيَّ مِنْ خِفَّةِ الْمِيْزَانِ ، قَالَ: فَقَالَ اَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهٖ: لَوْ وَزَنْتَهُ بِاُمَّةٍ لَرَجَحَهَا ـ)) (الصحيحة:٢٥٢٩)

سیدنا ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! جب آپ کو تاجِ نبوت پہنایا گیا تو آپ کو کیسے پتہ چلا کہ آپ نبی ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ابو ذر! میرے پاس دو فرشتے آئے اور میں اس وقت مکہ کی کسی وادی میں تھا، ان میں ایک زمین پر تھا اور دوسرا زمین و آسمان کے مابین۔ ایک نے دوسرے سے کہا: (جس شخصیت کی طرف ہم کو بھیجا گیا ہے) کیا یہ وہی ہے؟ دوسرے نے کہا: جی ہاں۔ اس نے کہا: ایک آدمی کے ساتھ ان کا وزن کرو، میرا وزن کیا گیا، لیکن میں بھاری رہا۔ اس نے کہا: دس آدمیوں سے ان کا وزن کرو۔ میرا وزن کیا گیا، لیکن میں ان پر بھی بھاری ثابت ہوا۔ اس نے کہا: سو افراد کے ساتھ وزن کرو۔ میرا وزن کیا گیا، لیکن میرا وزن زیادہ رہا۔ اس نے کہا: ہزار افراد کے ساتھ وزن کرو۔ میرا وزن کیا، لیکن (اب کی بار بھی) میں ہی وزنی رہا اور ان (ہزار آدمیوں کا پلڑا ہلکا ہونے کی وجہ سے) اتنا اوپر اٹھ گیا کہ مجھے اندیشہ ہونے لگا کہیں وہ خفتِ میزان کی وجہ سے مجھ پر گر ہی نہ جائیں۔ (بالآخر) ایک نے دوسرے سے کہا: اگر تو ان کا وزن ان کی پوری امت سے کر دے تو یہ سب پر بھاری ثابت ہوں گے۔''

تخریج: أخرجه الدارمی: ۱/ ۹

شرح:...... اس میں نبی کریم ﷺ کی شان وعظمت کا بیان ہے۔

آپ ﷺ کی طرف وحی کی کیفیت

(۳۷۹۱)۔ عَنْ عَائِشَةَ: اَنَّ الْحَارِثَ بْنَ هِشَامٍ سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ: كَيْفَ يَأْتِيْكَ الْوَحْيُ؟ فَقَالَ: ((اَحْيَانًا يَأْتِيْنِي فِيْ مِثْلِ صَلْصَلَةِ الْجَرَسِ، وَهُوَ اَشَدُّهُ عَلَيَّ، ثُمَّ يَفْصِمُ عَنِّيْ وَقَدْ وَعَيْتُهُ، وَاَحْيَانًا مَلَكٌ فِيْ مِثْلِ صُوْرَةِ الرَّجُلِ، فَاَعِيْ مَا يَقُوْلُ۔)) (الصحیحۃ:۳۹۵۸)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: سیدنا حارث بن ہشام رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ سے سوال کیا کہ آپ کے پاس وحی کے آنے کیا کیفیت ہوتی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کبھی تو وہ گھنٹی کی گونج کی طرح آتی ہے اور یہ کیفیت مجھ پر بڑی گراں گزرتی ہے، جب یہ کیفیت چھٹتی ہے تو میں وہ وحی یاد کر چکا ہوتا ہوں اور بسا اوقات ایسے بھی ہوتا ہے کہ میرے پاس فرشتہ انسانی شکل میں آتا، پھر جو کچھ وہ کہتا ہے، میں یاد کر لیتا ہوں۔''

تخریج: أخرجه البخاري: رقم۔ ۲، ۳۲۱۵، ومالك في"المؤطأ": ۱/ ۲۰۶۔ ۲۰۷، والترمذي: ۹/ ۲۵۲۔ ۲۵۳۔، والنسائي: ۱/ ۱۴۷۔ ۱۴۸، وابن حبان في"صحيحه": ۱/ ۱۲۳۔ ۱۲۴/ ۳۸، والبيهقي في "السنن": ۷/ ۱۵۲۔ ۱۵۳، والبغوي في"شرح السنة": ۱۳/ ۳۲۱/ ۳۷۳۷، وأحمد: ۶/ ۱۵۸۔ ۱۶۳، ۲۵۶۔ ۲۵۷، والطبراني في"المعجم الكبير": ۳/ ۲۹۳/ ۳۳۴۳، ۳۳۴۴

(۳۷۹۲)۔ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ، قَالَ: سَمِعْتُ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ يَقُوْلُ: ((كَانَ إِذَا نَزَلَ الْوَحْيُ عَلَيْهِ ﷺ ثَقُلَ لِذٰلِكَ، وَتَحَدَّرَ جَبِيْنُهُ عَرَقًا كَاَنَّهُ الْجُمَانُ، وَإِنْ كَانَ فِي الْبَرْدِ۔)) (الصحیحۃ:۲۰۸۸)

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ، حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ جب آپ ﷺ پر وحی نازل ہوتی تھی تو آپ مشقت میں پڑ جاتے تھے اور آپ ﷺ کی پیشانی سے موتیوں کی طرح پسینہ بہتا تھا، اگرچہ سردی کا موسم ہوتا۔

تخریج: أخرجه أبو نعيم فی"دلائل النبوة":۷۳، والطبرانی فی "المعجم الكبير": ۵/ ۱۲۳/ ۴۷۸۷

شرح:...... وحی الٰہی کی تین صورتیں ہیں: (۱) اللہ تعالی کا دل میں کسی بات کا ڈال دینا یا خواب میں بتلا دینا اس یقین کے ساتھ کہ یہ اللہ تعالی کی طرف سے ہے۔ (۲) پردے کے پیچھے سے کلام کرنا، جیسے حضرت موسی علیہ السلام سے کوہِ طور پر کیا گیا۔ (۳) فرشتے کے ذریعے سے وحی بھیجنا۔ ان تینوں صورتوں کا ذکر سورۂ شوری میں موجود ہے۔

تیسری صورت کی پھر دو صورتیں ہیں: (۱) گھنٹی کی آواز میں اور (۲) فرشتے کا انسانی شکل اختیار کر کے وحی لے کر آنا۔ مذکورہ بالا احادیث میں وحی کی اس کیفیت کا بیان ہے، جو گھنٹی کی آواز میں آتی تھی، یہ آپ ﷺ پر گراں گزرتی تھی اور آپ پر بہت زیادہ بوجھ پڑتا تھا۔ حقیقت اللہ تعالی ہی بہتر جانتے ہیں۔

نبی کریم ﷺ کی عجز و انکساری

(۳۷۹۳)۔ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: يَا خَيْرَ الْبَرِيَّةِ! فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((ذَاكَ اِبْرَاهِيْمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ۔))

(الصحيحة: ۳۳۴٤)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہا: اے خیر البریّہ! (یعنی مخلوقات میں سے بہترین) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ (وصف تو) حضرت ابراہیم علیہ السلام کا تھا۔''

تخريج:أخرجه مسلم: ۷/ ۹۷، وأبوداود: ٤٦٧٢، والترمذي: ۳۳٤۹، والنسائي في "السنن الكبرى": ٦/ ۵۲۰/ ۱۱٦۹۲، وابن أبي شيبة في "المصنف": ۱۱/ ۵۱۸/ ۱۱۸٦۵، و الطحاوي في "مشكل الآثار": ۳/ ٤۸۔ ٤۹۔ المؤسسة، وأحمد: ۳/ ۱۷۸ و ۱۸٤، وأبو يعلي: ۷/ ۳۹۔ ٤۰/ ۳۹٤۸۔ ۳۹۵۰، وأبونعيم في "أخبار أصبهان": ۱/ ۱۲۸ و۲/ ۱٦۵، والبيهقي في "دلائل النبوة": ٤/ ٤۹۷

شرح:...... نبی کریم ﷺ خود افضل الخلق ہیں، اللہ تعالیٰ کے خلیل ہیں، میدانِ حشر میں آپ ہی لوگوں کے سردار ہوں گے اور حضرت آدم علیہ السلام سمیت تمام لوگ آپ ﷺ کے جھنڈے کے نیچے ہوں گے۔ اس حدیث میں آپ ﷺ نے محض عاجزی و انکساری کا اظہار کرتے ہوئے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ''خیر البریہ'' کہا ہے۔

(۳۷۹٤)۔ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّ الْكَرِيْمَ ابْنَ الْكَرِيْمِ ابْنِ الْكَرِيْمِ ابْنِ الْكَرِيْمِ يُوْسُفُ بْنُ يَعْقُوْبَ بْنِ اِسْحَاقَ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلِ الرَّحْمٰنِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى، لَوْ لَبِثْتُ فِي السِّجْنِ مَا لَبِثَ يُوْسُفُ ثُمَّ جَاءَ نِيَ الدَّاعِيْ لَاَجَبْتُ، اِذْ جَاءَهُ الرَّسُوْلُ فَقَالَ: ﴿فَاسْاَلْهُ مَا بَالُ النِّسْوَةِ الّٰتِيْ قَطَّعْنَ اَيْدِيَهُنَّ﴾، وَرَحْمَةُ اللّٰهِ عَلٰى لُوْطٍ اِنْ كَانَ يَاْوِيْ اِلٰى رُكْنٍ شَدِيْدٍ، اِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ: ﴿لَوْ اَنَّ لِيْ بِكُمْ قُوَّةً اَوْ آوِيْ اِلٰى رُكْنٍ شَدِيْدٍ﴾، فَمَا بَعَثَ اللّٰهُ بَعْدَهُ مِنْ نَبِيٍّ اِلَّا فِيْ ثَرْوَةٍ مِنْ قَوْمِهِ۔))

(الصحيحة:۱٦۱۷)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یوسف بن یعقوب بن اسحاق بن خلیلِ رحمٰن ابراہیم، کریم بن کریم بن کریم بن کریم تھے۔ اگر میں (محمد ﷺ) اتنا عرصہ جیل میں ٹھہرتا جتنا کہ حضرت یوسف علیہ السلام ٹھہرے تھے اور میرے پاس بلانے کے لیے داعی آتا تو میں (فوراً) اس کی بات قبول کرتا اور جب ان کے پاس قاصد آیا تو انھوں نے تو کہا: ﴿اس سے پوچھو کہ اب ان عورتوں کا حقیقی واقعہ کیا ہے جنھوں نے اپنے ہاتھ کاٹ لیے تھے﴾ (سورۂ یوسف: ۵۰) اور اللہ تعالیٰ حضرت لوط علیہ السلام پر رحمت کرے، وہ تو کسی مضبوط آسرے کا سہارا لینا چاہتے تھے۔ جب انھوں نے اپنی قوم سے کہا: ﴿کاش کہ مجھ میں تم سے مقابلہ کرنے کی قوت ہوتی یا میں کسی زبردست کا آسرا پکڑ پاتا﴾ (سورۂ ہود: ۸۰) سو ان کے بعد جب بھی اللہ تعالیٰ نے کوئی نبی بھیجا

تو اسے اس کی قوم کے لوگوں کے انبوہ کثیر میں بھیجا۔''

تخريج: أخرجه البخاري في "الأدب المفرد" ٦٠٥، والترمذي: ٤/ ١٢٨ ـ ١٢٩، و الحاكم: ٢/ ٣٤٦ و ٥٧٠، وأحمد: ٢/ ٣٣٢، ٣٨٤، وأخرجه مسلم: ٧/ ٩٨ مختصرا

شرح:...... کریم بن کریم......کا مطلب یہ ہے کہ یہ چاروں ہستیاں معزز و مکرم بزرگ تھیں۔ حضرت یوسف کا ذکر کر کے آپ ﷺ اپنی عاجزی اور انکساری کا اظہار کرتے ہوئے ان کا صبر بیان کر رہے ہیں۔

حضرت لوط علیہ السلام ﴿لَوْ اَنَّ لِيْ بِكُمْ قُوَّةً اَوْ آوِيْ اِلٰى رُكْنٍ شَدِيْدٍ﴾ میں قوت سے اپنے دست و بازو اور اپنے وسائل کی قوت یا اولاد کی قوت مراد ہے اور رکن شدید (مضبوط آسرا) سے خاندان، قبیلہ یا اسی قسم کا کوئی مضبوط سہارا مراد ہے۔ یعنی نہایت بے بسی کے عالم میں آرزو کر رہے ہیں کہ کاش! میرے اپنے پاس کوئی قوت ہوتی یا کسی خاندان اور قبیلے کی پناہ اور مدد مجھے حاصل ہوتا تو آج مجھے مہمانوں کی وجہ سے یہ ذلت ورسوائی نہ ہوتی، میں ان بدقماشوں سے نمٹ لیتا اور مہمانوں کی حفاظت کر لیتا۔

(٣٧٩٥)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مَرْفُوْعًا: ((عَجِبْتُ لِصَبْرِ اَخِيْ يُوْسُفَ وَكَرَمِهٖ وَاللّٰهُ يَغْفِرُ لَهٗ حَيْثُ أُرْسِلَ اِلَيْهِ لِيَسْتَفْتِيَ فِي الرُّؤْيَا، وَلَوْ كُنْتُ أَنَا لَمْ أَفْعَلْ حَتّٰى أَخْرُجَ، وَعَجِبْتُ لِصَبْرِهٖ وَكَرَمِهٖ وَاللّٰهُ يَغْفِرُ لَهٗ أُتِيَ لِيَخْرُجَ فَلَمْ يَخْرُجْ حَتّٰى اَخْبَرَهُمْ بِعُذْرِهٖ، وَلَوْ كُنْتُ اَنَا لَبَادَرْتُ الْبَابَ، وَلَوْلَا الْكَلِمَةُ لَمَا لَبِثَ فِي السِّجْنِ حَيْثُ يَبْتَغِي الْفَرَجَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ، قَوْلُهٗ: ﴿اُذْكُرْنِيْ عِنْدَ رَبِّكَ﴾ (يوسف: ٤٢)۔)) (الصحيحة:١٩٤٥)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے اپنے بھائی حضرت یوسف علیہ السلام ۔اللہ تعالی ان کو معاف فرمائے۔ کے صبر اور کشادہ دلی پر بڑا تعجب ہے، جب ان کی طرف خواب کی تعبیر بیان کرنے کا پیغام بھیجا گیا۔ اگر میں وہاں ہوتا تو تعبیر بیان کرنے سے پہلے (جیل سے) باہر نکل آتا۔ بس ان کے صبر اور فیاضی پر بڑا تعجب ہے اور اللہ تعالی ان کو معاف فرمائے، ان کے پاس آدمی آیا تا کہ وہ باہر نکل آئیں لیکن وہ اس وقت تک نہ نکلے، جب تک ان پر اپنے عذر کی وضاحت نہیں کر دی۔ اگر میں ہوتا تو دروازے کی طرف لپک پڑتا۔ اگر ﴿اپنے آقا کے پاس میرا تذکرہ کرنا﴾ (سورۂ یوسف: ۴۲) والی بات نہ ہوتی تو وہ جیل میں نہ ٹھہرتے، جب کہ وہ غیر اللہ سے پریشانی کا ازالہ چاہ رہے تھے۔'' (صحیحہ: ١٩٤٥)

١٠٩: تخريج: أخرجه الطبراني: رقم ـ ١١٦٤٠

شرح:...... نبی کریم ﷺ عاجزی وانکساری کا اظہار کرتے ہوئے حضرت یوسف علیہ السلام کے صبر اور کشادہ دلی کی تعریف کر رہے ہیں۔

آخر کار حضرت یوسف علیہ السلام کو جیل بھیج دیا گیا، آپ کے ساتھ دو نوجوان بھی قید خانے میں داخل ہوئے تھے،

انھوں نے ایک خواب دیکھا تھا اور اس کی بابت حضرت یوسف علیہ السلام سے دریافت کیا تھا، جب آپ نے ان کو تعبیر بتلائی کہ ایک بادشاہ کو شراب پلانے پر مقرر ہوگا اور دوسرے کو سولی چڑھا دیا جائے گا۔ حضرت یوسف علیہ السلام کو جس کے بارے میں بچ جانے کی امید تھی، اسے کہا تھا کہ ''اپنے بادشاہ سے میرا ذکر بھی کرنا''۔

مقام نبوت کا تقاضا یہ تھا کہ حضرت یوسف علیہ السلام اپنا معاملہ اللہ تعالی کے سپرد کر دیتے اور اسے یہ نہ کہتے کہ وہ بادشاہ کے سامنے آپ کا ذکر کرے، آپ ﷺ نے درج بالا حدیث کے آخری جملے میں اسی بات کی طرف اشارہ کیا ہے۔

(۳۷۹۶)۔ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَوْلَبِثْتُ فِي السِّجْنِ مَا لَبِثَ يُوْسُفُ ثُمَّ جَاءَ الدَّاعِي لَاَجَبْتُهُ، اِذْ جَاءَهُ الرَّسُوْلُ فَقَالَ: ﴿اِرْجِعْ اِلٰى رَبِّكَ فَاسْاَلْهُ مَا بَالُ النِّسْوَةِ اللَّاتِيْ قَطَّعْنَ اَيْدِيَهُنَّ اِنَّ رَبِّي بِكَيْدِهِنَّ عَلِيْمٌ﴾، وَرَحْمَةُ اللّٰهِ عَلٰى لُوْطٍ اِنْ كَانَ لَيَاْوِيْ اِلٰى رُكْنٍ شَدِيْدٍ، اِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ: ﴿لَوْ اَنَّ لِي بِكُمْ قُوَّةً اَوْ آوِيْ اِلٰى رُكْنٍ شَدِيْدٍ﴾ وَمَا بَعَثَ اللّٰهُ مِنْ بَعْدِهٖ مِنْ نَبِيٍّ اِلَّا فِيْ ثَرْوَةٍ مِنْ قَوْمِهٖ۔)) (الصحيحة: ۱۸٦۷)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر میں (محمد ﷺ) اتنا عرصہ جیل میں ٹھہرتا جتنا کہ حضرت یوسف علیہ السلام ٹھہرے تھے اور میرے پاس بلانے کے لیے داعی آتا تو میں (فوراً) اس کی بات قبول کرتا اور جب ان کے پاس قاصد آیا تو انھوں نے تو کہا: ﴿اس سے پوچھو کہ اب ان عورتوں کا حقیقی واقعہ کیا ہے جنہوں نے اپنے ہاتھ کاٹ لیے تھے، بیشک میرا ربّ ان کے مکر سے واقف ہے۔﴾ (سورۂ یوسف: ۵۰) اور اللہ تعالی حضرت لوط علیہ السلام پر رحمت کرے، وہ تو کسی مضبوط آسرے کا سہارا لینا چاہتے تھے۔ جب انھوں نے اپنی قوم سے کہا: ﴿کاش کہ مجھ میں تم سے مقابلہ کرنے کی قوت ہوتی یا میں کسی زبردست کا آسرا پکڑ پاتا﴾ (سورۂ ہود: ۸۰) سو ان کے بعد جب بھی اللہ تعالی نے کوئی نبی بھیجا تو اسے اس کی قوم کے لوگوں کے انبوہ کثیر میں بھیجا۔''

تخريج: أخرجه الأمام أحمد: ۲/ ۲۳۲، والترمذي: ٤/ ۱۲۹، والحديث اخرجه البخاري: ٤/ ۱۱۹، ومسلم: ۱/ ۹۲، ۷/ ۹۸، وابن ماجه: ۲/ ٤۹۰ وزادوا في اوله: ((نحن احق بالشك من ابراهيم......۔))

شرح:...... آپ ﷺ حضرت یوسف علیہ السلام کے صبر کا ذکر کر کے اپنی عاجزی و انکساری کا اظہار کر رہے ہیں۔

آپ ﷺ کا عبدیت کو بادشاہت پر ترجیح دینا

(۳۷۹۷)۔ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: جَلَسَ جِبْرِيْلُ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَنَظَرَ اِلَى السَّمَاءِ، فَاِذَا مَلَكٌ يَنْزِلُ، فَقَالَ لَهُ جِبْرِيْلُ: هٰذَا

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جبریل امین، نبی کریم ﷺ کے پاس بیٹھے اور آسمان کی طرف دیکھا، (کیا دیکھتے ہیں کہ) ایک فرشتہ اتر رہا تھا۔ پس جبریل نے آپ ﷺ کو

الْمَلَكُ مَا نَزَلَ مُنْذُ خُلِقَ قَبْلَ السَّاعَةِ، فَلَمَّا نَزَلَ قَالَ: يَامُحَمَّدُ! اَرْسَلَنِيْ اِلَيْكَ رَبُّكَ :أَمَلِكًا اَجْعَلُكَ اَمْ عَبْدًا رَسُوْلًا؟ قَالَ لَهُ جِبْرِيْلُ: تَوَاضَعْ لِرَبِّكَ يَا مُحَمَّدُ! فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا، بَلْ عَبْدًا رَسُوْلًا۔)) (الصحيحة:١٠٠٢)

بتایا کہ یہ فرشتہ اپنی ولادت سے لے کر آج تک کبھی نہیں اترا۔ جب وہ اتر چکا تو اس نے کہا: اے محمد! آپ کے ربّ نے مجھے آپ کی طرف بھیجا ہے، (میں یہ پوچھنے آیا ہوں کہ) میں (اللہ) آپ کو بادشاہ بناؤں یا بندہ جو رسول ہو؟ جبریل نے آپ ﷺ کو کہا: اے محمد! اپنے ربّ کے لیے عاجزی کا ثبوت دو۔ سو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں، بلکہ (وہ مجھے) بندہ اور رسول بنا دے۔''

تخريج: أخرجه ابن حبان: ٢١٣٧، وأحمد: ٢/ ٢٣١

تنے کا رونا

(٣٧٩٨)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَا: اِنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَخْطُبُ اِلَى جِذْعٍ، فَلَمَّا اتَّخَذَ الْمِنْبَرَ ذَهَبَ اِلَى الْمِنْبَرِ، فَحَنَّ الْجِذْعُ، فَاَتَاهُ وَاحْتَضَنَهُ، فَسَكَنَ، فَقَالَ: ((لَوْ لَمْ اَحْتَضِنْهُ، لَحَنَّ اِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ۔)) (الصحيحة: ٢١٧٤)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اور سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک تنے کا سہارا لے کر خطبہ ارشاد فرماتے تھے، جب آپ ﷺ نے منبر کا اہتمام کیا تو وہ تنا رونے لگ گیا، آپ ﷺ اس کے پاس آئے اور اس کے ساتھ چمٹ گئے، پس وہ خاموش ہو گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر میں اس کو گلے نہ لگاتا تو یہ روزِ قیامت تک روتا رہتا۔''

تخريج: أخرجه البخاري في "التاريخ": ٤/ ١/ ٢٦، والدارمي: ١/ ١٨، ١٩ و ٣٦٧، وابن ماجه: ١/ ٤٣٣، وأحمد: ١/ ٢٤٩، ٢٦٦، ٢٦٧، ٣٦٣، والبغوي في "حديث هدبة بن عمار": ١/ ١٥٧، ١٥٨، والضياء في "المختارة": ١/ ٥٠٨

شرح:...... جب اس تنے نے اللہ تعالیٰ کے ذکر پر مشتمل آپ ﷺ کے خطبے کی آواز گم پائی تو اس نے رونا شروع کر دیا۔

(٣٧٩٩)۔ عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَخْطُبُ اِلَى جِذْعِ نَخْلَةٍ، قَالَ: فَقَالَتِ امْرَاَةٌ مِنَ الْاَنْصَارِ ۔كَانَ لَهَا غُلَامٌ نَجَّارٌ۔ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنَّ لِيْ غُلَامًا نَجَّارًا، أَفَآمُرُهُ اَنْ يَتَّخِذَ لَكَ مِنْبَرًا تَخْطُبُ

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کھجور کے ایک تنے کا سہارا لے کر خطبہ ارشاد فرماتے تھے۔ ایک انصاری عورت، جس کا غلام بڑھئی تھا، نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرا غلام بڑھئی ہے، کیا میں اسے یہ حکم دے دوں کہ وہ آپ کے لیے ایک ممبر بنائے، تاکہ آپ اس پر کھڑے ہو کر خطبہ

عَلَيْهِ؟ قَالَ ﷺ: ((بَلٰی۔)) قَالَ: فَاتَّخَذَ لَهُ مِنْبَرًا۔ قَالَ: فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ، خَطَبَ عَلَى الْمِنْبَرِ۔ قَالَ: فَأَنَّ الْجِذْعَ الَّذِيْ كَانَ يَقُوْمُ عَلَيْهِ كَمَا يَئِنُّ الصَّبِيُّ۔ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((اِنَّ هٰذَا بَكٰى لِمَا فَقَدَ مِنَ الذِّكْرِ۔)) (الصحيحة:٣٥٤٧)

ارشاد فرما سکیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیوں نہیں''؟ پس اس نے منبر بنایا۔ جب جمعہ کا دن آیا اور آپ ﷺ منبر پر کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرمانے لگے، تو اس تنے نے بچے کی طرح رونا شروع کر دیا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب اس تنے نے ذکر (یعنی خطبہ کی باتیں) گم پائیں تو اس نے رونا شروع کر دیا۔''

تخريج: أخرجه البخاري: ٢٠٩٥، ٣٥٨٤، وأحمد: ٣/ ٣٠٠، والبيهقي في "دلائل النبوة": ٢/ ٥٦٠

شرح:...... انسان اور جن کے علاوہ اللہ تعالیٰ کی جتنی مخلوقات ہیں، ان کا بھی اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص تعلق ہوتا ہے، وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے سجدہ ریز ہوتی ہیں اور اس کی تسبیح و تعریف بیان کرتی ہیں۔ بسا اوقات ان کا یہ انداز انسان کو بھی دکھا دیا جاتا ہے۔

آپ ﷺ اور آپ کی امت ایک دوسرے کے نصیبے میں آئے ہیں

(٣٨٠٠)۔ عَنْ اَبِي الدَّرْدَاءِ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَنَا حَظُّكُمْ مِنَ الْاَنْبِيَاءِ، وَاَنْتُمْ حَظِّيْ مِنَ الْاُمَمِ۔)) (الصحيحة:٣٢٠٧)

سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں انبیا میں سے تمھارا حصہ ہوں اور تم امتوں میں سے میرا حصہ ہو۔''

تخريج: أخرجه ابن حبان: ٢٣٠٤، وابن شاهين في "الأفراد": ق ٤/ ١، والبزار: ٣/ ٣٢١/ ٢٨٤٧، وأبونعيم في "أخبار أصبهان": ٢/ ٢٢٤، والطبراني في "الكبير"

کیا آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ دیکھا؟

(٣٨٠١)۔ عَنْ مَسْرُوْقٍ، قَالَ: كُنْتُ مُتَّكِئًا عِنْدَ عَائِشَةَ فَقَالَتْ: يَا اَبَا عَائِشَةَ! ثَلَاثٌ مَنْ تَكَلَّمَ بِوَاحِدَةٍ مِنْهُمْ فَقَدْ اَعْظَمَ عَلَى اللّٰهِ الْفِرْيَةَ، قُلْتُ: مَاهُنَّ؟ قَالَتْ: مَنْ زَعَمَ اَنَّ مُحَمَّدًا ﷺ رَاٰى رَبَّهُ فَقَدْ اَعْظَمَ عَلَى اللّٰهِ الْفِرْيَةَ، قَالَ: وَكُنْتُ مُتَّكِئًا فَجَلَسْتُ، فَقُلْتُ: يَا اُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ! اَنْظِرِيْنِيْ وَلَا تَعْجَلِيْنِيْ، اَلَمْ يَقُلِ اللّٰهُ

مسروق کہتے ہیں: میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس ٹیک لگا کر بیٹھا تھا۔ انھوں نے مجھے کہا: اے ابو عائشہ! تین امور ہیں، ان میں سے ایک کا قائل ہونے کا مطلب اللہ تعالیٰ پر جھوٹا الزام لگانا ہو گا۔ میں نے کہا: وہ کون سے امور ہیں؟ انھوں نے کہا: جس آدمی کا یہ خیال ہو کہ حضرت محمد ﷺ نے اپنے ربّ کو دیکھا تو اس نے اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بولا۔ میں ٹیک لگائے ہوئے تھا، یہ سن کر میں بیٹھ گیا اور کہا: اے ام المومنین! ذرا مجھے مہلت دیجئے اور جلدی مت کیجیے، کیا اللہ تعالیٰ نے یہ

عَزَّوَجَلَّ: ﴿وَلَقَدْ رَاٰهُ بِالْاُفُقِ الْمُبِيْنِ﴾ (التكوير:٢٣) ﴿وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى﴾ (النجم:١٣)؟ فَقَالَتْ: اَنَا اَوَّلُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ سَأَلَ عَنْ ذٰلِكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَ: ((اِنَّمَا هُوَ جِبْرِيْلُ، لَمْ اَرَهُ عَلٰى صُوْرَتِهِ الَّتِيْ خُلِقَ عَلَيْهَا اِلَّا هَاتَيْنِ الْمَرَّتَيْنِ، رَاَيْتُهُ مُنْهَبِطًا مِنَ السَّمَاءِ، سَادًّا عِظَمُ خَلْقِهِ مَابَيْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ۔)) فَقَالَتْ: اَوَلَمْ تَسْمَعْ اَنَّ اللّٰهَ يَقُوْلُ: ﴿لَاتُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ﴾ (الانعام: ١٠٣)؟ اَوَلَمْ تَسْمَعْ اَنَّ اللّٰهَ يَقُوْلُ: ﴿وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا اَوْ مِنْ وَّرَاءِ حِجَابٍ اَوْ يُرْسِلَ رَسُوْلًا فَيُوْحِيَ بِاِذْنِهٖ مَا يَشَاءُ اِنَّهٗ عَلِيٌّ حَكِيْمٌ﴾(الشورى: ٥١)؟ قَالَتْ: وَمَنْ زَعَمَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَتَمَ شَيْئًا مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ، فَقَدْ اَعْظَمَ عَلَى اللّٰهِ الْفِرْيَةَ، وَاللّٰهُ يَقُوْلُ: ﴿يَااَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَا اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ﴾ (المائدة: ٦٧) قَالَتْ: وَمَنْ زَعَمَ اَنَّهٗ يُخْبِرُ بِمَا يَكُوْنُ فِيْ غَدٍ، فَقَدْ اَعْظَمَ عَلَى اللّٰهِ الْفِرْيَةَ، وَاللّٰهُ يَقُوْلُ: ﴿قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ﴾ (النمل:٦٥)۔

(الصحيحة:٣٥٧٥)

نہیں فرمایا کہ ﴿اور تحقیق اس نے اس کو واضح افق میں دیکھا﴾ (سورۂ تکویر: ۲۳) ﴿اور تحقیق اسے تو ایک مرتبہ اور بھی دیکھا تھا﴾ (سورۂ نجم: ۱۳) (ان آیات سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ نے ربّ تعالیٰ کو دیکھا ہے)؟ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اس امت میں میں نے سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ سے ان آیات کے بارے میں سوال کیا تھا اور آپ ﷺ نے مجھے یہ جواب دیا: ''یہ تو جبریل تھا، میں نے اسے اس کی اصلی حالت میں دو مرتبہ دیکھا، میں نے اسے آسمان سے اترتے ہوئے دیکھا، اس کی بڑی جسامت نے آسمان و زمین کے درمیانی خلا کو بھر رکھا تھا۔'' پھر سیدہ نے کہا: کیا آپ نے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان نہیں سنا: ﴿آنکھیں اس اللہ کا ادراک نہیں کر سکتیں، لیکن وہ آنکھوں کا ادراک کر لیتا ہے اور وہ تو باریک بیں اور باخبر ہے۔﴾ (سورۂ انعام: ۱۰۳) نیز آپ نے یہ ارشادِ باری تعالیٰ نہیں سنا: ﴿اور ناممکن ہے کسی بندہ سے اللہ تعالیٰ کلام کرے مگر وحی کے ذریعہ یا پردے کے پیچھے سے یا کسی فرشتہ کو بھیجے اور وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے جو چاہے وحی کرے، بیشک وہ برتر ہے حکمت والا ہے۔﴾ (سورۂ شوریٰ: ۵۱) سیدہ نے کہا: اور جس نے یہ گمان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی کتاب میں سے بعض احکام چھپائے ہیں تو اس نے اللہ تعالیٰ پر جھوٹا الزام دھر دیا، حالانکہ اللہ تعالیٰ تو فرماتے ہیں: ﴿اے رسول! جو کچھ تیرے رب کی طرف تیری طرف نازل کیا گیا، اسے آگے پہنچا دو، اگر تم نے ایسے نہ کیا تو (اس کا مطلب یہ ہوگا کہ) تم نے اس کا پیغام نہیں پہنچایا﴾ (سورۂ مائدہ: ۶۷) پھر انھوں نے کہا: اور جس نے یہ گمان کیا کہ آپ ﷺ آئندہ کل میں ہونے والے امور کی خبر دیتے ہیں تو اس نے اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھا، حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿کہہ دیجئے کہ

آسمانوں والوں میں سے زمین والوں میں سے سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی غیب نہیں جانتا﴾ (سورۂ نمل: ٦٥)۔

تخریج: رواه مسلم: ١/ ١١٠۔ واللفظ له۔، وأحمد: ٦/ ٢٣٦، ٢٤١، والطيالسي: ١٤٠٨، والنسائي في "الكبرى": ١١٥٣٢، والترمذي: ٣٠٦٨، وأسحاق بن راهويه في "مسنده": ٨٨٤، وابن خزيمة في "التوحيد": صـ ١٤٥۔ ١٤٦، وأبو الشيخ الأصبهاني في "العظمة": ٤٨٥

شرح:...... سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ کے حوالے سے تین باتیں بیان کی ہیں: (١) آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کو نہیں دیکھا۔ (٢) آپ ﷺ نے تبلیغِ رسالت کا حق ادا کیا اور قرآن مجید کا کوئی حصہ مخفی نہیں رکھا۔ (٣) آپ ﷺ غیب نہیں جانتے تھے۔

لیکن درج ذیل روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کو خواب میں دیکھا تھا:

عبدالرحمٰن بن عائش سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ((رَاَیْتُ رَبِّیْ فِیْ اَحْسَنِ صُوْرَۃٍ)) (دارمی مرسلا) ...... ''میں نے اپنے ربّ کو سب سے خوبصورت شکل میں دیکھا۔'' امام دارمی نے اس حدیث کو ''باب رؤیۃ الرب تعالیٰ فی النوم'' میں ذکر کیا۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ((اَتَانِی اللَّیْلَۃَ رَبِّیْ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰی فِیْ اَحْسَنِ صُوْرَۃٍ)) قَالَ: اَحْسِبُهُ قَالَ: ((فِي الْمَنَامِ)) (ترمذی) ...... ''میرا رب تعالیٰ رات کو میرے پاس سب سے خوبصورت شکل میں آیا۔'' راوی کہتے ہیں: میرا خیال ہے کہ آپ ﷺ نے نیند کا ذکر بھی کیا، (یعنی نیند میں یہ واقعہ پیش آیا)۔

سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((اِنِّیْ قُمْتُ مِنَ اللَّیْلِ، فَتَوَضَّأْتُ وَصَلَّیْتُ مَا قُدِّرَ لِیْ، فَنَعَسْتُ فِیْ صَلَاتِیْ حَتّٰی اسْتَثْقَلْتُ، فَإِذَا اَنَا بِرَبِّیْ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی فِیْ اَحْسَنِ صُوْرَۃٍ۔)) (ترمذی) ...... ''میں رات کو اٹھا، وضو کیا اور نماز پڑھتا رہا، جتنی میرے مقدر میں تھی۔ مجھے نماز میں ہی اونگھ آنے لگ گئی، یہاں تک کہ میں بوجھل ہو گیا، میں کیا دیکھتا ہوں کہ میں ربّ تبارک و تعالیٰ کے سامنے ہوں، جبکہ وہ سب سے خوبصورت شکل میں ہے۔''

آپ ﷺ کو خواب میں دیکھنا

(٣٨٠٢)۔ عَنْ اَبِيْ جُحَيْفَةَ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ رَآنِي فِي الْمَنَامِ، فَكَاَنَّمَا رَآنِيْ فِي الْيَقْظَةِ، اِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَسْتَطِيْعُ اَنْ يَتَمَثَّلَ بِيْ۔))

سیدنا ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے مجھے خواب میں دیکھا، گویا کہ اس نے مجھے بیداری کی حالت میں دیکھا، کیونکہ شیطان میری صورت اختیار کرنے کی طاقت نہیں رکھتا۔''

(الصحيحة: ١٠٠٤)

تخریج: أخرجه ابن ماجه: ٤/ ٣٩٠، وابن حبان: ١٨٠١

شـــــرح:...... آپ ﷺ کوخواب میں دیکھنے کا شرف حاصل ہونا، اس کا معنی ومفہوم کیا ہے؟ ''المناقب والمثالب'' میں ''آپ ﷺ کوخواب میں دیکھنا'' کا عنوان دیکھیں۔

واقعہ اسرا و معراج

یہ نبی کریم ﷺ کا عظیم معجزہ ہے، جو کی دور میں آپ ﷺ کے جسدِ اطہر اور روحِ مقدس سمیت پیش آیا، اسرا سے مراد راتوں رات نبی کریم ﷺ کا مکہ مکرمہ سے بیت المقدس میں اور معراج سے مراد بیت المقدس سے عالم بالا میں تشریف لے جانا ہے، مکہ مکرمہ سے بیت المقدس تک چالیس دنوں کا سفر ہے۔

(٣٨٠٣)۔ عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اُتِيْتُ بِالْبُرَاقِ ، وَهُوَ دَابَّةٌ اَبْيَضُ طَوِيْلٌ ، يَضَعُ حَافِرَهُ عِنْدَ مُنْتَهٰى طَرْفِهِ۔ فَلَمْ نُزَايِلْ ظَهْرَهُ اَنَا وَجِبْرِيْلُ حَتّٰى اَتَيْتُ بَيْتَ الْمَقْدِسِ ، فَفُتِحَتْ لَنَا اَبْوَابُ السَّمَاءِ ، وَرَاَيْتُ الْجَنَّةَ وَالنَّارَ۔)) قَالَ حُذَيْفَةُ بْنُ الْيَمَانِ: وَلَمْ يُصَلِّ فِيْ بَيْتِ الْمَقْدِسِ۔ قَالَ زِرٌّ: فَقُلْتُ لَهُ: بَلٰى قَدْ صَلّٰى۔ قَالَ حُذَيْفَةُ: مَا اسْمُكَ؟ يَا اَصْلَعُ! فَاِنِّيْ اَعْرِفُ وَجْهَكَ وَلَا اَعْرِفُ اسْمَكَ؟ فَقُلْتُ: اَنَا زِرُّ بْنُ حُبَيْشٍ۔ قَالَ: وَمَا يُدْرِيْكَ اَنَّهُ قَدْ صَلّٰى؟ قَالَ: فَقُلْتُ: يَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: ﴿سُبْحَانَ الَّذِيْ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَى الَّذِيْ بَارَكْنَا حَوْلَهُ لِنُرِيَهُ مِنْ آيَاتِنَا اِنَّهُ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ﴾ (الاسراء:١) قَالَ: فَهَلْ تَجِدُهُ صَلّٰى؟ لَوْ صَلّٰى لَصَلَّيْتُمْ فِيْهِ كَمَا تُصَلُّوْنَ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ۔ قَالَ زِرٌّ: وَرَبَطَ الدَّابَّةَ بِالْحَلْقَةِ الَّتِيْ يَرْبِطُ بِهَا

سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میرے پاس سفید رنگ کا لمبا سا جانور براق لایا گیا، (اس کی سبک رفتاری کا یہ عالم تھا کہ) وہ اپنا قدم اپنی منتہائے نگاہ تک رکھتا تھا۔ میں اور جبریل اس پر سوار ہوئے، حتی کہ بیت المقدس پہنچ گئے۔ ہمارے لیے آسمان کے دروازے کھول دیے گئے اور میں نے جنت اور جہنم دونوں دیکھیں۔'' حذیفہ بن یمان نے کہا کہ آپ ﷺ نے بیت المقدس میں نماز نہیں پڑھی تھی۔ لیکن (سند کے راوی) زر کہتے ہیں: میں نے انھیں کہا: کیوں نہیں، آپ ﷺ نے تو نماز پڑھی تھی۔ حذیفہ نے کہا: گنجے! تیرا نام کیا ہے؟ میں تیرا چہرہ تو پہچانتا ہوں، لیکن مجھے تیرے نام کا علم نہیں ہے۔ میں نے کہا: میں زر بن حبیش ہوں۔ انھوں نے کہا: تجھے کیسے پتہ چلا کہ آپ ﷺ نے نماز پڑھی ہے؟ میں نے کہا: ارشادِ باری تعالی ہے: ''پاک ہے وہ اللہ تعالی جو اپنے بندے کو رات ہی رات میں مسجد حرام سے مسجد اقصی تک لے گیا جس کے آس پاس ہم نے برکت دی رکھی ہے، اس لیے کہ ہم اسے اپنی قدرت کے بعض نمونے دکھائیں، یقیناً اللہ تعالی ہی خوب سننے دیکھنے والا ہے۔'' (سورۂ اسراء:١) انھوں نے کہا: کیا اس میں تجھے کوئی نماز پڑھنے کا تذکرہ ملتا ہے؟ اگر آپ ﷺ نے نماز

الْأَنْبِيَاءُ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ، قَالَ حُذَيْفَةُ: أَوَكَانَ يَخَافُ أَنْ تَذْهَبَ مِنْهُ وَقَدْ أَتَاهُ اللّٰهُ بِهَا؟ (الصحيحة: ٨٧٤)

پڑھی ہوتی تو تم لوگ بھی نماز پڑھتے، جیسا کہ مسجد حرام میں پڑھتے ہو۔ زر کہتے ہیں: آپ ﷺ نے اپنی سواری اس کڑے کے ساتھ باندھ دی، جس کے ساتھ دوسرے انبیا علیہم السلام باندھتے تھے۔ حذیفہ نے پوچھا: (آیا باندھنے کی وجہ یہ ہے کہ) آپ ﷺ کو خدشہ تھا کہ وہ کہیں بھاگ نہ جائے، حالانکہ اللہ تعالیٰ اسے آپ ﷺ کے پاس لائے تھے۔

تخريج: أخرجه أحمد: ٥/ ٣٩٢، ٣٩٤، والترمذي: ٤/ ١٣٩، والحاكم: ٢/ ٣٥٩

(٣٨٠٤)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أُتِيتُ بِالْبُرَاقِ، وَهُوَ دَابَّةٌ أَبْيَضُ طَوِيلٌ فَوْقَ الْحِمَارِ وَدُوْنَ الْبَغْلِ، يَضَعُ حَافِرَهُ عِنْدَ مُنْتَهٰى طَرْفِهِ، قَالَ: فَرَكِبْتُهُ حَتّٰى أَتَيْتُ بَيْتَ الْمَقْدِسِ، قَالَ: فَرَبَطْتُهُ بِالْحَلْقَةِ الَّتِي يَرْبِطُ بِهَا الْأَنْبِيَاءُ، قَالَ: ثُمَّ دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ فَصَلَّيْتُ فِيهِ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ خَرَجْتُ فَجَاءَ نِي جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِأَنَاءٍ مِنْ خَمْرٍ وَإِنَاءٍ مِنْ لَبَنٍ، فَاخْتَرْتُ اللَّبَنَ، فَقَالَ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ: اِخْتَرْتَ الْفِطْرَةَ ثُمَّ عُرِجَ بِنَا إِلَى السَّمَاءِ، فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيْلُ۔ فَقِيْلَ: مَنْ أَنْتَ؟ قَالَ: جِبْرِيْلُ۔ قِيْلَ: وَمَنْ مَعَكَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ۔ قِيْلَ: وَقَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ؟ قَالَ: قَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ، فَفُتِحَ لَنَا، فَإِذَا أَنَا بِآدَمَ، فَرَحَّبَ بِي وَدَعَا لِي بِخَيْرٍ، ثُمَّ عُرِجَ بِنَا إِلَى السَّمَاءِ الثَّانِيَةِ۔ فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ۔ فَقِيلَ: مَنْ أَنْتَ؟ قَالَ: جِبْرِيْلُ۔ قِيْلَ: وَمَنْ مَعَكَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ۔ قِيْلَ: وَقَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ؟ قَالَ: قَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ۔ فَفُتِحَ لَنَا، فَإِذَا أَنَا بِابْنَيِ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میرے پاس براق لایا گیا، وہ گدھے سے بڑا اور خچر سے چھوٹا سفید رنگ کا لمبا جانور تھا، وہ اپنا قدم وہاں رکھتا تھا جہاں تک اس کی نگاہ جاتی تھی۔ میں اُس پر سوار ہوا، (اور چل پڑا) حتیٰ کہ بیت المقدس میں پہنچ گیا، میں نے اُس کو اُس کڑے کے ساتھ باندھ دیا جس کے ساتھ دوسرے انبیا بھی باندھتے تھے، پھر میں مسجد میں داخل ہوا اور دو رکعت نماز پڑھی۔

جب میں وہاں سے نکلا تو حضرت جبریل علیہ السلام شراب کا اور دودھ کا ایک ایک برتن لائے، میں نے دودھ کا انتخاب کیا۔ جبریل نے کہا: آپ نے فطرت کو پسند کیا ہے۔ پھر ہمیں آسمان کی طرف اٹھایا گیا۔ (جب ہم وہاں پہنچے تو) جبریل نے دروازہ کھولنے کا مطالبہ کیا، کہا گیا: کون ہے؟ اس نے کہا: جبریل ہوں۔ پھر کہا گیا: تیرے ساتھ کون ہے؟ اس نے کہا: محمد ﷺ ہیں۔ کہا گیا: کیا انہیں بلایا گیا ہے؟ اُس نے کہا: (جی ہاں) انہیں بلایا گیا ہے۔ پھر ہمارے لیے دروازہ کھول دیا گیا۔ میں نے حضرت آدم علیہ السلام کو دیکھا، انہوں نے مجھے مرحبا کہا اور میرے لیے دعا کی۔ پھر ہمیں دوسرے آسمان کی طرف اٹھایا گیا۔ جبریل نے دروازہ کھولنے کا مطالبہ کیا، پوچھا گیا: کون ہے؟ اس نے کہا: جبریل ہوں۔ فرشتوں نے

الْخَالَةِ: عِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ وَيَحْيَى بْنِ زَكَرِيَّا صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهِمَا، فَرَحَّبَا وَدَعَوَا لِي بِخَيْرٍ۔ ثُمَّ عُرِجَ بِيْ إِلَى السَّمَاءِ الثَّالِثَةِ، فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيْلُ فَقِيْلَ: مَنْ أَنْتَ؟ قَالَ: جِبْرِيْلُ۔ قِيْلَ: وَمَنْ مَعَكَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ ﷺ۔ قِيْلَ: وَقَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ؟ قَالَ: قَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ۔ فَفُتِحَ لَنَا فَإِذَا أَنَا بِيُوْسُفَ ﷺ، إِذَا هُوَ قَدْ أُعْطِيَ شَطْرَ الْحُسْنِ، فَرَحَّبَ وَدَعَا لِي بِخَيْرٍ ثُمَّ عُرِجَ بِنَا إِلَى السَّمَاءِ الرَّابِعَةِ فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ۔ قِيْلَ: مَنْ هٰذَا؟ قَالَ: جِبْرِيْلُ۔ قِيْلَ: وَمَنْ مَعَكَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ۔ قَالَ: وَقَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ؟ قَالَ: قَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ۔ فَفُتِحَ لَنَا، فَإِذَا أَنَا بِإِدْرِيْسَ، فَرَحَّبَ بِيْ وَدَعَا لِي بِخَيْرٍ، وَقَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: ﴿وَرَفَعْنَاهُ مَكَانًا عَلِيًّا﴾ ثُمَّ عُرِجَ بِنَا إِلَى السَّمَاءِ الْخَامِسَةِ۔ فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيْلُ۔ قِيْلَ: مَنْ هٰذَا؟ فَقَالَ: جِبْرِيْلُ۔ قِيْلَ: وَمَنْ مَعَكَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ۔ قِيْلَ: وَقَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ؟ قَالَ: قَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ۔ فَفُتِحَ لَنَا، فَإِذَا أَنَا بِهَارُوْنَ ﷺ، فَرَحَّبَ وَدَعَا لِي بِخَيْرٍ ثُمَّ عُرِجَ بِنَا إِلَى السَّمَاءِ السَّادِسَةِ، فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ۔ قِيْلَ: مَنْ هٰذَا؟ قَالَ: جِبْرِيْلُ۔ قِيْلَ: وَمَنْ مَعَكَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ قِيْلَ: وَقَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ؟ قَالَ: قَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ، فَفُتِحَ لَنَا فَإِذَا أَنَا بِمُوْسٰى ﷺ فَرَحَّبَ وَدَعَا لِي بِخَيْرٍ ثُمَّ عُرِجَ بِنَا إِلَى السَّمَاءِ السَّابِعَةِ،

پوچھا: تیرے ساتھ کون ہے؟ اس نے کہا: محمد ﷺ ہیں۔ فرشتوں نے کہا: کیا انہیں بلایا گیا ہے؟ جبریل نے کہا: (جی ہاں!)ان کو بلایا گیا ہے۔ پھر ہمارے لیے دروازہ کھول دیا گیا۔

میں نے خالہ زاد بھائیوں عیسیٰ بن مریم اور یحییٰ بن زکریا کو دیکھا، اُن دونوں نے مجھے مرحبا کہا اور میرے لیے خیر و بھلائی کی دعا کی۔پھرہمیں تیسرے آسمان کی طرف اٹھایا گیا، جبریل نے دروازہ کھولنے کا مطالبہ کیا۔فرشتوں نے پوچھا: کون؟اس نے کہا: جبریل۔فرشتوں نے پوچھا: تیرے ساتھ کون ہے؟ اس نے کہا: محمد ﷺ۔کہا گیا: کیا ان کو بلایا گیا ہے؟جبریل نے کہا: جی ہاں! انہیں بلایا گیا ہے۔سو ہمارے لیے دروازہ کھول دیا گیا، وہاں میں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھا،(ان کی خوبصورتی سے معلوم ہوتا تھا کہ) نصف حسن ان کو عطا کیا گیا ہے۔اُنہوں نے مجھے خوش آمدید کہا اور میرے لیے دعائے خیر کی۔

پھرہمیں چوتھے آسمان کی طرف اٹھایا گیا، جبریل نے دروازہ کھولنے کا مطالبہ کیا۔ پوچھا گیا: کون؟ اس نے کہا: جبریل ہوں۔ پھر پوچھا گیا: تیرے ساتھ کون ہے؟ اس نے کہا: محمد ﷺ ہیں۔ کہا گیا: کیا انہیں بلایا گیا ہے؟ اُس نے کہا: جی ہاں! اُن کو بلایا گیا ہے، پھر ہمارے لیے دروازہ کھول دیا گیا۔ وہاں حضرت ادریس علیہ السلام کو دیکھا، انہوں نے مجھے مرحبا کہا اور میرے لیے خیر و بھلائی کی دعا کی۔ اللہ تعالی نے فرمایا: اور ہم نے حضرت ادریس کا مقام و مرتبہ بلند کیا۔پھر ہمیں پانچویں آسمان کی طرف اٹھایا گیا، اور دروازہ کھولنے کا مطالبہ کیا۔ کہا گیا: کون ؟ اس نے کہا: میں جبریل ہوں۔ کہا گیا: تیرے ساتھ کون ہے؟ اس نے کہا: محمد ﷺ ہیں۔

فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيْلُ۔ فَقِيْلَ: مَنْ هٰذَا؟ قَالَ: جِبْرِيْلُ۔ قِيْلَ: وَمَنْ مَعَكَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ ﷺ ۔ قِيْلَ: وَقَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ؟ قَالَ: قَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ، فَفُتِحَ لَنَا، فَإِذَا أَنَا بِإِبْرَاهِيْمَ مُسْنِداً ظَهْرَهُ إِلَى الْبَيْتِ الْمَعْمُوْرِ، وَإِذَا هُوَيَدْخُلُهُ كُلَّ يَوْمٍ سَبْعُوْنَ أَلْفَ مَلَكٍ لَايَعُوْدُوْنَ إِلَيْهِ۔ ثُمَّ ذَهَبَ بِي إِلَى السِّدْرَةِ الْمُنْتَهٰى، وَإِذَا وَرَقُهَا كَآذَانِ الْفِيَلَةِ، وَإِذَا ثَمَرُهَا كَالْقِلَالِ، قَالَ: فَلَمَّا غَشِيَهَا مِنْ أَمْرِ اللّٰهِ مَاغَشِيَ، تَغَيَّرَتْ، فَمَا أَحَدٌ مِنْ خَلْقِ اللّٰهِ يَسْتَطِيْعُ أَن يَّنْعَتَهَا مِنْ حُسْنِهَا، فَأَوْحَى اللّٰهُ إِلَيَّ مَا أَوْحٰى، فَفَرَضَ عَلَيَّ خَمْسِيْنَ صَلَاةً فِي كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ، فَنَزَلْتُ إِلَى مُوْسٰى فَقَالَ: مَافَرَضَ رَبُّكَ عَلٰى أُمَّتِكَ؟ قُلْتُ: خَمْسِيْنَ صَلَاةً۔ قَالَ: اِرْجِعْ إِلَى رَبِّكَ فَاسْأَلْهُ التَّخْفِيْفَ فَإِنَّ أُمَّتَكَ لَايُطِيْقُوْنَ ذٰلِكَ، فَإِنِّي قَدْ بَلَوْتُ بَنِي إِسْرَائِيْلَ وَخَبَرْتُهُمْ۔ قَالَ: فَرَجَعْتُ إِلٰى رَبِّيْ۔ فَقُلْتُ: يَارَبِّ! خَفِّفْ عَلٰى أُمَّتِي، فَحَطَّ عَنِّي خَمْساً فَرَجَعْتُ إِلَى مُوْسٰى، فَقُلْتُ: حَطَّ عَنِّي خَمْساً۔ قَالَ: إِنَّ أُمَّتَكَ لَايُطِيْقُوْنَ ذٰلِكَ فَارْجِعْ إِلَى رَبِّكَ فَاسْأَلْهُ التَّخْفِيْفَ۔ قَالَ: فَلَمْ أَزَلْ أَرْجِعُ بَيْنَ رَبِّي تَبَارَكَ وَتَعَالٰى وَبَيْنَ مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ حَتّٰى قَالَ: يَامُحَمَّدُ! إِنَّهُنَّ خَمْسُ صَلَوَاتٍ كُلَّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ، لِكُلِّ صَلَاةٍ عَشْرٌ، فَذٰلِكَ خَمْسُوْنَ

پوچھا گیا: کیا انہیں بلایا گیا ہے؟ جبریل نے جواب دیا: جی ہاں! انہیں بلایا گیا ہے، پھر ہمارے لیے دروازہ کھول دیا گیا۔ وہاں حضرت ہارون ﷺ کو دیکھا، انہوں نے مجھے خوش آمدید کہا اور میرے لیے خیر کی دعا کی۔

پھر ہمیں چھٹے آسمان کی طرف اٹھایا گیا اور چھٹے آسمان پر دروازہ کھولنے کا مطالبہ کیا۔ کہا گیا: کون؟ اس نے کہا: جبریل ہوں۔ کہا گیا: تیرے ساتھ کون ہے؟ اس نے کہا: محمد ﷺ ہیں۔ پھر پوچھا گیا: کیا ان کو بلایا گیا ہے؟ اس نے کہا: ہاں! پس ہمارے لیے دروازہ کھول دیا گیا۔ میں نے وہاں حضرت موسیٰ ﷺ کو دیکھا۔ اُنہوں نے مجھے مرحبا کہا اور میرے لیے دعائے خیر کی۔ پھر ہمیں ساتویں آسمان کی طرف اٹھایا گیا اور دروازہ کھولنے کے لیے کہا گیا۔ پوچھا گیا: کون؟ اس نے کہا: جبریل ہوں۔ کہا گیا: تیرے ساتھ کون ہے؟ اس نے کہا: محمد ﷺ ہیں۔ کہا گیا: کیا انہیں بلایا گیا ہے؟ جبریل نے کہا: ہاں! ان کو بلایا گیا ہے۔ سو دروازہ کھول دیا گیا۔ میں نے حضرت ابراہیم ﷺ کو دیکھا۔ وہ بیتِ معمور کے ساتھ ٹیک لگائے ہوئے تھے۔ (بیتِ معمور کی کیفیت یہ ہے کہ) ہر روز اس میں ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں اور پھر دوبارہ ان کی باری نہیں آتی۔

پھر حضرت جبریل مجھے سِدْرَةُ الْمُنْتَهٰی کے پاس لے گئے، اس کے پتے ہاتھی کے کانوں کی طرح تھے اور اُس کا پھل مٹکوں کی مانند۔ جب اللہ تعالیٰ کے حکم سے کسی چیز نے اسے ڈھانکا گیا تو (اس کی کیفیت یوں) بدل گئی کہ خلقِ خدا میں کوئی بھی اس کا حسن بیان نہیں کر سکتا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے میری طرف وحی کی اور ہر دن رات میں پچاس نمازیں فرض کیں۔ میں اُتر کر موسیٰ ﷺ کے پاس آیا، انہوں نے

صَلَاةً، وَمَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا، كُتِبَتْ لَهُ حَسَنَةٌ، فَإِنْ عَمِلَهَا كُتِبَتْ لَهُ عَشْراً، وَمَنْ هَمَّ بِسَيِّئَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا، لَمْ يُكْتَبْ شَيْئاً، فَإِنْ عَمِلَهَا كُتِبَتْ سَيِّئَةً وَاحِدَةً. قَالَ: فَنَزَلْتُ حَتَّى انْتَهَيْتُ إِلَى مُوْسَى فَأَخْبَرْتُهُ، فَقَالَ: اِرْجِعْ إِلَى رَبِّكَ فَاسْأَلْهُ التَّخْفِيْفَ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: فَقُلْتُ: قَدْ رَجَعْتُ إِلَى رَبِّي حَتَّى اسْتَحْيَيْتُ مِنْهُ.)) (الصحيحة: ٣٩٥٦)

پوچھا: تیرے رب نے تیری امت پر کیا کچھ فرض کیا ہے؟ میں نے کہا: پچاس نمازیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا: اپنے ربّ کے پاس جاؤ اور تخفیف کا سوال کرو، تیری امت (کے افراد) میں اتنی استطاعت نہیں ہے، میں نے بنی اسرائیل کو آزما لیا ہے اور اُن کا تجربہ کر چکا ہوں، آپ ﷺ نے کہا: پس میں اپنے پروردگار کی طرف واپس چلا گیا اور کہا: اے میرے ربّ! میری امت کے لیے (نمازوں والے حکم میں) تخفیف کیجیے۔ پس اللہ تعالیٰ نے پانچ نمازیں کم کر دی۔ پھر میں موسیٰ کی طرف لوٹا اور ان کو بتلایا کہ مجھ سے پانچ نمازیں کم کر دی گئی ہیں، انہوں نے کہا: تیری امت کو اتنی طاقت بھی نہیں ہو گی، اس لیے اپنے رب کے پاس جاؤ اور اس سے (مزید) کمی کا سوال کرو۔ آپ نے فرمایا: میں اسی طرح اپنے پروردگار اور موسیٰ کے درمیان آتا جاتا رہا، حتی کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے محمد! ہر دن رات میں پانچ نمازیں فرض ہیں، ہر نماز (کے عوض) دس نمازوں کا ثواب ہے، (اس طریقے سے یہ) پچاس نمازیں ہوں گئیں اور (مزید سنو کہ) جس نے نیکی کا قصد کیا اور (عملاً) نہیں کی تو اُس کے لیے ایک نیکی لکھ جائے گی اور اگر اُس نے وہ نیکی عملاً کر لی تو اُس کے لیے دس گنا ثواب لکھ دیا جائے گا اور جس نے برائی کا ارادہ کیا اور عملاً اُس کا ارتکاب نہیں کیا، تو اُس (کے حق میں کوئی گناہ) نہیں لکھا جائے گا، اور اگر اُس نے عملاً برائی کا ارتکاب کر لیا تو (پھر بھی) اُس کے لیے ایک برائی لکھ دی جائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں نیچے اترا اور موسیٰ ﷺ تک پہنچا اور اُن کو (ساری صورتحال کی) خبر دی۔ انہوں نے پھر کہا: اپنے پرودگار کی طرف لوٹ جاؤ اور اُس سے مزید تخفیف کا سوال کرو۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے کہا: میں اپنے پروردگار کی طرف (بار بار) لوٹ چکا ہوں۔ اب تو میں اپنے ربّ سے شرماتا ہوں۔“

تخریج: أخرجه مسلم: ١/ ٩٩، وأبوعوانة: ١/ ١٢٦-١٢٨، وأحمد: ٣/ ١٤٨، وأخرجه البخاري: ٣٥٧٠، ٤٩٦٤، ٥٦١٠، ٦٥٨١، ٧٥١٧ لیکن قدم فیه شیئا و أخر وزاد ونقص

(٣٨٠٥)۔ عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيْهِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَمَّا انْتَهَيْنَا إِلَى بَيْتِ الْمَقْدِسِ، قَالَ جِبْرِيْلُ بِإِصْبَعِهِ فَخَرَقَ بِهِ الْحَجَرَ وَشَدَّ بِهِ الْبُرَاقَ.)) (الصحيحة: ٣٤٨٧)

ابن بریدا پنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب ہم بیت المقدس پہنچے تو جبریل نے اپنی انگلی سے پتھر میں سوراخ کیا اور براق کو اُس کے ساتھ باندھ دیا۔“

تخریج: أخرجه الترمذي: ٣١٣٢، وابن حبان: ٣٤۔ موارد، والحاکم: ٢/ ٣٦٠

شرح:...... اسراء سے مراد راتوں رات نبی کریم ﷺ کا مکہ مکرمہ سے بیت المقدس میں اور معراج سے مراد بیت المقدس سے عالم بالا میں تشریف لے جانا ہے، مکہ مکرمہ سے بیت المقدس تک چالیس دنوں کا سفر ہے، یہ واقعہ آپ ﷺ کے جسد اطہر اور روح مقدس سمیت پیش آیا۔ یہ نبی کریم ﷺ کا عظیم معجزہ ہے، جو آپ کو پانچ سنہ نبوی یا ستائیس رجب دس سنہ نبوی یا سترہ رمضان بارہ سنہ نبوی یا محرم یا سترہ ربیع الاول تیرہ سنہ نبوی کو عطا کیا گیا۔

ہمارے ہاں واقعۂ اسراء ومعراج کی مناسبت سے ہر سال ستائیس رجب کی رات کو مخصوص انداز میں گزارا جاتا ہے، پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ کوئی حتمی بات نہیں کہ یہ معجزہ ستائیس رجب کو ہی عطا کیا گیا تھا، جیسا کہ مذکورہ بالا تاریخوں سے پتہ چل رہا ہے، دوسری بات یہ ہے کہ اس مناسبت سے کوئی مخصوص عمل کرنا بدعت کے زمرے میں آتا ہے، کیونکہ جس پاک ہستی نے یہ معجزہ وصول کیا، اس نے اس دن کوئی مخصوص عمل پیش نہیں کیا۔

اللہ تعالی نے قریش کو امارت عطا کر دی

(٣٨٠٦)۔ عَنْ ذِيْ مِخْبَرٍ مَرْفُوْعًا: ((كَانَ هٰذَا الْاَمْرُ فِيْ حِمْيَرٍ، فَنَزَعَهُ اللّٰهُ عَنْهُمْ فَصَيَّرَهُ فِيْ قُرَيْشٍ۔))

(الصحیحۃ: ٢٠٢٢)

سیدنا ذو مخبر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ (خلافت وملوکیت والا) معاملہ حمیر قبیلے میں تھا، اللہ تعالی نے ان سے سلب کر کے قریش کے سپرد کر دیا۔''

تخریج: رواہ البخاری فی "التاریخ": ٢/ ١/ ٢٤١، واحمد: ٤/ ٩١، والطبرانی: ١/ ٢٠٣/ ٢، وابن أبی عاصم فی "السنة": ق١٠٧/ ٢ رقم ١٠١٥، بتحقیقی، وأبو موسی المدینی فی "منتھی رغبات السامعین": ٢٥٤/ ١

شرح:...... قریشی تقریبا ابتدائی چھ صدیوں تک حکومت کرتے رہے، بالآخر دین سے انحراف کرنے کی وجہ سے تاتاریوں نے ان کی سلطنت کو نیست و نابود کر دیا۔

حضرت موسی علیہ السلام نے کون سی مدت پوری کی؟

(٣٨٠٧)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((سَاَلْتُ جِبْرِيْل علیہ السلام اَيَّ الْاَجَلَيْنِ قَضٰى مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ؟ قَالَ: اَكْمَلَهُمَا وَاَتَمَّهُمَا۔))

(الصحیحۃ: ١٨٨٠)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے جبریل سے سوال کیا کہ حضرت موسی علیہ السلام نے دو مدتوں میں سے کون سی مدت پوری کی تھی؟ انھوں نے جواب دیا: اکمل اور اتم مدت پوری کی تھی۔''

تخریج: رواہ أبویعلي: ٢/ ٦٣٤، وابن جریر: ٢٠/ ٤٤، والحاکم: ٢/ ٤٠٧، وابن عساکر: ١٧/ ١٥٨/ ١

شـــرح:...... اللہ تعالیٰ کا کرنا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مکا لگنے سے قبطی مر گیا۔ وہ ایک آدمی کے مشورے پر عمل کرتے ہوئے وہاں سے نکل کر مدین کے ایسے مقام پر پہنچ گئے جہاں لوگ اپنے مویشیوں کو پانی پلا رہے تھے۔ وہاں سے ایک شعیب نامی بوڑھے آدمی کے گھر پہنچ گئے، اس آدمی نے ان کو کہا: ﴿قَالَ اِنِّیْٓ اُرِیْدُ اَنْ اُنْكِحَكَ اِحْدَى ابْنَتَیَّ هٰتَیْنِ عَلٰٓی اَنْ تَاْجُرَنِیْ ثَمٰنِیَ حِجَجٍ فَاِنْ اَتْمَمْتَ عَشْرًا فَمِنْ عِنْدِكَ﴾ (سورہ قصص: ۲۷) ...... اس نے کہا: ''میں اپنی ان دولڑکیوں میں سے ایک کو آپ کے نکاح میں دینا چاہتا ہوں، اس (شرط پر) کہ آپ آٹھ سال تک میرا کام کاج کریں، ہاں اگر آپ دس سال پورے کر دیں تو یہ آپ کی طرف سے بطورِ احسان کے ہوگا۔''

مذکورہ بالا حدیث میں اس مدت کے بارے میں سوال کیا گیا ہے، جواب سے معلوم ہوا کہ انھوں نے احسان کرتے ہوئے دس سال پورے کر دیے تھے۔

حضرت آدم اور حضرت موسیٰ علیہما السلام کا مباحثہ

(۳۸۰۸)۔ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّ مُوْسٰى قَالَ: يَا رَبِّ اَرِنِيْ آدَمَ الَّذِيْ اَخْرَجَنَا وَنَفْسَهُ مِنَ الْجَنَّةِ فَاَرَاهُ اللّٰهُ آدَمَ۔ فَقَالَ: اَنْتَ اَبُوْنَا آدَمُ؟ فَقَالَ لَهُ آدَمُ: نَعَمْ۔ فَقَالَ: اَنْتَ الَّذِيْ نَفَخَ اللّٰهُ فِيْكَ مِنْ رُوْحِهِ، وَعَلَّمَكَ الْاَسْمَاءَ كُلَّهَا، وَاَمَرَ الْمَلَائِكَةَ فَسَجَدُوْا لَكَ؟ قَالَ: نَعَمْ۔ قَالَ: فَمَا حَمَلَكَ عَلٰى اَنْ اَخْرَجْتَنَا وَنَفْسَكَ مِنَ الْجَنَّةِ؟ فَقَالَ لَهُ آدَمُ: وَمَنْ اَنْتَ؟ قَالَ: اَنَا مُوْسٰى۔ قَالَ: اَنْتَ نَبِيُّ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ الَّذِيْ كَلَّمَكَ اللّٰهُ مِنْ وَّرَاءِ حِجَابٍ، لَمْ يَجْعَلْ بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ رَسُوْلًا مِنْ خَلْقِهِ؟ قَالَ: نَعَمْ۔ قَالَ: أَفَمَا وَجَدْتَ اَنَّ ذٰلِكَ كَانَ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ قَبْلَ اَنْ اُخْلَقَ؟ قَالَ: نَعَمْ۔ قَالَ: فَمَا تَلُوْمُنِيْ فِيْ شَيْءٍ سَبَقَ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى فِيْهِ الْقَضَاءُ قَبْلِيْ؟)) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عِنْدَ ذٰلِكَ:

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا: اے میرے ربّ! مجھے آدم دکھاؤ، جس نے ہمیں اور اپنے آپ کو جنت سے نکال دیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو آدم دکھائے۔ (آسانی کے لیے مکالمہ کی صورت میں ترجمہ پیش کیا جاتا ہے۔) حضرت موسیٰ علیہ السلام: آپ ہمارے باپ آدم ہیں؟ حضرت آدم علیہ السلام: جی ہاں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام: آپ وہی ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے اپنی روح پھونکی، سارے کے سارے اسماء سکھلائے اور فرشتوں کو حکم دیا کہ وہ آپ کو سجدہ کریں؟ حضرت آدم علیہ السلام: جی ہاں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام: سوکس چیز نے آپ کو اس بات پر اکسایا کہ آپ نے ہمیں اور اپنے آپ کو جنت سے نکال دیا؟ حضرت آدم علیہ السلام: آپ کون ہیں؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام: میں موسیٰ ہوں۔ حضرت آدم علیہ السلام: آپ بنی اسرائیل کے وہی رسول ہیں، جن سے اللہ تعالیٰ نے کسی قاصد کے بغیر (براہِ راست) پردے کے پیچھے سے کلام کی تھی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام: جی ہاں۔ حضرت آدم علیہ السلام: کیا آپ کو (تورات میں) یہ بات ملی کہ میری پیدائش سے پہلے اللہ تعالیٰ کی کتاب میں

((فَحَجَّ آدَمُ مُوْسٰی ، فَحَجَّ آدَمُ مُوْسٰی ۔)) (الصحیحة:١٧٠٢)

(میرا جنت سے نکلنا) لکھا جا چکا تھا؟ حضرت موسی علیہ السلام : جی ہاں۔ حضرت آدم علیہ السلام : اللہ تعالیٰ کا جو فیصلہ مجھ سے پہلے میرے بارے میں سبقت لے جا چکا ہے، کیا آپ مجھے اس پر ملامت کرتے ہیں؟'' یہ بات بیان کرنے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''حضرت آدم علیہ السلام ، حضرت موسی علیہ السلام پر غالب آ گئے، حضرت آدم علیہ السلام ، حضرت موسی علیہ السلام پر غالب آ گئے۔''

تخریج: أخرجه أبو داود: ٤٧٠٢ ، وعنه البيهقي في "الأسماء والصفات": صـ ١٩٣ ، وابن خزيمة في "التوحيد" : صـ ٩٤

شـــرح:...... امام البانی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں: علما نے اس مباحثے اور اعتراض کی مختلف توجیہات پیش کی ہیں، میرے علم کے مطابق سب سے بہترین توجیہ شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ کی ہے، وہ کہتے ہیں: حضرت آدم علیہ السلام کے درخت کا پھل کھانے کی وجہ سے ان کی اولاد مصیبت میں پھنس گئی، اس بنا پر حضرت موسی علیہ السلام نے ان کو ملامت کیا۔ یہ طعن اس بنا پر تھا کہ درخت کا پھل کھانے کی وجہ سے ان کی اولاد مصیبت میں پھنس گئی، نہ کہ اس بنا پر کہ حضرت آدم علیہ السلام نے گناہ کیا تھا، کیونکہ انھوں نے اس غلطی سے توبہ کر لی تھی۔ اور حضرت موسی علیہ السلام جانتے تھے کہ توبہ اور مغفرت کے بعد کسی کو گناہ کی وجہ سے ملامت نہیں کیا جا سکتا۔ غور فرمائیں کہ حضرت موسی نے یوں اعتراض کیا تھا: ''تجھے کس چیز نے ہمیں اور اپنے آپ کو جنت سے باہر نکالنے پر آمادہ کیا؟'' سوال یہ نہیں تھا کہ تو نے حکم کی مخالفت کیوں کی ہے؟ اور لوگ اس بات کے مکلّف ہیں کہ انہیں جو مصائب لوگوں کے افعال کی وجہ سے یا کسی اور وجہ سے لاحق ہوتے ہیں، وہ تقدیر کے سامنے سر تسلیم خم کر دیں...... آپ خود فتاوی ابن تیمیہ کی آٹھویں جلد میں ''کتاب القدر'' اور (مرقاة المفاتيح : ١/ ١٢٣ ـ ١٢٤) وغیرہ کا مطالعہ کر لیں۔ (صحیحه : ١٧٠٢)

(٣٨٠٩)۔ عَنْ اَنَسٍ عَنْ جُنْدُبٍ اَوْغَيْرِهٖ مِنَ الصَّحَابَةِ ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((اِحْتَجَّ آدَمُ وَ مُوْسٰی ، فَحَجَّ آدَمُ مَوْسٰی ۔)) (الصحیحة:٩٠٩)

سیدنا انس بن جندب یا کوئی اور صحابی روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''حضرت آدم اور حضرت موسی نے ایک دوسرے پر اعتراض کیا، (نتیجتًا) حضرت آدم علیہ السلام ،حضرت موسی علیہ السلام پر غالب آ گئے۔

تخريج: أخرجه الخطيب في "تاريخ بغداد": ٤/ ٣٤٩ ، واحمد: ٢/ ٤٦٤ ، وابو يعلى: ١/ ٤٢٢ ، والطبراني في "المعجم الكبير": ١/ ٨٣/ ٢ ، والحديث في الصحيحين من طرق عن ابى هريرة

عہد الست

(٣٨١٠)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((اَخَذَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى الْمِيْثَاقَ

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے نعمان یعنی عرفہ مقام پر حضرت

مِنْ ظَهْرِ آدَمَ بِـ (نَعْمَانَ) يَعْنِي عَرَفَةَ۔ فَأَخْرَجَ مِنْ صُلْبِهِ كُلَّ ذُرِّيَّةٍ ذَرَأَهَا، فَنَثَرَهُمْ بَيْنَ يَدَيْهِ كَالذَّرِّ، ثُمَّ كَلَّمَهُمْ قُبُلًا قَالَ: ﴿اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوْا بَلٰى شَهِدْنَا اَنْ تَقُوْلُوْا يَوْمَ الْقِيَامَةِ اِنَّا كُنَّا عَنْ هٰذَا غَافِلِيْنَ۔ اَوْتَقُوْلُوْا اِنَّمَا اَشْرَكَ آبَاءُ نَا مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا ذُرِّيَّةً مِّنْ بَعْدِهِمْ اَفَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ الْمُبْطِلُوْنَ﴾ (الاعراف: ١٧٢_١٧٣)۔)) (الصحيحة:١٦٢٣)

آدم علیہ السلام کی کمر سے عہد و پیمان لیا، (جس کی عملی صورت یہ تھی کہ) اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم کی پیٹھ سے ان کی تمام نسل کو نکالا اور اسے اپنے سامنے چھوٹی چھوٹی چیونٹیوں کی شکل میں بکھیر دیا، پھر ان سے آمنے سامنے گفتگو کی اور فرمایا: ''کیا میں تمہارا ربّ نہیں ہوں؟ سب نے کہا: کیوں نہیں، ہم اس چیز کی گواہی دیتے ہیں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ تم روزِ قیامت یہ کہہ دو کہ ہم تو اس سے غافل تھے یا یہ کہہ دو کہ ہمارے آباء ہم سے پہلے شرک کر چکے تھے اور ہم ان کی اولاد تھے (لہٰذا ہمیں ان کی ہی پیروی کرنا تھی) پس کیا ان غلط راہ والوں کے فعل پر تو ہم کو ہلاکت میں ڈال دے گا؟'' (سورۂ اعراف: ١٧٢، ١٧٣)

تخريج: أخرجه أحمد: ١/ ٢٧٢، وابن جرير في "التفسير": ١٥٣٣٨، وابن أبي عاصم في "السنة": ١/ ١٧، والحاكم: ٢/ ٥٤٤، والبيهقي في "الأسماء والصفات": صـ ٣٢٦

یہ ''عهدِ اَلَست'' کہلاتا ہے جو اس آیت کے الفاظ ﴿الست بربكم﴾ سے ماخوذ ہے۔

سورۂ اعراف کی مذکورہ بالا آیات کی تفسیر اسی حدیث میں کر دی گئی ہے، یہ عالَمِ ذرّ کہلاتا ہے، اس کی یہی تفسیر صحیح اور حق ہے، جس سے عدول کرنا اور کسی اور مفہوم کی طرف جانا صحیح نہیں ہے، کیونکہ یہ مرفوع حدیث ہے اور آثارِ صحابہ سے ثابت ہے اور اسے مجاز پر محمول کرنا جائز نہیں ہے۔ اللہ کی ربوبیت کی یہ گواہی ہر انسان کی فطرت میں ودیعت ہے، اسی مفہوم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح بیان کیا کہ ''ہر بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے، پس اس کے ماں باپ اس کو یہودی یا نصرانی یا مجوسی بنا دیتے ہیں۔ جس طرح جانور کا بچہ صحیح سالم پیدا ہوتا ہے، اس کا ناک کان کٹا نہیں ہوتا۔'' (بخاری، مسلم) صحیح مسلم میں ایک حدیث قدسی ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''میں نے اپنے بندوں کو حنیف (اللہ کی طرف یکسوئی سے متوجہ ہونے والا) پیدا کیا ہے۔ پس شیطان ان کو ان کے دین (فطری) سے گمراہ کر دیتا ہے۔'' یہی فطرت یا دین فطرت، رب کی توحید اور اس کی نازل کردہ شریعت ہے، جو ابِ اسلام کی صورت میں محفوظ اور موجود ہے۔

حاملینِ عرش میں سے ایک کی ہیئت

(٣٨١١)۔ عَنْ جَابِرٍ مَرْفُوْعًا: ((أُذِنَ لِي اَنْ اُحَدِّثَ عَنْ مَلَكٍ مِنْ مَلَائِكَةِ اللّٰهِ تَعَالٰى مِنْ حَمَلَةِ الْعَرْشِ، مَابَيْنَ شَحْمَةِ اُذُنِهِ اِلٰى عَاتِقِهِ مَسِيْرَةُ سَبْعِ مِئَةِ سَنَةٍ۔))

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مجھے اجازت دی گئی ہے کہ میں حاملینِ عرش فرشتوں میں ایک فرشتے کی یہ (جسامت) بیان کروں کہ اس کی کان کی لو سے کندھے تک کا فاصلہ سات سو سال مسافت کا

(الصحیحۃ: ۱۵۱) ہے۔''

تخریج: رواه أبوداود: ٤٧٢٧، والطبراني في "الأوسط" كما في "المنتقى" منه للذهبي: ٦/ ٢، وفي "حديثه عن النسائي": ٣١٧/ ٢، وابن شاهين في "الفوائد": ١١٣/ ٢، وأبوالشيخ في "العظمة": ٣/ ٩٤٨-٩٤٩، والبيهقي في "الأسماء": ٣٩٨، وابن عساكر في المجلس ١٣٩ من "الأمالي": ٥٠/ ١، وفي "التاريخ": ١٢/ ٢٣٢/ ١

شرح:...... یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کے مناظر ہیں۔ جس فرشتے کی کان کی لو اور اس کے مونڈھے کا درمیان کا فاصلہ سات سو سال کی مسافت کا ہو، اس کا باقی وجود کتنا بڑا ہوگا۔ ربّ جلیل ہی ہے جو تعریف و توصیف اور حمد وثنا کا مستحق ہے۔

عرش کے نیچے کھڑے ہوئے ایک مرغ کی ساخت

(٣٨١٢)۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعًا: ((اِنَّ اللّٰهَ اَذِنَ لِيْ اَنْ اُحَدِّثَ عَنْ دِيْكٍ قَدْ مَرَقَتْ رِجْلَاهُ فِيْ الْاَرْضِ، وَعُنُقُهُ مُنْثَنٍ تَحْتَ الْعَرْشِ، وَهُوَ يَقُوْلُ: سُبْحَانَكَ مَا اَعْظَمَكَ رَبَّنَا! فَيَرُدُّ عَلَيْهِ: مَا يَعْلَمُ ذٰلِكَ مَنْ حَلَفَ بِيْ كَاذِبًا۔)) (الصحيحة: ١٥٠)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بیشک اللہ تعالیٰ نے مجھے اجازت دی ہے کہ میں ایک مرغے کی (ساخت) بیان کروں، جس کی ٹانگیں زمین میں گڑھی ہوئی ہیں اور اس کی گردن عرش کے نیچے مڑی ہوئی ہے اور وہ کہتا ہے: اے ہمارے ربّ! تو پاک ہے، تو کتنا عظیم ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے جواباً کہتے ہیں: وہ آدمی میری اس عظمت کو نہیں جانتا جو میری جھوٹی قسم اٹھاتا ہے۔''

تخریج: رواه الطبراني في "الأوسط": ١/ ١٥٦/ ١، وأبوالشيخ في "العظمة": ٣/ ١٠٠٣-١٠٠٤، والحاكم: ٤/ ٢٩٧

شرح:...... قدرتوں والا ہی اپنی قدرتوں کے مظاہر کے حقائق کو جانتا ہے۔

خلق خدا کا اندازہ لگانا مخلوق کے بس کی بات نہیں

(٣٨١٣)۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ! اَرَاَيْتَ ﴿جَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمَاوَاتُ وَالْاَرْضُ﴾ فَاَيْنَ النَّارُ؟ قَالَ: ((اَرَاَيْتَ هٰذَا اللَّيْلَ الَّذِيْ قَدْ كَانَ اَلْبَسَ عَلَيْكَ كُلَّ شَيْءٍ اَيْنَ جُعِلَ؟)) فَقَالَ: اَللّٰهُ اَعْلَمُ۔ قَالَ: ((فَاِنَّ

اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يَشَاءُ۔)) (الصحيحة: ٢٨٩٢)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا: اے محمد! آپ کا اس آیت کے بارے میں کیا خیال ہے کہ ''جنت کی چوڑائی آسمانوں اور زمین کے برابر ہے۔'' (اگر بات ایسے ہی ہے تو) جہنم کہاں ہو گی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تیرا اس بارے میں کیا خیال ہے کہ رات، جو اپنے دورانیے میں تجھ پر ہر چیز خلط ملط کر دیتی ہے، اسے (دن کے وقت) کہاں رکھ دیا جاتا ہے؟'' اس نے کہا: اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے، وہ کر لیتا ہے، (لہٰذا اس موضوع پر سوچنے کی ضرورت ہی نہیں کہ جہنم کہاں ہو گی)۔''

تخريج: أخرجه اسحاق بن راهوية في "مسنده أبى هريرة": ١/ ٣٩٩/ ٤٣٧، وابن حبان فى "صحيحه": ١/ ١٥٨/ ١٠٣، والبزار فى "مسنده": ٣/ ٤٣/ ٢١٩٦، والحاكم: ١/ ٣٦

شـــرح:...... ماحصل یہ ہے کہ جس چیز کی حقانیت قرآن وحدیث کے مطابق ثابت ہو جائے، وہ ہمارے عقلی تقاضوں سے موافقت کرتی ہو یا مخالفت، اسے بہر صورت تسلیم کرنا اور نوعیت و کیفیت کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کرنا مومن کے ایمان کا تقاضا ہے۔

امام البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں: اس حدیث کی فقہ کا علم امام ابن حبان کے اس حدیث پر قائم کردہ درج ذیل باب سے ہوتا ہے: ذكر الخبر الدال على اجابة العالمِ السائلَ بالأجوبة على سبيل التشبيه والمقايسة دون الفصل فى القصه...... اصل قصہ کی تفصیل میں پڑے بغیر جواب دینے کے لیے عالم کا ایسی روایت ذکر کرنا، جو تشبیہ و تقییس کی صورت میں سائل کو دیے جانے والے جوابات پر مشتمل ہو۔

مختلف سوالات کے جوابات کے لیے حقائق کی کھوج لگانے کے سلسلے میں عصر حاضر کے ذہن میں تحقق و تجسّس پایا جاتا ہے، اس لیے یہ جواب تلاش کر لیا گیا ہے کہ دن کے وقت رات کہاں ہوتی ہے۔

جہنم کی شکایت اور اس کا ازالہ

(٣٨١٤)۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِشْتَكَتِ النَّارُ إِلٰى رَبِّهَا وَقَالَتْ: أَكَلَ بَعْضِي بَعْضًا، فَجَعَلَ لَهَا نَفَسَيْنِ: نَفَسًا فِي الشِّتَاءِ وَنَفَسًا فِي الصَّيْفِ، فَأَمَّا نَفَسُهَا فِي الشِّتَاءِ فَزَمْهَرِيْرٌ، وَأَمَّا نَفَسُهَا فِي الصَّيْفِ فَسَمُوْمٌ۔)) (الصحيحة: ١٤٥٧)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب جہنم نے اپنے ربّ سے یہ شکوہ کیا کہ (شدت کی وجہ سے) میرا بعض، بعض کو کھا رہا ہے، تو اللہ تعالیٰ نے اسے دو سانس لینے کی اجازت دے دی۔ ایک سانس موسم سرما میں اور ایک موسم گرما میں۔ سو موسم سرما کی سردی کی شدت وہی سانس ہے اور گرمیوں کے موسم میں گرمی کی شدت بھی اسی سانس کا اثر ہے۔''

تخريج: أخرجه الترمذي: ٣/ ٣٤٦، وابن ماجه: ٢/ ٥٨٦، واخرجه احمد: ٢/ ٢٣٨، ٢٧٧، ٤٦٢،

۵۰۳ نحوہ

شرح:...... معلوم ہوا کہ جہنم میں دو قسم کے عذاب ہیں: گرمی کا عذاب اور سردی کا عذاب۔ ہم جو گرمی یا سردی محسوس کرتے ہیں، یہ جہنم کے سانس کے اثر کی وجہ سے ہوتی ہے۔

پہلوں اور پچھلوں کے بد بخت

(۳۸۱۵)۔ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ اَنَسٍ (مُرْسَلًا): ((اَشْقَى الْاَوَّلِيْنَ عَاقِرُ النَّاقَةِ، وَاَشْقَى الْاٰخِرِيْنَ الَّذِيْ يَطْعَنُكَ يَا عَلِيُّ!)) وَاَشَارَ اِلٰى حَيْثُ يُطْعَنُ۔

(الصحيحة: ۱۰۸۸)

عبداللہ بن انس مرسلاً بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''پہلے لوگوں میں سب سے بڑا بد بخت وہ تھا جس نے (حضرت صالح کے معجزہ) کی اونٹنی کی ٹانگیں کاٹ دی تھیں اور اے علی! پچھلوں میں بد بخت ترین وہ ہوگا جو تجھ پر نیزے کا وار کرے گا۔'' پھر آپ ﷺ نے نیزے والی جگہ کی طرف اشارہ بھی کیا۔

تخريج: أخرجه ابن سعد في "الطبقات" ۳/ ۳۵

شرح:...... جنگ نہروان میں خوارج کے صرف نو آدمی بچ گئے تھے، یہ صدارت و امامت کی حیثیت رکھتے تھے، انھوں نے فارس میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے خلاف بغاوتیں اور سازشیں کیں، لیکن ناکام رہے۔ بالآخر عبد الرحمن بن ملجم مراوی، برک بن عبد اللہ تمیمی اور عمرو بن بکر تمیمی مکہ مکرمہ میں جمع ہوئے اور تینوں اس رائے پر متفق ہو گئے کہ سیدنا علی، سیدنا امیر معاویہ اور سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہم کو قتل کر دیا جائے، انھوں نے اس ناپاک عزم کی تکمیل کے لیے ۱۶ رمضان جمعہ کے دن فجر کی نماز کا تقرر کیا۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے کی ذمہ داری عبد الرحمن بن ملجم نے سنبھالی اور کوفہ کی طرف روانہ ہوا، وہاں پہنچ کر اپنے دوستوں سے ملاقاتیں کیں، اس کے ہم خیالوں نے وردان نامی شخص کو ابن ملجم کی مدد کرنے کے لیے مقرر کیا، شبیب بن شجرہ بھی ان کے ساتھ تھا۔ یہ تینوں پچھلی رات مسجد کوفہ میں پہنچ گئے اور دروازے کے قریب چھپ کر بیٹھ گئے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ حسب عادت لوگوں کو نماز کے لیے آوازیں دیتے ہوئے مسجد میں داخل ہوئے۔ سب سے پہلے وردان نے آگے بڑھ کر تلوار کا وار کیا، مگر اس کی تلوار دروازے کی چوکھٹ یا دیوار پر پڑی اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ آگے بڑھ گئے۔ ابن ملجم فوراً لپکا اور آپ کی پیشانی پر تلوار کا ہاتھ مارا، جو بہت کاری پڑا۔ اس زخم کے صدمہ سے سیدنا علی رضی اللہ عنہ ۱۷ رمضان ۴۰ ھ کو شہید ہو گئے۔ بعد میں سیدنا حسن رضی اللہ عنہ نے ابن ملجم کو قصاصاً کو ایک ہی وار سے قتل کر دیا۔

حسنِ یوسف

(۳۸۱۶)۔ عَنْ اَنَسٍ مَرْفُوْعًا: ((أُعْطِيَ يُوْسُفُ شَطْرَ الْحُسْنِ۔))

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''حضرت یوسف علیہ السلام کو نصف حسن عطا کیا گیا تھا۔''

(الصحيحة:١٤٨١)

تخريج: رواه أبوبكر بن أبي شيبه في"المصنف" ٧/ ٦٨/ ٢، وأحمد: ٣/ ٢٨٦، والحاكم: ٢/ ٥٧٠، وأخرجه مسلم: ١/ ٩٩ في حديث الاسراء، وفيه: ((فاذا انا بيوسف ﷺ، اذا هو قد أعطى شطر الحسن۔))

شرح:...... حضرت یوسف حسن میں اپنی مثال آپ تھے، عزیز مصر کی بیوی ان کے حسن و جمال پر فریفتہ ہو گئی اور اس نے جن عورتوں کو دعوت دی تھی، جب حضرت یوسف علیہ السلام پر ان کی نگاہ پڑی تو ان کی جلوہ آرائی دیکھ کر ایک تو ان کی عظمت و جلال کا اعتراف کیا اور دوسرے، ان پر بے خودی اور وارفتگی کی ایسی کیفیت طاری ہوئی کہ چھریاں اپنے ہی ہاتھوں پر چلا دیں۔

حضرت یوسف علیہ السلام کی بزرگی اور صبر

(٣٨١٧)۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّ الْكَرِيْمَ ابْنَ الْكَرِيْمِ ابْنِ الْكَرِيْمِ ابْنِ الْكَرِيْمِ يُوْسُفُ بْنُ يَعْقُوْبَ بْنِ اِسْحَقَاقَ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلِ الرَّحْمٰنِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى، لَوْ لَبِثْتُ فِي السِّجْنِ مَا لَبِثَ يُوْسُفُ ثُمَّ جَاءَنِيَ الدَّاعِيْ لَاَجَبْتُ، اِذْ جَاءَهُ الرَّسُوْلُ فَقَالَ: ﴿فَاسْاَلْهُ مَا بَالُ النِّسْوَةِ اللَّاتِيْ قَطَّعْنَ اَيْدِيَهُنَّ﴾، وَرَحْمَةُ اللّٰهِ عَلٰى لُوْطٍ اِنْ كَانَ يَاْوِيْ اِلٰى رُكْنٍ شَدِيْدٍ، اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖ: ﴿لَوْاَنَّ لِيْ بِكُمْ قُوَّةً اَوْ آوِيْ اِلٰى رُكْنٍ شَدِيْدٍ﴾، فَمَا بَعَثَ اللّٰهُ بَعْدَهُ مِنْ نَبِيٍّ اِلَّا فِيْ ثَرْوَةٍ مِنْ قَوْمِهٖ۔)) (الصحيحة:١٦١٧)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یوسف بن یعقوب بن اسحاق بن خلیل رحمٰن ابراہیم، کریم بن کریم بن کریم بن کریم تھے۔ اگر میں (محمد ﷺ) اتنا عرصہ جیل میں ٹھہرتا جتنا کہ حضرت یوسف علیہ السلام ٹھہرے تھے اور میرے پاس بلانے کے لیے داعی آتا تو میں (فوراً) اس کی بات قبول کرتا اور جب ان کے پاس قاصد آیا تو انھوں نے تو کہا: ﴿اس سے پوچھو کہ اب ان عورتوں کا حقیقی واقعہ کیا ہے جنھوں نے اپنے ہاتھ کاٹ لیے تھے﴾ (سورۂ یوسف: ٥٠) اور اللہ تعالی حضرت لوط علیہ السلام پر رحمت کرے، وہ تو کسی مضبوط آسرے کا سہارا لینا چاہتے تھے۔ جب انھوں نے اپنی قوم سے کہا: ﴿کاش کہ مجھ میں تم سے مقابلہ کرنے کی قوت ہوتی یا میں کسی زبردست کا آسرا پکڑ پاتا﴾ (سورۂ ہود: ٨٠) سو ان کے بعد جب بھی اللہ تعالی نے کوئی نبی بھیجا تو اسے اس کی قوم کے لوگوں کے انبوہ کثیر میں بھیجا۔''

تخريج: أخرجه البخاري في"الأدب المفرد" ٦٠٥، والترمذي: ٤/ ١٢٨۔ ١٢٩، والحاكم: ٢/ ٣٤٦ و ٥٧٠، وأحمد: ٢/ ٣٣٢، ٣٨٤، وأخرجه مسلم: ٧/ ٩٨ مختصرا

شرح:...... کریم بن کریم...... کا مطلب یہ ہے کہ یہ چاروں ہستیاں معزز و مکرم بزرگ تھیں۔ حضرت یوسف کا

ذکر کر کے آپ ﷺ اپنی عاجزی اور انکساری کا اظہار کرتے ہوئے ان کا صبر بیان کر رہے ہیں۔ ﴿لَوْ اَنَّ لِیْ بِکُمْ قُوَّۃً اَوْ آوِیْٓ اِلٰی رُکْنٍ شَدِیْدٍ﴾ میں قوت سے اپنے دست و بازو اور اپنے وسائل کی قوت یا اولاد کی قوت مراد ہے اور رکن شدید (مضبوط آسرا) سے خاندان، قبیلہ یا اسی قسم کا کوئی مضبوط سہارا مراد ہے۔ یعنی حضرت لوط علیہ السلام نہایت بے بسی کے عالم میں آرزو کر رہے ہیں کہ کاش! میرے اپنے پاس کوئی قوت ہوتی یا کسی خاندان اور قبیلے کی پناہ اور مدد مجھے حاصل ہوتا تو آج مجھے مہمانوں کی وجہ سے یہ ذلت و رسوائی نہ ہوتی، میں ان بدقماشوں سے نمٹ لیتا اور مہمانوں کی حفاظت کر لیتا۔

(٣٨١٨)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مَرْفُوْعًا: ((عَجِبْتُ لِصَبْرِ اَخِيْ یُوْسُفَ وَکَرَمِهٖ وَاللّٰهُ یَغْفِرُ لَهٗ حَیْثُ أُرْسِلَ اِلَیْهِ لِیَسْتَفْتِیَ فِي الرُّؤْیَا، وَلَوْ کُنْتُ أَنَا لَمْ أَفْعَلْ حَتّٰی أَخْرُجَ، وَعَجِبْتُ لِصَبْرِهٖ وَکَرَمِهٖ وَاللّٰهُ یَغْفِرُ لَهٗ أُتِيَ لِیَخْرُجَ فَلَمْ یَخْرُجْ حَتّٰی اَخْبَرَهُمْ بِعُذْرِهٖ، وَلَوْ کُنْتُ اَنَا لَبَادَرْتُ الْبَابَ، وَلَوْلَا الْکَلِمَةُ لَمَا لَبِثَ فِي السِّجْنِ حَیْثُ یَبْتَغِي الْفَرَجَ مِنْ عِنْدِ غَیْرِ اللّٰهِ، قَوْلُهٗ: ﴿اُذْکُرْنِيْ عِنْدَ رَبِّكَ﴾ (یوسف: ٤٢)۔))

(الصحیحة:١٩٤٥)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے اپنے بھائی حضرت یوسف علیہ السلام ۔ اللہ تعالیٰ ان کو معاف فرمائے ۔ کے صبر اور کشادہ دلی پر بڑا تعجب ہے، جب ان کی طرف خواب کی تعبیر بیان کرنے کا پیغام بھیجا گیا۔ اگر میں وہاں ہوتا تو تعبیر بیان کرنے سے پہلے (جیل سے) باہر نکل آتا۔ بس ان کے صبر اور فیاضی پر بڑا تعجب ہے اور اللہ تعالیٰ ان کو معاف فرمائے، ان کے پاس آدمی آیا تاکہ وہ باہر نکل آئیں لیکن وہ اس وقت تک نہ نکلے، جب تک ان پر اپنے عذر کی وضاحت نہیں کر دی۔ اگر میں ہوتا تو دروازے کی طرف لپک پڑتا۔ اگر ﴿اپنے آقا کے پاس میرا تذکرہ کرنا﴾ (سورۂ یوسف: ۴۲) والی بات نہ ہوتی تو وہ جیل میں نہ ٹھہرتے، جب کہ وہ غیر اللہ سے پریشانی کا ازالہ چاہ رہے تھے۔''

تخریج: أخرجه الطبراني: رقم۔ ١١٦٤٠

شرح:...... نبی کریم ﷺ عاجزی و انکساری کا اظہار کرتے ہوئے حضرت یوسف علیہ السلام کے صبر اور کشادہ دلی کی تعریف کر رہے ہیں۔

(٣٨١٩)۔ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَوْلَبِثْتُ فِي السِّجْنِ مَا لَبِثَ يُوْسُفُ ثُمَّ جَاءَ الدَّاعِي لَاَجَبْتُهُ، اِذْ جَاءَهُ الرَّسُوْلُ فَقَالَ: ﴿اِرْجِعْ اِلٰى رَبِّكَ فَاسْاَلْهُ مَا بَالُ النِّسْوَةِ اللَّاتِي قَطَّعْنَ اَيْدِيَهُنَّ اِنَّ رَبِّي بِكَيْدِهِنَّ عَلِيْمٌ﴾، وَرَحْمَةُ اللّٰهِ عَلٰى لُوْطٍ اِنْ كَانَ لَيَاْوِيْ اِلٰى رُكْنٍ شَدِيْدٍ، اِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ:﴿ لَوْ اَنَّ لِيْ بِكُمْ قُوَّةً اَوْ آوِيْ اِلٰى رُكْنٍ شَدِيْدٍ﴾ وَمَا بَعَثَ اللّٰهُ مِنْ بَعْدِهِ مِنْ نَبِيٍّ اِلَّا فِيْ ثَرْوَةٍ مِنْ قَوْمِهِ۔)) (الصحيحة: ١٨٦٧)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر میں (محمد ﷺ) اتنا عرصہ جیل میں ٹھہرتا جتنا کہ حضرت یوسف علیہ السلام ٹھہرے تھے اور میرے پاس بلانے کے لیے داعی آتا تو میں (فوراً) اس کی بات قبول کرتا، لیکن جب ان کے پاس قاصد آیا تو انھوں نے تو کہا: ﴿اس سے پوچھو کہ اب ان عورتوں کا حقیقی واقعہ کیا ہے جنہوں نے اپنے ہاتھ کاٹ لیے تھے، بیشک میرا ربّ ان کے مکر سے واقف ہے۔﴾ (سورۂ یوسف: ٥٠) اور اللہ تعالی حضرت لوط علیہ السلام پر رحمت کرے، وہ تو کسی مضبوط آسرے کا سہارا لینا چاہتے تھے۔ جب انھوں نے اپنی قوم سے کہا: ﴿کاش کہ مجھ میں تم سے مقابلہ کرنے کی قوت ہوتی یا میں کسی زبردست کا آسرا پکڑ پاتا﴾ (سورۂ ہود: ٨٠) سو ان کے بعد جب بھی اللہ تعالی نے کوئی نبی بھیجا تو اسے اس کی قوم کے لوگوں کے انبوہ کثیر میں بھیجا۔''

تخريج: أخرجه الأمام أحمد: ٢/ ٣٣٢، والترمذى: ٤/ ١٢٩، والحديث اخرجه البخارى: ٤/ ١١٩، ومسلم: ١/ ٩٢، ٧/ ٩٨، وابن ماجه: ٢/ ٤٩٠ وزادوا فى اوله: ((نحن احق بالشك من ابراهيم......))

قومِ موسیٰ کی بڑھیا کی دور اندیشی اور موقع شناسی
حضرت یوسف علیہ السلام کو ان کی قبر سے منتقل کرنا

(٣٨٢٠)۔ عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى، قَالَ: اَتَى النَّبِيُّ ﷺ اَعْرَابِيًّا فَاَكْرَمَهُ، فَقَالَ لَهُ: ((اِئْتِنَا۔)) فَاَتَاهُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ (وَفِيْ رِوَايَةٍ: نَزَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِاَعْرَابِيِّ فَاَكْرَمَهُ، فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((تَعَهَّدْنَا ائْتِنَا۔)) فَاَتَاهُ الْاَعْرَابِيُّ، فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((سَلْ حَاجَتَكَ۔)) فَقَالَ: نَاقَةٌ بِرَحْلِهَا وَاَعْنُزًا يَحْلِبُهَا اَهْلِيْ، فَقَالَ

سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ ایک بدو کے پاس گئے، اس نے آپ ﷺ کی بڑی عزت کی۔ آپ ﷺ نے اسے فرمایا: ''تم بھی ہمارے پس آنا۔'' چنانچہ وہ آپ ﷺ کے پاس آیا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک بدو کے پاس ٹھہرے، اس نے آپ ﷺ کی بڑی آؤ بھگت کی۔ آپ ﷺ نے اسے فرمایا: ''تم نے ہماری بڑی دیکھ بھال کی ہے، ہمارے پاس بھی آنا۔'' چنانچہ وہ بدو ایک دن آپ ﷺ کے پاس آیا۔

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَعَجَزْتُمْ أَنْ تَكُوْنُوْا مِثْلَ عَجُوْزِ بَنِي إِسْرَائِيْلَ؟)) فَقَالَ أَصْحَابُهُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! وَمَا عَجُوْزُ بَنِي إِسْرَائِيْلَ؟ قَالَ: ((إِنَّ مُوْسٰى لَمَّا سَارَ بِبَنِي إِسْرَائِيْلَ مِنْ مِصْرَ، ضَلُّوْا الطَّرِيْقَ، فَقَالَ: مَا هٰذَا؟ فَقَالَ عُلَمَاؤُهُمْ: نَحْنُ نُحَدِّثُكَ: إِنَّ يُوْسُفَ لَمَّا حَضَرَهُ الْمَوْتُ أَخَذَ عَلَيْنَا مَوْثِقًا مِنَ اللّٰهِ أَنْ لَا نَخْرُجَ مِنْ مِصْرَ حَتّٰى نَنْقُلَ عِظَامَهُ مَعَنَا۔ قَالَ: فَمَنْ يَعْلَمُ مَوْضِعَ قَبْرِهِ؟ قَالُوْا: مَانَدْرِي أَيْنَ قَبْرُ يُوْسُفَ إِلَّا عَجُوْزٌ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيْلَ، فَبَعَثَ إِلَيْهَا، فَأَتَتْهُ، فَقَالَ: دُلُّوْنِي عَلٰى قَبْرِ يُوْسُفَ قَالَتْ: لَا وَاللّٰهِ، لَا أَفْعَلُ حَتّٰى تُعْطِيَنِي حُكْمِي۔ قَالَ: وَمَا حُكْمُكِ؟ قَالَتْ: أَكُوْنُ مَعَكَ فِي الْجَنَّةِ۔ فَكَرِهَ أَنْ يُعْطِيَهَا ذٰلِكَ، فَأَوْحَى اللّٰهُ إِلَيْهِ أَنْ أَعْطِهَا حُكْمَهَا، وَانْطَلَقَتْ بِهِمْ إِلٰى بُحَيْرَةٍ، مَوْضِعِ مُسْتَنْقَعِ مَاءٍ، فَقَالَتْ: اَنْضِبُوْا هٰذَا الْمَاءَ، فَأَنْضَبُوْا۔ قَالَتْ: احْفِرُوْا وَاسْتَخْرِجُوْا عِظَامَ يُوْسُفَ۔ فَلَمَّا أَقَلُّوْهَا إِلَى الْأَرْضِ، إِذَا الطَّرِيْقُ مِثْلُ ضَوْءِ النَّهَارِ۔))

(الصحيحة:٣١٣)

رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا: ''اپنی کسی ضرورت کا اظہار کرو (تاکہ میں اسے پورا کر دوں)۔'' اس نے کہا: کجاوہ سمیت ایک اونٹنی چاہئے اور کچھ بکریاں، تاکہ گھر والے دودھ دوہ سکیں۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم لوگ بنو اسرائیل کی بڑھیا کی طرح (بھی مطالبہ پیش کرنے سے) عاجز آ گئے ہو؟'' صحابہ نے عرض: اے اللہ کے رسول! یہ بنو اسرائیل کی بڑھیا (کا کیا واقعہ) ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب حضرت موسیٰ علیہ السلام بنو اسرائیل کو لے کر مصر سے روانہ ہوئے تو وہ راستہ بھول گئے۔ آپ علیہ السلام نے پوچھا: یہ کیا ہو گیا ہے؟ ان کے علما نے کہا: ہم بتاتے ہیں، جب حضرت یوسف علیہ السلام کی موت کا وقت آ پہنچا تو انھوں نے اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے کر ہم سے یہ عہد و پیمان لیا کہ اس وقت تک مصر سے نہ نکلنا، جب تک میری ہڈیاں بھی یہاں سے منتقل نہ کر دو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: تو پھر ان کی قبر کے بارے کون جانتا ہے؟ علما نے کہا: ہمیں تو حضرت یوسف علیہ السلام کی قبر کا علم نہیں ہے، ہاں بنو اسرائیل کی ایک بوڑھی عورت کو اس کا علم ہو سکتا ہے۔ آپ علیہ السلام نے اس کی طرف پیغام بھیجا اور وہ آ گئی۔ اسے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا: مجھے حضرت یوسف علیہ السلام کی قبر کے بارے میں بتاؤ۔ اس نے کہا: نہیں، اللہ کی قسم! میں اس وقت تک نہیں بتلاؤں گی، جب تک آپ میرا مطالبہ پورا نہیں کرتے۔ آپ نے پوچھا: تیرا مطالبہ کیا ہے؟ اس نے کہا: آپ کے ساتھ جنت میں رہنا چاہتی ہوں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو یہ ناگوار گزرا کہ اسے یہ ضمانت دے دی جائے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی کی کہ اس بڑھیا کے لیے اس کا مطالبہ ادا کر دو۔ تب وہ ان کو ایک بحیرہ کی طرف لے کر گئی، وہاں ایک جوہڑ تھا، اس نے کہا: اس کا سارا پانی نکال دو۔ انھوں نے سارا پانی وہاں سے خشک کر دیا۔ پھر اس نے کہا: اب اس کو کھودو اور حضرت یوسف علیہ السلام کی ہڈیاں نکال لو (ان کی مراد حضرت یوسف کا وجود تھا)۔ (ایسے ہی کیا گیا) جب انھوں نے ان ہڈیوں کو اٹھایا تو راستہ دن

کی طرح روشنی ہو گیا۔"

تخريج: أخرجه أبويعلى فى "مسنده": ٤٤/٣٤٤ / ١، والحاكم: ٢/ ٤٠٤-٤٠٥، ٥٧١-٥٧٢

شرح:...... اس واقعہ میں بنو اسرائیل کی بوڑھی عورت نے کمال ذہانت استعمال کی، دور اندیش لوگوں کی نگاہیں دور دور تک دیکھ لیتی ہیں۔ یہ فکرِ آخرت کا نتیجہ ہے۔

امام البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں: اس حدیث میں "عظام یوسف" یعنی حضرت یوسف علیہ السلام کی ہڈیوں کا ذکر ہے۔ یہ الفاظ بظاہر درج ذیل حدیث کے متعارض ہیں:

سیدنا اوس بن اوس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((اِنَّ اللّٰـهَ حَرَّمَ عَلَى الْاَرْضِ اَنْ تَـاْكُـلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِيَاءِ۔)) ...... "بیشک اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیا کے جسم کھانا حرام کیا ہے۔" (صحیح ابو داود: ٩٦٢، صحیحہ: ١٥٢٧)

لیکن درج ذیل حدیث کو دیکھا جائے تو مذکورہ بالا احادیث میں موجودہ تعارض ختم ہو جاتا ہے: سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب موٹے ہو گئے، تو سیدنا تمیم داری رضی اللہ عنہ نے آپ سے کہا: اَلَا اَتَّخِذُ لَكَ مِنْبَرًا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! يَجْمَعُ اَوْ يَحْمِلُ عِظَامَكَ؟ قَالَ: ((بَلٰى۔)) فَاتَّخِذْ لَهُ مِنْبَرًا مِرْقَاتَيْنِ۔...... اے اللہ کے رسول! کیا میں آپ کے لیے منبر نہ بنوا لاؤں، جو آپ کے وجود کو سہارا دے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "کیوں نہیں۔" پھر دو سیڑھیوں والا منبر بنوا لائے۔ (ابو داود: ١٠٨١)

اس حدیث سے مجھے پتہ چلا کہ "جز" بول کر "کل" مراد لیا جا رہا ہے، یعنی "عظام" سے مراد "وجود" لیا گیا ہے، جیسے اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿وقرآن الفجر﴾ سے نمازِ فجر مراد لی گئی ہے۔

معلوم ہوا کہ پہلی حدیث میں "عظام یوسف" سے مراد حضرت یوسف علیہ السلام کا وجود ہے، نہ کہ ان کی ہڈیاں۔ (صحیحہ: ٣١٣)

یہودیوں کے اکہتر، عیسائیوں کے بہتر اور امت مسلمہ کے تہتر فرقے
امتِ مسلمہ کے عوام وخواص میں فرقۂ ناجیہ

(٣٨٢١)۔ عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ مَرْفُوْعًا: ((اِفْتَرَقَتِ الْيَهُوْدُ عَلٰى اِحْدٰى وَسَبْعِيْنَ فِرْقَةً، فَوَاحِدَةٌ فِي الْجَنَّةِ وَسَبْعِيْنَ فِي النَّارِ، وَافْتَرَقَتِ النَّصَارٰى عَلَى اثْنَيْنِ وَسَبْعِيْنَ فِرْقَةً، فَوَاحِدَةٌ فِي الْجَنَّةِ وَاِحْدٰى وَسَبْعِيْنَ فِي النَّارِ، وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ!

سیدنا عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "یہودی اکہتر فرقوں میں بٹ گئے، ان میں سے ایک جنت میں داخل ہوا اور ستر جہنم میں۔ نصاریٰ بہتر فرقوں میں تقسیم ہو گئے، ان میں سے ایک جنت میں داخل ہوا اور بہتر آتشِ دوزخ میں۔ اور اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! میری امت تہتر فرقوں میں بٹ جائے

لَتَفْتَرِقَنَّ أُمَّتِي عَلٰى ثَلَاثٍ وَّسَبْعِيْنَ فِرْقَةً ، فَوَاحِدَةٌ فِي الْجَنَّةِ ، وَثِنْتَيْنِ وَسَبْعِيْنَ فِي النَّارِ۔)) قِيْلَ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ هُمْ ؟ قَالَ : ((هُمُ الْجَمَاعَةُ۔)) (الصحيحة: ١٤٩٢)

گے، ان میں سے ایک جنت میں جائے گا اور بہتر جہنم میں۔'' کہا گیا: اے اللہ کے رسول! وہ (جنت میں داخل ہونے والے) کون ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جو جماعت کی شکل میں ہوں گے۔

تخريج: رواه ابن ماجه: ٢/ ٤٧٩ ، وابن أبي عاصم في "السنة" ٦٣ ، واللالكائي في "شرح السنة" ١/ ٢٣/ ١

شرح:...... عبدالقاہر تمیمی نے اس حدیث کی شرح لکھتے ہوئے کہا: اربابِ علم جانتے ہیں کہ مذموم فرق سے آپ ﷺ کی مراد حلال و حرام کے حوالے سے فقہ کی فروعات میں اختلاف کرنے والے لوگ مراد نہیں ہیں، انھوں نے اختلافات کی وجہ سے ایک دوسرے کو فاسق اور کافر نہیں کہا۔ آپ ﷺ نے ان افراد کی مذمت کی، جنہوں نے اصولِ توحید، خیر و شر کی تقدیر، نبوت و رسالت کی شروط اور صحابہ کرام کی موالات جیسے اعتقادی مسائل میں اہل حق کی مخالفت کی، یہ افراد مختلف فرقوں میں بٹ کر ایک دوسرے کی تکفیر کرنے لگے۔ اس حدیث کا موضوع یہی لوگ ہوں۔ عہد صحابہ کے آخر میں ہی قدریوں کا معبد جہنی اور اس کے پیروکاروں سے اختلاف شروع ہو گیا تھا، پھر نزاع و خلاف میں اضافہ ہوتا رہا، حتی کہ بہتر فرقے پورے ہو گئے اور تہترواں فرقہ اہل السنۃ والجماعۃ ہے، جو کہ فرقۂ ناجیہ ہے۔ (تحفۃ الاحوذی) اگرچہ عصر حاضر میں مسلمانوں کا شیرازہ بکھر چکا ہے، کوئی بانظم جماعت موجود نہیں۔ ایسے میں اللہ تعالی سے خلافت اسلامیہ کا سوال کیا جائے اور ہر ممکنہ صورت میں قرآن و حدیث پر عمل کیا جائے۔

علامہ البانی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں: شیخ صالح مقبلی رحمہ اللہ نے (العلم الشامخ فی ایثار الحق علی الآباء والمشایخ: صـ ٤١٤) میں کہا: بلا شک و شبہ کثیر روایات سے امت کا تہتر فرقوں میں بٹ جانا ثابت ہوتا ہے،...... (پھر انھوں نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ذکر کی اور کہا:) اصل اشکال اس جملے میں ہے: ((كُلُّهَا فِي النَّارِ إِلَّا مِلَّةً۔)) ......''سارے کے سارے فرقے جہنم میں جائیں گے، سوائے ایک کے۔''

یہ بات بھی یقینی اور احادیثِ صحیحہ سے ثابت ہے کہ آپ ﷺ کی امت خیر الامم ہے، یہ جنت کی نصف آبادی پر مشتمل ہو گی اور سابقہ امتوں کی بہ نسبت ان میں مشرکین کی تعداد اتنی قلیل ہو گی، جیسے سیاہ رنگ کے بیل میں تھوڑے سے سفید بال ہوتے ہیں۔

ایک طرف بہتر فرقوں کا جہنم میں داخل ہونا اور ایک طرف یہ احادیث، اب کیا کیا جائے؟ بعض لوگوں نے سرے سے ''ایک فرقے کے علاوہ سب جہنم میں داخل ہوں گے'' والے جملے کو ضعیف قرار دیا اور بعض نے اس کی تاویل کر کے جواب دیا اور کہا:

یہ بات بڑی واضح ہے کہ تہتر فرقوں والی حدیث کا یہ معنی نہیں کہ فرقہ ناجیہ سرے سے اختلاف سے محفوظ رہے گا، کیونکہ جلیل القدر صحابہ میں بھی اختلاف تو موجود تھے، (لیکن اس کے باوجود وہ ایک جماعت تھے)۔ اس حدیث میں ایسا

اختلاف مراد ہے، جس کی وجہ سے اس کا حامل مستقل بدعتی فرقے میں داخل ہو جاتا ہے، مثال کے طور پر اہم بنیادی مسائل میں بدعات کا رونما ہونا کہ جن کی وجہ سے بے شمار بڑی بڑی مفسدتیں وجود میں آئیں۔لیکن اس کے باوجود کسی ایک فرقے کو مکمل طور پر متعین نہیں کیا جا سکتا۔

پھر ایک اشکال کا جواب دیتے ہوئے کہا: لوگوں کی دو قسمیں ہیں: عوام اور خواص۔

عوام کے اگلوں پچھلوں میں کوئی فرق نہیں ہے، جیسے عورتیں، غلام، مزدور اور دوسرا عام طبقہ۔ یہ لوگ ہمیشہ خواص کے امور سے دور رہے، بلا شک وشبہ ان کو بدعتوں سے بری سمجھا جائے گا۔

رہا مسئلہ خواص کا، تو یہ کئی اقسام پر مشتمل ہیں:

(پہلی قسم) ان میں ایسے ایسے بدعتی موجود ہیں، جنھوں نے بدعات ایجاد کر کے ان کو اپنا نصب العین قرار دیا، کئی مبلغین نے ان کو تقویت دی اور ان کو مرکزی حیثیت دے کر قرآن وسنت کی واضح نصوص کی تاویل کر کے اِن کو اُن کی روشنی میں سمجھا۔ پھر بعد میں آنے والوں نے انہی کی فقہ اور تعصب کو منزل مقصود سمجھا۔ بسا اوقات تو ایسے بھی ہوتا یا اپنے امام کی بدعت کی تجدید کرتے اور اس کی فروعات بنا کر امام پر وہ کچھ تھوپ دیتے، جس کا وہ خود ذمہ نہیں ٹھہر سکتا تھا۔ یہ واقعی بدعتی ہیں اور کافی ساری تعداد میں ہیں، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿تَكَادُ السَّمَاوَاتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنْشَقُّ الْاَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا﴾ (سورۂ مریم: ۹۰) ......''قریب ہے کہ اس قول کی وجہ سے آسمان پھٹ جائیں اور زمین شق ہو جائے اور پہاڑ ریزے ریزے ہو جائیں۔''

مثلا اللہ تعالی کی حکمت کی نفی کرنا یا اس چیز کی نفی کرنا کہ اللہ تعالی بندے کو قدرت دیتا ہے، یا یہ کہنا بندے کو اس کی طاقت سے بڑھ کر تکلیف دی جاتی ہے، یا یہ کہنا کہ بندہ قبیح اعمال کرتا ہے لیکن ان کو قبیح سمجھا نہیں جاتا۔ وغیرہ وغیرہ۔

پھر بھی ہم کہیں گے کہ ان بدعات کے حقائق اللہ تعالی کے پاس ہیں، ہم نہیں جانتے کہ کون سے بدعتی کس بدعت کی وجہ سے تہتر فرقوں میں سے کس فرقے میں داخل ہوتا ہے۔

(دوسری قسم) بعض لوگ ایسے ہیں، جو خواص کی پہلی قسم کے پیروکار بنے اور تدریس وتصنیف کے ذریعے ان کے لشکر کو مضبوط کیا، لیکن فی نفسہ حق کی طرف میلان رکھتے تھے، بسا اوقات ان بحثوں کے دوران انھوں نے مخفی انداز میں حق کے مخالف امور کا بھی ذکر کیا۔ ممکن ہے کہ انھوں نے کسی گھٹیا مصلحت کی بنا پر یا عزت و جان کو اذیتوں سے بچانے کے لیے ایسے کیا ہو۔

خلاصہ یہ ہے کہ یہ لوگ حق و باطل کی معرفت تو رکھتے تھے، لیکن بیان کے وقت خبط و دیوانگی میں مبتلا ہو جاتے۔ ان کا معاملہ اللہ تعالی کے سپرد ہے، یہ اس کی مرضی ہے کہ ان کا حشر اِن بدعتی لوگوں کے ساتھ کرے یا ان کا عذر قبول کر کے ان کو بخش دے۔ آپ دیکھیں گے کہ اکثر اہل نظر نے ایسے ہی کیا، اللہ کی قسم! ان کا شرّ بہت بڑا ہے، بعض مقامات پر ان کا شرّ اس قدر غالب رہا کہ یہ بھی نہ سمجھا جا سکا کہ آیا یہ لوگ بھی حق کی طرف میلان رکھتے ہیں؟ اس چیز کی معرفت کا

کوئی فائدہ بھی نہیں کہ فلاں آدمی کو حق کی معرفت تو ہے، لیکن وہ اسے مخفی رکھتا ہے۔ واللہ المستعان۔

(تیسری قسم) بعض لوگ نہ اہل تحقیق ہیں اور نہ حقائق پر مطلع ہونے کے لیے تیار ہیں، انھوں نے بدعتی لوگوں کے ماحول میں تربیت پائی ہے اور اُن کے مفاد و مسلک کے مطابق ڈھلی ہوئی بحثوں کی معرفت حاصل کی، بہرحال یہ لوگ ان ابحاث کے مقاصد کو پوری طرح نہ سمجھ سکے۔ چونکہ یہ لوگ پست عزائم تھے اور ان کے قلوب و اذہان میں ان کے سلف کا ایک مقام تھا، اس لیے انھوں نے ان ہی پر اکتفا کرنے میں عافیت سمجھی۔ ایسے لوگوں کی تعداد بہت زیادہ ہے، ان بیچاروں کو خواص کی خصوصیت ملی نہ عوام الناس کی سلامت۔

مذکورہ بالا تین اقسام میں سے پہلی قسم والے قطعی طور پر اور دوسری قسم والے بظاہر بدعتی ہیں اور تیسری قسم والے بھی بہرحال بدعت کے زمرے میں آ جاتے ہیں۔

(چوتھی قسم) خواص کی چوتھی قسم کے لوگ پہلوں میں زیادہ اور پچھلوں میں کم نظر آتے ہیں، یہ لوگ کتاب وسنت پر متوجہ ہوئے اور ان کے پابند ہو کر رہ گئے، جہاں قرآن وسنت نے خاموشی اختیار کی، وہاں یہ بھی خاموش رہے، یہ لایعنی اور بے مقصد تکلف سے باز رہے۔ ان کا عزم سلامتی تھا، یہ سنت کی حفاظت کو اپنی جانوں کے تحفظ سے مقدم سمجھتے تھے۔ ان کا سکون اس میں تھا کہ قرآن مجید کی تلاوت کی جائے، عربی زبان کے آداب اور منقول تفسیرات کی روشنی میں اس کو سمجھا جائے اور احادیثِ نبویہ کے الفاظ و احکام کو ثابت کیا جائے اور ان کی معرفت حاصل کی جائے۔ یہی لوگ اہل السنہ ہیں، یہی فرقہ ناجیہ ہے اور انہی کی طرف عوام کا رجحان ہے۔

اگر آپ مذکورہ بالا بحث کو ذہن نشین کر لیں گے تو سوال کی اس ممنوعہ صورت سے آپ کی جان چھوٹ جائے گی اور وہ ہے کہ امت کا بڑا حصہ ہلاک ہو جائے گا، کیونکہ دورِ قدیم اور دورِ جدید میں امت کی کثیر تعداد کا تعلق عوام الناس سے رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہر مسلمان کے لیے وسیع ہے، ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ خواص کی دوسری اور تیسری قسم کے لوگوں اور خفیف بدعتوں کے حاملین پر اپنی رحمت نچھاور کر دے۔ ہم نے اس حدیثِ مبارکہ کے مصداق پر گفتگو کی ہے۔

اس بحث کی روشنی میں یہ کہنا مناسب ہوگا کہ بدعتی فرقوں کی کثیر تعداد کے تمام افراد، دوسرے مسلمانوں کا ہزارواں حصہ بھی نہیں بنتے۔ آپ خود غور کریں، تاکہ اس حدیثِ مبارکہ کا ربّ تعالیٰ کے رحم و کرم کی مستحق امت کے فضائل سے ٹکراؤ پیدا نہ ہو۔

میں (البانی) کہتا ہوں: شیخ مقبل کا کلام ختم ہوا، جو بڑا پائیدار اور مضبوط بنیادوں پر قائم ہے، اس سے کلام پیش کرنے والے کے علم و فضل اور دقتِ نظر کا اندازہ ہو جاتا ہے اور ان اشکالات سے خلاصی ہو جاتی ہے، جن کی بنا پر عمدہ بن وزیر رحمہ اللہ نے اس حدیث کو معلول قرار دینے والی رائے قائم کی۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے، جس نے ہمیں یہ توفیق بخشی کہ ہم اس حدیث کی سندی حیثیت کو صحیح ثابت کرنے اور اس کے متن میں پیدا ہونے والے شبہات کو زائل کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ وہی معبودِ برحق ہے، جو توفیق بخشتا ہے۔

عصر حاضر کے ایک مصنف نے اپنی کتاب (ادب الجاحظ : صـ ۹۰) میں اپنے شیخ جاحظ کا دفاع کرتے ہوئے اس حدیث کی صحت کا انکار کر دیا، وہ کہتا ہے: ''اگر یہ حدیث صحیح ثابت ہو جائے تو یہ امت اسلامیہ کی اکثریت کے حق میں بہت بڑی مصیبت ثابت ہوگی، اس کا مطلب یہ ہوگا کہ اس امت کی اکثریت ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جہنم میں رہے گی، اگر یہ حدیث صحیح ہوتی تو سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ مانعینِ زکوۃ کو مرتدّ خیال کر کے ان کے خلاف محاذ آرائی نہ کرتے، ....''

اس کلام کا واضح طور پر باطل ہونا اس آدمی پر ردّ کرنے کے لیے کافی ہے، بالخصوص شیخ مقبل کے کلام کا مطالعہ کرنے کے بعد۔ دوسری بات یہ ہے کہ ''ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جہنم میں رہنا'' اس آدمی کا خود ساختہ نظریہ ہے، جو اس نے حدیثِ مبارکہ پر طعن کرنے کے لیے اپنایا، وگرنہ حدیث سے اس قسم کی کوئی وعید ثابت نہیں ہوتی۔ (صحيحه : ۲۰٤) رحم الله الالباني رحمة واسعة

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ سلف صالحین یعنی صحابہ کرام، تابعین عظام اور ائمہ و محدثین کے منہج کو سامنے رکھتے ہوئے قرآن و حدیث کے احکام پر عمل کیا جائے، اور کسی خاص شخص کی فقہ کی طرف نسبت اور پابندی سے بچا جائے۔

حضرت آدم علیہ السلام کو مٹی کی تین اقسام سے پیدا کیا گیا

(۳۸۲۲)۔ عَنْ اَبِي ذَرٍّ مَرْفُوْعًا: ((اِنَّ آدَمَ خُلِقَ مِنْ ثَلَاثِ تُرُبَاتٍ: سَوْدَاءَ ، وَبَيْضَاءَ ، وَخَضْرَاءَ۔)) (الصحيحة: ۱۵۸۰)

سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بیشک حضرت آدم علیہ السلام کو تین قسم کی مٹی سے پیدا کیا گیا: کالی، سفید اور سبز۔

تخريج: رواه ابن سعد في "الطبقات": ۱/ ۳٤، وعنه ابن عساكر في "تاريخ دمشق": ۲/ ۳۰۹/ ۱

شرح: ...... اس حدیث کی مزید وضاحت یہ ہے: سیدنا ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (اِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ آدَمَ مِنْ قَبْضَةٍ قَبَضَهَا مِنْ جَمِيْعِ الْاَرْضِ فَجَاءَ بَنُوْ آدَمَ عَلٰى قَدْرِ الْاَرْضِ ، مِنْهُمُ الْاَحْمَرُ وَالْاَبْيَضُ وَالْاَسْوَدُ وَ بَيْنَ ذَالِكَ وَالسَّهْلُ وَالْحَزَنُ وَالْخَبِيْثُ وَالطَّيِّبُ۔) (ابو داود، ترمذی) ...... ''بیشک اللہ تعالی نے حضرت آدم علیہ السلام کو ایک مٹھی (مٹی) سے پیدا کیا، جو اس نے زمین (کے مختلف حصوں سے) جمع کی۔ بنو آدم زمین کے (مختلف حصوں کے) مطابق پیدا ہوئے۔ کوئی سرخ ہے اور کوئی سفید، کوئی سیاہ ہے اور کوئی ملے جلے رنگ کا، کوئی نرم مزاج ہے اور کوئی سخت مزاج، کوئی خبیث ہے اور کوئی طیب۔''

ابلیس نے حضرت آدم علیہ السلام کا ڈھانچہ دیکھ کر اپنی کامیابی کا اندازہ لگا لیا

(۳۸۲۳)۔ عَنْ اَنَسٍ مَرْفُوْعًا: ((لَمَّا صَوَّرَ

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی آدَمَ علیہ السلام تَرَكَهُ، فَجَعَلَ اِبْلِيْسُ يَطُوْفُ بِهٖ يَنْظُرُ اِلَيْهِ، فَلَمَّا رَآهُ اَجْوَفَ، قَالَ: ظَفَرْتُ بِهٖ، خَلْقٌ لَا يَتَمَالَكُ۔)) (الصحيحة:٢١٥٨)

فرمایا: ''جب اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی تصویر (ڈھانچہ) تیار کیا تو اسے یوں ہی پڑا ہوا چھوڑ دیا۔ ابلیس اس کے ارد گرد گھوم کر اسے دیکھنے لگ گیا، جب اس نے دیکھا کہ یہ تو اندر سے خالی (یعنی کھوکھلا) ہے تو کہا: میں اس کے مقابلے میں کامیاب ہو جاؤں گا، کیونکہ یہ ایسی مخلوق ہے جو اپنے آپ پر قابو نہیں پا سکے گی۔''

تخريج: رواه عبدالله بن أحمد فی "الزهد":٤٨، وابن عساكر:٢/ ٣١٠/ ١، وأخرجه مسلم فی "صحيحه":٨/ ٣١ دون قوله: ((ظفرت به))، واحمد:٣/ ١٥٢، ٢٢٩، ٢٤٠، ٢٥٤

شـــرح:...... ابلیس نے حضرت آدم علیہ السلام کے ڈھانچے سے اندازہ لگا لیا تھا کہ وہ اس کو اور اس کی اولاد کو ورغلانے میں کامیاب ہو جائے گا۔

''اَجْـــوَف'' (کھوکھلا) اسے کہتے ہیں، جو متغیر الحال، متزلزل الامر اور آفات کے درپے ہو اور جس میں قوت اور ثبات نہ ہو اور جس میں شہوات کو روکنے اور وسوسوں کو دفع کرنے کا ملکہ نہ ہو۔ یوں سمجھیں کہ اللہ تعالیٰ کی صفتِ ''صمد'' کے مقابلے میں انسان کی صفت ''اجوف'' ہے۔ ''صمد'' اس ہستی کو کہتے ہیں جو خود ہر ایک سے غنی ہو، جبکہ ساری مخلوق اپنی حاجات کو پورا کرنے کے لیے اس کا قصد کرتی ہو، اور انسان اپنی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے دوسروں کا محتاج ہے اور اسے کھانے پینے کی ضرورت ہے۔

ابلیس کا یہ اندازہ حضرت آدم یا دوسرے انبیا و رسل کے بارے میں نہ تھا، بلکہ نسلِ انسانی کی فطرت کے بارے میں تھا، جو اس نسل کی کثیر تعداد کے حق میں سچ ثابت ہوا۔

حضرت آدم علیہ السلام کا چھینکنا

(٣٨٢٤)۔ عَنْ اَنَسٍ مَرْفُوْعًا: ((لَمَّا نَفَخَ اللّٰهُ فِيْ آدَمَ الرُّوْحَ، فَبَلَغَ الرُّوْحُ رَأْسَهُ عَطَسَ، فَقَالَ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ، فَقَالَ لَهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی: يَرْحَمُكَ اللّٰهُ۔)) (الصحيحة:٢١٥٩)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام میں روح پھونکی اور وہ سر تک پہنچی تو وہ چھینکے اور ''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ'' کہا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے جواب میں کہا: ''يَرْحَمُكَ اللّٰهُ'' (یعنی اللہ تجھ پر رحم کرے)۔''

تخريج: أخرجه ابن حبان:٢٠٨١، و رواه الحاكم:٤/ ٢٦٣ موقوفا

شـــرح:...... مختلف احادیث میں ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر عائد ہونے والے حقوق بیان کئے گئے ہیں، ان میں سے ایک حق کی تفصیل یہ ہے کہ چھینکنے والا ''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ'' کہے، سننے والا ''يَرْحَمُكَ اللّٰهُ'' کہے اور پھر

چھینکنے والا ''يَهْدِيْكُمُ اللّٰهُ وَيُصْلِحُ بَالَكُمْ'' کہے۔

''خَلَقَ اللّٰهُ آدَمَ عَلٰى صُوْرَتِهِ'' کی تشریح

حضرت آدم علیہ السلام کی تصویر اور قد

(٣٨٢٥)۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعًا: ((اِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ آدَمَ عَلٰى صُوْرَتِهِ، وَطُوْلُهُ سِتُّوْنَ ذِرَاعًا۔)) (الصحيحة: ١٠٧٧)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بیشک اللہ تعالی نے حضرت آدم علیہ السلام کو ان کی صورت پر پیدا کیا اور ان کا قد ساٹھ ہاتھ تھا۔

تخريج: أخرجه أحمد: ٢/ ٣٢٣، وعبد الله بن احمد فى ''كتاب السنة'': صـ ١٧٦

(٣٨٢٦)۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعاً: ((إِذَا ضَرَبَ أَحَدُكُمْ فليجتنِبِ الْوَجْهَ فَإِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ آدَمَ عَلٰى صُوْرَتِهِ۔)) (الصحيحة:٨٦٢)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب کوئی آدمی کسی کو سزا دے تو چہرے پر مارنے سے گریز کرے، کیونکہ اللہ تعالی نے حضرت آدم کو اس کی صورت پر پیدا کیا۔''

تخريج: أخرجه أحمد: ٢/ ٢٤٤، واخرج البخاري: ٥/ ١٨٢/ ٢٥٥٩، ومسلم: ٨/ ٣١ منه الشطر الاول بلفظ: ((اذا قاتل احدكم اخاه......)) وليس عند البخاري: ((اخاه))

شرح:...... یہ حدیث احترامِ انسانیت کا منہ بولتا ثبوت ہے، ہر سلیم الفطرت تسلیم کرتا ہے کہ تربیتی مراحل میں بعض اوقات سزائیں ضروری ہو جاتی ہیں، شریعتِ اسلامیہ نے نہ صرف اس ضابطے کو برقرار رکھا، بلکہ مقامِ انسانیت کو مجروح ہونے سے بچایا۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے کہا: امام نووی رحمہ اللہ کہتے ہیں: علمائے کرام کا خیال ہے کہ چہرہ نرم و نازک اور پیاری چیز ہے، تمام محاسن کا مجموعہ ہے، یہ حواس خمسہ (دیکھنا، سونگھنا، چکھنا، سننا، چھونا) کے اکثر افراد پر بھی مشتمل ہے، یہ اندیشہ ہے کہ کسی ضرب کی وجہ سے چہرہ بھدا، اور بدشکل نظر آنے لگے اور دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ مارنے سے نہ صرف بھونڈا پن اور عیب داری نظر آئے گی، بلکہ وہ انتہائی واضح لگے گی، ان وجوہات کی بنا پر شریعتِ اسلامیہ نے چہرے پر مارنے سے منع کر دیا ہے۔(فتح الباری: ٥/ ٢٢٩) ان نصوص کے باوجود بعض لوگ اپنے ملازموں کو اور بعض والدین اور اساتذہ اپنے بچوں اور شاگردوں کو سزا دیتے وقت ان کے چہروں پر ضرب لگاتے ہیں اور تھپڑ مارتے ہیں۔

حافظ ابن حجر دوسرے مقام پر اس حدیثِ مبارکہ کے فوائد بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: اللہ تعالی نے حضرت آدم علیہ السلام کو ان کی صورت پر پیدا کیا، اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کو جس صورت پر پیدا کیا گیا، جنت میں اور جنت سے اترنے کے بعد، بلکہ وفات تک وہی صورت قائم رہی یا اس کا مطلب یہ ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کو مختلف مراحل سے

گزارے بغیر ابتدائے تخلیق سے ہی ایک وجود عطا کر دیا گیا، پھر اسی پر ان کو برقرار رکھا، جبکہ ان کی اولاد اپنی تخلیق کے دوران کئی مراحل سے گزرتی ہے۔

اس حدیثِ مبارکہ میں آخرت کے منکر اور زمانے کی بقا کے قائلین دہریوں کا ردّ ہے، جن کا خیال ہے انسان نطفے سے پیدا ہوتا ہے اور نطفہ انسان سے نکلتا ہے اور اس کی کوئی ابتدا نہیں، بلکہ ازل سے انسانی تخلیق کا یہ نظام چل رہا ہے۔ آپ ﷺ نے اس حدیث میں وضاحت کی کہ اللہ تعالیٰ نے خود انسانِ اوّل حضرت آدم علیہ السلام کو ان کی صورت پر پیدا کیا۔ نیز اس حدیث میں ماہرینِ علمِ طبیعات کا بھی ردّ ہے، جن کا خیال ہے کہ انسان، ایک فطرت اور اس کی تاثیر کا فعل ہے۔ یہ حدیث قدریوں کا بھی ردّ کرتی ہے جو تقدیرِ خداوندی کے منکر ہیں اور اس بات کے قائل ہیں کہ انسان اپنے افعال کی تخلیق خود کرتا ہے، نہ کہ اللہ تعالیٰ۔ (فتح الباری: ۱۱/ ٤)

امام البانی رحمہ اللہ نے کہا: اس حدیث میں "عَلٰی صُوْرَتِہٖ" میں "ہ" ضمیر کا مرجع لفظ "آدم" ہے، نہ کہ لفظ "اللّٰہ"، کیونکہ یہی قریب ہے اور صحیح بخاری کی سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ والی روایت میں اس کی یوں وضاحت کی گئی ہے: ((خَلَقَ اللّٰہُ آدَمَ عَلٰی صُوْرَتِہٖ طُوْلُہٗ سِتُّوْنَ ذِرَاعًا۔)) ...... ''اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم کو اس کی صورت پر پیدا کیا اور ان کا قد ساٹھ ہاتھ تھا۔'' یہ حدیث صحیحہ (۴۴۹) میں گزر چکی ہے۔

رہا مسئلہ اس حدیث کا: ((خَلَقَ اللّٰہُ آدَمَ عَلٰی صُوْرَۃِ الرَّحْمٰنِ۔)) ...... ''اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم کو رحمٰن کی صورت پر پیدا کیا۔''

تو یہ منکر ہے، میں نے اس کی تفصیل (سلسلة الاحاديث الضعيفة: ۱۱۷۵، ۱۱۷٦) میں بیان کی ہے اور شیخ تویجری رحمہ اللہ جیسے ہم عصروں کی تصحیح کا رد بھی کیا ہے۔ (صحيحه: ۸٦۲)

(۳۸۲۷)۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعًا: ((خَلَقَ اللّٰهُ آدَمَ عَلٰى صُوْرَتِهٖ، طُوْلُهٗ سِتُّوْنَ ذِرَاعًا۔ فَلَمَّا خَلَقَهٗ قَالَ: اِذْهَبْ فَسَلِّمْ عَلٰى اُولٰئِكَ النَّفَرِ مِنَ الْمَلَائِكَةِ جُلُوْسٍ، فَاسْتَمِعْ مَا يُحَيُّوْنَكَ، فَاِنَّهَا تَحِيَّتُكَ وَتَحِيَّةُ ذُرِّيَّتِكَ۔ فَقَالَ: اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ۔ فَقَالُوْا: اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ۔ فَزَادُوْهُ: وَرَحْمَةُ اللّٰهِ، فَكُلُّ مَنْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ عَلٰى صُوْرَةِ آدَمَ، فَلَمْ يَزَلِ الْخَلْقُ يَنْقُصُ بَعْدُ حَتَّى الْآنَ۔))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو ان کی صورت پر پیدا کیا، ان کا قد ساٹھ ہاتھ تھا۔ جب اللہ تعالیٰ نے ان کی تخلیق کی تو فرمایا: جاؤ اور فرشتوں کی بیٹھی ہوئی اُس جماعت کو سلام کہو اور غور سے سنو کہ وہ آپ کو جوابا کیا کہتے ہیں، کیونکہ یہی (جملے) آپ اور آپ کی اولاد کا سلام ہوں گے۔ (وہ گئے اور) کہا: السلام علیکم۔ انھوں نے جواب میں کہا: السلام علیک ورحمۃ اللہ۔ یعنی ''ورحمۃ اللہ'' کے الفاظ کی زیادتی کی۔ جب آدمی بھی جنت میں داخل ہو گا وہ حضرت آدم علیہ السلام کی صورت (وجسامت) پر داخل ہو گا۔ لیکن (دنیا میں ولادتِ

(الصحيحة:٤٤٩) آدم سے) آج تک قد وقامت میں کمی آتی رہی۔"

تخريج: أخرجه البخاري: ٦/ ٢٨١، ١١/ ٢-٦، ومسلم: ٨/ ١٤٩، وأحمد: ٢/ ٣١٥، وابن خزيمة في"التوحيد": ٢٩، وابن حبان:٨/ ١٢/ ٦١٢٩، والبيهقي في"الأسماء": ٢٨٩ من حديث عبدالرزاق، وهذا في"المصنف": ١٠/ ٣٨٤/ ١٩٤٣٥

شرح:...... امام البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں: یہ روایت ان لوگوں کے قول کی تائید کرتی ہے، جو لفظِ آدم کو "ہ" ضمیر کا مرجع بناتے ہیں، اس حدیث کا مفہوم یہ ہے: اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو جس ہیئت پر پیدا کیا تھا، اسی پر ان کو وجود بخشا، یعنی ان کو اپنی اولاد کی طرح نہ اپنی تخلیق کے دوران مختلف احوال سے گزرنا پڑا اور نہ رحموں میں پہلے نطفہ، پھر علقہ، پھر مضغہ، پھر عظام اور لحم اور خلق تامّ جیسے مراحل طے کرنا پڑے، بلکہ جونہی اللہ تعالیٰ نے ان میں روح پھونکی تو ان کو کامل ومکمل، معتدل ومناسب اور ٹھیک ودرست بنا دیا۔ امام ابن حبان رحمہ اللہ نے اس حدیث پر مفصّل اور مفید گفتگو کی ہے، آپ اس کا مراجعہ کر لیں۔ (صحیحہ: ٤٤٩)

سلام کی ابتدا حضرت آدم علیہ السلام سے ہوئی

(٣٨٢٨)۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعًا: ((خَلَقَ اللّٰهُ آدَمَ عَلٰى صُوْرَتِهٖ، طُوْلُهُ سِتُّوْنَ ذِرَاعًا۔ فَلَمَّا خَلَقَهُ قَالَ: اِذْهَبْ فَسَلِّمْ عَلٰى أُولٰئِكَ النَّفَرِ مِنَ الْمَلَائِكَةِ جُلُوْسٍ، فَاسْتَمِعْ مَا يُحَيُّوْنَكَ، فَإِنَّهَا تَحِيَّتُكَ وَتَحِيَّةُ ذُرِّيَّتِكَ فَقَالَ: اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ۔ فَقَالُوْا: اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ۔ فَزَادُوْهُ: وَرَحْمَةُ اللّٰهِ، فَكُلُّ مَنْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ عَلٰى صُوْرَةِآدَمَ، فَلَمْ يَزَلِ الْخَلْقُ يَنْقُصُ بَعْدُ حَتَّى الْآنَ۔)) (الصحيحة:٤٤٩)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو ان کی صورت پر پیدا کیا، ان کا قد ساٹھ ہاتھ تھا۔ جب اللہ تعالیٰ نے ان کی تخلیق کی تو فرمایا: جاؤ اور فرشتوں کی بیٹھی ہوئی اُس جماعت کو سلام کہو اور غور سے سنو کہ وہ آپ کو جواباً کیا کہتے ہیں، کیونکہ یہی (جملے) آپ اور آپ کی اولاد کا سلام ہوں گے۔ (وہ گئے اور) کہا: السلام علیکم۔ انھوں نے جواب میں کہا: السلام علیک ورحمۃ اللہ۔ یعنی "ورحمۃ اللہ" کے الفاظ کی زیادتی کی۔ جب آدمی بھی جنت میں داخل ہوگا وہ حضرت آدم علیہ السلام کی صورت (وجسامت) پر داخل ہوگا۔ لیکن (دنیا میں ولادتِ آدم سے) آج تک قد وقامت میں کمی آتی رہی۔"

تخريج: أخرجه البخاري: ٦/ ٢٨١، ١١/ ٢-٦، ومسلم: ٨/ ١٤٩، وأحمد: ٢/ ٣١٥، وابن خزيمة في"التوحيد": ٢٩، وابن حبان:٨/ ١٢/ ٦١٢٩، والبيهقي في"الأسماء": ٢٨٩ من حديث عبدالرزاق، وهذا في"المصنف": ١٠/ ٣٨٤/ ١٩٤٣٥

شرح:...... معلوم ہوا کہ سلام کی بنیاد حضرت آدم علیہ السلام اور فرشتوں نے رکھی۔ انسان کا اصل قد ساٹھ ہاتھ ہے،

عصر حاضر میں چھ سات فٹ قد کو حسن کی علامت سمجھا جاتا ہے۔ یہ محض ماحول سے متاثر ہونے کی وجہ سے ہے، وگرنہ اصل انسانی تخلیق کو دیکھا جائے تو موجودہ قد و قامت ناقص ہے۔ بہرحال جنت میں داخل ہوتے وقت جنتی لوگ اپنے جد امجد حضرت آدم علیہ السلام کے قد آور سانچے میں ڈھل کر داخل ہوں گے اور تمام لوگ اسے حسن و جمال کی علامت سمجھیں گے۔

پہلا میزبان
سب سے پہلا ختنہ

(٣٨٢٩)۔ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعًا: ((كَانَ اَوَّلُ مَنْ ضَيَّفَ الضَّيْفَانَ اِبْرَاهِيْمَ، وَهُوَ اَوَّلُ مَنِ اخْتَتَنَ عَلٰى رَاْسِ ثَمَانِيْنَ سَنَةٍ، وَاخْتَتَنَ بِالْقَدُوْمِ۔)) (الصحيحة:٧٢٥)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''حضرت ابراہیم علیہ السلام پہلے فرد ہیں جنھوں نے مہمانوں کی میزبانی کی اور وہی ہیں جنھوں نے سب سے پہلے اسی سال کے بعد ختنہ کیا اور ختنہ بھی تیشے سے کیا۔''

تخریج: رواه ابن عساكر: ٢/ ١٦٧/ ١، والشطر الاول اخرجه ابي ابي عاصم في "الاوائل": ٦٣/ ١٨، والطبراني فيه: ٣٥/ ١٠، والشطر الآخر عند الشيخين و غيرهما دون قوله: ((وهو اول من))، وهو مخرج في الارواء: ١/ ١٢٠/ ٧٨

شرح:...... ہماری شریعت میں ختنہ کروانا مشروع ہے، اگر کوئی آدمی جہالت یا کسی عذر کی بنا پر ختنہ نہیں کروا پاتا اور وہ بڑا ہو جاتا ہے اور عذر ختم ہو جاتا ہے، اسی طرح اگر کوئی کافر مسلمان ہوتا ہے تو ان تمام صورتوں میں ختنہ کروانا ضروری ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمان ہونے والے ایک شخص کو ختنہ کروانے کا حکم دیا تھا۔ (ابوداود: ٣٥٦)

انبیا کی تعداد...... رسول اور نبی میں فرق
آدم و نوح اور نوح و ابراہیم علیہم السلام کا درمیانی فاصلہ

(٣٨٣٠)۔ عَنْ اَبِي اُمَامَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ رَجُلًا قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَنَبِيٌّ كَانَ آدَمُ؟ قَالَ: ((نَعَمْ، مُعَلَّمٌ، مُكَلَّمٌ۔)) قَالَ: كَمْ بَيْنَهُ وَبَيْنَ نُوْحٍ؟ قَالَ: ((عَشْرَةُ قُرُوْنٍ۔)) قَالَ: كَمْ كَانَ بَيْنَ نُوْحٍ وَاِبْرَاهِيْمَ؟ قَالَ: ((عَشْرَةُ قُرُوْنٍ۔)) قَالُوْا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! كَمْ كَانَتِ الرُّسُلُ؟ قَالَ: ((ثَلَاثُ مِئَةٍ وَخَمْسَةَ عَشَرَ، جَمًّا غَفِيْرًا۔))

سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا حضرت آدم علیہ السلام نبی تھے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جی ہاں، وہ تعلیم دیے گئے تھے اور ان سے (اللہ تعالی کی طرف سے) کلام بھی کی گئی تھی۔'' اس نے کہا: ان کے اور حضرت نوح علیہ السلام کے مابین کتنا فاصلہ ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: 'دس صدیاں (یا دس زمانے)۔'' اس نے کہا: حضرت نوح علیہ السلام اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے درمیان کتنا فاصلہ ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''دس صدیاں۔'' پھر صحابہ نے پوچھا:

(الصحيحة:٣٢٨٩)

اے اللہ کے رسول! کل کتنے رسول ہو گزرے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تین سو پندرہ، جم غفیر ہے۔“

تخريج: أخرجه الحاكم: ٢/ ٢٦٢، والطبراني في "المعجم الكبير": ٨/ ١٣٩، وفي "المعجم الأوسط": ١/ ٢٤/ ٢/ ٣٩٨۔ بترقيمي

شرح: ...... امام البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کا ایک موقوف شاہد ذکر کرتے ہوئے کہا: سیدنا عبد اللہ بن عباس نے کہا: نوح اور آدم کے مابین دس صدیاں تھیں، سارے لوگ شریعتِ حقہ پر تھے، پھر اختلاف پڑ گیا، پس اللہ تعالی نے نبیوں کو بھیجنا شروع کیا، تاکہ وہ خوشخبریاں دیں اور ڈرائیں، حضرت عبد اللہ بن مسعود کی قراءت یوں تھی: ﴿كَانَ النَّاسُ أُمَّةً وَّاحِدَةً فَاخْتَلَفُوْا﴾ (تفسیر طبری: ٢/ ١٩٤، حاکم: ٢/ ٥٤٦)

اس میں ایک اہم فائدے کا بیان ہے کہ لوگ شروع میں ایک امت تھے، خالص توحید ان کا مذہب تھا، پھر بعد میں ان پر شرک کے آثار طاری ہوئے۔ اس سے ان فلسفیوں اور ملحدوں کا ردّ ہوتا ہے، جو کہتے ہیں کہ اصل میں شرک تھا، بعد میں توحید کو وجود ملا۔ (صحیحہ: ٣٢٨٩)

(٣٨٣١)۔ عَنْ اَبِي أُمَامَةَ: اَنَّ رَجُلًا قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اَنَبِيًّا كَانَ آدَمُ؟ قَالَ: ((نَعَمْ مُكَلَّمٌ۔)) قَالَ: كَمْ بَيْنَهُ وَبَيْنَ نُوْحٍ؟ قَالَ: ((عَشْرَةُ قُرُوْنٍ۔)) قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! كَمْ كَانَتِ الرُّسُلُ؟ قَالَ: ((ثَلَاثُ مِئَةٍ وَّخَمْسَةَ عَشَرَ۔)) (الصحيحة:٢٦٦٨)

سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا حضرت آدم علیہ السلام نبی تھے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جی ہاں، ان سے کلام بھی کی گئی تھی۔“ اس نے کہا: ان کے اور حضرت نوح علیہ السلام کے درمیان کتنا فاصلہ تھا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”دس صدیاں۔“ اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! کل کتنے رسول تھے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تین سو پندرہ۔“

تخريج: أخرجه أبو جعفر الرزاز فى "مجلس من الأمالى": ق١٧٨/ ١، والحديث اخرجه ابن حبان ايضا فى "صحيحه": ٢٠٨٥، وابن منده فى "التوحيد": ق ١٠٤/ ٢، ومن طريقه ابن عساكر فى "تاريخ دمشق": ٢/ ٣٢٥/ ٢، والطبرانى فى "الاوسط": ١/ ٢٤/ ٢/ ٣٩٨، وفى "الكبير": ٨/ ١٣٩، والحاكم: ٢/ ٢٦٢

شرح: ...... امام البانی رحمہ اللہ نے شواہد کا ذکر کرتے ہوئے کہا: ابو امامہ رضی اللہ عنہ کی طویل حدیث کا ایک اقتباس یہ ہے: میں نے کہا: اے اللہ کے نبی! پہلا نبی کون تھا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”آدم علیہ السلام۔“ میں نے کہا: اے اللہ کے نبی! کیا آدم نبی تھے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”ہاں ہاں، وہ نبی تھے، جن سے کلام بھی کی گئی، اللہ تعالی نے ان کو اپنے ہاتھ سے بنایا اور پھر ان میں اپنی روح پھونکی، پھر ان سے کہا: آدم! پتلا بن جا۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! انبیا کی تعداد کتنی تھی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی تھے، ان میں رسولوں کی تعداد (٣١٥) تھی، جم غفیر ہے۔“

(احمد: ٥/ ٢٦٥)

پھر انھوں نے کہا: یہ اور دوسری احادیث دلالت کرتی ہیں کہ رسول اور نبی میں فرق ہے، قرآن مجید کی آیت بھی اس فرق پر دلالت کرتی ہے: ﴿وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِيٍّ اِلَّآ اِذَا تَمَنّٰٓى اَلْقَى الشَّيْطٰنُ فِيْٓ اُمْنِيَّتِهٖ﴾ (سورۂ حج: ٥٢) ...... ''اور ہم نے آپ سے پہلے رسول بھیجا نہ نبی، مگر اس کے ساتھ یہ ہوا کہ جب وہ اپنے دل میں کوئی آرزو کرنے لگا تو شیطان نے اس کی آواز میں کچھ ملا دیا۔''

ابن جریر طبری سے لے کر علامہ آلوسی تک کے عام مفسرین کا یہی مسلک ہے، امام ابن تیمیہ (المجموع: ١٠/ ٢٩٠، ١٨/٧) میں کئی مقامات میں کہا ہے: كل رسول نبي و ليس كل نبي رسول۔ (ہر رسول نبی تو ہے، لیکن ہر نبی رسول نہیں۔) امام قرطبی (١٢/٨٠) کہا: مہدوی نے کہا: یہی رائے صحیح ہے کہ ہر رسول نبی ہے، لیکن ہر نبی رسول نہیں۔

قاضی عیاض نے (الشفاء) میں یہی رائے اختیار کی اور کہا: جم غفیر کا یہی مسلک ہے کہ ہر رسول نبی ہے، لیکن ہر نبی رسول نہیں ہے، انھوں نے سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے استدلال کیا۔

اس کی مزید تائید سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی اس قراءت سے ہوتی ہے: ﴿وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِيٍّ وَّلَا مُحَدِّثٍ﴾ اس میں ''محدث'' سے مراد وہ ہے کہ جس کی طرف نیند میں وحی کی جاتی ہے، کیونکہ انبیا کا خواب وحی ہوتا ہے۔ ابو بکر انباری نے یہ قول ((الرد)) میں ذکر کیا ہے۔

میں (البانی) کہتا ہوں: ایسی قراءات سے قرآن مجید ثابت نہیں ہوتا، بہرحال اگر یہ قول سنداً صحیح ہو تو رسول اور نبی کے مابین فرق پر دلالت کرتا ہے، مفسر قرآن مجاہد رحمہ اللہ سے بھی فرق کا قول منقول ہے، جس کو امام سیوطی نے (الدر: ٤/ ٣٦٦) میں ذکر کیا ہے۔ ....

رسول اور نبی میں فرق کیا ہے؟

علامہ زمخشری (٣/ ٣٧) لکھتے ہیں: والفرق بينهما ان الرسول من الأنبياء: من جَمَع الى المعجزة والكتاب المنزل عليه۔ والنبي غير الرسول: من لم ينزل عليه كتاب وانما امر ان يدعو الناس الى شريعة من قبله۔ ...... ان دو کے مابین فرق: رسول، انبیا میں سے ہوتا ہے اور اسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے معجزہ اور کتاب دونوں چیز دی جاتی ہیں اور نبی، رسول کے علاوہ ہوتا ہے، اس پر کتاب نازل نہیں کی جاتی، بلکہ اسے یہ حکم دیا جاتا ہے کہ سابقہ رسول کی شریعت کی طرف دعوت دے۔

امام بیضاوی نے اپنی تفسیر (٤/ ٥٧) میں کہا: الرسول: من بعثه الله بشريعة مجدِّدة يدعو الناس اليها، والنبي يعمه، ومن بعثه لتقرير شرع سابق، كأنبياء بني اسرائيل الذين كانوا بين موسى و عيسى ولذالك شبه النبي ﷺ علماء امته بهم۔ ...... رسول وہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ نئی شریعت دے

کر بھیجے اور وہ اس کی طرف لوگوں کو دعوت دے اور نبی اس کو بھی کہتے ہیں اور اُس کو بھی جو سابقہ نبی کی شریعت کو برقرار رکھنے کے لیے بھیجا جائے، جیسے حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کے مابین آنے والے انبیا تھے، اسی لیے نبی کریم ﷺ نے اپنی امت کے علما کو ان سے تشبیہ دی۔

میں (البانی) کہتا ہوں: امام بیضاوی شاید اس حدیث کی طرف اشارہ کر رہے ہوں: ((عُلَمَاءُ أُمَّتِيْ كَأَنْبِيَاءِ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ۔)) ...... ''میری امت کے علما، بنی اسرائیل کے انبیا کی طرح ہیں۔''

لیکن یہ حدیث سندی اعتبار سے بے بنیاد ہے، جیسا کہ حافظ ابن حجر اور امام سخاوی وغیرہ نے کہا ہے اور پھر انھوں امام بیضاوی کی تعریف پر اعتراضات کیے، جن کا لب لباب یہ تھا کہ بیضاوی کی تعریف سے ''مجددۃ'' اور زمخشری کی تعریف سے ''الکتاب'' کے الفاظ حذف کر دیے جائیں، کیونکہ حضرت اسماعیل علیہ السلام پر کوئی کتاب نازل ہوئی نہ کوئی ایسی شریعت، جو از سرِ نو ہو۔ وہ تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی شریعت کے پیروکار تھے، لیکن اس کے باوجود اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں فرمایا: ﴿إِنَّهُ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَكَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا﴾ (سورۂ مریم: ٥٤) ...... ''وہ (اسماعیل) وعدے کے سچے اور رسول اور نبی تھے۔''

خلاصۂ کلام یہ نکلا: النبی بمن بعث لتقریر شرع سابق، والرسول من بعثه الله بشریعة یدعوا الناس الیها، سواء کانت جدیدة او متقدمة۔ ...... نبی وہ ہے جسے سابقہ شریعت کے قیام کے لیے بھیجا جائے اور رسول وہ ہے، جسے اللہ تعالیٰ نئی یا سابقہ شریعت کو برقرار رکھنے کے لیے بھیجے اور وہ لوگوں کی اس کی طرف دعوت دے۔ واللہ اعلم۔ (صحیحہ: ٢٦٦٨)

حضرت ابراہیم اور حضرت موسیٰ علیہما السلام کا حلیہ مبارک

حضرت موسیٰ علیہ السلام احرام کی حالت میں

(٣٨٣٢)۔ عَنْ مُجَاهِدٍ، قَالَ: كُنَّا عِنْدَ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فَذَكَرُوْا الدَّجَّالَ، فَقَالَ: اِنَّهُ مَكْتُوْبٌ بَيْنَ عَيْنَيْهِ: كَافِرٌ قَالَ: فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: لَمْ اَسْمَعْهُ قَالَ ذٰلِكَ، وَلٰكِنَّهُ قَالَ: ((اَمَّا اِبْرَاهِيْمُ، فَانْظُرُوْا اِلٰى صَاحِبِكُمْ، وَاَمَّا مُوْسٰى، فَرَجُلٌ آدَمُ جَعْدٌ عَلٰى جَمَلٍ اَحْمَرَ مَخْطُوْمٍ بِخُلْبَةٍ، كَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلَيْهِ اِذَا انْحَدَرَ فِي الْوَادِيْ يُلَبِّيْ۔)) (الصحیحة: ٣٤٩٢)

امام مجاہد کہتے ہیں: ہم سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ لوگ دجال کا تذکرہ کرنے لگے۔ ایک آدمی نے کہا: اس کی پیشانی پر لفظ ''کافر'' لکھا ہو گا۔ ابن عباس نے کہا: میں نے تو آپ ﷺ سے یہ بات نہیں سنی، البتہ یہ سنا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''(اگر تم) حضرت ابراہیم علیہ السلام (کی شکل و صورت کا اندازہ لگانا چاہتے تو) تو اپنے ساتھی (یعنی مجھ محمد ﷺ) کو دیکھ لو اور حضرت موسیٰ علیہ السلام گندم گوں رنگ کے تھے، ان کے بال گھونگھریالے تھے، جو منظر مجھے دکھایا گیا اس میں وہ سرخ رنگ کے اونٹ پر سوار تھے،

جسے کھجور کے درخت کی رسی کی لگام ڈالی گئی تھی اور وہ تلبیہ
کہتے ہوئے وادی میں اتر رہے تھے۔‘‘

تخريج: أخرجه البخاري: ٣٣٥٥، ٥٩١٣، ومسلم: ١/ ١٠٦، والبيهقي: ٥/ ١٧٦، وأحمد: ١/ ٢٧٧،

دراصل سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کو اس حدیث کا علم نہیں تھا، جس کے مطابق دجال کی پیشانی پر ’’کافر‘‘ یا ’’ک ف ر‘‘ لکھا ہوا ہوگا۔ درج ذیل حدیث پر غور فرمائیں:

عَنْ عُمَرَ بْنِ ثَابِتٍ الْاَنْصَارِيِّ، اَنَّهُ اَخْبَرَهُ بَعْضُ اَصْحَابِ النَّبِيِّ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ يَوْمَئِذٍ وَهُوَ يُحَذِّرُهُمْ فِتْنَتَهُ (يَعْنِي: الدَّجَّالَ): ((تَعَلَّمُوْا نَّهُ لَنْ يَرٰى اَحَدٌ مِّنْكُمْ رَبَّهُ حَتّٰى يَمُوْتَ، وَاَنَّهُ مَكْتُوْبٌ بَيْنَ عَيْنَيْهِ "ك ف ر" يَقْرَءُهُ مَنْ كَرِهَ عَمَلَهُ۔)) (الصحيحة:٢٨٦٢)

عمر بن ثابت انصاری کہتے ہیں کہ مجھے ایک صحابیٔ رسول نے بیان کیا کہ ایک دن نبی ﷺ نے انھیں دجال سے آگاہ کرتے ہوئے فرمایا: ’’جان لو کہ کوئی بھی اپنے ربّ کو مرنے سے پہلے نہیں دیکھ سکتا اور اس دجال کی آنکھوں کے درمیان (ک ف ر) لکھا ہوگا، اس کے عمل کو ناپسند کرنے والا ہر شخص یہ الفاظ پڑھ لے گا۔‘‘ (الصحيحه: ٢٨٦٢، مسلم: ٨/ ١٩٣، و الترمذي: ٢٢٣٦، وابن منده في "المعرفة": ٢/ ٢٨٧/ ٢)

دجال کے بارے میں باقی تفصیلات "الفتن وأشراط الساعة والبعث" میں ملاحظہ فرمائیں۔

(٣٨٣٣)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ مَرْفُوْعًا: ((كَاَنِّي اَنْظُرُ اِلٰى مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ فِيْ هٰذَا الْوَادِيْ مُحْرِمًا بَيْنَ قَطْوَانِيَّتَيْنِ۔)) (الصحيحة: ٢٠٢٣)

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’گویا کہ میں حضرت موسی علیہ السلام کو اس وادی میں دو قطوانی چادروں کے احرام میں دیکھ رہا ہوں۔‘‘ (صحیحہ: ٢٠٢٣)

تخريج: رواه أبو يعلى: ٣/ ١٢٦٢، والطبراني في "الكبير": ٣/ ٧٠/ ١، و"الأوسط": ١/ ١١٩/ ١، وأبوبكر المقرىء الأصبهاني في "الفوائد": ١٧٨/ ١، وأبونعيم في "الحلية": ٤/ ١٨٩

(٣٨٣٤)۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((كَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلٰى مُوْسَى بْنِ عِمْرَانَ مُنْهَبِطًا مِنْ ثَنِيَّةِ هَرْشٰى مَاشِيًا۔)) (الصحيحة:٢٩٥٨)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’گویا کہ میں حضرت موسی بن عمران علیہ السلام کو ہرشی پہاڑی راستے سے پیدل اترتے ہوئے دیکھ رہا ہوں۔‘‘

تخريج: أخرجه ابن حبان في "صحيحه": ٧/ ٢٧/ ٣٧٤٧

شرح:...... حضرت موسی علیہ السلام کو مذکورہ ہیئت میں کیسے بیان کیا گیا؟ دو صورتیں ممکن ہیں: (۱) جس طرح وہ دنیوی زندگی میں عبادت کرتے، حج کرتے اور تلبیہ کہتے تھے، تمثیلی طور پر ان کو اسی شکل میں آپ ﷺ کے سامنے پیش

کیا گیا یا (۲) آپ ﷺ نے ان کو اپنے خواب میں اسی طرح دیکھا تھا۔ واللہ اعلم

حضرت موسی علیہ السلام کو الواح دی گئیں

قرآن مجید کی سورتوں کی تقسیم

(۳۸۳۵)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((أُوْتِيَ مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ الْاَلْوَاحَ ، وَأُوْتِيْتُ الْمَثَانِيَ۔))

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”حضرت موسی علیہ السلام کو (توراۃ کی) تختیاں اور مجھے (قرآن کا) مثانی (حصہ)۔“

(الصحيحة:۲۸۱۳)

تخريج: أخرجه الأسماعيلي في "معجم شيوخه": ق۸۲/ ۱ ، ورواه ابوداود ، والنسائي وغيره مختصرا

شرح:...... حضرت موسی علیہ السلام کو توراۃ تختیوں کی صورت میں ملی تھی۔

قرآن کے ”مثانی“ حصے سے مراد سورۂ فاتحہ ہے یا ابتدائی لمبی سات سورتیں۔

عام طور پر قرآن مجید کی سورتوں کی یہ تقسیم پیش کی جاتی ہے:

(۱) طِوَال: اس سے مراد درج ذیل سات لمبی سورتیں ہیں:

بقرہ، آل عمران، نساء، مائدہ، انعام، اعراف اور ساتویں سورت کے بارے میں دو اقوال ہیں: توبہ کے شروع میں بسم اللہ نہ ہونے کی وجہ سے انفال اور توبہ کو ایک سورت کے قائم مقام سمجھ لیا گیا، یا یونس

(۲) مِئِین: وہ سورتیں، جن کی آیات کی تعداد سو سے زیادہ یا سو کے لگ بھگ ہیں۔

(۳) مَثَانِي: وہ سورتیں ہیں، جن کی آیات کے تعداد ”مئین“ سے کچھ کم ہے، ان کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ ”طِوال“ اور ”مئین“ کہ بہ نسبت ان کی بار بار تلاوت کی جاتی ہے۔

(۴) مُفَصَّل: سورۂ ق یا سورۂ حجرات سے آخرِ قرآن تک والی سورتیں۔

اس کی تین اقسام ہیں:

طوالِ مفصل: ق یا حجرات سے سورۂ نبأ یا بروج تک۔

اوساطِ مفصل: نبأ یا بروج سے ضحیٰ یا بیّنہ تک۔

قصارِ مفصل: ضحیٰ یا بیّنہ سے آخرِ قرآن تک۔

رہا مسئلہ اس حدیث تو سنن ابی داود (۱۴۵۹) میں کے الفاظ یہ ہیں: سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: أُوْتِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ سَبْعًا مِنَ الْمَثَانِي الطُّوَل ، وَأُوْتِيَ مُوْسٰى سِتًّا ، فَلَمَّا اَلْقَى الْاَلْوَاحَ رُفِعَت ثِنْتَانِ ، وبَقِينَ اَرْبَعٌ۔ ...... رسول اللہ ﷺ کو بار بار پڑھی جانے والی سات لمبی سورتیں دی گئیں اور حضرت موسی علیہ السلام کو چھ تختیوں (میں تورات) دی گئی تھی، لیکن جب انھوں نے تختیاں پھینکیں تو دو اٹھا لی گئیں اور چار باقی رہیں۔

علامہ عظیم آبادی نے تفصیلی بحث کرنے کے بعد یہ نتیجہ نکالا کہ اس حدیث میں "سبعا من المثانی الطول" سے پہلی سات لمبی سورتیں ہی ہیں۔ (عون المعبود)

حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کا انتخاب تھے

(٣٨٣٦)۔ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((مُوْسَى بْنُ عِمْرَانَ صَفِيُّ اللّٰهِ۔)) (الصحيحة:٢٣٦٤)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''حضرت موسیٰ بن عمران علیہ السلام اللہ تعالیٰ کا انتخاب ہیں۔''

تخريج: أخرجه الحاكم:٢/ ٥٧٦، والديلمي: ٤/ ٧٥

سب سے پہلے نبی

(٣٨٣٧)۔ عَنْ اَنَسٍ، اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((اَوَّلُ نَبِيٍّ اُرْسِلَ نُوْحٌ۔)) (الصحيحة:١٢٨٩)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''حضرت نوح علیہ السلام پہلے نبی ہیں، جن کو بھیجا گیا۔''

تخريج: رواه الديلمي في"مسنده" ١/ ١/ ٩، وابن عساكر في"تاريخه" ١٧/ ٣٢٦/ ٢، والحديث له شاهد قوی من حديث ابی هريرة المرفوع الطويل، ففيه: ((فيأتون نوحا، فيقولون: يا نوح! انت اول الرسل الى الارض۔)) اخرجه مسلم: ١/ ٣٢٧، والترمذی: ٢٤٣٦

شرح:...... حضرت نوح علیہ السلام سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام، حضرت شیث علیہ السلام اور حضرت ادریس علیہ السلام وغیرہ گزر چکے تھے، لہٰذا اس حدیث کے یہ مفاہیم بیان کئے جا سکتے ہیں:

(۱) حضرت نوح علیہ السلام رسول تھے اور ان سے پہلے والے انبیا تھے۔

(۲) حضرت نوح علیہ السلام اس اعتبار سے پہلے رسول ہیں کہ جب ان کو مبعوث کیا گیا تو سارے کے سارے لوگ کافر تھے، جب کہ آپ سے پہلے والے انبیا و رسل کا واسطہ مسلم و کافر دونوں سے پڑتا رہا۔

(۳) حضرت نوح علیہ السلام کی بعثت تمام اہل ارض کی طرف تھی، جبکہ آپ سے پہلے والے انبیا و رسل مخصوص اقوام کی طرف تشریف لاتے رہے۔

حضرت نوح علیہ السلام کی اپنے بیٹے کو وصیت

(٣٨٣٨)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: كُنَّا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَجَاءَ رَجُلٌ مِنْ اَهْلِ الْبَادِيَةِ عَلَيْهِ جُبَّةُ سِيْجَانَ مَزْرُوْرَةٌ بِالدِّيْبَاجِ، فَقَالَ: اَلَا اِنَّ صَاحِبَكُمْ هٰذَا قَدْ

سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس موجود تھے، کسی بستی کا باسی سیجان کا جبہ، جس کے بٹن ریشمی تھے، زیب تن کر کے آیا اور کہا: خبردار! تمھارے اس ساتھی (محمد ﷺ) نے گھڑسواروں کے مقام کو کم اور

وَضَعَ كُلَّ فَارِسِ ابْنِ فَارِسٍ۔ قَالَ: يُرِيْدُ أَنْ يَضَعَ كُلَّ فَارِسِ ابْنِ فَارِسٍ، وَيَرْفَعُ كُلَّ رَاعِ ابْنِ رَاعٍ۔ قَالَ: فَأَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِمَجَامِعِ جُبَّتِهِ، وَقَالَ: ((أَلَا أَرٰى عَلَيْكَ لِبَاسَ مَنْ لَّا يَعْقِلُ؟)) ثُمَّ قَالَ ﷺ: ((إِنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ نُوْحًا ﷺ لَمَّا حَضَرَتْهُ الْوَفَاةُ، قَالَ لِابْنِهِ: إِنِّي قَاصٌّ عَلَيْكَ الْوَصِيَّةَ: آمُرُكَ بِاثْنَتَيْنِ، وَأَنْهَاكَ عَنِ اثْنَتَيْنِ، آمُرُكَ بِـ(لَا إِلٰـهَ إِلَّا اللّٰـهُ)، فَإِنَّ السَّمَاوَاتِ السَّبْعَ وَالْأَرْضِيْنَ السَّبْعَ لَوْ وُضِعَتْ فِي كِفَّةٍ، وَوُضِعَتْ (لَا إِلٰـهَ إِلَّا اللّٰـهُ) فِي كِفَّةٍ، رَجَحَتْ بِهِنَّ (لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ)، وَلَوْ أَنَّ السَّمَاوَاتِ السَّبْعَ وَالْأَرْضِيْنَ السَّبْعَ كُنَّ حَلْقَةً مُبْهَمَةً، إِلَّا قَصَمَتْهُنَّ (لَا إِلٰـهَ إِلَّا اللّٰـهُ)، وَسُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ، فَإِنَّهَا صَلَاةُ كُلِّ شَيْءٍ وَبِهَا يُرْزَقُ الْخَلْقُ۔ وَأَنْهَاكَ عَنِ الشِّرْكِ وَالْكِبْرِ۔)) قَالَ: قُلْتُ أَوْ قِيلَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! هٰذَا الشِّرْكُ قَدْ عَرَفْنَاهُ، فَمَا الْكِبْرُ؟ قَالَ: أَنْ يَكُوْنَ لِأَحَدٍ نَعْلَانِ حَسَنَتَانِ لَهُمَا شِرَاكَانِ حَسَنَانِ؟ قَالَ: ((لَا)) قَالَ: هُوَ أَنْ يَكُوْنَ لِأَحَدِنَا أَصْحَابٌ يَجْلِسُوْنَ إِلَيْهِ؟ قَالَ: ((لَا۔)) قِيْلَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! فَمَا الْكِبْرُ؟ ((سَفَهُ الْحَقِّ وَغَمَصُ النَّاسِ۔)) (الصحيحة:١٣٤)

چرواہوں کی عزتوں کو بلند کر دیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کے جبہ کے گریبان سے پکڑا اور فرمایا: ''کیا میں تجھ پر ان لوگوں کا لباس نہیں دیکھ رہا، جو بیوقوف ہیں۔'' پھر فرمایا: ''جب اللہ تعالی کے نبی نوح علیہ السلام کی وفات کا وقت آ پہنچا تو انھوں نے اپنے بیٹے سے کہا: میں تیرے سامنے ایک وصیت بیان کرتا ہوں، میں تجھے دو چیزوں کا حکم دیتا ہوں اور دو چیزوں سے منع کرتا ہوں۔ میں تجھے ''لا الہ الا اللہ'' کا حکم دیتا ہوں، کیونکہ اگر ساتوں آسمانوں اور ساتوں زمینوں کو (ترازو کے) ایک پلڑے میں اور ''لا الہ الا اللہ'' کو دوسرے پلڑے میں رکھ دیا جائے تو ''لا الہ الا اللہ'' بھاری ہو جائے گا۔ اور ساتوں آسمان اور ساتوں زمینیں ایک بند کڑے کی شکل اختیار کر لیں تو اس کو بھی ''لا الہ الا اللہ'' توڑ دے گا، اور (دوسری چیز) ''سبحان اللہ وبحمدہ'' ہے، یہ کلمات ہر چیز کی نماز ہیں اور ان ہی کے ذریعے مخلوق کو رزق دیا جاتا ہے اور میں تجھے شرک اور تکبر سے منع کرتا ہوں۔'' میں نے یا کسی نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم شرک کو تو پہنچانتے ہیں، تکبر کسے کہتے ہیں؟ کیا تکبر یہ ہے کہ آدمی کے جوتے اور ان کے تسمے اچھے ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں۔'' کسی نے کہا: تو کیا تکبر یہ ہے کہ آدمی کے دوست و یار ہوں، جو اس کے پاس بیٹھتے ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں۔'' پھر کسی نے کہا: اے اللہ کے رسول! تو پھر تکبر کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''حق کو جھٹلا دینا اور لوگوں کو حقیر سمجھنا (تکبر کہلاتا ہے)۔''

تخریج: رواه البخاري في "الأدب المفرد": ٥٤٨، وأحمد: ٢/ ١٦٩-١٧٠ و٢٢٥، والبيهقي في "الأسماء": ٧٩-هندية

شرح:...... امام البانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: یہ حدیث کئی فوائد پر مشتمل ہے، مثلا:

(۱) وفات کے وقت وصیت کرنا۔

(۲) تہلیل وتسبیح کی فضیلت اور ان کی وجہ سے مخلوق کو رزق ملنا۔

(۳) یہ بات حق ہے کہ روز قیامت ترازو نصب کیا جائے گا اور اس کے دو پلڑے ہوں گے، اہل سنت کا یہی عقیدہ ہے۔ جبکہ معتزلہ اور ان کے مقلدوں کا یہ خیال ہے کہ احادیثِ صحیحہ سے عقائد ثابت نہیں ہوتے، کیونکہ ان کے نزدیک خبر واحد یقین کا فائدہ نہیں دیتی۔ میں نے اپنی کتاب (مع الاستاذ الطنطاوی) میں ان کے خیال کا بطلان واضح کیا ہے۔

(۴) آسمانوں کی طرح زمینیں بھی سات ہیں، صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی کئی احادیث سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے اور اللہ تعالی کے اس فرمان کا بھی یہی مفہوم ہے: ﴿خَلَقَ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ وَمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ﴾ (سورۂ طلاق: ۱۲) ...... ''اس نے سات آسمان پیدا کیے اور ان کی طرح زمینیں بھی۔''

کچھ لوگوں نے یورپیوں کی تحقیقات سے متاثر ہو کر اس آیت میں بیان کی گئی عدد کی مماثلت کی نفی کی ہے، یہ ان بیچاروں کو دھوکہ ہوا ہے۔ ان کو سوچنا چاہیے کہ کیا ہم یورپیوں کی جہالت کی وجہ سے اللہ تعالی اور اس کے رسول کے کلام کا انکار کر دیں؟ اللہ تعالی نے سچ فرمایا کہ ''تم کو تھوڑا ہی علم دیا گیا ہے۔'' (سورۂ اسرا: ۸۵)

(۵) خوبصورت لباس پہننا تکبر کی علامت نہیں ہے، بلکہ یہ تو شرعی معاملہ ہے، کیونکہ اللہ تعالی خود بھی خوبصورت ہے اور خوبصورتی کو پسند بھی کرتا ہے۔

(۶) جس تکبر کا ذکر شرک کے ساتھ کیا گیا ہے اور جس کی ذرہ برابر مقدار بھی جنت میں داخل ہونے سے مانع ہے، اس سے مراد حق کی وضاحت ہو چکنے کے بعد اس کو جھٹلانا ہے اور بغیر کسی حق کے بریٔ الذمہ لوگوں پر طعن کرنا اور ان کو حقیر جاننا ہے۔

مسلمان کو چاہیے کہ جیسے وہ شرک سے بچتا ہے، اسی طرح اس قسم کے تکبر سے بھی گریز کرے۔ (صحیحہ: ۱۳٤)

انبیا کی آنکھیں سوتی ہیں، جبکہ دل بیدار رہتے ہیں

(۳۸۳۹)۔ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((اِنَّا مَعْشَرَ الْاَنْبِيَاءِ تَنَامُ اَعْيُنُنَا ، وَلَا تَنَامُ قُلُوْبُنَا۔)) (الصحیحة: ۱۷۰۵)

عطاء کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''ہم انبیا کی جماعت کی آنکھیں سوتی ہیں اور دل نہیں سوتے۔''

تخریج: أخرجه ابن سعد في "الطبقات": ۱/ ۱۷۱

شرح:...... اس میں انبیا کا خاصہ بیان کیا گیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ایسا سونا نبی کریم ﷺ کے لیے ناقضِ وضو نہیں تھا۔

(۳۸۴۰)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((تَنَامُ عَيْنَايَ وَلَا يَنَامُ قَلْبِي۔)) (الصحيحة:٦٩٦)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''میری آنکھیں سوتی ہیں اور دل نہیں سوتا۔''

تخريج: أخرجه ابن خزيمة في "صحيحه": ١/ ٩/ ٢

شرح:...... اس میں نبی کریم ﷺ کا خاصہ ہے۔ سابقہ انبیا بھی اس صفت سے متصف تھے۔

انبیا کا برزخی زندگی میں نماز پڑھنا

(۳۸٤۱)۔ عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَرَرْتُ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِي عَلٰى مُوْسٰى فَرَأَيْتُهُ قَائِمًا يُصَلِّي فِي قَبْرِهِ عِنْدَ الْكَثِيْبِ الْأَحْمَرِ۔)) (الصحيحة:٢٦٢٧)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں اسرا والی رات حضرت موسی علیہ السلام کے پاس سے گزرا، میں نے ان کو دیکھا کہ وہ سرخ ٹیلے کے پاس نماز پڑھ رہے تھے۔''

تخريج: أخرجه مسلم: ٧/ ١٠٢، والنسائي: ١/ ٢٤٢، وابن حبان: ٤٩۔الاحسان، وأحمد: ٣/ ١٢٠

(۳۸٤۲)۔ عَنْ أَنَسٍ مَرْفُوْعًا: ((اَلْأَنْبِيَاءُ صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ أَحْيَاءٌ فِي قُبُوْرِهِمْ يُصَلُّوْنَ۔)) (الصحيحة: ٦٢١)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''انبیا صلوات اللہ علیہم اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نماز بھی پڑھتے ہیں۔''

تخريج: أخرجه البزار في "مسنده": ٢٥٦، وتمام الرازي في "الفوائد": ٥٦۔نسختي، وعنه ابن عساكر في "تاريخ دمشق": ٤/ ٢٨٥/ ٢، وابن عدي في "الكامل": ٩٠/ ٢، والبيهقي في "حياة الأنبياء": ٣

شرح:...... امام البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں: آپ کو علم ہونا چاہئے کہ اس حدیث میں انبیا کی جس زندگی کو ثابت کیا جا رہا ہے، وہ برزخی زندگی ہے، جس کا دنیوی زندگی سے کوئی تعلق نہیں، اس لیے جہاں ایسی احادیث پر ایمان لانا واجب ہے، وہاں دنیوی زندگی کو مدنظر رکھ کر عالم برزخ کی مثالیں یا اس کی تکییف وتشبیہ بیان کرنا بھی کسی کو زیب نہیں دیتا۔

اس سلسلے میں یہی مؤقف درست ہے کہ احادیث میں جتنا اور جو کچھ بیان ہوا، اس پر ایمان لایا جائے اور آرا و اقیسہ سے گریز کیا جائے۔ جیسا کہ بعض بدعتیوں کا طریق کار رہا، جنھوں نے بالآخر یہ دعوی کر دیا کہ رسول اللہ ﷺ اپنی قبر میں (دنیا والی) حقیقی زندگی میں ہیں، کھاتے پیتے ہیں اور اپنی بیویوں سے شب باشی بھی کرتے ہیں۔ حالانکہ یہ برزخی زندگی ہے جس کی حقیقت اللہ تعالی کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ دیکھیں کہ نبی کریم ﷺ نے اسرا والی رات کو حضرت موسی علیہ السلام کو نماز پڑھتے دیکھا تھا۔ یہ بھی اسی حدیث کا شاہد ہے۔ (صحیحہ:۶۲۱)

ضب (سانڈے) کی حلت وحرمت

(۳۸٤۳)۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ حَسَنَةَ،

سیدنا عبدالرحمن بن حسنہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں رسول اللہ ﷺ

قَالَ: كُنْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ سَفَرٍ، فَأَصَبْنَا ضِبَابًا، فَكَانَتِ الْقُدُوْرُ تَغْلِيْ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ أُمَّةً مِنْ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ مُسِخَتْ، وَأَنَا أَخْشٰى أَنْ تَكُوْنَ هٰذِهٖ۔)) يَعْنِيْ: الضِّبَابَ۔ قَالَ: فَأَكْفَأْنَاهَا وَإِنَّا لَجِيَاعٌ۔(الصحيحة: ٢٩٧٠)

کے ساتھ ایک سفر میں تھا، سانڈے ہمارے ہاتھ لگ گئے، (ان کو پکانا شروع کیا گیا اور) ہنڈیاں ابل رہی تھیں، اسی اثنا میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بنواسرائیل کی ایک امت کی شکلیں مسخ ہو گئی تھیں اور مجھے خدشہ ہے کہ یہ جانور وہی ہو گا۔'' یہ سن کر ہم نے ہنڈیاں انڈیل دیں، حالانکہ ہم بھوکے تھے۔

تخريج: أخرجه ابن حبان: ١٠٧٠۔ موارد، والطحاوي في"شرح المعاني": ٢/ ٣١٤، و"مشكل الآثار": ٤/ ٢٧٨، والبيهقي: ٩/ ٣٢٥، وابن أبي شيبة في"المصنف": ٨/ ٢٦٦، و أحمد: ٤/ ١٩٦، وأبو يعلي: ٢/ ٢٣١/ ٩٣١، والبزار: ٢/ ٦٦/ ١٢١٧

شرح:...... امام البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کے جتنے متون نقل کیے ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ جانور حلال ہے، آپ ﷺ نے کچھ وجوہات کی بنا پر نہیں کھایا، ایک متن یہ ہے:

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک بدو رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہا: ہمارے ہاں سانڈے پائے جاتے ہیں اور وہی ہمارے اہل و عیال کا عام کھانا ہیں؟ آپ ﷺ نے اسے کوئی جواب نہ دیا۔ ہم نے اسے کہا: پھر سوال کرو۔ سو اس نے دوبارہ سوال کیا، لیکن آپ ﷺ نے کوئی جواب نہ دیا، جب اس نے تیسری دفعہ سوال دوہرایا تو آپ ﷺ نے اسے آواز دی اور فرمایا: ((يَا أَعْرَابِيُّ! إِنَّ اللّٰهَ لَعَنَ أَوْ غَضِبَ عَلٰى سَبْطٍ مِنْ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ فَمَسَخَهُمْ دَوَابَّ يَدِبُّوْنَ فِي الْأَرْضِ، فَلَا أَدْرِيْ لَعَلَّ هٰذَا مِنْهَا، فَلَسْتُ آكِلُهَا وَلَا أَنْهٰى عَنْهَا۔)) (مسلم) ......''بدو! بیشک اللہ تعالیٰ نے بنواسرائیل کے ایک خاندان پر لعنت کی یا غصہ کیا اور ان کو زمین پر رینگنے والوں جانوروں کی صورت میں مسخ کر دیا، اب میں یہ نہیں جانتا کہ شاید یہ سانڈا ان میں سے ہو۔ لہٰذا میں نہ اسے کھاتا ہوں اور نہ اس سے منع کرتا ہوں۔'' (مسلم: ٦/ ٧٠، طحاوی: ٤/ ٢٧٩)

اس موضوع پر مکمل بحث "اَلْأَضَاحِي وَالذَّبَائِحُ وَالْأَطْعِمَةُ وَالْأَشْرِبَةُ وَالْعَقِيْقَةُ وَالرِّفْقُ بِالْحَيَوَانِ" میں ''سانڈے کی حلت و حرمت'' کے عنوان میں موجود ہے۔

اللہ تعالیٰ کی ایک مٹھی میں جنتی اور ایک مٹھی میں جہنمی

(٣٨٤٤)۔ عَنْ أَبِيْ نَضْرَةَ، قَالَ: مَرِضَ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَدَخَلَ عَلَيْهِ أَصْحَابُهُ يَعُوْدُوْنَهُ، فَبَكٰى، فَقِيْلَ لَهُ: مَا يُبْكِيْكَ يَا عَبْدَ اللّٰهِ؟ أَلَمْ يَقُلْ

ابونضرہ کہتے ہیں: ایک صحابی بیمار ہو گئے، اس کے ساتھی اس کی تیمارداری کرنے کے لیے اس کے پاس گئے، وہ رونے لگ گیا۔ اس سے پوچھا گیا: اللہ کے بندے! کیوں رو رہے ہو؟ کیا رسول اللہ ﷺ نے تجھے یہ نہیں کہا تھا کہ ''اپنی

لَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((خُذْ مِنْ شَارِبِكَ ثُمَّ اَقِرَّهُ حَتّٰى تَلْقَانِيْ۔)) قَالَ: بَلٰى، وَلٰكِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((اِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى قَبَضَ قَبْضَةً بِيَمِيْنِهِ، فَقَالَ: هٰذِهِ لِهٰذِهِ وَلَا اُبَالِيْ، وَقَبَضَ قَبْضَةً اُخْرٰى-يَعْنِيْ: بِيَدِهِ الْاُخْرٰى-، فَقَالَ: هٰذِهِ لِهٰذِهِ وَلَا اُبَالِيْ۔)) فَلَا اَدْرِيْ فِيْ اَيِّ الْقَبْضَتَيْنِ اَنَا۔ (الصحيحة:٥٠)

مونچھیں کاٹ دو اور پھر اسی چیز پر برقرار رہنا، یہاں تک کہ مجھے آ ملو۔''؟ اس نے کہا: کیوں نہیں، (آپ ﷺ نے واقعی یہ بشارت مجھے دی تھی) لیکن میں نے آپ ﷺ کو یہ بھی فرماتے ہوئے سنا کہ ''بیشک اللہ تبارک وتعالیٰ نے دائیں ہاتھ سے (اپنے بندوں کی) کی ایک مٹھی بھری اور فرمایا کہ اس مٹھی والے (جنت) کے لیے ہیں اور مجھے کسی کی کوئی پروانہیں ہے، پھر دوسرے ہاتھ سے دوسری مٹھی بھری اور فرمایا کہ اس مٹھی والے (جہنم) کے لیے ہیں اور میں کسی کی کوئی پروانہیں کرتا۔'' (میرے رونے کہ وجہ یہ فکر ہے کہ) میں یہ نہیں جانتا کہ میں کس مٹھی میں ہوں گا۔

تخريج: رواه أحمد: ٤/ ١٧٦ و١٧٧ و٥/ ٦٨، والبزار: ٣/ ٢٠

شرح:...... اللہ تعالیٰ کے علم کو تقدیر کہتے ہیں، ازل سے اسے علم ہے کہ فلاں فلاں جنت میں جائے گا ور فلاں فلاں جہنم میں۔ لیکن اس سے قطعی طور پر یہ لازم نہیں آتا کہ ہم عمل کرنے سے غفلت برتیں، کیونکہ جو ہستی مستقبل کے تمام امور سے بخوبی آگاہ ہے، اسی نے اعمالِ صالحہ کرنے کا حکم دیا ہے اور انسان کو اچھے یا برے اعمال کرنے کے اختیارات سونپے ہیں۔

(٣٨٤٥)۔ عَنْ اَنَسٍ مَرْفُوْعًا: ((اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ قَبَضَ قَبْضَةً، فَقَالَ: فِي الْجَنَّةِ بِرَحْمَتِيْ وَقَبَضَ قَبْضَةً، فَقَالَ: فِي النَّارِ وَلَا أُبَالِيْ۔)) (الصحيحة:٤٧)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک اللہ تعالیٰ نے ایک مٹھی بھری اور فرمایا: یہ میری رحمت سے جنت میں ہوں گے اور دوسری مٹھی بھری اور فرمایا: یہ جہنم میں ہوں گیا اور میں کوئی پروانہیں کرتا۔''

تخريج: رواه أبو يعلى في "مسنده": ١٧١/ ٢، والعقيلي في "الضعفاء": ص-٩٣، وابن عدي في "الكامل": ٦٦/ ٢، والدولابي في "الأسماء والكنى": ٢/ ٤٨

اللہ تعالیٰ نے غلبۂ رحمت والا جملہ اپنے ہاتھ سے لکھا

(٣٨٤٦)۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اِنَّ اللّٰهَ حِيْنَ خَلَقَ الْخَلْقَ كَتَبَ بِيَدِهِ عَلٰى نَفْسِهِ: اِنَّ رَحْمَتِيْ تَغْلِبُ غَضَبِيْ۔)) (الصحيحة:١٦٢٩)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب اللہ تعالیٰ نے مخلوقات کو پیدا کیا تو اپنے ہاتھ سے اپنے بارے میں لکھا کہ بیشک میری رحمت، میرے غضب پر غالب آ جاتی ہے۔''

تخریج: أخرجه الترمذي: ۲/ ۲۷۱، واللفظ له، وأحمد: ۲/ ۴۳۳، وابن ماجه: ۴۲۹۵، وهذا الحديث له طرق كثيرة في الصحيحين، مسند الامام احمد

شرح:...... جنت اللہ تعالیٰ کی رحمت کا سب سے بڑا شاہکار ہے۔ جو آدمی، وہ نیک ہو یا برا، جنت میں داخل ہو گا، وہ محض اللہ تعالیٰ کی رحمت کی بنا پر داخل ہو گا۔ یہ حقیقت اپنی جگہ پر مسلم ہے کہ اعمالِ خیر اللہ تعالیٰ کی رحمت کا سبب بنتے ہیں۔

چھ گھڑیوں تک گناہ نہیں لکھا جاتا

(۳۸۴۷)۔ عَنْ اَبِيْ أُمَامَةَ مَرْفُوْعًا: ((اِنَّ صَاحِبَ الشِّمَالِ لَيَرْفَعُ الْقَلَمَ سِتَّ سَاعَاتٍ عَنِ الْعَبْدِ الْمُسْلِمِ الْمُخْطِئِ اَوِ الْمُسِيْءِ، فَاِنْ نَدِمَ وَاسْتَغْفَرَ اللّٰهَ مِنْهَا اَلْقَاهَا وَاِلَّا كَتَبَ وَاحِدَةً۔)) (الصحيحة:۱۲۰۹)

سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بائیں طرف والا فرشتہ (جو برائیاں لکھتا ہے) چھ گھڑیوں تک غلطی کرنے والے مسلمان بندے کی غلطی لکھنے سے اپنا قلم روکے رکھتا ہے، اگر (اس وقت کے اندر اندر ایسا مسلمان) پچھتا کر اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کرنا شروع کر دے تو وہ قلم رکھ دیتا ہے (یعنی وہ گناہ سرے سے نہیں لکھا جاتا اور اگر اتنے وقت میں بھی اسے ندامت کا موقع نہ ملے تو) وہ ایک برائی لکھ لیتا ہے۔''

تخريج: رواه الطبراني في"الكبير" ق ۲۵/ ۲ مجموع ۶، وأبونعيم في"الحلية" ۶/ ۱۲۴، والبيهقي في"الشعب" ۲/ ۳۴۹/ ۱، والواحدي في"تفسيره" ۴/ ۸۵/ ۱

شرح:...... یہ محض اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے کہ چھ گھڑیوں تک گناہ نامۂ اعمال میں لکھا ہی نہیں جاتا۔ لیکن جب بندہ غفلت کرتا ہے اور چھ گھڑیوں تک اپنے کیے پر کوئی توجہ نہیں دھرتا تو وہ ایک گناہ لکھ لیا جاتا ہے۔ لیکن جب نیکی کی باری آتی ہے تو اس کا ارادہ کرنے پر ہی ایک نیکی لکھ لی جاتی ہے اور عملاً نیکی کرنے پر کم از کم دس گنا ثواب ملتا ہے۔

شیطان نے گمراہ کرنے کا چیلنج کیا اور اللہ تعالیٰ نے بخشنے کا دعوی کیا، لیکن ......

(۳۸۴۸)۔ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اِنَّ الشَّيْطَانَ قَالَ: وَعِزَّتِكَ! يَا رَبِّ! لَا اَبْرَحُ أُغْوِيْ عِبَادَكَ مَادَامَتْ اَرْوَاحُهُمْ فِيْ اَجْسَادِهِمْ۔ فَقَالَ الرَّبُّ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى: وَعِزَّتِيْ! وَجَلَالِيْ! لَا اَزَالُ اَغْفِرُ لَهُمْ مَا اسْتَغْفَرُوْنِيْ۔))

سیدنا ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بیشک شیطان نے کہا تھا: اے میرے ربّ! تیری عزت کی قسم! جب تک تیرے بندوں کی روحیں ان کے جسموں میں رہیں گی، میں انھیں گمراہ کرتا رہوں گا اور ربّ تبارک وتعالیٰ نے اس کے جواب میں کہا: مجھے میری عزت اور میرے جلال کی قسم! جب تک وہ مجھ سے بخشش طلب کرتے

(الصحیحۃ:١٠٤) رہیں گے تو میں ان کو معاف کرتا رہوں گا۔''

تخریج: رواه الحاكم: ٤/ ٢٦١، والبيهقي في "الأسماء": ١٣٤

شرح:...... ہر انسان یقینی طور پر بتقاضۂ بشریت غلطیوں کا مرتکب ہو گا اور شیطان کے ورغلانے سے ایسا ہو گا۔ لیکن اللہ تعالی نے استغفار اور توبہ کا دروازہ موت کا غرغرہ طاری ہونے تک کھلا رکھا ہوا ہے، ہمیں چاہئے کہ شیطان کو اپنے اوپر غالب نہ آنے دیں اور بار بار اللہ تعالی کی طرف رجوع کرتے رہیں۔

جزیرۂ عرب میں شیطان کی عبادت نہیں ہو سکتی، لیکن......

(٣٨٤٩)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ الشَّيْطَانَ قَدْ أَيِسَ أَنْ يُعْبَدَ بِأَرْضِكُمْ هٰذِهِ، وَلٰكِنَّهُ قَدْ رَضِيَ مِنْكُمْ بِمَا تَحْقِرُوْنَ۔)) (الصحیحۃ:٤٧١)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''بیشک شیطان اس بات سے ناامید ہو چکا ہے کہ تمہاری سرزمین (جزیرۂ عرب) میں اس کی عبادت ہو سکے، لیکن (جن برائیوں کو) تم لوگ حقیر سمجھتے ہو وہ تم سے ان کا ارتکاب کروا کر ہی راضی ہوتا رہے گا۔''

تخریج: أخرجه الامام أحمد: ٢/ ٣٦٨، والبزار في "مسنده": ٢٨٥٠

شرح:...... شیطان اس بات سے ناامید ہو چکا ہے کہ جزیرۂ عرب کے لوگ شرک کریں گے، البتہ وہ ان کو دوسرے گناہوں میں مبتلا کر سکے گا۔

لیکن اس جزیرہ میں غیروں کی پوجا پاٹ کی بعض صورتیں پائی گئیں، اس صورتحال کو دیکھ کر اس حدیث کے درج ذیل مفاہیم بیان کیے گئے ہیں:

(١) شیطان کسی مومن کو اس قدر گمراہ نہیں کر سکے گا کہ وہ بتوں کی عبادت شروع کر دے۔

(٢) شیطان کی چالبازیاں اس قدر کارگر ثابت نہ ہو سکیں گی کہ وہ یہودیوں اور عیسائیوں کی طرح آپ ﷺ کی امت کو اتنا گمراہ کر دے کہ وہ نماز بھی پڑھیں اور شیطان کی عبادت بھی کریں۔

(٣) شیطان اس بات سے ناامید ہو چکا ہے کہ وہ دین اسلام کو مسخ کر کے شرک و بدعت کو عام کر دے اور جزیرۂ عرب اسلام کی آمد سے پہلے کی طرح ہو جائے۔ تیسرا معنی ہی راجح معلوم ہوتا ہے۔

بنو آدم کے رنگ اور مزاج مختلف کیوں؟

(٣٨٥٠)۔ عَنْ أَبِي مُوْسَى الْأَشْعَرِيِّ مَرْفُوْعًا: ((إِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ آدَمَ مِنْ قَبْضَةٍ قَبَضَهَا مِنْ جَمِيْعِ الْأَرْضِ، فَجَاءَ بَنُوْ آدَمَ عَلَى قَدَرِ الْأَرْضِ، جَاءَ مِنْهُمُ الْأَحْمَرُ

سیدنا ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک اللہ تعالی نے ساری زمین سے ایک مٹھی بھری اور اس سے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا، یہی وجہ ہے کہ اولادِ آدم زمین کی مٹی کی نوعیت کے مطابق پیدا ہوئے

وَالْاَبْيَضُ وَالْاَسْوَدُ ، وَبَيْنَ ذٰلِكَ ، وَالسَّهْلُ وَالْحَزْنُ ، وَالْخَبِيْثُ وَالطَّيِّبُ۔))
(الصحيحة: ١٦٣٠)

ہیں، یعنی کوئی سرخ ہے، کوئی سفید ہے، کوئی سیاہ ہے اور کسی کی رنگتیں ان کے درمیان درمیان ہیں اور کوئی نرم ہے، کوئی سخت ہے، کوئی خبیث ہے اور کوئی طیب ہے۔''

تخریج: رواه ابن سعد في "الطبقات": ١/ ٥۔٦، واحمد: ٤/ ٤٠٦، وابن حبان: ٢٠٨٣

ہدایت وضلالت کے بارے میں تقدیری فیصلے

(٣٨٥١)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ مَرْفُوْعًا: ((إِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ خَلقهُ فِيْ ظُلْمَةٍ وَاَلْقٰى عَلَيْهِمْ مِنْ نُوْرِهِ ، فَمَنْ اَصَابَهُ مِنْ ذٰلِكَ النُّوْرِ اهْتَدٰى بِهٖ، وَمَنْ اَخْطَاهُ ضَلَّ۔)) قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو: فَلِذٰلِكَ اَقُوْلُ: جَفَّ الْقَلَمُ بِمَا هُوَ كَائِنٌ۔
(الصحيحة:١٠٧٦)

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بلاشبہ اللہ تعالی نے اپنی مخلوق کو اندھیرے میں پیدا کیا اور پھر اس پر اپنا نور ڈالا، جس کو وہ نور نصیب ہوا وہ ہدایت پا گیا اور جس سے تجاوز کر گیا، وہ گمراہ ہو گیا۔'' سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اسی لیے میں کہتا ہوں کہ جو کچھ ہونے والا ہے، قلم اسے لکھ کر خشک ہو چکا ہے۔

تخریج: أخرجه الآجري في "الشريعة" صـ ١٧٥، وابن حبان ١٨١٢، والحاكم: ١/ ٣٠، والترمذي: ٢/ ١٠٧، واحمد: ٢/ ١٧٦، ١٩٧

شرح:...... اس موضوع پر "الایمان والتوحید والدین والقدر" میں بحثیں گزر چکی ہیں کہ تقدیر اللہ تعالی کا علم ہے، یعنی اللہ تعالی کو ہر شخص کے جنتی یا جہنمی ہونے کا علم ہے۔ اس علم کا یہ مطلب نہیں کہ انسان جنتی یا جہنمی ہونے پر مجبور ہے۔

اگر کوئی شخص اس جواب پر مطمئن نہ ہو تو اس سے ایک سوال کیا جائے گا کہ جس مقدس ہستی نے تقدیر کے بارے میں یہ احادیث بیان کی ہیں، اس نے خود بھی اعمالِ صالحہ کا اہتمام کیا اور اپنے صحابہ کو بھی یہی حکم دیا، بلکہ بعض ایسی احادیث بھی بیان نہ کرنے کی تلقین کی گئی، جن کی وجہ سے عوام الناس میں عملی طور پر سستی پیدا ہو سکتی تھی۔

اہل جنت اور اہل جہنم کے بارے میں تقدیری فیصلے

(٣٨٥٢)۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ قَتَادَةَ السُّلَمِيِّ مَرْفُوْعًا: ((إِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ خَلَقَ آدَمَ، ثُمَّ اَخَذَ الْخَلْقَ مِنْ ظَهْرِهِ ، وَقَالَ: هٰؤُلَاءِ إِلَى الْجَنَّةِ وَلَا اُبَالِيْ ، وَهٰؤُلَاءِ إِلَى النَّارِ وَلَا اُبَالِيْ۔)) فَقَالَ قَائِلٌ: يَا رَسُوْلَ

سیدنا عبد الرحمن بن قتادہ سلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بیشک اللہ تعالی نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا، پھر ان کی پیٹھ سے ان کی اولاد کو نکالا اور فرمایا: یہ جنت کے لیے ہیں اور میں بے پروا ہوں اور یہ جہنم کے لیے ہیں اور میں کوئی پروا نہیں کرتا۔'' کسی نے کہا: اے اللہ کے

اللّٰہِ! فَعَلٰی مَاذَا نَعْمَلُ؟ قَالَ: ((عَلٰی مَوَاقِعِ الْقَدَرِ۔)) (الصحیحۃ:٤٨)

رسول! ہم کس چیز کے مطابق عمل کر رہے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تقدیر کے مطابق۔''

تخریج: رواہ أحمد: ٤/ ١٨٦، وابن سعد فی "الطبقات": ١/ ٣٠ و٧/ ٤١٧، وابن حبان فی "صحیحہ": ١٨٠٦، وعبدالباقی ابن قانع فی ترجمۃ عبدالرحمن الاتی من "المعجم"، والحاکم: ١/ ٣١، والحافظ عبدالغنی المقدسی فی "الثالث والتسعین من تخریجہ": ٤١/ ٢، وابن جریر فی "التفسیر": ١٥٣٧٧. والآجری فی "الشریعۃ": ١٧٢

شرح:...... بلاشک وشبہ اللہ تعالیٰ نے بنوآدم کو نیکی و بدی کرنے کے اختیارات سونپ رکھے ہیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿إِنَّا هَدَيْنَاهُ السَّبِيلَ إِمَّا شَاكِرًا وَإِمَّا كَفُورًا﴾ (سورۂ دھر: ٣) ......''ہم نے اسے راہ دکھائی، اب خواہ وہ شکر گزار بنے، خواہ ناشکرا۔'' لیکن اللہ تعالیٰ نے یہ معلوم کر لیا کہ کون کیا عمل کرے گا اور کس کا انجام کیا ہوگا، پھر اس کو قلمی شکل دے دی، اس کو اللہ تعالیٰ کی تقدیر یا اس کا علم کہتے ہیں۔ یا یوں سمجھئے کہ اللہ تعالیٰ نے بنوآدم کے طرزِ حیات اور ان کے انجام کی پیشین گوئی کی، جو حق ثابت ہوئی۔ اب کوئی انسان مجبور ہو کر نیک یا برے اعمال نہیں کر رہا، بلکہ اسے اختیار ہے، اس نے خود انتخاب کرنا ہے، یہ علیحدہ بات ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اس کے انتخاب کا علم ہے۔ اب انسان کے عمل اور اللہ تعالیٰ کے علم میں من وعن موافقت ہے، اسی کو کہتے ہیں کہ انسان اللہ تعالیٰ کی تقدیر کے مطابق عمل کر رہا ہے۔

(٣٨٥٣)۔ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ مَرْفُوْعًا: ((خَلَقَ اللّٰهُ آدَمَ حِيْنَ خَلَقَهُ، فَضَرَبَ كَتِفَهُ الْيُمْنٰى، فَأَخْرَجَ ذُرِّيَّةً بَيْضَاءَ كَأَنَّهَا الذَّرُّ، وَضَرَبَ كَتِفَهُ الْيُسْرٰى، فَأَخْرَجَ ذُرِّيَّةً سَوْدَاءَ، كَأَنَّهُمُ الْحُمَمُ، فَقَالَ لِلَّذِيْ فِيْ يَمِيْنِهِ: إِلَى الْجَنَّةِ وَلَا أُبَالِيْ، وَقَالَ لِلَّذِيْ فِيْ كَتِفِهِ الْيُسْرٰى: إِلَى النَّارِ وَلَا أُبَالِيْ۔)) (الصحیحۃ:٤٩)

سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو اس کے دائیں کندھے پر ضرب لگائی اور وہاں سے سفید رنگ کی اولاد نکالی، جو چھوٹی چیونٹیوں کی جسامت کی تھی۔ پھر بائیں کندھے پر ضرب لگائے اور کوئلوں کی طرح سیاہ اولاد نکالی۔ پھر دائیں طرف والی اولاد کے بارے میں کہا: یہ جنت میں جائیں گے اور میں کوئی پرواہ نہیں کرتا اور بائیں کندھے سے نکلنے والے اولاد کے بارے میں کہا: یہ جہنم میں جائیں گے اور میں بے پرواہ ہوں۔''

تخریج: رواہ أحمد، وابنہ فی "زوائد المسند": ٦/ ٤٤١، والبزار: ٢١٤٤، وابن عساکر فی "تاریخ دمشق": ١٥/ ١٣٦/ ١

شرح:...... تقدیر کے مسائل مکمل تفصیل کے ساتھ "الایمان والتوحید والدین والقدر" میں موجود ہیں۔ اس حدیث کا یہ مطلب نہیں کہ انسان جنت یا جہنم میں داخل ہونے کے سلسلے میں مجبور ہے۔ اس حدیث میں اللہ

تعالیٰ نے انسانوں کے انجام کے بارے میں پیشین گوئی کی ہے، جو اس کے علم غیب پر دلالت کرتی ہے۔

بادلوں کا بولنا اور ہنسنا

(٣٨٥٤)۔ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ، أَخْبَرَنِي أَبِي، قَالَ: كُنْتُ جَالِسًا إِلَى جَنْبِ حُمَيْدِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ فِي الْمَسْجِدِ، فَمَرَّ شَيْخٌ جَمِيلٌ مِنْ بَنِي غِفَارٍ، وَفِي أُذُنَيْهِ صَمَمٌ أَوْ قَالَ: وَقْرٌ، فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ حُمَيْدٌ، فَلَمَّا أَقْبَلَ، قَالَ: يَا ابْنَ أَخِي أَوْسِعْ لَهُ فِيمَا بَيْنِي وَبَيْنَكَ، فَإِنَّهُ قَدْ صَحِبَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَجَاءَ حَتّٰى جَلَسَ فِيمَا بَيْنِي وَبَيْنَهُ، فَقَالَ لَهُ حُمَيْدٌ: هٰذَا الْحَدِيثُ الَّذِي حَدَّثْتَنِي عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ؟ فَقَالَ الشَّيْخُ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ يُنْشِئُ السَّحَابَ فَيَنْطِقُ أَحْسَنَ النُّطْقِ، وَيَضْحَكُ أَحْسَنَ الضَّحْكِ۔)) (الصحيحة: ١٦٦٥)

ابراہیم بن سعد کہتے ہیں: مجھے میرے باپ نے بتایا کہ وہ حمید بن عبد الرحمٰن کے ساتھ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے، اتنے میں وہاں سے بنو غفار کے خوبصورت بزرگ، جو کچھ بہرا تھا، کا گزر ہوا۔ حمید نے اسے بلوا بھیجا، جب وہ آیا تو حمید نے میرے باپ سے کہا: میرے اور اپنے درمیان اس بزرگ کے بیٹھنے کے لیے وسعت پیدا کرو، کیونکہ یہ نبی کریم ﷺ کا صحابی ہے۔ وہ آیا اور ان دونوں کے درمیان بیٹھ گیا۔ حمید نے اسے کہا: وہ حدیث کون سی ہے جو آپ نے رسول اللہ ﷺ سے مجھے بیان کی ہے؟ انھوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: ''بیشک اللہ تعالیٰ بادل پیدا کرتے ہیں، پھر وہ بادل حسین انداز میں بولتے ہیں اور خوبصورت انداز میں ہنستے ہیں۔'' (صحیحہ: ١٦٦٥)

تخريج: أخرجه أحمد: ٥/ ٤٣٥، والعقيلي: صـ ١٠، وابن منده في "المعرفة": ٢/ ٢٧٩/ ١، والرامهرمزي في "الأمثال": صـ ١٥٤۔ هند، والبيهقي في "الأسماء": صـ ٤٧٥، والكلاباذي في "مفتاح المعاني": ٩٠/ ١۔٢

شرح:...... کائنات کی ہر مخلوق کا اللہ تعالیٰ کے ساتھ مخصوص انداز میں تعلق ہوتا ہے، انسان اس تعلق کو نہیں سمجھ پاتے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَ الْاَرْضُ وَ مَنْ فِيْهِنَّ وَ اِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَ لٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا۔﴾ (سورۂ بنی اسرائیل: ٤٤)

''ساتوں آسمان اور زمین اور جو بھی ان میں ہے اسی کی تسبیح کر رہے ہیں۔ ایسی کوئی چیز نہیں جو اسے پاکیزگی اور تعریف کے ساتھ یاد نہ کرتی ہو۔ ہاں یہ صحیح ہے کہ تم اس کی تسبیح سمجھ نہیں سکتے۔ وہ بڑا بردبار اور بخشنے والا ہے۔''

سب سے پہلی مخلوق

(٣٨٥٥)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ أَوَّلَ شَيْءٍ خَلَقَهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ الْقَلَمُ، فَأَخَذَهُ بِيَمِيْنِهِ وَكِلْتَا يَدَيْهِ يَمِيْنٌ قَالَ فَكَتَبَ الدُّنْيَا وَمَا يَكُوْنُ فِيْهَا مِنْ عَمَلٍ مَعْمُوْلٍ: بِرٍّ أَوْفُجُوْرٍ، رَطْبٍ أَوْ يَابِسٍ، فَأَحْصَاهُ عِنْدَهُ فِي الذِّكْرِ۔)) ثُمَّ قَالَ: ((اِقْرَأُوْا إِنْ شِئْتُمْ: ﴿هٰذَا كِتَابُنَا يَنْطِقُ عَلَيْكُمْ بِالْحَقِّ إِنَّا كُنَّا نَسْتَنْسِخُ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ﴾ (سورة الجاثية:٢٩) فَهَلْ تَكُوْنُ النُّسْخَةُ إِلَّا مِنْ أَمْرٍ قَدْ فُرِغَ مِنْهُ۔)) (الصحيحة:٣١٣٦)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالی نے سب سے پہلے قلم کو پیدا کیا، اسے اپنے دائیں ہاتھ میں پکڑا اور اللہ تعالی کے دونوں ہاتھ دائیں ہیں، پھر اس نے دنیا کو، اور دنیا میں کی جانے والی ہر نیکی و بدی اور رطب و یابس کو لکھا اور سب چیزوں کو اپنے پاس لوحِ محفوظ میں شمار کر لیا۔ پھر فرمایا: اگر چاہتے ہو تو یہ آیت پڑھ لو: ﴿یہ ہے ہماری کتاب جو تمھارے بارے میں سچ سچ بول رہی ہے، ہم تمھارے اعمال لکھواتے جاتے ہیں﴾ (سورۂ جاثیہ: ۲۹) لکھنا اور نقل کرنا اسی امر میں ہوتا ہے جس سے فارغ ہوا جا چکا ہو۔''

تخريج: أخرجه الآجري في "الشريعة": ٣٢١

شرح:...... امام مبارکپوری نے کہا: اضافی طور پر قلم کو پہلی مخلوق کہا گیا ہے، یعنی عرش، پانی اور ہوا کے بعد باقی مخلوقات سے پہلے قلم کو پیدا کیا گیا، کیونکہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ((كَتَبَ اللّٰهُ مَقَادِيْرَ الْخَلَائِقِ قَبْلَ اَنْ يَخْلُقَ السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضَ بِخَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ۔)) قَالَ: ((وَكَانَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ۔)) (مسلم) ......''اللہ تعالی نے آسمانوں اور زمینوں کی تخلیق سے پچاس ہزار سال قبل مخلوقات کی تقدیریں لکھ لی تھیں، اس وقت اس کا عرش پانی پر تھا۔''

اور امام بیہقی نے روایت کیا کہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے ﴿وَكَانَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ﴾ کے بارے میں پوچھا گیا کہ پھر پانی کس چیز پر تھا۔ انھوں نے کہا: ہوا کی کمر پر۔ (تحفۃ الاحوذی: ۳/۲۰۳) امام مبارکپوری کی بات محلِ نظر ہے۔ درج ذیل حدیث اور اس کے فوائد کا مطالعہ کریں۔

(٣٨٥٦)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مَرْفُوْعًا: ((إِنَّ أَوَّلَ شَيْءٍ خَلَقَهُ اللّٰهُ تَعَالَى الْقَلَمُ، وَاَمَرَهُ اَنْ يَكْتُبَ كُلَّ شَيْءٍ يَكُوْنُ۔)) (الصحيحة: ١٣٣)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالی نے سب سے پہلے قلم کو پیدا کیا اور اسے (مستقبل میں) ہونے والی ہر چیز کو لکھنے کا حکم دیا۔''

تخريج: رواه ابن أبي عاصم في "السنة": ١٠٨ و"الأوائل": ٣، وأبو يعلى: ١٢٦ / ١، والبيهقي في "السنن

الکبری": ۹/ ۳، و"الأسماء والصفات": ۲۷۱ من طریق أحمد

شرح: ...... امام البانی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں: کئی لوگوں کے دلوں میں یہ عقیدہ مضبوط ہو چکا ہے کہ سب سے پہلے اللہ تعالی نے محمد رسول اللہ ﷺ کا نور پیدا کیا، لیکن یہ عقیدہ بے بنیاد ہے اور عبد الرزاق کی حدیث کی سند معروف نہیں ہے۔ نیز اس حدیث میں ان لوگوں کا بھی ردّ ہے جو اللہ تعالی کے عرش کو پہلی مخلوق تصور کرتے ہیں، کیونکہ ان کے پاس اس دعوی کی کوئی واضح نص موجود نہیں ہے، سب کچھ استنباط و اجتہاد کی روشنی میں کہا گیا۔

قلم کے پہلی مخلوق ہونے کے دلائل واضح ہیں، ایسی واضح نصوص کے موجودگی میں کسی دوسرے اجتہاد کی گنجائش باقی نہیں رہتی۔ ان احادیث کا یہ مطلب بیان کرنا کہ عرش کے بعد پہلی مخلوق قلم ہے، باطل ہے۔ اگر عرش کے اول المخلوق ہونے پر کوئی قطعی نص ہوتی تو ایسی تاویل کی گنجائش مل سکتی تھی۔ بعض فلسفی قسم کے لوگ اس بات کے قائل ہیں کہ حوادث کی کوئی ابتدا نہیں ہے اور ہر مخلوق سے پہلے کسی نہ کسی مخلوق کا وجود ضروری ہے۔

اگر اس نظریے کو درست تسلیم کر لیا جائے تو کسی چیز کو اول المخلوق نہیں کہا جا سکتا۔ جبکہ اس حدیث مبارکہ میں ایسے لوگوں کا رد کیا گیا ہے اور قلم کو سب سے پہلی مخلوق قرار دے کر یہ ثابت کیا گیا کہ مخلوقات کی ایک ابتدا ہے، اس ابتدا سے پہلے مخلوق کا کوئی فرد موجود نہ تھا۔ (صحیحہ: ۱۳۳) یہ صرف اللہ تعالی کی صفت ہے کہ وہ ازل سے ہے، ابد تک رہے گا، اس کی ابتدا ہے نہ انتہا۔

بتوں کی عبادت کرنے والا پہلا شخص

(۳۸۵۷)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((اِنَّ اَوَّلَ مَنْ سَيَّبَ السَّوَائِبَ وَعَبَدَ الْأَصْنَامَ اَبُوْ خُزَاعَةَ عَمْرُو بْنُ عَامِرٍ، وَاِنِّيْ رَاَيْتُهُ يَجُرُّ اَمْعَاءَهُ فِي النَّارِ۔)) (الصحيحة: ۱۶۷۷)

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سب سے پہلے اونٹنیوں کو غیر اللہ کی منت ماننے کی وجہ سے آزاد چھوڑنے والا اور بتوں کی عبادت کرنے والا عمرو بن عامر ہے، جو خزاعہ قبیلے کا باپ ہے، میں نے اسے دیکھا کہ وہ جہنم میں اپنی انتڑیاں گھسیٹ رہا تھا۔''

تخریج: أخرجه أحمد: ۱/ ۴۴۶

حضرت موسی علیہ السلام کے بعد بنو اسرائیل کے خلیفے کا واقعہ

(۳۸۵۸)۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((اِنَّ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ اسْتَخْلَفُوْا خَلِيْفَةً عَلَيْهِمْ بَعْدَ مُوْسٰى عليه السلام فَقَامَ يُصَلِّيْ لَيْلَةً فَوْقَ بَيْتِ الْمَقْدِسِ فِي الْقَمَرِ، فَذَكَرَ اُمُوْرًا كَانَ صَنَعَهَا، فَخَرَجَ،

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''بنو اسرائیل نے حضرت موسی علیہ السلام کے بعد اپنے لیے ایک خلیفہ مقرر کیا، ایک دن وہ چاندنی رات کو بیت المقدس کے اوپر نماز پڑھنے لگ گیا اور وہ امور یاد کئے جو اس نے سرانجام دیے تھے۔ پھر وہ وہاں سے نکلا اور رسّی کے

فَتَدَلّٰی بِسَبَبٍ ، فَأَصْبَحَ السَّبَبُ مُعَلَّقًا فِي الْمَسْجِدِ ، وَقَدْ ذَهَبَ۔ قَالَ: فَانْطَلَقَ حَتّٰی أَتٰی قَوْمًا عَلٰی شَطِّ الْبَحْرِ ، فَوَجَدَهُمْ يَضْرِبُوْنَ لَبِنًا ، أَوْ يَصْنَعُوْنَ لَبِنًا ، فَسَأَلَهُمْ : كَيْفَ تَأْخُذُوْنَ عَلٰی هٰذَا اللَّبِنِ؟ قَالَ: فَأَخْبَرُوْهُ ، فَلَبَّنَ مَعَهُمْ ، فَكَانَ يَأْكُلُ مِنْ عَمَلِ يَدِهِ ، فَإِذَا كَانَ حِيْنَ الصَّلَاةِ قَامَ يُصَلِّيْ ، فَرَفَعَ ذٰلِكَ الْعُمَّالُ إِلٰی دَهْقَانِهِمْ ، إِنَّ فِيْنَا رَجُلًا يَفْعَلُ كَذَا وَكَذَا ، فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ فَأَبٰی أَنْ يَّأْتِيَهُ ، ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ، ثُمَّ إِنَّهُ جَاءَ يَسِيْرُ عَلٰی دَابَّتِهِ ، فَلَمَّا رَآهُ فَرَّ ، فَاتَّبَعَهُ فَسَبَقَهُ ، فَقَالَ: اَنْظِرْنِيْ أُكَلِّمْكَ ، قَالَ: فَقَامَ حَتّٰی كَلَّمَهُ ، فَأَخْبَرَهُ خَبَرَهُ فَلَمَّا أَخْبَرَهُ أَنَّهُ كَانَ مَلِكًا ، وَأَنَّهُ فَرَّ مِنْ رَهْبَةِ رَبِّهِ ، قَالَ: إِنِّيْ لَأَظُنُّنِيْ لَاحِقٌ بِكَ ، قَالَ: فَاتَّبَعَهُ ، فَعَبَدَا اللّٰهَ ، حَتّٰی مَاتَا بِرُمَيْلَةِ مِصْرَ۔)) قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ : لَوْ أَنِّيْ كُنْتُ ثَمَّ لَاهْتَدَيْتُ إِلٰی قَبْرِهِمَا بِصِفَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الَّتِيْ وَصَفَ لَنَا۔ (الصحيحة: ٢٨٣٣)

ساتھ لٹکا۔ مسجد میں رسی لٹکی رہی اور وہ وہاں سے چلا گیا اور سمندر کے کنارے پر ایسے لوگوں کے پاس پہنچ گیا جو کچی اینٹیں بنا رہے تھے۔ ان سے پوچھا کہ تم لوگ یہ اینٹیں بنانے کی کتنی اجرت لیتے ہو؟ انھوں نے (ساری صورتحال) بتائی۔ نتیجتاً اس نے بھی اینٹیں بنانا شروع کر دیں اور اپنے ہاتھ کی کمائی سے گزر بسر کرنے لگ گیا۔ جب نماز کا وقت ہوتا تو وہ نماز پڑھتا تھا۔ عُمّال نے یہ بات اپنے سردار تک پہنچا دی کہ ایک آدمی ایسے ایسے کرتا ہے۔ اُس نے اِس کو بلایا، لیکن اِس نے اُس کے پاس جانے سے انکار کر دیا، ایسے تین دفعہ ہوا، بالآخر وہ سواری پر سوار ہو کر آیا، جب اس نے اس کو آتے ہوئے دیکھا تو بھاگنا شروع کر دیا، اس نے اس کا تعاقب کیا اور اس سے سبقت لے گیا اور کہا: مجھے اتنی مہلت دو کہ میں تمھارے ساتھ بات کر سکوں۔ چنانچہ وہ ٹھہر گیا، اِس نے اُس سے بات کی، اس نے ساری صورتحال واضح کی اور کہا کہ میں بھی ایک بادشاہ تھا، لیکن اپنے ربّ کے ڈر کی وجہ سے بھاگ آیا ہوں۔ اس نے یہ سن کر کہا: مجھے گمان ہے کہ میں بھی تمھارے ساتھ مل جاؤں گا، پھر وہ اس کے پیچھے چلا گیا اور وہ دونوں اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے لگے، حتی کہ مصر کے رمیلہ مقام پر فوت ہو گئے۔'' سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: اگر میں وہاں ہوتا تو ان کی قبروں کو ان صفات کی بنا پر پہچان لیتا جو رسول اللہ ﷺ نے بیان کی تھیں۔

تخريج: أخرجه البزار في "مسنده": ٤/ ٢٦٧/ ٣٦٨٩، وأحمد: ١/ ٤٥١، وأبو يعلى: ٩/ ٢٦١/ ٥٣٨٣ والطبراني في "المعجم الكبير": ١٠/ ٢١٦/ ١٠٣٧٠، و"الأوسط": ٢/ ١١٢/ ١/ ٦٧٤٣

شرح:...... یہ خوفِ خدا کا نتیجہ ہے کہ بندہ دنیا سے دھوکہ نہیں کھاتا اور اپنی آخرت سنوار لیتا ہے۔

نزولِ تورات کے بعد کسی قوم کو آسمانی عذاب سے ہلاک نہیں کیا گیا، ما سوائے ......

(٣٨٥٩)۔ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ مَرْفُوْعًا: ((وَمَا أَهْلَكَ اللّٰهُ قَوْمًا ، وَلَا

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے جب تورات نازل کی، اس وقت

قَرْنًا، وَلَا أُمَّةً، وَلَا أَهْلَ قَرْيَةٍ مُنْذُ أَنْزَلَ التَّوْرَاةَ عَلَى وَجْهِ الْأَرْضِ بِعَذَابٍ مِّنَ السَّمَاءِ، غَيْرَ أَهْلِ الْقَرْيَةِ الَّتِي مُسِخَتْ قِرَدَةً، أَلَمْ تَرَ إِلَى قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالَى: ﴿وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوْسَى الْكِتَابَ مِنْ بَعْدِ مَا أَهْلَكْنَا الْقُرُوْنَ الْأُوْلَى بَصَائِرَ لِلنَّاسِ وَهُدًى وَّرَحْمَةً لَّعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ﴾ـ)) (القصص:٤٣) (الصحيحة:٢٢٥٨)

سے روئے زمین پر بسنے والی کسی قوم، کسی نسل، کسی امت اور کسی بستی والوں کو آسمانی عذاب سے ہلاک نہیں کیا۔ البتہ ایک گاؤں والوں کو بندروں کی شکلوں میں مسخ کر دیا گیا تھا۔ کیا تم اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی طرف نہیں دیکھتے: ﴿اور ان اگلے زمانہ والوں کو ہلاک کرنے کے بعد ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کو ایسی کتاب عنایت فرمائی جو لوگوں کے لیے دلیل اور ہدایت و رحمت ہو کر آئی تھی تا کہ وہ نصیحت حاصل کریں۔﴾ (سورۂ قصص: ۴۳)۔

تخریج: أخرجه الحاكم:٢/ ٤٠٨، والبزار:٢٢٤٨ـالكشف، والثعلبي في "تفسيره": ٣/ ٤١/ ٢

شرح:...... فرعون، آل فرعون، قوم نوح، قوم عاد اور قوم ثمود وغیرہ کی ہلاکتوں کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام کو توراۃ دی گئی۔ نزولِ تورات کے بعد اللہ تعالیٰ نے صرف ایک بستی کو آسمانی عذاب سے ہلاک کیا۔

بنو اسرائیل نے تورات ترک کر کے خود ایک کتاب ایجاد کر لی

(٣٨٦٠)ـ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ أَبِي مُوْسَى الْأَشْعَرِيِّ مَرْفُوْعًا: ((إِنَّ بَنِي إِسْرَائِيلَ كَتَبُوْا كِتَابًا فَاتَّبَعُوْهُ وَتَرَكُوْا التَّوْرَاةَـ)) (الصحيحة:٢٨٣٢)

ابو بردہ اپنے باپ سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بیشک بنو اسرائیل نے خود ایک کتاب لکھی اور اس کی پیروی کرنے لگ گئے اور توراۃ کو ترک کر دیا۔''

تخريج: أخرجه الطبراني في "المعجم الأوسط": ٢/ ٣٩/ ١/ ٥٨٧٦

شرح:...... اللہ تعالیٰ نے بھی ان کی اس قبیح خصلت کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا: ﴿فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ يَكْتُبُوْنَ الْكِتٰبَ بِاَيْدِيْهِمْ ثُمَّ يَقُوْلُوْنَ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ لِيَشْتَرُوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا فَوَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا كَتَبَتْ اَيْدِيْهِمْ وَوَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا يَكْسِبُوْنَ﴾ (سورۂ بقرہ: ۷۹) ......''ان لوگوں کے لیے ہلاکت ہے جو اپنے ہاتھوں کی لکھی ہوئی کتاب کو اللہ تعالیٰ کی طرف کی کہتے ہیں اور اس طرح دنیا کماتے ہیں۔ ان کے ہاتھوں کی لکھائی کو اور ان کی کمائی کو ہلاکت اور افسوس ہے۔'' شریعت سازی کرنا اور زمان و مکاں سے متاثر ہو کر فتووں میں تبدیلی لانا بنو اسرائیل کے علمائے سوء کے بائیں ہاتھ کا کھیل تھا۔

بنو اسرائیل کا بہترین فرقہ اصحاب ابو قرن تھا

(٣٨٦١)ـ عَنْ رَبِيْعِ بْنِ عُمَيْلَةَ، قَالَ: ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، مَاسَمِعْنَا حَدِيْثًا هُوَ أَحْسَنُ مِنْهُ

ربیع بن عمیلہ کہتے ہیں: سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ہمیں اتنی بہترین حدیث بیان کی، کہ ہم نے اسے قرآن مجید اور نبی

إِلَّا كِتَابَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَرِوَايَةً عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ لَمَّا طَالَ الْأَمَدُ وَقَسَتْ قُلُوْبُهُمْ إِخْتَرَعُوْا كِتَابًا مِنْ عِنْدِ أَنْفُسِهِمْ، إِسْتَهْوَتْهُ قُلُوْبُهُمْ، وَاسْتَحَلَّتْهُ أَلْسِنَتُهُمْ، وَكَانَ الْحَقُّ يَحُوْلُ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ كَثِيْرٍ مِنْ شَهْوَاتِهِمْ، حَتّٰى نَبَذُوْا كِتَابَ اللّٰهِ وَرَاءَ ظُهُوْرِهِمْ كَأَنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ، فَقَالُوْا: (اَلْأَصْلُ: فَقَالَ) اَعْرِضُوْا هٰذَا الْكِتَابَ عَلٰى بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ، فَإِنَّ تَابَعُوْكُمْ عَلَيْهِ، فَاتْرُكُوْهُمْ، وَإِنْ خَالَفُوْكُمْ فَاقْتُلُوْهُمْ۔ قَالَ: لَا، بَلِ ابْعَثُوْا إِلٰى فُلَانٍ -رَجُلٍ مِنْ عُلَمَائِهِمْ- فَإِنْ تَابَعَكُمْ فَلَنْ يَخْتَلِفَ عَلَيْكُمْ بَعْدَهُ أَحَدٌ۔ فَأَرْسَلُوْا إِلَيْهِ فَدَعَوْهُ، فَأَخَذَ وَرَقَةً فَكَتَبَ فِيْهَا كِتَابَ اللّٰهِ، ثُمَّ أَدْخَلَهَا فِيْ قَرْنٍ، ثُمَّ عَلَّقَهَا فِيْ عُنُقِهِ، ثُمَّ لَبِسَ عَلَيْهَا الثِّيَابَ، ثُمَّ أَتَاهُمْ، فَعَرَضُوْا عَلَيْهِ الْكِتَابَ فَقَالُوْا: تُؤْمِنُ بِهٰذَا؟ فَأَشَارَ إِلٰى صَدْرِهِ- يَعْنِيْ الْكِتَابَ الَّذِيْ فِيْ الْقَرْنِ-فَقَالَ: آمَنْتُ بِهٰذَا، وَمَالِيْ لَا أُوْمِنُ بِهٰذَا؟ فَخَلُّوْا سَبِيْلَهُ۔ قَالَ: وَكَانَ لَهُ أَصْحَابٌ يَغْشُوْنَهُ فَلَمَّا حَضَرَتْهُ الْوَفَاةُ أَتَوْهُ، فَلَمَّا نَزَعُوْا ثِيَابَهُ وَجَدُوْا الْقَرْنَ فِيْ جَوْفِهِ الْكِتَابُ، فَقَالُوْا: أَلَا تَرَوْنَ إِلٰى قَوْلِهِ: آمَنْتُ بِهٰذَا، وَمَالِيْ لَا أُوْمِنُ بِهٰذَا، فَإِنَّمَا عَنٰى بِهٰذَا هٰذَا الْكِتَابَ الَّذِيْ فِيْ الْقَرْنِ۔ قَالَ:

کریم ﷺ کی روایات کے بعد حسین پایا، وہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب بنو اسرائیل کی مدت دراز ہوئی اور ان کے دل سخت ہو گئے تو انھوں نے خود ایک ایسی کتاب ترتیب دی، جو ان کے دلوں کو پسند اور زبانوں کو میٹھی لگتی تھی اور اس وقت حق بھی وہی ہوتا تھا جو ان کی شہوات کے ارد گرد منڈلاتا تھا۔ انھوں نے اللہ تعالی کی کتاب کو اپنی پیٹھوں کے پیچھے پھینک دیا، ایسے لگتا تھا کہ یہ لوگ کچھ بھی نہیں جانتے۔ پھر (ایک وقت ایسا بھی آیا کہ) انھوں نے کہا کہ یہ (خود ساختہ) کتاب بنو اسرائیل پر پیش کرو، اگر وہ تمھاری پیروی کرنے لگیں تو انھیں کچھ نہ کہو اور اگر مخالفت کریں تو ان کو قتل کر دو۔ لیکن اس نے کہا: نہیں، بلکہ یوں کرو کہ فلاں عالم کے پاس پیغام بھیجو، اگر اس نے تمھاری پیروی کی تو اس کے بعد کوئی بھی اختلاف نہیں کرے گا۔ انھوں نے اس کی طرف کسی کو بھیج کر اسے بلایا۔ اس نے ایک ورق لیا، اس میں اللہ تعالی کی کتاب لکھی، پھر اسے ایک سینگ میں ڈال کر اپنی گردن میں لٹکا لیا اور اس کے اوپر کپڑے زیب تن کر لیے اور ان کے پاس پہنچ گیا۔ انھوں نے اس پر (اپنی من گھڑت) کتاب پیش کی اور کہا: کیا تو اس پر ایمان لاتا ہے؟ اس نے جوابًا اپنے سینے کی طرف یعنی سینگ کے اندر موجودہ کتاب کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا: میں اس پر ایمان لاتا ہوں، بھلا اس پر ایمان کیوں نہ لاؤں۔ (اس کا مقصد سینگ میں پنہاں کتاب تھی، نہ کہ ان کی خود ساختہ کتاب، لیکن یہ لوگ اس کی بات سمجھ نہیں پا رہے تھے) بہر حال انھوں نے اس کو چھوڑ دیا۔ اس کے کچھ ساتھی تھے، جو اس کی مجلس میں بیٹھتے تھے، جب وہ فوت ہو گیا تو وہ آئے اور اس کے کپڑے اتارے، وہاں انھیں ایک سینگ نظر

فَاخْتَلَفَ بَنُوْ اِسْرَائِيْلَ عَلٰى بِضْعٍ وَّسَبْعِيْنَ فِرْقَةً، خَيْرُ مِلَلِهِمْ أَصْحَابُ اَبِيْ الْقَرْنِ۔)) (الصحيحة:٢٦٩٤)

آیا جس کے اندر کتاب تھی۔ اب (وہ اصل حقیقت سمجھے اور) کہا: جب اس بندے نے یہ کہا تھا کہ ''میں اس کتاب پر ایمان لایا ہوں اور بھلا اس پر ایمان کیوں نہ لاؤں'' تو اس کی مراد سینگ میں موجود کتاب (جو کہ حق ہے) تھی۔ سو بنو اسرائیل تہتر چوہتر فرقوں میں بٹ گئے، ان میں سب سے بہتر فرقے والے وہ لوگ ہیں جو اس سینگ والے کے ساتھی اور پیروکار تھے۔'' (صحیحه: ٢٦٩٤)

تخريج: أخرجه البيهقى فى "شعب الايمان": ٢/ ٤٣٩/ ١-٢

شرح:...... معلوم ہوا کہ مجبوری کے وقت بظاہر باطل پرستوں کی موافقت کرنا جائز ہے، ہاں یہ ضروری ہے کہ موافقت کی صورت میں دل، زبان اور وجود کے ظاہری فیصلے کے ساتھ مطمئن نہ ہو اور اس میں اصل ایمان موجود ہے، ہماری شریعت میں بھی اس کی گنجائش موجود ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْ بَعْدِ اِيْمَانِهٖٓ اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَ قَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّ بِالْاِيْمَانِ وَ لٰكِنْ مَّنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللّٰهِ وَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ﴾ (سورۂ نحل: ١٠٦) ...... ''جو شخص اپنے ایمان کے بعد اللہ تعالی سے کفر کرے، بجز اس کے جس پر جبر کیا جائے اور اس کا دل ایمان پر برقرار ہو، مگر جو لوگ کھلے دل سے کفر کریں ان پر اللہ تعالی کا غضب اور ان کے لیے بہت بڑا عذاب ہے۔''

امام قرطبیؒ نے کہا: اہل علم کا اس بات پر اجماع ہے کہ جس شخص کو کفر پر مجبور کیا جائے وہ جان بچانے کے لیے قولاً یا فعلاً کفر کا ارتکاب کر لے، جب کہ اس کا دل مطمئن ہو، تو وہ کافر نہیں ہوگا، نہ اس کی بیوی اس سے جدا ہوگی اور نہ اس پر دیگر احکام کفر لاگو ہوں گے۔ (فتح القدیر)

بنو اسرائیل کے تین افراد کی دنیوی مال کے ذریعے آزمائش
دنیوی نعمتوں کی وجہ سے اللہ تعالی کو نہیں بھلا دینا چاہیے

(٣٨٦٢)۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ، اَنَّهٗ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ: ((اِنَّ ثَلَاثَةً فِيْ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ: اَبْرَصَ، وَاَقْرَعَ، وَاَعْمٰى، فَاَرَادَ اللّٰهُ اَنْ يَّبْتَلِيَهُمْ، فَبَعَثَ اِلَيْهِمْ مَلَكًا، فَاَتَى الْاَبْرَصَ، فَقَالَ: اَيُّ شَيْءٍ اَحَبُّ اِلَيْكَ؟ قَالَ: لَوْنٌ حَسَنٌ، وَيَذْهَبُ عَنِّيَ الَّذِيْ قَدْ قَذِرَنِيَ النَّاسُ۔ قَالَ: فَمَسَحَهٗ، فَذَهَبَ عَنْهُ قَذَرُهٗ، وَاَعْطِيَ لَوْنًا

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''بنی اسرائیل میں سے تین آدمی تھے، ایک برص (سفید داغوں) کے مرض میں مبتلا تھا، دوسرا گنجا اور تیسرا اندھا تھا۔ اللہ تعالی نے ان کو آزمانے کا ارادہ فرمایا، پس ان کی طرف ایک فرشتہ بھیجا، فرشتہ پہلے برص والے کے پاس آیا اور اس سے پوچھا، تجھے کون سی چیز سب سے زیادہ محبوب ہے؟ اس نے جواب دیا: اچھا رنگ، خوبصورت جسم، نیز یہ بیماری مجھ سے دور ہو جائے، جس کی وجہ سے لوگ مجھ

حَسَنًا، وَجِلْدًا حَسَنًا، قَالَ: فَاَيُّ الْمَالِ اَحَبُّ اِلَيْكَ، قَالَ: اَلْاِبِلُ اَوْ قَالَ: اَلْبَقَرُ، شَكَّ اِسْحَاقُ، اِلَّا اَنَّ الْاَبْرَصَ اَوِالْاَقْرَعَ قَالَ اَحَدُهُمَا: اَلْاِبِلُ، وَقَالَ الْآخَرُ: اَلْبَقَرُ۔ قَالَ: فَاُعْطِي نَاقَةً عَشْرَاءَ، فَقَالَ: بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ فِيْهَا۔ قَالَ: فَاَتَى الْاَقْرَعَ، فَقَالَ: اَيُّ شَيْءٍ، اَحَبُّ اِلَيْكَ؟ قَالَ: شَعْرٌ حَسَنٌ، وَيَذْهَبُ عَنِّيْ هٰذَا الَّذِيْ قَذِرَنِي النَّاسُ، قَالَ: فَمَسَحَهُ، فَذَهَبَ عَنْهُ، وَاُعْطِي شَعْرًا حَسَنًا، قَالَ: فَاَيُّ الْمَالِ اَحَبُّ اِلَيْكَ؟ قَالَ: اَلْبَقَرُ، فَاُعْطِي بَقَرَةً حَامِلًا، فَقَالَ: بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ فِيْهَا۔ قَالَ: فَاَتَى الْاَعْمٰى، فَقَالَ: اَيُّ شَيْءٍ اَحَبُّ اِلَيْكَ؟ قَالَ: اَنْ يَرُدَّ اللّٰهُ اِلَيَّ بَصَرِيْ، فَاُبْصِرُ بِهِ النَّاسَ، قَالَ: فَمَسَحَهُ، فَرَدَّ اللّٰهُ اِلَيْهِ بَصَرَهُ، قَالَ: فَاَيُّ الْمَالِ اَحَبُّ اِلَيْكَ؟ قَالَ: اَلْغَنَمُ، فَاُعْطِي شَاةً وَالِدًا، فَاَنْتَجَ هٰذَانِ، وَوَلَّدَ هٰذَا، قَالَ: فَكَانَ لِهٰذَا وَادٍ مِنَ الْاِبِلِ، وَلِهٰذَا وَادٍ مِنَ الْبَقَرِ، وَلِهٰذَا وَادٍ مِنَ الْغَنَمِ۔ قَالَ: ثُمَّ اِنَّهُ اَتَى الْاَبْرَصَ فِيْ صُوْرَتِهِ وَهَيْئَتِهِ۔ فَقَالَ: رَجُلٌ مِسْكِيْنٌ قَدِ انْقَطَعَتْ بِيَ الْحِبَالُ فِيْ سَفَرِيْ، فَلَا بَلَاغَ لِيَ الْيَوْمَ اِلَّا بِاللّٰهِ ثُمَّ بِكَ، اَسْاَلُكَ بِالَّذِيْ اَعْطَاكَ اللَّوْنَ الْحَسَنَ، وَالْجِلْدَ الْحَسَنَ، وَالْمَالَ بَعِيْرًا اَتَبَلَّغُ عَلَيْهِ فِيْ سَفَرِيْ۔ فَقَالَ: اَلْحُقُوْقُ كَثِيْرَةٌ، فَقَالَ لَهُ: كَاَنِّي

سے گھن کھاتے ہیں۔ فرشتے نے اس کے جسم پر ہاتھ پھیرا، جس سے (اللہ کے حکم سے) اس کی گھن والی بیماری دور ہو گئی اور اسے خوبصورت رنگ دے دیا گیا۔ فرشتے نے اس سے پھر پوچھا، تجھے کون سا مال زیادہ پسند ہے؟ اس نے جواباً اونٹ یا گائے کہا۔ (اس کی بابت اسحاق راوی کو شک ہوا، لیکن اتنی بات ضرور ہے کہ برص والے اور گنجے میں سے ایک نے اونٹ کا ذکر کیا اور ایک نے گائے کا)۔ چنانچہ اسے آٹھ دس مہینے کی گابھن اونٹنی دے دی گئی اور فرشتے نے اسے دعا دی کہ اللہ تعالی تیرے لیے اس میں برکت عطا فرمائے۔ پھر وہ فرشتہ گنجے کے پاس آیا اور پوچھا: تجھے کون سی چیز سب سے زیادہ پسند ہے؟ اس نے کہا: اچھے بال، یہ میرا (گنجا پن) ختم ہو جائے، جس کی وجہ سے لوگ مجھ سے نفرت کرتے ہیں۔ فرشتے نے اس کے جسم پر ہاتھ پھیرا، جس سے اس کا گنجا پن دور ہو گیا اور اسے (اللہ تعالی کی طرف سے) خوبصورت بال عطا کر دیے گئے۔ فرشتے نے اس سے پوچھا، تجھے کون سا مال زیادہ پسند ہے؟ اس نے کہا: گائے۔ چنانچہ اسے ایک حاملہ گائے دے دی گئی اور دعا دی کہ اللہ تعالی تیرے لیے اس میں برکت عطا فرمائے۔ اس کے بعد فرشتہ اندھے کے پاس آیا، اس سے پوچھا، تجھے کون سی چیز سب سے زیادہ پسند ہے؟ اس نے کہا: یہ کہ اللہ تعالی مجھے میری بینائی واپس لوٹا دے، پس میں لوگوں کو دیکھوں۔ فرشتے نے اس پر ہاتھ پھیرا، پس اللہ تعالی نے اس کی بینائی بحال کر دی، فرشتے نے اس سے پوچھا: تجھے کون سا مال زیادہ پسند ہے؟ اس نے کہا: بکریاں۔ پس اسے بچہ جننے والی ایک بکری دے دی گئی۔ پس سابقہ دونوں (برص والے اور گنجے) کے ہاں بھی دونوں جانوروں (اونٹنی اور گائے) کی نسل خوب بڑھی اور اس نابینا

اَعْـرِفُكَ ، اَلَمْ تَكُنْ اَبْرَصَ يَقْذَرُكَ النَّاسُ؟ فَقِيْرًا فَاَعْطَاكَ اللّٰهُ؟ فَقَالَ: اِنَّمَا وَرِثْتُ هٰذَا لْـمَـالَ كَـابِـرًا عَـنْ كَـابِرٍ۔ فَقَالَ: اِنْ كُنْتَ كَـاذِبًـا ، فَـصَيَّـرَكَ اللّٰهُ اِلٰى مَاكُنْتَ ۔قَالَ: وَاَتَى الْاَقْرَعَ فِيْ صُوْرَتِهٖ ، فَقَالَ لَهٗ مِثْلَ مَا قَـالَ لِهٰـذَا ، وَرَدَّ عَـلَيْـهِ مِثْـلَ مَا رَدَّ عَلٰى هٰـذَا ، فَقَالَ: اِنْ كُنْتَ كَاذِبًا ، فَصَيَّرَكَ اللّٰهُ اِلٰى مَاكُنْتَ! قَالَ: وَاَتَى الْاَعْمٰى فِيْ صُوْرَتِهٖ وَهَيْـئَتِـهٖ ، فَـقَـالَ: رَجُلٌ مِسْكِيْنٌ ، وَابْنُ سَبِيْلٍ ، اِنْقَطَعَتْ بِيَ الْحِبَالُ فِيْ سَفَرِيْ ، فَلَا بَلَاغَ لِيَ الْيَوْمَ اِلَّا بِاللّٰهِ ثُمَّ بِكَ ، اَسْاَلُكَ بِالَّذِيْ رَدَّ عَلَيْكَ بَصَرَكَ شَاةً اَتَبَلَّغُ بِهَا فِيْ سَـفَرِيْ ۔ فَقَالَ: قَدْ كُنْتُ اَعْمٰى ، فَرَدَّ اللّٰهُ اِلَـيَّ بَـصَـرِيْ ، فَـخُـذْ مَـاشِئْـتَ ، وَدَعْ مَـاشِـئْـتَ ، فَوَاللّٰهِ! لَا اَجْهَدُكَ الْيَوْمَ شَيْئًا اَخَـذْتَـهٗ لِـلّٰهِ! فَقَالَ: اَمْسِكْ مَالَكَ ، فَاِنَّمَا ابْتُـلِيْتُمْ ، فَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْكَ ، وَسَخِطَ عَلٰى صَاحِبَيْكَ۔)) (الصحيحة:٣٥٢٣)

کے ہاں بھی بکری نے بچے دیے۔ سو (برص والے کے ہاں) ایک وادی اونٹوں کی، گنجے کے ہاں ایک وادی گائیوں کی اور اس اندھے کے ہاں ایک وادی بکریوں کی ہوگئی۔ اب پھر فرشتہ برص والے کے پاس گیا، اس کی صورت اور ہیئت میں آیا اور کہا کہ میں مسکین آدمی ہوں، سفر میں میرے وسائل ختم ہو گئے ہیں، آج میرے وطن پہنچنے کا کوئی وسیلہ، اللہ تعالی اور پھر تیرے علاوہ نہیں، اس لیے میں تجھ سے اس ذات کے نام سے جس نے تجھے اچھا رنگ، خوبصورت جسم اور مال عطا کیا ہے، ایک اونٹ کا سوال کرتا ہوں، جس کے ذریعے میں اپنے سفر میں منزل مقصود تک پہنچ جاؤں۔ اس نے جواب دیا: (میرے ذمے پہلے ہی) بہت سے حقوق ہیں، یہ سن کر فرشتے نے اس سے کہا: گویا کہ میں تجھے پہنچانتا ہوں، کیا تو وہی نہیں کہ جس کے جسم پر سفید داغ تھے، لوگ تجھ سے گھن کرتے تھے، تو فقیر تھا، اللہ تعالی نے تجھے مال سے نواز دیا؟ اس نے کہا: یہ مال تو مجھے باپ دادا سے ورثے میں ملا ہے، فرشتے نے کہا: اگر تو جھوٹا ہے تو اللہ تعالی تجھے ویسا ہی کر دے، جیسا کہ تو تھا۔ اب فرشتہ گنجے کے پاس اس کی پہلی شکل وصورت میں آیا اور اس سے بھی وہی کہا جو (برص والے) کو کہا تھا اور اس گنجے نے بھی وہی جواب دیا جو برص والے نے دیا تھا، جس پر فرشتے نے اسے بھی بددعا دی، کہ اگر تو جھوٹا ہے تو اللہ تعالی تجھے ویسا ہی کر دے، جیسا کہ تو پہلے تھا۔ فرشتہ (پھر) اندھے کے پاس آیا اور کہا کہ میں مسکین اور مسافر آدمی ہوں، سفر کے وسائل ختم ہو گئے ہیں، آج میں نے وطن پہنچنا، اللہ تعالی کی مدد، پھر تیری مالی اعانت کے بغیر ممکن نہیں، اس لیے میں تجھ سے اس ذات کے نام سے، جس نے تیری بینائی تجھ پر لوٹا دی، ایک بکری کا سوال کرتا ہوں تا کہ اس کے ذریعے سے میں اپنی منزلِ مقصود تک پہنچ جاؤں۔ اندھے نے کہا: بلاشبہ میں اندھا تھا، اللہ تعالی نے میری بینائی بحال کر دی (تیری سامنے بکریوں کا ریوڑ ہے، ان میں سے) جو چاہے لے لے اور جو چاہے چھوڑ دے، اللہ تعالی کی قسم! آج میں، جو تو اللہ کے لیے لے گا، اس میں تجھ سے کوئی جھگڑا نہیں کروں گا، یہ سن کر فرشتے نے اسے کہا: اپنا مال اپنے پاس رکھو، بیشک تمھیں آزمایا گیا ہے (جس میں تو کامیاب رہے) پس اللہ تعالی تجھ سے راضی ہو گیا (اور تیرے دونوں ساتھی ناکام

رہے) ان پر تیرا ربّ ناراض ہو گیا۔"

تخريج: أخرجه مسلم: ٨/ ٢١٣، وابن حبان: ٣١٤، والبيهقي: ٧/ ٢١٩، وأخرجه البخاري: ٣٤٦٤

شـــرح:...... اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مال و دولت کی فراوانی بھی ایک آزمائش ہے۔ اس آزمائش میں کامیاب وہی ہوتا ہے جو مال کے گھمنڈ میں مبتلا ہو کر، اللہ کو اور اپنی حقیقت کو نہیں بھولتا۔ بلکہ وہ اس دولت کو اللہ کی ضرورت مند مخلوق پر خرچ کر کے خوش ہوتا اور اللہ تعالیٰ کی نعمت کا عملی شکر ادا کرتا ہے اور اس کے برعکس رویہ اختیار کرنے والے ناکام قرار پاتے ہیں، کیونکہ اس رویے کہ وجہ سے وہ جھوٹ، بخل اور تکبر کا ارتکاب کرتے ہیں، جو اللہ کی ناراضگی کا باعث ہیں۔

سیدہ ہاجرہ علیہا السلام نے مائے زمزم کو کیسے روکا؟

(٣٨٦٣)۔ عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((اِنَّ جِبْرِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ حِيْنَ رَكَضَ زَمْزَمَ بِعَقِبِهِ جَعَلَتْ أُمُّ إِسْمَاعِيْلَ تَجْمَعُ الْبَطْحَاءَ۔» فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((رَحِمَ اللّٰهُ هَاجَرَ أُمَّ إِسْمَاعِيْلَ لَوْ تَرَكَتْهَا كَانَتْ عَيْنًا مُعِيْنًا۔) (الصحيحة:١٦٦٩)

سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "جب جبریل علیہ السلام نے زمزم کا پانی نکالنے کے لیے اپنی ایڑی پر زور دیا تو حضرت اسماعیل علیہ السلام کی ماں کشادہ وادی (پر بجری بنا کر) اس کو جمع کرنے لگ گئی۔" نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ امّ اسماعیل ہاجرہ پر رحم فرمائے، اگر وہ اس پانی کو چھوڑ دیتی تو یہ جاری چشمہ ہوتا۔"

تخريج: رواه عبدالله بن أحمد في "زوائد المسند": ٥/ ١٢١، وابن حبان: ١٠٢٨، وأبو بكر المقريء في "الفوئد": ١/ ١٠٩/ ١، وابن عساكر: ١٩/ ٢٧٩/ ٢، ابن شاهين فی "الافراد": ٥/ ٣٢

شـــرح:...... مائے زمزم انتہائی بابرکت پانی ہے اور حدیثِ نبوی کی رو سے کھانے سے بھی کفایت کر جاتا ہے، اس پانی کی ابتدا کیسے اور کب ہوئی؟ اس حدیث میں اس سوال کا جواب دیا جا رہا ہے۔

بنو اسرائیل کے قرضدار اور قرض خواہ کا ایک عجیب واقعہ
صدقِ دل سے اللہ تعالیٰ کو کفیل بنانے والوں کا انجام

(٣٨٦٤)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّ رَجُلًا مِنْ بَنِي إِسْرَائِيْلَ سَأَلَ رَجُلًا أَنْ يُسْلِفَهُ أَلْفَ دِيْنَارٍ، فَقَالَ لَهُ: إِئْتِنِي بِشُهَدَاءِ أُشْهِدُهُمْ عَلَيْكَ، فَقَالَ: كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا۔ قَالَ: فَأْتِنِي بِكَفِيْلٍ۔ قَالَ: كَفٰى بِاللّٰهِ كَفِيْلًا،

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "بنو اسرائیل کے ایک آدمی نے کسی سے ایک ہزار دینار ادھار لینے کا سوال کیا۔ اس نے کہا: کوئی گواہ لاؤ، جسے میں تجھ پر گواہ بنا سکوں۔ اس نے کہا: اللہ ہی بطورِ گواہ کافی ہے۔ اس نے کہا: تو پھر کوئی کفیل لاؤ۔ اس نے کہا: اللہ ہی بطورِ کفیل کافی ہے۔ اس نے کہا: تو نے سچ کہا ہے۔ پس اس

قَالَ: صَدَقْتَ۔ قَالَ: فَدَفَعَ اِلَيْهِ اَلْفَ دِيْنَارٍ اِلٰى اَجَلٍ مُسَمًّى، فَخَرَجَ فِي الْبَحْرِ، وَقَضٰى حَاجَتَهُ وَجَاءَ الْاَجَلُ الَّذِيْ اَجَّلَ لَهُ، فَطَلَبَ مَرْكَبًا، فَلَمْ يَجِدْهُ، فَاَخَذَ خَشَبَةً فَنَقَرَهَا فَاَدْخَلَ فِيْهَا اَلْفَ دِيْنَارٍ، وَكَتَبَ صَحِيْفَةً اِلٰى صَاحِبِهَا ثُمَّ زَجَّجَ مَوْضِعَهَا، ثُمَّ اَتٰى بِهَا الْبَحْرَ فَقَالَ: اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ قَدْ عَلِمْتَ اَنِّيْ اسْتَسْلَفْتُ مِنْ فُلَان اَلْفَ دِيْنَارٍ فَسَاَلَنِيْ شُهُوْدًا، وَسَاَلَنِيْ كَفِيْلًا، فَقُلْتُ: كَفٰى بِاللّٰهِ كَفِيْلًا، فَرَضِيَ بِكَ وَجَهِدْتُ اَنْ اَجِدَ مَرْكَبًا اَبْعَثُ اِلَيْهِ بِحَقِّهِ، فَلَمْ اَجِدْ، وَاِنِّيْ اسْتَوْدَعْتُكَهَا، فَرَمٰى بِهَا فِيْ الْبَحْرِ! فَخَرَجَ الرَّجُلُ الَّذِيْ كَانَ اَسْلَفَهُ يَنْظُرُ لَعَلَّ مَرْكَبًا يَقْدُمُ بِمَالِهِ، فَاِذَا هُوَ بِالْخَشَبَةِ الَّتِيْ فِيْهَا الْمَالُ، فَاَخَذَهَا حَطَبًا، فَلَمَّا كَسَرَهَا وَجَدَ الْمَالَ وَالصَّحِيْفَةَ، فَاَخَذَهَا، فَلَمَّا قَدِمَ الرَّجُلُ قَالَ لَهُ: اِنِّيْ لَمْ اَجِدْ مَرْكَبًا يَخْرُجُ، فَقَالَ: اِنَّ اللّٰهَ اَدّٰى عَنْكَ الَّذِيْ بَعَثْتَ بِهِ فِيْ الْخَشَبَةِ۔ فَانْصَرَفَ بِالْاَلْفِ رَاشِدًا۔))

(الصحيحة: ٢٨٤٥)

نے اسے ایک مقررہ وقت تک ایک ہزار دینار قرضہ دے دیا۔ وہ آدمی سمندر کی طرف روانہ ہو گیا اور اپنی ضرورت پوری کی۔ جب مقررہ وقت آ پہنچا تو اس نے کوئی سواری تلاش کی، لیکن نہ مل سکی۔ سو اس نے ایک لکڑی لی اور اس میں کھدائی کر کے ایک ہزار دینار رکھ دیا اور ان کے مالک کی طرف ایک خط لکھا اور (لوہے وغیرہ کے ذریعے اس سوراخ کو) بند کر دیا، پھر وہ لکڑی لے کر سمندر کے پاس آیا اور کہا: اے اللہ! تو جانتا ہے کہ میں نے فلاں آدمی سے ایک ہزار دینا ادھار لیا تھا، جب اس نے مجھ سے شاہد اور کفیل کا مطالبہ کیا تو میں نے کہا تھا کہ اللہ ہی بطورِ کفیل کافی ہے۔ وہ (تیری کفالت پر) راضی ہو گیا تھا اور اب میں نے سواری تلاش تو کی تا کہ اس کا حق اس تک پہنچا دوں، لیکن سواری نہیں مل رہی۔ اب میں اس مال کو تیرے سپرد کرتا ہوں۔ پھر اس نے وہ لکڑی سمندر میں پھینک دی۔

اُدھر ادھار دینے والا آدمی اس غرض سے نکلا کہ شاید (کوئی سوار) کسی سواری پر سوار ہو کر (میرا قرضہ چکانے کے لیے) میرا مال لے کر آ رہا ہو۔ اچانک (اسے سمندر کے کنارے پر) ایک لکڑی نظر آئی جس میں اس کا مال تھا۔ اس نے ایندھن کا کام لینے کے لیے وہ لکڑی اٹھا لی، جب اسے توڑا تو اسے مال اور خط موصول ہوا، اس نے وہ لے لیا۔ بعد میں قرضہ لینے والا آدمی (ایک ہزار دینار لے کر) خود بھی پہنچ گیا اور کہا: مجھے کوئی سواری نہیں مل سکی تھی (لہٰذا اب یہ قرضہ چکانے آیا ہوں)۔ قرضہ دینے والے نے کہا: اللہ تعالیٰ نے مجھ تک وہ چیز پہنچا دی، جو تو نے لکڑی میں بھیجی تھی۔ سو وہ کامیاب ہو کر واپس پلٹ گیا۔‘‘

تخريج: أخرجه أحمد: ٢/ ٣٤٨، ومن طريقه الأصفهاني في "الترغيب": ص ٦١٠ ـ مصورة الجامعة الاسلامية، وذكره البخاري معلقا فى اماكن من "صحيحه"، ووصله فى "الادب المفرد": ١١٢٨، وابن حبان: ٦٤٥٣

شرح:...... جن لوگوں نے صدقِ دل سے اللہ تعالیٰ کو شاہد اور کفیل بنایا ہو، اللہ تعالیٰ بھی شہادت اور کفالت کا حق ادا کر دیتا ہے۔

یوشع نبی کے لیے سورج کا رکنا اور اس کی وجہ
سابقہ امتوں کے مجاہدوں کا مالِ غنیمت آگ کھا جاتی تھی

(٣٨٦٥)۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعًا: ((اِنَّ الشَّمْسَ لَمْ تُحْبَسْ عَلٰى بَشَرٍ اِلَّا لِيُوْشَعَ لَيَالِيَ سَارَ اِلَى بَيْتِ الْمَقْدِسِ (وَفِيْ رِوَايَةٍ: غَزَا نَبِيٌّ مِنَ الْاَنْبِيَاءِ، فَقَالَ لِقَوْمِهِ: لَا يَتَّبِعُنِيْ رَجُلٌ قَدْ مَلَكَ بُضْعَ امْرَاَةٍ، وَهُوَ يُرِيْدُ اَنْ يَبْنِيَ بِهَا، وَلَمَّا يَبْنِ بِهَا، وَلَا آخَرُ قَدْ بَنٰى بُنْيَانًا، وَلَمَّا يَرْفَعْ سَقْفَهَا، وَلَا آخَرُ قَدِ اشْتَرٰى غَنَمًا اَوْ خَلِفَاتٍ وَهُوَ مُنْتَظِرٌ وِلَادَهَا۔) قَالَ فَغَزَا، فَاَدْنٰى لِلْقَرْيَةِ حِيْنَ صَلَاةِ الْعَصْرِ اَوْ قَرِيْبًا مِنْ ذٰلِكَ (وَفِيْ رِوَايَةٍ: فَلَقِيَ الْعَدُوَّ عِنْدَ غَيْبُوْبَةِ الشَّمْسِ)، فَقَالَ لِلشَّمْسِ: اَنْتِ مَاْمُوْرَةٌ، وَاَنَا مَاْمُوْرٌ، اَللّٰهُمَّ احْبِسْهَا عَلَيَّ شَيْئًا، فَحُبِسَتْ عَلَيْهِ، حَتّٰى فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِ، فَغَنِمُوْا الْغَنَائِمَ، قَالَ: فَجَمَعُوْا مَا غَنِمُوْا، فَاَقْبَلَتِ النَّارُ لِتَاْكُلَهُ، فَاَبَتْ اَنْ تَطْعَمَهُ، وَكَانُوْا اِذَا غَنِمُوْا الْغَنِيْمَةَ بَعَثَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهَا النَّارَ فَاَكَلَتْهَا، فَقَالَ: فِيْكُمْ غُلُوْلٌ، فَلْيُبَايِعْنِيْ مِنْ كُلِّ قَبِيْلَةٍ رَجُلٌ فَبَايَعُوْهُ، فَلَصِقَتْ يَدُ رَجُلٍ بِيَدِهِ، فَقَالَ: فِيْكُمُ الْغُلُوْلُ فَلْتُبَايِعْنِيْ قَبِيْلَتُكَ، فَبَايَعَتْهُ۔ قَالَ: فَلَصِقَتْ بِيَدِ رَجُلَيْنِ اَوْ ثَلَاثَةٍ يَدُهُ، فَقَالَ: فِيْكُمُ الْغُلُوْلُ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بیشک سورج کسی بشر کے لیے کبھی بھی نہیں روکا گیا، سوائے یوشع بن نون کے، یہ ان دنوں کی بات ہے جب وہ بیت المقدس کی طرف جا رہے تھے، ایک روایت میں ہے: انبیا میں سے ایک نبی نے جہاد کیا، اس نے اپنی قوم سے کہا: وہ آدمی میرے ساتھ نہ آئے جو کسی عورت کی شرمگاہ کا مالک بن چکا ہے (یعنی اس نے نکاح کر لیا ہے) اور رخصتی کرنا چاہتا ہے، لیکن ابھی تک نہیں کی، وہ آدمی بھی (میرے لشکر میں شریک) نہ ہو، جس نے کوئی گھر بنانا شروع کیا ہے، لیکن ابھی تک چھت نہیں کیا اور جو آدمی بکریاں یا ایسے حاملہ جانور خرید چکا ہے، کہ جن کے بچوں کی ولادت کا اسے انتظار ہے، وہ بھی ہمارے ساتھ نہ آئے۔ (یہ اعلان کرنے کے بعد) وہ غزوہ کے لیے روانہ ہو گیا، جب وہ ایک گاؤں کے پاس پہنچے تو نمازِ عصر کا وقت ہو چکا تھا، یا قریب تھا۔ (اور ایک روایت میں ہے کہ کہ غروبِ آفتاب سے پہلے دشمنوں سے مقابلہ ہوا)۔ اس وقت اس نبی نے سورج سے کہا: تو بھی (اللہ تعالیٰ کا) مامور ہے اور میں بھی (اسی کا) مامور ہوں۔ اے اللہ! تو اس سورج کو میرے لیے کچھ دیر تک روک لے۔ پس اسے روک دیا گیا، (وہ جہاد میں مگن رہے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے فتح عطا کی اور کافی غنیمتیں حاصل ہوئیں۔ اس لشکر والوں نے (اس وقت کے شرعی قانون کے مطابق) غنیمتوں کا مال جمع کیا، اسے کھانے کے لیے آگ آئی، لیکن اس نے ایسا

اَنْتُمْ غَلَلْتُمْ۔ قَالَ: اَجَلْ! قَدْ غَلَلْنَا صُوْرَةَ وَجْهِ بَقَرَةٍ مِنْ ذَهَبٍ قَالَ: فَاَخْرَجُوْا لَهُ مِثْلَ رَأْسِ بَقَرَةٍ مِنْ ذَهَبٍ ، قَالَ: فَوَضَعُوْهُ فِيْ الْمَالِ وَهُوَ بِالصَّعِيْدِ ، فَاَقْبَلَتِ النَّارُ فَاَكَلَتْهُ ، فَلَمْ تَحِلَّ الْغَنَائِمُ لِاَحَدٍ مِنْ قَبْلِنَا ، ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی رَاٰی ضُعْفَنَا وَعَجْزَنَا فَطَيَّبَهَا لَنَا۔ (وَفِيْ رِوَايَةٍ: فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عِنْدَ ذٰلِكَ: اِنَّ اللّٰهَ اَطْعَمَنَا الْغَنَائِمَ رَحْمَةً بِنَا وَتَخْفِيْفًا لِمَا عَلِمَ مِنْ ضُعْفِنَا۔)) (الصحیحة:۲۰۲)

کرنے سے انکار کر دیا۔ ان کا اصول یہ تھا کہ وہ جب وہ غنیمت کا مال حاصل کرتے تو اللہ تعالی آگ بھیجتا جو اسے کھا جاتی۔ اس نبی نے (آگ کے نہ کھانے کی وجہ بیان کرتے ہوئے) کہا: تم میں سے کسی نے خیانت کی ہے، لہٰذا ہر قبیلے سے ایک ایک آدمی میری بیعت کرے۔ انھوں نے بیعت کی۔ بیعت کے دوران ایک آدمی کا ہاتھ ان کے ہاتھ کے ساتھ چپک گیا۔ اس وقت انھوں نے کہا: تم میں خیانت ہے۔ اب تیرے قبیلے کا ہر آدمی میری بیعت کرے گا (تاکہ مجرم کا پتہ چل سکے)، انھوں نے بیعت شروع کی، بالآخر دو یا تین آدمیوں کے ہاتھ چپک گئے۔ نبی نے کہا: تم میں خیانت ہے، تم نے خیانت کی ہے۔ انھوں نے کہا: جی ہاں، ہم نے گائے کے چہرے کی مانند بنی ہوئی سونے کی ایک مورتی کی خیانت کی ہے۔ پھر وہ گائے کے چہرے کی طرح کی بنی ہوئی چیز لے کر آئے اور اسے مٹی کے ساتھ مالِ غنیمت میں رکھ دیا، پھر آگ متوجہ ہوئی اور مالِ غنیمت کھا گئی۔ ہم (امتِ محمد ﷺ) سے پہلے کسی کے لیے بھی مالِ غنیمت حلال نہیں تھا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جب اللہ تعالی نے دیکھا کہ ہم ضعیف اور بے بس ہیں تو غنیمتوں کو ہمارے لیے حلال قرار دیا۔'' اور ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس وقت فرمایا: ''اللہ تعالی نے ہمارے ساتھ رحم کرتے ہوئے اور ہماری کمزوری کی بنا پر ہمارے ساتھ تخفیف کرتے ہوئے ہمیں غنیمت کا مال کھانے کی اجازت دے دی۔''

تخریج: ۱۔ رواہ أحمد: ۲/ ۳۲۵، ۳۱۸، ومسلم فی "صحیحه": ٥/ ١٤٥، والطحاوی فی مشکل الآثار: ۲/ ۱۰، و الطحاوی: ۲/ ۱۰۔۱۱، و الحاکم: ۲/ ۱۳۹

شرح:...... نبی کریم ﷺ سے قبل کسی امت کے لیے مالِ غنیمت حلال نہیں تھا، یہ امتِ محمدیہ کی خصوصیت ہے کہ اللہ تعالی ان کے لیے غنیمت کا مال حلال کر دیا۔

امام البانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"بُضع امرأة": حافظ ابن حجر لکھتے ہیں: اس لفظ کا اطلاق شرمگاہ، شادی اور جماع پر ہوتا ہے، اس حدیث میں یہ تینوں معانی مراد لینا مناسب ہے، اور اس کا اطلاق مہر اور طلاق پر بھی ہوتا ہے۔

"ولما یبنِ بها": یعنی ابھی وہ خاوند اس پر داخل نہیں ہوا، اس ترکیب میں "لمّا" لانے سے معلوم ہو رہا ہے کہ اسے ایسا ہونے کی توقع ہے۔

"خلِفات": یہ "خلِفة" کی جمع ہے، اس کے معانی حاملہ اونٹنی کے ہیں۔ اونٹنی کے علاوہ دوسروں جانوروں پر بھی

اس کا اطلاق ہوتا رہتا ہے۔

اس حدیث کی شرح:......

(۱) مہلب نے کہا: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دنیا کے فتنے کی وجہ سے انسان کا نفس بے صبری و بے قراری کی طرف مائل ہو جاتا ہے اور اس میں دنیا میں طویل عمر پانے کی حرص پیدا ہو جاتی ہے، کیونکہ جس آدمی نے کسی عورت سے نکاح کر لیا ہو، لیکن ابھی رخصتی یا جماع وغیرہ نہ ہوا ہو اور اسے سفرِ جہاد میں نکلنا پڑ جائے، تو اس کے دل میں یہی خیال رہے گا کہ اسے جلدی واپس چلے جانا چاہیے، اس طرح سے شیطان اس کے دل کو یوں مشغول کر دے گا، کہ وہ اپنے سفر کے مقصد سے غافل ہو جائے گا۔

(۲) ابن منیر نے کہا: عام لوگوں کو دیکھا گیا ہے کہ وہ ادائیگیٔ حج کو شادی پر مقدم کرتے ہیں، ان کا خیال یہ ہے کہ حج سے پاکدامنی کا حصول ہوتا ہے، اس حدیث سے ایسے لوگوں کا ردّ ہوتا ہے، بہتر یہ ہے کہ شادی کو حج پر ترجیح دی جائے، کیونکہ اسی میں پاکدامنی ہے، جیسا کہ اس حدیث میں اس چیز کو جہاد پر ترجیح دی گئی۔

میں (البانی) کہتا ہوں کہ اس موضوع پر درج ذیل دو احادیث مروی ہے:

(أ) ((الحج قبل التزويج۔)) ......''حج، شادی سے پہلے ہے۔''

اس کی سند میں دو راوی غیاث بن ابراہیم اور میسرہ بن عبد ربہ کذاب ہیں۔

(ب) ((من تزوج قبل ان يحج ، فقد بدأ بالمعصية۔)) ......''جس نے حج سے پہلے شادی کی، اس نے معصیت سے ابتدا کی۔''

اس کی سند میں محمد بن ایوب ''يروى الموضوعات''، اس کا باپ ''ليس بشيء'' اور احمد بن جمہور ''متهم بالوضع'' ہے۔

مزید تفصیل (سلسلة الاحاديث الضعيفة: ۲۲۱، ۲۲۲) میں دیکھی جا سکتی ہے۔(صحیحہ: ۲۰۲)

اللہ تعالی نے آپ ﷺ کی امت پر احسان کرتے ہوئے مال غنیمت بھی حلال کر دیا اور ساری زمین کو جائے نماز قرار دیا اور مجبوری کے وقت ہر حالت میں نماز پڑھنے کی گنجائش دی، مثلا پیدل چلتے ہوئے یا سوار ہو کر۔

(۳۸٦٦)۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعًا: ((مَاحُبِسَتِ الشَّمْسُ عَلٰى بَشَرٍ قَطُّ، اِلَّا عَلٰى يُوْشَعَ بْنِ نُوْنٍ لَيَالِيَ سَارَ اِلٰى بَيْتِ الْمَقْدِسِ۔)) (الصحيحة:۲۲۲٦)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کسی بشر کے لیے کبھی بھی سورج کو نہیں روکا گیا، سوائے یوشع بن نون کے، یہ ان دنوں کی بات ہے جب وہ بیت المقدس کی طرف جا رہے تھے۔''

تخريج: رواه أحمد:۲/ ۳۲۵، والخطيب:۹۹، وعنه ابن عساكر:۷/ ۱۵۷/ ۲، وأخرجه البخاري و مسلم من طريق اخرى عن ابى هريرة نحوه مطولا

شرح:...... سورج اللہ تعالیٰ کے نظام کے مطابق صدہا صدیوں سے اپنے مدار میں گردش کر رہا ہے، اس کی آمد و رفت میں ایک لمحہ کا فرق نہیں آیا، صرف یوشع بن نون کے لیے سورج کو روک لیا گیا تھا، جو اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہوا، یقیناً اس سے جہاد کی برکت واہمیت واضح ہوتی ہے۔

شیطان ایک جوتے میں چلتا ہے، اس لیے......

(٣٨٦٧)۔ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اِنَّ الشَّيْطَانَ يَمْشِيْ فِيْ النَّعْلِ الْوَاحِدَةِ۔)) (الصحيحة: ٣٤٨)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک شیطان ایک جوتا پہن کر چلتا ہے۔''

تخريج: أخرجه الطحاوي في "مشكل الآثار": ٢/ ١٤٢، والحديث في "الصحيحين" وغيرهما بلفظ: ((لا يمش احدكم في نعل واحدة، لينعلهما جميعا او ليخلعهما جميعا۔))

شرح:...... معلوم ہوا کہ مسلمان کو ایک جوتے میں نہیں چلنا چاہئے۔ جیسا کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((لَا يَمْشِ اَحَدُكُمْ فِيْ نَعْلٍ وَاحِدٍ، لِيَنْعَلْهُمَا جَمِيْعًا اَوْ لِيَخْلَعْهُمَا جَمِيْعًا۔)) (بخاری) ...... ''کوئی آدمی ایک جوتے میں نہ چلے، دونوں پہن لے یا دونوں اتار دے۔''

امام البانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: ایک جوتے میں چلنے سے نہی پر مشتمل حدیث تو معروف ہے، امام طحاوی کی اس روایت کو صحیحہ میں لانے کا میرا مقصد یہ ہے کہ اس میں اس نہی کی علت بیان کی گئی ہے، جس کی وجہ سے اکثر اقوال اور ان میں بیان کی گئی توجیہات کا ردّ ہو جاتا ہے۔

حافظ ابن حجر نے (فتح الباری: ١٠/ ٢٦١) میں کہا: خطابی کہتے ہیں: پاؤں کو کانٹوں سے وغیرہ سے بچانا جوتے پہننے کی حکمت ہے۔ جب ایک پاؤں میں جوتا نہیں ہوگا تو چلنے والا جوتے والے پاؤں کی بہ نسبت ننگے پاؤں کو بچانے کے لیے زیادہ احتیاط برتے گا، اس طرح وہ چلنے کی معروف ہیئت سے ہٹ جائے گا اور اس کے ساتھ ساتھ پھسلنے کا خطرہ بھی ہوگا۔ ایک قول یہ ہے کہ ایک جوتا نہ پہننے کی وجہ سے اعضا و جوارح میں اعتدال نہیں رہے گا۔ جبکہ ابن عربی نے کہا: اس نہی کی علت یہ ہے کہ ایک جوتے میں چلنا شیطان کا انداز ہے۔..........

میں (البانی) کہتا ہوں: ابن عربی کا قول صحیح ہے، اِس حدیث سے اس کی تائید ہوتی ہے۔

اس سلسلے میں یہ بات ذہن نشین رہنی چاہیے کہ جامع ترمذی کی بیان کردہ سیدہ عائشہ کی روایت کہ نبی کریم ﷺ بسا اوقات ایک جوتے میں چلتے تھے، وہ ضعیف ہے، کیونکہ اس میں لیث ہے، جو "صدوق، اختلط اخيرا، ولا يتميز حديثه، فترك" ہے۔ مندل پر بھی نقد ہے، لیکن ہریم نے اس کی متابعت کی ہے۔ (صحیحه: ٣٤٨)

صور پھونکنے والے فرشتے کی کیفیت

(٣٨٦٨)۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّ طَرْفَ صَاحِبِ الصُّوْرِ مُنْذُ وُكِّلَ بِهِ مُسْتَعِدٌّ يَنْظُرُ نَحْوَ الْعَرْشِ، مَخَافَةَ اَنْ يُّؤْمَرَ قَبْلَ اَنْ يَّرْتَدَّ اِلَيْهِ طَرْفُهٗ، كَاَنَّ عَيْنَيْهِ كَوْكَبَانِ دُرِّيَّانِ۔)) (الصحيحة:١٠٧٨)

فرمایا: ”جب سے صور پھونکنے کی ذمہ داری صور پھونکنے والے فرشتے کو سونپی گئی، اس وقت سے اس کی نگاہ پلکوں کی جھپک کے بغیر عرش کی طرف لگی ہوئی ہے، اس ڈر سے کہ کہیں پلکوں کی جھپک کے لوٹنے سے پہلے ہی حکم نہ دے دیا جائے۔ (ہمیشہ سے کھلا رہنے کی وجہ سے) اس کی آنکھیں دو چمکدار ستاروں کی مانند لگتی ہیں۔“

تخريج: أخرجه الحاكم: ٤/ ٥٥٨۔ ٥٥٩

سو افراد کے قاتل کی توبہ

(٣٨٦٩)۔ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ: لَا اُحَدِّثُكُمْ اِلَّا مَاسَمِعْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ سَمِعَتْهُ اُذُنَايَ وَوَعَاهُ قَلْبِيْ: ((اِنَّ عَبْدًا قَتَلَ تِسْعَةً وَّتِسْعِيْنَ نَفْسًا، ثُمَّ عَرَضَتْ لَهُ التَّوْبَةُ، فَسَأَلَ عَنْ اَعْلَمِ اَهْلِ الْاَرْضِ۔ فَدُلَّ عَلٰى رَجُلٍ (وَفِيْ رِوَايَةٍ: رَاهِبٍ) فَاَتَاهُ فَقَالَ: اِنِّيْ قَتَلْتُ تِسْعَةً وَّتِسْعِيْنَ نَفْسًا، فَهَلْ لِّيْ مِنْ تَوْبَةٍ؟ قَالَ: بَعْدَ قَتْلِ تِسْعَةٍ وَّتِسْعِيْنَ نَفْسًا؟! قَالَ: فَانْتَضٰى سَيْفَهٗ فَقَتَلَهٗ بِهٖ، فَاَكْمَلَ بِهٖ مِئَةً۔ ثُمَّ عَرَضَتْ لَهُ التَّوْبَةُ، فَسَأَلَ عَنْ اَعْلَمِ اَهْلِ الْاَرْضِ؟ فَدُلَّ عَلٰى رَجُلٍ عَالِمٍ، فَاَتَاهُ فَقَالَ: اِنِّيْ قَتَلْتُ مِئَةَ نَفْسٍ فَهَلْ لِّيْ مِنْ تَوْبَةٍ؟ فَقَالَ: وَمَنْ يَّحُوْلُ بَيْنَكَ وَبَيْنَ التَّوْبَةِ؟ اُخْرُجْ مِنَ الْقَرْيَةِ الْخَبِيْثَةِ الَّتِيْ اَنْتَ فِيْهَا اِلَى الْقَرْيَةِ الصَّالِحَةِ قَرْيَةِ كَذَا وَكَذَا، فَاِنَّ بِهَا اُنَاسًا يَعْبُدُوْنَ اللّٰهَ، فَاعْبُدْ رَبَّكَ مَعَهُمْ فِيْهَا، وَلَا تَرْجِعْ اِلٰى اَرْضِكَ فَاِنَّهَا اَرْضُ سُوْءٍ، قَالَ: فَخَرَجَ

سیدنا ابو سعید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: کیا میں تمھیں وہ حدیث بیان نہ کروں جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی، میرے کانوں نے وہ حدیث سنی اور میرے دل نے اسے یاد کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ایک آدمی نے ننانوے افراد قتل کر دیے، پھر اسے توبہ کا خیال آیا۔ اس نے روئے زمین کے سب سے بڑے عالم کی بابت لوگوں سے پوچھا؟ اسے ایک راہب (پادری) کا پتہ بتایا گیا۔ وہ اس کے پاس پہنچا اور پوچھا کہ وہ ننانوے آدمی قتل کر چکا ہے، کیا ایسے فرد کے لیے توبہ ہے؟ اس نے جواب دیا: کیا ننانوے افراد کے قتل کے بعد؟ (ایسے شخص کے لیے کوئی توبہ نہیں)۔ اس نے تلوار میان سے نکالی اور اسے قتل کر کے سو کی تعداد پوری کر لی۔ پھر اسے توبہ کا خیال آیا، اس نے لوگوں سے اہل زمین کے سب سے بڑے عالم کے بارے میں پوچھا۔ اس کے لیے ایک عالم کی نشاندہی کی گئی، وہ اس کے پاس گیا اور کہا: میں سو افراد قتل کر چکا ہوں، کیا میری لیے توبہ (کی کوئی گنجائش) ہے۔ اس نے کہا: تیرے اور تیری توبہ کے درمیان کون حائل ہو سکتا ہے؟ لیکن تو اس طرح کر کہ اس خبیث بستی سے نکل کر فلاں فلاں کسی نیک بستی کی طرف چلا جا۔ کیونکہ وہاں کے لوگ اللہ

إِلَى الْقَرْيَةِ الصَّالِحَةِ ، فَعَرَضَ لَهُ أَجَلُهُ فِي بَعْضِ الطَّرِيْقِ ، فَنَاءَ بِصَدْرِهِ نَحْوَهَا ، قَالَ: فَاخْتَصَمَتْ فِيْهِ مَلَائِكَةُ الرَّحْمَةِ وَمَلَائِكَةُ الْعَذَابِ ، قَالَ: فَقَالَ إِبْلِيْسُ: أَنَا أَوْلَى بِهِ ، إِنَّهُ لَمْ يَعْصِنِي سَاعَةً قَطُّ! قَالَ: فَقَالَتْ مَلَائِكَةُ الرَّحْمَةِ: إِنَّهُ خَرَجَ تَائِبًا مُقْبِلًا بِقَلْبِهِ إِلَى اللهِ ، وَقَالَتْ مَلَائِكَةُ الْعَذَابِ: إِنَّهُ لَمْ يَعْمَلْ خَيْرًا قَطُّ۔ فَبَعَثَ اللهُ عَزَّوَجَلَّ مَلَكًا فِي صُوْرَةِ آدَمِيٍّ فَاخْتَصَمُوْا إِلَيْهِ۔ قَالَ: فَقَالَ: أُنْظُرُوْا أَيُّ الْقَرْيَتَيْنِ كَانَ أَقْرَبَ إِلَيْهِ فَأَلْحِقُوْهُ بِأَهْلِهَا ، فَأَوْحَى اللهُ إِلَى هٰذِهِ أَنْ تَقَرَّبِي ، وَأَوْحَى إِلَى هٰذِهِ أَنْ تَبَاعَدِيْ ، فَقَاسُوْهُ ، فَوَجَدُوْهُ أَدْنَى إِلَى الْأَرْضِ الَّتِيْ أَرَادَ بِشِبْرٍ ، فَقَبَضَتْهُ مَلَائِكَةُ الرَّحْمَةِ ، فَغَفَرَ لَهُ ، قَالَ الْحَسَنُ: لَمَّا عَرَفَ الْمَوْتَ احْتَفَزَ بِنَفْسِهِ (وَفِي رِوَايَةٍ: نَاءَ بِصَدْرِهِ) فَقَرَّبَ اللهُ عَزَّوَجَلَّ مِنْهُ الْقَرْيَةَ الصَّالِحَةَ ، وَبَاعَدَ مِنْهُ الْقَرْيَةَ الْخَبِيْثَةَ ، فَأَلْحَقُوْهُ بِأَهْلِ الْقَرْيَةِ الصَّالِحَةِ۔)) (الصحيحة: ٢٦٤٠)

تعالی کی عبادت کرتے ہیں، تو بھی ان کے ساتھ اللہ تعالی کی عبادت کرنا اور اپنے علاقے کی طرف مت لوٹنا کیونکہ یہ بری سرزمین ہے۔ وہ نیک بستی کی طرف چل پڑا، لیکن راستے میں اسے موت آ گئی، وہ اپنے سینے کے سہارے سرک کر پہلی زمین سے دور ہو کر (تھوڑا سا) دوسری طرف ہو گیا۔ (اسے لینے کے لیے) رحمت کے فرشتے اور عذاب کے فرشتے دونوں آ گئے اور ان کے مابین جھگڑا شروع ہو گیا۔ ابلیس نے کہا: میں اس کا زیادہ حقدار ہوں، اس نے کبھی بھی میری نافرمانی نہیں کی تھی۔ لیکن ملائکۂ رحمت نے کہا: یہ تائب ہو کر آیا تھا اور دل کی پوری توجہ سے اللہ تعالی کی طرف آنے والا تھا اور ملائکۂ عذاب نے کہا: اس نے کبھی بھی کوئی نیک عمل نہیں کیا تھا۔ اللہ تعالی نے ایک فرشتے کو ایک آدمی کی شکل میں بھیجا۔ انھوں نے اس کے سامنے یہ جھگڑا پیش کیا۔ اس نے کہا: دیکھو کہ کون سی بستی اس کے قریب ہے، اسی بستی والوں سے اس کو ملا دیا جائے۔ اُدھر اللہ تعالی نے اس زمین کو (جہاں سے وہ آ رہا تھا) حکم دیا کہ تو دور ہو جا اور ارض صالحین (جس کی طرف وہ جا رہا تھا) حکم دیا کہ تو قریب ہو جا۔ جب انھوں نے اس کی پیمائش کی تو جس زمین کی طرف وہ جا رہا تھا، اسے (دوسری کی بہ نسبت) ایک بالشت زیادہ قریب پایا۔ پس رحمت کے فرشتے اسے لے گئے اور اسے بخش دیا گیا۔''

حسن راوی کہتے ہیں: جب اسے موت کا علم ہوا تو وہ (نیک بستی کی طرف) سکڑ گیا، اور ایک روایت میں ہے کہ وہ اپنے سینے کے سہارے (نیک بستی کی طرف) سرک گیا۔ بہرحال اللہ تعالی نے اسے قریۂ صالحہ کے قریب کر دیا اور قریۂ خبیثہ سے دور کر دیا، تو ان فرشتوں نے اسے نیک بستی والے لوگوں میں شامل کر دیا۔''

تخريج: أخرجه أحمد: ٣/ ٢٠ ، ٧٢ ، وقد أخرجه البخاري: ٦/ ٣٧٣ ، ومسلم: ٨/ ١٠٤ مختصرا

شرح:...... اس سے معلوم ہوا کہ (۱) گناہ گار لوگوں کے لیے بھی توبہ کا دروازہ کھلا ہوا ہے اور اللہ تعالی ہر ایک کی توبہ قبول فرماتا ہے، بشرطیکہ خالص توبہ ہو۔ (۲) علما کی ذمہ داری ہے کہ وہ مسئلہ بتلاتے وقت، سائل کی نفسیات اور اس

کی مشکلات کو سامنے رکھیں اور ایسی حکمتِ عملی اختیار کریں کہ جس سے اللہ کے حکم میں بھی تبدیلی نہ آئے اور سائل بھی اللہ کی رحمت سے مایوس ہو کر گناہوں پر مزید دلیر نہ ہو۔ (۳) نیک لوگوں کی صحبت میں رہنا باعثِ برکت ہے اور برے لوگوں کے ساتھ رہنا باعثِ نحوست ہے اور (۴) بوقتِ ضرورت فرشتے اللہ تعالیٰ کے حکم سے انسانی صورت میں آتے ہیں۔

فرشتے فرعون کی بیوی پر سایہ کرتے تھے
آسیہ کی دعا کی قبولیت

(۳۸۷۰)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَوْقُوْفًا: إِنَّ فِرْعَوْنَ أَوْتَدَ لِامْرَأَتِهِ أَرْبَعَةَ أَوْتَادٍ فِي يَدَيْهَا وَرِجْلَيْهَا، فَكَانُوْا إِذَا تَفَرَّقُوْا عَنْهَا ظَلَّلَتْهَا الْمَلَائِكَةُ، فَقَالَتْ: ﴿رَبِّ ابْنِ لِي عِنْدَكَ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ وَنَجِّنِي مِنْ فِرْعَوْنَ وَعَمَلِهِ وَنَجِّنِي مِنَ الْقَوْمِ الظَّالِمِيْنَ﴾، فَكَشَفَ لَهَا عَنْ بَيْتِهَا فِي الْجَنَّةِ۔ (الصحيحة:٢٥٠٨)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: فرعون نے اپنی بیوی کے دو ہاتھوں اور دو پاؤں میں چار میخیں گاڑ دیں۔ جب وہ (فرعونی) اس سے جدا ہوتے تھے تو فرشتے اس پر سایہ کر لیتے تھے، اس بیوی نے کہا: ﴿اے میرے ربّ! اپنے ہاں میرے لیے جنت میں گھر بنا اور مجھے فرعون اور اس کے عمل سے نجات دے اور مجھے ظالم لوگوں سے بھی چھٹکارا نصیب فرما﴾ سو اللہ تعالیٰ نے جنت میں اس کے گھر سے پردہ ہٹا کر (اسے اس کا گھر دکھا دیا)۔'' (صحیحہ:۲۵۰۸)

تخريج: أخرجه أبو يعلى فى "مسنده":٤/ ١٥٢١۔١٥٢٢

شرح:...... بندگانِ خدا پر آزمائشیں ضرور آتی ہیں، لیکن ان آزمائشوں پر صبر کرنے کی وجہ سے انہیں جو رحمتِ خداوندی نصیب ہوتی ہے، وہ ان مصائب سے کہیں بڑھ کر ہوتی ہے۔

شراب ام الخبائث ہے
ایک آدمی نے زنا، قتل اور خنزیر کے گوشت سے بچنے کے لیے شراب پی لی، لیکن......

(۳۸۷۱)۔ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ أَبِيْهِ: أَنَّ أَبَابَكْرِ الصِّدِّيْقِ وَعُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ وَنَاسًا مِنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ جَلَسُوْا بَعْدَ وَفَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَذَكَرُوْا أَعْظَمَ الْكَبَائِرِ، فَلَمْ يَكُنْ عِنْدَهُمْ فِيْهَا عِلْمٌ يَنْتَهُوْنَ إِلَيْهِ، فَأَرْسَلُوْنِي إِلَى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو ابْنِ الْعَاصِ أَسْأَلُهُ عَنْ

سالم بن عبد اللہ بن عمر اپنے باپ سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ سیدنا ابو بکر صدیق، سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما اور دوسرے صحابہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد ایک مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے، وہ سب سے بڑے گناہوں کا تذکرہ کرنے لگے۔ لیکن ان کے پاس کوئی ایسی علمی بات نہ تھی، جس پر موضوع ختم ہو سکے۔ پس انھوں نے مجھ (عبد اللہ) کو سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا،

ذٰلِكَ ، فَأَخْبَرَنِي: إِنَّ أَعْظَمَ الْكَبَائِرِ شُرْبَ الْخَمْرِ۔ فَأَتَيْتُهُمْ فَأَخْبَرْتُهُمْ ، فَأَنْكَرُوْا ذَالِكَ ، وَ وَثَبُوْا إِلَيْهِ جَمِيْعًا ، حَتّٰى أَتَوْهُ فِيْ دَارِهِ فَأَخْبَرَهُمْ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ مَلِكًا مِنْ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ أَخَذَ رَجُلًا ، فَخَيَّرَهُ بَيْنَ أَنْ يَّشْرَبَ الْخَمْرَ ، أَوْيَقْتُلَ صَبِيًّا ، أَوْ يَزْنِيَ ، أَوْيَأْكُلَ لَحْمَ الْخِنْزِيْرِ ، أَوْ يَقْتُلُوْهُ إِنْ أَبٰى ، فَاخْتَارَ أَنْ يَّشْرَبَ الْخَمْرَ ، وَإِنَّهُ لَمَا شَرِبَهَا لَمْ يَمْتَنِعْ مِنْ شَيْءٍ أَرَادُوْا مِنْهُ۔)) وَإِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَنَا حِيْنَئِذٍ: ((مَا مِنْ أَحَدٍ يَشْرَبُهَا فَتُقْبَلَ لَهُ صَلَاةُ أَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً ، وَلَا يَمُوْتُ وَفِيْ مَثَانَتِهِ مِنْهَا شَيْءٌ إِلَّا حُرِّمَتْ عَلَيْهِ الْجَنَّةُ وَإِنْ مَّاتَ فِي الْأَرْبَعِيْنَ مَاتَ مِيْتَةً جَاهِلِيَّةً۔)) (الصحيحة: ٢٦٩٥)

تا کہ میں ان سے اس کے بارے میں سوال کر سکوں۔ انھوں نے مجھے بتایا کہ سب سے بڑا گناہ شراب نوشی ہے۔ میں ان کے پاس واپس آیا اور انھیں یہ بات بتلائی، لیکن انھوں نے اس بات کو تسلیم نہ کیا اور وہ سارے اٹھ کھڑے ہوئے، سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کے گھر پہنچے۔ اب کی بار انھوں نے تفصیل کے ساتھ بیان کرتے ہوئے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بنو اسرائیل کے ایک بادشاہ نے ایک آدمی کو پکڑا اور اسے شراب پینے، بچے کو قتل کرنے، زنا کرنے اور خنزیر کا گوشت کھانے میں اختیار دیتے ہوئے کسی (ایک جرم کا ارتکاب کرنے پر مجبور کیا)، وگرنہ اسے قتل کر دیا جائے گا۔ اس نے شراب پی لی۔ لیکن جب شراب پی تو وہ ان تمام جرائم سے نہ رک سکا جو وہ اس سے چاہتے تھے۔'' اس وقت رسول اللہ ﷺ نے ہمیں فرمایا تھا: ''جو آدمی شراب پیئے گا، چالیس دن اس کی نماز قبول نہ ہو گی، جو آدمی اس حال میں مرے گا کہ اس کے مثانے میں کچھ شراب ہو تو اس پر جنت حرام ہو گی اور اگر وہ (شراب نوشی کے بعد) چالیس دنوں کے اندر اندر مر گیا تو وہ جاہلیت والی موت مرے گا۔''

تخريج: أخرجه الطبراني في "الأوسط": رقم۔ ٣٥٧۔ مصورتي ، والحاكم: ٤/ ١٤٧

شرح:...... اس میں شراب کی قباحت اور شراب نوشی کی سنگینی کا بیان ہے۔ جس کی تفصیل "الأضاحی والذبائح والاطعمة والاشربة والعقيقه والرفق بالحيوان" کے باب میں موجود ہے۔

حضرت ایوب کی بیماری کا واقعہ

(٣٨٧٢)۔ عَنْ أَنَسٍ مَرْفُوْعًا: ((إِنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ أَيُّوْبَ لَبِثَ بِهِ بَلَاؤُهُ ثَمَانَ عَشْرَةَ سَنَةً ، فَرَفَضَهُ الْقَرِيْبُ وَالْبَعِيْدُ ، إِلَّا رَجُلَيْنِ مِنْ إِخْوَانِهِ كَانَا يَغْدُوَانِ إِلَيْهِ وَيَرُوْحَانِ ، فَقَالَ: أَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهِ ذَاتَ

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کے نبی حضرت ایوب علیہ السلام اٹھارہ برس بیمار رہے۔ قریب و بعید کے تمام رشتہ دار بے رخی کر گئے، البتہ ان کے دو بھائی صبح و شام ان کے پاس آتے جاتے تھے۔ ایک دن ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا: آیا تو جانتا ہے،

يَوْمٍ: تَعْلَمُ وَاللّٰهِ لَقَدْ اَذْنَبَ اَيُّوْب علیہ السلام ذَنْبًا مَا اَذْنَبَهُ اَحَدٌ مِنَ الْعَالَمِيْنَ، فَقَالَ لَهُ صَاحِبُهُ: وَمَا ذَاكَ؟ قَالَ: مُنْذُ ثَمَان عَشْرَةَ سَنَةً لَمْ يَرْحَمْهُ اللّٰهُ فَيَكْشِفُ مَا بِهِ۔ فَلَمَّا رَاحَ اِلٰى اَيُّوْبَ، لَمْ يَصْبِرِ الرَّجُلُ حَتّٰى ذَكَرَ ذَالِكَ لَهُ، فَقَالَ اَيُّوْبُ: لَا اَدْرِيْ مَا تَقُوْلَان، غَيْرَ اَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَعْلَمُ اَنِّيْ كُنْتُ اَمُرُّ بِالرَّجُلَيْنِ يَتَنَازَعَان، فَيَذْكُرَان اللّٰهَ، فَاَرْجِعُ اِلٰى بَيْتِيْ فَاُكَفِّرُ عَنْهُمَا، كَرَاهِيَةَ اَنْ يُّذْكَرَ اللّٰهُ اِلَّا فِيْ حَقٍّ۔ قَالَ: وَكَانَ يَخْرُجُ اِلٰى حَاجَتِهِ، فَاِذَا قَضٰى حَاجَتَهُ، اَمْسَكَتْهُ امْرَاَتُهُ بِيَدِهِ حَتّٰى يَبْلُغَ، فَلَمَّا كَانَ ذَاتَ يَوْمٍ، اَبْطَاَ عَلَيْهَا، وَاُوْحِيَ اِلٰى اَيُّوْبَ اَنْ ﴿اُرْكُضْ بِرِجْلِكَ هٰذَا مُغْتَسَلٌ بَارِدٌ وَّشَرَابٌ﴾ (ص: ٤٢) فَاسْتَبْطَاَتْهُ، فَتَلَقَّتْهُ تَنْظُرُ وَقَدْ اَقْبَلَ عَلَيْهَا قَدْ اَذْهَبَ اللّٰهُ مَابِهِ مِنَ الْبَلَاءِ وَهُوَ اَحْسَنُ مَاكَانَ، فَلَمَّا رَاَتْهُ قَالَتْ: اَيْ بَارَكَ اللّٰهُ فِيْكَ! هَلْ رَاَيْتَ نَبِيَّ اللّٰهِ هٰذَا الْمُبْتَلٰى؟ وَاللّٰهِ عَلٰى ذٰلِكَ، مَارَاَيْتُ اَحَدًا اَشْبَهَ بِهِ مِنْكَ اِذَاكَان صَحِيْحًا۔ فَقَالَ: فَاِنِّيْ اَنَا هُوَ وَكَانَ لَهُ اَنْدَرَان (اَيْ: بَيْدَرَان): اَنْدَرٌ لِلْقَمْحِ، وَاَنْدَرٌ لِلشَّعِيْرِ، فَبَعَثَ اللّٰهُ سَحَابَتَيْنِ، فَلَمَّا كَانَتْ اِحْدَاهُمَا عَلٰى اَنْدَرِ الْقَمْحِ، اَفْرَغَتْ فِيْهِ الذَّهَبَ حَتّٰى فَاضَ، وَاَفْرَغَتِ الْاُخْرٰى فِيْ اَنْدَرِ

اللہ کی قسم! (میرا خیال یہ ہے کہ) ایوب نے کوئی ایسا گناہ کیا ہے، جو جہانوں میں سے کسی فرد نے نہیں کیا؟ اس کے ساتھی نے کہا: وہ کون سا؟ اس نے کہا: (دیکھو) اٹھارہ سال ہو چکے ہیں، اللہ تعالیٰ نے اس پر رحم نہیں کیا کہ اس کی بیماری دور کر دے۔ جب وہ بوقتِ شام ایوب کے پاس آئے تو ایک نے بے صبری میں وہ بات ذکر کر دی۔ حضرت ایوب علیہ السلام نے (ان کا الزام سن کر) کہا: جو کچھ تم کہہ رہے ہو، اس قسم کی کوئی بات میرے علم میں تو نہیں ہے، ہاں اتنا ضرور ہے کہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ دو آدمیوں کے پاس سے میرا گزر ہوتا تھا، وہ آپس میں جھگڑ رہے ہوتے تھے، وہ مجھے اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے دیتے اور میں اپنے گھر واپس چلا جاتا تھا اور اس وجہ سے ان دونوں کی طرف سے کفارہ ادا کر دیتا تھا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ انھوں نے مجھے ناحق انداز میں اللہ تعالیٰ کا واسطہ نہ دیا ہو۔ حضرت ایوب علیہ السلام قضائے حاجت کے لیے باہر جاتے تھے، جب وہ قضائے حاجت کر لیتے تو ان کی بیوی ان کو ہاتھ سے پکڑ کر سہارا دیتی تھی، حتی کہ وہ اپنی جگہ پر پہنچ جاتے تھے۔ ایک دن وہ لیٹ ہو گئے اور (ان کی بیوی ان کے انتظار میں رہی) اور اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی کی: ﴿اپنا پاؤں مارو، یہ نہانے کا ٹھنڈا اور پینے کا پانی ہے﴾ (سورۂ ص: ۴۲) اُدھر ان کی بیوی کو یہ خیال آ رہا تھا کہ وہ دیر کر رہے ہیں۔ جب وہ واپس پلٹے تو اللہ تعالیٰ ان کی تمام بیماریاں دور کر چکے تھے اور وہ بہت حسین لگ رہے تھے۔ جب ان کی بیوی نے ان کو دیکھا تو (نہ پہچان سکی اور ان سے) پوچھا: اللہ تعالیٰ تجھ میں برکت پیدا کرے، کیا تو نے اللہ تعالیٰ کے نبی، جو بیمار ہیں، کو دیکھا ہے؟ اللہ تعالیٰ اس بات پر گواہ ہیں کہ جب وہ نبی صحتمند تھے تو تجھ سے سب سے زیادہ مشابہت رکھتے تھے۔ انھوں

الشَّعِيْرِ الْوَرِقَ حَتّٰى فَاضَ۔)) (الصحیحة:١٧) نے کہا: میں وہی (ایوب) ہوں' (اب اللہ تعالیٰ نے مجھے شفا دے دی ہے)۔ حضرت ایوب علیہ السلام کے دو کھلیان تھے، ایک گندم کا تھا اور ایک جو کا۔ اللہ تعالیٰ نے دو بدلیاں بھیجیں، ایک بدلی گندم والے کھلیان پر آ کر سونا برسنے لگی اور دوسری جو والے کھلیان پر آ کر چاندی برسنے لگی، (اس طرح اللہ تعالیٰ نے صحت بھی دے دی اور مالِ کثیر بھی عطا کر دیا)۔''

(صحیحه: ١٧)

تخريج: رواه أبو يعلى في "مسنده": ١/ ١٧٦-١٧٧، والبزار: ٢٣٥٧-كشف، وأبونعيم في "الحلية": ٣/ ٣٧٤-٣٧٥ و الضياء المقدسي في "المختارة": ٢٢٠/ ٢- ٢٢١/ ٢، وابن حبان في "صحيحه": ٢٠٩١، وابن عساكر في "تاريخ دمشق": ٣/ ٢٥١- ٢٥٢

شرح:...... حدیثِ نبوی ہے: ((الصبر ضياء۔)) ..... صبر روشنی ہے۔ (مسلم) صبر کا پھل میٹھا ہوتا ہے، حضرت ایوب علیہ السلام اٹھارہ سال بیمار رہے، بہر حال انھوں نے صبر کا دامن نہ چھوڑا، بالآخر اللہ تعالیٰ نے ان کے حق میں دنیا میں بھی خزینوں کے منہ کھول دیے اور آخرت میں بھی نظرِ کرم فرمائے گا۔

حضرت ایوب علیہ السلام پر دورانِ غسل سونے کی ٹڈیاں گرنا

(٣٨٧٣)۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((بَيْنَا اَيُّوْبُ يَغْتَسِلُ عُرْيَانًا، فَخَرَّ عَلَيْهِ جَرَادٌ مِنْ ذَهَبٍ، فَجَعَلَ اَيُّوْبُ يَحْتَثِيْ فِيْ ثَوْبِهِ، فَنَادَاهُ رَبُّهُ: يَا اَيُّوْبُ! اَلَمْ اَكُنْ اَغْنَيْتُكَ عَمَّا تَرٰى؟ قَالَ: بَلٰى وَعِزَّتِكَ! وَلٰكِنْ لَا غِنَى بِيْ عَنْ بَرَكَتِكَ۔)) (الصحیحة:٣٦١٣)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''حضرت ایوب علیہ السلام برہنہ حالت میں غسل کر رہے تھے، اسی اثنا میں ان پر سونے کی ٹڈیاں گرنے لگیں، وہ ان کو اپنے کپڑے میں اکٹھا کرنے لگ گئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو آواز دی: ایوب! کیا میں نے تجھے ان چیزوں سے غنی نہیں کر دیا، جو تجھے نظر آ رہی ہیں؟ انھوں نے جواباً فرمایا: کیوں نہیں، تیری عزت کی قسم! (تو نے مجھے غنی کیا ہے) لیکن میں تیری برکتوں سے غنی اور بے نیاز نہیں ہو سکتا۔''

تخريج: رواه البخاري: ٢٧٩ و ٣٣٩١ و ٧٤٩٣، وابن حبان: ٦٢٢٩، وأحمد: ٢/ ٣١٤، والبغوي في "شرح السنة": ٢٠٢٧ و في "تفسيره": ٥/ ٣٤٧، والبيهقي في "الأسماء والصفات": صـ ٢٠٦، وفي "السنن الكبرى": ١/ ١٩٨، وابن عساكر في "تاريخ دمشق": ١٠/ ٧٥، والطيالسي: ٢٤٥٥، والحاكم: ٢/ ٥٨٢

شرح:...... اللہ تعالیٰ کا مقصود حضرت ایوب علیہ السلام کو ڈانٹنا نہیں تھا، بلکہ وہ اس کے ساتھ شفقت و مہربانی والا سلوک کرتے ہوئے ان کو مزید عطا کر رہا تھا اور یہ امتحان لینا چاہتا تھا کہ آیا وہ شکر بجا لاتے ہے یا نہیں۔ آگے سے

حضرت ایوب نے اسی نقطے کی طرف اشارہ کیا کہ وہ کسی صورت میں اللہ کی برکتوں، نعمت کی کثرتوں اور رحمتوں سے مستغنی نہیں ہو سکتا۔

اسلام کی طرف نسبت کرنے کی فضیلت اور نسب پر فخر کرنے کا وبال

(٣٨٧٤)۔ عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ ، قَالَ: اِنْتَسَبَ رَجُلَانِ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ اَحَدُهُمَا: اَنَا فُلَانُ ابْنُ فُلَان ، فَمَنْ اَنْتَ لَا أُمَّ لَكَ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنْتَسَبَ رَجُلَانِ عَلٰى عَهْدِ مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ اَحَدُهُمَا: اَنَا فُلَانُ ابْنُ فُلَان حَتّٰى عَدَّ تِسْعَةً ، فَمَنْ اَنْتَ لَا أُمَّ لَكَ؟ قَالَ: اَنَا فُلَانُ ابْنُ فُلَان ابْنِ الْإِسْلَامِ۔ قَالَ: فَاَوْحَى اللّٰهُ اِلٰى مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ اَنْ قُلْ لِهٰذَيْنِ الْمُنْتَسِبَيْنِ: اَمَّا اَنْتَ اَيُّهَا الْمُنْتَمِيْ اَوِ الْمُنْتَسِبُ اِلٰى تِسْعَةٍ فِي النَّارِ ، فَاَنْتَ عَاشِرُهُمْ ، وَاَمَّا اَنْتَ يَا هٰذَا الْمُنْتَسِبُ اِلَى اثْنَيْنِ فِي الْجَنَّةِ ، فَاَنْتَ ثَالِثُهُمَا فِي الْجَنَّةِ۔)) (الصحيحة: ١٢٧٠)

سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں دو آدمیوں نے اپنا اپنا نسب نامہ بیان کیا۔ ایک نے کہا: میں تو فلاں بن فلاں ہوں، تیری ماں نہ رہے، تو کون ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دو آدمیوں نے حضرت موسی علیہ السلام کے زمانے میں اپنا اپنا نسب بیان کیا، ایک نے کہا: میں فلاں بن فلاں ...... ہوں (نو پشتیں ذکر کر دیں)، تیری ماں نہ رہے تو کون ہے؟ اس نے کہا: میں فلاں بن فلاں بن اسلام ہوں۔ اللہ تعالی نے حضرت موسی علیہ السلام کی طرف وحی کی کہ نسب بیان کرنے والے ان دو آدمیوں سے کہو: تو، جس نے نو پشتوں تک اپنا نسب بیان کیا ہے، تیری نو پشتیں بھی جہنم میں ہیں اور تو ان کا دسواں ہے۔ اور تو، جس نے دو پشتیں بیان کی ہیں، تیری دونوں پشتیں جنت میں ہیں اور تو ان کا تیسرا ہے، جو جنت میں جائے گا۔''

تخریج: أخرجه أحمد: ٥/ ١٢٨ وعنه الضياء في "المختارة" ١/ ٤٠٦۔ ٤٠٧ ، والبيهقي في "شعب الأيمان" ٢/ ٨٨/ ١

شرح:...... سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((وَمَنْ اَبْطَأَ بِهِ عَمَلُهُ لَمْ يُسْرِعْ بِهِ نَسَبُهُ۔)) (ابوداود، ترمذی، ابن ماجه) ......''جس کو اس کے عمل نے پیچھے کر دیا، اس کا نسب اس کو آگے نہیں لے جا سکے گا۔''

ہر نبی کو قبل از موت اس کا جنتی ٹھکانہ دکھا دیا جاتا ہے
آپ ﷺ کی حیاتِ مبارکہ کے آخری الفاظ

(٣٨٧٥)۔ عَنْ عَائِشَةَ ، قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقُوْلُ وَهُوَ صَحِيْحٌ: ((اِنَّهُ لَمْ

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: جب نبی کریم ﷺ صحتمند تھے تو فرمایا کرتے تھے: ''کسی نبی کو اس وقت تک موت نہیں آتی،

يُقْبَضْ نَبِيٌّ حَتّٰى يُرٰى مَقْعَدَهٗ مِنَ الْجَنَّةِ، ثُمَّ يُخَيَّرُ۔)) فَلَمَّا نُزِلَ بِهٖ وَرَأْسُهٗ عَلٰى فَخِذِيْ غُشِيَ عَلَيْهِ، ثُمَّ اَفَاقَ فَاَشْخَصَ بَصَرَهٗ اِلَى سَقْفِ الْبَيْتِ، ثُمَّ قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ ! اَلرَّفِيْقَ الْاَعْلٰى۔)) فَقُلْتُ: اِذَنْ، لَا يَخْتَارُنَا، وَعَرَفْتُ اَنَّهُ الْحَدِيْثُ الَّذِيْ كَانَ يُحَدِّثُنَا وَهُوَ صَحِيْحٌ۔ قَالَتْ: فَكَانَتْ آخِرُ كَلِمَةٍ تَكَلَّمَ بِهَا: ((اَللّٰهُمَّ! اَلرَّفِيْقَ الْاَعْلٰى۔)) (الصحيحة: ٣٥٨٠)

جب تک اسے اس کا جنتی ٹھکانہ نہ دکھا دیا جائے اور پھر (موت و حیات میں) اختیار نہ دے دیا جائے۔'' جب آپ ﷺ بیمار ہوئے اور آپ ﷺ کا سر میری ران پر تھا، تو آپ پر غشی طاری ہوگئی، پھر افاقہ ہوا اور آپ ﷺ نے چھت کی طرف ٹکٹکی باندھ کر دیکھنا شروع کر دیا اور یہ کہنے لگ گئے: ''اے اللہ! مجھے رفیقِ اعلی تک پہنچا دے۔'' اس وقت میں نے کہا: مطلب یہ ہوا کہ آپ ﷺ نے (موت و حیات کے اختیار میں) ہمیں ترجیح نہیں دی، اور میں نے پہچان لیا کہ اب آپ ﷺ اسی حدیث کا مصداق بن رہے ہیں، جو ہمیں تندرستی کی حالت میں بیان کرتے تھے، آپ ﷺ کا آخری کلمہ یہ تھا: ''اے اللہ! رفیقِ اعلی تک پہنچا دے۔'' (صحیحہ: ٣٥٨٠)

تخریج: رواه البخاري: ٤٤٦٣۔ واللفظ له۔، ٤٤٣٧، ومسلم: ٧/ ١٣٧۔١٣٨، وأحمد: ٦/ ٨٩

شرح:...... یہ نبی کا خاصہ ہے کہ اسے موت و حیات میں سے کسی ایک کا انتخاب کرنے کا اختیار دیا جاتا ہے۔ جب آپ ﷺ کو اختیار دیا گیا تو آپ ﷺ نے موت کو ترجیح دی، جیسا کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے بیان سے واضح ہو رہا ہے۔ حضرت موسی علیہ السلام کے ساتھ بھی موت کا یہی معاملہ پیش آیا تھا۔

صحابہ کے بعد والے مسلمانوں کا ایمان جزوی اعتبار سے سب سے پسندیدہ ہے

(٣٨٧٦)۔ عَنْ اَنَسٍ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((اَيُّ الْخَلْقِ اَعْجَبُ اِيْمَانًا؟)) قَالُوْا: اَلْمَلَائِكَةُ۔ قَالَ: ((اَلْمَلَائِكَةُ كَيْفَ لَا يُؤْمِنُوْنَ!)) قَالُوْا: اَلنَّبِيُّوْنَ۔ قَالَ: ((اَلنَّبِيُّوْنَ يُوْحٰى اِلَيْهِمْ فَكَيْفَ لَا يُؤْمِنُوْنَ؟)) قَالُوْا: اَلصَّحَابَةُ۔ قَالَ: ((اَلصَّحَابَةُ مَعَ الْاَنْبِيَاءِ فَكَيْفَ لَا يُؤْمِنُوْنَ؟! وَلٰكِنَّ اَعْجَبَ النَّاسِ اِيْمَانًا: قَوْمٌ يَجِيْئُوْنَ مَنْ بَعْدَكُمْ فَيَجِدُوْنَ كِتَابًا مِنَ الْوَحْيِ، فَيُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَيَتَّبِعُوْنَهٗ، فَهُمْ اَعْجَبُ النَّاسِ اِيْمَانًا اَوْ الْخَلْقِ

سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''کون سی مخلوق کا ایمان (اعلی و افضل ہونے میں) تعجب انگیز ہے؟'' صحابہ نے کہا: فرشتوں کا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''فرشتوں (کو کیا ہے کہ وہ) ایمان نہ لائیں، (کیونکہ سارے حقائق ان کے سامنے ہوتے ہیں)۔'' انھوں نے کہا: تو پھر انبیا ہوں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''انبیا کی طرف تو وحی کی جاتی ہے (جس کی وجہ سے ہر چیز ان پر عیاں ہو جاتی ہے) وہ ایمان کیوں نہ لائیں؟'' انھوں نے کہا: تو پھر صحابہ ہوں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''صحابہ تو انبیا کے ساتھ ہوتے ہیں، (ان کے لیے کوئی شق مبہم نہیں رہتی اسلیے) انھیں

اِيْمَانًا۔)) (الصحيحة:٣٢١٥) ایمان قبول کرنے میں کیا دقت ہے؟ دراصل ایمان کے لحاظ سے سب سے زیادہ تعجب انگیز لوگ وہ ہیں، جو تمھارے بعد آئیں گے، ان کے ہاں وحی کی صورت ایک کتاب ہو گی، لیکن وہ اس پر ایمان لائیں گے اور اس کی پیروی کریں، یہ لوگ ہیں جن کا ایمان قابل تعجب ہے، (یعنی کوئی معجزہ یا کوئی علامت دیکھے بغیر ہی مشرف بایمان ہو جائیں گے)۔

تخريج: أخرجه البزار في "مسنده" ٣/ ٣١٨۔ كشف الأستار

شرح:...... بلاشک وشبہ تمام انبیا ورسل، تمام فرزندانِ امم سے علی الاطلاق افضل واعلی ہیں۔ لیکن جزوی طور پر کسی امتی کو برتری حاصل ہو سکتی ہے، جیسا کہ اس حدیث میں ایک وصف کی وضاحت کی گئی ہے۔

حضرت عیسی علیہ السلام کو معبودیت کی تہمت سے کیسے پاک کیا جائے گا؟

(٣٨٧٧)۔ عَنْ طَاوُسٍ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ مَوْقُوْفًا: تَلَقّٰى عِيْسٰى حُجَّتَهُ، فَلَقَّاهُ اللّٰهُ فِيْ قَوْلِهِ: ﴿وَاِذْ قَالَ اللّٰهُ يَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ أَأَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِيْ وَاُمِّيَ اِلٰهَيْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ﴾ (المائدة: ١١٦)۔ ثُمَّ رَفَعَ الْبَاقِيَ، فَقَالَ: قَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: فَلَقَّاهُ اللّٰهُ: ﴿سُبْحَانَكَ مَايَكُوْنُ لِيْ اَنْ اَقُوْلَ مَالَيْسَ لِيْ بِحَقٍّ﴾ (المائدة: ١١٦)۔)) اَلآيَةَ كُلَّهَا۔ (الصحيحة: ٢٤٥٤)

طاوس کہتے ہیں کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: حضرت عیسی علیہ السلام نے اپنی حجت (اللہ تعالی سے) سیکھی اور اللہ تعالی نے انھیں سکھا دی، جس کا ذکر اس آیت میں ہے: ﴿اور جب اللہ تعالی کہے گا: اے عیسی بن مریم! کیا تو نے لوگوں کو کہا تھا کہ اللہ تعالی کے علاوہ مجھے اور میری ماں کو اپنا معبود بنا لو﴾ (سورۂ مائدہ: ۱۱۶) پھر آیت کا باقی حصہ روک لیا۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ''اللہ تعالی نے (حضرت عیسی علیہ السلام) کو یہ جواب سکھایا: ''تو پاک ہے، یہ تو مجھے زیب ہی نہیں دیتا کہ میں ایسی بات کروں جو میرے لیے حق نہ ہو۔'' (سورۂ مائدہ:۱۱۶)

تخريج: أخرجه الترمذي:٣٠٦٤

شرح:...... یعنی اللہ تعالی روزِ قیامت حضرت عیسی علیہ السلام سے سوال کریں گے اور پھر اس کا جواب بھی ان کو الہام کر دیں گے۔

حضرت عیسی علیہ السلام کی تواضع کی مثال

(٣٨٧٨)۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعًا: ((مَنْ سَرَّهُ اَنْ يَنْظُرَ اِلٰى تَوَاضُعِ عِيْسٰى، فَلْيَنْظُرْ اِلٰى اَبِيْ ذَرٍّ۔)) (الصحيحة: ٢٣٤٣)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو حضرت عیسی علیہ السلام کی تواضع دیکھ کر خوش ہونا چاہتا ہے، وہ (میرے صحابی) ابوذر کو دیکھ لے۔''

تخريج: أخرجه ابن سعد في "الطبقات":٤/ ٢٢٨

شرح :...... اس میں سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ کی عاجزی وانکساری کا بیان ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد امن والا دور

(۳۸۷۹)۔ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعًا: ((اَلْاَنْبِيَاءُ إِخْوَةٌ لِعَلَّاتٍ، اُمَّهَاتُهُمْ شَتّٰى، وَدِيْنُهُمْ وَاحِدٌ، وَاَنَا اَوْلَى النَّاسِ بِعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ لِاَنَّهُ لَيْسَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ نَبِيٌّ، وَاِنَّهُ نَازِلٌ، فَاِذَا رَاَيْتُمُوْهُ فَاعْرِفُوْهُ، رَجُلٌ مَرْبُوْعٌ، اِلَى الْحُمْرَةِ وَالْبَيَاضِ، بَيْنَ مُمَصَّرَتَيْنِ، كَاَنَّ رَاْسَهُ يَقْطُرُ، وَاِنْ لَمْ يُصِبْهُ بَلَلٌ، فَيُقَاتِلُ النَّاسَ عَلَى الْإِسْلَامِ، فَيَدُقُّ الصَّلِيْبَ، وَيَقْتُلُ الْخِنْزِيْرَ، وَيَضَعُ الْجِزْيَةَ، وَيُهْلِكُ اللّٰهُ فِيْ زَمَانِهِ الْمِلَلَ كُلَّهَا اِلَّا الْإِسْلَامَ، وَيُهْلِكُ اللّٰهُ الْمَسِيْحَ الدَّجَّالَ، تَقَعُ الْاَمَنَةُ فِيْ الْاَرْضِ حَتّٰى تَرْتَعَ الْاَسْوَدُ مَعَ الْإِبِلِ، وَالنِّمَارُ مَعَ الْبَقَرِ، وَالذِّئَابُ مَعَ الْغَنَمِ، وَيَلْعَبُ الصِّبْيَانُ بِالْحَيَّاتِ لَا تَضُرُّهُمْ، فَيَمْكُثُ فِيْ الْاَرْضِ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً ثُمَّ يُتَوَفّٰى، فَيُصَلِّيْ عَلَيْهِ الْمُسْلِمُوْنَ۔))

(الصحيحة: ۲۱۸۲)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''انبیا علاتی بھائی ہیں، (یعنی ان کا باپ ایک ہے اور) مائیں مختلف ہیں اور ان کا دین ایک ہے اور میں حضرت عیسی بن مریم علیہ السلام کے سب سے زیادہ قریب ہوں کیونکہ میرے اور ان کے درمیان کوئی نبی نہیں ہے اور وہ (میری امت میں) اترنے والے ہیں۔تم جب ان کو دیکھو تو پہچان لینا، وہ درمیانے قد کے ہیں، ان کا رنگ سرخی سفیدی مائل ہے، وہ دو سوتی چادروں میں ملبوس ہوں گے، جب وہ اتریں گے تو ایسے لگیں گے کہ گویا کہ ان کے سر سے پانی کے قطرے ٹپک رہے ہوں گے، اگرچہ ان کو گیلا نہیں کیا ہو گا، وہ لوگوں سے اسلام پر قتال کریں گے، صلیب توڑ دیں گے، خنزیر کو قتل کریں گے، جزیہ (کا تصور) ختم ہو جائے گا اور اللہ تعالیٰ ان کے زمانے میں اسلام کے علاوہ تمام (باطل) مذاہب کو نیست و نابود کر دے گا اور مسیح دجال کو بھی ہلاک کر دے گا۔ اور (ان کے زمانے میں) زمین میں اتنا امن ہو گا کہ سانپ اونٹوں کے ساتھ، چیتے گائیوں کے ساتھ اور بھیڑیئے بکریوں کے ساتھ چریں گے اور بچے سانپوں کے ساتھ کھیلیں گے اور وہ انھیں کوئی نقصان نہیں پہنچائیں گے، حضرت عیسی علیہ السلام زمین میں چالیس سال قیام کرنے کے بعد فوت ہو جائیں گے اور مسلمان ان کی نماز جنازہ پڑھیں گے۔''

تخريج: أخرجه أبو داود: ۲/ ۲۱٤، وابن حبان في "صحيحه": ٦٧٧٥، ٦٧٨٢، الأحسان، وأحمد: ۲/ ٤٠٦

شرح :...... علاتی بھائی ان کو کہتے ہیں جن کی مائیں مختلف ہوں اور باپ ایک۔ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ انبیا کے دین کی بنیاد ایک رہی ہے، جو توحید ہے، لیکن شریعت کی عملی فروعات میں اختلاف رہا ہے۔

حضرت عیسی علیہ السلام کے بعد آپ ﷺ تشریف لائے، آپ کا دین ان کے دین کے ساتھ متصل تھا، حضرت عیسی علیہ السلام نے آپ ﷺ کی آمد کی بشارت سنائی تھی اور آپ کی تصدیق کی راہ ہموار کی تھی اور آخرت میں انبیائے کرام کا انجام کامیابی ہے، اس لیے آپ ﷺ حضرت عیسی علیہ السلام کے قریب تر تھے۔

اس حدیث میں حضرت عیسی علیہ الصلاۃ والسلام کے نزول کی پیشین گوئی کی گئی ہے۔ اہل السنۃ والجماعۃ کا اتفاقی عقیدہ ہے کہ حضرت عیسی علیہ السلام کو زندہ آسمان پر اٹھالیا گیا ہے، قیامت کے قریب وہ آسمان سے اتریں گے، اس کے بعد وفات پائیں گے اور مسلمان ان کا جنازہ پڑھیں گے۔ حضرت عیسی علیہ السلام امام مہدی کے زمانے میں نازل ہوں گے اور سات سال تک ٹھہریں گے، ان کے دور میں امن و امان اور مال و دولت کی فراوانی ہوگی، جہاں تک انسانیت ہوگی، وہاں تک اسلام ہوگا، دوسرے تمام ادیان ختم ہو جائیں گے۔

اس روایت میں ان کے چالیس سال ٹھہرنے کا ذکر ہے، شارح ابوداود نے حافظ ابن کثیر کے حوالے یہ تطبیق پیش کی ہے کہ اس سے مراد حضرت عیسی علیہ السلام کی کل عمر ہے، اور مشہور بھی یہی ہے کہ جب ان کو آسمان پر اٹھایا گیا تو ان کی عمر تینتیس برس تھی۔ (عون المعبود: ۲/ ۱۹۸۷) واللہ اعلم

گھوڑوں میں برکت ہے

(۳۸۸۰)۔ عَنْ اَنَسٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((اَلْبَرَكَةُ فِي نَوَاصِيْ الْخَيْلِ۔)) (الصحیحۃ:۳۶۱۵)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''گھوڑوں کی پیشانیوں میں برکت ہے۔''

تخریج: رواہ البخاري: ۲۸۵۱، ۳۶۴۵، ومسلم: ۶/ ۳۲، والنسائي:۶/ ۲۲۱، وابن حبان: ۴۶۷۰، وابن أبي شيبة: ۱۲/ ۴۸۱، وأحمد: ۳/ ۱۱۴، ۱۲۷، ۱۷۱، وسعيد بن منصور في "سننه": ۲۴۲۷، والبيهقي: ۶/ ۳۲۹، والبغوي: ۲۶۴۳، والقضاعي: ۲۲۲

شرح:...... پیشانیوں سے مراد گھوڑے ہی ہیں۔ یعنی گھوڑے بابرکت جانور ہیں، کیونکہ جہاد کے ساتھ ان کا گہرا تعلق ہے اور جہاد میں دنیا و آخرت کی بھلائیاں پائی جاتی ہیں۔

بیتِ معمور میں عبادت کرنے والے فرشتوں کی تعداد

(۳۸۸۱)۔ عَنْ اَنَسٍ مَرْفُوْعًا: ((اَلْبَيْتُ الْمَعْمُوْرُ فِي السَّمَاءِ السَّابِعَةِ، يَدْخُلُهُ كُلَّ يَوْمٍ اَلْفُ مَلَكٍ لَايَعُوْدُوْنَ اِلَيْهِ حَتّٰى تَقُوْمَ السَّاعَةُ۔)) (الصحیحۃ: ۴۷۷)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیتِ معمور ساتویں آسمان میں ہے، ہر روز اس میں ایک ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں اور قیامت کے قائم ہونے تک ان کی باری دوبارہ نہیں آتی۔''

تخریج:أخرجه أحمد: ۳/ ۱۵۳، وابن جرير: ۲۷/ ۱۱، والحاكم: ۲/ ۴۶۸، وعبد بن حميد

فی "المنتخب" ١٣٢/ ٢، تمام فی "الفوائد": ١/ ٦٧، وھذا الحدیث عند البخاری: ٣/ ٣٠، ومسلم: ١/ ١٠٣ طویل

شرح:...... بیت معمور ساتویں آسمان پر ایک عبادت خانہ ہے جو ہر وقت فرشتوں سے بھرا رہتا ہے، نیز اس میں فرشتوں کی کثرت کا بیان ہے، اور یہ کہ وہ ہر وقت اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مگن رہتے ہیں اور ایسا کرنے کے حریص بھی ہیں۔

یہودیوں کے آپ ﷺ سے چند سوالات
بچہ تذکیر یا تانیث کے قالب میں کیسے ڈھلتا ہے؟
بادلوں میں کیسے آواز پیدا ہوتی ہے؟

(٣٨٨٢)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ، قَالَ: اَقْبَلَتْ يَهُوْدُ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالُوْا: يَا اَبَا الْقَاسِمِ! نَسْأَلُكَ عَنْ أَشْيَاءِ اِنْ أَجَبْتَنَا فِيْهَا اتَّبَعْنَاكَ وَصَدَّقْنَاكَ وَآمَنَّا بِكَ۔ قَالَ: فَأَخَذَ عَلَيْهِمْ مَا اَخَذَ اِسْرَائِيْلُ عَلٰى نَفْسِهٖ ، قَالُوْا: اَللّٰهُ عَلٰى مَا نَقُوْلُ وَكِيْلٌ۔ قَالُوْا: اَخْبِرْنَا عَنْ عَلَامَةِ النَّبِيِّ قَالَ: ((تَنَامُ عَيْنَاهُ وَلَا يَنَامُ قَلْبُهُ۔)) قَالُوْا: فَاَخْبِرْنَا كَيْفَ تُؤَنِّثُ الْمَرْأَةُ وَكَيْفَ تُذَكِّرُ؟ قَالَ: ((يَلْتَقِي الْمَاءَ ان ، فَاِنْ عَلَا مَاءُ الْمَرْاَةِ مَاءَ الرَّجُلِ أَنَّثَتْ ، وَاِنْ عَلَا مَاءُ الرَّجُلِ مَاءَ الْمَرْاَةِ ذَكَّرَتْ۔)) قَالُوْا: صَدَقْتَ ، فَاَخْبِرْنَا عَنِ الرَّعْدِ مَاهُوَ؟ قَالَ: ((اَلرَّعْدُ مَلَكٌ مِنَ الْمَلَائِكَةِ مُوَكَّلٌ بِالسَّحَابِ ، بِيَدَيْهِ اَوْفِيْ يَدِهٖ مِخْرَاقٌ مِنْ نَارٍ يَزْجُرُ بِهِ السَّحَابَ ، وَالصَّوْتُ الَّذِيْ يُسْمَعُ مِنْهُ زَجْرُهُ السَّحَابَ اِذَا زَجَرَهُ حَتّٰى يَنْتَهِيَ اِلٰى حَيْثُ أُمِرَهُ۔))

(الصحیحۃ:١٨٧٢)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: یہودی لوگ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور کہا: اے ابو القاسم! ہم آپ سے کچھ چیزوں کے بارے سوالات کرنا چاہتے ہیں، اگر آپ نے (درست) جوابات دے دیے تو ہم آپ کی پیروی کریں گے، آپ کی تصدیق کریں گے اور آپ پر ایمان لے آئیں گے۔ آپ ﷺ نے ان سے وہ عہد و پیمان لیا جو اسرائیل (یعقوب علیہ السلام) نے اپنے لیے اختیار کیا تھا۔ انھوں نے کہا: جو کچھ ہم کہہ رہے ہیں، اللہ تعالیٰ اس پر محافظ و نگران ہے۔ (سوالات کا سلسلہ شروع ہوتا ہے) انھوں نے کہا: ہمیں نبی کی علامت کے بارے میں بتلائیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نبی کی آنکھیں سوتی ہیں، لیکن دل نہیں سوتا۔'' انھوں نے کہا: عورت کے بطن سے مذکر و مؤنث کیسے پیدا ہوتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''(مذکر و مؤنث) کے پانی ملتے ہیں، اگر عورت کا پانی مرد کے پانی پر غالب آجائے تو مؤنث پیدا ہوتی ہے اور اگر مرد کا پانی عورت کے مادہ پر غالب آجائے تو مرد پیدا ہو جاتا ہے۔'' انھوں نے کہا: ''رعد'' (بادلوں کی گرج یا کڑک) کے بارے میں ہمیں بتاؤ کہ وہ کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ایک فرشتے کا نام ''رعد'' ہے، بادلوں

کے معاملات اس کے سپرد ہیں، اس کے ہاتھوں میں آگ کی تلوار (یا کوڑا) ہوتا ہے، جس کے ذریعے وہ بادلوں کو ادھر اُدھر لے جاتا ہے، اور جب وہ بادلوں کو (مخصوص انداز میں ڈانٹ ڈپٹ کر کے) متحرک کرتا ہے، تو اس وقت وہ آواز پیدا ہوتی ہے جو (ہمیں) سنائی دیتی ہے، حتی کہ وہ اس مقام تک ان کو پہنچا دیتا ہے، جہاں کا اس کو حکم ہوتا ہے۔''

تخریج: أخرجه الترمذي: ٤/ ١٢٩، وأحمد: ١/ ٢٧٤، وأبوأسحاق الحربي في"غريب الحديث": ٥/ ١٢٣/ ١ـ ٢، والطبراني في"المعجم الكبير": رقم ١٢٤٢٩، وابن بشران في"الأمالي": ٢٤/ ٢٧/ ٢، والضياء المقدسي في"الأحاديث المختارة": ق ٢٠٦ـ ٢٠٧

شرح:...... آپ ﷺ نے یہودیوں کے تمام سوالات کے جوابات دینے میں کامیاب ہوئے۔ پھر بھی ان جوابات کی حقیقت اور تفصیل کو کہنے والے کی طرف منسوب کر دیا جائے گا۔

بنو اسرائیل کے بعض افراد کے لیے میت کا سو سال کے بعد قبر سے نکل پڑنا

(٣٨٨٣)ـ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((حَدِّثُوْا عَنْ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ وَلَا حَرَجَ، فَاِنَّهُ كَانَتْ فِيْهِمُ الْاَعَاجِيْبُ۔)) ثُمَّ أَنْشَأَ يُحَدِّثُ قَالَ: ((خَرَجَتْ طَائِفَةٌ مِنْ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ حَتّٰى اَتَوْا مَقْبَرَةً لَّهُمْ مِنْ مَقَابِرِهِمْ، فَقَالُوْا: لَوْ صَلَّيْنَا رَكْعَتَيْنِ، وَدَعَوْنَا اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ اَنْ يُخْرِجَ لَنَا رَجُلًا مِمَّنْ قَدْ مَاتَ نَسْأَلُهُ عَنِ الْمَوْتِ، قَالَ: فَفَعَلُوْا، فَبَيْنَمَاهُمْ كَذٰلِكَ إِذَا أَطْلَعَ رَجُلٌ رَأْسَهُ مِنْ قَبْرٍ مِنْ تِلْكَ الْمَقَابِرِ، خِلَاسِي، بَيْنَ عَيْنَيْهِ اَثَرُ السُّجُوْدِ، فَقَالَ: يَا هٰؤُلَاءِ مَا أَرَدْتُّمْ إِلَيَّ؟ فَقَدْ مُتُّ مُنْذُ مِئَةِ سَنَةٍ، فَمَا سَكَنَتْ عَنِّيْ حَرَارَةُ الْمَوْتِ حَتّٰى كَانَ الْاٰنَ، فَادْعُوْ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ لِيْ يُعِيْدُنِيْ كَمَا كُنْتُ۔)) (الصحيحة: ٢٩٢٦)

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بنو اسرائیل سے (ان کی احادیث) بیان کیا کرو، اس میں کوئی حرج نہیں ہے، کیونکہ ان میں بڑے تعجب انگیز واقعات پائے جاتے ہیں۔'' پھر آپ ﷺ نے یہ واقعہ بیان فرمایا: ''بنو اسرائیل کے کچھ لوگ نکلے اور کسی مقبرہ تک جا پہنچے، وہاں وہ کہنے لگے کہ اگر ہم دو رکعت نماز پڑھ کر اللہ تعالی سے دعا کریں کہ وہ ہمارے لیے کسی مردہ کو (قبر سے باہر) نکالے، تاکہ ہم اس سے موت کے بابت کچھ دریافت کر سکیں۔ پس انھوں نے ایسے ہی کیا، وہ اسی حالت و کفیت میں تھے کہ ایک آدمی نے اس قبرستان کی ایک قبر سے سر باہر نکالا، وہ گندم گوں رنگ کا تھا اور اس کی پیشانی پر سجدوں کا نشان تھا۔ اس نے کہا: اولوگو! تم مجھ سے کیا چاہتے ہو؟ میری موت کے واقعہ کو سو سال بیت چکے ہیں، لیکن ابھی تک موت کی حرارت (کے آثار) ختم نہیں ہوئے، سو تم لوگ اللہ عزوجل سے دعا کرو کہ وہ مجھے اسی حالت میں لوٹا دے، جس میں میں تھا۔''

تخریج: أخرجه أحمد في"الزهد": ١٦ـ ١٧، وابن أبي شيبة في"المصنف": ٩/ ٦٢ دون القصة، وكذا

البزار في "مسنده": ١/ ١٠٨/ ١٩٢- كشف الأستار

شرح:...... حدیث اپنے مفہوم میں واضح ہے اور ہمارے لیے عبرت کا پیغام ہے کہ سو سال بیت جانے کے بعد بھی موت کی حرارت ٹھنڈی نہ پڑی۔

کیا سانپ مسخ شدہ جن ہیں؟

(٣٨٨٤)- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((اَلْحَيَّاتُ مَسْخُ الْجِنِّ، كَمَا مُسِخَتِ الْقِرَدَةُ وَالْخَنَازِيْرُ مِنْ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ-)) (الصحيحة: ١٨٢٤)

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سانپ، جنوں کی مسخ شدہ شکلیں ہیں، جیسا کہ بندر اور خنزیر (بعض) بنو اسرائیل کی مسخ شدہ شکلیں ہیں۔''

تخريج: أخرجه ابن حبان: ١٠٨٠، والطبراني في "المعجم الكبير": ١١٩٤٦، وابن أبي حاتم في "العلل": ٢/ ٢٩٠

شرح:...... اس حدیث کا یہ مطلب نہیں کہ موجودہ سانپ جنوں کی مسخ شدہ شکلیں ہیں۔ اس کا مفہوم یہ ہے کہ جیسے یہودیوں کو بندروں اور خنزیروں کی شکل میں مسخ کیا گیا، اسی طرح بعض جنوں کو سانپ کی شکلوں میں مسخ کیا گیا تھا۔ صحیح حدیث کے مطابق مسخ شدہ انسانوں یا جنوں کی نسل آگے نہیں چلتی۔

امام البانی رحمہ اللہ نے کہا: آپ کو علم ہونا چاہیے کہ اس حدیث کا یہ مفہوم نہیں کہ موجودہ سانپ جنوں کی مسخ شدہ شکلیں ہیں۔ اس کا مفہوم تو یہ ہے کہ بعض جنوں کو سانپوں کی شکل میں مسخ کیا گیا تھا، جیسا کہ یہودیوں کو بندروں اور خنزیروں کی شکلوں میں مسخ کیا گیا تھا، لیکن ایسی حالت میں ان کی نسل نہیں ہوئی تھی، جیسا کہ سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ کی مجلس میں یہ بات ہونے لگی کہ بندر اور خنزیر کس کی مسخ شدہ شکلیں ہیں۔ یہ سن کر آپ ﷺ نے فرمایا: ((اِنَّ اللّٰهَ لَمْ يَمْسَخْ شَيْئًا فَيَدَعَ لَهُ نَسْلًا اَوْ عَاقِبَةً، وَقَدْ كَانَتِ الْقِرَدَةُ وَالْخَنَازِيْرُ قَبْلَ ذَالِكَ-)) (صحيح مسلم) ......''جب اللہ تعالیٰ کسی مخلوق کو (دوسری مخلوق کی شکل میں) مسخ کرتے ہیں تو اس کی آگے نسل اور اولاد نہیں ہوتی (یعنی وہ اسی مسخ شدہ شکل میں ہلاک ہو جاتی ہے) اور بندر اور خنزیر (جن کے بارے میں تم باتیں کر رہے ہو، یہ تو مسخ شدہ قوموں سے) پہلے بھی تھے۔''

چھپکلی کو قتل کرنا اور اس کی وجہ

(٣٨٨٥)- عَنْ نَافِعٍ عَنْ سَائِبَةَ مَوْلَاةٍ لِلْفَاكِهِ بْنِ الْمُغِيْرَةِ: اَنَّهَا دَخَلَتْ عَلٰى عَائِشَةَ، فَرَاَتْ فِيْ بَيْتِهَا رُمْحًا مَوْضُوْعًا۔ فَقَالَتْ: يَا اُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ! مَا تَصْنَعِيْنَ بِهٰذَا

امام نافع، فاکہ بن مغیرہ کی لونڈی سائبہ سے بیان کرتے ہیں کہ وہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئی اور ان کے گھر میں ایک نیزہ دیکھ کر پوچھا: اے ام المومنین! اس نیزے کو کیا کرتی ہو؟ انھوں نے کہا: ہم اس سے چھپکلیاں مارتی ہیں، کیونکہ نبی

الـرُّمْـحِ؟ قَـالَ: نَقْتُلُ بِهِ الْاَوْزَاغَ، فَإِنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ اَخْبَـرَنَـا: ((اِنَّ اِبْـرَاهِيْمَ عَلَيْـهِ السَّلَامُ حِيْـنَ أُلْقِيَ فِيْ النَّارِ، لَمْ تَكُنْ دَابَّةٌ اِلَّا تُـطْفِيُّ عَنْهُ غَيْرَ الْوَزَغِ، فَإِنَّهُ كَانَ يَنْفُخُ عَـلَيْــهِ۔)) فَـأَمَـرَ عَلَيْـهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ بِقَتْلِهِ۔ (الصحيحة:١٥٨١)

کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا گیا تو ہر جانور نے اس آگ کو بجھانے (کے لیے کوشش) کی، سوائے اس چھپکلی کے، کہ یہ (آگ کو بھڑکانے کے لیے) پھونک مارتی تھی۔'' اس لیے آپ ﷺ نے اسے مارنے کا حکم دیا۔

تخريج: أخرجه ابن ماجه: ٢/ ٢٩٥، وابن حبان: ١٠٨٢، وأحمد: ٦/ ٨٣و ١٠٩و ٢١٧

شرح:...... سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((مَـنْ قَتَلَ وَزْغًا فِيْ اَوَّلِ ضَـرْبَةٍ كُتِبَـتْ لَهُ مِائَةُ حَسَنَةٍ وَفِي الثَّانِيَةِ دُوْنَ ذَالِكَ وَفِي الثَّالِثَةِ دُوْنَ ذَالِكَ۔)) (مسلم) ......''جس نے چھپکلی کو پہلی ضرب میں ماردیا اسے سو نیکیاں ملیں گی، دو ضربوں سے مارنے والے کو اس سے کم اور تین ضربوں سے مارنے والے کو دوسرے سے بھی کم نیکیاں ملتی ہیں۔'' سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس سنت پر عمل کرنے کے لیے ایک نیزہ رکھا ہوا تھا۔

فاسق جانور اور ان کو قتل کرنے کا حکم

(٣٨٨٦)۔ عَـنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَـالَ: ((اَلْحَيَّةُ فَاسِقَةٌ، وَالْعَقْرَبُ فَاسِقَةٌ، وَالْفَأْرَةُ فَاسِقَةٌ، وَالْغُرَابُ فَاسِقٌ۔)) (الصحيحة:١٨٢٥)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سانپ فاسق (یعنی شرّ پسند) جانور ہے، بچھو فاسق جانور ہے، چوہیا فاسق جانور ہے اور کوا فاسق جانور ہے۔''

تخريج: أخرجه ابن ماجه: ٣٢٤٩، وأحمد: ٦/ ٢٠٩و ٢٣٨

شرح:...... اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ جانور طبعی طور پر فسادی اور نقصان دہ ہیں، یہی وجہ ہے کہ ان کو حل وحرم میں قتل کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

کائنات کی کون سی اشیا کب پیدا کی گئیں؟

(٣٨٨٧)۔ عَـنْ اَبِـيْ هُـرَيْـرَةَ، قَالَ: اَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِيَدِيْ فَقَالَ: ((خَلَقَ اللّٰهُ التُّـرْبَةَ يَـوْمَ السَّبْتِ، وَخَلَقَ فِيْهَا الْجِبَالَ يَـوْمَ الْاَحَدِ، وَخَلَقَ الشَّجَرَ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ، وَخَـلَـقَ الْـمَـكْـرُوْهَ يَوْمَ الثُّلَاثَاءِ، وَخَلَقَ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑا اور فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے سینچر وار کو مٹی، اتوار کو پہاڑ، سوموار کو درخت، منگل کو مکروہ چیزیں، بدھ کو نور، جمعرات کو چوپائے پیدا کئے اور حضرت آدم علیہ السلام، جو کہ آخری مخلوق تھے، کو جمعہ کے روز بعد از وقتِ عصر جمعہ کی آخری

النُّوْرَ يَوْمَ الْاَرْبِعَاءِ، وَبَثَّ فِيْهَا الدَّوَابَّ يَوْمَ الْخَمِيْسِ، وَخَلَقَ آدَمَ بَعْدَ الْعَصْرِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ آخِرَ الْخَلْقِ، مِنْ آخِرِ سَاعَةِ الْجُمُعَةِ فِيْمَا بَيْنَ الْعَصْرِ اِلَى اللَّيْلِ۔)) (الصحيحة: ١٨٣٣)

گھڑی میں پیدا کیا، یہ گھڑی عصر سے رات (غروبِ آفتاب) تک کے وقت کے مابین ہوتی ہے۔

تخریج: رواه ابن معين في "التاريخ والعلل": ٩/ ١ ـ المخطوطة ورقم ـ ٢١٠ ـ المطبوعة، وابن منده في "التوحيد": ٢٥/ ٢

فرشتے کی تخلیق نور سے، انسان کی مٹی سے اور ابلیس کی آگ سے ہوئی

(٣٨٨٨)۔ عَنْ عَائِشَةَ مَرْفُوْعًا: ((خُلِقَتِ الْمَلَائِكَةُ مِنْ نُوْرٍ، وَخُلِقَ اِبْلِيْسُ مِنْ نَارِ السَّمُوْمِ، وَخُلِقَ آدَمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ مِمَّا قَدْ وُصِفَ لَكُمْ۔)) (الصحيحة: ٤٥٨)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''فرشتوں کو نور سے، ابلیس کو جلا دینے والی آگ سے پیدا کیا گیا اور حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق اس چیز سے ہوئے جس کی وضاحت پہلے ہو چکی ہے۔''

تخریج: رواه مسلم: ٨/ ٢٢٦، وابن حبان: ٨/ ٩/ ٦١٢٢، وابن منده في "التوحيد": ٣٢/ ١، والسهمي في "تاريخ جرجان": ٦٢، والبيهقي في "الأسماء والصفات": ٢٧٧ ـ هند، ابن عساكر: ٢/ ٣١٠/ ١

شرح:...... یعنی حضرت آدم علیہ السلام کو مٹی سے پیدا کیا۔ امام البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں: اس حدیث میں درج ذیل حدیث کے باطل ہونے کا اشارہ دیا گیا، جو لوگوں کے ہاں بڑی مشہور ہے: ((اول ما خلق الله نور نبيك يا جابر۔))...... ''اے جابر! اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے تیرے نبی کا نور پیدا کیا۔''

کیونکہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ صرف فرشتوں کو نور سے پیدا کیا گیا ہے، نہ حضرت آدم اور ان کی اولاد کو۔ آپ متنبہ رہیں اور غافلوں میں سے نہ ہو جائیں۔ (صحیحہ: ۴۵۸)

(٣٨٨٩)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ، اَنَّ حَبَشِيًّا دُفِنَ بِالْمَدِيْنَةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((دُفِنَ فِي الطِّيْنَةِ الَّتِي خُلِقَ مِنْهَا۔)) (الصحيحة: ١٨٥٨)

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب ایک حبشی کو مدینہ (کے قبرستان) میں دفن کیا گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس مٹی سے اس کو پیدا کیا گیا تھا، اس میں اس کو دفن کر دیا گیا۔''

تخریج: رواه أبونعيم في "أخبار أصبهان": ٢/ ٣٠٤، والخطيب في "الموضح": ٢/ ١٠٤

عمل سے کورے خطیبوں کا انجام

(٣٨٩٠)۔ عَنْ اَنَسٍ مَرْفُوْعًا: ((رَاَيْتُ لَيْلَةَ

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

أُسْـــرِيَ بِـيْ رِجَـــالًا تُـقْـرَضُ شِفَـاهُهُمْ بِمَقَارِيْضَ مِنْ نَارٍ۔)) فَقُلْتُ: مَنْ هٰؤُلَاءِ يَا جِبْرِيْلُ؟ فَقَالَ: ((اَلْخُطَبَاءُ مِنْ أُمَّتِكَ، يَـأْمُـرُوْنَ النَّـاسَ بِـالْبِرِّ وَيَنْسَوْنَ اَنْفُسَهُمْ وَهُمْ يَتْلُوْنَ الْكِتَابَ اَفَلَا يَعْقِلُوْنَ۔)) (الصحيحة: ٢٩١)

فرمایا: ”جس رات مجھے اسرا کرایا گیا، میں نے کچھ لوگوں کو دیکھا کہ ان کے ہونٹ آگ کی قینچیوں کے ساتھ کاٹے جا رہے تھے۔ میں نے کہا: اے جبریل! یہ کون لوگ ہیں؟ انھوں نے کہا: یہ آپ کی امت کے خطیب لوگ ہیں جو لوگوں کو نیکیوں کا حکم دیتے ہیں، لیکن خود اپنے نفسوں کو بھلا دیتے ہیں، حالانکہ یہ کتاب کی تلاوت بھی کرتے ہیں، کیا ایسے لوگ عقل نہیں رکھتے۔“

تخريج: له خمس طرق من حديث انس رضی اللہ عنہ:

١۔عن مالك بن دينار؛ فأخرجه أبويعلى في "مسنده": ١٩٨/ ١، وابن حبان في "صحيحه": ٥٢

٢۔عن علي بن زيد بن جدعان؛ فأخرجه عبدالله بن المبارك في "الزهد": ١٩٢/ ١ من الكواكب، وأحمد: ٣/ ١٢٠، ١٨٠، ٢٣١، ٢٣٩، وأبويعلى: ١٩١/ ١-٢ و٢ والخطيب في "التاريخ": ٦/ ١٩٩، ١٢/ ٤٧

٣۔عن سليمان التيمي؛ فأخرجه أبونعيم: ٨/ ١٧٢-١٧٣

٤۔عن خالد بن سلمة؛ فأخرجه الواحدي في "التفسير الوسيط" ١/ ١٥/ ١.

٥۔عن معتمر عن أبيه دون قوله: "يأمرون ......": فأخرجه أبو يعلى: ٧/ ١١٨/ ٤٠٦٩

شرح:...... خطبا و مبلغین کو چاہیے کہ وہ لوگوں کے سامنے جن واجبات و فرائض کا تذکرہ کرتے ہیں، ان پر خود عمل پیرا ہونے کی ہر ممکن کوشش کریں۔

سدرۃ المنتہٰی اور اس سے نکلنے والی چار نہریں سیحان، جیحان، فرات، نیل

(٣٨٩١)۔ عَـنْ اَبِـيْ هُـرَيْـرَةَ مَـرْفُوْعًـا: ((سَيْحَانُ وَجَيْحَانُ وَالْفُرَاتِ وَالنِّيْلُ كُلٌّ مِنْ اَنْهَارِ الْجَنَّةِ۔)) (الصحيحة: ١١٠)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”سیحان، جیحان، فرات اور نیل ساری جنت کی نہروں میں سے ہے۔“

تخريج: رواه مسلم: ٨/ ١٤٩، وأحمد: ٢/ ٢٨٩ و٤٤٠، وأبوبكر الأبهري في "الفوائد المنتقاة": ١٤٣/ ١، والخطيب: ١/ ٥٤-٥٥

(٣٨٩١)۔عَـنْ اَبِـيْ هُـرَيْـرَةَ مَـرْفُوْعًـا: ((فُـجِرَتْ اَرْبَعَةُ اَنْهَارٍ مِنَ الْجَنَّةِ: اَلْفُرَاتُ وَالنِّيْلُ وَالسَّيْحَانُ وَجَيْحَانُ۔))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”یہ چار نہریں جنت سے پھوٹتی ہیں: فرات، نیل، سیحان اور جیحان۔“

(الصحیحة: ١١١)

تخریج: رواه أحمد: ٢/ ٢٦١، وأبو یعلی فی "مسنده": ٤/ ١٤١٦، مصورة المکتب الاسلامی والخطیب فی "تاریخه": ١/ ٤٤ و٨/ ١٨٥

(٣٨٩٢)۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعًا: ((رُفِعَتْ لِيْ سِدْرَةُ الْمُنْتَهٰى فِي السَّمَاءِ السَّابِعَةِ، نَبْقُهَا مِثْلُ قِلَالِ هَجَرٍ، وَوَرَقُهَا مِثْلُ آذَانِ الْفِيْلَةِ، يَخْرُجُ مِنْ سَاقِهَا نَهْرَانِ ظَاهِرَانِ، وَنَهْرَانِ بَاطِنَانِ، فَقُلْتُ: يَا جِبْرِيْلُ! مَاهٰذَانِ؟ قَالَ: اَمَّا الْبَاطِنَانِ، فَفِي الْجَنَّةِ، وَاَمَّا الظَّاهِرَانِ فَالنِّيْلُ وَالْفُرَاتُ۔)) (الصحیحة:١١٢)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میرے لیے ساتویں آسمان میں سدرۃ المنتہی کو بلند کیا گیا، اس کے پھل (کی ساخت) ہجر علاقے کے مٹکوں جتنی تھی اور اس کے پتے ہاتھی کے کانوں کی طرح (بڑے بڑے) تھے۔ اس کے تنے سے دو ظاہری اور دو باطنی نہریں پھوٹ رہی تھیں۔ میں نے کہا: اے جبریل! یہ دو نہریں کیا ہیں؟ انھوں نے کہا: باطنی نہریں جنت میں جارہی ہیں اور ظاہری نہریں دریائے نیل اور دریائے فرات ہیں۔''

تخریج: رواه أحمد: ٣/ ١٦٤، ٢٠٧، ٢٠٨ و ٢٠٨۔ ٢١٠، واخرجه البخاری معلقا، وقد وصله هو: ٣/ ٣٠، ٣٣، ومسلم: ١/ ١٠٣۔ ١٠٥، وابو عوانة: ١/ ١٢٠۔ ١٢٤، والنسائی: ١/ ٧٦، ٧٧۔

شرح: ...... امام البانی رحمہ اللہ نے کہا: جس طرح انسان کی اصل جنت سے ہے، اسی طرح ممکن کہ دریائے نیل اور دریائے فرات کی اصل جنت سے ہو، جیسا کہ ارشادِ نبوی ہے: ((فُجِّرَتْ اَرْبَعَةُ اَنْهَارٍ مِنَ الْجَنَّةِ: اَلْفُرَاتُ وَالنِّيْلُ، وَالسَّيْحَانُ وَجَيْحَانُ۔)) (مسند احمد) ...... ''چار نہریں جنت سے پھوٹتی ہیں: فرات، نیل، سیحان، جیحان۔'' لیکن حقیقت حال یہ ہے کہ یہ دریا معروف چشموں سے پھوٹ رہے ہیں۔ اس تعارض کو یوں دور کیا جائے گا کہ حدیث کا تعلق غیبی امور سے ہے، جس پر ایمان لانا اور اس کی اطلاع دینے والے کے سامنے سر تسلیم خم کرنا واجب ہے، جن کے بارے میں اللہ تعالی نے فرمایا: ﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا۔﴾ (سورۂ نسا: ٦٥) ...... ''سو قسم ہے تیرے پروردگار کی! یہ مومن نہیں ہو سکتے، جب تک کہ تمام آپس کے اختلاف میں آپ کو حاکم نہ مان لیں، پھر جو فیصلے آپ ان میں کر دیں، ان سے اپنے دل میں کسی طرح کی تنگی اور ناخوشی نہ پائیں اور فرمانبرداری کے ساتھ قبول کر لیں۔''

ایک ہوا ہے، لیکن کسی کے لیے رحمت اور کسی کے لیے زحمت

(٣٨٩٣)۔ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ مَرْفُوْعًا: ((اَلرِّيْحُ تُبْعَثُ عَذَابًا لِقَوْمٍ، وَرَحْمَةً لِآخَرِيْنَ۔)) (الصحیحة:١٨٧٤)

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ایک قسم کی ہوا بھیجی جاتی ہے، لیکن وہ کسی قوم کے لیے عذاب اور کسی کے لیے رحمت بن کر آتی ہے۔''

تخريج: أخرج الديلمي: ٢/ ١٧٩

شرح:...... اللہ تعالیٰ قادرِ مطلق ہے، نفعوں کو نقصان میں اور نقصانات کو نفع میں تبدیل کرنا اس کے اختیار کی بات ہے۔ یہ بھی اس کی قدرت کا مظاہرہ ہے کہ ہوا ایک ہے، لیکن وہ کسی کے لیے عذاب بن رہی ہے اور کسی کے لیے رحمت، کہیں اس کا دباؤ زیادہ ہو جاتا ہے اور کہیں کم۔

تخلیقِ جہنم کے بعد میکائیل ہنسے نہیں

(٣٨٩٤)۔ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِجِبْرِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: ((مَالِيْ لَمْ اَرَ مِيْكَائِيْلَ ضَاحِكًا قَطُّ؟ قَالَ: مَاضَحِكَ مِيْكَائِيْلُ مُنْذُ خُلِقَتِ النَّارُ۔)) (الصحيحة:٢٥١١)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت جبریل علیہ السلام سے پوچھا: ''کیا وجہ ہے کہ میکائیل کبھی بھی مجھے ہنستے دکھائی نہیں دیے؟ انھوں نے کہا: جب سے (جہنم کی) آگ کو پیدا کیا گیا، اس وقت سے میکائیل نہیں ہنسے۔''

تخريج: أخرجه الامام أحمد :٣/ ٢٢٤، وابن أبى الدنيا فى "صفة النار": ١٥١/ ٢

شرح:...... میکائیل جہنم کی آگ کی وجہ سے اتنی دہشت میں ہے کہ ان کے چہرے سے مسکرانے اور ہنسنے کے آثار مٹ گئے۔

حضرت داود علیہ السلام بڑے عبادت گزار تھے

(٣٨٩٥)۔ عَنْ اَبِي الدَّرْدَاءِ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((كَانَ دَاوُدُ اَعْبَدَ الْبَشَرِ۔)) (الصحيحة:٧٠٧)

سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''حضرت داود علیہ السلام انسانوں میں سب سے زیادہ عبادت کرنے والے تھے۔''

تخريج: أخرجه الترمذى: ٢/ ٢٦٢، والحاكم: ٢/ ٤٣٣

سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا نے اپنی باری سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے لیے وقف کر دی

(٣٨٩٦)۔ عَنْ عُرْوَةَ، قَالَ: قَالَتْ عَائِشَةُ يَا ابْنَ اُخْتِيْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَايُفَضِّلُ بَعْضَنَا عَلٰى بَعْضٍ فِيْ الْقِسْمِ مِنْ مُكْثِهِ عِنْدَنَا، وَكَانَ قَلَّ يَوْمٍ اِلَّا وَهُوَ يَطُوْفُ عَلَيْنَا جَمِيْعًا، فَيَدْنُوْ مِنْ كُلِّ امْرَاَةٍ مِنْ غَيْرِ مَسِيْسٍ حَتّٰى يَبْلُغَ اِلَى الَّتِيْ هُوَ يَوْمُهَا، فَيَبِيْتُ عِنْدَهَا، وَلَقَدْ قَالَتْ سَوْدَةُ

عروہ کہتے ہیں کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے مجھے کہا: میرے بھانجے! رسول اللہ ﷺ ہم (امہات المومنین) کے لیے دنوں کی تقسیم میں کسی کو دوسری پر فضیلت نہیں دیتے تھے، تقریباً ہر روز تمام بیویوں کے پاس جاتے تھے اور ہر بیوی کے قریب ہوتے تھے، لیکن جماع نہیں کرتے تھے، حتی کہ اس کے پاس پہنچ جاتے جس کا وہ دن ہوتا تھا اور اس کے پاس رات گزارتے تھے۔ جب سیدہ سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا عمر

بِنْتُ زَمْعَةَ حِيْنَ أَسَنَّتْ وَفَرِقَتْ أَنْ يُفَارِقَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! يَوْمِيْ لِعَائِشَةَ فَقَبِلَ ذٰلِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْهَا، وَفِيْ ذٰلِكَ أَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَفِيْ أَشْبَاهِهَا أُرَاهُ قَالَ: ﴿وَإِنِ امْرَأَةٌ خَافَتْ مِنْ بَعْلِهَا نُشُوْزًا﴾ (النساء: ١٢٨)۔

(الصحيحة: ١٤٧٩)

رسیدہ ہوگئیں اور انھیں یہ خدشہ پیدا ہوا کہ کہیں رسول اللہ ﷺ انھیں داغِ مفارقت نہ دے دیں، تو انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میری باری کا دن سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے لیے ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کی یہ پیشکش قبول کر لی، اسی قسم کے مسائل کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی: ﴿اگر کسی عورت کو اپنے شوہر کی بے پرواہی کا خوف ہو تو وہ......﴾

(سورۂ نساء: ۱۲۸)

تخریج: أخرجه أبو داود: ١/ ٣٣٣۔ التازية

شرح:...... امام البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں: سوال یہ ہے کہ سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا کو طلاق کا خدشہ کیسے لاحق ہوا؟ ممکن ہے کہ انھوں نے آپ ﷺ کے حقوق کو پورا کرنے میں کم و کاست سے کام لیا ہو، پھر اس بنا پر ان کو طلاق کا خوف لاحق ہو گیا ہو۔ لیکن کسی نص میں واضح طور پر سبب کی وضاحت نہیں کی گئی۔ ایک روایت کے مطابق وہ عمر رسیدہ ہو گئیں تھیں اور انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے کہا تھا کہ اس کو مردوں سے کوئی محبت نہیں ہے، بس وہ تو یہ چاہتی ہے کہ اسے امہات المومنین کے زمرے میں اٹھایا جائے۔ لیکن اس روایت کی سند میں محمد بن عمر واقدی ''کذاب'' ہے۔

میرے نزدیک اس خدشے کی وجہ یہ تھی کہ وہ سخت رویے والی تھیں اور ان کے مزاج میں شدت اور جوش تھا، ان وجوہات کی بنا پر ان کو اپنی سوکنوں پر بڑی غیرت آتی تھی، جیسا کہ صحیح مسلم میں ہے: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: مَا رَأَيْتُ اِمْرَأَةً أَحَبُّ إِلَيَّ أَنْ أَكُوْنَهُ فِيْ مِسْلَاخِهَا مِنْ سَوْدَةَ بِنْتِ زَمْعَةَ، مِنْ اِمْرَأَةٍ فِيْهَا حِدَّةٌ۔...... ...... میں نے ایسی کوئی عورت نہیں دیکھی کہ میں وہی بن جانا پسند کروں، سوائے سودہ بن زمعہ کے، ان کے مزاج میں بڑھی تیزی اور جوش تھا۔ جب وہ عمر رسیدہ ہو گئیں تو انھوں نے اپنا دن سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے لیے وقف کر دیا۔

(صحیحہ: ١٤٧٩)

پوری آیت یہ ہے: ﴿وَ اِنِ امْرَاَةٌ خَافَتْ مِنْ بَعْلِهَا نُشُوْزًا اَوْ اِعْرَاضًا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَآ اَنْ يُّصْلِحَا بَيْنَهُمَا صُلْحًا وَ الصُّلْحُ خَيْرٌ وَ اُحْضِرَتِ الْاَنْفُسُ الشُّحَّ﴾ (سورۂ نساء: ١٢٨) ......''اگر کسی عورت کو اپنے شوہر کی بد دیانتی اور بے پرواہی کا خوف ہو تو دونوں آپس میں صلح کر لیں اس میں کسی پر کوئی گناہ نہیں۔ صلح بہتر چیز ہے اور طمع تو ہر نفس میں شامل کر دی گئی ہے۔''

معلوم ہوا کہ اگر خاوند کسی وجہ سے اپنی بیوی کو ناپسند کرے اور اس سے دور رہنا اور اعراض کرنا معمول بنا لے یا ایک سے زائد بیویاں ہونے کی صورت میں حسن میں کم تر کسی بیوی سے اعراض کرے تو عورت اپنا کچھ حق چھوڑ کر خاوند سے مصالحت کر لے، جیسا کہ سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا نے کیا، ایسی مصالحت میں خاوند یا بیوی پر کوئی گناہ نہیں، کیونکہ صلح بہر حال

بہتر ہے۔

عورتیں ایسا لباس نہیں پہن سکتیں، جو مردوں کو ان کی طرف متوجہ کرے

(٣٨٩٧)۔ عَــنْ أَبِـيْ سَـعِيْـدٍ أَنَّ رَسُـوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((كَانَ فِيْ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ امْرَأَةٌ قَصِيْرَةٌ، فَصَنَعَتْ رِجْلَيْنِ مِنْ خَشَبٍ، فَكَانَتْ تَسِيْـرُ بَيْـنَ امْرَأَتَيْنِ قَصِيْرَتَيْنِ، وَاتَّخَذَتْ خَــاتَـمًــا مِنْ ذَهَــبٍ، وَحَشَـتْ تَحْـتَ فَـصِّهِ أَطْيَبَ الطِّيْبِ الْمِسْكَ، فَكَانَتْ إِذَا مَـرَّتْ بِـالْـمَـجْلِسِ، حَرَّكَتْهُ فَنَفَخَ رِيْحُهُ ـوَفِيْ رِوَايَةٍ: وَجَعَلَتْ لَهُ غَلَقًا، فَإِذَا مَرَّتْ بِـالْمَلَأِ أَوْ بِـالْـمَـجْـلِـسِ، قَالَتْ بِـهٖ، فَفَتَحَتْهُ، فَفَاهُ رِيْحُهُ۔))

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بنو اسرائیل میں ایک کوتاہ قد عورت تھی، اس نے کھڑاؤں (لکڑی کے جوتے) بنوا لیے۔ اب وہ دو پست قد عورتوں کے درمیان چلتی تھی اور سونے کی ایسی انگوٹھی پہنتی تھی، جس کے نگینے میں بہترین خوشبو کستوری بھر لیتی تھی۔ جب کسی مجلس کے پاس سے گزرتی تو نگینے کو حرکت دیتی، سو خوشبو پھیل جاتی تھی۔'' اور ایک روایت میں ہے: ''اس نے نگینے کا ایک ڈھکن بنوایا ہوا تھا، جب کسی گروہ یا مجلس کے پاس سے گزرتی تو اسے کھول دیتی تھی اور خوشبو پھیل جاتی تھی۔''

(الصحيحة:٤٨٦)

تخريج:أخرجه أحمد في"المسند": ٣/ ٤٠

شــــرح:...... امام البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں: اس حدیث سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ فاسق عورتیں ایسا لباس زیبِ تن کرتی ہیں اور (ایسی وضع قطع اختیار کرتی ہیں) جو لوگوں کی نگاہوں کو ان کی طرف پھیر دیتے ہیں۔

آج کل بھی یہ مصیبت عام ہو گئی ہے کہ عورتیں اونچی ہیل والی جوتیاں پہنتی ہیں اور جوتوں کے نیچے لوہا (وغیرہ) لگواتی ہیں، تاکہ چلتے وقت ''ٹِک ٹِک'' کی خوب آواز ہو۔ شاید یہودیوں نے یہ چیز ایجاد کی ہو، جیسا کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے، مسلمان عورتوں کو چاہیے کہ وہ ایسے جوتوں اور لباسوں سے اجتناب کریں۔ والـلّٰـه الـمستعـان۔

(صحيحه: ٤٨٦)

بے صبری کا انجام

(٣٨٩٨)۔ عَنْ جُنْدُبِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: قَـالَ رَسُـوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((كَـانَ فِـيْـمَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ رَجُلٌ جُرِحَ، فَجَزِعَ فَأَخَذَ سِكِّيْنًا، فَـحَـزَّ بِهَا يَدَهُ، فَمَا رَقَأَ الدَّمُ حَتّٰى مَاتَ، قَـالَ الـلّٰـهُ عَزَّوَجَلَّ: بَادَرَنِيْ عَبْدِيْ بِنَفْسِهٖ

سیدنا جندب بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم سے پہلے والے لوگوں میں ایک آدمی زخمی ہو گیا، اس نے بیتابی کا اظہار کرتے ہوئے چھری سے اپنا ہاتھ کاٹ دیا اور خون نہ رکنے کی وجہ سے وہ فوت ہو گیا۔ اللہ تعالی نے فرمایا: میرا بندہ مجھ سے سبقت لے گیا ہے، (یعنی

فَحَرَّمْتُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ۔)) (الصحيحة: ١٤٨٥)

میری تقدیر پر راضی نہ ہوا اور خود فیصلہ کر دیا) لہٰذا میں نے اس پر جنت حرام کر دی ہے۔''

تخريج: أخرجه البخاري: ٢/ ٣٧٣، وأبويعلي في "المغاريد" ١/ ٧٠/ ١

شرح:...... سبق یہ ملا کہ جسمانی تکالیف پر صبر کرنا چاہیے۔

انبیا پر آزمائشیں سخت ہوتی ہیں

(٣٨٩٩)۔ عَنْ عَائِشَةَ، قَالَ: دَخَلَتْ أُمُّ بِشْرِ بْنِ الْبَرَاءِ بْنِ مَعْرُوْرٍ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِي مَرَضِهِ الَّذِيْ مَاتَ فِيْهِ وَهُوَ مَحْمُوْمٌ فَمَسَّتْهُ، فَقَالَتْ: مَا وَجَدْتُّ مِثْلَ وَعْكٍ عَلَيْكَ عَلٰى اَحَدٍ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((كَمَا يُضَاعَفُ لَنَا الْاَجْرُ، كَذٰلِكَ يُضَاعَفُ عَلَيْنَا الْبَلَاءُ۔)) (الصحيحة: ٢٠٤٧)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: سیدہ ام بشر بن برا بن معرور رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کے پاس مرض الموت میں تشریف لائیں، اس حال میں آپ ﷺ کو بخار تھا۔ اس نے آپ ﷺ کو چھوا اور کہا: جو (شدید) بخار آپ کو ہے، اتنا بخار تو میری نظر میں کسی کو نہیں ہوا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جیسے ہمارے لیے اجر و ثواب کئی گنا بڑھایا جاتا ہے، اسی طرح آزمائشیں بھی کئی گنا ہوتی ہیں۔''

تخريج: أخرجه ابن سعد في "الطبقات": ٨/ ٣١٤

شرح:...... انبیا علیہم السلام کو زیادہ تکلیفیں آتی ہیں، جن سے ان کے اجر و ثواب میں اضافہ ہوتا ہے۔ گویا اہل ایمان پر آلام و مصائب کی زیادتی کمال ایمان کی علامت ہے، نہ کہ اللہ تعالی کی ناراضگی کی دلیل۔

ہر نبی اپنی قوم کی زبان کے ساتھ مبعوث کیا گیا

(٣٩٠٠)۔ عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَمْ يَبْعَثِ اللّٰهُ نَبِيًّا اِلَّا بِلُغَةِ قَوْمِهِ۔)) (الصحيحة: ٣٥٦١)

سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالی نے کسی نبی کو مبعوث نہیں فرمایا، مگر اس کی قوم کی زبان میں۔''

تخريج: أخرجه أحمد: ٥/ ١٥٨

شرح:...... نبی کا مقصد قوم کو سمجھانا ہوتا ہے اور اس مقصود کا حصول صرف اس صورت میں ممکن ہے کہ وہ اپنی قوم کا ہم زبان ہو۔

اللہ تعالی کے علم کے مقابلے میں موسی و خضر کے علم کی مثال

(٣٩٠١)۔ عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ، اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((لَمَّا لَقِيَ مُوْسَى الْخَضِرَ

سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب حضرت موسی علیہ السلام کی خضر سے ملاقات ہوئی

عَلَيْهِمَا السَّلَامُ جَاءَ طَيْرٌ، فَأَلْقَى مِنْقَارَهُ فِي الْمَاءِ فَقَالَ الْخَضِرُ لِمُوْسٰى: تَدْرِيْ مَا يَقُوْلُ هٰذَا الطَّيْرُ؟ قَالَ: وَمَا يَقُوْلُ؟ قَالَ: يَقُوْلُ: مَاعِلْمُكَ وَعِلْمُ مُوْسٰى فِيْ عِلْمِ اللّٰهِ اِلَّا كَمَا اَخَذَ مِنْقَارِيْ مِنَ الْمَاءِ۔)) (الصحيحة: ٢٤٦٧)

تو ایک پرندہ آیا اور اس نے پانی سے اپنی چونچ بھر لی۔ خضر نے موسیٰ سے کہا: کیا تجھے علم ہے کہ یہ پرندہ کیا کہنا چاہتا ہے؟ انھوں نے کہا: یہ کیا کہنا چاہتا ہے؟ خضر نے کہا: یہ مجھے کہہ رہا ہے کہ تیرا اور موسیٰ کا علم اللہ تعالیٰ کے علم کے مقابلے اتنا ہی ہے جتنا کہ (سمندر کے مقابلے میں) میری چونچ میں پانی ہے۔''

تخريج: أخرجه الحاكم: ٢/ ٣٦٩، و الحديث قطعة من قصة الخضر مع موسى عليهما السلام فى "الصحيحين"

شرح: ...... حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام کی ملاقات کا مفصل ذکر سورۂ کہف میں موجود ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ کے علم کی وسعت بیان کی گئی ہے۔

کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے گناہ سرزد ہوئے؟

(٣٩٠٢)۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَوْ اَنَّ اللّٰهَ يُؤَاخِذُنِيْ وَعِيْسٰى بِذُنُوْبِنَا (وَفِيْ رِوَايَةٍ: بِمَا جَنَتْ هَاتَانِ - يَعْنِي الْاِبْهَامَ وَالَّتِيْ تَلِيْهَا۔) لَعَذَّبَنَا وَلَا (وَفِي الْاُخْرٰى: وَلَمْ) يَظْلِمْنَا شَيْئًا۔)) (الصحيحة: ٣٢٠٠)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اگر اللہ تعالیٰ میرا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مؤاخذہ ہمارے گناہوں کی بنا پر کرے تو وہ ہمیں عذاب دے گا اور بالکل ظلم نہیں کرے گا۔'' اور ایک روایت میں ہے کہ ''اگر صرف ان گناہوں کی وجہ سے مؤاخذہ کرے کہ جن کا ارتکاب انگوٹھے اور شہادت کی انگلی نے کیا ہے۔''

تخريج: أخرجه ابن حبان في "صحيحه": ٢/ ٦٥٦، ٦٥٨- بالروايتين-، وأبونعيم في "الحلية": ٨/ ١٣٢، و أخرج الطبراني فى "الاوسط": ٢٢٩٤ والبزار نحوه

شرح: ...... یہ اللہ تعالیٰ کی وسیع رحمت ہے، جو لوگوں کی مغفرتوں کا سبب بنے گی، وگرنہ کوئی آدمی صرف اپنے اعمالِ صالحہ کی بنا پر جنت میں نہیں جا سکے گا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ﴾ (سورۂ فتح: ۲) ...... ''تاکہ جو کچھ تیرے گناہ آگے ہوئے اور جو پیچھے سب کو اللہ تعالیٰ معاف فرمادے۔''

سوال یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کون سا گناہ سرزد ہوا جو اللہ تعالیٰ نے معاف کیا، اور اس معافی کا ذکر قرآن و حدیث دونوں میں ہوا؟

(۱) اس سے مراد ترکِ اولیٰ والے معاملات یا وہ امور ہیں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے فہم و اجتہاد سے کیے، لیکن اللہ تعالیٰ نے انھیں ناپسند فرمایا، جیسے سیدنا عبد اللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کا واقعہ ہے، جس کا ذکر سورۂ عبس کے شروع میں موجود

ہے۔ یہ معاملات و امور اگرچہ گناہ اور منافیٔ عصمت نہیں، لیکن آپ ﷺ کی شانِ ارفع کے پیشِ نظر انھیں بھی کوتاہیاں شمار کر لیا گیا، جس پر معافی کا اعلان فرمایا جا رہا ہے۔

(۲) تقصیرِ شکر مراد ہے، کیونکہ کوئی بشر یا فرشتہ یا جن اللہ تعالی کے انعامات و احسانات کا کما حقہ شکریہ ادا نہیں کر سکتا، اس دعوے کی تفصیل یہ ہے:

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''راہِ صواب پر چلو، میانہ روی اختیار کرو اور خوشخبریاں سنایا کرو۔ بیشک کسی شخص کو اس کا عمل جنت میں داخل نہیں کرے گا۔'' صحابہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ بھی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں بھی (اپنے عمل کے بل بوتے پر جنت میں داخل نہیں ہو سکتا)، الا یہ کہ اللہ تعالی اپنی رحمت و مغفرت سے مجھے ڈھانپ لے۔'' (بخاری، مسلم)

حافظ ابن حجر نے کہا: عامل لوگوں نے اعمالِ صالحہ سرانجام دیے ہیں، یہ دراصل اللہ تعالی کا کمال ہے کہ جس نے ان کو الہام کیا، علم عطا کیا اور اپنے فضل و رحمت سے ان کو عمل کرنے کی توفیق بخشی۔

چار چیزیں ہیں: (۱) عمل کی توفیق اللہ تعالی کی رحمت سے ہے، اگر رحمت نہ ہو تو بندہ ایمان و اطاعت سے محروم رہتا۔ (۲) غلام کے منافع کا مالک اس کا آقا ہوتا ہے، اگر وہ اسے کوئی انعام دے دے تو یہ اس کا محض فضل ہوگا۔ یہی معاملہ اللہ تعالی اور اسکے بندوں کا ہے۔ (۳) جنت میں داخلہ اللہ تعالی کی رحمت سے ہوگا اور درجات کی تقسیم اعمال کی بنا پر ہوگی۔ (۴) مختصر سے وقت میں نیک عمل کیا جاتا ہے اور اس کا ختم نہ ہونے والا اجر و ثواب دیا جاتا ہے۔

عامل کو چاہیے کہ وہ نجات اور درجات کے حصول کے لیے اپنے عمل پر اعتماد نہ کرے، کیونکہ اس کی نیکی اللہ تعالی کی توفیق سے وجود میں آئی اور اللہ تعالی کے بچانے کی وجہ سے برائی سے بچا، پس جو کچھ ہوا اللہ تعالی کے فضل و رحمت سے ہوا۔ (تلخیص از فتح الباری)

جب کوئی شخص اللہ تعالی کی رحمت سے نیک عمل کرتا ہے، اس پر اسے شکریہ ادا کرنا چاہیے، جب وہ شکریہ ادا کرنے کے لیے کوئی نیکی کرتا ہے، اس میں بھی اللہ تعالی کی رحمت شامل حال ہوتی ہے، اس شکریہ پر اسے پھر سے شکریہ ادا کرنا چاہیے کہ اللہ تعالی نے اسے توفیق دی۔ یہ تو ایک لا متناہی سلسلہ ہے، بالآخر انسان کی بس ہو جاتی ہے اور اللہ تعالی کی رحمتوں کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔

نبی کریم ﷺ شکریہ ادا کرنے کے لیے رات کو لمبا قیام کرتے تھے، یہاں تک پاؤں میں ورم آ جاتا تھا۔ سوال یہ ہے کہ طویل قیام بھی اللہ تعالی کی رحمت سے ہوتا تھا، اس کا پھر سے شکریہ کیسے ادا کیا جائے۔

ممکن ہے کہ آپ ﷺ کی مراد یہ تقصیر ہو، یعنی کوئی شخص اپنی نیک زندگی کا شکریہ ادا نہیں کر سکتا۔ واللہ اعلم۔

قارئین کرام! اللہ تعالی پناہ میں رکھے، ہم نبیٔ معظم ﷺ کی تنقیص نہیں کر رہے، اللہ تعالی سے دعا ہے کہ ہم بھول کر بھی ایسا جملہ نہ لکھنے پائیں، جس سے آپ ﷺ کی شان و عظمت میں فرق آتا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ اللہ

تعالیٰ نے سورۂ فتح میں فرمایا کہ آپ ﷺ کے اگلے پچھلے گناہ معاف کر دیے گئے ہیں، صحابہ کرام بھی آپ ﷺ سے ایسی باتیں کرتے تھے اور آپ ﷺ نے خود بھی اس قسم کی احادیث بیان کی ہیں، اس لیے فقہا و محدثین میں اس بحث نے وجود پکڑا کہ کون سے گناہ مراد ہیں؟ ہم نے بھی یہ جواب دینے کی کوشش کی ہے، اس کا درست پہلو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور اگر اس میں کوئی خطا ہے تو وہ ہماری کم علمی کا نتیجہ ہے۔

عام نیک لوگ بھی سفارش کریں گے

(۳۹۰۳)۔ عَنْ اَبِي أُمَامَةَ، اَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((لَيَدْخُلَنَّ الْجَنَّةَ بِشَفَاعَةِ رَجُلٍ، لَيْسَ بِنَبِيٍّ، مِثْلُ الْحَيَّيْنِ اَوْ مِثْلُ اَحَدِ الْحَيَّيْنِ رَبِيْعَةَ وَمُضَرَ۔)) فَقَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! وَمَا رَبِيْعَةُ مِنْ مُضَرَ؟ فَقَالَ: ((اِنَّمَا اَقُوْلُ مَا اَقُوْلُ۔))

(الصحيحة:٢١٧٨)

سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ: ''ایک آدمی، جو نبی نہیں ہوگا، کی سفارش سے دو قبیلوں جتنے یا ربیعہ اور مضر میں سے ایک قبیلے جتنے لوگ جنت میں داخل ہوں گے۔'' ایک آدمی نے کہا: ربیعہ کی مضر سے کیا نسبت ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے جو کہہ دیا، سو کہہ دیا۔''

تخريج: أخرجه أحمد:٥/ ٢٥٧، ٢٦١، وابن عساكر:١١/ ١٠٥/ ١

ربیعہ، مضر کے مقابلے میں بہت بڑا قبیلہ تھا، جو ربیعہ بن نزار بن معد بن عدنان کی طرف منسوب ہے۔ مضر قبیلہ مضر بن نزار بن معد بن عدنان کی طرف منسوب ہے، گویا یہ دونوں قبیلے نزار کی اولاد سے ہیں۔

(۳۹۰٤)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَنَّ الرَّجُلَ يَشْفَعُ لِلرَّجُلَيْنِ وَلِلثَّلَاثَةِ وَالرَّجُلُ لِلرَّجُلِ۔))

(الصحيحة: ٢٥٠٥)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بعض آدمی دو دو اور تین تین افراد کے حق میں اور بعض صرف ایک آدمی کے حق میں سفارش کریں گے۔''

تخريج: أخرجه ابن خزيمة في "التوحيد": ص٢٠٥، و رواه البزار: ٣٤٧٣ دون الجملة الاخيرة

شرح: ...... علامہ ابن ابی العز الحنفی نے شفاعت کے موضوع پر بہت خوبصورت بحث کی، انھوں نے اس کی آٹھ قسمیں بنائیں اور آخری قسم کے بارے میں کہا: آپ ﷺ کبیرہ گناہوں کی وجہ سے جہنم میں داخل ہونے والے اپنے امتیوں کے لیے سفارش کریں گے کہ ان کو جہنم سے نکالا جائے، متواتر احادیث سے یہ مسئلہ ثابت ہوتا ہے۔ سفارش کی اس قسم میں آپ ﷺ کے ساتھ فرشتے، دوسرے انبیا اور مومن بھی شریک ہوں گے۔ آپ ﷺ یہ سفارش چار دفعہ کریں گے۔ (شرح عقیدہ طحاویہ: ١٩٦ ـ ٢٠٩)

آخرت میں سفارش کرنا، اللہ تعالیٰ کی طرف سے اعزاز ہوگا، جو وہ انبیا، مومنوں اور فرشتوں کو عطا کرے گا، لیکن

سفارش کون سے اور کتنے لوگوں کے بارے میں کرنی ہے، یہ حدبندی اللہ تعالی کی طرف سے کی جائے گی۔

تبع اور ذوالقرنین کیا اور کون تھے؟

(۳۹۰۵)۔ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا اَدْرِيْ تُبَّعَ أَلَعِيْنًا كَانَ اَمْ لَا؟ وَمَا اَدْرِيْ ذَالْقَرْنَيْنِ أَنَبِيًّا كَانَ اَمْ لَا؟ وَمَا اَدْرِيْ الْحُدُوْدُ كَفَّارَاتٌ اَمْ لَا؟)) (الصحيحة:٢٢١٧)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں نہیں جانتا کہ تُبّع ملعون تھا یا نہیں اور مجھے یہ علم بھی نہیں کہ ذوالقرنین نبی تھا یا نہیں نیز میں یہ بھی نہیں جانتا کہ حدود (متعلقہ گناہوں کا) کفارہ بن جاتی ہیں یا نہیں۔''

تخريج: أخرجه أبو داود:٤٦٧٤ـ دون الجملة الثالثة ـ والحاكم في "المستدرك":١/ ٣٦، وعنه البيهقي:٨/ ٣٢٩، وأبو القاسم الحنائي في "الفوائد":١٦/ ١، وابن عبدالبر في "الجامع": ٢/ ٥٠، وابن عساكر في "التاريخ":٣/ ٢٥١، ١و٦/ ٥٧/ ١و١١/ ٣٠٢/ ١و١٦/ ٦٦/ ٢

شرح:...... امام البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں: ابن عساکر نے کہا: آپ ﷺ نے تبّع کا معاملہ واضح ہونے سے پہلے لاعلمی کا اظہار کیا، پھر بعد میں وضاحت فرما دی۔ (صحیحہ: ۲۲۱۷) اور وہ یہ ہے:

(۳۹۰۶)۔ قَالَ ﷺ: ((لَا تَسُبُّوْا تُبَّعًا، فَإِنَّهُ كَانَ قَدْ اَسْلَمَ۔)) رُوِيَ مِنْ حَدِيْثِ سَهْلِ ابْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ، وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ مَرْفُوْعًا، وَوَهْبِ بْنِ مُنَبِّهٍ مُرْسَلًا۔ (الصحيحة: ٢٤٢٣)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تُبّع کو گالی نہ دیا کرو، کیونکہ وہ مسلمان ہو گیا تھا۔'' یہ حدیث سیدنا سہل بن سعد ساعدی، سیدنا عبد اللہ بن عباس اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہم سے مرفوعًا اور وہب بن منبہ سے مرسلًا روایت کی گئی ہے۔

تخريج: (١)ـ أما حديث سهل: أخرجه أحمد:٥/ ٣٤٠، والطبراني في "الأوسط": (ص٣٦٨ـ مجمع البحرين) و(ق ٨/ ٢ـ المنتقى منه)، والروياني في "مسنده":٢٩/ ٢٠١/ ٢، وابن عساكر في "التاريخ": ٣/ ٢٥١/ ٢ـ خط ١٠/ ٤٠٨ط

(٢)ـ وأما حديث ابن عباس: أخرجه أبو بكر بن خلاد في "الفوائد":١/ ٢١٧/ ١، وعنه ابن عساكر، والطبراني في "الأوسط" أيضا، وكذا في "الكبير":٣/ ١٣٥/ ٢، والخطيب في "التاريخ":٣/ ٢٠٥، (٣)ـ وأما حديث عائشة: أخرجه الحاكم:٢/ ٤٥٠

(٤)ـ وأما حديث وهب بن منبه: أخرجه ابن عساكر

شرح:...... قرآن مجید میں جس تبع کا ذکر ہے اس سے مراد قوم سبا ہے، سبا میں حمیر قبیلہ تھا، یہ اپنے بادشاہ کو تبع کہتے تھے، تاریخ کا اتفاق ہے کہ بعض تبابعہ کو بڑا عروج حاصل رہا۔ رہا مسئلہ ذوالقرنین اور حدود کے کفارہ بننے کا تو

ذوالقرنین ایک انصاف پسند اور عادل بادشاہ تھا، جس کا زمانہ ۵۳۹ء قبل مسیح ہے۔ اس کے نبی ہونے یا نہ ہونے کے بارے میں کوئی وضاحت نہیں ہے۔

سیدنا خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (مَنْ اَصَابَ ذَنْبًا اُقِيْمَ عَلَيْهِ حَدُّ ذٰلِكَ الذَّنْبِ، فَهُوَ كَفَّارَتُهُ.) (صحیحہ: ۲۳۱۷) ...... ''جس نے کسی گناہ کا ارتکاب کیا اور اس پر اس گناہ کی حد قائم کر دی گئی تو وہ حد اس کے لیے اس گناہ کا کفارہ ہو گی۔''

ہر چیز اللہ تعالی کی تسبیح بیان کرتی ہے، مگر......

(۳۹۰۷)۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ عَبَسَةَ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَا تَسْتَقِلُّ الشَّمْسُ فَيَبْقَى شَيْءٌ مِنْ خَلْقِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ اِلَّا سَبَّحَ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ وَحَمِدَهُ، اِلَّا مَاكَانَ مِنَ الشَّيْطَانِ وَاَعْتَى بَنِيْ آدَمَ.)) فَسَاَلْتُ عَنْ اَعْتَى بَنِيْ آدَمَ؟ فَقَالَ: ((شِرَارُ الْخَلْقِ، اَوْقَالَ: شِرَارُ خَلْقِ اللّٰهِ.))

(الصحيحة: ٢٢٢٤)

سیدنا عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب بھی سورج چڑھتا ہے تو اللہ تعالی کی ہر ایک مخلوق اس کی تسبیح بیان کرتی ہے، لیکن شیطان اور اولادِ آدم میں سے ''اعتی'' قسم کے لوگ نہیں کرتے۔'' میں نے سوال کیا کہ اولادِ آدم میں سے ''اَعْتٰی'' لوگوں سے کون مراد ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بدترین انسان'' یا فرمایا: ''اللہ تعالی کی مخلوق میں سے بدترین کو (اعتی کہتے ہیں)۔''

تخريج: أخرجه ابن السني في "عمل اليوم والليلة": ١٤٦، وعنه الديلمي: ٤/ ٤٦، وأبو نعيم في "الحلية": ٦/ ١١١

شرح: ...... بدبخت لوگ غفلت اور سرکشی میں مبتلا ہیں، سبق آموز نظامِ کائنات چل رہا ہے، لیکن وہ اس سے عبرت حاصل کرنے کی طرف متوجہ ہی نہیں ہوتے۔

ابن آدم اللہ تعالی کو کیسے عاجز کرے گا، حالانکہ......

(۳۹۰۸)۔ عَنْ بُسْرِ بْنِ جَحَّاشٍ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بَصَقَ يَوْمًا عَلٰى كَفِّهِ، وَوَضَعَ عَلَيْهِ اِصْبَعَهُ ثُمَّ قَالَ: ((يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى: يَا ابْنَ آدَمَ! اَنّٰى تُعْجِزُنِيْ وَقَدْ خَلَقْتُكَ مِنْ مِثْلِ هٰذِهِ، حَتّٰى اِذَا سَوَّيْتُكَ وَعَدَلْتُكَ مَشَيْتَ بَيْنَ بُرْدَيْنِ وَلِلْاَرْضِ مِنْكَ وَئِيْدٌ فَجَمَعْتَ وَمَنَعْتَ، حَتّٰى اِذَا

سیدنا بسر بن جحاش رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ہتھیلی میں تھوکا اور اس پر اپنی انگلی رکھی اور فرمایا: ''اللہ تعالی فرماتے ہیں: اے آدم کے بیٹے! تو مجھے کیسے بے بس کر سکتا ہے، میں نے تو تجھے اس قسم کے مادے سے پیدا کیا، حتی کہ تجھے ٹھیک ٹھاک کیا اور پھر (درست اور) برابر بنایا۔ (جب تو بڑا ہوا تو) تو نے دو چادریں زیبِ تن کر لیں اور زمین میں خراماں خراماں چلنے لگا، پھر مال جمع کیا اور اسے اپنے پاس

بَلَغَتْ نَفْسُكَ هٰذِهِ وَاَشَارَ اِلٰى حَلْقِهِ (وَفِي رِوَايَةٍ: حَتّٰى اِذَا بَلَغَتِ التَّرَاقِيَ) قُلْتَ: اَتَصَدَّقُ، وَأَنّٰى أَوَانُ التَّصَدُّقِ؟))

(الصحيحة: ١٠٩٩)

روکے رکھا، حتی کہ تیرا سانس حلق تک پہنچ گیا اور تو نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ اب میں صدقہ کرتا ہوں، لیکن اب کہاں ہے صدقہ کرنے کا وقت؟'' ایک روایت میں ''حلق'' کی بجائے ''ہنسلی کی ہڈی'' کا ذکر ہے۔

تخريج: رواه ابن ماجه: ٢/ ١٥٩، والأمام أحمد: ٤/ ٢١٠، وابن سعد في "الطبقات" ٧/ ٤٢٧

شرح:...... انسان کی حقیقت کیا ہے؟ اس کی بنیاد کیا ہے؟ وہ کیسے پروان چڑھا؟ اس کی زندگی کا کیا مقصد ہے؟ کس نے اس کو مال و دولت عطا کیا اور اس کی کیا حیثیت ہے؟ اس کی ابتدا و انتہا کیا ہے؟ اس کا انجام و عاقبت کیا ہے؟ اگر کوئی آدمی ان امور پر مثبت انداز میں غور و فکر کرے تو اپنی اصلاح کئے بغیر کوئی چارۂ کار نہیں پائے گا۔

لیکن موجودہ انسان کے طرزِ حیات کی شہادت تو یہ ہے کہ گویا اللہ تعالی کا اس پر کوئی احسان نہیں، وہ اپنی اصلیت کو بھول چکا ہے اور اگر چند سکے اس کے ہاتھ لگ جائیں تو پھر تو اس کی گردن خم لینے کے لیے تیار ہی نہیں ہوتی اور وہ ان تمام نعمتوں کو اپنی صلاحیتوں کا نتیجہ سمجھنا شروع کر دیتا ہے۔ اس حدیث مبارکہ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ انسان کو صحت و عافیت کے زمانے میں صدقہ و خیرات کرنا چاہئے، سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کہ وہ کون سا صدقہ ہے جس کا اجر و ثواب عظیم ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب تو تندرست ہو، مال کی حرص بھی ہے، فقیری کا اندیشہ بھی ہو، امیری کی لالچ بھی ہو تو اس وقت صدقہ کرنا افضل ہے اور صدقہ کرنے میں دیر نہ کر (اور ایسا نہ ہونے پائے کہ) جب تیری روح تیرے حلق تک پہنچے تو تو یہ کہنا شروع کر دے کہ فلاں کے لیے اتنا (مال و دولت) اور فلاں کے لیے اتنا۔ اب تو وہ (تیرے) دوسرے ورثا کا ہو چکا ہے اور (تیرا اختیار ختم ہو چکا ہے)۔'' (بخاری، مسلم) لہٰذا ہمیں چاہئے کہ موت کا پیغام وصول کرنے سے پہلے صدقہ و خیرات کر لیں۔

ہر فرشتے نے سینگی لگوانے کی رائے دی

(٣٩٠٩)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مَرْفُوْعًا: ((مَا مَرَرْتُ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِي بِمَلَأٍ مِنَ الْمَلَائِكَةِ اِلَّا كُلُّهُمْ يَقُوْلُ لِي: عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدُ! بِالْحِجَامَةِ۔))

(الصحيحة: ٢٢٦٣)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں اسرا والی رات فرشتوں کے جس گروہ کے پاس سے گزرا، اس نے مجھے یہی کہا کہ اے محمد! سینگی (پچھنے) ضرور لگوانا۔''

تخريج: أخرجه الترمذي، وابن ماجه: ٢/ ٣٥٠، وابن جرير الطبري في "التهذيب": ٢/ ١٠٣، وصححه، وأحمد، والطبراني: ٣/ ١٣٩/ ١

شرح:...... سینگی لگوانے سے جسم کا فاسد خون خارج ہو جاتا ہے اور آدمی کی طبیعت بحال ہو جاتی ہے، اس کی

مزید وضاحت اور اس سے متعلقہ روایات "الطب والعیادة" میں موجود ہیں۔

مسخ شدہ قوم کی نسل نہیں ہوتی

(٣٩١٠)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ مَرْفُوْعًا: ((مَا مُسِخَتْ أُمَّةٌ قَطُّ، فَيَكُوْنُ لَهَا نَسْلٌ۔)) (الصحيحة:٢٢٦٤)

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس امت کو بھی (کسی دوسری شکل میں) مسخ کیا گیا، اس کی نسل نہیں ہوئی۔''

تخریج: أخرجه الطبراني في "الأوسط":٤٢٩

شرح:...... معلوم کی آپ ﷺ سے پہلے جتنی امتوں کو مسخ کیا گیا اب ان کا کوئی نشان باقی نہیں ہے۔ بندر اور خنزیر وغیرہ مستقل جنسیں ہیں، یہ کسی انسان کی مسخ شدہ شکلیں نہیں ہیں۔ بندروں اور خنزیروں کی شکلوں میں مسخ ہونے والے بنو اسرائیل ہلاک ہو گئے، اس حالت میں ان کی نسل آگے نہ چل سکی۔

حضرت یحییٰ سے کوئی خطا سرزد نہیں ہوئی

(٣٩١١)۔ قال ﷺ: ((مَامِنْ اَحَدٍ مِنْ وَلَدِ آدَمَ إِلَّا قَدْ اَخْطَأَ اَوْهَمَّ بِخَطِيْئَةٍ، لَيْسَ يَحْيَ بْنَ زَكَرِيَّا۔)) رُوِيَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ، وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، أَوْ عَنْ أَبِيْهِ عَمْرٍو، وَأَبِي هُرَيْرَةَ، وَالْحَسَنِ الْبَصْرِيِّ مُرْسَلًا، وَيَحْيَ بْنِ جَعْدَةَ مُرْسَلًا۔ (الصحيحة:٢٩٨٤)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''حضرت یحییٰ بن زکریا علیہ السلام کے علاوہ حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد میں سے ہر فرد نے کوئی نہ کوئی خطا کی یا پھر خطا کا ارادہ کیا۔'' یہ حدیث سیدنا عبد اللہ بن عباس، سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص یا ان کے باپ سیدنا عمرو، سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور حسن بصری اور یحییٰ بن جعدہ سے مرسلاً روایت کی گئی ہے۔

تخريج: روى عن عبدالله بن عباس، وعبدالله بن عمرو بن العاص، أو عن أبيه عمرو، وأبي هريرة، والحسن البصري مرسلا، ويحي بن جعدة مرسلا

(١) أما حديث ابن عباس: فأخرجه الحاكم :٢/ ٥٩١، والبيقهي:١٠/ ١٨٦، وابن أبي شيبة في "المصنف": ١١/ ٥٦٢، وأحمد: ١/ ٢٥٤، ٢٩٢، ٢٩٥، ٣٠١، ٣٢٠، وأبو يعلى: ٤/ ٤١٨/ ٢٥٤٤، والطبراني في "المعجم الكبير":١٢/ ٢١٦/ ١٢٩٣٣، وابن عساكر في "تاريخ دمشق": ١٨/ ٩٣، والبزار:٣/ ١٠٩/ ٢٣٥٩، وابن عساكر:١٨/ ٩٣

(٢) وأما حديث عبدالله بن عمرو بن العاص أو أبوه عمرو؛ فأخرجه الطبري في "التفسير": ٣/ ١٧٤، والبزار:٢٣٦٠، وابن عساكر:١٨/ ٨٢

(٣) وأما حديث أبي هريرة؛ فأخرجه ابن أبي حاتم:٢/ ٢٣/ ٢، وابن عدي :٢/ ٢٣٤، والطبراني

في "المعجم الأوسط": ٢/ ٨ ـ ١/ ١/ ٦٧٠٠ ـ بترقيمي ، وابن عساكر: ١٨/ ٩٣

(٤) وأما حديث الحسن البصري؛ فأخرجه الحاكم أيضا ، وكذا البيهقي ، وابن عساكر

(٥) وأما حديث يحي بن جعدة ؛ فأخرجه ابن عساكر: ١٨/ ٩٢

شرح: ...... اس میں حضرت یحییٰ بن زکریا علیہ السلام کی عفت و پاکدامنی کا بیان ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کے اوصاف بیان کرتے ہوئے فرمایا: ﴿وَ اٰتَیْنٰهُ الْحُكْمَ صَبِیًّا۔ وَّ حَنَانًا مِّنْ لَّدُنَّا وَ زَكٰوةً وَ كَانَ تَقِیًّا۔ وَّ بَرًّا بِوَالِدَیْهِ وَ لَمْ یَكُنْ جَبَّارًا عَصِیًّا۔ وَ سَلٰمٌ عَلَیْهِ یَوْمَ وُلِدَ وَ یَوْمَ یَمُوْتُ وَ یَوْمَ یُبْعَثُ حَیًّا۔﴾ (سورۂ مریم: ١٢ تا ١٥) ...... ''ہم نے اسے لڑکپن ہی سے دانائی عطا فرمائی۔ اور اپنے پاس سے شفقت اور پاکیزگی بھی، وہ پرہیزگار شخص تھا اور اپنے ماں باپ سے نیک سلوک کرنے والا تھا، وہ سرکش اور گنہگار نہ تھا۔ اس پر سلام ہو جس دن وہ پیدا ہوا اور جس دن وہ مرے اور جس دن وہ زندہ کر کے اٹھایا جائے۔''

ہر اونٹ کی چوٹی پر شیطان ہے، اس لیے......

(٣٩١٢)۔ عَنْ اَبِيْ لَاسٍ الْخُزَاعِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: حَمَلَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى اِبِلٍ مِّنْ اِبِلِ الصَّدَقَةِ ضِعَافٌ لِلْحَجِّ ، فَقُلْنَا : يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! مَاتَرٰى اَنْ تَحْمِلَنَا هٰذِهِ، فَقَالَ: ((مَا مِنْ بَعِيْرٍ اِلَّا عَلٰى ذَرْوَتِهٖ شَيْطَانٌ، فَاذْكُرُوْا اسْمَ اللّٰهِ اِذَا رَكِبْتُمُوْهَا كَمَا اَمَرَكُمْ ، ثُمَّ امْتَهِنُوْهَا لِاَنْفُسِكُمْ ، فَاِنَّمَا يَحْمِلُ اللّٰهُ۔))

(الصحيحة: ٢٢٧١)

سیدنا ابو لاس خزاعی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم کمزور لوگ تھے، رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حج کے لیے صدقہ کے اونٹوں پر سوار کیا۔ ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول: آپ کا کیا خیال ہے، کیا آپ ہم کو اس (کوہان) پر سوار کر سکتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہر اونٹ کی کوہان پر شیطان ہوتا ہے، سو جب تم ان پر سوار ہونے لگو تو اللہ تعالیٰ کا نام لیا کرو، جیسا کہ اس نے تم کو حکم دیا ہے، پھر ان کو اپنے لیے استعمال کرو، بلاشبہ اللہ تعالیٰ ہی سواریاں عطا کرتا ہے۔''

تخريج: أخرجه ابن خزيمة: ١/ ٢٤١ ، ٢/ ٢٥٥ ، ٢ ، والحاكم: ١/ ٤٤٤ ، وعنه البيهقي: ٥/ ٢٥٢ ، وأحمد: ٤/ ٢٢١ ، وابن معين في "التاريخ والعلل": ٩/ ٢ ، والحربي في "غريب الحديث": ٥/ ٤٩/ ١ ، وابن سعد في "الطبقات": ٤/ ٢٩٧ ، والطبراني في "الكبير": ٢٢/ ٣٣٤/ ٨٣٧ ، ٨٣٨

شرح: ...... سیدنا حمزہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((عَلٰى ظَهْرِ كُلِّ بَعِيْرٍ شَيْطَانٌ ، فَاِذَا رَكِبْتُمُوْهَا فَسَمُّوْا اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ ، ثُمَّ لَا تُقَصِّرُوْا عَنْ حَاجَاتِكُمْ ۔)) (مسند احمد: ١٦١٣٥) ...... ''ہر اونٹ کی کمر پر شیطان ہے، اس لیے جب تم اس پر سوار ہو تو اللہ تعالیٰ کا نام لے لیا کرو، پھر اپنی حاجات (کو پورا کرنے میں) سستی نہ برتو۔''

ممکن ہے کہ اونٹ کی کوہان پر واقعی شیطان ہو جو اپنی دشمنی کا اظہار کرتے ہوئے سوار کو تکلیف دینے کے لیے اس کو نفرت کرنے اور بدکنے پر آمادہ کرتا ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ اس سے مراد وہ شر ہو جو اونٹ کے مزاج میں پایا جاتا ہے، جیسا کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اونٹوں کے باڑوں میں نماز نہ پڑھا کرو، کیونکہ یہ جنوں سے پیدا کیے گئے ہیں۔ اس سے مراد بھی ان کے مزاج میں پائے جانے والی شیطنت اور منافرت ہے۔

دونوں احادیث کے آخری جملے کا مفہوم یہ ہے کہ بسم اللہ پڑھ کر ان کو اپنی خدمت کے لیے استعمال کرو، اللہ تعالی اپنے نام کی برکت سے ان کو تمہارا مطیع کر دے گا۔

سواری کی مکمل دعا یہ ہے:

بِسْمِ اللّٰهِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ ﴿سُبْحَانَ الَّذِيْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِيْنَ۔ وَاِنَّا اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ﴾ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ۔ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ اِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ فَاغْفِرْلِيْ، فَاِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ۔ (ابوداود، ترمذی)

''اللہ کے نام کے ساتھ، تمام تعریف اللہ کے لیے ہے۔ پاک ہے وہ ذات جس نے اس (سواری) کو ہمارے لیے مسخر کر دیا، حالانکہ ہم اس پر قابو پانے والے نہیں تھے۔ اور ہم اپنے رب کی طرف لوٹنے والے ہیں۔ ساری تعریف اللہ کے لیے ہے، ساری تعریف اللہ کے لیے ہے، ساری تعریف اللہ کے لیے ہے۔ اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے۔ اے اللہ! تو پاک ہے، میں نے اپنی جان پر ظلم کیا، پس تو مجھے بخش دے، کیونکہ گناہوں کو کوئی نہیں معاف کرتا، مگر تو ہی۔''

ہر سال بارش کی مقدار ایک ہوتی ہے، لیکن ......

(۳۹۱۳)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: ((مَا مِنْ عَامٍ بِاَكْثَرَ مَطَرًا مِنْ عَامٍ، وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يُصَرِّفُهُ بَيْنَ خَلْقِهِ حَيْثُ يَشَاءُ، ثُمَّ قَرَأَ: ﴿وَلَقَدْ صَرَّفْنَاهُ بَيْنَهُمْ لِيَذَّكَّرُوْا﴾ (الفرقان: ۵) الآية۔))

(الصحيحة: ۲٤٦۱)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: یہ بات نہیں ہے کہ ایک سال کی بہ نسبت دوسرے سال میں بارش زیادہ ہوتی ہے، (ہر سال بارش کی مقدار ایک ہی ہوتی ہے) لیکن اللہ تعالی اپنی مشیت کے مطابق اس کو ادلتے بدلتے رہتے ہیں۔ پھر انھوں نے یہ آیت پڑھی: ﴿اور بیشک ہم نے اسے ان کے درمیان طرح طرح سے بیان کیا تا کہ وہ نصیحت حاصل کریں۔﴾ (سورۂ فرقان: ۵)

تخريج: أخرجه ابن جرير في "التفسير": ۱۹/ ۱۵، والحاكم: ۲/ ٤۰۳

شرح:...... معلوم ہوا کہ ہر سال نازل ہونے والی بارش کی مقدار ایک ہی ہوتی ہے، لیکن مقامات میں فرق آتا رہتا ہے۔ اگر ایک سال کسی علاقے میں بارش کی فراوانی ہوتی ہے تو وہاں کسی اگلے سال کے دوران قحط پڑ سکتا ہے، لیکن

اس کا یہ مطلب نہیں کی بارش کی مقدار میں کمی آ گئی ہے۔

امام البانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: امابغوی نے "معالم التنزیل": ٦/ ١٨٤ میں ابن عباس کی اس موقوف حدیث کے بعد کہا: یہ حدیث مرفوعا بھی روایت کی گئی ہے، اس کا معنی ومفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالی کی مشیت کے مطابق شب و روز کی ہر گھڑی میں کسی نہ کسی خطے میں بارش ہو رہی ہوتی ہے۔ ابن اسحاق، ابن جریج اور مقاتل نے بلا سند سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ روایت مرفوعاً نقل کی: ''بات یہ نہیں ہے کہ ایک سال دوسرے سال سے برا (اور کم رزق والا) ہوتا ہے۔ دراصل اللہ تعالی نے رزق تقسیم کر کے آسمان دنیا میں رکھ دیے ہیں، جو کہ اس بارش میں (مضمر) ہیں، ہر سال رزق معین ماپ تول کے ساتھ نازل ہوتا ہے، لیکن جب ایک خطے کے لوگ اللہ تعالی کی نافرمانی کرتے ہیں تو اللہ تعالی (ان کو محروم کر کے رزق اور اسبابِ رزق کو) دوسرے علاقوں والوں پر نچھاور کر دیتا ہے، جب سارے لوگ نافرمانیوں پر اتر آتے ہیں، تو یہی بارش جنگلوں، بیابانوں اور سمندروں میں برسنا شروع ہو جاتی ہے۔''

میں (البانی) کہتا ہوں: ایسے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حدیث اگرچہ موقوف ہے، لیکن مرفوع کے حکم میں ہے، کیونکہ اس کا رائے اور اجتہاد کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے، اس پر مستزاد یہ کہ یہ مرفوعاً بھی روایت کی گئی ہے۔ واللہ اعلم۔

(صحيحه: ٢٤٦١)

میت کے حق میں بنو آدم کی شہادت کی اہمیت

(٣٩١٤)۔ عَنْ اَنَسٍ، قَالَ: كُنْتُ قَاعِدًا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَمُرَّ بِجَنَازَةٍ، فَقَالَ: ((مَا هٰذِهِ الْجَنَازَةِ؟)) قَالُوْا: جَنَازَةُ فُلَانِ الْفُلَانِيِّ كَانَ يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ وَيَعْمَلُ بِطَاعَةِ اللّٰهِ وَيَسْعٰى فِيْهَا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((وَجَبَتْ، وَجَبَتْ، وَجَبَتْ۔)) وَبِجَنَازَةٍ أُخْرٰى فَقَالُوْا: جَنَازَةُ فُلَانِ الْفُلَانِيِّ كَانَ يُبْغِضُ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ، وَيَعْمَلُ بِمَعْصِيَةِ اللّٰهِ وَيَسْعٰى فِيْهَا، فَقَالَ: ((وَجَبَتْ، وَجَبَتْ، وَجَبَتْ۔)) فَقَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَوْلُكَ فِي الْجَنَازَةِ وَالثَّنَاءِ عَلَيْهَا: أُثْنِيَ عَلَى الْاَوَّلِ خَيْرٌ، وَعَلَى الْآخَرِ شَرٌّ، فَقُلْتَ فِيْهَا: ((وَجَبَتْ، وَجَبَتْ،

سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا، اسی اثنا میں وہاں سے ایک جنازہ گزارا گیا۔ آپ ﷺ نے پوچھا: ''یہ جنازہ کس کا ہے؟'' صحابہ نے کہا: یہ فلاں آدمی کا جنازہ ہے، جو اللہ تعالی اور اس کے رسول سے محبت کرتا تھا، اور اللہ تعالی کی اطاعت کرتا تھا اور اس معاملے میں کوشش کرتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''واجب ہو گئی، واجب ہو گئی، واجب ہو گئی۔'' اتنے میں ایک اور جنازہ گزارا گیا، اس کے بارے صحابہ نے کہا: یہ فلاں آدمی کا جنازہ ہے، جو اللہ تعالی اور اس کے رسول سے بغض رکھتا تھا اور اللہ تعالی کی نافرمانی کرتا تھا اور اس معاملے میں کوشش کرتا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''واجب ہو گئی، ثابت ہو گئی، واجب ہو گئی۔'' صحابہ نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! ایک جنازے کی تعریف کی گئی اور دوسرے کی مذمت کی گئی، آپ نے

وَجَبَتْ)) ؟ فَقَالَ: ((نَعَمْ يَا اَبَابَكْرٍ! اِنَّ لِلّٰهِ مَلَائِكَةً تَنْطِقُ عَلٰى اَلْسِنَةِ بَنِيْ آدَمَ بِمَا فِيْ الْمَرْءِ مِنَ الْخَيْرِ وَالشَّرِّ ـ)) (الصحيحة:١٦٩٤)

دونوں کے بارے میں فرمایا: ''واجب ہوگئی، واجب ہوگئی، واجب ہوگئی۔''؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جی ہاں، ابو بکر! بے شک اللہ تعالیٰ کے فرشتے خیر وشرّ کے معاملے میں بنو آدم کی زبانوں کی موافقت کرتے ہوئے بولتے ہیں۔''

تخریج: أخرجه الحاكم: ١/ ٣٧٧، والديلمي: ١/ ٢/ ٢٥٨، وأبوشريح الأنصاري في "جزء بيبي": ٢/١٧١، والحديث في "الصحيحين" وغيرهما نحوه، وقد جمعت الزيادات الثابته منها، وسقتها في سياق واحد في "احكام الجنائز": صـ ٤٤

شرح:...... نبی کریم ﷺ نے مومنوں کو اللہ تعالیٰ کا گواہ قرار دیا ہے، یہ لوگ جس میت کے بارے میں نیک ہونے کے شہادت دیتے ہیں، اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی وہ نیک ہی ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی خشیت کی وجہ سے ایک اشرف فرشتے کی ہیئت

(٣٩١٥)۔ عَنْ جَابِرٍ مَرْفُوْعًا: ((مَرَرْتُ بِجِبْرِيْلَ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِيْ بِالْمَلَأِ الْاَعْلٰى وَهُوَ كَالْحِلْسِ الْبَالِيْ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ ـ)) (الصحيحة:٢٢٨٩)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں اسرا والی رات جبریل کی مصاحبت میں ایک اشرف فرشتے کے پاس سے گزرا، وہ اللہ تعالیٰ کی خشیت کی وجہ سے بوسیدہ ٹاٹ کی طرح لگ رہا تھا۔'' (صحیحہ:۲۲۸۹)

تخریج: رواه محمد بن العباس البزار في "حديثه": ٢/١١٦، والطبراني في "الاوسط"، وابن ابي عاصم في "السنة": رقم: ٦٢١۔ بتحقيقي

جنت سے اتارا جانے والا حجر اسود سفید تھا، لیکن سیاہ کیوں ہوگیا؟

(٣٩١٦)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((نَزَلَ الْحَجَرُ الْاَسْوَدُ مِنَ الْجَنَّةِ، اَشَدُّ بَيَاضًا مِنَ الثَّلْجِ، فَسَوَّدَتْهُ خَطَايَا بَنِيْ آدَمَ ـ)) (الصحيحة:٢٦١٨)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب حجر اسود جنت سے اترا تھا تو وہ برف سے زیادہ سفید تھا، لیکن بنو آدم کی خطاؤں نے اسے سیاہ کر دیا۔''

تخریج: أخرجه الترمذي: ١/ ١٦٦، وابن خزيمة في "صحيحه": ١/ ٢٧١/ ١، والطبراني في "المعجم الكبير": ٣/ ١٥٥/ ١ـ٢، وكذا أحمد: ١/ ٣٠٧، ٣٢٩، ٣٧٣، والخطيب في "التاريخ": ٧/ ٣٦٢

شرح:...... اگر جنتی چیزیں بنو آدم کے گناہوں سے متاثر ہو کر اپنی حالت برقرار نہیں رکھ سکتیں تو خود گنہگار انسانوں کا کیا بنے گا؟

(٣٩١٧)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو يَرْفَعُهُ:

حضرت عبدا للہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول

((لَوْلَا مَامَسَّهُ مِنْ اَنْجَاسِ الْجَاهِلِيَّةِ، مَامَسَّهُ ذُوْعَاهَةٍ إِلَّا شُفِيَ، وَمَا عَلَى الْاَرْضِ شَيْءٌ مِنَ الْجَنَّةِ غَيْرَهُ۔)) (الصحيحة: ٣٣٥٥)

اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر اس (حجر اسود) کو جاہلیت کی نجاستوں نے نہ چھوا ہوتا تو اسے مس کرنے سے تکلیف والے آدمی کی تکلیف دور ہو جاتی، اس پتھر کے علاوہ زمین میں جنت کی کوئی چیز نہیں ہے۔''

تخريج: أخرجه البيهقي في"السنن": ٥/ ٧٥، و "الشعب الأيمان": ٣/ ٤٤٩/ ٤٠٣٣

شرح:...... معلوم ہوا کہ جنتی چیزیں بابرکت ہوتی ہے اور ان کو چھونے سے شفا ملتی ہے۔ نیز گناہوں کی نحوست اور بے برکتی دیکھیں کہ جنت سے اتارا جانے والا پتھر بھی متأثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔ معلوم نہیں کہ خطاؤں کی نحوست گنہگاروں سے کیا سلوک کرے گی۔

سورج کیچڑ میں غروب ہو کر سجدہ کرتا ہے

(٣٩١٨)۔ عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ، قَالَ: كُنْتُ رَدِيْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ عَلَى حِمَارٍ، وَالشَّمْسُ عِنْدَ غُرُوْبِهَا: فَقَالَ: ((هَلْ تَدْرِيْ اَيْنَ تَغْرُبُ هٰذِهِ؟)) قُلْتُ: اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ اَعْلَمُ۔ قَالَ: ((فَإِنَّهَا تَغْرُبُ فِي عَيْنٍ حَامِيَةٍ تَنْطَلِقُ، حَتّٰى تَخِرَّ لِرَبِّهَا عَزَّوَجَلَّ سَاجِدَةً تَحْتَ الْعَرْشِ، فَإِذَا حَانَ خُرُوْجُهَا اَذِنَ اللّٰهُ لَهَا اَنْ تَخْرُجَ فَتَطْلُعُ، فَإِذَا اَرَادَ اَنْ يُّطْلِعَهَا حَيْثُ تَغْرُبُ حَبَسَهَا، فَتَقُوْلُ: يَارَبِّ! إِنَّ مَسِيْرِيْ بَعِيْدٌ، فَيَقُوْلُ لَهَا: اُطْلُعِيْ مِنْ حَيْثُ غِبْتِ، فَذٰلِكَ حِيْنٌ ﴿لَا يَنْفَعُ نَفْسًا إِيْمَانُهَا﴾ (الانعام: ١٥٨)۔)) (الصحيحة: ٢٤٠٣)

سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں گدھے پر رسول اللہ ﷺ کا ردیف تھا، غروبِ آفتاب کا وقت تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تو جانتا ہے کہ یہ سورج کہاں غروب ہوتا ہے؟ میں نے کہا: اللہ تعالی اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ ایک رواں گرم چشمے میں غروب ہوتا ہے، (اور چلتا رہتا ہے، حتی کہ) عرش کے نیچے پہنچ کر اپنے ربّ کے سامنے سجدے کی حالت میں گر پڑتا ہے۔ جب اس کے طلوع ہونے کا وقت ہوتا ہے تو اللہ تعالی اسے طلوع ہونے کی اجازت دیتے ہیں، سو وہ طلوع ہوتا ہے۔ جب اللہ تعالی کا یہ ارادہ ہو گا کہ سورج (مشرق کی بجائے) مغرب سے طلوع ہو تو وہ اسے روک لے گا۔ سورج کہے گا: اے میرے ربّ! بیشک میری مسافت دور ہے۔ اللہ تعالی کہے گا: تو پھر مغرب سے طلوع ہو جا، اور یہ اس وقت ہو گا جب ﴿کسی نفس کو اس کا ایمان نفع نہیں دے گا﴾ (سورۂ انعام: ١٥٨)

تخريج: أخرجه أبوداود: ٤٠٠٢، واللفظ له، وأحمد: ٥/ ١٦٥، والحديث اخرجه البخاري: ٣/ ٣١٨، ومسلم: ١/ ٩٦، والطيالسي: ٤٦٠ دون ذكر الغروب في العين الحامية

شرح:...... انسانی مشاہدے کے مطابق سورج غروب نہیں ہوتا، بلکہ ہر وقت زمین کے کسی نہ کسی حصے پر روشنی دے رہا ہوتا ہے، یہ تصور صحابۂ کرام کے دور میں نہ تھا۔ پہلے بھی اس قسم کی احادیث گزر چکی ہیں۔ دراصل مخلوقات کا اللہ تعالیٰ کے ساتھ رابطہ غیبی امر سے تعلق رکھتا ہے، لہٰذا ہمیں چاہیے ان احادیث کی صدق و سچائی پر مکمل ایمان رکھیں اور کیفیت کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیں۔

ٹڈیاں بھی اللہ تعالیٰ کا لشکر ہیں، اس لیے......

(٣٩١٩)۔ عَنْ اَبِي زُبَيْرٍ النُّمَيْرِيِّ مَرْفُوْعًا: ((لَا تَـقْتُـلُوْا الْجَرَادَ، فَاِنَّهُ جُنْدٌ مِنْ جُنُوْدِ اللّٰهِ الْاَعْظَمِ۔)) (الصحيحة:٢٤٢٨)

سیدنا ابو زبیر نمیری بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا: ''ٹڈیوں کو قتل نہ کیا کرو، کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کا عظیم لشکر ہیں۔''

تخريج: أخرجه أبو محمد المخلدي في "الفوائد": ق٢٨٩/ ٢، وأبو عبدالله بن منده في "معرفة الصحابة": ٣٧/ ٢٠١/ ١، والطبراني في "الكبير" و "الأوسط": ١/ ١٢٨/ ٢، وابن منده أيضا: ٢/ ٢٤٣/ ١

شرح:...... سانپ، بچھو، کوا، چیل اور چوہیا جیسے فاسق جانوروں اور کالے کتے کے علاوہ کسی مخلوق کو کسی فائدے کے بغیر قتل نہیں کیا جا سکتا۔ ٹڈی حلال جانور ہے، اس کا مردار بھی حلال ہے، اس لیے اس کو کھانے کے لیے قتل کرنا جائز ہے۔

❀❀❀❀

سلسلہ احادیث صحیحہ (اردو)

تصنیف

محدث کبیر محقق شہیر

علامہ محمد ناصر الدین البانی رحمہ اللہ

ترجمہ، تہذیب، شرح

فضیلۃ الشیخ ابو میمون محمد محفوظ اعوان حفظہ اللہ تعالیٰ

1

انصار السنہ پبلیکیشنز لاہور

سلسلہ احادیثِ صحیحہ (اُردو)

جلد ششم

تصنیف

مجددِ دین محدثِ کبیر محققِ شہیر علامہ محمد ناصر الدین البانی رحمہ اللہ

ترجمہ، تبویب، شرح

فضیلۃ الشیخ ابو القاسم محمد محفوظ احمد حفظہ اللہ

نظرِ ثانی

فضیلۃ الشیخ محمد عبد اللہ سلیم حفظہ اللہ | فضیلۃ الشیخ قمر الزمان المدینی

فضیلۃ الشیخ محمد نعیم رضوان حفظہ اللہ

انصارُ السُّنّہ پبلیکیشنز۔ لاہور

اسلامی اکادمی، الفضل مارکیٹ، 17-اردو بازار لاہور

فون: 042-37357587

نام کتاب: سلسلہ احادیثِ صحیحہ (اردو)

تصنیف

مجدد دین محدث کبیر محقق شہیر علامہ محمد ناصر الدین البانی رحمہ اللہ

ترجمہ تبویب، شرح

فضیلۃ الشیخ ابو القاسم محمد محفوظ احمد حفظہ اللہ

ناشر: ابو مومن منصور احمد حفظہ اللہ
اہتمام: محمد رمضان محمدی، محمد سلیم جلالی

اسلامی اکادمی، الفضل مارکیٹ، 17-اردو بازار لاہور فون: 042-37357587

Dar-us-Salam

486 ATLANTIC AVE, BROOKLYN, NY 11217
TEL(718) 625-5925 FAX:(718) 625-1511
E-Mail: darussalamny@hotmail.com
Web Site: www.darussalamny.com

فہرست ابواب
سلسلة الاحاديث الصحيحة

جلد اوّل

جلد دوم

جلد سوم

جلد چہارم

جلد پنجم

جلد ششم

❁❁❁❁

فہرست

❀❀❀❀

اَلْجَنَّةُ وَالنَّارُ

جنت اور جہنم

الجنة: لغوی معنی: باغ

اصطلاحی تعریف:...... آخرت کی نعمتوں کا گھر، جس میں اللہ تعالی کی رحمت سے مومن اپنے اعمال کے عوض رہیں گے۔

النار: لغوی معنی: آگ، جلا دینے والی حرارت، دکھائی دینے والی لپٹ، داغ

اصطلاحی تعریف:...... جہنم، یعنی آخرت کی سزاؤں کا گھر، جس میں بدکردار لوگ اپنی برائیوں کی وجہ سے رہیں گے۔

سعادت مندوں کا انجام جنت ہے، جبکہ بدبختوں کا انجام دوزخ ہے، دونوں کے امور واضح بھی ہیں اور انتہائی مبہم بھی، بہرحال ان کے معاملات کا تعلق عالَمِ غیب سے ہے، اس لیے ہمیں قرآن و حدیث کے متن میں پیش کی گئی حقیقت تسلیم کرنی چاہیے اور زیادہ تشریح و توضیح میں نہیں پڑنا چاہیے، اسی نقطے کو سامنے رکھ کر اس باب کی احادیث کی تشریح میں اختصار کو ملحوظِ خاطر رکھا گیا ہے۔

اللہ تعالی کی رضامندی جنت کی عظیم نعمت ہو گی

(٣٩٢٠)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا دَخَلَ أَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ، يَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّ وَ جَلَّ: هَلْ تَشْتَهُوْنَ شَيْئًا فَأَزِيْدَكُمْ؟ فَيَقُوْلُوْنَ: رَبَّنَا وَمَا فَوْقَ مَا أَعْطَيْتَنَا؟ قَالَ: فَيَقُوْلُ: رِضْوَانِي أَكْبَرُ۔)) (الصحيحة: ١٣٣٦)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب جنت والے جنت میں داخل ہو جائیں گے تو اللہ تعالی فرمائے گا: کیا تمہیں (مزید) کسی چیز کی خواہش ہے، تو وہ بھی پوری کر دیتا ہوں؟ وہ کہیں گے: اے ہمارے ربّ! جو کچھ تو نے عطا کیا، اس سے بڑھ کر کیا ہو سکتا ہے (کہ اس کے حصول کی آرزو کی جائے)۔ وہ کہے گا: (تم سے) میرا راضی ہو جانا سب سے بڑی (نعمت) ہے۔''

تخریج: أخرجه ابن حبان: ٢٦٤٧، وأبونعيم في: صفة الجنة" ٢/ ١٤١/ ١، وفي" الأخبار" ١/ ٢٨٢، والحاكم: ١/ ٨٢

شرح:...... جنت میں اہل جنت کی خواہشات کی تکمیل ہو جائے گی۔ اور سب سے بڑی نعمت یہ ہوگی کہ اللہ تعالی ان پر راضی ہوگا۔

جنت الفردوس کا سوال کرنا چاہیے

(۳۹۲۱)۔ عَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ مَرْفُوْعًا: ((إِذَا سَأَلْتُمُ اللّٰهَ فَسَلُوْهُ الْفِرْدَوْسَ ، فَإِنَّهُ سِرُّ الْجَنَّةِ۔)) (الصحيحة: ٢١٤٥)

حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم اللہ تعالی سے سوال کرو تو جنت الفردوس کا سوال کیا کرو، کیونکہ وہ جنت کا اعلی و افضل حصہ اور مقام ہے۔''

تخريج: أخرجه الفسوى فى "التاريخ": ٢/ ٢٥٤، ٢٥٥، وكذا البخارى فى ترجمة سويد: ٢/ ٢/ ١٤٦، و البزار فى "مسنده: ٤/ ١٩١/ ٣٥١٢، والطبرانى فى "المعجم الكبير": ١٨/ ٢٥٤/ ٦٣٥، و "مسند الشاميين": ٣٦٧

بغیر حساب و کتاب کے جنت میں داخل ہونے والوں کی تعداد

(۳۹۲۲)۔ قَالَ شُرَيْحُ بْنُ عُبَيْدٍ: مَرِضَ ثَوْبَانُ بِحِمْصَ ، وَعَلَيْهَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ قُرْطٍ الْاَزْدِيُّ ، فَلَمْ يَعُدْهُ ، فَدَخَلَ عَلٰى ثَوْبَانَ رَجُلٌ مِنَ الْكَلَاعِيِّيْنَ عَائِدًا ، فَقَالَ لَهُ ثَوْبَانُ: اَتَكْتُبُ؟ فَقَالَ: نَعَمْ۔ فَقَالَ: أُكْتُبْ ، فَكَتَبَ لِلْاَمِيْرِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قُرْطٍ: مِنْ ثَوْبَانَ مَوْلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ، اَمَّا بَعْدُ ، فَإِنَّهُ لَوْ كَانَ لِمُوْسٰى وَعِيْسٰى مَوْلًى بِحَضْرَتِكَ لَعُدْتَّهُ ، ثُمَّ طَوَى الْكِتَابَ ، وَقَالَ لَهُ: اَتُبَلِّغُهُ اِيَّاهُ؟ فَقَالَ: نَعَمْ ، فَانْطَلَقَ الرَّجُلُ بِكِتَابِهِ فَدَفَعَهُ اِلَى ابْنِ قُرْطٍ ، فَلَمَّا قَرَأَهُ قَامَ فَزِعًا ، فَقَالَ النَّاسُ: مَا شَأْنُهُ؟ اَحَدَثَ اَمْرٌ؟ فَاَتٰى ثَوْبَانَ حَتّٰى دَخَلَ عَلَيْهِ ، فَعَادَهُ ، وَجَلَسَ عِنْدَهُ سَاعَةً ، ثُمَّ قَامَ ، فَاَخَذَ ثَوْبَانُ بِرِدَائِهِ ، وَقَالَ: اِجْلِسْ حَتّٰى اُحَدِّثَكَ

شریح بن عبید کہتے ہیں: حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ حمص کے علاقے میں بیمار ہو گئے، اس وقت عبد اللہ بن قرط ازدی حمص کا گورنر تھا، اس نے ان کی بیمار پرسی نہیں کی۔ ایک دن کلاعی قبیلے کا آدمی بیمار پرسی کے لیے حضرت ثوبان کے پاس آیا، ثوبان نے اس سے پوچھا: کیا تم لکھ سکتے ہو؟ اس نے کہا: جی ہاں۔ انھوں نے کہا: لکھو۔ اس نے عبد اللہ بن قرط کو یہ خط لکھا: مولائے رسول ثوبان کی طرف سے بات یہ ہے کہ اگر تیرے علاقے میں موسی اور عیسی کا غلام (میری طرح بیمار) ہوتا تو تو ضرور اس کی بیمار پرسی کرتا۔ پھر خط کو بند کر دیا اور سیدنا ثوبان نے اس سے پوچھا: کیا تم یہ خط اس تک پہنچا دو گے؟ اس نے کہا: جی ہاں۔ وہ خط لے کر چلا گیا اور ابن قرط تک پہنچا دیا۔ جب اس نے خط پڑھا تو گھبرا کر کھڑا ہو گیا۔ لوگوں نے کہا: اسے کیا ہوا ہے؟ آیا کوئی نیا معاملہ پیش آیا ہے؟ وہ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کے پاس آیا، ان کی بیمار پرسی کی، ان کے پاس کچھ دیر بیٹھا رہا اور جب اٹھ کر جانے لگے تو انھوں نے اس

حَدِيْثًا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ: ((لَيَدْخُلَنَّ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِي سَبْعُوْنَ اَلْفًا، لَا حِسَابَ عَلَيْهِمْ وَلَا عَذَابَ، مَعَ كُلِّ اَلْفٍ سَبْعُوْنَ اَلْفًا۔)) (الصحيحة: ٢١٧٩)

کی چادر پکڑ لی اور کہا: بیٹھ جاؤ، میں تمھیں رسول اللہ ﷺ کی ایک حدیث بیان کرتا ہوں، آپ نے فرمایا: ''میری امت کے ستر ہزار (۷۰،۰۰۰) افراد حساب و کتاب اور عقاب و عذاب کے بغیر جنت میں داخل ہوں گے، ان میں سے ہر ہزار کے ساتھ مزید ستر ہزار بھی داخل ہوں گے۔''

تخريج: أخرجه أحمد: ٥/ ٢٨٠، ٢٨١، والطبراني في "الكبير": ١/ ٧١/ ١

شرح:...... معلوم ہوا کہ آپ ﷺ کی امت کے انچاس لاکھ اور ستر ہزار (۴۹،۷۰،۰۰۰) افراد بغیر کسی حساب و کتاب اور باز پرس کے جنت کے وارث بن جائیں گے۔

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''مجھے بہت سی امتیں دکھائی گئیں، میں نے دیکھا کہ کسی نبی کے ساتھ تو بہت بڑی جماعت ہے اور کسی نبی کے ساتھ صرف ایک یا دو آدمی ہیں اور ایسے نبی کو بھی دیکھا کہ جس کے ساتھ کوئی بھی نہ تھا۔ اچانک میرے سامنے ایک انبوہِ کثیر آیا، میں نے خیال کیا کہ یہ میری امت ہوگی، لیکن مجھے کہا گیا کہ یہ حضرت موسیٰ اور ان کی قوم ہے۔

اس کے بعد میں نے ایک بہت بڑی تعداد کو دیکھا، مجھے بتلایا گیا: هٰذِهِ أُمَّتُكَ وَمَعَهُمْ سَبْعُوْنَ اَلْفًا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ وَلَا عَذَابٍ۔ ...... یہ آپ کی امت ہے اور آپ کی امت میں ستر ہزار افراد وہ ہیں، جو بغیر حساب اور بغیر عذاب کے جنت میں داخل ہوں گے۔''

یہ واقعہ سنا کر آپ ﷺ گھر تشریف لے گئے۔ پس صحابہ کرام آپس میں ان ستر ہزار کے بارے میں قیاس آرائیاں کرنے لگے۔ بعض کا کہنا تھا کہ یہ وہ لوگ ہیں جن کو آنحضرت ﷺ کی صحبت کا شرف حاصل ہے۔ بعض صحابہ کرام نے کہا کہ یہ وہ لوگ ہوں گے جو اسلام میں پیدا ہوئے اور انھوں نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کیا، علاوہ ازیں صحابہ نے اور توجیہات بھی بیان کیں۔

جب نبی کریم ﷺ تشریف لائے تو صحابہ کرام نے اپنی مختلف آراء کا اظہار کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ((هُمُ الَّذِيْنَ لَا يَسْتَرْقُوْنَ وَلَا يَكْتَوُوْنَ وَلَا يَتَطَيَّرُوْنَ وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ۔)) ...... ''یہ وہ لوگ ہوں گے جو دم نہیں کرواتے، نہ اپنے جسموں کو داغتے ہیں، نہ وہ فال لیتے ہیں اور اپنے اللہ پر توکل کرتے ہیں۔'' (بخاری، مسلم)

اس حدیث مبارکہ میں بغیر حساب و کتاب کے جنت میں داخل ہونے والوں کی نمایاں صفات بیان کی گئی ہیں کہ وہ شرک کی کسی بھی قسم میں مبتلا نہ ہوئے اور اپنی معمولی سے معمولی ضرورت کو غیر اللہ کے سامنے نہ رکھا، حتی کہ دم کرانے اور سینگی لگوانے سے بھی گریز کیا۔ اس کا سب سے بڑا سبب یہ تھا کہ ان کا اللہ تعالیٰ پر توکل اور بھروسہ تھا، اپنی مشکلات صرف اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ کی قضا و قدر کے علاوہ کسی کی طرف بھی ان کی توجہ نہ تھی، وہ صرف

اور صرف اللہ تعالی کی طرف رجوع کرتے تھے، اس کے سوا کسی سے نہ ڈرتے تھے، ان کا عقیدہ تھا کہ جو مشکلات پیش آتی ہیں، وہ اللہ کی تقدیر اور اس کی مرضی کے مطابق آتی ہیں، لہٰذا وہ مصائب و مشکلات میں صرف اللہ تعالی کو ہی پکارتے تھے، جیسا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے کہا: ﴿قَالَ إِنَّمَا أَشْكُوْ بَثِّيْ وَ حُزْنِيْ إِلَى اللّٰهِ﴾ (سورۂ یوسف: ٨٦) ...... ''انھوں نے کہا: میں اپنی پریشانی اور اپنے غم کی فریاد اللہ تعالی کے سوا کسی سے نہیں کرتا۔''

بغیر حساب و کتاب کے جنت میں داخل ہونے والوں کی سب سے زیادہ تعداد درج ذیل حدیث میں بیان کی گئی ہے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((أُعْطِيْتُ سَبْعِيْنَ أَلْفًا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ، وُجُوْهُهُمْ كَالْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ، وَقُلُوْبُهُمْ عَلٰى قَلْبِ رَجُلٍ وَاحِدٍ فَاسْتَزَدْتُّ رَبِّيْ عَزَّوَجَلَّ فَزَادَنِيْ مَعَ كُلِّ وَاحِدٍ سَبْعِيْنَ أَلْفًا۔)) قَالَ أَبُوْ بَكْرٍ: فَرَأَيْتُ أَنَّ ذٰلِكَ آتٍ عَلٰى أَهْلِ الْقُرٰى، وَمُصِيْبٌ مِنْ حَافَاتِ الْبَوَادِيْ۔ ...... ''میری امت کے ستر ہزار افراد بغیر حساب کے جنت میں داخل ہوں گے، ان کے چہرے بدر والی رات کے چاند کی طرح چمکتے ہوں گے اور ان کے دل ایک انسان کے دل کی مانند ہوں گے۔ جب میں نے اپنے ربّ سے مزید مطالبہ کیا تو اس نے ہر ایک کے ساتھ مزید ستر ہزار افراد کا اضافہ کر دیا۔'' حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا: میرا خیال ہے کہ یہ چیز بستیوں والوں پر آئے گی اور دیہاتوں کے کناروں تک پہنچے گی۔ (مسند احمد: ١/ ٦، صحیحہ: ١٤٨٤)

اس حدیث کے مطابق چار عرب، نوے کروڑ اور ستر ہزار (۴،۹۰،۰۰،۷۰،۰۰۰) افراد حساب و کتاب کے بغیر جنت میں جائیں گے۔ (سبحان اللہ)

جنت میں داخل ہونے والا پہلا گروہ

(٣٩٢٣)۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَتَعْلَمُ أَوَّلَ زُمْرَةٍ تَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِيْ؟)) قُلْتُ: اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ۔ فَقَالَ: ((الْمُهَاجِرُوْنَ يَأْتُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلٰى بَابِ الْجَنَّةِ وَيَسْتَفْتِحُوْنَ فَيَقُوْلُ لَهُمُ الْخَزَنَةُ: أَوَقَدْ حُوْسِبْتُمْ؟ فَيَقُوْلُوْنَ: بِأَيِّ شَيْءٍ نُحَاسَبُ؟ وَإِنَّمَا كَانَتْ أَسْيَافُنَا عَلٰى عَوَاتِقِنَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ حَتّٰى مِتْنَا عَلٰى ذٰلِكَ۔ قَالَ: فَيُفْتَحُ لَهُمْ، فَيَقِيْلُوْنَ فِيْ أَرْبَعِيْنَ عَامًا قَبْلَ أَنْ يَّدْخُلَهَا النَّاسُ))

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کیا آپ کو میری امت کی اس جماعت کے بارے میں علم ہے جو سب سے پہلے جنت میں داخل ہو گی؟'' میں نے کہا: اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''وہ جماعت مہاجرین کی ہے۔ وہ روزِ قیامت جنت کے دروازے پر آ کر دروازہ کھولنے کا مطالبہ کریں گے۔ دربان ان سے پوچھے گا: آیا تمھارا حساب و کتاب ہو چکا ہے؟ وہ کہیں گے: کس موضوع پر ہم سے حساب کتاب لیا جائے؟ اللہ تعالی کے راستے میں مرتے دم تک ہماری تلواریں ہمارے کندھوں پر رہیں۔ سو ان کے لیے

(الصحیحة: ٨٥٣)

دروازہ کھول دیا جائے گا اور (وہ جنت میں داخل ہو کر) عام لوگوں کے داخلے سے پہلے چالیس سال کا قیلولہ بھی کر چکے ہوں گے۔''

تخریج: أخرجه الحاکم: ٢/ ٧٠، ومن طریقه البیهقی فی "الشعب": ٤/ ٢٨/ ٤٢٦٠

شرح: ...... اس میں جہاد کرنے والے مہاجرین کی فضیلت و منقبت کا بیان ہے کہ جب عام لوگوں کا جنت میں داخلہ شروع ہوگا، اس وقت تک تو وہ جنت میں چالیس سال آرام کر چکے ہوں گے۔

(٣٩٢٤)۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((اَوَّلُ ثُلَّةٍ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ الْفُقَرَاءُ الْمُهَاجِرُوْنَ الَّذِيْنَ تُتَّقَى بِهِمُ الْمَكَارِهُ، إِذَا أُمِرُوْا سَمِعُوْا وَاَطَاعُوْا، وَإِنْ كَانَتْ لِلرَّجُلِ مِنْهُمْ حَاجَةٌ إِلَى السُّلْطَانِ لَمْ تُقْضَ لَهُ حَتّٰى يَمُوْتَ وَهِيَ فِيْ صَدْرِهِ، وَإِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ لَيَدْعُوْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الْجَنَّةَ فَتَأْتِيْ بِزُخْرُفِهَا وَزِيْنَتِهَا فَيَقُوْلُ: اَيْنَ عِبَادِيَ الَّذِيْنَ قَاتَلُوْا فِيْ سَبِيْلِيْ وَقُوْتِلُوْا وَأُوْذُوْا فِيْ سَبِيْلِيْ، وَجَاهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِيْ۔ اُدْخُلُوْا الْجَنَّةَ فَيَدْخُلُوْنَهَا بِغَيْرِ حِسَابٍ وَتَأْتِي الْمَلَائِكَةُ فَيَسْجُدُوْنَ، فَيَقُوْلُوْنَ: رَبَّنَا نَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ وَنُقَدِّسُ لَكَ، مَنْ هٰؤُلَاءِ الَّذِيْنَ اٰثَرْتَهُمْ عَلَيْنَا؟ فَيَقُوْلُ الرَّبُّ عَزَّوَجَلَّ: هٰؤُلَاءِ عِبَادِيَ الَّذِيْنَ قَاتَلُوْا فِيْ سَبِيْلِيْ، وَأُوْذُوْا فِيْ سَبِيْلِيْ، فَتَدْخُلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ مِنْ كُلِّ بَابٍ ﴿سَلَامٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ﴾)) (الرعد: ٦١) (الصحیحة: ٢٥٥٩)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جنت میں داخل ہونے والی سب سے پہلی جماعت فقرا مہاجرین کی ہوگی، جن کے ذریعے مکروہات سے بچا جاتا ہے، جب انھیں حکم دیا جاتا ہے تو وہ سنتے اور اطاعت کرتے ہیں، اگر ان میں سے کسی کو بادشاہ سے کوئی ضرورت پڑ جاتی ہے تو وہ پوری نہیں کی جاتی، یہاں تک کہ وہ مر جاتا ہے اور وہ ضرورت اس کے سینے میں ہوتی ہے۔ اللہ تعالی قیامت والے دن جنت کو بلائے گا، وہ زینت و سجاوٹ اور نمائش و آرائش کے ساتھ آئے گی۔ پھر اللہ تعالی اعلان کرے گا: میرے وہ بندے کہاں ہیں جنھوں نے میرے راستے میں قتال کیا، اور ان سے قتال کیا گیا، ان کو میرے راستے میں تکالیف دی گئیں اور انھوں نے میرے راستے میں جد و جہد کی۔ (میرے بندو!) تم جنت میں داخل ہو جاؤ۔ وہ بغیر حساب کے جنت میں داخل ہو جائیں گے۔ (یہ منظر دیکھ کر) فرشتے آ کر سجدہ کریں گے اور کہیں گے: اے ہمارے ربّ! ہم دن رات تیری تسبیح و تقدیس بیان کرتے تھے، لیکن یہ کون لوگ ہیں جنھیں تو نے ہم پر ترجیح دی؟ ربّ تعالی فرمائے گا: یہ میرے وہ بندے ہیں جنھوں نے میرے راستے میں جہاد کیا، انھیں میرے راستے میں تکلیفیں دی گئیں۔ سو فرشتے ہر دروازے سے ان پر داخل ہو کر کہیں گے: ﴿تم پر سلامتی ہو،

صبر کے بدلے، کیا ہی اچھا (بدلہ) ہے اس دارِ آخرت کا﴿
(سورۂ رعد:۲۴)۔''

تخريج: أخرجه الأصفهاني في "الترغيب والترهيب": ص٢١٣ـ مصورة الجامعة، وأخرجه احمد: ٢/ ١٦٨ الى قوله: ((فيدخلونها بغير حساب)) ثم قال: وذكر الحديث۔

شرح:...... جن لوگوں کو دنیا میں اتنا کم تر سمجھا جاتا تھا کہ ان کی ضروریات کی طرف کوئی توجہ نہیں دھری جاتی تھی، اللہ تعالی کے ہاں حشر کے میدان میں ان کی یہ اہمیت ہوگی۔

(٣٩٢٥)۔ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّ اَوَّلَ زُمْرَةٍ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ عَلٰى صُوْرَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ، وَالَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ: عَلٰى اَشَدِّ كَوْكَبٍ دُرِّيٍّ فِي السَّمَاءِ اِضَاءَةً، لَا يَبُوْلُوْنَ، وَلَا يَتَغَوَّطُوْنَ وَلَا يَمْتَخِطُوْنَ، وَلَا يَتْفُلُوْنَ، اَمْشَاطُهُمُ الذَّهَبُ، وَرَشْحُهُمُ الْمِسْكُ وَمَجَامِرُهُمُ الْاُلُوَّةُ، وَاَزْوَاجُهُمُ الْحُوْرُ الْعِيْنُ، اَخْلَاقُهُمْ عَلٰى خُلُقِ رَجُلٍ وَاحِدٍ، عَلٰى صُوْرَةِ اَبِيْهِمْ آدَمَ، سِتُّوْنَ ذِرَاعًا فِي السَّمَاءِ۔)) (الصحيحة: ٣٥١٩)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پہلا طائفہ جو جنت میں داخل ہوگا، ان کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی طرح (چمکتے) ہوں گے۔ پھر ان کے بعد داخل ہونے والوں کے چہرے، آسمان پر سب سے زیادہ روشن ستارے کی طرح ہوں گے، وہ پیشاب کریں گے نہ پاخانہ، وہ تھوکیں گے نہ ناک سنکیں گے۔ ان کی کنگھیاں سونے کی، ان کا پسینہ کستوری (کی طرح خوشبودار) ہوگا اور ان کی انگیٹھیوں میں (جلانے کے لیے) خوشبودار لکڑی ہوگی، ان کی بیویاں موٹی آنکھوں والی حوریں ہوں گی، سب (جنتی لوگ) ایک ہی آدمی کی ساخت پر اپنے باپ آدم (علیہ السلام) کی شکل وصورت پر ہوں گے، بلندی (قد) میں وہ ساٹھ (ساٹھ) ہاتھ ہوں گے (جیسے حضرت آدم تھے)۔''

تخريج: أخرجه البخاري: ٣٣٢٧، ومسلم: ٨/ ١٤٦، وابن ماجه: ٤٣٣٣، وابن حبان: ٧٣٩٤، والبغوي في "شرح السنة": ٤٣٧٣

(٣٩٢٦)۔ عَنْ اَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((اَوَّلُ زُمْرَةٍ تَدْخُلُ الْجَنَّةَ عَلٰى صُوْرَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ، وَالثَّانِيَةُ عَلٰى لَوْنِ اَحْسَنِ كَوْكَبٍ دُرِّيٍّ فِي السَّمَاءِ، لِكُلِّ رَجُلٍ مِّنْهُمْ زَوْجَتَان، عَلٰى كُلِّ زَوْجَةٍ سَبْعُوْنَ حُلَّةً يَبْدُوْ مُخُّ سَاقِهَا

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''پہلا گروہ جو جنت میں داخل ہوگا، ان کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی طرح (چمکتے) ہوں گے، پھر دوسرا گروہ داخل ہوگا جن کا رنگ آسمان پر سب سے زیادہ روشن ستارے کی طرح چمکتا ہوگا۔ ان میں سے ہر ایک کے لیے دو بیویاں ہوں گی، ہر بیوی نے ستر عمدہ پوشاکیں زیب تن کی

مِنْ وَّرَائِهَا۔)) (الصحيحة :١٧٣٦)

ہوئی ہوں گی اور ان کے بیچ میں سے اس کی پنڈلی کی ہڈی کا گودا نظر آ رہا ہو گا۔"

تخريج: أخرجه الترمذي: ٢/ ٨٥و ٨٧، واحمد: ٣/ ١٦

شرح:...... جنت ایک عشرت کدہ اور من پسند زندگی کی جگہ ہے، وہاں حسن ہی حسن، جمال ہی جمال اور لطف ہی لطف ہو گا۔

(٣٩٢٧)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: اِفْتَخَرَتِ الرِّجَالُ وَالنِّسَاءُ، فَقَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَ: اَلنِّسَاءُ اَكْثَرُ مِنَ الرِّجَالِ فِي الْجَنَّةِ، فَنَظَرَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ اِلَى الْقَوْمِ فَقَالَ: اَلَا تَسْمَعُوْنَ مَايَقُوْلُ اَبُوْ هُرَيْرَةَ؟ فَقَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ فِي اَوَّلِ زُمْرَةٍ تَدْخُلُ الْجَنَّةَ: ((وُجُوْهُهُم كَالْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ، وَالثَّانِيَةُ كَضَوْءِ كَوْكَبٍ فِي السَّمَاءِ، وَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمْ زَوْجَتَانِ يُرٰى مُخُّ سُوْقِهِمَا مِنْ وَّرَاءِ اللَّحْمِ، وَلَيْسَ فِي الْجَنَّةِ عَزَبٌ۔)) (الصحيحة:٢٠٠٦)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: خواتین و حضرات، فخر و مباہاۃ میں پڑ گئے۔ انھوں نے کہا: جنت میں عورتوں کی تعداد مردوں کی بہ نسبت زیادہ ہو گی۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے لوگوں کی طرف دیکھا اور کہا: تم لوگ ابو ہریرہ کی بات نہیں سن رہے؟ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ: "جنت میں داخل ہونے والی پہلی جماعت کے بارے میں فرمایا: "ان کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی طرح (چمکتے) ہوں گے اور دوسرے گروہ (کے چہرے) آسمان کے سب سے زیادہ چمکدار ستارے کی طرح (تابناک) ہوں گے، ہر ایک جنتی کی دو بیویاں ہوں گی۔ ان کی ہڈی کا گودا، گوشت میں سے نظر آئے گا اور جنت میں کوئی مرد یا عورت غیر شادی شدہ نہیں ہو گی۔"

تخريج: أخرجه أسلم الواسطى فى "تاريخه": ١٨٠، وأخرجه مسلم: ٨/ ١٤٥، وأحمد: ٢/ ٢٣٠، ٢٤٧، ٥٠٧ نحوه

شرح:...... جب ہر جنتی کی کم از کم دو بیویاں ہوں گی تو اس کا مطلب یہ ہے کہ جنت میں عورتوں کی تعداد زیادہ ہو گا، لیکن ظاہر بات ہے کہ اس میں جنت کی حوریں بھی شامل ہوں گی۔

جنت میں داخل ہونے والے آخری فرد اور ادنی مرتبت جنتی کی کیفیت

(٣٩٢٨)۔ عَنْ اَنَسٍ، عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((آخِرُ مَنْ يَّدْخُلُ الْجَنَّةَ رَجُلٌ، فَهُوَ يَمْشِي مَرَّةً، وَيَكْبُوْ مَرَّةً، وَتَسْفَعُهُ النَّارُ مَرَّةً، فَاِذَا مَا جَاوَزَهَا

حضرت انس رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "سب سے آخر میں جنت میں داخل ہونے والے آدمی کی کیفیت یہ ہو گی کہ وہ (جہنم سے نکلنے کے لیے) چلتے چلتے منہ کے بل گرے گا،

الْتَفَتَ إِلَيْهَا فَقَالَ: تَبَارَكَ الَّذِي نَجَّانِي مِنْكِ، لَقَدْ أَعْطَانِيَ اللّٰهُ شَيْئًا مَا أَعْطَاهُ أَحَدًا مِّنَ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ، فَتُرْفَعُ لَهُ شَجَرَةٌ فَيَقُولُ: أَيْ رَبِّ! أَدْنِنِي مِنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ، فَلِأَسْتَظِلَّ بِظِلِّهَا، وَأَشْرَبَ مِنْ مَّائِهَا، فَيَقُولُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: يَا ابْنَ آدَمَ! لَعَلِّي إِنْ أَعْطَيْتُكَهَا سَأَلْتَنِي غَيْرَهَا؟ فَيَقُولُ: لَا يَا رَبِّ! وَيُعَاهِدُهُ أَنْ لَّا يَسْأَلَهُ غَيْرَهَا، وَرَبُّهُ يَعْذِرُهُ، لِأَنَّهُ يَرٰى مَا لَا صَبْرَ لَهُ عَلَيْهِ، فَيُدْنِيهِ مِنْهَا، فَيَسْتَظِلُّ بِظِلِّهَا، وَيَشْرَبُ مِنْ مَّائِهَا، ثُمَّ تُرْفَعُ لَهُ شَجَرَةٌ هِيَ أَحْسَنُ مِنَ الْأُولٰى، فَيَقُولُ: أَيْ رَبِّ! أَدْنِنِي مِنْ هٰذِهِ لِأَشْرَبَ مِنْ مَّاءِهَا وَأَسْتَظِلَّ بِظِلِّهَا وَلَا أَسْئَلُكَ غَيْرَهَا فَيَقُولُ: يَا ابْنَ آدَمَ! أَلَمْ تُعَاهِدْنِي أَنْ لَّا تَسْئَلَنِي غَيْرَهَا؟ فَيَقُولُ: لَعَلِّي إِنْ أَدْنَيْتُكَ مِنْهَا تَسْئَلُنِي غَيْرَهَا؟ فَيُعَاهِدُهُ أَنْ لَّا يَسْأَلَهُ غَيْرَهَا، وَرَبُّهُ يَعْذِرُهُ، لِأَنَّهُ يَرٰى مَا لَا صَبْرَ لَهُ عَلَيْهِ، فَيُدْنِيهِ مِنْهَا، فَيَسْتَظِلُّ بِظِلِّهَا، وَيَشْرَبُ مِنْ مَّائِهَا. ثُمَّ تُرْفَعُ لَهُ شَجَرَةٌ عِنْدَ بَابِ الْجَنَّةِ هِيَ أَحْسَنُ مِنَ الْأُولَيَيْنِ، وَيَقُولُ: أَيْ رَبِّ! أَدْنِنِي مِنْ هٰذِهِ لِأَسْتَظِلَّ بِظِلِّهَا، وَأَشْرَبَ مِنْ مَّائِهَا، لَا أَسْأَلُكَ غَيْرَهَا! فَيَقُولُ: يَا ابْنَ آدَمَ! أَلَمْ تُعَاهِدْنِي أَنْ لَّا تَسْأَلَنِي غَيْرَهَا؟ قَالَ: بَلٰى يَا رَبِّ! هٰذِهِ لَا أَسْأَلُكَ غَيْرَهَا، وَرَبُّهُ يَعْذِرُهُ، لِأَنَّهُ يَرٰى

آگ اس کے چہرے کو جھلستی رہے گی۔ جب وہ جہنم سے گزر جائے گا تو اسے مخاطب ہو کر کہے گا: وہ ذات بابرکت ہے جس نے مجھے تجھ سے نجات دلائی اور مجھے (تجھ سے آزاد کر کے) جو کچھ عطا کیا وہ پہلوں اور پچھلوں میں سے کسی کو نہیں دیا۔ اتنے میں اسے ایک درخت نظر آئے گا، وہ کہے گا: میرے ربّ! مجھے اس درخت کے قریب پہنچا دے تا کہ میں اس کا سایہ حاصل کر سکوں اور وہاں کا پانی پی سکوں۔ اللہ تعالی فرمائے گا: اے آدم کے بیٹے! (پہلے یہ معاہدہ کر کہ) اگر میں تیرا یہ مطالبہ پورا کر دوں، تو تو کسی اور چیز کا سوال نہیں کرے گا؟ وہ کہے گا: نہیں، اے میرے رب! وہ اللہ تعالی سے عہد و پیمان کرے گا کہ وہ مزید کسی چیز کا مطالبہ نہیں کرے گا، لیکن (آگے چل کر) اس کا رب اس کو معذور سمجھے گا کیونکہ وہ جانتا ہے کہ یہ (بندہ) صبر نہیں کر سکے گا۔ اللہ تعالی اسے اس درخت کے قریب کر دے گا، وہ اس کے سائے میں آرام کرے گا اور پانی پیے گا۔ اتنے میں اسے اس درخت کی بہ نسبت ایک اور خوبصورت درخت نظر آئے گا۔ وہ کہے گا: اے میرے ربّ! مجھے فلاں درخت کے قریب کر دے، تا کہ میں اس کا پانی پی سکوں اور اس کے سائے میں آرام کر سکوں اور میں وعدہ کرتا ہوں کہ مزید کوئی سوال نہیں کروں گا۔ اللہ تعالی فرمائے گا: ابن آدم! کیا تو نے مجھ سے مزید مطالبہ نہ کرنے کا معاہدہ نہیں کیا تھا؟ اب اگر میں تجھے اس درخت تک پہنچا دوں، تو تو مزید کوئی مطالبہ تو نہیں کرے گا؟ وہ آئندہ کوئی سوال نہ کرنے کا عہد و پیمان کرے گا۔ لیکن اس کا ربّ اسے آئندہ بھی معذور سمجھے گا کیونکہ اسے علم ہے کہ وہ صبر نہیں کر سکے گا۔ اللہ تعالی اسے (دوسرے) درخت کے پاس پہنچا دے گا، وہ اس کے سائے میں بیٹھے گا اور وہاں کا پانی

مَالَا صَبْرَ لَهٗ عَلَيْهِ، فَيُدْنِيْهِ مِنْهَا (فَإِذَا أَدْنَاهُ مِنْهَا) فَيَسْمَعُ أَصْوَاتَ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَيَقُوْلُ: أَيْ رَبِّ! أَدْخِلْنِيْهَا، فَيَقُوْلُ: أَيِ ابْنَ آدَمَ! مَا يَصْرِيْنِيْ مِنْكَ؟ أَيُرْضِيْكَ أَنْ أُعْطِيَكَ الدُّنْيَا وَمِثْلَهَا مَعَهَا؟ قَالَ: يَا رَبِّ! أَتَسْتَهْزِئُ مِنِّيْ وَ أَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِيْنَ؟)) فَضَحِكَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ فَقَالَ: أَلَا تَسْئَلُوْنِيْ مِمَّ أَضْحَكُ؟ فَقَالُوْا: مِمَّ تَضْحَكُ؟ فَقَالَ: هٰكَذَا ضَحِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالُوْا: مِمَّ تَضْحَكُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((مِنْ ضِحْكِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ حِيْنَ قَالَ: أَتَسْتَهْزِئُ مِنِّيْ وَأَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِيْنَ؟ فَيَقُوْلُ: إِنِّيْ لَا أَسْتَهْزِئُ مِنْكَ، وَلٰكِنِّيْ عَلٰى مَا أَشَاءُ قَادِرٌ۔ وَفِيْ رِوَايَةٍ: قَدِيْرٌ۔))

(الصحيحة: ٢٦٠١، ٣١٢٩)

پڑے گا۔ اتنے میں اسے پہلے دونوں درختوں سے حسین تیسرا درخت دکھائی دے گا، جو جنت کے دروازے کے قریب ہو گا۔ وہ (عدم صبری کا مظاہرہ کرتے ہوئے) دعا کرے گا: اے میرے ربّ! مجھے اس درخت کے قریب کر دے، تا کہ میں اس کا سایہ حاصل کر سکوں اور وہاں کا پانی پی سکوں اورمزید میں تجھ سے کوئی سوال نہیں کروں گا۔ اللہ تعالی فرمائے گا: ابن آدم! کیا تو نے مجھ سے پہلے یہ معاہدہ نہیں کیا تھا کہ مزید کسی چیز کا مطالبہ نہیں کرے گا؟ وہ کہے گا: کیوں نہیں، اے میرے ربّ! بس یہی مطالبہ ہے، اس کے بعد کسی چیز کا سوال نہیں کروں گا، لیکن اس کا ربّ اسے معذور سمجھے گا، کیونکہ وہ (آئندہ) ایسی چیزیں دیکھے گا جن پر صبر نہیں کر سکے گا۔ اللہ تعالی اسے (اس تیسرے درخت کے) قریب کر دے گا۔ جب وہ اس کے قریب پہنچے گا تو جنت والوں کی آوازیں سنے گا اور کہے گا: اے میرے ربّ! مجھے جنت میں داخل ہی کر دے۔ اللہ تعالی فرمائے گا: کون سی چیز مجھے تیری دعا قبول کرنے سے روک سکتی ہے؟ (میں تو قادرِ مطلق ہوں۔ اے میرے بندے!) اگر میں تجھے دنیا اور اس کی مثل ایک اور دنیا کے برابر دے دوں تو تو راضی ہو جائے گا؟ وہ بندہ کہے گا: اے میرے ربّ! تو جہانوں کا پالنہار ہونے کے باوجود مجھ سے مذاق کرتا ہے؟ (یہ تجھے زیب نہیں دیتا)'' حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہنس پڑے اور کہا: کیا تم لوگ مجھ سے میرے ہنسنے کے بارے میں دریافت نہیں کرتے؟ انھوں نے کہا: اچھا، ہنسنے کی کیا وجہ ہے؟ بتاؤ۔ انھوں نے کہا: (در اصل) رسول اللہ ﷺ اس مقام پر اسی طرح ہنسے تھے، صحابہ نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! آپ کیوں ہنسے ہو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جب اس بندے نے کہا: (اے اللہ!) تو جہانوں کا پالنہار ہونے کے باوجود مجھ سے مذاق کرتا ہے؟ تو اللہ تعالی ہنس پڑے، اس لیے میں بھی ہنس پڑا۔ پھر اللہ تعالی نے فرمایا: میں تجھ سے مذاق نہیں کر رہا، میں تو جو چاہتا ہوں، وہ کرنے پر قادر ہوں۔''

٢٦٠١: تخريج: أخرجه مسلم: ١/ ١١٩ـ ١٢٠، وابن خزيمة في "التوحيد": ص٢٠٧، وأحمد: ١/ ٤١٠ـ ٤١١، وأبو يعلى: ٣/ ١٢٣٥ـ ١٢٣٦، والطبراني في "الكبير": ٣/ ٤٨/ ٢

٣١٢٩: تخريج: أخرجه مسلم: ١/ ١١٩ـ ١٢٠، وأبو عوانة: ١/ ١٤٢ـ ١٤٤، وابن حبان: ٩/ ٢٦٠/

٧٣٨٧، وأحمد: ١/ ٣٩١، ٤١٠ـ ٤١١، والآجري في"الشريعة": صـ ٢٨٢ـ ٢٨٣، والطبراني في "المعجم الكبير": ١٠/ ١٠/ ٩٧٧٥، وأخرجه الشيخان مختصرا جدا

(٣٩٢٩)۔ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ:((اِنَّ اَدْنٰى اَهْلِ الْجَنَّةِ مَنْزِلَةً: رَجُلٌ صَرَّفَ اللّٰهُ وَجْهَهُ عَنِ النَّارِ قِبَلَ الْجَنَّةِ، وَمَثَّلَ لَهُ شَجَرَةً ذَاتَ ظِلٍّ، فَقَالَ: اَيْ رَبِّ! قَدِّمْنِي اِلٰى هٰذِهِ الشَّجَرَةِ، اَكُوْنَ فِيْ ظِلِّهَا! فَقَالَ اللّٰهُ: هَلْ عَسَيْتَ أَنْ فَعَلْتُ أَنْ تَسْأَلَنِي غَيْرَهَا؟ قَالَ: لَا وَعِزَّتِكَ! فَقَدَّمَهُ اللّٰهُ اِلَيْهَا وَمَثَّلَ لَهُ شَجَرَةً ذَاتَ ظِلٍّ وَثَمَرٍ فَقَالَ: اَيْ رَبِّ! قَدِّمْنِي اِلٰى هٰذِهِ الشَّجَرَةِ اَكُوْنُ فِيْ ظِلِّهَا وَاٰكُلُ مِنْ ثَمَرِهَا! فَقَالَ اللّٰهُ لَهُ: هَلْ عَسَيْتَ اِنْ اَعْطَيْتُكَ ذٰلِكَ اَنْ تَسْأَلَنِي غَيْرَهُ؟ فَيَقُوْلُ: لَا وَعِزَّتِكَ! فَيُقَدِّمُهُ اللّٰهُ اِلَيْهَا، فَتُمَثَّلُ لَهُ شَجَرَةٌ اُخْرٰى ذَاتُ ظِلٍّ وَثَمَرٍ وَمَاءٍ، فَيَقُوْلُ: اَيْ رَبِّ! قَدِّمْنِي اِلٰى هٰذِهِ الشَّجَرَةِ، اَكُوْنُ فِيْ ظِلِّهَا وَاٰكُلُ مِنْ ثَمَرِهَا وَأَشْرَبُ مِنْ مَّائِهَا۔ فَيَقُوْلُ لَهُ: هَلْ عَسَيْتَ اِنْ فَعَلْتُ أَنْ تَسْأَلَنِي غَيْرَهَا؟ فَيَقُوْلُ: لَا وَعِزَّتِكَ! لَا اَسْئَلُكَ غَيْرَهُ۔ فَيُقَدِّمُهُ اللّٰهُ اِلَيْهَا۔ فَيَبْرُزُ لَهُ بَابُ الْجَنَّةِ، فَيَقُوْلُ: اَيْ رَبِّ! قَدِّمْنِي اِلٰى بَابِ الْجَنَّةِ فَاَكُوْنَ تَحْتَ نِجَافِ الْجَنَّةِ، وَاَنْظُرَ اِلٰى اَهْلِهَا۔ فَيُقَدِّمُهُ اللّٰهُ اِلَيْهَا، فَيَرٰى اَهْلَ الْجَنَّةِ وَمَا فِيْهَا، فَيَقُوْلُ: اَيْ رَبِّ! اَدْخِلْنِي الْجَنَّةَ۔ قَالَ: فَيُدْخِلُهُ اللّٰهُ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اہلِ جنت میں سب سے ادنی مقام والے آدمی کی تفصیل یہ ہے: اللہ تعالی اس کا رخ جہنم سے پھیر کر جنت کی طرف کریں گے، اسے ایک سایہ دار درخت کی شبیہ نظر آئے گی۔ وہ کہے گا: اے میرے ربّ! مجھے اس درخت تک پہنچا دے، تاکہ میں اس کے سائے میں آرام کر سکوں۔ اللہ تعالی فرمائے گا: اگر میں ایسے کر دوں تو تو مزید کسی چیز کا سوال تو نہیں کرے گا؟ وہ کہے گا: تیری عزت کی قسم! نہیں کروں گا۔ اللہ تعالی اسے اس درخت تک پہنچا دے گا۔ اتنے میں اسے سایہ دار اور پھل دار درخت نظر آئے گا، وہ کہے گا: اے میرے ربّ! مجھے اس درخت تک آگے لے جا، تاکہ اس کا سایہ حاصل کر سکوں اور اس کا پھل کھا سکوں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اگر میں تیرا یہ مطالبہ بھی پورا کر دوں تو تو مزید سوال تو نہیں کرے گا؟ وہ کہے گا: تیری عزت کی قسم! نہیں۔ اللہ تعالی اسے وہاں تک پہنچا دے گا۔ اسے وہاں سے سائے، پھل اور پانی والے درخت کی شبیہ دکھائی دے گی، وہ کہے گا: اے میرے ربّ! مجھے اس درخت تک آگے لے جا، تاکہ اس کے سائے میں آرام کر سکوں، اس کا پھل کھا سکوں اور وہاں کا پانی پی سکوں۔ اللہ تعالی فرمائے گا: اگر میں ایسا کر دوں تو تو مزید تو کسی چیز کا مطالبہ نہیں کرے گا؟ وہ کہے گا: تیری عزت کی قسم! نہیں کروں گا۔ اللہ تعالی اسے اس درخت تک پہنچا دیں گے۔ وہاں سے اسے جنت کا دروازہ دکھائی دے گا، وہ کہے گا: اے میرے ربّ! مجھے بابِ جنت تک لے جا، تاکہ جنت کے شیڈ کے نیچے بیٹھ سکوں اور جنتیوں کو

الْـجَـنَّةَ ، قَـالَ: فَـإِذَا دَخَـلَ الْجَنَّةَ قَـالَ: هٰـذَالِـي ؟قَـالَ: فَيَـقُوْلُ اللّٰهُ ـعَزَّوَجَلَّ ـلَهٗ: تَـمَـنَّ! فَيَتَمَنّٰى ، وَيُذَكِّرُهُ اللّٰهُ:سَلْ مِنْ كَذَا وَكَذَا ، حَتّٰى إِذَا انْقَطَعَتْ بِهِ الْاَمَانِيُّ ـ قَالَ اللّٰـهُ عَـزَّوَجَلَّ: هُوَ لَكَ ، وَعَشْرَةُ اَمْثَالِهِ ـ قَـالَ: ثُـمَّ يَـدْخُـلُ الْـجَنَّةَ ، يَدْخُلُ عَلَيْـهِ زَوْجَتَـاهُ مِـنَ الْـحُوْرِ الْعِيْنِ ، فَيَقُوْلَان لَهٗ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَحْيَاكَ لَنَا ، وَاَحْيَانَا لَكَ ـ فَيَـقُـوْلُ: مَـا اُعْـطِـيَ اَحَدٌ مِثْلَ مَا اُعْطِيْتُ !قَـالَ: وَاَدْنٰـي اَهْـلِ النَّارِ عَذَابًا ، يُنْعَلُ مِنْ نَـارٍ بِـنَـعْـلَيْـنِ ، يَـغْلِيْ دِمَاغُهٗ مِنْ حَرَارَةِ نَعْلَيْهِ ـ)) (الصحيحة:٣٥٠٣)

دیکھ سکوں۔ اللہ تعالی اسے جنت کے دروازے کے پاس پہنچا دے گا۔ وہ جنت کے لوگوں اور نعمتوں کو دیکھے گا اور کہے گا: اے میرے رب! مجھے جنت میں داخل ہی کر دے۔ اللہ تعالی اسے جنت میں داخل کر دے گا۔ جب وہ جنت میں داخل ہو گا تو پوچھے گا: یہ جگہ میری ہے؟ اللہ تعالی فرمائے گا: تو تمنا کر۔ وہ تمنا کرے گا اور اللہ تعالی اسے یاد کرائیں گے کہ اس قسم کی نعمتوں کی آرزوئیں کرتا جا، یہاں تک کہ اس کی تمناؤں کی انتہا ہو جائے گی۔ اللہ تعالی فرمائے گا: تجھے تیری تمنا اور اس کا دس گنا مزید ملے گا۔ پھر وہ جنت میں (اپنے محل میں) داخل ہو گا، دو آہو چشم حوریں اس کے پاس آ کر کہیں گی: ہر قسم کی تعریف اس اللہ کے لیے ہے جس نے تجھے ہمارے لیے اور ہمیں تیرے لیے زندہ کیا۔ وہ کہے گا: جو کچھ مجھے ملا، یہ کسی جنتی کو نہیں دیا گیا۔ اور اہل جہنم میں سب سے کم عذاب والا وہ شخص ہو گا جسے آگ کے دو جوتے پہنائے جائیں گے اور ان کی حرارت کی وجہ سے اس کا دماغ ابلنا شروع ہو جائے گا۔"

تخريج: أخرجه مسلم: ١/ ١٢٠ ، ١٣٥ ، وأبوعوانة: ١/ ١٦٣ ، وأحمد: ٣/ ٢٧ـ والسياق لأحمد۔

شــرح:...... یہ اللہ تعالی کی رحمت کے لامتناہی خزانوں کی ایک جھلک ہے، جنت میں سب سے آخر میں جانے والے کی یہ آؤ بھگت کی جا رہی ہے اور جو خوش بخت بغیر حساب کے جنت کے وارث بنیں گے یا جو حساب کتاب کے بعد سیدھے بہشت میں داخل ہوں گے، اگر ان کے مقام و مرتبہ کا اندازہ لگانا کسی کے بس کی بات ہے تو وہ اندازہ لگا لے۔

ذرّہ برابر ایمان والا بالآخر جہنم سے نکل آئے گا

(٣٩٣٠)۔ عَـنْ اَبِـيْ سَـعِيْـدِ الْـخُـدْرِيِّ مَـرْفُـوْعًـا: ((يَخْرُجُ مِنَ النَّارِ مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِنَ الْاِيْمَانِ ـ))

(الصحيحة:٢٤٥٠)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس کے دل میں ذرا برابر ایمان ہوا اسے بھی (بالآخر) جہنم سے نکال لیا جائے گا۔"

تخريج: أخرجه الترمذي:٢٦٠١ ، وكذا النسائي:٢/ ٢٧٠ ، وأحمد:٣/ ٩٤

شــرح:...... یہ ایمان کی برکت ہے کہ بڑے سے بڑا آدمی بھی بالآخر جہنم سے نکل آئے گا، بشرطیکہ وہ شرک کا مرتکب نہ ہوا ہو، بہرحال انسان کا مقام و مرتبہ اسی میں ہے کہ وہ ایمان و ایقان کے افضل و اعلی مراتب سے متصف ہونے

کی کوشش کرے تاکہ حشر کے میدان میں پہلی دفعہ ہی کامیاب و کامران ہو کر اور جہنم سے آزاد ہو کر جنت میں داخل ہو جائے۔

جنت میں جنتی کی زندگی کی کیفیت

(۳۹۳۱)۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعًا: ((مَنْ يَّدْخُلُ الْجَنَّةَ يَنْعَمُ، لَا يَبْاَسُ، لَاتَبْلٰی ثِيَابُهٗ، وَلَا يَفْنٰی شَبَابُهٗ۔)) (الصحيحة: ۱۰۸۶)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو جنت میں داخل ہو گا، وہ (ہمیشہ) خوشحال رہے گا، کبھی بدحال نہیں ہو گا، اس کے کپڑے بوسیدہ نہیں ہوں گے اور اس کی جوانی ماند نہیں پڑے گی۔''

تخريج: رواه مسلم: ۸/ ۱٤۸، والدارمي: ۲/ ۳۳۲، وأحمد: ۲/ ۳٦۹، ٤۰۷، ٤۱٦، ٤٦۲، و الحسين المروزي في "زوائدالزهد" ١٤٥٦، وأبونعيم في "صفةالجنة" ۱٦/ ۲، وكذا المقدسي في "صفةالجنة" ۳/ ۸۳/ ۲

شرح:...... جنتی ہر وقت خوش باش اور سراسر نعمتوں میں گھرا ہوا ہو گا اور ایک بادشاہ کی حیثیت سے زندگی گزارے گا۔

جنت اور دنیا کا موازنہ

(۳۹۳۲)۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((مَوْضِعُ سَوْطِ اَحَدِكُمْ مِنَ الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا، وَقَرَاَ: ﴿فَمَن زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ وَ مَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ﴾ (آل عمران :۱۸۵)) (الصحيحة:۱۹۷۸)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جنت میں ایک کوڑے کی جگہ دنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔'' پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿پس جو شخص آگ سے ہٹا دیا جائے اور جنت میں داخل کر دیا جائے، بیشک وہ کامیاب ہو گیا اور دنیوی زندگی تو صرف دھوکے کی جنس ہے۔﴾ (سورۂ آل عمران: ۱۸۵)

تخريج: أخرجه الترمذي: ۳۰۱۷، ۳۲۸۸، والدارمي: ۲/ ۳۳۲۔ ۳۳۳، والحاكم: ۲/ ۲۹۹، وأحمد: ۲/ ٤۳۸

شرح:...... اس کا مطلب یہ ہوا کہ ہم دنیوی مال و دولت کے حصول کے لیے جتنی کوشش کرتے ہیں، اخروی نجات کے حصول کے لیے اس سے سوگنا زیادہ کاوش کرنی چاہیے۔

جنتی لوگوں کا ہمیشہ بیدار رہنا

(۳۹۳۳)۔ قَالَ ﷺ: ((اَلنَّوْمُ اَخُوْ الْمَوْتِ، وَلَا يَنَامُ اَهْلُ الْجَنَّةِ۔)) رُوِيَ مِنْ حَدِيْثِ جَابِرٍ، وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ اَوْفٰی۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''نیند، موت کی ہی ایک قسم ہے اور (یہی وجہ ہے کہ) جنت والے نہیں سوئیں گے۔''
یہ حدیث حضرت جابر اور حضرت عبداللہ بن ابو اوفی رضی اللہ عنہما سے

(الصحيحة:١٠٨٧) مروی ہے۔

تخریخ: (١)۔ أما حدیث جابر؛ فأخرجه مسندًا تمام الرازی فی "الفوائد": ٤/ ٧٩/ ١، والعقیلی فی "الضعفاء": صـ ٢٢١، وابن عدی فی "الکامل": ق ٢٢١/ ٢، وابو نعیم فی "الحلیة": ٧/ ٩٠، و "صفة الجنة": ق ١٢٨/ ٢، والضیاء المقدسی فی "صفة الجنة": ٣/ ٨٤/ ١، وابو الحسن الحربی فی "الحربیات": ٢/ ٤٧/ ١، وابو الشیخ فی "تاریخ اصبهان": صـ ١٥٧، ١٩٢، والبزار فی "مسنده": صـ ٣١٨ من زوائده

(٢)۔وأما حدیث ابن ابی اوفی؛ فأخرجه أبو نعیم فی "صفة الجنة"

شرح :...... جنتی ہر وقت بیدار رہ کر جنت کی نعمتوں سے لطف اندوز ہوتے رہیں گے۔

جنت کی وسعت

(٣٩٣٤)۔ عَنْ اَنَسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَدْخُلُ اَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ، فَيَبْقٰى مِنْهَا مَاشَاءَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ، فَيُنْشِئُ اللّٰهُ تَعَالٰى لَهَا۔يَعْنِي۔ خَلْقًا حَتّٰى يَمْلَأَهَا۔)) (الصحيحة:٢٥٤٠)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جنتی لوگ جنت میں داخل ہو جائیں گے اور جب تک اللہ چاہے گا وہ وہاں ٹھہریں گے، (ابھی تک جنت کے بعض مقامات خالی ہوں گے، اس لیے) اللہ تعالی نئی مخلوق پیدا کر کے ان کو بھر دے گا۔''

٢٥٤٠ :تخریج: أخرجه الأمام أحمد: ٣/ ١٥٢، وأخرجه البخاری: ٧٣٨٤، ومسلم: ٨/ ١٥٢

شرح :...... بے شمار لوگ جنت میں داخل ہوں گے اور ہر ایک کو وسیع و عریض جاگیر ملے گی، لیکن پھر بھی جنت کا بعض حصہ خالی رہ جائے گا۔ اس لیے اللہ تعالی ایک نئی مخلوق کو پیدا کر کے اس کی کو پورا کر دے گا۔

جنت کی نصف آبادی فرزندانِ امتِ محمدیہ پر مشتمل ہوگی

(٣٩٣٥)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِيْ قُبَّةٍ فَقَالَ: ((اَتَرْضَوْنَ اَنْ تَكُوْنُوْا رُبُعَ اَهْلِ الْجَنَّةِ؟)) قُلْنَا: نَعَمْ، فَقَالَ: ((اَتَرْضَوْنَ اَنْ تَكُوْنُوْا ثُلُثَ اَهْلِ الْجَنَّةِ؟)) فَقُلْنَا :نَعَمْ۔ فَقَالَ: ((أَتَرْضَوْنَ اَنْ تَكُوْنُوْا شَطْرَ اَهْلِ الْجَنَّةِ؟)) قُلْنَا: نَعَمْ۔ قَالَ: ((وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ! اِنِّيْ لَاَرْجُوْ اَنْ تَكُوْنُوْا نِصْفَ اَهْلِ الْجَنَّةِ،

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک خیمے میں تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم اس بات پہ راضی ہو کہ تمھیں جنت کا چوتھائی حصہ مل جائے؟'' ہم نے کہا: جی ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم جنت کے تیسرے حصے پر راضی ہو جاؤ گے؟'' ہم نے کہا: جی ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم اس بات پر راضی ہو جاؤ گے کہ تمھیں جنت کا نصف حصہ مل جائے؟'' ہم نے کہا: جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں

وذٰلِكَ اَنَّ الْجَنَّةَ لَا يَدْخُلُهَا اِلَّا نَفْسٌ مُسْلِمَةٌ، وَمَا اَنْتُمْ فِي اَهْلِ الشِّرْكِ اِلَّا كَالشَّعْرَةِ الْبَيْضَاءِ فِي جِلْدِ الثَّوْرِ الْاَسْوَدِ، اَوْكَالشَّعْرَةِ السَّوْدَاءِ فِي جِلْدِ الثَّوْرِ الْاَحْمَرِ)) (الصحيحة:٨٤٩)

محمد (ﷺ) کی جان ہے! مجھے امید ہے کہ تمھیں جنت کا نصف حصہ ملے گا، (اتنا وسیع حصہ ملنے کی) وجہ یہ ہے کہ جنت میں صرف مسلمان داخل ہوں گے اور تم میں شرک کرنے والے لوگوں کا تناسب اتنا ہی ہے جتنا کہ کالے رنگ کے بیل کی جلد میں سفید بال یا سرخ رنگ کے بیل کی جلد میں کالے بال کا ہوتا ہے۔

تخريج: أخرجه البخاري: ٨/ ٩٣۔نهضة، ومسلم: ١/ ١٣٩، والترمذي: ٣/ ٣٣٠، وابن ماجه: ٢/ ٥٧٣، و الطحاوي في"المشكل": ١/ ١٥٤۔١٥٦، وأحمد: ١/ ٣٨٦، ٤٣٧، ٤٤٥، وأبونعيم: ٤/ ١٥٢

شرح: ...... اس میں نبی کریم ﷺ کی امت کی فضیلت کا بیان ہے، جن کی تعداد جنت میں سب سے زیادہ ہوگی۔ نیز آپ ﷺ کی امت میں مشرکین کی تعداد کم ہوگی۔

سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((اَهْلُ الْجَنَّةِ عِشْرُوْنَ وَمِائَةُ صَفٍّ، ثَمَانُوْنَ مِنْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ وَاَرْبَعُوْنَ مِنْ سَائِرِ الْاُمَمِ۔)) (ترمذی، ابن ماجہ) ......"(اللہ تعالی کے حساب اور ترتیب کے مطابق) اہل جنت کی ایک سو بیس (۱۲۰) صفیں ہوں گی، اسی (۸۰) ہماری امت (کے افراد) کی ہوں گی اور چالیس باقی امتوں (کے لوگوں) کی۔

اہل جنت کی خوش عیشی کی ایک جھلک

(٣٩٣٦)۔ عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ: ((اِنَّ اَهْلَ الْجَنَّةِ يَاْكُلُوْنَ فِيْهَا وَيَشْرَبُوْنَ، وَلَا يَتْفُلُوْنَ، وَلَا يَبُوْلُوْنَ، وَلَا يَتَغَوَّطُوْنَ، وَلَا يَمْتَخِطُوْنَ۔)) قَالُوْا: فَمَا بَالُ الطَّعَامِ؟ قَالَ: ((جُشَاءٌ وَرَشْحٌ كَرَشْحِ الْمِسْكِ، يُلْهَمُوْنَ التَّسْبِيْحَ وَالتَّحْمِيْدَ، كَمَا يُلْهَمُوْنَ النَّفَسَ۔)) (الصحيحة: ٣٥٢٠)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: "بے شک جنتی لوگ (قسما قسم کے ماکولات) کھائیں گے اور (نوع بنوع مشروبات) پئیں گے، لیکن وہ نہ تھوکیں گے، نہ پیشاب کریں گے، نہ پائخانہ کریں گے اور نہ ناک سنکیں گے۔" صحابہ نے عرض کیا: کھانے کا کیا بنے گا (یعنی وہ کیسے ہضم ہوگا)؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "بس ایک ڈکار ہوگا (یعنی ڈکار سے کھانا ہضم ہو جائے گا)، ان کے پسینے کی (خوشبو) کستوری کی مانند ہوگی اور ان کے اندر (اللہ تعالی کی) تسبیح و تکبیر (کا ورد) سانس کی طرح ڈال دیا جائے گا۔"

تخريج: هو من حديث جابر، وله عنه طرق:

الأولى: عن أبي سفيان عن جابر: فأخرجه مسلم: ٨/ ١٤٧، و ابن حبان: ٧٣٩٢، و أحمد: ٣/ ٣١٦، ولأبي داود: ٤٧١٤

الثانية: عن أبي الزبير أنه سمع جابربن عبدالله: فأخرجه مسلم: ٨/ ١٤٧، وأحمد: ٣/ ٣٤٩ و ٢٨٤، وكذا الدارمي: ٢/ ٣٣٥

الثالثة: عن ماعز التيمي عن جابر بن عبدالله: فأخرجه أحمد: ٣/ ٣٥٤

شرح:...... سبحان اللہ! جنت کتنا عظیم عشرت کدہ ہے، وہ واقعی متاعِ عظیم ہے، وہ مومنوں کے اعمالِ صالحہ کا صلہ ہے، اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ایسے وسائل و ذرائع سے ہمکنار فرمائے کہ جن کی روشنی میں بہشت تک رسائی حاصل کی جا سکے۔

(٣٩٣٧)۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:((إِنَّ أَوَّلَ زُمْرَةٍ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ: عَلٰى صُوْرَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ، وَالَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ: عَلٰى أَشَدِّ كَوْكَبٍ دُرِّيٍّ فِي السَّمَاءِ إِضَاءَةً، لَا يَبُوْلُوْنَ، وَلَا يَتَغَوَّطُوْنَ، وَلَا يَمْتَخِطُوْنَ، وَلَا يَتْفُلُوْنَ، أَمْشَاطُهُمُ الذَّهَبُ، وَرَشْحُهُمُ الْمِسْكُ وَمَجَامِرُهُمُ الْأُلُوَّةُ، وَأَزْوَاجُهُمُ الْحُوْرُ الْعِيْنُ، أَخْلَاقُهُمْ عَلٰى خُلُقِ رَجُلٍ وَاحِدٍ، عَلٰى صُوْرَةِ أَبِيْهِمْ۔ آدَمَ، سِتُّوْنَ ذِرَاعًا فِي السَّمَاءِ۔)) (الصحيحة: ٣٥١٩)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پہلا طائفہ جو جنت میں داخل ہو گا، ان کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی طرح (چمکتے) ہوں گے۔ پھر ان کے بعد داخل ہونے والوں کے چہرے، آسمان پر سب سے زیادہ روشن ستارے کی طرح ہوں گے، وہ پیشاب کریں گے نہ پاخانہ، وہ تھوکیں گے نہ ناک سنکیں گے، ان کی کنگھیاں سونے کی، ان کا پسینہ کستوری (کی طرح خوشبودار) ہو گا اور ان کی انگیٹھیوں میں (جلانے کے لیے) خوشبودار لکڑی ہوگی، ان کی بیویاں موٹی آنکھوں والی حوریں ہوں گی، سب (جنتی لوگ) ایک ہی آدمی کی ساخت پر اپنے باپ آدم (علیہ السلام) کی شکل وصورت پر ہوں گے، بلندی (قد) میں وہ ساٹھ (۶۰) ہاتھ ہوں گے (جیسے حضرت آدم تھے)۔''

تخريج: أخرجه البخاري: ٣٣٢٧، ومسلم: ٨/ ١٤٦، وابن ماجه: ٤٣٣٣، وابن حبان: ٧٣٩٤، والبغوي في "شرح السنة": ٤٣٧٣

شرح:...... اب ہم پست قد ہیں اور اپنے پست قد کو ہی حسن کی علامت سمجھتے ہیں، آج کل سات آٹھ فٹ کے قد آور اور تین چار فٹ کے پست قد لوگوں کو خوبصورت نہیں سمجھا جاتا۔ یہ صرف ہمارا ماحول ہی ہے جس نے ہمیں یہ ذہنیت دی ہے، وگرنہ جنتی لوگوں کا قد ساٹھ ہاتھ ہو گا، جو کہ حسن کا شاہکار ہو گا، اس حقیقت کو جنت میں پہنچ کر ہی بھانپا اور جانچا جا سکتا ہے، اللہ تعالیٰ ہم کو جنت کا وارث بنا دے۔

جنت کا گھوڑا

(٣٩٣٨)۔ عَنْ اَبِي اَيُّوْبَ، قَالَ: اَتَی النَّبِيَّ ﷺ اَعْرَابِيٌّ، فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنِّي اُحِبُّ الْخَيْلَ، اَفِي الْجَنَّةِ خَيْلٌ؟ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنْ اُدْخِلْتَ الْجَنَّةَ، أُتِيْتَ بِفَرَسٍ مِنْ يَاقُوْتَةٍ لَهُ جَنَاحَانَ، فَحُمِلْتَ عَلَيْهِ، ثُمَّ طَارَبِكَ حَيْثُ شِئْتَ۔)) (الصحيحة:٣٠٠١)

حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک بدو نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! میں گھوڑے پسند کرتا ہوں، کیا جنت میں گھوڑے ہوں گے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تجھے جنت میں داخل کر دیا جائے گا تو تیرے پاس یاقوت کا گھوڑا لایا جائے گا، اس کے دو پر ہوں گے، تجھے اس پر سوار کیا جائے گا اور جہاں تو چاہے گا وہ پرواز کر کے تجھے وہیں لے جائے گا۔''

تخریج: أخرجه الترمذي: ٢٥٤٧، والطبراني: ٤/ ٢١٥/ ٤٠٧٥، وعنه أبونعيم في "صفة الجنة" ٢٦١/ ٤٢٣

شرح:...... واقعی کسی انسان کا دماغ یہ تصور ہی نہیں کر سکتا ہے کہ جنت میں پائے جانے والی نعمتوں کی ایسی ویسی کیفیت ونوعیت ہوگی۔ خون اور گوشت سے مرکب گھوڑے تو ہمارے ہاں بھی پائے جاتے ہیں، لیکن جنت کا گھوڑا یاقوت کا ہوگا اور حیرانی کی بات ہے کہ اس کے دو پر بھی ہوں گے، جن کے ذریعے وہ پرواز کرے گا۔

مومن کی تسکین کے لیے اس کی اولاد کا اکرام

(٣٩٣٩)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَفَعَهُ اِلَی النَّبِيِّ ﷺ: ((اِنَّ اللّٰهَ لَيَرْفَعُ ذُرِّيَّةَ الْمُؤْمِنِ اِلَيْهِ فِي دَرَجَتِهِ، وَاِنْ كَانُوْا دُوْنَهُ فِي الْعَمَلِ، لِتَقَرَّ بِهِمْ عَيْنُهُ۔)) ثُمَّ قَرَأَ: ﴿وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِاِيْمَانٍ﴾ (الطور:٦١) الآية، ثُمَّ قَالَ: ((وَمَا نَقَصْنَا الْاٰبَاءَ مَا أَعْطَيْنَا الْبَنِيْنَ۔)) (الصحيحة: ٢٤٩٠)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''بیشک اللہ تعالی مومن کو خوش کرنے کے لیے اس کی اولاد کو جنت میں اس کے درجے تک پہنچا دے گا، اگرچہ ان کے عمل (اس درجہ سے) کم ہوں گے۔'' پھر آپ ﷺ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی: ﴿اور جو لوگ ایمان لائے اور ان کی اولاد نے بھی ایمان میں ان کی پیروی کی﴾ (سورۂ طور:۲۱) اور پھر فرمایا: ''ہم نے بیٹوں کو انعامات سے نواز کر ان کے آباء کی نعمتوں میں کوئی کمی نہیں کی۔''

تخریج: أخرجه البزار: ص ٢٢١، وابن عدی: ق ٢٧٠/ ١، والبغوی فی "التفسير": ٨/ ٨٢۔ منار،

شرح:...... یہ بھی اللہ تعالی کا احسان ہے کہ اولاد کے اعمال کی مقدار والدین سے کم ہوگی۔ لیکن والدین کو مزید سکون مہیا کرنے کے لیے ان کی اولاد کو انہی کا مقام عطا کیا جائے گا۔

صدقے اور قرضے کا اجر وثواب

(٣٩٤٠)۔ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ: ((دَخَلَ رَجُلٌ الْجَنَّةَ فَرَاٰى عَلٰى بَابِهَا مَكْتُوْبًا: الصَّدَقَةُ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا، وَالْقَرْضُ بِثَمَانِيَةَ عَشَرَ۔))

(الصحيحة: ٣٤٠٧)

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایک آدمی جنت میں داخل ہوا اور دیکھا کہ اس کے ایک دروازے پر (یہ عبارت) لکھی ہوئی تھی: صدقے کا ثواب دس گنا اور قرضے کا ثواب اٹھارہ گنا ہے۔''

تخريج: أخرجه الطبراني في "المعجم الكبير": ٨/ ٢٩٧/ ٧٩٧٦، والبيهقي في "الشعب": ٣/ ٢٨٤/ ٣٥٦٤

شرح:...... معلوم ہوا کہ اعمال کے اجر وثواب کی فہرست جنت کے دروازوں پر آویزاں ہے، مومن اسے دیکھ کر خوش ہوں گے کہ یہی اعمال ہیں، جو انہوں نے سرانجام دیے اور اللہ تعالی ان کا اجر وثواب دیتے ہوئے انکو جنت کا وارث بنا دے گا۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ قرضہ دینے کا ثواب صدقے سے زیادہ ہے۔ لہٰذا ہمیں چاہیے کہ جہاں ہم صدقہ کرنے کا اہتمام کرتے ہیں تو وہاں ثواب کی نیت سے قرض بھی دے دیا کریں، جیسا کہ حدیث نبوی ہے کہ بنو اسرائیل کا ایک آدمی فوت ہونے لگا، جب فرشتے اس کے پاس آئے تو انہوں نے پوچھا: اے اللہ کے بندے! بتا تو نے کوئی نیک عمل کیا تھا؟ اس نے جواب دیا: مجھے تو یاد نہیں ہے کہ میں نے اپنی زندگی میں کوئی نیک کام کیا ہو۔ فرشتوں نے کہا: اے اللہ کے بندے! ذرا سوچ لے، شاید تو نے کوئی نیک عمل کیا ہو۔ جب وہ سوچنے لگا تو اسے صرف ایک عمل یاد آیا جو اس نے اپنی زندگی میں کیا تھا۔ اس نے کہا ہاں مجھے صرف ایک نیک عمل یاد آیا ہے، وہ یہ ہے کہ میں دنیا میں کپڑا بیچا کرتا تھا تو جو خریدار غریب ہوتا تھا میں اسے معاف کر دیتا تھا اور جو امیر ہوتا تھا میں اس ادھار دے دیتا تھا۔ جب اللہ تعالی کو اسکا یہ عمل پیش کیا گیا تو اللہ نے کہا: بس میرے اس بندے کو جنت میں داخل کر دو۔

سلیمان بن بریدہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ((مَنْ أَنْظَرَ مُعْسِراً فَلَهُ بِكُلِّ يَوْمٍ مِثْلُهُ صَدَقَةٌ۔)) قَالَ: ثُمَّ سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ: ((مَن أَنْظَرَ مُعْسِراً، فَلَهُ بِكُلِّ يَوْمٍ مِثْلَيْهِ صَدَقَةٌ۔)) قُلْتُ: سَمِعْتُكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! تَقُوْلُ: ((مَنْ أَنْظَرَ مُعْسِراً، فَلَهُ بِكُلِّ يَوْمٍ مِثْلُهُ صَدَقَةٌ۔)) ثُمَّ سَمِعْتُكَ تَقُوْلُ: ((مَنْ أَنْظَرَ مُعْسِرا، فَلَهُ بِكُلِّ يَوْمٍ مِثْلَيْهِ صَدَقَةٌ؟)) قَالَ: ((لَهُ بِكُلِّ يَوْمٍ صَدَقَةً قَبْلَ أَن يَحِلَّ الدَّيْنُ، فَإِذَا حَلَّ الدَّيْنَ فَأَنْظَرَهُ فَلَهُ بِكُلِّ يَوْمٍ مِثْلَيْهِ صَدَقَةٌ۔)) (صحيحه: ٨٦)...... یعنی: ''جس نے کسی تنگ دست کو مہلت دی تو اسے ہر روز (قرض کی مقدار) کی مثل صدقہ کرنے کا ثواب ملے گا۔'' اس کے بعد آپ ﷺ کو یوں فرماتے سنا: ''جس نے کسی تنگ دست کو مہلت دی تو اسے ہر روز اس (مقدار) کے دو گنا ثواب ملے گا۔'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول میں نے آپ کو پہلے یوں فرماتے سنا: ''جس نے کسی تنگ دست کو مہلت دی تو اسے ہر روز اسی (مقدار) کی مثل صدقہ کرنے کا ثواب ملے گا۔'' اور پھر یوں: ''جس نے کسی

تنگ دست کو مہلت دی تو اسے ہر روز اس (مقدار) کے دوگنا ثواب ملے گا؟'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''قرض کی ادائیگی کی تاریخ سے پہلے تک اسے ہر روز (اسی مقدار کے بقدر) صدقہ کرنے کا ثواب ملے گا، اور جب (وعدے کے مطابق) قرض واجب الادا ہوا اور اس نے پھر مہلت دے دی، (تو ایسی صورت میں) اسے (اس مقدار) سے دوگناہ زیادہ ثواب ملے گا۔''

اگرچہ آج کل لوگ قرضہ لے کر وعدہ خلافی کی انتہا کر دیتے ہیں، بہرحال ایسی صورت میں قرضہ دینے والے کو اللہ تعالیٰ کی رحمت کا امیدوار بن کر وقت گزارنا چاہئے، اس سے بڑا انعام اور احسان کیا ہوسکتا ہے کہ آپ نے ایک لاکھ روپیہ قرض دیا، وعدے سے پہلے روزانہ ایک ایک لاکھ اور معاہدے کی مدت ختم ہونے کی صورت میں دو دو لاکھ روپے صدقہ کرنے کا ثواب ملتا رہے۔

کون سے سعادت مند اپنی آنکھوں کی وجہ سے آتشِ دوزخ سے محفوظ رہیں گے؟

(٣٩٤١)۔ قَالَ ﷺ: ((ثَلَاثَةٌ لَا تَرٰى اَعْيُنُهُمُ النَّارَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ: عَيْنٌ بَكَتْ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ، وَعَيْنٌ حَرَسَتْ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ، وَعَيْنٌ غَضَّتْ عَنْ مَحَارِمِ اللّٰهِ۔)) رُوِيَ مِنْ حَدِيْثِ مُعَاوِيَةَ بْنِ حَيْدَةَ، وَعَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ، وَاَبِي رَيْحَانَةَ، وَاَبِيْ هُرَيْرَةَ، وَاَنَسِ بْنِ مَالِكٍ۔ (الصحيحة: ٢٦٧٣)

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''تین افراد کی آنکھیں روزِ قیامت آگ کو نہیں دیکھیں گی: وہ آنکھ جو اللہ کے ڈر سے رو پڑی، وہ آنکھ جس نے اللہ کے راستے میں پہرہ دیا اور وہ آنکھ جس نے اللہ تعالیٰ کے حرام کردہ امور سے چشم پوشی کی۔'' یہ حدیث حضرت معاویہ بن حیدہ، حضرت عبد اللہ بن عباس، حضرت ابو ریحانہ، حضرت ابو ہریرہ اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہم سے مروی ہے۔

تخريج: روى من حديث معاوية بن حيدة، وعبدالله بن عباس، وأبى ريحانة، وأبى هريرة، وأنس بن مالك

(١) أما حديث معاوية بن حيدة: أخرجه الخلعي في "الفوائد": ق١٠١/ ١، وابن عساكر في "التاريخ": ٣/ ٢٩٧/ ١

(٢) وأما حديث ابن عباس: فجاء من وجهين: الأول: أخرجه الترمذي: ١٦٣٩، و البيهقي: ١/ ٤٨٨/ ٧٩٦، والمزي في "التهذيب": ١٢/ ٥٢٥

الثاني: عن أبي الفرج بن المسلمة في "مجلس من الأمالي": ١٢٠/ ١_٢

(٣) وأما حديث أبي ريحانة: أخرجه ابن أبي شيبة في "المصنف": ٧/ ١٥٨/ ٢_١٥٩/ ١، وعنه ابن أبي عاصم في "الجهاد": ق٨٦/ ٢، وأحمد: ٤/ ١٣٤، والحاكم: ٢/ ٨٣، وعنه البيهقي: ٩/ ١٤٩

(٤) وأما حديث أبي هريرة: فأخرجه الحاكم: ٢/ ٨٢، وعنه البيهقي: ١/ ٤٨٨/ ٧٩٥، و البخاري

في "الكنى": ٥٠/ ٤٣٦، وعبد بن حميد في "المنتخب": ٣/ ٢٠٨/ ١٤٤٥، والبزار: ٢/ ٢٢٦٢/ ١٦٥٩

(٥) وأما حديث أنس: أخرجه أبو يعلى في "مسنده": ٧/ ٣٠٧، ومن طريقه الضياء المقدسي في "المختارة": ق١٣١/ ١، والطبراني في "الأوسط": ٢/ ٥٤/ ١/ ٥٩٠٨، وأبو نعيم في "الحلية": ٧/ ١١٩

شرح:...... آنکھ اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے، اس کے بغیر دنیا اور دنیا کی آسائشیں اندھیر ہیں۔ اگر شریعت کی روشنی میں آنکھ کا استعمال کیا جائے تو یہ نعمت جنت کے حصول کا بہت بڑا سبب بن سکتی ہے۔

جنتی حوروں کا نغمہ

(٣٩٤٢)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ مَرْفُوْعًا: ((إِنَّ الْحُوْرَ فِي الْجَنَّةِ يَتَغَنَّيْنَ يَقُلْنَ: نَحْنُ الْحُوْرُ الْحِسَانُ هُدِيْنَا لِأَزْوَاجٍ كِرَامٍ)) (الصحيحة:٣٠٠٢)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جنت کی حوریں پر ترنم آواز میں یوں کہتی ہیں: ہم حسین و جمیل حوریں ہیں ہمیں اعلیٰ ظرف خاوندوں کے لیے پیدا کیا گیا ہے۔''

تخريج: أخرجه البخاري في "التاريخ الكبير" ٤/ ١/ ١٦، وابن أبي داود في "البعث والنشور" رقم۔ ٧٥، والطبراني في "الأوسط" ٦٦٤٢

اہل جنت کا ہم بستری کرنا

(٣٩٤٣)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قِيْلَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ هَلْ نَصِلُ إِلَى نِسَائِنَا فِي الْجَنَّةِ؟ فَقَالَ: ((إِنَّ الرَّجُلَ لَيَصِلُ فِي الْيَوْمِ إِلَى مِائَةِ عَذْرَاءِ۔)) (الصحيحة:٣٦٧)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہا گیا: اے اللہ کے رسول! کیا جنت میں ہمارا اپنی بیویوں سے تعلق قائم ہوگا؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''آدمی ایک دن میں ایک سو کنواری عورتوں سے صحبت کرے گا۔''

تخريج: رواه البزار في "مسنده": ٣٥٢٥۔الكشف، وأبو نعيم في "صفة الجنة": ١٦٩/ ١۔ شيخ الاسلام، والطبراني في "الصغير": ٢/ ١٢، والبزار: ٣٥٢٥، والخطيب: ١/ ٣١٧، والضياء في "صفة الجنة": ٨٢/ ٢ من طريق الطبراني، وهذا في "المعجم الصغير": ١٠٨٥۔الروض النضير، وعنه الخطيب في "التاريخ": ١/ ٣٧١

شرح:...... یہ حدیث بدکار اور جنسی بے راہ روی میں شکار لوگوں کے لیے فکر انگیز پیغام ہے کہ وہ اپنی خواہشات پر قابو پائیں تا کہ وہ حسنِ عاقبت سے ہمکنار ہوں، جہاں تمناؤں کی بدرجۂ اتم تکمیل ہوگی۔

(٣٩٤٤)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ: أَنَّهُ قِيْلَ لَهُ: أَنَطَأُ فِي الْجَنَّةِ؟ قَالَ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ سے پوچھا گیا کہ کیا ہم جنت میں (اپنی بیویوں یا حوروں سے) صحبت

((نَعَمْ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، دُحْمًا دُحْمًا، فَإِذَا قَامَ عَنْهَا رَجَعَتْ مُطَهَّرَةً بِكْرًا۔)) (الصحيحة:٣٣٥١)

کریں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! پرزور اور پرجوش انداز میں۔ جب وہ اس سے فارغ ہوگا تو وہ پھر پاک اور کنواری ہو جائے گی۔''

تخريج: أخرجه ابن حبان: ٢٦٣٣۔ ٢٦٣٤، وأبونعيم في "صفة الجنة": ٢/ ٢٣٢/ ٣٩٣، والضياء المقدسي أيضا في "صفة الجنة": ق ٨٣/ ١۔ مخطوطة الظاهرية

جنت میں داخل ہونے والی تمام خواتین کنواریاں ہوں گے

(٣٩٤٥)۔ عَنِ الْحَسَنِ، قَالَ: أَتَتْ عَجُوزٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَتْ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أُدْعُ اللّٰهَ أَنْ يُدْخِلَنِي الْجَنَّةَ۔ فَقَالَ: ((يَا أُمَّ فُلَانٍ! إِنَّ الْجَنَّةَ لَاتَدْخُلُهَا عَجُوزٌ۔)) قَالَ: فَوَلَّتْ تَبْكِي۔ فَقَالَ: ((أَخْبِرُوْهَا أَنَّهَا لَا تَدْخُلُهَا وَهِيَ عَجُوزٌ، إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَقُوْلُ: ﴿إِنَّا أَنْشَأْنَاهُنَّ إِنْشَاءً فَجَعَلْنَاهُنَّ أَبْكَارًا۔ عُرُبًا أَتْرَابًا﴾)) اَلْوَاقِعَةُ:٣٥، ٣٦، ٣٧۔ (الصحيحة:٢٩٨٧)

حضرت حسن رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک بوڑھی عورت نبی کریم ﷺ کے پاس آئی اور کہا: اے اللہ کے رسول! اللہ تعالی سے دعا کرو کہ وہ مجھے جنت میں داخل کر دے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ام فلاں! کوئی بوڑھی عورت جنت میں داخل نہیں ہوگی۔'' وہ روتے ہوئے واپس چل پڑی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اسے بتلا دو کہ وہ اس بڑھاپے کی حالت میں جنت میں داخل نہیں ہوگی، کیونکہ اللہ تعالی نے فرمایا: ﴿ہم نے ان کی بیویوں کو خاص طور پر بنایا ہے۔ اور ہم نے انھیں کنواریاں بنا دیا ہے۔ جو محبت والیاں اور ہم عمر ہیں﴾ (سورۂ واقعہ: ۳۵،۳۶،۳۷) (یعنی بوڑھی خاتون جوان ہو کر جنت میں جائے گی)۔''

تخريج: أخرجه الترمذي في "الشمائل المحمدية": ٢/ ٣٩۔ بشرحه، وعنه البغوي في "التفسير": ٨/ ١٤، وأبو الشيخ في "أخلاق النبي ﷺ": ٧٨/ ١٨٢۔ بترقيمي، والبيهقي في "البعث": ٢/ ٦٨/ ١، والبغوي في "الأنوار": ١/ ٢٥٨/ ٢٢٠

شرح:...... ان کا یہ کنوارا پن ہمیشہ برقرار رہے گا، جیسا کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ سے پوچھا گیا کہ کیا ہم جنت میں (اپنی بیویوں یا حوروں سے) صحبت کریں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ((نَعَمْ۔ وَالَّذِيْ نَفْسِي بِيَدِهِ۔ دُحْمًا دُحْمًا، فَإِذَا قَامَ عَنْهَا رَجَعَتْ مُطَهَّرَةً بِكْرًا۔)) (صحيحه: ٣٣٥١)...... ''جی ہاں، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! پرزور اور پرجوش انداز میں۔ جب وہ اس سے فارغ ہوگا تو وہ پھر پاک اور کنواری ہو جائے گی۔''

تلواریں جنت کی چابیاں ہیں

(٣٩٤٦)۔ عَنْ أَبِي بَكْرِ ابْنِ أَبِي مُوْسَى الْأَشْعَرِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي تُجَاهَ الْعَدُوِّ يَقُوْلُ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((اِنَّ السُّيُوْفَ مَفَاتِيْحُ الْجَنَّةِ۔)) فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ رَثُّ الْهَيْئَةِ: أَنْتَ سَمِعْتَ هٰذَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ؟ قَالَ: نَعَمْ، فَسَلَّ سَيْفَهُ، وَكَسَرَ غِمْدَهُ وَالْتَفَتَ إِلٰى أَصْحَابِهِ، وَقَالَ: أَقْرَأُ عَلَيْكُمُ السَّلَامَ، ثُمَّ تَقَدَّمَ إِلَى الْعَدُوِّ، فَقَاتَلَ حَتّٰى قُتِلَ۔ (الصحيحة: ٢٦٧٢)

ابوبکر بن ابوموسی اشعری بیان کرتے ہیں کہ میں نے دشمنوں کے سامنے اپنے باپ کو یہ کہتے ہوئے سنا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک تلواریں جنت کی چابیاں ہیں۔'' ایک خستہ حال آدمی نے کہا: کیا تو نے رسول اللہ ﷺ سے یہ حدیث سنی ہے؟ انھوں نے کہا: جی ہاں۔ اس نے اپنی تلوار سونت لی، میان توڑ دی اور اپنے ساتھیوں کی طرف متوجہ ہو کر کہا: تم پر سلامتی ہو۔ پھر دشمن کی طرف لپکا اور جہاد کرتے کرتے شہید ہو گیا۔

تخريج: أخرجه ابن شيبة في "مصنف": ٧/ ١٤٥/ ٢

شــرح :...... اس میں جہاد کی فضیلت وعظمت کا بیان ہے، یہ جنت میں لے جانے والا عظیم عمل ہے، اللہ تعالی ہمارے لیے ایسے اسباب مہیا کرے کہ ہم صرف اس کے دین کی سربلندی کے لیے لڑ سکیں۔

جنت کے لمبے لمبے سائے

(٣٩٤٧)۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اِنَّ فِي الْجَنَّةِ شَجَرَةً، يَسِيْرُ الرَّاكِبُ الْجَوَادُ الْمُضَمَّرُ السَّرِيْعُ مِئَةَ عَامٍ مَا يَقْطَعُهَا۔)) جَاءَ مِنْ حَدِيْثِ أَبِي سَعِيْدٍ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ، وَسَهْلِ ابْنِ سَعْدٍ، وَأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ۔ (الصحيحة: ٣٥٣٦)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جنت میں ایک درخت ایسا ہے کہ اگر تضمیر شدہ، تیز رفتار گھوڑے کا سوار بھی اس پر سو سال چلتا رہے، تب بھی اسے طے نہیں کر سکے گا۔'' یہ حدیث سیدنا ابوسعید خدری، سیدنا ابوہریرہ، سیدنا سہل بن سعد اور سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہم سے مروی ہے۔

تخريج: جاء من حديث أبي سعيد، وأبي هريرة، وسهل بن سعد، وأنس بن مالك:

(١)۔ أما حديث أبي سعيد: فأخرجه البخاري: ٦٥٥٣، ومسلم: ٨/ ١٤٤، والدّولابي في "الكنى" ١/ ١٦٠

(٢)۔ وأما حديث أبي هريرة: فأخرجه البخاري: ٤٨٨١، ومسلم: ٨/ ١٤٤، وأحمد: ٢/ ٤٨٢، وابن ماجه: ٤٣٣٥

(٣)۔ وأما حديث سهل: فيرويه أبوحازم عنه: فأخرجه البخاري: ٦٥٥٢، ومسلم: ٨/ ١٤٤، و الدّولابي: ٢/ ١٦٠، وأبونعيم: ٢٣٧/ ٤٠٥، والبيهقي: ١٦٨/ ٢٩٧

(٤)۔ وأما حديث أنس بن مالك؛ فيرويه قتادة عنه: فأخرجه البخاري: ٣٢٥١، والترمذي: ٣٢٩٣، و أحمد: ٣/ ١١٠ و ١٣٥، وأبونعيم في "صفة الجنة": ٢٣٤/ ٤٠٢، وفي "الحلية": ٩/ ٣٠، وفي "أخبار أصبهان": ٢/ ٣٠٦، والبيهقي في "البعث": ١٦٨/ ٢٩٦

شرح:...... ہمارے ہاں بارہ، چودہ، اٹھارہ مرلہ احاطہ پر گھنا سایہ کرنے والے درختوں کو بڑا پسند کیا جاتا ہے۔ اپنی اس فطرت کی روشنی میں جنت کے سایوں کے حسن کا اور ان کے پر لطف ہونے کا اندازہ کر لینا چاہیے۔

جنت کے بازار

(٣٩٤٨)۔ عَنْ اَنَسٍ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اِنَّ فِي الْجَنَّةِ لَسُوْقًا يَاْتُوْنَهَا كُلَّ جُمُعَةٍ، فِيْهِ كُثْبَانُ الْمِسْكِ فَتَهُبُّ رِيْحُ الشَّمَالِ، فَتَحْثُوْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ وَثِيَابِهِمُ الْمِسْكَ، فَيَزْدَادُوْنَ حُسْنًا وَجَمَالًا، فَيَرْجِعُوْنَ اِلٰى اَهْلِيْهِمْ، وَقَدِ ازْدَادُوْا حُسْنًا وَ جَمَالًا، فَيَقُوْلُ لَهُمْ اَهْلُوْهُمْ: وَاللّٰهِ!لَقَدِ ازْدَدْتُّمْ بَعْدَنَا حُسْنًا وَجَمَالًا، فَيَقُوْلُوْنَ: وَاَنْتُمْ وَاللّٰهِ! لَقَدِ ازْدَدْتُّمْ بَعْدَنَا حُسْنًا وَ جَمَالًا۔)) (الصحيحة: ٣٤٧١)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جنت میں ایک بازار ہوگا، لوگ ہر جمعہ کو وہاں آیا کریں گے، اس میں ڈھیروں کستوری ہوگی، پس شمال سے ہوا چلے گی جو ان کے چہروں اور کپڑوں میں کستوری کی خوشبو بکھیر دے گی، جس سے ان کے حسن و جمال میں مزید اضافہ ہو جائے گا، پس جب وہ اپنے گھر والوں کی طرف واپس آئیں گے، جب کہ ان کے حسن و جمال میں اضافہ ہو چکا ہو گا تو ان سے ان کے گھر والے کہیں گے: اللہ کی قسم! تم تو پہلے سے زیادہ حسین و جمیل لگ رہے ہو۔ اور وہ کہیں گے: اللہ کی قسم! ہمارے بعد تمھارے حسن و جمال میں بھی اضافہ ہوا ہے۔''

تخريج: أخرجه مسلم: ٨/ ١٤٥، وابن حبان: ٩/ ٢٥٦۔ ٢٥٧/ ٧٣٨٢، وابن أبي شيبة: ١٣/ ١٥٠/ ١٥٩٦٢، و أحمد: ٣/ ٢٨٤۔ ٢٨٥، وأبونعيم في "صفة الجنة": ٢٥٣/ ٤١٧، و "الحلية": ٦/ ٢٥٣، والبيهقي في "البعث": ٢٠٩/ ٤١٥، والبغوي في "شرح السنة": ١٥/ ٢٢٦۔ ٢٢٧/ ٤٣٨٩ و"التفسير": أيضا: ١/ ٧٦

جنت میں مومن کا خیمہ

(٣٩٤٩)۔ عَنْ اَبِيْ بَكْرِ بْنِ اَبِيْ مُوْسٰى بْنِ قَيْسٍ، عَنْ اَبِيْهِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((اِنَّ لِلْمُوْمِنِ فِي الْجَنَّةِ لَخَيْمَةً مِنْ لُؤْلُؤَةٍ وَاحِدَةٍ مُجَوَّفَةٍ، طُوْلُهَا سِتُّوْنَ مِيْلًا، لِلْمُوْمِنِ

ابوبکر بن ابوموسی بن قیس اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''مومن کے لیے جنت میں ایک جوف دار موتی کا خیمہ ہوگا، جس کی لمبائی بلندی میں ساٹھ میل ہوگی، اس میں مومن کے کئی گھر والے ہوں گے،

فِيْهَا اَهْلُوْنَ، يَطُوْفُ عَلَيْهِمُ الْمُؤْمِنُ، فَلَايَرٰى بَعْضُهُمْ بَعْضًا۔)) (الصحيحة:٣٥٤١)

وہ ان (سب) کے پاس جائے گا (وہ گھر ایک دوسرے سے اتنی مسافت پر ہوں گے کہ) ایک میں بسنے والے دوسرے کے مکینوں کونہیں دیکھ سکیں گے۔''

تخريج: أخرجه البخاري: ٣٢٤٣، ومسلم: ٨/ ١٤٨، وابن أبي شيبة في "المصنف": ١٣/ ١٠٥/ ١٥٨٣١، و الدارمي: ٢/ ٣٣٦، وأحمد: ٤/ ٤٠٠، ٤١١، ٤١٩، وابن أبي الدنيا في "صفة الجنة": ٩٥/ ٣١٧

شرح:...... جو والدین اپنے بیٹوں اور بیٹیوں کے خوبصورت دنیوی گھرانوں کے بارے فکر بھی کرتے ہیں اور عملی طور پر تگ و دو بھی، کیا انھوں نے اپنی اولاد کے لیے اخروی زندگی میں کامیابیوں کے بارے میں کبھی سوچا؟ اگر سوچا تو کتنی کوشش کی؟ مذکورہ بالا حدیث میں کیسے عظیم الشان جوڑوں اور عالی شان مسکنوں کا ذکر ہے۔ کیا ہماری اولاد کو یہ حق نہیں ملنا چاہئے؟ اگر ملنا چاہئے تو اس کے لیے کیا کرنا چاہئے؟ یہ فیصلہ ہم نے خود کرنا ہوگا، لیکن شریعت کی روشنی میں۔

جنت کے دروازے کی وسعت

(٣٩٥٠)۔ قَالَ ﷺ: ((اِنَّ مَا بَيْنَ مِصْرَاعَيْنِ فِيْ الْجَنَّةِ مَسِيْرَةُ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً۔)) وَرَدَ مِنْ حَدِيْثِ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ، وَمُعَاوِيَةَ بْنِ حَيْدَة، وَعُتْبَةَ بْنِ غَزْوَانَ، وَعَبْدِاللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ۔ (الصحيحة: ١٦٩٨)

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جنت کے دروازوں کے دو پٹوں کے درمیان کا فاصلہ چالیس برس کی مسافت کا ہے۔'' یہ حدیث حضرت ابوسعید خدری، حضرت معاویہ بن حیدہ، حضرت عتبہ بن غزوان اور حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہم سے مروی ہے۔

تخريج: (١)۔ أما حديث أبي سعيد الخدري: فأخرجه أحمد: ٣/ ٢٩، وأبويعلي: ١/ ٣٤٩، وأبونعيم في "صفة الجنة": ٢/ ١٢٤/ ١

(٢)۔ وأما حديث معاوية: فأخرجه أحمد: ٥/ ٣، وابن حبان: ٢٦١٨۔ موارد ووقع فيه " سبع سنين": ولعله خطأ مطبعي، وأبونعيم في "الحلية": ٦/ ٢٠٥

(٣)۔ وأما حديث عتبة بن غزوان: فأخرجه مسلم: ٨/ ٢١٥، وأحمد: ٤/ ١٧٤

(٤)۔ وأما حديث عبدالله بن سلام: فأخرجه الطبراني في "المعجم الكبير": ٦٩/ ٢٢١/ ١، وعنه الضياء في "المختارة": ٥٨/ ١٨٠/ ١

شرح:...... جبکہ جنت کے دروازوں کی کل تعداد آٹھ ہے۔

جنت کے درجات

(۳۹۵۱)۔ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اَلْجَنَّةُ مِئَةُ دَرَجَةٍ، مَا بَيْنَ كُلِّ دَرَجَتَيْنِ مَسِيْرَةُ مِئَةِ عَامٍ۔ وَقَالَ عَفَّانُ: كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ اِلَى الْاَرْضِ۔ وَالْفِرْدَوْسُ اَعْلَاهَا دَرَجَةً، وَمِنْهَا تَخْرُجُ الْاَنْهَارُ الْاَرْبَعَةُ، وَالْعَرْشُ مِنْ فَوْقِهَا، وَاِذَا سَاَلْتُمُ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى، فَاسْاَلُوْهُ الْفِرْدَوْسَ۔)) (الصحيحة: ٩٢٢)

سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جنت کے سو درجے ہیں، ہر دو درجوں کے درمیان سو سال کی مسافت ہے۔'' عفان نے اپنی روایت میں کہا: ''جتنا کہ آسمان اور زمین کے درمیان فاصلہ ہے۔ درجہ میں سب سے اعلیٰ مقام فردوس ہے، اس سے چار نہریں نکلتی ہیں، اس سے اوپر عرش ہے، جب بھی تم اللہ تعالیٰ سے سوال کرو تو فردوس کا سوال کیا کرو۔''

تخريج: أخرجه الترمذى: ٣/ ٣٢٦، والحاكم: ١/ ٨٠، وأحمد: ٥/ ٣١٦و٣٢١والسياق له، والطبرى فى "التفسير": ١٦/ ٢٩

(۳۹۵۲)۔ عَنْ عَائِشَةَ مَرْفُوْعًا: ((دَخَلْتُ الْجَنَّةَ فَرَاَيْتُ لِزَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ دَرَجَتَيْنِ۔)) (الصحيحة: ١٤٠٦)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں جنت میں داخل ہوا اور زید بن عمرو بن نفیل کے دو درجے دیکھے۔''

تخريج: رواه ابن عساكر: ٦/ ٣٣٧/ ٢

شرح:...... اس حدیث میں جنت کے درجات اور سیدنا زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ عنہ کی فضیلت و منقبت کا بیان ہے۔

جنت میں کئی جنتیں ہیں

(۳۹۵۳)۔ عَنْ اَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ: أَنَّ حَارِثَةَ بْنَ سُرَاقَةَ خَرَجَ نُظَّارًا، فَاَتَاهُ سَهْمٌ فَقَتَلَهُ، فَقَالَتْ اُمُّهُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَدْ عَرَفْتَ مَوْضِعَ حَارِثَةَ مِنِّيْ، فَاِنْ كَانَ فِيْ الْجَنَّةِ صَبَرْتُ، وَاِلَّا رَاَيْتَ مَا اَصْنَعُ! قَالَ: ((يَا أُمَّ حَارِثَةَ؟ اِنَّهَا لَيْسَتْ بِجَنَّةٍ وَاحِدَةٍ وَلٰكِنَّهَا جِنَانٌ كَثِيْرَةٌ، وَاِنَّ حَارِثَةَ لَفِيْ اَفْضَلِهَا اَوْ قَالَ: فِيْ اَعْلَى الْفِرْدَوْسِ۔)) (الصحيحة: ٨١١)

انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت حارثہ بن سراقہ رضی اللہ عنہ جاسوسی کے لیے نکلے، اچانک ایک تیر لگا اور وہ شہید ہو گئے۔ ان کی ماں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ جانتے ہیں کہ حارثہ کا میرے ہاں کیا مقام تھا، اگر وہ جنت میں ہے تو میں صبر کرتی ہوں، وگرنہ آپ دیکھیں گے کہ میں (اس کی جدائی پر) کیا کرتی ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ام حارثہ! جنت ایک نہیں ہے، بلکہ کئی جنتیں ہیں اور (تیرا بیٹا) حارثہ جنت کے افضل حصے میں یا جنۃ الفردوس میں ہے۔''

تخریج: رواه أحمد: ٣/ ١٢٤، وابن سعد: ٣/ ٥١٠، وأخرجه البخاري: ٢/ ٢٠٤، والترمذي: ٢/ ٢٠١ وزاد في آخره: ((والفردوس ربوة الجنة واوسطها وافضلها۔))

جنت کی عمارت کے اجزا

(٣٩٥٤)۔ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ مَوْقُوْفًا وَمَرْفُوْعًا: ((خَلَقَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى الْجَنَّةَ، لَبِنَةٌ مِنْ ذَهَبٍ، وَلَبِنَةٌ مِنْ فِضَّةٍ، وَمِلَاطُهَا الْمِسْكُ، فَقَالَ لَهَا: تَكَلَّمِيْ، فَقَالَتْ: ﴿قَدْ اَفْلَحَ الْمُوْمِنُوْنَ﴾ (المومنون:١)، فَقَالَتِ الْمَلَائِكَةُ: طُوْبٰى لَكِ، مَنْزِلَ الْمُلُوْكِ۔))

(الصحيحة:٢٦٦٢)

حضرت ابوسعید سے موقوفاً اور مرفوعاً دونوں طرح سے روایت ہے کہ ''اللہ تبارک وتعالی نے جنت کو پیدا کیا، (تعمیر کا انداز یہ تھا کہ) ایک اینٹ سونے کی، ایک اینٹ چاندی کی اور گارا کستوری کا تھا۔ اللہ تعالی نے اسے کہا: کلام کر۔ اس نے کہا: ﴿تحقیق مومن کامیاب ہو گئے ہیں۔﴾ (سورۂ مومنون:١) فرشتوں نے کہا: (اے جنت!) تیرے لیے خوشخبری ہو، تو تو بادشاہوں کا ٹھکانہ ہے۔''

تخریج: اخرجه البزار مرفوعا و موقوفا ..... والحديث صحيح موقوفا، والله اعلم، لكنه في حكم المرفوع، كما قال الهيثمي في "مجمع الزوائد": ١٠/ ٣٩٧: ورجال الموقوف رجال الصحيح وابوسعيد لا يقول هذا الا بتوقيف۔ (ملخصا)

شرح:...... ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿وَاِذَا رَاَیْتَ ثَمَّ رَاَیْتَ نَعِیْمًا وَّمُلْكًا كَبِیْرًا عٰلِیَهُمْ ثِیَابُ سُنْدُسٍ خُضْرٌ وَّاِسْتَبْرَقٌ﴾ (سورۂ دهر: ٢٠، ٢١) ......''وہاں جدھر بھی نگاہ ڈالو گے نعمتیں ہی نعمتیں اور ایک بڑی سلطنت کا سروسامان تمھیں نظر آئے گا۔ ان کے اوپر باریک ریشم کے سبز لباس اور اطلس و دیبا کے کپڑے ہوں گے۔'' جنتوں میں ادنی سے ادنی مسلمان کو بھی بادشاہوں کے پرتکلف اندازِ حیات سے کئی گنا اعلی و افضل طرزِ حیات نصیب ہوگا۔

جنت میں سونے کے محل

(٣٩٥٥)۔ عَنْ اَنَسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((دَخَلْتُ الْجَنَّةَ، فَاِذَا اَنَا بِقَصْرٍ مِنْ ذَهَبٍ، فَقُلْتُ: لِمَنْ هٰذَا الْقَصْرَ؟ قَالُوْا: لِشَابٍّ مِنْ قُرَيْشٍ، فَظَنَنْتُ اَنِّيْ اَنَا هُوَ، فَقُلْتُ: وَمَنْ هُوَ؟ فَقَالُوْا: لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، قَالَ: فَلَوْلَا مَاعَلِمْتُ مِنْ غَيْرَتِكَ

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں جنت میں داخل ہوا، اچانک سونے کا ایک محل دیکھا۔ میں نے پوچھا: یہ محل کس کا ہے؟ انھوں نے کہا: ایک قریشی جوان کا ہے۔ مجھے خیال تھا کہ یہ میرا ہی ہوگا (کیونکہ میں قریشی ہوں)۔ بہرحال میں نے پوچھا: وہ قریشی کون ہے؟ انھوں نے کہا: یہ عمر بن خطاب (رضی اللہ عنہ) کا ہے۔'' پھر

لَـدَخَـلْتُـهُ۔)) فَقَالَ عُمَرُ: عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَغَارُ؟! (الصحيحة: ۱٤٢٣)

آپ نے فرمایا: ''عمر! اگر تیری غیرت وحمیت کا مسئلہ نہ ہوتا تو میں اس میں ضرور داخل ہو جاتا۔'' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا میں آپ پر غیرت کھا سکتا ہوں؟!

تخریج: أخرجه الترمذي: ٢/ ٢٩٣، وابن حبان: ٢١٨٨، وأحمد: ٣/ ١٠٧ و ١٧٩

شرح: ...... چونکہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اپنے اہل وعیال کے سلسلے میں حد درجہ غیرت مند تھے۔ یہ غیرت کا ہی تقاضا ہوتا ہے کہ آدمی چاہتا ہے کہ کوئی غیر محرم اس کے گھر میں اس کی اجازت کے بغیر نہ گھسے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا فاروقِ اعظم کے اسی وصف کا خیال رکھا، لیکن ان کی اس غیرت وحمیت سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم مستثنیٰ تھے۔

طوبیٰ کیا ہے؟

(۳۹۵٦)۔ عَـنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَـالَ: ((طُوْبٰى شَجَرَةٌ فِي الْجَنَّةِ، مَسِيْرَةُ مِئَةِ عَامٍ، ثِيَابُ اَهْلِ الْجَنَّةِ تَخْرُجُ مِنْ اَكْمَامِهَا۔)) (الصحيحة: ١٩٨٥)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''طوبیٰ'' جنت میں ایک درخت کا نام ہے، اس (کے سائے) کی مسافت سو سال ہے اور جنتیوں کے کپڑے اس کی کلیوں کے غلاف سے تیار کئے گئے ہیں۔''

تخریج: أخرجه أحمد: ٣/ ٧١، وابن جرير في "تفسيره": ١٣/ ١٠١، وابن حبان: ٢٦٢٥

دنیوی و جنتی چیزوں میں مشابہت کس چیز میں ہے؟

(۳۹۵۷)۔ عَـنِ ابْـنِ عَبَّـاسٍ مَـوْقُـوْفًـا: ((لَيْسَ فِي الْجَنَّةِ شَيْءٌ يُشْبِهُ مَا فِي الدُّنْيَا اِلَّا الْاَسْمَاءَ۔)) (الصحيحة: ٢١٨٨)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جنت میں جتنی چیزیں ہیں، صرف ناموں میں ان کی دنیوی چیزوں سے مشابہت ہے (نہ کہ حقیقت میں)۔

تخریج: رواه أبونعيم في "صفة الجنة": ٢/ ٢١، ٢، والضياء المقدسي في "المختارة": ٥٩/ ١٩٨/ ٢

شرح: ...... لیکن چیزوں کی خاصیات میں جو فرق پایا جاتا ہے، کوئی ذہن اس کا فیصلہ تو درکنار، اس کا تصور ہی نہیں کر سکتا۔ جیسا کہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: اَعْدَدْتُ لِعِبَادِيَ الصَّالِحِيْنَ مَا لَا عَيْنٌ رَاَتْ وَلَا اُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلٰى قَلْبِ بَشَرٍ، وَاقْرَأُوْا اِنْ شِئْتُمْ: ﴿فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ جَزَآءً بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ۔﴾ (السجدة: ١٧)) (بخاري: ٣٢٤٤، مسلم: ٢٨٢٤) ...... ''اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں نے اپنے نیک بندوں کے لیے ایسی نعمتیں تیار کی ہیں، جو نہ کسی آنکھ نے دیکھی ہیں، نہ کسی کان نے سنی ہیں اور نہ کسی انسان کے دل میں ان کا خیال گزرا ہے اور اگر تم چاہو تو (اس کی تصدیق کے لیے) یہ آیت پڑھ لو: کوئی نفس نہیں جانتا کہ ان کے عملوں کے بدلے میں ان کی آنکھوں کی

ٹھنڈک کا کیا کیا سامان چھپا کر رکھا گیا ہے۔‘‘

جنت کے درختوں کے کانٹوں کی جگہ رنگا رنگ کے کھانے ہوں گے

(۳۹۵۸)۔ عَنْ عُتْبَةَ بْنِ عَبْدِ السُّلَمِيِّ، قَالَ: كُنْتُ جَالِسًا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَجَاءَ اَعْرَابِيٌّ فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اَسْمَعُكَ تَذْكُرُ شَجَرَةً فِي الْجَنَّةِ لَا اَعْلَمُ فِي الدُّنْيَا اَكْثَرَ شَوْكًا مِنْهَا، يَعْنِي الطَّلْحَ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((فَاِنَّ اللّٰهَ يَجْعَلُ مَكَانَ كُلِّ شَوْكَةٍ مِثْلَ خُصْيَةِ التَّيْسِ الْمَلْبُوْدِ، الْمَخْصِيِّ، فِيْهَا سَبْعُوْنَ لَوْنًا مِنَ الطَّعَامِ لَا يَشْبَهُ لَوْنُهُ لَوْنَ الْآخَرِ۔)) (الصحيحة: ٢٧٣٤)

حضرت عتبہ بن عبد سلمی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا، ایک بدو آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے آپ کو جنت کے ببول یا کیکر نامی درخت کا تذکرہ کرتے سنا ہے، میرا خیال ہے کہ وہ تو ہمارے ہاں سب سے زیادہ کانٹوں والا درخت ہے (ان کے چبھنے سے تو بڑی تکلیف ہوتی ہے تو جنت میں ایسے درخت کا کیا تک ہے)؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’اللہ تعالی اس کے ہر کانٹے کے بدلے خصی بکرے کے خصیہ کی طرح کی ایک چیز پیدا کرے گا، اس میں ستر رنگ کے کھانے ہوں اور ہر ایک کا رنگ دوسرے کے رنگ سے مشابہ نہیں ہوگا۔‘‘

تخریج: أخرجه الطبرانی فی "الكبير": ١٧/ ١٣٠/ ٣١٨، وفی "مسند الشاميين". ص ٩١

شرح:...... جنت اور دنیا میں پائی جانے والی چیزوں کے نام تو ایک ہیں، لیکن کیفیت و نوعیت میں جو فرق اور امتیاز ہے، دنیا میں اس کا تصور نہیں کیا جا سکتا ہے۔

فردوس، جنت کا اعلی و افضل حصہ ہے

(۳۹۵۹)۔ عَنْ سَمُرَةَ مَرْفُوْعًا: ((اَلْفِرْدَوْسُ رَبْوَةُ الْجَنَّةِ، وَهِيَ اَوْسَطُهَا وَاَحْسَنُهَا۔)) (الصحيحة: ٢٠٠٣)

حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’فردوس تو جنت کا ٹیلہ (اونچا مقام) ہے، وہ جنت کا اعلی و افضل اور احسن و اجمل حصہ ہے۔‘‘

تخریج: رواه ابن جرير فی "تفسيره": ١٦/ ٣٠، وأبو نعيم فی "صفة الجنة": ٢/ ٢

شرح:...... یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ نے تعلیم دی کہ جب جنت کا سوال کرو تو جنت الفردوس کا مطالبہ کیا کرو۔

نبوی منبر کے پائے جنت میں نصب تھے
وادیٔ بطحان جنت کے باغیچے پر ہے

(۳۹۶۰)۔ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعًا: ((مِنْبَرِيْ هٰذَا عَلٰى تُرْعَةٍ مِنْ تُرَعِ الْجَنَّةِ۔)) (الصحيحة: ٢٣٦٣)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’میرا یہ منبر جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازے پر ہے۔‘‘

تخريج: أخرجه أحمد: ٢/ ٣٦٠ و ٤٥٠، وابن سعد: ١/ ٢٥٣

شرح: ...... جب سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے یہ روایت بیان کی تو انھوں نے پوچھا: کیا تم جانتے ہو کہ ''تُرْعَة'' کیا ہے؟ انھوں نے کہا: جی ہاں، اس کے معانی دروازے کے ہیں۔ پھر انھوں نے تصدیق کرتے ہوئے کہا: جی ہاں، اس کے معنی دروازے کے ہیں۔ (مسند احمد: ٥/ ٣٣٥، ٣٣٩، صحیحہ: ٢٣٦٣)

(٣٩٦١)۔ قَالَ ﷺ: ((قَوَائِمُ مِنْبَرِي رَوَاتِبُ فِي الْجَنَّةِ۔)) وَرَدَ مِنْ حَدِيْثِ أُمِّ سَلِمَةَ، وَأَبِي وَاقِدٍ۔ (الصحيحة: ٢٠٥٠)

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''میرے منبر کے پائے جنت میں نصب ہیں۔'' یہ حدیث حضرت ام سلمہ اور حضرت ابو واقد رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔

تخريج: ١۔ أما حديث أم سلمة، فأخرجه النسائي: ١/ ١١٣، وابن حبان: ١٠٣٤، وابن سعد في "الطبقات": ١/ ٢٥٣، وأبو نعيم في "الحلية": ٧/ ٢٤٨، وأحمد: ٦/ ٢٨٩، ٢٩٢، ٣١٨

٢۔ أما حديث أبي واقد، فأخرجه الحاكم ٣/ ٥٣٢

شرح: ...... فضیلۃ الشیخ محمد عطاء اللہ بھوجیانی رحمہ اللہ نے کہا: ممکن ہے کہ زمین کے جس حصے میں منبر پڑا تھا، وہ جنت سے منتقل کی گئی ہو، یا پھر اس منبر کو جنت میں منتقل کر دیا جائے گا۔ (التعليقات السلفية: ١/ ٨٠)

درج ذیل حدیث پر غور کریں:

سیدنا عبد اللہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((مَا بَيْنَ بَيْتِي وَ مِنْبَرِي رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ، وَمِنْبَرِي عَلَى حَوْضِي۔)) (بخاری: ١٨٨٨) ...... ''میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان والا (زمین کا قطعہ) جنت کے باغیچوں میں سے ایک باغیچہ ہے اور میرا منبر میرے حوض پر ہے۔''

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے کہا: علمائے کرام کے اقوال کا خلاصہ اور اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ

(١) زمین کا یہ حصہ نزولِ رحمت اور حصولِ سعادت کے اعتبار سے جنت کے باغیچے کی طرح ہے، بالخصوص آپ ﷺ کے زمانے میں۔

(٢) اس حصے میں کی جانے والی عبادت جنت کا سبب بنتی ہے۔

(٣) اس حدیث کا ظاہری مفہوم ہی مراد ہے کہ یہ قطعہ جنت کا حقیقی باغیچہ ہے اور اسے آخرت میں جنت میں منتقل کر دیا جائے گا۔

رہا مسئلہ ''اور میرا منبر میرے حوض پر ہے۔'' کا تو اس سے مراد یہ ہے کہ آپ ﷺ کا منبر حوض پر نصب کیا جائے گا، اکثر علما وفقہا کی یہ رائے ہے کہ اس سے مراد وہی منبر ہے، جس پر آپ ﷺ کھڑے ہو کر یہ ارشاد فرما رہے تھے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس سے مراد وہ منبر ہے، جو قیامت کے دن آپ ﷺ کے لیے رکھا جائے گا، لیکن پہلا معنی زیادہ مناسب ہے۔ (فتح الباری: ٤/ ١٢٥)

(٣٩٦٢)۔ عَنْ عَائِشَةَ مَرْفُوْعًا:((بُطْحَانُ عَلٰى تُرْعَةٍ مِنْ تُرَعِ الْجَنَّةِ۔)) (الصحيحة:٧٦٩)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''وادیٔ بطحان جنت کے باغیچوں میں سے ایک باغیچے پر ہے۔''

تخریج: رواہ ابن حیویہ فی "حدیثه": ٣/ ٨/ ١، والدیلمی: ٢/ ١/ ١٦

شرح:...... ((مِنْبَرِيْ هٰذَاعَلٰى تُرْعَةٍ مِنْ تُرَعِ الْجَنَّةِ۔)) والی حدیث میں راویٔ حدیث نے ''تُرْعَة'' کے معانی دروازے کے بیان کیے تھے۔ جبکہ لغت میں اس کے درج ذیل معانی بیان کیے گئے ہیں:

اونچی جگہ پر لگا ہوا باغیچہ، دروازہ، نہر، حوض، نہر کا دہانہ، زینہ کی سیڑھی۔

مذکورہ بالا احادیث کی توضیح سے اس حدیث کو سمجھنا آسان ہو جاتا ہے۔

زیادہ مناسب یہ ہے کہ اس باب میں مندرج روایات سمیت اس قسم کے مبہم مفہوم پر مشتمل تمام احادیث کو ظاہری معنی پر محمول کیا جائے، جیسا کہ صحابہ کرام نے یہ فرموداتِ نبوی سننے پر ہی اکتفا کیا، اور ان مقامات کی فضیلت کا بھی یہی تقاضا ہے کہ جو مفہوم بادی النظر سمجھ آتا ہے، اسے تسلیم کر لیا جائے۔

بہرحال سلف صالحین کے چند اقوال نقل کر دیے گئے ہیں، تاکہ قارئین کی تشنگی ختم ہو سکے۔

جنت کی مٹی

(٣٩٦٣)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ:قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِلْيَهُوْدِ: ((اِنِّي سَائِلُهُمْ عَنْ تُرْبَةِ الْجَنَّةِ، وَهِيَ دَرْمَكَةٌ بَيْضَاءُ۔)) فَسَأَلَهُمْ فَقَالُوْا: هِيَ خُبْزَةٌ، يَا اَبَا الْقَاسِمِ! فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَلْخُبْزَةُ مِنَ الدَّرْمَكِ))۔(الصحيحة: ١٤٣٨)

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے یہودیوں کے بارے میں فرمایا: ''میں ان سے جنت کی مٹی، جو کہ میدے کی طرح سفید ہے، کے بارے میں سوال کرتا ہوں۔'' پھر آپ نے ان سے سوال کیا۔ انھوں نے کہا: اے ابو القاسم! وہ روٹی کی مانند ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''روٹی بھی میدے کی ہی ہوتی ہے۔''

تخریج: أخرجه أحمد: ٣/ ٣٦١

شرح:...... یعنی آپ ﷺ نے یہودیوں کے جواب کی تصدیق کی۔

جنت کی کنگھی اور انگیٹھیوں میں جلنے والی لکڑی

(٣٩٦٤)۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعًا:((اَهْلُ الْجَنَّةِ اَمْشَاطُهُمُ الذَّهَبُ، وَمَجَامِرُهُمُ الْاُلُوَّةُ))۔ (الصحيحة:٢٨٦٩)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اہل جنت کی کنگھیاں سونے کی ہوں گے اور ان کی انگیٹھیوں میں (جلانے کے لیے) خوشبودار لکڑی ہوگی۔''

تخریج: رواہ الحمیدي في "مسنده": ١٨٠/ ١، ورواہ البخاري: ٣٢٤٥، ٣٢٤٦، ومسلم: ٨/ ١٤٧،

والترمذي: ٢٥٤٠، واحمد: ٢/ ٣١٢

اہل جنت کا پہلا کھانا

(٣٩٦٥)۔ عن انس، عن النبي ﷺ قال: ((اوّل شيء ياكله اهل الجنة: زيادة كبد الحوت۔)) (الصحيحة: ٣٣٠٦)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''پہلی چیز جو جنتی لوگ کھائیں گے وہ مچھلی کے جگر کا بڑھا ہوا حصہ ہوگا۔''

تخريج: رواه الطيالسي: ٢٠٥١، ومن طريقه: أبونعيم في "الحلية": ٦/ ٢٥٢ وورد من طريق حميد عن انس رضی اللہ عنہ ضمن قصه اسلام عبد الله بن سلام، وفيه قوله: ((..... وأما أول طعام أهل الجنة؛ فزيادة كبد الحوت ...۔)) رواه البخاري: ٣٣٢٩

مسلمانوں کے فوت ہونے والے نابالغ بچے اپنے والدین کی جنت کا سبب بنیں گے

(٣٩٦٦)۔ عن ابي حسان، قال: قلت لابي هريرة انه قد مات لي ابنان، فما انت محدثي عن رسول الله ﷺ بحديث تطيب به انفسنا عن موتانا؟ قال: قال ﷺ: ((نعم، صغارهم دعاميص الجنة، يتلقى احدهم اباه، او قال:ابويه، فياخذ بثوبه، او قال:بيده))كما آخذ انا بصنفة ثوبك هذا ((فلا يتناهى، اوقال: فلا ينتهي، حتى يدخله الله واياه الجنة۔)) (الصحيحة:٤٣١)

ابو حسان کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو بتایا کہ میرے دو بیٹے فوت ہو گئے ہیں، کیا آپ رسول اللہ ﷺ کی کوئی ایسی حدیث بیان کر سکتے ہیں، جس سے ہمیں اپنے فوت شدگان کے بارے میں صبر وتسلی ہو جائے؟ انھوں نے کہا: جی ہاں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''(مومنوں کے) چھوٹے بچے جنت کے کیڑے ہوں گے (یعنی بے روک ٹوک جنت میں آتے جاتے رہیں گے)۔ ایسا بچہ اپنے باپ یا اپنے والدین سے ملاقات کرے گا، اس کا ہاتھ پکڑ لے گا، جس طرح میں نے تیرے کپڑے کا کنارہ پکڑ لیا ہے، اور اسے نہیں چھوڑے گا، حتی کہ اللہ تعالی اسے اور اس کے باپ دونوں کو جنت میں داخل کر دے گا۔''

تخريج: أخرجه مسلم: ٨/ ٤١، وأحمد: ٢/ ٤٨٨، ٥١٠

شرح:...... والدین کو چاہیے کہ وہ اپنے نابالغ بچوں کی فوتگی کے موقع پر شرعی اصولوں کے مطابق صبر کریں۔

شہید کا انجام خیر

(٣٩٦٧)۔ عن المقدام بن معدي كرب، عن رسول الله ﷺ قال: ((للشهيد عند الله خصال: (١) يغفر له في اول دفعة

حضرت مقدام بن معدی کرب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''شہید کے لیے اللہ تعالی کے ہاں یہ انعامات ہیں: (۱) اس کے خون کے پہلے قطرے کے گرتے

مِنْ دَمِهِ (٢) وَيُرٰى مَقْعَدَهُ مِنَ الْجَنَّةِ (٣) وَيُحَلّٰى حِلْيَةَ الْإِيْمَان (٤) وَيُزَوَّجُاثْنَتَيْنِ وَسَبْعِيْنَ زَوْجَةً مِنَ الْحُوْرِ الْعِيْنِ (٥) وَيُجَارُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ (٦) وَيَأْمَنُ مِنَ الْفَزَعِ الْاَكْبَرِ (٧) وَيُوْضَعُ عَلٰى رَأْسِهِ تَاجُ الْوَقَارِ، الْيَاقُوْتَةُ مِنْهُ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا (٨) وَيُشَفَّعُ فِيْ سَبْعِيْنَ اِنْسَانًا مِنْ اَهْلِ بَيْتِهِ۔)) (الصحيحة:٣٢١٣)

ہی اسے بخش دیا جاتا ہے۔ (۲) وہ جنت میں اپنا ٹھکانہ دیکھ لیتا ہے۔ (۳) اسے ایمان کے زیور سے مزین کیا جاتا ہے۔ (۴) بہتر موٹی آنکھوں والی حوروں سے اس کی شادی کی جائے گی۔ (۵) اسے عذابِ قبر سے محفوظ رکھا جائے گا۔ (۶) وہ (قیامت کی) بڑی گھبراہٹ سے امن میں رہے گا۔ (۷) اس کے سر پر وقار کا تاج رکھا جائے گا، جس کا ایک موتی دنیا و مافیھا سے بہتر ہوگا اور (۸) اس کے گھر کے ستر افراد کے حق میں اس کی سفارش قبول کی جائے گی۔''

تخريج: أخرجه الترمذي: ١٦٦٣من طريق بقية، وابن ماجه: ٢٧٩٩، وأحمد: ٤/ ١٣١، والبيهقي في "الشعب": ٤/ ٢٥/ ٤٢٥٤، وابن عساكر في"التاريخ": ٥/ ٥١٧۔ والسياق لهما .

شرح:...... اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اپنے کلمے کی بلندی کے لیے جہاد کرنے کا موقع نصیب فرمائے اور شہادت کی موت سے ہمکنار کر کے مذکورہ بالا خصائص سے متصف کر دے۔ (آمین)

شہدا کی برزخی زندگی کی کیفیت اور ان کا انجامِ خیر

(٣٩٦٨)۔ عَنْ مَسْرُوْقٍ، قَالَ: سَأَلْنَا عَبْدَاللّٰهِ (بْنَ مَسْعُوْدٍ) عَنْ هٰذِهِ الْاٰيَةِ: ﴿وَلَاتَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ﴾ (آل عمران: ١٦٩) قَالَ: اَمَا إِنَّا قَدْ سَأَلْنَا عَنْ ذٰلِكَ۔ فَقَالَ: ((اَرْوَاحُ الشُّهَدَاءِ فِيْ جَوْفِ طَيْرٍ خُضْرٍ، لَهَا قَنَادِيْلُ مُعَلَّقَةٌ بِالْعَرْشِ، تَسْرَحُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ شَاءَ تْ، ثُمَّ تَأْوِيْ إِلٰى تِلْكَ الْقَنَادِيْلِ، فَاطَّلَعَ اِلَيْهِمْ رَبُّهُمْ اِطِّلَاعَةً، فَقَالَ: هَلْ تَشْتَهُوْنَ شَيْئًا؟ قَالُوْا: اَيَّ شَيْءٍ نَشْتَهِيْ وَنَحْنُ نَسْرَحُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ شِئْنَا؟ فَفَعَلَ ذٰلِكَ بِهِمْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، فَلَمَّا رَاَوْا اَنَّهُمْ لَنْ يُتْرَكُوْا مِنْ اَنْ

مسروق کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے اس آیت کے بارے میں دریافت کیا: ﴿جو لوگ اللہ کی راہ میں شہید کئے گئے ہیں ان کو ہرگز مردہ نہ سمجھیں، بلکہ وہ زندہ ہیں اور اپنے رب کے پاس سے روزیاں دیے جاتے ہیں۔﴾ (سورۂ آل عمران: ۱۶۹) انھوں نے کہا: آگاہ رہو، ہم نے اس آیت کے بارے میں سوال کیا تھا، آپ ﷺ نے یہ جواب دیا تھا: ''شہدا کی ارواح سبز پرندوں کے اندر ہوتی ہیں، ان کے لیے عرش کے ساتھ قندیلیں معلّق ہیں، وہ جہاں چاہیں جنت میں چگتے رہتے ہیں اور پھر ان قندیلوں کی طرف لوٹ آتے ہیں۔ ان کا ربّ اوپر سے دیکھ کر انھیں کہتا ہیں: (مزید) کوئی چیز چاہتے ہو؟ وہ کہتے ہیں: ہم کس چیز کی تمنا کریں، ہم تو مرضی کے مطابق جنت میں چگتے رہتے ہیں، (مزید کس چیز کا سوال کیا جائے)۔'' اللہ تعالیٰ تین دفعہ یہی

يَسْأَلُوْا، قَالُوْا: يَارَبِّ! نُرِيْدُ تَرُدُّ أَرْوَاحَنَا فِيْ أَجْسَادِنَا حَتّٰى نُقْتَلَ فِيْ سَبِيْلِكَ مَرَّةً أُخْرٰى۔ فَلَمَّا رَاٰى أَنْ لَّيْسَ لَهُمْ حَاجَةٌ تُرِكُوْا۔)) (الصحيحة: ٢٦٣٣)

عمل دہراتا ہے۔ جب وہ دیکھتے ہیں کہ انھیں (مزید) سوال کرنے پر مجبور کیا جا رہا ہے تو وہ کہتے ہیں: اے ہمارے ربّ! تو ہماری ارواح ہمارے جسموں میں لوٹا دے تاکہ تیرے راستے میں ایک دفعہ پھر شہید ہو سکیں۔ جب اللہ تعالیٰ دیکھتا ہے کہ ان کو (مزید کسی چیز کی کوئی) ضرورت نہیں ہے، تو انھیں (ان کے حال پر) چھوڑ دیتا ہے۔''

تخريج: أخرجه مسلم: ٦/ ٣٨-٣٩، والترمذي: ٣٠١٤، والدارمي: ٢/ ٢٠٦، وابن ماجه: ٢/ ١٨٥، و البيهقي في "الشعب": ٤/ ١٩-٢٠، والطيالسي: ٣٨/ ٢٩٤، وابن أبي شيبة: ٥/ ٣٠٨، وهناد في "الزهد": ١٥٤، والطبري: ٨٢٠٦

شرح:...... آیتِ مبارکہ میں جس زندگی اور رزق کا تذکرہ کیا گیا ہے، حدیث میں اس کی مکمل وضاحت کر دی گئی ہے۔ شہدا اور دوسرے مرنے والوں کی زندگی کا جو تصور ہمارے ہاں پایا جاتا ہے، اس کے حق میں قرآن و حدیث سے کوئی گنجائش نہیں نکالی جا سکتی۔ ہر کوئی مرنے کے بعد عالم برزخ میں منتقل ہو جاتا ہے، جس کا دنیا اور اہل دنیا کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ آپ ﷺ نے اس آیت کی تفسیر میں اسی چیز کی وضاحت کی ہے کہ شہدا کی زندگی سے مراد ان کا جنت میں چلنا پھرنا ہے۔

جنت کی نعمتوں کی معمولی مقدار دنیا و مافیہا پر غالب ہے

(٣٩٦٩)۔ عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِيْ وَقَّاصٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: ((لَوْ أَنَّ مَا يَقِلُّ ظُفُرًا مِمَّا فِي الْجَنَّةِ بَدَا، لَتَزَخْرَفَتْ لَهُ خَوَافِقُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ، وَلَوْ أَنَّ رَجُلًا مِّنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ اطَّلَعَ فَبَدَا أَسَاوِرُهُ، لَطَمَسَ ضَوْءُ الشَّمْسِ كَمَا تَطْمُسُ الشَّمْسُ ضَوْءَ النُّجُوْمِ۔)) (الصحيحة: ٣٣٩٦)

حضرت سعد بن ابو وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اگر جنت کی ناخن کی مقدار سے کم چیز کو (دنیا) میں ظاہر کر دیا جائے تو آسمانوں و زمینوں کے کنارے روشن ہو جائیں گے۔ اگر کوئی جنتی (دنیا میں) جھانکے اور اس کے کنگن بھی نمودار ہوں تو (ان کی تابناکی کے سامنے) سورج کی روشنی بے نور ہو جائے گی، جیسے سورج، ستارے کی روشنی کو ختم کر دیتا ہے۔''

تخريج: أخرجه الترمذي: ٢٥٤١، ونعيم بن حماد في "زوائد الزهد": ١٢٦/ ٤١٦، وأحمد: ١/ ١٦٩، ١٧١، والطبراني في "المعجم الأوسط": ٩/ ٤٠٧/ ٨٨٧٥، والبغوي في "شرح السنة": ١٥/ ٢١٤/ ٤٣٧٧

شرح:...... جو لوگ دنیوی مال و دولت کے پیچھے پڑ کر شرعی احکام سے پہلو تہی کرتے ہیں، ان کے لیے اس

حدیث میں لمحۂ فکریہ ہے۔

دنیا میں جنتی چیزیں

(٣٩٧٠)۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَيْسَ فِي الْاَرْضِ مِنَ الْجَنَّةِ اِلَّا ثَلَاثَةُ اَشْيَاءَ: غَرْسُ الْعَجْوَةِ، وَاَوَاقٍ تَنْزِلُ فِي الْفُرَاتِ كُلَّ يَوْمٍ مِنْ بَرَكَةِ الْجَنَّةِ، وَالْحَجَرُ۔)) (الصحيحة:٣١١١)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جنت کی صرف تین چیزیں اس زمین میں پائی جاتی ہیں: عجوہ کھجور کا درخت، اوقیے جو برکاتِ جنت میں سے فرات میں نازل ہوتے ہیں اور حجر اسود۔''

تخريج: أخرجه الخطيب في "التاريخ": ١/ ٥٥

شرح:...... اس حدیث کو حقیقت پر ہی محمول کیا جائے، کیونکہ عقلی اور نقلی طور پر ایسے ہونا ناممکن نہیں ہے۔ ہاں یہ علیحدہ بات ہے کہ ان سے جنتی اوصاف سلب کر لیے گئے، جیسا کہ ''جنت کی نعمتوں کی معمولی مقدار دنیا و مافیہا پر غالب ہے'' کے عنوان میں مذکورہ حدیث سے معلوم ہوتا ہے۔

حوض پر وارد ہونے والوں کی کثیر تعداد

(٣٩٧١)۔ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ، قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِي سَفَرٍ، فَنَزَلْنَا مَنْزِلًا، فَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ: ((مَا اَنْتُمْ بِجُزْءٍ مِنْ مِئَةِ اَلْفِ جُزْءٍ مِمَّنْ يَرِدُ عَلَيَّ الْحَوْضَ مِنْ اُمَّتِيْ۔)) كَمْ كُنْتُمْ يَوْمَئِذٍ؟ قَالَ: سَبْعُ مِئَةٍ اَوْ ثَمَانِ مِئَةٍ۔ (الصحيحة:١٢٣)

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے، ایک مقام پر پڑاؤ ڈالا، میں نے آپ کو یہ فرماتے سنا: ''میری امت کے جو لوگ حوض پر میرے پاس آئیں گے، تم ان کا لاکھواں (١٠٠،٠٠٠ واں) حصہ بھی نہیں ہو۔'' زید بن ارقم سے پوچھا گیا: تم لوگ اس دن کتنے تھے؟ انھوں نے کہا: سات آٹھ سو تھے۔

تخريج: أخرجه أبو داود:٥٧٤٦، والحاكم: ١/ ٧٦ وصححه، وأحمد: ٤/ ٣٦٧ و٣٦٩ و٣٧١ و٣٧٢

شرح:...... صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کا حوض، جو حشر کے میدان میں واقع ہوگا، مربع شکل کا ہے اور اس کی وسعت ایک مہینہ کی مسافت جتنی ہے، اس کا پانی دودھ اور برف سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے، اس کی مہک کستوری کی خوشبو سے زیادہ پاکیزہ ہے اور اس پر پڑے ہوئے آبخورے ستاروں کی تعداد میں ہیں، جو اس حوض کا مشروب ایک دفعہ پی لے گا، وہ کبھی بھی پیاسا نہیں ہوگا۔ جنت سے آنے والے دو پرنالے اس میں گر رہے ہیں، ایک پرنالہ سونے کا ہے اور ایک چاندی کا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حوضِ مبارک پر وارد ہونے والے سعادت مند بھاری تعداد میں ہوں گے، اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ایسے خوش نصیبوں میں شامل فرمالے۔ (آمین)

﴿ اَلْكَوْثَر ﴾ کی تفسیر اور اس کی کیفیت

(۳۹۷۲)۔ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّهُ قَرَأَ هٰذِهِ الآيَةَ: ﴿اِنَّا اَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ﴾ (الكوثر: ١) قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اُعْطِيْتُ الْكَوْثَرَ ، فَاِذَا هُوَ نَهْرٌ يَجْرِيْ (كَذَا عَلٰى وَجْهِ الْاَرْضِ) وَلَمْ يُشَقَّ شَقًّا ، فَاِذَا حَافَّتَاهُ قِبَابُ اللُّؤْلُؤِ ، فَضَرَبْتُ بِيَدِيْ اِلٰى تُرْبَتِهٖ ، فَاِذَا هُوَ مِسْكَةٌ ذَفِرَةٌ ، وَاِذَا حَصَاهُ اللُّؤْلُؤُ۔)) (الصحيحة:٢٥١٣)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے یہ آیت پڑھی: ﴿بیشک ہم نے آپ کو کوثر عطا کی ہے﴾ (سورۂ کوثر: ۱) اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے کوثر عطا کی گئی ہے، وہ ایک نہر ہے جو بغیر شق کے سطحِ زمین پر چلتی ہے، اس کے کناروں پر لولو موتیوں کے قبے ہیں، میں نے اپنا ہاتھ اس کی مٹی پر مارا تو کیا دیکھا کہ وہ تو انتہائی تیز مہکنے والی کستوری ہے اور اس کی کنکریاں لولو موتی ہیں۔''

تخریج: أخرجه أحمد: ٣/ ١٥٢ ، وابن حبان في "صحيحه": ٧/ ١٣٣/ ٦٤٣٧ ، والبزار: ٤/ ١٧٩/ ٣٤٨٨

شرح:...... امام البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ امام ابن قیم رحمہ اللہ نے (حادی الأرواح: ١/ ٢٨٦) میں کہا کہ ابن ابی الدنیا اپنی سند کے ساتھ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں: میرا خیال ہے کہ تم لوگ یہ سمجھتے ہو کہ جنت کی نہریں زمین میں لمبے کھڈوں کی طرح ہوں گی، حالانکہ معاملہ اس طرح نہیں ہے۔ جنت کی نہریں تو سطحِ زمین پر چلنے والی ہیں، ایک کنارہ لولو موتی کا ہوگا اور دوسرا یاقوت کا اور ان کی مٹی اذفر کستوری ہوگی۔ معاویہ بن قرہ نے پوچھا: اذفر کیا ہوتا ہے؟ انھوں نے کہا: اس کستوری کو کہتے ہیں جو خالص ہو اور اس میں کسی اور چیز کی آمیزش نہ ہو۔ (یعقوب بن عبید صدوق ہے، باقی سند صحیح ہے، ابن مردویہ نے اپنی تفسیر میں اس روایت کو مرفوعا پیش کیا ہے، لیکن ان کی سند میں مہدی بن حکیم ہے، جس کا ترجمہ نہیں مل سکا۔ موقوف روایت صحیح ہے، لیکن اس کا حکم مرفوع والا ہی ہے، کیونکہ ایسی بات رائے سے نہیں کہی جا سکتی۔

مسروق نے ﴿مَاءٍ مَّسْكُوْبٍ﴾ کی تفسیر کرتے ہوئے کہا کہ اس سے مراد وہ پانی ہے جو کھڈوں کے بغیر چلتا ہوگا۔

میں (البانی) کہتا ہوں: ابن مردویہ نے (الدر المنثور: ٦/ ٤٠٢) میں سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے ﴿اِنَّا اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ﴾ کی تفسیر نقل کی ہے، انھوں نے کہا کہ جنت میں ایک نہر کو کوثر کہتے ہیں، اس کی زمین میں گہرائی ستر ہزار فرسخ ہے۔

منذری نے اس قول کو ابن ابی الدنیا کی طرف منسوب کیا اور اس کے ضعف کی طرف اشارہ کیا، میں تو کہتا ہوں کہ یہ قول منکر ہے، کیونکہ اس سے سیدنا انس رضی اللہ عنہ کی روایت کی مخالفت ہو رہی ہے۔ واللہ اعلم۔ (صحیحہ: ٢٥١٣)

(۳۹۷۳)۔ عَنْ اَنَسٍ ، اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((بَيْنَا اَنَا اَسِيْرُ فِي الْجَنَّةِ ، اِذَا عَرَضَ لِيْ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''میں جنت میں چل رہا تھا، کہ ایک نہر تک جا پہنچا، اس

نَهْرٌ حَافَتَاهُ قِبَابُ اللُّؤْلُؤِ، قُلْتُ لِلْمَلَكِ: مَاهٰذَا يَا جِبْرِيْلُ؟ قَالَ: هٰذَا الْكَوْثَرُ الَّذِيْ أَعْطَاكَهُ اللّٰهُ، قَالَ: ثُمَّ ضَرَبَ بِيَدِهِ إِلٰى طِيْنِهِ، فَاسْتَخْرَجَ مِسْكًا، ثُمَّ رُفِعَتْ لِيْ سِدْرَةُ الْمُنْتَهٰى، فَرَأَيْتُ عِنْدَهَا نُوْرًا عَظِيْمًا۔)) (الصحيحة: ٣٦١٠)

کے کناروں پر لولو کے قبے تھے۔ میں نے فرشتے سے کہا: جبریل! یہ کیا ہے؟ اس نے کہا: یہ وہی نہر کوثر ہے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا کی۔'' پھر آپ نے اپنا ہاتھ اس کی مٹی پر مارا اور (مٹی کی جگہ پر) کستوری نکالی۔ ''پھر سِدْرَةُ الْمُنْتَهٰى کو میرے سامنے لایا گیا، میں نے اس کے پاس بہت زیادہ نور دیکھا۔''

تخريج: رواه البخاري: ٦٥٨١، وأبوداود: ٤٧٤٨، والترمذي: ٣٣٦٠، وأحمد: ٣/ ١٠٣، ١١٥، ١٩١، ٢٠٧، ٢٣١، ٢٦٣، ٢٨٩، وابن حبان: ٦٤٧٤، والآجري في "الشريعة": ٣٩٥، والطبراني في "تفسيره": ٣٠/ ٢٠٩، والنسائي في "الكبرى": ١١٧٠٦، وابن ابي شيبة: ١١/ ١٣٤٣٧/ ١٤٧

(٣٩٧٤)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: مَاالْكَوْثَرُ؟ قَالَ: ((ذَاكَ نَهْرٌ أَعْطَانِيْهِ اللّٰهُ، يَعْنِيْ فِي الْجَنَّةِ، أَشَدُّ بَيَاضًا مِنَ اللَّبَنِ، وَأَحْلٰى مِنَ الْعَسَلِ، فِيْهِ طَيْرٌ أَعْنَاقُهَا كَأَعْنَاقِ الْجُزُرِ۔)) قَالَ عُمَرُ: إِنَّ هٰذِهِ لَنَاعِمَةٌ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَكَلَتُهَا أَنْعَمُ مِنْهَا۔)) (الصحيحة: ٢٥١٤)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے یہ سوال کیا گیا: کوثر کیا ہے؟ آپ ﷺ نے جواب دیا: ''وہ جنت میں ایک نہر ہے جو اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا کی ہے، اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے، اس میں ایسے پرندے ہیں جن کی گردنیں اونٹوں کی گردنوں کی طرح ہیں۔'' سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: وہ تو بڑے موٹے تازے پرندے ہوں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ان کو کھانا اس سے بھی زیادہ خوشگوار ہوگا۔''

تخريج: أخرجه الترمذي: ٢/ ٨٨، وابن جرير في "التفسير": ٣٠/ ٢٠٩، وأحمد: ٣/ ٢٣٧، والمقدسي في "صفة الجنة": ٣/ ٨٥/ ١

شرح: ...... کوثر وہ جنتی نہر ہے، جو اللہ تعالیٰ محمد رسول اللہ ﷺ کو عطا کرے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں آپ ﷺ کے دستِ مبارک سے اس نہر کا پانی پینے کا موقع نصیب فرمائے۔ (آمین)

جہنم سے بچنے اور جنت میں داخلے کیلیے کون سا اندازِ زندگی اختیار کیا جائے؟

(٣٩٧٥)۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَارَأَيْتُ مِثْلَ النَّارِ نَامَ هَارِبُهَا، وَلَا مِثْلَ الْجَنَّةِ نَامَ طَالِبُهَا۔)) (الصحيحة: ٩٥٣)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ نہیں ہو سکتا ہے کہ جہنم جیسی (ہولناک) چیز سے بچنے والا سویا ہوا ہو اور یہ بھی نہیں ہو سکتا ہے کہ جنت جیسے (نعمت کدے) میں داخل ہونے والا محوِ آرام ہو۔''

تخریج:أخرجه ابن المبارك فی"الزهد": ٢٧ ، والترمذی: ٢/ ٩٩ ، وأبونعيم فی"الحلية": ٨/ ١٧٨ ، و فی "صفة الجنة": ٦/ ١ ، والبيهقی فی"الشعب": ١/ ٣٥٠/ ٣٨٨ ، والقضاعی فی"مسند الشهاب": ٦٧/ ٢ ، والسلفی فی"معجم السفر": ١٥٣/ ٢

شرح :...... یعنی جو آدمی جہنم سے آزادی حاصل کر کے جنت کو اپنے ورثے میں لینا چاہتا ہے تو وہ موت سے قبل محو آرام نہیں رہ سکتا، وہ کسی نیک عمل پر کفایت نہیں کر سکتا، بلکہ چڑھتا سورج اسے از سر نو منصوبہ بندی کا سبق دیتا ہے، وہ ماضی میں کیے گئے اپنے نیک کارناموں پر شکر ادا کر کے مستقبل میں ان سے بڑھ کر اقدام کرنا چاہتا ہے، کیونکہ نہ صرف اس نے جہنم سے دور بھاگنا ہے، بلکہ جنت تک رسائی بھی حاصل کرنا ہے۔

جنتی اور جہنمی لوگوں کی عمریں اور جسامتیں

(٣٩٧٦)۔ عَنِ الْمِقْدَامِ مَرْفُوْعًا:((مَا مِنْ اَحَدٍ يَمُوْتُ سِقْطًا وَلَا هَرِمًا ، وَاِنَّمَا النَّاسُ فِيْمَا بَيْنَ ذٰلِكَ ، اِلَّا بُعِثَ ابْنَ ثَلَاثِيْنَ سَنَةً ، فَاِنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ كَانَ عَلٰى نُسْخَةِ آدَمَ ، وَصُوْرَةِ يُوْسُفَ ، وَقَلْبِ اَيُّوْبَ ، وَمَنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ النَّارِ عُظِّمُوْا ، اَوْ فُخِّمُوْا كَالْجِبَالِ۔)) (الصحيحة: ٢٥١٢)

حضرت مقدام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: '' آدمی اپنی تخلیق کی تکمیل سے پہلے (یعنی نامکمل حالت میں) مر جائے یا انتہائی عمر رسیدہ ہو کر، اور لوگ ان دو عمروں کے درمیان ہی ہوتے ہیں، (بہرحال اسے حشر والے دن) تیس سال کی عمر (کا جوان بنا کر) اٹھایا جائے گا، اگر وہ جنتی ہوا تو حضرت آدم (علیہ السلام) کی ساخت پر، حضرت یوسف (علیہ السلام) کی صورت پر اور حضرت ایوب (علیہ السلام) کے دل پر ہوگا اور اگر جہنمی ہوا تو اس کے جسم کو پہاڑ کی مانند عظیم و جسیم بنا دیا جائے گا۔''

تخریج: أخرجه أبو القاسم هبة الله الطبری فی"الفوائد الصحاح":١/ ١٣٠/ ٢ ، والطبرانی فی"المعجم الكبير": ٢٠/ ٢٨٠/ ٦٦٣ ، وأخرجه ابو نعيم فی "صفة الجنة": ٢/ ١٣٦/ ١ بلفظ: ((يحشر الناس يوم القيامة ما بين السقط الى الشيخ الفانی وهم كأبناء ثلاث و ثلاثين۔))

شرح :...... جنتی کون ہے؟ تیس سال کی ابھرتی جوانی والا نوجوان ہوگا اور جد امجد حضرت آدم علیہ السلام کے دراز قد، حضرت یوسف علیہ السلام کے حسن تام اور حضرت ایوب علیہ السلام کے صبر و برداشت سے متصف ہوگا، غرضیکہ وہ ہر اچھی صفت میں اپنی مثال آپ ہی پیش کرے گا۔ لیکن اس نوجوان کے برعکس جہنمی کے وجود پر نگاہ ڈالیں کہ جس کی ایک داڑھ کی جسامت احد پہاڑ کے برابر ہوگی۔ (دیکھیں: صحیحہ: ١٦٠١)

(٣٩٧٧)۔ عَنْ مُجَاهِدٍ ، قَالَ: قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: اَتَدْرِيْ مَا سِعَةُ جَهَنَّمَ؟ قُلْتُ لَا۔

امام مجاہد بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے مجھے کہا: کیا تجھے جہنم کی وسعت کا علم ہے؟ میں نے کہا:

قَالَ: اَجَلْ وَاللّٰهِ مَاتَدْرِيْ، اِنَّ بَيْنَ شَحْمَةِ اُذُنِ اَحَدِهِمْ وَبَيْنَ عَاتِقِهِ مَسِيْرَةُ سَبْعِيْنَ خَرِيْفًا، تَجْرِيْ فِيْهَا اَوْدِيَةُ الْقَيْحِ وَالدَّمِ۔ قُلْتُ:اَنَهَارًا؟ قَالَ لَا، بَلْ اَوْدِيَةٌ، ثُمَّ قَالَ: اَتَدْرُوْنَ مَاسَعَةُ جَهَنَّمَ؟ قُلْتُ:لَا۔ قَالَ اَجَلْ وَاللّٰهِ مَاتَدْرِيْ۔ حَدَّثَتْنِيْ عَائِشَةُ اَنَّهَا سَاَلَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنْ قَوْلِهِ: ﴿وَالْاَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَالسَّمَاوَاتُ مَطْوِيَّاتٌ بِيَمِيْنِهِ﴾ (الزمر:٦٧۔)) فَاَيْنَ النَّاسُ يَوْمَئِذٍ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((هُمْ عَلَى جِسْرِ جَهَنَّمَ۔)) (الصحيحة:٥٦١)

نہیں۔ انھوں نے کہا: جی ہاں، اللہ کی قسم! آپ کو واقعی علم نہیں ہوگا۔ (سنو! ایک جہنمی کے) کان کی لو اور کندھے کے درمیان کا فاصلہ ستر سال کی مسافت کا ہوگا، وہاں پیپ اور خون کی وادیاں چل رہی ہوں گی۔ میں نے کہا: نہریں چلیں گی؟ انھوں نے کہا: نہریں نہیں، وادیاں۔ پھر فرمایا: کیا تجھے جہنم کی وسعت کا علم ہے؟ میں نے کہا: نہیں۔ انھوں نے کہا: جی ہاں، اللہ کی قسم! آپ کو واقعی علم نہیں ہوگا۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے مجھے بیان کیا کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے اس آیت کے بارے میں سوال کیا: ﴿اور ساری زمین قیامت کے دن اس کی مٹھی میں ہوگی اور تمام آسمان اس کے داہنے ہاتھ میں لپیٹے ہوں گے۔﴾ (سورۂ زمر: ٦٧) کہ اے اللہ کے رسول! (جب زمین و آسمان کی یہ کیفیت ہوگی تو) اس وقت لوگ کہاں ہوں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ اس وقت جہنم کے پل (یعنی پل صراط) پر ہوں گے۔''

تخريج: أخرجه أحمد: ٦/ ١١٦۔١١٧

جہنمی آدمی کی ایک ڈاڑھ کا حجم احد پہاڑ جتنا ہوگا

(٣٩٧٨)۔ عَنْ زَيْدِبْنِ اَرْقَمَ، قَالَ: ((اِنَّ الرَّجُلَ مِنْ اَهْلِ النَّارِ لَيَعْظُمُ لِلنَّارِ حَتّٰى يَكُوْنَ الضِّرْسُ مِنْ اَضْرَاسِهِ كَاُحُدٍ۔)) (الصحيحة:١٦٠١)

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جہنمی آدمی آگ کے لیے بڑا ہوتا چلا جائے گا، حتی کہ اس کی ایک ڈاڑھ احد پہاڑ کے برابر ہو جائے گی۔

تخريج: أخرجه أحمد: ٤/ ٣٦٦

وقت سے پہلے افطار کرنے والوں، کفر پر قتل ہونے والوں، زنا کرنے والوں اور اپنے بچوں کو دودھ سے محروم کرنے والی خواتین کا انجام

(٣٩٧٩)۔ عَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((اَتَانِيْ رَجُلَانِ، فَاَخَذَا بِضَبْعِيْ، فَاَتَيَا بِيْ جَبَلًا وَعْرًا۔ فَقَالَا: اِصْعَدْ، فَقُلْتُ: اِنِّيْ لَا

حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: ''میرے پاس دو آدمی آئے، انھوں نے میرا بازو پکڑا اور مجھے ایک دشوار گزار پہاڑ کے پاس لے گئے۔ انھوں نے مجھے کہا: اس پر چڑھو۔ میں نے کہا: مجھ میں

أُطِيْقُهُ. فَقَالَا: إِنَّ سَنُسْهِلُهُ لَكَ فَصَعِدْتُ حَتّٰى إِذَا كُنْتُ فِيْ سَوَاءِ الْجَبَلِ، إِذَا أَنَا بِأَصْوَاتٍ شَدِيْدَةٍ، قُلْتُ: مَا هٰذِهِ الْأَصْوَاتُ؟ قَالُوْا: هٰذَا عَوَاءُ أَهْلِ النَّارِ. ثُمَّ انْطَلَقَا بِيْ، فَإِذَا أَنَا بِقَوْمٍ مُعَلَّقِيْنَ بِعَرَاقِيْبِهِمْ، مُشَقَّقَةٌ أَشْدَاقُهُمْ، تَسِيْلُ أَشْدَاقُهُمْ دَمًا، قَالَ: قُلْتُ: مَنْ هٰؤُلَاءِ؟ قَالَ: هٰؤُلَاءِ الَّذِيْنَ يُفْطِرُوْنَ قَبْلَ تَحِلَّةِ صَوْمِهِمْ. فَقَالَ: خَابَتِ الْيَهُوْدُ وَالنَّصَارٰى.)) فَقَالَ سُلَيْمَانُ مَا أَدْرِيْ أَسَمِعَهُ أَبُوْ أُمَامَةَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَمْ شَيْءٌ مِنْ رَأْيِهِ؟!. ثُمَّ انْطَلَقَا (بِيْ)، فَإِذَا بِقَوْمٍ أَشَدَّ شَيْءٍ انْتِفَاخًا، وَأَنْتَنِهِ رِيْحًا، وَأَسْوَدِهِ مَنْظَرًا، فَقُلْتُ: مَنْ هٰؤُلَاءِ؟ فَقَالَ: هٰؤُلَاءِ قَتْلَى الْكُفَّارِ. ثُمَّ انْطَلَقَا بِيْ فَإِذَا بِقَوْمٍ أَشَدَّ شَيْءٍ انْتِفَاخًا، وَأَنْتَنِهِ رِيْحًا، كَأَنَّ رِيْحَهُمُ الْمَرَاحِيْضُ، قُلْتُ: مَنْ هٰؤُلَاءِ؟ قَالَ: هٰؤُلَاءِ الزَّانُوْنَ وَالزَّوَانِيْ. ثُمَّ انْطَلَقَا بِيْ، فَإِذَا أَنَا بِنِسَاءٍ تَنْهَشُ ثُدِيَّهُنَّ الْحَيَّاتُ. قُلْتُ: مَا بَالُ هٰؤُلَاءِ؟ قَالَ: هٰؤُلَاءِ اللَّاتِيْ يَمْنَعْنَ أَوْلَادَهُنَّ أَلْبَانَهُنَّ. ثُمَّ انْطَلَقَا بِيْ، فَإِذَا أَنَا بِغِلْمَانٍ يَلْعَبُوْنَ بَيْنَ نَهْرَيْنِ، قُلْتُ: مَنْ هٰؤُلَاءِ؟ قَالَا: هٰؤُلَاءِ ذَرَارِيُّ الْمُؤْمِنِيْنَ. ثُمَّ أَشْرَفَا بِيْ شَرَفًا، فَإِذَا أَنَا بِنَفَرٍ ثَلَاثَةٍ يَشْرَبُوْنَ مِنْ خَمْرٍ لَّهُمْ، قُلْتُ: مَنْ هٰؤُلَاءِ؟ قَالَ: هٰؤُلَاءِ جَعْفَرٌ وَزَيْدٌ وَابْنُ

تو اتنی ہمت نہیں کہ اس پر چڑھ سکوں۔ انھوں نے کہا: ہم تیرے لیے آسان کر دیں گے۔ سو میں نے چڑھنا شروع کر دیا، جب میں پہاڑ کی چوٹی پر پہنچا تو شدید قسم کی آوازیں سنائی دیں۔ میں نے پوچھا: یہ آوازیں کیسی ہیں؟ انھوں نے کہا: یہ جہنمیوں کی چیخ و پکار ہے۔ پھر وہ مجھے لے کر آگے چلے، ایک ایسے مقام پر پہنچے کہ وہاں کچھ لوگ الٹے لٹکائے گئے ہیں، ان کی باچھوں کو پھاڑا جا رہا ہے اور وہاں سے خون بہہ رہا ہے۔ میں نے کہا: یہ کون لوگ ہیں؟ انھوں نے کہا: یہ وقت سے پہلے روزہ افطار کر دینے والے لوگ ہیں۔ پھر فرمایا: یہود و نصاریٰ ناکام و نامراد ہو گئے۔''

راویٔ حدیث سلیمان کہتے ہیں: مجھے یہ علم نہ ہو سکا کہ (یہود و نصاریٰ کے متعلقہ) یہ الفاظ سیدنا ابوامامہ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کئے ہیں یا ان کے اپنے الفاظ ہیں۔

''پھر وہ دونوں مجھے لے کر آگے بڑھے، میں کیا دیکھتا ہوں کہ کچھ لوگ پھولے ہوئے ہیں، ان سے بدترین بدبو آ رہی ہے اور انتہائی سیاہ منظر پیش کر رہے ہیں۔ میں نے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں؟ انھوں نے کہا: یہ مقتول کفار ہیں۔ پھر وہ میرے ساتھ آگے بڑھے اور ایسے لوگوں کے پاس سے گزرے جو بری طرح پھولے ہوئے ہیں، ان سے بیت الخلا کی طرح کی بدترین بدبو آ رہی ہے۔ میں نے پوچھا: یہ کون لوگ ہیں؟ انھوں نے کہا: یہ زانی مرد اور عورتیں ہیں۔ پھر وہ مجھے لے کر آگے بڑھے اور ہم ایسی عورتوں کے پاس سے گزرے کہ سانپ ان کے پستانوں کو نوچ رہے ہیں۔ میں نے پوچھا: یہ عورتیں کون ہیں؟ انھوں نے کہا: یہ اپنے بچوں کو دودھ نہ پلانے والی عورتیں ہیں۔ پھر وہ مجھے لے کر آگے بڑھے، میں کیا دیکھتا ہوں کہ دو نہروں کے درمیان میں کچھ

رَوحَةَ۔ ثُمَّ اَشْرَفَا بِي شَرفًا آخرَ ، فَإِذَا اَنَا بِنَفَرٍ ثَلاثَةٍ ، قُلْتُ: مَنْ هٰؤُلاءِ؟ قَالَ: هٰذَا اِبْرَاهِيْمُ وَمُوْسٰى وَعِيْسٰى وَهُمْ يَنْتَظِرُوْنَكَ)) (الصحيحة:٣٩٥١)

بچے کھیل رہے ہیں۔ میں نے پوچھا: یہ کون ہیں؟ انھوں نے کہا: یہ مومنوں کے بچے ہیں۔ پھر وہ مجھے ایک اونچی جگہ کی طرف لے گئے، میں کیا دیکھتا ہوں کہ تین افراد شراب پی رہے ہیں۔ میں نے پوچھا: یہ کون ہیں؟ انھوں نے کہا: یہ جعفر، زید اور ابن رواحہ (رضی اللہ عنہم) ہیں۔ پھر وہ مجھے ایک اور بلند جگہ کی طرف لے گئے، وہاں ہمیں تین افراد نظر آئے۔ میں نے پوچھا: یہ کون ہیں؟ انھوں نے کہا: یہ ابراہیم، موسیٰ اور عیسیٰ (علیہم السلام) ہیں، جو آپ کے منتظر ہیں۔''

تخريج: أخرجه النسائي في"السنن الكبرى": ٤/ ٢/ ٢٤٦/ ٣٢٨٦۔ مختصرا۔، ابن خزيمة في"صحيحه" ٣/ ٢٣٧/ ١٩٨٦، وعنه ابن حبان في"الموارد": ٤٤٥/ ١٨٠٠، والحاكم: ١/ ٤٣٠ و ٢/ ٢٠٩، وعنه البيهقي: ٤/ ٢٦٦، والطبراني في"المعجم الكبير": ٧٦٦٧، والأصبهاني في"الترغيب": ٢/ ٦٠٨

شرح:...... اس حدیثِ مبارکہ میں دوزخیوں کی چیخ و پکار، وقت سے پہلے روزہ افطار کرنے والوں کی سزا، کفار مقتولین کے عذاب، زانی مردوں اور عورتوں کی سزا اور اپنے بچوں کو دودھ نہ پلانے والی عورتوں کے عذاب کا بیان ہے۔ نیز سیدنا جعفر، سیدنا زید اور سیدنا عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہم کی فضیلت ثابت ہو رہی ہے۔

آج کل ایسی عورتیں بہر حال موجود ہیں، جو مخصوص اور مذموم مقاصد کی وجہ سے اپنے بچوں کو دودھ پلانے سے گریز کرتی ہیں، حالانکہ ان کے خاوندوں کے لیے بھی کئی مسائل پیدا ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح عصر حاضر میں بدکاری بھی عام ہے، اللہ تعالی پاک حفظ و امان میں رکھے۔

تقدیر میں بنو آدم کے جنتی یا جہنمی ہونے کا فیصلہ کیا جا چکا ہے

(٣٩٨٠)۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو ، قَالَ: خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَفِي يَدِهِ كِتَابَانِ ، فَقَالَ:((اَتَدْرُوْنَ مَا هٰذَانِ الْكِتَابَانِ؟)) فَقُلْنَا: لا ، يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اِلَّا اَنْ تُخْبِرَنَا۔ فَقَالَ لِلَّذِيْ فِي يَدِهِ الْيُمْنٰى: ((هٰذَا كِتَابٌ مِنْ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ فِيْهِ اَسْمَاءُ اَهْلِ الْجَنَّةِ ، وَاَسْمَاءُ آبَائِهِمْ ، وَقَبَائِلِهِمْ ، ثُمَّ اُجْمِلَ عَلٰى آخِرِهِمْ ، فَلا يُزَادُ فِيْهِمْ ، وَلَا يُنْقَصُ مِنْهُمْ اَبَدًا۔)) ثُمَّ قَالَ لِلَّذِيْ فِي شِمَالِهِ: ((هٰذَا كِتَابٌ مِنْ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور آپ کے ہاتھ میں دو کتابیں تھیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم لوگ جانتے ہو کہ یہ کتابیں کون سی ہیں؟ ہم نے کہا: نہیں، اے اللہ کے رسول! ہاں اگر آپ بتا دیں تو ......۔ آپ نے دائیں ہاتھ میں پکڑی ہوئی کتاب کے بارے میں فرمایا: ''یہ کتاب رب العالمین کی طرف سے ہے، اس میں جنت والوں کے نام، ان کے آباء کے نام اور ان کے قبائل کے نام ہیں، پھر آخر تک ان کا اجمالاً ذکر کیا گیا، اب اس میں نہ زیادتی کی جا سکتی ہے اور نہ کمی۔'' پھر بائیں ہاتھ میں پکڑی ہوئی کتاب کی

فِيْهِ اَسْمَاءُ اَهْلِ النَّارِ ، وَاَسْمَاءُ آبَائِهِمْ ، وَقَبَائِلِهِمْ ، ثُمَّ اُجْمِلَ عَلٰى آخِرِهِمْ ، فَلَا يُزَادُ فِيْهِمْ ، وَلَا يُنْقَصُ مِنْهُمْ۔)) فَقَالَ اَصْحَابُهُ: فَفِيْمَ الْعَمَلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنْ كَانَ اَمْرٌ قَدْ فُرِغَ مِنْهُ؟ فَقَالَ: ((سَدِّدُوْا وَقَارِبُوْا ، فَاِنَّ صَاحِبَ الْجَنَّةِ يُخْتَمُ لَهُ بِعَمَلِ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَاِنْ عَمِلَ اَيَّ عَمَلٍ ، اِنَّ صَاحِبَ النَّارِ يُخْتَمُ لَهُ بِعَمَلِ اَهْلِ النَّارِ وَاِنْ عَمِلَ اَيَّ عَمَلٍ۔)) ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِيَدَيْهِ فَنَبَذَهُمَا ، ثُمَّ قَالَ: ((فَرَغَ رَبُّكُمْ مِنَ الْعِبَادِ، فَرِيْقٌ فِي الْجَنَّةِ وَ فَرِيْقٌ فِي السَّعِيْرِ۔)) (الصحيحة:٨٤٨)

بابت فرمایا: ''یہ کتاب بھی ربّ العالمین کی طرف سے ہے، اس میں جہنمیوں کے نام، ان کے آباء کے نام اور ان کے قبیلوں کے نام ہیں، پھر آخر تک ان کا اجمالاً ذکر کر دیا گیا، اب اس میں کوئی کمی بیشی نہیں ہو سکتی۔'' صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! اگر اس معاملے سے فارغ ہوا جا چکا ہے، تو عمل کا کیا مقصد ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''راہِ صواب پر چلتے رہو اور اعتدال اختیار کرو، بلاشبہ جنتی آدمی کا اختتام جنت میں لے جانے والے اعمال پر ہوگا، وہ پہلے جونسا بھی عمل کرتا رہے اور جہنمی آدمی کی زندگی کا اختتام دوزخ میں لے جانے والے اعمال پر ہوگا، وہ پہلے جونسا بھی عمل کرتا رہے۔'' پھر رسول اللہ ﷺ نے ان دو کتابوں کو پھینک دیا اور فرمایا: ''تمھارا ربّ اپنے بندوں سے فارغ ہو چکا ہے، ایک فریق جنت میں جائے گا اور دوسرا جہنم میں۔''

تخريج: أخرجه الترمذي: ٣/ ١٩٩ـ٢٠٠ ، وأحمد: ٢/ ١٦٧ ، وابن أبي عاصم في "السنة": ٣٤٨ ، وأبو نعيم في "الحلية": ٥/ ١٦٨

شرح :...... یہ دو حقیقی کتابیں تھیں جو آپ ﷺ نے اپنے صحابہ کو دکھائیں، لیکن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ان ناموں کی تفصیل کا علم نہ ہو سکا، پھر آپ ﷺ نے مطلوبہ چیز کی وضاحت کرنے کے بعد کتابوں کو عالم غیب کی طرف پھینک دیا۔ اس قسم کی احادیث سے بعض لوگ بے عملی کا استدلال کرتے ہیں کہ اللہ تعالی جو فیصلہ ہمارے بارے میں کر چکے ہیں وہ تو ہمیں تسلیم کرنا پڑے گا۔

ایسے لوگ درحقیقت تقدیر پر ایمان لانے کے تقاضے پورے نہ کر سکے، تقدیر اللہ تعالی کے علم کو کہتے ہیں، یعنی انسانیت کی تخلیق سے قبل اسے علم تھا کہ فلاں نیک ہوگا اور فلاں بد۔ اس سے یہ کیسے پتہ چلا کہ وہ نیک کو نیک بننے پر اور بد کو برا بننے پر مجبور کرتا ہے۔ اگر ایسی بات ہوتی تو قرآن و حدیث میں نیکی کی رغبت اور برائی سے نفرت دلانے اور انبیا و رسل کو بھیجنے کا کیا فائدہ ہوتا؟ اس حدیث میں صحابہ کرام نے بھی یہ اشکال پیش کیا، جواباً نبی کریم ﷺ نے عمل کی ترغیب دلائی۔ لہٰذا ہمیں چاہئے کہ ہم نیک عمل کریں اور برے عمل سے بچیں اور خاتمہ بالخیر کی دعا کریں۔

مومن کو قتل کرنا یا قتل کرنے کی کوشش کرنا سنگین جرم ہے

(٣٩٨١)۔ عَنْ اَبِيْ بَكْرَةَ ، اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ

حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے

قَالَ: ((إِذَا أَشَارَ الرَّجُلُ عَلٰى أَخِيْهِ بِالسِّلَاحِ فَهُمَا عَلٰى جُرُفِ جَهَنَّمَ، فَإِذَا قَتَلَهُ، وَقَعَا فِيْهِ جَمِيْعًا۔)) (الصحيحة:١٢٣١)

فرمایا: ''جب آدمی اپنے بھائی کی طرف کسی ہتھیار وغیرہ کے ساتھ اشارہ کر رہا ہوتا ہے تو وہ دونوں دوزخ کے کنارے پر ہوتے ہیں، اگر وہ قتل کر دیتا ہے تو دونوں جہنم میں گر جاتے ہیں۔''

تخریج: أخرجه الطيالسي في "مسنده" ١/ ٢٨٩/ ١٤٦٨ ـ ترتيبه، واخرجه مسلم واحمد بلفظ: ((اذا المسلمان حمل احدهم على اخيه السلاح فهو في جرف جهنم، فاذا قتل احدهما صاحبه دخلاها جميعا۔)) وفي حديث آخر لابي بكرة: قيل يا رسول الله! هذا القاتل: فما بال المقتول؟ قال: ((انه اراد قتل اخيه۔)) اخرجه الشيخان

شرح:...... مسلمان کو قتل کرنا سنگین جرم ہے۔ سیدنا نفیع بن حارث ثقفی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((إِذَا الْتَقَى الْمُسْلِمَانِ بِسَيْفَيْهِمَا فَالْقَاتِلُ وَالْمَقْتُوْلُ فِي النَّارِ۔)) ...... ''جب دو مسلمان اپنی اپنی تلواریں سونت کر ایک دوسرے کو مارنے کی نیت سے مقابلے میں آ جاتے ہیں تو قاتل اور مقتول دونوں جہنمی ہوتے ہیں۔'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ایک تو قاتل ہے (اس کا جہنم میں جانا سمجھ آتا ہے)، لیکن مقتول جہنمی کیوں ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((إِنَّهُ كَانَ حَرِيْصًا عَلٰى قَتْلِ صَاحِبِهِ۔)) ......''اس لیے کہ وہ بھی اپنے مقابل (دوسرے مسلمان) کو قتل کرنے کا حریص تھا۔'' (بخاری، مسلم)

مقتول صرف اس بنا پر جہنم میں داخل ہوگا کہ وہ دوسرے مسلمان کو قتل کرنے کا مصمم اور پختہ ارادہ رکھتا تھا اور اس کے لیے کوشش بھی کر رہا تھا، لیکن اللہ تعالیٰ کا کرنا کہ کامیاب نہ ہو سکا، بہر حال انجام بد سے دوچار ضرور ہوگا۔

مومنوں کا جہنم میں داخل ہونے والے بھائیوں کے حق میں اپنے ربّ سے مجادلہ
بالآخر توحید پرست گنہگار جہنم سے نکل آئیں گے
کیا صوم وصلاۃ کے پابند اور حاجی لوگ بھی جہنم میں جا سکتے ہیں؟

(٣٩٨٢)۔ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا خَلَصَ الْمُؤْمِنُوْنَ مِنَ النَّارِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَأَمِنُوْا، فَمَا مُجَادَلَةُ أَحَدِكُمْ لِصَاحِبِهِ فِي الْحَقِّ يَكُوْنُ لَهُ فِي الدُّنْيَا بِأَشَدَّ مُجَادَلَةً لَهُ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ لِرَبِّهِمْ فِيْ إِخْوَانِهِمُ الَّذِيْنَ أُدْخِلُوا النَّارَ، قَالَ: يَقُوْلُوْنَ: رَبَّنَا! إِخْوَانُنَا

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب مومن روزِ قیامت جہنم کی آگ سے آزاد ہو کر امن و اطمینان میں آ جائیں گے تو وہ دوزخ میں داخل ہونے والے اپنے بھائیوں کے بارے میں ربّ تعالیٰ سے بڑی شد و مد کے ساتھ مجادلہ کریں گے، جس طرح تم میں سے کوئی اپنے دوست کے حق کی خاطر جھگڑا کرتا ہے۔ وہ کہیں گے: اے ہمارے ربّ! ہمارے بھائی، جو ہمارے

كَانُوْا يُصَلُّوْنَ مَعَنَا، وَيَصُوْمُوْنَ مَعَنَا، وَيَحُجُّوْنَ مَعَنَا، فَادْخَلْتَهُمُ النَّارَ۔ قَالَ: فَيَقُوْلُ: اِذْهَبُوْا فَاَخْرِجُوْا مَنْ عَرَفْتُمْ، فَيَاْتُوْنَهُمْ، فَيَعْرِفُوْنَهُمْ بِصُوَرِهِمْ، لَا تَاْكُلُ النَّارُ صُوَرَهُمْ، فَمِنْهُمْ مَنْ اَخَذَتْهُ النَّارُ اِلٰى اَنْصَافِ سَاقَيْهِ، وَمِنْهُمْ مَنْ اَخَذَتْهُ اِلٰى كَعْبَيْهِ، فَيُخْرِجُوْنَهُمْ، فَيَقُوْلُوْنَ: رَبَّنَا! اَخْرَجْنَا مَنْ اَمَرْتَنَا۔ ثُمَّ يَقُوْلُ: اَخْرِجُوْا مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهٖ وَزْنُ دِيْنَارٍ مِنَ الْاِيْمَانِ، ثُمَّ مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهٖ وَزْنُ نِصْفِ دِيْنَارٍ، حَتّٰى يَقُوْلَ: مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ۔ قَالَ اَبُوْ سَعِيْدٍ: فَمَنْ لَمْ يُصَدِّقْ بِهٰذَا فَلْيَقْرَاْ هٰذِهِ الْآيَةَ ﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ وَاِنْ تَكُ حَسَنَةً يُّضَاعِفْهَا وَيُؤْتِ مِنْ لَّدُنْهُ اَجْرًا عَظِيْمًا﴾ (النساء: ٤٠)۔ قَالَ: فَيَقُوْلُوْنَ: رَبَّنَا! اَخْرَجْنَا مَنْ اَمَرْتَنَا، فَلَمْ يَبْقَ فِي النَّارِ اَحَدٌ فِيْهِ خَيْرٌ۔ ثُمَّ يَقُوْلُ اللّٰهُ: شَفَعَتِ الْمَلَائِكَةُ، وَشَفَعَ الْاَنْبِيَاءُ، وَشَفَعَ الْمُؤْمِنُوْنَ، وَبَقِيَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِيْنَ۔ قَالَ: فَيَقْبِضُ قَبْضَةً مِنَ النَّارِ۔ اَوْ قَالَ: قَبْضَتَيْنِ۔ نَاسٌ لَمْ يَعْمَلُوْا لِلّٰهِ خَيْرًا قَطُّ، قَدِ احْتَرَقُوْا حَتّٰى صَارُوْا حُمَمًا۔ قَالَ: فَيُؤْتٰى بِهِمْ اِلٰى مَاءٍ يُقَالُ لَهٗ: مَاءُ الْحَيَاةِ، فَيُصَبُّ عَلَيْهِمْ، فَيَنْبُتُوْنَ كَمَا تَنْبُتُ الْحِبَّةُ فِيْ حَمِيْلِ السَّيْلِ، فَيَخْرُجُوْنَ مِنْ اَجْسَادِهِمْ مِثْلَ اللُّؤْلُؤِ، فِيْ اَعْنَاقِهِمُ

ساتھ نماز پڑھتے تھے، روزے رکھتے تھے اور حج کرتے تھے، لیکن تو نے ان کو آگ میں داخل کر دیا ہے۔ اللہ تعالی فرمائے گا: جاؤ اور جن کو پہچانتے ہو، نکال لاؤ۔ وہ جائیں گے اور ان کے چہروں کو دیکھ کر انھیں پہچان لیں گے، کیونکہ آگ ان کے چہروں پر کوئی اثر نہیں کر سکے گی، کسی کو آگ نے پنڈلیوں کے نصف تک جلا دیا ہو گا اور کسی کو گھٹنوں تک۔ (بہرحال) وہ ان کو نکال کر لے آئیں گے اور کہیں گے: اے ہمارے ربّ! ہم ان مومنوں کو نکال لائے ہیں جن کے بارے میں تو نے حکم دیا تھا۔ پھر اللہ تعالی فرمائے گا: جس کے دل میں دینار کے بقدر ایمان ہے اسے بھی دوزخ سے نکال لاؤ......، پھر جس کے دل میں نصف دینار کے بقدر ایمان ہے اسے بھی نکال لاؤ۔ حتی کہ اللہ تعالی فرمائے گا: جس کے دل میں ذرہ برابر ایمان ہے (اسے بھی جہنم سے باہر نکال لاؤ)۔'' حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جو آدمی اس حدیث کی تصدیق نہیں کرتا، وہ یہ آیت پڑھ لے: ﴿بیشک اللہ تعالی ایک ذرہ برابر ظلم نہیں کرتا اور اگر نیکی ہو تو اسے دگنی کر دیتا ہے اور خاص اپنے پاس سے بہت بڑا ثواب دیتا ہے﴾ (سورۂ نساء: ٤٠) (حدیث مبارکہ کا بقیہ حصہ یہ ہے:) وہ کہیں گے: اے ہمارے ربّ! ہم تیرے حکم کے مطابق مومنوں کو جہنم سے نکال لائے ہیں، اب وہاں وہی رہ گیا ہے جس میں کسی قسم کی خیر و بھلائی نہیں ہے۔ اللہ تعالی فرمائے گا: فرشتوں نے سفارش کر لی، انبیا بھی سفارش کر چکے اور مومنوں نے بھی سفارش کر لی ہے، اب صرف ارحم الراحمین باقی رہ گئے ہیں۔ پھر اللہ تعالی آگ سے ایسے لوگوں کی ایک یا دو مٹھیاں بھریں گے، جنھوں نے کوئی نیک عمل نہیں کیا ہو گا اور وہ جل کر کوئلہ بن چکے ہوں گے۔ ان کو ''مَاءُ الْحَيَاة'' (آبِ حیات)

الْخَاتَمُ: عُتَقَاءُ اللّٰهِ۔ قَالَ: فَيُقَالُ لَهُمْ: اُدْخُلُوْا الْجَنَّةَ، فَمَاتَمَنَّيْتُمْ اَوْ رَاَيْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَهُوَ لَكُمْ، عِنْدِي اَفْضَلُ مِنْ هٰذَا۔ قَالَ: فَيَقُوْلُوْنَ: رَبَّنَا! وَمَا اَفْضَلُ مِنْ ذٰلِكَ؟ قَالَ: فَيَقُوْلُ: رِضَائِي عَلَيْكُمْ، فَلَا اَسْخَطُ عَلَيْكُمْ اَبَدًا)) (الصحيحة: ٢٢٥٠)

کے پاس لا کر ان پر یہ پانی بہایا جائے گا، ان کا جسم سیلاب کے بہاؤ میں اگنے والے دانے کی طرح اگے گا اور وہ لؤلؤ موتی کی طرح ہوگا، ان کی گردنوں میں "عُتَقَاءُ اللّٰه" (اللہ تعالی کے آزاد کردہ) نقش کی مہر ہوگی۔ ان سے کہا جائے گا: جنت میں داخل ہو جاؤ، تم جو آرزو کرو گے یا جو چیز دیکھو گے وہ تمھیں دے دی جائے گی اور بعض نعمتیں اس سے بھی بڑھ کر ہوں گی۔ وہ کہیں گے: اے ہمارے ربّ! وہ نعمتیں کون سی ہیں؟ اللہ تعالی فرمائے گا: میں تم پر راضی ہو گیا ہوں، کبھی ناراض نہیں ہوں گا۔"

تخريج: أخرجه الامام أحمد في "مسنده": ٢/ ٩٤، والنسائي: ٥٠١٠، وابن ماجه: ٦٠، والحديث اخرجه البخاري ومسلم مطولا

شرح:...... یہ اللہ تعالی کے ہاں سفارش کا اصول ہے کہ سب سے پہلے وہ سفارش کرنے کے لیے اجازت دے گا، پھر شفاعت ہوگی۔ کوئی اپنی مرضی نہیں کر سکے گا۔ نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ فرشتے، انبیاء، مومن اور اللہ تعالی کے نیک بندے سب اللہ تعالی کے حکم سے سفارش کریں گے، یہ عہدہ کسی ہستی، کسی خاندان اور کسی قبیلے کے ساتھ خاص نہیں ہے، جیسا کہ آجکل سمجھا جا رہا ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالی نے بار بار یہ مضمون بیان کیا ہے کہ روزِ قیامت وہی سفارش کرے گا جسے اللہ خود اجازت دے گا۔ آیۃ الکرسی ہر ایک کو یاد ہے، اگر لوگ اسی کا ترجمہ سمجھ لیں تو دین کے اس قاعدے کی سمجھ آ جائے گی۔

نیز اس حدیث میں ایمان کی فضیلت بھی بیان کی گئی ہے اور نمازی اور حاجی لوگوں کو بھی متنبہ کیا گیا ہے کہ وہ نماز، روزے اور حج کے باوجود اپنے کرتوتوں کی بنا پر جہنم میں داخل ہو سکتے ہیں۔

(٣٩٨٣)۔ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ مَرْفُوْعًا: ((اَمَّا اَهْلُ النَّارِ الَّذِيْنَ هُمْ اَهْلُهَا)) فِيْ رِوَايَةٍ: ((اَلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُ اللّٰهُ عَزَّ وَ جَلَّ اِخْرَاجَهُمْ، فَاِنَّهُمْ لَا يَمُوْتُوْنَ فِيْهَا وَلَا يَحْيَوْنَ، وَلٰكِنْ نَاسٌ اَصَابَتْهُمُ النَّارُ بِذُنُوْبِهِمْ (يُرِيْدُ اللّٰهُ عَزَّ وَ جَلَّ اِخْرَاجَهُمْ، فَاَمَاتَهُمْ اِمَاتَةً، حَتّٰى اِذَا كَانُوْ فَحْمًا اُذِنَ بِالشَّفَاعَةِ، فَجِيْءَ بِهِمْ ضَبَائِرَ، فَبُثُّوْا

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جن دوزخیوں کو جہنم سے نکالنے کا اللہ تعالی کا کوئی ارادہ نہیں ہوگا، وہ (بیچارے) نہ مریں گے اور نہ جئیں گے۔ لیکن جن جہنمیوں کو وہاں سے نکالنے کا اللہ تعالی کا ارادہ ہوگا، وہ انھیں وہاں موت دے دے گا، یہاں تک کہ وہ (جل جل کر) کوئلہ بن جائیں گے، پھر ان کے لیے سفارش کرنے کی اجازت دی جائے گی اور ان کو گروہوں کی شکل میں وہاں سے نکال کر جنت کی نہروں میں ڈال دیا جائے گا،

عَلٰی اَنْہَارِ الْجَنَّۃِ، ثُمَّ قِیْلَ: یَا اَہْلَ الْجَنَّۃِ! اَفِیْضُوْا عَلَیْہِمْ، فَیَنْبُتُوْنَ نَبَاتَ الْحَبَّۃِ تَکُوْنُ فِيْ حَمِیْلِ السَّیْلِ۔))

وہ ایسے نشوونما پائیں گے جیسے سیلاب کے بہاؤ میں دانہ اگتا ہے۔'' یعنی بہت جلد اپنے وجود میں آ جائیں گے۔

(الصحیحۃ:١٥٥١)

تخریج: أخرجه مسلم: ١/ ١١٨، وأبو عوانة: ١/ ١٨٦، والدارمي: ٢/ ٣٣١، وابن ماجه: ٢/ ٥٨٢، وأحمد: ٣/ ١١ و٧٨، والطبراني في "التفسير" ١/ ٥٥٢/ ٧٩٧

شرح:...... معلوم ہوا کہ سفارش کے لیے پہلے اللہ تعالی کی طرف سے اجازت ملے گی، پھر سفارش کرنے والے سفارش کریں گے۔ اللہ تعالی نے قرآن مجید میں یہ مضمون بار بار دوہرایا ہے۔ لیکن لوگوں نے سفارش کے لیے بعض نام نہاد اولیا کی شخصیات کا تعین کر کے بدعملی کی راہ نکالی ہوئی ہے، یہ اسلام سے متصادم عقیدہ ہے۔

اہل توحید جہنمیوں کے عذاب کی کیفیت

(٣٩٨٤)۔ عَنْ اَبِيْ سَعِیْدِ الْخُدْرِيِّ مَرْفُوْعًا: ((اِنَّ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ یُخْرِجُ قَوْمًا مِنَ النَّارِ بَعْدَ مَا لَا یَبْقٰی مِنْھُمْ فِیْہَا اِلَّا الْوُجُوْہُ، فَیُدْخِلُھُمُ اللّٰہُ الْجَنَّۃَ۔))

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالی بعض لوگوں کو جہنم سے اس وقت نکالے گا جب ان کے وجود میں سے صرف چہرے باقی رہ چکے ہوں گے اور ان کو جنت میں داخل کر دے گا۔''

(الصحیحۃ:١٦٦١)

تخریج: أخرجه عبد بن حميد في "المنتخب من المسند": ١٠٠/ ١، لكن الحديث رواه البخاري: ٤/ ٤٦٣، وذكر حديث الشفاعة بطوله، وفيه: ((فيقول الله تعالى: اذهبوا فمن وجدتم في قلبه مثقال دينار من ايمان فأخرجوه، ويحرم الله صورهم على النار......))

(٣٩٨٥)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: ((اِنَّ قَوْمًا یَخْرُجُوْنَ مِنَ النَّارِ، یَحْتَرِقُوْنَ فِیْہَا اِلَّا دَارَاتِ وُجُوْہِہِمْ، حَتّٰی یَدْخُلُوْا الْجَنَّۃَ۔))

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بعض لوگ جب جہنم سے نکالے جائیں گے تو ان کے چہرے کے علاوہ سارا وجود جل چکا ہوگا، پھر وہ جنت میں داخل ہو جائیں گے۔''

(الصحیحۃ: ٣٠٥٥)

تخریج: أخرجه أحمد: ٣/ ٣٥٥، وأخرجه مسلم: ١/ ١٢٢، وابو عوانة: ١/ ١٨٠، وفيه قصة، وأخرجه البخاري: ٦٥٥٨ مختصرا بلفظ: ((يخرج من النار بالشفاعة كانهم الثغارير ......))

مومنوں اور مشرکوں کے نابالغ بچوں کا انجام

(٣٩٨٦)۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعًا: ((اَطْفَالُ الْمُسْلِمِيْنَ فِيْ جَبَلٍ فِيْ الْجَنَّةِ يَكْفُلُهُمْ اِبْرَاهِيْمُ وَسَارَةُ حَتّٰى يَدْفَعُوْنَهُمْ اِلٰى آبَائِهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) (الصحيحة: ١٤٦٧)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مسلمانوں کے بچے جنت کے ایک پہاڑ میں رہتے ہیں، حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت سارہ علیہا السلام ان کی کفالت کرتے ہیں، روزِ قیامت انھیں ان کے آباء کے حوالے کر دیں گے۔''

تخريج: رواه أبونعيم في "أخبار أصبهان" ٢/ ٢٦٣، والديلمي: ١/ ١/ ١١٨، وابن عساكر: ١٩/ ٢١٩/ ٢، والحافظ عبد الغني في تخريج حديثه: ٧٣/ ٤٠/ ١

(٣٩٨٧)۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعًا: ((ذَرَارِيُّ الْمُسْلِمِيْنَ فِيْ الْجَنَّةِ، يَكْفُلُهُمْ اِبْرَاهِيْمُ۔)) (الصحيحة:٦٠٣)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مسلمانوں کے (نابالغ) بچے جنت میں ہیں، حضرت ابراہیم (علیہ السلام) ان کی کفالت کرتے ہیں۔''

تخريج: رواه أحمد: ٢/ ٣٢٦، وابن حبان: ١٨٢٦، وابن أبي دواد في "البعث": ٦٥/ ١٦، وأبومحمد المخلدي في "الفوائد": ٢٨٩/ ١، والحاكم: ٢/ ٣٧٠، وابن عساكر: ١١/ ٣٢٨/ ٢

(٣٩٨٨)۔ عَنْ اَبِيْ حَسَّانَ، قَالَ: قُلْتُ لِاَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّهُ قَدْ مَاتَ لِيْ اِبْنَانِ، فَمَا اَنْتَ مُحَدِّثِيْ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِحَدِيْثٍ تَطِيْبُ بِهِ اَنْفُسُنَا عَنْ مَوْتَانَا؟ قَالَ: قَالَ ﷺ: ((نَعَمْ، صِغَارُهُمْ دَعَامِيْصُ الْجَنَّةِ، يَتَلَقّٰى اَحَدُهُمْ اَبَاهُ، اَوْ قَالَ: اَبَوَيْهِ، فَيَاْخُذُ بِثَوْبِهِ، اَوْ قَالَ: بِيَدِهِ)) كَمَا آخُذُ اَنَا بِصَنِفَةِ ثَوْبِكَ هٰذَا ((فَلَا يَتَنَاهٰى، اَوْ قَالَ: فَلَا يَنْتَهِيْ، حَتّٰى يُدْخِلَهُ اللّٰهُ وَاِيَّاهُ الْجَنَّةَ۔)) (الصحيحة:٤٣١)

ابو حسان کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو بتایا کہ میرے دو بیٹے فوت ہو گئے ہیں، کیا آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی ایسی حدیث بیان کر سکتے ہیں، جس سے ہمیں اپنے فوت شدگان کے بارے میں صبر و تسلی ہو جائے؟ انھوں نے کہا: جی ہاں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''(مومنوں کے) چھوٹے بچے جنت کے کیڑے ہوں گے (یعنی بے روک ٹوک جنت میں آتے جاتے رہیں گے)۔ ایسا بچہ اپنے باپ یا اپنے والدین سے ملاقات کرے گا، اس کا ہاتھ پکڑ لے گا، جس طرح میں نے تیرے کپڑے کا کنارہ پکڑ لیا ہے، اور اسے نہیں چھوڑے گا، حتی کہ اللہ تعالی اسے اور اس کے باپ دونوں کو جنت میں داخل کر دے گا۔''

تخريج: أخرجه مسلم: ٨/ ٤١، وأحمد: ٢/ ٤٨٨، ٥١٠

(٣٩٨٩)۔ عَنْ اَبِيْ مَالِكٍ، قَالَ: سُئِلَ

حضرت ابو مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

النَّبِيُّ ﷺ عَنْ اَطْفَالِ الْمُشْرِكِيْنَ قَالَ: ((هُمْ خَدَمُ اَهْلِ الْجَنَّةِ)) سے مشرکین کے بچوں کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ جنتیوں کے خادم ہوں گے۔''

(الصحيحة: ١٤٦٨)

تخريج: رواه ابن منده في "المعرفة" ٢/ ٢٦١/ ١ معلقا

شرح:...... بالاتفاق مسلمانوں کے فوت ہونے والے نابالغ بچے جنت میں داخل ہوں گے۔ مشرکوں کے نابالغ بچوں کا انجام کیا ہوگا، یہ ایک مختلف فیہ مسئلہ ہے، جولوگ ان کے جنتی ہونے کے قائل ہیں، ان کے دلائل ملاحظہ ہوں: ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا﴾ (سورۂ اسراء: ١٥) ...... ''ہم اس وقت تک عذاب دینے والے نہیں، جب تک رسول بھیج کر (اتمام حجت نہ کر دیں)۔''

اس آیت کی روشنی میں نابالغ بچہ عذاب کا مستحق نہیں بن سکتا۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((مَا مِنْ مَوْلُوْدٍ اِلَّا يُوْلَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ، فَاَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهِ اَوْ يُمَجِّسَانِهِ ......)) (بخاری، مسلم) ...... ''ہر بچہ فطرتِ (اسلام) پر پیدا ہوتا ہے، پھر اس کے والدین اسے یہودی بناتے ہیں یا عیسائی بناتے ہیں ......۔''

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ہر بچہ مسلمان ہوتا ہے۔

سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میرے پاس دو فرشتے آئے، انھوں نے مجھے اٹھایا ......۔ وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام تھے اور ان کے اردگرد فطرت پر فوت ہونے والے بچے بھی تھے۔'' کسی صحابی نے پوچھا: کیا ان میں مشرکوں کے بچے بھی تھے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''مشرکین کے بچے بھی تھے۔'' (بخاری)

یہ حدیث اپنے مفہوم پر بین ثبوت ہے، کیونکہ اس کے مطابق مشرکوں کے بچوں کو جنت میں دیکھا گیا ہے۔

ان کے علاوہ مطلق روایات موجود ہیں جن میں بچوں کو جنتی قرار دیا گیا ہے۔

لیکن درج ذیل حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ چار افراد کا حشر کے میدان میں دوبارہ امتحان ہوگا، پھر ان کو اپنی کامیابی یا ناکامی کا علم ہوگا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((يُؤْتٰى بِاَرْبَعَةٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ: بِالْمَوْلُوْدِ، وَبِالْمَعْتُوْهِ، وَبِمَنْ مَاتَ فِي الْفَتْرَةِ، وَالشَّيْخِ الْفَانِي، كُلُّهُمْ يَتَكَلَّمُ بِحُجَّتِهِ، فَيَقُوْلُ الرَّبُّ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى لِعُنُقٍ مِنَ النَّارِ: اَبْرِزْ، فَيَقُوْلُ لَهُمْ: اِنِّي كُنْتُ اَبْعَثُ اِلٰى عِبَادِيْ رُسُلاً مِنْ اَنْفُسِهِمْ، وَاِنِّي رَسُوْلُ نَفْسِي اِلَيْكُمْ، اُدْخُلُوْا هٰذِهِ فَيَقُوْلُ مَنْ كُتِبَ عَلَيْهِ الشَّقَاءُ: يَارَبِّ! اَيْنَ نَدْخُلُهَا وَمِنْهَا كُنَّا نَفِرُّ؟ قَالَ: وَمَنْ كُتِبَ عَلَيْهِ السَّعَادَةُ يَمْضِي فَيَقْتَحِمُ فِيْهَا مُسْرِعًا، قَالَ: فَيَقُوْلُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى اَنْتُمْ لِرُسُلِي اَشَدُّ تَكْذِيْبًا وَمَعْصِيَةً، فَيَدْخُلُ هٰؤُلَاءِ الْجَنَّةَ، وَهٰؤُلَاءِ النَّارَ۔)) یہ حدیث سیدنا انس بن مالک، سیدنا ابوسعید خدری،

سیدنا معاذ بن جبل، سیدنا اسود بن سریع اور سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہم سے مروی ہے۔ (صحیحہ : ۲٤٦۸) ......"روزِ قیامت اِن چار افراد کو لایا جائے گا: بچہ، مجنون، دو رسولوں کے درمیانی وقفے میں مرنے والا اور بہت بوڑھا۔ ان میں سے ہر کوئی اپنی اپنی دلیلیں پیش کرے گا، اللہ تعالی (ان لوگوں کا امتحان لینے کے لیے) آگ کی گردن (یعنی لپٹ) سے فرمائے گا: نمایاں ہو، پھر اللہ تعالی فرمائے گا: میں اپنے بندوں میں سے ان کی طرف رسول بھیجتا رہا اور اب میں اپنا قاصد خود ہوں اور کہتا ہوں کہ (اب سب کے سب) اس آگ میں داخل ہو جاؤ۔ بدبخت لوگ کہیں گے: اے ہمارے ربّ! ہم اس میں کیسے داخل ہوں، ہم تو اس سے دور بھاگتے تھے؟ سعادت مند لوگ (اللہ کے حکم پر عمل کرتے ہوئے) چل پڑیں گے اور اس میں جلدی جلدی اور زبردستی گھسیں گے۔ اتنے میں اللہ تعالی فرمائے گا: تم (آگ میں داخل نہ ہونے والے بدبخت) لوگ میرے رسولوں کو جھٹلانے اور اس کی نافرمانی کرنے میں بڑے دلیر ہوتے۔ اب یہ جنت میں داخل ہوں گے اور یہ آگ میں۔"

امام البانی رحمہ اللہ نے کہا: اس حدیث میں جس بچے کا تذکرہ کیا گیا ہے، اس سے مراد وہ بچے ہیں، جن کے ماں باپ کافر ہوں۔ یقیناً اِس حدیث اور مذکورہ بالا احایث میں ایک اعتبار سے تناقض ہے کہ ایک طرف مشرکوں کے بچوں کو جنتی قرار دیا جا رہا ہے اور دوسری طرف ان کا حشر کے میدان میں امتحان لیا جا رہا ہے، میں نے پاکستان کے ایک محقق عالم دین کے سامنے یہ اشکال پیش کیا، انھوں نے کہا: جن احادیث سے مشرکوں کے بچوں کا جنتی ہونا ثابت ہو رہا ہے، ان سے مراد وہ بچے ہیں جو حشر کے میدان میں ہونے والے امتحان میں کامیاب ہو جائیں گے۔ واللہ اعلم بالصواب

جنت میں داخل ہونے والی عورتوں کی تعداد کم ہو گی

(۳۹۹۰)۔ عَنْ عَمَّارَةَ بْنِ خُزَيْمَةَ، قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ مَعَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ فِي حَجٍّ أَوْعُمْرَةٍ فَإِذَا نَحْنُ بِامْرَأَةٍ عَلَيْهَا حِبَائِرُ لَهَا وَ خَوَاتِيْمُ، وَقَدْ بَسَطَتْ يَدَهَا عَلَى الْهَوْدَجِ، فَقَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِي هٰذَا الشَّعْبِ إِذْ قَالَ: ((أُنْظُرُوْا هَلْ تَرَوْنَ شَيْئًا؟)) فَقُلْنَا: نَرٰى غُرْبَانًا فِيْهَا غُرَابٌ أَعْصَمُ، أَحْمَرُ الْمِنْقَارِ وَالرِّجْلَيْنِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَايَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنَ النِّسَاءِ اِلَّا مَنْ كَانَ مِنْهُنَّ مِثْلَ هٰذَا الْغُرَابِ فِي الْغُرْبَانِ۔))

عمارہ بن خزیمہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ حج یا عمرے کے موقع پر حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے تھے، اچانک ایک عورت آئی، اس نے کنگن اور انگوٹھیاں پہن کر اپنا ہاتھ کجاوے پر پھیلا رکھا تھا۔ انھوں نے کہا: ہم اسی گھاٹی میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے، آپ نے فرمایا: "ذرا دیکھو، آیا کوئی چیز نظر آ رہی ہے؟" ہم نے کہا: کوے نظر آ رہے ہیں، ان میں ایک کوا سرخ چونچ اور سرخ پیروں والا بھی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "عورتوں کی اتنی ہی تعداد جنت میں داخل ہو گی جتنی ان کووں میں اس کوے کی ہے۔"

(الصحيحة:١٨٥٠)

تخريج: رواه أحمد: ٤/ ١٩٧، ٢٠٥، وأبويعلي: ٣٤٩/ ١، وابن عساكر: ١٣/ ٢٤٥/ ١

شرح:...... حدیثِ مبارکہ کا مفہوم یہ ہے کہ جس طرح سرخ چونچ اور پنجے والے کوے کم تعداد میں ہیں بالکل اسی طرح جنت میں داخل ہونے والی عورتوں کی تعداد بھی کم ہوگی۔

جنت میں فقرا کی اور جہنم میں عورتوں کی اکثریت ہوگی

(٣٩٩١)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ مُحَمَّد ﷺ: ((اِطَّلَعْتُ فِي الْجَنَّةِ فَرَأَيْتُ أَكْثَرَ أَهْلِهَا الْفُقَرَاءَ، وَاطَّلَعْتُ فِي النَّارِ فَرَأَيْتُ أَكْثَرَ أَهْلِهَا النِّسَاءَ۔))

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کہ محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب میں نے جنت کا جائزہ لیا تو وہاں فقرا کی کثرت پائی اور جب جہنم میں دیکھا تو وہاں عورتوں کی کثرت نظر آئی۔''

(الصحيحة: ٢٥٨٦)

تخريج: أخرجه مسلم: ٨/ ٨٨، والترمذي: ٢٦٠٥، وأحمد: ١/ ٢٢٤

شرح:...... اس میں فقرا کی فضیلت ومنقبت اور عورتوں کے لیے وعید وتہدید کا بیان ہے، لہٰذا فقرا ومساکین کو چاہئے کہ وہ اپنے منصب کا خیال رکھیں کہ یہ صرف ان کا امتیاز ہے کہ ان کی اکثریت جنت میں داخل ہوگی۔عورتوں کے زیادہ جہنم میں جانے کی ایک بڑی وجہ دوسری احادیث میں یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ لعن طعن زیادہ کرتی ہیں اور اپنے خاوندوں کی ناشکری کرتی ہیں۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((وَإِنِّي رَأَيْتُكُنَّ أَكْثَرَ أَهْلِ النَّارِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، تُقَرِّبْنَ إِلَى اللّٰهِ بِمَا اسْتَطَعْتُنَّ۔)) (صحيحه: ٣١٤٢) ...... ''(عورتو!) میں نے قیامت کے دن کو تمہاری اکثریت آگ میں دیکھی، اس لیے (اعمالِ صالحہ کی) جتنی استطاعت رکھتی ہو، اس کے مطابق اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرتی رہو۔''

عورتوں کے فاسق ہونے کی وجہ

(٣٩٩٢)۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ شِبْلٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ الْفُسَّاقَ هُمْ أَهْلُ النَّارِ۔)) قِيلَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! وَمَنِ الْفُسَّاقُ؟ قَالَ: ((اَلنِّسَاءُ)) قَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَوَلَسْنَ أُمَّهَاتِنَا وَأَخَوَاتِنَا وَأَزْوَاجَنَا؟ قَالَ: ((بَلٰى، وَلٰكِنَّهُنَّ إِذَا أُعْطِيْنَ لَمْ يَشْكُرْنَ

حضرت عبدالرحمٰن بن شبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''بیشک ''فُسّاق'' جہنمی ہیں۔'' کہا گیا: اے اللہ کے رسول! فساق کون ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''عورتیں ہیں۔'' ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا وہ ہماری مائیں، بہنیں اور بیویاں نہیں ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیوں نہیں، لیکن جب ان کو نعمتیں ملتی ہیں تو وہ

وَإِذَا ابْتُلِيْنَ لَمْ يَصْبِرْنَ.)) (الصحيحة: ٣٠٥٨)

ناشکری کرتی ہیں اور جب ان کو آزمایا جاتا ہے تو وہ صبر نہیں کرتیں۔

تخريج: أخرجه أحمد، و الحاكم: ٤/ ٦٠٤

شرح:...... عورتوں کو چاہیے کہ وہ اپنے طبعی مزاج پر شرعی مزاج کو غالب کریں، اپنے خاوندوں کا شکریہ ادا کیا کریں، جو ان کی ہر قسم کی ضرورت پوری کرتے ہیں اور جن کی وجہ سے ان کو اولاد جیسی نعمت ملتی ہے، اور زندگی میں پیش آنے والے تمام مصائب اور آزمائشوں پر صبر کیا کریں، وہ آزمائش جسمانی تکلیف کی صورت ہو یا بیٹی کو پرسکون گھرانہ نہ ملنے کی صورت میں یا بیٹے کے سرکش ہونے کی صورت میں یا خاوند کے بد اخلاق ہونے کی صورت میں اور یا کوئی اور روحانی تکلیف ہو۔

ضعیف اور مظلوم لوگ جنتی اور متکبر و مغرور لوگ جہنمی ہیں

(٣٩٩٣)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعًا:((أَلَا أُنَبِّئُكُمْ بِأَهْلِ الْجَنَّةِ؟ اَلضُّعَفَاءُ الْمَظْلُوْمُوْنَ، أَلَا أُنَبِّئُكُمْ بِأَهْلِ النَّارِ؟كُلُّ شَدِيْدٍ جَعْظَرِيٍّ)) (الصحيحة:٩٣٢)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا میں تمہارے لیے جنت والوں کی نشاندہی نہ کر دوں؟ وہ تو کمزور اور مظلوم لوگ ہیں۔ کیا میں تمھیں جہنم والوں کے بارے میں نہ بتلاؤں؟ وہ سخت اور مغرور لوگ ہیں۔''

تخريج: أخرجه الطيالسي: صـ٣٣٢/ ٢٥٥١، وأحمد: ٢/ ٥٠٨

شرح:...... اس حدیث میں ان کمزور، غریب اور گوشہ خمول میں رہنے والے لوگوں کی فضیلت کا بیان ہے، جن کو معاشرے میں کوئی امتیازی مقام حاصل نہیں ہے، لیکن ایمان وتقوی کے ایسے بلند مقام پر فائز ہوتے ہیں کہ جنت جیسے گراں مایہ متاع کے وارث بن جاتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ تکبر، تند خو، خشک مزاج اور سخت گیر لوگوں کو جہنمی ہونے کی وعید سنائی گئی ہے۔

(٣٩٩٤)۔ عَنْ سُرَاقَةَ بْنِ مَالِكٍ مَرْفُوْعًا:((أَلَا أُنَبِّئُكُمْ بِأَهْلِ الْجَنَّةِ؟ اَلْمَغْلُوْبُوْنَ الضُّعَفَاءُ، وَأَهْلُ النَّارِ كُلُّ جَعْظَرِيٍّ جَوَّاظٍ مُسْتَكْبِرٍ.)) (الصحيحة:٩٣١)

حضرت سراقہ بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا میں تمھیں اہل جنت کے بارے میں نہ بتلاؤں؟ وہ مغلوب اور ضعیف قسم کے لوگ ہیں اور بد مزاج، اکڑوں اور متکبر لوگ جہنمی ہیں۔''

تخريج: أخرجه الحاكم: ١/ ٦١، والبيهقي في "الشعب": ٦/ ٢٨٤/ ٨١٧١، والحاكم أيضا: ٣/ ٦١٩، وأحمد: ٤/ ١٧٥

کافروں کا ابد تک آتشِ دوزخ میں رہنا

(۳۹۹۵)۔ عَنْ اَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ مَرْفُوْعًا: ((اَمَّا اَهْلُ النَّارِ الَّذِيْنَ هُمْ اَهْلُهَا)) فِي رِوَايَةٍ: ((الَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ إِخْرَاجَهُمْ، فَإِنَّهُمْ لَا يَمُوْتُوْنَ فِيْهَا وَلَا يَحْيَوْنَ، وَلٰكِنْ نَاسٌ اَصَابَتْهُمُ النَّارُ بِذُنُوْبِهِمْ (يُرِيْدُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ إِخْرَاجَهُمْ) فَاَمَاتَهُمْ إِمَاتَةً، حَتّٰى إِذَا كَانُوْا فَحْمًا أُذِنَ بِالشَّفَاعَةِ، فَجِيْءَ بِهِمْ ضَبَائِرَ، فَبُثُّوْا عَلٰى اَنْهَارِ الْجَنَّةِ، ثُمَّ قِيْلَ يَا اَهْلَ الْجَنَّةِ! اَفِيْضُوْا عَلَيْهِمْ، فَيَنْبُتُوْنَ نَبَاتَ الْحَبَّةِ تَكُوْنُ فِيْ حَمِيْلِ السَّيْلِ۔)) (الصحيحة:۱۵۵۱)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جن دوزخیوں کو جہنم سے نکالنے کا اللہ تعالیٰ کا کوئی ارادہ نہیں ہوگا، وہ نہ مریں گے اور نہ جئیں گے۔ لیکن جن جہنمیوں کو وہاں سے نکالنے کا اللہ تعالیٰ کا ارادہ ہوگا، وہ انھیں وہاں موت دے دے گا، یہاں تک کہ وہ (جل جل کر) کوئلہ بن جائیں گے، پھر ان کے لیے سفارش کرنے کی اجازت دی جائے گی اور ان کو گروہوں کی شکل میں وہاں سے نکال کر جنت کی نہروں میں ڈال دیا جائے گا، وہ ایسے نشوونما پائیں گے جیسے سیلاب کے بہاؤ میں دانہ اگتا ہے۔“ یعنی بہت جلد اپنے وجود میں آ جائیں گے۔

تخريج: أخرجه مسلم: ١/ ١١٨، وأبو عوانة: ١/ ١٨٦، والدارمي: ٢/ ٣٣١، وابن ماجه: ٢/ ٥٨٢، وأحمد: ٣/ ١١ و٧٨، والطبراني في "التفسير" ١/ ٥٥٢/ ٧٩٧

شرح:...... امام البانی رحمہ اللہ نے کہا: بعض لوگوں کا خیال ہے کہ بالآخر جہنمی لوگ ختم ہو جائیں گے، لیکن اس حدیث میں واضح دلیل ہے کہ کافر لوگ ہمیشہ کے لیے جہنم میں رہیں گے اور وہ کبھی بھی فنا نہیں ہوں گے، اگر وہ فنا ہو جائیں تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ وہ مر گئے اور عذاب سے چھٹکارا پا لیا۔ امام صنعانی نے (رفع الأستار لإبطال أدلة القائلين بفناء النار) میں جہنم کے فنا کے قائلین پر بڑا مضبوط علمی ردّ کیا ہے۔ میں نے ان کے اس رسالے کی احادیث کی تحقیق و تخریج ہے اور اس میں ایک مفید مقدمے کا اضافہ کیا، وہ زیر طبع ہے، عنقریب قارئین کرام کے ہاتھوں میں ہوگا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔ (صحیحہ: ۱۵۵۱)

کسی امت کو رحمت یا عذاب کا مستحق قرار دینے کا اللہ تعالیٰ کا انداز

(۳۹۹۶)۔ عَنْ اَبِي مُوْسٰى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((أَنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ إِذَا اَرَادَ رَحْمَةَ أُمَّةٍ مِنْ عِبَادِهٖ قَبَضَ نَبِيَّهَا قَبْلَهَا، فَجَعَلَهُ لَهَا فَرَطًا وَسَلَفًا بَيْنَ يَدَيْهَا، وَإِذَا اَرَادَ هَلَكَةَ

حضرت ابوموسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب اللہ تعالیٰ کسی امت پر رحمت کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو وہ اس کے نبی کو ان سے پہلے فوت کر کے اسے ان کے لیے میر سامان اور پیش رو بنا دیتا ہے اور جب کسی امت کو

أُمَّةٍ عَذَّبَهَا وَنَبِيُّهَا حَيٌّ ، فَأَهْلَكَهَا وَهُوَ يَنْظُرُ ، فَأَقَرَّ عَيْنَهُ بِهَلَكَتِهَا حِيْنَ كَذَّبُوْهُ وَعَصَوْا أَمْرَهُ۔)) (الصحيحة: ٣٠٥٩)

ہلاک کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو اسے نبی کی زندگی میں اور اس کے سامنے عذاب کے ذریعے ہلاک کر دیتا ہے، چونکہ وہ نبی کو جھٹلانے والے اور اس کی نافرمانی کرنے والے ہوتے ہیں، اس لیے وہ بھی ان کی ہلاکت پر خوش ہوتا ہے۔''

تخريج: أخرجه مسلم: ٧/ ٦٥ معلقا، وابن حبان في "صحيحه": ٨/ ٢٢٣/ ٦٦١٣، والبيهقي في "دلائل النبوة": ٣/ ٧٧

شرح:...... نبی کریم ﷺ سے قبل انبیا کی موجودگی میں ان کی امتوں پر عذاب آیا، جیسے حضرت نوح، حضرت یونس، حضرت ہود اور حضرت صالح علیہم السلام کی اقوام پر۔ لیکن اللہ تعالی نے نبی کریم ﷺ کو ان کی امت سے پہلے اپنے پاس بلا لیا جو اس بات کی دلیل ہے کہ ان شاء اللہ آپ ﷺ ہمارے لیے بہترین میر ساماں اور پیش رو ہوں گے۔

جہنمیوں کا خون کے آنسو رونا

(٣٩٩٧)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قَيْسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ أَهْلَ النَّارِ لَيَبْكُوْنَ حَتّٰى لَوْ أُجْرِيَتِ السُّفُنُ فِي دُمُوْعِهِمْ لَجَرَتْ ، وَإِنَّهُمْ لَيَبْكُوْنَ الدَّمَ ، يَعْنِيْ ، مَكَانَ الدَّمْعِ۔))

(الصحيحة:١٦٧٩)

حضرت عبداللہ بن قیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جہنمی اتنا روئیں گے (اور اتنے آنسو روئیں گے کہ) اگر ان میں کشتی چلائی جائے تو وہ بھی چل پڑے گی، وہ پانی کے آنسوؤں کی جگہ خون کے آنسو روئیں گے۔''

تخريج: أخرجه الحاكم: ٤/ ٦٠٥

شرح:...... ہر مومن کو جہنم سے پناہ مانگنی چاہئے، سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب آدمی ایک دن میں سات مرتبہ جہنم سے پناہ مانگتا ہے تو جہنم خود اس کے حق میں یہ دعا کرتی ہے: اے میرے رب! تیرا فلاں بندہ مجھ سے تیری پناہ چاہ رہا ہے، سو تو اسے پناہ دے دے۔'' (صحيحه: ٢٥٠٦)

جہنم کا خفیف ترین عذاب

(٣٩٩٨)۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ أَهْوَنَ أَهْلِ النَّارِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ رَجُلٌ يُحْذٰى لَهُ نَعْلَانِ مِنْ نَارٍ يَغْلِيْ مِنْهُمَا دِمَاغُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔))

(الصحيحة:١٦٨٠)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''قیامت والے دن جہنمیوں میں سب سے زیادہ ہلکے عذاب والا وہ آدمی ہوگا جسے آگ کے دو جوتے پہنا دیے جائیں گے، جن کی حرارت سے اس کا دماغ ابلنے لگے گا۔''

تخریج: أخرجه الحاکم: ٤/ ٥٨٠، وأحمد: ٢/ ٣٢ ٤ و ٤٣٩

جہنم میں گرم پانی کا عذاب

(٣٩٩٩)۔ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِي ﷺ قَالَ: ((إِنَّ الْحَمِيْمَ لَيُصَبُّ عَلٰى رُءُوْسِهِمْ، فَيَنْفُذُ الْحَمِيْمُ حَتّٰى يَخْلُصَ إِلٰى جَوْفِهِ، فَيَسْلُتَ مَا فِي جَوْفِهِ، حَتّٰى يَمْرُقَ مِنْ قَدَمَيْهِ، وَهُوَ الصَّهْرُ، ثُمَّ يُعَادُ كَمَا كَانَ۔)) (الصحيحة: ٣٤٧٠)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''بیشک گرم پانی ان (جہنمیوں) کے سروں پر بہایا جائے گا، وہ جسم کو چیرتے ہوئے ان کے پیٹ میں جا پہنچے گا اور پیٹ کے اندر جو کچھ ہے اس کو یوں نکال دے گا کہ وہ بہہ کر قدموں کی طرف سے نکل جائے گا، یہی ''صہر'' (پگھلنا) ہے (جس کا ذکر قرآن مجید میں ہے)، پھر ان کو وہی وجود دے دیا جائے گا جو پہلے تھا۔''

تخریج: أخرجه ابن المبارك في "الزهد": ٨٩/ ٣١٢۔ زوائد نعيم۔ ومن طريقه ابن المبارك: رواه الترمذي: ٢٥٨٢، والحاكم: ٢/ ٣٨٧، وعنه البيهقي في "البعث": ٢٨٢/ ٥٧٩، وأحمد: ٢/ ٣٧٤، وابن أبي الدنيا في "صفة النار": ق ٥/ ٢، وأبونعيم في "الحلية": ٨/ ١٨٢، والبغوي في "شرح السنة": ١٥/ ٢٤٤/ ٤٤٠٦ و "التفسير": ٥/ ٣٧٤، وكذا ابن جرير في "تفسيره": ١٧/ ١٠٠

شرح:...... ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿يُصْهَرُ بِهٖ مَا فِيْ بُطُوْنِهِمْ وَالْجُلُوْدُ﴾ (سورۂ حج: ٢٠) ...... ''جس سے ان کے پیٹ کی چیزیں اور کھالیں گلا دی جائیں گی۔''

یہ حدیث اسی آیت کا مصداق ہے۔

جہنم کی گہرائی

(٤٠٠٠)۔ عَنْ عُتْبَةَ بْنِ غَزْوَانَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ الصَّخْرَةَ الْعَظِيْمَةَ لَتُلْقٰى مِنْ شَفِيْرِ جَهَنَّمَ، فَتَهْوِيْ فِيْهَا سَبْعِيْنَ عَامًا مَا تُفْضِيْ إِلٰى قَرَارِهَا۔)) (الصحيحة: ١٦١٢)

حضرت عتبہ بن غزوان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر کوئی بڑی چٹان جہنم میں اس کے کنارے سے گرائی جائے تو وہ اس کی تہہ تک پہنچنے کے لیے ستر سال تک گرتی رہے گی۔''

تخریج: أخرجه الترمذي: ٣/ ٣٤١، وأخرجه مسلم: ٨/ ٢١٥، وأحمد: ٤/ ١٧٤ بلفظ: ((...... فانه قد ذكر لنا ان الحجر يُلقى من شَفَة النار فيهوى فيها سبعين عام لا يدرك لها قعرا۔))

(٤٠٠١)۔ عَنْ اَبِي مُوْسَى الْأَشْعَرِيِّ مَرْفُوْعًا: ((لَوْ اَنَّ حَجَرًا يُقْذَفُ بِهٖ فِيْ

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر پتھر کو جہنم میں پھینک دیا جائے تو وہ

جَهَـنَّمَ، هَوٰى سَبْعِيْنَ خَرِيْفًا قَبْلَ اَنْ يَّبْلُغَ قَعْرَهَا۔)) (الصحيحة:٢١٦٥)

اس کی آخری تہہ تک پہنچنے کے لیے ستر سال تک گرتا رہے گا۔''

تخريج: أخرجه أبويعلى:٤/ ١٧٣٩، والبزار:٣١٥، وابن حبان:٢٦٠٩

شرح:...... انسان کو جو زندگی عطا کی گئی، یہ انتہائی ناپائیدار اور بہت مختصر ہے، للہذا ایسا نہ ہو کہ یہ معمولی وفقہ دنیا کی بھنور میں گردش کرتے کرتے گزر جائے۔ دیکھئے! ناعاقبت اندیش لوگوں کا انجام، کہ آخرت کی جس گھاٹی میں انھوں نے رہنا ہے، اس کہ تہہ تک پہنچتے پہنچتے ستر سال بیت جائیں گے۔

ہم اپنی ساٹھ ستر سالہ زندگی پر نازاں ہیں، اپنی ترجیحات کے نفوذ میں اپنی برتری سمجھتے ہیں، دنیوی منصوبہ بندیوں کو ہی کامیابی وکامرانی کے لیے کافی وشافی سمجھ بیٹھے ہیں، حالانکہ اتنا عرصہ تو جہنمیوں کو جہنم کی تہہ میں پہنچتے پہنچتے بیت جائے گا۔ اے اللہ! ہمیں اپنی پناہ میں رکھیو۔ (آمین)

جہنم کی وسعت

(٤٠٠٢)۔ عَنْ مُجَاهِدٍ، قَالَ: قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: اَتَدْرِيْ مَا سِعَةُ جَهَنَّمَ؟ قُلْتُ لَا۔ قَالَ: اَجَلْ وَاللّٰهِ مَاتَدْرِيْ، اِنَّ بَيْنَ شَحْمَةِ اُذُنِ اَحَدِهِمْ وَبَيْنَ عَاتِقِهِ مَسِيْرَةُ سَبْعِيْنَ خَرِيْفًا، تَجْرِيْ فِيْهَا اَوْدِيَةُ الْقَيْحِ وَالدَّمِ۔ قُلْتُ: اَنْهَارًا؟ قَالَ لَا، بَلْ اَوْدِيَةٌ، ثُمَّ قَالَ: اَتَدْرُوْنَ مَاسَعَةُ جَهَنَّمَ؟ قُلْتُ: لَا۔ قَالَ اَجَلْ وَاللّٰهِ مَاتَدْرِيْ۔ حَدَّثَتْنِيْ عَائِشَةُ اَنَّهَا سَاَلَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنْ قَوْلِهِ: ﴿وَالْاَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَالسَّمَاوَاتُ مَطْوِيَّاتٌ بِيَمِيْنِهٖ﴾ (الزمر:٦٧)۔)) فَاَيْنَ النَّاسُ يَوْمَئِذٍ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((هُمْ عَلَى جَسْرِ جَهَنَّمَ)) (اصحيحة:٥٦١)

امام مجاہد بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے مجھے کہا: کیا تجھے جہنم کی وسعت کا علم ہے؟ میں نے کہا: نہیں۔ انھوں نے کہا: جی ہاں، اللہ کی قسم! آپ کو واقعی علم نہیں ہوگا۔ (سنو! ایک جہنمی کے) کان کی لو اور کندھے کے درمیان کا فاصلہ ستر سال کی مسافت کا ہوگا، وہاں پیپ اور خون کی وادیاں چل رہی ہوں گی۔ میں نے کہا: نہریں چلیں گی؟ انھوں نے کہا: نہریں نہیں، وادیاں۔ پھر فرمایا: کیا تجھے جہنم کی وسعت کا علم ہے؟ میں نے کہا: نہیں۔ انھوں نے کہا: جی ہاں، اللہ کی قسم! آپ کو واقعی علم نہیں ہو گا۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے مجھے بیان کیا کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے اس آیت کے بارے میں سوال کیا: ﴿اور ساری زمین قیامت کے دن اس کی مٹھی میں ہوگی اور تمام آسمان اس کے داہنے ہاتھ میں لپیٹے ہوں گے۔﴾ (سورۂ زمر: ٦٧) کہ اے اللہ کے رسول! (جب زمین و آسمان کی یہ کیفیت ہوگی تو) اس وقت لوگ کہاں ہوں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ اس وقت جہنم کے پل (یعنی پل صراط) پر ہوں گے۔''

تخريج: أخرجه أحمد:٦/ ١١٦۔١١٧

شرح:...... جس جہنم میں اتنی بڑی جسامت کے بے شمار جہنمی سما جائیں گے، جس میں کئی ندیاں بہتی ہوں گے اور جس کے پل صراط پر ساری کی ساری مخلوق کھڑی ہو جائے گی، اس کی وسعت کا آسانی کے ساتھ اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ اللہ کی پناہ۔

آپ ﷺ کی امت کے بارہ منافق اور ان کا انجامِ بد

(٤٠٠٣)۔ عَنْ قَيْسِ بْنِ عُبَّادٍ قَالَ قُلْنَا لِعَمَّارٍ: اَرَاَيْتَ قِتَالَكُمْ، اَرَاْيًا رَاَيْتُمُوْهُ، فَاِنَّ الرَّأْيَ يُخْطِئُ وَيُصِيْبُ، اَوْعَهْدًا عَهِدَهُ اِلَيْكُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ؟ فَقَالَ: مَا عَهِدَ اِلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ شَيْئًا لَمْ يَعْهَدْهُ لِلنَّاسِ كَافَّةً۔ وَقَالَ: اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اِنَّ فِيْ اُمَّتِي اثْنَيْ عَشَرَ مُنَافِقًا، لَا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يَجِدُوْنَ رِيْحَهَا، حَتّٰى يَلِجَ الْجَمَلُ فِيْ سَمِّ الْخِيَاطِ، ثَمَانِيَةٌ مِّنْهُمْ تَكْفِيْكَهُمُ الدُّبَيْلَةُ: سِرَاجٌ مِنْ نَّارٍ يَظْهَرُ فِيْ اَكْتَافِهِمْ حَتّٰى يَنْجَمَ مِنْ صُدُوْرِهِمْ)) (الصحيحة: ٣٥٣٧)

قیس بن عباد کہتے ہیں: ہم نے حضرت عمار رضی اللہ عنہ سے پوچھا: اس لڑائی کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟ کیا یہ تم لوگوں کی اپنی رائے کا نتیجہ ہے، جس میں غلط یا درست ہونے کا احتمال پایا جاتا ہے، یا پھر رسول اللہ ﷺ نے تمہیں اس قسم کی وصیت فرمائی ہے؟ انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں کوئی مخصوص نصیحت نہیں فرمائی، آپ نے اتنا ضرور فرمایا: ''میری امت میں بارہ منافق ہوں گے، وہ جنت میں اس وقت تک داخل نہیں ہوں گے اور نہ ہی اس کی خوشبو پائیں گے، جب تک اونٹ سوئی کے نکے میں سے داخل نہ ہو جائے۔ ان میں سے آٹھ کو تو بڑی آفت (پھوڑا یا ورم) ہی کافی ہے، یعنی آگ کا ایک شعلہ ان کے کندھوں میں ظاہر ہو کر (اندر گھس جائے گا اور) وہ سینے سے نمودار ہو گا۔''

تخريج: أخرجه مسلم: ٨/ ١٢٣، وأحمد: ٤/ ٣٢٠، والبيهقي في"الدلائل": ٥/ ٢٦٢، والبغوي في "التفسير": ٤/ ٦٩

شرح:...... یعنی جس طرح اونٹ کا سوئی کے نکے میں داخل ہونا ناممکن ہے، اسی طرح ان منافقوں کا جنت میں داخل ہونا محال ہے۔

جہنم کے سانپ اور بچھو اور ان کا زہر

(٤٠٠٤)۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ جُزْءٍ الزُّبَيْدِيِّ صَاحِبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّ فِي النَّارِ حَيَّاتٍ اَمْثَالَ اَعْنَاقِ الْبُخْتِ، يَلْسَعْنَ اللَّسْعَةَ، فَيَجِدُ حُمُوَّتَهَا اَرْبَعِيْنَ خَرِيْفًا

صحابی رسول سیدنا عبداللہ بن حارث بن جزء زبیدی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جہنم میں بختی اونٹوں کی گردنوں کی طرح سانپ ہیں، جب وہ ڈنگ مارتے ہیں تو چالیس سال تک ان کے زہر کے درد کی شدت محسوس ہوتی رہتی ہے اور اس میں پالان رکھے ہوئے خچروں

وَإِنَّ فِيْهَا لَعَقَارِبَ كَالْبِغَالِ الْمُوْكَفَةِ، يَلْسَعْنَ اللَّسْعَةَ، فَيَجِدُ حُمُوَّتَهَا أَرْبَعِيْنَ خَرِيْفًا۔)) (الصحيحة:٣٤٢٩)

کی طرح کے (بڑے بڑے) بچھو ہیں، جب وہ ڈستے ہیں تو چالیس سال تک زہر کا اثر محسوس ہوتا رہتا ہے۔''

تخريج: أخرجه البيهقي في"البعث والنشور": ٦١٦/٢٩٨، وأحمد: ٤/ ١٩١، والحاكم: ٤/ ٥٩٣، وابن حبان: ٢٦١٣ دون الشطر الثاني منه

جہنم کے عذاب کے مختلف درجات

(٤٠٠٥)۔ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ أَنَّهُ سَمِعَ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((إِنَّ مِنْهُمْ مَنْ تَأْخُذُهُ النَّارُ إِلٰى كَعْبَيْهِ، وَمِنْهُم مَنْ تَأْخُذُهُ النَّارُ إِلٰى رُكْبَتَيْهِ، وَمِنْهُمْ مَنْ تَأْخُذُهُ إِلٰى حُجزَتِهِ، وَمِنْهُمْ مَنْ تَأْخُذُهُ إِلٰى عُنُقِهِ۔)) (الصحيحة: ٣٥٤٥)

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''آگ بعض جہنمیوں کو ٹخنوں تک جلائے گی، بعض کو گھٹنوں تک جلائے گی، بعض کو کمر تک اور بعض کو گردن تک جلا دے گی۔''

تخريج: أخرجه مسلم: ٨/ ١٥٠، وابن أبي شيبة في"المصنف": ١٦٠٢٦، وأحمد: ٥/ ١٠، ١٨، و الطبراني في"المعجم الكبير": ٦٩٦٩، ٦٩٧٠

شرح:...... جہنم کی آگ نے اللہ تعالی کا دیا ہوا شعور قبول کیا، جس کی روشنی میں وہ بندوں کو ان کے گناہوں کے مطابق جلا رہی ہے۔ کاش! اشرف المخلوقات بھی اپنے شعور وآگہی کو دنیا وآخرت دونوں کے لیے استعمال کر لیتے۔

بنوآدم کا انجام

(٤٠٠٦)۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُوْنِ الْأَوْدِيِّ قَالَ: قَامَ فِيْنَا مَعَاذُ بْنُ جَبَلٍ، فَقَالَ: يَا بَنِي أَوْدٍ! إِنِّي رَسُوْلُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ: ((تَعْلَمُوْنَ الْمَعَادَ إِلَى اللّٰهِ، ثُمَّ إِلَى الْجَنَّةِ أَوْ إِلَى النَّارِ، وَإِقَامَةٌ لَا ظَعْنَ فِيْهِ، وَخُلُوْدٌ لَامَوْتَ، فِيْ أَجْسَادٍ لَاتَمُوْتُ۔)) (الصحيحة:١٦٦٨)

عمرو بن میمون اودی کہتے ہیں کہ ہم میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور کہا: اے بنو اود! میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قاصد ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم جانتے ہو کہ ہم نے اللہ تعالی کی طرف لوٹنا ہے، پھر جنت یا جہنم کی طرف۔ وہ ایسی (مستقل) اقامت گاہ ہے کہ وہاں سے روانگی نہیں ہو گی، وہ ایسی ہمیشگی ہے کہ جس میں موت نہیں آئے گی اور وہاں ایسے جسم ہوں گے جو مرنے والے نہیں ہوں گے۔''

تخريج: أخرجه الحاكم: ١/ ٨٣، وروى الطبراني في "الكبير" و "الاوسط" نحوه

شرح:...... ایک قبیلے کا نام ''اود'' ہے، اس قبیلے والوں کو بنو اود کہہ کر پکارا۔ اور ان کو اس بات کی یاد دہانی کروائی کہ آخرت کی زندگی دنیا کی زندگی کی طرح نہیں ہوگی، وہاں تو انسانوں کے جسم اس طرز کے ہوں گے کہ ان کو موت ہی نہیں آئے گی، یعنی ان کو اس بات کی تلقین کی کہ اگر تم نے اس دنیا میں برے اعمال کیے تو تمہارا ٹھکانہ جہنم ہوگا جس میں کبھی بھی انسان کو موت نہیں آئے گی اسی طرح اگر تم یہ چاہتے ہو کہ تمہارا ٹھکانہ جنت ہو تو پھر تمہیں اچھے اعمال کرنے چاہئیں۔

جنت اور جہنم کے دروازوں کی تعداد

(٤٠٠٧)۔ عَنْ عُتْبَةَ بْنِ عَبْدِالسُّلَمِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((اَلْجَنَّةُ لَهَا ثَمَانِيَةُ اَبْوَابٍ، وَالنَّارُ لَهَا سَبْعَةُ اَبْوَابٍ۔)) (الصحيحة:١٨١٢)

حضرت عتبہ بن عبد سلمی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''جنت کے آٹھ دروازے ہیں، جبکہ دوزخ کے سات۔''

تخريج: أخرجه أحمد: ٤/ ١٨٥، وابن سعد: ٧/ ٤٣٠

سورج اور چاند جہنم میں ہوں گے

(٤٠٠٨)۔ عَنْ عَبْدِالْعَزِيْزِ بْنِ الْمُخْتَارِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ الدَّنَّاجِ: شَهِدْتُ اَبَاسَلَمَةَ بْنَ عَبْدِالرَّحْمٰنِ جَلَسَ فِيْ مَسْجِدٍ فِيْ زَمَنِ خَالِدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ خَالِدِ بْنِ اُسَيْدٍ، قَالَ: فَجَاءَ الْحَسَنُ فَجَلَسَ اِلَيْهِ فَتَحَدَّثْنَا، فَقَالَ اَبُوْ سَلِمَةَ: حَدَّثَنَا اَبُوْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((اَلشَّمْسُ وَالْقَمَرُ ثَوْرَانِ مُكَوَّرَانِ فِي النَّارِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔)) فَقَالَ الْحَسَنُ: مَاذَنْبُهُمَا؟ فَقَالَ: اِنَّمَا اُحَدِّثُكَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ، فَسَكَتَ الْحَسَنُ۔

(الصحيحة:١٢٤)

عبدالعزیز بن مختار بن عبداللہ دناج کہتے ہیں کہ میں خالد بن عبد اللہ بن خالد بن اسید کے عہد میں ایک مسجد میں ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن کے ساتھ بیٹھا تھا۔ حسن بھی آکر بیٹھ گئے، ہم گفتگو کرتے رہے، دورانِ گفتگو ابوسلمہ نے کہا: ہمیں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''قیامت والے دن سورج اور چاند دونوں دوزخ میں لپٹے ہوئے ہوں گے اور ان کا رنگ سرخ ہوگا۔'' حسن نے کہا: ان کا کیا گناہ ہے؟ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں تجھے رسول اللہ ﷺ کی حدیث بیان کر رہا ہوں۔ یہ سن کر حسن خاموش ہو گیا۔

تخريج: أخرجه الامام الطحاوى فى"مشكل الآثار": ١/ ٦٦-٦٧

شرح:...... امام البانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: اس حدیث کا مفہوم یہ نہیں کہ سورج اور چاند کو کسی گناہ کے جرم میں جہنم میں ڈالا جائے گا، جیسا کہ حسن بصری کا خیال تھا، کیونکہ اللہ تعالی اپنی اطاعت کرنے والوں کو عذاب نہیں دیتا اور سورج

اور چاند اللہ تعالی کی اطاعت کرنے والے ہیں، جیسا کہ ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَسْجُدُ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَنْ فِي الْاَرْضِ وَ الشَّمْسُ وَ الْقَمَرُ وَ النُّجُوْمُ وَ الْجِبَالُ وَ الشَّجَرُ وَالدَّوَآبُّ وَ كَثِيْرٌ مِّنَ النَّاسِ وَ كَثِيْرٌ حَقَّ عَلَيْهِ الْعَذَابُ﴾ (سورۂ حج: ۱۸) ..... ''کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں وہ سب اللہ تعالی کو سجدہ کرتا ہے اور سورج، چاند، ستارے، پہاڑ، درخت، چوپائے اور اکثر لوگ بھی (اللہ تعالی کے حضور) سجدہ کرتے ہیں، لیکن کثیر لوگوں پر عذاب ثابت ہو چکا ہے۔''

اللہ تعالی نے اس آیت میں بتایا ہے کہ جو مخلوق اس کو سجدہ کرتی ہے وہ اس کے عذاب کی مستحق نہیں ہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ ان کو آگ میں کیوں ڈالا جائے گا۔ جواباً دو احتمالات کا اظہار کیا جا سکتا ہے:

(اول) یہ دونوں آگ کا ایندھن ہیں، اسماعیلی نے کہا: سورج اور چاند کو آگ میں پھینکنے سے ان کا عذاب دینا لازم نہیں آتا، کیونکہ بعض فرشتے، پتھر اور عذاب وعقاب کے دوسرے آلات بھی جہنم میں ہوں گے، یہ تمام چیزیں جہنمیوں کے عذاب وعقاب میں اضافے کا سبب ٹھہریں گی، نہ کہ ان کو خود عذاب دیا جائے گا۔

(دوم) سورج اور چاند کی پوجا کرنے والوں کی سرزنش کرنے کے لیے اور ان کو لاجواب کرنے کے لیے ان کو جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ خطابی نے کہا: ان کو آگ میں ڈالنے کا مقصود ان کو عذاب دینا نہیں ہے، بلکہ ان کو ملامت کرنا مقصود ہے جو سورج اور چاند کی عبادت کرتے تھے، تاکہ ان کو پتہ چل جائے کہ ان کی عبادت باطل تھی۔

میں (البانی) کہتا ہوں: یہی معنی زیادہ مناسب معلوم ہو رہا ہے اور (فتح الباری: ٦/ ٢١٤) میں ابویعلی کے حوالے سے پیش کی گی سیدنا انس رضی اللہ عنہ کی روایت اس معنی کی تائید کرتی ہے، وہ ان الفاظ پر مشتمل ہے: ((لیراھما من عبدھما)) ..... ''تاکہ ان کی عبادت کرنے والے ان کو دیکھ لیں۔'' مجھے یہ روایت مسند ابی یعلی میں نہیں ملی۔ واللہ اعلم۔

نیز معلوم ہوا کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کوئی ارشاد فرما دیں، وہ کسی کی عقل کے موافق ہو یا نہ ہو، اس کو بہرصورت چاہیے کہ اس کے سامنے سرِ تسلیم خم کر دے، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودات کی بنیاد اللہ تعالی کی رضامندی پر ہوتی ہے اور اللہ تعالی جو چاہے، جیسے چاہے اور جب چاہے کر سکنے کا بھرپور اقتدار رکھتا ہے۔

لوگوں کی پٹائی کرنے والوں اور برہنہ اور نیم برہنہ عورتوں کا انجامِ بد

(٤٠٠٩)۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعًا: ((صِنْفَانِ مِنْ اَهْلِ النَّارِ لَمْ اَرَهُمَا، قَوْمٌ مَعَهُمْ سِيَاطٌ كَاَذْنَابِ الْبَقَرِ يَضْرِبُوْنَ بِهَا النَّاسَ، وَنِسَاءٌ كَاسِيَاتٌ عَارِيَاتٌ، مُمِيْلَاتٌ مَائِلَاتٌ، رُؤُوْسُهُمْ كَاَسْنِمَةِ الْبُخْتِ الْمَائِلَةِ، لَا يَدْخُلْنَ الْجَنَّةَ وَلَا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں نے جہنم میں جانے والے دو قسم کے لوگ ابھی تک نہیں دیکھے۔ (۱) وہ لوگ جن کے پاس گائیوں کی دموں کی طرح کوڑے ہوتے ہیں اور وہ ان سے لوگوں کی پٹائی کرتے ہیں۔ اور (۲) وہ عورتیں جو لباس پہننے کے باوجود ننگی ہوں گی، لوگوں کو اپنی طرف مائل کریں گی اور خود ان کی

يَجِدْنَ رِيْحَهَا، وَاِنَّ رِيْحَهَا لَتُوْجَدُ مِنْ مَسِيْرَةِ كَذَا وَ كَذَا۔)) (الصحيحة:١٣٢٦)

طرف مائل ہوں گی، ان کے سر بختی اونٹوں کی کوہانوں کی طرح ہوں گے۔ ایسی عورتیں جنت میں داخل ہوں گی نہ اس کی خوشبو پائیں گی، حالانکہ اس کی خوشبو بہت دور سے ہی محسوس کی جاتی ہے۔''

تخريج: أخرجه مسلم: ٨/ ١٥٥، والبيهقي: ٢/ ٢٣٤، وأحمد: ٢/ ٣٥٥، ٤٤٠

شرح:...... نبی کریم ﷺ کے عہدِ مبارک میں تو لوگوں کی یہ اقسام معدوم تھیں، لیکن آجکل ایسے معلوم ہوتا ہے کہ روئے زمین پر صرف یہی دو قسمیں بستی ہیں۔ ہر طرف بے پردگی اور نیم برہنہ جسموں کا بھوت رقص کناں ہے، بازاروں میں بے حیائی و بے شرمی و بدکاری کے اسباب دستیاب ہیں، عورتوں نے دو دو چار چار ہزاروں کی پوشاکیں زیب تن کر رکھی ہیں، لیکن اس کے باوجود وہ بے پردہ ہیں، چہروں کو یوں رنگ و روغن کیا ہوا ہوتا ہے کہ جنسی بے راہ روی میں مبتلا انسانی بھیڑیوں کی نگاہیں جم جاتی ہیں۔ والدین کی غیرت وحمیت کا جنازہ اٹھ گیا کہ ان کی بیٹیاں بازاریوں سے ناک کان چھدوا رہی ہیں، چوڑیاں فٹ کروا رہی ہیں اور اپنے بازوؤں پر مہندی کے ڈیزائن بنوا رہی ہیں۔ العیاذ باللہ۔ یہ وہ قسم ہے جو نبی کریم ﷺ کے عہد میں نظر نہیں آتی تھی۔

دوسری طرف انسانیت کی تذلیل کرنے والی ڈنڈا بردار اور اسلحہ سے لیس سرکاری، نیم سرکاری اور پرائیویٹ تنظیمیں پورے جوبن پر ہیں، قتل و غارت گری پورے عروج پر ہے، مرنے والے کو کوئی علم نہیں کہ اسے کیوں مارا جا رہا ہے اور مارنے والا تو اپنی کاروائی کی وجہ دریافت کرنے کی سوچ و بچار سے ہی غافل ہے۔ انسانیت کا بالعموم اور اسلامیوں کا بالخصوص احترام راکھ میں مل چکا ہے۔ ۱۳،۱۴ مئی ۲۰۰۷ء کو چیف جسٹس افتخار کی کراچی آمد پر عوام الناس کے ساتھ کیا سلوک کیا گیا؟ یتیم اور بے سہارا ہونے والے بچوں سے استفسار کیا جائے۔

جہنمی لوگ جنت میں اپنا مقام اور جنتی لوگ جہنم میں اپنا مقام دیکھیں گے

(٤٠١٠)۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((كُلُّ اَهْلِ النَّارِ يَرٰى مَقْعَدَهٗ مِنَ الْجَنَّةِ فَيَقُوْلُ: لَوْاَنَّ اللّٰهَ هَدَانِيْ، فَيَكُوْنُ عَلَيْهِمْ حَسْرَةٌ وَكُلُّ اَهْلِ الْجَنَّةِ يَرٰى مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ، فَيَقُوْلُ: لَوْلَا اَنَّ اللّٰهَ هَدَانِيْ۔ فَيَكُوْنُ لَهٗ شُكْرًا، ثُمَّ تَلَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ﴿اَنْ تَقُوْلَ نَفْسٌ يّٰحَسْرَتَا عَلٰى مَا فَرَّطْتُّ فِيْ جَنْبِ اللّٰهِ﴾ (الزمر:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر جہنمی جنت میں اپنا ٹھکانہ دیکھ کر کہے گا: ہائے کاش! اگر اللہ تعالی نے مجھے ہدایت دی ہوتی (تو وہ مقام میرا ٹھکانہ ہوتا)۔ یہ چیز اس کے لیے حسرت و ندامت کا باعث ٹھہرے گی اور ہر جنتی جہنم میں اپنا ٹھکانہ دیکھ کر کہے گا: اگر اللہ تعالی نے مجھے ہدایت نہ دی ہوتی (تو وہ مقام میرا ٹھکانہ ہوتا)۔ یہ چیز اس کے لیے اللہ تعالی کا شکریہ ادا کرنے کا باعث ہوگی۔'' پھر رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿(ایسا نہ ہو

٥٦)......)) (الصحيحة: ٢٠٣٤)

کہ) کوئی شخص کہے: ہائے افسوس! اس بات پر کہ میں نے اللہ تعالی کے حقوق میں کوتاہی کی بلکہ میں تو مذاق اڑانے والوں میں سے رہا۔﴾ (سورۂ زمر: ٥٦)

تخريج: أخرجه الحاكم: ٢/ ٤٣٥ـ٤٣٦، وأحمد: ٢/ ٥١٢، والخطيب: ٥/ ٢٤

شرح:...... یہ دنیا میں بے فکری اور من مانی طرزِ حیات کا نتیجہ ہے کہ جہنم میں جانے کے بعد بھی حسرتوں میں اضافہ ہو رہا ہے۔ ہمیں چاہئے کہ سرسری اسلام کو ترک کر دیں اور سنجیدگی کے ساتھ اپنی زندگی کے معاملات اور اسلامی احکام و مسائل کا آپس میں موازنہ کریں۔

جنت سے محروم رہنے والوں کی علامات

(٤٠١١)۔ عَنْ عَلِيِّ بْنِ خَالِدٍ، قَالَ: مَرَّ اَبُوْ اُمَامَةَ الْبَاهِلِيُّ عَلٰى خَالِدِ بْنِ يَزِيْدَ بْنِ مُعَاوِيَةَ، فَسَاَلَهُ عَنِ اَلْيَنِ كَلِمَةٍ سَمِعَهَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((كُلُّكُمْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ اِلَّا مَنْ شَرَدَ عَلَى اللّٰهِ شِرَادَ الْبَعِيْرِ عَلٰى اَهْلِهِ۔)) (الصحيحة: ٢٠٤٣)

علی بن خالد کہتے ہیں کہ حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ خالد بن یزید بن معاویہ کے پاس سے گزرے، اس نے ان سے رسول اللہ ﷺ سے سنے ہوئے انتہائی نرم کلمے کے بارے میں سوال کیا۔ انھوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ”تم میں سے ہر کوئی جنت میں داخل ہو گا، ماسوائے اس کے جس نے اللہ تعالی پر اس طرح بغاوت کی، جس طرح اونٹ اپنے مالک پر بدک جاتا ہے۔“

تخريج: أخرجه الحاكم في "المستدرك": ٤/ ٣٤٧، وأحمد: ٥/ ٢٥٨

شرح:...... اللہ تعالی کے فرائض و واجبات کو ترک کرنا اور محرمات و ممنوعات کا ارتکاب کرنا بغاوت اور سرکشی کہلاتا ہے۔ جو اونٹ جس مالک کا کھاتا ہے اگر اسی کے سامنے بدکنا شروع کر دے تو اس کا کیا علاج کیا جاتا ہے، ہر کوئی جانتا ہے۔ جو بچہ اپنے غیرت مند اور خیر خواہ باپ کے منصوبوں پر کراس لگاتا ہے، اسے کون سا انجام بھگتنا پڑتا ہے، ہر ایک کے لیے واضح ہے۔ اللہ تعالی کا معاملہ بھی یہی ہے کہ جو بھی اس کے قوانین سے پہلوتہی اختیار کرے گا، اسے اس جرم کی سزا بھگتنا پڑے گی، لیکن جب سزا کا وقت آئے گا تو اس وقت کا پچھتاوا، اس وقت کا افسوس اور اس وقت کی حسرت کچھ کام نہ آئے گی۔

سیدنا عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((...... فانما المؤمن كالجمل الانف، حيثما قيد انقاد۔)) (ابن ماجه) ......”مومن کی مثال تو نکیل شدہ اونٹ کی طرح ہے، کہ جب اس کی نکیل یا لگام کو پکڑ کر اس کے آگے آگے چلا جاتا ہے تو وہ مطیع ہو کر پیچھے پیچھے چل پڑتا ہے۔“

(٤٠١٢)۔ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول

قَالَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ: ((وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ، لَتَدْخُلُنَّ الْجَنَّةَ كُلُّكُمْ اِلَّا مَنْ أَبٰى، وَشَرَدَ عَلَى اللهِ كشُرُوْدِ الْبَعِيْرِ۔)) قَالُوْا: وَمَنْ يَأْبٰي اَنْ يدْخلَ الْجَنَّةَ؟ فقَالَ: ((مَنْ اَطَاعَنِيْ دَخلَ الْجَنَّةَ، وَمنْ عَصَانِيْ فَقَدْ اَبٰى۔)) (الصحيحة:٢٠٤٤)

اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! تم سارے لوگ جنت میں داخل ہو گے، ماسوائے ان کے جو انکار کر دیتے ہیں اور اونٹ کے بدکنے کی طرح (اللہ اور رسول کی) اطاعت سے بغاوت کر جاتے ہیں۔“ صحابہ نے عرض کی: بھلا جنت میں جانے سے کون انکار کرتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں داخل ہوگا اور جس نے میری نافرمانی کی، اس نے (گویا جنت میں داخل ہونے سے) انکار کر دیا۔“

تخریج: رواه الطبرانی فی"الأوسط": ورجاله رجال الصحیح

ایک جہنمی کی نحوست

(٤٠١٣)۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَوْ كَانَ فِيْ هٰذَا الْمَسْجِدِ مِئَةُ اَلْفٍ اَوْ يَزِيْدُوْنَ، وَفِيْهِ رَجُلٌ مِنْ اَهْلِ النَّارِ فَتَنَفَّسَ فَاَصَابَهُمْ نَفْسُهُ لَاحْتَرَقَ الْمَسْجِدُ وَمَنْ فِيْهِ۔))

(الصحيحة:٢٥٠٩)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اگر اس مسجد میں ایک لاکھ یا زائد افراد بیٹھے ہوئے ہوں اور ان میں ایک جہنمی آدمی سانس لے لے، تو اس کے اثر سے مسجد تمام لوگوں سمیت جل جائے گی۔“

تخریج: أخرجه البزار :٣٤٩٩، وأبو یعلی فی"مسنده": ٤/ ١٥٧٣۔١٥٧٤، وابن أبی الدنيافی"صفة النار":ق٨/ ٢، وأبو نعیم فی"الحلية":٤/ ٣٠٧

شرح:...... لیکن دوزخ میں رہنے والے ہمیشہ زندہ رہیں گے، ان کو کیسی قوت وطاقت دی جائے گی کہ وہ ایسے ٹھکانے میں پہنچ کر پھر بھی زندہ رہیں گے۔ بس یہی کہا جاسکتا ہے کہ ” إِنَّ اللّٰهَ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ “

جنت اور جہنم کا بندے کیلیے سفارش کرنا

(٤٠١٤)۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا اسْتَجَارَ عَبْدٌ مِنَ النَّارِ سَبْعَ مَرَّاتٍ فِيْ يَوْمٍ، اِلَّا قَالَتِ النَّارُ: يَا رَبِّ اِنَّ عَبْدَكَ فُلَانًا قَدِ اسْتَجَارَكَ مِنِّيْ فَاَجِرْهُ۔ وَلَا يَسْاَلُ اللّٰهَ عَبْدٌ الْجَنَّةَ فِيْ يَوْمٍ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب آدمی ایک دن میں سات دفعہ آگ سے (اللہ کی) پناہ مانگتا ہے تو جہنم کہتی ہے: اے میرے ربّ! تیرا فلاں بندہ مجھ سے پناہ مانگ رہا ہے، پس تو اسے پناہ دے دے۔ اسی طرح جو آدمی ایک دن میں سات بار اللہ تعالی سے

سَبْعَ مَرَّاتٍ إِلَّا قَالَتِ الْجَنَّةُ: يَا رَبِّ! إِنَّ عَبْدَكَ فُلَانًا سَأَلَنِيْ، فَادْخِلْهُ الْجَنَّةَ۔)) (الصحيحة: ٢٥٠٦)

جنت کا سوال کرتا ہے تو جنت کہتی ہے: اے میرے ربّ! تیرا فلاں بندہ تجھ سے میرا سوال کر رہا ہے، سو تو اسے جنت میں داخل کر دے۔''

تخريج: أخرجه أبو يعلى فى "مسنده": ٤/ ١٤٧٣، والضياء أيضا فى "صفة الجنة": ٣/ ٨٩/ ١

شرح:...... امام البانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: دمشق وغیرہ میں بعض لوگ نمازِ فجر کے بعد بآواز بلند سات دفعہ جنت کا سوال کرتے ہیں اور سات بار جہنم سے پناہ مانگتے ہیں۔ اس انداز سے اس حدیث پر عمل کرنا نہ اس حدیث سے اور نہ کسی دوسری دلیل سے ثابت ہوتا ہے۔ یہ ذکر کسی نماز یا نماز باجماعت کے ساتھ خاص نہیں ہے، بلکہ مطلق ہے اور جس عمل کو شارع علیہ السلام نے مطلق رکھا ہو، اسے کسی زمان و مکاں کے ساتھ خاص نہیں کیا جا سکتا، جیسا کہ شریعت کے مقید کو مطلق نہیں کیا جا سکتا۔ پس جو آدمی اس حدیث پر عمل کرنا چاہے وہ دن یا رات کی کسی گھڑی میں یا قبل از نماز یا بعد از نماز یہ عمل کر سکتا ہے۔ یہ آپ ﷺ کی اتباعِ محض ہوگی اور ان شاء اللہ اخلاص بھی نصیب ہوگا۔

رہا مسئلہ اس حدیث کا: ((إِذَا صَلَّيْتَ الصُّبْحَ فَقُلْ قَبْلَ أَنْ تَتَكَلَّمَ: اَللّٰهُمَّ أَجِرْنِيْ مِنَ النَّارِ سَبْعَ مَرَّاتٍ ......)) ...... ''جب نماز فجر ادا کر لے تو (کسی سے) کلام کرنے سے پہلے یہ دعا سات دفعہ پڑھا کر: اے اللہ! مجھے جہنم سے پناہ دے......'' تو گزارش ہے کہ یہ روایت ضعیف ہے، سلسلہ ضعیفہ (١٦٢٤) میں اس کی تخریج و تحقیق پیش کی گئی ہے۔ اس کو ''حسن'' کہنے والوں کی بات مان کر دھوکے میں نہیں پڑنا چاہیے، کیونکہ ان سے خطا واقع ہوئی ہے۔ (صحیحہ: ٢٥٠٦) ہمیں چاہیے کہ ہم دن میں سات مرتبہ اللہ تعالی سے جنت کا سوال کریں اور سات مرتبہ جہنم سے اس کی پناہ طلب کریں۔

ہر فرد کے لیے دو منازل میں سے ایک منزل معین ہے

(٤٠١٥)۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَامِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا لَهُ مَنْزِلَانِ: مَنْزِلٌ فِي الْجَنَّةِ، وَمَنْزِلٌ فِي النَّارِ، فَإِذَا مَاتَ فَدَخَلَ النَّارَ، وَرِثَ أَهْلُ الْجَنَّةِ مَنْزِلَهُ، فَذٰلِكَ قَوْلُهُ تَعَالَى: ﴿أُولٰئِكَ هُمُ الْوَارِثُوْنَ﴾ (المومنون: ١٠))) (الصحيحة: ٢٢٧٩)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے ہر آدمی کے دو ٹھکانے ہیں: ایک ٹھکانہ جنت میں ہے اور دوسرا جہنم میں۔ اگر وہ مر کر جہنم میں چلا جاتا ہے تو جنتی لوگ اس کے ٹھکانے کے وارث بن جاتے ہیں، اللہ تعالی کے اس فرمان کا یہی مطلب ہے: ﴿یہی لوگ وارث ہیں﴾ (سورۂ مومنون: ١٠)۔''

تخريج: أخرجه ابن ماجه: ٢/ ٥٩٥، وابن أبي حاتم فى "تفسيره" والبيهقي فى "شعب الايمان": ١/ ٢٦٥ ـ هندية، ورواه البخاري: ٦٥٦٩ بلفظ: ((لا احد يدخل الجنة الا أرى مقعده من النار لو

أساء؛ ليزداد شكرا، ولا يدخل النار احد الا أرى مقعده من الجنة لو احسن، ليكون حسرة۔))

شرح:...... ہمیں چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے جنت میں ہمارے لیے جس منزل کا تعین کیا ہے، اس کے حصول کے لیے تگ و دو کریں۔

ہمیشہ روزے رکھنے والے کا انجام بد

(٤٠١٦)۔ عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((مَنْ صَامَ الدَّهْرَ، ضُيِّقَتْ عَلَيْهِ جَهَنَّمُ هٰكَذَا))وَعَقَدَ تِسْعِيْنَ۔ (الصحيحة:٣٢٠٢)

سیدنا ابوموسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس نے پورا زمانہ روزے رکھے، اس پر جہنم اس طرح تنگ کر دی جائے گی۔'' پھر آپ نے نوے (۹۰) کی گرہ لگا کر اشارہ کیا۔

تخريج: أخرجه الطيالسي في"مسنده": ٥١٤، وعنه البزار في"مسنده": ١٠٤١، وكذا البيهقي: ٤/ ٣٠٠، والبيهقى، وابن ابى شيبة: ٣/ ٧٨، واحمد: ٤/ ٤١٤

شرح:...... شریعت نے عبادات و معاملات کے سلسلے میں مکمل رہنمائی کی ہے اور ہر شعبے میں اعتدال اور لوگوں کی استطاعت کو سامنے رکھا۔ اسی بنا پر پورے زمانے کے روزوں سے منع کر دیا گیا ہے، لہٰذا ایسا کرنا غلو فی الدین ہے۔

(۹۰) **کی گرہ:** انگشتِ شہادت کا سرا انگوٹھے کی جڑ پر رکھیں، پھر انگوٹھے کو انگلی کے ساتھ ملا دیں (کہ اندر گول دائرے کا سوراخ بن جائے)۔

روزِ قیامت تمام بنو آدم آپ ﷺ کے جھنڈے کے نیچے ہوں گے

(٤٠١٧)۔ عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ، قَالَ: قَالَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ ﷺ: اِبْرَاهِيْمُ خَلِيْلُ اللّٰهِ، وَعِيْسٰى كَلِمَةُ اللّٰهِ وَرُوْحُهُ، وَ مُوْسٰى كَلَّمَهُ اللّٰهُ تَكْلِيْمًا، فَمَاذَا اُعْطِيْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((وَلَدُ آدَمَ كُلُّهُمْ تَحْتَ لِوَائِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَاَنَا اَوَّلُ مَنْ تُفْتَحُ لَهُ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ۔)) (الصحيحة:٢٤١١)

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اصحابِ رسول نے کہا: حضرت ابراہیم (علیہ السلام) خلیل اللہ ہیں، حضرت عیسی (علیہ السلام) اللہ تعالیٰ کا کلمہ اور روح ہیں اور حضرت موسی (علیہ السلام) سے اللہ تعالیٰ نے کلام کی ہے۔ اے اللہ کے رسول! آپ کو کیا عنایت کیا گیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''روزِ قیامت حضرت آدم (علیہ السلام) کی ساری اولاد میرے جھنڈے تلے ہو گی، میں وہ شخصیت ہوں جس کے لیے سب سے پہلے جنت کے دروازے کھولے جائیں گے۔''

تخريج: رواه لوين فى"حديثه":١/ ١۔ قطعة منه

شرح:...... روزِ قیامت آپ ﷺ بنو آدم کے سردار ہوں گے، سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((اَنَا سَيِّدُ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.)) (بخاري، مسلم) ......''میں روزِ قیامت لوگوں کا سردار

ہوں گا۔‘‘

یہ آپ ﷺ کے دو امتیازات ہیں کہ آپ تمام لوگوں کے سیّد ہوں گے اور سب سے پہلے آپ کیلیے جنت کا دروازہ کھولا جائے گا۔

جنت بہترین اور جہنم بدترین ٹھکانہ ہے

(٤٠١٨)۔ عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((یُؤْتٰي بِالرَّجُلِ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ، فَيَقُوْلُ اللّٰهُ لَهٗ: يَا ابْنَ آدَمَ! كَيْفَ وَجَدْتَ مَنْزِلَكَ؟ فَيَقُوْلُ: اَيْ رَبِّ! خَيْرُ مَنْزِلٍ، فَيَقُوْلُ سَلْ وَتَمَنَّ، فَيَقُوْلُ: مَا اَسْئَلُ وَاَتَمَنّٰى؟ اِلَّا اَنْ تَرُدَّنِيْ اِلَى الدُّنْيَا فَاُقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِكَ عَشْرَ مَرَّاتٍ لِمَا يَرٰى مِنْ فَضْلِ الشَّهَادَةِ ۔وَفِيْ طريق بلفظ: مِنَ الْكَرَامَةِ۔ وَيُؤْتٰى بِالرَّجُلِ مِنْ اَهْلِ النَّارِ، فَيَقُوْلُ اللّٰهُ لَهٗ: يَا ابْنَ آدَمَ! كَيْفَ وَجَدْتَّ مَنْزِلَكَ؟ فَيَقُوْلُ: اَيْ رَبِّ! شَرُّ مَنْزِلٍ، فَيَقُوْلُ الرَّبُّ عَزَّوَجَلَّ لَهٗ: اَتَفْتَدِيْ مِنْهُ بِطِلَاعِ الْاَرْضِ ذَهَبًا؟ فَيَقُوْلُ: اَيْ رَبِّ! نَعَمْ، فَيَقُوْلُ: كَذَبْتَ، قَدْ سَاَلْتُكَ اَقَلَّ مِنْ ذٰلِكَ وَاَيْسَرَ فَلَمْ تَفْعَلْ۔ فَيُرَدُّ اِلَى النَّارِ۔)) (الصحيحة:٣٠٠٨)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’جنتی آدمی کو لایا جائے گا، اللہ تعالی اسے فرمائے گا: آدم کے بیٹے! کیسی پائی اپنی منزل؟ وہ کہے گا: اے میرے ربّ! بہترین ٹھکانہ ہے۔ اللہ تعالی فرمائے گا: سوال کر اور مزید تمنا کر۔ وہ کہے گا: میں کس چیز کا سوال کروں اور کس چیز کی تمنا کروں؟ ہاں، اگر تو مجھے دنیا کی طرف واپس لوٹا دے (تو ٹھیک ہے) تاکہ تیرے راستے میں دس دفعہ شہید ہو سکوں۔ وہ شہادت کی فضیلت و کرامت کی وجہ سے اس (خواہش کا اظہار کرے گا)۔ پھر جہنمی آدمی کو لایا جائے گا۔ اللہ تعالی پوچھے گا: اپنے ٹھکانے کو کیسا پایا؟ وہ کہے گا: اے میرے ربّ! بدترین منزل ہے۔ ربّ تعالی فرمائے گا: کیا تو اس سے آزاد ہونے کے لیے زمین بھر سونا دے دے گا؟ وہ کہے گا: جی ہاں، اے میرے ربّ! اللہ تعالی کہے گا: تو جھوٹا ہے، میں نے تو تجھ سے اس سے بھی کم اور آسان چیز کا مطالبہ کیا تھا، لیکن تو نے (وہ بھی پوری) نہیں کی۔ پھر اسے آگ کی طرف لوٹا دیا جائے گا۔‘‘

تخريج: أخرجه أحمد: ٣/ ٢٠٧۔٢٠٨، ٢٣٩، وابن حبان: ٩/ ٢٢٤/ ٧٣٠٦، و الحاكم: ٢/ ٧٥، و أخرجه البخاري: ٢٨١٧، ومسلم: ٦/ ٣٥ مختصرا

شرح:...... جنت اتنا بہترین ٹھکانہ ہے کہ اس کے اعلی درجے کے حصول کے لیے جنتی دس مرتبہ شہید ہونے کے لیے تیار ہو جائے گا اور جہنم اتنا برا ٹھکانہ ہے کہ جہنمی اس سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لیے زمین بھر سونا بھی دینے کے لیے تیار ہو جائے گا۔ لیکن لے گا کہاں سے۔

بدکردار واعظ وخطیب کا انجام بد

(٤٠١٩)۔ عَنْ أَبِي وَائِلٍ، قَالَ. قِيلَ لِأُسَامَةَ: لَوْ رَأَيْتَ فُلَانًا۔وَفِي الرِّوَايَةِ الْأُخْرَى: عُثْمَانَ۔ فَكَلَّمْتَهُ۔ زَادَ فِي الْأُخْرَى: فِيمَا يَصْنَعُ۔ قَالَ: إِنَّكُمْ لَتَرَوْنَ أَنِّي (لَا) أُكَلِّمُهُ إِلَّا أُسْمِعُكُمْ؟! إِنِّي أُكَلِّمُهُ فِي السِّرِّ دُونَ أَنْ أَفْتَحَ بَابًا لَا أَكُونُ أَوَّلَ مَنْ فَتَحَهُ، وَلَا أَقُولُ لِرَجُلٍ إِنْ كَانَ عَلَيَّ أَمِيرًا: أَنَّهُ خَيْرُ النَّاسِ بَعْدَ شَيْءٍ سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ۔ قَالُوْا: وَمَا سَمِعْتَهُ يَقُولُ؟ قَالَ: سَمِعْتُهُ يَقُولُ: ((يُجَاءُ بِالرَّجُلِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، فَيُلْقَى فِي النَّارِ، فَتَنْدَلِقُ اقْتَابُهُ۔ وَفِي رِوَايَةٍ:اقْتَابُ بَطْنِهِ۔ فِي النَّارِ، فَيَدُورُ كَمَا يَدُورُ الْحِمَارُ بِرَحَاهُ، فَيَجْتَمِعُ أَهْلُ النَّارِ عَلَيْهِ، فَيَقُولُونَ: يَا فُلَانُ! مَا شَأْنُكَ؟ أَلَيْسَ كُنْتَ تَأْمُرُنَا بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَانَا عَنِ الْمُنْكَرِ؟ قَالَ: كُنْتُ آمُرُكُمْ بِالْمَعْرُوفِ وَلَا آتِيهِ، وَأَنْهَاكُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَآتِيهِ۔)) (الصحيحة:٢٩٢)

حضرت ابووائل رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کسی نے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سے کہا: اگر آپ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس جائیں اور ان سے ان کے کیئے کے بارے میں بات کریں؟ انھوں نے کہا: تمھارا یہ خیال ہو گا کہ میں ان سے جو گفتگو کروں گا وہ تم لوگوں کو بتا دوں گا؟ میں دروازہ کھولے بغیر ان سے رازدارانہ انداز میں بات کروں گا، کیونکہ ایک حدیث کی روشنی میں میں نہ یہ چاہتا ہوں کہ میں سب سے پہلے دروازہ کھولوں اور نہ میں اپنے امیر، اگر وہ واقعی امیر ہے، کے بارے میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ وہ خیر الناس ہے۔ کہا گیا: وہ کون سی حدیث ہے؟ انھوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ایک آدمی کو روزِ قیامت لایا جائے گا، اسے دوزخ میں پھینک دیا جائے گا، اس کے پیٹ کی آنتیں باہر نکل آئیں گی اور وہ چکی کے گرد گھومنے والے گدھے کی طرح اس کے اردگرد چکر لگانا شروع کر دے گا۔ لوگ اسے دیکھ کر کہیں گے: او فلاں! تجھے یہاں کیوں پھینکا گیا؟ تو تو ہمیں نیکی کا حکم دیتا اور برائی سے منع نہیں کرتا تھا؟ وہ کہے گا: میں تم لوگوں کو تو نیکی کا حکم دیتا تھا، لیکن خود نہیں کرتا تھا اور تمھیں تو برائی سے منع کرتا تھا، لیکن خود باز نہیں آتا تھا۔“

تخريج: أخرجه البخاري: ٢/ ٣١٩، والسياق له، ومسلم: ٨/ ٢٢٤، والرواية الأخرى له، وأحمد: ٥/ ٢٠٥، ٢٠٧، ٢٠٩

شرح:...... علمائے حق کے لیے بہت بڑی وعید ہے، ہر عالم اور مبلّغ کو چاہئے کہ وہ جو کچھ بیان کرتا ہے، اس پر خود بھی عمل کرے، وگرنہ نہ اس کی زبان میں کوئی تاثیر ہو گی اور نہ وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں معزز ہو گا۔

سرکشی، شرک اور قتل سنگین جرائم ہیں

(٤٠٢٠)۔ عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ مَرْفُوعًا: ((يَخْرُجُ عُنُقٌ مِنَ النَّارِ يَتَكَلَّمُ يَقُولُ:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جہنم کی آگ سے ایک لپٹ نکل کر یہ کلام

وُكِّلْتُ الْيَوْمَ بِثَلاثَةٍ: بِكُلِّ جَبَّارٍ عَنِيدٍ، وَبِمَنْ جَعَلَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا آخَرَ، وَبِمَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ، فَيَنْطَوِيْ عَلَيْهِمْ، فَيَقْذِفُهُمْ فِيْ غَمَرَاتِ جَهَنَّمَ۔)) (الصحيحة:٢٦٩٩)

کرے گی: تین افراد میرے سپرد کر دیے گئے ہیں: (۱) ہر جبار اور سرکش، (۲) اللہ تعالیٰ کے ساتھ کوئی دوسرا معبود بنانے والا فرد اور (۳) کسی کو ناحق قتل کرنے والا شخص۔ آگ کی وہ لپٹ ان کو لپیٹ لے گی اور انھیں جہنم کی شدتوں اور سختیوں میں پھینک دے گی۔‘‘

تخریج: أخرجه أحمد:٣/ ٤٠، وعبد بن حميد في"المنتخب من المسند": ق١١٨/ ٢، وأبويعلى في "مسنده": ١/ ٣١٤ و٣١٥، والطبراني في"الأوسط": رقم۔٤١٣٨، والبزار: ق ٣٢٩/ ١

ہر کوئی ایک دفعہ جہنم میں جائے گا

(٤٠٢١)۔ عَنِ السُّدِّيِّ، قَالَ: سَأَلْتُ مُرَّةَ الْهَمْدَانِيَّ عَنْ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ: ﴿وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا كَانَ عَلٰى رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا﴾(مريم:٧١) فَحَدَّثَنِيْ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ مَسْعُوْدٍ حَدَّثَهُمْ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((يَرِدُ النَّاسُ كُلُّهُمُ النَّارَ، ثُمَّ يَصْدُرُوْنَ مِنْهَا بِاَعْمَالِهِمْ، فَاَوَّلُهُمْ كَلَمْعِ الْبَرْقِ، ثُمَّ كَمَرِّ الرِّيْحِ، ثُمَّ كَحُضْرِ الْفَرَسِ، ثُمَّ كَالرَّاكِبِ، ثُمَّ كَشَدِّ الرِّجَالِ، ثَمَّ كَمَشْيِهِمْ۔)) (الصحيحة:٣١١)

سدی کہتے ہیں کہ میں نے مرہ ہمدانی سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان ﴿تم میں سے ہر ایک وہاں ضرور وارد ہونے والا ہے، یہ تیرے پروردگار کے ذمے قطعی فیصل شدہ امر ہے﴾ (سورۂ مریم:۷۱) کے بارے میں پوچھا، انھوں نے مجھے بیان کیا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ان کو رسول اللہ ﷺ کی یہ روایت بیان کی، آپ ﷺ نے فرمایا: ’’سارے لوگ جہنم میں آئیں گے، پھر اپنے اعمال کے مطابق وہاں سے نکلتے جائیں گے، اول درجے والے لوگ بجلی کی چمک کی طرح، پھر ہوا کے چلنے کی طرح، پھر گھوڑے کے دوڑنے کی طرح، پھر عام سوار کی طرح، پھر مرد کے دوڑنے کی طرح اور پھر آدمی کے چلنے کی طرح وہاں سے نکل جائیں گے۔‘‘

تخریج: أخرجه الترمذي: ٢/ ١٩٨، والدارمي: ٢/ ٣٩٨، والزيادة الأخيرة لهما، وكذا الحاكم: ٢/ ٣٧٥، ٤/ ٥٨٦، والسياق له۔ وأحمد: ١/ ٤٣٥، وأبويعلى: ٢٥٥/ ١

شرح:...... معلوم ہوا کہ جنت میں جانے والا ہر فرد پہلے جہنم میں گھسے گا، وہاں سے اپنے اعمال کی روشنی میں نکل کر جنت میں پہنچے گا۔ اس حدیث کو سامنے رکھ کر ہمیں کثرت سے اعمالِ صالحہ میں حصہ لینا چاہیے۔

کافر کی جہنم سے آزاد ہونے کی امید کرنا

(٤٠٢٢)۔ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((يَقُوْلُ اللّٰهُ لِاَهْوَنِ اَهْلِ النَّارِ عَذَابًا يَوْمَ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’قیامت والے دن اللہ تعالیٰ آگ کے سب سے ہلکے

الْـقِيَـامَةِ: يَـا ابْـنَ آدَمَ! كَيْفَ وَجَـدْتَّ مَضْجَعَكَ؟ فَيَقُوْلُ: شَرُّ مَضْجَعٍ. فَيُقَالُ لَهُ: لَـوْ كَانَتْ لَكَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا أَكُنْتَ مُفْتَدِيًا بِهَا؟ فَيَقُوْلُ: نَعَمْ. فَيَقُوْلُ: كَذَبْتَ قَدْ أَرَدْتُ مِـنْكَ أَهْـوَنَ مِـنْ هَـذَا وَأَنْتَ فِيْ صُلْبِ، وَفِـيْ رِوَايَةٍ: فِـيْ ظَهْـرِ، آدَمَ: أَنْ لَاتُشْرِكَ بِـيْ شَيْـئًا، وَلَا أُدْخِلُكَ النَّارَ، فَأَبَيْتَ إِلَّا الشِّرْكَ، فَيُؤْمَرُ بِهِ إِلَى النَّارِ.)) (الصحيحة:١٧٢)

عذاب میں مبتلا آدمی سے پوچھے گا: ابن آدم! کیسی منزل ہے؟ وہ کہے گا: بدترین منزل ہے۔ اسے کہا جائے گا: اگر تیری ملکیت میں دنیا و ما فیہا ہوتا تو کیا تو (اس عذاب سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لیے) اسے فدیے میں دے دیتا؟ وہ کہے گا: جی ہاں۔ اللہ تعالی کہے گا: تو جھوٹا ہے، جب تو اپنے باپ آدم (علیہ السلام) کی پیٹھ میں تھا تو میں نے تجھ سے اس سے آسان چیز کا مطالبہ کیا تھا کہ میرے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانا، میں تجھے آگ میں داخل ہونے سے بچا لوں گا۔ لیکن تو نے اس بات کا انکار کر دیا تھا اور میرے ساتھ شرک کیا تھا۔ پھر اسے جہنم کی طرف لے جانے کا حکم دے دیا جائے گا۔''

تخريج: رواه البخاری: ٢/ ٣٣٣، ٤/ ٢٣٩و٢٤٢، ومسلم: ٨/ ١٣٤و١٣٥، وأحمد: ٣/ ١٢٧و١٢٩، وكذا أبو عوانة، وابن حبان فی "صحيحيهما" كما فی "الجامع الكبير": ٣/ ٩٥/ ١

شرح:...... امام البانی رحمہ اللہ تعالی رقمطراز ہیں: اللہ تعالی کے جواب ((كَذَبْتَ)) (تو جھوٹا ہے) کا مطلب بیان کرتے ہوئے امام نووی لکھتے ہیں: اے کافر! اگر ہم تجھے دنیا کی طرف دوبارہ بھیج دیں اور وہاں تجھ سے اس فدیے کا مطالبہ کریں تو تو ہمیں یہ دے دے گا؟ حقیقت یہ ہے کہ تو یہ فدیہ دینے کے لیے تیار نہیں ہوگا، کیونکہ تجھ سے تو اس سے آسان مطالبہ کیا گیا تھا، لیکن تو نے اسے پورا کرنے سے انکار کر دیا۔ اسی مفہوم کو ادا کرنے کے لیے اللہ تعالی نے فرمایا: ﴿وَلَوْ رُدُّوْا لَعَادُوْا لِمَا نُهُوْا عَنْهُ وَإِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ﴾ (سورۂ انعام: ٢٨) ......''اگر ان کو (دنیا میں) لوٹا دیا جائے تو وہ (ان ہی کاموں کے) درپے ہو جائیں گے، جن سے ان کو منع کیا جائے گا، (دراصل) یہ لوگ جھوٹے ہیں۔''

اللہ تعالی کہے گا: ((قَدْ أَرَدْتُ مِنْكَ أَهْوَنَ مِنْ هٰذَا ......)) ......''میں نے تجھ سے اس سے آسان چیز کا ارادہ کیا تھا کہ میرے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانا، میں تجھے آگ میں داخل ہونے سے بچا لوں گا۔''

اس حدیث میں ''اللہ تعالی کے ارادے'' کا مفہوم کیا ہے؟ اس حدیث میں "اردت منك" کا معنی "احببت منك" ہے، یعنی میں نے تیرے بارے میں یہ پسند کیا تھا کہ تو توحید کو اپنا لے۔

ذہن نشین رہے کہ شریعت میں ''ارادے'' کا اطلاق ''خیر و شرّ اور ہدایت و ضلالت'' پر بھی ہوتا ہے، جیسا کہ ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿فَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ أَنْ يَّهْدِيَهٗ يَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْإِسْلَامِ وَمَنْ يُّرِدْ أَنْ يُّضِلَّهٗ يَجْعَلْ صَدْرَهٗ ضَيِّقًا حَرَجًا كَأَنَّمَا يَصَّعَّدُ فِي السَّمَآءِ﴾ (سورۂ انعام: ١٢٥) ......''اللہ تعالی جس کے بارے میں ہدایت کا ارادہ کرتا ہے تو اس کا سینہ اسلام کے لیے کھول دیتا ہے اور جس کے بارے میں ضلالت کا ارادہ کرتا ہے تو اس کا سینہ تنگ کر دیتا

ہے، جیسے کوئی آسمان میں چڑھتا ہے۔" اور اس کا اطلاق "محبت و رضامندی" پر بھی ہوتا ہے، جیسا کہ ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿یُرِیْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْیُسْرَ وَلَا یُرِیْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ ﴾ (سورۂ بقرہ: ١٨٥) ...... "اللہ تعالی تمہارے ساتھ آسانی کا ارادہ کرتا ہے اور سختی کا نہیں۔" یہی دوسرا معنی اس حدیث کا مرادی معنی ہے، یعنی حدیث کے الفاظ "اردت منك ......" کا معنی "میں نے تیرے بارے میں پسند کیا تھا کہ تو میرے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتا۔"

ضروری نہیں کہ اللہ تعالی کے اس ارادے کی تکمیل ہو کر ہی رہے، کیونکہ اللہ تعالی کسی کو اپنی اطاعت پر مجبور نہیں کرتا، اگرچہ ان کو اپنی فرمانبرداری کرنے کے لیے ہی پیدا کیا ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿فَمَنْ شَاءَ فَلْيُؤْمِنْ وَمَنْ شَاءَ فَلْيَكْفُرْ﴾ (سورۂ کهف: ٢٩) ...... "جو چاہتا ہے ایمان لے آئے اور جو چاہتا ہے کفر کر لے۔"

بسا اوقات ایسے بھی ہوتا ہے کہ اللہ تعالی اپنے بندے کے بارے میں ایسا ارادہ کرتا ہے، جو وہ خود پسند نہیں کرتا اور اپنے بندے کی ایسی چیز پسند کرتا ہے، جس کا وہ ارادہ نہیں کرتا۔ امام ابن قیم نے اللہ تعالی کے اس ارادے کو "ارادہ کونیہ" کا نام دیا ہے، انھوں نے یہ نام اس آیت سے اخذ کیا: ﴿إِنَّمَا أَمْرُهُ إِذَا أَرَادَ شَيْئًا أَنْ يَقُولَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ ﴾ (سورۂ یس: ٨٢) ...... "وہ جب کبھی کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے اسے اتنا فرما دینا (کافی) ہے کہ ہو جا، وہ اسی وقت ہو جاتی ہے۔" اور جب اللہ تعالی ایسا ارادہ کرتا ہے، جس کو وہ پسند کرتا ہے، تو اسے "ارادہ شرعیہ" کہتے ہیں۔

امام ابن قیم نے اپنی سمجھ کی روشنی میں اللہ تعالی کے ارادوں کی یہ دو اقسام پیش کی ہیں، اس تقسیم کی وجہ سے قضا و قدر کی کئی مشکلات حل ہو گئی ہیں اور جبر اور اعتزال کے فتنے سے نجات مل گئی۔ اس کی مکمل تفصیل کے لیے حافظ ابن قیم کی کتاب (شفاء العليل فى القضاء والقدر والحكمة والتعليل) کا مطالعہ کیا جائے، یہ ایک عظیم المرتبت کتاب ہے۔ ((وانت فى صلب آدم)) ...... "تو اپنے باپ آدم کی پیٹھ میں تھا" کا مفہوم بیان کرتے ہوئے قاضی عیاض کہتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے یہ بات ذکر کر کے اس آیت کی طرف اشارہ کیا ہے: ﴿وَإِذْ أَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِي آدَمَ مِنْ ظُهُورِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَأَشْهَدَهُمْ عَلَى أَنْفُسِهِمْ أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوا بَلَى شَهِدْنَا أَنْ تَقُولُوا يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِنَّا كُنَّا عَنْ هَذَا غَافِلِينَ۔﴾ (سورۂ اعراف: ١٧٢) ...... "اور جب آپ کے رب نے اولادِ آدم کی پشت سے ان کی اولاد کو نکالا اور ان سے ان ہی کے متعلق اقرار لیا کہ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ سب نے جواب دیا: کیوں نہیں؟ ہم سب گواہ بنتے ہیں۔ تاکہ تم قیامت کے دن یوں نہ کہو کہ ہم تو اس سے محض بے خبر تھے۔"

اس عہد و پیمان کا اقرار صلبِ آدم میں لیا گیا تھا، جس نے دنیا میں آنے کے بعد اس کو پورا کیا وہ مومن ہو گا اور جس نے اس عہد کو پورا نہ کیا وہ کافر ہو گا۔ پس اس حدیث کا مرادی معنی یہ ہوا: اے کافر! جب میں نے تجھ سے عہد و پیمان لیا تھا، تو تیرے بارے میں توحید کو پسند کیا تھا، لیکن جب میں نے تجھے دنیا میں پیدا کیا تو تو نے انکار کر دیا اور شرک کو اپنا لیا۔ (صحیحه: ١٧٢)

❁ ❁ ❁ ❁

السِّيْرَةُ النَّبَوِيَّةُ وَفِيْهَا الشَّمَائِلُ

سیرتِ نبوی اور آپ ﷺ کے عادات واطوار

السیرۃ :لغوی معنی: طریقہ، چال چلن، برتاؤ، سوانح عمری

اصطلاحی تعریف:......السیرۃ النبویۃ: نبی کریم ﷺ کی حیات مبارکہ کی تفصیل و واقعات اور غزوات۔

الشمائل: لغوی معنی: "شِمال" کی جمع ہے،خلق ،خصلت، عادت، مقابل

اصطلاحی تعریف:...... نبی کریم ﷺ کی عادات واطوار اور آداب واخلاق۔

آپ ﷺ کی ولادت کا سال

(٤٠٢٣)۔ وُلِدَ النَّبِيُّ ﷺ عَامَ الْفِيْلِ۔ رُوِيَ مِنْ حَدِيْثِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ، وَقَيْسِ بْنِ مَخْرَمَةَ۔ (الصحيحة: ٣١٥٢)

نبی کریم ﷺ عام الفیل کو پیدا ہوئے۔ یہ حدیث عبداللہ بن عباس اور قیس بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی گئی ہے۔

تخريج: روى من حديث عبدالله بن عباس، وقيس بن مخرمة

(١)۔ وأما حديث ابن عباس: فأخرجه ابن سعد في "الطبقات": ١/ ١٠١، وابن حبان في "الثقات": ١/ ١٤، والطبراني في "المعجم الكبير": ١٢/ ٤٧/ ١٢٤٣٢، والبيهقي في "دلائل النبوة": ١/ ٧٥

(٢)۔ وأما حديث قيس بن مخرمة: فأخرجه محمد بن اسحاق في "السيرة": ١/ ١٧١، ومن طريقه الترمذي: ٩/ ٢٤/ ٣٦٢٣، والحاكم: ٢/ ٦٠٣، ٣/ ٤٥٦، ومن طريقه: البيهقي في "الدلائل": ١/ ٧٦، والطبراني في "المعجم الكبير": ١٨/ ٣٤٢/ ٤٣، وأبونعيم في "الدلائل": ١/ ١٠١

شرح:...... نبی کریم ﷺ مکہ میں شعبِ بنی ہاشم کے اندر موسم بہار میں پیدا ہوئے، یہ سوموار کی صبح تھی اور ربیع الاول کی (٩) تاریخ تھی، سال وہی تھا جس میں ابرہہ نے مکہ پر حملہ کیا تھا، چونکہ وہ اپنے ساتھ ہاتھی بھی لایا تھا اور عربی میں ہاتھی کو "فِیــل" کہتے ہیں، اس لیے اس سال کا نام ہی "عام الفیل" پڑ گیا، اس روز اپریل ۵۷۱ء کی بائیس تاریخ تھی۔

واقعہ اسراء ومعراج

(٤٠٢٤)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أُتِيْتُ بِالْبُرَاقِ ، وَهُوَ دَابَّةٌ أَبْيَضُ طَوِيْلٌ فَوْقَ الْحِمَارِ وَدُوْنَ الْبَغْلِ ، يَضَعُ حَافِرَهُ عِنْدَ مُنْتَهٰى طَرْفِهِ ، قَالَ: فَرَكِبْتُهُ حَتّٰى أَتَيْتُ بَيْتَ الْمَقْدِسِ ، قَالَ: فَرَبَطْتُهُ بِالْحَلْقَةِ الَّتِي يَرْبِطُ بِهَا الْأَنْبِيَاءُ ، قَالَ: ثُمَّ دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ فَصَلَّيْتُ فِيْهِ رَكْعَتَيْنِ ، ثُمَّ خَرَجْتُ فَجَاءَ نِي جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِإِنَاءٍ مِنْ خَمْرٍ وَإِنَاءٍ مِنْ لَبَنٍ ، فَاخْتَرْتُ اللَّبَنَ ، فَقَالَ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ: اِخْتَرْتَ الْفِطْرَةَ ثُمَّ عُرِجَ بِنَا إِلَى السَّمَاءِ ، فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيْلُ۔ فَقِيْلَ: مَنْ أَنْتَ؟ قَالَ: جِبْرِيْلُ۔ قِيْلَ: وَمَنْ مَعَكَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ۔ قِيْلَ: وَقَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ؟ قَالَ: قَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ ، فَفُتِحَ لَنَا ، فَإِذَا أَنَا بِآدَمَ ، فَرَحَّبَ بِي وَدَعَا لِي بِخَيْرٍ ، ثُمَّ عُرِجَ بِنَا إِلَى السَّمَاءِ الثَّانِيَةِ۔ فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ۔ فَقِيْلَ: مَنْ أَنْتَ؟ قَالَ: جِبْرِيْلُ۔ قِيْلَ: وَمَنْ مَعَكَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ۔ قِيْلَ: وَقَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ؟ قَالَ: قَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ۔ فَفُتِحَ لَنَا ، فَإِذَا أَنَا بِابْنَيِ الْخَالَةِ: عِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ وَيَحْيَى بْنِ زَكَرِيَّا صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهِمَا ، فَرَحَّبَا وَدَعَوَا لِي بِخَيْرٍ۔ ثُمَّ عُرِجَ بِيْ إِلَى السَّمَاءِ الثَّالِثَةِ ، فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيْلُ فَقِيْلَ: مَنْ أَنْتَ؟ قَالَ: جِبْرِيْلُ۔ قِيْلَ: وَمَنْ مَعَكَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ ﷺ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میرے پاس براق لایا گیا، وہ گدھے سے بڑا اور خچر سے چھوٹا سفید رنگ کا لمبا جانور تھا، وہ اپنا قدم وہاں رکھتا تھا جہاں تک اس کی نگاہ جاتی تھی۔ میں اُس پر سوار ہوا، (اور چل پڑا) حتیٰ کہ بیت المقدس میں پہنچ گیا، میں نے اُس کو اُس کڑے کے ساتھ باندھ دیا جس کے ساتھ دوسرے انبیا بھی باندھتے تھے، پھر میں مسجد میں داخل ہوا اور دو رکعت نماز پڑھی۔ جب میں وہاں سے نکلا تو حضرت جبریل علیہ السلام شراب کا اور دودھ کا ایک ایک برتن لائے، میں نے دودھ کا انتخاب کیا۔ جبریل نے کہا: آپ نے فطرت کو پسند کیا ہے۔ پھر ہمیں آسمان کی طرف اٹھایا گیا۔ (جب ہم وہاں پہنچے تو) جبریل نے دروازہ کھولنے کا مطالبہ کیا، کہا گیا: کون ہے؟ اس نے کہا: جبریل ہوں۔ پھر کہا گیا: تیرے ساتھ کون ہے؟ اس نے کہا: محمد ﷺ ہیں۔ کہا گیا: کیا انہیں بلایا گیا ہے؟ اُس نے کہا: (جی ہاں) انہیں بلایا گیا ہے۔ پھر ہمارے لیے دروازہ کھول دیا گیا۔ میں نے حضرت آدم علیہ السلام کو دیکھا، انہوں نے مجھے مرحبا کہا اور میرے لیے دعا کی۔ پھر ہمیں دوسرے آسمان کی طرف اٹھایا گیا۔ جبریل نے دروازہ کھولنے کا مطالبہ کیا، پوچھا گیا: کون ہے؟ اس نے کہا: جبریل ہوں۔ فرشتوں نے پوچھا: تیرے ساتھ کون ہے؟ اس نے کہا: محمد ﷺ ہیں۔ فرشتوں نے کہا: کیا انہیں بلایا گیا ہے؟ جبریل نے کہا: (جی ہاں! ان کو بلایا گیا ہے۔ پھر ہمارے لیے دروازہ کھول دیا گیا۔ میں نے خالہ زاد بھائیوں عیسیٰ بن مریم اور یحییٰ بن زکریا کو دیکھا، اُن دونوں نے مجھے مرحبا کہا اور میرے لیے خیر و بھلائی کی دعا کی۔ پھر ہمیں

قِيْلَ: وَقَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ؟ قَالَ: قَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ. فَفُتِحَ لَنَا فَإِذَا أَنَا بِيُوْسُفَ ﷺ، إِذَا هُوَ قَدْ أُعْطِيَ شَطْرَ الْحُسْنِ، فَرَحَّبَ وَدَعَا لِي بِخَيْرٍ ثُمَّ عُرِجَ بِنَا إِلَى السَّمَاءِ الرَّابِعَةِ فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ. قِيْلَ: مَنْ هٰذَا؟ قَالَ: جِبْرِيْلُ. قِيْلَ: وَمَنْ مَعَكَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ. قَالَ: وَقَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ؟ قَالَ: قَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ. فَفُتِحَ لَنَا، فَإِذَا أَنَا بِإِدْرِيْسَ، فَرَحَّبَ بِيْ وَدَعَا لِي بِخَيْرٍ، وَقَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: ﴿وَرَفَعْنَاهُ مَكَانًا عَلِيًّا﴾ ثُمَّ عُرِجَ بِنَا إِلَى السَّمَاءِ الْخَامِسَةِ. فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيْلُ. قِيْلَ: مَنْ هٰذَا؟ فَقَالَ: جِبْرِيْلُ. قِيْلَ: وَمَنْ مَعَكَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ. قِيْلَ: وَقَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ؟ قَالَ: قَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ. فَفُتِحَ لَنَا، فَإِذَا أَنَا بِهَارُوْنَ ﷺ، فَرَحَّبَ وَدَعَالِي بِخَيْرٍ ثُمَّ عُرِجَ بِنَا إِلَى السَّمَاءِ السَّادِسَةِ، فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ. قِيْلَ: مَنْ هٰذَا؟ قَالَ: جِبْرِيْلُ. قِيْلَ: وَمَنْ مَعَكَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ قِيْلَ: وَقَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ؟ قَالَ: قَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ، فَفُتِحَ لَنَا فَإِذَا أَنَا بِمُوْسٰى ﷺ فَرَحَّبَ وَدَعَا لِي بِخَيْرٍ ثُمَّ عُرِجَ بِنَا إِلَى السَّمَاءِ السَّابِعَةِ، فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيْلُ. فَقِيْلَ: مَنْ هٰذَا؟ قَالَ: جِبْرِيْلُ. قِيْلَ: وَمَنْ مَعَكَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ ﷺ. قِيْلَ: وَقَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ؟ قَالَ: قَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ، فَفُتِحَ لَنَا، فَإِذَا أَنَا بِإِبْرَاهِيْمَ مُسْنِدًا ظَهْرَهُ إِلَى الْبَيْتِ الْمَعْمُوْرِ، وَإِذَا

تیسرے آسمان کی طرف اٹھایا گیا، جبریل نے دروازہ کھولنے کا مطالبہ کیا۔فرشتوں نے پوچھا: کون؟اس نے کہا: جبریل۔ فرشتوں نے پوچھا: تیرے ساتھ کون ہے؟ اس نے کہا: محمد ﷺ ۔کہا گیا: کیا ان کو بلایا گیا ہے؟جبریل نے کہا: جی ہاں! انہیں بلایا گیا ہے۔سو ہمارے لیے دروازہ کھول دیا گیا، وہاں میں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھا،(ان کی خوبصورتی سے معلوم ہوتا تھا کہ) نصف حسن ان کو عطا کیا گیا ہے۔اُنہوں نے مجھے خوش آمدید کہا اور میرے لیے دعائے خیر کی۔پھر ہمیں چوتھے آسمان کی طرف اٹھایا گیا، جبریل نے دروازہ کھولنے کا مطالبہ کیا۔ پوچھا گیا: کون؟ اس نے کہا: جبریل ہوں۔ پھر پوچھا گیا: تیرے ساتھ کون ہے؟ اس نے کہا: محمد ﷺ ہیں۔کہا گیا: کیا انہیں بلایا گیا ہے؟ اُس نے کہا: جی ہاں! اُن کو بلایا گیا ہے، پھر ہمارے لیے دروازہ کھول دیا گیا۔ وہاں حضرت ادریس علیہ السلام کو دیکھا، انہوں نے مجھے مرحبا کہا اور میرے لیے خیر و بھلائی کی دعا کی۔اللہ تعالی نے فرمایا: اور ہم نے حضرت ادریس کا مقام و مرتبہ بلند کیا۔پھر ہمیں پانچویں آسمان کی طرف اٹھایا گیا، اور دروازہ کھولنے کا مطالبہ کیا۔کہا گیا: کون؟ اس نے کہا: میں جبریل ہوں۔کہا گیا: تیرے ساتھ کون ہے؟ اس نے کہا: محمد ﷺ ہیں۔ پوچھا گیا: کیا انہیں بلایا گیا ہے؟ جبریل نے جواب دیا: جی ہاں! انہیں بلایا گیا ہے،پھر ہمارے لیے دروازہ کھول دیا گیا۔ وہاں حضرت ہارون ﷺ کو دیکھا، انہوں نے مجھے خوش آمدید کہا اور میرے لیے خیر کی دعا کی۔پھر ہمیں چھٹے آسمان کی طرف اٹھایا گیا اور چھٹے آسمان پر دروازہ کھولنے کا مطالبہ کیا۔کہا گیا: کون؟اس نے کہا: جبریل ہوں۔کہا گیا: تیرے ساتھ کون ہے؟ اس نے کہا: محمد ﷺ

هُوَ يَدْخُلُهُ كُلَّ يَوْمٍ سَبْعُوْنَ أَلْفَ مَلَكٍ لَا يَعُوْدُوْنَ إِلَيْهِ. ثُمَّ ذَهَبَ بِي إِلَى السِّدْرَةِ الْمُنْتَهٰى، وَإِذَا وَرَقُهَا كَآذَانِ الْفِيَلَةِ، وَإِذَا ثَمَرُهَا كَالْقِلَالِ، قَالَ: فَلَمَّا غَشِيَهَا مِنْ أَمْرِ اللّٰهِ مَاغَشِيَ، تَغَيَّرَتْ، فَمَا أَحَدٌ مِنْ خَلْقِ اللّٰهِ يَسْتَطِيْعُ أَنْ يَنْعَتَهَا مِنْ حُسْنِهَا، فَأَوْحَى اللّٰهُ إِلَيَّ مَا أَوْحٰى، فَفَرَضَ عَلَيَّ خَمْسِيْنَ صَلَاةً فِي كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ، فَنَزَلْتُ إِلٰى مُوْسٰى فَقَالَ: مَافَرَضَ رَبُّكَ عَلٰى أُمَّتِكَ؟ قُلْتُ: خَمْسِيْنَ صَلَاةً. قَالَ: اِرْجِعْ إِلٰى رَبِّكَ فَاسْأَلْهُ التَّخْفِيْفَ فَإِنَّ أُمَّتَكَ لَايُطِيْقُوْنَ ذٰلِكَ، فَإِنِّي قَدْ بَلَوْتُ بَنِي إِسْرَائِيْلَ وَخَبَرْتُهُمْ. قَالَ: فَرَجَعْتُ إِلٰى رَبِّي. فَقُلْتُ: يَارَبِّ! خَفِّفْ عَلٰى أُمَّتِي، فَحَطَّ عَنِّي خَمْساً فَرَجَعْتُ إِلٰى مُوْسٰى، فَقُلْتُ: حَطَّ عَنِّي خَمْساً. قَالَ: إِنَّ أُمَّتَكَ لَايُطِيْقُوْنَ ذٰلِكَ فَارْجِعْ إِلٰى رَبِّكَ فَاسْأَلْهُ التَّخْفِيْفَ. قَالَ: فَلَمْ أَزَلْ أَرْجِعُ بَيْنَ رَبِّي تَبَارَكَ وَتَعَالٰى وَبَيْنَ مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ حَتّٰى قَالَ: يَامُحَمَّدُ! إِنَّهُنَّ خَمْسُ صَلَوَاتٍ كُلَّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ، لِكُلِّ صَلَاةٍ عَشْرٌ، فَذٰلِكَ خَمْسُوْنَ صَلَاةً، وَمَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا، كُتِبَتْ لَهُ حَسَنَةٌ، فَإِنْ عَمِلَهَا كُتِبَتْ لَهُ عَشْراً، وَمَنْ هَمَّ بِسَيِّئَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا، لَمْ يُكْتَبْ شَيْئاً، فَإِنْ عَمِلَهَا كُتِبَتْ سَيِّئَةً وَاحِدَةً. قَالَ: فَنَزَلْتُ حَتّٰى

ہیں۔ پھر پوچھا گیا: کیا ان کو بلایا گیا ہے؟ اس نے کہا: ہاں! پس ہمارے لیے دروازہ کھول دیا گیا۔ میں نے وہاں حضرت موسیٰ ﷺ کو دیکھا۔ اُنہوں نے مجھے مرحبا کہا اور میرے لیے دعائے خیر کی۔ پھر ہمیں ساتویں آسمان کی طرف اٹھایا گیا اور دروازہ کھولنے کے لیے کہا گیا۔ پوچھا گیا: کون؟ اس نے کہا: جبریل ہوں۔ کہا گیا: تیرے ساتھ کون ہے؟ اس نے کہا: محمد ﷺ ہیں۔ کہا گیا: کیا انہیں بلایا گیا ہے؟ جبریل نے کہا: ہاں! ان کو بلایا گیا ہے۔ سو دروازہ کھول دیا گیا۔ میں نے حضرت ابراہیم ﷺ کو دیکھا۔ وہ بیت معمور کے ساتھ ٹیک لگائے ہوئے تھے۔ (بیتِ معمور کی کیفیت یہ ہے کہ) ہر روز اس میں ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں اور پھر دوبارہ ان کی باری نہیں آتی۔ پھر حضرت جبریل مجھے سِدْرَةُ الْمُنْتَهٰى کے پاس لے گئے، اس کے پتے ہاتھی کے کانوں کی طرح تھے اور اُس کا پھل مٹکوں کی مانند۔ جب اللہ تعالیٰ کے حکم سے کسی چیز سے اسے ڈھانکا گیا تو (اس کی کیفیت یوں) بدل گئی کہ خلقِ خدا میں کوئی بھی اس کا حسن بیان نہیں کر سکتا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے میری طرف وحی کی اور ہر دن رات میں پچاس نمازیں فرض کیں۔ میں اُتر کر موسیٰ ﷺ کے پاس آیا، انہوں نے پوچھا: تیرے رب نے تیری امت پر کیا کچھ فرض کیا ہے؟ میں نے کہا: پچاس نمازیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا: اپنے رب کے پاس جاؤ اور تخفیف کا سوال کرو، تیری امت (کے افراد) میں اتنی استطاعت نہیں ہے، میں نے بنی اسرائیل کو آزما لیا ہے اور اُن کا تجربہ کر چکا ہوں، آپ ﷺ نے کہا: پس میں اپنے پروردگار کی طرف واپس چلا گیا اور کہا: اے میرے ربّ! میری امت کے لیے (نمازوں والے حکم میں) تخفیف کیجیے۔ پس اللہ تعالیٰ نے پانچ نمازیں کم کر دی۔

انْتَهَيْتُ إِلَى مُوْسٰى فَأَخْبَرْتُهُ، فَقَالَ: ارْجِعْ إِلَى رَبِّكَ فَاسْأَلْهُ التَّخْفِيْفَ۔ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: فَقُلْتُ: قَدْ رَجَعْتُ إِلَى رَبِّي حَتّٰى اسْتَحْيَيْتُ مِنْهُ۔))

(الصحيحة: ٣٩٥٦)

پھر میں موسیٰ کی طرف لوٹا اور ان کو بتلایا کہ مجھ سے پانچ نمازیں کم کردی گئی ہیں، انہوں نے کہا: تیری امت کو اتنی طاقت بھی نہیں ہوگی، اس لیے اپنے رب کے پاس جاؤ اور اس سے (مزید) کمی کا سوال کرو۔ آپ نے فرمایا: میں اسی طرح اپنے پروردگار اور موسیٰ کے درمیان آتا جاتا رہا، حتی کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے محمد! ہر دن رات میں پانچ نمازیں فرض ہیں، ہر نماز (کے عوض) دس نمازوں کا ثواب ہے، (اس طریقے سے یہ) پچاس نمازیں ہوں گئیں اور (مزید سنو کہ) جس نے نیکی کا قصد کیا اور (عملاً) نہیں کی تو اُس کے لیے ایک نیکی لکھ جائے گی اور اگر اُس نے وہ نیکی عملاً کرلی تو اُس کے لیے دس گنا ثواب لکھ دیا جائے گا اور جس نے برائی کا ارادہ کیا اور عملاً اُس کا ارتکاب نہیں کیا، تو اُس (کے حق میں کوئی گناہ) نہیں لکھا جائے گا، اور اگر اُس نے عملاً برائی کا ارتکاب کرلیا تو (پھر بھی) اُس کے لیے ایک برائی لکھ دی جائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں نیچے اترا اور موسیٰ علیہ السلام تک پہنچا اور اُن کو (ساری صورتحال کی) خبر دی۔ انہوں نے پھر کہا: اپنے پروردگار کی طرف لوٹ جاؤ اور اُس سے مزید تخفیف کا سوال کرو۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے کہا: میں اپنے پروردگار کی طرف (بار بار) لوٹ چکا ہوں۔ اب تو میں اپنے ربّ سے شرماتا ہوں۔''

تخريج: أخرجه مسلم: ١/ ٩٩، وأبو عوانة: ١/ ١٢٦۔١٢٨، وأحمد: ٣/ ١٤٨، وأخرجه البخاري: ٣٥٧٠، ٤٩٦٤، ٥٦١٠، ٦٥٨١، ٧٥١٧ ليكن قدم فيه شيئا و أخر وزاد ونقص

(٤٠٢٥)۔ عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيْهِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَمَّا انْتَهَيْنَا إِلَى بَيْتِ الْمَقْدِسِ، قَالَ جِبْرِيْلُ بِإِصْبَعِهِ فَخَرَقَ بِهِ الْحَجَرَ وَشَدَّ بِهِ الْبُرَاقَ۔))

(الصحيحة: ٣٤٨٧)

ابن بریدا پنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب ہم بیت المقدس پہنچے تو جبریل نے اپنی انگلی سے پتھر میں سوراخ کیا اور براق کو اُس کے ساتھ باندھ دیا۔''

تخريج: أخرجه الترمذي: ٣١٣٢، وابن حبان: ٣٤۔ موارد، والحاكم: ٢/ ٣٦٠

شرح:...... اسرا سے مراد راتوں رات نبی کریم ﷺ کا مکہ مکرمہ سے بیت المقدس میں اور معراج سے مراد بیت المقدس سے عالم بالا میں تشریف لے جانا ہے، مکہ مکرمہ سے بیت المقدس تک چالیس دنوں کا سفر ہے، یہ واقعہ آپ ﷺ کے جسد اطہر اور روح مقدس سمیت پیش آیا۔ یہ نبی کریم ﷺ کا عظیم معجزہ ہے، جو آپ کو پانچ سنہ نبوی یا ستائیس رجب دس سنہ نبوی یا سترہ رمضان بارہ سنہ نبوی یا محرم یا سترہ ربیع الاول تیرہ سنہ نبوی کو عطا کیا گیا۔

ہمارے ہاں واقعۂ اسراو معراج کی مناسبت سے ہر سال ستائیس رجب کی رات کو مخصوص انداز میں گزارا جاتا ہے،

پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ کوئی حتمی بات نہیں کہ یہ معجزہ ستائیس رجب کو ہی عطا کیا گیا تھا، جیسا کہ مذکورہ بالا تاریخوں سے پتہ چل رہا ہے، دوسری بات یہ ہے کہ اس مناسبت سے کوئی مخصوص عمل کرنا بدعت کے زمرے میں آتا ہے، کیونکہ جس پاک ہستی نے یہ معجزہ وصول کیا، اس نے اس دن کوئی مخصوص عمل پیش نہیں کیا۔

واقعہ اسراو معراج پر ابوجہل کا مذاق اور اس کا دندان شکن جواب

(٤٠٢٦)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰه ﷺ: ((لَمَّا كَانَ لَيْلَةُ أُسْرِي بِي، وَأَصْبَحْتُ بِمَكَّةَ فَظِعْتُ بِأَمْرِي، وَعَرَفْتُ أَنَّ النَّاسَ مُكَذِّبِيَّ۔)) فَقَعَدَ مُعْتَزِلاً حَزِيْناً۔ قَالَ: فَمَرَّ عَدُوُّ اللّٰهِ أَبُوْجَهْلٍ، فَجَاءَ حَتّٰى جَلَسَ إِلَيْهِ، فَقَالَ لَهُ كَالْمُسْتَهْزِئِ: هَلْ كَانَ مِنْ شَيْءٍ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰه: ((نَعَمْ۔)) قَالَ: مَاهُوَ؟ قَالَ: ((إِنَّهُ أُسْرِيَ بِيَ اللَّيْلَةَ۔)) قَالَ: إِلٰى أَيْنَ؟ قَالَ: ((إِلٰى بَيْتِ الْمَقْدِسِ۔)) قَالَ: ثُمَّ أَصْبَحْتَ بَيْنَ ظَهْرَانَيْنَا؟ قَالَ: ((نَعَمْ۔)) فَلَمْ يَرَأَنَّهُ يُكَذِّبُهُ مُخَافَةَ أَنْ يَجْحَدَهُ الْحَدِيْثَ إِذَا دَعَا قَوْمَهُ إِلَيْهِ، قَالَ: أَرَأَيْتَ إِنْ دَعَوْتُ قَوْمَكَ تُحَدِّثُهُمْ مَا حَدَّثْتَنِي؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((نَعَمْ۔)) فَقَالَ: هَيَّا مَعْشَرَ بَنِي كَعْبِ بْنِ لُؤَيٍّ! فَانْتَفَضَتْ إِلَيْهِ الْمَجَالِسُ، وَجَاءُوا حَتّٰى جَلَسُوْا إِلَيْهِمَا، قَالَ: حَدِّثْ قَوْمَكَ بِمَا حَدَّثْتَنِي فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنِّي أُسْرِيَ بِي اللَّيْلَةَ۔)) قَالُوْا: إِلٰى أَيْنَ؟ قَالَ: ((إِلٰى بَيْتِ الْمَقْدِسِ۔)) قَالُوْا: ثُمَّ أَصْبَحْتَ بَيْنَ ظَهْرَانَيْنَا؟ قَالَ: ((نَعَمْ۔)) قَالَ: فَمِنْ بَيْنِ

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس رات مجھے معراج کا سفر کرایا گیا اور بوقتِ صبح مکہ میں تھا، میں گھبرایا ہوا تھا، کیونکہ میں جانتا تھا کہ لوگ مجھے جھٹلا دیں گے۔'' سو آپ پریشان ہو کر علیحدہ بیٹھ گئے۔ اتنے میں وہاں سے اللہ کے دشمن ابوجہل کا گذر ہوا، وہ آیا اور آپ ﷺ کے پاس بیٹھ گیا اور مذاق کرتے ہوئے کہنے لگا: کیا کچھ ہوا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں۔'' اس نے کہا: کیا ہوا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''آج رات مجھے سیر کروائی گئی ہے۔'' ابوجہل بولا: کہاں کی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''بیت المقدس کی۔'' ابوجہل نے کہا: پھر آپ صبح کے وقت ہمارے پاس بھی پہنچ گئے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں۔'' ابوجہل نے اس وجہ سے آپ ﷺ کی اس وقت تکذیب نہیں کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ جب وہ لوگوں کو جمع کرے تو آپ ﷺ اس بات کا انکار کر دیں، اس لیے ابوجہل نے کہا: ''اگر میں آپ کی قوم کو بلاؤں تو کیا یہ بات ان کو بیان کرو گے؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں۔'' ابوجہل نے آواز دی: او بنو کعب بن لوی! آ جاؤ۔ (یہ آواز سنتے ہی) لوگ پہنچ گئے اور ان کے پاس آ کر بیٹھ گئے۔ ابوجہل نے آپ ﷺ سے کہا: جو بات مجھے بیان کی ان کو سناؤ۔ آپ نے فرمایا: ''مجھے آج رات سیر کرائی گئی ہے۔'' لوگوں نے پوچھا: کہاں کا سفر؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''بیت المقدس کا۔'' لوگوں نے کہا: پھر آپ صبح کے وقت یہاں (مکہ

مُصَفِّقٍ، وَمِنْ بَيْنِ وَاضِعٍ يَدَهُ عَلَى رَأْسِهِ مُتَعَجِّبًا لِلْكَذِبِ، زَعَمَ! قَالُوْا: وَهَلْ تَسْتَطِيْعُ أَنْ تَنْعَتَ لَنَا الْمَسْجِدَ۔ وَفِي الْقَوْمِ مَنْ قَدْ سَافَرَ إِلَىٰ ذٰلِكَ الْبَلَدِ وَرَأَى الْمَسْجِدَ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((فَذَهَبْتُ أَنْعَتُ، فَمَا زِلْتُ أَنْعَتُ حَتّٰى الْتَبَسَ عَلَيَّ بَعْضُ النَّعْتِ۔)) قَالَ: ((فَجِيءَ بِالْمَسْجِدِ وَأَنَا أَنْظُرُ حَتّٰى وُضِعَ دُوْنَ دَارِ عِقَالٍ، أَوْعَقِيْلٍ، فَنَعَتُّهُ وَأَنَا أَنْظُرُ إِلَيْهِ۔)) قَالَ: وَكَانَ مَعَ هٰذَا نَعْتٌ لَمْ أَحْفَظْهُ۔ قَالَ: فَقَالَ الْقَوْمُ: أَمَّا النَّعْتُ، فَوَاللّٰهِ! لَقَدْ أَصَابَ۔ (الصحيحة:٣٠٢١)

میں) واپس بھی آ گئے؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں'' یہ سن کر کوئی تالیاں بجانے لگا اور کسی نے اس جھوٹ پر تعجب کرتے ہوئے سر پر ہاتھ رکھ لیا۔ چونکہ بعض لوگوں نے اس شہر کا سفر کیا ہوا تھا اور مسجد (اقصی) دیکھی ہوئی تھی، اس لیے انھوں نے کہا: کیا آپ ہمارے لیے مسجد اقصیٰ کے اوصاف بیان کر سکتے ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: '' میں نے اوصاف بیان کرنا شروع کئے، میں وضاحت کرتا گیا، لیکن بعض علامتیں مجھ پر خلط ملط ہوگئیں، اس لیے مسجد اقصی کو لایا گیا اور عقال یا عقیل کے گھر کے سامنے رکھ دیا گیا، میں اسے دیکھ اوصاف بیان کرنے لگا، پھر بھی کچھ نشانیاں مجھے یاد نہیں رہی تھیں۔'' لوگوں نے کہا: جہاں تک علامتوں کا مسئلہ ہے، وہ تو اللہ کی قسم انھوں نے درست بیان کر دی ہیں۔

تخريج: أخرجه النسائي في "السنن الكبرى" ٦/ ٣٧٧/ ١١٢٨٥، وابن أبي شيبة في "المصنف" ١١/ ٤٦١/ ١١٧٤٦، وأحمد: ١/ ٣٠٩ ومن طريقه الضياء المقدسي في "المختارة" ١/ ٣٠٩، والحربي في "غريب الحديث" ٥/ ١١٥/ ٢، والبزار: ١/ ٤٥-٤٦، والطبراني في "المعجم الكبير" ١٢/ ١٦٧/ ١٢٧٨٢، و"الأوسط" ١/ ١٣٦/ ٢/ ٢٦٢٣، والبيهقي في "دلائل النبوة" ٢/ ٣٦٣

شرح:...... اللہ تعالیٰ جسے عزت دینا چاہے، کوئی اسے ذلیل نہیں کر سکتا۔

رسول اللہ ﷺ کے معجزات

معجزہ: وہ مافوق العادت چیز، جو اللہ تعالیٰ کی جانب سے کسی نبی کی نبوت کے ثبوت کے لیے نبی سے ظاہر کرائی جاتی ہے اور غیر نبی اس پر قادر نہیں ہوتا۔

(٤٠٢٧)۔ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِي سَفَرٍ، فَقَالَ: ((إِنَّكُمْ إِنْ لَا تُدْرِكُوْا الْمَاءَ غَدًا تَعْطِشُوْا۔)) وَانْطَلَقَ سَرْعَانُ النَّاسِ يُرِيْدُوْنَ الْمَاءَ، وَلَزِمْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَمَالَتْ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ رَاحِلَتُهُ، فَنَعَسَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر میں تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تمھیں کل پانی نہ ملا تو پیاس غالب آ جائے گی۔'' جلد باز لوگ پانی (کی تلاش) کے ارادے سے چل پڑے۔ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چمٹا رہا۔ آپ ﷺ کی سواری ایک طرف جھکنے لگی اور آپ ﷺ کو اونگھ آ گئی، میں نے آپ ﷺ کو سہارا

فَدَعَمْتُهُ، فَادَّعَمَ، ثُمَّ مَالَ فَدَعَمْتُهُ، فَادَّعَمَ، ثُمَّ مَالَ حَتّٰى كَادَ أَنْ يَنْجَفِلَ عَنْ رَاحِلَتِهِ، فَدَعَمْتُهُ، فَانْتَبَهَ، فَقَالَ: مَنِ الرَّجُلُ؟ قُلْتُ: أَبُوْ قَتَادَةَ۔ قَالَ: ((مُذْكَمْ كَانَ مَسِيْرُكَ؟))

قُلْتُ: مُنْذُ اللَّيْلَةِ، قَالَ: ((حَفِظَكَ اللّٰهُ كَمَا حَفِظْتَ رَسُوْلَهُ۔)) ثُمَّ قَالَ: ((لَوْ عَرَّسْنَا۔)) فَمَالَ إِلٰى شَجَرَةٍ فَنَزَلَ، فَقَالَ: ((أُنْظُرْ هَلْ تَرٰى أَحَدًا؟)) قُلْتُ: هٰذَا رَاكِبٌ، هٰذَانِ رَاكِبَانِ، حَتّٰى بَلَغَ سَبْعَةً، فَقُلْنَا: اِحْفَظُوْا عَلَيْنَا صَلَاتَنَا، فَنِمْنَا، فَمَا أَيْقَظَنَا إِلَّا حَرُّ الشَّمْسِ فَانْتَبَهْنَا، فَرَكِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَسَارَ وَسِرْنَا هُنَيْهَةً، ثُمَّ نَزَلَ فَقَالَ: ((أَمَعَكُمْ مَاءٌ؟)) قَالَ: قُلْتُ: نَعَمْ۔ مَعِيَ مِيْضَأَةٌ فِيْهَا شَيْءٌ مِنْ مَاءٍ۔ قَالَ: ((إِئْتِ بِهَا۔)) فَأَتَيْتُهُ بِهَا، فَقَالَ: ((مَسُّوْا مِنْهَا، مَسُّوْا مِنْهَا۔)) فَتَوَضَّأَ الْقَوْمُ، وَبَقِيَتْ جُرْعَةٌ، فَقَالَ: ((اِزْدَهِرْ بِهَا يَا أَبَا قَتَادَةَ! فَإِنَّهُ سَيَكُوْنُ لَهَا نَبَأٌ۔)) ثُمَّ أَذَّنَ بِلَالٌ، وَصَلُّوْا الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ، ثُمَّ صَلَّوْا الْفَجْرَ، ثُمَّ رَكِبَ وَرَكِبْنَا فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ: فَرَّطْنَا فِي صَلَاتِنَا۔ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَاتَقُوْلُوْنَ؟ إِنْ كَانَ أَمْرُ دُنْيَاكُمْ فَشَأْنُكُمْ، وَإِنْ كَانَ أَمْرُ دِيْنِكُمْ فَإِلَيَّ۔)) قُلْنَا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! فَرَّطْنَا فِي صَلَاتِنَا، فَقَالَ: ((لَاتَفْرِيْطَ فِي النَّوْمِ،

دیا، آپ ﷺ سنبھل گئے۔ پھر آپ ﷺ (اونگھ کی وجہ سے) جھکنے لگے، میں نے آپ ﷺ کو سہارا دیا، آپ ﷺ سنبھل گئے۔ پھر آپ ﷺ اس قدر جھکے کہ قریب تھا کہ سواری سے گر پڑیں، میں نے آپ ﷺ کو سہارا دیا، اتنے میں آپ ﷺ بیدار ہو گئے اور پوچھا: ''یہ آدمی کون ہے؟'' میں نے کہا: ابو قتادہ ہوں۔ آپ ﷺ نے پوچھا: ''کب سے چل رہے ہو؟'' میں نے کہا: رات سے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تیری حفاظت کرے جس طرح کہ تو نے اس کے رسول کی حفاظت کی ہے۔'' پھر فرمایا: ''اگر ہم ستا لیں (تو بہتر ہوگا)۔'' پھر ایک درخت کی طرف مڑے اور وہیں اتر پڑے اور فرمایا: ''دیکھو، آیا کوئی آدمی نظر آ رہا ہے؟'' میں نے کہا: یہ ایک سوار ہے، یہ دو سوار آ گئے ہیں، یہاں تک کہ کل سات افراد جمع ہو گئے۔ ہم نے کہا: ذرا نمازِ فجر کا خیال رکھنا، کہیں سو ہی نہ جائیں۔ (لیکن ہم سب سو گئے اور) سورج کی گرمی نے ہم کو جگایا، ہم بیدار ہوئے۔ آپ ﷺ سوار ہو کر چل پڑے، ہم بھی آپ ﷺ کے ساتھ تھے، تھوڑے ہی چلے تھے کہ اتر پڑے اور پوچھا: ''کیا تمھارے پاس پانی ہے؟'' میں نے کہا: جی ہاں، میرے پاس وضو کا برتن ہے، اس میں معمولی سا پانی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''لے آؤ۔'' میں لے آیا، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''پانی لیجئے، پانی لیجئے۔'' سب لوگوں نے وضو کر لیا اور لوٹے میں ایک گھونٹ پانی کا باقی بچا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ابو قتادہ! اس پانی کو محفوظ کر لو، عنقریب اس کی بنا پر عظیم (معجزہ) رونما ہوگا۔ پھر حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اذان دی، لوگوں نے فجر سے پہلے والی دو سنتیں پڑھیں اور پھر نمازِ فجر ادا کی۔ پھر آپ ﷺ سوار ہوئے اور ہم بھی۔ ہم آپس میں ایک

إِنَّمَا التَّفْرِيطُ فِي الْيَقْظَةِ، فَإِنْ كَانَ ذٰلِكَ فَصَلُّوْهَا وَمِنَ الْغَدِ وَقْتَهَا.)) ثُمَّ قَالَ: ((ظُنُّوْا بِالْقَوْمِ.)) قَالُوْا: إِنَّكَ قُلْتَ بِالْأَمْسِ: إِنْ لَّا تُدْرِكُوْا الْمَاءَ غَداً تَعْطِشُوْا، فَالنَّاسُ بِالْمَاءِ، فَقَالَ: أَصْبَحَ النَّاسُ وَقَدْ فَقَدُوْا نَبِيَّهُمْ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ: إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بِالْمَاءِ، وَفِي الْقَوْمِ أَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ، فَقَالَا: أَيُّهَا النَّاسُ! إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَمْ يَكُنْ لِيَسْبِقَكُمْ إِلَى الْمَاءِ وَيُخَلِّفَكُمْ، وَإِنْ يُطِعِ النَّاسُ أَبَابَكْرٍ وَعُمَرَ يَرْشُدُوْا. قَالَهَا ثَلَاثاً، فَلَمَّا اشْتَدَّتِ الظَّهِيْرَةُ، رَفَعَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالُوْا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! هَلَكْنَا عَطْشاً تَقَطَّعَتِ الْأَعْنَاقُ. فَقَالَ: ((لَا هَلَكَ عَلَيْكُمْ.)) ثُمَّ قَالَ: ((يَا أَبَا قَتَادَةَ! ائْتِ الْمِيْضَأَةَ.)) فَأَتَيْتُهُ بِهَا، فَقَالَ أَحْلُلْ لِي غَمْرِي، يَعْنِي: قَدَحَهُ فَحَلَلْتُهُ، فَأَتَيْتُهُ بِهِ، فَجَعَلَ يَصُبُّ فِيْهِ وَيَسْقِي النَّاسَ، فَازْدَحَمَ النَّاسُ عَلَيْهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَاأَيُّهَاالنَّاسُ! أَحْسِنُوْا الْمَلْءَ فَكُلُّكُمْ يَصْدُرُ عَنْ رِيٍّ.)) فَشَرِبَ الْقَوْمُ حَتّٰى لَمْ يَبْقَ غَيْرِيْ وَغَيْرُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَصَبَّ لِي. فَقَالَ: ((اِشْرَبْ يَا أَبَا قَتَادَةَ.)) قَالَ: قُلْتُ: اِشْرَبْ أَنْتَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((إِنَّ سَاقِيَ الْقَوْمِ آخِرُهُمْ.))
فَشَرِبْتُ وَشَرِبَ بَعْدِيْ، وَبَقِيَ فِي

دوسرے کو کہنے لگے کہ ہم سے نماز میں کمی واقع ہو گئی ہے۔ آپ ﷺ نے پوچھا: ''کیا کہہ رہے ہو؟ اگر کوئی دنیوی بات ہے تو خود حل کر لو اور اگر دینی معاملہ ہے تو میری طرف لاؤ۔'' ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم نے نماز میں کمی کی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نیند (کی وجہ سے تأخیر ہونے سے) کوئی کوتاہی نہیں ہوتی، کوتاہی تو یہ ہے کہ جیتے جاگتے (نماز کو لیٹ کر دیا جائے)، اگر اس طرح ہو جائے (جس طرح کہ آج ہوا ہے تو) اسی وقت نماز پڑھ لیا کرو، اور دوسرے دن نماز اپنے وقت میں ادا کیا کرو۔'' آپ ﷺ نے مزید فرمایا: ''قوم کے بارے میں اندازہ لگاؤ۔'' انھوں نے کہا: آپ نے تو کل کہا تھا کہ اگر کل پانی نہ ملا تو پیاس غالب آجائے گی اور ہمارے پاس تو پانی ہے۔ فرمایا: ''جب صبح ہوئی اور (بڑی جماعت کے) لوگوں نے اپنے نبی کو مفقود پایا تو کوئی کہنے لگا کہ رسول اللہ ﷺ کہیں پانی پر ہوں گے۔ ابوبکر اور عمر بھی موجود تھے، انھوں نے کہا: لوگو! یہ نہیں ہوسکتا کہ رسول اللہ ﷺ پانی کی طرف تم سے سبقت لے جائیں اور تمھیں پیچھے چھوڑ جائیں اور اگر لوگ ابوبکر وعمر کی پیروی کر لیں تو وہ ہدایت پا جائیں گے۔ یہ کلمات تین دفعہ کہے۔ جب دن کی سخت گرمی شروع ہوئی اور لوگوں کو نبی کریم ﷺ بھی نظر آ گئے تو انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم پیاس کی وجہ سے ہلاک ہو رہے ہیں اور حلق پیاس کی وجہ سے سوکھ کر کانٹا بن گیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''آج تم پر کوئی ہلاکت نازل نہیں ہو گی۔'' پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''ابو قتادہ! وضو کا برتن لاؤ (جس میں ایک گھونٹ پانی تھا)۔'' میں لے آیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میرے پیالے کا ڈھکن اٹھاؤ۔'' میں نے ڈھکن کھولا اور پیالہ

الْمِيْضَأَةِ نَحْوٌ مِمَّا كَانَ فِيْهَا، وَهُمْ يَوْمَئِذٍ ثَلَاثُ مِئَةٍ۔)) (الصحيحة: ٢٢٢٥)

آپ ﷺ کے پاس لے آیا۔ آپ ﷺ اس میں پانی بہاتے گئے اور لوگوں کو پلاتے گئے، لوگ بڑی تعداد میں اکٹھے ہو گئے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لوگو! اچھے انداز میں بھرو، ہر کوئی سیراب ہو کر لوٹے گا۔'' میرے اور رسول اللہ کے علاوہ تمام لوگوں نے پانی پی لیا۔ بالآخر آپ ﷺ نے میرے لیے پانی انڈیلا اور فرمایا: ''ابو قتادہ! پیو۔'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ پئیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''لوگوں کو پلانے والا آخر میں پیتا ہے۔'' اس لیے پہلے میں نے اور پھر آپ ﷺ نے پانی پیا اور وضو دان میں اتنا پانی موجود تھا، جتنا کہ پہلے تھا۔ اس دن لشکر کی تعداد تین سو (۳۰۰) تھی۔

تخريج: أخرجه الأمام أحمد:٥/ ٢٩٨، وقد اخرجه مسلم فى "صحيحه" دون موضع الشاهد منه

شرح:...... حدیث مبارکہ اپنے مفہوم میں واضح ہے، پہلے بھی یہ مسئلہ گزر چکا ہے کہ اگر بیداری کے اسباب استعمال کرنے کے باوجود نماز کے وقت پر آنکھ نہ کھلے تو جب بھی جاگ آئے، اگرچہ نماز کا مکمل وقت گزر چکا ہو، نماز پڑھ لی جائے، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے سونے سے پہلے فرمایا کہ ہماری نماز کا خیال رکھنا، لیکن اللہ تعالیٰ کا کرنا کہ وہ سب سو گئے اور طلوعِ آفتاب کے بعد اٹھے اور اسی وقت نماز ادا کی۔ لیکن وہ لوگ اس حکم کا مصداق نہیں بن سکتے ہیں جو جان بوجھ کر سوئے رہتے ہیں یا خواہ مخواہ کی غفلت کی بنا پر سوئے رہ جاتے ہیں۔ اس حدیث میں نبی کریم ﷺ کے ایک عظیم الشان معجزے کا بیان ہے کہ ایک گھونٹ پانی میں اتنی برکت پڑی کہ وہ تین سو افراد کے لیے کافی ہو گیا۔ نیز یہ بھی ثابت ہوا کہ پانی پلانے والا سب سے آخر میں پانی پیتا ہے۔

(٤٠٢٨)۔ عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ يَعْلَى بْنِ مُرَّةَ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ جَدِّهِ، قَالَ: رَأَيْتُ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ ثَلَاثَةَ اَشْيَاءَ مَارَآهَا أَحَدٌ قَبْلِي: (١) كُنْتُ مَعَهُ فِي طَرِيْقِ مَكَّةَ، فَمَرَّ عَلَى ابْنَةٍ مَعَهَا ابْنٌ لَهَا بِهِ لَمَمٌ، مَارَأَيْتُ لَمَمًا أَشَدَّ مِنْهُ، فَقَالَتْ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! ابْنِي هٰذَا كَمَا تَرٰى؟ قَالَ: ((إِنْ شِئْتِ دَعَوْتُ لَهُ۔)) فَدَعَا لَهُ، ثُمَّ مَضٰى۔ (٢) فَمَرَّ عَلَيْهِ بَعِيْرٌ مَادٌّ جِرَانَهُ يَرْغُوْ، فَقَالَ: ((عَلَيَّ بِصَاحِبِ هٰذَا۔)) فَقَالَ: ((هٰذَا يَقُوْلُ: نُتِجْتُ عِنْدَهُمْ وَاسْتَعْمَلُوْنِي حَتّٰى

عمر بن عبداللہ بن یعلی بن مرہ اپنے باپ سے اور وہ اُن کے دادے سے روایت کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں: میں نے نبی کریم ﷺ میں تین ایسی چیزیں دیکھی ہیں، جو مجھ سے پہلے کسی نے نہیں دیکھیں: (۱) میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مکہ کے راستے میں تھا، آپ کا گزر ایک لڑکی کے پاس سے ہوا، اس کے پاس اس کا بیٹا تھا، اس پر جنونی کیفیت طاری تھی، میں نے اتنی سخت دیوانگی پہلے کبھی نہیں دیکھی تھی۔ اس لڑکی نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ میرے بیٹے کی حالت ہے، آپ دیکھ ہی رہے ہیں (اب کیا کیا جائے)؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تم چاہتی ہے تو میں اس کے لیے دعا کر دیتا ہوں۔'' پس آپ ﷺ نے اس کے لیے دعا فرمائی اور چل

إِذَا كَبِرْتُ أَرَادُوْا أَن يَنْحَرُوْنِي۔)) ثُمَّ مَضٰى۔ (٣) فَرَأَى شَجَرَتَيْنِ مُتَفَرِّقَتَيْنِ، فَقَالَ لِي: ((اِذْهَبْ فَمُرْهُمَا، فَلْتَجْتَمِعَا۔)) فَاجْتَمَعَتَا، فَقَضٰى حَاجَتَهُ، وَقَالَ: ((اِذْهَبْ فَقُلْ لَهُمَا يَفْتَرِقَا۔)) ثُمَّ مَضٰى فَلَمَّا انْصَرَفَ مَرَّ عَلَى الصَّبِيِّ وَهُوَ يَلْعَبُ مَعَ الصِّبْيَانِ وَقَدْ هَيَّأَتْ لَهُ أُمُّهُ سِتَّةَ أَكْبُشٍ، فَأَهْدَتْ لَهُ كَبْشَيْنِ، وَقَالَتْ: مَا عَادَ إِلَيْهِ شَيْءٌ مِنَ اللَّمَمِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَامِنْ شَيْءٍ إِلَّا يَعْلَمُ أَنِّي رَسُوْلُ اللّٰهِ إِلَّا كَفَرَةُ أَوْ فَسَقَةُ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ۔))

(الصحيحة: ٣٣١١)

دیے۔ (۲) پھر آپ ﷺ کے قریب سے ایک اونٹ گزرا، اس کی گردن جھکی ہوئی تھی اور وہ بلبلا رہا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کے مالک کو میرے پاس لاؤ۔'' (جب وہ آیا) تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ اونٹ کہہ رہا ہے کہ میں اپنے مالک کے پاس پیدا ہوا تھا، انہوں نے مجھے خوب استعمال کیا، اب جب میں بوڑھا ہوگیا تو اس نے مجھے ذبح کرنے کا ارادہ کرلیا ہے۔ آپ ﷺ آگے تشریف لے گئے۔ (۳) پھر آپ ﷺ نے دو علیحدہ علیحدہ درخت دیکھے اور مجھے فرمایا: ''جاؤ اور ان دونوں درختوں سے کہو کہ (ایک مقام پر (جمع ہو جاؤ)۔'' سو وہ جمع ہو گئے اور آپ ﷺ نے (ان کی اوٹ میں بیٹھ کر) قضائے حاجت کر لی اور فرمایا: ''جاؤ اور ان سے کہو کہ علیحدہ علیحدہ ہو جاؤ۔ پھر آپ ﷺ وہاں سے تشریف لے گئے۔ جب آپ ﷺ واپس پلٹے تو اسی بچے سے آپ کا گزر ہوا، وہ دوسرے بچوں کے ساتھ کھیل رہا تھا اور اس کی ماں نے اس کے لیے چھ مینڈھے پال رکھے تھے۔ اس نے دو مینڈھے قربان کئے اور کہا کہ اسے دوبارہ جنون والی بیماری نہیں لگی۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر چیز جانتی ہے کہ میں اللہ تعالی کا رسول ہوں، سوائے کافر اور فاسق جنوں اور انسانوں کے۔''

تخريج: أخرجه الطبراني في"المعجم الكبير": ٢٢/ ٢٦١/ ٦٧٢، ٢٥/ ٣٠٦/ ٥٤، و البيهقي في"دلائل النبوة": ٦/ ٢٢

شرح:...... معجزات کے ثبوت کے ساتھ ساتھ اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ جمادات، نباتات، چرند پرند غرضیکہ ہر چیز کو آپ ﷺ کی نبوت و رسالت کا احساس تھا، سوائے دو جنسوں سے تعلق رکھنے والے کافروں اور فاسقوں کے۔

مہر نبوت

(٤٠٢٩)۔ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ الْعَوْفِيِّ، قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا سَعِيْدِ الْخُدْرِيَّ عَنْ خَاتَمِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ۔ فَقَالَ: كَانَ خَاتَمُ النُّبُوَّةِ فِي ظَهْرِهِ بَضْعَةٌ نَاشِرَةٌ۔

ابونضرہ عوفی کہتے ہیں: میں نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ ﷺ کی مہر (نبوت) کے بارے میں سوال کیا۔ انہوں نے کہا: مہر نبوّت آپ کی پشت مبارک میں ابھرے ہوئے گوشت کا ایک ٹکڑا تھا۔

(الصحيحة: ٢٠٩٣)

تخريج: أخرجه الترمذي في"الشمائل": ٤٠، واحمد في "مسنده": ٣/ ٦٩

شرح:...... دو کندھوں کے درمیان، لیکن بائیں کندھے سے زیادہ قریب آپ ﷺ کی پشت مبارک میں مہر نبوت تھی، اس کا سائز اور رنگ بیان کرنے والی مختلف روایات درج ذیل ہیں:

(۱) مہر نبوت چھپر کھٹ کی گھنڈی (بٹن) کی طرح تھی۔ (بخاری، مسلم)

(۲) مہر نبوت سرخ رنگ کی گلٹی کی طرح تھی، جیسے کبوتری کا انڈہ ہوتا ہے۔ (مسلم)

(۳) مہر نبوت اس بند مٹھی کی طرح تھی، جس پر تل ہوں، جیسے تبوڑی ہوتی ہے۔ (مسلم)

(۴) مہر نبوت ابھرے ہوئے گوشت کے ٹکڑے کی مانند تھی۔ (مسند احمد)

(۵) مہر نبوت شتر مرغ کے انڈے کی طرح تھی۔ (ابن حبان)

(۶) مہر نبوت سیب کے دانے کی طرح تھی۔ (بیہقی)

(۷) مہر نبوت بندقہ کی طرح تھی، (جو بیر جتنا پھل ہوتا ہے)۔ (ابن عساکر)

درحقیقت ان روایات میں کوئی تضاد اور تناقض نہیں ہے، ویسے یہ بات بھی مسلم ہے کہ کسی دیکھی ہوئی چیز کو لفظوں میں کما حقہ بیان نہیں کیا جا سکتا، کسی نے مہر نبوت کا حجم بیان کیا، کسی نے کبوتری کے انڈے، شتر مرغ کے انڈے، گھنڈی اور سیب کے دانے کی مثال دے کر اس کی شکل بیان کرنا چاہی، کسی نے اس کے ابھرے ہوئے پن کو سامنے رکھ کر اس کو بند مٹھی یا بندقہ سے تشبیہ دے دی، اور یہ بھی ممکن ہے کہ عمر یا موسم یا محنت و مشقت کی وجہ سے اس کی رنگت وغیرہ میں فرق آ جاتا ہو۔

وحی کی کیفیت اور شدت

(٤٠٣٠)۔ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ، قَالَ: سَمِعْتُ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ يَقُوْلُ: ((كَانَ إِذَا نَزَلَ الْوَحْيُ عَلَيْهِ ﷺ ثَقُلَ لِذٰلِكَ، وَتَحَدَّرَ جَبِيْنُهُ عَرَقاً كَأَنَّهُ الْجُمَانُ، وَإِنْ كَانَ فِي الْبَرْدِ۔)) (الصحيحة:٢٠٨٨)

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ، حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ جب آپ ﷺ پر وحی نازل ہوتی تھی تو آپ مشقت میں پڑ جاتے تھے اور آپ ﷺ کی پیشانی سے موتیوں کی طرح پسینہ بہتا تھا، اگرچہ سردی کا موسم ہوتا۔

تخريج: أخرجه أبو نعيم في"دلائل النبوة":٧٣، والطبراني في "المعجم الكبير": ٥/ ١٢٣/ ٤٧٨٧

شرح:...... وحی الٰہی کی تین صورتیں ہیں:

(۱) اللہ تعالی کا دل میں کسی بات کا ڈال دینا یا خواب میں بتلا دینا اس یقین کے ساتھ کہ یہ اللہ تعالی کی طرف سے ہے۔

(۲) پردے کے پیچھے سے کلام کرنا، جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کوہِ طور پر کیا گیا۔
(۳) فرشتے کے ذریعے سے اپنی وحی بھیجنا۔ ان تینوں صورتوں کا ذکر سورۂ شوریٰ میں موجود ہے۔
تیسری صورت کی پھر دوصورتیں ہیں:
(۱) گھنٹی کی آواز میں اور......
(۲) فرشتے کا انسانی شکل اختیار کر کے وحی لے کر آنا۔ (ان دوصورتوں کا ذکر صحیح بخاری کی دوسری حدیث میں ہے)۔
مذکورہ بالا حدیث میں وحی کی اس کیفیت کا بیان ہے، جو گھنٹی کی آواز میں آتی تھی، یہ آپ ﷺ پر گراں گزرتی تھی اور آپ پر بہت زیادہ بوجھ پڑتا تھا۔ حقیقت اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتے ہیں۔

آپ ﷺ کے مقابلے میں ابلیس کا مغلوب ہونا

(٤٠٣١)۔ عَنْ أَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَامَ فَصَلَّى صَلَاةَ الصُّبْحِ وَهُوَ خَلْفَهُ، فَقَرَأَ، فَالْتَبَسَتْ عَلَيْهِ الْقِرَاءَةُ، فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ صَلَاتِهِ قَالَ: ((لَوْ رَأَيْتُمُوْنِي وَإِبْلِيْسَ فَأَهْوَيْتُ بِيَدِيْ، فَمَا زِلْتُ أَخْنُقُهُ حَتَّى وَجَدْتُ بَرْدَ لُعَابِهِ بَيْنَ إِصْبَعَيَّ هَاتَيْنِ: الإِبْهَامَ وَالَّتِي تَلِيْهَا، وَلَوْلَا دَعْوَةُ أَخِي سُلَيْمَانَ، لَأَصْبَحَ مَرْبُوْطًا بِسَارِيَةٍ مِنْ سَوَارِي الْمَسْجِدِ يَتَلَاعَبُ بِهِ صِبْيَانُ الْمَدِيْنَةِ، فَمَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ أَنْ لَايَحُوْلَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ أَحَدٌ فَلْيَفْعَلْ۔)) (الصحيحة:٣٢٥١)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے اور نماز فجر ادا کی اور وہ (ابوسعید) آپ کے پیچھے تھے، جب آپ نے قراءت کی تو وہ آپ پر خلط ملط ہونے لگی۔ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو آپ نے فرمایا: ''کاش کہ تم مجھے اور ابلیس کو دیکھتے، میں نے اپنا ہاتھ بڑھایا اور اُس کا گلا گھونٹتا رہا، حتی کہ مجھے انگوٹھے اور اس کے ساتھ والی انگلی کے درمیان اس کے لعاب کی ٹھنڈک محسوس ہوئی۔ اگر میرے بھائی سلیمان (علیہ السلام) کی دعا نہ ہوتی تو وہ اس حال میں صبح کرتا کہ مسجد کے ستونوں میں سے کسی ستون کے ساتھ بندھا ہوا ہوتا اور مدینے کے بچے اُس کے ساتھ کھیل رہے ہوتے۔ تم میں سے جس میں یہ استطاعت ہو کہ (دورانِ نماز) اس کے اور اس کے قبلہ کے مابین کوئی چیز حائل نہ ہو تو وہ ایسا ہی کرے۔''

تخريج: أخرجه أحمد: ٣/ ٨٢، ومن هذ الوجه رواه ابوداود: ٦٩٩ مختصرا

شرح:...... اگرچہ نبی کریم ﷺ شیطانی حملوں سے مکمل محفوظ تھے۔ جیسا کہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((مَا مِنْكُمْ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا وَقَدْ وَكَّلَ اللّٰهُ بِهِ قَرِيْنَهُ مِنَ الْجِنِّ۔)) قَالُوْا: وَاِيَّاكَ؟ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((وَاِيَّايَ، اِلَّا اَنَّ اللّٰهَ اَعَانَنِيْ عَلَيْهِ فَاَسْلَمَ، فَلَا يَأْمُرُنِيْ اِلَّا بِخَيْرٍ۔)) (مسلم) ...... ''اللہ تعالیٰ نے تم میں سے ہر آدمی کے ساتھ ایک شیطان مقرر کر دیا ہے (جو اسے برائی پر آمادہ

کرتا ہے)۔'' صحابہ نے پوچھا: اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا آپ ﷺ کے ساتھ بھی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میرے ساتھ بھی ہے، لیکن اللہ تعالی نے اس کے خلاف میری مدد کی، جس کی وجہ سے وہ مطیع ہو گیا، پس وہ مجھے صرف خیر و بھلائی کا ہی حکم دیتا ہے۔''

لیکن ابلیس اپنے خبثِ باطن کا اظہار کرتا رہتا تھا اور نتیجتاً ناکام و نامراد ہو کر واپس لوٹتا تھا، جیسا کہ اس حدیثِ مبارکہ سے معلوم ہوتا ہے۔ حضرت سلیمان ں نے یہ دعا کی تھی: ﴿وَهَبْ لِيْ مُلْكًا لَا يَنْبَغِيْ لِاَحَدٍ بَعْدِيْ﴾ (سورۂ ص: ۳۵) ......''اور (اے اللہ!) مجھے ایسی بادشاہت عطا فرما، جو میرے بعد کسی کے لیے لائق نہ ہو۔''

حافظ ابن حجرؒ نے کہا: اس حدیث سے اشارہ ملتا ہے کہ آپ ﷺ نے حضرت سلیمان کی رعایت کرتے ہوئے ابلیس کو چھوڑ دیا تھا، لیکن یہ بھی احتمال ہے حضرت سلیمان کی خصوصیت یہ ہو کہ وہ جو کام چاہتے جنوں سے کروا لیتے تھے۔ (فتح الباری)

آپ ﷺ کو دو دفعہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے شادی کرنے کا خواب دکھایا گیا

(٤٠٣٢)۔ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ لِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أُرِيْتُكِ فِي الْمَنَامِ مَرَّتَيْنِ، وَرَجُلٌ يَحْمِلُكِ فِي سَرَقَةٍ مِنْ حَرِيْرٍ فَيَقُوْلُ: هٰذِهِ امْرَأَتُكَ، فَأَقُوْلُ: إِنْ يَكُ هٰذَا مِنْ عِنْدِاللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ يُمْضِهِ۔)) (الصحيحة:٣٩٨٧)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ کہتی ہیں: رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: ''تم مجھے خواب میں دو مرتبہ دکھائی گئی تھی، ایک آدمی تجھے ریشم کے ایک ٹکڑے میں اٹھا کر (میرے پاس) آیا اور کہا: یہ آپ کی بیوی ہے۔ میں نے کہا: اگر یہ معاملہ اللہ تعالی کی طرف سے ہے تو وہ اس کو نافذ کر دے گا۔''

تخريج: أخرجه أحمد: ٦/ ٤١، ١٢٨، ١٦١۔ واللفظ له۔، والخاري:٣٨٩٥ و ٥٠٧٨، ٥١٢٥، ٧٠١١، ومسلم :٧/ ١٣٤، وابن حبان :٧٠٥١۔ وابن سعد في "الطبقات" ٨/ ٦٤، ٦٧ والبيهقي في "دلائل النبوة": ٢/ ٤١٠، والبغوي في "شرح السنة": ١٢/ ٢٢٦، والخطيب في "التاريخ": ٥/ ٤٢٨/ ٢٩٤٠

فائدہ:......اس میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی منقبت کا بیان ہے۔ سوال یہ ہے کہ انبیا کے خواب، وحی الٰہی ہوتے ہیں، تو پھر آپ ﷺ نے شک کا اظہار کیوں کیا کہ اگر یہ معاملہ اللہ تعالی کی طرف سے ہے تو پورا ہو جائے گا؟ اس کے تین جوابات دیے گئے ہیں:

(۱) تردد اس امر میں تھا کہ آیا یہ خاتون دنیا و آخرت دونوں جہاں میں آپ کی بیوی ہوگی یا صرف آخرت میں۔

(۲) یہ الفاظ اگرچہ شک پر دلالت کرتے ہیں، لیکن ان کا ظاہری معنی مراد نہیں ہے، یعنی آپ ﷺ کا مقصود یہ تھا کہ ایسے ہو کر رہے گا، کیونکہ وحی یقینی اور قطعی ہوتی ہے، اس ترکیب کو بلاغت میں ''مزج الشک بالیقین'' کہتے ہیں، یہ

عام مثبت جملے سے زیادہ تحقیق کا فائدہ دیتا ہے، جیسا کہ نماز استخارہ والی دعا میں بھی اس قسم کے الفاظ پائے جاتے ہیں۔

(۳) تردّد کی وجہ یہ تھی کہ آیا اس خواب کو اس کے ظاہر پر ہی محمول کیا جائے گا یا اس کی کوئی تعبیر کی جائے گی۔ حافظ ابن حجر نے آخری احتمال کو راجح قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: فتح الباری: ۹/ ۲۲۷)

ملکِ روم کے نام آپ ﷺ کا دعوتی خط اور اس کا اثر

آپ ﷺ اور صحابہ کی صفات (ہرقل کے سوالات و جوابات کی روشنی میں)

(٤٠٣٣)۔ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ أَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ، أَخْبَرَهُ، أَنَّ أَبَا سُفْيَانَ بْنَ حَرْبٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ هِرَقْلَ أَرْسَلَ إِلَيْهِ فِي رَكْبٍ مِنْ قُرَيْشٍ، وَكَانُوْا تُجَّاراً بِالشَّامِ فِي الْمُدَّةِ الَّتِي كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَادَّ فِيْهَا أَبَا سُفْيَانَ وَكُفَّارَ قُرَيْشٍ، فَأَتَوْهُ وَهُمْ بِإِيْلِيَاءَ فَدَعَاهُمْ فِي مَجْلِسِهِ وَحَوْلَهُ عُظَمَاءُ الرُّوْمِ، ثُمَّ دَعَاهُمْ وَدَعَا بِتَرْجُمَانِهِ، فَقَالَ: أَيُّكُمْ أَقْرَبُ نَسَباً بِهٰذَا الرَّجُلِ الَّذِي يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ؟ فَقَالَ أَبُوْ سُفْيَانُ: فَقُلْتُ: أَنَا أَقْرَبُهُمْ نَسَباً، فَقَالَ: أَدْنُوْهُ مِنِّي، وَقَرِّبُوْا أَصْحَابَهُ فَاجْعَلُوْهُمْ عِنْدَ ظَهْرِهِ، ثُمَّ قَالَ لِتَرْجُمَانِهِ: قُلْ لَّهُمْ: إِنِّي سَائِلٌ هٰذَا الرَّجُلَ فَإِنْ كَذَبَنِي فَكَذِّبُوْهُ، فَوَاللّٰهِ لَوْلَا الْحَيَاءُ مِنْ أَن يَّأْثِرُوْا عَلَيَّ كِذْباً لَكَذَبْتُ عَنْهُ، ثُمَّ كَانَ أَوَّلُ مَاسَأَلَنِي عَنْهُ أَنْ قَالَ: كَيْفَ نَسَبُهُ فِيْكُمْ؟ قُلْتُ هُوَ فِيْنَا ذُوْنَسَبٍ، قَالَ: فَهَلْ قَالَ هٰذَا الْقَوْلَ مِنْكُمْ أَحَدٌ قَطُّ قَبْلَهُ؟ قُلْتُ: لَا قَالَ: فَهَلْ كَانَ مِنْ آبَائِهِ مِنْ مَلِكٍ؟ قُلْتُ:

عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس نے اس کو حضرت ابوسفیان بن حرب رضی اللہ عنہ سے بیان کیا، سیدنا ابوسفیان بن حرب رضی اللہ عنہ نے کہا: (شاہِ روم) ہرقل نے اس کو بلانے کے لیے اس کی طرف ایک آدمی بھیجا، جبکہ وہ قریش کے ایک قافلے میں تھا، اس وقت یہ لوگ تجارت کے لیے شام گئے ہوئے تھے اور یہ وہ زمانہ تھا، جب رسول اللہ ﷺ نے قریش اور ابوسفیان سے ایک وقتی عہد کیا ہوا تھا، ابوسفیان اور دوسرے لوگ ہرقل کے پاس ایلیا پہنچ گئے، ہرقل نے دربار طلب کیا تھا، اس کے اردگرد روم کے بڑے بڑے لوگ (علما، وزرا اور امرا) بیٹھے ہوئے تھے۔ ہرقل نے ان کو اور اپنے ترجمان کو بلوایا، پھر ان سے پوچھا کہ تم میں کون شخص مدعیٔ رسالت کا زیادہ قریبی عزیز ہے؟ ابوسفیان کہتے ہیں: میں بول اٹھا کہ میں اس کا سب سے زیادہ قریبی رشتہ دار ہوں (یہ سن کر) ہرقل نے حکم دیا کہ اس (ابوسفیان) کو میرے قریب لا کر بٹھاؤ اور اس کے ساتھیوں کو اس کی پیٹھ کے پیچھے بٹھا دو، پھر اپنے ترجمان سے کہا: ان لوگوں سے کہہ دو کہ میں ابوسفیان سے اس شخص (محمد ﷺ) کے حالات پوچھتا ہوں، اگر یہ مجھ سے کسی بات میں جھوٹ بول دے تو تم اس کا جھوٹ ظاہر کر دینا۔ (ابوسفیان کا قول ہے کہ) خدا کی قسم! اگر مجھے یہ غیرت نہ

لاَ۔ قَالَ: فَأَشْرَافُ النَّاسِ يَتَّبِعُوْنَهُ أَمْ ضُعَفَاؤُهُمْ؟ فَقُلْتُ: بَلْ ضُعَفَاؤُهُمْ، قَالَ: أَيَزِيْدُوْنَ أَمْ يَنْقُصُوْنَ؟ قُلْتُ: بَلْ يَزِيْدُوْنَ، قَالَ فَهَلْ: يَرْتَدُّ أَحَدٌ مِنْهُمْ سَخْطَةً لِدِيْنِهِ بَعْدَ أَنْ يَدْخُلَ فِيْهِ؟ قُلْتُ: لاَ۔ قَالَ: فَهَلْ كُنْتُمْ تَتَّهِمُوْنَهُ بِالْكَذِبِ قَبْلَ أَنْ يَّقُوْلَ مَاقَالَ؟ قُلْتُ: لاَ، قَالَ: فَهَلْ يَغْدِرُ؟ قُلْتُ: لاَ، وَنَحْنُ مِنْهُ فِي مُدَّةٍ لاَنَدْرِي مَاهُوَ فَاعِلٌ فِيْهَا؟ قَالَ: وَلَمْ تُمْكِنِّي كَلِمَةٌ أُدْخِلُ فِيْهَا شَيْئًا غَيْرُ هٰذِهِ الْكَلِمَةِ قَالَ: فَهَلْ قَاتَلْتُمُوْهُ؟ قُلْتُ: نَعَمْ قَالَ: فَكَيْفَ كَانَ قِتَالُكُمْ إِيَّاهُ؟ قُلْتُ: اَلْحَرْبُ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُ سِجَالٌ، يَنَالُ مِنَّا وَنَنَالُ مِنْهُ، قَالَ: مَاذَا يَأْمُرُكُمْ؟ قُلْتُ: يَقُوْلُ: اُعْبُدُوْا اللّٰهَ وَحْدَهُ وَلاَتُشْرِكُوْا بِهِ شَيْئًا، وَاتْرُكُوْا مَايَقُوْلُ آبَاؤُكُمْ وَيَأْمُرُنَا بِالصَّلاَةِ وَالصِّدْقِ وَالْعَفَافِ وَالصِّلَةِ۔ فَقَالَ لِتَرْجُمَانٍ: قُلْ لَهُ: سَأَلْتُكَ عَنْ نَسَبِهِ؟ فَذَكَرْتَ أَنَّهُ فِيْكُمْ ذُوْ نَسَبٍ، فَكَذٰلِكَ الرُّسُلُ تُبْعَثُ فِي نَسَبِ قَوْمِهَا وَسَأَلْتُكَ: هَلْ قَالَ أَحَدٌ مِّنْكُمْ هٰذَا الْقَوْلَ؟ فَذَكَرْتَ أَنْ لَّا، فَقُلْتُ: لَوْ كَانَ أَحَدٌ قَالَ هٰذَا الْقَوْلَ قَبْلَهُ، لَقُلْتُ: رَجُلٌ يَتَأَسّٰى بِقَوْلٍ قِيْلَ قَبْلَهُ، وَسَأَلْتُكَ: هَلْ كَانَ مِنْ آبَائِهِ مِنْ مَلِكٍ؟ فَذَكَرْتَ أَنْ لَّا قُلْتُ: فَلَوْ كَانَ مِنْ آبَائِهِ مِنْ مَلِكٍ قُلْتُ: رَجُلٌ يَطْلُبُ مُلْكَ أَبِيْهِ وَسَأَلْتُكَ: هَلْ كُنْتُمْ

آتی کہ یہ لوگ مجھ کو جھٹلائیں گے تو میں آپ ﷺ کی نسبت ضرور غلط گوئی سے کام لیتا۔ خیر پہلی بات جو ہرقل نے مجھ سے پوچھی۔ (ہم آسانی کے لیے روایت کا ترجمہ مکالمے کی صورت میں پیش کرتے ہیں): ہرقل: تم لوگوں میں اس شخص کا خاندان کیسا ہے؟ ابوسفیان: وہ بڑے عالی نسب والا ہے۔ ہرقل: اس سے پہلے بھی کسی نے تم لوگوں میں ایسی بات کہی تھی؟ ابوسفیان: نہیں۔ ہرقل: اس کے بڑوں میں کوئی بادشاہ ہوا ہے؟ ابوسفیان: نہیں۔ ہرقل: بڑے لوگوں نے اس کی پیروی اختیار کی ہے یا کمزوروں نے؟ ابوسفیان: کمزوروں نے کی ہے۔ ہرقل: اس کے تابعدار روز بروز بڑھ رہے ہیں یا گھٹ رہے ہیں؟ ابوسفیان: بڑھ رہے ہیں۔ ہرقل: کیا کوئی اس کے دین میں داخل ہونے کے بعد اس دین کو ناپسند کرتے ہوئے مرتد بھی ہوا ہے؟ ابوسفیان: نہیں۔ ہرقل: کیا اس دعویٔ نبوت سے پہلے تم لوگ اس پر جھوٹ کی تہمت لگاتے تھے؟ ابوسفیان: نہیں۔ ہرقل: کیا وہ دھوکہ کرتا ہے؟ ابوسفیان: نہیں اوراب ہماری اس سے (صلح کی) ایک مقررہ مدت ٹھہری ہوئی ہے، معلوم نہیں کہ وہ اس میں کیا کرنے والا ہے۔ میں اس بات کے سوا اور کوئی (جھوٹ) اس گفتگو میں شامل نہ کر سکا۔ ہرقل: کیا تمھاری اس سے کبھی لڑائی ہوئی ہے؟ ابوسفیان: ہاں۔ ہرقل: تمھاری اور اس کی جنگ کا کیا حال ہوا؟ ابوسفیان: کبھی اس کے فریق کو کامیابی حاصل ہوئی اور کبھی ہمارے فریق کو، کبھی وہ جیت جاتے تھے اور کبھی ہم۔ ہرقل: وہ تمھیں کس چیز کا حکم دیتا ہے؟ ابوسفیان: وہ کہتا ہے کہ اللہ تعالی کی عبادت کرو، جو یکتا و یگانہ ہے، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ اور اپنے باپ دادا کی (شرک والی) باتیں چھوڑ دو اور ہمیں نماز پڑھنے، سچ بولنے،

تَتَّهِمُوْنَهُ بِالْكِذْبِ قَبْلَ أَن يَّقُوْلَ مَاقَالَ: فَذَكَرْتَ أَن لَّا فَقَدْ أَعْرِفُ أَنَّهُ لَمْ يَكُنْ لِيَذَرَ الْكَذِبَ عَلَى النَّاسِ، وَيَكْذِبُ عَلَى اللّٰهِ، وَسَأَلْتُكَ: أَشْرَافُ النَّاسِ اتَّبَعُوْهُ أَمْ ضُعَفَاؤُهُمْ؟ فَذَكَرْتَ أَنَّ ضُعَفَاءَ هُمُ اتَّبَعُوْهُ، وَهُمْ أَتْبَاعُ الرُّسُلِ، وَسَأَلْتُكَ: أَيَزِيْدُوْنَ أَمْ يَنْقُصُوْنَ؟ فَذَكَرْتَ أَنَّهُمْ يَزِيْدُوْنَ، وَكَذٰلِكَ أَمْرُ الْإِيْمَانِ حَتّٰى يَتِمَّ، وَسَأَلْتُكَ: أَيَرْتَدُّ أَحَدٌ سَخْطَةً لِدِيْنِهِ بَعْدَ أَنْ دَخَلَ فِيْهِ؟ فَذَكَرْتَ أَنْ لَّا، وَكَذٰلِكَ الْإِيْمَانُ حِيْنَ تُخَالِطُ بَشَاشَتُهُ الْقُلُوْبَ، وَسَأَلْتُكَ: هَلْ يَغْدِرُ؟ فَذَكَرْتَ أَنْ لَا وَكَذٰلِكَ الرُّسُلُ لَاتَغْدِرُ، وَسَأَلْتُكَ بِمَا يَأْمُرُكُمْ؟ فَذَكَرْتَ أَنَّهُ يَأْمُرُكُمْ أَن تَعْبُدُوْا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهِ شَيْئًا وَيَنْهَاكُمْ عَنْ عِبَادَةِ الْأَوْثَانِ، وَيَأْمُرُكُمْ بِالصَّلَاةِ وَالصِّدْقِ وَالْعَفَافِ، فَإِنْ كَانَ مَاتَقُوْلُ حَقًّا فَسَيَمْلِكُ مَوْضِعَ قَدَمَيَّ هَاتَيْنِ وَقَدْ كُنْتُ أَعْلَمُ أَنَّهُ خَارِجٌ، لَمْ أَكُنْ أَظُنُّ أَنَّهُ مِنْكُمْ، فَلَوْ أَنِّيْ أَعْلَمُ أَنِّيْ أَخْلُصُ إِلَيْهِ، لَتَجَشَّمْتُ لِقَاءَهُ، وَلَوْكُنْتُ عِنْدَهُ، لَغَسَلْتُ عَنْ قَدَمِهِ. ثُمَّ دَعَا بِكِتَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الَّذِي بَعَثَ بِهِ دِحْيَةُ إِلَى عَظِيْمِ بُصْرٰى، فَدَفَعَهُ إِلٰى هِرَقْلَ، فَقَرَأَهُ، فَإِذَا فِيْهِ:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

مِنْ مُحَمَّدٍ عَبْدِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ إِلٰى هِرَقْلَ

پرہیز گاری اور صلہ رحمی کا حکم دیتا ہے۔ (یہ سب سن کر) ہرقل نے اپنے ترجمان سے کہا: ابوسفیان سے کہہ دے کہ میں نے تم سے اس کا نسب پوچھا تو تم نے کہا کہ وہ ہم میں عالی نسب ہے اور پیغمبر اپنی قوم میں عالی نسب ہی ہوتے ہیں۔ میں نے تم سے پوچھا کہ (دعویٔ نبوت کی) یہ بات تمھارے اندر اس سے پہلے کسی اور نے بھی کہی تھی، تم نے جواب دیا کہ نہیں۔ تب میں نے (اپنے دل میں) کہا کہ اگر یہ بات اس سے پہلے کسی نے کہی ہوتی تو میں یہ سمجھتا کہ اس شخص نے بھی اسی بات کی تقلید کی ہے، جو پہلے کہی جا چکی ہے۔ میں نے تم سے پوچھا کہ اس کے بڑوں میں کوئی بادشاہ بھی گزرا ہے، تم نے کہا کہ نہیں، میں نے (دل میں) کہا کہ اگر ان کے بزرگوں میں سے کوئی بادشاہ گزرا ہوتا تو کہہ دیتا کہ وہ شخص (یہ بہانہ بنا کر) اپنے آباؤ اجداد کی بادشاہت اور ان کا ملک (دوبارہ) حاصل کرنا چاہتا ہے اور میں نے تم سے پوچھا کہ اس بات کے کہنے (یعنی پیغمبری کا دعوی کرنے) سے پہلے تم نے کبھی اس پر جھوٹ بولنے کا الزام لگایا ہے، تم نے کہ کہا کہ نہیں، میں نے سمجھ لیا کہ جو شخص آدمیوں کے ساتھ دروغ گوئی سے بچے وہ اللہ کے بارے میں کیسے جھوٹی بات کہہ سکتا ہے، اور میں نے تم سے پوچھا کہ بڑے اس کے پیرو ہیں یا کمزور آدمی، تم نے کہا کہ کمزوروں نے اس کی اتباع کی ہے، (دراصل) یہی لوگ پیغمبروں کے متبعین ہوتے ہیں اور میں نے تم سے پوچھا کہ اس کے ساتھی بڑھ رہے ہیں یا کم ہو رہے ہیں، تم نے کہا کہ وہ بڑھ رہے ہیں اور ایمان کی کیفیت یہی ہوتی ہے حتی کہ وہ کامل ہو جاتا ہے اور میں نے تم سے پوچھا کہ آیا کوئی شخص اس کے دین سے ناخوش ہو کر مرتد بھی ہو جاتا ہے، تم نے کہا کہ نہیں۔ درحقیقت ایمان کی خاصیت

عَظِيْمِ الرُّوْمِ

سَلاَمٌ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى

أَمَّا بَعْدُ فَإِنِّي أَدْعُوْكَ بِدِعَايَةِ الإِسْلاَمِ، أَسْلِمْ تَسْلَمْ، يُؤْتِكَ اللّٰهُ أَجْرَكَ مَرَّتَيْنِ، فَإِنْ تَوَلَّيْتَ فَإِنَّ عَلَيْكَ إِثْمَ الأَرِيْسِيِّيْنَ، وَ ﴿يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلٰى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوْا اشْهَدُوْا بِأَنَّا مُسْلِمُوْنَ﴾)) قَالَ أَبُوْ سُفْيَانَ: فَلَمَّا قَالَ مَا قَالَ، وَفَرَغَ مِنْ قِرَاءَةِ الْكِتَابِ، كَثُرَ عِنْدَهُ الصَّخَبُ وَارْتَفَعَتِ الْأَصْوَاتُ، وَأُخْرِجْنَا، فَقُلْتُ لِأَصْحَابِيْ حِيْنَ أُخْرِجْنَا: لَقَدْ أَمِرَ أَمْرُ ابْنِ أَبِي كَبْشَةَ! إِنَّهُ يَخَافُهُ مَلِكُ بَنِي الْأَصْفَرِ، فَمَا زِلْتُ مُوْقِناً أَنَّهُ سَيَظْهَرُ، حَتّٰى أَدْخَلَ اللّٰهُ عَلَيَّ الْإِسْلاَمَ۔ وَكَانَ ابْنُ النَّاطُوْرِ ۔صَاحِبُ إِيْلِيَاءَ۔ وَهِرَقْلُ سُقُفاً عَلٰى نَصَارَى الشَّامِ، يُحَدِّثُ أَنَّ هِرَقْلَ حِيْنَ قَدِمَ إِيْلِيَاءَ أَصْبَحَ يَوْماً خَبِيْثَ النَّفْسِ، فَقَالَ بَعْضُ بَطَارِقَتِهِ: قَدِ اسْتَنْكَرْنَا هَيْئَتَكَ قَالَ ابْنُ النَّاطُوْرِ: وَكَانَ هِرَقْلُ حَزَّاءً يَنْظُرُ فِي النُّجُوْمِ، فَقَالَ لَهُمْ حِيْنَ سَأَلُوْهُ: إِنِّي رَأَيْتُ اللَّيْلَةَ۔ حِيْنَ نَظَرْتُ فِي النُّجُوْمِ۔ مَلِكَ الْخِتَانِ قَدْ ظَهَرَ، فَمَنْ يَخْتَتِنُ مِنْ هٰذِهِ الْأُمَّةِ؟ قَالُوْا: لَيْسَ يَخْتَتِنُ إِلَّا الْيَهُوْدُ، فَلاَ يُهِمَّنَّكَ

بھی یہی ہے کہ جن کے دلوں میں اس کی مسرت رچ بس جائے وہ اس سے لوٹا نہیں کرتے اور میں نے تم سے پوچھا کہ آیا اس نے کبھی عہد شکنی بھی کی ہے، تم نے کہا کہ نہیں، پیغمبروں کا یہی حال ہوتا ہے وہ عہد کی خلاف ورزی نہیں کرتے اور میں نے تم سے کہا کہ وہ تمھیں کس چیز کا حکم دیتا ہے، تم نے کہا کہ وہ ہمیں حکم دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ اور تمھیں بتوں کی پرستش سے روکتا ہے، سچ بولنے اور پرہیز گاری کا حکم دیتا ہے۔ اگر یہ باتیں، جو تم کہہ رہے ہو، سچ ہیں تو عنقریب وہ اس جگہ کا مالک بن جائے گا، جہاں میرے دو پاؤں ہیں۔ مجھے معلوم تھا کہ وہ (پیغمبر) آنے والا ہے، لیکن یہ معلوم نہیں تھا کہ وہ تمھارے اندر ہو گا، اگر میں جانتا کہ اس تک پہنچ سکوں گا تو اس سے ملنے کے لیے ہر تکلیف گوارا کرتا۔ اگر میں اس کے پاس ہوتا تو اس کے پاؤں دھوتا۔ ہرقل نے رسول اللہ ﷺ کا وہ خط منگوایا، جو آپ ﷺ نے دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کے ذریعے حاکمِ بصریٰ کے پاس بھیجا تھا اور اس نے وہ ہرقل کے پاس بھیج دیا تھا، پھر اس کو پڑھا تو اس میں (لکھا تھا):

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ خط اللہ کے بندے اور پیغمبر محمد ﷺ کی طرف سے شاہِ روم کی طرف ہے

اس شخص پر سلام ہو جو ہدایت کی پیروی کرے

اس کے بعد میں تم پر دعوتِ اسلام پیش کرتا ہوں، اگر آپ اسلام لے آئیں گے تو (تمھیں دین و دنیا میں) سلامتی نصیب ہوگی، اللہ تعالیٰ آپ کو دوہرا ثواب دے گا اور اگر آپ (میری دعوت) سے روگردانی کریں گے تو آپ کی رعایا کا

شَأْنُهُمْ، وَاكْتُبْ إِلَى مَدَائِنِ مُلْكِكَ، فَيَقْتُلُوْا مَنْ فِيْهِمْ مِنَ الْيَهُوْدِ فَبَيْنَمَا هُمْ عَلَى أَمْرِهِمْ أُتِيَ هِرَقْلَ بِرَجُلٍ أَرْسَلَ بِهِ مَلِكُ غَسَّانَ يُخْبِرُ عَنْ خَبَرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَلَمَّا اسْتَخْبَرَهُ هِرَقْلُ قَالَ: اِذْهَبُوْا فَانْظُرُوْا أَمُخْتَتِنٌ هُوَ أَمْ لَا؟ فَنَظَرُوْا إِلَيْهِ فَحَدَّثُوْهُ أَنَّهُ مُخْتَتِنٌ وَسَأَلَهُ عَنِ الْعَرَبِ؟ فَقَالَ: هُمْ يَخْتَتِنُوْنَ، فَقَالَ هِرَقْلُ: هٰذَا مَلِكُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ قَدْ ظَهَرَ، ثُمَّ كَتَبَ هِرَقْلُ إِلَى صَاحِبٍ لَهُ بِرُوْمِيَّةَ، وَكَانَ نَظِيْرَهُ فِي الْعِلْمِ وَسَارَ هِرَقْلُ إِلَى حِمْصَ، فَلَمْ يَرِمْ حِمْصَ حَتّٰى أَتَاهُ كِتَابٌ مِنْ صَاحِبِهِ يُوَافِقُ رَأْيَ هِرَقْلَ عَلَى خُرُوْجِ النَّبِيِّ ﷺ وَأَنَّهُ نَبِيٌّ، فَأَذِنَ هِرَقْلُ لِعُظَمَاءِ الرُّوْمِ فِي دَسْكَرَةٍ لَهُ بِحِمْصَ، ثُمَّ أَمَرَ بِأَبْوَابِهَا فَغُلِّقَتْ ثُمَّ اطَّلَعَ فَقَالَ: يَا مَعْشَرَ الرُّوْمِ! هَلْ لَكُمْ فِي الْفَلَاحِ وَالرُّشْدِ، وَأَنْ يَثْبُتَ مُلْكُكُمْ فَتُبَايِعُوْا هٰذَا النَّبِيَّ؟ فَحَاصُوْا حَيْصَةَ حُمُرِ الْوَحْشِ إِلَى الْأَبْوَابِ، فَوَجَدُوْهَا قَدْ غُلِّقَتْ فَلَمَّا رَأَى هِرَقْلُ نَفْرَتَهُمْ وَأَيِسَ مِنَ الْإِيْمَانِ قَالَ: رُدُّوْهُمْ عَلَيَّ وَقَالَ: إِنِّي قُلْتُ مَقَالَتِي آنِفًا: أَخْتَبِرُ بِهَا شِدَّتَكُمْ عَلَى دِيْنِكُمْ فَقَدْ رَأَيْتُ، فَسَجَدُوْا لَهُ وَرَضُوْا عَنْهُ فَكَانَ ذٰلِكَ آخِرُ شَأْنِ هِرَقْلَ۔ (الصحيحة: ٣٦٠٧)

گناہ بھی آپ ہی پر ہوگا اور اے اہل کتاب! ایک ایسی بات پر آ جاؤ جو ہمارے اور تمھارے درمیان یکساں ہے، وہ یہ کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں اور کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہرائیں اور نہ ہم میں سے کوئی کسی کو خدا کے سوا اپنا رب بنائے، پھر اگر وہ اہل کتاب (اس بات سے) منہ پھیر لیں تو (مسلمانو!) تم ان سے کہہ دو کہ (تم مانو یا نہ مانو) ہم تو ایک خدا کے اطاعت گزار ہیں۔

ابوسفیان کہتے ہیں: جب ہرقل نے جو کچھ کہنا تھا کہہ دیا اور خط پڑھ کر فارغ ہوا تو اس کے اردگرد بہت شور وغوغا ہوا۔ بہت سی آوازیں اٹھیں اور ہمیں باہر نکال دیا گیا۔ تب میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ ابو کبشہ کے بیٹے (محمد ﷺ) کا معاملہ تو بہت بڑھ گیا۔ (دیکھو کہ) اس سے بنو اصفر (رومیوں) کا بادشاہ بھی ڈرتا ہے۔ مجھے اس وقت سے اس بات کا یقین ہو گیا کہ حضور ﷺ عنقریب غالب ہو کر رہیں گے، حتی کہ اللہ تعالی نے مجھے مسلمان کر دیا۔ (راوی کا بیان ہے کہ) ابن ناطور ایلیا کا حاکم ہرقل کا مصاحب اور شام کے نصاریٰ کا لاٹ پادری بیان کرتا تھا کہ ہرقل جب ایلیا آیا، تو ایک دن صبح کو پریشان اٹھا، اس کے درباریوں نے دریافت کیا کہ آج ہم آپ کی حالت بدلی ہوئی پاتے ہیں، (کیا وجہ ہے؟) ابن ناطور کا بیان ہے کہ ہرقل نجومی تھا، وہ علم نجوم میں پوری مہارت رکھتا تھا، اس نے اپنے ہم نشینوں کو بتایا کہ میں نے آج رات ستاروں پر نظر ڈالی تو دیکھا کہ ختنہ کرنے والوں کا بادشاہ ہمارے ملک پر غالب آ گیا ہے، (بھلا) اس زمانے میں کون لوگ ختنہ کرتے ہیں؟ انھوں نے کہا کہ یہود کے سوا کوئی ختنہ نہیں کرتا، سو ان کی وجہ سے پریشان نہ ہوں، سلطنت کے تمام شہروں میں یہ حکم لکھ بھیجئے کہ وہاں جتنے یہودی ہوں سب قتل کر دیے جائیں۔ وہ لوگ انہی باتوں میں

مشغول تھے کہ ہرقل کے پاس ایک آدمی لایا گیا، جسے شاہِ غسان نے بھیجا تھا، اس نے رسول اللہ ﷺ کے حالات بیان کئے۔ جب ہرقل نے سارے حالات سن لیے تو کہا کہ جا کر دیکھو وہ ختنہ کئے ہوئے ہے یا نہیں؟ انھوں نے اسے دیکھا تو بتلایا کہ وہ ختنہ کئے ہوئے ہے۔ ہرقل نے جب اس شخص سے عرب کے بارے میں پوچھا تو اس نے بتلایا کہ وہ ختنہ کرتے ہیں، تب ہرقل نے کہا کہ یہ وہی (محمد ﷺ) اس امت کے بادشاہ ہیں جو پیدا ہو چکے ہیں۔ پھر اس نے اپنے ایک دوست کو رومی زبان میں خط لکھا اور وہ بھی علم نجوم میں ہرقل کی طرح ماہر تھا۔ پھر وہاں سے ہرقل حمص چلا گیا۔ ابھی حمص سے نکلا نہیں تھا کہ اس کے دوست کا جوابی خط آ گیا۔ اس کی رائے بھی حضور ﷺ کے ظہور کے بارے میں ہرقل کی رائے کے موافق تھی کہ محمد ﷺ (واقعی) پیغمبر ہیں۔ اس کے بعد ہرقل نے روم کے بڑے آدمیوں کو حمص کے محل میں طلب کیا اور اس کے حکم سے محل کے دروازے بند کر دیے گئے۔ پھر وہ (اپنے خاص محل سے) باہر آیا اور کہا: اے روم والو! کیا ہدایت اور کامیابی میں کچھ حصہ تمھارے لیے بھی ہے؟ اگر تم اپنی سلطنت کی بقا چاہتے ہو تو پھر اس نبی ﷺ کی بیعت کر لو اور مسلمان ہو جاؤ (یہ سننا ہی تھا کہ) وہ سب وحشی گدھوں کی طرح دروازوں کی طرف دوڑے، مگر دروازوں کو بند پایا۔ آخر جب ہرقل نے (اس بات سے) ان کی یہ نفرت دیکھی اور ان کے ایمان لانے سے مایوس ہو گیا تو کہنے لگا کہ ان لوگوں کو میرے پاس لاؤ۔ (جب وہ دوبارہ آئے) تو اس نے کہا: میں نے جو بات کہی تھی اس سے تمھاری دینی پختگی کی آزمائش مقصود تھی، سو میں نے اس کو دیکھ لیا۔ تب (یہ بات سن کر) وہ سب کے سب اس کے سامنے سجدے میں گر پڑے اور اس سے خوش ہو گئے۔ بالآخر ہرقل کا آخری معاملہ تھا۔

تخريج: رواه البخاري: رقم ٧- واللفظ له- ٥١، ٢٦٨١، ٢٩٤١، ٢٩٧٩، ٣١٧٤، ٤٥٥٣، ٥٩٨٠، ٦٢٦٠، ٧١٩٦، ٢٩٣٦، ٢٩٤٠، ومسلم: ٥/ ١٦٣ـ ١٦٦، والترمذي: ٢٧١٧، والنسائي في "الكبرى": ١١٠٦٤، وعبدالرزاق: ٩٧٢٤، وابن حبان: ٦٥٥٥، وأحمد: ١/ ٢٦٣

شــــــرح:...... یہ حدیث کئی احکام و مسائل اور آداب و اسباق پر مشتمل ہے، اگر اس کا بغور مطالعہ کیا جائے تو وضاحت کی ضرورت نہیں رہتی۔ بعض استدلالات یہ ہیں:

- اہل علم اہل کتاب کو آپ ﷺ کی آمد اور آپ اور آپ کے صحابہ کی صفات کا علم تھا۔
- یہ حدیث کم تر، بے وقعت اور کم اہمیت والے مسلمان کے لیے کسی خوشخبری سے کم نہیں ہے کہ زیادہ تر انبیائے کرام کے پیروکار کمزور لوگ رہے ہیں۔
- جھوٹ اتنی بری چیز ہے کہ حالتِ کفر میں ابو سفیان نے صرف اس بنا پر جھوٹ نہیں بولا کہ لوگ اسے جھوٹا کہنا شروع کر دیں گے اور مکہ میں اس کو جھوٹ مشہور ہو جائے گا۔
- خط لکھنے کے آداب یہ ہیں کہ پہلے بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھی جائے، پھر مرسِل اور مرسَل الیہ کا نام اور پھر سلام لکھا جائے، اگر کافر اور مشرک کو خط لکھا جا رہا ہو تو "سَلَامٌ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰی" لکھا جائے۔

❀ کافروں کو دعوتِ اسلام پیش کرنے کے لیے ہر ممکنہ صورت اختیار کی جائے، اگر چہ وہ خط لکھنے کی صورت میں ہو۔

❀ روم کے بادشاہ کا نام ہرقل اور لقب قیصر تھا۔

اس ساری تفصیل سے معلوم ہوا کہ قیصر نے آپ ﷺ کو اور آپ کی نبوت کی صداقت کو پوری طرح جان اور پہچان لیا تھا، لیکن بادشاہت کی محبت غالب آگئی اور وہ اسلام نہ لا سکا، چنانچہ اپنا گناہ بھی اٹھایا اور اپنی رعایا کا بار بھی، جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے نامۂ مبارک میں تحریر فرمایا تھا۔

تورات وانجیل میں آپ ﷺ کی بیان کردہ صفات

(٤٠٣٤)۔ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ مَكْتُوْبٌ فِي الْإِنْجِيلِ: لَا فَظٌّ وَلَا غَلِيْظٌ وَلَا سَخَّابٌ بِالْأَسْوَاقِ وَلَا يُجْزِئْ بِالسَّيِّئَةِ مِثْلَهَا، بَلْ يَعْفُوْ وَيَصْفَحُ۔ (الصحيحة: ٢٤٥٨)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: رسول اللہ ﷺ کے بارے میں انجیل میں یہ لکھا ہوا تھا: آپ بد خلق تھے نہ سخت دل، آپ بازاروں میں شور کرنے والے تھے نہ برائی کا بدلہ برائی سے دینے والے، بلکہ آپ معاف کرتے اور درگزر فرماتے تھے۔

تخريج: رواه الحاكم: ٢/ ٦١٤، وابن عساكر :١/ ٢٦٤/ ٢

شرح:...... انجیل کی پیشین گوئی سچ ثابت ہوئی اور آپ ﷺ ان صفات سے متصف پائے گئے۔

(٤٠٣٥)۔ عَنْ أَبِي صَخْرٍ الْعُقَيْلِيِّ: حَدَّثَنِي رَجُلٌ مِنَ الْأَعْرَابِ قَالَ: جَلَبْتُ جُلُوْبَةً إِلَى الْمَدِيْنَةِ فِي حَيَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ فَلَمَّا فَرَغْتُ مِنْ بَيْعَتِي، قُلْتُ: لَأَلْقِيَنَّ هٰذَا الرَّجُلَ، فَلَأَسْمَعَنَّ مِنْهُ قَالَ: فَتَلَقَّانِي بَيْنَ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ، يَمْشُوْنَ فَبَعَثْهُمْ فِي أَقْفَائِهِمْ حَتّٰى أَتَوْا عَلَى رَجُلٍ مِنَ الْيَهُوْدِ نَاشِراً التَّوْرَاةَ يَقْرَؤُهَا، يُعَزِّي بِهَا نَفْسَهُ عَلَى ابْنٍ لَّهُ فِي الْمَوْتِ، كَأَحْسَنِ الْفِتْيَانِ وَأَجْمَلِهِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَنْشُدُكَ بِالَّذِي أَنْزَلَ التَّوْرَاةَ! هَلْ تَجِدُ فِي كِتَابِكَ صِفَتِي وَمَخْرَجِي؟)) فَقَالَ بِرَأْسِهِ هٰكَذَا، أَيْ: لَا، فَقَالَ ابْنُهُ: إِي وَالَّذِي أَنْزَلَ

ابو صخر عقیلی کہتے ہیں: مجھے ایک بدو نے بیان کرتے ہوئے کہا: میں رسول اللہ کی زندگی میں مدینہ میں کچھ سامانِ تجارت لایا، میں نے اپنی تجارت سے فارغ ہو کر کہا: میں ضرور اس آدمی (یعنی محمد ﷺ) کے پاس جاؤں گا اور اس کی باتیں سنوں گا۔ جب رسول اللہ ﷺ مجھے ملے تو حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما بھی آپ کے ہمراہ تھے، آپ نے ان کو پیچھے بھیج دیا، ہم ایک یہودی کے پاس گئے، وہ تورات کھول کر پڑھ رہا تھا، اس کے ذریعے اپنے آپ کو تسلی دے رہا تھا، کیونکہ اس کا انتہائی حسین وجمیل نوجوان بچہ موت وحیات کی کشمکش میں تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا: ''میں تجھے تورات نازل کرنے والی ذات کی قسم دیتا ہوں! کیا تو اپنی کتاب میں میری صفات اور جائے ظہور کا تذکرہ پاتا ہے؟'' اس نے سر سے ''نہیں'' کا اشارہ کیا۔ لیکن اس کے بیٹے نے

التَّوْرَاةَ! إِنَّا لَنَجِدُ فِي كِتَابِنَا صِفَتَكَ وَمَخْرَجَكَ، وَأَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَأَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَ: ((أَقِيْمُوا الْيَهُوْدِيَّ عَنْ أَخِيْكُمْ)) يَعْنِي: ابْنَ الْيَهُوْدِيِّ الَّذِيْ أَسْلَمَ، ثُمَّ وَلِيَ كَفَنَهُ وَحَنَّطَهُ، وَصَلّٰى عَلَيْهِ۔ (الصحيحة:٣٢٦٩)

کہا: جی ہاں، تورات کو نازل کرنے والی ذات کی قسم! ہم اپنی کتاب میں آپ کی صفات اور جائے ظہور کا تذکرہ پاتے ہیں اور میں اب گواہی دیتا ہوں کہ اللہ ہی معبودِ برحق ہے اور آپ اللہ کے رسول ہیں۔ (یہ سن کر) آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس یہودی کو اپنے بھائی سے ہٹا دو۔'' آپ کی مراد یہودی کا بیٹا تھا، جس نے اسلام قبول کیا۔ پھر آپ ﷺ نے اس کے کفن کا انتظام وانصرام کیا، اسے حنوط خوشبو لگائی اور اس کی نمازِ جنازہ پڑھائی۔

تخريج: أخرجه أحمد: ٥/ ٤١١

شــــرح:...... اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اہل کتاب کے مذہبی ادب، جو اصل حالت پر برقرار تھا، میں رسول اللہ ﷺ کی نبوت ورسالت، اس کے وقت اور آپ کے شہروں کا بھی تعین کر دیا گیا تھا۔

سورۂ فتح کی آخری آیت میں اللہ تعالی نے واضح کیا کہ صحابہ کرام کی صفات بھی تورات وانجیل میں بیان کی گئی تھیں۔ ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿وَإِذْ قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ يٰبَنِيْٓ إِسْرَآءِيْلَ إِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ إِلَيْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰةِ وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ يَّأْتِيْ مِنْۢ بَعْدِي اسْمُهٗٓ أَحْمَدُ فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ○﴾ (سورۂ صف: ٥) ......''اور جب مریم کے بیٹے عیسی نے کہا اے بنی اسرائیل! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں، مجھ سے پہلے کی کتاب تورات کی میں تصدیق کرنے والا ہوں اور اپنے بعد آنے والے ایک رسول کی میں تمہیں خوشخبری سنانے والا ہوں، جنکا نام احمد ہے۔ پھر جب وہ انکے پاس کھلی دلیلیں لائے تو یہ کہنے لگے، یہ تو کھلا جادو ہے۔''

ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْأُمِّيَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰةِ وَالْإِنْجِيْلِ﴾ (سورۂ اعراف: ١٥٦) ......''جو لوگ ایسے رسول نبی امی کی اتباع کرتے ہیں جن کو وہ لوگ اپنے پاس تورات وانجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں۔''

قرآن مجید کی اس شہادت سے معلوم ہوا کہ تورات وانجیل میں آپ ﷺ کا تذکرہ موجود تھا۔

حیران کن بات یہ ہے کہ عیسائی اور یہودی، اسلام اور اہل اسلام کے دشمن ہیں، انھوں نے جان بوجھ کر اپنی اپنی کتابوں میں تحریفیں کیں ہیں، لیکن اس کے باوجود ان کی کتب میں ایسی عبارات موجود ہیں، جن کا واضح طور پر مصداق حضرت محمد ﷺ ٹھہرتے ہیں۔ آپ ﷺ کی زندگی میں ورقہ بن نوفل، نجاشی اور ہرقل جیسے عظیم لوگوں نے ان حقائق کا اعتراف کر لیا تھا، اس سلسلے میں سب سے زیادہ سبق آموز واقعہ سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے ایمان لانے کا ہے۔

تورات تاریخ یہودیت کے کم از کم پہلے تین ادوار میں ہی ضیاع اور آتش زنی کا شکار ہو چکی تھی، .... بہر حال یہ ایک الہامی کتاب ہے، ہم اپنے موضوع سے متعلقہ چند ایک اقتباسات نقل کریں گے، تاکہ طبعی طور پر محسوس ہونے والی خوشی میں اضافہ ہو جائے۔

تورات سِفر التثنیہ میں آیا ہے کہ اللہ تعالی نے موسی علیہ السلام سے کہا: آپ بنی اسرائیل سے کہہ دیجئے کہ میں ان کے لیے آخری زمانہ میں آپ کی ہی طرح کا ایک نبی بھیجوں گا، جو ان کے بھائیوں کی اولاد میں سے ہوگا اور میں اپنے کلام کو اس کی زبان پر جاری کروں گا۔

ڈاکٹر محمد لقمان سلفی نے کہا: اور یہ بات معلوم ہے کہ موسی علیہ السلام کے بعد ہر نبی بنی اسرائیل میں سے ہوا اور ان میں آخری نبی عیسی علیہ السلام ہوئے اور ان کے بھائیوں کی اولاد میں سے حضرت محمد ﷺ نبی ہوئے، اس لیے کہ وہ اسماعیل کی اولاد میں سے تھے اور اسماعیل، اسحاق کے بھائی تھے۔ اگر یہ بشارت بنی اسرائیل کے نبیوں میں سے کسی نبی کے بارے میں ہوتی تو ان کے بھائیوں کا ذکر بے معنی ہوتا۔ (الصادق الامین: ص ۹۲)

سِفر التثنیہ میں ہے: اور رب سینا سے آیا، اور ان کے لیے ساعیر سے چمکا اور جبل فاران سے آتا ہوا جلوہ افروز ہوا اور اس کے ساتھ دس ہزار پاکباز لوگ آئے اور اس کے دائیں ہاتھ سے ان کے لیے شریعت کی آگ ظاہر ہوئی۔ (سفر التثنیہ: باب ۳۲، عربی ترجمہ)

انجیل میں درج ذیل مقامات میں حضرت محمد ﷺ کی آمد کے متعلق صاف اشارات موجود ہیں۔

متی: باب ۲۱، آیت ۳۳ تا ۴۶۔ یوحنا: باب ۱، آیت ۱۹ تا ۲۱۔ یوحنا: باب ۱۴، آیت ۱۵ تا ۱۷، و آیت ۲۵ تا ۳۰۔

یوحنا: باب ۱۵، آیت ۲۵، ۲۶۔ یوحنا: باب ۱۶، آیت ۷ تا ۱۵۔

وہ پیشن گوئیاں درج ذیل ہیں جو ''انجیل یوحنا'' میں مسلسل باب ۱۴ سے ۱۶ تک منقول ہوئی ہیں: (بعض اقتباسات) ''اور میں باپ سے درخواست کروں گا تو وہ تمہیں دوسرا مددگار بخشے گا کہ ابد تک تمہارے ساتھ رہے، یعنی روح حق جسے دنیا حاصل نہیں سکتی یونکہ نہ اسے دیکھتی ہے نہ جانتی ہے تم اسے جانتے ہو کیونکہ وہ تمہارے ساتھ رہتا ہے اور تمہارے اندر ہے۔'' (۱۴: ۱۶، ۱۷)

''میں نے یہ باتیں تمہارے ساتھ رہ کر تم سے کہیں لیکن مددگار یعنی روح القدس جسے باپ میرے نام سے بھیجے گا، وہی تمہیں سب باتیں سکھائے گا اور جو کچھ میں نے تم سے کہا ہے وہ سب تمہیں یاد دلائے گا۔'' (۱۴: ۲۵، ۲۶)

''اس کے بعد میں تم سے بہت سی باتیں نہ کروں گا کیونکہ دنیا کا سردار آتا ہے اور مجھ میں اس کا کچھ حصہ نہیں۔'' (۱۴: ۳۰)

''لیکن جب وہ مددگار آئے جس کو میں تمہارے پاس باپ کی طرف سے بھیجوں گا، یعنی سچائی کا روح جو باپ سے صادر ہوتا ہے، تو وہ میری گواہی دے گا۔'' (۱۵: ۲۶)

''لیکن میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ میرا جانا تمہارے لیے فائدہ مند ہے، کیونکہ اگر میں نہ جاؤں تو وہ مددگار تمہارے پاس نہ آئے گا، لیکن اگر جاؤں گا تو اسے تمہارے پاس بھیجوں گا۔'' (۱۶: ۷)

ابو الاعلی مولانا مودودی انجیل کے تغیرات اور تحریفات کی چند وجوہات بیان کرنے کے بعد کہتے ہیں: انجیل یوحنا کی مذکورہ بالا عبارات میں حضرت عیسی علیہ السلام اپنے بعد ایک آنے والے کی خبر دے رہے ہیں، جس کے متعلق وہ کہتے ہیں کہ وہ ''دنیا کا سردار'' (سرورِ عالم) ہوگا۔ ''ابد تک رہے گا''، ''سچائی کی تمام راہیں دکھائے گا'' اور خود ان کی یعنی حضرت عیسی علیہ السلام کی ''گواہی دے گا''۔ یوحنا کی ان عبارتوں میں ''روح القدس'' اور ''سچائی کی روح'' وغیرہ کے الفاظ شامل کر کے مدعا کو خبط کرنے کی پوری کوشش کی گئی ہے، مگر اس کے باوجود ان سب عبارتوں کو اگر غور سے پڑھا جائے تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ جس آنے والے کی خبر دی گئی ہے، وہ کوئی روح نہیں، بلکہ کوئی انسان اور خاص شخص ہے، جس کی تعلیم عالمگیر، ہمہ گیر اور قیامت تک باقی رہنے والی ہوگی۔ اس شخص خاص کے لیے اردو ترجمے میں مددگار کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ (تفهيم القرآن: ٥، ٤٦٢ تا ٤٦٤)

سیدہ آمنہ بی بی کو (حضرت محمد ﷺ کا احمد) نام رکھنے کی بشارت فرشتے کی معرفت ایسے ہی ملی تھی، جیسے کہ فرشتے کی بشارت سے ہاجرہ بی بی نے اسماعیل کا نام (پیدائش: ۱۱/ ۱۶) اور مریم نے یسوع کا نام (لوقا: ۱ باب، ۳۰ درس) رکھا تھا۔

مقام محمود

(٤٠٣٦)۔ عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ مَرْفُوْعًا: ((يُبْعَثُ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، فَأَكُوْنُ أَنَا وَأُمَّتِي عَلَى تَلٍّ، وَيَكْسُوْنِي رَبِّي حُلَّةً خَضْرَاءَ ثُمَّ يُؤْذَنُ لِي، فَأَقُوْلُ مَاشَاءَ اللّٰهُ أَنْ أَقُوْلَ، فَذَاكَ الْمَقَامُ الْمَحْمُوْدُ۔))

سیدنا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لوگوں کو قیامت کے دن اٹھایا جائے گا، میں اور میری امت ایک ٹیلے پر ہوں گے۔ اللہ تعالی مجھے سبز رنگ کی پوشاک پہنائیں گے۔ پھر مجھے اجازت دی جائے گی اور میں کہوں گا جو اللہ تعالی چاہیں گے، یہی مقامِ محمود ہے۔''

(الصحيحة: ٢٣٧٠)

تخريج: أخرجه ابن حبان: ٦٤٤٥۔ الأحسان، والحاكم: ٢/ ٣٦٣، وأحمد: ٣/ ٤٥٦

(٤٠٣٧)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعًا: ((اَلْمَقَامُ الْمَحْمُوْدُ: الشَّفَاعَةُ۔))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''شفاعت، مقامِ محمود ہے۔''

(الصحيحة: ٢٣٦٩)

تخريج: أخرجه أحمد: ٢/ ٣٧٨، وأبو نعيم في "الحلية": ٨/ ٣٧٢، وأخرجه احمد: ٢/ ٤٤١، والترمذي: ٢/ ١٩٣، والطحاوي في "مشكل الآثار": ١/ ٤٤٩ بلفظ: ...... سمعت رسول الله ﷺ يقول في قول الله

عز و جل: ((عسی ان یبعثك ربك مقاما محمودا)) قال: ((هو المقام الذی اشفع فیه لامتی۔))

شرح:...... مقام محمود سے مراد وہ مقام ہے، جہاں رسول اللہ ﷺ سجدہ ریز ہو کر اللہ تعالیٰ کے سکھائے ہوئے کلمات کے ذریعے اس کی حمد وثنا بیان کریں گے اور پھر وہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اجازت کے بعد اپنی امت کے لیے شفاعت کریں گے۔

(٤٠٣٨)۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ الشَّمْسَ تَدْنُوْ، حَتّٰی يَبْلُغَ الْعَرَقُ نِصْفَ الْأُذُنِ، فَبَيْنَاهُمْ كَذٰلِكَ اسْتَغَاثُوْا بِآدَمَ۔ فَيَقُوْلُ: لَسْتُ صَاحِبَ ذٰلِكَ، ثُمَّ بِمُوْسٰى، فَيَقُوْلُ كَذٰلِكَ، ثُمَّ بِمُحَمَّدٍ، فَيَشْفَعُ بَيْنَ الْخَلْقِ، فَيَمْشِيْ حَتّٰی يَأْخُذَ بِحَلْقَةِ الْجَنَّةِ، فَيَوْمَئِذٍ يَبْعَثُهُ اللّٰهُ مَقَامًا مَحْمُوْدًا، يَحْمَدُهُ أَهْلُ الْجَمْعِ كُلُّهُمْ۔)) (الصحيحة:٢٤٦٠)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک سورج قریب ہوگا (اور اتنا قریب ہو گا کہ اس کی حرارت کی وجہ سے) بہنے والا پسینہ آدمی کے کان کے نصف تک پہنچ جائے گا، وہ اسی حالت میں حضرت آدم (علیہ السلام) کو مدد کے لیے پکاریں گے۔ وہ کہیں گے: میں اس کا اہل نہیں ہوں۔ پھر حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کو پکاریں گے، وہ بھی یہی جواب دیں گے۔ پھر جب وہ حضرت محمد ﷺ کو آواز دیں گے، تو آپ مخلوق کے لیے سفارش کریں گے، آپ چلیں گے اور جنت کے کڑے کو پکڑ لیں گے، اس دن اللہ تعالیٰ آپ کو مقامِ محمود پر اٹھائیں گے، تمام لوگ آپ کی تعریف کریں گے۔''

تخريج: أخرجه ابن خزيمة في "التوحيد": ص١٩٩

شرح:...... امام البانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: "استغاثوا بآدم" کے معانی ہیں: لوگ حضرت آدم علیہ السلام سے یہ مطالبہ کریں گے کہ وہ ان کے لیے دعا کریں اور ان کے حق میں اللہ تعالیٰ سے سفارش کریں۔ اس معنی ومفہوم میں کافی ساری احادیث موجود ہیں۔

اس حدیثِ مبارکہ سے یہ استدلال نہیں کیا جا سکتا کہ مُردوں سے مدد مانگنا یا ان کو مدد کے لیے پکارنا درست ہے، جیسا کہ بدعتی لوگوں کو وہم ہوا ہے۔ یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ زندہ لوگوں سے ان کی استطاعت کے مطابق مدد مانگنا جائز ہے، جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿فَاسْتَغَاثَهُ الَّذِيْ مِنْ شِيْعَتِهٖ عَلَى الَّذِيْ مِنْ عَدُوِّهٖ .....﴾ (سورۂ قصص: ١٥) ......''پس (موسیٰ علیہ السلام) کی قوم والے نے اس کے خلاف، جو اس کے دشمنوں میں سے تھا، (موسیٰ) سے فریاد کی ......''

کسی صورت میں یہ ممکن نہیں ہے کہ کوئی طاقت وقدرت رکھنے والا زندہ انسان کسی ایسے آدمی سے مدد طلب کرے جو عاجز اور مجبور ہو۔ اب ذرا غور کیجیے کہ جس میت سے مدد طلب کی جا رہی ہو، وہ مدد طلب کرنے والے زندہ انسان سے

زیادہ عاجز اور پابند ہوتا۔ اس حقیقت کی مخالفت کرنے والا بے عقل، لاشعور اور احمق ہو سکتا ہے یا پھر مشرک۔ یہ لوگ میت کے بارے میں یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ وہ سننے والا، دیکھنے والا اور ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے اور یہی شرک اکبر ہے۔ اہل توحید کو مُردوں سے مدد طلب کرنے والوں کے بارے میں یہی خطرہ ہے۔ ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ عِبَادٌ اَمْثَالُكُمْ فَادْعُوْهُمْ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ اَلَهُمْ اَرْجُلٌ يَّمْشُوْنَ بِهَآ اَمْ لَهُمْ اَيْدٍ يَّبْطِشُوْنَ بِهَآ اَمْ لَهُمْ اَعْيُنٌ يُّبْصِرُوْنَ بِهَآ﴾ (سورۂ اعراف: ۱۹۴، ۱۹۵) ...... ''واقعی تم اللہ تعالی کو چھوڑ کر جن کو پکارتے ہو وہ بھی تم ہی جیسے بندے ہیں، سو تم ان کو پکارو، پس ان کو چاہیے کہ تمہارا کہنا کر دیں، اگر تم سچے ہو۔ کیا ان کے پاؤں ہیں، جن سے وہ چلتے ہوں، یا ان کے ہاتھ ہیں، جن سے وہ کسی چیز کو تھام سکیں، یا ان کی آنکھیں ہیں، جن سے وہ دیکھتے ہوں۔''

نیز اللہ تعالی نے فرمایا: ﴿وَ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ مَا يَمْلِكُوْنَ مِنْ قِطْمِيْرٍ اِنْ تَدْعُوْهُمْ لَا يَسْمَعُوْا دُعَآءَكُمْ وَ لَوْ سَمِعُوْا مَا اسْتَجَابُوْا لَكُمْ وَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكْفُرُوْنَ بِشِرْكِكُمْ وَ لَا يُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَبِيْرٍ۔﴾ (سورۂ فاطر: ۱۳، ۱۴) ...... ''اور تم اس کے سوا جنہیں پکار رہے ہو، وہ تو کھجور کی گٹھلی کے چھلکے کے بھی مالک نہیں، اگر تم انہیں پکارو تو وہ تمہاری پکار سنتے ہی نہیں اور اگر بالفرض سن بھی لیں تو فریاد رسی نہیں کریں گے، بلکہ قیامت کے دن تمہارے اس شرک کا صاف انکار کر جائیں گے، آپ کو کوئی بھی حق تعالی جیسا خبردار خبریں نہ دے گا۔'' (صحیحہ: ۲۴۶۰)

کھانے کے بعد کی دعا

(٤٠٣٩)۔ عَنْ أَبِي أَيُّوْبَ الْأَنْصَارِيِّ: كَانَ ﷺ إِذَا أَكَلَ أَوْ شَرِبَ قَالَ: ((اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَطْعَمَ وَسَقٰى، وَسَوَّغَهُ وَجَعَلَ لَهُ مَخْرَجاً۔)) (الصحيحة:٧٠٥)

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ جب کھاتے یا (کوئی مشروب) پیتے تو فرماتے: ''تمام تعریفیں اُس ذات کیلیے جس نے کھلایا اور پلایا، کھانے کو خوشگوار بنایا اور اُسکے نکلنے کی جگہ بنائی۔''

تخريج: أخرجه أبو داود: ٣٨٥١، وابن حبان: ١٣٥١، وابن السني في "عمل اليوم و الليلة": ٤٦٤، والطبراني في "المعجم الكبير": ١/ ٢٠٤/ ٢

شرح:...... معلوم ہوا کہ کھانے پینے کے بعد یہ دعا پڑھنی چاہیے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَطْعَمَ وَسَقٰى، وَسَوَّغَهُ وَجَعَلَ لَهُ مَخْرَجاً

آپ ﷺ کے بیٹھنے کا انداز

(٤٠٤٠)۔ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ الْحَارِثِيِّ، قَالَ: كَانَ ﷺ يَجْلِسُ الْقُرْفُصَاءَ۔ (الصحيحة:٢١٢٤)

حضرت ابوامامہ حارثی سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اکڑوں بیٹھک بیٹھتے تھے۔

٢١٢٤ :تخريج: أخرجه الطبراني في "الكبير": ١/ ٤٠/ ١ ، وأبو الشيخ :ص٢٦٧

شــرح:...... اکڑوں بیٹھک: پاؤں پر بیٹھنا اور رانوں کو پنڈلیوں سے ملا دینا، اس کو استیفاز بھی کہتے ہیں، یہ جلدی اور ضرورت کی حالت میں ہوتا ہے۔

(٤٠٤١)۔ عَنْ أَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ: ((كَانَ ﷺ إِذَا جَلَسَ احْتَبٰى۔)) (الصحيحة:٨٢٧)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ گوٹھ مار کر بیٹھتے تھے۔

تخريج:أخرجه أبو داود: ٤٨٤٦ ، والترمذي في "الشمائل": ١/ ٢٢١-٢٢٢ ، وابن عدي في "الكامل": ١٤٠/ ٢ ، وعنه البيهقي في "السنن": ٣/ ٢٣٦

شرح:...... حبوہ (گوٹھ مارنا): وہ نشست جس میں آدمی سرین کے بل بیٹھ کر اپنی دونوں رانوں سے پنڈلیاں ملا کر گھٹنے کھڑے کر لیتا ہے اور ہاتھ پنڈلیوں پر باندھ لیتا ہے۔

جن احادیث میں گوٹھ مارنے سے منع کیا گیا ہے، ان کو اس حالت پر محمول کیا جائے جب آدمی گوٹھ مارنے کی وجہ سے ننگا ہو رہا ہو، صحیح بخاری کی روایت میں اس قید کی وضاحت موجود ہے۔

غصے میں آپ ﷺ کی رخسار سرخ ہو جاتے

(٤٠٤٢)۔ عن ابْنِ مَسْعُوْدٍ، قَالَ كَانَ ﷺ إِذَا غَضِبَ احْمَرَّتْ وَجْنَتَاهُ۔ (الصحيحة:٢٠٧٩)

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ جب آپ ﷺ غصے میں آتے تو آپ کے رخسار سرخ ہو جاتے۔

تخريج: أخرجه أبو الشيخ في "أخلاق النبي ﷺ": ٦٨ ، والطبراني: ٣/ ٤٩/ ٢

شــرح:...... آپ ﷺ طبعی طور پر غصے سے دور رہنے والے تھے، ہاں شرعی مسئلہ کی مناسبت سے آپ ﷺ کو غصہ آ جاتا تھا، جس میں آپ ﷺ کا مقصود مخاطب کو سمجھانا ہوتا تھا، جیسے سیدنا زید بن خالد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے .... پھر آپ ﷺ سے گم شدہ اونٹ کے بارے میں سوال کیا گیا (کہ اس کو پکڑ لینا چاہیے یا نہیں) تو آپ ﷺ کو غصہ آ گیا اور آپ کے رخسار سرخ ہو گئے۔ (بخاری، مسلم) سیاق وسباق سے پتہ چلتا ہے کہ یہ سوال مناسب نہیں تھا۔

اسی طرح سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ جب قیامت کا ذکر کرتے تو آپ کے رخسار سرخ ہو جاتے اور آپ کی آواز بلند ہو جاتی اور آپ کو سخت غصہ آ جاتا۔ (مسند احمد: ٣/ ٣١٠)

آپ ﷺ کی کراہت کا اندازہ چہرے سے ہو جاتا

(٤٠٤٣)۔ عَنْ أَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ: كَانَ ﷺ إِذَا كَرِهَ شَيْئًا عَرَفْنَاهُ فِي وَجْهِهٖ۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ جب کوئی چیز ناپسند کرتے تو ہم آپ ﷺ کے

(الصحيحة:٢٠٨٥) چہرے سے پہچان لیتے۔

تخريج: أخرجه الطيالسي:٢٤٢٩، وعبدالله بن المبارك:٦٧٦، ورواه الشيخان في "صحيحيهما"، والبخاري في "الأدب المفرد": أيضا: ٥٩٩، وابن سعد:١/ ٣٦٨

آپ ﷺ کے چلنے کا انداز

(٤٠٤٤)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ كَانَ ﷺ إِذَا مَشٰى كَأَنَّهُ يَتَوَكَّأُ۔ (الصحيحة:٢٠٨٣)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ جب چلتے تو ایسے محسوس ہوتا کہ آپ ٹیک لگا رہے ہیں۔

تخريج: رواه أبوداود:٢/ ٢٩٧، والحاكم:٤/ ٢٨١، وأبو الشيخ في "أخلاق النبي ﷺ": صـ٩٨، وأخرجه مسلم في "صحيحه":٧/ ٨١ واحمد:٣/ ٢٢٨، ٢٧٠ بلفظ: كان اذا مشى تكفأ

(٤٠٤٥)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: كَانَ ﷺ يَمْشِي مَشْياً يُعْرَفُ فِيْهِ أَنَّهُ لَيْسَ بِعَاجِزٍ وَلَا كَسْلَانَ۔ (الصحيحة:٢١٠٤)

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جو چال چلتے تھے، اس سے پتہ چلتا تھا کہ آپ عاجز یا سست نہیں ہیں۔

تخريج: أخرجه أبوداود:٢/ ١٤٠، وأحمد:٢/ ١٦٥، ١٦٧، وابن سعد:١/ ٣٨٠، و أبو الشيخ في "أخلاق النبي ﷺ":٢١٣

شرح:...... اس سلسلے کی تمام روایات کا خلاصہ یہ ہے کہ آپ ﷺ بہت تیز رفتار تھے، بازار میں چلنے والے شخص کی رفتار سے چلتے تھے، درماندہ اور سست نہ تھے، کوئی آپ کا ساتھ نہ پکڑ سکتا تھا، جیسا کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے کسی کو رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر تیز رفتار نہیں دیکھا، گویا کہ زمین آپ کے لیے لپیٹ لی دی جاتی تھی۔ ہم تو اپنے آپ کو تھکا مارتے اور آپ بے پروائی سے چلتے رہتے۔

آپ جب قدم رکھتے تو پورا قدم رکھتے، چلتے تو جھٹکے سے اٹھتے اور یوں چلتے گویا ڈھلوان سے اتر رہے ہوں، پھر جھٹکے سے پاؤں اٹھاتے اور نرمی سے چلتے۔

آپ ﷺ چلتے وقت ادھر ادھر متوجہ نہ ہوتے تھے

(٤٠٤٦)۔ عَنْ جَابِرٍ كَانَ ﷺ إِذَا مَشٰى لَمْ يَلْتَفِتْ۔ (الصحيحة:٢٠٨٦)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب آپ ﷺ چلتے تو ادھر اُدھر متوجہ نہیں ہوتے تھے۔

تخريج: أخرجه الحاكم:٤/ ٢٩٢، وابن سعد:١/ ٣٧٩، وابن أبي حاتم في "العلل": ٢/ ٢٤٨

شرح:...... سنجیدہ، مہذب اور باوقار لوگوں کے چلنے کا یہی انداز ہوتا ہے۔

آپ ﷺ کا گھر کا سارا کام کاج کرنا

(٤٠٤٧)۔ عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: سُئِلَتْ:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ان سے یہ سوال گیا:

مَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَعْمَلُ فِي بَيْتِهِ؟ قَالَتْ: كَانَ بَشَراً مِنَ الْبَشَرِ، يُفَلِّيْ ثَوْبَهُ، وَيَحْلِبُ شَاتَهُ وَيَخْدُمُ نَفْسَهُ۔ (الصحيحة: ٦٧١)

رسول اللہ ﷺ گھر میں کیا کام کاج کیا کرتے تھے؟ انھوں نے کہا: آپ ﷺ انسانوں میں سے ایک انسان تھے، جوؤں کے خیال سے اپنے کپڑے خود ٹٹول لیتے تھے، بکری کا دودھ دوہ لیتے اور اپنی خدمت کے کام خود کر لیتے تھے۔

تخريج: أخرجه الامام أحمد: ٦/ ٢٥٦، والبخاري في "الأدب المفرد": ٥٤١، وعنه الترمذي: في "الشمائل": ٢/ ١٨٥

شرح:...... معلوم نہیں کہ آج ہم گھر کے اس قسم کے کام سرانجام دینے میں کیوں عار محسوس کرتے ہیں؟

آپ ﷺ کا رنگ اور بالوں کی ہیئت

(٤٠٤٨)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَبْيَضَ، كَأَنَّمَا صِيْغَ مِنْ فِضَّةٍ، رَجِلَ الشَّعْرِ۔ (الصحيحة: ٢٠٥٣)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا رنگ ایسا سفید تھا کہ گویا کہ آپ کو چاندی سے بنایا گیا ہو اور آپ کے بال معمولی گھنگریالے تھے۔

تخريج: أخرجه الترمذي في "الشمائل": ص٢٩، والبيهقي في "الدلائل": ١/ ١٧٩

شرح:...... امام ابن حزم نے کہا: رنگ کے اعتبار سے آپ ﷺ نہ بالکل سفید تھے نہ گندم گوں، بلکہ رنگ کی سفیدی کے ساتھ سرخی لیے ہوئے تھے، چہرہ مبارک چودھویں رات کے چاند کی طرح روشن اور چمکدار تھا۔ سر کے بال نہ بالکل سیدھے اور نہ بالکل پیچدار، بلکہ ہلکی سی پیچیدگی کے ساتھ گھونگریالے تھے۔ (جوامع السیرۃ)

آپ ﷺ کے اخلاقی اور جسمانی خصائل

(٤٠٤٩)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: كَانَ ﷺ شَبْحَ الذِّرَاعَيْنِ، أَهْدَبَ أَشْفَارِ الْعَيْنَيْنِ، بَعِيْدَ مَا بَيْنَ الْمَنْكِبَيْنِ، يُقْبِلُ جَمِيْعاً، وَيُدْبِرُ جَمِيْعاً، لَمْ يَكُنْ فَاحِشاً وَلَا مُتَفَحِّشًا وَلَا صَخَّابًا فِي الْأَسْوَاقِ۔ (الصحيحة: ٢٠٩٥)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ بھرے ہوئے بازوؤں والے اور لمبی پلکوں والے اور آپ ﷺ کے دونوں کندھوں کے درمیان فاصلہ زیادہ تھا۔ پورے وجود کے ساتھ متوجہ ہوا کرتے تھے اور پورے وجود کے ساتھ پیٹھ پھیرتے تھے۔ آپ ﷺ بدخلق تھے نہ بدزبان تھے اور نہ آپ ﷺ بازاروں میں شور کرنے والے تھے۔

تخريج: أخرجه الطيالسي: ٢٤١٣، وأحمد: ٢/ ٣٢٨، ٤٤٨، وابن سعد: ١/ ٤١٤، والبيهقي: ١/ ١٨١

شرح:...... سیدہ ام معبد رضی اللہ عنہا نے نبی کریم ﷺ کا حلیہ مبارک ان الفاظ میں بیان کیا: پاکیزہ رو، کشادہ چہرہ، پسندیدہ خو، نہ توندلکی ہوئی نہ چندیہ کے بال گرے ہوئے۔ زیبا، صاحب جمال، آنکھیں سیاہ و فراخ، بال لمبے اور گھنے،

آواز میں بھاری پن، بلند گردن، روشن مردُمک، سرگین چشم، باریک و پیوستہ ابرو، سیاہ گھنگریالے بال، خاموش، وقار کے ساتھ گویا دل بستگی لیے ہوئے۔ دور سے دیکھنے میں زیبندہ و دل فریب، قریب سے نہایت شیریں کلام، واضح الفاظ، کلام کمی و بیشی الفاظ سے معرا، تمام گفتگو موتیوں کی لڑی جیسی پروئی ہوئی، میانہ قد کہ کوتاہی سے حقیر نظر نہیں آتے۔ نہ طویل کہ آنکھ اس سے نفرت کرتی۔ زیبندہ منظر، والا قدر، رفیق ایسے کہ ہر وقت اس کے گرد و پیش رہتے ہیں۔ جب وہ کچھ کہتا ہے تو چپ چاپ سنتے ہیں۔ حکم دیتا ہے تو تعمیل کے لیے جھپٹتے ہیں۔ مخدوم، مطاع، نہ کوتاہ سخن، نہ ترش رو، نہ فضول گو۔

(ماخوذ از زاد المعاد لابن قیم الجوزی)

آپ ﷺ کے گدھے کا نام عفیر تھا

(٤٠٥٠)۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ كَانَ ﷺ لَهُ حِمَارٌ يُقَالُ لَهُ: عَفِيْرٌ۔ (الصحيحة:٢٠٩٨)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا ایک گدھا تھا، اُس کو "عَفِیر" کہا جاتا تھا۔

تخريج: أخرجه الطحاوی فی "مشكل الأثار": ١/ ٤٧٨، وابن سعد فی "الطبقات": ١/ ٤٩٢، والطبرانی فی "الكبير": ٣/ ٧١/ ١

شرح:...... معلوم ہوا کہ جانور کا بھی کوئی مخصوص نام رکھا جا سکتا ہے، جیسے آپ ﷺ کی اونٹنی کو "قصوا" کہا جاتا ہے۔

تین دفعہ بات کہہ دینے کے بعد آپ ﷺ سے مراجعہ نہیں کیا جاتا

(٤٠٥١)۔ عَنْ زِيَادِبْنِ سَعْدٍ قَالَ: كَانَ لَا يُرَاجَعُ بَعْدَ ثَلَاثٍ۔ (الصحيحة:٢١٠٨)

حضرت زیاد بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تین دفعہ بات کہہ دینے کے بعد آپ ﷺ سے بحث مباحثہ نہیں کیا جاتا تھا۔

تخريج: عزاه السيوطی لابن قانع عن زياد بن سعد، وله شاهد عن ابن ابی حدرد الاسلمی رواه احمد: ٣/ ٤٢٣

شرح:...... امام البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کا جو شاہد ذکر کیا ہے، اس میں ہے کہ آپ ﷺ نے ابن ابی حدرد اسلمی کو تین دفعہ فرمایا کہ فلاں یہودی کو اس کا حق دے دو (یعنی اس کا قرضہ واپس کر دو)۔ پھر ابن ابی حدرد خود کہتے ہیں کہ جب آپ ﷺ تین دفعہ بات کہہ دیتے تو اس کے بعد آپ ﷺ سے بات نہیں کی جاتی تھی۔

آپ ﷺ کا پہرہ دار نہیں تھا

(٤٠٥٢)۔ عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: كَانَ ﷺ يُحْرَسُ حَتّٰى نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ: ﴿وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ﴾ فَأَخْرَجَ رَسُوْلُ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا پہرہ دیا جاتا تھا، حتی کہ یہ آیت نازل ہوئی: "اللہ تعالیٰ تم کو لوگوں سے بچائے گا" رسول اللہ ﷺ نے اپنا سر

اللّٰهِ ﷺ رَأْسَهُ مِنَ الْقُبَّةِ، فَقَالَ لَهُمْ: ((يَاأَيُّهَا النَّاسُ! انْصَرِفُوْا فَقَدْ عَصَمَنِيَ اللّٰهُ۔)) (الصحيحة: ٢٤٨٩)

خیمے سے نکالا اور صحابہ سے فرمایا: ''لوگو! چلے جاؤ اللہ تعالیٰ نے مجھے محفوظ کر دیا ہے۔''

تخريج: أخرجه الترمذي:٢/ ١٧٥، وابن جرير:٦/ ١٩٩، والحاكم:٢/ ٣١٣

شرح:...... اللہ تعالیٰ نے معجزانہ طور پر بھی آپ ﷺ کی حفاظت کی اور دنیوی اسباب کے تحت بھی۔ دنیاوی اسباب کے تحت اس آیت کے نزول سے بہت پہلے اللہ تعالیٰ نے آپ کے چچا ابو طالب کے دل میں آپ کی طبعی محبت ڈال دی، جس کی وجہ سے وہ آپ کی حفاظت کرتا رہا، حالانکہ وہ مسلمان نہیں تھا، اس کی وفات کے بعد بعض دوسرے سردارانِ قریش کے ذریعے کی، پھر انصارِ مدینہ کے ذریعے سے۔ لیکن جب یہ آیت نازل ہوئی تو آپ ﷺ نے تحفظ کے لیے پہرہ داروں سمیت ظاہری اسباب اٹھوا دیے۔ اس کے بعد بارہا سنگین خطرے پیش آئے لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی حفاظت کی، کبھی وحی کے ذریعے یہودیوں کے مکر و کید سے مطلع فرما کر خطرے کے مواقع سے بچایا اور گھمسان کی جنگوں میں کفار کے انتہائی پرخطر حملوں سے بھی آپ ﷺ کو محفوظ رکھا۔

امام البانی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں: شیعہ لوگوں کا خیال اس حدیث کے مخالف ہے، وہ یہ گمان کرتے ہیں کہ یہ آیت سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں غدیر خم والے دن نازل ہوئی، اس سلسلے میں انھوں نے کئی مرسل اور معضل روایات بھی ذکر کی ہیں، بطورِ مثال ایک روایت سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی ہے، میں نے (سلسلة الاحاديث الضعيفة: ٤٩٢٢) میں اس کا ضعف واضح کیا ہے اور عبدالحسین شیعی نے اپنی (مراجعات: صـ ٣٨) میں اسانید کی تحقیق کے بغیر کچھ روایات ذکر کی ہیں، جیسا کہ اس کی عادت ہے، کیونکہ اس کا مقصد یہ ہے کہ وہ اپنے مخصوص قاعدے (الغاية تبرّر الوسيلة۔ ...... مقصد، وسیلہ کو جائز قرار دیتا ہے) کی روشنی میں وہ تمام روایات ذکر کر دے، جو اس کے مذہب کی صداقت پر دلالت کرتی ہوں، قطع نظر اس بات سے کہ وہ قابل حجت ہوں یا نہ ہوں۔

اس لیے آپ کو محتاط رہنا چاہیے۔ اس سلسلے میں یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ وہ اپنے قاریوں پر تدلیس بھی کرتا ہے، جیسا کہ اس نے سیدنا ابو سعید رضی اللہ عنہ کی منکر بلکہ باطل روایت کو قلمبند کرنے کے بعد کہا: ''اس کو کئی اصحاب سنن نے روایت کیا ہے، جیسے امام واحدی......''

اس کی تدلیس اور جھوٹ کی وجہ یہ ہے کہ علم حدیث کے ابتدائی طالب علم بھی جانتے ہیں کہ واحدی کا شمار چار اصحاب سنن میں نہیں ہوتا، وہ تو ایک مفسر ہے اور اپنی اسانید کے ساتھ ہر قسم کی روایات نقل کر دیتا ہے، وہ صحیح ہوں یا غیر صحیح۔ سیدنا ابو سعید رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث صحیح نہیں ہے، کیونکہ اس کی سند میں ایک راوی متروک اور شدید الضعف ہے، جیسا کہ میں نے ضعیفہ میں وضاحت کی ہے۔

اس میں کوئی تعجب والی بات نہیں ہے کیونکہ یہ ان کی مستقل عادت ہے کہ وہ اہل السنہ کی مخالفت میں جھوٹ بولنا

جائز سمجھتے ہیں، جیسا کہ ان کی کتابیں اور خطبے اس حقیقت پر گواہ ہیں، اور ''تقیہ'' کے حلال ہونے کے بارے میں تو انھوں نے خود وضاحت کی ہے، جیسا کہ خمینی نے اپنی کتاب (کشف الأسرار: صــــ ۱٤۷ ـ ۱٤۸) میں اس کی صراحت کی ہے اور یہ بات ہر ایک کے لیے غیر مخفی ہے کہ ''تقیہ'' جھوٹ کی ہی ایک قسم ہے، اسی لیے ان کی خوب معرفت رکھنے والے شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے کہا: الشیعة اکذب الطوائف۔ ...... سب سے زیادہ جھوٹ بولنے والے شیعہ ہیں۔

جب میں نے خود ان کی بعض تالیفات کا مطالعہ کیا تو ان کے جھوٹوں کو محسوس کر لیا، بالخصوص عبد الحسین شیعی، جس کا تذکرہ اوپر گزرا ہے، اس سلسلے میں اس نے سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی حدیث پر خاموشی اختیار کر کے قاری کو اس وہم میں مبتلا کر دیا ہے کہ یہ حدیث اہل السنہ کے نزدیک بھی مسلّم ہے، پھر اس نے اس کے طرق کی کثرت کا دعوی بھی کر دیا۔ اور خمینی کا جائزہ لیا جائے تو وہ دروغ گوئی میں عبد الحسین سے چار قدم آگے نظر آتا ہے، اس نے تو (کشف الأستار: ص ۱۴۹) میں یہ دعوی کر دیا ہے کہ یہ آیت سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں غدیر خم والے دن نازل ہوئی، اس پر شیعوں کا اتفاق ہے اور اہل سنہ نے بھی اس کا اعتراف کیا ہے۔ اللہ تعالی اس کے ساتھ وہی سلوک کرے، جس کا یہ مستحق ہے۔ مزید وضاحت آپ کو سلسلہ ضعیفہ میں مل سکتی ہے۔ (صحیحہ: ۲٤۸۹)

آپ ﷺ کی قسم کے الفاظ

(٤٠٥٣)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ: كَانَتْ أَكْثَرُ أَيْمَانِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ((لَا وَمُصَرِّفِ الْقُلُوْبِ۔)) (الصحيحة: ٢٠٩٠)

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی زیادہ تر یہ قسم ہوتی تھی: لَا وَمُصَرِّفِ الْقُلُوْبِ۔ (نہیں، اور دلوں کو پھیرنے والے کی قسم)۔

تخريج: أخرجه ابن ماجه: ١/ ٦٤٤

شرح:...... اسی طرح آپ ﷺ ان الفاظ کے ساتھ بھی قسمیں اٹھاتے تھے: لا ومقلب القلوب، والذی نفس محمد بیده، والذی نفسُ ابی القاسم بیده، والذی نفسی بیده

سواری کے لیے آپ ﷺ کی باری بھی عام صحابی کی طرح ہوتی

(٤٠٥٤)۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ، قَالَ: كُنَّا فِي غَزْوَةِ بَدْرٍ كُلُّ ثَلَاثَةٍ مِنَّا عَلَى بَعِيْرٍ، كَانَ عَلِيٌّ وَأَبُوْ لُبَابَةَ زَمِيْلَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ: فَإِذَا كَانَ عِقْبَةُ النَّبِيِّ ﷺ قَالَا: إِرْكَبْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! حَتّٰى نَمْشِيَ عَنْكَ، فَيَقُوْلُ: ((مَا أَنْتُمَا بِأَقْوٰى عَلَى الْمَشْيِ

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: ہم غزوہ بدر میں تھے، ہر تین آدمیوں کے لیے ایک اونٹ تھا۔ حضرت علی اور حضرت ابولبابہ آپ ﷺ کے (ہم سفر) ساتھی تھے۔ جب رسول اللہ ﷺ کی پیدل چلنے کی باری ہوتی تو وہ دونوں کہتے: اے اللہ کے رسول! آپ سوار ہو جائیں، ہم پیدل چلیں گے۔ آپ ﷺ فرماتے: ''پیدل

مِنِّی ، وَمَا أَنَا بِأَغْنٰی عَنِ الْأَجْرِ مِنْکُمَا۔)) (الصحیحة:۲۲۵۷)

چلنے میں تم مجھ سے زیادہ قوی نہیں ہو اور نہ میں اجر وثواب کے سلسلے میں تم سے غنی ہوں۔"

تخریج: أخرجه ابن حبان فی "صحیحه":۴۷۱۳۔الأحسان ، والحاکم:۳۰/ ۲۰ ، و أحمد: ۱/ ۴۱۱ ، ۴۱۸ ، ۴۲۲ ، ۴۲۴ ، وابن سعد فی "الطبقات":۲/ ۲۱ ، والبزار فی "مسنده": ۲/ ۳۱۰/ ۱۷۵۹۔الکشف ، والضیاء فی "المنتقی من مسموعاته بمرو":۲۹/ ۱

شرح:...... یہ آپ ﷺ کے عدل وانصاف، عجز وانکساری اور اجر وثواب کی حرص کی ایک مثال ہے۔

نبی کریم ﷺ کی عاجزی

(۴۰۵۵)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: یَا خَیْرَ الْبَرِیَّةِ! فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((ذَاكَ إِبْرَاهِیْمُ عَلَیْهِ السَّلَامُ۔)) (الصحیحة: ۳۳۴۴)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہا: اے خیر البریہ! (یعنی مخلوقات میں سے بہترین) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ (وصف تو) حضرت ابراہیم علیہ السلام کا تھا۔"

تخریج:أخرجه مسلم: ۷/ ۹۷ ، وأبوداود: ۴۶۷۲ ، والترمذي: ۳۳۴۹ ، والنسائي في "السنن الکبری": ۶/ ۵۲۰/ ۱۱۶۹۲ ، وابن أبي شیبة في "المصنف": ۱۱/ ۵۱۸/ ۱۱۸۶۵ ، و الطحاوي في "مشکل الآثار": ۳/ ۴۸۔ ۴۹۔ المؤسسة ، وأحمد: ۳/ ۱۷۸ و ۱۸۴ ، وأبو یعلي: ۷/ ۳۹۔ ۴۰۔ ۳۹۴۸۔ ۳۹۵۰ ، وأبونعیم في "أخبار أصبهان": ۱/ ۱۲۸ و۲/ ۱۶۵ ، والبیهقي في "دلائل النبوة": ۴/ ۴۹۷

شرح:...... نبی کریم ﷺ خود افضل الخلق ہیں، اللہ تعالی کے خلیل ہیں، میدانِ حشر میں آپ ہی لوگوں کے سردار ہوں گے اور حضرت آدم علیہ السلام سمیت تمام لوگ آپ ﷺ کے جھنڈے کے نیچے ہوں گے۔ اس حدیث میں آپ ﷺ نے محض عاجزی وانکساری کا اظہار کرتے ہوئے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو "خیر البریہ" کہا ہے۔

(۴۰۵۶)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مَرْفُوْعًا: ((عَجِبْتُ لِصَبْرِ أَخِيْ یُوْسُفَ وَکَرَمِهٖ وَاللّٰهُ یَغْفِرُلَهٗ حَیْثُ أُرْسِلَ إِلَیْهِ لِیَسْتَفْتِيَ فِي الرُّؤْیَا ، وَلَوْ کُنْتُ أَنَا لَمْ أَفْعَلْ حَتّٰی أَخْرُجَ ، وَعَجِبْتُ لِصَبْرِهٖ وَکَرَمِهٖ وَاللّٰهُ یَغْفِرُلَهٗ أُتِيَ لِیَخْرُجَ فَلَمْ یَخْرُجْ حَتّٰی أَخْبَرَهُمْ بِعُذْرِهٖ ، وَلَوْ کُنْتُ أَنَا لَبَادَرْتُ

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مجھے اپنے بھائی حضرت یوسف علیہ السلام، اللہ تعالی ان کو معاف فرمائے، کے صبر اور کشادہ دلی پر بڑا تعجب ہے، جب ان کی طرف خواب کی تعبیر بیان کرنے کا پیغام بھیجا گیا۔ اگر میں وہاں ہوتا تو تعبیر بیان کرنے سے پہلے (جیل سے) باہر نکل آتا۔ بس ان کے صبر اور فیاضی پر بڑا تعجب ہے اور اللہ تعالی ان کو معاف فرمائے، ان کے پاس آدمی آیا تاکہ

الْبَابَ، وَلَوْلَا الْكَلِمَةُ لَمَا لَبِثَ فِي السِّجْنِ حَيْثُ يَبْتَغِي الْفَرَجَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ، قَوْلُهُ: ﴿أُذْكُرْنِي عِنْدَ رَبِّكَ﴾ (يوسف: ٤٢)۔)) (الصحيحة:١٩٤٥)

وہ باہر نکل آئیں لیکن وہ اس وقت تک نہ نکلے، جب تک ان پر اپنے عذر کی وضاحت نہیں کر دی۔ اگر میں ہوتا تو دروازے کی طرف لپک پڑتا۔ اگر ﴿اپنے آقا کے پاس میرا تذکرہ کرنا﴾ (سورۂ یوسف: ۴۲) والی بات نہ ہوتی تو وہ جیل میں نہ ٹھہرتے، جب کہ وہ غیر اللہ سے پریشانی کا ازالہ چاہ رہے تھے۔''

تخريج: أخرجه الطبراني: رقم۔ ١١٦٤٠

شرح:...... نبی کریم ﷺ عاجزی وانکساری کا اظہار کرتے ہوئے حضرت یوسف علیہ السلام کے صبر اور کشادہ دلی کی تعریف کر رہے ہیں۔ ان لوگوں کو اپنے کردار پر غور کرنا چاہیے جو حقیقت تو حقیقت بے جا طور پر بھی اپنی تعریف سننا پسند کرتے ہیں۔

آخر کار حضرت یوسف علیہ السلام کو جیل بھیج دیا گیا، آپ کے ساتھ دو نوجوان بھی قید خانے میں داخل ہوئے تھے، انھوں نے ایک خواب دیکھا تھا اور اس کی بابت حضرت یوسف علیہ السلام سے دریافت کیا تھا، جب آپ نے ان کو تعبیر بتلائی کہ ایک بادشاہ کو شراب پلانے پر مقرر ہوگا اور دوسرے کو سولی چڑھا دیا جائے گا۔ حضرت یوسف علیہ السلام کو جس کے بارے میں بچ جانے کی امید تھی، اسے کہا تھا کہ ''اپنے بادشاہ سے میرا ذکر بھی کرنا''۔

مقام نبوت کا تقاضا یہ تھا کہ حضرت یوسف علیہ السلام اپنا معاملہ اللہ تعالی کے سپرد کر دیتے اور اسے یہ نہ کہتے کہ وہ بادشاہ کے سامنے آپ کا ذکر کرے، آپ ﷺ نے درج بالا حدیث کے آخری جملے میں اسی بات کی طرف اشارہ کیا ہے۔

آپ ﷺ کی تقسیم حکم ربانی کے مطابق ہوتی

(٤٠٥٧)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا أُوْتِيْكُمْ مِنْ شَيْءٍ وَمَا أَمْنَعُكُمُوْهُ، إِنْ أَنَا إِلَّا خَازِنٌ، أَضَعُ حَيْثُ أُمِرْتُ۔)) (الصحيحة:٢٢٢١)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں تم لوگوں کو نہ کوئی چیز عطا کرتا ہوں اور نہ تم کو محروم رکھتا ہوں، میں تو ایک خزانچی ہوں، میں تو (ہر چیز) وہاں رکھتا ہوں جہاں کا مجھے حکم ہوتا ہے۔''

تخريج: أخرجه أبوداود:٢/ ٢٥، أحمد:٢/ ٣١٤، واخرجه البخاري: ٦/ ١٦٥ بلفظ: ((والله ما اعطيكم، ولا امنعكم، وانما انا قاسم حيث امرت۔))

شرح:...... آپ ﷺ اللہ تعالی کے حکم کے پابند تھے، اس کے مطابق کسی کو زیادہ دیتے تھے اور کسی کو کم، یہ حدیث بیان کرنے کا ایک فائدہ یہ بھی تھا کہ تقسیم میں تفاضل کی وجہ سے صحابہ کرام کے دل میں احساسِ محرومی پیدا نہ ہو۔

آپ ﷺ کو راہِ خدا میں بہت ستایا گیا

(٤٠٥٨)۔ عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيْهِ رَفَعَهُ:

ابن بریدہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول

((مَا أُوْذِیَ أَحَدٌ مَّا أُوْذِیْتُ فِی اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ۔)) (الصحیحة: ۲۲۲۲)

اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالی کے راستے میں جو مجھے ستایا گیا، اتنا کسی کونہیں ستایا گیا۔''

تخریج: أخرجه الدیلمی: ٤/ ٥١

شرح :...... آپ ﷺ کی سیرتِ طیبہ کے بے شمار واقعات اس حدیث کی صداقت پر شاہد ہیں۔

بالآخر آپ ﷺ کو مزید شادیاں کرنے کی اجازت مل گئی تھی

(٤٠٥٩)۔ عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: مَاتُوُفِّیَ حَتّٰی أَحَلَّ اللّٰهُ لَهُ أَنْ یَتَزَوَّجَ مِنَ النِّسَاءِ مَا شَاءَ۔ (الصحیحة: ۳۲۲٤)

حضرت عائشہ ؓ کہتی ہیں: رسول اللہ ﷺ ابھی تک فوت نہیں ہوئے تھے کہ اللہ تعالی نے ان کے لیے ان کی چاہت کے مطابق عورتوں سے شادی کرنا حلال قرار دیا تھا۔

تخریج: أخرجه الدارمی: ۲/ ۱۵٤، والنسائی: ۲/ ٦۸، وفی "الکبری": ٦/ ٤۳٤/ . وابن حبان: ۲۱۲٦۔ الموارد، والحاکم: ۲/ ٤۳۷۔ ومن طریقه البیهقی: ۷/ ٥٤۔ ، وأحمد أیضا: ٦/ ۱۸۰، وکذا ابن جریر فی "التفسیر": ۲۲/ ۲٤، وابن سعد فی "الطبقات": ۸/ ۱۹٥

شرح :...... فتوحات کے نتیجے میں جب مسلمانوں کی حالت پہلے سے بہتر ہوگئی تو انصار ومہاجرین کی عورتوں کو دیکھ کر ازواج مطہرات نے بھی نان نفقہ میں اضافے کا مطالبہ کر دیا۔ چونکہ نبی کریم ﷺ سادگی پسند تھے، اس لیے ان کے اس مطالبے پر سخت کبیدہ خاطر ہوئے اور بیویوں سے علیحدگی اختیار کی، جو ایک ماہ تک جاری رہی۔ بالآخر اللہ تعالی نے یہ آیات نازل کیں، جس کو آیاتِ تخییر کہتے ہیں: ﴿یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا وَ زِیْنَتَهَا فَتَعَالَیْنَ اُمَتِّعْكُنَّ وَ اُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِیْلًا وَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ فَاِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْكُنَّ اَجْرًا عَظِیْمًا۔﴾ (سورۂ احزاب: ۲۸، ۲۹) ...... ''اے نبی! اپنی بیویوں سے کہہ دو کہ اگر تم زندگانی دنیا (کی آسائشیں) اور اس کی زیب وزینت دنیا چاہتی ہو تو آؤ میں تمہیں کچھ دے دلا دوں اور تمہیں اچھائی کے ساتھ رخصت کر دوں۔ اور اگر تمہاری مراد اللہ اور اس کا رسول اور آخرت کا گھر ہے تو یقین مانو کہ تم میں سے نیک کام کرنے والیوں کے لیے اللہ تعالی نے بہت زبردست اجر رکھ چھوڑا ہے۔''

جب یہ آیات نازل ہوئیں تو آپ ﷺ نے ان کو اپنی ازواج پر پیش کیا، کسی نے بھی رسول اللہ ﷺ کو چھوڑ کر دنیا کے عیش وآرام کو ترجیح نہ دی۔ اس وقت ازواج مطہرات کی تعداد نو تھی۔

اللہ تعالی نے اس ایثار کے صلے میں امہات المؤمنین کو یہ شرف بخشا کہ نبی کریم ﷺ کو دیگر عورتوں سے نکاح کرنے سے یا ان میں سے کسی کو طلاق دے کر اس کی جگہ کسی اور خاتون سے نکاح کرنے سے منع کر دیا، جس کا ذکر اللہ تعالی نے سورۂ احزاب کی آیت باون ﴿لَا یَحِلُّ لَكَ النِّسَاءُ مِنْ بَعْدُ وَلَا اَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ اَزْوَاجٍ ......﴾ میں کیا ہے۔

لیکن سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی مذکورہ بالا حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ بالآخر اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ سے یہ پابندی اٹھالی تھی اور مزید عورتوں سے نکاح کرنے کی اجازت دے دی تھی۔

آپ ﷺ نے کبھی بھی کسی کو نہیں مارا
آپ ﷺ ذاتی انتقام نہ لیتے تھے

(٤٠٦٠)۔ عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: مَا ضَرَبَ ﷺ بِيَدِهِ خَادِماً قَطُّ ولاَ امْرَأَةً، وَلاَ ضَرَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِيَدِهِ شَيْئاً قَطُّ، إِلاَّ أَنْ يُجَاهِدَ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ، وَلاَ خُيِّرَ بَيْنَ أَمْرَيْنِ قَطُّ إِلاَّ كَانَ أَحَبُّهُمَا إِلَيْهِ أَيْسَرُهُمَا، حَتّٰى يَكُوْنَ إِثْماً فَإِذَا كَانَ إِثْمًا كَا أَبْعَدَ النَّاسَ مِنَ الْإِثْمِ، وَلاَ انْتَقَمَ لِنَفْسِهِ مِنْ شَيْءٍ يُؤْتٰى إِلَيْهِ حَتّٰى تُنْتَهَكَ حُرُمَاتُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ فَيَكُوْنَ هُوَ يَنْتَقِمُ لِلّٰهِ عَزَّوَجَلَّ۔ (الصحيحة:٥٠٧)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: رسول اللہ ﷺ نے کسی خادم یا عورت کو اپنے ہاتھ سے نہیں مارا، بلکہ کسی کو بھی اپنے ہاتھ سے نہیں مارا، الا یہ کہ آپ ﷺ جہاد کر رہے ہوتے۔ جب آپ کو دو باتوں (میں سے ایک کو) اختیار کرنے (کا موقع دیا جاتا تو) ان میں سے آسانی والی چیز آپ کو پسند ہوتی، بشرطیکہ وہ آسانی گناہ نہ ہوتی، اگر وہ گناہ ہوتی تو آپ ﷺ گناہ سے سب سے زیادہ دور رہنے والے تھے۔ آپ ﷺ نے کبھی بھی اپنی ذات کے لیے انتقام نہیں لیا، ہاں اگر اللہ تعالیٰ کی حرمتیں پامال ہو رہی ہوتیں تو ایسی صورت میں آپ اللہ تعالیٰ کے لیے انتقام لیتے تھے۔

تخريج: أخرجه أحمد: ٦/ ٢٣٢، وهو عند مسلم: ٧/ ٨٠ دون التخيير، وعند البخاري: ٢/ ٣٩٤ دون الضرب۔

شرح:...... آپ ﷺ طبعی طور پر غصے سے دور رہنے اور ذاتی معاملات میں لوگوں سے انتقام لینے والے نہیں تھے، البتہ جب آپ دیکھتے کہ شرعی حرمتوں کو پامال کیا جا رہا ہے تو اس مناسبت سے غصے کا اظہار کرتے، جس میں آپ ﷺ کا مقصود مخاطب کو سمجھانا ہوتا تھا، اگر متعلقہ بندے میں اس انداز سے سمجھنے کی صلاحیت نہ ہوتی تو آپ ﷺ حسن اخلاق کے پیکر بنے رہتے، جیسے مسجد نبوی میں پیشاب کرنے والے کو احسن انداز میں سمجھایا اور اس کو ڈانٹ ڈپٹ کرنے والے صحابہ کو روک دیا۔

واقعۂ فتح مکہ

(٤٠٦١)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: مَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَاسْتَخْلَفَ عَلَى الْمَدِيْنَةِ أَبَا رُهْمٍ كُلْثُوْمَ بْنَ حُصَيْنٍ الْغِفَارِيَّ، وَخَرَجَ لِعَشْرٍ مَضَيْنَ مِنْ رَمَضَانَ، فَصَامَ

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ رمضان کی دس تاریخ کو (مدینہ) سے نکلے اور مدینہ پر ابو رہم کلثوم بن حصین غفاری کا اپنا نائب مقرر کیا، آپ ﷺ بھی روزے سے تھے اور لوگوں نے بھی روزہ رکھا ہوا تھا،

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، وَصَامَ النَّاسُ مَعَهُ، حَتّٰى إِذَا كَانَ بِـ(الكَدِيْدِ) مَابَيْنَ (عُسْفَانَ) وَ(أَمَجَ) أَفْطَرَ ثُمَّ مَضٰى حَتّٰى نَزَلَ (مَرَّ الظَّهْرَانِ) فِي عَشَرَةِ آلاَفٍ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ مِنْ مُزَيْنَةَ وَسُلَيْمٍ، وَفِي كُلِّ الْقَبَائِلِ عَدَدٌ وَإِسْلاَمٌ، وَأَوْعَبَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ: الْمُهَاجِرُوْنَ وَالْأَنْصَارُ، فَلَمْ يَتَخَلَّفْ مِنْهُمْ أَحَدٌ فَلَمَّا نَزَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِـ(مَرِّ الظَّهْرَانِ) وَقَدْ عَمِيَتِ الْأَخْبَارُ عَنْ قُرَيْشٍ، فَلَمْ يَأْتِهِمْ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ خَبَرٌ وَلاَ يَدْرُوْنَ مَاهُوَ فَاعِلٌ؟ خَرَجَ فِي تِلْكَ اللَّيْلَةِ أَبُوْ سُفْيَانَ بْنُ حَرْبٍ، وَحَكِيْمُ بْنُ حِزَامٍ، وَبُدَيْلُ بْنُ وَرْقَاءَ يَتَحَسَّسُوْنَ وَيَنْظُرُوْنَ، هَلْ يَجِدُوْنَ خَبَراً أَوْ يَسْمَعُوْنَ بِهِ؟ وَقَدْ كَانَ الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِالْمُطَّلِبِ أَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ بِبَعْضِ الطَّرِيْقِ وَقَدْ كَانَ أَبُوْ سُفْيَانَ بْنُ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، وَعَبْدُاللّٰهِ بْنُ أَبِي أُمَيَّةَ بْنِ الْمُغِيْرَةِ قَدْ لَقِيَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَيْضًا فِيْمَا بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِيْنَةِ فَالْتَمَسَا الدُّخُوْلَ عَلَيْهِ، فَكَلَّمَتْهُ أُمُّ سَلَمَةَ فِيْهِمَا، فَقَالَتْ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اِبْنُ عَمِّكَ وَابْنُ عَمَّتِكَ وَصِهْرُكَ قَالَ: ((لاَحَاجَةَ لِي بِهِمَا، أَمَّا ابْنُ عَمِّي فَهَتَكَ عِرْضِي وَأَمَّا ابْنُ عَمَّتِي وَصِهْرِي فَهُوَ الَّذِي قَالَ لِي بِمَكَّةَ مَا قَالَ۔)) فَلَمَّا أَخْرَجَ إِلَيْهِمَا بِذٰلِكَ وَمَعَ أَبِي

آپ ﷺ چلتے رہے اور کدید کے مقام پر پہنچ گئے، جو عُسفان اور اَمَج کے درمیان واقع تھا، وہاں آپ ﷺ نے روزہ توڑ دیا۔ پھر چل پڑے اور (مکہ کے قریب ایک مقام) مرّ الظہران پر اترے، آپ ﷺ کے ساتھ دس ہزار مسلمانوں کا لشکر تھا۔ مزینہ اور سُلیم کے لوگ بھی تھے، کیونکہ ہر قبیلے سے کافی لوگ مسلمان ہو چکے تھے، رہا مسئلہ مہاجرین و انصار کا، تو وہ تو سارے کے سارے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکل آئے، کوئی ایک بھی پیچھے نہ رہا۔ آپ ﷺ نے مرّ الظہران میں پڑاؤ ڈالا، اُدھر قریش بالکل غافل تھے، ان کو آپ ﷺ کے بارے میں کوئی اطلاع نہیں تھی اور وہ نہیں جانتے تھے کہ آپ کیا کرنے والے ہیں؟ اس رات ابوسفیان بن حرب، حکیم بن حزام اور بدیل بن ورقا جاسوسی کرنے اور جائزہ لینے کے لیے نکلے کہ کیا کوئی خبر موصول ہوتی ہے یا کوئی بات سنائی دیتی ہے۔ عباس بن عبدالمطلب کی رسول اللہ ﷺ سے ملاقات ہوگئی تھی، یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ مکہ اور مدینہ کے درمیان کسی مقام پر ابو سفیان بن حارث بن عبدالمطلب اور عبداللہ بن ابوامیہ بن مغیرہ کی رسول اللہ ﷺ سے ملاقات ہوچکی تھی، (اس لیے وہ جاسوسی کرنے کے لیے نکلے تھے)۔ جب ان کو آپ ﷺ کا پتہ چلا تو انھوں نے آپ ﷺ کے پاس آنا چاہا اور ان کے لیے ام المؤمنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے سفارش کی اور کہا: اے اللہ کے رسول! (عبداللہ بن امیہ) آپ کے چچے کا بیٹا ہے اور (ابوسفیان) آپ کی پھوپھی کا بیٹا اور آپ کا سسر ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”مجھے ان کی کوئی ضرورت نہیں، اس چچا زاد نے میری توہین کی تھی اور اس پھوپھی زاد اور سسر نے تو مکہ میں مجھے بہت کچھ کہا تھا۔“ جب ان کو آپ ﷺ کی اس بات کا علم

سُفْيَانَ بَنِيٌّ لَهُ۔ فَقَالَ: وَاللّٰهِ لَيَأْذَنَنَّ لِيْ أَوْ لَاٰخُذَنَّ بِيَدِ ابْنِيْ هٰذَا، ثُمَّ لَنَذْهَبَنَّ فِي الْأَرْضِ حَتّٰى نَمُوْتَ عَطَشًا وَجُوْعًا، فَلَمَّا بَلَغَ ذٰلِكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ رَقَّ لَهُمَا، ثُمَّ أَذِنَ لَهُمَا فَدَخَلَا وَأَسْلَمَا، فَلَمَّا نَزَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِـ(مَرِّ الظَّهْرَانِ) قَالَ الْعَبَّاسُ: وَا صَبَاحَ قُرَيْشٍ! وَاللّٰهِ لَئِنْ دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْوَةً قَبْلَ أَنْ يَسْتَأْمِنُوْهُ، إِنَّهُ لَهَلَاكُ قُرَيْشٍ إِلٰى آخِرِ الدَّهْرِ۔ قَالَ: فَجَلَسْتُ عَلٰى بَغْلَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الْبَيْضَاءِ، فَخَرَجْتُ عَلَيْهَا حَتّٰى جِئْتُ الْأَرَاكَ فَقُلْتُ: لَعَلِّيْ أَلْقٰى بَعْضَ الْحَطَّابَةِ، أَوْ صَاحِبَ لَبَنٍ، أَوْ ذَا حَاجَةٍ يَأْتِيْ مَكَّةَ لِيُخْبِرَهُمْ بِمَكَانِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لِيَخْرُجُوْا إِلَيْهِ، فَيَسْتَأْمِنُوْنَهُ قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَهَا عَلَيْهِمْ عَنْوَةً، قَالَ: فَوَاللّٰهِ إِنِّيْ لَأَسِيْرُ عَلَيْهَا وَأَلْتَمِسُ مَا خَرَجْتُ لَهُ، إِذْ سَمِعْتُ كَلَامَ أَبِيْ سُفْيَانَ وَبُدَيْلِ بْنِ وَرْقَاءَ وَهُمَا يَتَرَاجَعَانِ، وَأَبُوْ سُفْيَانَ يَقُوْلُ: مَا رَأَيْتُ كَالْيَوْمِ قَطُّ نِيْرَانًا وَلَا عَسْكَرًا، قَالَ: يَقُوْلُ بُدَيْلٌ: هٰذِهِ وَاللّٰهِ نِيْرَانُ خُزَاعَةَ حَمَشَتْهَا الْحَرْبُ، قَالَ: يَقُوْلُ أَبُوْ سُفْيَانَ: خُزَاعَةُ وَاللّٰهِ أَذَلُّ وَأَلْأَمُ مِنْ أَنْ تَكُوْنَ هٰذِهِ نِيْرَانَهَا وَعَسْكَرَهَا۔ قَالَ: فَعَرَفْتُ صَوْتَهُ فَقُلْتُ: يَا أَبَا حَنْظَلَةَ! فَعَرَفَ صَوْتِيْ فَقَالَ: أَبُو الْفَضْلِ؟ فَقُلْتُ: نَعَمْ۔ قَالَ: مَا لَكَ

ہوا تو ابوسفیان، جبکہ اس کے ساتھ اس کا بیٹا بھی تھا، نے کہا: اللہ کی قسم! یا تو آپ ہمیں اجازت دیں گے یا پھر اپنے اس بیٹے کا ہاتھ پکڑ کر ہم زمین (کی کسی جہت کی طرف) نکل جائیں گے اور پیاس اور بھوک کی وجہ سے مر جائیں گے۔ جب آپ ﷺ کو اس کی اس بات کا علم ہوا تو آپ نرم پڑ گئے اور ان کو آنے کی اجازت دے دی۔ سو وہ داخل ہوئے اور اسلام قبول کر لیا۔ جب رسول اللہ ﷺ مرّ الظہران میں اترے ہوئے تھے تو عباس نے کہا تھا: ہائے قریشیوں کی صبح! اگر وہ آپ ﷺ سے امان نہ لے سکے اور آپ زبردستی مکہ میں گھس گئے تو ہمیشہ کے لیے قریشی ہلاک ہو جائیں گے۔ وہ کہتے ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کے سفید خچر پر بیٹھا اور نکل پڑا، یہاں تک کہ اراک پہنچ گیا، میرا خیال تھا کہ شاید کوئی لکڑیاں جمع کرنے والا یا کوئی دودھ والا یا مکہ کی طرف جانے والا کوئی ضرورت مند مل جائے گا، (تو میں اسے ساری صورتحال سے آگاہ کر دوں گا) اور وہ ان کو بتلا دے گا کہ رسول اللہ ﷺ فلاں مقام تک پہنچ چکے ہیں، تاکہ وہ آپ کے پاس پہنچ کر آپ سے امان طلب کر لیں، قبل اس کے کہ آپ بزور مکہ مکرمہ میں داخل ہوں۔ عباس کہتے ہیں: بخدا! میں خچر پر جا رہا تھا اور اپنے مقصود کی تلاش میں تھا، اچانک میں نے ابوسفیان اور بدیل بن ورقا کی آوازیں سنیں، وہ آپس میں گفتگو کر رہے تھے، ابوسفیان یہ کہہ رہا تھا: یہ جو آج بہت ساری آگ اور لشکر نظر آ رہا ہے، یہ تو میں پہلی دفعہ دیکھ رہا ہوں۔ جبکہ بدیل یہ کہہ رہا تھا: اللہ کی قسم! یہ خزاعہ کی آگ ہے، لڑائی نے ان کو آگ لگا رکھی ہے۔ لیکن ابوسفیان نے اس کا یوں جواب دیا: خزاعہ اس سے ذلیل، کمینے اور رذیل ہیں کہ یہ آگ اور لشکر ان کا ہو۔ عباس کہتے ہیں: میں نے

فِـدَاكَ أَبِـيْ وَأُمِّـيْ؟ فَـقُـلْـتُ: وَيْحَكَ يَا أَبَا سُـفْـيَـانَ! هٰـذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ فِي النَّاسِ ، وَا صَبَاحَ قُرَيْشٍ وَاللّٰهِ! قَالَ: فَمَا الْحِيْلَةُ فِدَاكَ أَبِيْ وَأُمِّيْ؟ قَالَ: قُلْتُ: وَاللّٰهِ لَئِنْ ظَفِرَ بِكَ لَيَـضْـرِبَنَّ عُنُقَكَ فَارْكَبْ مَعِيَ هٰذِهِ الْبَغْلَةَ حَتّٰـى آتِـيَ بِكَ رَسُـوْلَ اللّٰهِ أَسْتَأْمِنُهُ لَكَ۔ قَـالَ: فَـرَكِـبَ خَـلْـفِي وَرَجَعَ صَاحِبَاهُ ، فَـحَـرَكْـتُ بِهِ ، كُلَّمَا مَرَرْتُ بِنَا مِنْ نِيْرَانِ الْـمُسْلِمِيْنَ قَالُوْا: مَنْ هٰذَا؟ فَإِذَا رَأَوْا بَغْلَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالُوْا: عَمُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ عَلٰى بَـغْلَتِهِ حَتّٰى مَرَرْتُ بِنَارِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِـيَ الـلّٰهِ عَنْهُ فَقَالَ: مَنْ هٰذَا؟ وَقَامَ إِلَيَّ فَلَمَّا رَأٰى أَبَا سُفْيَانَ عَلٰى عَجُزِ النَّاقَةِ قَالَ: أَبُـوْ سُـفْـيَـانَ عَـدُوُّ الـلّٰهِ! اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ أَمْكَنَ مِنْكَ بِغَيْرِ عَقْدٍ وَلَا عَهْدٍ ، ثُمَّ خَرَجَ يَشْتَـدُّ نَـحْـوَ رَسُوْلِ الـلّٰـهِ ﷺ وَرَكَـضْـتُ الْبَـغْـلَةَ ، فَسَبَـقْتُهُ بِمَا تَسْبِقُ الدَّابَّةُ الْبَطِيْئَةُ الـرَّجُـلَ الْبَطِيءَ ، فَاقْتَحَمْتُ عَنِ الْبَغْلَةِ ، فَدَخَلْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَدَخَلَ عُمَرُ فَـقَـالَ: يَـارَسُوْلَ اللّٰهِ! هٰذَا أَبُوْ سُفْيَانَ قَدْ أَمْـكَـنَ الـلّٰـهُ مِـنْـهُ بِغَيْرِ عَقْدٍ وَلَا عَهْدٍ ، فَـدَعْـنِـي فَلِأَضْرِبَ عُنُقَهُ ، قَالَ: قُلْتُ: لَا وَالـلّٰـهِ! لَايُـنَاجِيْهِ اللَّيْلَةَ رَجُلٌ دُوْنِي فَلَمَّا أَكْثَـرَ عُـمَرُ فِي شَأْنِهِ ، قُلْتُ: مَهْلًا يَا عُمَرُ! وَالـلّٰـهِ لَـوْكَـانَ مِـنْ رِجَالِ بَنِي عَدِيِّ بْنِ كَـعْـبٍ مَـا قُـلْـتَ هٰذَا وَلٰكِنَّكَ عَرَفْتَ أَنَّهُ

اس کی آواز پہچان لی اور اسے آواز دی: ابو حنظلہ! اس نے میری آواز پہچان لی اور کہا: ابو الفضل ہو؟ میں نے کہا: جی ہاں۔ اس نے کہا: تجھے کیا ہوا ہے؟ میرے ماں باپ تجھ پر قربان ہوں۔ میں نے کہا: ابوسفیان! تو ہلاک ہو جائے، یہ رسول اللہ ﷺ لوگوں کے ساتھ آ گئے ہیں، ہائے قریش کی صبح! اس نے کہا: میرے ماں باپ تجھ پر قربان ہوں، اب کیا کیا جائے؟ میں نے کہا: اللہ کی قسم! اگر آپ ﷺ نے تجھ پر قابو پا لیا تو تیری گردن کاٹ دیں گے، تو اس طرح کر کہ میرے ساتھ اس خچر پر سوار ہو جا، میں تجھے رسول اللہ ﷺ کے پاس لے جاتا ہوں اور تیرے لیے امان طلب کرتا ہوں۔ وہ (ابو سفیان) میرے پیچھے سوار ہو گیا اور اس کے دونوں ساتھی واپس چلے گئے، میں اس کو لے کر آ گیا، میں جب بھی مسلمانوں کی آگ کے پاس سے گزرتا تو وہ ایک دوسرے سے پوچھتے: یہ کون ہے؟ جب وہ رسول اللہ ﷺ کا خچر دیکھتے تو کہتے: یہ آپ ﷺ کا خچر ہے اور رسول اللہ ﷺ کا چچا اس پر سوار ہے۔ جب میں سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی آگ سے گزرا تو انھوں نے کہا: یہ کون ہے؟ پھر وہ کھڑے ہو کر میری طرف آئے اور جب سواری کے پچھلے حصے پر ابو سفیان کو دیکھا تو کہا: ابو سفیان ہے، اللہ کا دشمن، اللہ کی تعریف ہے، جس نے عقد وعہد کے بغیر ہمیں تجھ پر قادر بنا دیا، پھر وہ رسول اللہ ﷺ کی طرف دوڑے، میں نے بھی خچر کو ایڑ لگائی، میں ان سے اتنا آگے نکل گیا، جتنا سست رفتار جانور سست رفتار آدمی سے آگے نکل جاتا ہے۔ میں نے خچر سے چھلانگ لگائی اور رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچ گیا، اتنے میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بھی پہنچ گئے اور کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! یہ ابو سفیان ہے، اللہ تعالیٰ نے بغیر عقد وعہد

رَجُلٌ مِنْ رِجَالِ بَنِي عَبْدِمَنَافٍ! فَقَالَ: مَهْلاً يَا عَبَّاسُ! فَوَاللّٰهِ لَإِسْلَامُكَ يَوْمَ أَسْلَمْتَ كَانَ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ إِسْلَامِ الْخَطَّابِ لَوْ أَسْلَمَ، وَمَابِي إِلَّا أَنِّي قَدْ عَرَفْتُ أَنَّ إِسْلَامَكَ كَانَ أَحَبَّ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنْ إِسْلَامِ الْخَطَّابِ لَوْ أَسْلَمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اذْهَبْ بِهِ إِلَى رَحْلِكَ يَا عَبَّاسُ! فَإِذَا أَصْبَحَ فَأْتِنِي بِهِ.)) فَذَهَبْتُ بِهِ إِلَى رَحْلِي فَبَاتَ عِنْدِي، فَلَمَّا أَصْبَحَ غَدَوْتُ بِهِ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَلَمَّا رَآهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((وَيْحَكَ يَا أَبَا سُفْيَانَ! أَلَمْ يَأْنِ لَكَ أَن تَعْلَمَ أَن لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ؟!)) قَالَ: بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي، مَاأَكْرَمَكَ وَأَحْلَمَكَ وَأَوْصَلَكَ! وَاللّٰهِ لَقَدْ ظَنَنْتُ أَن لَّوْكَانَ مَعَ اللّٰهِ غَيْرُهُ، لَقَدْ أَغْنٰى عَنِّي شَيْئاً بَعْدُ. قَالَ: ((وَيْحَكَ يَا أَبَا سُفْيَانُ! أَلَمْ يَأْنِ لَكَ أَن تَعْلَمَ أَنِّي رَسُوْلُ اللّٰهِ؟!)) قَالَ: بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي مَا أَحْلَمَكَ وَأَكْرَمَكَ وَأَوْصَلَكَ! هٰذِهِ وَاللّٰهِ. كَانَ فِي نَفْسِي مِنْهَا شَيْءٌ حَتَّى الآنَ قَالَ الْعَبَّاسُ: وَيْحَكَ يَا أَبَا سُفْيَانَ! أَسْلِمْ وَاشْهَدْ أَنْ لَّا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّداً رَسُوْلَ اللّٰهِ قَبْلَ أَنْ يُضْرَبُ عُنُقُكَ. قَالَ: فَشَهِدَ بِشَهَادَةِ الْحَقِّ وَأَسْلَمَ قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّ أَبَا سُفْيَانَ رَجُلٌ يُحِبُّ هٰذَا الْفَخْرَ، فَاجْعَلْ لَهُ شَيْئًا. قَالَ: ((نَعَمْ مَنْ دَخَلَ دَارَ أَبِي سُفْيَانَ،

کہ ہمیں اس پر قادر بنا دیا ہے، مجھے اجازت دو، میں اس کی گردن اتار دیتا ہوں۔ میں (عباس) نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے اس کو پناہ دی ہے، پھر میں رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھ گیا اور اس کے سر کو پکڑا اور کہا: اللہ کی قسم! میرے علاوہ آپ سے کوئی بھی سرگوشی نہیں کر سکتا۔ لیکن جب میں نے دیکھا کہ سیدنا عمر تو اس کے بارے میں بہت زیادہ باتیں کر رہے ہیں تو میں نے کہا: عمر! ٹھہر جاؤ، اللہ کی قسم! اگر یہ (سفیان) بنو عدی بن کعب سے ہوتا تو تم یہ باتیں نہ کرتے، وجہ یہ ہے کہ یہ بنو عبد مناف میں سے ہے۔ آگے سے انھوں نے کہا: عباس! رہنے دو اس بات کو، اللہ کی قسم! عباس! جس دن تم مسلمان ہوئے تو تمہارا اسلام مجھے اپنے باپ خطاب کے اسلام سے زیادہ محبوب تھا، کیونکہ میں جانتا تھا کہ رسول اللہ ﷺ کو خطاب کے اسلام کی بہ نسبت تمہارا اسلام زیادہ محبوب تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عباس! اس کو اپنی رہائش گاہ پر لے جاؤ، صبح کے وقت دوبارہ لے آنا۔'' پس میں اس کو اپنی رہائش گاہ میں لے گیا، اس نے میرے پاس رات گزاری، جب صبح ہوئی تو اسے رسول اللہ ﷺ کے پاس لے آیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے دیکھ کر فرمایا: ''ابو سفیان! تو ہلاک ہو جائے، کیا وہ وقت قریب آ گیا ہے کہ تجھے بھی اللہ تعالیٰ کے معبودِ برحق ہونے کا علم ہو جائے؟!'' اس نے کہا: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، آپ کتنے معزز ہیں، کتنے بردبار ہیں اور کتنے صلہ رحمی کرنے والے ہیں! اللہ کی قسم! میرا خیال ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی اور معبود ہوتا تو وہ مجھے کفایت کر چکا ہوتا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''سفیان! تو ہلاک ہو جائے، کیا وہ وقت قریب آ چکا ہے کہ تجھے بھی میری رسالت کے برحق

فَهُوَ آمِنٌ وَمَنْ أَغْلَقَ بَابَهُ، فَهُوَ آمِنٌ، وَمَنْ دَخَلَ الْمَسْجِدَ، فَهُوَ آمِنٌ.)) فَلَمَّا ذَهَبَ لِيَنْصَرِفَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَا عَبَّاسُ! اِحْبِسْهُ بِمَضِيْقِ الْوَادِي عِنْدَ خَطْمِ الْجَبَلِ، حَتّٰى تَمُرَّ بِهِ جُنُوْدُ اللّٰهِ فَيَرَاهَا.)) قَالَ فَخَرَجْتُ بِهِ حَتّٰى حَبَسْتُهُ حَيْثُ أَمَرَنِي رَسُوْلُ اللّٰهِ أَنْ أَحْبِسَهُ قَالَ: وَمَرَّتْ بِهِ الْقَبَائِلُ عَلٰى رَايَاتِهَا، كُلَّمَا مَرَّتْ قَبِيْلَةٌ قَالَ: مَنْ هٰؤُلَاءِ؟ فَأَقُوْلُ: (سُلَيْمٌ) فَيَقُوْلُ: مَالِي وَلِـ(سَلِيْمٍ؟) قَالَ: ثُمَّ تَمُرُّ الْقَبِيْلَةُ، قَالَ: هٰؤُلَاءِ؟ فَأَقُوْلُ: (مَزَيْنَةٌ) فَيَقُوْلُ: مَالِي وَلِـ(مُزَيْنَةَ)؟ حَتّٰى نَفَذَتِ الْقَبَائِلُ لَا تَمُرُّ قَبِيْلَةٌ إِلَّا قَالَ مَنْ هٰؤُلَاءِ؟ فَأَقُوْلُ: بَنُوْ فُلَانَ فَيَقُوْلُ: مَالِي وَلِبَنِي فُلَانَ؟ حَتّٰى مَرَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي كَتِيْبَتِهِ الْخُضْرَاءِ فِيْهَا الْمُهَاجِرُوْنَ وَالْأَنْصَارُ، لَا يُرٰى مِنْهُمْ إِلَّا الْحَدَقُ مِنَ الْحَدِيْدِ قَالَ: سُبْحَانَ اللّٰهِ! مَنْ هٰؤُلَاءِ يَا عَبَّاسُ؟! قُلْتُ: هٰذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ فِي الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْأَنْصَارِ، قَالَ: مَا لِأَحَدٍ بِهٰؤُلَاءِ قِبَلٌ وَلَا طَاقَةٌ وَاللّٰهِ يَا أَبَا الْفَضْلِ! لَقَدْ أَصْبَحَ مُلْكُ ابْنِ أَخِيْكَ الْغَدَاةَ عَظِيْمًا قُلْتُ: يَا أَبَا سُفْيَانَ! إِنَّهَا النُّبُوَّةُ، قَالَ: فَنَعَمْ إِذًا قُلْتُ: النَّجَاءَ إِلٰى قَوْمِكَ. قَالَ: فَخَرَجَ حَتّٰى إِذَا جَاءَهُمْ، صَرَخَ بِأَعْلٰى صَوْتِهِ يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ! هٰذَا مُحَمَّدٌ قَدْ جَاءَكُمْ بِمَا لَا قِبَلَ لَكُمْ بِهِ، فَمَنْ دَخَلَ دَارَ أَبِي

ہونے کا علم ہو جائے؟!'' اس نے کہا: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، آپ کتنے بردبار ہیں، کتنے معزز ہیں اور کتنے صلہ رحمی کرنے والے ہیں! اللہ کی قسم! اس وقت تک تو میرے دل میں کچھ نہ کچھ ہچکچاہٹ تھی۔ سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: ابو سفیان! تو ذہلاک ہو جائے! اسلام قبول کر اور اللہ تعالی کے معبودِ برحق ہونے اور حضرت محمد ﷺ کے رسول ہونے کی گواہی دے، قبل اس کے کہ تیری گردن اتار دی جائے۔ پس اس نے شہادتِ حقہ کا اقرار کیا اور اسلام قبول کر لیا۔ میں (عباس) نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! بیشک ابوسفیان اس فخر (یعنی عہدہ و منصب) کو پسند کرتا ہے، اس لیے اس سلسلے میں اس کا اکرام کرو۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جی ہاں، جو بندہ ابو سفیان کے گھر داخل ہو گیا اسے امن حاصل ہو جائے گا اور اپنا دروازہ بند کر دینے والے کو بھی امان دی جائے گی اور مسجد میں داخل ہونے والا بھی امن پائے گا۔'' جب وہ جانے لگا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عباس! اس کو خطم الجبل کے پاس تنگ وادی میں روک لینا، تاکہ جب اللہ تعالی کے لشکر گزریں تو یہ دیکھ سکے۔'' عباس کہتے ہیں: میں اس کے ساتھ نکلا اور رسول اللہ ﷺ کے حکم کے مطابق اسی مقام پر اس کو روک لیا۔ قبائل اپنے اپنے جھنڈے لے کر گزرنے لگے۔ جب ایک قبیلے کا گزر ہوا تو یہ پوچھتا: یہ کون ہیں؟ میں نے کہا: سلیم قبیلے والے۔ پھر اس نے کہا: میرا سلیم کے ساتھ کیا تعلق ہے؟ اتنے میں اگلا قبیلہ گزرا، اس نے پوچھا: یہ کون ہیں؟ میں نے کہا: مزینہ قبیلے والے ہیں۔ اس نے کہا: میرا مزینہ کے ساتھ کیا تعلق ہے؟ ایسے ہی ہوتا رہا یہاں تک کہ قبائل ختم ہو گئے، جب بھی کوئی قبیلہ گزرتا تو یہ پوچھتا کہ یہ کون ہیں، میں کہتا کہ یہ فلاں قبیلے والے ہیں، پھر

سُفْيَانَ فَهُوَ آمِنٌ، فَقَامَتْ إِلَيْهِ امْرَأَتُهُ هِنْدٌ بِنْتُ عُتْبَةَ، فَأَخَذَتْ بِشَارِبِهِ فَقَالَتْ: اقْتُلُوا الدَّسِمَ الْأَحْمَشَ قُبِّحَ مِنْ طَلِيعَةِ قَوْمٍ! قَالَ: وَيْحَكُمْ لَاتَغُرَّنَّكُمْ هٰذِهِ مِنْ أَنْفُسِكُمْ، فَإِنَّهُ قَدْ جَاءَ مَالَا قِبَلَ لَكُمْ بِهِ، مَنْ دَخَلَ دَارَ أَبِي سُفْيَانَ، فَهُوَ آمِنٌ، قَالُوْا: وَيْلَكَ وَمَا تُغْنِي دَارُكَ؟! قَالَ: وَمَنْ اَغْلَقَ بَابَهُ فَهُوَ آمِنٌ وَمَنْ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَهُوَ آمِنٌ فَتَفَرَّقَ النَّاسُ اِلَى دُوْرِهِمْ وَ إِلَى الْمَسْجِدِ۔ (الصحيحة:٣٣٤١)

وہ کہتا کہ میرا ان کے ساتھ کیا تعلق ہے؟ یہاں تک کہ آپ ﷺ بڑے لشکر کے ساتھ گزرے، اس میں مہاجرین و انصار تھے، ہر طرف سے لوہے کی سیاہی نظر آ رہی تھی۔ اس نے کہا: سبحان اللہ! عباس! یہ کون ہیں؟ میں نے کہا: یہ مہاجرین و انصار کے جلو میں اللہ کے رسول ﷺ ہیں۔ اس نے کہا: ابو الفضل! اللہ کی قسم! ان کے مقابلے کی کسی کو کوئی طاقت اور قدرت حاصل نہیں ہے، تیرے بھتیجے کی بادشاہت عظیم ہوگئی ہے؟ میں نے کہا: ابوسفیان! بیشک یہ نبوت ہے۔ اس نے کہا: جی ہاں بالکل۔ میں نے کہا: اپنی قوم کے لیے نجات طلب کرو۔ پس وہ وہاں سے نکل پڑا اور اپنی قوم کے پاس پہنچ کر بلند آواز سے کہا: او قریشیو! یہ محمد ﷺ آ گئے ہیں، ایسے لشکر کے ساتھ کہ تم میں جس کا مقابلہ کرنے کی کوئی قدرت نہیں ہے، (سنو) جو ابوسفیان کے گھر داخل ہوگا، وہ امن پائے گا۔ یہ سن کر اس کی بیوی ہند بنت عتبہ کھڑی ہوئی، اس کی مونچھیں پکڑیں اور کہا: قتل کر دو اس کالے رنگ کے ذلیل آدمی کو، قوم کا سرکردہ بندہ ہی قبیح ہو گیا ہے، اس نے کہا: تمہارا ستیاناس ہو جائے! اپنے آپ کو دھوکے میں نہ ڈالو، محمد ﷺ جس لشکر کے ساتھ آیا ہے، تم میں اس کا مقابلہ کرنے کی سکت نہیں ہے، (سنو) جو بھی ابوسفیان کے گھر داخل ہوا، اسے امان مل جائے گی۔ انھوں نے کہا: تو ہلاک ہو جائے! تیرا گھر کتنوں کو کفایت کرے گا؟ اس نے کہا: اور جس نے اپنا دروازہ بند کر دیا، وہ بھی امن میں رہے گا اور جو مسجد میں داخل ہو گیا، وہ بھی امن پائے گا۔ (یہ سن کر) لوگ اپنے گھروں اور مسجد کی طرف چل پڑے۔

تخريج: أخرجه ابن أسحاق في "السيرة": ٤/ ١٧ ـ ٢٤ ـ ابن هشام، والطبراني في "المعجم الكبير" ٨/ ١٠ ـ ١٥ ـ والسياق لهـ، والطبري في "التاريخ": ٣/ ١١٤ ـ ببعضه ـ، و الحاكم: ٣/ ٤٣، والبيهقي في "دلائل النبوة": ٥/ ٣٢، وأبوداود: ٣٠٢١ فقرة منه

شرح:...... فتح مکہ آپ ﷺ کی حیاتِ طیبہ کا بہت بڑا کارنامہ تھا، بلکہ آپ ﷺ کا مقصدِ حیات تھا، فتح مکہ سے لوگوں پر یہ بات بالکل واضح ہوگئی کہ آپ ﷺ اللہ کے سچے پیغمبر ہیں۔ کئی قبائل نے قبولیتِ اسلام اور صداقتِ نبی کے لیے فتح مکہ کی شرط لگا رکھی تھی، سو اس فتح کے بعد لوگ فوج در فوج مسلمان ہونے لگے، جب کہ اس سے قبل ایک ایک دو دو فرد مسلمان ہوتے تھے، یہ عظیم فتح اس بات کی علامت تھی کہ آپ ﷺ کی ذمہ داری پوری ہوگئی اور آپ کا دنیا سے کوچ فرمانے کا مرحلہ قریب آ گیا ہے، اس لیے آپ ﷺ کو حکم دیا گیا کہ حمد و تسبیح الٰہی اور استغفار کا خوب اہتمام کریں۔

ایسے ہی ہوا اور آپ ﷺ فتح مکہ سے تقریباً اڑھائی سال بعد دنیائے فانی سے رحلت فرما گئے۔

آپ ﷺ سب سے بڑے عادل تھے

(٤٠٦٢)۔ عَنْ أَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ: بَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ يُقْسِمُ مَالاً إِذْ أَتَاهُ ذُو الْخُوَيْصِرَةِ رَجُلٌ مِنْ بَنِي تَمِيمٍ۔ فَقَالَ: يَامُحَمَّدُ! إِعْدِلْ، فَوَاللّٰهِ مَاعَدَلْتَ مُنْذُ الْيَوْمِ! فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((وَاللّٰهِ! لاَ تَجِدُوْنَ بَعْدِيْ اَعْدَلَ عَلَيْكُمْ مِنِّي۔)) ثَلاَثَ مَرَّاتٍ فَقَالَ عُمَرُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أَتَأْذَنُ لِي فَأَضْرِبَ عُنُقَهُ؟ فَقَالَ: ((لاَ إِنَّ لَهُ أَصْحَابًا يَحْقِرُ أَحَدُكُمْ صَلاَتَهُ مَعَ صَلاَتِهِمْ.....)) الحديث۔

(الصحيحة:٢٤٠٦)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ مال تقسیم فرما رہے تھے، بنوتمیم کا ایک ذوالخویصرہ نامی آدمی آیا اور کہا: اے محمد! انصاف کرو، اللہ کی قسم! آج تم نے انصاف نہیں کیا۔ نبی کریم ﷺ نے تین مرتبہ فرمایا: ''اللہ کی قسم! تم میرے بعد اپنے حق میں مجھ سے زیادہ عدل کرنے والا نہیں پاؤ گے۔'' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا آپ مجھے اجازت دیں گے کہ اس کی گردن اتار دوں؟ آپ نے فرمایا: ''نہیں۔'' اس کے ایسے ساتھی بھی ہیں کہ تم اپنی نماز کو ان کی نماز کے مقابلے میں حقیر سمجھو گے۔''

تخريج: أخرجه أحمد:٣/ ٦٥، وأخرجه مسلم: ٣/ ١٢٢، لكن ليس فيه لفظ: ((والله لا تجدون بعدى اعدل عليكم منى))

شرح:...... حدیث کے آخر میں خارجی لوگوں کی طرف اشارہ کیا گیا ہے، جنھوں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے خلاف بغاوت کی تھی۔

ہر مسلمان پناہ دے سکتا ہے

(٤٠٦٣)۔ عَنْ أُمِّ هَانِئٍ بِنْتِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، قَالَتْ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ فَتْحِ مَكَّةَ أَجَرْتُ رَجُلَيْنِ مِنْ أَحْمَائِي فَأَدْخَلْتُهُمَا بَيْتًا وَأَغْلَقْتُ عَلَيْهِمَا بَابًا، فَجَاءَ ابْنُ أُمِّي عَلِيُّ ابْنُ أَبِي طَالِبٍ، فَتَفَلَّتَ عَلَيْهِمَا بِالسَّيْفِ، قَالَتْ: فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَلَمْ أَجِدْهُ، وَوَجَدْتُ فَاطِمَةَ، فَكَانَتْ أَشَدَّ عَلَيَّ مِنْ زَوْجِهَا، قَالَتْ: فَجَاءَ

حضرت ام ہانی بنتِ ابی طالب رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ کہتی ہیں: میں نے فتح مکہ والے دن اپنے سسرال کے دو آدمیوں کو پناہ دی اور اُن کو گھر میں داخل کر کے دروازہ بند کر دیا۔ میری ماں کا بیٹا علی بن ابو طالب آیا اور اُن دونوں پر تلوار سونت لی۔ میں نبی کریم ﷺ کے پاس چلی گئی، لیکن آپ ﷺ موجود نہ تھے، البتہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا موجود تھیں، لیکن وہ مجھ پر اپنے خاوند سے بھی زیادہ سخت تھیں۔ اچانک نبی کریم ﷺ تشریف لائے، آپ پر غبار کے

النَّبِيُّ ﷺ وَعَلَيْهِ أَثَرُ الْغُبَارِ، فَأَخْبَرْتُهُ، فَقَالَ: ((يَا أُمَّ هَانِىءٍ! قَدْ أَجَرْنَا مَنْ أَجَرْتِ، وَأَمَّنَّا مَنْ أَمَّنْتِ۔)) (الصحيحة:٢٠٤٩)

اثرات تھے۔ جب میں نے آپ کو ساری بات بتلائی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے ام ہانی! جس کو تو نے پناہ دی اُس کو ہم نے پناہ دی اور جس کو تو نے امن دیا اُس کو ہم نے امن دیا۔''

تخريج: أخرجه أحمد:٦/ ٣٣١، ٣٤٣، وأخرجه الشيخان دون قوله: ((وامّنا من امنت))

شرح:...... اگرچہ اعمال کی وجہ سے مومنوں اور مسلمانوں کے ایمان میں تفاوت پایا جاتا ہے، لیکن بحیثیتِ اسلام تمام مسلمانوں میں یکسانیت پائی جاتی ہے۔ مرد و زن، ادنی و اعلی اور امیر و غریب میں کوئی فرق نہیں ہے، اس لیے جو مسلمان کسی کافر کو پناہ دے دے گا، دوسرے مسلمانوں پر فرض ہوگا کہ وہ اس پناہ کا لحاظ کرتے ہوئے کافر کے حقوق کا خیال رکھیں۔

فقرا صحابہ کا مقام و مرتبہ

(٤٠٦٤)۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ: مَرَّ الْمَلَأُ مِنْ قُرَيْشٍ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَعِنْدَهُ صُهَيْبٌ، وَبِلَالٌ، وَعَمَّارٌ، وَخَبَّابٌ، وَنَحْوُهُمْ مِنْ ضُعَفَاءِ الْمُسْلِمِيْنَ، فَقَالُوْا: يَامُحَمَّدُ! اطْرُدْهُمْ، أَرَضِيْتَ هٰؤُلَاءِ مِنْ قَوْمِكَ، أَفَنَحْنُ نَكُوْنُ تَبَعاً لِهٰؤُلَاءِ؟! أَهٰؤُلَاءِ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِنْ بَيْنِنَا؟ فَلَعَلَّكَ إِنْ طَرَدْتَهُمْ أَنْ نَأْتِيَكَ! قَالَ: فَنَزَلَتْ: ﴿وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهُ مَا عَلَيْكَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِنْ شَيْءٍ وَمَا مِنْ حِسَابِكَ عَلَيْهِمْ مِنْ شَيْءٍ فَتَطْرُدَهُمْ فَتَكُوْنَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ۔﴾ (الصحيحة:٣٢٩٧)

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ قریش کے سردار، رسول اللہ ﷺ کے پاس سے گزرے اور آپ کے پاس صہیب، بلال، عمار، خباب رضی اللہ عنہم اور ان جیسے کمزور مسلمانوں میں سے کچھ افراد بیٹھے ہوئے تھے، قریش کے سرداروں نے کہا: اے محمد ﷺ! ان کو دھتکار دے، کیا تو اپنی قوم میں سے ان پر راضی ہو گیا ہے؟ کیا ہم ان لوگوں کے پیروکار ہوں گے؟ کیا ہم میں سے اللہ تعالیٰ نے ان پر احسان کیا ہے؟ اگر تو ان کو دھتکار دے تو شاید ہم تیرے پاس آیا کریں۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ''(اے محمد!) جو صبح شام اللہ کی خوشنودی کے لیے اُسے پکارتے ہیں اُن کو نہ دھتکارنا۔ اُن کے حساب میں سے نہ کچھ تیرے ذمہ ہے اور نہ تیرے حساب میں سے کچھ اُن کے ذمے ہے۔ اگر آپ نے اُن کو دھتکارا تو آپ ظالموں میں سے ہو جائیں گے۔''

تخريج: أخرجه أحمد: ١/ ٤٢٠ من طريق أسباط مختصرا نحوه، والبزار: ٣/ ٤٨/ ٢٢٠٩۔ والسياق له۔ من طريق ابن جرير في "التفسير": ٧/ ١٣٧، والطبراني في "المعجم الكبير": ١٠/ ٢٦٨/ ١٠٥٢٠

شرح:...... کسی کے ایمان و اسلام کے مقابلے میں کسی کے مال و دولت اور منصب و امارت کو ترجیح نہیں دی جا سکتی۔ یہ فقیروں کا ایمان ہی تھا کہ جس کی بنا پر سید الاولین والآخرین محمد رسول اللہ ﷺ کو وعید سنا دی گئی۔

آپ ﷺ کے ہاں سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کا مقام

(٤٠٦٥)۔ عَنْ رَبِيْعَةَ الأَسْلَمِيِّ، قَالَ: كُنْتُ أَخْدُمُ رَسُوْلَ اللّٰهِ، فَأَعْطَانِيْ أَرْضًا وَأَعْطٰى أَبَا بَكْرٍ أَرْضًا، وَجَاءَتِ الدُّنْيَا فَاخْتَلَفْنَا فِيْ عَذْقِ نَخْلَةٍ، فَقَالَ أَبُوْبَكْرٍ: هِيَ فِيْ حَدِّ أَرْضِيْ! وَقُلْتُ أَنَا هِيَ فِيْ حَدِّيْ! وَكَانَ بَيْنِيْ وَبَيْنَ أَبِيْ بَكْرٍ كَلَامٌ، فَقَالَ لِيْ أَبُوْ بَكْرٍ كَلِمَةً كَرِهْتُهَا وَنَدِمَ فَقَالَ. لِيْ: يَا رَبِيْعَةُ! رُدَّ عَلَيَّ مِثْلَهَا حَتّٰى يَكُوْنَ قِصَاصًا، قُلْتُ: لَا أَفْعَلُ، فَقَالَ أَبُوْبَكْرٍ: لَتَقُوْلَنَّ أَوْ لَأَسْتَعْدِيَنَّ عَلَيْكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قُلْتُ: مَا أَنَا بِفَاعِلٍ۔ قَالَ: وَرَفَضَ الأَرْضَ فَانْطَلَقَ أَبُوْبَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَانْطَلَقْتُ أَتْلُوْهُ، فَجَاءَ أُنَاسٌ مِنْ أَسْلَمَ فَقَالُوْا: رَحِمَ اللّٰهُ أَبَا بَكْرٍ! فِيْ أَيِّ شَيْءٍ يَسْتَعْدِيْ عَلَيْكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، وَهُوَ الَّذِيْ قَالَ لَكَ مَا قَالَ؟ فَقُلْتُ: أَتَدْرُوْنَ مَنْ هٰذَا؟ هٰذَا أَبُوْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقُ، وَهُوَ (ثَانِيَ اثْنَيْنِ) وَهُوَ ذُوْ شَيْبَةِ الْمُسْلِمِيْنَ، فَإِيَّاكُمْ يَلْتَفِتُ فَيَرَاكُمْ تَنْصُرُوْنِيْ عَلَيْهِ فَيَغْضَبُ، فَيَأْتِيَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَيَغْضَبُ لِغَضَبِهِ، فَيَغْضَبُ اللّٰهُ لِغَضَبِهِمَا، فَيَهْلَكَ رَبِيْعَةُ: قَالُوْا: فَمَا تَأْمُرُنَا؟ قَالَ: ارْجِعُوْا۔ فَانْطَلَقَ أَبُوْبَكْرٍ

حضرت ربیعہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت کرتا تھا، آپ نے مجھے زمین دی اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بھی زمین دی۔ ہم پر دنیا غالب آ گئی، کھجور کے ایک درخت کے بارے میں ہمارا جھگڑا ہو گیا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ میری زمین کی حد میں ہے۔ میں نے کہا: یہ میری حد میں ہے۔ میرے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے درمیان سخت کلامی ہوئی، ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ایسا کلمہ کہا جس کو میں نے ناپسند کیا اور وہ خود بھی شرمندہ ہوئے۔ (بالآخر) انہوں نے مجھے کہا: اے ربیعہ! مجھے یہی کلمہ کہو تا کہ بدلہ ہو جائے۔ لیکن میں نے کہا کہ میں ایسا نہیں کروں گا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: تجھے ضرور کہنا پڑے گا، ورنہ میں رسول اللہ ﷺ سے فریاد کروں گا۔ میں نے کہا میں ایسا (جملہ) نہیں کہوں گا۔ ربیعہ کہتے ہیں: ابوبکر زمین چھوڑ کر نبی کریم ﷺ کی طرف چل دیے، میں بھی ان کے پیچھے چل پڑا۔ بنو اسلم قبیلہ کے چند لوگ آئے اور انہوں نے کہا: اللہ، ابوبکر رضی اللہ عنہ پر رحم کرے، بھلا وہ رسول اللہ ﷺ کس چیز کے متعلق تیرے خلاف فریاد کریں گے۔ حالانکہ انھوں نے تجھے ایسے ایسے بھی کہا ہے۔ میں نے کہا: تم جانتے ہو کہ یہ کون ہے؟ یہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں، (غارِ ثور) میں دو میں سے دوسرے وہ تھے اور وہ مسلمانوں کے بزرگ ہیں۔ پس تم بچو (کہیں ایسا نہ ہو) کہ وہ تم کو اپنے خلاف میری مدد کرتے ہوئے دیکھ کر غصے ہو جائیں، پھر وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس جائے اور آپ اس کے غصے کی وجہ سے ناراض ہو جائیں اور پھر اللہ تعالیٰ ان دونوں کی

رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَتَبِعْتُهُ وَحْدِيْ وَجَعَلْتُ أَتْلُوْهُ حَتّٰى أَتَى النَّبِيَّ فَحَدَّثَهُ الْحَدِيْثَ كَمَا كَانَ فَرَفَعَ إِلَيَّ رَأْسَهُ فَقَالَ: ((يَا رَبِيْعَةُ! مَالَكَ وَلِلصِّدِّيْقِ؟)) قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! كَانَ كَذَا وَكَانَ كَذَا، فَقَالَ لِيْ كَلِمَةً كَرِهْتُهَا، فَقَالَ لِيْ: قُلْ كَمَا قُلْتُ لَكَ حَتّٰى يَكُوْنَ قِصَاصاً۔ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَجَلْ فَلَا تَرُدَّ عَلَيْهِ وَلٰكِنْ قُلْ: غَفَرَاللّٰهُ لَكَ يَا أَبَا بَكْرٍ! غَفَرَاللّٰهُ لَكَ يَا أَبَابَكْرٍ۔)) قَالَ: فَوَلّٰى أَبُوْبَكْرٍ رَحِمَهُ اللّٰهُ وَهُوَ يَبْكِيْ۔ (الصحيحة: ٣١٤٥)

ناراضگی کی وجہ سے ناراض ہو جائیں اور ربیعہ ہلاک ہو جائے۔ انہوں نے کہا: تو (پھر ایسے میں) تم ہمیں کیا حکم دیتے ہو؟ اس نے کہا: تم چلے جاؤ۔ (اب ہوا یوں کہ) ابوبکر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی طرف چلے اور میں بھی اکیلا ان کے پیچھے چل پڑا۔ پس وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور جیسی بات تھی ویسے ہی بیان کر دی۔ آپ ﷺ نے اپنا سر میری طرف اٹھایا اور فرمایا: ''اے ربیعہ تیرے اور صدیق کے مابین کیا معاملہ ہے؟'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! معاملہ تو ایسے ایسے تھا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مجھے ایسا کلمہ کہا جس کو میں نے ناپسند کیا، پھر انھوں نے انہوں نے مجھے یہ بھی کہا کہ میں بھی ان کو وہی بات کہ دوں تا کہ لے چلے ہو جائے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ٹھیک ہے، اب تم نے (قصاصا) وہ بات نہیں دوہرانی، بلکہ یوں کہنا ہے: اے ابوبکر! اللہ تجھے معاف کرے۔ اے ابوبکر! اللہ تجھے معاف کرے۔'' جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ وہاں سے چلے تو وہ رو رہے تھے۔

تخريج: أخرجه أحمد: ٤/ ٥٨، والطبراني في "المعجم الكبير": ٥/ ٥٢ ـ ٥٣، وابن عساكر في "التاريخ": ٩/ ٥٨٣

شرح:...... سیدنا ابوبکر صدیق اور سیدنا ربیعہ رضی اللہ عنہما دونوں نے جھگڑا تو برابر کا کیا، ہاں یہ بات ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آخر میں ندامت کا اظہار کیا اور مقابل کو کہا کہ وہ یہی بات کر کے اس سے قصاص لے لے۔ لیکن سیدنا ربیعہ رضی اللہ عنہ کو ڈانٹنے کا مقصد یہ تھا کہ ابوبکر صدیق بزرگ ہیں، ان کا مقام و مرتبہ زیادہ ہے، اس لیے عام صحابہ کو ان کا لحاظ کرنا چاہیے اور ان سے کٹ حجتی کرنے سے باز رہنا چاہیے۔ جیسا کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((اَقِيْلُوْا ذَوِيْ الْهَيْئَاتِ عَثَرَاتِهِمْ اِلَّا الْحُدُوْدَ۔)) ......''صاحبِ حیثیت لوگوں کی غلطیاں معاف کر دیا کرو، الا یہ کہ وہ حدود ہوں۔'' (صحیحہ: ٦٣٨)

دنیا کا ہر وہ معاشرہ جس کو تہذیب و شائستگی سے ادنی تعلق بھی رہا ہو، اپنے اندر موجود باوقار، شریف النفس اور رذائل سے دور رہنے والے افراد کو قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور ان کی چھوٹی چھوٹی کوتاہیوں اور فروگذاشتوں کو نظر انداز کرتا نظر آتا ہے۔

غلط فہمی یا ناراضی ناممکن نہیں، بلکہ یہ انسان کی فطرت ہے، آدمی جذبات میں آ کر نامناسب باتیں بھی کہہ دیتا ہے،

لیکن نیک صفت لوگ جذبات میں ہونے والی تقصیروں کو ندامت کے آنسوؤں سے فوراً دھو لیتے ہیں، حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں بھی ناراضی ہو جاتی تھی، مگر وہ نفوس قدسیہ تقویٰ کی بلندیوں پر فائز ہونے کی وجہ سے فوراً اپنا معاملہ رفع دفع کرتے ہوئے دل صاف کر لیتے تھے۔ اس حدیثِ طیبہ سے جہاں سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی عزت و عظمت اور مقام و مرتبہ معلوم ہوتا ہے، وہاں یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ آپ حد درجہ رقیق القلب اور خوفِ خدا، خشیت الٰہی اور احترام انسانیت رکھنے والے شخص تھے۔

آپ ﷺ نے ایک سال پہلے اپنی وفات کی پیشین گوئی کر دی تھی
آپ ﷺ کی قبر مبارک کی زیارت کی مشروعیت

(٤٠٦٦)۔ عَنْ عَاصِمِ بْنِ حُمَيْدٍ السُّكُوْنِيِّ: أَنَّ مُعَاذاً لَمَّا بَعَثَهُ النَّبِيُّ ﷺ خَرَجَ مَعَهُ النَّبِيُّ ﷺ يُوْصِيْهِ، وَمُعَاذٌ رَاكِبٌ وَرَسُوْلُ اللّٰه ﷺ يَمْشِي تَحْتَ رَاحِلَتِهِ، فَلَمَّا فَرَغَ قَالَ: ((يَا مُعَاذُ! إِنَّكَ عَسٰى أَنْ لَّاتَلْقَانِي بَعْدَ عَامِيْ هٰذَا أَوَلَعَلَّكَ أَنْ تَمُرَّ بِمَسْجِدِي هٰذَا أَوْقَبْرِي۔)) فَبَكٰى مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ جَشَعًا لِفِرَاقِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَاتَبْكِ يَامُعَاذُ! لَلْبُكَاءُ أَوْ إِنَّ الْبُكَاءَ مِنَ الشَّيْطَانِ۔)) (الصحيحة:٢٤٩٧)

عاصم بن حمید سکونی سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو (یمن کی طرف) بھیجا تو وصیت کرتے ہوئے اُس کے ساتھ نکلے، حضرت معاذ سوار تھے اور رسول اللہ ﷺ اُس کی سواری کے ساتھ چل رہے تھے۔ جب آپ فارغ ہوئے تو فرمایا: ''معاذ! شاید اس سال کے بعد تو مجھ سے ملاقات نہ کر سکے، لیکن ممکن ہے کہ تو میری مسجد یا میری قبر کے پاس سے گزرے۔'' حضرت معاذ رسول اللہ ﷺ کی جدائی کی وجہ سے گھبرا گئے اور رونا شروع کر دیا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''معاذ! نہ روؤ، بیشک رونا شیطان کی طرف سے ہوتا ہے۔''

تخريج: أخرجه أحمد: ٥/ ٢٣٥

شرح:...... چونکہ آپ ﷺ صاحبِ وحی تھے، اس لیے مستقبل کی خبر دینا یا اپنی وفات کا اندیشہ ظاہر کرنا کوئی بعید بات نہیں ہے، اس سے
آپ ﷺ کا عالم الغیب ہونا لازم نہیں آتا، کیونکہ یہ صفت صرف اللہ تعالیٰ کی ہے۔

امام البانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: ڈاکٹر بوطی نے اپنی کتاب (فقه السنة) میں اس حدیث سے نبی کریم ﷺ کی قبر مبارک کی زیارت کی مشروعیت کا استدلال کیا ہے، جس کے بارے میں اس کا گمان یہ تھا کہ ابن تیمیہ اس کا انکار کرتے ہیں۔
میں (البانی) کہتا ہوں: بوطی کے استدلال سے ہمارا کوئی اختلاف نہیں ہے، کیونکہ یہ تو واضح ہے۔ لیکن ہم قارئ حضرات کو متنبہ کرنا چاہتے ہیں کہ اس نے شیخ الاسلام ابن تیمیہ کے بارے میں جو وہم و گمان پیش کیا ہے، وہ باطل اور

جھوٹ ہے، کیونکہ ابن تیمیہ کی تصنیفات آپ ﷺ کی قبر مبارک کی زیارت کی مشروعیت سے بھری پڑی ہیں، بلکہ انھوں نے تو اس زیارت کے آداب بھی بیان کیے ہیں۔

ہاں یہ بات درست ہے کہ امام ابن تیمیہ نے درج ذیل حدیث سے استدلال کرتے ہوئے آپ ﷺ کی قبر مبارک کا قصد کر کے اس کی طرف سفر کرنے سے منع کیا ہے:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((إِنَّمَا تُضْرَبُ أَكْبَادُ الْمَطِيِّ إِلٰى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ: الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ، وَمَسْجِدِي هٰذَا وَالْمَسْجِدِ الْأَقْصٰى۔)) (صحیحہ: ۹۹۷)...... ''سواریوں کو نہیں بھگایا جاتا (یعنی سفر کا اہتمام نہیں کیا جا سکتا) مگر تین مساجد کی طرف، یعنی مسجد حرام، میری مسجد یعنی مسجد نبوی اور مسجد اقصی۔''

یہ حدیث صحیح بخاری وصحیح مسلم میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ''لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ......'' کے الفاظ کے ساتھ مروی ہے۔ جب میں نے اپنی کتاب (دفاع عن الحدیث النبوی) میں بوطی کا ردّ کیا تو تفصیل کے ساتھ امام ابن تیمیہ کے اقوال بیان کیے ہیں۔ لیکن پھر بھی کتاب کے آخری ایڈیشن کے شائع ہونے سے امام ابن تیمیہ کے بارے میں اس جھوٹ اور دروغ گوئی پر ڈاکٹر بوطی کے اصرار کا کیا مقصد ہے؟

اس کا جواب ہر عقلمند قاری دے سکتا ہے۔ (صحیحہ: ۲٤۹۷)

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ آپ ﷺ کی قبر کی زیارت مشروع ہے، جیسے عام قبرستان کی زیارت کا مسئلہ ہے، لیکن مسجد نبوی، مسجد حرام اور مسجد اقصی کی طرح قصد کر کے آپ ﷺ کی قبر مبارک کی طرف سفر کرنا منع ہے۔

عید میلاد النبی ﷺ کی شرعی حیثیت

نبی کریم ﷺ کی ولادت باسعادت راجح قول کے مطابق (۹) ربیع الاول کو سوموار والے دن مکہ مکرمہ میں ہوئی، یہ عام الفیل تھا۔

انسانی ذہن جس اچھی خصلت اور حسین خوبی کا تصور کر سکتا ہے، محمد رسول اللہ ﷺ بدرجۂ اتم واکمل اس سے متصف ہوتے ہیں۔ رسولِ معظم، خاتم النبیین، محبوب ربّ العالمین، رحمۃ للعالمین، سید ولد آدم، بشر بے مثال، امام الانبیا، نور ہدایت، مشفق ومہربان، محسن عظیم، صاحب قرآن، صاحبِ مقام محمود، صاحبِ شفاعتِ عظمی، مدعوِ ابراہیمی، مبشر عیسٰی، ہادی عالم، محمد واحمد ہمارے دلوں کی دھڑکن ہیں، ہمارے ایمان کی علامت ہیں، ہماری خوشیوں کو مرکز ہیں، ہماری روحانی تسکین کا سبب ہیں، ہماری اطاعت وفرمانبرداری کا معیار ہیں۔

لیکن ان تمام معاملات میں ہم آپ ﷺ کے حکم کے پابند ہیں، ہماری خوشی ہمیں غلو پر مجبور نہیں کرے گی اور ہماری غمی قلوب واذہان میں پائے جانے والے مقامِ مصطفی میں کمی کا باعث نہیں بن سکے گی۔ (ان شاء اللہ الرحمٰن)۔

محمد رسول اللہ ﷺ ایک ایسی غیر متنازعہ شخصیت ہے، کہ اسلام کے نام پر وجود پکڑنے والی ہر جماعت اور ہر فرقے آپ ﷺ کو اور آپ کے فضائل ومناقب ومعجزات کو تسلیم کیا۔

بہرحال شریعت مطہر کا اصول یہ بھی ہے کہ اللہ تعالی نے آپ ﷺ کو جو شان وعظمت عطا کی ہے اور قرآن و حدیث میں آپ ﷺ کا جو مقام و مرتبہ بیان کیا گیا ہے، اسی پر اکتفا کیا جائے اور آپ ﷺ کی ذات میں غلو نہیں کرنا چاہئے۔ سیدنا انس بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((اَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ، اَنَا عَبْدُاللّٰهِ وَرَسُوْلُهُ ، مَا اُحِبُّ اَنْ تَرْفَعُوْنِيْ فَوْقَ مَنْزِلَتِيَ الَّتِيْ اَنْزَلَنِيْهَا اللّٰهُ۔)) ...... ''میں عبداللہ کا بیٹا محمد ہوں، میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں، میں نہیں چاہتا کہ تم لوگ مجھے اس مقام و مرتبہ سے بڑھا چڑھا کر پیش کرو جو اللہ تعالی نے مجھے عطا کیا ہے۔ (مسند احمد: ۳/ ۱۵۳، ۲٤۱)

مزید غور فرمائیں کہ

آپ ﷺ سے محبت کا کرنا جزوِ ایمان ہے۔

آپ ﷺ کی حیاتِ مبارکہ میں اسلام کی تمام شقوں کی تکمیل ہو چکی ہے۔

آپ ﷺ کی زندگی میں ہر خیر و بھلائی کا تعین ہو چکا ہے۔

اسلام میں آپ ﷺ نے صرف دو عیدوں کا تصور دیا ہے۔

ان حقائق کے باوجود آپ ﷺ کے تیئیس سالہ دور نبوت اور خیر القرون میں ربیع الاول کے مہینے میں آپ ﷺ کی ولادت باسعادت کا کوئی اہتمام نہیں کیا گیا۔

غور فرمائیں کہ نبی کریم ﷺ کو چالیس کی عمر میں نبوت ملی، آپ ﷺ کی نبوت والی زندگی میں (۲۳) دفعہ (۹) ربیع الاول کا دن آیا، آپ ﷺ کی وفات کے بعد محبّ رسول سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں (۲) دفعہ، فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی خلافت میں (۱۰) دفعہ، سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں (۱۱) دفعہ اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی خلافت میں (۵) مرتبہ یہ دن آیا۔

سیدنا ابوطفیل عامر بن واثلہ رضی اللہ عنہ آخری صحابی ہیں، جو ۱۱۰ھ میں فوت ہوئے۔ یعنی صحابہ کرام کے سنہری دور میں (۱۰۰) دفعہ ربیع الاول کے مہینے کا چاند طلوع ہوا، لیکن کسی کی محبت نے اسے عید میلاد النبی ﷺ منانے پر مجبور نہ کیا۔

مزید غور فرمائیں: تابعین کا دور (۱۸۰ھ) میں اور تبع تابعین کا زمانہ (۲۲۰ھ) میں ختم ہوا۔ ائمہ اربعہ کی زندگیوں پر نگاہ ڈالیے، امام ابوحنیفہ نے (۷۰) سال، امام مالک نے (۸٦) سال، امام شافعی نے (۵۴) سال اور امام احمد نے (۷۷) سال عمر پائی۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد چھ سو سال گزر جاتے ہیں۔ قارئین کو ربیع الاول کے مہینے کا اندازہ کر لینا چاہیے کہ وہ کتنی دفعہ آیا ہوگا؟ لیکن کسی صحابی، تابعی، تبع تابعی، امام، محدث، فقیہ اور ولی کو اس مروّجہ عید کو فروغ دینے کی جرأت نہ ہوئی۔ لیکن پھر بھی یہ دین ہے؟!

ابو سعید کوکبوری بن ابی الحسن علی بن محمد الملقب الملک المعظم مظفر الدین (۵۸۶ ھ) میں اربل کا گورنر مقرر ہوا، اس نے (۶۰۴ ھ) میں محفل میلاد کا آغاز کیا۔ تاریخ ابن خلکان میں ہے کہ شاہِ اربل مجلس میلاد کو ہر سال نہایت شان و شوکت سے مناتا تھا، جب اربل شہر کے اردگرد والوں کو خبر ہوئی کہ شاہ اربل نے ایک محفل کا انعقاد کیا ہے، جس کو وہ بڑی عقیدت سے انجام دیتا ہے، تو بغداد، موصل، جزیرۂ سجاوند اور دیگر بلادِ عجم سے گویے، شعرا اور واعظین بادشاہ کو خوش کرنے کے لیے ناچ گانے کے آلات لے کر محرم ہی سے اربل شہر میں آنا شروع ہو جاتے۔ قلعہ کے نزدیک ہی ایک ناچ گھر تیار کیا گیا تھا، جس میں کثرت سے قبے اور خیمے تھے، شاہِ اربل ان خیموں میں آتا، گانا سنتا اور کبھی کبھی مست ہو کر ان گویوں کے ساتھ خود رقص کرنا شروع ہو جاتا تھا۔

جب محفل میلاد کا چرچا ہوا تو ضعیف الایمان خوشامدی لوگ اکٹھے ہو گئے۔ اس وقت ایک مشہور عالم دین ابو الخطاب عمر بن حسن المعروف ابن دحیہ کلبی موجود تھا، وہ خراسان جا رہا تھا، جب اربل شہر سے اس کا گزر ہوا تو اسے پتہ چلا کہ یہاں کے بادشاہ نے ایک مجلس میلاد ایجاد کی ہے۔ جس سے اُسے انتہائی رغبت ہے، ابن دحیہ نے مال و دولت کے لالچ میں میلاد کے ثبوت میں ایک رسالہ ''التنویر فی مولد السراج المنیر'' لکھا، پھر بادشاہ تک رسائی حاصل کی اور دربار میں پڑھ کر سنایا، شاہِ اربل نے خوش ہو کر ایک ہزار اشرفی بطورِ انعام دے دی۔ (حسن المقصد فی عمل المولد للامام السیوطی، وفیات الاعیان لابن خلکان: ۳/ ۴۴۹)

یہ ابن دحیہ کیسا شخص تھا؟ حافظ ابن حجر نے لکھا: ابن نجار کہتے ہیں: میں نے تمام لوگوں کو ابن دحیہ کے جھوٹے اور ضعیف ہونے پر متفق پایا۔'' (لسان المیزان: ۲/ ۲۹۵)

حافظ ابن حجر نے مزید لکھا: یہ شخص ائمہ دین اور سلف صالحین کی شان میں گستاخی کرنے والا اور خبیث زبان والا تھا۔ بڑا احمق اور متکبر تھا اور دین کے کاموں میں بڑا بے پرواہ تھا۔ (لسان المیزان: ٤/ ٢٩٦)

لاہور میں مروجہ عید کے جلوس کا آغاز (۵) جولائی (۱۹۳۳ء) میں ہوئی۔ (روزنامہ کوہستان لاہور، عید میلاد ایڈیشن، ۲۲ جولائی ۱۹۶۴)

پاک و ہند میں کچھ عرصہ پہلے (۱۲) ربیع الاول کو ''بارہ وفات'' کے نام سے یاد کیا جاتا تھا، چونکہ ''وفات'' کے نام کے ساتھ ہلڑ بازی اور تماش بینی کی محفلوں کا انعقاد ممکن نہ تھا، اس لیے آہستہ آہستہ اسے عید میلاد النبی کا نام دے دیا گیا، جیسا کہ عبد الحکیم شرف قادری نے نور بخش توکلی کی مشہور کتاب ''سیرتِ رسول عربی'' کے مقدمے میں لکھا: بارہ ربیع الاول کو عام طور پر بارہ وفات کہا جاتا تھا، یہ حضرت علامہ توکلی کی کوششوں کا نتیجہ ہے کہ گورنمنٹ کے گزٹ میں اسے عید میلاد النبی کے نام سے منظور کروایا۔''

عید میلاد کس دن منائیں؟

اسلام نے اہل اسلام کے لیے دو عیدوں کا انتخاب کیا، بالاتفاق پہلی عید کا انعقاد رمضان کے بعد یکم شوال کو اور

دوسری عید کا انعقاد (۱۰) ذوالحجہ کو ہوتا ہے۔ کبھی کسی نے اختلاف نہ کیا۔

لیکن جب عید میلاد النبی ﷺ کی باری آتی ہے تو اس کی کم از کم سات تاریخیں ہمارے سامنے آتی ہیں:

(۹) ربیع الاول	(۵) ربیع الاول
(۸) ربیع الاول	(۱۰) ربیع الاول
(۱۲) ربیع الاول	(۱۷) ربیع الاول
(۱۰) محرم	

برصغیر کے اکثر سیرت نگاروں نے (۹) ربیع الاول کو یوم ولادت باسعادت قرار دیا ہے، جیسے قاضی سلیمان منصور پوری، اکبر شاہ نجیب آبادی، معین الدین احمد، چوہدری افضل حق۔

لیکن سوال یہ ہے کہ مروجہ عید میلاد کے قائلین نے اپنے لیے (۱۲) ربیع الاول کا انتخاب کیسے کر لیا؟

لمحۂ فکریہ، دعوت فکر: ......اے محبِ رسول! تیری محبتِ مصطفی کی بنیاد کیا ہے؟ تیرے دماغ کا فیصلہ یا رسول اللہ ﷺ کی اطاعت؟ کیا تو اس حقیقت کو تسلیم کرتا ہے کہ صحابہ کرام، آپ ﷺ کی تربیت یافتہ ہستیاں تھیں؟ کیا اس عالم رنگ و بو میں ان کی محبت سب سے بڑھ کر تھی؟ اگر ایسے ہی ہے تو ان کی محبت کا معیار کیا تھا؟ کیا ہماری خوشی اور غمی کا معیار رسول اللہ ﷺ کی مقدس ذات نہیں ہے؟

کیا نبی کریم ﷺ کی حیاتِ سعیدہ میں شرعی احکام کی تکمیل ہو گئی تھی؟ کیا اس مبارک دور میں ہماری عبادات اور معاملات کے بارے میں قوانین کا تقرر کر دیا گیا تھا؟ کیا اب ہماری ہدایت ونجات کے لیے آیات واحادیث کافی نہیں ہیں؟ جس چیز کا تصور آپ ﷺ کے خیر و بھلائی والے دور میں نہ تھا، اگر بعد میں اسے ثواب کی علامت سمجھ لیا جائے تو کیا اسے بدعت نہیں کہتے؟ اگر آپ ان سوالات کے جوابات میں ہمارے ساتھ متفق ہیں تو غور فرمائیں کہ آپ ﷺ کے عہد میں عید میلاد کا کوئی تصور نہیں تھا، صحابہ کرام نے اس کا اہتمام نہیں کیا، یہ ایک بدعت ہے، کیونکہ ساتویں صدی میں اس کو وجود ملا اور محبتِ مصطفی کی علامت سمجھ کر اسے ثواب والا کام سمجھا گیا۔

تنبیہ: ...... اس مروجہ عید کے قائلین مختلف دلائل پیش کرتے ہیں۔ اس موضوع پر لکھے گئے مختلف کتابچوں کا مطالعہ کیا جا سکتا ہے۔ فی الحال یہ بات کہنا کافی ہے کہ اس عید کے ثبوت میں جو دلائل پیش کیے جاتے ہیں، پہلی چھ صدیوں میں ان کا علم کسی کو نہ ہو سکا۔ عہد نبوی، صحابہ کرام کا زمانہ کیا، تابعین، تبع تابعین اور محدثین کے ادوار کیا، سارے خیر والے زمانے گزرتے رہے لیکن کسی کو یہ استدلال کرنے کی نہ سوجھی۔ کتنا تعجب کیا جائے۔

❀❀❀❀

الْمُنَوَّعَاتُ

متفرق احادیث

المنوعات :"مُنَوَّعَة" کی جمع ہے، یہ اسم مفعول کا صیغہ ہے، اس کا فعل "نَوَّعَ" ہے، جس کے معانی ہیں: نوع بہ نوع کرنا، اشیا کی قسمیں بنانا، تنوع پیدا کرنا۔

یہاں "المنوعات" سے مراد مختلف موضوعات پر مشتمل قسما قسم کی احادیث ہیں۔

نیک غلام کی فضیلت

(٤٠٦٧)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ مَرْفُوْعًا: ((إِذَا نَصَحَ الْعَبْدُ سَيِّدَهُ، وَأَحْسَنَ عِبَادَةَ رَبِّهِ، كَانَ لَهُ أَجْرُهُ مَرَّتَيْنِ۔)) (الصحیحة:١٤١٦)

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب غلام اپنے آقا کے لیے مخلص بن جاتا ہے اور اچھے انداز میں اپنے رب کی عبادت کرتا ہے تو اسے دو اجر ملتے ہیں۔''

تخریج: أخرجه البخاري"٥/ ١٣٤، ومسلم: ٥/ ٩٤ ولم يسق لفظه، وأحمد: ٢/ ١٨، ٢٠، ١٠٢، ١٤٢

(٤٠٦٨)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعًا: ((لِلْعَبْدِ الْمَمْلُوكِ الصَّالِحِ أَجْرَانِ۔)) وَالَّذِي نَفْسُ أَبِي هُرَيْرَةَ بِيَدِهِ، لَوْلَا الْجِهَادُ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالْحَجُّ وَبِرُّ أُمِّيْ، لَأَحْبَبْتُ أَنْ أَمُوْتَ وَأَنَا مَمْلُوْكٌ۔ (الصحیحة:٨٧٧)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''نیک غلام کے لیے دوہرا اجر ہے۔'' (پھر حضرت ابو ہریرہ نے کہا:) اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں ابو ہریرہ کی جان ہے! اگر راہِ خدا میں جہاد، حج اور ماں کے ساتھ نیکی کرنے (جیسے مسائل نہ ہوتے) تو میں پسند کرتا کہ میں غلام کی موت مرتا۔

تخریج: أخرجه البخاري:٥/ ١٣٢، وفي"الأدب المفرد": ٣٢، ومسلم: ٥/ ٩٤، وأحمد: ٢/ ٣٣٠

شرح:...... کیونکہ غلام اپنی مرضی سے حج، جہاد اور ماں سے حسن سلوک جیسے امور میں شرکت نہیں کر سکتا، بلکہ وہ اپنے آقا کا پابند ہوتا ہے۔

(٤٠٦٩)۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ مَرْفُوْعًا: ((اَلْعَبْدُ إِذَا نَصَحَ لِسَيِّدِهِ وَأَحْسَنَ عِبَادَةَ اللّٰهِ، فَلَهُ أَجْرُهُ مَرَّتَيْنِ۔)) (الصحيحة: ١٦١٦)

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب غلام اپنے آقا سے خیر خواہی کرے اور اللہ تعالی کی عبادت اچھے انداز میں انجام دے تو اس کے لیے دوہرا اجر ہے۔''

تخریج: أخرجه مالك: ٣/ ١٤٦، ومن طريقه البخاري: ٥/ ١٣٢، وفي"الأدب المفرد": ٣١، وأخرجه مسلم: ٥/ ٩٤، وابوداود: ٢/ ٣٣٨ بلفظ: ((ان العبد ......))

شرح:...... اجر کا تعلق مشقت سے ہے، اللہ تعالی اور اپنے مالک کے حقوق ادا کرنے والا غلام دو اطاعتوں کی ذمہ داریاں پوری کرتا ہے اور اپنے مالک کی اطاعت بھی حقیقت میں اللہ تعالی کی ہی فرمانبرداری ہے، کیونکہ اللہ نے ہی ایسے کرنے کا حکم دیا ہے۔

فرزندانِ امت کی عمریں

(٤٠٧٠)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعًا: ((أَعْمَارُ أُمَّتِي مَابَيْنَ السِّتِّيْنَ إِلَى السَّبْعِيْنَ، وَأَقَلُّهُمْ مَنْ يَجُوْزُ ذٰلِكَ۔)) (الصحيحة:٧٥٧)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میری امت کی عمریں ساٹھ سے ستر سال کے درمیان ہیں، کم ہی لوگ ایسے ہیں جو اس حد سے تجاوز کرتے ہیں۔''

تخریج: رواه الترمذي: ٢/ ٢٧٢، وابن ماجه: ٤٢٣٦، وأبويعلى في"مسنده": ١٠/ ٣٩٠/ ٥٩٩٠، وابن حبان في"صحيحه": ٢/٩٦، في"النوع السبعون من قطعة منه محفوظة في الظاهرية"، والثعلبي: ٣/ ١٥٨/ ٢، والقضاعي: ٥/ ٢، والحاكم: ٢/ ٤٢٧، والخطيب: ٦/ ٣٩٧، ٤٢

(٤٠٧١)۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ مَرْفُوْعًا: ((أَقَلُّ أُمَّتِي الَّذِيْنَ يَبْلُغُوْنَ السَّبْعِيْنَ۔)) (الصحيحة:١٥١٧)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میری امت کے کم ہی لوگ ستر (برس کی عمر) تک پہنچیں گے۔''

تخریج: رواه ابن الضريس في"أحاديث مسلم بن أبراهيم الفراهيد" ٥/ ١، والعقيلي في"الضعفاء" ٥٦

شرح:...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے زیادہ تر افراد کی عمریں یہی رہی ہیں۔

اس امت میں صحابہ کرام میں ان افراد کی عمریں سب سے زیادہ تھیں: سیدہ اسما بنت ابو بکر رضی اللہ عنہا نے (١٠٠) سال، سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے (١٠٣) سال، سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے (١٢٠) سال اور سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے (٢٥٠) سال عمر پائی۔ آج کل بھی لمبی عمر پانے والے افراد موجود ہیں، بہر حال ان کی تعداد کم ہے۔

افضل ہجرت اور ہجرت کی اقسام

(٤٠٧٢)۔ عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ رَجُلٌ: يَارَسُوْلَ اللهِ! أَيُّ الْهِجْرَةِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: ((أَنْ تَهْجُرُوْا مَاكَرِهَ اللّٰهُ، وَالْهِجْرَةُ هِجْرَتَانِ: هِجْرَةُ الْحَاضِرِ، وَهِجْرَةُ الْبَادِيْ، أَمَّا الْبَادِيْ فَإِنَّهُ يُطِيْعُ إِذَا أُمِرَ، وَيُجِيْبُ إِذَا دُعِيَ، وَأَمَّا الْحَاضِرُ، فَهُوَ أَعْظَمُهُمَا بَلِيَّةً، وَأَفْضَلُهُمَا أَجْراً۔)) (الصحيحة:١٢٦٢)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! کون سی ہجرت افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہ کہ تم اللہ تعالیٰ کی ناپسندیدہ چیزوں کو ترک کر دو اور ہجرت کی بھی دو قسمیں ہیں: شہری کی ہجرت اور دیہاتی کی ہجرت۔ رہا مسئلہ دیہاتی کا، تو جب اسے حکم دیا جاتا ہے تو وہ اطاعت کرتا ہے اور جب اسے بلایا جاتا ہے تو وہ قبول کرتا ہے۔ لیکن شہری کی مصیبت و آزمائش زیادہ ہے اور وہ اجر وثواب میں بھی افضل ہے۔

تخريج: أخرجه ابن حبان: ١٥٨٠۔ ١٥٨١، والنسائي في"الكبير" ٢/ ٥٠۔ سير، والحاكم: ١/ ١١

شرح:...... سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ............ایک صحابی اٹھا اور یہ سوال کیا کہ کون سی ہجرت افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ((اَنْ تَهْجُرَ مَا كَرِهَ رَبُّكَ، وَالْهِجْرَةُ هِجْرَتَانِ: هِجْرَةٌ لِّلْبَادِيْ وَهِجْرَةٌ لِّلْحَاضِرِ، فَاَمَّا هِجْرَةُ الْبَادِيْ: فَيُطِيْعُ اِذَا اُمِرَ، وَيُجِيْبُ اِذَا دُعِيَ، وَاَمَّا هِجْرَةُ الْحَاضِرِ: فَهِيَ اَشَدُّهُمَا بَلِيَّةً وَاَعْظَمُهَا اَجْرًا۔)) (مسند احمد: ٢/١٥٩، ١٩١) ......”پروردگار کی ناپسندیدہ چیزوں کو ترک کر دینا افضل ہجرت ہے، دراصل ہجرت کی دو قسمیں ہیں: (١) دیہاتی لوگوں کی ہجرت اور (٢) شہری لوگوں کی ہجرت۔ دیہاتی کی ہجرت یہ ہے کہ جب اسے امیر کی طرف سے حکم دیا جائے تو اسے تسلیم کرے اور جب اسے بلایا جائے تو بلاوے کا جواب دے، رہا مسئلہ شہری کی ہجرت کا تو اس کی مصیبت و آزمائش زیادہ سخت اور اجر عظیم ہے۔“

اصطلاح میں دار الکفر سے دار الاسلام کی طرف منتقل ہونا ”ہجرت“ کہلاتا ہے، یاد رہے کہ مسلمان اپنے اسلام کی حفاظت کے لیے اپنے وطن کو ترک کرتا ہے اور ہجرت کا اصل مقصود برائیوں سے محفوظ رہنا ہے۔ جو انسان ہجرت کرنے کے باوجود اللہ تعالیٰ کی معصیت سے باز نہیں رہتا، اس کے لیے ہجرت فائدہ مند نہیں رہتی، اس اعتبار سے اللہ تعالیٰ کے حرام کردہ امور سے اجتناب کرنا اصل ہجرت ہے یا ہجرت کا بنیادی مقصد ہے۔

حقیقی مجاہد اور مہاجر وہی ہے جو اپنے نفس کی مخالفت کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں کو ترک کر دے، اگر ایک انسان ہجرت (یعنی ترک وطن) اور جہاد کے باوجود اللہ تعالیٰ کی معصیتوں سے پرہیز نہیں کرتا تو ایسی ہجرت اور جہاد کا کیا فائدہ جو اس کے نفس میں نیکی کا رجحان ہی پیدا نہ کر سکے؟ ہجرت اور جہاد تو اس چیز کا نام ہے کہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کی خاطر اس کے اوامر ونواہی کی پابندی کی جائے، وہ پابندی اپنا وطن چھوڑنے کی صورت میں ہو یا اسلام کی سربلندی کے

لیے اللہ کے دشمنوں سے پنجہ آزمائی کرنے کی صورت میں یا شریعت کی منع کردہ امور سے باز رہنے کی صورت میں۔

لفظ "زَعَمُوْا" کا استعمال کیسا ہے؟

صرف وہی بات یا حدیث بیان کی جائے، جس کے سچا ہونے کا یقین ہو

(٤٠٧٣)۔ عَنْ أَبِي مَسْعُوْدٍ، قَالَ: قِيْلَ لَهُ: مَاسَمِعْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ فِي "زَعَمُوْا"؟ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((بِئْسَ مَطِيَّةُ الرَّجُلِ زَعَمُوْا۔)) (الصحيحة: ٨٦٦)

ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: مجھے کہا گیا کہ آپ نے رسول اللہ ﷺ کو "زَعَمُوا" کے متعلق کیا فرماتے سنا؟ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "زَعَمُوا" آدمی کی بری سواری ہے، (یعنی برا تکیہ کلام ہے)۔"

تخريج: أخرجه ابن المبارك في "الزهد": ٣٧٧، والبخاري في "الادب المفرد": ٧٦٢، وابوداود: ٤٩٧٢، والطحاوي في "المشكل": ١/ ٦٨

شرح:...... "زَعَمُوْا" کے لفظی معانی یہ ہیں: انھوں نے گمان کیا، ان کا خیال ہے، انھوں نے جھوٹ بولا، انھوں نے کہا، انھوں نے بے حقیقت دعوی کیا، انھوں نے یقین رکھا۔

اس حدیثِ مبارکہ کا مفہوم یہ ہے کہ مسلمان کو وہی بات یا حدیث بیان کرنی چاہیے جس کے سچا ہونے کا یقین ہو، ہر سنی سنائی بات کو آگے بیان کرنے سے گریز کرنا چاہیے، جیسا کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((كَفٰى بِالْمَرْءِ كَذِبًا اَنْ يُّحَدِّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ۔)) ......"آدمی کے جھوٹا ہونے کے لیے یہ بات کافی ہے کہ جو سنے، اسے (بغیر تحقیق کے) آگے بیان کردے۔" (مسلم)

چونکہ عصر حاضر میں لوگوں میں گپ شپ لگانے، باتوں کے بتنگڑ بنانے اور دنیا کے مختلف خطوں اور ان کے باسیوں کے تذکرے کرنے کی جنون کی حد تک رغبت پائی جاتی ہے، اس لیے وہ اپنی بات کو سہارا دینے کے لیے یوں کہتے ہیں: آج بازار میں یہ بات ہو رہی تھی، لوگوں کو یہ بات کہتے ہوئے سنا گیا ہے، فلاں اخبار میں اس قسم کی بات شائع ہوئی ہے۔ یہ انداز "زَعَمُوْا" کا مصداق ہے۔

امام البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں: اس حدیث میں "زَعَمُوْا" کے کلمے کے استعمال کی مذمت کی گئی ہے، اگرچہ یہ "قَالَ" کے معنی میں بھی مستعمل ہے۔ قرآن مجید میں جہاں مذموم اقوام کے مذمت والے امور کا تذکرہ کیا گیا، وہاں اس لفظ کا استعمال ہوا، جیسے اللہ تعالی نے فرمایا: ﴿زَعَمَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنْ لَّنْ يُّبْعَثُوْا﴾ (سورۂ تغابن: ۷) اس کے بعد کہا گیا: ﴿بَلٰى وَ رَبِّيْ لَتُبْعَثُنَّ ثُمَّ لَتُنَبَّؤُنَّ بِمَا عَمِلْتُمْ﴾ (سورۂ تغابن: ۷) اس قسم کی کئی آیات ہیں۔

امام طحاوی نے بعض آیات ذکر کرنے کے بعد کہا: ان تمام آیات میں اللہ تعالی نے مذموم قوموں کے مذموم حالات اور ان کی جھوٹی باتوں کا ذکر کیا۔ اس لیے مسلمانوں کے لیے اس چیز کو ناپسند کیا گیا ہے کہ وہ اخلاق و ادیان اور اقوال و

افعال میں قابل مذمت لوگوں کی عادات کو اپنائیں۔ اہل ایمان کو تو یہ زیب دیتا ہے کہ وہ ان لوگوں کے اخلاق، ان کے قابل تعریف منہج اور سچے اقوال کو اسوہ بنائیں جو ایمان کی حالت میں سبقت لے جا چکے ہیں۔ اللہ تعالی ان سب سے راضی ہو۔

امام بغوی نے "شرح السنة: ١٢ / ٣٦٢" میں کہا: آپ ﷺ نے لفظ "زَعَمُوا" کی مذمت اس لیے کی ہے، کہ زیادہ تر اس لفظ کا استعمال ایسی باتوں کے لیے ہوتا ہے، جو زبانوں پر مشہور ہوتی ہیں، لیکن ان کی کوئی سند یا ثبوت نہیں ہوتا۔ آپ ﷺ نے لفظ "زَعَمُوا" کو سواری سے تشبیہ دی ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ آدمی اس لفظ کے ذریعے اپنی مقصودہ بات تک رسائی حاصل کرتا ہے۔ ماحصل یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ اس حدیث میں بیانات و روایات میں تحقیق کرنے کا حکم دے رہے ہیں، یعنی اگر کوئی شخص حدیث بیان کرنا چاہتا ہے تو صرف ثقہ راویوں کی بیان کردہ احادیث روایت کرنی چاہئیں، وگرنہ وہ اس ارشادِ نبوی کا مصداق بن جائے گا: "آدمی کے جھوٹا ہونے کے لیے یہی کافی ہے کہ وہ ہر سنی سنائی بات بیان کر دے۔" نیز آپ ﷺ نے فرمایا: "جس آدمی نے کوئی حدیث بیان کی، جبکہ اس کا خیال ہو کہ وہ جھوٹ ہے، تو وہ جھوٹوں میں سے ایک ہوگا۔" (صحیحه: ٨٦٦)

علم شریعت کو پھیلانا

(٤٠٧٤)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مَرْفُوْعًا: ((تَسْمَعُوْنَ وَيُسْمَعُ مِنْكُمْ، وَيُسْمَعُ مِمَّنْ سَمِعَ مِنْكُمْ۔)) (الصحيحة: ١٧٨٤)

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تم سن رہے ہو اور تم سے سنا جائے گا اور اس سے بھی سنا جائے گا جس نے تم سے سنا ہوگا۔"

تخريج: رواه أبوداود في "العلم": ٣٦٥٩، وابن حبان: ٧٧، وأحمد: ١/ ١/ ٣٢١

شرح:...... امام البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث پر یہ عنوان ثبت کیا ہے: "حضہ ﷺ علی سماع الحدیث وروایتہ" (آپ ﷺ کا حدیث کو سننے اور اسے روایت کرنے پر ترغیب دلانا)

امام ابوداود نے یہ حدیث "باب فضل نشر العلم" میں ذکر کی ہے۔ آپ ﷺ کا مقصود یہ تھا کہ آپ سے سننے والے صحابہ، تابعین کو بیان کریں۔ پھر تابعین، تبع تابعین کو سنائیں۔ اس طرح یہ سلسلہ چلتا رہے تاکہ علم پھیل جائے اور تبلیغ کا فریضہ پورا ہو جائے۔

ہر جھگڑے کا کفارہ دو رکعتیں ہے

(٤٠٧٥)۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ مَرْفُوعًا: ((تَكْفِيْرُ كُلِّ لِحَاءٍ رَكْعَتَانِ۔)) (الصحيحة:١٧٨٩)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "ہر جھگڑے کا کفارہ دو رکعتیں ہیں۔"

تخريج: رواه تمام الرازي في "الفوائد": ١٤١/ ١، وابن الاعرابی فی "معجمه": ١٧٨/ ٢

شـــرح:...... امام البانی کہتے ہیں: ایسے معلوم ہوتا ہے کہ ''لحاء'' کے معانی جھگڑا کرنے کے ہیں، جیسا کہ ''النھایۃ'' میں اس لفظ کے بیان کیے ہوئے معنی سے پتہ چلتا ہے۔

جھگڑا، شر وفساد کی جڑ ہے، جھگڑنے والے اول فول بکتے ہیں، ایک دوسرے کو لعن طعن کرتے ہیں اور گالی گلوچ نکالتے ہیں۔ جھگڑا قطع رحمی، نفرت وکدورت اور ناراضگی کا سبب بنتا ہے۔ شاید یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ نے ایسے لوگوں کو دو رکعت نماز پڑھنے کا حکم دیا، تاکہ ان کو اپنے کیے کا احساس ہو اور آئندہ ایسے جرم سے باز رہیں۔

صاحبِ اسلام کی اہمیت
اللہ تعالی کا ہم نوا اسی کا ہی رہے گا
پردہ پوشی کی فضیلت

(٤٠٧٦)۔ عَنْ عَائِشَةَ ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((ثَلَاثٌ أَحْلِفُ عَلَيْهِنَّ: لَايَجْعَلُ اللّٰهُ مَنْ لَهُ سَهْمٌ فِي الْإِسْلَامِ كَمَنْ لَا سَهْمَ لَهُ، وَسِهَامُ الْإِسْلَامِ ثَلَاثَةٌ: اَلصَّوْمُ وَالصَّلٰوةُ، وَالصَّدَقَةُ، لَايَتَوَلَّى اللّٰهُ عَبْدًا فَيُوَلِّيَهِ غَيْرَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يُحِبُّ رَجُلٌ قَوْمًا إِلَّا جَاءَ مَعَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَالرَّابِعَةُ لَوْحَلَفْتُ عَلَيْهَا لَمْ اَخَفْ أَنْ آثَمَ: لَايَسْتُرُ اللّٰهُ عَبْدَهُ فِي الدُّنْيَا إِلَّا سَتَرَ عَلَيْهِ فِي الْآخِرَةِ۔)) (الصحيحة:١٣٨٧)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''میں تین چیزوں پر قسم اٹھاتا ہوں: (۱) اللہ تعالی صاحبِ اسلام کو اسلام سے عاری شخص کے برابر نہیں کرے گا اور اسلام کے تین حصے ہیں: روزہ، نماز اور صدقہ۔ (۲) (یہ نہیں ہوسکتا کہ) اللہ کسی بندے سے ہم نوائی کرے اور پھر روزِ قیامت اسے کسی دوسرے کا ہم نوا بنا دے اور (۳) جو شخص جس کسی سے محبت کرے گا، وہ روزِ قیامت اسی کے ساتھ آئے گا اور اگر چوتھی چیز پر بھی میں قسم اٹھالوں تو مجھے گنہگار ہونے کا خدشہ نہیں ہوگا۔ (وہ یہ ہے کہ) اگر اللہ تعالی نے دنیا میں اپنے بندے (کے گناہوں) کی پردہ پوشی کی تو وہ آخرت میں بھی (اس کی خطاؤں پر) پردہ ڈالے گا۔''

تخريج: أخرجه أبويعلي في "مسنده" ٢١٦/ ٢، والطحاوي في "المشكل": ٢/ ٥٠، والحاكم: ١/ ١٩، ٤/ ٣٨٤، ورواه ابو نعيم في "اخبار اصبهان": ١/ ٢٦٨ نحوه

تین سعادتیں اور تین شقاوتیں

(٤٠٧٧)۔ عَنْ مُحَمَّدِبْنِ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيهِ مَرْفُوْعًا: ((ثَلَاثٌ مِنَ السَّعَادَةِ، وَثَلَاثٌ مِنَ الشَّقَاوَةِ، فَمِنَ السَّعَادَةِ: الْمَرْأَةُ تَرَاهَا تُعْجِبُكَ، وَتَغِيْبُ فَتَأْمَنُهَا عَلَى نَفْسِهَا

محمد بن سعد رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''تین امور کا تعلق خوش قسمتی سے ہے اور تین کا بدقسمتی سے۔ سعادت والی (تین چیزیں:) (۱) وہ بیوی کہ جب تو اسے دیکھے تو وہ تجھے اچھی لگے اور جب تو غیب ہو

وَمَالِكَ ، وَالدَّابَّةُ تَكُوْنُ وَطِيْعَةً فَتُلْحِقُكَ بِأَصْحَابِكَ ، وَالدَّارُ تَكُوْنُ وَاسِعَةً كَثِيْرَةَ الْمَرَافِقِ ، وَمِنَ الشَّقَاوَةِ الْمَرْأَةُ تَرَاهَا فَتَسُوْؤُكَ ، وَتَحْمِلُ لِسَانَهَا عَلَيْكَ وَإِنْ غِبْتَ عَنْهَا لَمْ تَأْمَنْهَا عَلٰى نَفْسِهَا وَمَالِكَ ، وَالدَّابَّةُ تَكُوْنُ قَطُوْفًا ، فَإِنْ ضَرَبْتَهَا أَتْعَبَتْكَ ، وَإِنْ تَرَكْتَهَا لَمْ تُلْحِقْكَ بِأَصْحَابِكَ وَالدَّارُ تَكُوْنُ ضَيِّقَةً قَلِيْلَةَ الْمَرَافِقِ۔)) (الصحيحة:١٠٤٧)

تو اس کے نفس اور اپنے مال کے بارے میں مطمئن ہو، (۲) وہ نرم (اور سبک رفتار) سواری جو تجھے تیرے ساتھیوں کے ساتھ ملا دے اور (۳) وہ گھر جو فراخ ہو اور تمام (ضروری) سہولتوں پر مشتمل ہو اور بدقسمتی (والی تین چیزیں یہ ہیں:) (۱) وہ بیوی کہ جب تو اس پر نگاہ ڈالے تو تجھے بری لگے، (نیز) وہ تجھ پر زبان درازی بھی کرے اور جب تو غیب ہو جائے تو اس پر اس کے نفس اور اپنے مال کے بارے میں (اس کی خیانت سے) مطمئن نہ ہو، (۲) وہ سواری جو سست (اور بے ڈھنگی چال چلنے والی ہو)، (اگر تو اسے تیز چلانے کے لیے) مارے تو تھک جائے گا اور اگر نہ مارے تو اپنے ساتھیوں (کے قافلے) سے پیچھے رہ جائے گا اور (۳) وہ گھر جو تنگ اور مکمل (ضروری) سہولیات پر مشتمل نہ ہو۔''

تخريج: أخرجه الحاكم: ٢/ ١٦٢

ماموں وارث بن سکتا ہے

(٤٠٧٨)۔ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعًا: ((الْخَالُ وَارِثٌ۔)) (الصحيحة: ١٨٤٨)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ماموں بھی وارث ہے۔''

تخريج: رواه القطيعي في "الفوائد المنتقاة": ٤/ ٢/ ٢

شرح:...... ماموں ذوی الارحام میں سے ہے، جو اصحاب الفروض ہوتے ہیں نہ عصبہ۔ جب اصحاب الفروض، عصبہ نسبی اور عصبہ سببی میں سے کوئی بھی نہ ہو تو ذوی الارحام وارث بنتے ہیں۔ ذہن نشین رہے کہ میاں اور بیوی بھی اصحاب الفروض میں سے ہیں، لیکن ان کے باوجود ذوی الارحام کو میراث سے حصہ ملتا ہے، بشرطیکہ خاوند بیوی کا عصبہ نسبی اور دونوں ایک دوسرے کے عصبہ سببی نہ ہوں۔ ان مسائل کی مکمل تفصیل کا تعلق علم میراث سے ہے۔ راقم الحروف کی کتاب "الاعوان الناجية فی شرح الفرائض السراجية" کا مطالعہ مفید رہے گا۔

خواب کی اقسام

(٤٠٧٩)۔ عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ: قَالَ: ((اَلرُّؤْيَا ثَلَاثٌ ، مِنْهَا أَهَاوِيْلُ مِنَ الشَّيْطَانِ ، لِيُحْزِنَ بِهَا ابْنَ آدَمَ ، وَمِنْهَا مَا يَهُمُّ بِهِ الرَّجُلُ فِي

حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''خواب تین طرح کے ہیں: (۱) شیطان کی طرف سے ڈراؤنے خواب، جن سے وہ بندے کو پریشان کرتا ہے، (۲) وہ امور کہ جن کے بارے میں بندہ اپنی بیداری

يَـقْـظَتِـهِ فَيَـرَاه فِيْ مَنَامِهِ، وَمِنْهَا جُزْءٌ مِنْ سِتَّةٍ وَأَرْبَعِيْنَ جُزْءاً مِنَ النُّبُوَّةِ۔)) میں سوچتا ہے پھر وہ ان کو نیند میں دیکھتا ہے اور (۳) بعض خواب تو نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہیں۔''

(الصحيحة:١٨٧٠)

تـخـر يــــج: أخـرجـه البـخـاري فـي"التـاريخ": ٤/ ٢/ ٣٤٨، وابن ماجه: ٢/ ٤٥٠، وابن أبي شيبة في "الـمـصـنف": ١٢/ ١٩٣/ ٢، والـطـحـاوي فـي"مـشـكل الآثـار": ٣/ ٤٦-٤٧، وابن حبـان: ١٧٩٤، والـمـخلص في"الفوائد المنتقاة":- الثاني من السادس منها- ق ١٨٢/ ٢، وابن عبدالبر في"التمهيد": ١/ ٢٨٦، وابـن عسـاكر في"التاريخ": ١٦/ ٢٤٣/ ١ و ١٨/ ١٧٣/ ٢، والضياء المقدسي في"موافقات هشام بن عمار": ٤٠/ ١-٢

شــــرح:...... ''مسلمان کا خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے۔'' چونکہ محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد بالاتفاق رسالت ونبوت کا سلسلہ منقطع ہو چکا ہے، اس لیے اس حدیثِ مبارکہ سے بعض لوگوں کو اشکال سا ہوا، جس کو زائل کرنے کے لیے تین جوابات دیے گئے، آخری دو جوابات میں زیادہ معقولیت پائی جاتی ہے۔

(۱) نبی کریم ﷺ کا خواب حقیقی طور پر نبوت کا حصہ ہوتا ہے، جبکہ غیر نبی کا مجازی طور پر۔

(۲) اسلام میں بلا واسطہ مستقبل میں پیش آنے والے امور کی پیشین گوئی کرنے کا ذریعہ صرف نبوت ہے، چونکہ خواب میں بھی اللہ تعالی کی طرف سے مستقبل کے کسی امر کی نشاندہی ہو جاتی ہے، اس لیے اس مشابہت کی وجہ سے اس کو نبوت کا چھیالیسواں حصہ کہا گیا۔

(۳) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو کئی مسائل میں اللہ تعالی کے فیصلوں سے موافقت حاصل ہوئی، لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ منصبِ نبوت پر فائز ہو گئے۔ بعینہ اسی طرح بسا اوقات خواب کی نبوت سے موافقت ہو سکتی ہے، لیکن اس کا معنی یہ نہیں حقیقی نبوت کا حصہ ہے، جو ابھی تک باقی ہو۔

اس ضمن میں یہ حدیث ذہن نشین کر لینی چاہئے، سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((لَـمْ يَبْـقَ مِـنَ الـنُّبُـوَّةِ إِلَّا الْمُبَشِّرَاتُ۔)) قَالُوْا: وَمَا الْمُبَشِّرَاتُ؟ قَالَ: ((اَلرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ يَرَاهَا الْـمُسْـلِـمُ أَوْ تُرٰى لَهُ۔)) (بخاری، مسلم) ......نبوت سے صرف مبشّرات باقی رہ گئی ہیں۔'' صحابہ نے پوچھا: مبشرات کیا ہوتی ہیں؟ آپ ﷺ نے جواب دیا: ''نیک خواب، جو مسلمان دیکھتا ہے، یا اسے دکھایا جاتا ہے۔''

احادیث کا خلاصہ یہ ہے کہ خواب کی تین اقسام ہیں:

(۱) ایسا خواب، جسے دیکھنے والا اپنے حق میں یا کسی کے حق میں بشارت خیال کرتا ہے اور تعبیر کرنے والے بھی اس کی موافقت کرتے ہوں، مثلا اذان سننا، نبی کریم ﷺ کو دیکھنا، تلاوت کرنا، وغیرہ۔

(۲) برا خواب، جس میں بندہ ڈر جاتا ہے یا کسی اعتبار سے اس پر گراں گزرتا ہے، مثلا سر کٹ جانا، مختلف انداز میں

ڈرایا جانا، کسی گناہ کی وجہ سے بے عزتی ہونا، وغیرہ۔ جیسا کہ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی بارگاہِ نبوت میں آیا اور کہا: میں نے خواب میں دیکھا کہ میرا سر قلم کیا جا رہا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے اور فرمایا: ''جب شیطان تم سے نیند کی حالت میں کھیلنا شروع کر دے تو لوگوں کو بیان مت کیا کرو۔'' (مسلم)

(۳) ایسے خواب، جن کو برا کہا جا سکتا ہے نہ اچھا، مثلا بعض لوگ دن کو کام کاج کے دوران جو کچھ کہتے ہیں، اسے اپنے خواب میں دوہراتے رہتے ہیں۔ ایسے خواب بے حقیقت ہوتے ہیں۔

امام البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں: ایک حدیث میں خواب کو نبوت کا پچیسواں، ایک میں چھیالیسواں اور ایک میں سترہواں حصہ قرار دیا گیا ہے۔ ان تینوں احادیث میں کوئی تضاد اور منافات نہیں ہے، اس اختلاف کا تعلق خواب دیکھنے والوں سے ہے، جو جتنا نیک ہوگا، اتنا ہی اس کا خواب سچا ہوگا۔ (صحیحہ: ۱۸۶۹)

برا خواب دیکھنے والے کو درج ذیل امور میں سے کوئی ایک سرانجام دینا چاہیے:

(۱) نماز پڑھنا (مسلم)

(۲) بائیں جانب تین دفعہ تھوکنا اور برے خواب سے اللہ تعالی کی پناہ طلب کرنا۔ (بخاری، مسلم)

(۳) بائیں طرف تین دفعہ تھوکنا، شیطان سے اللہ تعالی کی پناہ طلب کرنا اور اپنا پہلو بدل لینا۔ (مسلم)

یاد رہے کہ برا خواب کسی کو بیان نہیں کرنا چاہئے کیونکہ یہ آدمی کو کسی قسم کا نقصان نہیں دے سکتا۔ (بخاری، مسلم)

''سَرِيًّا'' کی تفسیر

(٤٠٨٠)۔ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ مَرْفُوْعًا: ((السَّرِيُّ: اَلنَّهْرُ۔)) (الصحيحة: ١١٩١)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اَلسَّرِیّ'' سے مراد نہر ہے۔''

تخريج: أخرجه محمد بن العباس البزار في "حديثه" ١١٦/١، والطبراني في "الصغير": صـ ١٤٢

شرح: ...... ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِيًّا﴾ (سورۂ مریم: ٢٤) ...... ''تحقیق تیرے رب نے تیرے پاؤں تلے ایک چشمہ جاری کر دیا ہے۔''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضاحت فرما دی کہ اس آیت میں ''سَرِیًّا'' سے مراد نہر ہے، جو اللہ تعالی نے سیدہ مریم علیہا السلام کے پاؤں تلے جاری کر دی تھی۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالی کے فرمان ﴿قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِيًّا﴾ میں ''سَرِيًّا'' سے مراد نہر ہے، جو اللہ تعالی نے مریم کو پلانے کے لیے نکالی۔'' (طبرانی کبیر: ٣/ ١٦٧/ ١) لیکن یہ حدیث یحیی بن عبداللہ بابلتی اور ایوب بن نہیک کی وجہ سے ضعیف ہے۔

کیا امہات المؤمنین معصوم تھیں؟

(٤٠٨١)۔ عَنْ عَلِيٍّ ، قَالَ: قُلْتُ يَارَسُوْلَ

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے کہا:

اللّٰهِ! إِذَا بَعَثْتَنِي أَكُوْنُ كَالسِّكَّةِ الْمُحْمَاةِ، أَمِ الشَّاهِدُ يَرٰى مَالَا يَرَى الْغَائِبُ؟ قَالَ: ((اَلشَّاهِدُ يَرٰى مَالَا يَرَى الْغَائِبُ۔)) (الصحيحة:١٩٠٤)

اے اللہ کے رسول! جب آپ مجھے بھیج ہی رہے ہیں تو اب میں (آپ کے حکم پر عمل کرنے کے لیے) گرم سکّہ کی طرح بن جاؤں یا ایسا حاضر جو کہ وہ کچھ دیکھ رہا ہے جسے غائب نہیں دیکھ سکتا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ایسا حاضر جو کہ وہ کچھ دیکھ رہا ہے جسے غائب نہیں دیکھ سکتا۔''

تخريج: أخرجه أحمد: ١/ ٨٣، وعنه الضياء في "المختارة": ١/ ٢٤٨، والبخاري في "التاريخ": ١/ ١/ ١٧٧

شرح:...... آپ ﷺ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو ایک فرد کو قتل کرنے کے لیے بھیجا تھا، آپ یہ پوچھنا چاہتے تھے کہ وہ بن دیکھے آپ ﷺ کے حکم کی فوراً تعمیل کریں یا حالات و واقعات اور قرائن و شواہد کو دیکھ کر فیصلہ کریں۔ آپ ﷺ نے جواباً دوسری چیز کو مناسب قرار دیا۔

جو اہل علم اس حدیث کی شرح پڑھنا چاہتے ہیں وہ صحیحہ: ۴/ ۵۲۷ حدیث نمبر ۱۹۰۴ میں مذکورہ طرق اور ان سے امام البانی رحمہ اللہ کے کیے ہوئے استنباط کا مطالعہ کریں۔

سقط کی دیت
دیت کون ادا کرے گا؟

(٤٠٨٢)۔ عَنْ حَمْلِ بْنِ النَّابِغَةِ: أَنَّه كَانَ لَهُ امْرَأَتَانِ، لِحْيَانِيَّةٌ، وَمُعَاوِيَةٌ، مِنْ بَنِي مُعَاوِيَةَ بْنِ زَيْدٍ وَأَنَّهُمَا اجْتَمَعَتَا فَتَغَايَرَتَا، فَرَفَعَتِ الْمُعَاوِيَةُ حَجَراً فَرَمَتْ بِهِ اللِّحْيَانِيَّةَ، وَهِيَ حُبْلٰى، وَقَدْ بَلَغَتْ فَقَتَلَتْهَا، فَأَلْقَتْ غُلَاماً، فَقَالَ حَمْلُ بْنُ مَالِكٍ لِعِمْرَانَ بْنِ عُوَيْمِرٍ: أَدِّ إِلَيَّ عَقْلَ امْرَأَتِي، فَارْتَفَعَا إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَ: ((اَلْعَقْلُ عَلَى الْعَصَبَةِ، وَفِي السِّقْطِ غُرَّةٌ عَبْدٌ أَوْ أَمَةٌ۔)) (الصحيحة:١٩٨٣)

حضرت حمل بن نابغہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ان کی دو بیویاں تھیں، (ایک کا نام) لحیانیہ اور (دوسری کا نام) معاویہ تھا، جو قبیلہ معاویہ بن زید سے تھی۔ وہ دونوں کہیں اکٹھی ہوئیں اور ایک دوسرے سے غیرت کھا گئیں، پس معاویہ نے پتھر اٹھایا اور لحیانیہ کو دے مارا، وہ حاملہ تھی، اسے پتھر لگا تو وہ مر گئی اور اس کا ناتمام بچہ ساقط ہو گیا۔ حمل بن مالک نے عمران بن عویمر سے کہا: میری بیوی کی دیت ادا کرو۔ دونوں اپنا جھگڑا رسول اللہ ﷺ کے پاس لے گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''دیت (قاتل عورت کے) عصبہ پر ہے اور ناتمام بچے (کی دیت) ایک غلام یا لونڈی ہے۔''

تخريج: أخرجه الطبراني في "المعجم الكبير": برقم ٣٤٨٤، والنسائي: ٢/ ٢٤٩

شرح:...... سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ بنو لحیان کی ایک عورت کے جنین (ناتمام ساقط ہونے والے

بچے) کے بارے میں آپ ﷺ نے ایک غلام یا لونڈی کا فیصلہ کیا، پھر آپ ﷺ نے جس عورت پر غلام کا فیصلہ کیا تھا، وہ مرگئی۔ پھر آپ ﷺ نے یہ فیصلہ کیا کہ اس کی میراث اس کے بیٹوں اور خاوند کو ملے گا اور دیت اس کے عصبہ پر ہوگی۔ (بخاری، مسلم)

عصبہ سے مراد آدمی کی اولاد اور باپ کی طرف سے دوسرے رشتہ دار ہوتے ہیں۔

قصاص کب ہوگا؟

(٤٠٨٣)۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ: ((اَلْعَمْدُ قَوَدٌ، وَالْخَطَأُ دِيَةٌ۔)) (الصحيحة:١٩٨٦)

حضرت عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ''جان بوجھ کر (کی گئی زیادتی میں) قصاص ہے اور نادانستہ طور پر (کی گئی زیادتی میں صرف) دیت ہے۔''

تخريج: أخرجه الطبراني في"الكبير": من حديث عمرو بن حزم مرفوعا، وقال الهيثمي في"المجمع" ٦/ ٢٨٦

انسان کے مختلف اعضا اور زخموں کی دیت

(٤٠٨٤)۔ عَنْ عُمَرَ مَرْفُوْعًا: ((فِي الْأَنْفِ الدِّيَةُ إِذَا اسْتُوْعِبَ جَدْعُهُ مِئَةٌ مِّنَ الْإِبِلِ، وَفِي الْيَدِ خَمْسُوْنَ، وَفِي الرِّجْلِ خَمْسُوْنَ، وَفِي الْآمَةِ ثُلُثُ النَّفْسِ، وَفِي الْجَائِفَةِ ثُلُثُ النَّفْسِ، وَفِي الْمُنَقِّلَةِ خَمْسَ عَشَرَةَ، وَفِي الْمُوْضِحَةِ خَمْسٌ، وَفِي السِّنِّ خَمْسٌ، وَفِي كُلِّ إِصْبَعٍ مِمَّا هُنَالِكَ عَشْرٌ۔)) (الصحيحة:١٩٩٧)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مکمل کٹ جانے والے ناک کی دیت سو اونٹ ہے، ہاتھ کی پچاس، ٹانگ کی پچاس، دماغ کی جھلی تک یا اندر تک پہنچنے والے سر کے زخم کی دیت نفس کی ایک تہائی، اندر تک جانے والے پیٹ کے زخم کی دیت نفس کی ایک تہائی، ہڈی ٹوٹ، جانے کی دیت پندرہ اونٹ، ہڈی ننگا کرنے والے زخم کی پانچ، دانت کی پانچ اور ہر انگلی کی دیت دس اونٹ ہے۔''

تخريج: أخرجه البزار: رقم۔ ١٥٣١، والبيهقي: ٨/ ٨٦

شرح:...... نفس کی ایک تہائی دیت سے مراد تینتیس اونٹ ہیں، کیونکہ نفس کی دیت سو اونٹ ہے۔ اس سے مسلمان کی اہمیت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

مسلمان کی مدد کرنے کی فضیلت

(٤٠٨٥)۔ عَنْ أَنَسٍ مَرْفُوْعًا: ((مَنْ نَّصَرَ أَخَاهُ بِالْغَيْبِ نَصَرَهُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ۔)) (الصحيحة:١٢١٧)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس نے اپنے بھائی کی عدم موجودگی میں اس کی مدد کی، تو اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں اس کی مدد کرے گا۔''

تخريج: رواه الدينوري في"المجالسة" ١١٧/ ٢۔ المنتقى منها، والبيهقي في"الشعب" ٢/ ٤٤٧/ ١،

والضياء في "المختارة" ٧٤/ ١

استغفار کی برکتیں

(٤٠٨٦)۔ عَنْ أَخْشَمَ السَّدُوْسِيِّ، قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ يَقُوْلُ: ((وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ أَوْقَالَ: وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَوْ أَخْطَأْتُمْ حَتَّى تَمْلَأَ خَطَايَاكُمْ مَابَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ، ثُمَّ اسْتَغْفَرْتُمُ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ لَغَفَرَ لَكُمْ، وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ أَوْ قَالَ: وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ لَوْ لَمْ تُخْطِئُوْا لَجَاءَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ بِقَوْمٍ يُخْطِئُوْنَ ثُمَّ يَسْتَغْفِرُوْنَ اللّٰهَ فَيَغْفِرُ لَهُمْ۔)) (الصحيحة:١٩٥١)

اخشم سدوسی کہتے ہیں: میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس گیا، انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! یا یوں فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے! اگر تم گناہ کرتے رہو، حتی کہ تمہاری خطائیں زمین و آسمان کے درمیان خلا کو بھر دیں، پھر تم اللہ تعالی سے بخشش طلب کرو تو وہ تمہیں بخش دے گا۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے! یا یوں فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر تم لوگوں نے گناہ نہ کئے تو اللہ تعالی (تم کو فنا کر کے) ایسے لوگوں کو لے آئے گا جو خطائیں کریں گے، پھر اللہ تعالی سے بخشش طلب کریں گے اور وہ ان کو بخش دے گا۔''

تخريج: أخرجه أحمد: ٣/ ٢٣٨، وابو يعلى

شرح:...... اس میں استغفار اور بخشش طلب کرنے کی ترغیب دلائی گئی ہے۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی کرامت

کیا خارق عادت کام برحق ہونے کی علامت ہے؟

(٤٠٨٧)۔ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عُمَرَ بَعَثَ سَرِيَّةً فَاسْتَعْمَلَ عَلَيْهِمْ رَجُلاً يُقَالُ لَهُ سَارِيَةُ، فَبَيْنَمَا عُمَرُ يَخْطُبُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَقَالَ: "يَاسَارِيَةُ الْجَبَلَ، يَاسَارِيَةُ الْجَبَلَ۔" فَوَجَدُوْا سَارِيَةَ قَدْ أَغَارَ إِلَى الْجَبَلِ فِيْ تِلْكَ السَّاعَةِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَبَيْنَهُمَا مَسِيْرَةُ شَهْرٍ۔ (الصحيحة:١١١٠)

نافع سے روایت ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے ایک فوجی دستہ بھیجا، ان پر ایک آدمی کو مقرر کیا جسے ساریہ کہا جاتا تھا۔ (ہوا یوں کہ) سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے جمعہ کے دن خطبہ کے دوران کہا: اے ساریہ! پہاڑ کے ساتھ لگ جا، اے ساریہ! پہاڑ کے ساتھ لگ جا۔ پھر انہیں پتہ لگا کہ ساریہ جمعہ والے دن اسی گھڑی پہاڑ تک پہنچے تھے اور ان دونوں کے درمیان ایک ماہ کا فاصلہ تھا۔

تخريج: رواه أبو بكر بن خلاد في "الفوائد" ١/ ٢١٥/ ٢، وابو عبد الرحمن السلمي في "الأربعين

الصوفية": ٣/ ٢، والبيهقي في "دلائل النبوة": ٢/ ١٨١/ ١، وابن عساكر: ٧/ ٦/ ١، ١٣/ ٦٣/ ٢، والضياء في "المنتقى من مسموعاته بمرو": ٢٨ ـ ٢٩

شرح: ...... سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ((لَقَدْ كَانَ فِيْمَا قَبْلَكُمْ مِنَ الْأُمَمِ مُحَدَّثُوْنَ، فَإِنْ يَكُ فِيْ أُمَّتِيْ أَحَدٌ فَإِنَّهُ عُمَرُ۔)) ...... ''تم سے پہلے والی امتوں میں ایسے لوگ پائے جاتے تھے، جن کو الہام ہوتا تھا (یا جو صادق الظن تھے)، اگر میری امت میں کوئی ایسا شخص ہوا تو وہ عمر ہو گا۔''

(بخاری، مسلم)

یہ موقوف روایت اس اعتبار سے انتہائی اہم ہے کہ اس کی وجہ سے کئی اہل بدعت کے عقائد میں خرابی پیدا ہو گئی ہے، امام البانی رحمہ اللہ ایک مفید اور محیط بحث کرتے ہوئے کہتے ہیں: کوئی شک نہیں کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی مذکورہ آواز اللہ تعالی کی طرف سے الہام تھی اور یہ کوئی عجیب وغریب واقعہ نہیں ہے، کیونکہ آپ ﷺ کی حدیث کے مطابق سیدنا عمر رضی اللہ عنہ ایسی شخصیت تھے، جن کو الہام ہوتا تھا (یا وہ صادق الظن تھے)۔لیکن اس واقعہ سے یہ پتہ نہیں چلتا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو کشف ہوا اور انھوں نے اپنی آنکھوں سے لشکر دیکھ لیا، جیسا کہ صوفیوں نے اس واقعہ سے استدلال کیا ہے کہ اولیا کو کشف ہو سکتا ہے اور وہ دلوں کے بھیدوں پر اطلاع پا سکتے ہیں۔لیکن یہ فاسد خیال ابطل الاباطیل ہے، بھلا کیوں نہ ہو، یہ صفت تو ربّ العالمین کی ہے، وہ علم الغیب میں اور سینوں میں مخفی باتوں پر اطلاع پانے میں یکتا و یگانہ ہے، کوئی اس کا شریک نہیں۔

کاش! مجھے بھی پتہ چل جاتا! ان لوگوں نے یہ باطل گمان کیسے قائم کر لیا، جب کہ ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ فَاِنَّهٗ يَسْلُكُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ رَصَدًا۔﴾ (سورۂ جن: ٢٦، ٢٧) ...... ''وہ (اللہ) غیب کا جاننے والا ہے اور اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا، سوائے اس پیغمبر کے جسے وہ پسند کر لے، لیکن اس کے آگے پیچھے بھی پہرے دار مقرر کر دیتا ہے۔''

اللہ تعالی نے اس آیت میں صرف رسولوں کو مستثنی کیا ہے، سوال یہ ہے کہ کیا یہ اولیا اللہ تعالی کے رسول ہیں کہ اللہ تعالی ان کو بھی غیب پر مطلع کر دیتا ہو؟ ایسے کہنا تو بہت بڑا بہتان ہو گا۔

اگر ہم فرض کر لیں کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا یہ واقعہ ''کشف'' تھا، تو یہ ایسے خارق عادت امور میں سے ہو گا، جو کافروں کے ہاتھوں پر بھی واقع ہوتے رہتے ہیں۔اس لیے اس قسم کے کشف سے یہ لازم نہیں آتا کہ متعلقہ شخص کو ولایت مل گئی ہے۔علمائے حق کہتے ہیں: اگر خارقِ عادت امور کا صدور مسلمان سے ہو تو وہ کرامت ہو گی، بصورت دیگر وہ استدراج ہو گا، استدراج سے مراد اللہ کا بندے کو ڈھیل دینا اور یکا یک گرفت میں نہ لینا ہے۔انھوں نے اس دعوے کی دلیل یہ پیش کی ہے کہ آخری زمانے میں دجال کے ہاتھوں پر کئی خارقِ عادت امور واقع ہوں گے، مثلا وہ آسمان سے کہے گا: بارش برسا، پس وہ بارش برسائے گا، اور زمین سے کہے گا: اپنی انگوریاں اگا، پس وہ ایسے ہی کرے گی، کئی احادیث صحیحہ میں

اس کی دوسری صفات کا بھی ذکر ہے۔

میں (البانی) اس زمانے کی ایک مثال پیش کرتا ہوں، میں نے اگست میں شائع ہونے والے ایک مجلّے ''المختار'' کے صفحہ تیئس پر اس عنوان ”هذا العالم المملوء بالألغاز وراء الحواس الخمس“ میں یہ قصہ پڑھا: ایک نوجوان عورت اپنے منگیتر سے شادی کرنے کے لیے جنوبی افریقہ چلی گئی، کچھ وجوہات کی بنا پر اس نے تین ہفتوں کے بعد اپنی منگنی کو فسخ کر دیا اور کمرے میں افراتفری مچا دی اور تسلسل کے ساتھ چلاتے ہوئے کہنے لگی: اوہ میری ماں!...... میں کیا کروں؟ لیکن اس کے ساتھ ساتھ اس نے یہ عزم کر رکھا تھا کہ وہ یہ ماجرا اپنی ماں کو سنا کر پریشان نہیں کرے گی۔

لیکن ہوا یوں کہ اِس لڑکی کو چار ہفتوں کے بعد ایک خط موصول ہوا، جس میں اس کی ماں نے لکھا: (میری بیٹی!) کیا ہوا؟ میں سیڑھیاں اتر رہی تھی کہ تجھے چیختے ہوئے اور یہ کہتے ہوئے سنا: اوہ میری ماں!..... میں کیا کروں؟ جبکہ یہ خط اسی تاریخ کو لکھا گیا تھا، جس دن اس لڑکی کے چیخنے چلانے کا واقعہ پیش آیا تھا۔

اس قسم کی دیگر مثالیں بھی موجود ہیں، ان کو آج کل ''تخاطر'' (تصور یا دل میں آنے والا خیال) اور ''استشفاف'' (جی میں کوئی چیز ٹھہر جانا) کا نام دیا جاتا ہے اور یہ اصطلاحات ''بصیرتِ ثانیہ'' کے نام سے مشہور ہیں۔

ہم اسی قصے پر اکتفا کریں گے، کیونکہ یہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے قصے کے بالکل مشابہ ہے۔

حیرانی کی بات یہ ہے کہ میں نے کئی مسلمانوں کو اس قصے کا اس بنا پر انکار کرتے ہوئے سنا کہ عقل اس کو قبول نہیں کر رہی یا اس میں غیب کی نسبت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی طرف ہو رہی ہے، جبکہ صوفیوں نے اس سے ناجائز استدلال کرتے ہوئے یہ کہہ دیا کہ اولیا کا غیب پر اطلاع پانا ممکن ہے۔ یہ سارے خطا کار ہیں، یہ قصہ بالکل صحیح اور ثابت ہے اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی کرامت پر دلالت کرتا ہے کہ انھوں نے مسلمانوں کے لشکر کو قید ہونے یا ہلاکت اور غفلت میں قتل ہونے سے بچایا۔

اس قصے سے صوفیوں کے استدلال کو کوئی سہارا نہیں ملتا کہ غیب پر اطلاع پانا ممکن ہے، کیونکہ شریعت میں اس کو ''الہام'' اور موجودہ زمانے میں ''تخاطر'' کہتے ہیں، یہ الہام یا تخاطر کبھی تو درست ثابت ہوتا ہے، جیسا کہ اس واقعہ میں ہوا اور کبھی غلط واقع ہو جاتا ہے، جیسا کہ اکثر انسانوں کا حال ہے۔ اس لیے یہ جانچ پڑتال ضروری ہے کہ ولی سے صادر ہونے والے اقوال و افعال شرع کے موافق ہیں یا مخالف، مخالفت کی صورت میں وہ اللہ تعالی کے اس فرمان کا مصداق نہ بن سکے گا: ﴿اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَ لَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ کَانُوْا یَتَّقُوْنَ.﴾ (سورہ یونس: ٦٢، ٦٣) ...... ''یاد رکھو کہ اللہ کے دوستوں پر نہ کوئی اندیشہ ہے اور نہ وہ غمگین ہوتے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور (برائیوں سے) پرہیز رکھتے تھے۔''

کسی نے بہت شاندار بات کہی ہے:

إِذَا رَأَيْتَ الشَّخْصَ قَدْ يَطِيْرُ وَفَوْقَ مَاءِ الْبَحْرِ قَدْ يَسِيْرُ

وَلَمْ يَقِفْ عَلٰى حُدُوْدِ الشَّرْعِ فَإِنَّهُ مُسْتَدْرَجٌ وَ بِدَعِيٌّ

جب تو کسی شخص کو دیکھے کہ وہ اڑ رہا ہے اور سمندر کے پانی پر چل رہا ہے

جبکہ وہ شریعت کی حدود کا پابند بھی نہیں تو وہ ایسا بدعتی شخص ہے جسے ڈھیل جا رہی ہے۔ (صحیحہ: ١١١٠)

رحم الله الالباني رحمة واسعة۔

❁❁❁❁

وَصَايَا رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ

وصایائے نبوی

"سلسلة الاحاديث الصحيحة" میں جو احادیث نبی کریم ﷺ کی وصیتوں پر مشتمل تھیں، قارئین کے استفادہ کے لیے ہم نے ان کو اس فائل میں جمع کر دیا ہے۔

اگر پاک و ہند کا پچیس تیس سالہ پہلے کا دور ذہن نشین کر لیا جائے تو محسوس ہوگا کہ اس وقت بزرگوں کا احترام بہت زیادہ تھا اور لوگوں کے باہمی تعلقات پرخلوص تھے۔ اگر ستر اسی سالہ بوڑھا آدمی کوئی نصیحت کرتا تھا تو سننے والے اس کی نصیحت کو اس کی ستر سالہ زندگی کا نچوڑ سمجھ کر اس کے ہو کر رہ جاتے تھے۔

لیکن جب نبوت و رسالت کے منصب پر فائز ہونے والے اور حکمت و دانائی سے بدرجۂ اتم متصف حضرت محمد ﷺ کسی کو کوئی وصیت فرمائیں گے تو اس فرمان کو اس شخص کے بارے میں تعلیماتِ رسالت کا نچوڑ اور انتہائی مناسب حکم سمجھا جائے گا۔

یا یوں کہیں کہ بزرگوں کی نصیحتیں اس وجہ سے اہم ہوتی ہیں کہ وہ اپنی طویل زندگی کے تجربے کی روشنی میں بات کر رہے ہوتے ہیں اور جب رسول اللہ ﷺ نصیحت فرمائیں گے تو آپ کے سامنے آپ کی بیش قیمت حیاتِ مبارکہ کا تجربہ ہوگا، خلاصۂ شریعت ہوگا، امت کی خیرخواہی ہوگی، تبلیغِ دین کی امانت ہوگی اور جنت میں لے جانے کی حرص ہوگی۔ ایسی وصیتیں کتنی اہم ہوں گی؟!

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو وصیت

(٤٠٨٨)۔ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِفَاطِمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا: ((مَايَمْنَعُكِ اَنْ تَسْمَعِيْ مَا اُوْصِيْكِ بِهٖ؟ اَنْ تَقُوْلِيْ اِذَا اَصْبَحْتِ وَاِذَا اَمْسَيْتِ: يَا حَيُّ! يَاقَيُّوْمُ! بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِيْثُ، وَاَصْلِحْ لِيْ

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو فرمایا: "کون سا مانع تجھے میری وصیت نہیں سننے دیتا؟ تو صبح و شام یہ دعا پڑھا کر: "اے زندہ رہنے والے! اپنے بل پر قائم رہ کر اپنے ما سوا چیزوں کی حفاظت کرنے والے! میں تیری رحمت کے ذریعے

شَأْنِيْ كُلَّهُ، وَلَا تَكِلْنِيْ إِلٰى نَفْسِيْ طَرْفَةَ عَيْنٍ أَبَدًا۔)) (الصحيحة: ٢٢٧)

تجھے مدد کے لیے پکارتی ہوں (پکارتا ہوں)، تو میرے تمام معاملات کو سنوار دے اور مجھے لمحہ بھر کے لیے بھی میرے سپرد نہ کر۔"

تخريج: رواه ابن السنى فى "عمل اليوم والليلة": ٤٦، والنسائى: ٣٨١/ ٥٧٠، والبزار فى "مسنده": ٤/ ٢٥/ ٣١٠٧، والحاكم: ١/ ٥٤٥

شرح:...... اس حدیث میں صبح و شام یہ دعا پڑھنے کی وصیت کی گئی ہے:

يَا حَيُّ! يَاقَيُّوْمُ! بِرَحْمَتِكَ أَسْتَغِيْثُ، وَأَصْلِحْ لِيْ شَأْنِيْ كُلَّهُ، وَلَا تَكِلْنِيْ إِلٰى نَفْسِيْ طَرْفَةَ عَيْنٍ أَبَدًا۔ ......"اے زندہ رہنے والے! اپنے بل پر قائم رہ کر اپنے ما سوا چیزوں کی حفاظت کرنے والے! میں تیری رحمت کے ذریعے تجھے مدد کے لیے پکارتی ہوں (پکارتا ہوں)، تو میرے تمام معاملات کو سنوار دے اور مجھے لمحہ بھر کے لیے بھی میرے سپرد نہ کر۔"

آپ ﷺ نے کس ہستی کو یہ وصیت فرمائی اور اس کا معنی و مفہوم کیا ہے؟ خود اندازہ کر لیں۔

امیر کی اطاعت کا حکم

رسول اللہ ﷺ اور خلفائے راشدین کی سنت کی روشنی میں اختلاف کو دور کیا جائے

(٤٠٨٩)۔ عَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ، قَالَ: وَعَظَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ بَعْدَ صَلَاةِ الْغَدَاةِ مَوْعِظَةً بَلِيْغَةً ذَرَفَتْ مِنْهَا الْعُيُوْنُ، وَوَجِلَتْ مِنْهَا الْقُلُوْبُ فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِهِ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! كَأَنَّهَا مَوْعِظَةُ مُوَدِّعٍ، فَقَالَ: ((أُوْصِيْكُمْ بِتَقْوَى اللّٰهِ، وَالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ، وَإِنْ كَانَ عَبْدًا حَبْشِيًّا، فَإِنَّهُ مَنْ يَعِشْ مِنْكُمْ بَعْدِيْ يَرَى اخْتِلَافًا كَثِيْرًا، فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِيْ وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ الْمَهْدِيِّيْنَ بَعْدِيْ، عَضُّوْا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ وَإِيَّاكُمْ وَمُحْدَثَاتِ الْأُمُوْرِ، فَإِنَّ كُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ، وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ۔)) (الصحيحة: ٢٧٣٥)

سیدنا عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ نے ہمیں بعد از نماز فجر نہایت مؤثر وعظ کیا، جس سے آنکھیں بہہ پڑیں اور دل ڈر گئے۔ ایک صحابی نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ تو گویا الوداع کہنے والے کا آخری وعظ ہے، (پس آپ ہمیں کوئی وصیت فرما دیجئے)۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "میں تمھیں اللہ سے ڈرنے کی اور امیر کی بات سننے اور اس پر عمل کرنے کی وصیت کرتا ہوں، اگرچہ تم پر کوئی حبشی غلام ہی امیر مقرر ہو جائے۔ (یاد رکھو!) تم میں سے جو میرے بعد زندہ رہے گا، وہ بہت اختلاف دیکھے گا، پس تم میری سنت کو اور ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کے طریقے کو لازم پکڑنا، ان کو دانتوں سے مضبوط پکڑ لینا۔ دین میں نئے نئے کام ایجاد کرنے سے بچنا، کیونکہ (دین میں) ہر نیا کام بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔"

تخریج: أخرجه الطبرانی فی "مسندالشامیین": ص١٣٦ من طریقین، وفی "المعجم الکبیر": ١٨/ ٢٤٨/ ٦٢٣، وأخرجه اصحاب السنن وغیرهم من طرق کثیرة عن العرباض رضی اللہ عنہ

شرح:...... حدیث اپنے موضوع میں واضح ہے، لیکن خلیفہ راشد کی سنت کی حیثیت کی وضاحت ضروری ہے، کیونکہ بعض اہل علم اور عوام الناس شرعی مسئلے میں خلفائے راشدین کے قول و کردار سے حجت پکڑتے ہیں، تعجب اس بات پر ہے کہ حجت پکڑنے کا یہ انداز مستقل طور پر نہیں، بلکہ بتقاضۂ ضرورت یا الزامی جواب دینے کے لیے یا پھر مخالف پر حجت قائم کرنے کے لیے ہوتا ہے، وگرنہ کوئی شخص عملی طور پر خلفائے راشدین کے فیصلوں کا قائل نہیں ہے۔

دراصل اسلام میں خلیفہ کا لفظ "خلیفة الرسول" سے ماخوذ ہے، یعنی خلیفہ کی اصل ذمہ داری یہ ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کا منہج سنبھال کر آپ کے ارشادات و فرمودات اور اقوال و اعمال کی عملی ترویج کرے۔ یہی وجہ ہے کہ خلفائے اربعہ رضی اللہ عنہم کی زندگیوں میں بیسیوں مثالیں ایسی ملتی ہیں کہ ان کی رعایا صحابہ کرام نے قرآن و حدیث کے دلائل کا سہارا لے کر ان کے فیصلوں پر اعتراض کیا اور انھوں نے شریعت کے ساتھ مخلص ہونے کا ثبوت دیتے ہوئے اپنے فیصلوں سے رجوع کیا۔ دراصل "سنة الخلفاء" سے مراد سنت رسول ہی ہے، کیونکہ خلیفہ راشد کا منہج آپ ﷺ کی سنت پر ہی قائم ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جہاں خلفا و حکام کی اطاعت کا حکم دیا، وہاں یہ شرط بھی لگائی کہ اگر اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہو رہی ہو تو خلفا کی کوئی اطاعت و فرمانبرداری نہیں۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((عَلَى الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ اَلسَّمْعُ وَالطَّاعَةُ فِيْمَا اَحَبَّ اَوْ كَرِهَ اِلَّا اَنْ يُّؤْمَرَ بِمَعْصِيَةٍ فَاِنْ أُمِرَ بِمَعْصِيَةٍ فَلَا سَمْعَ وَلَا طَاعَةَ۔)) (بخاری) ...... "مسلمان آدمی پر سننا اور اطاعت کرنا لازم ہے، خواہ وہ اسے پسند کرتا ہو یا ناپسند کرتا ہو، الا یہ کہ اسے کسی نافرمانی کا حکم دیا جائے، پس اگر اسے نافرمانی کا حکم دیا جائے تو سننا اور اطاعت کرنا لازم نہیں۔"

سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((لَا طَاعَةَ فِي الْمَعْصِيَةِ اِنَّمَا الطَّاعَةُ فِي الْمَعْرُوْفِ۔)) (بخاری، مسلم) ...... "نافرمانی کے کام میں (امیر کی) کوئی اطاعت نہیں، اطاعت و فرمانبرداری تو صرف نیکی کے کاموں میں ہے۔"

ہاں جب امیر المؤمنین لوگوں کی کسی دنیوی مصلحت کے لیے کوئی قانون بنائے، جو دینی تعلیمات سے متصادم نہ ہو تو اس کو تسلیم کرنا ضروری ہے، مثلا گاڑیوں کے لیے حد رفتار کا تعین، چوکوں پر اشاروں کا نظام، بازاروں کے لیے اوقات کا تعین، مخصوص خاندانوں کا آپس میں شادیاں کرنے پر پابندی۔ وغیرہ وغیرہ۔

سلام عام کرنا، کھانا کھلانا اور اللہ تعالیٰ سے شرمانا

(٤٠٩٠)۔ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بَعَثَهُ إِلٰى قَوْمٍ، فَقَالَ: يَارَسُوْلَ

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے مجھے ایک قوم کی طرف بھیجا۔ میں نے کہا: اے اللہ کے

اللّٰهِ! أَوْصِنِيْ؟ قَالَ: ((أَفْشِ السَّلَامَ وَابْذُلِ الطَّعَامَ، وَاسْتَحْيِ مِنَ اللّٰهِ اسْتِحْيَاءَ كَ رَجُلاً مِنْ أَهْلِكَ وَإِذَا أَسَأْتَ فَأَحْسِنْ، وَلْتُحْسِنْ خُلُقَكَ مَااسْتَطَعْتَ۔)) (الصحيحة:٣٥٥٩)

رسول! مجھے کوئی وصیت فرما دیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''سلام کو عام کرو، کھانا کھلاؤ، اللہ تعالیٰ سے اتنا حیا کرو جتنا کہ تم اپنے گھر کے آدمی سے کرتے ہو، جب گناہ ہو جائے تو (اس کا اثر ختم کرنے کے لیے) فوراً نیکی کرو اور حسب استطاعت اپنے اخلاق کو اچھا بناؤ۔''

تخریج: أخرجه ابن نصر المروزي في"الأيمان": ق ٢٢٦/ ١، والبزار: ٢١٧٢۔ كشف الأستار، والطبراني فى "المعجم الكبير": ٨/ ٢٧٢ الا انه قال: ((واذا اسأت فأحسن؛ فان الحسنات يذهبن السيئات))

شرح :...... سلام عام کرنا اور لوگوں کو کھانا کھلانا جنت کا سبب بننے والے عظیم اعمال ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے شرم وحیا کرنے کو ایک مثال کے ذریعے سمجھایا گیا ہے کہ جیسے ایک باحیا آدمی کسی دوسرے رشتہ دار کے سامنے کوئی نامناسب کام کرنے سے بچتا ہے، بالکل ایسے ہی اسے چاہئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں اپنا اعتقاد پختہ کرے کہ وہ اس کی حرکات وسکنات کو دیکھ رہا ہے اور ہر گناہ اس کے حق میں انتہائی نامناسب کام ہے، لہٰذا جب اسے اس کا نفسِ امّارہ کوئی گناہ کرنے پر آمادہ کرے تو وہ اللہ تعالیٰ سے شرم کرتے ہوئے اس کا ارتکاب نہ کرے۔ یاد رہے کہ ''حیا'' وہ ملکہ ہے جو حقوق اللہ اور حقوق العباد میں کسی قسم کی کمی کرنے سے روکتا ہے۔

برائی کا اثر زائل کرنا

(٤٠٩١)۔ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو: أَنَّ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ أَرَادَ سَفَرًا فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ أَوْصِنِي، قَالَ: ((أُعْبُدُ اللّٰهَ وَلَاتُشْرِكْ بِهِ شَيْئًا۔)) قَالَ: يَانَبِيَّ اللّٰهِ! زِدْنِيْ۔ قَالَ: ((إِذَا أَسَأْتَ فَأَحْسِنْ۔)) قَالَ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! زِدْنِيْ، قَالَ: ((إِسْتَقِمْ، وَلْتُحْسِنْ خُلُقَكَ۔)) (الصحيحة:١٢٢٨)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت معاذ بن جبل نے سفر کا ارادہ کیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے کوئی وصیت فرما دیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو اللہ کی عبادت کر اور اُس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرا۔'' انہوں نے کہا، اے اللہ کے نبی مزید وصیت فرمائیں۔ آپ نے فرمایا: ''جب تو برائی کرے تو فوراً نیکی کر۔'' انھوں نے کہا: اے اللہ کے نبی! اور کوئی وصیت فرما دیں۔ آپ نے فرمایا: ''ثابت قدم رہ اور اپنے اخلاق کو اچھا کر۔''

تخریج: أخرجه ابن حبان: ١٩٢٢، والحاكم: ٤/ ٢٤٤، وابن حبان: ١٩٢٢، والطبرانى فى "الاوسط"

شرح :...... اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے کا حکم اور اس کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانے سے منع کیا گیا ہے، یہ ساری عبادات کا مرکز ومحور ہے۔ پھر ہر برائی کے بعد اس قدر نیکی کرنے کا حکم دیا گیا ہے کہ اس گناہ کا اثر ختم ہو جائے اور

بندے کا نامۂ اعمال گناہ کے داغ سے صاف ہو جائے۔ انسان بتقاضۂ بشریت خطا کے دہانے پر کھڑا ہے، اس سے ہر زمان و مکان میں گناہ ہونا ممکن ہے، ہزار کوششوں کے باوجود بھی بچنا محال ہے۔ اللہ تعالی نے بھی اس فطرتِ انسانی کا لحاظ تو کیا، لیکن ایسے گناہ کے اثرات کو زائل کرنے کے لیے اس کے بعد فوراً نیکی کرنے کا حکم دیا، تاکہ بندۂ خدا جلد از جلد اپنے آپ کو پاک صاف کر لے۔

تیسرے نمبر پر استقامت کا حکم دیا، جس کا مطلب ہے کہ اسلام کے اوامر و نواہی پر نہایت ثابت قدمی سے عمل کرنا اور فرائض و سنن اور مستحبات و مندوبات کو بجا لاتے رہنا اور محرمات و منہیات سے اجتناب کرنا۔ محض زبان سے اظہار کر دینے کا نام ایمان نہیں ہے، بلکہ اصل ایمان وہی ہے جس کے ساتھ عمل بھی ہو، اس لیے کہ عمل ایمان کا ثمرہ اور نتیجہ ہے۔ جس طرح بے ثمر درخت کی کوئی اہمیت نہیں، اسی طرح عمل کے بغیر ایمان کی کوئی حیثیت نہیں اور استقامت کمالِ ایمان کی علامت ہے۔

آخر میں نبی کریم ﷺ نے اخلاقِ حسنہ اختیار کرنے کی تلقین کی۔ جن سے مراد وہ تہذیب و شائستگی، شفقت و الفت، نرمی و گدازی، امانت و دیانت، شرافت و صداقت، حلم و بردباری، صبر و تحمل، مسرت و مسکراہٹ اور دیگر اخلاقی خصلتیں ہیں، جن سے نبی کریم قبل از نبوت اور بعد از نبوت بدرجۂ اتم و اکمل متصف تھے۔

احادیثِ مبارکہ میں مختلف پیرایوں میں اخلاقِ حسنہ کی اہمیت بیان کی گئی ہے، حسنِ اخلاق انتہائی عظیم وصف ہے، جہاں نبی کریم ﷺ خود مکارمِ اخلاق سے متصف تھے، وہاں آپ ﷺ نے خوش خلقی کو اپنانے پر بھی بہت زور دیا۔ اس صفت کے حاملین کو اللہ تعالی اور اس کے رسول کا محبوب اور ایمان و ایقان کے لحاظ سے کامل و اکمل قرار دیا۔ اس عمل کو بعثتِ نبوی کا مقصد اور موجب جنت ٹھہرایا گیا، یہ حسن اخلاق ہی ہے جس کے ذریعے دن کو روزہ رکھنے والوں اور رات کو قیام کرنے والوں کے مراتب تک رسائی حاصل کی جا سکتی ہے۔

نیکی کرنے کی نبوی وصیت

ہاتھ کو صرف خیر و بھلائی کی طرف بڑھایا جائے

(٤٠٩٢)۔ عَنْ أَسْوَدَ بْنِ أَصْرَمَ الْمُحَارِبِيِّ، قَالَ: قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أَوْصِنِيْ۔ قَالَ: ((اِمْلِكْ يَدَكَ)) وَفِي رِوَايَةٍ: ((لَاتَبْسُطْ يَدَكَ إِلَّا إِلَى خَيْرٍ۔))

(الصحيحة: ١٥٦٠)

حضرت اسود بن اصرم محاربی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے کوئی وصیت فرمائیں۔ آپ محمد ﷺ نے فرمایا: ''اپنے ہاتھ کو قابو میں رکھ۔'' اور ایک روایت میں ہے: ''ہاتھ کو نہ پھیلا، مگر خیر و بھلائی کی طرف۔''

تخريج: أخرجه البخاري في "التاريخ": ١/ ١/ ٤٤٤، والطبراني في "الكبير" رقم ٨١٨،

شرح:...... جسم کے تمام اعضا بالخصوص ہاتھ اللہ تعالی کا بیش قیمت احسان و اکرام اور نعمت و امانت ہیں۔ انسان

زندہ رہنے کے لیے جتنے اسباب و وسائل استعمال کرتا ہے، ان میں اس کا سب سے زیادہ تعاون کرنے والے اس کے ہاتھ ہوتے ہیں۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ کے احسانات کا یہ تقاضا ہے کہ ہم اپنے ہاتھوں کو ان امو کے لیے استعمال کریں، جن سے ہمارے دینوی اور اخروی فوائد متعلق ہوں۔

اس حدیث میں نبی کریم ﷺ نے ہمیں یہ وصیت فرمائی ہے کہ بدی و برائی کے سلسلے میں اپنے آپ پر مکمل قابو پا لو اور نیکی و بھلائی کی طرف بڑھتے جاؤ۔ جب کوئی امتی اس عظیم نصیحت کو اپنے دل و دماغ پر سوار کر لے گا تو اس کے لیے نیکی کی طرف اقدام کرنا اور برائی سے اجتناب کرنا آسان ہو جائے گا۔

لعنت نہ کرنے کی نبوی وصیت

(٤٠٩٣)۔ عَنْ جُرْمُوْزِ الْجُهَيْمِيِّ، قَالَ: قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَوْصِنِيْ، قَالَ: ((أُوصِيكَ أَنْ لَاتَكُوْنَ لَعَّانًا۔)) (الصحيحة:١٧٢٩)

حضرت جرموز جہیمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے کوئی وصیت فرما دیجیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”میں تجھے وصیت کرتا ہوں کہ لعن طعن کرنے والا نہ بن جانا۔“

تخریج: أخرجه أحمد: ٥/ ٧٠، والطبرانی: ٢١٨١

شرح:...... کسی کے لیے خدا کی مار، پھٹکار، اللہ تعالیٰ کی خیر و رحمت سے دوری اور اس کے عذاب وعتاب کی بد دعا کرنا لعنت کہلاتا ہے۔ بیشتر لوگ ہنسی مذاق یا سنجیدگی میں دوسرے مسلمان بھائیوں کو لعنت جیسے قبیح القاب سے پکارنے سے اجتناب نہیں کرتے، جبکہ سیدنا ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((لَعْنُ الْمُؤْمِنِ كَقَتْلِهِ۔)) (بخاری، مسلم) ......”مومن پر لعنت کرنا اس کو قتل کرنے کے برابر ہے۔“

زبان کی حفاظت مومن کا عظیم وصف ہے، کسی انسان کی شخصیت کا پتہ دینے کے لیے اس کی زبان ہی کافی ہے۔ لعن طعن، سب وشتم اور گالی گلوچ، ایمان اور صدق کے منافی امور ہیں۔ ہمیں چاہئے کہ نبی کریم ﷺ کی اس وصیت پر عمل کریں اور باوقار زندگی گزارتے ہوئے اپنی زبان کو قابو میں رکھیں۔

ایسے امور، جن کی وجہ سے معذرت کرنا پڑے، سے اجتناب کرنے کی وصیت

دورانِ نماز، نمازی کی کیفیت

(٤٠٩٤)۔ عَنْ أَبِي أَيُّوْبَ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: عِظْنِي وَأَوْجِزْ، فَقَالَ: ((إِذَا قُمْتَ فِي صَلَاتِكَ، فَصَلِّ صَلَاةَ مُوَدِّعٍ وَلَا تُكَلِّمْ بِكَلَامٍ تَعْتَذِرُ مِنْهُ غَدًا وَاجْمَعِ الْإِيَاسَ مِمَّا فِي أَيْدِي

حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا مجھے کوئی بلیغ و مختصر نصیحت کریں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جب تو نماز ادا کرے تو (اپنی زندگی کی) آخری نماز سمجھ کر ادا کر اور ایسا کلام مت کر کہ جس سے کل تجھے معذرت کرنا پڑے، نیز جو کچھ لوگوں

النّاسِ۔)) (الصحیحۃ: ۴۰۱) کے پاس ہے اس سے ناامید (اور غنی) ہو جا۔"

تخریج: أخرجه البخاري في "التاريخ": ٣/ ٢/ ٢١٦، وابن ماجه: ٢/ ٥٤٢، وأحمد: ٥/ ٤١٢، وأبو نعيم في "الحلية": ١/ ٣٦٢، والبيهقي في "الزهد الكبير": ١٣/ ٢

شرح:...... محمد رسول اللہ ﷺ نے تین نصیحتوں میں پوری زندگی کا سکون جمع کر دیا ہے۔ کوئی بشر اپنی موت سے آگاہ نہیں ہے، اس لیے اسے چاہئے کہ وہ ہر نماز کو اپنی زندگی کی آخری نماز سمجھ کر انتہائی خوبصورت انداز میں ادا کرے، تاکہ اگر اس نماز کے بعد اس کو موت آ جاتی ہے تو وہی نماز اس کی نجات کے لیے کافی ہو جائے۔ دوسری نصیحت میں شارع علیہ السلام نے زبان کی حفاظت کی تعلیم دی ہے، تاکہ بعد میں کسی قسم کی شرمندگی اور ندامت کا سامنا نہ کرنا پڑے، یہ زبان ہی ہے جس سے آدمی کی شخصیت عیاں ہوتی ہے، اگر زبان میں وقار ہے تو پورے وجود میں سنجیدگی ہوگی اور اگر زبان ہر چراگاہ میں چرنے کی عادی ہو تو جسم بھی بے حیا ہو جاتا ہے۔ تیسری نصیحت میں آپ ﷺ نے لالچ اور حرص جیسی مذموم صفات سے گریز کرنے کی تلقین کی ہے، کیونکہ ان قبیح صفات کی وجہ سے انسان میں کمینگی اور گھٹیا پن پیدا ہو جاتا ہے، جو اس کے مقام و مرتبہ کو جانوروں سے بھی گھٹا دیتا ہے۔ آدمی کو چاہئے کہ وہ اللہ تعالی پر توکل کرے اور اسے رازق سمجھے، لوگوں کے مال و دولت پر نگاہ نہ رکھے۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو آدمی فاقہ میں مبتلا ہو جائے اور لوگوں کے سامنے اس کا اظہار کرے تو اس کا فاقہ ختم نہیں ہوگا اور جو آدمی اس کا اظہار اللہ تعالی کے سامنے کرے تو اللہ تعالی اسے رزق عطا فرمائے گا، وہ جلد ہو یا بہ دیر۔'' (ابوداود، ترمذی)

گالی نہ دینے، کسی نیکی کو حقیر نہ سمجھنے، کسی کو عار نہ دلانے اور چادر شلوار کو ٹخنوں سے اوپر رکھنے کی نبوی نصیحتیں

(٤٠٩٥)۔ عَنْ أَبِي جُرَيٍّ جَابِرِ بْنِ سُلَيْمٍ، قَالَ: رَأَيْتُ رَجُلاً يَصْدُرُ النَّاسَ عَنْ رَأْيِهِ لاَيَقُوْلُ شَيْئًا، إِلاَّ صَدَرُوْا عَنْهُ، قُلْتُ: مَنْ هٰذَا؟ قَالُوْا: رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، قُلْتُ: عَلَيْكَ السَّلاَمُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ، مَرَّتَيْنِ، قَالَ: ((لاتَقُلْ عَلَيْكَ السَّلاَمُ، فَإِنَّ عَلَيْكَ السَّلاَمُ تَحِيَّةُ الْمَيِّتِ، قُلْ: السَّلاَمُ عَلَيْكَ۔)) قَالَ: قُلْتُ: أَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((أَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ الَّذِي إِذَا أَصَابَكَ ضُرٌّ وَدَعَوْتَهُ كَشَفَهُ عَنْكَ، وَإِنْ أَصَابَكَ

حضرت ابو جری جابر بن سلیم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے ایک ایسے آدمی کو دیکھا کہ لوگ اس کی رائے کے سامنے سر تسلیم خم کر دیتے تھے، وہ جو کچھ بھی کہتا، وہ اسے تسلیم کر لیتے۔ میں نے پوچھا: یہ آدمی کون ہے؟ انھوں نے کہا: یہ اللہ کے رسول ہیں۔ میں نے دو دفعہ کہا: اے اللہ کے رسول! عَلَيْكَ السَّلَام۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "عَلَيْكَ السَّلَام مت کہہ، یہ تو مردوں کا سلام ہے، (زندوں کو سلام دینے کے لیے) اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ کہا کر۔'' میں نے کہا: کیا آپ اللہ کے رسول ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں اس اللہ کا رسول ہوں، کہ اگر تجھے کوئی تکلیف لاحق ہوتی ہے اور تو اسے پکارتا

عَامُ سَنَةٍ فَدَعَوْتَهُ أَنْبَتَهَا لَكَ ، وَإِذَا كُنْتَ بِأَرْضٍ قَفْرَاءَ أَوْ فَلاَةٍ فَضَلَّتْ رَاحِلَتُكَ فَدَعَوْتَهُ رَدَّهَا عَلَيْكَ۔)) قُلْتُ: إِعْهَدْ لِي ، قَالَ: ((لاَتَسُبَّنَّ أَحَداً، وَلاَتَحْقِرَنَّ شَيْئاً مِنَ الْمَعْرُوْفِ ، وَأَنْ تُكَلِّمَ أَخَاكَ وَأَنْتَ مُنْبَسِطٌ إِلَيْهِ وَجْهُكَ إِنَّ ذٰلِكَ مِنَ الْمَعْرُوْفِ ، وَارْفَعْ إِزَارَكَ إِلَى نِصْفِ السَّاقِ ، فَإِنْ أَبَيْتَ فَإِلَى الْكَعْبَيْنِ ، وَإِيَّاكَ وَإِسْبَالَ الإِزَارِ فَإِنَّهَا مِنَ الْمَخِيْلَةِ ، وَإِنَّ اللّٰهَ لاَيُحِبُّ الْمَخِيْلَةَ ، وَإِنِ امْرُؤٌ شَتَمَكَ وَعَيَّرَكَ بِمَا يَعْلَمُ فِيْكَ فَلاَ تُعَيِّرْهُ بِمَا تَعْلَمُ فِيْهِ ، فَإِنَّمَا وَبَالُ ذٰلِكَ عَلَيْهِ۔)) وَزَادَ بَعْدَ قَوْلِهِ: لاَتَسُبَّنَّ أَحَداً: قَالَ: فَمَا سَبَبْتُ بَعْدَهُ حُرًّا وَلاَ عَبْداً وَلاَبَعِيْراً وَلاَشَاةً۔

(الصحيحة: ١١٠٩)

ہے تو وہ تیری تکلیف دور کر دے گا، اگر تو قحط سالی میں مبتلا ہو جاتا ہے اور اسے پکارتا ہے تو وہ تیرے لیے زمین سے (انگوریاں) اگائے گا اور اگر تو کسی بے آب وگیاہ اور بیابان جنگل میں ہو اور تیری سواری گم ہو جائے اور پھر تو اس سے دعا کرے تو وہ تیری سواری لوٹا دے گا۔'' میں نے کہا: مجھے کوئی وصیت ہی فرما دیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کسی کو گالی نہ دینا، کسی نیکی کو حقیر ومعمولی مت سمجھنا، اگر چہ وہ اپنے بھائی کے ساتھ خندہ پیشانی کے ساتھ کلام کرنے کی صورت میں ہو، اپنی چادر کو پنڈلی کے نصف تک بلند رکھنا، اگر تو ایسا نہ کرے تو ٹخنوں تک رکھ لینا، ٹخنوں سے نیچے چادر (اور شلوار وغیرہ) لٹکانے سے بچنا، کیونکہ ایسا کرنا غرور (اور تکبر) ہے اور اللہ تعالی غرور کو پسند نہیں کرتا۔ اگر کوئی آدمی تیرے کسی برے فعل، جسے وہ جانتا ہے، کی وجہ سے تجھے عار دلائے، تو تو اسے اس کے عیب، جسے تو جانتا ہے، کی بنا پر طعنہ نہ دینا، کیونکہ اس چیز کا وبال اس پر ہوگا۔'' ایک روایت میں ان الفاظ کی زیادتی بھی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کسی کو گالی نہ دینا'' تو ابو جری نے کہا: میں نے اس وصیت کے بعد کسی آزاد یا غلام بلکہ اونٹ یا بکری تک کو بھی برا بھلا نہیں کہا۔

تخريج: أخرجه أبوداود: ٢/ ١٧٩ ، والترمذي: ٢/ ١٢٠ ، والدولابي في"الكنى و الأسماء": صـ ٦٦ ، وابن حبان في "صحيحه"، والنسائي، والحاكم: ٤/ ١٨٦

شرح:...... اس حدیث مبارکہ میں "عَلَيْكَ السَّلاَم" کو مردوں کا سلام قرار دے کر اس سے منع کر دیا گیا ہے اور "السلام علیکم ......" کہنے کی تلقین کی گئی ہے، جبکہ آپ ﷺ نے ایک قبرستان میں جا کر خود "السلام علیکم......" ہی کہا؟

امام مبارکپوری نے تطبیق کی یہ صورت بیان کی: امام خطابی کہتے ہیں: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مردے کو "عَلَيْكَ السَّلاَم" کہا جائے، جیسا کہ عام لوگوں کا معمول ہے، لیکن اشکال یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ خود ایک قبرستان میں تشریف لے گئے اور "اَلسَّلاَمُ عَلَيْكُمْ اَهْلَ دَارِ قَوْمٍ مُؤْمِنِيْنَ......" کہا اور زندوں کو سلام کہنے کا انداز بھی یہی ہے۔

دراصل دورِ نبوی اور اس سے پہلے والے لوگ جب اپنے مردوں کا تذکرہ کرتے ہوئے ان کو سلام پیش کرتے تھے تو وہ "عَـلَيْكَ" سے شروع کرتے، نہ کہ "اَلسَّلَامُ" سے۔ یہ حقیقت ان کے اشعار میں بھی بیان کی گئی ہے، مثلا ایک شاعر نے ایک میت کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا:

عَلَيْكَ سَلَامُ اللّٰهِ قَيْسَ بْنَ عَاصِمٍ وَ رَحْمَتُهُ اِنْ شَاءَ اَنْ يَتَرَحَّمَا .

اور شماخ نے کہا:

عليكَ سَلَامٌ مِنْ اَمِيْرٍ وَ بَارَكَتْ يَدُ اللّٰهِ فِيْ ذَاكَ الْاَدِيْمِ الْمُمَزَّقِ .

ان دونوں اشعار میں مردوں کا تذکرہ کیا گیا اور ان کو سلام پیش کرتے ہوئے لفظ "عَلَيْكَ" کو مقدم کیا گیا ہے، نہ کہ "اَلسَّلَام" کو۔ نبی کریم ﷺ نے اس رواج کی مخالفت کی اور "السـلام عـلیکم......" کہنے کی تلقین کی۔ وگرنہ شریعت اسلامیہ میں زندوں اور مردوں کو سلام کہنے کا ایک ہی انداز ہے، یعنی دونوں کو سلام کہنے کے لیے لفظ "السـلام ......" سے شروع کیا جائے۔ واللہ اعلم۔ (تحفة الاحوذی)

حدیث مبارکہ کے بقیہ حصے میں اللہ تعالی کا تعارف پیش کیا گیا ہے اور قیمتی پند و نصائح سے نوازا گیا ہے۔ ایک بات قابل وضاحت ہے کہ ہمارے ہاں مرد حضرات کو اپنی شلوار یا تہبند کو ٹخنوں سے نیچے لٹکانے کی عادت ہے۔ اب وہ اس کو اپنی زینت سمجھتے ہیں اور ٹخنے ننگے رکھنے میں عار سمجھتے ہیں یا پھر شرم محسوس کرتے ہیں اور اس کی بابت کئی عذر پیش کرتے ہیں، حالانکہ مردوں پر فرض ہے کہ وہ اپنے ٹخنے ننگے رکھا کریں، اس حدیث مبارکہ میں آپ ﷺ نے وصیت کرتے ہوئے فرمایا:

''اپنی چادر کو پنڈلی کے نصف تک بلند رکھنا، اگر تو ایسا نہ کرے تو ٹخنوں تک رکھ لینا، ٹخنوں سے نیچے چادر (اور شلوار وغیرہ) لٹکانے سے بچنا، کیونکہ ایسا کرنا غرور (اور تکبر) ہے اور اللہ تعالی غرور کو پسند نہیں کرتا۔''

نبی مہربان ﷺ نے ٹخنے چھپانے کو غرور اور تکبر کی علامت قرار دے کر ہمارے فرسودہ خیالات اور حیلوں بہانوں کو ختم کر دیا ہے، اب ہمیں یہ حق حاصل نہیں کہ ہم اپنا تزکیۂ نفس کرتے ہوئے یہ کہیں کہ ہم تکبر تو نہیں کر رہے، جبکہ نبی کریم ﷺ نے اسے تکبر کی علامت قرار دیا ہے۔ دراصل یہ شیطانی وسوسے ہیں جو ہمیں سنتوں پر عمل پیرا ہونے سے محروم رکھتے ہیں۔

اگر شلوار یا چادر کو ٹخنوں سے نیچے لٹکانے والے افراد کو کہا جائے کہ نبی کریم ﷺ نے خود بھی ٹخنے ننگے رکھے، اپنے صحابہ کو ایسا کرنے سے سختی سے منع فرمایا اور اسے تکبر کی علامت قرار دیا، تو ہم یہ کیوں کہتے ہیں کہ ہمارا تکبر کا ارادہ نہیں ہے، ہمارے حیلوں بہانوں کی کیا گنجائش باقی رہ جاتی ہے، کیا ہم رسول اللہ ﷺ کی قولی اور فعلی سنت پر عمل کرنے کو ترجیح نہیں دیں گے؟

غور فرمائیں کہ سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالی قیامت کے روز تین قسم

کے افراد سے کلام نہیں کرے گا، نہ ان کی طرف نظر (رحمت) سے دیکھے گا، نہ ان کو پاک صاف کرے گا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہوگا:

(۱) (چادر یا شلوار کو) لٹکانے والا

(۲) احسان جتلانے والا اور......

(۳) جھوٹی قسمیں اٹھا کر سامان فروخت کرنے والا۔'' (مسلم:۱۰۶)

دورانِ عبادت عابد کی کیفیت
ہر برائی کے بعد نیکی کرنے کی تلقین
ہر زمان ومکاں میں اللہ کا ذکر کرنے کی تلقین

(٤٠٩٦)۔ عَنْ مُعَاذٍ، قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَوْصِنِي، قَالَ: ((اُعْبُدِ اللّٰهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ، وَاعْدُدْ نَفْسَكَ فِي الْمَوْتٰى، وَاذْكُرِ اللّٰهَ عِنْدَ كُلِّ حَجَرٍ، وَعِنْدَ كُلِّ شَجَرٍ، وَإِذَا عَمِلْتَ سَيِّئَةً فَاعْمَلْ بِجَنْبِهَا حَسَنَةً، السِّرَّ بِالسِّرِّ، وَالْعَلَانِيَةَ بِالْعَلَانِيَةِ))

(الصحيحة: ١٤٧٥)

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے وصیت فرمائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالی کی عبادت اس طرح کرو، گویا کہ تم اسے دیکھ رہے ہو، اپنے آپ کو مردہ تصور کرو، ہر پتھر اور درخت کے پاس اللہ کا ذکر کرو اور جب برائی کا ارتکاب کر بیٹھو تو اس کے ساتھ ہی نیکی کر لو (تاکہ برائی کا اثر زائل ہو جائے)، مخفی برائی کے بدلے نیکی بھی مخفی کی جائے اور اعلانیہ برائی کے بدلے نیکی بھی اعلانیہ کی جائے۔''

تخريج: رواه الطبراني في الكبير عن أبي سلمة قال: قال معاذ: قلت: يا رسول الله أوصني قال فذكره، قال الهيثمي: ٤/ ٢١٨

(٤٠٩٧)۔ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ بَعَثَ مُعَاذًا إِلَى الْيَمَنِ، فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ! أَوْصِنِيْ قَالَ: ((عَلَيْكَ بِتَقْوَى اللّٰهِ مَا اسْتَطَعْتَ، وَاذْكُرِ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ عِنْدَ كُلِّ حَجَرٍ وَشَجَرٍ وَإِذَا عَمِلْتَ سَيِّئَةً فَأَحْدِثْ عِنْدَهَا تَوْبَةً، السِّرُّ بِالسِّرِّ وَالْعَلَانِيَةُ بِالْعَلَانِيَةِ۔))

(الصحيحة: ٣٣٢٠)

عطا بن یسار کہتے ہیں: بے شک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف بھیجا۔ اُنھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے کوئی وصیت فرمائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''حسب استطاعت تقوی اختیار کر، ہر پتھر اور درخت کے پاس اللہ تعالی کا ذکر کر اور جب تو کوئی برائی کرے تو اُسی وقت توبہ کر۔ مخفی برائی کی توبہ مخفی انداز میں اور علانیہ برائی کی توبہ علانیہ انداز میں ہونی چاہیے۔''

تخريج: أخرجه أحمد في "الزهد": صـ ٢٦، والطبراني في "المعجم الكبير": ٢٠/ ١٥٩/ ٣٣١

شرح:...... ''اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طرح کرو، گویا کہ تم اسے دیکھ رہے ہو۔'' حدیثِ جبریل میں عابد کی اس کیفیت کو ''احسان'' کہا گیا ہے۔

حافظ ابن حجر نے کہا: عبادت کے اس انداز یا احسان کا معنی و مفہوم یہ ہوتا ہے کہ عبادت کو پرخلوص بنایا جائے، اس میں خشوع و خضوع کا خوب اہتمام کیا جائے، عبادت کے دوران اسی کی طرف مکمل توجہ کی جائے اور دل میں معبودِ برحق کا خوف رکھا جائے۔ سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ کی حدیث میں دو کیفیتوں کو بیان کیا گیا ہے، سب سے اعلیٰ کیفیت اور حالت یہ ہے کہ عبادت کرنے والے پر یہ تصور غالب آ جائے کہ وہ دل سے اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہا تھا اور یہ تصور اتنا مضبوط ہو کہ بالآخر اسے یوں محسوس ہو کہ وہ اپنی آنکھوں سے حق تعالیٰ کو دیکھ رہا ہے ''کأنک تراہ'' کا یہی معنی ہے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ کم از کم وہ یہ حقیقت تو ذہن نشین کر لے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ہر عمل سے آگاہ ہے، ''فانہ یراک'' کا یہ مفہوم ہے۔ ان دونوں حالتوں کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ اللہ تعالیٰ سے معرفت ہوگی اور دل میں اس کی خشیت پیدا ہوگی۔

امام نووی نے کہا: اس کا معنی یہ ہے کہ جب تم اور اللہ تعالیٰ ایک دوسرے کو دیکھ رہے ہو گے تو تم تمام آداب کا لحاظ کرو گے، بہرحال تم نہیں دیکھ رہے ہوتے، جبکہ وہ ہر وقت تم کو دیکھ رہا ہوتا ہے، اس لیے تم کو چاہیے کہ عبادت میں حسن پیدا کرو۔ اس حدیث کا تقدیری معنی یہ ہوگا: اگر تم اللہ تعالیٰ کو نہیں دیکھ رہے تو پھر بھی اچھے انداز میں عبادت کو جاری رکھو، کیونکہ وہ تو تم کو دیکھ رہا ہوتا ہے، حدیثِ جبریل کا یہ حصہ ''اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طرح کرو، گویا کہ تم اسے دیکھ رہے ہو، اگر تم نہیں دیکھ رہے تو وہ تو تمہیں دیکھ رہا ہے۔'' اصولِ دین میں سے ایک عظیم اصل اور قواعد المسلمین میں سے ایک اہم قاعدہ ہے۔ یہ صدیقوں کو سہارا ہے، سالکین کا مقصد ہے، عارفین کا خزانہ ہے اور صالحین کی عادت ہے۔ نبی کریم ﷺ کو جو جوامع الکلم عطا کیے گئے، یہ جملہ ان میں سے ایک ہے۔ غور فرمایئے کہ اہل تحقیق نے صالح لوگوں کی مجالس میں بیٹھنے کو مستحب قرار دیا ہے، تا کہ ان کے احترام میں اور ان سے شرم محسوس کرتے ہوئے معائب و نقائص سے بچا جا سکے، تو پھر اس آدمی کے بارے میں کیا خیال ہونا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ جس کے ظاہری و مخفی حالات سے آگاہ رہتا ہے۔

(فتح الباري: ١/ ١٦٠)

دنیا سے مطلوبہ حد تک بے رغبتی کے لیے یہ حدیث بنیادی حیثیت کی حامل ہے، توشۂ آخرت کی تیاری کے سلسلے میں ذکرِ الٰہی کو کلیدی حیثیت حاصل ہے، اس حدیث میں یہ تلقین کی گئی ہے کہ ہر وقت اور ہر جگہ پر اللہ تعالیٰ کو یاد رکھا جائے، تا کہ کئی شجر و حجر کو گواہی دینے کے لیے میدانِ حشر میں تیا کیا جائے۔

بتقاضۂ بشریت ہر مسلمان غلطیوں اور گناہوں کے دہانے پر کھڑا ہوتا ہے، انبیائے کرام اور رُسُل عظام کے بعد کوئی بھی عصمت و معصومیت کا دعوی نہیں کر سکتا، اس فطری، طبعی اور بشری تقاضے کی لغزشوں کی تلافی کے لیے نبی کریم ﷺ نے سہولت آمیز شریعت میں یہ قانون پیش کیا ہے کہ برائی ہو جانے کے بعد اس کے اثر کو زائل کرنے کے لیے نیکی کی

جائے۔ جیسا کہ سیدنا ابوذر جندب بن جنادہ اور سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
((اِتَّقِ اللّٰهَ حَيْثُمَا كُنْتَ وَاتبعِ السَّيِّئَةَ الْحَسَنَةَ تَمْحُهَا وَخَالِقِ النَّاسَ بِخُلُقٍ حَسَنٍ۔)) (ترمذی)
..... ''تم جہاں کہیں بھی ہو، اللہ تعالیٰ سے ڈرو، برائی کے بعد نیکی کرو تا کہ وہ اس (کے اثر) کو مٹا دے اور لوگوں سے حسن اخلاق کے ساتھ پیش آؤ۔''

طلبۂ حدیث کے حق میں نبوی وصیت

(٤٠٩٨)۔ عَنْ أَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ أَنَّهُ قَالَ: مَرْحَباً بِوَصِيَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ۔ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُوْصِيْنَا بِكُمْ، يَعْنِي طَلَبَةَ الْحَدِيْثِ۔ (الصحيحة: ٢٨٠)

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے تھے: (ہم) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت کو مرحبا (کہتے ہیں)۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں تمہارے بارے میں وصیت کرتے تھے۔ آپ کی مراد حدیث کے طلبہ تھے۔

تخريج: أخرجه تمام في "الفوائد": ١/ ٤/ ٢ ـنسخة الحافظ عبدالغني المقدسي، وابو بكر بن ابي على في "الاربعين": ق ١١٧/ ١، والرامهرمزي في "الفاصل بين الراوي والواعي" ق ٥/ ٢، والحاكم: ١/ ٨٨

شرح:...... امام البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کے شواہد کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا: جب سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نوجوانوں کو دیکھتے تو کہتے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت کی وجہ سے مرحبا، ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ ہم تم لوگوں کو حدیث یاد کروائیں اور تمہارے لیے مجالس کو وسیع کر دیں۔ (اخرجه الرامهرمزی)

شہر بن حوشب کی روایت میں یہ زیادتی ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''فقہ حاصل کرنے کے لیے تمہارے پاس لوگ آئیں گے، سو ان کو فقیہ بنانا اور ان کو اچھی تعلیم دینا۔ (اخرجه عبد الله بن وهب في المسند: ٨/ ١٦٧/ ٢) وعبد الغني المقدسي في كتاب العلم: ٥٠/ ١)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''طلبِ علم کے لیے لوگ تمہارے پاس آئیں گے، پس ان کو مرحبا کہنا، ان کو خوشخبریاں سنانا اور ان سے اچھی طرح بات کرنا۔'' (اخرجه الرامهرمزي وفيه رجل لم يسم وزبور متروك والعمدة على ما تقدم) (دیکھیں: صحيحه: ٢٨٠)

اس حدیث سے طلبۂ حدیث کے مقام و مرتبہ کا اندازہ ہوتا ہے، مدارس سے متعلقہ لوگوں کو ان احادیث کا خیال رکھتے ہوئے طلبا کا احترام کرنا چاہیے۔

عورتوں کے ساتھ حسنِ سلوک کرنے کی وصیت

(٤٠٩٩)۔ عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِيْ كَرِبَ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَامَ فِي النَّاسِ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: ((إِنَّ اللّٰهَ

حضرت مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں کھڑے ہوئے، اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی، پھر فرمایا: ''اللہ تعالیٰ تمہیں عورتوں سے حسن سلوک کرنے

يُوصِيكُمْ بِالنِّسَاءِ خَيْراً فَإِنَّهُنَّ أُمَّهَاتُكُمْ وَبَنَاتُكُمْ وَخَالَاتُكُمْ، إِنَّ الرَّجُلَ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ يَتَزَوَّجُ الْمَرْأَةَ وَمَايَعْلِقُ يَدَاهَا الْخَيْطَ فَمَا يَرْغَبُ وَاحِدٌ مِنْهُمَا عَنْ صَاحِبِهِ حَتَّى يَمُوْتَا هَرِماً۔))

(الصحيحة: ٢٨٧١)

کی وصیت کرتا ہے، کیونکہ وہ تمھاری مائیں، بیٹیاں اور خالائیں ہیں۔ (دیکھو کہ) اہل کتاب کا آدمی کم عمر اور فقیر عورت سے شادی کرتا ہے۔ پھر ان میں سے کوئی دوسرے سے بے رغبتی نہیں کرتا، حتی کہ وہ دونوں عمر رسیدہ ہو کر مر جاتے ہیں۔''

تخريج: أخرجه الطبراني في "المعجم الكبير": ٢٠/ ٣٧٤/ ٦٤٨

شرح:...... "وَمَايَعْلِقُ يَدَاهَا الْخَيْطَ" (اس کے ہاتھ پر دھاگہ نہیں لٹکتا) سے مراد لڑکی کا کم سن اور فقیر ہونا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ یہود و نصاریٰ ایک ہی بیوی پر قناعت کرتے ہیں، خواہ وہ خوبصورت ہو یا بدصورت، بوڑھی ہو یا جوان، جب تک وہ مر نہیں جاتی، وہ دوسری عورت سے شادی نہیں کرتے۔

اس حدیث میں صحابہ کرام کو براہِ راست اور ہمیں بالواسطہ عورتوں کے ساتھ ہمدردی اور خیر خواہی کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ ہر عورت بیٹی، ماں، بہن، بیوی، خالہ اور پھوپھی جیسے مقدس رشتوں میں ڈھلتی ہے۔ اگر ایک آدمی اپنی بیوی کے ساتھ اچھا سلوک نہیں کرتا تو اسے سوچنا چاہئے کہ یہ بھی کسی کی بیٹی ہے، کسی کی ماں ہے، کسی کی بہن ہے، مزید غور کیا جائے تو اس آدمی کی بیٹی اور بہن بھی کسی کی بیویاں ہیں یا بن جائیں گے، وہ ان کے بارے میں کون سا سلوک پسند کرے گا۔ اس سے، ہر آدمی کو چاہیے کہ وہ اپنی بیوی کے ساتھ حسن سلوک والا معاملہ کرنے۔ ہمارے معاشرے میں بطورِ ضرب المثل کہا جاتا ہے: مائیں بہنیں ساجھیاں ہوتی ہیں۔ حدیث کے ابتدائی حصے کا یہی مفہوم ہے۔

اس حدیث میں اہل کتاب کا عمل بطورِ اسوۂ حسنہ پیش کیا گیا ہے، حالانکہ ان کی حالیہ صورتحال تو ناگفتہ بہ ہے۔ امام البانی رحمہ اللہ اس کا جواب دیتے ہوئے کہتے ہیں: آپ ﷺ کی بیان کردہ مثال کا تعلق اس وقت سے ہے، جب اہل کتاب اپنے دین اور اخلاق پر قائم تھے، اگرچہ ان کی شریعت مسخ شدہ اور تحریف شدہ تھی۔ رہا مسئلہ عصر حاضر کے یہودیوں اور عیسائیوں کا، تو اب تو وہ اللہ تعالی کی حلال کردہ طلاق کی صورتوں کو حرام سمجھتے ہیں اور زنا اور لواطت جیسی قباحتوں کو اعلانیہ جائز قرار دیتے ہیں۔ (صحیحہ: ۲۸۷۱)

تقوی، جہاد اور ذکر و تلاوت کی وصیت

(٤١٠٠)۔ عَنْ أَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ، أَنَّ رَجُلاً جَاءَهُ فَقَالَ: أَوْصِنِي، فَقَالَ: سَأَلْتُ عَمَّا سَأَلْتَ عَنْهُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مِنْ قَبْلِكَ: ((أُوْصِيْكَ بِتَقْوَى اللّٰهِ، فَإِنَّهُ رَأْسُ كُلِّ

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی میرے پاس آیا اور کہا: مجھے کوئی وصیت کریں۔ میں نے کہا: تو نے جو سوال مجھ سے کیا ہے، میں نے تجھ سے پہلے یہی سوال رسول اللہ ﷺ سے کیا تھا (اور آپ ﷺ نے فرمایا تھا): ''میں

شَيْءٍ، وَعَلَيْكَ بِالْجِهَادِ، فَإِنَّهُ رَهْبَانِيَّةُ الْإِسْلَامِ، وَعَلَيْكَ بِذِكْرِ اللّٰهِ وَتِلَاوَةِ الْقُرْآنِ فَإِنَّهُ رُوْحُكَ فِي السَّمَاءِ وَذِكْرُكَ فِي الْأَرْضِ.)) (الصحيحة:٥٥٥)

تجھے اللہ سے ڈرنے کی نصیحت کرتا ہوں کیونکہ یہ ہر چیز کی بنیاد ہے، جہاد کو لازم پکڑ کہ وہ اسلام کی رہبانیت ہے اور اللہ تعالی کے ذکر اور قرآن مجید کی تلاوت کا اہتمام کیا کر کیونکہ وہ آسمان میں تیرے لیے باعثِ رحمت اور زمین میں تیرے لیے باعث تذکرہ ہیں۔''

تخريج: أخرجه أحمد: ٣/ ٨٢

شرح: ...... ''تقوی'' سے مراد ''خوفِ خدا'' ہے، جو ہر نیکی کرنے اور ہر برائی سے بچنے کے لیے نسخۂ کیمیا ہے۔ اگر کوئی بشر تمام فرائض و واجبات اور مندوبات و مستحبات کی ادائیگی کرنا چاہتا ہو اور محرمات ومکروہات سے اجتناب کرنا چاہتا ہو تو وہ ''تقوی'' کا سہارا لے۔

دین کے لیے کی جانے والی جانی، مالی، قولی، فکری، فعلی اور تحریری، غرضیکہ تمام مساعی جہاد میں شامل ہیں، تاہم اصطلاحاً وعرفاً نفس امارہ کا مقابلہ ''مجاہدہ'' اور دشمن اور فسادیوں کے ساتھ مسلح آویزش کو ''جہاد'' کہتے ہیں۔ اس باب میں یہی جہاد مراد ہے۔

پھر آپ ﷺ نے ذکر اور تلاوت کی نصیحت فرمائی جس کے عامل کو دنیا و آخرت میں اور ارض و سما میں نیک نامی ملتی ہے۔

مشرکوں کو جزیرۂ عرب سے نکالنا

(٤١٠١)۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَوْصٰى بِثَلَاثَةٍ، فَقَالَ: ((أَخْرِجُوْا الْمُشْرِكِيْنَ مِنْ جَزِيْرَةِ الْعَرَبِ، وَأَجِيْزُوْا الْوَفْدَ بِنَحْوِ مَاكُنْتُ أُجِيْزُهُمْ۔)) ثُمَّ قَالَ: قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: وَسَكَتَ عَنِ الثَّالِثَةِ، أَوْ قَالَ فَأُنْسِيْتُهَا۔ (الصحيحة:١١٣٣)

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے تین وصیتیں فرمائیں: ''مشرکوں کو جزیرۂ عرب سے نکال دو اور، وفود سے وہی سلوک کرو جو میں کرتا ہوں۔'' ابن عباس نے کہا: آپ ﷺ تیسری چیز سے خاموش رہے، یا فرمایا: ''مگر مجھے بھلا دی گئی۔''

تخريج: أخرجه البخاري: ٦/ ٢٠٨، ومسلم: ٥/ ٧٥، وأبوداود: ٢/ ٤٣، والطحاوي: ٤/ ١٦، والبيهقي: ٩/ ٢٠٧، وأحمد: رقم ١٩٣٥

شرح: ...... سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((لَئِنْ عِشْتُ لَأُخْرِجَنَّ الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى مِنْ جَزِيْرَةِ الْعَرَبِ، حَتّٰى لَا أَتْرُكَ فِيْهَا إِلَّا مُسْلِماً۔)) ...... ''اگر میں زندہ رہا تو یہودیوں اور عیسائیوں کو جزیرۂ عرب سے نکال دوں گا اور یہاں صرف مسلمانوں کو رہنے دوں گا۔'' (صحیح

مسلم)

جزیرۃ العرب: بحر ہند، بحر شام، پھر دجلہ فرات نے جتنے علاقے پر قبضہ کیا ہوا ہے یا طول کے لحاظ سے عدن ابین کے درمیان سے لے کر اطراف شام تک کا علاقہ اور عرض کے اعتبار سے جدہ سے لے کر آبادی عراق کے اطراف تک کا علاقہ جزیرۃ العرب کہلاتا ہے۔

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس حکم کی تعمیل کی، جیسا کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح خیبر کے بعد یہودیوں کو وہاں سے نکال دینے کا ارادہ کیا، کیونکہ اس وقت خیبر کی زمین تو اللہ تعالی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کی ہو چکی تھی۔ یہودیوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ ان کو خیبر میں رہنے دیا جائے، وہ کام کریں گے اور نصف پیداوار آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا مطالبہ تسلیم کر لیا اور فرمایا: ''ہم جب تک چاہیں گے تم لوگوں کو یہاں ٹھہرنے کی اجازت دیں گے۔'' سو وہ وہیں رہے، حتی کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو تیما اور راریحا کے مقام کی طرف جلا وطن کر دیا۔ (بخاری: ۲۳۳۸) تیما اور راریحا، شام میں ہیں۔

کسی نیکی کو کم اہمیت نہ سمجھا جائے

(٤١٠٢)۔ عَنْ سَهْمِ بْنِ الْمُعْتَمِرِ عَنِ الْهُجَيْمِيِّ: أَنَّهُ قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ فَلَقِيَ النَّبِيَّ ﷺ فِي بَعْضِ أَزِقَّةِ الْمَدِيْنَةِ، فَوَافَقَهُ فَإِذَا هُوَ مُؤْتَزِرٌ بِإِزَارِ قُطْنٍ قَدِ انْتَثَرَتْ حَاشِيَتُهُ، وَقَالَ عَلَيْكَ السَّلَامُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((عَلَيْكَ السَّلَامُ تَحِيَّةُ الْمَوْتٰى۔)) فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أَوْصِنِيْ۔ فَقَالَ: ((لَاتَحْقِرَنَّ شَيْئًا مِنَ الْمَعْرُوْفِ أَنْ تَأْتِيَهُ، وَلَوْ أَنْ تَهَبَ صِلَةَ الْحَبْلِ، وَلَوْ أَنْ تُفْرِغَ مِنْ دَلْوِكَ فِيْ إِنَاءِ الْمُسْتَقِيْ وَلَوْ أَنْ تَلْقٰى أَخَاكَ الْمُسْلِمَ وَوَجْهُكَ بَسْطٌ إِلَيْهِ، وَلَوْ أَنْ تُؤْنِسَ الْوَحْشَانَ بِنَفْسِكَ وَلَوْ أَنْ تَهَبَ الشِّسْعَ۔))

(الصحيحة: ٣٤٢٢)

سہم بن معتمر ہجیمی سے روایت کرتے ہیں کہ وہ مدینہ منورہ تشریف لائے اور مدینہ کی کسی گلی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات ہوئی۔ اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حال میں پایا کہ آپ نے روئی سے بنا ہوا تہبند باندھا ہوا تھا اور اس کا کنارہ پھیلا ہوا تھا۔ ہجیمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! عَلَيْكَ السَّلَامُ۔ رسول اللہ نے فرمایا: ''عَلَيْكَ السَّلَامُ تو مردوں کا سلام ہے۔'' اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے کوئی وصیت فرمائیں۔ آپ نے فرمایا: ''کوئی بھی نیکی سرانجام دینے کو معمولی خیال نہ کرنا، اگرچہ (وہ نیکی یہ ہو کہ تو کسی کو) رسی کا عطیہ دے دے، اپنے ڈول سے پانی مانگنے والے کے برتن میں پانی ڈال دے، اپنے مسلمان بھائی کو خندہ پیشانی کے ساتھ ملے، خوف و گھبراہٹ میں مبتلا آدمی کا دل بہلا دے یا (کسی کو) تسمہ ہبہ کر دے۔''

تخريج: أخرجه النسائي في "السنن الكبرى": ٥/ ٤٨٦/ ٩٦٩٤، ورواه احمد: ٣/ ٤٨٢ عن ابی تمیمة

الهجيمي عن رجل من قومه

شرح:...... یہ رسولِ معظم ﷺ کی تعلیمات ہیں، جبکہ ہمارے ہاں عمل سے جان چھڑانے کے لیے لوگ یہ کہہ دیتے ہیں: سنت ہی ہے، اگر اس پر عمل نہ کیا تو کیا ہو جائے گا؟! ایسے مزاج کی ضرورت ہے، جو نیکی کے چھوٹے چھوٹے امور کر سرانجام دینے پر بھی مجبور کرے۔

اونچے مقامات پر تکبیرات کا اہتمام کرنا

(٤١٠٣)۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يُرِيْدُ سَفَرًا فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَوْصِنِيْ۔ قَالَ: ((أُوْصِيْكَ بِتَقْوَى اللّٰهِ، وَالتَّكْبِيْرِ عَلٰى كُلِّ شَرْفٍ۔)) (الصحيحة: ١٧٣٠)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی، جو سفر کا ارادہ رکھتا تھا، رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے کوئی وصیت کیجیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں تجھے اللہ تعالیٰ سے ڈرنے اور ہر بلند جگہ پر "اَللّٰهُ أَكْبَر" کہنے کی وصیت کرتا ہوں۔''

تخريج: أخرجه ابن أبي شيبة في "المصنف": ١٢/ ٣٥/ ٢، وعنه ابن ماجه: ٢٧٧١، والترمذي: ٢/ ٢٥٥، وأحمد: ٢/ ٣٢٥، ٣٣١، ٤٤٣، ٤٧٦، ، كذا ابن خزيمة في "صحيحه": ١/ ٢٥٦/ ٢، والمحاملي في "الدعاء": ق ٣٢/ ١، وابن السني في "عمل اليوم والليلة": ٥١٤، والحاكم: ١/ ٤٤٥ و ٢/ ٩٨، والبيهقي في "الزهد": ق ١٠٧/ ٢

شرح:...... سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جب ہم (بلند مقام پر) چڑھتے وقت اللہ اکبر اور اترتے وقت سبحان اللہ کہتے تھے۔ (بخاری: ۲۹۹۳)

❀❀❀❀

فهرس أطراف الأحاديث

بسم الله الرحمن الرحيم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ، وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ، وَالصَّلاةُ وَالسَّلامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ۔ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔ اَمَّا بَعْدُ فَـ

ذكرنا طرف الحديث على احتمالات كثيرة، واسم صحابيه، ثم رقمه فى هذا الكتاب المترجم، ثم موضعه فى "سلسلة الأحاديث الصحيحة"۔

ايها الأخ الفاضل! تَنَبَّهْ: هذا اول جهدى فى عمل أطراف الأحاديث فأمكان الخطأ ممكن، فانسب الصواب الي الله سبحانه وتعالى والخطأ أَلَيَّ، وادع لي ولاتغضب عليّ۔

اذا فتشت مثل هذا الحديث:

كان رسول الله ﷺ يقول: ((اللهم بك اصبحنا......))

فانظر الطرفين، ستجده فى احدهما او كليهما:

(١) كان رسول الله يقول: ((اللهم بك......))

(٢)اللهم بك اصبحنا......

طرف الحديث	اسم الراوى	هذا	المترجم الصحيحة
آتى باب الجنة يوم القيامة فاستفتح	انس بن مالك	3170	774
آخر ما أدرك الناس من كلام النبوة الاولى	ابو مسعود البدرى	2352	684
آخر من يدخل الجنة رجل؛ فهو يمشى مرة	ابن مسعود	3928	2601
		3129	
آخى ﷺ بين الزبير وبين عبد الله بن مسعود	انس	2349	3166
آذانى ريحها فقمت	ابن عباس	1661	3349
آكل كماياكل العبدواجلس كمايجلس العبد	عائشة	2588	544
آلفقر تخافون!؟	ابو الدرداء	1048	688
آمركم باربع، وانهاكم عن اربع	ابن عباس	35	3957
آمركم بثلاث وانهاكم عن ثلاث:آمركم ان	ابو هريرة	2585	685

طرف الحديث	اسم الراوى	هذا	المترجم الصحيحة
آمروا اليتيمة فى نفسها	ابوموسى الاشعرى	1433	656
الآن جاء القتال، لاتزال طائفة	سلمة بن نفيل	3481	1961
الآن اليوم نغزوهم ولا يغزونا	سليمان بن صرد	2173	3243
آنت هيه؟ لقد كبرت لا كبر سنك	انس بن مالك	3178	84
الآيات خرزات منظومات فى سلك	عبد الله بن عمرو	3608	1762
آية الايمان حب الانصار وآية النفاق بغض	انس	3339	668
اية الكرسى: ماالسموات السبع فى الكرسى	ابو ذر الغفارى	3783	109
ائتِ حرثك أنى شئت، واطعمها اذا طعمت	معاوية بن حيدة	1447	687
ائتنا	ابو موسى	3820	313
ائتنى بشىء اشد به راسه، وامكنك منه	ابن عباس	1456	3490
ائتنى بكتف او لوح حتى اكتب لابى بكر	عائشة	3251	690
ابايعك على ان تعبد الله وتقيم الصلاة	جرير	471	636
ابايعه على الاسلام والايمان والجهاد	مجاشع بن مسعود	3451	662
ابدا بمن تعول، والصدقة عن ظهر غنى	حكيم بن حزام	908	2243
ابشر؛ان الله يقول:هي ناري اسلطها علي عبدى	ابو هريرة	1663	557
ابشر عمار! تقتلك الفئة الباغية	ابو هريرة	3541	710
ابشر يا كعب!	كعب بن عجرة	2357	3103
ابشروا ابشروا؛اليس تشهدون ان لا اله الاالله	ابو شريح الخزاعى	14	713
ابشروا ابشروا؛انه من صلى الصلوات الخمس	عبد الله بن عمرو	494	3451
ابشروا؛ فقد جاء كم فارسكم	سهل بن الحنظلية	2122	378
ابشروا؛هذاربكم قدفتح بابامن ابواب السماء	عبد الله بن عمرو	561	661
ابشروا وبشروا من وراء كم؛انه من شهد ان لا	ابو موسى	30	712
		299	
ابشروا، وسددوا، وقاربوا	ابو هريرة	3768	3194
ابشرى يا ام العلاء! فان مرض	ام العلاء	1666	714
ابغض الرجال الى الله: الالد الخصم	عائشة	2358	3970
ابغض الناس الى الله ثلاثة: ملحد فى الحرم	ابن عباس	52	778
ابغونى الضعفاء؛ فانما ترزقون	ابو الدرداء	2072	779
الابل عز لاهلها، والغنم بركة	عروة البارقى	1064	1763
ابلغ عائشة هذا	ثوبان مولى رسول الله	3165	1977
ابلغا صاحبكم ان ربى قد قتل ربه كسرى	جمع من الصحابة	3211	1429
ابن آدم ان اصابه البرد قال: حس	خولةبنت قيس بن فهد	2235	1578
ابن اخت القوم منهم	ابو موسى	1366	2858
ابن اخت القوم منهم	انس	1193	776

طرف الحديث	اسم الراوی	هذا	المترجم الصحيحة
ابنا العاص مومنان: هشام و عمرو	ابو هريرة	3364	156
ابنوه عريشا كعريش موسى	الحسن البصرى	595	616
ابنوه عريشا كعريش موسى	سالم بن عطية	595	616
ابنوه عريشا كعريش موسى	الزهرى	595	616
ابنوه عريشا كعريش موسى	راشد بن سعد	595	616
ابنوه عريشا كعريش موسى	ابو الدرداء	595	616
ابنوه عريشا كعريش موسى	عباده بن صامت	595	616
ابوبكر وعمر سيدا كهول اهل الجنة من الاولين	على بن ابى طالب	3243	824
		3257	
ابوبكر وعمر سيدا كهول اهل الجنة من الاولين	انس بن مالك	3243	824
		3257	
ابوبكر وعمر سيدا كهول اهل الجنة من الاولين	ابو جحيفة	3243	824
		3257	
ابوبكر وعمر سيدا كهول اهل الجنة من الاولين	جابر بن عبدالله	3243	824
		3257	
ابوبكر وعمر سيدا كهول اهل الجنة من الاولين	ابو سعيد الخدرى	3243	824
		3257	
ابوبكر و عمر من هذا الدين كمنزلة	جابر بن عبد الله	3265	815
ابو سفيان بن الحارث خير اهلى	ابو حبة البدرى	3366	820
ابو اليقظان على الفطرة	حذيفة	3273	3216
		3459	
		3540	
ابى الله ان يجعل لقاتل المؤمن توبة	انس	1186	
3742	689		
أبى الله والمومنون أن يختلف	عائشة	3251	690
أتاذن لى ان استقى خالدا؟	ابن عباس	1831	2320
		1845	
		1877	
		1931	
اتاكم اهل اليمن؛ هم أرق قلوبا	ابوهريرة	3529	3369
اتانا رسول اللهﷺزائرا فى منزلنا ، فراى رجلا	جابر بن عبد الله	2727	493
اتانى جبريل عليه السلام من عند الله	ابو ادريس الخولانى	495	842
	821		
اتانى جبريل عليه السلام فقال:	ابو هريرة	1933	356

طرف الحديث	اسم الراوى	هذا	المترجم الصحيحة
اتاني جبريل عليه الصلاة والسلام فاخبرني ان	ام الفضل بنت الحارث	317	3296
		3549	
		821	
اتاني جبريل بالحمى والطاعون فامسكت	ابو عسيب	1696	761
اتاني جبريل فقال: يا محمد! ان الله عزوجل	ابن عباس	1796	839
اتاني جبريل فقال: يا محمد! مر اصحابك	زيدبن خالدالجهنى	995	830
اتاني جبريل فى خضر	ابن مسعود	3784	3485
اتانى جبريل ، فقال: يا محمد!	سهل بن سعد	2184	831
		2185	
اتانى جبريل ، فقال: يا محمد!	جابر بن عبد الله	2184	831
		2185	
اتانى جبريل ، فقال: يا محمد!	على ابن ابى طالب	2184	831
		2185	
اتانى رجلان ، فاخذا بضبعى	امامة الباهلى	3979	3951
اتاه جبريل عليه السلام فى اول ما اوحى اليه	زيد بن حارثة	391	841
		404	
اتحبه لامك؟	ابو امامة	3138	370
اتحبون ان تجتهدوا فى	ابو هريرة	3089	844
اتخذوا الغنم ، فان فيها بركة	عائشة	1063	773
اترون ما العُضْه؟	انس بن مالك	2359	845
اتدرون ما المفلس؟	ابو هريرة	2186	847
اتدرون ما هذان الكتابان؟!	عبد الله بن عمرو	3980	848
اتدرى الى اين ابعثك؟	عبد الله بن عمرو	1066	1212
اترضون ان تكونوا ربع اهل الجنة؟	عبد الله	3935	849
اتركوا الحبشة ما تركوكم؛ فانه لا	عبد الله بن عمرو	3552	772
اتركوني ما تركتكم؛ فاذا حدثتكم فخذوا عنى	ابو هريرة	2187	850
اتركوه	ابو المتفق	2365	3508
اتريد ان يكون فتانا يا معاذ؟!	جابر بن عبد الله	565	3171
اتزعمون انى من آخركم وفاة؟!	واثلة بن الاسقع	3557	851
استطيعين ان تقومى ولا تقعدى ، وتصومى	معاذبن انس	1460	3450
		2025	
اتسمعون ما اسمع؟	حكيم بن حزام	3785	852
اتعجبون من هذه؟ فوالذى نفسى بيده	انس	3520	3346
اتعلم اول زمرة تدخل الجنة من امتى؟	عبد الله بن عمرو	3321	853

طرف الحديث	اسم الراوی	هذا	المترجم الصحيحة
		3923	
اتعلّم بها قبر اخی ، وادفن اليه	المطلب	1697	3060
اتق الله عزوجل ، ولا تحقرن من المعروف	جابربن سليم	2555	770
		2584	
اتق المحارم تكن اعبد الناس	ابو هريرة	2290	930
اتق يا ابا الوليد!ان تاتيیوم القيامةببعیرتحمله	عبادة بن صامت	2188	857
اتقاهم لله	ابو هريرة	2348	3996
اتقوا دعوة المظلوم وان كان كافرا	انس بن مالك	3112	767
اتقوا دعوة المظلوم ، فانها	ابن عمر	3111	871
اتقوا دعوة المظلوم؛ فانها تحمل على	خزيمة بن ثابت	3110	870
اتقوا الظلم؛ فان الظلم ظلمات يوم القيامة	جابر بن عبد الله	2299	858
اتقوا الله ربكم ، وصلوا خمسكم	ابو امامة	496	867
اتقوا الله فی الصلاة ، وما ملكت ايمانكم	ام سلمة	2586	868
اتقوا الله فی هذه البهائم المعجمة	سهل ابن الحنظلية	2074	23
اتقوا الله وصلوا ارحامكم	عبد الله بن مسعود	2366	869
اتموا الصفوف(وفی رواية:استووا، استووا)	انس	571	3955
اتموا الوضوء؛ ويل للأعقاب من النار	خالد بن الوليد	405	872
اتموا الوضوء؛ ويل للأعقاب من النار	يزيد بن ابی سفيان	405	872
اتموا الوضوء؛ ويل للأعقاب من النار	شرحبيل بن حسنة	405	872
اتموا الوضوء؛ ويل للأعقاب من النار	عمرو بن العاص	405	872
اتيان النساء فی ادبارهن حرام	خزيمة بن ثابت	1469	873
اتيت البراق ، وهو دابة ابيض طويل	حذيفة بن اليمان	3803	874
اتيت البراق ، وهو دابة ابيض طويل	انس بن مالك	3804	3956
		4024	
اثبت حراء! فانه ليس عليك الا نبي	سعيد بن زيد	3247	875
		3266	
اثبت حراء! فانه ليس عليك الا نبي	عثمان بن عفان	3247	875
		3266	
اثبت حراء! فانه ليس عليك الا نبي	انس بن مالك	3247	875
		3266	
اثبت حراء! فانه ليس عليك الا نبي	بريدة بن الحصيب	3247	875
		3266	
اثبت حراء! فانه ليس عليك الا نبي	ابوهريرة	3247	875
		3266	

طرف الحديث	اسم الراوى	هذا	المترجم الصحيحة
اثقل شيء في الميزان الخلق الحسن	ابو الدرداء	2386	876
الاثم حواز القلوب	عبد الله	2321	2613
اثنان لاتجاوز صلاتهما رؤوسهما	ابن عمر	582	288
اثنتان يكرههما ابن آدم: يكره الموت	محمود بن لبيد	1049	813
اثيبا نكحت ام بكرا؟	جابر بن عبد الله	1535	3158
اجب عنى	عبد الله عمر	3402	2838
اجب عنى ، اللهم ايده بروح القدس	ابوهريرة	2091	933
اجتنب الغضب	رجل من اصحاب النبي	2414	884
اجتنبوا الخمر ، فانها مفتاح كل شر	ابن عباس	1797	2798
اجتنبوا الكبائر السبع ، فسكت الناس	سهل بن ابى حثمة	2190	2244
اجتنبوا الكبائر ، وسددوا وابشروا	جابر	57	885
اجتنبوا هذه القاذورة التى نهى الله عزوجل	ابن عمر	1194	663
اجد لحم شاة اخذت بغير اذن اهلها	رجل من الانصار	1101	754
اجعل بين اذانك واقامتك نفسا؛ قدرمايقضى	ابى بن كعب	583	887
اجعل بين اذانك واقامتك نفسا؛ قدرمايقضى	جابر بن عبد الله	583	887
اجعل بين اذانك واقامتك نفسا؛ قدرمايقضى	ابوهريرة	583	887
اجعل بين اذانك واقامتك نفسا؛ قدرمايقضى	سلمان الفارسى	583	887
اجعلتنى مع الله عدلا	ابن عباس	6	139
اجعلوا بينكم وبين الحرام سترة من الحلال	النعمان بن بشير	2193	896
اجعلوا بينكم و بين النار حجابا	فضالة بن عبيد	2194	897
اجعلوا مكان الدم خلوقا	عائشة	1807	463
اجعلوا من صلاتكم فى بيوتكم	عائشة	584 585	3112
اجل ، فلاترد عليه ، ولكن قل:غفرالله لك ياابا بكر	ربيعة الاسلمى	2418 3238	3258
اجل ، فلاترد عليه ، ولكن	ربيعة الاسلمى	4065	3145
اجل ، مرت بي فلانة ، فوقع في قلبي شهوة النساء	ابو كبشة الانمارى	1473	235
اجل ، والحمد لله	يساربن عبدالله الجهنى	2212	174
اجل؛مرت بي فلانة ، فوقع في قلبي شهوة النساء	ابوكبشة الانمارى	1474	441
اجلدوه ضرب مئة سوط	سعد بن عبادة	1204	2986
اجلس ها هنا حتى ارجع اليك	ابو ذر	19 39 194	826
اجلسى ، لايتحدث الناس ان محمدايغز وبامراة	ام كبشة امراة من قضاعة	2094	2887

طرف الحديث	اسم الراوى	هذا	المترجم الصحيحة
اجمعي عليك ثيابك	عائشة زوج النبى ﷺ	3269	1687
احملوا في طلب الدنيا	ابو حميد الساعدى	1088	898
احب الاسماء الى الله: عبد الله	انس	1477	904
احب الطعام الى الله ما كثرت عليه الايدى	جابر	2587	895
احب للناس ما تحب لنفسك	يزيد بن اسيد	2594	72
احب الناس الى الله تعالى انفعهم للناس	ابن عمر	2593	906
احبس عليك مالك	عقبة بن عامر	1110	2779
احبسوا صبيانكم حتى يذهب فوعة العشاء	جابر	1490	905
احتج آدم و موسى ، فحج آدم موسى	جندب	3809	909
احذروا الدنيا؛ فانها خضرة حلوة	مصعب بن سعد	1089	910
احسن (وفي رواية:صدق) ابن الخطاب	رجل من اصحاب النبى ﷺ	604 648	3173
احسن ابن الخطاب	رجل من اصحاب النبى ﷺ	603	2549
احسنت ، اتركها حتى تماثل	على	1206	2499
احسنت ، اتركها حتى تماثل	على	1207	3278
احسنهم خلقا	اسامه بن شريك	2388	432
احسنهم خلقا	عبد الله بن عمر	2387	1837
احسنهم خلقا	عبد الله بن عمر	1734	1384
احسنوا الى اصحابى ، ثم الذين يلونهم	عمر	1334	430
أحسنوا مبايعة الاعرابى	حصين بن قيس	1111	3235
احشدوا؛فاني سأقرأ عليكم ثلث القرآن	ابو هريرة	2938	3978
احصوا لي كل من تلفظ بالاسلام	حذيفة	58	246
احصوا هلال شعبان لرمضان	ابو هريرة	838	565
احضروا الذكر ، وادنوا من الامام	سمرة بن جندب	606	365
احفظ لسانك ، ثكلتك امك معاذ	الحسن	2420	1122
احفظوني في اصحابى ، ثم الذين	عمر بن الخطاب	3346	1116
احفهما جميعا ، او انعلهما	ابو هريرة	1937	1117
احكم فيهم	عائشة	2787 3525	67
احلت لناميتتان ودمان ، فاما الميتتان فالحوت	ابن عمر	1884	1118
احلفوا بالله وبروا واصدقوا	ابن عمر	55 1414	1119
احلقوه كله ، او اتركوه كله	ابن عمر	1940	1123
احيانا ياتينى فى مثل صلصلة الجرس	عائشة	3791	3958

طرف الحديث	اسم الراوی	هذا	المترجم الصحيحة
أحيمر ثمود الذی عقر الناقة	عمار بن یاسر	3537	1743
اخبرنی بهن جبريل عليه السلام آنفا	انس	3599	3493
اخبروها انها لاتدخلها وهی عجوز	الحسن	3945	2987
اختاروا بين نسائكم واموالكم وابناء كم	عبد الله بن عمرو	1388	1973
اخذ الله تبارك و تعالى الميثاق من	ابن عباس	3810	1623
اخذنا فألك من فيك	ابو هريرة	2595	726
اخر عنی يا عمر! انی خير فاخترت	عمر بن الخطاب	3186	1131
		3262	
اخر الكلام فی القدر لشرار امتی	ابوهريرة	77	1124
اخرج الى هذا فعلمه الاستئذان؛ فقل له	رجل من بنی عامر	2599	819
اخرج فناد فی الناس:من شهد ان لا اله الا الله		3150	2235
اخرجوا العواتق وذوات الخدور؛ فليشهدن	ابو بكر	608	600
ام عطية		1538	
اخرجوا فاذ اتيتم ارضكم فاكسروا بيعتكم	طلق بن على	600	2582
اخرجوا المشركين من جزيرة العرب	ابن عباس	2096	1133
		2099	
		4101	
اخرجوا يهود اهل الحجاز واهل نجران من	ابو عبيدة	2097	1132
اخرجی اليه، فانه لا يحسن الاستئذان	رجل من بنی عامر	2598	1170
اخرجی فجدی نخلك	جابر	1112	723
اخرجی فقولی له: قل: السلام عليكم	رجل من بنی عامر	251	2712
		2600	
اخروا الاحمال على الابل؛فان اليد معلقة	ابوهريرة	1810	1130
اخسأ؛ فلن تعدو قدرك	حسين بن على	316	3256
		323	
اخنع اسم عندالله يوم القيامةرجل تسمي ملك	ابوهريرة	2606	915
الاخوات الاربع: ميمونة، وام الفضل، وسلمى	عبد الله بن العباس	3441	1764
اخوف ما اخاف رلی امتی الائمة المضلون	عمر بن الخطاب	1344	1582
اخوف ما اخاف رلی امتی الائمة المضلون	ابو الدرداء	1344	1582
اخوف ما اخاف رلی امتی الائمة المضلون	ابو ذر الغفاری	1344	1582
اخوف ما اخاف رلی امتی الائمة المضلون	ثوبان مولی رسول الله ﷺ	1344	1582
اخوف ما اخاف رلی امتی الائمة المضلون	شداد بن اوس	1344	1582
اخوف ما اخاف رلی امتی الائمة المضلون	علی بن ابی طالب	1344	1582

طرف الحديث	اسم الراوی	هذا	المترجم الصحيحة
ادا الامانة الی من ائتمنك	ابوهريرة	1113	423
ادخل الله عز وجل الجنة رجلا كان سهلا	عثمان بن عفان	1114	1181
ادع بها	الشريد بن سويد الثقفی	112	3161
ادعوا له طبيب بنی فلان	رجل من الانصار	1620	517
ادعوا الی الله وحده، الذی ان مسك ضر	رجل من بلهجيم	23	420
ادعوا الله تعالی وانتم موقنون	ابوهريرة	3113	594
ادعوا الناس، وبشرا ولا تنفرا	ابو موسی الاشعری	79	421
ادفعه الی الضيف	ثوبان مولی رسول الله ﷺ	3165	1977
ادن يا نبی، وسم الله، وكل بيمينك	عمر بن ابی سلمة	1815	1184
اذنه	ابو امامة	3138	370
ادنوا فكلا	ابوهريرة	830	85
ادوا صاعا من بر او قمح بين اثنين	ثعلبة بن صعير	916	1177
اداو صاعا من طعام	ابن عباس	917	1179
اديموا الحج والعمرة فانهما ينفيان الفقر	ابن عباس	992	1185
اذا آتاك الله مالا لم تساله	اسلم	946	1187
اذا ابردتم الی بريدا فابعثوه حسن الوجه	بريدة	2596	1186
اذا ابردتم الی بريدا فابعثوه حسن الوجه	بريدة	2597	4034
اذا اتاكم كريم قوم فاكرموه	عبد الله بن عمر	2608	1205
اذا اتاكم كريم قوم فاكرموه	جريربن عبدالله البجلی	2608	1205
اذا اتاكم كريم قوم فاكرموه	جابر بن عبد الله	2608	1205
اذا اتاكم كريم قوم فاكرموه	ابوهريرة	2608	1205
اذا اتاكم كريم قوم فاكرموه	عبد الله بن عباس	2608	1205
اذا اتاكم كريم قوم فاكرموه	معاذ بن جبل	2608	1205
اذا اتاكم كريم قوم فاكرموها	عدی بن حاتم	2608	1205
اذا اتاكم كريم قوم فاكرموه	ابوراشدعبدالرحمن	2608	1205
اذا اتاكم كريم قوم فاكرموه	انس بن مالك	2608	1205
اذا اتاكم من ترضون خلقه ودينه فزوجوه	ابوهريرة	1441	1022
اذا اتتك رسلی؛ فاعطهم ثلاثين درعا	امية	1236	630
اذا اتی احدكم خادمه بطعام قد ولی حره	ابوهريرة	2421	1285
اذا اتی الرجل القوم فقالوا: مرحبا، فمرحبا	ابوسعيدالضحاك بن قيس	2607	1189
اذا اتيت اهلك فاعمل عملا كيسا	جابر	1475	1190
اذا اتيت الصلاة فاتها بوقار وسكينة	سعد بن ابی وقاص	531	1198
اذا احب احدكم اخاه فی الله؛ فليبين له	علی بن الحسين	2425	1199
اذا احب احدكم اخاه؛ فليعلمه انه يحبه	المقدام بن معديكرب	2609	417

طرف الحديث	اسم الراوى	هـذا	المترجم الصحيحة
اذا احب صاحبه فلياته فی منزله	ابو ذر	2610	797
اذا احب الرجل الرجل؛ فليخبر انه احبه	رجل من اصحاب النبی ﷺ	2611	418
اذا حسن احدکم اسلامه؛فکل حسنة يعملها	ابوهريرة	81	3959
اذا اختلف البيعان وليس بينهما	عبد الله بن مسعود	1116	798
اذا اختلفتم فی الطريق؛ جعل عرضه سبع	ابو هريرة	1218	3960
اذا اختلفتم فی الطريق؛ جعل عرضه سبع	ابن عباس	1218	3960
اذا اختلفتم فی الطريق؛ جعل عرضه سبع	عبادة بن الصامت	1218	3960
اذا اختلفتم فی الطريق؛ جعل عرضه سبع	انس بن مالك	1218	3960
اذا اختلفتم فی الطريق؛ جعل عرضه سبع	جابر بن عبد الله	1218	3960
اذا اخصبت الارض فانزلوا عن ظهرکم	انس بن مالك	2081	682
		2100	
اذا ادخل احدکم رجليه فی خفيه	ابوهريرة	414	1201
اذا ادرك احدکم اول سجدة من صلاة	ابوهريرة	613	66
اذاادرکت رکعةمن صلاةالصبح قبل ان تطلع	ابوهريرة	614	2475
اذا ادی العبد حق الله وحق مواليه	ابوهريرة	1219	728
اذا اذنت المغرب فاحدرها مع الشمس حدرا	ابو محذورة	619	2245
اذا اراد احدکم ان يسال؛فليبدأ بالمدحة	عبد الله بن مسعود	2612	3204
اذا اراد احدکم من امرأته حاجة فليأتها	طلق	1454	1202
اذا اراد الرجل ان يزوج ابنته فليستأذنها	ابو موسی	1428	1206
اذا أراد الله جل ذکره ان يخلق النسمة	مالك بن الحويرث	1492	3330
اذا اراد الله عزوجل باهل بيت خيرا	عائشة	2430	1219
اذا اراد الله بعبد خيرا عجل له العقوبة فی	انس	2196	1220
اذا اراد الله بعبد خيرا عسله	عمرو بن الحمق	2197	1114
اذااراداالله قبض عبدبارض جعل له فيهاحاجة	ابو عزة الهذلی	83	1221
اذا اردت ان تغزوه؛ اشتر فرسا ادهم ، اغر	عقبة بن عامر	2118	3449
اذا أسأت فأحسن	عبد الله بن عمرو	4091	1228
		2389	
		2457	
اذا استأذن احدکم ثلاثا فلم يؤذن له؛فليرجع	ابو موسی	2603	3474
اذا استؤذن عليه الرجل وهو يصلی؛فاذنه التسبيح	ابوهريرة	739	497
اذا استجمر احدکم فليستجمر وترا	ابوهريرة	446	1295
اذا استلج احدکم باليمين فی اهله	ابوهريرة	1220	1229
اذااستلقی احدکم علی ظهره فلايضع احدی	جابر	2614	1255
اذا استهل المولود؛ ورث	ابوهريرة	1294	153

طرف الحديث	اسم الراوى	هذا	المترجم الصحيحة
اذا استيقظ احدكم منامه	ابوهريرة	415	3961
اذا اسلم الرجل فهو احق بارضه وماله	صخر بن علية	2109	1230
اذا أسلم العبد فحسن اسلامه؛ كتب الله له	ابو سعيد الخدرى	44	247
		47	
		82	
اذا اشار الرجل على اخيه بالسلاح	ابو بكرة	3981	1231
اذا اشتكى العبد المسلم قال الله تعالى	عبد الله بن عمرو	1578	1232
اذا اشتكى المومن اخلصه الله كما	عائشة	1579	1257
اذا اشتكيت فضع يدك حيث تشتكى	انس بن مالك	3114	1258
اذا اصاب احدكم غم او كرب	عائشه	3046م	2755
اذا اصاب ثوب احداكن الدم من الحيضة	اسماء بنت ابو بكر الصديق	428	299
اذا اصبح ابليس بث جنوده؛ فيقول:	ابو موسى الاشعرى	1189	1280
اذا اصبحتم: فقولوا: اللهم! بك اصبحنا	ابوهريرة	3092	263
اذااصطحب رجلان مسلمان؛فحال بينهماشجر	ابو الدرداء	2616	3962
اذا اصلح خادم احدكم له طعامه؛فكفاه حره	ابو هريرة	1850	415
اذااصيب احدكم بمصيبة فليتذكر مصيبته بى	عطاء بن ابى رباح	1695	1106
اذا اعطى الله احدكم خيرا فليبدأبنفسه	جابر بن سمرة	909	2568
اذا افتتحتم مصر فاستوصوا بالقبط خيرا	كعب بن مالك	3370	1374
اذا افضى احدكم بيده الى فرجه فليتوضأ	بسرة بنت صفوان	431	1235
اذا اقترب الزمان لم تكد رؤيا المسلم تكذب	ابوهريرة	2443	3014
اذا اقعد المؤمن فى قبره؛ اتى، ثم	البراء بن عازب	1708	3963
اذا اقيمت صلاة الصبح فطوفى	ام سلمةزوج النبى ﷺ	1001	2992
اذا اقيمت الصلاة واحدكم صائم؛ فليبدأ بالعشاء	انس بن مالك	657	3964
اذا اقيمت الصلاة فطوفى على بعيرك	ام سلمة	1000	1259
اذا اكتحل احدكم فليكتحل وترا	ابوهريرة	1941	1260
اذا اكل احدكم الطعام؛فلايمسح يده حتى	جابر	1817	391
اذا القى فى قلب امرىء خطبة امرأة، فلاباس	سهل بن ابى حثمة	1436	98
اذا امت قوم؛ فأخف بهم الصلاة	عثمان بن ابى العاص	562	3965
اذا أمن القارئ فأمنوا؛ فان لملائكة تؤمن	ابوهريرة	659	1263
اذا انت بايعت فقل: لاخلابة	منقذ بن عمرو	1117	2875
اذا انتهى احدكم الى المجلس فان وسع	شيبة	2667	1321
اذا انتهى احدكم الى المجلس؛ فليسلم فاذا	ابوهريرة	2634	183
اذا انفق الرجل على اهله نفقة	ابو مسعود البدرى	912	729
اذا انفقت المرأة من طعام بيتها غير مفسدة	عائشة	1462	730

طرف الحديث	اسم الراوی	هدا	المترجم الصحيحة
اذا انفقت المرأة من كسب زوجها من غير	ابوهريرة	1463	731
اذا اويت الى فراشك فقل: اعوذ بكلمات الله	محمد بن المنكدر	3073	264
اذا باع احدكم الشاة واللقحة	ابوهريرة	1118	3236
اذا بدا(وفي لفظ: طلع)حاجب الشمس	ابن عمر	628	3966
اذا بلغ بنو العاص ثلاثين رجلا: اتخذوا	ابوهريرة	3534	744
اذا بلغ بنو العاص ثلاثين رجلا: اتخذوا	ابو سعيد الخدری	3534	744
اذا بلغ بنو العاص ثلاثين رجلا: اتخذوا	ابوذر الغفاری	3534	744
اذا بلغ بنو العاص ثلاثين رجلا: اتخذوا	معاويةبن ابی سفيان	3534	744
اذا بلغ بنو العاص ثلاثين رجلا: اتخذوا	ابن عباس	3534	744
اذا بويع لخليفتين؛ فاقتلوا الآخر منهما	ابو سعيد	1346	3089
اذا بويع لخليفتين؛ فاقتلوا الآخر منهما	ابوهريرة	1346	3089
اذا بويع لخليفتين؛ فاقتلوا الآخر منهما	معاويةبن ابی سفيان	1346	3089
اذا بويع لخليفتين؛ فاقتلوا الآخر منهما	انس بن مالك	1346	3089
تاذا بويع لخليفتين؛ فاقتلوا الآخر منهما	عبد الله بن مسعود	1346	3089
اذا تبايعتم بالعينة، واخذتم اذناب البقر	ابن عمر	1068	11
اذا تبعتم جنازة؛ فلا تجلسوا	ابو سعيد	1662	3967
اذا تزوج البكر على الثيب اقام عندها سبعا	انس	1493	1271
اذا تزوج العبد فقد استكمل نصف دينه	انس بن مالك	1494	625
اذا تغوط احدكم؛ فليمسح ثلاث مرات	جابر	443	3316
اذا تغوط احدكم؛ فليمسح ثلاث مرات	السائب بن خلاد	443	3316
اذا تغوط احدكم؛ فليمسح ثلاث مرات	ابو ايوب الانصاری	443	3316
اذا تغوط الرجلان؛ فليتوار كل واحد منهم	جابر بن عبد الله	435 437	3120
اذا التقى الختانان، فقد وجب الغسل	عائشة	م434	1261
اذا التقى الختانان، فقد وجب الغسل	عبد الله بن عمرو	م434	1261
اذا التقى الختانان، فقد وجب الغسل	ابو هريرة	م434	1261
اذا تكلم الله تعالى بالوحی سمع اهل السماء	عبد الله	84	1293
اذا تمنى احدكم فليستكثر	عائشة	3011	1266
اذاتناجي اثنان فلاتجلس اليهماحتي تستأذنهما	ابن عمر	2670	1395
اذا تنخم احدكم فلا يتنخمن قبل وجهه	ابوهريرة	2691	1274
اذا تنخم احدكم فلا يتنخمن قبل وجهه	ابو سعيد الخدری	2691	1274
اذا تنخم احدكم في المسجد فليغيبها	سعد بن ابی وقاص	664	1265
اذا توضأ احدكم فاحسن الوضوء			
اذاتوضأاحدكم للصلاة، فلايشبك بين اصابعه	ابن عمر	449	1296

طرف الحديث	اسم الراوى	هذا	المترجم الصحيحة
ابوهريرة		450	1294
اذا توضأت فانتثر	سلمة بن قيس الاشجعى	445	1305
اذا توضأت فخلل اصابع	ابن عباس	407	1306
اذاجئت فصلّ مع الناس، وان كنت قد صليت	محجن	550	1337
		669	
اذا جاء احدكم خادمه بطعامه فليجلسه			
اذا جاء احدكم خادمه بطعامه فليجلسه	ابوهريرة	1851	1297
ابوهريرة		1852	1399
اذا جاء احدكم خادمه بطعامه فليقعده معه	عبد الله بن مسعود	1853	1042
اذا جاء خادم احدكم بطعامه قد كفاه حره	ابوهريرة	2422	1043
اذا جاء الرجل يعود مريضا فليقل:	عبد الله بن عمرو	1583	1304
اذا جاء رمضان فتحت ابواب الجنة	ابوهريرة	826	1307
اذا جاء رمضان فصم ثلاثين	عدى بن حاتم	829	1308
اذا جاء ك يطلب ثمن الكلب فاملأ	ابن عباس	1075	1303
اذا جلس احدكم على حاجته فلايستقبل	ابوهريرة	441	1301
اذاجلس اليك الخصمان فلاتقض بينهماحتى	على	1221	1300
اذا جمع الله الاولى والاخرى يوم القيامة	ابوهريرة	3558	756
اذا جمع الله العباد بصعيد واحد نادى مناد	ابوهريرة	3561	584
اذا حاك فى صدرك شيء فدعه	ابوامامة	87	550
		91	
اذا حدث الرجل بالحديث ثم التفت	جابر بن عبدالله	2681	1090
اذا حدثتكم حديثا؛ فلاتزيدن علىّ	سمرة	304	346
اذا حضر احدكم الامر يخشى فوته فليصل	ابن عمر	629	1370
اذا حضر المؤمن أتته ملائكة الرحمة بحريرة	ابوهريرة	1712	1309
اذاحضرتم موتاكم فاغمضواالبصر، فان البصر	شداد بن اوس	1717	1092
اذا حكمتم فاعدلوا، واذا قتلتم فاحسنوا	انس بن املك	1222	469
اذا حلف احدكم فلايقل: ما شاء الله وشئت	ابن عباس	/	1093
اذا حم احدكم فليسن عليه	انس بن مالك	1584	1310
اذا خرج ثلاثة فى سفر فليؤمروا احدهم	ابو سعيد الخدرى	1349	1322
اذاخرج المسلم الي المسجدكتب الله له بكل	ابوهريرة	557	1063
اذاخرجت احداكن الى المسجدفلاتقربن طيبا	زينب الثقفية	672	1094
اذا خرجت اللعنة من فى صاحبها	ابن مسعود	2198	1269
اذا خرجت المرأة الى المسجد فلتغتسل من	ابوهريرة	673	1031
اذا خرجت من منزلك فصل ركعتين			

طرف الحديث	اسم الراوى	هذا	المترجم الصحيحة
اذا خطب احكم امرأة، فلاجناح عليه	ابوهريرة	2110	1323
ابو حميد		1438	97
اذاخطب احدكم امرأة، فان استطاع ان ينظر	جابر بن عبد الله	1437	99
اذا خفضت فأشمى، ولا تنهكى	انس بن مالك	451	722
اذا خلص المؤمنون من النار وامنوا	ابو سعيد الخدرى	675	3054
اذا خلص المؤمنون من النار يوم القيامة	ابو سعيد الخدرى	3982	2250
اذا دخل احدكم على اخيه المسلم	ابوهريرة	2699	627
اذا دخل احدكم المسجد والناس ركوع؛ فليركع	ابن الزبير	532	229
اذا دخل احل الجنة الجنة؛ يقول الله عزوجل	جابر بن عبدالله	3920	1336
اذادعا احدكم اخاه بطعام؛ فليجب، فان شاء	جابر	1854	347
اذا دعا الغائب للغائب	ابوهريرة	3013	1339
اذا دعى الرجل امرأته فلتجب	زيد بن ارقم	1455	1203
اذا دعى احدكم الى طعام فليجب			
اذاذكر اصحابى؛ فامسكوا، واذا ذكر النجوم	ابوهريرة	1855	1343
ابن مسعود		3304	34
اذاذكر اصحابى؛ فامسكوا، واذا ذكر النجوم	ثوبان	3304	34
اذاذكر اصحابى: فامسكوا، واذا ذكر النجوم	ابن عمر	3304	34
اذاذكر اصحابى؛ فامسكوا، واذا ذكر النجوم	طاؤوس	3304	34
اذا ذكرتم بالله فانتهوا	ابوهريرة	3125	1319
اذاذهبتم الي الغائط فاتقواالمجالس علي الظل	سراقة بن مالك	436	2749
اذا رأت ذالك فانزلت فعليها الغسل	انس	453	1342
اذا راى احدكم الرؤيا تعجبه فليذكرها	ابوهريرة	2692	1340
اذا راى احدكم رؤيا يكرهها فليتحول	ابو هريرة	2694	1311
اذا راى احدكم من اخيه ومن نفسه	عبد الله بن عمر	1588	2572
اذا راى المؤمن ما فسح له فى	جابر	1709	1344
اذا رايت الامة ولدت ربتها او ربها	عبد الله بن عباس	3565	1345
اذا رأيت الله يعطى العبد من الدنيا على	عقبة بن عامر	2199	413
اذا رايت الناس قد مرجت عهودهم	عبد الله بن عمرو	2200	205
اذارايتم المداحين فاحثوافى وجوههم التراب	المقداد بن الاسود	2700	912
اذارايتم المداحين فاحثوافى وجوههم التراب	عبد الله بن عمر	2700	912
اذارايتم المداحين فاحثوافى وجوههم التراب	ابوهريرة	2700	912
اذارايتم المداحين فاحثوافى وجوههم التراب	عبادة بن الصامت	2700	912
اذا رايتنى على مثل هذه الحالة؛فلاتسلم على	جابر بن عبد الله	447	197
اذا رايته هبته	عبد الله بن انيس	2020	2981

طرف الحديث	اسم الراوی	هذا	المترجم الصحيحة
		307	
اذا راح احدكم الى الجمعة؛ فليغتسل	عمر	510	3971
اذا رجعت الى بيتك فمرهم؛ فليحسنوا غذاء	سوادة بن الربيع	2079	317
اذا ركعت فضع كفيك على ركتبك حتى	ابن عباس	409	1349
اذا رميت الجمار كان لك نور يوم القيامة	ابن عباس	1002	2515
اذا رميت الصيد فادركته بعد ثلاث ليال	ابو ثعلبة الخشنى	1857	1350
اذا رميتم الجمرة؛ فقد حل لكم كل شيء الا	ابن عباس	1007	239
اذا رويت اهلك من اللبن غبوقا	سمرة بن جندب	1844	1353
اذا زار احدكم اخاه، فجلس عنده	ابن عمر	2698	182
اذا زنت الامة فاجلدوها	عائشة	1205	2921
اذا زنى العبد خرج منه الايمان وكان كالظلة	ابوهريرة	89	509
اذا زوقتم مساجدكم، وحليتم مصاحفكم	سعيد بن ابو سعيد	596	1351
		3610	
اذا سال احدكم فليكثر	عائشة	3012	1325
اذا سالتم الله فاسالوه ببطون اكفكم	مالك بن يسار السكونى	2702	595
اذا سالتم الله فسلوه الفردوس			
اذا سالتم الله فسلوه الفردوس	العرباض بن سارية	3921	2145
عرباض بن سارية		3126	3972
اذا ساق الله اليك رزقا من غير مسالة	عمر بن الخطاب	945	1324
اذا سرتك حسنتك، وساء تك سيئتك؛ فانت	ابو امامة	87	550
		91	
اذاسرتم في ارض خصبة، فاعطواالدواب حقها	انس	1811	1357
		1859	
		2085	
اذا سقى الرجل امراته الماء اجر	عرباض بن سارية	1449	2736
اذا سمع احدكم النداء، والاناء على يده فلا يضعه	ابوهريرة	867	1394
اذا سمعت جيرانك يقولون: احسنت	عبد الله	90	1327
اذا سمت النداء، فاجب داعي الله عزوجل	كعب بن عجرة	534	1354
اذا سمعتم بالطاعون في ارض فلا تدخلوها	اسامة بن زيد	1601	2931
اذا سمعتم بالطاعون في ارض فلا تدخلوها	سعد بن ابى وقاص	1601	2931
اذا سمعتم بالطاعون في ارض فلا تدخلوها	عبد الرحمن عوف	1601	2931
اذا سمعتم الحديث عنى تعرفه قلوبكم	ابوحميد	310	732
اذا سمعتم الحديث عنى تعرفه قلوبكم	ابو اسيد	310	732
اذا سمعتم صياح الديكة	ابوهريرة	3072	3183

طـرف الـحـديث	اسم الراوى	هــذا	المترجم الصحيحة
اذاسمعتم المنادى يثوب بالصلاةفقولو اكما	معاذ	678	1328
اذاسمعتم نباح الكلب بالليل اونهاق الحمير	جابر بن عبد الله	2684	3184
		2703	
اذا سها احدكم فى صلاته ، فلم يدر واحدة	عبدالرحمن بن عوف	682	1356
اذا شرب احدكم؛ فلايتنفس فى الاناء ، فاذا	ابو هريرة	1836	386
اذا اذا شربتم اللبن فمضمضوا ، فان له دسما	ام سلمة	1849	1361
اذا شربوا الخمر فاجلدوهم	معاويةبن ابى سفيان	1212	1360
اذا شهر المسلم على اخيه سلاحا	ابو بكرة	2445	3973
اذا صلوا على الجنازة، واثنوا خيرا	الربيع بن معوذ	693	1364
		1740	
اذا صلى احدكم الى سترة ، فليدن منها	جبير بن مطعم	690	1386
اذا صلى احدكم الجمعة فلايصل بعدها شيئا	عصمة بن مالك الخطمى	605	1329
اذا صلى احدكم فاحدث؛ فليمسك	عائشة	454	2976
اذا صلى احدكم فلم يدر كيف صلى	ابوسعيد	685	1362
اذا صلى احدكم فليلبس ثوبيه	ابن عمر	692	1369
اذا صلى الامام جالسا فصلوا جلوسا	معاوية	540	1363
اذا صليت الصبح فامسك عن الصلاة حتى	صفوان بن المعطل	624	1371
اذا صليت فلا تبصق بين يديك	طارق بن عبد الله	665	1223
اذا صنع خادم احدكم طعاما فولى حره و	ابوهريرة	2704	2569
اذا ضحى احدكم؛ فلياكل من اضحيته	ابوهريرة	1885	3563
اذا ضرب احدكم فليجتنب الوجه؛ فان الله خلق	ابو هريرة	2705	862
		3826	
اذا طبختم اللحم فاكثروا المرق او الماء	جابر بن عبد الله	1860	1368
اذا طعم احدكم فسقطت لقمته من يده فليمط ما	جابر بن عبد الله	1816	1404
اذا ظننتم فلاتحققوا۔ واذا حسدتم فلاتبغوا	جابر	2446	3942
اذا ظهر السوء فى الارض انزل الله عز وجل			
اذا ظهر السوء فى الارض: انزل الله	عائشة	3612	1372
عائشة		3611	3156
اذا عاد احدكم مريضا فليقل: اللهم اشف	عبد الله بن عمرو	1718	1365
اذا عاد الرجل اخاه المسلم مشى فى خرافة	على	1719	1367
اذا عطس احدكم فحمد الله فشمتوه	ابو موسى	2706	3094
اذا عطس احدكم فليشمته جليسه ، فان زاد	ابوهريرة	2708	1330
اذا عملت سيئة فاتبعها حسنة تمحها	ابو ذر	2201	1373
اذا غربت الشمس فكفوا صبيانكم	ابن عباس	1491	1366

طرف الحديث	اسم الراوى	هذا	المترجم الصحيحة
اذا غضب الرجل ، فقال: اعوذ بالله	ابوهريرة	2415	1376
اذا فتحت عليكم خزائن فارس	عبد الله بن عمرو	2111	2665
اذا فسد اهل الشام؛ فلاخير فيكم	قرة	3488	403
		3518	
اذا قال الرجل لاخيه: يا كافر! فهو كقتله	عمران بن حصين	92	3385
		93	
اذا قال الرجل للمنافق يا سيد فقد اغضب ربه	بريدة	2709	1389
اذا قال الرجل: هلك الناس؛ فهو اهلكهم	ابوهريرة	3613	3074
اذا قال العبد: لا اله الا الله ، والله اكبر	ابوهريرة	3088	1390
اذا قال العبد: لا اله الا الله ، والله اكبر	ابو سعيد	3088	1390
اذا قام احدكم(او قال الرجل) فى صلاته	حذيفة	667	1062
اذا قام احدكم الى الصلاة؛ فلايبصق امامه	ابوهريرة	666	3974
اذا قام احدكم من مجلسه ثم رجع اليه؛ فهو	ابوهريرة	2668	3975
اذا قام الامام فى الركعتين؛ فان ذكر قبل	المغيرةبن شعبة	684	321
		687	
اذا قام صاحب القرآن فقراه بالليل والنهار ذكره	ابن عمر	694	597
اذا قر الميت(او قال: احدكم) اتاه ملكان	ابوهريرة	1710	1391
اذا قبضت نفس العبد تلقاه اهل الرحمة من	ابو ايوب	1714	2758
اذا قدم احدكم ليلا؛ فلا ياتين اهله طروقا	جابر	1497	3976
اذا قرأ الامام: ﴿غير المغضوب عليهم﴾	ابوهريرة	660	2534
اذا قراتم: ﴿الحمد لله﴾ فاقرؤوا:	ابوهريرة	2929	1183
اذا قسمت الارض ، وحدت	ابوهريرة	1226	1385
اذا قضى احدكم حجه فليعجل الرحلة الى	عائشة	1008	1379
اذا قضى احدكم الصلاة فى مسجده فليجعل	ابوسعيد	586	1392
اذا قعدتم فى كل ركعتين فقولوا: التحيات	عبد الله	699	878
اذا قلت باطلا فذلك البهتان	المطلب بن عبد الملك	2361	1992
اذا قلت للناس: انصتوا وهم يتكلمون	ابوهريرة	2711	170
اذا قمت فى صلاتك؛ فصل صلاة مودع	ابوايوب الانصارى	708	401
		2776	
		4094	
اذا قمتم الى الصلاة فلاتسبقوا قارئكم	سمرة بن جندب	535	1393
اذا كان اجل احدكم بارض ، اثبت	عبد الله بن مسعود	1720	1222
اذا كان احدكم فى الفيء ، فقلص عنه الظل	ابوهريرة	2678	837
اذاكان ثلاثة جميعافلايتناج اثنان دون الثالث	ابوهريرة	2669	1402

طرف الحديث	اسم الراوی	هذا	المترجم الصحيحة
اذا كان جنح الليل؛ فكفوا صبيانكم	جابر بن عبد الله	2683	40
اذاكان الذى ابتاعها۔يعنى: السرقة۔من الذى	اسيد بن حضير	1127	609
اذا كان شيء من امر دنياكم	انس	321	3977
اذا كان يوم القيامة ادنيت الشمس من العباد	المقداد	3615	1382
اذا كان يوم القيامة بعث الى كل مؤمن بملك معه	ابوموسى الاشعرى	3614	1381
اذاكانت الفتنةبين المسلمين فاتخذ سيفا من	عديسة بنت اهبان	3624	1380
اذا كانوا ثلاثة فى سفر؛ فليؤمهم احدهم	ابوسعيد الخدرى	2112	3979
اذا لبست نعليك فابدأ باليمنى ، واذا خلعت	ابوهريرة	1938	2570
اذا لعب الشيطان باحدكم فى منامه؛ فلا يحدث به	جابر	2695	3968
اذا لقى احدكم اخاه فليسلم عليه ، فان حالت	ابوهريرة	2617	186
		2642	
اذا لقى الرجل اخاه المسلم فليقل: السلام	رجل	2643	1403
اذا لقى المسلم اخاه المسلم ، فاخذ بيده فصافحه	ابن عباس	2447	2004
اذا لقيتم المشركين(وفى رواية:اهل الكتاب) فلا	ابوهريرة	2656	1411
اذا مات ولد الرجل يقول الله تعالى لملائكته	ابوموسى الاشعرى	1721	1408
اذا مر رجال بقوم فسلم رجل عن الذين مروا	ابوسعيد الخدرى	2644	1412
اذا مررتم باليهود فلاتسلموا عليهم	ابوبصرة الغفارى	2655	2242
		2664	
اذا مررتم برياض الجنة فارتعوا	انس بن مالك	2982	2562
اذا مررتم على ارض قد اهلكت بها امة	ابوامامة	2114	3941
		2293	
اذامشت امتي المطيطاء وخدمها ابناء الملوك	عبد الله بن عمر	3632	956
اذاملأ الليل بطن كل واد فصل العشاء الآخرة	رجل من جهينة	621	1520
اذاملك الرجل المرآة ، لم تجز	عبد الله بن عمر	947	2571
		1465	
اذا ملك الرجل المرأة ، لم تجز	عبد الله بن عمرو	947	2571
		1465	
اذا نزل احدكم منزلا؛ فليقل:	خولة بنت حكيم	3071	3980
اذا نصح العبد سيده	ابن عمر	4067	1416
اذا نعس احدكم فى المسجد يوم الجمعة	ابن عمر	509	468
اذا نمتم فاطفئوا سرجكم ، فان الشيطان يدل	ابن عباس	2688	1426
اذا نودى بالصلاة فتحت ابواب السماء	انس	710	1413
اذا هاج باحدكم الدم فليحتجم	انس	1604	2747
اذا وجد احدكم الما فليضع يده حيث يجد المه	كعب بن مالك	1722	1415

طرف الحديث	اسم الراوی	هذا	المترجم الصحيحة
اذا وجد احدكم و هو في صلاته ريحا فلينصرف	ابن عمر	713	1414
اذا وجدتم الامام ساجدا فاسجدوا، او راكعا	ابن مغفل المزنی	696	1188
اذا وضع الرجل الصالح على سريره؛ قال:	ابوهريرة	1711	444
اذاوقع الذباب في شراب احدكم؛فليغمسه كله	ابوهريرة	1846	38
اذا وقعت الملاحم بعث الله بعثا من الموالی	ابوهريرة	2115	2777
اذا ولی احدکم اخاه فليحسن	انس	1726	1425
اذات زوج انت؟	اسماء	م1465	2612
اذكر الموت فی صلاتك، فان الرجل اذا ذكر	انس	1727	1421
			2839
اذن فی قومك او فی الناس يوم عاشوراء	سلمة بن الاكوع	840	2624
اذن فی قومك او فی الناس يوم عاشوراء	الربيع بنت معوذ	840	2624
اذن فی قومك او فی الناس يوم عاشوراء	محمد بن صيفی	840	2624
اذن فی قومك او فی الناس يوم عاشوراء	هند بن اسماء	840	2624
اذن فی قومك او فی الناس يوم عاشوراء	ابوهريرة	840	2624
اذن فی قومك او فی الناس يوم عاشوراء	عبد الله بن عباس	840	2624
اذن فی قومك او فی الناس يوم عاشوراء	رجال لم يسموامن اسلم	840	2624
اذن فی قومك او فی الناس يوم عاشوراء	معبد القرشی	840	2624
اذن فی قومك او فی الناس يوم عاشوراء	محمد بن سيرين	840	2624
اذن لا اكرهك	ابومسعود	1378	1576
اذن لی ان احدث عن ملك من	جابر	3811	151
الاذنان من الرأس	ابوامامة	416	36
الاذنان من الرأس	ابوهريرة	416	36
الاذنان من الرأس	ابن عمرو	416	36
الاذنان من الرأس	ابن عباس	416	36
الاذنان من الرأس	عائشة	416	36
الاذنان من الرأس	ابوموسی	416	36
الاذنان من الرأس	انس	416	36
الاذنان من الرأس	سمرة بن جندب	416	36
الاذنان من الرأس	عبد الله بن زيد	416	36
اذنك على ان يرفع الحجاب	عبد الله بن مسعود	3362	1427
اذهب الی ابی بكر ليحدثك حديث القوم	البراء بن عازب	3425	1970
اذهب بنعلی هاتين؛ فمن لقيت من وراء	ابوهريرة	33	3981
اذهب به الی رحلك يا عباس! فاذا اصبح	ابن عباس	4061	3341
اذهب فقل لهما يفترقا	يعلی بن مرة	4028	3311

طرف الحديث	اسم الراوی	هذا	المترجم الصحيحة
اذهب فمرهما ، فلتجتمعا	يعلى بن مرة	4028	3311
اذهب فوار اباك	على	1728	161
اذهب؛ فانهما لايعصيانك	ابن عباس	1456	3490
اذهبوا بهذ الماء ، فاذ قدمتم بلدكم فاكسروا	طلق	601	1430
اذهبى به فلتجدنه كيسا	ام الفضل بنت الحارث	2650	1041
		3435	
اذهب فقد غفر الله لك	وائل الكندى	2253	900
ارايت لو دخلت صيرة فيها خيل دهم بهم	عبدالله بن بسر المازنى	424	2836
ارايت لو كان بفناء احدكم نهر يجرى ، يغتسل منه	عثمان	544	1614
ارايت لو كان على ابيك دين اكنت قاضيه	ابن عباس	2448	3047
ارايت لو كان لك ولد فادرك ورجوت خيره	ابو ذر	2803	575
ارايت هذا الليل الذى قد كان البس عليك	ابوهريرة	3813	2892
ارايتم ان اسلم تسلمون؟	انس	3599	3493
ارانى الليلة عند الكعبة ، فرايت رجلا آدم	عبد الله بن عمر	3638	3983
		3643	
اربع اذا كن فيك فلا عليك ما فاتك	عبد الله بن عمرو	2202	733
اربع ركعات قبل الظهر بعدلن بصلاة السحر	ابو صالح	635	1431
اربع فى امتى من امر الجاهلية لايتركونهن	ابو مالك الاشعرى	96	734
		102	
اربع فى امتى من امر الجاهلية لن يدعهن	ابوهريرة	95	735
اربع من اطيب الكلام ، وهن من القرآن	سمرة	304	346
اربع من السعادة: المراة الصلاحة	سعد بن ابى وقاص	1498	282
اربع من عمل الاحياء يجرى للاموات:	سلمان	1729	3984
اربعة يبغضهم الله عز وجل	ابوهريرة	1134	363
اربعة يوم القيامة يدلون بحجة: رجل اصم لا	الاسود بن سريع	103	1434
اربى الربا شتم الاعراض	سعيد بن زيد	2663	1433
ارجع الى مكانك	ابن عباس	279	3315
ارجع فحج معها	ابن عباس	1045	3065
ارجع فقل: السلام عليكم اادخل؟	كلدة بن خبل	2601	818
ارجموه	وائل الكندى	2253	900
ارحامكم ارحامكم	انس بن مالك	2367	736
			1538
ارحلوا لصاحبيكم واعملوا لصاحبيكم ، ادنوا	ابوهريرة	830	85
ارحم امتى بامتى ابو بكر	انس	3308	1224

طرف الحديث	اسم الراوی	هذا	المترجم الصحيحة
ارحموا ترحموا، واغفروا يغفر الله لكم	عبد الله بن عمرو	2441	482
ارخص النبی ﷺ فی رقية الحية لبنی	جابر بن عبد الله	3118	472
اردف اختك عائشة فاعمرها من التنعيم	عبد الرحمن بن ابو بكر	1010	2626
ارفع ازارك فان كل خلق الله عز وجل حسن	الشريد	1952	1441
		1959	
ارفع ازارك واتق الله	الشريد	1952	1441
		1959	
ارفعوا عن بطن محسر، وعليكم	ابن عباس	1013	1534
ارقائكم! ارقائكم! اطعموهم مما	يزيد بن جارية	2423	740
ارقيه، وعلميها حفصة كما علمتيها	الشفاء بنت عبد الله	3116	178
اركبوا هذه الدواب سالمة	معاذ بن انس	2077	21
اركع ركعتين، ولاتعودن لمثل هذا	جابر بن عبد الله	639	466
			2893
ارملوا بالبيت؛ ليرى المشركين قوتكم	ابن عباس	999	2573
ارموا بنی اسماعيل فان اباكم كان راميا	ابوهريرة	2116م	1439
ارموا الجمرة بمثل حصى الخذف	سنان بن سنة	1015	1437
ارموا الجمرة بمثل حصى الخذف	عبد الرحمن بن معاذ التيمی	1015	1437
ارموا الجمرة بمثل حصى الخذف	ام سليمان بن عمرو	1015	1437
ارموا الجمرة بمثل حصى الخذف	عثمان بن عبيد التيمی	1015	1437
ارموا الجمرة بمثل حصى الخذف			
ارواح الشهداء فی جوف طير خضر	جابر	1015	1437
عبد الله بن مسعود		3968	2633
اريت ليلة القدر، ثم انسيتها	عبد الله بن انيس	844	3985
اريت ليلة القدر، ثم ايقظنی بعض اهلی	ابوهريرة	845	3986
اريت ما تلقى امتی من بعدی	ام حبيبة	3372	1440
اريتك فی المنام مرتين؛ ورجل يحملك فی	عائشة	4032	3987
الازار الى نصف الساق، فلما	انس	1948	1765
ازدهر بها يا ابا قتادة! فانه سيكون لها نبأ	ابوقتادة	612	2225
		4027	
ازرعها، او ذرها	رافع بن خديج	1123	1400
		1140	
		1141	
ازهد فی الدنيا يحبك الله	سهل بن سعد الساعدی	1128	944
اسأل تعطه، اسأل تعطه	ابن مسعود	3164	2301

طرف الحدیث	اسم الراوی	ھذا	المترجم الصحیحة
اسامة احب الناس؛ ماحاشا فاطمة	ابن عمر	3352	745
		3373	
استأمروا النساء فی ابضاعهن	عائشة	1429	398
استتروا فی صلاتکم ولو بسهم	سبرة بن معبد	689	2783
استحیوا؛ فان الله لایستحیی من الحق، لا تأتوا	عمر	2355	3377
استرقوا لها؛ فان بها النظرة	ام سلمة	1596	1247
استعد للفاقة	انس	1059	2827
استعیذوا بالله تعالی من العین	عائشه	3128	737
استعیذوا بالله من شر جار المقام	ابوهریرة	3127	1443
استعیذوا بالله من عذاب القبر	ام مبشر	1699	1444
استعینوا بالنسل، فانه یقطع عنکم	جابر	2102	2574
استعینوا علی انجاح الحوائج بالکتمان	معاذ بن جبل	2714	1453
استعینوا علی انجاح الحوائج بالکتمان	علی بن ابی طالب	2714	1453
استعینوا علی انجاح الحوائج بالکتمان	عبد الله بن عباس	2714	1453
استعینوا علی انجاح الحوائج بالکتمان	ابوهریرة	2714	1453
استعینوا علی انجاح الحوائج بالکتمان	ابوبردة	2714	1453
استغنوا عن الناس ولو بشوص السواك	ابن عباس	948	1450
استقبل هذا الشعب حتی تکون فی اعلاه	سهل بن الحنظلیة	2122	378
استقم، ولتحسن خلقك	عبد الله بن عمرو	4091	1228
		2389	
		2457	
استکثروا من النعال؛ فان الرجل لایزل راکبا	جابر	2715	345
استمتعوا من هذ البیت فانه قد هدم مرتین	ابن عمر	1016	1451
استو یا سواد!	اشیاخ من قومه	3374	2835
استودع الله دینك وامانتك وخواتیم عملك	ابن عمر	2124	14
استودع الله دینك وامانتك وخواتیم عملك	ابوهریرة	2126	16
		2652	
استودع الله دینك وامانتك وخواتیم عملك	عبد الله الخطمی	2125	15
		2651	
استودع الله دینکم وامانتکم وخواتیم	عبدالله بن زیدالخطمی	3057	1605
استوص به معروفا، فأعتقه	ابو امامة	1324	2379
استوصوا بالانصار خیرا	انس بن مالك	3338	3509
اسرع قبائل العرب فناء قریش، ویوشك ان	ابوهریرة	3387	738
اسقه عسلا	ابو سعید الخدری	1633	243

طرف الحديث	اسم الراوى	هذا	المترجم الصحيحة
		1636	
اسكبى ام سنبلة ، ناولى ابا بكر	عائشه	1878	2985
اسكبى ام سنبلة ، ناولى عائشة	عائشة	1878	2985
اسكت اما ترضى ان اكون انا ابوك ، وعائشة	بشر بن عقربة	2475	3249
اسلم سالمها الله ، وغفار غفر الله لها	ابوهريرة	3389	3988
اسلم الناس وآمن عمرو بن العاص	عقبة بن عامر	3365	155
		3543	
اسلم وان كنت كارها	انس	104	1454
اسلم وغفار و اشجع	ابوايوب الانصارى	3391	1455
اسلمت على ما اسلفت من خير	حكيم بن حزام	46	248
		48	
اسم الله الاعظم فى سور من القرآن ثلاث	ابوامامة	3129	746
اسمح يسمح لك	ابن عباس	2431	1456
اسمعوا واطيعوا؛ فانما عليهم ما حملوا	وائل بن حجر	1350	3176
اشبه ما رايت بجبرائيل دحية الكلبى	ابن شهاب	3399	1111
اشبهت خلقى و خلقى	على	1515	1182
		2716	
		2882	
اشبهت خلقى و خلقى	على	1515	1182
		2716	
		2882	
اشتد غضب الله على قوم فعلوا هذا	ابوهريرة	2127	1460
اشترطت على رسول الله ﷺ ان لا صدقه عليها	جابر	1399	1888
اشتكت النار الى ربها وقالت: اكل	ابوهريرة	3814	1457
اشد امتى لى حبا قوم يكونون او يخرجون بعدى	ابو ذر	3400	1418
اشد الناس عذابا عبد الله يوم	خالد بن الوليد	1227	1442
اشد الناس عذابا يوم القيامة: رجل قتله نبى	عبد الله	1188	281
الاشر ، والبطر ، والتكاثر	ابوهريرة	3731	680
اشرب يا اباقتادة!	ابوقتادة	612	2225
		4027	
اشربوا فانى ايسركم	ابو سعيد	836	2575
اشربوا	ابو سعيد	836	2575
اشفع الاذان ، واوتر الاقامة	جابر	677	1276
اشفعواتؤجروا ، فانى لأريد الامر فأؤخره كيما	معاويةبن ابى سفيان	2717	1464

طرف الحديث	اسم الراوى	هذا	المترجم الصحيحة
اشقى الاولين عاقر الناقة، واشقى	عبيد الله بن انس	3538	1088
		3815	
اشهد ان لا اله الا الله	عمر	10	3221
		301	
اشهد ان الله عز وجل ليس باعور	جابر بن عبد الله	3653	3081
اشوا لنا منه، فقد بلغ محله	انس	1861	2546
اشيدوا النكاح، اشيدوا النكاح	هبار بن الاسود	1444	1463
اشيروا على النساء فى انفسهن	عدى الكندى	1430	1459
اصبت بعضا، واخطات بعضا	ابن عباس	1411	121
		325	
اصبت السنة	عقبة بن عامر الجّهنى	324	2622
		411	
		2128	
اصبت السنة	عقبة بن عامر الجهنى	324	2622
		411	
		2128	
تاصبت السنة	عقبة بن عامر الجهنى	324	2622
		411	
		2128	
اصبت واحسنت، اللهم وفقه	عبد الله بن عمر	3402	2838
اصبحناعلى فطرة الاسلام، وكلمة الاخلاص	عبدالرحمن ابن ابزى	3096	2989
اصبر ابا سعيد! فان الفقر	ابو سعيد الخدرى	1060	2828
اصدق الطيرة الفأل، والعين حق	ابو هريرة	1587	2576
		1595	
اصلاتان معا؟!	ابو هريرة	724	2588
اصنعوا ما بدا لكم، فما قضى الله فهو	ابو سعيد	1472	1462
اضرب بهذا الحائط، فان هذا شراب من لا يؤمن	ابو هريرة	1804	3010
اضمنوا الى ستا من انفسكم اضمن لكم الجنة	عبادة	2449	1470
اطبخوا هذه الشاة، وانظروا الى هذا الدقيق	عبد الله بن بسر	1824	393
		1881	
اطع اباك وطلقها	عبد الله بن عمر	2454	919
اطعموا الطعام، واطيبوا الكلام	الحسن بن على	1862	1465
اطعموا الطعام، وافشوا السلام	عبد الله بن الحارث	1863	1466
اطفال المسلمين فى جبل فى الجنة يكفلهم	ابو هريرة	3986	1467

طرف الحديث	اسم الراوى	هذا	المترجم الصحيحة
اطلبنى اول ما تطلبنى على الصراط	انس بن مالك	3559م	2630
اطلبنى عند الميزان	انس بن مالك	3559م	2630
اطلبوا اجابة الدعاء عند التقاء الجيوش	مكحول	711	1469
اطلبوا ليلة القدر فى العشر الاواخر من رمضان	على	846	1471
اطلعت فى الجنة فرايت اكثر اهلها الفقراء	ابن عباس	3991	2586
اطيب الكسب عمل الرجل بيده	رافع بن خديج	1129	607
اطيعونى .. كنت بين اظهركم	عوف بن مالك الاشجعى	1351	1472
اظلتكم فتن كقطع الليل المظلم	ابوهريرة	3620	1478
اعبد الله كانك تراه، ان لم تكن تراه فانه	ابو الدرداء	105	1474
		110	
اعبدالله كانك تراه، واعدد نفسك فى الموتى	معاذ	107	1475
		109	
		113	
		114	
		4096	
اعبد الله كانك تراه، وكن فى الدنيا كانك	عبد الله بن عمر	106	1473
		108	
اعبد الله ولاتشرك به شيئا واقم الصلاة	ابو المنتفق	111	1477
اعبد الله ولا تشرك به شيئا	عبد الله بن عمو	4091	1228
		2389	
		2457	
اعبدوا الرحمن، واطعموا الطعام، وافشوا	عبد الله بن عمو	2618	571
اعبرها	ابن عباس	1411	121
		325	
اعتق عن كل واحدة منهم رقبة	عمر بن الخطاب	2307	3298
اعتقها، فانها مؤمنة	اشريك بن سويد الثقفى	112	3161
اعجز الناس من عجز عن الدعا	ابوهريرة	2613	601
		2619	
اعجزتم ان تكونوا مثل عجوز بنى اسرائيل؟	ابو موسى	3820	313
اعدلوا بين اولادكم، اعدلوا بين	النعمان بن بشير	1516	1240
اعذر الله الى امرئ اخر اجله حتى	ابوهريرة	1730	1089
اعرضوا على رقاكم، لاباس بالرقى ما	عوف بن مالك الاشجعى	3117	1066
اعرضى على	الشفاء بنت عبد الله	3116	178
اعرفوا انسابكم، تصلوا ارحامكم	ابن عباس	2368	277

طرف الحديث	اسم الراوى	هذا	المترجم الصحيحة
أعطاني ﷺ شيئا من تمر ، فجعلته في مكتل	ابوهريرة	1864	3162
اعطها اياه بنخلة في الجنة	انس بن مالك	3403	2964
اعطى يوسف شطر الحسن	انس	3816	1481
اعطيت سبعين الفايدخلون الجنةبغير حساب	ابو بكر الصديق	3404	1484
اعطيت فواتح الكلم وخواتمه	ابو موسى الاشعرى	3177	1483
اعطيت الكوثر ، فاذا هو نهر يجرى	انس بن مالك	3972	2513
اعطيت ما لم يعط احد من الانبياء	على بن ابى طالب	3220	3939
اعطيت مكان التوراة السبع الطوال	واثلة بن الاسقع	3221	1480
اعطيت هذه الآيات من آخر البقرة	حذيفة	3222	1482
اعفوا عنه في كل يوم سبعين مرة	عبد الله بن عمرو	2424	488
اعلفه ناضحك ، واطعمه رقيقك	محيصة	1124	4000
اعلم انك لاتسجد لله سجدة الا رفعك الله	ابو امامة	714	1488
اعلمته؟	انس بن مالك	2426	3253
		2427	
اعلموا انه ليس منكم من احد الا مال	عبد الله بن مسعود	2233	1486
اعمار امتى ما بين الستين الى السبعين	ابوهريرة	1732	757
		4070	
اعندكم ما يغنيكم؟	جابر بن سمرة	1865	2702
اعوذ بكلمات الله التامات التى لايجاوزهن	عبدالرحمن بن خنبش	2977	2995
اعينوا اخاكم	سلمان الفارسى	2718	894
		3454	
اغتبتموه	معاذبن جبل	2364	2667
		2362	
اغتسلوايوم الجمعة، واغسلوارؤوسكم، فان	ابن عباس	511	3510
افتحبه لاختك؟	ابوامامة	3138	370
افتحبه لابنتك؟	ابو امامة	3138	370
افتحبه لخالتك؟	ابو امامة	3138	370
افترض الله على عباده صلوات خمسا	انس	473	2794
افترقت اليهود على احدى او اثنتين	ابوهريرة	3665	203
افترقت اليهود على احدى و سبعين	عوف بن مالك	3821	1492
افش السلام وابذل الطعام	معاذ بن جبل	2390	3559
		2458	
		4090	
افشوا السلام تسلموا	البراء	2620	1493

طرف الحديث	اسم الراوى	هذا	المترجم الصحيحة
افشوا السلام، واطعموهم الطعام، وكونوا	ابن عمر	2621	1501
		2719	
افضل الاعمال ان تدخل على اخيك المؤمن	ابوهريرة	2462	1494
افضل الايام عند الله يوم الجمعة	ابوهريرة	3407	1502
افضل الايمان الصبر والسماحة	معقل بن يسار	115	1495
افضل الجهاد عند الله يوم القيمة الذين يلقون	ابوسعيد الخدرى	2067	2558
افضل الجهاد كلمة عدل	ابو سعيد الخدرى	2070	491
افضل الجهاد كلمة عدل	ابوامامة	2070	491
افضل الجهاد كلمة عدل	طارق بن شهاب	2070	491
افضل الجهاد كلمة عدل	جابر بن عبد الله	2070	491
افضل الجهاد كلمة عدل	الزهرى	2070	491
افضل الجهاد من عقر جواده واهريق دمه	عمرو بن عبسة	2068	552
افضل الذكر لا اله الا الله	جابر بن عبد الله	2971	1497
		3131	
افضل الساعات جوف الليل الآخر	عمرو بن عبسة	3369	551
افضل الصدقة اصلاح ذات البين	عبد الله بن عمرو	2464	2639
افضل الصدقة جهد المقل، وابدأ بمن تعول	جابر	922	566
افضل الصدقة المنيحة، تغدو بعساء	ابوهريرة	923	2587
افضل الصلوات عندالله صلاة الصبح يوم	ابن عمر	499	1566
افضل الصوم: صوم اخي داود	عبد الله بن عمرو	852	3990
افضل عباد الله تعالى يوم القيامة الحمادون	عمران بن حصين	3084	1584
افضل العبادة الدعاء	ابن عباس	3066	1579
افضل العمل ايمان بالله، وجهاد فى سبيل الله	ابو ذر	119	1490
افضل المؤمنين اسلاما من سلم المسلمون	عبد الله بن عمرو	120	1491
افضل ما قلت انا والنبيون عشيةعرفة:	على	2972	1503
افضل الناس(خير الناس)رجل يجاهد فى	ابو سعيد الخدرى	2069	1531
افضل نساء اهل اجنة خديجة بنت خويلد	ابن عباس	3236	1508
افضل الهجرة ان تهجر ما كره ربك عز وجل	عمرو بن عبسة	121	553
افعلوا الخير دهركم، وتعرضوا	انس	2204	1890
افلا ادلكم على ما هو اشد منه؟	انس	2416	3295
افلا اكون عبدا شكورا، لقد نزلت	عائشة	2934	68
افلا تتقى الله فى هذه البهيمة التى	عبد الله بن جعفر	2076	20
افلا قبل هذا؟! اتريد ان تميتها موتتين؟!	ابن عباس	2075	24
افلح من هُدى الى الاسلام	فضالة بن عبيد	122	1506

طرف الحديث	اسم الراوى	هذا	المترجم الصحيحة
افما يسرك اذا ادخلك الله الجنة ان تجده	اخو قرة بن اياس	1553	2577
افى القوم ابى؟!	ابزى	552	2579
		2953	
اقاتل الناس حتى يشهدوا ان لا اله الا الله	ابوهريرة	127	410
اقتدوا باللذين من بعدى من اصحابى	عبد الله بن مسعود	3246	1233
		3263	
		3309	
		3461	
اقتدوا باللذين من بعدى من اصحابى	حذيفة بن اليمان	3246	1233
		3263	
		3309	
		3461	
اقتدوا باللذين من بعدى من اصحابى	انس بن مالك	3246	1233
		3263	
		3309	
		3461	
اقتدوا باللذين من بعدى من اصحابى	عبد الله بن عمر	3246	1233
		3263	
		3309	
		3461	
اقتربت الساعة ولا يزداد الناس على الدنيا	ابن مسعود	3669	1510
اقتلوا الحيات والكلاب	ابن عمر	2720	3991
اقتلوا الحيات والكلاب	عائشه	2720	3991
اقرأ فلان! فانها السكينة نزلت للقرآن	البراء	2959	1313
اقرأ القرآن على سبعة احرف كلها شاف كاف	انس	2944	2581
اقرأ القرآن فى اربعين ، ثم فى شهر	عبد الله بن عمرو	2950	1512
أقرأنيها: ﴿انما الصدقات للفقراء﴾	ابن مسعود	2921	2237
اقرأه فى خمس و عشرين	عبد الله بن عمرو	2951	1513
أقرأه فى كل شهر	عبد الله بن عمو	2951	1513
اقرؤا سورة البقرة فى بيوتكم	عبد الله	2932	1521
اقرؤوا الزهراوين: البقرة وسورة	ابو امامة الباهلى	2906	3992
		2930	
اقرؤوا سورة البقرة: فان اخذها	ابو امامة الباهلى	2906	3992
		2930	

طرف الحديث	اسم الراوى	هذا	المترجم الصحيحة
اقرؤوا فكل حسن، وسيجيء	جابر بن عبد الله	2909	259
اقرؤوا القرآن فانكم تؤجرون عليه	عبد الله	2925	660
اقرؤوا القرآن ما ائتلفت عليه قلوبكم	جندب بن عبد الله	2904	3993
اقرؤا القرآن، فانه يأتي يوم القيامة	ابوامامة الباهلى	2906	3992
		2930	
اقرؤوا القرآن، ولاتاكلوا به، ولا تستكثروا به	عبدالرحمن بن شبل	2910	260
اقرؤوا القرآن، ولا تغلوا فيه، ولاتجفوا عنه	عبدالرحمن بن شبل	2912	3057
اقرؤوا المعوذات فى دبر كل صلاة	عقبة بن عامر	3076	1514
اقرؤوا المعوذات فى دبر كل صلاة	عقبة	705	645
آقرب العمل الى الله عز و جل	فضالة	2026	3938
اقرهما السلام، واخبرهما انهما قد اتندما	انس بن مالك	2363	2608
اقل امتى الذين يبلغون السبعين	انس بن مالك	1731	1517
		4071	
اقلوا الخروج بعد هدأة الرجل	جابر بن عبد الله	2685	1518
أقم حتى يأتيك	يحيى بن اسحاق	2181	2641
اقول هذا واستغفر الله لى ولكم	ابن عمر	2474	2803
اقيلوا ذوى الهيئات عثراتهم الا الحدود	عائشة	1231	638
اقيمت الصلاة، فاقبل علينا رسول الله ﷺ	انس بن مالك	569	31
اقيموا الصف فى الصلاة؛ فان اقامة الصف	ابوهريرة	572	3994
اقيموا الصفوف؛فانما تصفون كصفوف	ابو شجرة	576	743
اقيموا صفوفكم (ثلاثا)، والله	النعمان بن بشير	570	32
اقيموا صفوفكم، وتراصوا؛ فانى	انس بن مالك	569	31
اقيموا اليهودى عن اخيكم	رجل من الاعراب	123	3269
		4035	
اكتب، فوالذي نفسي بيده ما يخرج منه الا حق	عبد الله بن عمرو	3210	1532
اكتبوا لا بى فلان	ابوهريرة	1191	3529
اكتنى بابنك عبد الله	عائشة	2721	132
اكثر خطايا ابن آدم فى لسانه	عبد الله	2746	534
اكثر من يموت من امتى بعد كتاب الله	جابر	1733	747
اكثر منافقى امتى قراؤها	عبد الله بن عمرو	326	750
اكثر منافقى امتى قراؤها	عقبة بن عامر	326	750
اكثر منافقى امتى قراؤها	عبد الله بن عباس	326	750
اكثر منافقى امتى قراؤها	عصمة بن مالك	326	750
اكثرت عليكم فى السواك	انس	392	3995

طرف الحديث	اسم الراوی	هذا	المترجم الصحيحة
اكثرها ثمنا وانفسها عند اهلها	ابو ذر	972	3989
اكثرهم للموت ذكرا	عبد الله بن عمر	1734	1384
اكثروا الصلاة على ، فان الله وكل بى ملكا عند	ابوبكر الصديق	2998	1530
اكثروا الصلاة على يوم الجمعة	انس	3004	1407
اكثروا علىّ من الصلاة يوم الجمعة	اوس بن اوس	3005	1527
اكثروا من شهادة ان لا اله الا الله قبل ان	ابوهريرة	34	467
		36	
اكثروا من قول لا حول ولا قوة الا بالله	ابوهريرة	2986	1528
الاكثرون وهم الاسفلون يوم القيامة	ابو ذر	1082	1766
اكرموا الشعر	عائشة	1960	666
اكسروا قسيكم- يعنى فى الفتنة-	ابوموسى	3616	1524
اكفف نفسك ويدك ، وادخل دارك	عبد الله بن مسعود	3618	3254
اكفلوا لى بست اكفل لكم الجنة: اذا	ابوامامة الباهلى	2203	1525
اكلتها انعم منها	انس بن مالك	3974	2514
اكمل المؤمنين ايمانا احاسنهم اخلاقا	ابوسعيد الخدرى	2391	751
		2467	
اكمل المؤمنين ايمانا احاسنهم خلقا	ابوهريرة	2468	284
الااحدثكم بامران اخذتم به ادركتم من سبقكم	ابوهريرة	2979	3308
		3079	
الااحدثكم بامران اخذتم به ادركتم من سبقكم	ابو ذر	2979	3308
		3079	
الااحدثكم بامران اخذتم به ادركتم من سبقكم	ابو الدرداء	2979	3308
		3079	
الااحدثكم بامران اخذتم به ادركتم من سبقكم	ابن عباس	2979	3308
		3079	
الااحدثكم بامران اخذتم به ادركتم من سبقكم	ابن عمر	2979	3308
		3079	
الااحدثكما باشقى الناس رجلين؟	عمار بن ياسر	3537	1743
الا اخبرك بافضل او اكثر	ابوامامة الباهلى	2974	2578
الا اخبرك بافضل القرآن؟	انس	2928	1499
الااخبركم باسرع كرة واعظم غنيمة من هذا	ابوهريرة	655	2531
		715	
الا اخبركم باسرع كرة واعظم	ابوهريرة	655	2531
		715	

طرف الحديث	اسم الراوی	هذا	المترجم الصحيحة
الاخبركم بامر اذا فعلتموه ادركتم من قبلكم	ابو زر	722	1125
الا اخبركم بالمؤمن؟ من امنه الناس على	فضالة بن عبيد	2722	549
الا اخبركم بخياركم؟	جابر بن عبدا لله	1232	1298
الا اخبركم بخير دور الانصار	انس	3337	3459
الا اخبركم بخير دور الانصار	ابواسيد الساعدى	3337	3459
الا اخبركم بخير دور الانصار	ابو حميد الساعدى	3337	3459
الا اخبركم بخير دور الانصار	ابوهريرة	3337	3459
الا اخبركم بخير الشهداء؟!	زيدبن خالد الجهنى	1233	3458
الا اخبركم بخير الناس منزلة؟!	ابن عباس	981	255
		2723	
الا اخبركم برجالكم فى الجنة؟!	انس	1499	3380
الا اخبركم برجالكم فى الجنة؟!	ابن عباس	1499	3380
الا اخبركم برجالكم فى الجنة؟!	كعب بن عجرة	1499	3380
الا اخبركم برجالكم من اهل الجنة؟!	ابن عباس	2724	287
الااخبركم بشىء اذا نزل برجل منكم كرب	سعد	3047	1744
الااخبركم بصلاة المنافق؟ ان يؤخر العصر	رافع بن خديج	623	1745
الااخبركم بمن يحرم على النار، او بمن يحرم	عبد الله بن مسعود	2432	938
الا ادل على باب من ابواب الجنة؟	قيس بن سعد	2985	1746
الا ادلك على سدے الاستغفار؟	شداد بن اوس	3091	1747
الا ادلك على صدقة يحب الله موضعها؟	ابوايوب الانصارى	2465	2644
الا ادلك على ما هو خير لك من خادم؟!	ابوهريرة	2976	3596
الا ادلكم على من هو اشد منه؟	انس	2416	3295
الا الاذخر	ابوهريرة	1191	3529
الا ارى عليك لباس من لا يعقل	عبد الله بن عمرو	3838	134
الااعلمك كلمات علمنى الروح الامين؟ قال	خالد بن الوليد		2738
الا ان خياركم ابناء المشركين۔ ثم قال: الا	الاسود بن سريع	204	402
الا ان ربى امرنى ان اعلمكم ما جهلتم	عياض بن حمار	2469	3599
		2582	
الا ان العارية مؤداة	من سمع النبى ﷺ	1237	610
الا ان الفتنة هاهنا، الا ان الفتنة هاهنا	ابن عمر	315	2494
		3671	
الاان الفتنةهاهنا،من حيث يطلع قرن الشيطان	ابن عمر	3673	3597
الاان الفتنةهاهنا،من حيث يطلع قرن الشيطان	ابومسعودالانصارى	3673	3597
الاان الفتنةهاهنا،من حيث يطلع قرن الشيطان	ابن عباس	3673	3597

طرف الحديث	اسم الراوی	هذا	المترجم الصحيحة
الآن الفتنة هاهنا،من حيث يطلع قرن الشيطان	ابوهريرة	3673	3597
الا ان لكل شيء تركة وضيعة	انس بن مالك	3335	3560
الا ان من قبلكم من اهل الكتاب افترقوا على	معاويةبن ابى سفيان	3666	204
الا ان الناس دثارى ، والانصار شعارى	ابوقتادة	3336	917
الا ان يتغمدنى الله منه	ابوهريرة	2331	2602
الا ان يتغمدنى الله منه	عائشة	2331	2602
الا ان يتغمدنى الله منه	جابر	2331	2602
الا ان يتغمدنى الله منه	ابوسعيد الخدرى	2331	2602
الا ان يتغمدنى الله منه	اسامة بن شريك	2331	2602
الا انبئكم باهل الجنة؟ الضعفاء	ابوهريرة	3993	932
الا انبئكم باهل الجنة؟ المغلوبون	سراقة بن مالك	3994	931
الا انبئكم بخياركم؟	انس	2205	2498
الا انبئكم بليلة افضل من ليلة القدر؟	ابن عمر	2123	2811
الا انبئكم ما العضه؟ هى النميمة القالة بين	عبد الله بن مسعود	2360	846
الا انتم	جبير بن مطعم	3324	3437
		3528	
الا نما هن اربع: ان لاتشركوا بالله شيئا	سلمةبن قيس الاشجعى	124	1759
الا انى أبرأ الى كل خل من خله	ابن مسعود	3245	3598
الا انى أبرأ الى كل خل من خله	ابن عباس	3245	3598
الا انى أبرأ الى كل خل من خله	ابوسعيد الخدرى	3245	3598
الا انى أبرأ الى كل خل من خله	عبد الله بن الزبير	3245	3598
الا انى أبرأ الى كل خل من خله	ابوالمعلي الانصارى	3245	3598
الا انى أبرأ الى كل خل من خله	جندب البجلى	3245	3598
الا انى أبرأ الى كل خل من خله	ابوهريرة	3245	3598
الا انى أبرأ الى كل خل من خله	عائشة	3245	3598
الا انى أبرأ الى كل خل من خله	انس	3245	3598
الا انى أبرأ الى كل خل من خله	جابر	3245	3598
الا انى أبرأ الى كل خل من خله	ابو واقد	3245	3598
الا انى أبرأ الى كل خل من خله	البراء	3245	3598
الا انى اوشك ان ادعى فاجيب	ابوسعيد الخدرى	1352	457
الا تبايعنى يا سلمة؟ !	سلمة	3463	3553
الا تبايعون رسول الله؟! فرددها ثلاث مرات	عوف بن مالك	472	3600
الا تدعو له طبيبا؟	جابر بن عبد الله	1615	2873
الا ترين انى قد حلت بين الرجل وبينك	النعمان بن بشير	988م	2901

طرف الحديث	اسم الراوی	هذا	المترجم الصحيحة
		1504	
الا تسألونی عنهن؟ الشرك بالله	سهل بن ابی حثمة	2190	2244
الا تسألونی مم اضحك؟	صهيب	1762	147
الا تسألونی مما ضحكت؟	ابو الطفيل	2135	2874
الا رجل يمنح اهل بيت لا در لهم ناقة	ابوهريرة	923م	3601
الا عدلت بينهما	انس	1517	2883
			2994
الا عسى احدكم ان يضرب امراته ضرب	الزبير	1508	2678
الا لايبيتن رجل عند امراة	جابر	2725	3086
لا لايجنی جان الا علی نفسه	عمر بن الاحوس	1239	1974
الا من ظلم معاهدا، او انتقصه	عدة من اصحاب رسول الله ﷺ	1238	445
الا هل عست امرأة ان تخبر القوم بما يكون	ابوهريرة	2470	3153
البانها شفاء، وسمنها دواء	مليكة بنت عمر	1638	1533
البس جديدا، وعش حميدا، و مت شهيدا	عبد الله بن عمر	1974	352
الستم تشهدون ان لا اله الا الله وانی رسول	انس بن مالك	3150	2235
الظوابـ: يا ذا الجلال والاكرام	ربيعه بن عامر	3133	1536
الظوابـ: يا ذا الجلال والاكرام	ابوهريرة	3133	1536
الظوابـ: يا ذا الجلال والاكرام	انس بن مالك	3133	1536
الق عنك ثيابك واغتسل	صفوان بن امية	1019	2765
الق عنك شعر الكفر، واختتن	كليب الجهنی	455	2977
الق عنك شعر الكفر، يقول احلق	كليب الجهنی	455	2977
الك بنون غيره؟	النعمان بن بشير	1518	3946
الله اعلم	ابونملة	354	2800
الله اكثر و اطيب	معاذبن انس الجهنی	2939	589
الله الطيب، بل انت رجل	ابورمثة	1637	1537
الله الله ربی لا اشرك به شيئا	عائشة	3046م	2755
الله الله فی قبط مصر؛ فانكم ستظهرون	ام سلمة	3371	3113
الله يعلم ان قلبی يحبكن	انس	2471	3154
		3322	
اللهم اجعل بالمدينة ضعفی ما جعلت	انس بن مالك	3505	3997
اللهم اجعل رزق آل محمد قوتا	ابوهريرة	1055	130
اللهم اجعله هاديا مهديا	عبدالرحمن بن ابي عميرة	3408	1969
اللهم احينی مسكينا، وامتنی مسكينا	ابوسعيد الخدری	2206	308
اللهم أذهب عنه حرها و بردها ووصبها	عبد الله بن عمر	1588	2572

طرف الحديث	اسم الراوى	هذا	المترجم الصحيحة
اللهم اسلمت نفسي اليك، ووجهت وجهي	البراء بن عازب	3109	2889
اللهم اطعمت، واسقيت، واقنيت، وهديت	رجل خدم رسول الله ﷺ ثمان سنين	1828	71
اللهم اعز الاسلام بعمر بن الخطاب خاصة	عائشة	3252	3225
اللهم اعنا على شكرك و ذكرك	ابوهريرة	3089	844
اللهم اغفر ذنبه وطهر قلبه، وحصن فرجه	ابوامامة	3138	370
اللهم اغفر لحذيفة ولامه	حذيفة	3411	2585
اللهم اغفر لضمرة بن ثعلبة	ضمرة بن ثعلبة	309	3018
		3168	
اللهم اغفر لعائشة ما تقدم من ذنبها	عائشة	3237	2254
		3412	
اللهم اغفر لي والحقني بالرفيق الاعلى	عائشة	1724	2775
		3119	
النهم اغفر لي والحقني بالرفيق الاعلى	عائشة	1724	2775
		3119	
اللهم اغفر لي وتب علي	رجل من الانصار	3077	2603
اللهم اغفر لي بها اجرا، وحط عني بها وزرا	ابوسعيد الخدرى	2923	2710
اللهم اكثر ماله وولده وبارك له فيه	انس بن مالك	815	141
		1856	
		3355	
اللهم اكثر ماله وولده وبارك له فيما رزقته	انس	3135	140
اللهم اكثر ماله وولده واطل	انس بن مالك	3134	2541
		3356	
اللهم اكثر ماله وولده واطل عمره واغفر له	انس بن مالك	3134	2541
		3356	
اللهم اكثر ماله وولده وبارك له فيما اعطيته	انس بن مالك	3357	2241
اللهم امتي امتي	عمرو بن العاص	3145	35
اللهم ان الخير خير الآخرة	انس بن مالك	2228	1102
اللهم انا نسالك من خير هذه الريح و خير	ابى بن كعب	3054	2756
اللهم انت خلقت نفسي وانت توفاها	عبد الله بن عمر	2136	3998
اللهم انفعني بما علمتني، وعلمني ما ينفعني	انس	371	3151
اللهم انهم حفاة فاحملهم	عبد الله بن عمرو	3136	1003
اللهم اني اتخذ عندك عهدا لن تخلفنيه	ابوهريرة	2726	3999
اللهم اني احبه، فاحبه، واحب	ابوهريرة	3286	2807
اللهم اني احبه، فاحبه	البراء	3287	2789

طرف الحديث	اسم الراوى	هذا	المترجم الصحيحة
اللهم انى احبهما فاحبهما	اسامة بن زيد	3288	3354
		3351	
اللهم انى اسلك الثبات فى الامر	شداد بن اوس	3744	3228
اللهم انى اسألك من الخير كله عاجله وآجله	عائشة	3027	1542
اللهم انى اسالك من فضلك ورحمتك	مرة بن عبد الله	3067	1543
اللهم انى اعوذبك من البخل، واعوذ بك من	سعد	3031	3937
اللهم اهله علينا باليمن	طلحة بن عبيده الله	3061	1816
اللهم الرفيق الاعلى	عائشة	3875	3580
اللهم بارك لاهلها فيها	ثوبان مولى رسول الله ﷺ	3165	1977
اللهم بارك لنا فى مكتنا، اللهم	عبد الله	3672	2246
اللهم بك اقاتل، وبك اصاول، ولا حول	صهيب	763	1061
اللهم بك امسينا، وبك اصبحنا، وبك	ابوهريرة	3092	263
اللهم بك امسينا، وبك اصبحنا، وبك نحيا	ابوهريرة	3093	262
اللهم حبب الينا المدينة كحبنا مكة او اشد	عائشة	3504	2584
اللهم رب السماوات السبع وما اظلت	ابولبابةبن عبدالمنذر	3048	2759
اللهم رب جبرائيل، وميكائيل، ورب اسرافيل	عائشه	3033	1544
اللهم سق لى هذا الطعام عبدا تحبه ويحبك	سعد	3413	3317
اللهم عبدك، ابن عبدك، ابن امتك	عمروبن فلان الانصارى	1953	2682
		1958	
اللهم علم معاوية الكتاب والحساب	حريز بن عثمان	3409	3227
اللهم علم معاوية الكتاب والحساب	شريح بن عبيد	3409	3227
اللهم علم معاوية الكتاب والحساب	عبدالرحمن بن ابى عميرة	3409	3227
اللهم علم معاوية الكتاب والحساب	مسلمة بن مخلد	3409	3227
اللهم علم معاوية الكتاب والحساب	عبد الله بن عباس	3409	3227
اللهم علم [illegible]ية الكتاب والحساب	العرباض بن سارية	3409	3227
اللهم عليك بابى جهل بن هشام	ابن مسعود	3142	3472
اللهم عليك بقريش	ابن مسعود	3142	3472
اللهم فاطر السماوات والارض، عالم الغيب	ابو مالك الاشعرى	3099	2763
اللهم فقهه فى الدين، وعلمه التاويل	ابن عباس	3414	2589
اللهم قنى عذابك يوم تبعث عبادك	البراء بن عازب	3107	2754
اللهم قنى عذابك يوم تبعث عبادك	حذيفة بن اليمان	3107	2754
اللهم قنى عذابك يوم تبعث عبادك	حفصة بنت عمر	3107	2754
اللهم لاخير الا خير الآخرة	انس بن مالك	3303	3198
اللهم لا سهل الا ما جعلته سهلا	انس	3036	2886

طرف الحديث	اسم الراوى	هذا	المترجم الصحيحة
اللهم لامانع لما اعطيت ولا معطى	معاوة	3030	2524
اللهم مزق ملكه	جمع من الصحابة	3211	1429
اللهم مصرف القلوب صرف قلوبنا على	عبد الله بن عمرو	165	1689
اللهم من آمن بك ، وشهد انى رسولك	فضالة بن عبيد	3035	1338
اللهم من ظلم اهل المدينة	عبادة بن الصامت	3506	351
اللهم من ولى من امر امتى شيئا فشق عليهم	عائشة	1355	3456
اللهم هذه حجة لا رياء فيها ولا سمعة	ابن عباس	1017	2617
اللهم هذه حجة لا رياء فيها ولا سمعة	انس	1017	2617
اللهم هذه حجة لا رياء فيها ولا سمعة	بشربن قدامة الضبابى	1017	2617
الم تسمعوا الى قول الله عزوجل	ابوهريرة	2875	2801
الى تجارة	الارقم	524	2902
الى الله ورسوله	فـ وز	1803	1573
اليس الذى امشاه على الرجلين فى الدنيا قادر	انس بن مالك	3675	3507
اليس قد صام بعده رمضان	طلحة بن عبيد الله	482	2591
اما ابراهيم؛ فانظروا الى صاحبكم	ابن عباس	3832	3492
اما ابوك؛ فلو كان اقر بالتوحيد ، فصمت	عبد الله بن عمرو	21	484
		41	
اما ان ربك يحب المحامد	الاسود بن سريع	3085	3179
اما ان كل بناء وبال على صاحبه	انس	953	2830
		2336	
اما ان الله لم ينس لك ذلك	البراء بن عازب	3425	1970
اما انت يا ابا بكر فاخذت بالوثقى	جابر بن عبد الله	817	2596
ا انت يا جعفر فاشبه خلقك خلقى	اسامة	3278	1550
		3415	
اما انك لاتجنى عليه ، ولا يجنى عليك	ابورمثة	1240	749
اما نك لو لم تعطيه شيئا كتبت عليك كذبة	عبد الله بن عامر	2473	748
اما انها ستكون لكم الانماط	جابر	3767	4006
اما انهم اخوانكم ، ومن جلدتكم	ثوبان	2245	505
اما انهم لم يكونوا يعبدونهم ، ولكنهم كانوا	عدى بن حاتم	126	3293
اما اهل النار الذين هم اهلها	ابو سعيد الخدرى	3983	1551
		3995	
امااول اشراط الساعة؛فنارتخرج من المشرق	انس	3599	3493
اما بعد ايها الناس ، فان الله قد اذهب عنكم	ابن عمر	2474	2803
امابعدياعائشة!فانه قد بلغنى عنك كذا وكذا	عائشة	2326	2507

طرف الحديث	اسم الراوی	هذا	المترجم الصحيحة
اما بعد يا معشر قريش!فانكم اهل هذا الامر	عبد الله بن مسعود	1367	1552
اما بعد: فوالله! انى لاعطى الرجل	عمرو بن تغلب	950	3494
اما بعد؛ ايها الناس! ان الناس يكثرون	ابن عباس	3334	3430
اما بلغكم انى قد لعنت من وسم البهيمة فى	جابر	2019	1549
		1812	
اماترضين ان تكون زوجتى فى الدنيا والآخرة	عائشة	3232	3011
اماترضين ان تكون زوجتى فى الدنيا والآخرة	عائشة	1520	2255
اما شعرت انى امرتهم بامر فهم يترددون	عائشة	1018	2593
اما صاحبكم فقد غامر	ابو الدرداء	3239	3144
اما علمت انك ومالك من كسب	ابن عمر	1522	1548
اما قطع السبيل؛ فانه لا ياتى عليك الا قليل	عدى بن حاتم	918	3495
اما كان فيكم رجل رحيم؟!	ابن عباس	2437	2594
اماكان فيكم رجل رشيد، يقوم الى هذا حيث	سعد	2476	1723
اما كان هؤلاء يسألون العافية؟!	انس	1735	2197
		3676	
اما كان هؤلاء يسألون العافية؟!	انس	1735	2197
اما لا ، فاعنى بكثرة السجود	خادم للنبى ﷺ	2530	2102
		2533	
اما ما كان لى ولبنى عبد المطلب فهو لكم	عبد الله بن عمرو	1388	1973
اما يكفيك فى سبيل الله	جابر	834	2595
		3307	
الامام ضامن ، فان احسن فله ولهم	سهل بن سعدالساعدى	541	1767
امتي امةمرحومة؛ليس عليها عذاب في الآخرة	ابو موسى	3677	959
امر بحد الشفار ، وان توارى عن البهائم	عبد الله بن عمر	1813	3130
امربعبدمن عبادالله ان يضرب في قبره مئة جلدة	ابن مسعود	723	2774
امرؤ معتزل فى شعب؛ يقيم الصلاة	ابن عباس	981	255
		2723	
امرت ان ابشر خديجة ببيت	عبدالله بن جعفر	3229	1554
امرت ان ابشر خديجة ببيت	عائشة	3229	1554
امرت ان ابشر خديجة ببيت	ابوهريرة	3229	1554
امرت ان ابشر خديجة ببيت	عبدالله بن ابى اوفى	3229	1554
امرت ان اقاتل الناس حتى يشهدوا ان	ابن عمر	130	408
امرت ان اقاتل الناس حتى يشهدوا ان	انس بن مالك	128	303
امرت ان اقاتل الناس حتى يقولوا:لااله الا الله	ابوهريرة	129	407

طرف الحديث	اسم الراوي	هذا	المترجم الصحيحة
امرت ان اقاتل الناس حتى يقولوا:لااله الا الله	جابر بن عبد الله	131	409
امرت بالسواك حتى خفت على اسنانى	ابن عباس	393	1556
امرت بقرية تاكل القرى ، يقولون: يثرب	ابوهريرة	3502	274
امرت الرسل قبلى !لا تاكل الا طيبا	ام عبدالله اخت شداد	1866	1136
امركن مما يهمنى بعدى	عائشة	3234	1594
امرنا باربع ، ونهانا عن خمس	جابر	132	2974
امرنى جبريل ان اقدم الاكابر	ابن عمر	2728	1555
امرنى خليلى ﷺ بسبع: ا۔ امرنى بحب	ابوذر	2369	2166
		2477	
		2984	
امرنى ربى عزوجل ان العن قريش مرتين	عمروبن عبسة السلمى	3393	2606
			3127
امسح البأس رب الناس ، بيدك الشفاء	عائشة	3115	1526
امسحوا على الخفاف ثلاثة ايام	خزيمةبن ثابت	412	1559
امشوا امامى ، وخلوا ظهرى للملائكة	جابر	3171	1557
امط الاذى عن الطريق ، فانه لك صدقة	ابوبرزة الاسلمى	2730	1558
املك عليك لسانك ، وليسعك بيتك	عقبةبن عامر الجهنى	2731	890
املك يدك	اسودبن اصرم المحاربى	949	1560
		2732	
		4092	
املك يدك ، وفى رواية:لاتبسط يدك الا الى	اسود بن اصرم المحاربى	949	1560
		2732	
		4092	
اميطى عنه الاذى	عائشة	3353	1019
امين هذه الامة ابوعبيدة بن الجراح	خالد بن الوليد	3417	1826
ان(الحميم)ليصب على رؤوسهم ، فينفذ	ابوهريرة	3999	3470
ان(عليك السلام) تحية الميت	رجل من قومه	1744	2846
ان آثاركم تكتب	ابوسعيد الخدرى	558	3500
ان آدم خلق من ثلاث تربات: سوداء	ابوذر	3822	1580
ان آل ابى فلان ليسوا لى باولياء	عمرو بن العاص	2213	764
ان آل عبد الله عن الشرك اغنياء	عبد الله بنمسعود	155	2972
		3121	
ان ابراهيم عليه السلام حين القى فى النار ، لم	عائشة	3885	1581
ان ابراهيم ابنى ، وانه مات فى	انس بن مالك	1736	2493

طرف الحديث	اسم الراوی	هذا	المترجم الصحيحة
ان ابراهيم حرم مكة، ودعا لها	عبد الله بن زيد	3507	3501
ان ابليس يضع عرشه على الماء	جابر بن عبد الله	1547	3261
ان ابى واباك فى النار	عمران بن الحصين	42	2592
ان ابيتم الا ان تجلسوا فاهدوا السبيل	البراء	2733	1561
ان اتخذت شعرا فاكرمه	سعيدبن عبدالرحمن	1962	2252
ان اتقاكم واعلمكم بالله انا	عائشة	305	3502
ان احب الكلام الى الله ان يقول العبد:	عبد الله	3086	2598
			2939
ان احد جناحى الذباب سم	ابوسعيد الخدرى	1847	39
ان احدكم اذا كان فى الصلاة فانما يناجى	رجل من بنى بياضة	519	1597
ان احدكم ياتيه الشيطان فيقول: من خلقك؟	عائشة	25	116
ان احسن ما غير به هذا الشيب	ابو ذر	1977	1509
ان احسن الناس قراءة الذى اذا قرأ رايت انه	عائشة	2903	1583
ان اخوانكم خولكم، جعلهم الله تحت ايديكم	ابو ذر		2842
ان اخوف ما اتخوف على امتي آخر الزمان	طلحة بن مصرف	327	1127
ان اخوف مااخاف علي امتي كل منافق عليم	عمر	319	1013
ان اخوف ما اخاف عليكم رجل قرأ القرآن	حذيفة	133	3201
ان اخوف ما اخاف عليكم الشرك الاصغر	محمود بن لبيد	146	951
ان ادخلت الجنة؛ اتيت بفرس	ابوايوب	3938	3001
ان ادني اهل الجنةمنزلة:رجل صرف الله وجهه	ابوسعيد الخدرى	3929	3503
ان اربى الربا: استطالة المرء في عرض اخيه	ابوهريرة	1244	3950
ان اردت تليين قلبك؛ فاطعم المسكين	ابوهريرة	2735	854
ان ارواح المؤمنين فى اجواف طير خضر	ام مبشربنت البراء	134	995
ان الاسلام بدأ غريبا، وسيعود غريبا كما بدأ	عبد الله بن مسعود	135	1273
ان اشد الناس بلاء الانبياء، ثم الذين يلونهم	فاطمة	1737	1165
ان الاشعريين اذا ارملوا فى الغزو	ابوموسى	2138	3504
ان اصحاب النبى ﷺ كانوا يقولون وهم	انس بن مالك	2228	1102
ان اطول الناس جوعا يوم القيامة	ابوجحيفة	3774	3372
ان اعظم الذنوب عند الله رجل تزوج امراة	ابن عمر	1543	999
ان اعظم المسلمين فى المسلمين جرما	سعدبن ابى وقاص	328	3276
ان اعظم الناس جرما انسان شاعر يهجو	عائشة	2736	763
ان اعظم الناس فرية، لرجل هجا رجلا	عائشة	2737	1487
ان اكمل المؤمنين ايمانا احسنهم خلقا	انس	2392	1590
ان الله احتجز التوبة عن صاحب كل بدعة	انس	333	1620

طرف الحديث	اسم الراوی	هذا	المترجم الصحيحة
ان الله اذا انزل سطوته باهل نقمته وفيهم	عائشة	2215	1622
ان الله اذا انعم على عبد نعمة	عمران بن حصين	1971	1290
ان الله اذا استودع شيئا حفظه	عبد الله بن عمر	136	2547
ان الله اذن لی ان احدث عن ديك قد مرقت	ابوهريرة	3812	150
ان الله ارسلنی مبلغا ، ولم يرسلنی متعنتا	عائشة	3205	1516
ان الله اصطفى كنانة من ولد اسماعيل	واثلة بن الاسقع	3209	302
ان الله اطعمناالغنائم رحمةبناوتخفيفالما علم	ابوهريرة	3865	202
ان الله امرنی ان أقرآ عليك القرآن	ابی بن كعب	تحت 2954	2908
ان الله اوحي الي ان تواضعواحتي لايفخر احد	عياض بن حمار	2482	570
ان الله تطول عيكم فی جمعكم هذا	بلال بن رباح	1046	1624
ان الله تبارك وتعالى قبض قبضة بيمينه	رجل من اصحاب رسول الله ﷺ	76 3844	50
ان الله تبارك وتعالى لايقبل توبة عبد كفر بعد	حكيم بن حزام	40	2545
ان الله تبارك وتعالى يبتلی عبده بما	احد بنی حزام	2216	1658
ان الله تعالى جعل الدنيا كلها قليلا	ابن مسعود	1131	1625
ان الله تعالى حرم الخمر ، فمن ادركته	ابو سعيد الخدری	1211	2348
ان الله تعالى حرم على الارض	اوس بن اوس	3005	1527
ان الله تعالى قال: من عادی لی وليا فقد	ابوهريرة	137	1640
ان الله تعالى يقول: اذا ابتليت عبدا من	شداد بن اوس	1680	2009
ان الله تعالى يقول: ان عند ظن عبدی بی	واثلة	138	1663
ان الله جعل البركة فی السحور و الكيل	ابوهريرة	861	1291
ان الله جعلنی عبدا كريما ، ولم يجعلنی جبارا	عبد الله بن بسر	1824 1881	393
ان الله حبس عن مكة القتل	ابوهريرة	1191	3529
ان الله حرم على امتی الخمر	عبد الله بن عمرو	1210	1708
ان الله حرم علی ، او حرم: الخمر والميسر	ابن عباس	1874	2425
ان الله حين خلق الخلق كتب بيده على نفسه	ابو هريرة	3846	1629
ان الله خلق آدم على صورته	ابوهريرة	3825	1077
ان الله خلق آدم من قبضة قبضها من جميع	ابو موسى الاشعری	3850	1630
ان الله خلق الداء والدواء	ابو الدرداء	1619 1623	1633
ان الله خلق خلقه في ظلمةوالقي عليهم من نوره	عبد الله بن عمرو	3851	1076
ان الله رضی لهذه الامة اليسر ، وكره لهم العسر	محجن بن الادرع	60	1635

طرف الحديث	اسم الراوى	هذا	المترجم الصحيحة
ان الله زادكم صلاة، وهى الوتر	ابوبصرة	818	108
ان الله زوى لى الارض، فرايت	شداد بن اوس	3678	2
ان الله سائل كل راع عما استرعاه	انس	1356	1636
ان الله سيخلص رجلا من امتى على رؤوس	عبد الله بن عمرو	3682	135
ان الله عزوجل اذا اراد رحمة امة من عباده	ابوموسى	3996	3059
ان الله عزوجل اذا انعم على	ابوهريرة	1972	1320
ان الله عزوجل انزل: ﴿ومن لم يحكم بما﴾	ابن عباس	140	2552
ان الله عزوجل اطلع على اهل بدر	ابوهريرة	3368	2732
ان الله عزوجل خلق آدم، ثم اخذ الخلق	عبدالرحمن بن قتادة	73	48
		3852	
ان الله عزوجل زادكم صلاة الى صلاتكم	ابوسعيد الخدرى	640	1141
ان الله عزوجل قال: انا انزلنا المال	ابو واقد الليثى	1105	1639
		1133	
ان الله عزوجل قبض قبضة، فقال:	انس	74	47
		3845	
ان الله عزوجل كريم، يحب الكرم	سهل بن سعد	2393	1378
		2413	
		2741	
ان الله عزوجل لايظلم المؤمن حسنة	انس	2310	2770
ان الله عزوجل لايقبل من العمل الا	ابوامامة	2217	52
ان الله عزوجل لم ينزل داء الا	جابر بن عبد الله	1615	2873
ان الله عزوجل لم ينزل داء الا انزل	عبد الله	1616	518
		1939	
ان الله عزوجل لما خلق الخلق قامت الرحم	ابوهريرة	2370	2741
ان الله عزوجل ليؤيد هذ الدين بالرجل	عبد الله	142	1649
ان الله عزوجل يبسط يده بالليل؛ ليتوب	ابوموسى	2327	3513
ان الله عزوجل يبغض البليغ من الرجال	عبد الله بن عمرو	1154	880
		2738	
ان الله عزوجل يخرج قوما من النار بعد ما لا	ابوسعيدالخدرى	3984	1661
ان الله عزوجل يضحك من رجلين يقتل	ابوهريرة	143	2525
ان الله عزوجل يقول: ان الصوم لى	ابوهريرة	873	3516
ان الله عزوجل يقول: ان الصوم لى	ابوسعيد	873	3516
ان الله عزوجل يقول: ياابن آدم! ان تعط	ابوهريرة	919	2473
ان الله عزوجل ينشىء السحاب	شيخ جميل من بنى غفار	3854	1665

طرف الحديث	اسم الراوى	هذا	المترجم الصحيحة
ان الله قد اجار امتى من ان تجتمع	كعب بن عاصم الاشعرى	3418	1331
ان الله قد غفر لك كذبك بتصديقك	انس	2484	3064
ان الله قد غفر لك كذبك بتصديقك	ابن عمر	2484	3064
ان الله قد غفر لك كذبك بتصديقك	ابن عباس	2484	3064
ان الله قد غفر لك كذبك بتصديقك	الحسن البصرى	2484	3064
ان الله قسم بينكم اخلاقكم كما قسم بينكم	عبد الله	2485	2714
		2583	
		2994	
ان الله لايحب العقوق ، وكانه كره الاسم	عبد الله بن عمرو	2739	1655
ان الله لايحب الفحش ولا التفحش	عائشة	662	691
		2666	
		2760	
ان الله لايحب هذا وضربه	واثلة بن الاسقع	2487	3426
		3319	
ان الله لايظلم مؤمنا حسنته؛يعطى بها	انس بن مالك	3683	53
		3684	
ان الله لاينظر الى اجسادكم، ولا الى	ابوهريرة	2305	2656
ان الله لاينظر الى مسبل الازار	ابن عباس	1947	1656
ان الله لم ينزل داء او لم يخلق داء	ابوسعيدالخدرى	1618	1650
		1641	
ان الله ليبتلى عبده بالسقم	ابوهريرة	1676	3393
ان الله ليرضى عن العبد ان يأكل الاكلة	انس بن مالك	1843	1651
ان الله ليرفع ذرية المؤمن اليه فى درجته	ابن عباس	3939	2490
ان الله ليطلع فى ليلة النصف من شعبان	ابوموسى الاشعرى	3419	1563
ان الله ليعجب الى العبد اذا قال:	على	3059	1653
ان الله ليعجب من الصلاة فى الجميع	عبد الله بن عمر	525	1652
ان الله ليملى للظالم، حتى اذا اخذه لم يفلته	ابوموسى	2486	3512
ان الله لينادى يوم القيامة: اين جيرانى، اين	انس	554	2728
ان الله مع الدائن(اى: المدين) حتى يقضى	عبد الله بن جعفر	1245	1000
ان الله وملائكته يصلون على الذين يصلون	عائشة	579	2234
ان الله وملائكته يصلون على الذين يصلون	عائشة	573	2532
		580	
ان الله وملائكته يصلون على المتسحرين	ابن عمر	865	3409
ان الله وملائكته يصلون على المتسحرين	ابن عمر	865م	1654

طرف الحديث	اسم الراوي	هذا	المترجم الصحيحة
ان الله يؤيد حسان بروح القدس ما نافح	عائشة	3422	1657
ان الله يبعث الايام يوم القيامة على هيئتها	ابوموسى الاشعرى	503	706
ان الله يبعث ريحا من اليمن ، الين من الحرير	ابوهريرة	3685	1659
ان الله يبعث لهذه الامةعلي راس كل مئة سنة	ابوهريرة	144	599
ان الله يبغض الفحش والتفحش	عبد الله بن عمرو	2224	2288
ان الله يحب اذا عمل احدكم عملا ان يتقنه	عائشة	1133	1113
ان الله يحب العبد التقى الغنى	سعد بن ابى وقاص	2306	3514
ان الله يحب سمح البيع	ابوهريرة	1115	899
ان الله يحب معالى الامور واشرافها	الحسين بن على	2740	1627
ان الله يرفع بهذ الكتاب اقواما ، ويضع به	عمر	2902	2239
ان الله يسال العبد يوم القيامة حتى ليقول:	ابوسعيد الخدرى	3690	929
ان الله يصنع كل صانع وصنعته	حذيفة	م144	1637
ان الله يغار ، وان المؤمن يغار	ابوهريرة	1524	3515
ان الله يقول: ان عبدا اصححت له جسمه	ابو سعيد	993	1662
ان الله يقول: ان عبدا اصححت له جسمه	ابوهريرة	993	1662
ان الله يقول: ان خير شريك	الضحاك بن قيس	145	2764
ان الله يقول: ياابن آدم تفرغ لعبادتى	ابوهريرة	2218	1359
ان الله يوصيكم بامهاتكم ، ثم يوصيكم	المقدام بن معدى كرب	2411	1666
ان الله يوصيكم بالنساء خيرا	المقدام بن معدى كرب	4099	2871
		1509	
ان امة من بنى اسرائيل مسخت	عبدالرحمن بن حسنة	3843	2970
ان امر هذه الامة لايزال مقاربا او	ابن عباس	334	1675
ان امراة كانت فيه ، فخرجت فى سرية من	رجل من الطفاوة	2055	2935
ان اناسا من امتى ياتون بعدى	ابوهريرة	3401	1676
ان انتم قدرتم عليه فاقتلوه	حمزة الاسلمى	1250	1565
ان الانصار قد قضوا الذى عليهم	انس بن مالك	3333	916
ان اهل الجنة ياكلون فيها ويشربون	جابر	3936	3520
ان اهل الجنة يسرون لعمل اهل الجنة	عبد الله بن عمر	70	3521
ان اهل النار كل جعظرى جواظ مستكبر	عبد الله بن عمرو	2488	1741
ان اهل النار ليبكون ، حتى لو اجريت السفن	عبد الله بن قيس	3997	1679
ان اهون اهل النار عذابا يوم القيامة رجل	ابوهريرة	3998	1680
ان اول زمرةيدخلون الجنة: على صورة القمر	ابوهريرة	3925	3519
		3937	
ان اول شيء خلقه الله عزوجل: القلم			

طرف الحديث	اسم الراوى	هذا	المترجم الصحيحة
ان اول شيء خلقه الله تعالى القلم			
اول شيء خلقه الله تعالى القلم			
اول شيء خلقه الله عز وجل: القلم	ابن عمر	3855	3136
ابن عباس		3856	133
ابن عباس		303	133
		3856	
ابن عمر		72	3136
		302	
		3855	
ان اول شيء يقضى يوم القيامة عليه: رجل	ابوهريرة	147	3518
		2139	
ان اول ما هلك بنواسرائيل ان امراة الفقير	ابوسعيد	1525	591
ان اول ما هلك بنواسرائيل ان امراة الفقير	جابر	1525	591
ان اول ما يحاسب به العبد يوم القيامة ان	ابوهريرة	2219	539
ان اول ما يكفأ۔يعني: الاسلام۔ كما نكفأ	عائشة	3691	89
ان اول من سيب السوائب وعبد الاصنام	عبد الله بن مسعود	3857	1677
ان اول منسك(وفي رواية:نسك) يومكم	البراء	725	1678
ان اول الناس يقضى يوم القيامة عليه	ابوهريرة	147	3518
		2139	
ان اولادكم هبة الله لكم	عائشة	1523	2564
ان اولى الناس بالله؛ من بدأهم بالسلام	ابو امامة	2459	3382
ان أوليائى يوم القيامة المتقون؛ وان كان	ابوهريرة	2189	765
		2214	
ان الايمان ليخلق في جوف احدكم كما	عبد الله بن عمرو	149	1585
		3058	
ان الايمان ليخلق في جوف احدكم كما	عبد الله بن عمرو	3058	1585
ان بارض الحبشة ملكا لايظلم احد عنده	ام سلمة	2143	3190
ان البركة وسط القصعة ، فكلوا من نواحيها	ابن عباس	1814	1587
ان بعضكم على بعض شهداء	ابوهريرة	150	2600
		1742	
ان بعضكم على بعض شهداء	ابوهريرة	150	2600
		1742	
ان البلايا اسرع الى من يحبنى من	عبد الله بن المغفل	1688	1586

طرف الحديث	اسم الراوی	هذا	المترجم الصحيحة
ان بني اسرائيل استخلفوا خليفة عليهم بعد موسى	عبد الله بن مسعود	3858	2833
ان بني اسرائيل كتبوا كتابا فاتبعوه	ابو موسى الاشعرى	3860	2832
ان بني اسرائيل لما طال الامد وقست	عبد الله	3861	2694
ان بني اسرائيل لما هلكوا قصوا	خباب	335	1681
ان بيتم فليكن شعاركم: ﴿حم﴾ لاينصرون	البراء بن عازب	2145	3097
ان بين ايديكم عقبة كؤودا	ابو الدرداء	2220	2480
ان بين يدى الساعة ثلاثين دجالا كذابا	عبد الله بن عمر	3569	1683
ان بين يدى الساعة سنين خداعة، يصدق فيها	عوف بن مالك	3724	2253
ان بين يدى الساعة لاياما ينزل فيها الجهل	عبد الله	3584	3522
ان بين يدى الساعة لاياما ينزل فيها الجهل	ابو موسى	3584	3522
ان بين يدى الساعة الهرج	ابو موسى الاشعرى	3585	1682
ان بين يدى الساعة: تسليم الخاصة	عبد الله	3566	647
ان بين يديها فتنة وهرجا	حذيفة	3598	2771
ان التجار هم الفجار	عبدالرحمن بن شبل	1135	366
ان التجار يبعثون يوم القيامة فجارا؛ الا	عبيد بن رفاعة	1137	994
ان التجار يحشرون يوم القيامة فجارا: الا	البراء بن عازب	1138	1458
ان تجاهد نفسك وهواك فى ذات الله	ابو ذر	2071	1496
ان تدخل على اخيك المؤمن سرورا	ابوهريرة	2311	2715
ان تذكر من المرء ما يكره ان يسمع	المطلب بن عبدالملك	2361	1992
ان تطعنوا فى امارته-يريد: اسامة بن زيد-	عبد الله بن عمر	1360	3496
ان تقول: اسلمت وجهى الى الله	معاوية بن حيدة	168	369
		172	
ان تقول:سبحان الله عددما خلق، سبحان الله	ابو امامة الباهلى	2974	2578
ان تهجر ما كره ربك عز وجل	عمرو بن عبسة	3369	551
ان تهجروا ما كره الله، والهجرة هجرتان:	عبد الله بن عمرو	4072	1262
ان ثلاثة فى بنى اسرائيل: ابرص، واقرع	ابوهريرة	3862	3523
ان ثلاثة كانوا فى كهف، فوقع الجبل	النعمان بن بشير	151	3468
ان جبريل عليه السلام حين ركض زمزم بعقبه	ابى بن كعب	3863	1669
ان جبريل كان يعارضنى القرآن كل سنة مرة	فاطمة	2901	3524
ان الجماء لتقص من القرناء يوم القيامة	عثمان	3697	1588
ان الحسن والحسنين هما ريحانتاى	ابن عمر	3291	564
ان حقا على الله: ان لا يرفع شيئا من الدنيا الا	انس	2489	3525
ان الحور فى الجنة يتغنين يقلن	انس بن مالك	3942	3002
ان حوضى لابعد من ايلة الى عدن	حذيفة	422	3526

طرف الحديث	اسم الراوی	هذا	المترجم الصحيحة
ان الرجل يشفع للرجلين ، وللثلاثة	انس بن مالك	1739	2505
		3680	
		3904	
ان الرجل يشفع للرجلين ، وللثلاثة	انس بن مالك	1739	2505
		3680	
ان رجلا زار اخا له فی قرية	ابوهريرة	2742	1044
ان رجلا قال: والله لايغر الله لفلان	جندب	2745	1685
ان رجلا كان يبيع الخمر فی سفينة ، وكان	ابوهريرة	1146	2844
ان رجلا من بنی اسرائيل سال رجلا	ابوهريرة	3864	2845
ان الرحم شجنة آخذة بحجزة الرحمن	ابن عباس	2371	1602
ان الرحم شجنة من الرحمن عزوجل واصلة	عبد الله بن عمرو	2372	2474
ان رسول اللهﷺ اتخذ خاتما	انس بن مالك	3189	3300
ان رسول اللهﷺ ذكر جهدا شديدا يكون	عائشة	3645	3079
ان رسول اللهﷺ كان اخف الناس صلاةعلي	ابوواقد الليثی	563	2056
ان رسول اللهﷺ كان فی بعض المشاهد	جندب بن سفيان	2163	3282
ان رسول اللهﷺ كان يخرج يوم الفطرفيكبر	الزهری	727	171
ان رسول اللهﷺ كان يصلی بهم ذات يعم	عبد الله بن زيد	741	3042
ان رسول اللهﷺ كان يصلی بهم ذات يوم	ابوبشير الانصاری	741	3042
ان رسول اللهﷺ لما اسن وحمل اللحم	وابصة	728	319
ان رسول اللهﷺ لما اسن وحمل اللحم	ام قيس بنت محصن	728	319
ان رسول اللهﷺ نهی عن زيارة القبور	علی	1872	886
		1888	
ان رسول اللهﷺ يفعل ذلك	انس الانصاری	874	329
		3194	
ان رسول الله مكتوب في الانجيل:لا فظ ، ولا	عائشة	4034	2458
ان رسول الله يفعل ذالك	رجل من الانصار	1256	3107
ان الرقی والتمائم والتولة شرك	عبد الله بن مسعود	155	2972
		3121	
ان الرقی والتمائم والتولة شرك	عبد الله بن مسعود	155	2972
		3121	
ان الرقی والتمائم والتولة شرك	عبد الله	3124	331
ان روح القدس لايزال يؤيدك ما نافحت	عائشة	3424	1180
ان الروح لتلقی الروح وفی رواية: اجلس واسجد	عمارةبن خزيمة	2492	3262
ان ساقی القوم آخرهم ، فشربت	ابوقتادة	612	2225

طرف الحديث	اسم الراوی	هذا	المترجم الصحيحة
ان صاحبكم تغسله الملائكة- يعنى: حنظلة	عبد الله بن الزبير	3426	326
ان الصالحين يشدد عليهم، وانه لايصيب	عائشة	1677	1610
		1691	
ان الصخرة العظيمة لتلقى من شفير جهنم	عتبة بن غزوان	4000	1612
ان صدق ليدخلن الجنة	انس	473	2794
ان الصدقة لاتحل لنا، وان موالى القوم	ابو رافع	907	1613
ان الصدقة لتطفىء عن اهلها حر القبور	عقبة بن عامر	906	3484
ان طرف صاحب الصور منذ وكل به مستعد	ابوهريرة	3868	1078
ان طعام الواحد يكفى الاثنين	عمر بن الخطاب	1879	1686
ان طفيلا راى رؤيا، فاخبر بها من اخبر منكم	الطفيل بن سخبرة	5	138
ان طهرت فاغسليه، ثم صلى فيه	ابو هريرة	م427	298
ان عاشوراء يوم من ايام الله	ابن عمر	842	3531
ان العبد اذا قام الى الصلاة اتى بذنوبه كلها	ابن عمر	546	1398
ان العبد اذا قام يصلى اتاه الملك فقام خلفه	على	484	1213
ان العبد اذا مرض اوحى الله الى ملائكته	ابوامامة	1674	1611
ان العبد يتكلم بالكلمة ما يتبين فيها	ابوهريرة	2750	540
ان عبدا قتل تسعة و تسعين نفسا	ابوسعيد	3869	2640
ان عبدا من عباد الله بعثه الله الى قومه	ابن مسعود	2494	3175
ان عبد الله بن قيس او الاشعرى	بريدة	2913	3532
ان عبد الله رجل صالح؛ لو كان يكثر الصلاة	ابن عمر	730	3533
ان عثمان رجل حيى	عائشة زوج النبى	3269	1687
ان عشت ان شاء الله زجرت ان يسمى:	جابر بن عبد الله	1481	3271
ان عشت ان شاء الله الى قابل	ابن عباس	843	350
ان عظم الجزاء مع عظم البلاء، وان	انس	1681	146
ان العلماء اذا حضروا ربهم عز وجل	عمر بن الخطاب	3427	1091
ان العلماء اذا حضروا ربهم عز وجل	محمد بن كعب	3427	1091
ان العلماء اذا حضروا ربهم عز وجل	ابو عون	3427	1091
ان العلماء اذا حضروا ربهم عز وجل	الحسن البصرى	3427	1091
ان على اهل الحوائط حفظها فى النهار	حرام بن سعد بن محيصة	1230	238
ان عليك السلام تحية الميت	رجل	2643	1403
ان عليك من الحق ان تعدل بين ولدك	النعمان بن بشير	1519	2847
ان العين لتولع بالرجل باذن الله حتى يصعد حالقا	ابو ذر	161	889
		1592	
ان فاطمة بضعة منى، وانا اتخوف ان تفتن فى	المسور بن مخرمة	1526	3534

طرف الحديث	اسم الراوی	هذا	المترجم الصحيحة
ان فرعون اوتد لامرأته اربعة اوتاد فی یدیها	ابوهريرة	3870	2508
ان الفساق هم اهل النار	عبدالرحمن بن شبل	3992	3058
ان فضل عائشة على النساء؛ كفضل الثريد	انس	3233	3535
ان فضل عائشة على النساء؛ كفضل الثريد	ابوموسى	3233	3535
ان فضل عائشة على النساء؛ كفضل الثريد	عائشة	3233	3535
ان فی ابن آدم مضغة اذا صلحت صلح سائر	النعمان بن بشير	2313	2708
ان فی امتی اثنی عشر منافقا	عمار	4003	3537
ان فی ثقیف كذابا ومبيرا	اسماء بنت ابو بكر	164	3538
ان فی ثقیف كذابا ومبيرا	عبد الله بن عمر	164	3538
ان فی ثقیف كذابا ومبيرا	سلامة بنت الحر الجعفية	164	3538
ان فی الجنة شجرة، يسير الراكب الجواد	ابو سعيد	3947	3536
ان فی الجنة شجرة، يسير الراكب الجواد	ابوهريرة	3947	3536
ان فی الجنة شجرة، يسير الراكب الجواد	سهل بن سعد	3947	3536
ان فی الجنة شجرة، يسير الراكب الجواد	انس بن مالك	3947	3536
ان فی الجنة لسوقا یاتونها كل جمعة	انس	3948	3471
ان فی الجنة مئة درجة اعدها الله للمجاهدين	ابوهريرة	480	921
ان فی عجوة العالية شفاء	عائشة	1630	3539
ان فی النار حيات امثال اعناق البخت	عبد الله بن الحارث	4004	3429
ان فيكم قوما يتعبدون حتى يعجبوا الناس	انس	2221	1895
ان فيه شفاء۔ یعنی: الحجامة	جابر بن عبد الله	1607	864
ان قامت الساعة وفي يد احدكم فسيلة	انس	1121	9
ان قريشا اهل امانة، لايبغيهم العثرات	جابر بن عبد الله	3376	1688
ان قلوب بنی آدم كلهابين اصبعين من اصابع	عبد الله بن عمرو	165	1689
ان قومایاتون من بعدی، یوداحدهم ان یفتدی	ابوهريرة	166	3438
ان قوما يخرجون	جابر بن عبد الله	3985	3055
ان قوما يقرؤون القرآن، لايجاوز تراقيهم	عبد الله بن مسعود	308	2005
		3363	
ان قر...ك قصرت بهم النفقة	عائشة	1047	43
ان الكافر ليزيده الله عزوجل ببكاء اهله	عائشة	1747	3511
ان كان الشؤم فی شیء، ففی الدار والمراة	ابن عمر	241	799
ان كان فی شیء شفاء	عقبةبن عامر الجهنی	1608	4035
		1634	
ان كان فی شیء مما تداوون به خير	ابوهريرة	1605	760
ان كان فی شیء من ادويتكم خير	جابر بن عبد الله	1606	245

طرف الحديث	اسم الراوى	هذا	المترجم الصحيحة
		1632	
ان كان قضاء من رمضان فاقضى يوم مكانه	ام هانىء	850	2802
ان كان كما تقول فكانما تسفهم المل	ابوهريرة	2373	2597
ان كانت ابلافبعيرين ، وان كانت بقرا فبقرين	ابو ذر	932	567
ان الكريم ابن الكريم بن الكريم	ابوهريرة	3794	1617
		3817	
ان كنا لنعد لرسول الله ﷺ في المجلس	ابن عمر	3029	556
ان كنت الممت بذنب فاستغفر ى الله	عائشة	2250	1208
ان كنت صائما فصم ايام الغر	ابوهريرة	856	1567
ان كنت عبد الله فارفع ازارك	ابن عمر	1954	1568
ان كنت فعلت فافعلى	بريدة	3259	1609
ان كنت نذرت فاضربى ، والا فلا	بريدة	2147	2261
ان كنتم تحبون ان يحبكم الله ورسوله فحافظوا	انس بن مالك	2495	2998
ان لا تجوروا	عائشة	2809	3222
ان لا تنتفعوا من الميتة بشىء	مشيخة من جهينة	1882	3133
ان لكل امة فتنة ، وفتنة امتى المال	كعب بن عياض	3702	592
ان لكل دين خلقا ، وخلق الاسلام الحياء	انس	2353	940
ان لكل دين خلقا ، وخلق الاسلام الحياء	عبد الله بن عباس	2353	940
ان لكل شىء سناماوسنام القرآن سورة البقرة	عبد الله بن مسعود	2931	588
ان لكل شىء سيدا ، وان سيدالمجالس قبالة	ابوهريرة	2752	2645
ان لكل نبى حوضا ، وانهم يتباهون ايهم اكثر	سمرة	3204	1589
ان للاسلام ، شرة ، وان لكل شرة فترة	ابوهريرة	336	2850
ان للاسلام صوى و منارا كمنار الطريق	ابوهريرة	167	333
ان للصائم فرحتين: اذا افطر فرح	ابوهريرة	873	3516
ان للصائم فرحتين: اذا افطر فرح	ابوسعيد	873	3516
ان للصلاة اولا وآخرا ، وان اول وقت صلاة	ابوهريرة	610	1696
ان للقبر ضغطة ، فلو نجا او سلم احد منها لنجا	عائشة	1706	1695
ان للقرشى مثلى قوة الرجل من غير قريش	جبيربن مطعم	3383	1697
ان للمؤمن فى الجنة لخيمة من لؤلؤة واحدة	ابوموسى بن قيس	3949	3541
ان للمساجد اوتادا ، الملائكة جلساؤهم	ابوهريرة	555	3401
ان للموت فزعا	ابوهريرة	1660	2852
ان لله آنية من اهل الارض ، وآنية ربكم قلوب	ابوعنبة الخولانى	2440	1691
ان لله اقواما يختصهم بالنعم لمنافع العباد	ابن عمر	2222	1692
ان لله عبادا ليسوا بانبياء ولا شهداء يغبطهم	ابن عمر	2496	3464

طرف الحديث	اسم الراوى	هـذا	المترجم الصحيحة
ان لله عبادا يعرفون الناس بالتوسم	انس بن مالك	2223	1693
ان الله مئة رحمة ، قسم رحمة واحدة بين اهل	ابوهريرة	3560	1634
ان لله ملائكة سياحين فى الارض	ابوهريرة	2962	3540
ان لله ملائكة سياحين فى الارض	عبد الله بن مسعود	3201	2853
ان لم تجدينى فأتى ابا بكر	جبير بن مطعم	1370	3117
ان لى حوضا ما بين الكعبة وبيت المقدس	ابوسعيد الخدرى	3703	3949
ان المؤمن اذا لقى المؤمن فسلم عليه ، واخذ	حذيفة بن اليمان	2626	526
		2646	2692
ان المؤمن خلق مفتنا توابا نساء	ابن عباس	2314	3132
ان المؤمن لينضى شياطينه	ابوهريرة	2148	3586
ان المؤمن يجاهد بسيفه ولسانه	كعب بن مالك	2130	1631
ان المؤمن ينزل به الموت ويعاين ما يعاين	ابوهريرة	1713	2628
ان ما بقى من الدنيا بلاء و فتنة	معاويةبن ابى سفيان	1108	1734
ان مابين مصراعين في الجنةمسيرة اربعين سنة	ابوسعيد الخدرى	3950	1698
ان مابين مصراعين في الجنةمسيرة اربعين سنة	معاوية بن حيدة	3950	1698
ان مابين مصراعين في الجنةمسيرة اربعين سنة	عتبة بن غزوان	3950	1698
ان مابين مصراعين في الجنةمسيرة اربعين سنة	عبد الله بن سلام	3950	1698
ان ما قدر فى الرحم سيكون	ابوسعيد الزرقى	153	1032
ان ماعزا اتى النبى ﷺ ، فاقر عنده اربع	نعيم بن هزال	1201	3460
		1209	
ان مثل الذى يعمل السيئات ثم يعمل	عقبة بن عامر	2315	2854
ان مثل الذى يعود فى عطيته ، كمثل الكلب	ابو هريرة	955	1699
ان مثل المؤمن كمثل القطعة من الذهب	عبد الله بن عمرو	2224	2288
ان المراة خلقت من ضلع	ابوهريرة	1513	3517
ان مسابكم هذه وليست بمساب على احد	عبدالله بن عامر الجهنى	2754	1038
ان المستشار مؤتمن ، خذ هذا ، فانى رايته	ابوهريرة	1359	1641
ان المسلم المسددليدرك درجة الصوام القوام	عبد الله بن عمرو	2396	522
ان المسلم يصلى وخطاياه مرفوعة على راسه	سلمان الفارسى	545	3402
ان المصلى يناجى ربه فلينظر بما يناجيه	ابوهريرة	520	1603
ان المصلى يناجى ربه فلينظر بما يناجيه	عائشة	520	1603
ان مطعم ابن آدم قد ضرب للدنيا مثلا	ابى بن كعب	2225	382
ان مع الدجال اذا خرج ماء ونارا	لحذيفة	3647	3542
ان المعونة تاتى من الله على قدر المؤنة			
ان المعونة تاتى من الله على قدر المؤنة	ابوهريرة	956	1664

طرف الحديث	اسم الراوى	هذا	المترجم الصحيحة
ان من المؤمنين من يلين لى قلبه	امامة الباهلى	2195	2470
ان من موجبات المغفرة: بذل السلام	هانیء بن یزید	2625	1035
		2751	
ان من الناس مفاتيح الخير	انس بن مالك	2227	1332
ان من ورائكم ايام الصبر ، للمتمسك	عتبة بن غزوان	3706	494
ان منكم رجالا نكلهم الى ايمانهم	فرات بن حيان	169	1701
ان منكم من يقاتل على تاويل هذا القرآن	ابوسعيد الخدرى	3281	2487
ان منهم من تأخذه النار الى كعبيه	سمرة بن جندب	4005	3545
ان موسى قال: يا رب! ارنى آدم الذى	عمر بن الخطاب	3808	1702
ان موسى كان رجلاحيياستيرا ، لايرى من جلده	ابوهريرة	2499	3075
ان موسى لما سار ببنى اسرائيل من مصر	ابوموسى	3820	313
ان الميت يبعث فى ثيابه التى يموت فيها	ابوسعيد الخدرى	3710	1671
ان الميت يعذب ببكاء اهله عليه	ابن عمر	1747	3511
ان الناس اذا راوا الظالم فلم ياخذوا	ابوبكر الصديق	1253	1564
ان ناسامن امتى يشربون الخمر يسمونها بغير	رجل من اصحاب النبى ﷺ	1802	414
ان النبى ﷺ اوتر بخمس ، واوتر بسبع	عائشة	823	2961
ان النبى ﷺ غرز بين يديه عودا ، ثم غرز	ابوسعيد الخدرى	2342	3428
ان النبى ﷺ كان اذا رمى الجمار مشى اليها	ابن عمر	1003	2072
ان النبى ﷺ كان يخطب بمخصرة فى يده	عبد الله بن الزبير	783	3037
ان نبى الله ايوب ﷺ لبث به بلاؤه	انس	3872	17
ان نبى الله نوح ﷺ لما حضرته الوفاة	عبد الله بن عمرو	3838	134
ان النهبة لا تحل	ثعلبة بن الحكم	1254	1673
ان الهجرة لاتنقطع ما كان الجهاد	جنادة بن ابى امية	2142	1674
ان هذا اخترط سيفى وانا نائم	جابر بن عبد الله	170	3546
ان هذا الامر فى قريش لا يعاديهم احدالا كبه	معاوية	1368	2856
ان هذا الامر فى قريش ما داموا اذا استرحموا	ابوموسى	1366	2858
ان هذا بكى؛ لما فقد من الذكر	جابر	3799	3547
ان هذا الحى من مضر؛ لاتدع لله فى الارض	حذيفه	3431	2752
ان هذا الدين يسر ، ولن يشاد هذ الدين احد	ابوهريرة	61	1161
ان هذا الدينار والدرهم اهلكا	ابوموسى	1086	1703
ان هذا السفر جهد وثقل ، فاذا اوتر احدكم	ثوبان	734	1993
		825	
ان هذا القرآن انزل على سبعة احرف ، فاى	عمرو بن العاص	2948	1522
ان هذا القرآن انزل على سبعة احرف	ابوهريرة	2949	1287

طرف الحديث	اسم الراوى	هذا	المترجم الصحيحة
ان هذا لا يصلح	ام مبشر الانصارية	1527	608
ان هذا الوجع او السقم رجز عذب به	اسامة بن زيد	1601	2931
ان هذا الوجع او السقم رجز عذب به	سعد بن ابى وقاص	1601	2931
ان هذا الوجع او السقم رجز عذب به	عبد الرحمن عوف	1601	2931
ان هذا يوم كان يصومه اهل الجاهلية ، فمن	عبدالله عن عمر	841	3548
ان هذه الامة تبتلى فى قبورها ، فلالا ان لا تدافنوا	زيد بن ثابت	312	159
		1703	
ان هذه الحبة السوداء شفاء من كل داء الا	ابوهريرة	1751	1069
ان هذه الحشوش مختضرة	زيد بن ارقم	448	1070
ان هذه الصلاة عرضت على من كان قبلكم	ابوبصرة الغفارى	500	3549
ان هذه من ثياب الكفار؛ فلا تلبسها	عبدالله بن عمرو	1985	1704
ان هذه من غنائمكم ، وانه ليس لى فيها الا	عبادة	1376	1972
ان هرقل ارسل اليه في ركب من قريش ، وكانوا	ابوسفيان بن حرب	186	3607
		4033	
ان وجدت رجالا صالحا فتزوجى	سبيعة بنت الحارث	1528	2722
ان ياجوج وماجوج يحفرون كل يوم	ابوهريرة	3660	1735
ان يعش هذ الغلام؛ فعسى ان لايدركه الهرم	انس	3602	3497
ان يعش هذ الغلام؛ فعسى ان لايدركه الهرم	عائشة	3602	3497
ان يك من الشؤم شيء حق	ابن عمر	242	442
		1642	
ان اليهود ليحسدونكم على السلام والتامين	انس	661	692
انا-والله- لانولى هذا العمل احدا ساله	ابوموسى	1380	3092
اناآخذبحجزكم عن الناراقول: اياكم وجهنم	ابن عباس	1255	3087
ان ابن العواتك	سيابة	3200	1569
انا اتقاكم لله واعلمكم	انس الانصارى	874	329
		3194	
انا اتقاكم لله ، واعلمكم بحدود الله	رجل من الانصار	1256	3107
ان افرس بالخيل منك	عمرو بن عبسة السلمى	3393	2606
			3127
انا اكبر منك سنا ، والعيال على الله	انس	2761	293
ان اول من ياخذ بحلقة باب الجنة فاقعقعها	انس	3169	1570
انا حظكم من الانبياء	ابو الدرداء	3800	3207
انا زعيم بيت فى ربض الجنة لمن ترك المراء	ابوامامة	2409	273
		2762	

طرف الحدیث	اسم الراوی	ھذا	المترجم الصحیحۃ
انا سید ولد آدم	ابوھریرۃ	3195	1571
انا سید ولد آدم	جابر بن عبد الله	3195	1571
انا سید ولد آدم	انس	3195	1571
انا سید ولد آدم	ابو سعید	3195	1571
انا سید ولد آدم	عبد الله بن سلام	3195	1571
انا عبد الله ورسوله	انس بن مالك	2073	2109
		2500	
انا قد اتخذنا خاتما ، نقشنا فیه نقشا	انس بن مالك	1988	3551
انا قد بایعناك فارجع	الشرید بن سوید	1379	1968
اناكذلك یضعف لناالبلاء ، ویضعف لنا الاجر	ابوسعید الخدری	1690	144
انا كنا نرد السلام فی صلاتنا؛ فنهینا عن ذلك	ابو سعید الخدری	735	2917
انا كنا نهیناكم عن لحومها ان تاكلوها فوق	نبیشة الهذلی	1887	1713
انا لانقبل شیئا من المشركین	حكیم بن حزام	969	1707
انا محمد بن عبد الله ، ان عبد الله ورسوله	انس	3197	1572
انا معشر الانبیاء تنام اعیننا ولا تنام	عطاء	3217	1705
		3839	
انا نهینا ان تری عوراتنا	جابر بن صخر	2763	1706
انا وكافل الیتیم كهاتین فی الجنة	سهل بن سعد	2764	800
انبذوه۔یعنی: الزبیب۔ علی غداتكم	فیروز		1573
الانبیاء ۔صلوات الله علیهم۔ احیاء فی	انس	3842	621
الانبیاء اخوة لعلات ، امهاتهم شتی	ابوھریرۃ	3879	2182
الانبیاء ثم الصالحون؛ ان كان احدهم	ابوسعید الخدری	1690	144
الانبیاء ، ثم الامثل ، فالامثل	سعد	1692	143
انت اخونا ومولانا	علی	1515	1182
		2716	
		2882	
انت اخونا ومولانا	علی	1515	1182
		2716	
		2882	
انت جمیلة	ابن عمر	2766	213
انت الذی تقول: ثبت الله	البراء بن عازب	3425	1970
انت سفینة	سفینة	3432	2959
انت سهل	حزن	2767	214
انت عتیق الله من النار	عائشة	3240	1574

طرف الحديث	اسم الراوى	هذا	المترجم الصحيحة
انت كنت احق بالسجود من الشجرة	ابوسعيد الخدرى	2923	2710
انت مع من احببت ، ولك ما احتسبت	انس بن مالك	2426	1182
		2427	
انت منى وانا منك	على	1515	1182
		2716	
		2882	
انت منى وانا منك ، ادفعوها الى خالتها	على	1515	1182
		2716	
		2882	
انتدب الله عز وجل لمن خرج فى سبيله	ابوهريرة	2029	3498
انتسب رجلان على عهد موسى عليه السلام	ابى بن كعب	3874	1270
انتعلوا وتخففوا ، وخالفوا اهل الكتاب	ابوامامة	1980	1245
		1992	
انتم اصحابى ، ولكن احوانى	انس	3347	2888
انذركم الدجال ، انذركم الدجال	رجل من اصحاب رسول الله ﷺ	3648	2934
انزل على آيات لم ير مثلهن	عقبة بن عامر	2940	3499
انزل عن القبر ، لاتؤذ صاحب هذا القبر	عمرو بن حزم	1752	2960
انزلت صحف ابراهيم اول ليلة من رمضان	واثلة	2900	1575
انزلها الله فى الطائفتين من اليهود ، وكانت	ابن عباس	140	2552
انزلوا على حكم سعد بن معاذ	عائشة	2787	67
		3525	
انزلوه	عائشة	2787	67
		3525	
انشدك بالذى انزل التوراة!هل تجدفي كتابك	رجل من الاعراب	123	67
		4035	
الانصار شعار ، والناس دثار	سهل بن سعد	3329	1768
الانصار كرشي وعيبتي والناس سيكثرون	انس	3331	3606
الانصار كرشي وعيبتي ، والناس سيكثرون	اسيدبن حضير	3331	3606
الانصار كرشي وعيبني ، والناس سيكثرون	ابوسعيد الخدرى	3331	3606
الانصار كرشي وعيبتي ، والناس سيكثرون	كعب بن مالك	3331	3606
الانصار لايحبهم الا مؤمن ، ولا	البراء بن عازب	3332	1975
انطلق ابا مسعود!ولاالفينك يوم القيامةتجيء	ابومسعودالانصارى	1378	1576
انطلقوابناالى البصير الذى فى نبى واقف نعوده	جابر	2793	521
انظر اليها؛ فان فى اعين الانصار شيئا	ابوهريرة	1439	95

طرف الحديث	اسم الراوى	هذا	المترجم الصحيحة
انظر اليها؛ فانه احرى ان يؤدم بينكما	المغيرة بن شعبة	1440	96
انظروا قريشا ، فخذوا من	عامر بن شهر	3386	1577
انظروا! هل ترون شيئا؟	عمرو بن العاص	3990	1850
انظرى اين انت منه ، فانه جنتك ونارك	اسماء	1465م	2612
انفق بلال! ولاتخش من ذى العرش اقلالا	ابوهريرة	920	2661
انفق بلال! ولاتخش من ذى العرش اقلالا	بلال بن رباح	920	2661
انفق بلال! ولاتخش من ذى العرش اقلالا	عبد الله بن مسعود	920	2661
انفق بلال! ولاتخش من ذى العرش اقلالا	عائشة	920	2661
انقضى شعرك واغتسلى	عائشة	468	188
انك اذا كنت راضية	عائشة	2508	3302
انك حامل بغلام	ام الفضل بنت الحارث	2650	1041
		3435	
انك دعوتنا خامس خمسة	ابومسعودالانصارى	2769	3552
انك كالذى قال الاول: اللهم! ابغنى حبيبا	سلمة		3552
انك لست مثلى ، انما جعل قرةعيني في الصلاة	انس	742	1107
			3329
انك واطئت بنعلك علي رجلي بالامس فاوجعتنى	رجل من العرب	2410	3043
		2501	
انكم اصبحتم فى زمان كثير فقهاؤه	عبد الله بن سعد	337	3189
انكم تختصمون الى ، وانما انا بشر	ام سلمة	1257	455
انكم تلقون بعدى فتنة واختلافا	ابوهريرة	3545	3188
انكم ستأتون غدا ان شاء تعالى عين تبوك	معاذ بن جبل	3761	1210
انكم ستحرصون علي الامارة، وستكون ندامة	ابوهريرة	1363	2530
انكم سترون بعدى اثرة واموار تنكرونها	عبد الله	2502	3555
انكم لاتدرون لعلكم ان تبتلوا	حذيفة	57	246
انكم لا ترجعون الى الله بشىء افضل مما	جبير بن جفير	2895م	961
انكم لا ترجعون الى الله بشىء افضل مما	ابوذر	2895م	961
انكم لتعملون اعمالا هى ادق فى اعينكم	ابوسعيد	2316	3023
انكم لن تنالوا هذا الامر بالمغالبة	ابن الادرع	375	1709
انكم مدعوون يوم القيامة مفدمة	معاوية بن حيدة	3711	2713
انكم مفتوح عليكم، منصورون ومصيبون	عبد الله	2061	1383
		2062	
انكم اليوم فى زمان كثير علماؤه	ابو ذر	3712	2510
انما انا بشر وانكم تختصمون الى ولعل	ام سلمة	1258	1162

طرف الحديث	اسم الراوى	هذا	المترجم الصحيحة
انما ان بشر ، تدمع العين ، ويخشع القلب	محمود بن لبيد	1745	1732
انما انا خازن ، وانما يعطى الله عزوجل	معاوية	1150	973
انما انا مبلغ والله يهدى ، وقاسم والله يعطى	معاويةبن ابى سفيان	3190	1628
انما بعثت لاتمم مكارم(وفى رواية: صالح)	ابوهريرة	2399	45
انما تأولون هذه الآية هكذا ، ان حمل رجل	ابوايوب الانصارى	2065	13
انما تضرب اكباد المطى الى ثلاثة مساجد	ابو بصرةجميل بن بصرة	522	. 997
انما الخير خير الآخرة	انس بن مالك	2228	1102
انما ذلك عرق ، وليست	عائشة	456	301
انماسن رسول اللهﷺالزكاةفي هذه الاربعة:	عمر بن الخطاب	963	879
انما العلم بالتعلم والحلم بالتحلم	ابوهريرة		342
انما كانت تحمله الملائكة معهم	انس	3523	3347
انما مثل الجليس الصالح والجليس السوء	ابوموسى	2503	3214
انما مثل صاحب القرآن: كمثل صاحب	ابن عمر	338	3577
انما مثل العبد المؤمن حين يصيبه الوعك	عبدالرحمن بن ازهر	1675	1714
انمامثل المهجرالي الصلاة:كمثل الذي يهدى	ابوهريرة	514	3576
انما المدينة كالكير؛ تنفى	جابر بن عبد الله	3498	217
انما النذر ما ابتغى به وجه الله	عبد الله بن عمرو	1421	2859
انما النذر يمين ، كفارتها كفارة يمين	عقبة بن عامر	1419	2860
انما نزلت هذه الآية فينا معشر الانصار	ابوايوب الانصارى	2065	13
انما النساء شقائق الرجال	عائشة	1529	2863
انما النساء شقائق الرجال .	انس	1529	2863
انما النفقة والسكن للمرأة اذا كان	فاطمة بنت قيس	1548	1711
انماهلك من كان قبلكم:باختلافهم فى الكتاب	عبد الله بن عمرو	339	3578
انما هو جبريل؛ لم اره على صورته التى خلق	عائشة	3801	3575
انما الوتر بالليل	الاغر المزنى	819	1712
انما يزرع ثلاثة: رجل له ارض	رافع بن خديج	1069	1715
		1142	
انما يستريح من غفر له	عائشة	2229	1710
انما يستريح من غفر له	بلال الحبشى	2229	1710
انما يستريح من غفر له	محمد بن عروة	2229	1710
انما يكفى احدكم ما كان فى الدنيا	خباب	1092	1716
انما يهدى الى احسن الاخلاق: الله	طاوس	2400	3255
انه اتانى ملك فقال: يا محمدا! اما يرضيك	ابوطلحة	3000	829
انه اتبعنا رجل لم يكن معنا حين دعوتنا	ابومسعود البدرى	2770	3579

طرف الحديث	اسم الراوى	هـذا	المترجم الصحيحة
انه اتبعنا رجل لم يكن معنا حين دعوتنا	جابر بن عبد الله	2770	3579
انه اسرى ابى الليلة	ابن عباس	252	3021
		4026	
انه اعظم للبركة	اسماء بنت ابو بكر	1892	392
			659
انه خلق كل انسان من بنى آدم على ستين	عائشة	937	1717
انه راس قومه ، فان اتالفهم فيه	ابوذر	1259	1037
انه سيكون من ذالك ما شاء الله	عائشة	3572	1
انه سيلحد فيه رجل من قريش	عبد الله بن عمر	2771	3108
انه سيلى اموركم من بعدى رجال يطفئون	عبد الله	1381	2864
انه سينهاه ما يقول	ابوهريرة	543	3482
انه قد اذن لكن ان تخرجن لحاجتكن	عائشة	1990	3148
انه قد قال ، فمن حلف فليحلف برب الكعبة	قتيلة بنت صيفى	4	1166
		56	
انه قدقال ، فمن قال:ماشاء الله فليقل معها: ثم	قتيلة بنت صيفى	4	1166
		56	
انه كان معك ملك يرد عنك	ابو هريرة	1163	2231
انه لايحبك الا مؤمن ، ولا يبغضك	على	3279	1720
انه لا ينبغي ان يعذب بالنار	عبد الله	1249	487
		1251	
انه لا ينبغي ان يعذب بالنار	عبد الله	2078	25
انه لم يقبض نبى حتى يرى مقعده من الجنة	عائشة	3875	3580
انه لم يكن نبى قبلى الا كان حقا عليه	عبد الله بن عمرو	343	241
انه لياتى الرجل العظيم السمين يوم القيامة	ابوهريرة	3713	3581
انه ليس آدمى الا وقلبه بين اصبعين من اصابع	ام سلمة	1285	2091
		3024	
انه ليس آدمى الا وقلبه بين اصبعين من اصابع	ام سلمة	1285	2091
		3024	
انه ليس شيء يقربكم الى الجنة الا قد امرتكم به	عبد الله بن مسعود	173	2866
		174	
انه ليس عليك باس ، انما هو ابوك و غلامك	انس	2506	2868
انه ليس لنبى اذا لبس لامته	جابر بن عبد الله	3455	1100
انه ليس من مصلى الا وهو يناجى ربه	رجل من الانصار	521	3400
انه ليغضب على ان لا اجد ما اعطيه	رجل من بنى اشد	986	1719

طرف الحديث	اسم الراوى	هذا	المترجم الصحيحة
انه ليهون على الموت ان اريتك زوجتى فى	عائشه	3230	2867
انه مكتوب بين عينيه: كافر	ابن عباس	3832	3492
انه من اعطى حظه من الرفق، فقد اعطى حظه	عائشة	2374	519
		2402	
		2433	
		2505	
انّها ابنة اخى من الرضاعة	على	1515	1182
		2716	
		2882	
انها ابنة اخى من الرضاعة	على	1515	1182
		1182	
		2882	
انها تلهينى عن صلاتى، او قال: تشغلنى	عائشة	744	2717
انها حرم آمن	سهل بن حيف	3509	3582
انها ستفتح عليكم الدنيا حتى تنجدوابيوتكم	عون بن ابى جحيفة	1050	2486
انها ستكون فتنة	ابو واقد الليثى	344	3165
انها صنعت لرسول الله ﷺ جبة من صوف	عائشة	460	2136
انها طيبة، تنفى الخبيث؛ كما تنفى النار	زيد بن ثابت	3501	218
انها طيبة، تنفى الخبيث؛ كما تنفى النار	زيد بن ثابت	3499	3583
انها طيبة، تنفى الخبيث؛ كما تنفى النار	ابوهريرة	3499	3583
انها طيبة، تنفى الخبيث؛ كما تنفى النار	جابر	3499	3583
انها طيبة، تنفى الخبيث؛ كما تنفى النار	ابوامامة	3499	3583
انها طيبة، تنفى الخبيث؛ كما تنفى النار	ابوقتادة	3499	3583
انها كانت تاتينا زمن خديجة	عائشة	1484	216
		1532	
انها لايرمى بها لموت احد لالحياته	رجل من اصحاب النبى ﷺ من الانصار	85	3587
		86	
انها مباركة، انها طعام طعم	ابوذر	1842	3585
		1645	
		3495	
انها مباركة، انها طعام طعم	ابوذر	1842	3585
		1645	
		3495	
انها مباركة، انها طعام طعم	ابن عباس	1842	3585

طرف الحديث	اسم الراوی	هذا	المترجم الصحيحة
		1645	
		3495	
انهم الآن ليقترون فى ارض غطفان	سلمة	3463	3553
انهم خيرونى بين ان يسالونى بالفحش	عمر بن الخطاب	2507	3589
انهم كانوا يسمون بانبيائهم والصالحين	المغيرة بن شعبة	1479	3588
انهم يوفرون سبالهم، ويحلقون لحاهم	ابن عمر	1991	2834
انهى عن كل مسكر اسكر عن الصلاة	ابوموسى الاشعرى	79	421
انى لكم هذا؟	انس بن مالك	1900	3049
انى ابيت يطعمنى ربى ويسقينى	ابو هريرة	882	3604
انى اتخذت خاتما من ورق	انس بن مالك	3189	3300
انى اجد نفس الرحمن من هنا۔ ويشير الى	سلمةبن نفيل السكونى	176	3367
انى احدثكم بالحديث، فليحدث	عبادة بن الصامت	345	1721
انى احرج حق الضعيفين:	ابو هريرة	1514	1015
انى ارى ما لا ترون، واسمع ما لا تسمعون	ابوذر	2230	1722
انى اعطى قريشا اتالفهم	انس	951	3590
انى اعطى قوم؛ اخاف ظلعهم وجزعهم	عمرو بن تغلب	952	3591
انى امرت ان اغير اسم هذين	على	2765	2709
انى خرجت لاخبركم بليلة القدر	عبادة بن الصامت	847	3592
اني دافع لوائي غداالي رجل يحب الله ورسوله	بريدة	1389	3244
انى ذاكرلك امرا، فلاعليك ان تستعجلى	عائشة زوج النبى	1530	3593
انى رايت فى المنام كان جبريل عند راسى	جابر بن عبد الله	178	3595
انى رايت فى منامى؛ كأن بنى الحكم بن ابى	ابوهريرة	3535	3940
انى رايت فى منامى؛ كأن بنى الحكم بن ابى	ثوبان	3535	3940
انى رايت فى منامى؛ كأن بنى الحكم بن ابى	سعيد بن المسيب	3535	3940
اني سائلهم عن تربة الجنة، وهى درمكة بيضاء	جابر بن عبد الله	3963	1438
انى صليت صلاة رغبة ورهبة	معاذ بن جبل	745	1724
انى عوتبت الليلة فى الخيل	يحيى بن سعيد	2119	3187
انى قد بدنت، فاذا ركعت فاركعوا	ابوموسى	536	1725
انى قلت لكم: ساقرا عليكم	ابوهريرة	2938	3978
انى كرهت ان اذكر الله الا على طهر او	المهاجر بن قنفذ	457	834
انى كنت نهيتكم عن زيارة القبور	على	1872	886
		1888	
انى لاسمع اطيط السماء	حكيم بن حزام	3786	1060
انى لاسمع اطيط السماء، ما تلام ان تئط	حكيم بن حزام	3785	852

طرف الحديث	اسم الراوی	هذا	المترجم الصحيحة
انی لاعرف اصوات رفقة الاشعريين	ابوموسی	2917	3301
انی لاعرف غضبك ورضاك	عائشة	2508	3302
انی لاعلم كلمة لو قالها؛ لذهب عنه	سليمان بن صرد	3068	3303
انی لانقلب الی اهلی، فاجد التمرة ساقطة	ابوهريرة	347	3457
انی لااخيس بالعهد، ولا احبس البرد	ابورافع	2151	702
انی لااصافح النساء	اميمة بنت رقيقة	2658	529
		2753	
انی لا اقبل هدية مشرك	عامربن مالك بن جعفر	970	1727
انی لااقول الا حقا	ابوهريرة	3183	1726
انی لكم فرط علی الحوض، فاياي! لاياتين	ام سلمةزوج النبی	3714	3944
انی لم ابعث باليهودية ولا بالنصرانية	ابوامامة	177	2924
انی لم ابعث لعنا، وانما	ابوهريرة	3185	3945
انيممسك بحجزكم عن الناروتقاحمون فيها	عمر بن الخطاب	3715	2865
انی، واياك، وهذين، وهذا الراقد- يعنی: عليا-	علی	3295	3319
اهتز العرش لموت سعد بن معاذ	ابوسعيد الخدری	3519	1288
اهتز لها عرش الرحمن	انس	3523	3347
اهج المشركين؛ فان جبريل معك	البراء بن عازب	2129	801
		2772	
اهجوا بالشعر؛ ان المؤمن يجاهد بنفسه	كعب بن مالك	2773	802
اهجوا قريشا فانه اشد عليها من	عائشة	3424	1180
اهريقوا علی من سبع قرب لم تحلل اوكيتهن	عائشه	1394	3304
اهريقوه	ابن عباس	1874	2425
اهل الجنة امشاطهم الذهب	ابوهريرة	3964	2869
اهل الجنةمن ملأالله اذنيه من ثناء الناس خيرا	ابن عباس	2509	1740
اهل اليمن ارق قلوبا، والين افئدة	عقبة بن عامر	3526	1775
اوغير ذالك؛ تتنافسون ثم تتحاسدون	عبد الله بن عمرو	2111	2665
اوما علمت ان المؤمن يشدد عليه	بعض ازواج النبی	1673	1103
اوتی موسی عليه السلام	ابن عباس	3835	2813
اوتيت الكتاب وما يعدله	المقدام بن معدی	313	2870
اوجب طلحة	الزبير بن العوام	3437	945
اوذن بجنازة فی قومه	ابوسعيد	2676	832
اوصيك ان تستحيی من الله عزوجل	سعيد بن يزيد الانصاری	2356	741
اوصيك ان لاتكون لعانا	جرموز الهجيمی	2774	1729
		4093	

طرف الحديث	اسم الراوى	هذا	المترجم الصحيحة
اوصيك بتقوى الله ، والتكبير على كل شرف	ابوهريرة	2975	1730
		4103	
اوصيك بتقوى الله ، فانه راس كل شىء	ابوسعيدالخدرى	2039	555
		2231	
		2927	
		4100	
اوصيك بتقوى الله ، فانه راس كل شىء	ابوسعيد الخدرى	2039	555
		2231	
		2927	
		4100	
اوصيك بتقوى الله ، فانه راس كل شىء	ابوسعيد الخدرى	2039	555
		2231	
		2927	
		4100	
اوصيكم بتقوى الله ، والسمع والطاعة	العرباض بن سارية	1390	2735
		4089	
اوف بنذرك ، فانه لا وفاء لنذر فى معصية الله	ثابت بن الضحاك	1423	2872
اوقدوا ، واصطنعوا ، اما انه لايدرك	ابوسعيد الخدرى	3489	1547
اول الآيات: طلوع الشمس من مغربها	ابوامامة	3605	3305
اول ثلة يدخلون الجنة الفقراء المهاجرون	عبد الله بن عمرو	3924	2559
اول جيش من امتى يغزون البحر قد	ام حرام	3716	268
اول زمرة تدخل الجنة على صورة القمر ليلة	ابوسعيد الخدرى	3926	1736
اول شىء ياكله اهل الجنة؛زيادةكبد الحوت	انس	3965	3306
اول ماتفقدون من دينكم الامانةوآخره الصلاة	انس	551	1739
اول ما فرضت الصلاة ركعتين ركعتين ، فلما	عائشة	489	2814
اول مايحاسب به العبد الصلاة	عبد الله	474	1748
اول ما يحاسب به العبد يوم القيامة الصلاة	انس	475	1358
اول ما يهراق دم الشهيد ، يغفر له ذنبه	سهل بن حنيف	2042	1742
اول من يدعى يوم القيامة: آدم	ابوهريرة	3717	3307
اول من يغير سنتى رجل من بنى امية	ابوذر	3719	1749
اول من يكسى خليل الله ابراهيم ﷺ	عائشة	3708	1129
اول الناس هلاكا قريش	عائشة	3388	1737
اول نبى ارسل نوح	انس	3837	1289
اول هذا الامر نبوة ورحمة ، ثم يكون خلافة	ابن عباس	1392	3270

طرف الحدیث	اسم الراوی	هذا	المترجم الصحيحة
اولئك خيار عباد الله عند الله يوم القيامة:	عائشة	3180	2677
اولياء الله الذين اذا رؤوا ذكر الله	ابن عباس	3139	1733
اوليس قد جعل الله لكم ما تصدقون؟	ابوذر	2996	454
اوما علمت ما شارطت عليه ربى؟	عائشة	3179	83
اى آية فى كتاب الله اعظم؟	ابى بن كعب	385	3410
اى اخوانى! لمثل اليوم فاعدوا	البراء بن عازب	2232	1751
اى حين توتر؟	جابر بن عبد الله	817	2596
اى الخلق اعجب ايمانا؟	انس	3876	3215
اى ذالك عليك ايسر فافعل	حمزة بن عمرو	831	2884
		2152	
اى ذالك عليك ايسر فافعل	حمزه بن عمرو	831	2884
		2152	
اى شهر؟	اسامة بن زيد	837	1898
اى رجل عبد الله بن سلام فيكم؟	انس	3599	3493
اى عرى الايمان۔ اظنه قال۔ اوثق؟	ابن عباس	117	1728
اى عرى الايمان۔ اظنه قال۔ اوثق؟	ابن عباس	118	998
اياك والذنوب التى لاتغفر	عوف بن مالك	2317	3313
اياك والسمر بعد هدأة الليل	جابر بن عبد الله	2689	1752
اياك وكل ما يعتذر منه	انس بن مالك	2775	354
اياكم ان تتخذوا ظهور دوابكم منابر	ابوهريرة	2082	22
اياكم وابواب السلطان؛ فانه قد	ابوالاعور السلمى	1395	1253
اياكم والتمادح؛ فانه الذبح	معاوية	2701	1284
اياكم والجلوس فى الصعدات	عمر	2350	2501
اياكم والغلو فى الدين ، فانما هلك	ابن عباس	62	1283
اياكم والغلول	عبادة بن الصامت	1375	1942
اياكم والوصال۔ مرتين۔	ابوهريرة	882	3604
اياكم و كثرة الحديث عنى	ابوقتادة	330	1753
اياكم ومحقرات الذنوب كقوم نزلوافى بطن			
اياكم ومحقرات الذنوب ، فانما مثل	سهل بن سعد	2191	389
		2318	
سهل بن سعد		2319	3102
اياكن وكفر المنعمين!	اسماء ابنة يزيد الانصارية	1467	823
ايام التشريق ايام طعم و ذكر	ابوهريرة	1020	1282

طرف الحديث	اسم الراوی	هذا	المترجم الصحيحة
ایای والتنعم! فان عباد الله	معاذ بن جبل	1973	353
ایای والفرج	ابن عباس	575	1757
ایتکن تنبح علیها کلاب الحوأب	عائشة	3544	474
ایحسب احدکم متکئا علی اریکته قد یظن	العرباض بن سارية السلمی	1260	882
ایسرك دعائی؟	عائشة	3237	2254
		3412	
ایعجزاحدکم ان یکسب کل یوم الف حسنة؟!	سعد	2987	3602
ایکم الذی رکع دون الصف ثم	ابوبکرة	533	230
ایکم کانت له ارض او نخل، فلایبعها	جابر	1143	1401
ایکم مال وارثه احب الیه من ماله؟	عبد الله بن مسعود	2233	1486
الایم احق بنفسها من ولیها	عبد الله بن عباس	1435	1216
ایما امرأة ادخلت فی شعرها من شعر			
ایماامرأة اصابت بخورا؛ فلا تشهد معنا	معاوية	2016	1008
ابوهريرة		674	3605
ایما امرئ قال لاخیه: یا کافر!فقد باء بها	ابن عمر	94	2891
ایماامریء مسلم اعتق امرامسلما کان فکاکه	ابوامامة وغیره من اصحاب النبیﷺ	971	2611
ایما اهل بیت من العرب او العجم اراد الله	کرز بن علقمة الخزاعی	180	3091
ایما اهل بیت من العرب والعجم اراد	کرز بن علقمة	1109	51
ایما راع استرعی رعیة فغشهافهو فی النار	معقل بن یسار	1357	1754
ایما رجل رمی بسهم فی سبیل الله عزوجل	عمروبن عبسة السلمی	2027	1756
ایما رجل ظلم شبرا من الارض	یعلی بن مرة	1262	240
ایمارجل من امتی سببته سبة، او لعنته لعنة فی	سلمان		1758
ایما ضیف نزل بقوم، فاصبح	ابوهريرة	1263	640
ایما عبد اصاب شیئا مما نهی الله عنه	خزیمة بن ثابت	1196	1755
ایمان بالله ورسوله، وجهاد فی سبیل الله	عبد الله بن سلام	11	2897
الایمان بالله	ابوذر	2560	2669
الایمان باالله، وتصدیق به	عبادة بن الصمانت	280	3334
ایمان بالله، وجهاد فی سبیله	ابوذر	972	3989
الایمان بضع وسبعون باباًفادناهااماطة الاذی	ابوهريرة	182	1769
الایمان الصبر والسماحة	عمروبن عبسة	116	554
الایمان یمان، هکذا الی لخم و جذام	انس	183	3126
الایمان یمان، والکفر من قبل المشرق	ابوهريرة	184	1770
ایمن امریء واشامه ما بین لحییه	عدی بن حاتم	2748	1286
الایمن فالایمن، وفی طریق: الایمنون	انس بن مالك	1876	1771

طرف الحديث	اسم الراوی	هذا	المترجم الصحيحة
البركة فى نواصى الخيل	انس	3880	3615
البركة مع اكابركم	ابن عباس	2729	1778
بسم الله الرحمن الرحيم: من محمد	ابوسفيان بن حرب	186	3607
		4033	
بسم الله الرحمن الرحيم: من محمد	ابوسفيان بن حرب	186	3607
		4033	
بسم الله الرحمن الرحيم:هذاكتاب من محمد	صحابى	171	2857
بسم الله	رجل خدم رسول الله ﷺ	1828	71
بسم الله، اوجعتنى	رجل من العرب	2410	3043
		2501	
بسم الله ، وبالله، اعوذ بعزة الله	انس بن مالك	3114	1258
بشروا خديجة ببيت فى الجنة من قصب	ابوهريرة	3228	3608
بشروا خديجة ببيت فى الجنة من قصب	رجل من الصحابة	3228	3608
بشروا خديجة ببيت فى الجنة من قصب	عائشة	3228	3608
بشروا خديجة ببيت فى الجنة من قصب	عبد الله ابى اوفى	3228	3608
بشروا خديجة ببيت فى الجنة من قصب	عبد الله بن جعفر	3228	3608
بطحان على ترعة من ترع الجنة	عائشة	3962	769
بعث موسى عليه السلام وهو راعى غنم	عبدة بن حزن	2478	3167
بعثت الى اهل البقيع لاصلى	عائشة	1754	1774
بعثت فى نسم الساعة	ابوجبيرة	3601	808
بعثت من خير قرون نبى آدم قرنا قرنا	ابوهريرة	3788	809
بعثت والساعةكهاتين وضم اصابعه الوسطى	سهل بن سعد الساعدى	3603	3220
بعثنى الى قومى(باهلة)، فانتهيت اليهم وانا	ابوامامة	3442	2706
بعنى عذقك الذى فى حائط فلان	جابر	2460	3383
بقى كلها غير كتفها	عائشة	1893	2544
بكروا بالافطار، واخروا السحور	انس	868	1773
بل امر قد فرغ منه	ابو الدرداء	71	2033
بل انت حسانة المزنية	عائشة	1484	216
		1532	
بل انت هشام	عائشة	1483	215
بل انتم اليوم خير	عون بن ابوجحيفة	1050	2486
بلم انتم يومئذ كثير؛ ولكنكم غثاء	ثوبان	3757	958
بل انسيتها	ابزى	2953	2579
بل باب التوبة والرحمة	ابن عباس	3148	3388

طرف الحديث	اسم الراوى	هذا	المترجم الصحيحة
بل شيء قضى عليهم ومضى عليهم	عمران بن حصين	3780	2336
بل قام من عندى جبريل من قبل	على	3298	1171
		3551	
بلحم اخيكما ، والذى نفسى بيده انى لارى	انس بن مالك	2363	2608
بلسان الحبشة: القتل ، ويلقى بين	حذيفة	3598	2771
بلوا ارحامكم ولو بالسلام	سويدبن عامرالانصارى	2375	1777
		2381	
بلي والذى نفسي بيده! ثم تعودون فيها اساود	كرزبن علقمةالخزاعى	180	3091
بلى ، ينبغى لمن سمعها ان يتعلمها	عبد الله	3043	199
بلى؛ ولكنهن اذا اعطين لم يشكرن	عبدالرحمن بن شبل	3992	3058
بم آذيتيه يا سلمى؟!	عائشة زوج النبى	430	3070
بنهر_اوقال: ماء ونار_فمن دخل نهره	حذيفة	390	2739
		1393	
		3631	
بنهر_اوقال: ماء ونار_ فمن دخل	حذيفةبن اليمان	390	2739
		1393	
		3631	
بنو النجار ، ثم الذين يلونهم؛ بنو عبد الاشهل	ابو اسيد الساعدى	3337	3459
بنو النجار ، ثم الذين يلونهم؛ بنو عبد الاشهل	ابو حميد الساعدى	3337	3459
بنو النجار ، ثم الذين يلونهم؛ بنو عبد الاشهل	ابو هريرة	3337	3459
بنو النجار ، ثم الذين يلونهم؛ بنو عبد الاشهل	انس	3337	3459
بها الزلازل والفتن ، وفيها يطلع قرن الشيطان	عبد الله	3672	2246
بيت لاتمرفيه ، كالبيت لاطعام فيه	سلمى	1894	1776
البيت المعمور فى السماء السابعة	انس	3881	477
بين يدى الساعة؛ تقاتلون قوم نعالهم الشعر	ابو سعيد الخدرى	3574	3609
بين يدى الساعة؛ تقاتلون قوم نعالهم الشعر	ابو هريرة	3574	3609
بين يدى الساعة؛ تقاتلون قوم نعالهم الشعر	عمرو بن تغلب	3574	3609
بين يدى الساعة مسخ ، وخسف ، وقذف	عبد الله	3594	1787
بين يدى الساعة يظهر الربا ، والزنى	ابن مسعود	3595	3415
بينا انا اسير فى الجنة؛ اذ عرض لى نهر	انس	3973	3610
بينا ايوب يغتسل عريانا؛فخر عليه جراد	ابو هريرة	3873	3613
بينما انا على بئر انزع منها؛ جاء نى ابو بكر	ابن عمر	3250	3614
		3260	
بينما انا على بئر انزع منها؛ جاء نى ابو بكر	ابو الطفيل	3250	3614

طرف الحديث	اسم الراوى	هذا	المترجم الصحيحة
		3260	
بينما انا على بئر انزع منها؛ جاء نى ابو بكر	ابوهريرة	3250	3614
		3260	
بينما انا نائم؛ اتيت بخزائن الارض، فوضع	ابوهريرة	3722	3611
بينما انا نائم؛ رايت الناس يعرضون	بعض اصحاب النبى	3256	3612
بينما رجل بفلاة اذ سمع رعدا فى سحاب	ابوهريرة	1151	1197
بينما رجل فى حلة له، وهو ينظر	ابن عباس	1970	1507
بينما رجل يمشى بطريق؛ اذ اشتد عليه	ابوهريرة	2086	29
بينما كلب يطيف بركية قد كاد يقتله	ابوهريرة	2087	30
بينما هو يعلمهم من	ابوموسى الاشعرى	2304	3056
التأنى من الله، والعجلة من الشيطان	انس بن مالك	2780	1795
تؤخذ صدقات المسلمين على مياههم	عبد الله بن عمرو	959	1779
التؤدة فى كل شيء الا فى عمل الآخرة	الاعمش	2779	1794
تابعوا بين الحج والعمرة، فانهما	جابر بن عبد الله	991	1200
تابعوا بين الحج والعمرة، فانهما	عبد الله بن عباس	991	1200
تابعوا بين الحج والعمرة، فانهما	عبد الله بن عمر	991	1200
تابعوا بين الحج والعمرة، فانهما	عبدالله بن مسعود	991	1200
تابعوا بين الحج والعمرة، فانهما	عمر بن الخطاب	991	1200
التاجر الامين الصدوق المسلم	ابن عمر	1139	3453
تبايعونى على السمع والطاعة فى النشاط	جابر	1339	63
تبسمك فى وجه اخيك لك صدقة	ابوذر	2778	572
تبلغ الحلية من المؤمن حيث يبلغ الوضوء	ابوهريرة	423	252
تجيء ريح بين يدى الساعة	عياش بن ابى ربيعة	3686	1780
تحبه؟	اخوقرة بن اياس	1553	2577
تحروا ليلة القدر فى الوتر	عائشة	848	3616
تحول الى الظل	ابوحازم	2680	833
تحول	سلمان الفارسى	2718	894
		3454	
تخرج الدابة، تسم الناس على خراطيمهم	ابوامامة	3607	322
تخصر بهذه حتى تلقانى	عبدالله بن انيس الجهنى	2020	2981
		307	
تخيروا لنطفكم، فانكحوا الاكفاء	عائشة	1442	1067
تدرون ما هذا؟ تذهبون الخير فالخير	رويفع بن ثابت الانصارى	3667	1781
تدرون ما هذا؟	ابن عباس	3236	1508

طرف الحديث	اسم الراوی	هذا	المترجم الصحيحة
تدع الناس من الشر	ابوذر	972	3989
تدور رحى الاسلام بعد خمس و ثلاثين	عبد الله بن مسعود	3725	976
ترجعون الى امركم الاول	ابوواقد الليثى	344	3165
ترد على امتى الحوض، وانا اذود الناس	ابوهريرة	331	3952
		3705	
ترك كيتين، او ثلاث كيات	ابوهريرة	973	3483
تركتنا يا اسيد! حتى ذهب ما فى ايدينا	انس بن مالك	2569	3096
		3340	
تزوجوا فانى مكاثر بكم الامم يوم القيامة	ابوامامة	1427	1782
تسلبى ثلاثا، ثم اصنعى ما شئت	اسماء بنت عميس	1266	3226
تسليم الرجل باصبع واحدةيشيربهافعل اليهود	جابر	2645	1783
تسمعون ويسمع منكم	ابن عباس	4074	1784
تصدقوا تصدقوا تصدقوا	ابوسعيد الخدرى	781	2968
		934	
تصدقوا تصدقوا تصدقوا	ابوسعيد الخدرى	781	2968
		934	
تصدقوا على اهل الاديان	سعيد بن جبير	915	2766
تصدقى، ولا توعى؛ فيوعى عليك	اسماء	942	3617
تصدقى، ولا توعى؛ فيوعى عليك	عائشة	942	3617
تطوع الرجل فى بيته يزيد على تطوعه عند	رجل من اصحاب محمد ﷺ	587	3149
تعاد الصلاة من ممر الحمار، والمراة	ابوذر	691	3323
تعالوا بايعونى على ان لا تشركوا بالله شيئا	عبادة بن الصامت	38	2999
		1340	
تعالى اسابقك	عائشة	1510	131
تعالى فكلى	جدة عبيد الاعرج	887	225
تعبد الله ولا تشرك به شيئا	ابو المنتفق	2365	3508
تعجلوا الى المدينة والنساء! اما انهم	ابو ذر	3654	3083
		3747	
تعس من اخاف رسول الله	جابر بن عبد الله	3330	3433
تعلم كتاب اليهود، فانى لاآمنهم على كتابنا	زيد	350	187
تعلموا انه لن يرى احد منكم ربه حتى يموت	عمر بن ثاب الانصارى	3649	2862
تعلموا القرآن، وسلو الله به الجنة قبل	ابوسعيد الخدرى	342	258
تعلموا كتاب الله واقتنوه، وتغنوا به	عقبة بن عامر الجهنى	2893	3285
		2914	

طرف الحديث	اسم الراوى	هذا	المترجم الصحيحة
		1393	
		3631	
تلتزم جماعة المسلمين وامامهم	حذيفة	390	2739
		1393	
		3631	
تلقى عيسى حجته، فلقاه الله فى قوله:	ابوهريرة	3877	2454
تلك سنة ابى القاسم ﷺ	ابن عباس	491	2676
تلك غنيمة المسلمين غدا ان شاء الله تعالى	سهل بن ابى الحظلية	2122	378
تمسحوا بالارض فانها بكم برة	سلمان	427	1792
التمسوا الساعة التى ترجى فى يوم الجمعة	انس بن مالك	3132	2583
تنام عيناه ولا ينام قلبه	ابن عباس	3882	1872
تنام عيناى ولا ينام قلبى	ابوهريرة	3216	696
		3840	
تنكح المرأة على احدى خصال ثلاثة:	ابو سعيد الخدرى	1443	307
تهجمون على رجل معتجر ببرد حبرة	عبد الله بن حوالة	1371	3118
		3546	
توضأ يا أبا جبير!	جبير بن نفير	398	2820
توفى رسول الله ﷺ ان نمرة من	عبد الله بن عمر		2687
التى تسره اذا نظر اليها، وتطيعه اذا امر	ابوهريرة	1500	1838
ثكلتك امك يا معاذ بن جبل!	معاذ بن جبل	2322	3284
ثلاث احلف عليهن: لايجعل الله	عائشة	4076	1387
ثلاث اذا خرجن: ﴿لاينفع﴾	ابوهريرة	3606	3620
ثلاث حق على كل مسلم	رجل من الانصار من اصحاب النبى	512	1796
		515	
ثلاث خصال لايغل عليهن قلب مسلم ابدا:	زيد بن ثابت	277	404
ثلاث دعوات لا ترد: دعوة الوالد	انس	3064	1797
ثلاث دعوات مستجابات لا شك فيهن:	ابوهريرة	2153	596
ثلث كلهن حق على كل مسلم	ابوهريرة	746	1800
ثلاث لا ترد: الوسائد والدهن واللبن	ابن عمر	2781	619
ثلاث لن تزال في امتي: التفاخر فى الاحساب	انس	99	1799
ثلاث مئة و خمس عشر	ابو امامة	3831	2668
ثلاث مئة و خمسة عشر، جما غفيرا	ابوامامة	3830	3289
ثلاث من السعادة، وثلاث من الشقاوة	سعد	4077	1047
ثلاث من عمل اهل الجاهلية، لا يتركهن اهل	ابوهريرة	97	1801

طرف الحديث	اسم الراوی	هذا	المترجم الصحيحة
ثلاث من فعلهن فقدطعم طعم الايمان وطعمه	عبد الله بن معاوية	188	1046
ثلاث من كن فيه؛وجدحلاوةالايمان وطعمه	انس بن مالك	187	3423
ثلاث مهلكات ، وثلاث منجيات	ابوهريرة	2234	1802
ثلاث مهلكات ، وثلاث منجيات	انس بن مالك	2234	1802
ثلاث مهلكات ، وثلاث منجيات	عبد الله بن عباس	2234	1802
ثلاث مهلكات ، وثلاث منجيات	عبد الله بن ابى اوفى	2234	1802
ثلاث مهلكات ، وثلاث منجيات	عبد الله بن عمر	2234	1802
ثلاثة ايام للمسافر ، ويوم وليلة للمقيم	صفوان بن عسال المرادى	359	3397
ثلاثة فى ضمان الله عزوجل: رجل خرج	ابوهريرة	559	598
ثلاثة كلهن سحت: كسب	ابوهريرة	1076	2990
		1125	
ثلاثة لا ترى اعينهم النار يوم القيامة	ابوريحانة	3941	2673
ثلاثة لا ترى اعينهم النار يوم القيامة	ابوهريرة	3941	2673
ثلاثة لا ترى اعينهم النار يوم القيامة	انس بن مالك	3941	2673
ثلاثة لا ترى اعينهم النار يوم القيامة	عبد الله بن عباس	3941	2673
ثلاثة لا ترى اعينهم النار يوم القيامة	معاوية بن حيدة	3941	2673
ثلاثه لا تسال عنهم: رجل فارق الجماعة	فضالة بن عبيد	1468	542
		2510	
ثلاثه لا تقربهم الملائكة: الجنب	ابن عباس	1986	1804
		1995	
ثلاثة لا يدخلون الجنة: الشيخ الزانى	سلمان	1347	3461
ثلاثة لايرد دعاؤهم: الذكر الله	ابوهريرة	3065	1211
ثلاثة لايرد الله دعاء هم: الذاكر	ابوهريرة	1348	3374
ثلاثة لايقبل الله منهم صرف و لا عدلا:	ابوامامة	69	1785
		189	
ثلاثةلايقبل منهم صلاة ، ولاتصعد الى السماء	انس بن مالك	542	650
ثلاثة لايكلمهم الله يوم القيامة ، ولا	ابوهريرة	1396	3621
ثلاثة لاينظر الله عزوجل اليهم يوم القيامة	عبد الله بن عمر	1789	674
ثلاثة لاينظر الله اليهم يوم القيامة	ابن عمر	2782	1397
ثلاثةلاينظر الله اليهم يوم القيامة:العاق لوالديه	عبد الله بن عمر	2456	3099
ثلاثةيؤتون اجورهم مرتين:رجل كانت له امة	ابوموسى الاشعرى	190	1153
ثلاثة يحبهم الله عزوجل ويضحك اليهم	ابو الدرداء	2030	3478
ثلاثة يدعون فلايستجاب لهم: رجل	ابوموسى الاشعرى	1545	1805
ثم تكون هدنة على دخن ، ثم تكون دعاة	حذيفة	3619	1791

طرف الحديث	اسم الراوى	هذا	المترجم الصحيحة
حافظ علي العصرين:صلاةقبل طلوع الشمس	فضالة الليثى	748	1813
حب الدنيا وكراهية الموت	ثوبان	3757	958
الحبة السوداء شفاء من كل داء الا السام	اسامة بن شريك	1625	1819
حبذا المتخللون من امتى	انس بن مالك	408	2567
حج عن ابيك	ابن عباس	2448	3047
الحجاج والعمار وفد الله	جابر	990	1820
الحجامة على الريق امثل	ابن عمر	1609	766
حد يعمل به فى الارض خير لاهل الارض	ابوهريرة	1198	231
حدثنى فصدقنى ، ووعدنى فوفى لى	المسور بن مخرمة	1526	3534
حدثوا عن بنى اسرائيل ولا حرج	جابر بن عبدا لله	352	2926
		355	
		3883	
حدثوا عن بنى اسرائيل ولا حرج	جابر بن عبد الله	352	2926
		355	
		3883	
حر و عبد	عمرو بن عبسة	3369	551
حرم الله الخمر ، وكل مسكر حرام	سالم بن عبد الله	1788	1814
حريم البئر اربعون ذراعا من حواليها	ابوهريرة	1269	251
حسبك اذا ذكرت اخاك بما فيه	معاذ بن جبل	2362	2667
		2364	
حسبك؟!	عائشة زوج النبى	1453	3277
		2580	
حسن الصوت زينة القرآن	عبد الله بن مسعود	2915	1815
الحسن منى ، والحسين بن على	المقدام بن معدى كرب	3292	811
الحسن والحسين سيدا شباب اهل الجنة	ابوسعيد الخدرى	3293	796
الحسن والحسين سيدا شباب اهل الجنة	ابوهريرة	3293	796
الحسن والحسين سيدا شباب اهل الجنة	البراء بن عازب	3293	796
الحسن والحسين سيدا شباب اهل الجنة	جابر بن عبد الله	3293	796
الحسن والحسين سيدا شباب اهل الجنة	حذيفة بن اليمان	3293	796
الحسن والحسين سيدا شباب اهل الجنة	عبد الله بن عمر	3293	796
الحسن والحسين سيدا شباب اهل الجنة	عبد الله بن مسعود	3293	796
الحسن والحسين سيدا شباب اهل الجنة	على بن ابى طالب	3293	796
الحسن والحسين سيدا شباب اهل الجنة	عمر بن الخطاب	3293	796
الحسن والحسين سيدا شباب اهل الجنة	قرة بن اياس	3293	796

طرف الحديث	اسم الراوى	هذا	المترجم الصحيحة
الحسنة بعشر امثالها او ازيد، والسيئة واحدة	ابوذر	15	128
		80	
حسين منى، وانا من حسين، احب	يعلى بن مرة	3294	1227
حضرموت خير من بنى الحارث	ابن شهاب	3396	3051
حكيه بضلع، واغسليه بماء وسدر	أم قيس بنت محصن	429	300
الحلال بين، والحرام بين، وبين ذلك شبهات	ابن عباس	193	3361
حلق الذكر	انس بن مالك	2982	2562
حلوة الدنيا مرة الآخرة	ابومالك الاشعرى	2237	1817
الحمام حرام على نساء امتى	عائشة	1996	3439
الحمد لله الذى نجى فاطمة من النار	ثوبان	2004	411
الحمد لله الذى اطعم وسقى، وسوغه	ابوايوب الانصارى	4039	705
الحمد لله على كل حال	عائشة	3060	265
الحمى حظ المؤمن من النار يوم	عثمان بن عفان	1664	1821
حمى رسول الله ﷺ كل ناحية من المدينة	عدى بن زيد	3508	3234
		3656	
الحمى كير من جهنم، فما اصاب	ابوامامة	1665	1822
الحنيفية السمحة	ابن عباس	59	881
حوضي مابين عدن الي عمان، ماؤه اشد بياضا	ثوبان	3320	1082
		3704	
الحياء من الايمان، واحيا امتى عثمان	ابوهريرة	116	1828
الحياء من الايمان، والايمان فى الجنة	ابوهريرة	2354	495
		2511	
الحيات مسخ الجن، كما	ابن عباس	3884	1824
الحية فاسقة، والعقرب فاسقة	عائشة	3886	1825
حيثما كنتم، فاحسنتم عبادة الله	ابوهريرة	356	3146
حيثما مررت بقبر كافر، فبشره بالنار	سعد	1755	18
حين لا يامن الرجل جليسه	عبد الله مسعود	3618	3254
خاب عبدوخسر لم يجعل الله تعالى فى قلبه	عمرو بن حبيب	2513	456
الخال وارث	ابوهريرة	4078	1848
خالد سيف من سيوف الله عزوجل	خالد بن الوليد	3417	1826
الخبزة من الدرمك	جابر بن عبدالله	3963	1438
خذ هذه فادّ بها ما عليك يا سلمان!	سلمان الفارسى	2718	894
		3454	
خذ ايهما شئت	ابوامامة	502	1428

المترجم الصحيحة	هذا	اسم الراوی	طرف الحديث
50	76	رجل من اصحاب رسول اللهﷺ	خذ من شاربك ثم اقره حتى تلقانى
	3844		
1428	502	ابوامامة	خذ هذا ولا تضربه ، فانى قد رايته
2580	1229	عميرمولي ابى اللحم	خذه
894	2718	سلمان الفارسى	خذها؛ فان الله عز وجل سيؤدى بها عنك
	3454		
393	1824	عبد الله بن بسر	خذوا فكلوا؛ فوالذى نفس محمد بيده
	1881		
1827	3444	عبد الله بن عمرو	خذوا القرآن من اربعة: من ابن مسعود
1829	1270	الشعبى	خذوا يا نبى ارفدة
3221	10	عمر	خذوا، ولاتنتهبوا
	301		
2965	1397	ابوهريرة	خرج ﷺ الى خيبر حين استخلف سباع
2658	2108	ابن عباس	خرج رجل من خيبر ، فتبعه رجلان
185	737	ابن عمر	خرج رسول الله ﷺ الى قباء يصلى فيه
2622	324	عقبةبن عامرالجهنى	خرجت من الشام الى المدينة يوم الجمعة
	411		
	2128		
2622	324	عقبةبن عامرالجهنى	خرجت من الشام الى المدينة يوم الجمعة
	411		
	2128		
2622	324	عقبةبن عامرالجهنى	خرجت من الشام الى المدينة يوم
	411		
	2128		
3210	3609	أبوهريرة	خروج الآيات بعضها على اثر بعض
1830	889	عبد الله بن عمرو	خصاء امتى الصيام
3384	560	عائشة	خصال ست؛ ما من مسلم يموت فى واحدة
278	2347	ابوهريرة	خصلتان لاتجتمعان فى منافق: حسن سمت
291	3890	انس	الخطبا من امتك ، يامرون
3027	2946	ابووائل	خطبنا ابن مسعود فقال: كيف تامرونى اقرا
2919	566	عثمان بن ابي العاص	خفف الصلاة على الناس ، حتى وقت
459	1398	سفينةابي عبدالرحمن	الخلافةثلاثون سنة ، ثم تكون بعد ذالك ملكا
1851	1374	عتبة بن عبد الله	الخلافة فى قريش ، والحكم فى
551	3369	عمرو بن عبسة	خلق حسن

طرف الحديث	اسم الراوى	هذا	المترجم الصحيحة
خير تمراتكم البرنى	ابوسعيد الخدرى	1896	1844
خير تمراتكم البرنى	انس بن مالك	1896	1844
خير تمراتكم البرنى	بريدة بن الحصيب	1896	1844
خير تمراتكم البرنى	بعض وفدعبدالقيس	1896	1844
خير تمراتكم البرنى	على بن ابى طالب	1896	1844
خير تمراتكم البرنى	مزيدة جد هود بن عبد الله	1896	1844
خير الرزق الكفاف	الحسن	1053	1834
خير الصحابة اربعة ، وخير السرايا اربع مائة	ابن عباس	2052	986
الخير عادة ، والشر لجاجة	معاويةبن ابى سفيان	361	651
خير العمل ان تفارق الدنيا ولسانك	عبدالله بن بسر المازنى	3146	1836
خير ما تداويتم به الحجامة	انس	1613	1054
		1635	
خير ما تداويتم به الحجامة	سمرة	1612	1053
خير ماء على وجه الارض ماء زمزم	ابن عباس	1028	1056
		1029	
خير المجالس اوسعها	ابوسعيد	2676	832
خير مساجد النساء بيوتهن	ام سلمة	670	1396
خير الناس فى الفتن رجل آخذ بعنان فرسه	ابن عباس	2134	698
خير الناس قرنى الذى انا منهم	عمر بن الخطاب	3314	3431
خير الناس قرنى ثم الذين يلونهم	عبد الله بن مسعود	3316	700
خير الناس قرنى ثم الذين يلونهم	عمران بن حصين	3315	699
خير الناس منزلة رجل على متن فرسه	ام مبشر	2044	3333
خير نساء ركبن الابل صالح نساء قريش	ابوهريرة	3385	1052
خيرنسائكم الودودالولود ، المواتية ، المواسية	ابواذينة الصدفى	1501	1849
خير النكاح ايسره	عقبة بن عامر	1445	1842
خير يوم تحتجمون فيه سبع عشرة	ابن عباس	1614	1847
خيركم خيركم لاهله ، وانا	عائشة	1507	285
خيركم خيركم لاهله ، واذا مات صاحبكم	عائشة	1506	1174
		2790	
		2791	
خيركم خيركم لاهله ، واذا	عائشة	1506	1174
		2790	
		2791	
خيركم خيركم لاهلى من بعدى	ابوهريرة	3235	1845

طرف الحديث	اسم الراوي	هذا	المترجم الصحيحة
خيركم من تعلم القرآن وعلمه	عثمان بن عفان	2889	1173
الدال على الخير كفاعله	ابو مسعود البدرى	365	1660
الدال على الخير كفاعله	انس بن مالك	365	1660
الدال على الخير كفاعله	بريدة بن الحصيب	365	1660
الدال على الخير كفاعله	سهل بن سعد	365	1660
الدال على الخير كفاعله	عبد الله بن عباس	365	1660
الدال على الخير كفاعله	عبد الله بن عمر	365	1660
الدال على الخير كفاعله	عبد الله بن مسعود	365	1660
دبی تاکل شداده ضعافه حتی	عائشة	تحت 3387	1953
الدجال اعور ، هجان ازهر	ابن عباس	3644	1193
الدجال عينه خضراء كالزجاجة ، ونعوذ	ابی بن كعب	3646	1863
دحية الكلبي يشبه جبرائيل	عامر الشعبی	3446	1857
دخل رجل الجنة ، فرای على بابها مكتوبا	ابو امامة	3940	3407
دخل النبیﷺنخلالنبي النجار فسمع اصوات	جابر بن عبد الله	1701	3954
دخلت انا وصاحب لی علی سلمان			
دخلت الجنة فاستقبلتنی جارية شابة	شقيق/ سلمان	2834	2392
بريدة		3447	1859
دخلت الجنة فرايت لزيد ابن عمرو بن نفيل	عائشة	3496 3952	1406
دخلت الجنة سمعت فيها قراء ة	عائشة	2453 3448	913
دخلت الجنة ، فاذا انا بقصر من ذهب ، فقلت:	انس	3255 3955	1423
درهم ربا ياكله الرجل وهو يعلم اشد عند الله	عبد الله بن حنظلة الراهب	1072	1033
دع داعی اللبن	ضرار بن الازور	1897	1860
دعاء ذي النون: ﴿لا اله الا انت﴾	سعد	3047	1744
دعه؛ لایتحدث الناس ان محمدا يقتل اصحابه	جابر بن عبد الله	262	3155
دعها عنك(يعنى: الوسادة): ان استطعت	ابن عمر	751	323
دعهم يا عمر! فانهم بنو ارفدة	ابو هريرة	2792	3128
دعهم يعملوا	معاذ بن جبل	271	1315
دعوا لی اصحابی ، فوالذی نفسی بیده	انس	1757	1923
دعوا الناس فيلصب بعضهم من بعض	من سمع النبیﷺ	1152	1855
دعوها؛ فانها منتنة	جابر بن عبد الله	262	3155

طرف الحديث	اسم الراوى	هذا	المترجم الصحيحة
دعوهم؛ يكن لهم بدء الفجور وثناه	سلمة	3463	3553
دفن فى الطينة التى خلق منها	ابن عمر	3889	1858
دم عفراء احب الى الله من دم سوداوين	ابوهريرة	1898	1861
الدنيا ملعونة، ملعون ما فيها	ابوهريرة	2988	2797
دونك فانتصرى	عائشه	1533	1862
الدينار كنز، والدرهم كنز، والقيراط كنز	ابوهريرة	961	721
ذاك ابراهيم عليه السلام	انس بن مالك	3793	3344
		4055	
ذاك جبريل عليه السلام، وان منكم لرجالا لو	ابن عباس	2794	3135
ذاك جبريل عرض لى فى جانب الحرة	ابوذر	19	826
		39	
		194	
ذاك رجل اراد امرا فادركه	ابن عمر	3450	3022
ذاك نهر اعطانيه الله۔ يعنى۔ فى الجنة	انس بن مالك	3974	2514
ذبوا باموالكم عن اعراضكم	ابوهريرة	2795	1461
ذر الناس يعملون، فان فى الجنة مئة درجة	معاذ بن جبل	178	1913
		195	
ذرارى المسلمين فى الجنة	ابوهريرة	3987	603
ذروها ذميمة	انس	196	790
ذروهما۔ بابى وامى۔ من احبنى؛ فليحب	عبد الله	789	4002
ذكرت وانا فى الصلاة شيئا من تبر	عقبة	925	3594
ذكره بالله ثلاث مرات	قهيد الغفارى	1271	3247
ذلك ايام الهرج	عبد الله بن مسعود	3618	3254
ذمة المسلمين واحدة فان جارت عليهم جائرة	عائشة	1272	3948
ذهب اهل الهجرة بما فيها	مجاشع بن مسعود	3451	662
الذهب والحرير حلال لاناث امتى	زيد بن ارقم	1998	1865
ذهبت بى امى الى النبىﷺوانا غلام فمسح	عمرو بن حريث	3452	2943
الذى لاينام حتى يوتر حازم	سعد بن ابى وقاص	125	2208
		859	
		822	
الذى لاينام حتى يوتر حازم	سعد بن ابى وقاص	125	2208
		859	
		822	
ذيل المرأة شبر۔ قلت:	ام سلمة	1957	1864

طرف الحديث	اسم الراوى	هذا	المترجم الصحيحة
الذين يبدل الله سيئاتهم حسنات	ابوهريرة	3776	2177
الذين يبدل الله سيئاتهم حسنات	ابوهريرة	2334	3053
الذين يطعن نفسه؛ انما يطعنها فى	ابوهريرة	2308	3421
الذين يهترون فى ذكر الله عزوجل	ابوهريرة	2995	1317
رات امى كانه خرج منها نور اضاء ت	ابوامامة الباهلى	3172	1925
رايت ابن عباس اذا اتزر ارخى مقدم	ابن عباس	1946	1238
رايت جعفر بن ابى طالب ملكا يطير	ابن عباس	3302	1226
رايت جعفر بن ابى طالب ملكا يطير	ابن عمر	3302	1226
رايت جعفر بن ابى طالب ملكا يطير	ابوعامر	3302	1226
رايت جعفر بن ابى طالب ملكا يطير	ابوهريرة	3302	1226
رايت جعفر بن ابى طالب ملكا يطير	البراء	3302	1226
رايت جعفر بن ابى طالب ملكا يطير	على بن ابى طالب	3302	1226
رايت ربى فى احسن صورة	ابوعبيدة بن الجراح	200	3169
رايت رسول الله ﷺ ياكل مما مسته النار	عبد الله بن عباس	1899	2116
رايت رسول الله ﷺ يعجن فى الصلاة	عبد الله بن عمر	750	2674
رايت غنما كثيرة سوداء، دخلت	ابن عمر	3533	1018
رايت كانى فى درع حصينة	جابر بن عبد الله	3455	1100
رايت ليلة اسرى بى رجالا تقرض	انس	3890	291
رايت ناسا من امتى يساقون الى الجنة فى	ابو الطفيل	2135	2874
رايتنى دخلت الجنة، فاذا انا بالرميصاء	جابر	3254	1405
		3354	
رايتى خيرا؛ تلد فاطمة ان شاء الله غلاما	ام الفضل بنت الحارث	317	821
		3296	
		3549	
الرؤيا ثلاث، فالبشرى من الله	ابوهريرة	2693	1341
الرؤياثلاث، منها اهاويل من الشيطان	عوف بن مالك	4079	1870
الرؤيا ثلاثة: فالرؤيا الصالحة بشرى من	ابوهريرة	2443	3014
الرؤياالصالحة جزء من خمسة وعشرين جزء ا	ابن عمر	197	1869
الراحمون يرحمهم الرحمن تبارك وتعالى	عبد الله بن عمرو	2376	925
الراعى يرمى بالليل، ويرعى بالنهار	ابن عباس	1004	3046
الراعى يرمى بالليل، ويرعى بالنهار	ابن عباس	1005	2477
الراكب شيطان، والراكبان شيطانان	عبدالله بن عمرو	2106	62
		2785	
رب!اغفرلي وتب علي انك انت التواب الغفور	ابن عمر	3029	556

طرف الحديث	اسم الراوى	هذا	المترجم الصحيحة
سألت جبريل ﷺ:اى الاجلين قضى موسى	ابن عباس	3807	1880
سالت ربى اللاهين ، فاعطانيهم	انس	203	1881
سالت ربى مسألة وودت انى لم اساله	ابن عباس	3173	2538
سالت الله عزوجل الشفاعة لامتى	ابوهريرة	3405	1879
سافروا تصحوا ، واغزوا تستغنوا	ابن عباس	2046	3352
		2154	
سافرو تصحوا ، واغزوا تستغنوا	ابن عمر	2046	3352
		2154	
سافرو تصحوا ، واغزوا تستغنوا	ابو سعيد	2046	3352
		2154	
سافرو تصحوا ، واغزوا تستغنوا	ابوهريرة	2046	3352
		2154	
سافرو تصحوا ، واغزوا تستغنوا	زيد بن اسلم	2046	3352
		2154	
سباب المؤمن كالمشرف على هلكة	عبد الله عمرو	2826	1878
سباب المسلم اخاه فسوق ، وقتاله كفر	عبد الله بن مسعود	2516	3947
سبحان الله! لا من الله استحيوا			
سبحان الله! وما ذاك؟	عبد الله بن الحارث	2799	2991
قتيلةبنت صيفى الجهنية		4	1166
		56	
سبحان الله ، خمس من الغيب لايعلمهن الا	عبد الله بن عباس	3565	1345
سبحان الله ، والحمد لله ، والا اله الا الله	ابوهريرة	2990	3264
سبحان الله ، وهل انزل الله من داء	رجل من الانصار	1620	517
سبحى الله مئة تسبيحة ، فانها تعدل لك مئة	ام هانئ بنت ابى طالب	2991	1316
سبق المفردون	ابوهريرة	2995	1317
سبقكن يتامى بدر ، ولكن سادلكن	ام الحكم او ضباعة ابنتى الزبير	975	1882
ست من اشراط الساعة: موتى ، وفتح	معاذ بن جبل	3597	1883
ستخرج نارقبل يوم القيامةمن بحرحضرموت	عبد الله بن عمر	3600	2768
ستفتح عليكم الدنيا حتى تنجد الكعبة	ابوجحيفة	3728	1884
ستكون معادن يحضرهاشرار الناس	رجل من بنى سليم	3729	1885
ستكون هجرة بعد هجرة ، فخيار اهل الارض	عبد الله بن عمرو	3730	3203
سجدت انت يا اباسعيد؟	ابوسعيد الخدرى	2923	2710
سجدتا السهو تجزى فى الصلاة من	عائشة	686	1889
سددوا وقاربوا واعملوا وخيروا	ثوبان	421	115

طرف الحديث	اسم الراوى	هذا	المترجم الصحيحة
سددوا وقاربوا؛ فان صاحب الجنة يختم له	عبدالله بن عمرو	3980	848
السرى: النهر	البراء بن عازب	4080	1191
سفه الحق ، وغمص الناس	عبدالله بن عمرو	3838	134
سكوتها اذنها	عائشة	1429	398
سل حاجتك	ابو موسى	3820	313
سل	انس	3599	3493
السلام اسم من اسماء الله وضعه في الارض	عبد الله	2627	1894
السلام عليكم يا صبيان!	انس	2461	2950
السلام قبل السؤال؛ فمن بدأكم بالسؤال قبل	ابن عمر	2628	816
		2633	
سلوا الله علما نافعا ، وتعوذوا بالله	جابر	370	1511
السماحة والصبر	عبادة بن الصامت	280	3334
سموه باحب الاسماء الى ، حمزةبن عبد المطلب	جابر بن عبد الله	2605	2878
سورة تبارك هي المانعة من عذاب القبر	عبد الله	2936	1140
سيأتي على الناس سنوات خداعات	ابوهريرة	3587	1887
سيتصدقون ويجاهدون اذا اسلموا	جابر	1399	1888
سيحان وجيحان والفرات والنيل	ابوهريرة	3891	110
سيخرج قوم من امتيیشربون القرآن كشربهم	عقبة	2918	1886
سيد ريحان اهل الجنة؛ الحناء	عبدا لله بن عمرو	1981	1420
سيد الشهداء حمزة بن عبد المطلب	جابر	3457	374
سيدات نساء اهل الجنة بعد مريم بن عمران:	ابن عباس	3227	1424
		3283	
		3301	
سيصيب امتى داء الامم	ابوهريرة	3731	680
السيف	حذيفة بن اليمان	390	2739
		1393	
		3631	
السيف	حذيفة بن اليمان	390	2739
		1393	
		3631	
السيف	حذيفة	390	2739
		1393	
		3631	
سيكون بعدى خلفاء يعملون بما يعلمون	ابوهريرة	1400	3007

طرف الحديث	اسم الراوى	هذا	المترجم الصحيحة
سيكون في آخر امتي رجال يركبون علي سروج	عبد الله بن عمرو	3732	2683
سيكون فى آخر الزمان قوم يجلسون فى	عبد الله بن مسعود	3733	1163
سيكون قوم ياكلون بالسنتهم كما تاكل	سعد	1155	419
سيليكم امراء بعدى، يعرفونكم ما	عبادة بن الصامت	1382	590
سيوقد الناس من قسى ياجوج وماجوج	النواس بن سمعان	3664	1940
شأنكم اذا	جابربن عبد الله	3455	1100
الشؤم فى الدار والمرأة والفرس	عبد الله بن عمر	1643	1897
شاهت الوجوه	ابن عباس	3202	2824
الشاهد يرى ما لا يرى الغائب	على	4081	1904
شر الطعام طعام الوليمة، يمنعهما من يأتيها	ابوهريرة	1901	1185
شر قبيلتين فى العرب نجران وبنوتغلب	عمروبن عبسة السلمى	3393	2606
			3127
شر ما فى رجل شح هالع	ابوهريرة	976	560
شرف المؤمن صلاته بالليل	ابوهريرة	733	1903
الشرك بالله، والاياس من روح الله	ابن عباس	205	2051
شطر اهل الجنة؛ فكبرنا	ابوسعيد الخدرى	3718	3250
شعبان بين رجب ورمضان، يغفل الناس	اسامة بن زيد		1898
شعبتان من امر الجاهلية لايتركهما الناس ابدا	ابوهريرة	98	1896
الشعر بمنزلة الكلام؛ حسنه كحسن الكلام	عبد الله بن عمرو	2758	447
شغل الناس عن ذالك	سودةزوج النبىﷺ	3707	3469
شغلنى هذا عنكم منذ اليوم	ابن عباس	1989	1192
شفاء عرق النسا الية شاة اعرابية	انس بن مالك	1646	1899
الشفاء فى ثلاث: فى شرطة محجم	ابن عباس	1759	1154
الشمس والقمر ثوران مكوران فى النار يوم	ابوهريرة	4008	124
شهدت حلف المطيبين مع عمومتي وانا غلام	عبدالرحمن بن عوف	3207	1900
شهدت رسول الله ﷺ يدعو لهذا الحى	عبد الله	3395	3435
الشيب نور فى وجه المسلم	فضالة بن عبيد	1975	1244
الشيب نور المؤمن، لايشيب	عبد الله بن عمرو	1976	1243
شيبتنى ﴿هود﴾ و﴿والواقعة﴾ و﴿المرسلات﴾	ابن عباس	2919	955
الشيخ والشيخة اذا زنيا فارجموهما البتة	ابى بن كعب	1199	2913
		1202	
الشيخ والشيخة اذا زنيا فارجموهما البتة	زيد بن ثابت	1199	2913
		1202	
الشيخ والشيخة اذا زنيا فارجموهما البتة	العجماء خالة ابى امامة	1199	2913

طـرف الـحـــديث	اسم الراوی	هــذا	المترجم الصحيحة
		1202	
الشيخ والشيخة اذا زنيا فارجموهما البتة	عمر	1199	2913
		1202	
الشيخ يكبر ويضعف جسمه، وقلبه شاب	ابوهريرة	1103	1906
صدق ابی	ابن مسعود	374	2251
		518	
صدق الخبيث	ابی	2933	3245
صدق	ابوبكر	29	1135
		300	
صدق الله وكذب بطن اخيك	ابوسعيد الخدری	1633	243
		1636	
صدق؛ والذی نفسی بيده؛ لاتقوم الساعة	ابوسعيد الخدری	3567	122
صدقة السر تطفئ غضب الرب	ابوامامة	924	1908
صدقة السر تطفئ غضب الرب	ابوسعيد الخدری	924	1908
صدقة السر تطفئ غضب الرب	ام سلمة	924	1908
صدقة السر تطفئ غضب الرب	انس بن مالك	924	1908
صدقة السر تطفئ غضب الرب	عبد الله بن جعفر	924	1908
صدقة السر تطفئ غضب الرب	عبد الله بن عباس	924	1908
صدقة السر تطفئ غضب الرب	عبدالله بن مسعود	924	1908
صدقة السر تطفئ غضب الرب	عمر ن الخطاب	924	1908
صدقة السر تطفئ غضب الرب	معاوية بن حيدة	924	1908
صدقت ام طليق؛ لو اعطيتها الجمل	ابو طليق	2133	3069
صديد اهل النار	ابن عباس	1213	2039
صفوة الله من ارضه الشام، وفيها صفوته من	ابوامامة	3406	1909
		3515	
صل صلاة مودع، كانك تراه	ابن عمر	709	1914
صل من قطعك، واحسن الی من اساء اليك	علی	2377	1911
		2406	
صلاة الاوابين حين ترمض الفصال	زيد بن ارقم	719	1164
الصلاة ثلاثة اثلاث: الطهور ثلث	ابوهريرة	396	2537
		477	
		752	
الصلاة ثلاثة اثلاث: الطهور ثلث	ابوهريرة	396	2537
		477	

طـرف الـحـديث	اسم الراوى	هـذا	المترجم الصحيحة
		752	
صلاة الرجل فى جماعة تزيد على صلاته	ابوسعيد الخدرى	527	3475
		591	
صلاة رجلين يؤم احدهم صاحبه ازكى عند	قباث بن اشيم الليثى	529	1912
صلاة القاعد على النصف من صلاة القائم	عبد الله بن عمر	749	3033
الصلاة لوقتها، وبر الوالدين، والجهاد	رجل من اصحاب النبى ﷺ	615	1489
صلاة الليل مثنى مثنى، وجوف الليل	عمرو بن عبسة	712	1919
		732	
صلاة هاهنا۔ يريد المدينة	الارقم	524	2902
صلاح اول هذه الامة بالزهد واليقين	عبد الله بن عمرو	1106	3427
صلوا صلاة المغرب مع سقوط الشمس	ابوايوب	620	1915
صلوا على انبياء الله ورسله	ابوهريرة	3010	2963
صلوا علي؛ فان صلاتكم على زكاة لكم	ابوهريرة	3001	3268
		3009	
صلوا عليه۔ قالوا: يا رسول الله! نصلى	انس	207	3044
صلوا فى بيوتكم، ولاتتركوا النوافل فيها	انس	588	1910
صلوا فى بيوتكم، ولاتتركوا النوافل فيها	جابر	588	1910
صلوا فى مراح الغنم، وامسحوا رغامها	ابوهريرة	590	1128
صلوا قبل المغرب ركعتين	عبد الله المزنى	649	233
الصلوات الخمس	انس بن مالك	505	1920
		548	
الصلوات الخمس، والجمعة الى الجمعة	ابوهريرة	506	3322
		547	
صلى بنا بالمدينة ثمانية، وسبعا	ابن عباس	630	2795
صلى على ميت بعد موته بثلاث	ابن عباس	1750	3031
صلى لنا رسول الله ﷺ صلاة من الصلوات	عبد الله بن بحينة	683	2457
		688	
صم ان شئت، وافطر ان شئت	عائشة	833	194
الصمت الا من خير	عبادة بن الصامت	2301	412
صمت امس؟	جدة عبيده الاعرج	887	225
صنعت هذا لكى لاتحرج امتى	عبد الله بن مسعود	631	2837
صنفان من امتى لايردان على الحوض	ابو ليلى	3735	2748
صنفان من امتى لن تنالهما شفاعتى	ابوامامة	3734	470
صنفان من اهل النار لم ارهما	ابوهريرة	3756	1326

طرف الحديث	اسم الراوی	هذا	المترجم الصحيحة
		4009	
صوتان ملعونان: صوت مزمار عنده	انس بن مالك	1761	427
الصور قرن ينفخ فيه	عبد الله بن عمرو	3736	1580
الصورة الرأس ، فاذا قطع الرأس	ابن عباس	1934	1921
الصوم فی الشتاء الغنيمة الباردة	عامر بن مسعود	851	1922
الصوم يوم تصومون والفطر يوم تفطرون	ابوهريرة	891	224
صوموا لرؤيته ، وافطروا لرؤيته	ابن عباس	839	1917
صوموا من وضح الی وضح	اسامة	883	1918
صومی عن اختك	ابن عباس	890	1946
صيام ثلاثم ايام من كل شهر صيام	قرة	854	2806
ضالة المسلم حرق النار	الجارود	1278	620
ضحك ربنا عزوجل من قنوط عباده	ابورزين	206	2810
ضربة للوجه والكفين	عمار بن ياسر	425	694
ضرس الكافر يوم القيامة مثل احد	ابوهريرة	3737	1105
ضع انفك يسجد معك	ابن عباس	766	1644
ضعوا ما كان معكم من الانفال	الارقم بن ابی الارقم	2157	2903
طائر كل انسان فی عنقه	جابر	2517	1907
طائفة من امتی يخسف بهم ، يبعثون	ام سلمة	3746	1924
طاعة الامام على المرء المسلم	ابوهريرة	1383	752
الطاعم الشاكر بمنزلة الصائم الصابر	ابوهريرة	2801	655
الطاعون شهادة لامتی	عائشة	1602	1928
الطخی وجهها	عائشة	1904	3131
طهروا افنيتكم؛ فان اليهود لاتطهر افنيتها	سعد	2800	236
طوافك بالبيت ، وبين الصفا والمروة يكفيك	عائشة	1011	1984
طوبى شجرة فی الجنة ، مسيرة مئة عام	ابوسعيد الخدری	3956	1985
طوبى لعيش بعد المسيح ، طوبى لعيش بعد	ابوهريرة	3640	1926
طوبى للشام ، ان ملائكة الرحمن باسطة	زيد بن ثابت	3517	503
طوبى للغرباء	عبد الله بن عمرو	366	1619
طوبيلمن رآنی وآمن بی ، وطوبى سبع مرات	ابوامامة	3342	1241
		3348	
طوبى لمن رآنی ، وطوبى لمن رای من رآنی	عبد الله بن بسر	3343	1254
طوبى لمن طال عمره وحسن عمله	عبدالله بن بسر المازنی	3146	1836
طوبى له ، ثم ظوبى له ، ثم طوبى له	ابوعبدالرحمن الجهنی	210	3432
طوق من نار يوم القيامة	معاذبن جبل	1999	2684

طرف الحديث	اسم الراوى	هذا	المترجم الصحيحة
طول القنوت	عمروبن عبسة	3369	551
طيب الكلام، واطعام الطعام	عمرو بن عبسة	3369	551
الطير تجرى بقدر، وكان يعجبه	ابوبردة	211	860
الطيرة شرك، وما منا الا	عبدالله بن مسعود	215	429
الظلم ثلاث، فظلم لا يتركه الله	انس	239	1927
عائد المريض فى مخرفة الجنة	عبدالرحمن بن عوف	1647	1929
عائشة زوجى فى الجنة	مسلم البطين	3231	1142
العارية مؤداة، والمنحة مردودة	ابوامامة	1234	611
		1279	
عالجيها بكتاب الله	عائشة	1585	1931
العباس عم رسول اللهﷺ، وان عم الرجل صنو	ابوهريرة	3433	806
العباس عم رسول اللهﷺ، وان عم الرجل صنو	الحسن بن مسلم المكى	3433	806
العباس عم رسول اللهﷺ، وان عم الرجل صنو	عبدالمطلب بن ربيعة	3433	806
العباس عم رسول اللهﷺ، وان عم الرجل صنو	على بن ابى طالب	3433	806
العباس عم رسول اللهﷺ، وان عم الرجل صنو	عمر بن الخطاب	3433	806
العبد اذا نصح لسيده واحسن عبادة الله	ابن عمر	4069	1616
عثمان فى الجنة	جابر بن عبد الله	3270	1435
العج والثج	ابوبكر الصديق	1025	1500
عجبا للمؤمن، لايقضى الله له شيئا	انس بن مالك	1763	148
عجب لأمر المؤمن؛ ان امره كله خير	صهيب	1762	147
عجب لصبر اخى يوسف وكرمه۔ والله	ابن عباس	3795	1945
		3818	
		4056	
عجبت من هؤلاء اللاتى كن عندى	سعد	3264	3603
العجم، يشركونكم فى	ابن عمر	3533	1018
عذبت امراة فى هرة سجنتها حتى ماتت	عبد الله بن عمر	2088	28
العرافة اولها ملامة، وآخرها ندامة	ابوهريرة	2159	1982
عرض على ما هو مفتوح لامتى بعدى	عبد الله بن عباس	2150	2790
عرضت على الايام، فعرض علي فيهايوم الجمعة	انس بن مالك	3738	1933
عسى ان يكون مرائيا	ابن الادرع	375	1709
عشرة قرون	ابوامامة	3830	3289
عشرة قرون	ابوامامة	3831	2668
عصابتان من امتى احرزهما الله	ثوبان مولي رسول الله ﷺ	3350	1934
عصية عصت الله ورسوله غير قيس	عمروبن عبسة السلمى	3393	2606

طرف الحديث	اسم الراوى	هذا	المترجم الصحيحة
			3127
عظمت! هذه هراوة يتيم!	حنيفة	2344	2955
عق عن نفسه بعد ما بعث نبيا	انس	1809	2726
العقل على العصبة	حمل بن النابغة	4082	1983
عقوبة هذه الامة بالسيف	عقبة بن عامر	3721	1347
عقوق الوالدين، والشرك بالله	عبد الله بن عمرو	494	3451
عُل	ثوبان مولي رسول الله ﷺ	3165	1977
علقوا السوط حيث يراه اهل البيت	ابن عباس	2805	1447
علقوا السوط حيث يراه اهل البيت	ابن عمر	2804	1446
علمها عند ربى لايجليها لوقتها الا هو	حذيفة	3598	2771
علموا ويسروا ولا تعسروا	ابن عباس	367	1375
		376	
على رسلكم! ابشروا؛ ان من نعمة الله عليكم	ابوموسى	622	3969
على كل عضو من اعضاء بنى آدم صدقة	ابوهريرة	938	574
علي كل مسلم صدقة، قيل: ارايت ان لم يجد؟	ابوموسى الاشعرى	2802	573
علي كل نفس فى كل يوم طلعت فيه الشمس	ابوذر	2803	575
علي المؤمنين في صدقة الثمار۔ او مال العقار۔	ابن عمر	964	142
على مواقع القدر	عبدالرحمن بن قتادة	73	48
على بصاحب هذا	يعلى بن مرة	4028	3311
على يقضى دينى	انس بن مالك	3280	1980
على يقضى دينى	حبشى بن جنادة	3280	1980
على يقضى دينى	سعد بن ابى وقاص	3280	1980
عليك بالخيل، فارتبطها، الخيل معقود	سوادة بن الربيع	2080	1936
		2120	
عليك بالهجرة فانه لا مثل لها	ابوفاطمة	2141	1937
عليك بتقوى الله ما استطعت	عطاء بن يسار	2323	3320
		4097	
عليك بحسن الخلق، وطول الصمت، فوالذى	انس	2408	1938
		2419	
عليك بحسن الكلام، وبذل الطعام	هانئ	2401	1939
		2504	
عليك بخاصتك، ودع عنك عوامهم	ابوهريرة	3617	206
عليك السلام تحية الموتى	الهجيمى	2324	3422
		4102	

طرف الحديث	اسم الراوى	هذا	المترجم الصحيحة
عليك	عائشة	662	691
		691	
		2760	
عليكم بالبان البقر، بانها ترم من	عبدالله بن مسعود	1640	1943
عليكم بالابكار، فانهن اعذب افواها	عتبةبن عويم بن ساعدة	1534	623
عليكم بالامين واصحابه	ابوهريرة	3545	3188
عليكم بالاثمد عند النوم	جابر	1945	724
		1650	
عليكم بالاثمد، فانه منبتة للشعر	على بن ابى طالب	1944	2642
عليكم بالاثمد، فانه منبتة للشعر	على بن ابى طالب	1651	665
عليكم بالجهاد فى سبيل الله	عبادة بن الصامت	2041	1941
عليكم بالدلجة؛ فان الارض تطوى بالليل	انس	2101	681
عليكم بالرمى، فانه خير لعبكم	سعد بن ابى وقاص	2117	628
عليكم بالسكينة	الفضل بن عباس	1006	2144
		1014	
عليكم بالسنى والسنوت	ابوابىّ بن ام حرام	1631	1798
عليكم بالسواك، فانه مطيبة للفم	ابن عمر	2007	2517
عليكم بالنسلان	جابر	2103	465
عليكم بحصي الحذف الذى ترمى به الجمرة	الفضل بن عباس	1006	2144
		1014	
عليكم بغداء السحور	المقدام بن معديكرب	864	3408
عليكم بهذه الحبة السوداء	ابوهريرة	1627	863
عليكم بهذه الحبة السوداء	بريدة	1628	1905
عليهم ما حملوا وعليكم ما حملتم	وائل	1358	1987
العمد قود، والخطأ دية	عمرو بن حزم	4083	1986
عمرة فى رمضان	ابوطليق	2133	3069
عمرو ابن العاص من صالحى قريش	طلحة بن عبيد الله	3364م	653
عمل هذا قليلا، واجر كثيرا	البراء	2157	2932
عهد الى ان آخر زادك من الدنيا ضيح من لبن	عمار بن ياسر	1867	3217
عودوا المرضى، واتبعوا الجنائز	ابوسعيد الخدرى	1649	1981
العين تدخل الرجل القبر	ابوذر	1590	1249
العين تدخل الرجل القبر	جابر	1590	1249
العين حق	ابوهريرة	1591	1248
العين حق، تستنزل الحالق	ابن عباس	1593	1250

طرف الحديث	اسم الراوى	هذا	المترجم الصحيحة
العين حق، ولو كان شيء سابق القدر	ابن عباس	1594	1251
		1600	
الغزو غزوان، فاما من ابتغى وجه الله	معاذ بن جبل	2040	1990
		2140	
غزونا من المدينة نريد القسطنطينية	اسلم ابو عمران	2065	13
الغسل صاع، والوضوء مد	ابن عمر	419	1991
غشيتكم الفتن كقطع الليل المظلم	ابوهريرة	3621	1988
غطوا الاناء، واوكوا السقاء، فان فى			
غطوا الاناء، واوكوا السقاء؛ فان فى السنة	جابربن عبد الله	1902	37
جابر بن عبدالله الانصارى		2687	3076
غفر لك ربك!	سلمة	3463	3553
غلام شديد يسقى اهله من الماء	عائشة	3645	3079
غلظ القلوب والجفاء فى المشرق	جابر	3511	3436
غنيمة مجالس الذكر: الجنة	عبد الله بن عمرو	2983	3335
غير الدجال اخوف على امتى من الدجال	ابوذر	1343	1989
غيروا سيما اليهود، ولا تغيروا بالسواد	انس بن مالك	2518	3324
غيروا الشيب، ولاتشبهوا باليهود			
غيروهما وجنبوه السواد	ابوهريرة	1978	836
انس بن مالك			
		3244	
		496	
فأبن القدح عن فيك، ثم تنفس	ابوسعيد الخدرى	1826	358
فاخبركم بالذى يليه؟	ابن عباس	981	255
		2723	
فاكرم الناس: يوسف نبى الله ابن نبى الله ابن	ابوهريرة	2348	3996
فانت زوجتى فى الدنيا والآخرة	عائشة	3232	3011
فانت يا عمر؟	جابر بن عبدالله	817	2596
فاذا اتانا سبى فأتنا	ابوهريرة	1359	1641
فاذا استيقظت فصل	ابوسعيد الخدرى	2897	2172
فاذا انا انظر الى الالف فوقى اشفق	عتبة بن عبد السلمى	3789	373
فامدوه من الماء	طلق	601	1430
فان امتى يومئذ غر من السجود، محجلون	عبدالله بن بسر المازنى	424	2836
فان تمت يا حذيفة وانت عاض على جذل	حذيفة	390	2739
		1393	

طرف الحديث	اسم الراوى	هذا	المترجم الصحيحة
		3631	
فان تمت ياحذيفة وانت عاض على جذل	حذيفة بن اليمان	390	2739
		2739	
		3631	
فان رايت يومئذ خليفة فى الارض فالزمه	حذيفة	3619	1791
فان رايت يومئذ لله عزوجل فى الارض	حذيفة بن اليمان	390	2739
		1393	
		3631	
فان رايت يومئذ لله عزوجل فى الارض	حذيفة	390	2739
		1393	
		3631	
فان الله يجعل مكان كل شوكة	عتبة بن عبد السلمى	3958	2734
فانك نعم ما رايت	جابر بن عبد الله	1535	3158
فانه كذالك ان شاء الله	اخى قرة بن اياس	1553	2577
فانه من لا بد من المتاع	جابر بن عبدالله	1544	2281
فانها تغرب فى عين حامية	ابوذر	3918	2403
فاطلبنى عند الحوض؛ فانى لااخطئ	انس بن مالك	3559م	2630
فاطمة بضعة منى، يقبضنى ما يقبضها	المسور	3282	1995
فاطمة	اسامة	3278	1550
		3415	
فاعتزل تلك الفرق كلها، ولو ان تعض باصل	حذيفة بن اليمان	390	2739
		1393	
		3631	
فاعتزل تلك الفرق كلها، ولو ان تعض باصل	حذيفة	390	2739
		1393	
		3631	
فاعتزل تلك الفرق كلها، ولو ان	حذيفة بن اليمان	390	2739
		1393	
		3631	
فبعنيه بعذق فى الجنة	جابر	2460	3383
فتح اليوم من ردم ياجوج وماجوج مثل هذه	ابوهريرة	3663	3015
فتنة الاحلاس هى فتنة هرب وحرب	عبد الله بن عمر	3739	974
الفجر فجران: فجر يحرم فيه الطعام، وتحل	ابن عباس	758	693
الفجر فجران: فجر يقال له: ذنب السرحان	جابر بن عبد الله	753	2002

طرف الحديث	اسم الراوى	هذا	المترجم الصحيحة
فهل اسلمت؟	ابو طويل شطب الممدود	2332	3391
فهل كنا فيها عيد من اعيادهم؟	ثابت بن الضحاك	1423	2872
فهلا تزوجتها جويرية؟	جابر بن عبدالله	1535	3158
فهلا عدلت بينهما؟!	انس	2519	3098
فوا لهم، ونستعين الله عليهم	حذيفة	1252	2191
فى الابل فرع، وفى الغنم فرع	عبد المزنى	978	1996
فى ابن آدم ستون وثلاث مئة سلامى او عظم	ابن عباس	2808	576
فى امتى كذابون ودجالون، سبعة وعشرون	حذيفة	3723	1999
فى الانف الدية اذا استوعب جدعه	عمر	4084	1997
فى التى لم يرتع منها	عائشة	1536	3105
فى الحبة السوداء شفاء من كل داء	ابوهريرة	1626	859
فى رمضان تفتح فيه ابواب السماء	رجل من اصحاب النبى ﷺ	828	1868
فى شىء قد خلا ومضى	عبد الله بن عمر	70	3521
فى عجوة العالية اول البكرة على	عائشة	1629	2000
فى كل ذات كبد رطبة اجر	ابوهريرة	2086	29
فى كل ركعتين تشهد وتسليم على المرسلين	ام سلمة	700	2876
فى كل قرن من امتى	عبد الله بن عمرو	3458	2001
فى المنافق ثلاث، اذا حدث كذب	جابر بن عبد الله	2520	1998
فى النار	سعد	1755	18
فيبلغ الشاهد الغائب	جابر	294	2700
فيما استطعتن واطقتن	اميمة بنت رقيقة	2658	529
		2753	
القائم بعدى فى الجنة	عبد الله بن مسعود	3344	2319
قاتل عمار و سالبه فى النار	عبد الله بن عمرو		2008
قاتل الله قوم يصورون ما لا يخلقون	اسامة بن زيد	1935	996
قاطع السدر يصوب الله راسه فى النار	معاوية بن حيدة	1031	615
قال تبارك وتعالى للنفس: اخرجى	ابوهريرة	1764	2013
قال ابليس: كل خلقك بينت رزقه	ابن عباس	1156	708
قال الجبل: طاق؛ ففرج الله عنهم فخرجوا	النعمان بن بشير	151	3468
قال رجل: الحمدلله كثيرا، فاعظمها الملك ان	سلمان	2993	3452
قال رجل: والله لايغفر الله لفلان	جندب	2241	2014
قال الله تبارك وتعالى: اذا احب عبدى	ابوهريرة	2325	3554
قال الله تبارك وتعالى: يا ابن آدم! اذا ذكرتنى	ابن عباس	2981	2011
قال الله تعالى: اذا ابتليت عبدى المؤمن	ابوهريرة	1678	272

طرف الحديث	اسم الراوی	هذا	المترجم الصحيحة
قال الله تعالى: اذا قبضت من عبدى كريمتيه	العرباض بن سارية	1694	2010
قال الله تعالى: يا ابن آدم! انك ما دعوتنى	انس بن مالك	3147	127
قال الله تعالى: يا ابن آدم، قم الى امش	رجل من اصحاب النبى ﷺ	2238	2287
قال الله عز وجل: افترضت على امتك خمس	ابوقتادةبن ربعى	476	4033
قال الله عز وجل: انا عند ظن عبدى	أبوهريرة	24	2942
		139	
قال الله عز وجل: عبدى! انا عند ظنك بى	انس	2239	2012
قال الله عز وجل: لايأتى النذر على ابن آدم	ابوهريرة	1424	478
قال الله عز وجل: وعزتى لا اجمع لعبدى	شداد بن اوس	2240	742
قال الله عز وجل: يؤذينى ابن آدم	ابوهريرة	281	531
قال الله: انا الله، وانا الرحمن، خلقت الرحم	عبدالرحمن بن عوف	2378	520
قال لى جبريل: نورايتنى وانا آخذ من حال	ابن عباس	2242	2015
قال: اقراه فى كل شهر	عبدالله بن عمرو	2951	1513
قال: جلس رسول الله ﷺ مجلسا له	عبد الله بن عباس	3565	1345
قتال المؤمن كفر، وسبابه فسوق	سعد بن ابى وقاص	1184	2298
قتل الصبر لايمر بذنب الا حماه	عائشة	2243	2016
القتل، انه ليس بقتلكم المشركين	ابوموسى الاشعرى	3585	1682
القتيل فى سبيل الله شهيد	ابوهريرة	2053	1667
قداختلفتم وانابين اظهركم، وانتم بعدى اشد	حسين بن على	316	3256
		323	
قد اذنت لك	جابر بن عبدالله	2183	2988
قد افلح من اسلم، ورزق كفافا	عبد الله بن عمرو	1052	129
قد اقبل اهل اليمن، وهم ارق	انس بن مالك	3527	527
قد اوجبت، فلا عليك الا تعمل بعدها	سهل ابن الحنظلية	2122	378
قد اختلفتم وانا بين اظهركم وانتم بعدى	حسين بن عبى	316	3256
		323	
قد تركتكم على البيضاء، ليلها كنهارها	العرباض بن سارية	322	937
قد نفخ الشيطان فى منخريها	السائب بن يزيد	2581	3281
القرآن شافع مشفع، وماحل مصدق	جابر	2899	2019
		2907	
قرا رسول الله ﷺ: ﴿هل اتى على﴾	ابوذر	2230	1722
قريش ولاة الناس فى الخير	عمروبن العاص	3379	1155
قريش ولاة هذا الامر، فبر	ابوبكر	3326	1156
		3375	

طرف الحديث	اسم الراوی	هذا	المترجم الصحيحة
القصاص ثلاثة: امير، او مأمور	عوف بن مالك	3149	2020
قل لخالد: لايقتلن امرأة ولا عسيفا	رباح بن ربيع	2161	701
قل لها: فلترسل به الى بنى فلان	عبد الله بن عمر	1994	2421
		3140	
﴿قل يايها الكافرون﴾ تعدل ربع القرآن	ابن عمر	2937	586
قل: اللهم عالم الغيب والشهادة، فاطر السماوات	ابوهريرة	3100	2753
قل: اللهم اكفنى بحلالك عن حرامك	على	3069	266
قل: اعوذ بكلمات الله التامات التى لايجاوزهن	عبدالرحمن بن خنبش	2978	840
قل: سبحان الله، والحمد لله، ولا اله	انس	3025	3336
قل: اللهم اغفرلى، وارحمنى، وعافنى وارزقنى	طارق بن اشيم	3026	1318
قل: اللهم انى اسالك عملا بالحسنات وتركا	ابوعبيدة بن الجراح	200	3169
قوائم منبرى رواتب فى الجنة	ابو واقد	3961	2050
قوائم منبرى رواتب فى الجنة	ام سلمة	3961	2050
قولوا خيرا تغنموا واسكتوا عن شر تسلموا	عبادة بن الصامت	2301	412
قولوالهم فليرجعوا، فانالانستعين بالمشركين	ابوحميد الساعدى	2146	1101
قولوا: حسبنا الله ونعم الوكيل	ابن عباس	3765	1079
قولوا: حسبنا الله ونعم الوكيل	ابوسعيد الخدرى	3765	1079
قولوا: حسبنا الله ونعم الوكيل	انس بن مالك	3765	1079
قولوا: حسبنا الله ونعم الوكيل	البراء بن عازب	3765	1079
قولوا: حسبنا الله ونعم الوكيل	جابر بن عبدالله	3765	1079
قولوا: حسبنا الله ونعم الوكيل	زيد بن ارقم	3765	1079
قولوا:ماشاء الله ثم شئت، وقولوا:ورب الكعبة	قتيلة بنت صيفى	3	136
		54	
		1415	
قولى: اللهم انك عفو تحب	عائشة	3070	3337
قوم من افناء الناس،من نزاع القبائل، تصادقوا	ابن عمر	2496	3464
قوم من العجم يسبيهم المهاجرون	ابوالطفيل	2135	2874
قوم يستنون بغير سنتى ويهدون بغير هديى	حذيفة بن اليمان	390	2739
		1393	
		3631	
قوم يستنون بغير سنتى	حذيفة بن اليمان	390	2739
		1393	
		3631	
قوم يستنون بغير سنتى، ويهتدون بغير هديى	حذيفة	390	2739

طرف الحديث	اسم الراوى	هذا	المترجم الصحيحة
		1393	
		3631	
قوما فاغسلا وجوهكما	عائشة	1904	3131
قوموا الى سيدكم فانزلوه	عائشة	2787	67
		3525	
قوموا معنا	ابن عباس	1456	3490
قوموا فان للموت فزعا	ابوهريرة	1659	2017
قيدوا العلم بالكتاب	انس بن مالك	369	2026
قيدوا العلم بالكتاب	عبد الله بن العباس	369	2026
قيدوا العلم بالكتاب	عبد الله بن عمرو	369	2026
قيل لی: انت منهم	عبد الله	1920	3486
		3360	
قيلوا فان الشياطين لاتقيل	انس	2521	1647
كانك حزنت عليه؟	اخو قرة بن اياس	1553	2577
كانی انظر الى بياض كشح رسول الله ﷺ	ابوسعيد الخدرى	767	3195
كانی انظر الى موسى عليه السلام فی هذا	عبد الله	3833	2023
كانی انظر الى موسى بن عمران منهبطا	ابوهريرة	3834	2958
كاتب يا سلمان!	سلمان الفارسی	2718	894
		3454	
كافل اليتيم ـله او لغيره ـ انا وهو كهاتين فی	ابوهريرة	2522	962
كان ﷺ فی غزوة تبوك اذا ارتحل قبل زيغ	معاذ بن جبل	632	164
كان ابغض الحديث اليه ـ يعنی: الشعر	عائشة	2523	3095
كان ابن مسعوديقرأ القرآن رجلا ، فقرا الرجل	موسى بن يزيدالكندی	2921	2237
كان احب الالوان الی رسول الله ﷺ الخضرة	انس	2008	2054
كان احب الشراب اليه الحلو البارد	عائشة	1905	3006
كان احب العرق الی رسول الله ﷺ ذراع الشاة	عبد الله	1907	2055
كان اخوان علی عهدالنبی ﷺ فكان احدهما	انس	384	2769
		1061	
كان اذا اتاه الرجل وله اسلم لا يحبه؛ حوله	عتبة بن عبد السلمی	1487	209
كان اذا اتی بالشیء يقول: اذهبوا به الى فلانة	انس	3226	2818
كان اذااجتهدلا حد فی الدعاء قال: جعل الله	انس	3090	1810
كان اذا اراد ان يزوج بنتا من بناته جلس	ابن عباس	1431	2973
كان اذا اراد ان يزوج بنتا من بناته جلس	ابوهريرة	1431	2973
كان اذا اراد ان يزوج بنتا من بناته جلس	انس بن مالك	1431	2973

طرف الحديث	اسم الراوى	هذا	المترجم الصحيحة
كان اذا اراد ان يزوج بنتا من بناته جلس	عائشة	1431	2973
كان اذا اراد ان يسجد كبر ثم يسجد	ابوهريرة	759	604
كان اذا اراد ان ينام وضع يده تحت خده	البراء بن عازب	3107	2754
كان اذا اراد ان ينام وضع يده تحت خده	حذيفة بن اليمان	3107	2754
كان اذا اراد ان ينام وضع يده تحت خده	حفصه بنت عمر	3107	2754
كان اذا ان ينام وهو جنب، توضأ	عائشة	3108	390
كان اذا اراد حاجة لايرفع ثوبه	ابن عمر	438	1071
كان اذا اراد دخول قرية لم يدخلها	ابولبابةبن عبدالمنذر	3048	2759
كان اذا استراث الخبر تمثل فيه ببيت	عائشة	377	2057
كان اذا استفتح الصلاة قال: سبحانك اللهم	انس بن مالك	695	2996
كان اذااسلم الرجل، كان اول مايعلمناالصلاة	طارق بن اشيم	479	3030
كان اذا اشتدت الريح يقول: اللهم	سلمة بن الاكوع	3052	2058
كان اذا اشتكى احد راسه قال: اذهب	سلمي امراة ابى رافع	1760	2059
كان اذا اشتكى رقاه جبريل فقال: بسم الله	عائشة	1723	2060
كان اذا اصبح؛ قال: اللهم بك اصبحنا، وبك	ابوهريرة	3093	262
كان اذا اعتم سدل عمامته	ابن عمر	2009	717
كان اذا اعجبه نحو الرجل امره بالصلاة	انس	485	2953
كان اذا اكل الطعام اكل مما يليه	عائشة	1819	2062
كان اذا انصرف من صلاة الغداة يقول: هل	ابوهريرة	760	473
كان اذا اوى الى فراشه كل ليلة جمع	عائشة	2810	3104
كان اذا اوى الى فراشه نام على شقه الايمن	البراء بن عازب	3109	2889
كان اذا بعث احدا من اصحابه فى بعض امره	ابوموسى	2811	992
كان اذا بلغه عن الرجل شيء لم يقل: ما بال	عائشة	2552	2064
كان اذا تضور من الليل قال: لا اله الا الله	عائشة	892	2066
كان اذا التقى الختانان اغتسل	عائشة	434	2063
كان اذاتكلم بكلةاعادهاثلاثا؛ حتى تفهم عنه	انس	2812	3473
كان اذا تهجد يسلم بين كل ركعتين	عائشة	858	2365
كان اذا توضأ ادار الماء على مرفقيه	جابر	399	2067
كان اذا جاء الباب يستاذن لم يستقبله	عبدالله بن بسر	2524	3003
كان اذا جلس احتبى	ابوسعيدالخدرى	4041	827
كان اذا جلس فى الثنتين او فى الاربع	عبد الله بن الزبير	702	2248
كان اذا جلس مجلسا، او صلى صلاة تكلم	عائشة	2682	3164
كان اذاحزبه امر، قال:يا حى!ياقيوم!برحمتك	انس بن مالك	3044	3182
كان اذا حلف على يمين لايحنث	عائشة	1282	2068

طرف الحديث	اسم الراوی	هذا	المترجم الصحيحة
كان اذا خرج من بيته قال: بسم الله	ام سلمة	2813	3163
كان اذا خرج من الخلاء؛ توضأ	عائشة	458	3481
كان اذادعا(يعنى: فى الاستسقاء)جعل ظاهر	انس بن مالك	3063	2491
كان اذا ذهب المذهب ابعد	المغيرة بن شعبة	439	1159
كان اذا راى مايحب؛ قال: الحمد لله الذى	عائشة	3060	265
كان اذا راى الهلال	طلحة بن عبيد الله	3061	1816
كان اذا راعه شيء قال: هو الله ربى	ثوبان	3045	2070
كان اذا رفع راسه من الركوع فى صلاة الصبح فى	ابوهريرة	761	2071
كان اذا ركع؛لو صب على ظهره ماء لاستقر	البراء بن عازب	771	3331
كان اذا رمى جمرة العقبة؛ مضى ولم يقف	ابن عباس	1033	2073
كان اذاسلم لم يقعد الا مقدار ما يقول: اللهم	عائشة	706	2074
كان اذا سمع اسما قبيحا؛ غيره	عائشة	1488	208
كان اذا سمع المؤذن قال مثل ما يقول ، حتى	ابورافع	679	2075
كان اذا شرب ، تنفس ثلاثا	انس بن مالك	1820	387
		1834	
كان اذا صافح رجلا لم يترك يده ، حتى	انس بن مالك	2654	2485
كان اذا صعد المنبر سلم	جابر	373	2076
		517	
كان اذا صعد المنبر؛ اقبلنا بوجوهنا اليه	جده	372	2080
		516	
كان اذا صلى الغداة فى سفر مشى عن	انس بن مالك	2162	2077
كان اذاصلي الفجرامهل حتي اذاكانت الشمس	على	654	237
كان اذاصلي الفجر تربع في مجلسه حتى تطلع	جابر بن سمرة	717	2954
كان اذاصلي همس ، فقال: افطنتم لذلك؟ انى	صهيب	763	1061
كان اذا طاف بالبيت مسح	ابن عمر	998	2078
كان اذا عطس حمد الله ، فيقال له: يرحمك	عبدالله بن جعفر	2707	2387
كان اذا غزا فلم يقاتل اول النهار لم يعجل	النعمان بن مقرن المزنى	2137	2826
كان اذا غضب احمرت عيناه	ابن مسعود	4042	2079
كان اذاقام في الصلاةقبض على شماله بيمينه	وائل	765	2247
كان اذا قام من الليل يتهجد؛ صلى ركعتين	ابوهريرة	731	3199
كان اذا كان راكعا او ساجدا، قال: سبحنك	عبد الله بن مسعود	773	2084
كان اذا كان صائما امر رجلا فاوفى	سهل بن سعد	869	2081
كان اذا كان فى سفر ، فاسحر يقول:	ابوهريرة	3051	2638
كان اذا كان قبل التروية بيوم	ابن عمر	1034	2082

طرف الحديث	اسم الراوی	هذا	المترجم الصحيحة
كان اذا كان مقيما اعتكف العشر الاواخرمن	انس	893	1410
كان اذا كره شيئا عرفناه في وجهه	ابوسعيد الخدرى	4043	2085
كان اذا مشى كانه يتوكأ	انس بن مالك	4044	2083
كان إذا مشى لم يلتفت	جابر	4046	2086
كان اذا مشى مشى اصحابه امامه	جابر بن عبدالله	2527	2087
كان اذا نزل الوحى عليه ثقل لذالك	زيد بن ثابت	3792	2088
		4030	
كان اذا هاجت ريح شديدة قال: اللهم انى	انس	3053	2757
كان اذا ودع الجيش	عبد الله بن زيد الخطمى	3057	1605
كان ارحم الناس بالعيال والصبيان	انس بن مالك	2442	2089
كان اسم زينب برة	ابوهريرة	1489	211
كان اصحاب النبى ﷺ اذا تلاقوا تصافحوا	انس	2649	2647
كان اصحابه يتبادحون بالبطيخ ، فاذا	بكر بن عبيد الله	3305	435
كان اصحابه يمشون امامه اذا خرج	جابر	2814	436
كان اكثر دعائه: يا مقلب القلوب! ثبت قلبى	ام سلمة	1285	2091
		3024	
كان اكثر دعائه: يا مقلب القلوب! ثبت قلبى	ام سلمة	1285	2091
		3024	
كان اهل الجاهلية يقولون: الطيرة من الدار	ابوهريرة	240	993
كان اول من ضيف الضيفان ابراهيم	ابوهريرة	3829	725
كان بابه يقرع بالاظافير	انس بن مالك	2525	2092
كان بشرا من البشر؛ يفلى ثوبه	عائشة	4047	671
كان بعث الوليدبن عقبةابن ابيمعيط الى بنى	ابن عباس	2528	3088
كان تنام عيناه ، ولا ينام قلبه	انس	3215	3557
كان خاتم النبوة فى ظهره بضعة ناشزة	ابوسعيد الخدرى	244	2093
		4029	
كان خاتم النبوة فى ظهره بضعة	ابوسعيد الخدرى	244	2093
كان خير فرسننا اليوم ابوقتادة ، وخير رجالتنا	سلمة	3463	3553
كان داود اعبد البشر	ابو الدرداء	3895	707
كان رجل ممن كان قبلكم لم يعمل خيرا قط	ابوهريرة	20	3048
كان رجل من الانصار اسلم؛ ثم ارتد	ابن عباس	2328	3066
كان رجل من اليهود يدخل على	زيد بن ارقم	2943	2761
كان الرجلان من اصحاب النبى ﷺ اذ التقيا	ابومدينة الدارمى	2816	2648
كان رحيما ، وكان لايأتيه احد الا وعده	انس بن مالك	2529	2094

طرف الحديث	اسم الراوی	هذا	المترجم الصحيحة
كان رسول الله اذا اكل او شرب قال: الحمد	ابوايوب الانصارى	1829	2061
كان رسول الله ﷺ ابيض؛ كانما صيغ من	ابوهريرة	3214	2053
		4048	
كان رسول الله ﷺ اذا خرج مسيرة ثلاثة اميال	انس بن مالك	775	163
كان رسول الله ﷺ اذا صلي بالناس خر رجال	فضالة بن عبيد	1051	2169
كان رسول الله ﷺ اذا صلي همس شيئا لا افهمه	صهيب	764	2459
كان رسول الله ﷺ اذا فرغ من قراء ة ام القرآن	ابوهريرة	658	464
كان رسول الله ﷺ قد شمط مقدم راسه	جابر بن سمرة	2010	3005
كان رسول الله ﷺ لا يفضل بعضنا على بعض	عائشة	3896	1479
كان رسول الله ﷺ ليدلع لسانه للحسن بن على	ابوهريرة	1537	70
كان رسول الله ﷺ يبدو الى هذه التلاع	عائشة	2434	524
كان رسول الله ﷺ يخطب الى جذع نخلة	جابر	3799	3547
كان رسول الله ﷺ يضع لحسان منبرا فى	عائشة	3422	1657
كان رسول الله ﷺ يعرف بريح الطيب اذا اقبل	ابراهيم	459	2137
كان رسول الله ﷺ يمر بالقدر فياخذ العرق	عائشة	776	3028
كان رسول الله ﷺ يوصينا بكم	ابوسعيد الخدرى	360	280
		4098	
كان شبح الذراعين ، اهدب اشفار العينين	ابوهريرة	3213	2095
		4049	
كان شيبه نحو عشرين شعرة	ابن عمر	2011	2096
كان ضخم اليدين والقدمين ، حسن الوجه	انس	3212	3558
كان طلق حفصة ثم راجعها	عمر	1286	2007
		1542	
كان طلق حفصة ثم راجعها	عمر	1286	2007
		1542	
كان على النبى ﷺ درعان يوم احد	الزبير بن العوام	3437	945
كان فى آخر امره يكثر من قول: سبحان الله	عائشة	2980	3157
كان فى بنى اسرائيل امرأة قصيرة	ابوسعيد	3897	486
كان فى سفره الذى ناموا فيه حتى طلعت	ابوجحيفة	611	396
كان فى الكعبة صور ، فامر عمر بن	جابر	1936	3115
كان فى مفرق راسه شعرات اذا	جابر بن سمرة	2012	3004
كان فيمن كان قبلكم رجل به جرح فجزع	جندب بن عبد الله	245	3013
		2309	
كان فيمن كان قبلكم رجل جرح	جندب بن عبد الله	3898	1485

طرف الحديث	اسم الراوى	هذا	المترجم الصحيحة
كان قائما يصلى فى بيته ، فجاء رجل فاطلع	انس	2817	612
كان قد نهانا عن ان ناكل لحوم نسكنا فوق	ابوسعيد الخدرى	1891	2969
كان كاشفاعن فخذه ، فاستأذن ابو بكر ، فاذن	عائشة ام المؤمنين	3268	2719
كان الكتاب الاول ينزل من باب واحد على	ابن مسعود	2947	587
كان كلامه كلاما فصلا يفهمه	عائشة	378	2097
كان لايتطير من شيء ، وكان اذا بعث	بريدة	212	762
كان لا يتفاءل ولا يتطير	ابن عباس	214	777
كان لا يجد ما يملأبطنه من الدقل	النعمان	1057	2106
كان لايخيل على من رآه	عبد الله بن مسعود	3225	2729
كان لايدع ركعتين قبل الفجر	عائشة	645	2920
			3174
كان لا يدفع عنه الناس ، ولايضربوا عنه	ابن عباس	2531	2107
كان لا يراجع بعد ثلاث	زياد بن سعد	4051	2108
كان لايسبح فى السفر قبلها ولا بعدها	ابن عمر	652	2816
كان لايصافح النساء فى البيعة	عبد الله بن عمرو	1401	530
كان لايصلى المغرب وهو صائم حتى يفطر	انس	870	2110
كان لايفطر ايام البيض فى حضر	ابن عباس	855	580
كان لايقرأ القرآن فى اقل من ثلاث	عائشة	2952	2466
كان لايقنت الا اذا دعا لقوم	انس	762	639
كان لاينام حتى يقرأ ﴿الزمر﴾	عائشة	3102	641
كان لايصلى فى لحفنا	عائشة	777	3321
كان لاينام الا والسواك عنده ، فاذا	ابن عمر	394	2111
كان لاينام حتى يقرأ: ﴿الم- تنزيل﴾	جابر	3101	585
كان لكم يومان تلعبون فيهما ، وقدابدلكم الله	انس بن مالك	2818	2021
كان له حمار يقال له: عفير	عبد الله بن مسعود	4050	2098
كان له خرقة يتنشف بها بعد الوضوء	عروة	418	2099
كان له قصعة يقال لها: الغراء يحملها اربعة	عبد الله بن بسر	1880	2105
كان له ملحفة مصبوغة بالورس والزعفران	انس	1987	2101
كان لواء رسول الله ﷺ ابيض	ابن عباس	2164	2100
كان المؤذن يؤذن على عهد رسول الله ﷺ	انس بن مالك	650	234
كان مما يقول للخادم: الك حاجة؟	خادم للنبى ﷺ	2530	2102
		2533	
كان من تلبيته ﷺ: لبيك اله الحق	ابوهريرة	996	2146
كان من دعائه ﷺ: اللهم اغفر لى ما قدمت	ابوهريرة	3023	2944

طرف الحدیث	اسم الراوی	ھذا	المترجم الصحیحة
کان من دعائه ﷺ:اللهم!انی اعوذبک من جار	ابوھریرة	1503	3137
کان النبی ﷺ اذا حلف قال: والذی نفس محمد	رفاعةبن عرابةالجهنی	1281	2069
کان نبیکم اذاکان راکعااوساجداقال:سبحانک	عبد الله	772	3032
کان ھذا الامر فی حمیر، فنزعه الله	ذو مخبر	3806	2022
کان وسادته التی ینام علیها باللیل	عائشة	2013	2103
کان یاتی ضعفاء المسلمین، ویزورھم	سهل بن حنیف	2244	2112
کان یاخذ الوبرة من جنب البعیر من المغنم	عبادة بن الصامت	1375	1942
کان یاخذ الوبرة من جنب البعیر	عبادةبن الصامت	1223	670
		1273	
کان یاخذ الوبرة من قصة من فیء الله	العرباض	1275	669
کان یاکل البطیخ بالرطب	عائشة	1911	57
کان یاکل الرطب مع الخربز۔ یعنی: البطیخ۔	انس	1912	58
کان یاکل القثاء بالرطب	عبد الله بن جعفر	1910	56
کان یامر بتغییر الشیب مخالفة للاعاجم	عقبة بن عبد	1979	2114
کان یامربناته ونساء ہ ان یخرجن فی العیدین	ابن عباس	607	2115
		1540	
کان یامرنا ان نصنع المساجد فی دورنا	عمن حدثه من اصحاب رسول الله ﷺ	597	2724
کان یامرھا ان تسترقی من العین	عائشة	1598	2521
کان یؤتی بالتمر فیه دود، فیفتشه	انس بن مالك	1913	2113
کان یأمر العائن فیتوضأ	عائشة	1599	2522
کان یباشر وھو صائم، ثم یجعل	عائشة	879	221
کان یبدأ اذا افطر بالتمر	انس	871	2117
کان یبیت اللیالی المتتابعة طاویا واھله	ابن عباس	1058	2119
کان یتخلف فی المسیر، فیزجی الضعیف	جابر بن عبد الله	2532	2120
کان یتعوذ بهذه الکلمات: اللهم رب الناس	عائشة	1724	2775
		3119	
کان یتوسد یمینه عند المنام، ثم	البراء بن عازب	3106	2703
کان یتوضأ مما مست النار	ام سلمة	432	2121
کان یتوضأ واحدة واحدة، وثنتین ثنتین	معاذ بن جبل	400	2122
کان یجتهد فی العشر الاواخر ما لا	عائشة	894	2123
کان یجلس علی الارض، ویاکل علی الارض	ابن عباس	2479	2125
		2534	
کان یجلس القرفصاء	ابوامامة الحارثی	4040	2124
کان یجمع بین الصلاتین فی السفر	ابوسعید	633	3040

طرف الحديث	اسم الراوى	هذا	المترجم الصحيحة
كان يستحب يوم الخميس ان يسافر	ام سلمة	2167	2128
كان يسجد على اليتى الكف	البراء بن عازب	768	2966
كان يسلم تسليمة واحدة	انس	703	316
كان يسمر مع ابى بكر فى الامر من امر	عمر بن الخطاب	1342	2781
كان يسمي الانثى من الخيل فرسا	ابوهريرة	2819	2131
كان يشرب فى ثلاثة انفاس ، اذا ادنى الاناء	ابوهريرة	1821	1277
		1832	
		1835	
كان يشير باصبعه السباحة فى الصلاة	عبدالرحمن بن ابزى	701	3181
كان يصلى بمكة ركعتين-يعني- الفرائض	عائشة	490	2815
كان يصلى عند المقام ، فمر به ابو جهل	ابن عباس	788	275
كان يصلى قائما تطوعا	عائشة	790	2716
كان يصلى قبل الظهر -بعد الزوال- اربعا	عبد الله بن السائب	638	3404
كان يصلى قبل الظهر اربعا ، يطيل فيهن القيام	عائشة	637	2705
		641	
كان يصلى ما بين المغرب والعشاء	انس	653	2132
كان يصلى الهجير ، ثم يصلى بعدها	عائشة	602	3488
كان يصلى ، فاذا سجد؛ وثب الحسن و	عبدالله بن مسعود	740	312
كان يصوم فى السفر ويفطر	ابن مسعود	835	191
كان يضع صدره ووجهه	عبد الله بن عمرو	1037	2138
كان يضمر الخيل يسابق بها	عمر	2121	2133
كان يعجبه الحلو البارد	عائشة	1906	2134
كان يعجبه الرؤيا الحسنة	انس	379	2135
كان يعرض نفسه على الناس فى	جابر	3206	1947
كان يعلمنا اذا اصبح احدنا ان	عبدالرحمن بن ابزى	3096	2989
كان يعوذ بهذه الكلمات: اللهم رب	عائشة	1724	2775
		3119	
كان يغير الاسم القبيح الى الاسم الحسن	عائشة	1485	207
كان يفطر على رطبات قبل ان يصلى	انس بن مالك	872	2840
كان يقبل وهوه صائم ، ويباشر وهو صائم	عائشة	876	220
		880	
كان يقبلنى وهو صائم وانا صائمة	عائشه	877	219
كان يقرأ فى ركعتى الفجر ، والركعتين	ابن عمر	643	3328
كان يقرا فى الظهر والعصر بـ ﴿سبح اسم﴾	انس	564	1160

طرف الحديث	اسم الراوى	هذا	المترجم الصحيحة
كان يقرأ: ﴿انه عمِلَ غير﴾	عائشة		2809
كان يقول ان الخير خير الآخرة	انس بن مالك	3303	3198
كان يقول حين يريد ان ينام: اللهم فاطر	عبد الله بن عمرو	3105	3443
كان يقول فى دبر الصلاة اذا سلم قبل	عبد الله بن الزبير	3083	3160
كان يقول في دبر كل صلاة مكتوبة حين يسلم	المغيرة بن شعبة	707	196
كان يقول فى دعائه: اللهم انى اعوذبك من	ابو هريرة	3020	3943
كان يقول: اللهم انى اعوذبك من العجز	زيد بن الارقم	1502	4005
		3028	
كان يقوم فيصلى من الليل على خمرته	ميمونة زوج النبى	791	3343
كان يكتحل فى عينه اليمنى ثلاث	انس	1942	633
كان يكتحل وترا	انس	1943	2746
كان يكثر دهن راسه، ويسرح لحيته	سهل بن سعد	1963	720
كان يكره ان يؤخذ من راس الطعام	سلمى	2591	3125
كان يكره ان يطأ احد عقبه	عبد الله بن عمرو	2815	1239
كان يلاعب زينب بنت ام سلمة	انس	1577	2141
كان يلبس يوم العيد بردة حمراء	ابن عباس	1984	1279
		2015	
كان يمر بالغلمان فيسلم عليهم	انس بن مالك	2629	1278
		2632	
كان يمشى مشيا يعرف فيه انه ليس	ابن عباس	4045	2104
كان يمنع اهله الحلية والحرير	عقبة بن عامر	1968	338
		2000	
كان ينام وهو ساجد، فمايعرف نومه الا بنفخه	عبد الله	792	2925
كان ينتبذ له فى سقاء، فاذا لم يكن سقاء	جابر	1805	3009
كان ينهانا عن الارفاه	رجل من اصحاب النبى ﷺ	1964	502
كان يوتر بركعة، وكان يتكلم بين الركعتين	عائشة	824	2962
كان يوم الاحزاب (وفى رواية: يوم الخندق)	البراء بن عازب	2536	3242
كانت اكثر ايمان رسول الله ﷺ لا ومصرف	ابن عمر	1280	2090
		4053	
كانت امرأة تصلى خلف النبى ﷺ حسناء	ابن عباس	895	2472
كانت تاخذ رسول الله ﷺ الخاصرة	عائشة	1652	3339
كانت تحت المنى من ثوبه ﷺ وهو يصلى	عائشة	793	3172
كانت جويرية اسمها برة، فحول رسو الله ﷺ	ابن عباس	1486	212
كانت حاضنتى من بنى سعد بن بكر	عتبة بن عبدالسلمى	3789	373

طرف الحديث	اسم الراوی	هذا	المترجم الصحيحة
كانت لحفنا على عهد رسول الله ﷺ نلبسها	انس بن مالك	778	2791
كانوا اذا فزعوا فزعوا الى الصلاة	صهيب	493	3466
كانوا يصلون مع رسول الله ﷺ فاذا ركع	البراء بن عازب	538	2616
الكبرياء ردائي والعزة ازاري، فمن نازعني واحدا	ابو هريرة	2557	541
كتاب الله، هو حبل الله الممدود	ابو سعيد الخدری	2895	2024
كتبت عنده سورة ﴿النجم﴾ فلما بلغ	ابو هريرة	2924	3035
كذ و كذا من التمر	ام سلمة	965	2655
كذاك سوقك بالقوارير، يعني النساء	صفية بنت حيي	1511	3205
		2438	
كذب ابو السنابل؛ ليس كما قال	سبيعة بنت الحارث	1287	3274
كذب من قال ذلك! بل له اجره مرتين	سلمة	3463	3553
كذبت، بل خير الرجال رجال اهل اليمن	عمرو بن عبسة السلمی	3393	2606
			3127
كذبت، لايدخلها، فانه شهد بدرا	جابر	3464	2519
		3470	
كذبوا!الآن جاء القتال، لاتزال امتي امة قائمة	سلمة بن نفيل السكونی	176	3367
كذبوا، الآن، الآن جاء القتال	سلمة بن نفيل الكندی	3740	1935
كذالك فضعه في حلاله وجنبه حرامه	ابو ذر	2803	575
كف عنا جشاءك فان اكثرهم شبعا في الدنيا	ابن عمر	1083	343
		3775	
كفاك الحية ضربة بالسوط	ابو هريرة	1288	676
كفر بالمرء ادعاء نسب لايعرفه	عبد الله بن عمرو	245	3370
كفوا صبيانكم عند فحمة العشاء	جابر بن عبد الله	2537	3454
		2686	
كفى بالمرء اثما ان يحدث بكل ما سمع	ابو هريرة	383	2025
كل ابن آدم اصاب من الزنا لامحالة	ابو هريرة	2659	2804
كل امتي يدخل الجنة الا من ابى	ابو هريرة	306	3141
كل امرئ مهيأ لما خلق له	ابو الدرداء	71	2033
كل اهل النار يرى مقعده من الجنة	ابو هريرة	4010	2034
كل ايام التشريق ذبح	ابو سعيد الخدری	1022	2476
كل ايام التشريق ذبح	ابو هريرة	1022	2476
كل ايام التشريق ذبح	جبير بن مطعم	1022	2476
كل ايام التشريق ذبح	رجل من اصحاب النبی ﷺ	1022	2476
كل خطبة ليس فيها تشهد	ابو هريرة	2712	169

طرف الحديث	اسم الراوی	هذا	المترجم الصحيحة
كل نفس من نبی آدم سيد	ابو هريرة	2820	2041
كل ولدك نحلت كما نحلته؟	النعمان بن بشير	1519	2847
كل يمين يحلف بها دون الله شرك	ابن عمر	1412	2042
		53	
كل؛ فلعمری لمن اكل برقية باطل	علاقة بن صحار	1725	2027
كلا انه اواب	ابن الادرع	375	1709
كلكم يدخل الجنة الا من شرد على الله شراد	ابوامامة الباهلی	4011	2043
كلمات الفرج: لا اله الا الله	ابن عباس	3042	2045
كلوا بسم الله من حواليها	واثلة بن الاسقع الليثی	1822	2030
كلوا جميعاو لاتتفرقوا، فان طعام الواحد يكفی	ابن عمر	2806	2691
كلوا الزيت وادهنوا به؛ فانه من شجرة مباركة	ابو اسيد	1917	379
كلوا الزيت وادهنوا به؛ فانه من شجرة مباركة	ابو هريرة	1917	379
كلوا الزيت وادهنوا به؛ فانه من شجرة مباركة	عبد الله بن عباس	1917	379
كلوا الزيت وادهنوا به؛ فانه من شجرة مباركة	عمر	1917	379
كلوا من جوانبها، ودعوا ذروتها	عبد الله بن بسر	1824	393
		1881	
كلوا واشربوا، ولايهيدنكم الساطع	قيس بن طلق	896	2031
كلوا	سلمان الفارسی	2718	894
		3454	
كلوه- يعنی: الثوم-؛ فانی لست كاحدكم	ام ايوب	1919	2784
كلو من ذی الحجة الى ذی الحجة	عائشة	1889	3109
كلو من ذی الحجة الى ذی الحجة	علی	1889	3109
كلوه، ومن اكل منكم فلايقرب	ابو سعيد الخدری	897	2032
كم من جار متعلق بجاره يقول: يا رب! سل	ابن عمر	2542	2646
كم من عذق دواح لابی الدحداح فی الجنة	انس بن مالك	3403	2964
كما لايجتنی من الشوك العنب، كذالك	يزيد بن مرثد	248	2046
كمايضاعف لناالاجر، كذالك يضاعف علينا	عائشة	3899	2047
كن فی الدنيا كانك غريب، اوعابر سبيل	عبد الله بن عمر	1081	1157
كن مع صاحب البلاء	ابو ذر	2329	2877
كنا اذا انتهينا الى النبی ﷺ، جلس احدنا	جابر بن سمرة	2672	330
كنا اذا رأينا الرجل يلعن اخاه رايناه ان قد اتی	سلمة بن الاكوع	2544	2649
كنااذاسلم النبی ﷺ علينا قلنا: وعليك السلام	زيد بن ارقم	2631	1449
كنا اذا كنا مع النبی ﷺ فی سفر فقلنا: زالت	انس بن مالك	618	2780
كنامع رسول الله ﷺ فی سفر، فقال: انكم ان	ابو قتادة	612	2225

طرف الحديث	اسم الراوى	هذا	المترجم الصحيحة
		4027	
كنا نتزود لحوم الهدى على عهد	جابر	1039	805
كنا نسميها شباعة-يعني: زمزم- وكنا نجدها	ابن عباس	1841	2685
كنا نشرب ونحن قيام وناكل ونحن نمشى	ابن عمر	2119	3178
		2592	
كنانصلي مع رسول الله ﷺ العشاء، فاذا سجد	ابوهريرة	2538	3325
كنا ننهى ان نصف بين السوارى	قرة	581	335
كنت اعلمتها ثم افلتت منى	عبد الله	794	1112
كنت رجال فارسيا من اهل(اصبهان)من اهل	سلمان الفارسى	2718	894
		3454f	
كنت متكئا عند عائشة	مسروق/ عائشة	3801	3575
كنت مع النبى ﷺ بمكة، فخرجنا فى	على بن ابى طالب	3196	2670
كنت نهيتكم عن لحوم الاضاحي فوق ثلاث	بريدة	1890	2048
كنتم ترون ان الله كان يسلط على	عائشة	1652	3339
كنديان مذحجيان	ابوعبدالرحمن الجهنى	210	3432
كيف اصبحت يا فلان؟	عبد الله بن عمرو	1158	2952
كيف امسيت؟	محمود بن لبيد	3524	1158
كيف انتم اذا مرج الدين؟	ميموة	3623	2744
كيف انتم وربكم؟	انس	261	3020
كيف انعم وقد التقم صاحب القرن القرن	ابن عباس	3765	1079
كيف انعم وقد التقم صاحب القرن القرن	ابوسعيد الخدرى	3765	1079
كيف انعم وقد التقم صاحب القرن القرن	انس بن مالك	3765	1079
كيف انعم وقد التقم صاحب القرن القرن	البراء بن عازب	3765	1079
كيف انعم وقد التقم صاحب القرن القرن	جابر بن عبدالله	3765	1079
كيف انعم وقد التقم صاحب القرن القرن	زيد بن ارقم	3765	1079
كيف بك ياعبدالله بن عمرواذابقيت في حثالة	ابوهريرة	3617	206
كيف بكم اذا جمعكم الله كما يجمع النبل	عبد الله بن عمرو	3764	2817
كيف ترى جعيلا؟	ابوذر	1259	1037
كيف وجدت الامارة؟	رجل	2493	3239
لاخرجن اليهود والنصارى من جزيرة العرب	جابر بن عبد الله	1289	924
لاسلم وغفار ومزينة واخلاطهم من جهينة	عمروبن عبسة السلمى	3393	2606
			3127
لاسلم وغفار ورجلا من مزينة وجهينة: خير	انس	3394	3212
لاعطين الراية رجلا يحب الله ورسوله	سلمة	3463	3553

طرف الحديث	اسم الراوی	هذا	المترجم الصحيحة
لاعلمن اقواما من امتى ياتون يوم القيامة	ثوبان	2245	505
لأن اقعد مع قوم يذكرون الله	انس	2968	2916
لأن تصلي المراة في بيتها خيرلها من ان تصلى	عائشة	671	2142
لأن من ابواب الصدقة التكبير ، وسبحان الله	ابوذر	2803	575
لأن يزنى الرجل بعشر نسوة ايسر عليه	المقداد بن الاسود	1200	65
لأن يطعن فى راس رجل بمخيط من	معقل بن يسار	1195	226
لأن يمتلئ جوف احدكم قيحاحتى يريه خير	ابوهريرة	2759	336
لأن يمتلئ جوف احدكم قيحاحتى يريه خير	ابوسعيد الخدرى	2759	336
لأن يمتلئ جوف احدكم قيحاحتى يريه خير	سعد بن ابى وقاص	2759	336
لأن يمتلئ جوف احدكم قيحاحتى يريه خير	عبد الله بن عمر	2759	336
لأن يمتلئ جوف احدكم قيحاحتى يريه خير	عمر	2759	336
لأن يمسك احدكم يده عن الحصى	جابر بن عبد الله	795	3062
لأنالفتنةبعضكم اخوف عندي من فتنةالدجال	حذيفة	3629	3082
لئن عشت ان شاء الله؛ لانهين ان	عمر بن الخطاب	1290	2143
لئن عشت لاخرجن اليهود والنصارى	عمر بن الخطاب	2098	1134
لا آمر احدا ان يسجد لاحد	ابن عباس	1456	3490
لا ابايعك ان الناس يهاجرون اليكم	الحارث بن زياد الساعدى	3327	1672
لا اجد ما اعطيك	رجل من بنى اسد	986	1719
لااجر الا عن حسبة ، ولا عمل الا بنية	ابوذر	2572	2415
لا احلف على يمين فارى غيرها خيرا	عائشة	1282	2068
لا اشبع الله بطنه	ابن عباس	3410	82
لااعتكاف الا فى المساجد الثلاثة	حذيفة	807	2786
لااقسم ، لااقسم ، لااقسم	عبد الله بن عمرو	494	3451
لا البسه ابدا	انس بن مالك	2003	2975
لا اله الا الله وحده لاشريك له ، له الملك	عبد الله بن الزبير	3083	3160
لااله الا الله ، ويل للعرب	زينب بنت جحش	3662	987
لاامئلك لك من الله شيئا ، قد بلغت	عمر بن الخطاب	3715	2865
لابأس بالحيوان واحدا باثنين	جابر	1179	2416
لابأس بالغنى لمن اتقى	يسار بن عبد الله الجهنى	2212	174
لابأس بذلك	ابوهريرة	410	2940
لابد للناس من عريف ، والعريف فى النار	انس بن مالك	2160	1417
لابشيء من نعمك ربنا نكذب	جابر	2922	2150
لاتأذنوا لمن لم يبدأ بالسلام	جابر	2602	817
لاتاكل الحمار الاهلى ، ولا كل ذى	ابوثعلبة الخشنى	1915	475

طرف الحديث	اسم الراوی	هذا	المترجم الصحيحة
		1929	
لاتاكل متكئا، ولا على غربال	ابوالدرداء	2590	3122
		2677	
		2867	
لاتؤذی امراة زوجها فی الدنيا؛ الا قالت	معاذبن جبل	1459	173
لاتبادروا الامام بالركوع والسجود	ابوهريرة	537	3476
		663	
لاتباع ام الولد	خوات بن جبير	1180	2417
لاتبدأ بفيك، فان الكافر يبدا بفيه	نفير	398	2820
لاتبدؤوا اليهود والنصاری بالسلام	ابوهريرة	2657	704
لاتبسط يدك الا الی خير	اسودبن اصرم المحاربی	949	1560
		2732	
		4092	
لاتبك يامعاذ!للبكاء، اوان البكاء من الشيطان	معاذ	1753	2497
		4066	
لاتبيعوا القينات، ولا تشتروهن	ابوامامة	1181	2922
لاتتخذوا المساجد طرق؛ الا لذكر او صلاة	عبد الله بن عمر	598	1001
لاتتخذوا بيوتكم قبورا، صلوا فيها	زيدبن خالد الجهنی	589	2418
لاتتخذوا الضيعة فترغبوا فی الدنيا	ابن مسعود	1087	12
لاتتمنوا الموت	خباب	954	2831
		2337	
لاتتهم الله تبارك وتعالی فی شیء قضی	عبادة بن الصامت	280	3334
لاتجادلوا بالقرآن، ولا تكذبوا	النواس بن سمعان	340	3447
لاتجادلوا فی القرآن، فان جدالا فيه	عبد الله بن عمرو	341	2419
		2896	
لاتجمعوا بين اسمی وكنيتی	ابوهريرة	2868	2946
لاتجنی ام علی ولد	طارق المحاربی	1241	989
لاتجنی عليه، ولا يجنی عليك	الخشخاش العنبری	1242	990
لاتجنی نفس علی اخری	اسامة بن شريك	1243	988
لاتحج امراة الا ومعها محرم	ابن عباس	1045	3065
لاتحرم الاملاجة والاملاجتان	ام الفضل	1323	3259
لاتحقرن شيئا من المعروف ان تاتيه	الهجيمی	2324	3422
		4102	
لاتحقرن من المعروف شيئا ولو ان تفرغ	ابوجری الهجيمی	935	1352

طرف الحديث	اسم الراوى	هذا	المترجم الصحيحة
لاتحلفوا بآبائكم	سهل بن حنيف	1410	3953
لاتختصوا ليلة الجمعة بقيام من بين الليالى	ابوهريرة	508	980
لاتخيفوا انفسكم بعد امنها	عقبة بن عامر	1166	2420
لاتدخلوا على هؤلاء المقوم المعذبين	ابن عمر	1012	19
		2113	
		2294	
لاتديموا النظر الى المجذومين	ابن عباس	1655	1064
لاترجع قلوب اقوام على الذى كانت عليه	حذيفة بن اليمان	390	2739
		1393	
		3631	
لاترجع قلوب اقوام على الذى كانت عليه	حذيفة بن اليمان	390	2739
		1393	
		3631	
لاترجع قلوب اقوام على الذى كانت عليه	حذيفة	390	2739
		1393	
		3631	
لاتزال امة من امتى ظاهرين على الحق	معاوية	3478	1971
لاتزال طائفة من امتى ظاهرين على الحق لا	ثوبان	3480	1957
لاتزال طائفة من امتى ظاهرين على	عمر بن الخطاب	3479	1956
لاتزال طائفة من امتى ظاهرين	ابن ابى شيبة	3771	270
لاتزال طائفة من امتى قوامة	ابوهريرة	3482	1962
لاتزال طائفة من امتى يقاتلون على الحق	زيد بن ارقم	3483	1958
		3513	
لاتزال طائفة من امتى يقاتلون على الحق	عمران بن حصين	3485	1959
لاتزال طائفة من امتى يقاتلون على	جابر بن عبدالله	3486	1960
لاتزال عصابة من امتى يقاتلون على امر الله	عبد الله بن عمرو	3687	1108
		3689	
لاتزال من امتى عصابة قوامة على	ابوهريرة	3484	3425
		3487	
		3512	
لاتزال من امتى عصابة قوامة على	ابن السمط	3484	3425
		3487	
		3512	
لاتزالون بخير مادام فيكم من رآنى	واثلة بن الاسقع	3345	3283

طرف الحديث	اسم الراوی	هذا	المترجم الصحيحة
لاتزكوا انفسكم؛ فان الله هو اعلم بالبرة منكن	زينت بنت ابي سلمة	2768	210
لاتزول قدما ابن آدم يوم القيامة	ابن مسعود	3773	946
لا تسأل المراة طلاق اختها لتكتفئ ما في	ام سلمة	1546	2805
لاتسبن احدا ، ولا تحقرن شيئا من المعروف	ابو جري جابر بن سليم	1955	1109
		2869	
		4095	
لاتسبوا تبعا ، فانه كان قد اسلم	سهل بن سعد الساعدى	3906	2423
لاتسبوا تبعا ، فانه كان قد اسلم	عائشة	3906	2423
لاتسبوا تبعا ، فانه كان قد اسلم	عبدالله بن عباس	3906	2423
لاتسبوا تبعا ، فانه كان قد اسلم	وهب بن منبه	3906	2423
لاتسبوا الدهر ؛ فان الله عزوجل قال: انا	ابوهريرة	283	532
لاتسبوا الريح ، فاذا رايتم ما تكرهون	ابى بن كعب	3054	2756
لاتسبوا الشيطان ، وتعوذوا بالله من شره	ابوهريرة	3166	2422
لاتسبوا ورقة؛ فانى رايت له	عائشة	3449	405
لاتسبى الحمى فانها تذهب خطايا بنى آدم	جابر بن عبدالله	1580	1215
		1582	
لاتسبى الحمى فانها تذهب خطايا بنى آدم	جابر بن عبد الله	1669	715
		1685	
لاتستبطئوا الرزق ، فانه لم يكن عبد	جابر بن عبد الله	175	2607
لاتستمتعوا من الميتة باهاب ولاعصب	عبد الله بن عكيم	469	2812
لاتسموا بالحريق- يعنى: فى الوجه	ابن عباس	2089	305
لاتشددوا على انفسكم	سهل بن حنيف	349	3124
لاتشرب مسكرا ، فانى حرمت كل مسكر	ابوموسى	1794	2424
		1800	
لاتشربوا فى الدباء ، ولا فى المزفت	ابن عباس	1874	2425
لاتصحب الملائكة ركبا معهم جلجل	عبدالله بن عمر	2090	1873
لاتصدقوا الا على اهل دينكم	سعيد بن جبير	915	2766
لاتصدقوا اهل الكتاب ولاتكذبوهم	ابوهريرة	353	422
لاتصلوا الى قبر ، ولاتصلوا على قبر	ابن عباس	808	1016
لاتصلوا حتى ترتفع الشمس؛ فانها تطلع بين	ابوبشير الانصارى	626	3041
لاتصلوا عند طلوع الشمس ولا عند غروبها	انس بن مالك	625	314
لاتصم يوم الجمعة الا ايام هو	بشير	885	2945
لاتصم يوم السبت الا فى فريضة	ابوامامة	888	3101
لاتصوم المرأة يوم تطوعا فى	ابوهريرة	905	395

طرف الحديث	اسم الراوی	هذا	المترجم الصحيحة
لاتصوم امراة الا باذن زوجها	ابوسعيد الخدری	2897	2172
لاتصوموا هذه الايام	حمزة الاسلمی	1021	3573
لاتصوموا يوم الجمعة الا وقبله يوم	ابوهريرة	886	981
لاتضربه، فانی نهيت عن ضرب اهل الصلاة	ابوامامة .	1324	2379
لاتطعموهم مما لاتأكلون	عائشة	914	2426
لاتعجبوا بعمل احد حتى تنظروا	انس بن مالك	250	1334
لاتعجل فان ابابكر اعلم قريش بانسابهم	عائشة	3424	1180
لاتغزى هذه(يعنى: مكة)بعد اليوم الى يوم	الحارث بن مالك	3555	2427
لاتفريط فی النوم، انما التفريط فی اليقظة	ابوقتادة	612	2225
		4027	
لاتفعل؛ فان مقام احدكم فی سبيل الله خير	رجل من اصحاب رسول الله ﷺ	2036	902
لاتقاتل قوما حی تدعوهم	يحيی بن اسحاق	2181	2641
لاتقتلوا الجراد، فانه جند من جنود	ابوزهير النميری	3919	2428
لاتقسم	ابن عباس	1411	121
		325	
لاتقصوا الرؤيا الا على عالم او ناصح	ابوهريرة	2696	119
لاتقل عليك السلام؛ فان عليك السلام تحية	ابوجری جابر بن سليم	1955	1109
		2869	
		4095	
لاتقولوا للمنافق: سيدنا؛ فانه ان يك سيدكم	بريدة	2710	371
لاتقولوا: ما شاء الله وشاء فلان	حذيفة	1409	137
لاتقولوا: ما شاء الله وما شاء محمد	الطفيل بن سخبرة	5	138
لاتقوم الساعة الى على شرار الخلق	عبد الله بن عمرو	3687	1108
		3689	
لاتقوم الساعة حتى تزول الجبال عن اماكنها	سمرة	3568	3061
لاتقوم الساعة حتى تظهر الفتن	ابوهريرة	3582	2772
لاتقوم الساعة حتى تعود ارض العرب	ابوهريرة	3583	6
لاتقوم الساعة حتى تقاتلوا قوما صغار الاعين	ابوسعيد الخدری	3575	2429
لاتقوم الساعة حتى لايحج البيت	ابوسعيد الخدری	3576	2430
لاتقوم الساعة حتى يبنی الناس بيوتا	ابوهريرة	3570	279
لاتقوم الساعةحتى يتسافدوا فی الطريق	عبد الله بن عمرو	3571	481
لاتقوم الساعة حتى يمر الرجل بقبر الرجل	ابوهريرة	3578	578
لاتقوم الساعة حتى يمطر الناس مطرا عاما	انس	3579	2773
لاتقوم الساعة حتى يمطر الناس مطرا	ابوهريرة	3580	3266

طرف الحديث	اسم الراوی	هذا	المترجم الصحيحة
لاتقوم الساعة على احد يقول: الله ، الله	انس	3688	3016
لاتقوم الساعة؛ حتى يقتل الرجل جاره	ابوموسى	3577	3185
لا تكثروا الضحك؛ فان كثرة	ابوهريرة	2289	506
لاتكرهوا البنات؛ فانهن المؤنسات الغاليات	عقبة بن عامر	1432	3206
لاتكرهوا مرضاكم على الطعام والشراب	جابر بن عبدالله	1786	727
لاتكرهوا مرضاكم على الطعام والشراب	عبدالرحمن بن عوف	1786	727
لاتكرهوا مرضاكم على الطعام والشراب	عبد الله بن عمر	1786	727
لاتكرهوا مرضاكم على الطعام والشراب	عقبةبن عامرالجهنى	1786	727
لاتلاعنوا بلعنة الله ، ولا بغضبه	سمرة بن جندب	2871	893
لاتلعن الريح فانها مأمورة	ابن عباس	2872	528
لاتلقوا البيوع ، ولايبع بعض على بعض	ابن عمر	1070	1030
لاتمثلوا بالبهائم	عبد الله بن جعفر	1325	2431
لاتنتهى البعوث عن غزو هذا البيت	ابوهريرة	3556	2432
لاتنزلوا على جواد الطرق	جابر	2734	2433
لاتنسوا، كتكبير الجنائز	بعض اصحاب النبى	782	2997
لاتوقدوا نارا بليل	ابوسعيد الخدرى	3489	1547
لاجناح عليك	عطاء بن يسار	1451	498
لاخير فيمن لايضيف	عقبة بن عامر	2573	2434
لاخير فيها؛ هى من اهل النار	ابوهريرة	2829	190
لاسمر الا لمصلى او مسافر	عبد الله	2690	2435
لاشؤم، وقد يكون اليمن فى ثلاثة:	مخمر بن معاوية	243	1930
		1644	
لاشىء فى الهام، والعين حق	حابس التميمى	1586	2949
		1589	
لاشيء له	ابوامامة	2217	52
لاصاعى تمر بصاع، ولا صاعى	ابوسعيد الخدرى	1074	3574
لاصلاة بعد العصرحتى تغرب الشمس	ابوذر	627	3412
لاضرر ولا ضرار	ابوسعيد الخدرى	1326	250
لاضرر ولا ضرار	ابوهريرة	1326	250
لاضرر ولا ضرار	ثعلبة بن مالك	1326	250
لاضرر ولا ضرار	جابر بن عبدالله	1326	250
لاضرر ولا ضرار	عائشة	1326	250
لاضرر ولا ضرار	عبادة بن الصامت	1326	250
لاضرر ولا ضرار	عبد الله بن عباس	1326	250

طرف الحديث	اسم الراوی	هذا	المترجم الصحيحة
لا يا بنت الصديق! ولكنهم الذين يصومون	عائشة زوج النبی ﷺ	2296	162
لا يا عائشة! انه لم يقل يوما:	عائشة	43	249
لايبغض الانصار رجل يؤمن	ابن عباس	3323	1234
لايبغض الانصار رجل يؤمن	ابوسعيد	3323	1234
لايبغض الانصار رجل يؤمن	ابوهريرة	3323	1234
لايبلغ عبد حقيقة الايمان حتى يعلم	ابو الدرداء	65	3019
لايتكلفن احد لضيفه ما لايقدر عليه	سلمان	2833	2440
لايتم بعد احتلام، ولا يتم على جارية اذا هى	حنظلة	2574	3180
لايتمنين احدكم الموت؛ فانه عند انقطاع	ابن عم عابس الغفارى	3625	979
لايجتمع الايمان والكفر فى قلب امرئ	ابوهريرة	286	1050
لايجتمعان۔يعنى: الخوف والرجاء۔ فى	انس بن مالك	287	1051
لايجلس الرجل بين الرجل وابنه فى المجلس	سهل بن سعد	2674	3556
لايجوز لامرأة عطية فى مالها الا	عبد الله بن عمرو	1461	825
لايحافظ على صلاة الضحى الا اواب	ابوهريرة	718	703
			1994
لايحل لاحد يحمل فيها السلاح لقتال	جابر	3510	2938
لايحل للخليفة الا قصعتان: قصعة ياكلها هو	على بن ابى طالب	1332	362
لايحل لمسلم ان يهجر مسلما فوق ثلاث	هشام بن عامر	2873	1246
لايخبط شجرة ولايعضد؛الامايساق به الجمل	عدى بن زيد	3508	3234
		3656	
لايدخل الجنة جسد غذى بالحرام	ابوبكر الصديق	1182	2609
لايدخل الجنة عاق، ولامدمن	ابو الدرداء	1791	675
لايدخل الجنة عاق، ولا منان	عبد الله بن عمرو	1792	673
لايدخل الجنة قتات	حذيفة بن اليمان	2823	1034
لايدخل الجنة مدمن خمر	ابوموسى الاشعرى	1793	678
لايدخل الجنة من كان فى قلبه مثقال حبة	عبد الله بن سلام	2556	3257
لايدخل الجنة من النساء الا من كان منهن	عمرو بن العاص		1850
لايدخل شىء من الكبر الجنة	ابوريحانة	288	1626
لايدخل هذا بيت قوم؛ الا ادخله الله الذل	ابوامامة الباهلى	1122	10
لايذهب الليل والنهار حتى تعبد اللات والعزى	عائشة	3572	1
لايذهب الليل والنهار، حتى يملك رجل	ابوهريرة	3573	2441
لايرث الصبى حتى يستهل صارخا	جابر بن عبدالله	1295	152
لايرث الصبى حتى يستهل صارخا	المسور بن مخرمة		152
لايرد القضاء الا الدعاء، ولايزيد فى العمر	سلمان	3039	154

طرف الحديث	اسم الراوى	هذا	المترجم الصحيحة
لايزال امر هذ الامة مواتيا او مقاربا	ابن عباس	64	1515
		202	
لايزال اهل الغرب ظاهرين حتى	سعدبن ابى وقاص	3514	965
لايزل الدين قائما حتى تقوم الساعة	جابر بن سمرة	289	964
لايزال طائفة من امتى ظاهرين حتى	المغيرة بن شعبة	3477	1955
لايزال الله يغرس فى هذا الدين غرسا	ابوعنبة الخولانى	2297	2442
لايزال الناس بخير؛ ما لم يتحاسدوا	ضمرة بن ثعلبة	2575	3386
لايزال الناس يسألون يقولون: ما كذا؟	انس بن مالك	26	966
لايزال هذا الامر فى قريش ما بقى	عبد الله بن عمر	1369	375
لايزال هذا الدين قائما يقاتل عليه	جابر بن سمرة	290	963
		3772	
لايزال هذا الامر عزيزا الى اثنى عشر	جابر بن سمرة	1373	376
لايزنى الزانى حين يزنى وهو مؤمن	ابوهريرة	88	3000
لايستقيم ايمان عبد حتى يستقيم قلبه	انس بن مالك	2541	2841
		2576	
لايسمع النداء احد فى مسجدى هذا	ابوهريرة	810	2518
لايشرب الخمر رجل من امتى فتقبل له صلاة	عبدالله بن عمرو	492	709
		1801	
لايشربن احد منكم قائما	ابوهريرة	1840	175
لايشكر الله من لا يشكر الناس	الاشعث بن قيس	2874	416
لايصبر على لأوائها وشدتها احد الا كنت	ابن عمر	2564	3073
لايضركم من ضل من الكفار اذا اهتديتم	ابوعامر الاشعرى	181	2560
لايعدى شيء شيئا، لايعدى شيء شيئا	ابوهريرة		1152
لايعضه بعضكم بعضا	عبادة بن الصامت	2821	2443
لايعطف عليكن بعدي الاالصادقون الصابرون	عبدالرحمن بن عوف	2577	3318
لايفتح الانسان على نفسه باب مسألة	ابوهريرة	987	2543
لايفقهه من يقرؤه فى اقل من ثلاث	عبد الله بن عمرو	2951	1513
لايقتل بعضكم بعضا ولا يصب	ام جندب	1327	2445
لايقطع الابطح الا شدا	ام ولد شيبة	1044	2437
لايقولن احدكم: زرعت، ولكن ليقل: حرثت	ابوهريرة	2875	2801
لايقولن احدكم: عبدى، فكلكم عبيد الله	ابوهريرة	2876	803
لايقوم الرجل للرجل من مجلسه ولكن افسحوا	ابوهريرة	2673	228
لايقيمن احدكم اخاه يوم الجمعة ثم ليخالف	جابر	2675	1302
لايلدغ المؤمن من جحر واحد مرتين	ابن عمر	291	1175

طرف الحديث	اسم الراوی	هذا	المترجم الصحيحة
		3547	
لتركبن سنن من كان قبلكم شبرا بشبر	ابن عباس	2247	1348
لتقاتلنه وانت ظالم له	الزبير	3542	2659
لتقاتلنه وانت ظالم له	على	3542	2659
لتملأن الارض جورا و ظلما	قرة	3637	1529
لتنهكن الاصابع بالطهور	عبدالله بن مسعود	406	3489
لذلك غسلته الملائكة	عبد الله بن الزبير	3426	326
لست ابكى ، انما هى رحمة ، ان المؤمن	ابن عباس	1746	1632
لست من الدنيا ، وليست منى	انس بن مالك	1094	1275
لصوت ابى طلحة فى الجيش	انس	3465	1916
لعل احداكن تطول ايمتها من ابويها	اسماء ابنة يزيد الانصارية	1467	823
لعلك ترزق به	انس	384	2769
		1061	
لعلك ترزق به	انس	384	2769
		1061	
لعله تنفعه شفاعتى يوم القيامة	ابوسعيد الخدرى	3466	54
لعن الخامشة وجهها ، والشاقة	ابوامامة	1748	2147
لعن رسول الله ﷺ من يسم فى الوجه	ابن عباس	2018	2149
لعن الله العقرب لاتدع مصليا	عائشة	1027	547
لعن الله العقرب؛ لاتدع مصليا ولا غيره	على	1653	548
لعن الله من ذبح لغير الله ، لعن الله من غير	ابن عباس	2545	3462
لعن الله الواشمات والمستوشمات	ابن مسعود	2017	2792
لعن المختفى والمختفية	عائشة	1765	2148
لقد تاب توبة لو تابها اهل المدينة لقبل منهم	وائل الكندى	2253	900
لقد تاب توبة لو تابها صاحب مكس	ابن عباس	1217	3238
لقدحكم فيهم اليوم بحكم الله الذي حكم به	سعد بن ابى وقاص	2168	2745
لقد حكمت بحكم الله عزوجل وحكم	عائشة	2787	67
		3525	
لقد خرج ابوبكر على عهد رسول الله ﷺ	ام سلمة	1102	2929
لقددخل عليّ البيت ملك لم يدخل على قبلها	عائشة	3297	822
		3550	
لقددخل عليّ البيت ملك لم يدخل على قبلها	ام سلمة	3297	822
		3550	
لقدرايتنانصلى مع رسول الله ﷺ صلاة الفجر	عائشة	616	332

طرف الحديث	اسم الراوى	هذا	المترجم الصحيحة
لما صور الله تبار وتعالى آدم عليه السلام	انس	3823	2158
لما عرج بى ربى عزوجل مررت بقوم لهم	انس بن مالك	2822	533
لما قدم جعفر من الحبشة عانقه النبى ﷺ	جابر	م3302	2657
لماقسم رسول اللهﷺغنائم حنين بـالجعرانة	ابن مسعود	2494	3175
لما كان ليلة اسرى بى ، واصبحت بمكة	ابن عباس	252	3021
		4026	
لما كان ليلة اسرى بى ، واصبحت بمكة	ابن عباس	252	3021
		4026	
لما لقى موسى الخضر عليهما السلام جاء	ابى بن كعب	3901	2467
لما نزلت هذه الآية التى فى (الفرقان)	زيد بن ثابت	1185	2799
		3743	
لما نزلت هذه الآية:﴿ليس على الذين﴾	عبد الله بن مسعود	3360	3486
لما نزلت هذه الآية: ﴿يا ايها الذين آمنوا﴾	عياض الاشعرى	3468	3368
لما نفخ الله فى آدم الروح ، فبلغ الروح راسه	انس	3824	2159
لن يدخل احد منكم عمله الجنة	ابوسعيد الخدرى	2331	2602
لن يدخل احد منكم عمله الجنة	ابوهريرة	2331	2602
لن يدخل احد منكم عمله الجنة	اسامة بن شريك	2331	2602
لن يدخل احد منكم عمله الجنة	جابر	2331	2602
لن يدخل احد منكم عمله الجنة	عائشة	2331	2602
لن يدخل النار رجل شهد بدرا	جابر	3469	2160
لن يعجز الله هذه الامة من نصف يوم	ابوثعلبة الخشنى	3782	1643
لن يلج الدرجات العلى من تكهن او تكهن له	ابو الدرداء	218	2161
		233	
له بكل يوم صدقة قبل ان يحل الدين	بيردة	941	86
لوآمن بى عشرة من اليهو؛ ما بقى على	ابوهريرة	255	2162
لو اخذتم اهابها	ميمونةزوج النبى	1883	2163
لواخطاتم حتى تبلغ خطاياكم السماء ثم	ابوهريرة	2252	903
لو افلت احد من ضمة القبر؛ لافلت	ابوايوب	1704	2164
		1707	
لواقررت الشيخ؛ لاتيناه مكرمة لابى بكر	انس بن مالك	3244	496
لوان ابن آدم هرب من رزقه كما يهرب من	جابر	2263	952
لو ان حجرا يقذف به فى جهنم	ابوموسى الاشعرى	4001	2165
لو ان رجلا يجر على وجهه من يوم ولد	عتبة بن عبد	2262	446
لوان رجلين دخلا فى الاسلام فاهتجرا؛ لكان	عبد الله بن مسعود	2383	3294

طرف الحديث	اسم الراوی	هذا	المترجم الصحيحة
لو ان العباد لم يذنبوا؛ لخلق الله عزوجل	عبد الله بن عمر	2254	967
لوان لابن آدم واديا من ذهب لابتغى اليه ثانيا	بريدة	2957	2911
لوان لابن آدم واديا من مال لابتغى اليه ثانيا	ابى بن كعب	تحت 2954	2908
لو ان الله يؤاخذنى وعيسى بذنوبنا	ابوهريرة	3902	3200
لو ان ما يقل ظفر مما فى الجنة بدا	سعد بن ابى وقاص	3969	3396
لوان الماء الذى يكون منه الولد اهرقته على	انس بن مالك	154	1333
لوانتجت فرسالم تركب فلوهاحتي تقوم الساعة	حذيفة بن اليمان	390 1393 3631	2739
لوانتجت فرسالم تركب فلوهاحتي تقوم الساعة	حذيفة بن اليمان	390 1393 3631	2739
لوانتجت فرسالم تركب فلوهاحتي تقوم الساعة	حذيفة	390 1393 3631	2739
لو انك اتيت اهل عمان ما سبوك ولا ضربوك	ابوبرزة	3532	2730
لوانكم اذا خرجتم من عندى تكونون	انس بن مالك	3150	2235
لو انكم تتوكلون على الله حق توكه	عمر بن الخطاب	2264	310
لو انكم لاتخطئون لاتى الله بقوم يخطئون	ابوهريرة	2256	969
لو انكم لم تكن لكم ذنوب	ابوايوب الانصارى	2255	968
لوتدومون على ما تكونون عندى فى الخلاء	انس	2265	1965
لو تركها لدارت او طحنت الى يوم القيامة	ابوهريرة	256	2937
لوتركوه فلم يلقحوه لصلح	انس	321	3977
لوتعلمون قدر رحمة الله عز وجل؛ لاتكلتم	ابن عمر	8	2167
لوتعلمون ما ذخر لكم؛ ما حزنتم على	العرباض بن سارية	2207	2168
لوتعلمون ما لكم عند الله عز وجل	فضالة بن عبيد	1051	2169
لوتكونون كما تكونون عندى	حنظلة الاسيدى	2266	1976
لو جعل القرآن فى اهاب	عقبة بن عامر	2898	3562
لوخرجتم الى ابلنا ، فاصبتم من ابوالها والبانها	انس	1766	2170
لودخلتموها؛ لوتزالوا فيها الى يوم القيامة	على	318 1386	181
لورايتمونى وابليس فاهويت بيدى	ابوسعيد الخدرى	2547 3223	3251

طـرف الـحـديث	اسم الراوی	هـذا	المترجم الصحيحة
		4031	
لو سترته بثوبك؛ كان خيرا لك	سعيد بن المسيب	1201	3460
		1209	
لو سترته بثوبك؛ كان خيرا لك	محمد بن المنكدر	1201	3460
		1209	
لو سترته بثوبك؛ كان خيرا لك	نعيم بن هزال	1201	3460
		1209	
لو غفر لكم ما تاتون الى البهائم	ابو الدرداء	2083	514
لو فعل؛ لاخذته الملائكة عيانا	ابن عباس	3203	3296
لو قلت: بسم الله؛ لطارت	طلحة	3440	2171
لو قلت: بسم الله ، لطارت بك الملائكة	ابن شهاب	257	2796
لو قلت: بسم الله ، لطارت بك الملائكة	انس	257	2796
لو قلت: بسم الله ، لطارت بك الملائكة	جابر	257	2796
لو كان اسامة جارية لكسوته	عائشة	3353	1019
لو كان الايمان عند الثريا لناله	ابوهريرة	3453	1017
لو كان الايمان معلقا بالثريا لناله	ابن عمر	3533	1018
لو كان بعدى نبي؛ لكان عمر	عقبة بن عامر	3253	327
لو كان فى هذا المسجد مئة الف او يزيدون	ابوهريره	4013	2509
لو كان لابن آدم واديا من ذهب	ابن عباس	2955	2909
لو كان لابن آدم واديان من مال	ابن الزبير	1104	2907
		2954	
لو كان لابن آدم واديان من مال	ابن عباس	1104	2907
		2954	
لو كان لابن آدم واديان من مال	ابوموسى	1104	2907
		2954	
لو كان لابن آدم واديان من مال	انس	1104	2907
		2954	
لو كان لى مثل احد ذهبا لسرنى ان لا	ابوهريرة	1096	1139
لو كانت الدنيا تعدل عند الله جناح بعوضة	ابوهريرة	1084	686
لو كانت الدنيا تعدل عند الله جناح بعوضة	جماعة من الصحابة	1084	686
لو كانت الدنيا تعدل عند الله جناح بعوضة	الحسن	1084	686
لو كانت الدنيا تعدل عند الله جناح بعوضة	سهل بن سعد	1084	686
لو كانت الدنيا تعدل عند الله جناح بعوضة	سهل بن سعد	1085	943
لو كانت الدنيا تعدل عند الله جناح بعوضة	عبد الله بن عباس	1084	686

طرف الحديث	اسم الراوى	هذا	المترجم الصحيحة
لو كانت الدنيا تعدل عند الله جناح بعوضة	عبد الله بن عمر	1084	686
لو كانت الدنيا تعدل عند الله جناح بعوضة	عمرو بن مرة	1084	686
لو كانت سورة واحدة لكفت الناس	ابو سعيد الخدرى	2897	2172
لو كنت آمرا احدا ان يسجد لاحد	زيد بن ارقم	1457	3366
لو كنت انا لاسرعت الاجابة ، وماابتغيت العذر	ابو هريرة	3151	3150
لو كنتم تغرفون من بطحان ما زدتم	ابو حدرد الاسلمى	1159	2173
لولبثت فى السجن ما لبث يوسف ثم جاء	ابو هريرة	3796	1867
		3819	
لو لم احتضنه ، لحن الى يوم القيامة	ابن عباس	3798	2174
لو لم احتضنه ، لحن الى يوم القيامة	انس	3798	2174
لو لم تذنبوا لجاء الله بقوم يذنبو ليغفر لهم	ابن عباس	2258	970
لو لم تكله لاكلتم منه ، ولقام لكم	جابر	258	2625
لو لم تكونوا تذنبون؛ خشيت	انس	2260	658
لويعلم الذى يشرب وهو قائم ما فى بطنه	ابو هريرة	1838	176
			2175
لويعلم الناس فى الوحدة ما اعلم	ابن عمر	2105	61
		2784	
لو لا ان اشق على امتى؛ لفرضت على امتى	بعض اصحاب النبى	395	3067
لو لا ان تكون سنة؛ يقال: خرجت فلانة!	ام كبشة	2095	2740
لو لا ان لاتدافنوا؛ لدعوت الله عزوجل	انس	1700	158
لو لا انكم تذنبون لخلق الله خلقا يذنبون	ابو ايوب	2257	1963
لو لا ما مسه من انجاس الجاهلية	عبد الله بن عمرو	1654	2619
لو لا ما مسه من انجاس الجاهلية	عبد الله بن عمرو	1768	3355
		3917	
ليأتين على امتى زمان يتمنون فيه الدجال	حذيفة	3630	3090
ليأتين على الناس زمان؛ قلوبهم قلوب	عبد الله بن عمرو	3777	3357
ليأتين عليكم امراء؛ يقربون شرار الناس	ابو سعيد	1354	360
ليأتين عليكم امراء؛ يقربون شرار الناس	ابو هريرة	1354	360
ليأكل احدكم بيمينه ، وليشرب بيمينه	ابو هريرة	1823	1236
		1875	
ليبشر فقراء المهاجرين	واثلة بن الاسقع	2487	3426
		3319	
ليبلغن هذا الامر ما بلغ الليل والنهار	ابو ثعلبة	3679	3
ليبلغن هذا الامر ما بلغ الليل والنهار	تميم الدارى	3679	3

طرف الحديث	اسم الراوى	هذا	المترجم الصحيحة
ليبلغن هذا الامر ما بلغ الليل والنهار	المقداد	3679	3
ليبيتن قوم من هذه الامة على طعام و شراب	ابن عباس	3694	1604
ليت شعرى! متى تخرج نار من اليمن	ابوذر	3654	3083
		3747	
ليتخذ احدكم قلبا شاكرا	ثوبان	2269	2176
ليتمنين اقوام لو اكثروا من السيئات	ابوهريرة	3776	2177
ليتمنين اقوام لو اكثروا من السيئات	ابوهريرة	2334	3053
ليحملن شرار هذه الامة على سنن الذين	شداد بن اوس	1402	3312
ليدخلن الجنة بشفاعة رجل ، ليس بنبى	ابوامامة	3903	2178
ليدخلن الجنة من امتى سبعون الفا	ثوبان	3922	2179
ليدخلن عليكم رجل لعين	عبد الله بن عمرو	3536	3240
ليس يا ابن ام عبد! طاعة لمن عصى الله	عبد الله	1381	2864
ليس احد احب اليه المدح من الله	الاسود بن سريع	259	2180
ليس احد اصبر على اذى سمعه من الله	ابو موسى	260	2249
ليس بذلك ، ولكنه الذين يملك نفسه عند الغضب	عبد الله بن مسعود	638	3404
ليس بمؤمن من لا يأمن جاره غوائله	انس بن مالك	2540	2181
ليس ذاك بالرقوب ، ولكنه الرجل ، فما تعدون	عبد الله بن مسعود	2417	3406
		2553	
ليس ذاك النفاق	انس بن مالك	3150	2235
ليس ذاكم النفاق	انس	261	3020
ليس شىء اطيع الله فيه اعجل ثوابا من صلة	ابوهريرة	2379	978
ليس شىء خيرا من الف مثله الا الانسان	سلمان	3471	2183
ليس شىء من الجسد الايشكوالى الله اللسان	ابوبكر الصديق	2747	535
ليس على رجل طلاق فيما لا يملك	عبد الله بن عمرو	1541	2184
ليس على الماء جنابة	ميمونة	461	2185
ليس على النساء حلق	ابن عباس	1040	605
ليس على ولد الزنا من وزر ابويه شىء	عائشة	1551	2186
ليس عليها غسل حتى تنزل	خولة بنت حكيم	452	2187
ليس فى الارض من الجنة الا ثلاثة اشياء	ابوهريرة	3970	3111
ليس في الجنة شيء يشبه مافي الدنياالاالاسماء	ابن عباس	3957	2188
ليس فى الخيل والرقيق زكوة الا زكوة الفطر	ابوهريرة	960	2189
ليس فى المأمومة قود	طلحة	1291	2190
ليس فيما دون خمس من الابل صدقة	ابوسعيد الخدرى	967	2192
ليس للمراة ان تنتهك شيئا من مالها	واثلة	1464	775

طرف الحديث	اسم الراوی	هذا	المترجم الصحيحة
ليس للنساء وسط الطريق	ابوهريرة	2827	856
ليس المؤمن بالطعان، ولا باللعان	عبد الله بن مسعود	2831	320
ليس المؤمن الذى يشبع وجاره جائع الى جنبه	ابن عباس	2828	149
ليس من عمل يوم الا وهوه يختم عليه	عقبة بن عامر الجهنى	1687	2193
ليس منا من تشبه بغير	عبد الله بن عمرو	1292	2194
ليس منا من تطير او تطير له، او	عمران بن حصين	220	2195
		235	
		237	
ليس منا من حلف الامانة	بريدة	1416	325
ليس منا من سحر (او سحر له) او	ابن عباس	221	2650
		236	
		238	
ليس منا من لم يرحم صغيرنا، ويوقر كبيرنا	انس بن مالك	2548	2196
ليستحلن طائفة من امتى الخمر باسم	عبادة بن الصامت	3692	90
ليستغن احدكم عن الناس	ابن عباس	1160	2198
ليسلم الراكب على الراجل	عبدالرحمن بن شبل	2635	2199
ليصل الرجل فى المسجد الذى يليه ولايتبع	ابن عمر	796	2200
ليغشين امتى من بعدى فتن كقطع الليل	ابن عمر	3628	1267
ليقران القرآن ناس من امتى يمرقون من	ابن عباس	3659	2201
ليكف احدكم من الدنيا خادم	بريدة الاسلمى	1054	2202
ليكونن فى هذه الامة خسف وقذف	انس	3696	2203
ليكونن من امتي اقوام يستحلون الحروالحرير	ابوعامراوابومالك الاشعرى	3693	91
	3695		
ليلة الضيف حق على كل مسلم، فمن اصبح	ابوكريمة الشامى	2832	2204
ليلة القدر ليلة سابعة او تاسعة و عشرين	أبوهريرة	849	2205
لينتهين اقوام عن ودعهم الجمعات	أبوهريرة	507	2967
لينتهين اقوام عن ودعهم الجمعات	عبد الله بن عمر	507	2967
ليهنك العلم ابا المنذر!	ابى بن كعب	385	3410
ليودن اهل العافية يوم القيامة ان	جابر بن عبد الله	1693	2206
ليوشك رجل ان يتمنى انه خر من الثريا	ابوهريرة	1361	361
ليوشكن رجل ان يتمني انه خرمن الثريا، ولم يل	ابوهريرة	1403	2620
المؤمن الذي يخالط الناس ويصبر على اذاهم	ابن عمر	2859	939
المؤمن غر كريم، والفاجر خب لئيم	ابوهريرة	2566	935
المؤمن مألفة، ولا خيرفيمن لايالف ولا يؤلف	سهل بن سعد	2860	425

طرف الحديث	اسم الراوى	هذا	المترجم الصحيحة
ما اصطفى الله لعباده: سبحن الله وبحمده	ابوذر	2973	1498
ما اطعمت نفسك؛ فهو لك صدقة	المقدام بن معدى كرب	921	452
ماظن فلان وفلان يعرفان من ديننا الذى نحن	عائشة	2551	3077
ما اعدى الاول؟ لاعدوى ولا صفر	ابوهريرة		1152
ما اعطى الرجل امراته فهو صدقة	عمرو بن امية	1448	1024
ما اعطى اهل بيت الرفق لا نفعهم	عبيد الله بن معمر	2435	942
ما اعظم حرمتكَ	ابن عباس	3472	3420
ما اقفر من ادب بيت فيه خل	ام هانئ	1895	2220
ما اكلت يا ابا جحيفة؟!	ابوجحيفة	3774	3372
ما الفيتيه عندنا!	ابوهريرة	2976	3596
ما انا باقدر على ان ادع لكم ذالك على	عقيل بن ابى طالب	3208	92
ما انتم بجزء من مئة الف جزء ممن	زيد بن ارقم	3971	123
ما انتما باقوى على المشى منى	عبد الله بن مسعود	4054	2257
ما انزل الله داء؛ الا قد انزل له شفاء	عبد الله بن مسعود	1617	451
ما انعم الله على قوم نعمة	ابوالدرداء	100	3039
ما انكر قلبك فدعه	عبد الله بن معاوية	1261	2230
ما اهل مهل قطع الا بشر	ابوهريرة	994	1621
ما اوتيكم من شىء وما امنعكموه	ابوهريرة	4057	2221
ماوذى احد ما اوذيت فى الله عزوجل	بريدة	4058	2222
ما بال اقوام يقولون كذا وكذا؟!	عائشة	2552	2064
ما بال دعوى الجاهلية؟!	جابر بن عبد الله	262	3155
ما بال رجال بلغهم عنى امر ترخصت فيه	عائشة	875	328
		899	
ما بال قوم جاوزهم القتل اليوم حتى قتلوا	الاسود بن سريع	204	402
ما بال هذه؟	عقبة بن عامر الجهنى	1042	2930
		1425	
ما بقى شىء يقرب من الجنة ويباعد	ابوذر	386	1803
مابلغ ان تؤدى زكاته فزكى فليس بكنز	ام سلمة	962	559
ما بين السماء الى الارض احد	جابر بن عبد الله	3188	1718
ما تحاب رجلان فى الله؛ الا كان احبهما الى الله	انس	2744	450
ما ترك قوم الجهاد الا عمهم الله بالعذاب	ابوبكر	2064	2663
ما ترك؟	ابوهريرة	973	3483
ماتركت بعدي فتنةاضرعلي الرجال من النساء	اسامة بن زيد	3778	2701
ماتركت بعدي فتنةاضرعلي الرجال من النساء	سعيد بن زيد	3778	2701

طرف الحديث	اسم الراوی	هذا	المترجم الصحيحة
ما تريد ان تترك فی صاحبك من خير؟!	ابو ذر	2560	2696
ما تريدون من علی؟ ان عليا منی، وانا منه	عمران بن حصين	3276	2223
ما تستقل الشمس فيبقى شیء من خلق الله	عمرو بن رعبسة	3907	2224
ما تعدون الرقوب فيكم؟	عبد الله بن مسعود	2417	3406
		2553	
ما تعدون الشهيد؟	ابوهريرة	2053	1667
ما تقولون فی الزنا؟	المقداد بن الاسود	1200	65
ما تقولون؟ ان كان امر دياكم فشأنكم	ابو قتادة	612	2225
		4027	
ما تواد اثنان فی الله عزوجل او فی الاسلام	انس	2249	637
ماتوفی حتی احل الله له ان يتزوج من النساء	عائشة	4059	3224
ما جلس قوم مجلسا لم يذكروا الله فيه	ابوهريرة	3162	74
ما جلس قوم مجلسا يذكرون الله فيه؛ الا	ابوهريرة	2963	75
ما جلس قوم مجلسا، فلم يذكروا الله	ابوهريرة	3161	79
ما جلس قوم يذكرون الله عزوجل	انس	2964	2210
ما حبست الشمس علی بشر قط؛ الا علی	ابوهريرة	3866	2226
ما حدثكم اهل الكتاب فلا تصدقوهم ولا	ابونملة	354	2800
ما حملك علی هذا يا سواد؟	اشياخ من قوم حبان بن واسع	3374	2835
ما خالط قلب امرئ مسلم رهج	عائشة	2031	2227
			2554
ما خير عمار بين امرين الا اختار ارشدهما	عائشة	3539	835
مارآنی رسول الله ﷺ منذ اسلمت الا تبسم	جرير	3436	3193
ما رايت الذی هو ابخل منك؛ الا الذی يبخل	جابر	2460	3383
ما رايت مثل النار نام هاربها	ابوهريرة	3975	953
ما رئی رسول الله ﷺ ياكل متكأ قط	عبد الله بن عمرو	2589	2104
ما رزق عبد خيرا له ولا اوسع من الصبر	ابوهريرة	2836	448
ما زلت علی الحال التی فارقك عليها؟	جويرية	2969	2156
ما سألنی عنها احد قبلك	ابو الدرداء	199	1786
ما شأنی (وفی رواية: مالك) اجعلك حذائی	ابن عباس	816	606
			2590
ما صدق نبی من الانبياء ما صدقت	انس بن مالك	3192	397
ما صلی هذه الصلاة احد غيركم	ابوموسی	622	3969
ما ضر امراة نزلت بين بيتين من الانصار	عائشة	3340م	3434
ما ضرب ﷺ بيده خادما قط ولا امرأة	عائشة	4060	507

طرف الحديث	اسم الراوى	هذا	المترجم الصحيحة
ما طلعت شمس قط؛ الا بعث بجنبتيها	ابو الدرداء	930	443
ما ظن محمد بالله لو لقى الله عزوجل	عائشة	1099	2653
ما علمته اذ كان جاهلا	عبادة بن شرحبيل	387	2229
ما علمته اذ كان جاهلا ، ولا اطعمته اذ كان	عباد بن شرحبيل	388	453
		933	
ماعلى الارض من نفس تموت ، ولها عند الله	عبادة بن الصامت	2048	2228
ماعمل ابن آدم شيئاافضل من الصلاة ، وصلاح	ابوهريرة	2466	1448
ما فعلت الستة ـ قال: او السبعة ـ؟	عائشة	1100	1014
ما فعلت القبة؟	انس	953	2830
		2336	
ما فى السماء الدنيا موضع قدم الا عليه ملك	عائشة	3787	1059
مافي الناس مثل رجل آخذبعنان فرسه فيجاهد	ابن عباس	2043	2259
ما قال لكما؟	ابوذر	1842	3585
		1645	
		3495	
ما قعد قوم مقعدا لم يذكروا فيه الله	ابوهريرة	3156	76
ما قل وكفى خير مما كثر والهى	انس	2208	947
ما كان خلق ابغض الى رسول الله ﷺ من	عائشة	2472	2052
ما كان فى الدنيا شخص احب اليهم رؤية	انس	2839	358
ما كان لنبى ان يتهمه اصحابه	ابن عباس		2788
ما كان لى ولبنى عبد المطلب؛ فهو لكم	ابوجرول زهيربن صرد	2174	3252
ما كان من حلف فى الجاهلية فتمسكوا به	قيس بن عاصم	1297	2262
ما كانت هذه لتقاتل!	رباح بن ربيع	2161	701
ما كرهت ان يراه الناس فلا تفعله اذا خلوت	اسامة بن شريك	2840	1055
ما لأهلها فيها حاجة؟	ابو الدرداء	2343	3392
ما لبعيرك يشكوك؟ زعم انك سانيه	يعلى	3187	485
ما لصبيكم هذا يبكى؟	عائشة	1597	1048
ما لك يا امس السائب او يا ام المسيب	جابر بن عبدالله	1580	1215
		1582	
ما لك ياعائشة؟!! ان هذا ليس بيومك	صفية بنت حيى	1511	3205
		2438	
ما لك يا قتادة! ههنا هذه الساعة؟	قتادة بن النعمان	729	3036
ما لى فيه الا مثل ما لاحدكم منه ، اياكم	عبادة بن الصامت	1223	670
		1273	

طرف الحديث	اسم الراوى	هذا	المترجم الصحيحة
ما لى فيه الا مثل ما لاحدكم	عبادة بن الصامت	1375	1942
ما لى لم ار ميكائيل ضاحكا قط؟	انس بن مالك	3894	2511
ما لى من هذا الا مثل ما لاحدكم	عرباض	1275	669
ما لى وللدنيا؟! ما انا والدنيا؟!	عبد الله	2209	438
ما لى وللدنيا؟! ما مثلى ومثل الدنيا	ابن عباس	2210	439
ما مثلى ومثل الساعة الا كمثل رجل بعثه	سهل بن سعد الساعدى	3603	3220
ما مررت ليلة اسرى بى بملأ من الملائكة	ابن عباس	3909	2263
ما مسخت امة قط ، فيكون لها نسل	عبد الله بن عمر	3910	2264
ما ملأ آدمي وعاء شرا من بطن	المقدام بن معديكرب	1921	2265
ما من آدمي الا فى راسه حكمة بيد الملك	ابن عباس	2175	538
ما من احد من ولد آدم الا قد اخطأ	عبد الله بن عاباس	3911	2984
ما من احد من ولد آدم الا قد اخطأ	عبد الله بن عمرو	3911	2984
ما من احد من ولد آدم الا قد اخطأ	عمرو	3911	2984
ما من احد من ولد آدم الا قد اخطأ	ابوهريرة	3911	2984
ما من احد من ولد آدم الا قد اخطأ	الحسن البصرى	3911	2984
ما من احد من ولد آدم الا قد اخطأ	يحيى بن جعدة	3911	2984
ما من احد يسلم على ، الا رد الله	ابوهريرة	2999	2266
ما من احد يسمع بى من هذه الامة	سعيد بن جبير	253	3093
ما من احد يموت سقطا ولا هرما	المقدام	3976	2512
ما من اربعين من مؤمن يشفعون لمؤمن	عبد الله بن عباس	1769	2267
ما من امام يغلق بابه دون ذوى الحاجة والخلة	عمرو بن مرة	1345	629
ما من امتى من احد الا وانا اعرفه يوم القيامة	عبد الله بن بسر المازنى	424	2836
ما من امراة تقدم ثلاثا من الولد تحتسبهن	ابوهريرة	1554	2680
ما من امراة تنزع ثيابها فى غير بيتها	ام الدرداء	1997	3442
ما من امرىء مسلم ينقى لفرسه شعيرا	تميم الدارى	2841	2269
ما من امير عشرة الا يؤتى به يوم	ابوهريرة	1330	2621
ما من بعير الا على ذروته شيطان	ابو لاس الخزاعى	3912	2271
ما من بنى آدمي مولود الا يمسه الشيطان	ابوهريرة	1558	2711
ما من دعوة يدعو بها العبد افضل من:	ابوهريرة	3040	1138
مامن ذنب اجدر ان يعجل الله تعالى لصاحبه	ابو بكرة	2554	918
ما من ذى رحم ياتى رحمه فيساله فضلا اعطاه	جرير بن عبد الله	2380	2548
		2382	
مامن رجل يتعاظم في نفسه، ويختال في مشيته	عبد الله بن عمر	2558	2272
ما من رجل يخرج فى جسده جراحة	عبادة بن الصامت	2176	2273

طرف الحديث	اسم الراوی	هذا	المترجم الصحيحة
ما من رجل يلى امر عشرة فما فوق ذالك	ابوامامة	1331	349
		1364	
ما من رجلين تحابا فى الله بظهر الغيب	ابوالدرداء	2428	3273
ما من شيء يصيب المؤمن فى جسده يؤذيه	معاوية	1667	2274
ما من شيء الا يعلم انى رسول الله: الا كفرة	يعلى بن مرة	4028	3311
ما من صلاة مفروضه الا وبين يديها ركعتان	عبد الله بن الزبير	651	232
ما من عام الا والذى بعده شر منه	انس بن الك	3670	1218
ما من عام باكثر مطرا من عام	ابن عباس	3913	2461
مامن عبد اتى اخاله يزوره فى الله الانادى مناد	انس	2429	2632
ما من عبد الا وله صيت فى السماء ، فاذا	ابوهريرة	2272	2275
ما من عبد مؤمن الا وله ذنب يعتاده الفينة	ابن عباس	2248	2276
ما من عبد مسلم ينفق من كل مال له زوجين	ابوذر	932	567
مامن عبديسترعيه الله رعيةيموت يوم يموت	معقل بن يسار المزنى	1404	2631
ما من عبد يصرع صرعة من مرض	ابوامامة	1670	2277
ما من القلوب قلب الا وله سحابة كسحابة	على بن ابى طالب	2268	2268
ما من قوم اجتمعوا فى مجلس	عبد الله بن مغفل	3157	2557
ما من قوم جلسوا مجلسا لم يذكروا	ابن عمرو	3158	80
ما من قوم يعمل فيهم بالمعاصى	جرير	2335	3353
ما من قوم يقومون من مجلس لا يذكرون	ابوهريرة	3159	77
ما من مؤمن يعزى اخاه بمصيبة	محمد بن عمرو بن حزم	1770	195
ما من مسلم تدرك له ابنتان فيحسن اليهما	ابن عباس	1559	2776
ما من مسلم يبيت على ذكر الله طاهرا	معاذ	3104	3288
ما من مسلم يغرس غرسا ، او يزرع	انس	1119	7
ما من مسلم يغرس غرسا؛ الا كان	جابر	1120	8
مامن مسلم يفعل خصلةمن هؤلاء الا اخذت	ابوذر	2560	2669
مامن مسلمين يلتقيان فيتصافحان الاغفرلهما	البراء بن عازب	2647	525
ما من مسلمين يموت لهما ثلاثة اطفال	حبيبة۔ او ام حبيبة۔	1555	3416
ما من مسلمين يموت لهما ثلاثة من الولد	ابوذر	1771	2260
ما من نفس تموت وهى تشهد ان	معاذ بن جبل	12	2278
ما من وال الا وله بطانتان:	ابوهريرة	1298	2270
ما من يوم اكثر من ان يعتق الله	عائشة	1041	2551
ما من يوم يصبح العباد فيه الا ملكان	ابوهريره	931	920
ما منكم من احد الا له منزلان:	ابوهريرة	4015	2279
ما منكن امراة يموت لها ثلاثة	ابن مسعود	1556	3441

طرف الحديث	اسم الراوى	هذا	المترجم الصحيحة
ما نفعنا مال احد ، ما نفعنا	عائشة	910	2718
ما نقض قوم العهد قط؛ الا كان القتل بينهم	بريدة	1405	107
ما هذا السرف يا سعد؟!	عبد الله بن عمرو	403	3292
ما هذا الميسم يا عباس؟!	ابن عباس	2089	305
ما هذا؟!	ابوهريرة	1574	2402
ما هذا؟!	انس	321	3977
ما هذا؟!	انس	1700	158
ما هذه الجنازة؟	انس	3914	1694
ما هذه الخضرة بعينيك؟	ابن عمر	3493	2793
ما هذه؟!	انس	953	2830
		2336	
ما يجد الشهيد من مس القتل الا كما يجد	ابوهريرة	2047	960
ما يجزى الملائكة؛ التسبيح والتكبير	عائشة	3645	3079
مايحمل الرجل علي ان يتمني محضر اغيبه الله	المقداد بن الاسود	265	2823
ما يخرج رجل صدقته حتى يفك	بريدة	979	1268
ما يزال البلاء بالمؤمن والمؤمنة فى نفسه	ابوهريرة	1671	2280
مايسرنى ان لى احدا ذهبا تأتى على ثالثة	ابوهريرة	1098	1028
مايصنع هؤلاء؟	انس	2416	3295
مايصيب المؤمن من وصب	ابوسعيد	1581	2503
مايصيب المؤمن من وصب	ابوهريرة	1581	2503
مايمنعك ان تسمعى ما اوصيك به؟	انس بن مالك	3095	227
		4088	
ما يمنعك ان تاكل؟	ابوهريرة	856	1567
مايمنعك منى؟	ابن عباس	3384	2523
ما يمنعكم من ان يخف عليكم ، وقد هبط	محمود بن لبيد	3524	1158
ما يمنعكم من ذالك؛ ورسول الله ﷺ بين اظهركم	ابوجمعة الانصارى	3349	3310
ماذا تحمل يا اعرابى؟!	حصين بن قيس	1111	3235
ماذا كنتم تقولون فى الجاهلية اذا رمى بمثل	رجل من اصحاب النبي ﷺ من الانصار	85	3587
		86	
ماذا معك يا جابر؟ الحم ذا؟	جابر بن عبدالله	3328	461
مالك ولها يا ابا رافع؟	عائشة	430	3070
مالك يا ام السائب او يا ام المسيب!تزفزفين	جابر بن عبد الله	1669	715
		1685	
المتباريان لايجابان ، ولايؤكل طعامهما	ابوهريرة	1923	626

طرف الحديث	اسم الراوی	هذا	المترجم الصحيحة
متعها ولو نصف صاع من تمر	جابر بن عبد الله	1544	2281
متعها	جابر بن عبد الله	1544	2281
المتلاعنان اذا تفرقا ، لا يجتمعان ابدا	ابن عمر	1549	2465
المتلاعنان اذا تفرقا ، لا يجتمعان ابدا	سهل بن سعد	1549	2465
المتلاعنان اذا تفرقا ، لا يجتمعان ابدا	عبد الله بن مسعود	1549	2465
المتلاعنان اذا تفرقا ، لا يجتمعان ابدا	على بن ابى طالب	1549	2465
متى اولجت خفيك فى رجليك؟	عقبةبن عامر الجهنى	324	2622
		411	
		2128	
متى كنت هاهنا؟	ابو ذر	1842	3585
		1645	
		3495	
مثل امتى كمثل المطر ، لايدرى اوله	انس	2273	2286
مثل امتى كمثل المطر ، لايدرى اوله	عمار بن ياسر	2273	2286
مثل امتى كمثل المطر ، لايدرى اوله	عبد الله بن عمر	2273	2286
مثل امتى كمثل المطر ، لايدرى اوله	على بن ابى طالب	2273	2286
مثل امتى كمثل المطر ، لايدرى اوله	عبد الله بن عمرو	2273	2286
مثل الذى يتعلم العلم ثم لا	ابوهريرة	346	3479
مثل الذى يسترد ما وهب ، كمثل	عبد الله بن عمرو	1165	2282
مثل القائم على حدود الله والواقع	النعمان بن بشير	1299	69
مثل المؤمن كمثل الخامة	كعب بن مالك	2275	2283
مثل المؤمن مثل السنبلة ، تميل احيانا	انس	2274	2284
مثل المؤمن مثل السنبلة ، تميل احيانا	ابوهريرة	2274	2284
مثل المؤمن مثل النحلة ، لاتأكل الا طيبا	ابورزين	263	355
مثل المؤمن مثل النحلة ، لاتأكل الا طيبا	عبد الله بن عمرو	263	355
مثل المؤمن مثل النخلة	ابن عمر	264	2285
		2276	
مثل المؤمن ومثل الموت ، كمثل رجل	النعمان بن بشير	1774	2481
مثل المؤمنين فى توادهم وتراحمهم	النعمان بن بشير	2660	1083
مثل المجاهدفي سبيل الله كمثل الصائم القائم	ابوهريرة	2038	2896
مثلت لى الحيرة كانياب الكلاب	عدى بن حاتم	2149	2825
المختلعات والمنتزعات هن المنفقات	ابوهريرة	1550	632
مدمن الخمر ان مات لقى الله كعابد وثن	ابن عباس	1795	677
مدوه من الماء ، فانه لا يزيده الا طيبا	طلق بن على	600	2582

طرف الحديث	اسم الراوى	هذا	المترجم الصحيحة
من احب عليا فقد احبنى	ام سلمة	3275	1299
من احب لله وابغض لله ، واعطى لله	ابو امامة	2844	380
من احب منكم ان ينسك عن ولده فليفعل	عبد الله بن عمرو	2739	1655
من احبنى؛ فيلحب هذين	عبد الله بن مسعود	740	312
من احبهما فقد احبنى	ابوهريرة	3290	2895
من احتجم لسبع عشرة ، وتسع عشرة	ابوهريرة	1609م	622
من احتسب ثلاثة من صلبه دخل الجنة	انس	1773	2302
من احتكر حكرة يريد ان يغلى بها على	ابوهريرة	1071	3362
من احسن فى الاسلام؛ لم يؤاخذ بما عمل	ابن مسعود	50	3390
من احسن فيما بقي؛ غفر له ما مضى	ابو ذر	49	3389
ما احيا ارضا ميتة له بها اجر	جابر بن عبد الله	1301	568
من اخاف اهل المدينة؛ اخافه الله	جابر بن عبد الله	3503	2304
			2671
من اخاف هذا الحى من الانصار	جابر بن عبد الله	3330	3433
من اخذ ارضا بغير حقها	يعلى بن مرة الثقفى	1302	242
من اخذ دينا يريد ان يؤديه اعانه الله عزوجل	ميمونة	1167	1029
من اخذ السبع الاول من القرآن	عائشة	2894	2305
من اخذ على تعليم القرآن قوسا	ابو الدرداء	2911	256
من اخرج من طريق المسلمين شيئا يؤذيهم	ابو الدرداء	2277	2306
من ادرك منكم عيسى ابن مريم	انس	3642	2308
من ادرك والديه اواحدهما ، ثم دخل النار من	ابى بن مالك	2450	515
من ادعى الى غير ابيه فلن يرح	عبد الله بن عمرو	1303	2307
من ادى زكاة ماله	ام سلمة	965	2655
من اذن اثنتى عشر سنة؛ وجبت له الجنة	ابن عمر	676	42
من اراد ان يصوم فليتسحر بشىء	انس	862	2309
من اراد ان يعلم ما له عند الله جل ذكره	انس	2278	2310
من اراد ان يعلم ما له عند الله جل ذكره	ابوهريرة	2278	2310
من اراد ان يعلم ما له عند الله جل ذكره	سمرة بن جندب	2278	2310
من ارضى الله بسخط الناس	عائشة	2279	2311
من استجمر فليستجمر ثلاثا	ابن عمر	444	2312
من استطاع منكم ان لايحول بينه وبين الجنة	جندب بن عبد الله	1922	3379
من استطاع منكم ان لا يموت الا بالمدينة	صفية بنت ابى عبيد	3500	2928
من استطاع منكم ان يكون له خبىء	الزبير بن العوام	2246	2313
من استطاع منكم ان ينفع اخاه؛ فليفعل	جابر بن عبدالله	3118	472

طرف الحديث	اسم الراوی	هذا	المترجم الصحيحة
من افضل المسلمين	رفاعةبن رافع الزرقی	3367	2528
من اقال اخاه بيعا اقال الله عثرته يوم القيامة	ابوشريح	1170	2614
من اقتبس علما من النجوم	ابن عباس	101	793
من اقتراب الساعة ان ترفع الاشرار	عبد الله بن عمرو	3586	2821
من اقتراب الساعة انتفاخ الاهلة	ابوهريرة	3581	2292
من اقتطع مال امرىء مسلم؛ بيمين كاذبة	ابوامامة بن ثعلبة	1418	3364
		2562	
من اكتوى او استرقى؛ فقد برىء من التوكل	المغيرة بن شعبة	3120	244
من اكل برجل مسلم اكلة؛ فان الله يطعمه	المستورد	2662	934
		2713	
من اكل لحما فليتوضا	سهل بن الحنظلية	433	2322
من اكل مع قوم تمرا ، فاراداں يقرن فليستاذنهم	ابن عمر	1824م	2323
من اكل من هاتين الشجرتين الخبيثتين فلا	قرة	2846	3106
من ام قوما وهم له كارهون؛ فان صلاته لا	جنادة بن ابی امية	567	2325
من اماثل اعمالك اتيان الحلال	ابوكبشة الانماری	1474	441
من امركم من الولاة بمعصية فلاتطيعوه	ابوسعيد الخدری	1309	2324
من امن رجلا على دمه فقتله	عمرو بن الحمق الخزاعی	1277	440
من انتفى من ولده ليفضحه فی الدنيا	ابن عمر	1304	3480
من انظر معسرا؛ فله بكل يوم مثله صدقة	بريدة	941	86
من انظر معسرا؛ فله بكل يوم مثليه صدقة	بريدة	941	86
من انفق زوجين فی سبيل الله نودی فی الجنة	ابوهريرة	926	2879
من اهان قريشا؛ اهانه الله	عثمان بن عفان	3381	1178
من اهان قريشا؛ اهانه الله	سعد بن ابی وقاص	3381	1178
من اهان قريشا؛ اهانه الله	انس بن مالك	3381	1178
من اهان قريشا؛ اهانه الله	عبد الله بن عباس	3381	1178
من بات طاهرا بات فی شعاره	ابوهريرة	417	2539
من بات فوق بيت ليس له اجار	بعض الصحابة	1310	828
من بات وفی يده غمر ، فاصابه شیء فلا يلومن	ابن عباس	1775	2956
		1848	
من بات وفی يده غمر ، فاصابه شیء	ابن عباس	1775	2956
		1848	
من باع بيعتين فی بيعة ، فله اوكسهما او الربا	ابوهريرة	1067	2326
من باع دارا ولم يجعل ثمنها فی مثلها	حذيفة بن اليمان	1171	2327
من بدا جفا ، ومن اتبع الصيد غفل	ابوهريرة	2280	1272

طرف الحديث	اسم الراوى	هذا	المترجم الصحيحة
من البر ان تصل صديق ابيك	انس بن مالك	2281	2303
من بنى بناء فليدعمه حائط جاره	ابن عباس	2543	2947
من بنى لله مسجدا؛ بنى الله له بيتا فى الجنة	ابو امامة	593	3445
من بنى مسجدا لا يريد به رياء ولا سمعة	عائشة	594	3399
من تداوى بحرام لم يجعل الله	ابوهريرة	1622	2881
من ترك دينارين ، فقد ترك كيتين	اسماء بن يزيد بن السكن	1172	2637
من ترك الصلاة سكرا مرة واحدة	عبد الله بن عمرو	488	3419
من ترك اللباس تواضعا لله وهو يقدر	معاذبن انس الجهنى	1969	718
من تطبب ولا يعلم من طبه؛ فهو ضامن	عبد الله بن عمرو	1621	635
من تعزي بعزي الجاهلية؛ فاعضوه بهن ابيه ولا	ابى بن كعب	2847	269
من تعظم فى نفسه او اختال فى مشيته	ابن عمر	2559	543
من تفل تجاه القبلة؛ جاء يوم القيامة وتفلته بين	حذيفة بن اليمان	2848	222
من تواضع لله رفعه الله	ابوهريرة	2481	2328
من توضا ثم قال: سبحانك اللهم وبحمدك	ابو سعيد الخدرى	3056	2333
من توضافاحسن وضوءه، ثم قام فصلي ركعتين	ابو الدرداء	487	3398
من توضأ وجاء الى المسجد	سلمان	462	1169
من تولي عملا وهو يعلم انه ليس لذلك العمل	ابوموسى الاشعرى	266	2290
من تولى غير مواليه ، فقد خلع ربقة	جابر	1311	2329
من جاءه من اخيه معروف من غير مسالة	خالدبن عدي الجهني	944	1005
من جامع المشرك ، وسكن معه	سمرة بن جندب	1264	2330
من جرح جرحا فى سبيل الله جاء يوم القيامة	معاذ بن جبل	2035 2060	2556
من جلب على الخيل يوم الرهان	ابن عباس	1312	2331
من جهز غازيا فى سبيل الله فله مثل اجره	زيد بن ثابت	2058	2690
من جهز غازيا فى سبيل الله فله مثل اجره	زيدبن خالد الجهنى	2057	3556
من حافظ على هؤلاء الصلوات المكتوبات	ابوهريرة	804	657
من حالت شفاعته دون حد من حدود الله	عبدالله بن عمر	1224 1246	437
من حدثكم ان النبى ﷺ كان يبول قائما	عائشة	463	201
من حرق هذه؟	عبد الله	1249 1251	487
من حرق هذه؟	عبد الله	2078	25
من حفظ عشر آيات من اول سورة الكهف	ابو الدرداء	3657	582
من حلف بالامانة؛ فليس منا	بريدة	1413	94

طرف الحديث	اسم الراوی	هذا	المترجم الصحيحة
من حلف علی یمین مصبورة کاذبا	عمران بن حصين	1284	2332
من حلف فی قطیعه رحم ، او فیما لایصلح	عائشة	1283	2334
من حمل من امتی دینا ، ثم جهد فی قضائه	عائشة	1247	3017
من خاف ادلج ، ومن ادلج بلغ المنزل	ابوهريرة	2282	2335
من خاف ادلج ، ومن ادلج بلغ المنزل	ابی بن کعب	2283	954
من خاف الا یقوم من آخر	جابر	820	2610
من خبب خادما علی اهلها فلیس منا	ابوهريرة	1452	324
من ختم له باطعام مسکین محتسبا علی الله	حذيفة	984	1645
من ختم له بصوم یوم محتسبا علی الله	حذيفة	984	1645
من ختم له بقول لااله الاالله محتسبا علی الله	حذيفة	984	1645
من خرج حاجافمات کتب الله له اجر الحاج	ابوهريرة	2050	2553
من خرج حتي اتي هذاالمسجد۔مسجد قباء۔	سهل بن حنيف	797	3446
من خرج من الطاعة ، وفارق الجماعة	ابوهريرة	1335	983
من خرج منه ریح فلیعد الوضوء	عائشة	430	3070
من خلع یدا من طاعة؛ لقی الله یوم القیامة	ابن عمر	1336	984
من دخل سوقامن الاسواق فقال:لا اله الا الله	عمر	3049	3139
من دعا الی هدی؛ کان له من الاجر مثل	ابوهريرة	267	865
من ذرعه القیء؛ فلایقض	ابوهريرة	901	923
من ذکر رجلا بما فیه فقد اغتابه	ابوهريرة	2825	1419
من ذکرت عنده ، فنسی الصلاة علی	ابوهريرة	3006	2337
من رآنی فی المنام ، فکانما رآنی فی الیقظة	ابوجحيفة	3224	1004
		3802	
من رای مبتلی فقال: الحمد لله الذیعافانی	ابن عمر	268	3737
من راي مبتلي فقال:الحمدلله الذي عافاني مما	ابوهريرة	3050	602
من راح روحة فی سبیل الله ، کان له	انس بن مالك	2051	2338
من رب هذا الجمل؟ لمن هذا الجمل؟	عبد الله بن جعفر	2076	20
من رحم۔ ولوذبیحة عصفور۔ رحمه الله یوم	ابوامامة	2849	27
من ردته الطیرة ، فقد قارف الشرك	فضالةبن عبيد الانصاری	2178	1065
من ردکم	ابوموسی	30	712
		299	1314
من رمانا باللیل فلیس منا	ابوهريرة	2179	2339
من رمی بسهم فی سبیل الله کان له	ابوهريرة	2033	2555
من سال وله مایغنیه؛جاء ت مسألته یوم القیامة	عبد الله بن مسعود	1164	499
من سب اصحابی ، فعلیه لعنة الله	ابن عباس	3306	2340

طرف الحديث	اسم الراوی	هذا	المترجم الصحيحة
من سبح الله فی دبر کل صلاة ثلاثاوثلاثين	ابوهريرة	3082	101
من ستر اخاه المسلم فی الدنيا ستره الله يوم	رجل من اصحاب النبی ﷺ	2284	2341
من سد فرجة بنی الله بيتا فی الجنة	عائشة	574	1892
من سره ان يجد طعم الايمان فليحبّ المرء	ابوهريرة	269	2300
من سره ان يحب الله ورسوله	عبد الله	2905	2342
من سره ان يستجيب الله له عند الشدائد	ابوهريرة	3074	593
من سره ان ينظر الی تواضع عيسی	ابوهريرة	3878	2343
من سره ان ينظر الی رجل من اهل الجنة	جابر	3289	4003
من سره ان ينظر الی رجل يمشی علی	عائشة	3439	125
من سره ان ينظر الی شهيد يمشی	جابر بن عبد الله	3438	126
من سره ان ينظر الی يوم القيامة كانه	ابن عمر	2920	1081
من سفك دمه، وعقر جواده	ابو امامة	2069م	1504
من سلم المسلمون من لسانه ويده	عمرو بن عبسة	3369	551
من سمع الناس بعمله سمع الله به	عبد الله بن عمرو	148	2566
من السنة اذا دخلت المسجد ان تبدأ برجلك	انس بن مالك	798	2478
من السنة ان يطعم يوم الفطر قبل	ابن عباس	902	3038
من السنة فی الصلاة ان تضع اليتك	ابن عباس	697	383
من السنة النزول بـ(الابطح)	عمر بن الخطاب	1043	2675
من شاء، فلينتف نوره	فضالة بن عبيد	2563	3371
من شاب شيبة في سبيل الله؛ كانت له نورا يوم	فضالة بن عبيد	2563	3371
من شرب الخمر فی الدنيا ولم يتب	ابن عمر	1216	2634
من شفع لاخيه بشفاعة، فاهدی له هدية	ابوامامة	1313	3465
من شهد ان لا اله الا الله دخل الجنة	عمر	32	2344
من شهد منكم اليوم جنازة؟	ابوهريرة	2270	88
		3248	
من شهر سيفه ثم وضعه، فدمه هدر	ابن الزبير	1314	2345
من صام الدهر؛ ضيقت عليه جهنم	ابوموسی	4016	3202
من صام رمضان، وصلی الصلاة	معاذ بن جبل	178	1913
		195	
من صام رمضان، وصلی الصلوات الخمس	معاذ بن جبل	478	3229
من صام يوم فی سبيل الله باعد الله منه	عقبة بن عامر	903	2565
من صام يوم فی سبيل الله	ابوامامة	904	563
من صبر علی شدتها ولأوائها؛ كنت له شهيدا	ابن عمر	2564	3073
من صرع عن دابته فی سبيل الله؛ فهو شهيد	عقبة بن عامر	2054	2346

طرف الحديث	اسم الراوى	هذا	المترجم الصحيحة
من صلى اثنتى عشر ركعة: بنى الله له	ابوموسى	634	2347
من صلى صلاة الصبح فهو فى ذمة الله	جندب القسرى	498	2890
من صلى صلاة لم يتمها ، زيد عليها من	عائذ بن قرط	799	2350
من صلى صلاة لم يتمها؛ زيد عليها	عائذ بن قرط	800	3186
من صلى صلاتنا ، واستقبل قبلتنا	انس بن مالك	270	3565
من صلى الضحى اربعا ، وقبل الاولى اربعا	ابوموسى	636	2349
		720	
من صلي علي جنازة في المسجد ، فليس له شيء	ابوهريرة	1776	2351
من صلى على مرة واحدة	ابوهريرة	3002	3359
من صلى على من امتى صلاة مخلصا من قلبه	سعيدبن عمير الانصارى	3003	3360
من صلى الغداة فى جماعة ، ثم قعد يذكر الله	انس بن مالك	656	3403
		716	
من صلى لله اربعين يوم فى جماعة	انس	530	1979
			2652
من صلى لله اربعين يوم فى جماعة	ابوكاهل	530	1979
			2652
من صلى لله اربعين يوم فى جماعة	عمر بن الخطاب	530	1979
			2652
من صمت نجا	عبد الله بن عمرو	2851	536
من ضرب مملوكه ظالما؛ اقيد منه يوم	عمار بن ياسر	1315	2352
من ضم يتيما له او لغيره حتى يغنيه	عدى بن حاتم	1570	2882
من طاف بالبيت سبعا	عبد الله بن عمر	997	2725
من طلب الدنيا اضر بالآخرة ، ومن طلب الآخرة	ابوهريرة	2339	3287
من عاد مريضا لم يزل يخوض فى الرحمة	جابر بن عبدالله	1648	2504
من عاد منكم اليوم مريضا؟	ابوهريرة	2270	88
		3248	
من عال ابنتين او ثلاث بنات	انس	1561	296
من عال ثلاثا من بنات يكفيهن	جابر	1562	2492
من عال جاريتين حتى تبلغا؛ جاء يوم القيامة	انس بن مالك	1563	297
من عقر جواده واهريق دمه	عمرو بن عبسة	3369	551
من علق تميمة؛ فقد اشرك	عقبة بن عامر الجهنى	3122	492
من علم آية من كتاب الله عزوجل	طارق بن اشيم	2890	1335
من علم الرمى ثم تركه؛ فليس منا	عقبة بن عامر	2116	3448
من غسل ميتا فستره ، ستره الله من الذنوب	ابو امامة	1779	2353

طرف الحديث	اسم الراوى	هـذا	المترجم الصحيحة
من غشنا فليس منا	عبد الله بن مسعود	1173	1058
من غصب رجلا ارضا ظلما	وائل	2340	3365
من غل منها۔ يعنى: الصدقة۔ بعيرا او شاة	عمر بن الخطاب	1174	2354
من غل منها۔ يعنى: الصدقة۔ بعيرا او شاة	عبد الله بن انيس	1174	2354
من فارق الروح الجسد وهو برىء من ثلاث	ثوبان	2341	2785
من فجع هذه بولدها؟ ردوا ولدها اليها	عبد الله	2078	25
من فجع هذه بولدها؟	عبد الله	1249	487
		1251	
من فطرة الاسلام: الغسل يوم الجمعة	ابوهريرة	2852	3123
من قال اذا اصبح: رضيت بالله ربا	المنذر	3098	2686
من قال اذا اوى الى فراشه: الحمد الله	انس بن مالك	3103	3444
من قال حين ياوى الى فراشه: لا اله الا الله	ابوهريرة	2853	3414
من قال حين يصبح: لا اله الا الله وحده لا	ابوايوب الانصارى	3097	114
			2563
من قال ذلك؟	سلمة	3463	3553
من قال على ما لم اقل؛ فليتبوأ مقعده من النار	عثمان	2565	3100
من قال على ما لم اقل؛ فليتبوأ مقعده من النار	ابوهريرة	2565	3100
من قال على ما لم اقل؛ فليتبوأ مقعده من النار	عبدالله بن عمر	2565	3100
من قال على ما لم اقل؛ فليتبوأ مقعده من النار	عقبة بن عامر	2565	3100
من قال على ما لم اقل؛ فليتبوأ مقعده من النار	الزبير بن العوام	2565	3100
من قال على ما لم اقل؛ فليتبوأ مقعده من النار	سلمة بن الاكوع	2565	3100
من قال على ما لم اقل؛ فليتبوأ مقعده من النار	ابن عمر	2565	3100
من قال على ما لم اقل؛ فليتبوأ مقعده من النار	واثلة بن الاسقع	2565	3100
من قال على ما لم اقل؛ فليتبوأ مقعده من النار	ابوموسى الغافقى	2565	3100
من قال فى دبر صلاة الغداة: لا اله الا الله	ابو امامة	3078	2664
من قال فى يوم مائتى مرة مئة اذا اصبح	عبد الله بن عمرو	3097	2762
من قال: استغفر الله الذى لا اله الا هو الحى	عبد الله بن مسعود	3019	2727
من قال: استغفر الله الذى لا اله الا هو الحى	زيد	3019	2727
من قال: استغفر الله الذى لا اله الا هو الحى	ابوبكر الصديق	3019	2727
من قال: استغفر الله الذى لا اله الا هو الحى	ابوهريرة	3019	2727
من قال: استغفر الله الذى لا اله الا هو الحى	ابوسعيد الخدرى	3019	2727
من قال: استغفر الله الذى لا اله الا هو الحى	انس بن مالك	3019	2727
من قال: استغفر الله الذى لا اله الا هو الحى	البراء بن عازب	3019	2727

طرف الحديث	اسم الراوى	هذا	المترجم الصحيحة
من قال: رضيت بالله ربا، وبالاسلام دينا	ابو سعيد الخدرى	3017	334
من قال: سبحان الله العظيم وبحمده	جابر	2966	64
من قال: سبحان الله وبحمده، سبحانك اللهم	جبير بن مطعم	3037	81
من قال: سبحان الله، والحمد لله، ولا اله الا	ابن عباس	2967	2880
من قال: لا اله الا الله مخلصا دخل الجنة	جابر بن عبدالله	31	2355
من قال: لا اله الا الله وحده لاشريك له	ابوهريرة	3016	113
من قال: لا اله الا الله، انجته يوم من	ابوهريرة	2992	1932
من قال: اللهم! انى اشهدك، واشهد ملائكتك	سلمان الفارسى	3018	267
من قالهن ثم مات تحت ليلته مات على الفطرة	البراء بن عازب	3109	2889
من قام بعشر آيات لم يكتب من الغافلين	عبد الله بن عمرو	801	642
من قتل تحت راية عمية؛ يدعو عصبية	جندب بن عبد الله البجلى	1337	433
من قتل كافرا فله سلبه	انس بن مالك	2073	2109
		2500	
من قتل نفسا معاهدة بغير حقها، لم يرح	ابوهريرة	1187	2356
من قرأ ﴿سورة الكهف﴾ كما انزلت كانت	ابو سعيد الخدرى	2935	2651
		3055	
من قرأ ﴿قل هو الله احد﴾ حتى يختمها عشرا	معاذبن انس الجهنى	2939	589
من قرأ آية الكرسى فى دبر كل صلاة	ابوامامة الباهلى	704	972
من قرأ بمئة آية فى ليلة كتب له قنوت ليلة	تميم الدارى	803	644
من قرأ حرفا من كتاب الله؛ فله به حسنة	عبد الله بن مسعود	2926	3327
من قرأ فى ليلة مئة آية لم يكتب من الغافلين	ابوهريرة	802	643
من قرأ القرآن؛ فليسأل الله به	عمران بن الحصين	2908	257
من قطع رحما، او حلف على يمين فاجرة	ابوهريرة	2854	1121
من قطع سدرة صوبٙ الله	عبد الله بن حبشى	1032	614
من قعد مقعدا لم يذكر الله فيه	ابوهريرة	3160	78
من كان بينه وبين قوم عهد	عمرو بن عبسة السلمى	1276	2357
من كان ذبح۔ احسبه قال۔ قبل الصلاة فليعد	ابوهريرة	1886	2707
من كان عليه دين ينوى اداء ه كان معه	عائشة	1168	2822
		1248	
من كان عليه دين ينوى اداء ه	عائشة	1168	2822
		1248	
من كان الله عزوجل خلقه لواحدة	عمران بن حصين	3780	2336
من كان له اختان او ابنتان، فاحسن اليهما ما	انس	1564	1026
من كان له ثلاث بنات او ثلاث اخوات	انس	1567	295

طرف الحديث	اسم الراوى	هذا	المترجم الصحيحة
من كان له ثلاث بنات يؤويهن	جابر بن عبدالله	1566	1027
من كان له ثلاث بنات، فصبر عليهن	عقبة بن عامر	1565	294
من كان له شعر فليكرمه	ابوهريرة	1961	500
من كان له وجهان فى الدنيا؛ كان له يوم	عمار بن ياسر	2285	892
من كان معه فضل طعام، فليجيء به	عمر	10	3221
		301	
من كان همه الآخرة؛ جمع الله شمله	زيد بن ثابت	277	404
من كان يؤمن بالله واليوم الآخر؛ فلا يلبس	ابوامامة الباهلى	2855	337
من كانت الآخرةهمه؛جعل الله غناه فى قلبه	انس	2287	949
من كانت الدنيا همه؛ فرق الله عليه امره	زيد بن ثابت	2286	950
من كانت له ارض فارادبيعها، فليعرضها على	ابن عباس	1144	2358
من كذب فى حلمه، كلف يوم	على بن ابى طالب	382	2359
من كشف سترا، فادخل بصره فى البيت قبل	ابوذر	2562	3463
من كف غضبه كف الله عنه عذابه	انس بن مالك	2856	2360
من كن له ثلاث بنات يؤويهن	جابر بن عبد الله	1568	2679
من كنت مولاه، فعلى مولاه	زيد بن ارقم	3271	1750
من كنت مولاه، فعلى مولاه	سعد بن ابى وقاص	3271	1750
من كنت مولاه، فعلى مولاه	بريدة بن الحصيب	3271	1750
من كنت مولاه، فعلى مولاه	على ابن ابى طالب	3271	1750
من كنت مولاه، فعلى مولاه	ابوايوب الانصارى	3271	1750
من كنت مولاه، فعلى مولاه	البراء بن عازب	3271	1750
من كنت مولاه، فعلى مولاه	عبد الله بن عباس	3271	1750
من كنت مولاه، فعلى مولاه	انس بن مالك	3271	1750
من كنت مولاه، فعلى مولاه	ابو سعيد	3271	1750
من كنت مولاه، فعلى مولاه	ابوهريرة	3271	1750
من لا يرحم لا يرحم، ومن لا يغفر لايغفر له	جرير	2857	483
من لائمكم من خدمكم فاطعموهم مما تاكلون	ابوذر	م2703	739
من لبس الحرير فى الدنيا؛ لم يلبسه فى الآخرة	ابوهريرة	2001	384
		2006	
من لقى الله لا يشرك به شيئا	عقبةبن عامر الجهنى	17	2923
من لقى الله لا يشرك به شيئا	معاذ بن جبل	271	1315
من لم يدع الله، يغضب عليه	ابوهريرة	272	2654
		3038	
من لم يدع الله، يغضب عليه	ابوهريرة	272	2654

طرف الحديث	اسم الراوی	هذا	المترجم الصحيحة
نزل الحجر الاسود من الجنة	ابن عباس	3916	2618
نزل ملك من السماء يكذبه(يعنی الذی وقع	سعيد بن المسيب	2837	2376
نزلت سورة فرفعت، وحفظت	ابو موسى الاشعری	2958	2912
نزلت فی اناس من امتی فی آخر الزمان يكذبون	ابن زرارة	68	1539
نصبر ولا نعاقب	ابی بن كعب	1316	2377
النصر مع الصبر، والفرج مع الكرب	انس	2180	2382
نصرت بالرعب، واعطيت	علی بن ابی طالب	3220	3939
نصف درهم نصف درهم	ابوهريرة	961	721
نصف لك قضاء، ونصف لك نائل منی	ابوهريرة	1169	3413
نضر الله امرأ سمع منا حديثا فحفظه	زيد بن ثابت	277	404
نعم	ابو طويل شطب الممدود	2332	3391
نعم	حذيفة بن اليمان	390	2739
		1393	
		3631	
نعم	حذيفة	390	2739
		1393	
		3631	
نعم۔والذی نفسی بيده۔ دحما دحما	ابوهريرة	3944	3351
نعم اتانی جبريل وميكائيل، فجلس جبريل	ابی بن كعب	2945	843
نعم انا دعوة ابی ابراهيم، وبشری عيسى	اصحاب الرسول ﷺ	3174	1545
نعم انا دعوة ابراهيم، وكان آخر من بشر بی	عبادة بن الصامت	3176	1546
نعم اذا كثر الخبث	زينب بنت جحش	3662	987
نعم الشیء الجهاد	عبادة بن الصامت	2301	412
نعم القوم الازد، طيبة افواههم	ابوهريرة	3398	1039
نعم اللهم استر عوراتنا، وآمن روعاتنا	ابو سعيد الخدری	3046	2018
نعم الميتة ان يموت الرجل دون حقه	سعد	3766	697
نعم تردون علی غرا محجلين	حذيفة	422	3526
نعم تفعل الخيرات، تترك السيئات	ابوطويل شطب الممدود	2332	3391
نعم ثم يصيرون الی رحمة الله تعالی	عائشة	3611	3156
نعم سحور المؤمن التمر	ابوهريرة	866	562
نعم صغارهم دعاميص الجنة	ابوهريرة	3966	431
		3988	
نعم عبد الله خالد، سيف من سيوف الله	ابوهريرة	3416	1237
نعم عذاب القبر حق	عائشة	1702	1377

طرف الحديث	اسم الراوى	هذا	المترجم الصحيحة
نعم عذابا تسمعه البهائم	ام مبشر	1699	1444
نعم فانه لو كان شيء سابق القدر	اسماء بنت عميس	163	1252
نعم فتنة عمياء صماء	حذيفة بن اليمان	390	2739
		1393	
		3631	
نعم فتنة عمياء صماء ، عليها دعاة	حذيفة	390	2739
		1393	
		3631	
نعم فتنة عمياء صماء ، عليها دعاة على ابواب	حذيفة بن اليمان	390	2739
		1393	
		3631	
نعم لكم سيما ليست لاحد غيركم	ابو هريرة	331	3952
		3705	
نعم ليكررن عليكم حتى يرد	الزبير	1784	340
نعم ماء الرجل غليظ ابيض ، وماء المرأة رقيق	انس	453	1342
نعم معلم مكلم	ابو امامة	3830	3289
نعم مكلم	ابو امامة	3831	2668
نعم من دخل دار ابى سفيان؛ فهو آمن	ابن عباس	4061	3341
نعم هو فى ضحضاح من نار	العباس بن عبد المطلب	3467	55
نعم واتانى بتربة من تربته حمراء	ام الفضل بنت الحارث	317	821
		3296	
		3549	
نعم وان كنت على نهر جار	عبد الله بن عمرو	403	3292
نعم وعليك بالماء	انس	936	2615
نعم وفيه دخن	حذيفة بن اليمان	390	2739
		1393	
		3631	
نعم وفيه دخن	حذيفة	390	2739
		1393	
		3631	
نعم يا ابابكر! ان لله ملائكة تنطق على السنة	انس	3914	1694
نعمت الارض المدينة اذا خرج الدجال	جابر بن عبد الله	3653	3081
نعمت السورتان يقرأبهمافي ركعتين قبل الفجر	عائشة	642	646
نفقة الرجل على اهله يحتسبها صدقة	ابو مسعود البدرى	911	982

طرف الحديث	اسم الراوى	هذا	المترجم الصحيحة
نقل الحديث من بعض الناس الى بعض	انس بن مالك	2359	845
النكاح من سنتى ، فمن لم	عائشة	1426	2383
		1496	
نهانا عن التكلف للضيف	سلمان	2834	2392
نهى ان تستر الجدر	على بن حسين	1993	2384
نهى ان نشرب من الاناء المخنوث	ابن عباس	1924م	1207
نهى ان يبال بابواب المساجد	مكحول	599	2723
نهى ان يجلس بين الضح والظل	رجل من اصحاب النبى ﷺ	2022	838
		2679	3110
نهى ان يجلس الرجل بين الرجلين الاباذنهما	عبد الله بن عمرو	2671	2385
نهى ان يشرب سن فى السقاء	ابوهريرة	1925	399
نهى ان يشرب من فى السقاء؛ لان ذالك ينتنه	عائشة	1926	400
نهى ان يصلى الرجل وهو عاقص شعره	ابو رافع	805	2386
نهى ان يضع (وفى رواية: يرفع) الرجل احدى	جابر	2615	3567
نهى ان يمنع نقع البئر	عائشة	1177	2388
نهى ان ينتعل الرجل قائما	ابوهريرة	1939	719
نهى رسول الله ﷺ ان يبيع حاضر لباد	ابن عمر	1070	1030
نهى رسول الله ﷺ عن ثمن	جابر بن عبد الله الانصارى	1079	2971
نهى رسول الله ﷺ عن الخلوة	ابن عباس	2107	3134
		2783	
نهى رسول الله ﷺ عن المحاقلة	رافع بن خديج	1069	1715
		1142	
نهى رسول الله ﷺ عن نبيذ الجر	ابوسعيد الخدرى	1873	2951
نهى عن اتباع النساء الجنائز	عائشة	1777	3012
نهى عن اختناث الاسقية	ابوسعيد الخدرى	1924	1126
نهى عن الاقعاء والتورك فى الصلاة	انس	698	1670
نهى عن اكل الضب	عبدالرحمن بن شبل	1932	2390
نهى عن اكل المجثمة	ابو الدرداء	1927	2391
نهي عن الاكل والشرب في آنية الذهب والفضة	انس بن مالك	1869	3568
نهى عن ان تكلم النساء	على بن ابى طالب	1458	652
نهى ﷺ عن الترجل الا غبا	عبد الله بن المغفل	1965	501
نهى عن ثمن الخمر ، ومهر البغى	ابن عباس	1075	1303
نهى عن الثوم والبصل والكراث	ابو سعيد	898	2389
		1918	

طرف الحدیث	اسم الراوی	هذا	المترجم الصحیحة
نہی عن الجداد باللیل	الحسین	1178	2393
نہی نہی عن خاتم الذهب	عبد الله بن عمرو	2002	1242
		2005	
نہی عن سب الاموات	زید بن ارقم	1778	2397
نہی عن الشرب قائما	انس	1839	177
نہی عن الشرب من ثلمة القدح	ابو سعید الخدری	1825	388
		1870	
نہی عن الصلاة بعد العصر الا والشمس مرتفعة	علی	646	200
نہی عن الصور فی البیت ونہی الرجل ان	جابر بن عبدالله	2863	424
نہی عن صوم ستة ایام من السنة	انس	857	2398
نہی عن صیام یوم الجمعة الا فی ایام	ابوهریرة	884	1012
نہی عن کسب الزمار	ابوهریرة	1080	3275
نہی عن لبوس جلود السباع، والرکوب علیها	خالد بن معدان	2024	1011
نہی عن المتعة زمان الفتح متعة النساء	سبرة الجهنی	1572	1010
نہی عن المتعة وقال: الا انها حرام من یومکم	سبرة	1573	381
نہی عن مجلسین وملبسین	بریدة	2021	2905
نہی عن محاشی النساء	جابر بن عبدالله	1471	2399
نہی عن المخابرة	زید بن ثابت	1317	3569
نہی عن مطعمین: عن الجلوس علی مائدة	ابن عمر	1790	2394
		1818	
نہی عن المفدم	ابن عمر	1983	2395
نہی عن میثرة الارجوان	عمران بن حصین	1982	2396
نہی عن النفخ فی الشراب	ابو سعید الخدری	1826	385
		1837	
نہی عن نقرة الغراب، وافتراش السبع	عبدالرحمن بن شبل	770	1168
نہی عن الوحدة: ان یبیت الرجل وحده، او	ابن عمر	2104	60
		2786	
نہی النبی ﷺ یوم خیبر عن لحوم الحمر	جابر بن عبدالله	1928	359
نہی ان یشرب من کسر القدح	ابوهریرة	1871	2689
نہیت عن التعری	ابن عباس	2023	2378
النوم اخو الموت، ولا ینام اهل الجنة	جابر	3933	1087
النوم اخو الموت، ولا ینام اهل الجنة	عبدالله بن ابی اوفی	3933	1087
هؤلاء لهذه وهؤلاء لهذه	ابن عمر	72	46
هاهنا احد من بنی فلان؟	سمرة بن جندب	1785	3415

طرف الحدیث	اسم الراوی	هذا	المترجم الصحیحة
هكذا وضوء نبيكم ﷺ والنبيين قبله	انس بن مالك	401	261
هكذا الوضوء، فمن زاد على هذا	عبد الله بن عمرو	402	2980
هل اخبرت بها احدا؟	الطفيل بن سخبرة	5	138
هل انت الا اصبع دميت	جندب بن سفيان	2163	3282
هل تدرون ما هذا؟	ابوسعيد الخدرى	2342	3428
هل تدرى اين تغرب هذه؟	ابو ذر	3918	2403
هل تسمعون ما اسمع؟	حكيم بن حزام	3786	1060
هل فى البيت الا قرشى؟	ابو موسى	1366	2858
هل فيكم احد غيركم؟	انس	1193	776
هل كان فيها وثن من اوثان الجاهلية يعبد؟	ثابت بن الضحاك	1423	2872
هل لك ان اريك آية؟	ابن عباس	279	3315
هل لك خادم؟	ابوهريرة	1359	1641
هل لكم من انماط؟	جابر	3767	4006
هل مسستما من مائها شيئا؟	معاذ بن جبل	3761	1210
هل نزلت الليلة؟	سعد بن الحنظلية	2122	378
هلاك امتى فى الكتاب واللبن	عقبة بن عامر الجهنى	389	2778
هلم الى الغداء المبارك	خالد بن معدان	863	2983
هم اشد قتالا فى الملاحم	ابوهريرة	156	3114
		3390	
هم الجماعة	عوف بن مالك	3821	1492
هم خدم اهل الجنة	ابو مالك	3989	1468
هم الذين يذكر الله لرؤيتهم	ابن عباس	3140	1646
		3421	
هم على جسر جهنم	عائشة	3977	561
		4002	
هم قوم هذا	عياض الاشعرى	3468	3368
هم من جلدتنا، ويتكلمون بالسنتنا	حذيفة بن اليمان	390	2739
		1393	
		3631	
هم من جلدتنا، ويتكلمون بالسنتنا	حذيفة بن اليمان	390	2739
		1393	
		3631	
هم من جلدتنا، ويتكلمون بالسنتنا	حذيفة	390	2739
		1393	

طرف الحديث	اسم الراوى	هذا	المترجم الصحيحة
		3631	
هو الطهور ماؤه، الحل ميتته	ابوهريرة	466	480
هو فليستغفر لكما	انس بن مالك	2363	2608
هو ما اقول لك، فاذا وضعت فأتيني به	ام الفضل بنت الحارث	2650	1041
		3435	
هو من عمل الشيطان	جابر بن عبدالله	3123	2760
هون عليك، فاني لست بملك	قيس بن ابو حازم	3181	1876
هي افضل الحسنات	ابو ذر	2201	1373
هي رخصة من الله، فمن اخذ بها فحسن	حمزة بن عمرو الاسلمى	832	192
		900	
هي في الكفار كلها	البراء بن عازب	141	2704
هي لك على ان تحسن صحبتها	حجر بن قيس	1450	166
هي من اهل الجنة	ابوهريرة	2829	190
وآدم بين الروح والجسد	ميسرة الفجر	3182	1856
وان اشهد، واشهد: ان لا يشهد بها احد الا	عبد الله بن سلام	11	2897
وانت يفعل الله بك خيرا مثل ذلك	البراء بن عازب	3425	1970
وانتم معشر الانصار! فجزاكم الله خيرا	انس بن مالك	2569	3096
		3340	
وان سرق وان زنى!	ابو ذر	19	826
		39	
		194	
الوالد اوسط ابواب الجنة	ابو الدرداء	2451	914
والذى نفس ابى القاسم بيده لينزلن عيسى	ابوهريرة	3639	2733
والذى نفس محمد بيده!لاتقوم الساعة حتى	ابوهريرة	2570	3211
والذى نفس محمد بيده! لخلوف فم الصائم	ابوسعيد	873	3516
والذى نفس محمد بيده! لخلوف فم الصائم	ابوهريرة	873	3516
والذي نفس محمدبيده!لو اخطأتم حتى تملأ	انس بن مالك	4086	1951
والذى نفس محمد بيده!ما اصبح عند آل محمد	انس	1056	2404
والذى نفس محمد بيده! ما من عبد يؤمن	رفاعة بن عمران الجهنى	2292	2405
والذي نفس محمدبيده!انى لارجو ان تكونوا	عبد الله	3935	849
والذى نفسى بيده ان دواب الارض لتمسن	ابوهريرة	3660	1735
والذى نفسى بيده! ان لو تدومون على ما تكونون	الحنظلة الاسيدى	2267	1948
والذى نفسى بيده! لهى اثقل	عبد الله	3358	2750
والذى نفسى بيده! لكأنما تنضحونهم بالنبل	كعب بن مالك	2131	1949

طرف الحديث	اسم الراوى	هذا	المترجم الصحيحة
وراءك يا بني! انه قد حدث امر	انس بن مالك	2604	2957
الوزغ فويسق	سعد بن ابى وقاص	2870	3572
الوزغ فويسق	عائشة	2870	3572
الوزن وزن اهل مكة، والمكيال	ابن عمر	1321	165
وزنت بالف من امتى فرجحتهم	ابو ذر	3175	3314
الوسيلة درجة عند الله؛ ليس فوقها درجة	ابو سعيد الخدرى	3008	3571
وصب المؤمن كفارة لخطاياه	ابوهريرة	1668	2410
وعظنا رسول الله ﷺ موعظة ذرفت منها	العرباض بن سارية	322	937
وعليك ورحمة الله	ابو ذر	1842	3585
		1645	
		3495	
وعليك ورحمة الله، وعليك ورحمة الله	رجل من قومه	1744	2846
وعليك ورحمة الله، وعليك ورحمة الله	رجل	2643	1403
وعليك	عائشة	662	691
		2666	
		2760	
وعليك، ادخل	رجل من بنى عامر	251	2712
		2600	
الوعول: وجوه الناس واشرافهم	ابوهريرة	2570	3211
وفروا عثانيكم، وقصروا سبالكم	ابوامامة	1980	1245
		1992	
وكان مع هذا نعت لم احفظه	ابن عباس	252	3021
		4026	
وكان يبعث الى المطاهر، فيؤتى بالماء	ابن عمر	397	2118
وكان يعجبه الريح الطيبة	عائشة	460	2136
ولان يسرق الرجل من عشر ابيات	المقداد بن الاسود	1200	65
ولا أنا	ابوسعيد الخدرى	2331	2602
ولا أنا	ابوهريرة	2331	2602
ولا أنا	اسامة بن شريك	2331	2602
ولا أنا	جابر	2331	2602
ولا أنا	عائشة	2331	2602
ولا الناس يحبونه لاخواتهم	ابو امامة	3138	370
ولا الناس يحبونه لامهاتهم	ابو امامة	3138	370
ولا الناس يحبونه لبناتهم	ابو امامة	3138	370

طرف الحديث	اسم الراوی	هذا	المترجم الصحيحة
ولا الناس يحبونه لخالاتهم	ابو امامة	3138	370
ولا الناس يحبونه لعماتهم	ابو امامة	3138	370
ولد آدم كلهم تحت لوائي يوم القيامة	حذيفة بن اليمان	3219	2411
		4017	
ولد الزنا شر الثلاثة	ابوهريرة	1320	672
الولد من كسب الوالد	ابن عمر	1322	2414
ولد النبي ﷺ عام الفيل	عبد الله بن عباس	4023	3152
ولد النبي ﷺ عام الفيل	قيس بن مخرمة	4023	3152
ولقد اوحي الى انى مكفوف غير ملبث	سلمة بن نفيل السكونى	176	3367
ولم لاأقول، وأنت عمى، وبقية آبائى	ام الفضل بنت الحارث	2650	١٥٩١
		3435	
وما اصاب الحجام فاعلفه الناضح	رافع بن خديج	1123	1400
		1140	
		1141	
وما اقول؟	عبدالرحمن بن خنبش	2978	840
وما انا والدنيا؟ وما انا والرقم؟	عبد الله بن عمر	1994	2421
			3140
وما انكرت من ذلك؟!	عبد الله بن شداد	3152	654
وما اهلك الله قوما، ولا قرنا، ولا	ابوسعيد الخدرى	3859	2258
وما البتع والمزر؟	ابوموسى	1794	2424
		1800	
وما ذاك؟	حنظلة الاسيدى	2267	1948
وما ذاك؟	عائشة	3179	83
وما رفعك يا اباحذيم؟	حنيفة	2344	2955
وما زال يوصيني بالجار حتى ظننت	ابوهريرة	1933	356
وما سبيل الله الا من قتل؟!	ابوهريرة	2571	3248
وما سبيل الله الا من قتل؟!	ابوهريرة	2132	2232
وما يبكيها؟!	ابن عباس	3334	3430
وما يدريك يا ام كعب؟! لعل كعبا قال ما لا	كعب بن عجرة	2357	3103
وما يمنعني؟ لا تكونوا اعوانا للشيطان	عبد الله بن مسعود	1183	1638
ومن امرك ان تعذب نفسك؟!	كهمس الهلالى	853	2623
ومن توضأ فقال: سبحانك اللهم وبحمدك	ابوسعيد الخدرى	2935	2651
ومن دلك على هذا؟	خادم النبى ﷺ	2530	2102
		2533	

طرف الحديث	اسم الراوی	هذا	المترجم الصحيحة
ومن قعد فلا حرج	نعيم بن النحام	681	2605
ومن يطع الله و الرسول فأولئك مع الذين	عائشة	1406	2933
ويحك يا ابا سفيان! الم يأن لك ان تعلم ان	ابن عباس	4061	3341
ويل للمكثرين الا من قال بالمال هكذا	ابوسعيد الخدری	943	2412
ويل للنساء من الاحمرين:	ابوهريرة	1967	339
يأتی شيطان احدكم فيقول: من خلق كذا؟	ابوهريرة	27	117
يأتی الشيطان احدكم فينقر عند عجانه	ابن عباس	811	3026
يأتی على الناس زمان الصابر فيهم	انس	3622	957
يأتی على الناس زمان يدعو الرجل ابن عمه	ابوهريرة	3502	274
يأتی المقتول متعلقا رأسه باحدى يديه	ابن عباس	3741	2697
يأخذ الله عز وجل سماواته وارضيه بيديه	عبد الله بن عمر	1	3196
يأمر بالمعروف او الخير	ابو موسى الاشعری	2802	573
يأمر بالمعروف وينهى عن المنكر	ابوذر	2560	2669
يؤتى باربعة يوم القيامة بالمولود، وبالمعتوه	ابوسعيد الخدری	3167	2468
يؤتى باربعة يوم القيامة بالمولود، وبالمعتوه	ابوهريرة	3167	2468
يؤتى باربعة يوم القيامة بالمولود، وبالمعتوه	الاسود بن سريع	3167	2468
يؤتى باربعة يوم القيامة بالمولود، وبالمعتوه	انس بن مالك	3167	2468
يؤتى باربعة يوم القيامة بالمولود، وبالمعتوه	معاذ بن جبل	3167	2468
يؤتى باشد الناس كان بلاء فی	انس	1787	1167
يؤتى بالرجل من اهل الجنة، فيقول	انس	4018	3008
يؤتى بالرجل يوم القيامة فيقال:	ابوذر	2333	3052
يا آل محمد! من حج منكم	ام سلمة	1009	2469
يا ابا امامة! ان من المؤمنين من يلين لی قلبه	ابوامامة الباهلی	292	1095
يا ابا بكر لو اراد الله ان لايعصى	عبد الله بن عمرو	293	1642
يا ابا بكر! ثلاث كلهن حق	ابوهريرة	1163	2231
يا ابا بكر! ما انا بمستعذرك منهابعد هذا ابدا	عائشة	988	2900
يا ابا تراب!	عما بن ياسر	3537	1743
يا ابا ذر! اتانی ملكان وانا ببعض بطحاء مكة	ابو ذر الغفاری	3790	2529
ياباذر!اذهب الى الاقل وتذهب الى الاكثر؟!	ابوذر	927	3491
ياباذر!الادلك على خصلتين هما اخف على	انس	2408	1938
		2419	
يا اباذر! الا اعلمك كلمات تدرك بهن من سبقك	ابوذر	3080	100
يا اباذر! تعاله	ابو ذر	19	826
		39	

طرف الحدیث	اسم الراوی	ھذا	المترجم الصحیحة
		194	
یا اباذر! ما احب ان لی احدا ذھبا وفضة	ابو ذر	927	3491
یا ابا ذر!	ابوھریرة	424م	3029
یا ابا رافع! انھا لم تأمرك الا بخیر	عائشةزوج النبی ﷺ	430	3070
یا ابا عامر! الا غیرت؟	ابوعامر الاشعری	181	2560
یا ابا فاطمة! اكثر من السجود	ابو فاطمة	497	1519
یا ابا ھریرة! خذھن فاجمعھن فی مزودك ھذا	ابوھریرة	3491	2936
یا اباھریرة! من ھذا؟	ابوھریرة	3416	1237
یا ابن رواحة! انزل، فحرك الركاب	عبد الله بن رواحة	2092	3280
یا ابن عابس! الا اخبرك بافضل	ابن عائش الجھنی	2941	1104
یا ابن عوف! اركب فرسك ثم ناد	العرباض بن سارية السلمی	1260	882
یا اسد بن كرز! لا تدخل الجنة بعمل	اسد بن كرز	2330	3138
یا ام حارثة! انھا لیست بجنة واحدة	انس بن مالك	3497	1811
		3953	
یا ام رافع! اذا قمت الی الصلاة	ام رافع	3075	3338
یا ام سلیم! اما تعلمین ان شرطی علی ربی	انس بن مالك	3178	84
یا ام سلیم! ان الله عز وجل قد كفانا واحسن	انس	2093	3260
یا ام سنبلة! ما ھذا معك	عائشة		2985
یا ام الفضل!	ام الفضل بنت الحارث	2650	1041
		3435	
یا ام فلان! ان الجنة لا تدخلھا عجوز	الحسن		2987
یا ام ھانئ! قد اجرنا من اجرت	ام ھانئ بنت ابی طالب	4063	2049
یا ام ھانئ! ھل عندك شیء؟	ام ھانئ		2220
یا ایھا الناس! انی لم اعلم بھذا	ام سلمة		2819
یا ایھا الناس! ان الله تعالی یعرض بالخمر	ابوسعید الخدری	1211	2348
یا ایھا الناس! ردوا علی ردائی، فوالله لو	عبد الله بن عمرو	1388	1973
یا ایھا الناس! ردوا علیھم نساء ھم وابناء ھم	عبد الله بن عمرو	1388	1973
یا ایھا الناس! لیس لی من ھذا الفیء	عبد الله بن عمرو	1388	1973
یا ایھا الناس! ابتاعوا انفسكم من الله	ابو قتادة	2300	271
377			
یا ایھا الناس! ابتاعوا انفسكم من الله	ابو قتادة	977	1096
یاایھا الناس! احسنوا الملء فكلكم یصدر عن	ابو قتادة	612	2225
		4027	
یاایھا الناس! افشوا السلام	عبد الله بن سلام	2622	569

طرف الحدیث	اسم الراوی	هذا	المترجم الصحیحة
		2877	
یاایها الناس! ان الله بعثنی الیکم	ابو الدرداء	3239	3144
یاایهاالناس! انی قد ترکت فیکم ما ان اخذتم	جابر بن عبد الله	320	1761
		3300	
یاایها الناس! ان هذا من غنائمکم	عبادة بن الصامت	1274	985
یاایها الناس! ان ربکم واحد	جابر	294	2700
یاایها الناس! انصرفوا فقد عصمنی الله	عائشة	4052	2489
یاایها الناس! ان هذه الامة تبتلی فی قبورها	ابوسعید الخدری	1705	3394
یاایها الناس! انما انا رحمة مهداة	ابو صالح	3184	490
یاایها الناس! توبوا الی الله واستغفروه	رجل من اصحاب النبی ﷺ	2251	1452
یاایها الناس! لاترفعونی فوق قدری	الحسین	3199	2550
یاایها الناس ! لاتطرقوا النساء لیلا	ابن عمر	2878	3085
یا بلال اسکت الناس	بلال بن رباح	1046	1624
یا بنی بیاضة! انکحوا ابا هند	ابوهریرة	3492	2446
یا بنی کعب بن لؤی! انقذوا انفسکم	ابوهریرة	295	3177
یا بنیة! انه قد حضر بابیك ما لیس الله بتارك	انس	1780	1738
یا جابر! الك امراة؟	جابر بن عبدالله	1535	3158
یا جابر! اما علمت ان الله عزوجل احیا اباك	جابر	2049	3290
یا جدا هل لك فی جلاد بنی الاصفر؟	جابر بن عبد الله	2183	2988
یا حذیفة تعلم کتاب الله	حذیفة بن الیمان	390	2739
		1393	
		3631	
یا حذیفة تعلم کتاب الله، واتبع ما فیه	حذیفة بن الیمان	390	2739
		1393	
		3631	
یا حذیفة تعلم کتاب الله، واتبع ما فیه	حذیفة	390	2739
		1393	
		3631	
یا حسان! اجب عن رسول الله ﷺ	ابوهریرة	3423	1954
یا حمیراء! اتحبین ان تنظری الیهم؟!	عائشة	1453	3277
		2580	
یا حمیراء! اتحبین ان تنظری الیهم؟!	عائشة	1453	3277
		2580	
یا حي! یا قیوم! برحمتك استغیث، واصلح	انس بن مالك	3095	227

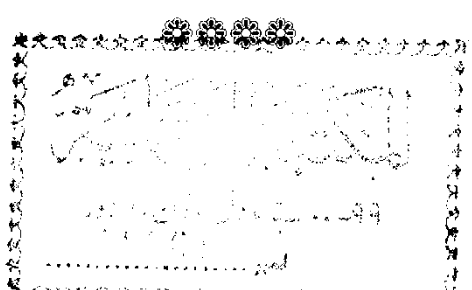
طرف الحديث	اسم الراوی	هذا	المترجم الصحيحة
یاعائشة! لو لا ان قومك حديثو	عائشة	1047	43
یا عبد الله بن عمرو! انك لتصوم الدهر	عبد الله بن عمرو	296	2855
یا عبدالله! ان قد ابتعنا منك جزورا، دعوه	عائشة	3180	2677
یا عثمان! ان لاهلك عليك حقا	سعدبن ابی وقاص		394
یا عثمان! انی لم اومر بالرهبانية، ارغبت عن	سعدبن ابی وقاص		394
یاعدی! اطرح هذا الوثن	عدی بن حاتم	126	3293
یا عقبة بن عامر! الا اعلمك سورا ما انزلت	عقبة بن عامر	2942	2861
یا عقبة بن عامر! الا اعلمك سورا ما انزلت	عقبة بن عامر	2879	891
یا عقبة بن عامر! املك لسانك، وابك على	عقبة بن عامر	2942	2861
یا عقبة بن عامر! صل من قطعك	عقبة بن عامر	2942	2861
یا عقبة بن عامر! صل من قطعك	عقبة بن عامر	2879	891
یا علی! اصب من هذا	ام المنذر بنت قيس	1658	59
یا عم! اكثر الدعاء بالعافية	ابن عباس	3041	1523
یاعمر! انما ارسلت بها اليك لتبعث بها وجها	انس	3520	3346
یا عمر! ما حملك على ما فعلت؟	ابوهريرة	33	3981
یا عمرو! ان الله عز وجل قد احسن	عمروبن فلان الانصاری		2682
یا غلام! اذا اكلت؛ فقل: بسم الله	عمر بن ابی سلمة	1827	344
		1830	
یا فاطمة! ۔هی: بنت قيس۔ ان الحق	فاطمة بنت قيس	928	2978
یا فاطمة! الا ترضين ان تكونی سيدة نساء	عائشة ام المؤمنين	3284	2948
یا فاطمة! ايسرك ان يقول الناس	ثوبان		411
یا فلان! فعلت كذا؟	انس	2484	3064
یا معاذ! انك عسى ان لا تلقانی بعد عامی	معاذ	1753	2497
		4066	
یا معاذ! ثكلت امك وهل يكب	عبادة بن الصامت	2301	412
یا معشر الانصار! انا عبد الله ورسوله	انس بن مالك	2073	2109
		2500	
یا معشر الانصار! حمروا وصفروا	ابوامامة		1245
یا معشر التجار!	البراء بن عازب	1138	1458
یا معشر قريش! انه ليس	ابن عباس	3564	3208
یامعشر المهاجرين والانصار! ان من اخوانكم	جابر بن عبد الله	929	309
یامعشر المهاجرين! خمس اذا ابتليتم بهن	عبد الله بن عمر	966	106
یامعشر النساء! تصدقن فما رايت من نواقص	ابوهريرة	813	3142
یانعايا العرب! یانعايا العرب! ان اخوف ما	عبدالله بن زيدبن عاصم	2302	508

طرف الحديث	اسم الراوی	هذا	المترجم الصحيحة
یاهؤلاء!اذا سمعتم بجيش قد خسف به قريبا	بقيرة امرأة القعقاع	3593	1355
يا ولى الاسلام واهله	انس	3014	1476
يا ولى الاسلام واهله، ثبتنى به	انس بن مالك	3015	1823
يا ايها الناس عليكم بتقواكم، ولا	انس بن مالك	3198	1097
يبايع لرجل بين الركن والمقام	ابوقتادة	3553	2743
يبايع لرجل بين الركن والمقام	ابوهريرة	3554	579
يبصر احدكم القذاة فى عين اخيه	ابوهريرة	2880	33
يبعث مناد عند حضرة كل صلاة فيقول	عبد الله بن مسعود	549	2520
يبعث الناس حفاة عراة غرلا	سودةزوج النبیﷺ	3707	3469
يبعث الناس يوم القيامة، فاكون انا	كعب بن مالك	3709	2370
		4036	
يتبع الدجال من يهود اصبهان سبعون الفا	انس بن مالك	3652	3080
يتبع الميت الى قبره ثلاثة: اهله، وماله	انس بن مالك	1781	3299
يتجلى لنا ربنا عز وجل يوم القيامة ضاحكا	ابوموسى	3559	755
يتركون المدينة على خير ما كانت	ابوهريرة	3655	683
يجاء بالرجل يوم القيامة، فيلقى	اسامة	4019	292
يجزئك الصعيد ولو لم تجد الماء	ابوهريرة	????	3029
يجزى من الوضوء مد، ومن الغسل صاع	انس بن مالك	420	2447
يجزى من الوضوء مد، ومن الغسل صاع	جابر بن عبد الله	420	2447
يجزى من الوضوء مد، ومن الغسل صاع	عبد الله بن عباس	420	2447
يجزى من الوضوء مد، ومن الغسل صاع	عقيل بن ابى طالب	420	2447
يجئ الرجل آخذا بيد الرجل	عبد الله بن مسعود	1190	2698
يجئ الرجل يوم القيامة من الحسنات ما	سلمان	296م	3373
يجئ صاحب النخامة فى القبلة يوم القيامة	ابن عمر	????	223
يجئ القرآن يوم القيامة كالرجل الشاحب	ابوهريرة	2891	2829
يجئ النبى ومعه الرجلان، ويجئ النبى	ابو سعيد الخدرى	3748	2448
يجير على امتى ادناهم	ابوهريرة	2303	2449
يحشر الناس على ثلاث طرائق: راغبين	ابوهريرة	3604	3395
يحلها۔ يعنى مكة۔ ويحل به	عبد الله بن عمرو	3749	2462
يخرج عنق من الناريتكلم يقول: وكلت اليوم	ابوسعيد الخدرى	4020	2699
يخرج عنق من الناريوم القيامةلهاعينان تبصران	ابوهريرة	2864	512
		2865	
يخرج في آخر امتي المهدى؛ يسقيه الله الغيث	ابو سعيد	3633	711
يخرج من (عدن ابين) اثنا عشر الفا	ابن عباس	3531	2782

طرف الحديث	اسم الراوی	هذا	المترجم الصحيحة
		3750	
يخرج من النار من كان فی قلبه	ابوسعيد الخدری	3930	2450
يدخل اهل الجنةالجنة ، فيبقی منها ما شاء الله	انس	3934	2540
يدخل من هذا الباب رجل من خير ذی يمن	جرير	3436	3193
يدرس الاسلام كما يدرس وشی الثوب	حذيفة بن اليمان	3751	87
يذهب الصالحون، الاول فالاول	مرداس الاسلمی	3668	2993
يرحمك الله ، ان خير نساء ركبن اعجاز الابل	ابن عباس	3384	2523
يرد الناس كلهم النار ، ثم	عبد الله بن مسعود	4021	311
يرضخ مما رزقه الله	ابوذر	2560	2669
يسرا ولا تعسرا، وبشرا ولا تنفرا	ابوموسی	368	1151
		3769	
يسلم الراكب علی الراجل	عبدالرحمن بن شبل	2637	1147
يسلم الراكب علی الماشی	ابوهريرة	2639	1145
يسلم الراكب علی الماشی	جابر	2640	1146
يسلم الراكب علی الماشی ، واذا سلم من	زيد بن اسلم	2636	1148
يسلم الصغير علی الكبير	ابوهريرة	2641	1149
يسلم الفارس علی الماشی	فضالة بن عبيد	2638	1150
يسمونها بغير اسمها	عائشة	3691	89
يصبح علی كل سلامی من احدكم صدقة	ابوذر	486	577
		721	
يصنع لاخرق	ابو ذر	2560	2669
يضحك الله الی رجلين يقتل احدهما الآخر	ابوهريرة	2881	1074
يطلع عليكم اهل اليمن كانهم السحاب	جبير بن مطعم	3324	3437
		3528	
يطلع الله تبارك وتعالی الی خلقه ليلة النصف	ابوبكر الصديق	297	1144
يطلع الله تبارك وتعالی الی خلقه ليلة النصف	ابو ثعلبة الخشنی	297	1144
يطلع الله تبارك وتغالی الی خلقه ليلة النصف	ابوموسی الاشعری	297	1144
يطلع الله تبارك وتعالی الی خلقه ليلة النصف	ابوهريرة	297	1144
يطلع الله تبارك وتعالی الی خلقه ليلة النصف	عائشة	297	1144
يطلع الله تبارك وتعالی الی خلقه ليلة النصف	عبد الله بن عمرو	297	1144
يطلع الله تبارك وتعالی الی خلقه ليلة النصف	عوف بن مالك	297	1144
يطلع الله تبارك وتعالی الی خلقه ليلة النصف	معاذ بن جبل	297	1144
يطهرها الماء والقرظ	ميمونةزوج النبیﷺ	1883	2163
يظهر هذا الدين حتی يجاوز البحار	العباس بن عبد المطلب	3752	3230

طــرف الـحــــديث	اسم الراوی	هــذا	المترجم الصحيحة
يحتمل بيديه فينفع نفسه ويتصدق	ابوموسى الاشعرى	2802	573
يعجب ربكم من راعى غنم فى راس شظية	عقبة بن عامر	592	41
يعذب ناس من اهل التوحيد فى النار	جابر	298	2451
يعطى الشاعر ومن تخافون من لسانه	ابوهريرة	2795	1461
يعق عن الغلام، ولا يمس راسه	عبد المزنى	1808	2452
		1576	
يعمد الشيطان الى احدكم فيتهول له	ابوهريرة	198	2453
يعيش هذا الغلام قرنا	عبد الله بن بسر	3494	2660
يعين ذا الحاجة الملهوف	ابو موسى الاشعرى	2802	573
يعين مغلوبا	ابو ذر	2560	2669
يغفر الله لك يا ابا بكر	ابو الدرداء		3144
يفتح ياجوج وماجوج، يخرجون على الناس	ابوسعيد الخدرى	3661	1793
يقال لصاحب القرآن: اقرا وارتق	عبد الله بن عمرو	2892	2240
يقتص الخلق بعضهم من بعض، حتى	ابوهريرة	3699	1967
يقضى الله بين خلقه الجن والانس	ابوهريرة	3698	1966
يقول الله عزوجل يوم القيامة: يا آدم! ثلث	ابوسعيد الخدرى	3718	3250
يقول الله عزوجل: استقرضت عبدى فلم	ابوهريرة	208	3477
		282	
يقول الله عزوجل: من عمل حسنة فله عشر	ابو ذر	16	581
		209	
يقول الله عزوجل: وعزتى لا اجمع على	الحسن	2346	2666
يقول الله: لاهون اهل النار عذابا يوم	انس	4022	172
يقول الله: يا بن آدم! انى تعجزنى	بسر بن جحاش	3908	1099
يقول الله. يا بن آدم! انى تعجزنى وقد	بسربن جحاش القرشى	989	1143
يكتب فى كل اشارة يشير الرجل	عقبة بن عامر	774	3286
يكشف ربنا عن ساقه؛ فيسجد له	ابوسعيد الخدرى	3563	583
		3753	
يكفيك الماء ولايضرك اثره	ابوهريرة		298
يكون امراء فلايرد عليهم قولهم، يتهافتون فى	معاوية بن ابى سفيان	1387	1790
يكون خلف من بعد ستين سنة	ابوسعيد الخدرى	814	3034
يكون فى آخر امتى خليفة	جابر بن عبد الله	1408	3072
		3754	4001
يكون فى آخر امتى خليفة	جابر بن عبد الله	3754	3072
			4001

طرف الحديث	اسم الراوی	هـذا	المترجم الصحيحة
یکون فی هذه الامة فی آخر الزمان رجال	ابو امامة	3755	1893
یکون کنز احدکم یوم القیامة شجاعا اقرع	ابوهريرة	974	558
یکون من بعدی اثنا عشر امیرا کلهم	جابر بن سمرة	3548	1075
یلتقی الماء ان ، فان علا ماء المرأة	ابن عباس	3882	1872
یمسك عن الشر فانها صدقة	ابو موسى الاشعری	2802	573
الیمین الکاذبة منفقة للسلعة	ابوهريرة	1417	3363
یمین الله ملأی ، لایغیضها نفقة ، سحاء	ابوهريرة	2	3550
ینزل عیسی ابن مریم ، فیقول امیرهم المهدی:	جابر	3634	2236
		3641	
ینشأ نشأ یقرؤون القرآن ، لایجاوز	ابن عمر	3658	2455
یوشك الأمم ان تداعی علیکم کما تداعی	ثوبان	3757	958
یوشك ان تطلبوا فی قراکم هذه طستا	عبد الله	3516	3078
		3758	
یوشك ان یؤمر علیهم الرویجل	عبد الله بن وزاج	3759	3424
یوشك ان یغلب علی الدنیا لکع بن لکع	رجل من اصحاب النبی ﷺ	3760	1505
یوشك اهل الشام ان لا یجبی الیهم دینار	جابر بن عبد الله	3754	3072
			4001
یوشك اهل الشام ان لا یجبی الیهم دینار	جابر بن عبد الله	3754	3072
			4001
یوشك اهل العراق ان لا یجبی الیهم قفیز ولا	جابر بن عبدالله	3754	3072
			4001
یوشك اهل العراق ان لا یجبی الیهم قفیز ولا	جابر بن عبد الله	3754	3072
			4001
یوشك شبعان علی اریکته یقول:	المقدام بن معدی کرب	313	2870
یوشك الناس یتساء لون بینهم	ابوهريرة	28	118
یوشك یا معاذ! ان طالت بك حیاة ان تری	معاذ بن جبل	3761	1210
یوضع المیزان یوم القیامة؛ فلو وزن فیه السماوات	سلمان	3762	941
یوم القیامة کقدر ما بین الظهر والعصر	ابوهريرة	3763	2456



یادداشتیں